سُنَنِ نسائی

جلد اوّل

تالیف

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دارالعلم ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی یف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

مترجم

سُنَن نَسائی

جلد اوّل

سلسلہ اشاعت نمبر 135

نام کتاب : مترجم سنن نسائی

نام مولف : إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله

نام مترجم : فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

جلد : اول

طبع دوم : اگست ۲۰۱۳ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

طابع : محمد اکرم مختار

ناشر : دار العلم، ممبئی

دار العلم ممبئی

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

سنن نسائی
مترجم

جلد اوّل

كتاب الطهارة ـــ كتاب المواقيت أحاديث: 1 ـــ 626

تالیف

امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

فرمانِ باری

وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا

(الحشر ۵۹:۷)

اور اللہ کے رسول جو کچھ تمھیں دیں ، وہ لے لو

اور جس چیز سے تمھیں روک دیں، اس سے رک جاؤ۔

فرمانِ رسول

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَأْبَى قَالَ:

مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى

(صَحِيحُ الْبُخَارِي كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، حديث ۷۲۸۰)

میری ساری امت جنت میں جائے گی مگر وہ شخص (نہیں جائے گا) جس نے (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون (بدبخت) انکار کرے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

جس نے میری فرماں برداری کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی یقیناً اس نے (جنت میں جانے سے خود ہی) انکار کیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین (جلد اول)

عرض ناشر 27

عرض مترجم 32

مقدمہ 35

مؤلف سنن النسائی ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ 51

سنن نسائی اور اس کی امتیازی خصوصیات 58

اصطلاحات محدثین 69

کتب احادیث کی اقسام 74

کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات 76

١- كِتَابُ الطَّهَارَةِ	طہارت سے متعلق احکام ومسائل	79
١- تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَوٰةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ'' کی تفسیر	86
٢- بَابُ السِّوَاكِ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ	باب: جب رات کو نیند سے اٹھے تو مسواک کرے	87
٣- بَابٌ كَيْفَ يَسْتَاكُ	باب: مسواک کیسے کرے؟	87
٤- بَابٌ هَلْ يَسْتَاكُ الْإِمَامُ بِحَضْرَةِ رَعِيَّتِهِ	باب: کیا حاکم اپنے ماتحتوں کے سامنے مسواک کر سکتا ہے؟	88
٥- اَلتَّرْغِيبُ فِي السِّوَاكِ	باب: مسواک کرنے کی ترغیب	89
٦- اَلْإِكْثَارُ فِي السِّوَاكِ	باب: کثرت سے مسواک کرنے کی تاکید	90
٧- اَلرُّخْصَةُ فِي السِّوَاكِ بِالْعَشِيِّ لِلصَّائِمِ	باب: روزے دار کو پچھلے پہر مسواک کرنے کی اجازت ہے	91
٨- اَلسِّوَاكُ فِي كُلِّ حِينٍ	باب: مسواک ہر وقت کی جا سکتی ہے	92

ذكر الفطرة	امورِ فطرت کا بیان	92
٩- اَلْاِخْتِتَانُ	باب: ختنہ کروانا	92
١٠- تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ	باب: ناخن تراشنا	93
١١- نَتْفُ الْإِبْطِ	باب: بغلوں کے بال اکھیڑنا	94
١٢- حَلْقُ الْعَانَةِ	باب: زیر ناف کے بال مونڈنا	94
١٣- قَصُّ الشَّارِبِ	باب: مونچھیں کاٹنا	95
١٤- اَلتَّوْقِيتُ فِي ذٰلِكَ	باب: ان کاموں کے لیے مدت کا تعین	96
١٥- إِحْفَاءُ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللُّحٰى	باب: مونچھیں ختم کرنا اور ڈاڑھی رکھنا	96
١٦- اَلْإِبْعَادُ عِنْدَ إِرَادَةِ الْحَاجَةِ	باب: قضائے حاجت کے لیے دور جانا	97
١٧- اَلرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ ذٰلِكَ	باب: دور نہ جانے کی رخصت	98
١٨- اَلْقَوْلُ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ	باب: بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت کی دعا	100
١٩- اَلنَّهْيُ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ	باب: قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا منع ہے	101
٢٠- اَلنَّهْيُ عَنِ اسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ	باب: قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف پیٹھ کرنا بھی منع ہے	101
٢١- اَلْأَمْرُ بِاسْتِقْبَالِ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ الْحَاجَةِ	باب: قضائے حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم	102
٢٢- اَلرُّخْصَةُ فِي ذٰلِكَ فِي الْبُيُوتِ	باب: گھروں میں اس کی اجازت ہے	102
٢٣- بَابُ النَّهْيِ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ عِنْدَ الْحَاجَةِ	باب: قضائے حاجت کے دوران میں شرم گاہ کو دایاں ہاتھ لگانا منع ہے	103
٢٤- اَلرُّخْصَةُ فِي الْبَوْلِ فِي الصَّحْرَاءِ قَائِمًا	باب: کھلی جگہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	104
٢٥- اَلْبَوْلُ فِي الْبَيْتِ جَالِسًا	باب: گھر میں بیٹھ کر پیشاب کرنا	105
٢٦- اَلْبَوْلُ إِلٰى سُتْرَةٍ يَسْتَتِرُ بِهَا	باب: ایسی اوٹ کی طرف پیشاب کرنا جس سے پردہ حاصل ہو	106

عربی عنوان	اردو عنوان	صفحہ
٢٧- اَلتَّنَزُّهُ عَنِ الْبَوْلِ	باب: پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچنا	107
٢٨- بَابُ الْبَوْلِ فِي الْإِنَاءِ	باب: برتن میں پیشاب کرنا	109
٢٩- اَلْبَوْلُ فِي الطَّسْتِ	باب: تھال جیسے برتن میں پیشاب کرنا	109
٣٠- كَرَاهِيَةُ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ	باب: بل میں پیشاب کرنا مکروہ (منع) ہے	110
٣١- اَلنَّهْيُ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ	باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے	111
٣٢- كَرَاهِيَةُ الْبَوْلِ فِي الْمُسْتَحَمِّ	باب: غسل خانے میں پیشاب کرنا منع ہے	111
٣٣- اَلسَّلَامُ عَلَى مَنْ يَبُولُ	باب: پیشاب کرتے ہوئے شخص کو سلام کہنا	112
٣٤- رَدُّ السَّلَامِ بَعْدَ الْوُضُوءِ	باب: وضو کرنے کے بعد سلام کا جواب دینا	113
٣٥- اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ بِالْعَظْمِ	باب: ہڈی سے صفائی کرنا منع ہے	113
٣٦- اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ بِالرَّوْثِ	باب: لید کے ساتھ صفائی کرنا منع ہے	114
٣٧- اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِكْتِفَاءِ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ	باب: صفائی میں تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفا کرنا منع ہے	115
٣٨- اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرَيْنِ	باب: (بحالت مجبوری) دو ڈھیلوں سے صفائی کرنے کی رخصت	115
٣٩- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرٍ وَاحِدٍ	باب: ایک ڈھیلے سے صفائی کرنے کی رخصت	116
٤٠- اَلْاِجْتِزَاءُ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِالْحِجَارَةِ دُونَ غَيْرِهَا	باب: صفائی کے لیے صرف ڈھیلے کافی ہیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں	117
٤١- اَلْاِسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ	باب: پانی سے استنجا کرنا	118
٤٢- اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ	باب: دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت	119
٤٣- بَابُ دَلْكِ الْيَدِ بِالْأَرْضِ بَعْدَ الْاِسْتِنْجَاءِ	باب: استنجا کرنے کے بعد ہاتھ زمین پر ملنا	120
٤٤- بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَاءِ	باب: (قلیل اور کثیر) پانی کی تحدید	122
٤٥- تَرْكُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَاءِ	باب: پانی میں کوئی حد بندی نہیں	123
٤٦- بَابُ الْمَاءِ الدَّائِمِ	باب: کھڑے پانی کا حکم	126
٤٧- بَابٌ فِي مَاءِ الْبَحْرِ	باب: سمندری پانی کا حکم	127
٤٨- بَابُ الْوُضُوءِ بِالثَّلْجِ	باب: برف سے وضو کرنے کا بیان	128

٤٩- اَلْوُضُوءُ بِمَاءِ الثَّلْجِ	باب: برف کے پانی سے وضو کرنے کا بیان	129
٥٠- بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَرَدِ	باب: اولوں کے پانی سے وضو کرنے کا بیان	130
٥١- سُؤْرُ الْكَلْبِ	باب: کتے کے جوٹھے کا بیان	130
٥٢- اَلْأَمْرُ بِإِرَاقَةِ مَا فِي الْإِنَاءِ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ	باب: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو مشروب کو بہادینے کا حکم	131
٥٣- بَابُ تَعْفِيرِ الْإِنَاءِ الَّذِي وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ بِالتُّرَابِ	باب: جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اسے مٹی سے دھونے کا بیان	132
٥٤- سُؤْرُ الْهِرَّةِ	باب: بلی کے جوٹھے کا حکم	133
٥٥- بَابُ سُؤْرِ الْحِمَارِ	باب: گدھے کے جوٹھے کا حکم	134
٥٦- بَابُ سُؤْرِ الْحَائِضِ	باب: حائضہ عورت کے جوٹھے کا حکم	135
٥٧- بَابُ وُضُوءِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا	باب: مردوں اور عورتوں کا اکٹھے وضو کرنا	136
٥٨- بَابُ فَضْلِ الْجُنُبِ	باب: جنبی کے غسل سے بچے ہوئے پانی کا حکم	136
٥٩- بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ	باب: پانی کی کم از کم مقدار جو آدمی کو وضو کے لیے کافی ہے	137
٦٠- بَابُ النِّيَّةِ فِي الْوُضُوءِ	باب: وضو میں نیت کا مسئلہ	138
٦١- اَلْوُضُوءُ مِنَ الْإِنَاءِ	باب: برتن سے (پانی لے لے کر) وضو کرنا	139
٦٢- بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ	باب: وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے	140
٦٣- بَابُ صَبِّ الْخَادِمِ الْمَاءَ عَلَى الرَّجُلِ لِلْوُضُوءِ	باب: خادم وضو کے دوران میں اعضاء پر پانی ڈالے تو کوئی حرج نہیں	141
٦٤- اَلْوُضُوءُ مَرَّةً مَرَّةً	باب: اعضائے وضو کو ایک ایک دفعہ دھونا	142
٦٥- بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا	باب: اعضائے وضو کو تین تین بار دھونا	143
صِفَةُ الْوُضُوءِ	وضو کا طریقہ	143
٦٦- غَسْلُ الْكَفَّيْنِ	باب: ہتھیلیاں دھونا	143
٦٧- كَمْ تُغْسَلَانِ	باب: ہتھیلیاں کتنی بار دھوئی جائیں؟	145
٦٨- اَلْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ	باب: کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا	145

٦٩- بِأَيِّ الْيَدَيْنِ يَتَمَضْمَضُ	باب: کس ہاتھ سے کلی کرے؟	147
٧٠- [اِتِّخَاذُ] الاِسْتِنْشَاقِ	باب: ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا	147
٧١- اَلْمُبَالَغَةُ فِي الاِسْتِنْشَاقِ	باب: ناک میں خوب زور سے پانی کھینچنا	148
٧٢- اَلأَمْرُ بِالاِسْتِنْثَارِ	باب: ناک کو جھاڑنے کا حکم	149
٧٣- بَابُ الأَمْرِ بِالاِسْتِنْثَارِ عِنْدَ الاِسْتِيقَاظِ مِنَ النَّوْمِ	باب: نیند سے جاگنے کے بعد ناک جھاڑنے کا حکم	150
٧٤- بِأَيِّ الْيَدَيْنِ يَسْتَنْثِرُ	باب: ناک کس ہاتھ سے جھاڑے؟	151
٧٥- بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ	باب: چہرہ دھونا	151
٧٦- عَدَدُ غَسْلِ الْوَجْهِ	باب: چہرہ کتنی دفعہ دھویا جائے؟	152
٧٧- غَسْلُ الْيَدَيْنِ	باب: بازوؤں کو دھونا	153
٧٨- بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ	باب: وضو کا بیان	154
٧٩- عَدَدُ غَسْلِ الْيَدَيْنِ	باب: بازو کتنی دفعہ دھوئیں جائیں؟	154
٨٠- بَابُ حَدِّ الْغَسْلِ	باب: ہاتھ کہاں تک دھوئے جائیں؟	155
٨١- بَابُ صِفَةِ مَسْحِ الرَّأْسِ	باب: سر کے مسح کا طریقہ	156
٨٢- عَدَدُ مَسْحِ الرَّأْسِ	باب: سر کے مسح کی تعداد	157
٨٣- بَابُ مَسْحِ الْمَرْأَةِ رَأْسَهَا	باب: عورت بھی اپنے (پورے) سر کا مسح کرے	158
٨٤- مَسْحُ الأُذُنَيْنِ	باب: کانوں کا مسح کرنا	160
٨٥- بَابُ مَسْحِ الأُذُنَيْنِ مَعَ الرَّأْسِ وَمَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّهُمَا مِنَ الرَّأْسِ	باب: کانوں کا مسح سر کے ساتھ کرنا اور اس بات کی دلیل کہ کان سر کا حکم رکھتے ہیں	160
٨٦- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ	باب: پگڑی پر مسح کرنے کا بیان	163
٨٧- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ مَعَ النَّاصِيَةِ	باب: پگڑی پر پیشانی سمیت مسح کا ذکر	164
٨٨- بَابُ كَيْفَ الْمَسْحُ عَلَى الْعِمَامَةِ	باب: عمامے (پگڑی) پر مسح کیسے کیا جائے؟	165
٨٩- بَابُ إِيجَابِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ	باب: پاؤں کو دھونا واجب ہے	167
٩٠- بَابٌ بِأَيِّ الرِّجْلَيْنِ يَبْدَأُ بِالْغَسْلِ	باب: کس پاؤں کو پہلے دھوئے؟	168
٩١- غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ بِالْيَدَيْنِ	باب: پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے دھونا	169

باب	عنوان	صفحہ
٩٢- اَلأَمْرُ بِتَخْلِيلِ الأَصَابِعِ	باب: انگلیوں کے خلال کا حکم	170
٩٣- عَدَدُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ	باب: پاؤں کتنی بار دھوئے جائیں؟	170
٩٤- بَابُ حَدِّ الْغَسْلِ	باب: پاؤں کہاں تک دھوئے جائیں؟	171
٩٥- بَابُ الْوُضُوءِ فِي النِّعَالِ	باب: جوتوں سمیت وضو کرنا	172
٩٦- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ	باب: موزوں پر مسح کا بیان	173
٩٧- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ	باب: سفر میں موزوں پر مسح کرنا	176
٩٨- بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ	باب: مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت	177
٩٩- اَلتَّوْقِيتُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُقِيمِ	باب: مقیم شخص کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت	178
١٠٠- صِفَةُ الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ	باب: وضو ٹوٹے بغیر دوبارہ وضو کرنے کا طریقہ	179
١٠١- اَلْوُضُوءُ لِكُلِّ صَلَاةٍ	باب: ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا (مستحب ہے)	180
١٠٢- بَابُ النَّضْحِ	باب: وضو کے بعد شرم گاہ پر پانی کے چھینٹے مارنا	182
١٠٣- بَابُ الْاِنْتِفَاعِ بِفَضْلِ الْوُضُوءِ	باب: وضو سے بچے ہوئے پانی سے فائدہ اٹھانا	183
١٠٤- بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ	باب: وضو کی فرضیت	185
١٠٥- اَلْاِعْتِدَاءُ فِي الْوُضُوءِ	باب: وضو کرتے وقت مقررہ حد سے تجاوز کرنا (منع ہے)	186
١٠٦- اَلأَمْرُ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ	باب: وضو مکمل اور اچھی طرح کرنے کا حکم	186
١٠٧- بَابُ الْفَضْلِ فِي ذٰلِكَ	باب: اسباغ کی فضیلت	188
١٠٨- ثَوَابُ مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ	باب: مسنون وضو کرنے کا ثواب	189
١٠٩- اَلْقَوْلُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوءِ	باب: وضو سے فارغ ہونے کے بعد کیا پڑھا جائے؟	192
١١٠- حِلْيَةُ الْوُضُوءِ	باب: وضو کا زیور	192
١١١- بَابُ ثَوَابِ مَنْ أَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ	باب: اس شخص کا ثواب جس نے اچھی طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں	194
١١٢- بَابُ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَمَا لَا يَنْقُضُ: اَلْوُضُوءُ مِنَ الْمَذْيِ	باب: کون سی چیزیں وضو توڑتی ہیں اور کون سی نہیں۔ مذی سے وضو کرنے کا بیان	195
١١٣- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ	باب: بول و براز کی وجہ سے وضو	199

١١٤- اَلْوُضُوءُ مِنَ الْغَائِطِ	باب: قضائے حاجت کی وجہ سے (بھی) وضو (واجب ہوتا ہے)	200
١١٥- اَلْوُضُوءُ مِنَ الرِّيحِ	باب: ہوا (خارج ہونے) کی وجہ سے وضو	200
١١٦- اَلْوُضُوءُ مِنَ النَّوْمِ	باب: نیند کی وجہ سے وضو	201
١١٧- بَابُ النُّعَاسِ	باب: اونگھ کا بیان	202
١١٨- اَلْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ	باب: عضو مخصوص کو چھونے سے وضو (ٹوٹ جاتا ہے)	202
١١٩- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ ذٰلِكَ	باب: عضو مخصوص کو چھونے سے وضو نہ کرنا	204
١٢٠- تَرْكُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ	باب: آدمی اپنی عورت کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگائے تو وضو واجب نہیں	206
١٢١- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ	باب: بوسہ دینے کے بعد وضو نہ کرنا	208
١٢٢- بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ	باب: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو	209
١٢٣- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ	باب: آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو نہ کرنا	213
١٢٤- اَلْمَضْمَضَةُ مِنَ السَّوِيقِ	باب: ستو کھانے کے بعد کلی کرنا	215
١٢٥- اَلْمَضْمَضَةُ مِنَ اللَّبَنِ	باب: دودھ پینے کے بعد کلی کرنا	216
ذِكْرُ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَمَا لَا يُوجِبُهُ	**کون سی چیزیں غسل واجب کرتی ہیں اور کون سی نہیں؟**	217
١٢٦- غُسْلُ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ	باب: جب کافر مسلمان ہو تو غسل کرے	217
١٢٧- تَقْدِيمُ غُسْلِ الْكَافِرِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُسْلِمَ	باب: کافر اسلام لانے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل کرے (پھر اسلام لائے۔)	218
١٢٨- اَلْغُسْلُ مِنْ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ	باب: مشرک کی لاش دبانے کے بعد غسل کرنا چاہیے	219
١٢٩- بَابُ وُجُوبِ الْغُسْلِ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ	باب: جب مرد وعورت کی شرم گاہیں آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے	219
١٣٠- اَلْغُسْلُ مِنَ الْمَنِيِّ	باب: منی خارج ہونے سے غسل	221
١٣١- غُسْلُ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ	باب: عورت خواب میں وہی کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو اس پر غسل واجب ہے	222

١٣٢- بَابُ الَّذِي يَحْتَلِمُ وَلَا يَرَى الْمَاءَ	باب: (اس شخص کا حکم) جسے احتلام ہو جائے اور وہ (جاگنے پر) پانی (منی) نہ دیکھے	225
١٣٣- بَابُ الْفَصْلِ بَيْنَ مَاءِ الرَّجُلِ وَمَاءِ الْمَرْأَةِ	باب: مرد اور عورت کی منی میں فرق	225
١٣٤- ذِكْرُ الْاِغْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ	باب: حیض (کے اختتام) سے غسل کا ذکر	226
١٣٥- ذِكْرُ الْأَقْرَاءِ	باب: حیض کا بیان	23
١٣٦- ذِكْرُ اغْتِسَالِ الْمُسْتَحَاضَةِ	باب: استحاضہ والی عورت کے غسل کا ذکر	234
١٣٧- بَابُ الْاِغْتِسَالِ مِنَ النِّفَاسِ	باب: بچے کی پیدائش کے بعد آنے والے خون پر غسل کرنا	235
١٣٨- بَابُ الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ	باب: حیض اور استحاضے کے خون کا فرق	235
١٣٩- بَابُ النَّهْيِ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ	باب: جنبی کو ٹھہرے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت	239
١٤٠- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَالْاِغْتِسَالِ مِنْهُ	باب: ٹھہرے پانی میں پیشاب نے، پھر اس سے غسل کرنے کی ممانعت	240
١٤١- بَابُ ذِكْرِ الْاِغْتِسَالِ أَوَّلَ اللَّيْلِ	باب: رات کے شروع ہی میں غسل کر لینا	240
١٤٢- اَلْاِغْتِسَالُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَآخِرَهُ	باب: غسل جنابت رات کے شروع میں بھی ہو سکتا ہے اور آخر میں بھی	241
١٤٣- بَابُ ذِكْرِ الْاِسْتِتَارِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ	باب: غسل کرتے وقت لوگوں سے پردہ کرنے کا بیان	241
١٤٤- بَابُ ذِكْرِ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَاءِ لِلْغُسْلِ	باب: پانی کی وہ مقدار جس پر آدمی غسل کے لیے اکتفا کر سکتا ہے	243
١٤٥- بَابُ ذِكْرِ الدَّلَالَةِ عَلَى أَنَّهُ لَا وَقْتَ فِي ذٰلِكَ	باب: اس بات کی دلیل کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں	245
١٤٦- بَابُ ذِكْرِ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ	باب: مرد اور اس کی بیوی کا (بیک وقت) ایک برتن سے غسل کرنا	246
١٤٧- بَابُ ذِكْرِ النَّهْيِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ بِفَضْلِ الْجُنُبِ	باب: جنبی کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے کی ممانعت	248

١٤٨- بَابُ الرُّ فِي ذٰلِكَ	باب: اس کی رخصت	249
١٤٩- بَابُ ذِكْرِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْقَصْعَةِ الَّتِي يُعْجَنُ فِيهَا	باب: ایسے پیالے سے غسل کرنا جس میں آٹا گوندھا جاتا ہو	250
١٥٠- بَابُ ذِكْرِ تَرْكِ الْمَرْأَةِ نَقْضَ ضُفُرِ رَأْسِهَا عِنْدَ اغْتِسَالِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ	باب: غسل جنابت کے وقت عورت کا اپنے سر کی مینڈھیاں نہ کھولنے کا ذکر	251
١٥١- بَابُ ذِكْرِ الْأَمْرِ بِذٰلِكَ لِلْحَائِضِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ لِلْإِحْرَامِ	باب: حائضہ عورت کو غسلِ احرام کے وقت مینڈھیاں کھولنے کا حکم	252
١٥٢- ذِكْرُ غَسْلِ الْجُنُبِ [يَدَيْهِ] قَبْلَ أَنْ [يُدْخِلَهُمَا] الْإِنَاءَ	باب: جنبی کو اپنے ہاتھ برتن میں ڈالنے سے پہلے دھو لینے کا بیان	253
١٥٣- بَابُ ذِكْرِ عَدَدِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ إِدْخَالِهِمَا الْإِنَاءَ	باب: برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے کتنی دفعہ دھونے چاہئیں؟	254
١٥٤- إِزَالَةُ الْجُنُبِ الْأَذٰى عَنْ جَسَدِهِ بَعْدَ غَسْلِ يَدَيْهِ	باب: جنبی کو ہاتھ دھونے کے بعد اپنے جسم سے نجاست صاف کرنی چاہیے	254
١٥٥- بَابُ إِعَادَةِ الْجُنُبِ غَسْلَ يَدَيْهِ بَعْدَ إِزَالَةِ الْأَذٰى عَنْ جَسَدِهِ	باب: جنبی کو جسم سے نجاست دور کرنے کے بعد دوبارہ ہاتھ دھونے چاہئیں	255
١٥٦- ذِكْرُ وُضُوءِ الْجُنُبِ قَبْلَ الْغُسْلِ	باب: جنبی کو غسل سے پہلے وضو بھی کرنا چاہیے	256
١٥٧- بَابُ تَخْلِيلِ الْجُنُبِ رَأْسَهُ	باب: جنبی کو (دوران غسل) اپنے سر کا خلال کرنا چاہیے	256
١٥٨- بَابُ ذِكْرِ مَا يَكْفِي الْجُنُبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلٰى رَأْسِهِ	باب: جنبی کے لیے سر پر کتنا پانی بہانا کافی ہے؟	257
١٥٩- بَابُ ذِكْرِ الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ	باب: غسل حیض کا طریقہ	258
١٦٠- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ بَعْدِ الْغُسْلِ	باب: (مسنون) غسل کے بعد ... کرنا	259
١٦١- بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي غَيْرِ الْمَكَانِ الَّذِي يَغْتَسِلُ فِيهِ	باب: (غسل کے آخر میں ... والی جگہ کے بجائے دوسری جگہ دھوئے	260
١٦٢- بَابُ تَرْكِ الْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْغُسْلِ	باب: غسل کے بعد رومال استعمال نہ کرنا	261

١٦٣- بَابُ وُضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ	باب: جنبی کے لیے کھاتے وقت وضو کرنا مستحب ہے	261
١٦٤- بَابُ اِقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلَى غَسْلِ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ	باب: کھانے کے وقت جنبی کا صرف ہاتھ دھونے پر اکتفا کرنا	262
١٦٥- بَابُ اِقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلَى غَسْلِ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَشْرَبَ	باب: کوئی چیز پینے سے پہلے جنبی کا صرف ہاتھ دھونے پر اکتفا کرنا	263
١٦٦- بَابُ وُضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ	باب: جنبی سونے کا ارادہ کرے تو اسے وضو کر لینا چاہیے	263
١٦٧- بَابُ وُضُوءِ الْجُنُبِ وَغَسْلِ ذَكَرِهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ	باب: جنبی سونے کا ارادہ کرے تو شرم گاہ دھو کر وضو کر لے	264
١٦٨- بَابٌ فِي الْجُنُبِ إِذَا لَمْ يَتَوَضَّأْ	باب: جنبی اگر وضو نہ کرے تو؟	264
١٦٩- بَابٌ فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ	باب: جنبی جب دوبارہ جماع کرنا چاہے تو؟	266
١٧٠- بَابُ إِتْيَانِ النِّسَاءِ قَبْلَ إِحْدَاثِ الْغُسْلِ	باب: غسل کرنے سے پہلے کئی بیویوں کے پاس آنا	266
١٧١- بَابُ حَجْبِ الْجُنُبِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ	باب: جنبی کے لیے قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت	267
١٧٢- بَابُ مُمَاسَّةِ الْجُنُبِ وَمُجَالَسَتِهِ	باب: جنبی کو ہاتھ لگانا اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جائز ہے	268
١٧٣- بَابُ اسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ	باب: حیض والی عورت سے کوئی کام کروانا	270
١٧٤- بَابُ بَسْطِ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ	باب: حیض والی عورت مسجد میں چٹائی بچھا سکتی ہے	271
١٧٥- بَابٌ فِي الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ	باب: حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر قرآن مجید پڑھنا	272
١٧٦- بَابُ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا	باب: حیض والی عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے	272
١٧٧- بَابُ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَالشُّرْبِ مِنْ سُؤْرِهَا	باب: حیض والی عورت کے ساتھ کھانا پینا اور اس کا جوٹھا پینا	274
١٧٨- بَابُ الْاِنْتِفَاعِ بِفَضْلِ الْحَائِضِ	باب: حائضہ عورت کے جوٹھے سے فائدہ اٹھانا	275
١٧٩- بَابُ مُضَاجَعَةِ الْحَائِضِ	باب: حالت حیض میں بیوی کے ساتھ لیٹنا	276
١٨٠- بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ	باب: حائضہ عورت (بیوی) کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا	277
١٨١- بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”یہ لوگ آپ سے حیض	

عَنِ الْمَحِيضِ﴾	کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔" کی تفسیر	279
١٨٢- بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى مَنْ أَتَى حَلِيلَتَهُ فِي حَالِ حَيْضَتِهَا بَعْدَ عِلْمِهِ بِنَهْيِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَنْ وَطْئِهَا	باب: جو آدمی باوجود جاننے کے کہ اللہ تعالیٰ نے حیض کی حالت میں جماع سے روکا ہے اپنی بیوی سے اس حال میں جماع کرے تو اس پر کیا تاوان آئے گا؟	280
١٨٣- بَابُ مَا تَفْعَلُ الْمُحْرِمَةُ إِذَا حَاضَتْ	باب: عورت کو احرام کی حالت میں حیض آنے لگے تو کیا کرے؟	281
١٨٤- بَابُ مَا تَفْعَلُ النُّفَسَاءُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ	باب: نفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے؟	282
١٨٥- بَابُ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ	باب: حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو......؟	283
١٨٦- بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ	باب: کپڑے کو منی لگ جائے تو؟	284
١٨٧- بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ	باب: کپڑے سے منی دھونا	284
١٨٨- بَابُ فَرْكِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ	باب: منی کو کپڑے سے کھرچ کر صاف کرنا۔	285
١٨٩- بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ	باب: اس بچے کا پیشاب جس نے ابھی کھانا کھانا شروع نہیں کیا	287
١٩٠- بَابُ بَوْلِ الْجَارِيَةِ	باب: لڑکی کا پیشاب	288
١٩١- بَابُ بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ	باب: جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے پیشاب کا حکم	289
١٩٢- بَابُ فَرْثِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ يُصِيبُ الثَّوْبَ	باب: ماکول اللحم جانور کا گوبر کپڑے کو لگ جائے تو......؟	292
١٩٣- بَابُ الْبُزَاقِ يُصِيبُ الثَّوْبَ	باب: کپڑے کو تھوک لگ جائے تو......؟	293
١٩٤- بَابُ بَدْءِ التَّيَمُّمِ	باب: تیمّم کی ابتدا	295
١٩٥- بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ	باب: حضر (حالتِ اقامت) میں تیمّم کرنا	296
-- اَلتَّيَمُّمُ فِي الْحَضَرِ	باب: حضر (حالتِ اقامت) میں تیمّم کرنا	297
١٩٦- بَابُ التَّيَمُّمِ فِي السَّفَرِ	باب: سفر میں تیمّم کرنا	299
١٩٧- اَلْاِخْتِلَافُ فِي كَيْفِيَّةِ التَّيَمُّمِ	باب: تیمّم کی کیفیت میں اختلاف کا بیان	300

١٩٨- نوعٌ آخرُ مِنَ التَّيَمُّمِ وَالنَّفْخُ فِي الْيَدَيْنِ	باب: تیمّم کی ایک اور صورت اور ہاتھوں پر پھونک مارنا	300
١٩٩- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّيَمُّمِ	باب: تیمّم کی ایک اور صورت	301
-- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّيَمُّمِ	باب: تیمّم کی ایک اور صورت	302
٢٠٠- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور صورت	303
٢٠١- بَابُ تَيَمُّمِ الْجُنُبِ	باب: جنبی کا تیمّم	304
٢٠٢- بَابُ التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ	باب: تیمّم مٹی سے ہونا چاہیے	305
٢٠٣- بَابُ الصَّلَوَاتِ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ	باب: ایک تیمّم کے ساتھ کئی نمازیں	305
٢٠٤- بَابٌ: فِيمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَلَا الصَّعِيدَ	باب: جو آدمی پانی پائے نہ مٹی (تو کیا کرے؟)	306
٢- كِتَابُ الْمِيَاهِ	**پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل**	309
١- بَابُ ذِكْرِ بِئْرِ بُضَاعَةَ	باب: بضاعہ کے کنویں کا ذکر	328
٢- بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَاءِ	باب: (قلیل اور کثیر) پانی کی تحدید	329
٣- اَلنَّهْيُ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ	باب: ٹھہرے پانی میں جنبی کو غسل کرنے کی ممانعت	330
٤- اَلْوُضُوءُ بِمَاءِ الْبَحْرِ	باب: سمندری پانی سے وضو	331
٥- بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ	باب: برف اور اولوں کے پانی سے وضو کرنا	331
٦- بَابُ سُؤْرِ الْكَلْبِ	باب: کتے کا جوٹھا (پانی)	332
٧- بَابُ تَعْفِيرِ الْإِنَاءِ بِالتُّرَابِ مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ فِيهِ	باب: کتا برتن میں منہ ڈال دے تو برتن کو مٹی کے ساتھ صاف کرنا	332
٨- بَابُ سُؤْرِ الْهِرَّةِ	باب: بلی کا جوٹھا	334
٩- بَابُ سُؤْرِ الْحَائِضِ	باب: حیض والی عورت کا جوٹھا	335
١٠- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي فَضْلِ الْمَرْأَةِ	باب: عورت (کے وضو یا غسل) سے بچا ہوا پانی استعمال کرنے کی رخصت	335
١١- بَابُ النَّهْيِ عَنْ فَضْلِ وُضُوءِ الْمَرْأَةِ	باب: عورت (کے وضو یا غسل) سے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کی ممانعت	335
١٢- اَلرُّخْصَةُ فِي فَضْلِ الْجُنُبِ	باب: جنبی (کے غسل اور وضو) سے بچا ہوا پانی استعمال کرنے کی رخصت	336

عربی عنوان	اردو عنوان	صفحہ
١٣- بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الْإِنْسَانُ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ	باب: وضو اور غسل کے لیے انسان کو کتنا پانی کافی ہے؟	336
٣- كِتَابُ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ	**حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل**	339
١- بَابُ بَدْءِ الْحَيْضِ، وَهَلْ يُسَمَّى الْحَيْضُ نِفَاسًا	باب: حیض کی ابتدا (کا بیان) اور کیا حیض کو نفاس کہا جا سکتا ہے؟	362
٢- ذِكْرُ الْاِسْتِحَاضَةِ وَ إِقْبَالِ الدَّمِ وَ إِدْبَارِهِ	باب: استحاضے کا ذکر اور خون حیض کی ابتدا اور انتہا کا بیان	363
٣- اَلْمَرْأَةُ تَكُونُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْلُومَةٌ تَحِيضُهَا كُلَّ شَهْرٍ	باب: جس مستحاضہ عورت کو اپنے حیض کے دن معلوم ہوں، وہ ہر مہینے اُنھی کو حیض سمجھے	364
٤- ذِكْرُ الْأَقْرَاءِ	باب: حیض کے لیے لفظ قرء کا استعمال	365
٥- جَمْعُ الْمُسْتَحَاضَةِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَغُسْلُهَا إِذَا جَمَعَتْ	باب: استحاضہ والی عورت دو نمازیں جمع کر سکتی ہے، جمع کرے تو غسل بھی کرے	367
٦- بَابُ الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ	باب: حیض اور استحاضہ کے خون کے درمیان فرق	368
٧- بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ	باب: زرد اور مٹیالا پانی	372
٨- بَابُ مَا يَنَالُ مِنَ الْحَائِضِ وَتَأْوِيلِ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ الآية	باب: حیض والی عورت سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں......کی تفسیر	372
٩- ذِكْرُ مَا يَجِبُ عَلَى مَنْ أَتَى حَلِيلَتَهُ فِي حَالِ حَيْضِهَا مَعَ عِلْمِهِ بِنَهْيِ اللهِ تَعَالَى	باب: جو آدمی ممانعت کے حکم کو جاننے کے باوجود بیوی سے حالت حیض میں جماع کرے تو اس پر کیا واجب ہوتا ہے؟	373
١٠- مُضَاجَعَةُ الْحَائِضِ فِي ثِيَابِ حَيْضَتِهَا	باب: حیض والی عورت کے ساتھ حیض کے کپڑوں میں لیٹنا	374
١١- بَابُ نَوْمِ الرَّجُلِ مَعَ حَلِيلَتِهِ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَهِيَ حَائِضٌ	باب: حالت حیض میں خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ ایک کپڑے میں سونا	375
١٢- مُبَاشَرَةُ الْحَائِضِ	باب: حیض والی عورت کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا	375
١٣- ذِكْرُ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُهُ إِذَا	باب: رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی کو جب حیض آتا	

عربی عنوان	اردو عنوان	صفحہ
حَاضَتْ إِحْدٰى نِسَائِهِ	تو آپ کیا کرتے تھے؟	376
١٤- بَابُ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَالشُّرْبِ مِنْ سُؤْرِهَا	باب: حائضہ عورت کے ساتھ مل کر کھانا اور اس کا جوٹھا پینا	377
١٥- اَلْاِنْتِفَاعُ بِفَضْلِ الْحَائِضِ	باب: حائضہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے فائدہ اٹھانا	378
١٦- بَابُ الرَّجُلِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ	باب: آدمی اپنی حائضہ عورت کی گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھ سکتا ہے	378
١٧- بَابُ سُقُوطِ الصَّلَاةِ عَنِ الْحَائِضِ	باب: حائضہ عورت کو نماز معاف ہے (قضا دینے کی ضرورت نہیں)	379
١٨- بَابُ اِسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ	باب: حائضہ عورت سے کوئی خدمت لینا	379
١٩- بَسْطُ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ	باب: حائضہ عورت مسجد میں مصلّٰی بچھا سکتی ہے	380
٢٠- بَابُ تَرْجِيلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ	باب: حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر کو کنگھی کر سکتی ہے جب کہ وہ مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہو	381
٢١- غَسْلُ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا	باب: حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے	381
٢٢- بَابُ شُهُودِ الْحُيَّضِ الْعِيدَيْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ	باب: حیض والی خواتین کا عیدین میں جانا اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہونا	382
٢٣- اَلْمَرْأَةُ تَحِيضُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ	باب: عورت کو طواف افاضہ کے بعد حیض شروع ہو جائے تو؟	383
٢٤- مَا تَفْعَلُ النُّفَسَاءُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ	باب: نفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے؟	384
٢٥- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَاءِ	باب: (عام عورت کی طرح) نفاس والی عورت کا جنازہ پڑھا جائے گا	385
٢٦- بَابُ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ	باب: حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو؟	385
٤- كِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ	**غسل اور تیمم سے متعلق احکام و مسائل**	387
١- بَابُ ذِكْرِ نَهْيِ الْجُنُبِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ	باب: جنبی کو ٹھہرے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت کا ذکر	404
٢- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي دُخُولِ الْحَمَّامِ	باب: (غسل کے لیے) حمام میں داخل ہونے	

	کی رخصت	406
٣- بَابُ الْاغْتِسَالِ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ	باب: برف اور اولوں سے (پگھل جانے کے بعد) غسل کرنا	407
٤- بَابُ الْاغْتِسَالِ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ	باب: ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا	407
٥- بَابُ الْاغْتِسَالِ قَبْلَ النَّوْمِ	باب: نیند سے پہلے غسل جنابت کر لینا	408
٦- بَابُ الْاغْتِسَالِ أَوَّلَ اللَّيْلِ	باب: شروع رات ہی میں غسل (جنابت) کر لینا	408
٧- بَابُ الْاسْتِتَارِ عِنْدَ الْغُسْلِ	باب: غسل کرتے وقت پردہ کرنا	409
٨- بَابُ الدَّلَالَةِ عَلَى أَنْ لَا تَوْقِيتَ فِي الْمَاءِ الَّذِي يُغْتَسَلُ فِيهِ	باب: اس بات کی دلیل کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں	411
٩- بَابُ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ	باب: خاوند بیوی کا ایک برتن سے نہانا	412
١٠- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ	باب: اس چیز کی رخصت	413
١١- بَابُ الْاغْتِسَالِ فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ	باب: ایسے پیالے (برتن) سے غسل کرنا جس میں گندھے ہوئے آٹے کے نشان ہوں	414
١٢- بَابُ تَرْكِ الْمَرْأَةِ نَقْضَ رَأْسِهَا عِنْدَ الْاغْتِسَالِ	باب: غسل جنابت کے وقت عورت کے لیے سر کی مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں	415
١٣- بَابُ إِذَا تَطَيَّبَ وَاغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيبِ	باب: جب کوئی خوشبو لگا کر غسل کرے اور خوشبو کے اثرات باقی رہ جائیں تو؟	415
١٤- بَابُ إِزَالَةِ الْجُنُبِ الْأَذٰى عَنْهُ قَبْلَ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَيْهِ	باب: جنبی کو جسم پر پانی بہانے سے پہلے نجاست وغیرہ دھو لینی چاہیے	416
١٥- بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بِالْأَرْضِ بَعْدَ غَسْلِ الْفَرْجِ	باب: شرم گاہ دھونے کے بعد ہاتھ زمین پر ملنا	417
١٦- بَابُ الْابْتِدَاءِ بِالْوُضُوءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ	باب: غسل جنابت میں سب سے پہلے وضو کیا جائے	417
١٧- بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ	باب: طہارت (وضو اور غسل) میں دائیں طرف کو ترجیح دینا	418
١٨- بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوءِ مِنَ	باب: غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح چھوڑ دینا	

الْجَنَابَةِ		419
١٩- بَابُ اِسْتِبْرَاءِ الْبَشَرَةِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ	باب: غسل جنابت میں سارے جسم کا ظاہری چمڑا تر کرنا	420
٢٠- بَابُ مَا يَكْفِي الْجُنُبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلٰى رَأْسِهِ	باب: جنبی کے لیے اپنے سر پر کتنا پانی بہانا کافی ہے	421
٢١- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ	باب: حیض کے بعد غسل کا طریقہ	422
٢٢- بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَاحِدَةً	باب: غسل میں ایک دفعہ پانی بہانا	423
٢٣- بَابُ اغْتِسَالِ النُّفَسَاءِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ	باب: احرام باندھتے وقت نفاس والی خواتین کا غسل کرنا	423
٢٤- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ	باب: غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں	424
٢٥- بَابُ الطَّوَافِ عَلَى النِّسَاءِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ	باب: تمام بیویوں کے پاس جانے کے بعد ایک ہی غسل کرنا	424
٢٦- بَابُ التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ	باب: مٹی سے تیمّم کرنا	425
٢٧- بَابُ التَّيَمُّمِ لِمَنْ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ	باب: تیمّم کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کے بعد پانی مل جائے تو؟	426
٢٨- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ	باب: مذی آنے سے وضو کرنا	427
-- اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى سُلَيْمَانَ	سلیمان پر اختلاف کا بیان	428
-- اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى بُكَيْرٍ	بکیر پر اختلاف کا بیان	429
٢٩- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ	باب: نیند کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم	431
٣٠- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ	باب: عضو مخصوص کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنا	432
٥- كِتَابُ الصَّلَاةِ	**نماز سے متعلق احکام ومسائل**	435
١- فَرْضُ الصَّلَاةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِهِمْ فِيهِ	باب: نماز کی فرضیت کا بیان اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں راویوں کے اختلاف اور اس (کے متن) میں ان کے لفظی اختلاف کا ذکر	439

باب (عربی)	باب (اردو)	صفحہ
٢- بَابٌ أَيْنَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ	باب: نماز کہاں فرض ہوئی؟	450
٣- بَابٌ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ	باب: نماز کیسے فرض ہوئی؟	451
٤- بَابٌ كَمْ فُرِضَتْ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ	باب: دن اور رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟	454
٥- بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ	باب: پانچ نمازوں کی ادائیگی پر بیعت (عہد) کرنا	456
٦- بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ	باب: پانچ نمازوں کی پابندی کرنا (ضروری ہے)	457
٧- بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ	باب: پانچ (فرض) نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت	458
٨- بَابُ الْحُكْمِ فِي تَارِكِ الصَّلَاةِ	باب: نماز چھوڑنے والے کا حکم	459
٩- بَابُ الْمُحَاسَبَةِ عَلَى الصَّلَاةِ	باب: نماز کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی	460
١٠- بَابُ ثَوَابِ مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ	باب: جو شخص نماز کی (صحیح) ادائیگی کرے اس کا ثواب	463
١١- بَابُ عَدَدِ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الْحَضَرِ	باب: حضر میں ظہر کی نماز کتنی رکعت ہوگی؟	463
١٢- بَابُ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي السَّفَرِ	باب: سفر کے دوران میں ظہر کی نماز	464
١٣- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ	باب: عصر کی نماز کی فضیلت	464
١٤- بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ	باب: نماز عصر کی پابندی	465
١٥- بَابُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ	باب: جس شخص نے عصر کی نماز چھوڑ دی	466
١٦- بَابُ عَدَدِ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الْحَضَرِ	باب: حضر میں عصر کی نماز کی رکعات کتنی ہیں؟	467
١٧- بَابُ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي السَّفَرِ	باب: سفر میں عصر کی نماز کتنی ہے؟	468
١٨- بَابُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ	باب: مغرب کی نماز	471
١٩- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ	باب: نماز عشاء کی فضیلت	472
٢٠- بَابُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ	باب: سفر میں عشاء کی نماز کتنی ہوگی؟	473
٢١- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ	باب: نماز باجماعت کی فضیلت	473
٢٢- بَابُ فَرْضِ الْقِبْلَةِ	باب: قبلہ کب مقرر ہوا؟	475
٢٣- بَابُ الْحَالِ الَّتِي يَجُوزُ فِيهَا اسْتِقْبَالُ غَيْرِ الْقِبْلَةِ	باب: وہ حالت جس میں قبلے کی بجائے کسی اور طرف نماز پڑھنا جائز ہے	476
٢٤- بَابُ اسْتِبَانَةِ الْخَطَإِ بَعْدَ الِاجْتِهَادِ	باب: پوری کوشش کے باوجود نماز کے بعد غلطی کا پتہ چلے (تو دہرانے کی ضرورت نہیں)	478

٦- كتاب المواقيت — اوقات نماز سے متعلق احکام ومسائل 481

عربی	اردو	صفحہ
١- إِمَامَةُ جِبْرِيلَ وَتَحْدِيدُ أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ	باب: حضرت جبریل کی امامت اور پنجگانہ نماز کے اوقات کی حد بندی	562
٢- أَوَّلُ وَقْتِ الظُّهْرِ	باب: ظہر کی نماز کا اول وقت	563
٣- بَابُ تَعْجِيلِ الظُّهْرِ فِي السَّفَرِ	باب: سفر میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنا	565
٤- تَعْجِيلُ الظُّهْرِ فِي الْبَرْدِ	باب: سردیوں میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنا	566
٥- اَلْإِبْرَادُ بِالظُّهْرِ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ	باب: گرمی زیادہ ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا	566
٦- آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ	باب: نماز ظہر کا آخری وقت	568
٧- أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ	باب: عصر کی نماز کا اول وقت	570
٨- بَابُ تَعْجِيلِ الْعَصْرِ	باب: عصر کو جلدی پڑھنا مسنون ہے	571
٩- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ	باب: عصر کو دیر سے پڑھنے پر سختی	574
١٠- آخِرُ وَقْتِ الْعَصْرِ	باب: نماز عصر کا آخری وقت	576
١١- مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ	باب: جس نے عصر کی دو رکعات پالیں (اس نے نماز پالی)	577
١٢- أَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ	باب: نماز مغرب کا اول وقت	580
١٣- تَعْجِيلُ الْمَغْرِبِ	باب: مغرب کو جلدی پڑھنا	582
١٤- تَأْخِيرُ الْمَغْرِبِ	باب: مغرب کو تاخیر سے پڑھنا	582
١٥- آخِرُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ	باب: مغرب کا آخری وقت	583
١٦- كَرَاهِيَةُ النَّوْمِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ	باب: مغرب کی نماز کے بعد سونے کی کراہت	586
١٧- أَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَاءِ	باب: عشاء کی نماز کا اول وقت	587
١٨- تَعْجِيلُ الْعِشَاءِ	باب: عشاء کی نماز جلدی پڑھنا	589
١٩- بَابُ الشَّفَقِ	باب: شفق (غروب آفتاب کے بعد کی سرخی) کا بیان	589
٢٠- مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ	باب: عشاء کی نماز دیر سے پڑھنا مستحب ہے	590
٢١- آخِرُ وَقْتِ الْعِشَاءِ	باب: عشاء کی نماز کا آخری وقت	594
٢٢- اَلرُّخْصَةُ فِي أَنْ يُقَالَ لِلْعِشَاءِ الْعَتَمَةُ	باب: عشاء کی نماز کو عتمہ (اندھیرے کی نماز) کہنا	597

٢٣- اَلْكَرَاهِيَةُ فِي ذٰلِكَ	باب: عشاء کی نماز کو عتمہ کہنا مکروہ ہے	598
٢٤- أَوَّلُ وَقْتِ الصُّبْحِ	باب: صبح کی نماز کا اول وقت	599
٢٥- اَلتَّغْلِيسُ فِي الْحَضَرِ	باب: حضر میں نماز صبح اندھیرے میں پڑھنی چاہیے	600
٢٦- اَلتَّغْلِيس فِي السَّفَرِ	باب: سفر میں بھی نماز صبح اندھیرے میں پڑھنی چاہیے	601
٢٧- بَابُ الْإِسْفَارِ	باب: فجر کی نماز روشنی میں بھی پڑھی جاسکتی ہے	602
٢٨- بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ	باب: جس شخص نے صبح کی نماز سے ایک رکعت پالی......؟	603
٢٩- آخِرُ وَقْتِ الصُّبْحِ	باب: صبح کی نماز کا آخری وقت	604
٣٠- مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ	باب: جس نے کسی نماز کی ایک رکعت پالی	605
٣١- اَلسَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا	باب: وہ اوقات جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے	608
٣٢- اَلنَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ	باب: صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنا منع ہے	610
٣٣- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ	باب: سورج کے طلوع ہوتے وقت نماز پڑھنا منع ہے	611
٣٤- اَلنَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ	باب: عین نصف النہار کے وقت نماز کی ممانعت	612
٣٥- اَلنَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ	باب: عصر کی نماز کے بعد (نفل) نماز منع ہے	612
٣٦- اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ	باب: عصر کے بعد نماز کی رخصت	616
٣٧- اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ	باب: غروب شمس سے قبل نماز کی رخصت	620
٣٨- اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ	باب: (نماز) مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کی رخصت	621
٣٩- اَلصَّلَاةُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ	باب: صبح طلوع ہونے کے بعد نماز (سنت فجر)	622
٤٠- إِبَاحَةُ الصَّلَاةِ إِلَى أَنْ يُصَلِّيَ الصُّبْحُ	باب: صبح کی نماز تک نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے	623
٤١- إِبَاحَةُ الصَّلَاةِ فِي السَّاعَاتِ كُلِّهَا بِمَكَّةَ	باب: مکہ مکرمہ میں تمام اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے	624
٤٢- اَلْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُسَافِرُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ	باب: مسافر ظہر اور عصر کی نمازیں کس وقت اکٹھی کرے؟	625
٤٣- بَيَانُ ذٰلِكَ	باب: جمع کرنے کے طریقے کی وضاحت	627
٤٤- اَلْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُقِيمُ	باب: جس وقت مقیم بھی دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتا ہے	628
٤٥- اَلْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُسَافِرُ بَيْنَ	باب: مسافر مغرب وعشاء کی نمازوں کو کس وقت	

عربی	اردو	صفحہ
الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ	جمع کرے؟	630
٤٦- اَلْحَالُ الَّتِي يُجْمَعُ فِيهَا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ	باب: کس حالت میں دونمازیں اکٹھی پڑھ سکتا ہے؟	634
٤٧- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ	باب: حضر میں دونمازوں کو جمع کرنا	635
٤٨- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ	باب: عرفات میں ظہراورعصر کی نمازیں جمع کرنا	637
٤٩- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ	باب: مزدلفہ میں مغرب اورعشاء کی نمازیں جمع کرنا	637
٥٠- كَيْفَ الْجَمْعُ	باب: (مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو) کیسے جمع کیا جائے؟	639
٥١- فَضْلُ الصَّلَاةِ لِمَوَاقِيتِهَا	باب: نمازوں کو ان کے اصل اوقات پر پڑھنے کی فضیلت	640
٥٢- فِيمَنْ نَسِيَ صَلَاةً	باب: جوآدمی نماز بھول جائے تو......؟	642
٥٣- فِيمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ	باب: جوآدمی نماز سے سویا رہے تو......؟	642
٥٤- إِعَادَةُ مَا نَامَ عَنْهُ مِنَ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ	باب: جس نماز سے سویا رہا' اگلے دن اس نماز کے وقت دوبارہ پڑھنا	644
٥٥- بَابٌ كَيْفَ يَقْضِي الْفَائِتُ مِنَ الصَّلَاةِ	باب: فوت شدہ نماز کی قضا کیسے ادا کی جائے؟	646

عرض ناشر

اصحاب الحدیث کا یہ شرف و امتیاز ہے کہ برصغیر پاک و ہند (متحدہ ہندوستان) میں جہاں تقلیدی مذہب کا دور دورہ تھا اور احادیث سے یکسر بے اعتنائی تھی انھوں نے عمل بالحدیث کے جذبے کو فروغ دیا اس کے لیے علمائے حق داعیان و مبلغین اور دیگر عوام و خواص کو بڑی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں جان جوکھوں سے گزرنا اور ابتلا و آزمائش کی پرخار وادیوں کو طے کرنا پڑا لیکن اللہ کی رضا کی خاطر اسلام کے عہد اوّل کی طرح انھوں نے ان تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور ہر میدان میں عمل بالحدیث کی تحریک کو پوری جدوجہد سے جاری رکھا۔ قدم قدم پر رکاوٹیں تھیں لیکن شمع رسالت کے ان پروانوں نے ان کی قطعاً پروانہیں کی اور تدریس کے ذریعے سے، تحریر و تصنیف کے ذریعے سے، وعظ و تبلیغ کے ذریعے سے، مساجد و مدارس اور مراکز دینیہ کے قیام کے ذریعے دعوت حق کے مشن کو آگے ہی بڑھاتے رہے۔ الغرض انھوں نے دعوت و تبلیغ کے ہر ذریعے کو اختیار کیا اور اس راہِ حق میں جو بھی آزمائش آئی اسے برداشت کیا۔ جائیدادیں ضبط ہوئیں تو جبینیں شکن آلود نہ ہوئیں مقدمات کا سامنا کرنا پڑا تو ہمتیں پست نہ ہوئیں معاشرتی بائیکاٹ ہوئے تو حوصلے نہ ہارے اور طعن و تشنیع کے تیروں سے سینے چھلنی اور دل فگار کیے گئے تو اس پر بھی اُف نہ کی بلکہ یہ رکاوٹیں اور آزمائشیں مہمیز کا کام دیتی رہیں کیونکہ ان کا عزم و حوصلہ بلند تھا۔

ان مساعیٔ حسنہ کا جو نتیجہ نکلا گلشنِ اسلام میں جو برگ و بار نکلے اور پاک و ہند کے خوابیدہ مسلمانوں میں بیداری کی جو لہر پیدا ہوئی اس کی ایک مختصر سی جھلک مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے اس مقدمے میں دیکھی جا سکتی ہے جو ''تراجم حدیث ہند'' کے آغاز میں انھوں نے تحریر کیا ہے جس میں انھوں نے فرمایا ہے:

''اس تحریک کے جو اثرات پیدا ہوئے اور اس زمانے سے آج تک ہمارے دورِ ادبار کی ساکن سطح میں اس سے جو جنبش ہوئی وہ بھی ہمارے لیے بجائے خود مفید اور لائق شکریہ ہے۔ بہت سی بدعتوں کا

استیصال ہوا۔ توحید کی حقیقت نکھاری گئی' قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا۔ قرآن پاک سے براہِ راست ہمارا رشتہ دوبارہ جوڑا گیا' حدیث نبوی کی تعلیم و تدریس اور تالیف و اشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ساری دنیائے اسلام میں ہندوستان ہی کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی، نیز فقہ کے بہت سے مسئلوں کی چھان بین ہوئی (یہ اور بات ہے کہ کچھ لوگوں سے غلطیاں بھی ہوئی ہوں) لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دلوں سے اتباعِ نبوی کا جو جذبہ کم ہو گیا تھا وہ سالہا سال تک کے لیے دوبارہ پیدا ہو گیا، مگر افسوس ہے کہ اب وہ بھی جا رہا ہے۔ اس تحریک کی ہمہ گیر تاثیر یہ بھی تھی کہ وہ ''جہاد'' جس کی آگ اسلام کے مجمر میں ٹھنڈی پڑ گئی تھی وہ پھر بھڑک اُٹھی' یہاں تک کہ ایک زمانہ گزرا کہ وہابی اور باغی مترادف لفظ سمجھے گئے اور کتنوں کے سر قلم ہو گئے' کتنوں کو سولیوں پر لٹکنا پڑا اور کتنے پابجولاں دریائے شور عبور کر دیے گئے یا تنگ کوٹھڑیوں میں انھیں بند ہونا پڑا۔

اس تحریک کی بنیاد تین چیزوں پر تھی ① نصب امارت ② زکاۃ کی مرکزیت ③ اسلام سے تمام بیرونی اثرات کو مٹا کر اس کو پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹانا۔

علمائے اہلِ حدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمت بھی قدر کے قابل ہے۔ پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خان مرحوم کے قلم اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا۔ بھوپال ایک زمانے تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج' سہسوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہل قلم اس ادارے میں کام کر رہے تھے۔ شیخ حسین عرب یمنی ان سب کے سرخیل تھے۔ اور دہلی میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی مسند درس بچھی تھی اور جوق در جوق طالبین حدیث مشرق و مغرب سے ان کی درس گاہ کا رُخ کر رہے تھے۔ ان کی درسگاہ سے جو نامور اُٹھے ان میں سے ایک مولانا ابراہیم صاحب آروی تھے جنھوں نے سب سے پہلے عربی تعلیم اور عربی مدارس میں اصلاح کا خیال قائم کیا اور مدرسہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس درس گاہ کے دوسرے نامور مولانا شمس الحق صاحب مرحوم (صاحب عون المعبود) ہیں جنھوں نے کتبِ حدیث کی جمع و اشاعت کو دولت اور زندگی کا مقصد قرار دیا اور اس میں وہ کامیاب ہوئے۔ اس درس گاہ کے ایک اور نامور تربیت یافتہ ہمارے ضلع (اعظم گڑھ) میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری تھے جنھوں نے تدریس و تحدیث کے ساتھ ساتھ جامع ترمذی کی شرح ''تحفۃ الاحوذی'' (عربی) لکھی۔

اس تحریک کا ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ مدت کا زنگ طبیعتوں سے دُور ہوا اور یہ جو خیال پیدا ہو گیا تھا

کہ اب تحقیق کا دروازہ بند اور نئے اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے' رفع ہو گیا اور لوگ از سرِ نو تحقیق و کاوش کے عادی ہونے لگے' قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ سے دلائل کی خو پیدا ہوئی اور قیل و قال کے مکدر گڑھوں کی بجائے حدیث کے اصلی چشمۂ مصفی کی طرف واپسی ہوئی۔'' (مقدمہ ''تراجم علمائے حدیث ''ہند'' مؤلفہ امام خاں نوشہروی' مرحوم' ص: ۳۱-۳۳)

علمائے اصحاب الحدیث کی ان مساعیٔ حسنہ کی ایک صورت احادیث کی کتابوں کی شرح و توضیح بھی تھی' جیسے سنن ابوداود کی شرح ''عون المعبود''، ''غاية المقصود'' جامع ترمذی کی شرح ''تحفة الاحوذي'' سنن دارقطنی کی شرح ''التعليق المغني''، سنن نسائی کی شرح ''التعليقات السلفية'' ابن ماجہ کی شرح ''انجاز الحاجة'' اور دیگر بعض شروحات و حواشی ہیں جیسا کہ مولانا ندوی رحمہ اللہ کے مذکورہ اقتباس میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔

یہ سارا کام عربی زبان میں ہے جس کا فیض عرب تک بھی پہنچا۔ اس کے علاوہ مقامی زبان اُردو میں بھی عمل بالحدیث پر بہت سا لٹریچر شائع ہوا۔ ان میں ایک نمایاں کام کتب ستہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم اور سنن اربعہ) کے اردو تراجم اور ان کے فوائد بھی تھے۔ اور یہ اسلام کے چودہ سو سالہ عہد میں مجموعہ ہائے احادیث کے پہلے تراجم تھے جو دنیا کی کسی بھی زبان میں ہوئے جس کا شرف اہل حدیث کو حاصل ہوا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء.

مذکورہ چھ کتابوں میں سے پانچ کے ترجمے مولانا وحید الزمان حیدر آبادی رحمہ اللہ نے نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ والیٔ بھوپال کے ایما اور تعاون سے کیے' نیز موطا امام مالک کا ترجمہ کیا۔ جامع ترمذی کا ترجمہ ان کے بھائی مولانا بدیع الزمان نے کیا۔

ان تراجم سے اردو داں طبقے کو بہت فائدہ ہوا' عوام و خواص نے فیض اٹھایا اور عمل بالحدیث کی تحریک کو بڑا فروغ ملا۔ جزاهم الله أحسن الجزاء.

تقریباً ایک صدی سے یہ تراجم متداول ہیں اور عوام و خواص کا مرجع ہیں۔ لیکن اب ایک تو ان کی زبان کافی پرانی ہو گئی ہے' اس لیے ایک عرصے سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اردو زبان کے جدید اسلوب میں نئے سرے سے یہ ترجمے کیے جائیں۔ دوسرے' شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ کی سعی سے تحقیق حدیث کا جو ذوق پورے عالم اسلام میں عام ہوا ہے' اس کے پیش نظر بجا طور پر لوگوں کے اندر یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش سنن اربعہ (ابوداود' نسائی' ابن ماجہ اور ترمذی) میں جو ضعیف روایات ہیں' ان کی نشاندہی بھی کر دی جائے۔ تیسرے ضعیف روایات کی بنیاد پر جو احکام و مسائل مسلمان بھائیوں اور بہنوں میں پھیلے ہوئے ہیں' ان کی تردید و وضاحت

بھی ہو جائے کیونکہ ضعیف احادیث کی نسبت ہی رسول اللہ ﷺ کی طرف مشکوک ہے تو اس سے احکام ومسائل کا استنباط کیوں کر صحیح ہوگا؟ اسی لیے علمائے محققین وکبار محدثین کا یہی فیصلہ ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں' نہ فضائل اعمال میں اور نہ کسی اور مسئلے میں۔

اس عظیم خدمت پر' جس کی سعادت اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے' میرا سر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہے' میری جبینِ نیاز اس کے فضل وکرم کی محراب میں جھکی ہوئی ہے اور میرا ہر موئے تن بدن پہ زبان سپاس ہے۔

ناشر

عرض مترجم

جون 1999ء میں جناب گرامی قدر محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب اور ان کے رفقاء نے مجھ ناچیز کو سنن نسائی کے ترجمہ وفوائد پر کام کرنے کی رغبت دلائی، میں نے بھی ان کی حوصلہ افزائی سے کام کرنے کی ہامی بھر لی. میں علمی طور پر اپنے آپ کو اس کا اہل نہ سمجھتا تھا مگر ان کی حوصلہ افزائی سے میں نے یہ کام کرنے کی ہامی بھر لی۔ ان کی ہدایات یہ تھیں کہ یہ کام اُردو خواں تعلیم یافتہ طبقے اور عوام الناس کی ضروریات کے پیش نظر کیا جائے جس میں مغلق عبارات اور پیچیدہ مباحث سے اجتناب کیا جائے۔ واضح اور مطلب خیز ترجمہ ہو اور پیش آمدہ مسئلے کی مختصر تفہیم بھی۔ سادہ دلائل ہوں تاکہ ایک عام قاری بغیر کسی مشکل کے رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو ان کی اصلی حالت میں سمجھ سکے۔ میں نے اسی انداز میں اس کام کو سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔ میں اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب رہا ہوں؟ اس کا فیصلہ قارئین کے سپرد ہے۔ میں نے اس سلسلے میں جو طریق کار اختیار کیا ہے' اس کے بنیادی خطوط یہ ہیں:

① چونکہ یہ ترجمہ وفوائد عام قارئین کے لیے ہیں' لہٰذا ان میں عربیت کے نکات یا لغوی مباحث سے قصداً پرہیز کیا گیا ہے۔ دلائل عام فہم انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ اصول حدیث یا اصول فقہ کے فنی مباحث سے زیادہ اعتنا نہیں کیا گیا تاکہ قاری پریشان نہ ہو۔

② احادیث کی صحت وضعف کی بابت بحث نہیں کی گئی الا یہ کہ کسی حدیث کو ترجیح دینا مقصود ہو۔ ہاں' البتہ احادیث کی تحقیق وتخریج ادارے نے الگ طور پر فاضل محقق حضرت مولانا حافظ ابوطاہر زبیر علیزئی ﷿ سے کروائی ہے جو حاشیے میں درج ہے' وہاں سے استفادہ کیا جائے۔

③ احادیث میں اختلاف کی صورت میں معمولی ضعف کی وجہ سے کسی حدیث کو ترک کرنے کی بجائے تطبیق کی کوشش کی گئی ہے۔ محدثینِ کرام کا طریقہ یہی رہا ہے کہ معمولی ضعف کا انجبار اگر کثرت طرق یا شواہد و

تواتر کی وجہ سے ہو جائے یا تطبیق ممکن ہو تو وہ کسی حدیث کو ترک نہیں کرتے۔

④ اجماعی مسائل میں اجماع صحابہ و تابعین کی سختی سے پابندی کی گئی ہے اور کسی اختلاف کرنے والے کے اختلاف کو معتبر نہیں سمجھا گیا۔ غیر اجماعی مسائل میں عمومی طور پر جمہور اہل علم (صحابہ و تابعین) کی رائے کو ترجیح دی گئی ہے کیونکہ اہل علم کی کثرت بھی ایک بڑی قوت ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اصول حدیث میں بھی کثیر ثقہ راویوں یا اوثق کے مقابلے میں ایک ثقہ راوی کی بات کو بوجہ مخالفت و منافات کے شاذ کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے۔

⑤ استدلال و استنباط میں ظواہر نصوص کے ساتھ ساتھ مقاصد شرع کو مدنظر رکھا گیا ہے اور ایسی تاویلات و توجیہات سے گریز کیا گیا ہے جو نصوص کے ظاہری مفاہیم یا مقاصد شرع سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

⑥ اہل ظاہر کے لفظی جمود اور اہل رائے کی موشگافیوں کو' خصوصاً جب اس طریق سے جمہور اہل علم کی مخالفت کی گئی ہو لائق اعتنا نہیں سمجھا گیا بلکہ فقہائے محدثین کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔

⑦ جن مسائل میں دونوں طرف دلائل ہوں' وہاں کوشش کی گئی ہے کہ جو موقف اقرب الی الصواب یا نصوص کے ظاہری مفہوم کے مطابق ہے' اسے ہی اختیار کیا جائے' نیز ایک جانب کو اختیار کرنے میں تشدد سے کام نہ لیا جائے' مثلاً: وہ مسائل جو صحابہ و تابعین میں مختلف فیہ رہے ہیں اور جن میں دونوں طرف اکابر صحابہ و تابعین ہیں' ایسے مسائل میں کسی ایک رائے پر تشدد کے بجائے نرم انداز اختیار کیا گیا ہے۔ دوسرے فریق پر طعن و تشنیع نہیں کی گئی۔ فقہائے محدثین کا یہی انداز ہے جسے ان کی تصانیف میں صاف دیکھا جا سکتا ہے' مثلاً: صحیح بخاری یا جامع ترمذی وغیرہ۔ اس سلسلے میں امام ہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تصریحات انتہائی قابل قدر ہیں۔ ان کی بلند پایہ کتاب حجۃ اللہ البالغہ اختلافی مسائل کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے انتہائی مفید ہے۔ ماضی قریب میں حضرت الاستاذ شیخ الشیوخ محدث العصر حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ اسی فکر کے علم بردار رہے ہیں اور یہی حق و صواب کی راہ ہے جو جمود و تعصب سے پاک ہے۔ جزاهم الله عنا و عن سائر المسلمين جزاء حسنا.

⑧ اجتہاد و استنباط کے اختلاف میں تمام اہل علم و تقویٰ کا احترام قائم رہنا چاہیے۔ اس کی وجہ سے کسی کو سب و شتم کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے کیونکہ ہر رائے اور استنباط میں غلطی اور خطا کا امکان ہوتا ہے۔ ان

اختلافات کی بنا پر کسی اہل علم پر طعن و تشنیع یا طنز کرنا سوءِ ادب ہے جو علم کی برکت اور ہدایت سے محرومی کا سبب ہے۔ العیاذ باللہ.

⑨ بعض اہل علم و تقویٰ اپنی جلالت قدر کے باوجود بعض مسائل میں تفرد کا شکار ہو گئے اور ان کی رائے جمیع اہل علم سے مخالف ہو گئی اور اس کی بنیاد محض لفظی استدلال یا قیاس عقلی پر ہے۔ ایسی رائے کو ان کا احترام و ادب قائم رکھتے ہوئے لائق توجہ نہیں سمجھا جائے گا چہ جائیکہ وہ عمل میں آئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تفرد اور شذوذ سے منع فرمایا ہے اور جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے۔ ایسی لغزشوں کو کسی کی علمی وجاہت کے زور پر قابل عمل و تسلیم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لکل جواد کبوۃ.

⑩ کسی ایک فقہی مسلک کی تنگ نائے میں پھنسنے کے بجائے فقہیات میں [خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ] کے اصول پر عمل کیا گیا ہے جو کہ محدثین کا طرۂ امتیاز ہے۔

اہل علم سے امید ہے کہ اس فقیر کو اس کی غلطیوں پر متنبہ فرمایا جائے گا اور اصلاح کی خیر خواہانہ کوشش کی جائے گی۔ والجزاء عند اللہ.

اللھم انفعني بما علمتني و علمني ما ينفعني و زدني علما.

فقیر پر تقصیر

محمد امین عفا اللہ عنہ

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

18 دسمبر 2000ء

مؤلف سنن النسائی

ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

* نام ونسب: ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار النسائی، الخراسانی۔

* نسبت نسائی کی وجہ تسمیہ: نسائی ''نساء'' کی طرف نسبت ہے۔ اہلِ عرب بعض اوقات ہمزہ کو واؤ سے بدل کر نسوی بھی پڑھتے ہیں جو کہ قیاس کے مطابق راجح ہے لیکن مشہور نسائی ہی ہے۔ ابن خلکان رحمہ اللہ کے نزدیک ''ن'' اور ''سین'' دونوں پر فتحہ ہے اور ''ہمزہ'' مکسور ہے۔ یہ سرخس کے قریب خراسان کا ایک مشہور شہر ہے جسے فیروز بن یزدگرد نے آباد کیا تھا۔

* ولادت: آپ 214 یا 215 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام نسائی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ آپ کا سن ولادت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: [يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ مَوْلِدِي فِي سَنَةِ ٢١٥ هـ] ''غالباً میری تاریخ پیدائش 215 ہجری ہے۔'' (تهذيب التهذيب: ١/٣٣) آپ کے سن ولادت کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ آپ 225 ہجری میں پیدا ہوئے۔ (الوافي بالوفيات للصفدي: ٦/٤١٦) لیکن اس قول کو امام سخاوی نے قطعی طور پر غلط قرار دیا ہے۔

* رحلت علمی: امام نسائی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟ اس کی تفصیل نہیں ملتی۔ خراسان اور ماوراء النہر کا علاقہ ہمیشہ سے علم وفن اور ارباب کمال کا مرکز رہا ہے۔ تاریخ اسلام کے سیکڑوں نامور علماء وفضلا اسی خاک سے اٹھے ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ بھی اسی زرخیز خاکِ پاک کے مایۂ ناز فرزند تھے۔ اندازہ ہے کہ ابتدائی تعلیم آپ نے یہیں سے حاصل کی ہوگی۔

حصول علم کے لیے

امام نسائی رحمۃ اللہ کے سفر

(نسا میں پیدا ہوئے، نیشاپور، بغداد، بصرہ، مدینہ اور مکہ میں مختلف شیوخ سے فیض پایا، مصر کو وطن بنایا، رملہ میں وفات پائی اور القدس میں دفن ہوئے)

علامات

- جائے پیدائش
- X جائے وفات
- علمی سفر
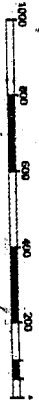
امام نسائی رحمہ اللہ جس دور میں پیدا ہوئے اس دور میں طلب حدیث اور تحصیل علم کے لیے دور دراز کے علاقوں کا سفر کرنا مسلمان اہل علم کا ایک شعار بن چکا تھا۔ سیکڑوں' ہزاروں میل سفر پا پیادہ طے کرنا' براعظموں اور سمندروں کو پار کرنا' ان کے ہاں معمولی بات تھی۔ اسی طرز عمل کو اختیار کرتے ہوئے آپ بھی بقول علامہ ذہبی رحمہ اللہ سب سے پہلے 230 ہجری میں سماع حدیث کے لیے قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اس وقت آپ کی عمر 15 سال تھی' ان کے پاس ایک سال دو ماہ قیام رہا۔ پھر آپ نیشاپور تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے اسحاق بن ابراہیم حنظلی (ابن راہویہ)' ابوالحسن بن منصور' محمد بن رافع وغیرہ اوران کے ہم عصر شیوخ سے استفادہ کیا۔ طلب حدیث کے لیے آپ نے بہت سے شہروں کا سفر کیا۔ خراسان' عراق' حجاز' جزیرہ' شام' ثغور اور مصر وغیرہ بہت سے شہروں کے اکابر شیوخ اور اساتذہ سے استفادہ کیا' پھر مستقل طور پر مصر کو اپنی علمی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ پھر بالآخر ذی قعد 302 ہجری میں مصر سے دمشق آ گئے۔

* اساتذۂ کرام: امام نسائی رحمہ اللہ کے اساتذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ آپ نے بڑے بڑے اساتذۂ فن اور اساطین علم سے استفادہ کیا۔ آپ کے اساتذہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: [سَمِعَ مِنْ خَلَائِقَ لَا یُحْصَوْنَ] ''آپ نے ان گنت لوگوں سے سماع حدیث کیا ہے۔'' (تهذيب التهذيب:۱/۳۲) چند ایک اساتذہ وشیوخ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۞ علی بن حجر ۞ ہشام بن عمار ۞ عیسیٰ بن زغبہ ۞ محمد بن نصر مروزی ۞ اسحاق بن موسیٰ انصاری ۞ ابراہیم بن سعد جوہری ۞ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی ۞ احمد بن بکار ۞ حسن بن محمد ابن زعفرانی ۞ عمرو بن زرارہ ۞ ابویزید جرمی ۞ یونس بن عبدالاعلیٰ ۞ محمد بن عبدالاعلیٰ ۞ حارث بن مسکین ۞ ہناد بن سری ۞ محمد بن بشار ۞ ابوداود سجستانی ۞ یحییٰ بن درست ۞ نصر بن علی جہضمی ۞ یعقوب دورقی ۞ یوسف بن واضح المؤدب ۞ اور محمد بن مثنیٰ رحمہم اللہ' نیز حجاز' عراق' شام' مصر' ثغور' خراسان' جزیرہ اور دیگر علاقوں کے بے شمار محدثین سے آپ نے استفادہ کیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو بھی آپ کے شیوخ واساتذہ میں شمار کیا ہے۔

* تلامذہ: آپ کے شاگردوں میں عالم اسلام اور دنیائے علم حدیث کے مختلف گوشوں کے لوگ ملتے ہیں۔ تہذیب الکمال میں علامہ مزی رحمہ اللہ نے ان کے شاگردوں اور تلامذہ کی ایک طویل فہرست دی ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی چند ایک کے اسمائے گرامی درج کرنے کے بعد فرمایا: [أُمَمٌ لَا یُحْصَوْنَ] ''ان سے سماع حدیث کرنے

والے بہت زیادہ لوگ ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔'' (تھذیب التھذیب:۱/۳۲) چند تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:
❁ ابوبشر دولابی ❁ ابوجعفر طحاوی ❁ ابوعلی نیشاپوری ❁ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری (ابن السنی) ❁ ابوبکر محمد بن احمد بن الحداد ❁ عبدالکریم بن ابوعبدالرحمٰن نسائی ❁ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی ❁ ابوجعفر احمد بن محمد بن اسماعیل نحاس نحوی ❁ حسن بن خضر الاسیوطی ❁ حسن بن رشیق ❁ ابیض بن محمد بن ابیض ❁ اور محمد بن معاویہ بن الاحمر الاندلسی وغیرہم رحمہم اللہ۔

* سنن نسائی کے راوی: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بقول آپ سے سنن نسائی روایت کرنے والے بہت زیادہ لوگ ہیں' ان میں سے مشہور ترین مندرجہ ذیل دس افراد ہیں:
① عبدالکریم بن ابوعبدالرحمٰن نسائی ② ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق (ابن السنی) ③ ابوعلی حسن بن خضر الاسیوطی ④ حسن بن رشیق عسکری ⑤ ابوالقاسم حمزہ بن محمد بن علی الکنانی ⑥ محمد بن عبداللہ بن زکریا بن حیویہ ⑦ محمد بن معاویہ بن احمر ⑧ محمد بن قاسم الاندلسی ⑨ علی بن ابوجعفر طحاوی ⑩ ابوبکر احمد بن محمد بن المھندس...... رحمہم اللہ

* حلیہ مبارک: اللہ تعالیٰ نے جس طرح امام نسائی رحمہ اللہ کو معنوی اور باطنی محاسن سے حصہ وافر عطا کیا تھا اسی طرح حسنِ ظاہری کی نعمت بھی بھرپور انداز میں عطا فرمائی تھی۔ انتہائی وجیہ وشکیل تھے۔ چہرہ بڑا بارعب' نہایت پرشکوہ اور روشن تھا۔ رنگ نہایت سرخ وسفید تھا یہاں تک کہ بڑھاپے کے باوجود بھی حسن وتر وتازگی میں فرق نہیں آیا تھا۔ آپ اس شعر کے مصداق تھے ؎

أَنْتَ نَجْمٌ فِي رِفْعَةٍ وَّ ضِيَاء
تَجْتَلِيكَ الْعُيُونُ شَرْقًا وَّ غَرْبًا

* زہد وتقویٰ: امام نسائی رحمہ اللہ یکتائے روزگار اور شب زندہ دار تھے۔ اکثر صوم داودی پر عمل پیرا رہے' یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن ترک کرتے۔ کثرت سے حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ حافظ محمد بن مظفر رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں اپنے مشائخ کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ آپ کے دن کا بہت زیادہ حصہ عبادت میں گزرتا تھا۔

* عام حالات: امام صاحب رحمہ اللہ سنت رسول کے شیدائی تھے۔ تادم واپسیں آپ نے نبی اکرم ﷺ کی سنتوں

کو قائم کیے رکھا۔ بادشاہوں اور فرماں رواؤں کی محافل سے گریز کرتے تھے' گویا کہ ان کا یہ طرۂ امتیاز تھا ؎

میں خاک نشیں ہوں میری جاگیر مصلّٰی
شاہوں کو سلامی میرے مسلک میں نہیں

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عامل بالسنہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ بہت زیادہ خوش خوراک تھے۔ اکثر مرغ تناول فرماتے اور نبیذ (کھجور کا شربت) پیتے تھے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کے گھر چار عورتیں اور دو لونڈیاں تھیں لیکن انتہائی عدل وانصاف سے کام لیتے ہوئے آپ نے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے مابین باری مقرر کر رکھی تھی۔ چار بیویاں اور لونڈیاں ہونے کے باوجود آپ کی اولاد میں سے صرف صاحبزادہ عبدالکریم کا نام معلوم ہو سکا ہے۔ بہت قوی' شجاع' نڈر اور بہادر تھے۔ آپ کی جرأت ودلیری پر آپ کی شہادت کا واقعہ بہت واضح ہے۔ (تھذیب الکمال: ۱/ ۱۵۶' ۱۵۷)

✻ ائمۂ جرح وتعدیل کی نظر میں امام نسائی رحمہ اللہ کا مقام ومرتبہ: امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ کا ائمۂ فن کی نظر میں بہت بلند مقام ہے۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام نسائی رحمہ اللہ اپنے دور کے تمام محدثین سے (شیخین کے بعد) بلند مقام ومرتبہ رکھتے ہیں۔''

❀ حافظ ابوعلی نیشاپوری کہتے ہیں: [هُوَالْإِمَامُ فِي الْحَدِيثِ بِلَامُدَافَعَةٍ] ''بغیر کسی تقابل اور مقابلے کے امام صاحب رحمہ اللہ حدیث میں امام ہونے کا درجہ رکھتے ہیں۔''

❀ حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''آپ حدیث' علل حدیث اور علم الرجال میں امام مسلم' ترمذی اور ابوداود سے زیادہ ماہر ہیں اور ابوزرعہ وامام بخاری رحمہما اللہ کے ہمسر اور برابر ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: ''تیسری صدی کے اواخر میں امام نسائی رحمہ اللہ سے زیادہ حافظ الحدیث کوئی نہیں تھا۔'' (سیر أعلام النبلاء: ۱۴/ ۱۳۳)

❀ ابوبکر بن الحداد شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''میں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین امام نسائی رحمہ اللہ کو حجت بنا لیا ہے۔''

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''فن رجال میں ماہرین کی ایک جماعت نے آپ کو امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ پر فوقیت دی ہے یہاں تک کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ وغیرہ نے آپ کو امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ' صاحب صحیح سے

بھی مقدم رکھا ہے۔"

اگرچہ جمہور کے نزدیک یہ قول مرجوح ہے اور قابل التفات نہیں بہرحال اس سے امام نسائی کا مقام و مرتبہ بہت اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔

* **مسلک امام نسائی اور تشیع کا الزام:** دیگر ائمۂ حدیث اور محدثین عظام کی طرح امام نسائی رحمہ اللہ بھی خالصتاً متبع قرآن و حدیث تھے۔ کسی خاص فقہی مکتبِ فکر کے حامل نہ تھے' اس کے باوجود ان کے فقہی مسلک کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں کہ ائمۂ مجتہدین میں سے کس کی طرف ان کا انتساب ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [او شافعی المذھب بود، چنانچہ مناسك او بر آن دلالت می کند] "آپ شافعی مذہب سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ آپ کے مناسک سے پتہ چلتا ہے۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ انھیں شوافع میں شمار کرتے ہیں' اسی طرح نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ بھی۔ فیض الباری میں انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کچھ لوگوں نے امام نسائی اور ابوداود رحمہما اللہ کو شافعی کہا ہے لیکن حق یہ ہے کہ وہ حنبلی تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے جبکہ قرینِ صواب' راجح اور درست بات یہ ہے کہ آپ کا مسلک کتاب و سنت ہی تھا۔ امام موصوف رحمہ اللہ قرآن و حدیث پر کسی کی بات اور ذاتی رائے کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ سنن نسائی کے متعدد مقامات پر تراجم الابواب سے اس بات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ ہاں' واقعاتی صورت میں بر بنائے دلیل کبھی ان کی موافقت شافعی علیہ الرحمہ سے اور کبھی امام السنہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مسلک و مذہب سے ہو جاتی اور یہ بعید نہیں' بہرحال آپ رحمہ اللہ تقلیدی جمود سے یقیناً مبرا تھے۔

جہاں تک الزام تشیع کا تعلق ہے تو وہ سراسر بے بنیاد ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ ملک شام تشریف لے گئے تو وہاں خارجیت کا زور تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف بھاری اکثریت میں موجود تھے۔ آپ نے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے کتاب "خصائص علی" تصنیف کی جس کی پاداش میں آپ پر شیعیت کا الزام لگ گیا جو بالکل جھوٹ پر مبنی تھا کیونکہ بعد میں آپ نے فضائل صحابہ پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی۔ (تهذيب الكمال: ١/ ١٥٧)

* **وفات:** جب مصر میں آپ کے علم و ادب کا چرچا خوب ہوا تو حاسدین نے حسد کرنا شروع کر دیا۔ آپ وہاں سے فلسطین کے شہر رملہ آ گئے۔ یہاں چونکہ بنوامیہ کی طویل حکومت کے سبب خارجیت اور ناصبیت کا زور تھا' لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمان تھے' لہٰذا آپ دمشق تشریف لے گئے' منبر پر براجمان ہو کر کتاب

''خصائص علی'' کی قراءت شروع کی' ابھی تھوڑی سی ہی پڑھی تھی کہ لوگوں نے استفسار کرنا شروع کر دیا کہ امیر معاویہ کے بارے میں بھی کچھ لکھا ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے ان کی منشا کے خلاف جواب دیا' عوام مشتعل ہوگئے اور آپ کو مارا' پیٹا۔ نازک جگہوں پر سخت چوٹیں آئیں' بے ہوشی کی حالت میں لوگ اٹھا کر گھر لائے۔ ہوش آنے پر آپ کو محسوس ہوا کہ شاید میں زندہ نہ رہ سکوں تو بطور وصیت آپ نے فرمایا کہ مجھے مکہ معظّمہ لے چلو۔ میرا مدفن اور جائے وفات وہی ہونا چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی وفات مکہ معظّمہ میں ہوئی اور آپ کو صفا و مروہ کے درمیان دفن کیا گیا ؎

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

دوسری روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ کو مکہ معظّمہ لے جانے کے لیے اٹھایا گیا تو آپ کا انتقال راستے میں فلسطین کے شہر رملہ میں ہو گیا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نعش مکہ مکرمہ پہنچائی گئی۔ آپ کی وفات 13 صفر 303 ہجری پیر کے دن ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر 88 سال تھی۔ آپ کی وفات کے بارے میں اگرچہ اور بھی اقوال ہیں لیکن امام ذہبی رحمہ اللہ نے 13 صفر 303 ہجری ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

* **تصنیفی و تالیفی خدمات:** امام نسائی رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات پر مایۂ ناز گرانقدر کتب تصنیف فرمائی ہیں' چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

۞ السنن الكبرىٰ ۞ خصائص علي ۞ فضائل الصحابة ۞ عمل اليوم و الليلة ۞ كتاب التفسير ۞ الجمعة ۞ مناسك الحج ۞ الكنىٰ ۞ الضعفاء والمتروكون ۞ التمييز ۞ معجم شيوخه ۞كتاب الطبقات ۞ التصنيف في معرفة الإخوة و الأخوات ۞ مسند مالك بن أنس ۞ مسند حديث الزهري بعلله ۞ مسند حديث شعبة بن الحجاج ۞ كتاب الإغراب ۞ الجرح والتعديل ۞ فضائل القرآن ۞ وفاة النبي و إملاآته الحديثية ۞ اور شيوخ الزهري.

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی کتب ہیں جو شیخ کے رُسوخ فی العلم' امامت اور جلالت شان پر دلالت کرتی ہیں۔

سنن نسائی اور اس کی امتیازی خصوصیات

* سنن کی تعریف: علمائے حدیث کی اصطلاح میں ''سنن'' وہ کتاب ہے جس میں کتاب الطھارۃ سے لے کر کتاب الوصایا تک کے احکام کی احادیث فقہی انداز اور ترتیب سے جمع کی گئی ہوں۔

* سنن نسائی: سنن نسائی کو متعدد علماء نے دیگر صحاح کی طرح الصحیح کے نام سے موسوم کیا ہے جن میں ابن مندہ، ابن سکن، دارقطنی، ابوعلی نیشاپوری، خطیب بغدادی، ابن عدی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے محدثین شامل ہیں۔ اسے السنن الصغریٰ بھی کہتے ہیں تاکہ السنن الکبریٰ اور اس کے درمیان تمیز ہو سکے۔ اسے المجتبیٰ کا نام بھی دیا جاتا ہے جو کہ فرمان الٰہی: ﴿فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ......﴾ سے ماخوذ ہے کیونکہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اسے السنن الکبریٰ سے منتخب اور پسند کیا ہے۔ اسے المجتنٰی بھی کہتے ہیں جو [جَنَى الثَّمْرَةَ وَاقْتَطَفَهَا] ''اس نے پھل چنا اور کاٹا'' سے ماخوذ ہے۔ چونکہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے گلستانِ حدیث (السنن الکبریٰ) سے اسے چنا اور اخذ کیا ہے، اس لیے اس پر المجتنٰی کے نام کا اطلاق بھی درست ہے۔

* سنن نسائی کی قدر و منزلت اور علماء کی ثنا خوانی: ۞ امام سلفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سنن نسائی ان پانچ کتابوں میں شامل ہے جن کی صحت پر علمائے مشرق و مغرب کا اتفاق ہے۔''

۞ ابن رشید کہتے ہیں: ''سنن پر جتنی کتب تصنیف ہوئی ہیں امام نسائی کی کتاب حسن ترتیب و تصنیف میں سب سے انوکھی اور نرالی شان والی ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس کا اکثر حصہ صحیحین کے طریقۂ تصنیف کو شامل ہے کیونکہ ان کی بیان کردہ علل ایسی نادر اور محکم ہیں گویا اطلاعات غیب سے ہیں۔''

۞ سنن نسائی کی قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ امام تجیبی رحمہ اللہ ابن الاخضر

اسیوطی کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ ابو علی نے خواب میں اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت کی اور دیکھا کہ آپ ﷺ کے سامنے بہت زیادہ کتابیں تھیں اور ان میں سنن نسائی (المجتبیٰ) بھی موجود تھی۔

۞ امام حاکم رقمطراز ہیں: ''امام نسائی کی فقاہت حدیث بہت زیادہ مسلّم ہے۔ جو بھی ان کی سنن کا مطالعہ کرتا ہے ان کے حسن کلام سے حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔''

* سنن نسائی (مجتبیٰ) امام نسائی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے یا ابن سنی رحمہ اللہ کی: اس بارے میں دو رائے ہیں: ① یہ ابن سنی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ اس کے قائل علامہ ذہبی اور ابن ناصر الدین دمشقی وغیرہ ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں متداول و معروف جو سنن نسائی ہے یہ ابن سنی کی تصنیف ہے۔ ② یہ امام نسائی کی اپنی تصنیف ہے۔ اکثر علماء کی یہی رائے ہے اور یہی درست ہے۔ اس کے قائلین میں ابن کثیر، ابن اثیر، عراقی، سخاوی اور دیگر محدثین رحمہم اللہ شامل ہیں اور اسے امام نسائی کی تصنیف ثابت کرنے پر درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

۞ امیر رملہ والی حکایت کہ سنن کبریٰ دیکھنے کے بعد اس نے اس کے اختصار کا تقاضا کیا..... الخ۔

یہ واقعہ اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس نے محض صحیح روایات کے استخراج کا کہا تھا لیکن سنن صغریٰ میں ایسی روایات بھی ہیں جنھیں امام صاحب رحمہ اللہ نے خود معلول کہا ہے۔ اگر یہ ابن سنی کی تصنیف ہوتی تو وہ ان روایات کو خود ہی معلول قرار دیتے نہ کہ امام نسائی۔

۞ ابن خیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو علی غسانی رحمہ اللہ نے کہا: کتاب الایمان اور کتاب الصلح مصنف کی الگ تصانیف نہیں ہیں بلکہ یہ سنن صغریٰ ہی کا حصہ ہیں جس کا آپ نے سنن کبریٰ سے اختصار کیا ہے۔

۞ قدیم قلمی نسخے سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ امام نسائی رحمہ اللہ ہی کی تصنیف ہے، ابن سنی محض اس کے ایک راوی ہیں۔

۞ ابن اثیر رحمہ اللہ نے جب سنن صغریٰ کو جامع الاصول میں شامل کیا تو اس کی سند ابن سنی کے واسطے سے امام نسائی رحمہ اللہ تک بیان کی ہے۔ اگر یہ ابن سنی رحمہ اللہ کی تصنیف ہوتی تو ابن اثیر کا امام نسائی رحمہ اللہ تک سند بیان کرنا ''چہ معنی دارد۔''

۞ ابن سنی کا سنن صغریٰ کے متعدد مقامات پر بیان ہے کہ میں نے اس کا امام صاحب سے سماع کیا ہے۔ اگر یہ ان کی اپنی ہی تصنیف ہوتی تو امام صاحب سے سماع کے کیا معنی؟

السنن الکبریٰ بھی امام نسائی رحمہ اللہ کی مایۂ ناز تصنیف ہے۔ موجودہ متداول سنن نسائی جسے السنن الصغریٰ نیز المجتبیٰ یا المجتنیٰ بھی کہا جاتا ہے، اسی السنن الکبریٰ سے منتخب ہے، چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قَدْ جَمَعَ السُّنَنَ الْكَبِيرَ، وَانْتَخَبَ مِنْهُ مَا هُوَ أَقَلُّ حُجْمًا مِّنْهُ بِمَرَّاتٍ]

مطلب یہ کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے پہلے سنن الکبریٰ تالیف کی، اور پھر اسی میں سے سنن الصغریٰ منتخب کی جو حجم میں سنن کبریٰ سے کئی حصے کم ہے۔ (البداية:١١/١٢٣)

جب ان دونوں کتابوں، یعنی السنن الکبریٰ اور السنن الصغریٰ کا موازنہ اور مقابلہ کیا جائے تو سنن الکبریٰ چند امور میں سنن الصغریٰ سے ممتاز معلوم ہوتی ہے، مثلاً:

① السنن الکبریٰ میں چند کتب زیادہ ہیں جو کہ السنن الصغریٰ میں نہیں ہیں، مثلاً: کتاب السیر، المناقب، النعوت، الطب، الفرائض، الولیمة، التعبیر، فضائل القرآن اور العلم وغیرہ۔

② امام نسائی نے سنن الکبریٰ میں اپنی بعض وہ کتابیں بھی ضم کر دی ہیں جو کہ الگ اور مستقل تالیفات تھیں، مثلاً: کتاب فضائل القرآن۔ اس کی بابت زرکشی نے اپنی کتاب "البرهان في علوم القرآن" میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ امام نسائی کی مستقل الگ تالیف ہے۔ اسی طرح "خصائص علي" کو بھی سنن الکبریٰ میں "فضائل الصحابة" میں ضم کر دیا ہے۔ یہ بھی امام صاحب کی الگ مستقل تالیف تھی۔ اسی طرح اپنی ایک اور مستقل تالیف "کتاب التفسیر" کو بھی "الکبریٰ" میں شامل کر دیا ہے۔ اس کی بابت امام ذہبی رحمہ اللہ کا دعویٰ ہے کہ یہ بھی مستقل تالیف تھی۔

③ السنن الکبریٰ میں الصغریٰ کی نسبت جس طرح بعض کتب زیادہ ہیں اسی طرح کچھ ابواب اور احادیث بھی زیادہ ہیں، مثلاً سنن الکبریٰ میں بیان کردہ "کتاب الصوم" بہت سے ایسے ابواب ہیں جو "المجتبیٰ" میں نہیں ہیں، مثلاً: "صيام يوم الأربعاء، تحريم صيام يوم الفطر و يوم النحر، صيام يوم عرفة الفضل في ذلك، إفطار يوم عرفة بعرفة، التأكيد في صوم يوم عاشوراء، صيام ستة أيام من شوال، صيام الحي عن الميت، صيام المحرم، صيام شعبان، اغتسال الصائم، السواك للصائم، السعوط للصائم، القبلة في شهر رمضان اور مايجب على من يجامع امرأته" وغیرہ اس طرح السنن الکبریٰ میں السنن الصغریٰ کی نسبت اکٹھے ابواب زیادہ ہیں۔

④ سنن الکبریٰ میں کبھی کبھی امام صاحب "بلاغات" بھی بیان کرتے ہیں' مثلاً: "بَلَغَنِي عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْحَكَمَ الزُّرَقِيَّ...... الخ"

⑤ جس طرح سنن الکبریٰ میں کچھ ابواب واحادیث اور کتب' المجتبیٰ کی نسبت زیادہ ہیں اسی طرح السنن الصغریٰ' یعنی المجتبیٰ میں بھی بعض مقامات پر الکبریٰ کی نسبت کچھ تراجم وابواب' نیز احادیث واستنباطات زیادہ ہیں' مثلاً: امام صاحب سنن الکبریٰ کے " كتاب الطهارة" میں ایک ترجمۃ الباب لائے ہیں "النهي عن استقبال القبلة و استدبارها عندالحاجة، والأمر باستقبال المشرق والمغرب" اور اس ترجمۃ الباب کے تحت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ دو احادیث لائے ہیں' لیکن امام صاحب نے جب "المجتبیٰ" میں یہی مسئلہ بیان فرمایا ہے تو وہاں تین تراجم لائے ہیں ایک "النهي عن استقبال القبلة عندالحاجة" دوسرا "النهي عن استدبار القبلة عندالحاجة" اور تیسرا "الأمر باستقبال المشرق والمغرب عندالحاجة" ایسی مثالیں "المجتبیٰ" میں کئی مقامات پر بکھری پڑی ہیں بالخصوص السنن الصغریٰ کی ابتدائی کتب' مثلاً: "الطهارة، الصلاة، الحج اور الصوم" وغیرہ میں۔

⑥ السنن الصغریٰ میں صحت احادیث کا اہتمام' الکبریٰ کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے آئمۂ حدیث اہل علم نے فرمایا ہے کہ صحت وقبولیتِ احادیث کے اعتبار سے' صحیح بخاری وصحیح مسلم کے بعد سنن نسائی (الصغریٰ) ہی کا درجہ ہے۔ مذکورہ بالا تفصیل سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ "السنن الصغریٰ" کا انتخاب صرف "السنن الکبریٰ" سے نہیں بلکہ اس کے علاوہ بہت سا انتخاب دوسری کتب سے بھی ہے۔ واللہ أعلم.

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ کے ہوتے ہوئے السنن الصغریٰ کا انتخاب کیوں کیا؟

شاید۔ واللہ اعلم۔ اس کا سبب یہ ہو کہ امام نسائی اور دیگر مؤلفین کتب ستہ رحمہم اللہ تقریباً ہم عصر ہیں' تاہم امام نسائی رحمہ اللہ کی وفات باقی آئمۂ خمسہ کے بعد ہوئی' اس لیے انھیں اپنے ہم عصر دیگر مؤلفین کی تالیفات دیکھنے کا موقع میسر آ گیا۔ انھوں نے ان تصانیف کی خوبیاں اور ان کے محاسن اپنی تالیف میں جمع کرنے کے لیے "السنن الصغریٰ" تالیف کی۔ بالخصوص امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی مایۂ ناز الہامی تصنیف "الجامع

الصحیح" (صحیح بخاری) کی خوبیاں اپنی کتاب میں سمیٹنے کی کوشش ضرور کی۔

رسول اللہ ﷺ منصبِ رسالت کے اعتبار سے احکام شریعت کی بابت دیے گئے مجمل احکام قرآن کے مُبَیِّن اور شارح ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل١٦:٤٤) اس لیے امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں تراجم الکتب والابواب کی ابتدا، ممکن حد تک آیاتِ قرآنی سے کی ہے، بعد ازاں ان آیات کی تفسیر وتشریح اور ان کے معانی ومفاہیم کے بیان کے لیے ان آیات کے متعلقہ احادیث لائے ہیں اور یہ ان کے فہم اور تفقہ فی الدین کی انتہا ہے۔ لگتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس راز کو پالیا تھا، چنانچہ انھوں نے اپنی دوسری تالیف ''المجتبیٰ'' میں اس کا التزام کیا جبکہ یہ چیز ''السنن الکبریٰ'' کی تالیف میں مفقود ہے۔

اس سبب اور وجہِ تالیف کی واضح مثال ''السنن الکبریٰ'' اور ''السنن الصغریٰ'' کا پہلا ترجمۃ الباب ہے۔ اور وہ س طرح کہ امام صاحب ''السنن الکبریٰ'' کی ابتدا کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

كتاب الطهارة۔ وضوء النائم إذا قام إلى الصلاة

لیکن جب انھوں نے ''السنن الصغریٰ'' کا انتخاب فرمایا تو اس کی ابتدا اس طرح سے کی [كتاب الطهارة تأويل قوله عزوجل: ﴿اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (المائدة٥:٦)

اس سے فرق واضح ہو جاتا ہے اور ہماری بات کی تائید ہوتی ہے۔ والله أعلم.

* امام نسائی رحمہ اللہ کا فن جرح وتعدیل میں تشدد: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ جرح وتعدیل میں بہت سخت تھے۔ یہ ان کا تشدد ہی تھا کہ بہت سے ایسے کبار محدثین جن کی روایات شیخین (امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ) نے بیان کی ہیں لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک وہ مجروح تھے، اس لیے ان سے روایات ترک کر دیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ایسے اشخاص کی ایک فہرست مرتب کی ہے جن سے شیخین نے تو روایات لی اور بیان کی ہیں جبکہ امام نسائی نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن طاہر کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن علی زنجانی سے ایسے راوی کے متعلق دریافت کیا جسے انھوں نے ثقہ لیکن امام نسائی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا تھا تو زنجانی رحمہ اللہ نے جواباً فرمایا: [يَا بُنَيَّ! إِنَّ لِأَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ شَرْطًا فِي الرِّجَالِ أَشَدَّ مِنْ شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ] ''میرے بیٹے! رجال حدیث کے بارے میں امام نسائی کی شرطیں بخاری ومسلم سے بھی کڑی ہیں (اس لیے فلاں

راوی کوانھوں نے ضعیف قرار دیا ہے)۔''

٭ کتب میں ضعیف روایات کا اندراج؟: یہ ایک سوال ہے اوراس کا جواب مختلف انداز سے دیا گیا ہے' جس کی تفصیل آپ سنن ابوداود اردو' طبع دارالسلام: (۱/۷۰۔۷۱) میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ یہاں سنن النسائی ہی کے حوالے سے چند جوابات دینے کی کوشش کی جائے گی:

۞ چند لوگوں نے ضعیف روایات پر اپنے مسلک کی بنیاد رکھ کر اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ امام صاحب ؒ نے واضح فرما دیا کہ یہ روایات کمزور اور ضعیف ہیں' لہٰذا یہ قابل عمل واستدلال نہیں۔

۞ جب کسی مسئلے میں انھیں صحیح حدیث نہیں ملی تو بقولِ بعض: انھوں نے لوگوں کی آراء کی بجائے ضعیف روایات کو ترجیح دی۔

۞ اگر امام نسائی ؒ نے انتہا درجے کی ضعیف حدیث بیان کی ہے تو اس سے ان کا مقصود طلبہ کو متنبہ کرنا ہے کہ یہ روایت قطعی طور پر قابل حجت نہیں' اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

۞ دیگر محدثین کی طرح امام صاحب ؒ نے اپنی سنن پر صحیح کا اطلاق نہیں کیا' لہٰذا کلی صحت آپ کی کتاب کی شرط قرار نہیں پاتی' اس لیے انھوں نے ضعیف روایات مع علل بیان کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا ضعیف روایات پر عمل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں راجح موقف یہی ہے کہ ضعیف روایت' خواہ اس کا تعلق احکام سے ہو یا فضائل اعمال سے' نا قابل عمل اور نا قابل حجت ہے کیونکہ جب اس کی نسبت ہی رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ ہوئی تو خواہ مخواہ ظن مرجوح کی بنا پر اس کو عقیدہ وعمل میں لانا درست نہیں۔ ﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ [النجم۵۳:۲۸]

مذکورہ بالا یہی موقف امام ابن حزم' شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ اور بعض دیگر متقدمین ومتأخرین محققین کا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (مقدمة صحيح مسلم، ص:۱۹، طبع دارالسلام' و قواعد التحديث للقاسمي، ص:۱۱۳، والقاعدة الجليلة، ص: ۸۴، وصحيح الجامع للألباني:۱/۴۶، وسنن ابوداود (اردو) طبع دارالسلام:۱/۷۱، ۷۲)

٭ سنن نسائی کی امتیازی خصوصیات: امام صاحب کی سنن نسائی (مجتبیٰ) مندرجہ ذیل خوبیوں کی بنا پر دیگر کتب حدیث سے ممتاز ہے:

① صحیحین کے بعد دیگر سنن ومسانید کی نسبت غایت درجے صحت کا التزام۔
② کتاب التطبیق (رکوع کے وقت گھٹنوں میں ہاتھ دینے) کا بے شمار کتب حدیث میں بیان نہیں' یہ امتیاز صرف سنن نسائی کے حصے میں آیا ہے۔
③ اشطام (وثیقوں) وغیرہ کا بیان بھی کسی کتاب میں نہیں' اس کا سہرا بھی امام صاحب ؒ کے سر ہے۔
④ حدیث بیان کرتے وقت آغاز سند میں أخبرنا اور أخبرني کا استعمال بھی سنن نسائی کے خواص اور امتیازات میں سے ہے۔
⑤ دیگر کتب حدیث میں موضوعات (من گھڑت روایات) بھی موجود ہیں لیکن سنن نسائی میں ایک روایت بھی موضوع اور من گھڑت نہیں ہے۔ابن جوزی نے دعویٰ کیا تھا کہ نسائی شریف میں ایک روایت موضوع ہے لیکن امام ذہبی' سیوطی اور ابن حجر ؒ نے سختی سے اس کا رَد کیا اور یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ سنن نسائی میں کوئی روایت موضوع نہیں ہے۔

*امام نسائی ؒ کا منہج و اسلوب: سنن نسائی (مجتبیٰ) کو امام صاحب ؒ نے ایک خاص منہج اور انداز پر تصنیف کیا ہے جس کے متعلق امام سخاوی ؒ رقمطراز ہیں: سنن نسائی (مجتبیٰ) غور وفکر کرنے والے کے لیے انوکھی اور عام فہم ہے۔اس کے عناوین وموضوعات بالکل آسان اور کثیر تعداد میں ہیں۔بہت زیادہ لعل وجواہر پر یہ کتاب مشتمل ہے۔نہایت غور وخوض سے اس کا مطالعہ کرنے والا انسان اس کے کھلے ہوئے گلہائے رنگا رنگ سے معطر ہو جاتا ہے۔سنن النسائی میں امام صاحب ؒ کا منہج بیان کرتے ہوئے امام سخاوی ؒ وغیرہ نے مزید لکھا ہے:

① امام صاحب غریب ومشکل الفاظ کی تفسیر وتوضیح کرتے ہیں' جیسے حدیث میں آیا ہے: [لَاتُزْرِمُوهُ] امام صاحب نے اس کی توضیح یہ فرمائی: [لَاتَقْطَعُوهُ]
② مہمل راویوں کا تعین کرتے ہیں' جیسے سند میں آیا ہے: [مِنْ جِهَةِ بَكْرٍ] تو ساتھ توضیح کر دی کہ یہاں بکر سے مراد ابن مضر ہے۔ایک سند میں عبداللہ آیا تو فرمایا: یہ ابنُ الْقِبْطِيَّة ہے۔
③ سند ومتن میں موجود مبہم راوی کا نام ذکر کرتے ہیں۔ ○ سند کی مثال: محمد بن عبدالرحمٰن عن رجل عن جابر دوسری جگہ پر عن رجل کو واضح کیا کہ یہ محمد بن عمرو بن حسن ہے۔ ○ متن کی مثال: حدیث میں [فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ] آیا تو رجل کی وضاحت کر دی کہ یہ خرباق بن عمرو اسلمی ؓ تھے۔

④ جو آدمی کنیت کے ساتھ معروف ہو اور سند میں اس کا نام ذکر ہو تو اس کی کنیت ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح جو آدمی نام کے ساتھ معروف ہو اور سند میں اس کی کنیت کا ذکر ہو تو اس کا نام ذکر کر دیتے ہیں' مثلاً: سند میں زکریا بن یحییٰ آیا تو اس کی کنیت بتائی کہ یہ ابو کامل ہے۔ مزید بتایا کہ ذکوان جو سند میں آیا ہے اس سے مراد ابوصالح ہے اور دوسری جگہ ذکوان سے مراد ابوعمرو ہیں۔ اسی طرح سند میں "ابومعید" آیا تو اس کی وضاحت کی کہ یہ حفص بن غیلان ہے۔ مزید واضح کیا کہ ابوہشام سے مراد مغیرہ بن سلمہ ہیں۔

⑤ متفق اور مفترق کی طرف بھی امام صاحب رحمہ اللہ اشارہ کرتے ہیں۔ مراد اس سے یہ ہے کہ ایک نام میں چھ راوی مشترک ہیں' ان میں سے بعض ثقہ اور بعض ضعیف ہیں تو امام صاحب سند میں مذکور آدمی کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ آدمی ثقہ ہے۔

⑥ جس سے بہت سے راوی مراد ہو سکتے ہیں وہاں اس کا تعین کرنا بھی ان کے منہج کا حصہ ہے' مثلاً: ہارون بن ابووکیع کے بارے میں فرمایا کہ یہ ہارون بن عنترہ ہے۔

⑦ جہاں کسی صورت بھی التباس ختم نہ ہو رہا ہو تو وضاحت کرتے ہیں' جیسے ابن مبارک کی سند میں ایک راوی کا نام ابوجعفر آیا تو آپ نے وضاحت کر دی کہ یہ ابوجعفر الفراء نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔

⑧ امام صاحب منقطع کو مرسل بھی کہہ دیتے ہیں اور اس مرسل کو قرینے کی وجہ سے متصل پر ترجیح بھی دے دیتے ہیں۔

⑨ امام صاحب کی حتی المقدور یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہر باب میں صحیح روایات ہی جمع کی جائیں لیکن ناگزیر صورت حال میں ایسے راویوں کی روایات بھی درج کر دیتے ہیں جن کے ضعف اور ان کی روایات کے ترک پر علمائے محدثین کا اجماع نہ ہو چکا ہو۔

⑩ بعض اوقات امام صاحب کسی مسئلے میں صحیح روایات درج کرتے ہیں لیکن اس کے بعد ان مزید فوائد کی وجہ سے جو صحیح حدیث میں نہیں ہوتے ضعیف روایت بھی درج کر دیتے ہیں۔

⑪ بسا اوقات حدیث بیان کرنے کے بعد اپنا کلام بھی تحریر کرتے ہیں جو حدیث کو سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

⑫ کئی مقامات پر ایسی 2 روایات جو صحیح ہیں اور باہم متعارض ہیں' انھیں بھی ذکر کر دیا ہے' اس سے ان کا

مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس روایت میں مذکور عمل کو دونوں طرح کر سکتے ہیں' اس میں جواز ہے' یا ان کے درمیان تطبیق دینے کے لیے بیان کرتے ہیں' مثلاً: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو سری اور جہری دونوں طرح پڑھنے کا جواز ہے۔

⑬ اکثر احادیث پر امام صاحب رحمہ اللہ حکم لگاتے ہیں اور اصطلاحی الفاظ استعمال کرتے ہیں' مثلاً: [هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، غَيْرُ مَحْفُوظٍ، لَيْسَ بِثَابِتٍ، ضَعِيفٌ، أَخْطَأَ فِيهِ فُلَانٌ' هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.]

⑭ سند و متن کے اختلاف کو بھی نظر انداز نہیں کرتے بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ راجح مرجوح کی نشاندہی بھی کر دیتے ہیں۔

⑮ معلق روایات بیان کرنے سے بہت زیادہ احتراز کیا ہے۔ سنن نسائی (مجتبیٰ) میں صرف دو جگہ پر معلق کی صورت نظر آئی ہے' اس میں بھی یہ احتمال ہے کہ وہ متصل ہی ہوں۔

* **شیخین اور امام نسائی رحمہم اللہ کے منہج میں مشابہت:** ① شیخین اور امام نسائی رحمہم اللہ کے منہجِ بیان حدیث میں چند اعتبار سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ امام نسائی بھی امام بخاری کی طرح ایک حدیث تکرار کے ساتھ اپنی سنن میں بیان کرتے ہیں اور ہر جگہ اس حدیث پر نیا باب قائم کر کے مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ اس کی مثال وہ حدیثِ عائشہ ہے جس میں وہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی ﷺ میرے گھر میں سوئے ہوئے تھے' رات کو اٹھے اور بقیع کی طرف چلے...... الخ. امام نسائی رحمہ اللہ نے اسے [اَلْأَمْرُ بِالِاسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِينَ] میں ذکر کیا ہے۔ اور دوسری جگہ یہی روایت ذکر کرنے کے بعد اور مسائل کا استنباط کیا ہے' یعنی یہی روایت دوبارہ کتاب النکاح کے بَابُ الْغَيْرَةِ میں ذکر کی اور دونوں جگہ الگ الگ مسائل کا استخراج کیا ہے۔

② امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی طرح آپ بھی دو سندوں کے درمیان ''ح'' کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ دونوں سندیں الگ الگ رہیں۔

③ امام بخاری رحمہ اللہ کی طرح آپ نے بھی بعض جگہ روایت بالمعنیٰ بیان کی ہے۔

④ امام مسلم رحمہ اللہ کے ساتھ مشابہت اس اعتبار سے ہے کہ ایک روایت اگر دو اساتذہ سے بیان کی ہے تو بیان کرنے کے بعد آپ بھی امام مسلم کی طرح توضیح کرتے ہیں کہ یہ الفاظ فلاں استاذ کے بیان کردہ ہیں اور

یہ فلاں کے۔

⑤ صیغۂ تحدیث کے معاملے میں بھی جابجا آپ کی امام مسلم کے ساتھ مشابہت ہے۔

⑥ اگر ایک حدیث دو راویوں کی بیان کردہ ہے تو امام نسائی' امام مسلم رحمہ اللہ کی طرح توضیح کر دیتے ہیں کہ فلاں راوی نے قال النبي ﷺ کہا ہے اور فلاں راوی نے قال رسول اللّٰہ ﷺ کہا ہے۔

⑦ عام و خاص' مجمل و مبین اور ناسخ و منسوخ وغیرہ کے بیان کرنے میں بھی آپ امام مسلم رحمہ اللہ کے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

الغرض امام نسائی کا منہج بیانِ حدیث' امیر المومنین فی الحدیث امام الائمہ بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے محدثین عظام بخاری و مسلم کے بعد امام نسائی کو مرجع تسلیم کرتے اور آپ کی سنن نسائی (صغریٰ) پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔ ذٰلك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء.

* سنن نسائی (مجتبیٰ) کی شروحات: ۞ شرح لأبي العباس ۞ شرح سراج الدين ابن ملقن ۞ زهر الربٰى على المجتبىٰ ۞ حاشية السندي ۞ ذخيرة العقبٰى في شرح المجتبٰى لمحمد بن علي بن آدم الإتيوبي ۞ التعليقات السلفية ۞ الإمعان في شرح مصنف النسائي لأبي عبدالرحمٰن ۞ بذل الإحسان بتقريب سنن النسائي أبي عبدالرحمٰن، لأبي إسحاق الحويني الأثري ۞ اردو ترجمہ: علامہ وحید الزمان ۞ اردو ترجمہ: حافظ محمد امین حفظہ اللہ۔

حدیث کی اقسام

قَوْلِی حدیث — فِعْلِی حدیث — تَقْرِیری حدیث — شَمَائِلِ نَبَوِی

حدیث کی اقسام ——— نسبت کے اعتبار سے

حَدِیث قُدْسِی — مَرْفُوع — مَوْقُوف — مَقْطُوع

حدیث کی اقسام ——— راویوں کی تعداد کے اعتبار سے

مُتَوَاتِر — خَبَرِ وَاحِد

خَبَرِ وَاحِد: مَشْهُور — مُسْتَفِيض — عَزِيز — غَرِيب

غَرِيب: غَرِيبِ مُطْلَق — غَرِيبِ نِسْبِی

مقبول حدیث کی اقسام

صَحِيح لِذَاتِهٖ — صَحِيح لِغَيْرِهٖ — حَسَن لِذَاتِهٖ — حَسَن لِغَيْرِهٖ

مقبول حدیث کے درجات

مُتَّفَق عَلَيْه — اَفْرَادِ بُخَارِی — اَفْرَادِ مُسْلِم — صَحِيْح عَلٰى شَرْطِهِمَا — صَحِيْح عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِی — صَحِيْح عَلٰى شَرْطِ مُسْلِم — صَحِيْح عَلٰى شَرْطِ غَيْرِهِمَا

① مردود حدیث کی اقسام ——— انقطاع سند کے اعتبار سے

مُعَلَّق — مُرْسَل — مُعْضَل — مُنْقَطِع — مُدَلَّس — مُرْسَل خَفِی — مَعْلُوْل

② مردود حدیث کی اقسام ——— راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے

مَتْرُوْك — مَوْضُوْع — رِوَايَةُ الْفَاسِق — رِوَايَةُ الْمُبْتَدِع

③ مردود حدیث کی اقسام ——— راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے

مُصَحَّف — مَقْلُوْب — مُدْرَج — اَلْمَزِيْد فِی مُتَّصِلِ الْاَسَانِيْد — شَاذ — مُنْكَر — رِوَايَةُ سَيِّئِ الْحِفْظ — رِوَايَةُ كَثِيْرِ الْغَفْلَه — رِوَايَةُ فَاحِشِ الْغَلَط — رِوَايَةُ الْمُخْتَلِط — مُضْطَرِب — مُعَلَّل

④ مردود حدیث کی اقسام ——— راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے

مُبْهَم — رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْعَيْن — رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْحَال

اصطلاحاتِ محدثین

۞ حدیث کی تعریف: رسول اللہ ﷺ سے متعلق راویوں کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے' وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو بعض دفعہ سنت' خبر اور اثر بھی کہا جاتا ہے۔

۞ بنیادی اقسام:

● قَوْلِی حَدِیْث : وہ حدیث جس میں آپ کا فرمان مذکور ہو۔

● فِعْلِی حَدِیْث : وہ حدیث جس میں آپ کا فعل مذکور ہو۔

● تَقْرِیری حَدِیْث : وہ حدیث جس میں آپ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔

● شَمَائِلِ نَبَوِی : وہ احادیث جن میں آپ کے عادات واخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔

نوٹ : کسی حدیث کی اصل عبارت "مَتْن" کہلاتی ہے۔ متن سے پہلے' راویوں کے سلسلے کو سند کہتے ہیں۔ سند کا کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ "مُتَّصِل" ہوتی ہے ورنہ "مُنْقَطِع۔"

۞ نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

● حَدِیث قُدْسِی: اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جسے نبیِ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو' راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔

● مَرْفُوع : وہ حدیث جس میں کسی قول' فعل یا تقریر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

● مَوْقُوف: وہ حدیث جس میں کسی قول' فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

● مَقْطُوع: وہ حدیث جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

۞ راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

● مُتَواتِر: وہ حدیث جس میں تَوَاتُر کی چار شرطیں پائی جائیں:

(ا) اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

(ب) انسانی عقل و عادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

(ج) یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔(د) حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔

نوٹ: راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو "طبقہ" کہلاتی ہے۔

◉ خَبرِ واحد: وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

◉ مَشْهُور: وہ حدیث جس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو مگر یکساں نہ ہو' مثلاً کسی طبقے میں تین' کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی اسے بیان کرتے ہوں۔

◉ مُسْتَفِيض: وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ اور یکساں تعداد میں ہوں یا سند کے اول و آخر میں ان کی تعداد یکساں ہو۔

◉ عَزِيز: وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔

◉ غَرِيب: وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔ اگر وہ صحابی یا تابعی ہے تو اسے غَرِيبِ مُطْلَق کہیں گے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو اسے غَرِيبِ نِسبِي کہیں گے۔

نوٹ: مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علم الیقین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔ باقی اقسام مقبول یا مردود ہو سکتی ہیں۔

۞ قُبُول ورَد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

◉ مَقْبُول: وہ حدیث جو واجب العمل ہو۔

◉ مَرْدُود: وہ حدیث جو مقبول نہ ہو۔

۞ مقبول حدیث کی اقسام و درجات (شرائطِ قبولیت کے اعتبار سے):

① صَحِيح لِذَاتِهٖ ② صَحِيح لِغَيْرِهٖ ③ حَسَن لِذَاتِهٖ ④ حَسَن لِغَيْرِهٖ

◉ صَحِيح لِذَاتِهٖ: وہ حدیث جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:

(ا) اس کی سند متصل ہو' یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

(ب) اس کا ہر راوی عادل ہو' یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو' صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو' شائستہ طبیعت کا مالک اور با اخلاق ہو۔

(ج) وہ كَامِلُ الضَّبط ہو' یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کما حقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔

(د) وہ حدیث شاذ نہ ہو (ھ) معلول نہ ہو۔ (شاذ اور معلول کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔)

● حَسَن لِذَاتِهٖ: وہ حدیث جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت خَفِيْفُ الضَّبْط (ہلکے ضبط والے) ہوں، باقی شرطیں وہی ہوں۔

نوٹ: حَسَن لِذَاتِهٖ کا درجہ صَحِيْح لِغَيْرِهٖ کے بعد ہے مگر تعریفات کو آسان تر کرنے کیلئے ترتیب بدلی گئی ہے۔

● صَحِيْح لِغَيْرِهٖ: جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کر کے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری سندوں) کی وجہ سے درجۂ صحت کو پہنچی۔

● حَسَن لِغَيْرِهٖ: وہ حدیث جس کی متعدد سندیں ہوں، ہر سند میں معمولی ضعف ہو مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے تو وہ حسن لغیرہ کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

○ صحیح حدیث کی اقسام و درجات (کتب حدیث میں پائے جانے کے اعتبار سے):

● مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وہ حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں پائی جائے متفق علیہ کہلاتی ہے اور صحت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر ہوتی ہے۔

● أَفْرَادِ بُخَارِی: ہر وہ حدیث جو صحیح بخاری میں پائی جائے، صحیح مسلم میں نہ پائی جائے۔

● أَفْرَادِ مُسْلِم: ہر وہ حدیث جو صحیح مسلم میں پائی جائے، صحیح بخاری میں نہ پائی جائے۔

● صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا: وہ حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں نہ پائی جائے لیکن دونوں ائمہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

● صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِي: وہ حدیث جو امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح بخاری میں موجود نہ ہو۔

● صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِم: وہ حدیث جو امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح مسلم میں موجود نہ ہو۔

● صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ غَيْرِهِمَا: وہ حدیث جو امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

○ مردود حدیث کی اقسام انقطاعِ سند کی وجہ سے:

● مُعَلَّق: وہ حدیث جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی (عمداً) حذف کر دی گئی ہو۔

- مُرْسَل: وہ حدیث جسے تابعی بلا واسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے۔
- مُعْضَل: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے دو یا دو سے زیادہ راوی اکٹھے حذف ہوں۔
- مُنْقَطِع: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے ایک یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے حذف ہوں۔
- مُدَلَّس: وہ حدیث جس کا راوی کسی وجہ سے اپنے استاد یا استاد کے استاد کا نام (یا تعارف) چھپائے لیکن سننے والوں کو یہ تأثر دے کہ میں نے ایسا نہیں کیا' سند متصل ہی ہے' حالانکہ اس سند میں راویوں کی ملاقات اور سماع تو ثابت ہوتا ہے مگر متعلقہ روایت کا سماع نہیں ہوتا۔
- مُرْسَل خَفِي: وہ حدیث جس کا راوی اپنے ایسے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو۔
- مَعْلُول یا مُعَلَّلْ: وہ حدیث جو بظاہر مقبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں ایسی پوشیدہ علت یا عیب پایا جائے جو اسے غیر مقبول بنا دے۔ ان عیوب وعلل کا پتہ چلانا ماہرینِ فن ہی کا کام ہے۔ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے:

- رِوَايَةُ الْمُبْتَدِع: وہ حدیث جس کا راوی بِدْعَتِ مُكَفِّرَه کا قائل و فاعل ہو لیکن اگر راوی کی بدعت' مکفرہ نہ ہو اور وہ عادل و ضابط بھی ہو تو پھر اس کی روایت معتبر ہوگی۔ یاد رہے کہ بدعت مکفرہ (کافر بنانے والی بدعت) سے ارتداد لازم آتا ہے۔
- رِوَايَةُ الْفَاسِق: وہ حدیث جس کا راوی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو لیکن حد کفر کو نہ پہنچے۔
- مَتْرُوْك: وہ حدیث جس کا راوی عام بول چال میں جھوٹ بولتا ہو اور محدثین نے اس کی روایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو۔
- مَوْضُوْع: وہ حدیث جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو' ایسے راوی کی ہر روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔

مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے:

- مُصَحَّف: وہ حدیث جس کے کسی لفظ کی ظاہری شکل تو درست ہو مگر نقطوں' حرکات یا سکون وغیرہ کے بدلنے سے اس کا تلفظ بدل گیا ہو۔
- مَقْلُوْب: وہ حدیث جس کے الفاظ میں راوی کی بھول سے تقدیم و تاخیر واقع ہوگئی ہو یا سند میں ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

- مُدْرَج: وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی کا اپنا کلام عمداً یا سہواً درج ہو جائے اور اس پر الفاظِ حدیث ہونے کا شبہ ہوتا ہو۔
- اَلْمَزِيْد فِيْ مُتَّصِلِ الْأَسَانِيْد: جب دو راوی ایک ہی سند بیان کریں، ان میں ایک ثقہ اور دوسرا زیادہ ثقہ ہو۔ اگر ثقہ راوی اس سند میں ایک راوی کا اضافہ بیان کرے تو اس کی روایت کو مزید فی متصل الأسانید کہتے ہیں۔
- شَاذّ: وہ حدیث جس کا راوی مقبول (ثقہ یا صدوق) ہو اور بیان حدیث میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے۔ (شاذ کے بالمقابل حدیث کو محفوظ کہتے ہیں۔)
- مُنْکَر: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور بیان حدیث میں ایک یا زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے۔ (منکر کے بالمقابل حدیث کو معروف کہتے ہیں۔)
- رِوَايَةُ سَيِّئِ الْحِفْظ: وہ حدیث جس کا راوی سیّئ الحفظ، یعنی پیدائشی طور پر کمزور حافظے والا ہو۔
- رِوَايَةُ كَثِيْرِ الْغَفْلَة: وہ حدیث جس کا راوی شدید غفلت یا کثیر غلطیوں کا مرتکب ہو۔
- رِوَايَةُ فَاحِشِ الْغَلَط: وہ حدیث جس کے راوی سے فاش قسم کی غلطیاں سرزد ہوں۔
- رِوَايَةُ الْمُخْتَلِط: وہ حدیث جس کا راوی بڑھاپے یا کسی حادثے کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھے یا اس کی تحریر کردہ احادیث ضائع ہو جائیں۔
- مُضْطَرِب: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں راویوں کا ایسا اختلاف واقع ہو جو حل نہ ہو سکے۔

✿ مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے:

- رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْعَيْن: وہ حدیث جس کا راوی مجہول العین ہو، یعنی اس کے متعلق ائمۂ فن کا کوئی ایسا تبصرہ نہ ملتا ہو جس سے اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور اس سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی شاگرد ہو جس کے باعث اس کی شخصیت مجہول ٹھہرتی ہو۔
- رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْحَال: وہ حدیث جس کا راوی مجہول الحال ہو، یعنی اس کے متعلق ائمۂ فن کا کوئی تبصرہ نہ ملتا ہو اور اس سے روایت کرنے والے کل دو آدمی ہوں جس کے باعث اس کی شخصیت معلوم اور حالت مجہول ٹھہرتی ہو۔ ایسے راوی کو مستور بھی کہتے ہیں۔
- مُبْهَم: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کے نام کی صراحت نہ ہو۔

کتبِ احادیث کی اقسام

- کُتُبِ صِحَاح: ہر وہ کتاب جس کے مؤلّف نے اپنی کتاب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا ہو اور ''صحیح'' کے لفظ کو کتاب کے نام کا حصہ بنایا ہو۔ ایسی کتاب کی روایات کم از کم اس کے مؤلّف کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ خود ہی کسی حدیث کی علت بیان کر دے تو اس سے اس کتاب کے صحیح ہونے پر حرف نہیں آتا۔
- صِحَاح سِتّہ: حدیث کی چھ کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ انھیں "اُصولِ سِتّہ" یا "کُتُبِ سِتَّہ" بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی دو کتابیں ''صحیحین'' کہلاتی ہیں اور یہ صرف اپنے مؤلّفین کے نزدیک ہی صحیح نہیں بلکہ پوری امت کے نزدیک **صحت** کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ ان پر اعتراض برائے اعتراض کرنے والا شخص، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بقول، اجماع امت کا مخالف اور بدعتی ہے جبکہ آخری چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں۔ گو ان میں ضعیف احادیث موجود ہیں، تاہم صحیح حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر علماء انھیں ''صحاح ستہ'' میں شمار کرتے ہیں۔
- جَامِع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات، مثلاً: عقائد، احکام، تفسیر، اور جنت، دوزخ وغیرہ سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں، مثلاً: صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ۔
- سُنَن: جس کتاب میں صرف عملی احکام سے متعلق احادیث فقہی تبویب و ترتیب پر جمع کی گئی ہوں، مثلاً: سنن ابی داود۔
- مُسْنَد: جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو، مثلاً: مسند احمد، مسند حمیدی۔
- مُسْتَخْرَج: جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اپنی سندوں سے روایت کرے، مثلاً: مستخرج إسماعيلي على صحيح البخاري.

- مُسْتَدْرَك: جس کتاب میں مصنف ایسی روایات جمع کرے جو کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں لیکن اس کی کتاب میں نہ ہوں' مثلاً: مستدرک حاکم۔
- مُعْجَم: جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے ہر استاد کی روایات کو الگ الگ جمع کرے' مثلاً: معجم طبرانی۔
- اَرْبَعِین: جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں' مثلاً: اربعین نووی' اربعین ثنائی وغیرہ۔
- جُزْء: وہ کتاب جس میں صرف ایک راوی یا ایک موضوع کی روایات جمع کی گئی ہوں' جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی "جُزْءُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ" اور "جُزْءُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ" یا امام بیہقی رحمہ اللہ کی "كِتَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ" وغیرہ۔

کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

① پہلا طبقہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطا امام مالک پر مشتمل ہے۔ موطا امام مالک زمانۂ تالیف کے لحاظ سے صحیحین سے متقدم لیکن مرتبہ و مقام کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے ہم خیال علماء کی رائے کے مطابق اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ دوسرے محدثین کے نزدیک اس کی منقطع یا مرسل روایات (مختلف کتابوں میں) دیگر سندوں سے متصل ہیں (لیکن صرف اتصالِ سند صحت حدیث کے لیے کافی نہیں ہوتا)۔

② دوسرا طبقہ سنن اربعہ پر مشتمل ہے۔ بعض کے نزدیک مسند احمد اور سنن دارمی بھی غالباً اسی طبقے میں شامل ہیں۔ ان کے مؤلفین علم حدیث میں متبحر تھے، ثقاہت و عدالت اور ضبط حدیث میں معروف تھے۔ انھوں نے جن مقاصد اور شرائط کو مدنظر رکھا، ان کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ان کی کتابوں کو ہر دور کے محدثین اور دیگر اہل علم میں بے پناہ پذیرائی ملی۔

③ وہ مسانید، جوامع اور مصنفات جو صحاح ستہ سے پہلے یا ان کے زمانے میں یا ان کے بعد لکھی گئیں۔ ان کے مؤلفین کی غرض محض احادیث کو جمع کرنا تھا، یہی وجہ ہے کہ ان میں ہر قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں گو یہ کتابیں اجنبی نہیں، تاہم زیادہ معروف و مقبول بھی نہیں، چنانچہ جو احادیث پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں موجود نہیں بلکہ صرف اسی طبقے کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، فقہاء نے ان کا زیادہ استعمال نہیں کیا اور محدثین نے بھی ان کی صحت و سقم، قبول و رد، اور تشریح و توضیح کا زیادہ اہتمام نہیں کیا، مثلاً: مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند طیالسی، بیہقی، طحاوی اور طبرانی وغیرہ۔

④ وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے زمانۂ دراز کے بعد ان احادیث کو جمع کیا جو پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں نہیں تھیں بلکہ ایسے مجموعوں میں پائی جاتی تھیں جن کی (علمی دنیا میں) کوئی وقعت نہ تھی۔ یہ احادیث عموماً

واعظین کے استدلالات، حکماء کے اقوال زرّیں اور اسرائیلی روایات پر مشتمل ہیں جنھیں ضعیف راویوں نے سہواً یا عمداً احادیث نبویہ سے خلط ملط کر دیا، یا کتاب وسنت کے بعض احتمالات ہیں جنھیں بعض جاہل صوفیا نے بالمعنی روایت کر دیا اور انھیں مرفوع احادیث سمجھ لیا گیا، یا چند احادیث سے جملے منتخب کر کے ایک نئی حدیث بنا دی گئی وغیرہ، مثلاً: ابن حبان کی "کِتَابُ الضُّعَفَاء" ابن عدی کی "اَلْکَامِل" خَطِیب بَغْدَادِي، أَبُو نُعَیم أَصْبَهَانِي، اِبْنِ عَسَاکر، جَوْرَقَانِي، اِبْنِ نَجّار اور دَیْلَمِي کی کتب۔ اسی طرح "مُسْنَد خَوَارَزمي" اِبْنِ جَوزِی اور ملا علی قاری کی "اَلْمَوْضُوعَات" وغیرہ بھی اسی طبقے میں شامل ہیں۔

⑤ اس طبقے کی کتابوں میں وہ احادیث شامل ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مؤرخین اور مختلف فنون کے ماہرین کی زبانوں پر مشہور تھیں، نیز وہ احادیث بھی شامل ہیں جو بے دین زبان دانوں نے کلام بلیغ سے وضع کیں اور ان کے لیے سندیں بھی گھڑ لیں۔

- پہلے اور دوسرے طبقے کی کتابوں پر محدثین کا کامل اعتماد ہے۔ انھیں ہمیشہ ان کتابوں سے وابستگی رہی ہے۔
- تیسرے طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا ان ماہرین حدیث کا کام ہے جو راویوں کے حالات اور حدیث کی مخفی علتوں کے جاننے والے ہوں۔ عموماً ایسی احادیث خود دلیل نہیں بن سکتیں، البتہ کسی مقبول حدیث کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہیں۔
- پہلے دو طبقوں کی احادیث کی تقویت میں چوتھے طبقہ کی احادیث کو جمع کرنا اور ان سے استدلال کرنا علمائے متاخرین کا محض تکلف ہے۔ اہل بدعت اسی قسم کی احادیث سے اپنے اپنے مذاہب کی تائید میں شواہد مہیا کرتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک اس طبقہ کی احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مُلَخَّص از حُجَّةُ اللّٰهِ الْبَالِغَة)

مصادر اور مراجع کا مفہوم:

- مَصَادِر: وہ کتب جن میں مصنفین نے احادیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہو۔ مذکورہ بالا طبقات میں جو درجہ بندی کی گئی ہے ان میں عموماً مصادر ہی مراد ہیں۔
- مَرَاجِع: وہ کتب جن میں احادیث کو مختلف مصادر سے منتخب کر کے جمع کیا گیا ہو۔ ان کی تین اقسام ہیں:

(ا) وہ مراجع جن میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے، مثلاً: "اَللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان فِیمَا اتَّفَقَ عَلَیْهِ الشَّیْخَانِ" اور "عُمْدَةُ الْأَحْکَام" وغیرہ۔

(ب) وہ مراجع جن میں عموماً مستند مصادر سے احادیث منتخب کی گئی ہیں لیکن ان میں ضعیف احادیث بھی موجود ہیں' جیسے "مِشْكٰوةُ الْمَصَابِيح' رِيَاضُ الصَّالِحِينَ' اَلتَّرْغِيبُ وَالتَّرْهِيب' بُلُوغُ الْمَرَام" وغیرہ۔

(ج) وہ مراجع جن میں کسی معیار اور تحقیق کے بغیر بہت سے مستند اور غیر مستند مصادر سے احادیث لے کر جمع کر دی گئی ہوں' مثلاً: "كَنْزُ الْعُمَّال" وغیرہ۔

نوٹ: دوسری اور تیسری قسم کے مراجع میں مذکور کسی حدیث سے تحقیق کے بغیر استدلال کرنا درست نہیں۔

* دو مقبول احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کرنے کی مختلف صورتیں

① سب سے پہلے ان کا کوئی ایسا مشترک مفہوم مراد لیا جائے گا جس سے ہر حدیث پر عمل کرنا ممکن ہو جائے اور اس سلسلے میں اس مفہوم کو ترجیح دی جائے گی جو کسی تیسری حدیث میں بیان ہوا ہو یا فقہائے محدثین نے اسے بیان کیا ہو۔

② اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ تحقیق کی جائے گی کہ آیا ان میں سے کوئی حدیث منسوخ تو نہیں۔ اس صورت میں منسوخ کو چھوڑ کر ناسخ پر عمل کیا جائے گا۔

③ اگر نسخ کا ثبوت نہ ملے تو پھر ایک حدیث کو کسی مسلک کا لحاظ کیے بغیر محض وجوہِ ترجیح (فنی خوبیوں) کی بنا پر ترجیح دی جائے گی اور دوسری حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا' مثلاً: کوئی حدیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو یا اعلیٰ طبقے کی کسی کتاب میں مروی ہو تو کمتر درجے یا طبقے کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا...... وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: اگر مقبول اور مردود حدیثوں کا تعارض آئے گا تو وہاں مردود حدیث کو رد کر کے صرف مقبول حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

طہارت کی لغوی واصطلاحی تعریف' اقسام اور اہمیت وفضیلت

* **لغوی تعریف:** لفظ الطهارة باب تفعیل سے اسم مصدر ہے' جیسے طَهَّرَ يُطَهِّرُ تَطْهِيرًا وَّطَهَارَةً بروزن كَلَّمَ يُكَلِّمُ تَكْلِيمًا وَّكَلَامًا ۔ معنی ہیں: میل کچیل' گندگی اور نجاست سے پاکیزگی اور صفائی حاصل کرنا۔ (سبل السلام)

* **اصطلاحی تعریف:** حدثِ اصغر (بے وضو ہونے) اور حدثِ اکبر (جنابت' احتلام' حیض اور نفاس) کی صورت میں مسنون طریقے سے پانی سے وضو اور غسل کرنے یا پانی کی عدم موجودگی یا اس کے استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں پاک مٹی کے ساتھ تیمّم کرنے کو طہارت کہتے ہیں۔

* **طہارت کی اقسام:** طہارت کی دو قسمیں ہیں: ① طہارتِ حقیقی: حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر کی صورت میں پانی کے ساتھ وضو اور غسل کرنا' طہارت حقیقی ہے۔ ② طہارتِ حکمی: حدثِ اصغر اور حدث اکبر کی حالت میں پانی کی عدم موجودگی یا اس کے استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں پاک مٹی کے ساتھ تیمّم کرنا' طہارتِ حکمی ہے۔

* **طہارت ونظافت کی اہمیت وفضیلت اور ضرورت:** اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں انسانی فطرتِ سلیمہ کے ہر تقاضے اور ضرورت کا مکمل حل موجود ہے۔ انسان کے طبعی تقاضوں کو

نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ اس کی طبعی ضرورتوں کو مکمل طور پر پورا کیا گیا ہے' پھر انسان کو انھی اعمال کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے جن کو وہ بآسانی نبھا سکے کیونکہ اصل حکیم و مدبر تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہے۔ شرعی احکام میں قدرتِ الٰہی اور اسی کی تدبیر وحکمت کارفرما ہے' اس لیے بغیر کسی افراط وتفریط کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسلام میں وہ رہنما اصول مقرر فرمائے جن میں اخروی سرخروئی کے ساتھ دنیوی فوائد بھی پنہاں ہیں۔ ان میں سے ایک اہم ضابطۂ طہارت وصفائی کا اہتمام بھی ہے کیونکہ پاکیزگی اور اس کا حصول عین انسانی فطرت ہے' اسی لیے احادیث میں کہیں [عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ] ''دس چیزیں فطری امور میں سے ہیں۔'' (صحيح مسلم، حديث:٢٦١) اور کہیں [خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ] ''پانچ چیزیں فطری امور میں سے ہیں۔'' (صحيح البخاري، اللباس، حديث:٥٨٨٩، وصحيح مسلم، الطهارة، حديث:٢٥٧) وغیرہ کی تعلیم دے کر بدن کو پاک رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ خود تو جمیل ہو لیکن جمال کو پسند نہ کرے کیونکہ عابد کو معبود کے سامنے دن رات کی مختلف گھڑیوں میں اپنی جبینِ نیاز جھکانے کا حکم ہے اور نجاست اور پلیدی کی صورت میں عابد اور معبود کا آپس میں تعلق کیسے جڑ سکتا ہے؟ حدیث میں آتا ہے: [إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ] ''اللہ تعالیٰ انتہائی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔'' (صحيح مسلم، الإيمان، حديث:٩١) قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ ''اللہ تعالیٰ خوب توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (البقرة ٢:٢٢٢)

عہدِ نبوت میں پانی کی کمی تھی' لوگ بول وبراز سے فراغت کے بعد ڈھیلے استعمال کرتے تھے' لیکن اہل قباء اس وقت کے باوجود پانی ہی سے حصول طہارت کی کوشش کرتے' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی خصلت اور کمال حصول طہارت کی بنا پر قرآن مجید میں ان کی تعریف فرمائی ہے: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ ''اس میں ایسے آدمی ہیں جو خوب طہارت حاصل کرنا پسند کرتے ہیں' اور اللہ اچھی طرح پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (التوبة٩:١٠٨)
صفائی اور طہارت کا حکم دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ ''اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔'' (المدثر ٧٤:٤، ٥)

اسی لیے اسلام کے اہم رکن نماز کے لیے طہارت کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے طہارت کی ترغیب کے ساتھ ساتھ خود بھی عملاً امت کے سامنے اس کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہر نماز کے وقت مسواک کرتے اور اس کا شوق دلاتے' گھر آتے وقت' نیز صبح کو بیدار ہونے کے بعد مسواک کا اہتمام کرتے' آپ نے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور منہ کی صفائی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ وضو ٹوٹنے کے بعد اسی لمحے دوبارہ وضو کرنے والے کو مومن قرار دیا' فرمایا: [لَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ] ''مومن ہی وضو کی حفاظت (اور اس پر ہمیشگی) کرتا ہے۔'' (سنن ابن ماجه' الطهارة و سننها' حديث:۲۷۷' وصحيح الترغيب والترهيب:۱/۱۹۸)

مونچھیں کترانے' ڈاڑھی بڑھانے' مسواک کرنے' وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانے' کلی کرنے' ختنے کرانے' ناخن تراشنے' زیر ناف بال مونڈنے' بغلوں کی صفائی کرنے' استنجا کرنے اور بدن کی مختلف ہڈیوں کے جوڑ دھونے کو اسلام نے امور فطرت میں شمار کیا ہے۔ گویا ان کی صفائی کا اہتمام انسانی طبع کا تقاضا ہے اور ان میں سستی کا مظاہرہ گندگی کی پیداوار میں اضافے کا باعث ہے' اس لیے مونچھیں، ناخن، بغلوں اور زیر ناف بالوں کو چھوڑنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن قرار دی۔

زہیر بن ابو علقمہ فرماتے ہیں: نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی میلے کچیلے کپڑے پہن کر پراگندہ حالت میں آیا تو آپ نے پوچھا: ''تیرے پاس مال ہے؟'' اس نے جواب دیا: جی ہاں' ہر قسم کا مال موجود ہے' تب آپ نے فرمایا: ''تو پھر اس کے اثرات بھی تم پر نظر آنے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمتوں کے اچھے اثرات نظر آئیں۔'' (مجمع الزوائد: ۱۳۲/۵' رقم: ۸۵۸۳' و سلسلة الأحاديث الصحيحة:۳/۳۱۱) لہٰذا پراگندہ حالت میں رہنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور نہ یہ کسی ولایت اور اللہ کے ہاں کسی تقرب کی دلیل ہے جیسا کہ آج کل بہت سے نام نہاد صوفی جو ولایت اور تقرب کا جھانسا دے کر ننگ دھڑنگ اور گندگی میں لت پت ''طریقت'' پر عمل پیرا ہیں۔ یہ سراسر اسلام کے نظام طہارت کے خلاف ہے۔ اسی طرح جوتے کی صفائی کا حکم ہے جبکہ ضرورت کے پیش نظر اس میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہو۔ غرضیکہ تمام امور میں صفائی اور طہارت کو لازمی قرار دیا گیا ہے' مثال کے طور پر چند اہم امور درج ذیل ہیں:

① غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔
② ضرورت کے پیش نظر اگر کسی برتن میں پیشاب کیا ہے تو اسے جلد بہا دیا جائے' زیادہ دیر رکھنے سے گندگی اور تعفن پھیلے گا جس سے رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوں گے۔
③ برتنوں کی صفائی کا اہتمام' جیسے اگر برتن کتا چاٹ جائے تو سات دفعہ دھونے کا حکم' برتنوں کو ڈھانک کر رکھنے کا حکم۔
④ سایہ دار درخت کے نیچے پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کوئی اس کی چھاؤں میں بیٹھنا چاہے۔
⑤ آباد راستے میں بول و براز کرنا منع ہے۔ اس سے آنے جانے والوں کو اذیت ہوگی اور یہ باعث لعنت ہے۔
⑥ پانی کے حوض' گھاٹ' کنویں اور عام کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے۔
⑦ پیشاب کے چھینٹوں سے بچاؤ کا اہتمام' وگرنہ اس پر سخت عذاب ہوگا۔
⑧ بیٹھ کر اور نرم جگہ پر پیشاب کیا جائے تا کہ کپڑے آلودگی سے محفوظ رہیں۔
⑨ جنبی کا غسل کرنے میں حد سے زیادہ سستی کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔(صحيح الترغيب و الترهيب:۱/۱۸۴)
⑩ طہارت و صفائی کے اہتمام کی خاطر غسل جنابت کا اسلام کے دیگر ارکان کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے: [وَتَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ] ''اور تو جنابت سے غسل کرے۔''(صحيح الترغيب و الترهيب:۱/۱۸۵)
⑪۔ وضو سے جہاں ناک' منہ' گلے' آنکھوں اور کان وغیرہ کی صفائی ہوتی ہے' وہاں اس کے کثیر فضائل بھی بیان کیے گئے تا کہ مزید نظافت کا اہتمام ہو۔
⑫ طہارت اور وضو کے اہتمام کو دخول جنت اور رفع درجات کا باعث بنایا جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے۔(صحيح الترغيب و الترهيب:۱/۱۹۹)
⑬ طہارت و پاکیزگی کا اہتمام اور پھر اس کے لیے دعا گو رہنا مسنون ہے جیسا کہ [وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ] ''اور مجھے بہت زیادہ پاک رہنے والوں میں سے بنا دے۔'' سے ثابت ہوتا ہے۔
(جامع الترمذي' الطهارة' حديث:۵۵)

⑭ احتلام' جنابت اور حیض و نفاس کے بعد غسل کا حکم اور خروج مذی' ودی اور رطوبت کے بعد وضو کا حکم' عظمتِ طہارت کی واضح دلیل ہے۔

⑮ بچے اور بچی کے پیشاب کی وجہ سے طہارت کا حکم' اگرچہ بچی کے پیشاب کی وجہ سے کپڑے کو دھونے کا حکم ہے اور بچے کے پیشاب کی صورت میں چلو بھر پانی سے چھینٹے مار لینا ہی کافی ہے' لیکن حصول طہارت بہر حال لازمی ہے۔

⑯ زمین کی پاکیزگی کا حکم جیسا کہ اعرابی کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہانے کا حکم ہے۔

⑰ یہاں تک کہ مردہ حلال جانور کی کچی کھال کی طہارت کے لیے دباغت (چمڑا رنگنے) کو لازم قرار دیا۔

⑱ گوبر اور ہڈی وغیرہ سے استنجا اور طہارت حاصل کرنا منع ہے۔

الحاصل: دین فطرت' اسلام دیگر تمام ادیان و مذاہب پر ان امور میں فائق ہے۔ یہودیت' عیسائیت' مجوسیت' ہندومت' بدھ مت اور سکھ مذہب میں طہارت و نظافت کا یہ اہتمام بالکل مفقود ہے۔ ان مذاہب کے حامل، حیوانوں کی سی زندگی گزارتے ہیں بلکہ بعض امور میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اسلام کی یہ وہ امتیازی خوبی ہے جس پر مشرکین کو تعجب ہوا اور انھوں نے طنزاً حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم دیکھتے ہیں کہ تمھارا نبی تمھیں قضائے حاجت کے آداب تک سکھاتا ہے۔ انھوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ اور شرمندگی کے مدبرانہ انداز میں تحمل سے جواب دیا: ہاں' آپ نے ہمیں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور پیشاب' پاخانے کے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ ہم میں سے کوئی تین ڈھیلوں سے کم میں استنجا نہ کرے اور گوبر یا ہڈی سے بھی استنجا نہ کرے۔ (صحیح مسلم' الطهارة، حدیث: ۲۶۲)

یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ اس نے طہارت و پاکیزگی کو نصف ایمان یا ایمان کا ایک حصہ قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] ''صفائی نصف ایمان ہے۔'' (صحیح مسلم' الطهارة، حدیث: ۲۲۳) بہر حال صفائی کا اہتمام ایمان ہے اور ایمان ہی دخول جنت کا باعث ہے۔

سنن نسائی کا اندازِ تالیف فقہی کتب جیسا ہے جن میں صرف اعمال شرعیہ کا بیان ہوتا ہے۔ اعمال کی دو قسمیں ہیں: عبادات اور معاملات۔ چونکہ عبادات حقوق اللہ ہیں' اس لیے ان کا درجہ مقدم ہے۔ عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز ہے جو ہر عاقل بالغ مسلمان پر آغازِ شعور سے دمِ واپسیں تک

فرض ہے، نیز یہ تمام عبادات کی جامع ہے، اس لیے عبادات میں اسے مقدم کیا جاتا ہے۔ نماز کی شروط میں سے طہارت سب سے اہم ہے، لہٰذا اس کا تذکرہ سب سے پہلے ہوتا ہے۔ طہارت سے مراد یہ ہے کہ نمازی کا جسم، لباس اور مکان نجاست سے پاک ہوں۔

ضروری ہے کہ جسم ظاہری اور معنوی نجاست سے پاک ہو۔ معنوی نجاست سے مراد بے وضو ہونا اور جنبی ہونا ہے۔ آئندہ احادیث میں دونوں قسم کی نجاست سے طہارت کا ذکر ہے۔ معنوی نجاست سے طہارت کا ذکر پہلے کیا گیا ہے کیونکہ اس کا نماز سے خصوصی تعلق ہے۔

قَالَ الشَّيْخُ، الْإِمَامُ، الْعَالِمُ، الرَّبَّانِيُّ، الرُّحْلَةُ، الْحَافِظُ، الْحُجَّةُ الصَّمَدَانِيُّ، أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ النَّسَائِيُّ، رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى:

امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید شیخ ابوبکر ابن سنی فرماتے ہیں: شیخ الاسلام امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا جو کہ علم حدیث میں لوگوں کے مقتدا تھے۔ باعمل عالم اور اللہ والے تھے۔ لوگ دور دور سے ان کی خدمت میں طلب علم کی خاطر حاضر ہوتے تھے۔ وہ حدیث کے حافظ اور علم حدیث میں حجت تھے۔

وضاحت: الشیخ یہ لفظ عربی زبان میں استاذ کے لیے بولا جاتا ہے' نیز اپنے فن میں کامل عالم کو بھی احتراماً ''شیخ'' کہا جاتا ہے۔ اگرچہ لغوی طور پر ''بوڑھے'' کو کہا جاتا ہے مگر یہاں یہ معنی مرادنہیں۔ الحافظ اور الحُجَّة: اصول حدیث میں ''حافظ'' اس کو کہا جاتا ہے جسے ایک لاکھ احادیث حفظ ہوں۔ اور ''حجت'' وہ ہوتا ہے جسے تین لاکھ احادیث زبانی یاد ہوں۔ اور ''حاکم'' وہ ہوتا ہے جسے سب احادیث متن و اسناد سمیت حفظ ہوں۔ یاد رہے کہ محدثین کے نزدیک ''حفظِ حدیث'' سے مراد ہی یہ ہے کہ حدیث کو سند اور متن سمیت یاد کیا جائے' نیز حدیث کی صحت و سقم کا بھی علم ہو' غرض حدیث سے متعلق پوری معلومات ہوں۔ النسائي: یہ امام صاحب کے پیدائشی شہر کی طرف نسبت ہے یہ علاقہ خراسان (ترکمانستان) میں مرو کے قریب ایک شہر ہے۔ اس شہر کا نام نَسَأ یانَسَاء ہے اس کی نسبت سے امام صاحب کو نسائي یانسوي کہا جاتا ہے۔ الرباني' الصمداني: یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں۔ ''ربانی'' رب کی طرف اور ''صمدانی'' صمد کی طرف منسوب ہے۔ ''رب'' اور ''صمد'' اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ گویا ان دونوں کا معنی ہوا ''اللہ والا''۔ اسی لیے ترجمے میں ایک کا ترجمہ کافی سمجھا گیا ہے۔ دونوں میں نسبت کے وقت ''ان'' کا اضافہ کر دیا گیا ہے تا کہ معنی میں مبالغہ ہو۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

(المعجم ١) كِتَابُ الطَّهَارَةِ (التحفة ١)

طہارت سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى ٱلْمَرَافِقِ﴾ [المائدة:٦] (التحفة ١)

باب:۱-اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ'' کی تفسیر

١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ».

۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ وضو کے پانی میں نہ ڈالے حتی کہ اسے تین دفعہ دھو لے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔ (رات بھر کہاں کہاں لگتا رہا ہے۔)''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ حدیث سے امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو کرنے کے لیے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انھیں تین دفعہ دھو لینا چاہیے' اس کے بعد وضو کا آغاز کرنا چاہیے۔ ② اس سے یہ مسئلہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ وضو کا پانی نجس نہ ہو جیسا کہ دیگر احادیث میں اس کی صراحت آئی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الوضوء' حدیث:۱۸۵'۱۸۶' وصحیح مسلم' الطھارۃ' حدیث:۲۳۵) ③ اس حدیث میں رات کی نیند سے اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونے کا ذکر ہے' مگر یہ علت عام ہے اور یہی صورت دن کی نیند میں بھی پیش آ سکتی ہے' اس لیے عموم علت کی وجہ سے ہر نیند کے بعد ہاتھ دھونا ضروری ہیں۔ ④ وضو کا مقصد صرف شرعی طہارت ہی نہیں بلکہ جسمانی صفائی بھی ہے۔ ⑤ نظر نہ آنے والی نجاست' مثلاً: پیشاب خشک ہو جائے' یا مشکوک چیز لگ

١ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب كراهة غمس المتوضىء وغيره يده المشكوك في نجاستها . . . الخ، ح:٢٧٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في السنن الكبرى للنسائي، ح:١ .

جائے تو انھیں تین دفعہ دھونا بہتر ہے' اس طرح وہ پاک ہو جائے گی' البتہ اگر نجاست نظر آ رہی ہو یا محسوس ہو رہی ہو تو اس کا زائل کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢) - **بَابُ السِّوَاكِ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ** (التحفة ٢)

باب:۲- جب رات کو نیند سے اٹھے تو مسواک کرے

٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

۲- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ رات کو نیند سے اٹھتے' تو اپنے دہن مبارک کو مسواک کے ذریعے سے صاف فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① نیند سے بیداری کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے' مگر یہ وضو کا حصہ نہیں کیونکہ نبی ﷺ کے ہر وضو میں مسواک کا ذکر نہیں' اگرچہ آپ نے ہر وضو کے ساتھ مسواک کی تاکید فرمائی ہے۔ ② مسواک اسم آلہ ہے' یعنی جس چیز سے بھی منہ کی صفائی ممکن ہو' خواہ وہ درخت کی لکڑی ہو یا بالوں والا برش یا کوئی محلول وغیرہ۔ لیکن افضل یہ ہے کہ مسواک پیلو کے درخت کی ہو کیونکہ اس میں سنت پر عمل کے ساتھ ساتھ طبی فوائد کا حصول بھی ہے۔ واللّٰہ أعلم۔ ③ یَشُوصُ کے معنی دانتوں کو ملنے اور صاف کرنے کے ہیں۔ امام خطابی رحمہ اللہ اس ملنے کی کیفیت کی بابت لکھتے ہیں کہ دانتوں کو مسواک کے ساتھ عرض کے بل صاف کرنا شوص کہلاتا ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مسواک کے ساتھ دانتوں کو اوپر سے نیچے کی جانب صاف کرنا شوص ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للعلامة علي بن آدم إتيوبي: ١/٢٢٦)

(المعجم ٣) - **بَابٌ: كَيْفَ يَسْتَاكُ** (التحفة ٣)

باب:۳- مسواک کیسے کرے؟

٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا غَيْلَانُ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى

۳- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس گیا تو آپ دانت صاف فرما رہے تھے اور مسواک کا سرا آپ کی زبان مبارک پر تھا

٢ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ٢٤٥ وغيره، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٥ من حديث جرير بن عبدالحميد عن منصور بن المعتمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢.

٣ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ٢٤٤، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٤ من حديث حماد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣.

قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَسْتَاكُ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «عَأُعَأُ».

اور آپ [عَأُعَأُ] کر رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مسواک کا مقصد منہ کی صفائی ہے' لہٰذا مسواک اس انداز سے کی جائے کہ نہ صرف دانتوں کی صفائی ہو' بلکہ زبان اور حلق بھی ہر قسم کی آلودگی سے صاف ہو جائیں۔ ② مسواک کرتے وقت اگرچہ چہرہ متغیر ہونے کا امکان ہوتا ہے' مگر اس کی پروا نہیں کرنی چاہیے اور نہ اسے خلاف مروت اور اپنی شخصیت کے خلاف ہی سمجھنا چاہیے بلکہ بلاجھجک ہر کسی کے سامنے مسواک کی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٤) - **بَابٌ: هَلْ يَسْتَاكُ الْإِمَامُ بِحَضْرَةِ رَعِيَّتِهِ** (التحفة ٤)

باب:۴- کیا حاکم اپنے ماتحتوں کے سامنے مسواک کر سکتا ہے؟

٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ ابْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا يَسْأَلُ الْعَمَلَ، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ نَبِيًّا بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلٰى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ فَقَالَ: «إِنَّا لَا» أَوْ «لَنْ نَسْتَعِينَ عَلَى الْعَمَلِ مَنْ أَرَادَهُ وَلٰكِنِ اذْهَبْ

۴- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا' جب کہ میرے ساتھ دو اشعری اور بھی تھے۔ ایک میرے دائیں تھا اور دوسرا میرے بائیں۔ اور اللہ کے رسول ﷺ مسواک فرما رہے تھے۔ ان دونوں نے آپ سے کوئی عہدہ مانگا۔ میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا! انھوں نے مجھے اپنے دلی ارادے سے مطلع نہیں کیا اور نہ مجھے اندازہ ہی تھا کہ یہ کوئی عہدہ مانگیں گے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی مسواک آپ کے ہونٹ مبارک کے نیچے ہے اور ہونٹ سکڑا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تحقیق ہم سرکاری منصب پر کسی ایسے شخص کا تعاون حاصل نہیں کرتے (یا ہرگز نہیں کریں گے) جو اس کا طلب گار

٤ـ أخرجه البخاري، استتابة المرتدين، باب حكم المرتد والمرتدة واستتابتهم، ح: ٦٩٢٣، ومسلم، الإمارة، باب النهي عن طلب الإمارة والحرص عليها، ح: ١٧٣٣ قبل، ح: ١٨٢٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٨.

أَنْتَ» فَبَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ أَرْدَفَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

ہو لیکن (اے ابوموسیٰ!) تو (عہدے پر) جا۔" پھر آپ نے انھیں (ابوموسیٰ کو حاکم بنا کر) یمن بھیج دیا۔ پھر آپ نے ان کے پیچھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی بھیج دیا۔

فوائد ومسائل: ① مسئلۃ الباب (امام کا اپنی رعایا یا کسی عظیم الشان شخصیت کا اپنے عقیدت مند افراد کے سامنے مسواک کرنا اس کی شان کے خلاف نہیں اور نہ یہ خلاف شرع ہے) کے علاوہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عہدے کی طلب بذات خود جائز نہیں' بلکہ اسے حاکم کی رائے پر چھوڑ دینا چاہیے' البتہ اگر حاکم خود کسی منصب یا عہدے کے لیے درخواستیں طلب کرے تو اپنے آپ کو پیش کرنا جائز ہے' جیسے جنگ خندق کے موقع پر آپ نے پوچھا: قریش کی خبر کون لائے گا؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ (صحیح البخاري' الجهاد والسير' حديث:٢٨٤٦) گویا آج کل نوکریوں کے لیے درخواست دینے کا طریق کار درست ہے' البتہ حصول اقتدار کی خاطر اپنے آپ کو پیش کرنا درست نہیں۔ والله أعلم۔ ② کسی عہدے کے طالب یا حریص کو عہدہ نہ دیا جائے کیونکہ اولاً تو حریص آدمی اپنے عہدے سے انصاف نہیں کر سکے گا بلکہ اسے شان و شوکت یا دولت کے حصول کا ذریعہ بنائے گا۔ ثانیاً: ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور توفیق نہیں ملے گی جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ (صحیح البخاري' الأيمان والنذور' حديث:٦٦٢٢' وصحیح مسلم' الأيمان' حديث: ١٦٥٢) لیکن اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ کوئی دوسرا آدمی اس ذمے داری کو صحیح طرح نہیں نبھا سکے گا تو وہ اس ذمے داری کو کما حقہ نبھانے کی خاطر اس کا مطالبہ کر سکتا ہے' جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ﴾ (یوسف:١٢:٥٥) "مجھے اس زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے' بے شک میں پوری حفاظت کرنے والا' خوب جاننے والا ہوں۔" اسی طرح حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: "تم ان کے امام ہو اور ان کے ضعیف ترین کا خیال رکھنا۔" (سنن أبي داود' الصلاة' حدیث:٥٣١) ③ مسواک دائیں بائیں کے علاوہ اوپر نیچے کے رخ پر بھی کی جائے تاکہ مسواک کے ریشوں سے دانتوں کے درمیان پھنسی ہوئی آلودگی بھی نکل سکے' حدیث میں لفظ [قَلَّصَتْ] اس پر دلالت کرتا ہے۔

(المعجم ٥) - اَلتَّرْغِيبُ فِي السِّوَاكِ (التحفة ٥)

باب:٥-مسواک کرنے کی ترغیب

٥- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَمُحَمَّدُ

٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم

٥- [صحيح] أخرجه أحمد:٦/ ١٢٤ من حديث يزيد بن زريع به، وتابعه الدراوردي عند أبي يعلى:٨/٣١٥، ◄◄

ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَتِيقٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ».

نے فرمایا: ''مسواک منہ کی صفائی و پاکیزگی اور رب تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مسواک سے منہ پاک وصاف ہو جاتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ سے مناجات اور تلاوت کلام پاک کے مناسب حال ہو جاتا ہے اور فرشتے اس کے قریب آتے ہیں کیونکہ وہ بدبو اور ہر اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب انسان قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور قرآن سنتا ہے حتی کہ قرآن سنتے سنتے اس کے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اپنا منہ پڑھنے والے کے منہ پر رکھ دیتا ہے، پھر پڑھنے والا جو آیت بھی پڑھتا ہے تو وہ فرشتے کے اندر چلی جاتی ہے، اسی لیے فرمایا کہ قرآن پڑھتے وقت منہ کو صاف رکھو۔ (سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۳/۲۱۴، ۲۱۵، حدیث: ۱۲۱۳) ② مسواک ہر وقت استعمال کرنا مستحب ہے۔ ③ طبی نقطۂ نظر سے یہ کھانا ہضم کرنے میں بہترین معاون ہے۔ ④ اس باب کا مقصد یہ ہے کہ مسواک فضیلت والی چیز ہے، مگر فرض نہیں اور نہ یہ وضو کا جز ہے۔ لیکن بیک وقت دینی و دنیوی فوائد کے حصول کا ذریعہ ضرور ہے۔

(المعجم ٦) - اَلْإِكْثَارُ فِي السِّوَاكِ (التحفة ٦)

باب:٦- کثرت سے مسواک کرنے کی تاکید

٦- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَعِمْرَانُ ابْنُ مُوسٰى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ [قَالَ]: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ».

٦- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق میں نے مسواک کے بارے میں تمھیں بہت تاکید کی ہے۔''

فائدہ: الشرح الکبیر کی تخریج کرتے ہوئے علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ مسواک سے متعلق آخری حدیث کے

ح: ٤٩١٦، وسنده حسن، وهو في الكبرٰى، ح: ٤، وعلقه البخاري، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم قبل، ح: ١٩٣٤، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن خزيمة، ح: ١٣٥، وأحمد وغيرهما.

٦ــ أخرجه البخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ٨٨٨ من حديث عبدالوارث بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥.

بعد فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں مصنف نے سو سے زیادہ احادیث ذکر کی ہیں اور یہ بہت بڑی تعداد ہے۔ پھر کہتے ہیں: یہ تعجب کی بات ہے' ایک ہی سنت سے متعلق اس قدر احادیث منقول ہیں جبکہ بہت سے لوگ بلکہ اکثر فقہاء اس سنت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ دیکھیے: (البدر المنير: ٢٢٣/٣) اگرچہ یہ تعداد صحیح وضعیف ہر قسم کی احادیث سمیت بنتی ہے' لیکن ان سے اس عظیم سنت کی اہمیت بالکل واضح ہے۔

(المعجم ٧) - اَلرُّخْصَةُ فِي السِّوَاكِ بِالْعَشِيِّ لِلصَّائِمِ (التحفة ٧)

باب:٧-روزے دار کو پچھلے پہر مسواک کرنے کی اجازت ہے

٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

٧-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا' تو میں انھیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ مسواک کرنا فرض ہے نہ جزو وضو' البتہ یہ عمل مؤکد اور مستحب ہے۔ ② ''ہر نماز کے وقت'' کے عموم کے تحت پچھلے پہر کی نمازیں (ظہر وعصر) بھی آ جاتی ہیں' لہٰذا ہر نمازی مسواک کر سکتا ہے' روزے دار ہو یا غیر روزے دار' جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے روزے دار کے لیے پچھلے پہر مسواک کرنے کو اچھا نہیں سمجھا کہ اس سے خلوف (منہ کی وہ بو جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے روزے دار کے منہ سے نکلتی ہے) زائل ہونے کا خطرہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے' مگر حقیقت یہ ہے کہ مسواک سے میل کچیل اور بدبو دور ہوتی ہے (جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے) نہ کہ خلوف کیونکہ اس کا تعلق تو معدے سے ہے۔ ③ بعض اہل علم کا قول ہے کہ ہر نماز کے وقت سے مراد وضو کے وقت مسواک کرنا ہے نہ کہ عین نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت کیونکہ اس صورت میں کلی کیے بغیر منہ کی آلودگی ختم نہ ہوگی۔ لیکن مذکورہ بالا توجیہ ظاہر نص کے خلاف ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص التزام سے مسواک کرتا ہے اس کا منہ آلودگی سے عموماً صاف ہی ہوتا ہے' لہٰذا اس مسئلے میں وارد احادیث کے الفاظ مختلف ہیں' بعض میں عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ اور بعض میں عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ اور کچھ کے الفاظ ہیں مَعَ الْوُضُوءِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ اس لیے ان روایات کے ظاہر کے پیش نظر اکثر علماء کا یہی موقف ہے کہ عین نماز کے وقت بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔ اس طریقے سے نبی اکرم

٧ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح:٨٨٧ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح:٢٥٢ من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ: ٦٦/١ دون قوله: "عند كل صلاة" وهو في الكبرٰى، ح:٦.

ﷺ سے منقول دونوں احادیث پر عمل ہو جاتا ہے جبکہ کراہت کا موقف ان کے ہاں بے دلیل ہے۔ واللہ أعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعليقات السلفية، ١/٥١ طبعة جديدة)

(المعجم ٨) - اَلسِّوَاكُ فِي كُلِّ حِينٍ (التحفة ٨)

باب: ٨- مسواک ہر وقت کی جاسکتی ہے

٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ - وهُوَ ابْنُ شُرَيْحٍ - عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ.

٨- قاضی شریح سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے کون سا کام کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: مسواک کرتے۔

فوائد و مسائل: ① یہ باب پچھلے باب کا تسلسل بھی ہو سکتا ہے کہ آپ جب بھی گھر تشریف لاتے، مسواک کرتے۔ ظاہر ہے آپ اکثر روزہ دار ہوتے تھے لہٰذا روزہ دار ہر وقت مسواک کر سکتا ہے۔ ② "ہر وقت میں" عرفی استغراق (عموم) ہے نہ کہ حقیقی۔ ورنہ بہت سے اوقات عقلاً و شرعاً مستثنیٰ ہیں، مثلاً: نماز و قراءت کے درمیان، کھانا کھاتے ہوئے، باتیں کرتے ہوئے اور قضائے حاجت وغیرہ کے دوران میں وغیرہ۔ واللہ أعلم۔

ذِكْرُ الْفِطْرَةِ

امور فطرت کا بیان

(المعجم ٩) - اَلاخْتِتَانُ (التحفة ٩)

باب: ٩- ختنہ کروانا

٩- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ: اَلاخْتِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ

٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ چیزیں فطری ہیں: ختنہ کرانا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن تراشنا اور بغلوں کے بال اکھیڑنا۔"

٨۔ أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٣ من حديث مسعر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧.

٩۔ أخرجه البخاري، اللباس، باب قص الشارب، ح: ٥٨٨٨-٥٨٩٠ من حديث ابن شهاب الزهري به وغيره، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ٢٥٧/ ٥٠ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠، وانظر الحديث الآتي (١١).

الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ».

فوائد ومسائل: ① ان امور کو فطرت قرار دینے سے مراد یہ ہے کہ انسان کی فطرت سلیمہ ان چیزوں کا تقاضا کرتی ہے۔ دین اسلام کو بھی اسی لیے فطرت کہا گیا ہے کہ وہ انسانی فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ ② ان امور کو فطرت قرار دینے کی یہ وجہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے ہر نبی اور رسول کو ان امور کا حکم دیا' گویا یہ احکام ایسے فطری اور جبلی ہیں کہ ان پر انسانوں کی پیدائش ہوئی۔ فطرت کے معنی پیدائش ہیں۔ ③ ختنے کو فطری امور میں اس لیے شامل کیا گیا ہے کہ ختنہ نہ کرانے کی صورت میں قلفہ (حشفے پر زائد چمڑا) طہارت میں مانع بن سکتا ہے' پیشاب کے قطرے اس میں اٹک سکتے ہیں اور جماع کے بعد حشفہ کی صفائی نہ ہو سکے گی۔ طہارت سے قطع نظر قلفہ جراثیم کی آماجگاہ بھی بن سکتا ہے' لہٰذا قلفے کو کاٹ دینا عقلی اور فطری تقاضا ہے۔

(المعجم ١٠) - تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- ناخن تراشنا

١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَالِاسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ».

١٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطری ہیں: مونچھوں کو کاٹنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ناخن تراشنا' زیر ناف کے بال صاف کرنا اور ختنہ کرانا۔''

فوائد ومسائل: ① ناخن تراشنے کو فطری امور میں اس لیے داخل کیا گیا ہے کہ ناخن نجاست اور میل کچیل کو جمع رکھنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں' جو طہارت سے مانع ہے' نیز دیکھنے میں بھی برے لگتے ہیں اور حیوانات کے ساتھ تشبیہ ہوتی ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا فرمایا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (التین ٩٥:٤) ''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین شکل و صورت میں پیدا فرمایا ہے۔'' زیادہ بڑے ناخن کسی کو یا اپنے آپ کو زخمی کر سکتے ہیں' اس لیے فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے کہ زائد ناخن تراش دیے جائیں۔ ② انسانیت کے ابتدائی دور میں جب آلات ایجاد نہ ہوئے تھے'

١٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٩ عن المعتمر بن سليمان، والترمذي، الأدب، باب ماجاء في تقليم الأظفار، ح: ٢٧٥٦ من حديث معمر بن راشد به، وهو متفق عليه من حديث الزهري، انظر الحديث السابق والآتي، والحديث في السنن الكبرى للنسائي رحمه الله، ح: ١١.

ناخن ذبح وغیرہ کے کام آتے تھے۔اب آلات کی موجودگی میں اس استعمال کی نہ صرف ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ یہ قبیح اور ممنوع بھی ہے' اسی لیے ناخن اور دانت سے ذبح کرنے کو شریعت اسلامیہ نے ناجائز قرار دیا ہے۔ (صحيح البخاري' الشركة، حديث:۲۴۸۸' وصحيح مسلم' الأضاحي' حديث:۱۹۶۸)

(المعجم ١١) - نَتْفُ الْإِبْطِ (التحفة ١١)

باب:۱۱-بغلوں کے بال اکھیڑنا

١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: اَلْخِتَانُ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَأَخْذُ الشَّارِبِ».

۱۱-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: ختنہ کرانا' زیرناف کے بال مونڈنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ناخن کاٹنا اور مونچھیں تراشنا۔''

فوائد ومسائل: ① بغلوں کے بال گلٹیوں کی حفاظت کے لیے ہوتے ہیں۔انھیں گرم رکھتے ہیں مگر چونکہ کام کاج کے دوران میں بازو ننگے ہو جاتے ہیں' بغلیں نظر آتی ہیں جس سے بغلوں کے بال قبیح محسوس ہوں گے' نیز ان میں میل کچیل بھی جمع ہو جاتا ہے۔ پسینہ زیادہ آتا ہے اور بال صفائی سے مانع ہوں گے' اس لیے انسانی فطرت تقاضا کرتی ہے کہ بغلوں کو بالوں سے صاف رکھا جائے۔ ② احادیث میں بغلوں کے بال مونڈنے کی بجائے اکھاڑنے کا ذکر ہے' یہ اس لیے کہ مونڈنے سے بال زیادہ اور موٹے ہو جاتے ہیں جب کہ اکھاڑنے سے بال کم اور باریک ہو جاتے ہیں۔ان میں نرمی رہتی ہے' چبھتے نہیں۔ پسینے اور بدبو میں کمی ہوتی ہے' نیز بغل کے بال اکھاڑنے سے تکلیف بھی نہیں ہوتی' لہٰذا انھیں مونڈنے کی بجائے اکھیڑنا بہتر ہے' البتہ اگر کوئی شخص بال اکھیڑنے سے تکلیف محسوس کرے تو مونڈ بھی سکتا ہے کیونکہ اصل مقصد تو بالوں کی صفائی ہے۔

(المعجم ١٢) - حَلْقُ الْعَانَةِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲-زیرناف کے بال مونڈنا

١٢- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ

۱۲-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ناخن تراشنا' مونچھیں کاٹنا اور

١١ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب قص الشارب، ح: ٥٨٨٩، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ٢٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث المتقدم: ٩، وهو في الكبرى، ح: ٩.

١٢ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب تقليم الأظفار، ح: ٥٨٩٠ من حديث حنظلة به، وهو في الكبرى، ح: ١٢ مختصرا.

حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْفِطْرَةُ قَصُّ الْأَظْفَارِ، وَأَخْذُ الشَّارِبِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ»

زیر ناف کے بال مونڈنا فطرت (کا تقاضا) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① زیر ناف کے بال صاف کرنا اس لیے فطرت میں شامل ہے کہ جماع کے وقت بڑے بال نجاست سے آلودہ ہو سکتے ہیں۔ صفائی مشکل ہوگی خصوصاً جب پانی نہ ہو یا کم ہو، لہٰذا انھیں مونڈنا ضروری ہے تاکہ نجاست اور بدبو سے بچا جا سکے۔ ② حدیث میں حلق کا لفظ آیا ہے، مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی بھی طریقے سے ان بالوں کو صاف کیا جا سکتا ہے۔ مونڈ کر یا دوائی لگا کر یا اکھیڑ کر یا کاٹ کر مگر طبی نقطۂ نظر سے مونڈنا ہی مفید ہے۔ اس سے قوت مردمی بڑھتی یا قائم رہتی ہے، نیز اس حکم میں مرد و عورت برابر ہیں۔ ③ شرم گاہ میں صرف اگلی شرم گاہ شامل ہے جبکہ بعض علماء کے نزدیک اس میں، اگلی پچھلی دونوں شرم گاہیں شامل ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٣) - قَصُّ الشَّارِبِ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- مونچھیں کاٹنا

١٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا»

١٣- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی مونچھیں نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① مونچھیں بلوغت کا نشان ہیں، اس سے بچے اور بڑے میں تمیز ہوتی ہے، مگر یہ منہ کے اوپر ہوتی ہیں، زیادہ بڑی ہو جائیں تو کھانے پینے کی چیزوں کو لگیں گی۔ خود بھی آلودہ ہوں گی اور کھانے پینے کی چیزیں بھی گرد و غبار وغیرہ سمیت پیٹ میں جائیں گی، لہٰذا بالائی ہونٹ سے نیچے مونچھوں کو کاٹنا عقلی تقاضا ہے۔ شریعت اسلامیہ کا حکم بھی یہی، البتہ مونچھوں کے کنارے جو ڈاڑھی سے مل جائیں، بغیر کاٹے رکھے جا سکتے ہیں۔ ② مذکورہ احادیث میں پانچ فطری امور ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف یہ پانچ چیزیں ہی فطرت میں داخل ہیں بلکہ دوسری احادیث میں ان کے علاوہ کچھ اور چیزوں کا بھی ذکر ہے، مثلاً: ایک روایت

١٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في قص الشارب، ح: ٢٧٦١ من حديث عبيدة به، وتابعه يحيى بن سعيد القطان عند الترمذي، ح: ٢٧٦١، والمعتمر بن سليمان عند النسائي (الصغرٰى)، ح: ٥٠٥٠، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٤٨١.

میں ہے:[عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ]''دس چیزیں فطرت سے ہیں۔'' (صحیح مسلم' الطہارة' حدیث:۲٦١)
ان کا ذکر ان شاءاللہ اپنے مقام پر آئے گا۔

فوائد ومسائل: ① مونچھیں' بلوغت کا نشان ہیں' اس سے بچے اور بڑے میں تمیز ہوتی ہے' مگر یہ منہ کے اوپر ہوتی ہیں' زیادہ بڑی ہو جائیں تو کھانے پینے کی چیزوں کو لگیں گی۔ خود بھی آلودہ ہوں گی اور کھانے پینے کی چیزیں بھی گرد وغبار وغیرہ سمیت پیٹ میں جائیں گی' لہٰذا بالائی ہونٹ سے نیچے مونچھوں کو کاٹنا عقلی تقاضا ہے۔ شریعت اسلامیہ کا حکم بھی یہی' البتہ مونچھوں کے کنارے جو ڈاڑھی سے مل جائیں' بغیر کاٹے رکھے جا سکتے ہیں۔ ② مذکورہ احادیث میں پانچ فطری امور ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف یہ پانچ چیزیں ہی فطرت میں داخل ہیں بلکہ دوسری احادیث میں ان کے علاوہ کچھ اور چیزوں کا بھی ذکر ہے' مثلاً: ایک روایت میں ہے:[عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ]''دس چیزیں فطرت سے ہیں۔'' (صحیح مسلم' الطہارة' حدیث:۲٦١)
ان کا ذکر ان شاءاللہ اپنے مقام پر آئے گا۔

(المعجم ١٤) - اَلتَّوْقِيتُ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٤)

باب:۱۴-ان کاموں کے لیے مدت کا تعین

١٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ - هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَّتَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

۱۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھیں کاٹنے' ناخن تراشنے' زیر ناف کے بال مونڈنے اور بغلوں کے بال اکھیڑنے کے لیے یہ مدت مقرر کی ہے کہ ہم چالیس دن سے زائد نہ گزرنے دیں۔ اور ایک دفعہ راوی نے چالیس رات کہا۔

فوائد ومسائل: ① دن اور رات ایک دوسرے کو لازم ہیں' لہٰذا دن کہا جائے یا رات' کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ② چالیس دن آخری حد ہے' ورنہ جب بھی ضرورت محسوس ہو' یعنی طبیعت کو گھن آئے یا گندگی اور میل کچیل جمع ہونے لگے' تو صفائی کی جا سکتی ہے' بال ہوں یا ناخن۔

(المعجم ١٥) - إِحْفَاءُ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللُّحٰى (التحفة ١٥)

باب:۱۵-مونچھیں ختم کرنا اور ڈاڑھی رکھنا

١٤_ أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:٢٥٨ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح:١٥.

١٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللهِ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰى».

١٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مونچھیں خوب منڈاؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں: [أَحْفُوا الشَّوَارِبَ] ''مونچھیں خوب منڈاؤ'' کے الفاظ ہیں' جب کہ اس سے پہلی روایات میں کاٹنے کا ذکر ہے' گویا یہاں مبالغہ مقصود ہے' ورنہ مراد کاٹنا ہی ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ دونوں طریقے جائز ہیں۔ اگرچہ امام مالک رحمہ اللہ نے مونچھیں مونڈنے کو ناپسند کیا ہے کہ اس سے مرد کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے' نیز اس میں عورت سے مشابہت ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے اس استدلال کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا' خصوصاً جب کہ مذکورہ تطبیق ممکن ہے۔ ② ڈاڑھی رکھنے یا بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے مونچھوں کی طرح کاٹا نہ جائے کیونکہ ڈاڑھی مرد کی خصوصیت ہے۔ اور اسے مونڈنا یا کاٹنا عورت کی مشابہت ہے اور یہ حرام ہے۔

(المعجم ١٦) - اَلْإِبْعَادُ عِنْدَ إِرَادَةِ الْحَاجَةِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- قضائے حاجت کے لیے دور جانا

١٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ فُضَيْلٍ وَعُمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى الْخَلَاءِ وَكَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ.

١٦- حضرت عبدالرحمٰن بن ابوقراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں رسول اللہ کے ساتھ میدان میں گیا اور آپ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور جاتے۔

١٥ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب إعفاء اللحى، ح: ٥٨٩٣ من حديث عبيدالله بن عمر به، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ٢٥٩ من حديث يحيى القطان، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣.

١٦ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التباعد للبراز في الفضاء، ح: ٣٣٤ من حديث يحيى القطان به، وحسنه الحافظ في الإصابة: ٢/ ٤١٩، ت: ٥١٨٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧.

١٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ [قَالَ]: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ قَالَ: فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ وَهُوَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَقَالَ: «اِئْتِنِي بِوَضُوءٍ» فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

قَالَ الشَّيْخُ: إِسْمَاعِيلُ هُوَ ابْنُ جَعْفَرِ ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ الْقَارِئُ.

١٧-حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور جاتے۔ انھوں نے کہا: ایک دفعہ آپ ایک سفر میں تھے کہ قضائے حاجت کے لیے گئے تو مجھ سے فرمایا: ”میرے پاس وضو کے لیے پانی لاؤ۔“ میں پانی لایا تو آپ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

شیخ ابن سُنّی رحمہ اللہ نے فرمایا: (سند میں مذکور راوی) اسماعیل سے مراد (اسماعیل القاری) ابن جعفر بن ابوکثیر ہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ مقولہ شیخ ابن سنی کے کسی شاگرد کا ہے۔ شیخ ابن سُنّی، امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں جنھوں نے امام صاحب سے سنن نسائی کا یہ نسخہ نقل کیا اور آگے بیان فرمایا۔ ② قضائے حاجت کے لیے آبادی سے باہر جانا یا بند کمرہ (لیٹرین) استعمال کرنا ضروری ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو، انھیں بدبو محسوس نہ ہو اور بیماریاں نہ پھیلیں۔ قضائے حاجت کی آواز کا سنائی دینا بھی معیوب ہے۔ آج کل لیٹرینیں اگرچہ گھروں کے اندر ہوتی ہیں مگر وہ ان تمام مقاصد کو بطریق احسن پورا کرتی ہیں جو دور جانے سے مقصود ہیں، لہٰذا ان کا استعمال بطریق اولیٰ درست ہے۔

(المعجم ١٧) - اَلرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ ذٰلِكَ (التحفة ١٧)

باب:١٧-دور نہ جانے کی رخصت

١٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا

١٨- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ

١٧ـ[صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، ح:١ من حديث محمد بن عمرو، وابن ماجه، الطهارة، باب التباعد للبراز في الفضاء، ح:٣٣١ (انظر الحديث السابق) من حديث إسماعيل ابن علية عن محمد بن عمرو به، وقال الترمذي، ح:٢٠ "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ١/ ٣٠، ح:٥٠، والبغوي (شرح السنة: ١/ ٣٧٣، ح:١٨٤)، والحاكم: ١١/ ١٤٠ علی شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وسنده حسن، وهو في الكبرٰى، ح:١٦، وله طريق آخر عند أحمد: ٤/ ٢٤٤، ٢٤٩، ٢٥٠ وغيره، وصححه النووي في المجموع: ٢/ ٧٧.

١٨ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب البول قائمًا وقاعدًا، ح:٢٢٤، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح:٢٧٣ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨.

الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَانْتَهٰى إِلٰى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، فَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَدَعَانِي وَكُنْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ حَتّٰى فَرَغَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ.

آپ ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے پاس پہنچے تو آپ نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔ (آپ کے پیشاب کرنے سے پہلے) میں ایک طرف ہٹا تو آپ نے مجھے بلایا۔ میں آپ کی ایڑیوں کے پاس (دوسری طرف منہ کر کے) کھڑا رہا حتی کہ آپ فارغ ہو گئے۔ پھر آپ نے وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت مختصر ہے جس سے بعض غلط فہمیوں کا امکان ہے اس لیے ترجمے میں قوسین کے ذریعے سے وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صحیح صورت واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوڑے کے ڈھیر پر پیشاب کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حسب معمول آپ سے دور ہونے لگے لیکن چونکہ آپ کو صرف پیشاب کی حاجت تھی جس میں آواز یا بدبو کا امکان نہ تھا (خصوصاً قیام کی حالت میں) اس لیے آپ نے انھیں کہا: ”اے حذیفہ! مجھے اوٹ کرو۔“ وہ آپ سے قریب پچھلی طرف دوسری جانب منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ (ایڑیوں کے قریب سے مراد مطلق قرب ہے نہ کہ حقیقتاً ایڑیوں سے ایڑیاں ملا کر۔) اس طرح آپ کی طرف نظر کا امکان نہ رہا اور پورا پردہ ہو گیا۔ ② نبی اکرم ﷺ کی عام عادت بیٹھ کر پیشاب کرنے ہی کی تھی مگر مذکورہ واقعہ میں آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس کی مختلف عقلی ونقلی توجیہات کی گئی ہیں مثلاً: ڈھیر کی گندگی سے بچنے کے لیے کیونکہ ڈھیر پر بیٹھنے کی صورت میں کپڑوں یا جسم کو گندگی لگ سکتی تھی یا اس لیے کہ پیشاب کی دھار دور گرے۔ بیٹھنے کی صورت میں پیشاب قریب گرتا اور واپس پاؤں کی طرف آتا نیز چھینٹے بھی پڑتے یا گھٹنے میں تکلیف کی وجہ سے بیٹھنا مشکل تھا جیسا کہ بیہقی کی ایک ضعیف روایت میں ہے۔ (السنن الکبرٰی للبیہقي:١/١٠١) یا کمر درد کے علاج کے لیے جیسا کہ اطباء کا خیال تھا۔ بہر حال مذکورہ توجیہات کی روشنی میں عمومی رائے یہی ہے کہ آپ کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ان میں سے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور تھی لیکن تحقیق یہ ہے کہ ان مذکورہ وجوہ میں سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کوئی ایک وجہ بھی بسند صحیح ثابت نہیں اس لیے اس کے مقابلے میں ایک دوسری رائے بھی ہے جسے امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب صرف بیان جواز کے لیے کیا ہے جبکہ آپ کی عام عادت بیٹھ کر ہی پیشاب کرنے کی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطھارۃ، حدیث:٢٧٣، مع شرح النووي) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں: [وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ فَعَلَ ذٰلِكَ لِبَيَانِ الْجَوَازِ......] ”زیادہ واضح بات یہ ہے کہ آپ کا یہ عمل صرف بیان جواز کے لیے تھا......“ (فتح الباري:١/٤٣٠، طبع دارالسلام) نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بارے میں منقول توجیہات کو گویا قابل حجت نہیں سمجھا، بہر حال اگر کوئی شخص ضرورت کے پیش نظر یا کبھی کبھار

بلاضرورت ہی جواز کو پیش نظر رکھتے ہوئے کھڑے ہوکر سنت پر عمل کی خاطر پیشاب کر لیتا ہے تو ان شاء اللہ جائز ہوگا۔ واللہ أعلم۔ ③ باب کا مقصد یہ ہے کہ اگر آواز یا بدبو کا خدشہ نہ ہو تو پیشاب کے لیے صرف پردہ کافی ہے' دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(المعجم ١٨) - اَلْقَوْلُ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت کی دعا

١٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ».

١٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے' تو فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ] ''اے اللہ! میں شرارتی جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① دخول سے مرادارادۂ دخول ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الوضوء' حدیث: ١٤٢) لہٰذا یہ دعا بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔ بیت الخلا تو گندگی والی جگہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کی تقدیس وتنزیہ ضروری ہے' البتہ اگر کوئی بھول جائے اور داخل ہونے کے بعد یا ننگا ہونے کے بعد یاد آئے تو اس میں صحابہ وتابعین کا اختلاف ہے کہ دل میں پڑھ لے یا رہنے دے۔ یا اگر ابھی کپڑے نہیں اتارے تو باہر آ کر دعا پڑھ کر داخل ہو جائے۔ ② [اَلْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ] خَبَائث خَبِيثَةٌ کی جمع ہے' مراد جنیاں ہیں۔ خُبُث ''با'' کے ضمہ کے ساتھ ہو تو خَبِيث کی جمع ہے' مراد جن ہیں۔ اگر ''با'' کے سکون کے ساتھ ہو تو اس سے مراد ہر ناپسندیدہ اور مکروہ چیز ہے۔ اس طرح اس کے تحت تمام شریر جن' جنیاں' گندے اخلاق واعمال اور ہر قسم کے نازیبا کلمات واقوال داخل ہیں' لہٰذا اگر اس ضبط کے ساتھ دعا پڑھی جائے تو انسان مذکورہ ہر قسم کے شر اور مکروہات سے محفوظ رہتا ہے جبکہ جن اور جنیوں سے بچاؤ کی خاطر اس حالت میں بطور خاص دعا کی تلقین اس لیے ہے کہ انھیں گندگی اور بدبو سے یک گونہ مناسبت ہے اور اس موقع پر وہ نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح الترمذي لأحمد شاكر: ١/١٠)

١٩ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، ح: ١٤٢ من حديث عبدالعزيز به، ومسلم، الحيض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، ح: ٣٧٥ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩.

(المعجم ١٩) - اَلنَّهْيُ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا منع ہے

٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَابِيسِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ أَوِ الْبَوْلِ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا».

٢٠- رافع بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو شہر مصر میں یہ کہتے سنا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ ان بیت الخلاؤں کو کیا کروں (جو کہ قبلے رخ بنے ہوئے ہیں) حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تم میں سے کوئی بول و براز کے لیے جائے' تو قبلے کی طرف منہ کرے نہ پیٹھ۔''

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں مصر کی بجائے شام کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاري' الصلاة' حدیث:٣٩٤ وصحیح مسلم' الطھارة' حدیث:٢٦٤) ممکن ہے دونوں جگہ یہ صورت حال پیش آئی ہو ورنہ صحیحین کی روایت کو ترجیح ہوگی۔ ② ''منہ کرے نہ پیٹھ۔'' ظاہر الفاظ تو ہر جگہ ممانعت پر دلالت کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ بھی یہی ہے' احتیاط بھی اسی میں ہے' اگرچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حکم کو صحرا کے ساتھ خاص قرار دیا ہے' یعنی عمارت (چاردیواری) کے اندر قبلہ رخ ہو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے تو بیت الخلا میں بھی قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع سمجھا ہے۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

(المعجم ٢٠) - اَلنَّهْيُ عَنِ اسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف پیٹھ کرنا بھی منع ہے

٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ:

٢١- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٢٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٤١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية ابن القاسم، ص: ١٧٧، ح: ١٢٤، ورواية يحيى: ١/ ١٩٣)، وله شواهد كثيرة.

٢١ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب قبلة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، ح: ٣٩٤، ومسلم، الطهارة، باب ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''بول و براز کے وقت قبلے کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔''

فوائد و مسائل: ① ''مشرق یا مغرب کی طرف کرو'' ان الفاظ کا تعلق ان لوگوں سے ہے جن کا قبلہ مشرق یا مغرب کی طرف نہیں جیسے کہ اہل مدینہ ہیں' ان کا قبلہ جنوب کی جانب ہے۔ پاک و ہند کے لوگ شمال یا جنوب کو منہ کریں گے۔ ② کھلے میدان میں قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا بھی منع ہے اور پیٹھ کرنا بھی کیونکہ ایسا کرنا احترام قبلہ کے منافی ہے جبکہ چار دیواری کے اندر قبلہ رخ منہ یا پیٹھ ہوسکتی ہے جیسا کہ بعض احادیث میں آتا ہے' لیکن افضل اور احوط یہی ہے کہ وہاں بھی منہ یا پیٹھ کرنے سے بچا جائے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٢١) - اَلْأَمْرُ بِاسْتِقْبَالِ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- قضائے حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم

٢٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلٰكِنْ لِيُشَرِّقْ أَوْ لِيُغَرِّبْ».

۲۲- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کرے تو قبلے کی طرف منہ نہ کرے بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرے۔'' (بشرطیکہ قبلہ مشرق یا مغرب کی طرف نہ ہو۔)

(المعجم ٢٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي ذٰلِكَ فِي الْبُيُوتِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- گھروں میں اس کی اجازت ہے

٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ،

۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

◀◀ الاستطابة، ح: ٢٦٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠.

٢٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٥/٤١٦ عن غندر به، وهو في الكبرى، ح: ٢١.

٢٣ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب من تبرز على لبنتين، ح: ١٤٥ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ (يحيى): ١٩٣، ١٩٤، والكبرى، ح: ٢٢.

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ.

انھوں نے کہا: میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دو کچی اینٹوں پر بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے قضائے حاجت کرتے دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① "گھر" سے مراد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہمشیرہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا حجرۂ مبارکہ ہے۔ ② بیت المقدس مدینہ منورہ سے شمال کی جانب ہے یعنی مکہ مکرمہ سے بالکل الٹ جانب، لہٰذا آپ کی پیٹھ قبلے کی جانب تھی۔ ③ اس روایت سے امام شافعی رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین نے استدلال کیا ہے کہ عمارت کے اندر قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز ہے ورنہ آپ ﷺ اس طرح نہ بیٹھتے اور یہ بہترین تطبیق ہے جس سے تمام روایات قابل عمل ٹھہرتی ہیں، بجائے اس کے کہ کسی روایت کو منسوخ کہا جائے یا آپ کا خاصہ قرار دیا جائے، نیز خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی مطلب منقول ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطهارة، حديث: ١١) البتہ احتیاط، یعنی چار دیواری کے اندر بھی بچنا بہتر ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- قضائے حاجت کے دوران میں شرم گاہ کو دایاں ہاتھ لگانا منع ہے

٢٤- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ الْقَنَّادُ - قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ».

٢٤- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے عضو تناسل (شرم گاہ) کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے۔"

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں، اگرچہ پیشاب کی حالت کا ذکر ہے، مگر براز کی حالت کا حکم بھی بدرجۂ اولیٰ یہی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: [أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ] "اور اس سے بھی (ہمیں منع فرمایا) کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجا کریں۔" (صحيح مسلم، الطهارة، حديث: ٢٦٢) اور استنجے سے مراد خاص

٢٤- أخرجه البخاري، الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح: ١٥٣، ومسلم، الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح: ٢٦٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٢٩، وسيأتي، ح: ٤٧.

طور پر ازالۂ نجو (براز) ہے۔ ② دائیں ہاتھ کو نجاست سے بچانا ضروری ہے کیونکہ کھانا وغیرہ اصلاً اس سے کھایا جاتا ہے' اگرچہ بالتبع بایاں ہاتھ بھی ساتھ لگایا جا سکتا ہے' بعض اوقات کھاتے وقت بائیں ہاتھ سے مدد لینا ضروری ہوتا ہے۔ ③ اگرچہ گندگی والا ہاتھ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے' مگر یہ ذوق سلیم کے خلاف ہے کہ کھانے والے ہاتھ کو گندگی سے آلودہ کیا جائے حتی کہ لیٹرین اور وضو کا لوٹا تک الگ رکھا جاتا ہے' حالانکہ عقلاً کوئی فرق نہیں۔ گویا کہ یہ مسئلہ عقلی سے بڑھ کر فطری اور ذوقی ہے اور شریعت ذوق سلیم کا بھی بہت لحاظ رکھتی ہے۔

٢٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ».

٢٥- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بیت الخلا میں داخل ہو تو اپنے عضو تناسل کو دایاں ہاتھ نہ لگائے۔''

(المعجم ٢٤) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْبَوْلِ فِي الصَّحْرَاءِ قَائِمًا (التحفة ٢٤)

باب: ٢٤- کھلی جگہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت

٢٦- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

٢٦- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر آئے اور وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت اور اس کی تفہیم پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ١٨۔ ② اس باب کی پہلی حدیث سلیمان اعمش' ابو وائل سے اور وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور دوسری حدیث میں ابووائل کے شاگرد منصور ہیں' اس میں منصور نے ابووائل سے سماع کی صراحت فرمائی ہے اور تیسری حدیث میں سلیمان اور منصور دونوں ابووائل سے بیان کرتے ہیں لیکن منصور نے صرف آپ کے پیشاب کرنے کا ذکر کیا ہے جبکہ سلیمان نے اس کے بعد موزوں پر مسح کرنے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

٢٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٩.

٢٦ـ [صحيح] انظر، ح: ١٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤.

٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

٢٧- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر آئے اور وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔

٢٨- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ [قَالَ]: حَدَّثَنَا بَهْزٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، وَمَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَشَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا - قَالَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ -: وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَنْصُورٌ: الْمَسْحَ.

٢٨- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کی طرف چلے۔ پھر کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔ راویٔ حدیث سلیمان نے اپنی روایت میں کہا: اور آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا۔ جب کہ (ان کے ساتھی) منصور نے مسح کا ذکر نہیں کیا۔

(المعجم ٢٥) - اَلْبَوْلُ فِي الْبَيْتِ جَالِسًا (التحفة ٢٥)

باب:٢٥- گھر میں بیٹھ کر پیشاب کرنا

٢٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ، مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا جَالِسًا.

٢٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص تم سے بیان کرے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو اس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا عام معمول بیان کیا ہے۔ سابقہ روایات میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا جو ذکر ہے وہ گھر سے باہر کی بات ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم نہ تھا، لہٰذا اس سے

٢٧- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٢٨- [صحيح] انظر، ح: ١٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٣.

٢٩- [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ماجاء في] النهي عن البول قائمًا، ح: ١٢ عن علي بن حجر به، وأخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب في البول قاعدًا، ح: ٣٠٧ من حديث شريك القاضي به، وتابعه إسرائيل وغيره، (السنن الكبرى للبيهقي: ١/ ١٠١، ١٠٢)، والحديث في السنن الكبرى للنسائي، ح: ٢٥.

صحیح حدیث کی نفی نہیں ہوتی۔ دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ غالباً امام نسائی رحمہ اللہ نے باب میں [فِي الْبَيْتِ] کا اضافہ کر کے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٢٦) - اَلْبَوْلُ إِلٰى سُتْرَةٍ يَسْتَتِرُ بِهَا (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- ایسی اوٹ کی طرف پیشاب کرنا جس سے پردہ حاصل ہو

٣٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِهِ كَهَيْئَةِ الدَّرَقَةِ فَوَضَعَهَا، ثُمَّ جَلَسَ خَلْفَهَا فَبَالَ إِلَيْهَا، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اُنْظُرُوا، يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ فَسَمِعَهُ فَقَالَ: «أَوَ مَا عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمْ شَيْءٌ مِنَ الْبَوْلِ قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيضِ، فَنَهَاهُمْ صَاحِبُهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ».

٣٠- حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ آپ کے ہاتھ میں ڈھال جیسی کوئی چیز تھی۔ آپ نے اسے نیچے رکھا اور اس کی اوٹ میں بیٹھ کر پیشاب کیا۔ لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا: دیکھو! آپ اس طرح پیشاب کر رہے ہیں جیسے عورت پیشاب کرتی ہے۔ آپ نے اس کی بات سن لی اور فرمایا: ''کیا تجھے علم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو کیا سزا ملی تھی؟ انھیں جب پیشاب لگ جاتا تو وہ قینچی سے (اتنا کپڑا) کاٹ دیتے تھے۔ چنانچہ ان کے ساتھی نے انھیں روکا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح بخاری میں اسی مفہوم کی ایک روایت اس کی شاہد ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت موقوفاً صحیح ہے البتہ موصولاً صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے۔ بہر حال مذکورہ بحث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت صحیح' قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم۔ ② ''جیسے عورت پیشاب کرتی ہے۔'' یہ تشبیہ بیٹھ کر پیشاب کرنے میں ہو سکتی ہے اور پردے میں بھی۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ یہ الفاظ کہنے والا شخص آپ کا تربیت یافتہ نہ ہوگا بلکہ کوئی غیر مسلم ہوگا یا منافق یا نومسلم کیونکہ بعض احادیث سے پتا چلتا ہے کہ یہ بات کہنے والا مسلمان تھا

٣٠- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التشديد في البول، ح: ٣٤٦ من حديث أبي معاوية، وأبوداود، الطهارة، باب الاستبراء من البول، ح: ٢٢ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٣١١٧، والحاكم: ١/ ١٨٤، والذهبي، وابن حجر، والدارقطني (فتح: ١/ ٣٢٨) وغيرهم. * سليمان الأعمش ثقة حافظ عارف بالقراءة ورع، لكنه يدلس (تقريب التهذيب، ص: ٢١٠)، ولم أجد تصريح سماعه، ولأصل الحديث شاهد عند البخاري وغيره.

بلکہ بعض احادیث سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں کی تھی۔ دیکھیے: (فتح الباري: ١/٣٢٨) اور اس کا مقصد قطعاً آپ کی تحقیر یا نعوذ باللہ آپ کی ہتک نہ تھی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے تو اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، صحیح بات یہ ہے کہ بول و براز کے آداب تو آپ ﷺ نے سکھلائے ہیں۔ اسلام نے ان آداب کو خوب بیان کیا ہے، جبکہ زمانۂ جاہلیت میں ان آداب قضائے حاجت کی چنداں پروا نہ تھی۔ اوٹ اور پردے کا بھی اہتمام نہ کرتے تھے۔ کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے سامنے ہی پیشاب کر لیتے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی ماحول میں پلے بڑھے تھے تو شروع شروع میں آپ کو اس انداز میں پیشاب کرتے دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا اور تعجب سے یہ بات کہی کہ ایسے تو عورت پیشاب کرتی ہے۔ مرد تو مرد ہی ہوتے ہیں۔ انھیں اس اوٹ اور پھر بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کیا ضرورت؟ بہرحال بعد میں جب آپ ﷺ نے ان کی اسلامی تربیت فرمائی تو جاہلیت کے یہ تمام طور طریقے اور عادات ختم ہو گئیں۔ ③ ''قینچی سے کاٹتے۔'' اس سے مراد کپڑا ہے جسے پیشاب لگ جاتا تھا نہ کہ جسم کیونکہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے، یعنی ناقابل عمل چیز ہے ورنہ بول و براز تو نکلتے ہی جسم سے ہیں اور لامحالہ جسم کو لگتے ہیں، تبھی استنجا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی بابت مزید تحقیق کچھ اس طرح سے ہے کہ ابوداود کی ایک روایت میں [جِلد] چمڑے کے الفاظ ہیں اور ابوداود ہی کی ایک دوسری روایت میں [جَسد] جسم کا ذکر ہے۔ جَسد کے لفظ کو البانی رحمہ اللہ نے منکر قرار دیا ہے اور جلد سے مراد چمڑے کا لباس ہے جو پہنا جاتا ہے۔ اس طرح کاٹی جانے والی چیز جسم کا حصہ نہیں بلکہ لباس (کپڑا یا چمڑا) ہوتا تھا جسے پیشاب لگ جاتا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ اس روایت کے الفاظ ہیں: [إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ أَحَدِهِمْ قَرَصَهُ] (صحيح البخاري، حديث: ٢٢٦) ''جب ان میں سے کسی کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اسے کاٹ دیتے۔''

(المعجم ٢٧) - اَلتَّنَزُّهُ عَنِ الْبَوْلِ (التحفة ٢٧)

باب ٢٧:- پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچنا

٣١- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي

٣١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، تو فرمایا: ''تحقیق ان قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انھیں کسی بھاری کام (کہ جس سے بچنا ناممکن ہو) کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ اس قبر والا تو اپنے پیشاب کے

٣١- أخرجه البخاري، الوضوء، باب ماجاء في غسل البول، ح: ٢١٨، ومسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، ح: ٢٩٢ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧.

كَبِيرٍ، أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هٰذَا فَإِنَّهُ كَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ»، ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا، ثُمَّ قَالَ: «لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا» خَالَفَهُ مَنْصُورٌ، رَوَاهُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ طَاوُسًا.

چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور اس قبر والا چغلیاں کھاتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی تازہ شاخ منگوائی اور اسے چیر کر دو حصے کر دیا۔ پھر ایک اس قبر پر گاڑ دی اور ایک دوسری پر۔ پھر فرمایا: ”امید ہے جب تک یہ خشک نہیں ہوتیں‘ ان سے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔“ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے منصور نے اعمش کی مخالفت کی ہے کہ اس نے یہ روایت مجاہد بواسطہ ابن عباس بیان کی ہے‘ یعنی مجاہد اور ابن عباس کے درمیان میں طاؤس کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① بعض لوگ [فِي كَبِيرٍ] ”بھاری کاموں کی وجہ سے“ کے معنی کرتے ہیں ”بڑے گناہ“ یعنی ان لوگوں کو عذاب تو ہو رہا تھا‘ لیکن ایسے گناہوں کی وجہ سے نہیں جو کہ بڑے اور خطرناک ہوں‘ بلکہ معمولی گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا‘ حالانکہ ان الفاظ کا یہ مفہوم ہے ہی نہیں۔ صحیح اور درست مفہوم یہی ہے کہ یہ دونوں کام یعنی ”پیشاب سے بے احتیاطی اور چغل خوری“ بڑے کبیرہ اور خطرناک گناہ ہیں۔ اس بات کی صراحت حدیث شریف میں موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ الوضوء‘ حدیث:۲۱۶) ہاں الفاظ کا یہ مطلب ضرور ہے کہ یہ دونوں کام کوئی اتنے بھاری اور مشکل نہیں کہ عمل نہ ہو سکتا ہو اور ان سے بچا نہ جا سکتا ہو۔ ان کاموں سے بچنا کوئی بڑی مشکل بات نہیں تھی۔ حقیقتاً یہ دونوں کام کبیرہ گناہ ہیں۔ ② چھڑی یا شاخ کا رکھنا دراصل فعلی شفاعت تھی کہ یا اللہ! اتنی دیر تک ان سے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔ چھڑی رکھنا صرف مدت کے تعین کے لیے تھا جیسا کہ صریح الفاظ ہیں۔ ورنہ چھڑی کا تخفیف عذاب سے کوئی تعلق نہیں کہ اسے سنت سمجھ کر اب بھی ایسا کیا جائے‘ البتہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے چھڑی رکھنے کی وصیت مذکور ہے۔ (صحیح البخاري‘ الجنائز‘ قبل الحدیث:۱۳۶۱) اس کے پیش نظر بعض کی رائے یہ ہے کہ چھڑی رکھنا تو جائز ہے‘ مگر اس کا تخفیف عذاب سے کوئی تعلق نہیں۔ مؤخر الذکر بات تو ٹھیک ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ صحابی کا اجتہاد ہے کیونکہ تخفیف عذاب میں نری چھڑی کا کوئی کمال نہیں تھا‘ اصل میں رسول اللہ ﷺ کے عمل کی برکت اور اللہ تعالیٰ سے قربت کی بنا پر آپ کو تخفیف عذاب کی امید تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ آپ کا معجزہ تھا‘ کسی اور شخص کے لیے حالات قبور کا کشف وظہور ناممکن ہے۔ جب قبر کی کیفیت کا پتہ ہی نہیں تو چھڑی گاڑنے کے کیا معنی؟ ہاں! بطور نشانی کوئی پتھر یا چھڑی وغیرہ ضرورت کے پیش نظر عارضی طور پر نصب کی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْبَوْلِ فِي الْإِنَاءِ (التحفة ٢٨)

باب:٢٨- برتن میں پیشاب کرنا

٣٢- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَتْنِي حُكَيْمَةُ بِنْتُ أُمَيْمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِنْ عَيْدَانٍ يَبُولُ فِيهِ وَيَضَعُهُ تَحْتَ السَّرِيرِ.

٣٢- حضرت امیمہ بنت رقیقہ ﷞ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ (رات کے وقت) پیشاب کرتے تھے۔ اور اسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ لیتے تھے۔

فائدہ: گھر میں پیشاب کے لیے معین جگہ نہ ہو یا وہاں پہنچنا ممکن نہ ہو تو چارپائی کے قریب کسی برتن میں پیشاب کر لینا اور صبح ہوتے ہی اسے باہر انڈیل دینا' گھر کو پلیدی سے بچانے کا ایک اچھا طریقہ ہے' ورنہ جگہ جگہ پیشاب ہوگا اور سارا گھر پلید ہوگا' البتہ یہ ضروری ہے کہ پیشاب کو برتن میں زیادہ دیر تک نہ رہنے دیا جائے کیونکہ بدبو کے علاوہ یہ خدشہ بھی ہے کہ کوئی پالتو جانور اسے پانی سمجھ کر پی لے یا برتن سے ٹکرا جائے اور پیشاب گھر میں گر جائے' لہٰذا صبح ہوتے ہی اسے گھر سے باہر یا مخصوص جگہ میں گرا دیا جائے۔

(المعجم ٢٩) - اَلْبَوْلُ فِي الطَّسْتِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- تھال جیسے برتن میں پیشاب کرنا

٣٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ [قَالَ]: أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ! لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ لِيَبُولَ فِيهَا فَانْخَنَثَتْ نَفْسُهُ وَمَا أَشْعُرُ فَإِلَى مَنْ أَوْصَى؟!.

٣٣- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت علی کو وصیت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے تھال منگوایا کہ اس میں پیشاب کریں' مگر (اس سے قبل ہی) آپ کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ (آپ فوت ہو گئے) مجھے پتہ بھی نہ چلا' تو آپ نے کس کو وصیت کی؟

٣٢- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الرجل يبول بالليل في الإناء ثم يضعه عنده، ح: ٢٤ من حديث حجاج بن محمد به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٤١، والحاكم: ١/ ١٦٧، والذهبي، وحسنه النووي، وابن حجر وغيرهما، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤.

٣٣- أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٥٩ من حديث أزهر السمان، ومسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح: ١٦٣٦ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٥١.

قَالَ الشَّيْخُ: أَزْهَرُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ.

شیخ ابن سُنّی نے کہا: سند میں مذکور راوی ازہر سے مراد ازہر بن سعد سمان (گھی فروش) ہیں۔

فوائد ومسائل: ① [طَسْت] ایک تھال کی طرح کا برتن ہوتا تھا جس کا پیندہ قریب ہوتا تھا اور منہ کھلا۔ اس قسم کے برتن میں پیشاب کرنے سے چھینٹے پڑنے کا احتمال ہوتا ہے' اس لیے یہ باب قائم فرمایا کہ اگر احتیاط سے پیشاب کیا جائے' چھینٹے نہ پڑیں تو کوئی حرج نہیں۔ ② اس حدیث میں وصیت سے وصیتِ خلافت مراد ہے جیسا کہ روافض کا عقیدہ ہے' اسی لیے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ''وصی'' کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ وصیت تو وفات کے وقت ہوتی ہے اور اس وقت آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ (صحيح البخاري، الجنائز، حديث:١٣٨٩) لہٰذا وصیت کب کی؟ اور کس کو کی؟ یعنی آپ نے کوئی وصیت نہیں کی' نہ آپ کو اس کا موقع ہی ملا۔

(المعجم ٣٠) - كَرَاهِيَةُ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ (التحفة ٣٠)

باب:٣٠- بل میں پیشاب کرنا مکروہ (منع) ہے

٣٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ» قَالُوا لِقَتَادَةَ: وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ؟ فَقَالَ: يُقَالُ: إِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ.

٣٤- حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص بل (زمینی سوراخ) میں پیشاب نہ کرے۔'' شاگردوں نے قتادہ سے پوچھا کہ بل میں پیشاب کرنا کیوں منع ہے؟ تو انھوں نے کہا: کہا جاتا ہے کہ سوراخ جنوں کی رہائش گاہیں ہیں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم مشاہداتی صورت حال یہی ہے کہ زمین کے سوراخ کیڑے مکوڑوں' سانپ اور بچھو وغیرہ موذی جانوروں کے گھر ہوتے ہیں۔ بل میں پیشاب کرنے کی صورت میں وہ باہر نکلیں گے۔ انھیں ناحق تکلیف ہوگی اور وہ اشتعال میں آ کر پیشاب کرنے والے یا کسی اور کو نقصان پہنچا سکتے ہیں' اس لیے اس سے منع کر دیا گیا۔ ② حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے ان سوراخوں کو جنوں کے گھر بتلایا ہے جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ بلوں میں جن بھی رہتے ہیں۔ ③ عام طور پر سوراخ تنگ ہوتے ہیں ان میں

٣٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب النهي عن البول في الجحر، ح:٢٩ من حديث معاذ به، وهو في الكبرى، ح:٣٠، وصححه النووي: (المجموع:٢/ ٨٢)، والحاكم على شرط الشيخين:١/ ١٨٦، ووافقه الذهبي. * قتادة مدلس كما قال النسائي وغيره (سير أعلام النبلاء:٧/ ٧٤)، وعنعن.

پیشاب کرنے کی صورت میں قوی امکان ہے کہ پیشاب کی دھار ادھر ادھر ہونے سے چھینٹے پڑنے لگیں' منع کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٣١) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ (التحفة ٣١)

باب:٣١- ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے

٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ.

٣٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے' تو وہ نجاست بھی پانی کے ساتھ رکی رہے گی۔ اس سے تعفن اور بدبو پیدا ہوگی۔ زیادہ آدمیوں کے پیشاب کرنے سے پانی کا رنگ' بو اور ذائقہ بھی بدل سکتا ہے' جس سے پانی پلید ہو جائے گا اور قابل استعمال نہ رہے گا۔ جاری پانی میں یہ خدشات نہیں' لہٰذا انتہائی مجبوری کے وقت جاری پانی میں پیشاب کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٣٢) - كَرَاهِيَةُ الْبَوْلِ فِي الْمُسْتَحَمِّ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢- غسل خانے میں پیشاب کرنا منع ہے

٣٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ».

٣٦- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اپنے غسل کی جگہ میں پیشاب نہ کرے کیونکہ عموماً وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔"

٣٥ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح:٢٨١ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٥.

٣٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية البول في المغتسل، ح:٢١ عن علي بن حجر به، وقال: "غريب"، وأبوداود، ح:٢٧، وابن ماجه، ح:٣٠٤ من حديث معمر به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح:١٢٥٢، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٦٧، ١٨٥، ووافقه الذهبي، وحسنه النووي في المجموع: ٢/ ٩١، والحديث في الكبرٰى، ح:٣٦. * الحسن البصري مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤)، وعنعن، وله شاهد صحيح موقوف عند البيهقي: ١/ ٩٨، وللحديث شواهد.

فوائد ومسائل: ① غسل والی جگہ میں پیشاب کرنا منع ہے کیونکہ بعد میں غسل کا پانی وہاں گرے گا اور چھینٹے اڑیں گے' نیز پانی ملنے سے نجاست پھیل جائے گی۔ ویسے بھی عقل سلیم تقاضا کرتی ہے کہ نجاست والی جگہ پر طہارت اور طہارت والی جگہ پر نجاست نہ کی جائے۔ اس سے طبع انسانی کو گھن آتی ہے چاہے نجاست لگنے کا احتمال نہ بھی ہو' جیسے کوئی عقل مند شخص نجاست کے قریب بیٹھ کر کھانا پینا گوارا نہیں کرتا' اسی طرح کا یہ مسئلہ ہے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ اگر وہاں پیشاب جمع نہ ہوتا ہو' تو پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں' مگر یہ فطرت سلیمہ کے خلاف ہے اور اسلام دین فطرت ہے' نیز یہ نص کے ظاہر الفاظ کے عموم کے بھی مخالف لگتا ہے۔ ② شیخ البانی ؒ نے [فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ] کے الفاظ کے سوا باقی پوری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور انھی کی رائے مضبوط لگتی ہے کیونکہ اس جملے کی تائید دیگر شواہد سے نہیں ہوتی۔ واللہ أعلم۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائي' حديث:٣٦)

(المعجم ٣٣) - اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ يَبُولُ (التحفة ٣٣)

باب:٣٣- پیشاب کرتے ہوئے شخص کو سلام کہنا

٣٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ وَقَبِيصَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

٣٧- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا جب کہ آپ پیشاب کر رہے تھے' چنانچہ اس نے آپ کو سلام کہا' مگر آپ نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا۔

فوائد ومسائل: ① نجاست والی حالت میں اللہ کا ذکر مناسب نہیں' اس لیے پیشاب اور پاخانہ کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا اور ذکر واذکار کرنا درست نہیں۔ جب وہ جواب نہیں دے سکتا تو اسے سلام بھی نہیں کہنا چاہیے' گویا جس حالت میں سلام کا جواب دینا منع ہے اس حالت میں اسے سلام کہنا بھی درست نہیں' سوائے حالت نماز کے کہ اس میں ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مسنون ہے۔ ② اہل علم فرماتے ہیں: جس طرح قضائے حاجت کے وقت سلام کا جواب دینا درست نہیں اسی طرح اس حالت میں چھینک مارنے والے کا جواب دینا یا خود الحمد للہ کہنا اور اذان کا جواب دینا بھی درست نہیں۔ ایسے ہی حالت جماع میں ان باتوں سے رکے رہنا چاہیے۔

٣٧- أخرجه مسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٧٠ من حديث سفيان الثوري به.

(المعجم ٣٤) - رَدُّ السَّلَامِ بَعْدَ الْوُضُوءِ (التحفة ٣٤)

باب:٣٤-وضو کرنے کے بعد سلام کا جواب دینا

٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حُضَيْنِ أَبِي سَاسَانَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ: أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ حَتَّى تَوَضَّأَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ رَدَّ عَلَيْهِ.

٣٨-حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو سلام کہا جب کہ آپ پیشاب کر رہے تھے' تو آپ نے سلام کا جواب نہ دیا حتی کہ وضو کرنے لگے اور جب وضو مکمل کیا تو سلام کا جواب دیا۔

فوائد و مسائل: ① پیشاب کرتے شخص کو سلام کہنا مناسب تو نہیں' لیکن اگر کسی نے غلطی سے سلام کہہ دیا تو پیشاب سے فراغت کے بعد جواب دیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ عموماً باوضو رہتے تھے' اس لیے آپ نے فوراً وضو فرمایا' پھر جواب دیا۔ ہر آدمی کے لیے ایسا ضروری نہیں کیونکہ سلام' جوابِ سلام اور اذکار و اوراد کے لیے وضو شرط نہیں' نیز جب سلام کہنے کے لیے باوضو ہونا ضروری نہیں تو جواب دینے کے لیے بھی ضروری نہیں۔ ② ہمارے فاضل محقق کے نزدیک اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے دیگر شواہد بھی ملتے ہیں' لیکن ان کے صحیح اور ضعیف ہونے کی طرف اشارہ نہیں کیا' غالباً انھی شواہد کی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ مزید دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ٨٣٤)

(المعجم ٣٥) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ بِالْعَظْمِ (التحفة ٣٥)

باب:٣٥-ہڈی سے صفائی کرنا منع ہے

٣٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

٣٩-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٣٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الرجل يرد السلام وهو يبول؟، ح:١٧، وابن ماجه، الطهارة، باب: الرجل يسلم عليه وهو يبول، ح: ٣٥٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن خزيمة: ١/١٠٣، وابن حبان (موارد)، ح: ١٨٩، ١٩٠، والحاكم على شرط الشيخين: ١/١٦٧، ووافقه الذهبي، وهو في السنن الكبرٰى، ح: ٣٧. * الحسن عنعن، تقدم، ح: ٣٦، وللحديث شواهد.

٣٩ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ١/١٢٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك: ٢/٥٠٣، ٥٠٤. * الزهري صرح بالسماع عند أبي نعيم في دلائل النبوة: ٢/١٢٩، ١٣٠، وأبوعثمان حسن الحديث، راجع الإصابة: ٤/١٤٩ وغيره.

السَّرْحِ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ بْنِ سَنَّةَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَسْتَطِيبَ أَحَدُكُمْ بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثٍ.

کہ اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص ہڈی یا لید سے صفائی کرے۔

فوائد ومسائل: ① نجاست سے صفائی' بالعموم پانی یا مٹی کے ساتھ ہی ہوتی ہے کیونکہ یہ دونوں شرعاً و عرفاً مطہر ہیں۔ صفائی کے علاوہ بدبو بھی ختم کرتے ہیں۔ باقی چیزیں مکمل صفائی کرتی ہیں نہ بدبو ہی ختم کرتی ہیں۔ ② ہڈی میں جذب کرنے کی صلاحیت نہیں' بلکہ وہ سخت ہوتی ہے' لہٰذا وہ صحیح صفائی نہ کر سکے گی اور گوبر یا لید تو خود بھی نجس یا نجاست کی طرح ہیں۔ ان سے کیا صفائی ہوگی؟ علاوہ ازیں ہڈی اور لید جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک بھی ہیں' لہٰذا انھیں گندگی سے آلودہ کرنا منع ہے' احادیث میں اس کی صراحت ہے۔

(المعجم ٣٦) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ بِالرَّوْثِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦- لید کے ساتھ صفائی کرنا منع ہے

٤٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَعْقَاعُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ، إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْخَلَاءِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا، وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ»، وَكَانَ يَأْمُرُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَيَنْهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ.

٤٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھارے لیے باپ کی طرح ہوں۔ تمھیں تعلیم دیتا ہوں۔ جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کو جائے' تو قبلے کی طرف منہ کرے نہ پیٹھ اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔'' اور اللہ کے رسول ﷺ تین ڈھیلوں (سے صفائی کرنے) کا حکم دیتے تھے اور لید اور ہڈی (کے ساتھ صفائی) سے منع فرماتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سے لید اور ہڈی سے صفائی کی ممانعت کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد پر

٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، ح:٨، وابن ماجه، الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة . . .، ح:٣١٣، ٣١٢ من حديث ابن عجلان به، وصححه ابن خزيمة: ٤٣/١، ٤٤، ح:٨٠، وابن حبان(موارد)، ح:١٢٨.

والدین کی اطاعت واجب ہے اور والدین کا بھی یہ حق ہے کہ اپنی اولاد کو ادب سکھائیں اور دینی تعلیم سے بہرہ ور فرمائیں۔

(المعجم ٣٧) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِكْتِفَاءِ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ (التحفة ٣٧)

باب:٣٧-صفائی میں تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفا کرنا منع ہے

٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: وَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ لَيُعَلِّمُكُمْ حَتَّى الْخِرَاءَةَ. قَالَ: أَجَلْ، نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِأَيْمَانِنَا، أَوْ نَكْتَفِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ.

۴۱-حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: تحقیق تمھارا نبی تو تمھیں ہر چیز سکھاتا ہے حتی کہ قضائے حاجت کرنا بھی۔ انھوں نے فرمایا: ہاں! آپ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجا کریں یا تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفا کریں۔

فوائد ومسائل: ① یہ آدمی مشرک تھا اور اس نے یہ جملہ تحقیر و مذاق کے انداز میں کہا تھا جسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کمال حکمت سے سنجیدہ انداز میں پیش فرمایا۔ جزاہ اللہ أحسن الجزاء. ② مذکورہ احادیث سے جہاں یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ گوبر اور لید سے صفائی کرنا اور پھر اس غرض کے لیے دائیں ہاتھ کا استعمال ممنوع ہے۔ وہاں یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم تین پتھروں یا ڈھیلوں سے استنجا کرنا ضروری ہے' اس سے کم پتھروں سے استنجا کرنے کی ممانعت ہے' اگرچہ بسا اوقات صفائی ایک یا دو پتھروں سے بھی ممکن ہو۔ اور یقیناً اس تعداد کے حکم میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے' نظافتِ مزید کی حکمت تو سمجھ میں آتی ہی ہے جبکہ حصول نظافت کی خاطر تین سے زائد ڈھیلوں کا استعمال' جب تین سے صفائی حاصل نہ ہو' حسب ضرورت مطلوب ہے۔ لیکن طاق عدد کو ملحوظ رکھا جائے جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت ہے: [وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ] ''جو ڈھیلے استعمال کرے تو چاہیے کہ طاق استعمال کرے۔'' (صحيح البخاري' الوضوء' حديث:١٦١)

(المعجم ٣٨) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرَيْنِ (التحفة ٣٨)

باب:٣٨-(بحالت مجبوری) دو ڈھیلوں سے صفائی کرنے کی رخصت

٤٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ:

۴۲-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٤١ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٢ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠.

٤٢ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يستنجى بروث، ح: ١٥٦ عن أبي نعيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣.

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: لَيْسَ أَبُو عُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ وَلٰكِنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ يَقُولُ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ الْغَائِطَ، وَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْهُ، فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُ بِهِنَّ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ: «هٰذِهِ رِكْسٌ».

کہ نبی ﷺ قضائے حاجت کو گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں تین ڈھیلے لاؤں۔ مجھے دو ڈھیلے تو مل گئے تیسرا تلاش کیا مگر نہ ملا۔ سو میں نے لید کا ٹکڑا اٹھا لیا اور انھیں نبی ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ نے ڈھیلے تو لے لیے جب کہ لید پھینک دی اور فرمایا: ''یہ تو پلید ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلرِّكْسُ: طَعَامُ الْجِنِّ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: [رِکْسٌ] کے معنی ''جنوں کی خوراک'' ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ حدیث میں مذکور لفظ [رِکْسٌ] کا مطلب بیان کر رہے ہیں، مگر یہ معنی لغت کی کسی کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ ممکن ہے امام صاحب کا مطلب یہ ہو کہ لید سے استنجا نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جنوں کی خوراک ہے، نہ یہ کہ وہ پلید ہے۔ واللہ أعلم۔ ② سنن نسائی کی اس حدیث میں تو یہاں اتنے ہی الفاظ ہیں مگر مسند احمد میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ نے فرمایا: [إِئْتِنِي بِحَجَرٍ] ''ایک ڈھیلا اور لا۔'' (مسند أحمد: ۱/۴۵۰) اس سے گویا دو ڈھیلوں پر اکتفا ثابت نہ ہوا بلکہ اس سے تو تین ڈھیلوں کی شرطیت اخذ ہوتی ہے۔ اگر بالفرض بہ امر مجبوری دو یا ایک ڈھیلا ہی ہو تو انھیں بھی مختلف اطراف سے احتیاط کے ساتھ تین دفعہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (التبیان في تخریج و تبویب أحادیث بلوغ المرام: ۲/۲۱۳، ۲۱۴)

(المعجم ٣٩) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرٍ وَاحِدٍ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- ایک ڈھیلے سے صفائی کرنے کی رخصت

٤٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

۴۳- حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ

٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المضمضة والاستنشاق، ح: ٢٧ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وتابعه حماد بن زيد عند ابن ماجه، ح: ٤٠٦ وغيره، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥.

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ».

کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب تو ڈھیلے استعمال کرے تو طاق استعمال کر۔''

فائدہ: اس حدیث سے ایک ڈھیلے کے کافی ہونے پر استدلال کرنا کمزور ہے کیونکہ یہاں ایک ڈھیلے کی صراحت نہیں۔ امام صاحب کا استدلال ''طاق'' کے لفظ سے ہے کہ وہ ایک کو بھی شامل ہے' حالانکہ دوسری احادیث میں تین سے کم کی صریح نفی ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث (۴۱) میں اور صحیح مسلم میں حضرت سلمان ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم' الطهارة' حدیث:۲۶۲) کسی ایک حدیث کو دوسری حدیث سے قطع نہیں کیا جا سکتا۔ روایات کو ملانے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں ''طاق'' سے مراد تین یا تین سے اوپر طاق عدد ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ مطلق دلیل کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ احادیث میں کم از کم تین پتھروں پر اکتفا کرنے کی اجازت ہے اس سے کم پر نہیں کیونکہ ایسا کرنا شرعاً ممنوع ہے' البتہ مجبوری کی حالت میں کہ جب تین ڈھیلے نہ ملتے ہوں تو دو یا ایک ڈھیلا استعمال کرنا جائز ہے یا ایک ڈھیلا تین دفعہ استعمال کیا جا سکتا ہے' اس لیے کہ عام حالات کو مجبوری کی صورتوں پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٤٠) - اَلْاِجْتِزَاءُ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِالْحِجَارَةِ دُونَ غَيْرِهَا (التحفة ٤٠)

باب:۴۰- صفائی کے لیے صرف ڈھیلے کافی ہیں' کسی اور چیز کی ضرورت نہیں

٤٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُسْلِمِ ابْنِ قُرْطٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ، فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَلْيَسْتَطِبْ بِهَا، فَإِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ».

۴۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کو جائے تو اپنے ساتھ تین ڈھیلے لے جائے اور ان سے صفائی کرے' وہ اسے کافی ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ① ڈھیلے استنجا کے لیے کافی ہیں' بشرطیکہ ان سے پوری صفائی ہو جائے' یعنی نہ تو گندگی کا اثر باقی رہے اور نہ بدبو۔ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ ڈھیلوں سے صحیح صفائی نہ ہو سکے یا بدبو زائل نہ ہو تو

٤٤- [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الاستنجاء بالأحجار، ح:٤٠ من حديث أبي حازم به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٢، وصححه الدارقطني: ١/ ٥٤، ٥٥.

پانی استعمال کرنا ضروری ہے۔ ② مٹی میں صفائی کرنے اور بدبو ختم کرنے کی خاصیت رکھی گئی ہے' اس لیے پانی کی عدم موجودگی میں اس سے طہارت حاصل کرنا شرعاً وعقلاً درست ہے۔ اسی طرح مٹی کی عدم موجودگی میں جو بھی چیز نجاست کے زائل کرنے اور طہارت کے حصول میں مفید ثابت ہو' اسے استعمال کیا جا سکتا ہے' جیسے روئی اور ٹشو پیپر وغیرہ۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٤١) - اَلْاِسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- پانی سے استنجا کرنا

٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ أَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ مَعِيَ نَحْوِي إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ.

۴۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو میں اور میرے ساتھ مجھ جیسا کوئی اور لڑکا پانی کا برتن اٹھاتا' آپ اس پانی سے استنجا کرتے۔

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ ڈھیلے استعمال کرنا ضروری نہیں' بلکہ براہ راست پانی سے استنجا کیا جا سکتا ہے اور یہی افضل ہے۔ حدیث میں آیت: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ "اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں۔" کی صحیح شانِ نزول یہی بیان ہوئی ہے کہ اہل قباء صرف پانی کے ساتھ استنجا کرتے تھے۔ اور آیت میں اس طہارت کی بنا پر ان کی تعریف فرمائی گئی ہے۔ (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:۴۴) جب کہ بعض حضرات اس نظریے کے حامل ہیں کہ یہ ایک مشروب ہے اور کھانے پینے میں اس کا استعمال ہوتا ہے' نیز ڈھیلے استعمال کیے بغیر براہ راست پانی استعمال کرنے سے پانی بھی گندہ ہو جائے گا اور ہاتھ بھی آلودہ ہوں گے' ان کا خیال ہے کہ اگر ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی استعمال کیا جائے تو یہ تمام قباحتیں ختم ہو جائیں گی۔ ② اہل قباء کی تعریف میں جو آیت نازل ہوئی' اس کی وجہ ان کا پتھروں اور پھر پانی سے استنجا کرنا نہ تھی کیونکہ اس مفہوم کی روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔ دیکھیے: (مجمع الزوائد:۱/۲۹۱' حديث:۱۰۵۳) اس لیے مستحب صرف پانی سے استنجا کرنا ہی ہے۔ واللہ أعلم۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی اپنے ماتحت آزاد لوگوں سے خدمت لے سکتا ہے' نیز نیک لوگوں کی خدمت کرنا درست ہے۔

٤٥- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستنجاء بالماء، ح:١٥٠، ومسلم، الطهارة، باب الاستنجاء بالماء من التبرز، ح:٢٧١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧.

٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ أَنْ يَسْتَطِيبُوا بِالْمَاءِ فَإِنِّي أَسْتَحْيِيهِمْ مِنْهُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ.

۴۶- حضرت عائشہ ؓ نے عورتوں سے فرمایا: اپنے خاوندوں سے کہو کہ وہ پانی سے صفائی کیا کریں۔ مجھے یہ بات کہتے ہوئے ان سے شرم آتی ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ پانی سے صفائی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی یہی مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ پانی سے استنجا کرنا افضل ہے کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ کی بھی عادت مبارکہ یہی تھی، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف پانی سے استنجا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:۱/۳۲۹، تحت حديث:۱۵۰)

(المعجم ٤٢) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

٤٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي إِنَائِهِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ».

۴۷- حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی پیے تو برتن میں (پیتے ہوئے) سانس نہ لے اور جب قضائے حاجت کرے تو دائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ نہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا ہی کرے۔''

فوائد و مسائل: ① برتن میں سانس لینے سے مراد یہ ہے کہ پیتے پیتے سانس لے، یہ ممنوع ہے۔ شاید یہ ممانعت اس لیے ہو کہ اس صورت میں ناک سے سانس کے ساتھ غلاظت خارج ہونے کا احتمال ہوتا ہے کہ جس سے مشروب آلودہ ہو جائے گا، نیز سانس کے ساتھ پھیپھڑے کے فاسد مادوں کی آمیزش ہوتی ہے وہ بھی پانی میں شامل ہو جائیں گے، نیز اس میں جانوروں سے مشابہت ہے، وہ پیتے پیتے سانس لیتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ سانس لینے کے لیے برتن کو منہ سے الگ کیا جائے۔ ② چونکہ دایاں ہاتھ کھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس لیے اس سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔ اور عقل سلیم بھی اس چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ کھانے اور

٤٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ماجاء في] الاستنجاء بالماء، ح:١٩ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦، ورواه يزيد الرشك عن معاذة به (مسند أحمد:٦/ ١١٣).

٤٧ـ [صحيح] تقدم طرفه، ح:٢٤، وهو في الكبرٰى، ح:٤١.

استنجے کے لیے ایک ہی ہاتھ کا استعمال نہ ہو۔

٤٨ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ، وَأَنْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَأَنْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ.

۴۸- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص برتن میں سانس لے، اپنی شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھوئے یا دائیں ہاتھ سے صفائی (استنجا) کرے۔

٤٩ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَشُعَيْبُ ابْنُ يُوسُفَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّا لَنَرٰى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمُ الْخِرَاءَةَ قَالَ: أَجَلْ، نَهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِينِهِ، وَيَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَقَالَ: «لَا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ».

۴۹- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مشرکین نے (استہزاءً) کہا: ہم دیکھتے ہیں کہ تمھارا نبی تمھیں قضائے حاجت کا طریقہ بھی بتاتا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ہاں! آپ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص داہنے ہاتھ سے استنجا کرے یا قبلہ رخ بیٹھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا نہ کرے۔''

(المعجم ٤٣) - بَابُ دَلْكِ الْيَدِ بِالْأَرْضِ بَعْدَ الْاِسْتِنْجَاءِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- استنجا کرنے کے بعد ہاتھ زمین پر ملنا

٥٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۵۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١.

٥٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الرجل يدلك يده بالأرض ....، ح: ٤٥، وابن ماجه، الطهارة، باب من دلك يده بالأرض ....، ح: ٣٥٨ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨ . ✽ شريك القاضي صرح بالسماع عند ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٨ .

الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَلَمَّا اسْتَنْجٰى دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ.

نبی ﷺ نے وضو فرمایا' (اس سے پہلے) جب استنجے سے فارغ ہوئے تو ہاتھ زمین پر ملا۔

فوائد ومسائل: ① پانی کے ساتھ دھونے سے بسا اوقات ہاتھ سے بدبو نہیں جاتی۔ مٹی پر ملنے سے بدبو ختم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی چکنائی والی نجاست ہو تو چکنائی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ آج کل صابن وغیرہ ملنے سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے' مٹی ضروری نہیں کیونکہ مقصد تو پاکیزگی اور صفائی ہے۔ ② شرم گاہ اور ہاتھ کا درجہ ایک نہیں' لہٰذا ہاتھ کی خصوصی صفائی ضروری ہے کیونکہ ہاتھ کھانے' پینے' قراءت قرآن اور اوراد و وظائف میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

٥١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ - [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَى الْخَلَاءَ فَقَضَى الْحَاجَةَ، ثُمَّ قَالَ: «يَا جَرِيرُ! هَاتِ طَهُورًا» فَأَتَيْتُهُ بِالْمَاءِ فَاسْتَنْجٰى بِالْمَاءِ وَقَالَ بِيَدِهِ فَدَلَكَ بِهَا الْأَرْضَ.

٥١- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ بیت الخلا میں گئے' قضائے حاجت کی' پھر آپ نے فرمایا: "اے جریر! پانی لاؤ۔" میں پانی لایا۔ آپ نے اس سے استنجا کیا' پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ مِن حَدِيثِ شَرِيكٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث شریک کی روایت سے زیادہ درست ہے۔ واللہ أعلم۔

فوائد ومسائل: ① شریک کی روایت سے مراد اوپر والی روایت (٥٠) ہے جسے شریک نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ظاہر کیا ہے جبکہ یہ روایت ابان سے ہے۔ ابان نے اس روایت کو حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کیا ہے جبکہ امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت جریر سے ہونی چاہیے' البتہ اس صورت میں یہ روایت منقطع ہوگی کیونکہ محدثین کے فیصلے کے مطابق ابان کے استاذ ابراہیم بن

٥١- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من دلك يده بالأرض بعد الاستنجاء، ح: ٣٥٩ من حديث أبان به. * إبراهيم صدوق لكنه لم يسمع من أبيه، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

جریر کا اپنے والد حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کا اس روایت کو زیادہ صحیح کہنے سے یہ مقصود نہیں کہ یہ روایت صحیح ہے بلکہ ان کا مقصود یہ ہے کہ اس روایت میں بجائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حضرت جریر کا ذکر درست ہے۔ بعض محدثین نے دونوں روایات کو صحیح قرار دیا ہے، یعنی یہ روایت حضرت جریر سے بھی منقول ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی کیونکہ شریک حفظ وضبط میں ابان سے کم نہیں بلکہ امام مسلم نے شریک کی روایات صحیح مسلم میں بیان کی ہیں۔ واللہ أعلم۔ ② "قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ" یہ مقولہ خود امام نسائی رحمہ اللہ کا بھی ہوسکتا ہے، یعنی اپنے آپ کو کنیت کے ساتھ غائبانہ انداز میں ذکر فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے شاگرد شیخ ابن سنی کا مقولہ ہو۔ پہلی بات زیادہ قرین قیاس ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَاءِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴-(قلیل اور کثیر) پانی کی تحدید

٥٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَالْحُسَيْنُ ابْنُ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ: «إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ».

۵۲-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جس پر عام جانور اور درندے (پانی پینے اور نہانے کے لیے) آتے جاتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب پانی دو مٹکے (یا اس سے زائد) ہو تو وہ (مذکورہ چیزوں سے) پلید نہیں ہوتا۔''

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد ماءِ کثیر کی حد بیان کرنا ہے، جو معمولی نجاست سے پلید نہیں ہوتا بشرطیکہ رنگ، بو اور ذائقہ نہ بدلے۔ ② [قُلَّـةٌ] بڑے مٹکے کو کہتے ہیں، اس کے چھوٹے اور بڑے ہونے کی وجہ سے اس کی مقدار میں اختلاف رائے واقع ہوا ہے۔ لیکن عرب میں هجر (شہر یا بستی کا نام) کے مٹکے مشہور و معروف تھے۔ شعراء نے اپنے اشعار میں بکثرت اس کا استعمال کیا ہے اور امثال میں بھی اسے بہت بیان کیا ہے۔ حدیث میں بیان شدہ مٹکے سے یہی هجر کا مٹکا مراد ہے، دوسرا کوئی مٹکا مراد نہیں ہوسکتا۔ اور ان کے مٹکے میں اڑھائی سو رطل پانی کے سمانے کی گنجائش تھی، لہٰذا دو قلوں کے پانی کی مقدار پانچ صد رطل ہوئی جو موجودہ زمانے کے پیمانے کے مطابق دو سو ستائیس کلوگرام ہوتی ہے۔ ③ شریعت نے قلیل پانی اور کثیر پانی کے حکم میں

٥٢- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما ينجس الماء، ح: ٦٣ من حديث أبي أسامة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٨، والحاكم: ١/ ١٣٢، ١٣٣، والشافعي، وأحمد، وابن خزيمة وغيرهم.

فرق کیا ہے۔ قلیل پانی تو تھوڑی سی نجاست سے بھی پلید ہو جاتا ہے، خواہ رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ بھی ہو، مگر کثیر پانی اس وقت تک پلید نہیں ہوتا جب تک نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے۔ ظاہر ہے قلیل پانی برتن میں ہوگا اور برتن والے پانی کی حفاظت ممکن اور آسان ہے جب کہ کثیر پانی کسی کھلی جگہ میں ہوگا اور کھلے پانی کی حفاظت ممکن نہیں۔ ہوا اور بارش کے ذریعے سے اس میں مختلف چیزیں گرتی رہتی ہیں۔ جانوروں اور پرندوں کی نجاست بھی اس میں گرتی رہتی ہے۔ اگر تھوڑی سی نجاست سے اسے پلید قرار دے دیا جاتا تو لوگوں کو انتہائی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا۔ تنگی دور کرنا بھی شریعت کا مستقل ضابطہ ہے، لہٰذا کھلا پانی اس وقت تک پاک رہتا ہے جب تک اس میں اتنی زیادہ نجاست نہ مل جائے کہ رنگ، بو اور ذائقہ تک بدل جائے۔ ④ اس حدیث میں اگرچہ رنگ، بو اور ذائقے کا ذکر نہیں، مگر دوسری احادیث میں صراحتاً مذکور ہے۔ فتویٰ دیتے ہوئے کسی ایک روایت کو بنیاد نہیں بنایا جا سکتا، بلکہ پیش آمدہ مسئلے سے متعلقہ تمام آیات و احادیث اور آثار کو مدنظر رکھ کر ہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ علمائے احناف نے اس تحدید کو تو تسلیم نہیں کیا مگر اپنی طرف سے دَہ در دَہ (10x10) کی حد مقرر کی ہے، اس کے علاوہ ان میں باہم سخت اختلاف بھی ہے یہاں تک کہ ان کے فقہاء کے قلیل و کثیر پانی کی تحدید کے متعلق چودہ اقوال ہیں۔ ⑥ پانی سے متعلق تفصیلی احکام و مسائل کی بابت کتاب المیاہ کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ٤٥) - تَـرْكُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَاءِ (التحفة ٤٥)

باب:٤٥- پانی میں کوئی حد بندی نہیں

٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعُوهُ، لَا تُزْرِمُوهُ». فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

٥٣- حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے مسجد نبوی میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ کچھ لوگ اس کی طرف بڑھے (تاکہ اسے روکیں۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے رہنے دو اور اس کا پیشاب نہ روکو۔“ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو آپ نے پانی سے بھرا ہوا ڈول منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: يَعْنِي لَا تَقْطَعُوا عَلَيْهِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) ؒ نے فرمایا: [لَا تُزْرِمُوهُ] کے معنی ہیں: ”اس کا پیشاب نہ روکو۔“

٥٣- أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره . . . الخ، ح: ٢٨٤ عن قتيبة، والبخاري، الأدب، باب الرفق في الأمر كله، ح: ٦٠٢٥ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١.

فوائد ومسائل: ① اس باب میں بعض روایات ایسی بھی ہیں جو مذکورہ احادیث (پچھلے باب کے تحت) میں بیان شدہ تحدید سے خالی یا ظاہراً اس کے خلاف محسوس ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی، سنن ابوداود اور سنن نسائی کے بعض نسخوں میں مروی ہے، فرماتے ہیں: [قِیلَ : یَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ، وَ هِيَ بِئْرٌ يُلْقَى فِيهَا الْحِيَضُ وَ لُحُومُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَّا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ] اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم بضاعہ کے کنویں سے وضو کر لیا کریں؟ کیونکہ اس میں حیض کے چیتھڑے، کتوں کا گوشت اور بدبودار چیزیں پھینکی جاتی ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''(اتنا کھلا) پانی طاہر اور مطہر رہتا ہے، ایسی کوئی چیز اسے پلید نہیں کرتی۔'' (جامع الترمذي، الطهارة، حديث:٦٦، وسنن أبي داود، الطهارة، حديث:٦٦) ② بئر بضاعہ ایک محلے کا کنواں تھا جس کے اردگرد منڈیر بلند نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ چیزیں آندھی یا بارشی پانی کی وجہ سے کنویں میں گر جاتی تھیں نہ کہ انھیں قصداً ڈالا جاتا تھا کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جیسی جماعت سے اس کا تصور بھی محال ہے اور پھر بعد میں ان چیزوں کو کنویں سے نکال بھی دیا جاتا تھا جیسا کہ رہائشی علاقوں کے کنوؤں میں ہوتا ہے بلکہ مزید پانی نکال کر گندگی کے اثرات بھی ختم کر دیے جاتے ہیں۔ ان وضاحتی قیود کو ذہن میں رکھ کر حدیث کو پڑھا جائے۔ ③ اس کنویں کا پانی ظاہر ہے کثیر پانی تھا اور دو قلے سے زائد تھا، لہٰذا یہ پلید چیزیں نکالے جانے اور ان کے اثرات ختم کیے جانے کے بعد جب پانی کا رنگ، بو اور ذائقہ صحیح رہتا تھا، تو پانی پلید ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ ④ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بعض حضرات نے قلتین والی روایت کے مخالف سمجھا ہے کیونکہ ایک ڈول پانی ہر حال میں قلتین سے کم ہے۔ اور پیشاب پر ڈالنے سے وہ پانی پلید نہیں ہوا بلکہ جگہ بھی پاک ہو گئی۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ کسی گندگی پر پانی ڈالنا الگ بات ہے اور پانی پر گندگی کا واقع ہونا الگ بات ہے۔ اور قلتین والی حدیث پانی میں گندگی پڑنے کی صورت ہے، لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہیں، جیسے ہر درندہ جو حرام ہے اس کا جوٹھا پلید ہے، مگر بلی کا جوٹھا پاک ہے۔ خاص چیز کے حکم میں کوئی خصوصی مصلحت ہو سکتی ہے جو عام ضابطے کو ختم نہیں کر سکتی۔ متعلقہ مسئلے میں چونکہ پیشاب زمین میں جذب ہو چکا تھا اور ایسی زمین کو نجاست سے مکمل طور پر پاک کرنا ممکن نہ تھا، لہٰذا لوگوں کی تنگی کے پیش نظر ایک ڈول بہانا کافی سمجھا گیا جس سے زمین کی بالائی سطح پر باقی ماندہ پیشاب کے اثرات زائل ہو جائیں اور پانی کے ساتھ نیچے چلے جائیں اور سطح زمین صاف ہو جائے۔ ⑤ یہ حدیث نبیٔ اکرم ﷺ کے حسن اخلاق کی اعلیٰ مثال ہے کہ آپ اس کی غیر مہذب حرکت پر اشتعال میں نہیں آئے بلکہ اسے معذور سمجھ کر اپنے پاس بلایا اور پیار سے مسئلہ سمجھایا۔ اس حسن سلوک کا اس شخص نے بعد میں اعلانیہ اظہار کیا۔

٥٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَالَ أَعْرَابِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ.

۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی کا ایک ڈول لانے کا حکم دیا جسے اس پر بہا دیا گیا۔

٥٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَالَ، فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُتْرُكُوهُ». فَتَرَكُوهُ حَتَّى بَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِدَلْوٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ.

۵۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آیا اور پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اسے ڈانٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کر لینے دو۔“ لوگوں نے اسے کچھ نہ کہا حتی کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا‘ پھر آپ نے ایک ڈول پانی منگوایا اور اسے اس پر بہا دیا گیا۔

فائدہ: اس شخص کا نام ذوالخویصرہ تھا‘ چونکہ وہ پیشاب شروع کر چکا تھا اور جگہ بھی پلید ہو چکی تھی‘ اس لیے اسے روکنا بے فائدہ تھا‘ اب اسے روکتے تو ممکن تھا کہ پیشاب نہ رکتا اور وہ چلتے چلتے باقی مسجد بھی پلید کر ڈالتا یا پیشاب رک جاتا تو اس کے مثانے میں خرابی واقع ہو جاتی۔ گویا نبی اکرم ﷺ نے دو محقق خرابیوں اور مفاسد میں سے اس مفسدے کو برداشت اور اختیار کرنے کی تلقین کی جو نسبتاً دوسرے سے قباحت میں کم تھا اور وہ تھا مسجد میں پیشاب کرنا‘ جبکہ دوران پیشاب میں دیہاتی کو پیشاب کرنے سے روکنا‘ یہ اس سے بھی بڑھ کر اس کے لیے اذیت ناک تھا اور مسجد میں مزید آلودگی پھیلنے کا خدشہ بھی تھا‘ لہٰذا اس دلیل کو مدنظر رکھتے ہوئے علمائے اسلام نے اس حدیث سے أخف الضررين‘ یعنی خفیف ترین ضرر اور اذیت کو بڑی اذیت اور قباحت کے مقابلے میں اختیار کرنے کا قاعدہ استخراج کیا ہے۔

٥٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

٥٤ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد، ح: ٢٢١، ومسلم، الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات ... الخ، ح: ٢٨٤ من حديث يحيى الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٢. * عبيدة هو ابن حميد كما في تحفة الأشراف: ١/٤٢٨، ح: ١٦٥٧.

٥٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٣، وأخرجه البخاري، ح: ٢٢١ من حديث عبدالله ابن المبارك به.

٥٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد، ح: ٢٢٠ وغيره من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤.

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعُوهُ، وَأَهْرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ».

بدوی مسجد میں کھڑا ہوا اور اس نے پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اسے جا لیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اسے کچھ نہ کہو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ تمھیں نرمی اور آسانی کے لیے بھیجا گیا ہے نہ کہ سختی اور تنگی کے لیے۔''

فائدہ: یہ روایت بظاہر ان روایات کے خلاف ہے جن میں زمین کے خشک ہونے کو اس کی پاکیزگی کہا گیا ہے مگر کہا جا سکتا ہے کہ وہ روایات اس زمین کے بارے میں ہیں جس کی نجاست کا بروقت پتہ نہ چلے اور خشک ہو جائے اور یہ روایت اس زمین کے بارے میں ہے جس کی نجاست کا بروقت پتہ چل جائے جیسا کہ مذکورہ واقعے میں ہے۔ یا اس روایت میں وقتی طہارت کا ذکر ہے اور ان روایات میں مستقل طہارت کا۔ کسی روایت کو چھوڑ دینے سے بہتر ہے کہ اس پر مخصوص حالت میں عمل کیا جائے۔ روایات کے درمیان تطبیق دینا ان میں سے کسی کے ترک سے بہت اولیٰ ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْمَاءِ الدَّائِمِ (التحفة ٤٦)

باب:۴۶- کھڑے پانی کا حکم

٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ».

۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب قطعاً نہ کرے (ہو سکتا ہے) کہ پھر بعد میں اس سے وضو کر لے۔''

قَالَ عَوْفٌ: وَقَالَ خِلَاسٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

راویٔ حدیث عوف نے کہا: خلاس نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① گویا اس روایت میں عوف کے دو استاذ ہیں' محمد بن سیرین اور خلاس اور یہ دونوں

٥٧- أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ٢٨٢، وأحمد: ٢/ ٢٥٩، ٤٩٢، ٥٢٩ من حديث عوف الأعرابي من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥، ٥٦.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ ② ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے سے اس لیے منع کیا تھا کہ یہ پانی کی نجاست کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ بار بار پیشاب کرنے یا کئی اشخاص کے پیشاب کرنے سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل سکتا ہے۔ اس طرح پانی ناقابل استعمال ہو جائے گا۔ وضو اور غسل کرنے والوں کو دقت پیش آئے گی۔

٥٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ».

۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی ٹھہرے پانی میں بالکل پیشاب نہ کرے (ہوسکتا ہے) کہ پھر بعد میں اس سے غسل کرے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كَانَ يَعْقُوبُ لَا يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ إِلَّا بِدِينَارٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: (میرے استاذ) یعقوب بن ابراہیم یہ حدیث دینار لیے بغیر بیان نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: تعلیم حدیث پر اجرت لینے کے بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اجرت لینا جائز نہیں اور بعض اسے جائز سمجھتے ہیں۔ خصوصاً جب محدث تدریس حدیث کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہ کرے۔ یعقوب دورقی کے نزدیک اس پر اجرت لینا جائز ہے، اس لیے وہ یہ حدیث بیان کرنے پر اجرت لیتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: [إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ] ”بے شک جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو، ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہے۔“ (صحيح البخاري، الطب، حدیث: ۵۷۳۷) سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، لہٰذا ضرورت کے پیش نظر تدریس حدیث پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بلاضرورت اور کشائش کے باوجود اس کی حرص وطمع رکھنا اخلاص کے منافی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ والله أعلم۔

(المعجم ٤٧) - بَابٌ فِي مَاءِ الْبَحْرِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- سمندری پانی کا حکم

٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۵۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک

٥٨ـ أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، والمزي في تهذيب الكمال: ٢٠/ ١٦٩، ١٧٠ من حديث يعقوب بن إبراهيم الدورقي من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧.

٥٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ماجاء] في ماء البحر أنه طهور، ح: ٦٩ عن قتيبة به.

صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا بہت پانی لے جاتے ہیں' چنانچہ اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جائیں' تو کیا ہم سمندری پانی سے وضو کرلیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر کا پانی طاہر ومطہر ہے اور اس میں مر جانے والے جانور حلال ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① سوال کا سبب یہ تھا کہ سمندری پانی سخت نمکین ہوتا ہے اور اس میں سمندری جانور اور مسافر مرتے رہتے ہیں۔ ان کی گندگی بھی وہیں رہتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ شرعاً ناقابل استعمال ہو' مگر نبی اکرم ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ ان سب کے باوجود سمندری پانی پاک ہے اور دوسری چیزوں کو بھی پاک کرنے کی اہلیت رکھتا ہے کیونکہ یہ ماءِ کثیر ہے' نیز اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں ایسے اجزاء شامل فرمائے ہیں کہ اس پانی میں گندگی گرنے کے باوجود تعفن پیدا نہیں ہوتا۔ رنگ' بو اور ذائقہ بھی نہیں بدلتا۔ ② [اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ] یعنی سمندری جانور' جو سمندر میں مر جائیں' حلال ہیں۔ اس جملے کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ چونکہ سمندری جانور حلال ہیں (مرنے کے بعد بھی) لہٰذا ان کی موت سے پانی پلید نہیں ہوتا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ایک مزید حکم معلوم ہو گیا کہ اگر دوران سفر میں کھانے کے لیے ایسا جانور مل جائے تو اسے بلا تردد کھایا جا سکتا ہے۔ یہ بحث کہ اس [میتہ] ''مردار'' سے صرف مچھلی مراد ہے یا ہر سمندری جانور' اپنے مقام پر آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ۔ ③ سوال کرنے والے آدمی کا نام عبداللہ مدلجی تھا۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (عون المعبود: ١/١٥٢' حديث: ٨٣)

(المعجم ٤٨) - بَابُ الْوُضُوءِ بِالثَّلْجِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- برف سے وضو کرنے کا بیان

٦٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ [قَالَ]:

۶۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ

◀◀ وأبوداود، الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، ح: ٨٣، وابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، ح: ٣٨٦/٣٢٤٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٢، والكبرٰى للنسائي، ح: ٥٨، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه البخاري، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

٦٠ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ٧٤٤، ومسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٥٩٨ من حديث جرير، من حديث عمارة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠.

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ سَكَتَ هُنَيْهَةً فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي سُكُوتِكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ؟ قَالَ: «أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ».

کے رسول ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو کچھ دیر چپ رہتے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ آپ تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان خاموشی کے وقت کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں: [اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي...... بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ] ''اے اللہ! میرے اور میری غلطیوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کیا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری غلطیوں سے اس طرح صاف فرما دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری غلطیوں سے برف، پانی اور اولوں کے ساتھ دھو دے۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث کی باب سے مطابقت واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برف کو پانی کے برابر ذکر فرمایا ہے، لہٰذا اس سے وضو ہو سکتا ہے۔ ② اس دعا میں پانی، برف اور اولوں کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ میرے گناہوں کو ہر ممکن طریقے سے مجھ سے دور فرما دے۔ ان سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی مختلف صورتوں کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔

(المعجم ٤٩) - اَلْوُضُوءُ بِمَاءِ الثَّلْجِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- برف کے پانی سے وضو کرنے کا بیان

٦١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ».

۶۱- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْ خَطَايَايَ...... مِنَ الدَّنَسِ] ''اے اللہ! میری غلطیوں کو برف کے پانی اور اولوں سے دھو دے اور میرے دل کو غلطیوں سے یوں پاک فرما دے جیسے تو نے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف رکھا ہے۔''

٦١ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من أرذل العمر . . . الخ، ح: ٦٣٧٥، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ٥٨٩ بعد، ح: ٢٧٠٥ من حديث هشام به مطولاً، وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٩.

فوائد ومسائل: ① برف کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے جیسا کہ پچھلی حدیث میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ ② انسان کو ہمیشہ استغفار کرتے رہنا چاہیے اور دل کو گناہوں کی میل کچیل سے صاف رکھنے کی دعا بھی کرنی چاہیے کیونکہ یہ تمام اعضاء کا سردار ہے اور دوسرے اعضاء کی درستی کا انحصار بھی اسی پر ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے: ''خبردار! بے شک جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ (ٹکڑا) دل ہے۔'' (صحيح البخاري، الإيمان، حديث: ٥٢، وصحيح مسلم، المساقاة، حديث: ١٥٩٩)

(المعجم ٥٠) - **بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَرَدِ** (التحفة ٥٠)

٦٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: شَهِدْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى مَيِّتٍ، فَسَمِعْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «اَللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَأَوْسِعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ».

باب: ٥٠- اولوں کے پانی سے وضو کرنے کا بیان

٦٢- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایک میت کا جنازہ پڑھتے سنا، تو میں نے آپ کی یہ دعا سنی، آپ کہہ رہے تھے: [اَللَّهُمَّ! اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ ...... مِنَ الدَّنَسِ] ''اے اللہ! اس کو معاف کر دے، اس پر رحم فرما، اس کو عافیت (سلامتی) دے اور اس سے درگزر فرما، اس کی مہمانی اچھی فرما، اس کی قبر کو فراخ کر دے، اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ اور اس کو غلطیوں سے یوں پاک صاف فرما جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔''

(المعجم ٥١) - **سُؤْرُ الْكَلْبِ** (التحفة ٥١)

٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

باب: ٥١- کتے کے جوٹھے کا بیان

٦٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا تمھارے برتن میں

٦٢- أخرجه مسلم، الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة، ح: ٩٦٣ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١١.

٦٣- أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعًا، ح: ١٧٢، ومسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ٢٧٩/ ٩٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٤.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

پی لے تو اسے سات مرتبہ دھونا چاہیے۔"

فائدہ: حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر برتن میں کتا منہ ڈال دے تو برتن اور مشروب دونوں پلید ہو جائیں گے۔ مشروب کو گرا دیا جائے اور برتن سات دفعہ دھویا جائے۔ جب برتن پلید ہوگا تو مشروب بدرجۂ اولیٰ پلید ہو گا کیونکہ کتے کی زبان تو مشروب کو لگتی ہے۔ بہرحال حدیث میں بھی اس کی صراحت موجود ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فَلْيُرِقْهُ] "چاہیے کہ اسے انڈیل دے۔" (صحيح مسلم' الطهارة' حديث:٢٧٩) نیز یہ حدیث آگے بھی آ رہی ہے۔ احناف سات دفعہ کی بجائے تین دفعہ دھونا ضروری سمجھتے ہیں' مگر یہ صریح نص کے خلاف ہے۔ جس طرح شریعت نے بعض چیزوں کی طہارت میں تخفیف رکھی ہے' اسی طرح بعض چیزوں کی طہارت میں تشدید بھی رکھی ہے' اس لیے دونوں کو تسلیم کرنا یکساں ضروری ہے۔

٦٤- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ لِيَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

۶۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جب کتا تم میں سے کسی کا برتن چاٹ جائے تو وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔"

٦٥- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هِلَالُ بْنُ أُسَامَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

۶۵- حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

(المعجم ٥٢) - اَلْأَمْرُ بِإِرَاقَةِ مَا فِي الْإِنَاءِ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ (التحفة ٥٢)

باب:۵۲- جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو مشروب کو بہا دینے کا حکم

٦٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧١ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٦. * ثابت هو ابن عياض الأحنف الأعرج العدوي.

٦٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧١ من حديث ابن جريج به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٧.

٦٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

٦٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال کر پیے' تو وہ اس (مشروب) کو گرا دے اور برتن سات دفعہ دھوئے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ عَلِيَّ بْنَ مُسْهِرٍ عَلٰى قَوْلِهِ: «فَلْيُرِقْهُ».

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ کسی راوی نے [فَلْيُرِقْهُ] ''تو وہ اسے گرا دے۔'' کے الفاظ ذکر کرنے میں علی بن مسہر کی موافقت کی ہو۔ (مقصود یہ ہے کہ یہ الفاظ صرف علی بن مسہر ہی بیان کرتے ہیں۔)

فائدہ: گویا اس حدیث میں ''مشروب کو گرانے'' کے الفاظ کو امام نسائی رحمہ اللہ نے شاذ قرار دیا ہے' یعنی یہ الفاظ صرف ایک راوی ذکر کرتا ہے۔ اس کے باقی ساتھی ذکر نہیں کرتے جس سے شبہ پڑتا ہے کہ شاید اس راوی کو غلطی لگی ہے۔ راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ الفاظ شاذ نہیں ہیں کیونکہ کسی راوی کی زیادتی صرف اس وقت مردود ہوتی ہے جب وہ دوسروں کی مخالفت کر رہا ہو اور یہاں کوئی وجہ مخالفت نہیں۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٥٣) - بَابُ تَعْفِيرِ الْإِنَاءِ الَّذِي وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ بِالتُّرَابِ (التحفة ٥٣)

باب:٥٣- جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اسے مٹی سے دھونے کا بیان

٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ

٦٧- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کتوں کے قتل کا حکم دیا' البتہ شکاری اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی۔ اور آپ نے فرمایا: ''جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات دفعہ دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ

٦٦ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ٢٧٩ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥.
٦٧ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ٢٨٠ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠.

الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَقَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ». | مٹی بھی ملو۔"

فوائد و مسائل: ① ایک وقت رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا' پھر آپ نے قتل کرنے سے روک دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کسی مخلوق کو کلیتاً ختم کرنا درست نہیں۔ ہر مخلوق کے پیدا کرنے میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہے اگرچہ کوئی مخلوق ظاہراً نوع انسانی کے لیے نقصان دہ ہی محسوس ہوتی ہو۔ یہ حکم اب بھی حالات کے تابع ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ کتے کا منہ' اس کا لعاب دہن اور اس کا جوٹھا نجس و ناپاک ہے اور یہی اس کے سارے بدن کے نجس و ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے اور برتن کے سات مرتبہ دھونے کو واجب ٹھہراتی ہے اور مٹی کے ساتھ صاف کرنا بھی واجب ہے۔ محققین کی رائے یہی ہے۔ ③ شکار کی غرض سے اور کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنا ضرورت ہے' لہٰذا شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔ ان مقاصد کے سوا کسی اور مقصد کے لیے' مثلاً: شوق کے طور پر یا کسی اور وجہ سے کتا رکھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مال مویشی کے تحفظ' شکار یا کھیتی کی دیکھ بھال کے سوا کتا رکھتا ہے' اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط ثواب کم ہو جاتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الحرث والمزارعة' حديث:٢٣٢٢ و صحيح مسلم' المساقاة' حديث:١٥٧٥) نیز شکار اور رکھوالی وغیرہ کے لیے رکھے گئے کتے کے جھوٹے اور برتن وغیرہ کا بھی وہی حکم ہے جو عام کتے کا ہے۔ علاوہ ازیں گھروں میں کتے کا ہونا فرشتۂ رحمت سے محرومی کا سبب ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الأدب' حديث:٢٨٠٦) ③ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے سات بار دھونا ضروری ہے' اس کے علاوہ اس برتن کو ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنا بھی ضروری ہے۔ مٹی کا استعمال شروع میں بھی ہو سکتا ہے اور آخر میں بھی کیونکہ صحیح مسلم میں: [أُولاهُنَّ بِالتُّرَابِ] ''پہلی بار مٹی سے مل کر دھوو۔'' کے الفاظ ہیں اور صحیح مسلم کی مذکورہ روایت میں: [عَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ] ''اسے آٹھویں مرتبہ مٹی سے مل کر دھوو۔'' ان دونوں احادیث کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ سات بار پانی سے دھونے کے ساتھ ساتھ جب ایک بار مٹی استعمال کی جائے گی تو یہ مٹی کا استعمال آٹھویں بار دھونا ہے۔ ④ مٹی نجاست کی بو' لیس اور جراثیم ختم کرتی ہے۔ پانی کے ساتھ بسا اوقات یہ چیزیں ختم نہیں ہوتیں' البتہ ظاہری نجاست ختم ہو جاتی ہے' لہٰذا پانی کے علاوہ ایک دفعہ (کم از کم) مٹی یا اس کے قائم مقام کوئی بھی کیمیکل وغیرہ لگانا ضروری ہے۔

(المعجم ٥٤) - سُؤْرُ الْهِرَّةِ (التحفة ٥٤) | باب:٥٤- بلی کے جوٹھے کا حکم

٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا، ثُمَّ ذَكَرَتْ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي! فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ».

٦٨- کبشہ بنت کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے' پھر کبشہ نے ایسے الفاظ کہے جن کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ان کے لیے برتن میں وضو کا پانی ڈالا۔ چنانچہ ایک بلی آئی اور اس سے پانی پینا شروع کر دیا۔ انھوں نے بلی کے لیے برتن جھکا دیا (تاکہ وہ آسانی سے پی لے) بلی نے پانی پی لیا۔ کبشہ نے کہا کہ انھوں نے مجھے دیکھا کہ میں (حیرانی سے) ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو کہنے لگے: اے بھتیجی! کیا تجھے اس پر تعجب ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ وہ کہنے لگے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ''بلاشبہ بلی پلید نہیں کیونکہ یہ تم پر آنے جانے والے نوکروں اور نوکرانیوں (یا سائلین) کی طرح ہے۔''

فائدہ: بلی درندوں میں شامل ہے اور درندوں کا جوٹھا پلید ہوتا ہے' مگر بلی چونکہ گھریلو اور پالتو جانور ہے' گھروں میں اس کا کثرت سے آنا جانا رہتا ہے' اسے روکا بھی نہیں جا سکتا اور یہ عام طور پر برتنوں میں منہ ڈالتی رہتی ہے' اس مجبوری کے پیش نظر اس کا جوٹھا پلید نہیں کہا گیا۔ ویسے بھی یہ صاف ستھرا رہنے والا جانور ہے۔ منہ کو خصوصاً صاف رکھتی ہے' البتہ اگر اس کے منہ پر ظاہری نجاست لگی ہو اور وہ کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ یقیناً پلید ہو جائے گا۔ لیکن بلاوجہ شکوک وشبہات کا شکار نہیں ہونا چاہیے' عام ضابطہ وہی ہے جو ذکر ہو چکا۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ سُؤْرِ الْحِمَارِ (التحفة ٥٥)

باب: ۵۵- گدھے کے جوٹھے کا حکم

٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ

٦٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس اللہ کے رسول ﷺ کا منادی آیا اور

٦٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب سؤر الهرة، ح: ٧٥، والترمذي، ح: ٩٢، وابن ماجه، ح: ٣٦٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٢، ٢٣، والكبرى، ح: ٦٣، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، ح: ١٢١، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

٦٩ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب التكبير عند الحرب، ح: ٢٩٩١، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح: ١٩٤٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤.

مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَتَانَا مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

اس نے کہا (اعلان کیا): تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمھیں گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے روکتے ہیں کیونکہ گدھے پلید ہیں۔ (یا یہ گوشت حرام ہے۔)

فوائد و مسائل: ① یہ جنگ خیبر کی بات ہے جب مسلمانوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کی اجازت کے بغیر اور غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے گدھے پکڑ کر ذبح کر لیے تھے بلکہ ان کا گوشت پکانا شروع کر دیا تھا۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ نے شاید اس روایت کے الفاظ [إِنَّهَا رِجْسٌ] سے گدھے کے جوٹھے کے پلید ہونے پر استدلال کیا ہے مگر جو اس کے جوٹھے کی طہارت کے قائل ہیں' ان کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر گدھے کو بطور سواری استعمال کیا ہے' ظاہر ہے اس کا لعاب اور پسینہ وغیرہ کپڑوں کو لگتا ہوگا اور آپ نے کبھی بھی گدھے کے لعاب سے پرہیز کا حکم نہیں دیا اور یہی بات امت کے حق میں زیادہ بہتر ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ امت سے تنگی کو دور کرنے ہی کی کوشش کی ہے اور يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا کی تلقین کرتے رہے۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ سُؤْرِ الْحَائِضِ (التحفة ٥٦)

باب:٥٦- حائضہ عورت کے جوٹھے کا حکم

٧٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ فَيَضَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُ وَأَنَا حَائِضٌ، وَكُنْتُ أَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ فَيَضَعُ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُ وَأَنَا حَائِضٌ.

٧٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں کسی ہڈی سے گوشت نوچتی تو اللہ کے رسول ﷺ اس جگہ اپنا منہ مبارک رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اور میں برتن سے پانی پیتی تو اللہ کے رسول ﷺ اس جگہ اپنا منہ رکھتے تھے جہاں میں نے لگایا تھا' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① حیض اور جنابت کی حالت ظاہری پلیدی نہیں' لہٰذا حائضہ اور جنبی کا جوٹھا پاک ہے۔ ② اس حدیث سے نبیٔ اکرم ﷺ کے کمال حسن معاشرت کا درس ملتا ہے۔ ③ آدمی اپنی بیوی سے جماع کے علاوہ ہر وہ معاملہ کرسکتا ہے جس سے دونوں کو سرور حاصل ہو۔

٧٠- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها . . . الخ، ح: ٣٠٠ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢.

(المعجم ٥٧) - **بَابُ وُضُوءِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا** (التحفة ٥٧)

باب:٥٧-مردوں اور عورتوں کا اکٹھے وضو کرنا

٧١- **أَخْبَرَنِي** هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّؤُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَمِيعًا.

٧١-حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آدمی اور عورتیں اکٹھے وضو کرلیا کرتے تھے۔

فائدہ: اس باب کا مقصد یہ ہے کہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پانی جوٹھا نہیں ہو جاتا کہ دوسرا شخص اسے استعمال نہ کر سکے' اس لیے بیک وقت کئی افراد (مرد وعورت) ایک برتن میں ہاتھ ڈال کر وضو کر سکتے ہیں' البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اگر عورت غیر محتاط قسم کی ہو تو اس کے وضو کرنے کے بعد مرد اس پانی سے وضو نہ کرے کیونکہ وہ چھینٹوں وغیرہ سے پرہیز نہیں کرے گی۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں مرد وعورت سے مراد ایک گھر کے مرد اور عورت (میاں بیوی) ہیں نہ کہ مختلف گھروں کے غیر محرم کیونکہ اسلام میں مرد وزن کے اختلاط کی اجازت نہیں۔ یا پھر اس حدیث میں اس وقت کا ذکر ہے جبکہ ابھی پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ واللّٰہ أعلم۔ یہی رائے حافظ ابن حجر ؒ نے اختیار کی ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري:١/٣٩٢' تحت حديث:١٩٣)

(المعجم ٥٨) - **بَابُ فَضْلِ الْجُنُبِ** (التحفة ٥٨)

باب:٥٨-جنبی کے غسل سے بچے ہوئے پانی کا حکم

٧٢- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ

٧٢-حضرت عائشہ ﷝ سے روایت ہے کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔

٧١ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأته . . . الخ، ح:١٩٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٤، والكبرٰى، ح:٧٢ (رواية معن فقط).

٧٢ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب غسل الرجل مع امرأته، ح:٢٥٠، ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة . . . الخ، ح:٣١٩ (عن قتيبة) من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٣.

مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ.

فائدہ: جنبی کے استعمال کے بعد بچا ہوا پانی قابل استعمال ہے، وہ پلید نہیں ہوگا، چاہے جنبی مرد ہو یا عورت، دونوں کے لیے حکم برابر ہے۔

(المعجم ٥٩) - بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ (التحفة ٥٩)

باب:٥٩- پانی کی کم از کم مقدار جو آدمی کو وضو کے لیے کافی ہے

٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى [قَالَ]: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِيَّ.

٧٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ ایک مد پانی سے وضو فرما لیا کرتے تھے اور پانچ مد کے ساتھ غسل فرما لیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مقصود یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مذکورہ مقدار میں پانی ہے، تو وہ تیمم نہیں کر سکتا۔ یہ مطلب نہیں کہ اس مقدار سے کم وبیش سے وضو اور غسل نہیں کیا جا سکتا۔ ② [مَكُّوك] ایک پیمانہ ہے جس کی تفسیر ایک دوسری حدیث میں مد سے کی گئی ہے۔ برتن کی صورت میں اس میں ہر چیز کی مقدار مختلف ہوتی ہے، مگر وزن کی صورت میں یہ نصف کلو سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔

٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ ابْنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَدَّتِي - وَهِيَ أُمُّ عُمَارَةَ بِنْتُ كَعْبٍ -: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ

٧٤- حضرت ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کا ارادہ فرمایا، تو آپ کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا جو دو تہائی مد کے برابر تھا۔ شعبہ کہتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ آپ نے (دوران وضو میں) اپنے بازو مل مل کر دھوئے اور اپنے کانوں کے

٧٣- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء بالمد، ح: ٢٠١، ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء ... الخ، ح: ٣٢٥ من حديث شعبة، وأحمد: ٣/ ١١٢ عن يحيى القطان من حديث ابن جبر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤ على تصحيف في السند المطبوع.

٧٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما يجزىء من الماء في الوضوء، ح: ٩٤ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٦، وصححه أبوزرعة في علل الحديث: ١/ ٢٥، ح: ٣٩.

فَأُتِيَ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ قَدْرَ ثُلُثَي الْمُدِّ، قَالَ شُعْبَةُ: فَأَحْفَظُ أَنَّهُ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَجَعَلَ يَدْلُكُهُمَا وَيَمْسَحُ أُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا وَلَا أَحْفَظُ أَنَّهُ مَسَحَ ظَاهِرَهُمَا.

اندرونی حصے کا مسح کیا۔ اور بیرونی حصے کے مسح کا مجھے یاد نہیں۔

فائدہ: پہلی روایت میں ایک مُد پانی سے وضو کرنے کا ذکر تھا۔ اس میں ایک مد سے بھی کم پانی سے وضو کا ذکر ہے جس سے یہ معلوم ہوا کہ اشخاص اور احوال مختلف ہونے کے ساتھ یہ مقدار بھی مختلف ہوگی' اس میں مقررہ مقدار کی حد بندی نہیں جیسا کہ نبی ﷺ کے عمل سے ثابت ہے' آپ کبھی کم پانی استعمال کر لیتے اور کبھی زیادہ۔ لیکن اسراف سے بچنا ضروری ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ النِّيَّةِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ٦٠)

باب:٦٠-وضو میں نیت کا مسئلہ

٧٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح: وَأَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، وَمَنْ

٧٥-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا اعتبار نیت سے ہے۔ ہر آدمی کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا' چنانچہ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہے تو اس آدمی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف سمجھی جائے گی اور جس شخص کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہے تو اس کی ہجرت اس چیز کی طرف سمجھی جائے گی جس کی خاطر اس نے ہجرت کی۔''

٧٥ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب ماجاء: أن الأعمال بالنية والحسبة، ح: ٥٤، ومسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ "إنما الأعمال بالنية، وأنه يدخل فيه الغزو وغيره من الأعمال، ح: ١٩٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، ص: ٤٠٣، الموارد، رواية محمد بن الحسن الشيباني، والكبرى، ح: ٧٨ (رواية سليمان بن منصور فقط).

كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث دین اسلام کی چند اساسی احادیث میں سے ہے جن پر دین کی بنیاد ہے۔ اعمال سے نیک اعمال ہی مراد ہیں' یعنی ان کی صحت واعتبار کے لیے نیت کا خالص ہونا شرط ہے' بخلاف برے اعمال کے کہ وہ اچھی نیت سے اچھے نہیں بن سکتے جبکہ نیک اعمال خراب نیت سے برے بن سکتے ہیں۔ ② اس حدیث کی رو سے نیت کے بغیر کوئی عمل معتبر نہیں جن میں وضو بھی داخل ہے اور یہی جمہور اہل علم وفقہاء اور محدثین کا مسلک ہے مگر احناف کے نزدیک وضو نیت کے بغیر بھی معتبر ہے کیونکہ یہ اصل عبادت نہیں' بلکہ اصل عبادت (نماز وغیرہ) کے لیے وسیلہ ہے' حالانکہ صحیح احادیث کی رو سے وضو گناہوں کی معافی اور درجات کے حصول کا بھی سبب ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث: ٨٣٢) اور یہ بغیر نیت کے ممکن نہیں۔

(المعجم ٦١) - اَلْوُضُوءُ مِنَ الْإِنَاءِ (التحفة ٦١)

باب: ٦١- برتن سے (پانی لے لے کر) وضو کرنا

٧٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي ذَاكَ الْإِنَاءِ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا، فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

٧٦- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا جبکہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا تو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کچھ پانی لایا گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھا اور لوگوں کو وضو کرنے کا حکم دیا' چنانچہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے (چشمے کی طرح) پھوٹ رہا تھا حتی کہ سب لوگوں نے وضو کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① باب کا مطلب یہ ہے کہ برتن سے چلو لے کر وضو کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس طریقے سے بار بار ہاتھ کو برتن میں داخل کرنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ہاتھ کو لگا ہوا سابقہ پانی بھی برتن میں گرے گا' مگر اس میں کوئی حرج نہیں۔ ② اس قسم کے بہت سے واقعات صحیح احادیث میں مذکور ہیں کہ تھوڑا پانی بہت سے لوگوں کو

٧٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب التماس الوضوء إذا حانت الصلاة، ح: ١٦٩، ومسلم، الفضائل، باب في معجزات النبي ﷺ، ح: ٢٢٧٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢

کفایت کر گیا حتی کہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے پانی کو بڑھتا ہوا دیکھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبی شرح سنن النسائي: ۲/۲۹۰، ۲۹۱) اسی طرح کئی دفعہ تھوڑا کھانا بھی بہت سے افراد کو کفایت کر گیا جیسا کہ احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، المغازي، حدیث: ۴۱۰۲) لہٰذا ان معجزات کا انکار کرنا دوپہر کے وقت سورج کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ اس چیز کو برکت کہا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ جب کسی چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی جاتی ہے تو وہاں اس جہان کے پیمانے کام نہیں کرتے۔ اگر منی کے ایک نظر نہ آنے والے جرثومے سے اتنا بڑا انسان بن سکتا ہے، ایک چھوٹے سے بیج سے اتنا بڑا درخت وجود میں آ سکتا ہے، تو ان واقعات پر کیا تعجب ہے؟ وقت، جگہ اور حد ہمارے لیے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند و بالا ہے۔

٧٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَأُتِيَ بِتَوْرٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ وَيَقُولُ: «حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۷۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگوں کو پانی نہ ملا تو آپ کے پاس پانی کا ایک تھال لایا گیا، چنانچہ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹتا دیکھا۔ آپ فرماتے تھے: ”آؤ اس پاک پانی پر اور اللہ عزوجل کی برکت کی طرف۔“

قَالَ الْأَعْمَشُ: فَحَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ.

اعمش کہتے ہیں: سالم بن ابوجعد نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم اس دن کتنے تھے؟ انھوں نے فرمایا: پندرہ سو۔

فائدہ: اس میں بھی نبی ﷺ کے ایک معجزے کا ذکر ہے۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ (التحفة ٦٢)

باب: ۶۲- وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے

٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:

۷۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ

٧٧_ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠١، ٤٠٢ عن عبدالرزاق، والبخاري، المناقب، علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٥٧٩ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٠.

٧٨_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦٥ عن عبدالرزاق، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٤.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ وَقَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: طَلَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَضُوءًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مَاءٌ؟» فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْمَاءِ وَيَقُولُ: «تَوَضَّئُوا بِسْمِ اللَّهِ» فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ قَالَ ثَابِتٌ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ تُرَاهُمْ؟ قَالَ: نَحْوًا مِنْ سَبْعِينَ.

کے کچھ صحابہ نے وضو کا پانی تلاش کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ پانی ہے؟'' (پانی لایا گیا) تو آپ نے اپنا ہاتھ پانی میں رکھ دیا اور فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر وضو کرو۔'' چنانچہ میں نے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلتا دیکھا حتی کہ سب نے وضو کر لیا۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ثابت نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کے خیال میں وہ کتنے ہوں گے؟ تو انھوں نے فرمایا: تقریباً ستر (۷۰)

فائدہ: اس حدیث سے وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے' البتہ اختلاف اس مسئلے میں یہ ہے کہ کیا بسم اللہ پڑھنا واجب ہے یا سنت؟ جمہور اہل علم کے نزدیک وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے کیونکہ وہ مذکورہ حدیث اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کو سنت اور مشروعیت پر محمول کرتے ہیں جبکہ امام حسن' اسحاق بن راہویہ اور اہل ظاہر کا موقف یہ ہے کہ وضو میں بسم اللہ پڑھنا واجب ہے' اگر کوئی جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھتا تو اس کا وضو نہیں ہوگا' اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ دیکھیے: (صحيح الترغيب: ١/٢٠١) کیونکہ وہ اس حدیث: [لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ] ''جس نے وضو میں بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو ہی نہیں۔'' (جامع الترمذي' الطهارة، حديث: ٢٥) کو اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کو وجوب پر محمول کرتے ہیں۔ امام اسحاق رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر کوئی وضو میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے یا کسی تاویل کی بنا پر وضو سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتا تو اس کا وضو ہو جائے گا۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الطُهارة' حديث: ٢٥) بہر حال دلائل کی رو سے راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ وضو میں بسم اللہ پڑھنا واجب ہے جیسا کہ امام اسحاق رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف ہے اور حدیث کے ظاہر الفاظ کا تقاضا بھی یہی ہے۔ واللّٰه أعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سبل السلام: ١/٨٦' وإرواء الغليل: ١/١٢٢)

(المعجم ٦٣) - بَابُ صَبِّ الْخَادِمِ الْمَاءَ عَلَى الرَّجُلِ لِلْوُضُوءِ (التحفة ٦٣)

باب: ۶۳- خادم وضو کے دوران میں اعضاء پر پانی ڈالے تو کوئی حرج نہیں

٧٩- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

۷۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

٧٩- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الرجل يوضيء صاحبه، ح: ١٨٢، ومسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة ◀◀

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكٍ وَيُونُسَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ: عَنْ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: سَكَبْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ تَوَضَّأَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

میں نے غزوۂ تبوک میں وضو کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کے اعضائے مبارکہ پر پانی ڈالا' پھر آپ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَمْ يَذْكُرْ مَالِكٌ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے (عباد بن زید کے بعد) عروہ بن مغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت کو امام مالک' یونس اور عمرو بن حارث تین اشخاص نے امام زہری سے بیان کیا ہے۔ آخری دو تو عباد بن زید کے بعد عروہ بن مغیرہ کا ذکر کرتے ہیں' مگر امام مالک رحمہ اللہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ ترجیح دو راویوں کی بات کو ہوگی۔ ② وضو کے دوران میں اس قسم کی خدمت لی جاسکتی ہے۔ اس سے وضو کے ثواب میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ وضو نام ہے اعضاء کو دھونے کا اور یہ کام تو وضو کرنے والا خود ہی کر رہا ہے' البتہ تعاون کرنے والا اپنی نیت کے مطابق اجر کا مستحق ہوگا۔

(المعجم ٦٤) - اَلْوُضُوءُ مَرَّةً مَرَّةً (التحفة ٦٤)

باب:٦٤- اعضائے وضو کو ایک ایک دفعہ دھونا

٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِوُضُوءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَتَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

٨٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کیا میں تمھیں اللہ کے رسول ﷺ کے وضو کے بارے میں نہ بتاؤں؟ پھر (یہ کہہ کر) انھوں نے اعضائے وضو کو ایک ایک دفعہ دھویا۔

◄ من يصلي بهم ... الخ، ح:٢٧٤ بعد، ح:٤٢١ (من حديث ابن شهاب) من حديث عروة به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٥، ٣٦.

٨٠- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء مرةً مرةً، ح:١٥٧ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح:٨٥.

(المعجم ٦٥) - بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

(التحفة ٦٥)

باب:٦٥-اعضائے وضو کو تین تین بار دھونا

٨١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، يُسْنِدُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

٨١-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اعضائے وضو کو تین تین بار دھویا۔ اور وہ اس فعل کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اعضائے وضو کو ایک، ایک بار دھونا فرض اور دو دو یا تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الوضوء' قبل حديث:١٣٥) دیگر محدثین کی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر ابواب بھی قائم کیے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے: (صحيح البخاري' الوضوء' حديث:١٥٧-١٥٩) حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص تین سے زیادہ دفعہ دھوتا ہے' وہ سنت سے تجاوز اور انحراف کر کے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' الطهارة' حديث:١٤٠' و سنن أبي داود' الطهارة' حديث:١٣٥)

صِفَةُ الْوُضُوءِ

وضو کا طریقہ

(المعجم ٦٦) - غَسْلُ الْكَفَّيْنِ (التحفة ٦٦)

باب:٦٦-ہتھیلیاں دھونا

٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَصْرِيُّ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ رَجُلٍ حَتَّى رَدَّهُ إِلَى الْمُغِيرَةِ. قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: وَلَا أَحْفَظُ حَدِيثَ ذَا مِنْ

٨٢-حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے (متوجہ کرنے کے لیے) اپنی چھڑی میری پشت سے لگائی' پھر آپ ایک طرف کو چلے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلا حتی کہ آپ ایک (مناسب) جگہ پہنچے۔ آپ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور پیدل چل دیے حتی کہ مجھ سے

٨١ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا، ح: ٤١٤ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨. * رواية المطلب عن ابن عمر مرسلة كما قال أبوحاتم الرازي، وللحديث شواهد كثيرة في الصحيحين وغيرهما.

٨٢ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الرجل يوضىء صاحبه، ح: ١٨٢ مختصرًا، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٤/ ٧٩ من حديث الشعبي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١١.

حَدِيثِ ذَا أَنَّ الْمُغِيرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَرَعَ ظَهْرِي بِعَصًا كَانَتْ مَعَهُ، فَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَى كَذَا وَكَذَا مِنَ الْأَرْضِ، فَأَنَاخَ ثُمَّ انْطَلَقَ قَالَ: فَذَهَبَ حَتَّى تَوَارٰى عَنِّي ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: «أَمَعَكَ مَاءٌ؟» وَمَعِي سَطِيحَةٌ لِي فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَذَكَرَ مِنْ نَاصِيَتِهِ شَيْئًا وَعِمَامَتِهِ شَيْئًا. قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: لَا أَحْفَظُ كَمَا أُرِيدُ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَالَ: «حَاجَتَكَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَتْ لِي حَاجَةٌ، فَجِئْنَا وَقَدْ أَمَّ النَّاسَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَذَهَبْتُ لِأُوذِنَهُ فَنَهَانِي، فَصَلَّيْنَا مَا أَدْرَكْنَا وَقَضَيْنَا مَا سُبِقْنَا.

اوجھل ہو گئے۔ پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا: ”تیرے پاس پانی ہے؟“ میرے پاس میرا مشکیزہ تھا۔ میں وہ آپ کے پاس لے آیا اور میں نے پانی ڈالنا شروع کیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا۔ بازو دھونے لگے تو آپ پر تنگ آستینوں والا شامی جبہ تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ جبے کے نیچے سے نکالا۔ اس طرح اپنا چہرہ اور بازو دھوئے اور اپنے کچھ سر (پیشانی) اور باقی پگڑی پر مسح کیا۔ ابن عون نے کہا: جس طرح میں چاہتا ہوں مجھے اس طرح یاد نہیں ہے۔ پھر آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”تو بھی قضائے حاجت کر لے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے حاجت نہیں ہے۔ پھر ہم (قافلے کے پاس) آئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کے آگے کھڑے امامت کرا رہے تھے اور صبح کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ میں نے انھیں اطلاع دینا چاہی، مگر آپ نے مجھے روک دیا۔ جو نماز ہم نے (جماعت کے ساتھ) پائی پڑھ لی اور جو گزر چکی تھی اُسے (بعد میں) ادا کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① وضو کی ابتدا ہتھیلیاں دھونے سے ہوتی ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افضل انسان مفضول کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ مزید اس واقعے سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ انھیں نبیٔ اکرم ﷺ کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ. ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کی تیار شدہ اشیاء استعمال کرنا جائز ہے جبکہ ان میں حرام چیزیں نہ ہوں کیونکہ آپ نے شامی جبہ پہنا ہوا تھا اور شام اس وقت دارالکفر تھا۔ ④ اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو سورۂ مائدہ کی آیتِ وضو سے موزوں پر مسح کرنے کو منسوخ قرار دیتے ہیں، اس لیے کہ وہ آیت غزوۂ مریسیع (شعبان ۵ یا ٦ ہجری) کے موقع پر نازل ہوئی اور یہ غزوۂ تبوک (رجب ۹ ہجری) کا واقعہ ہے۔ واللّٰه أعلم بالصواب.

(المعجم ٦٧) - كَمْ تُغْسَلَانِ (التحفة ٦٧)

٨٣- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ [أَوْسِ بْنِ] أَبِي أَوْسٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَوْكَفَ ثَلَاثًا.

باب:٦٧- ہتھیلیاں کتنی بار دھوئی جائیں؟

٨٣- حضرت ابواوس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا' آپ نے (اپنی ہتھیلیوں پر) تین دفعہ پانی بہایا۔

(المعجم ٦٨) - اَلْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ (التحفة ٦٨)

٨٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانٍ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ

باب:٦٨- کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

٨٤- حضرت حمران بن ابان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ نے وضو کیا اور اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا اور انھیں دھویا۔ پھر آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔ پھر اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنا دایاں بازو کہنی تک تین دفعہ دھویا۔ پھر بایاں بازو بھی اسی طرح دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر اپنا دایاں پاؤں تین دفعہ دھویا اور پھر بایاں پاؤں بھی اسی طرح دھویا۔ پھر کہنے لگے: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا' آپ نے میرے وضو کی طرح وضو کیا' پھر آپ نے فرمایا: ''جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے' پھر دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ اپنے دل میں کوئی بات نہ کرے' اس کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

٨٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٨ من حديث شعبة به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٧، وأصله في سنن ابن ماجه، ح: ١٠٣٧.

٨٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، ح: ١٩٣٤ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، ح: ٢٢٦ من حديث الزهري به.

لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

فوائد ومسائل: ① مضمضہ اور استنشاق کا ذکر اگرچہ قرآن مجید میں صراحتاً نہیں ہے، مگر احادیث میں ان کا بکثرت ذکر آیا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''[إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُم فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ] ''جب تم میں سے کوئی ایک وضو کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک میں پانی ڈالے، پھر اسے جھاڑے۔'' (سنن أبي داود، الطهارة، حديث:١٤٠) مزید آپ نے فرمایا: [بَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا] ''ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کر الا یہ کہ تو روزے سے ہو۔'' ان احادیث میں ناک میں پانی چڑھانے کا حکم ہے اور حکم وجوب کا تقاضا کرتا ہے، نیز کلی کے متعلق فرمایا: [إِذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمِضْ] ''جب تو وضو کرے تو کلی کر۔'' اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ آپ ﷺ نے وضو میں کلی کرنے کا حکم دیا ہے جس سے کلی کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ﴿فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ چہرا دھونے کا حکم ہے جبکہ چہرے میں ناک اور منہ بھی شامل ہے، لہٰذا ان کا حکم بھی وجوب کا ہوگا۔ الگ ناموں کی وجہ سے اصل مسمّٰی سے خارج نہ ہوں گے، جیسے رخسار اور آنکھیں چہرے سے خارج نہیں ہوتے۔ مضمضہ اور استنشاق کے وجوب کی مؤید یہ دلیل بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی ان کا التزام کیا ہے۔ آپ سے یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کہیں یہ نہیں ملتا کہ کبھی آپ نے انھیں چھوڑا ہو، نیز آپ کا وضو فرمانا حکم وضو والی آیت کی عملی تفسیر تھا، اس لیے ان کا حکم بھی وجوب ہی کا ہوگا۔ جن علماء نے ''عَشْرٌ مِّنَ السُّنَنِ'' کی بنا پر مضمضہ اور استنشاق کو سنت قرار دیا ہے کیونکہ اس حدیث میں مضمضہ اور استنشاق کا بھی ذکر ہے، اسی حدیث میں باقی امور فطرت کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟ کیونکہ ان امور فطرت کو بجا لانا ضروری ہے، جیسے زیر ناف کے بالوں کا مونڈنا اور بغلوں کی صفائی وغیرہ تو کیا انھیں چھوڑا بھی جا سکتا ہے؟ تو اگر سنت سے ان کی مراد اصطلاحی سنت جو فقہاء کے ہاں واجب کے مقابلے میں ہوتی ہے تو یہ بات صراحتاً مذکورہ دلائل کی روشنی میں مرجوح ہے۔ بہر حال وضو اور غسل میں دونوں کا بجا لانا ضروری ہے۔ اگر انھیں وضو میں ترک کر دیا جائے تو وضو باطل ہوگا اور دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ یہ موقف جلیل ائمہ کی ایک جماعت کا ہے، جیسے امام احمد، اسحاق اور عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ وغیرہ۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، الطهارة، حديث:٢٧) ② فطری طور پر بھی مضمضہ اور استنشاق ضروری ہیں کیونکہ نماز کے تمام اوراد واذکار کی ادائیگی منہ اور ناک کے ذریعے سے ہی ہوتی ہے۔ اگر یہ دو عضو صاف نہ کیے گئے تو نہ صرف یہ کہ ادائیگی میں خرابی واقع ہوگی بلکہ قریبی نمازیوں اور فرشتوں کو بدبو سے تکلیف بھی ہوگی۔ ③ ''اس کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' اس سے مراد قابل معافی گناہ ہیں، مثلاً: صغائر، جبکہ کبائر کی معافی کے لیے توبہ واستغفار ضروری ہے۔ ④ وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔ اور یہ جس وقت بھی وضو کیا جائے اس وقت پڑھی جا سکتی ہیں۔ ⑤ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وضو کرتے ہوئے ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(المعجم ٦٩) - بِأَيِّ الْيَدَيْنِ يَتَمَضْمَضُ (التحفة ٦٩)

باب: ٦٩ - کس ہاتھ سے کلی کرے؟

٨٥ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - هُوَ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ - عَنْ شُعَيْبٍ - هُوَ ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ - عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حُمْرَانَ: أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْوَضُوءِ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ مِنْ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ بِشَيْءٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٨٥ - حمران سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا' آپ نے پانی منگوایا اور برتن سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انھیں تین دفعہ دھویا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں داخل کیا اور کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔ پھر اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا اور اپنے دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر دونوں پاؤں تین تین دفعہ دھوئے۔ پھر انھوں نے کہا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا' آپ نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا اور فرمایا: ''جو شخص میرے اس وضو جیسا وضو کرے' پھر کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور اس کی ادائیگی میں اپنے دل میں کوئی بات نہ کرے' اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فائدہ: ''کہنیوں تک'' سے مراد کہنیوں سمیت دھونا ہے کیونکہ یہاں [إلی] ''تک'' [مع] ''سمیت'' کے معنی میں ہے۔ دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائی: ٢/٢٧٦)

(المعجم ٧٠) - [إِتِّخَاذُ] الْإِسْتِنْشَاقِ (التحفة ٧٠)

باب: ٧٠ - ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا

٨٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ:

٨٦ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ

٨٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٨٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستجمار وترًا، ح: ١٦٢ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، الإيتار في◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ ح: وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى عَنْ مَعْنٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْثِرْ».

کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے' تو اسے چاہیے کہ اپنے ناک میں پانی ڈالے اور پھر (اسے) اچھی طرح صاف کرے۔''

(المعجم ٧١) - اَلْمُبَالَغَةُ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ (التحفة ٧١)

باب: ۷۱- ناک میں خوب زور سے پانی کھینچنا

٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ قَالَ: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا».

۸۷- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے (صحیح طریقے) کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ''اعضائے وضو کو مکمل (اچھی طرح) دھو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کر' سوائے اس کے کہ تو روزے سے ہو۔''

فوائد ومسائل: ① استنشاق کا مقصد ناک کی صفائی ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ناک کے آخری سرے تک پانی نہ پہنچایا جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سانس کو پانی کے ساتھ زور سے کھینچا جائے' البتہ روزے کی حالت میں زیادہ زور لگانے سے خدشہ ہے کہ پانی حلق میں چلا جائے گا' لہٰذا روزے کی حالت میں احتیاط رکھے اور کم زور لگائے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ اگر استنشاق کے دوران میں پانی حلق میں چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ احناف و موالک کا یہی مذہب ہے مگر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک خطا معاف ہے

◀◀ الاستنثار والاستجمار، ح: ٢٣٧ (من حديث سفيان بن عيينة) من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ (يحيى): ١٩/١، والكبرٰى، ح: ٩٨.

٨٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الاستنثار، ح: ١٤٢، وانظر: ١٤٣، ١٤٥، ٢٣٦٦، ٣٩٧٣ عن قتيبة به، وصححه الترمذي، ح: ٣٨، ٧٨٨، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم: ١/١٤٧، ١٤٨، والذهبي وغيرهم، ويأتي طرفه: ١١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨م.

اور روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ تاہم راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر سہواً اور نسیاناً استنشاق کے دوران میں پانی حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ سہو اور نسیان معاف ہے البتہ اگر جانتے بوجھتے استنشاق کے دوران پانی حلق میں اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٧٢) - اَلْأَمْرُ بِالْاِسْتِنْثَارِ (التحفة ٧٢)

باب:٧٢- ناک کو جھاڑنے کا حکم

٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ [عَنِ] ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ».

٨٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اسے چاہیے کہ وہ ناک جھاڑے۔ اور جو شخص (استنجے کے لیے) ڈھیلے استعمال کرے اسے چاہیے کہ وہ طاق استعمال کرے۔“

فوائد ومسائل: ① ناک کی صفائی تبھی ممکن ہے جب پانی ناک میں چڑھانے کے بعد سانس اور ہاتھ کی مدد سے ناک کو جھاڑا جائے تاکہ پانی کے ساتھ ساتھ ناک کی غلاظت بھی باہر آ جائے۔ سونے کے دوران میں تو لازماً ناک کے اوپر والے حصے میں غلاظت جمع ہو جاتی ہے اس لیے ناک جھاڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ② امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے استنثار کو واجب قرار دیا ہے۔ ظاہر الفاظ ان کی تائید کرتے ہیں نیز ترجمۃ الباب سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ أعلم۔

٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ قَيْسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَاسْتَنْثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ».

٨٩- حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو وضو کرے تو ناک جھاڑ اور جب تو (قضائے حاجت کے بعد) ڈھیلے استعمال کرے تو طاق استعمال کر۔“

٨٨ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستنثار في الوضوء، ح:١٦١، ومسلم، الطهارة، باب الإيتار في الاستنثار والاستجمار، ح:٢٣٧ (من حديث مالك) من حديث ابن شهاب به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ١٩، وفي الكبرٰى، ح:٩٥.

٨٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المضمضة والاستنشاق، ح:٢٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤.

(المعجم ٧٣) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْاِسْتِنْثَارِ عِندَ الْاِسْتِيقَاظِ مِنَ النَّوْمِ (التحفة ٧٣)

باب:٧٣-نیند سے جاگنے کے بعد ناک جھاڑنے کا حکم

٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ، فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ».

٩٠-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے جاگے اور وضو کرے تو وہ تین بار ناک کو جھاڑے کیونکہ شیطان اس کی ناک کی جڑ میں رات گزارتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت صحیح بخاری میں بھی اسی طرح ہے۔علاوہ ازیں صحیح ابن خزیمہ، سنن بیہقی وغیرہ میں بھی یہ روایت [فَتَوَضَّأَ] کے ساتھ ہے لیکن صحیح مسلم میں [فَتَوَضَّأَ] کے بغیر ہے۔جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین مرتبہ ناک جھاڑنے کا حکم نیند سے بیدار ہونے والے ہر ایک کے لیے ہے۔اور اسی کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ترجیح دی ہے۔دیکھیے: (فتح الباري:٦/٤١٣، تحت حديث:٣٢٩٥) صحیح بخاری اور سنن نسائی وغیرہ کے الفاظ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو نیند سے اٹھ کر وضو کرے، تو وہ یہ عمل کرے۔گویا یہ حکم تاکید کے طور پر ان کے لیے ہے جو رات کو اٹھ کر وضو کریں، ورنہ تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانے اور تین مرتبہ ناک جھاڑنے کا حکم ہر وضو کرنے والے کے لیے ہے۔بعض ائمہ کے خیال میں دونوں احادیث کے پیش نظر...... یہ حکم دونوں کے لیے ہے، سو کر اٹھنے والے کے لیے بھی اور وضو کرنے والے کے لیے بھی۔ایک تیسری رائے یہ بھی ہے کہ [فَتَوَضَّأَ] کے بغیر یہ روایت صرف ایک ہی راوی کی ہے جب کہ دوسرے بیشتر راوی یہ [فَتَوَضَّأَ] کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اس لیے یہ روایت اس اضافے کے ساتھ ہی راجح معلوم ہوتی ہے۔اس صورت میں اس حدیث کا یہ حکم صرف ان لوگوں کے لیے ہوگا جو اٹھ کر نماز پڑھنا چاہیں اور اس کے لیے وہ وضو کریں۔ ہر بیدار ہونے والے کے لیے یہ حکم نہیں ہوگا کہ وہ اٹھ کر تین مرتبہ ناک جھاڑے۔ ② شیطان کے رات گزارنے سے مراد یہی ہے کہ شیطان ساری رات ناک کی جڑ میں بسر کرتا ہے۔محدثین نے بھی ان الفاظ کو حقیقت ظاہری پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ اس کے لیے جسم میں داخل ہونے کا واحد راستہ ہے جس سے وہ دل تک پہنچتا ہے۔اور ناک جھاڑنے سے مقصود اس کے اثرات ختم کرنا ہے۔

٩٠ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح:٣٢٩٥ من حديث ابن أبي حازم، ومسلم، الطهارة، باب الإيتار في الاستنثار والاستجمار، ح:٢٣٨ من حديث يزيد بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح:٩٦.

(المعجم ٧٤) - بِأَيِّ الْيَدَيْنِ يَسْتَنْثِرُ

(التحفة ٧٤)

باب:۷۴- ناک کس ہاتھ سے جھاڑے؟

٩١- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّهُ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى، فَفَعَلَ هٰذَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: هٰذَا طُهُورُ نَبِيِّ اللهِ ﷺ.

۹۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے وضو کا پانی منگوایا' پھر اس سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور اپنے بائیں ہاتھ سے جھاڑا۔ یہ کام تین دفعہ کیا' پھر فرمایا: یہ ہے اللہ کے نبی ﷺ کا وضو۔

فائدہ: ناک جھاڑنا غلاظت کی صفائی ہے' لہٰذا یہ بائیں ہاتھ ہی سے مناسب ہے' بخلاف منہ کی صفائی کے کہ وہ دائیں ہاتھ سے ہونی چاہیے کیونکہ منہ کا مقام بہت بلند ہے' نیز وہ کھانے کی جگہ ہے' وہاں بایاں ہاتھ مناسب نہیں۔

(المعجم ٧٥) - بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ

(التحفة ٧٥)

باب:۷۵- چہرہ دھونا

٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: أَتَيْنَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ صَلّٰى، فَدَعَا بِطَهُورٍ فَقُلْنَا: مَا يَصْنَعُ بِهِ وَقَدْ صَلّٰى؟ مَا يُرِيدُ إِلَّا لِيُعَلِّمَنَا، فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ، فَأَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلٰى يَدِهِ فَغَسَلَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا مِنَ الْكَفِّ الَّذِي يَأْخُذُ بِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا،

۹۲- حضرت عبد خیر سے منقول ہے کہ ہم حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ نے وضو کا پانی منگوایا۔ ہم نے کہا: آپ اس سے کیا کریں گے جبکہ آپ تو نماز پڑھ چکے ہیں؟ دراصل آپ ہمیں وضو سکھانا چاہتے تھے' چنانچہ آپ کے پاس ایک پانی کا برتن اور ایک تھال لایا گیا۔ آپ نے برتن سے ہاتھ پر پانی ڈالا اور اسے تین دفعہ دھویا۔ پھر اسی ہتھیلی سے تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا جس سے پانی لیتے تھے' پھر اپنا چہرہ تین بار دھویا' اپنا

٩١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ١١٢ من حديث حسين بن علي به، وصححه ابن حبان، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤، وانظر الحديث الآتي.

٩٢- [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، [باب ماجاء] في وضوء النبي ﷺ كيف كان؟، ح: ٤٩ من حديث عبد خير به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧، وانظر الحديث السابق.

وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَيَدَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَرِجْلَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَعْلَمَ وُضُوءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَهُوَ هٰذَا.

دایاں بازو تین دفعہ دھویا اور اپنا بایاں بازو تین دفعہ دھویا اور ایک بار اپنے سر کا مسح کیا' پھر اپنا دایاں پاؤں تین دفعہ دھویا اور بایاں پاؤں بھی تین دفعہ دھویا' پھر فرمایا: جو اللہ کے رسول ﷺ کا وضو جاننا پسند کرتا ہے' وہ جان لے کہ وہ ایسا تھا۔

(المعجم ٧٦) - عَدَدُ غَسْلِ الْوَجْهِ (التحفة ٧٦)

باب:٧٦- چہرہ کتنی دفعہ دھویا جائے؟

٩٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: أَنَّهُ أُتِيَ بِكُرْسِيٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ فَكَفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ بِكَفٍّ وَاحِدٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَأَخَذَ مِنَ الْمَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَأَشَارَ شُعْبَةُ مَرَّةً مِنْ نَاصِيَتِهِ إِلٰى مُؤَخَّرِ رَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا أَدْرِي أَرَدَّهُمَا أَمْ لَا، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى طُهُورِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَهٰذَا طُهُورُهُ.

٩٣- حضرت عبد خیر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کرسی لائی گئی' آپ اس پر بیٹھ گئے' پھر پانی کا ایک تھال منگوایا' آپ نے اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ پانی انڈیلا' پھر ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔ یہ تین بار کیا۔ اور اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا اور اپنے بازو تین تین دفعہ دھوئے' پھر کچھ پانی لیا اور سر کا مسح کیا' شعبہ نے ایک بار پیشانی سے لے کر سر کے آخر تک اشارہ کیا' پھر کہا: مجھے معلوم نہیں کہ پھر (ہاتھوں کو) لوٹایا تھا یا نہیں۔ اور تین تین دفعہ اپنے پاؤں دھوئے' پھر فرمایا: جو شخص پسند کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو دیکھے تو وہ جان لے کہ یہ آپ کا وضو ہے۔

وَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ: خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ لَيْسَ مَالِكَ ابْنَ عُرْفُطَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ لکھتے ہیں: (سند میں) یہ غلطی ہے۔ صحیح نام خالد بن علقمہ ہے نہ کہ مالک بن عرفطہ۔

٩٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٣.

فوائد ومسائل: ① سند میں حضرت شعبہ نے اپنے استاد کا نام مالک بن عرفطہ ذکر کیا ہے' لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ محدثین کا اتفاق ہے کہ ان کا نام خالد بن علقمہ ہے۔ شعبہ اگرچہ اعلیٰ پائے کے محدث ہیں مگر غلطی ہر ایک سے ممکن ہے۔ سابقہ دو احادیث میں زائدہ اور ابوعوانہ نے صحیح نام بیان کیا ہے' لہٰذا امام صاحب نے وضاحت فرما دی۔ ② [بِكَفٍّ وَّاحِدٍ] اس کا ایک ترجمہ تو ''ایک ہتھیلی سے'' ہے' یعنی کلی اور استنشاق دونوں داہنے ہاتھ سے کیے۔ دوسرا ترجمہ ہے ایک ہی چلو سے' یعنی ایک دفعہ پانی لے کر کچھ حصہ منہ میں اور کچھ حصہ ناک میں ڈالا' اور یہی درست ہے۔ اسے وصل کہتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے الگ الگ پانی لینا بہتر قرار دیا ہے اور بعض نے ایک ہی چلو سے دونوں عمل کرنے کو بہتر قرار دیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اس کی بابت یوں فرماتے ہیں کہ اگر دونوں کام ایک ہی چلو سے کر لیے جائیں تو جائز ہے لیکن ہمیں الگ الگ پانی لینا زیادہ پسند ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الطهارة' حديث:٢٨) تاہم حدیث کی رو سے زیادہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کی جائے اور ناک میں پانی ڈالا جائے کیونکہ ایک ہی چلو سے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے والی روایات سند کے لحاظ سے زیادہ قوی اور مستند ہیں۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٧٧) - غَسْلُ الْيَدَيْنِ (التحفة ٧٧)

٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا دَعَا بِكُرْسِيٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ بِكَفٍّ وَاحِدٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ غَمَسَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وُضُوءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَهٰذَا وُضُوؤُهُ.

باب:٧٧- بازوؤں کو دھونا

٩٤- حضرت عبد خیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' آپ نے کرسی منگوائی' اس پر بیٹھے' پھر ایک تھال میں پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ تین دفعہ دھوئے' پھر ایک ہی ہاتھ سے تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا' پھر اپنا چہرہ اور بازو تین تین دفعہ دھوئے' پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈبویا اور اپنے سر کا مسح کیا' پھر اپنے پاؤں تین تین دفعہ دھوئے' پھر فرمایا: جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کا وضو دیکھنا پسند کرے' تو وہ جان لے کہ یہ آپ کا وضو ہے۔

٩٤ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٤.

(المعجم ٧٨) - بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ (التحفة ٧٨)

باب:٧٨-وضو کا بیان

٩٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي شَيْبَةُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَلِيٌّ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ قَالَ: دَعَانِي أَبِي عَلِيٌّ بِوَضُوءٍ فَقَرَّبْتُهُ لَهُ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا فِي وَضُوئِهِ، ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ الْيُسْرٰى كَذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَسْحَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثًا، ثُمَّ الْيُسْرٰى كَذٰلِكَ، ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: نَاوِلْنِي، فَنَاوَلْتُهُ الْإِنَاءَ الَّذِي فِيهِ فَضْلُ وَضُوئِهِ فَشَرِبَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ قَائِمًا، فَعَجِبْتُ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: لَا تَعْجَبْ، فَإِنِّي رَأَيْتُ أَبَاكَ النَّبِيَّ ﷺ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَأَيْتَنِي صَنَعْتُ يَقُولُ لِوُضُوئِهِ هٰذَا وَشُرْبِ فَضْلِ وَضُوئِهِ قَائِمًا.

٩٥-حضرت حسین بن علی ؓ سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت علی ؓ نے مجھ سے وضو کا پانی منگوایا' میں نے پانی آپ کے قریب کیا' آپ نے پہلے اپنی ہتھیلیاں تین دفعہ دھوئیں' پہلے اس سے کہ انھیں پانی میں داخل کریں' پھر آپ نے تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک صاف کیا۔ پھر چہرہ تین مرتبہ دھویا' پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین دفعہ دھویا' پھر بائیں کو اسی طرح دھویا' پھر اپنے سر کا ایک دفعہ مسح کیا' پھر دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین دفعہ دھویا' پھر اسی طرح بایاں دھویا' پھر سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: مجھے برتن پکڑاؤ۔ میں نے آپ کو برتن پکڑایا جس میں آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی تھا۔ آپ نے وہ کھڑے کھڑے پیا۔ مجھے تعجب ہوا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا' تو فرمایا: تعجب نہ کر' کیونکہ میں نے تیرے نانا نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسی طرح کرتے تھے جس طرح تو نے مجھے کرتے دیکھا ہے۔ آپ (حضرت علی) کا اشارہ وضو اور کھڑے ہو کر وضو کا پانی پینے کی طرف تھا۔

(المعجم ٧٩) - عَدَدُ غَسْلِ الْيَدَيْنِ (التحفة ٧٩)

باب:٧٩-بازو کتنی دفعہ دھوئے جائیں؟

٩٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ١١٧ تعليقًا من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٠.

٩٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ - وَهُوَ ابْنُ قَيْسٍ - قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طَهُورِهِ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ طُهُورُ النَّبِيِّ ﷺ.

٩٦-حضرت ابوحیہ بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کا آغاز کیا' تو اپنی ہتھیلیوں کو دھویا حتی کہ انھیں اچھی طرح صاف کیا' پھر تین دفعہ کلی کی اور پھر تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا' تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا اور تین تین دفعہ اپنے بازو دھوئے' پھر اپنے سر کا مسح کیا' پھر ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں دھوئے' پھر کھڑے ہوئے اور اپنے وضو سے بچا ہوا پانی لیا اور کھڑے کھڑے پیا' پھر فرمایا: میں نے اچھا سمجھا کہ تمھیں دکھاؤں کہ نبی ﷺ کا وضو کیسا تھا؟

فوائد ومسائل: ① ”وضو کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔“ بعض اہل علم وضو وغیرہ کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون سمجھتے ہیں جب کہ بعض علماء سمجھتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پینا صرف بیان جواز کے لیے تھا' اسے عادت نہ بنایا جائے۔ اور جن احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے سے سختی سے روکا گیا ہے تو وہ اس نہی (ممانعت) کو تنزیہ پر محمول کرتے ہیں' یعنی بہتر ہے کہ بیٹھ کر پیا جائے لیکن اگر کبھی کبھار کھڑے کھڑے بھی پانی پی لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں' یہ بھی جائز ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ بیان جواز سے ان کی یہی مراد ہے۔ ② حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس مسئلے میں وارد مختلف متعارض احادیث کا جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں: [بَلِ الصَّوَابُ أَنَّ النَّهْيَ فِيهَا مَحْمُولٌ عَلَى التَّنْزِيهِ وَشُرْبُهُ قَائِمًا لِبَيَانِ الْجَوَازِ] ”درست بات یہ ہے کہ ان احادیث میں موجود ممانعت تنزیہ پر محمول ہے اور رسول اللہ ﷺ کا کھڑے ہو کر پانی پینا بیان جواز کے لیے تھا۔“ دیکھیے: (فتح الباري:١٠/١٠٤، تحت حديث:٥٦١٧) واللّٰه أعلم۔

(المعجم ٨٠) - بَابُ حَدِّ الْغَسْلِ (التحفة ٨٠)

باب:٨٠-ہاتھ کہاں تک دھوئے جائیں؟

٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

٩٧-حضرت عمرو بن یحییٰ مازنی اپنے والد سے

٩٦_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح:١١٦ من حديث أبي الأحوص به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح:١٠١، وصححه الترمذي، ح:٤٨. ٭ أبوإسحاق عنعن وهو مدلس، قاله النسائي (سير أعلام النبلاء:٧/ ٧٤).

٩٧_أخرجه البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، ح:١٨٥، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء،◀◀

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ! فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ' جو نبی ﷺ کے صحابی اور عمرو بن یحییٰ کے نانا تھے' سے گزارش کی: کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وضو کیسے فرمایا کرتے تھے؟ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں' پھر انھوں نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے' پھر تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا' پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا' پھر اپنے دونوں بازو دو دو مرتبہ کہنیوں سمیت دھوئے' پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا کہ دونوں ہاتھوں کو آگے پیچھے لائے' مسح کی ابتدا سر کے اگلے حصے سے کی' پھر ہاتھوں کو اپنی گدی کی طرف لے گئے' پھر واپس لائے حتی کہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے مسح کی ابتدا کی تھی' پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے پتا چلا کہ اگرچہ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ کا مفہوم مشترک ہے' یعنی أَقْبَلَ سے مراد پیچھے سے آگے کی طرف آنا اور أَدْبَرَ کا مفہوم سر کے اگلے حصے سے پیچھے گدی کی طرف ہاتھوں کو لے جانا ہے۔ لیکن حدیث میں موجود تفصیل [بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ] سے دوسرے مفہوم کی تائید ہوتی ہے' یعنی یہاں [أَقْبَلَ] سے مراد سر کے اگلے حصے سے گدی کی طرف دونوں ہاتھوں کا لے جانا ہے اور [أَدْبَرَ] سے مراد پیچھے سے ہاتھوں کو اگلی جانب لانا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے سر کے مسح کا عمومی طریقہ یہی تھا۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٨١) - بَابُ صِفَةِ مَسْحِ الرَّأْسِ (التحفة ٨١)

باب: ٨١- سر کے مسح کا طریقہ

٩٨- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مَالِكٍ

٩٨- حضرت یحییٰ مازنی سے روایت ہے کہ انھوں

◄◄ ح: ٢٣٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/١٨.

٩٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٨، والكبرى، ح: ١٠٣.

- هُوَ ابْنُ أَنَسٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ! فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے گزارش کی اور آپ عمرو بن یحییٰ کے نانا تھے: کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وضو کیسے فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ نے کہا: ہاں۔ پھر آپ نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے دائیں ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے' پھر تین دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا' پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا' پھر اپنے دونوں بازو دو دو مرتبہ کہنیوں سمیت دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا اس طرح کہ دونوں ہاتھ آگے پیچھے لائے' مسح کی ابتدا سر کے اگلے حصے سے کی' پھر ہاتھوں کو اپنی گدی کی طرف لے گئے' پھر واپس لائے حتی کہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے مسح کی ابتدا کی تھی' پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

فائدہ: اس حدیث میں سر کے مسح کا تفصیلی ذکر ہے کہ پورے سر کا مسح کیا جائے گا۔ آپ کے وضو کی ہر حدیث میں پورے سر کے مسح ہی کا ذکر ہے' اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ نے پورے سر کا مسح فرض قرار دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ احناف نے چوتھائی سر (کسی بھی جانب) کے مسح کو کافی کہا ہے مگر دلائل کی رو سے یہ موقف کمزور ہے۔ اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا خیال کہ ''چند بالوں پر بھی مسح ہو جائے تو کافی ہے۔'' لیکن احناف اور شوافع کا موقف ان صریح احادیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا' لہٰذا مکمل سر کا مسح کرنا ضروری ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٨٢) - عَدَدُ مَسْحِ الرَّأْسِ (التحفة ٨٢)

باب: ٨٢- سر کے مسح کی تعداد

٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ

٩٩- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ...... جنھیں خواب میں اذان دکھلائی گئی تھی...... سے منقول ہے' کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا' چنانچہ

٩٩- [صحيح] انظر الحديث السابق والذي قبله، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١. * عبدالله بن زيد هو ابن عاصم بن كعب المازني، وقول سفيان بن عيينة "الذي أري النداء" خطأ كما في تحفة الأشراف: ٤/ ٣٤٣ وغيره، ولعله أتى من تدليسه.

قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ.

آپ نے اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا اور دونوں بازو دو دفعہ دھوئے۔ پاؤں کو بھی دومرتبہ دھویا اور اپنے سر کا مسح دو دفعہ کیا۔

فوائد ومسائل: ① خواب میں اذان دکھلائے جانے کی تفصیل ان شاءاللہ آگے آئے گی۔ ویسے یہ عبداللہ بن زید اذان والے نہیں جنھیں اذان دکھائی گئی تھی، وہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ ہیں اور یہ عبداللہ بن زید بن عاصم ہیں۔ یہاں پر (راویٔ حدیث) سفیان بن عیینہ ؒ سے غلطی ہوئی ہے۔ اس کی وضاحت خود امام نسائی ؒ نے اپنی سنن میں اور امام بخاری ؒ نے اپنی صحیح میں فرمائی ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الاستسقاء، حديث:١٥٠٦، وصحيح البخاري، الاستسقاء، حديث:١٠١٢) ② ''سر کا مسح دو دفعہ کیا۔'' اس سے مراد ایک دفعہ دونوں ہاتھوں کو آگے سے شروع کر کے گدی تک لے جانا اور دوسری دفعہ پیچھے سے اسی طرح آگے لانا ہے۔ اسے دو دفعہ کہیں یا ایک دفعہ، کوئی فرق نہیں کیونکہ ہاتھوں کو پانی ایک دفعہ ہی لگایا جاتا ہے، اس لیے اسے عام طور پر ایک دفعہ ہی کہا جاتا ہے اور یہی مکمل مسح ہے۔ ③ ہمارے فاضل محقق نے پوری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کے طرق کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لے کر حدیث میں وارد الفاظ: [وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ] ''پاؤں دو دفعہ دھوئے اور اپنے سر کا مسح دو دفعہ کیا۔'' کو سفیان بن عیینہ کا شدید وہم قرار دیا ہے کیونکہ وہ ان الفاظ کے بیان کرنے میں سخت اضطراب کا شکار تھے، اس لیے شیخ البانی ؒ نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کو شاذ قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن أبي داود (مفصل) للألباني، حديث:١٠٩)

(المعجم ٨٣) - بَابُ مَسْحِ الْمَرْأَةِ رَأْسَهَا (التحفة ٨٣)

باب: ٨٣- عورت بھی اپنے (پورے) سر کا مسح کرے

١٠٠- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ جُعَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُالْمَلِكِ ابْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ سَالِمٌ سَبَلَانُ

١٠٠- حضرت ابوعبداللہ سالم سبلان حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتے ہیں ...... اور حضرت عائشہ ؓ ان کی امانت داری سے بہت خوش تھیں اور ان سے اجرت پر کام کروایا کرتی تھیں ...... وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ ؓ نے دکھلایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کیسے

١٠٠ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح:١٠٤. * عبدالملك وثقه ابن حبان وحده، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح:٣٩٢٨، وابن حبان(موارد)، ح:١٢١٤ وغيرهما.

قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَعْجِبُ بِأَمَانَتِهِ وَتَسْتَأْجِرُهُ، فَأَرَتْنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ، فَتَمَضْمَضَتْ وَاسْتَنْثَرَتْ ثَلَاثًا، وَغَسَلَتْ وَجْهَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَتْ يَدَهَا الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَالْيُسْرٰى ثَلَاثًا، وَوَضَعَتْ يَدَهَا فِي مُقَدَّمِ رَأْسِهَا ثُمَّ مَسَحَتْ رَأْسَهَا مَسْحَةً وَاحِدَةً إِلٰى مُؤَخِّرِهِ، ثُمَّ أَمَرَّتْ يَدَيْهَا بِأُذُنَيْهَا، ثُمَّ مَدَّتْ عَلَى الْخَدَّيْنِ.

وضو فرمایا کرتے تھے۔ انھوں نے تین دفعہ کلی کی اور ناک جھاڑا اور اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا' پھر اپنا دایاں اور بایاں ہاتھ (بازو) تین تین دفعہ دھویا' پھر حضرت عائشہ نے اپنا ہاتھ سر کے اگلے حصہ پر رکھا اور پیچھے تک پورے سر کا ایک دفعہ مسح کیا' پھر انھوں نے اپنے ہاتھ اپنے کانوں پر پھیرے' پھر رخساروں پر پھیرے۔

قَالَ سَالِمٌ: كُنْتُ آتِيهَا مُكَاتَبًا مَا تَخْتَفِي مِنِّي فَتَجْلِسُ بَيْنَ يَدَيَّ وَتَتَحَدَّثُ مَعِي حَتّٰى جِئْتُهَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقُلْتُ: اُدْعِي لِي بِالْبَرَكَةِ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَتْ: وَمَا ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: أَعْتَقَنِي اللهُ، قَالَتْ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَأَرْخَتِ الْحِجَابَ دُونِي فَلَمْ أَرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

سالم نے کہا: میں جب مُکاتَب تھا تو آپ کے پاس آیا کرتا تھا' وہ مجھ سے پردہ نہیں کرتی تھیں بلکہ میرے سامنے بیٹھ کر مجھ سے باتیں کیا کرتی تھیں حتی کہ میں ایک دن ان کے پاس آیا اور میں نے کہا: اے ام المومنین! میرے لیے برکت کی دعا فرمایئے۔ وہ کہنے لگیں: کیا بات ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے آزاد فرما دیا ہے۔ وہ کہنے لگیں: اللہ تعالیٰ تمھارے لیے برکت فرمائے۔ اس کے بعد پردہ لٹکا لیا اور اس دن کے بعد میں نے انھیں نہیں دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① راوی کا نام سالم' سبلان ان کا لقب اور ابوعبداللہ ان کی کنیت ہے۔ یہ غلام تھے' بعد میں آزاد ہوئے۔ ② [مُکاتَب] اس غلام کو کہا جاتا ہے جو اپنا معاوضہ ادا کرنے کا معاہدہ اپنے مالک سے کر لے۔ ایسا غلام جب تک معاوضہ ادا نہ کر دے' وہ اس مالک کا غلام ہی رہتا ہے۔ چونکہ غلاموں سے پردہ ضروری نہیں' اس لیے حضرت عائشہ ﷞ کا سالم سے بے حجاب بات کرنا قابل اعتراض نہیں (اسی طرح لونڈیوں پر بھی پردہ واجب نہیں) جونہی سالم آزاد ہوا' آپ نے ان سے فوراً پردہ کر لیا۔ ③ مذکورہ روایت قابل حجت ہے اگرچہ عمومی روایات میں مسح کا یہ طریقہ منقول نہیں' لیکن چونکہ یہ طریقہ بھی مستند ذریعے سے ثابت ہے' اس لیے انسان کبھی کبھار اس سنتِ مسح کو بھی اختیار کر سکتا ہے۔ ④ امام نسائی ﷫ کی تبویب سے یوں لگتا ہے کہ وہ اس اندازِ

مسح کو صرف عورت کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں لیکن سائل کے سوال اور اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وضو کر کے دکھانا اور پھر اس مسح کے طریقے کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ طریقہ مرد و عورت سب کے لیے یکساں قابل عمل ہے۔ عورت کی تخصیص مرجوح ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٨٤) - مَسْحُ الْأُذُنَيْنِ (التحفة ٨٤)

باب:٨٤- کانوں کا مسح کرنا

١٠١- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ أَيُّوبَ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ، وَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّةً مَرَّةً، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً.

١٠١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو وضو کرتے دیکھا، چنانچہ آپ نے ہاتھ دھوئے، پھر آپ نے ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور ایک بار اپنا چہرہ دھویا اور اپنے دونوں بازو ایک ایک دفعہ دھوئے اور اپنے سر اور دونوں کانوں کا ایک دفعہ مسح کیا۔

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عَجْلَانَ يَقُولُ فِي ذٰلِكَ: وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

(راویٔ حدیث) عبدالعزیز کہتے ہیں: مجھے ابن عجلان سے سننے والے نے خبر دی کہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔''

فوائد ومسائل: ① [مِنْ غَرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ] ''ایک چلو سے۔'' اس سے وصل ثابت ہوتا ہے جو کہ مسنون ہے، اگرچہ احناف اسے سنت نہیں سمجھتے۔ جس کی تفصیل حدیث:٩٣ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا جائے تو بھی وضو مکمل ہے۔

(المعجم ٨٥) - بَابُ مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ مَعَ الرَّأْسِ وَمَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلٰى أَنَّهُمَا مِنَ الرَّأْسِ (التحفة ٨٥)

باب:٨٥- کانوں کا مسح سر کے ساتھ کرنا اور اس بات کی دلیل کہ کان سر کا حکم رکھتے ہیں

١٠١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء مرتين، ح:١٣٧، والترمذي، الطهارة، باب [ماجاء في] مسح الأذنين ظاهرهما وباطنهما، ح:٣٦ من حديث زيد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح:٩٢، وأصله في صحيح البخاري، ح:١٤٠.

١٠٢- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَغَرَفَ غَرْفَةً فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِإِبْهَامَيْهِ، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى، ثُمَّ غَرَفَ غَرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى.

١٠٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے وضو فرمایا' چنانچہ ایک چلو پانی لیا' اس سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا' پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنا چہرہ دھویا' پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنا دایاں ہاتھ دھویا' پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے بایاں ہاتھ دھویا' پھر اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا۔ کانوں کے اندرونی جانب کا مسح شہادت کی انگلیوں سے اور بیرونی جانب کا انگوٹھوں سے کیا۔ پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے دایاں پاؤں دھویا' پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے بایاں پاؤں دھویا۔

١٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَتَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ، فَإِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ

١٠٣- حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن بندہ وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کی غلطیاں اس کے منہ سے نکل جاتی ہیں' پھر جب وہ ناک جھاڑتا ہے تو ناک کی غلطیاں ناک سے نکل جاتی ہیں' پھر جب وہ منہ دھوتا ہے تو چہرے کی غلطیاں چہرے سے حتی کہ آنکھوں کی پلکوں سے نکل جاتی ہیں' پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کی غلطیاں اس کے ہاتھوں سے حتی کہ ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتی ہیں' پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کی غلطیاں سر سے

١٠٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح:٣٦، وابن ماجه، ح:٤٣٩ من حديث ابن إدريس به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٥.

١٠٣ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى):١/٣١، والكبرٰى، ح:١٠٦ باختلاف يسير.

تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهُ نَافِلَةً لَهُ».

حتی کہ اس کے کانوں سے نکل جاتی ہیں' پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کی غلطیاں پاؤں سے حتی کہ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتی ہیں' پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا اور اس کی نماز (ان دو کاموں کا ثواب) اس کے لیے زائد ہوتے ہیں۔

قَالَ قُتَيْبَةُ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ.

قتیبہ نے یوں بیان کیا (عَنِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ) یعنی صنابحی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب کا آخری جملے [قَالَ قُتَيْبَةُ عَن......] سے مقصود یہ ہے کہ اس روایت میں میرے دو اساتذہ میں سے ایک' یعنی عتبہ بن عبداللہ نے (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ) کہا جب کہ دوسرے استاذ قتیبہ نے (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ) کہا' اگرچہ اس لفظی اختلاف کا سند یا متن حدیث پر ذرہ بھر بھی اثر نہیں پڑتا مگر محدثین کا یہ کمال حفظ وضبط ہے کہ وہ اپنے اساتذہ کے معمولی سے اختلاف کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔ اس سے ان کی دیانت داری کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ رحمهم الله رحمة واسعة۔ ② ''غلطیاں نکل جاتی ہیں۔'' اس سے مراد غلطیوں کے اثرات ہیں کیونکہ گناہوں کے اثرات متعلقہ اعضاء میں جاگزین ہو جاتے ہیں۔ وضو کے ساتھ جس طرح جسم ظاہری نجاست اور میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے' اسی طرح اعضائے وضو گناہوں کے اثرات سے پاک ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً جسم ظاہری اور معنوی طور پر' یعنی میل کچیل اور گناہوں دونوں سے صاف ہو جاتا ہے۔ ③ اس حدیث میں سر اور کانوں کا مسح اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔ حقیقتاً بھی کانوں کا مسح الگ نہیں ہوتا بلکہ سر والے پانی ہی سے کانوں کا مسح کیا جاتا ہے۔ اگرچہ امام شافعی رحمہ اللہ کانوں کے لیے الگ پانی لینے کے قائل ہیں مگر یہ صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ گویا کان سر ہی میں داخل ہیں۔ اس مفہوم کی ایک صریح روایت بھی موجود ہے۔ [اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ] ''کان سر میں شامل ہیں۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:١٣٤' و سنن ابن ماجه' الطهارة' حديث:٤٤٣) بعض لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کانوں کا سامنے والا حصہ منہ میں داخل ہے' لہٰذا اسے منہ کے ساتھ دھویا جائے اور پچھلا حصہ سر میں داخل ہے' لہٰذا اس کا سر کے ساتھ مسح کیا جائے۔ اسی طرح بعض لوگ کانوں کو چہرے کی طرح دھونے کے قائل ہیں مگر ان کی بنیاد قیاس پر ہے۔ صحیح و صریح احادیث کے مقابلے میں قیاس کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ وہ مذموم ہے۔ ④ جس دلیل کی طرف امام صاحب نے باب میں اشارہ فرمایا ہے' وہ یہ لفظ ہیں: [خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ

أُذُنَيْهِ] انھی الفاظ میں سر کی غلطیوں کا کانوں سے نکلنا بتلایا گیا ہے۔معلوم ہوا کانوں کا حکم سر والا ہے' یعنی مسح ۔
⑤[نَافِلَةٌ] "زائد۔"یعنی رفع درجات کا سبب بن جائیں گے۔

(المعجم ٨٦) - بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ (التحفة ٨٦)

باب:٨٦- پگڑی پر مسح کرنے کا بیان

١٠٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ح: وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ بِلَالٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ.

۱۰۴- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے دیکھا۔

فوائد ومسائل: ①[اَلْخِمَار] سے مراد سر ڈھانپنے والی چیز ہے' یہاں مراد پگڑی اور عمامہ ہے۔عام اوڑھنی مراد نہیں ہے۔ ② صرف پگڑی پر مسح مختلف فیہ مسئلہ ہے۔اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف پگڑی پر بھی مسح ہوسکتا ہے۔اس کے انکار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔رہی احناف کی یہ بات کہ صرف پگڑی پر مسح کی روایت کو پیشانی سمیت پگڑی پر مسح کی روایت پر محمول کیا جائے تو یہ تطبیق اس وقت ممکن ہوسکتی ہے جب راویٔ قصہ ایک ہی صحابی ہوتا' لیکن اس صورت میں بھی درست رائے یہی ہے کہ یہ بعید نہیں کہ صحابی نے دو مختلف حالات کا مشاہدہ کیا ہو' پھر انھیں اسی طرح بیان کر دیا ہو' کبھی اس طرح اور کبھی اس طرح جیسا کہ کسوف شمس وغیرہ کی بابت مروی ہے جبکہ یہاں تو دونوں قسم کے مسحوں کا تذکرہ کرنے والے صحابہ بھی مختلف ہیں' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں طریقے نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت ہیں اور صحابہ نے دونوں طریقوں کا مشاہدہ کیا ہے۔بنابریں جیسے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روایت کے پیش نظر پیشانی سمیت پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے صرف پگڑی پر مسح کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ أعلم۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے :(محلی ابن حزم:٢/٥٨)

١٠٤ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ٢٧٥ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٣، ١٢٤ باختلاف يسير.

١٠٥- وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَرْجَرَائِيُّ عَنْ طَلْقِ بْنِ غَنَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنْ بِلَالٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

١٠٥- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

١٠٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ بِلَالٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخِمَارِ وَالْخُفَّيْنِ.

١٠٦- حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

(المعجم ٨٧) - بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ مَعَ النَّاصِيَةِ (التحفة ٨٧)

باب:٨٧- پگڑی پر پیشانی سمیت مسح کا ذکر

١٠٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ، فَمَسَحَ نَاصِيَتَهُ وَعِمَامَتَهُ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ.

١٠٧- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور آپ نے اپنی پیشانی، پگڑی اور موزوں پر مسح فرمایا۔

١٠٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥ من حديث زائدة به، والحديث السابق شاهد له.

١٠٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣ عن وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٥، وانظر، ح: ١٠٤، فإنه شاهد له.

١٠٧ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ٢٧٤/ ٨٣ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٧.

قَالَ بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ.

(راویٔ حدیث) بکر نے کہا: تحقیق میں نے یہ حدیث براہ راست حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے بھی سنی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی سند میں راوی بکر بن عبداللہ مزنی نے اپنے استاذ حضرت حسن بصری بیان کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت انھوں نے خود ابن مغیرہ سے نہیں سنی' اس لیے وضاحت کر دی کہ میں نے پہلے یہ روایت حضرت حسن بصری کے واسطے سے سنی تھی' پھر براہ راست ابن مغیرہ سے بھی سنی' اس لیے دونوں طرح بیان کر دی۔ قربان جائیں محدثین کی اس دیانت اور امانت پر۔ رحمهم الله رحمة واسعة۔

١٠٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحُمَيْدُ ابْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ: «أَمَعَكَ مَاءٌ» فَأَتَيْتُهُ بِمِطْهَرَةٍ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسُرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خُفَّيْهِ.

١٠٨- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک سفر میں) اللہ کے رسول ﷺ (لوگوں سے) پیچھے رہ گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ رہا۔ جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کیا تیرے پاس پانی ہے؟'' چنانچہ میں آپ کے پاس لوٹا لایا تو آپ نے اپنی ہتھیلیاں دھوئیں اور چہرہ دھویا' پھر اپنے بازوؤں سے کپڑا ہٹانے لگے مگر جبے کی آستین تنگ تھی تو آپ نے جبے کو کندھوں پر ڈال لیا' پھر اپنے بازو دھوئے اور اپنی پیشانی' پگڑی اور موزوں پر مسح فرمایا۔

فائدہ: ''آپ نے جبے کو کندھوں پر ڈال لیا۔'' جبہ تو آپ نے پہلے سے پہنا ہوا تھا۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ آستینیں تنگ ہونے کی وجہ سے آپ نے بازو نیچے سے نکال لیے۔ اب جبہ صرف کندھوں پر رہ گیا اور آستینیں بازوؤں سے خالی ہو گئیں۔ امام صاحب نے یہاں مختصر حدیث بیان کی ہے' مکمل حدیث مع فوائد پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے: حدیث: ٨٢۔

(المعجم ٨٨) - بَابٌ: كَيْفَ الْمَسْحُ عَلَى الْعِمَامَةِ (التحفة ٨٨)

باب: ٨٨- عمامے (پگڑی) پر مسح کیسے کیا جائے؟

١٠٨- أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن زريع به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٠٨.

١٠٩ - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ وَهْبٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ: خَصْلَتَانِ لَا أَسْأَلُ عَنْهُمَا أَحَدًا بَعْدَ مَا شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: كُنَّا مَعَهُ فِي سَفَرٍ، فَبَرَزَ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ جَاءَ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَجَانِبَيْ عِمَامَتِهِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. وَقَالَ: وَصَلَاةُ الْإِمَامِ خَلْفَ الرَّجُلِ مِنْ رَعِيَّتِهِ، فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَاحْتَبَسَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَقَدَّمُوا ابْنَ عَوْفٍ فَصَلَّى بِهِمْ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى خَلْفَ ابْنِ عَوْفٍ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ ابْنُ عَوْفٍ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَضَى مَا سُبِقَ بِهِ.

١٠٩- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو باتیں ایسی ہیں جن کی بابت میں کبھی کسی سے نہیں پوچھوں گا' جب کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے ان کا خود مشاہدہ کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہم آپ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ قضائے حاجت کے لیے گئے' پھر واپس تشریف لا کر وضو کیا اور اپنی پیشانی اور پگڑی کے دونوں اطراف کا مسح فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ انھوں نے کہا: (دوسری بات) امام کا اپنی رعیت میں سے کسی آدمی کے پیچھے (اس کی اقتدا میں) نماز پڑھنا۔ تو میں نے اس کا بھی اللہ کے رسول ﷺ سے مشاہدہ کیا۔ آپ ایک سفر میں تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور نبی ﷺ کو (قضائے حاجت سے واپسی میں) دیر ہو گئی۔ صحابہ نے جماعت کھڑی کر لی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کر لیا۔ انھوں نے نماز پڑھائی۔ (اس دوران میں) اللہ کے رسول ﷺ بھی تشریف لے آئے اور آپ نے ابن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب عبدالرحمٰن بن عوف نے سلام پھیرا تو نبی ﷺ اٹھے اور بقیہ نماز ادا کی۔

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ سے سر کے مسح کے متعلق تین قسم کی احادیث ثابت ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حدیث ہے جس میں پیشانی کے ساتھ پگڑی پر مسح کرنے کی بھی وضاحت ہے' جس سے پتا چلا کہ یہ کیفیت نبی ﷺ سے ثابت ہے اور یہی امام نسائی رحمہ اللہ کی غرض معلوم ہوتی ہے۔ صرف پیشانی اور اس کے بقدر سر کا مسح کرنا مشروع نہیں ہے اگرچہ اس روایت سے احناف نے دلیل لی ہے کہ صرف پیشانی پر یا پیشانی کے بقدر (سر کا چوتھائی حصہ) مسح فرض ہے' حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر آپ ﷺ کو پگڑی پر مسح کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ صرف پگڑی پر مسح کر لیا جائے' اور یہ جائز ہے جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد:

١٠٩ـ أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٦٤٥ عن يعقوب بن إبراهيم الدورقي به، وهو في الكبرى، ح: ١١٢، وأخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٤، ٢٤٩ من طريق آخر عن ابن سيرين به، وله شاهد في صحيح مسلم بعد، ح: ٢٧٤.

(۱/۱۹۴) میں ذکر کیا ہے۔ اور گزشتہ حدیث (نمبر ۱۰۴) کے فوائد میں وضاحت کی گئی ہے۔ اور تیسرا پورے سر کا مسح کرنا جبکہ سر پر پگڑی نہ ہو۔ یہ تینوں طریقے نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔ ④ اس سے یہ بھی پتا چلا کہ مقتدی امام کو جس حال میں پائے، امام کے ساتھ مل جائے اور جو نماز گزر چکی ہو، وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرے۔ ⑤ جب امام راتب کسی بنا پر اول وقت سے دیر کر دے تو کوئی دوسرا آدمی اس کی جگہ نماز پڑھا سکتا ہے۔

(المعجم ٨٩) - **بَابُ إِيْجَابِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ** (اَلتحفة ٨٩)

باب: ۸۹- پاؤں کو دھونا واجب ہے

١١٠- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ شُعْبَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَيْلٌ لِلْعَقِبِ مِنَ النَّارِ».

۱۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوالقاسم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ایڑی کے لیے (جو خشک رہ جائے) ویل، یعنی آگ ہے۔''

١١١- **أَخْبَرَنَا** مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ، فَرَأَى أَعْقَابَهُمْ تَلُوحُ فَقَالَ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ».

۱۱۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ان کی ایڑیاں خشک ہیں تو آپ نے فرمایا: ''ان ایڑیوں کے لیے آگ کی تباہی ہے، وضو اچھی طرح کیا کرو۔''

١١٠ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الأعقاب، ح: ١٦٥، ومسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما، ح: ٢٤٢/ ٢٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٣.

١١١ـ أخرجه مسلم، ح: ٢٤١ من حديث وكيع به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٤.

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ اس باب کے تحت یہ احادیث لا کر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وضو میں پاؤں دھونا واجب ہے کیونکہ اگر پاؤں پر مسح کا حکم ہوتا اور اسے دھونا واجب نہ ہوتا تو آپ ﷺ ایڑیوں کے خشک رہ جانے پر اس قدر سخت وعید نہ سناتے۔ جب صرف ایڑیوں کے خشک رہ جانے پر اس قدر سخت وعید ہے تو پورا پاؤں نہ دھونا اور صرف مسح پر اکتفا کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ البتہ وضو کرنے کے بعد پہنی ہوئی جرابوں اور موزوں پر مسح کی اجازت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الوضوء، حدیث:١٨٢، و صحیح مسلم، الطهارة، حدیث:٢٧٤، و جامع الترمذي، الطهارة، حدیث: ٩٩) ② [وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ ......الخ] بددعا بھی ہو سکتی ہے اور خبر بھی۔

(المعجم ٩٠) - بَابٌ: بِأَيِّ الرِّجْلَيْنِ يَبْدَأُ بِالْغَسْلِ؟ (التحفة ٩٠)

باب:٩٠- کس پاؤں کو پہلے دھوئے؟

١١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْأَشْعَثُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] وَذَكَرَتْ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَنَعْلِهِ وَتَرَجُّلِهِ. قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ سَمِعْتُ الْأَشْعَثَ بِوَاسِطٍ يَقُولُ: يُحِبُّ التَّيَامُنَ، فَذَكَرَ شَأْنَهُ كُلَّهُ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ بِالْكُوفَةِ يَقُولُ: يُحِبُّ التَّيَامُنَ مَا اسْتَطَاعَ.

١١٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاں تک ممکن ہوتا وضو فرمانے، جوتا پہننے اور کنگھی کرنے میں دائیں طرف سے ابتدا کرنا پسند فرماتے۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے اشعث کو واسط میں کہتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ تمام امور میں دائیں طرف پسند کرتے تھے۔ پھر میں نے انھیں کوفہ میں کہتے ہوئے سنا کہ آپ حسب استطاعت دائیں جانب پسند کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ حدیث میں دونوں لفظ ہیں۔ ایک کا ذکر ایک موقع پر ہو گیا اور دوسرے کا دوسرے موقع پر، یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے خلاف نہیں بلکہ مآل ایک ہی ہے۔ ② دیگر پسندیدہ کاموں کی طرح وضو میں بھی دھوئے جانے والے اعضاء میں دائیں جانب سے ابتدا کرنا مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نیک اور جنتی لوگوں کے لیے ﴿أَصْحَابُ الْيَمِينِ﴾ (الواقعة٥٦:٢٧) ''دائیں طرف والے'' کا

١١٢- أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، ح:١٦٨، ومسلم، الطهارة، باب التيمن في الطهور وغيره، ح:٢٦٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١١٦.

لقب پسند فرمایا ہے۔ قدرتی طور پر عموماً دائیں جانب میں بائیں سے زیادہ قوت ہوتی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شریعت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ پسندیدہ اور تزیین والے کاموں میں دائیں جانب سے ابتدا کرنا مستحب ہے، مثلاً: لباس پہننا، مسجد میں داخل ہونا، کنگھی کرنا اور نماز میں سلام پھیرنا وغیرہ اور جو کام اس کے برعکس ہیں، انھیں بائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے، مثلاً: بیت الخلا میں جانا، مسجد سے نکلنا اور لباس اتارنا وغیرہ۔ دیکھیے: (شرح مسلم للنووي: ۳/۲۰۵، تحت حديث: ۲۶۸)

(المعجم ۹۱) - غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ بِالْيَدَيْنِ (التحفة ۹۱)

باب: ۹۱- پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے دھونا

۱۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ - يَعْنِي عُمَارَةَ - قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَيْسِيُّ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأُتِيَ بِمَاءٍ فَقَالَ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِنَاءِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّةً، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ مَرَّةً مَرَّةً، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا.

۱۱۳- حضرت عبدالرحمٰن بن ابو قراد قیسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ کے پاس کچھ پانی لایا گیا تو آپ نے برتن سے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انھیں ایک دفعہ دھویا، پھر اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں کو ایک ایک دفعہ دھویا۔ اور اپنے دونوں پاؤں اپنے دونوں ہاتھوں سے دھوئے۔

فوائد ومسائل: ① فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً صحیح قرار دیا ہے، حالانکہ اس کی سند میں عمارہ بن عثمان بن حنیف راوی مجہول ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ دلائل کی رو سے انھی کی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (العلل لابن أبي حاتم: ۱/۵۷، والموسوعة الحديثية، مسندالإمام أحمد: ۲۰۰/۳۸) ② روایت میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے، اس کی بابت درست رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پاؤں دھونا جائز ہے کیونکہ اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے، البتہ مستحب اور اولیٰ یہی ہے کہ پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھویا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہر اچھا عمل دائیں ہاتھ سے یا دائیں طرف سے کیا کرتے تھے اور اس کے علاوہ کوئی بھی کام بائیں طرف سے بائیں ہاتھ سے کیا کرتے تھے، نیز پاؤں کو دھونے سے مقصود عموماً میل کچیل دور کرنا ہے جسے بائیں ہاتھ ہی سے دور کرنا بہتر اور مستحب معلوم ہوتا ہے، البتہ

۱۱۳۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/ ۳۶۸ عن محمد بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۵. * أبوجعفر هو الخطمي، وانظر، ح: ۱۶ من هذا الكتاب.

دونوں ہاتھوں سے دھونا بھی جائز ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٩٢) - اَلْأَمْرُ بِتَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ (التحفة ٩٢)

باب:٩٢- انگلیوں کے خلال کا حکم

١١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ وَكَانَ يُكْنَى أَبَا هَاشِمٍ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأْتَ، فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ».

١١٤- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب تو وضو کرے تو اچھی طرح وضو کر اور انگلیوں کے درمیان خلال کر۔“

فوائد و مسائل: ① خلال سے مراد یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں کے درمیان ہاتھ کی چھوٹی انگلی (چھنگلیا) داخل کر کے ایسی جگہ پانی پہنچنے کو یقینی بنائے جہاں پانی نہ پہنچنے کا امکان ہو۔ ② خلال ہاتھ کی انگلیوں میں بھی کرنا چاہیے۔ اسی طرح ڈاڑھی کا خلال بھی مسنون ہے۔ اگرچہ ڈاڑھی کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں' لیکن حتی الامکان بالوں کو تر کرنا مسنون ہے۔ غرضیکہ اعضائے وضو کی جس جگہ بھی پانی لگنے کا امکان نہ ہو وہاں کوشش سے پانی پہنچایا جائے کیونکہ ایک تو یہ اسباغ الوضو سے ہے اور دوسرا گناہوں کے خاتمے کا سبب بھی۔

(المعجم ٩٣) - عَدَدُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ (التحفة ٩٣)

باب:٩٣- پاؤں کتنی بار دھوئے جائیں؟

١١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي

١١٥- حضرت ابوحیہ وادعی سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے

١١٤- [صحيح] تقدم طرفه، ح:٨٧، وهو في الكبرٰى، ح:١١٧، وأخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح:١٤٢ من حديث يحيى بن سليم به.

١١٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح:١١٦ مختصرًا، والترمذي، الطهارة، باب [ماجاء] في وضوء النبي ﷺ كيف كان؟، ح:٤٨ من حديث أبي إسحاق به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٢، وانظر الحديث الآتي، ح:١٣٦. * أبوإسحاق مدلس وعنعن، تقدم، ح:٩٦.

إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ الْوَادِعِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، وَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

دیکھا کہ آپ نے اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا' تین مرتبہ کلی کی' تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا' اپنا چہرہ تین مرتبہ اور اپنے بازو بھی تین تین مرتبہ دھوئے۔ اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے پیروں کو تین تین دفعہ دھویا' پھر فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابوداود اور جامع ترمذی کی تحقیق میں اسے صحیح قرار دیا ہے' نیز حدیث میں مذکور مسئلے کی دیگر صحیح احادیث سے تائید بھی ہوتی ہے۔ بنابریں راجح اور درست بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت معناً صحیح ہے۔ واللہ أعلم۔ نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ٩٤) - بَابُ حَدِّ الْغَسْلِ (التحفة ٩٤)

باب: ۹۴- پاؤں کہاں تک دھوئے جائیں؟

١١٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ

۱۱۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حمران سے منقول ہے' انھوں نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا' اپنی ہتھیلیاں تین دفعہ دھوئیں۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا' پھر چہرہ تین دفعہ دھویا' پھر دایاں بازو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا' پھر بایاں بازو بھی اسی طرح دھویا' پھر اپنے سر کا مسح کیا' پھر اپنا دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھویا' پھر بایاں پاؤں اسی طرح دھویا' پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا' پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا'

١١٦ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، ح: ٢٢٦ عن أحمد بن عمرو بن السرح، والبخاري، الوضوء، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا، ح: ١٥٩ من حديث ابن شهاب الزهري به.

غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

پھر کھڑے ہوکر دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ان کی ادائیگی کے دوران میں اپنے دل سے کوئی بات نہ کرے تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے، دیکھیے: (حدیث: ۸۴) امام صاحب اس حدیث کو دوبارہ لاکر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا جائے گا' یہ نہیں کہ وضو کرتے وقت کہنیوں اور ٹخنوں کو ترک کردیا جائے گا۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پاؤں ننگے ہوں' یعنی موزے یا جرابیں نہ پہنی ہوں تو بجائے مسح کرنے کے' انھیں دھونا چاہیے۔ واللّٰہ أعلم۔

(المعجم ٩٥) - بَابُ الْوُضُوءِ فِي النِّعَالِ (التحفة ٩٥)

باب: ۹۵- جوتوں سمیت وضو کرنا

١١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَمَالِكٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَأَيْتُكَ تَلْبَسُ هٰذِهِ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَتَتَوَضَّأُ فِيهَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْبَسُهَا وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا.

۱۱۷- حضرت عبید بن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ صاف چمڑے کے جوتے پہنتے ہیں اور ان میں وضو کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ پہنتے اور ان میں وضو کرتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: ① "جوتوں میں وضو" کا مطلب یہ ہے کہ اگر جوتے پہنے ہوئے ہوں اور وہ بند نہ ہوں بلکہ چپل نما ہوں جن میں وضو کیا جاسکتا ہو تو پاؤں کو دھونا ضروری ہے۔ ② [اَلنِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ] سے مراد صاف

١١٧ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين . . . الخ، ح:١٦٦، ومسلم، الحج، باب الإهلال من حيث تنبعث الراحلة، ح:١١٨٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ١/ ٣٣٣ مطولاً، والكبرٰى، ح:١١٨.

چمڑے کے جوتے ہیں۔ چمڑے کو دباغت دے کر (رنگ کر) بالوں سے مکمل صاف کرلیا جاتا ہے' اس طرح چمڑا صاف ہونے کے ساتھ ساتھ نرم بھی ہوجاتا ہے۔ یہ جوتے خوب صورت اور آرام دہ ہوتے ہیں۔

(المعجم ٩٦) - بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ (التحفة ٩٦)

باب:٩٦-موزوں پرمسح کا بیان

١١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ لَهُ: أَتَمْسَحُ؟ فَقَالَ: قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ. وَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ يُعْجِبُهُمْ قَوْلُ جَرِيرٍ، وَكَانَ إِسْلَامُ جَرِيرٍ قَبْلَ مَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ بِيَسِيرٍ.

۱۱۸-حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ انھیں کہا گیا کہ کیا آپ موزوں پر مسح کرتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو جریر کی یہ روایت بہت پسند آتی تھی کیونکہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے اسلام لائے تھے۔

فوائد ومسائل: ① موزوں پر مسح کرنا اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ شیعہ حضرات ہر حال میں ننگے پاؤں پر مسح کے قائل ہیں اور خوارج ہر حال میں پاؤں دھونے ہی کے قائل ہیں۔ اہل سنت چند شروط کے ساتھ موزوں پر مسح کے قائل وفاعل ہیں اور یہی درست ہے۔ ② بعض حضرات جو مسح کے قائل نہیں' ان کا کہنا ہے کہ موزوں کے مسح کی روایات سورۂ مائدہ کے نزول سے قبل کی ہیں کیونکہ سورۂ مائدہ میں وضو اور خصوصاً پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موزوں پر مسح کے جواز کے راوی سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور یہ نبی ﷺ کی وفات سے صرف چالیس (۴۰) دن قبل مسلمان ہوئے۔ ان کا آپ کو مسح کرتے دیکھنا قطعی دلیل ہے کہ موزوں پر مسح منسوخ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد' حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بہت خوش ہوتے تھے کیونکہ اس سے مسلک اہل سنت کی زبردست تائید ہوتی ہے' نیز یہ قرآنی حکم کے منافی بھی نہیں بلکہ قرآن مجید کے الفاظ ﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ﴾ (المآئدة٥:٦) میں أرجلكم کی ایک قراءت مجرور کی بھی ہے۔ اور علماء اس میں یہ تطبیق دیتے ہیں کہ اگر اسے مجرور پڑھا جائے تو اس کا مطلب موزوں پر مسح کرنا ہوگا۔ قرآن مجید اور سب احادیث کو ملانے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ پاؤں ننگے ہوں تو دھوئے جائیں اگر جرابوں اور موزوں میں ہوں تو ان پر مسح کیا جائے۔ اس طرح آیت وضو اور احادیث پر عمل ہوجائے گا۔ شیعہ

١١٨- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الخفاف، ح:٣٨٧، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح:٢٧٢ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح:١٢١.

اور خوارج کی بات ماننے سے بہت سی صحیح روایات کا انکار کرنا پڑتا ہے اور یہ گمراہی ہے۔

١١٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

۱۱۹- حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

١٢٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبِلَالٌ الْأَسْوَافَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ خَرَجَ قَالَ أُسَامَةُ: فَسَأَلْتُ بِلَالًا مَا صَنَعَ؟ فَقَالَ بِلَالٌ: ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ صَلَّى.

۱۲۰- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سواف میں داخل ہوئے تو آپ قضائے حاجت کے لیے گئے، پھر باہر نکلے تو اسامہ نے کہا: میں نے بلال سے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے، پھر وضو فرمایا، اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا، اپنے سر کا مسح فرمایا اور موزوں پر مسح فرمایا، پھر نماز پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① [أسواف] سے مدینہ منورہ کا حرم مراد ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہمہ وقت رسول اللہ ﷺ کے احوال معلوم کرنے کی جستجو میں لگے رہتے تھے تاکہ وہ انھیں اپنا کر دنیا وآخرت کی بھلائیاں حاصل کر سکیں۔

١١٩ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب المسح على الخفين، ح: ٢٠٤، ٢٠٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦.

١٢٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ١٥١ من حديث عبدالله بن نافع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٥، وابن حبان(موارد)، ح: ١٧٥، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٧.

١٢١- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

۱۲۱- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

١٢٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ: أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ.

۱۲۲- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے موزوں پر مسح کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

١٢٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِإِدَاوَةٍ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ

۱۲۳- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلے چنانچہ جب واپس تشریف لائے تو میں پانی کا لوٹا لے کر آپ کو ملا اور میں نے آپ کے اعضائے وضو پر پانی ڈالا تو آپ نے ہتھیلیاں دھوئیں' پھر اپنا چہرہ دھویا' پھر بازو دھونے لگے' مگر جبہ تنگ تھا' چنانچہ آپ نے دونوں ہاتھ جبے

١٢١ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب المسح على الخفين، ح: ٢٠٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨.

١٢٢ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٩.

١٢٣ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٤ عن علي بن خشرم، والبخاري، الصلاة، باب الصلاة في الجبة الشامية، ح: ٣٦٣ من حديث الأعمش به. * قوله "بنا" خطأ لأن الرسول ﷺ كان مقتديًا بعبدالرحمن بن عوف، ولعل الخطأ جاء من تدليس الأعمش، والله أعلم.

فَضَاقَتْ بِهِ الْجُبَّةُ، فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا.

کے نیچے سے نکالے اور انھیں دھویا' پھر موزوں پر مسح کیا' پھر آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔

١٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ، بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ.

۱۲۴- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ قضائے حاجت کے لیے نکلے تو مغیرہ بھی پانی کا لوٹا لے کر آپ کے ساتھ گئے۔ جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو انھوں نے اعضائے وضو پر پانی بہایا' آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔

(المعجم ٩٧) - بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٩٧)

باب:۹۷-سفر میں موزوں پر مسح کرنا

١٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَالَ: «تَخَلَّفْ يَا مُغِيرَةُ! وَامْضُوا أَيُّهَا النَّاسُ!» فَتَخَلَّفْتُ وَمَعِي إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ وَمَضَى النَّاسُ، فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ فَلَمَّا رَجَعَ ذَهَبْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ رُومِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ، فَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ يَدَهُ مِنْهَا

۱۲۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے فرمایا: ''اے مغیرہ! تم ٹھہرو۔ اور اے لوگو! تم چلو۔'' میں ٹھہر گیا اور میرے پاس پانی کا ایک لوٹا تھا اور لوگ چلے گئے' پھر اللہ کے رسول ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے جب واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کے اعضائے وضو پر پانی بہانا شروع کر دیا۔ آپ پر ایک رومی جبہ تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ آپ نے اپنا بازو آستین سے نکالنا چاہا' مگر آستین تنگ تھی تو آپ نے اپنا ہاتھ جبے کے نیچے سے نکال لیا' چنانچہ آپ نے

١٢٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، ح: ٧٩، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢.

١٢٥ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي ، ح: ١٠٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٢، ١٠٩.

فَضَاقَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ.

اپنا چہرہ اور بازو دھوئے اور سر کا مسح کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① ہر وقت باوضو رہنا مستحب ہے۔ ② غیر ملکی لباس پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ اسلامی شعائر اور ثقافت کے خلاف نہ ہو اور غیر مسلموں کی نقالی کا مظہر بھی نہ ہو۔ ③ موزوں پر مسح کے لیے شرط ہے کہ پہلے انھیں وضو کر کے پہنا ہوا ہو جیسا کہ دوسری روایات میں اس کی صراحت ملتی ہے دیکھیے: (صحیح البخاري، الوضوء، حديث: ٢٠٦ و صحيح مسلم، الطهارة، حديث: ٢٧٤)

(المعجم ٩٨) - بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ (التحفة ٩٨)

باب: ٩٨- مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت

١٢٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: رَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كُنَّا مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ.

١٢٦- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے ہمیں اجازت دی کہ جب ہم مسافر ہوں تو تین دن رات تک اپنے موزے نہ اتاریں۔ (بلکہ مسح کرتے رہیں۔)

١٢٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّهَاوِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ وَزُهَيْرٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا

١٢٧- حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم مسافر ہوں تو تین دن تک بول و براز اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتاریں بلکہ ان پر مسح کرتے رہیں مگر جنابت کی بنا پر اتارنے ہوں گے۔

١٢٦- [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، ح: ٩٦، ح: ٣٥٣٥، وابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من النوم، ح: ٤٧٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٤، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

١٢٧- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٤٥.

إِذَا كُنَّا مُسَافِرِينَ أَنْ نَمْسَحَ عَلٰى خِفَافِنَا، وَلَا نَنْزِعَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ.

فوائد ومسائل: ① موزوں پر مسح حضر اور سفر دونوں حالتوں میں جائز ہے۔ بعض لوگ اسے سفر کے ساتھ خاص کرتے ہیں لیکن اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے سفر وحضر دونوں حالتوں میں مسح کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:٣/٨٦-٩٥) ② چونکہ مسافر کو سفر میں کافی مصروفیت ہوتی ہے اس لیے اس کی مجبوری کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کے لیے مدت مسح زیادہ رکھی گئی۔ عام حالات میں مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں مسح کرنے کی اجازت ہے۔ اگر سفری مشقت زیادہ ہو، قافلے سے پیچھے رہ جانے کا اندیشہ ہو یا اگر انھیں روکا جائے تو اس وجہ سے وہ اذیت محسوس کریں، یا کوئی ایسی صورت لاحق ہو جائے کہ واقعتاً جرابوں یا موزوں کو اتارنے اور پھر وضو کرنے میں دقت یقینی ہو تو عمومی معینہ مدت سے زیادہ مدت تک بھی مسح کیا جا سکتا ہے، یہ حالتِ مجبوری میں ایک رخصت ہے۔ اس رخصت کی دلیل سنن ابن ماجہ کی صحیح حدیث ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس مصر سے آئے، انھوں نے پوچھا: تو نے کب سے یہ موزے نہیں اتارے؟ انھوں نے جواب دیا: جمعے سے جمعے تک، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے سنت طریقے کو پا لیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، الطهارة، حديث:٥٥٨) بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فتح دمشق کی خوشخبری لے کر آئے تھے۔ رہا یہ اعتراض کہ مسافر کے لیے تو تین دن رات مسح کرنے کی رخصت ہے جبکہ اس حدیث سے تو ایک ہفتے تک مسح کا جواز بلکہ ضروریات کے تحت مزید ایام کی رخصت بھی ملتی ہے تو دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق یوں ممکن ہے کہ عام حالات میں صرف اتنی ہی رخصت ہے، البتہ مذکورہ عذر کی صورت میں زیادہ دیر تک بھی مسح کیا جا سکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (تيسير الفقه الجامع للاختيارات الفقهية:١/١٥٩، والصحيحة للألباني:٦/٢٣٩) ③ مدت مسح وضو ٹوٹنے کے بعد پہلے مسح سے شمار ہوگی جیسے کہ مسح کی احادیث کے عموم سے ظاہر ہوتا ہے۔ ④ مسح وضو میں ہوگا نہ کہ غسل میں۔ اگر غسل فرض ہو جائے تو موزے اتارنے ہوں گے۔

(المعجم ٩٩) - اَلتَّوْقِيتُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُقِيمِ (التحفة ٩٩)

باب:٩٩- مقیم شخص کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت

١٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

١٢٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے

١٢٨ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين، ح:٢٧٦ عن إسحاق بن إبراهيم الحنظلي به.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ، يَعْنِي فِي الْمَسْحِ.

رسول ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات موزوں پر مسح کی مدت مقرر فرمائی۔

١٢٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ: اِئْتِ عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ يَمْسَحَ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثًا.

١٢٩-شریح بن ہانی سے منقول ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت علی کے پاس جاؤ' بلاشبہ وہ اس مسئلے کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں حضرت علی ؓ کے پاس گیا اور ان سے مسح کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ارشاد فرماتے تھے کہ مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عائشہ ؓ نے خود جواب دینے کی بجائے حضرت علی ؓ کی طرف رہنمائی فرمائی کیونکہ آپ ﷺ کا عمومی مسح گھر سے باہر ہی تھا' اس لیے حضرت عائشہ کو مسح کے مسائل سے متعلق پوری معلومات شاید نہ ہوں۔ ② مقیم سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے گھر میں ٹھہرا ہوا ہو یا سفر کے دوران میں کسی جگہ اقامت کی نیت سے رہائش اختیار کر لے۔ ③ جس مسئلے کا علم نہ ہو' اس کے متعلق اہل علم سے پوچھ لینا چاہیے۔

(المعجم ١٠٠) - صِفَةُ الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ (التحفة ١٠٠)

باب:١٠٠-وضو ٹوٹے بغیر دوبارہ وضو کرنے کا طریقہ

١٣٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

١٣٠-حضرت نزال بن سبرہ سے روایت ہے' وہ

١٢٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١، وأخرجه مسلم، ح: ٢٧٦ من حديث أبي معاوية به.

١٣٠- أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب قائمًا، ح: ٥٦١٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٣.

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ ابْنَ سَبْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ لِحَوَائِجِ النَّاسِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ أُتِيَ بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَخَذَ مِنْهُ كَفًّا فَمَسَحَ بِهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ فَضْلَهُ فَشَرِبَ قَائِمًا وَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ هٰذَا وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ، وَهٰذَا وُضُوءُ مَنْ لَّمْ يُحْدِثْ.

بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی' پھر لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ جب عصر کا وقت ہوا تو آپ کے پاس پانی کا ایک تھال لایا گیا۔ آپ نے اس سے ایک چلو پانی لیا اور اپنے چہرے' بازوؤں' سر اور پاؤں پر مل لیا' پھر بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا اور فرمایا کہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں جبکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اور یہ اس شخص کا وضو ہے جس کا پہلا وضو نہیں ٹوٹا۔

فوائد و مسائل: ① جس شخص کا وضو قائم ہے' اسے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے مگر ثواب یا صفائی کی خاطر کوئی وضو پر وضو کرنا چاہے تو کر سکتا ہے کیونکہ وضو بذاتہ گناہوں کے کفارے کا سبب بنتا ہے اور اس سے انسان کی بخشش ہوتی ہے اور یہی درست رائے ہے۔ اس بارے میں بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔ ② جس شخص کا پہلا وضو قائم ہے' اسے مکمل وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہلکا سا وضو بھی کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ دھونے اور پانی بہانے کی بجائے گیلا ہاتھ لگانا بھی کافی ہے اور ہر جگہ ہاتھ پہنچانا بھی ضروری نہیں۔ ③ اس حدیث سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز ثابت ہوتا ہے' اگرچہ افضل یہی ہے کہ بیٹھ کر پیا جائے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث: ٩٦ کے فوائد دیکھیے۔

(المعجم ١٠١) - اَلْوُضُوءُ لِكُلِّ صَلَاةٍ (التحفة ١٠١)

باب: ١٠١- ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا (مستحب ہے)

١٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِإِنَاءٍ صَغِيرٍ فَتَوَضَّأَ قُلْتُ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ؟ قَالَ:

١٣١- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کے پاس (پانی کا) ایک چھوٹا سا برتن لایا گیا اور آپ نے وضو فرمایا۔ شاگرد نے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ ہر نماز کے لیے نیا وضو فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ شاگرد نے کہا اور آپ لوگ' یعنی صحابہ بھی؟ آپ نے

١٣١ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من غير حدث، ح: ٢١٤ من حديث عمرو بن عامر به.

نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْتُمْ؟ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ مَا لَمْ نُحْدِثْ قَالَ: وَقَدْ كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ.

فرمایا: ہم تو جب تک بے وضو نہیں ہوتے تھے، نمازیں پڑھتے رہتے تھے اور ایک وضو سے کئی کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ: نبیٔ اکرم ﷺ بھی ہمیشہ ہر نماز کے لیے نیا وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی آپ سے ایک وضو کے ساتھ زیادہ نمازیں پڑھنا بھی مذکور ہے جیسا کہ آئندہ احادیث میں ہے، یعنی عموماً آپ ثواب اور صفائی کی خاطر وضو فرما لیا کرتے تھے۔

١٣٢- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا: أَلَا نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ».

۱۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ بیت الخلا سے باہر تشریف لائے اور آپ کو کھانا پیش کیا گیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ ہم آپ کے لیے وضو کا پانی نہ لائیں؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے وضو کا حکم صرف اس وقت ہے جب میں نماز کے لیے اٹھوں۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کے وقت وضو کا حکم بھی تب ہے اگر وہ بے وضو ہو یا اسے حکم استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ ② اگر ہاتھ صاف ہوں تو کھانے کے وقت دوبارہ دھونے کا اہتمام ضروری نہیں، بہتر ہے۔ ③ ہر وقت باوضو رہنا مستحب ہے مگر واجب نہیں۔

١٣٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ صَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ

۱۳۳- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے۔ جب فتح مکہ کا دن تھا تو آپ نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے ایسا کام کیا ہے جو آپ اس سے پہلے نہیں کرتے تھے۔ آپ

١٣٢_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في غسل اليدين عند الطعام، ح: ٣٧٦٠، والترمذي، الأطعمة، باب في ترك الوضوء قبل الطعام، ح: ١٨٤٧ من حديث إسماعيل ابن علية به، وقال الترمذي: "حسن [صحيح]"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٥، وله طريق آخر عند مسلم وغيره. ※ ابن أبي مليكة اسمه عبدالله.

١٣٣_ أخرجه مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، ح: ٢٧٧ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٤.

وَاحِدٍ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَعَلْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ. قَالَ: «عَمْدًا فَعَلْتُهُ يَا عُمَرُ!».

نے فرمایا: ''اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسے کیا ہے۔''

فائدہ: ''آپ اس سے پہلے نہیں کرتے تھے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات عمومی عادت کا لحاظ رکھتے ہوئے یا اپنے علم کے مطابق کہی ورنہ فتح مکہ سے قبل بھی آپ سے بعض اوقات یہ ثابت ہے، مثلاً: خیبر کے موقع پر جبکہ آپ کو ستو پیش کیے گئے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الوضوء، حديث:٢٠٩)

(المعجم ١٠٢) - بَابُ النَّضْحِ (التحفة ١٠٢)

باب:١٠٢- وضو کے بعد شرم گاہ پر پانی کے چھینٹے مارنا

١٣٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَقَالَ بِهَا هٰكَذَا، وَوَصَفَ شُعْبَةُ: نَضَحَ بِهِ فَرْجَهُ، فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ فَأَعْجَبَهُ.

١٣٤- حضرت سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب وضو فرماتے تو پانی کا ایک چلو لیتے اور اسے ایسے کرتے۔ شعبہ نے اس کا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہا: یعنی اپنی شرم گاہ پر چھڑک لیتے۔ میں نے یہ بات ابراہیم نخعی کو بتائی تو انھوں نے اسے بہت سراہا۔

قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ السُّنِّيِّ: اَلْحَكَمُ هُوَ ابْنُ سُفْيَانَ الثَّقَفِيُّ.

شیخ ابن سنی رحمہ اللہ نے کہا: (سند میں مذکور) حَکَم سے مراد حکم بن سفیان ثقفی ہیں۔ (حَکَم بن سفیان کو بعض راویوں نے سفیان بن حَکَم بھی کہا ہے۔ یہ صحابی ہیں اور ان سے صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔)

فوائد ومسائل: ① شرم گاہ پر چھینٹے مارنا وضو کا حصہ نہیں ہے، تاہم مسنون عمل ہے۔ ② اس عمل کی حکمت یہ ہوسکتی ہے کہ کبھی انسان کو کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے یہ شبہ پڑ جاتا ہے کہ پیشاب کا کوئی قطرہ نکلا ہے، ایسا انسان معذور ہے، لہٰذا اس عذر کے پیش نظر یا شبہ دور کرنے کے لیے یہ طریقہ تجویز کیا گیا کہ وضو کے بعد شرم گاہ پر چھینٹے مارے جائیں تو شبہ دور ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ ③ جس آدمی کو مندرجہ بالا صورت حال پیش آئے وہ ایسا کرلے اور جسے یہ صورت پیش نہ آئے اس کے لیے بھی چلو بھر پانی سے چھینٹے مارنا مسنون ہے کیونکہ مذکورہ

١٣٤ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الانتضاح، ح:١٦٦ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٥، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧١، ووافقه الذهبي، وانظر نيل المقصود للتحقيق إن شئت.

وجہ اور علت حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ ④ بعض محققین کا خیال ہے کہ وہ آدمی جو تندرست ہو اور سلس البول کا مریض بھی نہ ہو' اور پیشاب سے اچھی طرح فراغت کے بغیر ہی کھڑا ہو جاتا ہو' نیز اسے وضو کرنے کے بعد یا اثنائے نماز قطرہ گرنے کا یقین بھی ہو تو ایسے آدمی کو چھینٹے کفایت نہ کریں گے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیشاب سے آلودہ مقام دھوئے اور پھر وضو کر کے نماز پڑھے کیونکہ پیشاب نجس ہے' خواہ وہ قطرہ ہو یا اس سے زیادہ۔ دلائل کے اعتبار سے یہ موقف مضبوط اور راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم۔ ⑤ [تَوَضَّأَ] کے معنی ہوں گے' جب وضو سے فارغ ہوتے۔

١٣٥- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ مَنْصُورٍ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْجَرْمِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ، قَالَ أَحْمَدُ: فَنَضَحَ فَرْجَهُ.

١٣٥- حضرت حکم بن سفیان ؓ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اور اپنی شرم گاہ پر چھینٹے مارے۔

استاد احمد بن حرب نے [وَنَضَحَ فَرْجَهُ] کے بجائے [فَنَضَحَ فَرْجَهُ] کہا۔

فائدہ: مذکورہ روایت امام نسائی ؒ نے اپنے دو اساتذہ عباس بن محمد دوری اور احمد بن حرب سے بیان کی ہے جیسا کہ سند پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا الفاظ سے امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ میرے ایک استاذ نے [وَنَضَحَ فَرْجَهُ] کہا' جب کہ دوسرے استاد نے [فَنَضَحَ فَرْجَهُ] کہا۔ گویا ''واؤ'' اور ''فاء'' کا فرق ہے۔ ''فاء'' ترتیب کا تقاضا کرتی ہے' یعنی آپ ﷺ نے یہ کام وضو کی تکمیل کے بعد کیا۔ ''واؤ'' میں یہ مفہوم نہیں ہوتا۔ ایسے باریک اختلافات کو ضبط کرنا محدثین کی امانت و دیانت اور محنت شاقہ کی واضح دلیل ہے۔ رحمهم الله رحمة واسعة۔

(المعجم ١٠٣) - بَابُ الْانْتِفَاعِ بِفَضْلِ الْوُضُوءِ (التحفة ١٠٣)

باب: ١٠٣- وضو سے بچے ہوئے پانی سے فائدہ اٹھانا

١٣٦- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ

١٣٦- حضرت ابوجحیفہ سے منقول ہے' انھوں نے

١٣٥- [حسن] انظر الحديث السابق.

١٣٦- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ٤٨، انظر، ح: ١١٥.

سَيْفِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَ وَضُوئِهِ وَقَالَ: صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَمَا صَنَعْتُ.

فرمایا: میں نے حضرت علی ؓ کو دیکھا' آپ نے اعضائے وضو کو تین تین دفعہ دھویا' پھر کھڑے ہو کر وضو سے بچا ہوا پانی پیا اور فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے ہی کیا جیسے میں نے کیا۔

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ جس پانی کو وضو کرتے ہوئے ہاتھ لگا ہو' وہ پلید نہیں ہوتا' اسے استعمال کیا جا سکتا ہے حتی کہ پیا بھی جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے واضح ہے۔ ② وضو کے بعد پانی پینا کوئی سنت نہیں کیونکہ عمومی طور پر نبی ﷺ کے وضو کی روایات میں اس کا ذکر نہیں' نہ یہ وضو کا حصہ ہے' البتہ اگر کسی کو پانی پینے کی ضرورت ہو تو وہ پی سکتا ہے' نیز اگر کوئی اتباع کے جذبے سے کبھی کبھار ایسے کر لیتا ہے تو یقیناً یہ نبی اکرم ﷺ سے کمال درجے کی محبت کا اظہار ہے اور اس کی نیت اور عمل کی بنا پر اس کے لیے ثواب کی امید بھی ہے۔ إن شاء الله۔

١٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ، فَأَخْرَجَ بِلَالٌ فَضْلَ وَضُوئِهِ فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَنِلْتُ مِنْهُ شَيْئًا، وَرُكِزَتْ لَهُ الْعَنَزَةُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ وَالْحُمُرُ وَالْكِلَابُ وَالْمَرْأَةُ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ.

١٣٧- حضرت ابوجحیفہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو (مکہ کے مقام) بطحاء میں دیکھا۔ حضرت بلال ؓ آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی لے کر (خیمے سے) نکلے۔ لوگ تیزی سے ان کی طرف بھاگے۔ مجھے بھی اس میں سے کچھ پانی مل گیا۔ پھر آپ ﷺ کے لیے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا اور آپ نے (اسے سامنے رکھ کر) لوگوں کو نماز پڑھائی۔ گدھے' کتے اور عورتیں آپ کے (سترے کے) آگے سے گزرتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب مذکورہ روایت اس باب کے تحت لا کر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ماءِ مستعمل پاک ہے اور اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ماءِ مستعمل کی بابت مزید تفصیل کے لیے کتاب المیاہ کا ابتدائیہ دیکھیے۔ ② صحابۂ کرام ؓ کو رسول اللہ ﷺ سے شدید محبت تھی جس کا اظہار اس حدیث سے بھی ہے کہ صحابۂ کرام ؓ آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو اپنے جسم وغیرہ پر بطور تبرک ملتے تھے۔ یہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ آپ کے بعد قرون اولیٰ میں سے کسی سے بھی یہ نہیں ملتا کہ کسی نے کسی

١٣٧ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي . . . الخ، ح:٥٠٣/ ٢٥١، والبخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٦٦ من حديث مالك بن مغول به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٦.

صحابی یا تابعی سے بطور تبرک یہ عمل کیا ہو۔ ③ سترے کے آگے سے کسی چیز کا گزرنا نماز کے لیے نقصان دہ نہیں، سترے کے بغیر مذکورہ چیزوں کا گزرنا نقصان دہ ہے، اس لیے سترے کا اہتمام کرنا نبیٔ اکرم ﷺ کی سنت ہے اور مذکورہ چیزوں سے بچاؤ کا ایک عمدہ تحفظ بھی۔

١٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ: قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: مَرِضْتُ، فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ يَعُودَانِّي، فَوَجَدَانِي قَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوءَهُ.

١٣٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا تو اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیماری کے لیے تشریف لائے تو مجھے بے ہوش پایا۔ آپ نے وضو فرمایا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا۔

فائدہ: ظاہر تو یہ ہے کہ اس پانی سے مراد وہ پانی ہے جس سے آپ نے وضو فرمایا، گویا ماءِ مستعمل پاک ہوتا ہے، نیز اس سے بچا ہوا پانی بھی مراد ہو سکتا ہے۔

(المعجم ١٠٤) - بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ (التحفة ١٠٤)

باب:١٠٤- وضو کی فرضیت

١٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ».

١٣٩- حضرت ابوالملیح اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کوئی نماز بغیر طہارت (وضو) کے قبول نہیں فرماتا اور نہ حرام مال سے صدقہ قبول فرماتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نماز قبول نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز صحیح نہیں ہوتی، فریضہ ادا نہیں ہوتا اور ثواب بھی نہیں ہوتا، لہٰذا وضو اور جنابت کی حالت میں غسل نماز کے لیے شرط ہے۔ وضو کے بغیر نماز کا شرعاً کوئی وجود

١٣٨ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب قول الله تعالى: "يوصيكم الله في أولادكم ... الخ"، ح:٦٧٢٣، والاعتصام بالكتاب والسنة، ح:٧٣٠٩، ومسلم، الفرائض، باب ميراث الكلالة، ح:١٦١٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:١١١٣٤.

١٣٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب فرض الوضوء، ح:٥٩، وابن ماجه، الطهارة، باب لا يقبل الله صلاة بغير طهور، ح:٢٧١ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح:١٧٢، وصححه ابن حبان، ح:١٤٥، رواه شعبة عن قتادة به.

نہیں۔ ② غلول خفیہ طریقے سے خیانت کو کہتے ہیں۔ یہاں مطلق خیانت مراد ہے‘ یعنی حرام طریقے سے حاصل شدہ مال کیونکہ ہر حرام کے حصول میں کسی نہ کسی خیانت کا ارتکاب ہوتا ہے۔

(المعجم ١٠٥) - اَلْاِعْتِدَاءُ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ١٠٥)

باب:١٠٥-وضو کرتے وقت مقررہ حد سے تجاوز کرنا (منع ہے)

١٤٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوءِ، فَأَرَاهُ الْوُضُوءَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: «هٰكَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ».

١٤٠-عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے وضو کا طریقہ پوچھتا تھا۔ آپ نے اسے تین تین دفعہ اعضائے وضو دھو کر دکھائے‘ پھر فرمایا: ”وضو اس طرح ہے۔ جس نے اس سے زیادہ کیا‘ اس نے برا کیا‘ حد سے بڑھا اور ظلم کا ارتکاب کیا۔“

فائدہ: تین دفعہ دھونے سے میل کچیل دور ہو جاتا ہے‘ بشرطیکہ اچھی طرح دھوئے‘ لہٰذا اس سے زائد دھونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ پانی ضائع ہوگا۔ اسراف کی عادت پڑے گی اور طبیعت وہمی ہو جائے گی‘ البتہ اگر اعضائے وضو میں سے کوئی عضو زیادہ غبار آلود ہو یا نجاست اور غلاظت لگ گئی ہو تو چاہیے کہ وضو سے قبل ہی اسے زائل کر لیا جائے اور اچھی طرح دھو لیا جائے تاکہ وضو شروع کرنے کے بعد انسان کسی طرح بھی مذکورہ وعید کا مرتکب نہ ہو۔

(المعجم ١٠٦) - اَلْأَمْرُ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ (التحفة ١٠٦)

باب:١٠٦-وضو مکمل اور اچھی طرح کرنے کا حکم

١٤١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ

١٤١-عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ ہم

١٤٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا، ح: ١٣٥، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في القصد في الوضوء، ح: ٤٢٢ من حديث موسى بن أبي عائشة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٣، وصححه ابن خزيمة، وابن الجارود، والعسقلاني وغيرهم.

١٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في إسباغ الوضوء، ح: ٤٢٦ من حديث حماد بن زيد، وأبوداود، الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر والعصر، ح: ٨٠٨، والترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن ينزى الحمر على الخيل، ح: ١٧٠١ من حديث أبي جهضم موسى بن سالم به، وقال الترمذي: "حسن ◄◄

عَرَبِيٌّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو جَهْضَمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا خَصَّنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ إِلَّا بِثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ: فَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ، وَلَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ، وَلَا نُنْزِيَ الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں کے سوا ہمیں لوگوں سے الگ کوئی خصوصی حکم نہیں دیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم وضو مکمل اور اچھی طرح کریں، صدقہ نہ کھائیں اور گدھوں کی گھوڑیوں سے جفتی نہ کرائیں۔

فوائد ومسائل: ① صدقہ وزکاۃ کی حرمت کے علاوہ باقی مذکورہ چیزیں اہل بیت سے خاص نہیں، صرف صدقہ وزکاۃ نہ کھانے میں انھیں انفرادیت ہے۔ باقی مذکورہ مسائل محض تاکید مزید کے معنی میں ہیں۔ ② ''گدھوں کی گھوڑیوں سے جفتی نہ کرائیں۔'' کیونکہ گھوڑا نسل کے اعتبار سے اعلیٰ اور مبارک جانور ہے، اس لیے گھوڑی سے خچر حاصل کرنا اعلیٰ اور عمدہ پر ادنیٰ اور کم تر کو ترجیح دینا ہے، اس لیے پسندیدہ نہیں ہے، تاہم خچر خریدنا اور اس پر سواری کرنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو خچر کا تحفہ ملا تو آپ نے قبول فرمایا اور بارہا اس پر سواری بھی کی، نیز اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل آیت: ۸ میں خچروں کی سواری اور ان کے باعث زینت ہونے کو اپنی نعمت شمار کیا ہے۔ بعض علماء اس کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اسے بطور سواری استعمال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں ایک درجہ کراہت تو ہے مگر اس کی افزائش کا مروجہ طریقہ جائز ہے اور حدیث میں نہی حرمت کے لیے نہیں بلکہ تنزیہ کے لیے ہے، لیکن دلائل کی رو سے بہتر اور راجح موقف یہ ہے کہ اس طریقے سے اس کا حصول محل نظر ہے، البتہ خچر سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی اور رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے، نیز نبی اکرم ﷺ کے فرمان: [إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ] (مسند أحمد: ۱/۹۸، وسنن النسائي، الخيل، حديث: ۳۶۰۱) ''یہ کام بے علم لوگ کرتے ہیں۔'' سے ظاہر ہوتا ہے کہ باشعور اور اچھے لوگ یہ کام نہیں کرتے۔ گویا اس میں ایک لحاظ سے سرزنش کا پہلو ہے۔ بنابریں گدھے اور گھوڑی کی جفتی خود کرانا ممنوع ہے۔ ان میں یہ عمل از خود ہو جائے یا کوئی جاہل لوگ کریں تو ہمارے لیے ان سے پیدا ہونے والے خچر سے فائدہ اٹھانا بالکل جائز ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (معالم السنن للخطابي: ۲/۲۱، وشرح معاني الآثار للطحاوي: ۳/۲۷۳، وذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ۳/۲۳۸-۲۴۵)

◀◀ صحيح"، وهو في الكبرىٰ، ح: ۱۳۸، وله طرق عند الطحاوي وغيره.

١٤٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ».

۱۴۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وضو مکمل اور اچھی طرح کرو۔“

فائدہ: اسباغ سے مراد یہ ہے کہ اعضاء کو اچھی طرح اہتمام کے ساتھ مکمل طور پر دھویا جائے تاکہ کوئی عضو یا اس کا کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے اور بعض اوقات مشقت کے باوجود اور ناچاہتے ہوئے بھی إسباغ الوضوء کا اہتمام کرنا فضیلت کا عمل ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خطائیں مٹا دیتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: [إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ] ”مشقت کے باوجود اور ناچاہتے ہوئے بھی مکمل اور پورا وضو کرنا۔“ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطهارة، حدیث:۲۵۱)

(المعجم ١٠٧) - بَابُ الْفَضْلِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٠٧)

باب: ۱۰۷- اسباغ کی فضیلت

١٤٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ».

۱۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمھیں ان چیزوں کی خبر نہ دوں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ غلطیاں مٹاتا اور درجات بلند فرماتا ہے؟ (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ کے رسول کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا:) مشقت اور ناچاہتے ہوئے وضو مکمل اور اچھی طرح کرنا، مسجد کی طرف دور سے چل کر جانا اور نماز کے بعد اگلی نماز کا (مسجد میں بیٹھ کر) انتظار کرنا۔ یہ ہے رباط۔ یہ ہے رباط۔ یہ ہے رباط۔“

فوائد ومسائل: ① رباط سے مراد ہے دشمن کو ڈرانے کے لیے اور اس کے حملے سے بچنے کے لیے سرحد پر

١٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١١، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٧.

١٤٣ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، ح: ٢٥١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦١، والكبرٰى، ح: ١٣٩.

مسلح ہو کر تیاری کی حالت میں ٹھہرنا۔ مندرجہ بالا حدیث میں نماز کے بعد اگلی نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنے کو رباط کہا گیا ہے کیونکہ شیطان بھی تو انسان کا دشمن ہے۔ ② شیطان سے بچنے کے لیے مسجد محفوظ مورچے کی طرح ہے۔ ③ وضو کرنے اور مسجد کی طرف جانے سے شیطانی اثرات (گناہ وغیرہ) جھڑتے ہیں' پھر پچھلی نماز بھی اسلحہ کی طرح ہے جب کہ اگلی نماز کا انتظار شیطان کو ڈرانا اور اپنے آپ کو چوکنا اور محفوظ کرنا ہے' اس لیے اس فعل کو رباط سے کامل تشبیہ دی گئی ہے' نیز یہ ثواب کے لحاظ سے بھی رباط کی طرح ہے۔

(المعجم ١٠٨) - ثَوَابُ مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ (التحفة ١٠٨)

باب:۱۰۸-مسنون وضو کرنے کا ثواب

١٤٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ: أَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِلِ فَفَاتَهُمُ الْغَزْوُ فَرَابَطُوا، ثُمَّ رَجَعُوا إِلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ أَبُو أَيُّوبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ فَقَالَ عَاصِمٌ: يَا أَبَا أَيُّوبَ! فَاتَنَا الْغَزْوُ الْعَامَ وَقَدْ أُخْبِرْنَا أَنَّهُ مَنْ صَلّٰى فِي الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! أَدُلُّكَ عَلٰى أَيْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلّٰى كَمَا أُمِرَ غُفِرَ لَهُ مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ». أَكَذٰلِكَ يَا عُقْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ!.

۱۴۴- حضرت عاصم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سلاسل (ایک چشمے کا نام) کی جنگ کو گئے مگر جنگ نہ مل سکی۔ (کیونکہ عاصم اور ان کے کچھ ساتھی بعد میں پہنچے تھے' چنانچہ) وہ لوگ کچھ عرصہ محاذ پر مورچہ زن رہے (لیکن جنگ کی دوبارہ نوبت نہ آئی) پھر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئے۔ اس وقت ان کے پاس حضرت ابوایوب اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے۔ عاصم نے کہا: ابوایوب! اس سال ہم جہاد سے محروم رہ گئے' ہمیں بتلایا گیا ہے کہ جو آدمی چار مسجدوں (مسجد الحرام' مسجد نبوی' مسجد اقصیٰ اور مسجد قباء) میں نماز پڑھے' اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے! میں تجھے اس سے آسان تر کام بتاتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص وضو کرے جس طرح حکم ہے اور نماز پڑھے جیسے اسے حکم دیا گیا ہے تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

١٤٤ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في أن الصلاة كفارة، ح: ١٣٩٦ من حديث الليث ابن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦، وله شواهد.

(پھر عقبہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:) اے عقبہ! کیا ایسے ہی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

١٤٥ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ جَامِعِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانٍ أَخْبَرَ أَبَا بُرْدَةَ فِي الْمَسْجِدِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَالصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ».

۱۴۵- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اس طرح وضو مکمل کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو اس کے لیے پانچ نمازیں درمیان والے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی۔''

١٤٦ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ، أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنِ امْرِىءٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ، ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى حَتَّى يُصَلِّيَهَا».

۱۴۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو آدمی وضو کرے اور اچھی طرح کرے' پھر نماز پڑھے' اس کے لیے اگلی نماز تک کے گناہ معاف فرما دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس نماز کو پڑھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① ان احادیث کے ظاہر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان اعمال سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں' خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اور یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور عظیم قدرت کا لازمہ ہے' نیز [مِنْ عَمَلٍ] ''جونسا بھی عمل ہو'' سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن جمہور علماء نے دیگر روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا ہے کہ یہاں گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں' بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کرے۔ کبائر کی معافی کے لیے توبہ ضروری ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۱/۳۴۲' تحت حديث: ۱۵۹' و شرح مسلم للنووي: ۳/۱۴۱' تحت حديث: ۲۲۸) ② آئندہ نماز تک کے گناہوں کی معافی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

١٤٥ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، ح: ٢٣١، من حديث شعبة به.

١٤٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا، ح: ١٦٠، ومسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، ح: ٢٢٧ من حديث عروة به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٠، والكبرٰى، ح: ١٧٤.

ان پر مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔

١٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ -هُوَ ابْنُ سَعْدٍ-: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو يَحْيَى سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ وَضَمْرَةُ بْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو طَلْحَةَ نُعَيْمُ ابْنُ زِيَادٍ قَالُوا: سَمِعْنَا أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ الْوُضُوءُ؟ قَالَ: «أَمَّا الْوُضُوءُ فَإِنَّكَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَغَسَلْتَ كَفَّيْكَ فَأَنْقَيْتَهُمَا خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ بَيْنِ أَظْفَارِكَ وَأَنَامِلِكَ، فَإِذَا مَضْمَضْتَ وَاسْتَنْشَقْتَ مَنْخِرَيْكَ وَغَسَلْتَ وَجْهَكَ وَيَدَيْكَ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحْتَ رَأْسَكَ وَغَسَلْتَ رِجْلَيْكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ اغْتَسَلْتَ مِنْ عَامَّةِ خَطَايَاكَ، فَإِنْ أَنْتَ وَضَعْتَ وَجْهَكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ خَرَجْتَ مِنْ خَطَايَاكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ». قَالَ أَبُو أُمَامَةَ فَقُلْتُ: يَا عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ! أُنْظُرْ مَا تَقُولُ! أَكُلُّ هٰذَا يُعْطَى فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَدَنَا أَجَلِي وَمَا بِي مِنْ فَقْرٍ فَأَكْذِبَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَقَدْ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

١٤٧-حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وضو کیسے کیا جائے؟ (یا وضو کا مقام کیا ہے؟) آپ نے فرمایا: ''وضو کا مرتبہ یہ ہے کہ جب تو وضو میں اپنی ہتھیلیاں دھوتا ہے اور انھیں اچھی طرح صاف کرتا ہے تو تیری غلطیاں تیرے ناخنوں اور پوروں کے درمیان سے نکل جاتی ہیں' پھر جب تو کلی کرتا ہے اور اپنے نتھنوں کو صاف کرتا' اپنا چہرہ اور کہنیوں سمیت بازو دھوتا ہے' اپنے سر کا مسح کرتا ہے اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھوتا ہے تو تو اپنی اکثر غلطیوں سے دھل جاتا ہے' پھر اگر تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا چہرہ رکھے (نماز پڑھے) تو تو اپنی غلطیوں سے اس طرح نکل آتا ہے جیسے آج ہی تجھے تیری ماں نے جنا ہو۔''

ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے عمرو بن عبسہ! غور فرمائیے! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا یہ سب کچھ ایک مجلس میں مل جاتا ہے؟ وہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! تحقیق میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری موت قریب آ گئی ہے۔ میں فقیر نہیں کہ (مال حاصل کرنے کے لیے) رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولوں۔ اللہ کی قسم! یقیناً میرے

١٤٧- [إسناده صحيح] انظر، ح: ٥٧٣، وهو في الكبرى، ح: ١٧٧، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٩٤/ ٨٣٢.

کانوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے۔

(المعجم ١٠٩) - اَلْقَوْلُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوءِ (التحفة ١٠٩)

باب:١٠٩-وضو سے فارغ ہونے کے بعد کیا پڑھا جائے؟

١٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ وَ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فُتِّحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ».

١٤٨- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر یہ پڑھے: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ...... عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے چوپٹ کھول دیے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔“

فوائد و مسائل: ① بعض احادیث میں کلمۂ شہادت کے بعد یہ کلمات پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے: [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ] (جامع الترمذي، الطهارة، حديث:٥٥) ”یا اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا دے۔“ لہٰذا کلمۂ شہادت کے ساتھ ان الفاظ کو بھی پڑھنا جائز ہے لیکن وضو کے بعد دعا پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف منہ کرنا اور انگلی سے اشارہ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا اس عمل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② ”جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔“ یہ اور اس قسم کے دوسرے وعدے مشروط ہیں، یعنی بشرطیکہ اس سے کوئی ایسا کام صادر نہ ہوا ہو جو عدم مغفرت یا دخول جہنم کا لازمی سبب ہو۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١١٠) - حِلْيَةُ الْوُضُوءِ (التحفة ١١٠)

باب:١١٠-وضو کا زیور

١٤٨ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ح:٢٣٤ من حديث زيد به، وهو في الكبرٰى، ح:١٤١.

١٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ خَلَفٍ - وَهُوَ ابْنُ خَلِيفَةَ - عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَكَانَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْلُغَ إِبْطَيْهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا هٰذَا الْوُضُوءُ؟ فَقَالَ لِي: يَا بَنِي فَرُّوخَ! أَنْتُمْ هٰهُنَا، لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هٰهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوءَ سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: «تَبْلُغُ حِلْيَةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ».

١٤٩- حضرت ابوحازم سے منقول ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا اور وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے۔ وہ بازو دھو رہے تھے حتی کہ بغلوں تک پہنچ گئے۔ میں نے کہا: اے ابوہریرہ! یہ کیسا وضو ہے؟ آپ فرمانے لگے: اوفروخ کی نسل! (عجمیو!) تم یہاں ہو؟ اگر مجھے علم ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں ہرگز یہ وضو نہ کرتا۔ میں نے اپنے خلیل ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔“

فوائد ومسائل: ① یہاں زیور سے مراد حقیقی زیور ہی ہے، بعض کا قول ہے کہ یہاں زیور سے مراد نور ہے جو قیامت کے دن اس امت کے افراد کو امتیاز کے طور پر عطا کیا جائے گا، یعنی ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں نور سے چمکتے ہوں گے۔ اسی سے ان کی پہچان ہوگی۔ ② حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بازوؤں کو بغلوں تک دھونا ان کا اجتہاد ہے اور انھوں نے اپنے اس اجتہاد کی وجہ بھی ذکر کر دی کیونکہ اگر یہ عمل مسنون ہوتا تو یقیناً ان کی اس خفگی کی کوئی وجہ نہ ہوتی، اس لیے انھوں نے فرمایا: ”اگر مجھے علم ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں ہرگز یہ وضو نہ کرتا۔“ لہٰذا افضل وضو وہی ہے جو عملاً نبی اکرم ﷺ سے مختلف احادیث میں منقول ہے اور اسی پر اکتفا کرنا مستحب ہے۔ ③ فروخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام ہے جن کی اکثر نسل عجمی ہے۔ گویا کہ بنی فروخ سے مراد عجمی ہیں۔

١٥٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ فَقَالَ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

١٥٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ قبرستان کی طرف گئے اور فرمایا: ”تم پر سلامتی ہو، اے مومن لوگوں کے شہر (اے مومن لوگوں کے شہر کے باسیو!) اور یقیناً ہم ان شاء اللہ تمھیں آملیں

١٤٩ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب تبلغ الحلية حيث يبلغ الوضوء، ح: ٢٥٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٢.

١٥٠ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ٢٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨، ٢٩، والكبرٰى، ح: ١٤٣.

دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، وَدِدْتُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ إِخْوَانَنَا» قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ قَالَ: «بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانِي الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِي خَيْلٍ بُهْمٍ دُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟» قَالُوا: بَلٰى، قَالَ: «فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ».

گے۔ میری خواہش تھی کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا۔" صحابہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا: "تم تو میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے اور میں حوض کوثر پران کا پیش رو ہوں گا۔" صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپ کے بعد آئیں گے؟ آپ نے فرمایا: "بتاؤ اگر ایک آدمی کے گھوڑے سفید ماتھے اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں جبکہ دوسرے گھوڑے خالص سیاہ ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان لے گا۔" انھوں نے کہا: کیوں نہیں (ضرور پہچان لے گا۔) آپ نے فرمایا: "بلاشبہ وہ لوگ قیامت کے دن روشن چہروں اور چمکتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے اور میں حوض کوثر پران کا پیش رو ہوں گا۔"

فوائد ومسائل: ① "پیش رو" سے مراد وہ شخص ہے جو قافلے سے پہلے آگے جا کر ان کے پڑاؤ اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا ہے۔ ② آپ ﷺ کے صحابہ کا مرتبہ آپ کے بھائیوں سے بلند ہے کیونکہ بھائی تو سب امتی ہیں اور صحابہ صرف آپ کے فیض یافتہ۔ ③ یہ حدیث مسنون طریقے سے قبروں کی زیارت کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل قبور کو سلام کہنا اور ان کے لیے دعا کرنا مسنون عمل ہے۔ ④ نیک لوگوں سے ملاقات کی خواہش کرنا اور ان کی خوبیاں بیان کرنا درست ہے۔ ⑤ اس حدیث سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے اور حوض کوثر پر آپ ﷺ پیش رو ہوں گے۔ سبحان اللہ! اس امت کو یہ شرف وفضل مبارک ہو جن کے پیش رو امام کائنات ﷺ ہوں گے۔

(المعجم ١١١) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ أَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (التحفة ١١١)

باب: ۱۱۱- اس شخص کا ثواب جس نے اچھی طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں

١٥١- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۵۱- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت

١٥١ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ح:٢٣٤ من حديث زيد به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٨.

الْمَسْرُوقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ وَأَبِي عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح بہترین وضو کرے' پھر دو رکعت اس طرح پڑھے کہ دل اور چہرے کی (ظاہراً و باطناً) توجہ انھی (دو رکعت) کی طرف ہو' اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔''

فوائد و مسائل: ① وضو خوب اچھے طریقے سے کرنا چاہیے۔ ② وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور انھیں مکمل خشوع و خضوع سے ادا کرنا چاہیے کیونکہ یہ جنت واجب کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ③ جو شخص یہ عمل کرتا ہے' اس کے لیے ایمان پر موت آنے کی خوشخبری بھی ہے کیونکہ جنت میں صرف مومن جان ہی داخل ہو گی۔

(المعجم ١١٢) - بَابُ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَمَا لَا يَنْقُضُ: اَلْوُضُوءُ مِنَ الْمَذْيِ (التحفة ١١٢)

باب: ١١٢- کون سی چیزیں وضو توڑتی ہیں اور کون سی نہیں۔ مذی سے وضو کرنے کا بیان

١٥٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكَانَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ تَحْتِي فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ، فَقُلْتُ لِرَجُلٍ جَالِسٍ إِلَى جَنْبِي: سَلْهُ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «فِيهِ الْوُضُوءُ».

١٥٢- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے مذی بہت آیا کرتی تھی۔ چونکہ نبی ﷺ کی صاحب زادی میرے نکاح میں تھی' لہٰذا مجھے آپ سے یہ مسئلہ پوچھتے شرم آتی تھی' چنانچہ میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے ایک شخص سے کہا کہ آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھو۔ اس نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اس کے نکلنے سے وضو واجب ہوتا ہے (غسل نہیں۔'')

فوائد و مسائل: ① مذی وہ لیس دار پتلا سا پانی ہے جو شہوت کے وقت جوش کے بغیر شرم گاہ سے نکلتا ہے۔ بسا اوقات اس کے نکلنے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس کے نکلنے سے شہوت ختم ہوتی ہے نہ اس کے نکلنے سے غسل

١٥٢- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل المذي والوضوء منه، ح: ٢٦٩ من حديث أبي حصين به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧.

واجب ہوتا ہے۔ ② پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص حضرت مقداد رضی اللہ عنہ تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، العلم، حديث:١٣٢، وصحيح مسلم، الحيض، حديث:٣٠٣) سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو کہا کہ وہ پوچھیں۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الطهارة، حديث: ١٥٤) لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے اس مسئلے کے متعلق پوچھنے والی روایت منکر ہے۔ محفوظ روایت وہی ہے جس میں حضرت علی نے حضرت مقداد کو نبی ﷺ سے پوچھنے کا کہا ہے۔ دیکھیے: (ضعيف سنن النسائي، رقم: ١٥٤، ١٥٥) جبکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ خود پوچھا۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ ان کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے حضرت مقداد کو کہا ہوگا اور بعد میں حضرت عمار کو کہہ دیا اور پھر خود بھی پوچھ لیا ہوگا۔ لیکن جن روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خود پوچھنے کا ذکر ہے، وہ ان کے اپنے قول کے خلاف ہے جو صحیح روایات میں منقول ہے کہ میں نے خود پوچھنے میں شرم محسوس کی کیونکہ آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے حبالۂ عقد میں تھیں، لہٰذا جن راویوں نے سوال کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کی ہے، وہ اس لیے کہ اصل مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درپیش تھا اور وہ اس موقع پر حاضر تھے جیسا کہ امام عبدالرزاق نے عائش بن انس کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی، مقداد اور اسود رضی اللہ عنہم نے آپس میں مذی کا ذکر کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بہت زیادہ مذی آتی ہے، تم دونوں نبی ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کرو تو ان دونوں میں سے ایک نے پوچھا۔ اس بنا پر سوال کی نسبت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی طرف مجازی ہے، درحقیقت حضرت مقداد رضی اللہ عنہ ہی نے مسئلہ دریافت کیا تھا جیسا کہ صحیحین کی روایت سے ثابت ہے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباري:١/٤٩٣، تحت حديث:٢٦٩)

١٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ لِلْمِقْدَادِ: إِذَا بَنَى الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ فَأَمْذٰى وَلَمْ يُجَامِعْ، فَسَلِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَإِنِّي أَسْتَحِي أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ وَابْنَتُهُ تَحْتِي، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «يَغْسِلُ مَذَاكِيرَهُ وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ».

١٥٣- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا: جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے دل لگی کرے اور اسے مذی آ جائے جب کہ اس نے جماع نہیں کیا (تو وہ کیا کرے؟) آپ یہ مسئلہ نبی ﷺ سے پوچھیں کیونکہ آپ کی بیٹی میرے نکاح میں ہے، اس لیے مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت مقداد نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''وہ اپنی شرم گاہ وغیرہ دھو لے اور نماز والا وضو کر لے۔''

١٥٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المذي، ح:٢٠٨ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح:١٤٨. * جرير هو ابن عبد الحميد رحمه الله، والسند منقطع.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے، نیز اس حدیث میں بھی وہی مسئلہ بیان ہوا ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود معناً صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل، رقم: ٤٧، ١٢٥ وصحيح سنن النسائي للألباني، رقم: ١٥٣) ② [مَذَاكِيرَهُ] اس سے مراد عضو مخصوص، خصیتین اور ارد گرد کی جگہ ہے کیونکہ مذی عضو سے نکل کر ادھر ادھر لگ جاتی ہے یا اس کے لگنے کا قوی احتمال ہے، اس لیے مناسب ہے کہ عضو کے ساتھ ساتھ اطراف کو بھی دھو لے تاکہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔ خصیتین کو دھونے سے مذی بھی منقطع ہو جائے گی، یہ اضافی فائدہ ہے۔ واجب تو اتنی جگہ ہی دھونا ہے جہاں مذی لگی ہو، البتہ امام احمد رحمہ اللہ عضو مخصوص اور خصیتین کو دھونا ضروری سمجھتے ہیں، ظاہر الفاظ اسی کی تائید کرتے ہیں بلکہ ایک روایت میں خصیتین کے دھونے کا صراحتاً حکم مذکور ہے جسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطهارة، حديث: ٢٠٨) ③ اس حدیث میں سسرال کے ساتھ حسن معاشرت کا سبق دیا گیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے رشتے داروں کے سامنے اس کے ساتھ تنہائی والے معاملات کا تذکرہ نہ کرے۔

١٥٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ عَمَّارَ ابْنَ يَاسِرٍ يَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ ابْنَتِهِ عِنْدِي فَقَالَ: «يَكْفِي مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوءُ».

١٥٤- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مذی بہت آیا کرتی تھی، چنانچہ آپ ﷺ کی بیٹی کے میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلے کی بابت پوچھیں تو آپ نے فرمایا: ''اس (مذی) سے وضو کافی ہے۔''

١٥٥- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أُمَيَّةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَنَّ رَوْحَ ابْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ عَمَّارًا أَنْ يَسْأَلَ

١٥٥- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ اپنی شرم گاہ وغیرہ دھولے اور وضو کر لے۔''

١٥٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٢٠، والحميدي، ح: ٣٩ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٠، أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٩/ ٣٩١ من حديث النسائي به. * عمرو هو ابن دينار، وعطاء هو ابن أبي رباح.

١٥٥ـ [حسن] وهو في الكبرى، ح: ١٥١، والحديث السابق شاهد له.

رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ: «يَغْسِلُ مَذَاكِيرَهُ وَيَتَوَضَّأُ».

١٥٦- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ مَالِكٍ وَهُوَ ابْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ: أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ؟ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحِي أَنْ أَسْأَلَهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ».

١٥٦-حضرت مقداد بن اسود ڑٹائٹو سے روایت ہے کہ حضرت علی ڑٹائٹو نے اس سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھیں جو اپنی بیوی سے قریب ہوتا ہے تو اس سے مذی نکلتی ہے تو اس پر کیا واجب ہے؟ چونکہ آپ کی بیٹی میرے نکاح میں ہے' اس لیے مجھے یہ پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے' چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی یہ صورت حال پائے تو وہ اپنی شرم گاہ دھولے اور نماز والا وضو کرلے۔''

فوائد ومسائل: ① مذی نجس ہے لیکن اس کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ اگر اس کا نکلنا یقینی ہے اور خارج ہو چکی ہو تو مذکورہ احادیث کی روشنی میں شرم گاہ اور اردگرد کے آلودہ مقام کو دھونا ضروری ہے بلکہ بعض احادیث سے خصیتین کو دھونے کا وجوب بھی ثابت ہوتا ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٢٠٨) اور جس کپڑے کو مذی لگی ہو تو صحیح احادیث کی روشنی میں اس کے دھونے میں تخفیف ہے' یعنی متأثرہ مقام پر پانی کا ایک چلو بھر کر چھینٹے بھی مار لیے جائیں تو طہارت حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت سہل بن حنیف ڑٹائٹو نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے کپڑوں پر مذی لگنے کے متعلق پوچھا کہ اس صورت میں طہارت کیسے حاصل ہوگی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تیرے خیال میں جہاں مذی لگی ہو تو تیرے لیے چلو بھر پانی لے کر کپڑوں پر چھینٹے مار لینا کافی ہے۔'' معلوم ہوا کہ کپڑے پر لگی مذی کے ازالے کے لیے کم از کم یہ شرعی رخصت موجود ہے۔ اگر کوئی دھونا چاہے تو اس کی مرضی ہے' بہر حال مذکورہ صورت سے طہارت حاصل ہو جائے گی۔ یہی موقف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ ہر صورت میں کپڑے کو دھویا ہی جائے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الطهارة' حديث:١١٥) لیکن درست موقف امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اور اس کی حدیث سے تائید بھی ہوتی ہے۔ گویا

١٥٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المذي، ح:٢٠٧، وابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من المذي، ح:٥٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وإسناده ليس بمتصل كما قال ابن عبدالبر وغيره، وله شاهد في صحيح مسلم ،ح: ٣٠٣ وغيره، وبه صح الحديث.

احادیث میں جہاں دھونے کا حکم ہے' وہاں مراد شرمگاہ ہے اور جہاں چھینٹوں کا ذکر ہے وہاں مراد کپڑوں پر چھینٹے مارنا ہے۔ یاد رہے کہ پانی میں ہاتھ ڈبو کر کپڑے پر مارے ہوئے چھینٹے کفایت نہیں کرتے کیونکہ حدیث میں "ایک چلو" کی قید ہے۔ واللہ أعلم۔ ② بعض احادیث میں [نضح] کا لفظ ہے اگرچہ اس سے مراد دھونا اور چھینٹے مارنا' دونوں ہو سکتے ہیں لیکن چونکہ بعض روایات میں [رش] کے الفاظ بھی ہیں' اس لیے مراد یہی ہے کہ کپڑوں پر چھینٹے کافی ہیں۔ واللہ أعلم۔

١٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مُنْذِرًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ أَجْلِ فَاطِمَةَ، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «فِيهِ الْوُضُوءُ».

۱۵۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے شرم آتی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھوں' چنانچہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا تو انھوں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اس میں وضو ہے۔"

(المعجم ١١٣) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ (التحفة ١١٣)

باب: ۱۱۳- بول و براز کی وجہ سے وضو

١٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يُحَدِّثُ قَالَ: أَتَيْتُ رَجُلًا يُدْعٰى صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ فَقَعَدْتُ عَلٰى بَابِهِ فَخَرَجَ فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قُلْتُ: أَطْلُبُ الْعِلْمَ، قَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ فَقَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ

۱۵۸- حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک آدمی کے پاس گیا جنھیں صفوان بن عسال کہا جاتا تھا۔ میں (انتظار میں) ان کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ آپ باہر تشریف لائے تو پوچھا: کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا: طلب علم کے لیے۔ انھوں نے فرمایا: فرشتے طالب علم کے طلب علم پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے پر جھکاتے ہیں۔ پھر انھوں نے پوچھا: تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے

١٥٧- أخرجه البخاري، العلم، باب من استحيا فأمر غيره بالسؤال، ح: ١٣٢، ومسلم، الحيض، باب المذي، ح: ٣٠٣/ ١٨ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٩.

١٥٨- [حسن] تقدم، ح: ١٢٧ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٦.

تَسْأَلُ؟ قُلْتُ: عَنِ الْخُفَّيْنِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ أَمَرَنَا أَنْ لَّا نَنْزِعَهُ ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

کہا: موزوں کے بارے میں۔ انھوں نے فرمایا: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (کسی سفر میں) ہوتے تھے تو آپ ہمیں فرماتے تھے کہ ہم تین دن تک پیشاب یا پاخانے اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتاریں لیکن جنابت کی وجہ سے اتارنے ہوں گے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب' پاخانے اور نیند کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' نیا کرنا پڑے گا' ورنہ موزے اتارنے کے ذکر کا کوئی فائدہ نہیں۔ ② بعض کا کہنا ہے کہ فرشتوں کے پر جھکانے سے مراد تعظیم واحترام ہے' جیسے قرآن مجید میں ہے: ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ (بنیٓ اسرآء یل ۱۷:۲۴) ''اور ان دونوں (والدین) کے لیے نیازمندی سے عاجزی کا بازو جھکائے رکھ۔'' واللہ أعلم۔ ③ اس حدیث میں طالب علم کا شرف ومرتبہ بھی بیان ہوا ہے کہ فرشتے اس کے لیے پَر بچھاتے ہیں۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم سے سوال پوچھنے کے لیے ان کا ادب واحترام ملحوظ رکھنا ضروری ہے' اس لیے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

(المعجم ١١٤) - اَلْوُضُوءُ مِنَ الْغَائِطِ (التحفة ١١٤)

باب:۱۱۴- قضائے حاجت کی وجہ سے (بھی) وضو (واجب ہوتا ہے)

١٥٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ قَالَ: قَالَ صَفْوَانُ بْنُ عَسَّالٍ: كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ أَمَرَنَا أَنْ لَّا نَنْزِعَهُ ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

۱۵۹- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے تو آپ ہمیں ارشاد فرماتے تھے کہ ہم تین دن تک پیشاب' پاخانے اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتاریں' لیکن جنابت کی وجہ سے اتارنا پڑیں گے۔

(المعجم ١١٥) - اَلْوُضُوءُ مِنَ الرِّيحِ (التحفة ١١٥)

باب:۱۱۵- ہوا (خارج ہونے) کی وجہ سے وضو

١٥٩_[إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

١٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُسَيَّبِ - وَعَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ - وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ - قَالَ: شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: «لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَجِدَ رِيحًا أَوْ يَسْمَعَ صَوْتًا».

١٦٠- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس اس آدمی کا مسئلہ پیش کیا گیا' جو نماز کے دوران میں کوئی چیز محسوس کرے (اسے شک پڑے کہ ہوا خارج ہوئی ہے تو کیا کرے؟) تو آپ نے فرمایا: "وہ نماز سے نہ نکلے حتی کہ بو پائے یا (ہوا نکلنے کی) آواز سنے۔"

فوائد ومسائل: ① اگر نماز کے دوران میں ہوا نکلنے کا شبہ پڑے تو محض وہم اور شک کی بنیاد پر نماز سے نہیں نکلنا چاہیے جب تک یقین نہ ہو جائے کہ ہوا خارج ہوئی ہے کیونکہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ اشیاء اپنی اصل ہی پر رہتی ہیں جب تک اس کے برعکس کا یقین نہ ہو۔ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ (الأشباه والنظائر) ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہوا نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تبھی تو نماز سے نکلنے کا کہا گیا ہے۔ ③ اگر کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کے متعلق پوچھنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جس قسم کا مسئلہ درپیش ہوتا' وہ فوراً رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے تھے۔

(المعجم ١١٦) - اَلْوُضُوءُ مِنَ النَّوْمِ (التحفة ١١٦)

باب: ١١٦- نیند کی وجہ سے وضو

١٦١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا ثَلَاثَ

١٦١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتی کہ پہلے اس پر تین دفعہ پانی ڈال کر دھولے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں بسر کی۔ (رات بھر کہاں کہاں لگتا رہا ہے۔")

١٦٠ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، ح: ١٣٧، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك . . . الخ، ح: ٣٦١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٢ رواية محمد بن منصور فقط.

١٦١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١، وهو في الكبرى، ح: ١٥٣ رواية إسماعيل بن مسعود فقط.

مَرَّاتٍ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ».

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تبھی تو جاگنے کے بعد پانی کے برتن کا ذکر ہے۔ ② نیند سے اس بنا پر وضو ٹوٹتا ہے کہ اس میں جسم سے ہوا خارج ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے اور سونے والے کو اس کا پتا نہیں چلتا' اسی طرح اگر اونگھ اس درجہ غالب ہو کہ شعور وادراک ہی ختم ہو جائے تو یہ بھی نیند ہے اور مطلق نیند ناقض وضو ہے' خواہ جس حالت میں بھی آ جائے کیونکہ مطلق نیند آنے پر وضو کے ٹوٹنے کی احادیث موجود ہیں۔ لیکن اگر نیند میں حواس قائم ہوں' شعور زندہ ہو تو ہماری زبان میں اسے اونگھ کہتے ہیں' یہ کسی بھی حالت میں آ جائے' وضو نہیں ٹوٹتا۔ والله أعلم۔

(المعجم ١١٧) - بَابُ النُّعَاسِ (التحفة ١١٧)

باب: ١١٧- اونگھ کا بیان

١٦٢- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا نَعَسَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَنْصَرِفْ، لَعَلَّهُ يَدْعُو عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ لَا يَدْرِي».

١٦٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی شخص کو نماز میں اونگھ آنے لگے تو وہ نماز چھوڑ کر پلٹ جائے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ انجانے میں اپنے آپ کو بددعا دے بیٹھے۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اونگھ وضو کو نہیں توڑتی کیونکہ نبی ﷺ نے نماز چھوڑنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ ہوسکتا ہے' نمازی اپنے آپ کو بے خیالی کی حالت میں بددعا دے بیٹھے' یہ نہیں کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے' نیز اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ اونگھ آتے ہی نماز چھوڑ دے بلکہ نماز مختصر کر کے نماز سے فارغ ہو اور پھر لیٹ جائے' البتہ اگر نیند کا غلبہ اتنا زیادہ ہو کہ دعائیں اور سورتیں پڑھنی مشکل ہوں تو نماز چھوڑ کر پہلے نیند پوری کرے' پھر نماز پڑھے۔ حدیث سے یہی صورت معلوم ہوتی ہے۔ والله أعلم۔ ② اس حدیث مبارکہ میں عبادت کے دوران میں حضور قلب اور خشوع وخضوع کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

(المعجم ١١٨) - اَلْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ (التحفة ١١٨)

باب: ١١٨- عضو مخصوص کو چھونے سے وضو (ٹوٹ جاتا ہے)

١٦٢- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم ومن لم ير ... الخ، ح: ٢١٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته ... الخ، ح: ٧٨٦ من حديث هشام به مطولاً. وهو في الكبرى، ح: ١٥٤، وأخرجه ابن خزيمة، ح: ٩٠٧ عن بشر بن هلال به.

١٦٣- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح: وَالْحَارِثُ ابْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ [بْنِ مُحَمَّدِ] بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَذَكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوءُ، فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا عَلِمْتُ ذٰلِكَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

۱۶۳-حضرت عروہ بن زبیر سے مروی ہے انھوں نے کہا: میں مروان بن حکم کے پاس گیا' چنانچہ ہم نے آپس میں ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے وضو واجب ہوتا ہے۔ مروان نے کہا: شرم گاہ کو چھونے سے بھی وضو واجب ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا: مجھے تو اس بات کا علم نہیں۔ مروان نے کہا: مجھے حضرت بسرہ بنت صفوان ؓ نے بتایا کہ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی شرم گاہ (عضو) کو چھو بیٹھے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''

فائدہ: عضو مخصوص یا شرم گاہ کی نوعیت ایسی نہیں ہے کہ اس جگہ ہاتھ لگانے کے بعد اس ہاتھ کو کھانے یا قراءت قرآن یا نماز کے لیے استعمال کیا جائے۔ ایسا کرنا فطرت سلیمہ کے خلاف ہے' اس لیے ضروری ہے کہ ہاتھ لگنے کے بعد وضو کیا جائے' بشرطیکہ کپڑے کے بغیر ہاتھ لگے۔ بعض حضرات نے شہوت اور غیر شہوت میں فرق کیا ہے' یعنی اگر کپڑے کے اوپر سے شہوت کی حالت ہاتھ لگائے' تب وضو ٹوٹتا ہے جبکہ جمہور اہل علم کے نزدیک اگر کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر کپڑے وغیرہ کے بغیر ننگے عضو پر ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن احناف کسی صورت میں بھی وضو کے قائل نہیں۔ ان کی دلیل آگے (حدیث:١٦٥) آرہی ہے۔

١٦٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

۱۶۴-حضرت عروہ بن زبیر سے منقول ہے' انھوں نے کہا: مروان نے مدینے کی امارت (گورنری) کے

١٦٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، ح: ١٨١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٢، والكبرى، ح: ١٥٩ رواية هارون فقط، وله طرق عند الترمذي، ح: ٨٢، ٨٤، وابن ماجه، ح: ٤٧٩ وغيرهما، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

١٦٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: ذَكَرَ مَرْوَانُ فِي إِمَارَتِهِ عَلَى الْمَدِينَةِ أَنَّهُ يَتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ إِذَا أَفْضَى إِلَيْهِ الرَّجُلُ بِيَدِهِ، فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ وَقُلْتُ: لَا وُضُوءَ عَلَى مَنْ مَسَّهُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ مَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَيُتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ» قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمْ أَزَلْ أُمَارِي مَرْوَانَ حَتَّى دَعَا رَجُلًا مِنْ حَرَسِهِ فَأَرْسَلَهُ إِلَى بُسْرَةَ فَسَأَلَهَا عَمَّا حَدَّثَتْ مَرْوَانَ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بُسْرَةُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْهَا مَرْوَانُ.

دوران میں ذکر کیا کہ جب آدمی اپنا ہاتھ عضو مخصوص کو لگائے تو اسے اس کے بعد وضو کرنا چاہیے۔ میں نے اس کا انکار کیا اور کہا: جس نے اپنے عضو مخصوص کو ہاتھ لگایا اس پر کوئی وضو نہیں ہے۔ تو مروان نے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوان ؓ نے بیان کیا کہ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ان چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا جن سے وضو کرنا پڑتا ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عضو مخصوص کو چھونے سے بھی وضو کرے۔'' عروہ نے کہا کہ میں مروان سے بحث کرتا رہا حتی کہ اس نے اپنے محافظ دستے سے ایک آدمی بلایا اور اسے بسرہ کے پاس بھیجا۔ اس نے ان سے اس روایت کے بارے میں سوال کیا جو انھوں نے مروان کو بیان کی تھی تو حضرت بسرہ ؓ نے وہی روایت سنا کر بھیجا جو مروان نے مجھے ان کے نام سے بیان کی تھی۔

فوائد ومسائل: ① [أَفْضَى إِلَيْهِ بِيَدِهِ] کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مس ذکر سے وضو واجب ہوتا ہے' بشرطیکہ ہاتھ اور عضو تناسل دونوں ننگے ہوں۔ ② مروان حضرت معاویہ ؓ کے دور میں مدینے کے گورنر تھے' علمی شخصیت تھے' محدثین کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ عمر کے لحاظ سے بعض صحابہ کے برابر تھے مگر طائف میں رہنے کی وجہ سے روایت کا شرف حاصل کرنے سے محروم رہے۔ یزید کی وفات کے بعد خلیفہ بھی بنے بلکہ بنوامیہ کے دور خلافت کے خاتمے تک ان کی اولاد ہی خلافت کرتی رہی۔ چونکہ یہ سیاست میں آ گئے تھے' اس لیے متنازعہ شخصیت بن گئے۔

(المعجم ١١٩) - بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ ذٰلِكَ (التحفة ١١٩)

باب:۱۱۴-عضو مخصوص کو چھونے سے وضو نہ کرنا

١٦٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ مُلَازِمِ بْنِ

۱۶۵-حضرت طلق بن علی ؓ سے روایت ہے

١٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ماجاء في] ترك الوضوء من مس الذكر، ح:٨٥ عن هناد، وأبوداود، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح:١٨٢ من حديث ملازم بن عمرو به، وهو في الكبرٰى◄

عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: خَرَجْنَا وَفْدًا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَرَى فِي رَجُلٍ مَسَّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْكَ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْكَ».

انھوں نے کہا: ہم وفد کی صورت میں اپنے علاقے سے نکلے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے چنانچہ ہم نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز ختم ہونے کے بعد ایک بدوی سا آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے جو نماز میں اپنے عضو تناسل کو چھو بیٹھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ بھی تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے۔''

فوائد ومسائل: ① روایت کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ شرم گاہ چھونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ احناف نے اسی روایت کو دلیل بنا کر مس ذکر کو نواقض میں شمار نہیں کیا مگر یہ روایت بہت پہلے کی ہے کیونکہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ آئے تو مسجد نبوی تعمیر ہو رہی تھی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان سے گارا بنانے کی خدمت بھی لی تھی۔ گویا یہ روایت ہجرت کے پہلے سال کی ہے اور بسرہ کی روایت بہت بعد کی ہے کیونکہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ والے سال ۸ ہجری کو اسلام قبول کیا تھا' نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر کے سال ۷ ہجری کو اسلام لائے ہیں' وہ بھی شرم گاہ چھونے سے وضو ٹوٹنے کا ذکر کرتے ہیں۔ بنا بریں دلائل کے اعتبار سے یہی موقف راجح ہے کہ اگر کپڑے کے بغیر شرم گاہ کو چھویا جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ۲/۳۳۳) علامہ صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت بسرہ والی روایت کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے جنھیں سترہ (۱۷) صحابہ بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک راوی طلق بن علی بھی ہیں جن سے شرم گاہ چھونے سے وضو نہ ٹوٹنے کی روایت منقول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ۳/۳۶۲-۳۷۲' تحت حديث: ۱۶۴) ② مرد اور عورت اس حکم میں برابر ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو مرد اور عورت اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے' اسے چاہیے کہ وضو کرے۔'' (مسند أحمد: ۲/۳۳۳) ③ اس مسئلے میں اگلی اور پچھلی شرم گاہ کا ایک ہی حکم ہے۔ ④ اپنی شرم گاہ کی طرح دوسرے کی شرم کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ⑤ عورتیں گھروں میں بچوں کو استنجا وغیرہ کراتی ہیں تو اس کے متعلق یہی موقف راجح ہے کہ اسے بھی ناقض وضو شمار

ح: ١٦٠، وصححه الفلاس، وابن حبان، والطبراني وغيرهم، وهذا الحديث منسوخ كما حققه الإمام ابن حبان، لأن طلق بن علي كان قدومه على النبي ﷺ أول سنة من سني الهجرة، انظر الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان: ٢/٢٢٤، ح: ١١١٩.

کیا جائے۔تفصیل کے لیے دیکھیے:(المجموع:۲/۳۰، والمغني:۱/۲۴۴)

(المعجم ١٢٠) - تَرْكُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ (التحفة ١٢٠)

باب:۱۲۰-آدمی اپنی عورت کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگائے تو وضو واجب نہیں

١٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيُصَلِّي وَإِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ، حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ مَسَّنِي بِرِجْلِهِ.

۱۶۶-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور میں آپ کے سامنے اس طرح لیٹی ہوتی جیسے جنازہ ہوتا ہے حتی کہ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے پاؤں لگا کر جگا دیتے۔

١٦٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ [قَالَتْ]: لَقَدْ رَأَيْتُمُونِي مُعْتَرِضَةً بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِي فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ ثُمَّ يَسْجُدُ.

۱۶۷-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (یوں سمجھو کہ)تم مجھے دیکھ رہے ہو کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی اور اللہ کے رسول نماز پڑھتے ہوتے۔ جب آپ سجدہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو میرا پاؤں ہاتھ سے دباتے، میں پاؤں سکیڑ لیتی، پھر آپ سجدہ فرماتے۔

١٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ

۱۶۸-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں

١٦٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٥٩ من حديث الليث بن سعد به، وأخرجه مسلم، ح: ٧٤٤/ ١٣٥ من حديث القاسم بن محمد به، وانظر الحديث الآتي.

١٦٧ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب هل يغمز الرجل امرأته عند السجود لكي يسجد؟، ح: ٥١٩ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٧.

١٦٨ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الفراش، ح: ٣٨٢، ومسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٥١٢/ ٢٧٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١١٧، والكبرٰى، ح: ١٥٦.

قَالَتْ : كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ.

آپ کے قبلے میں ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ فرماتے تو میرے پاؤں دبا دیتے۔ میں انھیں سکیڑ لیتی۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو پھر بچھا لیتی۔ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

١٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَنُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَجَعَلْتُ أَطْلُبُهُ بِيَدِي فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

١٦٩-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے نبی ﷺ کو اپنے ساتھ نہ پایا تو میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا، چنانچہ میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کو لگا جو سیدھے کھڑے تھے، جب کہ آپ سجدے میں تھے اور پڑھ رہے تھے: [أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ...... أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ] ”(اے اللہ!) میں تیرے غصے سے (بچنے کے لیے) تیری رضا مندی اور تیری سزا سے (بچنے کے لیے) تیری معافی کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اور تیرے غضب سے (بچنے کے لیے) تیری رحمت کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری پوری تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا چاروں احادیث باب کے مضمون پر دلالت کرتی ہیں، یعنی آپ ﷺ نے ضرورت کے پیش نظر نماز کے دوران میں حضرت عائشہ ؓ کو چھوا اور نماز پڑھتے رہے، گویا وضو نہ ٹوٹا۔ چوتھی حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ نے آپ ﷺ کو چھوا اور نماز میں کوئی فرق نہ پڑا۔ ② یہ باب قائم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض فقہاء، مثلاً: امام شافعی ؒ اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ذخیرۂ حدیث میں ہے تو کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس میں عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹنے کا صراحتاً یا اشارتاً ذکر ہو بلکہ اس کے خلاف بہت ساری احادیث ہیں، البتہ قرآن مجید کی ایک آیت کے الفاظ: ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ (المآئدۃ ٥:٦) سے استدلال کیا جاتا ہے مگر یہ استدلال عقلاً اور نقلاً بعید ہے۔ یہاں یہ الفاظ جماع کا

١٦٩- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، ح: ٤٨٦ من حديث أبي أسامة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٨.

مفہوم مراد لینے کے لیے آئے ہیں نہ کہ مطلق چھونے کے لیے' نیز یہ معنی مراد لینے سے ان تمام احادیث کی دوراز کار تاویلیں کرنی پڑیں گی یا انھیں چھوڑنا پڑے گا۔ دونوں صورتیں اچھی نہیں۔ ③ امام نسائی ؒ کے باب اور احادیث سے واضح ہے کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا' چاہے شہوت سے ہو (جیسا کہ اگلے باب میں وضاحت ہے) یا بغیر شہوت کے جیسا کہ اس باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ④ ان روایات سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے لیٹا ہوا ہونا' خواہ اس کی بیوی ہی ہو کوئی حرج والی بات نہیں' البتہ نمازی کے آگے سے گزرنا ایک الگ چیز ہے' اس سے نمازی کے خشوع میں فرق پڑے گا اور گزرنے والا سخت گناہ گار ہوگا۔ ⑤ سجدے میں پاؤں گاڑنا (سیدھے کھڑے رکھنا) مستحب ہے۔ ⑥ سجدے میں دعا کرنا مستحب عمل ہے کیونکہ یہ قبولیت دعا کی حالت ہے۔ ⑦ اللہ تعالیٰ کے غصے اور اس کے عذاب سے پناہ مانگتے رہنی چاہیے۔ ⑧ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی بیان کرتے ہوئے مخلوق کا اس کی کما حقہ تعریف کرنے سے عاجزی کا اعتراف کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ١٢١) - بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ (التحفة ١٢١)

باب:١٢١- بوسہ دینے کے بعد وضو نہ کرنا

١٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو رَوْقٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ.

•١٧٠- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ اپنی بعض بیویوں کو بوسہ دیتے' پھر نماز پڑھتے اور نیا وضو نہ فرماتے تھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَيْسَ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثٌ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ وَإِنْ كَانَ مُرْسَلًا، وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس مسئلے میں اس سے بہتر کوئی روایت نہیں' اگرچہ اس کی سند مرسل (منقطع) ہے (کیونکہ ابراہیم تیمی کا حضرت عائشہ ؓ سے سماع ثابت نہیں ہے۔) اعمش نے اس حدیث کو حبیب بن ابی ثابت عن عروہ عن عائشہ کی سند سے بیان

١٧٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء من القبلة، ح:١٧٨ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:١٥٥، وله شاهد عند البزار، وإسناده حسن، وله طرق أخرى عند الترمذي، ح:٨٦، وابن ماجه، ح:٥٠٢ وغيرهما.

کیا ہے۔

قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ: حَدِيثُ حَبِيبٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ هٰذَا وَحَدِيثُ حَبِيبٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ: تُصَلِّي وَإِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَى الْحَصِيرِ لَا شَيْءَ.

یحیٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت اور اسی سند (حبیب عن عروہ عن عائشہ) سے منقول ایک اور روایت: ''استحاضہ والی عورت نماز پڑھتی رہے اگرچہ خون چٹائی پر گرتا ہو۔'' دونوں غیر معتبر ہیں۔

فوائد و مسائل: ① ''مرسل (منقطع) ہے۔'' امام نسائی رحمہ اللہ نے اگرچہ اس حدیث کو منقطع قرار دیا ہے، مگر دارقطنی وغیرہ میں یہ روایت متصل سند سے بھی مروی ہے، لہٰذا یہ حدیث حجت ہے۔ ② ''دونوں غیر معتبر ہیں۔'' کیونکہ حبیب کا عروہ سے سماع ثابت نہیں۔ امام ترمذی اور امام بخاری رحمہما اللہ کا یہی خیال ہے۔ لیکن امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس سند کو صحیح قرار دیا ہے، نیز اس حدیث کے شواہد بھی موجود ہیں، اس لیے یہ حدیث قابل استدلال ہے۔ ③ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ مذی نہ نکلے۔ ④ بعض بیویوں سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني: ١/١٣٧)

(المعجم ١٢٢) - بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ (التحفة ١٢٢)

باب: ١٢٢- آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو

١٧١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَارِظٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

١٧١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرو۔''

١٧٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

١٧٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

١٧١ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب الوضوء مما مست النار، ح: ٣٥٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٠.

١٧٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٩.

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔''

١٧٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَكَلْتُ أَثْوَارَ أَقِطٍ فَتَوَضَّأْتُ مِنْهَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

۱۷۳-عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد کی چھت پر وضو کرتے دیکھا' انھوں نے فرمایا: میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے تھے' اس لیے میں نے وضو کیا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرنے کا حکم دیتے سنا ہے۔

١٧٤- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ

۱۷۴-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کیا میں اس کھانے کی وجہ سے وضو کروں جسے میں اللہ کی کتاب میں حلال پاتا ہوں' صرف اس بنا پر کہ وہ آگ پر پکا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سی کنکریاں جمع کیں اور فرمایا: میں ان کنکریوں کی تعداد

١٧٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

١٧٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٩ عن عبدالصمد به، والسند منقطع، وله شواهد عند ابن ماجه، ح: ٤٨٥، والترمذي وغيرهما، وأخرج أحمد: ١/ ٣٦٦ بإسناد صحيح عن ابن عباس قال لأبي هريرة: "ما أبالي مما توضأت، أشهد لرأيت رسول الله ﷺ أكل كتف لحم ثم قام إلى الصـ ... ـوضأ" فالكل عنده حجة والكل معذور.

الْمُطَّلِبَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَأَتَوَضَّأُ مِنْ طَعَامٍ أَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللهِ حَلَالًا لِأَنَّ النَّارَ مَسَّتْهُ؟ فَجَمَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَصًى فَقَالَ: أَشْهَدُ عَدَدَ هٰذَا الْحَصٰى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

کے برابر گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔''

١٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

١٧٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔''

١٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ مُحَمَّدٌ: الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ».

١٧٦-حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔''

١٧٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ:

١٧٧-حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔''

١٧٥_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٣، وللحديث شواهد كثيرة.

١٧٦_[صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٢٨ من حديث شعبة به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٢، وانظر الحديث السابق لأنه شاهد له.

١٧٧_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٨١ من حديث عبيدالله بن سعيد فقط.

سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ جَعْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ».

١٧٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا أَنْضَجَتِ النَّارُ».

۱۷۸-حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر اس چیز (کے کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے پکایا ہو۔“

١٧٩- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۱۷۹-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ہر اس چیز (کے کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے پکایا ہو۔“

١٨٠- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۸۰-ابوسفیان بن سعید بن اخنس بن شریق نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ تھیں۔ انھوں نے ان کو ستو

١٧٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٢٨ من حديث شعبة به. * ابن أبي طلحة لعله عبدالله، ولد في عهد النبي ﷺ، ووثقه ابن سعد.

١٧٩ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب الوضوء مما مست النار، ح: ٣٥١ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٥.

١٨٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب التشديد في ذلك، ح: ١٩٥ من حديث أبي سلمة به، وأشار إلى حديث الزهري، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦.

أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْأَخْنَسِ بْنِ شَرِيقٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ خَالَتُهُ فَسَقَتْهُ سَوِيقًا ثُمَّ قَالَتْ لَهُ: تَوَضَّأْ يَا ابْنَ أُخْتِي! فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

پلائے' پھر فرمایا: اے بھانجے! وضو کرو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "ہر اس چیز (کے کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے پکایا ہو۔"

١٨١- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْأَخْنَسِ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَهُ: وَشَرِبَ سَوِيقًا يَا ابْنَ أُخْتِي! تَوَضَّأْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

١٨١-ابوسفیان بن سعید بن اخنس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے اس سے کہا' جب کہ اس نے ستو پیے تھے: اے بھانجے! وضو کر کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کرو۔"

فائدہ: مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا چاہیے مگر اس حکم کو وجوب پر محمول کرنا مشکل ہے کیونکہ وضو تو کسی پلید چیز نکلنے سے ٹوٹتا ہے نہ کہ پاک چیز کھانے سے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۷۴ میں حضرت ابن عباس ؓ نے اشکال ظاہر فرمایا ہے' لہٰذا ان احادیث کو یا تو استحباب پر محمول کیا جائے گا یا یہ حکم منسوخ ہے جیسا کہ آئندہ باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع دور میں آپ نے یہ حکم دیا تھا بعد میں آپ نے خود ہی اس حکم پر عمل نہیں کیا۔ (دیکھیے: حدیث: ۱۸۵) اور صحابۂ کرام ؓ نے بھی اس پر عمل چھوڑ دیا اور یہی جمہور فقہاء ومحدثین کا مسلک ہے اور یہی راجح ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٢٣) - بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ (التحفة ١٢٣)

باب:۱۲۳-آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو نہ کرنا

١٨١-[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

١٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفًا [فَجَاءَهُ بِلَالٌ] فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً.

۱۸۲- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کندھے کا گوشت کھایا' پھر آپ کے پاس بلال آئے تو آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے اور پانی کو چھوا تک نہیں۔

١٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَحَدَّثَتْنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ، وَحَدَّثَنَا مَعَ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّهَا قَرَّبَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۸۳- حضرت ام سلمہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھی) صبح کے وقت احتلام نہیں بلکہ جماع سے جنبی ہوتے تھے' پھر (اسی طرح) روزہ رکھ لیتے تھے۔ اور اس حدیث کے ساتھ انھوں نے ہمیں یہ حدیث بھی بیان کی کہ ایک دفعہ انھوں نے نبی ﷺ کو پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا' آپ نے اس میں سے کچھ کھایا' پھر نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو نہیں فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① احتلام یا جماع کی بنا پر جنابت کسی بھی وقت ہو سکتی ہے' اس لیے شریعت نے گنجائش رکھی ہے کہ اگر کسی کو یہ صورت حال پیش آ گئی اور وہ روزہ رکھنا چاہتا ہے' غسل کا وقت نہیں' اگر غسل کرتا ہے تو سحری رہ جائے گی تو اسے اجازت ہے کہ اسی طرح روزہ رکھ لے اور بعد میں نماز سے پہلے نہا لے۔ اگر روزے کے دوران میں بھی کسی کو احتلام ہو جائے تو روزے کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ② [لَمْ يَمَسَّ مَاءً] ظاہر معنی بھی مراد ہو سکتا ہے۔ گویا کلی بھی نہیں کی کیونکہ کلی فرض نہیں اور ممکن ہے کہ یہ کنایہ ہو وضو نہ کرنے سے' یہی بات واضح ہے۔

١٨٢ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ٤٩١ من حديث جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧.

١٨٣ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، ح: ١١٠٩ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩.

١٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۸۴-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے روٹی اور گوشت کھایا' پھر نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو نہیں فرمایا۔

١٨٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

۱۸۵-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان دو کاموں میں سے اللہ کے رسول ﷺ کا آخری کام یہ تھا کہ آپ آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو نہیں فرماتے تھے۔

فائدہ: دو کاموں سے مراد آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا اور نہ کرنا ہے' گویا وضو کرنے کا حکم منسوخ ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی طرف اشارہ کر رہی ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے بعد مدینہ آئے تھے۔

(المعجم ١٢٤) - اَلْمَضْمَضَةُ مِنَ السَّوِيقِ (التحفة ١٢٤)

باب:۱۲۴-ستو کھانے کے بعد کلی کرنا

١٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ

۱۸۶-حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (سوید) غزوۂ خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے حتی کہ جب لشکر صہباء میں پہنچا' اور وہ خیبر

١٨٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦٦ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠، وانظر الحديث السابق.

١٨٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في ترك الوضوء مما مست النار، ح: ١٩٢ من حديث علي ابن عياش به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما.

١٨٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضمض من السويق ولم يتوضأ، ح: ٢٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٦، والكبرٰى، ح: ١٩١.

قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ - وَهُوَ ابْنُ أَنَسٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ - وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ - صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَتَمَضْمَضَ وَتَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

سے قریب ترین علاقہ ہے' تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی' پھر آپ نے اپنا اپنا زادِ راہ لانے کا حکم دیا تو صرف ستو ہی لائے گئے' آپ نے حکم دیا تو ستو پانی میں بھگوئے گئے' پھر آپ نے کھائے اور ہم نے بھی کھائے' پھر آپ مغرب کی نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے صرف کلی کی اور ہم نے بھی کلی ہی کی' پھر آپ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① چونکہ ستو منہ میں رہ جاتے ہیں۔ کلی کے بغیر منہ صاف نہیں ہوتا' لہٰذا اس کے بعد کلی کر لینی چاہیے تاکہ منہ صاف ہو جائے اور نماز کی ادائیگی میں خلل نہ پڑے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا ضروری نہیں۔ ③ سفر میں زادِ راہ لینا توکل کے منافی نہیں۔ ④ ایک وضو سے ایک سے زیادہ نمازیں پڑھنا درست ہے۔

(المعجم ١٢٥) - اَلْمَضْمَضَةُ مِنَ اللَّبَنِ (التحفة ١٢٥)

باب: ۱۲۵- دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

١٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ لَهُ دَسَمًا».

۱۸۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دودھ پیا' پھر پانی منگوایا اور کلی کی' پھر آپ نے فرمایا: "تحقیق اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔"

فائدہ: دودھ کے اثرات خصوصاً چکناہٹ اور مٹھاس منہ میں رہ جاتے ہیں' لہٰذا دودھ پینے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے۔

١٨٧ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب: هل يمضمض من اللبن، ح: ٢١١، ومسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ٣٥٨ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٢.

ذِكْرُ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَمَا لَا يُوجِبُهُ

کون سی چیزیں غسل واجب کرتی ہیں اور کون سی نہیں؟

(المعجم ١٢٦) - غُسْلُ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ (التحفة ١٢٦)

باب:١٢٦-جب کافر مسلمان ہو تو غسل کرے

١٨٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَغَرِّ - وَهُوَ ابْنُ الصَّبَّاحِ - عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ: أَنَّهُ أَسْلَمَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ.

١٨٨-حضرت قیس بن عاصم سے منقول ہے کہ وہ مسلمان ہوئے تو نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کریں۔

فوائد ومسائل: ① یہ غسل جمہور اہل علم کے نزدیک مستحب ہے تاکہ اسے احساس ہو کہ میں اندرونی اور بیرونی طور پر دونوں طرح کی نجاست اور میل کچیل سے پاک صاف ہو گیا ہوں بلکہ بعض روایات کے مطابق حجامت اور ختنے کرانے کا بھی حکم ہے' نبیٔ اکرم ﷺ نے حضرت کلیب ؓ کو جب وہ مسلمان ہوئے' حکم فرمایا: [أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ] ''اپنے سے کفر کے بال اتار دو۔'' آپ ﷺ نے ایک اور صحابی کو حکم فرمایا: [أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ] ''اپنے سے کفر کے بال زائل کرو (حجامت کراؤ) اور ختنہ کراؤ۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٣٨٣) شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' رقم:٣٨٣) اور کپڑے بھی تبدیل کروائے جائیں تاکہ اسے مکمل طور پر تبدیلی کا احساس ہو اور وہ اپنے آپ کو کفر کی آلودگی سے پاک محسوس کرے۔ میل کچیل بھی دور ہو جائے گی۔ ② بیری کے پتے میل کچیل دور کرنے کے لیے ہی ہیں۔ آج کل صابن یہ کام دے سکتا ہے۔ ③ امام احمد ؒ کے نزدیک یہ غسل واجب ہے' اس لیے کہ آپ نے اس کا حکم فرمایا اور حکم وجوب کا تقاضا کرتا ہے اور کافر عام طور پر غسل جنابت نہیں کرتے' کریں بھی تو صحیح نہیں کرتے' لہٰذا وہ جنبی ہی رہتے ہیں' اس لیے پاک ہونے کے لیے غسل واجب ہے۔ حدیث کے ظاہر الفاظ بھی ان کے مؤید ہیں' اس لیے وجوب غسل کا موقف ہی قوی ہے۔ واللہ أعلم۔

١٨٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الرجل يسلم فيؤمر بالغسل، ح: ٣٥٥، والترمذي، الجمعة، باب ما ذكر في الاغتسال عندما يسلم الرجل، ح: ٦٠٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٤، ٢٥٥، وابن حبان، ح: ٢٣٤، وابن الجارود، ح: ١٤ وغيرهم، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٣، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

(المعجم ١٢٧) - تَقْدِيمُ غُسْلِ الْكَافِرِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُسْلِمَ (التحفة ١٢٧)

باب: ۱۲۷- کافر اسلام لانے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل کرے (پھر اسلام لائے۔)

١٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ ثُمَامَةَ بْنَ أُثَالٍ الْحَنَفِيَّ انْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، يَا مُحَمَّدُ! وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ. مُخْتَصَرٌ.

۱۸۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثمامہ بن اثال حنفی رضی اللہ عنہ مسجد سے قریب ایک جمع شدہ پانی کی طرف گئے اور غسل کیا' پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' اے محمد! اللہ کی قسم! اس سے پہلے روئے ارض پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے بڑھ کر مجھے ناپسند نہیں تھا مگر اب آپ کا چہرہ تمام چہروں سے مجھے محبوب ترین ہو گیا ہے' نیز آپ کے سوار مجھے پکڑ لائے ہیں جبکہ میں عمرے کے ارادے سے جا رہا تھا۔ اب آپ کا کیا فرمان ہے؟ آپ نے اسے (مبارک باد اور) خوش خبری دی اور اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ واقعہ زیادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے' اس کے مقابلے میں سنن نسائی کی روایت مختصر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' المغازي' حدیث: ۴۳۷۲' وصحیح مسلم' الجهاد' حدیث: ۱۷۶۴) ② غسل تو اسلام لانے کے بعد ہی کرنا چاہیے کیونکہ کافر کا غسل معتبر نہیں مگر جب انسان اسلام لانے کا ارادہ کر لے تو حقیقتاً وہ دلی طور پر مسلمان بن جاتا ہے' صرف اعلان باقی ہوتا ہے' لہٰذا یہ غسل شرعی طور پر درست ہوگا' ہاں بعد میں شہادتین کا اقرار اور صرف اس کا اعلان ہی باقی رہ جاتا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ ③ نیک کام کی نذر یا نیک کام کا آغاز کفر کی حالت میں کیا ہو تو اسلام لانے کے بعد اسے پورا کرنا مزید مؤکد ہو جاتا ہے۔ ④ کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ ⑤ کافر کو قید کرنا' پھر بغیر

١٨٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الاغتسال إذا أسلم وربط الأسير أيضًا في المسجد، ح: ٤٦٢، ومسلم، الجهاد، باب ربط الأسير وحبسه وجواز المن عليه، ح: ١٧٦٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤.

فدیے کے اسے چھوڑنا جائز ہے۔

(المعجم ١٢٨) - اَلْغُسْلُ مِنْ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ (التحفة ١٢٨)

باب: ١٢٨- مشرک کی لاش دبانے کے بعد غسل کرنا چاہیے

١٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ نَاجِيَةَ بْنَ كَعْبٍ عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا طَالِبٍ مَاتَ فَقَالَ: «اِذْهَبْ فَوَارِهِ» قَالَ: إِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا. قَالَ: «اِذْهَبْ فَوَارِهِ»، فَلَمَّا وَارَيْتُهُ رَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ لِي: «اِغْتَسِلْ».

١٩٠- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا اور کہا: ابوطالب فوت ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اسے دبا آؤ۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ وہ مشرک فوت ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اسے دبا آؤ۔'' جب میں نے انھیں دبا دیا تو میں آپ ﷺ کے پاس واپس آیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''غسل کرو۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب کفر وشرک پر فوت ہوئے۔ بیٹے اور بھتیجے سے بڑھ کر کس کی گواہی معتبر ہے؟ ② اگر کوئی شخص کفر وشرک پر فوت ہوا ہو تو اس کے مسلمان ورثاء پر یہ حکم عائد ہوتا ہے کہ اس کی لاش کو دفنا دیں لیکن اس کے کفن دفن میں اسلامی طریقہ کار اختیار نہ کیا جائے بلکہ غیر مسنون طریقے سے دھونے اور ڈھانپنے کے بعد اس کی لاش کو دبا دیا جائے۔ مسنون وضو، غسل، مسنون کفن، قبلے رخ اور دعاؤں وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔ ③ چونکہ کافر پلید ہے، مرنے کے بعد مزید پلید ہو جاتا ہے، لہٰذا اسے نہلانے اور دبانے کے بعد غسل کیا جائے تاکہ جو چھینٹے جسم یا کپڑوں پر پڑے ہیں، ان کا ازالہ ہو جائے۔ اکثر اہل علم نے اس غسل کو استحباب پر محمول کیا ہے مگر غسل کی علت کا لحاظ کیا جائے، خصوصاً جبکہ غسل کرنے کا حکم بھی ہے تو اسے واجب کہنا ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم۔ ④ اپنے قریبی رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اگرچہ وہ کافر ہی ہوں۔

(المعجم ١٢٩) - بَابُ وُجُوبِ الْغُسْلِ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ (التحفة ١٢٩)

باب: ١٢٩- جب مرد وعورت کی شرم گاہیں آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے

١٩٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الرجل يموت له قرابة مشرك، ح: ٣٢١٤ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٥.

١٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ اجْتَهَدَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

١٩١-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی عورت کی چار شاخوں (ہاتھ پاؤں) کے درمیان بیٹھ کر کوشش کرے تو غسل واجب ہوگیا۔''

فائدہ: [إِذَا جَلَسَ ...... الخ] یہ الفاظ کنایہ ہیں جماع سے یعنی جب مرد جماع شروع کر دے اور دخول ہو جائے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ تو دونوں میاں بیوی پر غسل واجب ہو جاتا ہے انزال (منی کا خروج) ہو یا نہ ہو کیونکہ جماع دخول کا نام ہے نہ کہ انزال کا۔ حد کا تعلق بھی دخول سے ہے انزال سے نہیں۔ انزال تو مخفی چیز ہے۔

١٩٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ الْجُوزَجَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ ابْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ اجْتَهَدَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

١٩٢-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی عورت کی چار شاخوں (ہاتھ پاؤں) کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہوگیا۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَقَدْ رَوَى الْحَدِيثَ عَنْ شُعْبَةَ، النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَغَيْرُهُ كَمَا رَوَاهُ خَالِدٌ.

امام ابوعبدالرحمن نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سند غلط ہے۔ صحیح سند یوں ہے: [أشعث عن الحسن عن أبي هريرة] نضر بن شمیل وغیرہ نے اس حدیث کو شعبہ سے اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح خالد نے بیان کیا ہے۔

١٩١_ أخرجه البخاري، الغسل، باب إذا التقى الختانان، ح:٢٩١، ومسلم، الحيض، باب نسخ: "الماء من الماء" ووجوب الغسل بالتقاء الختانين، ح:٣٤٨ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٧.

١٩٢_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:١٩٨، والحديث السابق شاهد له، وقال النسائي: "الحسن لم يسمع من أبي هريرة"، وذكر العلة، وهي غير قادحة.

فائدہ: خالد سے مروی سابقہ حدیث میں حسن بصری کا واسطہ ہے جب کہ اس حدیث میں ان کے بجائے ابن سیرین کا ذکر ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ اس حدیث میں ابن سیرین کا ذکر درست نہیں، یہاں "حسن" ہونا چاہیے کیونکہ اسے روایت: ۱۹۱ کی متابعت حاصل ہے۔

(المعجم ١٣٠) - اَلْغُسْلُ مِنَ الْمَنِيِّ (التحفة ١٣٠)

باب: ۱۳۰- منی خارج ہونے سے غسل

١٩٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، وَإِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ».

۱۹۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم مذی دیکھو تو اپنے عضو (وغیرہ) کو دھو لو اور نماز والا وضو کرو لیکن جب تم زور سے منی نکالو تو غسل کرو۔"

فوائد ومسائل: ① مذی کا مسئلہ تو پیچھے (حدیث ۱۵۲، ۱۵۳ کے تحت) گزر چکا ہے۔ "منی گاڑھا، لیس دار سفید پانی ہوتا ہے جو زور سے اچھل کر نکلتا ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فَضَخ "اچھل کر نکلنے" کی قید موجود ہے، اس صورت میں شہوت بھی یقینی امر ہے، اس کے نکلنے سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ ② حدیث: [اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ] "خروج منی سے غسل ہے" اگرچہ مطلق ہے اسے مقید حدیث پر محمول کیا جائے گا۔ ③ منی کا نکلنا، خواہ جماع سے ہو یا احتلام سے یا ویسے شہوت سے، غسل کو واجب کر دیتا ہے، البتہ اگر کسی کو بغیر شہوت کے کسی بیماری کی بنا پر یا قضائے حاجت کے وقت زور لگانے سے منی نکل آئے تو جمہور اہل علم کے نزدیک غسل واجب نہیں ہوتا۔ لیکن احتلام میں جس طرح بھی منی خارج ہو جائے، شہوت سے یا گرمی سے، خواب یاد ہو یا نہ ہو، زور سے نکلے یا آرام سے، ہر حال میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک منی بیماری سے یا جیسے بھی نکلے، غسل واجب ہو جاتا ہے لیکن حدیث کے ظاہر الفاظ کے مقابلے میں یہ موقف محل نظر ہے۔ واللہ أعلم۔

١٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المذي، ح: ٢٠٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان. أمر علي بن أبي طالب عمارًا والمقداد فسألاه ﷺ ثم سأل هو بنفسه رضي الله عنهم. راجع (الإحسان)، ح: ١٠٩٩ وغيره فلا تناقض بين الأحاديث.

١٩٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَائِدَةَ ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ عَمِيلَةَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَتَوَضَّأْ، وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، وَإِذَا رَأَيْتَ فَضْخَ الْمَاءِ فَاغْتَسِلْ».

١٩٤-حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی‘ چنانچہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تم مذی دیکھوتو اپنے عضو کو دھو کر وضو کرلو اور جب تم زور سے منی نکالو تو غسل کرلو۔“

(المعجم ١٣١) - غُسْلُ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ (التحفة ١٣١)

باب:١٣١-عورت خواب میں وہی کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو اس پر غسل واجب ہے

١٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ قَالَ: «إِذَا أَنْزَلَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ».

١٩٥-حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ام سلیم ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں وہی کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو آپ نے فرمایا: ”جب وہ پانی نکالے تو غسل کرے۔“

فائدہ: خواب مرد اور عورت دونوں کو آ سکتا ہے۔ خواب میں جماع والا عمل بھی نظر آ سکتا ہے مگر غسل تب واجب ہوتا ہے جب منی نکلے خواہ مرد ہو یا عورت۔ اگر منی نہ نکلے تو‘ خواہ خواب میں اس نے مکمل جماع بھی کیا ہو‘ غسل واجب نہ ہوگا۔ اور اگر خواب کے بغیر بلاشہوت سوتے میں منی نکل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے‘ مرد ہو یا عورت۔ گویا احتلام میں غسل کا سبب منی کا نکلنا ہی ہے‘ چاہے منی مرد کی نکلے یا عورت کی۔

١٩٦- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ

١٩٦-حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ حضرت

١٩٤ـ[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٠.

١٩٥ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، ح: ٣١١ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٢.

١٩٦ـ أخرجه مسلم، ح: ٣١٤ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٣.

ابْنِ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَلَّمَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، أَرَأَيْتَ الْمَرْأَةَ تَرَى فِي النَّوْمِ مَا يَرَى الرَّجُلُ أَفَتَغْتَسِلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ»، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: أُفٍّ لَكِ أَوَتَرَى الْمَرْأَةُ ذٰلِكَ؟ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ».

ام سلیم ؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے بات چیت کی۔ حضرت عائشہ بھی پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ آپ بتائیں' اگر کوئی عورت نیند میں وہ کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو کیا وہ غسل کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' حضرت عائشہ ؓ نے کہا: افسوس تجھ پر! کیا عورت بھی یہ کچھ دیکھتی ہے؟ تو اللہ کے رسول ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں' (بچے میں عورت کی) مشابہت کیسے ہوتی ہے؟''

فوائد ومسائل: ① [أُفٍّ لَكِ] حضرت عائشہ ؓ کو اس بات کا علم نہ ہوگا اور ان کے تجربے سے یہ بات نہ گزری ہوگی۔ ویسے بھی عورتوں کو احتلام بہت کم ہوتا ہے' خصوصاً خواب میں منی کا نکلنا تو شاذ و نادر ہے۔ ② [تَرِبَتْ يَمِينُكِ] ''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔'' معنی کے لحاظ سے تو یہ بددعا ہی ہے۔ لیکن اہل عرب یہ اور اس طرح کے دیگر محاورے' مثلاً: [قَاتَلَهُ اللّٰهُ، مَا أَشْجَعَهُ، لَا أُمَّ لَهُ، ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ] وغیرہ استعمال کرتے تھے۔ اور وہ اس سے ان کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے تھے بلکہ کسی چیز کا انکار کرنے' اس کی مذمت کرنے' اس پر رغبت دلانے یا تعجب کے لیے بولتے تھے۔ واللّٰہ أعلم۔ دیکھیے: (شرح مسلم للنووي: ٣/٢٨٥' تحت حديث:٣١١) ③ [فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ] یہ آپ ﷺ نے عقلی دلیل دی ہے کہ اگر عورت کو انزال نہیں ہوتا اور اس کا پانی نہیں نکلتا تو بچے میں اس سے مشابہت کہاں سے آ جاتی ہے؟ جب کہ کئی بچوں کی ماؤں سے بھی بہت مشابہت ہوتی ہے۔

١٩٧- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ:

١٩٧- حضرت ام سلمہ ؓ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا' کیا عورت پر غسل واجب ہے جب

١٩٧- أخرجه البخاري، العلم، باب الحياء في العلم، ح: ١٣٠/ ٣٣٢٨ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، ح: ٣١٣ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠١.

أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ»، فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَفِيمَ يُشْبِهُهَا الْوَلَدُ».

اسے احتلام ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' جب وہ پانی (منی) دیکھے۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں اور کہنے لگیں: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو کس وجہ سے بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے؟''

فوائد ومسائل: ① ان روایات میں امام زہری اور ہشام بن عروہ کے مابین اختلاف ہے کہ یہ مکالمہ حضرت عائشہ کا ہے یا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا؟ امام ابوداود رحمہ اللہ کے نزدیک زہری کی روایت راجح ہے' یعنی یہ مکالمہ حضرت عائشہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مابین ہوا انھوں نے اس کے شواہد بھی ذکر کیے ہیں۔ مگر قاضی عیاض کی تحقیق کے مطابق یہ مکالمہ ام سلمہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوا' اس طرح ہشام بن عروہ کی روایت راجح ہو گی اور امام بخاری رحمہ اللہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' العلم' حديث:١٣٠) تاہم علامہ نووی رحمہ اللہ نے دونوں روایتوں کے مابین یوں تطبیق دی ہے کہ عین ممکن ہے کہ ام سلمہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں ہی اس موقع پر موجود ہوں اور دونوں نے تعجب کا اظہار کیا ہو۔ والله أعلم. (شرح مسلم للنووي: ٢٨٦/٣' تحت حديث:٣٣١' وعون المعبود:٤٠٣/١'٤٠٤ تحت حديث:٢٣٧) ② ام سلیم کا یہ جملہ جو انھوں نے اپنے سوال سے پہلے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا۔'' ان کے کمال حسن ادب پر دلیل ہے' یعنی جو بات عرفاً زبان پر نہیں لائی جاتی اور مجھے اس کی شرعاً ضرورت ہے' وہ بتائی جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں کہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے میں حیا انھیں آڑے نہیں آتی۔ (صحيح البخاري' قبل حديث:١٣٠)

١٩٨- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ الْخُرَاسَانِيَّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَحْتَلِمُ فِي

١٩٨- حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جسے نیند میں احتلام ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جب وہ پانی (منی) دیکھے تو غسل کرے۔''

١٩٨ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب في المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل، ح:٦٠٢ من حديث سعيد بن المسيب به، وهو في الكبرى، ح:٢٠٤، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

مَنَامِهَا، فَقَالَ: «إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ».

(المعجم ١٣٢) - **بَابُ الَّذِي يَحْتَلِمُ وَلَا يَرَى الْمَاءَ** (التحفة ١٣٢)

باب:١٣٢-(اس شخص کا حکم) جسے احتلام ہو جائے اور وہ (جاگنے پر) پانی (منی) نہ دیکھے

١٩٩- **أَخْبَرَنَا** عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُعَادَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ».

١٩٩-حضرت ابوایوب انصاری ؓ سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”پانی (غسل) پانی (منی نکلنے) سے واجب ہوتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ابتدائے اسلام میں یہ رخصت تھی کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے وظیفۂ زوجیت ادا کرتے ہوئے انزال سے قبل ہی بیوی سے الگ ہو جاتا تو اس پر غسل واجب نہیں تھا۔ اس کیفیت کو بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ ”پانی پانی سے ہے۔“ یعنی غسل منی کے خارج ہونے سے واجب ہوتا ہے۔ مگر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ بعد میں نبی اکرم ﷺ نے بیوی سے ہم بستری کرنے کے بعد ہر صورت میں غسل واجب قرار دے دیا۔ منی کا خروج ہو یا نہ ہو۔ جیسا کہ امام مسلم ؒ نے اس حدیث کے منسوخ ہونے اور مرد وعورت کے ختنے ملنے سے غسل واجب ہونے پر باب قائم کیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الحیض' حدیث:٣٤٨) ② ”پانی (غسل) پانی (منی نکلنے) سے واجب ہوتا ہے۔“ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اگر خواب میں کوئی ایسی صورت حال نظر آئے کہ اسے محسوس ہو کہ احتلام ہوا ہے لیکن بیدار ہونے پر جسم یا کپڑوں وغیرہ پر تری وغیرہ کے اثرات نمایاں ہوں تو غسل واجب ہوگا لیکن اگر تری وغیرہ کے اثرات نہ ہوں تو غسل کی ضرورت نہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے یہ حدیث منسوخ نہیں' اسی لیے امام نسائی ؒ نے اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ باب قائم کیا ہے۔

(المعجم ١٣٣) - **بَابُ الْفَصْلِ بَيْنَ مَاءِ الرَّجُلِ وَمَاءِ الْمَرْأَةِ** (التحفة ١٣٣)

باب:١٣٣-مرد اور عورت کی منی میں فرق

٢٠٠- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٠٠-حضرت انس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ

١٩٩- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: الماء من الماء، ح: ٦٠٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٥، وله شواهد عند مسلم وغيره.

٢٠٠- أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، ح: ٣١١ من حديث سعيد بن ◀◀

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ فَأَيُّهُمَا سَبَقَ كَانَ الشَّبَهُ».

ﷺ نے فرمایا: ''مرد کی منی گاڑھی سفید اور عورت کی منی پتلی اور زرد ہوتی ہے۔ ان دونوں میں سے جو غالب آ جائے اسی سے (بچے کی) مشابہت ہوتی ہے۔''

فائدہ: جماع سے مرد اور عورت کی منی مل جاتی ہے۔ منی دراصل جراثیم کا مجموعہ ہوتا ہے' جس منی کے جرثومے قوی ہوں گے' وہ دوسری پر غالب آ جائے گی اور بچے کی مشابہت اس سے ہوگی۔ بعض نے [سَبَقَ] کے معنی پہلے نکلنا بھی کیے ہیں۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٣٤) - ذِكْرُ الْاِغْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ (التحفة ١٣٤)

باب: ۱۳۴- حیض (کے اختتام) سے غسل کا ذکر

٢٠١- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَدَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ مِنْ بَنِي أَسَدِ قُرَيْشٍ: أَنَّهَا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّهَا تُسْتَحَاضُ فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ لَهَا: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي».

۲۰۱- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور بتایا کہ مجھے استحاضہ (بے قاعدہ خون) آتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے۔ جب تجھے حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض آنا بند ہو جائے تو نہا دھو کر نماز شروع کر دے۔ (خواہ استحاضے کا خون آ ہی رہا ہو۔)''

فوائد ومسائل: ① حیض وہ خون ہے جو ہر جوان عورت کو رحم سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ چند دن آتا ہے۔ یہ عورت کی صحت کی علامت ہے۔ اس خون کی بندش یا بے قاعدگی عورت کے مریض ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ یہ خون آ رہا ہو تو جماع' نماز اور روزے کی ممانعت ہے۔ حیض ختم ہو جائے' یعنی یہ خون آنا بند ہو جائے تو غسل

◀◀ أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦. * عبدة هو ابن سليمان.

٢٠١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض ... الخ، ح: ٢٨١ من حديث عروة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩. * فاطمة بنت أبي حبيش هي فاطمة بنت قيس بن المطلب الأسدية رضي الله عنهما.

فرض ہو جاتا ہے۔ غسل کرنے کے بعد یہ تمام کام جائز ہو جاتے ہیں۔ ② استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو ان معینہ دنوں کے علاوہ رحم سے آئے' چونکہ وہ بیماری ہے' لہٰذا اس میں مندرجہ بالا کام جائز رہتے ہیں اور اس سے غسل بھی واجب نہیں ہوتا۔ ③ "عِرق" کے معنی رگ ہیں جو رحم کے قریب ہوتی ہے' اس سے یہ خون آتا ہے۔

٢٠٢- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ فَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي».

٢٠٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب حیض کا خون آنا شروع ہو جائے تو نماز (وغیرہ) چھوڑ دو اور جب خون آنا رک جائے تو غسل کرو۔"

٢٠٣- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُسْتُحِيضَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ سَبْعَ سِنِينَ فَاشْتَكَتْ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي».

٢٠٣- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو سات سال استحاضہ (بے قاعدہ خون) آتا رہا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: "یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے' لہٰذا (حیض ختم ہونے کے بعد) نہا دھو کر نماز وغیرہ پڑھتی رہو۔ (خواہ استحاضے کا خون آتا رہے۔)"

٢٠٤- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ

٢٠٤- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ حضرت

٢٠٢ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في المستحاضة إذا اختلط عليها . . . الخ، ح: ٦٢٦ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠، وانظر الحديث السابق، وأخرجه البخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ٣٢٧، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤ من حديث الزهري به، وانظر الحديث الآتي.

٢٠٣ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ٣٢٧، ومسلم، الحيض، باب الاستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤ من حديث الزهري به، انظر الحديث السابق، وابن ماجه، ح: ٦٢٦ من حديث الأوزاعي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١.

٢٠٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٢.

دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي النُّعْمَانُ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَأَبُو مُعَيْدٍ - وَهُوَ حَفْصُ بْنُ غَيْلَانَ - عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اُسْتُحِيضَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ، اِمْرَأَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ - وَهِيَ أُخْتُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ - قَالَتْ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ، فَإِذَا أَدْبَرَتِ الْحَيْضَةُ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي، وَإِذَا أَقْبَلَتْ فَاتْرُكِي لَهَا الصَّلَاةَ». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي وَكَانَتْ تَغْتَسِلُ أَحْيَانًا فِي مِرْكَنٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ وَهِيَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِنَّ حُمْرَةَ الدَّمِ لَتَعْلُو الْمَاءَ وَتَخْرُجُ فَتُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَا يَمْنَعُهَا ذٰلِكَ مِنَ الصَّلَاةِ.

عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی بیوی اور زینب بنت جحش ؓ کی بہن ام حبیبہ ؓ کو استحاضہ (بے قاعدہ خون) آتا تھا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (بے قاعدہ خون) حیض نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے۔ جب تجھے حیض کا (باقاعدہ) خون آنا رک جائے تو نہا دھو کر نماز پڑھا کر اور جب حیض کا خون آنا شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دیا کر۔'' حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کر کے نماز پڑھتی تھیں۔ کبھی کبھی وہ اپنی بہن زینب بنت جحش' جو کہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں تھیں' کے حجرے میں ٹب میں غسل کرتیں تو (استحاضے کے) خون کی سرخی پانی کے رنگ پر غالب آجاتی۔ وہ جاتیں (مسجد میں) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتیں۔ یہ (استحاضے کے خون کا آنا) انھیں نماز سے نہ روکتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① مستحاضہ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں' البتہ افضل اور مستحب ہے۔ حضرت ام حبیبہ ؓ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے یہ بات سمجھی ہے' تبھی وہ استحباباً اور افضلیت کو پانے کی خاطر ہر نماز کے وقت غسل کر لیا کرتی تھیں' نیز اس بات کی تائید دیگر احادیث سے ہوتی ہے جبکہ بعض کا یہ کہنا کہ انھیں حدیث کے معنی و مراد سمجھنے میں غلطی لگی ہوگی' درست نہیں کیونکہ یہ موقف بے دلیل ہے۔ واللہ أعلم. ② استحاضہ والی عورت کو لنگوٹ وغیرہ باندھ کر مسجد میں جانا جائز ہے تاکہ خون نیچے گرے نہ کپڑے خراب ہوں۔ ③ حضرت ام حبیبہ ؓ کا ٹب میں غسل کرنا خون کی رنگت دیکھ کر یہ معلوم کرنے کے لیے تھا کہ حیض بند ہوا یا نہیں ورنہ ٹب میں بیٹھ کر غسل کرنا طہارت کے خلاف ہے۔

٢٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا]: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ خَتَنَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، أُسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، إِسْتَفْتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ، فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي».

٢٠٥-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی سالی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' وہ سات سال تک استحاضہ میں مبتلا رہیں۔ انھوں نے نبی ﷺ سے اس کی بابت پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حیض کا خون نہیں' بلکہ یہ تو کسی رگ کا خون ہے۔تم (حیض ختم ہونے پر) غسل کرلیا کرو اور نماز پڑھا کرو (خواہ استحاضہ جاری رہے۔)''

٢٠٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُسْتَحَاضُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي» فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

٢٠٦-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے (خون) استحاضہ آتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے۔تم (حیض کے اختتام پر) غسل کرو اور نماز پڑھو۔'' تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کرلیا کرتی تھیں۔

٢٠٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ

٢٠٧-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے خون (استحاضہ) کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ان کا ٹب خون سے بھرا ہوا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے

٢٠٥_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣.

٢٠٦_أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤/ ٦٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧.

٢٠٧_أخرجه مسلم، الحيض، باب الاستحاضة . . . ، ح: ٣٣٤/ ٦٥ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨.

ﷺ عَنِ الدَّمِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُمْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي».

ان سے فرمایا: ''تم اتنے عرصے تک (نماز وغیرہ سے) رکی رہو' جتنے عرصے تک تمھیں حیض آیا کرتا تھا' پھر غسل کرلو (خواہ خون استحاضہ جاری ہو۔''

فوائد و مسائل: ① ''خون سے بھرا ہوا۔'' اس سے مراد پانی ہے جس میں خون شامل ہونے کی وجہ سے رنگت خون جیسی تھی ورنہ وہ پانی ہی ہوتا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ انھیں بہت خون (استحاضہ) آتا تھا۔ ② ''تمھیں حیض آیا کرتا تھا۔'' گویا پہلے انھیں صرف حیض آتا تھا' بعد میں بیماری شروع ہوئی۔ مطلب ہے' پہلے جتنے دن حیض آیا کرتا' اتنے دن حیض کے شمار کرو' اس کے بعد غسل کرکے نماز وغیرہ پڑھا کرو۔ ③ مستحاضہ کے لیے غسل کرنا مستحب اور افضل ہے ضروری نہیں جیسا کہ اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

٢٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ مَرَّةً أُخْرٰى وَلَمْ يَذْكُرْ جَعْفَرًا.

٢٠٨- امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں' ہمیں یہ حدیث قتیبہ نے ایک بار پھر بیان فرمائی تو (یزید بن ابی حبیب اور عراک بن مالک کے درمیان) جعفر بن ربیعہ کا ذکر نہیں کیا۔

٢٠٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ تَعْنِي: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا

٢٠٩- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں ایک عورت کو کثرت سے (خون) استحاضہ آیا کرتا تھا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے لیے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''وہ ان دنوں کو یاد کرے جن میں اسے بیماری لگنے سے پہلے حیض آیا کرتا تھا تو مہینے میں سے اتنے دن وہ نماز چھوڑے رکھے۔ جب وہ دن گزر جائیں تو وہ غسل کرلے' پھر لنگوٹ باندھ لے اور نماز پڑھنی شروع

٢٠٨- [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٢٠٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض . . . الخ، ح: ٢٧٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٦٢، والكبرٰى، ح: ٢١٤، وفيه علة قادحة، السند منقطع، ولبعض الحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٢٨١ وغيره.

خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لْتَسْتَثْفِرْ، ثُمَّ لِتُصَلِّي». کردے۔"

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ روایت معناً صحیح ہے کیونکہ دیگر احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے' نیز حدیث کے بعض حصے کے شواہد کا خود محقق کتاب نے بھی اعتراف کیا ہے اور حضرت عائشہ ؓ کی روایت بھی اس کی شاہد بنتی ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الحيض' حديث: ٣٣٣) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند أحمد: ١٢٣/٤٤) ② جس عورت کو پہلے باقاعدگی سے حیض آتا تھا بعد میں استحاضہ (بے قاعدہ خون) شروع ہوا تو وہ انھی دنوں کو حیض شمار کرے جن دنوں میں اسے پہلے حیض آتا تھا' انھی میں نماز چھوڑے۔ اس کے علاوہ باقی دنوں میں خون آنے کے باوجود نماز وغیرہ پڑھتی رہے' البتہ حیض کے دن ختم ہونے پر وہ غسل کرے' مزید غسل کی ضرورت نہیں۔ اور اگر اسے شروع ہی سے بے قاعدہ خون آ رہا ہے تو وہ رنگ دیکھ کر حیض اور استحاضہ کے درمیان فرق کرے' لیکن اگر رنگ سے بھی پہچان نہ ہو تو وہ مہینے میں سے کوئی چھ یا سات دن حیض سمجھ لے یا قریبی رشتہ دار خواتین کی ماہانہ عادت کو اپنا لیا کرے' پھر غسل کر کے نماز شروع کرے۔ ③ لنگوٹ اس لیے باندھنا ہوگا کہ خون کے قطرے کپڑوں اور جسم کو خراب نہ کریں۔

(المعجم ١٣٥) - ذِكْرُ الْأَقْرَاءِ (التحفة ١٣٥)

باب: ١٣٥- حیض کا بیان

٢١٠- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَنَّهَا أُسْتُحِيضَتْ لَا تَطْهُرُ فَذُكِرَ شَأْنُهَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِنَ الرَّحِمِ، فَلْتَنْظُرْ قَدْرَ

٢١٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے نکاح میں تھیں' انھیں استحاضے کی تکلیف ہو گئی اور وہ کبھی خون سے پاک نہیں ہوتی تھیں۔ ان کی یہ حالت رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا: "یہ حیض نہیں بلکہ (شیطان کی طرف سے) رحم میں ایک کچوکا ہے' لہٰذا وہ اپنے حیض کی وہ مقدار یاد کرے جس میں اسے حیض آیا کرتا تھا' چنانچہ اس دوران میں وہ نماز چھوڑ دے' پھر اس (حیض گزر جانے) کے بعد وہ ہر نماز کے

٢١٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢١ من حديث يزيد بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨.

قَرْئِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ لَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ، ثُمَّ تَنْظُرْ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ». لیے غسل کرے۔

فائدہ: مستحاضہ کے لیے ہر نماز کے وقت غسل کی حدیث کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے قوی قرار دیا ہے اور اسے قابل حجت قرار دیتے ہوئے اس حدیث کو ضعیف قرار دینے والوں کا تعاقب کیا ہے اور آخر میں حدیث عکرمہ اور اس کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے اس امر کو استحباب پر محمول کیا ہے، یعنی استحاضہ میں مبتلا عورت کے لیے ہر نماز کے لیے غسل کرنا افضل تو ہے واجب نہیں تاکہ دیگر روایات سے اختلاف پیدا نہ ہو۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الباري: ١/٤٢٧، وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ٢/٨٣، حديث: ٣٠٣)

٢١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ أَقْرَائِهَا وَحَيْضَتِهَا وَتَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ». فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

٢١١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ جاری رہا تو انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے۔“ تو آپ نے انھیں حکم دیا کہ اپنے حیض کے وقت نماز وغیرہ چھوڑ دیں، پھر (حیض گزر جانے کے بعد) وہ غسل کریں، اور نماز پڑھیں۔“ چنانچہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے وقت غسل کرتی تھیں۔

٢١٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا

٢١٢- حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور خون کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے۔ تم خیال رکھنا جب تمھارے حیض کے دن آ جائیں تو نماز نہ پڑھو اور جب گزر جائیں تو نہا دھو کر آئندہ حیض تک نماز پڑھو۔“

٢١١_[صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥.

٢١٢_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض ... الخ، ح: ٢٨٠ عن عيسى وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦. * المنذر بن المغيرة مجهول الحال.

ذٰلِكِ عِرْقٌ، فَانْظُرِي إِذَا أَتَاكِ قَرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ قَرْؤُكِ فَتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرْءِ إِلَى الْقَرْءِ».

هٰذَا الدَّلِيلُ عَلٰى أَنَّ الْأَقْرَاءَ حِيَضٌ.

یہ حدیث دلیل ہے کہ [قرء] سے مراد حیض ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَا ذَكَرَ الْمُنْذِرُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو حضرت عروہ سے ہشام بن عروہ نے بھی بیان کیا ہے لیکن انھوں نے وہ الفاظ ذکر نہیں کیے جو منذر نے ذکر کیے ہیں۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ یہ حدیث عروہ نے براہ راست حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے نہیں سنی جیسا کہ منذر کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ انھوں نے یہ حدیث دراصل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے جیسا کہ آئندہ حدیث:۲۱۳ سے سمجھ میں آ رہا ہے۔ گویا منذر کی روایت منقطع ہے، نیز ہمارے فاضل محقق نے منذر کو مجہول الحال قرار دیا ہے، اس لیے مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، تاہم معناً صحیح ہے کیونکہ اگلی صحیح روایت اسی کے ہم معنی ہے، نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھیے: (صحيح سنن النسائي، للألباني، رقم:۲۰۱)

٢١٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ وَوَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ قَالُوا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي».

۲۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: تحقیق مجھے استحاضہ (بے قاعدہ خون کثرت سے آتا) ہے، میں کبھی خون سے پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑے رکھوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے، یہ حیض نہیں۔ جب تمھیں حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب حیض کا خون بند ہو جائے تو نہا دھو کر نماز شروع کر دو۔''

٢١٣_ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح:٢٢٨ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح:٣٣٣ من حديث وكيع عن هشام به، وهو في الكبرى، ح:٢١٧.

فائدہ: اس سے پہلی تین روایات میں [قَـرْء] حیض کے معنی میں آیا ہے۔ اور یہی امام نسائی ؒ کا مقصود ہے۔ امام شافعی ؒ نے [قَـرْء] سے طہر مراد لیا ہے۔ لغت کے لحاظ سے یہ لفظ دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ موقع محل کی مناسبت سے دونوں میں سے کوئی معنی مراد لیا جا سکتا ہے۔ محققین کا یہی موقف ہے۔

(المعجم ١٣٦) - ذِكْرُ اغْتِسَالِ الْمُسْتَحَاضَةِ (التحفة ١٣٦)

باب:١٣٦- استحاضہ والی عورت کے غسل کا ذکر

٢١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً مُسْتَحَاضَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قِيلَ لَهَا: إِنَّهُ عِرْقٌ عَانِدٌ، وَأُمِرَتْ أَنْ تُؤَخِّرَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا وَتُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا وَاحِدًا.

٢١٤- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ ایک عورت کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں استحاضہ (بے قاعدہ خون آتا) تھا۔ اسے کہا گیا: تحقیق یہ ایک سرکش رگ ہے۔ اور اسے حکم دیا گیا کہ ظہر کو مؤخر کرے اور عصر کو مقدم کرے اور ان دونوں کے لیے ایک غسل کرے۔ اسی طرح مغرب کو مؤخر کرے اور عشاء کو جلدی پڑھے اور دونوں کے لیے ایک غسل کرے اور صبح کی نماز کے لیے ایک غسل کرے۔

فوائد ومسائل: ① ''اسے کہا گیا۔'' ظاہر ہے کہنے والے رسول اللہ ﷺ ہی تھے کیونکہ آپ کے دور میں صحابۂ کرام ؓ آپ ہی سے مسئلہ پوچھا کرتے تھے۔ واللہ أعلم۔ ② ''سرکش رگ'' چونکہ استحاضہ شروع ہو جائے تو رکنے کا نام ہی نہیں لیتا' اس لیے رگ کو سرکش کہا گیا ہے۔ بعض نے اس کے معنی ''نہ رکنے والی'' کیے ہیں' یہ معنی بھی درست ہیں۔ ③ اس حدیث میں مستحاضہ عورت کو ایک دن میں تین غسل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے مگر یہ مستحب اور اختیاری چیز ہے' واجب نہیں کیونکہ بعض روایات میں یہ لفظ بھی ہیں: ''اگر تو طاقت رکھے۔'' دیکھیے: (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٢٨٧) ورنہ واجب تو صرف وضو ہے۔ ④ ایک نماز کو مؤخر کرنا اور دوسری کو جلدی پڑھنا' یہ جمع صوری ہے' یعنی پہلی نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری نماز اپنے اول وقت میں۔ اس طرح دونوں نمازیں اپنے اپنے اصل وقت ہی میں پڑھی جائیں گی۔ صرف ظاہراً جمع کی گئی ہیں۔

٢١٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب من قال تجمع بين الصلاتين وتغتسل لهما غسلاً، ح: ٢٩٤ من حديث شعبة به.

(المعجم ١٣٧) - **بَابُ الْاِغْتِسَالِ مِنَ النِّفَاسِ** (التحفة ١٣٧)

باب:١٣٧- بچے کی پیدائش کے بعد آنے والے خون پر غسل کرنا

٢١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِينَ نُفِسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «مُرْهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ».

٢١٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے حضرت اسماء بنت عمیس کے واقعہ کے بارے میں روایت ہے کہ ذوالحلیفہ میں جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق ؓ سے فرمایا: ”انھیں کہو کہ غسل کر کے احرام باندھیں۔“

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کو نفاس کا خون آنے کی وجہ سے غسل کرنے کا حکم دیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ خون نجس اور پلید ہے۔ جس طرح خون حیض نجس ہوتا ہے کیونکہ اس کی نجاست پر بھی علمائے کرام کا اجماع ہے۔ رہا یہ اعتراض کہ خون تو ابھی منقطع نہیں ہوا‘ لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے اس حکم کا محل کیا ہے؟ لگتا ہے کہ آپ ﷺ نے اثنائے نفاس غسل کا حکم بطور نظافت کے دیا ہے کیونکہ حالت احرام میں نظافت مطلوب ہے‘ لہٰذا جب اس حالت میں غسل کا حکم ہے تو خون منقطع ہونے کے بعد تو بالاولیٰ اسے یہ حکم ہوگا تاکہ کمال طہارت حاصل ہو جائے‘ غالباً امام نسائی ؒ کی یہی مراد ہے۔ اس طرح حدیث اور باب میں باہم مطابقت کی صورت نکل آتی ہے کیونکہ امام صاحب نے بھی ”الاغتسال من النفاس“ کہا ہے‘ یعنی خون نفاس کی وجہ سے غسل کا بیان‘ نہ کہ ان کی غرض یہ ہے کہ غسل کا حکم صرف خون منقطع ہونے کے وقت ہے۔ اس صورت میں واقعی باب کی حدیث سے مطابقت نہیں ہوتی جیسا کہ امام سندھی ؒ سمجھے ہیں۔ واللّٰه أعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:٤/٢٩٧) ② حیض یا نفاس والی عورت کے لیے غسل کرنے کے بعد حج یا عمرے کا احرام باندھ کر تلبیہ پکارنا مشروع ہے۔

(المعجم ١٣٨) - **بَابُ الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ** (التحفة ١٣٨)

باب:١٣٨- حیض اور استحاضے کے خون کا فرق

٢١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ:

٢١٦- حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ نے کہا کہ

٢١٥- أخرجه مسلم، الحج، باب صحة إحرام النفساء ... الخ، ح:١٢١٠ من حديث جرير به، وهو في الكبرٰى، ح:٢١٩.

٢١٦- [إسناده ضعيف] تقدم، ح:٢٠١، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٠.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ: أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ، وَ إِذَا كَانَ آخَرُ فَتَوَضَّئِي فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ».

مجھے استحاضے کا خون آتا تھا تو مجھ سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب حیض کا خون آ رہا ہو اور یہ سیاہی مائل خون ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا خون (استحاضے کا) ہو تو وضو کر کے نماز پڑھا کرو یہ تو رگ (کا خون) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حیض کا خون ابتدا میں زیادہ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ رنگ ہلکا ہوتا جاتا ہے۔ آخر میں سرخ ہو جاتا ہے۔ ② استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے گی' تاہم جمع صوری اور جمع حقیقی میں ایک غسل اور ایک وضو سے دو نمازیں پڑھ سکتی ہے۔ ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم اس صورت میں ہے جب دو نمازیں اپنے اول وقت میں پڑھی جائیں۔ واللہ أعلم۔ ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم اس لیے ہے کہ حقیقتاً خون جاری ہونے کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ہوتا' مگر شریعت نے مجبوری کی بنا پر نماز کی ادائیگی کے لیے اسے باوضو فرض کیا ہے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد چونکہ ضرورت نہ رہی' لہٰذا اصل حکم لوٹ آیا' یعنی عدم طہارت ③ ہر وہ شخص جس کا وضو قائم نہ رہتا ہو' مثلاً: ہر وقت پیشاب کے قطرے گرتے رہیں یا ہوا خارج ہوتی رہے وغیرہ تو اس کے لیے حکم یہی ہے کہ ایک وضو سے ایک نماز پڑھے' پھر نیا وضو کرے۔

٢١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ هٰذَا مِنْ كِتَابِهِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ مِنْ حِفْظِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ:

٢١٧- محمد بن مثنیٰ نے کہا' ہمیں یہ روایت (٢١٦) ابن ابی عدی نے اپنی کتاب سے بیان کی اور (مندرجہ ذیل) روایت (٢١٧) اپنے حفظ سے بیان کی۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ کو استحاضہ آتا تھا تو انھیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے۔ جب یہ خون آئے تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا خون ہو تو

٢١٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة، ح: ٢٨٦ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١، وله شواهد، انظر الحديث السابق وغيره.

«إِنَّ دَمَ الْحَيْضِ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكِ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ، وَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي».

(ہر نماز کے لیے) وضو کرو اور نماز پڑھو۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَا ذَكَرَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو بہت سے راویوں نے بیان کیا ہے' لیکن کسی نے وہ الفاظ ذکر نہیں کیے جو ابن ابی عدی نے ذکر کیے ہیں۔ واللہ تعالٰی أعلم۔

فوائد ومسائل: ① ان دو روایات (۲۱۶' ۲۱۷) کی سند میں اختلاف ہے۔ روایت ۲۱۶ میں حضرت عروہ براہ راست حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ سے بیان کر رہے ہیں' جبکہ روایت ۲۱۷ میں دونوں کے درمیان حضرت عائشہ کا واسطہ موجود ہے۔ پہلی روایت کتاب سے بیان کی گئی اور دوسری حفظ سے۔ دونوں طرح ہی درست ہے کیونکہ حضرت عروہ کی ملاقات حضرت عائشہ ؓ سے بھی ہے اور حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش سے بھی۔ عین ممکن ہے کہ دونوں سے روایت سنی ہو۔ چونکہ ابن ابی عدی ثقہ راوی ہیں' لہٰذا یہ امکان قابل ترجیح ہے۔ اگرچہ ابن القطان نے پہلی روایت کو منقطع قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی ؒ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل' رقم: ۲۰۴) ② ممکن ہے' امام نسائی ؒ کا اشارہ [دَمُ الْحَيْضِ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ] والے الفاظ کی طرف ہو۔ ③ حیض' نفاس اور استحاضے سے متعلق تفصیلی احکام و مسائل کے لیے کتاب الحيض والاستحاضة کا ابتدائیہ دیکھیے۔

۲۱۸- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ - وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُسْتُحِيضَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ

۲۱۸- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ آتا تھا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! استحاضے کے مرض میں مبتلا ہوں' میں کبھی پاک نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: "یہ تو رگ (کا خون) ہے' حیض نہیں۔ جب حیض آنے لگے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب وہ رک جائے تو خون کے اثرات دھولو (غسل کرو) اور

۲۱۸_ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح: ۲۲۸، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۳ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۲۲.

عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ أَثَرَ الدَّمِ وَتَوَضَّئِي، فَإِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ» قِيلَ لَهُ: فَالْغُسْلُ، قَالَ: ذٰلِكَ لَا يَشُكُّ فِيهِ أَحَدٌ.

(نماز کے لیے) وضو کرو کیونکہ یہ رگ (کا خون) ہے' حیض نہیں۔'' راوی سے کہا گیا: (حیض کے اختتام پر) غسل ہوگا؟ تو اس نے کہا: اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کرسکتا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: «وَتَوَضَّئِي» غَيْرَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هِشَامٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: «وَتَوَضَّئِي».

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ حماد بن زید کے علاوہ کسی راوی نے اس حدیث میں [وَتَوَضَّئِي] ''وضو کرو۔'' کے الفاظ ذکر کیے ہوں۔ جبکہ اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے بہت سے راویوں نے بیان کیا ہے مگر کسی نے یہ لفظ ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اس دعویٰ میں امام نسائی رحمہ اللہ کے ساتھ امام مسلم اور امام بیہقی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں' مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بات کی تردید فرمائی ہے اور حماد بن زید کے متابعین ذکر کیے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ١/٥٣١' حديث: ٣٠٦) لہٰذا امام نسائی کا یہ دعویٰ درست نہیں۔ ویسے بھی حماد بن زید ثقہ راوی ہیں۔ اور ثقہ راوی کچھ زائد الفاظ بیان کرے تو وہ قابل تسلیم ہوتے ہیں۔ واللہ أعلم۔

٢١٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللهِ: يَارَسُولَ اللهِ! لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي».

٢١٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کبھی خون سے پاک نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ ہی دوں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تو رگ (کا خون) ہے' حیض (کا) نہیں ہے' لہٰذا جب حیض آنا شروع ہو تو نماز چھوڑ دو' پھر جب حیض کے دن گزر جائیں تو خون کے اثرات دھولو یعنی غسل کرو اور نماز شروع کردو۔''

٢١٩- أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح: ٣٠٦، من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٦١، والكبرٰى، ح: ٢٢٣.

٢٢٠- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَا أَطْهُرُ أَفَأَتْرُكُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ». قَالَ خَالِدٌ، فِيمَا قَرَأْتُ عَلَيْهِ: «وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي».

۲۲۰-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کبھی پاک نہیں ہوتی تو کیا بالکل نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے' حیض نہیں ہے' لہٰذا جب حیض کا خون آنے لگے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو خون کے آثار دھو کر (غسل کر کے) نماز شروع کر دو۔''

(المعجم ١٣٩) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ (التحفة ١٣٩)

باب:۱۳۹-جنبی کو ٹھہرے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت

٢٢١- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، أَنَّ أَبَا السَّائِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ».

۲۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی شخص جنبی ہو تو ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔''

فوائد ومسائل: ① ٹھہرے پانی میں داخل ہو کر جنبی کا نہانا پانی کو نا قابل استعمال بنا سکتا ہے۔ اگرچہ ایک آدمی کے نہانے سے رنگ' بو اور ذائقے میں تبدیلی نہیں ہو گی مگر اجازت کی صورت میں تو جتنے آدمی بھی چاہیں' نہا سکتے ہیں۔ اس طرح رنگ' بو اور ذائقہ بدلنے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ ② نجاست سے قطع نظر پینے والوں کے لیے اس پانی کا استعمال طبعاً گوارا نہ ہو گا جس میں جنبی لوگ نجاست سمیت نہاتے ہوں۔

٢٢٠ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح:٣٠٦، ومسلم، انظر، ح:٣٣٣ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح:٢٢٤.

٢٢١ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن الاغتسال في الماء الراكد، ح:٢٨٣ من حديث ابن وهب به.

(المعجم ١٤٠) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَالْاِغْتِسَالِ مِنْهُ (التحفة ١٤٠)

باب:١٤٠-ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے' پھر اس سے غسل کرنے کی ممانعت

٢٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ».

٢٢٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل کرے گا۔''

فائدہ: جب ٹھہرے پانی میں جنبی کا غسل کرنا درست نہیں' تو اس میں پیشاب کرنا تو بدرجۂ اولیٰ منع ہوگا' خواہ بعد میں غسل کرے یا نہ کرے کیونکہ کوئی اور آدمی بھی تو غسل کر سکتا ہے۔ غسل کا ذکر تو تقبیح کے لیے ہے' یعنی یہ تصور کیسا قبیح ہوگا کہ وہیں پیشاب کیا ہو اور وہیں غسل شروع کر دے' خواہ یہ شخص کرے یا کوئی اور۔ بہرحال اس حدیث سے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث:٣٥)

(المعجم ١٤١) - بَابُ ذِكْرِ الْاِغْتِسَالِ أَوَّلَ اللَّيْلِ (التحفة ١٤١)

باب:١٤١-رات کے شروع ہی میں غسل کر لینا

٢٢٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ غُضَيْفِ ابْنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ أَيَّ اللَّيْلِ كَانَ يَغْتَسِلُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا

٢٢٣-حضرت غضیف بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رات کے کس حصے میں غسل فرمایا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ کبھی رات کے شروع میں غسل فرماتے اور کبھی آخر میں۔ میں نے کہا: ہر تعریف اللہ کی

٢٢٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٤ عن سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٩٧٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٣٩، ومسلم، ح: ٢٨٢ وغيرهما.

٢٢٣_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ح: ٢٢٦، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلاة الليل، ح: ١٣٥٤ من حديث أبي العلاء برد بن سنان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٧.

اغْتَسَلَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ آخِرَهُ قُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصود یہ ہے کہ اگر آدمی رات کے شروع میں جماع یا احتلام کے ساتھ جنبی ہو جائے تو کیا اسے اسی وقت غسل کرنا ضروری ہے یا صبح کی نماز تک تاخیر کر سکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح تک تاخیر کی گنجائش ہے' اگرچہ افضل یہی ہے کہ جلدی غسل کر لیا جائے۔ واللہ أعلم۔ ② مسلمان کو چاہیے کہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اپنائے اور اگر معلوم نہ ہو تو اس کے متعلق اہل علم سے دریافت کرے۔

(المعجم ١٤٢) - اَلْاِغْتِسَالُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَآخِرَهُ (التحفة ١٤٢)

باب: ۱۴۲- غسل جنابت رات کے شروع میں بھی ہو سکتا ہے اور آخر میں بھی

٢٢٤- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ [قَالَ]: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُرْدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا قُلْتُ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ مِنْ آخِرِهِ؟ قَالَتْ: كُلَّ ذٰلِكَ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ أَوَّلِهِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ آخِرِهِ، قُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

۲۲۴- غضیف بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات کے شروع میں غسل فرمایا کرتے تھے یا رات کے آخر میں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دونوں وقت' کبھی رات کے شروع ہی میں غسل فرما لیتے اور کبھی آخر رات کو غسل فرماتے۔ میں نے کہا: ہر تعریف اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی ہے۔

(المعجم ١٤٣) - بَابُ ذِكْرِ الْاِسْتِتَارِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ (التحفة ١٤٣)

باب: ۱۴۳- غسل کرتے وقت لوگوں سے پردہ کرنے کا بیان

٢٢٥- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ:

۲۲۵- حضرت ابوسمح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٢٢٤ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٦.

٢٢٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، ح: ٣٧٦، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في بول الصبي الذي لم يطعم، ح: ٥٢٦ عن مجاهد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨، وصححه ابن خزيمة، والحاكم: ١/ ١٦٦، والذهبي، وحسنه البخاري (التلخيص الحبير: ١/ ٣٨).

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ: «وَلِّنِي قَفَاكَ» فَأُوَلِّيهِ قَفَايَ فَأَسْتُرُهُ بِهِ.

اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ جب آپ غسل کا ارادہ فرماتے تو مجھ سے فرماتے: ''میری طرف اپنی پیٹھ کرلو۔'' میں آپ کی طرف پیٹھ کرلیتا۔ اس طرح میں آپ کو پردہ بھی کردیتا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ ننگے بدن غسل نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ ازار باندھ کر غسل فرمایا کرتے تھے جیسا کہ احادیث میں صراحتاً ذکر ہے مگر پھر بھی آپ پسند نہیں فرماتے تھے کہ باقی ماندہ ننگے جسم پر بھی کسی کی نظر پڑے۔ خادم کو اس طرح کھڑا کرتے کہ نہ تو اس کی نظر پڑتی نہ کسی دوسرے کی کیونکہ وہ خادم آپ کے لیے پردے کے قائم مقام ہوتا تھا۔ ② غسل کرتے وقت پردے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ③ بالغ آدمی کے مقام ستر کو دیکھنا جائز نہیں۔

٢٢٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ: أَنَّهَا ذَهَبَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَوَجَدَتْهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَتْ فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» قُلْتُ: أُمُّ هَانِئٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ، فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ مُلْتَحِفًا بِهِ.

٢٢٦- حضرت ام ہانی ؓ سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے پاس گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے پایا جب کہ حضرت فاطمہ ؓ نے آپ کو ایک کپڑے سے پردہ کر رکھا تھا۔ میں نے سلام کہا تو آپ نے فرمایا: ''کون؟'' میں نے کہا: ام ہانی! جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک کپڑے میں آٹھ رکعات پڑھیں جب کہ وہ (کپڑا) آپ نے کندھوں پر لپیٹ رکھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ام ہانی ؓ حضرت علی ؓ کی ہمشیرہ اور رسول اللہ ﷺ کی چچازاد بہن تھیں۔ ② یہ آٹھ رکعت نماز صلاۃ ضحیٰ (چاشت کی نماز) تھی۔ ③ ایک کپڑے میں بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس سے کندھوں سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک جسم ڈھانپ لیا جائے، باقی جسم ننگا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ④ غسل کرنے والا حسب ضرورت کلام کر سکتا ہے۔

٢٢٦ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب التستر في الغسل عند الناس، ح: ٢٨٠، ومسلم، الحيض، باب تستر المغتسل بثوب ونحوه، ح: ٣٣٦ من حديث مالك به، و موطأ (يحيى): ١/ ١٥٢، والكبرى، ح: ٢٢٩.

(المعجم ١٤٤) - **بَابُ ذِكْرِ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْمَاءِ لِلْغُسْلِ** (التحفة ١٤٤)

باب:١٤٤- پانی کی وہ مقدار جس پر آدمی غسل کے لیے اکتفا کرسکتا ہے

٢٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ: أُتِيَ مُجَاهِدٌ بِقَدَحٍ، حَزَرْتُهُ ثَمَانِيَةَ أَرْطَالٍ، فَقَالَ: [حَدَّثَتْنِي] عَائِشَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِمِثْلِ هٰذَا.

٢٢٧- موسیٰ جہنی سے روایت ہے کہ حضرت مجاہد کے پاس ایک پیالہ لایا گیا۔ میرے اندازے کے مطابق وہ آٹھ رطل تھا۔ مجاہد کہنے لگے کہ مجھ سے حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا: بے شک رسول اللہ ﷺ اتنے پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① آٹھ رطل عراقی صاع کے برابر ہیں۔ حجازی صاع کے لحاظ سے یہ تقریباً ڈیڑھ صاع کے برابر ہیں۔ حجازی صاع وزن کے لحاظ سے تقریباً ڈھائی کلو ہوتا ہے' گویا پانی کی مقدار تقریباً چار کلو تھی۔ ② اس حدیث میں غسل کے لیے پانی کی مقدار آٹھ رطل تقریباً ڈیڑھ صاع بیان ہوئی ہے جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے: ''نبیٔ اکرم ﷺ ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو کرلیا کرتے تھے۔'' دیکھیے: (صحيح البخاري' الوضوء' حديث:٢٠١' وصحيح مسلم' الحيض' حديث:٣٢٥) اور سنن ابوداود میں وضو کے لیے پانی کی مقدار ایک مد کے دو تہائی جتنا بیان ہوئی ہے۔ (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٩٤) ان تمام روایات کا مقصد غسل اور وضو کے لیے پانی کی مقدار کی حد بندی نہیں اور نہ ان روایات میں باہمی تعارض ہے بلکہ مختلف حالات میں ضرورت کے مطابق پانی کم اور زیادہ استعمال ہوسکتا ہے۔ ان روایات میں ترغیب دی گئی ہے کہ پانی کم از کم استعمال کرنا چاہیے' بے جا استعمال نہ ہو کہ وہ اسراف اور ضیاع کی حد کو پہنچ جائے اور اتنا کم بھی نہ ہو کہ اس سے غسل یا وضو کے بجائے مسح ہی سمجھا جائے۔ واللہ أعلم۔

٢٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

٢٢٨- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عائشہ ؓ کا رضاعی بھائی حضرت عائشہ ؓ

٢٢٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٥١ عن يحيى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٠.

٢٢٨- أخرجه البخاري، الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوه، ح: ٢٥١، ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة . . . الخ، ح: ٣٢٠ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٢. * عائشة رضي الله عنها خالة أبي سلمة من الرضاع، أرضعته أختها أم كلثوم، قاله عياض (فتح: ١/ ٣٦٥).

أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَأَخُوهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَدْرَ صَاعٍ فَسَتَرَتْ سِتْرًا فَاغْتَسَلَتْ فَأَفْرَغَتْ عَلٰى رَأْسِهَا ثَلَاثًا.

کے پاس گئے' چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی نے ان سے نبی ﷺ کے غسل کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے ایک برتن منگوایا جس میں ایک صاع پانی تھا' پھر انھوں نے پردہ لٹکایا اور غسل فرمایا اور اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ غسل پردے میں کپڑوں سمیت کیا' صرف یہ بتانے کے لیے کہ اتنے پانی سے غسل ممکن ہے۔ اس میں نہ تو کوئی بے پردگی تھی اور نہ وہ انھیں نظر آئیں' لہٰذا اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں جیسا کہ منکرین حدیث وغیرہ باور کرا کر احادیث میں تشکیک پیدا کرنے کی مذموم سعی کرتے ہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قول کے ساتھ ساتھ عمل کر کے دکھانا تعلیم کے زیادہ مناسب حال ہے۔

٢٢٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ، وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

٢٢٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک پیالے سے غسل فرما لیا کرتے تھے جو ایک فرق کے برابر تھا' نیز میں اور آپ ﷺ (بیک وقت) ایک برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے۔

فائدہ: حدیث میں [فَرَق] کا لفظ ہے۔ یہ حجازی صاع کے لحاظ سے تین صاع کا ہوتا ہے جس کا وزن تقریباً ساڑھے سات کلو کے برابر بنتا ہے۔

٢٣٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ

٢٣٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک مد سے وضو اور پانچ مد سے غسل فرما لیا کرتے تھے۔

٢٢٩- [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١.

٢٣٠- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء بالمد، ح: ٢٠١، ومسلم، الحيض، ح: ٣٢٥ كما تقدم، ح: ٧٣ من حديث ابن جبر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٥، وفيه تصحيف.

وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِيَّ.

فائدہ: یہ حدیث بعینہ گزر چکی ہے۔ دیکھیے فوائد حدیث: ۷۳۔

٢٣١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: تَمَارَيْنَا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ جَابِرٌ: يَكْفِي مِنَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ صَاعٌ مِنْ مَاءٍ قُلْنَا: مَا يَكْفِي صَاعٌ وَلَا صَاعَانِ، قَالَ جَابِرٌ: قَدْ كَانَ يَكْفِي مَنْ كَانَ خَيْرًا مِنْكُمْ وَأَكْثَرَ شَعْرًا.

۲۳۱- حضرت ابوجعفر (محمد باقر) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمارا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس غسل کے بارے میں اختلاف ہوگیا۔ حضرت جابر فرمانے لگے: غسل جنابت کے لیے ایک صاع پانی کافی ہے۔ ہم نے کہا: ایک دو صاع تو کافی نہیں ہوسکتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس شخصیت کو تو ایک صاع کافی تھا جو تم سے بہتر اور تم سے زیادہ بالوں والے تھے یعنی رسول اللہ ﷺ۔

(المعجم ١٤٥) - بَابُ ذِكْرِ الدَّلَالَةِ عَلَى أَنَّهُ لَا وَقْتَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٤٥)

باب: ۱۴۵- اس بات کی دلیل کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں

٢٣٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَهُوَ قَدْرُ الْفَرَقِ.

۲۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے جو تقریباً ایک فَرَق کے برابر ہوتا تھا۔

فائدہ: استدلال لفظ ''تقریباً'' سے ہے' یعنی غسل کے لیے کوئی خاص مقدار معین نہیں' کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ ایک [فَرَق] تقریباً تین صاع کا ہوتا ہے۔

٢٣١ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوه، ح:٢٥٢ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٣، وأخرجه مسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثًا، ح:٣٢٩ من حديث أبي جعفر به.

٢٣٢ـ انظر، ح:٧٢، وأخرجه أحمد:٦/ ١٩٩ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٥.

(المعجم ١٤٦) - بَابُ ذِكْرِ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ (التحفة ١٤٦)

باب:۱۴۶-مرد اور اس کی بیوی کا (بیک وقت) ایک برتن سے غسل کرنا

٢٣٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ وَأَنَا مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نَغْتَرِفُ مِنْهُ جَمِيعًا.

۲۳۳-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور میں ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔ہم بیک وقت اس سے چلو بھرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① میاں بیوی کے اکٹھے نہانے پر کوئی عقلی اعتراض ہے نہ شرعی' ہاں یہ بات ضرور ہے کہ غسل کرتے وقت پانی احتیاط سے استعمال کیا جائے اور اسے آلودہ ہونے سے بچایا جائے۔ ② یہ بھی ثابت ہوا کہ جنبی کے ہاتھ ڈالنے سے پانی پلید نہیں ہوگا' نیز غسل جنابت سے بچے ہوئے پانی سے مزید غسل ہو سکتا ہے۔

٢٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۲۳۴-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ تحقیق میں اور اللہ کے رسول ﷺ (بیک وقت) ایک برتن سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔

٢٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۲۳۵-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے

٢٣٣ـ أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق أهل العلم . . . الخ، ح: ٧٣٣٩ من حديث هشام به، وهو في الموطأ(رواية أبي مصعب: ١/ ٥٩، ح: ١٤٧)، والكبرٰى، ح: ٢٣٦ من حديث قتيبة فقط.

٢٣٤ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب هل يدخل الجنب يده في الإناء . . . . الخ، ح: ٢٦٣ من حديث شعبة، ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة، ح: ٣٢١/ ٤٥ من حديث القاسم بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٧.

٢٣٥ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب مباشرة الحائض، ح: ٢٩٩ من حديث منصور به.

عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُنَازِعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ الْإِنَاءَ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْهُ.

اپنے آپ کو دیکھا' میں اور اللہ کے رسول ﷺ غسل کرتے وقت برتن اپنی اپنی طرف کھینچتے تھے۔

فائدہ: ''اپنی اپنی طرف کھینچتے تھے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی آسانی سے اور قریب سے لیا جا سکے یا خوش طبعی کے طور پر۔ میاں بیوی میں ایسی کھینچا تانی ان کی باہمی بے تکلفی اور پیار محبت کی مظہر ہے' جو شرعاً قبیح ہے نہ عقلاً اور نہ عرفاً' بلکہ محمود اور پسندیدہ ہے۔

٢٣٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

٢٣٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

٢٣٧- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

٢٣٧- حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ مجھے میری خالہ' ام المومنین حضرت میمونہ ؓ نے بتایا کہ بے شک وہ اور اللہ کے رسول ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

٢٣٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْأَعْرَجَ

٢٣٨- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے پوچھا گیا: کیا عورت (بیوی) مرد کے ساتھ غسل کر سکتی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' جب وہ سمجھ دار ہو۔ میں نے اپنے

٢٣٦ـ أخرجه البخاري، من حديث سفيان الثوري به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤.

٢٣٧ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة . . . الخ، ح: ٣٢٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٨.

٢٣٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٣ من حديث عبدالله، وهو ابن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٩.

يَقُولُ: حَدَّثَنِي نَاعِمٌ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ سُئِلَتْ أَتَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ مَعَ الرَّجُلِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ إِذَا كَانَتْ كَيِّسَةً، رَأَيْتُنِي وَرَسُولَ اللهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ مِرْكَنٍ وَاحِدٍ نُفِيضُ عَلٰى أَيْدِينَا حَتّٰى نُنْقِيَهَا، ثُمَّ نُفِيضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ.

آپ کو دیکھا کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک ٹب سے غسل کرلیا کرتے تھے۔ پہلے ہم اپنے ہاتھوں پر پانی بہا کر انھیں اچھی طرح صاف کر لیتے‘ پھر اپنے باقی جسم پر پانی بہاتے۔

قَالَ الْأَعْرَجُ: لَا تَذْكُرُ فَرْجًا وَلَا تَبَالَهُ.

اعرج (راوی) نے کہا: عورت شرم گاہ کی طرف توجہ دے نہ حماقت سے کام لے۔

فائدہ: حدیث کے راوی اعرج دراصل حضرت ام سلمہ ؓ کے فرمان: ”سمجھ دار“ کی تفسیر کر رہے ہیں کہ عورت غسل کے وقت مرد کی شرم گاہ کی طرف توجہ نہ دے اور پانی لیتے اور جسم پر ڈالتے وقت حماقت نہ کرے یعنی چھینٹوں سے برتن کے پانی کو بچائے‘ وغیرہ۔

(المعجم ١٤٧) - بَابُ ذِكْرِ النَّهْيِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ بِفَضْلِ الْجُنُبِ (التحفة ١٤٧)

باب: ۱۴۷- جنبی کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے کی ممانعت

٢٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْبَعَ سِنِينَ، قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ، أَوْ يَبُولَ فِي مُغْتَسَلِهِ، أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيعًا.

۲۳۹- حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ایسے آدمی سے ملا جو نبی ﷺ کے ساتھ رہا ہے‘ جس طرح حضرت ابوہریرہ ؓ چار سال تک نبی ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی ہر روز کنگھی کرے یا اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے اور عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے بلکہ دونوں اکٹھے چلو بھریں۔

فوائد ومسائل: ① ہر روز کنگھی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص کی ضرورت سے زیادہ تزئین کی طرف

٢٣٩- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب النهي عن ذلك، ح: ٨١ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٠، وصححه الحافظ ابن حجر في بلوغ المرام.

توجہ ہے جب کہ یہ چیز بہت سی معاشرتی اور اخلاقی خرابیوں کی بنیاد ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' کہتے ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا] (سنن أبي داود' الترجل' حديث:٤١٥٩) ''رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے مگر ایک دن چھوڑ کر۔'' یعنی بلاناغہ روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کی سند میں اگرچہ خفیف سا ضعف ہے لیکن یہ سنن نسائی کی درج ذیل روایت سے ختم ہو جاتا ہے جس کی صحت کو محقق کتاب نے بھی تسلیم کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی مصر پر مقرر گورنر (عامل) کے ہاں تشریف لے گئے اور وہ بھی صحابیٔ رسول تھے۔ دیکھتے ہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں' پوچھا: کیا وجہ ہے' آپ کو پراگندہ حال دیکھتا ہوں جبکہ آپ امیر ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: [كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنِ الْإِرْفَاهِ' قُلْنَا: وَمَا الْإِرْفَاهُ؟ قَالَ : اَلتَّرَجُّلُ كُلَّ يَوْمٍ] (سنن النسائي' الزينة' حديث:٥٠٦١) ''اللہ کے نبی ﷺ ہمیں "إرفاه" سے روکا کرتے تھے' ہم نے کہا: "إرفاه" سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: روزانہ کنگھی کرنا۔'' اس حدیث میں بھی روزانہ کنگھی کرنے سے ممانعت کا ذکر ہے' خصوصاً اس نہی کی وجہ سے صحابیٔ رسول فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بھی باوجودیکہ عظیم عہدے پر فائز تھے روزانہ کنگھی نہیں کرتے تھے' حالانکہ انھیں بال بڑے ہونے کی وجہ سے اس کی اشد ضرورت بھی تھی۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ روزانہ کنگھی کرنا ممنوع ہے اور اس میں ایک درجہ زہد و ورع کا بھی پہلو نمایاں ہے جو یقیناً ایسے افراد کے لیے مطلوب ہے کیونکہ اکثر اوقات اسی بناؤ سنگھار میں لگے رہنا کم از کم دیندار لوگوں کا شیوہ نہیں ہے' نیز اس میں ممانعت عام ہے جو امت کے ہر فرد کو شامل ہے۔ اس ممانعت میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں' تخصیص کی دلیل معلوم نہیں جبکہ جمہور علمائے کرام اس نہی کو زجر و توبیخ پر محمول کرتے ہیں کہ اس سے مراد اکثر و بیشتر اسی عمل میں مصروف رہنا قابل مذمت ہے نہ کہ اس سے حقیقی حرمت مراد ہے کہ انسان روزانہ کنگھی نہیں کر سکتا۔ بہرحال احادیث کے ظاہر اور صحابیٔ رسول ﷺ کے عمل سے ممانعت ہی ثابت ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث:٥٠١) ④ غسل خانے میں پیشاب سے متعلق دیکھیے: حدیث:٣٦۔ اگلی حدیث میں جنبی کے غسل سے بچے ہوئے پانی کے استعمال کی رخصت کا اثبات ہوتا ہے' اس لیے اس حدیث میں اس سے ممانعت استحباب پر محمول ہوگی' یعنی اس سے بچنا بہتر ہے' تاہم استعمال کرنا جائز ہے۔

(المعجم ١٤٨) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٤٨)

باب:١٤٨- اس کی رخصت

٢٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

٢٤٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور اللہ

٢٤٠- أخرجه مسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء، ح:٤٦/٣٢١ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤١.

مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ يُبَادِرُنِي وَأُبَادِرُهُ حَتَّى يَقُولَ: «دَعِي لِي»، وَأَقُولُ أَنَا: دَعْ لِي، قَالَ سُوَيْدٌ: يُبَادِرُنِي وَأُبَادِرُهُ فَأَقُولُ: دَعْ لِي، دَعْ لِي.

کے رسول ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔ میں آپ سے جلدی (غسل) کرنے کی کوشش کرتی اور آپ مجھ سے جلدی کرتے حتیٰ کہ آپ فرماتے: ''میرے لیے پانی رہنے دو۔'' اور میں کہتی: آپ میرے لیے پانی چھوڑ دیں۔ (راویٔ حدیث) سوید نے (یوں) کہا: آپ مجھ سے جلدی کرتے اور میں آپ سے جلدی کرتی' چنانچہ میں کہتی: آپ میرے لیے (پانی) چھوڑ دیں۔ آپ میرے لیے (پانی) چھوڑ دیں۔

فوائد ومسائل: ① میاں بیوی اکٹھے غسل کر رہے ہوں تو اس صورت حال کا پیدا ہونا کوئی قابل تعجب یا قابل اعتراض بات نہیں۔ خصوصاً جب کہ میاں بیوی کے درمیان خوش طبعی شریعت میں بھی قابل تعریف ہے۔ ② اس روایت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ دونوں یکے بعد دیگرے پانی لیتے تھے جس نے بعد میں پانی لیا' اس نے جنبی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا۔

(المعجم ١٤٩) - بَابُ ذِكْرِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْقَصْعَةِ الَّتِي يُعْجَنُ فِيهَا (التحفة ١٤٩)

باب:۱۴۹- ایسے پیالے سے غسل کرنا جس میں آٹا گوندھا جاتا ہو

٢٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اغْتَسَلَ هُوَ وَمَيْمُونَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ.

۲۴۱- حضرت ام ہانی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت میمونہ ؓ نے ایسے پیالے سے غسل کیا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر (نشان) تھا۔

فائدہ: جس برتن میں آٹا گوندھا جائے' اس میں صفائی کے باوجود آٹے کے کچھ نہ کچھ نشانات رہ جاتے ہیں لیکن چونکہ یہ قلیل ہوتے ہیں۔ ویسے بھی آٹا پاک چیز ہے' لہٰذا ایسے برتن میں پانی ڈالنا اور اس سے وضو اور غسل

٢٤١ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرجل والمرأة يغتسلان من إناء واحد، ح: ٣٧٨ من حديث إبراهيم بن نافع به، وله شاهد يأتي، ح: ٤١٥، والحديث في الكبرٰى، ح: ٢٤٢.

کرنا درست ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا اس تبویب سے یہی مقصد ہے۔

(المعجم ١٥٠) - **بَابُ ذِكْرِ تَرْكِ الْمَرْأَةِ نَقْضَ ضُفْرِ رَأْسِهَا عِنْدَ اغْتِسَالِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ** (التحفة ١٥٠)

باب:١٥٠- غسل جنابت کے وقت عورت کا اپنے سر کی مینڈھیاں نہ کھولنے کا ذکر

٢٤٢- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ شَدِيدَةٌ ضَفِيرَةَ رَأْسِي فَأَنْقُضُهَا عِنْدَ غَسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَى جَسَدِكِ».

٢٤٢- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے گزارش کی کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کی مینڈھیاں مضبوطی سے باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے وقت انھیں کھولوں؟ آپ نے فرمایا: ”تمھیں اتنا کافی ہے کہ اپنے سر پر پانی کے تین چلو ڈال لیا کرو پھر اپنے سارے جسم پر پانی بہا لو۔“

فوائد ومسائل: ① عورت کے بال بڑے ہوتے ہیں۔ مینڈھیاں بنانا اس کی ضرورت اور مجبوری ہے۔ غسل میں مینڈھیاں کھولیں تو دقت پیش آتی ہے۔ کھولنے اور دوبارہ بنانے میں کافی وقت صرف ہوتا ہے اس لیے شریعت نے عورتوں کی مجبوری کا لحاظ رکھتے ہوئے غسل جنابت میں مینڈھیاں نہ کھولنے کی اجازت دی ہے۔ اتنا ضروری ہے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں میں انگلیاں پھیری جائیں تاکہ سر کی کھوپڑی اور بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں۔ گویا سارا جسم تر ہو جائے۔ ② مینڈھیاں تو ویسے بھی زائد لٹکنے والے بال ہیں اگر وہ تر نہ بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں البتہ اوپر سے دھو لیے جائیں۔ ③ غسل حیض ایک ماہ میں ایک دفعہ ہی ہے اس کے لیے مینڈھیاں کھولنے میں کوئی دقت نہیں لہٰذا غسل حیض میں مینڈھیاں کھول کر بالوں کو اچھی طرح دھونا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة ٢:٢٨٦) ”اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت وگنجائش سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔“

٢٤٢ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، ح: ٣٣٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٣

(المعجم ١٥١) - **بَابُ ذِكْرِ الْأَمْرِ بِذٰلِكَ لِلْحَائِضِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ لِلْإِحْرَامِ** (التحفة ١٥١)

باب:١٥١- حائضہ عورت کو غسلِ احرام کے وقت مینڈھیاں کھولنے کا حکم

٢٤٣- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْهَبُ عَنْ مَالِكٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ وَهِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَاهُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَأَهْلَلْتُ بِالْعُمْرَةِ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ، فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ». فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ، فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ: «هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ».

۲۴۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے۔ میں نے عمرے کا احرام باندھا' چنانچہ میں مکہ آئی تو حیض کی حالت میں تھی' لہٰذا میں بیت اللہ کا طواف کر سکی نہ صفا مروہ کی سعی۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ''سر کے بال کھول لو۔ (غسل کر کے) کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو لیکن عمرہ چھوڑ دو۔'' میں نے اسی طرح کیا۔ جب ہم نے حج مکمل کر لیا تو آپ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا تو میں نے عمرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تمھارے (اس) عمرے کی جگہ ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ إِلَّا أَشْهَبُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مالك عن هشام بن عروه کی سند سے غریب ہے کیونکہ اشہب کے سوا کسی نے اسے (اس طرح) بیان نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ اشہب نے (اس حدیث میں) امام مالک کا استاذ ابن شہاب زہری کے ساتھ ہشام بن عروہ کو بھی بتلایا ہے جب کہ عام رواۃ اس روایت میں امام مالک کا استاذ صرف زہری ہی کو بتاتے ہیں۔ جب کسی راوی کی تائید کوئی اور ساتھی نہ کرے تو اس کی روایت کو ''غریب'' کہا

٢٤٣ـ أخرجه البخاري، الحج، باب كيف تهل الحائض والنفساء؟، ح:١٥٥٦، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج ... الخ، ح:١٢١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٤١٠، ٤١١.

جاتا ہے۔ ② حیض کی حالت میں چونکہ بیت اللہ میں داخلہ منع ہے' لہٰذا حائضہ عورت کو طواف منع ہے اور سعی چونکہ طواف کے تابع ہے' اس لیے وہ بھی منع ہے۔ ③ تنعیم مکہ سے مدینہ منورہ کے راستے پر قریب ترین حِل ہے' یعنی یہاں حرم ختم ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کے لیے یہ خصوصی حکم فرمایا کہ وہ تنعیم سے احرام باندھ کر آ جائیں اور عمرہ کر لیں کیونکہ حضرت عائشہ ؓ کا حیض کی وجہ سے عمرہ رہ گیا تھا۔ یہ اجازت ہر شخص کے لیے نہیں ہے کہ وہ تنعیم سے احرام باندھ کر آ جائے اور عمرہ کر لے جیسا کہ آفاق سے جانے والے بہت سے حاجی ایسا کرتے ہیں اور بعض علماء اس کے جواز کا فتویٰ بھی دیتے ہیں۔ لیکن یہ جواز محل نظر ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ دوبارہ عمرے کے لیے میقات پر جا کر وہاں سے احرام باندھ کر آنا ضروری ہے۔ یا پھر مذکورہ حدیث کے پیش نظر تنعیم سے احرام باندھنے کی یہ اجازت صرف ان خواتین کے لیے ہے جو مخصوص ایام کی وجہ سے عمرہ نہ کر سکی ہوں۔ واللہ أعلم. ④ چونکہ حج کا احرام کئی دن جاری رہتا ہے' لہٰذا مینڈھیاں کھول کر اچھی طرح غسل کرنے کا حکم دیا تاکہ بعد میں تنگی نہ ہو۔ اس غسل کا حیض سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ صفائی کے لیے ہوتا ہے اور یہ ہر محرم کے لیے مستحب ہے۔

(المعجم ١٥٢) - ذِكْرُ غَسْلِ الْجُنُبِ [يَدَيْهِ] قَبْلَ أَنْ [يُدْخِلَهُمَا] الْإِنَاءَ (التحفة ١٥٢)

باب:۱۵۲-جنبی کو اپنے ہاتھ برتن میں ڈالنے سے پہلے دھو لینے کا بیان

٢٤٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ ابْنُ السَّائِبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ وُضِعَ لَهُ الْإِنَاءُ فَيَصُبُّ عَلَى يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ، حَتَّى إِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ صَبَّ بِالْيُمْنٰى وَغَسَلَ فَرْجَهُ بِالْيُسْرٰى، حَتَّى إِذَا فَرَغَ صَبَّ بِالْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى

۲۴۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو آپ کے لیے برتن رکھا جاتا' آپ ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے ان پر پانی بہاتے۔ جب ہاتھ دھو لیتے تو پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالتے' پھر دائیں سے پانی ڈالتے اور بائیں سے اپنی شرم گاہ دھوتے۔ جب اس سے فارغ ہوتے تو دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دھوتے' پھر تین دفعہ کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھاتے' پھر اپنے سر پر تین دفعہ دونوں ہاتھ بھر کر پانی ڈالتے' پھر (باقی) جسم پر بہاتے۔

٢٤٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٦١ عن حسين بن علي عن زائدة به، وانظر الحديث الآتي.

فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ مِلْءَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى جَسَدِهِ.

فوائد ومسائل: ① جنبی کا ہاتھ عام طور پر پلید ہو جاتا ہے' خواہ جماع ہو یا احتلام' لہٰذا اسے برتن میں داخل کرنے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہییں۔ وضو اور غسل کے دوران میں برتن سے دائیں ہاتھ کے ذریعے سے پانی لینا چاہیے' ضرورت پڑے تو دونوں ہاتھوں سے بیک وقت بھی پانی لیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٥٣) - بَابُ ذِكْرِ عَدَدِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ إِدْخَالِهِمَا الْإِنَاءَ (التحفة ١٥٣)

باب:١٥٣- برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے کتنی دفعہ دھونے چاہییں؟

٢٤٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ غُسْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُفْرِغُ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ، ثُمَّ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ.

٢٤٥- حضرت ابوسلمہ سے منقول ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالتے' پھر اپنی شرم گاہ دھوتے' پھر اپنے ہاتھ دھوتے' پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھا کر ناک کو صاف کرتے' پھر اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے' پھر اپنے باقی جسم پر پانی بہاتے۔

فائدہ: یہ حدیث کچھ مختصر ہے۔ دیگر احادیث میں غسل سے پہلے پاؤں دھونے کے علاوہ مکمل وضو کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الغسل' حديث:٢٤٩)

(المعجم ١٥٤) - إِزَالَةُ الْجُنُبِ الْأَذَى عَنْ جَسَدِهِ بَعْدَ غَسْلِ يَدَيْهِ (التحفة ١٥٤)

باب:١٥٤- جنبی کو ہاتھ دھونے کے بعد اپنے جسم سے نجاست صاف کرنی چاہیے

٢٤٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ:

٢٤٦- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ میں

٢٤٥ـ [إسناده حسن] وانظر الحديث السابق.

٢٤٦ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٤.

حَدَّثَنَا النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ ابْنُ السَّائِبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتٰى بِالْإِنَاءِ فَيَصُبُّ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَيَغْسِلُهُمَا ثُمَّ يَصُبُّ بِيَمِينِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ مَا عَلٰى فَخِذَيْهِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ وَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ يُفِيضُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهِ.

حضرت عائشہ ؓ کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس برتن لایا جاتا' آپ اپنے دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی بہاتے' پھر انھیں دھوتے' پھر اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنی شرم گاہ اور رانوں پر جو کچھ ہوتا اسے دھوتے' پھر اپنے ہاتھ دھوتے' پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھا کر ناک کو خوب اچھی طرح صاف کرتے' پھر اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے' پھر باقی سارے جسم پر پانی بہاتے۔

(المعجم ١٥٥) - بَابُ إِعَادَةِ الْجُنُبِ غَسْلَ يَدَيْهِ بَعْدَ إِزَالَةِ الْأَذٰى عَنْ جَسَدِهِ (التحفة ١٥٥)

باب: ١٥٥- جنبی کو جسم سے نجاست دور کرنے کے بعد دوبارہ ہاتھ دھونے چاہییں

٢٤٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: وَصَفَتْ عَائِشَةُ غُسْلَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَتْ: كَانَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ يُفِيضُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ، قَالَ عُمَرُ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: يُفِيضُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَتَمَضْمَضُ ثَلَاثًا وَيَسْتَنْشِقُ ثَلَاثًا وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ

٢٤٧- حضرت عائشہ ؓ نے نبی ﷺ کا غسل جنابت بیان فرمایا' کہا: آپ اپنے ہاتھوں کو تین دفعہ دھوتے' پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر تین دفعہ پانی ڈال کر اپنی شرم گاہ اور دوسری لگی ہوئی رطوبت دھوتے' (راوئ حدیث) عمر بن عبید کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق انھوں (استاذ) نے یہی کہا' پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر تین دفعہ پانی ڈالتے' پھر تین دفعہ کلی فرماتے اور تین دفعہ ناک میں پانی چڑھا کر اسے صاف کرتے' پھر اپنا چہرہ اور دونوں بازو تین دفعہ دھوتے' پھر اپنے سر پر تین دفعہ پانی بہاتے' پھر اپنے

٢٤٧- [إسناده حسن] انظر، ح: ٢٤٥ والذين بعده، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٥.

ثَلَاثًا، ثُمَّ يُفِيضُ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

(سارے جسم) پر پانی بہاتے۔

فائدہ: پہلی دفعہ ہاتھ دھونا تو ہاتھوں کی صفائی کے لیے تھا تاکہ برتن کا پانی آلودہ نہ ہو۔ شرم گاہ اور رانوں کو دھونے کے بعد پھر ہاتھ دھونا وضو کا جز ہے لہٰذا ہاتھ دوبارہ دھوئے جائیں گے۔ سب سے آخر میں پاؤں دھوئیں گے جس کا ان روایات میں ذکر نہیں البتہ دیگر روایات میں ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الغسل' حدیث:۲۴۹)

(المعجم ١٥٦) - ذِكْرُ وُضُوءِ الْجُنُبِ قَبْلَ الْغُسْلِ (التحفة ١٥٦)

باب: ۱۵۶- جنبی کو غسل سے پہلے وضو بھی کرنا چاہیے

٢٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ الْمَاءَ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلٰى جَسَدِهِ كُلِّهِ.

۲۴۸- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوتے' پھر وضو فرماتے جس طرح نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے' پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈالتے اور ان سے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے' پھر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے' پھر اپنے سارے جسم پر پانی بہاتے۔

فوائد ومسائل: ① دوسری صحیح روایات میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ غسل سے پہلے وضو فرماتے' مگر پاؤں چھوڑ دیتے اور مکمل غسل کر لینے کے بعد' جس جگہ غسل کرتے' اس سے ہٹ کر پاؤں دھوتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الغسل' حدیث:۲۵۷' وصحیح مسلم' الحیض' حدیث:۳۱۷) ② غسل کرنے سے پہلے تین چلو ڈالنا اور سارے جسم پر کم از کم ایک مرتبہ پانی بہانا ضروری ہے۔

(المعجم ١٥٧) - بَابُ تَخْلِيلِ الْجُنُبِ رَأْسَهُ (التحفة ١٥٧)

باب: ۱۵۷- جنبی کو (دوران غسل) اپنے سر کا خلال کرنا چاہیے

٢٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۲۴۹- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت

٢٤٨ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح:٢٤٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٤، والكبرٰى، ح:٢٤٦، وأخرجه مسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح:٣١٦، والبخاري، وغيرهما من طرق عن هشام به.

٢٤٩ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ: أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ، وَيُخَلِّلُ رَأْسَهُ حَتّٰى يَصِلَ إِلٰى شَعْرِهِ، ثُمَّ يُفْرِغُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهِ.

عائشہ ؓ نے نبی ﷺ کے غسل جنابت کی بابت بیان کیا کہ آپ ﷺ (سب سے پہلے) اپنے ہاتھ دھوتے تھے اور وضو فرماتے اور اپنے سر کے بالوں میں (گیلی) انگلیاں پھیرتے تھے (حتی کہ بال گیلے ہو جاتے) پھر اپنے سارے جسم پر پانی بہاتے۔

فائدہ: بال بڑے ہوں تو بسا اوقات پانی بالوں پر سے پھسل جاتا ہے اور جڑیں اور چمڑا خشک رہ جاتے ہیں' اس لیے ضروری ہے کہ بالوں میں گیلی انگلیاں پھیری جائیں۔ اس طرح بال الگ الگ ہو جائیں گے' گنجلک نہیں رہیں گے۔ ان سے پانی گزرنا آسان ہو جائے گا' جڑیں اور چمڑا تر ہو جائے گا' لہٰذا ضروری ہے کہ جہاں پانی نہ پہنچنے کا خدشہ ہو' وہاں قصداً پہنچایا جائے' ایسا نہ ہو کہ جنابت زائل نہ ہو اور غسل بے فائدہ رہ جائے۔

٢٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُشَرِّبُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَحْثِي عَلَيْهِ ثَلَاثًا.

٢٥٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (پہلے) اپنے سر کے بالوں کو خلال سے اچھی طرح تر کر لیتے تھے پھر سر پر تین چلو (پانی) ڈالتے۔

(المعجم ١٥٨) - بَابُ ذِكْرِ مَا يَكْفِي الْجُنُبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلٰى رَأْسِهِ (التحفة ١٥٨)

باب:١٥٨- جنبی کے لیے سر پر کتنا پانی بہانا کافی ہے؟

٢٥١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ صُرَدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ:

٢٥١- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس غسل کے بارے میں اختلاف کیا۔ کسی نے کہا کہ میں تو اتنی اتنی

٢٥٠ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه الترمذي، ح:١٠٤ من حديث سفيان بن عيينة به مطولاً، وقال: "حسن صحيح".

٢٥١ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثًا، ح:٣٢٧ عن قتيبة، والبخاري، الحيض، باب من أفاض على رأسه ثلاثًا، ح:٢٥٤ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٧.

تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: إِنِّي لَأَغْسِلُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَكُفٍّ».

دفعہ (سر کو) دھوتا ہوں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو اپنے سر پر صرف تین چلو پانی بہاتا ہوں۔''

فائدہ: اگر مسنون طریقے کے مطابق پہلے وضو کیا جائے' پھر بالوں کا خلال کر کے جڑیں تر کر لی جائیں تو سر پر تین چلو پانی بہانا ہی کافی ہوگا۔ کوئی جگہ اور کوئی بال خشک نہ رہے گا' نیز پانی کی بچت بھی ہوگی۔ ان روایات میں غسل جنابت سے پہلے نماز والا وضو کرنے کا بیان تو ہے لیکن ان میں سے کسی میں بھی سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے۔ گویا مسح کی بجائے سر پر تین چلو پانی بہانا ضروری ہے' اسی طرح پاؤں بھی نہیں دھونے' بلکہ پاؤں غسل کرنے کے بعد آخر میں دھوئے جائیں گے' البتہ یہ ضروری ہے کہ دوران غسل میں اگلی اور پچھلی شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگے ورنہ وضو برقرار نہیں رہے گا' اسی لیے روایات میں صراحت ہے کہ وضو کرنے سے پہلے شرم گاہ اچھی طرح دھو لے۔ اس اعتبار سے غسل جنابت میں یہ ضروری ہے کہ پہلے شرم گاہ صاف کرے' پھر ہاتھ دھو کر وضو کرے' اس میں سر میں مسح کرنے کی بجائے تین لپ پانی ڈالے' پھر پورا غسل کر لے اور آخر میں دونوں پاؤں دھو لے۔

(المعجم ١٥٩) - بَابُ ذِكْرِ الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ (التحفة ١٥٩)

باب: ۱۵۹- غسل حیض کا طریقہ

٢٥٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ - وَهُوَ ابْنُ صَفِيَّةَ - عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَخْبَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ: «خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا» قَالَتْ: وَكَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ فَاسْتَتَرَ كَذَا ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ تَطَهَّرِي

۲۵۲- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے غسل حیض کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے بتایا کہ کیسے غسل کرے' پھر فرمایا: ''کستوری لگا ہوا روئی کا ایک ٹکڑا لے لو اور اس سے صفائی کر لو۔'' اس نے کہا: اس سے کیسے صفائی کروں؟ آپ نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور فرمایا: ''سبحان اللہ تم اس کے ساتھ صفائی کر لو۔'' حضرت عائشہ ؓ نے کہا: میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ

٢٥٢- أخرجه البخاري، الحيض، باب دلك المرأة نفسها إذا تطهرت من المحيض، ح: ٣١٤، ومسلم، الحيض، باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم، ح: ٣٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨.

بِهَا»، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَذَبْتُ الْمَرْأَةَ وَقُلْتُ: تَتَّبِعِينَ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ.

اسے خون کے نشانات پر لگالو۔

فوائد ومسائل: ① حیض کا خون چونکہ بدبودار ہوتا ہے' اس لیے بہتر ہے کہ غسل کے علاوہ خون والی جگہ کی مزید صفائی کی جائے' مثلاً: خوشبو لگائی جائے تاکہ بدبو زائل ہو جائے۔ اس سنت پر عمل غالباً متروک ہی ہو چکا ہے۔ خواتین کو چاہیے کہ اس سنت کا احیا کریں۔ یقیناً جہاں اس سے صفائی حاصل ہوگی' وہاں ثواب بھی ملے گا۔ ② عورتوں سے متعلقہ پوشیدہ مسائل بتاتے ہوئے کنایات کا استعمال مستحب ہے۔ ③ حاضرین کے لیے صاحب علم کے کلام کی وضاحت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ④ مسئلہ دریافت کرنے والوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ صاحب خلق عظیم اور شرم وحیا کے پیکر تھے۔

(المعجم ١٦٠) - بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ بَعْدِ الْغُسْلِ (التحفة ١٦٠)

باب:١٦٠-(مسنون) غسل کے بعد وضو نہ کرنا

٢٥٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ: - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ.

٢٥٣- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مسنون غسل کی ابتدا ہی وضو سے ہوتی ہے' لہٰذا غسل کے بعد وضو کی کوئی ضرورت نہیں رہتی' بشرطیکہ اس نے وضو کے بعد دوران غسل میں اگلی اور پچھلی شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگایا ہو ورنہ وضو دوبارہ کرنا پڑے گا۔ ② اسی طرح اگر اس نے مسنون غسل نہ کیا ہو' یعنی غسل کی ابتدا وضو سے نہ کی ہو' تب بھی اسے غسل کے بعد

٢٥٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ماجاء] في الوضوء بعد الغسل، ح: ١٠٧، وابن ماجه، الطهارة، باب في الوضوء بعد الغسل، ح: ٥٧٩ من حديث شريك القاضي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٩، وصححه الحاكم، والذهبي كما في نيل المقصود، ح: ٢٥٠، وقواه ابن سيد الناس. وقال الترمذي: "حسن صحيح". * أبوإسحاق صرح بالسماع في بعض الحديث عند البيهقي: ١/ ٢٠١، ٢٠٢، وصححه هو، وابن حزم.

وضو کرنا پڑے گا۔

(المعجم ١٦١) - بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي غَيْرِ الْمَكَانِ الَّذِي يَغْتَسِلُ فِيهِ (التحفة ١٦١)

باب:١٦١-(غسل کے آخر میں) پاؤں غسل والی جگہ کے بجائے دوسری جگہ دھوئے

٢٥٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ: أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَأَفْرَغَ بِهَا عَلَى فَرْجِهِ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِلْءَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِالْمِنْدِيلِ فَرَدَّهُ.

٢٥٤- ام المومنین حضرت میمونہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے غسل جنابت کے لیے پانی قریب کیا۔ آپ نے اپنی ہتھیلیوں کو دو یا تین بار دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور اس سے اپنی شرم گاہ پر پانی ڈالا' پھر اسے بائیں ہاتھ سے دھویا' پھر بایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اسے زور سے رگڑا' پھر نماز والا وضو کیا' پھر اپنے سر پر دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی ڈالا' پھر اپنے باقی (سارے) جسم کو دھویا' پھر اس جگہ سے ایک طرف ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے' پھر میں آپ کے پاس رومال لائی تو آپ نے واپس کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① مٹی پر ہاتھ رگڑنا بدبو اور لیس کو ختم کرتا ہے اور آلودگی کے وسوسے کو بھی دور کر دیتا ہے' لہٰذا استنجے کے بعد یہ مستحب ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے دور میں فرش کچے ہوتے تھے' لہٰذا غسل کا پانی پاؤں میں جمع ہو جاتا تھا۔ اسی جگہ پاؤں دھونے میں کوئی فائدہ نہ تھا' لہٰذا آپ ﷺ ایک طرف ہٹ کر پاؤں دھوتے تھے' البتہ اگر پانی جمع نہ ہوتا ہو تو اسی جگہ پاؤں دھوئے جا سکتے ہیں۔ ③ غسل یا وضو کے بعد رومال استعمال کیا جا سکتا ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت میمونہ ؓ کا رومال پیش کرنا' اس کے جواز کی دلیل ہے کہ آپ کے گھر میں رومال تھا۔ باقی رہا آپ کا واپس کرنا تو وہ کسی اور وجہ سے ہوگا' مثلاً: آپ چاہتے ہوں گے کہ پانی کچھ دیر جسم پر رہے تاکہ ٹھنڈک محسوس ہو وغیرہ۔ ④ رومال پانی کے ساتھ ساتھ میل کچیل کو بھی اچھی طرح صاف کر دیتا

٢٥٤_ أخرجه مسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح:٣١٧ عن علي بن حجر، والبخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح:٢٤٩ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٥١.

ہے اور یہی غسل سے مطلوب ہے' نیز غسل کے بعد پانی کا جسم پر رہنا شرعاً مطلوب نہیں اور یہ رہ بھی نہیں سکتا' ہوا یا کپڑوں سے جلد یا بدیر خشک ہو ہی جائے گا۔ ⑤ جو شخص ٹب وغیرہ سے چلو بھر کر پانی لینا چاہے' اسے چاہیے کہ اپنی ہتھیلیاں پہلے دھو لے تاکہ پانی آلودہ نہ ہو۔ ⑥ شرم گاہ دھونے کے لیے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالنا چاہیے۔

(المعجم ١٦٢) - **بَابُ تَرْكِ الْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْغُسْلِ** (التحفة ١٦٢)

باب:۱۶۲-غسل کے بعد رومال استعمال نہ کرنا

٢٥٥- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ فَأُتِيَ بِمِنْدِيلٍ فَلَمْ يَمَسَّهُ، وَجَعَلَ يَقُولُ بِالْمَاءِ هٰكَذَا.

۲۵۵-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غسل فرمایا اور بعد میں رومال لایا گیا تو آپ نے اسے قبول نہ فرمایا بلکہ پانی کو ہاتھوں کے ساتھ اس طرح جھاڑنے لگے۔

فائدہ: ہاتھوں سے پانی جھاڑنے سے یہ ثابت ہوا کہ وضو یا غسل کے بعد پانی اعضاء پر باقی رہنا ضروری نہیں' اسے صاف کیا جا سکتا ہے' ہاتھوں سے یا رومال اور تولیے وغیرہ سے۔ بعض لوگوں نے اس روایت سے تولیے کا استعمال ناپسندیدہ قرار دیا ہے مگر یہ استدلال درست نہیں ہے۔

(المعجم ١٦٣) - **بَابُ وُضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ** (التحفة ١٦٣)

باب:۱۶۳-جنبی کے لیے کھاتے وقت وضو کرنا مستحب ہے

٢٥٦- **أَخْبَرَنَا** حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ شُعْبَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ،

۲۵۶-حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ...... اور عمرو نے کہا: رسول اللہ ﷺ...... جب جنابت کی حالت میں کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرما لیتے۔ عمرو نے اپنی حدیث میں یہ لفظ زیادہ بیان

٢٥٥ـ[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٠، وانظر الحديث الآتي، ح: ٤٠٨.

٢٥٦ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح: ٣٠٥/ ٢٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٢، ٢٥٣.

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ عَمْرٌو: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ - إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ، زَادَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ: وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

کیے کہ نماز والا وضو فرما لیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① یہ وضو ضروری نہیں' مستحب ہے کیونکہ ایک روایت میں [لَا يَمَسُّ مَاءً] ''پانی نہ چھوتے تھے۔'' (مسند أحمد:٦/٤٣) کے الفاظ بھی ہیں۔ اگرچہ یہ وضو جنبی کو پاک تو نہیں کرے گا مگر صفائی جس قدر بھی ہو سکے' اچھی بات ہے۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ اس حدیث کی سند میں موجود اختلاف کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ جب اس حدیث کو حمید بیان کرتا ہے تو [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ] کہتا ہے جبکہ عمرو نے اپنی سند میں [كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ] کہا ہے۔ یہ ہے محدثین رحمہم اللہ کا نقل سند میں حزم و احتیاط۔ رہا الفاظِ حدیث کا ضبط و اتقان تو اس میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ رَحِمَهُمُ اللهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

(المعجم ١٦٤) - بَابُ اقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلَى غَسْلِ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ (التحفة ١٦٤)

باب:۱۶۴-کھانے کے وقت جنبی کا صرف ہاتھ دھونے پر اکتفا کرنا

٢٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ، وَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ غَسَلَ يَدَيْهِ.

۲۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو فرماتے اور جب کھانے کا ارادہ کرتے تو ہاتھ دھو لیتے۔

فوائد و مسائل: ① کھانے پینے کے وقت ہاتھ دھونا کم از کم ایسا عمل ہے جو جنبی کو کرنا چاہیے۔ ② حالتِ

٢٥٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الجنب يأكل، ح:٢٢٣، وابن ماجه، الطهارة، باب من قال يجزئه غسل يديه، ح:٥٩٣ من حديث ابن المبارك به، وهو في الكبرى، ح:٢٥٤. * والزهري صرح بالسماع في شرح السنة:٢/٣٤، وقال البغوي: "هذا حديث صحيح"، وأصله في صحيح مسلم، ح:٣٠٥ من حديث الزهري به.

جنابت میں ہاتھ دھوئے بغیر کھانا پینا تو قطعاً فطرت سلیمہ کے خلاف ہے اور شریعت فطرت ہی کا دوسرا نام ہے' تاہم عام حالات میں کھانے پینے کے وقت ہاتھ دھونے ضروری نہیں ہیں جبکہ وہ صاف ہوں۔

(المعجم ١٦٥) - بَابُ اِقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلٰى غَسْلِ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَشْرَبَ (التحفة ١٦٥)

باب:١٦٥-کوئی چیز پینے سے پہلے جنبی کا صرف ہاتھ دھونے پر اکتفا کرنا

٢٥٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ، وَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ، قَالَتْ: غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ وَ يَشْرَبُ.

٢٥٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرماتے اور جب کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھ دھوتے' پھر کھاتے پیتے۔

(المعجم ١٦٦) - بَابُ وُضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ (التحفة ١٦٦)

باب:١٦٦-جنبی سونے کا ارادہ کرے تو اسے وضو کر لینا چاہیے

٢٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ.

٢٥٩- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے اور جنبی ہوتے تو سونے سے پہلے نماز والا وضو فرما لیتے تھے۔

٢٦٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

٢٦٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

٢٥٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥.

٢٥٩ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ٣٠٥ عن قتيبة به، وانظر الحديثين السابقين.

٢٦٠ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ٣٠٦ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، ح: ٢٨٩ من حديث نافع به.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ».

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گزارش کی کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بشرطیکہ وضو کرلے۔''

(المعجم ١٦٧) - بَابُ وُضُوءِ الْجُنُبِ وَغَسْلِ ذَكَرِهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ (التحفة ١٦٧)

باب: ۱۶۷-جنبی سونے کا ارادہ کرے تو شرم گاہ دھو کر وضو کرلے

٢٦١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ».

۲۶۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا کہ (کبھی) میں رات کو جنبی ہو جاتا ہوں (تو کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''اپنی شرم گاہ دھولو' وضو کرلو' پھر سو جاؤ۔''

فائدہ: جنبی کے لیے سونے سے پہلے کم از کم شرم گاہ دھونا یا صاف کرنا ضروری ہے۔ باقی رہا وضو تو یہ مستحب چیز ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ بعض نے واجب بھی کہا ہے کہ ہوسکتا ہے اُسے موت آ جائے۔

(المعجم ١٦٨) - بَابٌ فِي الْجُنُبِ إِذَا لَمْ يَتَوَضَّأْ (التحفة ١٦٨)

باب: ۱۶۸-جنبی اگر وضو نہ کرے تو؟

٢٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح: وَأَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ -

۲۶۲-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر' کتا یا جنبی ہو۔''

٢٦١ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، ح: ٢٩٠، ومسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب ... الخ، ح: ٣٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٧، والكبرٰى، ح: ٢٥٦.

٢٦٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ح: ٢٢٧، وانظر، ح: ٤١٥٢، وابن ماجه، اللباس، باب الصور في البيت، ح: ٣٦٥٠ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ١/ ١٧١، والذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٧. ❊ عبدالله بن نجي وأبوه صدوقان على الراجح كما في نيل المقصود، فحديثهما حسن.

وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهَا صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ».

فوائد ومسائل: ① وضو کرنے سے جنابت ختم تو نہیں ہوتی مگر ایک قسم کی طہارت حاصل ہو ہی جاتی ہے۔ خصوصاً جنبی کے اعضائے وضو تو پاک ہو ہی جاتے ہیں' لہٰذا جنبی کے لیے آئندہ نماز تک غسل میں رعایت ہے' البتہ وضو کرلے اور یہ افضل ہے جس طرح کہ دیگر احادیث میں آتا ہے۔ اگر شرم گاہ وغیرہ دھو کر بلا وضو بھی سو جائے تو کوئی حرج نہیں اور یہ بھی جائز ہے۔ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سو جایا کرتے تھے جبکہ آپ جنبی ہوتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ یہ حدیث صحیح ہے' شیخ احمد شاکر ؒ نے انتہائی محققانہ دقیق علمی اسلوب میں تفصیلاً اس حدیث کی حجیت کا اثبات کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح الترمذي از أحمد شاكر: ١/٢٠٢)' نیز آخر میں انھوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انسان با اختیار ہے۔ وضو کر کے سونا افضل اور بلا وضو آپ ﷺ کا سو جانا بیان جواز کی خاطر تھا۔ مذکورہ حدیث کو شیخ البانی ؒ نے بھی صحیح قرار دیا ہے اور یہی بات حق ہے۔ والله أعلم۔ اس موقف کی مزید تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضرت عمر ؓ نبی اکرم ﷺ سے دریافت فرماتے ہیں: کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں (بلا وضو) سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو سکتا ہے' اگر چاہے تو وضو کرلے۔'' گویا وضو کرنا اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن خزيمة' حديث: ٢٢١ و موارد الظمآن' حديث: ٢٣٢) مزید دیکھیے: (صحيح موارد الظمآن للألباني' حديث: ١٩٥) ② فرشتوں سے رحمت کے فرشتے مراد ہیں نہ کہ مطلق فرشتے کیونکہ محافظ فرشتے یا کاتب فرشتے بھی اس حالت میں انسان کے پاس آ جاتے ہیں جنابت کے باوجود انسان کے پاس رہتے ہیں۔ شیخ البانی ؒ کے نزدیک یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن درست بات یہ ہے کہ و لا جنب' کے اضافے کے بغیر باقی حدیث صحیح ہے کیونکہ صحیحین کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' بدء الخلق' حديث: ٣٢٢٥' وصحيح مسلم' اللباس والزينة' حديث: ٢١٠٦' وضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث: ٣٠) لہٰذا جنبی کے حوالے سے یہ کہنا کہ اس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے' درست نہیں کیونکہ یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ اگرچہ ہمارے فاضل محقق نے پوری روایت کو قابل حجت سمجھا ہے' تاہم بشرط صحت جنبی سے مراد وہ جنبی ہوگا جو بلا ضرورت غسل میں تاخیر کرتا ہے ورنہ نماز کے وقت تک غسل مؤخر کرنے والا اس وعید کے زمرے میں نہیں آتا کیونکہ اس میں رخصت ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ اپنی سب بیویوں کے پاس جاتے اور غسل آخر میں فرماتے۔

(المعجم ١٦٩) - **بَابٌ: فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ** (التحفة ١٦٩)

باب:١٦٩- جنبی جب دوبارہ جماع کرنا چاہے تو؟

٢٦٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَعُودَ تَوَضَّأَ.

٢٦٣- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی دوبارہ جماع کرنا چاہے تو وضو کرلے۔“

فوائد ومسائل: ① اس وضو کی حکمت بعض روایات میں یہ بتائی گئی ہے: [فَإِنَّهُ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ] یعنی دوبارہ جماع کے لیے یہ وضو زیادہ چاق و چوبند بنا دیتا ہے۔ دیکھیے: (المستدرك للحاكم:١/١٥٢) ایک روایت میں [وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ] کے الفاظ ہیں یعنی نماز والا وضو کرے۔ (صحيح البخاري' الغسل' حديث:٢٨٨ وصحيح مسلم' الحيض' حديث:٣٠٥) یہ وضو بھی مستحب ہے۔ ② اگر آدمی دوسری مرتبہ اپنی بیوی سے جماع کرنا چاہے تو دونوں باریوں کے درمیان غسل کرنا واجب نہیں۔

(المعجم ١٧٠) - **بَابُ إِتْيَانِ النِّسَاءِ قَبْلَ إِحْدَاثِ الْغُسْلِ** (التحفة ١٧٠)

باب:١٧٠- غسل کرنے سے پہلے کئی بیویوں کے پاس آنا

٢٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ - قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ.

٢٦٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس ایک ہی غسل کے ساتھ گئے۔

فوائد ومسائل: ① ایک سے زائد بیویوں کے پاس جانے کے بعد آخر میں صرف ایک ہی غسل کافی ہے'

٢٦٣ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح:٣٠٨ من حديث عاصم به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٨.

٢٦٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الجنب يعود، ح:٢١٨ من حديث إسماعيل به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٩، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

البتہ ہر ایک کے درمیان میں وضو کرنا مستحب ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے حبالۂ عقد میں بیک وقت نو بیویاں رہی ہیں۔ آپ نے ان سب بیویوں سے جماع کسی مشترکہ رات میں کیا ہوگا۔ حدیث سے مراد یہی ہے۔ عموماً تو باری مقرر ہوتی تھی۔ اگرچہ نبیٔ اکرم ﷺ باری کی تقسیم سے مستثنیٰ تھے، یعنی یہ آپ پر فرض نہ تھی لیکن اس کا اہتمام ضرور فرمایا کرتے تھے۔ ممکن ہے، اسی رخصت کی وجہ سے ایک رات سب کے پاس گئے ہوں، جبکہ بعض کا کہنا ہے: ہوسکتا ہے کہ نئی باری شروع ہونے سے پہلے ایک رات مشترک ہو یا سفر وغیرہ کے بعد ایسا ہو۔ بہرحال آپ کے لیے اس کی شرعاً اجازت تھی۔ (دیکھیے: الأحزاب ۳۳:۵۱)

٢٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ [يَطُوفُ] عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.

۲۶۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی تمام بیویوں کے پاس چلے جاتے تھے۔

(المعجم ١٧١) - بَابُ حَجْبِ الْجُنُبِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ (التحفة ١٧١)

باب: ۱۷۱- جنبی کے لیے قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت

٢٦٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ: أَتَيْتُ عَلِيًّا أَنَا وَرَجُلَانِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ

۲۶۶- حضرت عبداللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور دو آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو قرآن مجید پڑھتے۔ آپ ﷺ ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور آپ کو قرآن مجید پڑھنے سے جنابت کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوتی تھی۔

٢٦٥ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الرجل يطوف على نسائه بغسل واحد، ح: ١٤٠، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء فيمن يغتسل من جميع نسائه غسلاً واحدًا، ح: ٥٨٨ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٠، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وأصله في صحيح البخاري، ح: ٢٦٨ وغيره.

٢٦٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الجنب يقرأ القرآن، ح: ٢٢٩، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في قراءة القرآن على غير طهارة، ح: ٥٩٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦١، وصححه الترمذي، ح: ١٤٦، وابن خزيمة، وابن حبان، وابن الجارود، والحاكم، والذهبي، والبغوي وغيرهم، وقال الحافظ في الفتح: "والحق أنه من قبيل الحسن يصلح للحجة": ١/ ٣٢٤، وانظر نيل المقصود في جواب تفرد عبدالله ابن سلمة واختلاطه.

عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ.

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید پڑھنے کے لیے وضو ضروری نہیں ہے' البتہ قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کے لیے اکثر اہل علم نے وضو ضروری قرار دیا ہے' اگرچہ اس کی دلیل اتنی قوی نہیں۔ بنابریں اگر ہاتھوں پر نجاست وغیرہ نہ لگی ہو تو بلاوضو بھی قرآن کو پکڑا جاسکتا ہے۔ والله أعلم۔ ② جمہور اہل علم کے نزدیک جنابت کی حالت میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے اور یہ قرآن مجید کے احترام کے طور پر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآن مجید کو عام ذکر کی طرح جنابت میں بھی جائز سمجھا ہے۔ امام ابن تیمیہ' ابن قیم اور ابن حزم رحمہم اللہ وغیرہ کا موقف بھی یہی ہے۔ ان کے نزدیک ممانعت کی تمام روایات ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ دلائل کی رو سے اگرچہ انھی اجلاء علماء کی رائے قوی اور راجح معلوم ہوتی ہے لیکن یہ جواز علی الاطلاق مناسب نہیں لگتا بلکہ اس میں قدرے ناپسندیدگی اور کراہت کا پہلو محسوس ہوتا ہے جیسا کہ یہ بات نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے' پھر تیمم کیا اور اس کے بعد سلام کا جواب دیا' اور فرمایا: [إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ إِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ] (صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث: ١٣) ''میں نے بلا طہارت اللہ کا ذکر کرنا ناپسند کیا تھا۔'' گویا سلام کا جواب بھی آپ نے تیمم کے بعد دیا ہے اور اسے ذکر اللہ قرار دیا۔ قرآن بھی ذکر ہے جو کہ اس ذکر سے بہتر ہے' اس لیے افضل یہی ہے کہ غسل کے بعد ہی قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ والله أعلم۔

٢٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ أَبُو يُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ إِلَّا الْجَنَابَةَ.

٢٦٧- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کے علاوہ ہر حال میں قرآن مجید پڑھ لیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٧٢) - بَابُ مُمَاسَّةِ الْجُنُبِ وَمُجَالَسَتِهِ (التحفة ١٧٢)

باب: ١٧٢- جنبی کو ہاتھ لگانا اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جائز ہے

٢٦٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

٢٦٨- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

٢٦٧_ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٢.

٢٦٨_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٥. * إسحاق هو ابن راهوية، وجرير هو ابن عبدالحميد، والشيباني هو أبوإسحاق سليمان بن أبي سليمان. أبوبردة أدرك زمن حذيفة، ولم أجد سماعه منه، والحديث الآتي شاهد له.

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ مِنْ أَصْحَابِهِ مَاسَحَهُ وَدَعَا لَهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُهُ يَوْمًا بُكْرَةً فَحِدْتُ عَنْهُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ، فَقَالَ: «إِنِّي رَأَيْتُكَ فَحِدْتَ عَنِّي» فَقُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَخَشِيتُ أَنْ تَمَسَّنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

اللہ ﷺ جب اپنے کسی صحابی کو ملتے تھے تو (مصافحے کے بعد) اسے ہاتھ پھیرتے اور اسے دعا دیتے۔ ایک دن صبح کے وقت میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے رخ بدل لیا' پھر جب دن اونچا ہو گیا تو میں آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں دیکھا تھا' لیکن تم نے رخ بدل لیا تھا۔'' میں نے کہا: تحقیق میں جنبی تھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ آپ مجھے ہاتھ لگائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق مسلمان پلید نہیں ہوتا۔''

فوائد ومسائل: ① استاذ یا بزرگ کو چاہیے' وہ اپنے چھوٹوں اور شاگردوں کا خیال رکھے' ان کے حالات سے ضروری حد تک باخبر رہے تاکہ حسب ضرورت ان کی مدد اور رہنمائی کر سکے۔ ان سے مصافحہ کرے' ان سے میل جول رکھے اور اس کے ساتھ ساتھ انھیں دعا بھی دے۔ خصوصاً خادم دعا کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ خدمت کا بدلہ بھی بن جائے گا۔ ② جنابت' حیض اور بول وبراز سے انسان نماز وغیرہ کے قابل نہیں رہتا۔ یہ معنوی پلیدی ہے۔ ظاہراً انسان' خصوصاً مسلمان پاک رہتا ہے۔ مندرجہ بالا حالات میں اس سے ملنا جلنا' اس کے ساتھ کھانا پینا' اس کا ہر قسم کے کام کاج کرنا جائز ہے' کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کا جوٹھا کھایا پیا جا سکتا ہے۔ وہ کسی چیز میں ہاتھ ڈال دے (مثلاً پانی وغیرہ میں) اور ہاتھ کو ظاہری نجاست بھی نہ لگی ہو تو وہ چیز پاک رہے گی۔ واللہ أعلم۔

٢٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ فَأَهْوَى إِلَيَّ فَقُلْتُ: إِنِّي جُنُبٌ فَقَالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

٢٦٩- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ مجھے ملے جب کہ میں جنبی تھا۔ آپ (ملاقات کے لیے) میری طرف مائل ہوئے۔ میں نے کہا: میں جنبی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تحقیق مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔''

٢٧٠- أَخْبَرَنَا [حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ] قَالَ:

٢٧٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٢٦٩- أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ٣٧٢ من حديث مسعر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٥٣٥ عن إسحاق بن منصور به.

٢٧٠- أخرجه البخاري، الغسل، باب عرق الجنب وأن المسلم لا ينجس، ح: ٢٨٣، ومسلم، ح: ٣٧١، انظر ◀◀

حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَانْسَلَّ عَنْهُ فَاغْتَسَلَ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: «أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ لَقِيتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ حَتَّى أَغْتَسِلَ، فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ! إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ».

نبی ﷺ انھیں مدینہ منورہ کے ایک راستے میں ملے۔ جب کہ وہ (ابوہریرہ) جنبی تھے' اس لیے وہ آپ سے کھسک گئے اور غسل کیا۔ نبی ﷺ نے انھیں نہ پایا۔ پھر جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا: ''ابوہریرہ! تم کہاں تھے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ مجھے ملے تھے تو میں جنبی تھا۔ میں نے اس حال میں آپ کے ساتھ بیٹھنا پسند نہ کیا یہاں تک کہ غسل کر لوں۔ آپ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللهِ! تحقیق مومن پلید نہیں ہوتا۔''

فوائد ومسائل: ① [سُبْحَانَ اللهِ] کلمۂ تعجب ہے۔ گویا آپ نے ان کے طرز عمل اور تخیل پر تعجب کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کے لیے جنابت کے فوراً بعد غسل کرنا ضروری نہیں ورنہ آپ ان کے کھسکنے پر تعجب نہ فرماتے بلکہ ان کی تحسین فرماتے۔ ② صحابۂ کرام ؓ حد درجے تک آپ کی عزت واحترام کرتے تھے۔ ③ نبی ﷺ اگر کسی صحابی کو گم پاتے تو فوراً اس کے متعلق دریافت فرماتے تھے۔ اس سے ہمیں یہ رہنمائی ملی کہ قوم کے بڑے کو چاہیے کہ اگر وہ اپنے ماتحتوں میں سے کسی کو گم پائے تو فوری طور پر اس کے متعلق دریافت کرے اور اگر وہ کسی آزمائش میں مبتلا ہے تو اس کے دکھ درد کا شریک بنے۔ اور اس کی رہنمائی کرے۔

(المعجم ١٧٣) - بَابُ اسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ (التحفة ١٧٣)

باب: ١٧٣- حیض والی عورت سے کوئی کام کروانا

٢٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! نَاوِلِينِي الثَّوْبَ».

٢٧١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے کہ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے کپڑا پکڑا دو۔'' انھوں نے کہا: میں نماز نہیں پڑھتی (میں حیض سے ہوں۔) آپ نے فرمایا: ''بے شک وہ (حیض) تمھارے ہاتھ میں نہیں۔'' تو

◄◄ الحديث السابق من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٣.

٢٧١ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها . . . الخ، ح: ٢٩٩ من حديث يحيٰى به.

فَقَالَتْ: إِنِّي لَا أُصَلِّي، قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ فِي يَدِكِ». فَنَاوَلَتْهُ.

انھوں نے کپڑا پکڑا دیا۔

٢٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبِيدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ» قَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَتْ حَيْضَتُكِ فِي يَدِكِ».

۲۷۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مسجد سے چٹائی پکڑا دو۔“ میں نے کہا: میں حالت حیض میں ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا حیض تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے۔“

فائدہ: حیض اور جنابت کی حالت میں کسی اشد ضرورت کے تحت مسجد میں داخل ہوا جا سکتا ہے، البتہ اس حالت میں مسجد میں ٹھہرنا درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”میں حائضہ عورت اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، حديث:٢٣٢)

٢٧٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۷۳- (امام نسائی ؒ کہتے ہیں:) ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انھوں نے کہا: ہمیں ابومعاویہ نے اعمش سے اسی سند کے ساتھ ایسی ہی روایت بیان کی۔

(المعجم ١٧٤) - بَابُ بَسْطِ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ١٧٤)

باب:۱۷۴- حیض والی عورت مسجد میں چٹائی بچھا سکتی ہے

٢٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ

۲۷۴- حضرت میمونہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے

٢٧٢ـ أخرجه مسلم، ح:٢٩٨ (انظر الحديث السابق) من حديث الأعمش به.

٢٧٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦٦ رواية إسحاق فقط، وأخرجه مسلم، ح:٢٩٨ من حديث أبي معاوية به.

٢٧٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣١ عن سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، والحديث في الكبرٰى، ح:٢٦٧. ❊ أم منبوذ لم أجد من وثقها.

سُفْيَانَ، عَنْ مَنْبُوذٍ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِ إِحْدَانَا فَيَتْلُو الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ، وَتَقُومُ إِحْدَانَا بِالْخُمْرَةِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَتَبْسُطُهَا وَهِيَ حَائِضٌ.

رسول ﷺ ازواج مطہرات میں سے کسی کی گود میں سر رکھتے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے' حالانکہ وہ حیض سے ہوتی تھی۔ اسی طرح ہم میں سے کوئی چٹائی لے کر مسجد میں بچھا دیتی تھی' حالانکہ وہ حائضہ ہوتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① حائضہ عورت کی گود میں قرآن مجید پڑھنے پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا' تاہم اس سے واضح ہوتا ہے کہ حائضہ کے لیے قرآن پڑھنے کی ناپسندیدگی کا احساس موجود تھا۔ ② لیٹ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنا درست ہے۔ ③ یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے' شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے' جبکہ دیگر محققین کی تحقیق کی رو سے یہ روایت صحیح لغیرہ ہے اور یہی بات درست ہے۔ ملاحظہ ہو: (إرواء الغليل للألباني: ١/٢١٣' والموسوعة الحديثية مسند أحمد: ٤٤/٢٩٢) بنابریں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ حسب ضرورت مسجد میں داخل ہو سکتی ہے' البتہ اس میں ٹھہرنا درست نہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ١٧٥) - بَابٌ فِي الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ (التحفة ١٧٥)

باب: ١٧٥- حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر قرآن مجید پڑھنا

٢٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ -: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَأْسُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حِجْرِ إِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يَتْلُو الْقُرْآنَ.

٢٧٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی ایک کی گود میں ہوتا تھا جب کہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھی اور آپ قرآن مجید تلاوت فرماتے تھے۔

(المعجم ١٧٦) - بَابُ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا (التحفة ١٧٦)

باب: ١٧٦- حیض والی عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے

٢٧٥- أخرجه البخاري، الحيض، باب قراءة الرجل في حجر امرأته، وهي حائض، ح: ٢٩٧/ ٧٥٤٩ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها ... الخ، ح: ٣٠١ من حديث منصور بن عبدالرحمٰن الحجبي عن أمه صفية بنت شيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٨.

٢٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا يَحْيٰى : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُومِیءُ إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۷۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر میرے قریب کر دیتے، میں اسے دھو دیتی، حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

فائدہ: چونکہ حیض والی عورت کے ہاتھ ظاہرا پلید نہیں ہوتے، لہٰذا سر دھونے میں کوئی حرج نہیں۔

٢٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۷۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر مبارک مسجد سے باہر میری طرف نکال دیتے اور میں اسے دھو دیتی تھی، حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

٢٧٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۷۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سر مبارک کو کنگھی کر دیا کرتی تھی، حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

٢٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ

۲۷۹- قتیبہ بن سعید نے امام مالک کی سند سے ایسی

٢٧٦ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب غسل المعتكف، ح: ٢٠٣١ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها ... الخ، ح: ٢٩٧ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٩.

٢٧٧ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، ح: ٢٩٦، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها ... الخ، ح: ٢٩٧/ ٨ من حديث عروة به.

٢٧٨ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، ح: ٢٩٥، وانظر، ح: ٥٩٢٥ من حديث مالك، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها ... الخ، ح: ٢٩٧/ ٩، من حديث هشام به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٦٠، والكبرٰى، ح: ٢٧٠.

٢٧٩ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب ترجيل الحائض زوجها، ح: ٥٩٢٥ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ◄◄

ح: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَ ذٰلِكَ.

ہی حدیث بیان کی ہے مگر اس حدیث میں مالک کے استاذ ہشام بن عروہ کے بجائے زہری ہیں۔ اس روایت میں قتیبہ کے ساتھ علی بن شعیب بھی ان کی موافقت کرتے ہیں۔

(المعجم ١٧٧) - بَابُ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَالشُّرْبِ مِنْ سُؤْرِهَا (التحفة ١٧٧)

باب: ١٧٧- حیض والی عورت کے ساتھ کھانا پینا اور اس کا جوٹھا پینا

٢٨٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شُرَيْحٍ، عَنْ عَائِشَةَ: سَأَلْتُهَا: هَلْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ مَعَ زَوْجِهَا وَهِيَ طَامِثٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُونِي فَآكُلُ مَعَهُ وَأَنَا عَارِكٌ، وَكَانَ يَأْخُذُ الْعَرْقَ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيهِ فَأَعْتَرِقُ مِنْهُ ثُمَّ أَضَعُهُ فَيَأْخُذُهُ فَيَعْتَرِقُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِي مِنَ الْعَرْقِ، وَيَدْعُو بِالشَّرَابِ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيهِ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبَ مِنْهُ فَآخُذُهُ فَأَشْرَبُ مِنْهُ ثُمَّ أَضَعُهُ فَيَأْخُذُهُ فَيَشْرَبُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِي مِنَ الْقَدَحِ.

٢٨٠- حضرت شریح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا عورت حیض کی حالت میں اپنے خاوند کے ساتھ کھا پی سکتی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ مجھے بلاتے تھے تو میں آپ کے ساتھ کھانا کھاتی جب کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ آپ گوشت والی ہڈی پکڑتے اور مجھے قسم دیتے کہ میں پہلے شروع کروں۔ میں اس سے کچھ گوشت نوچتی' پھر میں ہڈی رکھ دیتی' پھر آپ اسے پکڑتے اور اس سے نوچنا شروع فرما دیتے۔ اپنا دہن مبارک اسی جگہ رکھتے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا تھا۔ اسی طرح آپ پانی منگواتے اور پینے سے پہلے مجھے قسم دیتے کہ میں شروع کروں۔ میں پانی پکڑتی اور کچھ پانی پیتی' پھر رکھ دیتی تو آپ پکڑتے اور پینا شروع فرما دیتے۔ اور اپنا دہن مبارک پیالے کی اسی جگہ رکھتے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① [حَائِضٌ' طَامِثٌ اور عَارِكٌ] ہم معنی لفظ ہیں اور ان سے مراد وہ عورت ہے جسے ماہواری خون آ رہا ہو۔ ② کھانا کھاتے وقت یا پانی پیتے وقت کھانے اور پانی کو ہاتھ اور منہ لگتے ہیں۔ یہ سب

◄◄ ح: ٢٧١.

٢٨٠- [صحيح] تقدم، ح: ٧٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢

چیزیں حائض اور جنبی کی بھی پاک ہوتی ہیں' لہٰذا ان کے ساتھ کھانے پینے یا ان کے چھوڑے ہوئے سے کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں۔ ③ نبیٔ اکرم ﷺ کا اصرار کے ساتھ حضرت عائشہ ؓ کو پہلے کھانے کے لیے کہنا اور پھر ان کے منہ والی جگہ پر اپنا دہن مبارک رکھ کر کھانا پینا' جس طرح میاں بیوی کے مثالی تعلقات اور پیار محبت کی انتہا پر دلالت کرتا ہے' اسی طرح یہ حضرت عائشہ ؓ کی فضیلت اور نبیٔ اکرم ﷺ کی آپ سے بہت زیادہ محبت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ عرب معاشرے بالخصوص یہود میں عورت کو کم درجے کی مخلوق سمجھ کر اس کی تذلیل کی جاتی تھی' خصوصاً حیض کے ایام میں تو اسے اچھوت (پلید) سمجھا جاتا تھا اور معاشرے سے الگ تھلگ کر دیا جاتا تھا جس سے عورتیں احساس کمتری کا شکار ہو جاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے یہ سلوک کر کے کفار کے اس رویے کو ختم فرمایا۔ ④ ایسے کاموں میں آدمی اپنی بیوی پر قسم ڈال سکتا ہے۔

٢٨١- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضَعُ فَاهُ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي أَشْرَبُ مِنْهُ فَيَشْرَبُ مِنْ فَضْلِ سُؤْرِي وَأَنَا حَائِضٌ.

٢٨١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا منہ مبارک اس جگہ رکھتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا تھا' پھر مجھ سے بچا ہوا پانی نوش فرماتے' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

(المعجم ١٧٨) - بَابُ الْإِنْتِفَاعِ بِفَضْلِ الْحَائِضِ (التحفة ١٧٨)

باب: ١٧٨- حائضہ عورت کے جوٹھے سے فائدہ اٹھانا

٢٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنَاوِلُنِي الْإِنَاءَ فَأَشْرَبُ مِنْهُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُعْطِيهِ

٢٨٢- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے برتن پکڑاتے' چنانچہ میں اس سے پیتی' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی' پھر میں برتن آپ کو دے دیتی تو آپ قصداً میرے منہ والی جگہ پر منہ مبارک رکھتے۔

٢٨١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣.

٢٨٢ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٤.

فَيَتَحَرَّى مَوْضِعَ فَمِي فَيَضَعُهُ عَلَى فِيهِ.

٢٨٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، وَأُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرَقَ وَأَنَا حَائِضٌ، وَأُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ.

۲۸۳-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حیض کی حالت میں پانی پیتی، پھر میں برتن نبی ﷺ کو پکڑا دیتی۔ آپ میرے منہ والی جگہ پر اپنا منہ مبارک رکھ کر نوش فرماتے۔ میں ہڈی سے گوشت نوچتی جب کہ میں حیض سے ہوتی تھی اور میں وہ ہڈی آپ کو پکڑا دیتی تو آپ میرے منہ والی جگہ پر اپنا منہ مبارک رکھتے۔

(المعجم ١٧٩) - بَابُ مُضَاجَعَةِ الْحَائِضِ (التحفة ١٧٩)

باب:۱۷۹-حالت حیض میں بیوی کے ساتھ لیٹنا

٢٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح: وَأَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا، قَالَتْ: بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

۲۸۴-حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض شروع ہوگیا، چنانچہ میں آہستگی سے اٹھی اور اپنے حیض والے کپڑے پہن لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں حیض شروع ہوگیا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ساتھ اسی چادر میں لیٹ گئی۔

٢٨٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق والذين قبله، وهو في الكبرٰى، ح:٦١.

٢٨٤ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب الاضطجاع مع الحائض في لحاف واحد، ح:٢٩٦ من حديث معاذ بن هشام، والبخاري، الحيض، باب من سمى النفاس حيضًا، ح:٢٩٨ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٧٧.

ﷺ: «أَنَفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ.

فوائد ومسائل: ① حیض کے کپڑوں سے مراد لنگوٹی وغیرہ بھی ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے انھوں نے حیض کے لیے مکمل لباس الگ رکھا ہوا ہو اور یہ بہتر ہے۔ ② حیض کی حالت میں اگر مرد کے کپڑوں یا جسم کو حیض کا خون لگنے کا احتمال نہ ہو تو اس حالت میں بیوی کے ساتھ لیٹا جا سکتا ہے۔ اس سے بوس وکنار بھی جائز ہے۔ صرف جماع حرام ہے۔

٢٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ صُبْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ خِلَاسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ نَبِيتُ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا طَامِثٌ أَوْ حَائِضٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ وَصَلَّى فِيهِ، ثُمَّ يَعُودُ فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَعْدُهُ وَصَلَّى فِيهِ.

٢٨٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چادر میں رات گزارتے تھے حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی چنانچہ اگر آپ کو مجھ سے کچھ (خون) لگ جاتا تو آپ صرف اتنی جگہ دھو لیتے زائد نہ دھوتے اور اس کپڑے میں نماز پڑھتے پھر (دوبارہ میرے ساتھ) لیٹ جاتے چنانچہ اگر کچھ (خون) مجھ سے آپ کے کپڑوں کو لگ جاتا تو اسی طرح کرتے (صرف اتنی جگہ دھوتے) اس سے زائد نہ دھوتے اور اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے۔

فوائد ومسائل: ① کپڑوں پر جتنی جگہ نجاست لگی ہو صرف اتنی جگہ دھونا کافی ہے۔ سارا کپڑا دھونے کی ضرورت نہیں اور اس قسم کے کپڑے میں بلا تردد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ② دوبارہ لیٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تہجد کی نماز کے لیے اٹھتے تھے۔ وقفے کے بعد پھر لیٹ جاتے ہوں گے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٨٠) - بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ (التحفة ١٨٠)

باب: ١٨٠- حائضہ عورت (بیوی) کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا

٢٨٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو

٢٨٦- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے

٢٨٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الرجل يصيب منها ما دون الجماع، ح: ٢٦٩/ ٢١٦٦ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٦.

٢٨٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١١٣، ١٨٢ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٨، رواه شعبة عن أبي إسحاق به، وانظر الحديث الآتي.

الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَنْ تَشُدَّ إِزَارَهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

رسول ﷺ ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی کو جب وہ حائضہ ہوتی، حکم دیتے تھے کہ وہ اپنا ازار باندھ لے پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے تھے۔

فائدہ: حائضہ عورت کا جسم ظاہراً پلید نہیں ہوتا، لہٰذا اگر اس کے ننگے جسم کے ساتھ خاوند کا ننگا جسم لگ جائے تو کوئی حرج نہیں، البتہ ناف سے گھٹنوں تک یا کم از کم شرم گاہ وغیرہ پر کپڑا ہونا ضروری ہے تاکہ خون کے ساتھ ساتھ جماع سے بھی بچا جا سکے۔

٢٨٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا حَاضَتْ أَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

٢٨٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی کو حیض شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے حکم دیتے تھے کہ وہ ازار باندھ لے پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے تھے۔

٢٨٨- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ وَاللَّيْثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ عَنْ بُدَيَّةَ - وَكَانَ اللَّيْثُ يَقُولُ: نَدَبَةَ - مَوْلَاةِ مَيْمُونَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ إِذَا كَانَ عَلَيْهَا إِزَارٌ يَبْلُغُ أَنْصَافَ الْفَخِذَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ - فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ -: مُحْتَجِزَةً بِهِ.

٢٨٨- ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی عورتوں میں سے کسی کے ساتھ لیٹ جایا کرتے تھے جب کہ وہ حیض سے ہوتی تھی، بشرطیکہ اس نے کمر پر ایسا ازار باندھ رکھا ہوتا جو نصف رانوں یا گھٹنوں تک پہنچتا۔ لیث کی حدیث میں ہے: وہ ازار باندھے ہوتی۔

٢٨٧_ أخرجه مسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ٢٩٣ عن إسحاق بن إبراهيم، والبخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ٣٠٠ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٩.

٢٨٨_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الرجل يصيب منها ما دون الجماع، ح: ٢٦٧ من حديث الليث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٨٠، وصححه ابن حبان. * والزهري صرح بالسماع عند البيهقي: ١/ ٣١٣، وللحديث شواهد كثيرة.

(المعجم ١٨١) - **بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ﴾ [البقرة: ٢٢٢]** (التحفة ١٨١)

٢٨٩- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهُنَّ، وَلَمْ يُشَارِبُوهُنَّ، وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، فَسَأَلُوا نَبِيَّ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى﴾ الْآيَةَ [البقرة: ٢٢٢]. فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُؤَاكِلُوهُنَّ وَيُشَارِبُوهُنَّ وَيُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ وَأَنْ يَصْنَعُوا بِهِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا الْجِمَاعَ، فَقَالَتِ الْيَهُودُ: مَا يَدَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَأَخْبَرَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَالَا: أَنُجَامِعُهُنَّ فِي الْحَيْضِ؟ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَمَعُّرًا شَدِيدًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهِمَا، فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ هَدِيَّةُ لَبَنٍ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا فَرَدَّهُمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا.

باب:١٨١- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''یہ لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔'' کی تفسیر

٢٨٩- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی قوم میں جب کسی عورت کو حیض شروع ہوتا تو وہ اس کے ساتھ مل جل کر کھاتے نہ پیتے تھے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاردی: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ط قُلْ هُوَ أَذًى......﴾ ''یہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں' آپ فرما دیجیے: وہ گندی چیز ہے......'' تو اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ مل جل کر کھائیں پئیں اور گھروں میں ان کے ساتھ رہیں اور ان کے ساتھ ہر قسم کی محبت پیار کریں' سوائے جماع کے (کہ وہ حرام ہے۔) یہودی کہنے لگے: یہ رسول ہماری ہر چیز میں مخالفت کرتا ہے تو اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو یہودیوں کی اس بات کی خبر دی' پھر کہنے لگے: کیا ہم حیض کی حالت میں ان کے ساتھ جماع بھی نہ کر لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سختی سے بدل گیا حتی کہ ہم نے سمجھا' آپ ان پر ناراض ہو گئے ہیں' چنانچہ وہ دونوں اٹھ کر چلے گئے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ کا تحفہ آ گیا تو آپ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا اور انھیں واپس بلوایا

٢٨٩- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله ... الخ، ح: ٣٠٢ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٨١.

اور انھیں دودھ پلایا تو وہ سمجھ گئے کہ آپ ہم پر ناراض نہیں ہیں۔

فوائد و مسائل: ① حائضہ عورت کے ساتھ یہودیوں کا سلوک انتہائی توہین آمیز تھا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ وہ حیض کی حالت میں عورت کو اچھوت بنا دیتے تھے حتی کہ اس کی رہائش بھی الگ ہو جاتی تھی، جب کہ عیسائی حیض اور غیر حیض میں کوئی فرق نہ کرتے تھے، وہ حیض کی حالت میں جماع تک کر لیتے تھے۔ اسلام نے، جو دین اعتدال ہے، میانہ روی اختیار کی کہ انھیں اچھوت بنایا نہ جماع کی اجازت دی اور یہی حق ہے۔ ② قرآن مجید نے حائضہ سے جماع کے منع کرنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ حیض کا خون نجس ہے اور نجاست میں لتھڑنا فطرت کے خلاف ہے، لہٰذا حیض ختم ہونے بلکہ ان کے غسل کرنے تک جماع حرام ہے۔ جب عورت بالکل پاک ہو جائے تو پھر جماع حلال ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ عورت کی ''دبر'' استعمال کرنا بھی حرام ہے کیونکہ وہ تو ہر وقت نجاست سے آلودہ رہتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک دوسری حدیث میں صراحتاً بھی اس کی حرمت آئی ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، الطهارة، حديث:١٣٥) ③ رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا سبب یہ تھا کہ کسی قوم کی مخالفت کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ناجائز کام کرنے لگ جائیں۔ یہ تو ضد اور تعصب کا مظاہرہ ہوگا۔ یہود کی مخالفت بھی صرف ان کاموں میں ہے جو انھوں نے اپنی طرف سے دین میں شامل کیے ہیں اور جن میں وہ راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں۔ ہاں! بعض احکام میں نبی ﷺ نے ان کی مخالفت کا بھی حکم دیا ہے، جس سے مقصود ان سے امتیاز تھا۔ ④ چونکہ آپ کی ناراضی صرف ایک غلط رویے کے خلاف تھی نہ کہ ان صحابہ پر، لہٰذا آپ نے انھیں واپس بلا کر دودھ پلایا۔

(المعجم ١٨٢) - بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى مَنْ أَتَى حَلِيلَتَهُ فِي حَالِ حَيْضَتِهَا بَعْدَ عِلْمِهِ بِنَهْيِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ وَطْئِهَا (التحفة ١٨٢)

باب: ۱۸۲- جو آدمی باوجود جاننے کے کہ اللہ تعالیٰ نے حیض کی حالت میں جماع سے روکا ہے، اپنی بیوی سے اس حال میں جماع کرے تو اس پر کیا تاوان آئے گا؟

٢٩٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ

۲۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں جو اپنی بیوی سے

٢٩٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في إتيان الحائض، ح:٢٦٤/٢١٦٨، وابن ماجه، الطهارة، باب في كفارة من أتى حائضًا، ح:٦٤٠ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح:٢٨٢، وصححه الحاكم: ١/ ١٧١، ١٧٢، والذهبي وغيرهما.

عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فِي الرَّجُلِ يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

حیض کی حالت میں جماع کرتا ہے کہ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔

فوائد ومسائل: ① حیض کی حالت میں جماع کئی خرابیوں کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ جب مرد پلید خون سے آلودہ ہوگا تو وہ نقصان دینے والے جراثیم سے محفوظ نہیں رہ سکے گا' اس لیے اس حالت میں جماع سے منع کیا گیا ہے۔ اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو اسے مالی تاوان بھی ڈالا گیا ہے کیونکہ آپ کے دور میں لوگ غریب تھے۔ مالی تاوان ان کے لیے برداشت کرنا مشکل تھا' لہٰذا روکنے کے لیے یہ طریقہ کارگر سمجھا گیا۔ ② ''دینار یا نصف دینار'' اس کی بابت حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے صراحت فرمائی ہے کہ دینار اس وقت جب وہ ابتدائے حیض میں جماع کرے اور نصف دینار اس وقت جب وہ حیض کے آخری دنوں میں جماع کرے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٢٦٥) ممکن ہے پہلے دنوں کا خون گاڑھا ہونے کی وجہ سے زیادہ نقصان دہ ہو اور آخری دنوں کا کم' اس لیے تاوان میں فرق کیا گیا ہے۔

(المعجم ١٨٣) - بَابُ مَا تَفْعَلُ الْمُحْرِمَةُ إِذَا حَاضَتْ (التحفة ١٨٣)

باب: ١٨٣- عورت کو احرام کی حالت میں حیض آنے لگے تو کیا کرے؟

٢٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا كَانَ بِسَرِفَ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: «مَا لَكِ أَنَفِسْتِ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي

٢٩١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہمارا ارادہ حج ہی کا تھا۔ جب آپ مقام سرف پر تھے کہ مجھے حیض شروع ہوگیا۔ اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تمھیں کیا ہوا؟ کیا تمھیں حیض شروع ہوگیا ہے؟'' میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ چیز اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے' لہٰذا جو کچھ حاجی کریں' وہی تم بھی کرو' صرف بیت اللہ کا طواف

٢٩١- أخرجه البخاري، الحيض، باب الأمر بالنفساء إذا نفسن، ح: ٢٩٤، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام . . . الخ، ح: ١٢١١/ ١١٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٨٣.

مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ»، وَضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ.

نہ کرنا۔" اللہ کے رسول ﷺ نے (اس حج میں) اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی۔

فوائد ومسائل: ① چونکہ حیض کی حالت میں، عورت کے لیے مسجد میں ٹھہرنا منع ہے اور طواف مسجد میں ہوتا ہے، لہٰذا طواف سے روکا گیا ہے۔ سعی بھی طواف کے تابع ہے، وہ بھی منع ہے۔ ② آپ کا اپنی عورتوں کی طرف سے گائے ذبح کرنا نفل ہوگا کیونکہ حج افراد کرنے والے پر قربانی فرض نہیں۔ ممکن ہے، بعض نے حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا ہو۔

(المعجم ١٨٤) - بَابُ مَا تَفْعَلُ النُّفَسَاءُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ١٨٤)

باب: ۱۸۴- نفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے؟

٢٩٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالُوا: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ، حَتَّى إِذَا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: «اِغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي ثُمَّ أَهِلِّي».

۲۹۲- محمد (بن علی المعروف امام باقر رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے نبی اکرم ﷺ کے حج کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ (حج کے لیے) نکلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے حتی کہ آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: "غسل کر کے لنگوٹ باندھ لو، پھر لبیک کہنا شروع کر دو۔"

فوائد ومسائل: ① نفاس سے مراد وہ خون ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد عورت کو آتا ہے۔ اس دوران میں بھی عورت کے لیے نماز، روزہ، قرآن اور جماع ممنوع ہے۔ خون کے اختتام پر غسل کرنے کے بعد مذکورہ چیزیں

٢٩٢- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٨٤، وأصله في صحيح مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ١٢١٨ من حديث جعفر بن محمد به مطولاً.

حلال ہوتی ہیں۔ ② احرام کے مسئلے میں نفاس والی عورت باقی عورتوں کے برابر ہے' وہ لبیک بھی کہے گی اور حج کے تمام ارکان بھی ادا کرے گی مگر طواف اور سعی نہیں کرے گی کیونکہ اس کا حکم حیض والی عورت کی طرح ہے۔

(المعجم ١٨٥) - بَابُ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٨٥)

باب: ١٨٥- حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو......؟

٢٩٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْمِقْدَامِ ثَابِتٌ الْحَدَّادُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ قَالَ: «حُكِّيهِ بِضِلَعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ».

٢٩٣- حضرت ام قیس بنت محصن سے روایت ہے' انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو کسی لکڑی (یا ہڈی وغیرہ) سے کھرچ دو' پھر اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے دھودو۔''

فوائد ومسائل: ① حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو صفائی ضروری ہے کیونکہ وہ پلید ہوتا ہے۔ یہ گاڑھا بھی ہوتا ہے' لہٰذا اسے پہلے کسی تیز چیز سے کھرچ لیا جائے' پھر پانی سے مل کر دھو دیا جائے' یہاں تک کہ خون کا کوئی جزو باقی نہ رہے۔ نشان رہ جائے تو کوئی بات نہیں۔ ② پانی کے ساتھ بیری کے پتوں کا ذکر مزید صفائی کے لیے ہے ورنہ پانی ہی کافی ہے۔ آج کل صابن لگا لیا جائے تاکہ نشان بھی مٹ جائے یا کم ہو جائے۔

٢٩٤- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَتْ تَكُونُ فِي حِجْرِهَا: أَنَّ امْرَأَةً اِسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ دَمِ

٢٩٤- حضرت اسماء بنت ابوبکر ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اللہ کے رسول ﷺ سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے تو آپ نے فرمایا: ''اسے کھرچ دو' پھر پانی کے ساتھ (ناخنوں سے) مل دو' پھر دھو کر نماز پڑھ لو۔''

٢٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب المرأة تغسل ثوبها الذي تلبسه في حيضها، ح: ٣٦٣، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في دم الحيض يصيب الثوبُ، ح: ٦٢٨ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٨٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٧، وابن حبان، ح: ٢٣٥.

٢٩٤ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح: ٢٢٧، ومسلم، الطهارة، باب نجاسة الدم وكيفية غسله، ح: ٢٩١ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٨٥.

الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَ: «حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيهِ وَصَلِّي فِيهِ».

فائدہ: ناخنوں سے ملنا اور پانی ڈالنا اچھی طرح صفائی کر دیتا ہے۔ بعد میں پانی بہا کر نچوڑ لیا جائے۔ بعض حضرات نے [اِنْضَحِي] کے معنی باقی کپڑے پر چھینٹے مارنا کیے ہیں' مگر یہ معنی بلاتکلف سمجھ میں نہیں آتا۔ رسول اللہ ﷺ کا کلام بلاتکلف ہوتا تھا۔ بالفرض اگر یہ معنی ہوں تو مراد مشکوک جگہ ہوگی اور مشکوک جگہ' خواہ مذی کی وجہ سے ہو' اس پر چھینٹے مارے جاتے ہیں' البتہ اگر کسی جگہ کے پلید ہونے کا یقین ہو تو لازماً دھونا ہوگا اور اگر باقی کپڑے کے پاک ہونے کا یقین ہے تو چھینٹے مارنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٨٦) - بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٨٦)

باب:١٨٦- کپڑے کو منی لگ جائے تو؟

٢٩٥- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ [حُدَيْجٍ] عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي كَانَ يُجَامِعُ فِيهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى.

٢٩٥- حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ نے نبی ﷺ کی زوجۂ مطہرہ ام حبیبہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں جماع کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! جب اس میں کوئی آلودگی نہ دیکھتے۔

فائدہ: آلودگی سے مراد منی یا خون وغیرہ کا لگنا ہے' اگر ایسا ہو تو متعلقہ حصے کا دھو لینا کافی ہے ورنہ ویسے ہی اس کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ آلودگی نہ لگنے کی وجہ سے وہ پاک ہے۔

(المعجم ١٨٧) - بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ (التحفة ١٨٧)

باب:١٨٧- کپڑے سے منی دھونا

٢٩٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

٢٩٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ

٢٩٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الصلاة في الثوب الذي يصيب أهله فيه، ح:٣٦٦ عن عيسى بن حماد به، وابن ماجه، ح:٥٤٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٨٧، وللحديث طرق عند ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما.

٢٩٦- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل المني وفركه وغسل ما يصيب من المرأة، ح:٢٢٩، ومسلم،◄

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَ إِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ لَفِي ثَوْبِهِ.

ﷺ کے کپڑے سے جنابت (منی) کو دھو دیتی تھی' پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے جب کہ پانی کے نشانات آپ کے کپڑے میں نظر آتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① جنابت سے سبب جنابت' یعنی منی مراد ہے۔ منی کو کپڑے سے دھونے سے معلوم ہوتا ہے کہ منی پلید ہے اور یہ جمہور اہل علم کا موقف ہے۔ ان کے بقول مخرج کے لحاظ سے بھی یہ بات زیادہ قوی ہے۔ سابقہ حدیث میں لفظ أَذًى بھی مؤید ہے کیونکہ یہ لفظ قرآن مجید میں حیض کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور حیض بالاتفاق پلید ہے' جب کہ بعض حضرات جن کے سرخیل حضرت ابن عباس ؓ ہیں' منی کو پاک سمجھتے ہیں۔ باقی رہا دھونا تو یہ نجاست کی دلیل نہیں' بلکہ نظافت کے لیے بھی دھویا جا سکتا ہے' جیسے ناک کی غلاظت یا بلغم وغیرہ کپڑے کو لگ جائے' تب بھی کپڑا دھویا جاتا ہے' خصوصاً جب کہ کئی دفعہ حضرت عائشہ ؓ نے صرف کپڑا ملنے اور رگڑنے کو کافی سمجھا ہے۔ ویسے بھی منی انبیاء وصلحاء کا مبدا ہے۔ یہ بدبو سے بھی پاک ہے' اس لیے اس مسلک کے حاملین کے نزدیک اسے دوسری پلید چیزوں کے برابر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ② سارا کپڑا دھونا ضروری نہیں۔ صرف آلودگی والی جگہ دھولی جائے۔ ③ جس کپڑے سے منی دھوئی جائے' اس کے خشک ہونے سے پہلے نماز کے لیے مسجد میں جایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٨٨) - بَابُ فَرْكِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ (التحفة ١٨٨)

باب: ١٨٨- منی کو کپڑے سے کھرچ کر صاف کرنا

٢٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْجَنَابَةَ - وَقَالَتْ مَرَّةً أُخْرَى: الْمَنِيَّ - مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٩٧- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے سے جنابت کو کھرچ دیتی تھی۔ اور ایک بار فرمایا: منی کو کھرچ دیتی تھی۔

◄◄ الطهارة، باب حكم المني، ح: ٢٨٩ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٨٨.

٢٩٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٦٧، ٢٨٠ من حديث حماد بن زيد عن أبي هاشم الرماني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٨٩.

فائدہ: گویا منی کوئی بول و براز جیسی چیز نہیں ہے کہ اس کا ذرہ ذرہ کپڑے سے نکلنا چاہیے بلکہ کپڑے کو آپس میں رگڑ دیا جائے یا اسے کھرچ دیا جائے' جو گر جائے' گر جائے اور جو کپڑے کے ریشوں میں رہ جائے' اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے موافقین کے موقف کی تائید ہوتی ہے' یعنی جو منی کی طہارت کے قائل ہیں۔

٢٩٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: الْحَكَمُ أَخْبَرَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أَفْرُكَهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٩٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے سے منی کو رگڑ دیا کرتی تھی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتی تھی۔

٢٩٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٩٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ دیا کرتی تھی۔

٣٠٠- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَائِشَةَ [قَالَتْ]: كُنْتُ أَرَاهُ فِي ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَحُكُّهُ.

٣٠٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے میں منی دیکھتی تو اسے کھرچ دیتی۔

٣٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ

٣٠١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ دیا کرتی تھی۔

٢٩٨ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ١٠٦/٢٨٨ من حديث إبراهيم النخعي، وأحمد: ٦/ ١٢٥ عن بهز بن أسد به.

٢٩٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٢٨٨/ ١٠٧ب من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق.

٣٠٠ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٩٠ وزاد: "المني".

٣٠١ـ أخرجه مسلم، ح: ٢٨٨/ ١٠٧ عن قتيبة به، انظر، ح: ٢٩٨.

عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٣٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَجِدُهُ فِي ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَحُتُّهُ عَنْهُ.

۳۰۲-حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے کپڑے میں منی دیکھتی تو اسے اس سے کھرچ دیا کرتی تھی۔

(المعجم ١٨٩) - بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ (التحفة ١٨٩)

باب:۱۸۹-اس بچے کا پیشاب جس نے ابھی کھانا کھانا شروع نہیں کیا

٣٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ: أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

۳۰۳-حضرت ام قیس بنت محصن ؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک چھوٹے بچے کو جس نے ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا' رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا۔اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔آپ نے پانی منگوایا اور اسے کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔

فوائد و مسائل: ① چھوٹا بچہ جس نے ابھی کھانا شروع نہ کیا ہو'اس کے پیشاب کی صفائی میں رعایت دی گئی ہے کہ اس پر پانی چھڑک دیا جائے۔ باقاعدہ نچوڑ کر دھونا ضروری نہیں' مگر یہ رعایت صرف لڑکے کے لیے ہے' لڑکی کے لیے نہیں' مگر بعض فقہاء نے اس تفریق کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ دونوں صورتوں میں دھونے ہی کے قائل ہیں لیکن صحیح حدیث کو رائے سے رد کر دینا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔شریعت نے اس کے علاوہ اور کئی جگہوں پر اس قسم کا فرق روا رکھا ہے' مثلاً: جو شخص اونٹ کا گوشت کھائے' وہ نماز کے لیے وضو کرے گا اور دوسرے حلال

٣٠٢ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ٢٨٨/ ١٠٧ من حديث هشيم به.

٣٠٣ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب بول الصبيان، ح: ٢٢٣ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، ح: ٢٨٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٩١، والموطأ(يحيى): ١/ ٦٤.

جانوروں کا گوشت کھانے سے نماز کے لیے وضو کا حکم نہیں ہے اگر وہ پہلے سے باوضو ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحیض، حدیث:٣٦٠) اگر لڑکے اور لڑکی میں فرق کر دیا تو اسے خوش دلی سے قبول کرنا چاہیے۔ کسی بھی شرعی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔ اسے اپنی رائے یا قیاس، اپنی پسند یا ناپسند کی سان پر نہیں چڑھانا چاہیے ورنہ شریعت کا حکم تو باقی رہے گا اور سان ٹوٹ جائے گی۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لڑکی اور لڑکے کے درمیان فرق کی یہ توجیہ کی ہے کہ بچے کو لوگ زیادہ اٹھاتے ہیں۔ ظاہر ہے اس کے پیشاب میں زیادہ لوگ مبتلا ہوں گے اور جو چیز جتنی عام ہو، اتنی اس میں تخفیف کی جانی چاہیے، بخلاف بچی کے کہ اسے کم ہی اٹھاتے ہیں، خصوصاً جب وہ اتنی چھوٹی ہو۔ ② [فَنَضَحَهُ] ''آپ ﷺ نے اس (پیشاب) پر پانی چھڑکا۔'' یہاں [نَضَحَ] سے مراد پانی چھڑکنا اور چھینٹے مارنا ہے، پانی بہانا یا دھونا مراد نہیں ہے جیسا کہ [وَلَمْ يَغْسِلْهُ] ''اور اسے دھویا نہیں'' سے اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ صحیح احادیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے: ''لڑکی کا پیشاب دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں، جب تک ان کی خوراک صرف دودھ ہو۔'' ہاں! جب لڑکا دودھ کے ساتھ ساتھ کوئی اور خوراک، مثلاً: دلیہ، روٹی یا دہی اور چاول وغیرہ کھانا شروع کر دے تو پھر اس کا پیشاب بھی دھویا جائے گا۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطهارة، أحاديث:٣٧٦-٣٧٩) ③ بچوں کے ساتھ پیار و محبت کرنی چاہیے۔ اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو پھر بھی ان سے نرمی اور شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ ④ نیک لوگوں کے پاس دعا کے لیے جانا چاہیے۔ واللہ أعلم۔

٣٠٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ.

٣٠٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، چنانچہ آپ نے پانی منگوایا اور پیشاب پر اسے چھڑک دیا۔

(المعجم ١٩٠) - بَابُ بَوْلِ الْجَارِيَةِ (التحفة ١٩٠)

باب:١٩٠-لڑکی کا پیشاب

٣٠٥- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ:

٣٠٥- حضرت ابوسمح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

٣٠٤ـ أخرجه البخاري، ح: ٢٢٢، انظر الحديث السابق، من حديث مالك، ومسلم، ح: ٢٨٦، انظر الحديث السابق من حديث هشام به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٦٤، والكبرٰى، ح: ٢٩٢.

٣٠٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، ح: ٣٧٦، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في بول الصبي الذي لم يطعم، ح: ٥٢٦ عن مجاهد بن موسى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٩٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٣، والحاكم، والذهبي.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يُغْسَلُ مِنْ بَـوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ».

نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑکی کے پیشاب کی وجہ سے کپڑا دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب کی وجہ سے پانی چھڑک دیا جائے۔''

فائدہ: یہاں بھی حدیث:٣٠٣ کی قید[لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ] معتبر ہے یعنی اس لڑکے نے ابھی کھانا شروع نہ کیا ہو۔

(المعجم ١٩١) - بَابُ بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ (التحفة ١٩١)

باب:١٩١-جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے پیشاب کا حکم

٣٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ أُنَاسًا وَرِجَالًا مِنْ عُكْلٍ قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا أَهْلُ ضَـرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ، وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهَا فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَلَمَّا صَحُّوا - وَكَانُوا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ - كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ

٣٠٦-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکل قبیلے کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کلمۂ اسلام پڑھا، پھر وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم اونٹوں والے لوگ ہیں، کھیتی والے نہیں اور انھوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اونٹوں اور چرواہے کا حکم دیا اور انھیں حکم دیا کہ ان میں چلے جائیں اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں۔ پھر جب وہ تندرست ہو گئے اور وہ حرہ کے ایک کنارے میں رہ رہے تھے۔ وہ اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے۔ انھوں نے نبی ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے ان کے پیچھے تلاش کرنے والے بھیجے۔ آخر کار انھیں پکڑ کر لایا

٣٠٦ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب قصة عكل وعرينة، ح: ٤١٩٢ من حديث يزيد بن زريع وغيره، ومسلم، القسامة، باب حكم المحاربين والمرتدين، ح: ١٦٧١/ ١٣ب من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٩٤.

الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَّعُوا أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ [تُرِكُوا] فِي الْحَرَّةِ عَلٰى حَالِهِمْ حَتّٰى مَاتُوا.

گیا تو مسلمانوں نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے' پھر انھیں اسی زخمی حالت میں حرہ میں چھوڑ دیا گیا حتی کہ وہ (تڑپتے تڑپتے) مر گئے۔

فوائد و مسائل: ① چونکہ وہ لوگ صحرائی زندگی کے عادی تھے' اس لیے شہری ماحول انھیں راس نہ آیا اور بدہضمی ہو گئی۔ ② "اونٹوں کے پیشاب پیو۔" اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مَأْكُولُ اللَّحْم جانور' یعنی جس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے' اس کا پیشاب پاک ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ انھیں پیشاب پینے کا حکم نہ دیتے۔ ویسے بھی شریعت کے اصول مدنظر رکھے جائیں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کیونکہ مَأْكُولُ اللَّحْم جانور گھروں میں رکھے جاتے ہیں' ان کا دودھ پیا جاتا ہے' ان پر سواری کی جاتی ہے اور ان کی خدمت کرنی پڑتی ہے' اس لیے گھر' کپڑے اور جسم کو ان کے پیشاب اور گوبر سے پاک رکھنا ناممکن ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ دودھ دوہتے وقت وہ پیشاب شروع کر دیں اور پیشاب کا کوئی چھینٹا دودھ میں جا گرے۔ اب اگر ان کے پیشاب اور گوبر کو پلید قرار دیا جائے تو لوگ بڑی مشکل میں پھنس جائیں گے' نیز ان کے پیشاب اور گوبر میں وہ بدبو نہیں ہوتی جو انسان اور حرام جانوروں کی نجاست میں ہوتی ہے' اس لیے دیہات میں لوگ ان جانوروں کے گوبر وغیرہ سے اپنے فرش دیواروں اور چھتوں کو لیپتے ہیں۔ ان کا گوبر بطور ایندھن استعمال کیا جاتا ہے اور یہ فطری استعمال ہے کیونکہ مسلم اور غیر مسلم سب اس میں شریک ہیں' لہٰذا ان جانوروں کے پیشاب اور گوبر کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ جمہور اہل علم اسی بات کے قائل ہیں۔ ③ جو حضرات مَأْكُولُ اللَّحْم جانوروں کے پیشاب کو پلید سمجھتے ہیں' وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ علاج کی غرض سے پلید چیز کا استعمال جائز ہے' کیونکہ علاج بھی ایک مجبوری ہے۔ یہ امام ابو یوسف کا قول ہے جب کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علاج کی غرض سے بھی اس پیشاب کو جائز نہیں سمجھتے۔ وہ اس حدیث کو صرف انھی لوگوں کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں جنھیں حکم دیا گیا تھا کیونکہ آپ ﷺ کو وحی سے پتہ چلا تھا کہ ان کی شفا پیشاب میں ہے۔ ہم کسی اور مریض کے بارے میں نہیں کہہ سکتے کہ اسے لازماً شفا ہو گی۔ لیکن یہ بات کافی کمزور محسوس ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد بھی اس مسئلے میں ان سے متفق نہیں۔ ④ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیرنا' ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا' انھیں گرم پتھروں پر چھوڑ دینا اور باوجود پانی کی طلب کے انھیں پانی نہ دینا اور ان کا اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر جانا بطور قصاص تھا کیونکہ انھوں نے نبی ﷺ کے چرواہے کے ساتھ بعینہٖ یہی ظالمانہ سلوک کیا تھا' لہٰذا انھیں بدلہ دیا گیا جو فرض تھا۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ (البقرة ٢:١٧٨) "تم پر مقتولوں میں برابری کا بدلہ لینا لکھ دیا گیا ہے۔" قصاص برابری اور مماثلت کو کہا جاتا ہے' لہٰذا اس پر کوئی اعتراض نہیں اور

محدثین کے نزدیک اب بھی اگر قاتل نے مقتول کو وحشیانہ طریقے سے قتل کیا ہو تو قصاص کے حکم کے پیش نظر اور لوگوں کو عبرت دلانے کی خاطر قاتل کو اسی طریقے سے قتل کیا جائے گا مگر بعض فقہاء (موالک واحناف) کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: [لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ] (سنن ابن ماجه' الديات' حديث: ٢٦٦٨) یعنی قصاص صرف تلوار کے ایک وار سے لیا جائے گا' مگر یاد رہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ قصاص کے حکم کے خلاف ہے اور باب والی روایت قرآن کے موافق ہے اور سنداً اعلیٰ درجے کی ہے' لہٰذا محدثین کی بات ہی صحیح ہے۔

٣٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ أَعْرَابٌ مِنْ عُرَيْنَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْلَمُوا، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ حَتَّى اصْفَرَّتْ أَلْوَانُهُمْ وَعَظُمَتْ بُطُونُهُمْ، فَبَعَثَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى لِقَاحٍ لَهُ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَحُّوا، فَقَتَلُوا رَاعِيَهَا وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ. فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِأَنَسٍ - وَهُوَ يُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ -: بِكُفْرٍ أَمْ بِذَنْبٍ؟ قَالَ: بِكُفْرٍ.

٣٠٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ بدوی نبی ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے لیکن انھوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا حتی کہ ان کے رنگ زرد ہو گئے اور ان کے پیٹ بڑھ گئے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنی دودھ والی اونٹنیوں میں بھیج دیا اور ان سے فرمایا: ''ان کا دودھ اور ان کا پیشاب پئیں۔'' حتی کہ وہ تندرست ہو گئے تو انھوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے' چنانچہ نبی ﷺ نے انھیں پکڑنے کے لیے آدمی بھیجے۔ وہ (پکڑ کر) لائے گئے تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں۔ امیر المومنین عبدالملک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب کہ وہ انھیں حدیث بیان کر رہے تھے' (ان کی یہ سزا) کفر کی وجہ سے تھی یا گناہ کی وجہ سے؟ انھوں نے کہا: کفر کی وجہ سے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَنَسٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ طلحہ کے علاوہ کسی راوی نے اس

٣٠٧- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٩٥.

غَيْرَ طَلْحَةَ وَالصَّوَابُ عِنْدِي - وَاللَّهُ أَعْلَمُ -: يَحْيٰى عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلٌ.

حدیث میں عن یحیٰ عن انس کہا ہو۔ میرے نزدیک صحیح سند یوں ہے: یحیی (بن سعید) عن سعید بن المسیب۔ گویا یہ حدیث مرسل ہے۔ (اس میں حضرت انس کا ذکر نہیں ہونا چاہیے۔) واللہ اعلم۔

فوائد ومسائل: ① ''گویا یہ حدیث مرسل ہے۔'' مرسل روایت وہ ہوتی ہے جس میں تابعی یوں کہے: رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا' ایسے کیا۔ ② ''کفر کی وجہ سے'' دراصل ان کے کئی جرم تھے۔ کفر' قتل' ڈاکا' درندگی۔ ہر جرم کی سزا ضروری تھی' چونکہ کفر سب سے بڑا جرم ہے' اس لیے صرف اس کا ذکر کیا کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں' ورنہ صرف کفر کی بنا پر اس طرح قتل نہیں کیا جاتا بلکہ ان سے یہ سلوک ان کے مجموعی جرائم کی بنا پر کیا گیا جن میں کفر بھی شامل ہے۔ ③ یہ لوگ دو قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ عکل اور عرینہ۔ پہلی روایت میں عکل کا ذکر ہے اور اس میں عرینہ کا۔ یہ کوئی اختلاف نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ١/٣٣٨' ٣٣٩' تحت حديث: ٢٣٣)

(المعجم ١٩٢) - **بَابُ فَرْثِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ يُصِيبُ الثَّوْبَ** (التحفة ١٩٢)

باب:١٩٢- ماکول اللحم جانور کا گوبر کپڑے کو لگ جائے تو......؟

٣٠٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ فِي بَيْتِ الْمَالِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَمَلَأٌ مِنْ قُرَيْشٍ جُلُوسٌ وَقَدْ نَحَرُوا جَزُورًا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَيُّكُمْ يَأْخُذُ هٰذَا الْفَرْثَ بِدَمِهِ ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى يَضَعَ وَجْهَهُ

٣٠٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کے سردار بھی بیٹھے تھے۔ کسی نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا۔ ان میں سے کسی نے کہا: کون ہے جو یہ گوبر خون سمیت اٹھا کر لائے' پھر کچھ صبر کرے حتی کہ جب آپ سجدے میں چہرہ رکھیں تو آپ کی پشت پر رکھ دے؟ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں: چنانچہ ایک بدبخت اٹھا' گوبر (وغیرہ) اٹھا کر لایا' پھر ذرا ٹھہرا۔ جب آپ سجدے میں گر پڑے تو

٣٠٨ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا ألقي على ظهر المصلي قذر .... الخ، ح: ٢٤٠، ومسلم، الجهاد، باب ما لقي النبي ﷺ من أذى المشركين والمنافقين، ح: ١٧٩٤ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٩٦.

سَاجِدًا فَيَضَعُهُ - يَعْنِي عَلٰى ظَهْرِهِ؟ - قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَانْبَعَثَ أَشْقَاهَا فَأَخَذَ الْفَرْثَ فَذَهَبَ بِهِ ثُمَّ أَمْهَلَهُ فَلَمَّا خَرَّ سَاجِدًا وَضَعَهُ عَلٰى ظَهْرِهِ فَأُخْبِرَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ جَارِيَةٌ فَجَاءَتْ تَسْعٰى فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، «اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ» حَتّٰى عَدَّ سَبْعَةً مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ فِي قَلِيبٍ وَاحِدٍ.

اس نے وہ (سب کچھ) آپ کی پشت پر رکھ دیا۔ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کی گئی جب کہ وہ چھوٹی لڑکی تھیں۔ وہ بھاگی بھاگی آئیں اور یہ گندگی آپ کی پشت سے ہٹا دی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو تین دفعہ فرمایا: ''اے اللہ! قریش کو ہلاک کر دے۔ یا اللہ! ابوجہل بن ہشام' شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ اور عقبہ بن ابی معیط کو ہلاک کر دے۔'' حتی کہ آپ نے سات قریشیوں کے نام لیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا! میں نے ان سب کو بدر کے دن ایک کنویں میں مردہ پڑے پایا۔

فوائد و مسائل: ① یہ خبیث رائے پیش کرنے والا ابوجہل تھا جسے بَعْضُهُمْ کہا گیا ہے اور عمل کرنے والا عقبہ بن ابی معیط تھا جسے أَشْقَاهُمْ سے موسوم کیا گیا ہے۔ ② امام صاحب نے اس روایت سے مَأْكُولُ اللَّحْمِ کے گوبر کے پاک ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اور یہ درست ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے باوجود نماز جاری رکھی' بعد میں اعادہ بھی نہیں کیا' حالانکہ بعد میں آپ کو یقیناً پتا چل گیا تھا کہ یہ فلاں چیز ہے۔ جو لوگ اسے پلید سمجھتے ہیں' ان میں سے امام مالک رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ ایسی چیز اگر نماز کے اندر جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو نماز مکمل کی جاسکتی ہے' البتہ اگر نماز سے پہلے لگی ہو تو صفائی ضروری ہے لیکن امام نسائی رحمہ اللہ کا استدلال زیادہ قوی ہے۔ ③ نبی ﷺ کی مخالفت اگرچہ جرم ہے' مگر کم از کم یہ ہدایت کا راستہ بند نہیں کرتی' مگر نبی کی گستاخی اور توہین مستقل طور پر ہدایت کا راستہ بند کر دیتی ہے۔ آپ کی گستاخی کرنے والے وہ سب کے سب کفر پر مرے مگر محض مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب فرما دی۔ اہل اللہ سے کسی مسئلے میں اختلاف کیا جاسکتا ہے مگر ان کی گستاخی اللہ کی رحمت و توفیق سے محروم کر دیتی ہے۔ اہل علم کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے۔ ④ جب ظالم کا ظلم حد سے بڑھ جائے تو اس کا نام لے کر بددعا کی جاسکتی ہے۔

(المعجم ١٩٣) - بَابُ الْبُزَاقِ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٩٣)

باب: ۱۹۳- کپڑے کو تھوک لگ جائے تو......؟

٣٠٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ فَرَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ.

٣٠٩- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے اپنی چادر کا ایک کنارہ پکڑا، اس میں تھوکا، پھر کپڑے کو آپس میں مل دیا۔

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ تھوک پاک ہے۔ ایک شاذ قول ہے کہ تھوک منہ سے نکلنے کے بعد پلید ہو جاتا ہے مگر یہ بلا دلیل ہے۔ ② کپڑے میں تھوک کر کپڑے کو آپس میں مل لینا مجلس میں تھوکنے کا مہذب طریقہ ہے۔ گندگی نہیں پھیلتی اور آدمی گنوار نہیں لگتا۔

٣١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ ابْنَ مِهْرَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ». وَإِلَّا فَبَزَقَ النَّبِيُّ ﷺ هٰكَذَا فِي ثَوْبِهِ وَدَلَكَهُ.

٣١٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو وہ اپنے آگے اور دائیں نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں یا پاؤں کے نیچے تھوکے۔“ ورنہ نبی ﷺ نے تو اس طرح اپنے کپڑے میں تھوک کر کپڑے کو آپس میں مل لیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① سامنے تھوکنا تو عام حالات میں بھی قبیح ہے۔ نماز میں تو انسان اپنے مالک حقیقی سے ہم کلام ہوتا ہے۔ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ سامنے ہے، لہٰذا سامنے تھوکنا تو سخت گستاخی اور بدتہذیبی ہے۔ ② دائیں طرف تھوکنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ دائیں طرف فرشتۂ رحمت ہوتا ہے۔ ③ بائیں طرف اس وقت تھوک سکتا ہے جب وہاں کوئی موجود نہ ہو ورنہ وہ اس کی دائیں جانب ہوگی۔ پاؤں کے نیچے بھی تب تھوک سکتا ہے جب مٹی یا ریت پر کھڑا ہو۔ اگر فرش ہے یا صف وغیرہ بچھی ہے تو نیچے تھوکنا بھی منع ہے۔ اس وقت صرف آخری طریقہ قابل عمل ہوگا، یعنی کپڑے میں تھوکنے کا، جس کی طرف ورنہ کہہ کر اشارہ کیا گیا ہے۔ ④ ورنہ کے بعد نبی ﷺ کا فعل بیان کر کے اشارہ کیا گیا ہے کہ ورنہ ایسے کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا تھا۔ آج کل

٣٠٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب حك البزاق باليد من المسجد، ح: ٤٠٥ من حديث إسماعيل بن جعفر به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٩٧. * وحميد الطويل صرح بالسماع عند البخاري، ح: ٢٤١.

٣١٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد ... الخ، ح: ٥٥٠ من حديث محمد بن جعفر عن شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٩٨.

کپڑے کے بجائے ٹشو پیپر کا استعمال بہت مناسب بدل ہے۔

(المعجم ١٩٤) - بَابُ بَدْءِ التَّيَمُّمِ (التحفة ١٩٤)

باب:۱۹۴- تیمّم کی ابتدا

٣١١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ ذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوا: أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِي وَقَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَمَا مَنَعَنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلٰى فَخِذِي، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: مَا

٣١١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے حتی کہ جب ہم بیداء یا ذات الجیش مقام پر پہنچے تو میرا ہار گر گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس کو تلاش کرنے کے لیے ٹھہر گئے۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے جب کہ نہ وہاں پانی تھا اور نہ ان کے پاس پانی تھا۔ کچھ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور (شکایتاً) کہا: آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے؟ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ اور لوگوں کو ٹھہرا لیا ہے جب کہ نہ تو یہاں پانی ہے اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ (یہ باتیں سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ وہ آ کر کہنے لگے: تم نے اللہ کے رسول ﷺ اور لوگوں کو روک رکھا ہے جب کہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خوب ڈانٹا اور جو کہنا چاہا' کہا اور وہ میرے پہلو میں کچوکے مارنے لگے۔ میں حرکت کرنے سے صرف اس لیے رکی رہی کہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ سوئے رہے حتی کہ بغیر پانی کے صبح ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تیمّم والی آیت اتار دی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

٣١١- أخرجه البخاري، التيمم، باب(١)، ح: ٣٣٤، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٥٣، والكبرٰى، ح: ٢٩٩، ورواه البخاري، ح: ٣٦٧٢ عن قتيبة به.

هِـيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ! قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ.

اے آلِ ابوبکر! یہ تمھاری کوئی پہلی برکت نہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا: پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں تھی تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ ہار حضرت عائشہ ؓ نے اپنی بڑی بہن اسماء سے صرف پہننے کے لیے لیا تھا۔ ② یہ واقعہ دلیل ہے کہ کوئی شخص عالم الغیب نہیں جب تک اللہ تعالیٰ خبر نہ دے ورنہ ادھر ادھر تلاش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ آج کل یہ کہا جانے لگا ہے کہ آپ ﷺ غیب تو جانتے تھے مگر تواضعاً اور کسر نفسی کے پیش نظر آپ نے باخبر نہیں کیا اور خاموش رہے' یہ نرا اٹکل پچو اور بے دلیل مفروضہ ہے' نیز اس سے نبی ﷺ کا ادھر ادھر سے ڈھونڈنا بے مقصد ٹھہرتا ہے اور یہ طریقہ شان رسالت کے یکسر منافی ہے۔

(المعجم ١٩٥) - بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ١٩٥)

باب: ۱۹۵- حضر (حالتِ اقامت) میں تیمّم کرنا

٣١٢- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُهَيْمٍ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ الْجَمَلِ وَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهِ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

۳۱۲- حضرت ابوجہیم ؓ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ بئر جمل کی طرف سے آئے۔ آپ کو آگے سے ایک آدمی ملا اور اس نے آپ کو سلام کہا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے جواب نہ دیا حتی کہ آپ ایک دیوار کی طرف گئے' چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا' پھر اسے جواب دیا۔

فوائد ومسائل: ① بئر جمل مدینے میں ایک جگہ کا نام ہے۔ ② سلام کا جواب دینے کے لیے طہارت شرط

٣١٢- أخرجه البخاري، التيمم، باب التيمم في الحضر إذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلاة، ح: ٣٣٧، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٠٧.

نہیں مگر نبی ﷺ نے مناسب نہ سمجھا کہ اللہ کا ذکر بلا طہارت کیا جائے۔ وضو کی گنجائش نہ تھی لہٰذا آپ نے تیمم فرمایا کہ یہ بھی مجبوری کے وقت ایک قسم کی طہارت ہے۔ اس سے احناف نے عید اور جنازے کے لیے تیمّم کے جواز پر استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ ذکر کے لیے تو وضو شرط نہیں مگر جنازے اور عید کے لیے تو وضو شرط ہے۔ خیر امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود تو یہ ہے کہ تیمّم صرف سفر ہی میں نہیں گھر میں بھی جائز ہے اگر پانی نہ مل سکے یا بیماری کی وجہ سے پانی استعمال نہ کیا جا سکے۔

(المعجم . . .) - اَلتَّيَمُّمُ فِي الْحَضَرِ (التحفة ١٩٦)

باب :- حضر (حالتِ اقامت) میں تیمّم کرنا

٣١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى عُمَرَ فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ قَالَ عُمَرُ: لَا تُصَلِّ، فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَمَا تَذْكُرُ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدِ الْمَاءَ، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ فَصَلَّيْتُ، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ» فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ - وَسَلَمَةُ شَكَّ، لَا يَدْرِي فِيهِ - إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ أَوْ إِلَى الْكَفَّيْنِ، فَقَالَ عُمَرُ: نُوَلِّيكَ مَا تَوَلَّيْتَ.

٣١٣- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: تحقیق میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ پا سکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نماز نہ پڑھ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: اے امیر المومنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک دفعہ میں اور آپ ایک لشکر میں تھے۔ ہم دونوں جنبی ہو گئے تو ہمیں پانی نہ ملا۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں اچھی طرح مٹی میں لوٹ پوٹ ہوا اور نماز پڑھ لی، پھر ہم نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے اتنا کافی تھا۔'' چنانچہ نبی ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر ان میں پھونک ماری، پھر ان دونوں کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کیا...... سلمہ کو شک ہے، انھیں یاد نہیں کہ...... (مسح صرف ہتھیلیوں پر یا کہنیوں تک کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تمھیں ذمے دار بناتے ہیں اس (روایت) کا جس کے تم ذمے دار بنے ہو۔

٣١٣- أخرجه البخاري، التيمم، باب المتيمم هل ينفخ فيهما؟ ح: ٣٣٨، ٣٤٣، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ١١٢/٣٦٨ من حديث ذر به، ورواه أبوداود، ح: ٣٢٤ عن محمد بن بشار به .

فوائد ومسائل: ① حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا مٹی میں لوٹ پوٹ ہونا ایک اجتہادی عمل تھا اور شاید اس بنا پر تھا کہ تیمّم بھی غسل کی جگہ کفایت کر سکے گا جب وہ اس کی مثل ہو، یعنی پورے بدن پر مٹی لگے۔ ② اگر اجتہاد کرنے والے سے غلطی ہو جائے تو اسے ملامت نہیں کی جائے گی۔ ③ جو آدمی اپنے اجتہاد سے کوئی عمل کر لے اور بعد میں اسے معلوم ہو کہ اس کا عمل قرآن وسنت کے منافی تھا تو اس کے لیے اسے دوبارہ لوٹانا ضروری نہیں۔ ④ رسولِ اکرم ﷺ کا تیمّم صرف چہرے اور ہتھیلیوں تک ایک ضرب کے ساتھ ہے۔ دو ضرب اور کہنیوں تک کی روایات کلام سے خالی نہیں، اس لیے محدثین نے ایک ضرب کے ساتھ ہتھیلیوں تک تیمّم کو ترجیح دی ہے کیونکہ یہ صحیح ترین روایات ہیں۔ احناف نے دوسرے طریقے کو اختیار کیا ہے اور ان روایات کا جواب یہ دیا ہے کہ نبی ﷺ نے صرف یہ بتلایا ہے کہ وضو والا تیمّم ہی غسل کے لیے کافی ہے۔ تیمّم کا طریقہ بتلانا مقصود نہ تھا، مگر یہ بات قابل غور ہے کہ بیان کرنے والے صحابہ نے تو یہ مفہوم نہیں سمجھا۔ حاضرین کا فہم معتبر ہے یا غیر حاضرین کا؟ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے یوں تطبیق دی ہے کہ ایک ضرب اور ہتھیلیوں تک تیمّم کافی ہے، البتہ دو ضرب کے ساتھ کہنیوں تک افضل اور مستحب ہے لیکن یہ تطبیق بھی محل نظر ہے کیونکہ استحباب اور افضلیت کے اثبات کے لیے صحیح دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ تیمّم سے متعلق دیگر احکام ومسائل کے لیے دیکھیے: كتاب الغسل و التيمم کا ابتدائیہ۔ ⑤ حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما غسل کی جگہ تیمّم کو کافی نہیں سمجھتے تھے، مگر یہ صرف ان کی احتیاط تھی ورنہ قرآن مجید میں آیت تیمّم کے اندر جنابت سے بھی تیمّم کی اجازت ہے۔ دیکھیے: (النسآء ٤: ٤٣ و المائدة ٥: ٦) ⑥ مذکورہ حدیث پر بعض نسخوں میں عنوان قائم نہیں کیا گیا کیونکہ اس سے پہلے والی حدیث پر بھی یہی عنوان قائم کیا گیا ہے جس سے یہ محض تکرار ہی محسوس ہوتی ہے۔

٣١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ خُفَافٍ، عَنْ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ قَالَ: أَجْنَبْتُ وَأَنَا فِي الْإِبِلِ فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ تَمَعُّكَ الدَّابَّةِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَجْزِيكَ مِنْ ذٰلِكَ التَّيَمُّمُ».

٣١٤- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اونٹوں میں تھا کہ جنبی ہو گیا۔ مجھے پانی نہ ملا تو میں مٹی میں اچھی طرح لوٹ پوٹ ہوا جیسے جانور کرتا ہے، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو یہ بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے اس (جنابت) سے تیمّم کافی تھا۔“

٣١٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٣، والحميدي، ح: ١٤٥ من حديث أبي إسحاق به. * أبوإسحاق عنعن، ح: ٩٦، والحديث في الكبرٰى، ح: ٣٠٩، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

(المعجم ١٩٦) - **بَابُ التَّيَمُّمِ فِي السَّفَرِ** (التحفة ١٩٧)

باب:١٩٦-سفر میں تیمّم کرنا

٣١٥- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: عَرَّسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأُولَاتِ الْجَيْشِ وَمَعَهُ عَائِشَةُ زَوْجَتُهُ فَانْقَطَعَ عِقْدُهَا مِنْ جَزْعِ ظِفَارٍ، فَحُبِسَ النَّاسُ فِي ابْتِغَاءِ عِقْدِهَا ذٰلِكَ حَتَّى أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رُخْصَةَ التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ قَالَ: فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَضَرَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْأَرْضَ ثُمَّ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَنْفُضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا، فَمَسَحُوا بِهَا وُجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بُطُونِ أَيْدِيهِمْ إِلَى الْآبَاطِ.

٣١٥-حضرت عمار بن یاسر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذات الجیش میں پڑاؤ ڈالا جب کہ آپ کے ساتھ آپ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ بھی تھیں۔ان کا ایک ہار جو ظفار کے نگوں کا تھا' وہ ٹوٹ گیا۔لوگ اس ہار کی تلاش میں روک لیے گئے حتی کہ فجر روشن ہوگئی۔لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ حضرت عائشہ ؓ پر ناراض ہوئے اور فرمایا: تم نے سب لوگوں کو روک رکھا ہے جب کہ ان کے پاس پانی نہیں ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کے ساتھ تیمّم کی رخصت نازل فرمادی۔تمام مسلمان رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اٹھے اور زمین پر اپنے ہاتھ مارے۔ پھر انھوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کوئی مٹی وغیرہ نہیں جھاڑی' سوانھوں نے اپنے چہروں اور بازوؤں کو کندھوں تک اور اپنی ہتھیلیوں سے بغلوں تک ہاتھ پھیر لیے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے (دیکھیے' روایت:٣١١) ''مٹی وغیرہ نہیں جھاڑی'' مٹی جھاڑنا ضرورت کی بنا پر ہے' یعنی اگر مٹی زیادہ لگ جائے تو پھونک مار کر یا دونوں ہاتھوں کو آپس میں ٹکرا کر زائد مٹی گرا دی جائے اور اگر مٹی مناسب لگی ہے تو پھونک مارنا یا مٹی جھاڑنا بے فائدہ ہے۔بہر صورت مٹی جھاڑنا تیمّم کا حصہ نہیں۔ ② کندھوں اور بغلوں تک تیمّم کرنا باقی روایات کے خلاف ہے' اس لیے بعض محققین نے مسح میں

٣١٥ـ[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب التيمم، ح: ٣٢٠ عن محمد بن يحيى النيسابوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٠٠، وذكر كلامًا.

کندھوں، بغلوں اور کہنیوں تک مسح کرنے کو صحیح نہیں کہا بلکہ ان الفاظ کو شاذ قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود للألباني، رقم: ۳۴۴، ۳۴۵ و صحیح سنن النسائي، رقم: ۳۱۵) بعض لوگوں نے اپنے طور پر ایسا کر لیا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ایسا منقول نہیں اور یہ کام بھی نزول حکم کے بعد پہلی بار تیمّم کرتے ہوئے کیا گیا تھا جب کہ بعد میں اس کا طریقہ سنت نبوی سے متعین ہو گیا۔

(المعجم ١٩٧) - اَلْاخْتِلَافُ فِي كَيْفِيَّةِ التَّيَمُّمِ (التحفة ١٩٨)

باب: ۱۹۷- تیمّم کی کیفیت میں اختلاف کا بیان

٣١٦- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: تَيَمَّمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالتُّرَابِ، فَمَسَحْنَا بِوُجُوهِنَا وَأَيْدِينَا إِلَى الْمَنَاكِبِ.

۳۱۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مٹی سے تیمّم کیا۔ ہم نے اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کندھوں تک مٹی لگائی۔

(المعجم ١٩٨) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّيَمُّمِ وَالنَّفْخُ فِي الْيَدَيْنِ (التحفة ١٩٩)

باب: ۱۹۸- تیمّم کی ایک اور صورت اور ہاتھوں پر پھونک مارنا

٣١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَأَتَاهُ

۳۱۷- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! بسا اوقات ہم ایک ایک، دو دو مہینے گزار دیتے ہیں اور پانی نہیں ملتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو جب پانی نہیں پاتا،

٣١٦- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في التيمم، ح: ٥٦٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٣٠١.

٣١٧- [صحيح] تقدم، ح: ٣١٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٠٢، بعض ذراعيه، أي كفيه كما صرح في الأسانيد الأخرى، وانظر الحديث الآتي.

رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! رُبَّمَا نَمْكُثُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ وَلَا نَجِدُ الْمَاءَ فَقَالَ عُمَرُ: أَمَّا أَنَا إِذَا لَمْ أَجِدِ الْمَاءَ لَمْ أَكُنْ لِأُصَلِّيَ حَتَّى أَجِدَ الْمَاءَ، فَقَالَ عَمَّارُ ابْنُ يَاسِرٍ: أَتَذْكُرُ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! حَيْثُ كُنْتَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا وَنَحْنُ نَرْعَى الْإِبِلَ، فَتَعْلَمُ أَنَّا أَجْنَبْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَمَّا أَنَا فَتَمَرَّغْتُ فِي التُّرَابِ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَضَحِكَ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ الصَّعِيدُ لَكَافِيَكَ» وَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَبَعْضَ ذِرَاعَيْهِ فَقَالَ: اِتَّقِ اللهَ يَا عَمَّارُ! فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنْ شِئْتَ لَمْ أَذْكُرْهُ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ نُوَلِّيكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ.

نماز نہیں پڑھتا حتی کہ پانی پالوں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ کو یاد ہے کہ جب آپ فلاں جگہ میں تھے اور ہم اونٹ چرا رہے تھے تو آپ کو علم ہے کہ ہم جنبی ہو گئے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! چنانچہ میں تو مٹی میں خوب لتھڑا تھا' پھر ہم نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ہنسے اور فرمایا: ''تحقیق تجھے (اتنی ہی) مٹی کافی تھی۔'' یہ کہہ کر آپ نے زمین پر ہتھیلیاں ماریں' پھر ان میں پھونکا' پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے اور کچھ بازوؤں پر مل لیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے عمار! اللہ سے ڈر۔ عمار نے کہا: امیر المومنین! اگر آپ چاہیں تو میں یہ واقعہ ذکر نہ کروں۔ انھوں نے فرمایا: نہیں' ہم تمھیں ذمے دار بناتے ہیں' اس چیز کا جس کے تم ذمے دار بنے ہو۔

(المعجم ١٩٩) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّيَمُّمِ (التحفة ٢٠٠)

باب: ١٩٩- تیمّم کی ایک اور صورت

٣١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ التَّيَمُّمِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، فَقَالَ عَمَّارٌ: أَتَذْكُرُ حَيْثُ كُنَّا فِي سَرِيَّةٍ، فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

٣١٨- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہیں؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا آپ کو یاد ہے جب ہم ایک لشکر میں تھے تو میں جنبی ہو گیا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوا' پھر میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا: ''تمھیں صرف اس طرح کافی تھا۔''

٣١٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٠٤.

فَقَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكَ هٰكَذَا». وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَخَ فِي يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.

اور شعبہ نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر مارے اور دونوں ہاتھوں میں پھونکا' پھر انھیں چہرے اور ہتھیلیوں پر ایک دفعہ مل لیا۔

(المعجم ...) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّيَمُّمِ

(التحفة ٢٠٠) - ألف

باب:- تیمّم کی ایک اور صورت

٣١٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، سَمِعْتُ ذَرًّا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَسَمِعَهُ الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَجْنَبَ رَجُلٌ فَأَتٰى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ، قَالَ: لَا تُصَلِّ، قَالَ لَهُ عَمَّارٌ: أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَإِنِّي تَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ» وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً وَنَفَخَ فِيهَا، ثُمَّ دَلَكَ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرٰى، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، فَقَالَ عُمَرُ شَيْئًا لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ لَا حَدَّثْتُهُ.

٣١٩- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے منقول ہے' انھوں نے کہا: ایک آدمی جنبی ہوگیا' چنانچہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: تحقیق میں جنبی ہوگیا اور پانی نہ پاسکا۔ انھوں نے فرمایا: تو نماز نہ پڑھ۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو ہم جنبی ہوگئے۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں اچھی طرح مٹی میں لتھڑا اور نماز پڑھ لی۔ پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے یہ بات آپ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''تجھے اتنا کافی تھا۔'' شعبہ (راویٔ حدیث) نے اپنی ہتھیلی ایک دفعہ زمین پر ماری' پھر اس میں پھونک ماری' پھر ایک کو دوسری سے ملا' پھر انھیں اپنے چہرے پر مل لیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ ذکر کیا جو میں نہیں جانتا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر آپ کہیں تو میں یہ حدیث بیان نہ کروں۔

وَذَكَرَ شَيْئًا سَلَمَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي مَالِكٍ، وَزَادَ سَلَمَةُ قَالَ: بَلْ نُوَلِّيكَ مِنْ ذٰلِكَ مَاتَوَلَّيْتَ.

سلمہ (راوی) نے ابومالک سے اس سند میں کچھ بیان کیا ہے۔ اور سلمہ نے یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا: ہم تمھیں اس چیز کا ذمے دار

٣١٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣١٣.

بناتے ہیں جس کے تم ذمے دار بنے ہو۔

(المعجم ٢٠٠) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٢٠١)

باب:٢٠٠-ایک اور صورت

٣٢٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَسَلَمَةَ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَقَالَ عُمَرُ: لَا تُصَلِّ. فَقَالَ عَمَّارٌ: أَمَا تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا، فَلَمْ نَجِدْ مَاءً، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ ثُمَّ صَلَّيْتُ، فَلَمَّا أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكَ» وَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ - شَكَّ سَلَمَةُ وَقَالَ: لَا أَدْرِي قَالَ فِيهِ: - إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ أَوْ إِلَى الْكَفَّيْنِ، قَالَ عُمَرُ: نُوَلِّيكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ، قَالَ شُعْبَةُ: كَانَ يَقُولُ الْكَفَّيْنِ وَالْوَجْهَ وَالذِّرَاعَيْنِ فَقَالَ لَهُ مَنْصُورٌ: مَا تَقُولُ؟ فَإِنَّهُ لَا يَذْكُرُ الذِّرَاعَيْنِ أَحَدٌ غَيْرُكَ، فَشَكَّ سَلَمَةُ فَقَالَ: لَا أَدْرِي ذَكَرَ الذِّرَاعَيْنِ أَمْ لَا.

٣٢٠-حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں جنبی ہو گیا ہوں اور مجھے پانی نہیں ملتا۔ انھوں نے فرمایا: تو نماز نہ پڑھ۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے امیر المومنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ ایک لشکر میں تھے چنانچہ ہم دونوں جنبی ہو گئے اور ہم پانی نہ پا سکے۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں اچھی طرح مٹی میں لوٹ پوٹ ہوا پھر نماز پڑھ لی۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو میں نے آپ سے یہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے اتنا کافی تھا۔“ اور نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے پھر ان میں پھونک ماری اور انھیں اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر مل لیا...... سلمہ راوی کو شک ہے اور اس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ (میرے شیخ ذر نے) اس میں...... کہنیوں تک کہا یا ہتھیلیوں تک۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تمھیں اس چیز کا ذمہ دار بناتے ہیں جس کے تم ذمہ دار بنے ہو۔ شعبہ نے کہا: (سلمہ راوی) کہتے تھے کہ ہتھیلیوں، چہرے اور کہنیوں کا مسح کیا۔ (یہ سن کر) منصور نے ان سے کہا: (غور کرو) تم کیا کہہ رہے ہو؟ تحقیق کہنیوں (پر مسح کرنے) کا ذکر تمھارے سوا کوئی نہیں کرتا۔ پھر سلمہ کو شک ہوا تو اس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ اس (ذر) نے

٣٢٠-[صحيح] تقدم، ح:٣١٣، وهو في الكبرٰى، ح:٣٠٣.

کہنیوں کا ذکر کیا یا نہیں۔

(المعجم ٢٠١) - **بَابُ تَيَمُّمِ الْجُنُبِ** (التحفة ٢٠٢)

باب:۲۰۱- جنبی کا تیمّم

٣٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسٰى فَقَالَ أَبُو مُوسٰى: أَوَ لَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ، فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ بِالصَّعِيدِ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هٰكَذَا» وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَضَهُمَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلٰى يَمِينِهِ وَبِيَمِينِهِ عَلٰى شِمَالِهِ عَلٰى كَفَّيْهِ وَوَجْهِهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَوَ لَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ.

۳۲۱- حضرت شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ ابوموسیٰ ؓ نے کہا: کیا آپ نے سنا نہیں کہ حضرت عمار ؓ نے حضرت عمر ؓ سے کہا: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے کسی کام پر بھیجا۔ میں جنبی ہوگیا اور میں پانی نہ پا سکا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوا اور پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے اتنا کافی تھا کہ تو ایسے کر لیتا۔“ پھر آپ نے اپنے ہاتھ زمین پر ایک دفعہ مارے‘ پھر دونوں ہتھیلیوں کو ملا‘ پھر انھیں جھاڑا۔ پھر بائیں ہاتھ کو دائیں اور دائیں کو بائیں پر ملا۔ اس طرح اپنی ہتھیلیوں اور چہرے پر انھیں پھیرا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا: کیا تجھے علم نہیں کہ حضرت عمر نے حضرت عمار کی بات پر قناعت نہ کی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود ؓ جنبی کے لیے تیمّم کو کافی نہیں سمجھتے تھے جب کہ حضرت عمار اور دوسرے صحابہ ؓ تیمّم کو غسل کی جگہ بھی کافی سمجھتے تھے۔ اس تناظر میں مندرجہ بالا مکالمہ ہوا۔ ② اگرچہ اس روایت میں ذکر نہیں‘ مگر اس سے قبل تمام روایات میں یہ صراحت ہے کہ جنابت والا واقعہ حضرت عمر اور عمار ؓ دونوں کو پیش آیا تھا۔ حضرت عمار ؓ نے اس واقعے کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کیا مگر حضرت عمر ؓ کو یہ واقعہ یاد نہ آ سکا‘ اس لیے انھیں اطمینان نہ ہوا اور وہ اپنے موقف پر قائم رہے مگر جب حضرت عمار ؓ نے ان کی جلالت کے پیش نظر اس واقعے کی روایت سے دست بردار ہونے کی پیش کش

٣٢١ـ أخرجه البخاري، التيمم، باب: التيمم ضربة، ح: ٣٤٧، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٨ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٠٨.

کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ پسند نہ فرمایا بلکہ فرمایا: ''تم اپنی ذمے داری پر بیان کرو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد یہ اختلاف ختم ہو گیا۔ اب امت مسلمہ کا متفقہ موقف ہے کہ جنبی کو پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم ہی کافی ہے۔
③ امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ روایت متعدد دفعہ بیان کی ہے جس میں الفاظ کا معمولی فرق ہے۔ کہیں اختصار بھی ہے۔ تمام روایتوں کو ملانے سے واقعے کی جو صورت بنتی ہے اور جس کی تفصیل اس روایت میں بھی ہے' وہی اصل ہے۔ ہر کثرت طرق والی روایت سے استدلال کا یہی درست طریقہ ہے۔

(المعجم ٢٠٢) - بَابُ التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ (التحفة ٢٠٣)

باب:۲۰۲- تیمم مٹی سے ہونا چاہیے

٣٢٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ: «يَا فُلَانُ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ».

۳۲۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو الگ بیٹھے دیکھا جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی تو آپ نے فرمایا: ''اے فلاں! لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کون سی چیز مانع تھی؟'' تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''مٹی استعمال کر (تیمم کر لے) یہ تجھے کافی ہے۔''

فائدہ: تیمم کن چیزوں سے کیا جا سکتا ہے؟ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے کتاب الغسل والتیمم کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ٢٠٣) - بَابُ الصَّلَوَاتِ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ (التحفة ٢٠٤)

باب:۲۰۳- ایک تیمم کے ساتھ کئی نمازیں

٣٢٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ

۳۲۳- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پاک مٹی مسلمان کے لیے ذریعۂ طہارت

٣٢٢ـ أخرجه البخاري، التيمم، باب(٩)، ح:٣٤٨ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح:٦٨٢ من حديث أبي رجاء العطاردي به مطولاً، وهو في الكبرى، ح:٣١٠.

٣٢٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب [ماجاء في] التيمم للجنب . . . الخ، ح:١٢٤ من حديث سفيان ◀◀

أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ».

ہے خواہ دس سال پانی نہ ملے۔''

فوائد ومسائل: ① طیب کا لفظ دلیل ہے کہ جس مٹی سے تیمّم مقصود ہے وہ پاک ہونی چاہیے۔ ② تیمّم بھی پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو کا ہم مرتبہ ہے لہٰذا جب تک تیمّم قائم ہے اور پانی نہیں ملتا' اس کے ساتھ کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں اور یہ حدیث اس کی دلیل ہے جب کہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ تیمّم مجبوری کی طہارت ہے۔ مجبوری والی چیز ضرورت کے بعد ختم ہو جاتی ہے' لہٰذا جب نماز پڑھی گئی تو مجبوری ختم ہو گئی' لہٰذا تیمّم بھی ختم۔ نئی نماز کے وقت دوبارہ پانی تلاش کیا جائے گا' نہ ملے تو پھر تیمّم کیا جائے گا۔ لیکن ایک نماز پڑھنے کے بعد تیمّم کے ختم ہونے کی کوئی صریح صحیح دلیل موجود نہیں' صرف عقلی باتیں ہیں' جب شریعت نے مجبوری کے باعث رخصت دی ہے اور کوئی حد بندی بھی نہیں کی تو ہم کون ہو سکتے ہیں کہ فقہی موشگافیوں اور قیاس آرائیوں کی بنا پر اس عظیم رخصت کو کالعدم قرار دیں۔ ہاں! اس بات سے تو انکار نہیں کہ دوسری نماز کے وقت پانی کے عدم وجود کے تحقق کے بعد ہی نماز پڑھی جائے گی یا قطعی ذرائع سے یہ معلوم ہو چکا ہو کہ پانی دستیاب نہیں ہے اور نہ اس کا حصول ممکن۔ ہے۔

(المعجم ٢٠٤) - بَابٌ: فِيمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَلَا الصَّعِيدَ (التحفة ٢٠٥)

باب: ۲۰۴- جو آدمی پانی پائے نہ مٹی (تو کیا کرے؟)

٣٢٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَنَاسًا يَطْلُبُونَ

۳۲۴- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر اور کچھ دوسرے لوگوں کو عائشہ کے ہار کی تلاش میں بھیجا جسے وہ اپنی منزل میں بھول گئی تھیں۔ نماز کا وقت ہو گیا جب کہ ان

الثوري، وأبوداود، الطهارة، باب الجنب يتيمم، ح: ٣٣٢ من حديث أبي قلابة به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٣١١، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٩٢، وابن حبان، والحاكم: ١/ ١٧٦، ١٧٧، والذهبي وغيرهم، وله شاهد من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

٣٢٤ــ أخرجه البخاري، التيمم، باب إذا لم يجد ماء ولا ترابًا، ح: ٣٣٦ وغيره، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٧/ ١٠٩ من حديث هشام به، وأبوداود، الطهارة، باب التيمم، ح: ٣١٧ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣١٢.

قِلَادَةٌ كَانَتْ لِعَائِشَةَ نَسِيَتْهَا فِي مَنْزِلٍ نَزَلَتْهُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوا عَلَى وُضُوءٍ وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً، فَصَلَّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّيَمُّمِ. قَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكِ اللهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِينَهُ إِلَّا جَعَلَ اللهُ لَكِ وَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ خَيْرًا.

(لوگوں) کا وضو نہیں تھا۔ وہ پانی نہ پا سکے تو انھوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ پھر انھوں نے اس بات کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتار دی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! جب بھی آپ کو کوئی ایسا معاملہ پیش آیا جسے آپ پسند نہ کرتی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کے لیے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے خیر رکھ دی۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب کا استدلال یہ ہے کہ صحابہ نے پانی نہ ملنے کی صورت میں بلا وضو نماز پڑھی اور آپ نے انکار نہیں فرمایا۔ اب تیمم کا حکم آنے کے بعد اگر مٹی بھی نہ ملے تو صحابہ کے طرز عمل کی روشنی میں وضو اور تیمم کے بغیر نماز پڑھ لیں گے اور یہ مسلک ہے امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا' البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ پانی یا مٹی ملنے پر نماز دہرانی ہوگی' لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اسی کو کافی سمجھتے ہیں۔ اور یہی موقف درست ہے۔ اس کے بخلاف امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اس صورت میں نماز نہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ جب پانی یا مٹی ملے' پھر نماز پڑھی جائے گی' جبکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے تو پڑھ لی تھی اور نبیٔ اکرم ﷺ نے اس پر انھیں برقرار بھی رکھا۔ امام مالک وقت کے بعد ضروری نہیں سمجھتے۔ ② یہ حدیث پیچھے بھی گزری ہے' مگر اس میں بلا وضو نماز پڑھنے کا ذکر نہیں۔ (دیکھیے' حدیث: ۳۱۱)

٣٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ مُخَارِقًا أَخْبَرَهُمْ عَنْ طَارِقٍ: أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يُصَلِّ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «أَصَبْتَ»، فَأَجْنَبَ رَجُلٌ آخَرُ فَتَيَمَّمَ وَصَلَّى، فَأَتَاهُ فَقَالَ نَحْوَ مَا قَالَ لِلْآخَرِ - يَعْنِي أَصَبْتَ -.

۳۲۵- حضرت طارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جنبی ہو گیا (اور اسے پانی نہ ملا) تو اس نے نماز نہ پڑھی۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ''تو نے ٹھیک کیا۔'' ایک اور آدمی جنبی ہو گیا تو اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ وہ آپ کے پاس آیا تو اسے بھی آپ نے وہی کہا جو دوسرے کو کہا تھا' یعنی تو نے ٹھیک کیا۔

٣٢٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٥ من حديث شعبة عن مخارق بن عبدالله الأحمسي عن طارق بن شهاب به.

فوائد ومسائل: ① ”نماز نہ پڑھی“ اسے تیمّم کا حکم معلوم نہ ہوگا‘ یا اس کا یہ عمل تیمّم کی مشروعیت سے پہلے کا ہے کیونکہ حدیث: ۳۲۱ میں گزرا ہے کہ ایک آدمی جنابت کی حالت میں تھا اور لوگوں سے الگ ہو کر بیٹھا تھا تو آپ ﷺ نے اسے پانی نہ ہونے کی وجہ سے مٹی سے تیمّم کرنے کا حکم دیا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ صحیح شرعی مسئلہ یہی ہے کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کر لیا جائے جیسا کہ دوسرے آدمی نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی تھی اور آپ نے اسے درست قرار دیا ہے۔ رہا پہلا آدمی تو اسے بھی یہی چاہیے تھا لیکن چونکہ اسے علم نہ تھا یا ابھی تک تیمّم کی مشروعیت نازل نہیں ہوئی تھی تو اسے چاہیے تھا کہ ایسی حالت میں نماز پڑھ لیتا جیسا کہ گزشتہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابۂ کرام ؓ نے بلا وضو اور بلا تیمّم نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے انھیں برقرار بھی رکھا‘ لہٰذا ایسی حالت میں نماز نہ پڑھنا اس کا ذاتی اجتہاد تھا جس کی وجہ سے نبیٔ اکرم ﷺ نے أَصَبْتَ کہہ کر اس کی حوصلہ افزائی فرما دی‘ مراد یہ ہے کہ تجھے اس اجتہاد کا ایک اجر ملے گا۔ یہ قطعاً مراد نہیں کہ تم دونوں ہی حق پر ہو کیونکہ حقیقت میں حق پر وہی ہوگا جو اصل شرعی رخصت یا حکم کے مطابق عمل کرے گا۔ اور یہ حقیقت اس وقت بالکل واضح ہوگی جب صحیح دلیل موجود ہو‘ لہٰذا دو اختلاف کرنے والے مجتہدوں کو بیک وقت حق پر نہیں کہا جا سکتا‘ یقیناً ایک خطا کار ہوگا۔ ② امام نسائی ؒ کا اس حدیث کو حضرت عائشہ ؓ کی حدیث کے بعد ذکر کرنے کا مقصد یہ لگتا ہے کہ یہ مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے‘ لہٰذا حدیث عائشہ اور اس حدیث کے درمیان کوئی تعارض نہیں بنتا۔ واللہ أعلم۔ یعنی آدمی کو اسی حالت میں نماز پڑھ لینی چاہیے اگرچہ پانی اور تیمّم کے لیے مٹی نہ بھی ملے‘ لیکن دلائل کی رو سے یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے۔ ③ اس حدیث سے پتا چلا کہ عہد نبوی میں بھی اجتہاد ہوتا رہا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے بعد نصوص کی تلاش بھی جاری رکھی جائے اور جب مجتہد کے لیے حق ثابت ہو جائے اور صحیح دلیل مل جائے تو اسے اپنے سابقہ اجتہاد اور موقف کو ترک کر دینا چاہیے۔

پانی سے متعلق احکام و مسائل

امام نسائی رحمہ اللہ طہارت سے متعلق احکام و مسائل بیان کرتے ہوئے یہاں پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام و مسائل بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کون سا پانی پاک ہے، کس پانی سے حدث اور نجاست دور ہوسکتی ہے، کس جانور کا جوٹھا پانی پاک ہے اور کس کا ناپاک، غسل جنابت میں میاں بیوی ایک دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں، کس قدر پانی غسل اور وضو کے لیے کفایت کر سکتا ہے، کنویں کا پانی پاک ہے یا ناپاک، قلیل اور کثیر پانی کی تحدید، برف اور اولوں کے پانی سے وضو کا حکم اور حائضہ عورت کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ہم نے قارئین کی سہولت کے پیش نظر انھی مسائل کو یکجا کر کے ذیل میں قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اور ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں انسانی فطرت سلیمہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی انسان کو مکلّف بنایا گیا ہے۔ دین اسلام کا امتیازی وصف طہارت و نظافت اور صفائی ستھرائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم اور اس کی ترغیب دی ہے اور اسے اپنانے والوں سے محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرۃ ۲:۲۲۲) ''اللہ تعالیٰ خوب توبہ کرنے اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' نیز فرمایا: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ (المدثر ۷۴:۴، ۵) ''(اے نبی!) اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔''
نیز ایک دوسرے مقام پر طہارت ونظافت اور پاکی اختیار کرنے والوں کی تعریف اور مدح کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ (التوبة ۹:۱۰۸) ''اس (بستی قباء) میں ایسے آدمی ہیں جو خوب طہارت حاصل کرنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا حکم اور اس کی ترغیب دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ] (صحيح مسلم، الإيمان، حديث:۹۱) ''اللہ تعالیٰ انتہائی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔'' نیز آپ نے فرمایا: [اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] (صحيح مسلم، الطهارة، حديث:۲۲۳) ''طہارت اور پاکیزگی نصف ایمان (یا ایمان کا ایک حصہ) ہے۔''

دین اسلام کے نزدیک انتہائی اہمیت کی حامل شئ...... طہارت و پاکیزگی...... صرف اور صرف پانی سے یا پانی کی عدم موجودگی یا پانی کے استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں مٹی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ﴾ (الأنفال ۸:۱۱) ''اور آسمان سے تمھارے لیے پانی نازل فرمایا تاکہ تمھیں اس کے ذریعے سے پاک کر دے۔'' نیز فرمایا: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ (النسآء ۴:۴۳) ''اگر تمھیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔'' بنابریں ان دلائل کی رو سے طہارت اور پاکیزگی عموماً پانی ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ تو جہاں شریعت اسلامیہ نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ طہارت اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ پانی ہے، وہاں اس کے استعمال کرنے کا طریقہ بھی بیان کیا ہے۔ اور دیگر امور کی طرح اس کے احکام ومسائل بھی مکمل طور پر بیان فرمائے ہیں اور اس کے استعمال میں افراط وتفریط سے منع فرمایا ہے۔

ہمارے ہاں وضو اور غسل یا دیگر کاموں میں پانی استعمال کرتے ہوئے بے جا اسراف کیا جاتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کی بابت صحابۂ کرام ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک مُد یعنی تقریباً آدھا کلو پانی سے وضو اور ایک صاع، یعنی تقریباً دو، ڈھائی کلو پانی سے غسل جنابت فرما لیا کرتے تھے۔ دیکھیے:

(صحيح مسلم، الحيض، حديث: ۳۲۶) نیز ایک دوسری روایت میں جب صحابی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد سے وضو اور ایک صاع سے غسل کر لیا کرتے تھے تو ایک آدمی نے کہا: پانی کی اتنی مقدار ہمارے لیے کافی نہیں۔ تو صحابیٔ رسول نے کہا: اتنا پانی ان کو تو کافی ہوتا تھا جو تجھ سے افضل تھے اور ان کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، الطهارة، حديث: ۲۷۰) یہ الگ بات ہے کہ اس سے زیادہ پانی بھی ضرورت کے پیش نظر استعمال کرنا جائز ہے لیکن کوشش یہی ہونی چاہیے کہ پانی کا ضیاع نہ ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے واضح ہے۔

طہارت و نظافت اگرچہ اسلام کا امتیازی وصف ہے لیکن اسے اختیار کرتے ہوئے بھی دیگر مسائل کی طرح افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ ان فرمودات پر عمل پیرا ہونے سے ایک تو ہمارے معاشرتی مسائل کم ہوں گے، مثلاً: واسا کے مسائل کہ آئے دن پانی کی نکاسی ہمارے لیے مسئلہ بنی ہوتی ہے اور دوسری بات یہ کہ نبیٔ اکرم ﷺ کے طریقے پر عمل بھی ہو جائے گا۔ ذیل میں اسی پانی سے متعلق دیگر اہم احکام و مسائل بیان کیے گئے ہیں تاکہ قارئین طہارت و پاکیزگی حاصل کرتے ہوئے انھیں مدنظر رکھیں۔

* **پانی کی لغوی و اصطلاحی تعریف: لغوی تعریف:** ماء کی جمع مِیَاهٌ اور أَمْوَاهٌ آتی ہے اور اس کی تصغیر مُوَيْه آتی ہے۔ بدوی عربوں نے اس کی صورت بگاڑ کر مُوِيَه کر دی ہے۔ **اصطلاحی تعریف:** [اَلْمَاءُ جِسْمٌ لَّطِيفٌ سَيَّالٌ بِهِ حَيَاةُ كُلِّ نَامٍ] ''پانی ایک ایسا سیال مادہ ہے جس پر ہر نشو و نما پانے اور بڑھنے والی چیز کی زندگی کا دارومدار اور انحصار ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الفقهية: ۳۵۲/۳۹)

* **پانی کی اقسام:** پانی کی چار اقسام ہیں: ① ماء مطلق ② ماء مستعمل ③ ماء مسخن (گرم پانی) ④ ماء مختلط۔

① **ماء مطلق:** اس سے مراد عام پانی ہے جو اپنے قدرتی اور پیدائشی وصف پر برقرار ہو، اس میں کسی چیز کی ملاوٹ اور آمیزش نہ ہو۔ اس پانی کی بابت فقہاء کا اجماع ہے کہ یہ پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ دیکھیے: (المغني لابن قدامة: ۷/۱ والمجموع: ۸۴/۱) اس کی کئی اقسام ہیں، مثلاً: بارش کا پانی، برف کا پانی، سمندر اور دریا کا پانی، نہروں اور کنوؤں کا پانی، چشموں کا پانی، سیلاب کا پانی اور زم زم کا پانی وغیرہ۔

❁ **بارش کا پانی:** یہ خود بھی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا﴾ (الفرقان ۲۵:۴۸) ''اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔''
نیز فرمایا: ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ﴾ (الأنفال ۸:۱۱) ''اور آسمان سے تم پر بارش نازل فرمارہا تھا تاکہ تمھیں اس کے ذریعے سے پاک کردے۔''

❁ **برف اور اولوں کا پانی:** ان کے پانی کا بھی وہی حکم ہے جو بارش کے پانی کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ قراءت سے پہلے ایک دعا پڑھا کرتے تھے' اس میں فرماتے: [...... اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ] ''......اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی' برف اور اولوں سے دھوڈال۔''
(صحيح البخاري' الأذان' حديث:۷۴۴)

❁ **سمندر' دریا اور نہر کا پانی:** ان کے پانی کا بھی وہی حکم ہے جو پیچھے گزر چکا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں' اگر ہم اس سے وضو کریں تو (پینے کے لیے پانی ختم ہو جائے گا اور) ہم پیاسے رہ جائیں گے' کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ آپ نے فرمایا: [هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ] ''سمندر کا پانی پاک ہے (اور) اس کا مردار حلال ہے۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:۸۳) نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے: [شُرْبُ النَّاسِ وَسَقْيُ الدَّوَابِّ مِنَ الْأَنْهَارِ] یعنی ''نہروں سے انسانوں اور چوپایوں کا پانی پینا درست ہے۔'' اس مسئلے کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک لمبی حدیث بیان کی ہے جس کا ایک حصہ کچھ اس طرح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑا بعض لوگوں کے لیے باعث ثواب اور بعض کے لیے موجب پردہ پوشی اور بعض کے لیے وجہ وبال ہے' باعث اجر و ثواب کس کے لیے ہوگا؟'' اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: [...... وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ' وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَّهُ' فَهِيَ لِذٰلِكَ أَجْرٌ] ''اگر اس گھوڑے کا گزر کسی نہر سے ہوا اور اس نے وہاں سے پانی پیا گو اس کے مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ تھا' تب بھی نیکیاں لکھ دی جائیں گی' چنانچہ اس قسم کا گھوڑا مالک کے لیے باعث

اجر وثواب ہوگا.....'' (صحیح البخاري، المساقاة، حدیث:۲۳۷۱) بنابریں ان دلائل کی رو سے سمندر، دریا اور نہر کا پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے، اس لیے اس کی موجودگی میں تیمّم کرنا جائز نہیں۔

❁ چشموں اور کنوؤں کا پانی: ان کا بھی وہی حکم ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔ اس کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذِ اسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ﴾ (البقرۃ ۲:۶۰) ''اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے کہا: اپنی لاٹھی پتھر پر مار، چنانچہ اس (پتھر) سے بارہ چشمے بہہ نکلے، ہر قبیلے نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا۔'' نیز اللہ تعالیٰ نے کنویں کے پانی کی بابت فرمایا: ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ وَجَدَ عَلَيۡهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسۡقُوۡنَ﴾ (القصص ۲۸:۲۳) ''اور جب موسیٰ علیہ السلام مدین کے پانی (کنویں) پر پہنچے تو اس (کنویں) پر انھوں نے لوگوں کا ایک گروہ پایا، وہ (اپنے مویشیوں کو) پانی پلا رہے تھے۔'' علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے کنویں کے پانی کی بابت پوچھا گیا جس میں حیض کے چیتھڑے، کتوں کا گوشت اور گندگی گر جاتی تھی، آپ نے فرمایا: [اَلْمَاءُ طَهُورٌ لَّا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ] ''اس کا پانی پاک کرنے والا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔'' (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث:۶۶) مذکورہ حدیث صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب پانی اتنی کثیر مقدار میں ہو تو محض نجاست کا اس میں گر جانا اسے ناپاک نہیں کرتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مطلق پانی میں نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا، یعنی یہ حدیث کثیر پانی کے متعلق ہے، قلیل کے بارے میں نہیں۔ کثیر اور قلیل پانی کی تحدید کی بابت تفصیل آگے آ رہی ہے۔

❁ زم زم کا پانی: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ کیا، پھر زم زم کے پانی کا ڈول منگوایا، اس سے آپ نے پیا اور وضو بھی کیا۔ (زوائد مسند أحمد:۱/۷۶، وإرواء الغلیل، رقم:۱۳) نیز معراج والی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ مبارک چاک کر کے آب زم زم سے دھویا گیا۔ (صحیح البخاري، الصلاة، حدیث:۳۴۹) بنابریں آب زم زم سے وضو اور غسل

وغیرہ کرنا جائز ہے کیونکہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں' البتہ بعض علماء اور ائمہ آب زم زم سے' اس کے متبرک ہونے کی وجہ سے' نجاست وغیرہ دور کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں اور بعض مطلقاً جائز سمجھتے ہیں' یعنی آب زم زم وضوٗ غسل اور نجاست وغیرہ زائل کرنے میں استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصول شفا اور تبرک کی غرض سے جسم کے کسی بھی حصے پر اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور یہی موقف راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے:

(فتاویٰ الدین الخالص:۲/۳۲۰' والموسوعۃ الفقھیۃ:۳۹/ ۳۵۷'۳۵۸)

② **ماء مستعمل:** اس سے مراد وہ پانی ہے جو کسی وضو یا غسل کرنے والے کے اعضاء سے گرتا ہے' تو ایسا استعمال شدہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں بیمار ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ مجھے کوئی ہوش نہ تھا۔ آپ نے وضو کیا اور وضو کا استعمال شدہ پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا۔ (صحیح البخاري' الوضوء' حدیث:۱۹۴) نیز اسی مسئلے سے متعلق ایک روایت حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئی' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا بھانجا بیماری کی وجہ سے بے چین ہے' آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی' پھر آپ نے وضو کیا' بعد ازاں میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا۔ (صحیح البخاري' الوضوء' حدیث: ۱۹۰) اسی طرح حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے' وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے تو آپ کو وضو کے لیے پانی دیا گیا۔ آپ نے وضو کیا تو لوگ آپ کے وضو کا استعمال شدہ پانی لے کر اپنے جسموں پر ملنے لگے۔ (صحیح البخاري' الوضوء' حدیث:۱۸۷) ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ایسا استعمال شدہ پانی بذات خود پاک ہے۔ رہی یہ بات کہ استعمال شدہ پانی دوسری چیز کو پاک کرسکتا ہے یا نہیں تو اس کی بابت حضرت رُبَیّع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کا مسح اپنے ہاتھ میں بچے ہوئے پانی سے کیا۔ (سنن أبي داود' الطھارۃ' حدیث: ۱۳۰) اس روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے سنداً حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' الطھارۃ' حدیث:۱۲۱)

* حائضہ اور جنبی کے بچے ہوئے پانی کا حکم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں کسی ہڈی سے گوشت نوچتی تو اللہ کے رسول ﷺ اس جگہ اپنا منہ مبارک رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اور میں برتن سے پانی پیتی تو رسول اللہ ﷺ اس جگہ اپنا منہ رکھتے تھے جہاں میں نے لگایا تھا' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الحیض' حدیث:۳۰۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کھانے پینے کی چیزیں حائضہ کی وجہ سے پلید نہیں ہوتیں تو حائضہ کے غسل سے بچا ہوا پانی جبکہ اس نے اسے احتیاط کے ساتھ استعمال کیا ہو' بالاولیٰ پلید نہیں ہوگا' نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی ایک زوجۂ محترمہ رضی اللہ عنہا نے ایک ٹب میں پانی لے کر غسل کیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ غسل یا وضو کرنے کے لیے تشریف لائے تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: ''پانی ناپاک نہیں ہوتا۔'' (سنن أبي داود' الطھارۃ' حدیث:٦٨۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔) نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ایک دوسری حدیث میں ہے' فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے' جو ہم دونوں کے درمیان ہوتا تھا' غسل کر لیا کرتے تھے' آپ (برتن سے پانی لینے میں) مجھ سے جلدی فرما لیتے حتی کہ میں کہتی: میرے لیے چھوڑیے' میرے لیے چھوڑیے' نیز فرماتی ہیں کہ ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الغسل' حدیث:٢٦١' وصحیح مسلم' الحیض' حدیث: ۳۲۱/۴۶)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ اور جنبی کا مستعمل بقیہ پانی پاک اور قابل استعمال رہتا ہے' نیز جب میاں بیوی جنبی ہونے کی صورت میں اکٹھے ایک برتن میں پانی لے کر یا ایک دوسرے کے بقیہ پانی سے یکے بعد دیگرے غسل کر سکتے ہیں تو جنابت کے علاوہ تو بالاولیٰ کر سکتے ہیں کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرما لیا کرتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الحیض' حدیث:۳۲۳)

③ **ماء مسخن** (گرم پانی): یہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت مروی ہے کہ ان کے لیے تانبے کے برتن میں پانی گرم کیا جاتا اور وہ اس سے غسل فرماتے۔ دیکھیے: (السنن الکبریٰ للبیھقي:١/٦' وإرواء الغلیل:١/ ۴۸-۵۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت ہی ایک اور

روایت بھی مروی ہے' اس میں بھی اسی بات کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گرم پانی سے غسل کرتے تھے۔ دیکھیے :(مصنف ابن أبي شيبة:۱/۳) ان آثار سے ثابت ہوا کہ گرم پانی پاک ہے' اسے طہارت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی حدیث سے گرم پانی استعمال کرنے کی ممانعت بھی ثابت نہیں ہے۔ اور جس کام کی ممانعت ثابت نہ ہو تو اسے کرنا جائز ہوتا ہے بشرطیکہ شریعت کی کسی اصل سے اس کا ٹکراؤ نہ ہو۔

④ **ماء مختلط:** اس کی دو قسمیں ہیں: ① پہلی قسم اس پانی کی ہے جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو' مثلاً: صابن' کافور' زعفران اور آٹا وغیرہ۔ تو ایسا پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' وہ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں کہ آپ نے فرمایا: ''اسے تین' پانچ' سات بار یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار پانی میں کچھ کافور بھی ملا لو۔'' (صحيح البخاري' الجنائز' حديث:۱۲۵۳' وصحيح مسلم' الجنائز' حديث:۹۳۹) نیز حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ٹب میں غسل کیا جبکہ اس میں گندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا۔ (سنن ابن ماجه' الطهارة' حديث:۳۷۸) بنابریں مذکورہ احادیث میں ایسے پانی کے استعمال کی اجازت ہے جس میں پاک چیز مل گئی ہو کیونکہ پانی میں کافور اور آٹے کا اثر اس حد تک غالب نہ تھا کہ اسے مطلق پانی ہونے کی صفت سے خارج کر دیتا۔ تو اس طرح کے پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔

② دوسری قسم اس پانی کی ہے جس میں نجاست اور پلید چیز گر گئی ہو۔ اس قسم کا پانی تھوڑا ہو یا زیادہ جب اس کا ذائقہ' رنگ یا بو بدل جائے تو وہ پلید ہوتا ہے اور اس سے پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ جب اس میں نجاست گر جائے اور اس کا ذائقہ' رنگ یا بو بدل جائے تو جب تک ایسا رہے پلید ہوتا ہے۔ دیکھیے :(الإجماع لابن المنذر' ص:۲۳' والمغني لابن قدامة:۱/۵۳' والمجموع:۱/۱۱۰) امام ابن رشد اس کی بابت فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ ایسا پانی جو نجاست کی وجہ سے اپنا ذائقہ' رنگ یا بو میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد وصف بدل لے تو اس سے وضو یا طہارت جائز نہیں۔ دیکھیے :(بداية المجتهد:۱/۱۷)

* **کثیر اور قلیل پانی کی تحدید:** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب پانی کی مقدار دو (قلے) بڑے مٹکوں کے برابر ہو تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا۔'' اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں: ''تو وہ پانی نجس (ناپاک) نہیں ہوتا۔'' دیکھیے: (سنن أبي داود' الطهارة' حديث: ٦٣' وجامع الترمذي' الطهارة' حديث: ٦٧' وسنن ابن ماجه' الطهارة' حديث: ٥١٧) یہ حدیث پانی کی قلیل اور کثیر مقدار کے درمیان فرق اور حد بندی میں بالکل واضح اور صریح ہے۔ اس مفہوم کی تمام احادیث سے جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب پانی کی مقدار دو قلوں سے کم ہو تو وہ محض نجاست کے گرنے ہی سے ناپاک ہو جائے گا' خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کسی وصف میں تغیر واقع ہوا ہو یا نہ۔ اور اگر اس کی مقدار (قلتین) دو مٹکوں کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو محض نجاست سے وہ ناپاک نہیں ہوگا بلکہ وہ خود بھی پاک ہی رہے گا اور دوسری چیز کو بھی پاک کرے گا' البتہ جب اس نجاست کی وجہ سے ان اوصاف ثلاثہ (بو' ذائقہ' رنگ) میں سے کوئی وصف تبدیل ہو جائے تو پھر وہ پانی ناپاک شمار ہوگا جیسا کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث: [إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى رِيحِهِ وَ طَعْمِهِ وَلَوْنِهِ] (سنن ابن ماجه' الطهارة ' حديث: ٥٢١) اس پر دلالت کرتی ہے۔ جہاں تک بئر بضاعہ والی حدیث کا تعلق ہے تو اس کی بابت راجح اور درست بات یہی ہے کہ اس میں پانی دو قلے یا اس سے بھی زیادہ تھا۔ شیخ صفی الرحمان مبارک پوری رحمہ اللہ قلتین کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''قلہ'' مٹی کے پکے ہوئے بڑے مٹکے کو کہتے ہیں۔ اس کے چھوٹے اور بڑے ہونے کی وجہ سے اس کی مقدار میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن عرب میں ہجر (ایک بستی کا نام) کے مٹکے مشہور و معروف تھے' نیز عرب کے اشعار اور امثال میں بھی بکثرت اس کا استعمال ہوا ہے' اس وجہ سے یہ متعین ہو جاتا ہے کہ حدیث میں بیان شدہ مٹکے سے مراد ہجر بستی کا مٹکا ہے' کوئی اور مٹکا نہیں۔ اور ان کے مٹکے میں اڑھائی سو رطل پانی سمانے کی گنجائش تھی' لہٰذا دو قلوں کے پانی کی مقدار پانچ سو رطل ہوئی جو موجودہ پیمانے کے مطابق تقریباً دو سو ستائیس کلو گرام' یعنی پانچ من ستائیس کلو گرام بنتی ہے۔ دیکھیے: (اتحاف الكرام شرح بلوغ المرام' حديث: ٤ کی لغوی تشریح) بنا بریں دو قلوں سے کم پانی' کثیر کے زمرے میں نہیں آتا اور دو قلوں یا اس سے زیادہ پانی کی مقدار کثیر ہے۔

بعض علماء نے قلتین والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مولانا تقی عثمانی درس ترمذی کی جلد اوّل' صفحہ: ۲۷۵ پر یوں رقمطراز ہیں کہ محدثین کے ایک بڑے طائفہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام شافعیؒ' امام احمدؒ' حافظ ابن مندہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کو صحیح کہتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کا صنیع بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ احناف میں سے شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کا رجحان بھی عدم تضعیف کی طرف ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا۔ صاحب سعایہ بھی عدم تضعیف کی طرف مائل ہیں' اسی لیے حضرت گنگوہی نے الکوکب الدری میں فرمایا ہے کہ حدیث قلتین کی تضعیف مشکل ہے۔ آخر میں مولانا تقی عثمانی نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے لیکن اس کے باوجود اس حدیث کی بے جا توجیہات بیان کر کے اس کے ظاہر معنی پر عمل کو ناجائز قرار دیا ہے تا کہ اپنے امام کا موقف غلط نہ ٹھہرے۔ امام بغوی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ بعض اصحاب الرائے نے ماءِ کثیر' جو پلید نہیں ہوتا ہے' کی مقدار دہ دردہ (10x10) یعنی دس ہاتھ لمبائی اور دس ہاتھ چوڑائی بیان کی ہے جبکہ یہ تحدید کسی شرعی اصل سے ثابت نہیں۔ دیکھیے: (شرح السنة للبغوي: ۲/ ۵۹) مزید لکھتے ہیں کہ بعض نے اس کی مقدار یہ بتلائی ہے کہ ایک بڑا حوض ہو اور اس کی ایک جانب حرکت دی جائے تو دوسری جانب اس حرکت کا اثر نہ پہنچے۔ لیکن یہ انتہائی جہالت کی بات ہے کیونکہ حرکت دینے والوں کی حرکت قوت اور ضعف کے اعتبار سے مختلف ہوگی۔ دیکھیے: (شرح السنة للبغوي: ۲/ ۶۰) بہرحال اس کے علاوہ بھی قلتین والی روایت کی کئی ایک توجیہات بیان کی گئی ہیں لیکن صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے اس کے مقابلے میں خود ساختہ توجیہات کی کوئی حیثیت نہیں۔

بنابریں معلوم ہوا کہ اگر پانی دو قلوں سے کم ہے تو اس میں صرف گندگی اور پلیدی کا گرنا ہی اسے ناپاک اور پلید بنا دے گا لیکن اگر پانی دو قلوں سے زیادہ ہے تو اوصاف ثلاثہ (رنگ' بو' ذائقہ) کو مدنظر رکھا جائے گا۔ اگر ان تینوں میں سے ایک وصف یا ایک سے زائد وصف پانی میں پایا جائے تو وہ پانی ناپاک ہے' اسے طہارت کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں بے جا توجیہات و تاویلات کا سہارا بھی نہیں لینا چاہیے۔

* **بلی' گدھے اور کتے وغیرہ کے جوٹھے پانی کا حکم:** بلی کے جوٹھے پانی کی بابت حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' انھوں نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے جب کہ اس میں سے پہلے بلی نے پانی پیا ہوتا تھا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' الطهارة' حديث:٣٦٨) نیز ایک دوسری روایت سے اس مسئلے کی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ داود بن صالح بن دینار اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کی مالکہ نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہریسہ (ایک قسم کا کھانا) دے کر بھیجا تو اس نے انھیں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ انھوں نے (اثنائے نماز ہی میں) اشارہ کیا کہ رکھ دے' چنانچہ ایک بلی آئی اور اس میں سے کچھ کھا گئی' جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو انھوں نے وہیں سے کھانا شروع کر دیا جہاں سے بلی نے کھایا تھا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نجس نہیں ہے' یہ تو (گھروں میں) گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔'' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے جوٹھے پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٧٦) مذکورہ دونوں روایتوں کو محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود للألباني (مفصل)' رقم:٦٩' و إرواء الغليل: رقم:٧٥) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ] (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٧٥) ''بلی نجس نہیں ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے دشواری اور دقت کے پیش نظر بلی کو غیر نجس قرار دیا ہے۔ اس کے غیر نجس ہونے سے ثابت ہوا کہ اس کا جوٹھا پاک ہے جیسا کہ آپ اس کے جوٹھے سے وضو فرما لیا کرتے تھے۔ بنا بریں صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے کسی امام یا مفتی کا اس کے جوٹھے کو مکروہ کہنا سمجھ سے بالاتر ہے' نیز جمہور علماء نے بھی بلی کے جوٹھے کو پاک قرار دیا ہے۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي:٢/١٠٦۔١١٤)

گدھے' گھوڑے اور خچر کے جوٹھے پانی کی بابت خاصا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن دلائل کی رو سے راجح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا جوٹھا بھی پاک ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر گھوڑے' گدھے اور خچر کو بطور سواری استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا لعاب اور پسینہ وغیرہ کپڑوں کو لگتا ہوگا اور آپ نے کبھی بھی ان کے لعاب اور پسینے وغیرہ سے پرہیز کا حکم نہیں دیا۔ امام نووی اور امام ابن قدامہ رحمہما اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اگر ان کا لعاب وغیرہ نجس (پلید) ہوتا تو

رسول اللہ ﷺ اس کی طرف ضرور اشارہ فرماتے جیسا کہ آپ نے دیگر جانوروں کی بابت فرمایا ہے' لہٰذا آپ کا ان کی بابت ذکر نہ کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا جوٹھا پاک ہے اور امت کے حق میں بھی یہی بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ تنگی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے اور ہمیشہ یَسِّرُوا وَلَاتُعَسِّرُوا کی تلقین فرمائی ہے۔ مزید یہ کہ عملی طور پر ان سے بچنا بھی ناممکن ہے۔ بنابریں راجح اور حق بات یہی ہے کہ ان جانوروں کا جوٹھا پانی پاک ہے' اس سے وضو وغیرہ کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم بالصواب. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني لابن قدامة:۱/۴۸، ۴۹ والمجموع للنووي:۱/۱۷۳، ۱۷۴، وذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۲/۱۱۵-۱۲۰)

کتے کے جھوٹے پانی کی بابت حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کتا کسی برتن میں سے پانی وغیرہ پی لے تو برتن کو سات بار دھوؤ اور پہلی بار مٹی سے مانجو۔'' (صحيح مسلم' الطهارة' حديث:۲۷۹) یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کتے کا منہ' اس کا لعاب دہن اور اس کا جوٹھا نجس و ناپاک ہے اور یہی اس کے سارے بدن کے نجس و ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے' نیز صحیح ابن خزیمہ میں مزید صراحت ہے کہ جس برتن میں کتے نے منہ مارا ہو تو اگر اس میں پانی وغیرہ ہو تو اس کو بہا دینا چاہیے۔ دیکھیے: (صحيح ابن خزيمة:۱/۵۱' رقم الباب:۷۵' حديث:۹۸) رسول اللہ ﷺ نے کتوں کی قباحت اور شناعت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''کتوں کو قتل کر دو۔'' پھر آپ نے قتل کرنے سے روک دیا اور شکار اور رکھوالی وغیرہ کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی۔ بنابریں ان مقاصد کے سوا کسی اور مقصد کے لیے' مثلاً: شوق کے طور پر یا کسی اور وجہ سے کتا رکھنا جائز نہیں کیونکہ احادیث میں اس کی ممانعت اور وعید آئی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مال مویشی کے تحفظ' شکار یا کھیتی کی دیکھ بھال کے سوا کتا رکھتا ہے تو اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط ثواب کم ہو جاتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الحرث والمزارعة' حديث:۲۳۲۲) شریعت اسلامیہ نے انسان کی بہتری کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ انسان ہر قسم کی آفات' مصائب اور پریشانیوں سے محفوظ رہے لیکن آج کا مسلمان مغربی تہذیب کا اس قدر دلدادہ ہو چکا ہے کہ وہ نہیں دیکھتا کہ کتا رکھنے میں میرا دینی اور جسمانی کیا نقصان ہے' وہ تو کتے کو وہی مقام دینا چاہتا ہے اور اسی

طرح دیکھنا چاہتا ہے جیسے غیر مسلموں نے کتوں کو فرد خانہ کا مقام دے رکھا ہے اور اس کے ساتھ کھیل کود ہی نہیں بلکہ اپنا ہم مشرب بھی بنایا ہوا ہے۔ أعاذنا الله منه.

کتے کے منہ میں بے شمار جراثیم ہوتے ہیں۔ اس کی وضاحت علماء اور دور حاضر کے ماہر اطباء اس طرح کرتے ہیں کہ اکثر کتوں کی آنتوں میں بہت چھوٹے چھوٹے جرثومے پائے جاتے ہیں جو کہ چار ملی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔ جب کتا اپنا فضلہ خارج کرتا ہے تو اس فضلے سے انڈے خارج ہوتے ہیں اور فضلہ خارج ہونے کی جگہ (دبر) کے اردگرد بالوں سے کثرت سے چمٹ جاتے ہیں' پھر جب کتا اپنی زبان سے اپنا جسم صاف کرتا ہے تو یہ انڈے اس کی زبان اور منہ کے ساتھ لگ جاتے ہیں' پھر جب کتا کسی برتن میں منہ ڈالتا ہے یا پانی پیتا ہے یا انسان اس کا منہ چومتا ہے جیسا کہ آج کل مغرب میں غیر مسلم کرتے ہیں تو یہ انڈے ان اشیاء کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں اور خورونوش کے وقت آسانی سے انسان کے منہ تک پہنچ جاتے ہیں' منہ میں رسائی حاصل کرنے کے بعد اس کے معدے میں پہنچ جاتے ہیں' پھر اس سے جرثومے نکل کر معدے کی دیواروں میں سوراخ کر کے خون کی نالیوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح دل' دماغ اور پھیپھڑوں کی بے شمار بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ پھر مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا تمام چیزوں کا یورپین اطباء اپنے شہروں میں مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ان جراثیم زدہ کتوں کی پہچان اور امتیاز چونکہ ایک مشکل کام ہے' اس کے لیے کافی وقت درکار ہے اور ایسے آلات کے ذریعے سے انتہائی دقیق بحث مطلوب ہے جن کا استعمال بہت کم لوگ جانتے ہیں' اس لیے شریعت نے عوام کو ان بکھیڑوں میں ڈالنے کی بجائے اس کو ناپاک قرار دے کر برتن کو سات مرتبہ صاف کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ برتن وغیرہ کی صفائی اور نظافت ہو سکے اور جراثیم برتن کے ساتھ نہ لگے رہیں۔ دیکھیے: (حاشية إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ١/ ٢٧) بنابریں ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی بتلائی ہوئی وعید سے بچیں اور جسمانی بیماریوں سے بھی محفوظ رہیں۔ علاوہ ازیں شکار اور رکھوالی وغیرہ کے لیے رکھے گئے کتے کے جوٹھے اور برتن وغیرہ کا بھی وہی حکم ہے جو ایک عام کتے کا ہے' لہٰذا اس قدر غلیظ جانور کو گھر میں شوقیہ طور پر رکھنے سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ اس کے جوٹھے پن میں تمام ائمہ اور تمام مکاتب فکر کا اجماع ہے کہ کتے کا جوٹھا ناپاک

ہے۔اسی طرح ان جانوروں کا جوٹھا بھی ناپاک ہے جو نجس العین ہیں، مثلاً: خنزیر وغیرہ۔

* مکھی اور دیگر حشرات الارض کے جوٹھے پانی کا حکم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے پانی میں مکھی گر جائے تو اسے اس میں ڈبکی دے کر نکالنا چاہیے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے۔'' (صحیح البخاري، بدء الخلق، حدیث: ۳۳۲۰) اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر مکھی سیال (بہنے والی) چیز میں گر جائے یا گر کر مر جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہو جاتی۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ جس جاندار کے جسم میں بہنے والا خون ہی موجود نہ ہو، مثلاً: شہد کی مکھی، مکڑی، بھڑ وغیرہ اور انھی سے ملتے جلتے دیگر حشرات، اگر یہ پانی میں گر کر مر جائیں تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ نجاست زدہ ہونے کا سبب تو جانور میں خون ہے جو اس کی موت کی وجہ سے رک جاتا ہے۔ جن حیوانات میں خون گردش نہیں کرتا ان میں خون رکنے کا سبب موجود نہیں، اس لیے ایسے جانوروں کے مائع چیز میں گرنے سے چیز ناپاک نہیں ہوگی۔ علاوہ ازیں امام ابن منذر نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ مکھی اور اسی طرح کے دیگر حشرات الارض ناپاک نہیں ہوتے۔ بنابریں مکھی اور دیگر حشرات الارض کے گرنے یا ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المجموع للنووي: ۱/ ۱۲۹، والمغني لابن قدامة: ۱/ ۶۸)

* حلال جانور کے چمڑے یا مشکیزے وغیرہ میں پڑے پانی کا حکم: حلال جانور کا چمڑا رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے، خواہ جانور کو ذبح کیا گیا ہو یا ذبح نہ کیا گیا ہو، یعنی مردار ہو۔ تو ایسے جانور کے چمڑے میں پڑا پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے مشکیزے کے پانی سے وضو کا ارادہ فرمایا تو آپ کو کہا گیا کہ اس مشکیزے کا چمڑا تو مردار کا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو رنگنا چمڑے کی نجاست کو زائل کر دیتا ہے۔'' (صحیح ابن خزیمة، باب الرخصة في الوضوء من الماء یکون في جلود المیتة إذا دبغت، حدیث: ۱۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کچے چمڑے کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۶۶) نیز حضرت سلمہ

بن محبق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مردہ جانوروں کے چمڑوں کو رنگنا ہی ان کی طہارت اور پاکیزگی ہے۔'' (صحیح ابن حبان (موارد الظمآن)، حدیث: ۱۲۴) نیز ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو چمڑا بھی رنگا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجه، اللباس، حدیث: ۳۶۰۹) ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دباغت (رنگائی) کے بعد ہر قسم کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے، وہ چمڑا خواہ حلال جانور کا ہو یا حرام کا، جانور خواہ شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو یا خود اپنی طبعی موت مرا ہو۔ اس عمومی اصول کے باوجود بعض جانور ایسے ہیں جن کے چمڑے کو دباغت کے باوجود پاک قرار نہیں دیا گیا، مثلاً: خنزیر کا چمڑا، اسے نجس العین ہونے کی بنا پر پاک قرار نہیں دیا گیا۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ خنزیر اور کتے پر اگر تکبیر پڑھ کر انھیں ذبح کیا جائے تو اس صورت میں وہ بھی پاک ہو جاتا ہے لیکن یہ رائے صحیح نہیں ہے، اسی طرح احناف کا کتے کے چمڑے کو دباغت کے بعد پاک قرار دینا بھی درست اور صحیح رائے پر مبنی نہیں ہے۔ صحیح اور راجح موقف یہی ہے کہ صرف حلال جانور کا چمڑا ہی دباغت کے بعد پاک ہوتا ہے، خواہ جانور کو ذبح کیا گیا ہو یا مردار ہو جیسا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک (مردہ) بکری کے پاس سے ہوا جسے لوگ گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''کاش تم اس کی کھال اتار لیتے۔'' انھوں نے کہا: یہ تو مری ہوئی ہے، آپ نے فرمایا: ''اس (چمڑے) کو پانی اور کیکر کی چھال پاک کر دے گی۔'' (سنن أبي داود، اللباس، حدیث: ۴۱۲۶، وسنن النسائي، الفرع والعتيرة، ۴۲۵۳) بنابریں معلوم ہوا کہ حلال جانور کے چمڑے سے بنے ہوئے برتن یا مشکیزے سے پانی لے کر وضو اور غسل وغیرہ کرنا جائز ہے اور اس میں پڑا ہوا پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے۔

* **کھڑے پانی کا حکم:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔'' (صحیح مسلم، الطھارة، حدیث: ۲۸۳) اور صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، الَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ] ''تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں، جو جاری نہ ہو، پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل کرے۔'' (صحیح البخاري، الوضوء، حدیث: ۲۳۹) اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں: [لَا تَبُلْ فِي الْمَاءِ

الدَّائِمِ' الَّذِي لَايَجْرِي' ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ] (صحیح مسلم' الطھارۃ' حدیث:۲۸۲) یعنی تو کھڑے پانی میں جو جاری نہ ہو' پیشاب نہ کر کہ پھر اس سے غسل کرے۔ اور سنن ابی داود میں یہ الفاظ ہیں: [لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ' وَلَا يَغْتَسِلُ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ] ''تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل جنابت ہی کرے۔'' (سنن أبي داود' الطھارۃ' حدیث:۷۰) صحیح مسلم کی پہلی روایت سے صرف غسل کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور صحیح بخاری کی روایت میں اس میں پیشاب کرنے اور اس میں غسل کرنے' دونوں کے جمع کرنے کی ممانعت ہے' نیز ابوداود اور صحیح مسلم کی دوسری روایت کی رو سے دونوں کی انفرادی طور پر بھی ممانعت ہے۔ مذکورہ تمام روایات کا ماحصل (خلاصہ) یہ ہے کہ یہ تمام عمل ہی ممنوع ہیں کیونکہ کھڑا پانی اگر مقدار میں کم ہے تو پھر وہ ناپاک ہو جائے گا اور اگر کثیر مقدار میں ہے تو یکے بعد دیگرے پیشاب اور غسل کرنا پانی کے اوصاف میں تغیر وتبدل کا موجب ہوگا' چنانچہ اگر پانی کم مقدار میں ہے تو احادیث میں مذکور نہی تحریم کے لیے ہے اور اگر پانی کثیر مقدار میں ہے تو پھر نہی تنزیہی ہے کیونکہ کثیر مقدار والا پانی رواں اور جاری کے حکم میں ہوتا ہے اور وہ ناپاک اور نجس نہیں ہوتا۔

* یہود ونصاریٰ اور دیگر غیر مسلموں کے برتنوں میں موجود پانی کا حکم: مسلمانوں کو حتی الوسع کوشش کرنی چاہیے کہ یہود ونصاریٰ' مشرکین اور دیگر غیر مسلموں کے برتنوں کو استعمال نہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اہل کتاب کے برتنوں کے استعمال کرنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: [فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا' وَ إِنْ لَّمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا] ''تم ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ' لیکن اگر تم ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی اور برتن نہ پاؤ تو انھیں دھو کر پھر ان میں کھا سکتے ہو۔'' (صحیح البخاري' الذبائح والصید' حدیث:۵۴۸۸) تاہم غیر مسلموں کے برتنوں میں موجود پانی سے وضو اور غسل وغیرہ کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے ایک مشرکہ عورت کے مشکیزے سے وضو کیا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' التیمم' حدیث:۳۴۴) نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت مروی ہے کہ انھوں نے نصرانیہ عورت کے گھر سے وضو کیا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الوضوء' قبل الحدیث:۱۹۳) بنابریں معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے ایسے

برتن جن میں نجاست وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو‘ان میں سے پانی لے کر وضو اور غسل کرنا جائز اور درست ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ صرف عذر کی بنا پر ہے۔ والله أعلم.

* **ایسے پانی کا حکم جو خود تو پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں:** اس سے مراد نبیذ ہے۔ نبیذ عرب کا خاص مشروب ہے جو وہ خشک کھجور یا منقیٰ وغیرہ کو پانی میں بھگوئے رکھنے سے تیار کرتے تھے‘ جیسے ہمارے ہاں املی اور آلو بخارے کا شربت تیار کیا جاتا ہے۔ اس میں پانی‘ کھجور اور منقیٰ تینوں چیزیں پاک ہیں لیکن پانی اپنی اصلی حالت میں نہیں رہا‘ اس لیے وہ خود تو پاک ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے کہ نبیذ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے بعد فرماتے ہیں: حضرت حسن بصری اور حضرت ابوالعالیہ رحمہما اللہ نبیذ سے وضو کرنا ناپسند کرتے تھے اور حضرت عطاء رحمہ اللہ کی بابت لکھتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے دودھ اور نبیذ سے وضو کرنے کی بہ نسبت تیمم کرنا زیادہ پسند ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري‘ الوضوء‘ قبل الحديث:٢٤٢) اسی طرح سنن ابی داود میں موجود ہے کہ ابوخلدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالعالیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جسے جنابت لاحق ہوئی ہو اور اس کے پاس پانی نہ ہو مگر نبیذ موجود ہو تو کیا وہ اس سے غسل کر لے؟ تو انھوں نے فرمایا: نہیں۔ دیکھیے: (سنن أبي داود‘ الطهارة‘ حديث:٨٦‘ ٨٧) امام ترمذی رحمہ اللہ نبیذ سے وضو کرنے کی بابت فقہاء کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جو لوگ کہتے ہیں کہ نبیذ سے وضو نہ کیا جائے ان کی رائے ہی کتاب اللہ کے زیادہ قریب اور مناسب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (النسآء٤:٤٣) ”اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“ دیکھیے: (جامع الترمذي‘ الطهارة‘ حديث:٨٨) جبکہ بعض حضرات نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت‘ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبیذ سے وضو کرنے کا ذکر ہے‘ سے استدلال کرتے ہوئے نبیذ سے وضو کرنے کو جائز قرار دیا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس موضوع کی دیگر تمام روایات ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ امام بخاری‘ امام ترمذی‘ امام ابوزرعہ‘ امام ابن عدی اور امام ابن منذر رحمہم اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ

وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن أبي داود للألباني (مفصل) رقم: ۱۱) نیز امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تمام سندوں کو ضعیف قرار دے کر یہ فیصلہ دیا ہے کہ نبیذ سے کسی حال میں وضو جائز نہیں۔ مزید دیکھیے: (شرح معاني الآثار: ۱/ ۵۷، ۵۸، وجامع الترمذي، بتحقيق أحمد محمد شاكر، حديث: ۸۸) بنابریں ان تمام دلائل اور بحث سے راجح اور صحیح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبیذ اور اس کے علاوہ ہر وہ پانی جس میں پاک چیز مل جائے اور پانی کی اصل حالت برقرار نہ رہے، وہ خود تو پاک ہے لیکن اس سے طہارت اور پاکی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ واللہ أعلم.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(المعجم ٢) - كِتَابُ الْمِيَاهِ (التحفة . . .)

مِنَ الْمُجْتَبٰى

پانی کی مختلف اقسام سے متعلق احکام ومسائل

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَنزَلْنَا مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً طَهُورًا﴾ [الفرقان:٤٨] وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِۦ﴾ [الأنفال:١١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا۟ مَآءً فَتَيَمَّمُوا۟ صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [المائدة:٦] (التحفة ٢٠٦)

اللہ عز وجل نے فرمایا: ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا﴾ ”اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔“ اور فرمایا: ﴿وَیُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ﴾ ”اور اس نے تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ تمھیں اس کے ذریعے سے پاک کرے۔“ اللہ تعالیٰ نے (مزید) فرمایا: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا﴾ ”چنانچہ اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔“

فائدہ: مذکورہ دو آیات میں پانی کے آسمان سے اترنے کا ذکر ہے‘ اس سے واضح ہے کہ بارش اللہ کے حکم سے آسمان ہی سے نازل ہوتی ہے‘ تاہم بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمین ہی سے بخارات اڑ کر آسمان کی طرف جاتے ہیں جو بارش کی شکل میں زمین پر برستے ہیں‘ اس لیے وہ ان آیات کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ”آسمان سے“ کا مطلب ہے آسمان کی طرف سے‘ یعنی اوپر سے۔ یا پانی کی نسبت آسمان کی طرف اس لیے ہے کہ بارش کے اسباب آسمانی امور ہیں۔ یا ابتدا (ابتداءِ آفرینش) میں پانی آسمان سے اتارا گیا ہوگا۔ لیکن یہ تاویلات قرآن کے الفاظ سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ واللّٰہ أعلم۔

٣٢٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا

٣٢٦- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول

٣٢٦_[إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة بفضل وضوء المرأة، ح:٣٧١ من حديث سفيان الثوري، وأبوداود، ح:٦٨، والترمذي، ح:٦٥ من حديث سماك به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي. * رواية سماك عن عكرمة ضعيفة كما حققته في نيل المقصود. ح:٦٨، وحديث مسلم:٣٢٣ يغني عنه.

عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَضْلِهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ».

ہے نبی ﷺ کی کسی زوجۂ مطہرہ نے غسل جنابت کیا۔ نبی ﷺ نے ان کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا چاہا، تو انھوں نے یہ بات آپ کو بتائی۔ آپ نے فرمایا: ”تحقیق پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔“

فائدہ: مذکور روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے، خصوصاً یہی روایت مفہوماً ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے صحیح مسلم میں موجود ہے، محقق کتاب نے بھی تحقیق میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحیض، حدیث:۳۲۳)

(المعجم ١) - بَابُ ذِكْرِ بِئْرِ بُضَاعَةَ (التحفة ٢٠٧)

باب:۱- بضاعہ کے کنویں کا ذکر

٣٢٧- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قِيلَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَتَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا لُحُومُ الْكِلَابِ وَالْحِيَضُ وَالنَّتْنُ؟ فَقَالَ: «اَلْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ».

۳۲۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بضاعہ کے کنویں سے وضو کرتے ہیں جب کہ اس کنویں میں کتوں کا گوشت، حیض والے کپڑے اور گندگی گر پڑتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پانی پاک اور پاک کرنے والا ہوتا ہے۔ کوئی چیز اس کو پلید نہیں کرتی۔“

فائدہ: دیکھیے، حدیث:۵۳ اور اس کے فوائد ومسائل۔

٣٢٧- [إسناد حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ماجاء في بئر بضاعة، ح:٦٦، ٦٧، والترمذي، الطهارة، باب ماجاء: أن الماء لا ينجسه شيء، ح:٦٦ من حديث أبي أسامة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه أحمد، ويحيى بن معين، والحاكم وغيرهم (التلخيص الحبير: ١/ ١٣، ١٤).

٣٢٨- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ - وَكَانَ مِنَ الْعَابِدِينَ - عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي نَوْفٍ، عَنْ سَلِيطٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ فَقُلْتُ: أَتَتَوَضَّأُ مِنْهَا وَهِيَ يُطْرَحُ فِيهَا مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّتْنِ؟ فَقَالَ: «اَلْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ».

٣٢٨- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس سے گزرا جب کہ آپ بضاعہ کے کنویں کے پانی سے وضو فرما رہے تھے۔ میں نے کہا: کیا آپ اس پانی سے وضو کرتے ہیں؟ حالانکہ اس میں بعض ناپسندیدہ گندی چیزیں گرتی رہتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔“

(المعجم ٢) - بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَاءِ (التحفة ٢٠٨)

باب:٢-(قلیل اور کثیر) پانی کی تحدید

٣٢٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ: «إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ».

٣٢٩- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جس پر جانور (اور خصوصاً) درندے (پینے کے لیے) آتے جاتے رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ پلید نہیں ہوتا۔“

فائدہ: دیکھیے حدیث: ٥٢ اور اس کے فوائد ومسائل اور کتاب المیاہ کا ابتدائیہ۔

٣٢٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد والبيهقي: ١/ ٢٥٧، ٢٥٨ من حديث عبدالعزيز بن مسلم به. * ابن أبي سعيد اسمه عبدالرحمٰن كما رواه ابن مندة في الطهارة(النكت الظراف: ٤١٢٥)، وللحديث شواهد.

٣٢٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما ينجس الماء، ح:٦٤، ٦٥ من حديث أبي أسامة به، والترمذي، ح:٦٧، وابن ماجه، ح:٥١٧، ٥١٨ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٠ وصححه ابن خزيمة: ١/ ٤٩، ح:٩٢.

٣٣٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُزْرِمُوهُ». فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

٣٣٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ کچھ لوگ اس کی جانب اٹھے تو آپ نے فرمایا: ”اس کا پیشاب نہ روکو۔“ جب وہ فارغ ہو گیا تو آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا۔

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۵۴، ۵۶، ۵۷ اور ان کے فوائد ومسائل۔

٣٣١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالْوَاحِدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعُوهُ، وَأَهْرِيقُوا عَلٰى بَوْلِهِ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ».

٣٣١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی اٹھا اور اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے اس کو ڈانٹا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس کو رہنے دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو۔ تمھیں آسانی کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے، نہ کہ تنگی کرنے کے لیے۔“

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۵۶ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٣) - اَلنَّهْيُ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ (التحفة ٢٠٩)

باب: ٣- ٹھہرے پانی میں جنبی کو غسل کرنے کی ممانعت

٣٣٢- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ بُكَيْرٍ، أَنَّ أَبَا السَّائِبِ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ

٣٣٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی جب کہ وہ جنبی ہو، ٹھہرے پانی میں نہ نہائے۔“

٣٣٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١.

٣٣١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤.

٣٣٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢١.

يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ».

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۳۵، ۲۲۱، ۲۲۲ اوران کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٤) - اَلْوُضُوءُ بِمَاءِ الْبَحْرِ (التحفة ٢١٠)

باب: ۴- سمندری پانی سے وضو

٣٣٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

۳۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! تحقیق ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے کر جاتے ہیں۔ اب اگر ہم اس سے وضو کریں تو ہم پیاسے رہیں گے۔ تو کیا ہم سمندری پانی سے وضو کر لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر کا پانی پاک اور پاک کرنے والا ہوتا ہے اور اس کا مرنے والا جانور حلال ہوتا ہے۔''

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۵۹ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٥) - بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (التحفة ٢١١)

باب: ۵- برف اور اولوں کے پانی سے وضو کرنا

٣٣٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ [بِمَاءِ الثَّلْجِ] وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ».

۳۳۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میری غلطیاں برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے۔ اور میرے دل کو غلطیوں سے اس طرح پاک صاف فرما دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک صاف رکھا ہے۔''

٣٣٣- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٨.
٣٣٤- [صحيح] تقدم، ح: ٦١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩.

٣٣٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ».

٣٣٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے برف' پانی اور اولوں کے ساتھ دھو کر غلطیوں سے صاف فرمادے۔''

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ٦٠ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٦) - بَابُ سُؤْرِ الْكَلْبِ (التحفة ٢١٢)

باب: ٦- کتے کا جوٹھا (پانی)

٣٣٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ، ثُمَّ لْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

٣٣٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال کر پیے تو اسے چاہیے کہ مشروب کو گرا دے اور برتن کو سات دفعہ دھوئے۔''

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ٦٣، ٦٦ اور ان کے فوائد ومسائل' مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ٧) - بَابُ تَعْفِيرِ الْإِنَاءِ بِالتُّرَابِ مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ فِيهِ (التحفة ٢١٣)

باب: ٧- کتا برتن میں منہ ڈال دے تو برتن کو مٹی کے ساتھ صاف کرنا

٣٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: أَنَّ رَسُولَ

٣٣٧- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور شکار اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی اور فرمایا: ''جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے

٣٣٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٠.
٣٣٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٦، وهو في الكبرى، ح: ٦٥.
٣٣٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٧، وهو في الكبرى، ح: ٧٠.

اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَقَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ».

سات دفعہ دھوؤ اور آٹھویں دفعہ اسے مٹی سے مانجو۔

٣٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ قَالَ: «مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ؟ قَالَ: وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوا الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ»، خَالَفَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ: «إِحْدَاهُنَّ بِالتُّرَابِ».

٣٣٨- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیا، فرمایا: ”لوگوں کا کتوں سے کیا تعلق؟“ اور آپ نے شکار اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی اور فرمایا: ”جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس (برتن) کو سات دفعہ دھوؤ اور آٹھویں بار مٹی سے مانجو۔“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل کی مخالفت کی اور کہا: ”ایک دفعہ مٹی کے ساتھ (دھوو)۔“

فائدہ: فوائد ومسائل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٦٧۔

٣٣٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ».

٣٣٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کتا کسی کے برتن میں چاٹ جائے تو وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔ ان میں سے پہلی دفعہ مٹی کے ساتھ (دھوئے)۔“

٣٤٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٣٤٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی

٣٣٨- [صحيح] تقدم، ح: ٦٧.

٣٣٩- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٩، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٤٠- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء بسؤر الكلب، ح: ٧٣ من حديث قتادة به، وهو في ◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ».

ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا کسی کے برتن سے پی جائے تو وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔ ان میں سے پہلی دفعہ مٹی کے ساتھ (دھوئے)۔''

فائدہ: ان روایات سے واضح ہے کہ ایسے برتن کو جس کو کتا چاٹ جائے، سات مرتبہ دھویا جائے اور ایک مرتبہ مٹی سے بھی دھویا جائے۔ اس میں گنجائش ہے کہ مٹی سے آٹھویں مرتبہ دھویا جائے۔ یا سات مرتبہ میں ایک مرتبہ مٹی سے۔ اسی طرح پہلے مٹی سے دھولے یا آخر میں، دونوں طرح جائز ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ سُؤْرِ الْهِرَّةِ (التحفة ٢١٤)

باب:٨- بلی کا جوٹھا

٣٤١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً، مَعْنَاهَا، فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ».

٣٤١- حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ میں نے ان کے لیے وضو کا پانی ڈالا۔ اتنے میں ایک بلی آئی اور اس سے پینے لگی۔ انھوں نے اس کے لیے برتن جھکا دیا (تاکہ وہ اچھی طرح پی سکے۔) کبشہ نے کہا: چنانچہ انھوں نے مجھے دیکھا کہ میں (تعجب سے) دیکھ رہی ہوں تو وہ کہنے لگے: اے بھتیجی! تعجب کرتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! وہ کہنے لگے: تحقیق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ''بلاشبہ یہ (بلی) پلید نہیں ہے۔ یہ تو تم پر آنے جانے والے (نوکروں اور نوکرانیوں) کی طرح ہے۔''

فائدہ: دیکھیے حدیث: ٦٨ کے فوائد ومسائل۔

◀◀ الكبرٰى، ح: ٦٨، وصححه الدارقطني: ١/ ٦٤، وللحديث شواهد.

٣٤١- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٦٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣.

(المعجم ٩) - **بَابُ سُؤْرِ الْحَائِضِ** (التحفة ٢١٥)

باب:٩-حیض والی عورت کا جوٹھا

٣٤٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ فَيَضَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُهُ وَأَنَا حَائِضٌ، وَكُنْتُ أَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ فَيَضَعُ فَاهُ حَيْثُ وَضَعْتُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۳۴۲-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: بسا اوقات میں ایک ہڈی سے گوشت نوچتی تو رسول اللہ ﷺ اپنا دہن مبارک وہیں رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اسی طرح میں برتن سے پانی پیتی تو آپ اپنا منہ مبارک وہیں رکھتے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا تھا' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث:۷۰ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٠) - **بَابُ الرُّخْصَةِ فِي فَضْلِ الْمَرْأَةِ** (التحفة ٢١٦)

باب:۱۰-عورت (کے وضو یا غسل) سے بچا ہوا پانی استعمال کرنے کی رخصت

٣٤٣- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّؤُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَمِيعًا.

۳۴۳-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں (نزول حجاب سے قبل یا محرم) مرد اور عورتیں اکٹھے وضو کر لیا کرتے تھے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث:۷۱ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١١) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ فَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ** (التحفة ٢١٧)

باب:۱۱-عورت (کے وضو یا غسل) سے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کی ممانعت

٣٤٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۴۴-حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٣٤٢ـ[صحيح] تقدم، ح: ٧٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢.

٣٤٣ـ[صحيح] تقدم، ح: ٧١.

٣٤٤ـ[إسناده حسن] أخرجه أبوداود السجستاني، الطهارة، باب النهي عن ذلك، ح: ٨٢، والترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية فضل طهور المرأة، ح: ٦٣، ٦٤، وابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن ذلك، ح: ٣٧٣ من ◄◄

حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَاجِبٍ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَاسْمُهُ سَوَادَةُ بْنُ عَاصِمٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ مرد' عورت کے وضو (یا غسل) سے بچے ہوئے پانی کے ساتھ وضو کرے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۷۲، ۲۳۳، ۲۳۹ اوران کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي فَضْلِ الْجُنُبِ (التحفة ٢١٨)

باب:۱۲- جنبی (کے غسل اور وضو) سے بچا ہوا پانی استعمال کرنے کی رخصت

٣٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ.

۳۴۵- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے' فرماتی ہیں: بلاشبہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک برتن میں غسل کیا کرتی تھیں۔

(المعجم ١٣) - بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يَكْتَفِي بِهِ الْإِنْسَانُ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ (التحفة ٢١٩)

باب:۱۳- وضو اور غسل کے لیے انسان کو کتنا پانی کافی ہے؟

٣٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ وَيَغْتَسِلُ [بِخَمْسَةِ] مَكَاكِيَّ.

۳۴۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ وضو ایک مد سے اور غسل پانچ مد سے فرمالیا کرتے تھے۔

◀◀ حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ١٢٥٢، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان.

٣٤٥ــ[صحيح] تقدم، ح: ٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣.

٣٤٦ــ[صحيح] تقدم، ح: ٧٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤.

٣٤٧- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ - يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ - عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِمُدٍّ وَيَغْتَسِلُ بِنَحْوِ الصَّاعِ.

٣٤٧- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے فرماتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ایک مد کے ساتھ وضو کر لیا کرتے تھے اور تقریباً ایک صاع کے ساتھ غسل فرما لیا کرتے تھے۔

٣٤٨- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

٣٤٨- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ وضو ایک مد کے ساتھ اور غسل ایک صاع سے فرما لیا کرتے تھے۔

فائدہ: صاع چار مد کا ہوتا ہے۔ غسل کے لیے کہیں صاع، کہیں تقریباً صاع، کہیں پانچ رطل اور کہیں آٹھ رطل کا ذکر ہے۔ مفہوم اتنا مختلف نہیں۔ ''تقریباً صاع'' کے لفظ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے، گویا نبی ﷺ ڈھائی، تین کلو پانی سے بھی غسل فرما لیا کرتے تھے۔

٣٤٧- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما يجزئ من الماء في الوضوء، ح: ٩٢، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة، ح: ٢٦٨ من حديث قتادة به، وله شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

٣٤٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٨٠، ح: ٢٦٩٢٥ عن حسن بن موسى به، والحديث السابق شاهد له.

حیض، استحاضہ اور نفاس سے متعلق احکام و مسائل

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو الگ الگ مقاصد کے لیے پیدا فرمایا ہے اسی لیے ان کو صلاحیتیں بھی ایک دوسرے سے مختلف دی گئی ہیں جس کی تفصیل ہماری کتاب ''عورتوں کے امتیازی مسائل'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

مقاصد تخلیق اور صلاحیت کار کے علاوہ جسمانی ساخت میں بھی مرد و عورت ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے جسم کے اندر بعض چیزیں ایسی رکھی ہیں جو مرد کے اندر نہیں ہیں جیسے حیض اور نفاس کا خون۔ یہ خون طبعی ہے یعنی بیماری کی وجہ سے نہیں آتا بلکہ عورت کے ایک خاص وظیفۂ حیات سے اس کا تعلق ہے اور وہ ہے بچے کی پیدائش۔ یہ ہر عورت کو ہر مہینے چند دن تک آتا ہے۔ اسی میں عورت کی صحت اور افزائش نسل کا راز مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس عورت کو یہ ماہانہ خون جسے حیض کہا جاتا ہے نہیں آتا وہ بچے پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔ یوں ایک بہت بڑا نقص یا خلا اس کی زندگی میں واقع ہو جاتا ہے اور کوئی مرد ایسی عورت کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونا پسند نہیں کرتا۔

اس خون کے اخراج سے عورت بالعموم کمزور نہیں ہوتی بشرطیکہ حد اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔ یہی خون جب عورت کو حمل قرار پا جاتا ہے تو رحم مادر میں زیر پرورش بچے (جنین) کی خوراک کا کام دیتا ہے اسی لیے حمل قرار پاتے ہی خون حیض بند ہو جاتا ہے۔ ولادت کے بعد یہی خون بالعموم دودھ بن کر اس کی

چھاتی کے ذریعے سے باہر آتا ہے جسے بچہ دو سال تک' جب کہ وہ اور کوئی چیز کھانے کے قابل نہیں ہوتا' ماں کی چھاتی سے منہ لگا کر پیتا ہے۔ دو سال تک بچے کی یہی واحد خوراک ہوتی ہے جسے وہ نہایت آسانی سے پی کر شکم سیر ہو جاتا ہے اور اسے مزید کچھ کھانے کی کوئی خاص ضرورت نہیں رہتی۔ جب اس رضاعت (شیر خوارگی) کا دور ختم ہو جاتا ہے تو پھر اس خون کا بھی مصرف باقی نہیں رہتا اور یہ پھر حسب سابق ماہواری کی شکل میں خارج ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی خون کو حیض کہا جاتا ہے۔ لغت میں اس کے معنی ہی سیلان' یعنی بہنے کے ہیں۔ اور اصطلاح شرع میں اس خون کو حیض کہتے ہیں جو عورات کے رحم سے متعین اوقات میں چند دن کے لیے بغیر کسی بیماری یا زخم کے نکلتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ] ''یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے۔'' (صحيح مسلم' الحج' باب بيان وجوه الإحرام...... حديث: ۱۲۱۳)

حیض کا آغاز کب ہوتا ہے اور کب تک جاری رہتا ہے؟ ان دونوں باتوں کے لیے عمر کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگوں نے آغاز کی عمر نو یا بارہ سال اور اختتام کی عمر پچاس سال بتلائی ہے لیکن یہ حتمی اور قطعی نہیں ہے۔ ماحول' آب و ہوا یا جسمانی صحت وضعف کے حساب سے ہر بچی اور ہر عورت کا معاملہ مختلف ہے ۹' ۱۰ سال سے لے کر ۱۴' ۱۵ سال تک حیض کا آغاز ہو سکتا ہے۔ اسی طرح پچاس سال یا اس سے کم وبیش عمر میں حیض آنا بند ہو سکتا ہے۔

جس عورت کو حیض آنا بند ہو جائے اس کو آئسہ (ناامید) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اس نابالغ بچی کو بھی آئسہ کہا جاتا ہے جس کو ابھی حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا۔ تولید (نسل کشی) کا سلسلہ حیض سے وابستہ ہے۔ ان دونوں کو آئسہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جب حیض آنا بند ہو جاتا ہے تو تولیدی سلسلہ بالعموم ختم ہو جاتا ہے' اسی طرح جب تک بچی کو حیض نہیں آتا وہ ماں بننے کی صلاحیت سے محروم رہتی ہے۔

عورت پر حیض کے احکام' سن وسال کے حساب سے شروع یا ختم نہیں ہوں گے بلکہ حیض کے وجود پر لاگو یا ختم ہوں گے' اس کا آغاز کسی بھی عمر میں ہو جائے یا کسی بھی عمر میں ختم ہو جائے۔

* حیض کی مدت یا ایام حیض: کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ حیض کتنے دن آتا ہے؟ اس کی کوئی حد متعین ہے نہ اس کا کوئی تعین ہی کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یہ حکم دیا ہے کہ ایام حیض میں عورتوں

سے کنارہ کش رہو یعنی ان سے ہم بستری مت کرو۔ ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ یہ کنارہ کشی کتنے دن کرنی ہے؟ اللہ نے اس کی حد بندی نہیں کی بلکہ یہ فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ (البقرۃ ۲:۲۲۲) ''پاک ہونے تک ان کے قریب مت جاؤ۔'' یعنی تعلق زوجیت قائم مت کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ممانعت کی حد متعین (۶ یا ۷ دن) ایام نہیں بلکہ طہر ہے۔ عورت حیض سے جب بھی پاک ہو جائے گی خاوند کا اس سے تعلق زن وشو قائم کرنا صحیح ہوگا اور اس سے پہلے ناجائز اور حرام۔ اس لیے اس کا فیصلہ ہر عورت اپنی عادت کے مطابق کرے گی کہ اس کو کتنے دن ماہواری آتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر ایک عورت کو چھ دن ماہواری کا خون آتا ہے تو ہمیشہ چھ دن ہی آئے گا بلکہ اس کے ایام بھی کم وبیش ہو سکتے ہیں' اس لیے اصل فیصلہ حیض کے وجود یا عدم ہی پر ہوگا۔

* حالتِ حمل میں حیض اور اس کا حکم: حمل کی حالت میں حیض کا سلسلہ جاری رہتا ہے یا بند ہو جاتا ہے؟ اس میں علماء کی دو رائے ہیں۔ علماء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ حمل کی حالت میں حیض بند ہو جاتا ہے اور یہی خون جنین (پیٹ میں بچے) کی نشو ونما کے کام آتا ہے۔ دوسرے علماء کی رائے ہے کہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ حمل ٹھہرتے ہی حیض کا خون آنا بند ہو جاتا ہے اور خون کی یہ بندش حمل کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن بعض دفعہ خلافِ عادت بعض عورتوں کو حمل میں بھی خون آ جاتا ہے۔ اس کا بالکلیہ انکار نہیں کیا جا سکتا' اس لیے اس کی بابت بھی مسئلہ سمجھ لینا ضروری ہے۔

حمل کی حالت بالعموم ۹ مہینے ہوتی ہے' تاہم بعض حالات میں اس سے کم وبیش بھی ہو جاتی ہے۔ اگر خون حمل کے آخری ایام میں ولادت سے دو تین روز قبل آئے اور اس کے ساتھ دردِ زہ بھی ہو تو یہ خون حیض کا نہیں' نفاس (وضع حمل) کا ہے۔ اور اگر یہ خون وضع حمل کی مدت سے بہت پہلے آئے یا چند روز پہلے آئے لیکن اس کے ساتھ دردِ زہ نہ ہو تو اس صورت میں یہ حیض کا خون ہوگا کہ جس سے حیض کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں گے یا یہ فاسد خون سمجھا جائے گا جس سے حیض کے احکام ثابت نہیں ہوں گے؟ اس کی بابت اختلاف ہے۔

جو علماء حالتِ حمل میں حیض آنے کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ حیض کا خون ہے بشرطیکہ یہ خون اپنی رنگت وغیرہ میں اس عادت کے مطابق ہو جو حیض کی حالت میں اس عورت کی ہوتی ہے' اس لیے کہ

اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ حالت حمل میں حیض نہیں آ سکتا۔ امام مالک، امام شافعی اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور عصر حاضر کے علماء میں سے شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ اسی رائے کے قائل ہیں۔

ایسی عورت پر حیض کے تمام احکام لاگو ہوں گے سوائے دو مسئلوں کے۔ اور وہ دو مسئلے ہیں: مسئلۂ طلاق اور مسئلۂ عدت۔ حائضہ عورت کو طلاق دینا ممنوع ہے، اس لیے کہ حکم یہ ہے: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ (الطلاق ۶۵:۱) ''تم ان کو طلاق ان کی عدت کے آغاز میں دو۔'' عدت کا آغاز کب ہوتا ہے؟ جب عورت حیض سے پاک ہو جاتی ہے، یعنی طلاق دینی ہو تو پاک ہونے کے بعد ان سے ہم بستری کیے بغیر طلاق دو۔ نبی ﷺ نے بھی حالت حیض میں طلاق دینے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن حاملہ حائضہ کو طلاق دینا جائز ہوگا، اس لیے کہ اس کو طلاق دینا اس آیت کے خلاف نہیں ہوگا کیونکہ اس کی عدت کا آغاز طہر سے نہیں ہوتا، کہ اس کے شروع ہونے کا انتظار کیا جائے، بلکہ دوران حمل میں جب بھی طلاق دے دی جائے وہی اس کی عدت کا آغاز ہوتا ہے، لہٰذا اگر خاوند اس حالت میں اس کو طلاق دینا چاہے تو اس کے لیے طلاق دینا جائز ہوگا۔

دوسرا مسئلہ عدت کا ہے۔ اس عورت کی عدت تین حیض یا تین مہینے نہیں ہوگی بلکہ وضع حمل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق ۶۵:۴) ''حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔''

✱ **حیض کی مختلف صورتوں اور حالتوں کا حکم:** اکثر عورتوں کو اگرچہ حیض کا خون عادت کے مطابق آتا اور بند ہوتا ہے لیکن بہت سی عورتوں کی عادت میں معمولی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، مثلاً:

- یہ تبدیلی بعض دفعہ زیادتی یا کمی کی شکل میں ہوتی ہے، جیسے کسی عورت کی عادت تو چھ دن کی ہے لیکن ساتویں دن بھی خون جاری رہتا ہے۔ یا کسی عورت کی عادت تو سات دن کی ہے لیکن بعض دفعہ وہ چھٹے دن ہی میں پاک ہو جاتی ہے۔
- بعض دفعہ یہ تبدیلی آگے پیچھے ہونے کی صورت میں ہوتی ہے، مثال کے طور پر ایک عورت کی عادت ہے کہ اس کو مہینے کے آخر میں حیض آتا ہے لیکن کسی وقت مہینے کے آغاز میں حیض آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یا اس کی عادت تو مہینے کے شروع کی ہے لیکن کسی وقت اس کو مہینے کے آخر میں حیض آتا ہے۔

○ دونوں صورتوں کا حکم یہ ہے کہ وہ جب بھی حیض دیکھے گی' حائضہ متصور ہوگی اور جب بھی حیض کا خون بند ہو جائے گا تو پاک سمجھی جائے گی' چاہے عادت سے ایک دو دن کم آئے یا زیادہ' مہینے کے آخر میں آنے کے بجائے آغاز میں آ جائے یا آغاز میں آنے کے بجائے آخر میں آجائے' حکم کا مدار حیض کے وجود یا عدم وجود پر ہے' کمی بیشی یا آگے پیچھے ہونے سے حیض کے احکام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

○ مذکورہ دوصورتوں کے علاوہ ایک تیسری صورت بعض دفعہ یہ ہوتی ہے کہ عورت سرخ رنگ کے بجائے خون کا رنگ زرد دیکھتی ہے' جیسے زخموں کا پانی ہوتا ہے یا گدلا (مٹیالہ) رنگ دیکھتی ہے جو زردی اور سیاہی کے درمیان ہوتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر رنگت کی یہ تبدیلی اس کے ایام حیض کے دوران میں ہوتی ہے یا طُہر سے کچھ پہلے حیض کے اختتام پر ہوتی ہے تو یہ حیض ہی کا خون شمار ہوگا اور حیض کے احکام اس پر لاگو رہیں گے۔ اور اگر یہ کیفیت طُہر کے بعد ہوگی تو اس کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا۔ حضرت ام عطیہ ؓ بیان فرماتی ہیں: [كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا] ''طُہر کے بعد ہم مٹیالے یا زرد رنگ کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' باب في المرأة ترى الصفرة والكدرة بعد الطهر' حديث:٣٠٧)

○ ایک چوتھی شکل یہ ہوتی ہے کہ حیض کا خون تسلسل کے ساتھ جاری نہیں رہتا' ایک روز آتا ہے دوسرے روز نہیں آتا۔ اس کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ ایک عورت کی حالت مستقل طور پر ایسی رہے۔ تو یہ استحاضے کا خون شمار ہوگا اور استحاضے کے احکام اس پر لاگو ہوں گے۔ (جس کی تفصیل استحاضے کے احکام میں آئے گی۔)

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی وقت خون آتا ہے اور کسی وقت نہیں آتا' کسی وقت حیض کی حالت ہوتی ہے اور کسی وقت طُہر کی۔ اس میں راجح مسلک یہ ہے کہ اسے حیض شمار کیا جائے گا اور حیض کے احکام اس پر لاگو ہوں گے' اس لیے کہ اگر اسے طُہر شمار کیا جائے تو اس میں عورت کے لیے مشقت ہے۔ اسے بار بار غسل کرنا پڑے گا جب کہ دین میں تنگی نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج ٢٢:٧٨) ''اللہ نے تم پر دین میں تنگی نہیں کی

ہے۔'' نیز ارشاد ہے:﴿ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ (البقرة ۲:۱۸۵) ''اللہ تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے' تمھارے ساتھ تنگی کرنا نہیں چاہتا۔'' رسول اللہ ﷺ کا بھی فرمان ہے:[إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ] ''بلاشبہ دین آسان ہے۔'' (صحيح البخاري' الإيمان' حديث:۳۹)

○ ایک پانچویں شکل یہ ہوتی ہے کہ حیض کا خون خشک ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ عورت صرف رطوبت ہی دیکھتی ہے۔ یہ صورت اگر حیض کے دوران میں ہوتی ہے یا طہر سے کچھ پہلے تو یہ حیض ہوگا۔ اور یہ کیفیت اگر طہر کے بعد ہو تو پھر یہ حیض نہیں ہوگا' اس لیے کہ اس صورت کو زیادہ سے زیادہ صفرہ (زرد رنگ) یا کدرہ (مٹیالہ رنگ) کے ساتھ ہی ملحق کیا جا سکتا ہے۔ اور طہر کے بعد یہ رنگت حیض میں شمار نہیں ہوتی۔

○ ایک چھٹی شکل یہ ہوتی ہے کہ مثال کے طور پر پہلے چار دن مسلسل خون آئے' اس کے بعد بند ہو جائے' ساتویں دن پھر خون شروع ہو جائے اور پھر بارہویں دن تک مٹیالے رنگ کا خون آتا رہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اس کا حکم یہ بتایا ہے کہ پہلے چار دن اور دوسرے چھ دن یہ حیض کے دن شمار ہوں گے۔ درمیان کے دو دن حیض کے دن شمار نہیں ہوں گے۔ ان میں وہ غسل کر کے نماز پڑھے گی اور خاوند کے ساتھ تعلق قائم کرنا بھی جائز ہوگا۔ اس صورت میں یہ معلوم ہوا کہ حیض کے ایام اگرچہ زیادہ تر مسلسل ہی ہوتے ہیں لیکن بعض دفعہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر الگ الگ بھی آ سکتے ہیں۔

○ ساتویں شکل یہ بھی ہوتی ہے کہ عورت اپنی عادت کے مطابق ۵ یا ۶ دن حیض کے گزار کے پاک ہو جاتی ہے لیکن غسل کے فوراً بعد انتہائی قلیل مقدار میں خون آ جاتا ہے اور پھر بند ہو جاتا ہے۔ اس کو کیا شمار کیا جائے گا؟ طہارت' یعنی غسل کے بعد آنے والا خون اگر زرد یا مٹیالے رنگ کا ہو تو وہ غیر معتبر ہوگا' یعنی اسے پیشاب کی طرح سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر وہ حیض کے خون کی طرح خالص سرخ رنگ کا خون ہے تو وہ حیض ہی کا خون سمجھا جائے گا اور حیض کے احکام اس پر عائد ہوں گے۔ اسی طرح عادت سے ایک دو روز قبل سیاہی مائل خون آئے' اس میں حیض کے خون کی طرح کی کیفیت اور درد ہو تو وہ حیض ہی کا خون ہوگا۔

○ آٹھویں شکل: ایک عورت پچاس سال سے زیادہ عمر کی ہے۔ اسے ہر مہینے یا دو تین مہینے کے بعد دو تین دن شدت سے خون آتا ہے، باقی ایام میں کم۔ کیا یہ خون حیض کا ہوگا؟ کبر سنی (بڑی عمر) یا بے قاعدگی کی وجہ سے یہ حیض کا خون نہیں بلکہ فاسد خون شمار ہوگا۔ جب عورت مذکورہ عمر کو پہنچ جائے یا اس کی ماہانہ عادت بے قاعدہ ہو جائے تو اس سے حیض اور حمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، لہٰذا ایسی عورت سے مذکورہ طریقے سے آنے والا خون حیض کا نہیں استحاضے کا خون شمار ہوگا جس کے احکام استحاضے کے بیان میں درج ہوں گے۔

* حیض ختم ہونے کی علامت اور پہچان: حیض ختم ہونے کا علم ویسے تو ہر عورت کو اپنی عادت کے مطابق ہو جاتا ہے، تاہم اشتباہ کی صورت میں دو علامتوں سے بھی اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

پہلی علامت، سفید پانی کا خارج ہونا ہے۔ اگرچہ عورتوں کے حالات کے اختلاف سے اس پانی کا رنگ مختلف ہو سکتا ہے، تاہم اکثریت اور عمومیت کے اعتبار سے یہ چونے کی طرح سفید رنگ کا پانی ہوتا ہے۔
دوسری علامت، خشکی ہے، یعنی شرم گاہ میں کپڑے کا ٹکڑا یا روئی یا ٹشو پیپر ڈال کر نکالے تو وہ خشک نکلے، اس پر نہ خون کا اثر ہو اور نہ زرد یا مٹیالے رنگ کے مادے ہی کا۔

* حیض کے ضروری احکام: ○ حیض کا خون بند ہونے کے بعد غسل کرنا ضروری ہے۔ یہ غسل اسی طرح کرے جس طرح جنابت کا غسل ہوتا ہے، البتہ صرف اتنا فرق ہے کہ غسل حیض کرتے وقت اگر سر کے بال چوٹی کی شکل میں بندھے ہوئے ہوں تو ان کو کھولنا ضروری ہے کیونکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچانا لازم ہے۔ بال خشک نہیں رہنے چاہئیں اگر کچھ بال خشک رہ جائیں تو غسل نامکمل ہوگا۔ بعض علماء غسل حیض میں چوٹی کے بال نہ کھولنے کے قائل ہیں لیکن دلائل کی رو سے راجح اور درست موقف یہی ہے کہ غسل حیض میں بالوں کو کھولا جائے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: كتاب الغسل والتيمم کا ابتدائیہ۔

○ اگر مرد نے عورت کے ساتھ ہم بستری کی اور ابھی عورت نے جنابت کا غسل نہیں کیا کہ اس کو حیض آنا شروع ہو گیا۔ اب اس کے لیے جنابت کا غسل ضروری ہے یا نہیں؟
غسل کا مقصد طہارت حاصل کرنا ہے۔ جب وہ حائضہ ہو گئی ہے تو ظاہر بات ہے کہ غسل جنابت

سے اس کو طہارت تو حاصل نہیں ہوگی' غسل کے بعد بھی وہ حیض کی وجہ سے ناپاک ہی رہے گی' اس لیے اگر وہ ایام حیض گزار کر غسل کرے گی تو یہ غسل حیض اور جنابت دونوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے کافی ہوگا' دونا پاکیوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے ایک غسل کافی ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص اپنی ایک بیوی سے ہم بستری کرے اور غسل جنابت سے پہلے دوسری بیوی سے ہم بستری کر کے بعد میں دونوں جنابتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے ایک ہی غسل کر لے۔ ایسا کرنا جائز ہے اور اس سے وہ یقیناً پاک ہو جائے گا۔ خود نبی ﷺ کا یہ عمل ثابت ہے کہ تمام بیویوں سے صحبت کرنے کے بعد ایک ہی غسل کیا۔

- زیادہ صفائی اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے مستحب ہے کہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم کر لیا جائے۔ لیکن اب اس کی جگہ صابن کفایت کر سکتا ہے۔ مقصد اچھی طرح صفائی حاصل کرنا ہے۔
- یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عورت حیض سے پاک ہو جائے لیکن غسل کرنے کے لیے پانی دستیاب نہ ہو یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے پانی کے استعمال میں نقصان کا خطرہ ہو تو اس صورت میں عورت تیمّم کر کے بھی پاک ہو سکتی ہے اور مرد کا اس کے ساتھ تعلق زوجیت قائم کرنا بھی صحیح ہوگا۔
- غسل حیض کے بعد خوشبو کا استعمال بھی مستحب ہے تا کہ حیض کی بو کے اثرات ختم ہو جائیں۔
- حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل طہارت میں تاخیر نہ کرے' اگر نماز کے وقت کے دوران میں پاک ہوگئی ہے تو فوراً غسل کر کے وہ نماز پڑھے۔ اگر سفر میں ہو اور وہاں پانی دستیاب نہ ہو یا پانی تو ہو لیکن بیماری وغیرہ کی وجہ سے پانی کا استعمال اس کے لیے نقصان کا باعث ہو تو غسل کے بجائے تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔
- حیض کے شروع ہوتے ہی عورت کے لیے نماز معاف ہے' جب تک حیض بند نہیں ہوگا اس وقت تک اس کو یہ معافی حاصل ہے۔ فرض نماز کے علاوہ نفل نماز بھی پڑھنا اس کے لیے جائز نہیں۔ ہاں' پاک ہوتے ہی نماز اس پر پھر بلا تاخیر فرض ہو جائے گی' چاہے وہ نماز کے اول وقت میں پاک ہو یا آخر وقت میں۔ دورانِ حیض میں فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا نہیں ہے۔
- حیض کے ایام میں عورت کو روزہ رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے' حتی کہ اگر روزے کی حالت میں اس

کو حیض کا خون آنا شروع ہو جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا چاہے وقت افطار سے چند لمحے قبل ہی اس کو حیض شروع ہو۔ اور اگر چھوٹنے والے روزے رمضان کے فرض روزے ہوں تو ان کی قضا ضروری ہے' تاہم نفلی روزہ اگر اس حالت میں ٹوٹ جائے تو اس کی قضا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر کوئی اس کی قضا دینا چاہے تو جائز ہے۔

حیض کی حالت میں نماز روزے کی ممانعت درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ فَذٰلِكَ نُقْصَانُ دِينِهَا] ''کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے' پس یہ اس کے دین کی کمی (کی دلیل) ہے۔'' (صحيح البخاري' الصوم' باب الحائض تترك الصوم والصلاة' حديث:١٩٥١)

اور نماز کی قضا نہیں صرف روزوں کی قضا ہے۔ اس کی دلیل حضرت عائشہ ؓ کی حدیث ہے: [فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ] ''ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا' نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' باب في الحائض لاتقضي الصلاة' حديث:٢٦٣)

- حیض کی حالت میں خاوند بیوی کے ساتھ ایک ہی لحاف میں لیٹ سکتا ہے اور اس کے ساتھ مباشرت کر سکتا ہے۔ مباشرتِ کا مطلب اس کے ساتھ بغل گیر ہونا' معانقہ کرنا اور بوس وکنار کرنا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: [اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ غَيْرَ النِّكَاحِ] ''جماع کے علاوہ ہر کام تمھارے لیے جائز ہے۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' باب مؤاكلة الحائض و مجامعتها' حديث:٢٥٨) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ﴾ (البقرة٢:٢٢٢) ''حیض کی حالت میں عورتوں سے کنارہ کش رہو۔'' یہ کنارہ کشی صرف جماع (ہم بستری) سے ہے۔ اس کے علاوہ عورت کے ساتھ ہر معاملہ جائز ہے اور ہر طرح کا تعلق قائم کرنا حلال ہے' اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا صحیح ہے اور اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا جائز ہے۔
- خاوند کا حائضہ بیوی سے اس وقت تک ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے جب تک وہ حیض سے پاک نہیں ہو جاتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ

فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (البقرة ۲:۲۲۲) ”تم ان عورتوں کے قریب مت جاؤ (یعنی ان سے ہم بستری مت کرو) یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں' جب وہ پاک ہو جائیں تو تم ان کے پاس وہاں سے آؤ جہاں سے آنے کا تمھیں اللہ نے حکم دیا ہے۔“

پاک ہونے کا مطلب ہے کہ جب حیض کا خون بند ہو جائے اور اس کے بعد وہ غسل کر لے' یعنی خون بند ہونے کے بعد غسل کرنا بھی ضروری ہے' پھر وہ پاک متصور ہوگی اور خاوند کا اس کے ساتھ تعلق قائم کرنا جائز ہوگا۔

بعض علماء کے نزدیک غسل ضروری نہیں ہے' انقطاعِ دم کے ساتھ ہی عورت پاک ہو جائے گی اور غسل سے قبل بھی خاوند کا اس کے ساتھ تعلق قائم کرنا جائز ہوگا۔ عورت صرف موضعِ دم (شرم گاہ) دھو لے یا وضو کر لے' ان دونوں سے بھی اسے اسی طرح طہارت حاصل ہو جائے گی جیسے غسل سے حاصل ہوتی ہے۔ امام ابن حزم' شیخ البانی اور دیگر بعض ائمہ اس کے قائل ہیں۔ دیکھیے: (المحلّى: ۱۷۱/۲' و آداب الزفاف' ص:۲۶-۲۸) لیکن جمہور علماء کے نزدیک غسل کے بغیر خاوند کا اس سے تعلق قائم کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی رائے زیادہ محتاط اور راجح ہے۔ والله أعلم. البتہ پانی کے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں یا پانی کے استعمال کی قدرت نہ رکھنے کی صورت میں تیمم بھی طہارت کے لیے کافی ہوگا جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

- عورت جس لباس میں حائضہ ہوئی ہو' پاک ہونے کے بعد اس لباس میں اس کے لیے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں حیض کا خون نہ لگا ہوا ہو' اگر لگا ہوا ہو تو متعلقہ حصہ دھو لیا جائے اور باقی پر چھینٹے مار لیے جائیں۔ (صحيح البخاري' الحيض' باب غسل دم المحيض' حديث: ۳۰۷' ۳۰۸)
- حاجی کے لیے ضروری ہے کہ حج سے فراغت کے بعد واپسی سے پہلے طواف وداع بھی کرے لیکن عورت نے اگر (۱۰ ذوالحجہ کو) طواف افاضہ کر لیا ہو اور اس کے بعد اس کو ایام حیض شروع ہو گئے ہوں تو اس کے لیے طواف وداع ضروری نہیں' وہ اس کے بغیر بھی واپس آ سکتی ہے' اس کا حج مکمل ہی ہے۔
- عورت رمضان المبارک میں فجر سے پہلے اگر پاک ہو جائے تو وہ غسل کیے بغیر سحری کھا کر روزہ رکھ

سکتی ہے' تاہم نماز کے لیے غسل ضروری ہوگا۔ یہ مسئلہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔

- کسی عورت کو کسی نماز کے اول وقت یا آخری وقت میں حیض یا نفاس کا خون شروع ہو گیا جب کہ اس نے وہ نماز نہیں پڑھی تو بعض علماء کہتے ہیں کہ پاک ہونے کے بعد وہ اس نماز کی قضا دے گی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس پر کوئی قضا نہیں' اس لیے کہ نبی ﷺ نے کسی عورت کو اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا۔
- اگر کوئی عورت کسی نماز کے آخری وقت میں پاک ہوئی کہ اس وقت میں ایک رکعت کی ادائیگی بھی ناممکن تھی اور غسل کرتے کرتے اس نماز کا وقت ختم ہو گیا تو اس پر بھی اس نماز کی قضا نہیں۔ مثال کے طور پر ایک عورت ظہر کے آخری وقت میں عصر کا وقت شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے پاک ہوئی' غسل کرتے ہوئے ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو گیا تو اس کے لیے صرف عصر کی نماز پڑھ لینا کافی ہے۔ ظہر اور عصر دونوں نمازیں پڑھنی ضروری نہیں جیسا کہ جمہور اہل علم کہتے ہیں۔
- اسی طرح بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر کوئی عورت سورج غروب ہونے سے پہلے حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے تو اس کے لیے ظہر اور عصر دونوں نمازوں کا پڑھنا ضروری ہوگا۔ اور اگر رات کو طلوع فجر سے قبل پاک ہو تو اس کے لیے مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کا پڑھنا لازمی ہوگا۔ لیکن یہ مسئلہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ شرعی دلائل سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس نماز کے وقت عورت پاک ہو' اسی نماز کا پڑھنا اس کے لیے ضروری ہے۔ اس سے متصل نماز کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔
- حیض کی حالت میں اگر خاوند بیوی سے ہم بستری (جماع) کرنا چاہے تو بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کی خواہش پوری کرنے سے سختی کے ساتھ انکار کر دے' اس لیے کہ جہاں خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو وہاں مخلوق کی اطاعت ضروری نہیں بلکہ انکار ضروری ہے۔
- خاوند اس حالت میں اپنی جنسی خواہش پوری کرنے میں زبردستی کرے گا تو وہ سخت گناہ گار ہوگا' تاہم عورت مجبور ہونے کی وجہ سے معذور ہوگی' اس کے لیے توبہ واستغفار کافی ہے۔
- حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنے کا کفارہ ایک حدیث میں ایک دینار یا نصف دینار بتلایا گیا

ہے۔دیکھیے:(سنن أبي داود' الطهارة' باب في إتيان الحائض'حديث: ۲۶۴) حدیث میں دینار یا آدھے دینار کا جو اختیار دیا گیا ہے اس کی بابت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے صراحت فرمائی ہے کہ دینار اس وقت جب وہ ابتدائے حیض میں جماع کرے اور نصف دینار اس وقت جب وہ حیض کے آخری دنوں میں جماع کرے۔دیکھیے:(سنن أبي داود' الطهارة' حديث:۲۶۵) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے موقوفاً صحیح قرار دیا ہے۔دیکھیے:(صحیح سنن أبي داود (مفصل) الطهارة' رقم:۲۵۸) جبکہ بعض علماء اس کی بابت فرماتے ہیں کہ دینار اور نصف دینار کا اختیار غالباً مالی حیثیت کے پیش نظر ہے۔زیادہ حیثیت والا ایک دینار اور کم حیثیت والا نصف دینار دے۔واللہ أعلم.

اس صدقے کی وجہ یہ ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود۱۱:۱۱۴) ''نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔''ایک دینار کا وزن کم وبیش ساڑھے چار ماشے سونا ہے جو جدید اعشاری نظام کے مطابق ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام سونا بنتا ہے۔اتنے سونے کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا ہے۔

○ اگر کوئی عورت حج پر گئی ہے اور وہاں اس نے طواف کر لیا ہے' طواف کے بعد وہ حائضہ ہو گئی تو وہ حج کے بقیہ ارکان ومناسک ادا کرے۔لیکن اگر وہاں پہنچتے ہی حائضہ ہو گئی تو اس کے لیے طواف کرنا جائز نہیں ہے۔طواف کے علاوہ باقی مناسک حج ادا کرے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا:[اِفْعَلِي كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي] ''تم وہ سارے کام کرو جو حاجی کرتے ہیں سوائے بیت اللہ کے طواف کے' یہاں تک کہ تم پاک ہو جاؤ۔''(صحيح البخاري' الحج' باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت......' حديث:۱۶۵۰)

بعد میں وہ طواف اس وقت کرے گی جب وہ پاک ہو جائے گی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی طواف پاک ہونے کے بعد کیا تھا۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:[وَحَاضَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ' فَلَمَّا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْبَيْتِ] ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں تو انھوں نے حج کے تمام افعال ادا کیے سوائے بیت اللہ کے طواف

کے پھر جب وہ پاک ہو گئیں تو بیت اللہ کا طواف کیا۔'' (صحیح البخاري' الحج' حديث:١٦٥١)

یعنی اس صورت میں عورت کے لیے حج کی ترتیب الٹی ہو جائے گی۔ عام لوگ پہلے عمرہ کرتے' پھر حج کرتے ہیں' حائضہ پہلے حج کے ارکان ادا کرے گی اور پاک ہونے کے بعد طواف اور سعی کر کے عمرہ کرے گی' یعنی اس کا یہ حج تمتع کے بجائے حج قران ہوگا۔

- ۱۰ ذوالحجہ کو طواف افاضہ کرنا' جسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں' حج کی تکمیل کے لیے ضروری ہے' اگر حائضہ ۱۰ ذوالحجہ تک پاک نہ ہو اور اس وجہ سے طواف افاضہ نہ کر سکے تو اس کا حج مکمل نہیں ہوگا' طواف افاضہ کے لیے اسے رکنا پڑے گا یا دوبارہ مکہ آنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں وہ جب تک دوبارہ آ کر طواف افاضہ نہیں کر لے گی' وہ حالت احرام ہی میں رہے گی اور احرام کی پابندیاں اس پر عائد رہیں گی' جیسے خاوند کے ساتھ ہم بستری وغیرہ کرنا اس کے لیے ممنوع ہوگا۔
- حیض کی وجہ سے عورت طواف وداع نہ کر سکے تو اس کی اس کو رخصت ہے' البتہ طواف افاضہ کے لیے دوبارہ آئے تو طواف افاضہ کے ساتھ طواف وداع کی بھی نیت کر لے۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ میقات کے قریب یا میقات پر آ کر عمرے کی نیت کر کے احرام باندھے اور مکہ آ کر عمرہ کر لے اور اس کے بعد باقی ماندہ طواف افاضہ کر لے' اس کے بعد ہی اس کا حج مکمل ہوگا' البتہ طواف افاضہ کے بغیر سفر کرنے اور دوبارہ پلٹ کر آنے میں اس پر کوئی فدیہ نہیں پڑے گا۔ (فتاویٰ و رسائل الشیخ محمد بن ابراهیم رحمه الله: ٦/ ٦١' ٦٢)
- سفر حج کے آغاز ہی میں اگر عورت حائضہ ہو جائے تو وہ اسی حالت میں غسل کر کے احرام باندھ سکتی ہے' البتہ اس موقع پر وہ دو رکعت نماز نہیں پڑھ سکتی جسے لوگ احرام باندھتے وقت ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دو رکعتیں اس موقع پر شرعاً ضروری نہیں ہیں' اس کے بغیر بھی احرام باندھنا بالکل صحیح ہے۔
- حالت حیض میں عورت کو طلاق دینا قرآن و حدیث کے خلاف ہے جیسا کہ پہلے اس کی کچھ تفصیل گزر چکی ہے' البتہ طلاق خلع ہر حالت میں جائز ہے چاہے عورت حائضہ ہو یا پاک۔
- حالتِ حیض میں عقد نکاح جائز ہے' اس لیے کہ اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں' البتہ خاوند کے لیے پاک ہونے تک اس سے میاں بیوی والا خاص تعلق قائم کرنا جائز نہیں ہے' صرف بوس و کنار اور

معانقہ وغیرہ کر سکتا ہے۔

○ حائضہ عورت مردہ عورت کو غسل دے سکتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے' حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک مسجد میں کھڑے ہو کر باہر نکالتے جب کہ آپ اعتکاف میں بیٹھے ہوتے۔ میں آپ کا سر دھو دیا کرتی تھی درآں حالیکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی۔ (صحیح البخاري' الحیض' باب مباشرة الحائض' حدیث:۲۹۶'۳۰۱) ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مسجد سے چٹائی پکڑا دو۔'' میں نے کہا: میں تو حیض سے ہوں' آپ نے فرمایا: [فَنَاوِلِينِيهَا فَإِنَّ الْحَيْضَةَ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ] ''مجھے پکڑا دو! اس لیے کہ حیض تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے۔'' (صحیح مسلم' الحیض' باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجيله و طهارة سؤرها' والإتكاء في حجرها و قراءة القرآن فيه' حدیث: ۲۹۸) اسی طرح حدیث: [إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجَسُ] ''مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔'' (صحیح مسلم' الحیض' باب الدليل على أن المسلم لا ينجس' حدیث:۳۷۱) سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ حائضہ مردے کو غسل دے سکتی ہے۔

○ حائضہ عورت ایام حج میں اپنا حیض ختم کرنے کے لیے اگر ایسی دوائی استعمال کرے جس سے اس کا حیض بند ہو جائے تو ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ صحت اور جان کے لیے کسی خطرے کا باعث نہ ہو' جیسے ایک عورت ۱۰ ذوالحجہ تک پاک نہ ہو سکے جب کہ اس نے اس سے قبل کے مناسک حج ادا کر لیے ہیں۔ اب ۱۰ ذوالحجہ کو اس کے لیے طواف افاضہ ضروری ہے' اس کے بغیر اس کا حج مکمل نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں وہ پاک ہونے کا انتظار کرتی ہے تو اس کے لیے سفری مشکلات پیش آ سکتی ہیں کیونکہ آج کل واپسی کی تاریخیں بھی مقرر ہوتی ہیں۔ اس صورت میں وہ دوائی کھا لے' خون بند ہونے کے بعد وہ غسل کر کے پاک ہو جائے اور طواف افاضہ کر لے اور نمازیں وغیرہ بھی ادا کر لے۔

○ اسی طرح سفر حج کے آغاز میں وہ اس قسم کی مانع حیض دوائی کھا لے تاکہ دوران حج میں حیض اس

کے لیے رکاوٹ نہ بنے تو مذکورہ شرط کے ساتھ یہ بھی جائز ہے۔

○ رمضان المبارک میں بھی بعض سعودی علماء نے مانع حیض دوائی کھانے کی اجازت دی ہے تا کہ رمضان کے روزے مکمل رکھے جاسکیں۔لیکن ہمارے خیال میں یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے' اسے حج پر قیاس کر کے اس کے جواز کا فتویٰ دینا محل نظر ہے' اس لیے کہ حج میں تو معاملہ اضطرار کی حد تک پہنچ جاتا ہے' بنابریں وہاں حیض کو بند کرنے یا روکنے کا جواز قابل فہم ہے۔لیکن رمضان میں اضطرار کی کوئی صورت نہیں' محض تکمیل صیام کی خواہش اور اس کا شوق ہے۔لیکن چونکہ اس میں تغییر خلق [فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ] کا مفہوم پایا جاتا ہے' لہٰذا محض شوق تکمیل صیام اس کے جواز کے لیے کوئی معقول دلیل نہیں۔رمضان کے روزوں کا جو فطری طریق ہے جس میں عورت کو چند روزے ضرور چھوڑنے پڑتے ہیں' وہی عورت کے لیے شرعی طریقہ ہے' اس میں بلا وجہ دوائیوں کے ذریعے سے تبدیلی کرنا شرعی لحاظ سے محل نظر ہے۔

علاوہ ازیں طبی نقطۂ نظر سے بھی مانع حیض گولیاں اور دوائیاں رحم اور حیض معتاد کے لیے نقصان دہ ہیں۔ان سے رحم میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور بعض دفعہ عورت بانجھ تک بھی ہو جاتی ہے۔اسی طرح حیض کی عادت میں بھی بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے جس سے صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔اس اعتبار سے مانع حیض گولیوں کا استعمال شرعی اور طبی دونوں لحاظ سے یکسر غلط ہے اور انھیں بوقت ضرورت حج کے علاوہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

٭ **مانع حمل گولیوں کا استعمال:** اسی طرح مانع حمل گولیوں کا استعمال ہے' یہ بھی نہ مطلقاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ممنوع بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔بعض بالکل ممنوع ہیں اور بعض صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ اس کا جواز ہے' مثلاً: کوئی عورت اس لیے یہ گولیاں استعمال کرے کہ مستقل طور پر اس کے حمل کا مسئلہ ختم ہو جائے' اسے کبھی بھی حمل نہ ٹھہرے۔ایسا کرنا بالکل ناجائز ہے' اس لیے کہ نبی ﷺ نے تکثیر امت کی ترغیب دی ہے اور یہ عمل تقلیل امت کا باعث ہے۔یہ برتھ کنٹرول (ضبط ولادت یا خاندانی منصوبہ بندی) کی وہ صورت ہے جس کا اسلام میں قطعاً کوئی جواز نہیں ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عارضی طور پر حمل روکنے کے لیے مانع حمل گولیاں استعمال کی جائیں' یہ بعض

صورتوں میں جائز ہیں بشرطیکہ ان کا استعمال صحت اور جان کے لیے خطرے کا باعث نہ ہو' مثلاً: کسی عورت کو بہت جلدی جلدی حمل ٹھہر جاتا ہے' اس کا دو بچوں کے درمیان وقفہ بہت کم ہوتا ہے جس کی وجہ سے بچوں کی رضاعت ونگہبانی بھی خاطر خواہ نہیں ہو پاتی۔ دوسرے' خود عورت کی صحت بھی کثرت حمل کی متحمل نہیں ہوتی بلکہ چند بچوں کی پیدائش کے بعد مناسب وقفے کے بغیر حمل کا یہ تسلسل اس کی ہلاکت کا باعث بن سکتا ہے۔ ایسی عورت کے لیے دو شرطوں کے ساتھ مناسب وقفے کے لیے مانع حمل گولیوں کا استعمال جائز ہے۔ وہ دو شرطیں حسب ذیل ہیں: ① خاوند کی اجازت اسے حاصل ہو۔ ② اس کی صحت اور جان کو خطرہ نہ ہو۔

اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابۂ کرام ؓ اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے عزل کرتے تھے لیکن نبی ﷺ نے باوجود علم کے اور پوچھے جانے کے' منع نہیں فرمایا۔ اور عزل کا مطلب یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال کے وقت اس سے علیحدہ ہو جائے تاکہ منی اس کے رحم کے اندر نہ جائے اور اسے حمل نہ ٹھہرے۔ لیکن اُن عورتوں کے لیے مانع حمل گولیوں کے استعمال کا کوئی جواز نہیں ہے جو مذکورہ صورت حال سے دوچار نہیں ہیں' بلکہ وہ حمل سے صرف اس لیے بچنا چاہتی ہیں کہ

- ان کے حسن و جمال پر کوئی اثر نہ پڑے۔
- چلتے ہوئے نعرے اور فیشن کے مطابق دو تین بچوں سے زیادہ بچے پیدا کرنا پسند نہیں کرتیں۔
- زیادہ بچوں کی پیدائش پر فکر مند ہوتی ہیں کہ ان کو کہاں سے کھلائیں پلائیں گی اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیسے کریں گی؟ یہ سوچ توکل علی اللہ کے منافی ہے جو مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔

یہ اور اس قسم کے تصورات کے تحت حمل سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

* حائضہ کا قرآن کریم کی تلاوت کرنا: اس مسئلے کی بابت علماء کی مختلف آراء ہیں لیکن دلائل کی رو سے راجح اور درست بات یہ ہے کہ حیض و جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا کراہت تحریمی نہیں' کراہت تنزیہی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان حالتوں میں قرآن پڑھنے اور چھونے سے اجتناب بہتر ہے' تاہم پڑھ اور چھو لیا جائے تو جائز ہے۔ یہ رائے دو لحاظ سے راجح ہے۔ اول یہ کہ جمہور علماء جو

مطلقاً ممانعت کے قائل ہیں ان کے پاس اپنے موقف کے اثبات کے لیے کوئی صحیح حدیث اور واضح نص نہیں ہے۔ جن احادیث سے استدلال کیا گیا ہے وہ سب ضعیف ہیں۔ اور ایک آدھ حدیث جو صحیح ہے وہ محتمل المعنی ہے' اس لیے وہ بھی نص صریح یا دلیل قاطع نہیں بن سکتی۔ اسی طرح امام بخاری' امام ابن حزم اور دیگر ائمہ جو مطلقاً جواز کے قائل ہیں ان کے پاس بھی کوئی واضح دلیل نہیں ہے' ان کا استدلال صرف عموم الفاظ پر مبنی ہے' اس لیے اس سے مطلقاً جواز کا مفہوم لینا محل نظر ہے کیونکہ عموم کے باوجود حدیث میں ملتا ہے کہ نبی ﷺ نے قضائے حاجت سے فراغت کے بعد جب تک وضو نہیں کر لیا' سلام کا جواب دینا پسند نہیں فرمایا۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:١٧) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ [يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ] کے عموم کے باوجود نبی ﷺ نے بعض حالتوں میں محتاط رویہ اختیار کیا ہے' اس سے یقیناً کراہت تنزیہی کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ کراہت جواز کے منافی نہیں' چنانچہ شیخ البانی رحمہ اللہ ابوداود کی مذکورہ حدیث کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں: ''پیشاب سے فراغت کے بعد نبی ﷺ کا سلام کرنے والے کو یہ جواب دینا کہ ''میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ بغیر طہارت کے اللہ کا ذکر کروں۔'' یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ جنبی کے لیے قراءت قرآن مکروہ ہے' اس لیے کہ حدیث میں یہ بات سلام کا جواب دینے کے ضمن میں آئی ہے جیسا کہ ابوداود وغیرہ میں صحیح سند سے مروی ہے۔ چنانچہ قرآن تو سلام سے اولیٰ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور کراہت' جواز کے منافی نہیں جیسا کہ معروف ہے' اس لیے اس حدیث صحیح کی وجہ سے کراہت والی رائے کا اختیار کرنا ضروری ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو یہ سب اقوال میں سے سب سے زیادہ انصاف پر مبنی رائے ہے۔'' دیکھیے:

(سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني:٢/٤٨٩' رقم:٨٣٤)

آج کل ہر جگہ مدرسۃ البنات (بچیوں کے تعلیمی مدارس) عام ہو گئے ہیں' حفظ قرآن کے بھی اور دینی علوم کی تدریس کے بھی۔ مطلقاً ممانعت اور عدم جواز کے فتویٰ پر عمل سے ان مدارس میں پڑھنے والی طالبات اور پڑھانے والی استانیوں کو جو مشکلات پیش آ سکتی ہیں وہ محتاج وضاحت نہیں۔ یہ فقہی اصطلاح میں گویا عموم بلویٰ کی صورت پیدا ہو گئی ہے جس میں فقہاء جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ غالباً اسی لیے عصر حاضر کے بعض ان کبار علماء نے بھی' جو عدم جواز کے قائل ہیں' مدارس دینیہ میں زیر تعلیم طالبات

اور ان میں پڑھانے والی استانیوں کے لیے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''اس مسئلے میں علماء کا اختلاف جاننے کے بعد یہی بات زیادہ شایان ہے کہ یہ کہا جائے کہ حائضہ کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ قرآن کریم زبان سے نہ پڑھے' سوائے ضرورت وحاجت کے' جیسے کوئی استانی (معلّمہ) ہے' اس کے لیے طالبات کو پڑھانا اس کی ضرورت ہے یا امتحان کے موقع پر خود طالبات کی بھی' امتحان دینے کے لیے قرآن کریم کا پڑھنا' ایک ضرورت ہے یا اس قسم کی کوئی اور ضرورت ہو (تو حائضہ کے لیے قرآن کریم کا پڑھنا جائز ہے۔) (مجموع فتاوی و رسائل شیخ محمد بن صالح العثيمين:۱۱/۳۱۱)

بنابریں یہ حالات اور ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں کہ جواز کے فتویٰ کو تسلیم کیا جائے' بالخصوص جب کہ دلائل کے عموم سے اس کی تائید ہوتی ہے نہ کہ تردید۔ علاوہ ازیں جب کہ ممانعت کے دلائل بھی صحت و استناد کے اعتبار سے محل نظر ہیں' اس لیے زیادہ سے زیادہ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ حائضہ اور جنبی اگر اجتناب کر سکیں تو بہتر ہے' بصورت دیگر جواز سے مفر نہیں۔ واللہ أعلم۔

استحاضہ اور اس سے متعلق احکام ومسائل

بالغ ہونے کے بعد ہر عورت کو ہر مہینے چند دن خون آتا ہے جسے حیض کہا جاتا ہے۔ اس کے ضروری مسائل گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں۔ بعض دفعہ بعض عورتوں کو اس کے علاوہ بھی خون آتا ہے جو حیض کا خون نہیں ہوتا۔ رحم کے اندر ایک عازل نامی رگ ہوتی ہے' اس سے یہ خون کسی خرابی کی وجہ سے آتا ہے۔ یہ خون بالکل حیض کی طرح نہیں ہوتا' تاہم اس سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ اسی مشابہت کی وجہ سے اس کا پہچاننا بھی مشکل ہوتا ہے اور کئی پیچیدگیوں کا باعث بھی ہوتا ہے' اسی لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی بابت لکھا ہے: [فَإِنَّ مَسَائِلَ الْاِسْتِحَاضَةِ مِنْ أَشْكَلِ أَبْوَابِ الطَّهَارَةِ] ''استحاضہ کے مسائل طہارت کے مشکل ترین ابواب میں سے ہیں۔'' (مجموع فتاوىٰ:۲۱/۲۲)

احادیث میں بھی مختلف عورتوں کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس کی بابت جو احکام بیان ہوئے ہیں' ان میں بظاہر کچھ اختلاف سا نظر آتا ہے لیکن محدثین نے جمع و تطبیق کے ذریعے سے ان

کی اس طرح وضاحت فرما دی ہے کہ وہ اختلاف دور ہو جاتا ہے' جیسے بعض روایات میں ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور بعض میں ہے کہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور ان کے درمیان جمع صوری کر لے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرے اور ان کو جمع کر لے اور صبح کی نماز کے لیے ایک غسل کرے اور ظہر اور عصر کے درمیان اور مغرب اور عشاء کے درمیان وضو کر لے۔ جب کہ دیگر روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی عورت جب حیض سے پاک ہو تو صرف ایک مرتبہ غسل کر لیا کرے اور پھر ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرے۔ (اور مستحاضہ عورت کے لیے یہی حکم ہے) اس لیے جس حدیث میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم ہے' اس سے مراد پورے جسم کا غسل نہیں بلکہ صرف غسل فرج ہے' یعنی ہر نماز کے وقت شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لیا جائے۔ یا ہر نماز یا دو نمازوں کے لیے غسل کا حکم استحباب پر محمول ہے' یعنی واجب نہیں ہے' واجب تو صرف ایک مرتبہ ہی ہے جب وہ حیض کے خون سے پاک ہوگی' البتہ اگر وہ ہر نماز کے وقت یا دو نمازوں کے لیے غسل کر سکتی ہے تو بہتر ہے' فرض و واجب نہیں ہے۔ اس طرح روایات کا ظاہری تعارض دور ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں انھی مختلف روایات میں تطبیق دینے کے نقطۂ نظر سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مستحاضہ عورت کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

① ایک وہ عورت جس کو اپنی عادت کا اچھی طرح پتہ ہے کہ اسے اتنے دن حیض کا خون آتا ہے اور پھر بند ہو جاتا ہے۔ اس کو معتادہ کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی عادت کے مطابق مقررہ ایام میں (۶ یا ۷ دن) نماز روزے سے اجتناب کرے' پھر غسل کر کے نماز روزے کا آغاز کر دے۔

② دوسری وہ عورت ہے جسے اپنے ایام حیض کا اچھی طرح علم نہیں ہے بلوغت کے ساتھ ہی اسے بالاستمرار خون آ رہا ہے' تاہم اسے حیض کے خون کی اچھی طرح پہچان ہے' وہ حیض کے خون اور استحاضے کے خون کے درمیان تمیز کر سکتی ہے' ایسی عورت کو مُتَمَيِّزَہ کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ تمیز اور پہچان کر کے حیض کے ایام میں نماز روزے سے اجتناب کرے اور اس کے بعد غسل کر کے ان کا آغاز کر دے۔

③ تیسری قسم اس عورت کی ہے جو نہ معتادہ ہے اور نہ متمیزہ بلکہ مُتَحَيِّرَہ ہے' یعنی نہ اس کی کوئی

مقررہ عادت ہے اور نہ وہ حیض اور استحاضے کے خون کے درمیان تمیز ہی کر سکتی ہے۔ حیض کا خون بالعموم سیاہی مائل، گاڑھا اور بدبودار ہوتا ہے جب کہ استحاضے کا خون سرخ، غیر بدبودار اور پتلا ہوتا ہے لیکن وہ عورت ان کے درمیان تمیز کر کے حیض یا استحاضے کا فیصلہ نہیں کر سکتی، اس لیے کہ اسے خون یا تو ایک ہی طرح کا آتا ہے یا مختلف انداز کا آتا ہے جس کی اس کو پہچان نہیں ہے۔ اس کا حکم عام عورتوں کی عادات والا ہوگا، یعنی عورتوں کی غالب اکثریت کو جتنے دن ماہواری آتی ہے، اتنے دن یہ حیض کے اور باقی استحاضے کے شمار کرے گی اور اس حساب سے غسل کر کے پاک ہو جائے گی۔

(ملخص از مجموع فتاویٰ شیخ الإسلام ابن تیمیه: ۲۱/۲۲و۶۲۸-۶۳۱)

٭ **استحاضہ کے احکام:** حیض کے ایام کو چھوڑ کر باقی ایام جو استحاضے کے شمار ہوں گے، ان میں خون چاہے تھوڑا آئے یا زیادہ، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، زیادہ خون آنے کی صورت میں وہ کس کر لگام (کپڑا) باندھ لے یا روئی کی موٹی تہ رکھ لے یا آج کل اس کے لیے جو چیزیں نکلی ہوئی ہیں وہ استعمال کر لے۔ ان ایام استحاضہ میں وہ پاک سمجھی جائے گی۔ اس کے لیے نماز پڑھنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا ضروری ہوں گے۔ اسی طرح دیگر تمام احکام میں وہ پاک عورتوں کی طرح ہوگی۔ خاوند کے ساتھ ہم بستری بھی جائز ہوگی۔ صرف حیض کے ایام میں مذکورہ تمام چیزیں ممنوع ہوں گی۔

مستحاضہ کے لیے صرف ایک مسئلہ دوسری پاک عورتوں سے مختلف ہوگا اور وہ یہ ہے کہ وہ حیض سے فارغ ہو کر غسل کر کے جب پاک ہو جائے گی تو ہر نماز کے وقت پہلے شرم گاہ دھوئے گی، خون زیادہ آتا ہو تو اس کی روک تھام کے لیے لنگوٹ وغیرہ باندھے گی، پھر وضو کر کے ایک وقت کی مکمل نماز پڑھے گی۔ ہر نماز کے وقت اس کے لیے اس طریقے سے وضو کرنا ضروری ہوگا۔

٭ **لیکوریے، جریان اور سلسل البول کا حکم:** جس عورت کو لیکوریے یا جریان کی زیادہ شکایت ہو حتی کہ ایک نماز پڑھنا بھی اس کے لیے مشکل ہو یا بار بار ہوا خارج ہونے کی بیماری ہو۔ ایسی عورتیں بھی مستحاضہ کے حکم میں ہیں، یعنی ہر نماز کے وقت ایک مرتبہ وضو کر لیا کریں اور اس سے ایک وقت کی پوری نماز پڑھ لیا کریں۔ سلسل البول، جریان یا بار بار ہوا خارج ہونے کی بیماری میں مبتلا شخص کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

نفاس اور اس سے متعلق احکام ومسائل

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو بچے کی ولادت کی وجہ سے رحم مادر سے نکلتا ہے۔ یہ خون ولادت (زچگی) کے ساتھ ہی نکلتا ہے یا اس کے فوراً بعد یا ولادت سے دو تین دن پہلے درِزہ کے ساتھ' اگر خون کے ساتھ دردِزہ نہیں ہوگا تو یہ خون بھی نفاس کا نہیں ہوگا۔ نفاس کا یہ خون دراصل وہی خون ہوتا ہے جو حمل کے ٹھہرتے ہی بالعموم بند ہو جاتا ہے اور بچے کی خوراک کے کام آتا ہے' ولادت کے وقت یا اس سے کچھ قبل و بعد خون پیٹ میں بچا ہوا ہوتا ہے وہ باہر نکل آتا ہے۔

- اس خون (نفاس) کا تعلق چونکہ ولادت کے ساتھ ہے تو اس کی ابتدا ولادت ہی سے ہوگی۔ علاوہ ازیں اسی ولادت کا اعتبار ہوگا جس میں انسان کی تخلیق نمایاں ہو جاتی ہے۔ یہ مدت حمل کے ٹھہرنے کے بعد کم سے کم اَسّی (٨٠) دن اور زیادہ سے زیادہ نوے (٩٠) دن ہے جس میں حمل ایک کامل شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اگر کامل شکل اختیار کرنے سے قبل' یعنی ٨٠ دن سے پہلے حمل ساقط ہو جائے یا کر دیا جائے تو وہ نفاس کا خون نہیں بلکہ اسے دم فساد اور استحاضہ سمجھا جائے گا اور نماز روزے کی پابندی اس کے لیے ضروری ہوگی' البتہ اگر ٨٠' ٩٠ دن کے بعد اس کا حمل ساقط ہو جب کہ اس وقت حمل ایک کامل شکل اختیار کر چکا ہوتا ہے' تو پھر نکلنے والا خون نفاس کا ہوگا اور وہ حیض ونفاس والے احکام کی پابند ہوگی' یعنی خون کے جاری رہنے تک وہ نماز روزے سے اور خاوند کے ساتھ ہم بستری کرنے سے اجتناب کرے گی۔
- نفاس کا خون کتنے دن جاری رہتا ہے؟ اس کی کم سے کم کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ نفاس کا یہ خون جب بھی بند ہو جائے عورت غسل کر کے پاک ہو جائے اور نماز روزے کا آغاز کر دے' چاہے ١٠' ٢٠ دن یا اس سے بھی کم دن میں بند ہو جائے' البتہ یہ خون جاری رہے تو اس کی زیادہ سے زیادہ حد چالیس دن ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں: [كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً] ''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاس والی عورتیں چالیس دن یا چالیس راتیں بیٹھی رہتی تھیں۔'' (سنن أبي داود'

الطهارة' باب ماجاء في وقت النفساء' حديث:۳۱۱) یعنی نماز وغیرہ نہیں پڑھتی تھیں۔

○ اگر چالیس دن مکمل ہونے کے بعد بھی خون بند نہ ہو تو پھر عورت یہ دیکھے گی کہ یہ خون اس کی سابقہ عادت کے مطابق حیض کا خون تو نہیں؟ اگر رنگت اور عادت کی رُو سے وہ حیض کا خون ہوگا تو وہ حیض کا خون ہے' بصورت دیگر چالیس دن کے بعد جاری رہنے والا خون استحاضہ متصور ہوگا اور وہ غسل کر کے عبادات کی ادائیگی کا اہتمام کرے گی۔

* نفاس کے احکام: جب تک عورت نفاس میں رہے گی اس وقت تک حیض والی عورت کی طرح:

○ اسے نماز معاف ہوگی اور رمضان المبارک کے روزے رکھنے ممنوع ہوں گے' البتہ رمضان کے بعد روزوں کی قضا اس کے لیے ضروری ہے۔

○ حائضہ عورت کی طرح یہ بھی قرآن کریم کی تلاوت اور دیگر اذکار کر سکتی ہے۔

○ خانۂ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتی۔

○ خاونداس کے ساتھ ہم بستری (جماع) نہیں کر سکتا' البتہ مباشرت اور بوس و کنار کر سکتا ہے۔

○ حائضہ کی طرح نفاس والی عورت بھی غسل کر کے حج اور عمرے کا احرام باندھ سکتی ہے' یہ غسل صرف صفائی کے لیے ہے' طہارت کے لیے نہیں۔

○ خون بند ہونے کے بعد غسل کرنا ضروری ہے' اس کے بغیر وہ پاک نہیں ہوگی۔

○ نفاس کا خون چالیس دن سے پہلے بند ہو جائے اور عورت غسل کر کے نماز روزہ شروع کر دے' لیکن چالیس دن کے اندر اسے پھر خون آنا شروع ہو جائے تو اکثر علماء کے نزدیک یہ نفاس ہی کا خون ہو گا' وہ پھر نماز روزہ چھوڑ دے گی اور اس نے درمیان میں طُہر کی حالت سمجھ کر جو نمازیں پڑھیں یا روزے رکھے وہ صحیح سمجھے جائیں گے' ان کی قضا کی ضرورت نہیں ہوگی۔ چالیس دن پورے ہونے کے بعد وہ کیا کرے؟ اس کی وضاحت گزر چکی ہے کہ جاری رہنے والا خون حیض کا ہوگا یا استحاضے کا' اس کے مطابق اس کا حکم ہوگا۔

○ اگر کسی عورت کو وضع حمل کے وقت اور اس کے بعد خون نہ آئے تو وہ پاک ہوگی یا ناپاک؟ حمل کے ساتھ زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ خون تو ضرور ہی آتا ہے' اس لیے جب تک وہ غسل نہیں کر لے گی پاک

نہیں ہوگی' البتہ ایسی عورت جس کو نفاس کا خون نہ آئے تو وہ فوراً غسل کر کے پاک ہو جائے اور نماز روزہ شروع کر دے' خاوند کا اس کے ساتھ ہم بستری کرنا بھی جائز ہوگا۔

○ اگر بچہ بڑے آپریشن کے ذریعے سے ہو جس میں پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جاتا ہے۔ اس صورت میں نہ بچہ شرم گاہ کے راستے سے باہر آتا ہے اور نہ نفاس کا خون ہی آتا ہے۔ اس عورت کا حکم بھی نفاس والی عورت ہی کا ہے' یعنی اگر خون شرم گاہ سے آتا ہے تو وہ نفاس ہی کا خون ہوگا اور اگر خون نہیں آتا تو وہ پاک ہی سمجھی جائے گی اور پاک عورتوں کی طرح نماز روزے کی ادائیگی اس کے لیے ضروری ہوگی۔ (فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۱۲/۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣) - كِتَابُ الْحَيْضِ وَالِاسْتِحَاضَةِ (التحفة . . .)

مِنَ الْمُجْتَبٰى

حیض اور استحاضے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ بَدْءِ الْحَيْضِ، وَهَلْ يُسَمَّى الْحَيْضُ نِفَاسًا (التحفة ٢٢٠)

باب:۱-حیض کی ابتدا (کا بیان) اور کیا حیض کو نفاس کہا جا سکتا ہے؟

٣٤٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: «مَا لَكِ أَنَفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ».

۳۴۹-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہم صرف حج ہی کی نیت رکھتے تھے۔ جب ہم سرف مقام میں پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تمھیں کیا ہوا؟ حیض شروع ہو گیا؟'' میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''یہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔ تم وہی کرو جو حاجی کریں مگر طواف نہ کرنا۔''

فوائد و مسائل: ① ''بنات آدم'' سے استدلال ہے کہ حیض شروع ہی سے عورتوں پر مقرر ہے جب کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً (ان کا قول) منقول ہے کہ حیض بنی اسرائیل کی عورتوں پر مسلط کیا گیا تھا۔ دیکھیے: (فتح الباري: ١/٥١٩) ان کے مابین تطبیق یوں ممکن ہے کہ ابتدا تو حضرت حوا علیہا السلام ہی سے ہوئی مگر بنی اسرائیل کے دور میں کچھ اضافہ کر دیا گیا اور یہ کوئی بعید نہیں۔ واللہ أعلم۔ ② [أَنَفِسْتِ] اس جملے میں

٣٤٩_[صحيح] تقدم، ح: ٢٩١.

نفاس سے حیض مراد ہے۔ تشبیہاً نفاس کہا گیا۔ باب کا دوسرا جزو یہاں سے ثابت ہوا۔

(المعجم ٢) - ذِكْرُ الْإِسْتِحَاضَةِ وَ إِقْبَالِ الدَّمِ وَ إِدْبَارِهِ (التحفة ٢٢١)

باب:٢-استحاضے کا ذکر اور خون حیض کی ابتدا اور انتہا کا بیان

٣٥٠- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ مِنْ بَنِي أَسَدِ قُرَيْشٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّهَا تُسْتَحَاضُ، فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ لَهَا: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي».

٣٥٠-حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا' جو کہ قریش کی شاخ بنو اسد سے تعلق رکھتی تھیں' اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور بتایا کہ اس (فاطمہ) کو استحاضے کا خون آتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''یہ تو ایک رگ کا خون ہے۔ جب حیض کا خون آنے لگے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو اپنے (جسم) سے خون دھولو اور نہا کر نماز پڑھ لیا کرو۔''

٣٥١- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي».

٣٥١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب حیض کا خون آنے لگے تو نماز چھوڑ دو اور جب رک جائے تو غسل کرو۔''

٣٥٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ

٣٥٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا: اے اللہ کے رسول! تحقیق مجھے استحاضے کا

٣٥٠_[صحيح] تقدم، ح: ٢٠١.
٣٥١_[صحيح] تقدم، ح: ٢٠٢.
٣٥٢_[صحيح] تقدم، ح: ٢٠٦.

رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُسْتَحَاضُ؟ فَقَالَ: «إِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي، ثُمَّ صَلِّي» فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

خون آتا ہے۔تو آپ نے فرمایا: ''یہ ایک رگ ہے' لہٰذا حیض ختم ہونے کے بعد غسل کر کے نماز پڑھا کرو۔'' تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

(المعجم ٣) - اَلْمَرْأَةُ تَكُونُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْلُومَةٌ تَحِيضُهَا كُلَّ شَهْرٍ (التحفة ٢٢٢)

باب:٣-جس مستحاضہ عورت کو اپنے حیض کے دن معلوم ہوں' وہ ہر مہینے اُنھی کو حیض سمجھے

٣٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّمِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُمْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي».

٣٥٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے استحاضے کے خون کے بارے میں پوچھا۔ اور حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ان کا ٹب خون آلود پانی سے بھرا دیکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جتنے دن تمھیں پہلے حیض آیا کرتا تھا اتنے دن نماز وغیرہ سے رک جاؤ' پھر غسل کر کے نماز پڑھو۔''

وَأَخْبَرَنَا بِهِ قُتَيْبَةُ مَرَّةً أُخْرٰى، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ جَعْفَرَ بْنَ رَبِيعَةَ.

(امام نسائی ؒ فرماتے ہیں:) ہمیں قتیبہ نے دوبارہ یہ حدیث بیان کی تو (یزید بن ابی حبیب اور عراک بن مالک کے درمیان) جعفر بن ربیعہ کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: فوائد و مسائل کے لیے دیکھیے اسی کتاب کا ابتدائیہ۔

٣٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

٣٥٤- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے پوچھا: تحقیق مجھے خون آتا رہتا ہے' اس لیے میں کبھی پاک نہیں ہوتی' تو کیا میں مستقل نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'

٣٥٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٧.

٣٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٩.

قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا وَلَكِنْ دَعِي قَدْرَ تِلْكَ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا ثُمَّ اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي وَصَلِّي».

بلکہ تم صرف اتنے دن رات نماز چھوڑو جن دنوں میں تمھیں حیض آیا کرتا تھا' پھر غسل کر کے لنگوٹ باندھ لو اور نماز شروع کر دو۔"

فائدہ: دیکھیے' حدیث:۲۰۹ اور اس کے فوائد ومسائل۔

٣٥٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَاقُ الدَّمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لْتَسْتَثْفِرْ بِالثَّوْبِ ثُمَّ لْتُصَلِّ».

۳۵۵- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت کو رسول اللہ ﷺ کے دور میں بہت خون آتا تھا۔ تو ام سلمہ ؓ نے اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: "بیماری لگنے سے پہلے اس کو جن شب وروز میں ہر ماہ حیض آیا کرتا تھا' ان کا حساب لگائے اور ہر مہینے ان دنوں میں نماز چھوڑ دے۔ اور جب وہ دن گزر جائیں تو وہ غسل کرے لنگوٹ باندھے' پھر نماز شروع کر دے۔"

(المعجم ٤) - ذِكْرُ الْأَقْرَاءِ (التحفة ٢٢٣)

باب:۴- حیض کے لیے لفظ قرء کا استعمال

٣٥٦- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - وَهُوَ ابْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ ابْنُ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ - عَنْ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ - عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ

۳۵۶- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ' جو عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے نکاح میں تھیں' ان کو استحاضے کا خون آتا رہتا تھا۔ وہ پاک نہیں ہوتی تھیں۔ ان کا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو رحم میں کوئی زخم ہے۔ وہ اپنے دنوں کو یاد کرے جن میں اسے حیض آیا کرتا تھا' چنانچہ ان دنوں میں نماز چھوڑ دے' پھر

٣٥٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٩.
٣٥٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢١٠.

جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَنَّهَا أُسْتُحِيضَتْ لَا تَطْهُرُ، فَذُكِرَ شَأْنُهَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِنَ الرَّحِمِ لِتَنْظُرْ قَدْرَ قَرْئِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ لَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ ثُمَّ تَنْظُرْ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

اس کے بعد وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرے۔"

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۲۱۰ اور اس کے فوائد ومسائل۔

٣٥٧- أَخْبَرَنَا مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ إِنَّما هُوَ عِرْقٌ». فَأَمَرَهَا أَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ أَقْرَائِهَا وَحَيْضَتِهَا وَتَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

۳۵۷-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال استحاضہ رہا، چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو رگ کا خون ہے۔'' آپ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے گزشتہ حیض کے مطابق نماز چھوڑ دیں، پھر غسل کر کے نماز شروع کر دیں۔ تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کر لیا کرتی تھیں۔

٣٥٨- أَخْبَرَنَا عِيسٰى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَانْظُرِي إِذَا أَتَاكِ قَرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي،

۳۵۸-حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور (بے قاعدہ) خون کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''یہ ایک رگ کا خون ہے۔ تم حساب لگالو۔ جب تمھارے حیض کے دن آئیں تو نماز نہ پڑھو اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو غسل کر کے اگلے حیض کے آنے تک نماز پڑھو۔''

٣٥٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١١.

٣٥٨ـ [حسن] تقدم، ح: ٢١٢.

وَ إِذَا مَرَّ قَرْؤُكِ فَلْتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرْءِ إِلَى الْقَرْءِ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَا ذَكَرَ الْمُنْذِرُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں: اس حدیث کو حضرت عروہ سے ہشام بن عروہ نے بھی بیان کیا ہے' مگر وہ الفاظ ذکر نہیں کیے جو منذر بن مغیرہ نے ذکر کیے ہیں۔

وضاحت: ہشام بن عروہ کی روایت اس کے بعد والی ہے۔ان دونوں روایتوں میں دوفرق ہیں: ایک یہ کہ ہشام بن عروہ کی روایت میں یہ صراحت نہیں کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ نے حضرت عروہ کو یہ روایت بالمشافہ بیان کی ہے۔ دوسرا اس میں [مَابَيْنَ الْقَرْءِ إِلَى الْقَرْءِ] کے الفاظ مذکور نہیں۔

٣٥٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَوَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ قَالُوا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَ إِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي».

٣٥٩- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: تحقیق مجھے استحاضہ آتا ہے اور میں پاک نہیں ہوتی' تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ تو ایک رگ کا خون ہے۔ یہ حیض نہیں۔ جب حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز پڑھو۔''

(المعجم ٥) - جَمْعُ الْمُسْتَحَاضَةِ بَيْنَ الصَّلَاتَينِ وَغُسْلُهَا إِذَا جَمَعَتْ (التحفة ٢٢٤)

باب:٥-استحاضہ والی عورت دو نمازیں جمع کرسکتی ہے' جمع کرے تو غسل بھی کرے

٣٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٣٦٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت کو رسول اللہ ﷺ کے دور میں استحاضہ آتا تھا۔

٣٥٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١٣.

٣٦٠ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢١٤.

ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً مُسْتَحَاضَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قِيلَ لَهَا: إِنَّهُ عِرْقٌ عَانِدٌ، وَأُمِرَتْ أَنْ تُؤَخِّرَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا، وَتُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا وَاحِدًا.

اسے کہا گیا: تحقیق یہ ایک سرکش رگ کا خون ہے۔ اور اسے حکم دیا گیا کہ وہ ظہر کو مؤخر کرے اور عصر کو جلدی کرے اور دونوں کے لیے ایک غسل کرے۔ اسی طرح مغرب کو مؤخر کرے اور عشاء کو جلدی کرے اور دونوں کے لیے ایک غسل کرے۔ اور صبح کی نماز کے لیے الگ غسل کرے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث:٢١٤ اور اس کے فوائد ومسائل۔

٣٦١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ [قَالَتْ: قُلْتُ] لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فَقَالَ: «تَجْلِسُ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلُ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي، وَتُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلُ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، وَتَغْتَسِلُ لِلْفَجْرِ».

٣٦١- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے کہا: تحقیق میں استحاضہ والی عورت ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے حیض کے دنوں میں نماز سے رکی رہو پھر غسل کرو اور ظہر کو مؤخر کرو اور عصر کو جلدی کرو اور غسل کر کے دونوں نمازیں پڑھو۔ اسی طرح مغرب کو مؤخر کرو اور عشاء کو جلدی کرو اور غسل کر کے دونوں نمازیں اکٹھی پڑھو۔ اور فجر کے لیے الگ غسل کرو۔''

فائدہ: دیکھیے حدیث:٢١٤ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ (التحفة ٢٢٥)

باب:٦- حیض اور استحاضہ کے خون کے درمیان فرق

٣٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

٣٦٢- حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انھیں استحاضہ آتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان

٣٦١-[صحيح] وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.
٣٦٢-[صحيح] تقدم، ح: ٢٠١.

- وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ: أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِي فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ». قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ هٰذَا مِنْ كِتَابِهِ.

سے فرمایا: ''جب حیض کا خون آئے' اور یہ سیاہ خون ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے' تو نماز سے رک جاؤ۔ اور جب دوسرا خون ہو تو وضو کر کے نماز پڑھتی رہو کیونکہ یہ ایک رگ کا خون ہے۔''

محمد بن مثنی نے فرمایا: ابن ابی عدی نے یہ حدیث ہمیں اپنی کتاب سے بیان فرمائی (جب کہ آئندہ حدیث: ۳۶۳ اپنے حافظے سے بیان فرمائی۔)

فائدہ: دونوں روایات کی سند میں کچھ فرق ہے۔ کتاب والی روایت میں عروہ براہ راست حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش ﷞ سے بیان فرماتے ہیں جبکہ حفظ والی روایت میں حضرت عائشہ ﷞ کا واسطہ ہے۔ حضرت عروہ نے دونوں سے روایت کی ہے۔ حضرت فاطمہ سے بھی اور حضرت عائشہ ﷞ سے بھی' کیونکہ ان کی دونوں سے ملاقات ثابت ہے۔ بعض محدثین نے اسے ابن ابی عدی کی غلطی قرار دے کر پہلی روایت کو منقطع قرار دیا ہے' لیکن پہلی بات درست ہے۔ واللہ أعلم۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۲۱۶ اور اس کے فوائد و مسائل۔

٣٦٣- وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ مِنْ حِفْظِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ دَمَ الْحَيْضِ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي».

۳۶۳- حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش ﷞ کو استحاضہ آتا تھا۔ تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے۔ جب یہ خون ہو تو نماز سے رک جاؤ۔ اور جب دوسرا خون (استحاضہ) ہو تو وضو کر کے نماز پڑھو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ﷫ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث بہت سے راویوں نے بیان کی ہے لیکن کسی

٣٦٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢١٧.

مَا ذَكَرَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

نے وہ لفظ بیان نہیں کیے جو ابن ابی عدی نے ذکر کیے ہیں۔

فائدہ: استحاضے والی عورت کے لیے ضروری ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے۔ ہر نماز کے لیے غسل ضروری نہیں' البتہ مستحب ضرور ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

٣٦٤- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُسْتُحِيضَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَ إِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَتَوَضَّئِي وَصَلِّي، فَإِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ». قِيلَ لَهُ: فَالْغُسْلُ؟ قَالَ: وَذٰلِكَ لَا يَشُكُّ فِيهِ أَحَدٌ.

٣٦٤-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ کو استحاضہ آتا تھا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ (بے قاعدہ خون) آتا ہے اور میں کبھی پاک نہیں ہوتی' تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ایک رگ کا خون ہے' حیض نہیں۔ جب حیض آنے لگے تو نماز چھوڑ دو۔ اور جب رک جائے تو خون دھو کر وضو کرو اور نماز پڑھو کیونکہ یہ ایک رگ کا خون ہے' حیض نہیں ہے۔'' راوی سے کہا گیا: کیا حیض کے اختتام پر وہ غسل کرے گی؟ انھوں نے کہا: اس میں تو کسی کو شک ہی نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: «وَتَوَضَّئِي» غَيْرُ حَمَّادٍ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے بہت سے راویوں نے بیان کیا ہے مگر حماد کے سوا کسی نے [تَوَضَّئِي] کے لفظ ذکر نہیں کیے۔ واللہ أعلم.

فائدہ: یعنی حماد [تَوَضَّئِي] ''وضو کر'' کے الفاظ کے بیان میں منفرد ہے جبکہ باقی تمام راوی صرف غسل اور نماز کے حکم کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں۔ لیکن راجح بات یہ ہے کہ [تَوَضَّئِي] الفاظ کے بیان میں حماد منفرد نہیں بلکہ ان الفاظ کے بیان میں ابومعاویہ بھی ان کی موافقت کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: (صحيح البخاري' الوضوء' حديث:٢٢٨) معلوم ہوا کہ یہاں امام نسائی ؒ کا موقف مرجوح ہے۔ واللہ أعلم.

٣٦٤-[صحيح] تقدم، ح: ٢١٨.

٣٦٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي».

٣٦٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضے کا خون آتا ہے اور میں خون سے پاک نہیں ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ ہے، حیض نہیں۔ جب حیض آنے لگے تو نماز سے رک جاؤ اور جب حیض ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز پڑھو۔“

٣٦٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي».

٣٦٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں کبھی خون سے پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں۔ جب حیض آنے لگے تو نماز چھوڑ دو اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو خون دھو کر نماز پڑھو۔“

٣٦٧- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي

٣٦٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں پاک نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، یہ تو ایک رگ ہے، حیض نہیں۔ جب حیض شروع

٣٦٥ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح:٢٢٨، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح:٣٣٣ من حديث هشام به.

٣٦٦ـ[صحيح] تقدم، ح:٢١٩.

٣٦٧ـ[صحيح] تقدم، ح:٢٢٠.

لَا أَطْهُرُ أَفَأَتْرُكُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا، إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ» قَالَ خَالِدٌ وَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَيْهِ: «وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي».

ہو تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز پڑھو۔"

(المعجم ٧) - بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ (التحفة ٢٢٦)

باب: ۷- زرد اور مٹیالا پانی

٣٦٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: كُنَّا لَا نَعُدُّ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ شَيْئًا.

۳۶۸- حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم زرد اور مٹیالے پانی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں۔ (حیض شمار نہیں کرتی تھیں۔)

فوائد و مسائل: ① مذکورہ حدیث سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ کدرہ اور صفرہ حیض نہیں، مگر یہ بات مطلقاً درست نہیں کیونکہ اس موضوع کی دیگر روایات کو جمع کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر زرد اور مٹیالا پانی حیض کے ساتھ ہوں تو سفید پانی آنے تک انھیں حیض ہی شمار کیا جائے گا، البتہ اگر حیض سے پاک ہو جائیں، غسل کر لیں، اس کے بعد مٹیالا یا زرد پانی شروع ہو جائے یا چند دن گزر جائیں پھر مٹیالا یا زرد پانی آئے تو وہ حیض نہ ہوں گے کیونکہ حیض کی ابتدا گاڑھے سیاہ خون سے ہوتی ہے، البتہ اختتام زرد یا مٹیالے پانی سے ہو سکتا ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے اور یہی درست ہے۔ ② استحاضے والی عورت ایام حیض ختم ہونے پر غسل کر لے، پھر ہر نماز کے لیے وضو کرے۔ اس کا ایک وضو سے دو نمازیں پڑھنا درست نہیں۔

(المعجم ٨) - بَابُ مَا يَنَالُ مِنَ الْحَائِضِ وَتَأْوِيلِ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ الآية [البقرة: ٢٢٢] (التحفة ٢٢٧)

باب: ۸- حیض والی عورت سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: "لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں......" کی تفسیر

٣٦٨- أخرجه البخاري، الحيض، باب الصفرة والكدرة في غير أيام الحيض، ح: ٣٢٦ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهُنَّ وَلَا يُشَارِبُوهُنَّ وَلَا يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، فَسَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى﴾ اَلْآيَةَ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُؤَاكِلُوهُنَّ وَيُشَارِبُوهُنَّ وَيُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، وَأَنْ يَصْنَعُوا بِهِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا الْجِمَاعَ، فَقَالَتِ الْيَهُودُ: مَا يَدَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَأَخْبَرَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَا: أَنُجَامِعُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ؟ فَتَمَعَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَمَعُّرًا شَدِيدًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ غَضِبَ، فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَدِيَّةَ لَبَنٍ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا فَرَدَّهُمَا فَسَقَاهُمَا، فَعُرِفَ أَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا.

۳۶۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حیض آتا تو وہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہ ان کے ساتھ گھروں میں رہتے۔ لوگوں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى......﴾ اور لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے: وہ پلید چیز ہے لہٰذا حیض کی حالت میں عورتوں (کے ساتھ جماع) سے دور رہو۔'' تو اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ ان کے ساتھ کھائیں' پئیں اور گھروں میں انھیں ساتھ رکھیں اور جماع کے سوا سب کچھ کریں۔ یہودی کہنے لگے: یہ رسول تو ہر چیز میں ہماری مخالفت کرتا ہے۔ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے' آپ کو یہ بات بتائی اور کہنے لگے: کیا ہم حیض کی حالت میں جماع بھی کر لیا کریں؟ اللہ کے رسول ﷺ کا چہرہ سخت متغیر ہو گیا' حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ناراض ہو گئے ہیں' لہٰذا وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ کا تحفہ آ گیا تو آپ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا' وہ ان کو واپس لایا۔ اور آپ نے ان کو دودھ پلایا جس سے پتہ چل گیا کہ آپ ان پر ناراض نہیں ہیں۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۲۸۹ اور اس کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ٩) - ذِكْرُ مَا يَجِبُ عَلَى مَنْ أَتَى حَلِيلَتَهُ فِي حَالِ حَيْضِهَا مَعَ عِلْمِهِ بِنَهْيِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٢٢٨)

باب: ۹- جو آدمی ممانعت کے حکم کو جاننے کے باوجود بیوی سے حالت حیض میں جماع کرے تو اس پر کیا واجب ہوتا ہے؟

٣٦٩- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٩.

٣٧٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فِي الرَّجُلِ يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ - أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

٣٧٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں روایت بیان کرتے ہیں جو حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے کہ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۹۰ اور اس کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ١٠) - مُضَاجَعَةُ الْحَائِضِ فِي ثِيَابِ حَيْضَتِهَا (التحفة ٢٢٩)

باب: ۱۰- حیض والی عورت کے ساتھ حیض کے کپڑوں میں لیٹنا

٣٧١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ -: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ: بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «أَنَفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ. وَاللَّفْظُ لِعُبَيْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ.

٣٧١- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض شروع ہو گیا۔ میں آہستہ سے نکل گئی اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے حیض آ گیا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے مجھے بلایا تو میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔ اس حدیث کے الفاظ عبیداللہ بن سعید کے ہیں۔

فائدہ: اس روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں: عبیداللہ بن سعید اور اسحاق بن ابراہیم۔ دونوں کی

٣٧٠- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٩٠.

٣٧١- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٤، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٥ من طريق إسحاق بن إبراهيم.

روایت کا مفہوم ایک ہے' الفاظ میں کچھ فرق ہے۔ بیان کردہ الفاظ عبیداللہ بن سعید کے ہیں' نہ کہ اسحاق کے۔ مزید دیکھیے' حدیث:۲۸۴ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١١) - **بَابُ نَوْمِ الرَّجُلِ مَعَ حَلِيلَتِهِ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَهِيَ حَائِضٌ** (التحفة ٢٣٠)

باب:۱۱- حالت حیض میں خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ ایک کپڑے میں سونا

٣٧٢- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ صُبْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ خِلَاسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ نَبِيتُ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا طَامِثٌ حَائِضٌ فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ لَمْ يَعْدُهُ وَصَلّٰى فِيهِ.

۳۷۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ رات کو ایک چادر میں سوتے تھے' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ (خون وغیرہ) لگ جاتا تو آپ اس جگہ کو دھو لیتے' اس سے زائد نہ دھوتے' پھر اس میں نماز پڑھ لیتے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث:۲۸۵'۲۸۶ اور ان کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٢) - **مُبَاشَرَةُ الْحَائِضِ** (التحفة ٢٣١)

باب:۱۲- حیض والی عورت کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا

٣٧٣- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَنْ تَشُدَّ إِزَارَهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

۳۷۳- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم (ازواج مطہرات) میں سے کوئی حیض والی حالت میں ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اسے حکم دیتے کہ وہ اپنا ازار باندھ لے' پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث:۲۸۶ اور اس کے فوائد ومسائل۔

٣٧٤- **أَخْبَرَنَا** إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:

۳۷۴- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم

٣٧٢ـ[إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٨٥.

٣٧٣ـ[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٨.

٣٧٤ـ[صحيح] تقدم، ح: ٢٨٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٩.

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا حَاضَتْ أَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

(ازواج مطہرات) میں سے کسی کو حیض آنے لگتا تو رسول اللہ ﷺ اسے حکم دیتے کہ وہ ازار باندھ لے پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔

(المعجم ١٣) - ذِكْرُ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُهُ إِذَا حَاضَتْ إِحْدَى نِسَائِهِ (التحفة ٢٣٢)

باب:۱۳-رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی کو جب حیض آتا تو آپ کیا کرتے تھے؟

٣٧٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ عَيَّاشٍ - وَهُوَ أَبُو بَكْرٍ - عَنْ صَدَقَةَ بْنِ سَعِيدٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: حَدَّثَنَا جُمَيْعُ ابْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ مَعَ أُمِّي وَخَالَتِي، فَسَأَلْنَاهَا كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا حَاضَتْ إِحْدَاكُنَّ؟ قَالَتْ: كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا حَاضَتْ إِحْدَانَا أَنْ تَتَّزِرَ بِإِزَارٍ وَاسِعٍ ثُمَّ يَلْتَزِمُ صَدْرَهَا وَثَدْيَيْهَا.

۳۷۵-حضرت جُمَیع بن عمیر نے کہا کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ساتھ حضرت عائشہ ؓ کے پاس گیا۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ جب ازواج مطہرات میں سے کسی کو حیض آنے لگتا تو نبی ﷺ کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: جب ہم میں سے کسی کو حیض آنے لگتا' تو آپ اسے حکم دیتے کہ ایک وسیع ازار باندھے' پھر اس کا سینہ اور پستان اپنے جسم سے لگا لیتے۔

٣٧٦- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، وَاللَّيْثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ، عَنْ بُدَيَّةَ - وَكَانَ اللَّيْثُ يَقُولُ: نَدَبَةَ - مَوْلَاةِ مَيْمُونَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، إِذَا كَانَ

۳۷۶-حضرت میمونہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کے ساتھ لیٹ جایا کرتے تھے جب کہ اسے حیض آ رہا ہوتا تھا۔ اور اس پر آدھی رانوں تک یا گھٹنوں تک کپڑا ہوتا۔ لیث کی حدیث میں ہے کہ وہ اس کپڑے سے اپنے جسم کو ڈھانپے ہوتی تھی۔

٣٧٥_[إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢٣ من حديث صدقة بن سعيد به. ※ صدقة وجميع ضعيفان، ضعفهما الجمهور.

٣٧٦_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٨٨.

عَلَيْهَا إِزَارٌ يَبْلُغُ أَنْصَافَ الْفَخِذَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ. فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ: تَحْتَجِزُ بِهِ.

(المعجم ١٤) - بَابُ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَالشُّرْبِ مِنْ سُؤْرِهَا (التحفة ٢٣٣)

باب:۱۴- حائضہ عورت کے ساتھ مل کر کھانا اور اس کا جوٹھا پینا

٣٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جَمِيلِ ابْنِ طَرِيفٍ [قَالَ]: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ: هَلْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ مَعَ زَوْجِهَا وَهِيَ طَامِثٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُونِي فَآكُلُ مَعَهُ، وَأَنَا عَارِكٌ كَانَ يَأْخُذُ الْعَرْقَ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيهِ فَأَعْتَرِقُ مِنْهُ ثُمَّ أَضَعُهُ، فَيَأْخُذُهُ فَيَعْتَرِقُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِي مِنَ الْعَرْقِ، وَيَدْعُو بِالشَّرَابِ فَيُقْسِمُ عَلَيَّ فِيهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَشْرَبَ مِنْهُ فَآخُذُهُ فَأَشْرَبُ مِنْهُ ثُمَّ أَضَعُهُ، فَيَأْخُذُهُ فَيَشْرَبُ مِنْهُ وَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ وَضَعْتُ فَمِي مِنَ الْقَدَحِ.

۳۷۷- حضرت شریح سے روایت ہے' انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا عورت حیض کی حالت میں اپنے خاوند کے ساتھ کھا سکتی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' رسول اللہ ﷺ مجھے بلاتے' میں حیض کی حالت میں آپ کے ساتھ کھاتی۔ آپ ایک (گوشت والی) ہڈی پکڑتے' پھر مجھے قسم دیتے' میں اس سے کچھ گوشت نوچتی' پھر اسے رکھ دیتی تو آپ اٹھا لیتے اور اسے نوچنا شروع کر دیتے اور اپنا منہ مبارک وہیں رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا۔ اسی طرح پانی منگواتے اور پینے سے پہلے مجھے قسم دیتے (کہ میں پہلے پیوں۔) میں پکڑتی اور کچھ پانی پیتی' پھر میں رکھ دیتی تو آپ اٹھا لیتے اور اس سے پیتے اور اپنا منہ مبارک وہیں رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۲۸۰ اور اس کے فوائد ومسائل۔

٣٧٨- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضَعُ

۳۷۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنا منہ مبارک اس جگہ رکھتے جہاں سے میں نے پیا تھا اور میرے بچے ہوئے پانی سے پیتے تھے' حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

٣٧٧- [صحيح] تقدم، ح: ٧٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٢.
٣٧٨- [صحيح] تقدم، ح: ٧٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣.

فَاهُ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي أَشْرَبُ مِنْهُ، وَيَشْرَبُ مِنْ فَضْلِ شَرَابِي وَأَنا حَائِضٌ.

(المعجم ١٥) - اَلْاِنْتِفَاعُ بِفَضْلِ الْحَائِضِ (التحفة ٢٣٤)

باب:١٥-حائضہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے فائدہ اٹھانا

٣٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنَاوِلُنِي الْإِنَاءَ فَأَشْرَبُ مِنْهُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُعْطِيهِ فَيَتَحَرَّى مَوْضِعَ فَمِي فَيَضَعُهُ عَلَى فِيهِ.

٣٧٩-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے برتن پکڑاتے' میں اس سے پانی پیتی تھی جب کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی' پھر میں برتن آپ کو دے دیتی تو آپ میرے منہ کی جگہ کا قصد کرتے اور اس پر اپنا منہ رکھتے۔

٣٨٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ مِنَ الْقَدَحِ وَأَنَا حَائِضٌ، فَأُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ مِنْهُ، وَأَتَعَرَّقُ مِنَ الْعَرْقِ وَأَنَا حَائِضٌ، وَأُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ.

٣٨٠-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں پیالے سے پانی پیتی' پھر میں پیالہ نبی ﷺ کو پکڑا دیتی تو آپ اپنا منہ میرے منہ کی جگہ پر رکھ کر پانی پیتے۔ اسی طرح میں کوئی ہڈی نوچتی جب کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی' پھر میں وہ نبی ﷺ کو پکڑا دیتی' تو آپ اپنا منہ مبارک میرے منہ والی جگہ پر رکھتے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الرَّجُلِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ (التحفة ٢٣٥)

باب:١٦-آدمی اپنی حائضہ عورت کی گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھ سکتا ہے

٣٨١- أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٣٨١-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

٣٧٩ـ[صحيح] تقدم، ح: ٧٠.

٣٨٠ـ[صحيح] تقدم، ح: ٧٠.

٣٨١ـ[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٥، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٨.

وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَأْسُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حِجْرِ إِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

ﷺ کا سر مبارک ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی کی گود میں ہوتا تھا جب کہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھی اور آپ قرآن پڑھتے تھے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۷۴ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٧) - بَابُ سُقُوطِ الصَّلَاةِ عَنِ الْحَائِضِ (التحفة ٢٣٦)

باب:۱۷- حائضہ عورت کو نماز معاف ہے (قضا دینے کی ضرورت نہیں)

٣٨٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ عَائِشَةَ أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَا نَقْضِي وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ.

۳۸۲- حضرت معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ حیض والی عورت حیض کے دنوں کی نماز کی قضا ادا کرے؟ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: کیا تو خارجی عورت ہے؟ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی موجودگی میں حیض آتا تھا۔ ہم تو نماز کی قضا ادا نہیں کرتی تھیں اور نہ ہمیں قضا کی ادائیگی کا حکم دیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عائشہ ؓ نے اس عورت کو خارجی اس لیے کہا کہ خوارج کے نزدیک حیض کے دنوں کی نماز کی قضا ادا کرنا ضروری ہے۔ ② عورت کو حیض کے دنوں کی نماز کی قضا ادا کرنا اس لیے معاف ہے کہ ہر ماہ تیس پینتیس نمازوں کی قضا کافی مشکل ہے جب کہ ساتھ ساتھ وقتی نمازوں کی ادائیگی بھی لازمی ہے۔ بخلاف اس کے گیارہ مہینوں میں چھ سات روزوں کی ادائیگی آسان ہے جب کہ ساتھ وقتی روزے بھی نہیں اس لیے حائضہ کو روزوں کی قضا ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ گویا اس مسئلے میں تنگی دور کرنے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ اسْتِخْدَامِ الْحَائِضِ (التحفة ٢٣٧)

باب:۱۸- حائضہ عورت سے کوئی خدمت لینا

٣٨٢ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب: لا تقضي الحائض الصلاة، ح: ٣٢١ من حديث معاذة به، ومسلم، الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ح: ٣٣٥ من حديث أيوب السختياني به، ورواه أحمد: ٦/ ٣٢ عن إسماعيل ابن علية به.

٣٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ قَالَ: «يَاعَائِشَةُ! نَاوِلِينِي الثَّوْبَ» فَقَالَتْ: إِنِّي لَا أُصَلِّي، فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ فِي يَدِكِ» فَنَاوَلَتْهُ.

٣٨٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے کہ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! مجھے کپڑا پکڑاؤ۔“ انھوں نے کہا: میں ان دنوں نماز نہیں پڑھتی۔ آپ نے فرمایا: ”وہ (تیرا حیض) تیرے ہاتھ میں تو نہیں۔“ چنانچہ انھوں نے کپڑا پکڑا دیا۔

٣٨٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ عَبِيدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ،ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ» مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَتْ حَيْضَتُكِ فِي يَدِكِ».

٣٨٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مسجد سے چٹائی پکڑاؤ۔“ میں نے کہا: مجھے حیض آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا حیض تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے۔“

قَالَ إِسْحٰقُ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

اسحاق بن ابراہیم نے کہا: ہمیں یہ حدیث ابومعاویہ نے بھی اعمش کی سند سے اسی طرح بیان کی ہے۔

فائدہ: امام اسحاق بن ابراہیم اس حدیث میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دوسرے استاد ہیں اور انھوں نے یہ حدیث جریر سے بیان فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت جریر کے علاوہ ابومعاویہ نے بھی اعمش سے اسی سند کے ساتھ اسی طرح بیان فرمائی ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث: ٢٧٤ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٩) - بَسْطُ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٣٨)

باب: ١٩- حائضہ عورت مسجد میں مصلی بچھا سکتی ہے

٣٨٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٧١.

٣٨٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٢.

٣٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْبُوذٍ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِ إِحْدَانَا فَيَتْلُو الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ، وَتَقُومُ إِحْدَانَا بِخُمْرَتِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَتَبْسُطُهَا وَهِيَ حَائِضٌ.

٣٨٥- ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک ہم میں سے کسی کی گود میں رکھ کر قرآن مجید تلاوت فرماتے، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اسی طرح ہم میں سے کوئی آپ ﷺ کی چٹائی لے جا کر مسجد میں بچھاتی تھی، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اسی روایت کو، جو کہ اس سے قبل كتاب الطهارة، باب بسط الحائط الخمرة في المسجد میں بھی گزر چکی ہے، سنداً ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ یہاں پر اسے صحیح قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پر شیخ کو وہم ہوا ہے کیونکہ یہ روایت دیگر محققین کے نزدیک بھی صحیح ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ٢٧٤ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ تَرْجِيلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٣٩)

باب: ٢٠- حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر کو کنگھی کر سکتی ہے جب کہ وہ مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہو

٣٨٦- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهِيَ حَائِضٌ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَيُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا.

٣٨٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ حیض کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے سر کو کنگھی کر دیا کرتی تھیں جب کہ آپ معتکف ہوتے تھے۔ آپ انھیں اپنا سر پکڑا دیتے تھے اور وہ اپنے حجرے ہی میں ہوتی تھیں۔

(المعجم ٢١) - غَسْلُ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا (التحفة ٢٤٠)

باب: ٢١- حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے

٣٨٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٤.

٣٨٦ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب المعتكف يدخل رأسه البيت للغسل، ح: ٢٠٤٦ من حديث معمر، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها ... الخ، ح: ٢٩٧ من حديث عروة به.

٣٨٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

٣٨٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں: آپ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر میرے قریب فرما دیتے تھے میں اس کو دھو ڈالتی تھی حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی۔

٣٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

٣٨٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر مبارک مسجد سے (حجرے میں) نکال دیتے تھے اور میں باوجود حیض کی حالت کے آپ کا سر مبارک دھو دیا کرتی تھی۔

٣٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

٣٨٩- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو باوجود حیض کی حالت کے کنگھی کر دیا کرتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① باب سر دھونے کا ہے مگر اس حدیث میں کنگھی کا ذکر ہے اور بس مگر اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ عموماً سر دھونے کے بعد ہی کنگھی کی جاتی ہے۔ ② باب کا مقصد یہ ہے کہ حائضہ عورت کے ہاتھ بلکہ سارا جسم (سوائے نجاست کی جگہ کے) ظاہراً پاک ہوتا ہے۔ گیلا ہو یا خشک۔ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پانی پلید ہوتا ہے نہ ہاتھ۔ وہ گیلا ہاتھ یا جسم کسی سے لگ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ شُهُودِ الْحُيَّضِ الْعِيدَيْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ (التحفة ٢٤١)

باب: ٢٢- حیض والی خواتین کا عیدین میں جانا اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہونا

٣٨٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٩.

٣٨٨ـ [صحيح] أخرجه الدارمي: ١/ ٢٤٧، ح: ١٠٧١ من حديث فضيل بن عياض به، والحديث السابق شاهد له.

٣٨٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٠.

٣٩٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِلَّا قَالَتْ: بِأَبَا، فَقُلْتُ: أَسَمِعْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: نَعَمْ، بِأَبَا، قَالَ: لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، وَتَعْتَزِلِ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى.

٣٩٠-حضرت حفصہ سے روایت ہے کہ حضرت ام عطیہ ﷞ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتیں تو ضرور کہتیں: میرا باپ آپ پر فدا ہو۔ میں نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ایسے فرماتے سنا ہے؟ وہ کہنے لگیں: ہاں' میرا باپ آپ پر فدا ہو۔ آپ نے فرمایا: ''بالغ' پردہ نشین اور حیض والی عورتیں عید کے لیے نکلیں۔ وہ اس نیکی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں' البتہ حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔''

فوائد ومسائل: ① [بِيَبَا] یا [بِأَبَا] دراصل [بِأَبِي] ہے جس کا ترجمہ متن میں لکھ دیا گیا ہے۔ یہ ان محترمہ کا نبی ﷺ سے اظہار عقیدت ومحبت ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے بھی یہ بات ہمارے ایمان کا جزو ہے کہ ہماری ہر چیز آپ ﷺ پر فدا ہو جائے' چاہے جان ہو یا مال' والدین ہوں یا اولاد۔ ② ''ایسے ایسے فرماتے سنا ہے؟'' یعنی عورتوں کے عید میں حاضر ہونے کے بارے میں۔ ③ عید اہل اسلام کی خوشی' شان وشوکت' شکرانے اور عبادت کا عظیم دن ہے' اس لیے ہر مرد اور عورت کا جانا ضروری ہے۔ عورتیں پردے کے ساتھ جائیں تاکہ شان وشوکت کے ساتھ نیکی کے جذبات کا اظہار بھی ہو۔ حیض والی عورتوں کے لیے عبادت (نماز کی ادائیگی) تو منع ہے مگر ان کے جانے سے باقی مقاصد پورے ہوں گے۔

(المعجم ٢٣) - اَلْمَرْأَةُ تَحِيضُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ (التحفة ٢٤٢)

باب:٢٣-عورت کو طواف افاضہ کے بعد حیض شروع ہو جائے تو؟

٣٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ،

٣٩١-حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ حضرت صفیہ بنت حیی ﷞ (ام المومنین) کو حیض آنے لگا ہے۔ تو رسول اللہ

٣٩٠ـ أخرجه البخاري، الحج، باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت . . . الخ، ح: ١٦٥٢ من حديث إسماعيل ابن علية، ومسلم، صلاة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيدين إلى المصلى . . . الخ، ح: ٨٩٠ من حديث حفصة به.

٣٩١ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب المرأة تحيض بعد الإفاضة، ح: ٣٢٨، ومسلم، الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح: ٣٨٥ / ١٣٢٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤١٢.

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا، أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ؟» قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: «فَاخْرُجْنَ».

ﷺ نے فرمایا: ''ہوسکتا ہے وہ ہمیں واپسی سے روک لے؟'' (پھر آپ نے پوچھا:) ''کیا اس نے تمھارے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا؟'' حضرت عائشہ ؓ نے کہا: کیوں نہیں' بلکہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر چلو نکلو۔''

فوائد ومسائل: ① طواف افاضہ سے مراد دس ذوالحجہ کا طواف ہے جو حاجی پر فرض ہے۔ افاضہ کے معنی واپسی کے ہیں۔ چونکہ یہ عرفات سے واپسی کے بعد ہوتا ہے' اس لیے اسے طواف افاضہ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کو طواف زیارت اور طواف فرض بھی کہا جاتا ہے۔ ② حج کی ادائیگی کے بعد گھر کو واپسی سے قبل بھی طواف کرنا ضروری ہے' اسے طواف وداع کہا جاتا ہے' مگر جو عورت طواف افاضہ کر چکی ہو' اس کے بعد اس کو حیض شروع ہو جائے اور گھر واپسی کی تاریخ آ جائے تو وہ معذور ہے' بغیر طواف وداع کیے گھر واپس جا سکتی ہے۔

(المعجم ٢٤) - مَا تَفْعَلُ النُّفَسَاءُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ٢٤٣)

باب: ۲۴- نفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے؟

٣٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِينَ نُفِسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «مُرْهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ».

۳۹۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کی حدیث کے بارے میں روایت ہے' جب انھیں ذوالحلیفہ (مدینہ والوں کے احرام باندھنے کی جگہ) میں بچہ پیدا ہوا تھا' کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے فرمایا: ''اسے کہو کہ وہ غسل کرے اور احرام باندھے۔''

فائدہ: نفاس یا حیض والی عورت کا احرام کے وقت غسل کرنا طہارت کے لیے نہیں' کیونکہ وہ تو نفاس یا حیض ختم ہونے کے بعد ہوگا' بلکہ یہ غسل جسمانی صفائی کے لیے ہے' کیونکہ احرام کئی دن جاری رہ سکتا ہے۔ مزید فوائد کے لیے دیکھیے: حدیث: ۲۹۲۔

٣٩٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١٥.

(المعجم ٢٥) - **بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَاءِ** (التحفة ٢٤٤)

باب:۲۵-(عام عورت کی طرح) نفاس والی عورت کا جنازہ پڑھا جائے گا

٣٩٣- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ - يَعْنِي الْمُعَلِّمَ - عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فِي وَسَطِهَا.

۳۹۳-حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام کعب رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھا جو کہ بچے کی پیدائش کے موقع پر فوت ہو گئی تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ جنازے کے دوران میں ان کے درمیان کھڑے ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ نفاس کی حالت میں اگرچہ عورت خود نماز نہیں پڑھ سکتی مگر وہ فوت ہو جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس کا نفاس جنازے سے مانع نہیں، نیز وہ ظاہراً پلید نہیں، لہٰذا نمازی کے آگے رکھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مومن کا جسم ظاہراً پلید نہیں ہوتا، نہ جنابت سے، نہ حیض ونفاس سے اور نہ موت سے۔ نفاس سے جسم کی ناپاکی معنوی پلیدی ہے۔ ② عورت کے جنازے میں امام چارپائی کے وسط کے برابر کھڑا ہوگا جیسا کہ بعض روایات میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الجنائز، حديث: ١٣٣٢، وصحيح مسلم، الجنائز، حديث: ٩٦٤) اس میں نفاس کا کوئی دخل نہیں۔

(المعجم ٢٦) - **بَابُ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ** (التحفة ٢٤٥)

باب:۲۶-حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو؟

٣٩٤- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ - وَكَانَتْ تَكُونُ فِي حِجْرِهَا -: أَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتِ النَّبِيَّ ﷺ

۳۹۴-حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے؟ تو آپ نے فرمایا: ”اس کو (کسی چیز سے) کھرچ دو اور پانی ڈال کر ناخنوں سے ملو اور پھر دھو کر اس میں نماز پڑھ لو۔“

٣٩٣_ أخرجه البخاري، الجنائز، باب: أين يقوم من المرأة والرجل؟ ح: ١٣٣٢، ومسلم، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلاة عليه، ح: ٩٦٤ من حديث عبدالوارث بن سعيد به.

٣٩٤_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٩٤.

عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَ: «حُتِّيهِ وَاقْرُصِيهِ وَانْضِحِيهِ وَصَلِّي فِيهِ».

فائدہ: دیکھیے' حدیث:٢٩٤ کے فوائد ومسائل۔

٣٩٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوالْمِقْدَامِ ثَابِتٌ الْحَدَّادُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ قَالَ: «حُكِّيهِ بِضِلَعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ».

٣٩٥- حضرت ام قیس بنت محصن ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اسے کسی لکڑی (یا ہڈی وغیرہ) سے کھرچ دو اور پانی اور بیری کے پتوں سے دھو دو۔''

فائدہ: دیکھیے' حدیث:٢٩٣ کے فوائد ومسائل۔

٣٩٥- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٩٣.
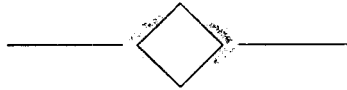
غسل اور تیمّم سے متعلق احکام و مسائل

امام نسائی رحمہ اللہ نے طہارت سے متعلق احکام و مسائل بیان کرتے ہوئے آخر میں غسل اور تیمّم کے مسائل بیان کیے ہیں۔طہارت میں غسل بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی انسان (مرد و عورت) جنبی ہو جائے یا کوئی عورت حیض یا نفاس سے فارغ ہو جائے تو شریعت کی رو سے وہ اس وقت تک نماز وغیرہ ادا نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ مسنون طریقے سے غسل نہ کر لیں۔ذیل میں ہم نے غسل ہی سے متعلق احکام و مسائل قدرے تفصیل سے بیان کیے ہیں تاکہ قارئین غسل کے جملہ مسائل ایک ہی جگہ ملاحظہ فرما سکیں۔

* غسل کی لغوی تعریف: غسل باب غَسَلَ يَغْسِلُ بروزن ضَرَبَ يَضْرِبُ سے مصدر ہے' لیکن یہ یاد رہے کہ غین پر زبر پڑھنے کی صورت میں مصدر ہوگا جس کے معنی ''دھونا ہیں'' اور غین پر پیش پڑھنے کی صورت میں علَم ہوگا جس کے معنی ''غسل کرنا'' ہیں۔

* غسل کی اصطلاحی تعریف: مخصوص شرائط اور ارکان کے ساتھ پاک پانی سے پورے جسم کو دھونا۔دیکھیے:(الموسوعة الفقهية:۳۱/۱۹۴)

* غسل کن صورتوں میں واجب ہوتا ہے: ① جنابت' یعنی سوتے یا جاگتے ہوئے مادۂ منویہ خارج ہونے کی وجہ سے' جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کے متعلق

دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''مذی سے وضو ہے اور منی سے غسل ہے۔'' دیکھیے: (جامع الترمذي، الطھارۃ، حدیث:۱۱۴، وسنن ابن ماجه، الطھارۃ، حدیث:۵۰۴) نیز حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ ام سلیم ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق سے حیا نہیں فرماتا' میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! جب وہ پانی (مادۂ منویہ) دیکھے۔'' تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاري، العلم، حدیث:۱۳۰، و صحیح مسلم، الحیض، حدیث:۳۱۳) نیز حضرت خولہ بنت حکیم ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ اگر عورت خواب میں وہی دیکھے جو کچھ مرد دیکھتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اس پر غسل فرض نہیں جب تک اسے انزال نہ ہو۔ جس طرح مرد پر غسل واجب نہیں جب تک اسے انزال نہ ہو۔'' دیکھیے: (مسند أحمد:٦/٤٠٩)

بنابریں معلوم ہوا کہ جنابت کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے' تاہم اگر کوئی خواب میں احتلام دیکھے لیکن نمی یا پانی محسوس نہ کرے تو اس پر غسل واجب نہیں۔ اور جو نمی اور پانی محسوس کرے' چاہے اسے احتلام کا ہونا یاد نہ رہے' اس پر غسل واجب ہے جیسا کہ حضرت خولہ بنت حکیم کی روایت سے واضح ہے۔

② مباشرت کی وجہ سے بھی غسل واجب ہے' خواہ انزال نہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور اس سے مشغول ہو تو اس پر غسل واجب ہو گیا۔'' (صحیح البخاري، الغسل، حدیث:۲۹۱، وصحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۴۸) صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ ؓ کی حدیث میں یہ صراحت بھی ہے کہ خواہ انزال نہ بھی ہو صرف دخول ہی سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحیض، حدیث:۳۴۸) اسی مفہوم کی ایک حدیث حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ختنہ (مرد کے آلۂ تناسل کا حشفہ) ختنے (عورت کی شرم گاہ) میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو گیا۔'' (جامع الترمذي، الطھارۃ، حدیث:۱۰۹) ایک روایت میں [مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ] کے الفاظ ہیں' یعنی جب ختنہ ختنے سے چھو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ ختنہ ملنے سے مراد دخول ہے

اور یہ الفاظ جماع سے کنایہ ہیں۔ بنابریں جملہ احادیث کو جمع کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مباشرت کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے' چاہے انزال نہ بھی ہوا ہو۔ واللہ اعلم۔

③ حیض اور نفاس سے فارغ ہونے پر بھی غسل واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ (البقرة ٢:٢٢٢) ''(اے نبی!) لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے: وہ تو گندگی ہے۔ تم حیض (کی حالت) میں عورتوں سے الگ رہو اور ان سے ہم بستری نہ کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں' پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمھیں حکم دیا ہے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضے کا خون آتا ہے اور میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے' حیض نہیں۔ جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب ایام حیض ختم ہو جائیں تو خون کو دھو کر نماز پڑھا کرو۔'' (صحیح البخاري' الحیض' حدیث:٣٠٦)

علامہ شیرازی رحمہ اللہ خون نفاس کی بابت لکھتے ہیں کہ نفاس کا خون آنے سے غسل لازم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دراصل حیض ہی ہوتا ہے جو جمع شدہ ہوتا ہے' اسی وجہ سے اس میں روزہ بھی نہیں رکھا جا سکتا اور مباشرت بھی حرام ہے اور فرض نمازیں بھی اس میں ساقط ہیں۔ الغرض نفاس سے غسل اسی طرح واجب ہے جس طرح حیض سے۔ مزید دیکھیے: (المهذب: ٢/ ١٦٧)

امام نووی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ حیض اور نفاس سے غسل واجب ہے۔ دیکھیے: (المجموع: ٢/ ١٦٨) حیض' نفاس اور استحاضے سے متعلق تفصیلی احکام و مسائل کتاب الحيض والاستحاضة کے ابتدائیہ میں گزر چکے ہیں۔

* غسل جنابت کا طریقہ: غسل جنابت کرتے ہوئے ارکان غسل اور سنن غسل کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

ارکان غسل: ① نیت: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔'' (صحیح

البخاري، بدء الوحي، حديث:١) ② پورے بدن پر پانی بہانا۔

غسل کی سنتیں: ① تین بار ہاتھ دھونا۔ ② شرم گاہ دھونا۔ ③ نماز کی طرح وضو کرنا سوائے پاؤں دھونے کے۔ لیکن اگر پانی غسل کرنے کی جگہ پر نہ ٹھہرتا ہو تو پاؤں ساتھ بھی دھوئے جا سکتے ہیں۔ ④ سر پر تین بار پانی ڈالنا اور بالوں کا خلال کرنا تا کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ ⑤ پورے جسم پر پانی بہاتے وقت، پہلے دائیں جانب پانی ڈالنا اس کے بعد بائیں جانب ڈالنا۔ اس کی دلیل اور غسل جنابت کا طریقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوتے تھے، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے اور شرم گاہ دھوتے اور پھر نماز والا وضو کرتے۔ پھر پانی لے کر بالوں کی جڑوں میں انگلیاں پھیرتے حتی کہ جب آپ سمجھتے کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ گیا ہے تو پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے، اس کے بعد اپنے پورے جسم پر پانی بہاتے اور بعد ازاں پاؤں دھو لیتے تھے۔ (صحيح البخاري، الغسل، حديث:٢٤٨) اسی طرح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر شرم گاہ کو دھویا، پھر بایاں ہاتھ جس سے شرم گاہ کو دھویا تھا زمین پر رگڑا، پھر اس کو دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرہ دھویا، پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئے، پھر سر پر (تین لپ) پانی ڈالا اور بالوں کی جڑوں تک پہنچایا، اس کے بعد تمام بدن پر پانی بہایا۔ اور اس کے بعد جہاں آپ نے غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔ (صحيح البخاري، الغسل، حديث:٢٥٧، ٢٥٩)

٭ مرد اور عورت کے غسل میں فرق: مرد اور عورت کے غسل کا طریقہ ایک ہی ہے کہ پہلے وضو کریں اور پھر پورے جسم پر پانی بہا دیں جیسا کہ تفصیل اوپر گزر چکی ہے، تاہم غسل جنابت میں عورت کو اجازت ہے کہ اگر اس کے بال گندھے ہوئے ہوں یا مینڈھیاں بنائی ہوئی ہوں تو انھیں کھولے بغیر ہی تین چلو سر پر ڈال لے، البتہ حیض اور نفاس سے پاک ہو کر غسل کرنے کی صورت میں عورت کے لیے بال کھولنا ضروری ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں بال کھولنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، الطهارة، حديث:٦٤١) نیز اس بات پر اجماع بھی ہے کہ غسل میں بدن کے تمام اعضاء واجزاء کو دھونا واجب ہے اور یہ حکم مرد و عورت ہر دو کے لیے ہے اور اس میں بالوں کا

دھونا بھی آتا ہے۔اس حدیث اوراس مفہوم کی دیگر احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت غسل حیض میں مینڈھیاں وغیرہ کھولے گی۔رہی صحیح مسلم کی وہ حدیث جس میں غسل حیض میں بھی بال نہ کھولنے کی رخصت ہے تو محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ غسل حیض میں مینڈھیاں اور بال نہ کھولنے والے الفاظ شاذ ہیں جیسا کہ صاحب عون المعبود اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی صراحت کی ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود، وسلسلة الأحاديث الصحيحة، للألباني، حديث:١٨٨) نیز سعودی مفتیان عورت کے غسل حیض میں بال کھولنے کی بابت لکھتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ احتیاط کے طور پر عورت غسل حیض میں بالوں کو کھول لے۔اس سے اختلاف بھی ختم ہو جائے گا اور تمام دلائل میں تطبیق بھی ہو جائے گی۔دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (اُردو) جلد: اول، ص:287، طبع دارالسلام) بنابریں راجح اور درست بات یہی ہے کہ عورت غسل حیض میں ضرور بال کھولے، تاہم غسل جنابت میں اسے رخصت ہے۔واللہ أعلم۔ غسل جنابت میں سر کا مسح نہیں ہے بلکہ تین چلو پانی ڈال کر اچھی طرح خلال کرنا ہے، نیز میاں بیوی اکٹھے اور ایک ہی برتن سے پانی لے کر غسل کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے نہاتے اور دونوں اس سے چلو بھر بھر کر لیتے تھے۔دیکھیے: (صحيح البخاري، الغسل، حديث:٢٧٣) مزید تفصیل کے لیے سنن نسائی کی کتاب المیاہ کا ابتدائیہ دیکھیے جس میں غسل کے لیے پانی وغیرہ سے متعلق احکام بالتفصیل بیان کیے گئے ہیں۔

* غسل جنابت کے دوران میں کیے جانے والے وضو کا حکم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔دیکھیے: (جامع الترمذي، الطهارة، حديث:١٠٧) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے شروع میں جو وضو کرتے تھے اسی کو کافی سمجھتے تھے اور نماز وغیرہ کے لیے دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔لیکن یہ یاد رہے کہ دوران غسل میں شرم گاہ کو (آگے پیچھے) ہاتھ نہ لگے ورنہ دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔واللہ أعلم۔

④ اسلام قبول کرنے والے نو مسلم کے لیے بھی غسل واجب ہے۔حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا۔آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں غسل کروں اور پانی میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔(سنن أبي داود، الطهارة،

حدیث:٣٥٥) تفصیل کے لیے دیکھیے:(عون المعبود' شرح حديث مذكور)

⑤ جمعہ کے لیے بھی غسل واجب ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٩٥) نیز حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بالغ پر جمعہ کے لیے جانا لازم ہے اور ہر وہ شخص جس پر جمعہ کے لیے جانا لازم ہے اس پر غسل (بھی لازم) ہے۔'' (سنن النسائي' الجمعة' حديث:١٣٧٢) اہل علم کے ایک گروہ نے ان احادیث اور اس مفہوم کی دیگر احادیث سے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جمعہ کے لیے غسل واجب ہے۔ کسی بھی مسلمان بالغ مرد وعورت کو بغیر معقول عذر کے اس بارے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے۔ اہل علم کا ایک دوسرا گروہ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث' جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔'' (جامع الترمذي' الجمعة' حديث:٤٩٧) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول' جس میں انھوں نے جمعہ کے غسل کی ابتدا کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت لوگ اونی کپڑے پہنتے تھے اور موسم بھی گرم ہوتا تھا اس وجہ سے انھیں پسینہ وغیرہ آتا تھا' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں غسل کا حکم دیا تھا۔ اب چونکہ یہ سب علتیں ختم ہو چکی ہیں' یعنی لوگ لباس موسم کے مطابق پہنتے ہیں اور مسجدیں بھی کشادہ ہو گئی ہیں' لہٰذا اب غسل کی چنداں ضرورت نہیں۔ (مسند أحمد:١/ ٢٦٨) سے استدلال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ غسل جمعہ واجب نہیں ہے بلکہ مسنون' مستحب اور مؤکد ہے۔ لیکن راجح اور حق بات یہی ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث میں مذکور ہے' نیز ایک دوسری حدیث میں مروی ہے' حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک دفعہ خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا تو حضرت عمر نے کہا: کیا تم لوگ نماز سے رکتے ہو (اور تاخیر سے آتے ہو؟) اس آدمی نے جواب دیا: اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ میں نے اذان سنی تو فوراً وضو کیا (اور حاضر ہو گیا۔) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف وضو؟ کیا تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٨٢) اس حدیث میں مذکور دوران خطبہ میں تاخیر

سے آنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ اور حضرت عمر کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو برسر منبر اَجلہ صحابہ کی موجودگی میں اس طرح تنبیہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ بالعموم غسل جمعہ کو واجب سمجھتے تھے۔ اگر یہ مستحب محض ہوتا تو اس انداز میں ہرگز تنبیہ نہ کی جاتی۔

بلاشبہ ابتداءً غسل جمعہ کے حکم کی بنیادی وجہ وہی تھی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمائی ہے۔ لیکن جب مسلمان اس کے قائل و فاعل ہو گئے تو انھیں اس کا شرعی اعتبار سے پابند کر دیا گیا جیسا کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ اب اگرچہ وہ بنیادی سبب موجود نہیں مگر حکم وجوب باقی ہے جیسا کہ مسئلہ حج میں طواف قدوم میں رمل کرنے (آہستہ آہستہ دوڑنے) کا بنیادی سبب موجود نہیں مگر حکم وجوب باقی ہے' اس لیے راجح یہی ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے۔ اس کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس میں غفلت بہت بڑی محرومی ہے۔ واللہ أعلم. غسل جمعہ کے بعد ان احوال کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں غسل کرنا مسنون یا مستحب ہے۔

* **عیدین کے لیے غسل:** نماز عید کے لیے جانے سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عید کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔ (المغني لابن قدامة: ٢٥٦/٣) علاوہ ازیں امام مالک رحمہ اللہ حضرت نافع رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن عیدگاہ جانے سے قبل غسل کیا کرتے تھے۔ (الموطأ للإمام مالك' العيدين' باب العمل في غسل العيدين' حديث: ٤٣٦) امام عبدالرزاق رحمہ اللہ مذکورہ روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: [وَأَنَا أَفْعَلُهُ] ''اور میں بھی عید کے روز غسل کرتا ہوں۔'' دیکھیے: (مصنف عبدالرزاق: ٣٠٩/٣) نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بابت معروف ہے کہ وہ متبع سنت تھے' بنابریں وہ جو نماز عید سے قبل غسل کیا کرتے تھے ہو سکتا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے دیکھا ہو۔ اور بعد میں اس پر عمل شروع کر دیا ہو۔ واللہ أعلم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل عیدین کی بابت صریحاً مرفوع کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ البتہ سنن ابن ماجہ کی روایت سے اس کا استحباب معلوم ہوتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً جمعہ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید بنایا ہے' چنانچہ جو شخص جمعہ کے لیے آئے اس کو چاہیے کہ غسل

کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو استعمال کرے اور مسواک کرے۔'' (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث: ١٠٩٨) مذکورہ حدیث میں جب جمعہ کے دن غسل' خوشبو اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ جمعہ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید بنایا ہے تو عید کے دن تو ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ ضروری اور پسندیدہ ہوگا۔ واللہ أعلم.

* **احرام باندھنے سے قبل غسل:** احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں' میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لیے اپنے کپڑے اتار دیے اور غسل فرمایا۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الحج' حديث: ٨٣٠)

* **مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل:** مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی مکہ مکرمہ آتے تھے تو وادیٔ ذی طویٰ میں رات گزارتے۔ صبح ہو جاتی تو غسل کرتے' پھر دن چڑھے مکہ میں داخل ہوتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الحج' حديث: ١٢٥٩)

* **میت کو غسل دینے والے کا غسل:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی میت کو نہلائے تو وہ غسل کرے۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' حديث: ٣١٦٢) نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر میت کو غسل دینے سے کوئی غسل واجب نہیں کیونکہ تمھاری میت طاہر ہوتی ہے نجس نہیں' لہٰذا تمھارے لیے یہی کافی ہے کہ اپنے ہاتھ دھو لو۔'' (السنن الكبرىٰ للبيهقي' حديث: ٣/ ٣٩٨) مذکورہ دونوں احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جو شخص میت کو غسل دے' اس کے لیے نہانا مستحب ہے ضروری نہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میت کو غسل دیتے تو ہم میں سے بعض لوگ غسل کرتے اور بعض نہ کرتے۔ (السنن الكبرى للبيهقي: ١/ ٣٠٦) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (أحكام الجنائز و بدعها' للألباني' مسئله: ٣١)

* **مستحاضہ کا غسل:** وہ عورت جسے استحاضے کا عارضہ لاحق ہو اس کے لیے ہر نماز کے لیے غسل کرنا یا ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرنا اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرنا اور فجر کے لیے ایک غسل

کرنا مستحب ہے جیسا کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ بنت ابو حبیش کو اتنے اتنے دنوں سے استحاضہ ہے اور اس نے نماز نہیں پڑھی تو آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اسے چاہیے کہ ٹب میں بیٹھے' اگر پانی پر زردی غالب ہو تو چاہیے کہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے اور ان کے مابین وضو کرے۔'' دیکھیے: (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٢٩٦) بنابریں اس حدیث اور اس کے ہم معنی دیگر احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل یا دو نمازوں کے لیے غسل' استحباب کے معنی میں ہے' یعنی بہتر ہے' ضروری نہیں۔ نیز جمہور علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ واللّٰہ أعلم.

* **مشرک اور کافر کو دفن کرنے کے بعد غسل:** کسی مشرک اور کافر کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا مستحب اور مسنون ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور اپنے والد کو زمین میں دبا آؤ' پھر کوئی کام نہ کرنا حتی کہ میرے پاس آ جانا۔'' چنانچہ میں گیا اور اسے زمین میں دبا آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے غسل کیا۔ اور آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔ (سنن أبي داود' الجنائز' حديث:٣٢١٤' وسنن النسائي' الجنائز' حديث:٢٠٠٨) بنابریں معلوم ہوا کہ مشرک اور کافر وغیرہ کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ واللّٰہ أعلم.

* **ایک بیوی کے بعد دوسری بیوی سے مباشرت کرنے سے قبل غسل:** حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک بار اپنی ازواج کے پاس آئے اور ہر ایک کے ہاں غسل کیا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ (آخر میں) ایک ہی غسل نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ زیادہ پاکیزہ' عمدہ اور طہارت کا باعث ہے۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٢١٩' و سنن ابن ماجه' الطهارة' حديث:٥٩٠)

غسل کرتے وقت جہاں مذکورہ باتوں کا خیال اور لحاظ رکھنا ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ غسل کرتے وقت پردے کا بھی اہتمام کیا جائے۔ دلائل سے واضح ہے کہ عورت کا پورا جسم عورۃ ہے اور

مرد کا ناف سے لے کر گھٹنے تک۔ بنابریں غسل کرتے وقت پردے کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

آج کل ہمارے ہاں سیر و تفریح کے نام سے بعض تفریحی پارکوں میں عورتوں اور بچیوں کے نہانے کے لیے تالاب اور حوض وغیرہ بنائے گئے ہیں جو کہ سراسر بے حیائی پھیلانے کے مترادف ہے' لہٰذا ان میں نہانے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ عورت اگر کپڑوں سمیت بھی ان میں نہائے تو اس کے جسم کے وہ خدوخال نظر آتے ہیں جنھیں شریعت میں ڈھانپنے اور پردے میں رکھنے کا حکم ہے' تاہم غسل خانے وغیرہ میں مرد و عورت اپنے کپڑے وغیرہ اتار سکتے ہیں کیونکہ وہاں بے پردگی کا خطرہ نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم. غسل کے پانی کی بابت تفصیلی احکام و مسائل کے لیے دیکھیے سنن النسائی کی کتاب المیاہ کا ابتدائیہ۔

تیمّم سے متعلق احکام و مسائل

اسلامی شریعت کی بنیاد چونکہ آسانی اور سہولت پر ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے عذر میں مبتلا لوگوں کے لیے عبادات کے ادا کرنے میں حسب عذر تخفیف کر دی ہے تاکہ وہ کسی حرج اور مشقت کے بغیر عبادات کی ادائیگی کر سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج ٢٢: ٧٨) ''اور اس (اللہ تعالیٰ) نے تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔'' نیز فرمایا: ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة ٢: ١٨٥) ''اللہ تعالیٰ تمھارے حق میں آسانی چاہتا ہے' سختی نہیں چاہتا۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا: ''دین آسان ہے۔'' (صحيح البخاري' الإيمان' حديث: ٣٩) اسی آسانی اور سہولت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے پانی دستیاب نہ ہونے یا اس کے استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں تیمّم کی سہولت بہم پہنچا کر امت مسلمہ کے لیے بہت بڑی آسانی فراہم کر دی ہے۔

تیمّم کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کرنے کے ہیں جبکہ شرعی اصطلاح میں نماز وغیرہ کو مباح کرنے کی غرض سے چہرے اور ہاتھوں پر ملنے کے لیے پاک مٹی کے قصد و ارادے کو تیمّم کہتے ہیں۔

* تیمّم کی مشروعیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ

اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡلٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَ اَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ﴾(المائدة ٥:٦) ''اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی ضروری حاجت سے (فارغ ہوکر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے ہم بستری کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو پس اسے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لو۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ نکلے جب ہم بیداء یا ذات الجیش پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش کے لیے قیام فرمایا تو دوسرے لوگ بھی آپ کے ہمراہ ٹھہر گئے۔ وہاں کہیں پانی نہ تھا لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو ٹھہرا لیا' اور یہاں پانی بھی نہیں ملتا اور نہ ان کے پاس ہی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھے محو استراحت تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تم نے رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو یہاں ٹھہرا لیا' حالانکہ ان کے پاس پانی نہیں ہے اور نہ اس جگہ دستیاب ہی ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر سخت ناراض ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا (برا بھلا) کہا' نیز میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکے لگانے لگے۔ میں نے حرکت اس لیے نہ کی کہ میری ران پر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک تھا۔ صبح کے وقت اس بے آب مقام پر رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرما دی' چنانچہ لوگوں نے تیمّم کرلیا۔ اس وقت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بولے: اے آل ابوبکر! یہ کوئی تمھاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (صحيح البخاري' التيمم' حديث:٣٣٤) مذکورہ آیت اور حدیث میں تیمّم کے آغاز کی صراحت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کی عدم موجودگی یا استعمال پر عدم قدرت کی صورت میں پاک مٹی سے تیمّم کرنا جائز ہے۔

* وہ اسباب جن کے باعث تیمّم کرنا جائز ہے: جب آدمی پانی استعمال کرنے سے قاصر ہو تو وہ تیمّم کرسکتا ہے' مثلاً: آس پاس کہیں پانی موجود ہی نہ ہو' یا کسی بیماری کے باعث استعمال نہ کرسکتا ہو کہ اس سے اذیت بڑھ جائے گی' یا بہت زیادہ سردی ہو جس میں پانی استعمال کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہو۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ نے

لوگوں کو نماز پڑھائی، بعد میں دیکھا کہ ایک آدمی الگ بیٹھا ہوا ہے، آپ نے پوچھا: ''کیا وجہ ہے کہ تم نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟'' اس نے کہا کہ میں جنابت سے ہوں اور یہاں پانی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے پاک مٹی سے تیمّم کرنا ہی کافی تھا۔'' (صحیح البخاري، التیمم، حدیث: ٣٤٤) اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ایک آدمی کو پتھر لگا جس سے اس کا سر زخمی ہوگیا، پھر اسے احتلام بھی ہوگیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا میرے لیے رخصت ہے؟ انھوں نے کہا: تم پانی استعمال کرنے پر قادر ہو، اس لیے تمھارے لیے کوئی رخصت نہیں، چنانچہ اس نے غسل کرلیا جس کے نتیجے میں وہ فوت ہوگیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس کی وفات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''انھوں نے اس کو قتل کر ڈالا، اللہ انھیں ہلاک کرے۔ انھوں نے پوچھ کیوں نہ لیا جبکہ انھیں علم نہ تھا۔ بے شک عاجز (جاہل) کی شفا سوال کر لینے میں ہے۔'' (سنن أبي داود، الطھارۃ، حدیث: ٣٣٦، وسنن ابن ماجه، الطھارۃ، حدیث: ٥٧٢) نیز حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ ذات سلاسل میں مجھے ایک ٹھنڈی رات میں احتلام ہوگیا، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہوجاؤں گا، چنانچہ میں نے تیمّم کرلیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ انھوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ نے پوچھا: ''اے عمرو! کیا تو نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جماعت کرائی تھی۔'' میں نے بتایا کہ کس وجہ سے میں نے غسل نہیں کیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ میں نے اللہ کا فرمان سنا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ (النسآء ٤:٢٩) ''اپنے آپ کو قتل نہ کرو، اللہ تم پر بہت ہی مہربان ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔ (مسند أحمد: ٤/٢٠٣، وسنن أبي داود، الطھارۃ، حدیث: ٣٣٤، ٣٣٥)

* تیمّم کن چیزوں سے کیا جا سکتا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ (المائدۃ ٥:٦) ''پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورُ الْمُسْلِمِ، وَإِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِينَ] (جامع الترمذي، الطھارۃ، حدیث: ١٢٤) ''پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا ذریعہ ہے اگرچہ دس برس پانی نہ ملے۔'' مذکورہ آیت اور

حدیث میں صعید سے تیمّم کرنے کا کہا گیا ہے۔لغت عرب میں صعید سے مراد فقط مٹی نہیں بلکہ سطح زمین ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد پاک زمین ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر پاک مٹی کو صعید کہا جاتا ہے۔المصباح المنیر میں ہے:[اَلصَّعِيدُ وَجْهُ الْأَرْضِ تُرَابًا كَانَ أَوْغَيْرَهُ] ''صعید سے مراد سطح زمین ہے چاہے وہ مٹی ہو یا کوئی اور چیز۔'' امام زجاج' جو کہ لغت کے امام مانے جاتے ہیں' فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس معنی میں اہل لغت میں اختلاف ہو۔ دیکھیے: (المصباح المنیر:۳۳۹'۳۴۰) امام ابن حزم رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ جس لغت میں قرآن نازل ہوا ہے اس میں صعید سے مراد سطح زمین ہے۔دیکھیے:(محلی ابن حزم:۲/۱۵۹) نیز امام ابواسحاق اس کی بابت لکھتے ہیں کہ صعید سے مراد سطح زمین ہے اور انسان کے ذمے یہی ہے کہ سطح زمین پر اپنے ہاتھ مارلے' یہ خیال کیے بغیر کہ وہاں مٹی ہے یا نہیں کیونکہ صعید کے معنی مٹی نہیں ہیں بلکہ سطح زمین کو صعید کہتے ہیں' وہ مٹی ہو یا کچھ اور۔ بالفرض اگر زمین ساری کی ساری پتھر ہی ہو اور وہاں مٹی نہ ہو اور تیمّم کرنے والا اگر اپنے ہاتھ انھی پتھروں پر مار کر اپنے چہرے پر پھیر لے تو یہی اس کے لیے طہارت کا ذریعہ ہوگا۔دیکھیے:(الروضة الندیة:۱/۱۷۴-۱۷۶) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے بھی اپنی صحیح میں باب باندھ کر اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ صعید سے مراد صرف مٹی ہی نہیں بلکہ اس سے شوریلی زمین بھی مراد ہے۔(صحیح ابن خزیمة:۱/۱۳۳) امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس زمین سے تیمّم فرماتے تھے جس پر آپ نے نماز پڑھنی ہوتی تھی' وہ خود مٹی ہوتی یا شوریلی زمین یا ریتلی۔ نبی اکرم ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:''جس جگہ میری امت کے کسی فرد کو نماز (کا وقت) پالے وہیں اس کی مسجد اور اسے پاک کرنے والی چیز ہے۔''(مسند أحمد:۵/۲۴۸)

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ نص صریح ہے کہ جو شخص ریت میں ہو اور نماز کا وقت آجائے تو اس کے لیے ریت باعث طہارت ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے تبوک کا سفر کیا تو دوران سفر میں ان کا گزر ریتلے علاقے سے بھی ہوا اور ان کے پاس پانی انتہائی قلیل تھا اور آپ سے یہ بھی منقول نہیں کہ آپ نے اپنے ساتھ مٹی اٹھائی ہو یا اس کے اٹھانے کا حکم دیا ہو اور نہ صحابہ ہی میں سے کسی نے ایسا کیا۔ جبکہ قطعی طور پر معلوم تھا کہ اس راستے میں مٹی سے ریت کہیں زیادہ ہے۔ حجاز وغیرہ کی

زمین بھی اسی طرح کی ہے۔ جو اس بارے میں تدبر کرے وہ یقیناً اس بات کا قائل ہوگا کہ آپ ریت سے بھی تیمّم کرلیا کرتے تھے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (زادالمعاد: ۱/ ۱۹۹، ۲۰۰) علاوہ ازیں شیخ محمد بن صالح عثیمین ؒ اس مسئلے کی بابت فرماتے ہیں کہ راجح بات یہ ہے کہ اگر کوئی انسان زمین پر ہاتھ مار کر تیمّم کر لیتا ہے' چاہے زمین پر غبار وغیرہ ہو یا نہ ہو۔ اس کا تیمّم صحیح ہے۔ دیکھیے: (مجموع فتاویٰ شیخ ابن عثیمین: ۴/ ۲۳۸)

بعض حضرات نے صحیح مسلم کی روایت: [وَ جُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا] اور مسند احمد کی روایت: [وَ جُعِلَ التُّرَابُ لِي طَهُورًا] سے استدلال کرتے ہوئے صرف مٹی ہی سے تیمّم کرنے کو ضروری قرار دیا ہے لیکن ان کا یہ استدلال محل نظر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر عام کے افراد میں سے کسی کی تخصیص کر لی جائے تو اس سے باقی افراد کا عموم ختم نہیں ہو جاتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ﴾ (الرحمٰن۵۵:۶۸) ''ان جنتوں میں لذیذ پھل ہوں گے' اور کھجوریں اور انار بھی۔'' نیز ارشاد ہے: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ رُسُلِهِ وَ جِبْرِيلَ وَ مِيكٰلَ......﴾ (البقرة۲:۹۸) ''جو کوئی اللہ کا' اس کے فرشتوں کا' اس کے رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے تو بے شک اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔'' پہلی آیت میں ﴿فَاكِهَةٌ﴾ ''پھل'' ذکر کرنے کے بعد ﴿نَخْلٌ﴾ ''کھجور'' اور ﴿رُمَّانٌ﴾ ''انار'' کا ذکر ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نخل اور رمان پھل نہیں ہیں' اسی طرح دوسری آیت میں پہلے مطلق ملائکہ کا ذکر ہے اور بعد میں جبریل اور میکائیل کا ذکر ہے۔ اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ جبریل اور میکائیل فرشتوں میں سے نہیں ہیں۔ بالکل بعینہٖ یہی بات مذکورہ دونوں روایتوں سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے ان میں تراب (مٹی) کا لفظ بولا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس سے مراد صرف مٹی ہی ہے اور کوئی چیز نہیں۔ چونکہ مٹی عام ہے اس لیے اس کی تخصیص کردی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سبل السلام: ۱/ ۱۹۳، ۱۹۴، ونيل الأوطار: ۱/ ۳۲۸، وذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۵/ ۳۸۱-۳۸۷) مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ راجح موقف یہی ہے کہ تیمّم صرف مٹی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سطح زمین پر جو کچھ بھی ہو اس سے تیمّم کیا جا سکتا ہے' خواہ وہ مٹی ہو یا ریت وغیرہ۔ واللہ أعلم.

* تیمّم کا طریقہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سفر کی حالت میں جنبی ہوگیا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے خاک میں لوٹ پوٹ ہوگیا' پھر سفر سے آ کر یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تمھیں صرف اس طرح کر لینا کافی تھا۔'' پھر آپ نے ایک بار زمین پر اپنا ہاتھ مارا' پھر اس سے غبار کو جھاڑا' اس کے بعد اپنے ہاتھ کی پشت کا بائیں ہاتھ سے مسح فرمایا یا اپنے بائیں ہاتھ کی پشت کا اپنے ہاتھ سے مسح فرمایا' پھر ان سے اپنے چہرے پر مسح کیا۔ (صحیح البخاري' التیمم' حدیث:۳۴۷) مذکورہ روایت میں صرف ہاتھ کی پشت کا ذکر ہے۔ باطن کف' یعنی ہاتھ کے اندر کی جانب مسح کا ذکر نہیں ہے' تاہم دیگر روایات میں اس کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر ہاتھ مارا' پھر اسے جھاڑا' پھر بائیں ہاتھ سے دائیں کا اور دائیں سے بائیں کا مسح کیا' اس کے بعد چہرے کا مسح کیا۔ (سنن أبي داود' الطھارة' حدیث:۳۲۱) نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ اسماعیلی کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ بہت ہی واضح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تجھے اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتا' پھر انھیں جھاڑتا' پھر دائیں ہاتھ سے بائیں کا اور بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کا مسح کرتا' اس کے بعد اپنے چہرے کا مسح کرتا۔'' (فتح الباري:١/ ٥٩٢ تحت حدیث:۳۴۷) ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہاتھوں کو صرف ایک ہی دفعہ زمین پر مارنا چاہیے' یعنی ہاتھوں پر تیمّم کرنے کے بعد منہ کے لیے دوبارہ ہاتھ زمین پر مارنے کی ضرورت نہیں اور نہ کہنیوں وغیرہ پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے دو ضربوں کے قائلین کے نام لیے ہیں' جن میں صحابہ بھی ہیں اور تابعین بھی اور ائمۂ فقہ بھی' نیز موطا امام مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تیمّم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرتے تھے۔ دیکھیے: (الموطأ للإمام مالك' باب العمل في التیمم' حدیث:۱۵۳)

امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ دو مرتبہ ہاتھ زمین پر مارنے والی تمام روایات میں مقال ہے۔ اگر یہ روایات صحیح ہوتیں تو ان پر عمل کرنا متعین ہوتا کیونکہ اس میں ایک بات زیادہ ہے جسے قبول کرنا ضروری ہوتا' اس لیے حق بات یہ ہے کہ صحیحین کی حضرت عمار کی روایت ہی کو کافی سمجھا جائے جس میں ایک مرتبہ ہاتھ زمین پر مارنے کا ذکر ہے' جب تک کہ دو مرتبہ والی روایت صحیح ثابت نہ ہو جائے۔ دیکھیے: (نیل

الأوطار:۱/۲۶۴) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تیمّم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا یہ ان کا اپنا عمل ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ جس سے زیادہ سے زیادہ جواز کی گنجائش نکلتی ہے' تاہم دلائل کی رو سے یہی موقف راجح اور اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے کہ تیمّم میں صرف ایک ضرب ہے اور وہ بھی صرف ہاتھوں اور چہرے کے لیے ہے' اس میں کہنیاں شامل نہیں ہیں۔ و الله أعلم.

تیمّم جس طرح وضو کا قائم مقام ہے اسی طرح غسل کا بھی' یعنی پانی نہ ملنے کی صورت میں جیسے وضو کی بجائے تیمّم کیا جا سکتا ہے ایسے ہی کسی پر غسل واجب ہو تو وہ بھی تیمّم کر سکتا ہے۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پانی ملنے کی صورت میں یا جس عذر کی وجہ سے تیمّم کیا تھا اس کے ختم ہو جانے پر تیمّم کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے۔ ورنہ جب تک تیمّم نہیں ٹوٹتا اس سے متعدد نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں' جیسے وضو برقرار رہے تو کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

پانی کے استعمال پر قدرت کے باوجود صرف اس اندیشے کی وجہ سے تیمّم کرنا کہ وضو یا غسل کرنے سے نماز کا وقت ختم ہو جائے گا' درست اور جائز نہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں: شریعت میں نص قرآن سے ثابت ہے کہ جب پانی نہ ہو تو آدمی تیمّم کر سکتا ہے' اس میں سنت مطہرہ نے یہ اضافہ کر دیا ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو یا سخت سردی کے باعث پانی کا استعمال مضر ہو تو اس صورت میں بھی تیمّم کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ کہیں ثابت نہیں کہ انسان پانی استعمال کرنے پر قادر ہونے کے باوجود تیمّم کر لے۔ آخر اس کی کیا دلیل ہے؟ اگر کہا جائے کہ وقت نکل جانے کا خدشہ ہو تو تیمّم کا جواز ہو سکتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے اور یہ عذر کوئی صحیح دلیل نہیں کیونکہ یہ شخص جسے وقت نکل جانے کا اندیشہ ہے دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو یہ اندیشہ اس کے اپنے عمل سستی اور غفلت کی وجہ سے لاحق ہوا ہے' یا اس کا اس میں کوئی اختیار نہ تھا' مثلاً: وہ سو گیا تھا یا بھول گیا تھا۔ تو اس دوسری حالت میں اس کی نماز کا وقت ہی اس وقت شروع ہوا ہے جب وہ بیدار ہوا یا اسے یاد آیا۔ اسے اسی وقت نماز ادا کر لینی چاہیے جیسے اسے حکم دیا گیا ہے۔ اس کی دلیل صحیحین کی روایت ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز بھول گیا یا سویا رہا' اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آئے پڑھ لے۔'' (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث:

۵۹۷) شارع الحکیم نے اس معذور کے لیے اجازت روا رکھی ہے کہ وہ ویسے ہی نماز پڑھے جس طرح اسے حکم ہے۔ اپنے وضو یا غسل کے لیے پانی استعمال کرے۔ اس کے لیے وقت نکل جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ اس شخص کے لیے تیمّم کرنا جائز نہیں۔ اس کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی یہی بات اختیار کی ہے اور مسائل ماردینیہ کے صفحہ: ۶۵ پر لکھا ہے کہ جمہور کا بھی یہی موقف ہے۔ اور پہلی صورت میں بھی یہی بات ہے کہ وہ پانی استعمال کرے اور پانی استعمال کر کے نماز پڑھے اگر بروقت پڑھ لی تو بہتر اور اگر وقت نکل گیا تو اپنے آپ کو ملامت کرے کیونکہ یہ اس کی اپنی کوتاہی کا نتیجہ ہے۔ یہی وہ بات ہے جس پر مجھے شرح صدر اور دلی اطمینان ہے اگرچہ شیخ الاسلام اور بعض دیگر ائمہ اس کے قائل ہیں کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔ بعد میں میں نے شیخ شوکانی رحمہ اللہ کی کتب کا مطالعہ کیا تو وہ بھی اسی موقف کی طرف مائل ہیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (تمام المنة، ص: ۱۳۲، ۱۳۳، و سيل الجرار: ۱/ ۳۱۱، ۳۱۲) مذکورہ تفصیل اور دیگر دلائل کی رو سے شیخ البانی رحمہ اللہ کا موقف ہی راجح معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت کے باوجود صرف اس وجہ سے تیمّم کرنا کہ وضو یا غسل کرنے سے نماز کا وقت نکل جائے گا، درست نہیں۔ واللہ أعلم.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤) - كِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ (التحفة . . .)

مِنَ الْمُجْتَبٰى

غسل اور تیمّم سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ ذِكْرِ نَهْيِ الْجُنُبِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ (التحفة ٢٤٦)

٣٩٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ».

باب:١- جنبی کو ٹھہرے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت کا ذکر

٣٩٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں ٹھہرے پانی کے اندر غسل نہ کرے۔“

٣٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ الرَّجُلُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ أَوْ يَتَوَضَّأُ».

٣٩٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اسے اس سے غسل یا وضو کرنا پڑے۔“

٣٩٦_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢١.

٣٩٧_ [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ٢٨٢/ ٩٦ من حديث معمر به، وهو في صحيفة همام بن منبه، ح: ٧٣.

٣٩٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يُغْتَسَلَ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۳۹۸-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب کیا جائے کہ پھر اس سے جنابت کی وجہ سے نہانا پڑے۔

فائدہ: ٹھہرا پانی وضو یا غسل کے کام آ سکتا ہے اور یہی اس کا اصل مقصود اور استعمال ہے لہٰذا اسے پیشاب کر کے ناقابل استعمال نہیں بنانا چاہیے کیونکہ اجازت عامہ کی صورت میں آخر وہ پانی متعفن ہو ہی جائے گا۔
مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (کتاب المیاہ کا ابتدائیہ اور حدیث: ۳۵، ۲۲۱، ۲۲۲ کے فوائد ومسائل)

٣٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ثُمَّ يُغْتَسَلَ مِنْهُ.

۳۹۹-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا کہ پھر اس سے نہایا جائے۔

٤٠٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ.

۴۰۰-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کرے جو چلتا نہیں ہے کہ پھر اس سے غسل کرے۔

قَالَ سُفْيَانُ: قَالُوا لِهِشَامٍ - يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ - إِنَّ أَيُّوبَ إِنَّمَا يَنْتَهِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّ أَيُّوبَ

حضرت سفیان نے کہا: لوگوں نے ہشام بن حسان سے کہا کہ ایوب تو اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ تک ہی رکھتے ہیں (رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچاتے؟) وہ

٣٩٨ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب البول في الماء الدائم، ح: ٢٣٩ من حديث أبي الزناد به.

٣٩٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٢.

٤٠٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ٩٧٦ عن سفيان بن عيينة به وموقوفًا، وأخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ٢٨٢ من حديث محمد ابن سيرين به.

لَوِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَرْفَعَ حَدِيثًا لَمْ يَرْفَعْهُ.

فرمانے لگے: ایوب کے بس میں ہوتا تو وہ کسی بھی حدیث کو مرفوع (رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب) بیان نہ کرتے۔

فوائد ومسائل: ① دراصل حضرت ہشام بن حسان اس حدیث کو مرفوع بیان فرماتے تھے اور حضرت ایوب اسے موقوف (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فرمان) بیان کرتے تھے' اس لیے شاگردوں نے حضرت ہشام سے وضاحت طلب کی۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ثابت ہے۔ حضرت ایوب کا اسے موقوف بیان کرنا ان کی احتیاط ہے۔ بہت سے محدثین حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے ڈرا کرتے تھے کہ کہیں کوئی غلط بات آپ کی طرف منسوب نہ ہو جائے' اس لیے وہ تابعی' صحابی تک رک جایا کرتے تھے۔ مگر یہ ضرورت سے زیادہ احتیاط ہے' اس لیے اس سے روایت کی صحت میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔ ② یہ دراصل نبی ﷺ کا فرمان ہے جسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا۔ کسی راوی نے اسے انھیں کی طرف منسوب کر دیا۔ دوسرے راویوں سے بلاشک وشبہ یہ فرمان رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب بیان ہوا ہے۔ ③ عربی الفاظ میں [اَلْمَاءُ الدَّائِمُ] کے ساتھ [اَلَّذِي لَا يَجْرِي] کی قید مزید وضاحت کے لیے ہے۔ ④ جاری پانی میں' جبکہ شدید حاجت ہو' پیشاب کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہاں نجاست پانی کے ساتھ ہی آگے چلی جائے گی' بلکہ تحلیل ہو جائے گی اور تعفن پیدا نہیں ہوگا' تاہم جہاں تک ہو سکے بچنا ہی بہتر ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي دُخُولِ الْحَمَّامِ (التحفة ٢٤٧)

باب: ۲- (غسل کے لیے) حمام میں داخل ہونے کی رخصت

٤٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ».

۴۰۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ازار کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① حَمَّام' حَمِيم سے ہے جس کے معنی گرم پانی کے ہیں۔ حمام سے وہ مشترک غسل خانے مراد ہیں جن میں گرم پانی کا انتظام ہوتا ہے اور ہر آدمی آ کر غسل کر سکتا ہے۔ چونکہ یہاں ہر وقت آدمی

٤٠١ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٨٨ من حديث إسحاق بن إبراهيم به مطولاً، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ٢٨٠١، ٢٨٠٢ وغيره.

آتے رہتے ہیں' لہٰذا بے پردگی کا خطرہ ہے' خصوصاً اس دور میں جب کہ وہاں ایک کمرا کپڑے اتارنے اور پہننے کے لیے مختص ہوتا تھا۔ وہاں سے غسل خانے میں ننگے جاتے تھے اور غسل خانے کی قطار میں کئی کئی نہانے والے ننگے ہوا کرتے تھے' اس بنا پر بعض احادیث میں حمام کی مذمت کی گئی ہے۔ ② بہتر یہی ہے کہ انسان اپنے مخصوص گھریلو غسل خانے میں نہائے جہاں نہ عام لوگ آتے ہیں اور نہ بے پردگی کا خطرہ ہے لیکن اگر کبھی مجبوراً ''حمامات'' (مشترکہ غسل خانوں) میں نہانا پڑے تو ازار باندھ کر نہائے تاکہ بے پردگی نہ ہو۔ عورتوں کا ''حمامات'' میں نہانا سخت گناہ ہے کہ اس کا تقریباً سارا جسم پردہ ہے۔ ہمارے ہاں موجود حمام ایسے نہیں ہیں اور نہ ان میں مذکورہ بالا قباحتیں پائی جاتی ہیں۔

(المعجم ٣) - **بَابُ الْاِغْتِسَالِ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ** (التحفة ٢٤٨)

باب:٣- برف اور اولوں سے (پگھل جانے کے بعد) غسل کرنا

٤٠٢- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو: «اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْهَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ».

٤٠٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا...... وَالْمَاءِ الْبَارِدِ] ''اے اللہ! مجھے گناہوں اور غلطیوں سے پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے ان سے اس طرح صاف فرما دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے برف' اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک صاف کر دے۔''

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے' حدیث: ٦٠ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ٤) - **بَابُ الْاِغْتِسَالِ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ** (التحفة ٢٤٩)

باب:٤- ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا

٤٠٣- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى [بْنِ مُحَمَّدٍ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا

٤٠٣- حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ

٤٠٢ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع؟ ح: ٤٧٦/ ٢٠٤ من حديث شعبة به.

٤٠٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ مَجْزَأَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ كَمَا يُطَهَّرُ الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ».

وَالْبَرَدِ ...... مِنَ الدَّنَسِ] ''اے اللہ! مجھے برف' اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔''

فائدہ: میل کچیل اتارنے کے لیے عام طور پر گرم پانی استعمال کیا جاتا ہے' نہ کہ ٹھنڈا' مگر یہاں برف' پانی اور اولوں سے اللہ تعالیٰ کی مخصوص رحمتیں مراد ہیں' لہٰذا ٹھنڈک کا ذکر فرمایا کہ وہ سکون کا ذریعہ ہے۔ اللہ کی رحمت کو آگ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ (پانی آگ سے گرم کیا جاتا ہے۔) اس لیے ٹھنڈے پانی کا ذکر فرمایا۔ ویسے عرب کی گرم ترین فضا میں ٹھنڈا پانی مطلوب ومحبوب ہوتا ہے۔

(المعجم ٥) - **بَابُ الْاِغْتِسَالِ قَبْلَ النَّوْمِ** (التحفة ٢٥٠)

باب:٥- نیند سے پہلے غسل جنابت کر لینا

٤٠٤- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ نَوْمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَيَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ.

۴۰۴- حضرت عبداللہ بن ابوقیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ جنابت کی حالت میں کیسے سوتے تھے؟ کیا سونے سے پہلے غسل فرماتے تھے یا غسل سے پہلے سو جاتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ دونوں طرح کر لیتے تھے۔ کبھی غسل فرما کر سوتے اور کبھی صرف وضو کر کے سو جاتے۔

(المعجم ٦) - **بَابُ الْاِغْتِسَالِ أَوَّلَ اللَّيْلِ** (التحفة ٢٥١)

باب:٦- شروع رات ہی میں غسل (جنابت) کر لینا

٤٠٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ

۴۰۵- حضرت غضیف بن حارث نے کہا: میں

٤٠٤ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح:٣٠٧ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به.

٤٠٥ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٢٣.

عَرَبِيٌّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُرْدٍ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ نُسَيٍّ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا فَقُلْتُ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ مِنْ آخِرِهِ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ أَوَّلِهِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ آخِرِهِ. قُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

حضرت عائشہ ؓ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا: کیا اللہ کے رسول ﷺ غسل جنابت رات کے شروع میں فرماتے تھے یا آخر میں؟ انھوں نے فرمایا: آپ دونوں طرح کر لیتے تھے۔ کبھی شروع رات میں غسل فرما لیا کرتے تھے اور کبھی آخر رات میں۔ میں نے کہا: ہر قسم کی تعریف اللہ کی جس نے اس معاملے میں فراخی رکھی۔

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۲۳ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْاِسْتِتَارِ عِنْدَ الْغُسْلِ (التحفة ٢٥٢)

باب: ۷- غسل کرتے وقت پردہ کرنا

٤٠٦- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلٰى: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَلِيمٌ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ، فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ».

۴۰۶- حضرت یعلی ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو کھلی جگہ میں غسل کرتے دیکھا۔ آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے، پھر اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا: ”اللہ عزوجل بہت بردبار، حیادار اور پردے والا ہے۔ حیا اور پردے کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردے میں کرے۔“

فوائد ومسائل: ① حَلِيم۔ حَيِيّ۔ سِتِّير اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام صفات کاملہ سے متصف ہے اور وہ صفات اللہ تعالیٰ میں اس کی شان کے مطابق متحقق ہوتی ہیں۔ ہمیں ان کی حقیقت سے متعلق بحث نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہم ان کی حقیقت کو جان ہی سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات ہماری عقل سے ماورا ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ ۴۲:۱۱) ”اس جیسی کوئی چیز نہیں۔“ ان صفات کو تسلیم کرنا اور بلاوجہ ان کی من گھڑت تاویلات سے اجتناب ضروری ہے ورنہ قرآن وحدیث کا انکار لازم آ سکتا

٤٠٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الحمام، باب النهي عن التعري، ح: ٤٠١٢ عن عبدالله بن محمد بن نفيل النفيلي به. * عطاء بن أبي رباح سمعه من صفوان بن يعلٰى، انظر الحديث الآتي.

ہے۔② غسل اس طرح پردے میں ہونا چاہیے کہ جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ یہ بہتر ہے۔ اس طرح انسان جن وانس کے برے اثرات سے محفوظ رہے گا۔ ورنہ نظر وغیرہ لگنے کا خطرہ رہے گا' نیز اس سے شرم وحیا میں اضافہ ہوگا۔ اور شرم وحیا ایمان کا جز ہے۔

٤٠٧- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ سِتِّيرٌ فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ».

۴۰۷- حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ بہت پردے والا ہے۔ جب تم میں سے کوئی غسل کرنے کا ارادہ کرے تو کسی چیز کی اوٹ میں چھپ جائے۔''

٤٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مَاءً، قَالَتْ: فَسَتَرْتُهُ، فَذَكَرَتِ الْغُسْلَ قَالَتْ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا.

۴۰۸- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے (غسل کے) لیے پانی رکھا' پھر میں نے آپ کو پردہ کیا۔ چنانچہ آپ نے غسل فرمایا' پھر میں آپ کے پاس (جسم کی صفائی کے لیے) ایک کپڑا لائی۔ آپ نے اس کی ضرورت محسوس نہ کی۔

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۵۴' ۲۵۵ اور ان کے فوائد ومسائل۔

٤٠٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ

۴۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ حضرت ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گریں۔ وہ ان کو اپنے

٤٠٧- [صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ٤٠١٣ (انظر الحديث السابق) من حديث الأسود بن عامر به، وطعن أبوحاتم في هذا الحديث. * أبوبكر بن عياش تابعه أسباط بن محمد (النكت الظراف: ٩/ ١١٥).

٤٠٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٤.

٤٠٩- [إسناده صحيح] علقه البخاري، الغسل، باب من اغتسل عريانًا وحده في خلوة، ح: ٢٧٩ عن إبراهيم بن طهمان عن موسى بن عقبة به.

ابْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَمَا أَيُّوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ، قَالَ: فَنَادَاهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا أَيُّوبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ؟ قَالَ: بَلٰى يَارَبِّ! وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِي عَنْ بَرَكَاتِكَ».

کپڑے میں ڈالنے لگے تو ان کو ان کے رب تعالیٰ نے پکارا: اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں بنایا؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں میرے پروردگار! لیکن میں تیری برکتوں سے بے نیازی نہیں برت سکتا۔"

فوائد ومسائل: ① حضرت ایوب علیہ السلام کے ننگے نہانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بے پردہ نہا رہے تھے' بلکہ وہ ایک محفوظ اور بند جگہ میں نہا رہے تھے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ پیشاب اور جماع وغیرہ کے وقت بھی تو شرم گاہ پر پردہ نہیں ہوتا' مگر چونکہ کسی کے دیکھنے جھانکنے کا خطرہ نہیں ہوتا' لہٰذا جائز ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ سمجھ لیجیے۔ ② انسان جس قدر بھی مالدار ہو جائے اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت سے بے نیاز نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے صحت' ہدایت اور برکت مانگتے رہنا چاہیے کہ یہ انسان اور بندے کی شان ہے۔ بے نیاز تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی طرح معافی کا سوال بھی ہر وقت جاری رہنا چاہیے' غلطی ہو یا نہ۔ اللہ تعالیٰ کو مانگنے والا ہی اچھا لگتا ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ الدَّلَالَةِ عَلٰى أَنْ لَا تَوْقِيتَ فِي الْمَاءِ الَّذِي يُغْتَسَلُ فِيهِ (التحفة ٢٥٣)

باب:۸- اس بات کی دلیل کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں

٤١٠- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْإِنَاءِ، وَهُوَ الْفَرَقُ، وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

۴۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک فرق (برتن) سے غسل فرمایا کرتے تھے' نیز میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

٤١٠ـ [صحيح] الزهري تابعه أفلح عند البخاري، ح: ٢٦١، وللحديث شواهد كثيرة عند الشيخين وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① باب پر دلالت آخری ٹکڑے سے ہے۔ جب دو افراد اکٹھے ایک برتن سے غسل کر رہے ہوں تو ضروری نہیں کہ دونوں یکساں پانی استعمال کریں۔ لازماً کمی بیشی ہوگی۔ یہی باب کا عنوان ہے کہ غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ ② ''فرق'' تین صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے۔ بعض احادیث میں غسل کے لیے ایک صاع کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' حديث:٢٥١) اور بعض میں ڈیڑھ صاع کا ذکر ملتا ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' الطهارة' حديث:٢٢٧) ان احادیث میں باہم کوئی تعارض نہیں بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ غسل میں کم سے کم پانی استعمال کیا کرتے تھے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:٢٣٢ اور اس کا فائدہ)

(المعجم ٩) - **بَابُ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ** (التحفة ٢٥٤)

باب:٩- خاوند بیوی کا ایک برتن سے نہانا

٤١١- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامٍ ح: وَأَخبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ وَأَنَا مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نَغْتَرِفُ مِنْهُ جَمِيعًا.

وَقَالَ سُوَيْدٌ: قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا.

٤١١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور میں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ ہم اکٹھے پانی کے چلو لیتے تھے۔

حضرت سوید نے اپنی حدیث میں کہا: [كُنْتُ أَنَا]

فائدہ: اس روایت میں امام نسائی ؒ کے دو استاد ہیں سوید بن نصر اور قتیبہ بن مالک۔ قتیبہ نے حدیث بیان کرتے وقت یوں کہا: [كَانَ يَغْتَسِلُ وَأَنَا] ''رسول اللہ ﷺ اور میں اکٹھے غسل کیا کرتے تھے۔'' جبکہ سوید بن نصر نے یوں کہا: [كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَ رَسُولُ اللهِ ﷺ] ''میں اور رسول اللہ ﷺ اکٹھے غسل کیا کرتے تھے۔'' صرف لفظی تقدیم و تاخیر ہے' معنی میں کوئی فرق نہیں۔ یہ محدثین کی دیانت اور حفظ کا کمال ہے کہ انھوں نے ایسے معمولی لفظی فرق کو بھی نہ صرف یاد رکھا بلکہ اس کی وضاحت بھی فرما دی۔

٤١٢- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى

٤١٢- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں اور

٤١١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٣.

٤١٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٤.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ.

رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے (بیک وقت) غسل جنابت کرلیا کرتے تھے۔

٤١٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُنَازِعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ الْإِنَاءَ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْهُ.

۴۱۳- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ سے برتن کے سلسلے میں چھینا جھپٹی کرتی تھی، ہم دونوں اس سے غسل کر رہے ہوتے تھے۔

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۳۵ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ١٠) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٥٥)

باب: ۱۰- اس چیز کی رخصت

٤١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ [قَالَ]: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ أُبَادِرُهُ وَيُبَادِرُنِي حَتَّى يَقُولَ: دَعِي لِي، وَأَقُولَ أَنَا: دَعْ لِي.

قَالَ سُوَيْدٌ: يُبَادِرُنِي وَأُبَادِرُهُ فَأَقُولُ: دَعْ لِي، دَعْ لِي.

۴۱۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔ میں (پانی لینے میں) آپ سے جلدی کرتی تھی اور آپ مجھ سے جلدی کرتے تھے حتی کہ آپ فرماتے: ''میرے لیے بھی پانی رہنے دے۔'' اور میں کہتی تھی: میرے لیے بھی پانی رہنے دیں۔

حضرت سوید نے یوں حدیث بیان فرمائی: [يُبَادِرُنِي وَأُبَادِرُهُ فَأَقُولُ: دَعْ لِي دَعْ لِي] ''آپ مجھ سے

٤١٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٥.
٤١٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٠.

جلدی کرتے' میں آپ سے جلدی کرتی۔ میں کہتی میرے لیے بھی پانی رہنے دیں' میرے لیے بھی پانی رہنے دیں۔''

فائدہ: اس روایت میں بھی امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں' محمد بن بشار اور سوید بن نصر۔ دونوں کے الفاظ میں تقدیم وتاخیر ہے۔ معنی میں کوئی فرق نہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس لفظی فرق کی بھی وضاحت فرما دی۔ مزید دیکھیے: حدیث: ۲۴۰ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١١) - **بَابُ الْاِغْتِسَالِ فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ** (التحفة ٢٥٦)

باب:۱۱- ایسے پیالے (برتن) سے غسل کرنا جس میں گندھے ہوئے آٹے کے نشان ہوں

٤١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ هَانِيءٍ: أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ قَدْ سَتَرَتْهُ بِثَوْبٍ دُونَهُ فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ قَالَتْ: فَصَلَّى الضُّحٰى فَمَا أَدْرِي كَمْ صَلَّى حِينَ قَضَى غُسْلَهُ.

۴۱۵- حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے پاس گئیں جب کہ آپ غسل فرما رہے تھے اور اس (فاطمہ بنت رسول) نے ایک کپڑے سے آپ کے آگے پردہ کر رکھا تھا اور پانی والے پیالے (برتن) میں گندھے ہوئے آٹے کے نشان تھے' پھر جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے صلاۃ ضحیٰ (نماز چاشت) پڑھی۔ میں نہیں جانتی کہ آپ نے کتنی رکعات پڑھیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت کے الفاظ: [فَمَا أَدْرِي كَمْ صَلّٰى] ''میں نہیں جانتی کہ آپ نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔'' شاذ ہیں' اگرچہ محقق کتاب نے ساری روایت ہی کو حسن قرار دیا ہے۔ تاہم درست اور صحیح بات یہ ہے کہ صحیحین کی روایت کے مطابق خود ام ہانی نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی تھی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ان الفاظ کو سنن نسائی میں شاذ قرار دیا ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۲۲۶ اور اس کے فوائد ومسائل۔

٤١٥ـ [حسن] أخرجه الطبراني: ٢٤/٤٢٨، ح: ١٠٤٤ من حديث موسٰى بن أعين به، وله شاهد تقدم، ح: ٢٤١.

(المعجم ١٢) - **بَابُ تَرْكِ الْمَرْأَةِ نَقْضَ رَأْسِهَا عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ** (التحفة ٢٥٧)

باب:١٢-غسل جنابت کے وقت عورت کے لیے سر کی مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں

٤١٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ هٰذَا فَإِذَا تَوْرٌ مَوْضُوعٌ مِثْلُ الصَّاعِ أَوْ دُونَهُ فَنَشْرَعُ فِيهِ جَمِيعًا فَأُفِيضُ عَلٰى رَأْسِي بِيَدَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَمَا أَنْقُضُ لِي شَعْرًا.

۴۱۶-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ واللہ! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ اس برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ وہاں ایک تھال سا پڑا تھا جو ایک صاع یا اس سے کچھ کم ہوگا' چنانچہ ہم بیک وقت اس سے غسل شروع کرتے۔ میں اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتی اور میں سر کا ایک بال بھی نہیں کھولتی تھی۔

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے' حدیث:۲۴۲ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٣) - **بَابٌ: إِذَا تَطَيَّبَ وَاغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيبِ** (التحفة ٢٥٨)

باب:١٣-جب کوئی خوشبو لگا کر غسل کرے اور خوشبو کے اثرات باقی رہ جائیں تو؟

٤١٧- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا، فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَطَافَ عَلٰى نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

۴۱۷-حضرت ابن عمر ؓ کہتے تھے کہ میں اپنے جسم پر تارکول ملوں یہ مجھے اس بات سے اچھا لگتا ہے کہ میں احرام باندھوں اور مجھ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہو۔ (ان کے شاگرد محمد بن منتشر نے کہا) میں حضرت عائشہ ؓ کے پاس گیا اور ان کو حضرت ابن عمر ؓ کی یہ بات بتلائی تو انھوں نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو خوشبو لگائی' آپ اپنی سب عورتوں کے پاس گئے اور پھر غسل کر کے احرام باندھا۔

٤١٦ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، ح: ٣٣١/ ٥٩ من حديث أبي الزبير به.

٤١٧ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ١١٩٢/ ٤٩ من حديث وكيع عن سفيان، والبخاري، الغسل، باب إذا جامع ثم عاد ومن دار على نسائه في غسل واحد، ح: ٢٦٧ من حديث إبراهيم بن محمد بن المنتشر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٨٥.

فوائد ومسائل: ① اس روایت کے ایک طریق میں [يَنْضَخُ طِيبًا] یعنی جب آپ غسل کر کے احرام باندھتے تھے تو آپ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہوتی تھی۔ کے الفاظ مروی ہیں۔ دیکھیے' حدیث: ۴۳۱۔ ② مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی جائے' اس کے بعد باوجود غسل کرنے کے اس کی مہک ختم نہ ہو تو کیا یہ چیز احرام کے منافی ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے منافی سمجھتے تھے' مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واضح فرمایا کہ احرام کی حالت میں خوشبو لگانا منع ہے۔ احرام سے قبل لگائی ہوئی خوشبو کی مہک ممنوع نہیں کیونکہ بسا اوقات باوجود دھونے اور غسل کے مہک ختم نہیں ہوتی' لہٰذا محرم معذور ہوگا۔ اس کے ذمے غسل کرنا تھا' وہ اس نے کر لیا۔ مہک ختم نہ ہو تو اس کا کوئی قصور نہیں۔ اور یہی بات شرع کے اصول و مقاصد سے مناسبت رکھتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا طرز عمل بھی اسی کا مؤید ہے۔ ③ چونکہ یہ باب احرام سے خاص نہیں بلکہ عام غسل سے متعلق ہے' لہٰذا باب کا مقصود یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غسل کے لیے ضروری نہیں کہ مبالغے کے ساتھ مل مل کر دھویا جائے کہ جسم کو لگی ہوئی چیزوں کے اثرات بھی ختم ہو جائیں بلکہ سادہ پانی بہا لینا کافی ہے۔ کوئی جگہ خشک نہ رہے اور نجاست زائل ہو جائے۔ ویسے امام مالک رحمہ اللہ نے غسل میں ''دلک'' یعنی ملنے کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ پانی ہر جگہ پہنچ سکے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ إِزَالَةِ الْجُنُبِ الْأَذٰى عَنْهُ قَبْلَ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَيْهِ (التحفة ٢٥٩)

باب: ۱۴- جنبی کو جسم پر پانی بہانے سے پہلے نجاست وغیرہ دھو لینی چاہیے

٤١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ نَحَّى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا قَالَتْ: هٰذِهِ غِسْلَةٌ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۴۱۸- ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنا نماز والا وضو فرمایا مگر پاؤں نہ دھوئے' پھر اپنی شرم گاہ اور لگ جانے والی آلودگی کو دھویا' پھر جسم پر پانی بہایا' پھر اپنے پاؤں ایک طرف کر کے دھوئے۔ انھوں نے فرمایا: یہ آپ کے غسل جنابت کا طریقہ ہے۔

فائدہ: اس روایت میں استنجا کرنے سے پہلے وضو کرنے کا بیان ہے۔ یہ بیان میں سہو ہے۔ اگلی روایت سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ سب سے پہلے گندگی صاف کی جائے' یعنی استنجا کیا جائے' اس کے بعد نماز

٤١٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٤.

والا وضو کیا جائے۔ صرف سر کا مسح نہیں ہوگا۔ اس کی بجائے تین چلو پانی سر میں ڈالا جائے گا اور پاؤں بھی غسل کرنے کے بعد آخر میں دھوئے جائیں گے' لیکن یہ ضروری نہیں بلکہ شروع میں بھی دھوئے جا سکتے ہیں جبکہ بعد میں پاؤں کے آلودہ ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ واللہ أعلم۔ مزید دیکھیے' حدیث:۲۵۴ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٥) - بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بِالْأَرْضِ بَعْدَ غَسْلِ الْفَرْجِ (التحفة ٢٦٠)

باب:۱۵-شرم گاہ دھونے کے بعد ہاتھ زمین پر ملنا

٤١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَمْسَحُهَا ثُمَّ يَغْسِلُهَا، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفْرِغُ عَلٰى رَأْسِهِ وَعَلٰى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ يَتَنَحّٰى فَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ.

۴۱۹- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت میمونہ بنت حارث ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو سب سے پہلے ہاتھ دھوتے' پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنی شرم گاہ دھوتے' پھر اپنا (بایاں) ہاتھ زمین پر مارتے' پھر اسے ملتے' پھر اس کو دھوتے' اس کے بعد اپنا نماز والا وضو فرماتے' پھر اپنے سر اور باقی جسم پر پانی ڈالتے' پھر ایک طرف کو ہو جاتے اور اپنے پاؤں دھوتے۔

فوائد ومسائل: ① اگرچہ استنجا کرنے سے شرم گاہ کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی صاف ہو جاتا ہے مگر چونکہ ہاتھ افضل جزو ہے۔ نماز' قراءتِ قرآن اور کھانے پکانے وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے' لہٰذا اس کی خصوصی صفائی کرنی چاہیے' یعنی اسے مٹی یا صابن وغیرہ سے مل کر اچھی طرح دھویا جائے۔ ② مٹی نجاست کی بو اور چکناہٹ وغیرہ کو ختم کرتی ہے' اس لیے استنجا کے بعد ہاتھ کو مٹی سے ملنا چاہیے۔ آج کل صابن یہی کام کر سکتا ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث:۲۵۴ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الْاِبْتِدَاءِ بِالْوُضُوءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ (التحفة ٢٦١)

باب:۱۶-غسل جنابت میں سب سے پہلے وضو کیا جائے

٤١٩ـ[صحيح] تقدم، ح: ٢٥٤.

٤٢٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهِ شَعْرَهُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ.

۴۲۰-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو ہاتھ دھوتے' پھر نماز والا وضو فرماتے' پھر غسل شروع فرماتے' پھر اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو تر کر کے اپنے سر کے بالوں میں پھیرتے حتی کہ جب آپ کو یقین ہو جاتا کہ آپ نے سر کا چمڑا تر کر لیا ہے تو تین دفعہ پانی بہاتے' اس کے بعد باقی جسم دھوتے۔

فوائد ومسائل: ① غسل جنابت کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ پہلے وضو کیا جائے کیونکہ وضو غسل میں داخل ہے' البتہ اگر صرف کلی اور استنشاق کے ساتھ ساتھ سارے جسم پر پانی بہا لیا جائے تو جمہور اہل علم کے نزدیک غسل پھر بھی معتبر ہوگا' گویا غسل میں ترتیب شرط نہیں۔ اسی طرح سر کے بالوں کا خلال بھی مسنون ہی ہے خصوصاً جب بال زیادہ لمبے ہوں۔ اگر سر کا چمڑا اور بال خلال کے بغیر بھی تر ہو جائیں تو غسل معتبر ہوگا۔ اسی طرح آخر میں پاؤں دھونا بھی مسنون ہے۔ ② اس روایت میں بھی وضو سے پہلے استنجا کرنے کا ذکر نہیں ہے' تاہم اس کی وضاحت دوسری روایات سے ہو جاتی ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ (التحفة ٢٦٢)

باب:١٧- طہارت (وضو اور غسل) میں دائیں طرف کو ترجیح دینا

٤٢١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ -

۴۲۱-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جہاں تک ممکن ہوتا اپنے وضو اور غسل فرمانے' جوتا پہننے' کنگھی کرنے میں دائیں طرف کو پسند فرماتے تھے۔ (شعبہ نے کہا کہ میرے استاد اشعث نے کئی بار یہ حدیث بیان کی) اس نے واسط (شہر) میں (یہ حدیث

٤٢٠ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب تخليل الشعر حتى إذا ظن أنه قد أروى بشرته أفاض عليه، ح: ٢٧٢ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ٣١٦ من حديث هشام به.

٤٢١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١٢.

وَقَالَ بِوَاسِطٍ -: فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.

بیان کی تو) کہا: (آپ ﷺ کو) تمام امور میں (دائیں جانب سے ابتدا کرنا پسند تھا)۔

فائدہ: جوتا پہننا اور کنگھی کرنا اگرچہ عبادات میں داخل نہیں مگر نبی ﷺ نے ان میں بھی دائیں جانب کو اختیار کرنا پسند فرمایا۔ بعض لوگ عادات اور عبادات میں فرق کرتے ہیں اور عادات میں اتباع رسول کو صرف مستحسن قرار دیتے ہیں' ضروری نہیں سمجھتے' لیکن محدثین دونوں ہی میں اتباع کو ضروری سمجھتے ہیں' الا یہ کہ وہ عادات صرف خصوصی ماحول کا نتیجہ یا آپ کے خاص مزاج وطبیعت کا حصہ ہوں۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۱۱۲ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٨) - بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ٢٦٣)

باب: ۱۸- غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح چھوڑ دینا

٤٢٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللهِ - هُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ -: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَاتَّسَقَتِ الْأَحَادِيثُ عَلَى هٰذَا يَبْدَأُ فَيُفْرِغُ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنٰى مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ يُدْخِلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى فِي الْإِنَاءِ فَيَصُبُّ بِهَا عَلَى فَرْجِهِ وَيَدُهُ الْيُسْرٰى عَلَى فَرْجِهِ فَيَغْسِلُ مَا هُنَالِكَ حَتَّى يُنْقِيَهُ ثُمَّ يَضَعُ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى التُّرَابِ إِنْ شَاءَ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرٰى حَتَّى يُنْقِيَهَا، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا

۴۲۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا...... اور احادیث اس بیان پر متفق ہیں...... (تو آپ نے فرمایا:) ''سب سے پہلے اپنے دائیں ہاتھ پر دو یا تین دفعہ (براہ راست برتن سے) پانی ڈالے' پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈال کر اپنی شرم گاہ پر پانی ڈالے اور بایاں شرم گاہ پر ہو۔ اس سے اس کی آلودگی دھوئے حتی کہ اسے بالکل صاف کر دے' پھر اگر چاہے تو اپنا بایاں ہاتھ مٹی پر ملے' پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اسے اچھی طرح صاف کر لے' پھر دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھوئے اور کلی اور استنشاق کرے اور چہرے اور بازوؤں کو تین دفعہ دھوئے حتی کہ جب سر تک پہنچے تو مسح نہ کرے بلکہ سر پر پانی ڈالے۔'' ایسے ہی اللہ کے رسول ﷺ کا غسل ذکر کیا گیا ہے۔

٤٢٢-[إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

وَ[يَسْتَنْشِقُ] وَيُمَضْمِضُ وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ رَأْسَهُ لَمْ يَمْسَحْ وَأَفْرَغَ عَلَيْهِ الْمَاءَ. فَهٰكَذَا كَانَ غُسْلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيمَا ذُكِرَ.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کو دو صحابی بیان کر رہے ہیں حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نیز دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی نبی ﷺ کے غسل کی بابت روایات آئی ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ تمام روایات (ان دو صحابہ سے بھی اور دیگر صحابہ سے بھی) اس بیان پر متفق ہیں کہ نبی ﷺ غسل کی ابتدا استنجا اور وضو سے فرماتے تھے۔ ② اس حدیث کے آخری الفاظ: [فَهٰكَذَا كَانَ غُسْلُ...... الخ] بھی امام نسائی رحمہ اللہ کے ہیں، حدیث کا حصہ نہیں۔ ③ سب سے پہلے دایاں ہاتھ تب دھونا ہے اگر اس پر نجاست لگی ہو یا وہ مشکوک ہو۔ ④ "اگر چاہے" گویا مٹی پر ہاتھ ملنا ضرورت کی بنا پر ہے۔ اگر نجاست لیس دار ہو تو لیس دور کرنے کے لیے مٹی پر مل لے ورنہ کوئی ضروری نہیں۔ آج کل صابن مٹی کے قائم مقام ہے۔ ⑤ "مسح نہ کرے" کیونکہ سر دھونا ہے تو مسح بے فائدہ ہوگا۔ کسی بھی حدیث میں غسل کے دوران میں صراحتاً مسح کرنے کا ذکر نہیں ہے، البتہ یہ الفاظ ہیں: [تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ] "آپ علیہ السلام نے نماز والا وضو کیا سوائے اپنے پاؤں کے، یعنی پاؤں نہیں دھوئے۔" ان الفاظ سے کوئی سمجھ سکتا ہے کہ مسح کرنا چاہیے مگر یہاں استثنا دھوئے جانے والے اعضاء کے لحاظ سے ممکن ہے اور یہی درست ہے۔ اس حدیث میں اس کی صراحت ہے [لَمْ يَمْسَحْ] "مسح نہ کرے۔" جبکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ نبئ اکرم ﷺ سے دونوں طرح منقول ہے، کبھی مسح کر لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے جیسا کہ مذکورہ روایت میں ہے۔ جبکہ مسح کرنے کی تائید بظاہر ان الفاظ سے ہوتی ہے: [تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ] بہرحال غسل جنابت میں پہلے وضو کرتے وقت سر کا مسح کرنا ضروری نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٩) - بَابُ اسْتِبْرَاءِ الْبَشَرَةِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ٢٦٤)

باب: ۱۹- غسل جنابت میں سارے جسم کا ظاہری چمڑا تر کرنا

٤٢٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ

۴۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو اپنے ہاتھ دھوتے، پھر نماز والا وضو فرماتے، پھر اپنے سر کے بالوں میں انگلیاں تر کر کے داخل کرتے حتی کہ جب

٤٢٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٨، ٤٢٠، وأخرجه مسلم، ح: ٣١٦ عن علي بن حجر به.

تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُخَلِّلُ رَأْسَهُ بِأَصَابِعِهِ حَتَّى إِذَا خُيِّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدِ اسْتَبْرَأَ الْبَشَرَةَ غَرَفَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ.

سمجھتے کہ آپ نے سر کا چمڑا اچھی طرح تر کر لیا ہے تو اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے' پھر سارا جسم دھوتے۔

٤٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ.

۴۲۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو اونٹنی کے دودھ والے برتن جیسا کوئی برتن منگواتے۔ پھر اپنی ہتھیلی میں پانی لیتے' پہلے سر کی دائیں جانب ڈال لیتے' پھر بائیں جانب' پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لیتے اور اپنے سر پر ڈالتے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَا يَكْفِي الْجُنُبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى رَأْسِهِ (التحفة ٢٦٥)

باب: ۲۰- جنبی کے لیے اپنے سر پر کتنا پانی بہانا کافی ہے

٤٢٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ فَقَالَ: «أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا» لَفْظُ سُوَيْدٍ.

۴۲۵- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس غسل کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''میں تو اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتا ہوں۔'' یہ سوید کے لفظ ہیں۔

٤٢٤ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب من بدأ بالحلاب أو الطيب عند الغسل، ح:٢٥٨، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح:٣١٨ عن محمد بن المثنى به.

٤٢٥ـ [صحيح] تقدم، ح:٢٥١.

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں عبداللہ بن سعید اور سوید بن نصر۔ امام صاحب صراحت فرما رہے ہیں کہ مذکورہ الفاظ حدیث استاد سوید کے بیان کردہ ہیں۔ ② سر کو اہتمام سے دھونا چاہیے' اسی لیے اس میں تین دفعہ دھونے کی مشروعیت ہے۔ اس تعداد سے سر کی جلد اچھی طرح تر ہو جاتی ہے۔ اس سے زائد دفعہ دھونا ممنوع ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا باب سے یہی مقصد معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُخَوَّلٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا.

۴۲۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ الْعَمَلِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ (التحفة ٢٦٦)

باب:۲۱- حیض کے بعد غسل کا طریقہ

٤٢٧- أَخْبَرَنَا [الْحَسَنُ] بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهُورِ؟ قَالَ: «خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا». قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ قَالَ: «تَوَضَّئِي بِهَا» قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ قَالَتْ: ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَبَّحَ وَأَعْرَضَ عَنْهَا فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ لِمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ: فَأَخَذْتُهَا وَجَبَذْتُهَا إِلَيَّ فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۴۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حیض سے پاک ہونے کے بعد کیسے غسل کروں؟ آپ نے فرمایا: ''روئی کا کستوری لگا ہوا ٹکڑا لے لو اور اس سے صفائی کرو۔'' اس نے کہا: کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اس سے صفائی کر لو۔'' اس نے کہا: کیسے کروں؟ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے (تعجب اور شرماتے ہوئے) فرمایا: ''سبحان اللہ!'' اور منہ ایک طرف کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کا مقصد سمجھ گئیں۔ وہ کہتی ہیں: چنانچہ میں نے اسے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا۔ اور اسے رسول اللہ ﷺ کا مقصد سمجھایا۔

٤٢٦ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب من أفاض على رأسه ثلاثًا، ح: ٢٥٥ من حديث شعبة، ومسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثًا، ح: ٣٢٩ من حديث أبي جعفر محمد بن علي به.

٤٢٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٢.

فائدہ: نبی ﷺ نے اسے غسل کی پوری کیفیت بتائی تھی جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الحيض، حدیث:۳۱۴ وصحیح مسلم، الحيض، حدیث:۳۳۲) یہاں راوی نے اختصار سے کام لیا ہے۔ صرف غسل حیض کی ایک خصوصیت بیان کی ہے۔ اور وہ ہے حیض کی جگہ خوشبو لگانا تاکہ بدبو کا ازالہ ہو سکے۔ مزید دیکھیے، حدیث:۲۵۲ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَاحِدَةً (التحفة ٢٦٧)

باب:۲۲- غسل میں ایک دفعہ پانی بہانا

٤٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اِغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَدَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَائِطِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ.

۴۲۸- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غسل جنابت فرمایا، چنانچہ آپ نے اپنی شرم گاہ کو دھویا اور اپنا ہاتھ زمین یا دیوار پر ملا، پھر نماز والا وضو فرمایا، پھر اپنے سر اور باقی جسم پر پانی بہایا۔

فائدہ: غسل جنابت میں شرط یہ ہے کہ جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہے، خواہ پانی جسم پر ایک دفعہ ڈالا جائے یا زیادہ دفعہ۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ اغْتِسَالِ النُّفَسَاءِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ٢٦٨)

باب:۲۳- احرام باندھتے وقت نفاس والی خواتین کا غسل کرنا

٤٢٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - [قَالَ]: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ

۴۲۹- محمد بن علی باقر کہتے ہیں کہ ہم جابر بن عبداللہ ؓ کے پاس گئے اور ان سے حجۃ الوداع کے بارے میں پوچھا، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے۔ جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت

٤٢٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٤.

٤٢٩- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٩٢.

حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَقَالَ: «اِغْتَسِلِي ثُمَّ اسْتَثْفِرِي ثُمَّ أَهِلِّي».

اسماء بنت عمیس ؓ نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''غسل کر کے لنگوٹ باندھ لو پھر احرام باندھ لو۔''

فوائد ومسائل: ① نفاس والی عورت کا احرام کے موقع پر غسل صرف جسمانی صفائی یا احرام کی اہمیت کے لیے ہے' نہ کہ پاکیزگی کے لیے کیونکہ وہ غسل تو نفاس (خون) ختم ہونے کے بعد ہوگا۔ ② لنگوٹ باندھنا اس لیے ہے تاکہ خون کپڑوں اور جسم کو خراب نہ کرے۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۲۹۲ اور اس کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ٢٦٩)

باب: ۲۴- غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

٤٣٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبِي [قَالَ]: حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ.

۴۳۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔

فائدہ: چونکہ مسنون غسل کی ابتدا ہی وضو سے ہوتی ہے' لہٰذا بعد میں وضو کی ضرورت نہیں' بشرطیکہ وضو کرنے کے بعد غسل کے دوران میں شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگا ہو۔ اگر غسل مسنون نہ ہو' یعنی وضو کے بغیر کیا گیا ہو تو بعد میں وضو کرنا ہوگا۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۲۵۳ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ الطَّوَافِ عَلَى النِّسَاءِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ (التحفة ٢٧٠)

باب: ۲۵- تمام بیویوں کے پاس جانے کے بعد ایک ہی غسل کرنا

٤٣٠- [حسن] تقدم، ح: ٢٥٣.

٤٣١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ -: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا.

۴۳۱- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کو خوشبو لگاتی تھی' پھر آپ اپنی سب بیویوں کے پاس جاتے' پھر (غسل کر کے) احرام باندھتے اور آپ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہوتی تھی۔

فائدہ: دیگر روایات میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ آخر میں ایک ہی غسل فرماتے تھے۔ امام نسائی ؒ کا استدلال اس طرح ہے کہ اگر ہر جماع کے بعد غسل فرماتے تو خوشبو کا اثر کلیتاً زائل ہو جاتا اور مہک نہ آتی' نیز یہ کہ ہر بیوی سے جماع کے بعد غسل کرنا ضروری نہیں' تمام سے فراغت کے بعد صرف ایک ہی غسل کفایت کر سکتا ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۴۱۷ اور اس کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ (التحفة ٢٧١)

باب: ۲۶- مٹی سے تیمم کرنا

٤٣٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيْنَمَا أَدْرَكَ الرَّجُلَ مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةُ يُصَلِّي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَلَمْ يُعْطَ نَبِيٌّ قَبْلِي، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً».

۴۳۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ مجھے ایک ماہ کی مسافت تک رعب عطا فرمایا گیا' اور میرے لیے زمین کو نماز کی جگہ اور ذریعہ طہارت بنایا گیا' لہٰذا میری امت کے آدمی کو جہاں بھی نماز پالے' وہ پڑھ لے اور مجھے شفاعت عامہ دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی' اور مجھے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے جب کہ دوسرے نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔''

٤٣١_ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٧.

٤٣٢_ أخرجه البخاري، التيمم، باب(١)، ح: ٣٣٥، ومسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، ح: ٥٢١/ ٣ من حديث هشيم به.

فوائد و مسائل: ① مٹی سے تیمّم کی پوری بحث کے لیے کتاب الغسل و التیمم کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔ ② ''ایک ماہ کی مسافت تک رعب'' سے مراد آپ کے تمام دشمنوں پر رعب ہے کہ وہ آپ سے ایک مہینے کی مسافت پر رہتے ہوئے مرعوب ہو جائیں گے' یہی خصوصیت آپ کی امت کو دی گئی ہے بشرطیکہ وہ شریعت کے پابند ہوں۔ ③ تمام زمین نماز گاہ بنادی گئی ہے سوائے ان مقامات کے جن کو نجاست یا بعض دیگر وجوہ کی بنا پر مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ بعض احادیث میں صراحتاً ان کا ذکر آیا ہے۔ ④ شفاعت سے مراد شفاعت کبریٰ ہے جو تمام امتوں کے لیے آپ فرمائیں گے جسے ''مقام محمود'' سے بیان کیا گیا ہے ورنہ شفاعت تو دوسرے بھی کریں گے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ التَّيَمُّمِ لِمَنْ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ٢٧٢)

باب:۲۷- تیمّم کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کے بعد پانی مل جائے تو؟

٤٣٣- أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ نَافِعٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا مَاءً فِي الْوَقْتِ فَتَوَضَّأَ أَحَدُهُمَا وَعَادَ لِصَلَاتِهِ مَا كَانَ فِي الْوَقْتِ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ فَسَأَلَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ: «أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ». وَقَالَ لِلْآخَرِ: «أَمَّا أَنْتَ فَلَكَ مِثْلُ سَهْمِ جَمْعٍ».

۴۳۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دو آدمیوں نے تیمّم سے نماز پڑھی مگر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا۔ ان میں سے ایک نے وضو کیا اور وقت کے اندر ہی دوبارہ نماز پڑھ لی۔ دوسرے نے دوبارہ نہ پڑھی۔ پھر انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے اس آدمی کو جس نے نماز نہیں دہرائی تھی' فرمایا: ''تو نے سنت کے مطابق کیا ہے۔ تیری پہلی نماز ہی تیرے لیے کافی ہے۔'' اور دوسرے آدمی سے فرمایا: ''تجھے دہرا ثواب ملے گا۔''

فوائد و مسائل: ① اصل قاعدہ یہی ہے کہ تیمّم پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو کی طرح ہے' لہٰذا نماز دہرانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس شخص کا اجتہاد صحیح تھا تبھی اسے ''سنت'' فرمایا اور دوسرے شخص کا اجتہاد اگرچہ صحیح نہیں مگر چونکہ نیت نیک ہے' مشقت بھی زیادہ اٹھائی ہے اور عمل صالح بھی دو مرتبہ کیا ہے' لہٰذا وہ ثواب کا حق دار بنا۔ لیکن اب دہرانے کی اجازت نہیں کیونکہ مسئلہ واضح ہو چکا ہے اور سنت متعین ہو چکی ہے۔ اب اجتہاد کی

٤٣٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب المتيمم يجد الماء بعد ما يصلي في الوقت، ح: ٣٣٨ من حديث عبدالله بن نافع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧٨، ووافقه الذهبي.

ضرورت ہے نہ اجازت۔ اور ایک فرض نماز دو دفعہ فرض کی نیت سے پڑھنا ممنوع ہے۔ ② [سَهْمُ جَمْعٍ] کے معنی ہیں: دہرا ثواب، یعنی پہلی نماز کا بھی اور دوسری کا بھی۔ بعض حضرات نے اس کے معنی لشکر کا حصہ، یعنی "غنیمت" کیے ہیں۔

٤٣٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَني عَمِيرَةُ وَغَيْرُهُ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۴۳۴- عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ دو آدمی...... اور ساری حدیث بیان کی۔

فائدہ: سابقہ حدیث اور اس حدیث میں فرق یہ ہے کہ سابقہ حدیث میں حضرت عطاء حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں جب کہ اس حدیث میں ان کا اپنا بیان ہے، حضرت ابوسعید کا ذکر نہیں۔

٤٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ مُخَارِقًا أَخْبَرَهُمْ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يُصَلِّ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «أَصَبْتَ». فَأَجْنَبَ رَجُلٌ آخَرُ فَتَيَمَّمَ وَصَلَّى فَأَتَاهُ فَقَالَ نَحْوًا مِمَّا قَالَ لِلْآخَرِ - يَعْنِي «أَصَبْتَ».

۴۳۵- حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک آدمی جنبی ہو گیا۔ (اسے پانی نہ ملا) تو اس نے نماز نہ پڑھی، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "تو نے ٹھیک کیا۔" ایک اور آدمی جنبی ہوا۔ (اسے پانی نہ ملا) تو اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اسے بھی وہی الفاظ کہے جو دوسرے سے کہے تھے، یعنی "تو نے ٹھیک کیا۔"

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۲۵ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ (التحفة ٢٧٣)

باب: ۲۸- مذی آنے سے وضو کرنا

٤٣٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ:

۴۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

٤٣٤ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٤٣٥ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٢٥.

٤٣٦ـ [صحيح] انظر، ح: ٤٣٨.

حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَذَاكَرَ عَلِيٌّ وَالْمِقْدَادُ وَعَمَّارٌ فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنِّي امْرُؤٌ مَذَّاءٌ وَإِنِّي أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ مِنِّي فَيَسْأَلُهُ أَحَدُكُمَا، فَذَكَرَ لِي: أَنَّ أَحَدَهُمَا - وَنَسِيتُهُ - سَأَلَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ذَاكَ الْمَذْيُ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَغْسِلْ ذٰلِكَ مِنْهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ أَوْ كَوُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ».

حضرت علی، حضرت مقداد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم آپس میں باتیں کر رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تحقیق مجھے مذی بہت آتی ہے اور مجھے یہ مسئلہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہے اس لیے تم میں سے کوئی آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھے۔ (عطاء نے کہا:) ابن عباس نے مجھے بتایا کہ ان دونوں میں سے کسی نے آپ سے پوچھا...... میں اس کا نام بھول گیا...... چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مذی کو پائے تو اسے اپنے جسم (شرمگاہ وغیرہ) سے دھو دے اور نماز والا وضو کرے۔“

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے احادیث: ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۷ اور ان کے فوائد و مسائل۔

...... اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى سُلَيْمَانَ

سلیمان پر اختلاف کا بیان

وضاحت: درج ذیل دو احادیث میں حضرت سلیمان اعمش کے شاگرد سلیمان سے اوپر والی سند مختلف بیان کرتے ہیں۔ پہلی حدیث میں سلیمان کے استاد حبیب بن ابی ثابت ہیں اور دوسری حدیث میں ان کے استاد منذر ہیں۔ اس سے اوپر بھی سند مختلف ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ روایت مضطرب ہے یا کوئی ایک سند غلط ہے بلکہ دونوں درست ہیں۔ صرف راویوں کا اختلاف بیان کرنا مقصود ہے، حدیث میں طعن کرنا مراد نہیں۔ واللہ أعلم.

٤٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا

۴۳۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بہت مذی والا آدمی تھا۔ میں نے ایک آدمی سے کہا تو اس نے نبی ﷺ سے پوچھا، چنانچہ آپ نے فرمایا: ”اس میں وضو ہے۔“

٤٣٧ـ [صحيح] انظر الحديث الآتي.

فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «فِيهِ الْوُضُوءُ».

٤٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ مُنْذِرًا عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اِسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ أَجْلِ فَاطِمَةَ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «فِيهِ الْوُضُوءُ».

۴۳۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھتے ہوئے شرم آتی تھی۔ تو میں نے مقداد سے کہا' انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اس میں وضو ہے۔''

...... اَلْاِخْتِلَافُ عَلَى بُكَيْرٍ

بکیر پر اختلاف کا بیان

وضاحت: درج ذیل تین روایات ایک ہی حدیث کی مختلف سندیں ہیں۔ پہلی دو روایات میں بکیر سے اوپر والی سند مختلف ہے۔ پہلی روایت میں بکیر کے استاد سلیمان بن یسار ہیں جو حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں حضرت بکیر کے استاد تو سلیمان بن یسار ہیں مگر وہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے کے بغیر بیان کرتے ہیں۔ تیسری روایت میں سلیمان بن یسار حضرت مقداد بن اسود سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ تیسری روایت میں بکیر کا ذکر نہیں ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ اسے صرف تائید کے لیے لائے ہیں۔ ان روایات میں ایک اور اختلاف ہے' پہلی اور تیسری روایت میں [نضح] کا ذکر ہے جب کہ دوسری روایت میں [غَسل] کا ذکر ہے۔ امام ابوعبدالرحمن نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مخرمہ بن بکیر نے اپنے والد بکیر سے کوئی حدیث نہیں سنی' گویا یہ روایت منقطع ہے' البتہ بہت سے محدثین اس روایت کو متصل سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک مخرمہ کا ان کے والد سے سماع صحیح ہے۔ خیر جو بھی صورت ہو متن صحیح ہے کیونکہ وہ متصل اور صحیح سند سے بھی مروی ہے۔ مقصود اسانید کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ اس سے ضعف لازم نہیں آتا۔ واللہ أعلم.

٤٣٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى عَنِ ابْنِ وَهْبٍ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ

۴۳۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ

٤٣٨ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب المذي، ح: ٣٠٣/ ١٨من حديث خالد بن الحارث به.

٤٣٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٣٠٣/ ١٩ عن أحمد بن عيسى به، انظر الحديث السابق. * مخرمة روى من كتاب أبيه إما اجازة أو وجادة أو غيرهما فيحتج به.

ابْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: أَرْسَلْتُ الْمِقْدَادَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ: «تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ».

آپ سے مذی کے بارے میں پوچھیں (انھوں نے پوچھا تو) آپ نے فرمایا: ''وضو کرو اور شرم گاہ کو دھولو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَخْرَمَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مخرمہ نے اپنے والد (بکیر) سے کوئی حدیث نہیں سنی۔

٤٤٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: أَرْسَلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْمِقْدَادَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْمَذْيَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَغْسِلُ ذَكَرَهُ ثُمَّ لِيَتَوَضَّأْ».

۴۴۰- حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ آپ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھیں جو مذی پاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنا ذکر (عضو خاص) دھولے' پھر وضو کرے۔''

٤٤١- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُرِئَ عَلَى مَالِكٍ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنَ الْمَرْأَةِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ

۴۴۱- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انھیں حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی کے بارے میں سوال کریں کہ جب وہ اپنی بیوی کے قریب جاتا ہے تو اس سے مذی نکلتی ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی میرے نکاح میں ہے' اس لیے مجھے خود آپ سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی یہ صورت پائے تو وہ اپنی شرم گاہ دھوئے

٤٤٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٤١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٥٦.

[وَلْيَتَوَضَّأْ] وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ».

اور نماز والا وضو کرے۔"

فائدہ: مندرجہ بالا احادیث سمجھنے کے لیے دیکھیے فوائد احادیث: ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۷۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ (التحفة ٢٧٤)

باب: ۲۹- نیند کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم

٤٤٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ».

۴۴۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی رات کو نیند سے اٹھے تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتی کہ اس پر دو تین دفعہ پانی ڈال لے کیونکہ تم میں سے کسی کو علم نہیں کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے (معلوم نہیں کہاں کہاں لگتا رہا ہے)۔"

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۶۱، ۱۶۲ اور ان کے فوائد ومسائل۔

٤٤٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى ثُمَّ اضْطَجَعَ وَرَقَدَ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. مُخْتَصَرٌ.

۴۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا تو آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا' پھر نماز پڑھتے رہے' پھر لیٹ کر سو گئے۔ مؤذن آپ کے پاس آیا۔ آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

٤٤٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء: إذا استيقظ أحدكم من منامه . . . الخ، ح: ٢٤، وابن ماجه، الطهارة، باب الرجل يستيقظ من منامه . . . الخ، ح: ٣٩٣ من حديث الأوزاعي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وأخرجه مسلم، ح: ٢٧٨ من حديث الزهري به.

٤٤٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا قام الرجل عن يسار الإمام . . . الخ، ح: ٧٢٦ عن قتيبة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣/ ١٨٦ من حديث عمرو بن دينار به.

فوائد ومسائل: ① امام کے ساتھ ایک مقتدی ہوتو وہ آگے پیچھے کی بجائے برابر کھڑے ہوں گے۔ امام بائیں طرف، مقتدی دائیں طرف۔ ② لیٹ کر سونا اور پھر وضو نہ کرنا آپ کا خاصہ ہے کیونکہ آپ کا دل اس حالت میں بھی جاگتا رہتا تھا۔ آپ نے خود فرمایا ہے: ''میری آنکھیں سوتی ہیں، دل (دماغ) جاگتا رہتا ہے۔'' (صحیح البخاري، التهجد، حدیث:١١٤٧، وصحیح مسلم، صلاة المسافرین، حدیث:٧٣٨) ہماری یہ کیفیت نہیں ہے، لہٰذا ہمیں ایسی صورت میں وضو کرنا ہوگا۔ مذکورہ روایت یہاں سنن نسائی میں تو مختصر ہے لیکن صحیحین، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تفصیلاً موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الوضوء، حدیث:١٣٨، وصحیح مسلم، صلاة المسافرین، حدیث:٧٦٣)

٤٤٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَرْقُدْ».

٤٤٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو وہ نماز چھوڑ دے اور سو جائے۔''

فائدہ: اس مسئلے میں تھوڑی سی تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر نیند کا غلبہ ہے اور نماز پڑھنے والے کو کسی چیز کا شعور نہیں کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے اور کیا نہیں پڑھ رہا تو ایسی صورت میں نماز بالکل چھوڑ دے۔ جب نیند کا غلبہ ختم ہو اور اس کا شعور بحال ہو تو اس وقت وضو کرے اور نماز پڑھے کیونکہ ایسی نیند جو شعور کو ختم کر دے، وہ ناقض وضو ہوتی ہے، یعنی اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں منقول حدیث سے اسی مفہوم کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الوضوء، حدیث:٢١٢، ٢١٣) لیکن اگر نیند کا غلبہ نہیں بلکہ شعور بحال ہے، بس ویسے ہی ہلکی پھلکی اونگھ کی کیفیت طاری ہے تو اس صورت میں نماز کو مختصر کر کے مکمل کر لے، نماز کو چھوڑے نہیں کیونکہ نمازی کے حواس بحال ہیں اور شعور بھی۔ ایسی صورت میں نماز میں اختصار کر لے۔ ان شاء اللہ نماز درست ہو گی۔ دونوں حدیثوں میں تطبیق کی یہی صورت راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ (التحفة ٢٧٥)

باب: ٣٠- عضو مخصوص کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنا

٤٤٤- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم ومن لم ير من النعسة . . . الخ، ح:٢١٣ من حديث أيوب به.

٤٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي بَكْرٍ - قَالَ: عَلَى أَثَرِهِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَلَمْ أُتْقِنْهُ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُسْرَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

۴۴۵- حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو چاہیے کہ وہ وضو کرے۔''

٤٤٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى فَرْجِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ».

۴۴۶- حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ اپنی شرم گاہ کو لگائے تو وضو کرے۔''

٤٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ قَالَ: اَلْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِيهِ بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ فَأَرْسَلَ عُرْوَةُ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ، فَقَالَ: «مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ».

۴۴۷- حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے کہا: عضو مخصوص چھونے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ مروان نے کہا: مجھے یہ بات بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے بتائی۔ عروہ نے ان (بسرہ) کو پیغام بھیجا تو انھوں نے فرمایا: ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان چیزوں کا ذکر فرمایا جن سے وضو واجب ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا: ''عضو کو چھونے سے بھی۔''

٤٤٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۴۸- حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے منقول

٤٤٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٣.

٤٤٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٣.

٤٤٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٣.

٤٤٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٣.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّي حَتَّى يَتَوَضَّأَ».

ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے عضو کو ہاتھ لگائے تو وہ وضو کیے بغیر نماز نہ پڑھے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے باپ (حضرت عروہ) سے نہیں سنی۔

آخِرُ كِتَابِ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ مِنَ الْمُجْتَبىٰ.

فوائد و مسائل: ① صرف یہ حدیث نہیں سنی ورنہ ہشام کا سماع حضرت عروہ سے معروف ہے۔ اس حدیث میں [أَخْبَرَنِي أَبِي] کے الفاظ کسی راوی کا وہم ہے۔ اس وہم پر تنبیہ کی جا رہی ہے۔ ② اس مسئلے کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے' حدیث: ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵ اور ان کے فوائد و مسائل۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کپڑے کے بغیر اگر عضو مخصوص کو ہاتھ لگے تو وضو ٹوٹ جائے گا' ورنہ نہیں۔ واللہ أعلم.

نماز، اور اس کی فرضیت و اہمیت اور فضیلت

امام نسائی رحمہ اللہ طہارت اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل بیان کرنے کے بعد ایسی عبادت سے متعلق احکام و مسائل بیان کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے پہلے طہارت شرط ہے۔ اور وہ عبادت نماز ہے جس کی بابت احادیث میں مروی ہے کہ دین اسلام میں شہادتین کے اقرار کے بعد نماز دین کا اہم ترین رکن ہے اور حقوق اللہ میں سے اسی کا سب سے پہلے حساب ہوگا۔ ذیل میں اسی عبادت کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس کی فرضیت و اہمیت اور فضیلت کو احادیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے تاکہ قارئین احکام و مسائل جاننے اور پڑھنے سے قبل اس کی اہمیت اور فضیلت بھی جان لیں۔

صلاۃ (نماز) کے لغوی معنی ''دعا'' کے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ﴾ (التوبۃ۹:۱۰۳) ''ان کے لیے آپ دعا کریں، یقیناً آپ کی دعا ان کے لیے باعث تسکین ہے۔'' چونکہ یہ عبادت (نماز) دعا پر مشتمل ہے، اس لیے اسے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ (سبل السلام:۱/۱۹۳)

شرعی اصطلاح میں نماز چند اقوال و افعال کا نام ہے جن کا آغاز چند مخصوص شرائط کے ساتھ تکبیر تحریمہ سے ہوتا ہے اور اختتام سلام پر۔ دیکھیے: (الفقہ علی المذاہب الأربعۃ، ص:۱۰۳، طبع جدید

دار ابن الهيثم)

توحید ورسالت کے اقرار کے بعد ایک بالغ مسلمان مرد وعورت پانچ وقت اقامت صلاۃ کا پابند ہے' نیز نماز ارکان خمسہ میں سے اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے' لہٰذا جو شخص جانتے بوجھتے اس کی فرضیت کا منکر ہو' وہ بالاتفاق دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا۔ نماز مومن کی ایک اہم پہچان ہے۔ یہ برائی' اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ اس کی مداومت ومحافظت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاح وفوز کا وعدہ ہے۔ بلوغت سے تادم حیات انسان اس کا پابند ہے۔ عذر کی صورت میں کیفیتِ ادا میں تو اس کی تخفیف ہے لیکن معافی قطعاً نہیں۔ اس کا مقصد اعظم تو یاد الٰہی ہے لیکن عاجزی ودر ماندگی کے اظہار کے لیے اللہ کے سامنے یہ ایک عمدہ صورت ہے۔ یہ نفس کا سکون اور روح کی غذا ہے۔ ہم وغم اور دکھ درد کا کامیاب علاج ہے۔ مردہ دلوں کی مایوسی اور ویرانی کے لیے آب حیات ہے۔ براہ راست رب العالمین سے مناجات کا ذریعہ اور مومن کی معراج ہے۔ بے صبری میں نسخۂ کیمیا اور مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ [جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ]

بہرحال قرآن کریم کی بیسیوں آیات میں نماز کا حکم اس کی اہمیت کے لیے کافی ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں اس کے احکام واوامر اس کی اہمیت ووقعت کو چار چاند لگا دیتے ہیں' لہٰذا تارک صلاۃ یا اس کے حق میں سستی برتنے والے کے لیے بالکل گنجائش کا کوئی راستہ نہیں نکلتا۔ یاد رہے! نماز کی ادائیگی کے لیے ''اقامت'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اپنے اندر وسیع تر مفہوم رکھتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نماز اپنی حدود وقیود' فرائض وواجبات' شرائط اور مسنون طریقے کے مطابق ادا کی جائے تب مذکورہ بالا فوائد کا حصول ممکن اور اقامتِ صلاۃ کا اہتمام ہوسکتا ہے ورنہ مرضی یا وقت گزاری کی نماز عند اللہ شرف قبولیت حاصل نہیں کرسکتی۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَ هُنَّ وَ صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَ أَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَ سُجُودَ هُنَّ وَ خُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَّغْفِرَلَهُ، وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ، فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ وَ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ] ''جس شخص نے عمدہ طریقے سے ان (نمازوں) کا وضو کیا' بروقت ان کی ادائیگی کی اور ان کے رکوع وسجود اور خشوع کو مکمل طور پر بجالایا تو اس

کے حق میں اللہ کا وعدہ اور ذمہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جس نے (اس طرح) بجا آوری نہ کی تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ذمہ نہیں' چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۴۲۵' وانظر صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث: ۴۵۲) یہی وجہ ہے کہ نماز کی ادائیگی میں ان امور کا خیال نہ کرنے والے کے اجر وثواب میں کمی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے: ''(جب) بندہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے حق میں نماز کے دسویں حصے' نویں' آٹھویں' ساتویں' چھٹے' پانچویں' چوتھے' تیسرے یا آدھے حصے کا (ثواب) لکھا جاتا ہے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۷۹۶' و صفة صلاة النبي (مفصل) للألباني:۱/۱۵) اور اگر کوئی جلد بازی کا ثبوت دے اور نماز کے ارکان وواجبات کا خیال نہ رکھے تو بعید نہیں کہ اللہ کے حضور اس کی یہ نماز قبول نہ ہو جیسا کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک ''مسيئى الصلاة'' کو دو تین دفعہ نماز پڑھنے کے باوجود فرمایا: ''تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:۷۵۷) اسلام میں نماز کی اس قدر اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بچہ سات برس کا ہو تو اسے نماز کا حکم دو' اگر دس برس کا ہو جائے (اور نماز میں سستی کا مرتکب ہو) تو اسے سزا دو۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۴۹۴)

نماز کی اہمیت وفضیلت سے متعلق کچھ دیگر احادیث بطور دلیل وحجت کے حاضر خدمت ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے پوچھا: ''مجھے بتاؤ اگر تم میں سے کسی ایک کے گھر کے سامنے نہر بہہ رہی ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ نہائے' کیا اس کے بدن پر میل کچیل باقی رہ جائے گا؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: نہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازوں کی مثال ایسے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔'' (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث:۵۲۸' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:۶۶۷) نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(گناہوں کی وجہ سے) تم جلتے ہو' جھلتے ہو۔ جب تم صبح کی نماز پڑھتے ہو تو یہ گناہوں کو دھو ڈالتی ہے' پھر تم جھلتے ہی رہتے ہو یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھتے ہو تو یہ خطاؤں کو دھو ڈالتی ہے۔ پھر تم (گناہوں کی آگ میں) جلتے جھلتے ہو' اور جب عصر کی نماز پڑھ لیتے ہو تو یہ انھیں دھو دیتی ہے...... پھر (خطاؤں کی تپش سے) جلتے ہو حتی کہ تم عشاء کی نماز پڑھتے ہو تو یہ نماز

ان (گناہوں) کو دھو ڈالتی ہے' پھر تم سو جاتے ہو اور تمھارا کچھ بھی نہیں لکھا جاتا یہاں تک کہ تم بیدار ہو جاؤ۔'' (المعجم الكبير للطبراني' حديث:٨٧٣٩ موقوفًا' والأوسط لـه' حديث: ٢٢٢٤ وصحيح الترغيب والترهيب' حديث:٣٥٧) نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر نماز کے وقت منادی کرتا ہے: اے بنی نوع انسان! تم نے جو آگ بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لیے اٹھو' یعنی نماز پڑھو۔'' (المعجم الأوسط للطبراني' حديث: ٩٤٥٢' وانظر صحيح الترغيب والترهيب' حديث:٣٥٨) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب بندۂ مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس کی خطائیں اس کے سر پر بلند ہوتی ہیں' جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے تو اس سے گرتی جاتی ہیں' بالآخر جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کی لغزشیں گر (معاف ہو) چکی ہوتی ہیں۔'' (المعجم الكبير للطبراني' حديث:٦١٢٥' وانظر سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' حديث:٣٤٠٢) ترک صلاۃ یا اس میں کمی کوتاہی یا سستی کفریہ وتیرہ اور منافقانہ روش ہے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے اور کفر و شرک کے درمیان حد امتیاز ترک صلاۃ کو قرار دیا ہے۔ (صحيح مسلم' الإيمان' حديث: ٨٢) امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب زخمی تھے' انھوں نے نماز ادا کی اور فرمایا: ''جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔'' (الموطأ للإمام مالك' الطهارة' باب العمل فيمن غلبه الدم' حديث:٥١)

یہ تو تھی نماز کی فرضیت اور اہمیت و فضیلت جبکہ نماز کے دیگر احکام و مسائل امام نسائی رحمہ اللہ نے بیان کیے ہیں جن کی تفصیل آگے اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔ إن شاء الله.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٥) - كِتَابُ الصَّلَاةِ (التحفة ٢)

نماز سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - فَرْضُ الصَّلَاةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِهِمْ فِيهِ (التحفة ١)

باب:۱-نماز کی فرضیت کا بیان اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں راویوں کے اختلاف اور اس (کے متن) میں ان کے لفظی اختلاف کا ذکر

وضاحت: حدیث ۴۴۹ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حدیث بیان فرماتے ہیں' جبکہ حدیث ۴۵۰، ۴۵۱ میں وہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے بیان فرما رہے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ انھوں نے حضرت مالک بن صعصعہ سے بھی یہ حدیث سنی ہو اور پھر یہ حدیث یا اس کے بعض حصے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست بھی سنے ہوں۔ دونوں صورتوں میں روایت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اگر بالفرض کہیں واسطہ حذف بھی کر دیا ہو تب بھی روایت صحیح ہے کیونکہ وہ واسطہ صحابی ہی کا ہوگا۔ اور صحابہ سب کے سب عادل اور ثقہ ہیں۔ اور راجح موقف کے مطابق مرسل صحابی حجت ہے۔

٤٤٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ

۴۴۹- حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ میں بیت اللہ کے پاس جاگنے اور سونے کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ تین آدمی آئے۔ ایک آدمی ان میں سے دو کے درمیان تھا۔ میرے پاس سونے کا تھال لایا گیا جو حکمت اور

٤٤٩_ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ٣٢٠٧، ومسلم، الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات وفرض الصلوات، ح: ١٦٤/ ٢٦٥ من حديث هشام الدستوائي به، ورواه أحمد: ٢٠٧/٤ عن يحيى القطان به.

وَالْيَقْظَانِ إِذْ أَقْبَلَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَلْأَى حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَشَقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ فَغَسَلَ الْقَلْبَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ - يَعْنِي - مُلِيءَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ: قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى يَحْيٰى وَعِيسٰى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمَا فَقَالَا: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَمِثْلُ

ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اس درمیان والے آدمی نے (میرا بدن) سینے سے لے کر پیٹ کے نیچے تک چاک کر دیا' پھر اس نے میرے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا' پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا' پھر میرے پاس خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا جانور لایا گیا' پھر میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ چلا' چنانچہ ہم پہلے (قریبی) آسمان تک آئے۔ (دروازہ کھٹکھٹانے پر) پوچھا گیا: کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: اور تیرے ساتھ کون ہے؟ (جبریل علیہ السلام نے) فرمایا: محمد (ﷺ) ہیں۔ کہا گیا: کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ (سوال و جواب کے بعد دروازہ کھولا گیا اور کہا گیا:) آپ کو خوش آمدید ہو۔ آپ بہت ہی خوب آئے۔ (اس آسمان پر) میں آدم علیہ السلام کے ہاں پہنچا اور میں نے انھیں سلام کیا۔ انھوں نے فرمایا: خوش آمدید ہو تمھیں اے میرے بیٹے اور نبی! پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل۔ کہا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ) یہاں بھی پہلے آسمان کی طرح ہوا' چنانچہ میں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آیا اور میں نے انھیں سلام کیا' انھوں نے کہا: خوش آمدید ہو آپ کو اے ہمارے بھائی اور نبی! پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے۔ پوچھا گیا کون ہے؟ کہا: جبریل۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ) وہاں بھی اسی طرح ہوا' چنانچہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ وہ کہنے لگے: خوش آمدید ہو آپ کو اے بھائی اور نبی! پھر ہم چوتھے آسمان تک پہنچے۔ وہاں بھی وہی کچھ

ذٰلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَتَيْتُ عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ بَكٰى قِيلَ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: يَا رَبِّ! هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِي بَعَثْتَهُ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ أَكْثَرُ وَأَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي، ثُمَّ أَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ ثُمَّ رُفِعَ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ فَسَأَلْتُ جِبْرَئِيلَ، فَقَالَ: هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ فَإِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا فِيهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ رُفِعْتُ إِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ وَإِذَا فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ فَقَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالْفُرَاتُ وَالنِّيلُ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلَاةً فَأَتَيْتُ عَلٰى مُوسٰى فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلَاةً قَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ إِنِّي

ہوا۔ میں ادریس علیہ السلام کو ملا۔ میں نے انھیں سلام کیا۔ انھوں نے کہا: خوش آمدید ہو آپ کو اے بھائی اور نبی! پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے۔ یہاں بھی وہی کچھ ہوا۔ میں ہارون علیہ السلام کو ملا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے کہا: خوش آمدید ہو آپ کو اے بھائی اور نبی! پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ وہاں بھی یہی کچھ ہوا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے کہا: خوش آمدید ہو آپ کو اے بھائی اور نبی! جب میں ان سے آگے گزرا تو وہ رونے لگے۔ پوچھا گیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ انھوں نے کہا: یا رب! یہ نوجوان جس کو تو نے میرے بعد نبی بنایا' اس کی امت سے میری امت کے مقابلے میں زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہ افضل بھی ہوں گے۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر گئے۔ وہاں بھی یہی کچھ ہوا۔ میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس گیا۔ ان کو سلام کیا۔ انھوں نے فرمایا: خوش آمدید ہو آپ کو اے بیٹے اور نبی! پھر مجھے بیت معمور دکھلایا گیا۔ میں نے جبریل سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ یہ بیت معمور ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ اس سے ایک دفعہ نکل جاتے ہیں تو عمر بھر دوبارہ نہیں آسکتے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا (چڑھایا) گیا۔ اس کے بیر علاقۂ ہجر کے مٹکوں کے برابر اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جتنے بڑے تھے۔ اس کی جڑ میں چار نہریں تھیں۔ دو پوشیدہ' دو ظاہر۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ پوشیدہ نہریں تو جنت میں ہیں اور ظاہر نیل و فرات

عَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ وَإِنَّ أُمَّتَكَ لَنْ يُطِيقُوا ذٰلِكَ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسْأَلْهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنِّي، فَجَعَلَهَا أَرْبَعِينَ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: جَعَلَهَا أَرْبَعِينَ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولٰى، فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فَجَعَلَهَا ثَلَاثِينَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولٰى، فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي فَجَعَلَهَا عِشْرِينَ، ثُمَّ عَشْرَةً، ثُمَّ خَمْسَةً، فَأَتَيْتُ عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولٰى، فَقُلْتُ إِنِّي أَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْهِ فَنُودِيَ أَنْ قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي وَأَجْزِي بِالْحَسَنَةِ عَشْرَ أَمْثَالِهَا».

ہیں۔ پھر مجھ پر پچاس (۵۰) نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: کیا کر آئے؟ میں نے کہا: مجھ پر پچاس (۵۰) نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انھوں نے کہا: میں لوگوں کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ مجھے بنی اسرائیل کا زبردست تجربہ ہے۔ آپ کی امت ہرگز اس کی طاقت نہ رکھے گی، لہٰذا واپس اپنے رب تعالیٰ کے پاس جائیں اور ان سے تخفیف کا سوال کریں۔ میں دوبارہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس گیا اور تخفیف کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چالیس (۴۰) بنا دیا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: کیا کر آئے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے چالیس (۴۰) کر دی ہیں۔ لیکن انھوں نے پھر پہلی بات دہرائی۔ میں پھر اپنے رب تعالیٰ کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے تیس (۳۰) کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور انھیں بتایا تو انھوں نے پھر پہلی بات ہی کی۔ میں پھر اپنے رب تعالیٰ کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیس (۲۰)، پھر دس (۱۰) اور پھر پانچ (۵) کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پھر پہلی بات دہرائی۔ میں نے کہا: اب تو مجھے اپنے رب تعالیٰ کی طرف جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چنانچہ اتنے میں اعلان ہوا: میں نے اپنا فریضہ جاری (نافذ) کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کی اور میں ہر نیکی کا بدلہ دس گنا دوں گا۔''

فوائد و مسائل: ① [عِنْدَ الْبَيْتِ] سے بیت اللہ مراد ہے۔ آپ بیت اللہ کے ایک حصے ''حجر'' میں لیٹے ہوئے تھے۔ اسے حطیم بھی کہتے ہیں۔ بعض روایات میں ام ہانی کے گھر کا ذکر ہے۔ (تفسیر طبری: ۹/۵) ممکن ہے وہیں سوئے ہوں، پھر حطیم میں آ گئے ہوں۔ ② ''جاگنے سونے کے درمیان'' آپ کی عمومی نیند ایسی ہی تھی اور

یہاں اس کا مطلب گہری نیند کی نفی ہے یعنی آپ نیند کے ابتدائی مرحلے میں تھے اسے جاگنے اور سونے کے درمیان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ③ ''تین آدمی آئے'' ظاہر صورت کے لحاظ سے آدمی کہا ورنہ وہ فرشتے تھے۔ دو کا نام بعض روایات میں ہے: جبریل اور میکائیل علیہما السلام۔ ④ آپ کے سینۂ اطہر کا چیرا جانا، پھر زمزم سے دھویا جانا اور ایمان وحکمت سے بھرا جانا، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ترین رسول ﷺ کا باہمی راز ہے جس کی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی، ممکن ہے یہ آسمانوں پر جانے کی تیاری کا ابتدائی مرحلہ ہو۔ ⑤ استدلال کیا گیا ہے کہ زمزم کا پانی جنت کے پانی سے افضل ہے۔ تبھی آپ کے قلب اقدس کو اس سے دھویا گیا۔ ⑥ ''جانور'' کا نام روایات میں ''براق'' آیا ہے۔ (صحيح البخاري، مناقب الأنصار، حديث:٣٨٨٧، وصحيح مسلم، الإيمان، حديث:١٦٤) مگر یہ بھی وصفی نام ہے جو برق سے لیا گیا ہے۔ ⑦ ''میں جبریل کے ساتھ چلا۔'' آنے والے تین ہمراہیوں میں سے ایک جبریل علیہ السلام ہی تھے۔ اس کے بعد باقی دو کا ذکر نہیں۔ ظاہر ہے وہ خالی تھال لے کر اور آپ کے دیدار سے مشرف ہو کر واپس چلے گئے۔ ⑧ ''ہم آسمان دنیا کے پاس آئے۔'' روایت مختصر ہے۔ بعض روایات میں مدینہ منورہ، طور سینا، بیت اللحم اور بیت المقدس جانے کا بھی ذکر ہے۔ (دیکھیے، حدیث:۴۵۱) لیکن اس اضافے کے ساتھ یہ روایت منکر ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإسراء والمعراج للألباني، ص:۴۴) ⑨ ساتوں آسمانوں پر مختلف انبیاء علیہم السلام سے آپ کی ملاقات، ممکن ہے ان کو آپ کے استقبال و ملاقات کے لیے خصوصی طور پر لایا گیا ہو۔ اور یہی انسب ہے۔ ⑩ حضرت آدم اور ابراہیم علیہما السلام کا آپ کو بیٹا کہنا اس لیے ہے کہ وہ آپ کے اجداد میں شامل ہیں۔ نسب میں ان کا ذکر ہوتا ہے، جب کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام آپ کے نسب میں نہیں آتے، لہٰذا وہ آپ کے چچا زاد بھائیوں کے رتبے میں ہیں، تبھی انھوں نے آپ کو بھائی کہا۔ ⑪ موسیٰ علیہ السلام کا رونا آپ یا آپ کی امت پر حسد کے طور پر نہیں تھا۔ حاشا وکلا۔ انبیاء علیہم السلام اس بیماری سے معصوم ہوتے ہیں، بلکہ یہ اپنی امت پر افسوس کی بنا پر تھا کہ میں نے اتنی محنت کی، اتنا عرصہ گزارا مگر میں یہ رتبہ حاصل نہ کر سکا کیونکہ جس نبی کے جتنے زیادہ پیروکار ہوں گے اسے اتنا ہی اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔ اگر حسد ہوتا تو واپسی کے وقت امت مسلمہ کی خیر خواہی کیوں کرتے اور پچاس (۵۰) سے پانچ (۵) نمازیں رہ جانے کا سبب کیوں بنتے؟ شاید اسی شبہے کے ازالے کے لیے یہ باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہلوائی گئیں، ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر تھے۔ واپسی پر آپ ﷺ کی ان سے ملاقات پہلے ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام تو چھٹے آسمان پر تھے۔ بعض محدثین نے یہ امکان بھی ظاہر کیا ہے کہ واپسی کے وقت انبیاء علیہم السلام کی ترتیب بدل گئی ہوگی۔ ⑫ ''بیت المعمور'' بیت اللہ کے عین اوپر ساتویں آسمان پر ہے جس میں فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جو ایک دفعہ آتا ہے اس کی دوبارہ باری نہیں آتی۔ اور داخل بھی روزانہ ستر ہزار ہوتے ہیں۔ اس سے یہ اخذ کیا گیا ہے کہ فرشتے دیگر تمام مخلوقات سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ واللہ أعلم. (صحيح البخاري، بدء الخلق، حديث:٣٢٠٧) ⑬ سدرۃ المنتہیٰ بیری کا درخت ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟ قطعیت سے کچھ

نہیں کہا جا سکتا۔ صوفیاء نے اسے اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کا تمثل قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم. ''سدرہ'' عربی زبان میں بیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ ''المنتہیٰ'' کے معنی ہیں: آخری' یعنی یہ مخلوقات کی انتہا ہے' یہاں عالم خلق ختم ہو جاتا ہے۔ بقول صوفیاء اس سے اوپر عالم امر ہے جہاں کسی مخلوق کی رسائی نہیں خواہ وہ کوئی انسان ہو یا فرشتہ۔ اس حدیث میں اسے ساتویں آسمان سے اوپر قرار دیا گیا ہے۔ آگے ایک حدیث میں اسے چھٹے آسمان پر بتلایا گیا ہے۔ تطبیق یوں ہے کہ جڑ چھٹے آسمان پر ہوگی اور شاخیں ساتویں آسمان پر پہنچی ہوئی ہوں گی۔ واللہ أعلم.

⑭ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں چار نہروں (یا دریاؤں) کا جو ذکر ہے ان میں سے دو کو پوشیدہ بتلایا گیا ہے' نیز یہ کہ وہ جنت میں ہیں۔ اور دو کو ظاہر کیا گیا ہے جو نیل اور فرات ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت میں جنت کی دو باطنی نہروں کے نام ''سیحان'' اور ''جیحان'' بتلائے گئے ہیں۔ (صحیح مسلم' الجنة و نعیمها' حدیث:٢٨٣٩) علاوہ ازیں ان چاروں نہروں کو جنت کی نہریں قرار دیا گیا ہے۔ دریائے نیل وفرات تو مشہور اور ان کے علاقے بھی معلوم ہیں اور سیحان و جیحان کی بابت مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ منة المنعم في شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں کہ یہ دونوں نہریں بہت بڑی ہیں اور ترکی میں ہیں۔ جیحان کی گزرگاہ مَصِیصَه ہے اور سیحان کی گزرگاہ اَذَنَه ہے۔ اور یہ دونوں نہریں بحر روم میں گرتی ہیں۔ ان کے علاوہ دو نہریں اور ہیں جن کے نام ان سے ملتے جلتے ہیں' یعنی جیحون اور سیحون۔ اس سے بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہوا کہ حدیث میں مذکور ''جیحان اور سیحان'' سے یہی مراد ہیں۔ لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تردید کی ہے اور مولانا مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی۔ اور مولانا موصوف نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ دریائے جیحون وہی ہے جسے آج کل دریائے آمو کہا جاتا ہے اور یہ افغانستان اور ازبکستان کے درمیان حد ہے۔ یہ بلخ' ترمذ اور آمل و درغان سے گزرتا ہوا بحیرۂ خوارزم میں جا گرتا ہے۔ اور سیحون' جیحون کے ماوراء ہے جو خجندہ اور خوقند کے قریب اور تاشقند سے پہلے گزرتا ہے۔ اسے آج کل سیر دریا کہا جاتا ہے۔ ان چاروں دریاؤں کے جنت سے ہونے کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ ان کی اصل جنت ہے اور وہاں سے یہ زمین پر اتارے گئے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان نہروں کے جنت سے ہونے سے مراد شاید یہ ہے کہ ان کی اصل جنت سے ہے' جیسے انسان کی اصل جنت سے ہے۔ چنانچہ یہ حدیث اس بات کے منافی نہیں ہے جو ان نہروں کی بابت مشہور و معلوم ہے کہ یہ نہریں زمین کے معروف سرچشموں سے پھوٹتی ہیں۔ اور اگر اس کے یہ یا اس سے ملتے جلتے معنی نہیں ہیں تو یہ حدیث امور غیب سے متعلق ہے جن پر ایمان رکھنا اور جو خبر دی گئی ہے' اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے......'' (سلسلة الأحادیث الصحیحة،١/١٧٧، ١٧٨) بعض لوگوں نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن علاقوں میں یہ نہریں بہتی ہیں' ان میں اسلام کا پھیلاؤ اور غلبہ ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان نہروں کے پانی سے پیدا ہونے والی خوراک جو لوگ استعمال کریں گے وہ جنتی ہوں گے۔ لیکن امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں تاویلوں کے مقابلے میں اس کا پہلا ظاہری معنی ہی زیادہ صحیح ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووي' الجنة'

حدیث:۲۸۳۹، ومنۃ المنعم:۴/ ۳۲۲، مطبوعۃ دارالسلام، الریاض) ⑮ واپسی کے موقع پر موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نبی کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے واپسی پر دیگر انبیاء سے ملاقات ہی نہ ہوئی ہو یعنی جہاں سے ان کو لایا گیا تھا، وہیں بھیج دیا گیا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے کوئی خصوصی بات نہ ہوئی ہو اس لیے ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ⑯ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے توجہ دلانے پر نبی ﷺ کا واپس اللہ عزوجل کے پاس جانا شاید اس شبہے کو دور کرنے کے لیے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آپ کی امت پر حسد ہے۔ جس طرح بنی اسرائیل کے الزام سے بچانے کے لیے دنیا میں پتھر والا واقعہ پیش آیا تھا۔ (صحیح البخاری، الغسل، حدیث:۲۷۸، وصحیح مسلم، الحیض، حدیث:۳۳۹) ⑰ نمازوں کی تخفیف بعض روایات کے مطابق پانچ (۵) پانچ (۵) سے ہوئی۔ (صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: ۱۶۲) گویا اس روایت میں اختصار ہے۔ آخر میں پانچ (۵) کا رہ جانا بھی اس کا مؤید ہے۔ ⑱ [أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي] ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل فریضہ پانچ (۵) نمازیں ہی تھیں۔ پچاس نمازوں کا مقرر ہونا گویا ان کے ثواب کے اظہار کے لیے تھا، بار بار آنے جانے سے یہ عقدہ حل ہو گیا۔

٤٥٠- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ حَزْمٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَرَضَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى أَمُرَّ بِمُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلَاةً. قَالَ لِي مُوسٰى: فَرَاجِعْ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ

۴۵۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن حزم رحمہ اللہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں یہ (حکم) لے کر لوٹا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر رہا تھا تو انھوں نے کہا: آپ کی امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس (۵۰) نمازیں فرض کی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے کہا: آپ اپنے رب کے پاس جائیں (اور تخفیف کا سوال کریں) کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، چنانچہ میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا (اور تخفیف کا سوال کیا) تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک حصہ معاف فرما دیا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا اور انھیں بتایا تو انھوں نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ سے رجوع کیجیے، آپ کی امت اس کی بھی

٤٥٠- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: كيف فرضت الصلوات في الإسراء، ح:٣٤٩، وانظر، ح:٣٣٤٢، ومسلم، ح:١٦٣، انظر الحديث السابق من حديث ابن وهب، وهو في الكبرٰى، ح:٣١٤.

وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ: إِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ».

طاقت نہیں رکھتی' چنانچہ میں پھر اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میرے رب تعالیٰ نے فرمایا: نمازیں پانچ ہیں مگر ثواب میں پچاس ہی ہوں گی۔ بات میرے ہاں تبدیل نہیں ہوتی۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو وہ کہنے لگے: پھر رب تعالیٰ سے رجوع کیجیے۔ میں نے کہا: تحقیق (اب تو) مجھے اپنے رب عزوجل سے (بار بار تکرار پر) شرم آنے لگی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① "نماز کا ایک حصہ معاف کر دیا" عربی میں لفظ [شَطْر] ہے جس کے معنی نصف بھی ہیں اور ایک حصہ بھی' اس لیے دوسرے معنی اختیار کیے گئے ہیں۔ اس روایت میں بھی اختصار ہے ورنہ نمازیں پانچ پانچ کر کے کم ہوئیں۔ ② [لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ] میں قول سے مراد کہی ہوئی بات ہے' یعنی پچاس نمازوں والا قول کہ تخفیف کے باوجود ان کا ثواب برقرار رہا۔ ③ سند میں مذکور ابن حزم سے مراد ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہیں۔ ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

٤٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهَا، فَرَكِبْتُ وَمَعِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسِرْتُ فَقَالَ: اِنْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَإِلَيْهَا الْمُهَاجَرُ، ثُمَّ قَالَ: اِنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِطُورِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللهُ [عَزَّ

۴۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی۔ میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ اس پر سوار ہو گیا۔ میں کچھ چلا تو جبریل علیہ السلام نے کہا: اترو! نماز پڑھو! میں نے نماز پڑھی۔ کہنے لگے: آپ جانتے ہیں' کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے مدینہ طیبہ میں نماز پڑھی ہے اور اسی کی طرف آپ ہجرت فرمائیں گے' پھر کہنے لگے: اترو! نماز پڑھو۔ میں نے پڑھی۔ کہنے لگے: آپ جانتے ہیں' کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے طور سینا میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے

٤٥١_[إسناده حسن] وله شواهد كثيرة، منها ما أخرجه الطبري في تفسيره: ١٥/ ٤ بإسناد صحيح عن شريك بن أبي نمر عن أنس به.

وَجَلَّ] مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ: اِنْزِلْ فَصَلِّ فَنَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي جِبْرَئِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا فِيهَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا فِيهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيسٰى وَيَحْيٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَإِذَا فِيهَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا هَارُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَإِذَا فِيهَا إِدْرِيسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ فَأَتَيْنَا سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَتْنِي ضَبَابَةٌ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا فَقِيلَ لِي: [إِنِّي] يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ، فَرَجَعْتُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَلَمْ يَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ عَلٰى مُوسٰى، فَقَالَ: كَمْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ:

موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ پھر کہنے لگے: اترو! نماز پڑھو! میں اترا اور نماز پڑھی۔ کہنے لگے: آپ جانتے ہیں' کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا۔ وہاں میرے لیے انبیاء علیہم السلام جمع کیے گئے تھے' چنانچہ مجھے جبریل علیہ السلام نے آگے کر دیا۔ میں نے ان کی امامت کی۔ پھر مجھے لے کر قریبی (پہلے) آسمان کی طرف چڑھے۔ اس میں آدم علیہ السلام تھے' پھر وہ مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے چڑھے۔ اس میں دو خالہ زاد بھائی عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام تھے' پھر وہ مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو اس میں یوسف علیہ السلام تھے' پھر وہ مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو اس میں ہارون علیہ السلام تھے' پھر وہ مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو اس میں ادریس علیہ السلام تھے' پھر وہ مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو اس میں موسیٰ علیہ السلام تھے' پھر وہ مجھے ساتویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو وہاں ابراہیم علیہ السلام تھے۔ پھر وہ مجھے ساتویں آسمان سے اوپر لے گئے تو ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ وہاں مجھے ایک بادل نے ڈھانپ لیا۔ میں سجدے میں گر پڑا۔ مجھے کہا گیا: تحقیق میں نے جس دن آسمان و زمین پیدا کیے تھے آپ اور آپ کی امت پر پچاس (۵۰) نمازیں فرض کر دی تھیں' لہٰذا آپ اور آپ کی امت یہ نمازیں پڑھیں۔ میں ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹا تو انھوں نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھا' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور

خَمْسِينَ صَلَاةً. قَالَ: فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَقُومَ بِهَا أَنْتَ وَلَا أُمَّتُكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ أَتَيْتُ إِلٰى مُوسٰى فَأَمَرَنِي بِالرُّجُوعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ أَتَيْتُ مُوسٰى فَأَمَرَنِي بِالرُّجُوعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا، ثُمَّ رُدَّتْ إِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ قَالَ: فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّهُ فَرَضَ عَلٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ صَلَاتَيْنِ فَمَا قَامُوا بِهِمَا، فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَسَأَلْتُهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ: إِنِّي يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَخَمْسٌ بِخَمْسِينَ فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صِرًّى فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: اِرْجِعْ فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ صِرًّى يَقُولُ: حَتْمٌ فَلَمْ أَرْجِعْ».

آپ کی امت پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ میں نے کہا: پچاس۔ انھوں نے کہا: تحقیق آپ اتنی نمازیں پڑھ سکتے ہیں نہ آپ کی امت' اس لیے رب تعالیٰ کے پاس جائیں اور کمی کا سوال کریں۔ میں اپنے رب تعالیٰ کے پاس گیا (اور کمی کا سوال کیا) تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے دوبارہ جانے کو کہا۔ میں پھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید دس کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پھر واپس جانے کو کہا۔ میں پھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید دس کم کر دیں۔ آخر کار پانچ رہ گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: پھر اپنے رب کے پاس جائیں اور مزید کمی کا سوال کریں۔ تحقیق بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض تھیں' وہ دو بھی نہ پڑھ سکے۔ میں پھر رب تعالیٰ کے پاس گیا اور مزید کمی کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے جس دن زمین و آسمان پیدا کیے تھے' آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ اب پچاس کی بجائے پانچ ہیں۔ سو آپ اور آپ کی امت انھیں پڑھا کریں۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی ہیں۔ چنانچہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: دوبارہ جائیں لیکن مجھے علم تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی ہیں' لہٰذا میں واپس نہ لوٹا۔"

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت اس سیاق سے منکر ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس روایت کے طریق کے متعلق فرماتے ہیں: [فِيهَا غَرَابَةٌ وَّ نَكَارَةٌ جِدًّا] "اس طریق میں سخت غرابت و نکارت ہے۔" اس کی سند میں ایک تو یزید بن عبدالرحمٰن بن ابی مالک دمشقی ہے جو صدوق ہے لیکن کبھی کبھار وہم کا شکار ہو جاتا تھا' دوسرے اس سے روایت کرنے والے سعید بن عبدالعزیز تنوخی ہیں' اگرچہ ثقہ ہیں لیکن آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ (تقریب) لہٰذا اس روایت میں مدینہ طیبہ' طور سینا اور بیت اللحم میں اترنے اور وہاں نماز

پڑھنے کا واقعہ درست نہیں۔ و اللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإسراء والمعراج للألباني، ص:۴۴)

٤٥٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ أُنْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ وَ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَاعُرِجَ بِهِ مِنْ تَحْتِهَا، وَ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا هُبِطَ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا حَتَّى يُقْبَضَ مِنْهَا، قَالَ: ﴿إِذْ يَغْشَى ٱلسِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ﴾ [النجم:١٦] قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ فَأُعْطِيَ ثَلَاثًا: اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَيُغْفَرُ لِمَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِهِ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ.

۴۵۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج کروائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ اور وہ (اس کی جڑ) چھٹے آسمان میں ہے۔ نیچے سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ وہاں جا کر رک جاتی ہے۔ اور اوپر سے جو کچھ اترتا ہے وہ بھی وہاں آ کر رک جاتا ہے، حتی کہ وہاں سے وصول کر لیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى﴾ (النجم ۵۳:۱۶) سے مراد سونے کے پتنگے ہیں (جنھوں نے سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپ رکھا تھا۔) وہاں آپ کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں: پانچ نمازیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور آپ کی امت کے ہر اس شخص کے کبائر معاف کر دیے جائیں گے جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① براق کا ذکر روایات معراج میں بیت المقدس تک ہی ملتا ہے، اس لیے کہا گیا ہے کہ بیت المقدس سے آگے آسمانوں کا سفر ایک سیڑھی نما چیز ''معراج'' کے ذریعے سے ہوا لیکن اس کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں۔ و اللہ أعلم. ② بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام کا آپ ﷺ کے استقبال کے لیے حاضر ہونا اور آپ کا ان کی امامت کروانا آپ کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے جو کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ ظاہر تو یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام جسمانی طور پر حاضر تھے نہ کہ صرف روحانی طور پر جیسے کہ رسول اکرم ﷺ جسمانی طور پر بیت المقدس اور آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ فوت شدہ انبیاء علیہم السلام کے جسم بھی اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۱۰۴۷) اگر انبیاء علیہم السلام صرف روحانی طور پر ہی لائے گئے ہوں تو بھی واقعہ کی اہمیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بہر حال یہ معاملہ برزخ کا ہے جو انسان کی رسائی سے باہر ہے۔ ③ عام احادیث میں سدرۃ المنتہیٰ تک جانے کا ذکر ہی ملتا ہے مگر صحیحین کی ایک روایت میں ایک اور مقام پر آپ کے

٤٥٢ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب في ذكر سدرة المنتهى، ح:١٧٣ من حديث مالك بن مغول به، وهو في الكبرٰى، ح:٣١٥.

چڑھنے کا ذکر ہے جہاں سے آپ کو قلموں کی سرسراہٹ بھی سنائی دی۔ (صحیح البخاري، الصلاة، حدیث: ٣٤٩، وصحیح مسلم، الإیمان، حدیث: ١٦٣) لیکن اس مقام کا کوئی نام ذکر نہیں کیا گیا۔ ④ سورۃ البقرہ کی آخری آیات کا نزول بالاتفاق مدنی ہے اور واقعۂ معراج مکی ہے۔ معراج میں سورۂ بقرہ کی آخری آیات دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیات عطا کرنے کا وعدہ کر لیا گیا جب کہ نزول بعد میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ واللہ أعلم. ⑤ کبائر کی معافی کی دو صورتیں ہوں گی: جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا پہلے مرحلے ہی میں اپنے فضل و کرم سے معاف فرما کر جنت میں داخل فرما دے گا کیونکہ بعض کے بلا توبہ بھی کبائر معاف ہو جائیں گے ورنہ جہنم میں سزا بھگت کر پھر معافی ہوگی۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: أَيْنَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ (التحفة ٢)

باب: ٢- نماز کہاں فرض ہوئی؟

٤٥٣- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ رَبِّهِ بْنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْبُنَانِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ الصَّلَوَاتِ فُرِضَتْ بِمَكَّةَ، وَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَهَبَا بِهِ إِلَى زَمْزَمَ، فَشَقَّا بَطْنَهُ وَأَخْرَجَا حَشْوَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَغَسَلَاهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ كَبَسَا جَوْفَهُ حِكْمَةً وَعِلْمًا.

٤٥٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نمازیں مکہ (مکی دور) میں فرض ہوئیں۔ دو فرشتے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو زمزم کی طرف لے گئے' پھر آپ کا (سینہ اور) پیٹ چیرا اور اندرونی چیزیں سونے کے ایک تھال میں نکالیں' پھر ان کو زمزم کے پانی سے دھویا' پھر آپ کے پیٹ میں حکمت اور علم ڈال کر اوپر سے بند کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① معراج کی طویل حدیث میں صرف دل کے دھونے کا ذکر ہے۔ اس روایت میں دل کے علاوہ بھی ذکر ہے۔ گویا مقصود تو دل کی صفائی تھی بالتبع رگیں وغیرہ بھی دھوئی گئیں۔ ② پہلی روایت میں سونے کے تھال میں حکمت اور علم لانے کا ذکر ہے' اس حدیث میں تھال میں دھونے کا ذکر ہے' ایک ہی تھال میں دونوں چیزیں ممکن ہیں۔ اور ممکن ہے کہ دو تھال لائے گئے ہوں' ایک علم و حکمت سے بھرا ہوا' دوسرا دھونے کے لیے۔ ③ سونا استعمال کرنا ہمارے لیے منع ہے نہ کہ فرشتوں کے لیے' لہٰذا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ④ معراج بالاتفاق مکی دور میں ہوئی (اگرچہ اس کی تاریخ میں اختلاف ہے۔) پانچ نمازیں معراج میں فرض ہوئیں' لہٰذا نماز کی فرضیت بالاتفاق مکی دور میں ہوئی ہے۔

٤٥٣- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣١٦.

(المعجم ٣) - **بَابٌ : كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ** (التحفة ٣)

باب:٣-نماز کیسے فرض ہوئی؟

٤٥٤- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَوَّلَ مَا فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ.

۴۵۴-حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ شروع شروع میں نماز دو دو رکعت فرض ہوئی تھی' پھر سفر کی نماز اسی طرح رہنے دی گئی اور حضر (اقامت) کی نماز (چار رکعت) مکمل کر دی گئی۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں نماز سے مراد مغرب اور فجر کے علاوہ ہیں کیونکہ یہ نمازیں سفر و حضر میں تبدیل نہیں ہوتیں۔ مغرب ہر حال میں تین رکعت اور فجر ہر حال میں دو رکعت ہے۔ ② اس حدیث کا ظاہر مراد نہیں کیونکہ قرآن مجید کی آیت ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ (النسآء۴:۱۰۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر والی نمازیں چار رکعت تھیں۔ مسافر کو رخصت دی گئی کہ دو پڑھ لے' الا یہ کہ حدیث کا مطلب یہ ہو کہ معراج سے پہلے نماز دو رکعت تھی۔ جب معراج کے موقع پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں تو بعض کو چار رکعت کر دیا گیا' پھر سفر کی نماز دو رکعت کر دی گئی تو گویا وہ معراج سے پہلے والی حالت میں رہ گئی اور گھر کی نماز مکمل رہنے دی گئی۔ ③ اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا ہے کہ سفر کی نماز دو رکعت ہی ہے۔ چار پڑھ ہی نہیں سکتا جس طرح ظہر کی چھ نہیں پڑھ سکتا' مگر یہ مطلب مذکورہ قرآنی آیت کے علاوہ خود راویٔ حدیث حضرت عائشہ ؓ کے مسلک کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ سفر میں چار بھی پڑھتی تھیں۔ اور احناف کے نزدیک راوی کی رائے کو ترجیح دی جاتی ہے نہ کہ روایت کے ظاہر الفاظ کو۔

٤٥٥- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَمْرٍو - يَعْنِي الْأَوْزَاعِيَّ - أَنَّهُ سَأَلَ الزُّهْرِيَّ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ:

۴۵۵-حضرت اوزاعی نے حضرت زہری سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ ہجرت فرمانے سے قبل مکہ میں کیسے نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: مجھے حضرت عروہ نے حضرت عائشہ ؓ سے بیان کیا' انھوں نے فرمایا: شروع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر دو دو رکعتیں نماز

٤٥٤ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب: يقصر إذا خرج من موضعه، ح: ١٠٩٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٣/٦٨٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣١٧.

٤٥٥ـ[إسناده صحيح] أخرجه البخاري ومسلم، وغيرهما من حديث الزهري به، انظر الحديث السابق.

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَرَضَ اللهُ الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ أَوَّلَ مَا فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أُتِمَّتْ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأُولَى.

فرض کی تھی' پھر گھر کی نماز کو چار رکعت مکمل کر دیا گیا اور سفر کی نماز پہلی حالت پر رہنے دی گئی۔

فائدہ: اس حدیث میں سابقہ حدیث ہی کی کچھ تفصیل آئی ہے' یعنی سوال معراج سے قبل مکی زندگی کی نماز کے بارے میں تھا کیونکہ معراج' محقق قول کے مطابق ہجرت سے صرف چھ ماہ قبل ہوئی' قرب کی بنا پر معراج اور ہجرت مدینہ کو ایک ہی سمجھ لیا گیا۔ اب مطلب صاف ہے جیسا کہ حدیث: ۴۵۴ کے فوائد میں بیان کیا گیا۔

٤٥٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ.

۴۵۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ شروع میں نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھی' پھر سفر کی نماز تو اتنی ہی رہنے دی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

٤٥٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۴۵۷- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی زبانی حضر کی نماز چار رکعت' سفر کی نماز دو رکعت اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی گئی۔

فوائد و مسائل: ① ہر نماز چار رکعت نہیں' مغرب چونکہ وِتْرُ النَّهار ہے' لہٰذا وہ تین رکعت ہے اور تین ہی رہے گی۔ اور فجر میں قراءت لمبی ہوتی ہے حتی کہ دو رکعت چار رکعت سے بھی بڑھ جاتی ہیں' لہٰذا یہ نماز بھی حضر و سفر میں دو رکعت ہی رکھی گئی۔ باقی تین نمازیں گھر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت ہیں' البتہ محقق

٤٥٦ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب: كيف فرضت الصلاة في الإسراء؟ ح: ٣٥٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٥/ ١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٦.

٤٥٧ـ أخرجه مسلم، ح: ٦٨٧/ ٥ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣١٨.

قول کے مطابق اگر کوئی مسافر چار رکعت پڑھنا چاہے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے۔ (صحيح البخاري' التقصير' حديث:۱۰۸۳) ہاں! دو رکعت پڑھنا بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہی رہا ہے۔ اگر کوئی چار پڑھے گا تو اس کا بھی جواز ہے۔ واللہ أعلم. ② ''خوف کی نماز ایک رکعت'' ۔ نماز خوف کی مخصوص مختلف صورتوں میں سے یہ بھی ایک صورت ہے، یعنی شدید خوف میں ایک رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن جمہور علماء اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ ایک رکعت سے مراد امام کے ساتھ ایک رکعت ہے اور دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھے۔ صرف ایک رکعت نماز درست نہیں۔ لیکن جمہور علماء کا یہ موقف دلائل کی روشنی میں محل نظر معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ایک رکعت نماز بھی متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا موقع محل کی مناسبت سے ایک رکعت بھی بلا تامل پڑھی جاسکتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۴۴۲ اور ۱۵۳۰ کے فوائد و مسائل دیکھیے۔

٤٥٨- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الشُّعَيْثِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أَسِيدٍ: أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ: كَيْفَ تَقْصُرُ الصَّلَاةَ؟ وَإِنَّمَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَوٰةِ إِنْ خِفْتُمْ﴾ [النساء: ۱۰۱] فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَانَا وَنَحْنُ ضُلَّالٌ فَعَلَّمَنَا فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنَا أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنَا أَنْ نُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ.

۴۵۸- امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ نماز کیسے قصر کرتے ہیں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ...... إِنْ خِفْتُمْ﴾ ''تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم نماز قصر کرلو اگر تمھیں خوف ہو۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! اللہ کے رسول ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم گمراہ تھے۔ آپ نے ہمیں تعلیم دی۔ جو کچھ آپ نے سکھایا اس میں یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم سفر میں دو رکعتیں پڑھیں۔

قَالَ الشُّعَيْثِيُّ: وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ.

(محمد بن عبداللہ) شعیثی نے کہا: زہری یہ حدیث عبداللہ بن ابوبکر سے بیان کرتے تھے۔

٤٥٨ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب تقصير الصلاة في السفر، ح:١٠٦٦ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، وتابعه الزهري، وصححه ابن خزيمة، ح:٩٤٦، وابن حبان، ح:١٠١، والحاكم:١/٢٥٨، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① اعتراض یہ تھا کہ قرآن مجید میں قصر صلاۃ کے لیے خوف کی قید مذکور ہے جب کہ یہ لوگ بغیر خوف کے قصر کر رہے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اصولی جواب دیا کہ ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اصل ہے۔ قرآن مجید کا مطلب بھی وہی معتبر ہے جو آپ ارشاد فرمائیں کیونکہ قرآن مجید بھی تو آپ ہی لے کر آئے ہیں۔ آپ ہی اس کا صحیح مفہوم جانتے ہیں۔ آپ نے بارہا سفر میں قصر کی' حالانکہ کوئی خوف نہیں تھا' حتی کہ حجۃ الوداع میں بھی قصر کی جب کہ آپ کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ ② حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اصولی جواب کے علاوہ بھی جوابات دیے گئے ہیں' مثلاً: ① جب قصر کی آیت اتری' اس وقت خوف بھی تھا' لہٰذا آیت میں واقعہ کی مناسبت سے خوف کا ذکر کر دیا گیا ورنہ یہ شرط مقصود نہ تھی' سفر ہی شرط تھا۔ ② قرآن مجید میں صلاۃ خوف ہی کا ذکر ہے۔ صلاۃ سفر کا ذکر صرف احادیث میں ہے۔ قرآن مجید میں سفر کی نماز کا ذکر ہی نہیں۔ ③ ﴿إِنْ خِفْتُمْ...... الخ﴾ سے صلاۃ خوف کا ذکر ہے اور اس سے پہلے صلاۃ سفر مذکور ہے' گویا ﴿إِنْ خِفْتُمْ﴾ کا تعلق ماقبل سے نہیں مابعد سے ہے' دونوں الگ الگ جملے ہیں۔ ③ أَمَرَنَا سے مراد وجوبی حکم نہیں بلکہ استحبابی حکم مراد ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: كَمْ فُرِضَتْ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ (التحفة ٤)

باب:۴- دن اور رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟

٤٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ [نَسْمَعُ] دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْهَمُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ» قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ» قَالَ: «وَصِيَامُ شَهْرِ

۴۵۹- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجد والوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ہم اس کی آواز کی بھنبھناہٹ تو سنتے تھے لیکن ہمیں اس کی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی حتی کہ وہ قریب آ گیا تو ناگہاں وہ اسلام کے بارے میں پوچھنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔'' اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' مگر یہ کہ تو نفل

٤٥٩ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الزكاة من الإسلام، ح: ٤٦، ومسلم، الإيمان، باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح: ١١/ ٨، ٩ عن قتيبة من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٧٥، والكبرٰى، ح: ٣١٩.

رَمَضَانَ» قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ» وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الزَّكَاةَ قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ» فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ».

پڑھے۔'' آپ نے فرمایا: ''اور ماہ رمضان کے روزے ہیں۔'' اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی روزہ مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' مگر یہ کہ تو نفل روزے رکھے۔'' اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے زکاۃ کا ذکر فرمایا۔ اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ (مالی صدقہ) فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' مگر یہ کہ تو نفلی صدقہ دے۔'' وہ آدمی واپس مڑا اور کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! نہ اس سے زائد کروں گا نہ اس میں کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ سچا ہوا تو کامیاب رہا۔''

فوائد و مسائل: ① ''بھنبھناہٹ سنتے تھے۔'' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گفتگو دھیمی آواز میں کر رہا تھا۔ ② چونکہ وہ سائل پہلے سے مسلمان تھا' شہادتین کا اقرار کر چکا تھا' اس لیے آپ نے اس کو دوسرے ارکان اسلام بیان فرمائے۔ حج کا ذکر نہیں فرمایا کہ وہ ابھی تک فرض نہ ہوا تھا۔ محقق بات یہ ہے کہ حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ ③ ''مگر یہ کہ تو نفل کرے۔'' گویا اصل سوال فرائض کے بارے ہی میں تھا۔ فلاح کا مدار بھی فرائض ہی پر ہے' باقی رہے سنن و نوافل' تو وہ فرائض کی تکمیل کے لیے ہیں۔ فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کمی سنن و نوافل سے پوری ہوتی ہے۔ شاید ہی کوئی شخص فرائض کی مکمل ادائیگی کا دعویٰ کر سکے' اس لیے سنن و نوافل خصوصاً رواتب کی پابندی بڑی اہمیت کی حامل ہے' اس لیے بھی کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کی پابندی فرمائی ہے اور ہمارے لیے آپ کی سنن کی اتباع لازم ہے' نیز رواتب (فرض نماز کی اگلی پچھلی سنتیں) فرض کے تابع ہیں' الگ نہیں' لہٰذا سفر' مرض اور انتہائی مصروفیت کے علاوہ ان پر دوام کیا جائے۔ باقی رہا بعض لوگوں کا یہ قول کہ ''نفل نماز یا روزہ شروع کرنے سے بھی واجب ہو جاتا ہے کیونکہ راستے میں چھوڑ دینے سے بطلان عمل ہوگا اور قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تُبْطِلُوٓا اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد ۴۷:۳۳) تو رسول اکرم ﷺ کے طرز عمل اور احادیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے نفلی روزہ مکمل کرنے سے پہلے افطار کیا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الصیام' حدیث: ۱۱۵۴) اس لیے جمہور اہل علم کے مطابق شروع کرنے سے نفل فرض نہیں بن جاتا' البتہ تکمیل بہتر ہے۔ باقی رہی آیت مبارکہ تو اس کا سیاق و سباق بعض لوگوں (احناف) والا معنی لینے سے مانع ہے کیونکہ اس آیت میں خلاف سنت کام کرنے کو باطل کہا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ [عَنْ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ]، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَمِ افْتَرَضَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ؟ قَالَ: «اِفْتَرَضَ اللهُ عَلَى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ [خَمْسًا]». قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ قَبْلَهُنَّ أَوْ بَعْدَهُنَّ شَيْئًا؟ قَالَ: «اِفْتَرَضَ اللهُ عَلَى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ [خَمْسًا]» فَحَلَفَ الرَّجُلُ لَا يَزِيدُ عَلَيْهِ شَيْئًا وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ».

۴۶۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ان سے پہلے یا بعد بھی کچھ فرض کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں (ہی) فرض کی ہیں۔'' تو اس آدمی نے قسم کھائی کہ وہ اس سے زائد پڑھے گا نہ ان میں کمی کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ سچا رہا تو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔''

فائدہ: اس حدیث کا مفہوم پچھلی حدیث کے فوائد میں بیان ہو چکا ہے۔

(المعجم ٥) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ (التحفة ٥)

باب:۵- پانچ نمازوں کی ادائیگی پر بیعت (عہد) کرنا

٤٦١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟»

۴۶۱- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے) تھے کہ آپ نے فرمایا: ''کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟'' آپ نے یہ جملہ تین دفعہ دہرایا تو ہم نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے اور آپ سے بیعت کی' پھر ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کی بیعت تو کر لی ہے مگر یہ کس بات پر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ

٤٦٠ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٣/ ٢٦٧ من حديث نوح به، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٤٦١ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ١٠٤٣/ ١٠٨ من حديث سعيد بن عبدالعزيز به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٢٠.

فَرَدَّدَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَقَدَّمْنَا أَيْدِيَنَا فَبَايَعْنَاهُ فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَامَ؟ قَالَ : «عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ» وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً «أَنْ لَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا».

کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور پانچ نمازیں پڑھو گے۔" اور آپ نے ایک بات آہستہ کہی: "تم کسی سے کچھ نہیں مانگو گے۔"

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے دور اقدس میں چار قسم کی بیعت رائج تھی: ❀ بیعت اسلام یعنی اسلام لاتے وقت۔ ❀ ہجرت کرنے کے لیے بیعت۔ ❀ بیعت جہاد یعنی کسی لڑائی کے وقت، مثلاً: صلح حدیبیہ کے وقت۔ ❀ بیعت اطاعت یعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی پابندی کے لیے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ذکر ہے۔ پھر بیعت اسلام کی بجائے بیعت خلافت شروع ہوگئی۔ بیعت جہاد قائم رہی، البتہ بیعت اطاعت ختم ہوگئی، گویا کہ یہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ صحابۂ کرام اور تابعین کے دور میں ایسا ہی رہا۔ بعد میں صوفیائے کرام نے بیعت لینا شروع کر دی، اپنے سلسلے میں داخل کرنے کے لیے اور اپنی ہر بات کی اطاعت کرانے کے لیے، یہ ایک نئی چیز ہے، اگر یہ بیعت اطاعت شریعت ہے تو جواز ہو سکتا ہے مگر صحابہ و تابعین نے ایسے نہیں کیا، لہٰذا مستحسن نہیں۔ اور اگر یہ اپنی اطاعت کی بیعت ہے تو ممنوع ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کوئی مطاع نہیں کہ اس کی اطاعت مطلقاً جائز ہو۔ بیعت سے متعلق دیگر احکام ومسائل بالتفصیل کتاب البیعۃ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ (التحفة ٦)

باب:٦- پانچ نمازوں کی پابندی کرنا (ضروری ہے)

٤٦٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ : أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُولُ : اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ، قَالَ الْمُخْدَجِيُّ : فَرُحْتُ إِلَى

٤٦٢- ابن محیریز سے روایت ہے کہ بنو کنانہ کے ایک آدمی نے، جسے مخدجی کہا جاتا تھا، شام کے علاقے میں ایک آدمی کو، جس کی کنیت ابومحمد تھی، یہ کہتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہے۔ مخدجی نے کہا: میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب کہ وہ مسجد کو جا رہے تھے۔ میں نے ان کو آگے سے روک لیا اور ابومحمد

٤٦٢_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فيمن لم يوتر، ح: ١٤٢٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٢٣، والكبرى، ح: ٣٢٢، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٢، ٢٥٣ وغيره، وحسنه المنذري.

عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَاعْتَرَضْتُ لَهُ وَهُوَ رَائِحٌ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ، فَقَالَ عُبَادَةُ: كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللهُ عَلَى الْعِبَادِ، مَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ».

کے قول کی خبر دی۔ حضرت عبادہ ؓ کہنے لگے: ابومحمد نے غلط کہا ہے۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''پانچ نمازیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کی ہیں' جو آدمی انھیں ادا کرے' ان میں سے کسی کو ان کی حیثیت ہلکی سمجھ کر ضائع نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے وعدہ ہو چکا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور جو شخص ان کو ادا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے کوئی عہد نہیں۔ چاہے اسے عذاب دے' چاہے جنت میں داخل کرے۔''

فوائد و مسائل: ① احناف وتر کو واجب کہتے ہیں مگر ان کا استدلال ایسی روایات سے ہے جو کمزور ہیں یا وہ ایک سے زائد معانی کا احتمال رکھتی ہیں' جب کہ ان کے مقابلے میں صحیح اور قطعی روایات جو تواتر کو پہنچتی ہیں' پانچ نمازوں کی فرضیت کا اعلان کرتی ہیں اور زائد کی فرضیت و وجوب کی نفی کرتی ہیں' لہٰذا ان کی بات صحیح نہیں' بلکہ اسے سنت مؤکدہ کہنا چاہیے جسے بلاوجہ ترک نہیں کیا جا سکتا۔ ② وتر کے معنی عربی میں ''طاق'' کے ہیں۔ تعداد رکعات کا لحاظ رکھتے ہوئے اس نماز کو وتر کہا جاتا ہے۔ ③ حضرت عبادہ ؓ کا استدلال واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صریح طور پر پانچ نمازوں کی فرضیت کا اظہار فرمایا اور انھیں دخول جنت کا لازمی سبب بتایا ہے۔ اگر وتر فرض ہوتا تو آپ اس کا بھی ذکر فرماتے۔ ④ [أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ] کیونکہ نماز دوسرے فرائض کی ادائیگی اور منہیات سے اجتناب کا سبب بنتی ہے' بلکہ ضامن ہے' اس لیے نمازی کے لیے دخول جنت کا انعام ہے' اولاً ہو یا ثانیاً۔ ⑤ ''چاہے تو جنت میں داخل کرے۔'' یہ اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت ہے کہ اپنے حقوق میں کوتاہی پر باز پرس نہ کرے۔

(المعجم ٧) - بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ (التحفة ٧)

باب:٧- پانچ (فرض) نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت

٤٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ

٤٦٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے

٤٦٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات، ح: ٦٦٧ عن قتيبة، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب: الصلوات الخمس كفارة، ح: ٥٢٨ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٢٣.

ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟» قَالُوا: لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ: «فَكَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بتاؤ! اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے نہر گزرتی ہو' وہ اس سے ہر روز پانچ دفعہ غسل کرتا ہو' کیا اس کا کچھ بھی میل کچیل باقی رہ جائے گا؟'' صحابہ نے کہا: کچھ بھی میل کچیل نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا: ''پانچ نمازوں کی مثال بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ غلطیاں مٹا دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اگرچہ اہل علم کی ایک جماعت نے یہاں [خَطَايَا] سے مراد صغائر لیے ہیں لیکن یہ حدیث کے ظاہر مفہوم کے موافق نہیں۔ ''خطایا'' میں عموم ہے' خواہ صغائر ہوں یا کبائر کیونکہ اللہ کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ ② توبہ اگرچہ ایک سبب مغفرت ہے لیکن بخشش صرف اسی پر موقوف نہیں کہ اس کے بغیر بخشش ہو ہی نہیں سکتی۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ سچی توبہ سے بخشش یقینی ہو جاتی ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ الْحُكْمِ فِي تَارِكِ الصَّلَاةِ (التحفة ٨)

باب: ٨- نماز چھوڑنے والے کا حکم

٤٦٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَهْدَ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ».

۴۶۴- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان امتیاز نماز سے ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔''

٤٦٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۴۶۵- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے اور کفر کے درمیان صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔''

٤٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، ح: ٢٦٢١ عن الحسين بن حريث به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٢٩، وسنن ابن ماجه، ح: ١٠٧٩ من حديث ابن واقد.

٤٦٥ـ [صحيح] أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ٨٢ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٣٠.

ﷺ: «لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ».

فوائد ومسائل: ① ''مسلمان اور کافر میں امتیاز نماز سے ہے۔'' کیونکہ ارکانِ اسلام میں سے یہی ایک ایسا رکن ہے جس سے مسلم کی پہچان ہو سکتی ہے۔ شہادتین کی ادائیگی تو کبھی کبھار ہوتی ہے' نیز وہ نظر آنے والی چیز نہیں۔ تصدیق دل سے ہوتی ہے۔ روزہ بھی مخفی چیز ہے۔ زکاۃ کی ادائیگی صرف امیر لوگوں پر سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے اور وہ علانیہ بھی نہیں ہوتی۔ حج زندگی میں ایک بار ہے' وہ بھی صرف صاحب استطاعت پر فرض ہے' لہٰذا نماز ہی ایک ایسا رکن ہے جو ہر غریب و امیر' مرد و زن' بوڑھے' جوان' تندرست اور بیمار پر دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے۔ اور یہ نظر آنے والی چیز ہے۔ علانیہ اذان و جماعت سے ادا ہوتی ہے' اس لیے اس سے بڑھ کر مسلمان کے لیے امتیاز کیا ہو سکتا ہے؟ ② ''جس نے اسے چھوڑ دیا' کفر کیا۔'' کیونکہ جو شخص کبھی بھی نماز نہیں پڑھتا اس نے مطلقاً نماز کو چھوڑ رکھا ہے۔ بظاہر کافر اور اس میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا' یعنی دیکھنے میں کافروں جیسا ہے۔ ویسے بھی نماز کا ترک کافروں کا کام ہے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس نے کفر کے کام کا ارتکاب کیا' البتہ اس میں چونکہ اسلام کے کام بھی پائے جاتے ہیں' مثلاً: شہادتین کا اقرار اور تصدیق وغیرہ' لہٰذا وہ صریح کافر تو نہیں مگر دائرۂ اسلام کے تحت کافر ہے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے [كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ] کہا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الإيمان' باب كُفْرَانِ العَشِيرِ وكُفْرٍ دونَ كفرٍ' رقم الباب:٢١) یعنی بڑے کفر سے کم درجے کا کفر جس سے وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہ ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ظاہر الفاظ کے پیش نظر اسے صریح کافر کہا ہے۔ والله أعلم. ③ ''صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔'' کیونکہ ترک صلاۃ سے مسلمان کا امتیاز ختم ہو گیا' لہٰذا اس کا تعلق کفر سے جڑ گیا۔

(المعجم ٩) - بَابُ الْمُحَاسَبَةِ عَلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٩)

باب:٩- نماز کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی

٤٦٦- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ - هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازُ - قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ:

۴۶۶- حضرت حریث بن قبیصہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مدینہ آیا تو میں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر فرما۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہم نشینی میسر ہوئی۔ میں نے ان سے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے

٤٦٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة، ح:٤١٣ من حديث همام به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح:٣٢٥، وله شواهد، منها الحديثان الآتيان.

قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَجَلَسْتُ إِلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: فَقُلْتُ إِنِّي دَعَوْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَحَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ» قَالَ هَمَّامٌ: لَا أَدْرِي هٰذَا مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ أَوْ مِنَ الرِّوَايَةِ «فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ: أُنْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهِ مَا نَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلٰى نَحْوِ ذٰلِكَ» خَالَفَهُ أَبُو الْعَوَّامِ.

دعا کی تھی کہ مجھے نیک ہم نشین میسر فرما' لہٰذا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے گا۔ آپ نے بیان کیا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ''سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔ اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام رہا اور خسارے میں گیا۔'' ہمام کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ یہ الفاظ قتادہ کے ہیں یا روایت (حدیث) کے ہیں۔ ''اگر اس کے فرضوں میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اے فرشتو!) دیکھو! کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفل ہیں؟ تو ان کے ساتھ اس کے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ پھر باقی اعمال میں بھی اسی طرح (حساب) ہوگا۔'' حضرت ابوعوام نے سند میں حضرت ہمام کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ابوعوام اور ہمام دونوں حضرت قتادہ کے شاگرد ہیں۔ دونوں سند کے بیان کرنے میں مختلف ہیں جیسا کہ اس حدیث اور اگلی حدیث کی سندیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ہمام کی سند میں حضرت حسن کے استاد حریث بن قبیصہ ہیں جب کہ ابوعوام کی سند میں حسن کے استاد ابورافع ہیں۔ ② معلوم ہوا کہ نوافل اور سنن کی ادائیگی میں قطعاً سستی نہیں کرنی چاہیے تاکہ فرائض کی تکمیل اور رفع درجات کا فائدہ حاصل ہو۔ کون ہے جو فرائض کی صحیح ادائیگی کا دعویٰ کر سکے؟

٤٦٧- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ بَيَانِ بْنِ زِيَادِ بْنِ مَيْمُونٍ - قَالَ: كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْهُ قَالَ:

۴۶۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس چیز کا حساب ہوگا وہ اس کی نماز ہوگی۔

٤٦٧- [صحيح] انظر الحديث الآتي والسابق.

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ فَإِنْ وُجِدَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ تَامَّةً، وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ قَالَ: اُنْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ يُكَمِّلُ لَهُ مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيضَتِهِ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ سَائِرُ الْأَعْمَالِ تَجْرِي عَلَى حَسَبِ ذٰلِكَ».

اگر وہ مکمل پائی گئی تو مکمل لکھی جائے گی اور اگر اس میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو! کیا تم اس کے لیے کچھ نفل پاتے ہو جس کے ساتھ اس کے ضائع کردہ فرض کی کمی پوری کر دی جائے۔ پھر باقی اعمال بھی اسی کے مطابق جاری ہوں گے۔"

فائدہ: بعض روایات میں ہے کہ سب سے پہلے "قتل" کا فیصلہ کیا جائے گا۔ (صحيح البخاري، الرقاق، حديث:٦٥٣٣، وصحيح مسلم، القسامة والمحاربين، حديث:١٦٧٨) یہاں نماز کا ذکر ہے۔ تطبیق یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں قتل کا۔ یا پوچھ گچھ پہلے نماز کی ہوگی اور فیصلہ سب سے پہلے قتل کا ہوگا۔

٤٦٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ فَإِنْ كَانَ أَكْمَلَهَا وَإِلَّا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اُنْظُرُوا لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَإِنْ وُجِدَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ: أَكْمِلُوا بِهَا الْفَرِيضَةَ».

۴۶۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے بندے سے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر اس نے نمازوں کو مکمل کیا ہوگا (تو درست) ورنہ اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا: دیکھو! کیا میرے بندے کے نامۂ اعمال میں کوئی نفل ہیں؟ اگر نفل پائے گئے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان سے فرضوں کی کمی کو پورا کردو۔"

٤٦٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٠٣ من حديث حماد بن سلمة به بنحوه إلا أنه قال: "عن رجل من أصحاب النبي ﷺ" بدل: أبي هريرة رضي الله عنه، وهو في الكبرى، ح: ٣٢٥، وله شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٨٦٦ وغيره.

(المعجم ١٠) - **بَابُ ثَوَابِ مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ** (التحفة ١٠)

باب:١٠- جو شخص نماز کی (صحیح) ادائیگی کرے اس کا ثواب

٤٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ. ذَرْهَا». كَأَنَّهُ كَانَ عَلَى رَاحِلَةٍ.

۴۶۹- حضرت ابوایوب انصاری ؓ سے روایت ہے' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے کام سے مطلع فرمائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور نماز صحیح صحیح ادا کرو' زکاۃ ادا کرو اور رشتوں کو جوڑو (پھر آپ نے اس آدمی سے کہا) اس (اونٹنی کی مہار) کو چھوڑ دے۔'' گویا کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے۔

فوائد و مسائل: ① [ذَرْهَا] میں اس چیز کی طرف اشارہ تھا کہ تیرے سوال کا جواب پورا ہو گیا ہے اب اس کو چھوڑ دے۔ اس نے سوال کرنے سے پہلے آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی تھی۔ ② اس حدیث میں ارکان اسلام مذکور ہیں۔

(المعجم ١١) - **بَابُ عَدَدِ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الْحَضَرِ** (التحفة ١١)

باب:١١- حضر میں ظہر کی نماز کتنی رکعت ہوگی؟

٤٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسًا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ

۴۷۰- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔

٤٦٩ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب فضل صلة الرحم، ح: ٥٩٨٣، ومسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان الذي يدخل به الجنة . . . الخ، ح: ١٣/١٣ من حديث بهز بن أسد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٢٨.

٤٧٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩٠ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، التقصير، باب: يقصر إذا خرج من موضعه، ح: ١٠٨٩ من حديث ابن المنكدر وإبراهيم به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٢.

بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ .

فائدہ: مدینہ منورہ میں تو مکمل نماز پڑھی گئی' پھر سفر شروع ہو گیا' ذوالحلیفہ چونکہ شہر سے باہر ہے' سفر لمبا تھا' لہٰذا ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز کا وقت آ جانے پر قصر یعنی دو رکعت پڑھی گئی۔ یاد رہے یہ حج کا سفر تھا۔

(المعجم ١٢) - بَابُ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲-سفر کے دوران میں ظہر کی نماز

٤٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ - قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: إِلَى الْبَطْحَاءِ - فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ .

۴۷۱- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت ...... ابن مثنی نے کہا: بطحاء (مکہ میں مقبرہ معلاۃ سے صفا مروہ کی طرف جانے والے راستے) کی طرف ...... نکلے۔ آپ نے وضو فرمایا' پھر ظہر و عصر دو دو رکعت پڑھیں اور آپ کے آگے ایک چھوٹا نیزہ گاڑا گیا تھا۔

فائدہ: آپ کے آگے عنزہ (چھوٹا نیزہ) سترے کے طور پر گاڑا گیا تھا' لہٰذا کھلی یا بند جگہ میں سترہ ضروری ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳-عصر کی نماز کی فضیلت

٤٧٢- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَابْنُ أَبِي خَالِدٍ

۴۷۲- حضرت عمارہ بن رویبہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

٤٧١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي ... الخ، ح: ٥٠٣ عن محمد بن المثنى ومحمد بن بشار، والبخاري، الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، ح: ١٨٧ وغيره من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣.

٤٧٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ٦٣٤ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤.

وَالْبُخْتَرِيُّ بْنُ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ، كُلُّهُمْ سَمِعُوهُ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَنْ يَلِجَ النَّارَ مَنْ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا».

سنا: ''وہ آدمی ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج طلوع اور غروب ہونے سے قبل کی نمازیں (فجر اور عصر) ادا کیں۔''

فائدہ: عصر اور فجر کی نمازیں مشکل اوقات میں ہیں۔ عصر کا وقت کاروبار اور مصروفیت کا وقت ہوتا ہے اور فجر کا وقت نیند اور غفلت کا' تو جو شخص ان دو نمازوں کو باجماعت پابندی سے ادا کرتا ہے وہ باقی نمازوں کو بدرجۂ اولیٰ پابندی سے ادا کرے گا۔ اور نماز دین کی بنیاد ہے' لہٰذا وہ پکا مومن ہوگا' اس لیے ہرگز آگ میں نہ جائے گا۔ والله أعلم.

(المعجم ١٤) - بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ (التحفة ١٤).

باب:۱۴- نمازعصر کی پابندی

٤٧٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا فَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي: ﴿حَٰفِظُوا۟ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ﴾ [البقرة:٢٣٨] فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ، ثُمَّ قَالَتْ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۷۳- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ کے آزاد کردہ غلام ابویونس کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ لکھوں۔ فرمانے لگیں: جب تو اس آیت پر پہنچے ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (البقرة۲:۲۳۸) ''نمازوں کی' خصوصاً صلاۃ وسطی کی پابندی کرو۔'' تو مجھے اطلاع کرنا۔ جب میں اس آیت پر پہنچا تو آپ نے مجھے یوں لکھوایا: [حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَ قُوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ] پھر فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یونہی سنا ہے۔

٤٧٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطى هي صلاة العصر، ح:٦٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٨، ١٣٩.

فوائد ومسائل: ① حضرت عائشہ ؓ نے جو وَصَلَاةِ الْعَصْرِ کا اضافہ فرمایا ہے' یہ دراصل تفسیر ہے "صلاۃ وسطیٰ" کی جو بعض احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے ورنہ یہ قرآن مجید کے الفاظ نہیں۔ "صلاۃ وسطیٰ" سے مراد ہے افضل نماز۔ اور وہ احادیث صحیحہ کے مطابق عصر کی نماز ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الدعوات' حديث:٦٣٩٦' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٢٨) اگرچہ بعض لوگوں نے "صلاۃ وسطیٰ" کے معنی درمیانی نماز کیے ہیں' لیکن ہر نماز درمیانی بن سکتی ہے' مثلاً: ظہر دن کے درمیان میں ہے۔ مغرب رکعات کے لحاظ سے درمیانی نماز ہے۔ عشاء جہری نمازوں میں سے درمیانی نماز ہے۔ فجر کی نماز دن اور رات کے درمیان ہے' لہٰذا یہ معنی صحیح معلوم نہیں ہوتے۔

٤٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ».

۴۷۴- حضرت علی ؓ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "(کافروں نے) ہمیں صلاۃ وسطیٰ سے مصروف رکھا حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔"

فوائد ومسائل: ① ظاہر ہے غروب شمس سے پہلے عصر ہی کی نماز ہے۔ اسے ہی آپ نے صلاۃ وسطیٰ کہا ہے۔ صحیحین کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔ ② غزوۂ احزاب' یعنی جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' المغازي' حديث:٤١١١' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٢٧)

(المعجم ١٥) - بَابُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵- جس شخص نے عصر کی نماز چھوڑ دی

٤٧٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ:

۴۷۵- ابو ملیح بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک ابر آلود دن میں حضرت بریدہ ؓ کے ساتھ تھے تو انھوں نے کہا: نماز (عصر) جلدی پڑھ لو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ

٤٧٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطٰى هي صلاة العصر، ح: ٦٢٧ من حديث شعبة، والبخاري، الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، ح: ٢٩٣١ من حديث عبيدة به.

٤٧٥ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من ترك العصر، ح: ٥٥٣ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٤.

حَدَّثَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ: كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ: بَكِّرُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ».

نے فرمایا ہے: ''جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل ضائع ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① ابر آلود دن میں سورج نظر نہیں آتا' اس لیے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں غروب ہی نہ ہو جائے' لہٰذا عصر کی نماز اول وقت ہی میں پڑھ لینی چاہیے تاکہ تاخیر قضا تک نہ پہنچا دے۔ ایک مرفوع روایت میں یہ بات صراحتاً بیان کی گئی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حديث: ٥٩٤) ② ''اس کا عمل ضائع ہو گیا۔'' بعض گناہ حبطِ اعمال کا سبب بن جاتے ہیں' جیسے نبی ﷺ کے سامنے جھگڑنا اور آواز بلند کرنا' ریاکاری کرنا' نجومی اور دست شناس وغیرہ کے پاس جانا' البتہ یہ ضروری نہیں کہ سارے سابقہ اعمال ضائع ہو جائیں' کیونکہ اس قسم کا احباط تو کفر وارتداد ہی کی بنا پر ہوتا ہے۔ مذکورہ حدیث میں وہ عمل مراد ہے جس کی بنا پر وہ نماز سے مشغول رہا۔ اور ضائع ہونے کا مطلب ہے کہ وہ عمل اسے فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ یا کسی اور وجہ سے کامل احباط بھی ممکن ہے جبکہ سرے سے اس کے وجوب کا منکر ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ ان الفاظ سے تشدید وتعظیم گناہ مقصود ہے نہ کہ ظاہری الفاظ۔ یہ مفہوم اگرچہ بعید نہیں مگر مندرجہ بالا مفہوم الفاظ کے قریب تر ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ عَدَدِ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ١٦)

باب: ١٦- حضر میں عصر کی نماز کی رکعات کتنی ہیں؟

٤٧٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورُ ابْنُ زَاذَانَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نَحْزُرُ قِيَامَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، قَدْرَ سُورَةِ السَّجْدَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى

٤٧٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ظہر اور عصر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے۔ ہم نے ظہر کی نماز میں آپ کے قیام کا اندازہ پہلی دو رکعتوں میں سورۂ سجدہ کے برابر تقریباً تیس (٣٠) آیات لگایا اور آخری دو رکعتوں میں اس سے نصف۔ اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر اور عصر کی آخری دو رکعتوں میں اس سے نصف قیام کا اندازہ لگایا۔

٤٧٦- [صحيح] أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥٢ من حديث هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥١.

النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلٰى قَدْرِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ .

فائدہ: عصر کی نماز کی رکعات معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ عصر کی آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے تھے مزید کوئی سورت نہ ملاتے تھے' البتہ ظہر کی آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت بھی پڑھتے تھے' گویا فرض کی آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ بھی کافی ہے اور اگر کوئی سورت ملالی جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

٤٧٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ ، عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُومُ فِي الظُّهْرِ فَيَقْرَأُ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ يَقُومُ فِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً .

۴۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں قیام فرماتے تو ہر رکعت میں تقریباً تیس آیات تلاوت فرماتے' پھر عصر کی پہلی دو رکعتوں میں پندرہ آیات کے بقدر قراءت فرماتے۔

توضیح: [فِي كُلِّ رَكْعَةٍ] سے مراد ہے پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تقریباً تیس آیات کے بقدر قراءت کرتے' نہ کہ چار رکعات میں تیس تیس آیات کی تلاوت مراد ہے کیونکہ تفصیلی روایات سے یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- سفر میں عصر کی نماز کتنی ہے؟

٤٧٧- [إسناده صحيح] أخرجه الدولابي في الكنى : ١/ ١٢٩ عن النسائي عن سويد بن نصر به ، وهو في الكبرٰى ، ح : ٣٥٢ . * الوليد هو ابن مسلم بن شهاب العنبري .

٤٧٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

۴۷۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے ٗ حدیث: ۴۷۰ اور اس کا فائدہ۔

٤٧٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ».

۴۷۹- حضرت نوفل بن معاویہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس کی عصر کی نماز رہ گئی، وہ یوں سمجھے کہ اس سے اس کے اہل و مال لوٹ لیے گئے۔''

قَالَ عِرَاكٌ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ». خَالَفَهُ يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ.

عراک کہتے ہیں: مجھے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے خبر دی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس سے عصر کی نماز رہ گئی، وہ یوں سمجھے کہ اس سے اس کے اہل و مال لوٹ لیے گئے۔'' یزید بن ابی حبیب نے (سند اور متن کے بیان میں جعفر بن ربیعہ کی) مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① یزید بن ابی حبیب اور جعفر بن ربیعہ حضرت عراک کے شاگرد ہیں۔ دونوں نے سند میں بھی اختلاف کیا ہے اور متن میں بھی۔ سند کا اختلاف تو یہ ہے کہ یزید بن ابی حبیب کی روایت میں ہے کہ حضرت عراک کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت نوفل بن معاویہ یوں فرماتے تھے ٗ گویا عراک نے خود حضرت نوفل

٤٧٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩٠ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب رفع الصوت بالإهلال، ح: ١٥٤٨ من حديث حماد بن زيد به.

٤٧٩ـ [إسناده صحيح]

سے نہیں سنا جب کہ جعفر بن ربیعہ کی روایت میں سماع اور تحدیث کی صراحت ہے۔ ممکن ہے پہلے عراک نے یہ روایت واسطے سے سنی ہو پھر براہ راست سن لی۔ اور دونوں طرح بیان کر دیا۔ متن میں اختلاف یہ ہے کہ جعفر کی روایت میں نماز عصر کی صراحت ہے جب کہ یزید بن ابی حبیب کی روایت میں ''کسی ایک نماز'' کا ذکر ہے۔ ممکن ہے حضرت نوفل کی روایت میں عصر کی صراحت نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہو۔ پہلے حضرت عراک مبہم بیان کرتے ہوں گے پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صراحت کے بعد انھوں نے حضرت نوفل کی روایت میں بھی نماز عصر کی صراحت شروع کر دی ہو۔ واللہ أعلم. ② حدیث: ۴۷۵ میں حبط عمل کا ذکر ہے اور یہاں اہل و مال کے لوٹ لیے جانے کا۔ دراصل وہ روایت نماز ترک کر دینے کے بارے میں ہے کہ نہ ادا کی گئی ہو اور نہ قضا ہی پڑھی گئی ہو۔ اور یہ روایت سستی کی بنا پر نماز وقت سے رہ جانے کے بارے میں ہے جب کہ وقت کے بعد قضا پڑھ لی گئی ہو۔ اہل و مال کا لوٹا جانا بھی معمولی نقصان نہیں ہے۔

٤٨٠- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ». قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ» خَالَفَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ.

۴۸۰- حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ''نمازوں میں سے ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے وہ رہ جائے، وہ یوں سمجھے کہ اس کے اہل و مال لوٹ لیے گئے۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ وہ عصر کی نماز ہے۔ محمد بن اسحاق نے (حضرت لیث کی) مخالفت کی ہے۔

فائدہ: محمد بن اسحاق اور لیث دونوں یزید بن ابی حبیب کے شاگرد ہیں۔ دونوں سند کے بیان میں بھی مختلف ہیں اور متن کے بیان میں بھی۔ سند کا اختلاف تو یہ ہے کہ حضرت لیث کی روایت میں عراک کے حضرت نوفل سے سماع کی صراحت نہیں جبکہ محمد بن اسحاق کی روایت میں سماع کی صراحت ہے۔ تطبیق سابقہ وضاحت میں گزر چکی ہے۔ متن کا اختلاف یہ ہے کہ حضرت لیث کی روایت مرفوع ہے جبکہ محمد بن اسحاق کی روایت موقوف، یعنی صحابی کا قول ہے۔ ویسے ان میں تعارض نہیں ہے کیونکہ اصلاً تو یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہی ہے۔ صحابی نے بھی یہی فتویٰ دیا۔ ظاہر ہے ایسے عام ہوتا ہے۔ اس سے روایت کے مرفوع ہونے میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا۔

٤٨٠ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الأحاد والمثاني: ٢/ ٢٠٢، ح: ٩٥٢ من حديث الليث بن سعد به، وانظر الحديث السابق والآتي.

٤٨١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ».

۴۸۱-عراک بن مالک نے کہا کہ میں نے نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے وہ رہ جائے گویا اس کے اہل و مال لوٹ لیے گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عصر کی نماز ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث: ۴۸۰ اور حدیث: ۴۸۱ میں فرق یہ ہے کہ پہلی حدیث رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے اور دوسری نوفل بن معاویہ کا اپنا قول۔ ② ان تین روایات کا ظاہراً باب سے کوئی تعلق نہیں بنتا اِلاّ یہ کہ کہا جائے کہ سفر میں سستی ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات نماز کا وقت بھی گزر جاتا ہے۔ مسافر کو چاہیے کہ عصر کی نماز وقت سے ضائع نہ کرے ورنہ سخت نقصان ہوگا۔ وقت کے اندر ادا کرے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- مغرب کی نماز

٤٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ بِجَمْعٍ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى - يَعْنِي - الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَنَعَ بِهِمْ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي ذٰلِكَ الْمَكَانِ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي ذٰلِكَ الْمَكَانِ.

۴۸۲-سلمہ بن کہیل سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سعید بن جبیر کو مزدلفہ میں دیکھا' انھوں نے اقامت کہی اور مغرب کی نماز تین رکعت پڑھی' پھر اقامت کہی اور عشاء کی نماز دو رکعت پڑھی' پھر انھوں نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس جگہ ان کو ایسے ہی نمازیں پڑھائیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس جگہ اسی طرح کیا تھا۔

٤٨١_[صحيح وإسناده حسن] انظر، ح: ٤٧٩، وهو شاهد له.

٤٨٢_أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة . . . الخ، ح: ١٢٨٨/ ٢٨٨ من حديث شعبة

فائدہ: مغرب کی نماز سفر و حضر میں تین رکعت ہی رہتی ہے کیونکہ یہ دن کے وتر ہیں' نصف کرنا ممکن نہیں ہے۔ دو رکعات پڑھی جائیں تو وتر نہیں رہے گی جب کہ عشاء کی نماز سفر میں دو رکعت ہو جاتی ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹-نمازِعشاء کی فضیلت

٤٨٣- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْعِشَاءِ حَتَّى نَادَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ» وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ يُصَلِّي غَيْرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ.

۴۸۳-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک رات) عشاء کی نماز کو مؤخر کیا حتی کہ حضرت عمر ؓ نے آپ کو (مسجد سے) بلند آواز میں پکارا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ باہر (مسجد میں) تشریف لائے اور فرمایا: ''تمھارے علاوہ کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھتا۔'' اور (واقعتاً) ان دنوں اہل مدینہ کے علاوہ کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① ضرورت پڑنے پر رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے پکارنا جائز تھا۔ آپ کی موجودگی میں بلاضرورت اونچی آواز سے بولنا گناہ تھا' گستاخی تھی اور موجب حرمان تھا' پھر یہ واقعہ سورۂ حجرات کے نزول سے پہلے اسلام کے ابتدائی ایام کا ہے جبکہ اونچی آواز سے پکارنے کی ممانعت اور اس پر عمل کی بربادی کی وعید سورۂ حجرات میں آئی ہے۔ ② ''عورتیں اور بچے سو گئے۔'' یعنی وہ عورتیں جو باجماعت نماز کے لیے مسجد میں آئی تھیں اور ان کے ساتھ ان کے چھوٹے بچے بھی تھے۔ یا گھروں میں عورتیں اور بچے سو گئے۔ دروازہ کھلوانا مشکل ہوگا۔ لیکن پہلا مفہوم ہی درست ہے۔ ③ ''تمھارے علاوہ کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھتا۔'' کیونکہ عیسائی و یہودی تو عشاء کی نماز پڑھتے ہی نہیں' صرف مسلمان ہی پڑھتے ہیں اور اس وقت اسلام مدینے سے باہر نہیں پھیلا تھا یا پھر مکے میں چند مجبور و مقہور مسلمان تھے جن کو علانیہ نماز باجماعت پڑھنے کی ہمت ہی نہ تھی' چھپ چھپا کر پڑھتے تھے۔ اس جملے کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اتنی تاخیر کے ساتھ مسجد نبوی کے علاوہ کہیں نماز نہیں پڑھی جاتی کیونکہ مدینہ منورہ کی دیگر مساجد میں لوگ جلدی نماز پڑھ کر سو جاتے تھے۔ اس صورت میں ''تم'' سے مراد مسجد نبوی کے نمازی ہوں گے' پہلی صورت میں عام مسلمان مراد ہوں گے۔

٤٨٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور . . . الخ، ح: ٨٦٢، ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٣٨ من حديث الزهري به، أخرجه البخاري من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، ح: ٨٦٢.

واللہ أعلم۔ ④ اس حدیث سے بظاہر امام صاحب کا استدلال واضح نہیں ہے لیکن آپ کا یہ فرمانا: ''تمھارے علاوہ کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھتا'' اس امت کی خصوصیت واضح کرتا ہے' اس لیے اس نماز کا اہتمام ضروری ہے۔ نماز کے لیے منتظر رہنا اس کے اہتمام میں شامل ہے' لہٰذا یہ عمل اس کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- سفر میں عشاء کی نماز کتنی ہوگی؟

٤٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ: صَلَّى بِنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ بِجَمْعٍ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا بِإِقَامَةٍ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَعَلَ ذٰلِكَ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ.

٤٨٤- حضرت حکم سے روایت ہے' انھوں نے کہا: جناب سعید بن جبیر نے ہمیں مزدلفہ میں مغرب کی نماز اقامت کے ساتھ تین رکعت پڑھائی' پھر سلام پھیرا' پھر عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھائیں اور کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسے کیا۔ اور انھوں (ابن عمر) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

٤٨٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ ابْنُ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ صَلَّى بِجَمْعٍ فَأَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ فِي هٰذَا الْمَكَانِ».

٤٨٥- جناب سعید بن جبیر نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' آپ نے مزدلفہ میں اقامت کہی اور مغرب کی نماز تین رکعت پڑھی' پھر عشاء کی نماز دو رکعت پڑھی' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٢١)

باب:٢١- نماز باجماعت کی فضیلت

٤٨٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤.

٤٨٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٥.

٤٨٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ».

۴۸۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات اور دن کے وقت فرشتے تم پر باری باری آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں (دن اور رات کے) فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جن فرشتوں نے تم میں رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے: تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہم ان کو نماز پڑھتا چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو وہ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔''

٤٨٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمْعِ عَلَى صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا وَيَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَقُرْءَانَ ٱلْفَجْرِۖ إِنَّ قُرْءَانَ ٱلْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾». [الإسراء: ٧٨]

۴۸۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باجماعت نماز تمھارے اکیلے کی نماز سے پچیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔ اور فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ چاہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو: ﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ ''اور صبح کی نماز قائم کرو کیونکہ صبح کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''پچیس گنا'' کیونکہ باجماعت نماز پڑھنے کے لیے انسان کو بہت سے نیک کام زائد

٤٨٦ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب كلام الرب تعالى مع جبريل ... الخ، ح: ٧٤٨٦ عن قتيبة، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ٦٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٧٠.

٤٨٧ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة ... الخ، ح: ٦٤٩ من حديث الزهري به، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٦٤٨، ٤٧١٧، ومسلم، ح: ٦٤٩/ ٢٤٦ باختلاف يسير.

کرنے پڑتے ہیں مثلاً: گھر سے نماز کے ارادے سے نکلنا' دعا پڑھنا' مسجد کی طرف چلنا' راستے میں ملنے والوں سے سلام و جواب کرنا' مریض کی بیمار پرسی کرنا' راستے کو صاف رکھنا' کسی کو راستہ بتانا اور عاجز کی مدد کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ② ویسے تو فرشتے ہر نماز میں حاضر ہوتے ہیں مگر چونکہ فجر کی نماز میں دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں' اس لیے اس کا خصوصی ذکر فرمایا۔

٤٨٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَيَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَلِجُ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ».

۴۸۸- حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ''وہ شخص آگ میں نہیں جائے گا جس نے طلوع شمس اور غروب شمس سے پہلے کی نمازیں پڑھیں۔''

فائدہ: اس حدیث میں نماز باجماعت کا ذکر نہیں' صرف فجر اور عصر کی نماز کا ذکر ہے' گویا نماز پڑھنے سے مراد باجماعت نماز پڑھنا ہی ہے۔ علیحدہ علیحدہ یا بے وقت نماز پڑھنا قابل تعریف نہیں۔ (دیکھیے حدیث نمبر ۴۷۲)

(المعجم ٢٢) - بَابُ فَرْضِ الْقِبْلَةِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- قبلہ کب مقرر ہوا؟

٤٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، شَكَّ سُفْيَانُ، وَصُرِفَ إِلَى الْقِبْلَةِ.

۴۸۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) سولہ (۱۶) یا سترہ (۱۷) مہینے نماز پڑھی' پھر آپ کو موجودہ قبلے (بیت اللہ) کی طرف پھیر دیا گیا۔

فائدہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما انصاری صحابی ہیں۔ ظاہر ہے انھوں نے ہجرت کے بعد ہی آپ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔ تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ ہجرت سے سولہ سترہ ماہ بعد تک قبلہ بیت المقدس ہی

٤٨٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢.

٤٨٩ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "ولكل وجهة هو موليها . . ."، ح: ٤٤٩٢، ومسلم، المساجد، باب تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ٥٢٥/ ١٢ من حديث يحيى القطان به.

رہا۔ ۱۵ رجب یا شعبان ۲ ہجری میں بیت اللہ کو قبلہ مقرر کیا گیا۔ قبلے سے متعلق تفصیلی احکام ومسائل کے لیے کتاب القبلة کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔

٤٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَصَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ إِنَّهُ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَمَرَّ رَجُلٌ قَدْ كَانَ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۴۹۰- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے سولہ (۱۶) مہینوں تک بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی، پھر آپ کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا۔ ایک آدمی جس نے (قبلے کی تبدیلی کے بعد) آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی، انصار کے ایک قبیلے کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا قبلہ کعبے کی طرف کر دیا گیا ہے۔ تو وہ (نماز ہی میں) کعبے کی طرف مڑ گئے۔

فوائد ومسائل: ① انصار کے اس قبیلے کا نام بنو حارثہ تھا۔ ② انصار کا نماز ہی میں بیت اللہ کی طرف رخ کرنا تمام نمازیوں کے لیے کچھ نہ کچھ حرکت کا باعث بنا کیونکہ بیت اللہ، بیت المقدس سے بالکل مخالف جانب ہے۔ ظاہر ہے امام کو صفیں چیر کر دوسری جانب آنا پڑا اور مقتدیوں کو بھی صفیں بدلنی پڑیں۔ معلوم ہوا کہ نماز کی اصلاح کے لیے جو بھی حرکت کرنی پڑے، وہ نماز کے فساد کا موجب نہیں، قلیل ہو یا کثیر۔ ③ ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے۔ ④ کسی حکم کے علم سے قبل اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ تبدیلی قبلہ کا حکم تو اس قبیلے کے نماز شروع کرنے سے قبل آ چکا تھا مگر چونکہ ان کو علم نماز کے دوران میں ہوا، لہٰذا پہلے سے پڑھی ہوئی نماز جو دوسرے قبلے کی طرف تھی، فاسد نہیں ہوئی۔ ⑤ یہ بات اختلافی ہے کہ صحابۂ کرام ؓ اور رسول اللہ ﷺ کا بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا وحی سے تھا یا اہل کتاب سے موافقت کی بنا پر۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الْحَالِ الَّتِي يَجُوزُ فِيهَا اسْتِقْبَالُ غَيْرِ الْقِبْلَةِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- وہ حالت جس میں قبلے کی بجائے کسی اور طرف نماز پڑھنا جائز ہے

٤٩٠ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الصلاة من الإيمان، ح: ٤٠، ٣٩٩، ٤٤٨٦، ٤٤٩٢، ٧٢٥٢، ومسلم، المساجد، باب تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ٥٢٥ من حديث أبي إسحاق به.

٤٩١- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَتَوَجَّهُ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ.

۴۹۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھتے تھے' سواری کا منہ جس طرف بھی ہوتا۔ اسی طرح وتر بھی سواری پر پڑھتے تھے۔ مگر فرض نماز سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① نفل نماز چونکہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے' سفر میں بھی حضر میں بھی۔ اگر سفر میں قبلے کا یا نیچے اتر کر پڑھنے کا پابند کیا جاتا تو یہ ہوتا کہ مسافر نفلوں سے محروم رہتا یا سفر نہ کر سکتا' اس لیے نفل نماز میں رعایت رکھی گئی کہ مسافر سفر کے دوران میں سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے' خواہ قبلے کی طرف منہ نہ ہو اور خواہ رکوع اور سجدہ نہ کر سکے' تاہم یہ ضروری ہے کہ آغاز کرتے وقت سواری کا رُخ قبلے کی طرف ہو' بعد میں چاہے جس طرف ہو جائے۔ ② وتر کی نماز سواری پر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر فرض یا واجب نہیں بلکہ نفل ہیں۔ احناف وتر کو واجب کہتے ہیں۔ مزید دیکھیے: (حدیث: ۴۶۲) ③ قبلے کی شرط اس وقت تک ہے جب تک ممکن ہو جب قبلہ رخ ہونا انسان کے بس ہی میں نہ ہو یا بعد میں بدستور قبلہ رخ رہنا محال ہو اور نماز کا وقت بھی جا رہا ہو اور نیچے اترنا ناممکن اور بس میں نہ ہو اور بعد میں اس کی قضا ادا کرنا بھی پریشانی کا باعث ہو تو سواری پر فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اگر ایسے نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے۔

٤٩٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى دَابَّتِهِ

۴۹۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ آتے ہوئے سواری پر نماز پڑھتے تھے اور اسی کے بارے میں یہ آیت اتری: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ "تم

٤٩١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ٧٠٠/ ٣٩ من حديث ابن وهب، والبخاري، التقصير، باب: ينزل للمكتوبة، ح: ١٠٩٨ من حديث يونس بن يزيد به.

٤٩٢ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ٧٠٠/ ٣٣ من حديث يحيى القطان به.

وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَفِيهِ أُنْزِلَتْ: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ [البقرة: ١١٥].

جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے۔"

فوائد ومسائل: ① یہ بھی نفل نماز کی بات ہے۔ ② مکہ سے مدینہ آتے ہوئے ظاہر ہے قبلہ پیٹھ کی طرف ہو گا۔ ③ اس آیت کی شانِ نزول خاص ہے لیکن حکم عام ہے، یعنی اس جیسے ہر مسئلے میں یہ حکم لاگو ہوگا، مثلاً: قبلے کا پتہ نہ چلے یا غلطی سے قبلے کی بجائے کسی اور طرف (منہ کر کے) نماز پڑھ لی گئی ہو وغیرہ۔

٤٩٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ فِي السَّفَرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ.

۴۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں اپنی سواری پر (نفل) نماز پڑھا کرتے تھے، جدھر بھی اس کا منہ ہوتا۔

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

(راویٔ حدیث) مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن دینار نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ اسْتِبَانَةِ الْخَطَإِ بَعْدَ الْاِجْتِهَادِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- پوری کوشش کے باوجود نماز کے بعد غلطی کا پتہ چلے (تو دہرانے کی ضرورت نہیں)

٤٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ

۴۹۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: لوگ قباء میں صبح کی نماز میں تھے کہ ایک آنے والے شخص نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ پر آج رات نیا حکم اترا ہے اور آپ کو کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا

٤٩٣ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة . . . الخ، ح: ٧٠٠/ ٣٧ من حديث مالك، والبخاري، التقصير، باب الإيماء على الدابة، ح: ١٠٩٦ من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٥١.

٤٩٤ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة ومن لم ير الإعادة على من سها فصلى إلى غير القبلة، ح: ٤٠٣، ومسلم، المساجد، باب تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ٥٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٩٥.

عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ.

گیا ہے' لہٰذا کعبے کی طرف منہ کرو۔ان کے چہرے شام کی طرف تھے' چنانچہ وہ کعبے کی طرف گھوم گئے۔

فوائد ومسائل: ① ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ باجماعت نماز پڑھ رہے تھے تو یہ اطلاع پہنچی' گویا ایسا ہی واقعہ مسجد بنو حارثہ میں عصر کی نماز کے اندر پیش آیا' لیکن چونکہ مسجد قباء کی اپنی فضیلت واہمیت ہے' اس لیے اس کا نام مسجد قبلتین نہیں پڑا تا کہ بحیثیت مسجد قباء ہونے کے اس کی جو اہمیت ہے وہ دب نہ جائے' بخلاف مسجد قبلتین کے کہ اس کا قبلتین ہونا ہی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ ② تمام احادیث کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تحویل قبلہ کا حکم ظہر کی نماز کے وقت اترا۔ نبی ﷺ نے کعبے کی طرف اولین نماز' ظہر کی پڑھی۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں نے یہ اطلاع دوسری مساجد میں پہنچائی۔ مدینے والوں کو یہ اطلاع عصر کی نماز کے دوران میں ملی۔ انھوں نے نماز کی حالت ہی میں رخ بدل لیا۔ مسجد قباء میں شہر سے واپس جانے والوں نے صبح کی نماز کے وقت اطلاع پہنچائی۔ ③ امام صاحب کا استدلال یوں ہے کہ تحویل قبلہ کے حکم کے بعد تین نمازیں اہل قباء نے غیر قبلہ کی طرف پڑھیں' لیکن چونکہ اس بات کا پتہ ان نمازوں کی ادائیگی کے بعد چلا' لہٰذا دہرانے کی ضرورت نہ تھی۔ اب بھی اگر نماز کی ادائیگی کے بعد پتہ چلے کہ نماز غلط جانب پڑھی گئی ہے تو دہرانے کی ضرورت نہیں' بشرطیکہ نماز سے پہلے قبلہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔
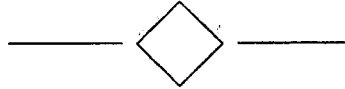
اوقات نماز سے متعلق احکام و مسائل

امام نسائی ؒ نے کتاب الصلاۃ کے بعد کتاب المواقیت کا انتخاب کیا ہے۔ اگرچہ یہ حصہ کتاب الصلاۃ ہی سے متعلق ہے لیکن چند مخصوص امتیازی مسائل کی وجہ سے امام صاحب نے اسے الگ سے ذکر کیا ہے تاکہ اس کی اہمیت مزید اجاگر ہو اور اس موضوع کی احادیث کے مفاہیم و مقاصد کو خوب ذہن نشین کر لیا جائے۔

* **بروقت نماز ادا کرنے کی اہمیت:** جہاں تک پانچ نمازوں کے اوقات کی بات ہے تو قرآن و حدیث میں ان کا وقت محدود و متعین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الصَّـلٰوةَ كَانَتْ عَـلَى الْمُـؤْمِنِيْـنَ كِتٰـبًا مَّـوْقُـوْتًا﴾ (النسآء ۴:۱۰۳) ''یقیناً نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔'' بلاعذر شرعی کوئی نماز اس کے متعین وقت سے مؤخر کرنا گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَـوَيْـلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (الماعون ۱۰۷:۴، ۵) ''ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں۔''

علامہ ابن قدامہ ؒ فرماتے ہیں: [أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ مُوَقَّتَةٌ بِمَوَاقِيتَ مُحَدَّدَةٍ] ''تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ پانچ نمازوں کی ادائیگی ان کے مقررہ اوقات میں فرض ہے۔'' (المغني لابن قدامة: ۱/۴۱۲)

اسی لیے نماز میں سستی کرنے والوں کے متعلق اللہ رب العزت نے فرمایا ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (الماعون ١٠٧: ٤، ٥) "ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں۔" اس آیت کی تفسیر میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی نماز اصل وقت سے لیٹ پڑھتے ہیں۔ (تفسير الطبري' الماعون: ١٥/٤٠٤' ومسند أبي يعلى' حديث: ٧٠١) اس کی سند حسن ہے۔ یہ مرفوعاً بھی مروی ہے لیکن اس کی سند میں عکرمہ بن ابراہیم ضعیف ہے کذا قال شيخنا الأثري۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "تاخیر صلاۃ (نماز) سے مراد اسے کلیتاً ترک کرنا یا اس کے شرعاً مقررہ وقت سے لیٹ کر کے پڑھنا ہے یا نماز کے اول وقت سے مؤخر کرنا بھی مراد ہوسکتا ہے۔ (تفسير ابن كثير: ٤/ ٧١٨)

بہرحال ﴿عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ کے تحت یہ سارے مفہوم آ سکتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: [اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا] "نماز کو اس کے وقت پر (بروقت) ادا کرنا۔" (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث: ٥٢٧) "اس کے وقت پر" اس سے مراد نماز کا اول وقت ہے۔

اس کی توضیح حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث سے ہوتی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ترین عمل کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: [اَلصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا] "(افضل ترین عمل) نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا ہے۔" (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ٤٢٦' مزید دیکھیے: صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث: ٤٥٣) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں: [مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَاةً لِّوَقْتِهَا الْآخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ] "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اس کے آخری وقت میں دو مرتبہ بھی نہیں پڑھی تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی۔" (جامع الترمذي' الصلاة' حديث: ١٧٤) اس حدیث کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں: [هٰذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) غَرِيبٌ' وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ] "یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس کی سند متصل نہیں ہے۔" جبکہ درحقیقت یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ مستدرک حاکم میں یہ موصولاً مروی ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے شیخین کی شرط پر اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی

ہے۔ (المستدرك للحاكم:١/١٩٠، وهداية الرواة بتعليق الألباني:١/٢٩٨، والتلخيص الحبير: ١/٣٢٥، طبعه مؤسسة قرطبة) ان دلائل سے معلوم ہوا کہ شرعی عذر کے سوا نماز اول وقت ہی میں ادا کرنا افضل ہے، سوائے نمازِ عشاء کے کہ اسے دیر سے پڑھنا افضل ہے۔ اس کے سوا کسی نماز کو اس کے درمیانی یا آخر وقت میں ادا کرنا افضل نہیں بلکہ صرف جائز اور مباح ہے جیسا کہ آئندہ بحث میں آئے گا۔

نمازوں کے اوقات کی اسی اہمیت کے پیش نظر، بالخصوص اول وقت میں ان کی ادائیگی کی اہمیت وافضلیت اجاگر کرنے کے لیے صحیح احادیث کی روشنی میں پانچوں نمازوں کے اوقات قدرے تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔ اس تفصیلی گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی نمازیں بروقت ادا کریں اور اس فکر کو عام کرنے کی کوشش بھی کریں تاکہ بروقت نماز پڑھنے سے ہم صحیح معنوں میں نبیٔ اکرم ﷺ کی اس عظیم بشارت کے مستحق قرار پائیں۔ ارشادگرامی ہے: [مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلّٰى كَمَا أُمِرَ، غُفِرَلَهُ، مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ] ''جس نے اس طرح وضو کیا جیسے اسے حکم دیا گیا اور نماز بھی اسی طرح پڑھی جیسے اسے حکم دیا گیا (یعنی مسنون اوقات واعمال کا خیال رکھا) تو اس کی گزشتہ ہر قسم کی لغزش معاف کردی جائے گی۔''

(سنن النسائي، الطهارة، حديث:١٤٤)

اس سے بڑھ کر ان اوقاتِ نمازِ پنجگانہ کی اہمیت اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود جبریل علیہ السلام نے دو دن عملاً سید الانبیاء ﷺ کو پانچ وقت نماز پڑھائی۔

* صبح کی نماز کا اوّل وآخر وقت: طلوعِ فجر صادق سے طلوعِ آفتاب سے قبل تک وقت جواز وادا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ......] ''صبح کی نماز کا وقت طلوعِ فجر سے اس وقت تک ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو......''

(صحيح مسلم، المساجد، حديث:٦١٢) یعنی اس کا اول وقت طلوعِ فجر اور آخری وقت طلوعِ شمس ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِحِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَاحِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ] ''نماز فجر کا اول وقت وہ ہے جب فجر صادق پھوٹتی ہے اور اس کا آخری وقت طلوعِ شمس ہے۔'' (جامع الترمذي، الصلاة، حديث:١٥١)

امام ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے اس مرفوع روایت کو معلول قرار دیا ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ روایت مجاہد کا

اپنا کلام ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی سند میں اعمش ہیں' ان کے متعدد شاگرد ہیں۔ جب وہ یہ روایت اعمش سے بیان کرتے ہیں تو سب مجاہد پر موقوفاً بیان کرتے ہیں۔ صرف ایک شاگرد محمد بن فضیل یہ روایت مرفوع بیان کرتے ہیں اور اختلاف کے وقت اکثر کی بات قابل قبول ہوتی ہے۔ لیکن اس طرح حدیث کو مجروح ومعلول قرار دینا اصولاً درست نہیں کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ راوی ہیں۔ امام علی بن مدینی جو کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے قابلِ فخر استاد ہیں' انھوں نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: [كَانَ ثِقَةً ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ] ''وہ حدیث میں ثقہ اور ثبت تھے۔'' ان کی عدالت اور حفظ واتقان کے حوالے سے قطعاً کوئی جرح نہیں' اس لیے ان کی بیان کردہ روایت زیادتی ثقہ کی قبیل سے ہے جو کہ مقبول ہوتی ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ نے بایں الفاظ اس علت کی تردید کی ہے: [وَمَا يَضُرُّ إِسْنَادَ مَنْ أَسْنَدَ إِيقَافُ مَنْ أَوْقَفَ] ''روایت کو موقوف بیان کرنے والے کا موقوفاً بیان کرنا مسنداً بیان کرنے والے کے لیے کوئی ضرر رساں نہیں۔'' امام ابن جوزی نے بھی ''التحقیق'' میں ابن فضیل کو ثقہ قرار دیا ہے اور یہ صورت نکالی ہے کہ ممکن ہے اعمش نے مجاہد سے مرسلاً اور ابو صالح سے مسنداً بیان کیا ہو۔ ابن قطان بھی اس قسم کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بعید نہیں کہ اعمش کے ہاں یہ دو طریق سے منقول ہو۔ ایک مرسل سند سے اور دوسری مرفوع طریق سے۔ اور جس نے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے' وہ اہل علم میں سے ہیں اور صدوق ہیں' انھیں ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (ملخص ماذكره أحمد شاكر)

الحاصل: ان الفاظ سے یہ روایت مرفوعاً ثابت ہے۔ علماء کی بیان کردہ مذکورہ علت اصولاً محل نظر ہے۔ مزید تحقیق اور تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح جامع الترمذي لأحمد شاكر: ۲۸۴/۱' ۲۸۵' و سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' رقم: ۱۶۹۶)

جبکہ اضطرار کی صورت میں طلوع آفتاب سے بعد تک بھی نماز جائز ہے۔ وہ اس صورت میں کہ جب طلوع شمس سے قبل ایک رکعت کا وقت ملے تو دوسری رکعت طلوع آفتاب کے بعد مکمل کر لی جائے۔ (وہ اپنی نماز بدستور جاری رکھے اگرچہ پہلی رکعت کے بعد سورج طلوع ہو جائے۔ اس کی نماز وقت ہی میں ادا شمار ہوگی۔) (المغني لابن قدامة: ۴۲۹/۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ......] ''جو طلوع شمس سے قبل' صبح کی ایک

رکعت پا لے تو یقیناً اس نے صبح کی (پوری) نماز پا لی......" (صحیح البخاري، مواقیت الصلاۃ، حدیث: ۵۷۹، وصحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۰۸) صحیح بخاری کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: [وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلاَةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلاَتَهُ] "اور جب کوئی صبح کی نماز کا ایک سجدہ (رکعت) طلوعِ آفتاب سے قبل پا لے تو اپنی (باقی) نماز مکمل کرے۔"

(صحیح البخاري، مواقیت الصلاۃ، حدیث: ۵۵۶)

* فجرِ صادق: صبح کے وقت افق پر پھیلی ہوئی سفیدی فجرِ صادق کی علامت ہے۔ یہ نمازِ فجر کا اول وقت ہوتا ہے۔ لیکن اگر سفیدی افق پر پھیلنے کی بجائے سیدھی اور اوپر کو اٹھی ہوئی ہو تو یہ فجرِ کاذب ہے جو فجرِ صادق سے پہلے پھوٹتی ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ ابھی تک نماز کا وقت نہیں ہوا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني: ۱/۴۲۹)

نبیٔ اکرم ﷺ نے ہمیشہ نمازِ فجر اول وقت، یعنی اندھیرے ہی میں پڑھی ہے، صرف ایک دفعہ روشنی ہونے پر پڑھی اور یہ صرف بیانِ جواز کے لیے تھا۔ ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے، وہ فرماتے ہیں: [وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرٰى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلاَتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّغْلِيسَ حَتّٰى مَاتَ وَلَمْ يَعُدْ إِلٰى أَنْ يُّسْفِرَ] "نبی ﷺ نے ایک بار فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی، پھر دوسری مرتبہ روشنی میں پڑھی، پھر اس کے بعد آپ کی نماز ہمیشہ اندھیرے ہی میں ہوا کرتی تھی حتی کہ آپ کی وفات ہو گئی اور دوبارہ (کبھی) روشنی میں نہ پڑھی۔"

(سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث: ۳۹۴، وصحیح سنن أبي داود (مفصل) للألباني، حدیث: ۴۱۸)

ملحوظہ: اس روایت کی صحت پر اعتراض کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ اس میں اوقات کے بیان وتفسیر میں اسامہ بن زید متفرد ہے جو کہ متکلم فیہ بھی ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث: ۳۹۴) لیکن راجح بات یہی ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔ اس میں مذکورہ اضافہ زیادتیٔ ثقہ کی قبیل سے ہے۔ زہری سے بیان کرنے والے دیگر رواۃ جو یہ اضافہ بیان نہیں کرتے، ان کی بیان کردہ روایت سے اس زیادتی کی نفی نہیں ہوتی، لہٰذا اصولاً یہ اضافہ واجب القبول ہے۔ ہاں، جس زیادتیٔ ثقہ سے دیگر راویوں کی بیان کردہ روایت کی نفی یا تعارض وتضاد لازم آئے، ایسی زیادتی واقعی شاذ اور ناقابلِ عمل ہوتی ہے، لیکن

یہاں یہ بات امام ابوداود رحمہ اللہ کے کلام سے ثابت ہوتی ہے نہ امر واقع میں ایسا ہے۔ دوسرے اسامہ بن زید لیثی کے بارے میں جو بعض ائمہ کی جرح ہے، وہ غیر مفسر ہے۔ اس کے برعکس دیگر ائمہ نے اسے ثقہ اور صدوق اور اس کی روایت کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔

- فن رجال کے امام علامہ ذہبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسے یحییٰ بن معین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے فرمایا: [لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ] ''اس کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔'' (ميزان الاعتدال: ١٧٤/١، مطبوعة المكتبة الأثرية)
- ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَقَالَ أَبُويَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ عَنْهُ: ثِقَةٌ صَالِحٌ، وَقَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِيُّ عَنْهُ: لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَقَالَ الدُّورِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْهُ: ثِقَةٌ] ''ابویعلی موصلی نے انھیں ثقہ صالح کہا ہے۔ عثمان دارمی فرماتے ہیں کہ ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ امام دوری وغیرہ نے بھی اسے ثقہ قرار دیا ہے۔'' (تهذيب التهذيب: ١٨٣/١)
- امام عجلی رحمہ اللہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ (تاريخ الثقات، رقم: ٥٩، ص: ٦٠)
- امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام یعقوب کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اسامہ بن زید (لیثی) علمائے مدینہ کے نزدیک ثقہ اور مامون ہے۔ (السنن الكبرى للبيهقي: ٢٣٩/٥)
- ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [صَدُوقٌ يَّهِمُ] ''صدوق ہیں لیکن وہم کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔'' (تقريب التهذيب، ص: ١٢٤) اسی لیے محدث العصر ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: [وَفِي أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ كَلَامٌ لَّا يَضُرُّ] ''اسامہ بن زید میں کچھ کلام ہے، لیکن نقصان دہ نہیں۔'' دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل): ٢٥١/٢، حديث: ٤١٨)

امام منذری رحمہ اللہ ان کی زیادت کے بارے فرماتے ہیں: [وَهٰذِهِ الزِّيَادَةُ فِي قِصَّةِ الْإِسْفَارِ رُوَاتُهَا عَنْ آخِرِهِمْ ثِقَاتٌ، وَالزِّيَادَةُ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ] ''قصۂ اسفار میں یہ ایک ایسی زیادتی (اضافہ) ہے جس کے تمام راوی شروع سے آخر تک ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔'' (مختصر سنن أبي داود مع معالم السنن: ٢٣٣/١)

علامہ خطابی رحمہ اللہ نے معالم السنن میں اسے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔ (معالم السنن مع مختصر

المنذري:١/ ٢٤٥)

امام ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔(ابن خزيمة: ١/ ١٨١، وابن حبان، حديث:٢٧٩، والمستدرك للحاكم:١/ ١٩٢، ١٩٣)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:[وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهُ مِنْ طَرِيقِ ابْنِ وَهْبٍ......] ''ابن خزیمہ وغیرہ نے اسے ابن وہب کے طریق سے صحیح قرار دیا ہے۔'' دیکھیے:(فتح الباري:٢/ ٥، تحت حديث:٥٢١) نیز ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''میں نے ایک ایسی دلیل پائی ہے جس سے اسامہ کی روایت کو تقویت ملتی ہے۔مزید یہ کہ حدیث میں وارد بیان فعل جبریل علیہ السلام سے تعلق رکھتا ہے۔یہ روایت باغندی نے ''مسند عمر بن عبدالعزیز'' میں اور بیہقی نے ''سنن کبریٰ'' میں يحيى بن سعيد الأنصاري عن أبي بكر بن حزم أنه بلغه عن أبي مسعود کے طریق سے روایت کی ہے تو اس نے اسے منقطع ذکر کیا ہے لیکن طبرانی نے اسے ایک دوسرے طریق سے بواسطہ ابوبکر بن حزم عن عروہ روایت کیا ہے۔الغرض حدیث پھر عروہ کی طرف لوٹ آئی اور واضح ہوگیا کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے جبکہ مالک اور جو رواۃ ان کی متابعت کرتے ہیں ان کی روایت میں اختصار ہے۔ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی بالجزم یہی بات کہی ہے لہٰذا مالک اور ان کی متابعت کرنے والوں کی روایت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو (اسامہ) کے مذکورہ اضافے کی نفی کرتی ہو بہرحال جب صورت حال یہ ہے تو اس زیادتی کو شاذ نہیں کہا جا سکتا۔'' دیکھیے:(فتح الباري: ٢/ ٦، تحت حديث:٥٢١) ابن حجر رحمہ اللہ کی یہ تصریح اپنی جگہ اکابر احناف نے تو یہاں تک صراحت کی ہے کہ اگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ''فتح الباری'' اور ''تلخیص الحبیر'' میں کسی حدیث پر خاموشی بھی اختیار کریں تو یہ تقویت حدیث کی دلیل ہوتی ہے۔فرماتے ہیں:[عَلٰى أَنَّ شَرْطَهُ فِي التَّلْخِيصِ وَ الْفَتْحِ مِنَ السُّكُوتِ عَلٰى حَدِيثٍ دَلِيلٌ عَلٰى قُوَّةِ الْحَدِيثِ] (معارف السنن:١/ ٣٨٥) محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے بھی صحیح سنن ابی داود (حدیث:٤١٨) کی اپنی مایۂ ناز تحقیق میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔فرماتے ہیں:[إِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَكَذَا قَالَ النَّوَوِيُّ، وَهُوَ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَأَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ (١٤٩٢)، وَقَالَ الْحَاكِمُ: صَحِيحٌ وَ أَقَرَّهُ الذَّهَبِيُّ،

وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ: هُوَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَقَوَّاهُ الْمُنْذِرِيُّ، وَالْعَسْقَلَانِيُّ، وَ صَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ أَيْضًا] ''اس کی سند حسن ہے' نووی نے اسی طرح فرمایا ہے اور یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور حاکم نے فرمایا: صحیح ہے اور ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے اور خطابی نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ منذری اور ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اسے قوی قرار دیا ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔'' شیخ سلام اللہ حنفی نے موطا کی شرح میں اسے قابل حجت بلکہ درجۂ حسن تک پہنچایا ہے۔ دیکھیے: (معيار الحق، ص:٢٣٥، طبعة جديدة)

الحاصل: جن ائمہ سے اسامہ پر جرح منقول ہے' ان کی جرح مبہم ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ تعدیل کے مقابلے میں جرح مفسر ہی قبول ہوتی ہے جیسا کہ ائمۂ فن نے تصریح کی ہے۔ خاتمۃ الحفاظ علامہ عسقلانی فرماتے ہیں: [وَالْجَرْحُ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّعْدِيلِ، وَ أُطْلِقَ ذٰلِكَ عَلَى جَمَاعَةٍ وَّلٰكِنْ مَّحَلُّهُ إِنْ صَدَرَ مُبَيَّنًا مِّنْ عَارِفٍ بِأَسْبَابِهِ، بِأَنَّهُ إِنْ كَانَ غَيْرَ مُفَسَّرٍ، لَمْ يَقْدَحْ فِيمَنْ ثَبَتَتْ عَدَالَتُهُ......] ''تعدیل پر جرح مقدم ہوتی ہے۔ رواۃ کی ایک جماعت پر مطلق جرح کی گئی ہے (یعنی جرح غیر مفسر) لیکن جرح تعدیل پر اس وقت مقدم ہوتی ہے جب مبین و مفسر ہو اور اسباب جرح سے واقف انسان جرح کرے' لیکن اگر جرح غیر مفسر ہو تو یہ اس شخص کے حوالے سے نقصان دہ اور قدح کا سبب نہیں ہوتی جس کی عدالت ثابت ہو۔'' دیکھیے: (شرح نخبة الفكر، ص:٣٣٣ مع شرح العثيمين) بہرحال اس بارے میں یہی موقف درست ہے' بالخصوص جب کہ کوئی صحیحین کا راوی ہو۔ هدي الساري میں ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قُلْتُ: فَلَا يُقْبَلُ الطَّعْنُ فِي أَحَدٍ مِّنْهُمْ إِلَّا بِقَادِحٍ وَّاضِحٍ......] ''میں کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی پر طعن اس وقت تک قبول نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ واضح اور مبین نہ ہو۔'' (هدي الساري مقدمة فتح الباري، ص:٥٣٨، الفصل التاسع، مطبوعه دارالسلام) شیخ سلام اللہ حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَأُسَامَةُ مِنْ رِجَالِ الْبُخَارِيِّ وَقَدْ قَالُوا: مَنْ رَّوٰى عَنْهُ الشَّيْخَانِ أَوْ أَحَدُهُمَا عَنْهُ لَا يُنْظَرُ لِلطَّاعِنِينَ فِيهِ وَإِنْ كَثُرُوا] ''اسامہ رجال بخاری میں سے ہے۔ علماء کا قول ہے کہ جس سے شیخین یا ان میں سے کسی ایک نے روایت کی ہو تو اس کے بارے میں جرح کرنے والوں کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ تعداد

میں زیادہ ہی ہوں۔" (معیار الحق' ص:۲۴۵) جارحین کی جرح کے جواب کے لیے دیکھیے: (دین الحق:۱/۱۵۵-۱۵۸)

عہدِ نبوی میں مسلمان خواتین رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نمازِ فجر اندھیرے ہی میں ادا کرتی تھیں۔ اتنا اندھیرا ہوتا کہ انھیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں: [كُنَّ نِسَآءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ] "مومن عورتیں (صحابیات) اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر کی ادائیگی کے لیے حاضر ہوتی تھیں' پھر جب وہ نماز ادا کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انھیں کوئی پہچانتا نہیں تھا۔" (صحیح البخاري' مواقیت الصلاۃ' حدیث:۵۷۸' و صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۶۴۵' و إرواء الغلیل:۱/۲۷۸) اسی حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: [ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ] "پھر وہ اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹتیں۔" (صحیح البخاري' الصلاۃ' حدیث:۳۷۲) اور بعض میں یہ الفاظ ہیں: [فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ] "اس کے بعد عورتیں چادروں میں لپٹی (گھروں کی طرف) پھرتیں۔" (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۸۶۷) اور ایک طریق میں' جیسا کہ حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں' یہ الفاظ ہیں: [لَا يَعْرِفْنَ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا] "عورتیں آپس میں ایک دوسری کو نہیں پہچانتی تھیں۔" (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۸۷۲' و التلخیص الحبیر: ۱/۳۲۴) شیخ البانی ؒ نے مسند سراج کے حوالے سے یہ اضافہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ عورتیں قبیلۂ بنوعبدالاشہل سے تعلق رکھتی تھیں اور مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر رہائش پذیر تھیں۔ (الإرواء: ۱/۲۷۸' وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.) صحیح مسلم میں مندرجہ ذیل الفاظ سے اس بات کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ عورتوں کا نہ پہچانا جانا صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ اول وقت اور اندھیرے میں نماز پڑھایا کرتے تھے: [ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ وَمَا يُعْرَفْنَ مِنْ تَغْلِيسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ] "پھر وہ اپنے گھروں کی طرف پلٹتیں اور نبی ﷺ کے اندھیرے میں نماز پڑھانے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔" (صحیح مسلم' المساجد' حدیث:(۲۳۱)-۶۴۵' و التلخیص الحبیر:۱/۳۲۴' طبعة

مؤسسة قرطبة)

٭ **غلس کے معنی:** حدیث عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے متعدد طرق سے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اندھیرے میں نماز فجر پڑھا کرتے تھے اور جس [غلس] ''اندھیرے'' کا ذکر ان احادیث میں آیا ہے اس سے مراد رات کے آخری حصے کا اندھیرا ہے' نہ کہ بند مسجد کے اندر کا اندھیرا جیسا کہ مذکورہ حدیث کی اس طرح توضیح کر کے احناف نے حدیث سے جان چھڑانے اور مذہب حنفی کے اثبات و تائید کے لیے بھرپور کوشش کی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ غلس کی توضیح میں فرماتے ہیں: [هُوَ بَقَايَا ظِلَامِ اللَّيْلِ] ''رات کے باقی ماندہ اندھیرے کو غلس کہتے ہیں۔'' (شرح صحيح مسلم للنووي: ۲۰۱/۵) امام خلیل بن احمد فرماتے ہیں: [ظِلَامُ آخِرِ اللَّيْلِ] ''غلس سے مراد رات کے آخری حصے کے اندھیرے ہیں۔'' (کتاب العین' ص: ۷۱۸) علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں کہ [ظُلْمَةُ آخِرِ اللَّيْلِ] ''رات کے آخری حصے کا اندھیرا'' غلس کہلاتا ہے۔ (القاموس المحيط' ص: ۵۶۱) اس کی شرح میں علامہ مرتضٰی زبیدی حنفی لکھتے ہیں: [ظُلْمَةُ آخِرِ اللَّيْلِ إِذَا اخْتَلَطَتْ بِضَوْءِ الصَّبَاحِ' وَمِنْهُ الْحَدِيثُ: كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ] ''غلس سے مراد رات کے آخری حصے کا وہ اندھیرا ہے جس میں صبح کی روشنی شامل ہو گئی ہو۔ حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ غلس (اندھیرے) میں صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔'' (تاج العروس: ۳۸۷/۸) الغرض ''غلس'' کو مسجد کے اندر کا اندھیرا قرار دینا دلائل کی روشنی میں بے معنی توجیہ ہے۔ حدیث میں وارد الفاظ [لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ] کا کیا مفہوم ہے؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے متعلق امام داودی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ پتا نہ چلتا تھا کہ یہ مرد ہیں یا عورتیں۔ اور یہ بھی ایک قول ہے کہ عورتوں کا امتیاز نہ ہوتا تھا کہ آیا یہ زینب ہے یا خدیجہ' یعنی نفس ان کی ذات کی پہچان نہ ہوتی۔ (فتح الباري: ۵۵/۲' بتصرف) اگرچہ اس کے مفہوم کے تعین میں خاصا اختلاف ہے لیکن مؤخر الذکر مفہوم کی تائید حدیث عائشہ ہی کے ایک دوسرے طریق سے ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اوقاتِ نماز کے متعلق لمبی حدیث مروی ہے۔ اس کے آخر میں نمازِ فجر کے وقت کی تعیین و تحدید بھی منقول ہے' وہ فرماتے ہیں: [وَالصُّبْحَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ] ''اور صبح کی نماز نبی اکرم ﷺ غلس (رات کی تاریکی) میں پڑھا کرتے تھے۔'' (صحیح

البخاري، مواقيت الصلاة، حديث:٥٦٠، و صحيح مسلم، المساجد، حديث:٦٤٦) اس حدیث کی روشنی میں بھی معلوم ہوا کہ نمازِ فجر تاریکی میں ادا کرنا افضل ہے کیونکہ یہ آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی، نیز نماز فجر اندھیرے ہی میں پڑھنے کی دلیل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اس سے بھی صراحتاً فجر کی نماز جلدی پڑھنے کی دلیل ملتی ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:[أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ، يَعْنِي آيَةً] ''کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سحری کی، پھر بعد ازاں نماز پڑھی۔ میں نے پوچھا: نبی اکرم ﷺ کی سحری اور نماز کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تقریباً پچاس یا ساٹھ قرآنی آیات کا۔''(صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حديث:٥٧٥)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:[وَاسْتَدَلَّ الْمُصَنِّفُ بِهِ عَلَى أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الصُّبْحِ طُلُوعُ الْفَجْرِ لِأَنَّهُ الْوَقْتُ الَّذِي يَحْرُمُ فِيهِ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ، وَالْمُدَّةُ الَّتِي بَيْنَ الْفَرَاغِ مِنَ السُّحُورِ وَالدُّخُولِ فِي الصَّلَاةِ۔ وَهِيَ قِرَاءَةُ الْخَمْسِينَ آيَةً أَوْنَحْوُهَا۔ ...... فَأَشْعَرَ ذٰلِكَ بِأَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الصُّبْحِ أَوَّلُ مَايَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَفِيهِ أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ فِيهَا بِغَلَسٍ] ''مصنف (امام بخاری رحمہ اللہ) نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر ہے کیونکہ یہی وہ وقت ہے جس میں کھانا پینا حرام ہوتا ہے اور سحری سے فراغت اور نماز میں داخل ہونے کی یہ درمیانی مدت (وقفہ) پچاس آیات کی قراءت وتلاوت یا اس کے قریب قریب ہے...... اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صبح کا اول وقت، طلوع فجر کا اول وقت ہے اور اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کا آغاز اندھیرے میں فرمایا کرتے تھے۔(فتح الباري:٢/٥٥، حديث:٥٧٨)

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی رسول اللہ ﷺ سے نمازِ فجر جلدی پڑھنا مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيسَهُ وَ يَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ......] ''نبی اکرم ﷺ نماز فجر پڑھ لیتے اور ہم میں سے کوئی اپنے پہلو میں بیٹھے ساتھی کو پہچان

لیتا تھا اور آپ ﷺ ساٹھ آیات سے لے کر سو آیات تک کی قراءت فرمایا کرتے......" (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث:٥٤١' و صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٤٧) اس حدیث پر غور کیا جائے تو یقیناً پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر اول وقت میں شروع کرتے اور مذکورہ آیات کے بقدر تلاوت فرماتے' تب ممکن ہوتا کہ ساتھ بیٹھے ساتھی کو پہچانا جا سکے ورنہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ تصریح بظاہر بے محل ٹھہرتی ہے۔ بالفرض اگر رسول اللہ ﷺ نماز کا آغاز ہی روشنی ہونے پر فرماتے تو یقیناً اس قدر طویل قراءت کے بعد' اور قراءت بھی رسول اللہ ﷺ کی تھی' ضرور سورج نکل آتا' یا کم از نکلنے کے قریب ضرور ہوتا' پھر ساتھی پہچاننے کے کیا معنی؟

* چند آثار صحابہ: مغیث بن سمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ' فَلَمَّا سَلَّمَ أَقْبَلْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ' فَقُلْتُ: مَاهٰذِهِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: هٰذِهِ صَلَاتُنَا كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَبِي بَكْرٍ وَّ عُمَرَ' فَلَمَّا طُعِنَ عُمَرُ أَسْفَرَبِهَا عُثْمَانُ] "میں نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ نماز فجر اندھیرے میں پڑھی' جب انھوں نے سلام پھیرا تو میں ابن عمر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: یہ کیسی نماز ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: یہ ہماری وہ نماز ہے جو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابوبکر وعمر کے ساتھ پڑھا کرتے تھے' لیکن جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ (اندھیرے میں) شہید کر دیے گئے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے روشنی میں پڑھانا شروع کر دیا۔" (سنن ابن ماجه' الصلاة' حديث:٦٧١' ومسند أبي يعلي' حديث:٥٧٤٧' و ابن حبان بتحقيق الشيخ شعيب' حديث:١٤٩٦' وشرح معاني الآثار:١/١٧٦' و السنن الكبرى للبيهقي:١/٤٥٦' و إرواء الغليل للألباني:١/٢٧٩ وإسناده صحيح)

مغیث بن سمی نے یہ اس لیے پوچھا کہ اس سے قبل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روشنی ہونے پر نماز فجر پڑھایا کرتے تھے۔ [وَكَانَ يُسْفِرُبِهَا] اور ان کے اس اسفار کی وجہ عثمان رضی اللہ عنہ کا نماز فجر روشنی میں پڑھانا تھا۔ جب اندھیرے میں انھوں نے نماز فجر پڑھائی تو عظیم صحابیٔ رسول ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وضاحت فرما دی کہ اصل وقت یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی یہی ہے' نیز خلیفۃ الرسول ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تاریکی ہی میں نماز پڑھایا کرتے تھے' لیکن جب اندھیرے میں نماز پڑھاتے ہوئے عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا تو بغرض احتیاط اور وقتی خطرات سے بچاؤ اور تحفظ کی خاطر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آغاز میں تاخیر سے نماز فجر پڑھانے کی پالیسی اپنائی' بعدازاں حالات سدھر گئے تو انھوں نے دوبارہ پھر اسی طرح سنت کے مطابق تاریکی میں نماز پڑھانا شروع کر دی۔ اس بات کی تصدیق ایک دوسرے اثر سے ہوتی ہے' جو ابوسلمان سے بسند صحیح منقول ہے' وہ فرماتے ہیں:[خَدَمْتُ الرَّكْبَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ فَكَانَ النَّاسُ يُغَلِّسُونَ بِالْفَجْرِ] ''میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک قافلے کی خدمت کی۔ وہ لوگ نماز فجر اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔'' (مصنف ابن أبي شيبة:١/٢٨٣' حديث:٣٢٣٨' طبعة دارالكتب العلمية) اس اثر سے معلوم ہوا کہ عثمانی عہدِ خلافت میں لوگ نمازِ فجر تاریکی ہی میں ادا کرتے تھے۔ اس مفہوم کی تائید مزید اس اثر سے ہوتی ہے۔ ایاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [كُنَّا نُصَلِّي مَعَ عُثْمَانَ الْفَجْرَ فَنَنْصَرِفُ وَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا وُجُوهَ بَعْضٍ] ''ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے' جب ہم (نماز سے فراغت کے بعد) واپس آتے تو ہم میں سے کوئی دوسرے کے چہرے کو پہچان نہ سکتا تھا۔'' (مصنف ابن أبي شيبة:١/٢٨٣' حديث:٣٢٤١) شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ اثر اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل:١/٢٨٩)

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی اس اثر کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا ہے:[وَصَحَّ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُغَلِّسُونَ وَ مَحَالٌ أَنْ يَّتْرُكُوا الْأَفْضَلَ وَ يَأْتُوا الدُّونَ] ''رسول اللہ ﷺ' ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح ثابت ہے کہ وہ نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے اور محال ہے کہ یہ لوگ افضل عمل ترک کر کے کم تر عمل اختیار کریں۔'' (التمهيد لابن عبدالبر:٤/٣٤١' طبعة المكتبة القدوسية)

مسند ابویعلی کی حدیث ہے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:[وَنَنْصَرِفُ وَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا وُجُوهَ بَعْضٍ] ''اور ہم واپس لوٹتیں تو ہم میں سے کوئی ایک دوسری کا چہرہ نہیں پہچان سکتی تھی۔'' (مسند أبي يعلى: ٧/٤٦٦' ٤٦٧' رقم:٤٤٩٣) اس کی سند صحیح ہے۔ دیکھیے: (جلباب المرأة المسلمة للألباني' ص:٦٦)

مذکورہ معروضات کی روشنی میں معلوم ہوا اول وقت' یعنی غلس ہی میں نماز فجر پڑھنا افضل ہے۔ یہی موقف و عمل جمہور صحابہ و تابعین اور ائمۂ عظام کا رہا ہے۔

* احناف کی ایک اور دلیل: احناف نماز فجر روشنی میں تاخیر سے پڑھنے کے قائل ہیں' ان کے بقول اب مستحب عمل یہی ہے' نہ کہ نماز کا اول وقت میں پڑھنا جیسا کہ گزشتہ مباحث سے واضح ہے۔ ان کی ایک دلیل یہ حدیث بھی ہے: [أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ] ''فجر روشن کر کے پڑھو کیونکہ یہ اجر کی بڑھوتری کا باعث ہے۔'' (جامع الترمذي' الصلاة' حديث:١٥٤ طرق وشواہد اور تحقیق کے لیے دیکھیے: إرواء الغليل' حديث:٢٥٨)

اس روایت کی بنا پر اول وقت میں نماز پڑھنے کی ترغیب پر مشتمل تمام احادیث کو منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ احادیث وآثار اور تحقیق کی روشنی میں یہ موقف باطل ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے اس حدیث کے مفہوم کی توضیح کرنے کے بعد نسخ کے قول کو حقیقت سے دور قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري:٢/٥٥)

امام ترمذی ؒ نے فقہاء محدثین' شافعی' احمد اور اسحاق ؒ سے یہی نقل کیا ہے کہ اس إسفار سے نماز کی تاخیر مراد نہیں ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصلاة' حديث:١٥٤)

* أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ کے درست معنی ومفہوم: نبی اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ کے روزمرہ عمل اور دیگر احادیث وآثار کی روشنی میں اس حدیث کا درست مفہوم یہ ہے کہ طلوع فجر کے بعد ضروری حوائج سے فراغت کے بعد اندھیرے میں نماز کا آغاز ہو' قراءت اور قیام وسجود اس قدر دراز ہوں کہ نماز سے فراغت اس وقت ہو جب روشنی پھیل چکی ہو۔ مزید توضیح ملاحظہ فرمائیے:

امام طحاوی حنفی ؒ کی تحقیق میں اس حدیث کا یہی مفہوم ہے۔ وہ متعدد احادیث وآثار کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے اسی مفہوم کو ترجیح دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: [فَالَّذِي يَنْبَغِي، الدُّخُولُ فِي الْفَجْرِ فِي وَقْتِ التَّغْلِيسِ، وَالْخُرُوجُ مِنْهَا فِي وَقْتِ الْإِسْفَارِ، عَلٰى مُوَافَقَةِ مَا رُوِّينَا عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رحمهم الله] ''لائق عمل بات یہ ہے کہ تاریکی میں نماز فجر کا آغاز ہو اور روشنی میں اس سے فراغت ہو' یہ معنی وتطبیق نبی اکرم ﷺ سے مروی احادیث اور صحابۂ کرام ؓ کے معمول کے موافق ہے۔ یہی ابوحنیفہ' ابو یوسف اور محمد بن حسن ؒ کا قول ہے۔'' دیکھیے: (شرح معاني الآثار:١/١٨٤' و فتح الباري: ١/٥٥)

ملا علی قاری حنفی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:[صَلُّوْهَا فِي وَقْتِ الْإِسْفَارِ أَوْطَوِّلُوهَا إِلَى الْإِسْفَارِ، وَهُوَ اخْتِيَارُ الطَّحَاوِيِّ مِنْ أَصْحَابِنَا] ''اسے روشنی میں پڑھو یا(أَسْفِرُوا سے مراد یہ ہے کہ) اسے روشنی ہونے تک لمبا کرو' ہمارے اصحاب (احناف) میں سے امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک مؤخر الذکر موقف پسندیدہ ہے۔'' (مرقاۃ المفاتیح:۲/۲۹۳' حدیث:۶۱۴)

علامہ میرک نے بھی دونوں مفہوم ذکر کرنے کے بعد مؤخر الذکر مفہوم ہی کو اقویٰ قرار دیا ہے کیونکہ اس طریقۂ تطبیق سے اسفار و تغلیس کی تمام روایات میں موافقت پیدا ہو جاتی ہے' یعنی تعارض رفع ہو جاتا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:۲/۲۹۳) لیکن جمہور احناف کے ہاں یہ مذہب مختار نہیں ہے۔(حوالۂ مذکور)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی تغلیس (اندھیرے میں نماز پڑھنے) ہی کو افضل قرار دیا ہے۔ دیکھیے:(فتاوی ابن تیمیہ:۲۲/۹۵) واضح رہے کہ اس طرح کا طویل قیام و رکوع اور سجود ہی یقیناً اجر و ثواب کے اضافے کا باعث ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ مذکور الصدر حدیث کی توضیح میں فرماتے ہیں:[وَهٰذَا بَعْدَ ثُبُوتِهِ إِنَّمَا الْمُرَادُ بِهِ الْإِسْفَارُ بِهَا دَوَامًا لَّا ابْتِدَاءً، فَيَدْخُلُ فِيهَا مُغَلِّسًا وَّ يَخْرُجُ مِنْهَا مُسْفِرًا كَمَا كَانَ يَفْعَلُهُ ﷺ، فَقَوْلُهُ مُوَافِقٌ لِّفِعْلِهِ، لَا مُنَاقِضَ لَهُ، وَكَيْفَ يُظَنُّ بِهِ الْمُوَاظَبَةُ عَلٰى فِعْلٍ مَا الْأَجْرُ الْأَعْظَمُ فِي خِلَافِهِ](إعلام الموقعين:۲/۳۶۳) ''اگر یہ حدیث پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے تو پھر اسفار سے مراد یہ ہے کہ اختتام اس وقت ہو نہ کہ آغاز' یعنی اندھیرے میں نماز کا آغاز کیا جائے اور روشنی ہونے پر فراغت ہو جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا عمل تھا' لہٰذا آپ ﷺ کا قول' فعل کے موافق ہے نہ کہ اس کے معارض۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسے فعل پر ہمیشگی کا گمان کیسے کیا جا سکتا ہے کہ اجر عظیم اس کے برخلاف کسی اور عمل میں ہو۔'' یعنی آپ ﷺ کے قول اور فعل میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ نبی ﷺ کا روز مرہ عمل تاریکی میں نماز پڑھنا ہی تھا۔ رہی مذکورہ حدیث تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آغاز نماز اندھیرے میں ہو۔

صاحب تحفۃ الاحوذی علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ ابن قیم رحمہ اللہ کی مذکورہ توضیح کے بارے میں فرماتے ہیں:

[أَسْلَمُ الْأَجْوِبَةِ وَأَوْلَاهَا مَا قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي إِعْلَامِ الْمُوَقِّعِينَ] ''عمدہ اور محفوظ

ترین جواب وہ ہے جو حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں دیا ہے۔'' دیکھیے:(تحفة الأحوذي: ۱/۴۰۹) گویا علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ کا موقف بھی یہی ہے۔

محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسی مفہوم کی پرزور تائید کی ہے اور دلیل کے طور پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی ہے جس سے صراحتاً اس موقف کی تائید ہوتی ہے' وہ فرماتے ہیں: [وَالصُّبحَ إِذَا طَلَعَ الفَجرُ إِلَی أَنْ یَّنْفَسِحَ الْبَصَرُ] ''اور آپ ﷺ نماز صبح کا آغاز اس وقت کرتے جب فجر صادق طلوع ہوتی اور اس وقت فارغ ہوتے جب صاف دکھائی دیتا۔'' (مسند أحمد: ۳/۱۲۹، ۱۶۹، و إرواء الغلیل: ۱/۲۸۰) مزید فرماتے ہیں:''یہ حدیث (انس) خصوصاً مسند احمد کے الفاظ' نمازِ فجر کے اندھیرے میں شروع کرنے اور روشنی میں فارغ ہونے پر صریح دلیل ہیں۔ آئندہ آنے والی حدیث: [أَسْفِرُوا بِالْفَجرِ......] کے یہی معنی ہیں۔'' (إرواء الغلیل: ۱/۲۸۱)

بعض طرق میں یہ الفاظ بھی ہیں: [فَمَا أَصْبَحْتُمْ بِهَا فَهُوَ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ]. ''تم جس قدر اسے روشنی میں پڑھو گے' اسی قدر یہ اجر عظیم کا باعث ہوگی۔'' (شرح معاني الآثار: ۱/۱۷۹)

سوال یہ ہے کہ اگر اسفار کے وہی معنی مراد ہوں جو احناف لیتے ہیں تو پھر کیا یہ کہنا درست ہے کہ جس قدر تاخیر سے طلوع شمس سے قبل ممکن ہو' نماز فجر کا آغاز کیا جائے تاکہ اجر میں اور اضافہ ہو؟ کیا اس طرح طویل قیام وسجود کا بھی موقع ملے گا جو یقیناً بڑھوتری' اجر کا باعث ہے؟ یا مقصد صرف تاخیر ہی تاخیر ہے جس کی نبیٔ اکرم ﷺ کے روز مرہ عمل سے مخالفت کے سوا ظاہراً کوئی وجہ نظر نہیں آتی؟ اسی لیے ائمہ ومحدثین نے احناف کے اس مجمل غیر صریح حدیث سے مندرجہ بالا استدلال کو مردود قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إعلام الموقعین: ۲/۳۶۳)

حدیث [أَسْفِرُوا بِالْفَجرِ] کے اور معانی بھی بیان کیے گئے ہیں جن میں سے ایک معنی تحققِ فجر کے ہیں۔ (فتح الباري: ۲/۵۵' تحت حدیث: ۵۷۸) یعنی صبح کے وقت فجر کاذب اور فجر صادق میں اچھی طرح تمیز کر لینا کہ کہیں غلطی سے وقت سے پہلے اذان نہ ہو۔ لیکن دلائل کی روشنی میں یہ مفہوم مرجوح ہے کیونکہ تحققِ فجر تو فی نفسہٖ ضروری ہے' اس لیے کہ طلوع فجر سے قبل شرعاً نہ تو اذانِ فجر دی جاسکتی ہے اور نہ فرض نماز جائز ہے جب تک کہ بالیقین اس کا وقت نہ ہو جائے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ یہاں

کوئی اور عمل مطلوب ہے جس کی وجہ سے اجر عظیم کی خوشخبری سنائی گئی ہے اور وہ ہے اندھیرے میں نماز شروع کر کے روشنی میں فارغ ہونا جیسا کہ مسند احمد کی حدیث کے حوالے سے گزرا ہے۔

بعض نے حکم اسفار چاندنی راتوں اور بعض نے صرف چھوٹی راتوں کے ساتھ خاص کیا ہے' یعنی نمازِ فجر میں اس قدر تاخیر ہو کہ لوگوں کی نیند پوری ہو اور وہ نماز باجماعت ادا کر سکیں۔ لیکن یہ اقوال بھی سابقہ قول کی طرح بلا دلیل ہیں۔

احناف اپنے موقف کی تائید میں ابراہیم نخعی کا یہ قول بھی پیش کرتے ہیں: [مَا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی شَيْئٍ مَّا اجْتَمَعُوا عَلَى التَّنْوِيرِ] ''اصحاب رسول ﷺ کا جس قدر اتفاق روشنی میں نماز پڑھنے پر ہے' اتنا کسی اور چیز پر نہیں۔''

اولاً: یہ اثر منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ابراہیم نخعی کا اصحابِ رسول اللہ ﷺ سے لقاء وسماع ثابت نہیں ہے۔ علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ لَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ] ''نبیٔ اکرم ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابراہیم نخعی کی کسی سے ملاقات نہیں ہوئی۔'' (علل الحديث و معرفة الرجال' ص:۷۵) یہ قول ابن ابی حاتم نے بھی ذکر کیا ہے۔ (کتاب المراسيل' رقم:۱۹)

۞ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: [إِنَّ إِبْرَاهِيمَ دَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ وَهُوَ صَغِيرٌ وَّلَمْ يَسْمَعْ مِنْهَا شَيْئًا] ''ابراہیم جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو چھوٹے بچے تھے اور ان سے کچھ بھی نہیں سنا۔'' (کتاب المراسيل' رقم:۲۲)

۞ امام ابو حاتم ان کے متعلق فرماتے ہیں: [لَمْ يَلْقَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا عَائِشَةَ' وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهَا شَيْئًا فَإِنَّهُ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهُوَ صَغِيرٌ' وَأَدْرَكَ أَنَسًا وَّلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ] ''ابراہیم نخعی کی سوائے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کسی اور صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی اور ان سے انھیں شرف سماع نصیب نہیں ہوا کیونکہ جب وہ ان کے پاس آئے تھے تو چھوٹے سے بچے تھے۔ ہاں' انس رضی اللہ عنہ کو پایا ہے لیکن ان سے سماع نہیں کیا۔'' (کتاب المراسيل' رقم:۲۱)

۞ امام عجلی فرماتے ہیں: [إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ لَمْ يُحَدِّثْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

وَقَدْ أَدْرَكَ مِنْهُمْ جَمَاعَةً وَّ رَأٰى عَائِشَةَ رُؤْيًا] ''ابراہیم بن یزید نے اصحاب النبی ﷺ میں سے کسی سے حدیث بیان نہیں کی۔ صحابۂ کرام ؓ میں سے ایک جماعت کو انھوں نے پایا ہے اور حضرت عائشہ ؓ کو صرف دیکھا ہے۔'' (تاریخ الثقات' رقم:۴۵)

۞ یحییٰ بن معین ؒ فرماتے ہیں: انھیں حضرت عائشہ ؓ کے ہاں لایا گیا تھا۔ (کتاب المراسیل' رقم:۲۰)

۞ علامہ ذہبی ؒ فرماتے ہیں: [قَدْ رَأٰى زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَغَيْرَهُ وَلَمْ يَصِحَّ لَهُ سَمَاعٌ مِّنْ صَحَابِيٍّ] ''انھوں نے زید بن ارقم وغیرہ کو دیکھا ہے لیکن کسی صحابی سے ان کا سماع درست نہیں۔'' (میزان الاعتدال:۱/۷۵)

الجرح والتعدیل: (۲/۱۸) میں بھی ان کا ترجمہ موجود ہے' مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے:

(تہذیب التہذیب:۱/۱۵۵)

ثانیاً: بالفرض اگر یہ اثر صحیح بھی ہو' تب بھی اس کی روشنی میں مزعومہ اسفار پر صحابۂ کرام ؓ کے اجماع کا دعویٰ کرنا باطل ہے کیونکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔

امام ترمذی ؒ ۔ کثیر صحابۂ کرام ؓ سے غلس (اندھیرے) میں نماز پڑھنے کا استحباب نقل کیا ہے' فرماتے ہیں: [وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ] ''اس موقف (اندھیرے میں نماز پڑھنے) کو بہت سے اہل علم صحابۂ کرام ؓ نے اختیار فرمایا ہے۔'' (جامع الترمذي' الصلاة' حدیث:۱۵۳) نیز متاخرین احناف اس اثر کا جو مفہوم سمجھتے ہیں' سرخیل احناف امام طحاوی حنفی ؒ نے اس کے برخلاف سمجھا ہے۔ انھوں نے اس اثر کی توجیہ وہی کی ہے جس کی تصدیق دیگر احادیث و آثار' یعنی رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ کے روزمرہ عمل سے ہوتی ہے' وہ فرماتے ہیں: [فَأَخْبَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا قَدِ اجْتَمَعُوا عَلٰى ذٰلِكَ' فَلَايَجُوزُ عِنْدَنَا۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔ اِجْتِمَاعُهُمْ عَلٰى خِلَافِ مَاقَدْكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَهُ إِلَّا بَعْدَ نَسْخِ ذٰلِكَ وَثُبُوتِ خِلَافِهِ] (شرح معاني الآثار: ۱/۱۸۴) ''چنانچہ انھوں نے یہ خبر دی ہے کہ صحابۂ کرام ؓ روشنی کرنے پر متفق تھے۔ ہمارے نزدیک ان کا یہ اجماع رسول اللہ ﷺ کے عمل کے برخلاف ممکن نہیں۔ ہاں یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب رسول اللہ ﷺ کا اند [illegible] میں نماز پڑھنے کا عمل منسوخ یا اس کے برخلاف

دلیل کا ثبوت ہو۔‘‘

امام طحاوی رحمہ اللہ کے رجحان کے مطابق یہ اثر متاخرین احناف کے اپنے موقف کے برخلاف دلیل ہے، بصورت دیگر یہ اثر لائق حجت نہیں کیونکہ دریں صورت دیگر احادیث وآثار سے اس کا سخت تعارض ہوتا ہے۔

الحاصل: [أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ] کا راجح اور محفوظ مفہوم یہی ہے کہ اجالے میں نماز فجر سے فراغت ہو، نہ کہ آغاز۔ یہی عمل اجر وثواب کی بڑھوتری کا باعث ہے۔ اسی کو علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے [أَسْلَمُ الْأَجْوِبَةِ] ’’محفوظ ترین جواب‘‘ قرار دیا ہے۔ لیکن اس پر ایک اشکال واقع ہوتا ہے کہ اگر روشنی میں فراغت مراد ہے تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی معروف حدیث کا کیا مفہوم ہے جس میں اندھیرے ہی میں نماز فجر سے فراغت کا ذکر ہے؟ مزید اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ انھیں کوئی اندھیرے کی وجہ سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ [لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ] (صحیح البخاري، المواقیت، حدیث:٥٧٨)

اس کا جواب یہ ہے کہ نمازِ فجر سے فراغت کی دو مختلف حالتیں تھیں، رسول اللہ ﷺ کبھی اندھیرے ہی میں فارغ ہو جایا کرتے تھے اور کبھی روشنی میں، گویا ایک ہی عمل پر دوام نہیں تھا جیسا کہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ نے تحفۃ الاحوذی: (١/ ٤١٠) میں فرمایا ہے۔

اس کی تائید ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں: [وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ] ’’آپ ﷺ نماز صبح سے اس وقت فارغ ہوتے جب آدمی اپنے ساتھ بیٹھے ساتھی کو پہچان لیتا تھا۔‘‘ (صحیح البخاري، المواقیت، حدیث:٥٤٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس مفہوم کی تصدیق ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں: [وَالصُّبْحَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ إِلَى أَنْ يَّنْفَسِحَ الْبَصَرُ] ’’اور صبح (کی نماز اس وقت پڑھتے) جب فجر طلوع ہوتی یہاں تک کہ واضح دکھائی دیتا۔‘‘ (مسند أحمد:٣/ ١٢٩، ١٦٩)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ تاریکی ہی میں صبح کی نماز سے فراغت رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں، بلکہ آپ کبھی تاریکی میں فارغ ہوتے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ حدیث میں ہے اور کبھی اس وقت جب چہرے دکھائی دیتے اور ایک دوسرے کی پہچان ہو جایا کرتی تھی۔‘‘ دیکھیے: (إرواء الغلیل:١/ ٢٨٠) جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث عائشہ اور حدیث ابو برزہ (رضی اللہ عنہما) کے مابین یوں تطبیق دیتے ہیں کہ حدیث عائشہ میں

دور سے پردے میں لپٹی ہوئی عورت کے بارے میں خبر ہے جبکہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس شخص کے متعلق خبر ہے جو پہلو میں بیٹھا نماز پڑھنے والا ساتھی ہو۔ (فتح الباري: ٢/٥٥، تحت حديث: ٥٧٨)

الغرض اس قسم کی توجیہات سے تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

* ابتدائے وقت ظہر: حکم باری تعالیٰ ہے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ﴾ (بني إسرائيل ١٧:٧٨) ''نماز قائم کیجیے سورج کے ڈھلنے پر۔'' اس حکم سے ثابت ہوا کہ نماز ظہر سورج ڈھلتے ہی فرض ہو جاتی ہے۔ یہ ظہر کا اول وقت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ زَوَالُ الشَّمْسِ] ''اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ ظہر کا اول وقت زوال شمس ہے۔'' (الأوسط: ٢/٣٢٦)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَأَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ] ''اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ ظہر کا وقتِ اول زوال شمس ہے۔'' (المغني: ١/٤١٢)

امام نووی اور ابن حجر رحمہما اللہ نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (المجموع: ٣/٢٤، وفتح الباري: ٢/٢١، تحت حديث: ٥٤٠)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ......] ''ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج زوال پذیر ہو اور آدمی کا سایہ اس کی لمبائی کے برابر ہو، جب تک عصر نہ ہو۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث: (١٧٣)٦١٢)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: [وَقْتُ الظُّهْرِ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ] ''ظہر کا وقت (اس وقت تک باقی) رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہ ہو۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث: (١٧٢)-٦١٢)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب کسی سائل کے سوال میں دیا ہے۔ (صحيح مسلم، المساجد، حديث: (١٧٤)-٦١٢) بلکہ احادیث میں تصریح ہے کہ آپ نے عملاً دو دن نماز پڑھ کر دکھائی، پہلے دن اول وقت میں اور دوسرے دن تاخیر کے ساتھ۔ (صحيح مسلم، المساجد، حديث: ٦١٣)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صراحت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دن نماز

پڑھائی تو اس وقت سورج زوال پذیر ہو چکا تھا اور سایۂ زوال بقدر تسمہ تھا۔[وَ کَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ]
(سنن أبي داود' الصلاة' حدیث:۳۹۳' و جامع الترمذي' الصلاة' حدیث:۱۴۹)

ترمذی کے یہ الفاظ ہیں:[حِینَ کَانَ الْفَیْئُ مِثْلَ الشِّرَاكِ] ''جب سایہ بمثل تسمہ تھا۔'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سایۂ اصلی نکالا جائے گا' تب ایک یا دو مثل شمار ہوگا۔ اس مفہوم کی حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے۔ دیکھیے:(سنن النسائي' المواقیت' حدیث:۵۲۵) لہٰذا سایۂ زوال واضح ہونے کے بعد ظہر کا آغاز ہوگا' خواہ یہ سایہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اگر یہ سایہ مشرقی جانب نمایاں نہ ہو تو یہ وقت استواءِ شمس کا ہوتا ہے جو سورج کے ہنوز زوال پذیر نہ ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ جبریل علیہ السلام نے نبیٔ اکرم ﷺ کو پہلے دن سورج ڈھلتے ہی نماز پڑھائی اور آپ نے ان کی اقتدا میں پڑھی۔(سنن النسائي' المواقیت' حدیث:۵۰۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی بصراحت ظہر کے اول وقت کی تحدید ہے:[إِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ حِینَ تَزُولُ الشَّمْسُ.....] ''نماز ظہر کا اول وقت زوال شمس ہے۔'' (جامع الترمذي' الصلاة' حدیث: ۱۵۱) بغرض تحقیق ملاحظہ ہو:(شرح جامع الترمذي لأحمد شاکر: ۱/۲۸۴'۲۸۵' و سلسلة الأحادیث الصحیحة' حدیث:۱۶۹۶)

* **معرفت زوال اور ظہر وعصر کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ:** ظہر وعصر کے وقت کے متعلق احادیث میں ایک یا دو مثل کا جو ذکر آتا ہے' اس کی معرفت حاصل کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اگرچہ یہ گھڑی اور کیلنڈر کا جدید دور ہے لیکن پھر بھی افضل یہ ہے کہ مثل اول وثانی کا مشاہدہ مؤذن خود کرے یا پھر وہ شخص جسے اس کی اچھی مشق ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[إِنَّ خِیَارَ عِبَادِاللّٰهِ الَّذِینَ یُرَاعُونَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ' وَالْأَظِلَّةَ لِذِکْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ] ''یقیناً اللہ تعالیٰ کے بہترین (پسندیدہ ترین) بندے وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کے لیے سورج' چاند' ستاروں اور سایوں کا خیال رکھتے ہیں۔''(المستدرك للحاکم:۱/۵۱' و السنن الکبرٰی للبیهقي:۱/۳۷۹' و التلخیص الحبیر:۱/۳۷۱' وصحیح الترغیب:۱/۲۱۷ وقال حسن لغیره' وسلسلة الأحادیث الصحیحة' حدیث:۳۴۴۰)

لیکن افسوس کہ مصروفیت اور مادہ پرستی کی شدید یلغار اس سنت پر عمل پیرا ہونے سے مانع ہے۔ سایہ دیکھنے

اور ناپنے کی یہ عملی مشق اور سنت اب تقریباً متروک ہے۔لیکن موجودہ تقویمات اور کیلنڈر بھی تو سالہا سال کی محنت شاقہ اور تجربات ومشاہدات ہی کا نتیجہ ہیں' خصوصاً جدید سائنسی تحقیقات نے تو اس دشوار امر کو مزید آسان تر بنا دیا ہے' لیکن اس کے باوجود ان تقویمات میں غلطی کا امکان رہتا ہے' اس لیے [خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ] ''بہترین طریقہ' طریقۂ محمدی ہے۔'' لہٰذا دنیا کے کسی ملک یا خطے میں اگر زوال شمس دیکھنے کی ضرورت ہو تو ایک سیدھی لکڑی یا سریا وغیرہ سورج ڈھلنے سے قبل زمین میں بالکل سیدھا گاڑھ دیا جائے' پھر دیکھا جائے کہ اگر بدستور سایہ گھٹ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ابھی سورج نہیں ڈھلا اور اگر کم ہوتے ہوتے ایک جگہ پر رک جائے' پھر کم ہو نہ زیادہ تو جان لیجیے یہ عین استواء شمس ہے جسے نصف النہار بھی کہا جاتا ہے۔وہاں نشان لگائیے' یہ سایۂ اصلی ہوگا۔زوال کا یہ وقت چند لمحے ہی رہتا ہے۔اس کے بعد سائے میں جونہی کچھ اضافہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اب سورج ڈھل گیا ہے اور نماز ظہر کے وقت کا آغاز ہو چکا ہے۔وقتِ عصر کی ابتدا معلوم کرنی ہو تو جب اس لکڑی یا سریے کا سایہ' سایۂ اصلی کے علاوہ ٹھیک ان کی ایک مثل' یعنی لکڑی یا سریے وغیرہ کی لمبائی کے برابر ہو چکا ہو تو یہ مثلِ اول ہے اور وقت عصر کا آغاز ہے۔

معرفت زوال کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الأوسط لابن المنذر: ٢/٣٢٨' والمغني لابن قدامة: ١/٤١٤' وذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٦/٤٩٢)

* انتہائے وقتِ ظہر: نمازِ ظہر کے آخری وقت میں علماء کا اختلاف ہے۔جمہور اہل علم کا موقف یہ ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ' سایۂ اصلی نکالنے کے بعد اس کے برابر' یعنی ایک مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی قول کو صحیح ترین قرار دیا ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔دیکھیے: (الأوسط: ٢/٣٢٧' ٣٢٨' والمغني: ١/٤١٦)

امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔(المجموع: ٣/٤٤) ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَاخْتَلَفُوا فِي آخِرِ وَقْتِ الظُّهْرِ' فَقَالَ مَالِكٌ وَّ أَصْحَابُهُ' آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَهُ بَعْدَ الْقَدْرِ الَّذِي زَالَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ' وَهُوَ أَوَّلُ وَقْتِ

الْعَصْرِ بِلَافَصْلٍ' وَبِذٰلِكَ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَجَمَاعَةٌ......] ''ظہر کے آخری وقت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ جب سایۂ زوال کے بعد ہر شے کا سایہ اس کی مثل ہو جائے تو یہ ظہر کا آخری وقت ہے اور یہ بغیر کسی وقفے کے عصر کا وقت اول ہے۔ یہی قول ابن مبارک اور ایک جماعت کا ہے۔'' (التمهيد:٨/٧٤،٧٣' طبعة المكتبة القدوسية)

صحیح اور صریح احادیث کی روشنی میں یہی مذہب حق اور راجح ہے۔ بالاختصار چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

① حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: [وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ، مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ] ''ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے' جب تک کہ عصر کا وقت (شروع) نہ ہو۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦١٢) یعنی زوال شمس سے لے کر ایک مثل تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے امامت جبریل کے متعلق حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: [وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ......] ''اور اس نے مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے مثل ہو گیا......'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٣٩٣)

③ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی امامت جبریل کے متعلق یہ صراحت موجود ہے: [ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ رَأَى الظِّلَّ مِثْلَهُ] ''پھر جبریل نے عصر کی نماز پڑھائی' جب اس نے دیکھا کہ سایہ ایک مثل ہو گیا ہے۔'' (سنن النسائي' المواقيت' حديث:٥٠٣)

④ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوقاتِ نمازِ پنجگانہ کے حوالے سے ایک سائل کے جواب میں اسے اپنے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ (سنن النسائي' المواقيت' حديث:٥٠٥)

⑤ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے بھی امامت جبریل کے حوالے سے یہ صراحت ملتی ہے کہ جونہی سورج ڈھلا' آپ ﷺ نے نمازِ ظہر پڑھ لی' پھر جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا تو نمازِ عصر پڑھی...... (السنن الكبرىٰ للبيهقي:١/٣٦٥)

مذکورہ صحیح اور صریح احادیث سے معلوم ہوا کہ ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک ہے۔اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔اس کے برعکس دوسرا قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے۔ان کا استدلال حضرت انس اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے مروی ان احادیث سے ہے جن میں نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم ہے یا صحیح بخاری کی حدیث:[مَثَلُكُمْ وَ مَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابِ قَبْلَكُمْ](حدیث: ٢٢٦٨) سے ہے جس میں اہل کتاب کی مزدوری کا ذکر ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ ان احادیث میں یہ صراحت کہاں ہے کہ ظہر کا وقت مثلین تک باقی رہتا ہے یا عصر کا اس وقت تک آغاز نہیں ہوتا؟

امام نووی رحمہ اللہ نے امام ابن منذر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سوا اس بات کا کوئی قائل نہیں۔ دیکھیے: (المجموع:٣/٢٥) لیکن احناف نے فرطِ عقیدت وتقلید میں امام صاحب کی اس مرجوح اور بے دلیل رائے کی تقویت کے لیے بہت سی صحیح اور صریح احادیث تختۂ مشق بنا ڈالیں۔ محتمل دلائل کی آڑ میں ان صریح نصوص صحیحہ کی پروا تک نہیں کی۔ بدستور تاویلاتِ باردہ سے ان کا دفاع کرتے رہے اور ہنوز کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو: (فتح الملهم:٤/٢٩٧، ٣٠٧) محبانِ سنت اصحاب العلم کا یہ وتیرہ نہیں ہوتا۔امام صاحب کی فضیلت ومنقبت اپنی جگہ، لیکن تھے تو وہ بھی انسان، بہت سے مسائل میں ان کا رجوع ثابت ہے۔

یاد رہے! امام صاحب رحمہ اللہ سے ایک رائے جمہور کے موقف کے مطابق بھی ملتی ہے، صاحبین (ان کے شاگردانِ رشید) کا موقف بھی وہی ہے لیکن اُن کے اس فتوے کی بنیاد امام صاحب کی رائے نہیں بلکہ صریح احادیث ہیں۔ بہرحال علمائے احناف کی اسی قسم کی تاویلات باردہ سے دل برداشتہ ہو کر حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس رویے کو رَدّ سنت سے تعبیر کیا ہے، پھر انھوں نے نمازِ عصر کے آغاز کے متعلق مختصر اور عمدہ بحث کی ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ ایک مثل پر اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ دیکھیے: (إعلام الموقعین: ٢/٣٦٤، ٣٦٥)

یہی وجہ ہے کہ احناف کی تاویلاتِ باردہ اور کھوکھلی دلیلوں کا تجزیہ کرنے کے بعد بالآخر گرامی قدر مولانا تقی عثمانی نے حقیقت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے تسلیم کیا ہے کہ حدیث جبریل میں صراحتاً پہلے دن عصر کی نماز، مثلِ اوّل پر پڑھنے کا ذکر موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مثلِ اوّل پر ظہر کے وقت کا اختتام ہو

جاتا ہے۔فرماتے ہیں: ''مثلین پر ظہر کا وقت ختم ہونے کے سلسلہ میں عموماً احناف کی طرف سے بھی تین دلیلیں پیش کی جاتی ہیں' لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی حدیث بھی اوقات کی تحدید پر صریح نہیں ہے۔اس کے برخلاف حدیث جبریل میں صراحتاً پہلے دن عصر کی نماز مثل اول پر پڑھنے کا ذکر موجود ہے' اس لیے یہ حدیثیں حدیث جبریل کا مقابلہ نہیں کرسکتیں' اسی بنا پر بعض احناف نے مثل اول والی روایت کو لیا ہے۔ کمافي الدرالمختار......'' (درس ترمذي:١/٣٩٦' ناشر مكتبة دارالعلوم' كراچی)

* اکابر علمائے احناف کی انتہائے وقت ظہر کے متعلق تحقیقات: امام محمد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بلاواسطہ شاگرد ہیں' وہ فرماتے ہیں: [نَقُولُ: إِذَا زَادَ الظِّلُّ عَلَى الْمِثْلِ فَصَارَ مِثْلَ الشَّيْئِ وَ زِيَادَةً حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ دَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ] ''ہم کہتے ہیں کہ جب سایہ ایک مثل سے کچھ اوپر بڑھ جائے اور وہ زوال شمس کے وقت سے لے کر کسی چیز کے ایک مثل اور اس سے کچھ زیادہ ہو تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔'' (موطأ إمام محمد' ص:٤٣' ٤٤)

صاحب قدوری لکھتے ہیں: [قَالَ أَبُو يُوسُفَ وَ مُحَمَّدٌ رحمهما الله: إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَهُ] ''جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل (برابر) ہو جائے تو امام ابو یوسف اور امام محمد کا کہنا ہے کہ عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔'' (القدوري مع التنقيح الضروري' ص:١٩) اسی لیے شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس مسئلہ میں تمام امام مجتہد ایک طرف ہیں اور اکیلے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بنا بر مذہب مشہور کے ایک طرف' یہاں تک کہ امام محمد اور امام ابو یوسف شاگرد اُن کے بھی' اس مسئلہ میں ان سے الگ ہیں......اور اکیلے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ مشہور ہے کہ دو مثل تک وقت ظہر کا باقی رہتا ہے اور عصر داخل نہیں ہوتی مگر بعد دو مثل کے۔'' (معيار الحق' ص:٢٦٦' طبع جديد)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: [وَأَمَّا آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ فَلَمْ يُوجَدْ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ وَّلَاضَعِيفٍ أَنَّهُ يَبْقَى بَعْدَ مَصِيرِ ظِلِّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَهُ، وَلِذَا خَالَفَ أَبَاحَنِيفَةَ فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ صَاحِبَاهُ، وَوَافَقَا الْجُمْهُورَ] ''جہاں تک ظہر کے آخر وقت کی بات ہے تو کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں یہ نہیں ملتا کہ ہر شے کے سائے کے ایک مثل ہونے کے بعد بھی وہ باقی رہتا ہے' اسی لیے اس مسئلے میں ان کے دونوں شاگردوں نے ان کی مخالفت اور جمہور کی موافقت کی

ہے۔"(تفسیر مظهري' سورة النسآء ۳:۱۰۳)

علامہ نیموی فرماتے ہیں:[وَ إِنِّي لَمْ أَجِدْ حَدِيثًا صَرِيحًا صَحِيحًا أَوْ ضَعِيفًا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ إِلَى أَنْ يَّصِيرَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ] "مجھے ایسی کوئی صحیح صریح یا کوئی ضعیف حدیث نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ ظہر کا وقت سائے کے دومثل ہونے تک رہتا ہے۔"(آثار السنن' ص:۵۳)

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی ؒ فرماتے ہیں:[اَلْإِنْصَافُ فِي هٰذَا الْمَقَامِ أَنَّ أَحَادِيثَ الْمِثْلِ صَرِيحَةٌ صَحِيحَةٌ، وَأَخْبَارُ الْمِثْلَيْنِ لَيْسَتْ صَرِيحَةً فِي أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ إِلَى الْمِثْلَيْنِ' وَ أَكْثَرُ أَخْبَارِ الْمِثْلَيْنِ إِنَّمَا ذُكِرَ فِيهِ تَوْجِيهَةُ أَحَادِيثَ' أُسْتُنْبِطَ مِنْهَا هٰذَا الْأَمْرُ' وَالْأَمْرُ الْمُسْتَنْبَطُ لَا يُعَارِضُ الصَّرِيحَ] "اس مقام پر انصاف کی بات یہ ہے کہ احادیث مثل' صریح اور صحیح ہیں' جبکہ مثلین کی احادیث غیر صریح (مبہم) ہیں' اس بات میں کہ وقتِ عصر دومثل تک داخل نہیں ہوتا۔ مثلین کی اکثر احادیث میں صرف توجیہات کی جاتی ہیں اور استنباط کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ استنباط شدہ امر صریح (بات) کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔"(التعليق الممجد' ص:۴۴' درسی نسخه) بلکہ انھوں نے اس کے بعد برملا اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ صاحب البحرالرائق علامہ ابن نجیم نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جس میں انھوں نے بڑی طویل بحث کی ہے لیکن [لَمْ يَأْتِ بِمَا يُفِيدُ الْمُدَّعٰى وَ يُثْبِتُ الدَّعْوٰى] "وہ کوئی ایسا ثبوت ودلیل پیش نہیں کرسکے جو مدعا کے لیے مفید ہو اور جس سے ان کا دعویٰ ثابت ہوتا ہو' نیز وہ لکھتے ہیں:[وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ مِنْ حِينِ يَصِيرُ الظِّلُّ مِثْلَيْنِ وَهٰذَا خِلَافُ الْآثَارِ وَ خِلَافُ الْجُمْهُورِ وَهُوَ قَوْلٌ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِهِ وَغَيْرِهِمْ مَهْجُورٌ] "امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ جب سایہ دومثل ہو جائے تو تب عصر کا وقت اول ہوتا ہے مگر یہ قول آثار واحادیث کے خلاف ہے اور جمہور کے بھی خلاف ہے۔ یہ قول ان کے فقہاء اصحاب (شاگردان) اور ان کے علاوہ دیگر فقہاء کے ہاں بھی مہجور ومتروک ہے۔"(التعليق الممجد' ص:۴۳)

مذکورہ معروضات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا آخری وقت مثل اول پر ختم ہو جاتا ہے۔ مثلین کا قول مرجوح اور ناقابل حجت ہے' نیز مولانا شبیر احمد عثمانی وغیرہ کا یہ باور کرانا کہ مثلِ اول' اختتامِ ظہر اور آغازِ عصر

کے حوالے سے مشکوک اور غیر یقینی ہے' محض سینہ زوری ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (فتح الملھم: ۴/۳۰۴)

تنبیہ: امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت کے مطابق منقول ہے کہ مثل اول پر ظہر اور عصر کا وقت مشترک ہوتا ہے اور یہ اشتراک تقریباً چار رکعات کے بقدر رہتا ہے لیکن یہ قول صریح احادیث کی روشنی میں درست نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک صحیح حدیث میں پانچ نمازوں کے اول و آخر اوقات کی تحدید ہے جس میں ظہر کے آخری وقت کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: [وَآخِرُ وَقْتِهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ......] ''ظہر کا آخری وقت وہ ہے جب عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔''
(جامع الترمذي' الصلاة' حديث:۱۵۱)

معلوم ہوا جونہی عصر کا وقت شروع ہوتا ہے' ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ یہ موقف امام مالک' شافعی' جمہور اور صاحبین کا ہے۔ (فتح الملھم: ۴/۳۰۵' و درس ترمذي: ۱/۳۹۵) حدیث جبریل میں دوسرے دن نمازِ ظہر کے متعلق جو آتا ہے: [وَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَهُ] ''جبریل نے مجھے دوسرے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوا۔'' اس کا یہ مقصد نہیں کہ ایک مثل ہونے پر نمازِ ظہر کا آغاز کیا بلکہ مقصود یہ ہے کہ ایک مثل پر نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے: (شرح معاني الآثار: ۱/۱۴۹' وحاشية ابن عابدين) کیونکہ پہلے دن نبی ﷺ نے جب ایک مثل ہونے پر عصر پڑھی تو لازماً دوسرے دن ایک مثل ہونے سے قبل نماز ظہر سے فراغت ہوئی' اس لیے کہ اگر اس طرح نہ ہو تو انتہائے وقت ظہر کی تحدید نہیں ہوتی جبکہ امامت جبریل سے اولین مقصد یہی تھا اور اُس حدیث سے تو بالکل اس موقف کی تردید ہوتی ہے' جس میں یہ صراحت ہے: [وَقْتُ الظُّهْرِ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ] ''ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہ ہو۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث: (۱۷۲)-۶۱۲ عن عبدالله بن عمرو رضى الله عنهما) والله أعلم.

امام ابن العربی رحمہ اللہ نے بھی اشتراک ظہرین (ظہر وعصر) کے موقف کی تردید فرمائی ہے۔[1] اگرچہ [فَصَلّٰى بِي] ''مجھے نماز پڑھائی'' کے دونوں مفہوم ہو سکتے ہیں: آغاز کیا یا فارغ ہوئے' لیکن یہاں

فراغت ہی مراد ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [لِأَنَّهُ إِنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعْنٰى قَوْلِهِ: وَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ...... فَرَغَ لَمْ يَكُنْ بَيَانٌ] ''کیونکہ اگر [وَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ] کے معنی فارغ ہونے کے نہیں تو یہ (وقت نماز کے لیے) بیان (وتحدید) نہیں۔'' اسی لیے سختی سے اشتراک ظہرین کی نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَتَاللّٰهِ مَا بَيْنَهُمَا اشْتِرَاكٌ] ''اللہ کی قسم! دونوں کے درمیان اشتراک وقت نہیں ہے۔'' (القبس: ۱/۵۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ کا بھی یہی موقف ہے۔ دیکھیے: (شرح العمدة لشيخ الإسلام: ۲/۱۵۲)

امام نووی ؒ امامتِ جبریل والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: [مَعْنَاهُ: فَرَغَ مِنَ الظُّهْرِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَهُ وَ شَرَعَ فِي الْعَصْرِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَهُ فَلَا اشْتِرَاكَ بَيْنَهُمَا فَهٰذَا التَّأْوِيلُ مُتَعَيِّنٌ لِّلْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ وَأَنَّهُ إِذَا حُمِلَ عَلَى الْإِشْتِرَاكِ يَكُونُ آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ مَجْهُولًا...... وَلَا يَحْصُلُ بَيَانُ حُدُودِ الْأَوْقَاتِ] ''اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے، جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل (برابر) ہوا۔ اور پہلے دن جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوا تو عصر پڑھنا شروع کی تھی۔ اس طرح ان کے مابین اشتراک وقت نہ رہا۔ احادیث کے مابین جمع وتطبیق اور موافقت کے لیے یہ تاویل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر یہ حدیث اشتراک پر محمول کی جائے تو ظہر کا آخری وقت مجہول (نامعلوم) رہے گا...... اور اوقات کی حدود کا بیان حاصل نہ ہوگا۔'' (شرح صحيح مسلم للنووي: ۵/۱۵۴، تحت حديث: ۶۱۲)

یعنی اس طرح اوقات کی حد بندی نہیں ہوسکتی۔ شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا میں عدم اشتراکِ ظہرین کے موقف ہی کی موافقت کی ہے اور اس حوالے سے جمہور کا یہ موقف ذکر کیا ہے: [مَعْنَاهُ: فَرَغَ مِنَ الظُّهْرِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَهُ فَلَا اشْتِرَاكَ، وَهٰذَا التَّأْوِيلُ مُتَعَيِّنٌ لِلْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ] ''یہاں اس کے معنی یہ ہیں کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہوا تو آپ نماز ظہر سے فارغ ہو چکے تھے لہٰذا اس طرح (ظہرین کے مابین) کوئی شراکت نہ رہی۔ مختلف احادیث کے مابین تطبیق کے لیے یہ تاویل لازمی ہے۔'' (بحواله معيار الحق، ص: ۲۷۱)

حدیث ابوموسیٰ سے اس موقف کی واضح تائید ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں: [ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى كَانَ قَرِيبًا مِّنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ] ''پھر آپ ﷺ نے نماز ظہر مؤخر کی یہاں تک کہ گزشتہ

کل کے وقتِ عصر کے قریب قریب وقت ہو گیا۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث:٦١٤)
اس تصریح سے دیگر روایات میں واقع اجمال رفع ہو جاتا ہے' وہ اس طرح کہ جب عصر کے قریب وقت ہوا تو اس وقت نماز ظہر سے فراغت ہو چکی تھی۔
ان تصریحات کی روشنی میں یقیناً انتہائے وقتِ ظہر کی تحدید ہوتی ہے اور وہ ہے انتہائے مثل اول' لہٰذا علامہ صنعانی رحمہ اللہ کا [صَلّٰی بِيَ الظُّهْرَ...... حِينَ صَارَ ظِلُّ الشَّيْئِ مِثْلَهُ] کے مثل اول پر فارغ ہونے کے معنی وتاویل کو بعید قرار دینا از خود بعید از صواب ہے۔ (سبل السلام:١/١٩٤)
اکثر علمائے احناف نے بر بنائے احتیاط اور اشتراکِ ظہرین کے تردد وشک سے بھاگتے ہوئے مثلین ہی کا موقف اختیار کیا ہے (اور ایڑی چوٹی کا یہ سارا زور صرف امام صاحب سے منقول ایک مرجوح روایت اور شاذ رائے کی تقدیم واثبات کی خاطر ہے) کہ مثل اول سے کچھ قبل ظہر کا وقت بالاتفاق قطعی طور پر ثابت ہے اور ایک مثل سے مابعد تک بھی۔ اگرچہ اس اثنا میں عصر کا وقت ہو جاتا ہے لیکن مشکوک ہوتا ہے۔ اس کا بالیقین وقت تب شروع ہوتا ہے جب سایہ دو مثل ہو جائے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الملهم:٤/٣٠٤)
لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جبریل علیہ السلام نے پہلے دن (نعوذ باللہ) مشکوک وقت میں نماز پڑھائی کہ انھیں عصر کے وقت کا قطعی تحقق نہ ہوا اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شک واضطراب کی حالت میں نماز پڑھی کہ جنھیں پوری امت کے لیے نمونہ قرار دیا گیا ہے جبکہ یہ نماز تھی بھی بطور تعلیم اور تحدید وقت کے لیے' مزید برآں یہ کہ اس تردد وشک پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی خاموش رہا اور جبریل اور نبی علیہما السلام کو اس مشکوک عمل پر برقرار رکھا اور کوئی تنبیہ نہ فرمائی؟ والعیاذ باللہ۔ اس طرح تو گویا جس مقصد کے لیے جبریل علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی' وہ بھی پورا نہ ہوا۔ الغرض مثل اول کی اختتامی اور وقت عصر کی ابتدائی گھڑیوں کو مشکوک قرار دے کر احتیاط امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول وعمل میں نہیں جنھیں واجب التقلید سمجھ لیا گیا ہے بلکہ احتیاط اس معصوم ہستی کے اعمال واقوال اپنانے میں ہے جو شریعت کے بارے میں اپنی مرضی سے کبھی لب کشائی نہیں کرتی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

* مسئلۂ تعجیل وابراد: گزشتہ صفحات میں تعجیل ظہر دلائل کی روشنی میں افضل قرار دی گئی ہے۔ اس

پر علماء کا اجماع ہے اور اس کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود بھی اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے: [كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهرَ بِالْهَاجِرَةِ] (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:٦٤٦) لیکن کچھ احادیث ایسی ہیں جن میں ابراد یعنی نماز ظہر کو ٹھنڈک میں پڑھنے کی تلقین ہے مثلاً: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سفر میں تھے جب مؤذن نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''ٹھنڈک ہونے دو۔'' پھر مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''ٹھنڈک ہونے دو۔'' یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ] ''بلاشبہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ کا حصہ ہے، لہٰذا جب گرمی زیادہ ہو تو نماز (ظہر) ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔'' (صحیح البخاري، مواقیت الصلاۃ، حدیث:٥٣٩) نیز ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی حدیث ابراد مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، مواقیت الصلاۃ، حدیث:٥٣٨)

مزید جن سے یہ روایت مروی ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے وفي الباب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، الصلاۃ، حدیث:١٥٧)

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ شدت حرارت کی وجہ سے جہنم نے اللہ عزوجل سے شکایت کی کہ ''میرا کچھ حصہ دوسرے کو کھا گیا ہے۔'' تو اسے دو سانسوں کی اجازت ملی: ایک گرمی میں اور ایک سردی میں۔'' (صحیح البخاري، بدء الخلق، حدیث:٣٢٦٠، وصحیح مسلم، المساجد، حدیث:٦١٧) لہٰذا یہ گرمی اور سردی حقیقت میں جہنم ہی کا حصہ ہیں۔ اگرچہ بعض علماء نے یہاں اور بھی مفاہیم بیان فرمائے ہیں لیکن اقرب الی الصواب اور ظاہر الفاظ کے زیادہ موافق یہی معنی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اس قسم کی احادیث ابراد (ٹھنڈک کرنا) میں تاخیر کا حکم صرف اسی وجہ سے دیا ہے، نیز یہ حکم عموم علت کی وجہ سے ہر فرد کے لیے ہے، تخصیص کی ضرورت نہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کی ایک جماعت نے شدید گرمی میں نماز ظہر کو مؤخر کرنا پسند کیا ہے۔ یہ قول ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ نماز ظہر کے لیے حکم ابراد اس شخص کے لیے ہے جو مسجد میں دور سے آتا ہو رہا وہ شخص جو اکیلے یا قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو میرے نزدیک

پسندیدہ یہ ہے کہ شدید گرمی میں وہ نماز لیٹ نہ کرے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس کا موقف شدید گرمی میں تاخیر ظہر کا ہے' وہی اولیٰ اور اتباع سنت کے زیادہ موافق اور لائق ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصلاة' حديث:١٥٧' تحت حديث:٥٣٣'٥٣٤)

بہرحال اس رخصت میں مقیم' مسافر' منفرد یا باجماعت نماز پڑھنے والے سبھی افراد داخل ہیں کیونکہ [إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ] کی علت عام ہے۔

* **ابراد کے معنی ومفہوم اور حد:** علامہ زمخشری اس کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [حَقِيقَةُ الْإِبْرَادِ الدُّخُولُ فِي الْبَرْدِ] ''ٹھنڈک کے وقت میں داخل ہونے کو ابراد کہتے ہیں۔'' نیز [إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ] کی توضیح میں وہ فرماتے ہیں: [صَلُّوهَا إِذَا انْكَسَرَ وَهَجُ الشَّمْسِ بَعْدَ الزَّوَالِ] ''بعد از زوال جب سورج کی شدت کم ہو جائے تو اس وقت یہ نماز پڑھو۔'' مزید فرماتے ہیں: جب عرب کسی سفر پر ہوتے' سورج ڈھل جاتا اور ہوائیں چلنا شروع ہو جاتیں تو آپس میں پکار اٹھتے: اب تم ٹھنڈک میں کوچ کرو۔ (الفائق' ص:٨٩' طبع المكتبة العصرية' وفتح الباري: ٢/١٦' تحت حديث:٥٣٣'٥٣٤)

علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [مَعْنَى الْإِبْرَادِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ انْكِسَارُ شِدَّةِ حَرِّ الظَّهِيرَةِ] ''اس حدیث میں إبراد سے مراد دوپہر کے وقت شدتِ گرمی کا ٹوٹنا ہے۔'' (معالم السنن:١/١١١)

احادیث میں حکم ابراد سے مقصود حقیقتاً ٹھنڈک میں نمازِ ظہر پڑھنا نہیں بلکہ شدید گرمی میں نسبتاً تاخیر مراد ہے کیونکہ حرارت میں کمی آجانا بھی شدید دھوپ کی نسبت ٹھنڈک ہی ہے۔ اسی تاخیر کو ابراد سے تعبیر کیا گیا ہے' یہ نہیں کہ حقیقتاً ٹھنڈک کا انتظار کیا جائے' وہ تو یقیناً عصر بلکہ اس کے بعد تک بھی نہیں ہوتی۔ کلام عرب سے اس مفہوم کی تصدیق ہوتی ہے۔ مزید دیکھیے: (عمدة القاري:٥/٢٩' تحت حديث: ٥٣٣'٥٣٤)

الغرض گرمی کی شدت کے پیش نظر نمازِ ظہر میں تاخیر کی جاسکتی ہے' بالخصوص سفر میں زیادہ تاخیر کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ اس کی تائید ابوذر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے: [حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُولَ] یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اتنی تاخیر سے پڑھائی کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔ (صحيح البخاري' الأذان'

حدیث:٦٢٩)

نمازِ ظہر موسم گرما میں کتنی مؤخر کی جاسکتی ہے؟ احادیث کی روشنی میں اس کی تحدید کا صراحت کے ساتھ ثبوت نہیں ملتا' البتہ کچھ علمائے کرام نے اس کی تحدید بھی کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زیادہ سے زیادہ ٹھنڈک میں پڑھنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے: ایک قول یہ ہے کہ جب سایۂ زوال کے بعد سایہ ایک ہاتھ ہو جائے۔ بعض نے ربع قامت (قد کا چوتھائی) کہا ہے۔ بعض نے ثلث (تہائی) قامت اور بعض نے نصف قامت وغیرہ' جبکہ مازری نے مختلف اوقات وحالات کا اعتبار کیا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ اختلاف احوال سے اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ابراد آخری وقت تک ممتد نہ ہو۔ (یعنی ظہر اتنی مؤخر نہ ہو کہ اس کا آخری وقت آن پہنچے اور بجائے ظہر کے عصر محسوس ہونے لگے۔) (فتح الباري:٢/٢٠'٢١' تحت حديث:٥٣٩)

البتہ سنن ابوداود اور سنن نسائی وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے اس کی تاخیر کا کچھ اندازہ ملتا ہے' وہ فرماتے ہیں: [كَانَ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ' إِلٰى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ' وَ فِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلٰى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ] ''گرمیوں میں نبی اکرم ﷺ کی نماز ظہر کا اندازہ یہ ہوتا تھا کہ انسان کا سایہ تین قدم سے لے کر پانچ قدم تک اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم کے مابین ہوتا تھا۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٤٠٠' و سنن النسائي' المواقيت' حديث:٥٠٤)

تنبیہ: جس انسان کا سایہ دیکھا جائے' قدم بھی اسی کے ہونے چاہئیں اور اس سائے میں اصل اور زائد دونوں سائے شمار کیے جائیں جیسا کہ علامہ سیوطی اور علامہ سندھی رحمہما اللہ نے سنن ابوداود اور سنن نسائی کے حاشیے میں وضاحت فرمائی ہے۔

* ایک اشکال اور اس کا ازالہ: یہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے تو یہ آتا ہے کہ آپ نماز ظہر سخت دھوپ میں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ] (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث: ٥٦٠' و صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٤٦) اس حدیث سے تو بظاہر یوں لگتا ہے کہ نبی ﷺ کا روزمرہ

کا عمل یہی تھا۔

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ تعجیل ظہر کی احادیث پہلے کی ہیں، یعنی نبی اکرم ﷺ شروع شروع میں نماز ظہر سورج ڈھلتے ہی پڑھ لیتے تھے، خواہ دھوپ کتنی ہی شدید ہوتی۔ بعد میں آپ ﷺ نے سخت دھوپ میں نماز پڑھنے کی بجائے کچھ ٹھنڈک میں پڑھنے کا حکم دیا۔ نسخ کا یہ موقف امام طحاوی وغیرہ کا ہے۔ (شرح معاني الآثار: ١/١٨٧، ١٨٨، وفتح الباري تحت حديث: ٢/١٧) نیز خلال نے امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: [هٰذَا آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ] ''حکم ابراد نبی ﷺ کا آخری حکم ہے۔'' (فتح الباري: ٢/١٧) اس موقف کی توثیق حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں: [صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْهَجِيرِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّمِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ] ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر سخت دھوپ میں پڑھائی، اس کے بعد فرمایا: یقیناً شدت حرارت جہنم کی لپٹ کا حصہ ہے، اس لیے نماز ٹھنڈک میں پڑھا کرو۔'' لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے نسخ کا یہ قول مرجوح ہے۔ دیکھیے: (الضعيفة للألباني: ٢/٣٦٢) دوسرا جواب یہ ہے کہ شدید گرمی میں تعجیل ظہر کی نسبت اس میں تاخیر مستحب ہے۔ جمہور ائمۂ اسلام کا یہی موقف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (شرح صحيح مسلم للنووي: ٥/١٦٣، وفتح الباري: ٢/١٦، تحت حديث: ٥٣٣، ٥٣٤، ومحلى ابن حزم: ٣/١٨٢)

جہاں تک حدیث خباب کا تعلق ہے جس میں وہ فرماتے ہیں: [شَكَوْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ فِي الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا] ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سخت گرم ریت میں نماز پڑھنے کا شکوہ کیا تو آپ نے اس کا ازالہ نہ کیا۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث: ٦١٩) اس سے بھی اگرچہ بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ احادیث ابراد کے مخالف نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اشکال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ انھوں نے وقت ابراد کی رخصت سے مزید تاخیر کا مطالبہ کیا تھا اور وہ اس حد تک کہ ریت کی گرمی زائل ہو جائے، جبکہ اس طرح خروج وقت لازم آتا تھا، اس لیے نبی ﷺ نے انھیں جواب نہیں دیا۔ یا پھر یہ حدیث ٹھنڈک میں نماز پڑھنے والی احادیث سے منسوخ ہے کیونکہ وہ بعد کی ہیں۔'' دیکھیے: (فتح الباري: ٢/١٧)

الحاصل: تاخیر کے ساتھ نماز ظہر پڑھنے کا حکم صرف شدید گرمی کے ساتھ مشروط ہے۔اگر موسم معتدل ہو یا گرمی شدت اختیار کیے ہوئے نہ ہو یا موسم سرما ہو تو نماز ظہر اول وقت ہی میں پڑھنا افضل ہے۔ نبی ﷺ کا یہی معمول تھا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:[كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ، وَ إِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ] "جب گرمی ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ نماز ٹھنڈک میں پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو جلدی کرتے۔"(سنن النسائي، المواقيت، حديث: ٥٠٠)مولانا ظفر احمد عثمانی نے اس حدیث سے یہی استدلال کیا ہے۔ دیکھیے: (إعلاء السنن:١/ ٣٥) نیز اس حدیث میں صرف گرمی ہی مراد نہیں بلکہ شدت کی گرمی مراد ہے۔اس کی تصریح سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول صحیح بخاری کے ان الفاظ سے ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں:[كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ] (صحيح البخاري، الجمعة، حديث: ٩٠٦) "جب سخت سردی ہو جاتی تو نبئ اکرم ﷺ نماز ظہر جلد پڑھتے اور جب سخت گرمی پڑتی تو آپ ﷺ نماز ظہر ٹھنڈک میں ادا فرماتے۔" جبکہ ہمارے ہاں احناف، گرمی ہے۔ یا سردی ہے اس کی ایک ہی وردی ہے، کے مصداق دیگر نمازوں (فجر اور عصر) کی طرح نمازِ ظہر بھی ہر موسم میں ہمیشہ تاخیر ہی سے پڑھتے ہیں۔إِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

* وقتِ عصر کی ابتدا و انتہا: صحیح اور صریح نصوص کی روشنی میں وقت عصر کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب سایۂ اصلی کے بغیر مثل اوّل اختتام پذیر اور مثل ثانی کا آغاز ہو۔ یہ عصر کا افضل وقت ہے، اگرچہ وقتِ جواز غروب آفتاب تک رہتا ہے۔تفصیل کے لیے "انتہائے وقتِ ظہر" کے تحت ضمناً یہ بحث دیکھی جاسکتی ہے، لہٰذا تاخیر عصر کا قول اور مزید برآں یہ کہ اسے مستحب بھی باور کرانا، اپنی تمام ترکٹ حجتیوں کے باوجود ساقط الاعتبار ہے، اس لیے بلا عذر تاخیر عصر غیر مستحب ہے۔ نبئ اکرم ﷺ کی سنت تعجیل عصر ہی ہے۔رافع بن خدیج فرماتے ہیں:[كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُورُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ، ثُمَّ نَطْبَخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ] "ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ عصر پڑھتے، پھر اونٹ ذبح کرتے اور اسے دس حصوں میں تقسیم کرتے، پھر اسے پکاتے، بعد ازاں غروب آفتاب سے قبل پکا ہوا گوشت کھاتے۔"(صحيح البخاري، الشركة، حديث:

۲۴۸۵، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۶۲۵)

غور فرمائیں! کیا یہ سب کچھ دومثل کے بعد ممکن ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو بنوسلمہ کا کوئی آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں، ہماری تمنا ہے کہ آپ تشریف لائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ آپ چل دیے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے۔ دیکھا تو ابھی تک اونٹ ذبح نہیں ہوئے تھے، چنانچہ انھیں ذبح کیا گیا، پھر انھیں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا، پھر ان میں سے کچھ پکایا گیا، پھر ہم نے وہ کھایا جبکہ ابھی تک سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۶۲۴) انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ] ''رسول اللہ ﷺ نماز عصر اس وقت پڑھتے جبکہ سورج بلند اور زندہ (روشن) ہوتا اور (عصر پڑھ کر) جانے والا عوالیٔ مدینہ کی طرف جاتا اور ان کے پاس پہنچتا جبکہ سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔'' (صحیح البخاري، مواقیت الصلاۃ، حدیث:۵۵۰، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۶۲۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے: [وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ ......] ''اور عصر کا وقت (باقی رہتا) ہے جب تک سورج زرد نہ ہو۔'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۱۲) رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا: [وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ] ''اس نے مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے مثل ہوا۔'' (سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث:۳۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی عصر کے اول وآخر وقت کی تحدید موجود ہے کہ عصر کا وقت اول وہ ہے جب وہ داخل ہوتا ہے (یعنی مثل اول کے اختتام پر اس کا آغاز ہوتا ہے) اور آخری وقت اصفرارِ شمس (سورج کا زرد ہو جانا) ہے۔ (جامع الترمذي، الصلاۃ، حدیث:۱۵۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مزید وضاحت ہے کہ غروب شمس سے قبل ایک رکعت ملنے سے پوری نمازِ عصر مل جاتی ہے: [وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ] ''جس نے غروب آفتاب سے قبل ایک رکعت پالی تو اس نے عصر پالی۔'' (صحیح البخاري، مواقیت

الصلاۃ، حدیث:۵۷۹، وصحیح مسلم المساجد، حدیث:۶۰۸)

اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ عصر کی صرف ایک رکعت ہی پڑھ لینے سے فرض کی ادائیگی ہو جائے گی، بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کی یہ نماز بروقت شمار ہوگی اگرچہ باقی تین رکعتیں بدستور نماز جاری رکھتے ہوئے بعد تک ادا کی جائیں اور اس پر اجماع ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سبل السلام: ۲۰۲/۱)

ان الفاظ کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے ظاہری معنی مراد نہیں اور اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، یعنی ایک رکعت پا لینے والا پوری نماز پانے والا نہیں کہ اسے صرف ایک ہی رکعت سے پوری نماز مل جائے اور فرض سے اس کی خلاصی ہو جائے اور وہی ایک رکعت اسے کافی ہو، بلکہ یہاں ان الفاظ کی تاویل ضروری ہے۔ یہاں کچھ الفاظ پوشیدہ مانے جائیں گے۔ اس کی تقدیری عبارت یوں ہوگی: [فَقَدْ أَدْرَكَ حُكْمَ الصَّلَاةِ أَوْ وُجُوبَهَا أَوْ فَضْلَهَا] ''تو اس نے نماز کے حکم یا اس کے وجوب یا اس کی فضیلت کو پا لیا۔'' دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووي، حدیث:۶۰۸) مزید یہ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نماز مکمل کرنے کا حکم ہے: [فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ] ''وہ (بدستور) اپنی نماز کی تکمیل کرے۔'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۶۰۹) سنن نسائی میں یہ الفاظ ہیں: [مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا، إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِي مَا فَاتَهُ] ''جس نے نمازوں میں سے کسی نماز کی ایک رکعت پا لی تو تحقیق اس نے وہ نماز پا لی مگر جو رکعتیں اس سے رہ گئی ہوں، وہ ادا کرے۔'' (سنن النسائي، المواقیت، حدیث:۵۵۹، وصحیح سنن النسائي، حدیث:۵۵۷، مطبوعہ مکتبۃ المعارف) مسند احمد میں یہ حدیث مزید وضاحت سے ہے، اس میں ہے: [وَمَنْ صَلّٰى رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَلَمْ تَفُتْهُ] ''اور جس نے غروب آفتاب سے قبل عصر کی ایک رکعت پڑھ لی تو اس کی یہ نماز فوت نہیں ہوئی (یہ نماز ادا شمار ہوگی)۔'' (مسند أحمد: ۲۵۴/۲، والموسوعۃ الحدیثیۃ، مسند أحمد:۴۲۵/۱۲) بہرحال وقت ادا کی آخری امکانی حد یہی ہے۔

عبداللہ بن عمرو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کی احادیث سے انتہائے وقت عصر کی تحدید ہوتی ہے، لیکن بظاہر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث سے انتہائے وقت عصر کی تحدید اصفرار شمس (سورج کے زرد ہونے)

سے قبل تک ہے۔ روایات کے اس اختلاف کے پیش نظر اگر چہ علمائے سلف کے اس کے متعلق مختلف موقف ہیں لیکن امام شافعی وغیرہ نے مثلین اور بعض ائمہ نے حدیثِ عبداللہ کو عصر کے آخری وقتِ مختار سے مقید کیا ہے' ہاں بوجہ عذر اس کا وقتِ جواز غروبِ آفتاب تک ہے۔ اس طرح دونوں قسم کی احادیث معمول بہ رہتی ہیں اور کسی کا ترک لازم نہیں آتا۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الأوسط: ۲/۳۳۰-۳۳۳' والمجموع: ۳/۳۲' والمغني: ۱/۴۱۸-۴۱۹' والروضة الندية: ۱/۲۲۶) لیکن بلاوجہ تاخیرِ عصر مکروہ ہے جیسا کہ امام ترمذی ؒ نے کچھ صحابہ وتابعین سے اس کی کراہت نقل کی ہے۔ (جامع الترمذي' الصلاة حديث: ۱۵۹) اس کی تائید سیدنا انس ؓ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جو آگے آرہی ہے۔

امام ابن منذر ؒ تعجیل عصر کے موقف ہی کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یہی مذہب اہل مدینہ کا ہے۔ امام اوزاعی' شافعی' احمد اور اسحاق ؒ اسی کے قائل ہیں۔ اس قول کی صحت پر احادیث ثابتہ دلالت کرتی ہیں۔'' (الأوسط: ۲/۳۶۳) اس کی تصدیق عبداللہ بن مسعود ؓ وغیرہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں سب سے افضل عمل نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا قرار دیا گیا ہے۔

* صلاۃِ وسطیٰ کی تعیین: اللہ تعالیٰ نے تمام نمازوں کی محافظت کے ساتھ ساتھ ''صلاۃ وسطیٰ'' یعنی نمازِ عصر کی بطور خاص تاکید فرمائی ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى...... ﴾ (البقرۃ ۲:۲۳۸) ''تم سب نمازوں اور خاص طور پر درمیان والی نماز کی حفاظت کرو۔''

صلاۃِ وسطیٰ کی تعیین میں اگر چہ فقہاء ومحدثین کے مابین خاصا اختلاف ہے لیکن حق یہ ہے کہ اس سے مراد نمازِ عصر ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے فتح الباری (۸/۱۹۵-۱۹۸' تحت حديث: ۴۵۳۳) میں ''صلاۃ وسطیٰ'' کے متعلق علماء کے بیس اقوال ذکر کیے ہیں۔ ان کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد حافظ ابن حجر ؒ نے اسی قول کے حاملین کا موقف راجح قرار دیا ہے۔ احادیث صحیحہ سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے' باقی سب اقوال مرجوح ہیں۔ اُردو دان طبقہ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائے: (فقه الصلاة از منير قمر: ۱/۲۹۴-۴۰۶)

امام ابن منذر ؒ فرماتے ہیں: [وَدَلَّتِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ عَلٰى أَنَّ صَلَاةَ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ] ''احادیث ثابتہ اسی بات پر دلالت کناں ہیں کہ صلاۃِ وسطیٰ سے مراد نمازِ عصر ہے۔'' (الأوسط: ۲/۳۶۷) خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ ان سمیت ان کے گھروں اور قبروں

کو آگ سے بھر دے کہ انھوں نے ہمیں صلاۃِ وسطیٰ (درمیانی نماز) سے مصروف رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔'' (صحیح البخاري، المغازي، حدیث:٤١١١، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ٦٢٧) غروبِ شمس کی تصریح سے معلوم ہوا کہ رہ جانے والی یہ نماز، نمازِ عصر تھی۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم، حدیث: ٦٢٨ میں تو بصراحت ''صلاۃ العصر'' کا ذکر موجود ہے۔

بہرحال نماز عصر میں بلا عذر تاخیر درست نہیں۔ علاء بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نماز ظہر پڑھ کر بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر آیا۔ ان کا گھر مسجد کے پہلو میں تھا۔ انھوں نے پوچھا: کیا تم نے عصر پڑھ لی ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ ابھی ہم ظہر سے فارغ ہوئے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عصر پڑھ لو! جب پڑھ لی تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: [تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ، حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا، لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا] ''یہ منافق کی نماز ہے وہ بیٹھا رہتا ہے، سورج کا منتظر رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان میں ہوتا ہے تو کھڑا ہوتا ہے اور چار ٹھونگیں مارتا ہے اور ان چار (رکعات) میں اللہ کا ذکر تھوڑا ہی کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ٦٢٢)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دن بوجہ مصروفیت نماز عصر کچھ لیٹ کر دی، اس پر عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے انھیں تنبیہ کی اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امامتِ جبریل والی حدیث بطور دلیل پیش کی۔ مطلب یہ تھا کہ عصر جلدی ہی پڑھنی چاہیے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ مدینے کے امیر تھے اور مصروفیت کی وجہ بھی عوام الناس کے مسائل تھے۔ یہ اشارہ سنن ابوداود وغیرہ کی حدیث سے ملتا ہے: [أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ كَانَ قَاعِدًا عَلَى الْمِنْبَرِ، فَأَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا] ''عمر بن عبدالعزیز منبر پر تشریف فرما تھے اور انھوں نے عصر کی نماز کچھ لیٹ کر دی۔'' (سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث: ٣٩٤) معلوم ہوتا ہے کہ مستحب وقت سے کچھ تاخیر ہوئی تھی۔ یہی خیال علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے۔ دیکھیے: (ذخیرۃ العقبٰی شرح سنن النسائي: ٦/٤٥٠)

وقتِ مختار سے عمداً نماز لیٹ کرنے کو نبیٔ اکرم ﷺ نے اسے ''مار دینے'' کے مترادف قرار دیا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! تمھارا اس وقت کیا حال ہو گا جب امراء

(حکمران) نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر کے یا انھیں موت کے گھاٹ اتار کر پڑھیں گے۔'' انھوں نے جواباً کہا: آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''بروقت نماز پڑھ لینا۔ اگر ان کے ساتھ بھی نماز مل جائے تو پڑھ لینا' یہ نماز نفل ہوگی۔'' ملاحظہ ہو: (صحیح مسلم' المساجد' حدیث:٦٤٨)

مذکورہ تصریحات سے یقیناً یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ نبیٔ اکرم ﷺ کی عام عادت مبارکہ کیا تھی اور صحابہ وتابعین کا طرز عمل کیا تھا؟ لیکن اس کے باوجود صریح نصوص چھوڑ کر محتمل اور غیر صریح یا ضعیف روایات کی بنیاد پر تاخیر عصر کو مستحب قرار دینا یقیناً غیر معقول اور راہِ صواب سے دوری ہے اور اس کی وجہ صرف تقلیدی جمود اور احادیث سے بے اعتنائی ہے۔

تاخیر عصر کی یہ رائے امام ابوحنیفہ ؒ کی ہے۔ انتہائے وقتِ ظہر اور ابتدائے وقتِ عصر کے بارے میں ان سے چار روایات (آراء) منقول ہیں۔ (درس ترمذي:١/٣٩٥) اور ہر رائے دوسری سے مختلف ہے۔ مثلین کی رائے اکثر احناف کے نزدیک معمول اور مفتٰی بہ ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں: [وَبِهِ نَأْخُذُ...... وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ] ''ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں اور یہ ابوحنیفہ ؒ کا قول ہے۔'' (إعلاء السنن:١/٣٩' ودرس ترمذي:١/٣٩٥) یعنی امام صاحب کے نزدیک وقت عصر کا آغاز مثلین کے بعد ہوتا ہے۔ اس سے قبل نماز پڑھنا جائز نہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الأوسط:١/٣٣٠) ہاں' امام صاحب کی جو رائے جمہور اور صحیح صریح احادیث کے موافق ہے' احناف کے ہاں وہ متروک ہے اور وہ ہے مثل اول پر ظہر کا اختتام اور عصر کا آغاز۔ ان کے ہاں امام صاحب ؒ کی مفتٰی بہ اس شاذ رائے کے متعلق امام ابن منذر ؒ فرماتے ہیں: [وَهُوَ قَوْلٌ خَالَفَ صَاحِبُهُ الْأَخْبَارَ الثَّابِتَةَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ' وَالنَّظَرُ غَيْرُ دَالٍّ عَلَيْهِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا سَبَقَ قَائِلَ هٰذَا الْقَوْلِ إِلٰى مَقَالَتِهِ وَعَدَلَ أَصْحَابُهُ عَنِ الْقَوْلِ بِهِ فَبَقِيَ قَوْلُهُ مُنْفَرِدًا لَامَعْنٰى لَهٗ] ''یہ ایسا قول ہے جس کے قائل نے نبیٔ اکرم ﷺ کی ثابت شدہ احادیث کی مخالفت کی ہے۔ نظر وقیاس بھی اس پر دلالت نہیں کرتا۔ ہمارے علم کے مطابق ان سے قبل یہ بات کسی نے نہیں کہی اور ان کے اصحاب نے بھی اس قول سے منہ موڑ لیا ہے' لہٰذا ان کا قول اکیلا ہی رہ گیا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔'' (الأوسط:٢/٣٣٠)

حافظ ابن حجر ؒ نے فتح الباری میں فرمایا ہے: [وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مُخَالَفَةٌ

فِي ذٰلِكَ، إِلَّا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، فَالْمَشْهُورُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ مَصِيرُ ظِلِّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَيْهِ بِالتَّثْنِيَةِ، قَالَ الْقُرْطُبِيُّ: خَالَفَهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى أَصْحَابُهُ يَعْنِي الْآخِذِينَ عَنْهُ] (فتح الباري، باب وقت العصر، تحت حديث:٥٤٦) ''اور کسی اہل علم سے اس میں مخالفت منقول نہیں ہے، سوائے امام ابوحنیفہ کے۔ ان کے مشہور قول کے مطابق عصر کا اول وقت ہر شے کے سائے کے دو مثل ہونے پر ہوتا ہے۔ قرطبی نے کہا: اس میں سب لوگ ان کے مخالف ہیں یہاں تک کہ ان کے شاگرد بھی، یعنی جو ان سے (بلا واسطہ) اخذ کرنے والے ہیں۔''

امام نووی رحمہ اللہ عصر کے اول وقت پر دلالت کرنے والی احادیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: [وَفِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ وَمَا بَعْدَهَا دَلِيلٌ لِّمَذْهَبِ مَالِكٍ وَّ الشَّافِعِيِّ وَ أَحْمَدَ وَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ وَقْتَ الْعَصْرِ يَدْخُلُ إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَهُ، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: لَا يَدْخُلُ حَتّٰى يَصِيرَ ظِلُّ الشَّيْئِ مِثْلَيْهِ، وَهٰذِهِ الْأَحَادِيثُ حُجَّةٌ لِّلْجَمَاعَةِ عَلَيْهِ مَعَ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما فِي بَيَانِ الْمَوَاقِيتِ، وَحَدِيثِ جَابِرٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ] ''ان احادیث اور ان کے بعد کی احادیث میں امام مالک، شافعی، احمد اور جمہور علماء کے مذہب کی دلیل ہے کہ ہر شے کا سایہ ایک مثل ہونے پر وقت عصر شروع ہو جاتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس وقت تک وقتِ عصر شروع نہیں ہوتا جب تک کہ سایہ دو مثل نہ ہو جائے۔ اور یہ احادیث اور اس کے ساتھ ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم وغیرہ کی احادیث، جو کہ بیان اوقات کے متعلق مروی ہیں، جمہور کے حق میں اور امام صاحب کے خلاف حجت ہیں۔'' (شرح صحيح مسلم للنووي، الصلاة، تحت حديث:٦٢١)

شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شیخ سلام اللہ حنفی سے بھی ان کی شرح موطأ کے حوالے سے جمہور کا مذکورہ موقف نقل کیا ہے جس سے شیخ سلام اللہ کی جمہور کے ساتھ موافقت ظاہر ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (معيار الحق، ص:٢٦٧) ائمہ و محققین کے ان تبصروں کے بعد اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ۔

* تاخیر عصر اور افضلیتِ تاخیر کے قائلین کے اہم دلائل اور ان کا تحقیقی جائزہ: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان اہم دلائل کا بالاختصار تحقیقی تجزیہ کیا جائے جنھیں حاملین فقہ حنفی اپنے موقف کی تائید میں

پیش کرتے ہیں تا کہ احادیث میں بظاہر نظر آنے والا تعارض ختم ہو جائے' احناف کے یہ دلائل حسب ذیل ہیں:

① محمد بن یزید یمامی کے طریق سے علی بن شیبان سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: [قَدِمْنَا عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِینَةَ فَكَانَ یُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَیْضَآءَ نَقِیَّةً] ''ہم مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ عصر کو اس وقت تک مؤخر کرتے جب تک سورج سفید اور صاف رہتا۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حدیث:٤٠٨)

وضاحت: یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ اس کی سند میں باپ بیٹا' محمد اور یزید دونوں مجہول ہیں۔ محمد بن یزید یمامی کو ابن ابی حاتم نے مجہول کہا ہے۔ دیکھیے: (الجرح والتعدیل:٨/ ١٢٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب (ص:٩٠٩' طبع دارالعاصم) میں ان کے متعلق حتمی فیصلہ دیتے ہوئے انھیں مجہول قرار دیا ہے۔ مزید دیکھیے: (میزان الاعتدال:٢/ ٧٠' ولسان المیزان: ٥/ ٤٢٦' والمغني: ٢/ ٣٨٧' والضعفاء والمتروکین: ٣/ ١٠٧)

دوسرے راوی یزید بن عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مجہول۔'' (التقریب' ص:١/ ١٠٧٩)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال میں [لَا یُعْرَفُ] کہا ہے' لہٰذا یہ حدیث نا قابل حجت ہے۔ یہ ان صحیح احادیث کے مخالف ہے جن میں عصر کی نماز جلدی پڑھنے کا ذکر ہے۔ غالباً اسی مخالفت کی وجہ سے امام نووی رحمہ اللہ نے اسے [بَاطِلٌ لَّا یُعْرَفُ] کہہ کر رد کر دیا ہے کہ یہ حدیث باطل اور غیر معروف ہے۔ دیکھیے: (المجموع: ٣/ ٥٨)

محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ضعیف سنن أبي داود (مفصل) للألباني:٩/ ١٤٨) اس لیے صاحب ''اعلاء السنن'' مولانا ظفر احمد عثمانی کا اس نا قابل حجت حدیث سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کی تغیرِ شمس سے قبل نمازِ عصر کی تاخیر کی مواظبت پر دلالت کرتی ہے۔ (إعلاء السنن:٢/ ٣٧)

② دوسری حدیث جو احناف کے نزدیک تاخیر عصر پر صراحتاً دلالت کرتی ہے' رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی

حدیث ہے۔اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ انھیں دیر سے عصر پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے: [كَانَ يَأْمُرُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعَصْرِ] (سنن الدارقطني:١/ ٥٥٨، طبع جديد، دارالمعرفة، و السنن الكبرىٰ للبيهقي:١/ ٤٤٣)

وضاحت: یہ حدیث بھی سنداً ضعیف ہونے کی وجہ سے نا قابل حجت ہے۔اس کی سند میں عبدالواحد بن نافع یا نفیع کلاعی ابورماح متکلم فیہ راوی ہے۔

اس کے بارے میں امام ابن حبان فرماتے ہیں: [يَرْوِي عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ الْمَقْلُوبَاتِ وَعَنْ أَهْلِ الشَّامِ الْمَوْضُوعَاتِ، لَا يَحِلُّ ذِكْرُهُ فِي الْكُتُبِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الْقَدْحِ فِيهِ] ”یہ اہل حجاز سے مقلوب اور اہل شام سے موضوع (من گھڑت) روایات بیان کرتا ہے، کتابوں میں اس کا ذکر صرف نقد و جرح کے طور پر جائز ہے۔“ (المجروحين: ٢/ ١٥٤)

امام بخاری رحمہ اللہ بواسطہ موسیٰ بن اسماعیل عبدالواحد بن نافع کے طریق سے منقول اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں: [وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ] ”اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔“ (التاريخ الكبير:٥/ ٨٩) یعنی یہ حدیث بیان کرنے میں عبدالواحد متفرد ہے اور یہ بھی متکلم فیہ۔

میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابن القطان کے حوالے سے اسے مجہول الحال قرار دیا ہے۔ (الميزان: ٢/ ٦٧٧) مزید دیکھیے: (نصب الراية:١/ ٢٤٥، والمغني في الضعفاء، رقم:٣٨٧٨، وتعجيل المنفعة، رقم:٦٧٥)

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام دارقطنی رحمہ اللہ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں: [وَهٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ مِنْ جِهَةِ عَبْدِالْوَاحِدِ هٰذَا، لِأَنَّهُ لَمْ يَرْوِهِ عَنِ ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ غَيْرُهُ...... وَلَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ رَّافِعٍ وَلَا عَنْ غَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالصَّحِيحُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَّعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ضِدُّ هٰذَا وَهُوَ التَّعْجِيلُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ وَالتَّبْكِيرُ بِهَا] ”یہ حدیث عبدالواحد کی وجہ سے ضعیف الاسناد ہے کیونکہ ابن رافع بن خدیج سے یہ حدیث اس کے سوا کوئی اور بیان نہیں کرتا......صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے یہ حدیث نہ تو رافع سے اور نہ کسی دوسرے صحابی سے صحیح طور پر ثابت ہے، ہاں! رافع بن خدیج اور دیگر

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے جو صحیح طور پر ثابت ہے وہ اس کے برخلاف ہے اور وہ ہے تعجیل عصر یعنی نمازِ عصر جلد پڑھنا۔'' (سنن الدارقطني: ١/ ٥٥٨)

گویا امام الجرح والتعدیل معروف نقادِ حدیث امام دارقطنی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث کسی صحابی سے صحیح سند سے ثابت نہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ انھوں نے تعجیل عصر کے حوالے سے ''وَفِي الْبَابِ'' میں مختلف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حوالہ دیتے ہوئے آخر میں فرمایا: [فَيُرْوٰى عَنْ رَّافِعٍ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ وَلَا يَصِحُّ] ''رافع بن خدیج سے نبیٔ اکرم ﷺ کے حوالے سے تاخیر عصر کی روایت بھی منقول ہے لیکن وہ صحیح نہیں ہے۔'' (جامع الترمذي، الصلاة، حديث: ١٥٩)

امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس تصریح کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے ''وَفِي الْبَابِ'' میں رافع بن خدیج کے حوالے سے تعجیل عصر کی روایت کا اشارہ کیا ہے جبکہ ان سے تاخیر عصر کی روایت بھی منقول ہے، اس لیے امام صاحب نے اس پر تنبیہ کرنا ضروری سمجھا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (المجموع: ٣/ ٥٨)

الحاصل: ائمۂ فن کی تصریحات کی روشنی میں یہ روایت بھی مردود اور ناقابل حجت ہے۔

③ تاخیرِ عصر کے قائلین کی تیسری دلیل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وہ اثر ہے جو عباس بن ذریح بواسطہ زیاد بن عبداللہ (عبدالرحمٰن) علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس میں ہے کہ ہم مسجد الاعظم میں علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دنوں کوفہ بانس اور لکڑیوں کے جھونپڑوں پر مشتمل تھا۔ مؤذن آیا اور اس نے نمازِ عصر کے لیے امیر المومنین کو آواز دی۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا، پھر اس نے دوبارہ یہی بات کہی تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کتا ہمیں سنت کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد ہم پلٹے اور اسی جگہ چلے گئے جہاں پہلے بیٹھے ہوئے تھے، پھر ہم اپنے گھٹنوں پر بیٹھ کر سورج غروب ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ (سنن الدارقطني: ١/ ٥٥٧، والمستدرك للحاكم: ١/ ١٩٢)

وضاحت: یہ اثر سنداً ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں زیاد بن عبداللہ (یا عبدالرحمٰن نخعی) مجہول العین ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں: [زِيَادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ النَّخَعِيُّ مَجْهُولٌ، لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ الْعَبَّاسِ بْنِ ذُرَيْحٍ] ''زیاد بن عبداللہ مجہول ہے' یہ حدیث اس سے عباس بن ذریح کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا۔'' (سنن الدارقطني: ۱/ ۵۵۷، و المیزان: ۲/ ۹۱)

جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کے بعد فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کے رواۃ کو قابل حجت سمجھنے کے باوجود اسے ذکر نہیں کیا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ لیکن یہ ان کا وہم ہے کیونکہ مذکورہ راوی مجہول ہے' شیخین رحمہما اللہ ایسے راوی کو کب قابل حجت سمجھتے ہیں' پھر صرف امام حاکم رحمہ اللہ کی تصحیح بھی تو محل نظر ہے جیسا کہ اس کے متعلق ائمۂ فن کی تصریح موجود ہے: [لَا تَغْتَرَّ بِتَصْحِيحِ الْحَاكِمِ]

اس روایت پر امام ذہبی کی موافقت بھی تعجب خیز ہے کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب ''دیوان الضعفاء والمتروکین'' (۱/ ۳۰۸) اور ''المغني في الضعفاء'' (۱/ ۳۷۴) وغیرہ میں خود زیاد بن عبداللہ کو امام دارقطنی کے حوالے سے مجہول قرار دیا ہے' لہٰذا جس روایت کی سند میں مجہول راوی ہو اور اس کی ٹھوس متابعت یا شاہد بھی موجود نہ ہو تو وہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ نیز علامہ زیلعی رحمہ اللہ پر بھی حیرانی ہے کہ مذکورہ بالا حدیثِ رافع اور زیر بحث حدیث کے بارے میں علمائے جرح و تعدیل کی تضعیف نقل کرنے کے باوجود بھی اپنے مرجوح موقف کی تائید میں یوں فرماتے ہیں کہ وہ احادیث جو ہمارے موقف کی تائید کرتی ہیں...... غور فرمائیں! کیسی تائید؟ ہاں' ضعیف موقف کی تائید' ضعیف احادیث سے۔ پھر اثرِ علی کے بعد ان کا یہ فرمانا: [وَهٰذَا الْأَثَرُ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوعِ أَوْ قَرِيبٍ مِّنْهُ] ''یہ اثر حکماً مرفوع یا اس کے قریب قریب ہے۔'' درست نہیں کیونکہ سنداً تو یہ ساقط الاعتبار ہے۔'' دیکھیے: (نصب الرایة: ۱/ ۲۴۶)

④ تاخیرِ عصر کی افضلیت کے قائلین کی چوتھی دلیل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل حدیث ہے:

[كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِّلظُّهْرِ مِنْكُمْ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِّلْعَصْرِ مِنْهُ]

''رسول اللہ ﷺ تمھاری نسبت ظہر کی نماز بہت جلد پڑھتے تھے اور تم عصر ان سے بہت جلد پڑھتے ہو۔'' (جامع الترمذي، الصلاة، حدیث: ۱۶۱)

غور فرمائیں تو حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ تم ظہر کی نماز نبی ﷺ کے معمول سے لیٹ پڑھتے

ہو جبکہ آپ ﷺ بہت جلد پڑھ لیا کرتے تھے اور تم عصر کی نماز رسول اللہ ﷺ سے بھی پہلے پڑھتے ہو' یعنی تمھاری عصر رسول اللہ ﷺ کی نسبت بھی پہلے ہوتی ہے' یہ درست نہیں۔ یہ ہے اس حدیث کا صحیح مفہوم۔ الغرض جو حدیث تاخیرِ عصر کے استحباب کے طور پر پیش کی گئی' وہ تو تعجیل عصر پر دلالت کرتی ہے اور اپنے ہی موقف کے خلاف نکلی۔ ؎ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ التعلیق الممجد میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یہ حدیث عصر کی نسبت ظہر کچھ زیادہ جلدی پڑھنے پر دلالت کرتی ہے نہ کہ تاخیرعصر کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔'' (بحواله تحفة الأحوذي:۱/۴۲۴)

بہرحال مذکورہ حدیث سے تاخیرعصر کے استحباب پر استدلال کرنا سینہ زوری ہے۔ سیاق اور الفاظ سے اس مفہوم کی قطعاً تائید نہیں ہوتی۔

یہ ہیں وہ چار بنیادی دلیلیں جنھیں احناف اپنے موقف کی تائید میں بڑے زوروشور سے پیش کرتے ہیں۔ پہلی تین دلیلیں تو ضعیف ہیں اور مؤخر الذکر صحیح لیکن اس سے وجہ استدلال باطل ہے' اسی لیے مولانا عبدالحی حنفی رحمہ اللہ نے احقاق حق کے پیش نظر تاخیرعصر کی افضلیت پر دلالت کرنے والے پیش کردہ دلائل کا تحقیقی جائزہ لیتے ہوئے انھیں ناقابل حجت واستناد قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَلَا یَخْفٰی عَلَی الْمَاهِرِ مَا فِي الْاِسْتِنَادِ بِهٰذِهِ الْأَحَادِیثِ] ''ان احادیث سے استناد کرنے (حجت پکڑنے) میں جو (کمزوری) ہے' ماہر حدیث پر مخفی نہیں۔'' دیکھیے: (التعليق الممجد بحواله تحفة الأحوذي:۱/۴۲۱)

خلاصۂ کلام: عصر کا آغاز مثل اول کے اختتام پر ہوتا ہے۔ ظہر اور عصر کے وقت میں کوئی اشتراک نہیں۔ عصر کا وقتِ مختار مثل اول سے لے کر اصفرار شمس سے قبل تک ہے' جبکہ وقت جواز بوجۂ عذر غروبِ شمس سے قبل ایک رکعت پا لینے تک ہے۔ دلائل سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔ اس کے برعکس موقف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ ان کے نزدیک عصر کا وقت مثلین کے بعد ہوتا ہے۔ اس سے قبل نمازِ عصر پڑھنا جائز نہیں' ان کی یہی رائے مفتٰی بہ ہے۔ عملاً اکثر احناف اسی کے قائل وفاعل ہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ اپنی اس رائے میں بالکل اکیلے ہیں۔ کتاب وسنت کی کسی صریح صحیح دلیل سے ان کے موقف کی تائید نہیں ہوتی۔ یہ موقف صریح روایات کے بالکل مخالف ہے۔ عقیدت مندوں نے اس شاذ

رائے کی توثیق اور اثبات کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے جس کی وجہ سے صحیح اور صریح احادیث کو تختۂ مشق بنایا گیا' حالانکہ اس موقف میں صاحبین بھی اپنے شیخ کے مخالف ہیں۔ انھوں نے صریح اور صحیح احادیث کی روشنی میں جمہور ہی کا موقف اختیار کیا ہے۔

یاد رہے! امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے صریح صحیح احادیث اور جمہور کی رائے کے مطابق بھی ایک رائے منقول ہے لیکن یہ اتفاق رائے اکثر حاملینِ فقۂ حنفی کو ایک نظر نہیں بھاتی۔

اسی طرزِ تقلید سے رنجیدہ ہو کر امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اس رویے کو ردّ سنت سے تعبیر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے' پھر کوئی ایک عوالی مقام کی طرف جاتا جو تقریباً چار میل کے فاصلے پر واقع تھا تو سورج اس وقت تک بلند ہوتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی تو بنوسلمہ کا ایک فرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! ہم اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں' ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی تشریف لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ آپ چلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چل پڑے۔ دیکھا تو اونٹ ابھی تک ذبح نہیں ہوئے تھے' چنانچہ اونٹ ذبح کیے گئے' انھیں کاٹا گیا اور اس میں سے کچھ گوشت پکایا گیا' پھر ہم نے اس میں سے غروب آفتاب سے قبل کچھ کھایا۔ (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ٦٢٤) دو مثل کے بعد یہ سب محال ہے۔ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ظہر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک عصر کا وقت نہ ہو۔ (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: (١٧٢)-٦١٢' من حدیث عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما) ان احادیث کی کوئی معارض (مخالف) دلیل نہیں ہے' نہ تو صحت میں اور نہ صراحت و بیان میں۔ لیکن یہ احادیث وسنن اس مجمل حدیث کی وجہ سے رَد کر دی گئی ہیں: [مَثَلُكُمْ وَ مَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابِ قَبْلَكُمْ] (صحیح البخاري' الإجارة' حدیث: ٢٢٦٨)

نیز افسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہائے تعجب! اس حدیث میں دلالت کی کون سی قسم ہے کہ عصر کا وقت اس وقت تک شروع نہیں ہوتا جب تک سایہ دو مثل نہ ہو جائے۔ یہ حدیث صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت نصف النہار سے عصر تک کے وقت سے کم

ہے۔اور اس میں کوئی شک نہیں۔ دیکھیے :(إعلام الموقعين: ٢/٣٦٤، ٣٦٥، طبعة دارالكتاب العربي)

ان اختلافات سے قطع نظر، قرآن وحدیث کے عام دلائل کی روشنی میں بھی نیکی کے تمام اعمال میں مسابقت ومسارعت ہی کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران ٣:١٣٣) ''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف جلدی کرو۔'' نیز ارشاد ہے: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة ٢:١٤٨) ''نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔'' مزید فرمایا: ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝﴾ (الواقعة ٥٦:١٠، ١١) ''اور سبقت لے جانے والے تو سبقت ہی لے جانے والے ہیں۔ یہی لوگ مقرب ہیں۔'' ہاں جو اس عام اصول سے دلیل کی بنا پر مستثنیٰ چیزیں ہیں، وہ خارج ہوں گی جیسے نماز عشاء کہ اس میں تاخیر افضل ہے اور ظہر کہ شدتِ حرارت میں ابراد مستحب ہے، جبکہ باقی نمازوں میں تعجیل ومسارعت ہی افضل ہے۔ وباللّٰہ التوفیق. مزید دیکھیے :(محلی ابن حزم : ٣/١٨٢)

* وقت مغرب کی ابتدا وانتہا: جب سورج کی پوری ٹکیہ افق میں غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ حدیث جبریل میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے دو دن سورج غروب ہوتے ہی نماز پڑھائی ہے: [ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ......] (جامع الترمذي، الصلاة، حديث: ١٤٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَ إِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الْأُفُقُ] ''مغرب کا اول وقت وہ ہے جب سورج غروب ہو جائے اور آخری وقت جب افق غائب ہو جائے۔'' (جامع الترمذي، الصلاة، حديث: ١٥١)

صحیح مسلم میں ہے: [وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ] ''اور مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ شفق کی سرخی غائب نہ ہو جائے۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث: (١٧٢)-٦١٢)

امام ابن منذر کے بقول نماز مغرب جلدی پڑھنے پر اہل علم کا اجماع ہے اور یہ افضل ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَأَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَّحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ التَّعْجِيلَ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ أَفْضَلُ] (الأوسط: ٢/٣٦٩)

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ

الشَّمْسُ وَ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ] ''یقیناً رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردے میں چھپ جاتا تھا۔'' (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث:٥٦١' و صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٣٦ واللفظ له)

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: [كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَ أَنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ] ''ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے جب کوئی نماز سے فارغ ہوتا تو اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ لیتا تھا۔'' (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث:٥٥٩' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٣٧' و إرواء الغليل:١/٢٧٧)

مقصود یہ ہے کہ ابھی تک روشنی ہوتی تھی' اندھیرا نہیں چھایا ہوتا تھا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ دونوں حدیثیں اس بات کی دلیل ہیں کہ غروب آفتاب کے بعد نمازِ مغرب جلد پڑھ لینی چاہیے۔ اس بات پر اجماع ہے...... جن احادیث میں شفق کے غائب ہونے پر نمازِ مغرب پڑھنے کا ذکر ہے' وہ بیانِ جواز کے لیے ہیں۔ ثانیاً: وہ کسی سائل کے جواب میں تھیں۔ اور یہ دونوں احادیث نبی ﷺ کی عادتِ مبارکہ کے بارے میں ہیں جن پر آپ ﷺ سوائے عذر کے مسلسل قائم رہے' لہٰذا انھی پر اعتماد ہوگا۔ (شرح صحيح مسلم للنووي:٥/١٩٠' تحت حديث:٦٣٧)

مغنی میں ہے: [وَ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَجَبَتِ الْمَغْرِبُ وَلَا يُسْتَحَبُّ تَأْخِيرُهَا إِلَى أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ] ''جب سورج غروب ہو جائے تو نماز مغرب واجب ہو جاتی ہے اور اسے شفق کے غائب ہونے تک مؤخر کرنا مستحب نہیں ہے۔'' (المغني:١/٤٢٤) لیکن وقت ادا غروبِ شفق تک رہتا ہے۔

معلوم ہوا مغرب کا وقت موسّع ہے اور یہی بات راجح ہے۔ احناف کا یہی قول ہے۔ ابن العربی رحمہ اللہ کے نزدیک امام مالک کا راجح قول بھی یہی ہے۔ دیکھیے: (القبس:١/٥٨) اور شوافع کا قولِ محقق بھی یہی ہے۔ دیکھیے: (شرح صحيح مسلم للنووي:٥/١٥٥' تحت حديث:٦١٢)

الغرض دلائل کی روشنی میں وجوبِ مغرب کا اول وقت غروب آفتاب ہے' نیز راجح قول کے مطابق یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ وقت غروبِ شفق تک باقی رہتا ہے۔ لیکن یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے' وہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے دو دن غروب آفتاب کے بعد ہی نماز پڑھائی ہے۔ اس سے یوں لگتا ہے

کہ مغرب کا وقت موسع (شفق کے غائب ہونے تک وسیع) نہیں بلکہ مضَیّق (تنگ) ہے' یعنی اس کی ادائیگی کے لیے صرف یہی وقت ہے۔ لیکن یہ خیال مرجوح ہے۔ علمائے محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حدیثِ جبریل میں مغرب کے مستحب وقت کا ذکر ہے اور حدیث عبداللہ بن عمرو میں جو آتا ہے: [وَوَقْتُ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ] ''مغرب کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک شفق کی سرخی ختم نہ ہو۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث:٦١٢) وہ وقت جواز ہے' پھر حدیث جبریل میں فعل ہے اور اس میں آپ کا قول ہے۔ یقیناً قول وفعل کے تعارض کے وقت قول کو ترجیح ہوتی ہے' کما في کتب الأصول۔ اسی طرح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے کہ جس میں ایک سائل کے جواب میں نبیٔ اکرم ﷺ نے عملاً دو دن نماز پڑھ کر سکھائی۔ دوسرے دن جب نماز پڑھائی تو صراحت ہے: [وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَّغِيبَ الشَّفَقُ] ''آپ نے مغرب غروب شفق سے قبل پڑھائی۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث:٦١٣) پھر یہ بھی ہے کہ حدیث جبریل متقدم' یعنی مکی دور کی اور حدیث بریدہ وغیرہ متأخر' یعنی مدنی دور کی ہیں' یقیناً ترجیح متأخر عمل کو ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت غروب شفق سے قبل تک رہتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (شرح صحیح مسلم للنووي:٥/١٥٦' و إعلام الموقعين:٢/٣٦٤ وغیرہ)

* شفق کا معنی ومفہوم: اگرچہ قولِ محقق کے مطابق مغرب کا وقت موسع (کشادہ) ہے اور غروب شفق تک رہتا ہے لیکن شفق کے معنی اور مفہوم میں اختلاف ہے کہ آیا اس سے مراد غروب آفتاب کے فوراً بعد مغربی افق پر نمودار ہونے والی سرخی ہے یا وہ سفیدی جو سرخی غائب ہونے کے بعد ہوتی ہے؟ جمہور اہل لغت' محدثین اور فقہائے عظام کے ہاں اس سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے بعد مغربی جانب میں رونما ہوتی اور افق پر پھیلی ہوتی ہے۔ جب یہ سرخی اختتام پذیر اور افق سے غائب ہو جاتی ہے تو اسے غروب شفق کہا جاتا ہے۔ یہ نماز عشاء کے اول وقت اور نمازِ مغرب کے انتہائے وقت کی علامت ہے۔ دلائل وبراہین کی روشنی میں یہی موقف راجح ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح مروی ہے' انھوں نے فرمایا: [اَلشَّفَقُ الْحُمْرَةُ] ''شفق سے مراد سرخی ہے۔'' (سنن الدارقطني:١/٥٨٨' و السنن الکبرٰی للبيهقي:١/٣٧٣)

اس تفسیر کے تحت بلوغ المرام کی شرح میں علامہ صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قُلْتُ: اَلْبَحْثُ لُغَوِيٌّ وَالْمَرْجِعُ فِيهِ إِلٰى أَهْلِ اللُّغَةِ، وَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ أَهْلِ اللُّغَةِ وَقُحِّ الْعَرَبِ، فَكَلَامُهُ حُجَّةٌ وَ إِنْ كَانَ مَوْقُوفًا عَلَيْهِ] ''میں کہتا ہوں: بحث لغوی ہے۔ اس میں اصل مرجع اہل لغت ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما خالص عربی النسل اور اہل لغت میں سے ہیں، لہٰذا ان کا کلام حجت ہے اگرچہ یہ ان کا موقوف اثر ہے۔'' (سبل السّلام: ۱/۲۱۰) نیز علامہ صنعانی نے ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ﴾ کی تفسیر میں بھی یہی معنی کیے ہیں۔ (تفسير غريب القرآن للصنعاني، ص:۴۰۲)

* معتبر ائمۂ لغت کی تصریحات: ① موجدِ علم عروض، امام لغت خلیل بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [اَلشَّفَقُ: اَلْحُمْرَةُ مِنْ غُرُوبِ الشَّمْسِ إِلٰى وَقْتِ الْعِشَاءِ] ''شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب سے وقتِ عشاء تک باقی رہتی ہے۔'' (كتاب العين، ص:۴۸۶، طبع دار إحياء التراث العربي)

② ابن فارس فرماتے ہیں: [اَلشَّفَقُ: اَلنُّدْأَةُ الَّتِي تُرٰى فِي السَّمَاءِ عِنْدَ غُيُوبِ الشَّمْسِ وَهِيَ الْحُمْرَةُ] ''شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے وقت آسمان پر نظر آتی ہے۔'' (معجم مقاييس اللغة: ۳/۱۹۸)

③ پھر اپنی سند سے خلیل بن احمد کا قول بھی نقل کرتے ہیں۔ دیکھیے: (معجم مقاييس اللغة: ۳/۳۹۵) اس کے بعد امام مجاہد اور مقاتل سے بھی شفق کے معنی ''سرخی'' ہی نقل کرتے ہیں۔

④ امام زجاج فرماتے ہیں: [اَلشَّفَقُ هِيَ الْحُمْرَةُ الَّتِي تُرٰى فِي الْمَغْرِبِ بَعْدَ سُقُوطِ الشَّمْسِ] ''شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو مغرب میں غروب شمس کے بعد نظر آتی ہے۔'' (معجم مقاييس اللغة: ۳/۳۹۵)

⑤ امام فراء فرماتے ہیں کہ شفق سے مراد حمرہ، یعنی سرخی ہے۔ مزید کہتے ہیں: [قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ الْعَرَبِ يَقُولُ: عَلَيْهِ ثَوْبٌ مَّصْبُوغٌ كَأَنَّهُ الشَّفَقُ وَكَانَ أَحْمَرَ] ''میں نے بعض عرب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس پر رنگا ہوا کپڑا ہے جیسے کہ وہ شفق ہے، دیکھا تو وہ سرخ تھا۔'' (معجم مقاييس اللغة: ۳/۱۹۸) مذکورہ عبارت کے بعد علامہ ابن فارس نے فرمایا ہے کہ یہ قول حمرہ کا شاہد ہے۔

⑥ علامہ فیروز آبادی فرماتے ہیں: [اَلْحُمْرَةُ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْغُرُوبِ إِلَى الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ أَوْ إِلٰى قَرِيبِهَا] ''غروب آفتاب سے نماز عشاء یا اس کے قریب قریب افق پر منتشر سرخی کو کہتے ہیں۔'' (القاموس المحيط' ص: ٨٩٧' مادہ: شفق)

⑦ القاموس المحیط کی شرح میں علامہ مرتضٰی زبیدی حنفی نے مختلف ائمہ لغت سے شفق کے معنی ''حمرة'' نقل کرنے کے بعد جب امام فراء کا قول اور مشاہدہ ذکر کیا کہ شفق سے مراد ''حمرة'' ہے تو فرماتے ہیں: [فَهٰذَا شَاهِدُ الْحُمْرَةِ] ''یہ (قائلین) حمرہ کا شاہد ہے۔'' (تاج العروس: ۲۴۴/۱۳)

⑧ علامہ جوہری کا بھی یہی قول ہے۔ تائید میں انھوں نے خلیل اور فراء کا قول پیش کیا ہے۔ دیکھیے: (الصحاح: ۱۲۳۹/۴)

⑨ علامہ راغب فرماتے ہیں: [اَلشَّفَقُ اِخْتِلَاطُ ضَوْءِ النَّهَارِ بِسَوَادِ اللَّيْلِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ] ''غروب آفتاب کے وقت دن کی روشنی کا رات کی تاریکی سے اختلاط شفق کہلاتا ہے۔'' (مفردات القرآن' ص: ۲۶۷)

⑩ یہ کچھ معتبر ائمہ لغت کی تصریحات ہیں جن سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ شفق سے مراد ''حُمْرَة'' یعنی سرخی ہے۔ مزید دیکھیے: (المصباح المنير للفيومي' ص: ۴۶۱)

امام نووی رحمہ اللہ نے علامہ ازہری اور ابن درید کے حوالے سے بھی یہی معنی نقل کیے ہیں۔ دیکھیے: (المجموع: ۴۵/۳) مزید فرماتے ہیں: [وَالَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يُّعْتَمَدَ أَنَّ الْمَعْرُوفَ عِنْدَ الْعَرَبِ أَنَّ الشَّفَقَ الْحُمْرَةُ' وَ ذٰلِكَ مَشْهُورٌ فِي شِعْرِهِمْ وَنَثْرِهِمْ' وَ يَدُلُّ عَلَيْهِ أَيْضًا نَقْلُ أَئِمَّةِ اللُّغَةِ] ''قابل اعتماد بات یہی ہے کہ عرب کے ہاں شفق کے معروف معنی حمرة (سرخی) کے ہیں۔ یہ ان کے اشعار اور نثر میں مشہور ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس پر اہل لغت کی نقل و روایت بھی دلالت کرتی ہے۔'' صحیح مسلم کی حدیث [وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ] سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ثَوْرَان (جس کے معنی سرخی کی تیزی اور اس کی چمک کے ہیں) أحمر (سرخ چیز) کی صفت ہے' نہ کہ أبيض (سفید چیز) کی' یعنی جب تک شفق کی سرخی ختم نہ ہو مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ (المجموع: ۳۹/۳)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بھی یہی استدلال کیا ہے اور مزید وضاحت سے اسے بیان کیا ہے۔ دیکھیے: (شرح العمدة: ٢/ ١٧٥)

* ائمہ ومحدثین اور فقہاء کی تصریحات: امام نووی نے امام بیہقی کے حوالے سے متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی موقف نقل کیا ہے کہ اس شفق سے مراد مغربی افق پر موجود سرخی ہے۔ ان میں عمر بن خطاب، علی بن ابو طالب، ابن عمر، ابن عباس، ابو ہریرہ، عبادہ بن صامت اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہم ہیں، نیز مکحول اور سفیان ثوری کا موقف بھی یہی ہے۔ (المجموع: ٣/ ٤٤، والسنن الکبری للبیهقي: ١/ ٣٧٣)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے مزید جن ائمہ کا ذکر کیا ہے، وہ یہ ہیں: مالک بن انس، ابن ابی لیلیٰ، شافعی، احمد، اسحاق، ابو ثور، ابو یوسف اور محمد...... رحمہم اللہ ......(الأوسط: ٢/ ٣٤٠)

امام ابن حزم رحمہ اللہ بھی حدیث میں وارد لفظ ''شفق'' سے شفقِ احمر ہی مراد لیتے ہیں۔ (محلی ابن حزم: ٣/ ١٩٢)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے، دلائل کی روشنی میں اس کا اثبات کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَالشَّفَقُ شَفَقَانِ: أَحْمَرُ، وَهُوَ الْأَوَّلُ، وَالْأَبْيَضُ، وَهُوَ الثَّانِي، وَالْعِبرَةُ بِمَغِيبِ الشَّفَقِ الْأَحْمَرِ، فَإِذَا غَابَ دَخلَ وَقْتُ الْعِشَاءِ] ''شفق دو قسمیں ہیں: شفقِ احمر (سرخ) اور دوسری شفقِ ابیض (سفید) اعتبار شفق احمر کے غائب ہونے کا ہے، لہٰذا جب (سرخی) غائب ہو جائے تو عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔'' (شرح العمدة: ٢/ ١٧٤)

امام فراء کے قول: [عَلَيْهِ ثَوْبٌ كَأَنَّهُ الشَّفَقُ وَكَانَ أَحْمَرَ] سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اسی لیے اکثر مفسرین رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ﴾ سے مراد سرخی اور سرخی سے قبل دن کی روشنی مراد لی ہے، پھر کہتے ہیں: [وَفَهِمَ أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ وَ أَكَابِرُهُمْ مِّنَ الشَّفَقِ الْحُمْرَةَ] ''اکثر اور اکابر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شفق سے سرخی ہی سمجھے ہیں۔'' (شرح العمدة لشيخ الإسلام ابن تيمية: ٢/ ١٧٥، ١٧٦)

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس موقف کی تائید میں متعدد دلائل دیتے ہوئے مسند احمد وغیرہ کی اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس میں یہ صراحت ہے: [ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ قَبْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ]

''پھر آپ ﷺ نے غروبِ شفق سے قبل عشاء کی نماز پڑھائی۔'' جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی یہ مفصل روایت اگرچہ مسند أحمد: (۳/۳۵۱) وغیرہ میں موجود ہے لیکن مطلوبہ حصہ مجھے اس میں نہیں ملا' البتہ یہ ٹکڑا شرح معاني الآثار (۱/۱۴۷) اور السنن الكبرىٰ للبيهقي (۱/۳۷۳) میں موجود ہے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اس کی صحت کے حوالے سے تو کچھ نہیں فرمایا' البتہ اس ٹکڑے سے جو استدلال شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کیا ہے' وہی استدلال ان سے قبل امام طحاوی رحمہ اللہ بھی کر چکے ہیں' جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کو اختصار سے ذکر کرنے کے بعد اس اضافے کو ذکر کرتے ہوئے بایں الفاظ اس کے شذوذ کی طرف اشارہ کرتے ہیں: [مُخَالِفٌ لِّسَائِرِ الرِّوَايَاتِ] ''مذکورہ الفاظ اس موضوع کی دیگر روایات کے خلاف ہیں۔'' جبکہ علامہ طحاوی اور شیخ الاسلام نے اس اضافے کو حجت مانتے ہوئے متعارض دلائل کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عشاء شفقِ احمر سے پہلے نہیں پڑھی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تب آپ نے یہ نماز شفقِ ابیض سے پہلے پڑھی ہے۔ (شرح العمدة لشيخ الإسلام: ۲/۱۷۵) گویا یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ شفقِ احمر کے غروب ہونے پر نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے' نیز اس سے لفظ شفق کے معنی کا تعین بھی نبی ﷺ کے عمل سے ہو جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

درمختار میں ہے: [اَلشَّفَقُ وَهُوَ الْحُمْرَةُ عِنْدَهُمَا' وَبِهِ قَالَتِ الثَّلَاثَةُ وَإِلَيْهِ رَجَعَ الْإِمَامُ كَمَا فِي شُرُوحِ الْمُجْمِعِ وَغَيْرِهَا' فَكَانَ هُوَالْمَذْهَبُ] ''شفق سے مراد صاحبین کے نزدیک حمرہ (سرخی) ہے۔ ائمۂ ثلاثہ (مالک' شافعی اور احمد) کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف رجوع فرما لیا تھا جیسا کہ مجمع کی شروح وغیرہ میں ہے' لہٰذا (مفتی بہ) مذہب یہی ہے۔'' (درمختار: ۱/۳۶۱) صدر الشریعہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ "المواهب" میں بھی اسی کے مطابق فتویٰ بتایا گیا ہے اور "البرهان" میں بھی اسی کو ترجیح دی گئی ہے۔

الغرض یوں ائمۂ اربعہ شفق کے معنی ''سرخی'' پر متفق ہو گئے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ. (مزید تفصیل کے لیے ردالمحتار: ۱/۳۶۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔) امام زمخشری نے بھی امام صاحب کا رجوع اسد بن عمرو کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [اَلشَّفَقُ: اَلْحُمْرَةُ الَّتِي تُرٰى فِي الْمَغْرِبِ

...... وَرَوٰی أَسَدُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهٗ رَجَعَ مِنْهُ] ''شفق سے مراد سرخی ہے جو مغرب میں دکھائی دیتی ہے......اسد بن عمرو نے امام صاحب کا رجوع نقل کیا ہے۔'' (الکشاف: ۴/ ۲۷) لیکن کچھ احناف نے امام صاحب کے اس رجوع کی تردید کی ہے۔ بہر حال معتبر احناف امام صاحب کے رجوع کے قائل ہیں اور یہی بات اظہر لگتی ہے۔

علامہ ملا علی القاری حنفی ؒ نے بھی ''شفق'' کے معنی ''سرخی'' ہی کو ترجیح دی ہے' فرماتے ہیں: [اَلشَّفَقُ وَهُوَ الْحُمْرَةُ الَّتِي تَلِي الشَّمْسَ بَعْدَ الْغُرُوبِ عِنْدَالشَّافِعِيِّ وَ أَبِي يُوسُفَ وَ مُحَمَّدٍ' وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ' وَبِهِ يُفْتٰى] ''شفق'' غروب شمس کے فوراً بعد نمایاں ہونے والی سرخی کو کہتے ہیں۔ یہ شافعی' ابو یوسف اور محمد کا موقف ہے اور یہی بات ابن عمر اور ابن عباس ؓ سے مروی ہے اور اسی کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔'' (المرقاۃ ۲/ ۲۶۴' تحت حدیث: ۵۸۱)

امام شوکانی ؒ کی تحقیق بھی یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَآخِرُهُ ذَهَابُ الشَّفَقِ الْأَحْمَرِ] ''مغرب کا آخری وقت غروب شفق احمر ہے۔'' (السیل الجرار: ۱/ ۴۰۸)

الدُّررالبَهِيَّة میں بھی ان کا یہی موقف ہے۔ اس کی شرح میں نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں: [جَمِيعُ كُتُبِ اللُّغَةِ مُصَرِّحَةٌ بِهٰذَا وَجَمِيعُ أَشْعَارِ الْعَرَبِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ' فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الشَّفَقَ فِي لِسَانِ أَهْلِ اللُّغَةِ أَوْلِسَانِ أَهْلِ الشَّرْعِ يُطْلَقُ عَلَى الْبَيَاضِ فَعَلَيْهِ الدَّلِيلُ وَلَا دَلِيلَ......] ''تمام کتب لغت اس (شفق احمر) کی تصریح کرتی ہیں۔ تمام اشعار عرب اور جو ان کے بعد کے ہیں' وہ بھی اس مفہوم کی تائید کرتے ہیں' لہٰذا جو یہ گمان کرتا ہے کہ اہل لغت یا اہل شرع کی زبان میں بیاض (سفیدی) پر بھی شفق کا اطلاق ہوتا ہے تو اس پر دلیل پیش کرنا لازم ہے لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں۔'' مزید فرماتے ہیں کہ اگر اس کا اطلاق بالفرض شفق ابیض پر ہوتا بھی ہو تو وہ نادر ہے جبکہ اعتبار اغلب اور عام استعمال کا ہے' لہٰذا عام اور اغلب استعمال چھوڑ کر نادر اور شاذ معنی مراد لینا درست نہیں۔ (الروضۃ الندیۃ: ۱/ ۲۲۸' ۲۲۹ بتصرف)

نواب صاحب ؒ کا سرے سے شفق ابیض کا انکار تو مبالغے پر محمول ہے کیونکہ ثعلب وغیرہ سے اس کی تصریح موجود ہے' نیز علامہ ابن اثیر ؒ نے لفظِ شفق کو اضداد میں شمار کیا ہے۔ (النهاية في غريب

الحديث، مادهٔ شفق) بہرحال نواب صاحب کی مؤخرالذکر بات قوی اور دیگر تحقیقات وتصریحات کی روشنی میں درست ہے۔واللّٰہ أعلم.

صاحب عون المعبود شمس الحق محدث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[اَلْأَحْمَرُ عَلَى الْأَشْهَرِ] ''مشہور ترین قول کے مطابق ''شفق'' سے شفق احمر مراد ہے۔''(عون المعبود:٢/٤١)

الحاصل: مذکورہ تصریحات سے بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں وارد لفظ شفق سے مراد شفق احمر ہے، یعنی نمازِ مغرب کا وقت ادا بحالت عذر اس وقت تک رہتا ہے جب تک مغربی افق پر سرخی باقی رہتی ہے۔سرخی کے ختم ہونے پر نماز عشاء کا اول وقت شروع ہو جاتا ہے۔

رہا دوسرا موقف کہ شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد مغربی افق پر نمایاں ہوتی ہے، اس کے ختم ہونے کے بعد نماز عشاء کا آغاز ہوتا ہے، مرجوح ہے۔اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کئی روایات ہیں اور بعض روایات میں جمہور کے قول کی طرف رجوع بھی ثابت ہے، لہٰذا باتفاق ائمۂ اربعہ اور دلائلِ صریحہ کی روشنی میں یہی موقف راجح ہے کہ شفق سے مراد شفقِ احمر ہے اگرچہ امام موصوف رحمہ اللہ کے رجوع کے باوجود حنفیہ کی ایک جماعت ان کی مرجوح رائے ہی پر اڑی ہوئی ہے۔یہ اپنے اس موقف کی تائید میں مزید ایک صریح روایت بھی پیش کرتے ہیں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔اس میں یہ صراحت ہے:[ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ، وَهُوَ الشَّفَقُ] ''پھر اس نے عشاء کی اذان کہی جس وقت دن کی سفیدی ختم ہوئی اور یہی شفق ہے۔''(المعجم الأوسط للطبراني: حديث: ٦٧٨٧، و مجمع الزوائد:١/٣٠٤)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی سند حسن قرار دی ہے جبکہ اس کی سند میں امام طبرانی کے شیخ ہیں جن کے حالات نہیں مل سکے۔طبرانی اوسط کے محقق نے بھی یہ تصریح فرمائی ہے۔کہتے ہیں:[إِسْنَادُهُ حَسَنٌ، لَوْلَا شَيْخُ الطَّبَرَانِيِّ فَلَمْ أَجِدْهُ] لہٰذا اس جہالت راوی کی وجہ سے روایت ضعیف ہے۔اس سے مزعومہ موقف کی تائید نہیں ہوتی۔واللّٰہ أعلم.

✻ **نماز مغرب سے قبل، اذان اور اقامت کے درمیان، دو رکعت نماز کا استحباب:** نمازِ مغرب اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے لیکن اس سے قبل دو رکعت کی مشروعیت بھی ثابت ہے۔اس بارے

میں نبی ﷺ کے ترغیبی حکم کے ساتھ ساتھ آپ کی تقریر بھی اس کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔ کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عہد نبوت میں اس پر عمل پیرا تھے' نیز زریں عہد نبوت کے بعد تابعین عظام کے ہاں بھی یہ عمل معمول بہ تھا اور تا حال حاملین کتاب وسنت کے ہاں بتوفیق اللہ بدستور اس پر عمل جاری ہے۔

محدث کبیر امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَقَدْرُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ وَ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَذِنَ فِي ذٰلِكَ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّصَلِّيَ وَ فُعِلَ عَلٰى عَهْدِهِ بِحَضْرَتِهِ فَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ] ''صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ وہ نماز مغرب سے قبل دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے اس شخص کو اجازت دی ہے جو پڑھنا چاہے۔ اور آپ ﷺ کی موجودگی میں یہ عمل ہوتا رہا لیکن آپ نے اس سے روکا نہیں۔'' (قيام الليل' ص:٤٥' طبع مكتبه سبحانيه)

• لہٰذا مختصری دو رکعتوں سے' کہ جن پر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ صرف ہوتے ہیں' کوئی تاخیر نہیں ہوتی اور نہ اس سے اول وقت ہی نکلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بڑے شوق اور لگن سے اس پر عمل پیرا تھے۔ اس موقف کے بنیادی دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ. قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: لِمَنْ شَاءَ' كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً] ''نماز مغرب سے قبل نماز پڑھو (نماز مغرب سے قبل نماز پڑھو۔'') تیسری مرتبہ فرمایا: ''جس کی مرضی ہو۔'' یہ آپ نے اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے لازمی نہ سمجھ لیں۔ (صحيح البخاري' التهجد' حديث:١١٨٣)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مستخرج میں ابونعیم کی روایت میں آپ ﷺ نے [صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ] تین مرتبہ فرمایا ہے' پھر اس کے بعد فرمایا: ''جس کی مرضی ہو۔'' (فتح الباري: ٣ ٦٠' حديث:١١٨٣)

محبّ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لَمْ يَرِدْ نَفْيُ اسْتِحْبَابِهَا لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَّأْمُرَبِمَا لَا يُسْتَحَبُّ' بَلْ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَقْوَى الْأَدِلَّةِ عَلَى اسْتِحْبَابِهَا] ''اس نماز کے عدمِ استحباب کی نفی مراد نہیں' ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ آپ ﷺ غیر مستحب چیز کا حکم دیں بلکہ یہ حدیث اس کے

استحباب پر قوی ترین دلائل میں سے ہے۔'' (فتح الباري: ٣/٦٠، حديث: ١١٨٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [كَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَيَبْتَدِرُ لُبَابُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ السَّوَارِيَ يُصَلُّونَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَخْرُجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ يُصَلُّونَ] ''عہد رسول اللہ ﷺ میں جب مؤذن نماز مغرب کی اذان کہتا تو خواص اور کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جلدی سے ستونوں کی طرف لپکتے اور مغرب سے قبل دو رکعت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ اللہ کے رسول ﷺ نکلتے تو وہ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔'' (صحيح البخاري، الصلاة، حديث: ٥٠٣، ٦٢٥، وقيام الليل لابن نصر المروزي، ص: ٢٦ واللفظ له) صحیح بخاری میں: [رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ] کے الفاظ ہیں۔

صحیح مسلم میں یہ اضافہ بھی ہے: [حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ، مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا] ''حتی کہ کوئی اجنبی آدمی مسجد میں داخل ہوتا تو یہ سمجھتا کہ نماز ہو چکی ہے کیونکہ کثیر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔'' (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين قبل المغرب، حديث: ٨٣٧)

اس حدیث سے چند باتیں اخذ ہوتی ہیں: ① عہد رسالت میں اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ② یہ عمل کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل ملاحظہ فرما کر خاموشی اختیار فرمائی، لہٰذا یہ دین ہے۔ اگر یہ عمل ناجائز یا مکروہ یا خلاف اولیٰ ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس کثیر تعداد کو رسول اللہ ﷺ ضرور کوئی نہ کوئی تلقین فرماتے، جبکہ اللہ رب العزت نے بھی اسے برقرار رکھا اور کوئی تردید نہیں فرمائی، اس لیے نبی ﷺ کی یہ خاموشی سند کی حیثیت رکھتی ہے اور امت کے لیے حجت ہے۔ ④ کسی اجنبی کا یہ سمجھنا کہ نماز ہو چکی ہے اور لوگ اب فرضوں کے بعد سنتیں پڑھ رہے ہیں، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عمل دو چار یا آٹھ دس صحابہ رضی اللہ عنہم کا نہ تھا بلکہ اکثر کا تھا۔ واللّٰه أعلم.

عبداللہ بن بریدہ کے واسطے سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ] ''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث: ٦٢٤، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث: ٨٣٨)

اذانین سے مراد اذان اور اقامت ہے۔ تغلیباً اقامت کو بھی اذان سے تعبیر کر لیا جاتا ہے کیونکہ اس میں بھی اعلام اور نماز شروع ہونے کی اطلاع ہوتی ہے جیسے قمرین سورج اور چاند کو کہتے ہیں۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۲/ ۱۰۷، تحت حدیث: ۶۲۴)

* چند فقہائے محدثین کا مذکورہ حدیث سے استدلال: اس حدیث کے عموم کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ ہر اذان اور تکبیر کے درمیان میں دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے، لہٰذا اس عموم سے اذانِ مغرب کے بعد بھی دو رکعت نماز کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، اسی لیے محدثین ﷭ نے اس حدیث سے مغرب سے قبل دو رکعت نماز کا استنباط کیا ہے۔

- امام ابوداود ﷫ نے اپنی سنن میں بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: [بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ] اور اس کے تحت مذکورہ حدیث بھی ذکر فرمائی ہے۔ (سنن أبي داود، التطوع، حديث: ۱۲۸۳)
- امام ترمذی ﷫ نے بھی یہی استنباط کیا ہے۔ (جامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الصلاة قبل المغرب، حديث: ۱۸۵)
- امام ابن ماجہ ﷫ نے بھی اس سے مغرب سے قبل دو رکعت کے استحباب کا استنباط کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: [بَابُ مَاجَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ] ترجمۃ الباب کے تحت انھوں نے پہلی حدیث یہی ذکر فرمائی ہے۔ (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث: ۱۱۶۲)
- امام دارقطنی ﷫ نے بھی اس قسم کی احادیث سے یہی مفہوم اخذ کیا ہے۔ (سنن الدارقطني: ۱/ ۵۸۰)

ملحوظہ: اس حدیث کے بعض طرق میں [إِلَّا الْمَغْرِبَ] کا استثنا مذکور ہے۔ لیکن یہ استثنا ضعیف اور ناقابل حجت ہے جیسا کہ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

مذکورہ مفہوم کی تصدیق مزید وضاحت کے ساتھ اس صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے: [مَامِنْ صَلَاةٍ مَّفْرُوضَةٍ إِلَّا وَ بَيْنَ يَدَيْهَا رَكْعَتَانِ] ''ہر فرض نماز سے قبل دو رکعات ہیں۔'' (قيام الليل للمروزي، ص: ۴۵ مزید تحقیق وتخریج کے لیے ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني: ۱/ ۴۶۴-۴۶۶، حديث: ۲۳۲)

اس حدیث سے بھی قبل از مغرب دو رکعات کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اس کی مزید توثیق حضرت

انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں مختار بن فلفل نے نبی ﷺ کے حوالے سے دریافت کیا کہ کیا آپ بھی یہ دو رکعت پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: آپ ہمیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن ہمیں نہ حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔ (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، حدیث:٨٣٦)
یہاں ''نہ حکم دیا'' سے مراد حکم ایجاب ہے، نہ کہ حکم ترغیب کیونکہ یہ تو احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ آغاز میں عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزرا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [ظَاهِرُ حَدِيثِ أَنَسٍ : أَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ كَانَ أَمْرًا قَرَّرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ عَلَيْهِ، وَأَنَّهُمْ عَمِلُوا بِذٰلِكَ، وَتَضَافَرُوا عَلَيْهِ، حَتّٰى كَانُوا يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ لِذٰلِكَ، وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى [الْجَوَازِ وَعَدَمِ الْكَرَاهِيَةِ، بَلْ عَلَى] الْإِسْتِحبَابِ] ''حدیثِ انس کا ظاہر اس بات پر دلالت کناں ہے کہ بعد از غروب آفتاب اور قبل از نمازِ مغرب دو رکعتیں پڑھنا ایسا کام تھا جس پر نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو برقرار رکھا ہے اور انھوں نے یہ عمل کیا اور باہم ایک دوسرے کا تعاون کیا یہاں تک کہ اس مقصد کے لیے ستونوں کی طرف لپکنے میں وہ مسابقت کرتے، اس لیے یہ عمل جواز اور عدم کراہت بلکہ اس کے استحباب پر دلالت کرتا ہے۔'' دیکھیے: (المفهم:٢/٤٦٧)

شوافع کے ہاں دو قول ہیں لیکن محققین کے نزدیک صحیح اور راجح قول استحباب کا ہے۔ ان کے دلائل مذکورہ بالا احادیث ہیں۔ دیکھیے: (شرح صحيح مسلم للنووي، حديث:٨٣٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَ إِلَى اسْتِحْبَابِهِمَا ذَهَبَ أَحْمَدُ وَ إِسْحَاقُ وَأَصْحَابُ الْحَدِيثِ] ''ان دو رکعتوں کے استحباب کا قول امام احمد، اسحاق اور اصحاب الحدیث کا ہے۔'' (فتح الباري:٢/١٠٨، حديث:٦٢٤) نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی امام احمد و اسحاق سے استحباب کا قول نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، الصلاة، حديث:١٨٥)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ طرفین کے دلائل کا تجزیہ کرنے کے بعد اسی موقف کی تائید میں فرماتے ہیں: [قُلْتُ: وَمَجْمُوعُ الْأَدِلَّةِ يُرْشِدُ إِلَى اسْتِحْبَابِ تَخْفِيفِهِمَا كَمَا فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ] ''میں کہتا ہوں: مجموعی دلائل اس طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ ان دو رکعات کو مختصر انداز میں ادا کرنا مستحب

ہے جیسا کہ فجر کی دو رکعتوں میں ہے۔" (فتح الباري:٢/١٠٩)

الحاصل: نمازِ مغرب سے قبل دو رکعت نماز مستحب ہے، بشرطیکہ بعد از اذان شروع کر لی جائے اور زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ کراہت کا قول مرجوح، بے دلیل اور کھوکھلا ہے۔

* مکروہ کہنے والوں کے دلائل کا مختصر تحقیقی جائزہ: مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک قبل از مغرب دو رکعتیں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں عام حنفی مساجد میں مؤذن جونہی اذان سے فارغ ہوتا ہے، امام صاحب مصلے پر جلوہ افروز ہو جاتے ہیں، فوراً اقامت ہوتی ہے اور تسویۂ صفوف (صف بندی) اور اس کی ترغیب کے بغیر تکبیر تحریمہ کہہ دی جاتی ہے۔ احادیث کی روشنی میں یہ تعجیل غیر مسنون ہے بلکہ اس قسم کی تعجیل مذموم ہے۔ کم از کم اذان کے بعد ادعیۂ مسنونہ اور صف بندی کی تلقین ضروری ہے۔ احادیث میں اس کا بیان بڑی وضاحت سے آیا ہے۔ بہر حال وہ چند بنیادی دلائل جن کا سہارا قائلین کراہت لیتے ہیں، درج ذیل ہیں:

* پہلی دلیل: مسند بزار وغیرہ کی روایت ہے جس میں قبل از مغرب نماز پڑھنے کا استثنا مذکور ہے: [بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ إِلَّا الْمَغْرِبَ] "ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، سوائے مغرب کے۔" (مسند البزار (كشف الأستار)، حديث:٦٩٣، و سنن الدارقطني:١/٥٨٠، حديث:١٠٢٦، و السنن الكبرٰى للبيهقي:٢/٤٧٤)

حکم: یہ حدیث [إِلَّا الْمَغْرِبَ] کے اضافے کے ساتھ منکر (ضعیف) ہے۔ اس کی سند میں حیان بن عبیداللہ ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث ذکر کرنے کے بعد اسے غیر قوی قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني:١/٥٨٠)

امام ابن عدی نے اسے ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (الكامل في الضعفاء:٣/٣٤٧) نیز فرماتے ہیں: [وَعَامَّةُ مَايَرْوِيهِ إِفْرَادَاتٌ يَّنْفَرِدُ بِهَا] "یہ جو عام روایات بیان کرتا ہے، وہ اس کے تفردات ہی ہیں، ان میں وہ متفرد رہتا ہے۔"

علامہ ہیثمی اور امام ذہبی رحمہما اللہ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مختلط بھی ہے جو سوئے حفظ کی علامت ہے۔ (مجمع الزوائد:٢/٢٣١، و ميزان الاعتدال:١/٦٢٣)

امام بزار نے اگرچہ حیان بن عبیداللہ کو [بَصرِيٌّ مَّشْهُورٌ' لَيسَ بِهِ بَأْسٌ] ''مشہور بصری ہے' اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں۔'' کہا ہے' لیکن انھوں نے اس کی بیان کردہ روایت کو اس کا تفرد قرار دیا ہے جو کہ دیگر روایات کی روشنی میں مردود ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [لَانَعْلَمُ أَحَدًا يَّرْوِيهِ إِلَّا بُرَيْدَةُ وَلَا رَوَاهُ إِلَّا حَيَّانُ......] (كشف الأستار' حديث: ٦٩٣) ''ہمارے علم میں اسے صرف بریدہ اور حیان ہی بیان کرتے ہیں۔'' یہ اصل میں حیان بن عبیداللہ کے شذوذ اور تفرد کی طرف اشارہ ہے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو [هٰذَا حَدِيثٌ لَّايَصِحُّ] ''یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔'' کہہ کر رد کر دیا ہے۔ دیکھیے: (الموضوعات' الصلاة: ٢/ ١٨)

امام سیوطی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو ''اللآلي'' میں ذکر کیا ہے چونکہ امام ابن جوزی نے حیان کو فلاس کے حوالے سے کذاب قرار دیا ہے' اس لیے امام سیوطی رحمہ اللہ نے ان کی تصحیح فرمائی اور یہ بیان کیا کہ جس حیان کو فلاس نے کذاب قرار دیا ہے وہ یہ حیان نہیں بلکہ وہ حیان بن عبداللہ ہے۔ (اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة: ٢/ ١٤) مزید دیکھیے: (تنزيه الشريعة: ٢/ ٩٩)

امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف (شاذ) قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں: اس زیادتی میں حیان بن عبیداللہ منفرد ہے اور اس کی کوئی متابعت موجود نہیں۔ دیکھیے: (الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة' حديث: ١٦)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے قدرے تفصیل سے بحث کی ہے اور اس روایت کو حیان کا تفرد اور اس کی خطا قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَرَوَاهُ حَيَّانُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ عَبدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ وَ أَخْطَأَ فِي إِسْنَادِهِ وَأَتٰى بِزِيَادَةٍ لَّمْ يُتَابَعْ عَلَيْهَا وَ فِي رِوَايَةِ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ مَا يُبْطِلُهَا وَيَشْهَدُ بِخَطَائِهِ فِيهَا] ''اس روایت کو حیان بن عبیداللہ نے عبداللہ بن بریدہ کے واسطے سے بیان کیا ہے۔ وہ اس کی سند میں غلطی کا مرتکب ہوا ہے اور ایسی زیادتی بیان کی ہے جس پر اس کی کوئی متابعت نہیں جبکہ حسین المعلم کی روایت کی روشنی میں اس کا بطلان ہوتا ہے اور اس میں واقع خطا کا ثبوت ملتا ہے۔'' (السنن الكبرٰى للبيهقي: ٢/ ٤٧٤)

اس کے بعد انھوں نے امام ابن خزیمہ کے کلام کی روشنی میں اس روایت کا بطلان کیا' یعنی ابن خزیمہ

رحمہ اللہ بھی [إِلَّا الْمَغْرِبَ] کے اضافے کوراوی کی خطا قرار دیتے ہیں۔ان کے بقول اگر یہ زیادتی مرفوعاً محفوظ ہوتی تو راویٔ حدیث ابن بریدہ اس کی اپنے عمل سے مخالفت نہ کرتے کیونکہ مغرب سے قبل وہ خود بھی دو رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔(السنن الکبرٰی للبیهقي: ٢/٤٧٥)

یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہ زیادتی نا قابل حجت ہے۔ابن بریدہ کا یہ اثر صحیح ابن خزیمہ ٔحدیث: ١٢٨٧وغیرہ میں بھی ہے۔شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند صحیح قرار دی ہے۔(سلسلة الأحادیث الضعیفة، القسم الأول: ١٢/ ٣٧٧، رقم:٥٦٦٢)

صاحب الجوہر النقی نے امام بیہقی رحمہ اللہ کا تعاقب کرتے ہوئے [إِلَّا الْمَغْرِبَ] کے اضافے کو ثقہ کی زیادتی قرار دیا ہے لیکن یہ موقف چند وجوہ سے باطل ہے۔ایک تو یہ کہ امام ابوحاتم نے جو اسے صدوق کہا ہے اور امام بزار نے "لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ" تو کیا اس کا یہ مقصد ہے کہ یہ راوی مستند اور قابل حجت ہے؟ ایسا ہرگز نہیں۔ائمہ ٔجرح و تعدیل کی اپنی اپنی اصطلاحات ہیں' لہٰذا ان کے مفہوم اور مقاصد کا تعین اسی کے مطابق ہوگا جیسا کہ ابن ابی حاتم امام ابوحاتم کی اصطلاح کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:[وَ إِذَا قِيلَ لَهُ: إِمَامٌ صَدُوقٌ أَوْمَحَلُّهُ الصِّدْقُ أَوْ لَابَأْسَ بِهِ فَهُوَ مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَيُنْظَرُ فِيهِ] ''جب کسی راوی کے بارے میں کہا جائے کہ یہ صدوق ہے یا اس کا محل صدق یا یہ لا بأس ہے تو اس کا شمار ان لوگوں میں سے ہے جن کی حدیث لکھ لی جاتی ہے اور اس میں دیکھا (غور کیا) جاتا ہے۔'' (الجرح و التعدیل: ٢/ ٣٧)

گویا اس سے علی الاطلاق حجت نہیں پکڑی جائے گی بلکہ اس کی مرویات کی تفتیش کی جائے گی۔مخالفت اور شذوذ کی صورت میں رد کی جائیں گی جیسا کہ زیر بحث مسئلہ میں ہے' لہٰذا جسے حافظ ابن حجر یا امام ذہبی صدوق کہیں' وہ وہ نہ ہوگا جسے ابوحاتم صدوق کہتے ہیں' اسی لیے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حیان بن عبیداللہ کو غیر قوی اور ابن عدی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے۔مزید یہ کہ یہ مختلط بھی ہے' پھر خود امام بزار نے روایت ذکر کرنے کے بعد اس اضافے کو حیان کا تفرد قرار دیا ہے۔امام ابن عدی نے بھی اس پر یہی تبصرہ فرمایا: [عَامَّةُ مَايَرْوِيهِ إِفْرَادَاتٌ يَنْفَرِدُ بِهَا] نیز ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی یہ تصریح کہ حیان بن عبیداللہ سے سند اور متن دونوں میں خطا سرزد ہوئی ہے اور اس اضافے پر اس کی کوئی متابعت بھی موجود نہیں' اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ راوی علی الاقل سیئ الحفظ اور تفرد کی صورت میں ساقط الاعتبار ہے۔اسے ثقہ کہنا غلط

اور اس کی زیادتی کو زیادتی ثقہ باور کرانا دلائل کی روشنی میں مرجوح موقف ہے۔

بنابریں جس راوی کی یہ حیثیت ہو تو اس کی زیادتی، جس میں تین چار معتبر ثقات کی مخالفت بھی ہو، کیسے قابلِ قبول ہو سکتی ہے؟ اسی وجہ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے شاذ قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: [وَأَمَّا رِوَايَةُ حَيَّانَ فَشَاذَّةٌ] (فتح الباري: ١٠٨/٢) اور التلخيص الحبير میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَفِي رِوَايَةٍ ضَعِيفَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ مَّاخَلَا الْمَغْرِبَ] ''بیہقی کی ایک ضعیف روایت میں ہے: ''مغرب کے سوا ہر دو اذانوں کے مابین نماز ہے۔'' (التخليص الحبير: ٣٠/٢، مؤسسة قرطبة)

* دوسری دلیل: [وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا (بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ) شَيْئٌ] ''اذان اور اقامت کے درمیان زیادہ وقفہ نہ ہوتا تھا۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث: ٦٢٥)

اس حدیث کا لفظ ''شَيْئٌ'' ان کا مدارِ استدلال ہے۔ یہاں قلت کی نفی کے معنی کرتے ہیں، یعنی [لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ شَيْئٌ] ''اذان و اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقت بھی نہ ہوتا تھا''، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دو رکعتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں۔ یہ مفہوم غلط ہے کیونکہ پوری حدیث کے سیاق سے یہ مفہوم بے معنی ٹھہرتا ہے، اسی لیے ہم نے ''شَيْئٌ'' کا ترجمہ ''زیادہ وقفہ'' سے کیا ہے کیونکہ دیگر قرائن اور روایت کے سیاق و سباق کی روشنی میں یہاں ''شَيْئٌ'' کا یہی مفہوم بنتا ہے، چنانچہ حدیث ملاحظہ فرمائیے: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب مؤذن اذان دے لیتا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ اٹھتے اور جلدی سے ستونوں کی طرف لپکتے یہاں تک کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکل آتے جبکہ وہ اسی حالت میں مغرب سے قبل دو رکعتیں پڑھ رہے ہوتے اور ان دونوں (اذان و اقامت) کے درمیان بہت زیادہ وقت نہ ہوتا تھا۔'' شیئٌ سے اگر قلت کی نفی مراد ہوتی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قبل از مغرب دو رکعتیں کیسے ادا کر لیتے تھے؟ الغرض یہاں کثرت اور مبالغہ کی نفی ہے، یعنی بہت زیادہ وقفہ نہ ہوتا تھا، صرف اتنا ہوتا تھا کہ دو مختصر رکعتیں پڑھ لی جاتی تھیں۔ ابن خزیمہ فرماتے ہیں: [يُرِيدُ شَيْئًا كَثِيرًا] یعنی ''بہت زیادہ وقت (نہ ہونا) مراد ہے۔ (صحيح ابن خزيمة، حديث: ١٢٨٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کی شرح میں [شَيْئٌ] کی تنوین مبالغے اور تعظیم کی نفی پر محمول کی

ہے اس کی تائید اگلی معلق روایت سے ہوتی ہے۔ جس کے یہ الفاظ ہیں: [لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا قَلِيلٌ] ''کہ اذان واقامت کے درمیان تھوڑا وقفہ ہوتا تھا۔'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسماعیلی کے حوالے سے اسے موصولاً ذکر کیا ہے' لہٰذا یہ قابل حجت ہے۔ (فتح الباري: ۲/۱۰۸)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں اسماعیلی کی سند سے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیهقي: ۲/۱۹) اس کے الفاظ ہیں: [وَكَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قَرِيبٌ]

امام ابن نصر مروزی رحمہ اللہ نے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے [وَكَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ يَسِيرٌ] ''اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا وقت ہوتا تھا۔'' کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔ (قیام اللیل للمروزي' ص: ۴۶' مزید دیکھیے: مختصر صحیح البخاري للألباني: ۱/۲۰۵' و سلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث: ۲۳۴)

الحاصل: کثرت وزیادتی اور مبالغے کی نفی سے قلیل ویسیر کی نفی نہیں ہوتی' لہٰذا اس حدیث سے یہ مفہوم اخذ کرنا کہ عہدِ رسالت مآب میں مغرب کی اذان واقامت کے درمیان وقفہ بالکل نہ ہوتا تھا یا انتہائی تھوڑا ہوتا کہ دو رکعتوں کی ادائیگی مشکل تھی' دلائل کی روشنی میں مرجوح ہے' اس لیے اس حدیث سے قبل از نماز مغرب دو رکعتوں کی کراہت پر استدلال درست نہیں۔

* تیسری دلیل: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے: [سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا] ''ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قبل از مغرب دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا: میں نے عہد نبوی میں کسی کو یہ رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔'' (سنن أبي داود' التطوع' حديث: ۱۲۸۴' والسنن الكبرىٰ للبيهقي: ۱/۴۷۶' ۴۷۷)

مذکورہ اثر سے معلوم ہوا کہ یہ نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ یہ ہے ان کا استدلال۔

اس حدیث پر امام ابوداود اور منذری رحمہما اللہ نے سکوت فرمایا ہے۔ اگرچہ بعض علماء اس سکوت کو تصحیح پر محمول کرتے ہیں لیکن دلائل وبراہین اور بحث وتحقیق کی روشنی میں حق یہی ہے کہ ان کا سکوت قابل حجت نہیں کیونکہ عندالتحقیق بہت سی احادیث پر ان کے سکوت کے باوجود حدیث ضعیف نکلتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مقدمة صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' وتمام المنة' ص: ۲۷' و مقدمة

صحیح الترغیب)

ادھر بھی یہی معاملہ ہے یعنی یہاں بھی انھوں نے سکوت فرمایا ہے جبکہ اس کی سند میں ابوشعیب ہے۔ محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ اس اثر کی تحقیق میں فرماتے ہیں: [قُلْتُ : وَهُوَ عِنْدِي مَسْتُورٌ] ''یہ میرے نزدیک مستور ہے۔'' اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اگرچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب میں اسے [لَا بَأْسَ بِهِ] کہا ہے۔ اور اس کی بنیاد ابوزرعہ کا قول ہے جبکہ ابوزرعہ کا یہ قول شعیب سمان کے بارے میں ہے جیسا کہ خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تہذیب میں یہ ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ یہ صاحب ترجمہ کے علاوہ کوئی اور ہے۔ ابن ابی حاتم کے انداز سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انھوں نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے لہٰذا میری (شیخ البانی کی) نظر میں کسی قابل اعتماد محدث نے اس کی تعدیل نہیں فرمائی۔ آخر میں شیخ البانی رحمہ اللہ خلاصۃ الکلام ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول اس اثر کی صحت کے متعلق دل مطمئن نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری میں [وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ...] کہہ کر اس کی تضعیف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ٢/١٠٨، حديث: ٦٢٥)

بالفرض اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے، تب بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی مثبت روایت اس کی نفی پر مقدم ہے جیسا کہ امام بیہقی اور ابن حجر وغیرہ نے فرمایا ہے۔ اس کی تائید ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے ہوتی ہے جسے ابن نصر نے ذکر کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی آدمی سے پوچھا: تم کہاں سے ہو؟ اس نے جواب دیا: اہل کوفہ سے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان میں سے، جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرتے ہیں؟ اس نے کہا: اور تم وہ ہو جو قبل از مغرب دو رکعتوں پر مداومت کرتے ہو؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمیں یہ بات بیان کی جاتی تھی کہ ہر اذان کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔'' (قيام الليل للمروزي، ص: ٢٧ مكتبه سبحانيه)

شیخ البانی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے ان دو رکعتوں کی مشروعیت پر نص ہے اور ان سے جو ضعیف حدیث منقول ہے، یہ اس کے برخلاف ہے۔ لیکن علامہ مقریزی نے اس کی سند حذف کر دی جیسا کہ عموماً قیام اللیل میں ان کا یہی طریقہ ہے، لہٰذا اس پر صحت وضعف کا حکم لگانے سے قاصر ہوں۔ (سلسلة الأحاديث الصحيحة، القسم الأول: ١/٤٦٩، ٤٧٠، رقم: ٢٣٤)

محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کی روشنی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اثر ضعیف ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر بالفرض یہ اثر درست بھی تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ شیخ رحمہ اللہ وغیرہ نے فرمایا ہے' تب بھی عدم جواز کی دلیل نہیں بنتا کیونکہ بلاشک وشبہ عہد نبوی میں یہ عمل جاری وساری رہا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیبی حکم کے ساتھ ساتھ انھیں پڑھتے دیکھ کر برقرار رکھا' لہٰذا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی اپنے علم کی حد تک ہے۔ اس جواب پر علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے بھی سکوت فرمایا ہے اور اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ دیکھیے:
(نصب الراية: ۲/۱۴۰)

* چوتھی دلیل: ابرہیم نخعی رحمہ اللہ کا یہ اثر ہے' وہ بیان کرتے ہیں: [لَمْ يُصَلِّ أَبُوبَكْرٍ وَّلَا عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ رضی اللہ عنہم قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ] ''ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے قبل از مغرب دو رکعات نہیں پڑھیں۔'' (قيام الليل لابن نصر المروزي' ص: ۴۹' و السنن الكبرى للبيهقي: ۲/۴۷۶)

یہ اثر منقطع ہے۔ ابراہیم نخعی کی صحابہ میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی سے ملاقات ثابت نہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے باوجود ایک حدیث بھی ان سے نہیں سنی۔

علامہ مبارکپوری محدث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قَدْ ثَبَتَ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ لَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا عَائِشَةَ وَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهَا شَيْئًا] ''یہ ثابت ہے کہ ابراہیم نخعی کی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی سے ملاقات نہیں ہوئی سوائے حضرت عائشہ کے۔ لیکن ان سے بھی سماع نہیں ہے۔'' (تحفة الأحوذي: ۱/۴۷۰) جبکہ منقطع روایت ضعیف ہوتی ہے جب تک کہ اس کا متصل ہونا ثابت نہ ہو۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو منقطع قرار دیا ہے۔ (فتح الباري: ۲/۱۰۸) اسی مفہوم کی ایک مرفوع روایت بواسطۂ ابراہیم نخعی مروی ہے۔ علامہ زیلعی نے اسے معضل (ضعیف کی ایک قسم ہے جس میں سند سے پے در پے ایک ہی مقام سے دو راوی گرے ہوتے ہیں) قرار دیا ہے۔ (نصب الراية: ۲/۱۴۱)

ابن نصر مروزی نے ابراہیم نخعی کے حوالے سے دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی قبل از مغرب دو رکعات کی عدم ادائیگی نقل کی ہے۔ ان میں علی بن ابو طالب' عبداللہ بن مسعود' حذیفہ بن یمان' ابو مسعود انصاری' عمار بن یاسر اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ (قيام الليل للمروزي' ص: ۴۹)

یہ اثر ابراہیم نخعی کے شیخ کے مجہول (نامعلوم) ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں:

[فَأَخْبَرَنِي مَنْ رَمَقَهُمْ] ''مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے انھیں بغور دیکھا۔'' معلوم ہوا کہ براہِ راست ان کا مشاہدہ نہیں ہے۔ خبر دینے والا کون ہے؟ کوئی پتا نہیں' اس لیے یہ مجہول ہے۔ اس جہالت کی وجہ سے مذکورہ اثر ساقط الاعتبار ہے۔ اس سے استدلال ناکافی بلکہ ایک مجہول پر اعتماد ہے۔ محدثین کے ہاں اس قسم کی روایات و آثار ناقابل حجت ہوتے ہیں جب تک کہ شواہد یا متابعات سے تائید نہ ہو۔ بالفرض اسے صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے' تب بھی اس سے کراہت یا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں نفی کا ذکر ہے' ممانعت یا نہی نہیں۔ یعنی یہ ذکر ہے کہ مذکورہ حضرات نے یہ دو رکعتیں نہیں پڑھیں' کیوں نہیں پڑھیں؟ ہوسکتا ہے کہ مصروفیات کی وجہ سے نہ پڑھی ہوں یا محض نفلی نماز ہونے کی وجہ سے نہ پڑھی ہوں۔ اس سے یہ استدلال کیسے کیا جا سکتا ہے کہ ان کا پڑھنا یا ان کے نزدیک پڑھنا ناجائز ہے؟ فافهم ولا تكن من الغافلين.

* امام ابن نصر کی توجیہ: محدث کبیر امام ابن نصر' ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے اس اثر کے بعد فرماتے ہیں: ابراہیم نخعی کے اس بیان میں' جس میں وہ بغور مشاہدہ کرنے والے شخص کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے انھیں (صحابہ کو) یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا' کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ مذکورہ بالا اشخاص بوجہ کراہت یہ دو رکعات ادا نہ کرتے تھے اور ان کے ترک کی یہی وجہ تھی کیونکہ ان دو رکعتوں کا ترک کرنا بھی مباح (جائز) ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ خود نبی ﷺ سے ان کا پڑھنا منقول نہیں' ہاں' آپ نے ان کی ترغیب دی ہے' لہٰذا آپ ﷺ کا اس نماز کو خود پڑھنے کی نسبت اس کی ترغیب دینا زیادہ مؤثر اور اہمیت کا حامل ہے' اس لیے ممکن ہے کہ ان حضرات نے کسی اور وقت میں یہ نماز پڑھی ہو جبکہ دیکھنے والے نے اس وقت ان کا مشاہدہ نہ کیا ہو۔ اور نبیٔ اکرم ﷺ سے بھی یہ ممکن ہے کہ آپ نے یہ نماز گھر میں پڑھی ہو کیونکہ آپ کی اکثر نفل نماز گھر میں ہوتی تھی کہ جہاں لوگ دیکھتے نہیں تھے۔ اسی طرح نبیٔ اکرم ﷺ کے بعد بھی یہ ممکن ہے کہ جن لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا گیا' وہ اپنے گھروں میں ادا کرتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بغور مشاہدہ کرنے والا انھیں نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھ سکا' نیز اکثر علماء بھی تو نفل نماز مساجد میں ادا نہیں کرتے تھے۔ (قيام الليل للمروزي' ص:٤٩' بتصرف)

* حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق: ابن حجر رحمہ اللہ بھی ابن نصر رحمہ اللہ کے موقف کی ترجمانی کرتے ہوئے

فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کا اثر منقطع ہے۔ بالفرض اگر پایۂ ثبوت کو پہنچتا بھی ہو، تب بھی اس میں نسخ اور کراہت کی دلیل نہیں، وہ فرماتے ہیں:[وَلَوْثَبَتَ لَمْ يَكُنْ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى النَّسْخِ وَلَا الْكَرَاهَةِ](فتح الباري:٢/ ١٠٨، حديث:٦٢٥)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی یہ بات بالکل اصولی ہے۔ اگرچہ ابن نصر رحمہ اللہ کی مذکورہ توضیحات امکانی حد تک درست ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس قسم کے آثار میں یہ قوی احتمال موجود ہے کہ یہ لوگ بوجہ شغل و مصروفیت اس کی ادائیگی نہ کر پاتے ہوں جیسا کہ اس کی تصدیق عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے قول سے ہوتی ہے۔ مرثد بن عبداللہ یزنی کہتے ہیں کہ میں عقبہ بن عامر جہنی کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ کو ابوتمیم (عبداللہ بن مالک جیشانی) سے تعجب نہیں ہوتا؟ وہ نماز مغرب سے قبل دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:[إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ: فَمَا يَمْنَعُكَ الْآنَ؟ قَالَ: الشُّغْلُ] ''یقیناً ہم یہ دو رکعتیں نبی ﷺ کے عہد مبارک میں ادا کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: اب کیا رکاوٹ ہے؟ انھوں نے فرمایا: مصروفیت۔''(صحيح البخاري، التهجد، باب الصلاة قبل المغرب، حديث:١١٨٤)

لٰہذا جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح ان کا ترک منقول ہے، اس کی وجہ بھی یہی مصروفیت ہو سکتی ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[فَلَعَلَّ غَيْرَهُ أَيْضًا مَّنَعَهُ الشُّغْلُ] ''شاید دوسروں کے لیے بھی رکاوٹ مصروفیت ہی ہو۔''(فتح الباري:٢/ ١٠٨)

ابن نصر مروزی رحمہ اللہ نے ان چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار نقل کیے ہیں جو ان دو رکعات پر مواظبت (ہمیشگی) کرتے تھے۔ دیکھیے:(قيام الليل للمروزي، ص:٤٦-٤٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:[وَقَدْ رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَّغَيْرُهُ مِنْ طُرُقٍ قَوِيَّةٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَّ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَ أَبِي مُوسٰى وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُوَاظِبُونَ عَلَيْهِمَا] ''محمد بن نصر وغیرہ نے قوی طرق سے عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابی بن کعب، ابودرداء اور ابوموسیٰ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ یہ سب ان دو رکعتوں پر ہمیشگی کرتے تھے۔''(فتح الباري:٢/١٠٨)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ

كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ] ''کئی اصحاب النبی ﷺ سے منقول ہے کہ وہ اذان اور اقامت کے درمیان' نمازِ مغرب سے قبل' دو رکعات پڑھا کرتے تھے۔''(جامع الترمذي' الصلاة' حديث:١٨٥)

* ابن العربی کا رد: انھی دلائل کی روشنی میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام ابن العربی مالکی کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کا یہ قول [اِخْتَلَفَ فِيهَا الصَّحَابَةُ وَلَمْ يَفْعَلْهَا أَحَدٌ بَعْدَهُمْ] ''ان دو رکعات کے پڑھنے کے متعلق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے' ان کے بعد کسی نے یہ نماز نہیں پڑھی۔'' مردود ہے کیونکہ محمد بن نصر کہتے ہیں: [وَ قَدْ رُوِّينَا عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ] ''صحابہ وتابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ وہ قبل از مغرب دو رکعات ادا فرمایا کرتی تھی۔''(فتح الباري:٢/١٠٨)

امام ابن نصر مروزی نے قیام اللیل میں متعدد اسانید سے صحابہ وتابعین کے ان آثار کی تخریج کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (قيام الليل' ص: ٤٦-٤٨' مكتبه سبحانيه)

دعوائے نسخ: بعض مالکیہ نے قبل از مغرب دو رکعات کی مشروعیت واستحباب کے نسخ کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کے بقول مغرب سے قبل دو رکعتوں کی مشروعیت پہلے کی ہے' بعد میں رسول اللہ ﷺ نے تعجیل مغرب کی ترغیب دی تھی' لہٰذا اب یہ منسوخ ہیں۔

یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [دَعْوَى النَّسْخِ لَادَلِيلَ عَلَيْهَا] ''دعوائے نسخ کی کوئی دلیل نہیں۔''(فتح الباري:٢/١٠٨)

علامہ عینی کے بقول ابن شاہین نے بھی [إِنَّ عِنْدَ كُلِّ أَذَانَيْنِ رَكْعَتَيْنِ مَا خَلاَ الْمَغْرِبَ] ''مغرب کے سوا ہر دو اذانوں کے مابین نماز ہے۔'' سے نسخ کا دعویٰ کیا ہے لیکن یہ حدیث [مَا خَلاَ الْمَغْرِبَ] کے اضافے کے ساتھ منکر ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے' لہٰذا ابن شاہین رحمہ اللہ کا دعوائے نسخ بھی کمزور ٹھہرا۔ علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی دعوائے نسخ کی تردید فرمائی ہے' وہ لکھتے ہیں: [وَالْقَوْلُ بِأَنَّهُ مَنْسُوخٌ مِّمَّا لَاالْتِفَاتَ إِلَيْهِ فَإِنَّهُ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ] (تحفة الأحوذي:١/٤٦٦' ٤٦٩)

یہ تھے فریق مخالف کے وہ چند کھوکھلے دلائل جن کی بنیاد پر وہ نماز مغرب سے قبل دو رکعت نفل نماز کو

مکروہ یا اس کے ترک کو اولیٰ قرار دیتے ہیں۔

خلاصۂ کلام: مذکورہ تصریحات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے [صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ، صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ، صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ] کے حکم سے اس عمل کی ترغیب دی ہے۔ پھر غور طلب بات یہ ہے کہ اگر اتنا وقفہ تعجیلِ مغرب کے منافی یا اس کی تاخیر کا سبب ہوتا تو آپ اس کی اتنی ترغیب نہ دیتے۔ غور فرمائیں! تعجیلِ مغرب اگر آپ کی سنت فعلی ہے تو رکعتین کی ترغیب سنتِ قولی ہے۔ ایک سنت کو اپنانا اور دوسری کو ترک کرنا درست نہیں بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اگر بظاہر احادیث میں اس قسم کا تعارض نظر آئے تو اسے جمع و تطبیق سے حل کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اپنے اپنے محل پر دونوں معمول بہ رہیں چہ جائیکہ دونوں کو ساقط الاعتبار قرار دیا جائے یا ایک حدیث لے کر دوسری ناقابل عمل اور رد کر دی جائے۔ متبعینِ سنت کا یہ شیوہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ نماز پڑھا کرتے تھے اور اسے تاخیر کا سبب یا تعجیل مغرب کے منافی نہ سمجھتے تھے۔ پھر تابعین سے بھی اس پر عمل منقول ہے۔ اس سب کے باوجود ضعیف اور محتمل دلائل کو صریح، صحیح اور کثیر دلائل پر ترجیح دینا کہاں کی سمجھداری اور کہاں کا انصاف ہے؟

شارح صحیح مسلم امام نووی رحمہ اللہ نے ان لوگوں کی تردید کی ہے جو اسے مکروہ یا خلاف اولیٰ سمجھتے ہیں اور دلیل میں تاخیرِ مغرب کو آڑ بناتے ہیں، فرماتے ہیں: [قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّ فِعْلَهُمَا يُؤَدِّي إِلٰى تَأْخِيرِ الْمَغْرِبِ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا خِيَالٌ فَاسِدٌ مُّنَابِذٌ لِّلسُّنَّةِ، مَعَ ذٰلِكَ فَزَمَنُهُمَا زَمَنٌ يَّسِيرٌ لَّا تَتَأَخَّرُ بِهِ الصَّلَاةُ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا] ''جو یہ کہتا ہے کہ ان کی ادائیگی اول وقت سے تاخیر کا سبب بنتی ہے، اس کا یہ خیال فاسد اور انکار سنت کے مترادف ہے جبکہ ان کے لیے وقت بھی تھوڑا سا درکار ہوتا ہے جس سے نماز اپنے اول وقت سے لیٹ نہیں ہوتی۔'' دیکھیے: (شرح صحيح مسلم للنووي: ١٧٨/٦، تحت حديث: ٨٣٨، وفتح الباري: ١٠٩/٢)

الغرض علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ کا یہ کہنا: [لِأَصْحَابِنَا فِي تَرْكِهَا أَحَادِيثُ] ''ان نوافل کو چھوڑنے کی ہمارے اصحاب (احناف) کے پاس احادیث ہیں۔'' درست نہیں کیونکہ ان ''احادیث'' کی حقیقت واضح کی جا چکی ہے۔

ملحوظہ : ابن حبان کے حوالے سے آتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے بھی قبل از مغرب دو رکعات ادا فرمائی ہیں۔ بعض علماء نے اس سنت فعلی کو صحیح قرار دیا ہے۔ معروف محقق شیخ شعیب ارناؤط نے زاد المعاد (۳۱۲/۱) کی تحقیق میں اس کی سند صحیح قرار دی ہے لیکن اس تصحیح پر محدث کبیر شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ شیخ موصوف کے نزدیک یہ روایت اس اضافے سے شاذ ہے۔ وہ اس اضافے کو راوی کا ادراج قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مغرب سے قبل دو رکعتیں پڑھنے کا عمل ابن بریدہ کا ہے: [وَ كَانَ ابْنُ بُرَيْدَةَ يُصَلِّي قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ] نہ کہ خود اللہ کے رسول ﷺ نے پڑھی ہیں۔ مفصل تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۴۷۳/۱۲-۴۷۷، حديث: ۵۶۶۲، وضعيف موارد الظمآن للألباني، حديث: ۶۲، وسلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، حديث: ۲۳۳)

اس موقف کی تائید ابن نصر کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [أَلَا تَرٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفْسَهُ لَمْ يُرْوَ عَنْهُ أَنَّهُ رَكَعَهُمَا] ''کیا آپ دیکھتے نہیں کہ خود نبیٔ اکرم ﷺ سے ان کا پڑھنا منقول نہیں۔'' (قيام الليل، ص: ۴۹) غالباً ان کا مقصد یہ ہے کہ صحیح اور مستند ذریعے سے مروی نہیں۔ واللہ أعلم.

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بالصراحت نبیٔ اکرم ﷺ کے اپنے فعل سے اس کے ثبوت کی نفی کی ہے، وہ فرماتے ہیں: [وَ أَمَّا الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَإِنَّهُ لَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا] ''نبیٔ اکرم ﷺ سے قبل از مغرب دو رکعتوں کا پڑھنا منقول نہیں ہے۔'' (زاد المعاد: ۳۱۲/۱) لیکن آپ کی ترغیب و تقریر سے اس کی مشروعیت ثابت ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے کلام سے بھی اس قسم کا اشارہ ملتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَأَمَّا كَوْنُهُ ﷺ لَمْ يُصَلِّهِمَا فَلَا يَنْفِي الْاِسْتِحْبَابَ] ''نبیٔ اکرم ﷺ کے نہ پڑھنے سے اس کے استحباب کی نفی نہیں ہوتی۔'' (فتح الباري: ۱۰۸/۲، تحت حديث: ۶۲۵) وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ إِلَيْهِ أُنِيبُ.

٭ نماز عشاء کا مستحب وقت: نماز عشاء تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [وَ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ] ''نبیٔ اکرم ﷺ نماز عشاء، جسے تم رات کی نماز کہتے ہو، (آدھی رات تک) مؤخر کرنا پسند فرماتے تھے۔'' (صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حديث: ۵۴۷، و صحيح مسلم، المساجد، حديث: ۶۴۷)

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات تاخیر کر دی یہاں تک کہ کافی رات گزر گئی۔ اہل مسجد سو گئے، پھر آپ تشریف لائے اور فرمایا: "یہ ہے اس کا اصل وقت، اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا ہوتا۔" (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:٦٣٨) کچھ دیگر احادیث میں بھی اس قسم کی تاخیر کا ذکر ملتا ہے۔ حدیث جبریل میں ہے: [ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ] (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٣٩٣، وجامع الترمذي، الصلاة، حديث:١٤٩، واللفظ له) حدیث ابی موسیٰ اور حدیث بریدہ رضی اللہ عنہما میں بھی ثلث اللیل تک اس تاخیر کا بیان ملتا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں عملاً دو دن نمازیں پڑھ کر دکھائیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (صحيح مسلم، المساجد، حديث:٦١٣، ٦١٤)

ان قولی و فعلی احادیث سے نماز عشاء کی تاخیر کی افضلیت ثابت ہوتی ہے، بشرطیکہ عوام الناس اس کے لیے تیار ہوں اور یہ تاخیر ان کے لیے اذیت کا باعث نہ ہو، نیز زیادہ تاخیر سے نمازیوں کے کم ہونے کا خدشہ بھی نہ ہو کہ لوگ نماز ہی سے جان چھڑانا شروع کر دیں۔ تب اس قدر یا اس کے قریب قریب تاخیر مستحب ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [مَنْ وَّجَدَ بِهِ قُوَّةً عَلٰى تَأْخِيرِهَا وَلَمْ يَغْلِبْهُ النَّوْمُ وَلَمْ يَشُقَّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ الْمَأْمُومِينَ فَالتَّاخِيرُ فِي حَقِّهِ أَفْضَلُ، وَ قَدْ قَرَّرَ النَّوَوِيُّ ذٰلِكَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ، وَهُوَ اخْتِيَارُ كَثِيرٍ مِّنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.] "جو اسے دیر کر کے پڑھنے کی قوت پاتا ہو، اس پر نیند کا غلبہ بھی نہ ہو اور نہ مقتدیوں میں سے کسی ایک کے لیے باعث مشقت ہو تو ایسے شخص کے حق میں تاخیر افضل ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں اسی کا اثبات کیا ہے۔ شوافع وغیرہ میں سے کثیر اہل الحدیث کا مختار مذہب یہی ہے۔" واللہ أعلم. (فتح الباري: ٢/٦٨، تحت حديث: ٥٦٧) بہرحال عوام الناس کو اس قسم کی ترغیب و تشویق دیتے رہنا چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنی چاہیے کیونکہ افضل یہی ہے۔ واللہ أعلم.

* انتہائے وقت عشاء: نماز عشاء کا وقت ادا آدھی رات تک رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اضطراری حالت اس سے مستثنیٰ ہے، لہٰذا نصف اوّل کے بعد ادا کی جانے والی نماز عشاء

(فقہاء کی اصطلاح میں) قضا شمار ہوگی۔اس کی دلیل عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی حدیث ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: [وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ] ''عشاء کا وقت نصف شب تک ہے۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث:(١٧٢)-٦١٢) اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: [وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ] ''نماز عشاء کا وقت رات کے نصف اوّل تک ہے۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦١٢/١٧٣)

اس مرفوع حدیث کے مطابق عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی موجود ہے' وہ فرماتے ہیں: [وَصَلَاةُ الْعِشَاءِ دَرَكٌ حَتّٰى نِصْفِ اللَّيْلِ' فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ إِفْرَاطٌ] ''نصف شب تک نماز عشاء پائی جاسکتی ہے۔اس کے بعد حد سے تجاوز ہے۔'' (مصنف عبدالرزاق:٥٨١/١' رقم:٢٢١٥) اس کی سند میں اگرچہ قتادہ مدلس ہے لیکن سابقہ مرفوع حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں انتہائے وقت عشاء کی جو واضح تحدید ہے' اس کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَهُوَ أَبْيَنُ شَيْءٍ فِي الْمَوَاقِيتِ] ''یہ حدیث اوقات کی تحدید میں واضح ترین ہے۔'' (شرح العمدة لشيخ الإسلام:١٧٧/٢) علاوہ ازیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مزید توثیق ہوتی ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [وَ إِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ] ''نماز عشاء کا آخری وقت نصف رات تک ہے۔'' (مسند أحمد:٢٣٢/٢' و بتحقيق أحمد شاكر' حديث:٧١٧٢' و جامع الترمذي' الصلاة' حديث: ١٥١) یہ حدیث صحیح ہے' محولہ کتب میں شیخ احمد رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''نماز عشاء کا آخری وقت نصف شب تک ہے۔'' (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' رقم:١٦٩٦)

ان احادیث کی تائید میں خلیفۂ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی ملتا ہے جو انھوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے تحریر فرمایا تھا: [وَأَنْ صَلِّ الْعَتَمَةَ مَابَيْنَكَ وَ بَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ' وَإِنْ أَخَّرْتَ فَإِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ' وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِينَ] ''نماز عشاء تہائی رات کے اندر اندر پڑھنا۔ اگر تاخیر کے ساتھ پڑھنا ہو تو نصف شب تک اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔'' (الموطأ للإمام مالك:٧/١' حديث:٨' ترقيم فؤاد عبدالباقي' ومعاني الآثار:١٥٨/١' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے تمام المنة، ص: ١٤٢ میں اس

کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔) اس صحیح موقوف اثر سے ثابت ہوا کہ نمازِ عشاء نصفِ اوّل سے پہلے پڑھ لینی چاہیے وگرنہ اس کے بعد غافلین میں شمار ہوگا۔

امام مالک رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق نماز عشاء کا آخری وقت نصف شب تک ہے۔ دیکھیے: (بداية المجتهد:١/١٨١)

امام ابن العربی رحمہ اللہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے: (القبس:١/ ٥٧) مزید یہ کہ امام مالک رحمہ اللہ یہاں (حدیث عمر لا کر) ایک تنبیہ فرمانا چاہتے ہیں، وہ یہ کہ جب کسی حدیث کی تائید یا موافقت میں کسی خلیفۂ راشد کا عمل مل جائے تو اس سے مزید تسلی اور تقویت حاصل ہوتی ہے۔ یہ ترجیح کا ایک قرینہ ہوتا ہے۔ (بتصرف)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے عارضۃ الاحوذی کے حوالے سے امام ابن العربی رحمہ اللہ کا اس موقف کے بارے میں کلام نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: [قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِعْلًا أَنَّهُ أَخَّرَهَا إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ، وَ قَوْلًا لَّهُ، قَالَ: وَقْتُ الْعِشَاءِ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ، فَلَا قَوْلَ بَعْدَ هٰذَا] والله أعلم. ”نبی اکرم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے فعلاً نماز عشاء آدھی رات تک مؤخر کی ہے اور قولاً بھی آپ سے یہ ثابت ہے، فرمایا: ”نماز عشاء کا وقت نصف شب تک ہے۔“ (صحیح مسلم) لہٰذا اس قولِ رسول ﷺ کے بعد کسی قول کی گنجائش نہیں۔“ (تحفة الأحوذي: ١/ ٤٣١)

شوافع میں سے امام ابوسعید اصطخری رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی ہے۔ ان کے بقول اگر کوئی آدھی رات کے بعد نماز عشاء پڑھے گا تو وہ قضاء شمار ہوگی۔ (المجموع: ٣/ ٣٩)

امام شوکانی رحمہ اللہ نے اسی موقف کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں: [وَآخِرُهُ نِصْفُ اللَّيْلِ] ”عشاء کا آخری وقت نصف اللیل ہے۔“ (السيل الجرار: ١/ ٤٠٨)

الدرر البهية میں بھی یہی موقف ہے جبکہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے ”الروضة الندية“ میں اس موقف پر ان کی تائید فرمائی ہے۔ دیکھیے: (الروضة الندية مع التعليقات الرضية: ١/ ٢٣٠)

بہر حال مذکورہ معروضات سے واضح ہوتا ہے کہ عشاء کا آخری وقت نصف شب تک ہے اور ان شاء اللہ یہی حق ہے۔ جمہور کے نزدیک طلوع فجر تک ہے لیکن دلائل کمزور اور غیر صریح ہیں۔ حافظ ابن

حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَلَمْ أَرَ فِي امْتِدَادِ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ حَدِيثًا صَرِيحًا يَثْبُتُ] ''نمازِ عشاء کے وقت کے طلوع فجر تک ممتد (وسیع) ہونے کی میں نے کوئی ایسی صریح حدیث نہیں دیکھی جو پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہو۔'' (فتح الباري:٥٢/٢، تحت حديث:٥٧٢)

* حاملینِ موقفِ ثانی اوران کے دلائل کا مختصر جائزہ: جمہور علمائے کرام کے نزدیک ماسوائے احناف کے (کیونکہ ان کے ہاں ثلث اللیل تک مستحب وقت ہے) عشاء کا مستحب وقت نصفِ اول تک ہے اور وقت جواز وادا طلوع فجر صادق تک۔ ان کے دلائل میں کوئی صریح حدیث موجود نہیں، مجمل احادیث سے استدلال ہے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں اس موضوع کی روایات ذکر کی ہیں، ان کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

پہلی دلیل یہ ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ سے نصف اللیل کے بعد بھی نمازِ عشاء پڑھنا ثابت ہے اور درج ذیل احادیث سے استدلال ہے:

① حدیث ابو برزہ رضی اللہ عنہ: [كَانَ لَا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِهَا، قَالَ: يَعْنِي الْعِشَاءَ، إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ] ''آپ ﷺ نصف اللیل تک عشاء مؤخر کرنے کی پروانہ کرتے تھے۔'' (صحيح البخاري، حديث:٥٧٢، معلقًا، وموصولاً، ومختصر صحيح البخاري للألباني:١٨٦/١، وصحيح مسلم، المساجد، حديث:٦٤٧ واللفظ له)

② سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [أَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلَّى] ''نبیٔ اکرم ﷺ نے (ایک رات) نماز عشاء نصف شب تک لیٹ کر دی، پھر نماز پڑھائی۔'' (صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حديث: ٥٧٢)

لیکن ان احادیث سے بصراحت یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے نماز عشاء پہلے نصف کے بعد پڑھائی بلکہ مقصود یہ ہے کہ نصف شب تک فراغت ہو چکی تھی۔ اس طرح قولی اور فعلی احادیث میں تعارض پیدا نہیں ہوتا۔ دیگر طرق یا احادیث کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک اندازہ تھا۔ انھی سے مروی بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: [أَخَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، أَوْ كَادَ يَذْهَبُ شَطْرُ اللَّيْلِ] ''رسول اللہ ﷺ نے ایک رات عشاء نصف شب

تک مؤخر کی یا قریب تھا کہ آدھی رات بیت جاتی۔'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ٦٤٠) مزید یہ الفاظ بھی منقول ہیں: [نَظَرْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً، حَتّٰى كَانَ قَرِيبًا مِّنْ نِّصْفِ اللَّيْلِ] ''ایک رات ہم نے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا یہاں تک کہ وقت نصف شب کے قریب قریب ہو گیا۔'' (حوالۂ مذکور)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے: [حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ] ''یعنی آپ ﷺ نے اتنی تاخیر فرما دی کہ نصف رات کے قریب قریب وقت بیت چکا تھا۔'' (مسند أحمد: ٣/٥، وسنن أبي داود، الصلاة، حديث: ٤٢٢، وصحيح سنن النسائي للألباني، حديث: ٥٣٧)

نسائی کے محولہ مقام میں [حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ] کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ اس کے بعد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [فَجَاءَ فَصَلّٰى بِنَا، وَقَالَ: لَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسُقْمُ السَّقِيمِ، وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ] ''پھر آپ تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی، پھر فرمایا: اگر کمزور کی کمزوری، بیمار کی بیماری اور ضرورت مند کی ضرورت کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں یہ نماز نصف شب تک مؤخر کرتا۔'' (حوالۂ مذکور)

یہ روایت بالکل واضح ہے اور اس بات کی صریح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں نصف شب سے پہلے پہلے نماز پڑھا دی تھی۔ اگر یہ پہلے نصف کے بعد شروع کی ہوتی یا اس کے بعد فراغت ہوتی تو نبیٔ اکرم ﷺ قطعاً یہ کلمات نہ فرماتے: [لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَهٰذَا كَلَامٌ مُّفَسَّرٌ مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ يُقْضٰى بِهِ عَلٰى مَاسِوَاهُ مِنَ الْحِكَايَاتِ الْمُحْتَمَلَةِ] ''نبیٔ اکرم ﷺ کا یہ کلام مفسر ہے (تفسیر مجمل کی حیثیت رکھتا ہے) لہٰذا دیگر محتمل حکایات وروایات کا اس کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا۔'' (شرح العمدة از شيخ الإسلام ابن تيمية: ٢/١٧٨)

الغرض احناف اور جمہور کا اس قسم کی مجمل غیر صریح روایات سے استدلال غیر قوی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایات سے بایں الفاظ استدلال کیا ہے: [فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّهُ صَلَّاهَا بَعْدَ مُضِيِّ نِصْفِ اللَّيْلِ] ''ان آثار واحادیث میں یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے نصف

شب گزرنے کے بعد نمازِ عشاء پڑھی ہے۔'' (شرح معاني الآثار:١/ ١٥٨) لیکن مذکورہ معروضات کی روشنی میں یہ استدلال درست نہیں ہے۔

امام طحاوی ؒ کے اس اور دیگر استدلالات کے متعلق محدث مبارکپوری فرماتے ہیں: [لَا شَكَّ فِي أَنَّ كَلَامَ الطَّحَاوِيِّ هٰذَا حَسَنٌ، لَوْ كَانَ فِي هٰذَا حَدِيثٌ مَّرْفُوعٌ صَحِيحٌ، وَلٰكِنْ لَّمْ أَجِدْ حَدِيثًا مَّرْفُوعًا صَحِيحًا] ''بلاشبہ امام طحاوی کا یہ کلام عمدہ ہے اگر اس موضوع پر کوئی مرفوع صحیح حدیث ہوتی، لیکن مجھے کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں ملی۔'' (یعنی جو بصراحت طلوع فجر تک وقتِ عشاء کے ممتد ہونے پر دلالت کرتی ہو۔) (تحفة الأحوذي:١/ ٤٣٠، طبع دارالكتب العلمية)

دوسری دلیل: حضرت عائشہ ؓ کی وہ حدیث ہے جس میں وہ فرماتی ہیں: [أَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ] ''نبی اکرم ﷺ نے ایک رات تاخیر فرمادی حتی کہ رات کا کافی حصہ بیت گیا۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث:(٢١٩)-٦٣٨) احناف وغیرہ کا اس حدیث سے محل استشہاد یہ ہے کہ یہاں [عَامَّةُ اللَّيْلِ] کے الفاظ آئے ہیں جس کے معنی ہیں: رات کا اکثر حصہ بیت گیا۔ اس مفہوم کے پیش نظر یقیناً یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نصف شب کے بعد نمازِ عشاء پڑھی ہے۔ لیکن یہاں مذکورہ الفاظ کے یہ معنی غلط ہیں، یعنی عامة الليل، کثیر کے مفہوم میں ہے نہ کہ اکثر اللیل کے معنی میں۔

امام نووی ؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: [ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ أَيْ كَثِيرٌ مِّنْهُ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَكْثَرَهُ، وَلَا بُدَّ مِنْ هٰذَا التَّأْوِيلِ لِقَوْلِهِ ﷺ: "إِنَّهُ لَوَقْتُهَا" وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَّكُونَ الْمُرَادُ بِهٰذَا الْقَوْلِ مَا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ، لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ تَأْخِيرَهَا إِلٰى مَابَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ] ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ کے معنی ہیں: رات کا کثیر (کافی) حصہ بیت گیا، نہ کہ یہ مراد ہے کہ اس کا اکثر حصہ۔ یہ تاویل ضروری ہے کیونکہ (اس کے بعد) آپ ﷺ کا یہ فرمان: ''اس نماز کا اصل وقت یہ ہے۔'' اس تاویل کی دلیل ہے، لہٰذا عائشہ ؓ کے اس قول ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ سے نصف شب سے بعد کا وقت مراد لینا درست نہیں کیونکہ علماء میں سے کسی ایک کا بھی یہ قول نہیں کہ آدھی رات کے بعد عشاء کا افضل وقت ہے۔'' دیکھیے: (شرح صحيح مسلم:٥/ ١٩٣، حديث:٦٣٨)

امام نووی رحمہ اللہ کے اس جواب کے بعد مذکورہ استدلال کی کوئی گنجائش نہیں رہتی' اس لیے امام طحاوی رحمہ اللہ کا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا:[فَفِي هٰذا أَنَّهُ صَلاَّهَا بَعْدَ مُضِيِّ أَكْثَرِ اللَّيلِ](معاني الآثار:۱/۱۵۸)''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے رات کا اکثر حصہ گزرنے کے بعد نماز عشاء پڑھائی ہے'' درست نہیں' لٰہذا عشاء کا وقت طلوع فجر تک ممتد نہیں ہے۔

تیسری دلیل: بواسطہ حبیب بن ابی ثابت' نافع بن جبیر سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ مکتوب ہے جو انھوں نے بنام ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ارسال فرمایا تھا۔ اس میں ہے:[وَصَلِّ الْعِشَاءَ أَيَّ اللَّيلِ شِئْتَ وَلاَ تُغْفِلْهَا] ''رات کے جس حصے میں نماز عشاء پڑھنا چاہو پڑھ لو لیکن اس میں غفلت کا شکار نہ ہونا۔''(شرح معاني الآثار:۱/۱۵۹)

اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[فَفِي هٰذَا أَنَّهُ جَعَلَ اللَّيلَ كُلَّهُ' وَقْتًا لَّهَا......] ''اس اثر میں یہ دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوری رات کو اس کی ادائیگی کا وقت ٹھہرایا ہے۔''

لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول یہ اثر اس سیاق کے ساتھ ناقابل حجت ہے کیونکہ اس کی سند میں حبیب بن ابو ثابت تیسرے طبقے کا مدلس راوی ہے اور وہ عَنْ سے بیان کر رہا ہے۔ اس درجے کے راوی کی روایت اس وقت قابل قبول ہوتی ہے جب روایت میں اپنے شیخ سے سماع یا تحدیث کی صراحت کرے۔ یہاں یہ بات مفقود ہے۔ مزید دیکھیے:(تحفة الأحوذي:۱/۴۳۰)

دوسرا یہ کہ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح اثر کے مخالف بھی ہے جس میں عشاء کی تحدید نصف تک ہے۔ اس کے بعد وہ غافلین میں شمار ہوگا۔ اس طرح مذکورہ اثر شاذ بھی قرار پاتا ہے۔ بہرحال ان وجوہ کے سبب یہ اثر ساقط الاعتبار ہے۔

چوتھی دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ فتویٰ ہے جس میں وہ طلوع فجر تک نماز عشاء نہ پڑھنے کو افراط (حد سے تجاوز) قرار دیتے ہیں۔(شرح معاني الآثار:۱ ۱۵۹)

صاحب تحفۃ الأحوذی اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات حدیث ابوقتادہ کے عموم کے پیش نظر کہی ہو۔ دیکھیے:(تحفة الأحوذي: ۱ /۴۳۱) حدیث ابوقتادہ مع جواب آئندہ سطور میں ذکر ہوگی' ان شاءاللہ۔

دوسرا یہ کہ اس اثر کی حیثیت ایک فتوے یا ذاتی اجتہاد کی ہے' نبی ﷺ کا قول یا فعل تو بیان نہیں فرما رہے جبکہ اس کے مقابلے میں امیر المومنین عمر فاروق اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی بھی اپنی اپنی رائے یا ذاتی رجحان ہے' اب اختلافِ رائے کے وقت ترجیح کس صحابی کے قول وفعل کو ہوگی؟ یقیناً اسی کی رائے اور فعل کو ہوگی جس کی تصدیق وتوثیق حدیثِ رسول ﷺ سے ہوتی ہو اور یہاں صریح احادیث کی روشنی میں فتوائے عمرو غیرہ ہی قابلِ ترجیح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النسآء ۴:۵۹) ''اگر تم کسی چیز میں باہم اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔''

پانچویں دلیل: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طویل سفر کا بیان ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے: ہوا یوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ساری رات چلتے رہے' آخر شب میں قدرے آرام کا پروگرام بنایا گیا' تمام نے ایک جگہ پڑاؤ ڈال دیا اور کچھ استراحت کے لیے لیٹ گئے' سب پر نیند غالب آ گئی' آپ ﷺ کی آنکھ اس وقت کھلی جب سورج کی کرنیں نمودار ہوئیں' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اٹھے اور اس صورت حال سے گھبرا گئے۔ آپ ﷺ نے طلوعِ آفتاب کے بعد نماز فجر پڑھائی لیکن نماز پڑھنے کے باوجود صحابہ کے اندر اضطراب کی سی کیفیت تھی۔ تب آپ نے فرمایا: ''کیا تمھارے لیے میرے عمل میں نمونہ نہیں؟'' پھر فرمایا: [أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلَى مَنْ لَّمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجِيئَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى] ''نیند کی وجہ سے کوتاہی نہیں ہوتی' غفلت وکوتاہی تو صرف اس صورت میں ہے کہ آدمی (عمداً) نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۶۸۱)

اس حدیث سے احناف وغیرہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ ایک نماز کا دوسری نماز تک وقتِ جواز مع الکراہت یا مطلقاً جواز رہتا ہے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث مجمل ہے اور بیانِ اوقات میں نص نہیں۔ اگر نبی ﷺ نے اس غرض کے لیے یہ فرمایا ہوتا تو یقیناً نماز عشاء وغیرہ کی طرح نمازِ فجر کا وقت بھی نمازِ ظہر تک ممتد ہوتا اور اس کا کوئی قائل نہیں' اسی لیے جمہور نے اسے مستثنیٰ قرار دیا ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں حدیث عبداللہ بن عمرو تحدیدِ اوقات میں نص ہے' پھر اصولی طور

پر بھی نماز فجر کا استثنا درست نہیں' اس لیے کہ تاخیر کا یہ مسئلہ نماز فجر کے وقت ہی پیش آیا' لہٰذا اس حکم کے تحت اسے دخولِ اوّل حاصل ہے' اسے اس سے خارج نہیں کیا جا سکتا جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ قائلین ہذا کو نماز فجر کا وقت بھی نماز ظہر تک تسلیم کرنا ہوگا۔

الحاصل: اس حدیث میں صرف عمداً تاخیر کرنے والے کے گناہ اور تقصیر کا بیان ہے۔ اوقات کے بیان وتحدید کے لیے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہی نص صریح اور حجتِ قاطعہ ہے۔ واللّٰہ أعلم.

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: یہ حدیث ان کے قول پر قطعاً دلالت نہیں کرتی کیونکہ یہ ائمہ بھی ہمارے ساتھ اس بات پر متفق ہیں کہ نمازِ فجر کا وقت ظہر تک ممتد نہیں ہے' لہٰذا یہ بات درست ٹھہری کہ ہر نماز کا وقت مابعد نماز کے ساتھ متصل نہیں۔ اس میں تو صرف اس شخص کے گناہ کا ذکر ہے جو ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کرتا ہے اور بس۔ اس کا وقت دوسری نماز سے متصل ہو یا نہ ہو' پھر اس حدیث میں اس بات کا بھی تو ذکر نہیں کہ اگر کوئی اس حد تک تاخیر کر دے کہ اس نماز کا وقت تو نکل جائے لیکن دوسری کا وقت ابھی تک نہ ہو۔ اس حدیث میں اس حوالے سے خاموشی ہے جبکہ دیگر احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے کہ اس کا وقت نکل جاتا ہے...... (محلی ابن حزم: ۳/ ۱۷۹)

محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَ إِذَا قَدْ ثَبَتَ أَنَّ الْحَدِيثَ لَا دَلِيلَ فِيهِ عَلَى امْتِدَادِ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِنَّهُ يَتَحَتَّمُ الرُّجُوعُ إِلَى الْأَحَادِيثِ الْأُخْرَى الَّتِي هِيَ صَرِيحَةٌ فِي تَحْدِيدِ وَقْتِ الْعِشَاءِ مِثْلُ قَوْلِهِ ﷺ: وَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ......] (رواہ مسلم وغیرہ) ''جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل نہیں کہ وقتِ عشاء فجر تک ممتد ہے تو پھر یقیناً ان احادیث کی طرف رجوع کرنا لازمی ٹھہرتا ہے جن میں صراحتاً وقت عشاء کی تحدید موجود ہے جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''نماز عشاء کا وقت پہلے نصف تک ہے......'' (تمام المنة: ۱۴۱، ۱۴۲)

ان معروضات کی روشنی میں پتا چلتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وغیرہ کی احادیث میں اوقاتِ مستحبہ ہی کا بیان نہیں بلکہ اس میں بلا ابہام صراحتاً اوقات کی تحدید ہے' اس لیے حدیث میں وارد الفاظ: [إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ] سے مراد عشاء کا وقت مختار نہیں جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے۔

(شرح صحیح مسلم:۵/۱۵۵) بلکہ اس کے برعکس اس میں انتہائے وقتِ عشاء کی تحدید ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمۃ الباب سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے' وہ لکھتے ہیں:[بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلٰی نِصْفِ اللَّيْلِ] (صحیح البخاري' المواقیت' رقم الباب:۲۵) واللہ أعلم.

بالفرض اگر اس نقطۂ نظر کے حاملین کی یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ ہر نماز کا وقت دوسری نماز تک ممتد ہے لیکن فجر اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ دیگر صریح دلائل کی روشنی میں طلوعِ آفتاب تک اس کی تحدید ہے تو کیا یہی استثنا و تخصیص دیگر دلائل کی رو سے نمازِ عشاء میں نہیں کی جاسکتی؟ بہر حال مذکورہ گزارشات کی روشنی میں راجح یہی ٹھہرتا ہے کہ وقتِ عشاء طلوع فجر تک ممتد نہیں بلکہ اس کا وقتِ ادا نصف شب تک ہے۔ ہاں مجبوری اور اضطرار کی صورت میں جب بھی ممکن ہو نماز عشاء پڑھی جاسکتی ہے۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ واللہ أعلم.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٦) - كِتَابُ الْمَوَاقِيتِ (التحفة . . .)

اوقات نماز کا بیان

(المعجم ١) - إِمَامَةُ جِبْرِيلَ وَتَحْدِيدُ أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ (التحفة ٢٥)

٤٩٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى أَمَامَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ: إِعْلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ! فَقَالَ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ».

باب:۱-حضرت جبریل کی امامت اور پنجگانہ نماز کے اوقات کی حد بندی

۴۹۵-امام ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (گورنر مدینہ) نے عصر کی نماز وقت سے کچھ مؤخر کی تو حضرت عروہ نے ان سے فرمایا: جبریل علیہ السلام اترے تھے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑے ہو کر آپ کو نماز پڑھائی تھی۔ عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے: عروہ دیکھو! کیا کہہ رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے بشیر بن ابومسعود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابومسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جبریل علیہ السلام اترے اور مجھے نماز پڑھائی۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔“ آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں پر پانچوں نمازیں شمار کیں۔

٤٩٥_أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ٣٢٢٠، ومسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١٠ عن قتيبة به.

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے نماز عصر کو مستحب وقت سے کچھ مؤخر کیا تھا' نہ کہ کل وقت سے۔ اور یہ ولید بن عبدالملک کے دور کی بات ہے جبکہ آپ اس کی طرف سے مدینے کے گورنر مقرر ہوئے تھے۔ حضرت عروہ کا مقصد یہ تھا کہ نماز کا وقت انتہائی اہمیت کا حامل ہے حتیٰ کہ وقت بتلانے کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام اترے تھے' لہٰذا نماز کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ ② حضرت جبریل علیہ السلام نے دو دن نماز پڑھائی تھی۔ پہلے دن سب نمازیں اول وقت میں اور دوسرے دن آخر وقت میں۔ اس روایت میں اوقات ذکر نہیں کیے گئے کیونکہ مقصد صرف یہ بتلانا تھا کہ جبریل علیہ السلام نے اوقات بتلائے تھے' اوقات کا علم حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کو پہلے سے تھا۔ ان کے بارے میں منقول ہے کہ مذکورہ روایت سننے کے بعد انھوں نے کبھی نماز میں تاخیر نہیں کی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي:٦/٢٤١-٢٥٥) ③ امراء اگر کسی خلاف سنت کام کا ارتکاب کریں تو اہل علم کی ذمے داری ہے کہ ان کی اصلاح کریں اور گاہے گاہے انھیں تنبیہ کرتے رہیں۔ ④ عالم دین سے مسئلے کی دلیل طلب کی جاسکتی ہے اور عالم کو چاہیے کہ وہ خالص کتاب وسنت کے دلائل سے سائل کی تشفی کرائے۔ ⑤ اختلاف کے وقت قرآن وسنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ ⑥ خبر واحد حجت ہے۔

(المعجم ٢) - أَوَّلُ وَقْتِ الظُّهْرِ (التحفة ٢٦)

باب:٢- ظہر کی نماز کا اول وقت

٤٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سَيَّارُ ابْنُ سَلَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُ أَبَا بَرْزَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: كَمَا أَسْمَعُكَ السَّاعَةَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: كَانَ لَا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِهَا - يَعْنِي الْعِشَاءَ - إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا قَالَ

٤٩٦- سیار بن سلامہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کو حضرت ابوبرزہ ؓ سے نبی ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کرتے سنا۔ (سیار کے شاگرد شعبہ کہتے ہیں کہ) میں نے (سیار سے) کہا: کیا آپ نے ان (اپنے باپ) سے سنا ہے؟ انھوں (سیار) نے کہا: (میں نے اسی طرح سنا ہے) جس طرح میں اس وقت تم سے سن رہا ہوں۔ کہا: میں نے اپنے والد سے سنا' وہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کر رہے تھے تو حضرت ابوبرزہ ؓ نے

٤٩٦_ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ٦٤٧ من حديث خالد ابن الحارث، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب: وقت الظهر عند الزوال، ح: ٥٤١ من حديث شعبة به.

شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدُ فَسَأَلْتُهُ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَالْعَصْرَ يَذْهَبُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالْمَغْرِبَ لَا أَدْرِي أَيَّ حِينٍ ذَكَرَ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَأَلْتُهُ قَالَ: وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ جَلِيسِهِ الَّذِي يَعْرِفُهُ فَيَعْرِفُهُ، قَالَ: وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

فرمایا کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز کو نصف رات تک مؤخر کرنے میں کوئی پروا نہیں کرتے تھے۔ آپ عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور نماز کے بعد باتیں کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں: بعد ازاں میں ان (سیار) سے ملا تو میں نے (بطور وثوق حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں) پھر سوال کیا تو انھوں (حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ) نے کہا: آپ ﷺ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ (آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والا) آدمی مدینہ منورہ کی دور دراز بستی تک پہنچ جاتا تھا جب کہ ابھی سورج تیز ہوتا تھا۔ اور مغرب کے بارے میں مجھے علم نہیں کہ انھوں نے کون سا وقت ذکر کیا۔ پھر میں اس کے بعد انھیں ملا تو ان سے پوچھا' فرمانے لگے: اور آپ ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے کہ نمازی سلام پھیر کر اپنے ہمنشین جسے وہ پہلے سے پہچانتا تھا' کے چہرے کو دیکھتا تو اسے پہچان لیتا تھا اور آپ صبح کی نماز میں ساٹھ (۶۰) سے سو (۱۰۰) تک آیات تلاوت فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ظہر کی نماز کا اول وقت متفق علیہ ہے' اس میں کوئی اختلاف نہیں اور وہ ہے زوال شمس۔ ② عشاء کی نماز نبی ﷺ عمومی طور پر ثلث لیل (تہائی رات) تک پڑھا کرتے تھے۔ کبھی کبھار نصف رات تک مؤخر کر دیتے۔ تمام احادیث کو ملانے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ راجح قول کے مطابق نصف رات عشاء کی نماز کا آخری وقت ہے۔ ③ سورج کے تیز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج ابھی زرد نہیں ہوتا تھا۔

٤٩٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ

۴۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے وقت (اپنے حجرۂ مبارکہ سے

٤٩٧_ أخرجه البخاري، ح: ٥٤٠، انظر الحديث السابق، ومسلم، الفضائل، باب توقيره ﷺ وترك إكثار سؤاله . . . الخ، ح: ٢٣٥٩/ ١٣٦ من حديث الزهري به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ١٤٨٤

الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ.

نکلے اور انھیں نماز ظہر پڑھائی۔

٤٩٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا، قِيلَ لِأَبِي إِسْحَاقَ: فِي تَعْجِيلِهَا؟ قَالَ: نَعَمْ.

۴۹۸-حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے زمین کے گرم ہونے کا شکوہ کیا لیکن آپ نے ہماری شکایت دور نہ کی۔ ابو اسحاق سے کہا گیا: (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا شکوہ) نماز جلدی پڑھنے کے بارے میں تھا؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

فائدہ: اگرچہ آپ گرمیوں کی شدت میں نماز ظہر کو کچھ مؤخر کرتے تھے جیسا کہ آ گے آ رہا ہے مگر اس وقت تک بھی زمین گرم ہی رہتی ہے لہٰذا آمد ورفت اور نماز کی ادائیگی میں گرم زمین تکلیف دیتی تھی۔ ظاہر ہے نماز کو اتنا مؤخر نہیں کیا جا سکتا کہ عصر کا وقت ہو جائے۔

(المعجم ٣) - بَابُ تَعْجِيلِ الظُّهْرِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٢٧)

باب:۳-سفر میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنا

٤٩٩- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْزَةُ الْعَائِذِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَتْ بِنِصْفِ النَّهَارِ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَتْ بِنِصْفِ النَّهَارِ.

۴۹۹-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب کسی منزل میں اترتے تھے تو ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں سے کوچ نہ فرماتے تھے۔ ایک آدمی نے کہا: اگرچہ سورج سر پر ہوتا؟ فرمایا: اگرچہ سورج سر پر ہوتا۔

٤٩٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت . . . الخ، ح: ٦١٩/ ١٩٠ من حديث زهير به.

٤٩٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب المسافر يصلي وهو يشك في الوقت، ح: ١٢٠٥ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٨٥.

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ سورج ڈھلتے ہی نمازِ ظہر پڑھ لیتے تھے۔ عرف عام میں اسے بھی سورج سر پر ہونے ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٤) - تَعْجِيلُ الظُّهْرِ فِي الْبَرْدِ (التحفة ٢٨)

باب:۴- سردیوں میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنا

٥٠٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ أَبُو خَلْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ، وَ إِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ.

۵۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب گرمی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نمازِ ظہر کو ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تو جلدی پڑھتے۔

فائدہ: إِبْرَاد کے معنی ہیں: نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھنا' مگر حقیقتاً ٹھنڈا وقت مراد نہیں ہے کیونکہ وہ تو گرمیوں میں مغرب کے قریب ہوگا بلکہ نصف النہار کے مقابلے میں کچھ ٹھنڈا وقت مراد ہے' یعنی جب دیواروں کا سایہ پاؤں رکھنے کے قابل ہو جائے۔ سردیوں میں دن چھوٹے ہوتے ہیں' وقت کم ہوتا ہے' اول وقت سے تاخیر کی کوئی وجہ بھی نہیں ہوتی' اس لیے آپ نماز جلدی ادا فرماتے۔ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ٥) - اَلْإِبْرَادُ بِالظُّهْرِ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ (التحفة ٢٩)

باب:۵- گرمی زیادہ ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا

٥٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

۵۰۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی زیادہ ہو تو نماز کو ٹھنڈی کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کا جوش ہے۔''

٥٠٠ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، ح: ٩٠٦ من حديث أبي خلدة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٨٦.

٥٠١ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر . . . الخ، ح: ٦١٥/ ١٨٠ عن قتيبة، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب: الإبراد بالظهر في شدة الحر، ح: ٥٣٦ من حديث ابن شهاب به، وليس فيه أبوسلمة، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٨٩.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

فوائد ومسائل: ① سخت گرمیوں میں ظہر کو مؤخر کرنا ضرورت کی بنا پر ہے یا مستحب؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعی ؒ کا خیال ہے کہ اگر لوگوں کو آمد ورفت اور نماز کی ادائیگی میں تکلیف نہ ہو' مثلاً: لوگ پہلے سے جمع ہیں اور نماز کی جگہ سایہ دار ہے تو نماز اول وقت میں ادا کرنا ہی افضل ہے۔ اگر نمازیوں کو تکلیف ہو تو نماز لیٹ کی جاسکتی ہے، جب کہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ شدت گرمی کا وقت جہنم کے ساتھ تشبیہ کی بنا پر مکروہ ہوتا ہے' لہٰذا اس وقت میں نماز مناسب نہیں' تاخیر کرنی چاہیے۔ دیگر دلائل کی روشنی میں پہلے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے اسی کو اظہر قرار دیا ہے۔ چونکہ سردیوں میں اس شدت کا سامنا نہیں ہوتا اور تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی' اس لیے نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ امام شافعی ؒ نے علت کو مقدم رکھا ہے۔ ② ''جہنم کا جوش'' بہت سے اہل علم نے اسے حقیقت پر محمول کیا ہے کہ گرمی کا تعلق جہنم کے ساتھ ہے۔ جب جہنم کو جوش آتا ہے تو گرمی زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ کوئی بعید نہیں۔ اور الفاظ کا ظاہری معنی مراد لینا ہی بہتر ہے۔ دنیا کا سارا نظام ہی غیر مرئی سہاروں پر قائم ہے۔ ممکن ہے کہ سورج کا جہنم سے کوئی تعلق ہو' البتہ بعض حضرات کے بقول اگر اسے تشبیہ پر محمول کیا جائے تو بلاغتِ کلام کا بہترین نمونہ ہوگا' یعنی گرمی کی شدت تکلیف دہ چیز ہے' جہنم کی لو کی طرح۔ اہل اسلام کے نزدیک سب سے لذیذ چیز جنت ہے اور سب سے تکلیف دہ اور قبیح چیز جہنم ہے' اس لیے مفید' اچھی اور لذیذ چیز کی نسبت جنت کی طرف اور تکلیف اور نقصان دہ اور قبیح چیز کی نسبت جہنم کی طرف کر دی جاتی ہے۔ یہی حال فرشتے اور شیطان کی طرف نسبت کا ہے کہ مقصد صرف تشبیہ اور ذہنی توجہ ہوتی ہے نہ کہ ظاہر الفاظ۔ رسول اللہ ﷺ بلیغ ترین انسان تھے۔ آپ کا کلام تشبیہات' استعارات اور کنایات کا اعلیٰ نمونہ ہوتا تھا' لہٰذا کوئی بعید نہیں کہ یہ کلام بھی تشبیہ بلیغ کا نمونہ ہو۔ واللہ أعلم. ③ جنت اور جہنم کا وجود موجود ہے۔

٥٠٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي ح: وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ ح:

٥٠٢- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مرفوع روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کی نماز (کچھ) ٹھنڈک میں پڑھو کیونکہ جو گرمی تم محسوس کرتے ہو' وہ جہنم کا جوش ہے۔''

٥٠٢- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٤٩٠ . * يزيد وثابت مستوران، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٥٣٧ وغيره.

وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ : حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى يَرْفَعُهُ قَالَ : أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ، فَإِنَّ الَّذِي تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

فائدہ: وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۰۰'۵۰۱۔

(المعجم ٦) - آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ (التحفة ٣٠)

باب:٦-نماز ظہر کا آخری وقت

٥٠٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «هٰذَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ، فَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، وَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ [زَاغَتِ] الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ رَأَى الظِّلَّ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَحَلَّ فِطْرُ الصَّائِمِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ شَفَقُ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَاءَهُ الْغَدَ فَصَلَّى بِهِ الصُّبْحَ حِينَ أَسْفَرَ قَلِيلًا، ثُمَّ صَلَّى بِهِ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى بِهِ

۵۰۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے ہیں' پھر جونہی فجر طلوع ہوئی انھوں نے صبح کی نماز اور جب سورج ڈھل گیا تو ظہر کی نماز پڑھائی' پھر عصر کی نماز پڑھائی جب انھوں نے ہر چیز کا سایہ اس کے برابر (زوال کے سائے کے علاوہ) دیکھ لیا' پھر مغرب کی نماز پڑھائی جونہی سورج غروب ہوا اور روزے دار کے لیے روزہ کھولنا حلال ہو گیا' پھر عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کی سرخی غائب ہو گئی۔ پھر اگلے دن وہ (جبرئیل علیہ السلام) دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو صبح کی نماز پڑھائی جب تھوڑی سی روشنی پھیل گئی تھی' پھر آپ کو ظہر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا' پھر عصر کی نماز

٥٠٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ١٩٤ من حديث الفضل بن موسى به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ١٤٩٣.

الْعَصْرَ حِينَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِوَقْتٍ وَاحِدٍ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَحَلَّ فِطْرُ الصَّائِمِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ: اَلصَّلَاةُ مَا بَيْنَ صَلَاتِكَ أَمْسِ وَصَلَاتِكَ الْيَوْمَ».

پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دگنا ہو گیا' پھر مغرب کی نماز کل والے وقت ہی پر پڑھائی' یعنی جب سورج غروب ہو گیا اور روزے دار کے لیے روزہ کھولنا حلال ہو گیا' پھر عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا' پھر فرمایا: ہر نماز کا وقت تمھاری کل اور آج کی نماز کا درمیانی وقت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ظہر کی نماز کا آخری وقت اور عصر کی نماز کا اول وقت اس حدیث اور دوسری تمام احادیث صحیحہ کی رو سے مثل اول ہی ہے' یعنی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے مگر یہ برابری زوال کے سائے کو نکال کر ہو۔ زوال کے سائے سے مراد وہ سایہ ہے جو سورج ڈھلنے کے وقت کسی چیز کا ہوتا ہے۔ اس سائے کے علاوہ سایہ اس چیز کے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ یہ جمہور اہل علم' صحابہ' تابعین' محدثین اور فقہاء کا مذہب ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل سائے تک رہتا ہے' یعنی جب ہر چیز کا سایہ دگنا ہو جائے۔ لیکن یہ بات نقلی دلائل سے خالی ہے' اس لیے اس مسئلے میں امام صاحب کے شاگرد بھی ان کا ساتھ نہ دے سکے۔ بعض عقلی دلائل ہیں مگر صریح اور صحیح احادیث کے مقابلے میں عقلی دلائل کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ شاذ مذہب ہے۔ بعض احناف نے امام صاحب کی کچھ رعایت کرتے ہوئے مثل اول اور مثل ثانی کے مابین وقت کو ظہر و عصر دونوں کے لیے ناموزوں قرار دیا ہے' لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ظہر کا آخر وقت اور عصر کا اول وقت متصل ہیں' درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔
② عصر کا مختار وقت مثل ثانی پر ختم ہو جاتا ہے جب کہ مجبور و معذور کے لیے غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔
③ مغرب کی نماز دونوں دن تقریباً ایک ہی وقت میں پڑھی کیونکہ مغرب کا وقت دیگر نمازوں کے اوقات کی نسبت کم ہوتا ہے اور غالباً اول وقت ہی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مقصد نہیں کہ فرض نماز سے قبل دو رکعت کی نفی کر دی جائے بلکہ وہ نماز بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور احادیث میں اس کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ بہر حال اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ ④ پہلے دن کی نماز کے آغاز اور دوسرے دن کی نماز کے اختتام کا درمیانی وقت اس نماز کا پورا وقت ہے لیکن افضل وقت کون سا ہے؟ وہ عشاء کے علاوہ ہر نماز کا اول وقت ہے اور عشاء کو مؤخر کر کے پڑھنا افضل ہے۔ ⑤ نماز کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایسا عظیم الشان اور اہمیت کا حامل عمل ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیج کر عملی مشق کرائی، دیگر احکام کی طرح صرف قول پر اکتفا نہیں کیا۔ ⑥ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بذات خود کوئی عمل مشروع قرار نہیں دے سکتے۔ ⑦ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے نمازوں کے اوقات وسیع رکھے' انھیں تنگ نہیں رکھا کہ کہیں لوگ مشقت میں نہ پڑ جائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ فضل عظیم کا مالک ہے۔

٥٠٤- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَذْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ سَعْدِ ابْنِ طَارِقٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ إِلٰى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ، وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلٰى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ.

۵۰۴-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ظہر کی نماز گرمیوں میں تین سے پانچ قدم کے بقدر (سائے میں) اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم کے بقدر (سائے میں) ہوتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① سورج کے سائے کا حساب ہر علاقے میں الگ الگ ہوتا ہے البتہ گرمیوں میں زوال کے وقت کم سایہ ہوتا ہے اور سردیوں میں زیادہ۔ نبی ﷺ کا علاقہ مدینہ منورہ ہے لہٰذا قدموں کا حساب اس علاقے کے لحاظ ہی سے ہوگا۔ ہمارے ہاں پاکستان میں زوال کے وقت مدینہ منورہ کی نسبت زیادہ سایہ ہوتا ہے۔ ② یہاں سائے سے مراد کل سایہ ہے نہ کہ زوال کے سائے کے علاوہ البتہ مدینہ منورہ میں گرمیوں میں زوال کا سایہ ایک آدھ قدم ہی ہوتا ہے جب کہ سردیوں میں چار پانچ قدم گویا کہ آپ ﷺ گرمیوں میں سایۂ زوال سے تین چار قدم مؤخر کرتے تھے اور سردیوں میں ایک دو قدم۔ ہم اپنے علاقے میں زوال کے سائے کے علاوہ مذکورہ حساب سے تاخیر کر سکتے ہیں۔ ③ اس سائے سے مراد انسان کا اپنا سایہ ہے۔ ہر آدمی کا قد اپنے سات قدم کے برابر ہوتا ہے۔ قدم سے مراد پاؤں ہے نہ کہ دو قدموں (پاؤں) کا درمیانی فاصلہ۔ ④ علامہ سندھی نے سنن نسائی کے حاشیے میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ آپ زوال کے بعد جو زیادہ سے زیادہ تاخیر کرتے وہ اسی قدر ہوتی تھی کہ گرمیوں میں سایہ تین سے پانچ قدم اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتا تھا اور اس سائے میں اصل اور زائد دونوں سائے شمار ہوتے ہیں۔

(المعجم ٧) - أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ (التحفة ٣١)

باب: ۷- عصر کی نماز کا اول وقت

٥٠٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ:

۵۰۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

٥٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وقت صلاة الظهر، ح: ٤٠٠ من حديث عبيدة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٩٢.

٥٠٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥١، ٣٥٢ عن عبدالله بن الحارث به، وعلقه أبوداود، ح: ٣٩٥.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَوْرٌ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: «صَلِّ مَعِي» فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، وَالْعَصْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَالْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ الْإِنْسَانِ مِثْلَهُ، وَالْعَصْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ الْإِنْسَانِ مِثْلَيْهِ وَالْمَغْرِبَ حِينَ كَانَ قُبَيْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ. قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ: ثُمَّ قَالَ: «فِي الْعِشَاءِ أُرٰى إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ.

آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”میرے ساتھ نماز پڑھو۔“ آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی جب سورج ڈھل گیا اور عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جب سورج غروب ہو گیا۔ اور عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غروب ہو گئی۔ اور (اگلے دن) آپ نے نماز ظہر پڑھائی جب انسان کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور عصر کی نماز پڑھائی جب انسان کا سایہ اس سے دگنا ہو گیا اور مغرب کی نماز غروب شفق سے تھوڑی دیر پہلے پڑھائی اور عشاء کی نماز تہائی رات کے وقت پڑھائی۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں فجر کے سوا باقی نمازوں کے اول اور آخر اوقات بیان کر دیے گئے ہیں، البتہ عشاء کا آخر وقت دوسری روایات کے مطابق نصف لیل ہے اور یہی صحیح ہے۔ ② عصر کے اول وقت کی تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۰۳۔ ③ صحابۂ کرام ؓ کے شوق اور اہتمام کا پتہ چلتا ہے کہ وہ احکام شرعیہ کو سیکھنے میں کس قدر سرگرم تھے۔ ④ عالم دین کی ذمہ داری ہے کہ وہ ناواقف لوگوں کو مسائل شرعیہ سے آگاہ کرے اور تفہیم کا ایسا انداز اختیار کرے کہ جس سے مسئلہ آسانی سے اور جلدی سمجھ میں آ جائے اور عوام کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے۔

(المعجم ٨) - بَابُ تَعْجِيلِ الْعَصْرِ (التحفة ٣٢)

باب:۸-عصر کو جلدی پڑھنا مسنون ہے

٥٠٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۵۰۶-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

٥٠٦ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، ح: ٥٤٥ عن قتيبة. ومسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١١ من حديث ابن شهاب به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٩٤.

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا.

ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی جب کہ دھوپ ابھی حجرۂ عائشہ میں تھی یعنی سایہ ان کے حجرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔

فائدہ: حدیث کا مقصد عصر کی نماز جلدی پڑھنا ہے یعنی مثل اول ہوتے ہی پڑھ لیتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ کے حجرے سے مراد ان کے گھر کا صحن ہے جو دیوار سے گھرا ہوا تھا۔ دوپہر کو پورے صحن میں دھوپ ہوتی تھی اور جیسے جیسے سورج ڈھلتا جاتا تھا' مغربی دیوار کا سایہ صحن میں پھیلتا جاتا تھا' لیکن دیوار چونکہ بہت زیادہ اونچی نہ تھی' اس لیے ابھی صحن میں دھوپ باقی رہتی تھی' مشرقی دیوار پر سایہ چڑھ نہ پاتا تھا کہ وہ مغربی دیوار کے ایک مثل ہو جاتا تھا اور اس وقت نماز قائم کر دی جاتی تھی۔

٥٠٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءٍ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: فَيَأْتِيهِمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَقَالَ الْآخَرُ: وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

٥٠٧- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا فرماتے' پھر جانے والا قباء تک جاتا۔ (زہری اور اسحاق میں سے) ایک نے کہا: وہ ان کے پاس پہنچتا تو ابھی وہ نماز عصر پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اور دوسرے نے کہا: اور سورج ابھی اونچا ہوتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی چیز کا سایہ ایک مثل ہوتے ہی عصر کی نماز ادا فرما لیتے تھے جب کہ قباء والے کام کاج اور دیگر مصروفیات کی بنا پر نماز کچھ دیر سے پڑھتے تھے۔ گویا سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے مگر افضل یہی ہے کہ مثل اوّل ہوتے ہی نماز پڑھ لی جائے کیونکہ یہ نبی ﷺ کا فعل ہے۔

٥٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ

٥٠٨- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں

٥٠٧_ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، ح:٥٤٨، ٥٥١، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح:٦٢١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٩ مختصرًا، والكبرى، ح:١٤٩٥.

٥٠٨_ أخرجه مسلم، عن قتيبة (انظر الحديث السابق)، والبخاري، ح:٥٥١ من حديث ابن شهاب به، وهو في الكبرى، ح:١٤٩٥.

ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ وَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا فرماتے تھے جب کہ سورج کافی بلند اور تیز ہوتا تھا۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والا عوالی کو جاتا تو سورج ابھی اونچا ہوتا تھا۔

فائدہ: عوالی سے مراد مدینے کی وہ مضافاتی بستیاں ہیں جو مدینہ منورہ کے بلند اطراف میں آباد تھیں۔ وہ کم از کم دو میل اور زیادہ سے زیادہ آٹھ میل تک دور تھیں۔

٥٠٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ أَبِي الْأَبْيَضِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُحَلِّقَةٌ.

٥٠٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں عصر کی نماز پڑھاتے تو سورج سفید اور بلند ہوتا تھا۔

٥١٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ يَقُولُ: صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ قُلْتُ: يَا عَمِّ! مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتَ؟ قَالَ: اَلْعَصْرَ، وَهٰذِهِ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي.

٥١٠- ابوامامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر ہم نکلے حتی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ہم نے انھیں عصر کی نماز پڑھتے پایا۔ میں نے کہا: چچا جان! یہ کون سی نماز آپ نے پڑھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: عصر کی۔ اور یہ اللہ کے رسول ﷺ کی نماز ہے جو ہم (آپ کے ساتھ) پڑھتے تھے۔

فائدہ: خلفائے بنوامیہ ظہر کی نماز عموماً لیٹ پڑھا کرتے تھے حتی کہ آخر وقت آ جاتا تھا۔ اس واقعے کے وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ خلفاء کی اتباع میں وہ بھی نماز لیٹ کرتے تھے۔ جب

٥٠٩- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣١، ١٦٩، ١٨٤، ٢٣٢ من حديث منصور بن المعتمر به.

٥١٠- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، ح: ٥٤٩، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح: ٦٢٣ من حديث عبدالله بن المبارك به.

انھیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز جلدی پڑھا کرتے تھے تو انھوں نے تاخیر چھوڑ دی۔

٥١١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ الْمَدَنِيُّ [قَالَ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: صَلَّيْنَا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ثُمَّ انْصَرَفْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَنَا: أَصَلَّيْتُمْ؟ قُلْنَا: صَلَّيْنَا الظُّهْرَ. قَالَ: إِنِّي صَلَّيْتُ الْعَصْرَ فَقَالُوا لَهُ: عَجَّلْتَ فَقَالَ: إِنَّمَا أُصَلِّي كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يُصَلُّونَ.

۵۱۱- حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور (گورنری) میں نماز پڑھی، پھر ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف چلے۔ ہم نے انھیں نماز پڑھتے پایا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو ہمیں کہنے لگے: تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: ہم نے ظہر کی نماز پڑھی ہے۔ وہ کہنے لگے: میں نے تو عصر کی نماز پڑھی ہے۔ لوگوں نے کہا: آپ نے جلدی کی ہے۔ انھوں نے فرمایا: میں تو اس طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں کو پڑھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: ان تمام روایات سے یہ بات صراحتاً معلوم ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور یہی سنت ہے۔ اگرچہ سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے نماز ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے مگر اولیٰ نہیں، لہٰذا عصر کی نماز اول وقت میں پڑھنی چاہیے۔ کسی مصروفیت کی بنا پر کبھی کبھار لیٹ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٩) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ (التحفة ٣٣)

باب: ۹- عصر کو دیر سے پڑھنے پر سختی

٥١٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ إِيَاسِ ابْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرَجِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ: أَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ؟

۵۱۲- حضرت علاء بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ میں ان کے گھر گئے جب کہ وہ (علاء) ظہر سے فارغ ہوئے تھے۔ اور حضرت انس کا گھر مسجد کے ساتھ ہی تھا۔ جب ہم آپ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے عصر کی

٥١١ـ [إسناده حسن] * أبوعلقمة هو عبدالله بن محمد بن عبدالله بن أبي فروة الأموي.

٥١٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح: ٦٢٢ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٩٧.

قُلْنَا : لَا ، إِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ: فَصَلُّوا الْعَصْرَ، قَالَ: فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ جَلَسَ يَرْقُبُ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا».

نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: نہیں ہم تو ظہر کی نماز پڑھ کر آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر عصر کی نماز پڑھو۔ ہم اٹھے اور عصر کی نماز پڑھی۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''یہ منافق کی نماز ہے۔ وہ بیٹھا عصر کی نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے حتی کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ اٹھتا ہے چار ٹھونگے (چونچیں) مارتا ہے اور اس دوران میں اللہ کا ذکر بھی نہیں کرتا مگر تھوڑا۔''

فوائد و مسائل: ① سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہونے سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ غروب کے قریب ہوتا ہے اس وقت سورج کے پجاری اس کی پوجا کرتے ہیں یہ شیطانی کام ہے اس لیے مندرجہ بالا لفظوں سے بیان فرمایا۔ بعض اہل علم نے اسے حقیقت پر محمول کیا ہے کہ طلوع غروب اور استوا (سر پر ہونے) کے قریب شیطان سورج کے پاس آ کھڑا ہوتا ہے اس طرح کہ سورج اس کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تا کہ سورج کے پجاری اس کی بھی پوجا کریں۔ شاید اسی بنا پر مسلمانوں کو ان اوقات میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔ واللہ أعلم. ② ''چار ٹھونگے (چونچیں) مارتا ہے۔'' چونکہ سورج تقریباً غروب ہو رہا ہوتا ہے اس لیے وہ جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے۔ دیکھنے میں ایسے لگتا ہے جیسے کوا ٹھونگے مار رہا ہے۔ ارکان کے اذکار و اوراد بھی صحیح طرح نہیں پڑھتا کیونکہ رغبت نہیں ہوتی لہٰذا کچھ پڑھا گیا کچھ رہ گیا۔ چونکہ رکعتیں چار ہیں لہٰذا چار ٹھونگے کہا گیا ہے۔ ان میں سجدے گو آٹھ ہیں مگر جلد جلد کرنے کی وجہ سے گویا دونوں مل کر ایک ٹھونگا مارنے کے برابر ہوئے۔ ③ مومن کی نماز اطمینان خشوع و خضوع اور اذکار مسنونہ سے مزین ہوتی ہے۔

٥١٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ

۵۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس سے عصر کی نماز رہ جائے وہ یوں سمجھے کہ اس کے اہل و عیال اور گھر بار لٹ گئے۔''

٥١٣ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب التغليظ في تفويت صلاة العصر، ح:٦٢٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:١٤٩٨.

أَهْلَهُ وَمَالَهُ» .

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۴۷۹.

(المعجم ١٠) - آخِرُ وَقْتِ الْعَصْرِ (التحفة ٣٤)

باب: ۱۰- نمازِ عصر کا آخری وقت

٥١٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ وَاضِحٍ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ - يَعْنِي ابْنَ شِهَابٍ - عَنْ بُرْدٍ - هُوَ ابْنُ سِنَانٍ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يُعَلِّمُهُ مَوَاقِيتَ الصَّلَاةِ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَتَاهُ حِينَ كَانَ الظِّلُّ مِثْلَ شَخْصِهِ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ، فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ أَتَاهُ جِبْرِيلُ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ فَتَقَدَّمَ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ

۵۱۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آپ کو نماز کے اوقات بتلانے کے لیے آئے۔ جبریل آگے کھڑے ہوئے' رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے۔ اس طرح آپ نے ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جب سورج ڈھلا' پھر جب ہر شخص کا سایہ اس کے برابر ہو گیا (سایۂ زوال کے علاوہ) تو جبریل پھر آئے اور اسی طرح کیا جس طرح (ظہر کے وقت) کیا تھا' یعنی جبریل آگے ہو گئے' رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے۔ اس طرح عصر کی نماز پڑھی۔ پھر جب سورج غروب ہو گیا تو جبریل آئے' آگے کھڑے ہوئے' رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے' چنانچہ (اس طرح) مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر جب سورج کی سرخی غائب ہو گئی تو جبریل آئے' آگے کھڑے ہوئے' رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے۔ اس طرح عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر جب فجر کی روشنی پھوٹی تو جبریل آئے' آگے کھڑے ہو گئے۔ ان کے پیچھے رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے لوگ کھڑے ہو گئے اور

٥١٤_ [صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ١٩٦ من حديث عمرو بن بشر الحارثي عن برد بن سنان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٠٧، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٥٢٧ وغيره.

ﷺ فَصَلَّى الْغَدَاةَ، ثُمَّ أَتَاهُ الْيَوْمَ الثَّانِيَ حِينَ كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَ شَخْصِهِ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَ شَخْصَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، فَنِمْنَا ثُمَّ قُمْنَا ثُمَّ نِمْنَا ثُمَّ قُمْنَا فَأَتَاهُ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ امْتَدَّ الْفَجْرُ وَأَصْبَحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ فَصَنَعَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ فَصَلَّى الْغَدَاةَ، ثُمَّ قَالَ: «مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ وَقْتٌ».

فجر کی نماز ادا کی۔ پھر دوسرے دن جبریل اس وقت آئے جب ہر آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو گیا اور اسی طرح کیا جس طرح کل کیا تھا اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر آئے جب ہر آدمی کا سایہ اس کے قد سے دگنا ہو گیا اور اسی طرح کیا جس طرح کل کیا تھا اور عصر کی نماز پڑھی۔ پھر آئے جب سورج غروب ہو گیا اور اسی طرح کیا جس طرح کل کیا تھا اور مغرب کی نماز پڑھی' پھر ہم سو گئے' پھر اٹھے (مگر وہ ابھی نہ آئے تھے) ہم پھر سو گئے' پھر اٹھے تو جبریل آئے اور اسی طرح کیا جس طرح کل کیا تھا اور عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر آئے جب فجر پھیل گئی تھی اور روشنی ہو گئی تھی اور ستارے گھنے نظر آ رہے تھے اور اسی طرح کیا جیسے کل کیا تھا اور صبح کی نماز پڑھی۔ پھر فرمایا: (آج اور کل کی) دو نمازوں کا درمیانی وقت ہر نماز کا وقت ہے۔

فائدہ: یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جابر بھی موقع پر موجود تھے جب کہ مشہور یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام کا تعلیم اوقات کے لیے آنا مکی زندگی کی بات ہے۔ ممکن ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کسی اور صحابی سے سنا ہو یا مدینہ منورہ میں بھی ایسا واقعہ ہوا ہو۔ حدیث نمبر ۵۰۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہاں بھی یہ دونوں احتمال ہیں مگر اغلب یہ ہے کہ یہ واقعہ مدینہ منورہ میں پیش آیا تھا کیونکہ باجماعت نماز مکہ میں نہیں مدینہ منورہ میں ہوتی تھی۔ مزید فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۰۳۔

(المعجم ١١) - مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ (التحفة ٣٥)

باب:۱۱- جس نے عصر کی دو رکعات پالیں (اس نے نماز پالی)

٥١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ ابْنِ

۵۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عصر کی دو رکعتیں سورج غروب

٥١٥- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعةً من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ٦٠٨/ ١٦٥ من حديث معتمر به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٠١.

طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَوْ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ».

ہونے سے پہلے پڑھ لیں یا صبح کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھ لی تو اس نے نماز پالی۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا آغاز معتبر ہے نہ کہ اختتام یعنی جس نے نماز وقت میں شروع کر لی اور کم از کم ایک رکعت وقت پر پڑھ لی تو اس کی نماز ادا سمجھی جائے گی نہ کہ قضا۔ ② اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو نماز کے دوران میں سورج کے طلوع یا غروب ہونے سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ نماز جاری رکھے اور مکمل کرے۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔ احناف نے فرق کیا ہے کہ فجر کی نماز پڑھتے پڑھتے سورج طلوع ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ مکروہ وقت نماز کے اندر شروع ہو گیا' البتہ عصر کی نماز میں سورج غروب ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ غروب سے پہلے بھی مکروہ وقت ہی تھا۔ لیکن یہ استدلال اور فرق بہت سی احادیث کے خلاف ہے اور یہ ایک قیاسی بات ہے جو نص کے مقابلے میں معتبر نہیں' اسی لیے اہل علم نے اسے قبول نہیں کیا۔ ③ احناف نے اس اعتراض سے بچنے کے لیے اس حدیث کے معنی یہ کیے ہیں کہ جس شخص نے ایک رکعت کا وقت پالیا' اس پر پوری نماز کا پڑھنا فرض ہے۔ مگر بعض روایات میں یہ صراحت ہے: [فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ] ''وہ اپنی نماز پوری کرے۔'' دیکھیے: (صحیح البخاري' مواقیت الصلاۃ' حدیث:٥٥٦) حدیث: ٥١٧ میں بھی یہ صراحت موجود ہے۔ یہ الفاظ ان کی اس تاویل کو رد کرتے ہیں۔ ④ اس حدیث میں عصر کی دو رکعت پانے کا ذکر ہے جب کہ دیگر روایات میں ایک رکعت کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' مواقیت الصلاۃ' حدیث:٥٧٩ ' وصحیح مسلم' المساجد' حدیث: ٦٠٨) لہٰذا دو رکعت مل جائیں یا ایک' حکم یہی ہے۔

٥١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

٥١٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سورج غروب ہونے سے قبل عصر کی نماز سے ایک رکعت پالے یا سورج طلوع ہونے

٥١٦ـ أخرجه مسلم، ح:٦٠٧/ ١٦٢، (انظر الحديث السابق) من حديث معمر بن راشد، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك ركعةً من العصر قبل الغروب، ح:٥٥٦ من حديث أبي سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٥٠٣، ورواه ابن خزيمة في صحيحه، ح:٩٨٥ عن محمد بن عبدالأعلى به.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ، أَوْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَقَدْ أَدْرَكَ».

سے قبل صبح کی ایک رکعت پالے تو یقیناً اس نے وہ نماز پالی۔"

٥١٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ أَوَّلَ سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ أَوَّلَ سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ».

۵۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز کی پہلی رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالے تو وہ باقی نماز پوری کرے اور جب صبح کی نماز کی پہلی رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالے تو وہ باقی نماز پوری کرے۔ (اس کی نماز فاسد نہ ہوگی)۔"

٥١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنِ الْأَعْرَجِ يُحَدِّثُونَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ».

۵۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے صبح کی نماز کی ایک رکعت طلوع شمس سے قبل پالی تو اس نے ساری نمازِ صبح پالی اور جس نے عصر کی نماز کی ایک رکعت غروب شمس سے پہلے پالی تو اس نے پوری نمازِ عصر پالی۔"

٥١٧- أخرجه البخاري، ح:٥٥٦ (انظر الحديث السابق) عن أبي نعيم الفضل بن دكين به، وهو في الكبرى، ح:١٥٠٤، ومسلم، ح:٦٠٧ من طريق آخر عن أبي سلمة به، كما تقدم في الحديث السابق.

٥١٨- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الفجر ركعة، ح:٥٧٩، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح:٦٠٨/ ١٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٦، والكبرى، ح:١٥٠٢.

٥١٩- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَدِّهِ مُعَاذٍ: أَنَّهُ طَافَ مَعَ مُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ فَلَمْ يُصَلِّ فَقُلْتُ: أَلَا تُصَلِّي؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ، وَلَا بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۵۱۹- حضرت معاذ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا اور (دو رکعت) نماز نہ پڑھی۔ میں نے کہا: آپ (طواف کی دو رکعت) نماز نہیں پڑھیں گے؟ وہ فرمانے لگے: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''عصر کے بعد (نفل) نماز نہ پڑھی جائے حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کے بعد بھی (نفل) نماز نہ پڑھی جائے حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف الاسناد ہے، تاہم نماز عصر اور نماز فجر کے بعد طواف کرنے کی صورت میں طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا جائز ہے جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی عبد مناف! کوئی شخص رات یا دن میں جس وقت بھی اس گھر کا طواف کرنا اور نماز پڑھنا چاہے، تم اسے منع نہ کرنا۔'' (سنن أبي داود، المناسك، حديث: ۱۸۹۴) بنابریں اس فرمان نبوی سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ میں عصر کے بعد اور اسی طرح فجر کے بعد طواف جائز ہے، چنانچہ اس کے بعد ان ممنوعہ اوقات میں طواف کی دو رکعتیں بھی جائز ہوں گی، البتہ عصر اور فجر کے بعد مطلق نفل نماز پڑھنے کی ممانعت دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حديث: ۵۸۶، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث: ۸۲۷) مگر فرض یا فوت شدہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ظہر رہتی ہو تو عصر کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ صبح کی سنتیں رہتی ہوں تو فجر کی نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہیں، اسی طرح تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ اس مسئلے کی وضاحت کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۸۶ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ١٢) - أَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ (التحفة ٣٦)

باب: ۱۲- نماز مغرب کا اول وقت

٥٢٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ

۵۲۰- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے نمازوں

٥١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١٩ من حديث شعبة به * نصر مستور، وفيه علة أخرى، انظر الإصابة: ٣/ ٤٢٨ ت: ٨٠٣٩.

٥٢٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١٣/ ١٧٦ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ١٥١٥.

الـثَّوْرِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: «أَقِمْ مَعَنَا هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ» فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ عِنْدَ الْفَجْرِ فَصَلَّى الْفَجْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّي الظُّهْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ حِينَ رَأَى الشَّمْسَ بَيْضَاءَ فَأَقَامَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ حِينَ وَقَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَمَرَهُ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَمَرَهُ مِنَ الْغَدِ فَنَوَّرَ بِالْفَجْرِ ثُمَّ أَبْرَدَ بِالظُّهْرِ وَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرِدَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ وَأَخَّرَ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَصَلَّاهَا ثُمَّ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ وَقْتُ صَلَاتِكُمْ مَا بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ».

کے اوقات کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''ہمارے پاس آئندہ دو دن ٹھہرو۔'' آپ نے (پہلے دن) بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے فجر ہوتے ہی اقامت کہی اور آپ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ پھر جونہی سورج ڈھلا تو آپ نے انھیں اقامت کا حکم دیا اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر جب سورج کو سفید دیکھا (تپش دوپہر سے کم ہوئی) تو اقامت کا حکم دیا اور عصر کی نماز پڑھی۔ پھر جب سورج کا آخری کنارہ ڈوب گیا تو اقامت کا حکم دیا اور مغرب کی نماز پڑھائی۔ پھر جب سورج کی سرخی غائب ہوگئی تو عشاء کی اقامت کہلوائی۔ پھر اگلے دن اسے (تاخیر کا) حکم دیا اور فجر کو روشنی میں پڑھا۔ پھر ظہر کو ٹھنڈا کیا اور خوب اچھی طرح ٹھنڈا کیا۔ پھر عصر کی نماز پڑھی جب کہ سورج ابھی سفید تھا (زرد نہ ہوا تھا۔) ویسے پہلے دن سے مؤخر کیا۔ پھر شفق (سرخی) غائب ہونے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر آپ نے ان (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا تو انھوں نے عشاء کی اقامت کہی جب کہ تہائی رات گزر چکی تھی اور آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر فرمایا: ''کہاں ہے وہ شخص جس نے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھا تھا؟ (اسے لایا گیا تو آپ نے فرمایا:) تمھاری نمازوں کے اوقات ان (دودنوں کی نمازوں) کے درمیان میں ہیں جو تم نے دیکھے۔''

فوائد و مسائل: ① اس سے ملتی جلتی کئی روایات گزر چکی ہیں۔ ایک حدیث کے اجمال کو دوسری حدیث کی تفصیل سے حل کیا جا سکتا ہے۔ ② مغرب کی نماز کے اول وقت کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ غروب شمس ہے اور آخری وقت غیوب شفق ہے۔ ③ دین کے ضروری مسائل سے آگہی ہر مسلمان پر فرض ہے؛

لہٰذا خوب اہتمام اور ذوق شوق سے انھیں سیکھنا چاہیے۔ ④ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نماز کا ایک افضل وقت ہے اور ایک وقت جواز واختیار ⑤ عملی مشق' وضاحت کا بلیغ ترین نمونہ ہے۔ ⑥ کسی مصلحت شرعیہ کے پیش نظر نماز کو اوّل وقت سے مؤخر کرنا جائز ہے۔

(المعجم ١٣) - تَعْجِيلُ الْمَغْرِبِ (التحفة ٣٧)

باب:١٣- مغرب کو جلدی پڑھنا

٥٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَسَّانَ بْنَ بِلَالٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُونَ إِلَى أَهَالِيهِمْ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَرْمُونَ وَيُبْصِرُونَ مَوَاقِعَ سِهَامِهِمْ.

٥٢١- بنو اسلم کے ایک شخص سے روایت ہے جو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے (فرماتے ہیں کہ) صحابۂ کرام ؓ اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر مدینہ منورہ کے دور دراز علاقوں میں اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹتے (تو اتنی روشنی ہوتی تھی کہ) وہ تیر چلاتے تو تیر گرنے کی جگہ دیکھ سکتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی شروع کر دینی چاہیے' اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھنی چاہئیں ورنہ نماز پڑھتے پڑھتے اندھیرا ہو سکتا ہے۔ ② یہاں اصل مدینہ شہر مراد ہے' اردگرد کی بستیاں نہیں کیونکہ وہ تو کئی کئی میل دور تھیں۔

(المعجم ١٤) - تَأْخِيرُ الْمَغْرِبِ (التحفة ٣٨)

باب:١٤- مغرب کو تاخیر سے پڑھنا

٥٢٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ، عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمُخَمَّصِ قَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ

٥٢٢- حضرت ابوبصرہ غفاری ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو مُخَمَّص مقام میں عصر کی نماز پڑھائی' پھر فرمایا: ''تحقیق یہ نماز تم سے پہلے لوگوں (بنی اسرائیل) پر مقرر کی گئی تھی مگر وہ اسے ضائع کر بیٹھے (بروقت ادا نہ کی۔) جو آدمی اسے پابندی سے بروقت ادا

٥٢١_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧١ عن محمد بن جعفر عن شعبة به.

٥٢٢_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٨٣٠/ ٢٩٢ عن قتيبة به.

عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوهَا، وَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ»

وَالشَّاهِدُ: النَّجْمُ.

کرے گا' اسے دہرا اجر ملے گا اور اس کے بعد (نفل) نماز جائز نہیں حتی کہ شاہد طلوع ہو۔" شاہد سے مراد ستارہ ہے۔

فوائد و مسائل: ① مؤلف رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ستارے غروب سے کچھ دیر بعد نظر آنے لگتے ہیں' لہٰذا مغرب کو دیر سے بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ مگر اس استدلال میں کمزوری ہے' اس لیے کہ اگر یہ مطلب مراد ہو تو مغرب کی نماز کو دیر سے پڑھنا واجب ہوگا کیونکہ اس سے قبل نماز کی نفی کی گئی ہے' جب کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب سے سورج غروب ہوتے ہی اذان کے بعد نوافل ادا کیا کرتے تھے اور یہ ترغیب صحیح بخاری جیسی مستند کتاب کی روایات سے ثابت ہے۔ (صحيح البخاري' التهجد' حديث:١١٨٣) لہٰذا اس حدیث میں طلوع شاہد سے غروب شمس کا وقت مراد ہے کیونکہ غروب شمس ستاروں کے نظر آنے کا سبب ہے' نیز (ستارہ) سے مراد بھی تمام ستارے نہیں بلکہ وہ چمک دار ستارہ مراد ہے جو غروب شمس کے ساتھ ہی نظر آنے لگتا ہے۔ واللہ أعلم. ② اس حدیث سے نماز عصر کی فضیلت اور عظمت معلوم ہوتی ہے کہ گزشتہ امتوں پر بھی یہ فرض کی گئی اور انھیں اس کی محافظت کا حکم دیا گیا۔ ③ نماز عصر کو پابندی سے وقت پر ادا کرنے والے کے لیے دہرا اجر ہے۔

(المعجم ١٥) - آخِرُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ (التحفة ٣٩)

باب:١٥- مغرب کا آخری وقت

٥٢٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ شُعْبَةُ: كَانَ قَتَادَةُ يَرْفَعُهُ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا لَا يَرْفَعُهُ، قَالَ: «وَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ

٥٢٣- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے...... (راوئ حدیث) شعبہ کہتے ہیں کہ قتادہ مذکورہ روایت کو کبھی مرفوع بیان کرتے ہیں اور کبھی مرفوع بیان نہیں کرتے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ظہر کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو اور عصر کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے جب تک سورج زرد نہ ہو اور مغرب کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے جب تک سرخی کی زیادتی ختم نہ ہو اور عشاء کا وقت باقی رہتا ہے

٥٢٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١٢/ ١٧٢ من حديث شعبة به.

الشَّفَقِ، وَوَقْتُ الْعِشَاءِ مَا لَمْ يَنْتَصِفِ اللَّيْلُ وَوَقْتُ الصُّبْحِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ».

جب تک رات نصف نہ ہو اور صبح کا وقت باقی رہتا ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو۔"

فائدہ: مغرب کا آخری وقت سورج کی سرخی غائب ہونے تک ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ واحد فقیہ ہیں جنھوں نے شفق کے معنی سرخی کی بجائے سفیدی کیے ہیں جو سرخی کے بعد ہوتی ہے مگر یہ لغت اور عرف کے خلاف ہے۔ ان کے شاگرد بھی ان سے متفق نہیں ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ موقوفاً مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: [اَلشَّفَقُ الْحُمْرَةُ] "شفق سے مراد سرخی ہے۔" (سنن الدارقطني (محقق): ١/٥٨٨) دراصل یوں معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے مغرب کے وقت کو فجر کے وقت پر قیاس کیا ہے۔ فجر کا وقت بالاتفاق سفیدی سے شروع ہوتا ہے۔ قیاس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں نمازیں رات کے اول اور آخر کنارے کی نمازیں ہیں، لہٰذا ایک جیسی ہونی چاہئیں مگر صریح نص کی موجودگی میں قیاس ناقابل تسلیم ہے۔

٥٢٤- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَحْمَدُ ابْنُ سُلَيْمَانَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ بَدْرِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: أَمْلَى عَلَيَّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ بِالْفَجْرِ حِينَ انْشَقَّ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ: اِنْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ أَعْلَمُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعِشَاءِ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْفَجْرِ مِنَ الْغَدِ حِينَ انْصَرَفَ وَالْقَائِلُ يَقُولُ: طَلَعَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَخَّرَ

۵۲۴- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جو آپ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا (بلکہ) جونہی فجر (پو) پھٹی، آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انھوں نے صبح کی اقامت کہی۔ پھر جب سورج ڈھلا تو آپ نے انھیں حکم دیا تو انھوں نے ظہر کی اقامت کہی اور کہنے والا کہتا تھا کہ دن نصف ہو گیا ہے جب کہ آپ خوب جانتے تھے۔ پھر آپ نے انھیں حکم دیا تو انھوں نے عصر کی اقامت کہی جب کہ سورج کافی بلند تھا۔ پھر آپ نے انھیں حکم دیا تو انھوں نے مغرب کی اقامت کہی، جونہی سورج غروب ہوا۔ پھر آپ نے انھیں حکم دیا تو انھوں نے عشاء کی اقامت کہی جب سرخی غائب ہوئی۔ پھر آپ نے انھیں اگلے دن فجر (کی اقامت) کا حکم دیا۔ جب (نماز سے)

٥٢٤ـ أخرجه مسلم، ح: ٦١٤/ ١٧٨ من حديث بدر بن عثمان به، انظر الحديث السابق.

الظُّهْرَ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حِينَ انْصَرَفَ وَالْقَائِلُ يَقُولُ: إِحْمَرَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ، ثُمَّ أَخَّرَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ: «اَلْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ».

فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا کہ سورج طلوع ہو گیا۔ پھر ظہر کی نماز کو گزشتہ کل کی عصر کے وقت کے قریب تک مؤخر کیا۔ پھر عصر کو مؤخر کیا حتی کہ جب فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا: سورج سرخ ہو گیا۔ پھر مغرب کو مؤخر کیا حتی کہ سرخی غائب ہونے کو تھی۔ پھر عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کیا۔ پھر فرمایا: ”نمازوں کے اوقات ان دودنوں کی نمازوں کے درمیان ہیں۔“

٥٢٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ بَشِيرِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ، فَقُلْنَا لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَذَاكَ زَمَنُ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ الْفَيْءُ قَدْرَ الشِّرَاكِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ الْفَيْءُ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَظِلِّ الرَّجُلِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْغَدِ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ الظِّلُّ طُولَ الرَّجُلِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ

۵۲۵-بشیر بن سلام نے کہا کہ میں اور حضرت محمد بن علی (باقر) رحمہ اللہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور ان سے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بتائیے اور یہ حجاج بن یوسف کا دور تھا۔ انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی جب سورج ڈھل گیا اور ابھی سایہ تسمے کے برابر تھا۔ پھر عصر کی نماز پڑھی جبکہ سایہ آدمی کے قد اور ایک تسمے کے برابر تھا (ایک مثل سے ایک تسمے کی مقدار کے برابر بڑا تھا۔) پھر مغرب کی نماز پڑھی جب سورج غروب ہو گیا۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی جب سرخی غائب ہوئی۔ پھر فجر کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہوئی۔ پھر اگلے دن ظہر کی نماز پڑھی جب سایہ آدمی کے قد کے برابر تھا۔ پھر عصر کی نماز پڑھی جب آدمی کا سایہ دگنا ہو گیا اور اتنا وقت باقی تھا کہ ایک اونٹ سوار درمیانی تیز چال سے ذوالحلیفہ پہنچ سکتا تھا' پھر مغرب کی نماز پڑھی جب سورج ڈوب چکا تھا' پھر عشاء کی نماز تہائی

٥٢٥- [صحيح] حسين بن بشير مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد كثيرة، وفي رواية أبي داود: "ولم يعد إلى أن يسفر" فالإسفار منسوخ.

كَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ مِثْلَيْهِ قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ سَيْرَ الْعَنَقِ إِلَى ذِي الْحُلَيْفَةِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِ اللَّيْلِ - شَكَّ زَيْدٌ - ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ.

یا نصف رات کے وقت پڑھی' پھر فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھی۔

فوائد و مسائل: ① "سایہ تسمے کے برابر تھا۔" یعنی دیواروں کی مشرقی جانب ابھی معمولی سا سایہ آیا تھا' جیسے دیوار کے ساتھ ساتھ تسمہ بچھا دیا جائے' یعنی باریک سی لائن کی طرح' گویا سورج ڈھلتے ہی۔ ② عصر کی نماز کے وقت یہی تسمہ مثل اول سے زائد تھا' یعنی معمولی سا زائد سایہ جو تسمے کی موٹائی کے برابر تھا۔ ③ مغرب کی نماز کا آخری وقت غروب شفق ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث میں صراحت سے ذکر ہے مگر چونکہ مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے' اس لیے عموماً غروب شمس ہی کے ساتھ پڑھ لی جاتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں دوسرے دن بھی غروب شمس ہی کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے' اس لیے بعض فقہاء نے کہہ دیا کہ مغرب کی نماز کا اول و آخر وقت ایک ہی ہے لیکن صحیح بات وہ ہے جو پیچھے بیان ہوئی۔

(المعجم ١٦) - كَرَاهِيَةُ النَّوْمِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ (التحفة ٤٠)

باب: ۱۶- مغرب کی نماز کے بعد سونے کی کراہت

٥٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنِي سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَرْزَةَ، فَسَأَلَهُ أَبِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ؟ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ، وَكَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ حِينَ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ

۵۲۶- حضرت سیار بن سلامہ بیان کرتے ہیں کہ میں (اپنے والد کے ساتھ) حضرت ابو برزہ ﷺ کے پاس گیا۔ میرے والد محترم نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ فرض نمازیں کیسے پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ ظہر کی نماز' جسے تم اولیٰ (پیشین) کہتے ہو' اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھلتا تھا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے کہ (نماز کے بعد) ہم میں سے کوئی شخص مدینے کی انتہائی دور والی مضافاتی بستی

٥٢٦- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما يكره من السمر بعد العشاء، ح: ٥٩٩ من حديث يحيى القطان، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها وهو التغليس . . . الخ، ح: ٦٤٧ من حديث سيار ابن سلامة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٦٧٥ عن محمد بن بشار به.

وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

میں اپنے گھر واپس پہنچ جاتا تھا جبکہ سورج ابھی زندہ ہوتا تھا' اور میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں انھوں نے کیا فرمایا۔ اور آپ اچھا سمجھتے تھے کہ عشاء کی نماز کو' جسے تم عتمہ (اندھیری) کہتے ہو' دیر سے پڑھیں۔ اور آپ عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور بعد میں باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ اور آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو آدمی اپنے ہم نشین کو پہچان سکتا تھا۔ اور آپ ﷺ ساٹھ سے سو آیات تک (نماز فجر میں) تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مغرب کی نماز کے بعد سونا اس لیے منع ہے کہ اس سے عشاء کی نماز فوت ہو جانے کا خطرہ ہے اور بعد میں باتیں کرنا اس لیے منع ہے کہ اس سے فجر کی نماز وقت یا جماعت سے رہ جانے کا خدشہ ہے۔ ② ظہر کو بعض لوگ اولیٰ کہتے تھے اور عصر کو آخرہ کیونکہ عصر بعد میں پڑھی جاتی ہے اور ظہر پہلے۔ فارسی میں بھی ظہر کو اسی لیے ''پیشین'' اور عصر کو ''دیگر'' کہا جاتا ہے۔ عشاء چونکہ اندھیرے میں پڑھی جاتی ہے' اس لیے بعض لوگ اسے عتمہ (اندھیرے کی نماز) کہتے تھے' پھر وہ مغرب کو عشاء کہہ دیتے تھے۔ اس سے آپ نے سختی سے منع فرما دیا کیونکہ اس سے مغرب اور عشاء کے احکام میں اشتباہ پیدا ہوتا تھا۔

(المعجم ١٧) - أَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَاءِ (التحفة ٤١)

باب: ١٧- عشاء کی نماز کا اول وقت

٥٢٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ

٥٢٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام زوال شمس کے وقت نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! اٹھیے اور ظہر کی نماز پڑھیے' جب سورج ڈھل گیا۔ پھر ٹھہرے حتی کہ جب آدمی کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تو وہ عصر کی نماز کے لیے آپ

٥٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في مواقيت الصلاة، عن النبي ﷺ، ح: ١٥٠ من حديث ابن المبارك به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وله شواهد كثيرة، منها ما أخرجه الطبراني في الأوسط: ٤٠٣١، ٤٠٤٠، ح: ٦٧٨٣، وقال الهيثمي في المجمع: ١/ ٣٠٤ "إسناده حسن".

حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدُ! فَصَلِّ الظُّهْرَ حِينَ مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ مَكَثَ حَتَّى إِذَا كَانَ فَيْءُ الرَّجُلِ مِثْلَهُ جَاءَهُ لِلْعَصْرِ فقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدُ! فَصَلِّ الْعَصْرَ، ثُمَّ مَكَثَ حَتَّى إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ جَاءَهُ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدُ! فَصَلِّ الْمَغْرِبَ، فَقَامَ فَصَلَّاهَا حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ سَوَاءً، ثُمَّ مَكَثَ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ الشَّفَقُ جَاءَهُ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّ الْعِشَاءَ فَقَامَ فَصَلَّاهَا ثُمَّ جَاءَهُ حِينَ سَطَعَ الْفَجْرُ فِي الصُّبْحِ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدُ! فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الْغَدِ حِينَ كَانَ فَيْءُ الرَّجُلِ مِثْلَهُ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدُ! فَصَلِّ، فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ جَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ كَانَ فَيْءُ الرَّجُلِ مِثْلَيْهِ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدُ! فَصَلِّ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَقْتًا وَاحِدًا لَمْ يَزُلْ عَنْهُ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلْعِشَاءِ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلصُّبْحِ حِينَ أَسْفَرَ جِدًّا فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّ فَصَلَّى الصُّبْحَ فَقَالَ: «مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ كُلُّهُ».

کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! اٹھیے اور عصر کی نماز پڑھیے۔ پھر کچھ دیر ٹھہرے حتی کہ جب سورج غروب ہوگیا تو پھر آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! اٹھیے اور مغرب کی نماز پڑھیے۔ آپ اٹھے اور مغرب کی نماز پڑھی جب سورج پورا ڈوب گیا۔ پھر ٹھہرے حتی کہ جب سرخی غائب ہوگئی تو پھر آپ کے پاس آئے اور کہا: (اے محمد!) اٹھیے اور عشاء کی نماز پڑھیے۔ آپ اٹھے اور آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر آپ کے پاس آئے جب صبح کو فجر کی روشنی چمک اٹھی اور کہا: اٹھیے اے محمد (ﷺ)! اور نماز پڑھیے۔ آپ اٹھے اور صبح کی نماز پڑھی۔ پھر اگلے دن آپ کے پاس آئے جب ہر آدمی کا سایہ اس کے برابر ہوگیا اور کہا: اٹھیے اے محمد (ﷺ)! اور نماز پڑھیے تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے جب آدمی کا سایہ دگنا ہوگیا اور کہا: اٹھیے اے محمد (ﷺ)! اور نماز پڑھیے۔ تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی' پھر وہ مغرب کی نماز کے لیے آپ کے پاس آئے جب سورج غروب ہوا' کل والے وقت پر ہی اور کہا: اٹھیے اور نماز پڑھیے تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر وہ عشاء کی نماز کے لیے آپ کے پاس آئے جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر چکا تھا اور کہا: اٹھیے اور نماز پڑھیے تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر وہ صبح کی نماز کے لیے آپ کے پاس آئے جب خوب روشنی ہو چکی تھی اور کہا: اٹھیے اور نماز پڑھیے تو آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر جبریل کہنے لگے: تمام نمازوں کا وقت ان دونوں کی نمازوں کے درمیان میں ہے۔

فائدہ: عشاء کا اول وقت وہی ہے جو مغرب کا آخری وقت ہے، یعنی غروب شفق۔ (تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے حدیث:٥٢٣)

(المعجم ١٨) - تَعْجِيلُ الْعِشَاءِ (التحفة ٤٢)

باب:١٨-عشاء کی نماز جلدی پڑھنا

٥٢٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَنٍ قَالَ: قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا، كَانَ إِذَا رَآهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوا عَجَّلَ وَإِذَا رَآهُمْ قَدْ أَبْطَؤُوا أَخَّرَ.

٥٢٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت پڑھتے تھے اور عصر کی نماز پڑھتے تو سورج (زردی سے) صاف اور سفید ہوتا تھا اور مغرب کی نماز پڑھتے جب سورج ڈوب جاتا اور عشاء کی نماز (مختلف اوقات میں پڑھتے۔) جب دیکھتے کہ سب جمع ہو گئے ہیں تو جلدی پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ انھوں نے تاخیر کی ہے تو دیر سے پڑھتے۔

فوائد و مسائل: ① [اَلْهَاجِرَة] ''نصف النہار'' سے مراد زوال کے فوراً بعد ہے۔ ② عشاء کی نماز میں ثلث لیل (تہائی رات) تک تاخیر مستحب ہے مگر نمازیوں کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر لوگ کام کاج والے ہوں جنھیں جلدی نیند آ جاتی ہے تو اول وقت میں پڑھ لی جائے تاکہ وہ نماز با جماعت سے محروم نہ ہوں۔ اگر فارغ قسم کے لوگ ہیں جو دیر سے سوتے ہیں تو ثلث لیل تک تاخیر کر لی جائے، مزید مجبوری ہو تو نصف رات تک تاخیر کر لیں۔ اس سے زیادہ تاخیر تو صرف اضطراری حالت ہی میں ہو سکتی ہے، مثلاً: کسی کو نیند آ گئی اور وہ سویا رہ گیا اور نماز نہ پڑھی گئی، تو وہ صبح تک پڑھ لے۔ گویا وقت استحباب ثلث لیل تک، وقت جواز نصف لیل تک اور وقت اضطرار فجر طلوع ہونے تک ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٩) - بَابُ الشَّفَقِ (التحفة ٤٣)

باب:١٩-شفق (غروب آفتاب کے بعد کی سرخی) کا بیان

٥٢٨ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت صلاة المغرب، ح:٥٦٠، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح:٦٤٦/ ٢٣٣ عن محمد بن بشار به.

٥٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِمِيقَاتِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ عِشَاءِ الْآخِرَةِ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ.

۵۲۹-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: میں سب لوگوں سے زیادہ اس نماز' یعنی عشاء کے وقت کو جانتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ یہ نماز تیسری رات کا چاند غروب ہونے پر پڑھتے تھے۔

٥٣٠- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ.

۵۳۰-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! بلاشبہ میں اس نماز' یعنی عشاء آخرہ کے وقت کو سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ یہ نماز تیسری رات کا چاند غروب ہونے پر پڑھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① تیسری رات کا چاند تقریباً اڑھائی گھنٹے کے بعد غروب ہوتا ہے۔ ② ان احادیث کی شفق سے کوئی مناسبت نظر نہیں آتی کیونکہ شفق تو تیسری رات کے چاند سے بہت قبل غروب ہو جاتی ہے۔ اصل میں یہ اشارہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کے اس موقف کی طرف ہے کہ شفق سے سفیدی مراد ہے نہ کہ سرخی جیسا کہ ان کی اس تبویب [ذِكْرُمَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ الشَّفَقَ الْبَيَاضُ] (السنن الكبرىٰ للنسائي: ۴۷۲/۱) سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر سفیدی بھی اس سے بہت پہلے ختم ہو جاتی ہے' لہٰذا اس سے امام صاحب رحمہ اللہ کا استدلال غیر واضح ہے۔ واللہ أعلم. صحیح بات یہ ہے کہ شفق سے مراد سورج غروب ہونے کے بعد افق پر ظاہر ہونے والی سرخی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۷/۵۷-۶۰)

(المعجم ٢٠) - مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ (التحفة ٤٤)

باب: ۲۰-عشاء کی نماز دیر سے پڑھنا مستحب ہے

٥٢٩ـ [صحيح] انظر الحديث الآتي.

٥٣٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وقت العشاء الآخرة، ح: ٤١٩، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في وقت صلاة العشاء الآخرة، ح: ١٦٥، ١٦٦ من حديث أبي عوانة به، وصححه أبوبكر بن العربي والنووي.

٥٣١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَخْبِرْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ؟ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ، وَكَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ قَالَ: وَنَسِيتُ مَا قَالَ لِي فِي الْمَغْرِبِ قَالَ: وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ تُؤَخَّرَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ قَالَ: وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

٥٣١- حضرت سیار بن سلامہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد محترم' حضرت ابوبرزہ اسلمی ؓ کے پاس گئے۔ میرے والد محترم نے ان سے کہا: بتایئے رسول اللہ ﷺ فرض نمازیں کیسے پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ دوپہر کی نماز (ظہر)' جسے تم اولیٰ (پیشین) کہتے ہو' اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی شخص (آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد) مدینے کی انتہائی دور والی مضافاتی بستی میں اپنے گھر کو جاتا تھا تو اس وقت بھی سورج زندہ ہوتا تھا اور میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں آپ نے کیا فرمایا؟ اور آپ عشاء کی نماز' جسے تم عتمہ کہتے ہو' دیر سے پڑھنا اچھا سمجھتے تھے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا ناپسند فرماتے تھے اور صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو آدمی اپنے ہم نشیں کو پہچان سکتا تھا اور آپ ساٹھ سے سو آیات تک نماز میں تلاوت فرماتے تھے۔

فائدہ: فوائد و مسائل کے لیے دیکھیے حدیث:٥٢٦۔

٥٣٢- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَيُّ حِينٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ الْعَتَمَةَ إِمَامًا أَوْ خِلْوًا؟ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ

٥٣٢- جناب ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا: کون سا وقت آپ زیادہ مناسب سمجھتے ہیں کہ میں اس میں عشاء کی نماز پڑھوں' خواہ امام ہوں یا اکیلا؟ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس ؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک

٥٣١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٩٦، ٥٢٦.

٥٣٢ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب النوم قبل العشاء لمن غلب، ح: ٥٧١، ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٤٢/ ٢٢٥ من حديث ابن جريج به.

عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِالْعَتَمَةِ حَتَّى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوا وَرَقَدُوا وَاسْتَيْقَظُوا، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: اَلصَّلَاةَ اَلصَّلَاةَ! قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْآنَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى شِقِّ رَأْسِهِ [قَالَ: وَأَشَارَ] فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَأَوْمَأَ إِلَيَّ كَمَا أَشَارَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَبَدَّدَ لِي عَطَاءٌ بَيْنَ أَصَابِعِهِ بِشَيْءٍ مِنْ تَبْدِيدٍ، ثُمَّ وَضَعَهَا فَانْتَهَى أَطْرَافُ أَصَابِعِهِ إِلَى مُقَدَّمِ الرَّأْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا يَمُرُّ بِهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتَّى مَسَّتْ إِبْهَامَاهُ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ ثُمَّ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ الْجَبِينِ لَا يَقْصُرُ وَلَا يَبْطُشُ شَيْئًا إِلَّا كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ لَا يُصَلُّوهَا إِلَّا هٰكَذَا.

رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کو مؤخر کیا حتی کہ لوگ سو گئے' پھر جاگے (مگر آپ ابھی تک تشریف نہ لائے تھے' لہٰذا) پھر سو گئے' پھر جاگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پکارا: (اے اللہ کے رسول!) نماز! نماز! (نماز کے لیے تشریف لائیے!) عطاء نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی ﷺ تشریف لائے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور آپ نے اپنا ہاتھ سر کی ایک جانب رکھا ہوا تھا' پھر آپ نے اشارہ کیا۔ (ابن جریج نے کہا:) میں نے عطاء سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے اپنا دست مبارک کس طرح سر پر رکھا ہوا تھا؟ عطاء نے میرے سامنے اس طرح اشارہ کیا جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔ عطاء نے اپنی انگلیاں کچھ کھولیں' پھر انھیں سر پر رکھا کہ آپ کی انگلیوں کے کنارے سر کے اگلے حصے تک پہنچتے تھے' پھر اس (عطاء) نے اپنی انگلیاں ملا لیں اور انھیں اس طرح سر پر سے گزارا کہ آپ کے انگوٹھے کان کے اس کنارے کو لگے جو چہرے کی جانب ہے' پھر کنپٹی اور ماتھے کے کنارے کو لگے۔ وہ ذرہ بھر بھی کمی بیشی نہ کرتے تھے بلکہ بالکل اسی طرح' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انھیں حکم دیتا کہ وہ ضرور اسی وقت نماز پڑھا کریں۔''

فوائد و مسائل: ① ''لوگ سو گئے۔'' اس سونے سے مراد وہ نیند ہے جس سے شعور اور ادراک ختم نہیں ہوتا جسے ہماری زبان میں اونگھ کہتے ہیں' یعنی سخت اونگھ آ گئی' بیٹھے' کھڑے اور لیٹے تمام حالتوں میں یہ حالت طاری

ہو سکتی ہے کیونکہ یہاں حقیقی نیند، جس سے ادراک اور انسانی شعور ختم ہو جاتا ہے، مراد لینا درست نہیں لگتا کیونکہ اس میں وضو ٹوٹ جاتا ہے، خواہ وہ جس حالت میں بھی آئی ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ نہا کر تشریف لائے تھے اور اپنے سر کے بالوں سے پانی نچوڑ رہے تھے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عطاء رحمہ اللہ نے اشارے سے سمجھایا اور تفصیل سے ہاتھ گزار کر واضح کیا۔ سر کے لمبے بالوں سے اسی طرح پانی نچوڑا جاتا ہے۔ ③ ''اگر خطرہ نہ ہوتا'' معلوم ہوتا ہے کہ اگر مقتدی حضرات کو تاخیر میں مشقت ہو تو نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے ورنہ دیر سے پڑھنا اچھا ہوگا۔ نمازوں کے اوقات کی وسعت دراصل لوگوں کی مجبوریوں کے پیش نظر ہے۔ واللہ أعلم.
④ سلف صالحین نمازوں کو ان کے اولیٰ اور افضل اوقات میں پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ ⑤ مفتی پر لازم ہے کہ اپنے فتوے کو قرآن و سنت کے دلائل سے مزین کرے اور سائل کے لیے ضروری ہے کہ وہ جواب کو نہایت توجہ اور انہماک سے سنے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ کر کما حقہ آگے بیان کر سکے۔ ⑥ امت محمدیہ کی فضیلت ہے کہ نماز عشاء کو صرف اس امت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جیسا کہ سنن ابوداود کی روایت میں ہے: [فَإِنَّكُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلٰی سَائِرِ الْأُمَمِ، وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ] ''یقیناً تمھیں اس نماز (عشاء) کے ذریعے سے تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے، تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٤٢١)

٥٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَامَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَنَادٰى: اَلصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللهِ! رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْمَاءُ يَقْطُرُ مِنْ رَأْسِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «إِنَّهُ الْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِي».

٥٣٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز مؤخر کی حتی کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے پکارا۔ اے اللہ کے رسول! نماز کے لیے تشریف لائیے۔ عورتیں اور بچے سو گئے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو پانی کے قطرے آپ کے سر سے گر رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے: ''یہ ہے عشاء کی نماز کا اصل وقت، اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خطرہ نہ ہوتا۔''

٥٣٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البخاري، التمني، باب ما يجوز من اللَّو، ح: ٧٢٣٩ من حديث عمرو بن دينار به.

٥٣٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ.

۵۳۴- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کو دیر سے پڑھا کرتے تھے۔

٥٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

۵۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انھیں عشاء کی نماز مؤخر کرنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

(المعجم ٢١) - آخِرُ وَقْتِ الْعِشَاءِ (التحفة ٤٥)

باب:۲۱-عشاء کی نماز کا آخری وقت

٥٣٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حِمْيَرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَبْلَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ [ح:] وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْلَةً بِالْعَتَمَةِ فَنَادَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «مَا يَنْتَظِرُهَا غَيْرُكُمْ» وَلَمْ يَكُنْ يُصَلَّى يَوْمَئِذٍ إِلَّا

۵۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز مؤخر کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ (ﷺ) کو پکارا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''تمھارے علاوہ کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔'' اور ان دنوں مدینہ منورہ کے علاوہ کہیں نماز نہ پڑھی جاتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اس نماز کو سرخی غائب ہونے سے لے کر تہائی رات تک پڑھو۔'' یہ الفاظ ابن حمیر کے ہیں۔

٥٣٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح:٦٤٣ عن قتيبة به.

٥٣٥ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح:٢٥٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

٥٣٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور . . . الخ، ح:٨٦٢ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح:٦٣٨ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح:١٥١٦ .

بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ قَالَ: «صَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ». وَاللَّفْظُ لِابْنِ حِمْيَرَ.

فوائد و مسائل: ① عشاء کا افضل وقت تہائی رات، وقتِ جواز نصف رات اور وقت اضطرار طلوع فجر تک رہتا ہے۔ (مزید فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: نمبر ۴۸۳، ۵۲۸، ۵۳۲) ② چھوٹا بڑے کو کسی کام پر تنبیہ کر سکتا ہے۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر شوق سے جماعت میں حاضر ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے بچے بھی باجماعت نماز کے لیے حاضر ہوتے۔ یہ چیز ان کی اعمال صالحہ پر شدید حرص اور اشتیاق پر دلالت کرتی ہے۔

٥٣٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ح: وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتَّى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى وَقَالَ: «إِنَّهُ لَوَقْتُهَا لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي».

۵۳۷- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز کو مؤخر فرمایا حتی کہ بہت رات گزر گئی اور مسجد والے (خصوصاً عورتیں اور بچے) سو گئے، پھر آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور فرمایا: ”بلاشبہ یہی ہے اس کا (اصل) وقت اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خطرہ نہ ہوتا۔“

فائدہ: ”بہت رات“ اس سے مراد اکثر رات نہیں کیونکہ نصف رات کے بعد تو وقت جواز نہیں رہتا۔ صحیحین (بخاری اور مسلم) کی احادیث میں صراحت ہے کہ نصف رات ختم نہ ہوئی تھی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حديث: ٦٠٠، وصحيح مسلم، المساجد، حديث: ٦٤٠) لہٰذا اس سے مراد رات کا کافی حصہ ہے۔ اصل وقت سے مراد یہ ہے کہ اگر نیند کا لحاظ نہ رکھا جائے تو نماز آدھی رات کو ہونی چاہیے تھی، جس طرح ظہر کی نماز دوپہر کو ہوتی ہے، مگر نیند کا لحاظ رکھتے ہوئے اب اس کا افضل وقت تہائی رات تک ہے۔

٥٣٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

۵۳۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے،

٥٣٧- أخرجه مسلم، ح: ٦٣٨/ ٢١٩ (انظر الحديث السابق) من حديث حجاج بن محمد به.

٥٣٨- أخرجه مسلم، ح: ٦٣٩ (انظر الحديثين السابقين) عن إسحاق بن إبراهيم، والبخاري، مواقيت الصلاة، ◀◀

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَقَالَ حِينَ خَرَجَ: «إِنَّكُمْ تَنْتَظِرُونَ صَلَاةً مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا أَنْ يَثْقُلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ». ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى.

انھوں نے فرمایا: ہم ایک رات بہت دیر تک عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے۔ جب تہائی یا اس سے کچھ زیادہ رات گزر گئی تو آپ تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا: ''تم ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو جس کا انتظار تمھارے علاوہ کسی اور دین والے نہیں کر رہے ہیں اور اگر میری امت پر اس وقت نماز پڑھنا بوجھل نہ ہوتا تو میں یقیناً انھیں اس وقت نماز پڑھاتا۔'' پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اقامت کہی' پھر آپ نے نماز پڑھائی۔

فائدہ: مزید فوائد ومسائل کے لیے دیکھیے: حدیث: ۴۸۳، ۵۳۷۔

٥٣٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَصَلَّى بِهِمْ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَأَنْتُم لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ، وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسُقْمُ السَّقِيمِ لَأَمَرْتُ بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ أَنْ تُؤَخَّرَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ».

۵۳۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی' پھر ہماری طرف نہیں نکلے حتی کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا' پھر آپ تشریف لائے اور انھیں (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو) نماز پڑھائی' پھر فرمایا: ''لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے مگر تم نماز ہی میں رہے جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے اور اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری مدنظر نہ ہوتی تو میں اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔''

٥٤٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا

۵۴۰- حضرت حمید بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس

◄◄ باب النوم قبل العشاء لمن غلب، ح: ٥٧٠ من حديث نافع به.

٥٣٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصلاة، باب وقت صلاة العشاء، ح: ٦٩٣ عن عمران بن موسى الليثي به، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٢٢ من حديث داود بن أبي هند به. * عبدالوارث هو ابن سعيد.

٥٤٠ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، ح: ٦٦١ من حديث ◄◄

إِسْمَاعِيلُ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَنْ صَلَّى أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ [ثُمَّ] قَالَ: «إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا» قَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ. فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ - وَهُوَ ابْنُ حُجْرٍ -: إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ.

ؓ سے پوچھا گیا: کیا نبی ﷺ نے انگوٹھی بنوائی؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، آپ نے ایک رات عشاء کی نماز تقریباً نصف رات تک مؤخر کی۔ جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے اپنا چہرہ ہماری طرف کیا اور فرمایا: ”تم جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے، نماز ہی میں رہے۔“ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی آپ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ علی، یعنی ابن حجر کی حدیث کے الفاظ ہیں: ”نصف رات تک۔“

فوائد ومسائل: ① ”لوگ نماز پڑھ کر سو گئے۔“ جب کہ تم عشاء کی نماز کی وجہ سے نیند اور آرام کو مؤخر کرتے ہو اور صرف نماز کے انتظار میں جاگتے ہو، لہٰذا مغرب سے عشاء کی نماز تک کا وقت ثواب کے لحاظ سے نماز کی طرح ہے۔ اگر نماز سے نماز عشاء مراد ہے تو لوگوں سے مراد مدینہ منورہ کی دوسری مساجد کے لوگ ہوں گے جہاں نماز عشاء جلدی پڑھ لی جاتی تھی۔ اس صورت میں یہ مسجد نبوی کے نمازیوں کی فضیلت ہے۔ ② ”انگوٹھی کی چمک“ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی، نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ یہ انگوٹھی آپ نے مہر لگانے کے لیے بنوائی تھی۔ معلوم ہوا کہ مرد انگوٹھی پہن سکتا ہے لیکن شرط ہے کہ چاندی کی ہو نہ کہ سونے کی۔ واللہ أعلم. ③ انگوٹھی کے نگینے پر نام وغیرہ کندہ کروایا جا سکتا ہے۔ ④ وعظ ونصیحت کرتے وقت امام کا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونا مسنون عمل ہے۔

(المعجم ٢٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي أَنْ يُقَالَ لِلْعِشَاءِ الْعَتَمَةُ (التحفة ٤٦)

باب:۲۲-عشاء کی نماز کو عتمہ (اندھیرے کی نماز) کہنا

٥٤١- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ح: وَالْحَارِثُ

۵۴۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ اذان کہنے اور

◀◀ إسماعيل بن جعفر به.

٥٤١- أخرجه البخاري، الأذان، باب الاستهام في الأذان، ح: ٦١٥، ومسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح: ٤٣٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٦٨، والكبرى، ح: ١٥٢١.

ابْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ عَلِمُوا مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا».

صف اول میں کھڑے ہونے کی فضیلت جان لیتے تو پھر قرعہ اندازی کے سوا کوئی چارۂ کار نہ پاتے اور ضرور (ان دو چیزوں کے لیے) قرعہ اندازی کرتے۔ اور اگر لوگ جان لیتے کہ ظہر کی نماز جلدی پڑھنے میں کیا فضیلت ہے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھتے۔ اور اگر عتمہ (عشاء) اور صبح کی نماز کی فضیلت جانتے تو ضرور حاضر ہوتے، خواہ گھسٹ کر آنا پڑتا۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے اذان اور پہلی صف کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے آدمی صف اوّل میں تب ہی کھڑا ہو سکتا ہے جب وہ مسجد میں پہلے آئے گا اور یہ بذات خود ایک فضیلت والا کام ہے، نیز امام کے قریب کھڑا ہونے سے اسے قراءت اچھی طرح سننے کا موقع ملے گا اور نماز میں اس کی توجہ اور خشوع وخضوع زیادہ ہوگا۔ ② اس حدیث سے نماز عشاء اور فجر کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان میں مشقت زیادہ ہے، اس لیے کہ یہ نیند کے اوقات ہیں ③ جائز امور میں قرعہ اندازی درست ہے۔

(المعجم ٢٣) - اَلْكَرَاهِيَةُ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٤٧)

باب: ۲۳- عشاء کی نماز کو عتمہ کہنا مکروہ ہے

٥٤٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ - هُوَ الْحَفَرِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّهُمْ يُعْتِمُونَ عَلَى الْإِبِلِ وَإِنَّهَا الْعِشَاءُ».

۵۴۲- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعراب (بدوی لوگ) تمھاری اس نماز (عشاء) کے نام کے سلسلے میں تم پر غالب نہ آ جائیں۔ وہ اونٹوں کی وجہ سے اس نماز کو مؤخر کرتے ہیں۔ بلاشبہ اس نماز کا نام عشاء ہے۔''

٥٤٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٤٤ من حديث سفيان الثوري به. وهو في الكبرى، ح: ١٥٢٢.

٥٤٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: «لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ أَلَا إِنَّهَا الْعِشَاءُ».

۵۴۳- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''یہ اعرابی (بدوی لوگ) تمھاری اس نماز کے نام (کے معاملے) میں تم پر غالب نہ آ جائیں۔ خبردار! بلاشبہ یہ عشاء ہے۔''

فوائد ومسائل: ① پچھلے باب والی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے خود عتمہ فرمایا ہے اور ان دو روایات میں اس سے روکا گیا ہے، لہٰذا یا تو پہلی روایت نہی سے پہلے کی ہوگی یا عتمہ کہنا جائز تو ہوگا مگر مناسب نہیں، یعنی مکروہ تنزیہی ہوگا کیونکہ قرآن مجید میں اس نماز کا نام صراحتاً عشاء ہے۔ اگر نام بدل گیا تو عشاء کی نماز کے احکام مجہول ہو جائیں گے۔ ② اعراب (بدوی لوگ) صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے تھے کہ عشاء کو عتمہ کہتے تھے بلکہ وہ مغرب کی نماز کو عشاء کہتے تھے۔ یہ تو قطعاً درست نہیں کیونکہ پھر تو عشاء کی نماز کے احکام مغرب پر جا لگیں گے اور بہت پیچیدگی پیدا ہو جائے گی۔ عشاء کو عتمہ کہنا تو وصف کی بنا پر ہے، اس لیے اس میں کچھ نرمی ہے مگر مغرب کو عشاء کہنا قطعاً درست نہیں ہے۔ ③ اعراب سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحرا میں الگ تھلگ رہتے تھے۔ شہروں اور بستیوں سے دور اور ان کی تہذیب سے نفور۔ انھیں بدوی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ فصاحت و بلاغت اور خالص عربی زبان کے ماہر تھے۔

(المعجم ٢٤) - أَوَّلُ وَقْتِ الصُّبْحِ (التحفة ٤٨)

باب: ۲۴- صبح کی نماز کا اول وقت

٥٤٤- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى

۵۴۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی جب صبح آپ کے لیے واضح ہوگئی۔

٥٤٣ـ انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٢٣.

٥٤٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ١٢١٨ من حديث حاتم به مطولاً، وهذا طرف منه، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٢٥.

رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّبْحَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ.

فائدہ: صبح کی نماز کا اول وقت بلا اختلاف صبح صادق ہے۔ صبح صادق سے مراد روشنی کی وہ سفید پٹی ہے جو افق کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوتی ہے۔ پھیلنے سے پہلے جب چند شعاعیں نیچے سے اوپر کو اٹھتی ہوئی نظر آتی ہیں، وہ صبح کاذب ہے۔ صبح کاذب نماز میں معتبر ہے نہ روزے میں بلکہ صبح صادق ہی اصل صبح ہے۔ روشنی واضح ہونے سے یہی مراد ہے۔

٥٤٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا مِنَ الْغَدِ أَمَرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ، فَصَلَّى بِنَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَسْفَرَ ثُمَّ أَمَرَ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا، ثُمَّ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ».

۵۴۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے صبح کی نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا۔ جب اگلے دن صبح ہوئی تو جونہی پو پھٹی آپ نے حکم دیا کہ نماز کی اقامت کہی جائے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ جب اگلا دن ہوا تو آپ نے روشنی ہونے دی۔ پھر آپ نے حکم دیا تو نماز کی اقامت کہی گئی اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کہاں ہے وہ شخص جو نماز کے وقت کے بارے میں سوال کرتا تھا؟ ان دونوں کے درمیان وقت ہے۔''

فائدہ: پو پھٹنے سے مراد بھی صبح صادق ہی ہے۔

(المعجم ٢٥) - اَلتَّغْلِيسُ فِي الْحَضَرِ (التحفة ٤٩)

باب: ۲۵- حضر میں نمازِ صبح اندھیرے میں پڑھنی چاہیے

٥٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ

۵۴۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے

٥٤٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٣ من حديث إسماعيل ابن علية عن حميد الطويل به، ورواه يحيى القطان (أحمد: ٣/ ١٨٢)، ومحمد بن عبدالله (أيضًا: ٣/ ١٨٩) عن حميد به، وللحديث شواهد كثيرة. * إسماعيل هو ابن جعفر في هذا السند، وهذا الحديث في الكبرٰى للنسائي، ح: ١٥٢٦.

٥٤٦- أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، ح: ٨٦٧، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها ... الخ، ح: ٦٤٥/ ٢٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/ ٥، والكبرٰى، ح: ١٥٢٨.

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

رسول ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی گھروں کو واپس جاتی تھیں اور اندھیرے کی بنا پر پہچانی نہ جاتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز عموی طور پر اندھیرے میں شروع فرماتے اور اندھیرے ہی میں مکمل فرما لیتے' لہٰذا جب عورتیں پردے میں واپس جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے ان کی چال ڈھال کا اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ انھیں پہچانا جا سکے۔ ② عورتوں کی پہچان عموماً چال ڈھال سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ پردے میں رہتی ہیں' لہٰذا یہ کہنا کہ وہ چادروں کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں' غلط ہے۔ اگر یہ وجہ ہوتو پھر وہ دوپہر کو بھی نہ پہچانی جائیں کیونکہ چادر میں تو اس وقت بھی ہوں گی۔ دراصل وجہ اندھیرا ہی ہے' اس لیے بھی کہ اس روایت میں صراحتاً یہی علت بیان کی گئی ہے۔ ③ عورتیں کسی بھی نماز کے لیے مسجد میں آ سکتی ہیں۔ بعض حضرات کا رات اور دن کی نمازوں اور بوڑھی اور جوان عورت میں فرق کرنا بے دلیل ہے۔

٥٤٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الصُّبْحَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ فَيَرْجِعْنَ فَمَا [يَعْرِفُهُنَّ] أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ.

۵۴۷-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز اپنی چادروں میں لپٹ کر پڑھتی تھیں' پھر واپس جاتیں تو اندھیرے کی بنا پر کوئی انھیں پہچان نہیں سکتا تھا۔

(المعجم ٢٦) - اَلتَّغْلِيسُ فِي السَّفَرِ (التحفة ٥٠)

باب:۲۶-سفر میں بھی نماز صبح اندھیرے میں پڑھنی چاہیے

٥٤٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ

۵۴۸-حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی

٥٤٧ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ٦٤٥/ ٢٣٠ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الصلاة، باب: في كم تصلي المرأة من الثياب؟، ح: ٣٧٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٢٧.

٥٤٨ـ أخرجه البخاري، صلاة الخوف، باب التبكير والغلس بالصبح . . . الخ، ح: ٩٤٧ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٢٩.

ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِغَلَسٍ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنْهُمْ، فَأَغَارَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ» مَرَّتَيْنِ «إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ».

جب کہ آپ خیبر کے یہودیوں سے قریب تھے' پھر آپ نے ان پر حملہ کیا اور دو دفعہ فرمایا: "اللّٰہ أکبر! خیبر ویران ہوا۔" (پھر فرمایا:) ''بلاشبہ جب ہم کسی قوم کے صحن (میدان) میں اتر پڑتے ہیں تو ان ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بہت بری ہو جاتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے حملہ صبح کے بعد کیا کیونکہ آپ صبح کی اذان کا انتظار فرماتے تھے۔ اگر اذان سنتے تو حملہ نہ کرتے تاکہ وہاں مسلمان حملے میں نہ مارے جائیں اور اگر اذان نہ سنتے تو حملہ کر دیتے کہ سب کافر ہیں۔ ② ''خیبر ویران ہوا۔'' یہ پیش گوئی ہو سکتی ہے جو واقعتاً پوری ہوئی۔ دعا بھی ہو سکتی ہے' پھر معنی ہوں گے ''خیبر ویران ہو جائے۔'' یہ جملہ بطور فال بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جب نبی ﷺ خیبر پہنچے تو وہ آگے سے ٹوکرے اور کدالیں لے کر آ رہے تھے۔ ③ جن کفار کو پہلے اسلام کی دعوت دی جا چکی ہو' ان پر چڑھائی کرنا جائز ہے۔ ④ دشمن کا سامنا کرتے وقت اللہ اکبر کہنا مسنون عمل ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ الْإِسْفَارِ (التحفة ٥١)

باب: ٢٧- فجر کی نماز روشنی میں بھی پڑھی جا سکتی ہے

٥٤٩- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ».

٥٤٩- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبح (کی نماز) کو روشن کرو۔''

٥٥٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ

٥٥٠- حضرت محمود بن لبید ؓ نے اپنی قوم انصار کے کئی بزرگوں سے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ

٥٤٩- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وقت الصبح، ح: ٤٢٤، وابن ماجه، الصلاة، باب وقت صلاة الفجر، ح: ٦٧٢ من حديث ابن عجلان به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٣٠، وصححه الترمذي، ح: ١٥٤، وابن حبان، والحديث منسوخ كما تقدم، ح: ٥٢٥.

٥٥٠- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٥١، ح: ٤٢٩٤ من حديث ابن أبي مريم عن أبي غسان محمد بن مطرف به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٣١، والحديث منسوخ كما تقدم في الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رِجَالٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ بِالْأَجْرِ».

نے فرمایا: ''فجر کی نماز پڑھتے پڑھتے تم جس قدر بھی روشنی کرو گے' وہ تمھارے لیے ثواب میں اضافے کا ذریعہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''روشن کرو'' کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ دیر کر کے پڑھو۔ یہ اگرچہ جائز ہے مگر افضل نہیں کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ اندھیرے میں نماز پڑھنے کا تھا جیسے کہ اوپر بیان ہوا' اس لیے اس روایت کے کچھ اور مفہوم بھی بیان کیے گئے ہیں' مثلاً: نماز اندھیرے میں شروع کر کے لمبی قراءت کی جائے حتی کہ روشنی ہو جائے۔ دوسری روایت کے ترجمے میں یہی مفہوم اختیار کیا گیا ہے اور یہ آپ کے عمل کے مطابق بھی ہے۔ یا روشنی سے مراد افق (آسمان کے کنارے) پر روشنی ہے نہ کہ زمین پر' یعنی نماز اس وقت پڑھی جائے جب مشرقی افق روشن ہو جائے' البتہ زمین پر اندھیرا ہی ہو گا۔ یہ مفہوم بھی آپ کے طرز عمل سے مطابقت رکھتا ہے۔ یا یہ حکم ان مساجد کے لیے ہے جن میں بڑا مجمع ہوتا ہے' ہر قسم کے نمازی ہوتے ہیں اور وہ جلدی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یا یہ حکم چاندنی راتوں کے لیے ہے تاکہ صبح کے طلوع ہونے کا یقین ہو جائے۔ یا یہ حکم چھوٹی راتوں سے خاص ہے تاکہ لوگ آسانی سے جماعت کے ساتھ مل جائیں' جتنے مقتدی زیادہ ہوں گے' اتنا ہی ثواب زیادہ ہو گا۔ واللہ أعلم. ② دوسری روایت کا مطلب یہ ہے کہ نماز اندھیرے میں شروع ہو جائے' پھر پڑھتے پڑھتے روشنی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو زیادہ ثواب والی بات ہے' مگر بعد میں کم از کم اتنا وقت سورج طلوع ہونے تک ضرور ہونا چاہیے کہ اگر ضرورت پڑے تو نیا وضو کر کے مسنون طریقے سے دوبارہ نماز باجماعت دہرائی جا سکے۔ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ (التحفة ٥٢)

باب: ۲۸- جس شخص نے صبح کی نماز سے ایک رکعت پالی......؟

٥٥١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ:

۵۵۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے صبح کی نماز سے ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے قبل پالی تو اس نے نماز پا

٥٥١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٧٤ عن يحيى بن سعيد القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٨٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٣٥، وأخرجه البخاري، ح: ٥٧٩، ومسلم، ح: ٦٠٨ من حديث الأعرج به.

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا، وَمَنْ أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

لی اور جس شخص نے عصر کی نماز سے ایک رکعت سورج غروب ہونے سے قبل پالی تو اس نے نماز پالی۔''

٥٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْفَجْرِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

٥٥٢-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے فجر کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے قبل پالی تو اس نے نماز پالی اور جس شخص نے عصر کی ایک رکعت غروب آفتاب سے قبل پالی تو اس نے نماز پالی۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۵۱۵ اور اس کے فوائد و مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ٢٩) - آخِرُ وَقْتِ الصُّبْحِ (التحفة ٥٣)

باب:٢٩-صبح کی نماز کا آخری وقت

٥٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي صَدَقَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ

٥٥٣-حضرت انس بن مالک ؓ سے منقول ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ڈھلتا تھا۔ اور آپ عصر کی نماز تمھاری ان دو (ظہر اور عصر کی) نمازوں کے درمیان میں پڑھتے تھے۔ اور مغرب کی نماز پڑھتے جب سورج غروب ہوتا اور

٥٥٢- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح:٦٠٩ من حديث ابن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح:١٥٣٣.

٥٥٣- [صحيح] أخرجه أحمد:٣/ ١٢٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٥٣٢ رواية محمد بن عبدالأعلى، وإسناده حسن. ۞ أبو صدقة اسمه توبة، وثقه الذهبي، وروى عنه شعبة، وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده غالبًا، وللحديث شواهد.

بَيْنَ صَلَاتَيْكُمْ هَاتَيْنِ، وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ قَالَ عَلَى إِثْرِهِ: وَيُصَلِّي الصُّبْحَ إِلَى أَنْ يَنْفَسِحَ الْبَصَرُ.

عشاء کی نماز پڑھتے جب سرخی غائب ہو جاتی۔ پھر انھوں نے اس کے بعد فرمایا کہ آپ صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہوتے جب نظر دور تک دیکھنے لگتی۔

فوائد ومسائل: ① اس دور میں لوگ عصر کی نماز تاخیر سے پڑھنے لگے تھے اس لیے فرمایا کہ آپ کی عصر کی نماز تمھاری آج کل کی ظہر اور عصر کے درمیان ہوتی تھی، یعنی تمھاری موجودہ عصر سے بہت پہلے پڑھ لیتے تھے۔ ② ''نظر دور تک دیکھنے لگتی۔'' یہ صبح کی نماز کا آخری وقت نہیں بلکہ آپ کی نماز کے اختتام کا وقت تھا، گویا صبح کی نماز کا مختار وقت ختم ہو جاتا۔

(المعجم ٣٠) - مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٤)

باب: ٣٠- جس نے کسی نماز کی ایک رکعت پالی

٥٥٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

٥٥٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، اس نے نماز پالی۔''

٥٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

٥٥٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، اس نے نماز پالی۔''

٥٥٦- أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ

٥٥٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی

٥٥٤_أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الصلاة ركعةً، ح: ٥٨٠، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة، ح: ٦٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٠، والكبرٰى، ح: ١٥٣٧.

٥٥٥_أخرجه مسلم، ح: ٦٠٧(انظر الحديث السابق) من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٣٦.

٥٥٦_أخرجه مسلم من حديث الأوزاعي به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٣٨.

الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ - عَنْ مُوسَى ابْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔“

٥٥٧- أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

٥٥٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔“

٥٥٨- أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ أَوْ غَيْرِهَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ».

٥٥٨- حضرت سالم اپنے باپ (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ یا کسی اور نماز کی ایک رکعت پالی تو اس کی نماز پوری ہوگئی۔“

٥٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ:

٥٥٩- حضرت سالم سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی بھی نماز کی ایک

٥٥٧ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٥٣٩، وقال النسائي: "لا نعلم أحدًا تابع أبا المغيرة على قوله عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة، والصواب عن أبي سلمة عن أبي هريرة، وهذه علة غير قادحة، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٥٥٨ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ماجاء فيمن أدرك من الجمعة ركعةً، ح: ١١٢٣ من حديث بقية به، وللحديث شواهد كثيرة عند الدارقطني وغيره، راجع تسهيل الحاجة في تخريج سنن ابن ماجه، ح: ١١٢١.

٥٥٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِي مَا فَاتَهُ».

رکعت پالی اس نے نماز پالی مگر جتنی نماز اس سے رہ گئی ہے اسے پوری کرے گا۔''

فوائد ومسائل: ① اس سے قبل کی احادیث صبح اور عصر کے بارے میں تھیں۔ اس باب کے تحت آنے والی احادیث عام نماز کے بارے میں ہیں کہ جس نماز کی بھی ایک رکعت وقت میں پڑھ لی جائے اور باقی رکعات بھی ساتھ پڑھ لی جائیں تو اگرچہ باقی رکعات وقت کے بعد ادا ہوئی ہیں مگر آغاز کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز قضا کی بجائے ادا معتبر ہوگی۔ ② مزید یہ معلوم ہوا کہ نماز کے آخری وقت میں جو مسافر ہے وہ سفر کی نماز ادا کرے گا اور جو اس وقت مقیم ہے وہ گھر کی نماز پڑھے گا خواہ بعد ہی میں پڑھے۔ اس وقت موت آ جائے تو وہ نماز معاف ہو جائے گی اور اگر اس وقت کوئی بالغ ہو جائے یا حیض رک جائے یا مجنون تندرست ہو جائے تو وہ نماز ان پر واجب ہوگی بشرطیکہ ایک رکعت کا وقت باقی ہو۔ ③ جمعہ کی نماز میں اگر کوئی شخص ایک رکعت میں مل جائے تو وہ جمعہ کی نماز پڑھے گا اور اگر ایک رکعت سے کم میں ملے تو اس حدیث کی رو سے جمعے کی بجائے ظہر کی چار رکعت پڑھے گا، مگر علمائے احناف کے نزدیک اگر جمعہ کی نماز کا سلام پھیرنے سے قبل کسی وقت بھی مل جائے تو جمعہ کی نماز (دو رکعت) ہی پڑھے گا۔ مذکورہ احادیث میں ایک رکعت کی تصریح ہے لہٰذا نص کے مقابلے میں عقلی دلیل غیر معتبر ہے۔ ④ اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ ایک رکعت پالے باقی بعد میں پڑھے تو کہا جائے گا کہ اس نے نماز باجماعت پڑھی ہے اگرچہ شروع سے ساتھ ملنے والا اور یہ شخص ثوابِ جماعت میں برابر نہیں ہو سکتے۔ ⑤ اگر کوئی شخص ایک رکعت کا وقت پائے تو اس پر وہ نماز واجب ہوگی اگر کم پائے تو نماز واجب نہ ہوگی۔ احناف کا خیال ہے کہ اگر تکبیر تحریمہ کا وقت پالے تب بھی نماز واجب ہوگی مگر یہ قول ان احادیث کے خلاف ہے۔ ⑥ بعض اہل علم نے یہاں ''رکعت'' کو رکوع کے معنی میں اور ''صلاۃ'' کو رکعت کے معنی میں کر کے یہ مفہوم نکالا ہے کہ جس شخص نے امام کے ساتھ رکوع پالیا اس نے رکعت پالی، مگر سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ معنی ایک خالی الذہن شخص کی سمجھ میں آتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تمام الفاظ کے حقیقی معانی کو چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینے کی دلیل کیا ہے؟ بغیر دلیل کے تاویل درست نہیں۔ بعض احادیث میں [رَكْعَةً وَّاحِدَةً] کے لفظ بھی ہیں جو اس تاویل کا صراحتاً رد کرتے ہیں۔ باقی رہی اس مسئلے کی تحقیق کہ رکوع کی رکعت معتبر ہے یا نہیں؟ تو وہ اپنے مقام پر آئے گی۔ إن شاء الله.

(المعجم ٣١) - اَلسَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا (التحفة ٥٥)

٥٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشَّمْسُ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا، فَإِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا، فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا، فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا، فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا، وَنَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ».

باب:٣١- وہ اوقات جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے

٥٦٠- حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کا سینگ بھی ہوتا ہے۔ پھر جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ پھر جب سورج سر پر آ جاتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ مل جاتا ہے اور جب سورج ڈھل جاتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان پھر اس سے آ ملتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے روکا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① احادیث میں پانچ اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے: ❁ عین طلوع کے وقت حتی کہ سورج بقدر نیزہ بلند ہو جائے۔ ❁ نصف النہار کے وقت، یعنی جب سورج عین سر پر ہو۔ ❁ سورج کے زردی مائل ہونے سے لے کر غروب تک۔ ❁ نماز فجر کے بعد حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔ ❁ عصر کے بعد۔ تمام علماء ان اوقات میں بلا سبب فرائض ونوافل پڑھنے کی حرمت کے قائل ہیں۔ ہاں، اگر کوئی سببی نماز ہو، جیسے ضروری نماز جو پڑھ نہ سکا ہو، تحیۃ المسجد، وضو کی سنتیں، نماز کسوف، نماز استسقاء، طواف کی دو رکعتیں اور فرض نماز کی دوبارہ ادائیگی جبکہ مسجد میں موجود ہو اور نماز کی اقامت ہو جائے وغیرہ تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ ائمۂ ثلاثہ سوائے فرائض کے باقی تمام نوافل، خواہ سببی ہوں یا غیر سببی، کی ممانعت کے قائل ہیں اور ان کی دلیل یہی ممانعت والی روایات کا عموم ہے جبکہ امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ ان ممنوعہ اوقات میں ہر اس نفل کی ادائیگی کے جواز کے قائل ہیں جس کی کوئی وجہ اور سبب ہو۔ ان کا کہنا ہے کہ جب دو عموم آپس میں متعارض ہوں تو دیکھا جائے گا کہ کس عموم میں تخصیص ہوئی ہے، لہٰذا جو عموم تخصیص سے محفوظ ہے اسے کمزور عموم، یعنی العموم المخصوص پر مقدم کیا جائے گا۔ اس اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب اس

٥٦٠- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في الساعات التي تكره فيها الصلاة، ح: ١٢٥٣ من حديث زيد به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ٢١٩، والكبرٰى، ح: ١٥٤٢.

ممانعت سے فوت شدہ نماز مستثنیٰ ہے جو کہ یاد آنے یا بیدار ہونے پر پڑھ لی جاتی ہے' جب بھی یاد آئے یا جب بھی بیدار ہو کیونکہ حدیث میں اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ سے فجر کی دو سنتیں طلوع شمس کے بعد پڑھیں اور نوافل کی قضا آپ ﷺ نے عصر کے بعد ادا کی' لہٰذا جب ان مکروہ اوقات میں ان مذکورہ نمازوں کے پڑھنے کی اجازت شریعت میں ہے اور ان صورتوں کو مستثنیٰ کر لیا گیا ہے تو اس قسم کے دیگر نوافل جو اسباب کی وجہ سے پڑھے جاتے ہیں تو ان کی تخصیص کیوں نہیں ہو سکتی؟ اس لیے انسان جب بھی مسجد میں داخل ہو بلا کراہت تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے' ایسے ہی دیگر ضروریات کی بنا پر پڑھی جانے والی نمازوں کو ان ممنوعہ اوقات میں پڑھنا جائز ہوگا کیونکہ ان کی ادائیگی کے وقت اسباب پیش نظر ہوتے ہیں' لہٰذا کسی وقت کی قید کے بغیر جب بھی اسباب کا تقاضا ہو' نوافل پڑھنے جائز ہیں کیونکہ اگر اسباب کو نظر انداز کر دیا جائے تو بہت سے دینی مصالح ترک ہو جائیں گے اور یہ شریعت کا مزاج نہیں۔ اس طرح تمام دلائل کا تعارض رفع ہو جاتا ہے اور اس مسئلے میں وارد مختلف احادیث پر عمل بھی ممکن ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاوٰی شیخ الإسلام: ۱۸۷/۳۳' وتوضیح الأحکام شرح بلوغ المرام: ۴۹۲/۱' والفقه الإسلامي وأدلته: ۵۲۴/۱' وشرح النسائي للإتیوبي: ۲۹۹/۷) ② شیطان کا طلوع اور غروب کے وقت سورج کے ساتھ مل جانا اس لیے ہے کہ لوگ ان اوقات میں سورج کی پوجا کرتے ہیں' حدیث میں ہے: [وَحِينَئِذٍ يَّسْجُدُلَهَا الْكُفَّارُ] ''اس وقت کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔'' (صحیح مسلم' صلاة المسافرین' حدیث: ۸۳۲' وإرواء الغلیل: ۲۳۷/۲) شیطان چاہتا ہے کہ میری بھی پوجا ہو' لہٰذا وہ سورج اور اس کی پوجا کرنے والوں کے درمیان سورج کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ اور عین استوا کے وقت نماز سے ممانعت کی علت بھی حدیث میں منقول ہے' فرمایا: [فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ] ''کیونکہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔'' (صحیح مسلم' صلاة المسافرین' حدیث: ۸۳۲) یہ تو حقیقی معنی ہیں اور اس میں کوئی چیز خلاف عقل یا بعید نہیں' البتہ بعض لوگ اسے استعارے پر محمول کرتے ہیں۔ ③ ان تین اوقات میں نفل نماز سے روکا گیا ہے نہ کہ رہ جانے والی فرض نماز سے' وہ تو پڑھی جا سکتی ہے جب بھی یاد یا جاگ آ جائے۔ لیکن عصر کے بعد ممانعت کے وقت کی ایک دوسری حدیث میں تخصیص وارد ہے اور وہ' وہ وقت ہے جب سورج زردی مائل ہو جائے' یعنی اس وقت کوئی نماز بلا وجہ پڑھنے سے ممانعت ہے' ہاں! جب تک عصر کے بعد سورج چمکتا اور روشن رہے' زردی مائل نہ ہوا ہو' مطلقاً نوافل پڑھے جا سکتے ہیں' اس کی دلیل آئندہ آنے والی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث (۵۷۴) ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۵۷۴' وإرواء الغلیل: ۲۳۷/۲' و شرح سنن النسائي للإتیوبي: ۳۶۳/۷) ④ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک مذکورہ حدیث ان الفاظ: [فَإِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا] کے علاوہ صحیح ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۲۳۸/۲)

٥٦١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

۵۶۱- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: تین اوقات ایسے ہیں جن میں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں نماز پڑھنے یا میت کے دفنانے سے منع کیا ہے: جب سورج روشن ہو کر طلوع ہو رہا ہو حتی کہ بلند ہو جائے اور جب سورج سر پر کھڑا ہو حتی کہ ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو حتی کہ غروب ہو جائے۔

فوائد ومسائل: ① امام احمد ؒ نے ظاہر الفاظ کی بنا پر کہا ہے کہ ان تین اوقات میں میت کو دفن کرنا منع ہے' جب کہ دیگر اہل علم نے اس سے جنازہ مراد لیا ہے کیونکہ نماز سے مناسبت نماز جنازہ کی ہو سکتی ہے نہ کہ دفن کرنے کی' مگر [نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا] کے الفاظ سے دفن کے بجائے نماز جنازہ مراد لینا بعید معلوم ہوتا ہے۔ ② سورج کا سر پر کھڑا ہونا عرفی لحاظ سے ہے ورنہ حقیقت میں سورج نہیں رکتا' بڑی تیزی سے حرکت کرتا رہتا ہے۔

(المعجم ٣٢) - اَلنَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ (التحفة ٥٦)

باب: ۳۲- صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنا منع ہے

٥٦٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۵۶۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے عصر (کی نماز) کے بعد نماز پڑھنے سے روکا ہے حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح (کی نماز) کے بعد بھی نماز سے روکا ہے حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔

٥٦١- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٨٣١ من حديث موسى بن عُلَيٍّ، وابن ماجه، ح: ١٥١٩ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٤٣.

٥٦٢- أخرجه مسلم، ح: ٨٢٥ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٢١، والكبرى، ح: ١٥٤٥.

فائدہ: نماز سے نفل نماز مراد ہے' فرائض اور فوت شدہ نماز کی قضا ان اوقات میں درست ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۵۱۹ اور اس کا فائدہ۔

٥٦٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ وَكَانَ مِنْ أَحَبِّهِمْ إِلَيَّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

۵۶۳- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے اصحاب النبی ﷺ سے سنا ہے' ان میں حضرت عمر بھی شامل ہیں اور وہ مجھے ان سب میں سب سے زیادہ محبوب ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے روکا ہے حتی کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد بھی نماز پڑھنے سے روکا ہے حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (التحفة ٥٧)

باب:۳۳- سورج کے طلوع ہوتے وقت نماز پڑھنا منع ہے

٥٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّي عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا».

۵۶۴- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص قصداً طلوع وغروب شمس کے وقت نماز نہ پڑھے۔''

فائدہ: گویا ان اوقات میں قصداً نماز شروع کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص پہلے سے نماز پڑھ رہا ہے' اسی دوران میں سورج طلوع ہو جائے یا غروب ہو جائے یا سر پر آ جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی' وہ نماز جاری رکھے۔

٥٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ:

۵۶۵- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ

٥٦٣ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٨٢٦ من حديث هشيم، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ٥٨١ من حديث قتادة به.

٥٦٤ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس، ح: ٥٨٥، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٨٢٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٢٢٠.

٥٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٤٦.

حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُصَلَّى مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ غُرُوبِهَا.

رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ طلوع وغروب شمس کے وقت نماز پڑھی جائے۔

(المعجم ٣٤) - اَلنَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ (التحفة ٥٨)

باب:٣٤-عین نصف النہار کے وقت نماز کی ممانعت

٥٦٦- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

٥٦٦-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: تین اوقات ایسے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان میں ہمیں نماز پڑھنے اور میت کے دفن کرنے سے روکا ہے: جب سورج روشن ہو کر طلوع ہو رہا ہو حتی کہ بلند ہو جائے اور جب دوپہر کے وقت سورج سر پر کھڑا ہو حتی کہ ڈھل جائے اور جب وہ غروب کے وقت کے قریب ہو حتی کہ غروب ہو جائے۔

فائدہ: مجموعی طور پر پانچ وقت نماز کے لیے مکروہ ہیں: ① طلوع ② استوا ③ غروب ④ بعد از صبح ⑤ بعد از عصر جبکہ سورج زردی مائل ہو چکا ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ٥٦٠۔

(المعجم ٣٥) - اَلنَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ (التحفة ٥٩)

باب:٣٥-عصر کی نماز کے بعد (نفل) نماز منع ہے

٥٦٧- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ

٥٦٧-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے حتی کہ سورج طلوع ہو جائے

◀◀ والحديث متفق عليه من نافع، انظر الحديث السابق.

٥٦٦ـ **[صحيح]** تقدم، ح: ٥٦١، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٤٨.

٥٦٧ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٣/ ٦، ٧ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٤٩ ☆ ابن عيينة صرح بالسماع (الحميدي: ٧٣١)، وللحديث شواهد كثيرة.

ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى الطُّلُوعِ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى الْغُرُوبِ.

اور عصر کے بعد غروب شمس تک نماز سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: عصر اور صبح کے بعد مطلقاً نفل نماز سے روک دیا گیا ہے کیونکہ اگر ان اوقات میں نفل نماز کی اجازت ہوتی تو لازماً طلوع اور غروب کے وقت بھی نماز پڑھی جاتی تھی' اس لیے کہ طلوع اور غروب کی حتمی رؤیت تو مسجد کے اندر سے (یا گھروں میں بھی) ممکن نہیں ہے۔ غالباً اسی امکان کو ختم کرنے کے لیے مطلقاً روک دیا گیا۔

٥٦٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَبْزُغَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ».

٥٦٨- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج صاف طلوع ہو جائے اور نہ عصر کے بعد نماز ہے حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔''

٥٦٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ نَمِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

٥٦٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اسی قسم کی روایت بیان کرتے ہیں۔

٥٧٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُسٍ،

٥٧٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٨- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب: لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس، ح:٥٨٦، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح:٨٢٧ من حديث ابن شهاب به، وهو في الكبرى، ح:٤٦٥.

٥٦٩- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٧٠- [صحيح] أخرجه الدارمي: ١/ ١١٥، ح: ٤٤٠ من حديث سفيان بن عيينة به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٩، وللحديث شواهد كثيرة.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

٥٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنْبَسَةَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَوْهَمَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِنَّمَا نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ».

۵۷۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غلط فہمی ہوگئی (جو وہ لوگوں کو عصر کے بعد نماز پڑھنے سے روکتے ہیں) جب کہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ''تم قصداً طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عصر کے بعد لوگوں کو نماز سے روکنا رسول اللہ ﷺ کی صریح نہی کی بنا پر تھا اور وہ عصر کے بعد مغرب تک کے وقت میں نماز پڑھنا ناجائز سمجھتے تھے لیکن اگر دلائل کا جائزہ لیا جائے تو عصر کے بعد نوافل پڑھنے کے بارے میں قدرے تفصیل ہے۔ وہ اس طرح کہ عصر سے مغرب تک کے پورے وقت میں نوافل پڑھنا ناجائز نہیں ہے بلکہ جب سورج زردی مائل ہو جائے تو اس کے بعد غروب آفتاب تک کا وقت، وقت ممنوع ہے ورنہ جب تک سورج چمک رہا ہو عصر کے بعد بھی نوافل جائز ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی مقصد تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہی کا مطلب سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے، وہ اس کا مطلب یہ سمجھے ہیں کہ عصر سے مغرب تک کا پورا وقت، وقت ممنوع ہے، حالانکہ ایسا نہیں بلکہ سورج زرد ہونے کے بعد سے غروب تک کے وقت میں نوافل پڑھنا ممنوع ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف کی تائید آئندہ باب میں آنے والی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث (۵۷۴) سے بھی ہوتی ہے۔ ② شیطان کے سینگوں میں سورج طلوع ہونے کی بحث کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۵۶۰۔

٥٧٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا

۵۷۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ

٥٧١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب لا تتحروا بصلاتكم طلوع الشمس ولا غروبها، ح: ٨٣٣ من حديث وهيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٠ مختصرًا.

٥٧٢ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ٥٨٣ من حديث يحيى القطان، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها: ٨٢٩ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٥٠.

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تُشْرِقَ، فَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغْرُبَ».

کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج کی ٹکیہ طلوع ہونے لگے تو نماز مؤخر کر دو حتی کہ خوب روشن ہو جائے اور جب سورج کی ٹکیہ غروب ہونے لگے تو نماز مؤخر کر دو حتی کہ غروب ہو جائے۔''

فائدہ: کسی وجہ اور سبب کے بغیر عین طلوع اور غروب کے وقت نماز شروع کرنا درست نہیں ہے، ہاں! اگر پہلے سے پڑھ رہا ہے تو جاری رکھے جیسے کہ احادیث: ۵۵۱ تا ۵۵۹ میں ذکر ہے۔

٥٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو يَحْيَى سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ وَضَمْرَةُ ابْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو طَلْحَةَ نُعَيْمُ بْنُ زِيَادٍ قَالُوا: سَمِعْنَا أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ يَقُولُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَقْرَبُ مِنَ الْأُخْرَى؟ أَوْ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ يُبْتَغَى ذِكْرُهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنَّ أَقْرَبَ مَا يَكُونُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْعَبْدِ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُورَةٌ مَشْهُودَةٌ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ،

۵۷۳- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا کوئی گھڑی دوسری گھڑی سے زیادہ قرب والی ہے؟ یا کوئی ایسی گھڑی ہے جس میں خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سب سے زیادہ قریب نصف رات کے بعد ہوتا ہے۔ اگر تم طاقت رکھو کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں شامل ہو تو ضرور ایسا کرو کیونکہ اس نماز میں فرشتے حاضر اور موجود ہوتے ہیں۔ یہ وقت طلوع شمس تک رہتا ہے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور یہ کافروں کی عبادت کا وقت ہے، لہٰذا اس وقت نماز چھوڑ دو حتی کہ سورج ایک نیزے کے بقدر اونچا ہو جائے اور اس کی شعاعیں ختم ہو جائیں۔ پھر نماز کا وقت آ جاتا ہے اور

٥٧٣ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٤٧، وهو في الكبرى، ح: ١٥٤٤، وأخرجه ابن خزيمة: ٢/ ١٨٢، ح: ١١٤٧ من حديث معاوية بن صالح به مختصرًا.

فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَهِيَ سَاعَةُ صَلَاةِ الْكُفَّارِ فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ قِيدَ رُمْحٍ وَيَذْهَبَ شُعَاعُهَا ثُمَّ الصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مَشْهُودَةٌ حَتَّى تَعْتَدِلَ الشَّمْسُ اعْتِدَالَ الرُّمْحِ بِنِصْفِ النَّهَارِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَتُسْجَرُ فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى يَفِيءَ الْفَيْءُ ثُمَّ الصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مَشْهُودَةٌ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغِيبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَهِيَ صَلَاةُ الْكُفَّارِ».

فرشتے حاضر ہوتے ہیں حتی کہ سورج دوپہر کے وقت نیزے کی طرح سیدھا سر پر آ جاتا ہے تو اس وقت جہنم کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کی آگ بھڑکائی جاتی ہے' چنانچہ تم نماز چھوڑ دو حتی کہ سایہ ڈھل جائے' پھر نماز کا وقت آ جاتا ہے اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور یہ کافروں کی نماز کا وقت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اگرچہ وقت ہونے کے لحاظ سے تمام اوقات برابر ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قُرب اور بعد کے لحاظ سے ان میں فرق پڑ جاتا ہے' جیسے آدھی رات کے بعد اللہ کی رحمت قریب آ جاتی ہے حتی کہ تہائی رات باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ خود آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے' اس لیے یہ وقت خصوصی قرب کا وقت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: [عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ] ''رات میں قیام کیا کرو' یہ تم سے پہلے بھی نیک لوگوں کی عادت رہی ہے۔'' (جامع الترمذي' الدعوات' حديث:٣٥٤٩' وصحيح الترغيب للألباني:٣/٣٩٩) ② اس روایت سے نماز کے لیے تین اوقات مکروہ ثابت ہوتے ہیں: طلوع شمس' استواءِ شمس اور غروب شمس، جب کہ دیگر روایات میں بعد از عصر جبکہ سورج زردی مائل ہو چکا ہو جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کی تحقیق آ رہی ہے اور بعد از صبح بھی نماز سے روکا گیا ہے۔ سب روایات پر عمل ضروری ہے۔ ③ عبادت میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔

(المعجم ٣٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ (التحفة ٦٠)

باب:٣٦- عصر کے بعد نماز کی رخصت

٥٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ الْأَجْدَعِ، عَنْ عَلِيٍّ

٥٧٤- حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ سورج سفید' صاف اور بلند ہو۔

٥٧٤_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من رخص فيهما إذا كانت الشمس مرتفعة، ح: ١٢٧٤ من حديث منصور بن المعتمر، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٢.

قَالَ: نَهٰی رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً مُرْتَفِعَةً.

فائدہ: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ سورج کے زردی مائل ہونے سے قبل، جبکہ وہ روشن اور چمک دار ہو، نوافل پڑھے جا سکتے ہیں۔ حدیث میں وارد یہ استثنا [إِلَّا أَنْ تَكُونَ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً مُرْتَفِعَةً] ''مگر یہ کہ سورج سفید، صاف اور بلند ہو۔'' قابل اعتبار و حجت ہے۔ اس سے حدیث: [لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ] ''عصر کے بعد کوئی نماز درست نہیں جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے۔'' کی تخصیص ہو جاتی ہے، اس لیے عصر کے بعد نوافل پڑھنا جائز ہے۔ یہ عمل بعض صحابہ اور کثیر تابعین سے بھی مروی ہے۔ احادیث و آثار کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (محلی ابن حزم: ۲/۲۷۲۔ ۲۷۵، وشرح سنن النسائي للإتيوبي: ۷/۳۶۴-۳۷۲) لہٰذا اس استثنا کو شاذ قرار دینا درست نہیں ہے اور نہ احناف کا یہ کہنا درست ہے کہ اس وقت قضا وغیرہ تو پڑھی جا سکتی ہے جب کہ سورج کے زرد ہونے کے بعد یہ بھی نہ پڑھی جائے، نیز اس توجیہ کی کوئی پختہ دلیل بھی نہیں ہے اور یہ فرق دیگر عمومات کی روشنی میں ناقابل عمل ٹھہرتا ہے۔ حدیث میں ہے: [مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا] (صحيح مسلم، المساجد، حديث: ٦٨٤) ''جو کوئی نماز پڑھنا بھول جائے یا اس سے سویا رہ جائے تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب بھی یاد آئے (یا بیدار ہو) اسی وقت پڑھ لے۔'' لہٰذا سورج چمک رہا ہو یا زردی مائل ہونا شروع ہو جائے، دونوں صورتوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

٥٧٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ.

۵۷۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاں عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔

فائدہ: اسے رسول اللہ ﷺ کا خاصہ کہا گیا ہے لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ بعض صحابہ اور تابعین نے بھی یہ رکعتیں پڑھی ہیں، جیسے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق ملتا ہے کہ یہ بھی عصر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

٥٧٥- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما يصلى بعد العصر من الفوائت ونحوها، ح: ٥٩١ من حديث يحيى القطان، ومسلم، صلاة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ٨٣٥/٢٩٩ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٥٣.

٥٧٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّاهُمَا.

٥٧٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی عصر کی نماز کے بعد میرے ہاں تشریف لاتے تو یہ دو رکعتیں ضرور پڑھتے۔

٥٧٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوقًا وَالْأَسْوَدَ قَالَا: نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدِي بَعْدَ الْعَصْرِ صَلَّاهُمَا.

٥٧٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی عصر کی نماز کے بعد میرے پاس ہوتے تو یہ دو رکعتیں ضرور پڑھتے۔

٥٧٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَاتَانِ مَا تَرَكَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِي سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

٥٧٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ دو نمازیں اللہ کے رسول ﷺ نے میرے گھر میں کبھی نہیں چھوڑیں' خفیہ نہ علانیہ۔ فجر سے قبل دو رکعتیں اور عصر کے بعد دو رکعتیں۔

٥٧٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ

٥٧٩- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ انھوں (ابوسلمہ) نے حضرت عائشہ ؓ سے ان دو رکعات کے

٥٧٦ـ [صحيح] وهو متفق عليه، من حديث الأسود، انظر الحديث الآتي: (٥٧٨)، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٥٤

٥٧٧ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما يصلى بعد العصر ... الخ، ح: ٥٩٣، ومسلم، صلاة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ٨٣٥/ ٣٠١، انظر الحديث السابق: (٥٧٥) من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٥٥.

٥٧٨ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٣٥ عن علي بن حجر، والبخاري، ح: ٥٩٢ (انظر الحديث السابق: ٥٧٥) من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٣.

٥٧٩ـ أخرجه مسلم عن علي بن حجر به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٥٦

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ إِنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَثْبَتَهَا.

بارے میں پوچھا جو اللہ کے رسول ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ تو انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ یہ دو رکعتیں عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ پھر ایک دن کسی مصروفیت میں آپ سے یہ دو رکعت رہ گئیں یا آپ بھول گئے تو آپ نے عصر کے بعد انھیں پڑھا۔ اور آپ جب کوئی نماز ایک دفعہ پڑھ لیتے تو اس پر پابندی فرماتے تھے۔

فائدہ: عصر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دو رکعت پڑھنے کی یہ توجیہ ہے کہ ایک دن آپ کی ظہر کے بعد والی سنتیں مصروفیت کی وجہ سے رہ گئیں، وہ ادا فرمائی تھیں اور بعد ازاں اپنی عادت طیبہ کے مطابق اس پر دوام فرمایا۔ یہ حدیث بھی ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ ممنوعہ اوقات میں کوئی بھی سببی نماز پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے ظہر کی دو رکعتوں کی عصر کے بعد قضا ادا کی۔ اور مسند احمد کی روایت کے آخر میں جو یہ اضافہ منقول ہے: [أَفَنَقْضِيهِمَا إِذَا فَاتَتَا؟ قَالَ: «لَا»] ''کیا ہم بھی ان کی قضا ادا کر لیا کریں جب یہ دو رکعتیں رہ جایا کریں تو فرمایا: ''نہیں۔'' سنداً ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ۲۷۷/۴۴) لہٰذا رہ جانے والی نماز، عصر کے بعد ادا کی جا سکتی ہے۔ یہ صرف آپ ہی کی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ مذکورہ الفاظ ضعیف ہیں، مزید برآں یہ کہ جب تک سورج روشن اور چمک دار ہو تو مطلقاً نوافل بھی پڑھے جا سکتے ہیں جیسا کہ پیچھے تفصیل گزر چکی ہے۔ واللہ أعلم.

٥٨٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي بَيْتِهَا بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَأَنَّهَا ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «هُمَا رَكْعَتَانِ كُنْتُ أُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَشُغِلْتُ عَنْهُمَا حَتَّى صَلَّيْتُ الْعَصْرَ».

۵۸۰- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں صرف ایک دفعہ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ انھوں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ وہ رکعتیں ہیں جو میں ظہر کے بعد پڑھا کرتا ہوں۔ آج میں ان سے مصروف رہا حتی کہ عصر کا وقت ہو گیا اور مجھے عصر پڑھنی پڑی۔''

٥٨٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠١ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٥٧.

٥٨١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: شُغِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ.

۵۸۱- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ (ایک دن) عصر سے پہلے (ظہر کے بعد) کی دو رکعتوں سے مصروف رہے تو آپ نے انھیں عصر کے بعد ادا فرمایا۔

فائدہ: عصر کے بعد نوافل پڑھنا جائز ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو جیسا کہ پیچھے تفصیل گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۵۷۴ اور ۵۷۹ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ٣٧) - اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ (التحفة ٦١)

باب ۳۷: - غروبِ شمس سے قبل نماز کی رخصت

٥٨٢- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ لَاحِقًا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُصَلِّيهِمَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ: مَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ؟ فَاضْطَرَّ الْحَدِيثَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَشُغِلَ عَنْهُمَا فَرَكَعَهُمَا حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، فَلَمْ أَرَهُ يُصَلِّيهِمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

۵۸۲- حضرت عمران بن حدیر نے حضرت لاحق سے غروبِ شمس سے قبل کی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ یہ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے تو حضرت معاویہ ؓ نے انھیں پیغام بھیجا کہ غروبِ آفتاب کے وقت یہ دو رکعتیں کیسی ہیں؟ بات حضرت ام سلمہ ؓ تک پہنچی تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دو رکعتیں عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ (ایک دن) آپ مصروفیت کی بنا پر نہ پڑھ سکے تو آپ نے غروبِ شمس کے وقت (عصر کے بعد) یہ دو رکعتیں پڑھ لیں۔ میں نے اس دن کے سوا کبھی آپ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔ اس سے پہلے، نہ بعد۔

فوائد و مسائل: ① [فَاضْطَرَّ الْحَدِيثُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ] "بات ام سلمہ ؓ تک پہنچی۔" یہ معنی لفظ

٥٨١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠٦ عن وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٥٨

٥٨٢- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٥٨. وللحديث طرق كثيرة جدًا.

''الحدیث'' کو مرفوع پڑھنے کی صورت میں ہیں۔ جب اسے منصوب پڑھیں تو معنی یہ ہوں گے کہ حضرت معاویہ ؓ نے یہ بات ام سلمہ ؓ کی طرف منسوب کی یا انھیں ام سلمہ ؓ کی حدیث کا سہارا لینا پڑا یا ان سے اس بارے میں بات کرنی پڑی وغیرہ۔ ② اس روایت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رکعتیں وہ نہیں ہیں جو آپ عصر کے بعد بالدوام ادا فرمایا کرتے تھے جیسا کہ حدیث کے ان آخری الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے: ''میں نے اس دن کے سوا کبھی آپ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا' اس سے پہلے نہ بعد۔'' بلکہ یہ دو رکعتیں آپ ﷺ نے کسی اور دن غروب شمس سے قبل ادا فرمائی ہوں گی جو عصر کی نماز کی' عصر سے قبل کی دو رکعتیں ہو سکتی ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نفس وہی دو رکعتیں ہوں جو آپ عصر کے بعد باقاعدہ پڑھا کرتے تھے اور ام سلمہ ؓ کا بعد میں ان کی ادائیگی کی نفی کرنا ان کے علم کی حد تک ہے' اس سے نفس مسئلے کی نفی نہیں ہوتی۔ لیکن زیادہ صحیح پہلی بات ہی معلوم ہوتی ہے۔ مزید دیکھیے: (شرح سنن النسائي للإتيوبي: ٧/٢١٢) کیونکہ اس کی تائید حضرت علی ؓ کی گزشتہ حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں سورج کے روشن اور چمک دار رہنے تک نماز کی اجازت ہے' لہٰذا ابن زبیر ؓ کا بعد میں ان دو رکعتوں کو باقاعدہ اس وقت میں ادا کرنا ان کا اپنا اجتہاد ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے تو عذر کی بنا پر ادا کی ہوں گی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٨) - اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ (التحفة ٦٢)

٥٨٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُفَيْلٍ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ: أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيَّ قَامَ لِيَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقُلْتُ لِعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أُنْظُرْ إِلٰى هٰذَا أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي؟ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَرَآهُ

باب: ٣٨-(نماز) مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کی رخصت

٥٨٣- ابوالخیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوتمیم جیشانی مغرب (کی نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کے لیے اٹھے۔ میں نے حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے کہا: انھیں دیکھیے یہ کون سی نماز پڑھ رہے ہیں؟ انھوں (عقبہ) نے ان کی طرف توجہ فرمائی تو انھیں (نماز پڑھتے) دیکھا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم یہ نماز رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں پڑھا کرتے تھے۔

٥٨٣- أخرجه البخاري، التهجد، باب الصلاة قبل المغرب، ح: ١١٨٤ من حديث يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٤.

فَقَالَ: هٰذِهِ صَلَاةٌ كُنَّا نُصَلِّيهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

فوائد و مسائل: ① ان دو رکعتوں کو نماز مغرب سے پہلے والی سنتیں کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی رغبت دلایا کرتے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم انھیں کثرت سے پڑھا کرتے تھے مگر وقت کم ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ متروک ہوگئیں' اس لیے ابوالخیر کو تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ تر و تازہ رکھے محدثین اور اہل حدیث کو جو متروک سنتوں کو زندہ کرتے ہیں۔ احناف بلاوجہ ان سنتوں کے خلاف ہیں کہ ان کے پڑھنے سے نماز مؤخر ہو جائے گی' حالانکہ دو ہلکی رکعتوں سے کیا فرق پڑتا ہے؟ بلکہ تکثیر جماعت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں فرمانِ رسول ﷺ ہے: [بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ] (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٢٤' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث:٨٣٨) ''ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔'' اور فرمایا: [صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ] (صحيح البخاري' التهجد' حديث:١١٨٣) ''نماز مغرب سے پہلے نماز پڑھو۔'' یہ صحیح بخاری کی روایت ہے اور کیا چاہیے؟ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ٣٩) - اَلصَّلَاةُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ (التحفة ٦٣)

باب:٣٩- صبح طلوع ہونے کے بعد نماز (سنت فجر)

٥٨٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَكَمِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

٥٨٤- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ صرف دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: یہ نماز فجر کی دو سنتیں ہیں جو انتہائی مؤکدہ ہیں۔ انھیں آپ نے حضر میں چھوڑا نہ سفر میں' بلکہ ایک دفعہ فجر کی نماز قضا ہوگئی تو آپ نے دن چڑھے نماز پڑھی مگر ان دو سنتوں کو نہ چھوڑا۔ پہلے یہ پڑھیں' پھر فرض پڑھے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٨١) یاد رہے کہ طلوع فجر سے طلوع شمس تک ان دو

٥٨٤ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما . . . الخ، ح: ٧٢٣ عن أحمد بن عبدالله، والبخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح: ٦١٨ من حديث نافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٥٩.

رکعتوں کے علاوہ نفل نماز جائز نہیں۔

(المعجم ٤٠) - إِبَاحَةُ الصَّلَاةِ إِلَى أَنْ يُصَلِّي الصُّبْحَ (التحفة ٦٤)

٥٨٥- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُلَيْمَانَ وَأَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ أَيُّوبُ: حَدَّثَنَا وَقَالَ الْحَسَنُ: أَخْبَرَنِي شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَنْ أَسْلَمَ مَعَكَ؟ قَالَ: «حُرٌّ وَعَبْدٌ» قُلْتُ: هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَقْرَبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أُخْرٰى؟ قَالَ: «نَعَمْ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتَّى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ، ثُمَّ انْتَهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَمَا دَامَتْ» وَقَالَ أَيُّوبُ: «فَمَا دَامَتْ كَأَنَّهَا حَجَفَةٌ حَتَّى تَنْتَشِرَ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتَّى يَقُومَ الْعَمُودُ عَلَى ظِلِّهِ ثُمَّ انْتَهِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ، فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ نِصْفَ النَّهَارِ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ انْتَهِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ.»

باب:٤٠-صبح کی نماز تک نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے

٥٨٥-حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! (سب سے پہلے) آپ پر کون ایمان لایا؟ آپ نے فرمایا: ''ایک آزاد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اور ایک غلام (حضرت بلال رضی اللہ عنہ)۔'' میں نے کہا: کیا کوئی وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں دوسرے وقت سے زیادہ قرب والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' رات کا آخری نصف' لہٰذا تم نماز پڑھو جس قدر تم چاہو یہاں تک کہ تم صبح کی نماز پڑھو' پھر سورج طلوع ہونے تک رک جاؤ جب تک کہ وہ ڈھال کی طرح رہے۔ جب وہ پھیل جائے تو جس قدر چاہو نماز پڑھو حتی کہ ستون اپنے سائے پر کھڑا ہو جائے۔ پھر رک جاؤ حتی کہ سورج ڈھل جائے کیونکہ دوپہر کے وقت جہنم بھڑکایا جاتا ہے' پھر جس قدر چاہو نماز پڑھو حتی کہ عصر کی نماز پڑھ لو' پھر رک جاؤ حتی کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع وغروب ہوتا ہے۔''

٥٨٥- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الساعات التي تكره فيها الصلاة، ح: ١٢٥١، ح: ١٣٦٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٦٠. * ابن البيلماني ضعيف، ولبعض الحديث شاهد عند مسلم، ح: ٨٣٢، صلاة المسافرين، باب إسلام عمرو بن عبسة وغيره.

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شاہد صحیح مسلم میں موجود ہیں جبکہ دیگر محققین نے انھی شواہد کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل:٢/٢٣٧، و صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم:١١٥٨، و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث:١٢٥١) بنابریں بعض الفاظ کی ضروری وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ ''جب تک وہ ڈھال کی طرح رہے۔'' یعنی سورج کی ٹکیا صاف نظر آئے' نظر نہ چندھیائے۔ ② پھیل جانے سے مراد ہے' شعاعوں کا پھیلنا کہ اس کی طرف دیکھا نہ جا سکے۔ ③ ستون کے سائے پر کھڑا ہونے کا مطلب ہے: سورج سر پر آجائے اور سایہ ختم ہو جائے۔ مکہ مکرمہ میں سخت گرمیوں میں ایسا ہو جاتا ہے۔ ④ ''یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لو۔'' اس سے مراد طلوع فجر ہے یا صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک کا درمیانی وقت؟ اس میں اختلاف ہے۔ اگرچہ بعض روایات کے ظاہر الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے طلوع فجر کے بعد کا وقت ہے لیکن اس میں اور اس مفہوم کی دیگر صحیح روایات میں اجمال ہے۔ تفصیلی روایات سے یہ ابہام رفع ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ وقت صبح کی نماز کے بعد کا ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف ہے اور اس کی دلیل اسی حدیث کے مندرجہ ذیل الفاظ ہیں: [فَصَلِّ مَا بَدَالَكَ حَتّٰى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ] یا طلوع فجر کے بعد عام نوافل کی ممانعت پر دلالت کرنے والی روایات کو نہی تنزیہہ پر محمول کر لیا جائے' اگرچہ بعض نے ممانعت کی ان تمام روایات کو ناقابل حجت قرار دیا ہے اور اس کے لیے یہی مذکورہ روایت قرینہ صارفہ بن جائے' بہر حال تب بھی جواز ہی نکلتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا ترجمۃ الباب سے یہی رجحان معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو ہے جواز کا مسئلہ لیکن افضل یہ ہے کہ بلاضرورت وسبب فجر کی ہلکی دو سنتوں کے علاوہ کوئی اور نفل نہ پڑھے جائیں جیسا کہ حدیث:٥٨٤ سے ظاہر ہوتا ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح سنن النسائي للإتيوبي:٧/٢٢٢، ٢٢٣) ⑤ سورج کا شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہونے کا مطلب پہلے واضح کیا جا چکا ہے۔ دیکھیے: (حديث:٥٦٠)

(المعجم ٤١) - إِبَاحَةُ الصَّلَاةِ فِي السَّاعَاتِ كُلِّهَا بِمَكَّةَ (التحفة ٦٥)

باب:٤١- مکہ مکرمہ میں تمام اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے

٥٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ:

٥٨٦- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٥٨٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الطواف بعد العصر، ح:١٨٩٤، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلاة بعد العصر ... الخ، ح:٨٦٨، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الرخصة في الصلاة بمكة في كل وقت، ح:١٢٥٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٥٦١، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ١/٤٤٨، ووافقه الذهبي

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ بَابَاه يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی عبد مناف! تم کسی کو نہ روکو جو اس گھر کا طواف کرے اور نماز پڑھے، دن یا رات کے جس وقت میں چاہے۔''

فائدہ: فقہائے محدثین نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ بیت اللہ میں نفل نماز کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ شرف وعظمت کی جگہ ہے۔ لوگ وہاں ہر وقت مستفید ہوتے ہوں۔ وہاں کسی بھی وقت کی نماز غیر مسلمین کے مشابہ نہیں ہو سکتی، لہٰذا صرف طواف کے بعد ہی دو رکعتوں کی اجازت نہیں بلکہ مطلقاً نوافل پڑھنے کی رخصت ہے جیسا کہ اس مفہوم کی مؤید حدیث ابن حبان میں بایں الفاظ آتی ہے: [يَا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ! إِنْ كَانَ إِلَيْكُمْ مِّنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ فَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ أَنْ يَّمْنَعَ مَنْ يُّصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ أَيَّ سَاعَةٍ مِنْ لَّيْلٍ أَوْنَهَارٍ] ''اے بنی عبدالمطلب! اگر تمھارے پاس کوئی اختیار آ جائے تو میں ان میں سے کسی (صاحب اختیار) کو نہ جانوں جو منع کرے اس شخص کو جو بیت اللہ میں دن یا رات کی کسی گھڑی میں نماز پڑھتا ہے۔'' (صحیح ابن حبان: ۴/۴۲۰، حدیث: ۱۵۵۲) اس حدیث سے ان مکروہ اوقات میں عام نوافل پڑھنے کی بھی اجازت ہے، لہٰذا اس حدیث سے نہی کی احادیث کی تخصیص کی جائے گی۔ اس طرح سب روایات پر عمل ہو جائے گا۔ لیکن احناف نے نہی کی روایات کی بنا پر اس حدیث اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ نے حرم کے متولی حضرات کو نمازیوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روکنے سے منع کیا ہے، نہ کہ نمازیوں کو ہر وقت نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ مگر یہ اوپر کی صحیح صریح حدیث کے خلاف ہے، نیز اس سے صریح جواز کی روایات کا ترک لازم آتا ہے۔ کیا اس سے بہتر نہیں کہ عام نہی کی روایات کو ان روایات سے خاص کر کے سب پر عمل کیا جائے؟ غور فرمائیں۔ احادیث میں چونکہ صرف بیت اللہ کی تخصیص ہے، اس لیے اس اجازت میں حرم یا پورا مکہ شامل نہیں ہے، یہاں مکہ سے بظاہر بیت اللہ ہی مراد ہے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے اور جس حدیث میں پورے مکہ کا استثنا ہے، وہ سنداً ضعیف ہے، اس کی سند میں عبداللہ بن مؤمل ضعیف راوی ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٤٢) - اَلْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُسَافِرُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (التحفة ٦٦)

باب: ۴۲- مسافر ظہر اور عصر کی نمازیں کس وقت اکٹھی کرے؟

٥٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ.

۵۸۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے، پھر اترتے اور دونوں کو اکٹھا کرتے اور اگر سفر شروع کرنے سے قبل سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سواری فرماتے۔

فوائد و مسائل: ① مسافر اگر ظہر اور عصر اور اسی طرح مغرب اور عشاء کو جمع کرنا چاہے تو اس کی تین صورتیں ہیں: ایک جمع تقدیم ہے، یعنی ظہر کی نماز کے ساتھ عصر کو یا مغرب کے ساتھ عشاء کو جمع کر لیا جائے۔ دوسری صورت ہے جمع تاخیر، یعنی ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ اور مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھا جائے۔ تیسری صورت جمع صوری ہے، یعنی ظہر کی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے اوّل وقت میں، اسی طرح مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اول وقت میں پڑھا جائے۔ یہ تینوں صورتیں جائز ہیں، اس لیے کہ نبی ﷺ سے یہ ساری ہی صورتیں ثابت ہیں۔ بنا بریں پہلی دو صورتوں کا انکار کر کے صرف جمع صوری ہی پر اصرار کرنا، اس یُسر (آسانی) کو ختم کرنا ہے جو شریعت کی طرف سے دی گئی ہے۔ ② مذکورہ حدیث کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں جمع صوری کا بیان ہے لیکن الفاظِ حدیث اس کی تائید نہیں کرتے۔ اس میں ظہر کو عصر کے وقت پڑھنے کا ذکر ہے تو اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ آپ نے جمع تاخیر کی ہے، یعنی ظہر کو عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور اس سے بھی مزید تصریح کے ساتھ الفاظ آتے ہیں، فرمایا: [أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَّدْخُلَ وَقْتُ الْعَصْرِ] ''آپ ﷺ نے ظہر کو اس حد تک مؤخر کیا کہ عصر کا وقت داخل ہو گیا۔'' دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، حدیث: ۷۰۴) اسی طرح دیگر روایات میں آتا ہے کہ سورج ڈھلنے کے بعد آپ سفر کا آغاز فرماتے تو ظہر کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھ لیتے (یعنی جمع تقدیم کر لیتے)۔ اس حدیث میں اختصار ہے جس کی وضاحت دوسری احادیث سے ہو جاتی ہے۔ اگلی احادیث میں ان ساری صورتوں کا بیان آ رہا ہے، البتہ حج کے دوران عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنا متفق علیہ ہے اور یہ جمع تقدیم ہو گی۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۱۸)

٥٨٧- أخرجه البخاري، التقصير، باب: إذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب، ح: ١١١٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ٧٠٤ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٦٢.

٥٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ.

٥٨٨-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم غزوۂ تبوک کے سال (۹ ہجری میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو اللہ کے رسول ﷺ ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے ظہر کی نماز کو مؤخر فرمایا' پھر باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر اکٹھی پڑھیں۔ پھر اندر چلے گئے' پھر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء اکٹھی کر کے پڑھیں۔

فائدہ: اس میں بظاہر جمع تاخیر کا بیان ہے۔

(المعجم ٤٣) - بَيَانُ ذٰلِكَ (التحفة ٦٧)

باب:۴۳-جمع کرنے کے طریقے کی وضاحت

٥٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ قَارَوَنْدَا قَالَ: سَأَلْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ صَلَاةِ أَبِيهِ فِي السَّفَرِ، وَسَأَلْنَاهُ هَلْ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ فِي سَفَرِهِ؟ فَذَكَرَ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ كَانَتْ تَحْتَهُ فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ، وَهُوَ فِي زَرَّاعَةٍ

٥٨٩- جناب کثیر بن قاروندا سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت سالم بن عبداللہ سے ان کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کی دورانِ سفر کی نماز کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ سفر کے دوران میں نمازوں کو جمع کرتے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید میرے والد محترم کے نکاح میں تھیں۔ انھوں نے والد محترم کو لکھا' جب کہ آپ اپنی

٥٨٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ٧٠٦ من حديث أبي الزبير به، وهو في الموطأ (يحيیٰ): ١/ ١٤٣، والكبرٰى، ح: ١٥٦٣.

٥٨٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٦٤، وللحديث شواهد كثيرة، انظر، ح: ٥٩٦ وغيره. * كثير بن قاروندا، روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان.

لَهُ: أَنِّي فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ، فَرَكِبَ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ إِلَيْهَا حَتَّى إِذَا حَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ: اَلصَّلَاةَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فَلَمْ يَلْتَفِتْ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ نَزَلَ فَقَالَ: أَقِمْ فَإِذَا سَلَّمْتُ فَأَقِمْ فَصَلَّى ثُمَّ رَكِبَ حَتَّى إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ: اَلصَّلَاةَ فَقَالَ: كَفِعْلِكَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا اشْتَبَكَتِ النُّجُومُ نَزَلَ ثُمَّ قَالَ لِلْمُؤَذِّنِ: أَقِمْ فَإِذَا سَلَّمْتُ فَأَقِمْ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْأَمْرُ الَّذِي يَخَافُ فَوْتَهُ فَلْيُصَلِّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ».

زمین میں تھے' کہ میں دنیا کے دنوں میں سے آخری اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن میں ہوں۔ (یعنی قریب المرگ ہوں' آپ تشریف لائیے۔) چنانچہ آپ فوراً سوار ہوئے اور بڑی تیزی سے ان کی طرف چلے حتی کہ جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو ان سے مؤذن نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! نماز پڑھ لیجیے۔ لیکن آپ نے توجہ نہ فرمائی حتی کہ جب دو نمازوں (ظہر اور عصر) کا درمیان ہوا تو اترے اور فرمایا: اقامت کہو اور جب میں (ظہر کی) نماز سے سلام پھیرلوں تو پھر (عصر کی) اقامت کہہ دینا۔ اس طرح نمازیں پڑھیں۔ پھر دوبارہ سوار ہوئے حتی کہ جب سورج غروب ہو گیا تو مؤذن نے آپ سے کہا کہ نماز پڑھ لیجیے۔ آپ نے فرمایا: جس طرح ظہر اور عصر میں کیا تھا' اسی طرح اب کرنا حتی کہ جب تارے گھرے اور گھنے ہو گئے تو اترے' پھر مؤذن سے کہا: اقامت کہو۔ پھر جب میں (مغرب کی نماز سے) سلام پھیرلوں تو (عشاء کے لیے) اقامت کہہ دینا۔ اسی طرح دونوں نمازیں پڑھیں۔ پھر فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تم میں سے کسی کو کوئی ایسا کام پڑ جائے جس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو وہ اس طرح نمازیں پڑھے۔''

فائدہ: اس حدیث میں احتمال ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جمع تقدیم کی یا تاخیر یا پھر صوری؟ تینوں کا احتمال ہے' تاہم حدیث: ۵۹۲ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جمع تاخیر کی تھی۔

(المعجم ٤٤) - اَلْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُقِيمُ (التحفة ٦٨)

باب: ۴۴- جس وقت مقیم بھی دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتا ہے

٥٩٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا ، أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ .

۵۹۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں آٹھ رکعتیں اکٹھی اور سات رکعتیں اکٹھی پڑھیں۔ آپ نے ظہر کو مؤخر کیا اور عصر کو جلدی پڑھا' اسی طرح مغرب کو مؤخر کیا اور عشاء کو جلدی پڑھا۔

فوائد و مسائل: ① حدیث میں وارد یہ الفاظ: [أَخَّرَ الظُّهْرَ...... وَ عَجَّلَ الْعِشَاءَ] مدرج ہیں۔ یہ جابر بن زید کا اپنا کلام ہے جو انھوں نے اپنے گمان کے طور پر بیان کیا ہے' ابن عباس ؓ کے الفاظ نہیں ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی تفصیلی روایات سے پتا چلتا ہے' نیز محقق کتاب نے بھی تخریج میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے' لہٰذا انھیں بنیاد بنا کر جمع حقیقی کی نفی نہیں کی جا سکتی جیسا کہ بعض لوگ اسے جمع حقیقی کی بجائے جمع صوری قرار دیتے ہیں' یہ بات صحیح نہیں' حدیث کے الفاظ اس کی تائید نہیں کرتے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث:٢٧٩٥) نبی ﷺ کا یہ عمل حالتِ اقامت' یعنی مدینہ منورہ کا ہے۔ گویا آپ نے اس موقع پر بغیر کسی سبب کے دو دو نمازیں اکٹھی کر کے پڑھیں۔ استفسار پر آپ نے اس کی وضاحت یہ فرمائی: ''تاکہ میری امت کو مشقت نہ ہو۔'' (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث: ٧٠٥) اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مقیم شخص بھی ضرورت کے پیش نظر دو نمازیں اکٹھی کر کے پڑھ سکتا ہے لیکن تساہل' کاروباری مشاغل اور عادت کے طور پر ایسا کرنا کبیرہ گناہ ہے' عام حالات میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

٥٩١- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ - عَنْ عَمْرِو ابْنِ هَرِمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ صَلَّى بِالْبَصْرَةِ الْأُولَى وَالْعَصْرَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ، وَالْمَغْرِبَ

۵۹۱- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے بصرہ میں ظہر اور عصر کو اس طرح پڑھا کہ ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا اور مغرب اور عشاء کو بھی اسی طرح پڑھا کہ ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا۔ آپ نے یہ کام کسی مصروفیت کی بنا پر کیا تھا' نیز انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ

٥٩٠ـ أخرجه البخاري، أبواب التطوع، باب من لم يتطوع بعد المكتوبة، ح: ١١٧٤، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ٧٠٥/ ٥٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٦، قوله "أخر الظهر . . . الخ" مدرج من كلام جابر بن زيد أبي الشعثاء كما في صحيح البخاري وصحيح مسلم وغيرهما .

٥٩١ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب تأخير الظهر إلى العصر، ح: ٥٤٣، ومسلم وغيره من حديث جابر ابن زيد، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٦٥ .

وَالْعِشَاءَ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ، فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْ شُغْلٍ وَزَعَمَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ الْأُولٰى وَالْعَصْرَ ثَمَانِ سَجَدَاتٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ.

میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعات پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا۔

فائدہ: اس روایت کا مفہوم بھی سابقہ روایت والا ہی ہے یعنی یہ بظاہر جمع تاخیر تھی۔ ایسا کبھی کبھار ہونا چاہیے بالخصوص جبکہ واقعی مصروفیت بھی ہو جیسا کہ آپ سے بھی ایک ہی دفعہ ثابت ہے۔

(المعجم ٤٥) - اَلْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُسَافِرُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ (التحفة ٦٩)

باب:۴۵- مسافر مغرب وعشاء کی نمازیں کس وقت جمع کرے؟

٥٩٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ شَيْخٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْحِمٰى، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ هِبْتُ أَنْ أَقُولَ لَهُ: الصَّلَاةَ، فَسَارَ حَتّٰى ذَهَبَ بَيَاضُ الْأُفُقِ وَفَحْمَةُ الْعِشَاءِ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ عَلٰى إِثْرِهَا ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ.

۵۹۲- قریش کے ایک بزرگ اسماعیل بن عبدالرحمٰن نے کہا: میں حضرت ابن عمر ؓ کے ساتھ حمٰی (مدینہ منورہ سے قریب ایک چراگاہ) تک رہا۔ جب سورج غروب ہو گیا تو میں ڈرتا ہی رہا کہ آپ سے کہوں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ چلتے رہے حتی کہ مغربی کنارے کی سفیدی ختم ہو گئی اور عشاء (رات) کی سیاہی آ گئی۔ پھر آپ اترے اور مغرب کی نماز تین رکعات پڑھیں پھر اس کے بعد عشاء کی دو رکعات پڑھیں پھر فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فائدہ: ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جمع تاخیر کی ہے یعنی مغرب کا وقت ختم ہو جانے کے بعد اور عشاء کا وقت آ جانے پر دونوں نمازیں پڑھی تھیں۔ گویا سفر میں جمع تاخیر بھی جائز ہے کیونکہ اس میں سہولت ہے۔ واللہ أعلم.

٥٩٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٢، والحميدي (ح: ٦٨١ بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى ح: ١٥٧٠. ✽ إسماعيل (ابن أبي ذويب) ثقة، وابن أبي نجيح مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤)، وعنعن، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي: (٥٩٦).

٥٩٣- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ.

۵۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے حتی کہ اسے اور عشاء کی نماز کو اکٹھا پڑھتے۔

٥٩٤- أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: غَابَتِ الشَّمْسُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَكَّةَ فَجَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِسَرِفَ.

۵۹۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورج غروب ہوا تو رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے مگر آپ نے دونوں نمازیں (مقامِ) سرف میں جمع کیں۔

فائدہ: سرف ایک مقام ہے جو مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنا فاصلہ طے کرنا مغرب کے وقت کے اندر تو ممکن نہیں، لہٰذا یہ لازماً جمع تاخیر ہے جو سفر میں بلاریب جائز ہے۔

٥٩٥- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ

۵۹۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے، پھر دونوں کو

٥٩٣- أخرجه البخاري، التقصير، باب تصلى المغرب ثلاثًا في السفر، ح: ١٠٩١ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ٧٠٣/ ٤٥ من حديث الزهري به.

٥٩٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين، ح: ١٢١٥ من حديث يحيى بن محمد به. * أبوالزبير مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤) وغيره، وعنعن، ولم أجد تصريح سماعه.

٥٩٥- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ٧٠٤/ ٤٨ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٦٦.

عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا، وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حَتَّى يَغِيبَ الشَّفَقُ.

اکٹھا پڑھتے۔ اسی طرح مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے حتی کہ جب سرخی غائب ہو جاتی اسے اور عشاء کی نماز کو اکٹھا پڑھتے۔

فائدہ: اس روایت میں بھی جمع تاخیر ہے۔

٥٩٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ يُرِيدُ أَرْضًا لَهُ فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ لَمَا بِهَا، فَانْظُرْ أَنْ تُدْرِكَهَا فَخَرَجَ مُسْرِعًا وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُسَايِرُهُ، وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ وَكَانَ عَهْدِي بِهِ وَهُوَ يُحَافِظُ عَلَى الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَبْطَأَ قُلْتُ: اَلصَّلَاةَ يَرْحَمُكَ اللهُ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَمَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ الْعِشَاءَ وَقَدْ تَوَارَى الشَّفَقُ فَصَلَّى بِنَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ صَنَعَ هٰكَذَا.

٥٩٦- حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں نکلا۔ آپ اپنی زمین میں جانا چاہتے تھے۔ اتنے میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: تحقیق صفیہ بنت ابوعبید (ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی) بہت تنگ (تکلیف میں) ہیں' جلدی چلیں تاکہ آپ انھیں (زندگی میں) مل سکیں۔ ابن عمر جلدی چلے اور ان کے ساتھ قریش کے ایک اور بزرگ بھی سفر کر رہے تھے۔ سورج غروب ہو گیا مگر انھوں (ابن عمر رضی اللہ عنہما) نے نماز نہ پڑھی جب کہ میں نے آپ کو ہمیشہ دیکھا تھا کہ آپ نماز کی بہت پابندی کرتے تھے۔ جب آپ نے زیادہ دیر کی تو میں نے کہا: نماز پڑھ لیجیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے میری طرف دیکھا اور چلتے رہے حتی کہ جب سرخی غائب ہونے کو ہوئی تو آپ اترے اور مغرب کی نماز پڑھی' پھر عشاء کی اقامت کہلوائی جب کہ سرخی غائب ہو چکی تھی اور ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی' پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ کو جب چلنے کی

٥٩٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين، ح: ١٢١٣ من حديث ابن جابر، ومسلم، ح: ٧٠٣ (انظر الحديث السابق) من حديث نافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٦٩.

جلدی ہوتی تو آپ ایسے کیا کرتے تھے۔

فائدہ: اس روایت میں بظاہر جمع صوری کا ذکر ہے جب کہ پچھلی روایات میں جمع تاخیر کا' گویا دونوں جائز ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ان روایات کو تعدد واقعہ پر محمول کیا ہے' یعنی کبھی نمازیں جمع حقیقی کی صورت میں اور کبھی جمع صوری کی شکل میں ادا کیں' لہٰذا اس طرح روایات میں کوئی تعارض نہیں رہتا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:٢/٧٥٠'٧٥١' حدیث:١١٠٩) نیز بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اہلیہ مدینے میں تھیں اور آپ مکہ میں تو اس طرح مدینہ پہنچنے تک تین دن لگے تھے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للإتيوبي: ٧/٢٧۴)

٥٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ تِلْكَ اللَّيْلَةُ سَارَ بِنَا حَتَّى أَمْسَيْنَا، فَظَنَنَّا أَنَّهُ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَقُلْنَا لَهُ: اَلصَّلَاةَ، فَسَكَتَ وَسَارَ حَتَّى كَادَ الشَّفَقُ أَنْ يَغِيبَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، وَغَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: هٰكَذَا كُنَّا نَصْنَعُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ.

٥٩٧- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ مکرمہ سے آئے۔ اس رات آپ چلتے رہے حتی کہ شام ہوگئی۔ ہم نے سمجھا کہ آپ نماز بھول گئے ہیں۔ ہم نے آپ سے کہا: نماز پڑھیے! آپ چپ رہے اور چلتے رہے حتی کہ قریب تھا کہ سرخی غائب ہوجاتی' پھر آپ اترے اور مغرب کی نماز پڑھی' اتنے میں سرخی بھی غائب ہوگئی' پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسے ہی کیا کرتے تھے جب آپ کو چلنے کی جلدی ہوتی تھی۔

٥٩٨- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ قَارَوَنْدَا قَالَ: سَأَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ فَقُلْنَا: أَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَجْمَعُ بَيْنَ شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: لَا، إِلَّا بِجَمْعٍ ثُمَّ انْتَبَهَ فَقَالَ:

٥٩٨- حضرت کثیر بن قاروندا نے کہا کہ ہم نے حضرت سالم بن عبداللہ سے سفر کی نماز کے بارے میں پوچھا' ہم نے کہا: کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں نمازوں کو جمع کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں سوائے مزدلفہ کے۔ پھر وہ چونکے اور کہنے لگے: ان کے نکاح میں صفیہ بنت ابوعبید تھیں۔ انھوں نے آپ کو پیغام بھیجا

٥٩٧- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٦٨.

٥٩٨- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٩.

كَانَتْ عِنْدَهُ صَفِيَّةُ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنِّي فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ، فَرَكِبَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى حَانَتِ الصَّلَاةُ فَقَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ: اَلصَّلَاةَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فَسَارَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ نَزَلَ فَقَالَ لِلْمُؤَذِّنِ: أَقِمْ، فَإِذَا سَلَّمْتُ مِنَ الظُّهْرِ فَأَقِمْ مَكَانَكَ، فَأَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ أَقَامَ مَكَانَهُ فَصَلَّى الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكِبَ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ: اَلصَّلَاةَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فَقَالَ: كَفِعْلِكَ الْأَوَّلِ، فَسَارَ حَتَّى إِذَا اشْتَبَكَتِ النُّجُومُ نَزَلَ فَقَالَ: أَقِمْ، فَإِذَا سَلَّمْتُ فَأَقِمْ، فَأَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَقَامَ مَكَانَهُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ سَلَّمَ وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمْ أَمْرٌ يَخْشَى فَوْتَهُ فَلْيُصَلِّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ».

کہ میں دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہوں' چنانچہ آپ سوار ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ وہ بہت تیزی سے چلے حتی کہ نماز کا وقت آ گیا۔ مؤذن نے آپ سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! نماز پڑھ لیجیے۔ آپ چلتے رہے حتی کہ جب دو نمازوں کا درمیانی وقت آ گیا تو آپ اترے اور مؤذن سے کہا کہ اقامت کہو۔ جب میں ظہر کی نماز سے سلام پھیروں تو اسی جگہ اقامت کہہ دینا۔ اس نے اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز دو رکعت پڑھیں' پھر سلام پھیرا' پھر اسی جگہ عصر کی اقامت کہلوائی اور عصر کی نماز دو رکعت پڑھیں' پھر سوار ہو گئے اور خوب تیز چلے حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔ مؤذن نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! نماز پڑھیے۔ آپ نے فرمایا: جس طرح تو نے پہلے کیا ہے اسی طرح کرنا۔ پھر آپ چلتے رہے حتی کہ ستارے گھنے ہو گئے تو اترے اور فرمایا کہ اقامت کہہ' پھر جب میں (نماز مغرب سے) سلام پھیروں تو پھر تکبیر کہنا۔ اس نے اقامت کہی تو آپ نے مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں' پھر اس نے اسی جگہ اقامت کہی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی' پھر آپ نے سامنے کی طرف ایک دفعہ سلام کہا' پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو ایسا کام پڑ جائے جس کے ضائع ہونے کا اسے خطرہ ہو تو وہ اس طرح نماز پڑھے۔''

فائدہ: مزید دیکھیے حدیث: ۵۸۹۔

(المعجم ٤٦) - اَلْحَالُ الَّتِي يُجْمَعُ فِيهَا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ (التحفة ٧٠)

باب: ۴۶-کس حالت میں دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتا ہے؟

٥٩٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

۵۹۹-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سفر پر جانے کی جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے۔

٦٠٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَوْ حَزَبَهُ أَمْرٌ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

۶۰۰-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو چلنے کی جلدی ہوتی یا کوئی مسئلہ آپ کو بے چین کرتا تو آپ مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت صحیح ہے' البتہ اس روایت کے الفاظ [أَوْ حَزَبَهُ أَمْرٌ] ''یا کوئی مسئلہ آپ کو بے چین کرتا۔'' کو محققین نے شاذ قرار دیا ہے۔ محقق کتاب نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ جملہ صرف مجھے یہاں ہی ملا ہے کسی اور جگہ نہیں ملا۔ دیکھیے: (صحيح سنن النسائي للألباني' حديث:٥٩٨)

٦٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

۶۰۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے دیکھا' جب نبی ﷺ کو چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے۔

فائدہ: گویا سفر کی حالت میں آدمی دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتا ہے اور یہ اتفاقی مسئلہ ہے۔

(المعجم ٤٧) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ٧١)

باب:۴۷-حضر میں دو نمازیں جمع کرنا

٥٩٩ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ٧٠٣/ ٤٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٤، والكبرى، ح: ١٥٧٢.

٦٠٠ـ [إسناده صحيح، غريب] قوله: "أو حزبه أمر" لم أجده إلا ههنا، والله أعلم.

٦٠١ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء، ح: ١١٠٦، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، ح: ٧٠٣/ ٤٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

٦٠٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ.

٦٠٢- حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی خوف اور سفر کے ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھیں، اسی طرح مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی اکٹھی پڑھیں۔

فائدہ: دیکھیے فوائد حدیث: ٥٩٠۔

٦٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ وَاسْمُهُ غَزْوَانُ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِالْمَدِينَةِ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ قِيلَ لَهُ: لِمَ؟ قَالَ: لِئَلَّا يَكُونَ عَلَى أُمَّتِهِ حَرَجٌ.

٦٠٣- حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء بغیر کسی خوف اور بارش کے اکٹھی کر کے پڑھیں۔ کہا گیا: کیوں؟ انھوں نے فرمایا: تاکہ آپ کی امت پر تنگی نہ ہو۔

٦٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا.

٦٠٤- حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آٹھ اور سات رکعتیں اکٹھی پڑھی ہیں۔

٦٠٢ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ٧٠٥/ ٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٤، والكبرى، ح: ١٥٧٣.

٦٠٣ـ أخرجه مسلم (انظر الحديث السابق)، ح: ٧٠٥/ ٥٤ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٧٤.

٦٠٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٩٠، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣.

فائدہ: اس مفہوم کی روایت پیچھے گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۵۹۰۔

(المعجم ٤٨) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٧٢)

باب: ۴۸- عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کرنا

٦٠٥- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَتٰى عَرَفَةَ، فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ، حَتَّى إِذَا انْتَهٰى إِلَى بَطْنِ الْوَادِي خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

۶۰۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے حتی کہ عرفہ پہنچ گئے۔ آپ نے اپنا خیمہ وادئ نمرہ میں لگا ہوا پایا۔ آپ اس میں اترے حتی کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے حکم دیا' آپ کی اونٹنی قصواء پر پالان کسا گیا حتی کہ جب آپ وادی کے پیٹ میں پہنچ گئے تو لوگوں کو خطبہ دیا' پھر بلال نے اذان کہی' پھر اقامت کہی۔ آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی' پھر انھوں نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان کچھ نہیں پڑھا۔

فائدہ: عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے وقت میں جمع کرنے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں جمع کرنے پر ساری امت کا ہر دور میں اتفاق رہا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(المعجم ٤٩) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ٧٣)

باب: ۴۹- مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرنا

٦٠٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ

۶۰۶- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھیں۔

٦٠٥- أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح:١٢١٨ من حديث حاتم به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح:١٥٧٥.

٦٠٦- أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح:٤٤١٤ من حديث مالك، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح:١٢٨٧/ ٢٨٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح:١٥٧٦.

الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

فائدہ: مغرب کا وقت عرفات میں ہو جاتا ہے مگر شریعت کا حکم ہے کہ مغرب کی نماز مزدلفہ میں پڑھی جائے نہ کہ عرفات میں، اور مزدلفہ پہنچتے پہنچتے لامحالہ عشاء کا وقت ہو جاتا ہے، اس لیے یہ دونوں نمازیں عشاء کے وقت میں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

٦٠٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا أَتَى جَمْعًا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي هٰذَا الْمَكَانِ مِثْلَ هٰذَا.

٦٠٧- حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا جب وہ عرفات سے واپس لوٹے اور جب وہ مزدلفہ آئے تو انھوں نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے اس مقام پر ایسے ہی کیا تھا، یعنی یہ دو نمازیں اکٹھی پڑھی تھیں۔

٦٠٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

٦٠٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھیں۔

٦٠٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٦٠٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی دو نمازیں جمع کر

٦٠٧- [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٤٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٧٧.

٦٠٨- أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح: ٧٠٣/٢٨٦ بعد، ح: ١٢٨٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/٤٠٠.

٦٠٩- أخرجه البخاري، الحج، باب من يصلي الفجر بجمع؟، ح: ١٦٨٢، ومسلم، الحج، باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة ... الخ، ح: ١٢٨٩/ ٢٩٢ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٧٨.

ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ إِلَّا بِجَمْعٍ وَصَلَّى الصُّبْحَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ وَقْتِهَا.

کے پڑھتے نہیں دیکھا مگر مزدلفہ میں۔ آپ نے اس دن صبح کی نماز (اپنے معمول کے) وقت سے پہلے پڑھی۔

فوائد و مسائل: ① یہ عجیب بات ہے کیونکہ نبی ﷺ مزدلفہ سے قبل عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کر چکے تھے۔ اس پر مطلع نہ ہونا اچنبھے کی بات ہے۔ لیکن انسان' انسان ہے' ان کے علم میں یہ بات نہ آئی ہوگی یا یہ ذہول اور نسیان کا نتیجہ ہوگا جو ہر انسان کو لاحق ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں سفر میں دو نمازیں جمع کرنا نبی ﷺ کا معمول تھا۔ کثیر صحابہ سے آنے والی روایات میں اس کا ذکر ہے' لہٰذا ان کی نفی یہاں معتبر نہیں۔ پھر یہ اصول ہے کہ نفی پر اثبات مقدم ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس نفی کا تعلق صرف ان کی ذات کی حد تک ہے کیونکہ دوسروں کے پاس مزید علم کی بات ہے' اس لیے اسے قبول کیا جائے گا۔ واللّٰه أعلم. ② ''وقت سے پہلے پڑھی۔'' اس سے مراد نبی ﷺ کا معمول کا وقت ہے کیونکہ عموماً طلوع فجر اور صلاۃ فجر کے درمیان وضو' غسل اور فجر کی سنتوں کا فاصلہ ہوا کرتا تھا۔ اس دن آپ نے فجر کی نماز طلوع فجر کے ساتھ ہی پڑھ لی تاکہ وقوف کے لیے زیادہ وقت مل سکے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں صراحتاً طلوع فجر کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الحج' حدیث: ١٦٨٣' وصحیح مسلم' الحج' حدیث: ١٢١٨)

(المعجم ٥٠) - كَيْفَ الْجَمْعُ (التحفة ٧٤)

باب: ٥٠- (مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو) کیسے جمع کیا جائے؟

٦١٠- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ وَمُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَةَ، فَلَمَّا أَتَى الشِّعْبَ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أَهْرَاقَ الْمَاءَ قَالَ: فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِدَاوَةٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا، فَقُلْتُ لَهُ: اَلصَّلَاةَ، فَقَالَ: «اَلصَّلَاةُ

٦١٠- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے' اور نبی ﷺ نے عرفات سے واپسی پر انھیں اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھایا ہوا تھا' کہ جب نبی ﷺ (عرفات اور مزدلفہ کے درمیان آنے والی) گھاٹی پر پہنچے تو آپ اترے اور پیشاب کیا۔ پھر میں نے لوٹے سے پانی ڈالا اور آپ نے ہلکا سا وضو فرمایا۔ میں نے آپ سے گزارش کی کہ نماز پڑھ لیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''نماز آگے ہوگی۔'' جب مزدلفہ تشریف لائے تو مغرب کی

٦١٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠٠ عن سفيان بن عيينة به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٧٩، وللحديث طرق عند البخاري ومسلم والبغوي في مسند الحب بن الحب أسامة بن زيد، ح: ٢٦-٢٨.

أَمَامَكَ» فَلَمَّا أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ صَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ نَزَعُوا رِحَالَهُمْ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ.

نماز پڑھائی' پھر صحابہ ﷺ نے سواریوں سے پالان وغیرہ اتارے' پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان اگر کچھ فاصلہ ہو جائے' مثلاً: پالان اتارنا' سامان سنبھالنا یا کچھ کھا پی لینا تو اس سے جمع میں حرج نہ ہوگا جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔ ② اگر سواری کا جانور طاقت ور ہو تو اس پر اپنے پیچھے کسی کو بٹھا لینا جائز ہے۔ اگر جانور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر درست نہیں کیونکہ یہ جانور پر ظلم ہوگا۔ ③ وضو میں کسی سے استعانت لینا جائز ہے۔ ④ مزدلفہ پہنچنے سے قبل راستے ہی میں مغرب کی نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ ⑤ اگر دو نمازیں اکٹھی کرنی ہوں تو ان کے درمیان سنن رواتب پڑھنے کی ضرورت نہیں' صرف فرض پڑھے جائیں گے۔

(المعجم ٥١) - فَضْلُ الصَّلَاةِ لِمَوَاقِيتِهَا (التحفة ٧٥)

باب:۵۱- نمازوں کو ان کے اصل اوقات پر پڑھنے کی فضیلت

٦١١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ الْعَيْزَارِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ - وَأَشَارَ إِلٰى دَارِ عَبْدِ اللهِ - قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالٰى؟ قَالَ: «اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

٦١١- حضرت ابوعمرو شیبانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ہمیں اس گھر کے مالک نے بیان فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا' والدین سے حسن سلوک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ اصل یہی ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر پڑھی جائے' سوائے عرفات اور مزدلفہ کے کہ وہاں نمازیں جمع کرنا شرعی حکم ہے اور سفر میں بھی دو نمازوں کو جمع کرنا مشروع ہے۔ سفر میں بھی افضل ہر نماز کو وقت ہی پر پڑھنا ہے۔ سفر میں جمع کرنا رخصت ہے' افضل نہیں۔ اسی طرح حضر میں کبھی کسی عذر کی بنا پر جمع کر لینا بھی رخصت ہے' بہر حال ہر نماز کو حسب امکان اپنے وقت ہی پر ادا کرنا چاہیے۔ واللہ أعلم.

٦١١- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها، ح: ٥٢٧، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ٨٥/ ١٣٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٨٠.

٦١٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ النَّخَعِيُّ: سَمِعَهُ مِنْ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: «إِقَامُ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۶۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وقت پر نماز قائم کرنا' والدین سے حسن سلوک کرنا اور اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد کرنا۔''

٦١٣- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ وَعَمْرُو ابْنُ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَجَعَلُوا يَنْتَظِرُونَهُ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أُوتِرُ قَالَ: وَسُئِلَ عَبْدُ اللهِ هَلْ بَعْدَ الْأَذَانِ وِتْرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ وَبَعْدَ الْإِقَامَةِ، وَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى. وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى.

۶۱۳- حضرت محمد بن منتشر بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمرو بن شرحبیل کی مسجد میں تھے کہ جماعت کے لیے اقامت کہی گئی۔ پھر لوگ ان کا انتظار کرنے لگے۔ (وہ آئے تو) انھوں نے فرمایا: میں وتر پڑھ رہا تھا۔ انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا اذانِ فجر کے بعد وتر پڑھ سکتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' بلکہ اقامت کے بعد بھی' پھر انھوں نے نبی ﷺ کا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دن آپ نماز فجر سے سوئے رہے حتی کہ سورج طلوع ہو گیا' پھر آپ نے نماز ادا فرمائی۔ یہ لفظ یحییٰ کے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں: یحییٰ بن حکیم اور عمرو بن یزید۔ مذکورہ سیاق یحییٰ بن حکیم کا ہے جبکہ آپ کے شیخ عمرو بن یزید نے اس حدیث کو بالمعنی روایت کیا ہے۔ ② ثابت ہوا کہ اگر وتر رہ جائیں تو صبح کی نماز پڑھنے تک انھیں ادا کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے وتر کے وجوب یا فرضیت پر استدلال نہیں ہو سکے گا کیونکہ قضا جیسے فرائض و واجبات کی ادا ہوتی ہے ایسے ہی نوافل اور ہر مؤکد عمل کی بھی

٦١٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه.

٦١٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٨٠، ٤٨١ من حديث يحيى بن حكيم به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٨١. * محمد بن المنتشر رواه عن أبي ميسرة الكوفي عمرو بن شرحبيل الهمداني عن عبدالله بن مسعود كما تدل عليه رواية البيهقي، وإليه أشار المزي في تهذيب الكمال.

ہوسکتی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی سنتوں کی قضا عصر کے بعد ادا کی۔ صبح کی سنتیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھ سکے وہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے۔'' (جامع الترمذي' حديث:٤٢٣' و السلسلة الأحاديث الصحيحة' رقم: ٢٣٦١) ظاہر ہے ظہر اور فجر کی سنتیں واجب نہیں مؤکد ہی ہیں۔ اسی طرح وتر باوجود واجب نہ ہونے کے فجر کی نماز تک پڑھے جاسکتے ہیں۔

(المعجم ٥٢) - فِيمَنْ نَسِيَ صَلَاةً (التحفة ٧٦)

باب:٥٢- جو آدمی نماز بھول جائے تو......؟

٦١٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا».

٦١٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کوئی نماز بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔''

فائدہ: معلوم ہوا فرض نماز کی قضا کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں ہے' جب بھی یاد آئے یا بیدار ہو' نماز پڑھ لے۔ یہ جمہور اہل علم کا موقف ہے۔ اوقات مکروہہ والی روایت بلاسبب نفل نماز کے لیے ہے' البتہ احناف کا خیال ہے کہ طلوع' غروب اور استوا کے اوقات میں نماز کو مؤخر کیا جائے مگر بہت سی روایات جو پیچھے گزر چکی ہیں' ان اوقات میں فرض نماز پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں۔

(المعجم ٥٣) - فِيمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ (التحفة ٧٧)

باب:٥٣- جو آدمی نماز سے سویا رہے تو......؟

٦١٥- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الْأَحْوَلُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَرْقُدُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَغْفُلُ عَنْهَا

٦١٥- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو نماز سے سویا رہتا ہے یا غافل ہو جاتا ہے (بھول جاتا ہے)۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے یاد

٦١٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨٤/ ٣١٤ عن قتيبة، والبخاري، مواقيت الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكر ... الخ، ح: ٥٩٧ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٨٦.

٦١٥ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصلاة، باب من نام عن الصلاة أو نسيها، ح: ٦٩٥ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٨٥، وأخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، من حديث قتادة به.

قَالَ: «كَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا».

آئے' نماز پڑھ لے۔''

٦١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا».

٦١٦- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ صحابہ نے نبی ﷺ سے ذکر کیا کہ کبھی ہم نماز سے سوئے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نیند آجانے میں قصور اور کوتاہی نہیں۔ کوتاہی تو یہ ہے کہ آدمی جاگتا ہوا نماز نہ پڑھے' چنانچہ جب تم میں سے کوئی نماز بھول جائے یا اس سے سویا رہ جائے تو جب اسے یاد آئے (یا جاگے) تو اسی وقت نماز پڑھ لے۔''

٦١٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِيمَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى حَتَّى يَنْتَبِهَ لَهَا».

٦١٧- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نیند آجانے میں کوتاہی نہیں۔ کوتاہی تو اس شخص میں ہے جس نے اگلی نماز کا وقت آنے تک نماز نہ پڑھی' حالانکہ وہ جاگ رہا تھا۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں نیند آنے کو کوتاہی اور قصور شمار نہیں کیا گیا جب کہ اس باب کی پہلی حدیث میں ''کفارہ'' کے الفاظ ہیں۔ ظاہر ہے کفارہ تو کسی غلطی کے بعد ہی ہوتا ہے' گویا نیند کا آنا بذات خود تو کوتاہی یا غلطی نہیں مگر سستی' غفلت اور عدم محافظت جو نیند کا سبب ہیں' کوتاہی کے ذیل میں آتے ہیں۔ ② ''اگلی نماز کا وقت آنے تک'' عام طور پر پچھلی نماز کا وقت اگلی نماز کا وقت آنے سے ختم ہوتا ہے' اس لیے یوں کہا ورنہ مقصد نماز کا وقت ختم ہونا ہے' مثلاً: صبح کی نماز کا وقت ختم ہوتا ہے تو کسی فرض نماز کا وقت شروع نہیں ہوتا، چنانچہ وقت ختم ہونے تک صبح کی نماز نہ پڑھنا جرم اور گناہ ہے' البتہ جہاں شریعت نے تاخیر کی رخصت دی ہے وہاں یہ

٦١٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في النوم عن الصلاة، ح: ١٧٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٨٢، وأخرجه مسلم، ح: ٦٨١. انظر الحديث السابق وغيره من حديث ثابت به مطولاً.

٦١٧ـ أخرجه مسلم، من حديث سليمان بن المغيرة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٨٣.

حدیث لاگو نہیں ہوگی‘ مثلاً: مسافر دو نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ کبھی تاخیر واجب ہوتی ہے‘ جیسے مزدلفہ میں مغرب کی نماز۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ الحج‘ حدیث:١٦٧٥‘ و صحیح مسلم‘ الحج‘ حدیث:١٢١٨)

(المعجم ٥٤) - إِعَادَةُ مَا نَامَ عَنْهُ مِنَ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ (التحفة ٧٨)

باب:٥٤- جس نماز سے سو یا رہا‘ اگلے دن اس نماز کے وقت دوبارہ پڑھنا

٦١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، لَمَّا نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلْيُصَلِّهَا أَحَدُكُمْ مِنَ الْغَدِ لِوَقْتِهَا».

٦١٨- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صحابہ صبح کی نماز سے سوئے رہ گئے تھے حتی کہ سورج طلوع ہو گیا تھا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ کل کو تم یہ نماز اس کے وقت پر پڑھنا۔

فائدہ: اس روایت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی نماز قضا ہو گئی تو آج قضا ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اگلے دن اصل وقت پر دوبارہ قضا ادا کرنا ہوگی‘ مگر یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ فوت شدہ نماز کی قضا ایک ہی دفعہ ہوگی۔ اس کی تائید دیگر عمومات اور دلائل سے ہوتی ہے۔ مثلاً: [فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا] یعنی سونے یا بھول جانے کی صورت میں آپ نے یاد آنے پر صرف اسی نماز کو پڑھنے کا حکم دیا ہے‘ مزید کچھ نہیں فرمایا۔ بعض روایات میں ہے: [لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ] ”اس کا صرف یہی کفارہ ہے۔“ اس حدیث میں حصر ہے‘ یعنی مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ پھر مزید غور کیا جائے تو یہ بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ دن رات میں باقاعدہ صرف پانچ نمازیں ہی فرض ہیں‘ آئندہ روز اس کی دوبارہ قضا ادا کرنے سے تو چھ بن جائیں گی اور یہ عام مسلمہ اصول دین کے خلاف ہے‘ اس لیے لامحالہ ایسا مفہوم مراد لینا ہوگا کہ جس سے تمام دلائل میں تطبیق ہو جائے۔ مزید برآں یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اگلے روز اسی نماز کی دوبارہ قضا ادا کرنے کی نفی کی ہے جیسا کہ درج ذیل ترجمۃ الباب سے ظاہر ہوتا ہے: [بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا‘ وَلَا يُعِيدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ] لہٰذا ان معروضات کی روشنی میں امام نسائی رحمہ اللہ کا ترجمۃ الباب میں بیان کردہ استدلال محل نظر ہے۔ رہا یہ کہ دوبارہ قضا کی جو صریح روایت آتی ہے جس میں آپ نے یہ حکم دیا: [فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ صَلَاةَ

٦١٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٠٩ عن أبي داود الطيالسي به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٨٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٩٠، وانظر الحديثين السابقين.

الْغَدَاةِ مِنْ غَدٍ صَالِحاً فَلْيَقْضِ مَعَهَا مِثْلَهَا] ''لہٰذا جس نے تم میں سے آئندہ کل صبح کی نماز عافیت کی حالت میں پالی تو وہ اس کے ساتھ مزید ایسی ہی نماز ادا کرلے۔'' (ضعيف سنن أبي داود للألباني' حديث: ۴۳۸) تو وہ شاذ اور ناقابل حجت ہے۔ اس روایت کے صحیح معنی یہ ہیں کہ کل کو تم نماز وقت پر پڑھنا' آج کی طرح تاخیر نہ کردینا' یعنی لیٹ پڑھنے کی عادت نہیں ہونی چاہیے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الباري: ٢/٩٣)

٦١٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا نَسِيتَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ إِذَا ذَكَرْتَ فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُولُ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِذِكْرِيٓ﴾». [طه: ١٤].

۶۱۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز بھول جاؤ تو جب یاد آئے پڑھ لو کیونکہ اللہ تعالیٰ (قرآن مجید میں) فرماتا ہے: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ ''اور میری یاد آنے پر نماز قائم کرو۔''

قَالَ عَبْدُ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا بِهِ يَعْلٰى. مُخْتَصَرًا.

عبدالاعلیٰ نے کہا: ہمیں یہ روایت حضرت یعلیٰ نے اختصار کے ساتھ بیان کی۔

فائدہ: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (طٰہٰ ۲۰:۱۴) اس کے ایک معنی ہیں: ''مجھے یاد کرنے کے لیے نماز پڑھو'' دوسرا ترجمہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک قراءت میں [لِلذِّكْرٰى] بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں: نماز یاد آنے پر' یا معنی ہیں: نصیحت حاصل کرنے کے لیے۔

٦٢٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً

۶۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز بھول جائے تو اسے چاہیے کہ اسے یاد آنے پر پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ ''اور میری یاد آنے پر نماز پڑھو۔''

٦١٩ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨٠ من حديث الزهري به مطولاً.

٦٢٠ـ أخرجه مسلم، من حديث ابن وهب به، انظر الحديث السابق.

فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكْرِيٓ﴾».

٦٢١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: (وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكْرِيٓ) قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: هٰكَذَا قَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۶۲۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز بھول جائے تو اسے جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [اَقِمِ الصَّلاۃَ لِلذِّکْرٰی] ''یاد آنے پر نماز قائم کرو۔'' معمر کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح قراءت فرمائی تھی؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

(المعجم ٥٥) - بَابٌ: كَيْفَ يَقْضِي الْفَائِتُ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٧٩)

باب: ۵۵- فوت شدہ نماز کی قضا کیسے دی جائے؟

٦٢٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَسْرَيْنَا لَيْلَةً فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَنَامَ وَنَامَ النَّاسُ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِالشَّمْسِ قَدْ طَلَعَتْ عَلَيْنَا، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُؤَذِّنَ فَأَذَّنَ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا [بِمَا] هُوَ كَائِنٌ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ.

۶۲۲- حضرت ابومریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ساری رات چلتے رہے۔ جب صبح طلوع ہونے کو تھی تو اللہ کے رسول ﷺ سواری سے اترے اور سو گئے اور لوگ بھی سو گئے۔ ہمیں اس وقت جاگ آئی جب سورج ہم پر طلوع ہو چکا تھا، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اذان کہی، پھر آپ نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں، پھر آپ نے اسے حکم دیا تو اس نے اقامت کہی، پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر ہمیں بیان کیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا۔

٦٢١ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٦٢٢ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٢٧٤، ح: ٦٠١ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٨٧، وحسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ٣/ ٢٦٢، وللحديث شواهد.

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجموعی طور پر نماز رہ جائے' یعنی اذان ہو نہ جماعت تو قضا اذان اور جماعت کی صورت میں ہوگی جیسے کہ ادا ہوتی ہے' مگر یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ صحرا کا واقعہ ہے جہاں متعلقین کے علاوہ کوئی اذان نہ سنتا تھا' اب جب کہ جگہ جگہ مساجد ہیں اور مساجد میں لاؤڈ سپیکر بھی ہیں تو اب قضا میں علانیہ اذان کہنا اور جماعت کروانا غلط فہمی اور مذاق کا سبب ہوگا' لہٰذا آبادی میں اگر ایسا ہو جائے تو دوسری مساجد (اسی آبادی یا اردگرد کی آبادیوں) کی اذان کافی ہوگی' ہاں' بغیر لاؤڈ سپیکر اذان کہہ کر باجماعت نماز پڑھنا' اگر ممکن ہو تو یہ' بہتر ہے ورنہ الگ الگ صرف تکبیر کہہ کر پڑھی جا سکتی ہے' الا یہ کہ کوئی آبادی الگ تھلگ ہو' دیگر آبادیوں سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو اور نہ وہاں کی اذان کی آواز دوسری آبادیوں میں سنی جاتی ہو تو وہاں اس حدیث پر عمل ہو سکتا ہے' یعنی تب اذان کہنا ضروری ہے۔ واللہ أعلم. موقع محل کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ② فجر کی سنتیں مؤکدہ ہیں' لہٰذا اگر رہ جائیں تو طلوع شمس سے پہلے یا بعد میں ان کی قضا دی جائے۔ اگر فرض اور سنتیں دونوں رہ گئے ہوں تو دونوں کی قضا دی جائے۔ اس طرح دیگر نمازوں کے نوافل یا سنن وغیرہ کی بھی وقت کے بعد قضا دی جا سکتی ہے' خواہ سونے کی وجہ سے رہ جائیں یا بھولنے سے جیسا کہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے' رہی ام سلمہ ؓ کی مسند احمد والی حدیث جس میں قضا دینے سے روکا گیا ہے تو وہ سنداً ضعیف ہے۔ واللہ أعلم.

٦٢٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَحُبِسْنَا عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي سَبِيلِ اللهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَالًا

۶۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز نہ پڑھ سکے۔ یہ بات میرے لیے بہت تکلیف دہ تھی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بلال ؓ کو حکم دیا۔ انھوں نے اقامت کہی تو آپ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی' پھر اقامت کہی تو آپ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی' پھر اقامت کہی تو آپ نے ہمیں مغرب کی نماز

٦٢٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الرجل تفوته الصلاة بأيتهن يبدأ، ح: ١٧٩ من حديث أبي الزبير به مختصرًا، وقال: "ليس بإسناده بأس إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من عبدالله" يعني ابن مسعود، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٨٩، وانظر الحديث الآتي: (١٤٠٥)، العلة الثانية عنعنة أبي الزبير، وتقدم حال تدليسه، ح: ٥٩٤.

فَأَقَامَ فَصَلَّى بِنَا الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى بِنَا الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ، ثُمَّ طَافَ عَلَيْنَا فَقَالَ: «مَا عَلَى الْأَرْضِ عِصَابَةٌ يَذْكُرُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُكُمْ».

پڑھائی' پھر اقامت کہی تو آپ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی' پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''روئے ارض پر تمھارے علاوہ کوئی جماعت (اس وقت) اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کر رہی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ جنگ خندق کا واقعہ ہے۔ کفار کے خطرے کے پیش نظر نمازیں نہ پڑھی جا سکیں۔ ایک دن صرف عصر کی نماز فوت ہوگئی تھی' وہ اور واقعہ ہے۔ یہ جنگ کئی دن جاری رہی تھی۔ ② فوت شدہ نماز کی قضا واجب ہے اگرچہ وہ کسی دینی مصروفیت کی بنا پر رہ گئی ہو جیسا کہ جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ۔

٦٢٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: عَرَّسْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ» قَالَ: فَفَعَلْنَا فَدَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ.

۶۲۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن دوران سفر میں) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آخر رات میں پڑاؤ ڈالا اور ہم نہ جاگے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا۔ (جاگنے پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی اپنی سواری کا سر پکڑے (یہاں سے کوچ کرے) کیونکہ اس مقام میں شیطان ہمارے پاس رہا ہے۔'' ہم نے اسی طرح کیا (وہاں سے نکل گئے۔) پھر آپ نے پانی منگوایا اور وضو کیا' پھر دو رکعتیں (سنت فجر) پڑھیں' پھر جماعت کی اقامت کہی گئی اور آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔

٦٢٥- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ

۶۲۵- حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں (آخر رات میں سوتے وقت) فرمایا: ''اس رات کون ہمارے لیے فجر کی نماز کا خیال رکھے گا؟ کہیں ہم نماز سے سوئے ہی نہ رہ جائیں۔''

٦٢٤_ أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨٠/ ٣١٠ عن يعقوب به، وهو في الكبرى، ح: ١٥٨٨.

٦٢٥_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٨١ من حديث حماد بن سلمة به.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي سَفَرٍ لَهُ: «مَنْ يَكْلَؤُنَا اللَّيْلَةَ لَا نَرْقُدُ عَنِ الصَّلَاةِ، عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ». قَالَ بِلَالٌ: أَنَا، فَاسْتَقْبَلَ مَطْلَعَ الشَّمْسِ فَضُرِبَ عَلَى آذَانِهِمْ حَتَّى أَيْقَظَهُمْ حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوا، فَقَالَ: «تَوَضَّؤُوا» ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ صَلَّوُا الْفَجْرَ.

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ پھر وہ طلوع شمس کی جہت کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو سلا دیا حتی کہ انھیں سورج کی گرمی نے جگایا۔ تب وہ اٹھے۔ آپ نے فرمایا: ''وضو کرو۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور دوسرے لوگوں نے بھی فجر کی سنتیں پڑھیں۔ پھر سب نے فجر کی نماز (باجماعت) پڑھی۔

٦٢٦- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَدْلَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ عَرَّسَ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ بَعْضُهَا، فَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى وَهِيَ صَلَاةُ الْوُسْطَى.

٦٢٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ شروع رات میں چلے پھر آخر رات آپ نے پڑاؤ ڈالا۔ آپ بروقت جاگ نہ سکے حتی کہ کچھ یا سارا سورج طلوع ہو گیا' چنانچہ آپ نے فوراً نماز نہ پڑھی حتی کہ سورج بلند ہو گیا تو آپ نے نماز ادا فرمائی اور یہ (نماز فجر) صلاۃ وسطیٰ ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس میں صلاۃ وسطیٰ کی جو تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کی گئی ہے' وہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد نماز عصر ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۴۷۳' ۴۷۴) باقی باتیں دوسری روایات سے ثابت ہیں۔ ② ظاہر تو یہ ہے کہ اس باب کی جملہ روایات ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں۔ اجمال اور تفصیل کا فرق ہے' سوائے حدیث: ۶۲۳ کے کہ وہ جنگ خندق کا واقعہ ہے' البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک سے زائد واقعات ہوں۔ واللہ أعلم.

٦٢٦- [إسناده ضعيف لشذوذه] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٥. * حبيب هو ابن أبي حبيب، صدوق يخطيء، وتاميذه أبوحبيب.

سُنَن نَسائی

جلد دوم

تالیف

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد : فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج : حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی ایف ''کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی ، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبری ٹیم

مترجم

سنن نسائی

جلد دوم

سلسلہ اشاعت نمبر 136

نام کتاب : مترجم سنن نسائی

نام مولف : إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله

نام مترجم : فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

جلد : دوم

طبع دوم : اگست ۲۰۱۳ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

طابع : محمد اکرم مختار

ناشر : دار العلم، ممبئی

دار العلم ممبئی

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

سُنن نسائی مترجم

جلد دوم

کتاب الأذان   کتاب التطبیق   أحادیث: 627   1179

تالیف

إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

فہرست مضامین (جلد دوم)

٧- كِتَابُ الْأَذَانِ	اذان سے متعلق احکام ومسائل	25
١- بَدْءُ الْأَذَانِ	باب: اذان کی ابتدا کا بیان	165
٢- تَثْنِيَةُ الْأَذَانِ	باب: اذان کے کلمات دو دو بار کہنے کا بیان	166
٣- خَفْضُ الصَّوتِ فِي التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ	باب: ترجیع والی اذان میں (پہلی دفعہ) شہادتین کو آہستہ اور پست آواز میں کہنا	167
٤- كَمِ الْأَذَانُ مِنْ كَلِمَةٍ	باب: (ترجیع والی) اذان کے کتنے کلمات ہیں؟	168
٥- كَيْفَ الْأَذَانُ	باب: اذان کیسے ہے؟	169
٦- اَلْأَذَانُ فِي السَّفَرِ	باب: سفر میں اذان کہنے کا بیان	172
٧- بَابُ أَذَانِ الْمُنْفَرِدِينَ فِي السَّفَرِ	باب: اکیلے تنہا مسافر بھی اذان کہیں	174
٨- اِجْتِزَاءُ الْمَرْءِ بِأَذَانِ غَيْرِهِ فِي الْحَضَرِ	باب: دوسرے کی اذان کے کافی ہونے کا بیان	175
٩- اَلْمُؤَذِّنَانِ لِلْمَسْجِدِ الْوَاحِدِ	باب: ایک مسجد کے لیے دو مؤذن بھی مقرر کیے جاسکتے ہیں	176
١٠- هَلْ يُؤَذِّنَانِ جَمِيعًا أَوْ فُرَادٰى	باب: دونوں مؤذن اکٹھے اذان کہیں یا الگ الگ؟ (یکے بعد دیگرے)	178
١١- اَلْأَذَانُ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ	باب: نماز کے وقت سے پہلے اذان کہنا	179
١٢- وَقْتُ أَذَانِ الصُّبْحِ	باب: صبح کی اذان کا وقت	180
١٣- كَيْفَ يَصْنَعُ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِهِ؟	باب: مؤذن اپنی اذان میں کیسا طریقہ اپنائے؟	180
١٤- رَفْعُ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ	باب: اذان بلند آواز سے کہی جائے	181
١٥- اَلتَّثْوِيبُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ	باب: فجر کی نماز میں اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا چاہیے	183
١٦- آخِرُ الْأَذَانِ	باب: اذان کے آخری کلمات	184
١٧- اَلْأَذَانُ فِي التَّخَلُّفِ عَنْ شُهُودِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ	باب: بارش والی رات میں جماعت کی حاضری سے رخصت کی اذان	185

عربی	اردو	صفحہ
١٨- اَلْأَذَانُ لِمَنْ يَّجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي وَقْتِ الْأُولَى مِنْهُمَا	باب: جو شخص دو نمازوں کو پہلی کے وقت میں جمع کرے تو وہ شروع میں اذان کہے گا	187
١٩- اَلْأَذَانُ لِمَنْ يَّجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بَعْدَ ذَهَابِ وَقْتِ الْأُولَى مِنْهُمَا	باب: پہلی نماز کا وقت ختم ہونے کے بعد دو نمازیں جمع کرنے کی صورت میں ایک ہی اذان کافی ہے	187
٢٠- اَلْإِقَامَةُ لِمَنْ يَّجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ	باب: دو نمازیں جمع کرنے والے کے لیے ایک اقامت کافی ہو سکتی ہے؟	188
٢١- اَلْأَذَانُ لِلْفَائِتِ مِنَ الصَّلَوَاتِ	باب: فوت شدہ نمازوں کے لیے اذان	189
٢٢- اَلْاِجْتِزَاءُ لِذٰلِكَ كُلِّهِ بِأَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّالْإِقَامَةُ لِكُلِّ وَّاحِدَةٍ مِّنْهُمَا	باب: سب فوت شدہ نمازوں کے لیے ایک اذان اور الگ الگ اقامت کا کافی ہونا	191
٢٣- اَلْاِكْتِفَاءُ بِالْإِقَامَةِ لِكُلِّ صَلَاةٍ	باب: (فوت شدہ نمازوں میں سے) ہر نماز کے لیے اقامت ہی کافی ہے	191
٢٤- اَلْإِقَامَةُ لِمَنْ نَّسِيَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةٍ	باب: جو شخص (امام) ایک رکعت بھول گیا (اور سلام پھیر کر چل دیا) پھر اس ایک رکعت کو ادا کرے تو اقامت بھی کہے	193
٢٥- أَذَانُ الرَّاعِي	باب: چرواہے کی اذان	193
٢٦- اَلْأَذَانُ لِمَنْ يُّصَلِّي وَحْدَهُ	باب: اکیلے نماز پڑھنے والے کی اذان	194
٢٧- اَلْإِقَامَةُ لِمَنْ يُّصَلِّي وَحْدَهُ	باب: اکیلے نماز پڑھنے والے کی اقامت	195
٢٨- كَيْفَ الْإِقَامَةُ	باب: اقامت کیسے کہی جائے؟	196
٢٩- إِقَامَةُ كُلِّ وَاحِدٍ لِّنَفْسِهِ	باب: ہر آدمی اپنے لیے اقامت کہے؟	196
٣٠- فَضْلُ التَّأْذِينِ	باب: اذان کہنے کی فضیلت	197
٣١- اَلْاِسْتِهَامُ عَلَى التَّأْذِينِ	باب: اذان کہنے کے لیے قرعہ اندازی کرنا	198
٣٢- اِتِّخَاذُ الْمُؤَذِّنِ الَّذِي لَا يَأْخُذُ عَلٰى أَذَانِهِ أَجْرًا	باب: ایسا مؤذن رکھنا جو اذان پر تنخواہ نہ لیتا ہو	198
٣٣- اَلْقَوْلُ مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ	باب: مؤذن کی اذان سن کر جواب دینا	199
٣٤- ثَوَابُ ذٰلِكَ	باب: اذان کا جواب دینے کا ثواب	200
٣٥- اَلْقَوْلُ مِثْلَ مَا يَتَشَهَّدُ الْمُؤَذِّنُ	باب: مؤذن کے شہادتین کی طرح شہادتین پڑھنا	201

عربی	اردو	صفحہ
٣٦- اَلْقَوْلُ الَّذِي يُقَالُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	باب: جب مؤذن حي علی الصلاۃ اور حي علی الفلاح کہے تو جواب میں کیا کہا جائے؟	201
٣٧- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ الْأَذَانِ	باب: اذان کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھنا چاہیے	202
٣٨- اَلدُّعَاءُ عِنْدَ الْأَذَانِ	باب: اذان کے بعد کی دعا	203
٣٩- اَلصَّلَاةُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ	باب: ہر اذان واقامت کے درمیان نفل نماز پڑھنا	204
٤٠- اَلتَّشْدِيدُ فِي الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ	باب: اذان کے بعد مسجد سے نکلنا سخت گناہ ہے	206
٤١- إِيذَانُ الْمُؤَذِّنِينَ الْأَئِمَّةَ بِالصَّلَاةِ	باب: مؤذن امام کو نماز کے وقت کی اطلاع کرے	207
٤٢- إِقَامَةُ الْمُؤَذِّنِ عِنْدَ خُرُوجِ الْإِمَامِ	باب: مؤذن امام کے آنے پر اقامت کہے	209
٨- كِتَابُ الْمَسَاجِدِ	**مسجدوں سے متعلق احکام ومسائل**	211
١- اَلْفَضْلُ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ	باب: مسجدیں بنانے کی فضیلت	236
٢- اَلْمُبَاهَاةُ فِي الْمَسَاجِدِ	باب: فخر کے لیے مسجدیں بنانا	236
٣- ذِكْرُ أَيِّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلًا	باب: کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی؟	237
٤- فَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	باب: مسجد حرام (بیت اللہ) میں نماز پڑھنے کی فضیلت	238
٥- اَلصَّلَاةُ فِي الْكَعْبَةِ	باب: کعبے کے اندر نماز پڑھنا؟	239
٦- فَضْلُ الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَالصَّلَاةِ فِيهِ	باب: مسجد اقصیٰ اور اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت	240
٧- فَضْلُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّلَاةِ فِيهِ	باب: نبی ﷺ کی مسجد اور اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت	241
٨- ذِكْرُ الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى	باب: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی' کون سی ہے؟	243
٩- فَضْلُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَالصَّلَاةِ فِيهِ	باب: مسجد قباء اور اس میں نماز کی فضیلت	244
١٠- مَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَيْهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ	باب: کن مساجد کی طرف دور دراز سے قصداً آنا جائز ہے؟	245
١١- اِتِّخَاذُ الْبِيَعِ مَسَاجِدَ	باب: گرجوں کو مساجد بنانا	246
١٢- نَبْشُ الْقُبُورِ وَاتِّخَاذُ أَرْضِهَا مَسْجِدًا	باب: قبروں کو اکھیڑ کر ان کی جگہ مسجد بنانا	247
١٣- اَلنَّهْيُ عَنْ اِتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ	باب: قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت	249
١٤- اَلْفَضْلُ فِي إِتْيَانِ الْمَسَاجِدِ	باب: مسجدوں میں آنے کی فضیلت	251
١٥- اَلنَّهْيُ عَنْ مَّنْعِ النِّسَاءِ مِنْ إِتْيَانِهِنَّ الْمَسَاجِدَ	باب: عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روکنے کی ممانعت	251

عربی باب	اردو باب	صفحہ
١٦- مَنْ يُمْنَعُ مِنَ الْمَسْجِدِ	باب: کس شخص کو مسجد میں آنے سے روکا جا سکتا ہے؟	252
١٧- مَنْ يُخْرَجُ مِنَ الْمَسْجِدِ	باب: کس شخص کو مسجد سے نکالا جا سکتا ہے؟	253
١٨- ضَرْبُ الْخِبَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ	باب: مسجد میں خیمہ لگانا	254
١٩- إِدْخَالُ الصِّبْيَانِ الْمَسَاجِدَ	باب: بچوں کو مسجدوں میں لے جانا	255
٢٠- رَبْطُ الْأَسِيرِ بِسَارِيَةِ الْمَسْجِدِ	باب: قیدی کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنا	256
٢١- إِدْخَالُ الْبَعِيرِ الْمَسْجِدَ	باب: مسجد میں اونٹ داخل کرنا	257
٢٢- اَلنَّهْيُ عَنِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ	باب: مسجد میں خرید و فروخت اور نماز جمعہ سے پہلے حلقے بنانے کی ممانعت	258
٢٣- اَلنَّهْيُ عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں اشعار پڑھنے کی ممانعت	259
٢٤- اَلرُّخْصَةُ فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ الْحَسَنِ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں اچھے شعر پڑھنے کی رخصت	259
٢٥- اَلنَّهْيُ عَنْ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں گم شدہ جانور (وغیرہ) کا اعلان کرنے کی ممانعت	260
٢٦- إِظْهَارُ السِّلَاحِ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں اسلحہ ننگا کر کے چلنا	261
٢٧- تَشْبِيكُ الْأَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں انگلیوں میں انگلیاں پھنسانا	261
٢٨- اَلْاِسْتِلْقَاءُ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں چت (گدی کے بل) لیٹنا	264
٢٩- اَلنَّوْمُ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں سونا	264
٣٠- اَلْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں تھوکنا	265
٣١- اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يَتَنَخَّمَ الرَّجُلُ فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ	باب: مسجد کی سامنے والی دیوار کی طرف کھنکھارنے کی ممانعت	265
٣٢- ذِكْرُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ أَنْ يَبْصُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ عَنْ يَمِينِهِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ	باب: نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے یا دائیں تھوکے	266
٣٣- اَلرُّخْصَةُ لِلْمُصَلِّي أَنْ يَبْصُقَ خَلْفَهُ أَوْ تِلْقَاءَ شِمَالِهِ	باب: نمازی کو اپنے پیچھے یا بائیں طرف تھوکنے کی اجازت ہے	267
٣٤- بِأَيِّ الرِّجْلَيْنِ يَدْلُكُ [بُصَاقَهُ]	باب: کس پاؤں سے تھوک کو ملے؟	267
٣٥- تَخْلِيقُ الْمَسَاجِدِ	باب: مسجد کو خلوق (خوشبو) لگانا	268

عربی	اردو	صفحہ
٣٦- اَلْقَوْلُ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَعِنْدَ الْخُرُوجِ مِنْهُ	باب: مسجد میں داخل ہوتے اور باہر نکلتے وقت کیا پڑھیں؟	269
٣٧- اَلْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُلُوسِ فِيهِ	باب: مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم	269
٣٨- اَلرُّخْصَةُ فِي الْجُلُوسِ فِيهِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلَاةٍ	باب: مسجد میں آ کر بیٹھنے اور بغیر نماز پڑھے واپس جانے کی اجازت	270
٣٩- صَلَاةُ الَّذِي يَمُرُّ عَلَى الْمَسْجِدِ	باب: جو مسجد سے گزرے وہ بھی تحیۃ المسجد پڑھے	272
٤٠- اَلتَّرْغِيبُ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ	باب: مسجد میں بیٹھ کر (اگلی) نماز کا انتظار کرنے کی ترغیب	272
٤١- ذِكْرُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ	باب: اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے سے نبی ﷺ کی ممانعت کا بیان	273
٤٢- اَلرُّخْصَةُ فِي ذٰلِكَ	باب: اس کی رخصت	274
٤٣- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْحَصِيرِ	باب: چٹائی پر نماز پڑھنا	274
٤٤- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْخُمْرَةِ	باب: چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا	275
٤٥- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْمِنْبَرِ	باب: منبر پر نماز پڑھنا	275
٤٦- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْحِمَارِ	باب: گدھے پر نماز پڑھنا	277
٩- كِتَابُ الْقِبْلَةِ	**قبلے کے متعلق احکام ومسائل**	281
١- بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ	باب: نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا	293
٢- بَابُ الْحَالِ الَّتِي يَجُوزُ عَلَيْهَا اسْتِقْبَالُ غَيرِ الْقِبْلَةِ	باب: وہ حالت جس میں (دورانِ نماز میں) قبلے کے علاوہ کسی اور طرف منہ کرنا جائز ہے	293
٣- بَابُ اسْتِبَانَةِ الْخَطَإِ بَعْدَ الْاِجْتِهَادِ	باب: باوجود کوشش کے (نماز پڑھ لینے کے بعد سمت قبلہ کی) غلطی کا واضح ہونا	294
٤- سُتْرَةُ الْمُصَلِّي	باب: نمازی کا سترہ	295
٥- اَلْأَمْرُ بِالدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ	باب: سترے کے قریب کھڑے ہونے کا حکم	296
٦- مِقْدَارُ ذٰلِكَ	باب: (نمازی اور سترے کے درمیان) فاصلے کی مقدار	296
٧- ذِكْرُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَمَا لَا يَقْطَعُ إِذَا لَمْ	باب: جب نمازی کے آگے سترہ نہ ہو تو کون سی	

عربی	اردو	صفحہ
يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي سُتْرَةٌ	چیزیں نماز توڑتی ہیں اور کون سی نہیں؟	298
٨- اَلتَّشْدِيدُ فِي الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي وَبَيْنَ سُتْرَتِهِ	باب: نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرنا سخت گناہ ہے	302
٩- الرُّخْصَةُ فِي ذٰلِكَ	باب: اس امر کی رخصت کا بیان	303
١٠- اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ النَّائِمِ	باب: سوئے ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان	305
١١- اَلنَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقَبْرِ	باب: قبر کی طرف نماز پڑھنے کی ممانعت	305
١٢- اَلصَّلَاةُ إِلٰى ثَوْبٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ	باب: ایسے کپڑے کی طرف نماز پڑھنا جس میں تصویریں ہوں	306
١٣- اَلْمُصَلِّي يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْإِمَامِ سُتْرَةٌ	باب: امام اور مقتدی کے درمیان کوئی پردہ ہو تو؟	306
١٤- اَلصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ	باب: ایک کپڑے میں نماز پڑھنا	307
١٥- اَلصَّلَاةُ فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ	باب: ایک قمیص میں نماز پڑھنا	309
١٦- اَلصَّلَاةُ فِي الْإِزَارِ	باب: ازار میں نماز پڑھنا	309
١٧- صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَى امْرَأَتِهِ	باب: آدمی کا ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جس کا کچھ حصہ اس کی بیوی پر ہو	310
١٨- صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهِ مِنْهُ شَيْءٌ	باب: آدمی کا ایک ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا کہ اس کے کندھوں پر کچھ بھی کپڑا نہ ہو	311
١٩- اَلصَّلَاةُ فِي الْحَرِيرِ	باب: ریشم کے کپڑے میں نماز پڑھنا	312
٢٠- اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ	باب: دھاری دار منقش چادر میں نماز پڑھنے کی رخصت	312
٢١- اَلصَّلَاةُ فِي الثِّيَابِ الْحُمْرِ	باب: سرخ کپڑوں میں نماز پڑھنا	313
٢٢- اَلصَّلَاةُ فِي الشِّعَارِ	باب: جسم سے لگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا	314
٢٣- اَلصَّلَاةُ فِي الْخُفَّيْنِ	باب: موزوں میں نماز پڑھنا	314
٢٤- اَلصَّلَاةُ فِي النَّعْلَيْنِ	باب: جوتوں میں نماز پڑھنا	315
٢٥- أَيْنَ يَضَعُ الْإِمَامُ نَعْلَيْهِ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ	باب: جب امام لوگوں کو نماز پڑھائے تو جوتے کہاں رکھے؟	316

١٠- كِتَابُ الْإِمَامَةِ | امامت سے متعلق احکام ومسائل | 317

كتاب	باب	صفحہ
١- ذِكْرُ الْإِمَامَةِ وَالْجَمَاعَةِ. إِمَامَةُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ	باب: امامت اور جماعت کے مسائل ۔علم وفضیلت والے لوگوں کوامام بنانا چاہیے	348
٢- اَلصَّلَاةُ مَعَ أَئِمَّةِ الْجَوْرِ	باب: ظالم ائمہ (حکام) کے پیچھے نماز پڑھنا	349
٣- مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ	باب: امامت کا زیادہ حق دارکون ہے؟	351
٤- تَقْدِيمُ ذَوِي السِّنِّ	باب: بڑی عمر والے کوآگے کیا جائے	352
٥- اِجْتِمَاعُ الْقَوْمِ فِي مَوْضِعٍ هُمْ فِيهِ سَوَاءٌ	باب: جب چندلوگ کسی جگہ جمع ہوں اور وہاں ان کی حیثیت یکساں ہوتو؟	353
٦- اِجْتِمَاعُ الْقَوْمِ وَفِيهِمُ الْوَالِي	باب: جب چندلوگ جمع ہوں اوران میں حاکم بھی ہوتو؟	353
٧- إِذَا تَقَدَّمَ الرَّجُلُ مِنَ الرَّعِيَّةِ ثُمَّ جَاءَ الْوَالِي هَلْ يَتَأَخَّرُ	باب: جب رعایا میں سے کوئی شخص (امامت کے لیے) آگے بڑھ جائے' پھر حاکم آجائے تو کیا وہ پیچھے ہٹے؟	354
٨- صَلَاةُ الْإِمَامِ خَلْفَ رَجُلٍ مِّنْ رَّعِيَّتِهِ	باب: امام کا اپنی رعیت میں سے کسی آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا	357
٩- إِمَامَةُ الزَّائِرِ	باب: مہمان کاامامت کرانا	358
١٠- إِمَامَةُ الْأَعْمٰى	باب: نابینے شخص کاامامت کرانا	359
١١- إِمَامَةُ الْغُلَامِ قَبْلَ أَنْ يَّحْتَلِمَ	باب: نابالغ لڑکے کاامامت کرانا	360
١٢- قِيَامُ النَّاسِ إِذَا رَأَوُا الْإِمَامَ	باب: جب لوگ امام کو (آتا) دیکھیں تب (جماعت کے لیے) کھڑے ہوں	361
١٣- اَلْإِمَامُ تَعْرِضُ لَهُ الْحَاجَةُ بَعْدَ الْإِقَامَةِ	باب: اقامت کے بعد امام کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو؟	361
١٤- اَلْإِمَامُ يَذْكُرُ بَعْدَ قِيَامِهِ فِي مُصَلَّاهُ أَنَّهُ عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ	باب: امام کواپنی نماز کی جگہ کھڑے ہونے کے بعد یاد آئے کہ وہ طہارت کی حالت میں نہیں تو......؟	362
١٥- اِسْتِخْلَافُ الْإِمَامِ إِذَا غَابَ	باب: جب امام کہیں جائے توکسی کواپنا نائب مقرر کردے	363

سنن النسائي	باب	صفحہ
١٦- اَلْاِئْتِمَامُ بِالْإِمَامِ	باب: امام کی اقتدا کرنا	364
١٧- اَلْاِئْتِمَامُ بِمَنْ يَّأْتَمُّ بِالْإِمَامِ	باب: ان کی اقتدا کرنا جو امام کی اقتدا کریں	365
١٨- مَوْقِفُ الْإِمَامِ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً، وَالْاِخْتِلَافُ فِي ذٰلِكَ	باب: جب تین آدمی ہوں تو امام کہاں کھڑا ہو؟ اور اس میں اختلاف	367
١٩- إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً وَامْرَأَةً	باب: جب (امام سمیت نمازی) تین مرد اور ایک عورت ہو تو......؟	369
٢٠- إِذَا كَانُوا رَجُلَيْنِ وَامْرَأَتَيْنِ	باب: جب (نمازی) دو مرد اور دو عورتیں ہوں تو...؟	370
٢١- مَوْقِفُ الْإِمَامِ إِذَا كَانَ مَعَهُ صَبِيٌّ وَامْرَأَةٌ	باب: جب امام کے ساتھ ایک بچہ اور ایک عورت ہو تو امام کہاں کھڑا ہو؟	371
٢٢- مَوْقِفُ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومُ صَبِيٌّ	باب: مقتدی بچہ ہو تو امام کیسے کھڑا ہو؟	372
٢٣- مَنْ يَّلِي الْإِمَامَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ	باب: کون سا شخص امام سے متصل ہو؟ پھر جو اس سے متصل ہو؟	373
٢٤- إِقَامَةُ الصُّفُوفِ قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ	باب: امام کے آنے سے پہلے صفیں سیدھی کی جا سکتی ہیں	375
٢٥- كَيْفَ يُقَوِّمُ الْإِمَامُ الصُّفُوفَ	باب: امام صفوں کو کیسے سیدھا کرے؟	376
٢٦- مَا يَقُولُ الْإِمَامُ إِذَا تَقَدَّمَ فِي تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ	باب: جب امام جماعت کے لیے آگے بڑھے تو صفیں سیدھی کرنے کے لیے کون سے کلمات کہے؟	377
٢٧- كَمْ مَرَّةً يَقُولُ: إِسْتَوُوا	باب: امام کتنی دفعہ کہے: ''برابر ہو جاؤ؟''	377
٢٨- حَثُّ الْإِمَامِ عَلٰى رَصِّ الصُّفُوفِ وَالْمُقَارَبَةِ بَيْنَهَا	باب: صفوں کو ملانے اور قریب بنانے کے سلسلے میں امام کا رغبت دلانا	378
٢٩- فَضْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ عَلَى الثَّانِي	باب: پہلی صف کی دوسری صف پر فضیلت	380
٣٠- اَلصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ	باب: آخری صف کا بیان	380
٣١- مَنْ وَّصَلَ صَفًّا	باب: جو صف کو ملائے (اس کی فضیلت)	381
٣٢- ذِكْرُ خَيْرِ صُفُوفِ النِّسَاءِ وَشَرِّ صُفُوفِ الرِّجَالِ	باب: عورتوں کی بہترین صف اور مردوں کی بدترین صف کا بیان	381
٣٣- اَلصَّفُّ بَيْنَ السَّوَارِي	باب: ستونوں کے درمیان صف بنانا	382

٣٤- اَلْمَكَانُ الَّذِي يُسْتَحَبُّ مِنَ الصَّفِّ	باب: صف میں کس جگہ کھڑا ہونا مستحب ہے؟	383
٣٥- مَا عَلَى الْإِمَامِ مِنَ التَّخْفِيفِ	باب: امام کے لیے نماز ہلکی پڑھانے کی جو ذمہ داری ہے	383
٣٦- اَلرُّخْصَةُ لِلْإِمَامِ فِي التَّطْوِيلِ	باب: امام کو نماز لمبی کرنے کی اجازت	385
٣٧- مَا يَجُوزُ لِلْإِمَامِ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ	باب: امام کے لیے نماز میں کس قسم کا کام کرنا جائز ہے؟	385
٣٨- مُبَادَرَةُ الْإِمَامِ	باب: امام سے آگے بڑھنا	386
٣٩- خُرُوجُ الرَّجُلِ مِنْ صَلَاةِ الْإِمَامِ، وَفَرَاغُهُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ	باب: کسی آدمی کا امام کی جماعت سے نکل کر مسجد کے ایک کونے میں الگ نماز پڑھ کر فارغ ہونا	388
٤٠- اَلْائْتِمَامُ بِالْإِمَامِ، يُصَلِّي قَاعِدًا	باب: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے امام کی اقتدا کرنا	389
٤١- إِخْتِلَافُ نِيَّةِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ	باب: امام اور مقتدی کی نیت کا مختلف ہونا	394
٤٢- فَضْلُ الْجَمَاعَةِ	باب: جماعت کی فضیلت	396
٤٣- اَلْجَمَاعَةُ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً	باب: جب تین آدمی ہوں تو جماعت کیسے ہوگی؟	398
٤٤- اَلْجَمَاعَةُ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً، رَجُلٌ وَصَبِيٌّ وَامْرَأَةٌ	باب: جب نمازی تین ہوں، یعنی ایک مرد، ایک بچہ اور ایک عورت تو جماعت کیسے ہوگی؟	398
٤٥- اَلْجَمَاعَةُ إِذَا كَانُوا اثْنَيْنِ	باب: جب نمازی دو ہوں تو جماعت کیسے ہوگی؟	399
٤٦- اَلْجَمَاعَةُ لِلنَّافِلَةِ	باب: نفل نماز کے لیے جماعت کرانا	400
٤٧- اَلْجَمَاعَةُ لِلْفَائِتِ مِنَ الصَّلَاةِ	باب: فوت شدہ نماز کی جماعت کرانا	401
٤٨- اَلتَّشْدِيدُ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ	باب: جماعت چھوڑ دینے پر سختی	402
٤٩- اَلتَّشْدِيدُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ	باب: جماعت سے پیچھے رہنے پر سختی	404
٥٠- اَلْمُحَافَظَةُ عَلَى الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ	باب: نمازوں کی اس جگہ پابندی کرنا جہاں ان کی اذان کہی جائے	405
٥١- اَلْعُذْرُ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ	باب: عذر کی بنا پر جماعت ترک کرنا	407
٥٢- حَدُّ إِدْرَاكِ الْجَمَاعَةِ	باب: جماعت (کا ثواب) پانے کی حد	409
٥٣- إِعَادَةُ الصَّلَاةِ مَعَ الْجَمَاعَةِ بَعْدَ صَلَاةِ الرَّجُلِ لِنَفْسِهِ	باب: اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ لے تو جماعت ملنے کی صورت میں دوبارہ پڑھنا	410
٥٤- إِعَادَةُ الْفَجْرِ مَعَ الْجَمَاعَةِ لِمَنْ صَلَّى وَحْدَهُ	باب: جو آدمی فجر کی نماز اکیلا پڑھ چکا ہو، جماعت مل	

العنوان	باب	صفحہ
	جانے کی صورت میں وہ دوبارہ پڑھے	411
٥٥- إِعَادَةُ الصَّلَاةِ بَعْدَ ذَهَابِ وَقْتِهَا مَعَ الْجَمَاعَةِ	باب: (افضل) وقت گزر جانے کے بعد بھی نماز جماعت کے ساتھ دہرانا	412
٥٦- سُقُوطُ الصَّلَاةِ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ فِي الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً	باب: جو شخص مسجد میں امام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ چکا ہو اُس سے نماز کا ساقط ہو جانا	413
٥٧- اَلسَّعْيُ إِلَى الصَّلَاةِ	باب: نماز کے لیے دوڑنا	414
٥٨- اَلْإِسْرَاعُ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ غَيْرِ سَعْيٍ	باب: دوڑے بغیر تیزی کے ساتھ نماز کے لیے آنا	415
٥٩- اَلتَّهْجِيرُ إِلَى الصَّلَاةِ	باب: نماز کے لیے جلدی (اوّل وقت میں) نکلنا	417
٦٠- مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ	باب: اقامت کے وقت نماز (نفل وغیرہ پڑھنے) کی کراہت	418
٦١- فِيمَنْ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، وَالْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ	باب: جو شخص فجر کی سنتیں پڑھتا ہو جب کہ امام فرض پڑھ رہا ہو	419
٦٢- اَلْمُنْفَرِدُ خَلْفَ الصَّفِّ	باب: صف سے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز	420
٦٣- اَلرُّكُوعُ دُونَ الصَّفِّ	باب: صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کرنا	422
٦٤- اَلصَّلَاةُ بَعْدَ الظُّهْرِ	باب: ظہر کے بعد نماز (سنتیں)	423
٦٥- اَلصَّلَاةُ قَبْلَ الْعَصْرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ فِي ذٰلِكَ	باب: عصر سے پہلے (نفل) نماز اور اس مسئلے کے متعلق ابواسحاق سے ناقلین کے اختلاف کا ذکر	424
١١- كِتَابُ الْافْتِتَاحِ	**نماز کے ابتدائی احکام و مسائل**	427
١- اَلْعَمَلُ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ	باب: نماز شروع کرتے وقت کیا کرنا چاہیے؟	427
٢- رَفْعُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ	باب: رفع الیدین تکبیر تحریمہ سے پہلے کیا جائے	429
٣- رَفْعُ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ	باب: ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانا	430
٤- رَفْعُ الْيَدَيْنِ حِيَالَ الْأُذُنَيْنِ	باب: کانوں کے برابر ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا)	431
٥- مَوْضِعُ الْإِبْهَامَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ	باب: رفع الیدین کے وقت انگوٹھے کس جگہ ہوں؟	432
٦- رَفْعُ الْيَدَيْنِ مَدًّا	باب: رفع الیدین اچھی طرح ہاتھ اٹھا کر کیا جائے	432
٧- فَرْضُ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى	باب: تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) فرض ہے	434

باب (عربی)	باب (اردو)	صفحہ
٨- اَلْقَوْلُ الَّذِي يُفْتَتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ	باب: نماز کا افتتاح کس دعا سے کیا جائے؟	435
٩- وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا	437
١٠- فِي الْإِمَامِ إِذَا رَأَى الرَّجُلَ قَدْ وَضَعَ شِمَالَهُ عَلٰى يَمِينِهِ	باب: جب امام کسی کو بایاں ہاتھ دائیں پر رکھا دیکھے تو؟	438
١١- بَابُ مَوْضِعِ الْيَمِينِ مِنَ الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر کہاں رکھا جائے؟	438
١٢- اَلنَّهْيُ عَنِ التَّخَصُّرِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت	441
١٣- اَلصَّفُّ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں دونوں پاؤں جوڑ کر کھڑا ہونا	442
١٤- سُكُوتُ الْإِمَامِ بَعْدَ افْتِتَاحِهِ الصَّلَاةَ	باب: نماز شروع کرنے کے بعد امام کا کچھ دیر خاموش رہنا	443
١٥- اَلدُّعَاءُ بَيْنَ التَّكْبِيرَةِ وَالْقِرَاءَةِ	باب: تکبیر تحریمہ اور قراءت فاتحہ کے درمیان پڑھی جانے والی دعا	444
١٦- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ	باب: تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان ایک اور دعا	445
١٧- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ	باب: تکبیر وقراءت کے درمیان ایک اور دعا اور ذکر	446
١٨- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَيْنَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ	باب: نماز کے افتتاح اور قراءت کے درمیان ایک اور ذکر	448
١٩- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ	باب: تکبیر تحریمہ کے بعد ایک اور ذکر	449
٢٠- بَابُ الْبَدَاءَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّوْرَةِ	باب: کوئی سورت پڑھنے سے پہلے سورۂ فاتحہ سے آغاز کرنا	450
٢١- قِرَاءَةُ ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾	باب: ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ پڑھنے کا بیان	451
٢٢- تَرْكُ الْجَهْرِ بِـ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾	باب: ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ بلند آواز سے نہ پڑھنا	454
٢٣- تَرْكُ قِرَاءَةِ ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ	باب: سورۂ فاتحہ میں ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ نہ پڑھنا	456
٢٤- إِيْجَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنی واجب (فرض) ہے	459

عربی	اردو	صفحہ
٢٥- فَضْلُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ	باب: سورۂ فاتحہ کی فضیلت	462
٢٦- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ ءَاتَيْنَكَ سَبْعًا مِّنَ ٱلْمَثَانِي وَٱلْقُرْءَانَ ٱلْعَظِيمَ﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور البتہ تحقیق ہم نے آپ کو سات (آیتیں) دی ہیں بار بار دہرائی جانے والی اور قرآن عظیم۔'' کی تفسیر	463
٢٧- تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيهِ	باب: امام کے پیچھے اس نماز میں قراءت نہ کرنا جس میں امام بلند آواز سے نہ پڑھے	466
٢٨- تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ	باب: امام کے پیچھے اس نماز میں قراءت نہ کرنا جس میں امام بلند آواز سے پڑھے	467
٢٩- قِرَاءَةُ أُمِّ الْقُرْآنِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ	باب: جس نماز میں امام بلند آواز سے پڑھے، اس میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھی جائے	468
٣٠- تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔'' کی تفسیر	469
٣١- اِكْتِفَاءُ الْمَأْمُومِ بِقِرَاءَةِ الْإِمَامِ	باب: کیا مقتدی امام کی قراءت پر کفایت کر سکتا ہے؟	471
٣٢- مَا يُجْزِىءُ مِنَ الْقِرَاءَةِ لِمَنْ لَّا يُحْسِنُ الْقُرْآنَ	باب: جو شخص قرآن مجید پڑھنا نہ جانتا ہو، اسے کون سی چیز کفایت کرے گی؟	471
٣٣- جَهْرُ الْإِمَامِ بِآمِينَ	باب: امام ''آمین'' بلند آواز سے کہے	472
٣٤- اَلْأَمْرُ بِالتَّأْمِينِ خَلْفَ الْإِمَامِ	باب: امام کے پیچھے آمین کہنے کا حکم	475
٣٥- فَضْلُ التَّأْمِينِ	باب: آمین کہنے کی فضیلت	475
٣٦- قَوْلُ الْمَأْمُومِ إِذَا عَطَسَ خَلْفَ الْإِمَامِ	باب: امام کے پیچھے مقتدی کو چھینک آئے تو وہ کیا کہے؟	476
٣٧- جَامِعُ مَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ	باب: قرآن مجید کا بیان	478
٣٨- اَلْقِرَاءَةُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ	باب: فجر کی سنتوں میں قراءت	492
٣٩- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بِـ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾	باب: فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھنا	493
٤٠- تَخْفِيفُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ	باب: فجر کی سنتیں ہلکی پڑھنا	494

٤١- اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِالرُّومِ	باب: صبح کی نماز میں سورۂ روم پڑھنا	494
٤٢- اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ	باب: صبح کی نماز میں ساٹھ (٦٠) سے سو (١٠٠) تک آیات پڑھنا	495
٤٣- اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِـ ﴿ قٓ ﴾	باب: صبح کی نماز میں سورۂ قٓ پڑھنا	496
٤٤- اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِـ ﴿إِذَا ٱلشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾	باب: صبح کی نماز میں ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ پڑھنا	497
٤٥- اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ	باب: صبح کی نماز میں مُعَوِّذَتَين پڑھنا	497
٤٦- بَابُ الْفَضْلِ فِي قِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ	باب: مُعَوِّذَتَين کی قراءت کی فضیلت	498
٤٧- اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے دن صبح کی نماز میں قراءت کا بیان	499
٤٨- بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ اَلسُّجُودُ فِي ﴿صٓ﴾	باب: قرآنی سجدوں کا بیان سورۂ صٓ میں سجدہ کرنے کا بیان	500
٤٩- اَلسُّجُودُ فِي ﴿وَالنَّجْمِ﴾	باب: سورۂ نجم میں سجدہ کرنے کا بیان	501
٥٠- تَرْكُ السُّجُودِ فِي النَّجْمِ	باب: سورۂ نجم میں سجدہ نہ کرنے کا بیان	502
٥١- بَابُ السُّجُودِ فِي ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾	باب: ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ میں سجدہ کرنے کا بیان	503
٥٢- اَلسُّجُودُ فِي ﴿ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ﴾	باب: سورۂ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ کرنے کا بیان	505
٥٣- بَابُ السُّجُودِ فِي الْفَرِيضَةِ	باب: فرض نماز میں سجدۂ تلاوت	506
٥٤- بَابُ قِرَاءَةِ النَّهَارِ	باب: دن کی نمازوں (ظہر وعصر) میں قراءت	507
٥٥- اَلْقِرَاءَةُ فِي الظُّهْرِ	باب: ظہر کی نماز میں قراءت	507
٥٦- تَطْوِيلُ الْقِيَامِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ	باب: نماز ظہر کی پہلی رکعت میں قیام لمبا کرنا	508
٥٧- بَابُ إِسْمَاعِ الْإِمَامِ الْآيَةَ فِي الظُّهْرِ	باب: امام کا ظہر کی نماز میں کوئی آیت سنانا	510
٥٨- تَقْصِيرُ الْقِيَامِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الظُّهْرِ	باب: ظہر کی دوسری رکعت کا قیام چھوٹا کرنا	510
٥٩- اَلْقِرَاءَةُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ	باب: ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں (سورۂ فاتحہ کے علاوہ) قراءت	511
٦٠- اَلْقِرَاءَةُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ	باب: عصر کی پہلی دو رکعتوں میں (سورۂ فاتحہ کے علاوہ) قراءت	512

٦١- تَخْفِيفُ الْقِيَامِ وَالْقِرَاءَةِ	باب: (امام کا) قیام اور قراءت میں تخفیف کرنا	513
٦٢- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ	باب: مغرب کی نماز میں چھوٹی مفصل سورتیں پڑھنی چاہئیں	515
٦٣- اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾	باب: مغرب کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ پڑھنا	516
٦٤- اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِـ ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ﴾	باب: مغرب کی نماز میں سورۂ مرسلات پڑھنا	517
٦٥- اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِـ﴿الطُّورِ﴾	باب: مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھنا	518
٦٦- اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِـ ﴿حٰمٓ﴾ الدُّخَانِ	باب: مغرب کی نماز میں سورۂ حٰمٓ الدخان پڑھنا	518
٦٧- اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِـ ﴿الٓمٓصٓ﴾	باب: مغرب کی نماز میں سورۂ الٓمٓصٓ پڑھنا	519
٦٨- اَلْقِرَاءَةُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ	باب: مغرب کے بعد (کی دو سنتوں میں) قراءت	520
٦٩- اَلْفَضْلُ فِي قِرَاءَةِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾	باب: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھنے کی فضیلت	521
٧٠- اَلْقِرَاءَةُ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾	باب: عشاء کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ پڑھنا	524
٧١- اَلْقِرَاءَةُ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِـ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾	باب: عشاء کی نماز میں ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ پڑھنا	525
٧٢- اَلْقِرَاءَةُ فِيهَا بِـ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾	باب: عشاء کی نماز میں سورۂ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھنا	526
٧٣- اَلْقِرَاءَةُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ	باب: عشاء کی پہلی رکعت میں قراءت	526
٧٤- اَلرُّكُودُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ	باب: پہلی دو رکعتوں میں ٹھہرنا (انھیں لمبا کرنا)	526
٧٥- قِرَاءَةُ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ	باب: ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا	528
٧٦- قِرَاءَةُ بَعْضِ السُّورَةِ	باب: سورت کا کچھ حصہ پڑھنا	530
٧٧- تَعَوُّذُ الْقَارِئِ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ	باب: قرآن مجید پڑھنے والا جب عذاب والی آیت پڑھے تو اللہ کی پناہ طلب کرے	531
٧٨- مَسْأَلَةُ الْقَارِئِ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ	باب: قرآن مجید پڑھنے والا جب رحمت والی آیت پڑھے تو رحمت کا سوال کرے	531

سنن النسائي	فہرست مضامین	صفحہ
٧٩- تَرْدِيْدُ الْآيَةِ	باب: ایک آیت کو بار بار دہرانا	532
٨٠- قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ ''قرآن مجید پڑھتے ہوئے آواز نہ زیادہ اونچی کریں اور نہ بالکل پست'' کی تفسیر	533
٨١- بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ	باب: بلند آواز سے قرآن پڑھنا	534
٨٢- بَابُ مَدِّ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ	باب: حروف کو کھینچ کھینچ کر پڑھنا	535
٨٣- تَزْيِينُ الْقُرْآنِ بِالصَّوْتِ	باب: قرآن کو خوب صورت اور مزین آواز سے پڑھنا	535
٨٤- بَابُ التَّكْبِيرِ لِلرُّكُوعِ	باب: رکوع کو جاتے وقت اللہ اکبر کہنا	539
٨٥- رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلرُّكُوعِ حِذَاءَ فُرُوعِ الْأُذُنَيْنِ	باب: رکوع کو جاتے وقت کانوں کے برابر رفع الیدین کرنا	540
٨٦- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلرُّكُوعِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ	باب: رکوع کو جاتے وقت کندھوں کے برابر رفع الیدین کرنا	541
٨٧- تَرْكُ ذٰلِكَ	باب: رکوع کا رفع الیدین نہ کرنے کا ذکر	541
٨٨- إِقَامَةُ الصُّلْبِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں کمر کو سیدھا رکھنا	543
٨٩- اَلْاِعْتِدَالُ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں اعتدال	543
١٢- كِتَابُ التَّطْبِيقِ	**رکوع کے دوران میں تطبیق کا بیان**	545
١- بَابُ التَّطْبِيقِ	باب: رکوع کے دوران میں تطبیق کرنا	545
١- نَسْخُ ذٰلِكَ	باب: تطبیق کی منسوخی	545
٢- اَلْإِمْسَاكُ بِالرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں گھٹنوں کو پکڑنا	547
٣- بَابُ مَوَاضِعِ الرَّاحَتَيْنِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں ہتھیلیوں کی جگہ	548
٤- بَابُ مَوَاضِعِ أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں ہاتھوں کی انگلیوں کی جگہ	549
٥- بَابُ التَّجَافِي فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں بازوؤں کو پہلو سے دور رکھنا	550
٦- بَابُ الْاِعْتِدَالِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں اعتدال کرنا	550
٧- اَلنَّهْيُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت	550

عربی	اردو	صفحہ
٨- بَابُ تَعْظِيمِ الرَّبِّ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرنا	553
٩- بَابُ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع کا ذکر	554
١٠- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں ایک اور قسم کا ذکر (تسبیح)	554
١١- نَوْعٌ آخَرُ مِنْهُ	باب: ایک اور قسم کی تسبیح	555
١٢- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں ایک اور ذکر	555
١٣- نَوْعٌ آخَرُ مِنْهُ	باب: ایک اور قسم کا ذکر	556
١٤- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک مزید ذکر	557
١٥- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ	باب: رکوع میں ذکر اور تسبیح چھوڑنے کی رخصت	558
١٦- بَابُ الْأَمْرِ بِإِتْمَامِ الرُّكُوعِ	باب: رکوع مکمل کرنے کا حکم	559
١٧- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ	باب: رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا چاہیے	560
١٨- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ فُرُوعِ الْأُذُنَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ	باب: رکوع سے اٹھتے وقت کانوں کے کناروں کے برابر رفع الیدین کرنا	560
١٩- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ	باب: رکوع سے اٹھتے وقت کندھوں کے برابر رفع الیدین کرنا	561
٢٠- اَلرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ ذٰلِكَ	باب: اس موقع پر رفع الیدین نہ کرنے کا ذکر	561
٢١- بَابُ مَا يَقُولُ الْإِمَامُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ	باب: جب امام رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے؟	562
٢٢- بَابُ مَا يَقُولُ الْمَأْمُومُ	باب: (رکوع سے اٹھ کر) مقتدی کیا کہے؟	562
٢٣- بَابُ قَوْلِهِ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ	باب: [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہنے کا بیان	564
٢٤- قَدْرُ الْقِيَامِ بَيْنَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ	باب: رکوع اور سجدے کے درمیان کتنی دیر کھڑا رہنا چاہیے؟	567
٢٥- بَابُ مَا يَقُولُ فِي قِيَامِهِ ذٰلِكَ	باب: رکوع کے بعد کھڑا ہو کر کیا پڑھے؟	568
٢٦- بَابُ الْقُنُوتِ بَعْدَ الرُّكُوعِ	باب: رکوع کے بعد قنوت پڑھنا	570
٢٧- بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ	باب: صبح کی نماز میں قنوت	572
٢٨- بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ	باب: ظہر کی نماز میں قنوت	574
٢٩- بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ	باب: مغرب کی نماز میں قنوت	575

٣٠- بَابُ اللَّعْنِ فِي الْقُنُوتِ	باب: قنوت میں (کافروں پر) لعنت کرنا	575
٣١- بَابُ لَعْنِ الْمُنَافِقِينَ فِي الْقُنُوتِ	باب: قنوت میں منافقوں پر لعنت کرنا	576
٣٢- تَرْكُ الْقُنُوتِ	باب: قنوت چھوڑ دینا	577
٣٣- بَابُ تَبْرِيدِ الْحَصٰى لِلسُّجُودِ عَلَيْهِ	باب: سجدہ کرنے کے لیے گرم کنکریوں کو ٹھنڈا کرنا	578
٣٤- بَابُ التَّكْبِيرِ لِلسُّجُودِ	باب: سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا	579
٣٥- بَابٌ: كَيْفَ يَخِرُّ لِلسُّجُودِ	باب: سجدے کے لیے نمازی کیسے جھکے؟	580
٣٦- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ	باب: سجدے میں جاتے وقت رفع الیدین کرنا	580
٣٧- تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السُّجُودِ	باب: سجدے میں جاتے یا اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنا	582
٣٨- بَابُ أَوَّلِ مَا يَصِلُ إِلَى الْأَرْضِ مِنَ الْإِنْسَانِ فِي سُجُودِهِ	باب: سجدے کو جاتے وقت انسان کا کون سا عضو زمین پر پہلے لگنا چاہیے؟	582
٣٩- بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ مَعَ الْوَجْهِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں دونوں ہاتھوں کو چہرے کے ساتھ رکھنا	584
٤٠- بَابٌ: عَلٰى كَمِ السُّجُودُ؟	باب: سجدہ کتنے اعضاء پر کرے؟	584
٤١- تَفْسِيرُ ذٰلِكَ	باب: ان (سات) اعضاء کی تفصیل	585
٤٢- اَلسُّجُودُ عَلَى الْجَبِينِ	باب: ماتھے پر سجدہ	585
٤٣- اَلسُّجُودُ عَلَى الْأَنْفِ	باب: ناک پر سجدہ	586
٤٤- اَلسُّجُودُ عَلَى الْيَدَيْنِ	باب: دونوں ہاتھوں پر سجدہ	587
٤٥- اَلسُّجُودُ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ	باب: گھٹنوں پر سجدہ	587
٤٦- بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ	باب: دونوں پاؤں پر سجدہ	588
٤٧- بَابُ نَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں پاؤں کھڑے کرنا	588
٤٨- بَابُ فَتْخِ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کو (قبلے کی طرف) موڑنا	589
٤٩- بَابُ مَكَانِ الْيَدَيْنِ مِنَ السُّجُودِ	باب: سجدے میں دونوں ہاتھوں کی جگہ	589
٥٠- بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَسْطِ الذِّرَاعَيْنِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے کے دوران میں بازو زمین پر بچھانے کی ممانعت	590
٥١- بَابُ صِفَةِ السُّجُودِ	باب: سجدہ کرنے کا طریقہ	591

٥٢- بَابُ التَّجَافِي فِي السُّجُودِ	باب: سجدہ کھلا ہونا چاہیے	593
٥٣- بَابُ الاِعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں اعتدال	593
٥٤- بَابُ إِقَامَةِ الصُّلْبِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں کمر سیدھی کرنا	594
٥٥- بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ	باب: کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے کی ممانعت	594
٥٦- بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں بال سمیٹنے کی ممانعت	595
٥٧- بَابُ مَثَلِ الَّذِي يُصَلِّي ، وَهُوَ مَعْقُوصٌ	باب: جو شخص بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھے اس کی مثال؟	596
٥٨- بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَفِّ الثِّيَابِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں جاتے وقت کپڑے اکٹھے کرنے (سمیٹنے) کی ممانعت	597
٥٩- بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ	باب: کپڑوں پر سجدہ کرنا	597
٦٠ بَابُ الْأَمْرِ بِإِتْمَامِ السُّجُود	باب: سجدہ مکمل کرنے کا حکم ہے	598
٦١- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت	598
٦٢- بَابُ الْأَمْرِ بِالاجْتِهَادِ فِي الدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں اچھی طرح کوشش سے دعا کرنے کا حکم	599
٦٣- بَابُ الدُّعَاء فِي السُّجُود	باب سجدے میں دعا کرنا	600
٦٤- نَوْعٌ آخَرُ	باب: (سجدے میں) ایک اور قسم کی دعا	601
٦٥- نَوْعٌ آخَرُ	باب (سجدے میں) ایک اور قسم کی دعا	.602
٦٦- نَوْعٌ آخَرُ	باب (سجدے میں) ایک اور دعا	602
٦٧- نَوْعٌ آخَرُ	باب: (سجدے میں) ایک اور قسم کا ذکر	603
٦٨- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا ذکر	604
٦٩- نَوْعٌ آخرُ	باب: (سجدے میں) ایک اور قسم کا ذکر	605
٧٠- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا ذکر	605
٧١- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کی دعا	606
٧٢- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کی دعا	606
٧٣- نَوْعٌ آخرُ	باب: ایک اور قسم کا ذکر	607
٧٤ نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کی دعا	608

عربی	اردو	صفحہ
٧٥- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا ذکر	609
٧٦- عَدَدُ التَّسْبِيحِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں تسبیحات کی تعداد	610
٧٧- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الذِّكْرِ فِي السُّجُودِ	باب: سجدے میں تسبیحات ذکر نہ کرنے کی رخصت	610
٧٨- بَابُ مَتَى أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: بندہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب کب ہوتا ہے؟	612
٧٩- فَضْلُ السُّجُودِ	باب: سجدے کی فضیلت	613
٨٠- ثَوَابُ مَنْ سَجَدَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سَجْدَةً	باب: خالص اللہ عزوجل کے لیے سجدہ کرنے والے کو کیا ثواب ملے گا؟	614
٨١- بَابُ مَوْضِعِ السُّجُودِ	باب: اعضائے سجدہ کی فضیلت	615
٨٢- بَابٌ هَلْ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ سَجْدَةٌ أَطْوَلَ مِنْ سَجْدَةٍ؟	باب: کیا ایک سجدہ دوسرے سجدے سے لمبا ہوسکتا ہے؟	616
٨٣- بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ	باب: سجدے سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا	618
٨٤- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السَّجْدَةِ الْأُولَى	باب: پہلے سجدے سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا؟	618
٨٥- تَرْكُ ذٰلِكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	باب: سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرنا	619
٨٦- بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	باب: دوسجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعا	619
٨٧- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ تِلْقَاءَ الْوَجْهِ	باب: دوسجدوں کے درمیان اپنے چہرے کے سامنے دونوں ہاتھ اٹھانا	620
٨٨- بَابٌ: كَيْفَ الْجُلُوسُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	باب: دوسجدوں کے درمیان کیسے بیٹھنا چاہیے؟	621
٨٩- قَدْرُ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	باب: دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار	622
٩٠- بَابُ التَّكْبِيرِ لِلسُّجُودِ	باب: سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا	622
٩١- بَابُ الْاِسْتِوَاءِ لِلْجُلُوسِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ	باب: دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد سیدھا بیٹھنا	623
٩٢- بَابُ الْاِعْتِمَادِ عَلَى الْأَرْضِ عِنْدَ النُّهُوضِ	باب: اٹھتے وقت زمین پر ہاتھوں کا سہارا لینا	625
٩٣- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَنِ الْأَرْضِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ	باب: اٹھتے وقت ہاتھ زمین سے گھٹنوں سے پہلے اٹھانا	625
٩٤- بَابُ التَّكْبِيرِ لِلنُّهُوضِ	باب: اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا	626

٩٥- بَابٌ: كَيْفَ الْجُلُوسُ لِلتَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ	باب: پہلے تشہد میں کیسے بیٹھا جائے؟	627
٩٦- بَابُ الْاِسْتِقْبَالِ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ الْقِبْلَةَ عِنْدَ الْقُعُودِ لِلتَّشَهُّدِ	باب: تشہد میں بیٹھتے وقت دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف موڑنا	628
٩٧- بَابُ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْجُلُوسِ لِلتَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ	باب: پہلے تشہد میں بیٹھتے وقت ہاتھ کہاں رکھے جائیں؟	628
٩٨- بَابُ مَوْضِعِ الْبَصَرِ فِي التَّشَهُّدِ	باب: تشہد میں نظر کی جگہ	629
٩٩- بَابُ الْإِشَارَةِ بِالْأُصْبُعِ فِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ	باب: پہلے تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا	630
١٠٠- كَيْفَ التَّشَهُّدُ الْأَوَّلُ	باب: پہلا تشہد کیسے پڑھا جائے؟	631
١٠١- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ	باب: ایک اور قسم کا تشہد	638
١٠٢- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ	باب: ایک اور قسم کا تشہد	639
١٠٣- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ	باب: ایک اور قسم کا تشہد	640
١٠٤- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ	باب: ایک اور قسم کا تشہد	640
١٠٥- بَابُ التَّخْفِيفِ فِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ	باب: پہلے تشہد (قعدے) میں تخفیف	641
١٠٦- بَابُ تَرْكِ التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ	باب: پہلے تشہد (قعدے) کا ترک کرنا	642
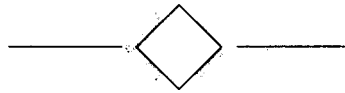
اذان سے متعلق احکام ومسائل

امام نسائی رحمہ اللہ نے نماز کی اہمیت وفضیلت اور اس کے اوقات بیان کرنے کے متصل بعد اذان کے احکام ومسائل بیان کیے ہیں کیونکہ نماز کا وقت ہونے کے بعد اذان کا حکم ہے تاکہ لوگوں کو نماز کے وقت کا علم ہو جائے اور اس کے بعد نماز کے دیگر مسائل بیان فرمائے ہیں۔ اکثر و بیشتر مسلمان دیگر مسائل کی طرح اذان کے مسائل میں بھی افراط وتفریط اور بدعات وخرافات کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور مزید لاؤڈ سپیکر اور میڈیا کے ذریعے سے لوگوں میں بدعات وخرافات پھیلائی جا رہی ہیں جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذکر واذکار اور ادعیہ اذان کا حصہ ہیں، حالانکہ وہ اذان کا حصہ نہیں۔ اسی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے قارئین کی سہولت کے پیش نظر اذان سے متعلق احکام ومسائل قدرے تفصیل سے بیان کیے ہیں اور مروجہ بدعات وخرافات کا ذکر کیا ہے۔

* **اذان کی لغوی تعریف:** لغت میں ''اذان'' اطلاع واعلان کو کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ﴾ (التوبة۹:۳) ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو اطلاع (عام) ہے۔'' نیز فرمایا: ﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ﴾ (الحج ۲۲:۲۷) ''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دیں۔'' یہ [أَذَنٌ] سے مشتق ہے جس کے معنی ''بغور سننا'' ہیں۔ (فتح الباري:۲/۷۷)

امام ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب أَذَّنَ يُؤَذِّنُ تَأْذِينًا سے اذان، اسم مراد لیں گے تو اس کے

معنی نماز کے وقت کی خبر دینا ہوں گے۔" (النهاية:۱/۳۷)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ أَذَّنَ يُؤَذِّنُ تَأْذِينًا وَأَذَانًا وَإِيذَانًا سے مصدر ہے۔ "ایسا بلند اعلان جو کانوں سے سنا جا سکے۔" جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ﴾ (یوسف ۱۲:۷۰) "پھر ایک اعلان کرنے والے نے بلند اعلان کیا: اے قافلے والو! بے شک تم چور ہو۔" (شرح العمدة از شيخ الإسلام ابن تيمية:۲/۹۵)

* اذان کی شرعی و اصطلاحی تعریف: [اَلْإِعْلَامُ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ بِأَلْفَاظٍ مَّخْصُوصَةٍ] "مخصوص الفاظ کے ساتھ نماز کے وقت کی اطلاع دینا (اذان ہے)۔" (فتح الباري:۲/۷۷، والمغني لابن قدامة: ۱/۴۴۸، و ذخيرة العقبیٰ، شرح سنن النسائي:۷/۲۵۱)

* اذان کی مشروعیت: رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں نماز کے لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کیسے جمع کرتے تھے؟ اس کی صراحت نہیں ملتی، تاہم مدینہ منورہ میں آ کر باجماعت نماز کے لیے اندازے سے آنا اور پھر بعد ازاں اکٹھا ہونے کے لیے کسی طریقۂ کار کا مشورہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مکہ میں نماز کے لیے اکٹھا کرنے کا کوئی معروف طریقہ نہیں تھا بلکہ شاید صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تعداد کم ہونے کی وجہ سے ویسے ہی اکٹھے ہو جاتے ہوں گے، پھر اجتماعی عبادت ضروری بھی نہیں تھی جیسا کہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کا گھر کے صحن میں عبادت کرنا معروف ہے۔ پھر جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آغاز میں اندازے سے نمازوں کے اوقات کا تعین ہوتا رہا، اس غرض کے لیے کوئی خاص طریقہ نہ تھا۔ بالآخر نبیٔ اکرم ﷺ کو اس کی فکر لاحق ہوئی، تب آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر مشورہ کیا۔ کچھ صحابہ نے نرسنگا بجانے کا مشورہ دیا۔ یہ عبادت کے لیے یہودیوں کا شعار تھا۔ کچھ نے بگل بجانے کی تجویز پیش کی۔ یہ عیسائیوں کا شعار تھا۔ آگ روشن کرنے کا بھی مشورہ دیا گیا تاکہ لوگ اسے دیکھ کر بروقت نماز کے لیے پہنچ سکیں لیکن یہ بھی مجوسی شعار تھا۔ یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کے طریقۂ عبادت سے مشابہت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ تجاویز رد فرما دیں۔ اس موقع پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ نماز کا وقت ہونے پر کسی آدمی کو منادی کے لیے بھیجا جائے تاکہ اس کی اطلاع پر لوگ جمع ہو جائیں۔ ایسے ہی ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے منادی کی ذمہ داری بلال رضی اللہ عنہ کو سونپ دی۔

(صحیح البخاري، الأذان، حدیث:۶۰۴) ذہن میں رہے یہاں منادی سے مقصود منادی الصَّلَاۃَ جَامِعَۃً وغیرہ ہے، اذان نہیں جیسا کہ دیگر تصریحات سے واضح ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الباري:۲/۸۱، تحت حدیث:۶۰۴، وذخیرۃ العقبٰی، شرح سنن النسائي:۷/۲۶۲)

پھر ا ہجری میں عبداللہ بن زید بن عبدربہ کو خواب میں مشروع اذان کا طریقہ بتلایا گیا، انھوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش ہو کر خواب کی ساری تفصیل ذکر فرمائی۔ آپ ﷺ نے اس خواب پر مہر تقریر وتصدیق ثبت فرما دی، لہٰذا یہ طریقۂ اطلاع متفقہ طور پر شرعی طریقہ قرار پایا اور مسلمانوں کی پہچان کے لیے ایک اہم شعار کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اگرچہ ابتدائے اذان کی مشروعیت میں اختلاف ہے کہ آیا یہ ہجرت کے پہلے سال مشروع قرار پائی یا دوسرے سال لیکن راجح بات یہی ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی سال خواب میں طریقۂ اذان سکھلا دیا گیا۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ اور جن روایات میں یہ وضاحت ہے کہ اذان ہجرت سے قبل مشروع ہوئی، انھیں ابن حجر رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَالْحَقُّ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ شَيْئٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ] ''حق یہ ہے کہ ان احادیث میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں۔'' دیکھیے: (فتح الباري:۲/۷۹، تحت حدیث:۶۰۴، وتحفۃ الأحوذي، الصلاۃ، باب ماجاء في بدء الأذان:۱/۴۸۰)

عبداللہ بن زید بن عبدربہ کے خواب میں تعلیمِ اذان کے بعد نبی ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کی ذمہ داری سونپی کیونکہ وہ بلند آواز ہونے کے ساتھ ساتھ خوش الحان بھی تھے۔ اس کے بعد دن ہو یا رات، سفر ہو یا حضر، رسول اکرم ﷺ نے اس کا التزام کیا اور اس کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس فرض کو ادا کرتے رہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ نبی ﷺ نے اسے مسلمانوں کے مال و جان کے تحفظ کے لیے شعار قرار دیا ہے۔ نبی ﷺ ایام قتال میں جب کسی بستی پر چڑھائی کرتے تو باہر ہی پڑاؤ ڈالتے۔ اگر بستی سے اذان کی آواز بلند ہوتی تو حملہ نہ کرتے وگرنہ انھیں غیر مسلم سمجھ کر حملہ کر دیتے۔ (صحیح البخاري، الأذان، حدیث:۶۱۰) یقیناً اس طریقے سے مسلم اور غیر مسلم بستی کے درمیان تفریق ہو جایا کرتی تھی۔

* جامعیت: الفاظِ اذان میں عمدہ جامعیت ہے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اذان مختصر مگر جامع

الفاظ پر مشتمل ہے۔ اس میں عقیدے کے مسائل (نہایت عمدگی سے) بیان ہوئے ہیں۔ مؤذن [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہہ کر اللہ عزوجل کے وجود اور کمال کا اعلان کرتا ہے۔ پھر [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کا اظہار کر کے توحید الٰہی کا اقرار اور تمام معبودانِ باطلہ کا انکار کرتا ہے۔ اس کے بعد رسالتِ محمدی کا اقرار کر کے نبیٔ رحمت ﷺ کو اپنا ہادی اور مرشد ماننے کا اعلان کرتا ہے۔ اس کی گواہی کے بعد اپنے ہم مذہبوں کو رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہے تا کہ ان سب کو ابدی نعمتیں اور لازوال انعامات ربانی حاصل ہو سکیں۔ (فتح الباري:۲/۷۷) اس سے ملتی جلتی عمدہ توجیہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بھی کی ہے۔ دیکھیے: (المجموع:۳/۸۱)

* **اذان کی اہمیت وفضیلت:** اسلام میں اذان کی بڑی فضیلت ہے۔ یہ ایک عظیم عبادت ہے۔ اس پر اجر عظیم اور بخشش کا وعدہ ہے۔ شیطان اس سے سخت اذیت محسوس کرتا ہے' اتنا گھبراتا ہے کہ اذان سنتے ہی پادنا شروع کر دیتا ہے اور میلوں دور بھاگ نکلتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان دم دبا کر بھاگتا اور پادتا جاتا ہے یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے وہاں تک پہنچ جاتا ہے جہاں اسے اذان سنائی نہیں دیتی۔ جب اذان ختم ہوتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے' پھر جب نماز کی اقامت کہی جاتی ہے تو بھاگ اٹھتا ہے حتی کہ جب اقامت ختم ہوتی ہے تو پھر پلٹ آتا ہے اور آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:۶۰۸)

شیطان اذان سن کر پادتا کیوں ہے؟ اس کی اصل حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' تاہم حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی بعض توجیہات بھی بیان کی ہیں' مثلاً: ۞ شیطان اذان کی بجائے اس آواز اور حرکت کے ساتھ مشغول رہے تا کہ اذان کی آواز اس کے کانوں میں نہ پڑے۔ ۞ یہ حرکت وہ بطور اہانت وتحقیر کرتا ہے۔ ۞ وہ عمداً ریح خارج نہیں کرتا بلکہ شدت خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے ایسے ہوتا ہے وغیرہ۔ (فتح الباري: ۲/۸۵)

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ اذان اور صف اول کی کیا فضیلت ہے' پھر قرعہ اندازی کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہ پائیں تو اس پر ضرور قرعہ اندازی کریں......'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:۶۱۵' وصحيح مسلم' الصلاة' حديث: ۴۳۷)

اذان اور کلمات اذان واقامت سے متعلق احکام ومسائل

* اذان کا حکم: نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لیے اذان دینا فرض کفایہ ہے۔ یہ قول کہ اذان صرف سنت یا سنت مؤکدہ ہے' یعنی اس معنی میں کہ اجتماعی طور پر شہر یا بستی والے اس کے ترک پر قابل مذمت نہیں اور نہ گناہ گار ہوں گے' مردود اور ناقابل حجت ہے۔ نماز پنجگانہ کی جماعت سفر میں ہو یا حضر میں' اپنے وقت پر ہو یا نیند یا بھولنے کی وجہ سے وقت کے بعد' اذان اور اقامت کہنا ضروری ہے۔

مذکورہ موقف کی تائید درج ذیل چند دلائل سے ہوتی ہے:

① مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند افراد کی معیت میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بیس دن رہے۔ اس کے بعد جب وطن لوٹنے کی رخصت ملی تو نبی اکرم ﷺ نے چند احکام جاری فرمائے۔ ان منجملہ احکام میں سے یہ بھی تھا: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي' فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ......] ''نماز اسی طرح پڑھتے رہنا جیسے مجھے پڑھتے ہوئے تم نے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان کہے......'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٣١' و صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٧٤)

اس حدیث میں نبی ﷺ نے انھیں اذان کا حکم دیا ہے۔ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے جب تک کہ اس سے کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو۔ ایک حدیث میں [فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا] کے الفاظ بھی ہیں۔ (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٥٨)

② فتح مکہ کے بعد عمرو بن سلمہ کے والد نے نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دی۔ مشرف بہ اسلام ہو کر اپنی قوم کی طرف واپس گئے اور لوگوں سے کہا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے آیا ہوں۔ آپ نے حکم فرمایا ہے کہ فلاں نماز فلاں وقت میں اور فلاں' فلاں وقت میں پڑھو۔ [فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ......] ''چنانچہ جب نماز کا وقت ہو تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے۔'' (صحيح البخاري' المغازي' حديث:٤٣٠٢)

امام ابن حزم رحمہ اللہ محلی میں یہ دونوں حدیثیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: [فَصَحَّ بِهَذَيْنِ

الْخَبَرَيْنِ وُجُوبُ الْأَذَانِ وَلَابُدَّ، وَأَنَّهُ لَايَكُونُ إِلَّا بَعْدَ حُضُورِ الصَّلَاةِ فِي وَقْتِهَا، عُمُومًا لِّكُلِّ صَلَاةٍ، وَ دَخَلَتِ الْإِقَامَةُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ] ''ان دوحدیثوں کی رو سے حتمی طور پر اذان کا وجوب ثابت ہوا۔ یہ وجوب وقت نماز شروع ہونے کے ساتھ مشروط ہے۔ ہر نماز کے لیے یہ عام حکم ہے۔ اس امر میں اقامت بھی داخل ہے۔'' (المحلی لابن حزم: ۱۲۳/۳)

مزید فرماتے ہیں: ابوسلیمان اور ان کے اصحاب بھی اذان و اقامت کے وجوب کے قائل ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق عدم وجوب کے قائلین کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اس کے وجوب کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی علاقے پر حملہ آور ہوتے تو اذان سننے کا انتظار کرتے۔ اذان کی آواز آتی تو حملہ مؤخر کر دیتے بصورت دیگر ان کے خون، مال اور انھیں قیدی بنا لینے کو حلال سمجھتے۔ اس طرح یہ گویا کہ تمام صحابہ کا یقینی اجماع ہے اور یہ وہ اجماع ہے جس کی صحت قطعی ہے۔ (المحلی لابن حزم: ۱۲۵/۳)

③ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ لَّا يُؤَذَّنُ وَلَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ الذِّئْبَ يَأْكُلُ الْقَاصِيَةَ] ''جس کسی گاؤں میں تین فرد (بھی) ہوں، وہاں نہ اذان دی جائے اور نہ ان میں نماز باجماعت کا اہتمام ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، لہٰذا تم جماعت کو لازم پکڑو، بے شک بھیڑیا ہمیشہ دور رہنے والی اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے۔'' (مسند الإمام أحمد: ۱۹۶/۵، والموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ۴۲/۳۶، وسنن أبي داود، الصلاة، حديث: ۵۴۷)

اس حدیث میں اذان نہ دینے کی وجہ سے سخت وعید کا ذکر ہے۔ صاحب منتقی الأخبار نے مذکورہ حدیث پر [بَابُ وُجُوبِهِ وَ فَضِيلَتِهِ] کے الفاظ سے عنوان قائم کیا ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے وجوب اذان و اقامت کا اثبات کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [لِأَنَّ التَّرْكَ الَّذِي هُوَ نَوْعٌ مِّنَ اسْتِحْوَاذِ الشَّيْطَانِ يَجِبُ تَجَنُّبُهُ] ''کیونکہ ایسا ترک جو تسلط شیطان کی ایک قسم (صورت) ہے، اس سے اجتناب واجب ہے۔'' پھر قائلین وجوب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہی موقف امام عطاء، مالک، احمد بن حنبل اور اصطخری رحمہم اللہ کا ہے۔ (نيل الأوطار: ۳۶/۲)

④ نبیٔ اکرم ﷺ ایام قتال میں جب کسی بستی پر چڑھائی کرتے تو فوراً حملہ آور نہ ہوتے بلکہ باہر پڑاؤ کر لیتے۔ اگر بستی سے اذان کی صدا بلند ہوتی تو حملہ نہ فرماتے وگرنہ غیر مسلم سمجھ کر حملہ کر دیتے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔

⑤ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَ أَنْ يُّوتِرَ الْإِقَامَةَ] ''بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے ایک ایک بار کہیں۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٠٥' و صحيح مسلم' الصلاة' حديث:٣٧٨) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دینے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' الأذان' حديث:٦٢٨)

اس حدیث سے بھی مذکورہ موقف کی تائید ہوتی ہے' نیز مذکورہ تصریح سے علامہ عینی رحمہ اللہ کی تردید ہوتی ہے جنھوں نے فرمایا کہ پتا نہیں یہاں حکم دینے والا کون ہے؟ نبی ﷺ ہیں یا کوئی اور۔ (تحفة الأحوذي:١/٤٩١)

⑥ اذان کے حوالے سے عبداللہ بن زید بن عبدربہ کا خواب سننے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إن شاء اللہ یہ خواب سچا ہے' تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور اسے وہ کلمات سکھاؤ جو تم نے دیکھے ہیں' وہ ان کے ساتھ اذان کہے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة حديث:٤٩٩' وإرواء الغليل:١/٢٦٥) مسند احمد میں امر کی تصریح ہے: [ثُمَّ أَمَرَ بِالتَّأْذِينِ] ''پھر آپ ﷺ نے حکم اذان صادر فرمایا۔'' (مسند الإمام أحمد:٤/٤٣' والموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد: ٢٦/٤٠٠' وصحيح ابن خزيمة:١/١٩٣)

⑦ خندق کے موقع پر نبی ﷺ کی چار نمازیں رہ گئیں۔ حدیث میں آتا ہے: [فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ......] ''تو نبی ﷺ نے بلال کو حکم دیا اور انھوں نے اذان کہی۔'' (سنن النسائي' الأذان' حديث:٦٦٣)

الغرض راجح موقف یہی ہے کہ اذان فرض کفایہ ہے' یعنی ایک شخص کی اذان سے دیگر افراد سے اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر کسی خطے میں بالفرض کوئی بھی اذان نہیں کہتا تو اہل خطہ مستحق عتاب ہیں۔ اسلامی حکومت ہو تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

یہ مسلمانوں کا ایک ایسا شعار ہے جس کا نبیٔ اکرم ﷺ نے ہجرت کے پہلے سال سے تادمِ حیات

التزام کروایا۔ آپ کی زندگی میں ایک مرتبہ بھی اذان کا ترک کرنا ثابت نہیں' سفر میں نہ حضر میں' سوائے عرفہ کے دن کے کہ اس دن ایک ہی اذان سے ظہر وعصر کی دونمازیں دو اقامتوں کے ساتھ ادا کیں۔ اسی طرح نبی ﷺ نے مزدلفہ کی رات مغرب وعشاء ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ پڑھائیں۔ (سنن النسائي' الأذان' حديث:٦٥٦' ٦٥٧)

امام مالک رحمہ اللہ سے ایک قول منقول ہے کہ جن مساجد میں نماز باجماعت ہوتی ہے' وہاں اذان دینا فرض ہے۔ (بداية المجتهد:١/ ١٩٧)

امام محمد بن حسن رحمہ اللہ نے بھی شہریوں پر اذان واجب قرار دی ہے۔ (البناية:٢/ ٨٤' وحاشية ابن عابدين:١/ ٨٤)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفر وحضر میں ہر جماعت کے لیے اذان و اقامت واجب ہے کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اذان کا حکم دیا ہے اور آپ کا حکم فرضیت کا تقاضا کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے مکہ میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اور (مدینہ میں) بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ یہ سب وجوب اذان پر دلالت کرتا ہے۔ (الأوسط لابن المنذر:٣/ ٢٤)

امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اذان و اقامت کے وجوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: باب إيجاب الأذان والإقامة عند حضور الصلاة...... (مسند أبي عوانة:١/ ٢٧٦)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [اَلصَّحِيحُ أَنَّ الْأَذَانَ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ' فَلَيْسَ لِأَهْلِ مَدِينَةٍ وَّلَا قَرْيَةٍ أَنْ يَّدَعُوا الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ] ''درست یہ ہے کہ اذان فرض کفایہ ہے۔ کسی شہر یا بستی والوں کے لیے اذان واقامت کا ترک جائز نہیں۔'' (مجموع الفتاوى:٢٢/ ٦٤)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ عبادت اسلام کا عظیم ترین شعار اور دین کا مشہور ترین نشان اور علامت ہے کیونکہ جب سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے مشروع قرار دیا ہے' لیل ونہار اور سفر وحضر میں رسول اللہ ﷺ کی وفات تک اس پر ہمیشگی رہی ہے' یہ نہیں سنا گیا کہ کسی وقت یہ ترک ہوئی ہو یا اس کے ترک کرنے کی رخصت دی گئی ہو۔ (السيل الجرار:١/ ٢٣٠ بتحقيق صبحي بن حسن)

مزید لکھتے ہیں: [وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ مَا يَنْبَغِي فِي مِثْلِ هٰذِهِ الْعِبَادَةِ الْعَظِيمَةِ أَنْ يَّتَرَدَّدَ مُتَرَدِّدٌ فِي وُجُوبِهَا فَإِنَّهَا أَشْهَرُ مِنْ نَارٍ عَلٰى عَلَمٍ وَ أَدِلَّتُهَا هِيَ الشَّمْسُ الْمُنِيرَةُ] ''ماحصل یہ ہے کہ اس جیسی عظیم عبادت کے وجوب میں کسی کو تردد کا شکار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ پہاڑ پر جلتی آگ سے زیادہ روشن ہے اور اس کے دلائل روز روشن کی طرح ہیں۔'' (السيل الجرار: ۱/۱۹۲)

نواب صدیق حسن خان ؒ فرماتے ہیں: اس کے وجوب میں اختلاف ہے لیکن (دلائل کا) ظاہر وجوب ہی ہے۔ (الروضة الندية: ۱/۲۴۴ مع التعليقات الرضية)

محدث العصر شیخ البانی ؒ فرماتے ہیں: [وَقَدْ ثَبَتَ الْأَمْرُ بِهِ فِي غَيْرِ مَاحَدِيثٍ صَحِيحٍ، وَالْوُجُوبُ يَثْبُتُ بِأَقَلَّ مِنْ هٰذَا، فَالْحَقُّ أَنَّ الْأَذَانَ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ] ''کئی حدیثوں میں حکم اذان ثابت ہے، وجوب تو اس سے بھی کم تر سے ثابت ہو جاتا ہے، اس لیے حق یہ ہے کہ اذان فرض کفایہ ہے۔'' (تمام المنة، ص: ۱۴۴) والله أعلم.

* **جانتے بوجھتے قبل از وقت یا دیر سے اذان دینے کا حکم:** فرض نمازوں کی اذان ان کے اصل اوقات سے پہلے نہیں دینی چاہیے، خصوصاً فجر اور مغرب کی اذان۔ اس طرح روزے دار کے لیے وقت جواز وقت حرمت قرار پاتا ہے جو کہ حقیقت میں درست نہیں۔ بعض اوقات اذانِ فجر اپنے اصل وقت، یعنی طلوع فجر صادق سے بھی قبل سننے میں آتی ہے۔ شرعاً یہ درست نہیں۔ اسی طرح اذان مغرب بھی غروب آفتاب کے بعد تاخیر سے نہیں دینی چاہیے جبکہ فی زمانہ دائمی اوقات کی تقویمات عام دستیاب ہیں۔ ان مصدقہ اوقات کی تحدید کے بعد احتیاطاً تاخیر درست نہیں، خصوصاً رمضان میں۔

سلمہ بن اکوع ؓ فرماتے ہیں: [كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اَلْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ] ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب سورج پردے میں چھپ جاتا۔'' (صحيح البخاري، المواقيت، حديث: ۵۶۱، و صحيح مسلم، المساجد، حديث: ۶۳۶)

یقیناً جب بروقت اذان ہوگی تو تبھی اس حد تک جلدی ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ، أَوْقَالَ: عَلَى الْفِطْرَةِ، مَالَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ إِلٰى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ] ''میری امت اس وقت تک خیر میں رہے گی یا فرمایا: فطرت پر رہے گی

جب تک کہ مغرب کو مؤخر نہ کرے گی کہ ستارے نکل آئیں۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۴۱۸)

ہمارے معاشرے میں عام مساجد میں جو عمداً تاخیر ہوتی ہے' سو ہوتی ہے' شیعہ مکتبِ فکر سے وابستہ عوام وخواص میں اس سے بھی بڑھ کر اس کا اظہار ہوتا ہے۔ مغرب کی اذان اس حد تک دیر سے کہی جاتی ہے کہ ستارے نکل ہی آتے ہیں۔ اس قدر تاخیر بدعت ہے۔ حدیث کی روشنی میں ایسے لوگ فطرت سے دور اور خیر سے محروم قرار پاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ فرمانِ عالی سے ظاہر ہوتا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: [لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ] ''لوگ جب تک جلد افطاری کرتے رہیں گے' خیر میں رہیں گے۔'' (صحيح البخاري' الصوم' حديث:۱۹۵۷)

امام ابن دقیق العید فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں شیعہ کی تردید ہے کہ وہ ستاروں کے ظاہر ہونے تک افطاری مؤخر کرتے ہیں۔ اور شاید لوگوں کا ہمیشہ جلدی افطاری کرنا ہی وجودِ خیر کا سبب ہے کیونکہ جو تاخیر سے افطاری کرتا ہے' وہ خلاف سنت فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔'' (فتح الباري: ۴/۱۹۹' حديث:۱۹۵۷' والعدة على إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام للعلامة ابن دقيق العيد: ۳/۲۱۳)

غرض' اس کی تاخیر عام دنوں میں درست ہے نہ خاص' یعنی رمضان المبارک میں' جیسا کہ مذکورہ پہلی حدیث سے واضح ہوتا ہے' اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مسنون اعمال وافعال ہی پر اکتفا کریں' ان شاءاللہ اسی میں امت کے لیے خیر و برکت ہے اور اپنی قیاس آرائیوں یا احتیاطی تدابیر سے پرہیز ہی بہتر ہے۔

* **حالت سفر میں اذان کی مشروعیت:** حالت سفر میں بھی اذان واقامت مسنون ومستحب ہے۔ اگر گردونواح میں قریب قریب اذان نہیں ہوتی تو تب اس کی مزید تاکید ہے بلکہ اس وقت یہ وجوب کا درجہ رکھتی ہے۔ مالک بن حویرث ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے' ان کا ارادہ سفر کا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا' ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا] ''جب تم دونوں (سفر پر) نکلو تو (نماز کا وقت ہونے پر) اذان کہو' پھر اقامت کہو' پھر تم دونوں میں سے بڑا امامت کرائے۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:۶۳۰)

بلال ؓ کے حوالے سے ابوجحیفہ اور ابوقتادہ ؓ کی احادیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ

سفر میں اذان واقامت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، حدیث:٦٣٣، و حدیث أبي قتادة في صحیح مسلم، حدیث:٦٨٠، ٦٨١) حنین سے واپسی پر بھی رسول اللہ ﷺ نے حالت سفر میں اذان کہلوائی تھی۔ اسے سن کر ابومحذورہ اور ان کے ساتھی نقلیں اتارنے لگے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی اذان پسند آ گئی اور انھیں مکے کا مؤذن مقرر کر دیا۔ (سنن النسائي، الأذان، باب الأذان في السفر، حدیث:٦٣٤)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، اخْتَارُوا الْأَذَانَ فِي السَّفَرِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تُجْزِئُ الْإِقَامَةُ، إِنَّمَا الْأَذَانُ عَلَى مَنْ يُرِيدُ أَنْ يَجْمَعَ النَّاسَ، وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَ إِسْحَاقُ] ''اس پر اکثر اہل علم کا عمل ہے، انھوں نے سفر میں اذان دینا پسند کیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ (صرف) اقامت کفایت کر جاتی ہے، اذان تو صرف وہ دے گا جو لوگوں کو اکٹھا کرنا چاہتا ہے۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ احمد اور اسحاق کا قول بھی یہی ہے۔'' (جامع الترمذي، الصلاۃ، حدیث:٢٠٥) بہرحال اگر حالت سفر میں دو یا اس سے زیادہ افراد جمع ہوں تو انھیں اذان کا اہتمام کرنا چاہیے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

* **اکیلے شخص کی اذان واقامت کا حکم:** آبادی اور غیر آبادی میں نماز پڑھنے والا اکیلا شخص، حصول فضیلت کی خاطر اذان واقامت کہہ سکتا ہے۔ یہ اس کے حق میں مستحب ہے اگرچہ اس سے قبل اذان واقامت کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی جا چکی ہو۔ لیکن جب آبادی میں ہو تو اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ اس کی اس اذان واقامت سے لوگ شبہے کا شکار نہ ہوں، اس لیے اذان دیتے وقت آواز پست رکھی جائے۔ یہی حکم اقامت کا ہے، نیز لاؤڈ سپیکر قطعاً استعمال نہ کیا جائے۔ یہ اقدام انتشار کا باعث ہوگا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب اکیلا نماز پڑھے تو اذان اور اقامت کہہ لے، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ اگر بلا اذان صرف اقامت سے نماز پڑھے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اذان واقامت کے بغیر ہی نماز پڑھ لے تو اس پر نماز دوہرانا واجب نہیں۔ میرے نزدیک اکیلے شخص کے لیے اذان واقامت کہنا اس لیے پسندیدہ ہے کہ اس کے متعلق ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث آتی ہے، نیز اس لیے کہ کوئی

گمان کرنے والا یہ نہ سمجھ لے کہ اذان صرف لوگوں کو جمع کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے مالک بن حویرث اور ان کے عم زاد کو اذان کا حکم دیا تھا جبکہ ان کے ساتھ کوئی اور جماعت نہ تھی۔ اذان اور اقامت کا حکم صرف انھی دونوں کو تھا۔'' (الأوسط: ۶۰/۳) اس موقف کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: [يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أُنْظُرُوا إِلٰى عَبْدِي هٰذَا، يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ لِلصَّلَاةِ، يَخَافُ مِنِّي، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ] ''تمھارا رب بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے (جیسے بھی اس کی شان کے لائق ہے) جو پہاڑ کی چوٹی پر (اکیلا ہوتے ہوئے) نماز کے لیے اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: دیکھو میرے اس بندے کو جو نماز کے لیے اذان اور اقامت کہتا ہے (اور) مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔'' (سنن أبي داود، الصلاۃ، حديث: ۱۲۰۳، وسنن النسائي، الأذان، باب الأذان لمن يصلي وحده، حديث: ۶۶۷، حدیث صحیح ہے، دیکھیے: الإرواء للألباني، حديث: ۲۱۴)

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا كَانَ الرَّجُلُ بِأَرْضِ قِيٍّ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيَتَوَضَّأْ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ مَاءً فَلْيَتَيَمَّمْ، فَإِنْ أَقَامَ، صَلّٰى مَعَهُ مَلَكَاهُ، وَ إِنْ أَذَّنَ وَ أَقَامَ، صَلّٰى خَلْفَهُ مِنْ جُنُودِ اللّٰهِ مَالَا يُرٰى طَرَفَاهُ] ''جب آدمی چٹیل میدان (بے آباد زمین) میں ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو وہ وضو کر لے، اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر لے۔ پھر اگر (صرف) تکبیر کہتا (اور نماز پڑھتا) ہے تو اس کے ساتھ اس کے دونوں فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر وہ اذان اور اقامت کہتا ہے تو اس کے پیچھے اللہ کے وہ لشکر نماز پڑھتے ہیں جن کے دونوں کنارے دکھائی نہیں دیتے۔'' (المصنف لعبد الرزاق، حديث: ۱۹۵۵، حدیث صحیح ہے، ملاحظہ فرمائیے: صحيح الترغيب، حديث: ۲۴۹)

امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر کوئی مسجد میں آئے اور دیکھے کہ نماز ہو چکی ہے تو وہ اذان و اقامت سے مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ (المغني: ۴۶۷/۱)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام عطاء رحمہ اللہ سے معلقاً نقل کیا ہے کہ اکیلا آدمی اقامت کہہ سکتا ہے، نیز انھوں

نے اپنی سنن میں ابوعثمان کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ ہمارے پاس انس بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ ہم نماز فجر پڑھ چکے تھے انھوں نے اذان کہی، پھر اقامت کہہ کر اپنے ساتھیوں کو نماز فجر پڑھائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا یہ اثر صحیح بخاری میں معلق ذکر کیا ہے۔ (صحیح البخاري، الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، قبل حديث:٦٤٥)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَصَلَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ أَبُو يَعْلَى وَالْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْهُ] ''ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ اور بیہقی نے اسے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے موصولاً صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔'' (مختصر صحيح البخاري للألباني، ١/ ٢٠٩، وتمام المنة، حديث:١٥٥)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے انھی آثار کی بنا پر اکیلے آدمی کے لیے اذان واقامت کے استحباب کا عنوان قائم کیا ہے، فرماتے ہیں: [بَابُ مَنِ اسْتَحَبَّ أَنْ يُؤَذِّنَ وَ يُقِيمَ فِي نَفْسِهِ إِذَا دَخَلَ مَسْجِدًا قَدْ أُقِيمَتْ فِيهِ الصَّلَاةُ]

المختصر: مذکورہ دلائل کی روشنی میں اکیلے آدمی کے لیے اذان واقامت کی مشروعیت واستحباب کا اثبات ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ اس قسم کے عمل سے پہلے لوگوں کی ذہن سازی اور مسئلے کی وضاحت کی گئی ہو بصورت دیگر فتنے کا خدشہ ہوسکتا ہے، جبکہ بلا اذان واقامت نماز کے جواز میں تو کوئی کلام نہیں۔ و باللہ التوفیق۔

* قضا نمازوں کے لیے اذان: بھولنے، سو جانے یا کسی ایسی مصروفیت کی صورت میں جس میں انسان بے اختیار ہو، یا کسی معقول شرعی عذر اور مجبوری کی صورت میں ایک یا متعدد نمازیں رہ جائیں تو انھیں ادا کرتے وقت اذان اور اقامت کہنا مسنون ومشروع ہے۔ اگر نمازیں زیادہ ہوں تو آغاز میں ایک اذان اور ہر نماز کے لیے صرف اقامت کفایت کر جاتی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے تو رات بھر چلتے رہے حتی کہ جب ہمیں نیند آنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام کے لیے اتر گئے اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''آج رات ہمارا پہرہ دینا۔'' وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر بلال کی آنکھیں بھی ان پر غالب آ گئیں، یعنی سو گئے اور وہ اپنے اونٹ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاگے نہ بلال اور نہ کوئی اور صحابی، حتی کہ

جب سورج کی شعاعیں پڑیں تو سب سے پہلے جاگنے والے رسول اللہ ﷺ تھے' آپ گھبرا گئے اور فرمایا: ''او بلال!'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جو چیز آپ پر غالب آ گئی وہ مجھ پر بھی غلبہ پا گئی۔ پھر (نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) وہاں سے چل دیے (اور کچھ دور جا کر اترے) تب آپ ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ نے انھیں فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''جو شخص نماز بھول جائے تو اسے جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لیا کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔'' (صحيح مسلم' المساجد' باب قضاء الصلاة الفائتة......' حديث:٦٨٠' وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث:٤٦٢)

دوسرے طریق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں وہ جگہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ اس میں یہ بھی صراحت ہے: [فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَ أَقَامَ وَصَلَّى] ''آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان اور اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ٤٣٦)

اس حدیث کی روشنی میں واضح ہوا کہ اس قسم کی صورتِ حال میں اذان دی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر ایک دو یا زیادہ افراد ہوں اور نماز اپنے شہر یا بستی میں فوت ہوئی ہو تو پھر اذان کہنا ضروری نہیں' سابقہ اذان ہی کفایت کر جائے گی۔

صاحب مغنی فرماتے ہیں: [وَمَنْ فَاتَتْهُ صَلَوَاتٌ اُسْتُحِبَّ لَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلْأُولٰى' ثُمَّ يُقِيمَ لِكُلِّ صَلَاةٍ إِقَامَةً......] ''جس کی کچھ نمازیں رہ جائیں تو اس کے حق میں افضل یہ ہے کہ وہ پہلی نماز کے لیے اذان کہہ لے اور پھر ہر نماز کے لیے الگ الگ اقامت کہے۔'' (المغني:١/٤٦٢)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خندق کے دن مشرکوں نے ہمیں نماز ظہر سے مشغول رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا' یہ واقعہ' قتال کے بارے میں نازل ہونے والے احکام سے پہلے کا ہے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل کر دیا: ''اور اللہ مومنوں کو قتال کے لیے کافی ہو گیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا' انھوں نے ظہر کی اقامت کہی تو آپ ﷺ نے وہ نماز ویسے ہی پڑھائی جیسے اس کے وقت میں پڑھایا کرتے تھے' پھر انھوں نے عصر کی اقامت کہی تو آپ نے وہ ویسے ہی پڑھائی جیسے اس

کے وقت میں پڑھایا کرتے تھے پھر انھوں نے مغرب کی اذان کہی اور آپ نے وہ نماز اس کے وقت ہی میں پڑھائی۔(سنن النسائي' الأذان' باب الأذان للفائت من الصلوات' حديث:٦٦٢' و إرواء الغليل:١/ ٢٥٧)بعض روایات میں چار نمازوں کے رہ جانے کا ذکر بھی آتا ہے۔اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ محاصرہ کئی دن رہا'اس لیے علماء محققین نے اس اختلاف کو تعدد واقعہ پر محمول کیا ہے۔واللہ أعلم.

* **سحری کے وقت اذان:** رمضان یا غیر رمضان میں سحری کے وقت' فجر صادق سے قبل' سوئے ہوئے لوگوں کو جگانے اور قیام اللیل کرنے والوں کو واپس پلٹنے یا قرب فجر صادق کی اطلاع دینے کی خاطر' اذان دینا مستحب ہے۔ احناف کے سوا جمہور فقہاء و محدثین عظام' امام مالک' شافعی' احمد اور ابویوسف رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سحری کے وقت اس اذان کے مستحب ہونے کے قائل ہیں۔(الفقه الإسلامي و أدلته:١/ ٥٤٠)یہی موقف صحیح احادیث کی روشنی میں راجح ہے۔

① عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[إِنَّ بِلَالاً يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ] ''یقیناً بلال رات کو(سحری کے وقت)اذان دیتا ہے لہٰذا کھاؤ پیؤ یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے۔''(صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦١٧' وصحيح مسلم' الصيام' حديث:١٠٩٢)

② عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: [لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ، فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَ لِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ......] ''تم میں سے کسی ایک کو بلال کی اذان اس کی سحری سے نہ روکے' کیونکہ وہ تو اس لیے اذان دیتا ہے تاکہ تمھارے قیام کرنے والوں کو لوٹائے اور سوئے ہوؤں کو جگائے۔''(صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٢١' وصحيح مسلم' الصيام' حديث:١٠٩٣)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مذکورۃ الصدر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرح مروی ہے۔دیکھیے:(صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٢٣' وصحيح مسلم' الصيام' حديث:١٠٩٢)

④ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: [لَا يَغُرَّنَّ أَحَدَكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنَ السُّحُورِ] ''تم میں سے کسی کو بلال کی اذان سحری کے

متعلق دھوکے میں مبتلا نہ کرے (کہ رک جاؤ اور سحری نہ کھاؤ)۔" (صحیح مسلم' الصیام' حدیث: ۱۰۹۴)

ان چند صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ طلوع فجر سے قبل مذکورہ غرض کے لیے اذان دینا مستحب ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی قبل از فجر اذان کو مستحب قرار دیتے ہیں' نیز ان کے نزدیک دونوں اذانوں کے لیے الگ الگ مؤذن کا ہونا بھی مستحب ہے۔ (شرح العمدة: ۱۱۵/۲)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اس کی مشروعیت واستحباب کو پرزور طریقے سے ثابت کیا ہے۔ جن بعض لوگوں نے اسے قیاس واصول کے خلاف قرار دیا ہے' دلائل سے ان کا رد کیا ہے اور صحیح احادیث کی روشنی میں ان کے اس رویے کو رَدِّ سنت سے تعبیر فرمایا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (إعلام الموقعین: ۳۲۵/۲) مزید دیکھیے: (سبل السلام بتعلیق الألباني: ۳۷۲/۱)

ملحوظہ: بعض لوگ صرف رمضان ہی میں سحری کی اذان کے قائل ہیں' دیگر ایام میں نہیں' ان کے نزدیک [فَكُلُوا وَاشْرَبُوا] اس کا واضح قرینہ ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں۔ رمضان کے علاوہ دیگر ایام میں بھی یہ اذان مسنون ومستحب ہے' کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تقریباً سارا سال ہی وقتاً فوقتاً روزوں کا اہتمام فرماتے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ یا حکم وترغیب کو بعد والوں سے کہیں زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ اتباع رسول کی وہ عملی تصویر تھے' اور خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے' اس لیے پورا سال ہی انھیں اس اذان کی ضرورت رہتی تھی۔

رمضان المبارک کے علاوہ دیگر جن ایام کے روزوں کی ترغیب وتشویق یا جو اس بارے میں آپ کا عمل منقول ہے' اس کی ذراسی جھلک درج ذیل تفصیل سے ملاحظہ فرمائیے:

① رمضان المبارک کے بعد شوال کے چھ روزے۔

② رمضان کے بعد' پورے محرم کے روزوں کو' افضل الصیام قرار دیا گیا ہے۔

③ ہر مہینے میں تین دن کے روزے۔ افضل اور بہتر ہے کہ یہ تین روزے ایام بیض میں رکھے جائیں۔

④ ایام بیض (چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵) کے روزے۔

⑤ ہر ہفتے سوموار اور جمعرات کا روزہ۔

⑥ اکثر ماہ شعبان یا تقریباً سارا شعبان ہی رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے۔

⑦ سنن ابوداود میں بسند صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے ابتدائی نو دنوں کے روزے رکھا کرتے تھے۔

⑧ عاشوراءِ محرم کا روزہ بلکہ دس محرم کے ساتھ نو محرم کے روزے کی ترغیب۔

⑨ غیر حاجیوں کے لیے یوم عرفہ کے روزے کی ترغیب وتشویق۔

⑩ اسی پر بس نہیں بلکہ آپ علیہ السلام نے صیامِ داوٗدی کو أحبُّ الصیام قرار دیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان ایک دن روزہ رکھے اور دوسرے دن نہ رکھے۔ اس صورت میں آدھا سال روزوں ہی میں گزرتا ہے، نیز روزے کی ترغیب وتشویق اور فضیلت بعض عمومی دلائل سے بھی منقول ہے۔ اس کے لیے کتب احادیث میں متعلقہ ابواب دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ ظہار، قتل اور قسم وغیرہ میں اسے بطور کفارہ مقرر کیا گیا ہے، بالخصوص ظہار اور قتل کے کفارے میں دو ماہ کے پے در پے روزے مقرر ہیں۔

المختصر مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ صرف كُلُوا وَاشْرَبُوا کا قرینہ ہی مدعیٰ کے اثبات کے لیے کافی نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی روزہ رکھنے کی عادت عام تھی۔ وہ رمضان شریف کے علاوہ بھی روزوں کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اس لیے انھیں قبل از فجر اذان کی ضرورت بھی رہتی تھی۔ وباللہ التوفیق.

٭ **وبا یا کسی ناگہانی آفت میں اذان کی حقیقت:** عوام الناس سے سنا ہے اور مشاہدہ بھی ہے کہ کسی وبا، سخت بارش، طوفان، آندھی یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے لوگ مساجد میں یا مکانوں کی چھت پر اذانیں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ نازل شدہ وبائے عام اس اجتماعی یا عمومی اذانوں سے ٹل جاتی ہے۔ اس عمل کا ثبوت سنت صحیحہ سے نہیں ملتا۔ یہ ایجادِ بندہ ہے۔ اذان کا اصل محل وہی ہے جو قرآن و حدیث کی روشنی میں متعین ہے، اس لیے اس قسم کی وباؤں یا آفتوں کا بہترین توڑ رجوع الی اللہ اور توبۂ صادقہ ہے کیونکہ اس قسم کی آفتوں کا نزول انسانی بدعنوانیوں اور نافرمانیوں کا نتیجہ ہوتا ہے جس سے نجات کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ ہے توبہ و استغفار اور خلوص نیت سے اعمال صالحہ کی طرف کوشش اور رغبت وسبقت۔ واللہ أعلم.

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الروم ۳۰:۴۱) ''ظاہر ہوا فساد خشکی اور سمندر میں بوجہ اس کے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا تاکہ وہ (اللہ) انھیں ان کے بعض ان اعمال کا مزہ چکھائے جو انھوں نے کیے تاکہ وہ واپس پلٹ آئیں۔''

سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾ (یونس ۱۰:۹۸) ''سو کوئی ایسی بستی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لائی ہو تو اس کے ایمان لانے نے اسے نفع دیا ہو، قوم یونس کے سوا، جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب ہٹا دیا اور انھیں ایک وقت تک فائدہ دیا۔''

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو برملا الفاظ میں توبہ واستغفار کرنے کی دعوت دی: ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝﴾ (نوح ۷۱: ۱۰-۱۲) ''تو میں نے کہا: اپنے رب سے معافی مانگ لو یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر بہت برستی ہوئی بارش اتارے گا اور مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں باغات عطا کرے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔''

المختصر! کتاب وسنت میں اس قسم کی بہت سی ہدایات وارشادات موجود ہیں۔ ضرورت صرف اخلاص وعمل کی ہے۔

مذکورۃ الصدر مسئلے کے متعلق ایک روایت منقول ہے لیکن وہ سنداً ساقط الاعتبار ہے۔ روایت کے الفاظ یوں ہیں: [إِذَا وَقَعَتْ كَبِيرَةٌ أَوْهَاجَتْ رِيحٌ مُّظْلِمَةٌ، فَعَلَيْكُمْ بِالتَّكْبِيرِ، فَإِنَّهُ يُجَلِّي الْعَجَاجَ الْأَسْوَدَ] ''جب کوئی بڑی آفت اتر آئے یا تاریک آندھی چلے تو تمھیں تکبیر کہنی چاہیے کیونکہ یہ تاریک غبار کو دور کر دیتی ہے۔'' (مسند أبي يعلى، حديث: ۱۹۴۷، وعمل اليوم والليلة، حديث: ۲۸۵)

اس روایت کی بنیاد پر ممکن تھا کہ زیر بحث اذان درست ٹھہرتی لیکن یہ ضعیف تو کجا پرلے درجے کی

من گھڑت روایت ہے۔

یہ روایت تین وجوہ سے نا قابل حجت ہے: ① اس کی سند میں عنبسہ بن عبدالرحمٰن ہے۔ امام ابو حاتم نے اسے ''متروک الحدیث'' کہا ہے اور فرمایا کہ یہ احادیث گھڑا کرتا تھا۔ امام بخاری ؒ نے فرمایا: لوگوں نے اسے ترک کر دیا ہے۔ ② محمد بن زاذان منکر الحدیث ہے اور اس لائق ہے کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ ③ اس کی سند میں ولید بن مسلم مدلس ہے جو تدلیس تسویہ کرتا ہے اور اس نے مذکورہ حدیث عن سے بیان کی ہے' لہٰذا مذکورہ علل ووجوہ کی بنا پر یہ روایت من گھڑت' نا قابل التفات اور مردود ہے۔ شیخ البانی ؒ نے بھی اسے موضوع کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (عجالة الراغب المتمني' از سليم عيد هلالي: ۱/ ۳۳۸' والسلسلة الضعيفة: ۵/ ۲۸۳' حديث: ۲۲۵۶' والقول المقبول في تخريج صلاة الرسول' ص: ۳۱۲)

ایک روایت بایں الفاظ بھی آتی ہے: [إِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيلَانُ فَنَادُوا بِالْأَذَانِ] ''جب جن بھوت مختلف شکلیں اختیار کر کے نمودار ہوں تو تم اذان دے لیا کرو۔'' (مسند أحمد: ۳/ ۳۰۵ وغیرہ)

یہ حدیث ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں: [رِجَالُهُ ثِقَاتٌ' إِلَّا أَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ جَابِرٍ عِنْدَ الْأَكْثَرِ] ''اس کے رجال ثقہ ہیں' مگر اکثر کے نزدیک حسن کا سیدنا جابر ؓ سے سماع ثابت نہیں۔'' (عجالة الراغب' في تحقيق و تخريج عمل اليوم والليلة للهلالي: ۲/ ۵۹۳)

شیخ البانی ؒ فرماتے ہیں: [وَهٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ' وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ' وَإِنَّمَا عِلَّتُهُ الْانْقِطَاعُ بَيْنَ الْحَسَنِ وَهُوَ الْبَصْرِيُّ وَ جَابِرٍ' فَإِنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ كَمَا قَالَ أَبُوحَاتِمٍ وَالْبَزَّارُ] ''یہ سند ضعیف ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس حدیث کی صرف ایک علت ہے اور وہ یہ کہ حسن بصری اور جابر ؓ کے مابین انقطاع ہے کیونکہ انھوں نے جابر سے سنا نہیں جیسا کہ ابو حاتم اور بزار ؒ نے فرمایا۔'' (السلسلة الضعيفة: ۳/ ۲۷۷' حديث: ۱۱۴۰) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (عجالة الراغب: ۲/ ۵۹۴)

ائمۂ فن کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ روایت استنادی حیثیت کی مالک نہیں کیونکہ سنداً نا قابل

حجت ہے۔

الغرض! مصائب وآلام یا سماوی آفات کی وجہ سے مختلف مقامات پر رسمِ اذان درست نہیں اور نہ یہ اس قسم کی آفات ومصائب کا شرعی حل ہے بلکہ درست حل وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا' لہٰذا اس طرح کے خودساختہ رسم ورواج سے کنارہ کشی لازمی ہے۔ وباللہ التوفیق.

٭ اہل تشیع کی اذان: یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اہل سنت کے تمام مسالک کی اذان میں کوئی فرق نہیں۔ والحمد للہ علی ذلك. سب کی اذان کا طریقہ ایک اور تعدادِ کلمات بھی یکساں ہیں' سوائے شیعہ کے کہ ان کی اذان واقامت اپنی طرز کی ہے۔ کوئی طریقۂ عبادت ایسا ہوگا جس میں وہ دیگر مسلمانوں کے شریک کار ہوں یہاں تک کہ کلمۂ طیبہ بھی مختلف ہے۔ ان کے ہاں اس میں کچھ اضافہ ہے جس کی حیثیت ان کے ہاں واجبی ہے۔ غرض اگر اذان میں اس قسم کے اضافے کیے گئے ہیں تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں۔

مقصد صرف یہ ہے کہ ان کی مروجہ اذان غیر شرعی اور سراسر خلاف حقیقت ہے۔ اہل سنت کے ہاں اس کی حیثیت ایک بدعی اذان کی ہے۔ فقہ جعفریہ کی معتبر کتب میں بھی فی زمانہ رائج اذان کی کوئی دلیل یا اصل نہیں۔ اہل سنت اور ان کی اذان میں صرف اتنا فرق ہے کہ ان کے ہاں [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] کے بعد [حَيَّ عَلٰى خَيْرِالْعَمَلِ] دو مرتبہ کہنا ہے۔ باقی پوری اذان وہی ہے جو اہل سنت کی اذان ہے بلکہ فقہ جعفریہ کی رو سے اذان میں [أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللّٰهِ] کا اضافہ کرنا گناہ اور بدعت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' از مبشر احمد ربانی (۱/۱۰۲-۱۰۷) دیکھ لی جائے۔ مندرجہ ذیل اقتباسات انھی کے مجموعۂ فتاویٰ سے دیے جارہے ہیں۔

''شیعہ مکتب فکر کی معتبر کتاب (من لا یحضرہ الفقیہ: ۱/۱۸۸) پر ابن بابویہ قمی نے الفاظ اذان نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: (جس کا ترجمہ یہ ہے): ''یہی اذان صحیح ہے' نہ اس میں زیادتی کی جائے گی اور نہ کمی۔ اور مُفوِّضہ فرقہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو' انھوں نے بہت سی روایات گھڑیں اور اذان میں [مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ خَيْرُالْبَرِيَّةِ] کے کلمات دو مرتبہ کہنے کے لیے بڑھا دیے اور ان کی بعض روایات میں [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ] کے بعد [أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللّٰهِ] دو دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔

ان مفوضہ میں سے بعض نے ان الفاظ کی بجائے یہ الفاظ روایت کیے ہیں:[أَشْهَدُ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا] یہ بات یقینی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ کے ولی اور سچے امیر المومنین ہیں اور محمد وآل محمد خیر البریہ ہیں لیکن یہ الفاظ اصل اذان میں نہیں ہیں۔ میں نے یہ الفاظ اس لیے ذکر کیے ہیں تا کہ ان کی وجہ سے وہ لوگ پہچانے جائیں جو مفوضہ ہونے کی اپنے اوپر تہمت لیے ہوئے ہیں' اس کے باوجود اپنے آپ کو تشیع میں شمار کرتے ہیں۔"

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب المبسوط : (۱/ ۹۹) طبع تہران میں لکھا ہے:[فَأَمَّا قَوْلُ أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ آلَ مُحَمَّدٍ خَيْرُالْبَرِيَّةِ عَلَى مَاوَرَدَ فِي شَوَاذِّ الْأَخْبَارِ فَلَيْسَ بِمَعْمُولٍ عَلَيْهِ فِي الْأَذَانِ وَلَوْفَعَلَهُ الْإِنْسَانُ يَأْثَمُ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ فَضِيلَةِ الْأَذَانِ وَلَا كَمَالِ فُصُولِهِ] "بہر حال اذان میں أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ آلَ مُحَمَّدٍ خَيْرُالْبَرِيَّةِ کہنا جیسا کہ شاذ روایات میں آیا ہے' ان کے کہنے پر کوئی کاربند نہیں۔ اور اگر کوئی شخص اذان میں یہ کلمات کہے تو وہ گناہ گار ہوگا' علاوہ ازیں یہ کلمات' اذان کی فضیلت اور کمال میں سے نہیں ہیں۔"

بہر حال اذان میں اس قسم کے اضافات کا مرتکب انسان فقہ جعفریہ کی رو سے بھی بدعتی قرار پاتا ہے۔

مزید دیکھیے :(فقه الإمام جعفر الصادق از محمد جواد:۱/ ۱۶۶' واللمعة الدمشقية:۱/ ۲۴۰)

یاد رہے! موجودہ اہل تشیع اذان کے کسی ایک طریقے پر متفق نہیں بلکہ ان کے ہاں مختلف علاقوں میں مختلف انداز میں قدرے کمی بیشی کے ساتھ اذان دی جاتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے پاس مروجہ اذان کی کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے۔

اب رواج پذیر اذانِ شیعہ ملاحظہ فرمائیے' اگر اس کے ترجمے پر غور کر لیا جائے تو ان کے افکار ونظریات اور دعوت بھی کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔

[اَللّٰهُ أَكْبَرُ' اَللّٰهُ أَكْبَرُ' اَللّٰهُ أَكْبَرُ' اَللّٰهُ أَكْبَرُ' أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ' أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ' أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ' أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ' أَشْهَدُ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِمَامَ الْمُتَّقِينَ وَقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللّٰهِ' وَ وَصِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ وَ خَلِيفَتُهُ بِلَا فَصْلٍ' أَشْهَدُ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِمَامَ الْمُتَّقِينَ' وَقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ

عَلِيًّا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلٰى خَيْرِالْعَمَلِ، حَيَّ عَلٰى خَيْرِالْعَمَلِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ]

''اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ مومنوں کے امیر' متقین کے امام اور مشرکین کے قاتل' سیدنا علی مرتضی اللہ کے ولی اور رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں' (وصیت کردہ' شیعہ کے بقول رسول اللہ ﷺ زندگی ہی میں اپنے بعد ان کی خلافت کی وصیت کر چکے تھے' جبکہ یہ بات حقیقت کے سراسر خلاف ہے) اور نبی ﷺ کے خلیفہ بلافصل ہیں۔ (خلیفۃ الرسول' رسول اللہ ﷺ کے اولین خلیفہ' جبکہ اہل تشیع کے سوا باقی تمام مسالک اہل سنت کے نزدیک خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ دلائل سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔ عام الفاظ میں یوں سمجھیے کہ یہ لوگ خلافت ابوبکر کو ناحق یا غاصبانہ خلافت کہتے ہیں۔) میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر المومنین' امام متقین اور قاتل مشرکین سیدنا علی رضی اللہ عنہ مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔ آؤ نماز کی طرف' آؤ نماز کی طرف' آؤ فلاح و کامیابی کی طرف' آؤ فلاح و کامیابی کی طرف' آؤ بہترین عمل کی طرف' آؤ بہترین عمل کی طرف' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔''

ترجمہ اور مختصر وضاحت صرف اس لیے کی تاکہ عربی سے نابلد عوام بھی شیعہ کے ان خودساختہ اضافوں اور ان کے معانی و مقاصد اور شیعی نظریات کا بخوبی اندازہ لگا سکیں۔ المختصر أشهد أنّ محمدًا رسول اللّٰه کے **بعد** أشهد أنّ امير المومنين سے لے کر حجة اللّٰه على الخلق اور دو دفعہ حيّ على الفلاح کے **بعد** دو مرتبہ حي على خير العمل اور اختتام میں لا إله إلا اللّٰه کے **بعد** مزید ایک دفعہ اور اس کا اضافہ' یہ سب ایجادِ بندہ اور اختراعات اہل تشیع ہیں۔ مسنون اور متفق علیہ اذانِ محمدی میں یہ اضافات بے اصل اور بدعاتِ شیعہ میں سے ہیں۔

ملحوظہ: سنن بیہقی وغیرہ میں ایک روایت آتی ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ آغاز میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حيّ على خير العمل کہا کرتے تھے بعدازاں آپ ﷺ نے اس کے بجائے الصلاۃ خير من النوم کی تلقین فرمائی۔لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے نقل کرنے کے بعد خود اس کی تضعیف کی وضاحت فرمائی ہے۔وہ لکھتے ہیں:[وَهٰذِهِ اللَّفْظَةُ لَمْ تَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا عَلَّمَ بِلَالًا وَّ أَبَا مَحْذُورَةَ وَ نَحْنُ نَكْرَهُ الزِّيَادَةَ فِيهِ] ''نبی ﷺ نے جو اذان بلال اور ابومحذورہ کو سکھائی ہے' اس میں آپ ﷺ سے ان الفاظ کی تعلیم کا ثبوت نہیں ملتا' لہٰذا ہم اذان میں اس اضافے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔'' (السنن الكبرى للبيهقي:۱/۴۲۵- یہ روایت طبرانی کبیر:۱/۳۵۲ میں بھی آتی ہے۔)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کی سند میں عبدالرحمٰن بن عمار بن سعد ضعیف راوی ہے۔ (السيل الجرار:۱/۴۴۷ بتحقيق محمد صبحي حسن حلاق)

اذان کے اختتام کے بارے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اذان کے آخری کلمات الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله ہیں۔دیکھیے: (سنن النسائي، الأذان، حديث:۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۳)

بہرحال ان مذکورہ الفاظ وکلمات کا اضافہ خاص عقائد ونظریات کی غمازی کرتا ہے' اس لیے اس کی نشاندہی ایک ضروری امر تھا۔ وباللہ التوفیق.

* ڈاڑھی مونڈ کی اذان: ڈاڑھی منڈوانا کبیرہ گناہ ہے۔اہل علم نے ایسے فرد کو فاسق قرار دیا ہے جبکہ اذان دینا باعث عزت وشرف عمل ہے' اس لیے اس کے لیے کسی پرہیزگار اور دیندار شخص ہی کا انتخاب ہونا چاہیے۔اس معاملے میں ترجیح اسے ہی حاصل ہے لیکن چونکہ ڈاڑھی مونڈ بھی مسلمان ہوتا ہے' اس لیے وہ اذان کہہ سکتا ہے۔یہ جواز مع الکراہت ہے' بہتر ہے کہ ایسے شخص کو اس عظیم منصب پر فائز نہ کیا جائے۔ہاں کبھی کبھار تالیف قلب کی غرض سے موقع دیا جا سکتا ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَأَمَّا الْفَاسِقُ فَإِنَّهُ أَحَدُنَا بِلَاشَكٍّ، لِأَنَّهُ مُسْلِمٌ فَهُوَ دَاخِلٌ تَحْتَ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلَا خِلَافَ فِي اخْتِيَارِ الْعَدْلِ] ''فاسق بلاشبہ ہم میں سے ہی ایک ہے کیونکہ وہ مسلمان ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے تحت

داخل ہے کہ ''تم میں سے کوئی ایک اذان کہے۔'' جبکہ عادل (باصفا متقی پرہیز گار) کے انتخاب اور چناؤ میں تو کوئی اختلاف نہیں۔'' (المحلی لابن حزم: ۳/۱۴۱، مسئلہ: ۳۲۳، مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاویٰ الدین الخالص: ۳/۲۷۷)

* **عورت کی اذان واقامت کا مسئلہ:** اولاً: عورت مسجد میں مؤذن نہیں ہوسکتی جیسے وہ مردوں کی امام نہیں ہوسکتی، البتہ عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے۔ ایسی صورت میں نماز کے لیے ان میں سے کسی ایک کا اذان واقامت کہہ لینا جائز ہے، بشرطیکہ سب عورتیں ہی ہوں اور اذان پست آواز کے ساتھ کہی جائے جیسا کہ مدرسے، کالج یا یونیورسٹی کے ہوسٹل میں رہائش پذیر طالبات یا کسی کانفرس وغیرہ کی شرکاء خواتین کہ ان میں سے کوئی ایک اذان واقامت کہہ سکتی ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا ذکر ہے، اس لیے کم ازکم جواز یا استحباب کی حد تک اس کی گنجائش موجود ہے حتی کہ اکیلی عورت بھی پست آواز میں اذان واقامت کہہ سکتی ہے جیسے اکیلا مرد ایسا کرسکتا ہے۔

ثانیاً: عورتوں کے متعلق کسی صحیح مستند دلیل سے اس کی ممانعت بھی منقول نہیں کہ ان کے حق میں اس کی مشروعیت محل نظر ہو۔

ثالثاً: جو حکم مردوں کے لیے ہے وہی عورتوں کے لیے ہے، سوائے ان احکام کے جو دلیل کی روشنی میں مردوں یا عورتوں کے لیے خاص ہیں، جبکہ یہاں ایسا نہیں بلکہ جواز واستحباب کی حد تک عورتوں کے لیے بھی مذکورہ قیود کی روشنی میں اس کی گنجائش ہے لیکن یہ ان کے حق میں ضروری نہیں۔

اس موقف کے دلائل: وہب بن کیسان فرماتے ہیں: [سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ عَلَى النِّسَاءِ أَذَانٌ فَغَضِبَ، قَالَ: أَنَا أَنْهٰى عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ] ''ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا عورتوں پر اذان ہے؟ تو آپ غصے میں آ گئے اور فرمایا: میں انھیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکوں؟'' (المصنف لابن أبي شيبة، الأذان والإقامة، باب من قال: عليهن أن يؤذنّ و يقمن: ۱/۲۵۳، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو جید کہا ہے۔ دیکھیے: تمام المنة، ص: ۱۵۳)

معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے میں عورت اذان واقامت کہہ سکتی ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔

معتمر بن سلیمان اپنے باپ سلیمان بن طرخان سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: [كُنَّا

نَسْأَلُ أَنَسًا، هَلْ عَلَى النِّسَاءِ أَذَانٌ وَّ إِقَامَةٌ؟ قَالَ: لَا، وَإِنْ فَعَلْنَ فَهُوَ ذِكْرٌ] ''ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا عورتوں پر اذان و اقامت (واجب) ہے تو انھوں نے جواب دیا نہیں، لیکن اگر ایسا کرلیا کریں تو وہ ذکر ہے۔'' (المصنف لابن أبي شيبة:١/٢٥٢) واللّٰه أعلم. ان کا مقصد یہ ہو کہ اذان و اقامت ان کے حق میں ضروری نہیں اور نہ وہ شرعاً اس کی مکلف ہیں، لیکن جواز کی حد تک انھیں اجازت ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ وہ اذان اور اقامت کہہ لیا کرتی تھیں۔[عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُؤَذِّنُ وَ تُقِيمُ......] (المستدرك للحاكم:١/٢٠٣، والسنن الكبرىٰ للبيهقي:١/٤٠٨)

شیخ البانی رحمہ اللہ وہب بن کیسان کے واسطے سے مروی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ اثر کی توثیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:[وَيُؤَيِّدُهُ مَا عِنْدَالْبَيْهَقِيِّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُؤَذِّنُ وَتُقِيمُ، وَ تَؤُمُّ النِّسَاءَ وَ تَقُومُ وَسَطَهُنَّ، وَرَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مُخْتَصَرًا] ''اور اس کی تائید اس اثر سے بھی ہوتی ہے جو بیہقی میں بواسطۂ لیث، عطاء سے مروی ہے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا اذان اور اقامت کہہ لیا کرتی تھیں اور عورتوں کی امامت بھی کرتیں اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوتیں۔'' (السلسلة الضعيفة:٢/٢٧١)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ اثر کو قوی قرار دیا ہے۔ الغرض یہ اثر قابل استدلال ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (تمام المنة، ص:١٥٣) جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے التلخيص الحبير: ١/٣٧٨، حدیث:٣١٣ کے تحت اس پر سکوت فرمایا ہے۔

سنن بیہقی میں عمرو بن ابوسلمہ کے حوالے سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: ''میں نے ابن ثوبان سے پوچھا: کیا عورتوں پر اقامت ہے؟ تو انھوں نے مجھے بیان کیا کہ میرے والد محترم نے مجھے بتایا کہ میں نے مکحول سے (اس کے متعلق) پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر وہ اذان و اقامت کہہ لیں تو یہ افضل ہے اور اگر صرف تکبیر ہی پر اکتفا کریں تو یہ بھی جائز ہے۔ (آگے مزید) ابن ثوبان نے فرمایا کہ اگر وہ اقامت بھی نہ کہیں (تو یہ بھی جائز ہے) کیونکہ امام زہری نے بواسطۂ عروہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم بلا اقامت (بھی) نماز پڑھ لیا کرتی تھیں۔ (امام بیہقی فرماتے ہیں:) اگر یہ اثر صحیح ہے تو

بھی ان کے مابین کسی قسم کا اختلاف نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کبھی اذان واقامت کہہ لیتی ہوں اور کبھی ترک کر دیتی ہوں' اس لیے کہ دونوں صورتوں کا جواز موجود ہے۔ والله أعلم. اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا عورت اقامت کہہ سکتی ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ (السنن الكبرىٰ للبيهقي: ۱/۴۰۸)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن ثوبان کے مذکورہ اثر کو سنداً حسن قرار دیا ہے۔ یہ خود حسن الحدیث اور باقی راویان حدیث ثقات ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے: (السلسلة الضعيفة: ۲/۲۶۹، حديث: ۸۷۹)

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [سَمِعْتُ أَحْمَدَ، سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ، تُؤَذِّنُ وَ تُقِيمُ؟ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَةِ، تُؤَذِّنُ وَ تُقِيمُ؟ قَالَ: أَنَا أَنْهٰى عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ أَنَا أَنْهٰى عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟] "میں نے امام احمد سے سنا' ان سے پوچھا گیا کہ کیا عورت اذان واقامت کہہ سکتی ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ ابن عمر سے پوچھا گیا کہ آیا عورت اذان واقامت کہہ سکتی ہے تو انھوں نے جواب دیا: کیا میں اللہ عزوجل کے ذکر سے روکوں؟ کیا میں اللہ عزوجل کے ذکر سے منع کروں؟" (مسائل أبي داود: (۲۹) بحواله السلسلة الضعيفة: ۲/۲۷۰)

معلوم ہوا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک بھی عورت کے لیے اذان واقامت کی گنجائش ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عورتوں پر اذان واقامت (ضروری) نہیں۔ اگر وہ اذان اور اقامت کہہ لیں تو اچھا ہے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اذان صرف اس کے لیے ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت فرض کی ہے جیسا کہ آپ کا یہ فرمان ہے: "تمھارا کوئی ایک اذان کہے اور تم میں سے بڑا امامت کرائے۔" جبکہ عورتیں ان میں سے نہیں ہیں جنھیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ جب یہ بات درست ہے (کہ عورتوں پر اذان ضروری نہیں اور نہ وہ وجوبی طور پر اس کی مکلف ہیں) تو یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اسی طرح اقامت بھی' لہٰذا اپنے اپنے اوقات میں ان دونوں کو بجالانا اچھا عمل ہے۔ بواسطۂ ابن جریج عطاء سے ہمیں روایت ملی ہے کہ عورت اپنے لیے اقامت کہہ سکتی ہے اور امام طاؤس فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اذان اور اقامت کہہ لیا کرتی تھیں۔" (المحلى لابن حزم: ۳/۱۲۹، مسئلة: ۳۲۰ و: ۴/۲۱۹، ۲۲۰، مسئلة: ۴۹۱)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں: [...... وَهَلْ لَيْسَ لَهُنَّ ذٰلِكَ؟ فَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَحْمَدَ قَالَ: إِنْ فَعَلْنَ فَلاَ بَأْسَ، وَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْنَ فَجَائِزٌ] ''اور کیا ان کے لیے اذان واقامت کہنا مسنون ہے؟ تو اس کے بارے میں امام احمد سے مروی ہے کہ اگر وہ دے لیں تو کوئی حرج نہیں اور اگر نہ دیں تو بھی جائز ہے۔''

نیز لکھتے ہیں: [وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ أَذَّنَّ وَ أَقَمْنَ فَلاَ بَأْسَ...... وَ بِهِ قَالَ إِسْحَاقُ] ''اور شافعی نے فرمایا کہ اگر وہ اذان و اقامت کہہ لیں تو کوئی حرج نہیں...... یہی قول اسحاق رحمہ اللہ کا ہے۔'' (المغني: ١/ ٤٦٧)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بقول بھی عورت اذان واقامت کی مکلّف نہیں' خواہ اکیلی ہو یا کئی ایک ہوں' لیکن کیا سرے سے ان کے لیے اس کا جواز ہی محل نظر ہے؟ یا اس کی کوئی گنجائش موجود ہے؟ اس کے متعلق فرماتے ہیں: [وَلاَ بَأْسَ أَنْ تُؤَذِّنَ، نَصَّ عَلَيْهِ، لِمَا رَوَى النَّجَادُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لاَ أَنْهٰى عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ، قَالَ أَصْحَابُنَا: هٰذَا إِذَا لَمْ تَرْفَعْ صَوْتَهَا فَإِنْ رَفَعَتْهُ كُرِهَ، وَ يَنْبَغِي أَنَّهُ إِنْ كَانَ هُنَاكَ مَنْ يَّسْمَعُ صَوْتَهَا مِنَ الرِّجَالِ وَالْأَجَانِبِ أَنْ يُّحَرَّمَ، وَإِلَّا فَلاَ......] ''اس کے اذان دینے میں کوئی حرج نہیں' امام احمد نے اس کی تصریح فرمائی ہے کیونکہ (حنابلہ میں سے) امام نجاد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہیں روکتا۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ (جواز) اس وقت ہے جب وہ اپنی آواز بلند نہ کرے وگرنہ مکروہ ہوگا۔ اگر وہاں کچھ مرد اور اجنبی لوگ اس کی آواز سنتے ہوں تو اس کا حرام قرار دیا جانا ضروری ہے اور اگر ایسا نہیں تو کوئی حرج نہیں......'' (شرح العمدة لشيخ الإسلام: ٢/ ١٠٢)

ملحوظہ: پست آواز رکھنے کی نوبت وہاں آتی ہے جہاں اجنبی مرد قریب ہوں' لیکن اگر اجتماع صرف عورتوں کا ہو اور وہاں مذکورہ خدشہ نہ ہو تو پھر اتنی آواز بلند کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ جس سے اجتماع گاہ میں موجود عورتیں سن سکیں جیسا کہ خواتین کے بعض تبلیغی و اصلاحی پروگراموں میں اس کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔

بہر حال ائمہ میں سے امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ عورت کے لیے اذان واقامت کی مشروعیت و جواز

کے قائل ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی عورتوں کی اذان واقامت کی مشروعیت کی وضاحت کی ہے۔تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔(تمام المنة' ص: ۱۵۳-۱۵۵)

آئینے کا دوسرا رخ: دوسری رائے یہ ہے کہ اذان واقامت عورتوں کے حق میں مشروع اور جائز نہیں۔ان کی بنیادی دلیل ایک تو مرفوع حدیث ہے اور دوسری ابن عمر رضی اللہ عنہما کا موقوف اثر ہے۔اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں پر اذان واقامت نہیں ہے۔'' (السنن الکبریٰ للبیهقي:۱/۴۰۸' والكامل لابن عدي:۲/۴۷۹) اس حدیث کے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں: [هٰكَذَا رَوَاهُ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأَيْلِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ] حکم بن عبداللہ ایلی نے اسی طرح روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔

حکم بن عبداللہ ایلی پر سخت جرح ہے: امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی تمام مرویات موضوع (من گھڑت) ہیں۔ان میں سے جو معروف المتن ہیں' وہ اس سند سے باطل ہیں اور جو حکم کی' بواسطہ قاسم بن محمد اور زہری' میں نے روایات لکھی ہیں' وہ سب کی سب ایسی ہیں کہ ان پر ثقہ راوی متابعت نہیں کرتے' اس کا ضعف اس کی حدیث پر واضح ہوتا ہے۔(الكامل لابن عدي:۲/۴۸۳)

امام احمد رحمہ اللہ نے اس کی تمام احادیث کو موضوع قرار دیا ہے۔امام سعدی اور ابوحاتم نے اسے کذاب کہا ہے جبکہ امام نسائی' دارقطنی اور ایک جماعت نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔(میزان الاعتدال: ۱/۵۷۲) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ (السلسلة الضعيفة' حديث:۸۷۹)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اگر زیر بحث مسئلے میں اسے بطور استدلال پیش نہ کرتے تو بہتر تھا۔دیکھیے: (شرح العمدة از شيخ الإسلام:۲/۱۰۱)

اس کی عدم مشروعیت پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مندرجہ ذیل اثر بھی بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔نافع سے منقول ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: [لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ أَذَانٌ وَّلَا إِقَامَةٌ] ''عورتوں کے لیے اذان و اقامت نہیں ہے۔'' (السنن الكبرى للبيهقي:۱/۴۰۸)

ابن حجر رحمہ اللہ نے التلخيص الحبير میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ اس کی سند میں عبداللہ بن عمر العمری ضعیف راوی ہے۔ بنابریں یہ اثر موقوف ہونے کے ساتھ ساتھ اسنادی اعتبار سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا بلکہ اس کے برعکس ان سے اس کا جواز مروی ہے۔ اس کی سند کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے جید قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: (تمام المنة' ص:۱۵۳) وہ اثر یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عورتوں کی اذان واقامت کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ غصے ہوئے اور جواب دیا کہ کیا میں انھیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکوں؟ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عورت کی اذان واقامت کی مشروعیت وجواز کے قائل تھے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (السلسلة الضعيفة: ۲۷۰/۲' حديث: ۸۷۹)

بعض لوگ عورت کی اذان واقامت کی ممانعت پر بطور دلیل ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی پیش کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کے لیے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ورقہ کے لیے ایک مؤذن کا تقرر بھی فرمایا جو ان کے لیے اذان کہا کرتا تھا...... (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۵۹۲)

جواب: اولاً: اس حدیث میں عورت کی اذان کی نفی ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بصراحت روکا ہے' لہٰذا اس کی اباحت وحرمت کے لیے دیگر دلائل وقرائن کی ضرورت ہے۔ چونکہ اذان کے لیے مردوں ہی کا انتخاب ہوتا ہے' اس لیے حسب معمول نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں بھی مرد ہی کا تقرر فرمایا۔ اس سے عورت کی اذان واقامت کی نفی کشید کرنا محل نظر ہے۔

ثانیاً: مرد کے انتخاب یا تقرر سے عورت کی اذان واقامت کی نفی کرنا ایسے ہے جیسے عورتوں کو مسجد میں نماز باجماعت سے روکنا جبکہ نماز باجماعت کا حکم صرف مردوں کو ہے' عورتوں کے حق میں نماز باجماعت کی مشروعیت کے دلائل وقرائن موجود ہیں۔ یہی صورت حال عورت کی اذان کی ہے کہ صحابہ وتابعین سے' کتاب وسنت کے عموی دلائل کی روشنی میں' اس کی اجازت واباحت منقول ہے۔

الغرض! اپنی کوشش کی حد تک اس مسئلے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی وضاحت یا اس کی ممانعت ہمیں نہیں ملی' دوسرا یہ کہ عدم مشروعیت کے لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جو اس کی نفی ذکر کی جاتی ہے' اس کی اسنادی حیثیت بھی محل نظر ہے۔ وباللہ التوفیق.

* اذان کا جواب: اذان کا جواب دینا انتہائی فضیلت کا حامل عمل ہے۔ مختلف احادیث میں اس کا حکم ہے' اس لیے دیگر مصروفیات ترک کر کے توجہ سے اذان سنی جائے اور اس کا جواب بھی دیا جائے۔ اس فضیلت والے عمل میں غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ اس سے بے اعتنائی برتتے ہوئے دیگر امور کو ترجیح دینی چاہیے کیونکہ یہ مسلمانوں کا ایک عظیم شعار اور اہم عبادت کی طرف دعوت ہے۔ علاوہ ازیں اس قولی جواب کے ساتھ ساتھ عملی جواب' یعنی نماز باجماعت کے لیے بھی کمر بستہ ہو جانا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ] ''جب تم اذان سنو تو وہی کچھ کہو جو مؤذن کہتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦١١' وصحيح مسلم' الصلاة' حديث: ٣٨٣) بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام کلماتِ اذان کا جواب وہی دینا چاہیے جو مؤذن کہتا ہے' لیکن دوسری حدیث میں مزید یہ وضاحت بھی ہے کہ جب مؤذن حي على الصلاة اور حي على الفلاح پر پہنچے تو اس کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہا جائے۔

یحییٰ فرماتے ہیں: [وَحَدَّثَنِي بَعْضُ إِخْوَانِنَا أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ] ''مجھے ہمارے ایک بھائی نے بیان کیا کہ جب وہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کہے تو (سامع) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ اور اس نے فرمایا: میں نے تمھارے نبی ﷺ کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث: ٦١٢' ٦١٣)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ] ''جب مؤذن ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہے اور تم میں سے کوئی ایک بھی (سننے والا) ''اللہ اکبر اللہ اکبر''

کہے' پھر وہ ''اشہدان لا الہ الا اللہ'' کہے اور یہ (سننے والا) بھی ''اشہدان لا الہ الا اللہ'' کہے' پھر وہ ''اشہدان محمدا رسول اللہ'' کہے اور یہ بھی ''اشہدان محمدا رسول اللہ'' کہے' پھر وہ ''حي علی الصلاۃ'' کہے اور یہ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' کہے' پھر وہ ''حي علی الفلاح'' کہے اور یہ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' کہے' پھر وہ ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہے اور یہ بھی ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہے' پھر وہ ''لا الہ الا اللہ'' کہے اور یہ بھی ''لا الہ الا اللہ'' دل سے کہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' (صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:۳۸۵' و سنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث:۵۲۷)

اس حدیث سے اذان کے جواب کی مشروعیت وفضیلت کے ساتھ ساتھ اس کی کیفیت بھی ثابت ہوئی' یعنی مسنون یہ ہے کہ کلماتِ اذان سن کر مؤذن کی متابعت کرتے ہوئے جواب ساتھ ساتھ ہی دیا جائے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قُلْتُ: وَالصَّرِيحُ فِي ذٰلِكَ مَارَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَقُولُ كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ حَتّٰى يَسْكُتَ] ''میں کہتا ہوں: اس مسئلے میں وہ روایت صریح ہے جو نسائی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ویسے ہی کہتے جیسے مؤذن کہتا' یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جاتا۔'' (فتح الباري:۹۱/۲) یعنی نبی ﷺ مؤذن کا جواب اس کی پیروی میں اسی لمحے دیتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے اذان کا جواب نہیں دیا جا سکا اور ابھی زیادہ وقفہ نہیں ہوا تو بعد میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ (شرح المهذب: ۱۲۷/۳' و فتح الباري:۹۱/۲)

* کیا مؤذن کا جواب دینا واجب ہے؟: اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے۔ احناف' اہل ظاہر اور ابن وہب وغیرہ کا موقف وجوب کا ہے۔ ان کی دلیل مذکورہ روایت ہے جس میں ہے: [فَقُولُوا مِثْلَ مَايَقُولُ الْمُؤَذِّنُ] جبکہ جمہور اور احناف میں سے امام طحاوی رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ یہ مستحب ہے' واجب نہیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَاسْتُدِلَّ بِهِ عَلٰى وُجُوبِ إِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ' حَكَاهُ الطَّحَاوِيُّ عَنْ قَوْمٍ مِّنَ السَّلَفِ' وَبِهِ قَالَ الْحَنَفِيَّةُ وَأَهْلُ الظَّاهِرِ وَ ابْنُ وَهْبٍ وَّ اسْتَدَلَّ الْجُمْهُورُ بِحَدِيثٍ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ......] ''اس حدیث کے ساتھ مؤذن کی اذان کے وجوبی طور پر جواب دینے کا استدلال کیا گیا ہے۔ یہ موقف امام طحاوی رحمہ اللہ نے سلف کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے۔ حنفیہ' اہل ظاہر اور ابن وہب کا بھی یہی قول ہے' جبکہ جمہور نے مسلم وغیرہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے.....'' (فتح الباري:۹۳/۲) یعنی جمہور علمائے کرام کا موقف یہ ہے کہ اذان

کا جواب دینا واجب نہیں کہ ترک جواب پر انسان گناہ گار اور اللہ تعالیٰ کا نافرمان ٹھہرے بلکہ یہ مستحب ہے۔

مسلم کی جس حدیث کی طرف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ حملے کا ارادہ فرماتے۔ آپ توجہ فرماتے کہ آیا اذان ہوتی ہے کہ نہیں' اگر آپ اذان سنتے تو رُک جاتے وگرنہ حملہ کر دیتے' (اسی طرح ایک دفعہ) آپ نے ایک آدمی کو اللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر کہتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''(یہ) فطرت پر ہے۔'' پھر اس نے أشهد أن لا إله إلا اللّٰه' أشهد أن لا إله إلا اللّٰه کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو آگ سے نکل گیا۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔ (صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث: ۳۸۲) وجہِ استدلال یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بجائے جواب کے اور کلمات فرمائے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت اذان کا جواب نہیں دیا' لہٰذا یہ امر کے لیے قرینۂ صارفہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اذان کا جواب دینا واجب نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس استدلال کا تعاقب کیا گیا ہے کہ حدیث میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے مثل جواب نہیں دیا۔ ممکن ہے نبیٔ اکرم ﷺ نے جواب دیا ہو اور راوی نے اسے نقل نہ کیا ہو...... (فتح الباري: ۹۳/۲) ابن حجر نے اور بھی احتمالات ذکر کیے ہیں۔ اس کے لیے محولہ مقام دیکھ لیا جائے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اذان کا جواب دیا ہوتا تو راوی ضرور نقل کرتا' لہٰذا (اس حدیث میں) عدم نقل عدم وجود کی دلیل ہے جبکہ دوسری دلیل اس سے زیادہ واضح اور مدعا پر ٹھوس قرینۂ صارفہ ہے۔

ثعلبہ بن ابو مالک قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [إِنَّهُمْ كَانُوا يَتَحَدَّثُونَ حِينَ يَجْلِسُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه عَلَى الْمِنبَرِ حَتّٰى يَسْكُتَ الْمُؤَذِّنُ' فَإِذَا قَامَ عُمَرُ رضي الله عنه عَلَى الْمِنبَرِ' لَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ حَتّٰى يَقْضِيَ خُطْبَتَيْهِ كِلْتَيْهِمَا' ثُمَّ إِذَا نَزَلَ عُمَرُ رضي الله عنه عَنِ الْمِنبَرِ وَ قَضٰى خُطْبَتَيْهِ' تَكَلَّمُوا] ''جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لاتے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم باتیں کر رہے ہوتے تھے یہاں تک کہ مؤذن خاموش ہو جاتا۔ جب حضرت عمر منبر پر کھڑے ہو جاتے تو کوئی بھی بات نہ کرتا' یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے دونوں خطبے پورے کر لیتے' پھر جب آپ منبر سے اترتے اور اپنے

دونوں خطبے پورے کر چکے ہوتے' تو پھر وہ باتیں کرتے۔'' (الموطأ للإمام مالك' الجمعة' باب ماجاء في الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب' حديث:۷' نسخة فؤاد' وشرح معاني الآثار:۱/۳۷۰) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس اثر کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (السلسلة الضعيفة:۱/۲۰۲)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اذان کے وقت باتیں کرلیا کرتے تھے اور اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی کوئی انکار نہیں فرمایا۔ مذکورہ اثر کی متابعت ملنے پر شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [نَعَمْ قَدْ وَجَدْتُ لَهُ مُتَابِعًا قَوِيًّا' أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمُصَنَّفِ:۲/۱۲٤ مِنْ طَرِيقِ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ (أَبِي) مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: أَدْرَكْتُ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ' فَكَانَ الْإِمَامُ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَكْنَا الصَّلَاةَ فَإِذَا تَكَلَّمَ تَرَكْنَا الْكَلَامَ] ''ہاں میں نے اس کا ایک قوی متابع پایا ہے۔ اسے ابن ابی شیبہ نے مصنف: (۲/۱۲۴) میں یزید بن عبداللہ کے واسطے سے ثعلبہ بن ابو مالک قرظی سے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کو پایا ہے' جب امام جمعہ کے دن نکلتا تو ہم نماز چھوڑ دیتے اور جب وہ کلام کرتا تو ہم گفتگو ترک کر دیتے۔'' (تمام المنة' ص:۳۴۰' شیخ رحمہ اللہ نے اس کی سند صحیح قرار دی ہے۔) نیز فرماتے ہیں: اس اثر میں اس بات کی دلیل ہے کہ مؤذن کا جواب دینا واجب نہیں کیونکہ عہدِ عمر میں اثنائے اذان گفتگو ہوتی رہی ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر سکوت فرمایا ہے۔ کافی دفعہ مجھ سے پوچھا گیا کہ جوابِ مؤذن کے وجوب کو پھیرنے والا قرینۂ صارفہ کون سا ہے؟ تو میں نے اسی اثر کی روشنی میں جواب دیا۔'' (تمام المنة' ص:۳۴۰)

الغرض! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرزِ عمل اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدمِ نکیر سے معلوم ہوا کہ مؤذن کا جواب دینا واجب نہیں' لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ انسان اسے غیر واجب سمجھتے ہوئے رفتہ رفتہ بالکل ہی غفلت کا شکار ہو جائے اور یہ عظیم سنت بھولی بسری ہو جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَهٰذَا الذِّكْرُ مُسْتَحَبٌّ اِسْتِحْبَابًا مُّؤَكَّدًا' لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِهِ وَ أَقَلُّ أَحْوَالِ الْأَمْرِ الْإِسْتِحْبَابُ......] ''یہ ذکر مستحب ہے اور اس کا استحباب تاکیدی ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اور امر کم از کم استحباب پر دلالت کرتا ہے۔'' (شرح العمدة:۲/۱۳۲)

* **مسنون درود اور دعائیں:** سامع کو چاہیے کہ اذان کا جواب دینے کے بعد رسول اللہ ﷺ پر مسنون درود شریف اور مسنون دعا پڑھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مؤذن کو سنو تو جو وہ کہتا ہے تم بھی ویسے ہی کہو' پھر مجھ پر درود پڑھو' اس لیے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں بھیجے گا' پھر میرے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مقام وسیلہ کا سوال کرو' وہ جنت میں ایک منزل ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا' لہٰذا جس نے میرے لیے وسیلے کا سوال کیا تو اس کے لیے میری شفاعت لازمی ہو گی۔'' (صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:۳۸۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے' قیامت کے دن وہ میری سفارش کا حق دار ٹھہرے گا:

[اَللّٰهُمَّ! رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ' وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ' آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ' وَالْفَضِيلَةَ' وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَّهُ] ''اے اللہ! اس کامل پکار اور قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد (ﷺ) کو منزل وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز فرما اور انھیں اس مقام محمود پر کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔'' (صحیح البخاري' حدیث:۶۱۴)

یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص مؤذن کی ندا سن کر یہ کلمات پڑھے گا' اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے:

[أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ' وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ' رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا] (صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:۳۸۶)

* **مذکورۃ الصدر دُعا میں بعض اضافوں کی حقیقت:** صحیح بخاری کی مذکورہ دعا کے جو کلمات مذکورہ سطور میں لکھے گئے ہیں' وہی معتبر اور مستند ذریعے سے مروی ہیں۔ اس دعا میں اور بھی کچھ اضافے ذکر کیے جاتے ہیں جو تحقیقی طور پر پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتے۔

مولانا صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ صلاۃ الرسول میں فرماتے ہیں: مسنون دعائے اذان میں چند الفاظ لوگوں نے بڑھا رکھے ہیں اور وہ الفاظ مروجہ کتب نماز میں بھی موجود ہیں۔ دعائے مسنون کے جملے

[وَالْفَضِيلَةَ] کے بعد [وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ] کی زیادتی کرتے ہیں اور آگے [وَعَدْتَهُ] کے خالص دودھ میں [وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ] کا پانی ملا رکھا ہے اور پھر آخر میں دعائے پاک کے عسلِ مصفیٰ میں [أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ] کی آمیزش کی ہے۔ (القول المقبول في شرح و تعليق صلاة الرسول، ص:۳۰۲)

محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس متن حدیث میں کچھ اور اضافے بھی بعض کے ہاں منقول ہیں، اس لیے ان پر تنبیہ کرنا ضروری ہے۔

① [إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ] ان الفاظ کے متعلق شیخ رحمہ اللہ کی تحقیق کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے: یہ الفاظ سنن بیہقی میں آتے ہیں لیکن یہ شاذ (ضعیف) ہیں کیونکہ سند میں مذکور راوی علی بن عیاش سے مروی کسی طرق میں ان کا ذکر نہیں ملتا، صرف صحیح بخاری کو امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے راوی کشمیہنی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ دیگر تمام رواۃ، جنھوں نے صحیح بخاری کو امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، نے ان الفاظ کو ذکر نہیں کیا، اس لیے بوجہِ اختلاف یہ شاذ ہیں، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری میں ان کلمات کو قابل التفات نہیں سمجھا کیونکہ ان کی عادت ہے کہ وہ حدیث کے مختلف طرق میں وارد زیادات (اضافوں) کو جمع کرتے ہیں لیکن یہاں ایسے نہیں کیا۔ اس بات کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب "افعال العباد" میں بھی یہ روایت ہے لیکن اس میں یہ اضافہ موجود نہیں، جبکہ سند بھی ایک ہے...... بہرحال یہ اضافہ دیگر راویانِ کتاب کی مخالفت کی وجہ سے شاذ اور نا قابل حجت ہے۔ (الإرواء:۱/۲۶۰، ۲۶۱) مزید دیکھیے: (عجالة الراغب المتمني:۱/۱۴۷، حديث:۹۶)

② سنن بیہقی میں اس دعا میں مزید یہ الفاظ بھی مروی ہیں: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ] لیکن بقول شیخ البانی رحمہ اللہ، یہ کلمات کسی اور کتاب میں مروی نہیں، اس لیے سابقہ اضافے کی طرح یہ اضافہ بھی شاذ اور ضعیف ہے۔

③ شرح معانی الآثار کے ایک نسخے میں سیدنا محمد کا اضافہ بھی ملتا ہے لیکن یہ بھی مدرج اور شاذ ہے۔

④ ابن سنی کے ایک نسخے میں [وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ] کا بھی اضافہ ہے جو کہ مدرج (کسی راوی یا فرد کا

داخل کردہ) ہے' حدیث رسول کا حصہ نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے التلخیص الحبیر میں اور علامہ سخاوی نے المقاصد الحسنة میں صراحت کی ہے کہ یہ اضافہ حدیث کے کسی طریق میں موجود نہیں ہے۔ (إرواء الغليل:۱/۲۶۰٬۲۶۱)

صلاۃ الرسول کے محقق فرماتے ہیں: یہ الفاظ حدیث کے کسی طریق میں بھی نہیں ہیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں: [اَلدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ] کے الفاظ جو عام طور پر مشہور ہیں ان کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث کے کسی طریق میں بھی نظر نہیں آئے۔

ملحوظہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کی مذکورہ بات درست ہے کہ ابن سنی کے ایک نسخے میں [اَلدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ] کے الفاظ ہیں جو کہ مدرج ہیں۔ شیخ سلیم عید ہلالی نے بھی اس کی وضاحت کی ہے' مزید فرماتے ہیں: [وَقَعَ فِي "م" اَلدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَهِيَ مُدْرَجَةٌ كَمَا فِي تَخْرِيجِ الْحَدِيثِ] ''نسخہ "م" میں اَلدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ ہے' یہ اضافہ مدرج ہے جیسا کہ تخریج حدیث میں ہے۔'' تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (عُجالة الراغب المتمني في تخريج كتاب "عمل اليوم والليلة" از سليم عيد الهلالي:۱/ ۱۴۸)

شیخ کی نسخہ "م" سے مراد' دائرۃ المعارف العثمانیہ' حیدر آباد دکن کا مطبوعہ نسخہ ہے۔ اس کی تحقیق پر ذہبی العصر شیخ عبدالرحمن معلمی رحمہ اللہ کی نظر ثانی ہے۔ دیکھیے: (عجالة الراغب المتمني:۱/ ۲۶)

⑤ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ] کے الفاظ رافعی نے المحرر میں ذکر کیے ہیں: ان کا بھی کسی طریق میں ذکر نہیں ملتا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (التلخيص الحبير: ۱/ ۳۷۵' مؤسسة قرطبة' و إرواء الغليل:۱/ ۲۶۱' والقول المقبول' ص:۳۰۳)

✱ **اذان کے بعد بلا ضرورت مسجد سے نکلنا:** اذان سن کر مسجد سے بلا عذر نکل آنا اور نماز کے لیے نہ پلٹنا شرعاً حرام ہے۔ ایسا کرنے والا گناہ گار اور رسول اللہ ﷺ کا نافرمان ہے۔

ابو شعثاء فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ مؤذن نے اذان کہی تو ایک آدمی مسجد سے کھڑا ہوا اور چل دیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا' تب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔'' (صحیح مسلم'

المساجد' حديث:٦٥٥) اس کے دیگر طرق میں صراحت ہے کہ یہ عصر کی اذان تھی۔ (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٥٣٦)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَايَسْمَعُ النِّدَاءَ فِي مَسْجِدِي هٰذَا ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ' ثُمَّ لَايَرْجِعُ إِلَيْهِ إِلَّا مُنَافِقٌ] ''جو شخص میری اس مسجد میں اذان سنے' پھر بلا ضرورت باہر نکلے اور واپس نہ آئے تو وہ منافق ہے۔'' یعنی اذان سن کر مسجد سے نکل جانا اور پھر واپس نہ آنا منافقانہ روش ہے۔ (المعجم الأوسط للطبراني:٤/٥٠٢' حديث: ٣٨٥٤) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (صحيح الترغيب للألباني' حديث:٢٦٢)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: [مَنْ أَدْرَكَهُ الْأَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ' وَهُوَ لَايُرِيدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ] ''جو مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے' پھر بلا ضرورت مسجد سے نکل جائے اور واپسی کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔'' (سنن ابن ماجه' الأذان' حديث:٧٣٤' شیخ البانی نے اسے صحیح لغیرہ کہا ہے۔ صحيح الترغيب' حديث:٢٦٣)

سعید بن مسیّب کی مرسل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَايَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَحَدٌ بَعْدَ النِّدَاءِ إِلَّا مُنَافِقٌ' إِلَّا أَحَدٌ أَخْرَجَتْهُ حَاجَةٌ وَهُوَ يُرِيدُ الرُّجُوعَ] ''اذان کے بعد مسجد سے منافق ہی نکلتا ہے' ہاں مگر وہ شخص جسے کسی ضرورت نے نکالا ہو اور وہ واپسی کا ارادہ بھی رکھتا ہو (تو وہ منافق نہیں)۔'' (المراسيل لأبي داود' حديث:٢٥' یہ حدیث سابقہ شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ دیکھیے: صحيح الترغيب والترهيب' حديث:٢٦٤)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَمَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَانْدَفَعَ الْأَذَانُ' لَمْ يَحِلَّ لَهُ الْخُرُوجُ مِنَ الْمَسْجِدِ' إِلَّا أَنْ يَّكُونَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ أَوْلِضَرُورَةٍ] ''جو کوئی مسجد میں ہو اور اذان شروع ہو جائے تو اس کے لیے مسجد سے نکلنا حلال نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بے وضو ہو یا کسی ضرورت کی خاطر نکلے۔'' (المحلى لابن حزم:٣/١٤٧' مسئلہ:٣٢٨)

* **اقامت کا حقدار کون ہے؟:** بہتر یہ ہے کہ جس نے اذان دی ہو وہی اقامت کہے' احادیث بلال سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو

دو بار اور اقامت کے ایک ایک بار کہے۔(صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۶۰۵' و صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:۳۷۸) سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہی کے حوالے سے آتا ہے کہ وہ اذان دیتے' پھر ذرا رکتے' جب دیکھتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں تو اقامت کہتے۔(صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۶۰۶)

سفر میں بھی اس کا اہتمام تھا۔ اس کی دلیل وہ معروف حدیث ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے آخری حصے میں پڑاؤ کیا اور فجر کی اذان کہنے کے لیے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی۔ المختصر' ہوا یوں کہ جیسے باقی سو گئے ویسے ہی بلال رضی اللہ عنہ پر بھی نیند غالب آ گئی یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کا حکم دیا' پھر انھوں نے ہی تکبیر کہی۔ دیکھیے:(صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۶۸۰' ۶۸۱' وسنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث:۴۳۶) غرض اس کی بابت عموماً جو روایات منقول ہیں ان میں مؤذن ہی کے اقامت کہنے کا ذکر ملتا ہے۔

دوسرا نظم وضبط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو اذان کہتا ہے وہی اقامت کہے۔ ہاں! اگر امام یا مؤذن سے پیشگی اجازت لے لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر کوئی بن پوچھے اقامت کہے گا تو ممکن ہے کہ مؤذن اس حرکت سے خفا ہو اور اس رنجش کا زبان سے اظہار نہ کرے لیکن دل میں کڑھتا رہے جس سے مزید نفرتیں جنم لے سکتی ہیں بلکہ بعض مساجد میں اسی وجہ سے لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے' اس لیے مؤذن کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے دیگر نمازی رفقاء کی خواہش کا خیال رکھے۔

الغرض! مؤذن کے سوا کسی دوسرے شخص کے اقامت کہنے کی ممانعت کسی صحیح حدیث میں مروی نہیں ہے' لہٰذا [مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ] ''جو اذان کہے وہی تکبیر کہے۔'' سے جو دوسرے کے لیے اقامت کی ممانعت کا استدلال کیا جاتا ہے وہ درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:(السلسلة الضعيفة' حدیث:۳۵' وضعيف سنن أبي داود (مفصل)للألباني:۹/۱۸۴-۱۸۸' حدیث:۸۳)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَجَائِزٌ أَنْ يُقِيمَ غَيْرُ الَّذِي أَذَّنَ' لِأَنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَنْ ذٰلِكَ نَهْيٌ يَّصِحُّ' وَالْأَثَرُالْمَرْوِيُّ: إِنَّمَا يُقِيمُ مَنْ أَذَّنَ إِنَّمَا جَاءَ مِنْ طَرِيقِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ' وَهُوَ هَالِكٌ] ''اذان دینے والے کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے اقامت کہنا جائز ہے کیونکہ اس بارے میں کوئی صحیح نہی (ممانعت) مروی نہیں۔ اور [إِنَّمَا يُقِيمُ مَنْ أَذَّنَ] والا اثر

عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کے طریق سے مروی ہے اور وہ ہلاک ہونے والا (ضعیف) ہے۔(المحلی لابن حزم:۳/ ۱۴۷)

* **اقامت (تکبیر) کا جواب:** جیسے اذان کا جواب دینا مستحب اور مطلوب ہے' اسی طرح تکبیر کا جواب بھی مستحب ہے۔ اس کی دلیل بخاری و مسلم کی احادیث کا عموم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَايَقُولُ الْمُؤَذِّنُ] ''جب تم (نماز کے لیے) آواز سنو تو ویسے ہی کہو جیسے مؤذن کہتا ہے۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۶۱۱' و صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث: ۳۸۳) یہاں لفظ [اَلنِّدَاء] عام ہے جو اذان اور اقامت دونوں کو شامل ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: [وَاسْتُدِلَّ بِهِ عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ إِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ فِي الْإِقَامَةِ......] ''اس حدیث کے ساتھ اقامتِ مؤذن کے جواب کی مشروعیت کا استدلال کیا گیا ہے۔'' (فتح الباري: ۲/ ۹۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُتَابِعَهُ فِي أَلْفَاظِ الْإِقَامَةِ' إِلَّا أَنَّهُ يَقُولُ فِي كَلِمَةِ الْإِقَامَةِ: أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا] ''الفاظ تکبیر میں مؤذن کی پیروی کرنا (اقامت کا جواب دینا) مستحب ہے مگر کلمات اقامت قدقامت الصلاۃ، قدقامت الصلاۃ کے وقت أقامها اللّٰہ و أدامها کہے۔'' (شرح المهذب: ۳/ ۱۲۵-۱۲۴)

یہی بات فقہائے حنابلہ وغیرہ نے بھی کہی ہے۔

* **أَقَامَهَا اللّٰهُ وَ أَدَامَهَا کی تحقیق:** اقامت کا جواب مطلوب ہے لیکن ''قد قامت الصلاۃ'' کے جواب میں أقامها اللّٰہ و أدامها کے جو الفاظ امام نووی کی عبارت میں ذکر ہوئے ہیں' وہ صحیح سند سے مروی نہیں ہیں۔

سید سابق رحمہ اللہ نے بھی فقہ السنۃ میں اقامت کا جواب مستحب قرار دیا ہے' نیز وہ أقامها اللّٰہ و أدامها کی مشروعیت کے قائل بھی ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ ان کے جواب میں فرماتے ہیں: [قُلْتُ: بَلِ الْمُسْتَحَبُّ أَنْ يَّقُولَ كَمَا يَقُولُ الْمُقِيمُ: قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ لِعُمُومِ قَوْلِهِ ﷺ: "إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ......" وَتَخْصِيصُهُ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ لَايَجُوزُ'

لِأَنَّهُ حَدِيثٌ وَاهٍ وَقَدْ ضَعَّفَهُ النَّوَوِيُّ وَالْعَسْقَلَانِيُّ وَغَيْرُهُمْ......] ''میں کہتا ہوں: بلکہ مستحب یہ ہے کہ وہ اقامت کہنے والے کی طرح قدقامت الصلاۃ ہی کہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''جب تم مؤذن کو سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے'' کا تقاضا عموم کا ہے' لہٰذا قدقامت الصلاۃ کی تخصیص اس جیسی حدیث سے جائز نہیں کیونکہ یہ ضعیف ہے۔ اسے امام نووی اور ابن حجر عسقلانی ﷭ وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔'' (تمام المنة، ص:۱۴۹، ۱۵۰) تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن أبي داود' (مفصل) للألباني' حدیث:۸۴)

نیز قد قامت الصلاۃ کے جواب میں أقامها الله و أدامها دو مرتبہ کہنے کا ذکر جس حدیث سے ملتا ہے وہ روایت اسنادی اعتبار سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ حافظ ابن حجر ﷫ نے اسے تلخیص میں ضعیف کہا ہے۔ (التلخيص الحبير:۱/ ۳۷۷)

اس کی سند میں محمد بن ثابت العبدی ضعیف ہیں۔ دوسرے ان کے شیخ مجہول ہیں۔ تیسرے شہر بن حوشب ہیں جب یہ بیان کرنے والے اکیلے ہوں تو سوءِ حفظ کی وجہ سے ضعیف ہوتے ہیں۔

شیخ البانی ﷫ فرماتے ہیں: [هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ' مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ هُوَالْعَبْدِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ...... وَ شَيْخُهُ مَجْهُولٌ لَّمْ يُسَمَّ' وَ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ ضَعِيفٌ لِسُوءِ حِفْظِهِ وَلِذٰلِكَ قَالَ النَّوَوِيُّ وَالْعَسْقَلَانِيُّ' وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ' وَأَشَارَ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَيْهَقِيُّ] ''یہ ضعیف سند ہے۔ محمد بن ثابت العبدی ضعیف ہیں اور ان کے شیخ مجہول ہیں۔ ان کا نام بیان نہیں ہوا اور شہر بن حوشب سوءِ حفظ کی وجہ سے ضعیف ہیں' اسی لیے امام نووی اور ابن حجر عسقلانی ﷭ نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور امام بیہقی ﷫ نے بھی اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔'' مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (إرواء الغليل:۱/ ۲۵۸' عجالة الراغب المتمني للهلالي' حديث:۱۰۵ والقول المقبول' ص:۲۹۸)

الحاصل! ''قد قامت الصلاۃ'' کے جواب میں ان کلمات کا کہنا مسنون نہیں کیونکہ مذکورہ علتوں کی بنا پر یہ الفاظ قابل حجت نہیں' لہٰذا عمومی حکم (مثل مايقول) کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی بات درست ہے کہ ''قد قامت الصلاۃ'' کے جواب میں یہی کلمات' یعنی ''قد قامت الصلاۃ'' ہی دو مرتبہ کہے جائیں۔ والله أعلم۔

نیز رسول اللہ ﷺ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں: [إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُنَادِيَ يُثَوِّبُ بِالصَّلَاةِ، فَقُولُوا مِثْلَ مَايَقُولُ] ''جب تم اذان دینے والے کو سنو کہ وہ نماز کے لیے اقامت کہہ رہا ہے تو جو وہ کہتا ہے تم بھی وہی کہو۔'' (مسند أحمد: ۳/ ۴۳۸)

علامہ سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یُثَوِّبُ کے معنی ''اقامت کہنے'' کے ہیں، لہٰذا جیسے اذان کا جواب دیا جاتا ہے، ایسے ہی اقامت کا بھی جواب دینا چاہیے، دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۴/ ۳۸۶)

تثویب والی مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ابن لہیعہ معروف سیئ الحفظ، ضعیف راوی ہیں، دوسرے زبّان بن فائد ضعیف الحدیث ہیں۔ (تقريب التهذيب، ص: ۳۳۴) تیسرے سہل بن معاذ بن انس ہیں کہ جب ان سے روایت کرنے والے زبّان ہوں تو ان کی حدیث قابل حجت نہیں ہوتی۔ (تقريب التهذيب، ص: ۴۲۰) لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیحین وغیرہ کے شواہد سے مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [لٰكِنَّ الْحَدِيثَ صَحِيحٌ، فَإِنَّ لَهُ شَوَاهِدَ] تفصیل کے لیے دیکھیے: (السلسلة الصحيحة: ۳/ ۳۱۷، حديث: ۱۳۲۸) نیز شیخ رحمہ اللہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [اَلتَّثْوِيبُ الدُّعَاءُ إِلَى الصَّلَاةِ كَمَا فِي الْقَامُوسِ فَهُوَ يَشْمَلُ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ] ''تثویب سے مراد نماز کی طرف بلانا ہے جیسا کہ قاموس میں ہے، لہٰذا یہ (عموم) اذان اور اقامت دونوں کو شامل ہے۔'' (السلسلة الصحيحة: ۳/ ۳۱۷، حديث: ۱۳۲۸)

✱ **کلمات اذان و اقامت:** عہد نبوی میں اذان دو طریقے سے ہوتی تھی۔ صحیح ترین روایت کے مطابق ایک طریقہ تو وہ ہے جس میں اذان کے پندرہ کلمات ہیں اور اقامت کے گیارہ کلمات، جس کی پہلی دلیل حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ کی حدیث ہے جس میں کلمات اذان درج ذیل ہیں:

[اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر، أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، حي على الصلاة، حي على الصلاة، حي على الفلاح، حي على الفلاح، اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر، لا إله إلا اللّٰه]

نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں سکھائی گئی اذان کی [إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ] کہہ کر

توثیق و تصدیق فرمائی اور انھیں حکم دیا کہ یہ اذان بلال کو سکھا دیں کیونکہ وہ خوش الحان اور بلند آواز ہیں' تو انھوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے پندرہ اور اقامت کے گیارہ کلمات سکھائے۔ اقامت کے کلمات درج ذیل ہیں:

[اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر، أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، حي على الصلاة، حي على الفلاح، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر، لاإله إلا اللّٰه] (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٤٩٩، و جامع الترمذي، الصلاة، حديث:١٨٩، و سنن ابن ماجه، الأذان، حديث:٧٠٦، و مسند الإمام أحمد: ٤٣/٤، و صحيح ابن خزيمة:١/١٨٩، والسنن الكبرى للبيهقي:١/٣٩٠، ٣٩١، وسنن الدارقطني:١/٥٣٢، طبع دارالمعرفة)

امام دارقطنی رحمہ اللہ عبداللہ بن زید کی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: [وَحَدِيثُ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، مُتَّصِلٌ] ''ابن اسحاق عن محمد بن ابراہیم عن محمد بن عبداللہ بن زید عن ابیہ کی حدیث متصل ہے۔'' (سنن الدارقطني:١/٥٣٣)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عبداللہ بن زید کی حدیث حسن صحیح ہے۔'' (جامع الترمذي، الصلاة، حديث:١٨٩)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے منقول اس حدیث کو سنداً ثابت اور صحیح قرار دیا ہے۔ (صحيح ابن خزيمة:١/١٩٧)

امام بیہقی، محمد بن یحییٰ ذہلی کے حوالے سے لکھتے ہیں: [لَيْسَ فِي أَخْبَارِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ فِي قِصَّةِ الْأَذَانِ خَبَرٌ أَصَحُّ مِنْ هٰذَا، يَعْنِي حَدِيثَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، لِأَنَّ مُحَمَّدًا سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ، وَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، وَفِي كِتَابِ الْعِلَلِ لِأَبِي عِيسَى التِّرْمِذِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، يَعْنِي حَدِيثَ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ فَقَالَ هُوَ عِنْدِي حَدِيثٌ صَحِيحٌ] ''عبداللہ بن زید سے قصۂ اذان کی بابت مروی احادیث میں' اس حدیث سے زیادہ صحیح حدیث کوئی نہیں جو بواسطہ محمد بن اسحاق عن محمد

بن ابراہیم تیمی عن محمد بن عبداللہ بن زید' مروی ہے کیونکہ محمد نے اپنے باپ (عبداللہ) سے سنا ہے جبکہ ابن ابی لیلیٰ کا عبداللہ بن زید سے سماع ثابت نہیں۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی کی کتاب العلل میں ہے' فرماتے ہیں: میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث' یعنی حدیث محمد بن ابراہیم کے متعلق پوچھا تو انھوں نے جواب دیا: میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔'' (السنن الکبریٰ للبیھقي:۱/۳۹۱)

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ وَالْقِصَّةُ بِأَسَانِيدَ مُخْتَلِفَةٍ وَّهٰذَا الْإِسْنَادُ أَصَحُّهَا] ''یہ حدیث اور قصہ مختلف اسانید سے مروی ہے لیکن یہ سند صحیح ترین ہے۔'' (معالم السنن:۱/۱۳۱)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام ابوداود نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔'' (المجموع شرح المھذب:۳/۸۲)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن صحیح'' قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حدیث:۵۱۲' و التلخیص الحبیر' حدیث:۲۹۲' بتحقیق أبو عاصم)

محدثین رحمہم اللہ کے اقوال کی روشنی میں تصحیح حدیث کی نقول ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ عبداللہ بن زید کی حدیث میں اذان و اقامت کا صحیح ترین طریقہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے' بالخصوص اقامت کا کہ اس کے کلمات مفرد ہیں' سوائے اللّٰہ أکبر اور قدقامت الصلاۃ کے' کہ یہ کلمات دو دو بار ہیں۔

عبداللہ بن زید' عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی صحیح احادیث کی روشنی میں کلمات اقامت گیارہ ہیں' جسے عرف عام میں اکہری تکبیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آغاز اور آخر میں اللہ اکبر دو دو مرتبہ ہے جیسا کہ حدیث عبداللہ بن زید میں گزرا ہے' باقی تمام کلمات' سوائے [قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] کے' ایک ایک دفعہ ہی کہے جائیں۔ (مزید دیکھیے: عون المعبود:۱/۴۹۲)

ملحوظہ: مذکورۃ الصدر روایت میں اذان کے آغاز میں کلمات تکبیر چار مرتبہ آئے ہیں۔ اسی طرح بواسطہ زہری' سعید بن مسیب' عبداللہ بن زید سے بھی آغاز اذان میں کلمات تکبیر چار ہی منقول ہیں۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث:۴۹۹) امام ابوداود رحمہ اللہ نے یہ روایت معلقاً ذکر کی ہے' تاہم مسند احمد میں موصولاً بھی منقول ہے۔ (مسند الإمام أحمد:۴/۴۲' ۴۳) لیکن اس روایت میں بظاہر ضعف

ہے وہ یہ کہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس راوی ہیں اور تحدیث وسماع کی تصریح بھی موجود نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں محمد بن اسحاق منفرد نہیں بلکہ یونس بن یزید، معمر بن راشد اور شعیب بن ابی حمزہ اس کی متابعت کرتے ہیں، لہٰذا تدلیس کا احتمال رفع ہو گیا۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَمُتَابَعَةُ هَؤُلَاءِ لِمُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ تَرْفَعُ اِحْتِمَالَ التَّدْلِيسِ الَّذِي تَحْتَمِلُهُ عَنْعَنَةُ ابْنِ إِسْحَاقَ] ''زہری سے محمد بن اسحاق کی ان رواۃ سے متابعت اس احتمال تدلیس کو رفع کر دیتی ہے جس کا ابن اسحاق کے عنعنہ میں احتمال ہے۔'' (نيل الأوطار: ۴۱/۲)

اس طریق کے بارے میں امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَأَمْثَلُ الرِّوَايَاتِ فِيهِ رِوَايَةُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ] ''اس مسئلے میں عمدہ ترین سعید بن مسیّب کی روایت ہے۔'' (المستدرك للحاكم: ۳۳۶/۳) محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود، (مفصل) للألباني، حديث: ۵۱۳)

امام ابوداود رحمہ اللہ نے زہری سے، معمر اور یونس کے واسطے سے شروع اذان میں کلمات تکبیر صرف دو دفعہ نقل کیے ہیں، اسی وجہ سے بعض ائمۂ کرام عبداللہ بن زید کی اذان میں صرف دو دفعہ کلمات تکبیر پر اکتفا کرنے کے بھی قائل ہیں لیکن راجح بات یہ ہے کہ اس (دو دفعہ والے) اضافے سے یہ روایت مرسل ہے۔ حافظ ابن حجر اور امام بیہقی رحمہما اللہ کے حوالے سے اس کے ارسال کو ترجیح دیتے ہوئے شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالْحَدِيثُ...... عَلٰى كُلِّ حَالٍ...... صَحِيحٌ، لٰكِنَّ الْأَصَحَّ تَرْبِيعُ التَّكْبِيرِ فِيهِ، كَمَا فِي الرِّوَايَتَيْنِ الْمُتَقَدِّمَتَيْنِ] ''بہر حال حدیث صحیح ہے، لیکن اس میں تربیع تکبیر (آغاز اذان میں چار دفعہ اللہ اکبر کہنا) صحیح ترین ہے جیسا کہ مذکورہ دونوں روایتوں میں ہے۔'' (صحيح سنن أبي داود، (مفصل) للألباني، حديث: ۵۱۴)

بالفرض اگر اذان کی ابتدا میں صرف دو دفعہ کلمات تکبیر کی صحت تسلیم کر لی جائے، تب بھی یہ اصول ہے کہ ثقہ کی زیادتی قبول کی جاتی ہے، نیز تربیع تکبیر کے ناقلین بھی تعداد میں زیادہ ہیں۔ دریں صورت دونوں احادیث معمول بہ رہتی ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بھی قاضی عیاض کے حوالے سے عبداللہ بن زید

کی روایت میں ترجیع ہی کو مشہور قرار دیا ہے۔ یہ موقف امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم مع النووي، الصلاۃ، حدیث:۳۷۹)

دوسری دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: [أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَ أَنْ يُّوتِرَ الْإِقَامَةَ، إِلَّا الْإِقَامَةَ] ''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو (کلماتِ) اذان دو دو بار اور (کلمات) اقامت ایک ایک بار کہنے کا حکم دیا گیا، سوائے قَدْقَامَتِ الصَّلَاۃُ کے (کہ یہ کلمات دو دو بار کہنے ہیں)۔''

(صحیح البخاري، الأذان، حدیث:۶۰۵، وصحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث:۳۷۸)

امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث:۶۰۷ پر [اَلْإِقَامَةُ وَاحِدَةٌ، إِلَّا قَوْلَهُ: قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ] کا عنوان قائم کیا ہے، یعنی سوائے قدقامت الصلاۃ کے اقامت اکہری ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: [وَهٰذَا الْحَدِيثُ حُجَّةٌ عَلٰى مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْإِقَامَةَ مَثْنٰى مَثْنٰى مِثْلَ الْأَذَانِ] ''یہ حدیث اس شخص کے خلاف حجت ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ اذان کی طرح کلماتِ اقامت بھی دو دو بار ہیں۔'' (فتح الباري:۲/۸۴)

شوافع کا مشہور قول یہی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَبِهِ قَالَ أَحْمَدُ وَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ أَنَّ الْإِقَامَةَ إِحْدٰى عَشْرَةَ كَلِمَةً ...... وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: اَلْإِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً فَيُثَنِّيهَا كُلَّهَا وَهٰذَا الْمَذْهَبُ شَاذٌّ] ''(امام) احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ اقامت کے گیارہ کلمات ہیں...... (امام) ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ اقامت کے سترہ کلمات ہیں۔ سبھی کلمات دو دو بار کہے جائیں لیکن یہ مذہب شاذ ہے۔'' (شرح النووي:۴/۱۰۵)

امام خطابی فرماتے ہیں: ''اقامت کے الفاظ ایک ایک بار کہنے کا موقف اکثر علمائے امصار کا ہے۔ حرمین، حجاز، شام، یمن، مصر، مغرب اور گرد و نواح کے اسلامی ممالک میں اسی پر عمل ہے۔ یہ قول حسن بصری، مکحول، زہری، مالک، اوزاعی، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ کا ہے۔''

(معالم السنن:۱/۱۳۱)

تیسری دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں: [إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْقَامَتِ

الصَّلَاةُ......] ''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار کہے جاتے تھے اور اقامت (تکبیر) کے ایک ایک بار سوائے اس کے کہ مؤذن قدقامت الصلاۃ، قدقامت الصلاۃ کہا کرتا تھا، یعنی دو بار۔'' (سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث:٥١٠، وسنن النسائي، الأذان، حدیث:٦٢٩، ومسند الإمام أحمد:٢/ ٨٧) اس حدیث سے واضح ہوا کہ عہد رسالت میں بالاستمرار یہی عمل جاری رہا جیسا کہ الفاظ حدیث [كَانَ الْأَذَانُ] سے واضح ہوتا ہے۔ یہ ہیں وہ تین احادیث جن میں اذان کے پندرہ اور اقامت کے گیارہ کلمات کا صحیح سند کے ساتھ ذکر موجود ہے۔ ان کے علاوہ بعض دیگر صحابہ ﷡ سے بھی افراد اقامت کی روایات منقول ہیں جن میں سعد القرظ، ابورافع اور سلمہ بن اکوع ﷡ کی روایات ہیں لیکن اسنادی اعتبار سے یہ روایات ضعیف ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (التبیان في تخریج و تبویب أحادیث بلوغ المرام:٣/ ١٠١-١٠٣.)

* دوہری اقامت کے متعلق حنفیہ کے دلائل اور ان کا تحقیقی جائزہ: حنفیہ کے نزدیک کلماتِ اقامت کل سترہ ہیں، اور شہادتین، حیعلتین اور اقامت تینوں دو دو بار اور شروع میں تکبیر چار مرتبہ کہی جائے گی۔ گویا اذان کے پندرہ کلمات میں صرف دو مرتبہ قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ کا اضافہ حیعلتین کے بعد کیا جائے گا۔ (درس ترمذی، از مولانا تقی عثمانی:١/ ٤٥٨)

ابومحذورہ کی اذانِ ترجیع والی روایت کے علاوہ، بذاتہ صحیح اور متصل سند سے مروی کسی اور حدیث میں دوہری اقامت کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس بارے میں جتنی روایات بطور حجت پیش کی جاتی ہیں سنداً ضعیف ہیں۔ دلائل کا تقابلی جائزہ لے کر خود فیصلہ فرمائیں کہ کون سی اقامت افضل اور موافق سنت ہے؟ رہی اقامت بلال، تو حضرت انس اور ابن عمر ﷟ سے منقول صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ بلال ؓ کی اقامت اکہری ہوتی تھی۔ جن روایات میں حضرت بلال سے دوہری اقامت کا ذکر ملتا ہے وہ تمام روایات سنداً ضعیف ہیں، سوائے ایک حدیث کے۔ اگرچہ وہ بھی سنداً کمزور ہے جیسا کہ اکثر محدثین کا رجحان ہے، تاہم بعض محققین کے نزدیک بوجۂ متابعت و اتصال قابل استدلال بن جاتی ہے۔ تفصیل آئندہ بحث میں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی دلیل: ابوجحیفہ ؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: [أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ لِلنَّبِيِّ ﷺ

مَثْنٰی مَثْنٰی، وَيُقِيمُ مَثْنٰی مَثْنٰی] ''بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان واقامت کے کلمات دو دو بار کہتے تھے۔'' (سنن الدارقطني:۱/۵۳۵، والمعجم الكبير للطبراني:۲۲/۱۰۰، والمعجم الأوسط، حديث:۷۸۲۰)

جواب: اس کی سند میں زیاد بن عبداللہ بن طفیل البکائی متکلم فیہ ہے۔ امام وکیع فرماتے ہیں: [هُوَ أَشْرَفُ مِنْ أَنْ يَّكْذِبَ] ''وہ جھوٹ بولنے سے کہیں بالا ہے۔'' (التاريخ الكبير:۳/۳۶۰) یہ ان کی تضعیف کی طرف اشارہ ہے۔

- ابن ابي حاتم، یحیٰی بن معین کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: [زِيَادٌ الْبُكَائِيُّ: لَيْسَ حَدِيثُهُ بِشَيْئٍ، وَكَانَ عِنْدِي فِي الْمَغَازِي لَابَأْسَ] ''زیاد بکائی کی حدیث کسی کھاتے کی نہیں لیکن مغازی میں میرے نزدیک کوئی حرج نہیں۔'' (الجرح والتعديل:۳/۵۳۸)
- امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لَا أَرْوِي عَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبُكَائِيِّ] ''میں زیاد بن عبداللہ بکائی سے روایت نہیں کرتا۔'' (الضعفاء للعقيلي:۲/۴۳۵)
- امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [كَانَ فَاحِشَ الْغَلَطِ، كَثِيرَ الْوَهْمِ، لَايَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ بِخَبَرِهِ إِذَا انْفَرَدَ] ''وہ غلطیاں کرنے والا کثیر الوہم تھا، جب متفرد ہو تو اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔'' پھر مذکورۃ الصدر روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: [هٰذَا بَاطِلٌ مَا أَذَّنَ بِلَالٌ لِّرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَثْنٰی وَ أَقَامَ مِثْلَ ذٰلِكَ قَطُّ إِنَّمَا كَانَ أَذَانُهُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَ إِقَامَتُهُ فُرَادٰی......] ''یہ روایت باطل ہے کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کبھی بھی اس طرح اذان اور اقامت کے دو دو مرتبہ کلمات نہیں کہے۔ ان کی اذان دو دو کلمات اور اقامت اکہری ہوتی تھی۔'' (كتاب المجروحين:۱/۳۸۴، ۳۸۵)
- امام ابن عدی رحمہ اللہ نے زیاد کی یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے: [وَلَا أَعْلَمُ يَرْوِيهِ عَنْ إِدْرِيسَ غَيْرُ زِيَادٍ الْبُكَائِيِّ] ''میرے علم کی حد تک ادریس سے زیاد کے علاوہ کوئی اور یہ روایت بیان نہیں کرتا۔'' (الكامل:۴/۱۳۷)

یہی بات امام طبرانی نے الأوسط: (۷۸۲۰) میں زیر بحث حدیث کے بعد فرمائی ہے۔

❁ امام نسائی رحمہ اللہ نے ایک دفعہ اسے غیر قوی اور ایک مرتبہ ضعیف قرار دیا ہے۔ (تهذيب الكمال: ٦/٣٩٠)

❁ ابن اسحاق رحمہ اللہ کی روایات میں اسے أَثْبَتُ النَّاسِ قرار دیا گیا ہے۔ گویا دیگر کی روایات میں اس کی یہ حیثیت نہیں' مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ميزان الاعتدال: ٢/٩١)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [فِي حَدِيثِهِ عَنْ غَيْرِ ابْنِ إِسْحَاقَ لِينٌ] ''اس کی حدیث میں ابن اسحاق کے علاوہ دیگر کی روایات میں ضعف ہے۔'' (تقريب التهذيب' ص: ٣٤٦' رقم: ٢٠٩٦)

❁ علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے نصب الرایۃ: (١/٢٦٩) میں یہ روایت ذکر کی ہے اور مُعدِّلین و جارحین کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ اگر کتب رجال کی طرف رجوع کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ جمہور کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

بہر حال ائمۂ جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں واضح ہوا کہ جب یہ راوی منفرد ہو تو مردود اور ناقابل حجت ہوگا۔ واللّٰه أعلم.

الحاصل! یہ حدیث ضعیف ہے اور اس سے دوہری اقامت کا استدلال باطل ہے۔

دوسری دلیل: حماد عن ابراہیم عن الاسود کے طریق سے منقول یہ روایت ہے: [أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ] ''بلال رضی اللہ عنہ دو دو کلمات کے ساتھ اذان اور اقامت کہا کرتے تھے۔'' (المصنف لعبدالرزاق' حديث: ١٧٩٠' ١٧٩١' ومعاني الآثار للطحاوي: ١/١٣٤' وسنن الدارقطني: ١/٥٣٥)

جواب: اس طریق سے یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں حماد بن ابوسلیمان متکلم فیہ ہے۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں: [لَا يُحْتَجَ بِهِ] ''یہ قابل حجت نہیں۔'' (الجرح والتعديل: ٣/١٤٧)

❁ ابن سعد اور امام دارقطنی رحمہما اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ميزان الاعتدال: ١/٥٩٩' و المغني في الضعفاء: ١/٢٨٨)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [صَدُوقٌ لَهُ أَوْهَامٌ] ''صدوق ہے لیکن اس کے اوہام بھی ہیں۔'' (تقريب التهذيب' ص: ٢٦٩)

دوسرے اس کی سند میں ابراہیم نخعی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک یہ دوسرے مرتبے کے مدلس راوی ہیں۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے ان کی تدلیس کی تصریح کی ہے۔ (طبقات المدلسین' ص: ۳۲) لیکن ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک اس طبقے کے لوگ محتمل التدلیس ہیں کیونکہ ان سے قلیل اور نادر طور پر تدلیس ثابت ہے' البتہ یہ حدیث مذکورہ بالا پہلی علت کی وجہ سے ناقابل حجت ہے۔

۞ امام زیلعی رحمہ اللہ نے نصب الرایۃ: (۱/ ۲۶۹) میں یہ حدیث نقل کی ہے لیکن مذکورہ اصل علت کی طرف اشارہ نہیں فرمایا۔

سنن دارقطنی: (۱/ ۵۳۵) میں یہی حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے جس میں سفیان ثوری' ابومعشر زیاد بن کلیب سے روایت کرتے ہیں لیکن سفیان ثوری کا ابومعشر سے سماع ثابت نہیں ہے جیسا کہ کتب رجال میں ان کے سوانح سے ظاہر ہوتا ہے۔ صاحب الجوہر النقی: (۱/ ۴۲۵) کا اس کی سند کو جید قرار دینا غیر جید ہے۔ اسی واسطے سے یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں بھی ہے۔ دیکھیے: (۱/ ۴۶۳' حدیث: ۱۷۹۱) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد : ۳۶/ ۳۵۷)

تیسری دلیل: جنادہ بن ابوامیہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ اذان اور اقامت میں دو دو کلمات کہا کرتے تھے۔ (مسند الشاميين للطبراني' حديث: ۱۳۳۴' والتلخيص الحبير: ۱/ ۳۵۶)

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے التلخيص الحبير میں اس کی سند ضعیف قرار دی ہے۔ اس میں عبدالعزیز بن عبیداللہ ہیں۔

۞ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [هُوَ عِنْدِي عَجِيبٌ، ضَعِيفُ الْحَدِيثِ' مُنْكَرُ الْحَدِيثِ' يُكْتَبُ حَدِيثُهُ' يَرْوِي أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ وَ يَرْوِي أَحَادِيثَ حِسَانًا] "میرے نزدیک وہ ایک عجیب' ضعیف اور منکر الحدیث راوی ہیں۔ ان کی حدیث لکھی جا سکتی ہے۔ یہ منکر اور حسن دونوں قسم کی روایات بیان کرتے ہیں۔" (الجرح و التعديل: ۵/ ۳۸۷)

۞ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق امام ابوزرعہ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ کمزور اور مضطرب الحدیث ہیں۔ (الجرح و التعديل: ۵/ ۳۸۸)

۞ امام نسائی رحمہ اللہ نے انھیں غیر ثقہ اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے لَيْسَ بِشَيْءٍ فرمایا ہے۔ (تهذيب

الكمال:۱۱/۵۱۵)

❁ حافظ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے نصب الرایۃ: (۱/۲۶۹) میں یہ روایت ذکر کی ہے اور اس پر سکوت اختیار کیا ہے، حالانکہ یہ مذکورہ علت کی وجہ سے مردود ہے۔

❁ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کمزور ہیں۔ ابو حاتم، ابن معین اور علی بن مدینی نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ (ميزان الاعتدال:۲/۲۳۲) مزید دیکھیے: (الكامل في الضعفاء:۶/۴۹۸، والمغني في الضعفاء:۱/۲۳۲)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی تقریب (ص:۶۱۴) میں انھیں ضعیف کہا ہے۔

چوتھی دلیل اور اس کا ابطال: دوہری اقامت کے لیے بطور حجت سوید بن غفلہ کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے، وہ فرماتے ہیں: [سَمِعْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَ يُقِيمُ مَثْنٰى] ''میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان اور اقامت کے دو دو کلمات کہتے ہوئے سنا۔'' (شرح معاني الآثار:۱/۱۳۴)

جواب: افسوس کہ حاملین فقہ حنفی کی یہ دلیل بھی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں معروف سیئ الحفظ راوی شریک بن عبداللہ نخعی، کوفی ہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [صَدُوقٌ يُخْطِئُ كَثِيرًا، تَغَيَّرَ حِفْظُهُ مُنْذُ وُلِّيَ الْقَضَاءَ بِالْكُوفَةِ] ''صدوق کثیر الخطاء ہیں، جب سے کوفہ میں عہدۂ قضا پر فائز ہوئے، ان کا حافظہ خراب ہو گیا۔'' (تقريب التهذيب، ص:۴۳۶) نیز ابن حجر رحمہ اللہ نے انھیں مدلسین کے طبقۂ ثانیہ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ تدلیس سے اظہار براءت کرتے تھے۔ (طبقات المدلسين، ص:۳۷)

مذکورہ روایت کی سند میں آں موصوف عمران بن مسلم سے بصیغۂ عن روایت کر رہے ہیں۔

الغرض سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مذکورہ متعدد اسانید سے منقول چاروں روایات ضعیف ہیں، نیز ان سے بخاری و مسلم میں منقول ایتار اقامت (اکہری تکبیر) کی صحیح روایات کے مخالف و معارض ہونے کی وجہ سے یہ شاذ و منکر بھی ہیں۔ مسند احمد کے محققین فرماتے ہیں: [هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ عَلٰى ضُعْفِهَا تُخَالِفُ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ وَ أَنَسٍ فِي أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُفْرِدُ الْإِقَامَةَ] ''یہ احادیث اپنے ضعف کے ساتھ ساتھ ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے مروی صحیح احادیث کے مخالف بھی ہیں کیونکہ ان میں تو یہ

ہے کہ بلال اکہری اقامت کہا کرتے تھے۔''(الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٦/٣٥٧)

اس لیے اصحاب الرائے اورحاملینِ احادیثِ ضعیفہ ومنکرہ کا ان روایات سے دوہری اقامت کا استدلال باطل ہے۔عصر حاضر کے بعض حضرات نے بھی ان دلائل ضعیفہ کا سہارا لے کر اپنے موقف کے اثبات کی کوشش کی ہے لیکن افسوس کہ حقائق کی روشنی میں ان کا مدعا ثابت نہ ہوسکا۔دیکھیے: (درس ترمذي:١/٤٦٠)

پانچویں دلیل: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے واسطے سے عبداللہ بن زید کی روایت ہے۔اس میں ہے: [كَانَ أَذَانُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَفْعًا شَفْعًا فِي الْأَذَانِ وَ الْإِقَامَةِ] ''اذان اوراقامت میں رسول اللہ ﷺ کے کلمات دودو ہوا کرتے تھے۔''(جامع الترمذي' الصلاة' حديث:١٩٤' و صحيح ابن خزيمة' رقم:٣٨٠)

جواب: یہ روایت منقطع ہے کیونکہ ابن ابی لیلیٰ کا عبداللہ بن زید سے سماع ثابت نہیں۔امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ] ''عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے عبداللہ بن زید سے سماع نہیں کیا۔''(جامع الترمذي:١/٣٧٦ بشرح أحمد شاكر)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[اِبْنُ أَبِي لَيْلٰى لَايَثْبُتُ سَمَاعُهُ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ] ''ابن ابی لیلیٰ کا عبداللہ بن زید سے سماع ثابت نہیں ہے۔''(سنن الدارقطني:١/٥٣٣)

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ' وَلَا مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ صَاحِبِ الْأَذَانِ' فَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يُّحْتَجَّ بِخَبَرٍ غَيْرِ ثَابِتٍ عَلٰى أَخْبَارٍ ثَابِتَةٍ] ''ابن ابی لیلیٰ نے معاذ بن جبل اورصاحب اذان عبداللہ بن زید بن عبدربہ سے نہیں سنا' اس لیے یہ درست نہیں کہ غیر ثابت روایت کو ثابت شدہ احادیث کے مقابلے میں قابل حجت مانا جائے۔''(صحيح ابن خزيمة:١/٢٠٠)

❁ اسی طرح امام ابن خزیمہ نے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے بھی نقل فرمایا ہے کہ ابن ابی لیلیٰ نے ابن زید کو نہیں پایا۔''(صحيح ابن خزيمة:١/١٩٨)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَالْحَدِيثُ مَعَ الْاِخْتِلَافِ فِي إِسْنَادِهٖ مُرْسَلٌ' لِأَنَّ

عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذًا وَّ لَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ] ''اسنادی اختلاف کے ساتھ ساتھ یہ روایت مرسل بھی ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی معاذ بن جبل سے ملاقات ہوئی ہے نہ عبداللہ بن زید سے۔''(السنن الکبریٰ للبیهقي:۱/۴۲۱)

بہر حال عبداللہ بن زید کی یہ روایت منقطع ہے اور زیر بحث مسئلے میں احتجاج واستدلال کی صلاحیت سے عاری ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَقَالَ الْحَاكِمُ وَ الْبَيْهَقِيُّ: اَلرِّوَايَاتُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ فِي هٰذَا الْبَابِ كُلُّهَا مُنْقَطِعَةٌ] ''امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ فرماتے ہیں: اذان واقامت کے دو دو کلمات کے بارے میں عبداللہ بن زید سے منقول تمام روایات منقطع ہیں۔''
(التلخيص الحبير:۱/۳۵۵)

چھٹی دلیل: چھٹی دلیل معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ یہ روایت سنن ابی داود میں یزید بن ہارون عن المسعودی عن عمرو بن مرہ، عن ابن ابی لیلیٰ، عن معاذ بن جبل کے طریق سے مروی ہے۔(سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۵۰۷)

① یہ طویل روایت ہے' اس میں قصہ' اذان بھی ہے۔ اس کے آغاز میں اللہ اکبر صرف دو مرتبہ ہے جبکہ دیگر صحیح ترین روایات میں تربیع (اللہ اکبر چار مرتبہ) ہے۔

② یہ روایت منقطع ہے کیونکہ ابن ابی لیلیٰ کا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں جیسا کہ گزشتہ بحث میں قدرے تفصیل سے گزر چکا ہے۔

③ اس کی سند میں مسعودی ہیں جن کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ ہے۔ یہ سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ ائمہ' کبار نے انھیں مختلط قرار دیا ہے۔ ابن نمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ثقہ تھے لیکن آخر میں اختلاط کا شکار ہو گئے۔(تهذيب التهذيب:۶/۱۶۱) دیگر ائمہ' جرح وتعدیل کے اقوال بھی سابق الذکر مرجع میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

④ ان سے روایت کرنے والے یزید بن ہارون ہیں اور یہ وہ ہیں جنھوں نے مسعودی سے بعد از اختلاط روایات لی ہیں۔ ایسی مرویات محدثین کے ہاں ناقابل حجت ہوتی ہیں جب تک کہ کوئی متند متابعت یا شواہد نہ ہوں۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر فرماتے ہیں:[كَانَ ثِقَةً فَلَمَّا كَانَ بِآخِرِهِ

اخْتَلَطَ، سَمِعَ مِنْهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَّ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَحَادِيثَ مُخْتَلِطَةً] ''ثقہ تھے لیکن آخر میں اختلاط کا شکار ہو گئے۔ عبدالرحمن بن مہدی اور یزید بن ہارون نے ان سے بعد از اختلاط سنا ہے۔'' (الكواكب النيرات' ص:۲۸۸)

اس تصریح سے بالیقین معلوم ہوا کہ مذکورہ سند نا قابل حجت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [صَدُوقٌ، اِخْتَلَطَ قَبْلَ مَوْتِهِ] ''صدوق ہیں لیکن قبل از موت اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔'' (تقريب التهذيب:۱/۵۷۸)

الحاصل: منفرد ہونے کی صورت میں ان کی اختلاط کے بعد کی روایات ضعیف قرار پاتی ہیں۔

⑤ یہ روایت دیگر ان اصح روایات کے مخالف ومعارض بھی ہے جن میں اکہری اقامت کا ذکر ہے۔ اس لحاظ سے یہ روایت منکر قرار پاتی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کے عدم ثبوت ہی کو راجح قرار دیا ہے' وہ فرماتے ہیں: [وَقَالَ الْأَعْمَشُ، وَالْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ...... وَلَا يَثْبُتُ] (سنن الدارقطني:۱/۲۴۳) یعنی اعمش اور مسعودی کے طرق سے منقول مذکورہ روایت بطور خاص نا قابل حجت ہے۔ بہرحال ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے منقول سند ومتن میں شدید اختلاف واقع ہوا ہے۔ ہاں' عمرو بن مرہ سے روایت لینے میں شعبہ مسعودی کی متابعت کرتے ہیں جیسا کہ سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۵۰۶ میں ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قُلْتُ : وَ هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ وَ رِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ، لٰكِنَّ الْمَسْعُودِيَّ...... كَانَ قَدِ اخْتَلَطَ لٰكِنْ قَدْ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ وَلٰكِنْ خَالَفَهُ فِي إِسْنَادِهِ وَمَتْنِهِ......] ''یہ سند ضعیف ہے۔ اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں لیکن مسعودی اختلاط کا شکار ہو گیا تھا' اگرچہ عمرو بن مرہ سے شعبہ ان کی متابعت کرتے ہیں لیکن انھوں نے اس کی سند اور متن میں مخالفت کی ہے۔'' (صحيح سنن أبي داود (مفصل)' حديث:۵۲۴)

اعمش عن عمرو بن مرہ کے متعلق امام دارقطنی رحمہ اللہ نے جو اپنی سنن میں ذکر فرمایا ہے اور اس طریق کو غیر ثابت کہا ہے' وہ مسند احمد: (۵/۲۳۲) میں ہے۔ اس کی سند یوں ہے: أبوبكر بن عياش' عن

الأعمش، عن عمرو بن مرة، عن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن معاذ بن جبل. اس سند کا انقطاع واضح ہے کیونکہ یہاں ابن ابی لیلیٰ براہِ راست معاذ بن جبل سے بیان کر رہے ہیں۔

الغرض! اگرچہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے شعبہ کی متابعت اور طحاوی اور ابن ابی شیبہ کی روایت کی وجہ سے، جس کی وضاحت آئندہ سطور میں آ رہی ہے، اس کے کچھ متن کو قابل حجت قرار دیا ہے لیکن اس کے باوجود ابن ابی لیلیٰ اور معاذ بن جبل کے مابین انقطاع برقرار ہے، اس لیے یہ روایت انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسنادی اختلاف اور طرق کی حیثیت جاننے کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل):۲/۴۳۰-۴۳۳، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۳۶/۳۵۵، و التلخيص الحبير:۱/۳۵۳)

ساتویں دلیل: مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں: ''طحاوی اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کی متعدد روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید کو خواب میں اذان کے ساتھ اقامت بھی سکھائی گئی تھی اور وہ بھی اذان کی طرح تشفیع (دوہرے کلمات) پر مشتمل تھی اس سلسلے میں سب سے زیادہ صریح اور صحیح روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے۔'' (درس ترمذی:۱/۴۵۹)

مولانا موصوف نے یہ پوری روایت نقل کی ہے۔ ہم اسی طرح یہ روایت اصل مراجع سے نقل کرتے ہیں: [أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: نَاوَكِيعٌ، قَالَ: نَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ:حَدَّثَنَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلاً قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ عَلٰى جِذْمَةِ حَائِطٍ فَأَذَّنَ مَثْنٰى وَ أَقَامَ مَثْنٰى وَ قَعَدَ قَعْدَةً قَالَ: فَسَمِعَ ذٰلِكَ بِلَالٌ، فَقَامَ، فَأَذَّنَ مَثْنٰى وَ أَقَامَ مَثْنٰى وَ قَعَدَ قَعْدَةً] ''عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے بیان فرمایا ہے کہ عبداللہ بن زید انصاری نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور فرمایا: اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا ایک آدمی دیوار کے اوپر کھڑا ہے اور اس پر دو سبز چادریں ہیں، اس نے اذان اور اقامت دو دو کلمات سے کہی، پھر وہ بیٹھ گیا۔ راوی نے کہا: چنانچہ جب بلال نے یہ سنا تو وہ کھڑے ہوئے اور انھوں

نے بھی اذان اور اقامت دو دو کلمات سے کہی اور پھر بیٹھ گئے۔'' (المصنف لابن أبي شيبة:۱/۲۳۱' وشرح معاني الآثار:۱/۱۳۴' والسنن الكبرىٰ للبيهقي:۱/۴۲۰) اس حدیث سے اذان کی طرح دوہری اقامت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

جواب: یہاں چند باتیں قابل توجہ واصلاح ہیں۔ اولاً: مولانا تقی عثمانی صاحب کا یہ فرمانا محل نظر ہے کہ طحاوی اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کی متعدد روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید کو خواب میں اذان کے ساتھ اقامت بھی سکھائی گئی تھی اور وہ بھی اذان کی طرح تشفیع پر مشتمل تھی' کیونکہ حقیقت اس طرح ہے کہ عبداللہ بن زید کی متعدد روایات نہیں بلکہ یہ روایت متعدد اسانید وطرق سے مروی ہے۔ ان اسانید ومتون میں اضطراب واختلاف ہے جیسا کہ آغاز میں وضاحت کے ساتھ یہ بات گزر چکی ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قَدْ خَلَطُوا فِي أَسَانِيدِهِمُ الَّتِي رَوَوْهَا عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ فِي تَثْنِيَةِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ جَمِيعًا] ''انھوں نے عبداللہ بن زید سے اذان اور دوہری اقامت کے متعلق جو اسانید روایت کی ہیں ان میں معاملہ خلط ملط کر دیا ہے۔'' (صحيح ابن خزيمة:۱/۱۹۷)

مولانا صاحب نے اس اسنادی اختلاف کو تعدد روایات پر محمول کیا ہے جبکہ یہ بات قابل اصلاح تھی۔

ثانیاً: ان تمام متعدد روایات میں صرف تشفیع (دوہری) اقامت ہی نہیں بلکہ عبداللہ بن زید کی اصح ترین روایت میں ایتار (اکہری) اقامت منقول ہے جیسا کہ آغاز میں ائمہ کی تصریحات نقل کی گئی ہیں۔ بطور حوالہ درج ذیل کتب کی مراجعت فرمالی جائے تو بہتر ہوگا۔ (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۴۹۹' وجامع الترمذي' الصلاة' حديث:۱۸۹' ومسند الإمام أحمد:۴/۴۳' وصحيح ابن خزيمة: ۱/۱۹۰' والسنن الكبرىٰ للبيهقي:۱/۳۹۰' و سنن الدارقطني: ۱/۵۳۲' طبع دارالمعرفة)

ثالثاً: طحاوی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ان کے بقول ''متعدد روایات'' سے عبداللہ بن زید سے جو تشفیع (دوہری) اقامت منقول ہے' سوائے اس مذکورہ طریق کے باقی تمام طرق مرسل یا منقطع ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

① بواسطۂ غندر عن شعبة عن عروة بن مرة عن ابن أبي ليلىٰ قال حدثنا أصحابنا. اس طریق میں أصحابنا کا تعین نہیں ہے۔ اصحاب تابعین بھی ہو سکتے ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی

اگرچہ یہاں دوسرا احتمال قوی ہے۔

② بواسطۂ حصین عن عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى عن النبيﷺ. یہ طریق مرسل ومنقطع ہے کیونکہ یہ تابعی ہیں اور براہ راست نبیٔ اکرم ﷺ سے بیان کررہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے: (المصنف لابن أبي شيبة: ۱/۲۳۲)

③ مصنف ابن ابی شیبہ میں بایں سند یہ روایت ہے: [عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ ...يَشْفَعُ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ] (المصنف لابن أبي شيبة: ۱/۲۳۴)

اس سند میں دو علتیں ہیں: ① ابن ابی لیلیٰ سے مراد محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہیں۔ یہ سخت سیٔ الحفظ ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [صَدُوقٌ سَيِّئُ الْحِفْظِ جِدًّا] ''صدوق ہیں لیکن انتہائی سوءِ حفظ کا شکار تھے۔'' (تقريب التهذيب، ص: ۸۷۱) ② عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور عبداللہ بن زید کے مابین انقطاع ہے۔ دریں حالت یہ روایت مرسل ہے اور راجح موقف کے مطابق بوجۂ انقطاع، مرسل روایت ائمۂ محدثین کے ہاں ناقابل حجت ہوتی ہے۔

یہ ہیں مصنف ابن ابی شیبہ کی ''متعدد روایات'' جن کا مولانا تقی عثمانی صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ مذکورہ تفصیل سے ان کی اسنادی حیثیت بھی واضح ہوگئی ہے۔

اب ذرا شرح طحاوی کی ''متعدد روایات'' کا بھی مختصراً جائزہ لے لیا جائے تاکہ ان تعدد روایات کی حقیقت بھی بخوبی عیاں ہوجائے۔

یہ حدیث شرح معانی الآثار میں ابن ابی لیلیٰ سے تین طرق سے مروی ہے دیکھیے: (شرح معاني الآثار، باب الإقامة كيف هي؟: ۱/۱۳۳، ۱۳۴)

پہلا طریق: عن الأعمش عن عمرو بن مرة عن عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى، أن عبدالله ابن زيد...... اعمش کا نام سلیمان بن مہران ہے اور یہ معروف مدلس ہیں۔ (طبقات المدلسين لابن حجر، ص: ۳۷)

احناف کے ہاں بھی مدلس کی مُعَنْعَن یا مُؤَنَّن (عن یا أنّ سے بیان کردہ) روایات ضعیف ہوتی ہیں۔

تدلیس کے ساتھ ساتھ اس میں انقطاع بھی ہے۔ محدثین رحمہم اللہ نے اس روایت کو مرسل قرار دیا ہے جیسا کہ اس سے متعلقہ بحث میں گزر چکا ہے کیونکہ ابن ابی لیلیٰ کا عبداللہ بن زید سے سماع ولقا (ملاقات) ثابت نہیں ہے۔

دوسرا طریق: [يحيى بن يحيى النيسابوري قال: حدثنا وكيع عن الأعمش عن عمرو بن مرة عن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى قال أخبرني أصحاب محمد ﷺ أن عبدالله بن زيد الأنصاري......] (یہ طریق مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۳۱ کے حوالے سے گزرا ہے۔)

اس سند میں بھی اگرچہ اعمش ہیں لیکن عمرو بن مرہ سے شعبہ ان کی متابعت کرتے ہیں جیسا کہ سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۵۰۶ اور المصنف لابن أبي شيبة: ۱/۲۳۲ وغیرہ میں ہے' لہٰذا تدلیس کا خدشہ ٹل جاتا ہے۔ دوسرا' اس بات کا تعین بھی ہو گیا کہ أصحابنا سے ابن ابی لیلیٰ کی مراد أصحاب محمد رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور یہ قطعی بات ہے کہ ابن ابی لیلیٰ کی تقریباً ایک صد بیس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی ہے۔ الغرض اس طرح علت انقطاع وارسال بھی مرتفع ہو جاتی ہے اور ائمۂ فن حدیث و رجال کے ہاں یہ طریق موصول قرار پاتا ہے جیسا کہ اس کی قدرے تفصیل آئندہ آ رہی ہے۔

بہر حال مولانا تقی عثمانی صاحب کی رائے یا عبداللہ بن زید کی حدیث کے حوالے سے ان کی مذکورہ تحقیق مع الاحترام انتہائی مفلوج ہے۔ انھیں تشفیع اقامت کے متعلق علی الاطلاق یہ بات عبداللہ بن زید کی طرف منسوب نہیں کرنی چاہیے تھی اور نہ یہ کہنا چاہیے تھا کہ اس سلسلے میں سب سے زیادہ صریح اور صحیح روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے کیونکہ عبداللہ بن زید سے اصح طور پر علی الاطلاق جو روایت منقول ہے اور جس کی اصحیت کا کچھ ذکر ائمہ کبار کے کلام کی روشنی میں بالاختصار گزر چکا ہے' وہ ایتارِ (اکہری) اقامت کے متعلق ہے نہ کہ تشفیع (دوہری) اقامت کے۔

مولانا موصوف اگر یوں فرماتے کہ ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے منقول متعدد طرق واسانید میں ابن ابی شیبہ وغیرہ کا یہ طریق سب سے زیادہ صریح اور صحیح ہے تو یہ بات درست ہوتی۔ بہر حال صرف یہی ایک طریق بوجۂ متابعت اسنادی اعتبار سے درجہ صحت کو پہنچتا ہے اگرچہ اسے بھی بعض دیگر محققین نے اسنادی اختلاف واضطراب کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ نبیٔ اکرم ﷺ کی کسی صحیح مرفوع

حدیث میں دوہری اقامت کا تذکرہ موجود ہے نہ اصولاً یہ بات درجۂ ثبوت وقبول کو پہنچتی ہے۔

❁ علامہ زیلعی ابن دقیق العید کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: [قَالَ: فِي الْإِمَامِ: وَهٰذَا رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ، وَ هُوَ مُتَّصِلٌ عَلَى مَذْهَبِ الْجَمَاعَةِ فِي عَدَالَةِ الصَّحَابَةِ] ''الامام میں ابن دقیق العید فرماتے ہیں: اس حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ عدالت صحابہ کے حوالے سے ایک جماعت کے مذہب کی روشنی میں یہ متصل ہے۔'' (نصب الراية: ۱/ ۲۶۷)

❁ علامہ ابن ترکمانی حنفی نے بھی ابن حزم کے حوالے سے اس طریق کی صحت نقل فرمائی ہے اور اسے قابل حجت قرار دیا ہے۔ (الجوهر النقي: ۱/ ۴۲۱)

❁ محدث العصر شیخ ناصر الدین البانی ﷫ نے بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: [إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ...... وَ قَدْ صَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ وَ ابْنُ دَقِيقِ الْعِيدِ وَ ابْنُ التُّرْكَمَانِيِّ] ''شیخین کی شرط کے مطابق اس کی سند صحیح ہے، اسے ابن حزم، ابن دقیق العید اور ابن ترکمانی نے صحیح قرار دیا ہے۔'' (صحيح سنن أبي داود (مفصل): ۲/ ۴۲۶) مزید تفصیل کے لیے شیخ احمد شاکر کی شرح ترمذی: (۱/ ۳۷۱، حدیث: ۱۹۴) بھی ملاحظہ فرمائی جائے۔

فن حدیث ورجال کی روشنی میں انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ یہ حدیث قابل حجت ہے، اس لیے دیگر اصحاب العلم کا اس مذکورہ طریق کو بھی اختلاف طرق واسانید کے پیش نظر ضعیف قرار دینا محل نظر ہے۔ بنابریں اس حدیث کی روشنی میں اگر کبھی کبھار دوہری اقامت پر بھی عمل کر لیا جائے تو جائز ہے۔ واللّٰہ أعلم.

تیسرا طریق: یہ سند فہد کے واسطے سے ہے جو امام طحاوی ﷫ کے استاد ہیں۔ دیکھیے: (شرح معاني الآثار: ۱/ ۱۳۴) یہ طریق فہد کی وجہ سے مخدوش ہے۔ ان کا نام فہد بن سلیمان النحاس ہے۔

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: [كَتَبْتُ فَوَائِدَهُ وَلَمْ يُقْضَ لَنَا السَّمَاعُ مِنْهُ] ''میں نے ان کے فوائد لکھے ہیں لیکن ان سے سماع مقدر میں نہ تھا۔'' (الجرح والتعديل: ۷/ ۸۹)

امام ابن القطان فاسی فرماتے ہیں: [لَمْ تَثْبُتْ عَدَالَتُهُ حَتّٰى يُحْتَمَلَ لَهُ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ وَ إِنْ كَانَ مَشْهُورًا] ''ان کی عدالت ثابت نہیں ہے حتی کہ ان کے تفردات میں انھیں قابل حجت سمجھا جائے، اگرچہ یہ مشہور ہیں۔'' (بيان الوهم والإيهام: ۳/ ۵۷۱، رقم: ۱۳۵۸)

اس سند میں علی بن معبد سے روایت کرنے والے فہد منفرد ہیں' گویا بجائے خود یہ طریق بھی مجروح ہے۔

آٹھویں دلیل: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے' وہ فرماتے ہیں: [عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً] ''نبی اکرم ﷺ نے مجھے اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔'' (شرح معاني الآثار: ۱/۱۳۵' و درس ترمذي: ۱/۴۶۰)

جواب: اولاً: تثنیۂ اقامت کے اثبات میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو پیش کرنا ہمارے نزدیک سینہ زوری ہے۔ وہ اس طرح کہ اسی روایت میں دوہری اذان کا بھی ذکر ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دوہری اذان کی مشروعیت کے قائل نہیں۔ غور فرمایئے! حدیث ایک ہی ہے جس میں دوہری اذان اور دوہری اقامت دونوں کا ذکر ہے۔ اس حدیث میں مذکور دوہری اذان کے تو امام صاحب سرے سے قائل ہی نہیں جبکہ اسی حدیث سے دوہری اقامت کو اصحاب الرائے اپنے تقلیدی مذہب اور مفاد کی خاطر بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ.

ثانیاً: علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے اقامت کے باب میں حنفیہ کے موقف کے اثبات کی خاطر کم وبیش تین چار اسانید سے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی دوہری اقامت کی روایت نقل کی ہے' یہ باور کرانے کے لیے کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ دوہری اقامت ہی کہا کرتے تھے اور انھیں یہی سکھائی گئی تھی۔ ہمیں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی دوہری اقامت سے قطعاً کوئی انکار ہے نہ فرار لیکن ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اپنی اسانید سے زیر بحث مسئلے میں صرف ان کے تثنیۂ اقامت ہی کا ذکر کیا ہے جبکہ عین انھی اسانید سے منقول ان کی دوہری اذان کا یہاں ذکر نہیں فرمایا۔ ظن غالب یہ ہے کہ انھوں نے بغرض اختصار ایسے کیا ہوگا کیونکہ جب انھوں نے یہی روایت اذان کے باب میں ذکر کی ہے تو وہاں ترجیع کا ذکر موجود ہے۔ دیکھیے: (شرح معاني الآثار: ۱/۱۳۰) لیکن ترجیع کی ان روایات کے بعد اسے سنت سمجھ کر قبول نہیں کیا بلکہ انھوں نے دیگر دلائل سے معارضہ کر کے ترجیع کی نفی کی ہے۔ دیکھیے: (شرح معاني الآثار: ۱/۱۳۲)

ثالثاً: انھی اسانید سے صحیح مسلم اور سنن اربعہ وغیرہ میں یہ حدیث ترجیع (دوہری اذان) کے ساتھ مفصل طور پر منقول ہے۔

① صحیح مسلم میں اس حدیث کی سند عامر الاحول کے واسطے سے مکحول پر مل جاتی ہے اور اس میں یہ وضاحت

ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں بھی اذان سکھائی ہے اور وہ ترجیع کے ساتھ ہے۔ (صحيح مسلم، الصلاة، حديث:٣٧٩)

② سنن ابوداود میں اس روایت کی سند ایک واسطے سے عفان، سعید بن عامر اور حجاج سے جا ملتی ہے۔ اس میں ہے: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً] ”بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٥٠٢) یعنی اس میں ترجیع کا ذکر ہے۔

شرح معانی الآثار: (۱/۱۳۴) میں صرف دوہری اقامت کا ذکر ہے جبکہ ابوداود میں ایک واسطے سے علامہ طحاوی رحمہ اللہ کے شیخ ابوعاصم پر سند مل جاتی ہے، باقی سلسلۂ رجال وہی ہے۔ اس میں ترجیع کا ذکر ہے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٥٠١)

③ جامع ترمذی میں بھی سند ایک واسطے سے عفان پر جا ملتی ہے اور باقی تمام سلسلۂ رجال وہی ہے جو شرح معانی الآثار میں ہے اور یہاں بھی یہ صراحت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے، یعنی صرف اقامت ہی کا ذکر نہیں، ملاحظہ فرمائیے: (جامع الترمذي، الصلاة، حديث:١٩٢)

④ سنن نسائی میں بھی دو طریق سے، یعنی ہمام سے دو واسطوں سے اور حجاج سے ایک واسطے سے سند ملتی ہے، باقی وہی سلسلہ ہے جو شرح معانی الآثار میں ہے۔ لیکن یہاں دونوں طریقوں میں ترجیع اور دوہری اقامت کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الأذان، حديث:٦٣١-٦٣٤)

⑤ سنن ابن ماجہ اور صحیح ابن خزیمہ میں بھی ابوعاصم پر سند ملتی ہے۔ یہاں بھی تثنیۂ اقامت سے قبل ترجیع کا ذکر موجود ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، الأذان، حديث:٧٠٨، و صحيح ابن خزيمة، حديث:٣٧٧) مزید دیکھیے: (سنن الدارقطني:١/٥٢٠ عن همام به)

اس سلسلۂ اسناد کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ مولانا تقی عثمانی سمیت دیگر حاملین فقہ حنفی اس حقیقت سے باخبر ہوں...... اور یقیناً یہ فضلاء باخبر ہوں گے...... کہ ان کی پیش کردہ مذکورہ حدیث ان کی نہیں بلکہ ہماری دلیل بنتی ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ترجیع کے قائل ہی نہیں جبکہ ہم بحمد اللہ تعالیٰ اس

سنتِ ترجیع اور تثنیہ ٔ اقامت دونوں کے قائل ہیں۔محدث جلیل امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ اگر اذان دوہری ہو تو اقامت بھی دوہری ہو اور اگر اذان بلا ترجیع ہو تو اقامت بھی اکہری ہونی چاہیے جیسا کہ صحیح احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے۔ دیکھیے: (صحيح ابن خزيمة: ١/١٩٤ و فتح الباري: ٢/٨٤) اس طرح نہیں کہ حدیث کا ایک حصہ لے لیا اور دوسرا ترک کر دیا۔

* دعوائے نسخ اور اس کی حقیقت: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض احناف نے (حدیث انس، جس میں اکہری اقامت کا ذکر ہے، کے) نسخ کا دعویٰ کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ آغاز میں ایتار اقامت کا حکم تھا، پھر ابومحذورہ کی حدیث سے منسوخ ہو گیا، یعنی ابومحذورہ کی وہ روایت جو اصحاب السنن نے روایت کی ہے اور اس میں دوہری اقامت کا ذکر ہے۔ اور یہ حدیثِ انس سے متأخر ہے، لہٰذا حدیث انس کی ناسخ ہو گی۔ لیکن ان پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ابومحذورہ ہی کی حدیث کے بعض حسن طرق میں تربیع تکبیر اور ترجیع کا بھی ذکر ہے، لہٰذا انھیں اس ترجیع کا بھی لازمی طور پر قائل ہونا پڑے گا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حدیث ابومحذورہ کی وجہ سے مدعیانِ نسخ کی تردید فرمائی ہے اور انھوں نے اس بات سے دلیل پکڑی ہے کہ نبی ٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد مدینہ واپس تشریف لے گئے تھے اور آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اکہری اقامت ہی پر برقرار رکھا اور یہی اذان و اقامت سعد القرظ کو سکھائی اور انھوں نے ان (بلال رضی اللہ عنہ) کے بعد اسی طرح اذان دی جیسا کہ سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم میں صراحت ہے۔ (فتح الباري: ٢/٨٤) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (نصب الراية: ١/٢٧٣) نسخ کے قول کو امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی تسلیم نہیں کیا۔ دیکھیے: (نصب الراية: ١/٢٧٣) جہاں تک ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کے آغاز میں تکبیر (اللہ اکبر کہنے) کا مسئلہ ہے، آیا چار مرتبہ اللہ اکبر کا ذکر ہے یا صرف دو مرتبہ؟ تو اس بارے میں عرض ہے کہ صرف دو مرتبہ کا بھی ذکر ملتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے جبکہ دیگر تمام مفصل طرق اور اسانید سے مروی حدیث میں اللہ اکبر چار مرتبہ ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ مسئلہ ٔ ترجیع اذان میں یہ بحث آئے گی۔ جبکہ ترجیع تو بحمد اللہ مذکورہ تمام طرق میں موجود ہے۔

رابعاً: اگر اکہری اقامت کے نسخ کی بات ہے تو ابن حزم رحمہ اللہ نے اس کے برعکس دعویٰ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دوہری اقامت کا حکم متقدم ہے اور اکہری کا متأخر۔ دلیل کے طور پر عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ

کی روایت پیش کرتے ہیں' اس میں صراحت ہے: [قَالَ (ابْنُ أَبِي لَيْلٰى): حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ ...... فَقَامَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ مَثْنٰى وَ أَقَامَ مَثْنٰى] یہ روایت مع تحقیق وتخریج گزر چکی ہے۔ مزید دیکھیے: (المحلى لابن حزم: ۳/ ۱۵۷)

وہ فرماتے ہیں: [وَهٰذَا إِسْنَادٌ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ مِنْ إِسْنَادِ الْكُوفِيِّينَ، فَصَحَّ أَنَّ تَثْنِيَةَ الْإِقَامَةِ قَدْ نُسِخَتْ، وَ أَنَّهُ هُوَ كَانَ أَوَّلَ الْأَمْرِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى أَخَذَ عَنْ مِائَةٍ وَّ عِشْرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ أَدْرَكَ بِلَالًا وَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، فَلَاحَ بُطْلَانُ قَوْلِهِمْ بِيَقِينٍ] ''یہ سند کوفیوں کی سند کی نسبت صحت کے انتہائی درجے پر فائز ہے' تو درست ٹھہرا کہ تثنیۂ اقامت (دوہری اقامت) یقیناً منسوخ ہوگئی' بلاشبہ آغاز میں ایسے ہی تھا۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے ایک صد بیس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اخذ کیا ہے۔ بلال اور عمر رضی اللہ عنہما کو بھی پایا ہے' لہٰذا ان کے قول کا بطلان بالیقین ظاہر ہوگیا۔'' (المحلى لابن حزم: ۳/ ۱۵۸)

فرمایئے! اب کیا خیال ہے؟ ابن حزم رحمہ اللہ تو سرے سے دوہری اقامت کے قائل ہی نہیں بلکہ اس قول کو باطل ٹھہراتے ہیں۔ الغرض بلانص صریح یا قطعی تاریخی تعیین کے بغیر سرسری دلائل ہی سے نسخ کا دعویٰ یقیناً ناقابل قبول ہوتا ہے۔ اب کیا ابن حزم کے اس دعوائے نسخ کو قبول فرمالیں گے؟

خامساً: حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے جیسے دوہری اقامت مروی ہے' اکثر اور اصح طرق میں اسی طرح ہے جیسا کہ قدرے تفصیل سے اس پر بحث ہوچکی ہے' ویسے ہی ان سے اور ان کی آل اولاد سے اکہری اقامت بھی منقول ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں حسن سند سے نقل فرمایا ہے کہ ابراہیم بن عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابومحذورہ فرماتے ہیں: [أَدْرَكْتُ جَدِّي وَ أَبِي وَ أَهْلِي يُقِيمُونَ فَيَقُولُونَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] ''میں نے اپنے باپ دادا اور اہل کو اس طرح اقامت کہتے ہوئے پایا ہے اور پھر اکہری تکبیر ذکر فرمائی۔'' (سنن الدارقطني: ۱/ ۵۱۹)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے بذات خود ابراہیم بن عبدالعزیز کو اکہری اقامت کہتے ہوئے

سنا ہے۔ دیکھیے: (کتاب الأم، حدیث:۱۳۷، و السنن الکبری للبیهقي:۱/۳۹۳، ومعرفة السنن والآثار، حدیث: ۲۵۷۵، ونصب الرایة:۱/۲۷۳)

التاریخ الکبیر میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: [إِبْرَاهِیمُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیزِ أَبُوإِسْمَاعِیلَ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَالْمَلِكِ، سَمِعَ أَبَا مَحْذُورَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْإِقَامَةَ مَرَّةً مَرَّةً سَمِعَ مِنْهُ الْحُمَیْدِيُّ وَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ] ''ابراہیم بن عبدالعزیز نے اپنے جدِامجد عبدالملک سے سنا ہے اور عبدالملک نے ابومحذورہ سے یہ سنا ہے کہ بے شک نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں اذان کے دو دو کلمات اور اقامت کا ایک ایک کلمہ سکھایا' ان سے حمیدی اور عبداللہ بن عبدالوہاب نے سنا ہے۔'' (التاریخ الکبیر:۱/۳۰۴)

لیجیے سید المحدثین امام بخاری نے بھی مستند طور پر ثابت کر دیا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ابومحذورہ کو تثنیۂ اذان اور اکہری تکبیر کی بھی تلقین فرمائی تھی' گویا ان سے اکہری تکبیر کا بھی اثبات ہوا' لٰہذا مولانا تقی عثمانی اور دیگر فضلاء کی ابومحذورہ کی پیش کردہ دوہری اقامت کی دلیل کارگر ثابت نہ ہوئی۔ مزید دیکھیے: (سنن الدارقطني:۱/۵۲۳) حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: [أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ یَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَ یُوتِرَ الْإِقَامَةَ] ''نبی ﷺ نے ابومحذورہ کو حکم دیا کہ وہ اذان دو دو اور اقامت ایک ایک کلمے کے ساتھ کہیں۔'' صاحب نصب الرایہ نے یہاں سکوت فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (نصب الرایة: ۱/۲۷۳) یعنی اگر ان کے سامنے کوئی قابل نقد بات ہوتی تو ضرور ذکر فرماتے۔ واللّٰه أعلم.

سادساً: بالفرض اگر ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی کسی طریق میں صرف دوہری اقامت کا ذکر ہو' اس کے ساتھ دوہری اذان کا ذکر نہ ہو تو بھی اصولی طور پر دیگر ثقات کے اضافے کو مدنظر رکھا جائے گا۔ چونکہ دیگر مفصل روایات میں دوہری اذان کا بھی ذکر ہے' اس لیے ابومحذورہ کی روایت سے مکمل استدلال اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے جب ان کی ترجیع والی اذان بھی تسلیم کی جائے۔

نویں دلیل: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [کَانَ ثَوْبَانُ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی مَثْنٰی، وَیُقِیمُ مَثْنٰی] ''ثوبان رضی اللہ عنہ اذان اور تکبیر دو دو کلمات کے ساتھ کہا کرتے تھے۔'' (شرح معاني الآثار:۱/۱۳۶)

جواب: یہ اثر منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ابراہیم نخعی کا ثوبان سے سماع ہے نہ ملاقات۔

علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [إبْراهِيمُ النَّخعِيُّ لَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ] ''ابراہیم نخعی کی نبی اکرم ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے ملاقات نہیں ہوئی۔'' (علل الحديث و معرفة الرجال، ص:۷۵) یہ قول ابن ابی حاتم نے بھی ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (كتاب المراسيل، رقم:۱۹)

❁ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: [إنَّ إبْراهِيمَ دَخلَ عَلٰى عَائِشَةَ وَهُوَ صَغِيرٌ وَّلَمْ يَسْمَعْ مِنْهَا شَيْئًا] ''ابراہیم جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو چھوٹے بچے تھے اور ان سے کچھ بھی نہیں سنا۔'' (كتاب المراسيل، رقم:۲۲)

❁ امام ابو حاتم ان کے متعلق فرماتے ہیں: [لَمْ يَلْقَ إبْراهِيمُ النَّخَعِيُّ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إلَّا عَائِشَةَ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهَا شَيْئًا فَإِنَّهُ دَخلَ عَلَيْهَا وَهُوَ صَغِيرٌ، وَ أَدْرَكَ أَنَسًا وَّلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ] ''ابراہیم نخعی کی سوائے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کسی اور صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی اور ان سے انھیں شرف سماع نصیب نہیں ہوا کیونکہ جب وہ ان کے پاس آئے تھے تو چھوٹے سے بچے تھے۔ ہاں انس رضی اللہ عنہ کو پایا ہے لیکن ان سے سماع نہیں کیا۔'' (كتاب المراسيل، رقم ۲۱)

❁ امام عجلی فرماتے ہیں: [إبْراهِيْمُ بْنُ يَزِيدَ لَمْ يُحَدِّثْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَدْرَكَ مِنْهُمْ جَمَاعَةً وَ رَأٰى عَائِشَةَ رُؤْيًا] ''ابراہیم بن یزید نے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی سے حدیث بیان نہیں کی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت کو انھوں نے پایا ہے اور حضرت عائشہ کو صرف دیکھا ہے۔'' (تاريخ الثقات رقم:۴۵)

❁ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لایا گیا تھا۔ (كتاب المراسيل، رقم:۲۰)

❁ علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قَدْ رَأٰى زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَغَيْرَهُ وَلَمْ يَصِحَّ لَهُ سَمَاعٌ مِّنْ صَحَابِيٍّ] ''انھوں نے زید بن ارقم وغیرہ کو دیکھا ہے لیکن کسی صحابی سے ان کا سماع ثابت نہیں۔'' (ميزان الاعتدال:۱/۷۴، ۷۵)

الجرح والتعديل: (۲/۱۸) میں بھی ان کے حالات موجود ہیں، مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (تهذيب التهذيب:۱/۱۵۵)

المختصر مذکورہ اثر ضعیف ہونے کی وجہ سے اس سے دوہری اقامت کا استدلال بھی ضعیف ہوگا۔

دسویں دلیل: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دوہری اقامت کہا کرتے تھے۔ یہ اثر إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع عن عبيد مولى سلمة بن الأكوع کے واسطے سے منقول ہے۔ (معاني الآثار:۱/۱۳۶)

جواب: اولاً: پہلے موقوف اثر کی طرح یہ بھی موقوف ہی ہے اور موقوف مرفوع حدیث کا معارض نہیں بن سکتا۔ ثانیاً: اس کی سند میں ابراہیم بن اسماعیل نامی راوی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

- امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے کثیر الوہم قرار دیا ہے۔ (التاريخ الكبير:۱/۲۷۱)
- امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ] ''اس کی حدیث لکھی جا سکتی ہے لیکن اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔'' مزید فرماتے ہیں: ''کثیر الوہم اور غیر قوی ہے۔'' (الجرح والتعديل:۲/۸۴)
- امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابونعیم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس کی حدیث دو پیسوں کے مساوی بھی نہیں ہے۔ (الجرح والتعديل:۲/۸۴)
- امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اسے ضعیف اور ایک دفعہ [لَيْسَ بِشَيْءٍ] ''وہ کچھ بھی نہیں'' کہا ہے۔ (الجرح والتعديل:۲/۸۴، و كتاب المجروحين لابن حبان:۱/۹۹)
- امام ابن حبان اس کے بارے میں فرماتے ہیں: [كَانَ يُقَلِّبُ الْأَسَانِيدَ وَ يَرْفَعُ الْمَرَاسِيلَ] ''وہ سندوں کو الٹ پلٹ کر دیتا اور مرسل روایات کو مرفوع بنا دیتا تھا۔'' (كتاب المجروحين: ۱/ ۹۹)
- امام نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (الكامل:۱/۲۳۳)
- امام دارقطنی نے متروک قرار دیا ہے۔ (الضعفاء والمتروكون، رقم:۳۰، مزید دیکھیے: الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي، رقم:۲۸، والضعفاء الكبير للعقيلي:۱/۴۳، وميزان الاعتدال:۱/۱۹)

الحاصل! ائمۂ فن اور محدثین کی مذکورہ تصریحات کی روشنی میں چونکہ یہ راوی ضعیف ہے، اس لیے اس کی نقل کردہ روایت بھی ناقابل حجت ہوگی، لہٰذا اس سے دوہری اقامت کا استدلال باطل ہے۔

گیارہویں دلیل: گیارہوں دلیل مصنف ابن ابی شیبہ میں منقول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر ہے، یہ اثر مع

سند یوں ہے:[حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَحْيٰى عَنِ الْهَجَنَّعِ بْنِ قَيْسٍ: أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقُولُ: اَلْأَذَانُ مَثْنٰى وَ الْإِقَامَةُ وَ أَتٰى عَلٰى مُؤَذِّنٍ يُقِيمُ مَرَّةً مَرَّةً، فَقَالَ: أَلَّا جَعَلْتَهَا مَثْنٰى؟ لَا أُمَّ لِلْآخَرِ] ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اذان اور اقامت کے کلمات دو دو ہیں۔ ایک دفعہ آپ ایک مؤذن کے پاس آئے جو اکہری اقامت کہہ رہا تھا تو اس سے فرمایا: تو نے دوہری تکبیر کیوں نہ کہی تیری ماں نہ رہے۔'' (مصنف ابن أبي شيبة' باب من كان يشفع الإقامة.....'۲/۱۰ طبع جدید' مكتبة الرشد)

ملحوظہ: بعض نسخوں میں مذکورہ سند میں خرابی واقع ہوئی ہے:

① ہشیم عن عبدالرحمٰن کی بجائے ہشیم بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ واقع ہوا ہے لیکن اصل میں یہ ہشیم عن عبدالرحمٰن ہے۔

② دوسرے عن الربیع بن قیس اور بعض نسخوں میں هجيع بن قيس ہے' جبکہ درست هجنع بن قيس ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔ (التاريخ الكبير:۸/۲۵۶) نیز ابن ابی حاتم نے بھی هجنع ہی تحریر فرمایا ہے۔ (الجرح و التعديل:۹/۱۲۲)

لسان الميزان میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور ميزان الاعتدال میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی هجنع ہی لکھا ہے۔ (لسان الميزان:۶/۲۵۲' ميزان الاعتدال:۴/۲۹۳) جبکہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے المغني في الضعفاء میں الهجيع (تصغیر کے ساتھ) ہی رہنے دیا ہے۔ (المغني في الضعفاء:۲/۴۷۶)

مكتبة الرشد کی مطبوعہ مصنف ابن ابی شیبہ کے محققین فرماتے ہیں: [في (م) "الهجيع" وفي (ط' س): "العجيع" و كلاهما خطأ] ''نسخہ (م) میں هجيع اور نسخہ (ط' س) میں العجيع ہے اور یہ دونوں لفظ غلط ہیں۔'' دیکھیے: (تعليق على المصنف لابن أبي شيبة:۲/۱۰)

جواب: اولاً: اس اثر کی سند میں ہشیم بن بشیر سلمی ابومعاویہ ہیں۔ یہ راوی کثیر التدلیس ہیں۔ علامہ عجلی فرماتے ہیں: [ثِقَةٌ وَّ كَانَ يُدَلِّسُ] ''ثقہ ہیں لیکن تدلیس کیا کرتے تھے۔'' (تاريخ الثقات' رقم:۱۷۴۵)

۞ امام ابن سعد فرماتے ہیں: [كَانَ ثِقَةً كَثِيرَ الْحَدِيثِ ثَبْتًا يُدَلِّسُ كَثِيرًا' فَمَا قَالَ فِي

حَدِيثِهِ: أَخْبَرَنَا، فَهُوَ حُجَّةٌ، وَمَالَمْ يَقُلْ فِيهِ: أَخْبَرَنَا، فَلَيْسَ بِشَيْئٍ] ''ابومعاویہ ہشیم بن بشیر ثقہ' کثیرالحدیث اور ثبت تھے لیکن بہت زیادہ تدلیس کیا کرتے تھے' لہٰذا اپنی جس حدیث میں أخبرنا کہیں تو وہ حجت ہوگی اور جس میں أخبرنا نہ کہا ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔'' (طبقات ابن سعد: ۷/۳۱۳)

❁ علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [كَانَ مَذْهَبُهُ جَوَازَ التَّدْلِيسِ بِعَنْ] ''ان کا موقف تھا کہ عن کے ساتھ تدلیس کرنا جائز ہے۔'' (میزان الاعتدال: ۴/۳۰۷)

❁ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: [ثِقَةٌ ثَبْتٌ، كَثِيرُ التَّدْلِيسِ وَالْإِرْسَالِ الْخَفِيِّ] ''ثقہ اور ثبت تھے لیکن کثیر التدلیس تھے اور ارسال خفی بھی بہت کرتے تھے۔'' (تقریب التهذيب: ۱۹۴۳)

طبقات المدلسین (ص: ۵۱) میں فرماتے ہیں: [مَشْهُورٌ بِالتَّدْلِيسِ مَعَ ثِقَتِهِ] ''اپنی ثقاہت کے باوجود تدلیس میں معروف تھے۔''

ثانیاً: اس کی سند میں هجنع بن قیس متکلم فیہ ہے۔ مذکورہ مصادر میں بعض ائمہ نے ان کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

الغرض! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اثر ان دو بنیادی علتوں کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہے' اس لیے اس سے دوہری اقامت کا استدلال درست نہیں' پھر یہ کون سی مرفوع روایت ہے کہ جسے لازماً قابل عمل سمجھا جائے یا تعارض کی صورت میں جمع و تطبیق کی کوشش کی جائے۔ یہ موقوف اثر بالفرض اگر سنداً صحیح بھی ہوتا' تب بھی مرفوع روایات کا معارض نہیں ہوسکتا تھا۔

یہ ہیں وہ چیدہ بنیادی دلائل جن کی بنیاد پر اہل تقلید دوہری اقامت اور اس کے استحباب کے قائل ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مذکورہ تمام دلائل تحقیقی جائزے میں ناقابل اعتبار ہیں جیسا کہ ائمۂ فن حدیث و رجال کی تصریحات کی روشنی میں یہ گزر چکا ہے۔ ان تمام اسانید و طرق اور روایات میں صرف عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا وہ طریق جو مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار میں حدثني أصحاب محمد ﷺ کی تصریح سے منقول ہے' قابل حجت ہے اگرچہ اس کی سند میں اعمش مدلس ہیں لیکن ابوداود کے طریق میں امام شعبہ ان کی متابعت کرتے ہیں۔

اس ایک طریق سے دوہری اقامت کا جواز نکلتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں حضرت ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم وغیرہ کی صحیح ترین روایات منقول ہیں جن میں ایتار اقامت (اکہری تکبیر) ہی کا بیان ہے' پھر یہ زیادہ بھی ہیں' نیز ان سے ایتار اقامت کے دوام کا مفہوم بھی مترشح ہوتا ہے۔ خصوصاً عبداللہ بن زید بن عبدربہ والی وہ روایت جو آغاز بحث میں گزری ہے' صریح اور اپنے مدعا میں واضح ترین ہے۔ اس میں بھی اکہری اقامت ہی کا ذکر ہے' لہٰذا اگر کسی موقع پر اکہری اذان کے ساتھ دوہری اقامت کہہ دی جائے تو یہ درست ہے لیکن اکہری اقامت کو منسوخ یا متروک قرار دے کر دوہری اقامت کو مستحب اور افضل قرار دینا یقیناً دلائل کی روشنی میں مردود اور اس کا اثبات مشکل ہے' نیز یہ دعویٰ کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اذان دیا کرتے اور دوہری اقامت کہا کرتے تھے' بلا دلیل ہے' اس لیے کہ جن طرق واسانید یا روایات میں دوہری اقامت کا ذکر ہے' بجائے خود وہ ضعیف اور غیر معتبر ہیں' لہٰذا علامہ طحاوی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا درست نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان اور تکبیر کے دو دو کلمات کہا کرتے تھے اور اس سے حدیثِ انس کے مضمون کی نفی ہوتی ہے۔ (شرح معاني الآثار: ۱/۱۳۴)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قَدْ ذَكَرْنَا مَالَا يَخْتَلِفُ فِيهِ اثْنَانِ مِنْ أَهْلِ النَّقْلِ: أَنَّ بِلَالًا رضی اللہ عنہ لَمْ يُؤَذِّنْ قَطُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ مَوْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً بِالشَّأْمِ، وَلَمْ يُتِمَّ أَذَانَهُ فِيهَا......] ''ہم نے وہ کچھ ذکر کر دیا ہے جس میں اہل نقل میں سے کوئی دو بھی اختلاف نہیں کرتے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد کسی ایک کے لیے بھی' کبھی اذان نہیں دی سوائے ایک دفعہ کے اور وہ بھی شام میں' لیکن وہ اس وقت بھی اپنی اذان مکمل نہ کر پائے تھے۔''
(المحلی لابن حزم: ۳/۱۵۲)

معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ کا مذکورہ دعویٰ ضعف روایات کی وجہ سے ضعیف ہے' نیز مولانا تقی عثمانی صاحب کا درس ترمذی: (۱/۴۵۸-۴۶۰) میں دوہری اقامت پر زور دینا اور یہ باور کرانا کہ مسلک احناف راجح اور دوہری اقامت ہی مستحب ہے' یہ سب مرجوح ومردود ہے اور ان کے ذکر کردہ دلائل حنفیہ ضعیف اور ساقط الاعتبار ہیں' سوائے ایک دلیل کے' جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہوا۔ اسی طرح مولانا امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ کا یہ فرمانا کہ دوہری اقامت کے متعلق بھی بہت زیادہ احادیث آتی ہیں' مذکورہ معروضات کی روشنی

میں درست نہیں۔شاید انھوں نے اس کثرت کے متعلق حسن ظن سے کام لیا ہے ورنہ ان کی اصل حقیقت تو سابقہ اوراق میں واضح کی جا چکی ہے۔دیکھیے :(فتاوٰی الدین الخالص:۳/۲۳۴)

بہرحال افضل یہ ہے کہ اگر اذان دوہری ہو تو تکبیر بھی دوہری وگرنہ اکہری تکبیر ہی مستحب ہے۔ بلادِ ہند وغیرہ میں احناف کا بالالتزام مروجہ طریقۂ اقامت صحیح اور مستحب تو کجا صریح اور مضبوط دلائل کی روشنی میں مسنون بھی نہیں ٹھہرتا۔واللّٰہ أعلم.وما علینا إلا البلاغ.

* **ترجیع والی اذان و اقامت:** عہد نبوی میں اذان کا دوسرا طریقہ یہ تھا کہ اذان دیتے وقت شہادتین کے کلمات (أشھد أن لا إله إلا اللّٰہ اور أشھد أن محمدا رسول اللّٰہ) پہلے پست آواز میں اور پھر دوبارہ بلند آواز سے کہے جاتے تھے۔شہادتین کے اس تکرار کی وجہ سے اسے اذان ترجیع یا دوہری اذان کہا جاتا ہے۔یہ اذان مسنون ہے۔نبیٔ اکرم ﷺ نے بذات خود ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو اذان کا یہ طریقہ سکھایا۔اس کے انیس کلمات ہوتے ہیں اور تکبیر کے سترہ۔جبکہ نبیٔ اکرم ﷺ کی موجودگی میں ساری عمر بلال رضی اللہ عنہ نے بلا ترجیع اذان دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان ترجیع (دوہری اذان) بھی مسنون اور قابل عمل ہے لیکن چونکہ آپ ﷺ کی موجودگی میں اور آپ کی اجازت سے اذان بلال پر عمل ہوتا رہا ہے،اس لیے اسے اس حیثیت سے وجہ ترجیح حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم نے اذان بلال کے متعلق جو فرمایا ہے،وہ تشفیع اذان (کلمات اذان دو دو دفعہ) اور ایتار اقامت (اکہری اقامت) ہی ہے۔جبکہ یہ حقیقت واضح ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی مرویات نبیٔ اکرم ﷺ کی آخری عمر کی ہیں،اس لیے ان مرویات کے بارے میں نسخ کا گمان یقیناً کمزور ہی ہوگا۔ہاں،جس روایت کے متعلق دلیل سے اور قطعیت کے ساتھ نسخ کا ثبوت مل جائے تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا۔

دوہری اذان کا تعلق صرف فجر یا عشاء ہی کے ساتھ نہیں بلکہ پانچوں نمازوں کے لیے اذان ترجیع دی جا سکتی ہے جس طرح کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں اسی طریقۂ اذان پر کاربند رہے۔الغرض،اذان کا یہ طریقہ منسوخ ہے نہ بالکل متروک،بلکہ مسنون ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَقَالَ أَحْمَدُ وَ إِسْحَاقُ: إِثْبَاتُ التَّرْجِيعِ وَحَذْفُهُ كِلَاهُمَا سُنَّةٌ] ''احمد اور اسحاق رحمہما اللہ فرماتے ہیں:(اذان میں) ترجیع اور عدم ترجیع دونوں طریقے ہی مسنون

ہیں۔''(المجموع:۱۰۲/۳)

طرفین میں افراط وتفریط ہے' جبکہ یہاں حق بین بین ہے۔ نہ سرے سے دوہری اذان کا انکار اور اس کی سنیت سے فرار درست ہے جیسا کہ احناف کا معتبر اور مفتی بہ قول ہے اور نہ اکہری اذان سے فرار اور ترجیع کا اثبات وترجیح' جیسا کہ شوافع کا موقف ہے بلکہ اذان کے دونوں طریقے ہی مسنون ہیں جیسا کہ امام احمد واسحاق رحمہما اللہ کے حوالے سے گزرا ہے اور جس پر عاملین بالحدیث عمل پیرا ہیں۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَذَهَبَ أَهْلُ الْحَدِيثِ أَحْمَدُ وَ إِسْحَاقُ وَ الطَّبَرِيُّ وَ دَاوُدُ إِلَى التَّخْيِيرِ فِي الْفِعْلَيْنِ، عَلَى أَصْلِهِمْ فِي الْأَحَادِيثِ إِذَا صَحَّتْ وَ اخْتَلَفَتْ وَ لَمْ يُعْرَفِ الْمُتَأَخِّرُ مِنَ الْمُتَقَدِّمِ أَنَّهَا لِلتَّوْسِعَةِ وَالتَّخْيِيرِ] ''اہل حدیث' یعنی احمد' اسحاق' طبری اور امام داود رحمہم اللہ ترجیع اور عدم ترجیع دونوں میں اختیار کا موقف رکھتے ہیں کیونکہ جب احادیث صحیح ہوں اور باہم ان میں اختلاف ہو اور متقدم ومتاخر کی معرفت بھی حاصل نہ ہو تو اس صورت میں ان کا یہی اصول ہے کہ ایسی احادیث میں وسعت اور اختیار ہوتا ہے۔''(إكمال المعلم:۲۴۵/۲' وفتح الباري: ۸۴/۲' حدیث:۶۰۷)

شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَلِلْأَذَانِ طُرُقٌ: أَصَحُّهَا طَرِيقَةُ بِلَالٍ رضي الله عنه، فَكَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ الرَّسُولِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، ثُمَّ طَرِيقَةُ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَّالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَّعِنْدِي أَنَّهَا كَأَحْرُفِ الْقُرْآنِ، كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ] ''اور اذان کے کچھ طریقے ہیں: صحیح ترین بلال رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔ عہد نبوی میں دو دو کلمات کے ساتھ اذان اور ایک ایک کلمے کے ساتھ اقامت ہوتی تھی' سوائے قد قامت الصلاة کے (کہ اسے دو مرتبہ دوہرایا جاتا۔) دوسرا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔ نبی ٔ اکرم ﷺ نے انھیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے اور میرے نزدیک ان کی حیثیت قرآنی حروف (قراءات) کی مانند ہے' سب ہی شافی اور کافی ہیں' یعنی دونوں طرح اذان دینا مسنون اور درست ہے۔''(حجة الله البالغة: ۵۹۳/۱' ۵۹۴)

* دوہری اذان و اقامت کے دلائل : پہلی حدیث: سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَّالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً] ''رسول اللہ ﷺ نے انھیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔'' (صحيح مسلم، الصلاة، حديث:۳۷۹، و سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ۵۰۲ واللفظ له)

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: [وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ حُجَّةٌ بَيِّنَةٌ وَّ دَلَالَةٌ وَاضِحَةٌ لِّمَذْهَبِ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ التَّرْجِيعَ فِي الْأَذَانِ ثَابِتٌ مَّشْرُوعٌ وَّهُوَ الْعَوْدُ إِلَى الشَّهَادَتَيْنِ مَرَّتَيْنِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بَعْدَ قَوْلِهِمَا مَرَّتَيْنِ بِخَفْضِ الصَّوْتِ، وَقَالَ أَبُوحَنِيفَةَ وَالْكُوفِيُّونَ: لَا يُشْرَعُ التَّرْجِيعُ عَمَلًا بِحَدِيثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ فَإِنَّهُ لَيْسَ فِيهِ تَرْجِيعٌ، وَحُجَّةُ الْجُمْهُورِ هٰذَا الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ، وَالزِّيَادَةُ مُقَدَّمَةٌ مَعَ أَنَّ حَدِيثَ أَبِي مَحْذُورَةَ هٰذَا مُتَأَخِّرٌ عَنْ حَدِيثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، فَإِنَّ حَدِيثَ أَبِي مَحْذُورَةَ سَنَةَ ثَمَانٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ حُنَيْنٍ، وَحَدِيثَ ابْنِ زَيْدٍ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ وَانْضَمَّ إِلَى هٰذَا كُلِّهِ عَمَلُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَسَائِرِ الْأَمْصَارِ] ''اس حدیث میں امام مالک، شافعی، احمد اور جمہور علماء کے موقف کی واضح حجت و دلالت ہے کہ اذان میں ترجیع ثابت اور مشروع ہے۔ ترجیع سے مراد شہادتین کو پہلے دو بار پست آواز میں کہہ کر دوبارہ دو دفعہ بلند آواز سے دہرانا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور کوفیوں کا قول ہے کہ ترجیع (دوہری اذان) مشروع و مسنون نہیں۔ ان کا عمل عبداللہ بن زید کی حدیث پر ہے اور اس میں ترجیع نہیں ہے اور جمہور کی دلیل یہ صحیح حدیث ہے۔ اور زیادتی (اضافہ) مقدم ہوتی ہے، پھر ابومحذورہ کی حدیث عبداللہ بن زید کی حدیث سے متاخر بھی ہے کیونکہ ابومحذورہ کی حدیث، واقعۂ حنین کے بعد سن ۸ ہجری کی ہے اور عبداللہ بن زید کی حدیث آغاز کی ہے۔ اس سب کے ساتھ ساتھ اہل مکہ، مدینہ اور باقی تمام شہروں کے لوگوں کا عمل بھی اس کا مؤید ہے۔'' (شرح صحيح مسلم للنووي:۴/۱۰۷، ۱۰۸)

اور المجموع شرح المهذب:۳/۱۰۲ میں فرماتے ہیں: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو چار وجوہ سے حدیث عبداللہ بن زید پر فوقیت حاصل ہے: ① یہ متاخر ہے۔ ② حدیث ابومحذورہ میں اضافہ ہے

اور ثقہ کا اضافہ قبول ہوتا ہے۔ ③ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو نبیٔ اکرم ﷺ نے بذاتِ خود اذان سکھائی ہے۔ ④ اہل حرمین کا عمل بھی ترجیع کا ہے۔ حدیث ابومحذورہ کی شرح میں علامہ صنعانی فرماتے ہیں: [فَهٰذَا هُوَ التَّرْجِيعُ الَّذِي ذَهَبَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ إِلٰى أَنَّهُ مَشْرُوعٌ لِّهٰذَا الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ وَهُوَ زِيَادَةٌ عَلٰى حَدِيثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، وَزِيَادَةُ الْعَدْلِ مَقْبُولَةٌ] ''یہ وہی ترجیع ہے جس کی مشروعیت کے اس صحیح حدیث کی بنا پر جمہور علماء قائل ہیں۔ یہ حدیث عبداللہ بن زید کی حدیث پر اضافہ ہے اور عادل راوی کا اضافہ قابل قبول ہوتا ہے۔ (سبل السلام:۱/۳۶۲، مع تعليق الألباني)

دوسری حدیث: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [أَلْقٰى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلتَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ] ''اللہ کے رسول ﷺ نے خود مجھے اذان سکھائی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو! اَللّٰه أكبر اَللّٰه أكبر، اَللّٰه أكبر اللّٰه أكبر، أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، (آپ ﷺ نے فرمایا:) پھر دوبارہ یہی کلمات کہو اور اپنی آواز کو بلند کرو: أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه، حي على الصلاة، حي على الصلاة، حي على الفلاح، حي على الفلاح، اَللّٰه أكبر اللّٰه أكبر، لا إله إلا اللّٰه] (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۵۰۳، وسنن النسائي، الأذان، حديث:۶۳۳، و سنن ابن ماجه، الأذان، حديث:۷۰۸) ابوداود وغیرہ میں یہ الفاظ بھی ہیں: [أَلْقٰى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْأَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا] ''رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان کا ایک ایک حرف سکھایا ہے۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۵۰۴، وجامع الترمذي، الصلاة، حديث:۱۹۱) معلوم ہوا نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں بڑے اہتمام سے دوہری اذان سکھائی تھی۔

تیسری حدیث: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: [عَلِّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ] ''مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجیے۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۵۰۰)

یہ الفاظ مسئلۂ ترجیع میں فیصلہ کن ہیں کیونکہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے نبیٔ اکرم ﷺ سے طریقۂ اذان سیکھنے کی درخواست کی تھی جس کے جواب میں آپ ﷺ نے انھیں دوہری اذان واقامت کی تعلیم دی۔

ملحوظہ: صحیح مسلم کی روایت میں اللہ اکبر' اللہ اکبر صرف دومرتبہ مروی ہے جبکہ اس کے علاوہ دیگر کتب سنن میں اذان ابومحذورہ کے آغاز میں یہ الفاظ چار مرتبہ منقول ہیں۔ بعض نے اسے رواۃ کا تصرف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مسلم کی اس روایت میں اختصار ہے جبکہ دیگر راویوں کی روایات مفصل ہیں' اس لیے ان کا نقل کردہ اضافہ قبول کرنا ضروری ہے' بنابریں مشروع طریقہ یہی ہے کہ ترجیع والی اذان کے آغاز میں بھی تربیع تکبیر ہی کا اہتمام کیا جائے۔

قاضی عیاض کی تحقیق کے مطابق اکثر نسخوں میں دو دفعہ ہی تکبیر منقول ہے اور وہ فرماتے ہیں: [وَوَقَعَ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْفَارِسِيِّ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ] ''فارسی کے بعض طرق میں چار دفعہ کلمات تکبیر منقول ہیں۔'' (إكمال المعلم: ۲/۲۴۴)

امام نووی رحمہ اللہ نے بھی ان کے حوالے سے یہی بات نقل کی ہے' نیز انھوں نے فرمایا ہے کہ چار دفعہ کلمات تکبیر کا اضافہ ثقات کا اضافہ ہے' اس لیے اسے قبول کرنا لازمی ہے۔ (شرح صحيح مسلم للنووي: ۴/۱۰۷) جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق مسلم کی روایت میں دو دفعہ کلمات تکبیر کا ذکر شاذ ہے۔ فتح الباری میں علامہ ابن القطان کے کلام سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے' وہ فرماتے ہیں: [اَلصَّحِيحُ فِي هٰذَا تَرْبِيعُ التَّكْبِيرِ' وَ بِهِ يَصِحُّ كَوْنُ الْأَذَانِ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً] ''اس میں درست تربیع تکبیر ہی ہے کیونکہ انیس کلماتِ اذان اسی طرح پورے ہوں گے۔'' مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:
(صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۲/۴۱۸' حديث: ۵۱۷)

ہمارے خیال میں اگر دو دفعہ کلمات تکبیر کو شاذ نہ بھی قرار دیا جائے' تب بھی زیادتیٔ ثقہ کے اصول کے مطابق تربیع تکبیر ہی لازم ٹھہرتی ہے کیونکہ اس طرح دونوں روایات معمول بہ رہتی ہیں اور تضاد بھی رفع ہوجاتا ہے۔ واللہ أعلم.

مذکورہ دلائل کی روشنی میں دوہری اذان مسنون ومشروع قرار پاتی ہے اگرچہ اس پر کبھی کبھار عمل ہو' لیکن سرے سے اسے منسوخ کہنا یا اس کی عدم مشروعیت کا ڈھنڈورا پیٹنا یقیناً مرجوح اور ناقابل التفات موقف ہے۔

عدم سنّیت یا اس کی عدم مشروعیت کے قائلین کے کچھ اشکالات یا اعتراضات ہیں جن کا ازالہ

بھی لازمی ہے' اس لیے مندرجہ ذیل سطور میں ان کا بالاختصار جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ مسئلے کی حقیقت علی وجہ البصیرت ابھر کر سامنے آ جائے۔ و باللہ التوفیق.

* دوہری اذان کی عدم مشروعیت کے متعلق چند علمائے احناف کی تصریحات: ❁ علامہ طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَهٰذَا الَّذِي وَصَفْنَا وَمَا بَيَّنَّاهُ مِنْ نَّفْيِ التَّرْجِيعِ' قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَ أَبِي يُوسُفَ وَ مُحَمَّدٍ] ''دوہری اذان کی نفی کے بارے میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ امام ابوحنیفہ' ابو یوسف اور محمد کا قول ہے۔'' (شرح معاني الآثار: ۱/۱۳۲)

❁ صاحب ہدایۃ المبتدی نے بھی عدم سنیت و مشروعیت کا موقف اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَلَا تَرْجِيعَ فِيهِ] ''اذان میں ترجیع نہیں ہے۔'' اس کی شرح میں صاحب ہدایہ نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بایں الفاظ تأثر قائم کیا ہے: [وَكَانَ مَارَوَاهُ تَعْلِيمًا' فَظَنَّهُ تَرْجِيعًا] ''ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے جو طریقۂ اذان روایت کیا ہے' یہ بطور تعلیم تھا (کہ توحید و رسالت کا یقین ان کے اندر جاگزیں ہو جائے' اس لیے شہادتین کے کلمات دوہرائے گئے) لیکن انھوں نے اسے ترجیع سمجھ لیا۔'' (الهداية: ۱/۴۴) صحابی کے بارے میں صاحب ہدایہ کی یہ رائے سوئے ظن پر مبنی ہے۔ اس قسم کے احتمالات کے بیان اور توجیہات سے گریز کرنا چاہیے۔ اس قسم کی تاویلات و توجیہات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمنان سنت اور منکرین حدیث ذخیرۂ احادیث کو نشانہ بناتے ہیں اور اس سے صحابہ کی عدالت مجروح ہوتی ہے۔ بہر حال یہ ایک جسارت ہے۔ اس سے باز رہنا چاہیے۔

❁ صاحب قدوری بھی (ص: ۲۱ پر) [وَلَا تَرْجِيعَ فِيهِ] سے دوہری اذان کی عدم مشروعیت کا فیصلہ سناتے ہیں جس پر صاحب تنقیح نے بھی موافقت کی مہر ثبت کر دی ہے۔

❁ صدر الشریعہ نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ (النقاية: ۱/۲۰۳)

❁ صاحب تنویر الابصار بھی فرماتے ہیں: [وَلَا تَرْجِيعَ] کہ اذان میں ترجیع مشروع نہیں ہے جبکہ شارح تنویر الابصار نے اس مسنون عمل کو مکروہ قرار دیا ہے۔ مزید یہ کہ صاحب ردالمحتار نے بھی انھی کی موافقت کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (ردالمحتار: ۱/۳۸۶' ۳۸۷)

❁ صاحب کنز الدقائق فرماتے ہیں: [سَنَّ لِلْفَرَائِضِ بِلَا تَرْجِيعٍ] کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان

فرض نمازوں کے لیے ''بلا ترجیع'' ہی مسنون قرار دی ہے۔

❁ صاحب البحر الرائق ''بلا ترجیع'' کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:[وَأَبُو مَحْذُورَةَ رَجَّعَ بِأَمْرِهِ ﷺ كَمَا كَانَ عَادَتُهُ فِي تَعْلِيمِ أَصْحَابِهِ، لَا لِأَنَّهُ سُنَّةٌ] ''ابومحذورہ نے نبی اکرم ﷺ کے حکم سے شہادتین کو دوہرایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کو تعلیم دینے میں یہ عادت تھی، اس لیے نہیں کہ یہ سنت ہے۔'' (البحرالرائق شرح كنز الدقائق: ۱/ ۵۰۷)

یہ ہیں کبار علمائے احناف کی تصریحات۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ دوہری اذان کے متعلق ان کے خیالات کیا ہیں۔ مندرجہ ذیل سطور میں ان کے اہم دلائل یا اشکالات و اعتراضات کا ذکر اور تجزیہ ہوگا تاکہ زیر بحث مسئلے کی حقیقت عیاں ہو جائے۔

* **دوہری اذان کے بارے میں اشکالات و اعتراضات:** ① علامہ طحاوی حنفی خلاصتاً فرماتے ہیں: [فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ التَّرْجِيعُ الَّذِي حَكَاهُ أَبُو مَحْذُورَةَ إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ لَمْ يَمُدَّ بِذٰلِكَ صَوْتَهُ عَلَى مَا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: اِرْجِعْ وَامْدُدْ مِنْ صَوْتِكَ هٰكَذَا اللَّفْظُ فِي الْحَدِيثِ] ''احتمال ہے کہ وہ ترجیع جو ابومحذورہ نے بیان کی ہے، وہ صرف اس لیے تھی کہ انھوں نے نبی ﷺ کی حسب منشا آواز بلند نہ کی تھی، اس لیے انھیں نبی ﷺ نے فرمایا: لوٹو اور اپنی آواز کو کھینچو (بلند کرو۔) حدیث میں الفاظ ایسے ہی ہیں۔'' (معاني الآثار: ۱/ ۱۳۲)

جواب: صاحب تحفۃ الاحوذی: (۱/ ۴۸۷) اس کے جواب میں فرماتے ہیں: یہ تاویل مردود ہے کیونکہ ابوداود کی روایت میں الفاظ یوں ہیں: [ثُمَّ ارْجِعْ فَمُدَّ مِنْ صَوْتِكَ] یعنی ثُمَّ کی زیادتی کے ساتھ۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ۵۰۳)

گویا نبی ﷺ نے عمداً اس ترتیب کو ملحوظ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے کیونکہ ثُمَّ کے اندر ترتیب مع التراخی کے معنی موجود ہیں۔

علامہ سندھی رحمہ اللہ سنن ابن ماجه، الصلاة، باب الترجيع في الأذان کے تحت مذکورہ الفاظ کی شرح میں فرماتے ہیں: [هٰذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ ﷺ أَمَرَهُ بِالتَّرْجِيعِ فَسَقَطَ مَا تُوُهِّمَ أَنَّهُ كَرَّرَهُ لَهُ تَعْلِيمًا فَظَنَّهُ تَرْجِيعًا، وَقَدْ ثَبَتَ عَدَمُ التَّرْجِيعِ فِي أَذَانِ بِلَالٍ يَعْرِفُهُ مَنْ لَهُ

مَعْرِفَةٌ بِهٰذَا الْعِلْمِ بِلَارَيْبٍ] ''یہ الفاظ اس بات میں صریح ہیں کہ آپ ﷺ نے انھیں ترجیع (دوہری اذان) کا حکم دیا تھا' لہٰذا اس سے جو یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے انھیں یہ حکم بطور تعلیم دیا تھا اور انھوں نے اسے ترجیع سمجھ لیا' ساقط ہو جاتا ہے اور اذانِ بلال میں عدم ترجیع کا ثبوت ملتا ہے۔ اس علم (حدیث) کی جسے ادنیٰ معرفت بھی حاصل ہے' وہ اس بات کو بلا شک جانتا ہے۔'' آخر میں فرماتے ہیں: [فَالْوَجْهُ الْقَوْلُ بِجَوَازِ الْأَمْرَيْنِ] ''واضح مفہوم یہی ہے کہ (ترجیع اور عدم ترجیع) دونوں طرح جائز ہے۔'' (حاشية السندي على سنن ابن ماجه: ۱/۳۹۲)

دوسرا یہ احتمال اس لیے بھی باطل ہے کہ خود ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے بالضبط یہ بیان فرمایا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے ہیں جیسا کہ ابوداود وغیرہ کی حدیث میں گزر چکا ہے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۵۰۲)

اسی طرح امام ابن جوزی وغیرہ کا یہ کہنا بھی درست نہیں کہ چونکہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ مسلمان نہیں تھے' اس لیے نبیٔ اکرم ﷺ نے شہادتین کو دوہرایا تاکہ ان کے دل میں ایمان پختہ ہو جائے' وہ ان کلمات کو خوب ذہن نشین کر لیں اور پھر اپنے دیگر غیر مسلم ساتھیوں کو بھی اس کی تلقین کریں۔ اسی طرح کا احتمال صاحب ہدایہ (۱/۴۴) نے بھی ذکر کیا ہے' جو مع الجواب گزشتہ بحث میں گزر چکا ہے۔

المختصر' یہ دونوں احتمال ذہنی اختراع ہیں' حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے اس طریقے سے ایک دو یا تین چار دفعہ اذان نہیں دی بلکہ تاحیات اس پر کاربند رہے۔ ان کی وفات تقریباً ۵۹ ہجری میں ہوئی۔ اس دوران میں بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کا مکہ مکرمہ میں آنا جانا رہا لیکن کسی ایک سے بھی ترجیع کی نفی یا تردید منقول نہیں جو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا طریقۂ اذان مسنون ومشروع ہے' نہ کہ یہ ابومحذورہ کے سوءِ فہم کا نتیجہ تھا۔ والعياذ بالله.

علامہ زیلعی حنفی فرماتے ہیں: [هٰذِهِ الْأَقْوَالُ الثَّلَاثَةُ مُتَقَارِبَةٌ فِي الْمَعْنٰى' وَ يَرُدُّهَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ' قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ] ''یہ تینوں اقوال (وتوجیہات) قریب المعنی ہیں۔ ان احتمالات کی سنن ابوداود کی اس روایت سے تردید ہوتی ہے (ابومحذورہ فرماتے ہیں:) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجیے۔'' اس روایت میں یہ بھی ہے: ''پھر تو أشهد

أن لا إله إلا الله اور أشهد أن محمدا رسول الله کہہ اور ان کلمات کے ساتھ آواز کو پست رکھے پھر دوبارہ ان کلمات کو بلند آواز سے کہے۔'' تو نبی اکرم ﷺ نے اس طریقے کو اذان کا طریقہ قرار دیا ہے۔ (نصب الراية: ۱/۲۶۳)

صاحب تحفۃ الأحوذی علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَلِرَدِّ هٰذِهِ الْأَقْوَالِ وُجُوهٌ أُخْرٰی: مِنْهَا أَنَّ فِيهَا سُوءَ الظَّنِّ بِأَبِي مَحْذُورَةَ وَ نِسْبَةَ الْخَطَاءِ إِلَيْهِ مِنْ غَيْرِ دَلِيلٍ] ''ان اقوال کی تردید کی اور وجوہ بھی ہیں: ایک یہ ہے کہ ان اقوال سے' ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوءِ ظن اور بلا دلیل ان کی طرف' خطا کی نسبت کا پہلو نکلتا ہے۔'' اور دوسرا یہ کہ ابومحذورہ مکہ میں مقیم تھے اور وہاں اذان دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کی وفات ۵۹ ہجری میں ہوئی۔ اس مدت کے دوران میں جو صحابہ یا تابعین بھی مکہ میں مقیم تھے' وہ آپ کی دوہری اذان سنتے رہے' نیز ایام حج میں جو بھی مکہ مکرمہ آتا وہ آپ کی اذان سنتا تھا۔ یہ مقام مسلمانوں کی اجتماع گاہ ہے' اس لیے اگر ابومحذورہ کی اذان غیر مشروع ومسنون ہوتی یا ان کی غلطی کا نتیجہ ہوتی تو یقیناً یہ حضرات ضرور تردید کرتے اور ابومحذورہ کی اس غلطی پر انھیں کبھی برقرار نہ رہنے دیتے۔ لیکن ابومحذورہ کی دوہری اذان پر کسی ایک صحابی یا دوسرے فرد سے اس قسم کا انکار ثابت نہیں' لہٰذا اس طرح ان مذکورہ اقوال کا بطلان ظاہر ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ دوہری اذان' اذان کا ایک مسنون طریقہ ہے۔

آگے فرماتے ہیں: [بَلْ ثَبَتَ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ عَلٰی سُنِّيَّتِهِ عَلٰی طَرِيقِ الْحَنَفِيَّةِ' فَتَفَكَّرْ] ''بلکہ احناف کے طریقے کے مطابق اس کی سنیت پر اجماع صحابہ ثابت ہو چکا ہے' غور کیجیے!''
(تحفة الأحوذي' شرح جامع الترمذي: ۱/۴۸۷' ۴۸۸)

مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں: [وَاسْتَمَرَّ التَّرْجِيعُ بِمَكَّةَ إِلٰی عَهْدِ الشَّافِعِيِّ وَكَانَ السَّلَفُ يَشْهَدُونَ مَوْسِمَ الْحَجِّ كُلَّ سَنَةٍ وَّلَمْ يُنْكِرْ أَحَدٌ فَلَا يُقَالُ بِالْكَرَاهَةِ] ''عہد شافعی تک دوہری اذان بدستور جاری رہی ہے۔ سلف رحمہم اللہ ہر سال موسم حج میں حاضر ہوتے تھے لیکن کسی نے اس کا انکار نہیں کیا' اس لیے اسے مکروہ نہ کہا جائے۔'' (العرف الشذي' ص:۱۰۷)

صاحب مرعاۃ کے بقول دوہری اذان کے حوالے سے احناف کے متعدد اقوال ہیں: بعض اسے مکروہ

اور بعض خلافِ اولیٰ اور مباح کہتے ہیں۔ صاحب فیض الباری کا کہنا ہے کہ عندالتحقیق اختلاف صرف دوہری اذان کی افضلیت میں رہ جاتا ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح:۱/۴۲۲)

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کا ایک جواب علامہ ابن ہمام حنفی نے بھی دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ معجم طبرانی اوسط کی حدیث میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان کا ایک ایک حرف سکھایا ہے، پھر وہ بلاترجیع اذان کا طریقہ بیان کرتے ہیں۔ (المعجم الأوسط للطبراني، حدیث:۱۱۰۶) امام موصوف فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں انھوں نے ترجیع کا ذکر نہیں کیا' لہٰذا دونوں احادیث آپس میں متعارض ہوئیں اور ساقط الاعتبار قرار پائیں جبکہ ابن عمر اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہم کی روایات معارض سے سالم ہیں۔ (فتح القدیر بحوالہ تحفة الأحوذي:۱/۴۸۶)

ملا علی قاری نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا: [وَفِيهِ أَنَّ عَدَمَ ذِكْرِهِ فِي حَدِيثٍ لَّا يُعَدُّ مُعَارِضًا، لِأَنَّ مَنْ حَفِظَ حُجَّةٌ عَلَى مَنْ لَّمْ يَحْفَظْ، وَالزِّيَادَةُ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ، نَعَمْ، لَوْ صَرَّحَ بِالنَّفْيِ كَانَ مُعَارِضًا مَّعَ أَنَّ الْمُثْبَتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّافِي] ''اس کی وضاحت یوں ہے کہ ایک حدیث میں ترجیع کا عدم ذکر اس کا معارض ومخالف شمار نہیں ہوگا کیونکہ جس نے یاد کیا ہے وہ اس شخص کے مقابلے میں حجت ودلیل ہے جس نے یاد نہیں رکھا اور ثقہ کی زیادتی (اضافہ) مقبول ہوتی ہے۔ ہاں، اگر وہ ترجیع کی نفی کی صراحت کرتے تو تب یہ معارض ہوتی (لیکن نفی کی صراحت موجود نہیں ہے۔) اس کے ساتھ ساتھ یہ اصول بھی ہے کہ مثبت نفی پر مقدم ہوتا ہے۔'' (مرقاۃ المفاتیح:۲/۳۳۵)

غور فرمایئے! اصولی بات ہے: اگر ایک چیز ایک حدیث میں ذکر نہیں ہوتی تو اس کے یہ معنی نہیں کہ سرے سے اس کا وجود ہی نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ وہ چیز کسی دوسری حدیث میں مذکور ہوتی ہے، یا کبھی حدیث میں اختصار اور کبھی اجمال ہوتا ہے تو مختصر اور مجمل حدیث کو تو بنیاد نہیں بنایا جاتا بلکہ حتی الامکان اس کی تمام تفاصیل اور دلائل کو سامنے رکھا جاتا ہے تاکہ کسی حکم کے شرعی استنباط واثبات میں تشنگی نہ رہے اور نصوص سے علی وجہ البصیرت استدلال ہو، لہٰذا کسی چیز کے اندر نقص اور کمی کی بجائے اس کی زیادتی قابل التفات ہوتی ہے۔ اصول سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

الغرض! یہ وہ بنیادی اشکالات ہیں جو عدم ترجیع کے قائلین پیش کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان

کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں، صرف قیاس آرائیاں یا کچھ احتمالات ہیں جن کی وجہ سے ایک مسلّم عمل یا مسنون طریقۂ اذان کا انکار یا اس کی سنیت سے انحراف درست نہیں، مزید تسلی کے لیے تحفۃ الاحوذی: ۱/ ۴۸۵- ۴۸۸، حدیث: ۱۹۱ دیکھی جائے۔ صاحب تحفہ: (۱/ ۴۸٦) کی یہ بات بالکل درست ہے کہ عدم ترجیع کے قائلین نے احادیث ابومحذورہ کا جواب دینے کی سعی غیر مشکور کی ہے۔ ان کے سب جواب مخدوش ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ''عدم ترجیع کے قائلین نے ان احادیث کا جواب دیا ہے لیکن تمام جوابات مخدوش اور انتہائی کمزور ہیں اور حق یہ ہے کہ دونوں طریقے ہی مشروع ومسنون ہیں۔'' مزید دیکھیے: (مرعاة المفاتيح: ۱/ ۴۲۲) یہی وجہ ہے کہ بعض علمائے احناف نے بھی اذانِ ترجیع کے مسنون ہونے کا یا عدم کراہت کا اعتراف کیا ہے جیسا کہ ملا علی قاری اور مولانا انور شاہ کشمیری کی تصریحات گزریں۔

* **فجر کی اذان میں اَلصَّلَاةُ خَيرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنے کی مشروعیت:** فجر کی اذان میں حي علی الصلاة اور حي علی الفلاح کے بعد دو دفعہ [اَلصَّلَاةُ خَيرٌ مِّنَ النَّوْمِ] کہنا مسنون اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے۔ یہ عہد نبوت کے بعد کی ایجاد یا پیداوار نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے یا باور کراتے ہیں۔

① انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: اَلصَّلَاةُ خَيرٌ مِّنَ النَّوْمِ] ''یہ سنت ہے کہ جب مؤذن اذان فجر میں حي علی الفلاح کہے تو (اس کے بعد) الصلاة خير من النوم کہے۔'' (صحيح ابن خزيمة، حديث: ۳۸٦، وصححه، وسنن الدارقطني: ۱/ ۵۳٦، والسنن الكبرى للبيهقي: ۱/ ۴۲۳ وقال: وهو إسناد صحيح)

شرح معانی الآثار: (۱/ ۱۳۷) میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے: [كَانَ التَّثْوِيبُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: حَيّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: اَلصَّلَاةُ خَيرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ] ''صبح کی نماز (کی اذان) میں جب مؤذن حي علی الفلاح کہتا تو الصلاة خير من النوم دو مرتبہ کہتا۔'' (التلخيص الحبير: ۱/ ۳۵۸. امام ابن السکن نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اسی سند سے یہ روایت شرح مشکل الآثار (۱۵/ ۳٦۵، حدیث: ٦۰۸۴) میں ان

الفاظ سے ذکر فرمائی ہے' سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [مَا كَانَ التَّثْوِيبُ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ] ''تثویب (اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ) صرف صبح کی نماز میں کہا جاتا' جب مؤذن حي على الفلاح کہتا تو الصلاة خير من النوم دو دفعہ کہتا۔'' (شیخ شعیب ارناؤط نے اس کی سند کو صحيح على شرط الشيخين قرار دیا ہے۔)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [إِسْنَادٌ صَحِيحٌ، لَوْلَا أَنَّهُ فِيهِ عَنْعَنَةُ هُشَيْمٍ، ثُمَّ وَجَدْتُ لَهُ مُتَابِعًا عِنْدَ الدَّارَقُطْنِيِّ (٩٠)، والبيهقي (٤٢٣/١)، وقال: إِسْنَادٌ صَحِيحٌ] ''اس کی سند صحیح ہے اگر اس میں ہشیم کا عنعنہ نہ ہوتا' پھر میں نے سنن دارقطنی اور سنن بیہقی میں اس کا متابع پالیا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ سند صحیح ہے۔'' (سبل السلام بتعليق الألباني: ۳۵۹/۱)

② اس کی مشروعیت کی دوسری دلیل ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقۂ اذان سیکھنے کی درخواست کرتے ہیں: [عَلِّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ......] ''مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجیے۔'' تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ترجیع والی (دوہری) اذان سکھائی۔ حدیث کے آخر میں ہے: [فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] ''اگر صبح کی نماز (کے لیے اذان) ہو تو کہو: الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے۔) (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ۵۰۰، ومسند الإمام أحمد: ۴۰۸/۳، ۴۰۹، والسنن الكبرى للبيهقي: ۴۲۱/۱، ۴۲۲)

ابو داود کے دوسرے طریق کے الفاظ یہ ہیں: [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فِي الْأُولَى مِنَ الصُّبْحِ] ''الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من النوم صبح کی پہلی اذان میں کہو۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ۵۰۱)

صحیح ابن خزیمہ: (۲۰۱/۱) حدیث: ۳۸۵ میں [فِي الْأَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ] کے الفاظ ہیں۔ یہ حدیث سنن بیہقی: (۴۲۳/۱) میں بھی ہے اور صحیح ہے۔ ایک دوسری سند سے مروی الفاظ یوں ہیں: [وَكَانَ يَقُولُ فِي الْفَجْرِ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] ''ابو محذورہ رضی اللہ عنہ (اذان) فجر میں ''الصلاة خير من النوم'' کہا کرتے تھے۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ۵۰۴)

③ تیسری حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے، وہ فرماتے ہیں: [كَانَ فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ بَعْدَ الْفَلَاحِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] "پہلی اذان میں حي علی الفلاح کے بعد الصلاۃ خیر من النوم، الصلاۃ خیر من النوم کے الفاظ کہے جاتے تھے۔" (شرح معاني الآثار:۱/۱۳۷، ومشکل الآثار:۱۵/۳۶۴، و السنن الکبرٰی للبیهقي:۱/۴۲۳) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ (التلخیص الحبیر:۱/۳۵۹) مشکل الآثار کے محقق شیخ شعیب نے اس کی سند قوی قرار دی ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند جید قرار دی ہے۔ (سبل السلام بتعلیق الألباني:۱/۳۶۰)، نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ منقول ہے کہ انھوں نے اپنے مؤذن کو کہا کہ جب تم فجر کی اذان میں حي علی الفلاح پر پہنچو تو الصلاۃ خیر من النوم، الصلاۃ خیر من النوم کہو۔" (السنن الکبرٰی للبیهقي:۱/۴۲۳، و سنن الدارقطني:۱/۵۳۷)

صاحب التبیان فی تخریج وتبویب احادیث بلوغ المرام نے اس کی سند قوی قرار دی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے معلقاً ان کا اپنا فعل نقل کیا ہے۔ (جامع الترمذي، الصلاۃ، حدیث:۱۹۸) اور اس میں یہ صراحت ہے کہ وہ یہ کلمات نماز فجر میں کہا کرتے تھے۔

④ چوتھی دلیل سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اس میں عبداللہ بن زید کے خواب کا ذکر ہے، یہ خواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ هٰذِهِ لَرُؤْيَا حَقٍّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ: ثُمَّ أَمَرَ بِالتَّأْذِينِ، فَكَانَ بِلَالٌ مَّوْلٰى أَبِي بَكْرٍ يُّؤَذِّنُ بِذٰلِكَ وَ يَدْعُو رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ : فَجَاءَهُ فَدَعَاهُ ذَاتَ غَدَاةٍ إِلَى الْفَجْرِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَائِمٌ، قَالَ : فَصَرَخَ بِلَالٌ بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: فَأُدْخِلَتْ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ فِي التَّأْذِينِ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ] "ان شاء اللہ یہ سچا خواب ہے، پھر آپ نے اسی طریقے سے اذان دینے کا حکم فرمایا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، یہ اذان دیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی طرف بلاتے۔ راوی کہتا ہے: (ایک دفعہ) بلال آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کے وقت (نماز) فجر کی طرف بلایا۔ انھیں کہا گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہیں۔ راوی نے کہا: تو بلال

رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے الصلاۃ خیر من النوم کہا۔ سعید بن میبّب فرماتے ہیں: (اس وقت سے) یہ کلمات نمازِ فجر (کی اذان) میں داخل کر لیے گئے۔" (مسند الإمام أحمد: ۴/۴۲، ۴۳)

اس کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس راوی ہیں اور عن سے بیان کرتے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس مذکورہ روایت کے متعلق فرماتے ہیں: پھر میں نے بیہقی میں بسند صحیح سعید بن میبّب سے اس کا ایک دوسرا طریق پالیا...... (امام زہری فرماتے ہیں:) تو سعید بن میبّب نے عبداللہ بن زید کا قصہ اور اس کا خواب بیان کیا یہاں تک کہ انھوں نے فرمایا: پھر بلال نے اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کا اضافہ فرمایا' وہ اس طرح کہ جب بلال پہلی اذان دے کر رسول اللہ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے آئے تو انھیں کہا گیا کہ آپ ﷺ سو رہے ہیں۔

سنن بیہقی میں اس سے آگے یہ الفاظ ہیں: [فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِأَعْلٰی صَوْتِهِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، فَأُقِرَّتْ فِي التَّأْذِينِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ] "تو بلال نے بلند آواز سے "الصلاۃ خیر من النوم" کی منادی کی' لہٰذا نماز فجر کی اذان میں یہ الفاظ مقرر کر دیے گئے۔" (السنن الکبرٰی للبیھقي: ۱/۴۲۳)

ان صحیح احادیث سے ثابت ہوا کہ فجر کی اذان میں اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا سنت ہے۔ یہ بدعت ہے نہ غیر مشروع جیسا کہ بعض کا خیال ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (السیل الجرار: ۱/ ۴۴۷)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن المبارک اور احمد نے جو تفسیر بیان کی ہے کہ تثویب سے مراد یہ ہے کہ مؤذن فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کہے' یہی قول صحیح ہے' اہل علم نے اسے پسند کیا ہے اور یہ ان کی رائے ہے۔" (جامع الترمذي' الصلاۃ' حدیث: ۱۹۸)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کلمات کا آغاز دورِ فاروقی میں ہوا۔ اس سے قبل یہ کلمات اذان فجر میں نہیں کہے جاتے تھے اور دلیل کے طور پر حسب ذیل اثر پیش کرتے ہیں:

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انھیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مؤذن آیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز کی اطلاع دینے لگا کیونکہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ تو اس نے کہا: الصلاۃ خیر من النوم. عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ یہ کلمات صبح کی اذان میں کہا کرو۔ (الموطأ للإمام مالك: ۱/۷۲' نسخة فؤاد عبدالباقي) یہ اثر امام مالک کی بلاغات میں سے ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَهُوَ ضَعِيفٌ

لِإِعْضَالِهِ أَوْ إِرْسَالِهِ] ''یہ اثر معضل یا مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔'' (تحقیق هداية الرواة: ۱/۳۱۳)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بالفرض اگر یہ بات سنداً ثابت بھی ہو تو تب بھی اس کی توجیہ اور ان کا مقصد یہی ہے کہ ان کلمات کا اصل محل صبح کی اذان ہی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے' ان الفاظ کو اذان ہی میں کہا کرو جبکہ دیگر اوقات میں ان کلمات کا استعمال' خواہ کسی کو متنبہ کرنے کے لیے ہی کیوں نہ ہو' جائز نہیں' اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بطور خاص تلقین فرمائی۔ واللہ أعلم.

اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنے کا اصل محل: راجح بات یہ ہے کہ یہ کلمات طلوع فجر کے بعد' صبح کی اذان میں دو مرتبہ حي على الفلاح کے بعد کہے جائیں۔ یہ جمہور علماء کا موقف ہے۔ دلائل و قرائن کی روشنی میں یہی موقف اقرب الی الصواب ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ کے کلام سے بھی بظاہر اس کی تائید ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَ إِنْ زَادَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ' اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ' اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَحَسَنٌ] ''اگر مؤذن نمازِ فجر کی اذان میں الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من النوم کا اضافہ کرے تو یہ اچھا ہے۔ (المحلى: ۳/۱۵۰)

فجر کی اذان میں الصلاة خير من النوم کی مشروعیت وسنّیت کا اثبات کرتے ہوئے امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ وَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہما يُخْبِرُ أَنَّ ذٰلِكَ مِمَّا كَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ بِهِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ' فَثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا' وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ' وَ أَبِي يُوسُفَ' وَ مُحَمَّدٍ رحمہم اللہ] ''یہ ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم خبر دیتے ہیں کہ ان کلمات کے ساتھ مؤذن صبح کی اذان دیا کرتا تھا' لہٰذا اس سے جو ہم نے مدعا ذکر کیا' ثابت ہو گیا (یعنی اس کی مشروعیت) یہ ابوحنیفہ' ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔'' (شرح معاني الآثار: ۱/۱۳۷)

شرح مشکل الآثار میں فرماتے ہیں: [فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا قُلْنَا: وُجُوبُ اسْتِعْمَالِ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ' عَلٰى مَا فِي هٰذِهِ الْآثَارِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ] ''الصلاة خير من النوم کے صبح کی اذان میں کہنے کا وجوب ثابت ہو گیا جس طرح ہم نے کہا ہے جیسا کہ ان آثار وروایات میں ہے۔''

(مشکل الآثار:۱۵/۳۶۷)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[قَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ مَذْهَبَنَا أَنَّهُ سُنَّةٌ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ......] ''ہم ذکر کر چکے ہیں کہ تثویب (الصلاۃ خیر من النوم) کہنا صبح کی اذان میں مسنون ہے۔'' (المجموع شرح المهذب:۳/۱۰۲)

امام ابن قدامہ فرماتے ہیں:[وَ يَقُولُ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ] ''مؤذن کو صبح کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم دو مرتبہ کہنا چاہیے۔'' (المغني:۱/۴۵۳)

اس قول کی شرح میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَهٰذَا لِأَنَّ الصُّبْحَ مَظِنَّةُ نَوْمِ النَّاسِ فِي وَقْتِهَا، فَاسْتُحِبَّ زِيَادَةُ ذٰلِكَ فِيهَا بِخِلَافِ سَائِرِ الصَّلَوَاتِ، وَسَوَاءٌ أَذَّنَ مُغَلِّسًا أَوْ مُسْفِرًا، لِأَنَّهُ مَظِنَّةٌ فِي الْجُمْلَةِ] ''یہ اس لیے کہ صبح کا وقت لوگوں کی نیند کا وقت ہوتا ہے تو (شارع علیہ السلام کی طرف سے) اس وقت ان کلمات کا اضافہ مستحب سمجھا گیا' دیگر نمازوں کے برخلاف' مؤذن خواہ اندھیرے میں اذان دے یا روشنی ہونے پر' برابر ہے کیونکہ فی الجملہ اس وقت نیند کا گمان ہوتا ہے۔'' (شرح العمدة لشيخ الإسلام:۲/۱۰۹)

امام شوکانی رحمہ اللہ ان کلمات کی مشروعیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:[أَقُولُ: قَدْ رُوِيَتْ فِيهِ أَحَادِيثُ مِنْهَا مَاهُوَ صَحِيحٌ وَمِنْهَا مَاهُوَ حَسَنٌ وَّ مِنْهَا مَاهُوَ ضَعِيفٌ فَلَاوَجْهَ لِلْقَوْلِ بِأَنَّهُ بِدْعَةٌ وَّهُوَ مُخْتَصٌّ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ......] ''اس کے متعلق مختلف احادیث مروی ہیں' کچھ صحیح' کچھ حسن درجے کی اور کچھ ضعیف' اس لیے اسے بدعت کہنے کی کوئی صورت نہیں اور یہ نماز فجر کے ساتھ خاص ہے......'' (السيل الجرار:۱/۴۴۸)

ان ائمۂ محققین کے کلام سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ کا اصل محل نمازِ فجر کی اذان ہے۔ اس موقف کے مزید صریح دلائل ذکر کرنے سے قبل دوسرے موقف کے حاملین کا نقطۂ نظر بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جن کے نزدیک الصلاۃ خیر من النوم کا اصل محل فجر کی پہلی اذان ہے جسے عرف عام میں اذان سحری یا اذان تہجد کہا جاتا ہے۔ ان کے بقول' دوسری اذان' یعنی نماز فجر کی اذان میں' ان کلمات کا کہنا مشروع و مسنون نہیں۔ یہ موقف علامہ ابن رسلان' علامہ صنعانی اور محدث العصر شیخ ناصرالدین البانی

رحمہم اللہ وغیرہ کا ہے۔(سبل السلام بتعلیق الألباني:۱/ ۳۵۹، ۳۶۰)

* **حاملین موقف ہذا کے دلائل:** ① ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دوہری اذان سکھائی اور اس میں یہ وضاحت بھی موجود ہے:[اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فِي الْأُولیٰ مِنَ الصُّبْحِ] ''جب صبح کی پہلی اذان ہو تو اس وقت الصلاۃ خیر من النوم، الصلاۃ خیر من النوم کہنا۔'' (سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث:۵۰۱، وسنن النسائي، الأذان، حدیث: ۶۳۴) طحاوی میں ان الفاظ سے مروی ہے:[أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُ فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ......] ''صبح کی اذان اول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یہ کلمات سکھائے۔''(شرح معاني الآثار:۱/ ۱۳۷، والسنن الکبرٰی للبیهقي:۱/ ۴۲۲)

② ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا فعل بھی اذان اول ہی میں الصلاۃ خیر من النوم کہنے کا ہے۔ فرماتے ہیں:[کُنْتُ أُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَکُنْتُ أَقُولُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ الْأَوَّلِ ...... اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ......] ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اذان دیا کرتا تھا اور فجر کی پہلی اذان میں...... الصلاۃ خیر من النوم کہتا......''(سنن النسائي، الأذان، حدیث:۶۴۸، وشرح مشکل الآثار: ۱۵/ ۳۶۳، والسنن الکبرٰی للبیهقي:۱/ ۴۲۲)

③ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں:[کَانَ فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ بَعْدَ الْفَلَاحِ، اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] (شرح معاني الآثار:۱/ ۱۳۷، وشرح مشکل الآثار: ۱۵/ ۳۶۴، والسنن الکبرٰی للبیهقي:۱/ ۴۲۳)

امام صنعانی وغیرہ کا استدلال یہ ہے کہ ان مذکورہ روایات میں اذان اول کی قید ہے، اس لیے جو روایات مطلق، یعنی بلاقید ہیں انھیں اس تقیید پر محمول کیا جائے گا، نیز الصلاۃ خیر من النوم کی مشروعیت کی وجہ بھی یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا جائے۔ ان کے بقول طلوع فجر کے بعد کی اذان میں ان کلمات کی مشروعیت نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:(سبل السلام:۱/ ۳۵۹، ۳۶۰)

④ اس موقف کی دلیل میں الصلاۃ خیر من النوم کی مشروعیت کے تحت مندرج چوتھی حدیث کو بھی پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے گزشتہ صفحات ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں محل استشہاد درج ذیل الفاظ

ہیں:[أَنَّ بِلاَلاً أَتٰی بَعْدَمَا أَذَّنَ التَّأْذِينَةَ الْأُولٰی......]

* **پہلے موقف' یعنی نماز فجر کی اذان میں ان کلمات کی مشروعیت کے دلائل :** بلاشبہ مطلق روایات مقید پر محمول ہوتی ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مختلف طرق وروایات کی روشنی میں کسی مسئلے کی نوعیت یا اس کے درست مفہوم کا تعین ہوتا ہے۔ یہاں اسی اصول کو مدنظر رکھا جائے۔ بایں طور دیکھا جائے تو مختلف روایات کے پیش نظر پتا چلتا ہے کہ الصلاة خير من النوم نماز فجر کی اذان میں کہنا مسنون ہے جو عہد رسالت کے اعتبار سے صبح کی دوسری اذان ہے۔

① سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:[مَا كَانَ التَّثْوِيبُ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ] یہاں إِلَّا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ میں حصر ہے۔(شرح مشكل الآثار:۱۵/۳۶۵) صلاة الغداة کے حقیقی اور متبادر معنی نماز فجر کے ہیں۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:[وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ] ''آپ ﷺ صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہوتے جب آدمی اپنے ساتھ بیٹھے آدمی کو پہچان لیتا۔''(صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث:۵۴۷)

تاج العروس میں بھی صلاة الغداة کے معنی صلاة الصبح ہی کے دیے گئے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ الأذان الأول سے مراد فجر کی اذان ہے' اسے اقامت کے مقابلے میں اول قرار دیا گیا ہے کیونکہ شریعت میں اقامت کو بھی اذان کہا جاتا ہے' اس لیے کہ یہ نماز کھڑی ہونے کی اطلاع کا ذریعہ ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ہے:﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ﴾(الأنعام۶:۵۲) ''اور آپ ان لوگوں کو مت دور کریں جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں۔''سعید بن مسیّب' مجاہد' حسن اور قتادہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے فرض نماز مراد ہے۔(ابن کثیر)

امام مجاہد سے یہ قول بھی منقول ہے کہ اس سے صبح اور عصر کی فرض نمازیں مراد ہیں۔(فتح القدير: ۲/۱۷۱) جبکہ طحاوی میں یہ الفاظ ہیں:[كَانَ التَّثْوِيبُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ] ''صبح کی نماز میں الصلاة خير من النوم کہا جاتا تھا۔''(شرح معاني الآثار:۱/۱۳۷)

② ان الفاظ کی مشروعیت کے حوالے سے ابومحذورہ کی روایت گزری ہے۔ اس میں ان کلمات کے

بارے میں یہ تصریح موجود ہے۔[فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبحِ] ''اگر صبح کی نماز ہو (تو تب یہ کلمات کہنے ہیں۔)'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۵۰۰) صلاة الصبح ''صبح کی نماز'' کے متبادر معنی طلوع فجر کے بعد فرض نماز ہی کے ہیں۔ اس سے بھی ان کلمات کے محل کا تعین ہوتا ہے۔

اس موقف کی تقویت کے لیے ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ ان مذکورہ کلمات کو پہلی اذان میں کہنے کے پابند تھے اور وہ یہ کلمات کہتے تھے جیسا کہ صراحت ہے: [وَكَانَ يَقُولُ فِي الْفَجْرِ] (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۵۰۴)

سوال یہ ہے کہ آیا اس حدیث میں [فِي الْأُولَىٰ مِنَ الصُّبحِ] اذانِ اول سے مراد واقعی اذانِ سحری ہے جو حقیقت میں سوئے ہوؤں کو بیدار کرنے یا قیام کرنے والوں کے لیے استراحت وغیرہ کے لیے پلٹنے کی ایک اطلاع ہوا کرتی تھی؟ یا اس سے مراد نمازِ فجر کی اذان ہے؟ جو طلوع فجر کے بعد ہوتی ہے اور اسے اذان اول' اقامت کے مقابلے میں کہا گیا ہے کیونکہ شریعت میں تکبیر کو بھی ایک لحاظ سے اذان کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ] ''ہر دو اذانوں کے مابین نماز ہے۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:۶۲۴) گویا ہر اذان اور تکبیر کے درمیانی وقفے میں کم از کم دو رکعت نماز پڑھنا مشروع ہے۔

ثانیاً: کیا مکے میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ طلوع فجر سے قبل' یعنی اذان سحری دیا کرتے تھے؟ اور کیا اس حدیث [فِي الْأُولَىٰ مِنَ الصُّبحِ] کے علاوہ بھی کسی دوسری صریح دلیل یا قرینے سے اس موقف کی تائید ہوتی ہے؟ اگر ابومحذورہ رضی اللہ عنہ پہلی اذان دیا کرتے تھے تو پھر دوسری اذان کون دیتا تھا؟ یہ کچھ اشکالات ہیں۔

جہاں تک اس کی تصریح اور دوسرے مؤذن کی تعیین کی بات ہے تو بظاہر اس کا مستند ذریعے سے اثبات مشکل ہے۔ کتب سیر وفقہ میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذنوں کے حوالے سے جو ذکر ہوا ہے' وہ یہ ہے کہ مدینے میں بلال بن رباح اور عمرو بن ام مکتوم اذان دیا کرتے تھے۔ قباء میں سعد القرظ (جبکہ یہ سنداً ضعیف ہے) اور مکہ میں صرف ابومحذورہ ...... رضی اللہ عنہم ......

امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی تحقیق کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چار مؤذن تھے' دو مدینے میں اور وہ تھے بلال بن رباح' یہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی

میں سب سے پہلے اذان دی' اور دوسرے عمرو بن ام مکتوم قرشی۔ قباء میں عمار بن یاسر کے آزاد کردہ غلام سعد القرظ اور مکہ میں ابومحذورہ اوس بن مغیرہ تھے...... رضی اللہ عنہم...... ان میں سے ترجیع والی (دوہری) اذان واقامت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ (زادالمعاد: ۱/۱۲۴ بتحقيق شعيب أرناؤط)

ممکن ہے کوئی کہے: عدمِ ذکر عدمِ وجود کو مستلزم نہیں' یعنی ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرے مؤذن کے عدمِ ذکر سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا مؤذن تھا ہی نہیں لیکن یہ بات کمزور لگتی ہے' چونکہ اذان عبادت اور اسلام کا ایک اہم شعار ہے' اس لیے اگر مکے میں طلوع فجر سے قبل ابومحذورہ رضی اللہ عنہ پہلی اذان دیا کرتے یا ان کی موجودگی میں یہ اذان ہوا کرتی تھی تو ضرور منقول ہوتی اور اس کا ذکر ملتا جیسا کہ مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذنوں بلال اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کا واضح بیان ملتا ہے' نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ خود ہی دونوں اذانیں دے لیا کرتے اور پہلی میں یہ کلمات کہہ لیتے ہوں گے لیکن پہلے احتمال کی طرح یہ بھی کمزور ہے اور احتمال برائے احتمال ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً نقل ہوتا اگرچہ سحری کی اذان کی مشروعیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

لہٰذا جب حقیقت یہ ہے تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہاں حدیث میں منقول الفاظ [فِي الْأُولٰى مِنَ الصُّبْحِ يا فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ] سے طلوع فجر کے بعد والی دوسری اذان ہی مراد ہے کیونکہ مکہ میں اذان دینے کے متعلق صرف انھی کا ذکر ملتا ہے' نیز تکبیر کے مقابلے میں اذان فجر پر اذان اول کا استعمال عہد الرسول میں معروف تھا۔

مذکورہ اصطلاح یا ''اذان اول'' کے اس معنی میں استعمال کی مزید توثیق وتصدیق مندرجہ ذیل احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

ابواسحاق کہتے ہیں: [سَأَلْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ عَمَّا حَدَّثَتْهُ عَائِشَةُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَ يُحْيِي آخِرَهُ، ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلٰى أَهْلِهِ قَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَنَامُ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَالنِّدَاءِ الْأَوَّلِ قَالَتْ: وَثَبَ......، وَلَا وَاللّٰهِ! مَا قَالَتْ: قَامَ...... فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ......، وَلَا وَاللّٰهِ! مَا قَالَتْ: اِغْتَسَلَ، وَ أَنَا أَعْلَمُ مَا تُرِيدُ...... وَ إِنْ لَّمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ وُضُوءَ الرَّجُلِ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ] ''میں

نے اسود بن یزید سے اُس حدیث کے متعلق پوچھا جو انھیں سیدہ عائشہ ﷞ نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق بیان فرمائی ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کے اول حصے میں سوتے اور آخری حصے میں جاگتے، پھر اگر آپ ﷺ کو اپنی اہلیہ سے کوئی حاجت ہوتی تو پوری فرما لیتے، پھر سو جاتے۔ جب پہلی اذان کا وقت ہوتا، سیدہ عائشہ ﷞ نے فرمایا: تو فوراً اٹھتے...... اللہ کی قسم! انھوں نے (صرف) یہ نہیں فرمایا کہ اٹھتے (بلکہ "فوراً اٹھتے" فرمایا)...... پھر اپنے اوپر پانی بہاتے...... اللہ کی قسم! انھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ غسل فرماتے اور میں ان کی مراد کو جانتا ہوں (یعنی پانی بہانے سے مراد غسل کرنا ہی تھا۔)...... اگر آپ ﷺ جنبی نہ ہوتے تو نماز کے لیے وضو کرنے والے انسان کا سا وضو کر لیتے، پھر (فجر کی) دو رکعتیں (بطور سنت) ادا فرماتے۔" (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، حدیث: ۷۳۹، و مسند الإمام أحمد:۱۰۲/۶، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۲۳۳/۴۱)

سیدہ عائشہ ﷞ سے منقول دوسرے طریق کے الفاظ یہ ہیں: [فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَ تَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ، وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ] "جب مؤذن نمازِ فجر کی اذان سے خاموش ہوتا اور طلوع فجر واضح ہو چکی ہوتی اور مؤذن آپ کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوتا، آپ اٹھتے اور ہلکی سی دو رکعات ادا فرماتے، پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن اقامت کے لیے آ جاتا۔" (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین و قصرها، حدیث:(۱۲۲)-۷۳۶)

اسود بن یزید سے مروی مذکورہ حدیث میں اَلنِّدَاءُ الْأَوَّل کے الفاظ ہیں۔ اس اذان اول سے کون سی اذان مراد ہے؟ سیاق حدیث سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ یہاں یہ اقامت کے مقابلے میں ہے۔ سیدہ عائشہ ﷞ نے اذان اول، طلوع فجر کے بعد ہونے والی اذان کو اور اذان ثانی اقامت کو قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا یہ استعمال معروف و مانوس تھا۔

بواسطہ زہری عن عروہ سیدہ عائشہ ﷞ سے یہ الفاظ مروی ہیں: [كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولٰى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ أَنْ يَّسْتَبِينَ الْفَجْرُ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ

لِلْإِقَامَةِ] ''جب مؤذن نمازِ فجر کی پہلی اذان سے خاموش ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور اچھی طرح طلوع فجر واضح ہونے کے بعد نماز فجر سے قبل دو ہلکی سی رکعتیں ادا فرماتے' پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن اقامت کے لیے آ جاتا۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:٦٢٦)

اور صحیح بخاری ہی میں یہ حدیث (کتاب التہجد' باب ما یقرأ في رکعتي الفجر' حدیث:١١٧٠) میں بایں الفاظ مروی ہے: [ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ] ''پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو خفیف سی رکعتیں ادا فرماتے۔'' صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: [فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ] ''...... (حدیث:(١٢٢)-٧٣٦) سنن ابوداود میں ہے: [فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ] ''جب مؤذن نماز فجر کی پہلی اذان دے کر خاموش ہوتا۔'' (سنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث:١٣٣٦) یعنی آپ فجر کی دو ہلکی سی سنتیں ادا فرما لیتے۔ یہ حدیث سنن نسائی (حدیث: ٦٨٦) میں بھی ہے۔ سنن ابن ماجہ کی روایت میں بالصراحت اذان اول کا اطلاق' اقامت کے مقابلے میں' نماز فجر کی اذان پر کیا گیا ہے: [فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ] ''تو جب مؤذن نماز صبح کی پہلی اذان دے کر خاموش ہو جاتا۔'' (سنن ابن ماجه' إقامة الصلاة' حدیث:١٣٥٨)

سیدہ عائشہ ؓ نے اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل کے حوالے سے بیان فرمایا ہے اور اس کے ضمن میں نماز فجر کی دو سنتوں کا بھی ذکر فرما دیا۔

غور فرمائیں! اس حدیث میں سیدہ عائشہ ؓ نے نماز فجر کی اذان پر اذان اول کا اطلاق کیا ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ استعمال معروف و مشہور تھا۔ حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں: [وَالْمُرَادُ بِالْأُولَى، الْأَذَانُ يُؤَذَّنُ بِهِ عِنْدَ دُخُولِ الْوَقْتِ وَهُوَ أَوَّلُ بِاعْتِبَارِ الْإِقَامَةِ......] ''اولیٰ سے مراد وہ اذان ہے جو (طلوع فجر کے وقت) دخول وقت پر دی جاتی ہے' یہ اقامت کے اعتبار سے پہلی ہے۔'' (فتح الباري:٢/١٠٩' تحت حدیث:٦٢٦)

تابعین کے ہاں بھی اذان اول کا اطلاق بمقابلہ 'اقامت' اذان پر ہوتا تھا۔ بواسطۂ عبدالرزاق' ابن جریج سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا: [فَمَنْ سَمِعَ الْإِقَامَةَ فِي الْحَضَرِ

وَ لَمْ يَسْمَعِ الْأُولٰى؟ قَالَ: فَإِنْ ظَنَّ أَنَّهُ يُدْرِكُهَا فَحَقٌّ عَلَيْهِ أَنْ يَّأْتِيَهَا] ''جس نے حالت اقامت میں تکبیر سن لی اور پہلی یعنی اذان نہ سنی (تو کیا کرے؟) انھوں نے جواب دیا: اگر اسے غالب گمان ہو کہ وہ نماز پالے گا تو ضرور آئے۔'' (المصنف لعبدالرزاق:۱/۵۰۰)

ان کا یہی فتویٰ (ص:۴۹۶) میں تفصیلاً مذکور ہے۔ اس میں امام عطاء فرماتے ہیں: [إِنَّمَا الْأُولٰى مِنَ الْأَذَانِ لِيُؤَذَّنَ بِهَا النَّاسُ] ''پہلی اذان صرف اس لیے ہوتی ہے کہ لوگ مطلع ہو جائیں۔'' یہاں بھی عطاء رحمہ اللہ نے اقامت کے اعتبار سے اذان کو اذان اول قرار دیا ہے۔

نعیم بن نحام فرماتے ہیں: [كُنْتُ مَعَ امْرَأَتِي فِي مِرْطِهَا فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ، فَنَادٰى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا سَمِعْتُ قُلْتُ: لَوْقَالَ: وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ، قَالَ: فَلَمَّا قَالَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، قَالَ: وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ] ''ایک ٹھنڈی صبح میں اپنی بیوی کے ساتھ اس کی چادر میں لیٹا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے صبح کی نماز کے لیے اذان دینا شروع کر دی۔ جب میں نے اذان سنی تو کہا: کاش یہ کلمات (بھی) کہہ دے: اور جو بیٹھا رہے اس پر کوئی حرج نہیں۔ کہتے ہیں: جب اس نے الصلاۃ خیر من النوم کہا تو (اس کے بعد) کہا: اور جو بیٹھا رہے اس پر کوئی حرج نہیں۔'' (السنن الکبرٰی للبیهقي:۱/۴۲۳، والمصنف لعبدالرزاق:۱/۵۰۱، حدیث:۱۹۲۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (فتح الباري: ۲/۹۹) جبکہ امام ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں ان سے روایت کرنے والے محمد بن ابراہیم بن حارث کے ان سے عدم سماع کا گمان ظاہر کیا ہے۔ [مَا أَظُنُّهُ سَمِعَ مِنْ نُّعَيْمٍ] (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ۲۹/۴۵۴) لیکن یہ حدیث مختلف طرق اور متابعات کی بنا پر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (أنيس الساري في تخريج و تحقيق الأحاديث التي ذكرها الحافظ ابن حجر في فتح الباري:۱/۴۷۰، حدیث:۳۱۹) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے قوی قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل:۲/۳۴۲) جبکہ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ میں نے خواہش کی کہ کاش [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] کہہ دے لہٰذا جب اس نے حی علی الفلاح کہا تو صلوا فی رحالکم کے کلمات کہہ دیے۔

اس حدیث میں کوئی ابہام نہیں۔ اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ مؤذن نے الصلاۃ خیر من النوم کے الفاظ نماز فجر کی اذان میں کہے تھے' اسی لیے نعیم بن عبداللہ نحام نے یہ خواہش کی کہ کاش مؤذن رخصت کے کلمات' یعنی [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] کہہ دے۔ اگر یہ طلوع فجر سے پہلے کی اذان' یعنی سحری کی اذان ہوتی تو نعیم رضی اللہ عنہ قطعاً مذکورہ تمنا نہ کرتے۔

اس موقف کی مزید تائید سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے' یہ حدیث ''الصلاۃ خیر من النوم کی مشروعیت'' کے تحت حدیث:۴ میں گزر چکی ہے۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: [فَجَاءَ فَدَعَاهُ ذَاتَ غَدَاةٍ إِلَى الْفَجْرِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَائِمٌ- قَالَ: فَصَرَخَ بِلَالٌ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: فَأُدْخِلَتْ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ فِي التَّأْذِينِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ] ''تو بلال آئے اور آپ ﷺ کو صبح کے وقت (نمازِ) فجر کی طرف بلایا' انھیں کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سوئے ہوئے ہیں' راوی نے کہا: تو بلال رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے الصلاۃ خیر من النوم کہا۔ سعید بن مسیب نے کہا: (اس وقت سے) یہ کلمات نماز فجر (کی اذان) میں داخل کر لیے گئے ہیں۔'' (مسند الإمام أحمد:۴/۴۳، ۴۴)

سنن بیہقی کے دوسرے طریق میں کچھ یوں وضاحت ہے: [أَنَّ بِلَالًا أَتَى بَعْدَ مَا أَذَّنَ التَّأْذِينَةَ الْأُولَى لِيُؤْذِنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالصَّلَاةِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَائِمٌ، فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِأَعْلَى صَوْتِهِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، فَأُقِرَّتْ فِي التَّأْذِينِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ] ''بلال رضی اللہ عنہ پہلی اذان کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے آئے' انھیں کہا گیا کہ آپ سو رہے ہیں۔ تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے الصلاۃ خیر من النوم کی منادی کی' لہٰذا نمازِ فجر کی اذان میں یہ کلمات مقرر کر دیے گئے۔'' (السنن الکبریٰ للبیهقي:۱/۴۲۳) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند صحیح قرار دی ہے۔ (سبل السلام بتعليق الألباني:۱/۳۵۸)

سنن ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں: [أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يُؤْذِنُهُ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقِيلَ: هُوَ نَائِمٌ، فَقَالَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، فَأُقِرَّتْ فِي تَأْذِينِ الْفَجْرِ، فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ] ''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو نمازِ فجر کی اطلاع

دینے لگے تو کہا گیا: آپ تو سو رہے ہیں' تو بلال نے الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من النوم کہا۔ (اس وقت سے) یہ کلمات اذانِ فجر میں مقرر کر دیے گئے اور اسی پر یہ معاملہ پکا ہو گیا۔"
(سنن ابن ماجه' الأذان' حديث:۷۱۶- شیخ البانی نے صحیح ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

ملحوظہ: حدیث میں [اَلتَّأْذِينَةَ الْأُولٰى] (پہلی اذان) سے مراد طلوعِ فجر کے بعد کی اذان ہے' اس مفہوم کی تائید مندرجہ ذیل قرائن سے ہوتی ہے اور وہ ہیں [إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ] "نمازِ فجر کی طرف" جیسا کہ پہلی حدیث میں ہے۔ دوسرا [فَأُقِرَّتْ فِي التَّأْذِينِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ] تیسرا قرینہ آخری حدیث میں ہے: [يُؤَذِّنُهُ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ] اس کے حقیقی اور متبادر معنی وہی ہیں جو اوپر ذکر ہوئے' یعنی طلوعِ فجر کے بعد فرض نمازِ فجر کی اذان میں۔

نیز بخاری اور مسلم وغیرہ کی روایت سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ مؤذن رسول اللہ ﷺ کو طلوعِ فجر کے بعد اذان دے کر نماز کی اطلاع دینے کے لیے آتا تھا۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث:۷۳۶) یہ حدیث اسی بحث میں گزر چکی ہے۔

الغرض! حدیث بلال میں ان مذکورہ کلمات کا مصداق طلوعِ فجر کے بعد کی اذان ہے' اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ کا صرف اذانِ اول اور [اَلتَّأْذِينَةَ الْأُولٰى] کے الفاظ کو بنیاد بنا کر اسے اذانِ سحری یا طلوعِ فجر سے پہلے کی اذان قرار دینا محلِ نظر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (تمام المنة، ص:۱۴۶-۱۴۸)

* **ایک اور دلیل اور اس کا جواب:** صلاۃ الرسول کے محقق شیخ ابوعبدالسلام حفظہ اللہ نے بھی اپنی اس تحقیق میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ کلمات اذانِ اول' یعنی طلوعِ فجر سے قبل کی اذان میں کہے جائیں۔ اس موقف کی تائید میں مزید ایک تابعی کا اثر پیش کیا ہے۔ یہ اثر' تابعی کبیر سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کا ہے۔ اس میں ہے کہ انھوں نے اپنے مؤذن سے کہا کہ حي على الفلاح کے بعد الصلاة خير من النوم کہا کرو کیونکہ یہ بلال کی اذان ہے۔

اس اثر کی نص یوں ہے: [عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ أَنَّهُ أَرْسَلَ إِلٰى مُؤَذِّنِهِ إِذَا بَلَغْتَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَقُلْ: "اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" فَإِنَّهُ أَذَانُ بِلَالٍ] (مصنف ابن أبي شيبة:۲۳۶/۱)
اس اثر کی سند کے تمام راوی ثقہ اور معروف ہیں جیسا کہ شیخ ابوعبدالسلام حفظہ اللہ نے بھی فرمایا ہے۔

دیکھیے:(القول المقبول،ص:۲۸۷)

وجہِ استدلال یہ ہے کہ تابعی جلیل سوید بن غفلہ رحمہ اللہ نے الصلاة خير من النوم کے اضافے سمیت اسے اذانِ بلال قرار دیا ہے اور بخاری وغیرہ کی احادیث میں یہ صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلال رات کو اذان دیتا ہے، لہٰذا کھا پی لیا کرو۔ ''[إِنَّ بِلاَلاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا......] (صحيح البخاري، الأذان، حديث:٦١٧)

اس حدیث کی رو سے جب بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت طلوع فجر سے قبل اذان دیتے تھے تو لامحالہ الصلاة خير من النوم کے کلمات بھی وہی کہتے ہوں گے کیونکہ اسے اذان بلال قرار دیا گیا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ بلال رضی اللہ عنہ یہ کلمات، اذان اول میں کہا کرتے تھے۔ یہ ہے استدلال۔ بظاہر یہ استدلال بڑا وقیع اور مضبوط لگتا ہے لیکن چند وجوہ سے کمزور اور قطعیت کا حامل نہیں۔

اولاً: اس اثر کا ہمارے موضوع سے بصراحت تعلق نہیں، وہ اس طرح کہ اس میں ان کلمات کے محل کا تعین نہیں کہ آیا وہ یہ کلمات قبل از طلوع فجر کی اذان میں کہا کرتے تھے یا بعد از طلوع فجر کیونکہ انھوں نے مختلف حالات میں اذان دی ہے، کبھی پہلی اور کبھی دوسری۔ ہاں، اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان میں یہ کلمات کہا کرتے تھے۔ یوں سمجھیے کہ اس سے ان کلمات کی مشروعیت کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ محل کا تعین۔

ثانیاً: شیخ ابوعبدالسلام حفظہ اللہ کے انداز استدلال سے یوں لگتا ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان سحری ہی دیا کرتے تھے۔ تبھی ان کا مدعا واضح ہو سکتا ہے جبکہ حقیقت میں ایسا قطعاً نہیں، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے صحیح احادیث کی روشنی میں نمازِ فجر کی اذان دینا بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

① اُنیسہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[إِذَا أَذَّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَ إِذَا أَذَّنَ بِلاَلٌ فَلاَ تَأْكُلُوا وَلاَ تَشْرَبُوا] ''جب ابن ام مکتوم اذان دیں تو کھاؤ پیو اور جب بلال اذان دیں تو مت کھاؤ پیو۔'' (سنن النسائي، الأذان، حديث:٦٤١، ومسند الإمام أحمد: ٤٣٣/٦، وصحيح ابن خزيمة، حديث:٤٠٤ وغيره)

ملحوظہ: یہ روایت بعض دیگر طرق سے بھی مروی ہے، جب خبیب بن عبدالرحمٰن سے امام شعبہ بیان

کرتے ہیں تو شک کے ساتھ روایت کرتے ہیں: [إِنَّ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ أَوْ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ] جبکہ مذکورہ روایت منصور بن زاذان کے طریق سے بلا شک و تردد کے بالجزم منقول ہے۔ شک کا دارومدار شعبہ پر ہے جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام ابن مندہ کے حوالے سے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔ (فتح الباري: ۱۰۲/۲، تحت حديث: ۶۲۰)

شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق بھی امام شعبہ ہی اس روایت میں متردد ہیں۔ شیخ رحمہ اللہ نے بواسطۂ منصور مروی جزم والی روایت کو ترجیح دی ہے: (إرواء الغليل: ۱/ ۲۳۸)

بہر حال اس روایت کی سند صحیح ہے جیسا کہ صحیح سنن نسائی وغیرہ میں شیخ رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی ہے۔ مزید دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۲۸/۴۵)

الغرض! مدعا واضح ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کی اذان بھی کہا کرتے تھے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِذَا أَذَّنَ عَمْرٌو، فَكُلُوا وَ اشْرَبُوا، فَإِنَّهُ رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ، وَإِذَا أَذَّنَ بِلَالٌ، فَارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ، فَإِنَّ بِلَالًا لَّا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يُصْبِحَ] "جب عمرو بن ام مکتوم اذان دیں تو کھاؤ پیو وہ نابینے شخص ہیں۔ اور جب بلال اذان دیں تو اپنے ہاتھوں کو (کھانے سے) اٹھا لو کیونکہ بلال صبح (طلوع فجر) ہونے پر ہی اذان کہتے ہیں۔" (مسند الإمام أحمد: ۱۸۵/۶، ۱۸۶، و صحيح ابن خزيمة، حديث: ۴۰۶)

صحیح ابن خزیمہ کے یہ الفاظ ہیں: [فَإِنَّ بِلَالًا لَّا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَرَى الْفَجْرَ] اس کی سند جید ہے جیسا کہ ابن خزیمہ کی تحقیق میں ہے۔ دوسری سند سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں: [إِذَا أَذَّنَ عَمْرٌو، فَإِنَّهُ ضَرِيرُ الْبَصَرِ، فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ، وَ إِذَا أَذَّنَ بِلَالٌ فَلَا يَطْعَمَنَّ أَحَدٌ] "جب عمرو بن ام مکتوم اذان دیں (تو کھاتے رہو) کیونکہ وہ نابینے ہیں، لہٰذا وہ تمھیں دھوکے میں مبتلا نہ کریں (کہ کھانے سے رک جاؤ اور اسے طلوع فجر کی اذان سمجھ بیٹھو۔) اور جب بلال اذان دیں تو کوئی کھانا نہ کھائے۔" اس مختلف طرق سے مروی حدیث سے بھی پتا چلا کہ بلال رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کی اذان بھی دیا کرتے تھے۔ (صحيح ابن خزيمة، حديث: ۴۰۸- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ حدیث فتح الباری میں بھی ذکر کی ہے۔ دیکھیے: فتح الباري: ۱۰۳/۲، تحت حديث: ۶۲۰)

٭ **ایک اشکال اوراس کا حل:** بخاری ومسلم وغیرہ کی عام احادیث میں ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ طلوع فجر سے قبل' رات کی اذان' یعنی اذانِ سحری دیا کرتے تھے جوسونے والوں کو جگانے اور قیام کرنے والوں کو لوٹانے اور آرام کرنے کے لیے ہوتی تھی' جبکہ اُنیسہ وغیرہ کی احادیث میں یہ ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یہ اذان دیا کرتے تھے اور بلال دوسری اذان دیتے تھے۔ ابن عبدالبر وغیرہ نے اس ظاہری حدیثی اختلاف کی بنا پر ان روایات میں قلب کے وقوع کا دعویٰ کیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اس مسئلے میں درست روایت بلال کی ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا رجحان بھی آغاز میں یہی تھا اور مذکورہ روایات کو وہ بھی مقلوب ہی سمجھتے تھے لیکن ابن خزیمہ کی گزشتہ صریح روایت ملنے کے بعد ان کا موقف بدل گیا اوراُن کا ان روایات میں وہم کا خدشہ بھی ٹل گیا۔غرض یہ روایات صحیح ہیں۔ ان کی صحت کو مانتے ہوئے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے دونوں روایات کے مابین یہ تطبیق دی ہے کہ ممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال اورابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کی مختلف اوقات میں مختلف ڈیوٹیاں لگائی ہوں' یعنی دونوں رات کی اذان باری باری دیتے ہوں۔کبھی بلال اورکبھی ابن ام مکتوم' لہٰذا اس سے دونوں قسم کی روایات کا ظاہری تعارض رفع ہوجاتا ہے۔
(صحیح ابن خزیمة: ۲۱۲/۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن خزیمہ اورضبعی نے دونوں حدیثوں کے مابین تطبیق دی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ احتمال ہے کہ اذان سحری' بلال اورابن ام مکتوم کے درمیان باری باری ہو'اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو باخبر کردیتے ہوں کہ ان میں سے پہلے کی اذان روزہ رکھنے والے پرکوئی چیز حرام نہیں کرتی اور نہ'دوسری اذان کے برخلاف' نماز فجر کے دخول وقت پر یہ دلالت کرتی ہے۔امام ابن حبان نے اسے بطور احتمال نہیں بلکہ بالجزم ذکرکیا ہے۔امام ضیاء وغیرہ نے ان کی تردید کی ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اذان باری باری نہ تھی بلکہ اُن کی دومختلف حالتیں تھیں۔آغاز میں جب اذان کی مشروعیت ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ اکیلے ہی اذان دیا کرتے تھے اورصبح کی اذان اس وقت تک نہ دیتے جب تک فجر طلوع نہ ہوجاتی' لہٰذا اسی مفہوم پرعروہ کی روایت' جووہ بنی نجار کی ایک عورت سے روایت کرتے ہیں' محمول کی جائے گی۔ وہ فرماتی ہیں: بلال میرے گھر (کی چھت) پر بیٹھ جایا کرتے' مدینے میں یہ سب سے اونچا گھر تھا' جب صبح کو (طلوع ہوتا) دیکھتے تو انگڑائی لیتے' پھراذان کہتے۔(سنن أبي داود'

الصلاۃ، حدیث:۵۱۹)اس کی سند حسن ہے۔اور بواسطہ حمید سیدنا انس کی حدیث کہ ایک سائل نے نماز کے وقت کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے بلال کو حکم دیا تو انھوں نے طلوع فجر ہونے پر اذان دی۔ (سنن النسائي، الأذان، حدیث:۶۴۳) اس کی سند صحیح ہے۔پھر ان کے بعد آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مقرر کر دیا، یہ رات کی اذان کہا کرتے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ بدستور پہلی حالت پر برقرار رہے، اسی توجیہ پر انیسہ وغیرہ کی حدیث محمول ہوگی، پھر آخر کار ابن ام مکتوم کی کمزوری کی وجہ سے انھیں پیچھے کر دیا اور ان کے ساتھ ایسا آدمی متعین کر دیا جو ان کے لیے طلوع فجر کا خیال رکھتا اور بلال کی اذان رات کے وقت مقرر ہوگئی۔اس کا سبب وہ تھا جو حدیث میں بیان ہوا ہے کہ انھوں نے فجر کی اذان میں ایک مرتبہ غلطی کی اور طلوع فجر سے قبل ہی اذان دے دی۔ نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ لوٹیں اور یہ کہیں:[أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ] ''خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔'' یعنی نیند کے غلبے کی وجہ سے طلوع فجر واضح نہ ہو سکی۔ یہ حدیث ابوداود وغیرہ نے حماد بن سلمہ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر کے طریق سے موصول اور مرفوع روایت کی ہے، اس حدیث کے رجال ثقہ اور حافظ ہیں......(فتح الباري:۲/۱۰۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو قوی قرار دیا ہے، فرماتے ہیں:[وَهٰذِهِ طُرُقٌ يُقَوِّي بَعْضُهَا بَعْضًا قُوَّةً ظَاهِرَةً] ''یہ طرق بعض بعض کو واضح تقویت دیتے ہیں۔''(فتح الباري: ۲/۱۰۳)

نیز ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''واللہ اعلم اسی لیے بلال کا اذان اول دینے پر تقرر رہا۔''

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''اس حدیث کی سند مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے، اسے ابن ترکمانی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے قوی قرار دیا ہے۔''(سنن أبي داود، (مفصل) للألباني، حدیث:۵۴۲)

مذکورہ [امرأة بني نجار] والی حدیث کی سند شیخ البانی نے حسن قرار دی ہے۔(سنن أبي داود، (مفصل)، حدیث:۵۳۲)

المختصر، احادیث کی روشنی میں ابن حجر رحمہ اللہ کی مذکورہ تصریح سے معلوم ہوا کہ بلال رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کی اذان بھی کہا کرتے تھے۔

الحاصل: مذکورہ سوید بن غفلہ کے اثر سے صرف اذان بلال میں ان کلمات [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] کی مشروعیت کا اثبات ہوتا ہے، نہ کہ پہلی یا دوسری اذان میں اس کا تعین، اس لیے اس کے لیے دوسری

صریح روایات وقرائن کی ضرورت ہے اور وہ بحمد اللہ کچھ تفصیل سے گزر چکی ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ الصلاۃ خیر من النوم نمازِ فجر کی اذان میں کہا جاتا تھا۔ واللہ أعلم.

مشاہیر علمائے عرب کا بھی یہی موقف ہے جیسا کہ درج ذیل سوال، جواب سے واضح ہے۔

ایک سائل نے کہا: میں نے پڑھا ہے کہ الصلاۃ خیر من النوم کے الفاظ فجر کی پہلی اذان میں کہے جائیں لیکن عصر حاضر میں ہم ان الفاظ کو دوسری اذان میں سنتے ہیں۔ امید ہے آپ دلیل کے ساتھ وضاحت فرمائیں گے؟

جواب: اس جملے کو اذان فجر میں کہا جائے۔ اذانِ فجر سے مراد وہ اذان ہے جسے طلوع فجر کے بعد فرض نماز کے ادا کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ احادیث میں جو یہ آیا ہے کہ اسے اذان اول میں کہا جائے تو یہ احادیث صحیح ہیں لیکن اول سے مراد اذان ہے، جسے ابتدائے وقت میں مینار کے پاس کہا جاتا ہے اور ان احادیث میں اذان ثانی سے مراد اقامت ہے کیونکہ اقامت کو بھی اذان کہا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ] ''ہر دو اذانوں، یعنی اذان و اقامت کے درمیان نماز ہے۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث:٦٢٤، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث:٨٣٨) دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (اُردو): ۱/۳۳۵، مطبوعہ دارالسلام، و فتاویٰ الدین الخالص: ۳/۲۲۵)

✱ اثنائے اذان میں ألا صلوا في الرحال کی مشروعیت: کیا بارش کی صورت میں یہ رخصت ہے کہ آدمی مسجد میں حاضر نہ ہو اور گھر ہی میں فرض نماز ادا کر لے؟ جی ہاں، رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح اس کی رخصت ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اذان میں [أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] کہلا کر گھر یا اپنی منزل میں رہ کر نماز پڑھنے کی رخصت دی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا یہی فتویٰ ہے، نیز وہ مذکورہ کلمات کی، اثنائے اذان میں، مشروعیت کے قائل بھی ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اثنائے اذان میں اس کے قائل نہیں، حاملینِ فقہ حنفی بھی اسی موقف کے قائل ہیں کہ یہ کلمات اذان میں نہ کہے جائیں، درآں حالیکہ ان کا موقف صحیح حدیث کی روشنی میں مرجوح ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لٰكِنْ قَدْ ثَبَتَ ذٰلِكَ مِنَ الرَّسُولِ ﷺ وَ أَصْحَابِهِ، مِنْهُمُ ابْنُ عَبَّاسٍ كَمَا رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَالْبُخَارِيُّ......]

’’لیکن یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سے بالیقین ثابت ہے‘ ان میں سے ایک ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جیسا کہ ابوداود اور بخاری نے روایت کیا ہے۔‘‘ (التعليق الممجد‘ ص:١٢٦)

* مشروعیت کے دلائل: ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ کی احادیث سے بارش کے وقت ان کلمات کی مشروعیت وسنّیت کا ثبوت ملتا ہے۔

① حضرت نافع فرماتے ہیں: [أَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ قَالَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ، ثُمَّ يَقُولُ عَلٰى إِثْرِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِالْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ] ’’ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مقام ضجنان پر ٹھنڈی رات میں اذان دی‘ پھر فرمایا: [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] ’’کہ اپنی اپنی منازل میں نماز پڑھ لو۔‘‘ پھر انھوں نے ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ مؤذن کو اذان دینے کا حکم فرماتے کہ وہ اذان دے‘ پھر اس کے بعد بحالت سفر ٹھنڈی یا بارش والی رات میں [أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] کہے‘ کہ نماز اپنے اپنے پڑاؤ کی جگہ میں پڑھ لیں۔‘‘ (صحيح البخاري‘ الأذان‘ حديث:٦٣٢‘ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہی حدیث‘ باب الرخصة في المطر والعلة أن يصلي في رحله کے تحت بھی ذکر کی ہے۔ وصحيح مسلم‘ صلاة المسافرين‘ حديث:٦٩٧‘ وفيه: [فقال في آخر ندائه]، و سنن أبي داود‘ الصلاة‘ حديث:١٠٦٢‘ وسنن النسائي‘ الأذان‘ حديث: ٦٥٥ عن مالك عن نافع به.)

② عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں: [خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ رَدْغٍ‘ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ فَأَمَرَ أَنْ يُنَادِيَ: اَلصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ‘ فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ‘ فَقَالَ: فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَ إِنَّهَا عَزْمَةٌ] ’’ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہمیں کیچڑ والے دن خطبہ دیا تو جب مؤذن حي على الصلاة پر پہنچا تو اسے حکم دیا کہ وہ الصلاة في الرحال کی منادی کرے۔ لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کام اُس (مؤذن) نے کیا ہے جو اس (مؤذن) سے بہتر ہے۔ اور یہ (جمعہ) واجب ہے۔‘‘ (صحيح البخاري‘ الأذان‘ حديث:٦١٦)

صحیح بخاری وغیرہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: [إِذَا قُلْتَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ‘ فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ‘ قُلْ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ‘ فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا‘ فَقَالَ:

فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيرٌ مِّنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَّ إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ (وَفِي رِوَايَةٍ: كَرِهْتُ أَنْ أُؤَثِّمَكُمْ)] ''جب تم أشهد أن محمدًا رسول الله کہو تو حي على الصلاة نہ کہنا بلکہ صلّوا في بيوتكم کہنا۔ تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کام اس شخصیت (رسول اللہ ﷺ) نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے۔ بے شک جمعہ واجب ہے اور میں نے یہ ناپسند سمجھا ہے کہ تمھیں تنگی میں مبتلا کروں اور تم گیلی مٹی اور کیچڑ میں چلو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ناپسند کیا ہے کہ تمھیں گناہ گار کروں۔'' (صحيح البخاري، الجمعة، حديث:۹۰۱، والأذان، حديث:٦٦٨، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين و قصرها، حديث:٦٩٩، مزید دیکھیے: مختصر صحيح البخاري للألباني: ۲۰۳/۱)

ابوداود کی روایت میں ہے: [فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ] ''تم کیچڑ اور بارش میں چل کر آ ؤ۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:١٠٦٦)

③ عمرو بن اوس فرماتے ہیں: [أَنْبَأَنَا رَجُلٌ مِّنْ ثَقِيفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُنَادِيَ النَّبِيِّ ﷺ يَعْنِي فِي لَيْلَةٍ مَّطِيرَةٍ فِي السَّفَرِ يَقُولُ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] ''قبیلۂ ثقیف کے ایک آدمی نے ہمیں خبر دی ہے کہ اس نے بحالت سفر نبیٔ اکرم ﷺ کے مؤذن کو بارش والی رات میں سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا: حي على الصلاة، حي على الفلاح، صلوا في رحالكم۔'' (سنن النسائي، الأذان، حديث:٦٥٤)

④ ابوملیح اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: [أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، وَ أَصَابَهُمْ مَّطَرٌ لَّمْ يَبْتَلَّ أَسْفَلُ نِعَالِهِمْ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُّصَلُّوا فِي رِحَالِهِمْ] ''وہ حدیبیہ کے دنوں میں نبی ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ جمعے کا دن تھا اور بارش ہوگئی، اتنی کہ ان کے جوتوں کے تلوے بھی نہ بھیگے تو آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ اپنے اپنے پڑاؤ ہی پر نمازیں پڑھ لیں۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:١٠٥٩، و سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:٩٣٦)

⑤ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: [خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَمُطِرْنَا، فَقَالَ: لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ] ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر

نکلے تو ہم پر بارش ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سے چاہتا ہے وہ اپنے پڑاؤ ہی پر نماز پڑھ لے۔'' (صحیح مسلم، صلاة المسافرين و قصرها، حديث:۶۹۸)

⑥ محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نعیم بن نحام سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: [كُنْتُ مَعَ امْرَأَتِي فِي مِرْطِهَا فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَنَادٰى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى صَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا سَمِعْتُ قُلْتُ: لَوْقَالَ: وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ، قَالَ: فَلَمَّا قَالَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، قَالَ: وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ (السنن الكبرٰى للبيهقي: ۱/ ٤٢٣) وَفِي رِوَايَةٍ: فَتَمَنَّيْتُ أَنْ يَّقُولَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، ثُمَّ سَأَلْتُ عَنْهَا، فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ] ''سرد صبح کے وقت میں اپنی بیوی کے ساتھ اس کی چادر میں لیٹا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے نماز فجر کے لیے اذان شروع کر دی، جب میں نے اذان سنی تو (دل میں) کہا: کاش! یہ کہہ دے: جو بیٹھ رہے اس پر کوئی حرج نہیں۔ فرماتے ہیں: جب اس نے الصلاة خير من النوم کہا تو اس نے کہہ دیا: جو بیٹھ رہے اس پر کوئی حرج نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے: ''تو میں نے آرزو کی کہ یہ صلوا في رحالكم کہہ دے کہ تم اپنی اپنی منزل میں نماز پڑھ لو، تو جب مؤذن حي على الفلاح پہ پہنچا تو اس نے صلّوا في رحالكم کہہ دیا۔ بعدازاں میں نے اس کے متعلق پوچھا تو (پتا چلا کہ) اسے یہ حکم نبی ﷺ نے دیا تھا۔'' (المصنف لعبدالرزاق: ۱/۵۰۱، ومسند الإمام أحمد: ۴/۲۲۰، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۹/۴۵۳، والحديث حسن)

مذکورہ بالا صحیح احادیث سے پتا چلا کہ بارش کی صورت میں اذان میں ألا صلوا في الرحال کے کلمات کہے جا سکتے ہیں اور یہ عمل مسنون ہے۔ ان کلمات کی غرض یہی ہے کہ لوگ راستے کی اذیت سے محفوظ رہیں اور اگر اپنے گھروں میں نماز ادا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ یہ ایک رخصت ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ حدیث ابن عباس پر عنوان قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [بَابُ أَمْرِالْإِمَامِ الْمُؤَذِّنَ فِي أَذَانِ الْجُمُعَةِ بِالنِّدَاءِ أَنَّ الصَّلَاةَ فِي الْبُيُوتِ لِيَعْلَمَ السَّامِعُ أَنَّ التَّخَلُّفَ عَنِ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ طِلْقٌ مُبَاحٌ] ''امام کا مؤذن کو اس بات کا حکم دینا کہ وہ اذانِ جمعہ میں یہ

کہے کہ نماز گھروں میں پڑھ لوتا کہ سامع کو علم ہو جائے کہ بارش کے دن جمعہ سے پیچھے رہنا جائز اور مباح ہے۔'' (صحيح ابن خزيمة: ۳/۱۸۰)

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَ قَدْ رَخَّصَ جَمَاعَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْقُعُودِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَطَرِ وَ الطِّينِ، وَ كُلُّ عُذْرٍ جَازَ بِهِ تَرْكُ الْجَمَاعَةِ، جَازَ بِهِ تَرْكُ الْجُمُعَةِ] ''اہل علم کی ایک جماعت نے بارش اور کیچڑ میں نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے کی رخصت دی ہے۔ اور ہر وہ عذر جس کی بنا پر نماز باجماعت ترک ہو سکتی ہے، اسی عذر کی وجہ سے جمعہ بھی چھوڑنا جائز ہے۔'' (شرح السنة: ۳/۳۵۳)

امام نووی رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''یہ حدیث بارش اور اس قسم کے دیگر عذروں میں نماز باجماعت کی تخفیف (رخصت) کی دلیل ہے۔ اگر کوئی عذر نہ ہو تو جماعت میں حاضری تاکیدی ہے۔ جو کوئی اس کی تکلیف اٹھاتا ہے اور مشقت برداشت کر کے جماعت میں حاضر ہوتا ہے تو اس کے لیے یہ مشروع ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے: ''جو کوئی اپنی منزل پر نماز پڑھنا چاہتا ہے تو پڑھ لے اور یہ اجازت سفر میں مشروع ہے.....'' (شرح صحيح مسلم للنووي، حديث: ۶۹۷)

اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: [وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى سُقُوطِ الْجُمُعَةِ بِعُذْرِ الْمَطَرِ وَنَحْوِهِ وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ آخَرِينَ......] ''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ بارش وغیرہ کے عذر سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے۔ یہ ہمارا (شوافع) اور دیگر علماء کا موقف ہے۔'' (شرح صحيح مسلم للنووي، حديث: ۶۹۹)

شرح المہذب میں جمعہ کی ادائیگی اور عدم ادائیگی کے بارے میں لوگوں کی چھ اقسام بنائی گئی ہیں۔ ان میں دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کے حق میں جمعہ جائز اور مشروع تو ہوتا ہے لیکن لازمی نہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جن کے راستے بارش سے متأثر ہو چکے ہوں یا دیگر صاحب عذر لوگ۔ (المجموع شرح المهذب: ۴/۳۶۹)

المغنی میں ہے: [وَلَا تَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ فِي طَرِيقِهِ إِلَيْهَا مَطَرٌ يَبُلُّ الثِّيَابَ أَوْ وَحَلٌ يَشُقُّ الْمَشْيُ إِلَيْهَا فِيهِ، وَحُكِيَ عَنْ مَّالِكٍ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَجْعَلُ الْمَطَرَ عُذْرًا

فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا] ''اس آدمی پر بھی جمعہ واجب نہیں جس کے راستے میں بارش ہو کہ اس سے کپڑے بھیگتے ہوں یا اس قدر کیچڑ ہو کہ وہاں چل کر مشقت اٹھانا پڑے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ بارش کو عذر نہیں گردانتے تھے کہ اس وجہ سے آدمی نماز باجماعت سے پیچھے رہے۔'' (المغني لابن قدامة: ۲/۱۹۵)

امام بخاری رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ روایت' جو کہ ألا صلّوا في الرحال کی مشروعیت کے تحت گزر چکی ہے' کتاب الجمعة' باب الرخصة إن لم يحضر الجمعة في المطر کے تحت بھی لائے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: [وَأَوْرَدَالْمُصَنِّفُ هُنَا حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ رِّوَايَةِ إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ عُلَيَّةَ' وَهُوَ مُنَاسِبٌ لِّمَا تَرْجَمَ لَهُ' وَبِهِ قَالَ الْجُمْهُورُ] ''مصنف رحمہ اللہ نے یہاں اسماعیل کی سند سے' جو کہ ابن علیہ کے نام سے معروف ہیں' حدیث ابن عباس ذکر کی ہے جو ترجمۃ الباب کے موافق ہے۔ جمہور بھی اسی کے قائل ہیں۔'' (فتح الباري: ۲/۳۸۴) یعنی بارش ایک شرعی عذر ہے' اس کی وجہ سے جمعہ ترک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن گھر میں نماز ادا کی جائے گی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ امام کرمانی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ آیا بارش ہی ترک جماعت کے لیے شرعی عذر بن سکتی ہے یا آندھی' طوفان اور (یخ) سردی بھی؟ آخر میں ان کے حوالے سے فرماتے ہیں: [فَأَجَابَ: بِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهَا عُذْرٌ مُّسْتَقِلٌّ فِي تَرْكِ الْحُضُورِ إِلَى الْجَمَاعَةِ نَظَرًا إِلَى الْعِلَّةِ وَهِيَ الْمَشَقَّةُ......] ''تو انھوں نے جواب دیا کہ علت اور سبب کو دیکھتے ہوئے ان (تینوں) میں سے ہر چیز ترکِ جماعت کے لیے ایک مستقل (شرعی) عذر ہے اور وہ علت مشقت ہے۔'' (عمدة القاري: ۴/۲۷۰' طبعة دارالفكر)

الحاصل! جو ائمہ مذکورہ عذروں میں ترک جماعت کے قائل ہیں' انھی کی بات اقرب الی الصواب ہے کیونکہ شرعاً ان کی وجہ سے رخصت ہے' نیز اس قسم کی رخصت سے انحراف وانقباض شرعی مزاج کے بھی خلاف ہے۔ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج ۲۲:۷۸)

٭ شرعی عذر اوران سے متعلقہ بعض مسائل: اذان میں ألا صلوا في الرحال کی مشروعیت

کے اثبات کے بعد اور یہ کہ بارش ایک شرعی عذر ہے جس کی وجہ سے ترک جمعہ و جماعت کی رخصت ہے' یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے متعلقہ تین چار مسائل کی نشاندہی بھی اختصار کے ساتھ کر دی جائے۔ یہ مسائل حسبِ ذیل ہیں:

- آیا مطر (بارش) ہی شرعی عذر ہے یا ریح (آندھی اور طوفان) اور برد (سردی) بھی؟
- مذکورہ بالا رخصت صرف رات کے ساتھ خاص ہے یا دن کے وقت بھی؟
- کیا ألا صلوا في الرحال کہنے اور ترک جمعہ و جماعت کی اجازت صرف سفر کے ساتھ خاص ہے؟
- کلمات ترخیص ألا صلوا في الرحال کا اصل محل کیا ہے؟

① بارش' آندھی اور سخت سردی' تینوں شرعی عذر ہیں: درست موقف یہی ہے کہ بارش' آندھی اور سخت سردی میں سے ہر ایک چیز مستقل شرعی عذر ہے۔ اس کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی حدیث ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٣٢' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث: ٦٩٧) اس کے یہ الفاظ ہیں: [فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ الْمَطِيرَةِ......] ''سرد یا بارش والی رات میں'' یہاں أو شک کے لیے نہیں کہ راوی کو تردد ہے بلکہ یہ ''تنویع'' یعنی بیان نوع کے لیے ہے۔ اس کی مزید وضاحت مسند ابو عوانہ کی حدیث سے ہوتی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: [فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ (الْمُؤَذِّنَ) إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ أَوْ ذَاتُ رِيحٍ فِي السَّفَرِ فَيَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] ''رسول اللہ ﷺ بحالت سفر' جب سرد رات ہوتی' یا بارش والی یا آندھی والی تو مؤذن کو حکم فرماتے کہ وہ ألا صلوا في الرحال کہے۔'' (مسند أبي عوانة:١/٣٦١)

امام بغوی رحمہ اللہ نے بایں الفاظ ابوعوانہ کے واسطے سے یہ حدیث شرح السنۃ میں ذکر کی ہے۔ (شرح السنة: ٣/٣٥٢' حديث:٧٩٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [''أَوْ'' لِلتَّنوِيعِ لَا لِلشَّكِّ' وَفِي صَحِيحِ أَبِي عَوَانَةَ: لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ أَوْ ذَاتُ رِيحٍ. وَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ كُلًّا مِّنَ الثَّلَاثَةِ عُذْرٌ فِي التَّأَخُّرِ عَنِ الْجَمَاعَةِ] ''حرف ''أَوْ'' بیان نوع و قسم کے لیے ہے نہ کہ شک کے لیے۔ صحیح ابوعوانہ میں ہے: ''سرد یا بارش والی یا آندھی اور طوفان والی رات'' اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت سے

پیچھے رہنے کے لیے ان تینوں میں سے ہر ایک چیز (شرعی) عذر ہے۔'' (فتح الباري: ۲/۱۱۳)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بطریق شافعی بھی مروی ہے۔ اس میں حدیث ''اَو'' کے ساتھ نہیں بلکہ ''واؤ'' عاطفہ کے ساتھ ہے۔ [فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ وَاللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ وَ ذَاتِ رِيحٍ] ''بارش والی رات' ٹھنڈی رات اور طوفانی رات'' (شرح السنة: ۳/۳۵۳) لہٰذا اس صورت میں تردد بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

الحاصل! اس حدیث کی روشنی میں بالیقین معلوم ہوا کہ مذکورہ تینوں عذروں میں سے اگر کوئی بھی پایا جائے تو شرعاً ترکِ جماعت کی رخصت ہے۔ اس کی مزید تائید نعیم بن نحام رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں سرد رات میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ لحاف میں لیٹا ہوا تھا...... [كُنْتُ مَعَ امْرَأَتِي فِي مِرْطِهَا فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ] بالآخر مؤذن نے نبی ﷺ کے حکم سے ألا صلوا في الرحال کہہ دیا جیسا کہ آغازِ بحث میں گزر چکا ہے۔ مزید دیکھیے: (السنن الکبریٰ للبیهقي: ۱/۴۲۳)

② رخصت کا تعلق صرف رات ہی سے نہیں' دن سے بھی ہے: ألَاصلّوا في الرحال کہنے کی رخصت رات کے ساتھ خاص ہے یا دن کے وقت بھی یہ کلمات کہے جا سکتے ہیں تاکہ رخصت قبول کرتے ہوئے اگر کوئی انسان جمعہ و جماعت سے عمداً بھی پیچھے رہ جائے تو گناہ گار نہ ہو؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں: [ظَاهِرُ الْحَدِيثِ اخْتِصَاصُ الثَّلَاثَةِ بِاللَّيْلِ' لٰكِنْ فِي السُّنَنِ مِنْ طَرِيقِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ نَّافِعٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ "فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ وَالْغَدَاةِ الْقَرَّةِ" وَفِيهَا بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ "أَنَّهُمْ مُطِرُوا يَوْمًا فَرَخَّصَ لَهُمْ" وَلَمْ أَرَ فِي شَيْئٍ مِّنَ الْأَحَادِيثِ التَّرَخُّصَ بِعُذْرِ الرِّيحِ فِي النَّهَارِ صَرِيحًا' لٰكِنَّ الْقِيَاسَ يَقْتَضِي إِلْحَاقَهُ] ''(ابوعوانہ کی) حدیث کا ظاہر تو یہ ہے کہ یہ تینوں عذر رات کے ساتھ خاص ہیں' لیکن سنن میں بواسطہ ابن اسحاق عن نافع جو حدیث مروی ہے' اس کے یہ الفاظ ہیں: [فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ' وَالْغَدَاةِ الْقَرَّةِ] ''بارش والی رات اور سرد صبح میں۔'' اور سنن ہی میں بسند صحیح ابوملیح عن ابیہ کے واسطے سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ ''ایک دن بارش ہوئی تو آپ ﷺ نے انھیں رخصت دے دی۔'' (سنن أبي داود' حدیث: ۱۰۵۷) میں نے کسی حدیث میں بصراحت یہ نہیں دیکھا کہ (طوفان یا) آندھی بھی دن کے وقت رخصت کے لیے عذر ہے' لیکن قیاس اس کے

الحاق کا تقاضا کرتا ہے۔" (فتح الباري: ۱۱۳/۲) یعنی علتِ مشقت کا یہ تقاضا ہے کہ دن میں بھی اس صورت میں رخصت ہونی چاہیے۔ بواسطہ ابن اسحاق منقول حدیث میں [وَالْغَدَاةِ الْقَرَّةِ] کی تائید نعیم بن نحام کی حدیث سے بھی ہوتی ہے' اس میں [غَدَاةٍ بَارِدَةٍ] کے الفاظ آتے ہیں۔ (السنن الكبرى للبيهقي: ۴۲۳/۱)

مذکورہ قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر علت کو دیکھا جائے تو جیسے رات کے وقت طوفان اور آندھی کے خدشات ونقصانات کا اندیشہ ہوتا ہے ویسے ہی دن کے وقت بھی ان سے دوچار ہونا بعید نہیں۔ والله أعلم.

③ کیا مذکورہ رخصت صرف سفر کے ساتھ خاص ہے؟: حق بات یہ ہے کہ بارش وغیرہ میں ألا صلوا في الرحال کی رخصت عام ہے' خواہ حالت سفر ہو یا حضر۔ اول تو اس لیے کہ حضر میں بھی اس قسم کی مشقت کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے جو سفر میں پیش آتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ["فِي السَّفَرِ" ظَاهِرُهُ اخْتِصَاصُ ذٰلِكَ بِالسَّفَرِ، وَ رِوَايَةُ مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ الْآتِيَةُ فِي أَبْوَابِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ مُطْلَقَةٌ وَّبِهَا أَخَذَ الْجُمْهُورُ، لٰكِنَّ قَاعِدَةَ حَمْلِ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ تَقْتَضِي أَنْ يُّخْتَصَّ ذٰلِكَ بِالْمُسَافِرِ مُطْلَقًا، وَيُلْحَقَ بِهِ مَنْ تَلْحَقُهُ بِذٰلِكَ مَشَقَّةٌ فِي الْحَضَرِ دُونَ مَنْ لَّا تَلْحَقُهُ] "سفر میں" اس کا ظاہر تو یہی ہے کہ رخصت سفر کے ساتھ خاص ہے۔ اور نماز باجماعت سے متعلقہ مسائل میں آئندہ آنے والی مالک عن نافع کی روایت مطلق ہے اور جمہور نے اسی کو لیا ہے' لیکن مطلق کو مقید پر محمول کرنے کا قاعدہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ رخصت مطلق مسافر کے ساتھ ہی خاص ہو اور اس کے ساتھ وہی شخص ملحق ہو جسے واقعی حضر میں مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے' نہ کہ وہ آدمی بھی جو اس قسم کی مشقت سے دوچار نہیں ہوتا۔" (فتح الباري: ۱۱۳/۲)

دوسرے نعیم بن نحام کی گزشتہ حدیث مطلق ہے اور یہ واقعہ حالت حضر واقامت کا ہے جیسا کہ سیاق حدیث سے ظاہر ہے۔ مصنف عبدالرزاق اور مسند احمد میں بصراحت یہ الفاظ مروی ہیں: [فَتَمَنَّيْتُ أَنْ يَّقُولَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] (المصنف لعبدالرزاق: ۵۰۱/۱ والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۵۳/۲۹)

اس سے معلوم ہوا کہ حالت اقامت میں بھی، جبکہ سخت سردی ہو "ألا صلوا في الرحال" کہنا مسنون ہے، نیز حدیث ابن عباس کا تعلق بھی حالت اقامت سے ہے کہ انھوں نے بارش کے موقع پر مؤذن کو حکم دیا کہ "حي علی الصلاۃ اور حي علی الفلاح" کے بجائے أشهد أن محمدًا رسول اللّٰہ کے بعد صلّوا في بیوتکم کہنا۔ انھوں نے اس کی یہ وجہ بیان کی کہ کیچڑ اور بارش میں چل کر مسجد میں آنے سے تمھیں تنگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ [إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالدَّحَضِ] (مختصر صحیح البخاري: ۱/۲۰۳)

غرض حدیث ابن عباس بھی مطلق ہے۔ اس میں اس رخصت کی تخصیص حالت سفر سے نہیں، اس لیے اس سے بھی حالت اقامت میں صلّوا في بیوتکم کی مشروعیت اخذ ہوتی ہے جیسا کہ جمہور علماء کا موقف ہے، یعنی حالت حضر میں اگر بارش یا سخت آندھی یا شدید سردی کی وجہ سے مسجد میں جانا سخت مشقت کا باعث ہو، تو گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت ہے۔ اور مقیم حضرات کے لیے بھی صلّوا في بیوتکم کے الفاظ اذان میں کہہ جا سکتے ہیں۔

④ ألا صلّوا في الرحال کا اصل محل: جب معلوم ہوا کہ یہ کلمات مشروع ومسنون ہیں تو سوال ہے کہ آیا یہ کلمات دوران اذان میں کہے جائیں یا اذان کے بعد؟ امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ اثنائے اذان میں کہے جا سکتے ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں۔ احناف کے نزدیک یہ الفاظ اذان کے بعد کہے جا سکتے ہیں، دوران اذان میں نہیں۔ تاہم درست موقف یہ ہے کہ یہ الفاظ دوران اذان میں، یعنی حي علی الصلاۃ اور حي علی الفلاح کے بعد، اسی طرح اذان کے بعد اور حي علی الصلاۃ، حي علی الفلاح کی جگہ پر بھی کہے جا سکتے ہیں۔ یہ تینوں طریقے جائز ہیں۔ ان میں سے کسی طریقے کا انکار بے محل اور دلائل کی روشنی میں ناقابل التفات ہے جیسا کہ آئندہ مختصر بحث سے واضح ہوگا۔

حَيْعَلَتَيْنِ اور اذان کے بعد ان کی مشروعیت: نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ضجنان مقام پر سرد رات میں اذان دینا شروع کی، پھر انھوں نے صلّوا في رحالکم کہا، انھوں نے خبر دی کہ رسول اللّٰہ ﷺ مؤذن کو اذان دینے کا حکم فرماتے تھے، وہ اذان کہتا: [ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِهِ: أَلَا صَلُّوا

فِي الرِّحَالِ] پھر وہ حالت سفر میں آپ کے حکم سے سرد یا بارش والی رات میں' اذان کے بعد صلوا في بیوتکم کہتا۔ (صحیح البخاري' الأذان' حديث:٦٣٢) صحیح مسلم وغیرہ میں [فِي آخِرِ نِدَائِهِ] ''اپنی اذان کے آخر میں (یہ کلمات کہتے)۔'' کے الفاظ منقول ہیں۔(صحيح مسلم' صلاة المسافرين و قصرها' حديث:٦٩٧)

[فِي آخِرِ نِدَائِهِ] میں احتمال ہے کہ آیا یہ کلمات ترخیص اذان سے فراغت کے بعد کہتے ہیں جیسا کہ [ثُمَّ يَقُولُ فِي إِثْرِهِ] کے منطوق سے معلوم ہوتا ہے یا فراغت سے قبل جیسا کہ حدیث ابن عباس میں ہے۔اس طرح اس میں اور حدیث ابن عباس میں تطبیق کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔(كذا قال القرطبي بتصرف.)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ [ثُمَّ يَقُولُ عَلٰى إِثْرِهِ] کی تشریح میں فرماتے ہیں: [صَرِيحٌ فِي أَنَّ الْقَوْلَ الْمَذْكُورَ كَانَ بَعْدَ فَرَاغِ الْأَذَانِ] ''یہ اس بات میں صریح ہے کہ مذکورہ قول اذان سے فراغت کے بعد کہنا ہے۔'' (فتح الباري:٢/١١٣)

امام نووی رحمہ اللہ ان احادیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ صلّوا فی بیوتکم نفس اذان میں کہنا ہے جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ انھوں نے یہ الفاظ اذان کے آخر (بعد) میں کہے ہیں۔ یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الام'' کی کتاب الاذان میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اس بارے میں ہمارے جمہور اصحاب نے ان کی متابعت کی ہے' لہٰذا اثنائے اذان اور اس کے بعد' دونوں طرح جائز ہے کیونکہ دونوں طریقوں کا سنت سے ثبوت ملتا ہے۔ لیکن اگر اذان کے بعد کہہ لیے جائیں تو یہ بہتر ہے کیونکہ اس طرح اذان کی ترتیب وتنسیق اپنی اصل وضع پر برقرار رہتی ہے۔(شرح صحيح مسلم للنووي' حديث:٦٩٧)

بہر حال حدیث کی روشنی میں امام نووی رحمہ اللہ اثنائے اذان میں بھی ان الفاظ کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ جو حضرات صرف بعد از اذان ان کلمات کے قائل ہیں ان کے موقف کو انھوں نے ضعیف اور حدیث ابن عباس کے صریح الفاظ کے مخالف قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں: [وَهٰذَا ضَعِيفٌ مُّخَالِفٌ لِّصَرِيحِ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما] (شرح صحيح مسلم للنووي' حديث:٦٩٧' وفتح الباري:٢/٩٨)

اس بات کی دلیل کہ حي على الصلاة اور حي على الفلاح کے بعد بھی یہ الفاظ کہے جا سکتے ہیں، سنن نسائی کی ایک حدیث ہے۔ اس میں ہے کہ بنو ثقیف کے ایک آدمی نے نبی ﷺ کے ایک مؤذن کی اذان سنی، یعنی سفر میں بارش کی رات...... وہ کہہ رہا تھا: [حي على الصلاة، حي على الفلاح، صلّوا في رحالكم] ''آؤ نماز کی طرف، آؤ فلاح وکامرانی کی طرف، اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھ لو۔'' (سنن النسائي، الأذان، حديث: ٦٥٤، والسنن الكبرى للنسائي، حديث: ١٦٢٩، بإشراف الشيخ شعيب أرناؤط)

دوسری نعیم بن نحام کی حدیث ہے۔ اس میں بھی حي على الصلاة اور حي على الفلاح کے بعد ألا صلّوا في الرحال کی مشروعیت کا ذکر ہے۔ (المصنف لعبدالرزاق: ١/٥٠١، والسنن الكبرى للبيهقي: ١/٤٢٣، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٩/٤٥٣)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نعیم بن نحام کی مذکورہ حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: ایک دوسری حدیث میں بھی یہ الفاظ اکٹھے وارد ہیں۔ امام عبدالرزاق وغیرہ نے اسے صحیح سند کے ساتھ نعیم بن نحام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔'' (فتح الباري: ٢/٩٨، ٩٩)

ایک اشکال کی وضاحت: دونوں کلمات کو جمع کرنے سے ایک اشکال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ ان کا اجتماع گویا اجتماع نقیضین (ضدین) ہے کیونکہ حي على الصلاة، حي على الفلاح کے معنی ہیں ''آؤ نماز کی طرف، آؤ فلاح کی طرف''، یعنی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ پہلے نماز کی طرف بلایا جا رہا ہے، پھر فوراً ہی گھر میں پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے، کیا ماجرا ہے؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان دونوں قسم کے کلمات میں جمع و تطبیق ممکن ہے اور جو تناقض وتعارض ذکر کیا گیا ہے وہ لازم نہیں آتا، وہ اس طرح کہ گھروں میں نماز پڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ یہ رخصت اس کے لیے ہے جو اسے قبول کرے اور نماز کی طرف بلانے کے معنی یہ ہیں کہ جو مشقت اٹھا کر تکمیل فضیلت کے لیے آئے تو یہ اس کے حق میں مندوب ہے۔ اس مفہوم کی تائید صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے۔ (حدیث: ٦٩٨) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر پر نکلے تو بارش ہوگئی، بالآخر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''جو اپنے پڑاؤ پر نماز

پڑھنا چاہتا ہے وہ پڑھ لے۔'' (فتح الباري: ۱۱۳/۲)

ابن حجر رحمہ اللہ کے اس پیش کردہ حل کے بعد یقیناً مذکورہ اشکال رفع ہو جاتا ہے یعنی اس صورت میں حي على الصلاة کے معنی یہ ہوں گے کہ جو عزیمت اختیار کرتے ہوئے آ سکتا ہے آ جائے اور ألا صلوا في بيوتكم کا مطلب ہوگا کہ جو اس موقع پر رخصت اختیار کرنا چاہتا ہے وہ رخصت سے فائدہ اٹھالے۔ غرض حقیقت میں کوئی تعارض اور اختلاف نہیں ہے۔

ألا صلّوا في الرحال حیعلتین کی جگہ پر: یہ بھی جائز ہے کہ کلماتِ ترخیص ألا صلّوا في الرحال، حي على الصلاة، حي على الفلاح، کی جگہ پر کہہ لیے جائیں۔ تب یہ کلمات چار دفعہ کہے جائیں گے۔ اس کی دلیل گزشتہ حدیث ابن عباس ہے۔ انھوں نے مؤذن سے کہا: [إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ، فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا، قَالَ: فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ وَفِي رِوَايَةٍ: كَرِهْتُ أَنْ أُؤَثِّمَكُمْ] ''جب تم أشهد أن محمدا رسول الله کہو تو حي على الصلاة نہ کہنا بلکہ صلّوا في بيوتكم کہو۔ یوں لگا جیسے لوگوں نے اسے ناپسند کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کام اس شخصیت نے کیا جو مجھ سے بہتر تھی یعنی رسول اللہ ﷺ نے۔ بے شک جمعہ واجب ہے اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ تمھیں تنگی میں پھنساؤں اور تم گیلی مٹی اور کیچڑ میں چل کر آؤ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ تمھیں گناہ میں مبتلا کروں۔'' (صحيح البخاري، الجمعة، باب الرخصة إن لم يحضر الجمعة في المطر، حديث: ۹۰۱، والأذان، حديث: ۶۶۸، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث: ۶۹۹- مزید دیکھیے: مختصر صحيح البخاري للألباني: ۲۰۳/۱)

مذکورہ حدیث ابن عباس سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ، ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں: [بَابُ أَمْرِ الْإِمَامِ الْمُؤَذِّنَ بِحَذْفِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ وَالْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ بَدْلَهُ] ''امام مؤذن کو حي على الصلاة حذف کرنے اور اس کے بدلے میں گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم دے سکتا ہے۔'' (صحيح ابن خزيمة، حديث: ۱۸۶۵) گویا امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے نزدیک

مذکورہ حدیث کی روشنی میں حيّ على الصلاة وغیرہ حذف کرنا جائز ہے، جبکہ اس کی جگہ ألا صلّوا في بيوتكم کے کلمات کہنا مقصود ہوں۔

ابن حجر رحمہ اللہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے اسی استدلال کے متعلق فرماتے ہیں: [عَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّهُ حَمَلَ حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى ظَاهِرِهِ، وَ أَنَّ ذٰلِكَ يُقَالُ بَدَلًا مِّنَ الْحَيْعَلَةِ نَظَرًا إِلَى الْمَعْنٰى......] ''ابن خزیمہ سے منقول ہے کہ انھوں نے حدیث ابن عباس کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کیا ہے۔ اور یہ کہ معنی کو دیکھتے ہوئے یہ کلمات حیعلتین کی جگہ پر کہے جائیں......'' (فتح الباري: ۱۱۳/۲)

مؤذن کے لیے چند آداب واحکام

* **مؤذن کی فضیلت:** مؤذن کی بڑی فضیلت ہے، خصوصاً جبکہ وہ پوری ذمہ داری سے اس امانت کو ادا کرے۔ خوش الحان اور کلمات کی درست ادائیگی کرنے والے مؤذن کو ترجیح دینی چاہیے کیونکہ اذان کی اپنی ہی تاثیر ہے۔ حنین سے واپسی پر راستے میں جب نماز کا وقت ہوا تو اذان کہی گئی۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ادھر موجود تھے۔ یہ ابھی تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے مل کر نقل اتارنا شروع کر دی۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اذان سن کر فرمایا: [لَقَدْ سَمِعْتُ فِي هٰؤُلَاءِ تَأْذِينَ إِنْسَانٍ حَسَنِ الصَّوْتِ] (صحيح ابن خزيمة: ۲۰۱/۱) ''میں نے ان میں سے ایک ایسے انسان کی اذان سنی ہے جس کی آواز خوبصورت ہے......'' بعد میں انھیں اسلام کی توفیق ملی اور باقاعدہ مؤذن مقرر کر دیے گئے۔

① نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذنوں کو امین قرار دیا ہے۔ فرمایا: [اَلْمُؤَذِّنُونَ أُمَنَاءُ] (صحيح ابن خزيمة: ۱۶/۳) نیز فرمایا: [وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ] (صحيح الترغيب للألباني، رقم: ۲۳۷)

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔'' (صحيح مسلم، الصلاة، حديث: ۳۸۷) یہ ان کے شرف ومنزلت اور سربلندی کی علامت ہوگی۔

③ اس کے حق میں نباتات و جمادات بھی قیامت کے دن گواہی دیں گے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جن، انسان اور کوئی دوسری چیز، جو بھی مؤذن کی آواز سنتی ہے، قیامت کے دن وہ اس کے حق میں

گواہی دے گی۔'' (صحیح البخاري، الأذان، حدیث:۶۰۹، و فتح الباري:۲/۸۸)

اس عموم کی تصدیق مزید اس حدیث سے ہوتی ہے: [لَا یَسْمَعُ صَوْتَهُ شَجَرٌ وَّلَا مَدَرٌ وَّلَا حَجَرٌ وَّلَا جِنٌّ وَّلَا إِنْسٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ] ''مؤذن کی آواز، درخت، کچی اینٹ، پتھر، جن اور انسان، جو کوئی بھی سنتا ہے، وہ اس کے حق میں گواہی دے گا۔'' (صحیح ابن خزیمة:۱/۲۰۳)

④ ایک حدیث میں ہر رطب و یابس (تر اور خشک چیز) کی گواہی کا بھی ذکر ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: [وَیَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَّ یَابِسٍ] ''ہر تر اور خشک چیز اس کے حق میں گواہی دے گی۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث:۵۱۵)

⑤ نبی ﷺ کی زبان اطہر سے اس کے حق میں بخشش کی دعا نکلی ہے: [...... وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِینَ] ''...... (اللہ!) مؤذنوں کی مغفرت فرما۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث:۵۱۷)

⑥ مؤذن کی اذان نیکی کی طرف دعوت ہے۔ نیکی کی دعوت و دلالت ثواب میں یکسانیت کا تقاضا کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ] ''جس نے کسی بھلائی کی طرف رہنمائی کی تو اسے نیکی کرنے والے کے ثواب کے مساوی اجر ملے گا۔'' (صحیح مسلم، الجهاد، حدیث:۱۸۹۳) اس لیے مؤذن کو مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کرنے والے ہر نمازی کے مثل اجر ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [وَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ صَلّٰی مَعَهُ] ''اسے ہر اس شخص کے مثل اجر ملے گا جس نے اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔'' (سنن النسائي، الأذان، حدیث:۶۴۷)

⑦ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [اَلْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهُ مَدٰی صَوْتِهِ] ''مؤذن کو جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے، بخش دیا جاتا ہے۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث:۵۱۵) یعنی بالفرض اگر اس کے گناہ اس قدر بھی ہوں جو اتنی جگہ میں آئیں جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے تو بھی معاف کر دیے جاتے ہیں، لہٰذا جس قدر بلند آواز سے وہ اذان کہے گا، اسی قدر بخشش کا مستحق ٹھہرے گا۔ واللہ أعلم.

⑧ جو مؤذن لگاتار بارہ برس اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے لیے، بغیر کسی لالچ کے اذان دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت لازمی قرار دے دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے بارہ برس اذان دی، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ہر دن کی اذان پر اس کے لیے ساٹھ نیکیاں اور

ہر اقامت کی تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“ (سنن ابن ماجه، الصلاة، حديث:۷۲۸، و المستدرك للحاكم:۱/۲۰۵)

مذکورہ روایت کی صحت اور ضعف میں اختلاف ہے، تاہم شواہد اور متابعات کی بنا پر یہ روایت قابل حجت ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (السلسلة الصحيحة، رقم:۴۲، و صحيح الترغيب للألباني:۱/۲۱۸، و سنن ابن ماجه، بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:۷۲۸)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے مذکورہ مدت تک لگاتار اذان دینے والے مؤذن کی فضیلت ظاہر ہے۔ لیکن یہ بات مخفی نہیں کہ یہ فضیلت اس مؤذن کے ساتھ مشروط ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اذان دیتا ہے۔ اس کا مقصود و مطلوب حصول رزق، ریاکاری اور شہرت نہ ہو کیونکہ اس کے متعلق کتاب وسنت کے بہت سے دلائل ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل صرف وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو خالصتاً اس کی خاطر کیے جائیں۔ یہ ثابت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں آپ سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواباً فرمایا: تو میرے اوپر گواہ ہو جا کہ میں تجھ سے اللہ کی خاطر بغض رکھتا ہوں۔ اس نے کہا: کیوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیونکہ تو اذان ترنم (تکلف) سے کہتا ہے اور اس پر اجرت وصول کرتا ہے۔ (السلسلة الصحيحة، رقم:۴۲)

الحاصل! اذان ہو یا تکبیر، صرف اسی انداز میں کہی جائیں جس سے ان کے اصلی الفاظ وحروف میں تبدیلی واقع نہ ہو کیونکہ حروف والفاظ کی غلط ادائیگی سے معانی بدل جاتے ہیں۔ جہاں کلمات کے مخارج کا خیال رکھنا لازمی ہے، وہاں اس سے بھی بڑھ کر اہم بات یہ ہے کہ اصل حروف کی وضع اور بناوٹ تبدیل نہ ہو۔ خوش الحانی اور سوزِ آواز یقیناً مطلوب ہے کیونکہ سامعین کے نفوس پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ خوش الحانی کی خاطر یوں سُر اور ترنم کی کوشش کی جائے کہ حروف کی اصل بناوٹ ہی تباہ ہو جائے۔ زبر کی جگہ کھڑا زبر اور کھڑے زبر کی جگہ ایک دو مد کے بقدر اور مد ہو تو اس کی درازی میں بے حد سُر کی کھنچائی، یہ غیر مطلوب ہیں۔ بعض قراء بھی کچھ زیادہ ہی تکلف سے کام لیتے ہیں، حالانکہ حروف کے مخارج کا خیال رکھتے ہوئے اپنے ڈھنگ اور اسلوب میں اذان دینے کا جو مزہ اور اظہارِ حقیقت ہوتا ہے وہ نقالی میں نہیں۔

غرض، ممکن حد تک ایسے مؤذن کا تقرر و انتخاب ہو جو اذان و اقامت کے آداب کے ساتھ ساتھ درست اذان کہنے کی صلاحیت و مہارت بھی رکھتا ہو۔ ہمارے ہاں عام مساجد میں ایسے مؤذن بکثرت ہیں جو اذان دینے کا جذبہ فراواں رکھتے ہیں لیکن ان کی اذان اپنی مادری زبان، یعنی پنجابی کی طرز و دُھن پر ہوتی ہے۔ بہرحال اگر صحیح اذان کہنے والے افراد کی کم یابی ہو تو کم از کم دستیاب مؤذنوں کی تربیت کا بندوبست ضرور ہونا چاہیے۔

نبی ﷺ کے منتخب مؤذنین جیسے سیدنا بلال، عمرو بن ام مکتوم اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہم ہیں، ان میں حسن صوت کے ساتھ ساتھ ادائیگیٔ حروف کی صلاحیت بھی کمال درجے کی تھی۔ صاحب السنن والمبتدعات نے حروف کو حد سے زیادہ کھینچ کر گانے کی طرز پر اذان کہنے کو بدعت قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَالتَّمْطِيطُ وَالتَّغَنِّي بِالْأَذَانِ بِدْعَةٌ] (السنن والمبتدعات، ص:۴۹)

شیخ علی محفوظ فرماتے ہیں: [وَمِنَ الْبِدَعِ الْمَكْرُوهَةِ تَحْرِيمًا التَّلْحِينُ فِي الْأَذَانِ، وَهُوَ التَّطْرِيبُ أَيِ التَّغَنِّي بِهِ بِحَيْثُ يُؤَدِّي إِلَى تَغْيِيرِ كَلِمَاتِ الْأَذَانِ وَكَيْفِيَّاتِهَا بِالْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَنَقْصِ بَعْضِ حُرُوفِهَا أَوْ زِيَادَةٍ فِيهَا مُحَافَظَةً عَلَى تَوْقِيعِ الْأَذَانِ، فَهٰذَا لَا يَحِلُّ إِجْمَاعًا فِي الْأَذَانِ كَمَا لَا يَحِلُّ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ] ”وہ بدعات جن کی کراہت تحریمی ہے، ان میں سے اذان میں تلحین بھی ہے۔ تلحین سے مراد عمدہ اور شاندار طریقے سے پڑھنا ہے، یعنی گانے کی سی ایسی سر اور آواز بنانا کہ جس سے کلماتِ اذان اور اس کی کیفیاتِ حرکات و سکنات میں تبدیلی واقع ہو۔ بعض حروف میں کمی واقع ہو یا ان میں زیادتی اور یہ سب اذان کی لے اور ترنم بحال رکھنے کے لیے ہو، تو یہ اسلوب جیسے قرآن مجید کی تلاوت میں حلال نہیں، اسی طرح بالاجماع اذان میں بھی حلال نہیں۔ (الإبداع، ص:۱۶۰) نیز اس قسم کے مقدس عمل پر اجرت طے کرنے سے حتی الامکان بچنا چاہیے۔ یقیناً یہ وتیرہ اخلاص کے منافی ہے۔ اسے صرف کسب معاش کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ لیکن مساجد کی انتظامیہ یا مخیّر حضرات کو بھی چاہیے کہ ایسے لوگ اگر غریب اور ضرورت مند ہوں تو ان کا خاص خیال رکھیں۔ حالات کے پیش نظر ان کی بھرپور معاونت کریں تاکہ مانگنے یا طے کرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

سطور بالا میں مذکور کچھ ایسے امتیازات انسان کو اذان دینے کی وجہ سے نصیب ہوتے ہیں، کیا ان

خصوصیات اور سعادتوں کا مستحق ہر مؤذن ٹھہرتا ہے یا ان کا مصداق وہ چند مؤذن ہیں جن کے اندر اس عظیم عہدے سے ہمکنار ہونے کی وہ شرعی استعداد اور صلاحیت پائی جاتی ہے جس کا متعدد احادیث میں ذکر ہے اور علماء نے اسے مؤذن کے آداب قرار دیا ہے؟ یقیناً مؤخر الذکر بات ہی درست ہے۔ مؤذن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان حسب ذیل آداب کا خیال رکھے:

* حسن نیت: مؤذن کے لیے اخلاص نیت ضروری ہے۔ اسے یہ کام حصول ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کرنا چاہیے۔ صرف حصول شہرت یا دنیوی مفاد ہی اس کے پیش نظر نہ ہو اور نہ اس مبارک عمل کو پیشے یا کسب معاش کا ذریعہ بنائے۔

عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آخری چیز جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا' وہ یہ تھی کہ ایسا مؤذن رکھنا جو اپنی اذان پر اجرت وصول نہ کرتا ہو۔'' (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء في كراهية أن يأخذ المؤذن على الأذان أجرا' حديث:۲۰۹' و سنن ابن ماجه' الصلاة' باب السنة في الأذان' حديث:۷۱۴) اس حدیث کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ' كَرِهُوا أَنْ يَّأْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الْأَذَانِ أَجْرًا' وَاسْتَحَبُّوا لِلْمُؤَذِّنِ أَنْ يَّحْتَسِبَ فِي أَذَانِهِ] ''اہل علم کے ہاں اس حدیث پر عمل ہے۔ انھوں نے یہ ناپسند کیا ہے کہ مؤذن اذان پر اجرت وصول کرے۔ اور انھوں نے مؤذن کے حق میں یہ پسند کیا ہے کہ وہ اپنی اذان میں حصول ثواب کی نیت رکھے۔''

* باوضو ہو کر اذان دینا: اگرچہ اذان کے لیے باوضو ہونا شرط یا واجب نہیں لیکن یہ مستحب اور افضل ضرور ہے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لَا بَأْسَ أَنْ يُّؤَذِّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ] ''بلا وضو اذان کہنے میں کوئی حرج نہیں۔'' (ذكره البخاري معلقًا' فتح الباري:۱۱۴/۲)

سنن سعید بن منصور اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ اثر موصولاً بیان ہوا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ دیکھیے: (مختصر صحيح البخاري للألباني:۲۰۶/۱) لیکن چونکہ اذان بھی دیگر اذکار کی طرح ایک ذکر ہے' اس لیے بلا طہارت و وضو جواز کے باوجود ناپسندیدہ ہے۔ مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' آپ پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا لیکن آپ نے اس کا جواب نہ دیا

یہاں تک کہ آپ نے وضو کیا' پھر (سلام کا جواب نہ دینے کی) وجہ بیان کی اور فرمایا: [إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ تَعَالیٰ ذِكْرَهُ، إِلَّا عَلیٰ طُهْرٍ] ''میں نے بلاطہارت (وضو) اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ذکر کرنا ناپسند سمجھا۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:١٧' وسنن ابن ماجه'الطهارة' حديث: ٣٥٠' والسلسلة الصحيحة: ٨٣٤' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٣٤/٣٦١'٣٦٢)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس آدمی نے جنابت کی حالت میں اذان یا اقامت کہی تو اس پر کوئی اعادہ نہیں ہے (کہ اذان اور اقامت دوبارہ کہے) کیونکہ جنبی آدمی پلید نہیں ہوتا (اس کی نجاست حکمی ہے۔) نبیٔ اکرم ﷺ کی ایک آدمی سے ملاقات ہوئی اور آپ اس کی طرف لپکے تو اس نے کہا: (اللہ کے رسول!) میں جنبی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پلید نہیں ہوتا۔'' نبیٔ اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ باوضو ہو کر اذان دینا مجھے زیادہ محبوب ہے اور میں جنابت کی حالت میں اقامت کو مکروہ سمجھتا ہوں کیونکہ اس طرح وہ تہمت کا شکار ہوتا ہے اور اس کی نماز بھی فوت ہوسکتی ہے۔ (الأوسط لابن المنذر:٣/٣٨' والموسوعة الفقهية الميسرة:١/٢٧٧)

محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تمام اذکار یہاں تک کہ سلام کرنے میں بھی اصل یہ ہے کہ انسان باطہارت ہو' یہ افضل ہے اور اذان بالاولیٰ اس میں داخل ہے لیکن بلاوضو اذان کو ہم کراہت تنزیہی پر محمول کرتے ہیں۔ (الموسوعة الفقهية الميسرة از حسين بن عوده:١/٢٧٧)

* اونچی جگہ سے اذان کہنا: اونچی جگہ سے اذان کہنا مستحب ہے تاکہ ممکنہ حد تک لوگ وقت نماز سے آگاہ ہو جائیں لیکن فی زمانہ لاؤڈ سپیکروں سے یہ ضرورت بخوبی پوری ہو جاتی ہے۔ اس عمدہ ایجاد سے مستفید ہونا چاہیے۔ اس کے ہوتے ہوئے بھی اس سے کنارہ کشی اختیار کر کے اونچی جگہ سے اذان دینا معقول معلوم نہیں ہوتا کیونکہ لاؤڈ سپیکر سے مذکورہ مقصد بدرجۂ اتم حاصل ہوتا ہے' البتہ جہاں لاؤڈ سپیکر نہ ہو' وہاں اذان کے لیے اونچی جگہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔

بنونجار کی ایک خاتون سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے اطراف کے گھروں میں سب سے اونچا تھا۔ بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان اسی پر آ کر دیا کرتے تھے.....'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٥١٩' و صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ٣/٧' حديث:٥٣٢)

مندرجہ بالا آداب کے لیے دیکھیے: (فقه السنة: ۱/۱۵۱، ۱۵۲)

٭ قبلہ رخ ہونا: قبلہ رخ ہو کر اذان دینا مستحب ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ امام ابن قدامہ فرماتے ہیں: [اَلْمُسْتَحَبُّ أَنْ یُّؤَذِّنَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ لَانَعْلَمُ فِیهِ خِلَافًا......] "مستحب یہ ہے کہ قبلہ رخ ہو کر اذان کہی جائے۔ ہمیں اس میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہے۔" (المغني: ۱/۴۷۲)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے سعد القرظ سے مروی اس حدیث کو کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جب اذان کے لیے اللہ اکبر کہتے تو قبلہ رو ہو جاتے، ضعیف کہا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: [لٰکِنَّ الْحُکْمَ صَحِیحٌ، فَقَدْ ثَـبَتَ اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فِي الْأَذَانِ مِنَ الْمَلَكِ الَّذِي رَاٰهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَیْدٍ الْأَنْصَارِيُّ فِي الْمَنَامِ...... جَاءَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَیْدٍ، فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي رَأَیْتُ رَجُلًا نَّزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَقَامَ عَلٰی جَذْمِ حَائِطٍ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ......] "لیکن اس کا حکم صحیح ہے کیونکہ عبداللہ بن زید نے نیند میں جس فرشتے کو دیکھا تھا اس کی اذان میں استقبال قبلہ ثابت ہے...... (وہ حدیث یہ ہے) عبداللہ بن زید آئے اور فرمایا: اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا کہ ایک آدمی آسمان سے اترا ہے اور دیوار کے اوپر کھڑا ہو گیا اور اس نے قبلہ رخ منہ کر لیا......" (إرواء الغلیل: ۱/۲۵۰، حدیث: ۲۳۲)

یہ حدیث امام اسحاق بن راہویہ کی مسند میں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے التلخیص الحبیر: (۱/۳۶۳، حدیث: ۲۹۹) میں مسند اسحاق کے حوالے سے باسند ذکر کیا ہے۔)

نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے مسند سراج کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مجمع بن یحییٰ فرماتے ہیں: [کُنْتُ مَعَ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، وَهُوَ مُسْتَقْبِلَ الْمُؤَذِّنِ فَکَبَّرَ الْمُؤَذِّنُ وَهُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ] "میں ابوامامہ بن سہل کے ساتھ تھا اور ان کا منہ مؤذن کی طرف تھا۔ مؤذن نے اللہ اکبر کہا جبکہ وہ قبلہ رخ تھا۔" (إرواء الغلیل: ۱/۲۵۱) اس کی سند صحیح ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ مذکورہ حدیث اور صحابیٔ رسول کے اس عمل سے واضح ہوتا ہے کہ قبلہ رخ منہ کر کے اذان دینا مستحب ہے۔ واللّٰه أعلم.

٭ کانوں میں انگلیاں دینا: کانوں میں دونوں انگلیاں دے کر اذان کہنا مسنون ومشروع ہے۔ اس کا ثبوت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے عمل سے ملتا ہے۔ ابوجحیفہ فرماتے ہیں: [رَأَیْتُ بِلَالًا یُّؤَذِّنُ وَ یَدُورُ وَ یُتْبِـعُ فَاهُ هَاهُنَا وَ هَاهُنَا وَإِصْبَعَاهُ فِي أُذُنَیْهِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ لَّهُ حَمْرَاءَ......]

''میں نے بلال کو دیکھا کہ وہ اذان دے رہے ہیں اور گھوم رہے ہیں اور اپنے منہ کو ادھر ادھر (دائیں اور بائیں) پھیر رہے ہیں جبکہ ان کی دونوں انگلیاں ان کے دونوں کانوں میں تھیں اور رسول اللہ ﷺ اپنے سرخ خیمے میں تھے.....'' (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء في إدخال الإصبع في الأذن عندالأذان' حديث: ۱۹۷' ومسند الإمام أحمد:۴/ ۳۰۷'۳۰۸) امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے معلقاً ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے مصنف عبدالرزاق وغیرہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ (فتح الباري:۲/۱۱۴)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے اسے موصول ذکر کیا ہے اور اس کی سند کو شیخین کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے۔ (مختصر صحيح البخاري للألباني:۱/۲۰۶)

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں: [وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ' يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُّدْخِلَ الْمُؤَذِّنُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ فِي الْأَذَانِ] ''اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔ ان کے ہاں یہ عمل مستحب ہے کہ مؤذن اذان کے وقت اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں داخل کرے۔''

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے بھی امام ترمذی کا مذکورہ قول نقل کیا ہے اور اس عمل کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ (المغني: ۱/۴۶۸)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اذان کے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لینا مستحب ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مذکورہ عمل کو حکمی طور پر مرفوع قرار دیا ہے کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ کا یہ عمل نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ہوتا تھا جیسا کہ اس کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا بلال کے اس عمل کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما سے معلقاً بصیغۂ جزم نقل کیا ہے کہ وہ اذان کے وقت اپنی انگلیاں کانوں میں داخل نہیں کرتے تھے۔ (فتح الباري:۲/۱۱۴) جس سے بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔

اولاً: اس میں تطبیق کی ایک صورت یہ لگتی ہے کہ اگر کانوں میں انگلیاں نہ بھی ڈالی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم.

ثانیاً: شیخ حسین بن عودہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد شیخ البانی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ان دونوں کے درمیان جمع وتطبیق کی کیا صورت ہے؟ تو شیخ رحمہ اللہ نے بایں الفاظ جواب دیا: اگر دو احادیث ہوں' ایک

میں کسی عبادت کا ثبوت اور دوسری میں نفی ہو تو دریں صورت بلا شک وشبہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ اب ہمارے پاس ایک طرف تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا وہ خاص عمل ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں ادا ہوتا تھا' پھر غالب گمان یہی ہے کہ یہ عمل نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ہوتا تھا' لہٰذا اس طرح اس کا حکم مرفوع حدیث کا ہوگا جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب عمل میں فقہی طور پر یہ قوت وصلاحیت نہیں' اس لیے بلا تردد کانوں میں انگلیاں رکھنے کا بلال رضی اللہ عنہ کا عمل ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ترک عمل پر ترجیح کی حیثیت رکھتا ہے۔'' (تعليق الموسوعة الفقهية: ۱/۳۸۰)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن عمر کے مذکورہ اثر کو مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے موصول ذکر کیا ہے اور اس کی سند جید قرار دی ہے۔ دیکھیے: (مختصر صحيح البخاري للألباني: ۱/۲۰۶' وفتح الباري: ۲/۱۱۴' حديث: ۶۳۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کانوں میں انگلیاں داخل کرنے کے متعلق تغلیق التعلیق میں کچھ شواہد ذکر کیے ہیں۔ (فتح الباري: ۲/۱۱۵)

ملحوظہ: سوال پیدا ہوتا ہے کہ اذان کے وقت کون سی انگلیاں کانوں میں داخل کی جائیں؟ اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس انگلی کا کان میں ڈالنا مستحب کہا گیا ہے اس کی تعیین منقول نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بالجزم کہا ہے کہ یہ انگشت شہادت ہے۔ (فتح الباري: ۲/۱۱۶) والله أعلم.

* کھڑے ہو کر اذان دینا: مسنون یہ ہے کہ مؤذن کھڑے ہو کر اذان کہے۔ ہاں' اگر کسی قسم کا عذر ہو تو بیٹھ کر بھی اذان دی جا سکتی ہے کیونکہ اذان سے اصل مقصد لوگوں کو وقتِ نماز کی اطلاع دینا ہے جو بیٹھ کر بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کی دلیل ابن ابی لیلیٰ کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز باجماعت کے لیے اکٹھا کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی۔ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

[حَتّٰى هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رِجَالًا يَقُومُونَ عَلَى الْآطَامِ يُنَادُونَ الْمُسْلِمِينَ بِحِينِ الصَّلَاةِ......]

''یہاں تک کہ میں نے یہ ارادہ بھی کیا کہ کچھ مردوں کو حکم کروں اور وہ ٹیلوں پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کے لیے وقت نماز کی منادی کریں۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۵۰۶' وصحيح سنن أبي داود للألباني' حديث: ۴۷۸)

اس حدیث سے کھڑے ہوکر اذان دینے کی مشروعیت اخذ ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں کھڑے ہوکر اذان دینے کا طریقہ شروع سے چلا آ رہا ہے۔ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ أَحْفَظُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يُؤَذَّنَ قَائِمًا......] ''ابن منذر نے فرمایا: جن علماء سے مجھے یاد ہے ان سب نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ سنت طریقہ کھڑے ہوکر اذان دینا ہی ہے۔'' (المغني: ۱/۴۶۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ قول نقل کیا ہے اور اسے برقرار رکھا ہے۔ (التلخيص الحبير: ۱/۳۶۲' حديث: ۲۹۹)

حسن بن محمد فرماتے ہیں: [دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ وَهُوَ جَالِسٌ، قَالَ وَ تَقَدَّمَ رَجُلٌ فَصَلّٰى بِنَا وَكَانَ أَعْرَجَ، أُصِيبَ رِجْلُهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ] ''میں ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے بیٹھے بیٹھے ہی اذان اور اقامت کہی' ایک آدمی آگے بڑھا اور اس نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ابوزید لنگڑے تھے' ان کی ٹانگ اللہ تعالیٰ کے راستے (جہاد) میں ٹوٹی تھی۔'' (السنن الكبرى للبيهقي: ۱/۳۹۲ - حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی التلخيص الحبير: ۲/۳۶۲ میں اس اثر کو برقرار رکھا ہے اور کوئی جرح نہیں کی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی الإرواء' حديث: ۲۲۵ میں اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔)

صحابیٔ رسول کے اس عمل سے پتا چلتا ہے کہ بوجۂ عذر اذان اور اقامت بیٹھ کر بھی کہی جا سکتی ہے' نیز امام ابن منذر فرماتے ہیں کہ ابن عمر اونٹ پر اذان دے لیا کرتے تھے' پھر اترتے اور اقامت کہتے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے التلخيص میں یہ قول نقل کر کے اسے برقرار رکھا ہے۔ دیکھیے: (التلخيص الحبير: ۱/۳۶۲) سنن بیہقی میں الفاظ یوں ہیں' نافع فرماتے ہیں: [كَانَ ابْنُ عُمَرَ رُبَّمَا أَذَّنَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ الصُّبْحَ، ثُمَّ يُقِيمُ بِالْأَرْضِ] ''ابن عمر بسا اوقات صبح کی اذان اپنی اونٹنی پر دیا کرتے تھے' پھر زمین پر اقامت کہتے۔'' شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس اثر کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل' حديث: ۲۲۶)

* باآواز بلند اذان کہنا: باآواز بلند اذان دینا مستحب اور مطلوب ہے کیونکہ جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے' وہاں تک ہر چیز اس کے لیے قیامت کے دن گواہ ہوگی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوصعصعہ انصاری سے فرمایا: میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ تمھیں بکریوں اور جنگل میں رہنا پسند ہے'

لہٰذا جب تم اپنی بکریوں کے ہمراہ جنگل میں رہو تو نماز کے لیے اذان کہو اور اپنی آواز کو بلند کرو کیونکہ جو انسان، جن یا کوئی دوسری چیز مؤذن کی آواز سنتی ہے جہاں تک وہ پہنچتی ہے، قیامت کے دن وہ اس کے حق میں گواہی دے گی۔ ابوسعید نے فرمایا: میں نے یہ اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے۔ (صحیح البخاري، الأذان، حدیث:۶۰۹)

* **صرف گردن موڑ کر دائیں اور بائیں التفات کرنا:** مؤذن کے لیے مسنون ہے کہ وہ اذان دیتے وقت حي علی الصلاۃ اور حي علی الفلاح کہتے ہوئے صرف اپنا منہ اور گردن دائیں اور بائیں پھیرے، پورے بدن یا سینے کو پھیرنا غیر مسنون عمل ہے۔ اس کی دلیل ابوجحیفہ کا قول ہے، وہ کہتے ہیں: ''میں اذان کے وقت ان کا منہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔'' (صحیح البخاري، الأذان، باب هل یتتبع المؤذن فاه هاهنا وهاهنا وهل یلتفت في الأذان، حدیث:۶۳۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بواسطہ وکیع عن سفیان صحیح مسلم میں روایت اس سے اتم (مکمل) ہے۔ (فتح الباري: ۲/۱۱۵) یعنی اس میں اِدھر اُدھر کی بجائے [يَمِينًا وَّ شِمَالًا] ''دائیں اور بائیں جانب'' کی صراحت منقول ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث: ۵۰۳) اس کے الفاظ یہ ہیں: [فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هَاهُنَا وَ هَاهُنَا، يَقُولُ: يَمِينًا وَّ شِمَالًا يَقُولُ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ......] ''تو میں ان کا منہ ادھر ادھر، یعنی دائیں اور بائیں جانب پھیرتے وقت حي علی الصلاۃ اور حي علی الفلاح کہتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔'' سنن ابوداود کی ایک روایت میں مزید وضاحت منقول ہے۔ ابوجحیفہ فرماتے ہیں: [رَأَيْتُ بِلَالًا خَرَجَ إِلَى الْأَبْطَحِ فَأَذَّنَ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، لَوَّى عُنُقَهُ يَمِينًا وَّ شِمَالًا وَّلَمْ يَسْتَدِرْ......] ''میں نے بلال کو دیکھا کہ وہ وادئ ابطح کی طرف نکلے اور اذان کہی، جب حي علی الصلاۃ اور حي علی الفلاح پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں اور بائیں پھیرا اور خود پورے نہیں گھومے......'' (سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث:۵۲۰، والتلخیص الحبیر:۱/۳۶۳، حدیث:۳۰۰)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے صرف اپنی گردن دائیں اور بائیں پھیری ہے۔ رہا حدیث میں [وَلَمْ يَسْتَدِرْ] کا اضافہ تو محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق میں یہ منکر ہے۔ تفصیل

کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (صحیح سنن أبي داود (مفصل)، حدیث:۵۴۳) کیونکہ اس کی سند میں قیس بن ربیع سیئ الحفظ ہیں لیکن چونکہ سفیان ان کی متابعت کرتے ہیں اس لیے مذکورہ روایت صحیح ہے سوائے [وَلَمْ يَسْتَدِرْ] کے کہ ان کے بیان کرنے میں قیس بن ربیع متفرد ہیں۔ ابوداود کی یہی مذکورہ روایت امام نووی رحمہ اللہ نے المجموع: (۹/۳) میں ذکر کر کے [وَلَمْ يَسْتَدِرْ] کے اضافے سمیت اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ اس کی اسنادی حیثیت عیاں ہے اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان کی اس تصحیح کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود (مفصل): ۱۰/۳) بلکہ شیخ رحمہ اللہ نے اسے امام نووی رحمہ اللہ کا وہم قرار دیا ہے۔ اس کے برخلاف [يَدُورُ] "گھومنے" کے الفاظ سفیان ثوری رحمہ اللہ وغیرہ کے طریق میں مروی ہیں۔ دیکھیے: (مسند الإمام أحمد: ۳۰۸/۴، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۵۲/۳۱) مسند احمد میں بواسطۂ سفیان الفاظ یوں ہیں: ابو جحیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ وَ يَدُورُ......] "میں نے بلال کو دیکھا کہ وہ اذان کہہ رہے تھے اور گھوم رہے تھے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔ (جامع الترمذي، حدیث:۱۹۷) امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن: (۳۹۶/۱) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری: (۱۱۵/۲) میں ان الفاظ کو معلول قرار دیا ہے۔ لیکن یہ الفاظ درست ہیں جیسا کہ مسند احمد میں بواسطۂ سفیان مروی روایت میں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے منقول ان الفاظ کے متعلق تبصرے کے بعد شیخ نے ان کا جواب دیا ہے اور مذکورہ الفاظ کی صحت کا اثبات کیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود (مفصل)، حدیث:۵۴۳)

بالفرض اگر عدم استدارا اور اثبات استدار کی روایات کو قبول کر لیا جائے جبکہ ثانی الذکر کا اثبات مع التحقیق ہوتا ہے تو بظاہر دونوں روایات میں تعارض پیدا ہوتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ جس حدیث میں [اِسْتِدَارَة] "گھومنے" کا ذکر موجود ہے۔ اسے صرف اس معنی پر محمول کیا جائے کہ حي علی الصلاة اور حي علی الفلاح کہتے وقت صرف گردن اور منہ کے ساتھ دائیں اور بائیں گھومے اور جس روایت میں اس کی نفی ہے اسے سینے اور پورے بدن سمیت گھومنے پر محمول کیا جائے اور ان شاء اللہ یہی حق ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْحَجَّاجُ أَرَادَ بِالْإِسْتِدَارَةِ الْتِفَاتَهُ فِي: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَيَكُونُ مُوَافِقًا لِّسَائِرِ الرُّوَاةِ، وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ] ''احتمال ہے کہ یہاں حدیث میں حي على الصلاة، حي على الفلاح کہتے وقت گھومنے سے حجاج کی مراد التفات (دائیں اور بائیں گردن گھما کر دیکھنا) ہو' لہٰذا اس توجیہ سے یہ حدیث باقی راویوں کے موافق ہو گی۔ لیکن حجاج بن ارطاۃ قابل حجت نہیں۔'' (السنن الكبرىٰ للبيهقي: ۱/ ۳۹۵، ۳۹۶)

شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: [وَهٰذَا الْجَمْعُ هُوَ الَّذِي يَجِبُ الْمَصِيرُ إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْإِسْتِدَارَةَ قَدْ ثَبَتَتْ فِي الْحَدِيثِ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى عَنْ عَوْنٍ......] ''جمع وتطبیق کی یہی صورت اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ حدیث میں گھومنے کا ذکر دوسرے طرق میں عون سے ثابت ہے......'' (صحيح سنن أبي داود (مفصل): ۳/ ۱۰، حديث: ۵۳۳)

امام نووی رحمہ اللہ حدیث میں مذکور اس گھومنے کے متعلق فرماتے ہیں: [أَنَّ الْإِسْتِدَارَةَ تُحْمَلُ عَلَى الْإِلْتِفَاتِ جَمْعًا بَيْنَ الرِّوَايَاتِ......] ''مختلف روایات میں جمع وتطبیق کی خاطر گھومنے کو التفات پر محمول کیا جائے گا۔'' (المجموع شرح المهذب: ۳/ ۱۱۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مزید وضاحت سے روایات کے مابین یوں تطبیق دیتے ہیں: [وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بِأَنَّ مَنْ أَثْبَتَ الْإِسْتِدَارَةَ عُنِيَ اسْتِدَارَةُ الرَّأْسِ، وَمَنْ نَفَاهَا عُنِيَ اسْتِدَارَةُ الْجَسَدِ كُلِّهِ] ''اور تطبیق ممکن ہے کہ جس نے گھومنا ثابت کیا ہے' اس کا مقصد سر کا گھمانا ہے اور جس نے اس کی نفی کی ہے اس کا مقصد پورے بدن کو گھمانا ہے۔'' (فتح الباري: ۲/ ۱۱۵)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ گھومنے کی مشروعیت کی ترجمۃ الباب (عنوان) میں یوں توضیح فرماتے ہیں: [اَلْإِنْحِرَافُ فِي الْأَذَانِ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، وَالدَّلِيلُ عَلٰى أَنَّهُ إِنَّمَا يَنْحَرِفُ بِفِيهِ لَا بِبَدَنِهِ كُلِّهِ وَ إِنَّمَا يُمْكِنُ الْإِنْحِرَافُ بِالْفَمِ بِانْحِرَافِ الْوَجْهِ] ''اذان میں مؤذن کے حي على الصلاة اور حي على الفلاح کہتے وقت ایک جانب منہ پھیرنے کا بیان اور اس بات کی دلیل کہ وہ صرف اپنا منہ پھیرے گا نہ کہ پورا بدن اور

چہرے کے پھیرنے سے منہ کا پھیرنا ممکن ہے۔'' (صحیح ابن خزیمة:۱/۲۰۲، وفتح الباري:۲/۱۱۵)

امام ابن قدامہ نے المغنی: (۱/۴۲۷) میں اسی طریقے کو مستحب قرار دیا ہے۔ بہرحال مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ پورے بدن یا سینے کو دائیں بائیں پھیرنا مشروع نہیں ہے' اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [أَمَّا تَحْوِيلُ الصَّدْرِ فَلَا أَصْلَ لَهُ فِي السُّنَّةِ الْبَتَّةَ، وَلَا ذِكْرَلَهُ فِي شَيْئٍ مِّنَ الْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ فِي تَحْوِيلِ الْعُنُقِ] ''رہا سینے کو پھیرنا تو سنت میں قطعاً اس کی اصل نہیں ملتی اور نہ گردن پھیرنے کی روایات میں اس کا کچھ ذکر ہے۔'' (تمام المنة، ص:۱۵۰)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالسُّنَّةُ أَنْ يَّلْتَفِتَ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ يَمِينًا وَّ شِمَالاً وَّلَا يَسْتَدِيرُ] ''سنت یہ ہے کہ حي علی الصلاۃ اور حي علی الفلاح کہتے ہوئے دائیں اور بائیں منہ کرے اور (پورے بدن کے ساتھ) نہ گھومے۔'' مزید فرماتے ہیں: [قَالَ أَصْحَابُنَا: وَالْمُرَادُ بِالْإِلْتِفَاتِ أَنْ يَّلْوِيَ رَأْسَهُ وَ عُنُقَهُ وَلَا يُحَوِّلُ صَدْرَهُ عَنِ الْقِبْلَةِ...... وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ الْمُصَنِّفِ: "وَلَايَسْتَدِيرُ......" هُوَ الصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ الَّذِي نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ وَقَطَعَ بِهِ الْجُمْهُورُ] ''ہمارے اصحاب (شوافع) نے کہا: التفات سے مراد یہ ہے کہ اپنی گردن اور سر کو موڑے' قبلے سے اپنے سینے کو نہ پھیرے......مصنف کے قول ''نہ گھومے'' کے یہی معنی ہیں...... یہی صحیح اور مشہور قول ہے جس کی امام شافعی رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے اور جمہور علماء نے قطعیت ظاہر کی ہے۔'' (المجموع:۳/۱۱۵)

* **کیفیت التفات:** دائیں بائیں منہ کرنے کی امام نووی رحمہ اللہ نے تین مستحب صورتیں بیان کی ہیں: ① دائیں طرف منہ کر کے دو دفعہ حي علی الصلاۃ کہے' پھر بائیں طرف منہ کر کے حي علی الفلاح دو مرتبہ کہا جائے۔ یہ ان کے نزدیک صحیح ترین صورت ہے۔ ② دائیں جانب منہ کر کے حي علی الصلاۃ ایک دفعہ کہا جائے' پھر قبلہ رخ منہ کر لیا جائے' پھر دوبارہ حي علی الصلاۃ کہتے ہوئے دائیں جانب منہ پھیر لیا جائے' پھر بائیں جانب حي علی الفلاح کہتے ہوئے اسی طرح کیا جائے۔ ③ امام قفال کا قول ہے کہ ایک دفعہ حي علی الصلاۃ کہتے ہوئے دائیں جانب منہ پھیرا جائے اور ایک دفعہ بائیں جانب' اسی طرح حي علی الفلاح کہتے وقت ایک دفعہ دائیں جانب اور

دوسری دفعہ بائیں جانب منہ پھیرا جائے۔(المجموع:۳/۱۱۵)

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، اِسْتَدَارَ إِنْ شَاءَ عَنْ يَمِينِهِ فَيَقُولُ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَدِيرُ عَنْ يَسَارِهِ كَذٰلِكَ] ''قبلے کی طرف منہ رکھے' جب حي على الصلاة کہے تو اگر چاہے تو اپنی دائیں جانب منہ پھیرے اور حي على الصلاة دو مرتبہ کہے' پھر اسی طرح اپنی بائیں جانب بھی پھیرے اور دو مرتبہ حي على الفلاح کہے۔''(الأوسط:۳/۲۶)

اذان سے متعلقہ چند معروف ضعیف احادیث اور بدعات کا بیان

اذان ایک اسلامی شعار ہے۔ مسلمان اس کا اظہار کرنے کے پابند ہیں۔ اُنھی الفاظ وکلمات کے ساتھ اذان دی جانی چاہیے جو شرعی طور پر ثابت ہیں۔ اس کی کیفیت و ہیئت میں تبدیلی درست ہے نہ کچھ الفاظ وکلمات کا اضافہ ہی کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادات کی بنیاد ادلۂ شرعیہ ثابتہ پر ہوتی ہے' اس لیے اس میں حک و اضافہ درست نہیں۔ اس عظیم شعار کا آغاز ''اللہ اکبر'' سے ہوتا ہے اور اختتام ''لا الٰہ الا اللہ'' پر اور بس۔ احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے۔ اپنی طرف سے اس کے ساتھ کسی سابقے یا لاحقے کی ضرورت نہیں۔ اذان کا مسنون طریقہ وہی ہے جو گزشتہ صفحات میں ذکر ہوا۔ خیر القرون میں یہی طریقہ رائج تھا۔ محبانِ سنت نے اسی کی تلقین و تعلیم کی۔ لیکن افسوس! حاملین بدعات وخرافات نے صحیح سنت اور صراط مستقیم سے انحراف کی وجہ سے اس کے درمیان یا اس کے شروع اور آخر میں کچھ ایجادِ بندہ نوعیت کے الفاظ وکلمات داخل کر لیے جس کی مثال عہد نبوی میں تو کجا بعد کے زمانۂ سلف میں بھی نہیں ملتی۔ وإلى الله المشتكٰى.

مسنون ومشروع اذان کی اہمیت اجاگر کرنے اور فی زمانہ اس شعار کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی شناعت وقباحت کے اظہار کی خاطر چند بدعاتِ اذان کا بیان ضروری سمجھا گیا ہے جنھیں اب عشق رسول یا محبت اہل بیت کے خوبصورت لیبل کے ساتھ بڑی دھوم دھام اور بے خوفی سے رواج دیا جا رہا ہے اور ان بدعات وخرافات پر اپنے زعم میں ناز کیا جاتا ہے۔ إنا لله و إنا إليه راجعون.

مندرجہ ذیل سطور میں اولاً بالاختصار بدعت اور اس کی شناعت وقباحت کا ذکر ہوگا' ثانیاً اذان کے ساتھ ان خود ساختہ ملحقہ اضافات اور کلمات کا تذکرہ بھی ہوگا جنھیں گویا اذان کا حصہ یا اس سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل سمجھ لیا گیا ہے۔وما توفيقي إلا بالله.

* **بدعت کے معنی ومفہوم:** بدعت عربی لفظ ہے۔ یہ [فِعْلَةٌ] کے وزن پر اسم ہیئت ہے اور [بِدْعٌ] سے ماخوذ ہے۔ سابقہ نمونے کے بغیر کسی چیز کی اختراع کے معنی دیتا ہے۔ اگرچہ ہر اچھی اور بری ایجاد کردہ نئی چیز پر اس کا اطلاق ہوتا ہے لیکن عرف میں اس کا اکثر استعمال قابل مذمت چیز ہی پر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ﴾ (الأحقاف ٩:٤٦) ''فرما دیجیے! میں رسولوں میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔'' یعنی مجھ سے پہلے بھی کئی رسول ہو گزرے ہیں' نیز فرمایا: ﴿بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ (البقرة ١١٧:٢) ''وہ آسمانوں اور زمین کو بلانمونہ پیدا کرنے والی ذات ہے۔'' مزید فرمایا: ﴿وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا﴾ (الحديد ٢٧:٥٧) ''اور رہبانیت کو انھوں نے خود ایجاد کرلیا۔'' تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (الاعتصام للشاطبي: ٤٩/١' وعلم أصول البدع لعلي بن حسن الأثري' ص: ٢٣' والبدعة وأثرها السيئ في الأمة للهلالي' ص:٧)

علامہ جوہری فرماتے ہیں: [أَبْدَعْتُ الشَّيْئَ' اِخْتَرَعْتُهُ لَا عَلٰى مِثَالٍ] ''میں نے یہ چیز بلامثال بنائی ہے' یعنی میں نے ایجاد کی ہے۔'' اور بدعت کے متعلق رقمطراز ہیں: [اَلْحَدَثُ فِي الدِّينِ بَعْدَ الْإِكْمَالِ] ''تکمیل دین کے بعد اس میں کسی چیز کی ایجاد۔'' (الصحاح للجوهري: ٩٨٦/٣' والقاموس المحيط' ص: ٧٠٢)

عرب کے ہاں [هٰذَا أَمْرٌ بَدِيعٌ] اس چیز پر بولا جاتا ہے جو مستحسن (قابل ستائش) ہو اور حسن میں اس کی کوئی سابقہ مثال نہ ہو۔ گویا نہ حسن میں اس جیسی ہو اور نہ اس کے مشابہ ہی' بدعت کو بدعت بھی اسی لیے کہتے ہیں کہ رائج شدہ صورت کی شریعت میں کوئی مثال وشبیہ نہیں ہوتی۔ (الاعتصام: ٤٩/١) یعنی اس کا شریعت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

لفظ بدعت عام ہے۔ اس کا اطلاق دل کے ایجاد کردہ خیالات وتصورات' زبان کے بیان کردہ غیر شرعی فرمودات اور اعضاء کے اعمال وافعال پر ہوتا ہے۔ (بتصرف: علم أصول البدع لعلي بن

حسن' ص:۲۳' و البدعة وأثرها السيئ في الأمة لسليم عيدالهلالي' ص:۸)

غرض اعمال وافعال کے ساتھ ساتھ بدعت کے تحت دل ودماغ کے وہ تصورات ونظریات بھی داخل ہیں جن کی شرع متین میں کوئی اصل اور سابقہ مثال نہ ہو۔

* **بدعت کی اصطلاحی تعریف:** بدعت کی جامع مانع تعریف علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے کی ہے' فرماتے ہیں: [طَرِيقَةٌ فِي الدِّينِ مُخْتَرَعَةٌ' تُضَاهِي الشَّرْعِيَّةَ' يُقْصَدُ بِالسُّلُوكِ عَلَيْهَا الْمُبَالَغَةُ فِي التَّعَبُّدِ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ] ''دین میں کوئی بھی خود ساختہ طریقہ جو کسی شرعی طریقے سے ملتا جلتا ہو' اس پر چل کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت واطاعت میں مبالغہ مقصود ہو (تو یہ بدعت ہے۔)'' (الاعتصام:۱/۵۰)

معلوم ہوا بدعات کا مرتکب اپنے زعم میں اس قسم کے قول وفعل سے تقرب الٰہی اور مزید ثواب کی نیت رکھتا ہے' اسے یہ عمل بظاہر عبادت اور نیکی لگتا ہے' اسی لیے بدعتی انسان اسے گناہ نہیں سمجھتا۔ نتیجتاً وہ بدعات میں آگے ہی بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں دیگر معاصی کا مرتکب خود کو کم از کم گناہ گار ضرور سمجھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زندگی کے کسی موڑ پر تائب ونادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ کبھی سرے سے بدعی عمل کی دین میں نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے اور نہ اس کا ثبوت۔ اور کبھی دین میں اس کی کوئی اصل ہوتی ہے لیکن اس کے لیے کیفیت وہیئت اور زمانی ومکانی وہ حد بندی کر لی جاتی ہے جس کا شریعت میں ثبوت نہیں ہوتا تو تب بھی وہ بدعت ہے۔ مثال کے طور پر قرآن وسنت کی روشنی میں ذکر اذکار اور مختلف اوراد کی مشروعیت منقول ہے۔ انسان کی مرضی ہے اٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے جیسے بھی چاہے ذکر کر سکتا ہے۔ اس کی کوئی قید نہیں' سوائے ان اعمال واوراد کے جن کی بجا آوری کے لیے خاص کیفیات یا زمان ومکان کی تحدید ہے تو انھیں اسی صورت میں بجا لانا سنت ہے۔ مسنون کیفیات وہیئات اور قیدِ زمان ومکان سے بالا ہو کر یا پھر جس کی کوئی خاص صورت وکیفیت منقول نہیں' اسے خاص وقت یا خاص شکل کے ساتھ اجتماعی صورت میں ادا کرنا' اس طرح دعوت دینا یا اس میں کمی بیشی کا مرتکب ہونا بدعت ہے۔ یہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کے مرتکب کے لیے آگ کی وعید ہے' جیسے سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر مسنون اذکار ہیں۔ اب اگر چند افراد مل کر بیک آواز سوز کے ساتھ یہ ذکر کرتے ہیں تو یہ بدعت ہے کیونکہ ذکر کی جو اجتماعی کیفیت اختیار کی گئی ہے' یہ رسول اللہ ﷺ سے مروی

نہیں۔ یہ گمراہی اور ضلالت ہے اگرچہ ایسا کرنے والے اسے تقرب الٰہی اور نیکی ہی گردانیں۔

ہمارے معاشرے میں اس قسم کی روحانی مجالس کی بھرمار ہے۔ کہیں اللہ ھو کی اجتماعی صدائیں بلند ہوتی ہیں' کہیں لا إله إلا الله کے وجد سے لوگ بے حال ہوتے ہیں اور کہیں ''سنتوں بھرے اجتماع'' میں موضوع و من گھڑت اور ضعیف قصص وروایات کی روشنی میں ''اسلامی بھائیوں'' کو نت نئے ''ایمان افروز'' اعمال و اذکار سے گرمایا جاتا ہے۔ یہ سب طریق ہائے عبادت و ریاضت اور کیفیاتِ اذکار بدعت ہیں۔

اس کی دلیل ملاحظہ فرمائیں! عمرو بن سلمہ کہتے ہیں: ہم نمازِ فجر سے قبل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے کے پاس بیٹھ جایا کرتے تھے۔ جب وہ نکلتے تو ہم سب ان کے ساتھ مسجد کی طرف چل پڑتے۔ (ایک دن) ابوموسیٰ اشعری آئے اور انھوں نے پوچھا: کیا ابوعبدالرحمٰن باہر تشریف لا چکے ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں۔ تو وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب وہ نکلے تو ہم کھڑے ہو گئے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! ابھی ابھی میں نے مسجد میں ایک عجیب وغریب کام دیکھا ہے۔ الحمد للہ! میں نے خیر ہی دیکھی ہے۔ انھوں نے پوچھا: وہ کیا؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بشرط زندگی آپ جلد ہی اسے دیکھ لیں گے۔ انھوں نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ مختلف حلقوں میں بیٹھے ہیں اور نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہر حلقے میں ایک آدمی ہے اور (دیگر) اہل حلقہ کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں۔ وہ کہتا ہے: سو مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ تو وہ (بلند آواز سے) اللہ اکبر سو مرتبہ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہو۔ تو وہ سب سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: سو مرتبہ سبحان اللہ کہو۔ تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تو تم نے ان سے کیا کہا؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے آپ کی رائے یا حکم کا انتظار تھا' اس لیے میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے انھیں یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اپنی سیئات شمار کریں؟ اور اس بات کی ضمانت نہ دی کہ اس (طرح گناہ شمار کرنے) سے ان کی حسنات ضائع نہیں ہوں گی؟ پھر وہ چل پڑے۔ ہم بھی ان کے ساتھ چل دیے یہاں تک کہ وہ ایک گروہ کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو گئے اور پوچھا: یہ کیا ہے جو میں تمھیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا: ابوعبداللہ یہ کنکریاں ہیں' ان کے ساتھ

ہم اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ کی تسبیحات شمار کرتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے گناہوں کو شمار کرو، میں ضمانت دیتا ہوں کہ اُس سے تمھاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ افسوس! اے امت محمدیہ! تم کس قدر جلد ہلاک ہو رہے ہو۔ تمھارے نبی ﷺ کے یہ صحابہ بہ کثرت ہیں۔ آپ ﷺ کے کپڑے ابھی تک بوسیدہ نہیں ہوئے۔ ابھی تک آپ کے برتن بھی نہیں ٹوٹے (اور تم نے بدعات شروع کر لی ہیں۔) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کیا تم ایسی ملت وطریق پر ہو جو ملتِ محمدی سے زیادہ راست ہے؟ یا تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو؟ انھوں نے کہا: [وَاللّٰهِ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! مَاأَرَدْنَا إِلَّاالْخَيْرَ] ''اللہ کی قسم! ابوعبدالرحمٰن! ہم نے نیکی ہی کا ارادہ کیا ہے۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [وَكَمْ مِّنْ مُّرِيدٍ لِّلْخَيْرِ لَنْ يُّصِيبَهُ] ''کتنے ہی لوگ بھلائی کے خواہاں اور متلاشی ہیں لیکن اسے حاصل نہیں کر پاتے۔'' ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ''بے شک ایک قوم قرآن پڑھے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔'' اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ شاید ان کے اکثر لوگ تم میں سے ہوں۔ یہ کہہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ واپس پلٹ آئے۔ راویٔ حدیث عمرو بن سلمہ تابعی فرماتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ ان میں سے اکثر یوم نہروان کے موقع پر خارجیوں کے ساتھ مل کر ہمارے اوپر نیزہ زنی کر رہے تھے۔ (سنن الدارمي: ۱/ ۴۸، ۴۹ و البدعة و أثرها السيئ في الأمة لسليم عيدالهلالي، ص: ۳۸)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس ناصحانہ وعظ اور اتباع سنت سے سرشار ان کے جذبات وفرمودات پر انھوں نے کان نہیں دھرا بلکہ اپنے اس عمل پر اڑے رہے اور جواب یہ دیا کہ ہمارا ارادہ نیک ہی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ گمراہ ہو گئے اور خوارج سے مل کر عام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کے مقابلے میں صف آراء ہوئے اور بے دین ہو کر مرے۔

دوسری مثال یہ سمجھیے کہ رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم ہے۔ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الأحزاب ۳۳: ۵۶) ''اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر خوب درود وسلام بھیجو۔'' مختلف مواقع پر اس کے پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے جیسا کہ کتب احادیث میں ملتا ہے۔ ایک دفعہ درود پڑھنے سے اللہ رب العزت دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس

درجات کی بلندی کی ضمانت ہے۔ احادیث میں اس کے پڑھنے کے لیے کئی خاص مواقع کی تحدید بھی ہے' جیسے نماز میں تشہد کی حالت میں اور مؤذن کی اذان سننے کے بعد وغیرہ' لہٰذا جن مواقع کی تحدید کے ساتھ اس کی مشروعیت ہے' اسے انھی مواقع پر پڑھنا مستحب و مسنون ہوگا۔ مزید براں اس کا حکم عام بھی ہے لیکن اس کے پیش نظر کسی کیفیت و حالت کو خاص نہیں کیا جا سکتا' جیسے قبل از اذان یا بعد از اذان لاؤڈ سپیکر پر ''صلاۃ وسلام'' کہنا جسے عرف عام میں ''صلاۃ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ بدعت ہے' اس لیے کہ اس زمانی تقیید کے ساتھ قبل از اذان یا بعد از اذان شریعت میں اس کی اصل موجود نہیں کیونکہ عہد نبوی یا خلفائے راشدین وغیرہ کے ادوار میں بھی مروجہ اغراض سے پڑھے جانے والے درود وسلام کے اسباب و دواعی اور مقتضیات موجود تھے لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ سے اس کا ثبوت تو کجا بعد کے سنہری ادوار میں بھی اس کی اصل نہیں ملتی' حالانکہ وہ نیکی کے زیادہ حریص اور محبت رسول میں ہم سے کہیں زیادہ جذبات کے حامل تھے' لہٰذا یہ اندازِ درود وسلام ایجادِ بندہ ہے اور شریعت میں اپنی طرف سے اضافہ ہے اگرچہ اس میں نیک نیتی ہی کارفرما ہوتی ہے۔

غور فرمایئے! ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی آدمی نے چھینک ماری اور بجائے صرف مسنون ذکر [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ] کے' اس نے [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ] کہہ دیا۔ اگرچہ اس کا نیکی کا جذبہ تھا لیکن جلیل القدر صحابی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: [مَا هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَلْ قَالَ: إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ' فَلْيَحْمَدِاللّٰهَ' وَلَمْ يَقُلْ: وَلْيُصَلِّ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اس طرح تعلیم نہیں دی بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ ''الحمد للہ'' کہے'' یہ نہیں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام پڑھے۔'' (جامع الترمذي' الأدب' حديث:۲۷۳۸' والحديث حسن' تفصیل کے لیے دیکھیے: البدعة' ص:۴۹)

صحابیٔ رسول ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حمیتِ دینی دیکھیے! بدعت کی کس طرح تردید فرماتے ہیں' باوجودیکہ کہنے والے کی نیت بھی نیک تھی لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حقیقت کو سمجھتے تھے کہ [خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ] ''بہترین طریقہ' طریقۂ محمدی ہے۔'' اسی لیے آپ نے اس کی تردید فرمائی اور اس کے بے محل درود وسلام کی کوئی پروا نہ کی۔ اسے اس چیز کی تعلیم دی جو خالص اور ملاوٹ سے پاک' عین سنت کے

مطابق تھی۔ لیکن آج کے عاشقانِ رسول کی محبت بھی عجیب ہے۔ ملتے وقت مسنون سلام کی جگہ ''مدینہ مدینہ'' کہتے ہیں۔ جو محبت کے زیادہ ہی دعویدار ہوتے ہیں' وہ بجائے السلام علیکم اور جواب میں وعلیکم السلام کے خودساختہ درود و سلام کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ فون پر گفت وشنید ہو یا براہ راست' بعض سے یہی اندازِ سلام دیکھنے اور سننے میں آیا ہے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. لٰہذا یہ اور اس قسم کی دیگر معینہ' خودساختہ اور بناوٹی کیفیات و اعمال بدعت نہیں تو اور کیا ہیں؟ اسلام مکمل ہو چکا ہے' اب اس میں کسی چیز کے اضافے کی ضرورت نہیں۔ فرمان الٰہی ہے:﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المآئدة ٥:٣) ''آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمھارے اوپر پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطور دین پسند کیا ہے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس امت پر اللہ تعالیٰ کی یہ سب سے بڑی اور عظیم الشان نعمت ہے کہ اس نے ان کے لیے ان کے دین کو کامل اور مکمل کر دیا ہے۔ اب انھیں اسلام کے سوا کسی اور دین کی ضرورت ہے نہ اپنے نبی ﷺ کے سوا کسی اور نبی کی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء بنا کر قیامت تک کے جنوں اور انسانوں کے لیے مبعوث فرمایا ہے' لٰہذا اب حلال وہ ہے جسے نبی ﷺ حلال قرار دیں' حرام وہ ہے جسے آپ حرام کہیں' دین وہ ہے جو آپ پیش فرمائیں اور آپ جو بھی فرمائیں وہ حق اور سچ ہے' اس میں کذب و شک کا ادنیٰ سا بھی شائبہ تصور نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا﴾ (الأنعام ٦:١١٥) ''اور آپ کے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ باتیں خبر کے اعتبار سے سچ اور امر و نہی کے اعتبار سے عدل و انصاف پر مبنی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر (اردو):٢/٤٧٤' مطبوعہ دارالسلام)

غرض اب یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی آئے اور اپنی مرضی سے کسی ذکر' عبادت' یا طریقۂ عبادت کی کیفیت خود متعین کر لے۔

رسول اللہ ﷺ نے دین کی ہر ہر بات کی خوب توضیح فرما دی ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں: [مَا بَقِيَ شَيْئٌ يُّقَرِّبُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ يُبَاعِدُ مِنَ النَّارِ' إِلَّا وَقَدْ بُيِّنَ لَكُمْ] ''کوئی بھی ایسی چیز باقی نہیں

رہی جو جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کرتی ہو' مگر وہ تمھارے سامنے بیان کر دی گئی ہے۔''
(المعجم الكبير للطبراني: ٢/١٥٦، حديث: ١٦٤٧، والسلسلة الصحيحة، حديث: ١٨٠٣، وعلم أصول البدع لعلي بن حسن الأثري، ص: ١٩. اس کی سند صحیح ہے۔)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گزشتہ واقعہ سے پتا چلا کہ جس طرح ذکر اذکار کے لیے خود ساختہ کیفیت و ہیئت کا تعین ناجائز ہے اگرچہ اصل ذکر کی مشروعیت ثابت ہے' اسی طرح اپنی طرف سے کسی متعین مسنون عمل میں کمی بیشی کرنا بھی درست نہیں۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی صحیح میں درج فرمائی ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین اشخاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھا۔ جب وہ انھیں بتائی گئی تو گویا انھوں نے اسے کم سمجھا اور کہا: ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرما دیے ہیں۔ (اس لیے ہمیں آپ کی نسبت بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیے۔) ایک نے کہا: میں ساری رات ہی قیام کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں سارا سال روزے رکھوں گا اور کوئی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ تھلگ تجرد کی زندگی گزاروں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو پوچھا: تم نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تمھاری نسبت اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والا اور تم سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں' قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں' لہٰذا جس نے میری سنت سے منہ موڑا' اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (صحيح البخاري، النكاح، حديث: ٥٠٦٣، وصحيح مسلم، النكاح، حديث: ١٤٠١)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا ارادہ نیک تھا۔ کثرت عبادت کے متمنی تھے۔ مستزاد یہ کہ اصحاب رسول تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نیت اور طرز عبادت کو خلاف سنت قرار دیا اور اسے قطعاً پسند نہیں فرمایا۔ آج کے دور میں چلہ کشی' متصوفانہ طرزِ عبادت و ریاضت اور محفل سماع میں ڈھول کی تھاپ پر مشائخ کی دھمال' موسیقی کی دھن پر رقص کے زاویے اور تالیوں کی گونج میں ٹھمکے لگانا کون سا اسلوب عبادت ہے؟ اس باب میں قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے نقطۂ نظر سے آگاہ فرمائیے۔

⁕ **اذان سے پہلے یا بعد میں صلاۃ وسلام پڑھنا:** اذان سے پہلے یا بعد میں مروّجہ طریقے کے مطابق بلند آواز سے یا لاؤڈ سپیکر پر صلاۃ وسلام پڑھنا خلاف سنت بلکہ بدعت ہے کیونکہ زمانۂ نبوت میں اس کا قطعاً ثبوت نہیں ملتا' حالانکہ یہ ممکن تھا' نیز محبت رسول میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کہیں زیادہ آگے تھے لیکن انھوں نے اس قسم کی کوئی جرأت نہیں کی۔ مروجہ صورت والفاظ کے ساتھ درود کا رواج بہت بعد کا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر قسم کا ذکر اذان سے قبل مکروہ ہے جیسا کہ بعض مؤذن اذان سے پہلے ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ (بني إسرآئيل ۱۷:۱۱۱) پڑھتے ہیں' نیز بعض اقامت کہنے والے [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ] وغیرہ پڑھتے ہیں' یہ سب مکروہ ہے کیونکہ یہ ایجادِ بندہ ہے اور ہر قسم کی بدعت واختراع ضلالت اور گمراہی ہے' خصوصاً اس (قسم کے اذکار) سے شرعی شعار میں تغیر واقع ہوتا ہے' نیز جو ذکر اذان کے بعد پڑھا جائے' اس کا حکم بھی یہی ہے۔ (شرح العمدة لشيخ الإسلام ابن تيمية: ۱۱۲/۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اذان سے قبل یا بعد میں اس طرح کے اوراد واذکار کی عدم مشروعیت کا اشارہ فرمایا ہے۔ اس کے تحت شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتح الباری: (۹۲/۲) کے حاشیے میں لکھتے ہیں: [وَالصَّوَابُ أَنَّ مَا أَحْدَثَهُ النَّاسُ مِنْ رَّفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّسْبِيحِ قَبْلَ الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَهُ - كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ الشَّارِحُ - بِدْعَةٌ، يَجِبُ عَلٰى وُلَاةِ الْأَمْرِ إِنْكَارُهَا حَتّٰى لَايَدْخُلَ فِي الْأَذَانِ مَا لَيْسَ مِنْهُ' وَ فِيمَا شَرَعَهُ اللّٰهُ غُنْيَةٌ وَّ كِفَايَةٌ عَنِ الْمُحْدَثَاتِ' فَتَنَبَّهْ] ''اور درست یہ ہے کہ لوگوں نے قبل از اذان بلند آواز سے جو تسبیح وذکر اور بعد از اذان نبیٔ اکرم ﷺ پر صلاۃ وسلام کی نئی رسم نکالی ہے...... جیسا کہ شارح نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے...... بدعت ہے۔ حکمرانوں پر ضروری ہے کہ اس کی تردید کریں تاکہ اذان میں اس قسم کی چیزیں داخل نہ ہوں جن کا اذان سے تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جو کچھ مشروع قرار دیا ہے' اس میں بدعات سے کفایت ہے۔ متنبہ رہو۔''

شیخ علی محفوظ اپنی کتاب الإبداع میں فرماتے ہیں: اذان کے بعد نبیٔ اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے میں کوئی کلام نہیں بلکہ یہ مطلوب ہے۔ اس کے متعلق صحیح احادیث وارد ہیں جن میں اذان سننے والے ہر

فرد سے اس کا جواب مطلوب ہے......اختلاف تو اس بات میں ہے کہ آیا اس کا معروف کیفیت میں بلند آواز سے پڑھنا درست ہے؟ درست بات یہی ہے کہ اذان کی طرح اسے اس مروجہ کیفیت و ہیئت سے پڑھنا' جیسا کہ مؤذنوں کی عادت ہے کہ وہ اسے بڑے سُر اور ترنم سے پڑھتے ہیں' مذموم بدعت ہے۔ کیونکہ یہ ایک دینی شعار میں ایسی اختراع ہے جو رسول اللہ ﷺ' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین ائمہ میں سے کسی سے منقول نہیں۔ ان کے بعد کسی کے لیے یہ جائز نہیں کیونکہ بہ اجماعِ امت عبادت صرف ان فرامین پر موقوف ہے جو رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے منقول ہیں۔ ان مذکورہ شخصیات کے سوا کسی شخص کے استحسان (اچھا سمجھنے) یا کسی عادل یا ظالم بادشاہ کے اختراع سے یہ ثابت نہیں ہوتی۔

علامہ ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ نے فتاویٰ الحدیثیۃ الکبریٰ میں فرمایا: ہمارے مشائخ وغیرہ سے فتوی طلب کیا گیا کہ آیا اذان کے بعد نبی ﷺ پر اس مروجہ کیفیت کے مطابق' جو کہ مؤذن اختیار کرتے ہیں' درود و سلام پڑھا جا سکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: اصل سنت ہے (یعنی آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنا تو مشروع ہے) لیکن درود و سلام کی کیفیت بدعت ہے۔ امام شعرانی (حنفی) اپنے استاد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [لَمْ يَكُنِ التَّسْلِيمُ الَّذِي يَفْعَلُهُ الْمُؤَذِّنُونَ فِي أَيَّامِهِ ﷺ وَلَا الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، بَلْ كَانَ فِي أَيَّامِ الرَّوَافِضِ بِمِصْرَ] ''جس انداز میں (آج کل) مؤذنین درود و سلام پڑھتے ہیں' اس صورت میں نہ نبیٔ اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں اس کا رواج تھا اور نہ خلفائے راشدین کے عہد میں بلکہ یہ مصر میں روافض کے ایام میں تھا۔''

شیخ محمد عبدہ مصری رحمہ اللہ نے بھی مؤذنوں کے اس وتیرے کو بدعت قرار دیا ہے' نیز انھوں نے یہ بھی واضح فرمایا کہ شریعت میں بدعت حسنہ کا قطعاً کوئی تصور نہیں بلکہ عبادات میں اس قسم کی ہر بدعت گمراہی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (الإبداع في مضار الابتداع، ص:۱۵۸، ۱۵۹)

مروجہ طریقے سے پڑھا جانے والا آواز بلند یا سپیکری درود سعودی علماء اور محققین کے نزدیک بھی بدعت ہے۔

مفتیٔ اعظم سعودی عرب شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر مؤذن ان الفاظ کو اذان ہی کی طرح بلند آواز سے کہتا ہے تو یہ بدعت ہے کیونکہ اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید یہ بھی اذان کا حصہ ہے۔ اور

اذان میں اپنی طرف سے اضافہ جائز نہیں۔ اذان کا آخری کلمہ "لا الہ الا اللہ" ہے۔ اس میں اضافہ جائز نہیں۔ اگر یہ جائز ہوتا تو سلف صالحین رحمہم اللہ سبقت کا مظاہرہ کرتے بلکہ نبیٔ اکرم ﷺ خود امت کو یہ سکھاتے اور اس کا حکم فرماتے۔ یاد رہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔" (صحيح مسلم' الأقضية' حديث:١٧١٨' وفتاوٰی إسلاميه: ٣٣٢/١' (اردو)' مطبوعه دارالسلام' مزید دیکھیے: السنن والمبتدعات'ص:٤٨'٤٩)

مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ اذان سے پہلے یا بعد میں مخصوص انداز میں درود وسلام پڑھنا غیر مسنون بلکہ بدعت ہے۔ اس کی مروجہ کیفیت وہیئت کی کوئی اصل نہیں۔ أعاذنا الله منها.

* **انگوٹھے چومنا:** جب مؤذن أشهد أن محمدا رسول الله کہتا ہے تو ہمارے یہاں بعض لوگ اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے آپس میں ملا کر چومتے اور انھیں آنکھوں پر پھیرتے ہیں۔ اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والے کی آنکھیں کبھی خراب نہیں ہوتیں' نیز وہ اس عمل کو محبت رسول کا حصہ سمجھتے ہیں۔ اس عمل میں بظاہر تین قباحتیں ہیں: ① یہ بعد کی اختراع ہے۔ خیرالقرون میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر اس کی کوئی اہمیت یا اصل ہوتی تو یقیناً صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام ہم سے کبھی پیچھے نہ رہتے بلکہ ہم سے سبقت کرتے۔ ② ایک بے بنیاد عمل کی ضعیف فضائل سے پشت پناہی' یعنی اس کے بارے میں کوئی بھی صحیح حدیث ثابت نہیں جبکہ صحیح فرمان رسول ہے: "جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنالے۔" اس مفہوم کی احادیث درجۂ تواتر کو پہنچتی ہیں۔ جانتے بوجھتے من گھڑت اور ضعیف قسم کی روایات سے فضائل ومناقب کا اثبات شرعاً ممنوع اور قابل وعید ہے۔

صاحب "السنن والمبتدعات" (ص: ٤٩ پر) فرماتے ہیں: [وَتَقْبِيلُ ظُفُرَيِ الْإِبْهَامَيْنِ' وَ مَسْحُ الْعَيْنَيْنِ بِهِمَا اِعْتِقَادًا بِأَنَّ فَاعِلَهُ لَنْ يَّرْمَدَ' جَهْلٌ وَّ بِدْعَةٌ وَّ كَلَامٌ بَاطِلٌ] "دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر پھیرنا' یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ اس طرح کرنے والے کی آنکھیں کبھی خراب نہیں ہوتیں' جہالت اور بدعت ہے اور یہ کہنا کلامِ باطل ہے۔" ③ اس طرح کرنے والے عموماً مسنون عمل سے محروم رہتے ہیں۔ سنت طریقہ تو یہ ہے کہ أشهد أن محمدا رسول الله کے جواب میں یہی کلمات دہرائے جائیں' لیکن انھیں اس کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ بعض لوگ اپنی لاعلمی کی

وجہ سے انگوٹھے چومتے وقت ''صدقے یارسول اللہ'' کا اضافہ بھی کرتے ہیں۔

الغرض! نیت خواہ کتنی ہی اعلیٰ اور عقیدت کتنی ہی زیادہ ہو' مقبول عمل وہی ہوگا جو عین طریقۂ مصطفوی کے مطابق ہوگا۔[خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ] ''بہترین طریقہ طریقۂ محمدی ہے۔''

* **اذان کے بعد گھوم پھر کر مروجہ طریقۂ اطلاع:** لوگوں کو وقت نماز سے باخبر کرنے کا بہترین شرعی طریقہ مسنون اذان ہے۔اس کی مشروعیت سے قبل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے لوگوں کو باخبر کرنے کے لیے مختلف طریقے بتائے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع آنے کے بعد ان سب طریق ہائے بشری کو رَد کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ کو جو طریقہ پسند تھا' اس نے اسے ہمارے لیے اذان کی صورت میں ایک دینی شعار قرار دے دیا۔اس مسنون طریقے کی ایک خاص حیثیت' اہمیت اور تاثیر ہے' لہٰذا اس کی اہمیت و تاثیر کو برقرار رکھنا ایک دینی فریضہ ہے' اس لیے اس کے متبادل یا اس کے ساتھ ہر وہ عمل یا طریقہ جو اس غرض کے لیے اختیار کیا جائے' مردود اور قابل ترک ہے۔اس تمہید کی روشنی میں غور کیا جائے تو کیا مروجہ طریق ہائے اعلان' جو کہ بالیقین بعض لوگوں کے ہاں نماز کھڑی ہونے کی مصدقہ اطلاع کی حیثیت رکھتے ہیں' شرعاً درست ہیں؟ یا ان کی حیثیت ایک اختراع اور بدعت کی ہے؟ یقیناً مؤخر الذکر بات ہی درست ہے۔اذان کے بعد اعلان کے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔

① عموماً اس مقصد کے لیے عرفاً ''صلاۃ'' کہا جاتا ہے جس سے فوراً یہی سمجھا جاتا ہے کہ وقت نماز قریب ہے۔یہ طریقہ تقریباً پانچوں نمازوں میں اختیار کیا جاتا ہے۔

② بعض مؤذن یا ان کے قائم مقام لاؤڈ سپیکر پر نماز کی طرف بلاتے ہیں۔یہ منادی اپنی اپنی زبان میں ہوتی ہے۔بسا اوقات بصراحت: الصلاة خير من النوم کہہ کر بلایا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ خبر بھی دی جاتی ہے کہ نماز کھڑی ہونے میں اتنے منٹ باقی ہیں۔یہ اعلان کئی دفعہ سننے کا اتفاق ہوا ہے۔

③ نمازِ فجر کے وقت چونکہ عمومی طور پر لوگ گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں' اس لیے انھیں بیدار کرنے کے لیے ''اسلامی بھائیوں'' کی مختلف ٹولیاں نکلتی ہیں جو ''میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں'' کو میٹھے میٹھے لب و لہجے اور مسحور کن اعلان سے بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس عمل کو وہ ثواب سمجھتے ہیں جبکہ حقیقتاً یہ بدعت اور خلافِ سنت عمل ہے۔یہ اور اس قسم کا کوئی بھی شعار' جو مذکورہ غرض کے لیے

اختیار کیا جائے، مذموم اور بدعت ہوگا۔

سلف کے ہاں یہی ممنوع ''تثویب'' ہے جس کی چند مروجہ صورتیں اوپر بیان ہوئیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا (نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں داخل ہوا) تو مؤذن نے (اذان دینے کے بعد) دوبارہ نماز کے لیے اعلان کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے یہاں سے نکالو کیونکہ یہ عمل بدعت ہے۔(سنن أبي داود، الصلاة، حدیث:۵۳۸، و جامع الترمذي، الصلاة، حدیث:۱۹۸ معلقًا، و المصنف لعبدالرزاق:۱/۴۷۵) اور مصنف عبدالرزاق میں یہ صراحت ہے کہ انھوں نے فرمایا:[أُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا الْمُبْتَدِعِ] ''ہمیں اس بدعتی کے پاس سے لے چلو۔'' اس خلاف سنت عمل کو جلیل القدر صحابی نے بدعت قرار دیا اور مسجد سے نکل گئے اور وہاں نماز بھی نہیں پڑھی۔ فی زمانہ اس قسم کی تثویب کی مختلف صورتیں دیکھنے میں آتی ہیں جو سب کی سب بدعت ہیں۔

ملحوظہ: مذکورہ بالا اور اس قسم کی جو بھی صورت اختیار کی جائے، جس کا انداز اعلانیہ ہو، ناجائز ہے۔ ہاں، اس سے یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ اگر کوئی آدمی سویا ہوا ہو یا اذان سے بے خبر ہو تو شخصی طور پر راہ گزرتے ہوئے اسے باخبر کیا جاسکتا ہے یا اسے جو قریب ہے یا جس نے جگانے یا باخبر کرنے کا کہا ہے تو اسے باخبر کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کی تائید حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے۔ وہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیا کرتے تھے۔(صحیح مسلم، صلاة المسافرین و قصرها، حدیث:(۱۲۲)-۷۳۶)

متأخرین احناف کے ہاں پانچوں نمازوں میں تثویب (دوبارہ اطلاع یا اعلان) مستحسن ہے۔ امام ابو یوسف کے موقف کے مطابق پانچوں نمازوں میں تثویب جائز ہے۔ ان کے نزدیک خاصی مصروفیات کی حامل شخصیات، مثلاً: حکمران، قاضی اور مفتی وغیرہ کو اذان کے بعد دوبارہ مطلع کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ بھی بروقت نماز باجماعت ادا کرسکیں۔(الهداية:۱/۴۵، و الإبداع، ص:۱۵۴)

ممکن ہے ان کا استدلال مذکورہ حدیث بلال سے ہو۔ بالفرض اگر اس قسم کی شخصیات کا استثنا کر بھی لیا جائے، تب بھی مروجہ طریق ہائے اعلان بے اصل ٹھہرتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ اگر اس قسم کی شخصیات کسی وجہ سے اذان نہیں سن سکیں تو حدیث بلال سے استدلال کرتے ہوئے نماز باجماعت کے لیے انھیں باخبر کیا جاسکتا ہے۔(شرح العمدة ۲:۱۱۱) لیکن اگر اذان سنتے ہوں تو مکروہ

ہے۔ حدیث بلال کے ظاہر کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ امام کے لیے اس قسم کی اطلاع کی رخصت ہے نہ کہ بآواز بلند اعلان اور اس غرض کے لیے دیگر اذکار و تسبیحات یا صلاۃ وسلام کی اجازت۔ مؤذن ضرورت کے پیش نظر اسے باخبر کر سکتا ہے تاکہ اس کی تاخیر یا عدم حضوری باقی نمازیوں کے لیے باعث مشقت نہ ہو۔ واللہ أعلم. بہر حال اس حدیث سے مروجہ طریق ہائے اطلاع و اعلانات کا جواز کشید کرنا ناممکن ہے۔ واللہ أعلم.

* قبل از اذان تعوذ و تسمیہ یا ذکر و تلاوت؟: اذان ایک اہم دینی شعار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت کے برملا اظہار اور توحید و رسالت کے اقرار و اثبات کا دوسرا نام ہے۔ اس کی بنیاد خالصتاً شرع متین، یعنی وحی الٰہی پر ہے، لہٰذا اس میں خلافِ سنت اضافے یا کسی قسم کی اختراع و ایجاد کی قطعاً گنجائش نہیں۔ بنابریں قبل از اذان تعوذ و تسمیہ کا التزام اگرچہ یہ عمل حصول برکت کی خاطر ہی کیوں نہ ہو، شرعاً ممنوع ہے، نیز اس سے قبل یا بعد کسی قسم کے ذکر یا تلاوت کو معمول بنا لینا بھی ناجائز ہے کیونکہ اس قسم کے اعمال و اذکار کا قبل از اذان ثبوت نہیں ملتا، لہٰذا جس چیز کا ترک منقول ہے، اس کا نہ کرنا ہی مسنون و مشروع ہے، جیسے عہدِ نبوت اور عہد صحابہ میں تھا کہ ان سے اذان سے پہلے نہ کسی ذکر و اذکار کا مستند ذریعے سے ثبوت ملتا ہے اور نہ تعوذ و تسمیہ کا۔ ان کا شروع اذان میں بجالانا غیر مسنون اور بصورتِ التزام بدعت ہے۔

"الإقناع" اور اس کی شرح میں ہے کہ فجر سے پہلے اذان کے علاوہ جو تسبیح، ذکر، نعت خوانی وغیرہ اور بلند آواز سے لاؤڈ سپیکر میں دعا کی جاتی ہے، یہ سب غیر مسنون ہیں۔ علمائے کرام میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو انھیں مستحب کہتا ہو بلکہ یہ منجملہ بدعات مکروہہ سے ہیں کیونکہ ان کا وجود نہ عہد رسول میں تھا اور نہ عہد صحابہ میں، ان کے عہد مبارک میں اس کی کوئی اصل نہیں ملتی، لہٰذا کسی کے یہ لائق نہیں کہ ان کا حکم دے یا نہ کرنے والے پر کسی قسم کی جرح قدح کرے...... (بحواله الدين الخالص: ۲۸۰/۳)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اذان سے قبل کسی ذکر کو اس سے ملانا مکروہ ہے جیسا کہ بعض مؤذن اذان سے قبل یہ آیت پڑھتے ہیں: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ اور بعض مؤذن اقامت کہتے ہوئے یہ پڑھتے ہیں: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ] وغیرہ

[لِأَنَّ هٰذَا مُحْدَثٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ لَاسِيمَا وَهُوَ تَغْيِيرٌ لِلشِّعَارِ الْمَشْرُوعِ، وَكَذٰلِكَ إِنْ وَصَلَهُ بِذِكْرٍ بَعْدَهُ] (شرح العمدة:۲/۱۱۲) کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے' خصوصاً اس سے ایک مشروع شعار (اذان) میں تبدیلی لازم آتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اذان کے بعد بھی کوئی ذکر ملاتا ہے (تو وہ بھی بدعت ہے۔)

ائمۂ کرام کی ان تصریحات سے بخوبی معلوم ہوا کہ دین میں اس قسم کی اختراعات مذموم ہیں۔ اپنے نتیجے کے اعتبار سے بدعت باعثِ ضلالت ہے۔

* **اذانِ مغرب کے بعد ایک ضعیف دعا کی نشاندہی:** ہر اذان کا جواب دینا مستحب اور مسنون ہے۔ جواب کے بعد مسنون درود شریف اور اس کے بعد معروف دعا: [اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ......] وغیرہ پڑھنا باعثِ فضیلت عمل ہے۔ اس کی قدرے تفصیل گزر چکی ہے۔ مزید براں اذان مغرب کے بعد ایک خاص دعا کا ذکر بھی ملتا ہے۔ یہ روایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے مروی ہے جو کہ سنداً ضعیف ہے۔

فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ (درج ذیل) دعا پڑھا کروں: [اَللّٰهُمَّ! إِنَّ هٰذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَ إِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَ أَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاغْفِرْلِي] ''اے اللہ! بے شک یہ وقت ہے کہ تیری رات آ رہی ہے' تیرا دن جا رہا ہے اور تیری طرف پکارنے والوں کی صدائیں ہیں' لہٰذا تو مجھے بخش دے۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۵۳۰، والمستدرك للحاكم:۱/۱۹۹، والسنن الكبرٰى للبيهقي:۱/۴۱۰، وعمل اليوم والليلة لابن السني، بتحقيق الشيخ سليم عيد الهلالي، حديث:٦٥٠)

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح المہذب میں اس کی سند ضعیف قرار دی ہے اور سبب ضعف راوی کی ''جہالت'' بتایا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ترمذی میں یہ روایت بواسطۂ حفصه بنت أبي كثير عن أبيها أبي كثير مروی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَحَفْصَةُ بِنْتُ أَبِي كَثِيرٍ لَانَعْرِفُهَا وَلَا أَبَاهَا] ''یہ حدیث غریب ہے (یہاں ضعیف مراد ہے۔) ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں'

ہمیں حفصہ بنت ابی کثیر کا پتا ہے نہ اس کے باپ کا۔'' (جامع الترمذي' الدعوات' حديث:٣٥٨٩)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ' اَلْمَسْعُودِيُّ كَانَ قَدِاخْتَلَطَ' وَ أَبُو كَثِيرٍ مَّجْهُولٌ' وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ غَرِيبٌ' وَلَا نَعْرِفُ أَبَا كَثِيرٍ] ''اس کی سند ضعیف ہے۔ مسعودی مختلط ہے اور ابوکثیر مجہول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور ابوکثیر کو ہم نہیں جانتے۔'' (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث:٨٥)

شیخ البانی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید' محقق شیخ سلیم عید ہلالی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (عجالة الراغب المتمنّي في تخريج كتاب عمل اليوم والليلة للهلالي: حديث:٦٥٠ والقول المقبول' حديث: ٣٠٤)

* **صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ کی اسنادی حیثیت:** الصلاة خير من النوم کے جواب میں [صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ] اور بعض کے ہاں [وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ] کے الفاظ ذکر کیے جاتے ہیں جبکہ ان کلمات کی کوئی اصل نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے التلخیص میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔ (التلخيص الحبير:١/ ٣٢٧' مطبوعه مكتبه قرطبه) اس لیے اسے مشروع قرار دینا درست نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے جو اس کی مشروعیت کی تصریح کی ہے' وہ محل نظر ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَيَقُولُ فِي التَّثْوِيبِ صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ مَرَّتَيْنِ] ''اور سامع الصلاة خير من النوم کے جواب میں دو مرتبہ [صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ] کہے۔ ''تو نے سچ کہا اور نیکی کی ہے۔'' (المجموع شرح المهذب: ٣/ ١٢٥' والقول المقبول' ص:٢٩٧' ٢٩٨)

صحیح احادیث کی روشنی میں [فَقُولُوا مِثْلَ مَايَقُولُ] کے عموم کا تقاضا یہی ہے کہ جن کلمات کا دیگر احادیث کی رو سے استثنا نہیں ہوا جیسے الصلاة خير من النوم کے الفاظ ہیں تو ان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے جائیں' اس لیے [صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ] کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا شرعاً ثبوت نہیں ملتا' رسول اللہ ﷺ کے قول سے' فعل سے اور نہ تقریر سے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٧) - كِتَابُ الْأَذَانِ (التحفة . . .)

اذان سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَدْءُ الْأَذَانِ (التحفة ٨٠)

٦٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَا : حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ : قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ [قَدِمُوا] الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَاةَ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارٰى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ».

باب:۱-اذان کی ابتدا کا بیان

۶۲۷-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مسلمان مدینہ آئے تو وہ اکٹھے ہوتے اور نماز کے وقت کا اندازہ لگاتے تھے۔کوئی شخص اس (نماز) کا اعلان نہ کرتا تھا۔ایک دن انھوں نے اس مسئلے کے بارے میں بات چیت کی۔ چنانچہ کسی نے کہا: عیسائیوں جیسا ناقوس (گھنٹہ) بنالو۔کسی نے کہا: بلکہ یہودیوں جیسا نرسنگا (دھوتو) بنا لو۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم (نماز کے وقت) کوئی آدمی (گلیوں میں) کیوں نہیں بھیج دیتے جو نماز کا اعلان کرے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال! اٹھو اور نماز کا اعلان کرو۔“

فوائد ومسائل: ① پہلی دو تجویزوں کو رد کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس میں غیر مسلموں سے مشابہت تھی جبکہ دینی امور میں غیر مسلموں سے مشابہت درست نہیں بلکہ دنیوی امور میں بھی ان سے امتیاز چاہیے۔② ناقوس ایک لکڑی ہوتی تھی جسے دوسری لکڑی پر مارتے تھے تو آواز پیدا ہوتی تھی' پھر لوہے یا پیتل پر لکڑی مارنے لگے۔

٦٢٧ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب بدء الأذان، ح: ٦٠٤ من حديث ابن جريج به، ومسلم، الصلاة، باب بدء الأذان، ح: ٣٧٧ من حديث حجاج بن محمد به، وهو فى الكبرٰى، ح: ١٥٩٠، ١٥٩١.

③ قرن سینگ کی شکل کا ایک آلہ ہے جس کے ایک طرف پھونک ماری جائے تو دوسری طرف سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ آج کل کا سائرن بھی قرن جیسی آواز پیدا کرتا ہے' اسی طرح ناقوس کی موجودہ صورت گھنٹی ہے' لہٰذا مسلمانوں کو اپنی عبادات کے موقع پر گھنٹی یا سائرن سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اعلان کا حکم دینا اذان کی مشروعیت سے قبل کی بات ہے۔ وہ گلیوں میں [اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ] ''نماز تیار ہے۔'' کی آواز دیتے تھے۔ بعد میں حضرت عبداللہ بن زید اور بعض دیگر صحابہ کو خواب میں اذان دکھائی گئی تو پھر بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے پر مقرر کیا گیا۔ یہ بعد کی بات ہے۔ اگر اس اعلان سے اذان مراد ہو تو یہ روایت مختصر ہوگی جس میں اس سے قبل کافی عبارت حذف ہے مگر یہ بعید توجیہ ہے' پہلی بات درست ہے۔ ④ بعض روایات میں آگ کی تجویز کا بھی ذکر ہے مگر اسے بھی رد کر دیا گیا کیونکہ یہ مجوس کا مذہبی نشان ہے' نیز آگ ہر وقت نظر نہیں آتی اور نہ بارش وغیرہ میں اسے جلانا ممکن ہے۔ ⑤ اہم امور باہمی مشورے سے طے کرنے چاہئیں۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں اور مشورہ دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ صحیح صحیح مشورہ دے۔ ⑥ اذان کھڑے ہو کر دینا مشروع ہے۔

(المعجم ٢) - تَثْنِيَةُ الْأَذَانِ (التحفة ٨١)

باب:٢- اذان کے کلمات دو دو بار کہنے کا بیان

٦٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ.

٦٢٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار۔

٦٢٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:

٦٢٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار تھے اور اقامت (تکبیر) کے ایک ایک

٦٢٨ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة ... الخ، ح:(٥)-٣٧٨من حديث عبدالوهاب، والبخاري، الأذان، باب الأذان مثنى مثنى، ح:٦٠٥ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح:١٥٩٢.

٦٢٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الإقامة، ح:٥١٠، ٥١١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٥٩٣، وصححه ابن خزيمة، ح:٣٧٤، وابن حبان، ح:٢٩٠، ٢٩١، والحاكم:١/ ١٩٧، ١٩٨، والذهبي، وله شاهد عند أبي عوانة:١/ ٣٢٩، والدارقطني:١/ ٢٣٩ وغيرهما، وإسناده صحيح.

كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، إِلَّا أَنَّكَ تَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ.

بار، مگر یہ کہ تو قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ (دومرتبہ) کہے۔

فوائد ومسائل: ① ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کے اکثر کلمات ایک ایک ہیں مگر احناف اذان واقامت کو برابر رکھتے ہیں، یعنی دو دو کلمات اور اسے ضروری سمجھتے ہیں، یعنی اکہری اقامت کو کافی نہیں سمجھتے، حالانکہ یہ روایات انتہائی صحیح ہیں مگر وہ ان کی دوراز کار تاویلات کرتے ہیں کہ یہاں سانس کا ذکر ہے، یعنی اذان کے کلمات کو دو سانسوں میں ادا کیا جائے اور اقامت کے کلمات کو ایک سانس میں۔ لیکن یہ تاویل باطل ہو جاتی ہے جب قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کو مثنٰی کیا جاتا ہے۔ اگر سانس کی بات ہوتی تو اس استثنا کی ضرورت نہ پڑتی کیونکہ یہ ایک ہی سانس میں ادا کیے جاتے ہیں۔ ② اذان کے اکثر کلمات دو دو ہیں، سب نہیں، مثلاً: آخر میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ایک دفعہ ہے اور شروع میں اللّٰه أكبر چار دفعہ ہے مگر وہ دو دو اکٹھے کہے جاتے ہیں۔ اسی طرح اقامت کے اکثر کلمات اکہرے ہیں جب کہ شروع میں اللّٰه أكبر دو دفعہ ہے مگر انھیں اکٹھا کہا جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ٣) - خَفْضُ الصَّوْتِ فِي التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ (التحفة ٨٢)

باب:٣- ترجیع والی اذان میں (پہلی دفعہ) شہادتین کو آہستہ اور پست آواز میں کہنا

٦٣٠- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ الْعَزِيزِ وَ جَدِّي عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْعَدَهُ وَأَلْقٰى عَلَيْهِ الْأَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا. قَالَ إِبْرَاهِيمُ: هُوَ مِثْلُ أَذَانِنَا هٰذَا قُلْتُ لَهُ: أَعِدْ عَلَيَّ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ

٦٣٠- حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں (اپنے پاس) بٹھایا اور حرفاً حرفاً (ایک ایک کلمہ کرکے) اذان سکھلائی۔ (راویٔ حدیث) ابراہیم نے کہا کہ وہ بالکل ہماری اذان کی طرح تھی۔ (بشر بن معاذ کہتے ہیں کہ) میں نے ان سے کہا: ذرا مجھے سنا دو۔ تو انھوں نے کہا: الله أكبر، الله أكبر دو بار، أشهد أن لا إله إلا الله دو بار، أشهد أن محمدًا رسول الله دو بار، پھر اس سے مختلف (بلند) آواز کے ساتھ کہا جو

٦٣٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الترجيع في الأذان، ح: ١٩١ عن بشر بن معاذ به مختصرًا، وقال: "[حسن] صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٧٨، سقط لفظ "مرتين" في أول الحديث بعد قوله: "الله أكبر الله أكبر"، والصواب إثباته.

أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ بِصَوْتٍ دُونَ ذٰلِكَ الصَّوْتِ يُسْمِعُ مَنْ حَوْلَهُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ، اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ.

اردگرد کے لوگوں کو سنائی دیتی تھی: أشهد أن لا إله إلا اللّٰه دو بار' أشهد أن محمداً رسول اللّٰه دو بار' حي على الصلاة دو بار' حي على الفلاح دو بار' اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر' لا إله إلا اللّٰه.

فائدہ: پچھلے باب میں اذان کے کلمات دو دو کہے گئے ہیں اور اس روایت میں شہادتین' یعنی [أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، أشهد أن محمدا رسول اللّٰه] چار چار دفعہ ہیں۔ دراصل اذان کے دو طریقے ہیں۔ ایک وہ اور ایک یہ ترجیع والا۔ دونوں جائز ہیں۔ پہلا طریقہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور دوسرا حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے۔

(المعجم ٤) - كَمِ الْأَذَانُ مِنْ كَلِمَةٍ (التحفة ٨٣)

باب:۴-(ترجیع والی) اذان کے کتنے کلمات ہیں؟

٦٣١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَكْحُولٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، ثُمَّ عَدَّهَا أَبُو مَحْذُورَةَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَسَبْعَ عَشْرَةَ.

۶۳۱- حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان میں انیس (۱۹) کلمات اور اقامت میں سترہ (۱۷) کلمات سکھائے' پھر ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے انیس (۱۹) اور سترہ (۱۷) کلمات شمار کیے۔

فائدہ: اذان کے انیس (۱۹) کلمات اس طرح ہیں: اللّٰه أكبر چار مرتبہ' شہادتین چار چار مرتبہ' حي على الصلاة دو مرتبہ' حي على الفلاح دو مرتبہ' اللّٰه أكبر دو مرتبہ اور لا إله إلا اللّٰه ایک مرتبہ۔ اور اقامت

٦٣١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، ح: ١٩٢ من حديث همام (انظر الحديث السابق)، ومسلم، الصلاة، باب صفة الأذان، ح: ٣٧٩ من حديث عامر بن عبدالواحد به مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٩٤.

کے سترہ کلمات اس طرح ہیں کہ شہادتین چار چار کی بجائے دو دو دفعہ اور قد قامت الصلاۃ دو دفعہ' باقی کلمات اذان کی طرح۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اذان کے شروع میں اللّٰہ أکبر چار مرتبہ ہے نہ کہ دو مرتبہ جیسا کہ پچھلی روایت سے وہم پڑتا تھا۔ ترجیع یہ ہے کہ شہادتین کے کلمات پہلے دو دو دفعہ پست آواز سے کہے جائیں گے اور پھر دو دو دفعہ بلند آواز سے۔ باقی ساری اذان بلند آواز سے ہوگی۔ یاد رہے کہ یہ تفصیل صرف حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ والی اذان واقامت کی ہے۔ اذان اور اقامت کے الفاظ کے حوالے سے مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیں۔

(المعجم ٥) - كَيْفَ الْأَذَانُ (التحفة ٨٤)

٦٣٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْأَذَانَ فَقَالَ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، ثُمَّ يَعُودُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ».

باب:٥-اذان کیسے ہے؟

٦٣٢- حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے اذان سکھلائی اور فرمایا: [اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر' اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر] ''اللہ سب سے بڑا ہے.....'' [أشهد أن لا إله إلا اللّٰه' أشهد أن لا إله إلا اللّٰه] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' [أشهد أن محمدا رسول اللّٰه' أشهد أن محمدا رسول اللّٰه] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔'' پھر دوبارہ کہے: [أشهد أن لا إله إلا اللّٰه ' أشهد أن لا إله إلا اللّٰه ' أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه ' أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه' حي على الصلاة' حي على الصلاة] ''نماز کے لیے آؤ' نماز کے لیے آؤ۔'' [حي على الفلاح' حي على الفلاح] ''کامیابی کے لیے آؤ' کامیابی کے لیے آؤ۔'' [اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر' لا إله إلا اللّٰه] ''اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا

٦٣٢ـ أخرجه مسلم، ح: ٣٧٩ عن إسحاق بن إبراهيم به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٩٥.

ہے۔ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں۔''

فائدہ: یہ وہ اذان ہے جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے موقع پر سکھائی تھی۔ اسے ترجیع والی (دہری) اذان کہا جاتا ہے۔ صحیح روایات کے باوجود احناف ترجیع والی اذان کے قائل و فاعل نہیں بلکہ اس حدیث کی مختلف تاویلیں کرتے ہیں، مثلاً: ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سمجھ نہیں سکے۔ آپ نے انھیں اذان سکھاتے وقت شہادتین کو دہرایا تھا جس طرح استاد ایک مشکل لفظ کو بار بار دہراتا ہے، مقصد تکرار نہیں ہوتا بلکہ سمجھانا مقصود ہوتا ہے، اسی طرح آپ نے تو اس لیے تکرار کیا تھا کہ وہ نو مسلم تھے، توحید و رسالت کو ان کے ذہن میں پختہ کرنے کے لیے آپ نے تکرار کیا۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ شاید یہ تکرار اذان کا حصہ ہے۔ یا انھوں نے پہلے شرماتے ہوئے شہادتین کو پست آواز سے ادا کیا، آپ نے فرمایا: اونچی آواز سے دوبارہ پڑھو اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ طریقہ ہی یہ ہے کہ پہلے آہستہ شہادتین کو ادا کیا جائے، پھر بلند آواز سے وغیرہ، مگر ایک خالی ذہن والا شخص ان تاویلات کو مضحکہ خیز قرار دے گا کہ جس صحابی کو رسول اللہ ﷺ سکھا رہے ہیں وہ تو صحیح نہیں سمجھے اور یہ سمجھ گئے جو کہ کئی سو سال بعد آئے، نیز ابو محذورہ رضی اللہ عنہ یہ اذان فتح مکہ سے لے کر آپ کی زندگی کے آخر تک، پھر خلفائے راشدین کے عہد میں بھی کہتے رہے۔ حجۃ الوداع کے دن بھی اسی میں آتے ہیں جب آپ اور ہزاروں صحابہ مکہ میں موجود تھے۔ تعجب ہے رسول اللہ ﷺ، صحابۂ کرام اور بعد میں خلفائے راشدین اس غلطی پر متنبہ نہ ہو سکے، کئی سو سال بعد آنے والے متنبہ ہو گئے۔ فَيَا لَلْعَجَب. حقیقت یہ ہے کہ دہری اذان (ترجیع والی) اور اکہری اقامت (بلال والی) قطعاً صحیح ہیں۔ احناف صرف تقلید کے زیر اثر ان سے منکر ہیں اور یہ تقلید کی قباحتوں میں سے ایک ہے۔

٦٣٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَيْرِيزٍ أَخْبَرَهُ - وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي مَحْذُورَةَ حَتَّى جَهَّزَهُ إِلَى الشَّامِ - قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي مَحْذُورَةَ: إِنِّي خَارِجٌ إِلَى الشَّامِ وَأَخْشَى أَنْ أُسْأَلَ عَنْ

۶۳۳- حضرت عبداللہ بن محیریز سے روایت ہے ...... وہ یتیم تھے اور انھوں نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پائی تھی حتی کہ خود ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے انھیں شام کی طرف تیار کر کے بھیجا...... انھوں نے فرمایا: میں نے (شام آتے وقت) حضرت ابو محذورہ سے گزارش کی کہ میں شام جا رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہاں مجھ سے آپ کی اذان کے بارے میں پوچھا جائے گا (آپ مجھے کچھ بتا دیجیے۔) تو ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

٦٣٣- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، ح: ٥٠٣ من حديث ابن جريج به مختصرًا، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٥٩٦.

تَأْذِينِكَ ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ قَالَ لَهُ : خَرَجْتُ فِي نَفَرٍ فَكُنَّا بِبَعْضِ طَرِيقِ حُنَيْنٍ مَقْفَلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ ، فَلَقِيَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَسَمِعْنَا صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ وَنَحْنُ عَنْهُ مُتَنَكِّبُونَ فَظَلِلْنَا نَحْكِيهِ وَنَهْزَأُ بِهِ ، فَسَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلصَّوْتَ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا حَتَّى وَقَفْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «أَيُّكُمُ الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ قَدِ ارْتَفَعَ؟» فَأَشَارَ الْقَوْمُ إِلَيَّ وَصَدَقُوا ، فَأَرْسَلَهُمْ كُلَّهُمْ وَحَبَسَنِي فَقَالَ : «قُمْ فَأَذِّنْ بِالصَّلَاةِ» . فَقُمْتُ فَأَلْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلتَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ قَالَ : «قُلْ : اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ ، ثُمَّ قَالَ : ارْجِعْ فَامْدُدْ مِنْ صَوْتِكَ ثُمَّ قَالَ : قُلْ : أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ» . ثُمَّ دَعَانِي حِينَ قَضَيْتُ التَّأْذِينَ فَأَعْطَانِي صُرَّةً فِيهَا

کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ نکلا۔ ہم حنین کے راستے میں تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ حنین سے واپس تشریف لائے اور آپ راستے ہی میں ہمیں ملے۔ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے آپ کی موجودگی میں نماز کی اذان کہی۔ ہم آپ سے کچھ دور تھے۔ ہم نے مؤذن کی آواز سنی تو ہم ان کی نقل اتارنے لگے اور مذاق کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ آواز سن لی تو آپ نے ہمیں بلوایا حتی کہ ہم آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے وہ کون ہے جس کی بلند آواز میں نے سنی ہے؟“ میرے ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا اور انھوں نے سچ کہا۔ آپ نے ان سب کو چھوڑ دیا اور مجھے ٹھہرا لیا اور فرمایا: ”اٹھو نماز کی اذان کہو۔“ میں اٹھا تو اللہ کے رسول ﷺ نے بنفس نفیس مجھے اذان سکھائی۔ آپ نے فرمایا: ”کہو: اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر، أشھد أن لا إلٰہ إلا اللّٰہ ، أشھد أن لا إلٰہ إلا اللّٰہ ، أشھد أن محمدًا رسول اللّٰہ، أشھد أن محمدًا رسول اللّٰہ .“ پھر آپ نے فرمایا: ”اپنی آواز بلند کرو اور دوبارہ کہو: أشھد أن لا إلٰہ إلا اللّٰہ ، أشھد أن لا إلٰہ إلا اللّٰہ ، أشھد أن محمدًا رسول اللّٰہ ، أشھد أن محمدًا رسول اللّٰہ ، حي علی الصلاۃ، حي علی الصلاۃ، حي علی الفلاح، حي علی الفلاح، اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر، لا إلٰہ إلا اللّٰہ .“ پھر جب میں نے اذان مکمل کر لی تو آپ نے مجھے بلایا اور ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی۔ میں

شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مُرْنِي بِالتَّأْذِينِ بِمَكَّةَ فَقَالَ: «قَدْ أَمَرْتُكَ بِهِ». فَقَدِمْتُ عَلَى عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ عَامِلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ فَأَذَّنْتُ مَعَهُ بِالصَّلَاةِ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے مکہ مکرمہ میں اذان پر مقرر فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں مقرر کر دیا۔'' تو میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کیے ہوئے گورنر مکہ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے گورنر کے سامنے اذان کہتا رہا۔

فوائد ومسائل: ① یہ تفصیلی روایت ہے جو احناف کی بیان کردہ تاویل کے خلاف ہے۔ کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو مؤذن مقرر فرما دیا جسے صحیح طور پر اذان سمجھ ہی میں نہ آئی تھی؟ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ ② کتب احادیث اور دیگر کتب فقہ میں جہاں بھی اذان کا بیان ہے وہ ان کلمات ہی سے شروع ہوتی ہے۔ کہیں بھی آپ کو اذان کی ابتدا [الصلاة والسلام عليك يا سيدي يا رسول اللّٰه] سے نہیں ملے گی۔ ان خود ساختہ کلمات سے جو لوگ اذان کی ابتدا کرتے ہیں وہ فرمان رسول اور صحابہ کے طریقے کی کھلم کھلی مخالفت کر رہے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النور ۲۴:۶۳) ''جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرنا چاہیے کہ انھیں (دنیا میں) کوئی مصیبت یا (قیامت میں) دردناک عذاب نہ آ پہنچے۔''

(المعجم ٦) - اَلْأَذَانُ فِي السَّفَرِ (التحفة ٨٥)

باب: ٦- سفر میں اذان کہنے کا بیان

٦٣٤- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ خَرَجْتُ عَاشِرَ عَشْرَةٍ مِّنْ أَهْلِ مَكَّةَ نَطْلُبُهُمْ فَسَمِعْنَاهُمْ يُؤَذِّنُونَ بِالصَّلَاةِ

۶۳۴- حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین (کی وادی) سے نکلے ہم مکہ والے دس لڑکے ان (مسلمانوں) کی تلاش میں نکلے۔ ہم نے انھیں سنا' وہ نماز کی اذان کہہ رہے تھے۔ ہم بھی کھڑے ہو کر انھیں مذاق کرتے ہوئے اذان کہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ان میں سے ایک اچھی آواز والے لڑکے کی آواز سنی ہے۔'' سو آپ نے

٦٣٤- [حسن] أخرجه أبوداود، ح: ٥٠١ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن خزيمة: ١/ ٢٠١، وابن حبان وغيرهما، وحسنه الحازمي، وهو في الكبرى، ح: ١٥٩٧.

فَقُمْنَا نُؤَذِّنُ نَسْتَهْزِىءُ بِهِمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ سَمِعْتُ فِي هٰؤُلَاءِ تَأْذِينَ إِنْسَانٍ حَسَنِ الصَّوْتِ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا، فَأَذَّنَّا رَجُلٌ رَجُلٌ وَكُنْتُ آخِرَهُمْ، فَقَالَ حِينَ أَذَّنْتُ: «تَعَالَ». فَأَجْلَسَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، فَمَسَحَ عَلٰى نَاصِيَتِي وَبَرَّكَ عَلَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: «إِذْهَبْ فَأَذِّنْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ». قُلْتُ: كَيْفَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَعَلَّمَنِي كَمَا تُؤَذِّنُونَ الْآنَ بِهَا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فِي الْأُولٰى مِنَ الصُّبْحِ، قَالَ: وَعَلَّمَنِي الْإِقَامَةَ مَرَّتَيْنِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ] أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ

ہمیں بلا بھیجا۔ ہم میں سے ہر ایک نے باری باری اذان کہی۔ میں سب سے آخر میں تھا۔ جب میں نے اذان کہی تو آپ نے فرمایا: ''ادھر آؤ۔'' اور مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا اور میری پیشانی پر ہاتھ پھیرنے لگے اور تین دفعہ میرے لیے برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا: ''جاؤ' بیت اللہ کے پاس اذان کہا کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیسے (اذان کہوں)؟ تو آپ نے مجھے اذان سکھلائی جیسا کہ تم اب کہتے ہو: اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر' اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر' أشهد أن لا إله إلا اللّٰه ' أشهد أن لا إله إلا اللّٰه ' أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه' أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه ' أشهد أن لا إله إلا اللّٰه ' أشهد أن لا إله إلا اللّٰه' أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه ' أشهد أن محمدا رسول اللّٰه' حي على الصلاة' حي على الصلاة' حي على الفلاح' حي على الفلاح اور صبح کی پہلی اذان میں اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ' اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ''نماز نیند سے بہتر ہے۔'' انھوں نے کہا: آپ نے مجھے اقامت دہری سکھائی: اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر' اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر' أشهد أن لا إله إلا اللّٰه' أشهد أن لا إله إلا اللّٰه' أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه ' أشهد أن محمدًا رسول اللّٰه ' حي على الصلاة' حي على الصلاة' حي على الفلاح' حي على الفلاح' قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ' قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ''نماز کھڑی ہوگئی، نماز کھڑی ہوگئی'' اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر' لا إله إلا اللّٰه.

أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ.

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ هٰذَا الْخَبَرَ كُلَّهُ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ أُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا ذٰلِكَ مِنْ أَبِي مَحْذُورَةَ.

ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث عثمان بن سائب نے اپنے والد اور عبدالملک بن ابومحذورہ کی والدہ سے بیان کی ہے اور ان دونوں نے یہ حدیث خود حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہی بات اصل سند میں بھی مذکور ہے' البتہ اس میں سماع اور تحدیث کی صراحت نہیں جب کہ یہاں سماع کی صراحت ہے' اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں ہے۔ ② یہ روایت بھی پہلی روایت ہی ہے۔ تفصیلات میں کچھ فرق ہے جو ایک دوسرے کو ملا کر حل ہو سکتا ہے۔ ③ ''صبح کی پہلی اذان'' اس سے مراد فجر کی اذان ہی ہے۔ اسے پہلی' اقامت کے لحاظ سے کہا گیا ہے۔ گویا اقامت دوسری اذان ہے۔ اس حدیث سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ صبح کی اذان میں اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں نہ کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اضافہ ہے جیسا کہ اہل تشیع کا خیال ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔ ④ پچھلی روایت میں تھیلی دینے کا بھی ذکر ہے۔ یہ تھیلی اذان کی اجرت نہیں کیونکہ اذان کے لیے تقرر تو اس کے بعد ہوا۔ یہ تو نومسلمین کے لیے تالیف قلب کے قبیل سے ہے جس طرح کہ نبی ﷺ نے غنائم حنین میں سے نومسلم حضرات کو بڑے عطیے دیے تھے۔

(المعجم ٧) - **بَابُ أَذَانِ الْمُنْفَرِدِينَ فِي السَّفَرِ** (التحفة ٨٦)

باب: ۷- اکیلے' تنہا مسافر بھی اذان کہیں

٦٣٥- **أَخْبَرَنَا** حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِّي وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: أَنَا وَصَاحِبٌ لِّي فَقَالَ:

۶۳۵- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اور میرا چچازاد بھائی اور ایک بار فرمایا: میں اور میرا ایک ساتھی نبی ﷺ کے پاس آئے۔ (واپسی کے وقت) آپ نے فرمایا: ''جب تم سفر کرو تو اذان و اقامت کہا کرو اور (جماعت کے وقت)

٦٣٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعةً والإقامة . . . الخ، ح: ٦٣٠ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: (٢٩٣)-٦٧٤ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٥٩٨، وأخرجه الترمذي، ح: ٢٠٥ من حديث وكيع به.

«إِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا». تم میں سے بڑا امامت کرائے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اگر مسافر ایسی جگہ ہے جہاں اذان نہیں ہوتی یا سنائی نہیں دیتی تو اسے اذان کہہ کر نماز پڑھنی چاہیے۔ ایک سے زائد ہوں تو نماز باجماعت کرائیں' البتہ اگر اذان ہوتی ہے یا سنائی دیتی ہے تو پھر اذان دینا کوئی ضروری نہیں۔ [أَذَانُ الْحَيِّ يَكْفِينَا] ② اذان تو کوئی شخص بھی کہہ سکتا ہے چھوٹا ہو یا بڑا' عالم ہو یا عامی' مگر جماعت کے لیے مناسب یہ ہے کہ افضل ہو' علم میں یا عمر میں یا مرتبے میں' اس لیے نبی ﷺ نے امامت کے لیے بڑے کی قید لگائی جب کہ اذان کے لیے صرف یہ فرمایا کہ اذان کہو' یعنی تم میں اذان واقامت ہونی چاہیے' کوئی ایک کہہ دے۔

(المعجم ٨) - اِجْتِزَاءُ الْمَرْءِ بِأَذَانِ غَيْرِهِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ٨٧)

باب:٨- دوسرے کی اذان کے کافی ہونے کا بیان

٦٣٦- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا إِلَى أَهْلِنَا فَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَاهُ مِنْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: «اِرْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَأَقِيمُوا عِنْدَهُمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ».

٦٣٦- حضرت مالک بن حویرث ؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم سب کے سب نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس راتیں ٹھہرے۔ رسول اللہ ﷺ بڑے رحم کرنے والے اور نہایت نرم دل تھے۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ ہم کو گھر والوں کا اشتیاق ہو گیا ہے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ تم کن کن کو گھر چھوڑ کر آئے ہو؟ ہم سب نے (اپنے اپنے حساب سے) آپ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا: ’’تم اپنے گھر بار کی طرف لوٹ جاؤ' ان کے پاس رہو' انھیں تعلیم دو اور انھیں اسلامی احکام بتلاؤ۔ جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور بڑا جماعت کرائے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① سابقہ حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: ’’تم اذان کہو۔‘‘ اس سے غلط فہمی ہو سکتی تھی

٦٣٦ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، ح:٦٠٠٨، ومسلم، ح:(٦٩٢)-٦٧٤، وهو في الكبرى، ح:١٥٩٩.

کہ شاید سب اذان کہیں۔ یہ روایت وضاحت کرتی ہے کہ صرف ایک آدمی اذان کہے' دوسرے لوگ اسی کی اذان پر اکتفا کریں۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے۔ ② احکام دین کا علم حاصل کرنا چاہیے اگرچہ اس کے لیے دور دراز کا سفر بھی کرنا پڑے۔ ③ دین سے ناواقف آدمی کو تعلیم دینا عالم پر فرض ہے۔

٦٣٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ فَقَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ: هُوَ حَيٌّ أَفَلَا تَلْقَاهُ! قَالَ أَيُّوبُ: فَلَقِيتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمَّا كَانَ وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ فَذَهَبَ أَبِي بِإِسْلَامِ أَهْلِ حِوَائِنَا فَلَمَّا قَدِمَ اسْتَقْبَلْنَاهُ فَقَالَ: جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ! مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَقًّا فَقَالَ: «صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَصَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا».

٦٣٧- حضرت ایوب سے روایت ہے کہ مجھے پہلے یہ روایت ابوقلابہ نے حضرت عمرو بن سلمہ سے بیان کی' پھر ابوقلابہ کہنے لگے کہ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ زندہ ہیں تم ان سے مل کیوں نہیں لیتے! ایوب نے کہا: میں ان سے جا کر ملا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ جب فتح مکہ کا واقعہ ہوا تو ہر قوم نے اپنے اعلانِ اسلام میں ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کی۔ میرے والد محترم بھی ہماری بستی والوں کے اسلام کا اعلان کرنے کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ جب وہ واپس آئے تو ہم ان کے استقبال کے لیے گئے! انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ کے پاس سے آرہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور جو زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہے وہ امامت کرے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو قرآن کا زیادہ ماہر اور حافظ ہو اور قرآنی علوم سے بھی بہرہ ور ہو۔ اس کے مقابلے میں خالی عالم دین کا درجہ بھی دوسرے نمبر پر ہے۔

(المعجم ٩) - اَلْمُؤَذِّنَانِ لِلْمَسْجِدِ الْوَاحِدِ (التحفة ٨٨)

باب:٩- ایک مسجد کے لیے دو مؤذن بھی مقرر کیے جا سکتے ہیں

٦٣٧- أخرجه البخاري، المغازي، باب(٥٤)، ح:٤٣٠٢ عن سليمان بن حرب به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٠٠.

٦٣٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ».

۶۳۸- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق بلال (ؓ) رات کو اذان کہتے ہیں، لہٰذا تم کھاتے پیتے رہنا حتی کہ عبداللہ بن ام مکتوم ؓ اذان کہیں۔“

فوائد و مسائل: ① اگر ایک نماز کے لیے دو اذانیں ہوں (جیسے فجر اور جمعۃ المبارک) تو مؤذن بھی دو چاہئیں تاکہ آواز کا امتیاز رہے اور لوگ پہلی اور دوسری اذان میں امتیاز کر سکیں۔ ② آپ کے دور مبارک میں صلاۃ فجر کے لیے دو اذانیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک فجر کے طلوع سے پہلے تاکہ لوگ جاگ جائیں اور حوائج ضروریہ سے فارغ ہو لیں کیونکہ قدرتی طور پر اس وقت باقی نمازوں کے اوقات کے مقابلے میں زیادہ مصروفیت ہوتی ہے۔ اگر ایک اذان پر اکتفا کرتے تو لوگ جماعت سے رہ جاتے اور دوسری اذان طلوع فجر کے بعد نماز فجر کا قرب ظاہر کرنے کے لیے تاکہ لوگ گھروں سے چل پڑیں کیونکہ آپ ﷺ اذان اور اقامت میں زیادہ فاصلہ نہیں فرماتے تھے بلکہ اندھیرے میں نماز شروع فرماتے تھے۔ پہلی اذان بلال ؓ کہتے اور دوسری ابن ام مکتوم ؓ۔ ③ پہلی اذان نہ تو تہجد کے لیے تھی نہ سحری کے لیے، بلکہ یہ اصل اذان سے تھوڑی دیر قبل ہوتی تھی۔ مقصد اوپر بیان ہو چکا ہے۔ تہجد نفل ہیں اور نفل نماز کے لیے اذان نہیں، جیسے صلاۃ عید، صلاۃ کسوف، صلاۃ استسقا اور تراویح وغیرہ، لہٰذا تہجد کے لیے بھی اذان نہیں ہوگی۔ سحری ویسے ہی اذان سے غیر متعلق ہے۔ اذان نماز کے لیے ہے نہ کہ کھانے کے لیے۔ ہاں! ان دو اذانوں سے کوئی سحری کا فائدہ اٹھانا چاہے تو اٹھا لے، منع نہیں جیسا کہ حدیث کے اندر اشارہ موجود ہے۔ مزید اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

٦٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ».

۶۳۹- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق بلال رات کو اذان کہتے ہیں، لہٰذا کھاتے پیتے رہو حتی کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سنو۔“

٦٣٨- أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح: ٦٢٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٧٤، والكبرى، ح: ١٦٠١.

٦٣٩- أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر . . . الخ، ح: (٣٦)-١٠٩٢ عن قتيبة، والبخاري، الأذان، باب أذان الأعمى إذا كان له من يخبره، ح: ٦١٧ من حديث ابن شهاب به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٠٢.

(المعجم ١٠) - هَلْ يُؤَذِّنَانِ جَمِيعًا أَوْ فُرَادٰى (التحفة ٨٩)

باب:١٠- دونوں مؤذن اکٹھے اذان کہیں یا الگ الگ؟ (یکے بعد دیگرے)

٦٤٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَذَّنَ بِلَالٌ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ» قَالَتْ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَصْعَدَ هٰذَا.

٦٤٠- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بلال اذان کہیں تو کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔“ اوران دونوں اذانوں کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ ایک اترتا اور دوسرا چڑھ جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ”ایک اترتا اور دوسرا چڑھ جاتا تھا۔“ اس سے قلت میں مبالغہ مقصود ہے جیسا کہ عرف میں اس قسم کے جملے مشہور ہیں ورنہ تو دو اذانوں کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ امام نووی ؒ نے اپنی اکثر کتب میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ اذان اوّل کا آغاز رات کے دوسرے نصف حصے سے ہوتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ علماء کے ہاں اس کا مفہوم یہ ہے کہ پہلا مؤذن اذان کے بعد بیٹھا ذکر ودعا کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ فجر طلوع ہوتی اور اسے نظر آنے لگتی تو وہ نیچے اتر کر دوسرے مؤذن کو اوپر بھیج دیتا تھا۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ دوسرے مؤذن حضرت ابن ام مکتوم ؓ نابینے تھے فجر نہیں دیکھ سکتے تھے انھیں اطلاع دینا ضروری تھا۔ لیکن حافظ ابن حجر ؒ اس قول کی تردید میں فرماتے ہیں: سیاق حدیث کی واضح مخالفت کے ساتھ ساتھ یہاں اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ وہ کون سی خاص دلیل ہے جس کی بنا پر انھوں نے اس معنی کی تصحیح کی ہے اور یہ مفہوم مراد لیا ہے یہاں تک کہ ان کے لیے یہ تاویل کرنا جائز ہوگئی؟ دیکھیے: (فتح الباري: ٢/١٢٥) بہر حال لگتا ہے کہ دونوں اذانوں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا اسے منٹوں ہی میں بیان کیا جا سکتا ہے گھنٹوں میں نہیں یعنی اندازاً ٢٠، ٣٠ منٹ کا فاصلہ ہوتا ہوگا۔ واللّٰہ أعلم. ② روایت سے ثابت ہوا کہ دو مؤذن الگ الگ اذان کی پہچان کی سہولت کے لیے تھے نہ کہ اس لیے کہ دونوں اکٹھے اذان کہیں۔ اس کا تو کوئی فائدہ ہی نہ تھا۔

٦٤١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ

٦٤١- حضرت انیسہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ

٦٤٠_ أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر ... الخ، ح: (٣٨)-١٠٩٢، والبخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، ح: ٦٢٢ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٠٣.

٦٤١_ **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٦/ ٤٣٣ عن هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٠٤. * منصور هو ابن زاذان، وخبيب صرح بالسماع من عمته.

هُشَيْم قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمَّتِهِ أُنَيْسَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَذَّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا، وَإِذَا أَذَّنَ بِلَالٌ فَلَا تَأْكُلُوا وَلَا تَشْرَبُوا».

ﷺ نے فرمایا: ''جب ابن ام مکتوم اذان کہیں تو تم کھاتے پیتے رہو اور جب بلال اذان کہیں تو کھانا پینا بند کر دو۔''

فائدہ: سابقہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بلال پہلی اذان کہتے تھے اور ابن ام مکتوم دوسری۔ اس روایت میں الٹ ہے کہ ابن ام مکتوم پہلی اذان کہتے تھے اور بلال دوسری۔ ممکن ہے کہ وہ آپس میں نبی اکرم ﷺ کی اجازت سے باری بدلتے رہتے ہوں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابتدا میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہلی اذان کہتے ہوں اور حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دوسری' پھر بعد میں بلال رضی اللہ عنہ کے ذمے دوسری اذان ہوگئی ہو اور عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ذمے پہلی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس بات کا اشارہ کیا ہے۔ عمرو بن ام مکتوم سے مراد عبداللہ بن ام کلثوم ہی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک ان کا اصل نام عمرو ہے جبکہ انھوں نے عبداللہ بھی صیغۂ تمریض کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دیکھیے: (تقريب التهذيب:١/٣٤٣ و ٢/٥٥٢) جبکہ حافظ ابن عبدالبر وغیرہ نے اس حدیث میں قلب واقع ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ درست روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی ہے۔ لیکن یہ دعویٰ درست نہیں بلکہ حدیث صحیح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الباري:٢/١٠٣) والله أعلم.

(المعجم ١١) - اَلْأَذَانُ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ (التحفة ٩٠)

باب:١١- نماز کے وقت سے پہلے اذان کہنا

٦٤٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ لِيُوقِظَ نَائِمَكُمْ وَلِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ، وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا يَعْنِي فِي الصُّبْحِ».

٦٤٢- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق بلال رات کو اذان کہتے ہیں تاکہ سونے والے کو جگائیں اور قیام کرنے والے کو قیام سے لوٹائیں (تاکہ وہ کچھ آرام کرلے) اور صبح صادق ایسی نہیں ہوتی (جیسی بلال کی اذان کے وقت ہوتی ہے)۔''

٦٤٢ــ أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، ح:(٤٠) -١٠٩٣ عن إسحاق بن إبراهيم.. والبخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، ح:٦٢١ من حديث سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٠٥.

فوائد ومسائل: ① حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر طلوع ہونے سے قبل اذان کہتے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ فجر کاذب کا وقت ہوتا تھا جیسا کہ اس حدیث میں اشارہ ہے۔ یہ اذان دراصل صبح کی نماز کی تیاری کے لیے ہوتی تھی تاکہ لوگ اپنی مصروفیات (قضائے حاجت، غسل وغیرہ) سے دوسری اذان تک فارغ ہو جائیں، دوسری اذان کے بعد مسجد میں پہنچ جائیں اور نماز اول وقت پر پڑھی جاسکے۔ ② پہلی اذان کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ جو تہجد وغیرہ پڑھ رہے ہیں، وہ نماز کو مختصر کر دیں اور وتر وغیرہ پڑھ لیں کیونکہ فجر کا وقت ہونے والا ہے۔

(المعجم ١٢) - وَقْتُ أَذَانِ الصُّبْحِ (التحفة ٩١)

باب:١٢- صبح کی اذان کا وقت

٦٤٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصُّبْحِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَالًا فَأَذَّنَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَخَّرَ الْفَجْرَ حَتَّى أَسْفَرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ فَصَلَّى، ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا وَقْتُ الصَّلَاةِ».

٦٤٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے صبح کے وقت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے (پہلے دن) بلال کو حکم دیا۔ انھوں نے اذان کہی جونہی فجر طلوع ہوئی۔ جب اگلا دن ہوا تو آپ نے فجر کی نماز کو مؤخر کیا حتی کہ خوب روشنی ہوگئی، پھر آپ نے انھیں حکم دیا تو انھوں نے اقامت کہی، پھر آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا: ''یہ ہے نماز صبح کا وقت (یعنی کل اور آج کی نمازوں کے درمیان)۔''

فائدہ: معلوم ہوا اذان کا وقت طلوع فجر ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ١٣) - كَيْفَ يَصْنَعُ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِهِ (التحفة ٩٢)

باب:١٣- مؤذن اپنی اذان میں کیسا طریقہ اپنائے؟

٦٤٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ

٦٤٤- حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو بلال رضی اللہ عنہ باہر

٦٤٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٢١ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٠٦. * حميد الطويل عنعن، وللحديث شواهد كثيرة، وانظر، ح: ٥٤٥.

٦٤٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يتتبع المؤذن فاه هاهنا وهاهنا؟ . . . الخ، ح: ٦٣٤ من حديث سفيان الثوري به، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي . . . الخ، ح: ٥٠٣ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٠٧.

ابْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَخَرَجَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ، فَجَعَلَ يَقُولُ فِي أَذَانِهِ هٰكَذَا يَنْحَرِفُ يَمِينًا وَشِمَالًا.

نکلے اور اذان کہی۔ وہ اپنی اذان میں ایسے دائیں بائیں منہ موڑتے تھے۔

فائدہ: ویسے تو اذان قبلہ رخ کہی جاتی ہے مگر [حي على الصلاة] کہتے وقت منہ دائیں طرف اور [حي على الفلاح] کہتے وقت منہ بائیں طرف کیا جاتا ہے تاکہ دائیں بائیں بھی آواز پہنچ سکے اور یہ سنت ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وقتی ضرورت تھی جو لاؤڈ سپیکر کی ایجاد سے پوری ہوگئی ہے، لہٰذا اب دائیں بائیں رخ کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ توجیہ سراسر نبوی طریقۂ کار کے خلاف ہے۔ بظاہر اس میں کوئی حکمت ہو یا نہ ہو، بہر حال نبی ﷺ کے طریقوں پر عمل پیرا ہونے ہی میں خیر اور بھلائی ہے۔

(المعجم ١٤) - رَفْعُ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ (التحفة ٩٣)

باب:۱۴- اذان بلند آواز سے کہی جائے

٦٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيُّ ثُمَّ الْمَازِنِيُّ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ.

۶۴۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوصعصعہ انصاری سے کہا: تحقیق میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحرا کے دلدادہ ہو، اس لیے جب تم اپنی بکریوں اور صحرا میں ہو اور تم اذان کہو تو بلند آواز سے اذان کہا کرو، اس لیے کہ مؤذن کی آواز کی انتہا تک جو بھی جن وانس یا کوئی اور چیز اسے سنتی ہے، قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے یہ بات اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا آدمی اکیلا ہو اور بستی سے باہر ہو، تب بھی اذان کہے کہ یہ مسلمانوں کا شعار بن چکا ہے، نیز ممکن ہے وہاں قریب کوئی اور چرواہا یا مسافر ہو تو وہ بھی مل جائے گا اور نماز باجماعت پڑھی جائے گی۔

٦٤٥- أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع الصوت بالنداء، ح:٦٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ٦٩، والكبرٰى، ح:١٦٠٨.

اور اگر وہاں کوئی بھی موجود نہ ہو تو اس کے پیچھے دیگر مخلوقات یعنی فرشتے وغیرہ نماز ادا کرتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' فائدۂ حدیث: ۶۶۸) ② اذان' تلبیہ اور تکبیر یعنی جس میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان ہو' جس قدر بھی بلند آواز سے ہوں اتنا ہی بہتر ہے۔ اذان تو ویسے بھی لوگوں کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے ہے' اس لیے ہر ممکن حد تک بلند آواز سے ہونی چاہیے تا کہ دور دور تک اطلاع ہو سکے' نیز قیامت کے دن تمام چیزیں اس مؤذن کے ایمان کی گواہی دیں گی' مؤذن کو اور کیا چاہیے! ③ جن بھی بنی آدم کی آواز سنتے ہیں۔ ④ مخلوق بھی ایک دوسرے کے حق میں گواہی دے گی۔

٦٤٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَهُ مِنْ فَمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ بِمَدَى صَوْتِهِ، وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ».

۶۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''مؤذن کی بخشش کی جاتی ہے جہاں تک اس کی (اذان کی) آواز پہنچے اور ہر خشک وتر چیز (جاندار اور بے جان) اس کے لیے گواہی دے گی۔''

فائدہ: یعنی بالفرض اس کے گناہ اتنی جگہ کو بھرتے ہوں جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے تب بھی اذان کی برکت سے اسے معافی ہو جائے گی۔

٦٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ

۶۴۷- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالیٰ پہلی صف پر خصوصی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور مؤذن کے اس کی آواز پہنچنے کی جگہ تک کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کی

٦٤٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رفع الصوت بالأذان، ح: ٥١٥، وابن ماجه، الأذان، باب فضل الأذان وثواب المؤذنين، ح: ٧٢٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٠٩، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢٩٢.

٦٤٧- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٤ من حديث معاذ به، وهو في الكبرى، ح: ١٦١٠. * قتادة تقدم، وأبوإسحاق تقدم، ح: ٩٦ عنعنا، وحسنه المنذري في الترغيب والترهيب: ١/ ١٧٦، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

الْمُقَدَّم، وَالْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ بِمَدِّ صَوْتِهِ وَيُصَـدِّقُهُ مَنْ سَمِعَهُ مِنْ رَّطْبٍ وَّيَابِسٍ، وَّلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ صَلَّى مَعَهُ».

اذان سننے والی ہر جاندار و بے جان چیز اس کے ایمان کی تصدیق کرے گی۔ اور اسے اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے والوں کے برابر ثواب ملے گا۔

فوائد ومسائل: ① مؤذن لوگوں کو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے' لہٰذا اسے ان کی نماز کے ثواب کے برابر حصہ ملے گا' بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ ② ''ایمان کی تصدیق'' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے یا اذان کے موقع پر۔ ③ [يُصَلُّونَ] اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ فرشتے واسطہ بنتے ہیں' یا فرشتے استغفار کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ خصوصی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

(المعجم ١٥) - اَلتَّثْوِيبُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ (التحفة ٩٤)

باب: ١٥- فجر کی نماز میں اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا چاہیے

٦٤٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي سَلْمَانَ، عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ قَالَ: كُنْتُ أُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَكُنْتُ أَقُولُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ الْأَوَّلِ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

٦٤٨- حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اذان کہا کرتا تھا اور میں فجر کی پہلی اذان میں [حي على الفلاح] کے بعد [الصلاة خير من النوم' الصلاة خير من النوم' الله أكبر الله أكبر' لا إله إلا الله] کہا کرتا تھا۔

٦٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

٦٤٩- حضرت سفیان کی یہ حدیث اسی سند کے ساتھ ہمیں عمرو بن علی کے واسطے سے بھی پہنچی ہے۔

٦٤٨ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٨ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦١١، وفيه علل، منها جهالة حال أبي سلمان المؤذن، واسمه هام كما في السنن الكبرٰى للبيهقي: ١/ ٤٢٢، وللحديث شواهد منها، ح: ٦٣٤.

٦٤٩ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦١٢، وكذا قال عبدالرحمٰن بن مهدي كما في المسند لأحمد: ٣/ ٤٠٨.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَلَيْسَ بِأَبِي جَعْفَرٍ الْفَرَّاءِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رشاللہ فرماتے ہیں: (سند میں مذکور حضرت سفیان کے استاد) ابوجعفر سے ابوجعفر فراء مراد نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث اس بات کی صریح نص اور دلیل ہے کہ صبح کی اذان میں [اَلصَّلاَةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] کہنے کا حکم آغاز میں خود رسول اللہ ﷺ ہی نے دیا تھا۔ اس کا انتساب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا محض جھوٹ اور افترا ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ١٦) - آخِرُ الْأَذَانِ (التحفة ٩٥)

باب:١٦- اذان کے آخری کلمات

٦٥٠- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ بِلَالٍ قَالَ: آخِرُ الْأَذَانِ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

٦٥٠- حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اذان کے آخری کلمات [اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر، لا إله إلا اللّٰہ] ہیں۔

فائدہ: آخری کلمات ضبط کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی شخص ابتدا پر قیاس کرتے ہوئے اللّٰہ أکبر چار دفعہ اور لا إله إلا اللّٰہ کو دیگر کلمات پر قیاس کرتے ہوئے دو دفعہ نہ کہہ دے یا شروع میں أشهد کا اضافہ نہ کر دے۔ چونکہ یہ آخری کلمات باقی اذان کے انداز سے مختلف ہیں، اس لیے انھیں خصوصاً ضبط کیا۔

٦٥١- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: كَانَ آخِرُ أَذَانِ بِلَالٍ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

٦٥١- حضرت اسود سے منقول ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے آخری کلمات [اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر، لا إله إلا اللّٰہ] تھے۔

٦٥٢- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

٦٥٢- حضرت ابراہیم نخعی کی یہ روایت اعمش کے

٦٥٠- **[حسن]** وهو في الكبرٰى، ح: ١٦١٣، السند معلل، وله شواهد كثيرة، انظر، ح: ٦٣٣، ٦٣٤ وغيرهما.

٦٥١- **[صحيح موقوف]** وهو في الكبرٰى، ح: ١٦١٤، وانظر الحديث السابق.

٦٥٢- **[صحيح]** انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦١٥.

عَبْدُاللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، مِثْلَ ذٰلِكَ.

واسطے سے بھی ہم تک پہنچی ہے۔

فائدہ: حدیث:۶۵۱ میں حضرت ابراہیم نخعی کے شاگرد منصور تھے جب کہ حدیث:۶۵۲ میں ان کے شاگرد اعمش ہیں۔

٦٥٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ: أَنَّ آخِرَ الْأَذَانِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

۶۵۳- حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اذان کا آخری کلمہ لا إله إلا الله ہے۔

(المعجم ١٧) - اَلْأَذَانُ فِي التَّخَلُّفِ عَنْ شُهُودِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ (التحفة ٩٦)

باب:۱۷- بارش والی رات میں جماعت کی حاضری سے رخصت کی اذان

٦٥٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنَا رَجُلٌ مِّنْ ثَقِيفٍ: أَنَّهُ سَمِعَ مُنَادِيَ النَّبِيِّ ﷺ يَعْنِي فِي لَيْلَةٍ مَّطِيرَةٍ فِي السَّفَرِ يَقُولُ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ.

۶۵۴- بنوثقیف کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ اس نے دوران سفر میں بارش والی رات میں نبی ﷺ کے مؤذن کو یوں کہتے سنا: [حي على الصلاة، حي على الفلاح، صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] یعنی ''اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔''

فوائد ومسائل: ① ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ [حي على الصلاة] اور [حي على الفلاح] ایک ایک دفعہ کہا جائے گا، لیکن یہ اختصار ہے۔ عام اذان کی طرح بارش والی اذان میں بھی یہ کلمات دو دو دفعہ ہی کہے جائیں گے بلکہ [صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ یا أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] بھی دو دفعہ کہا جائے گا۔ ② [صَلُّوا

٦٥٣ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:١٦١٦. * سويد هو ابن نصر، وعبدالله هو ابن المبارك، وللحديث شواهد متواترة.

٦٥٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧٠، ح:٢٣٥٢٨ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح:١٦١٧. * رجل من ثقيف لم أعرفه، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي.

فِي رِحَالِكُمْ] سے ملتا جلتا کوئی اور لفظ بھی کہا جا سکتا ہے' مثلاً: [صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ] یا [أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] وغیرہ۔ یہ الفاظ [حي على الصلاة] کے منافی نہیں کیونکہ [حي على الصلاة] کا مقصود ہے ''نماز پڑھو'' اور اگر اس سے مراد یہ ہو کہ نماز کے لیے مسجد میں آ ؤ تو یہ خطاب بارش کی صورت میں حاضرین سے ہوگا اور غائبین سے خطاب [أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] ہوگا۔ ③ یہ الفاظ اس روایت کے مطابق تو [حي على الفلاح] کے بعد کہے جائیں گے اور یہی انسب ہے تاکہ لوگوں کو رخصت کا علم ساتھ ہی ہو جائے۔ بعض روایات میں یہ الفاظ اذان کے بعد ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمات اذان کے بعد الگ کہے جائیں گے تاکہ اذان کی اصلی صورت میں فرق نہ آئے۔ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمات [حي على الصلاة' حي على الفلاح] کی جگہ کہے جائیں گے۔ (صحيح البخاري' الجمعة' حديث: ۹۰۱' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين و قصرها' حديث:۶۹۹) سب روایات صحیح ہیں' لہٰذا تینوں طرح جائز ہے۔ اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔

٦٥٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ، عَنْ نَّافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيحٍ فَقَالَ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ.

۶۵۵- امام نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ٹھنڈی ہوا والی رات میں اذان کہی تو فرمایا: [ألا صلوا في الرحال] ''خبردار! گھروں میں نماز پڑھ لو۔'' کیونکہ نبی ﷺ مؤذن کو حکم دیتے' جب بارش والی ٹھنڈی رات ہوتی کہ وہ (اذان میں) کہے: [ألا صلوا في الرحال]

فائدہ: ''گھروں میں نماز پڑھ لو۔'' کے اعلان سے معلوم ہوا کہ بارش وغیرہ میں دو نمازوں کو اکٹھا کرنے کی بجائے یہ اعلان کر دینا زیادہ صحیح ہے کیونکہ نبی ﷺ نے جمع کرنے کی بجائے گھروں میں نماز پڑھنے کی رخصت عنایت فرما دی ہے' پھر جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگرچہ بعض روایات کے مفہوم [مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ] اور بعض صحابہ سے ایسے موقع پر جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے جس سے اس کے جواز میں شک نہیں رہتا' لیکن نبی ﷺ سے بارش کے موقع پر جمع کرنے کی بجائے رخصت کے اعلان ہی کا ثبوت ملتا ہے۔

٦٥٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الرخصة في المطر والعلة أن يصلي في رحله، ح:٦٦٦، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الصلاة في الرحال في المطر، ح:(٢٢)-٦٩٧من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيىٰ): ١/ ٧٣، والكبرٰى، ح:١٦١٨.

(المعجم ١٨) - اَلْأَذَانُ لِمَنْ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي وَقْتِ الْأُولٰى مِنْهُمَا (التحفة ٩٧)

باب:١٨- جو شخص دو نمازوں کو پہلی (نماز) کے وقت میں جمع کرے تو وہ شروع میں اذان کہے گا

٦٥٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ، فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا، حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِّلَتْ لَهُ، حَتّٰى إِذَا انْتَهٰى إِلَى بَطْنِ الْوَادِي خَطَبَ النَّاسَ، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

٦٥٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ چلے حتیٰ کہ عرفہ میں آئے تو وہاں وادیٔ نمرہ میں اپنے لیے خیمہ لگا ہوا پایا‘ چنانچہ آپ اس میں اترے حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے حکم دیا‘ (آپ کی اونٹنی) قصواء پر پالان کسا گیا۔ جب آپ وادیٔ نمرہ کے نشیب میں پہنچے تو لوگوں کو خطبہ دیا‘ پھر بلال نے اذان کہی‘ پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی‘ پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھائی اور ان کے درمیان کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① نَمِرہ عرفات سے متصل ایک وادی ہے جو عرفات میں شامل نہیں۔ اس جگہ خطبۂ حج اور ظہر وعصر کی نمازیں جمع ہوتی ہیں۔ پھر وقوف عرفات میں ہوتا ہے۔ آج کل مسجد نَمِرہ اسی وادی میں بنی ہوئی ہے۔ توسیع کی بنا پر کچھ حصہ عرفات میں آ گیا ہے۔ ② جب دو نمازوں کو پہلی کے وقت میں جمع کریں گے تو صرف پہلی کے لیے اذان کہیں گے۔ ہاں‘ دونوں نمازوں کے لیے اقامت الگ الگ ہوگی کیونکہ اقامت صرف جماعت کی اطلاع دینے کے لیے ہے‘ نیز جمع کی صورت میں دوسری اذان کی ضرورت اس لیے بھی نہیں کہ لوگ پہلے سے جمع ہیں۔ ③ دو نمازوں کے جمع کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ درمیان میں نوافل نہ پڑھے جائیں۔

(المعجم ١٩) - اَلْأَذَانُ لِمَنْ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بَعْدَ ذَهَابِ وَقْتِ الْأُولٰى مِنْهُمَا (التحفة ٩٨)

باب:١٩- پہلی نماز کا وقت ختم ہونے کے بعد دو نمازیں جمع کرنے کی صورت میں ایک ہی اذان کافی ہے

٦٥٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ

٦٥٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی

٦٥٦_[صحيح] تقدم، ح: ٦٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦١٩.

٦٥٧_أخرجه مسلم، ح: ١٢١٨ من حديث حاتم به مطولاً، انظر، ح: ٦٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٢٠.

قَالَ : حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ : حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ : دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ، فَصَلَّى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَّإِقَامَتَيْنِ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا .

ہے کہ رسول اللہ ﷺ (واپسی کے دوران میں) چلے حتی کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھیں اور ان کے درمیان نوافل نہیں پڑھے۔

٦٥٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا مَعَهُ بِجَمْعٍ، فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ قَالَ: الصَّلَاةَ، فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: هٰكَذَا صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي هٰذَا الْمَكَانِ.

٦٥٨- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ہم مزدلفہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ آپ نے اذان کہی، پھر اقامت کہی اور ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: نماز کے لیے اٹھو، چنانچہ آپ نے ہمیں عشاء کی نماز دو رکعت پڑھائی۔ میں نے کہا: یہ کیسی نماز ہے؟ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس جگہ ایسے ہی نماز پڑھی تھی۔

(المعجم ٢٠) - اَلْإِقَامَةُ لِمَنْ يَّجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ (التحفة ٩٩)

باب:٢٠- دو نمازیں جمع کرنے والے کے لیے ایک اقامت کافی ہو سکتی ہے؟

٦٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ: أَنَّهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ، ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ

٦٥٩- حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ انھوں نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اقامت سے پڑھیں، پھر انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ انھوں نے ایسے ہی کیا تھا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔

٦٥٨- [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٢١، قوله: "ثم قال: الصلاة" والصواب: "ثم أقام الصلاة" كما في الروايات الأخرى.

٦٥٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٢٢ قوله: "بإقامة واحدة، أي لكل صلاة، وإنما صلى كل واحدة منهما بإقامة، أي الصلاتين بإقامتين".

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

٦٦٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَابْنُ أَبِي خَالِدٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ.

٦٦٠- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مزدلفہ میں (مغرب اور عشاء کی) نمازیں ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں۔

٦٦١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَهُمَا بِالْمُزْدَلِفَةِ، صَلّٰى كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِإِقَامَةٍ، وَّلَمْ يَتَطَوَّعْ قَبْلَ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا وَلَا بَعْدُ.

٦٦١- حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھی تھیں۔ آپ نے ان میں سے ہر نماز الگ اقامت سے پڑھی اور ان میں کسی نماز سے بھی آگے یا پیچھے نفل نہیں پڑھے۔

فائدہ: اس روایت میں ہر نماز کے لیے الگ اقامت کا ذکر ہے جب کہ پچھلی تین روایات میں دونوں کے لیے ایک اقامت کا ذکر ہے اور یہ چاروں روایات حضرت ابن عمر ﷠ ہی سے ہیں۔ پچھلے باب کی پہلی روایت حضرت جابر ﷜ سے ہے اور اس میں صراحتاً دو اقامتوں کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے۔ حضرت اسامہ ﷜ سے بھی دو اقامتوں کی صراحت آئی ہے، لہٰذا جس روایت میں ایک اقامت کا ذکر ہے اس سے مراد ہر نماز کے لیے ایک اقامت ہوگی یا پھر ایک اقامت والی روایت شاذ ہے۔ لیکن بعض کا کہنا ہے کہ جب اس طرح تطبیق ممکن ہے تو پھر شذوذ کے دعوے کی ضرورت نہیں، البتہ اذان ایک ہی کافی ہے کیونکہ وہ صرف لوگوں کو بلانے کے لیے ہوتی ہے۔ جمع کی صورت میں دوسری نماز کے لیے لوگ پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔

(المعجم ٢١) - اَلْأَذَانُ لِلْفَائِتِ مِنَ الصَّلَوَاتِ (التحفة ١٠٠)

باب: ٢١- فوت شدہ نمازوں کے لیے اذان

٦٦٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٦٢٣.

٦٦١- أخرجه البخاري، الحج، باب من جمع بينهما ولم يتطوع، ح: ١٦٧٣ من حديث ابن أبي ذئب به، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٦٢٤.

٦٦٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَغَلَنَا الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَّنْزِلَ فِي الْقِتَالِ مَا نَزَلَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَكَفَى ٱللَّهُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱلْقِتَالَ﴾ [الأحزاب: ٢٥] فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَالًا فَأَقَامَ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَصَلَّاهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا لِوَقْتِهَا، ثُمَّ أَقَامَ لِلْعَصْرِ فَصَلَّاهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا لِوَقْتِهَا، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ فَصَلَّاهَا فِي وَقْتِهَا.

٦٦٢- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں مشرکوں نے جنگ خندق کے دن ظہر کی نماز سے مصروف رکھا حتی کہ سورج غروب ہو گیا' لڑائی (کی نماز) کے بارے میں جو کچھ نازل ہوا (یعنی صلاۃ خوف کا طریقہ) یہ اس سے پہلے کی بات ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاردی: ﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ﴾ ''اللہ تعالیٰ مومنوں کو لڑائی سے کافی ہو گیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے ظہر کی نماز کی اقامت کہی تو آپ نے اس طرح نماز پڑھی جس طرح وقت میں پڑھا کرتے تھے' پھر عصر کی اقامت کہی تو آپ نے وہ نماز بھی اسی طرح پڑھی جس طرح وقت میں پڑھا کرتے تھے' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے مغرب کی اذان کہی تو آپ نے اسے اس کے وقت میں پڑھا۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ فوت شدہ نماز صرف اقامت سے ادا کی جائے گی اور وقتی نماز کے لیے اذان کہی جائے گی تاکہ لوگوں کو اشتباہ نہ ہو کیونکہ آپ شہر اور آبادی میں تھے۔ جب صحرا میں صبح کی نماز فوت ہوئی تھی تو آپ نے اذان کہلوا کر نماز پڑھی تھی کیونکہ وہاں اشتباہ کا خطرہ نہ تھا۔ گویا فوت شدہ نماز کے لیے اذان نہ تو ضروری ہے اور نہ منع ہے' موقع محل دیکھا جائے گا۔ مزید دیکھیے حدیث: ٦٢٢. ② السنن الكبرىٰ للنسائي: (۱/۵۰۵) میں تبویب یوں ہے: [الأذان للفوائت من الصلوات] اس عنوان سے واضح ہوتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کا رجحان بظاہر ہر فوت شدہ نماز کے لیے اذان کی مشروعیت کا ہے لیکن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اگر واقعی اذان کا ذکر محفوظ اور ثابت ہے' پھر تو مشروعیت یقینی ہے اور مصنف رحمہ اللہ کا استدلال بھی واضح ہے۔ لیکن ایسا لگتا نہیں کیونکہ دیگر مختلف طرق میں أذّن کی بجائے أقام کے الفاظ منقول ہیں۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے: (الإرواء: ۱/۲۵۷' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للإتيوبي: ۸/۹۹)

٦٦٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٥ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٢٥، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٩٦، وابن حبان (موارد)، ح: ٢٨٥. ※ أبوسعيد هو الخدري، وسعيد بن أبي سعيد هو المقبري.

(المعجم ٢٢) - اَلْاِجْتِزَاءُ لِذٰلِكَ كُلِّهِ بِأَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّالْإِقَامَةُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا (التحفة ١٠١)

باب:۲۲-سب فوت شدہ نمازوں کے لیے ایک اذان اور الگ الگ اقامت کا کافی ہونا

٦٦٣- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ.

۶۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تحقیق مشرکین نے نبی ﷺ کو جنگ خندق میں ایک دن چار نمازوں سے روکے رکھا۔ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی، پھر اقامت کہی، چنانچہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اگرچہ انقطاع کی وجہ سے سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر درست ہے کیونکہ یہ مفہوم اور واقعہ دیگر صحیح احادیث میں موجود ہے۔ ② اصل میں ظہر اور عصر کی نمازیں فوت ہوئی تھیں۔ مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ اذان کہلائی گئی۔ تینوں نمازیں پڑھی گئیں۔ ظہر اور عصر تو قضا تھیں مگر مغرب وقت کے آخر میں پڑھی گئی۔ اتنے میں عشاء کا وقت ہو گیا تو ساتھ ہی وہ بھی پڑھ لی گئی۔ گویا ادائیگی کے لحاظ سے چار اکٹھی تھیں ورنہ حقیقتاً مغرب اور عشاء اپنے اپنے وقت میں تھیں۔ ادائیگی کو دیکھتے ہوئے راوی نے چار نمازوں سے روکے جانے کا ذکر کر دیا۔ جنگ تو مغرب کے وقت بند ہو گئی تھی۔ اگر کچھ دیر بھی ہو گئی تو عشاء کی نماز کے فوت ہونے کا تو امکان ہی نہیں۔ سابقہ روایت میں اس کی صراحت ہے۔ اگر الگ الگ واقعہ ہو تو دوسری بات ہے اور یہی بات صحیح ہے کیونکہ دیگر روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھیے فوائد ومسائل حدیث: ۶۶۴۔

(المعجم ٢٣) - اَلْاِكْتِفَاءُ بِالْإِقَامَةِ لِكُلِّ صَلَاةٍ (التحفة ١٠٢)

باب:۲۳-(فوت شدہ نمازوں میں سے) ہر نماز کے لیے اقامت ہی کافی ہے

٦٦٤- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ

۶۶۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٦٦٣ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٦٢٣، وهو في الكبرى، ح: ١٦٢٦.

٦٦٤ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٦٢٧.

دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ حَدَّثَهُمْ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ: أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا فِي غَزْوَةٍ فَحَبَسَنَا الْمُشْرِكُونَ عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ الْمُشْرِكُونَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنَادِيًا فَأَقَامَ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَصَلَّيْنَا، وَأَقَامَ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ فَصَلَّيْنَا، وَأَقَامَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَصَلَّيْنَا، وَأَقَامَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ فَصَلَّيْنَا، ثُمَّ طَافَ عَلَيْنَا فَقَالَ: «مَا عَلَى الْأَرْضِ عِصَابَةٌ يَذْكُرُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُكُمْ».

ہیں کہ ہم ایک جنگ میں تھے تو مشرکوں نے ہمیں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں سے روکے رکھا۔ جب مشرکین پیچھے ہٹ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا۔ اس نے ظہر کی نماز کے لیے اقامت کہی تو ہم نے نماز پڑھی، پھر اس نے عصر کی نماز کے لیے اقامت کہی تو ہم نے عصر پڑھی، پھر اس نے مغرب کی نماز کے لیے اقامت کہی تو ہم نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر اس نے عشاء کی نماز کے لیے اقامت کہی تو ہم نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''روئے زمین پر تمھارے علاوہ کوئی جماعت (اس وقت) اللہ عزوجل کا ذکر نہیں کر رہی۔''

فوائد ومسائل: ① پیچھے گزر چکا ہے کہ بے وقت اذان سے چونکہ دوسرے لوگوں کو اشتباہ کا خطرہ ہوسکتا ہے، لہٰذا موقع محل کا لحاظ رکھا جائے، مثلاً: اگر کسی نماز کا وقت شروع ہوا ہے تو اذان کہہ کر فوت شدہ نمازیں اور وقتی نماز پڑھ لی جائے جیسا کہ حدیث: ٦٦٣ میں ہے اور اگر کسی نماز کا وقت نہیں رہا، وقت قریب الاختتام ہے تو فوت شدہ نمازیں پہلے پڑھ لی جائیں، پھر وقتی نماز کے لیے اذان کہہ لی جائے جیسا کہ حدیث: ٦٦٢ میں ہے اور اگر سب ہی قضا ہیں اور کسی نماز کا وقت نہیں تو پھر سب کے لیے صرف اقامت ہی کہہ لی جائے، جیسے حدیث: ٦٦٤ میں ہے اور اگر صحرا ہے، کسی کے لیے اشتباہ کا خطرہ ممکن نہیں تو کوئی بھی وقت ہو، اذان کہہ کر فوت شدہ نماز پڑھ لی جائے جیسا کہ حدیث: ٦٢٢ وغیرہ میں ہے۔ واللہ أعلم. ② صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صرف عصر کی نماز فوت ہونے کا ذکر ہے۔ (صحيح البخاري، المغازي، حديث: ٤١١١) وہ الگ واقعہ ہوگا کیونکہ جنگ خندق کئی دن ہوتی رہی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - اَلْإِقَامَةُ لِمَنْ نَّسِيَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةٍ (التحفة ١٠٣)

باب:٢٤- جوشخص (امام) ایک رکعت بھول گیا (اور سلام پھیر کر چل دیا) پھر اس ایک رکعت کو ادا کرے تو اقامت بھی کہے

٦٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى يَوْمًا فَسَلَّمَ وَقَدْ بَقِيَتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ، فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: نَسِيتَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً! فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ رَكْعَةً فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ النَّاسَ فَقَالُوا لِي: [أَ] تَعْرِفُ الرَّجُلَ؟ قُلْتُ: لَا، إِلَّا أَنْ أَرَاهُ، فَمَرَّ بِي فَقُلْتُ: هٰذَا هُوَ، قَالُوا: هٰذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ.

٦٦٥- حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھی اور سلام پھیر دیا (اور مسجد سے باہر چلے گئے) حالانکہ ایک رکعت باقی تھی۔ ایک آدمی پیچھے سے جا کر آپ کو ملا اور بتلایا کہ آپ ایک رکعت بھول گئے ہیں۔ آپ دوبارہ مسجد میں داخل ہوئے اور بلال کو حکم دیا۔ انھوں نے اقامت کہی تو آپ نے لوگوں کو فوت شدہ رکعت پڑھائی۔ میں نے یہ بات جا کر دوسرے لوگوں کو بتلائی تو انھوں نے مجھ سے کہا: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں مگر یہ کہ میں انھیں دوبارہ دیکھوں۔ اتفاقاً وہ میرے پاس سے گزرے تو میں نے کہا: یہ ہیں وہ۔ لوگوں نے کہا: یہ طلحہ بن عبیداللہ ہیں۔

فوائد ومسائل: ① صورت واقعہ یوں معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیر کر مسجد سے نکل گئے۔ حضرت طلحہ نے جا کر آپ کو خبر دی۔ چونکہ فاصلہ ہو چکا تھا' لہٰذا آپ نے نئی اقامت کہلوائی تاکہ نمازی جمع ہو جائیں' اگرچہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ مسجد سے باہر نہ گئے تھے' اس صورت میں مسجد میں داخل ہونے سے مراد نماز کی جگہ پر واپس آنا ہے۔ لغوی طور پر اسے مسجد کہا جا سکتا ہے۔ لیکن پہلی بات زیادہ مناسب ہے اور حدیث کے ظاہر سے قریب تر بھی۔ ② احناف اس صورت میں نماز کے باطل ہونے اور نئے سرے سے ساری نماز پڑھنے کے قائل ہیں اور اس حدیث کو ابتدائی دور پر محمول کرتے ہیں مگر یہ بات بلا دلیل ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٥) - أَذَانُ الرَّاعِي (التحفة ١٠٤)

باب:٢٥- چرواہے کی اذان

٦٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا صلى خمسًا، ح: ١٠٢٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٢٨ . ﷺ الليث هو ابن سعد.

٦٦٦- [أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ رُبَيِّعَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَسَمِعَ صَوْتَ رَجُلٍ يُؤَذِّنُ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ - قَالَ الْحَكَمُ: لَمْ أَسْمَعْ هٰذَا مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى - قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا لَرَاعِي غَنَمٍ أَوْ رَجُلٌ عَازِبٌ عَنْ أَهْلِهِ»، فَهَبَطَ الْوَادِي، فَإِذَا هُوَ بِرَاعِي غَنَمٍ فَإِذَا هُوَ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ قَالَ: «أَتَرَوْنَ، هٰذِهِ هَيِّنَةٌ عَلٰى أَهْلِهَا؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «اَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هٰذِهِ عَلٰى أَهْلِهَا»].

٦٦٦-حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے ایک آدمی کی آواز سنی جو اذان کہہ رہا تھا۔ آپ اس کی اذان کا جواب دینے لگے۔ جب وہ [أشهد أن محمدًا رسول الله] تک پہنچا تو آپ نے فرمایا: ”تحقیق یہ شخص بکریوں کا چرواہا ہے یا اپنے گھر والوں سے بچھڑا ہوا ہے۔“ پھر آپ اس وادی میں اترے تو پتہ چلا کہ وہ بکریوں کا چرواہا ہے۔ آپ ایک مری ہوئی بکری کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا: ”تمھیں یقین ہے کہ یہ بکری اپنے گھر والوں کے نزدیک بے قدر ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس (بکری) سے بھی بڑھ کر ذلیل ہے۔“

فائدہ: صحرا میں جہاں اذان کی آواز نہ سنائی دیتی ہو وہاں کوئی اکیلا مسافر یا چرواہا نماز پڑھنا چاہے تو اذان کہے البتہ اگر قریبی بستی کی اذان سنائی دیتی ہو تو وہ کافی ہے الگ اذان ضروری نہیں، نیز دیکھیے: (حدیث:٦٤٥)

(المعجم ٢٦) - اَلْأَذَانُ لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ (التحفة ١٠٥)

باب:٢٦-اکیلے نماز پڑھنے والے کی اذان

٦٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عُشَّانَةَ الْمُعَافِرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

٦٦٧-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ بکریوں کے اس چرواہے سے تعجب کرتا ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور اذان کہہ کر نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عز وجل

٦٦٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٣٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٢٩، وللحديث شواهد كثيرة.

٦٦٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الأذان في السفر، ح: ١٢٠٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٣٠، وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٠.

«يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَّاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةِ الْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أُنْظُرُوا إِلٰى عَبْدِي هٰذَا، يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ يَخَافُ مِنِّي، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ».

فرماتا ہے: ”میرے اس بندے کو دیکھو۔ اذان کہتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے۔ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔“

فوائد ومسائل: ① یعنی فیصلہ کر دیا کہ یہ جنت میں جائے گا یا میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔ بات قطعی ہونے کی وجہ سے ماضی کے الفاظ میں اس کا ذکر ہے۔ ② ”تعجب کرتا ہے۔“ خوشی، ناراضی، تعجب اور رحمت وغیرہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف ہیں، جیسے بھی اس کی ذات کے لائق ہیں، ان کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں ان کا ذکر عام ہے۔ اگر یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے لیے مناسب نہ ہوتے تو یوں ذکر نہ ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بارے میں سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

(المعجم ٢٧) - اَلْإِقَامَةُ لِمَنْ يُّصَلِّي وَحْدَهُ (التحفة ١٠٦)

باب: ٢٧- اکیلے نماز پڑھنے والے کی اقامت

٦٦٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رِّفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ فِي صَفِّ الصَّلَاةِ، اَلْحَدِيثَ.

٦٦٨- حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز کی صف میں بیٹھے ہوئے تھے...... الحديث.

فائدہ: امام صاحب نے تفصیلی روایت ذکر نہیں کی۔ یہ مسيئ الصلاة کی حدیث کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن اس سے استدلال واضح نہیں ہوتا۔ جبکہ سنن ابوداود کے ایک طریق میں اقامت کی تصریح موجود ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فَأَقِمْ، ثُمَّ كَبِّرْ......] ”اقامت کہہ، پھر اس کے بعد تکبیر (تحریمہ) کہہ......“ دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم: ٨٠٧) نیز السنن الکبرٰی للنسائي: (١/ ٥٠٧) میں نفس

٦٦٨- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في وصف الصلاة، ح: ٣٠٢ عن علي بن حجر به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٣١ مطول، وأخرجه أبوداود، ح: ٨٦١ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ٤٦٠، والحديث صححه ابن خزيمة، ح: ٥٤٥.

اسی عنوان کے تحت مذکور حدیث میں اقامت کا ذکر موجود ہے۔ اس طرح حدیث سے امام صاحب رحمہ اللہ کا استدلال واضح ہے کہ اکیلا شخص بھی اقامت کہہ سکتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ کوئی اور نماز پڑھنے والا نہ ہو کیونکہ اس صورت میں اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بے شمار لشکر نماز ادا کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے: [فَإِنْ أَقَامَ صَلّٰى مَعَهُ مَلَكَاهُ، وَإِنْ أَذَّنَ وَ أَقَامَ صَلّٰى خَلْفَهُ مِنْ جُنُودِ اللّٰهِ مَالَا يُرٰى طَرَفَاهُ] ''اگر (صرف) اقامت کہتا ہے تو اس کے ساتھ، اس کے ساتھ والے دونوں فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر اذان اور اقامت کہتا ہے تو اس کے پیچھے اس قدر اللہ کے لشکر نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی دونوں اطراف نہیں دیکھی جا سکتیں (کیونکہ صفیں بہت دراز ہوتی ہیں)۔'' دیکھیے: (صحيح الترغيب و الترهيب للألباني: ۱/۲۹۵) معلوم ہوا اکیلا آدمی اذان بھی دے سکتا ہے اور اقامت بھی کہہ سکتا ہے، بالخصوص جب کہ وہ آبادی سے باہر ہو۔ بہرحال اکیلے آدمی کا اقامت کہنا بے فائدہ نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٨) - كَيْفَ الْإِقَامَةُ (التحفة ١٠٧)

باب: ۲۸- اقامت کیسے کہی جائے؟

٦٦٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُؤَذِّنَ مَسْجِدِ الْعُرْيَانِ، عَنْ أَبِي الْمُثَنّٰى مُؤَذِّنِ مَسْجِدِ الْجَامِعِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْأَذَانِ فَقَالَ: كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، إِلَّا أَنَّكَ إِذَا قُلْتَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ، فَإِذَا سَمِعْنَا قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ تَوَضَّأْنَا ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ.

۶۶۹- جامع مسجد کے مؤذن ابو مثنیٰ نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اذان کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں اذان دو دو کلمات تھے اور اقامت ایک ایک کلمہ، مگر جب تو [قد قامت الصلاة] کہے تو وہ دو مرتبہ ہے۔ جب ہم [قد قامت الصلاة] کے الفاظ سنتے تو وضو کرتے، پھر نماز کے لیے جاتے۔

فائدہ: یہ کبھی کبھار کی بات ہوگی، مثلاً: کھانے یا نیند کی وجہ سے ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اکثر پہلے سے مسجد میں موجود ہوتے تھے۔ (اقامت کی بحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۶۲۹ اور اسی کتاب کا ابتدائیہ)

(المعجم ٢٩) - إِقَامَةُ كُلِّ وَاحِدٍ لِّنَفْسِهِ (التحفة ١٠٨)

باب: ۲۹- ہر آدمی اپنے لیے اقامت کہے؟

٦٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٢٩، وهو في الكبرى، ح: ١٦٣٢.

٦٧٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدٍ [الْحَذَّاءِ]، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلِصَاحِبٍ لِّي: «إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا».

٦٧٠- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے ساتھی کو کہا: ''جب نماز کا وقت آئے تو تم اذان کہو' پھر اقامت کہو' پھر تم میں سے بڑا امامت کروائے۔''

فائدہ: ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں کہ تم سب اذان کہو اور سب اقامت کہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی ایک شخص اذان اور اقامت کہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٦٣٥' ٦٣٦) نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے مختلف اسفار میں صرف ایک ہی اذان کہلوائی ہے' نیز سفر اور حضر کا فرق بھی معتبر نہیں' حکم ایک ہی ہے' لہٰذا اس حدیث سے امام نسائی رحمہ اللہ کا ہر آدمی کے لیے اقامت کی مشروعیت کا استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٠) - فَضْلُ التَّأْذِينِ (التحفة ١٠٩)

باب: ٣٠- اذان کہنے کی فضیلت

٦٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الْمَرْءُ إِنْ يَّدْرِي كَمْ صَلَّى».

٦٧١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان ہوا چھوڑتا (پادتا) ہوا بھاگتا ہے حتیٰ کہ اذان نہیں سنتا۔ جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو آ جاتا ہے' پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ جاتا ہے' حتیٰ کہ اقامت مکمل ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے' یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے' اسے کہتا ہے: فلاں چیز یاد کر' فلاں چیز یاد کر۔ ایسی چیزیں جو پہلے اس کے ذہن میں نہیں تھیں حتیٰ کہ آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے؟''

٦٧٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٣٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٣٣.

٦٧١ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب فضل التأذين، ح: ٦٠٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ٦٩/١، والكبرٰى، ح: ١٦٣٤، وأخرجه مسلم، ح: (١٩)-٣٨٩ من طريق آخر عن أبي الزناد به.

فوائد ومسائل: ① ''ہوا چھوڑتا (پادتا)۔'' ظاہر ہے کہ اس سے حقیقتاً ہوا چھوڑنا (پادنا) ہی مراد ہے۔ اگر شیطان کھا پی سکتا ہے تو باقی لوازم سے انکار کیوں؟ بعض لوگوں نے اس سے نفرت مراد لی ہے لیکن یہ تاویل بلادلیل ہے۔ والله أعلم. ② ''وسوسے ڈالتا ہے۔'' یعنی اس کی توجہ نماز کی بجائے ادھر ادھر مبذول کراتا ہے۔ لَعَنَهُ اللّٰهُ.

(المعجم ٣١) - اَلْاِسْتِهَامُ عَلَى التَّأْذِينِ (التحفة ١١٠)

باب: ٣١- اذان کہنے کے لیے قرعہ اندازی کرنا

٦٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ عَلِمُوا مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا».

٦٧٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ اذان اور صف اول کی فضیلت کو جانتے اور پھر قرعہ اندازی کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ پاتے تو ان کے لیے ضرور قرعہ اندازی کرتے۔ اگر لوگ ظہر کی نماز جلدی (اوّل وقت میں) پڑھنے کی فضیلت جانتے تو ایک دوسرے سے آگے بھاگتے اور اگر عشاء اور فجر کی فضیلت کو جانتے تو ضرور آتے' خواہ گھسٹ کر ہی آنا پڑے۔

فائدہ: اشارتاً معلوم ہوتا ہے کہ اگر کبھی قرعہ اندازی تک نوبت پہنچ جائے تو تنازع ختم کرنے کے لیے قرعہ بھی ڈالا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٣٢) - اِتِّخَاذُ الْمُؤَذِّنِ الَّذِي لَا يَأْخُذُ عَلٰى أَذَانِهِ أَجْرًا (التحفة ١١١)

باب: ٣٢- ایسا مؤذن رکھنا جو اذان پر تنخواہ نہ لیتا ہو

٦٧٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي

٦٧٣- حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ آپ مجھے میری قوم کا امام مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم

٦٧٢- [صحيح] تقدم، ح: ٥٤١، وهو في الكبرى، ح: ١٦٣٥.

٦٧٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب أخذ الأجر على التأذين، ح: ٥٣١ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٣٦. * مطرف هو ابن عبدالله بن الشخير الحرشي، وحماد سمع من الجريري قبل اختلاطه على الراجح (انظر الكواكب النيرات، ص: ٣٦)، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٩٩-٢٠١.

الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! اِجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي، فَقَالَ: «أَنْتَ إِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَّا يَأْخُذُ عَلٰى أَذَانِهِ أَجْرًا».

ان کے امام ہو۔ نماز پڑھاتے وقت ان میں سے کمزور ترین آدمی کا لحاظ رکھنا اور ایسا مؤذن رکھنا جو اپنی اذان پر تنخواہ نہ لیتا ہو۔"

فائدہ: اذان' نماز یا تعلیم کی اجرت لینا جمہور اہل علم کے نزدیک جائز ہے۔ ہاں' نہ لے تو اولیٰ ہے۔ یاد رہے کہ اذان وغیرہ دینا اجرت کے ساتھ اس طرح مشروط نہ ہو کہ اگر اس کی اجرت اور تنخواہ نہ ملے تو اذان بھی نہ دے' یہ چیز صراحتاً دینی روح اور اخلاص کے منافی ہے۔ غالباً حدیث میں اسی قسم کی شرط کے پیش نظر ایسے مؤذن کو نہ رکھنے کی ترغیب ہے نہ کہ سرے سے اس کا تعاون ہی نہیں ہو سکتا' ایسا قطعاً نہیں۔ اگر کوئی برسر روزگار نہ ہو' صرف اسی قسم کی خدمت کے لیے وقف ہو تو اس کی روزمرہ ضروریات کا بندوبست اچھا ہونا چاہیے' وگرنہ وہ دلجمعی سے اپنی ذمہ داری نہیں نبھا سکے گا اور بالآخر چھوڑنے پر مجبور ہوگا تو اس قسم کی دینی ذمہ داریاں پھر کون نبھائے گا؟ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٣٣) - اَلْقَوْلُ مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ (التحفة ١١٢)

باب: ٣٣- مؤذن کی اذان سن کر جواب دینا

٦٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا: مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ».

٦٧٤- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① مؤذن کی اذان کا جواب دینا مستحب ہے یا واجب؟ جمہور استحباب کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث ہے جس میں ہے کہ جب مؤذن نے اللّٰہ أکبر کہا' آپ نے فرمایا: "یہ فطرت پر ہے۔" اور جب شہادتین کہی تو آپ نے فرمایا: "تو آگ سے نکل گیا۔" (صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:

◄◄ ووافقه الذهبي، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٤٦٨. * أبوالعلاء هو يزيد بن عبدالله بن الشخير.

٦٧٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ح: ٦١١، ومسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ... الخ، ح: ٣٨٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٦٧، والكبرٰى، ح: ١٦٣٧.

۳۸۲) ان کے بقول آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہاں جواب کی بجائے یہ کلمات فرمائے ہیں، اگر جواب دیا ہوتا تو ضرور منقول ہوتا، لہٰذا یہ عدم وجوب کی دلیل ہے۔ جبکہ دیگر بعض علماء کی رائے وجوب کی ہے کیونکہ احادیث کا ظاہر یہی ہے، مزید یہ کہ وجوب سے پھیرنے والا کوئی صریح قرینہ بھی موجود نہیں اور کسی چیز کا عدم ذکر اس کے عدم وجوب کا تقاضا نہیں کرتا۔ یہاں بھی ایسے ہی ہے، یعنی اس حدیث میں یہ تو نہیں کہ آپ نے جواب نہیں دیا، ممکن ہے جواب بھی دیا ہو اور یہ کلمات بھی کہے ہوں اور راوی نے بغرض اختصار حدیث میں مذکور مزید فائدے کا ذکر کر دیا اور جواب کو عام شہرت کی بنا پر ترک کر دیا ہو جیسا کہ بعض اوقات رواۃ ایسا تصرف کرتے ہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فتح الباري: ۲/ ۱۱۰) ② اذان کا جواب ساتھ ساتھ دینا بہتر اور افضل ہے، تاہم بامر مجبوری اذان کے آخر میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ③ تمام کلمات کے جواب میں وہی کلمات کہے جائیں گے مگر [حي علی الصلاۃ، حي علی الفلاح] کے جواب میں [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] ''گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔'' کہا جائے گا۔ احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ بعض روایات میں [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] کے جواب میں [صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ] کے الفاظ آئے ہیں مگر یہ ثابت نہیں، لہٰذا اصل کلمات ہی کہے جائیں۔ تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ٣٤) - ثَوَابُ ذٰلِكَ (التحفة ١١٣)

باب: ۳۴- اذان کا جواب دینے کا ثواب

٦٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ خَالِدٍ الزُّرَقِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّضْرَ بْنَ سُفْيَانَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِي فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ مِثْلَ هٰذَا يَقِينًا دَخَلَ الْجَنَّةَ».

۶۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اذان کہنے لگے۔ جب وہ خاموش ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے ان کلمات کی طرح کلمات (جواباً) کہے، وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔''

فائدہ: اس حدیث کے معنی بظاہر وہی ہیں جو مؤلف رحمہ اللہ نے مراد لیے ہیں کہ جو شخص اذان کا جواب دے وہ جنت میں جائے گا۔ واللہ أعلم.

٦٧٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٤١، وصححه ابن حبان، ح: ٢٩٤، والحاكم: ١/ ٢٠٤، وسقط من إسناده النضر بن سفيان، ووافقه الذهبي. * النضر بن سفيان وثقه الذهبي وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

(المعجم ٣٥) - اَلْقَوْلُ مِثْلَ مَا يَتَشَهَّدُ الْمُؤَذِّنُ (التحفة ١١٤)

باب:٣٥- مؤذن کے شہادتین کی طرح شہادتین پڑھنا

٦٧٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَحْيَى الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، فَكَبَّرَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَتَشَهَّدَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ فَتَشَهَّدَ اثْنَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي هٰكَذَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٦٧٦- حضرت مجمع بن یحییٰ انصاری نے کہا: میں حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف کے پاس بیٹھا تھا کہ مؤذن نے اذان شروع کر دی۔ اس نے دو بار اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر کہا تو آپ نے بھی دو بار اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر کہا۔ پھر اس نے دو بار أشھد أن لا إله إلا اللّٰہ کہا تو آپ نے بھی دو بار أشھد أن لا إله إلا اللّٰہ کہا۔ پھر اس نے أشھد أن محمداً رسول اللّٰہ کہا تو آپ نے بھی دو مرتبہ أشھد أن محمداً رسول اللّٰہ کہا۔ پھر فرمایا: مجھے حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان اسی طرح بیان کیا۔

٦٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مِّسْعَرٍ، عَنْ مُّجَمِّعٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ مِنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ وَسَمِعَ الْمُؤَذِّنَ فَقَالَ: مِثْلَ مَا قَالَ.

٦٧٧- حضرت معاویہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب کہ آپ ﷺ نے مؤذن کی اذان سنی تھی، کہ آپ اس طرح فرما رہے تھے جس طرح مؤذن کہہ رہا تھا۔

(المعجم ٣٦) - اَلْقَوْلُ الَّذِي يُقَالُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (التحفة ١١٥)

باب:٣٦- جب مؤذن حي على الصلاة اور حي على الفلاح کہے تو جواب میں کیا کہا جائے؟

٦٧٦- [صحيح] أخرجه الحميدي، ح:٦٠٦، وأحمد: ٤/ ٩٣- ٩٨ من حديث مجمع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٣٩، وأخرجه البخاري، الجمعة، باب: يجيب الإمام على المنبر إذا سمع النداء، ح: ٩١٤ من حديث أبي أمامة به.

٦٧٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٣٨.

٦٧٨- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى أَنَّ عِيسَى بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ أَذَّنَ مُؤَذِّنُهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: كَمَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ، حَتّٰى إِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَلَمَّا قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مِثْلَ ذٰلِكَ.

٦٧٨- حضرت علقمہ بن وقاص سے روایت ہے' انھوں نے کہا: تحقیق میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب ان کے مؤذن نے اذان شروع کی۔ حضرت معاویہ نے بھی اسی طرح کہا جس طرح مؤذن کہتا تھا حتی کہ جب اس نے [حي على الصلاة] کہا تو آپ نے [لا حول ولا قوة إلا بالله] کہا' پھر جب اس نے [حي على الفلاح] کہا تو آپ نے پھر [لا حول ولا قوة إلا بالله] کہا اور اس کے بعد اسی طرح کہا جس طرح مؤذن نے کہا۔ پھر فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح فرماتے سنا ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ الْأَذَانِ (التحفة ١١٦)

باب: ٣٧- اذان کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھنا چاہیے

٦٧٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ عَلْقَمَةَ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ - مَوْلٰى نَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ - يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ

٦٧٩- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جس طرح وہ کہے اسی طرح تم بھی کہو' پھر مجھ پر درود پڑھو۔ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل فرمائے گا' پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے مقام وسیلہ کا

٦٧٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٩١، ٩٢ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٤٠. * فيه مستوران: عيسٰى وشيخه، وله شاهد عند البخاري، ح: ٦١٢، ٦١٣ وغيره.

٦٧٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن... الخ، ح: ٣٨٤ من حديث حيوة بن شريح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٤٢.

فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ وَصَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللهِ أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيهِ الشَّفَاعَةُ».

سوال کرو۔ یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے سب بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا' لہٰذا جو شخص میرے لیے مقام وسیلہ کی دعا کرے گا اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگی۔''

فائدہ: اذان کہنے کے بعد درود ابراہیمی پڑھا جائے گا' پھر رسول اللہ ﷺ کے لیے خصوصی دعا کی جائے گی جس کی تفصیل اگلی احادیث میں آ رہی ہے۔

(المعجم ٣٨) - اَلدُّعَاءُ عِنْدَ الْأَذَانِ (التحفة ١١٧)

باب:٣٨- اذان کے بعد کی دعا

٦٨٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ، عَنِ الْحُكَيمِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ».

٦٨٠- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مؤذن کی اذان سنے اور کہے: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا] ''میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کو بطور رب اور اسلام کو بطور دین اور محمد ﷺ کو بطور رسول پسند کرتا ہوں۔'' تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فائدہ: یقیناً جو شخص عقیدے میں راسخ ہو اور صدق دل سے ان باتوں کا معترف ہو اسے واقعی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے' خواہ کتنے ہی گناہوں کا مرتکب ہو۔ بھلا اس کی بخشش اور بندے کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟

٦٨١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ

٦٨١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سننے کے بعد یہ کہے:

٦٨٠ـ أخرجه مسلم، ح:(١٣)-٣٨٦ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:١٦٤٣.

٦٨١ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء عند النداء، ح:٦١٤، ح:٤٧١٩ عن علي بن عياش به، وهو في الكبرى، ح:١٦٤٤.

عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَّهُ، إِلَّا حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

[اَللّٰهُمَّ! رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ ...... وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَّهُ] ''اے اللہ! اس مکمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد (ﷺ) کو (جنت میں) مقام وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔'' اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت لازم ہوگئی۔''

فوائد ومسائل: ① مکمل دعوت سے مراد اذان ہے کیونکہ اس میں تمام اصول دین موجود ہیں جن کی طرف اسلام دعوت دیتا ہے۔ چونکہ اس اذان کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے' اس لیے اسے اس مکمل دعوت کا رب کہا گیا۔ ② صلاۃ قائمہ سے مراد وہ نماز ہے جو ابھی باجماعت قائم ہوگی۔ ③ الوسیلة کی تفسیر تو حدیث: ۶۷۹ میں گزر چکی ہے کہ وہ جنت میں ایک مقام ہے جو صرف ایک شخص کو ملے گا اور وہ شخص رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے۔ الفضیلة سے مراد بھی بعض لوگوں کے نزدیک ایک مقام ہے' مگر کسی حدیث سے اس مفہوم کی تائید نہیں ہوتی' لہٰذا اس سے مراد فضیلت ہوگی جو نبی ﷺ کو سب لوگوں' امتوں اور انبیاء علیہم السلام پر حاصل ہوگی' جنت سے باہر بھی اور جنت کے اندر بھی۔ اور مقام محمود حشر کے روز آپ کو نصیب ہوگا جب سب انبیاء کی امتیں آپ کے پاس چل کر آئیں گی اور آپ سے شفاعت کبریٰ کی درخواست کریں گی۔ آپ اپنے رب عز وجل کے انتہائی قریب پہنچ کر سجدے میں گر جائیں گے اور اپنے رب تعالیٰ کی بے مثال تعریفیں کریں گے' جب کہ تمام خلائق آپ کی تعریفیں کر رہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پیار محبت سے سجدے سے اٹھائے گا اور آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اسے مقام محمود کہنے کی وجہ یہی ہے کہ آپ یہ مقام' حمد سے حاصل کریں گے۔ آپ اپنے رب کی حمد کریں گے اور سب لوگ آپ کی حمد کر رہے ہوں گے۔ اس مقام کا وعدہ قرآن مجید میں ہے: ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنيٓ إسرآءيل ۱۷:۷۹) ''امید ہے آپ کا رب آپ کو عنقریب مقام محمود پر سرفراز فرمائے گا۔'' ④ سنن بیہقی کی روایت میں اس دعا کے آخر میں [إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ] ''یقیناً تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔'' کے الفاظ بھی ہیں لیکن یہ شاذ اور ناقابل حجت ہیں' مزید یہ کہ بعض لوگ [وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ] کا اضافہ بھی کرتے ہیں مگر وہ حدیث کی کتب میں نہیں بلکہ بے اصل الفاظ ہیں' اس لیے مسنون الفاظ ہی کافی وافی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (إرواء الغليل: ۱/۲۶۱' و القول المقبول في شرح و تعليق صلاة الرسول' ص: ۳۰۲ اور اسی کتاب کا ابتدائیہ)

(المعجم ۳۹) - اَلصَّلَاةُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ (التحفة ۱۱۸)

باب: ۳۹- ہر اذان واقامت کے درمیان نفل نماز پڑھنا

٦٨٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ كَهْمَسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِّمَنْ شَاءَ».

۶۸۲-حضرت عبداللہ بن مغفل ڈاٹنڈ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر دواذانوں (اذان واقامت) کے درمیان (نفل) نماز ہے۔ ہر دواذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دواذانوں کے درمیان نماز ہے اس شخص کے لیے جو پڑھنا چاہے۔"

فوائد و مسائل: ① ثابت ہوا کہ ہر اذان واقامت کے درمیان نفل نماز کا وقفہ ہونا چاہیے۔ جو پڑھنا چاہے وہ کم از کم دو رکعت پڑھ لے اور یہ مغرب کی اذان واقامت کے درمیان بھی ہوگا۔ ② مغرب سے قبل دو رکعتوں کے بارے میں نبی ﷺ کے ترغیبی حکم کے ساتھ ساتھ آپ کی تقریر بھی اس کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے کبار صحابۂ کرام ڈیٹیم عہد نبوت میں اس پر عمل پیرا تھے نیز عہد نبوت کے بعد تابعین عظام کے ہاں بھی یہ عمل معمول بہ تھا اور تاحال حاملین کتاب وسنت کے ہاں بتوفیق اللہ بدستور جاری ہے جیسا کہ اس کی تفصیل کتاب المواقیت کے ابتدائیے میں بعنوان "نماز مغرب سے قبل اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت نماز کا استحباب" میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ ③ جہاں مؤکدہ سنتیں ہیں وہاں تو وقفہ ہے ہی باقی نمازوں میں بھی مستحب ہے۔ احناف مغرب کی نماز میں وقفے کے قائل نہیں کہ اس سے تاخیر ہو جائے گی حالانکہ چند منٹ کے وقفے سے کون سا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا جب کہ احناف مغرب کی اذان بسا اوقات پانچ پانچ منٹ تاخیر سے کہتے ہیں بالخصوص رمضان المبارک میں افطاری کے وقت بعض (بریلوی) حنفی مساجد میں صرف افطاری کے اعلان پر اکتفا کیا جاتا ہے پھر پانچ سات منٹ بعد حسب ضرورت کھا پی کر اذان دی جاتی ہے جو کہ قطعاً سنت کے خلاف عمل ہے اگر اس احتیاط سے نماز میں تاخیر نہیں ہوتی تو ہلکی سی مسنون دو رکعتوں سے کیسے تاخیر ہوگی۔ سنت پر عمل تو برکت و ثواب کا موجب ہے۔ ④ دو اذانوں سے مراد حقیقی اذانیں نہیں کیونکہ ان کے درمیان تو فرض نماز ہوتی ہے۔ اور یہاں [لِمَنْ شَاءَ] کے الفاظ ہیں کہ جو پڑھنا چاہے گویا یہ فرض نماز نہیں لہٰذا دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہیں۔

٦٨٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۶۸۳- حضرت انس بن مالک ڈاٹنڈ سے روایت

٦٨٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: كم بين الأذان والإقامة . . . الخ، ح: ٦٢٤-٦٢٧، ومسلم، صلاة المسافرين، باب بين كل أذانين صلاة، ح: ٨٣٨ من حديث كهمس به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٤٥ .

٦٨٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب كم بين الأذان والإقامة . . . الخ، ح: ٦٢٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٤٦ .

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ الْمُؤَذِّنُ إِذَا أَذَّنَ، قَامَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَيَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ يُصَلُّونَ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُمْ كَذٰلِكَ، وَيُصَلُّونَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ شَيْءٌ.

ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں) جب مؤذن (مغرب کی) اذان کہتا تو نبی ﷺ کے بہت سے اصحاب اٹھتے اور نماز پڑھنے کے لیے جلدی جلدی ستونوں کا رخ کرتے حتی کہ نبی ﷺ تشریف لاتے تو وہ اس حال میں ہوتے تھے یعنی مغرب سے پہلے کی سنتیں پڑھ رہے ہوتے تھے اور اذان و اقامت کے درمیان کوئی زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ستونوں کا رخ اس لیے کرتے تھے کہ انھیں سترہ بنا سکیں کیونکہ جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے سامنے سترے کا ہونا ضروری ہے۔ اگر جماعت ہو رہی ہو تو صرف امام کے سامنے سترہ کافی ہوتا ہے۔ ② آپ تشریف لاتے تو وہ اسی حال میں ہوتے تھے یعنی نوافل پڑھ رہے ہوتے تھے، مگر آپ انھیں منع نہ فرماتے تھے۔ اسے سنت تقریری کہتے ہیں، یعنی آپ نے اس کام پر انھیں برقرار رکھا، روکا نہیں۔ ③ ”زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا۔“ دو رکعت پڑھنے کے لیے زیادہ وقت کی ضرورت بھی نہ تھی۔ نبی ﷺ کے تشریف لانے تک وہ تقریباً تقریباً فارغ ہو جاتے تھے۔

(المعجم ٤٠) - اَلتَّشْدِيدُ فِي الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ (التحفة ١١٩)

باب: ۴۰- اذان کے بعد مسجد سے نکلنا سخت گناہ ہے

٦٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَشْعَثَ ابْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ النِّدَاءِ حَتَّى قَطَعَهُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هٰذَا، فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

۶۸۴- حضرت ابوشعثاء سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب کہ ایک آدمی اذان کے بعد مسجد میں سے گزر رہا تھا کہ مسجد سے باہر نکل گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اذان کے بعد بلاوجہ مسجد سے جانا منع ہے۔ اگر کوئی مجبوری ہو، مثلاً: وضو کرنا ہو یا کسی اور جگہ جماعت کروانی ہو تو مسجد سے نکل سکتا ہے کیونکہ وہ نماز سے فرار نہیں ہو رہا۔ حدیث میں مذکور شخص کے متعلق

٦٨٤_ أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن، ح: (٢٥٩)-٦٥٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٤٧.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ وہ بلاوجہ گیا ہے۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔ ③ ابوالقاسم رسول اللہ ﷺ کی کنیت تھی۔ ④ اس قسم کی روایت جو ظاہراً آپ کا فرمان نہ ہو مگر صحابی نے وہ بات جزماً کہی ہو، حکماً مرفوع روایت کے زمرے میں شامل ہے۔

٦٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرَةَ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

٦٨٥- حضرت ابوشعثاء سے منقول ہے کہ ایک آدمی نماز کی اذان کے بعد مسجد سے نکلا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

(المعجم ٤١) - إِيْذَانُ الْمُؤَذِّنِينَ الْأَئِمَّةَ بِالصَّلَاةِ (التحفة ١٢٠)

باب: ۴۱- مؤذن امام کو نماز کے وقت کی اطلاع کرے

٦٨٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَيُونُسُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً،

٦٨٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد سے فجر طلوع ہونے تک گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور آخر میں ایک رکعت الگ پڑھتے اور اتنا (لمبا) سجدہ کرتے کہ تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات پڑھ سکتا تھا۔ پھر سر اٹھاتے۔ پھر جب مؤذن فجر کی اذان سے فارغ ہوتا اور آپ کو فجر نظر آنے لگتی تو آپ دو ہلکی رکعتیں (صبح کی سنت) پڑھتے۔ پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتی کہ مؤذن آپ کو اقامت کی

٦٨٥ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٤٨. * أبوصخرة هو جامع بن شداد، وأبوالعميس هو عتبة بن عبدالله المسعودي.

٦٨٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح:٧٣٦ من حديث عبدالله بن وهب مختصرًا بدون ذكر ابن أبي ذئب، والبخاري، ح:٩٩٤ من حديث ابن شهاب به، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٤٩.

ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ بِالْإِقَامَةِ، فَيَخْرُجُ مَعَهُ. وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ فِي الْحَدِيثِ.

اطلاع دینے آتا۔ پھر آپ اس کے ساتھ نکل جاتے۔

امام زہری کے شاگرد اس حدیث کے بیان میں لفظی طور پر ایک دوسرے سے کمی بیشی کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کے تین شاگرد ہیں: ابن ابی ذئب، یونس اور عمرو بن حارث۔ ظاہر ہے کہ جب تین شخص روایت بیان کریں تو ان میں کبھی کچھ نہ کچھ لفظی اختلاف ہو ہی سکتا ہے، چونکہ تینوں راوی ثقہ ہیں، لہٰذا متن پر کوئی منفی اثر مرتب نہ ہوگا۔ ② گیارہ رکعت تہجد نبی ﷺ کا عمومی معمول تھا۔ کبھی کبھار آپ تیرہ رکعت بھی پڑھ لیتے تھے۔ ان میں دو رکعتیں عشاء کے بعد کی سنتیں ہوتیں، یا آپ علیہ السلام افتتاحی طور پر دو رکعات آغاز میں پڑھ لیتے جیسا کہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ رمضان المبارک میں یہی گیارہ رکعت قیام رمضان یا تراویح بن جاتی تھیں، البتہ آپ انھیں لمبا کر لیتے تھے۔ آپ سے تراویح اور تہجد الگ الگ پڑھنا ثابت نہیں۔ یہ ایک ہی نماز ہے۔ عام حالت میں تہجد یا وتر اور رمضان میں تراویح۔ ③ سنت فجر کے بعد لیٹنا مسنون ہے، تہجد پڑھنے والا سنتوں کے بعد فجر کی نماز تک لیٹ سکتا ہے، مگر وضو کا خیال رہے۔ ④ ایک وتر باقی سے الگ پڑھنا جائز ہے۔ احناف تین رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کے قائل ہیں۔ اس روایت سے ان کے موقف کی تردید ہوتی ہے۔

٦٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ أَنَّ كُرَيْبًا - مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ - أَخْبَرَهُ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ؟ فَوَصَفَ أَنَّهُ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ

٦٨٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کیسی تھی؟ تو انھوں نے بتایا کہ آپ نے وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھیں، پھر آپ سو گئے حتی کہ آپ کو (گہری) نیند آ گئی۔ میں نے آپ کو خراٹے بھرتے دیکھا۔ پھر آپ کے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے

٦٨٧ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره، ح: ١٨٣، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: (١٨٢) - ٧٦٣ من حديث مخرمة به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٥٠، وأخرجه أبوداود، ح: ١٣٦٤ من حديث شعيب به.

رَكْعَةً بِالْوِتْرِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى اسْتَثْقَلَ فَرَأَيْتُهُ يَنْفُخُ، وَأَتَاهُ بِلَالٌ فَقَالَ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّى بِالنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

رسول! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ اٹھے اور دو رکعتیں (سنت فجر) پڑھیں' پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (نیا) وضو نہیں کیا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی نیند ناقض (وضو توڑنے والی) نہیں تھی کیونکہ آپ کا دل جاگتا رہتا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الاعتصام بالكتاب والسنة، حديث:٧٢٨١) یعنی آپ کو حدث (بے وضو ہونے) وغیرہ کا پتہ چل جاتا تھا۔ خراٹے بھرنا گہری نیند کی دلیل ہے۔

(المعجم ٤٢) - إِقَامَةُ الْمُؤَذِّنِ عِنْدَ خُرُوجِ الْإِمَامِ (التحفة ١٢١)

باب:۴۲- مؤذن امام کے آنے پر اقامت کہے

٦٨٨- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي خَرَجْتُ».

٦٨٨- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اقامت ہو جائے تو کھڑے نہ ہوا کرو حتی کہ مجھے آتا ہوا دیکھ لو۔''

فائدہ: کبھی ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ مؤذن سے کہتے تم اقامت کہو' میں آتا ہوں۔ مؤذن کا اندازہ ہوتا کہ اب آپ آ رہے ہیں' مؤذن اقامت کہہ دیتا مگر آپ کو کچھ دیر ہو جاتی۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ اس سے لوگوں کو ناحق تکلیف ہوگی' اس لیے آپ نے انھیں کھڑا ہونے سے روک دیا' جب تک کہ آپ تشریف لے نہ آئیں۔ اسی سے مؤلف رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ جب اٹھنا امام کو دیکھ کر ہے تو پہلے اقامت کہنے سے کیا فائدہ؟ لہٰذا امام کو آتا دیکھ کر اقامت کہی جائے اور یہ صحیح بات ہے۔ پہلے ہی اقامت کہہ دینا مشکلات کا سبب ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بات کچھ اور تھی۔

٦٨٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب متى يقوم الناس للصلاة؟، ح: (١٥٦)-٦٠٤ من حديث معمر، والبخاري، الأذان، باب متى يقوم الناس إذا رأوا الإمام عند الإقامة، ح: ٦٣٧ من حديث يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٥١.

مساجد کی اہمیت وفضیلت اور ان سے متعلق احکام ومسائل

مساجد دنیا میں اللہ کا گھر ہیں۔ یہ زمین کے مبارک اور پاکیزہ ترین ٹکڑے ہیں۔ ان میں مومن دلوں کو جلا ملتی ہے' فرشتے اترتے ہیں' رحمتوں کا پے در پے نزول اور سکینت کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور میراث نبوی کی تقسیم اور علم وحی کی خیرات بٹتی ہے۔ مساجد جنت کے بازار ہیں۔ آخرت کے تاجر انھیں آباد کرتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ آخرت کی نفع مند تجارت کرتے ہیں۔ شاید مساجد میں خرید و فروخت کی ممانعت کی وجہ بھی یہی ہے کہ لوگ وہاں اخروی تجارت اور حصول جنت کا سودا کرنے میں مشغول ہوتے ہیں واللہ أعلم۔

تاریخ شاہد ہے کہ مساجد عظیم انقلابی تحریک کا گہوارہ رہی ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ آتے ہی سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر کی اور اللہ کے ذکر اور عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس سے جامعۃ العلوم کا کام لیا۔ درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کا سلسلہ اس میں جاری رہا۔ یہ اصحاب صفہ کا ہاسٹل (دارالاقامۃ) اور سرکاری مہمانوں کی قیام گاہ تھی۔ غزوات وسرایا کے لشکر یہاں سے روانہ کیے جاتے تھے۔ بیت المال کی تقسیم اسی میں ہوتی تھی' نیز یہ دارالقضا اور اسلامی ریاست کے سربراہ کا سیکرٹریٹ بھی تھی۔

اسلامی ریاست کی تعمیرات میں سب سے اہم عمارت مسجد ہے۔ خلفاء اور امراء' قائدین اور زعماء' محدثین اور فقہاء' مفسرین اور قضاۃ' اساتذہ اور ادباء' مجاہدین اسلام اور شہداء' مفکرین اور فقہاء' مفتیان

اور نبلاءِ دین کے داعی اور اسلامی شعراء مساجد ہی سے پیدا ہوئے۔ (افسوس! آج مساجد اس سعادت سے محروم ہیں۔) اس طرح جو کام مساجد نے کیا' وہ دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیاں اور ادارے نہ کر سکے۔

مسجد بنیادی طور پر اللہ کے ذکر اور عبادت کے لیے ہے۔ نماز جیسے اہم فریضے کی ادائیگی مسجد میں ہوتی ہے۔ اعتکاف مسجد میں کیا جاتا ہے۔ درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ مسجد میں ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مساجد باہم میل جول' جان پہچان اور حال احوال کی آگہی کا ذریعہ بھی ہیں۔ اسلام نے اصلاح نفوس کے لیے مساجد کی تعمیر پر زور دیا اور اس کی بہت زیادہ فضیلت واہمیت بیان کی ہے۔ ذیل میں مسجد کی فضیلت اور آداب واحکام اختصار سے بیان کیے جاتے ہیں۔

* **مسجد کی فضیلت:** اسلام میں مسجد کو بہت زیادہ مقام ومرتبہ اور فضیلت حاصل ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَسَاجِدُهَا] ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین جگہیں مساجد ہیں۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث:٦٧١) نیز ارشاد گرامی ہے: [مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ] ''جس نے اللہ کی رضا کے لیے مسجد بنائی' اللہ اس کے لیے اسی کی مثل جنت میں گھر بنائے گا۔'' (صحیح البخاري' الصلاۃ' حدیث:۴۵۰' وصحیح مسلم' المساجد' حدیث:۵۳۳)

اسلام نے مسجد کو فضیلت وعظمت بخشنے کا ایک منفرد انداز اپنایا کہ ہر آنے والے کو حکم دیا کہ وہ مسجد کو ایک تحفہ پیش کرے جس طرح کہ آدمی اپنے دوست یا قریبی ساتھی کو تحفہ پیش کرتا ہے۔ یہ تحفہ دو رکعتوں کا تحفہ ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ] ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔'' (صحیح البخاري' الصلاۃ' حدیث:۴۴۴' والتهجد' حدیث:۱۱۶۳' وصحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۱۴)

یہ تحفہ جملہ تحائف سے انفرادیت میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں پیش کرنے والے کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ یہ مسلمان کی بلند پایہ اسلامی ادب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

* **آداب واحکام:** ۞ **اذان سن کر مسجد میں آنا:** اذان سن کر نماز کے لیے مسجد میں آنا ضروری ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ

میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیوں کا حکم دوں کہ انھیں اکٹھا کیا جائے' پھر نماز کا حکم دوں تو اس کے لیے اذان کہی جائے' پھر کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے' پھر میں خود ان لوگوں کے پیچھے جاؤں جو نماز میں شریک نہیں ہوتے' اور ان کے گھروں کو ان پر آگ لگا کر جلا دوں۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:٦٤٤' و صحیح مسلم' المساجد' حدیث:٦٥١) نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے پاس ایسا کوئی آدمی نہیں جو مجھے پکڑ کر مسجد میں لے آئے۔ اس نے نبیٔ اکرم ﷺ سے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت طلب کی۔ آپ نے اسے رخصت دے دی۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے اسے بلا کر پوچھا: ''کیا تم نماز کی پکار (اذان) سنتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں' تو آپ نے فرمایا: ''پھر اذان کا جواب دو' یعنی مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث:٦٥٣) البتہ خوف' بارش' سخت آندھی اور شدید بیماری ایسے عذر ہیں جن کی وجہ سے گھر میں نماز ادا کرنا جائز ہے اور شدید بھوک کی صورت میں کھانے کا حاضر ہونا اور پیشاب پاخانے کی حاجت' یہ دو ایسے عذر ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کے لاحق ہونے کی صورت میں نماز باجماعت کے لیے حاضر ہونا منع ہے۔

* کیا جنبی اور حائضہ مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں؟ جمہور علمائے کرام کے نزدیک ان کا داخلہ ممنوع ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں حائضہ عورت اور جنبی کے لیے مسجد (میں داخلہ) حلال نہیں کرتا۔'' (سنن أبي داود' الطھارۃ' حدیث:٢٣٢) لیکن یہ روایت قابلِ حجت نہیں کیونکہ یہ سنداً ضعیف ہے۔ اس کی سند میں جسرہ بنت دجاجہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: [عِنْدَ جَسْرَةَ عَجَائِبُ] ''جسرہ کے پاس عجائب (عجیب وغریب روایات) ہیں۔'' (التاریخ الکبیر: ٢/٦٧) امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کا مذکورہ قول نقل کر کے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیھقي:٢/٤٤٣) امام خطابی رحمہ اللہ کے بقول علماء کی ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (معالم السنن:١/٦٧) امام ابن حزم رحمہ اللہ نے اسے باطل کہا ہے۔ (المحلی لابن حزم: ٢/١٨٦) وہ فرماتے ہیں کہ حائضہ' نفاس والی عورت اور جنبی

مرد یہ سب مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں کوئی ممانعت ثابت نہیں۔(المحلّٰی:۲/۱۸۴)
امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[اَلْأَصْلُ عَدَمُ التَّحْرِيمِ، وَ لَيْسَ لِمَنْ حَرَّمَ دَلِيلٌ صَحِيحٌ صَرِيحٌ] ''اصولی طور پر عدم ممانعت ہے۔جو (حائضہ کے لیے دخولِ مسجد کو) حرام قرار دیتا ہے اس کے پاس کوئی صحیح اور صریح دلیل نہیں ہے۔'' نیز امام نووی نے عبدالحق اشبیلی کے حوالے سے ان الفاظ کے ساتھ اس کی تضعیف نقل کی ہے، فرماتے ہیں:[هٰذَا الْحَدِيثُ لَا يَثْبُتُ] ''یہ حدیث ثابت نہیں ہوتی۔'' (المجموع شرح المهذب: ۲/۱۸۴، ۱۸۵) امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بھی اسے غیر ثابت کہا ہے۔(الأوسط: ۲/۱۱۰) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ارواء الغلیل: (۱/۲۱۰) میں ضعیف کہا ہے۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:(ضعيف سنن أبي داود (مفصل):۹/۸۶-۹۲، حديث:۳۲، والقول المقبول، ص:۱۲۰)
دوسری علت اس میں یہ ہے کہ اس کی سند میں اختلاف اور اضطراب ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے:
(ضعيف سنن أبي داود، (مفصل):۹/۸۸، والقول المقبول، ص:۱۲۱)
نیز مانعین کا استدلال اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہے:﴿وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِيلٍ﴾ (النسآء ۴:۴۳) ''اور نہ جنابت (ناپاکی) کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) ہاں، اگر راہ چلتے گزر رو تو اور بات ہے۔'' اس کی تفسیر میں علماء کے دو قول ہیں: ① اس سے مراد مسافر ہے، یعنی جب وہ جنبی ہو اور پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن بن مسلم، ابن زید، مقاتل اور زجاج رحمہم اللہ وغیرہ سے مروی ہے۔امام قرطبی کے بقول یہ قول سعید بن جبیر، مجاہد اور حکم رحمہم اللہ کا بھی ہے۔(تفسير القرطبي:۶/۳۴۰، النسآء۴:۴۳، بتحقيق الدكتور عبدالله بن عبدالمحسن التركي) ایک روایت کے مطابق یہ تفسیر، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے۔ان سے ﴿اِلَّا عَابِرِیْ سَبِيلٍ﴾ کی تفسیر میں مسجد سے جنبی کے گزرنے کی جو اجازت منقول ہے، وہ سنداً مذکورہ قول کی نسبت کمزور ہے، یعنی ابن عباس سے دو روایتیں منقول ہیں جس میں ﴿اِلَّا عَابِرِیْ سَبِيلٍ﴾ کی تفسیر مسافر سے کی گئی ہے، وہ اسنادی اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔دوسرا یہ کہ شروع آیت میں نماز کا ذکر ہے، نہ کہ مسجد کا ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى﴾ یعنی جنبی کے لیے بلاغسل نماز کے قریب آنا درست نہیں، سوائے مسافر کے کہ وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔(تفسير القرطبي:۶/۳۴۰) کیونکہ ان کے بقول عموماً

حضر میں پانی موجود ہوتا ہے۔ اس میں مقیم غسل کر کے نماز پڑھے جبکہ مسافر کے لیے رخصت ہے۔
② دوسرا قول یہ ہے کہ جنبی مسجد میں داخل نہ ہو مگر اس میں سے گزر سکتا ہے۔ (تفسیر الماوردي' سورة النسآء ۴:۴۳)

* **قائلین جواز کے دلائل:** جو علماء جنبی مرد حائضہ اور نفاس والی عورت کے لیے مسجد میں داخلہ جائز اور مباح قرار دیتے ہیں' ان کے دلائل حسب ذیل ہیں: ① ممانعت کی تمام روایات ضعیف ہیں۔ امام ابن منذر فرماتے ہیں کہ ہمیں دخول مسجد سے ممانعت کی کوئی حجت اور دلیل معلوم نہیں۔ (الأوسط: ۲/۱۱۰)

② [إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَايَنْجُسُ] ''مومن ناپاک نہیں ہوتا۔'' لہٰذا جنابت کی حالت میں اسے مسجد میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔

③ عہدِ نبوت میں اصحاب صفہ مسجد نبوی میں سویا کرتے تھے اور یقیناً ان میں وہ لوگ بھی ہوتے تھے جنھیں احتلام ہوتا تھا' اس کے باوجود انھیں مسجد میں سونے سے نہیں روکا گیا' لہٰذا اس سے جنبی کے مسجد میں داخل ہونے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

④ مشرک کا مسجد میں داخل ہونا اور ٹھہرنا جائز ہے جیسا کہ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کو جب پکڑ کر لایا گیا تو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا' نیز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عیسائی وفود مسجد نبوی میں حاضر ہوتے تھے اور آپ انھیں وہیں ٹھہراتے تھے جبکہ ان کے ہاں جنابت سے پاکی تو کجا، وہ عام حالات میں بھی ناپاک ہی ہوتے ہیں۔ جب ان کے لیے یہ جائز ہے تو مسلمان جنبی کے لیے تو بالاولیٰ مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔

⑤ اصل عدم حرمت ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا جو لوگ دخول مسجد سے روکتے ہیں اور اسے حرام کہتے ہیں' ان کے پاس کوئی صحیح اور صریح دلیل نہیں ہے۔ (المجموع: ۲/۱۸۴)

⑥ سفر حج میں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں صرف طوافِ کعبہ سے روکا' اس لیے نہیں کہ کعبہ مسجد کے اندر ہے بلکہ اس لیے کہ کعبہ کے طواف کو نماز قرار دیا گیا ہے اور حائضہ کے لیے نماز پڑھنا درست نہیں۔

⑦ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول ایک سیاہ فام لونڈی کو آزاد کر دیا گیا' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر

مسلمان ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اس کے سونے کے لیے باقاعدہ ایک خیمہ مسجد میں لگوا دیا۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ عورت مسجد میں رہائش پذیر تھی اور یہ بات معلوم ہے کہ عورتوں کو حیض بھی آتا ہے لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اسے روکا نہیں۔ (المحلّٰی: ۲/۱۸۶) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حائضہ عورت مسجد میں ٹھہر سکتی ہے۔

امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ دونوں جنبی کے لیے مسجد میں بیٹھنے اور ٹھہرنے کی اجازت دیتے ہیں' بشرطیکہ وہ باوضو ہو۔ (الأوسط: ۲/۱۰۸)

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ جنبی' حائضہ اور نفاس والی عورت کے لیے مسجد میں جانا' ٹھہرنا اور وہاں قیام کرنا جائز ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ انسان غسل کرنے کے بعد داخل ہو' یا اگر کسی عذر کی وجہ سے غسل ممکن نہیں تو کم از کم باوضو ہو کر داخل ہو' ان شاء اللہ یہ عمل اس کے حق میں مستحسن ہوگا۔ واللہ أعلم.

۞ **مسجد میں آنے کی فضیلت:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشٰى إِلٰى بَيْتٍ مِّنْ بُيُوتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ، كَانَتْ خُطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً، وَالْأُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً] ''جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے' پھر کسی فریضے کی ادائیگی کے لیے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) کی طرف چلے تو اس کے ایک قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔''
(صحيح مسلم' المساجد' حديث:۶۶۶)

۞ **مسجد کی طرف آتے ہوئے سکون سے چلنا:** مسجد کی طرف آتے ہوئے بالکل آرام اور سکون سے چلنا چاہیے۔ دوڑ کر یا تیز چل کر آنا درست نہیں کیونکہ اس سے سانس پھول جائے گا اور آدمی سکون سے نماز نہیں پڑھ سکے گا جبکہ نماز میں اطمینان ضروری ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا' وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا] ''جب تم نماز کی طرف آؤ تو آرام اور سکون سے آؤ' پھر جتنی نماز جماعت کے ساتھ پالو اتنی پڑھ لو اور جو باقی رہ جائے' اسے (بعد میں) پورا کرلو۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:۶۳۵)

۞ **مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعائیں:** ① نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسجد میں داخل

ہوتو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے:[اَللّٰھُمَّ! افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] ''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۱۳) ② حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہا کرتے تھے:[أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] ''میں شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جو انتہائی عظمت والا ہے' اس کے انتہائی محترم چہرے کی پناہ لیتا ہوں اور اس کے ازلی غلبے اور اقتدار کی پناہ لیتا ہوں۔'' (سنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث:۴۶۶) ③ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے تھے:[بِسْمِ اللّٰهِ' وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ' اَللّٰھُمَّ! اغْفِرْلِي ذُنُوبِي' وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] ''اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں اور اللہ کے رسول پر سلام ہو۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' (جامع الترمذي' الصلاۃ' حدیث:۳۱۴' و سنن ابن ماجه' المساجد والجماعات' حدیث:۷۷۱)

❁ مسجد سے نکلتے وقت کی دعائیں: ① نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:''جب آدمی مسجد سے باہر نکلے تو کہے:[اَللّٰھُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ] ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔'' (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۱۳) ② حضرت فاطمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے تھے:[بِسْمِ اللّٰهِ' وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ' اَللّٰھُمَّ! اغْفِرْلِي ذُنُوبِي' وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ] ''اللہ کے نام سے باہر نکلتا ہوں اور اللہ کے رسول پر سلام ہو۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔'' (جامع الترمذي' الصلاۃ' حدیث:۳۱۴' و سنن ابن ماجه' المساجد والجماعات' حدیث:۷۷۱)

❁ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھنا: مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھنا چاہیے اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالنا چاہیے۔ حضرت انس بن

مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ بات سنت سے ثابت ہے کہ تو مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھے۔(المستدرك للحاكم:۱/ ۲۱۸)

❁ مسجد میں خاص جگہ متعین کرنا: مسجد میں نماز کی خاطر اپنے لیے خاص جگہ متعین کرنا درست نہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص مسجد میں اپنے لیے جگہ خاص کر لے جیسے کہ اونٹ (باڑے میں اپنے لیے جگہ) خاص کر لیتا ہے۔(سنن النسائي، التطبيق، حديث:۱۱۱۳، وسنن أبي داود، الصلاة، حديث:۸۶۲، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:۱۴۲۹)

❁ تحیۃ المسجد: مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ] ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔“(صحيح البخاري، الصلاة، حديث:۴۴۴، ۱۱۶۳، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث:۷۱۴) تحیۃ المسجد کے بارے میں اہل علم کی دو رائے ہیں: بعض وجوب کے اور جمہور استحباب کے قائل ہیں۔ دلائل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تحیۃ المسجد کے بارے میں تاکیدی حکم ہے۔ یہ مستحب محض نہیں اگرچہ قرینۂ صارفہ کی بنا پر واجب کہنا مشکل ہے۔ والله أعلم. الغرض آدمی کو چاہیے کہ مسجد میں آ کر نماز پڑھے، ہاں یہ ضروری نہیں کہ مخصوص دو رکعتیں ہی پڑھے بلکہ فرض، سنت، نفل جو بھی پڑھ لے تو یہ نماز تحیۃ المسجد سے کافی ہو جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جماعت کے وقت تشریف لاتے تھے۔ کہیں منقول نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ تحیۃ المسجد پڑھے ہوں اور اگر نماز کے وقت کے علاوہ کوئی آئے تو پھر بیٹھنے سے قبل کم از کم دو رکعت پڑھ لے۔

❁ مسجد میں بیٹھنے اور نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب تک وہ نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے، وہ نماز میں سمجھا جاتا ہے اور نماز کے بعد جب تک وہ باوضو نماز والی جگہ بیٹھا رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ] ”اے اللہ! اس شخص کو معاف کر

دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔‘‘ (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:٤٧٧، و صحيح مسلم، المساجد، حديث:٦٤٩)

❁ **بے وضو آدمی کا مسجد میں داخل ہونا اور وہاں بیٹھنا:** مذکورہ حدیث سے یہ مفہوم بھی سمجھ میں آتا ہے کہ بے وضو آدمی مسجد میں داخل ہو سکتا ہے اور وہاں بیٹھ بھی سکتا ہے۔

❁ **اذان کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنا:** اذان ہونے کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنا منع ہے۔ حضرت ابوشعثاء بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ مؤذن نے اذان دے دی۔ ایک آدمی مسجد سے کھڑا ہو کر (باہر کی طرف) چل دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف نظر پھیر کر دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ (صحيح مسلم، المساجد، حديث: ٦٥٥) البتہ اگر کوئی شخص وضو کرنے کے لیے یا قضائے حاجت وغیرہ کے لیے یا اس کے علاوہ کسی ضروری کام کی غرض سے عارضی طور پر مسجد سے باہر گیا ہو اور اس کا ارادہ مسجد میں آ کر باجماعت نماز پڑھنے کا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنا چاہتا ہو تو وہ بھی جا سکتا ہے۔ مذکورہ حدیث سے وہ شخص مراد ہے جو کسی شخص کو ملنے یا کسی اور کام کی غرض سے مسجد میں آیا اور اذان ہو گئی۔ اذان کے بعد وہ مسجد سے نکل گیا کیونکہ اس کا ارادہ نماز پڑھنے کا نہیں تھا۔

❁ **مسجد میں شور مچانا:** مسجد میں آواز اونچی کرنا منع ہے۔ یہ مسجد کے ادب کے منافی ہے۔ اس سے نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے اور توجہ نماز سے ہٹ جاتی ہے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ ایک آدمی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) تھے۔ انھوں نے فرمایا: ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں انھیں ان کے پاس لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ یا پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمھیں ضرور سزا دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو؟ (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:٤٧٠) مسجد میں ضرورت کے تحت دنیاوی بات چیت بھی جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام

رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے' لیکن مسجد کے تقدس اور نمازیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تلاوت قرآن بھی آہستہ آواز میں کرنی چاہیے، بآوازِ بلند تلاوت ممنوع ہے۔

❁ **مسجد میں لیٹنا:** مسجد میں لیٹنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھا ہوا تھا۔ (صحيح البخاري' الصلاة ' حديث:٤٧٥' و صحيح مسلم' اللباس و الزينة، حديث: ٢١٠٠) صحیح مسلم کی ایک روایت میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹنے کی ممانعت بھی وارد ہے۔ دونوں احادیث کے مابین علماء نے یوں تطبیق دی ہے کہ اگر پردہ برقرار رہے' یعنی بے پردگی نہ ہو تو پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹنا جائز ہے ورنہ ناجائز۔

❁ **مسجد میں سونا:** مسجد میں سونا جائز ہے۔ اصحاب صفہ مسجد ہی میں سوتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی میں سویا کرتے تھے جبکہ وہ نوجوان اور غیر شادی شدہ تھے اور ان کا گھر بار نہ تھا۔ (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:٤٤٠' و التهجد' حديث:١١٢١' وصحيح مسلم' فضائل الصحابة، حديث:٢٤٧٩) علاوہ ازیں ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے ان کے گھر تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر گھر سے نکل گئے ہیں اور یہاں قیلولہ (دوپہر کے کھانے کے بعد ذرا سونا) نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد میں قیلولہ فرما رہے تھے اور نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں مسجد سے جا کر اٹھایا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:٤٤١)

❁ **عورت کا مسجد میں آنا:** عورت کے لیے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ لیکن اگر وہ مسجد میں آ کر نماز ادا کرنا چاہے اور کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو اسے روکنا درست نہیں۔ اگر مسجد میں دروس اور وعظ ونصیحت کا اہتمام ہو اور عورت ان سے مستفید ہونا چاہتی ہو تو اس کا مسجد میں آنا اور بھی اچھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا] ''جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں آنے کی اجازت طلب کرے تو وہ اسے (مسجد میں آنے سے) نہ روکے۔'' (صحيح البخاري' النكاح'

حديث:٥٢٣٨، و صحيح مسلم، الصلاة، حديث:٤٤٢)

❁ عورت کا مسجد میں سونا: اگر کسی فتنے کا خوف نہ ہو تو عورت بھی مسجد میں سو سکتی ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک سیاہ فام لڑکی مسلمان ہوئی تو اس (کی رہائش) کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا گیا۔ (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:٤٣٩) عورت اگر اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو اس کے لیے بھی مسجد ہی میں اعتکاف کرنا ضروری ہے۔ گھر میں اعتکاف غیر مسنون ہے۔ امہات المومنین ؓ مسجد ہی میں اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الاعتكاف، حديث:٢٠٣٣، و صحيح مسلم، الصيام، حديث:١١٧٣)

❁ مسجد میں خیمہ لگانا: مسجد میں خیمہ لگانا درست ہے۔ حضرت سعد ؓ جب جنگ خندق کے دن زخمی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:٤٦٣، و صحيح مسلم، الجهاد، حديث: ١٧٦٩) نیز دیکھیے، مذکورہ دونوں احادیث۔

❁ مسجد میں بچوں کو لانا: بچوں کو اپنے ساتھ مسجد میں لانا چاہیے تاکہ ان کی مسجد میں آنے کی عادت پختہ ہو جائے، نیز سات سال تک وہ نماز کا طریقہ اور مسجد کے آداب وغیرہ اچھی طرح سیکھ جائیں۔ علاوہ ازیں بالکل چھوٹے بچوں کو بھی مسجد میں لانا جائز ہے۔ حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھاتے ہوئے اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو اٹھائے ہوتے تھے۔ آپ جب سجدے میں جاتے تو اسے نیچے اتار دیتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو اسے (دوبارہ) اٹھا لیتے۔ (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:٥١٦، و صحيح مسلم، المساجد، حديث: ٥٤٣) حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: [إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ، وَ أَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ] ''میں نماز شروع کرتا ہوں تو ذرا لمبی پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے، پھر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس کے رونے سے ماں کے دل پر کیا گزرتی ہے۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث:٧٠٩، و صحيح مسلم، الصلاة، حديث:٤٧٠)

❁ **مشرک کا مسجد میں داخل ہونا:** مشرک و کافر آدمی مسجد میں آ سکتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف گھڑ سواروں کا ایک دستہ بھیجا۔ وہ بنو حنیفہ قبیلے کے ایک آدمی ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے۔ انھوں نے اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔

(صحيح البخاري، الصلاة، حديث:٤٦٢، و صحيح مسلم، الجهاد، حديث:١٧٦٤)

❁ **مسجد میں خرید وفروخت کرنا:** مسجد میں خرید وفروخت منع ہے کیونکہ مساجد ذکر الٰہی کے لیے بنائی گئی ہیں۔ اگر ان میں خرید وفروخت کی اجازت دی جائے تو یہ تجارتی منڈیاں بن جائیں گی اور اپنا اصلی مقام کھو دیں گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ] ''جب تم کسی شخص کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے دیکھو تو اسے کہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے کاروبار اور تجارت میں نفع نہ دے۔'' (جامع الترمذي، البيوع، حديث:١٣٢١)

❁ **مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا:** مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنے سے منع کیا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا] ''جو کسی آدمی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے سنے تو اسے یہ کہے کہ اللہ کرے وہ چیز تمھیں واپس نہ ملے۔ مسجدیں اس مقصد کے لیے تو نہیں بنائی گئیں۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث:٥٦٨) [ضَالَّة] اصل میں گم شدہ جانور کو کہتے ہیں۔ بالتبع باقی چیزوں کا بھی یہی حکم ہے، البتہ گم شدہ بچے کو ضالۃ نہیں کہتے جبکہ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کے بقول اس کا اطلاق، حیوان اور غیر حیوان، یعنی ہر ضائع ہونے والی چیز پر ہوتا ہے۔ (النهاية)

❁ **مسجد میں اشعار پڑھنا:** مسجد میں اچھے شعر پڑھنا جائز ہے۔ حضرت سعید بن مسیّب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں گھور کر دیکھا تو وہ کہنے لگے: (گھورتے کیوں ہو؟) میں (اس مسجد میں) اس وقت بھی شعر پڑھا کرتا تھا جب اس میں آپ سے بہتر شخصیت موجود تھی، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر وہ (حسان) حضرت ابو ہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اے حسان! میری طرف سے (کافروں کو) جواب دو۔

اے اللہ! اس کی روح القدس سے تائید فرما۔‘‘ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہاں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ بدء الخلق‘ حدیث:۳۲۱۲‘ وصحیح مسلم‘ فضائل الصحابة‘ حدیث:۲۴۸۵) ایک حدیث میں مسجد میں اشعار پڑھنے کی ممانعت وارد ہے۔ (سنن النسائي‘ المساجد‘ حدیث:۷۱۶) لیکن اس سے مراد وہ اشعار ہیں جو مبالغہ آرائی اور کفر وشرک پر مشتمل ہوں۔ شرکیہ نظمیں نعتیں بھی اسی زمرے میں آتی ہیں ورنہ شرک اور غلو کی آمیزش سے پاک حمدیں‘ نعتیں اور ایسے اشعار پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جن سے مقصود نیکی کی رغبت دلانا‘ اسلام کی نصرت و تائید اور کفر کی مذمت ہو۔ واللہ أعلم.

❁ مسجد میں تھوکنا: مساجد اللہ کے ذکر اور عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں اور انھیں ظاہری اور باطنی ہر قسم کی غلاظت سے پاک رکھنے کا حکم ہے۔ تھوک غلاظت کا سبب ہے اور یہ آداب مسجد‘ شائستگی اور نظافت کے خلاف ہے‘ نیز یہ ذوق سلیم پر بھی گراں گزرتا ہے‘ اس لیے مسجد میں تھوکنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا] ’’مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کر دیا جائے۔‘‘ (صحیح البخاري‘ الصلاة‘ حدیث:۴۱۵‘ و صحیح مسلم‘ المساجد‘ حدیث:۵۵۲) دفن اس صورت میں ہوسکتا ہے جب مسجد کا فرش کچا ہو۔ اگر فرش پکا ہے تو پانی یا کپڑے وغیرہ سے مکمل طور پر صفائی ضروری ہے۔ شدید مجبوری کے پیش نظر جب تھوک ضبط کرنا آدمی کے بس میں نہ ہو تو مسجد میں تھوکنے کی اجازت ہے‘ سامنے یا دائیں نہیں بلکہ بائیں جانب جبکہ اس جانب کوئی دوسرا شخص نہ ہو‘ یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: [إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ، فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ، وَلَا عَنْ يَّمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَّمِينِهِ مَلَكًا، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، فَيَدْفِنُهَا] ’’جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب تک وہ نماز کی حالت میں ہوتا ہے‘ اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرتا ہے اور اپنی دائیں جانب بھی نہ تھوکے کیونکہ اس کی دائیں جانب فرشتہ ہوتا ہے بلکہ وہ بائیں جانب یا (بائیں) پاؤں کے نیچے تھوکے اور (بعد میں) اسے دفن کر دے۔‘‘ (صحیح البخاري‘ الصلاة‘ حدیث:

۴۱۶) جامع ترمذی کی حدیث میں پیچھے تھوکنے کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الجمعة' حدیث:۵۷۱) لیکن اس صورت میں بھی یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کے پیچھے کوئی نمازی نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے یہ فرامین ان مساجد کے لیے ہیں جن کے فرش کچے ہوں۔ آج کل عام طور پر مسجدوں کے فرش پختہ ہیں بلکہ ان میں عمدہ قسم کے قالین ہوتے ہیں' لہٰذا اگر یہ ضرورت پیش آئے تو اپنے کپڑے' رومال یا ٹشو وغیرہ میں تھوک کر اسے مسل دینا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الصلاة' حدیث:۴۱۷' و صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۵۵۰)

❁ مسجد میں کھانا وغیرہ کھانا: مسجد میں کھانا کھانا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبیٔ اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مسجد میں بیٹھ کر گوشت روٹی کھا لیا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجه' الأطعمة' حدیث:۳۳۰۰) لیکن مسجد میں کھانا کھاتے وقت صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ کھانے پینے کی چیز مسجد میں نہ گرنے دی جائے۔

❁ بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا: بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا جائز نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ: اَلثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ' فَلَا يَقْرَبْنَا فِي مَسَاجِدِنَا' فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسُ] ''جو آدمی یہ پودا' یعنی لہسن' پیاز اور گندنا کھائے تو وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو اس چیز سے تکلیف محسوس ہوتی ہے جس سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۸۵۴' وصحیح مسلم' المساجد' حدیث:۵۶۴' واللفظ للنسائي' حدیث:۷۰۸) مذکورہ تین چیزوں کے علاوہ بھی جو چیز بدبو کا موجب ہو' وہ منع ہے' مثلاً: حقہ' سگریٹ اور اس طرح کی دوسری اشیاء (مولی' نسوار وغیرہ) جنھیں کھانے سے ڈکار کے وقت یا ویسے منہ کھولنے سے بو آتی ہے کیونکہ فرشتے اور انسان اس سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ منع کی وجہ چونکہ بو ہے' لہٰذا اگر کسی طریقے سے حتمی طور پر ان کی بو ختم کر لی جائے' مثلاً: انھیں پکا لیا جائے یا بعد میں کوئی ایسی چیز استعمال کر لی جائے یا کھا لی جائے جس سے ان کی بو ختم ہو جائے تو پھر مسجد میں آنا جائز ہوگا لیکن بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی چیزیں کھا کر مسجد کا رخ نہ کیا جائے۔ احتیاط اسی میں ہے۔

۞ **بدبودار چیز کھا کر آنے والے کو مسجد سے نکالنا:** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ! تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ، هٰذَا الْبَصَلَ وَالثُّومَ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ، أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا] ''اے لوگو! تم ان دو بدبودار چیزوں کو کھاتے ہو، یعنی لہسن اور پیاز، حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کسی آدمی سے ان کی بو پاتے تو اس کے متعلق آپ حکم فرماتے تو اسے بقیع (مدینہ سے متصل جگہ جہاں قبریں تھیں) کی طرف نکال دیا جاتا۔ جس نے انھیں کھانا ہی ہو، وہ انھیں پکا کر ان کی بو ختم کر لے۔'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:٥٦٧) ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص بو والی چیز کھا کر مسجد میں آ جائے تو اسے بطور تنبیہ یا سزا اور لوگوں اور فرشتوں کو تکلیف سے بچانے کے لیے مسجد سے نکالا جا سکتا ہے۔ لیکن مصلحت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس طرح کرنے سے فتنہ وفساد برپا ہو جائے یا کوئی نیا مسلمان ہوا ہو اور ان مسائل سے ابھی ناواقف ہو تو وہ اس رویے سے متنفر ہو کر دین سے دور ہو جائے اور مسجد میں آنا ہی چھوڑ دے۔

۞ **مسجد میں فیصلے کرنا:** مسجد میں کسی تنازع کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاوند بیوی کے درمیان مسجد میں لعان کروایا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الصلاة، حدیث:٤٢٣، و صحیح مسلم، اللعان، حدیث:١٤٩٢)

۞ **مسجد میں حد قائم کرنا اور قصاص لینا:** مسجد میں حد قائم کرنا منع ہے کیونکہ اس سے مسجد کا تقدس پامال ہونے کا خطرہ ہے۔ مسجد میں شور وغوغا ہونے کا امکان ہے، نیز ممکن ہے کہ سزا پانے والے کا خون یا گندگی خارج ہو جس سے مسجد آلودہ ہو جائے۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبیٔ اکرم ﷺ نے مسجد میں قصاص لینے، شعر پڑھنے اور حد قائم کرنے سے منع فرمایا۔ (سنن أبي داود، الحدود، حدیث:٤٤٩٠، و مسند أحمد:٤٣٤/٣)

مساجد تو اس غرض سے بنائی جاتی ہیں کہ ان میں نماز پڑھی جائے، تلاوت قرآن ہو اور اللہ کا ذکر کیا جائے۔ قصاص اور حدود اگرچہ شرعی امور ہیں مگر ان سے مسجد کا ادب قائم نہیں رہتا۔ اسی طرح

لغو اور بے ہودہ اشعار پڑھنا بھی ناجائز ہے' البتہ اللہ کی حمد وثنا' رسول اللہ ﷺ کی نعت اور شرعی مضامین پر مشتمل اشعار پڑھے اور سنے جا سکتے ہیں جیسا کہ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

❀ **مسجد میں جنگی مشق کرنا:** مسجد میں ایسا کھیل جو جنگی مشق کے قبیل سے ہو' جائز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی چادر کے ساتھ میرے لیے پردہ کیے ہوئے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں کھیل رہے تھے۔ (صحیح البخاري' الصلاۃ' حدیث:۴۵۴' وصحیح مسلم' صلاۃ العیدین' حدیث:۸۹۲) یہ عید کا دن تھا اور ان کا کھیل نیزے اور ڈھال کے ساتھ تھا۔ اس قسم کی جنگی مشق کا مظاہرہ مسجد میں جائز ہے۔

❀ **مسجد میں مال تقسیم کرنا:** مسجد میں مال کی تقسیم جائز ہے۔ وہ مال غنیمت ہو یا زکاۃ وعشر کا مال اور صدقۂ فطر ہو یا ویسے ہی فقراء ومساکین کے ساتھ تعاون کی غرض سے اکٹھا کیا گیا مال ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے بحرین سے آیا ہوا جزیے کا مال مسجد میں رکھوایا اور وہیں تقسیم کیا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الصلاۃ' حدیث:۴۲۱)

❀ **مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا:** مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا نبیٔ اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے۔ اسے مکروہ یا ناجائز کہنا درست نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [وَاللّٰهِ! لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ' سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ] ''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔'' (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۷۳) علاوہ ازیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا جنازہ مسجد میں پڑھایا گیا تھا' نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی سعد بن ابی وقاص کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔ دیکھیے: (طبقات ابن سعد:۳/۲۰۶' و مصنف عبدالرزاق:۳/۵۲۶' ۵۲۷) لہٰذا نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے بغیر کسی کراہت کے مسجد میں جنازہ پڑھا جا سکتا ہے' البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔ واللہ أعلم.

❀ **نماز عید ادا کرنا:** نماز عید' عیدگاہ میں ادا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ ہی میں نماز عید ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ

کے دن عید کی ادائیگی کے لیے عید گاہ تشریف لے جاتے۔(صحيح البخاري' العيدين' حديث: ۹۵۶) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس عید گاہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ عید گاہ جس میں رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے مسجد نبوی کی مشرقی جانب بقیع کے پاس تھی۔ مسجد نبوی اور اس کے درمیان تقریباً ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۵۷۹/۲' تحت حديث: ۹۵۶) نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن نماز عید کی ادائیگی کے لیے صبح صبح عید گاہ تشریف لے جاتے۔(صحيح البخاري' العيدين' حديث: ۹۷۳) البتہ شرعی عذر (آندھی' بارش وغیرہ) کی بنا پر نماز عید مسجد میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم.

- مسجد میں ہتھیار ننگا رکھنا: مسجد میں بلاضرورت ہتھیار نہیں لے جانا چاہیے۔ اگر ضرورت کی بنا پر لے جانا پڑے تو کم از کم اسے ننگا رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ اجتماع کی جگہ ہے' کسی کو نقصان پہنچ سکتا ہے' مثلاً: اگر تیر ہیں تو ان کے پھل پکڑ لے تاکہ قریب سے گزرتے ہوئے کسی کو ان کی نوک وغیرہ نہ لگ جائے' تلوار ہے تو اسے نیام میں رکھے اور اگر بندوق وغیرہ ہے تو وہ لوڈ (Load) نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد سے تیر لے کر گزر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ان کے پھل تھام لے۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' حديث: ۴۵۱' و صحيح مسلم' البر والصلة' حديث: ۲۶۱۴ یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔)
- سفر سے واپسی پر مسجد میں دو رکعتیں پڑھنا: سفر سے واپسی پر مسجد میں جا کر دو رکعتیں پڑھنا مسنون ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ] ''رسول اللہ ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے۔'' (صحيح البخاري' المغازي حديث: ۴۴۱۸' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث: ۷۱۶)
- مسجد میں تشبیک دینا: مسجد کی طرف جاتے وقت اور مسجد میں پہنچ کر جب تک آدمی نماز کی نیت سے اور نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے' اس وقت تک تشبیک (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا) ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ

وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ] ''جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے' پھر مسجد کا قصد کرے تو اپنے ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسری میں نہ دے کیونکہ (جب تک وہ نماز کے انتظار میں ہے) وہ نماز ہی میں (سمجھا جاتا) ہے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٥٦٢) تاہم اگر نماز کے انتظار میں نہ ہو اور نہ نماز کی نیت سے ہو بلکہ ویسے ہی بیٹھا ہو یا کوئی چیز سمجھانا مقصود ہو تو پھر مسجد میں تشبیک جائز ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر وعصر کی نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا اور مسجد میں ایک لکڑی تھی اس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا اور ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور اپنا دایاں رخسار بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:٤٨٢' و صحيح مسلم' المساجد' حديث:٥٧٣)

✿ ذکر کی محافل منعقد کرنا: مسجد میں محفل ذکر منعقد کرنا درست ہے لیکن ذکر سے مراد درس قرآن' درس حدیث اور وعظ ونصیحت کی مجالس ہیں نہ کہ مروجہ خود ساختہ ذکر کے لیے حلقے بنانا اور نہ خود ساختہ درود وسلام اور شرکیہ نعتوں کے لیے مجلسیں منعقد کرنا۔ حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ باہر سے تین آدمی آئے' ان میں سے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضری کی غرض سے آگے بڑھے اور تیسرا واپس چلا گیا۔ (باقی ماندہ) دو میں سے ایک نے مجلس کے حلقے میں خالی جگہ دیکھی اور وہاں بیٹھ گیا' دوسرا سب سے پیچھے بیٹھ گیا' جبکہ تیسرا واپس چلا گیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تمھیں ان تینوں کے متعلق ایک بات نہ بتاؤں؟ ایک شخص تو اللہ کی طرف بڑھا اور اللہ نے اسے اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا اور دوسرے شخص نے اللہ سے حیا کی تو اللہ نے بھی اس سے حیا کی۔ تیسرے نے روگردانی کی اس لیے اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' حديث: ٤٧٤' وصحيح مسلم' السلام' حديث:٢١٧٦)

ذکر اگرچہ مسنون ہو' تب بھی اس کے لیے مجمع اکٹھا کرنا اور حلقہ بنا کر ایک شخص کی تلقین یا اشارے

پر بہ آواز بلند ذکر کرنا بدعت ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس طریقے کو بدعت سمجھتے تھے۔ دیکھیے: (سنن الدارمي' المقدمة' باب كراهية أخذ الرأي' حديث:۲۱۲)

❁ مسجد میں مسواک کرنا: مسجد میں مسواک کرنا جائز ہے۔ بعض حضرات کا اسے مکروہ کہنا بے دلیل ہے۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمارہے تھے: ''اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں انھیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ ابوسلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: چنانچہ میں نے دیکھا کہ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور مسواک ان کے کان پر رکھی ہوئی تھی جیسے کسی منشی کا قلم اس کے کان پر ہوتا ہے' جب نماز کے لیے اٹھتے تو مسواک کر لیتے۔ (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:۴۷' وجامع الترمذي' الطهارة' حديث:۲۳)

❁ ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا: جماعت کے لیے ستونوں کے درمیان صف بنانا درست نہیں کیونکہ ستونوں کی وجہ سے صف ٹوٹ جاتی ہے' البتہ جب آدمی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو ستونوں کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ نبی ﷺ نے خانۂ کعبہ کے اندر دو یمنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الحج' حديث:۱۵۹۸' و صحيح مسلم' الحج' حديث:۱۳۲۹)

❁ امام کا اونچی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھانا: بوقت ضرورت امام اونچی جگہ کھڑا ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے' مثلاً: نماز کا طریقہ سکھانے کے لیے' نیز اگر مسجد کا فرش ہی اس طرح کا ہو کہ امام کی جگہ مقتدیوں کی جگہ سے قدرے اونچی ہو تو اس میں بھی ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کا طریقہ سکھلانے کے لیے منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ سجدہ نیچے اتر کر ادا فرماتے اور باقی نماز منبر پر ادا کرتے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۹۱۷' و صحيح مسلم' المساجد' حديث:۵۴۴)

❁ تبرک کے لیے مساجد کا سفر کرنا: تبرک کی غرض سے تین مساجد کے علاوہ کسی اور کی طرف رخت سفر باندھنا ممنوع ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ' وَ مَسْجِدِ الْأَقْصٰى' وَ مَسْجِدِي] ''تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی

طرف (حصولِ برکت کے لیے) رخت سفر نہ باندھا جائے: مسجد حرام' مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (مسجد نبوی)۔'' (صحیح البخاري' فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة' حديث:١١٩٧' و صحيح مسلم' الحج' حديث:٨٢٧' بعد حديث:١٣٣٨) یعنی ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے کی ممانعت بطورِ خاص قصدِ زیارت وثواب یا اسے متبرک سمجھنے کی صورت میں ہے۔ اگر یہ نیت نہ ہو بلکہ سفر کا کوئی اور مقصد ہو تو پھر سفر کرنا ممنوع نہیں ہے۔ والله أعلم.

❁ مسجد میں نکاح پڑھانا: مسجد میں نکاح پڑھانا جائز ہے لیکن مسجد میں اس کے خصوصی اہتمام سے متعلق مروی روایت ضعیف ہے۔ گویا مسجد میں نکاح پڑھانے کا حکم نہیں ہے نہ مسجد میں نکاح پڑھانا مسنون عمل ہی ہے جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں' البتہ نکاح کے لیے کوئی مسجد کا انتخاب کرتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ والله أعلم.

❁ مسجد میں گھنٹی والی گھڑی لگانا: مسجد میں گھنٹی والی گھڑی لگانا درست نہیں کیونکہ گھنٹی شیطان کا باجا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [اَلْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ] ''گھنٹی شیطان کے باجے ہیں۔'' (صحیح مسلم' اللباس والزينة' حديث:٢١١٤) نیز نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ] ''فرشتے اس جماعت کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کتا یا گھنٹی ہو۔'' (صحیح مسلم' اللباس والزينة' حديث:٢١١٣)

❁ کیلنڈر لگانا: مسجد میں شرکیہ کیلنڈر لگانا درست نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن ٧٢:١٨) ''بے شک مساجد اللہ کے لیے ہیں' لہٰذا تم (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔'' البتہ کتاب وسنت کی روشنی میں توحید اور احکام ومسائل پر مبنی اشتہارات وغیرہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ والله أعلم.

❁ گھر میں مسجد بنانا: گھر میں نماز کے لیے خاص جگہ متعین کرنا درست ہے۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ میں مسجد میں نہیں آ سکتا۔ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور ایک جگہ نماز پڑھیں جسے میں مسجد بنا لوں تو نبیٔ اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:٤٢٥' وصحيح مسلم' المساجد'

حدیث: ۴۳، بعد حدیث:۶۵۷) ویسے تو امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ ساری زمین ہی اس کے لیے مسجد بنائی گئی ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ] ''میرے لیے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنائی گئی ہے، لہٰذا میری امت کے کسی آدمی کو جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے، اسے وہیں نماز پڑھ لینی چاہیے۔'' (صحيح البخاري، التيمم، حديث:۳۳۵، و صحيح مسلم، المساجد، حديث: ۵۲۱) البتہ چند جگہیں ایسی ہیں جہاں نماز پڑھنا درست نہیں۔ وہ جگہیں مندرجہ ذیل ہیں:

① کوڑے کرکٹ کی جگہ: کیونکہ یہ جگہ پاک نہیں ہوتی جبکہ جگہ کا پاک صاف ہونا، شرائط نماز میں سے ہے۔

② ذبح خانہ: خون اور دوسری چیزوں کی وجہ سے وہ جگہ صاف نہیں رہتی اور ایک متعفن ماحول ہوتا ہے، اس لیے وہاں نماز پڑھنے سے خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون کا حصول ناممکن ہوتا ہے، تاہم اگر وہاں ایسی جگہ ہے جو ان آلودگیوں سے محفوظ ہو تو وہاں نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

③ قبرستان: قبرستان میں نماز پڑھنے سے نبیٔ اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: [لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا] ''قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔'' (صحيح مسلم، الجنائز، حديث:۹۷۲) نیز نبی ﷺ نے فرمایا: [اِجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِّنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا] ''گھروں میں نماز پڑھا کرو، انھیں قبرستان نہ بناؤ۔'' (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:۴۳۲، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث:۷۷۷)

④ شارع عام: عام لوگوں کی گزرگاہ پر نماز پڑھنا لوگوں کے لیے موجب اذیت ہوگا، نیز توجہ اور خشوع بھی نہیں رہ سکتا۔

⑤ بیت اللہ کی چھت: بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ نماز کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ بیت اللہ کی طرف منہ ہو جبکہ بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے یہ مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (البقرة۲:۱۴۹) ''آپ اپنا

چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیریں۔"

⑥ حمام: کیونکہ وہ خود ازالۂ نجاست کا محل ہے۔

⑦ اونٹوں کا باڑہ: نبیٔ اکرم ﷺ نے اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' المساجد' حديث:٧٣٦' و سنن ابن ماجه' المساجد' حديث:٧٦٩. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: سنن نسائی کی حدیث: ٧٣٦' ٧٣٧ اور ان کے فوائد ومسائل۔)

تعمیر مساجد سے متعلق احکام

❁ مسجدیں بنانا' انھیں خوشبو لگانا اور صاف ستھرا رکھنا: حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ انھیں صاف ستھرا رکھا جائے اور خوشبو لگائی جائے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٤٥٥' و جامع الترمذي' الجمعة' حديث:٥٩٤)

❁ فخر ومباہات کے لیے مسجدیں بنانا: فخر اور حصول شہرت کے لیے مسجد بنانا منع ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اسے قیامت کی نشانی قرار دیا ہے۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ لوگ مسجدوں میں باہم فخر نہیں کرنے لگیں گے۔" (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٤٤٩' و سنن النسائي' المساجد' حديث:٦٩٠)

❁ آرائش وزیبائش: نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ] "مجھے مساجد کی آرائش و زیبائش اور انھیں چونا گچ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔" (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٤٤٨) موسمی تغیرات وآفات سے تحفظ کی خاطر حسب ضرورت مساجد کو پختہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں مراد مسجد کی آرائش وزیبائش اور نقش ونگار ہے جس کا مسجد کی پختگی سے کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔ اس سے خشوع وخضوع متأثر ہوتا ہے' نیز یہ فخر ومباہات کی بنیاد ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن النسائي' المساجد' حديث: ٦٩٠ اور اس کے فوائد ومسائل)

❁ قبر پر مسجد بنانا: قبر پر مسجد بنانا حرام ہے۔ یہ یہود ونصاریٰ کا وتیرہ رہا ہے۔ حضرت جابر ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے' اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع

فرمایا ہے۔ (صحيح مسلم، الجنائز، حديث:۹۷۰) نیز نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَّسَاجِدَ] ''یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہ) بنا لیا۔'' (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:۴۳۷، و صحيح مسلم، المساجد، حديث:۵۳۰، واللفظ لمسلم) اور ایک روایت میں ہے: [إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا] ''جب ان (یہود ونصاریٰ) میں صالح آدمی فوت ہو جاتا تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے۔'' (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:۴۲۷، و صحيح مسلم، المساجد، حديث:۵۲۸)

❁ مشرکین کے قبرستان ختم کر کے مسجد بنانا: مشرکین، یہود ونصاریٰ اور دیگر کفار کے قبرستان ختم کر کے وہاں مسجد بنانا درست ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے جس جگہ مسجد نبوی تعمیر کی (یہ کھنڈر تھے اور) وہاں مشرکین کی قبریں تھیں۔ آپ نے انھیں اکھاڑ دیا اور اس جگہ مسجد تعمیر کی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:۴۲۸، و صحيح مسلم، الصلاة، حديث:۵۲۴) مسلمانوں کی قبریں قابل احترام ہیں، لہٰذا مسجد بنانے کے لیے انھیں اکھیڑنا درست نہیں۔ والله أعلم.

❁ گرجے کو مسجد بنانا: گرجے کو مسجد بنانا درست ہے لیکن ظاہری شکل وصورت مسجد جیسی کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر اس میں بت ہوں تو ان کو وہاں سے نکالنا اور تصاویر کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنی قوم کے وفد کے طور پر نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کی بیعت کی، آپ کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور آپ سے وضو کا بچا ہوا پانی مانگا اور بتایا کہ ہمارا ایک گرجا ہے۔ آپ نے وضو کیا اور بچا ہوا پانی ہمیں دیا اور فرمایا: ''جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو اپنے گرجے کو توڑ دینا اور اس کی جگہ یہ پانی چھڑک دینا اور اس جگہ کو مسجد بنا لینا۔'' ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو اپنے گرجے کو توڑ دیا، پھر اس کی جگہ وہ مبارک پانی چھڑکا اور اس جگہ مسجد بنا لی۔ (سنن النسائي، المساجد، حديث: ۷۰۲) یہ گرجا ان کا اپنا تھا، اس لیے انھوں نے اسے منہدم کر دیا تھا۔ اگر کسی علاقے کے لوگ مسلمان نہ ہوں تو ان کی عبادت گاہ کو زبردستی مسجد میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا کہ یہ ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ کے خلاف ہے۔

❁ **مسجد کی تعمیر میں حصہ لینا:** مسجد کی تعمیر میں مالی تعاون کے ساتھ ساتھ بنفس نفیس خود بھی شرکت کرنی چاہیے۔ یہ ایک مسنون عمل ہے اور نہایت سعادت اور شرف کا باعث ہے۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی تو نبیٔ اکرم ﷺ نے بذات خود اس میں ایک عام آدمی کی حیثیت سے کام کیا اور صحابۂ کرام ﷡ نے بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الصلاۃ، حدیث:۴۲۸، ۴۴۷، و صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث:۵۲۴)

❁ **غصب شدہ زمین پر مسجد بنانا:** غصب شدہ زمین پر مسجد بنانا درست نہیں۔ زمین غصب کرنا ایک مذموم فعل ہے۔ جب کسی اور مقصد کے لیے زمین غصب کرنا ناجائز ہے تو مسجد جیسے باعث شرف وفضیلت کام کے لیے زمین غصب کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِّنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ] ''جس نے بالشت بھر زمین کو بھی غصب کیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔'' (صحیح البخاري، المظالم، حدیث:۲۴۵۳، و صحیح مسلم، المساقاۃ، حدیث:۱۶۱۲)

❁ **مسجد کا محراب:** اس کا آغاز معلوم نہیں کب سے ہوا؟ اس کی حیثیت صرف ایک علامت کی ہے۔ قرآن وسنت میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے محراب کا مسنون ومشروع ہونا ثابت ہو، تاہم اس میں کوئی شرعی قباحت بھی نہیں، بشرطیکہ مسنون سمجھ کر اسے نہ بنایا جائے اور اس کے آداب واحکام وہی ہوں گے جو دیگر مسجد کے لیے ہیں۔ واللہ أعلم.

❁ **ستون صفوں کا خیال رکھ کر بنانا:** مسجد کی تعمیر کے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ستون صفوں کے درمیان نہ آئیں بلکہ صف سے آگے یا پیچھے ہوں کیونکہ صف کے درمیان ستون آنے سے صف ٹوٹ جاتی ہے۔

❁ **مسجد کو کسی کی طرف منسوب کرنا:** مسجد کو کسی قبیلے، برادری یا کسی آدمی کی طرف منسوب کرنا درست ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الصلاۃ، حدیث:۴۲۰، و صحیح مسلم، الإمارۃ، حدیث:۱۸۷۰)

❁ **مسجد کے لیے خادم رکھنا:** ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا﴾ (ال عمران ۳:۳۵) ''عمران کی بیوی نے کہا: اے میرے رب!

میرے پیٹ میں جو کچھ ہے' اسے میں تیرے نام آزاد کرنے کی نذر مانتی ہوں۔" اللہ کے نام آزاد کرنے کا مطلب مسجد کی خدمت کے لیے وقف کرنا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: "نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔" (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:٤٦٠' وصحيح مسلم' الجنائز' حديث:٩٥٦) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بایں الفاظ باب قائم کیا ہے: [بَابُ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ] "مسجد کے لیے خادم رکھنے کا بیان۔"

❁ مسجد کو گرا کر دوبارہ تعمیر کرنا: مصلحت کے پیش نظر مسجد گرا کر دوبارہ تعمیر کی جا سکتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [يَا عَائِشَةُ! لَوْلَا قَوْمُكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ' لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ: بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ] "اے عائشہ! اگر تیری قوم نومسلم نہ ہوتی تو میں کعبے کو توڑ کر اس کے دو دروازے بناتا۔ ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر نکلتے۔" (صحيح البخاري' العلم' حديث:١٢٦' وصحيح مسلم' الحج' حديث:١٣٣٣)

❁ مسجد کے اوپر یا نیچے گھر بنانا: مسجد کے اوپر یا نیچے گھر بنانا جائز ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ الدين الخالص:٣/٤٧٦)

❁ مسجد کا مینار بنانا: مسجد کا مینار بنانا درست ہے لیکن اسراف سے بچا جائے' تعمیر میں غلو نہ ہو۔ جواز صرف اس حد تک ہے کہ معلوم ہو کہ یہ مسجد ہے' یعنی اسے صرف مسجد کے لیے ایک نشانی کی حیثیت دی جائے اور بس' جیسے محراب کی حیثیت ہے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العزت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ وہ زرد رنگ کی دو چادروں میں' فرشتوں کے پَروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے مشرقی جانب سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ (صحيح مسلم' الفتن' حديث:٢٩٣٧)
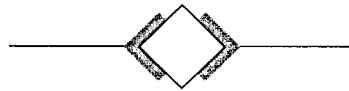
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٨) - كِتَابُ الْمَسَاجِدِ (التحفة . . .)

مسجدوں سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - اَلْفَضْلُ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ (التحفة ١٢٢)

باب:۱-مسجدیں بنانے کی فضیلت

٦٨٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ، بَنَى اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۶۸۹-حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے (اس غرض سے) مسجد بنائی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے' اللہ عزوجل جنت میں اس کا گھر بنائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مسجد بنانے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہونا چاہیے۔ ② جھگڑے' ضد' تعصب' ریا اور شہرت کی خاطر مسجد بنانا کوئی فضیلت والا کام نہیں۔ ③ مسجد پر اپنا نام کندہ کروانا یا تختیاں لگوانا بھی ریا اور شہرت کے ذیل میں آ سکتا ہے' اسی طرح کسی مخصوص فرقے کے لیے مسجد بنانا بھی کہ اس میں دوسرے فرقوں کا داخلہ منع ہو' مسجد کے مقصد کے خلاف اور بے فائدہ ہے۔ صحیح نیت کے ساتھ مسجد بنانا جنت میں اپنا گھر بنانے کے مترادف ہے۔ ④ گھر بنانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تعظیماً ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو اپنے حکم سے گھر پیدا کرتا ہے۔

(المعجم ٢) - اَلْمُبَاهَاةُ فِي الْمَسَاجِدِ (التحفة ١٢٣)

باب:۲-فخر کے لیے مسجدیں بنانا

٦٨٩ـ[صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٨٦ من حديث بقية به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٦٧. ※ بحير هو ابن سعد، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ٤٥٠، ومسلم، ح: ٥٣٣، ٢٤، ٢٥ وغيرهما.

٦٩٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، أَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ».

۶۹۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ قیامت کی نشانی ہے کہ لوگ مساجد میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔''

فائدہ: نیک کام میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا مستحب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة ۲:۱۴۸) ''نیکیوں اور بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت کرو۔'' اس لحاظ سے مسجد کی تعمیر ایک مستحسن عمل اور ایمان کی دلیل ہے' لیکن تعمیر مساجد میں صرف روز مرہ کی ضروریات کو مدنظر رکھنا چاہیے جو واقعی انسانی ضرورت اور فطرت کا تقاضا ہیں' یعنی موسمی تغیرات (آندھی' طوفان' گرمی اور سردی وغیرہ) سے تحفظ کے پیش نظر مساجد کی عمارتوں میں استحکام ہونا چاہیے لیکن ان کی اس طرح تزئین و آرائش اور بے جا زیب و زینت نہ کی جائے جس طرح یہود و نصاریٰ کے معبد خانے ہوتے ہیں۔ احادیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۴۴۸) نیز صرف مسجدیں بنانا ہی مقصد نہ ہو بلکہ انھیں آباد کرنا اولین مقصد ہونا چاہیے ورنہ صرف تعمیری مقابلہ بازی اور فخر و مباہات کی خاطر ان کی تعمیرات میں مبالغہ آرائی قرب قیامت کی نشانی ہے۔

(المعجم ٣) - ذِكْرُ أَيِّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلًا (التحفة ١٢٤)

باب:۳- کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی؟

٦٩١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أَبِي الْقُرْآنَ فِي السِّكَّةِ، فَإِذَا قَرَأْتُ السَّجْدَةَ سَجَدَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ! أَتَسْجُدُ فِي الطَّرِيقِ؟

۶۹۱- حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ میں گلی میں اپنے والد محترم پر قرآن مجید کی قراءت کر رہا تھا' جب میں نے سجدے کی آیت پڑھی تو آپ نے وہیں سجدہ کر دیا۔ میں نے کہا: ابا جان! آپ راستے میں سجدہ کر رہے ہیں؟ فرمانے لگے: میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

٦٩٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في بناء المساجد، ح:٤٤٩، وابن ماجه، المساجد، باب تشييد المساجد، ح:٧٣٩ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٦٨، وصححه ابن خزيمة: ٢٨٢/٢.

٦٩١- أخرجه مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، ح:٥٢٠/٢ عن علي بن حجر، والبخاري، أحاديث الأنبياء، باب(١٠)، ح:٣٣٦٦ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٦٩.

فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلًا؟ قَالَ: «اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ». قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «اَلْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى». قُلْتُ: وَكَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ عَامًا، وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُمَا أَدْرَكْتَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ».

سے سنا' وہ فرماتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد حرام (بیت اللہ)۔'' میں نے کہا: پھر کون سی؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)۔'' میں نے کہا: ان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس سال' ویسے ساری زمین تیرے لیے نماز کی جگہ ہے' جہاں بھی تیرے لیے نماز کا وقت ہو جائے' نماز پڑھ لے۔''

فوائد و مسائل: ① زمین پاک ہو تو کسی بھی جگہ سجدہ کیا جا سکتا ہے اور نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ گلی ہو یا بازار' گھر ہو یا مسجد۔ پلید جگہ پر نماز اور سجدہ جائز نہیں' چاہے وہ مسجد ہی میں کیوں نہ ہو۔ ② مشہور یہ ہے کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بنایا اور بیت المقدس حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا۔ ان دونوں انبیاء علیہم السلام کے درمیان ایک ہزار سال سے زائد فاصلہ ہے۔ اس حدیث کی رو سے چالیس سال کا فاصلہ ہے' اس لیے کہا گیا ہے کہ اس حدیث میں آدم علیہ السلام کی بنا کا ذکر ہے' انھوں نے پہلے بیت اللہ بنایا' پھر چالیس سال بعد بیت المقدس بنایا۔ اور قرآن میں جو تعمیر کعبہ اور اس کی بنیادیں اٹھانے کی نسبت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی طرف ہے تو اس سے سابقہ منہدم عمارت کی بنیادیں از سر نو اٹھانا اور اس کی تعمیر کرنا مراد ہے' البتہ اہل کتاب کے نزدیک بیت المقدس حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنایا۔ اگر یہ قول صحیح ہو تو پھر کوئی اشکال نہیں رہتا کیونکہ یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں پیدا ہو چکے تھے۔ ③ ''ساری زمین مسجد ہے'' احادیث میں کچھ مقامات مستثنیٰ ہیں' ان کے علاوہ باقی ہر پاک جگہ پر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ علامہ اقبال نے کیا عجیب نکتہ نکالا ہے کہ ساری زمین مسجد ہے اور مسجد پر کافروں کا قبضہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا' لہٰذا ساری زمین آزاد کراؤ۔

(المعجم ٤) - فَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (التحفة ١٢٥)

باب: ٤- مسجد حرام (بیت اللہ) میں نماز پڑھنے کی فضیلت

٦٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۶۹۲- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

٦٩٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣٤، ح: ٢٧٣٧٤ من حديث ليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٠، وأخرجه مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ١٣٩٦ عن قتيبة به إلا أنه قال: "عن إبراهيم ابن عبدالله بن معبد عن ابن عباس"، وكذا في نسخة من نسخ النسائي.

عَنْ نَّافِعٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدِ ابْنِ عَبَّاسٍ [عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ] أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «اَلصَّلَاةُ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ ، إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ» .

فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس (رسول اللہ ﷺ کی) مسجد میں نماز پڑھے تو مسجد نبوی کی نماز دوسری مساجد کی ہزار نماز سے افضل ہے' مگر مسجد کعبہ میں نماز (مسجد نبوی سے بھی افضل ہے۔)

فائدہ: مسجد حرام میں پڑھی ہوئی نماز عام مسجد کی نماز سے ایک لاکھ اور مسجد نبوی کی نماز سے ایک سو درجہ افضل ہے۔ (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث:١٤٠٦) یہ بات دوسری صحیح احادیث میں صراحتاً منقول ہے' لہٰذا یہ غلط معنی کرنے کی ضرورت نہیں کہ مسجد نبوی کی نماز مسجد حرام کی نماز سے افضل ہے' لیکن ہزار درجے افضل نہیں بلکہ ہزار سے کم درجے افضل ہے کیونکہ یہ معنی دوسری صحیح احادیث کے خلاف ہے۔

(المعجم ٥) - اَلصَّلَاةُ فِي الْكَعْبَةِ (التحفة ١٢٦)

باب:٥- کعبے کے اندر نماز پڑھنا؟

٦٩٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ ، فَلَمَّا فَتَحَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ وَّلَجَ ، فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ : نَعَمْ ، صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ .

٦٩٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' اسامہ بن زید' بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور انھوں نے دروازہ بند کر لیا' (تاکہ لوگ رش نہ کریں)۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے دروازہ کھولا تو میں سب سے پہلے داخل ہوا۔ میں بلال رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبے میں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں' آپ نے (اگلی صف کے بائیں طرف والے) دو یمنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے۔

فوائد و مسائل: ① کعبے میں آپ کا نماز پڑھنا صحیح ثابت ہے' البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ اب کوئی کعبے کے اندر نماز پڑھ سکتا ہے؟ علامہ عراقی رحمہ اللہ کے بقول اگرچہ نبی اکرم ﷺ نے کعبہ کے اندر صرف نفل نماز

٦٩٣- أخرجه البخاري، الحج، باب إغلاق البيت ويصلي في أي نواحي البيت شاء، ح:١٥٩٨، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره . . . الخ، ح:١٣٢٩/ ٣٩٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٧١.

پڑھی ہے لیکن فرض نماز بھی اس کے تحت داخل ہے کیونکہ اصولی طور پر نفل اور فرض نمازیں ارکان و واجبات اور شرائط کے اعتبار سے جمیع احکام میں یکساں ہیں' سوائے ان امور کے جو کسی دلیل سے مستثنیٰ ہوں' لہٰذا کعبے کے اندر فرض نماز بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ علماء کے اس اختلاف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک نفل نماز پڑھنے میں تو کوئی حرج نہیں جبکہ فرض نماز کی ادائیگی مکروہ ہے اور بقول امام شافعی رحمہ اللہ نفل اور فرض دونوں قسم کی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ طہارت' وضو اور قبلے کے حکم میں (چند مخصوص احکام کے سوا) دونوں برابر ہیں۔ ملاحظہ کیجیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۸/۴۹۹) ② رسول اللہ ﷺ کے دور میں کعبے کے چھ ستون تھے۔ تین اگلی صف میں' تین پچھلی صف میں۔ بائیں طرف کے ستونوں کو یمنی کہا جاتا تھا۔

(المعجم ٦) - فَضْلُ الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَالصَّلَاةِ فِيهِ (التحفة ١٢٧)

باب:٦- مسجد اقصیٰ اور اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت

٦٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَّبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ: «أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ ﷺ لَمَّا بَنٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ، سَأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ خِلَالًا ثَلَاثَةً: سَأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمًا يُّصَادِفُ حُكْمَهُ فَأُوتِيَهُ، وَسَأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ فَأُوتِيَهُ، وَسَأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ أَنْ لَّا يَأْتِيَهُ أَحَدٌ لَّا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ فِيهِ أَنْ يُّخْرِجَهُ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

۶۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام نے جب بیت المقدس بنایا تو اللہ تعالیٰ سے تین خصوصیات مانگیں: ایسا فیصلہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو۔ یہ مان لی گئی۔ ایسی حکومت جو ان کے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ یہ بھی مان لی گئی۔ جب آپ مسجد (بیت المقدس) بنانے سے فارغ ہوئے تو یہ دعا مانگی کہ جو شخص بھی اس مسجد میں آئے اور اسے آنے پر نماز ہی نے ابھارا ہو تو اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح اس کی ماں نے اسے (گناہوں سے پاک) جنا تھا۔''

٦٩٤_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٢، وأخرجه ابن ماجه، ح: ١٤٠٨ وغيره من طريق آخر عن ابن الديلمي به، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٨٨، ح: ١٣٣٤، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٦٣٣.

فائدہ: پہلی دو درخواستوں پر قبولیت ہوگئی اور اس کا بیان بھی حدیث میں آ گیا۔ تیسری درخواست پر قبولیت کا ذکر پہلی دو کی طرح حدیث میں نہیں آیا' البتہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں یہ ضرور فرمایا ہے کہ [فَنَحْنُ نَرْجُوا أَنْ يَّكُونَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ](مسند أحمد:٢/١٧٦) ''ہمیں امید ہے کہ اللہ عزوجل نے ان (سلیمان علیہ السلام) کو یہ بھی عطا کر دیا ہوگا۔'' لہٰذا اس کی بھی قبولیت معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. بیت اللہ کے بارے میں تو احادیث میں ذکر ہے کہ جو اس کا حج کرے وہ گناہوں سے کلیتاً پاک ہو جاتا ہے جیسے اسے اس کی ماں نے جنا ہو۔ (صحیح البخاري' الحج' حدیث:١٥٢١' وصحیح مسلم' الحج' حدیث:١٣٥٠)

(المعجم ٧) - فَضْلُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّلَاةِ فِيهِ (التحفة ١٢٨)

باب:٧- نبی ﷺ کی مسجد اور اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت

٦٩٥- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ مَوْلَى الْجُهَنِيِّينَ - وَكَانَا مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ - أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدُهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ. قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: لَمْ نَشُكَّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَنَعَنَا أَنْ نَّسْتَثْبِتَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذٰلِكَ الْحَدِيثِ حَتّٰى

٦٩٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے دو شاگرد حضرت ابوسلمہ اور ابوعبداللہ اغر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مساجد میں ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے مگر مسجد حرام میں (مسجد نبوی سے بھی افضل ہے) کیونکہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے۔ ابوسلمہ اور ابوعبداللہ نے کہا: اس میں ہمیں کوئی شک نہیں تھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہی بیان کر رہے ہیں۔ اس یقین نے ہمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی تحقیق کرنے سے روکے رکھا حتی کہ جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ہم نے اس بات کا تذکرہ کیا اور ایک دوسرے کو ملامت کی کہ کیوں نہ ہم نے اس بارے میں

٦٩٥- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ١٣٩٤/ ٥٠٧ من حديث محمد بن حرب، والبخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ١١٩٠ من حديث الأغر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٣، ولفظ البخاري مختصر.

إِذَا تُوُفِّيَ أَبُو هُرَيْرَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ وَتَلَاوَمْنَا أَنْ لَّا نَكُونَ كَلَّمْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى يُسْنِدَهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ إِنْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ جَالَسْنَا عَبْدَ اللهِ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ الْحَدِيثَ وَالَّذِي فَرَّطْنَا فِيهِ مِنْ نَّصِّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ».

ان سے تحقیق کی؟ حتی کہ وہ صراحتاً اس حدیث کو' اگر انھوں نے اسے آپ سے سنا تھا' رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے۔ ہماری یہی حالت تھی کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ کے ساتھ مجلس کا اتفاق ہوا۔ ہم نے ان کے سامنے یہ حدیث اور اس بارے میں ہم سے ہونے والی کوتاہی کا ذکر کیا تو عبداللہ بن ابراہیم ہمیں کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (کسی نبی کی) آخری مسجد ہے۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ جب آخری نبی ہیں تو آپ کی مسجد لازماً آخری مسجد ہوگی جسے کسی نبی نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہو۔ مسلمانوں کا قبلہ سب سے پہلی مسجد جسے اولین نبی نے بنایا اور مسلمانوں کا مرکز سب سے آخری مسجد ہے جسے آخری نبی نے بنایا۔ واہ رے فضیلت! اور یہ فضیلت قیامت تک رہے گی۔ (دیکھیے فوائد حدیث: ۶۹۲)

٦٩٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ».

۶۹۶- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی فاصلہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت کے مفہوم میں مختلف اقوال ہیں: ❁ یہ حصہ جنت سے لایا گیا ہے اور جنت میں منتقل کیا جائے گا۔ ❁ یہاں عبادت کرنا جنت میں جانے کا حتمی ذریعہ ہے۔ ❁ یہ حصہ نزول رحمت الٰہی میں جنت کی طرح ہے۔ آخری دو مفہوم زیادہ مناسب ہیں گویا آپ کے قدم ہائے مبارکہ کی بکثرت تشریف کی بنا پر یہ حصہ جنت نظیر بن گیا۔ سبحان اللّٰه و بحمده' سبحان اللّٰه العظيم. ② ''میرے گھر'' سے مراد حضرت

٦٩٦_ أخرجه مسلم، الحج، باب ما بين القبر والمنبر روضة . . . الخ، ح: ١٣٩٠ عن قتيبة، والبخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب فضل ما بين القبر والمنبر، ح: ١١٩٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ١/ ١٩٧، والكبرٰى، ح: ٧٧٤.

عائشہ ؓ کا حجرہ ہے۔ ریاض الجنہ کی پیمائش تقریباً 75x75 (فٹ) ہے۔

٦٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِي هٰذَا رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ».

٦٩٧- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے اس منبر کے پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث کے مفہوم کے بارے میں بھی ریاض الجنہ والے تینوں اقوال بیان کیے گئے ہیں۔ آخری مفہوم زیادہ معتبر ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨) - ذِكْرُ الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى (التحفة ١٢٩)

باب: ٨- وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی' کون سی ہے؟

٦٩٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَمَارٰى رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ، وَقَالَ الْآخَرُ: هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ مَسْجِدِي هٰذَا».

٦٩٨- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں کا اس مسجد کے بارے میں اختلاف ہو گیا جس کی بنیاد شروع دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ ایک شخص نے کہا: وہ مسجد قباء ہے۔ دوسرے نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میری مسجد (مسجد نبوی) ہے۔''

فائدہ: اہل تفسیر کے مطابق ﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى﴾ (التوبة ٩:١٠٨) سے مراد مسجد قباء ہے کیونکہ یہ شان نزول کے زیادہ موافق ہے مگر اس حدیث کی رو سے اس سے مراد مسجد نبوی ہے۔ دراصل دونوں مسجدیں ان الفاظ کا مصداق ہیں کیونکہ دونوں مسجدوں کی بنیاد رسول اللہ ﷺ نے رکھی ہے اور ظاہر ہے دونوں کی بنیاد لازماً تقویٰ پر ہے مگر چونکہ مسجد نبوی کی باقی تعمیر بھی آپ نے فرمائی اور آپ کی باقی زندگی اسی مسجد میں

٦٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ٢٩٠ عن سفيان بن عيينة ثنا عمار الدهني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٣٤، وللحديث شواهد.

٦٩٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان المسجد الذي أسس على التقوى . . . الخ، ح: ١٣٩٨ من حديث ابن أبي سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٦.

گزری' اسی مسجد کو آپ کے شب و روز سے برکتیں حاصل ہوئیں' لہٰذا یہ مسجد ہی زیادہ مستحق ہے کہ اسے اس کا مصداق قرار دیا جائے' البتہ مسجد قباء کو بھی ہفتے کے بعد کچھ دیر کے لیے آپ کی زیارت اور قدم بوسی نصیب ہوتی تھی' لہٰذا اس میں بھی خیر کثیر ہے۔ تبھی تو وہاں بھی نمازیوں کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے' اگرچہ مسجد نبوی کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم ٩) - فَضْلُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَّالصَّلَاةِ فِيهِ (التحفة ١٣٠)

باب:٩-مسجد قباء اور اس میں نماز کی فضیلت

٦٩٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْتِي قُبَاءَ رَّاكِبًا وَّمَاشِيًا.

٦٩٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی پیدل اور کبھی سوار مسجد قباء میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

فائدہ: آپ کے تشریف لے جانے کا مقصد اپنی ابتدائی مسجد کی عزت افزائی اور وہاں کے مسلمانوں سے ملاقات تھا کیونکہ یہ مسجد بہت دور تھی۔ ان لوگوں کا آپ کے پاس آنا مشکل تھا' بجائے اس کے کہ وہ سب آتے' آپ کا وہاں تشریف لے جانا آسان تھا۔ اس طرح وہاں کے لوگوں سے ملاقات بھی ہو جایا کرتی تھی۔

٧٠٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ ابْنُ يَعْقُوبَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْكَرْمَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: قَالَ أَبِي: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ حَتّٰى يَأْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ -مَسْجِدَ قُبَاءٍ- فَصَلّٰى فِيهِ كَانَ لَهُ عَدْلُ عُمْرَةٍ».

٧٠٠- حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی (گھر سے) نکلا' حتی کہ اس مسجد' یعنی مسجد قباء میں آیا اور اس میں نماز پڑھی تو اسے ایک عمرے کے برابر ثواب ملے گا۔''

فائدہ: دور دراز سے تقرب اور تبرک کا قصد کر کے مسجد قباء میں جانا درست نہیں کیونکہ یہ خصوصیت مساجد ثلاثہ (بیت اللہ' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) ہی کو حاصل ہے' البتہ قرب و جوار سے مسجد قباء میں آنا فضیلت کا باعث ہے۔

٦٩٩ـ أخرجه مسلم، الحج، باب فضل مسجد قباء . . . الخ، ح:١٣٩٩/ ٥١٩ عن قتيبة، والبخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب من أتى مسجد قباء كل سبت، ح:١١٩٣ من حديث ابن دينار به، وهو في الموطأ (رواية أبي مصعب): ١/ ٢١٧، ح:٥٥٣، والكبرٰى، ح:٧٧٧.

٧٠٠ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الصلاة في مسجد قباء، ح:١٤١٢ من حديث محمد الكرماني به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٧٨، وله شاهد عند ابن ماجه، ح:١٤١١ وغيره، وإسناده حسن.

یعنی جو شخص مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی نیت سے حاضر ہوا ہو یا مدینہ منورہ کا باسی ہو، وہ مسجد قباء کو جائے تا کہ یہ فضیلت حاصل کر سکے۔ اس طرح سب احادیث پر عمل ہو جائے گا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠) - مَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَيْهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ (التحفة ١٣١)

باب: ۱۰- کن مساجد کی طرف دور دراز سے قصداً آنا جائز ہے؟

٧٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا، وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى».

۷۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین مساجد کے علاوہ کسی جگہ کی طرف دور دراز سے سواریاں کس کے نہ جایا جائے۔ (اور وہ تین مسجدیں یہ ہیں:) مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔“

فائدہ: کسی جگہ کو خصوصاً متبرک سمجھنا، وہاں حاضری کو افضل سمجھنا اور تقرب و خصوصی ثواب کی نیت سے دور دراز کا سفر کر کے مشقت اٹھا کر وہاں جانا جائز نہیں، خواہ وہ مسجد ہو یا کوئی قبر وغیرہ۔ یہ فضیلت صرف تین مساجد کو حاصل ہے: مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔ صرف ان کی زیارت کے لیے اور وہاں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے سفر کر کے جانا جائز ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور مسجد یا قبر وغیرہ کے ساتھ ان جیسا خصوصی سلوک کرنا ان تین افضل مساجد کی توہین ہے جو قطعاً جائز نہیں، البتہ کسی عمارت کو تاریخی نقطۂ نگاہ سے دیکھنے جانا یا سیاحت کے طور پر وہاں گھومنا پھرنا جائز ہے کیونکہ یہ شرعی مسئلہ نہیں، مثلاً: کوئی شخص شاہی مسجد یا تاج محل وغیرہ دیکھنے جائے جس میں تقرب اور ثواب کا قصد نہ ہو۔ بعض حضرات نے اس روایت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ان تین کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف جانا جائز نہیں، البتہ قبور صالحین کی طرف تقرب و تبرک کی نیت سے جانا جائز ہے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ مسجدیں جو کہ حدیث صحیح کی رو سے روئے ارض کے بہترین ٹکڑے ہیں، وہاں تو تقرب کی نیت سے جانا منع ہو مگر قبور صالحین، جن پر آپ نے مساجد بنانے اور نماز پڑھنے سے روکا ہے اور جن پر حاضری شرک تک بھی پہنچا سکتی ہے، وہاں تقرب و تبرک کے لیے جانا جائز ہو۔ اگر واقعتاً قبور صالحین متبرک مقامات ہیں تو آپ نے وہاں نماز پڑھنے اور ان پر مساجد بنانے سے کیوں روکا ہے؟ کیا اس کا کوئی معقول جواب دیا جا سکتا ہے؟ لہٰذا اس روایت کا صحیح مفہوم وہی ہے جو پہلے بیان ہوا۔ واللہ أعلم.

٧٠١ـ أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح:١١٨٩، ومسلم، الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، ح:١٣٩٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٧٩.

(المعجم ١١) - اِتِّخَاذُ الْبِيَعِ مَسَاجِدَ (التحفة ١٣٢)

باب:١١- گرجوں کو مساجد بنانا

٧٠٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ مُلَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: خَرَجْنَا وَفْدًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّ بِأَرْضِنَا بِيعَةً لَّنَا، فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُورِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهُ فِي إِدَاوَةٍ وَّأَمَرَنَا فَقَالَ: «اُخْرُجُوا، فَإِذَا أَتَيْتُمْ أَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوا بِيعَتَكُمْ وَانْضَحُوا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوهَا مَسْجِدًا». قُلْنَا: إِنَّ الْبَلَدَ بَعِيدٌ وَّالْحَرَّ شَدِيدٌ وَّالْمَاءَ يَنْشَفُ فَقَالَ: «مُدُّوهُ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَزِيدُهُ إِلَّا طِيبًا». فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا بَلَدَنَا فَكَسَرْنَا بِيعَتَنَا ثُمَّ نَضَحْنَا مَكَانَهَا وَاتَّخَذْنَاهَا مَسْجِدًا فَنَادَيْنَا فِيهِ بِالْأَذَانِ قَالَ: وَالرَّاهِبُ رَجُلٌ مِّنْ طَيِّءٍ، فَلَمَّا سَمِعَ الْأَذَانَ قَالَ: دَعْوَةُ حَقٍّ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ تَلْعَةً مِّنْ تِلَاعِنَا فَلَمْ نَرَهُ بَعْدُ.

٧٠٢- حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنی قوم کے وفد کے طور پر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور ہم نے آپ کو بتایا کہ ہمارے علاقے میں ہمارا ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ سے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی مانگا۔ آپ نے پانی منگوایا' پھر وضو کیا اور کلی کی' پھر اس (پانی) کو ایک چھاگل میں انڈیل دیا اور فرمایا: ''جاؤ' جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو اپنے گرجے کو توڑ دینا اور اس کی جگہ یہ پانی چھڑک دینا اور اس جگہ کو مسجد بنا لینا۔'' ہم نے کہا کہ ہمارا علاقہ بہت دور ہے اور گرمی سخت ہے۔ یہ پانی (وہاں پہنچتے پہنچتے) خشک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ''اس میں اور پانی ملا لیا کرنا' بلاشبہ اس سے اس کی پاکیزگی ہی میں اضافہ ہو گا۔'' ہم واپس چلے حتی کہ جب اپنے علاقے میں پہنچے تو ہم نے اپنا گرجا توڑ دیا' پھر اس کی جگہ وہ مبارک پانی چھڑکا اور اس جگہ مسجد بنا لی' پھر ہم نے اس میں اذان کہی۔ اس گرجے میں قبیلۂ بنو طے کا ایک آدمی راہب (کے طور پر رہتا) تھا۔ جب اس نے اذان سنی تو کہنے لگا: یہ سچی دعوت ہے' پھر وہ ایک ٹیلے کی طرف گیا اور اس کے بعد ہمیں نظر نہ آیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ وفد ہجرت کے پہلے سال ہی آیا تھا۔ اس وقت مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی۔ حضرت

٧٠٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ٢/ ٨٠ من حديث ملازم بن عمرو به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠، وصححه ابن حبان، ح: ٣٠٤.

طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا تھا اور گارا تیار کیا تھا۔ ② یہ گرجا ان لوگوں کا اپنا ہی تھا۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو انھوں نے اپنے گرجے کو مسجد میں بدل لیا۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ گرجا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا' البتہ ظاہری شکل وصورت مسجد جیسی بنانا ضروری ہے' نیز اگر اس میں بت یا مجسمے ہوں تو ان کا نکالنا ضروری ہے، تصویریں ہیں تو انھیں مٹانا ضروری ہے' البتہ اگر غیر مسلم مسلمان نہ ہوں تو ان کی عبادت گاہ کو زبردستی مسجد میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا کہ یہ آزادیٔ مذہب کے خلاف ہے۔ ③ ''وضو کا پانی'' سے مراد وہ پانی بھی ہوسکتا ہے جو وضو میں استعمال ہوتا ہے۔ اس جگہ یہ معنی مناسب ہیں کیونکہ یہ پانی تبرک کے لیے تھا' لیکن حدیث مذکور میں [فَضْلَ طَهُورِهٖ] کا لفظ ہے' اس لیے ترجمہ میں اس سے مراد وہ پانی لیا گیا ہے جس سے وضو کیا گیا اور کچھ برتن میں بچ گیا۔ اس میں چونکہ بار بار آپ کا دست مبارک داخل ہوتا رہا ہے' لہٰذا وہ بھی متبرک تھا۔ ④ رسول اکرم ﷺ سے متعلقہ چیزوں سے تبرک تو متفق علیہ مسئلہ ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے لعاب مبارک' پسینے' خون' پیاری زلفوں' مقدس ناخنوں' لباس شریف' نعلین مبارک' وضو کے بابرکت پانی اور آپ کے جسم اور اس سے لگنے والی ہر چیز سے برکت حاصل کی' مگر کیا یہ سلوک نبی ﷺ کے بعد کسی اور کے ساتھ بھی کیا جا سکتا ہے؟ صحابہ وتابعین نے تو خلفائے راشدین تک کے ساتھ ایسا نہیں کیا۔ اس کا رواج تبع تابعین کے بعد اس وقت پڑا جب تصوف کا رواج ہوا' اس لیے اب ایسا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کسی کو قطعاً مقدس اور مبارک نہیں کہا جا سکتا۔ ⑤ ''اس سے پاکیزگی ہی میں اضافہ ہوگا۔'' یعنی مزید پانی جو ملایا جائے گا' اس کے ملانے سے پہلے پانی کے تبرک میں کمی نہ آئے گی کیونکہ دوسرا پانی بھی تو پاک ہی ہے۔ پہلے تھوڑا پانی متبرک تھا' مزید ملانے سے زیادہ پانی متبرک ہو جائے گا۔ تبرک تو اس میں موجود ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ متبرک پانی' مثلاً: زمزم دور تک لے جایا جا سکتا ہے اور اس میں مزید پانی بھی ملایا جا سکتا ہے۔ ⑥ معلوم ہوتا ہے کہ وہ راہب دعوت سنتے ہی مسلمان ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے غائب کر دیا۔ کوئی مصلحت ہوگی یا کہیں دور دراز نکل گیا ہوگا کیونکہ گرجا تو منہدم کر دیا گیا تھا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٢) - نَبْشُ الْقُبُورِ وَاتِّخَاذُ أَرْضِهَا مَسْجِدًا (التحفة ١٣٣)

باب:١٢- قبروں کو اکھیڑ کر ان کی جگہ مسجد بنانا

٧٠٣- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ

٧٠٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں: جب اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے تو آپ مدینہ منورہ کے ایک کنارے (قباء میں)

٧٠٣ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب: هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ... الخ، ح:٤٢٨، ومسلم، المساجد، باب ابتناء مسجد النبي ﷺ، ح:٥٢٤ من حديث عبدالوارث بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨١.

ﷺ نَزَلَ فِي عُرْضِ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُّقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى [مَلَإٍ] مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِي سُيُوفِهِمْ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ رَدِيفَهُ وَمَلَأٌ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ، حَتّٰى أَلْقٰى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، وَكَانَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، ثُمَّ أُمِرَ بِالْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَلَإٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ، فَجَاءُوا فَقَالَ: «يَا بَنِي النَّجَّارِ! ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا». قَالُوا: وَاللّٰهِ! لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَتْ فِيهِ خَرِبٌ، وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَتْ، وَبِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ، فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَهُمْ وَهُمْ يَقُولُونَ:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ
فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

ایک قبیلے میں اترے جنھیں بنوعمرو بن عوف کہا جاتا تھا۔ آپ ان میں چودہ راتیں ٹھہرے، پھر آپ نے بنونجار کے سرداروں کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں اللہ کے رسول ﷺ اپنی اونٹنی پر ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بنونجار کے سردار آپ کے اردگرد ہیں حتی کہ آپ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے پڑاؤ ڈالا۔ (شروع شروع میں) آپ کو جہاں نماز کا وقت ہو جاتا تھا، نماز پڑھ لیتے تھے۔ آپ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز پڑھتے رہے، پھر آپ کو مسجد بنانے کا حکم دیا گیا تو آپ نے بنو نجار کے سرداروں کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو آپ نے فرمایا: ''اے بنونجار! مجھ سے اپنے اس احاطے کا بھاؤ (قیمت) کرو۔'' انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس احاطے میں مشرکوں کی قبریں تھیں، کچھ ویرانہ (کھنڈر) تھا اور کھجوروں کے درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو مشرکوں کی قبریں اکھیڑ دی گئیں، درخت کاٹ دیے گئے اور ویرانے ہموار کر دیے گئے۔ انھوں نے مسجد کے قبلے والی جانب کھجور کے درختوں کی لائن لگا دی اور پتھروں کی چوکھٹ بنائی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پتھر اٹھاتے تھے اور رجز (شعر) پڑھتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ (سب) کہتے تھے: اے اللہ! آخرت کی خیر کے سوا کوئی خیر نہیں۔ انصار ومہاجرین کی مدد فرما۔

فوائد و مسائل: ① ہجرت کے موقع پر تشریف آوری کا ذکر ہے۔ آپ مدینہ منورہ کی مضافاتی بستی قباء میں ٹھہرے تھے۔ آپ چند دن یہاں ٹھہرے رہے، چار یا چودہ دن۔ ② بنونجار آپ کا ننھیال تھا۔ ہاشم کی بیوی اور عبدالمطلب کی والدہ اس قبیلے سے تھیں۔ آپ نے ان کی عزت افزائی کرنی چاہی، اس لیے انھیں پیغام بھیجا۔ ③ بکریوں کے باڑے سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بکریاں باندھی جاتی ہوں۔ ④ یہ احاطہ آپ کی عارضی رہائش گاہ کے بالکل سامنے تھا۔ آپ نے اسے مسجد اور اپنی رہائش کے لیے مناسب خیال فرمایا۔ ⑤ ''مشرکین کی قبریں'' چونکہ مشرکین کی قبریں قابل احترام نہیں ہیں، لہٰذا انھیں اکھیڑا جا سکتا ہے۔ یہ قبریں پرانی تھیں۔ ان کے قریبی ورثاء فوت ہو چکے ہوں گے ورنہ مسلمان ورثاء کی دل شکنی بھی منع ہے۔ روایات میں ہے کہ وہ احاطہ بنونجار کے دو یتیم بچوں کا تھا، اسی لیے آپ نے باوجود پیش کش کے بلا قیمت لینا منظور نہ کیا بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہہ کر ان بچوں کو قیمت دلوائی۔ ⑥ ''رجز'' ایک قسم کا شعر اور ہم آہنگ سا کلام ہوتا ہے۔ اس میں وزن بھی ہوتا ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی جنگ میں یا کسی خاص موقع پر اس قسم کا کلام پڑھ لیا تو آپ شاعر نہ بن گئے کیونکہ شاعر وہ ہوتا ہے جو شعر کو بطور پیشہ اور فن اپناتا ہے، نہ کہ وہ جو کبھی کبھار کوئی ہم آہنگ اور باوزن کلام بول لے جس میں شعر کہنے کا کوئی قصد بھی نہ ہو یا کسی کا کہا ہوا شعر پڑھ لے۔

(المعجم ١٣) - اَلنَّهْيُ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ (التحفة ١٣٤)

باب: ۱۳- قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت

٧٠٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ وَيُونُسَ قَالَا: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ قَالَا: لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَطَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَّهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، قَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ: «لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۷۰۴- حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں جب اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ اپنی چادر کبھی چہرۂ انور پر ڈال لیتے، پھر جب گھبراہٹ ہوتی تو اسے چہرے سے ہٹا لیتے۔ اسی حالت میں آپ نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو یہودیوں اور عیسائیوں پر جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔''

٧٠٤ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ح: ٣٤٥٣، ٣٤٥٥ من حديث ابن المبارك، ومسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور . . . الخ، ح: ٥٣١ من حديث يونس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٢.

فوائد و مسائل: ① جب انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ (مسجدیں) بنانا قابل لعنت فعل ہے تو دیگر لوگوں کی قبروں کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا کب جائز ہوگا؟ اگلی روایت میں نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں بنانے کا ذکر ہے۔ گویا یہود و نصاریٰ نے انبیاء کی قبروں کو بھی اور صالحین کی قبروں کو بھی مسجدیں (عبادت گاہیں) بنالیا تھا اور یوں وہ غیر اللہ کی پوجا کرتے تھے' جیسے آج مسلمان کہلانے والا ایک فرقہ بھی اسی طریقے پر گامزن ہے۔ هداهم الله تعالٰی. ② کسی معین فرد پر لعنت بھیجنا منع ہے مگر کسی وصف پر جائز ہے' مثلاً: اللہ چور پر لعنت کرے۔ قبروں کو مسجدیں بنانے والوں پر اللہ کی لعنت ہو' اسی طرح جس شخص کا کفر پر مرنا قطعی ہو' اس پر لعنت کرنا بھی جائز ہے' مثلاً: فرعون' ابوجہل لعنهم الله. ③ نبی ﷺ کو تپ محرقہ کی تیزی تھی' اس لیے گھبراہٹ محسوس ہوتی تھی مگر اس وقت بھی تبلیغ سے غافل نہ ہوئے...... ﷺ......

٧٠٥- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَتَاهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوا تِيكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٧٠٥- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ ؓ نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انھوں نے حبشہ میں (ہجرت حبشہ کے دور میں) دیکھا تھا۔ اس میں تصویریں تھیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ان (عیسائیوں) کی یہ عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تمام مخلوق میں سے بدترین ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ ؓ اپنے اپنے خاوندوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں۔ وہ عیسائیوں کا ملک تھا۔ ② نیک آدمی کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں اس نیک آدمی اور دوسرے صالحین کی تصویریں بناتے تھے۔ مقصد تو تعظیم اور ان کی یاد ہوتی تھی مگر آہستہ آہستہ ان تصویروں کی پوجا شروع ہو جاتی تھی' اس لیے شریعت نے قبروں پر مسجدوں سے مطلقاً منع کر دیا کہ یہ شرک کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ اور واقعتاً جن قبروں پر یا ان کے قریب مساجد بنی ہوئی ہیں' ان قبروں کی پوجا ہوتی ہے' اسی لیے انھیں بدترین مخلوق کہا گیا۔ ③ صالحین سے مراد انبیاء کے حواری (اولین پیروکار) یا علماء و رہبان ہیں کیونکہ

٧٠٥- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: هل تنبش قبور مشركي الجاهلية . . . الخ، ح:٤٢٧، ومسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور . . . الخ، ح:٥٢٨ من حديث القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٣.

عیسائی انھیں نبیوں کی طرح سمجھتے اور ان کی غیر مشروط اطاعت کرتے تھے۔

(المعجم ١٤) - اَلْفَضْلُ فِي إِتْيَانِ الْمَسَاجِدِ (التحفة ١٣٥)

باب:١٤-مسجدوں میں آنے کی فضیلت

٧٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ - هُوَابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «حِينَ يَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ إِلٰى مَسْجِدِهِ، فَرِجْلٌ تُكْتَبُ حَسَنَةً وَرِجْلٌ تَمْحُو سَيِّئَةً».

٧٠٦-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:''آدمی جب اپنے گھر سے مسجد کے لیے نکلتا ہے اور قدم اٹھاتا ہے تو (ہر قدم کے لیے) ایک پاؤں اٹھانے پر نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرا پاؤں اٹھانے پر ایک برائی مٹائی جاتی ہے۔''

فائدہ: دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ایک پاؤں نیکی لکھتا ہے اور دوسرا پاؤں برائی مٹاتا ہے۔ پاؤں کی طرف نسبت مجازاً ہوگی۔ دونوں معنوں کا نتیجہ ایک ہی ہے' بس اتنی بات ہے کہ دوسرے معنی میں زیادہ بلاغت پائی جاتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ مَّنْعِ النِّسَاءِ مِنْ إِتْيَانِهِنَّ الْمَسَاجِدَ (التحفة ١٣٦)

باب:١٥-عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روکنے کی ممانعت

٧٠٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَلَا

٧٠٧-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت طلب کرے تو وہ اسے نہ روکے۔''

٧٠٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣١ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤، وللحديث شواهد.

٧٠٧ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب استئذان المرأة زوجها في الخروج إلى المسجد وغيره، ح:٥٢٣٨، ومسلم، الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة . . . الخ، ح: ٤٤٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٥.

يَمْنَعْهَا».

فائدہ: عورتیں بوڑھی ہوں یا جوان باپردہ ہوکر ہر نماز کے لیے مسجد میں آسکتی ہیں۔ اگرچہ عورتوں کے لیے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے مگر جماعت کے اپنے فوائد ہیں۔ عورت باپردہ ہوکر جماعت کے وقت کے قریب آئے اور جماعت ختم ہوتے ہی واپس چلی جائے تاکہ مردوں سے اختلاط نہ ہو' سنتیں گھر جاکر پڑھے۔ ان شرائط کے ساتھ عورت اجازت طلب کرے تو شوہر یا ولی کو روکنے کا اختیار نہیں' اسے اجازت دے دینی چاہیے' البتہ اگر غیر معمولی حالات ہوں' امن وامان ناپید ہو تو پھر صرف نماز ہی نہیں بلکہ باقی کاموں کے لیے بھی باہر جانا جائز نہ ہوگا۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ بیاہ شادی' مرگ وسوگ' میل ملاقات' درباروں اور پیروں کے پاس حاضری' خریداری' الیکشن کے ووٹوں اور باہر زمین کے کام کاج وغیرہ کے لیے عورت جائے تو کوئی ڈر نہیں مگر نماز کے لیے مسجد میں آئے تو فساد کا ڈر ہے۔ احناف صرف بوڑھی عورتوں کو رات کے وقت اجازت دیتے ہیں' مگر کیا وہ باقی امور کے لیے بھی یہ پابندی قائم کریں گے؟ نیز یہ صحابیات کے طرز عمل اور حدیث شریف کے بالکل خلاف ہے۔

(المعجم ١٦) - مَنْ يُمْنَعُ مِنَ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٣٧)

باب: ۱٦- کس شخص کو مسجد میں آنے سے روکا جاسکتا ہے؟

٧٠٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ» قَالَ: أَوَّلَ يَوْمٍ «الثُّومِ» ثُمَّ قَالَ: «الثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَلَا يَقْرَبْنَا فِي مَسَاجِدِنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسُ».

۷۰۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی یہ پودا (عطاء نے) پہلے دن (حدیث بیان کرتے ہوئے) کہا: لہسن' پھر (دوسرے موقع پر) کہا: لہسن اور پیاز اور گندنا (پیازی) کھائے تو وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① چونکہ مسجدیں ملائکۂ رحمت کا مقام ہیں' لہٰذا ایسی چیز جس کی بو عموماً یا ذکار کے وقت یا منہ

٧٠٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً أو كراثًا أو نحوها . . . الخ، ح: ٧٤/٥٦٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان، والبخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ٨٥٤ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٦، وأخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في كراهية أكل الثوم والبصل، ح: ١٨٠٦ عن إسحاق بن منصور به، وقال: "حسن صحيح".

کھولتے وقت اردگرد کے ساتھیوں کو محسوس ہو کھا کر مسجد میں آنا منع ہے کیونکہ یہ چیز فرشتوں اور فرشتہ صفت نمازیوں کے لیے تکلیف دہ ہے۔ مذکورہ تین چیزوں کے علاوہ بھی جو چیز بدبو کا موجب ہے' وہ منع ہے' مثلاً: مولی' حقہ' سگریٹ اور نسوار وغیرہ۔ بعض اہل علم نے اس شخص کو بھی آنے سے منع کیا ہے' جس کے منہ سے یا کسی اور عضو سے بیماری کی بنا پر بو آتی ہو اور لوگوں کے لیے نفرت کا باعث ہو۔ ② یہ پابندی صرف مساجد کے لیے ہے' باقی مقامات کے لیے نہیں کیونکہ وہاں رحمت کے فرشتوں کا ہونا یقینی نہیں' نیز وہاں ہر ایک کی حاضری بھی ضروری نہیں۔ ③ چونکہ منع کی وجہ بدبو ہے' لہٰذا اگر کسی طریقے سے ان کی بو ختم کر لی جائے' مثلاً: انھیں پکا لیا جائے یا بعد میں کوئی ایسی چیز استعمال کر لی جائے یا کھا لی جائے جس سے منہ کی بو ختم ہو جائے تو پھر مسجد میں آنا جائز ہو گا۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی چیزیں کھا کر مسجد کا رخ نہ کیا جائے۔ احتیاط اسی میں ہے۔

(المعجم ١٧) - مَنْ يُخْرَجُ مِنَ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٣٨)

باب:۱۷- کس شخص کو مسجد سے نکالا جاسکتا ہے؟

٧٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ! تَأْكُلُونَ مِنْ شَجَرَتَيْنِ مَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ: هٰذَا الْبَصَلُ وَالثُّومُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا.

۷۰۹- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اے لوگو! تم ان دو بدبودار پودوں کو کھاتے ہو' یعنی لہسن اور پیاز' حالانکہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کسی آدمی سے ان کی بو پاتے تو اس کے بارے میں آپ حکم فرماتے اور اسے بقیع (مسجد نبوی سے متصل قبرستان) کی طرف نکال دیا جاتا، لہٰذا جس نے انھیں کھانا ہی ہو' وہ انھیں پکا کر ان کی بو ختم کر لے۔

فائدہ: اگر کوئی شخص بو والی چیز کھا کر مسجد میں آ جائے تو اسے بطور سزا یا لوگوں اور فرشتوں کو تکلیف سے بچانے کے لیے مسجد سے نکالا جاسکتا ہے۔ یہ حدیث صرف مسجد کے بارے میں ہے۔

٧٠٩_ أخرجه مسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً أو كراثًا أو نحوها . . . الخ، ح: ٥٦٧ عن محمد ابن المثنى به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٧.

(المعجم ١٨) - ضَرْبُ الْخِبَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ (التحفة ١٣٩)

باب:١٨-مسجد میں خیمہ لگانا

٧١٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ، صَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ دَخَلَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَّعْتَكِفَ فِيهِ، فَأَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَّمَضَانَ، فَأَمَرَ فَضُرِبَ لَهُ خِبَاءٌ، وَأَمَرَتْ حَفْصَةُ فَضُرِبَ لَهَا خِبَاءٌ، فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ خِبَاءَهَا أَمَرَتْ فَضُرِبَ لَهَا خِبَاءٌ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ: «آلْبِرَّ يُرِدْنَ؟» فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ وَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

٧١٠-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف والی جگہ میں داخل ہوتے۔ایک دفعہ آپ نے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کا ارادہ فرمایا' چنانچہ آپ نے حکم دیا اور آپ کے لیے (مسجد میں) ایک خیمہ لگایا گیا۔ حضرت حفصہ ؓ نے حکم دیا تو ان کا خیمہ بھی لگا دیا گیا۔ جب حضرت زینب ؓ نے ان کا خیمہ لگا دیکھا تو انھوں نے بھی خیمہ لگوا لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ سب کچھ دیکھا تو فرمایا: ''کیا یہ نیکی کا ارادہ رکھتی ہیں؟ (یعنی نہیں رکھتیں۔'') پھر (ناراضی کی بنا پر) آپ نے اس سال رمضان میں اعتکاف نہ کیا بلکہ شوال کے دس دن اعتکاف کیا۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف ایک عبادت ہے اور بغیر پردے کے ممکن نہیں' لہٰذا خیمہ کھڑا کرنا ضروری ہے۔ ② نبی ﷺ کی بیویاں ایک سے زائد تھیں اور بتقاضائے بشریت سوکنوں میں چپقلش ہوتی ہے' اسی چپقلش کے نتیجے میں حضرت زینب ؓ نے خیمہ لگوایا کہ میں اس سعادت سے پیچھے کیوں رہوں؟ اللہ! اللہ! نیک لوگوں کی چشمک بھی نیکی کے اضافے کے لیے ہوتی ہے' مگر آپ نے اس چشمک کو برداشت نہ کیا' اس لیے آپ نے خود بھی اعتکاف کا ارادہ موقوف فرما دیا۔ ③ اگر کوئی اعتکاف کا ارادہ ونیت کر لے مگر کوئی رکاوٹ پیش آ جائے تو مناسب ہے کہ قضا دے' خواہ رمضان المبارک کے بعد ہی ہو۔ ④ نبیٔ اکرم ﷺ کے خیمے اٹھوانے کی اصل وجہ امہات المومنین کی آپس کی چشمک اور منافست تھی جس کا حدیث سے اشارہ ملتا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ حکم عورتوں کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کی وجہ سے تھا' بالخصوص جبکہ مردوں سے اختلاط کا بھی اندیشہ ہو اگرچہ وہاں خاوند بھی معتکف ہو۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اگر عدم جواز کی بات ہوتی تو انھیں آغاز ہی میں نبی

٧١٠- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف النساء، ح: ٢٠٣٣، ومسلم، الاعتكاف، باب متى يدخل من أراد الاعتكاف في معتكفه، ح: ١١٧٣/ ٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨.

ﷺ روک دیتے اور آخر میں یہ نہ فرماتے...... کیا یہ نیکی کا ارادہ رکھتی ہیں......؟ ⑤ احناف میں عورتوں کے گھروں میں اعتکاف بیٹھنے کا رواج ہے' لیکن یہ بلا دلیل ہے۔ قرآن وحدیث کی رُو سے اعتکاف صرف مسجد ہی میں ہوسکتا ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا عمل بھی اسی کا مؤید ہے' اس لیے عورت مسجد ہی میں اعتکاف بیٹھے' گھر میں نہیں' تاہم اس کے لیے ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنے کا خدشہ نہ ہو۔ آج کل بعض بڑی مرکزی مسجدوں میں عورتوں کے لیے ایسا محفوظ انتظام کر دیا گیا ہے کہ وہاں مردوں سے اختلاط بھی نہیں ہوتا اور ان کی عزت وعصمت کو بھی خطرہ نہیں ہوتا' اس لیے ایسی جگہوں پر اس کی گنجائش ہے۔ و اللہ أعلم.

٧١١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ رَماهُ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ.

۷۱۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنگ خندق کے دن زخمی ہو گئے۔ ایک قریشی آدمی (حبان بن عرقہ) نے ان کے بازو کی بڑی رگ میں تیر مارا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگا دیا تا کہ آپ قریب سے ان کی عیادت کرلیا کریں۔

فوائد ومسائل: ① عیادت کے علاوہ ایک اور سبب علاج بھی تھا جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے کہ آپ ان کا علاج بھی کرتے رہے تھے' لیکن اس رگ میں زخم ہو جائے تو عموماً خون نہیں رکتا بلکہ موت یقینی ہو جاتی ہے۔ ② اس حدیث سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی منقبت ومرتبت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ مریض کی تیمارداری کرنا سنت ہے' اس سے اس کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے۔

(المعجم ١٩) - إِدْخَالُ الصِّبْيَانِ الْمَسَاجِدَ (التحفة ١٤٠)

باب:١٩- بچوں کو مسجدوں میں لے جانا

٧١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ [عَمْرِو] بْنِ

۷۱۲- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی

٧١١ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم، ح: ٤٦٣، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قتال من نقض العهد . . . الخ، ح: ١٧٦٩/ ٦٥ من حديث ابن نمير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٩.

٧١٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز حمل الصبيان في الصلاة، ح: ٥٤٣ عن قتيبة، والبخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ح: ٥٩٩٦ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠.

سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحْمِلُ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ عَلَى عَاتِقِهِ يَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ وَيُعِيدُهَا إِذَا قَامَ، حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهَا.

نواسی) امامہ بنت ابوالعاص بن ربیع کو اٹھائے ہوئے ہمارے پاس آئے۔ وہ ابھی بچی تھی۔ ان کی والدہ زینب بنت رسول اللہ (ﷺ) تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے نماز پڑھائی جب کہ وہ بچی آپ کے کندھے پر تھی۔ آپ جب رکوع فرماتے تو بچی کو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے دوبارہ اٹھا لیتے حتی کہ آپ نے اسی طرح نماز مکمل کی۔

فوائد و مسائل: ① بعض علماء کا کہنا ہے کہ ممکن ہے گھر میں کوئی بچی اٹھانے والا نہ ہو یا بچی ضد کرتی ہو یا آپ نے امت کو تنگی سے بچانے کے لیے ایسے کیا ہو کیونکہ کسی کو مجبوری پیش آ سکتی ہے۔ بہر صورت وجہ جو بھی ہو اس حدیث سے اس کا جواز ہی ثابت ہوتا ہے بلکہ یہ کہنا بہتر ہے کہ آپ نے یہ عمل بیان جواز کے لیے کیا ہے تا کہ اس قسم کے موقع پر امت کا کوئی فرد تنگی یا حرج میں مبتلا نہ ہو کیونکہ حدیث میں اس قسم کی کوئی وجہ بیان نہیں ہوئی۔ رہا یہ کہ عمل قلیل جائز ہے اور کثیر ناجائز تو اس موقف کی بھی احادیث سے تائید نہیں ہوتی جس طرح کہ یہاں ہے۔ ہاں! ضرورت کے پیش نظر یا اصلاح نماز کے لیے عمل کثیر میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ مالکیہ فرض نماز میں اس کے قائل نہیں حالانکہ مجبوری تو فرض نماز میں بھی پیش آ سکتی ہے نیز یہ فرض نماز ہی تھی بلکہ بعض روایات میں صراحت ہے کہ وہ ظہر یا عصر کی نماز تھی۔ بہر صورت بلا وجہ ایسے نہیں کرنا چاہیے مجبوری ہو تو کم سے کم فالتو حرکت کے ساتھ ایسے کیا جا سکتا ہے۔ ② مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں بچوں کو لایا جا سکتا ہے ترجمۃ الباب سے امام صاحب رحمہ اللہ کا یہی مقصد ہے بلکہ حسب ضرورت دوران نماز میں اٹھایا بھی جا سکتا ہے۔ اور وہ حدیث جس میں بچوں کو مساجد میں لے جانے سے منع کیا گیا ہے ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، حديث: ٧٥٠، و ضعيف الترغيب والترهيب للألباني، حديث: ١٨٦)

(المعجم ٢٠) - رَبْطُ الْأَسِيرِ بِسَارِيَةِ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٤١)

باب: ۲۰- قیدی کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنا

٧١٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۷۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٧١٣- أخرجه البخاري، الصلاة، باب دخول المشرك المسجد، ح: ٤٦٩، ومسلم، الجهاد، باب ربط الأسير وحبسه وجواز المن عليه، ح: ١٧٦٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩١.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرُبِطَ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ. مُخْتَصَرٌ.

رسول اللہ ﷺ نے ایک گھوڑ سوار دستہ نجد کی طرف بھیجا۔ وہ قبیلۂ بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو، جن کا نام ثمامہ بن اثال تھا، پکڑ کر لائے۔ یہ یمامہ والوں کے سردار تھے۔ آپ نے انھیں مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد و مسائل: ① آپ کے دور میں کوئی جیل تو تھی نہیں اور اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ کبھی کبھار کوئی قیدی آتا تھا، اس لیے انھیں مسجد کے ستون سے باندھ دیا گیا۔ اس میں ایک اور مقصد بھی تھا کہ وہ مسلمانوں کو عبادت کرتے، چلتے پھرتے اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے دیکھ کر متاثر ہوں اور مسلمان ہو جائیں اور ایسے ہی ہوا۔ وہ مسجد، وہاں اعمال صالحہ کی برکت اور رسول اللہ ﷺ کے حسن خلق سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ ② قصۂ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی یہ روایت تو مختصر ہے لیکن صحیحین میں اس واقعے کی تفصیلی روایت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، المغازي، حدیث: ۴۳۷۲، وصحیح مسلم، الجھاد، حدیث: ۱۷۶۴)

(المعجم ٢١) - إِدْخَالُ الْبَعِيرِ الْمَسْجِدَ (التحفة ١٤٢)

باب: ۲۱-مسجد میں اونٹ داخل کرنا

٧١٤- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

۷۱۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ آپ حجر اسود کو چھڑی سے چھوتے تھے۔

فائدہ: اونٹ پر طواف کا بڑا مقصد لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دینا تھا تاکہ لوگ آنکھوں سے دیکھ کر حج کے طریقے جان لیں۔ آپ نے سارا حج ہی اونٹ پر کیا تھا۔ یہ طواف زیارت (۱۰ ذوالحجہ) کی بات ہے۔ ایک ذیلی مقصد دشمنوں سے آپ کی حفاظت بھی تھا۔ بعض نے اسے آپ کی خصوصیت قرار دیا ہے لیکن اس خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں بلکہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنے کی اجازت دی

٧١٤ـ أخرجه البخاري، الحج، باب استلام الركن بالمحجن، ح: ١٦٠٧، ومسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢.

تھی۔دیکھیے :(صحيح البخاري' الحج' باب من صلى ركعتي الطواف......' حدیث:۱۶۲۶) لہٰذا اس سے خصوصیت کا دعویٰ مجروح ہو جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی پر طواف کسی مرض یا بھیڑ کی وجہ سے کیا تھا' لیکن یہ بھی ایک توجیہ ہی ہے' اس کی بھی کوئی بنیاد نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ضرورت کو دیکھا جائے۔ اگر کسی دور میں اس کی ضرورت محسوس ہو تو شرعاً اس کی اجازت ہے اگرچہ اس دور میں اونٹ یا کسی دوسرے حلال جانور پر طواف عقلاً محال لگتا ہے لیکن بات ضابطے اور اصول کی ہے کیونکہ اگر آج یہ نوبت نہیں آئی تو آئندہ کسی بھی وقت اس قسم کے حالات پیش آ سکتے ہیں۔ جو لوگ اونٹ وغیرہ حلال جانوروں پر طواف کے قائل نہیں ہیں' دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کے پیشاب اور گوبر کو نجس اور پلید سمجھتے ہیں' حالانکہ ایسی بات قطعاً نہیں۔ احادیث کی روشنی میں حق بات یہی ہے کہ ان کا پیشاب اور گوبر ناپاک اور پلید نہیں' ہاں! یہ الگ بات ہے کہ انسان اپنی طبعی نفاست کی وجہ سے اس سے کراہت محسوس کرتا ہے، ورنہ اس طرح تو وہ تھوک اور بلغم وغیرہ سے بھی گھن کھاتا ہے۔ کیا ان کے لگنے سے کپڑے پلید ہو جاتے ہیں یا نیچے گرنے سے زمین نجس ہو جاتی ہے؟ ترجمۃ الباب میں امام نسائی ؒ کا رجحان بھی یہی لگتا ہے کہ ضرورت کے پیش نظر اونٹ وغیرہ کو مسجد میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٢) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٤٣)

باب:۲۲-مسجد میں خرید وفروخت اور نماز جمعہ سے پہلے حلقے بنانے کی ممانعت

٧١٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَعَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ.

۷۱۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعہ سے قبل حلقے بنانے اور مسجد میں خرید وفروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز جمعہ سے قبل علمی حلقے قائم کرنا جمعہ کی اہمیت کو کم کرتا ہے' اس لیے جمعہ کے دن دینی

٧١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة، ح: ١٠٧٩ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٣، وحسنه الترمذي، ح: ٣٢٢. * ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ١٧٩.

تعلیمی اداروں میں چھٹی کی جاتی ہے۔ یا جمعۃ المبارک کے خطبے کے دوران میں حلقے بنانا منع ہے بلکہ سب لوگ ایک حلقے کی صورت میں امام کی طرف منہ کر کے بیٹھیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ خطبۂ جمعہ میں حلقے کی صورت میں نہ بیٹھیں بلکہ صفوں کی سیدھ میں بیٹھیں تاکہ بعد میں نماز کی ادائیگی میں دقت نہ ہو' البتہ صف کی سیدھ میں بیٹھ کر منہ امام کی طرف ہی کیا جائے۔ ② مسجد میں خرید و فروخت کا جمعہ سے تعلق نہیں بلکہ مسجد میں خرید و فروخت کرنا ہر وقت منع ہے کیونکہ اس میں شور و غل' جھگڑا اور تکرار ہوتا ہے۔ یہ سب چیزیں مسجد کے تقدس کے خلاف ہیں۔ مسجد تو عبادت' ذکر اور قراءت قرآن کے لیے بنائی جاتی ہے' نیز مسجد میں خرید و فروخت کی اجازت سے نماز وغیرہ میں رکاوٹ پڑے گی اور مسجد کو آنے والا خالص عبادت کے لیے نہیں بلکہ خرید و فروخت کی نیت سے بھی آئے گا، اس طرح وہ آنے کے ثواب سے محروم رہے گا۔ مسجد کی طرف نماز کی تیاری اور نیت کے ساتھ آنا بھی تو بڑے ثواب کا کام ہے۔

(المعجم ٢٣) - اَلنَّهْيُ عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ١٤٤)

باب:۲۳-مسجد میں اشعار پڑھنے کی ممانعت

٧١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ.

۷۱۶-حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اشعار عام طور پر مبالغہ آرائی بلکہ کذب کا شاہکار ہوتے ہیں' اس لیے ان سے منع فرمایا ورنہ اگر کوئی شعر حمد و نعت اور وعظ و نصیحت کے قبیل سے ہو تو انھیں پڑھا جا سکتا ہے جیسے حضرت حسان ؓ کے اسلامی اشعار' اس کے باوجود شعروں کی کثرت اچھی چیز نہیں' اس لیے کہ شعر قرآن سے غافل کر دیتے ہیں۔ شعروں کا قافیہ اور وزن دل کو لبھاتا ہے' اس لیے اللہ والوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو قرآن کی بجائے شعروں میں زیادہ مزہ آتا ہے۔

(المعجم ٢٤) - اَلرُّخْصَةُ فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ الْحَسَنِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ١٤٥)

باب:۲۴-مسجد میں اچھے شعر پڑھنے کی رخصت

٧١٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية البيع والشراء . . . الخ، ح: ٣٢٢ عن قتيبة به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٤. ※ ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ١٧٩، أطراف المسند: ٤/ ٣٢، ح: ٥١٧١.

٧١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: مَرَّ عُمَرُ بِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَّهُوَ يُنْشِدُ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَحَظَ إِلَيْهِ فَقَالَ: قَدْ أَنْشَدْتُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَجِبْ عَنِّي، اَللّٰهُمَّ! أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ.» قَالَ: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ!.

۷۱۷-حضرت سعید بن میسّب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں گھور کر دیکھا تو وہ کہنے لگے: میں نے اس وقت بھی (مسجد میں) شعر پڑھے ہیں جب اس میں آپ سے بہتر شخصیت موجود تھی، (یعنی نبی ﷺ) پھر وہ (حسان رضی اللہ عنہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”(اے حسان!) میری طرف سے (کافروں کو) جواب دو۔ اے اللہ! اس کی روح القدس سے تائید فرما۔“ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی تائید وحمایت اور دیگر اسی قسم کی باتوں کے لیے مساجد میں اشعار پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ١٤٦)

باب: ۲۵-مسجد میں گم شدہ جانور (وغیرہ) کا اعلان کرنے کی ممانعت

٧١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَّنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا وَجَدْتَ».

۷۱۸-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آیا اور مسجد میں گم شدہ جانور کا اعلان کرنے لگا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کرے تجھے نہ ملے۔“

٧١٧ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح:٣٢١٢، ومسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه، ح:٢٤٨٥/ ١٥١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٩٥.

٧١٨ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٧٩٦، وله شواهد عند مسلم، ح:٥٦٨، ٥٦٩ وغيره.

فوائد و مسائل: ① بعض روایات میں ہے کہ وہ آدمی مسجد میں منہ اندر کر کے کہنے لگا: کسی نے میرا سرخ اونٹ دیکھا ہے؟ تو آپ نے یہ فرمایا۔ (صحیح مسلم' المساجد' حدیث:٥٦٩) ② مسجد کو ایسے اعلان کی جگہ بنانا درست نہیں۔ ہاں! اگر کوئی نمازی آدمی نماز پڑھنے آئے اور اپنی گم شدہ چیز کا تذکرہ ساتھیوں سے کر دے تو منع نہیں کیونکہ یہ عرفاً اعلان میں نہیں آتا۔ ③ حدیث میں صرف جانور کا ذکر ہے مگر اس کے علاوہ دیگر اشیاء جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے' ان کا بھی یہی حکم ہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے' البتہ گم شدہ بچے کا اعلان اس میں نہیں آتا کیونکہ اس کو [ضَالَّةٌ] نہیں کہتے۔

(المعجم ٢٦) - إِظْهَارُ السِّلَاحِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ١٤٧)

باب:٢٦- مسجد میں اسلحہ ننگا کر کے چلنا

٧١٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ الزُّهْرِيُّ بَصْرِيٌّ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قُلْتُ لِعَمْرٍو: أَسَمِعْتَ جَابِرًا يَقُولُ: مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذْ بِنِصَالِهَا؟» قَالَ: نَعَمْ.

٧١٩- سفیان کہتے ہیں کہ میں نے عمرو سے پوچھا: کیا آپ نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ایک آدمی اپنے تیر لے کر مسجد سے گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ان کی نوکوں کو ہاتھ میں پکڑ لو۔'' اس نے کہا: جی ہاں۔

فائدہ: تفصیلی روایت میں ہے کہ اس نے تیروں کو نوکوں کی جانب سے ننگا کیا ہوا تھا۔ خطرہ تھا کہ وہ کسی کو لگ نہ جائیں' اس لیے آپ نے فرمایا: ''تیروں کی نوکوں کو پکڑ لو تاکہ نقصان نہ پہنچائیں۔'' گویا مسجد میں اسلحہ لایا جا سکتا ہے مگر بند حالت میں تاکہ کسی کو اتفاقاً لگ نہ جائے۔ اگرچہ اسلحے سے پرہیز ہی بہتر ہے کیونکہ اسلحے کی موجودگی میں اشتعال آجائے تو اسے چلایا جا سکتا ہے جس سے بہت بڑا فساد رونما ہونے کا خطرہ ہے۔

(المعجم ٢٧) - تَشْبِيكُ الْأَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ١٤٨)

باب:٢٧- مسجد میں انگلیوں میں انگلیاں پھنسانا

٧٢٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٧٢٠- حضرت اسود سے روایت ہے کہ میں اور علقمہ

٧١٩- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: يأخذ بنصول النبل إذا مر في المسجد، ح: ٤٥١، ومسلم، البر والصلة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق ... الخ، ح: ٢٦١٤/ ١٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٧٩٧.

٧٢٠- أخرجه مسلم، المساجد، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ٥٣٤ من ◀◀

قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَلْقَمَةُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ لَنَا: أَصَلَّى هٰؤُلَاءِ؟ قُلْنَا: لَا، قَالَ: قُومُوا فَصَلُّوا، فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ خَلْفَهُ، فَجَعَلَ أَحَدَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ، فَصَلَّى بِغَيْرِ أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ، فَجَعَلَ إِذَا رَكَعَ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَجَعَلَهَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ آپ نے ہم سے پوچھا: ان لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ فرمایا: اٹھو اور نماز پڑھو۔ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہونے لگے تو آپ نے ہم میں سے ایک کو اپنی دائیں اور دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کر لیا اور انھوں نے بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھائی اور جب رکوع کرتے تھے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسا کر گھٹنوں کے درمیان رکھ لیتے تھے۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد و مسائل: ① امام صاحب کا تشبیک پر استدلال واضح ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تشبیک نماز کے اندر کی۔ اور نماز عموماً مسجد میں پڑھی جاتی ہے، لہٰذا مسجد میں تشبیک جائز ہے، البتہ اس پر اعتراض ہے کہ رکوع میں تشبیک کر کے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھنا جسے علمی اصطلاح میں تطبیق کہتے ہیں، بالاتفاق منسوخ ہے، لہٰذا منسوخ سے استدلال کیسے ہو سکتا ہے جس طرح کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ رکوع یا نماز کے اندر ہے، آگے پیچھے مسجد میں منع نہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس نسخ کا علم نہ ہوا جبکہ دیگر صحابہ، مثلاً: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے صراحتاً اس کا نسخ ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۳۵) یہاں ایک اور قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو یا گھر سے نماز کی نیت سے نکلا ہو تو کیا تشبیک کر سکتا ہے؟ احادیث کو دیکھا جائے تو کچھ احادیث میں اس کی ممانعت ہے اور کچھ میں اس کا اثبات اور جواز ہے، یعنی بعض مواقع پر خود نبی ﷺ نے تشبیک کی ہے۔ اس کی تطبیق یہ ہے، جس کی وضاحت ابن منیر نے فرمائی ہے کہ بلاوجہ یا بلاضرورت ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا ممنوع ہے کیونکہ یہ عمل عبث اور بے فائدہ ہے۔ اگر تعلیم و تفہیم یا تمثیل کی خاطر ہو تو درست ہے۔ اور جہاں کہیں احادیث میں اس کا اثبات ہے، وہاں یہی مقصود ہے۔ بعض کے بقول اگر نماز میں ہو یا نماز کا قصد ہو تو منع ہے۔ ممانعت کی احادیث کو اسی پر محمول کیا جائے گا۔ لیکن اگر نماز کا قصد نہ ہو بلکہ ویسے ہی مسجد میں بیٹھا ہو تو اس طرح تشبیک کر لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حرمت کی ایک خاص حالت یا خاص وقت

◀◀ حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٨.

ہے' لہٰذا اوقات نماز کے علاوہ جب بھی چاہے' جائز ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:۱/۷۳۲' حديث:۴۸۱) تشبیک کی حرمت پر دلالت کرنے والی بعض روایات کو کچھ علماء نے کمزور قرار دیا ہے لیکن ان کی حجیت وصحت ہی راجح ہے۔ دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۳/۹۳) ③ دو مقتدیوں کا امام کے دائیں بائیں کھڑا ہونا بھی منسوخ ہے۔ اس کا نسخ بھی متفق علیہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر کے اندر نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے جس میں آپ نے انس اور ان کے بھائی کو اپنے پیچھے اور ان کی والدہ یا دادی کو ان کے پیچھے کھڑا کیا تھا۔ (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:۳۸۰' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:۶۵۸) ④ مسجد میں اذان اور جماعت ہو چکی ہو تو پھر مسجد کے اندر یا قریبی محلے میں بغیر اذان واقامت کے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اصل اذان واقامت کافی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان اصحاب وغیرہ کا موقف یہی ہے کہ جب اذان اور اقامت کے ساتھ نماز باجماعت ہو چکی ہو تو اس کے بعد آنے والے لوگ اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھیں' یعنی انھیں پہلے والے لوگوں کی اذان اور اقامت ہی کافی ہے۔ اب وہ جماعت کرائیں تو بغیر اقامت کے کرائیں جبکہ جمہور علمائے سلف اور خلف کا موقف اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے والے لوگوں کی اقامت کافی نہیں ہوگی بلکہ ان کے حق میں اقامت کہنا مسنون ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى' شرح سنن النسائي:۹/۶۹)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اثر معلقاً ذکر کیا ہے' فرماتے ہیں: [جَاءَ أَنَسٌ إِلٰى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ' فَأَذَّنَ' وَ أَقَامَ' وَصَلّٰى جَمَاعَةً] (صحيح البخاري' الأذان' باب فضل صلاة الجماعة' رقم الباب:۳۰) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک ایسی مسجد میں تشریف لائے جس میں نماز پڑھی جا چکی تھی تو انھوں نے اذان اور اقامت کہی اور باجماعت نماز پڑھی۔'' مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں یہ اثر موصولاً منقول ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند صحیح قرار دی ہے۔ دیکھیے: (مختصر صحيح البخاري بتحقيق الألباني:۱/۲۰۹)

۷۲۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۷۲۱- حضرت اعمش کی یہ حدیث حضرت اسحاق بن ابراہیم نے ہمیں بواسطہ نضر' شعبہ سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کی ہے۔

فائدہ: یہ دونوں سندیں ایک ہی حدیث کی ہیں' دونوں میں حضرت اعمش ہیں۔ اتفاق یہ ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کو دونوں سندیں بیان کرنے والے استاد اسحاق بن ابراہیم ہی ہیں۔ سندوں کا اختلاف اسحاق اور اعمش

۷۲۱ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۷۹۹.

کے بین بین ہے۔ دونوں سندیں صحیح ہیں۔ لیکن پہلی سند عالی ہے کہ اس میں مصنف اور اعمش کے درمیان دو واسطے ہیں جبکہ دوسری سند نازل کہ مصنف اور اعمش کے مابین تین واسطے ہیں۔ [فَذَكَرَ نَحْوَهُ] احتمال ہے کہ اس سے مراد امام نسائی کے شیخ اسحاق ہوں' انھوں نے یہ حدیث اپنی دوسری سند (نضر عن شعبة) کے ساتھ پہلی حدیث کے مفہوم کے قریب قریب بیان کی ہے اور ممکن ہے کہ اس سے مراد امام شعبہ ہوں کہ انھوں نے یہ حدیث عیسیٰ بن یونس کی حدیث کے ہم معنیٰ ذکر کی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٨) - اَلْاِسْتِلْقَاءُ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ١٤٩)

باب: ۲۸- مسجد میں چت (گدی کے بل) لیٹنا

٧٢٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى.

۷۲۲- حضرت عباد بن تمیم کے چچا حضرت عبداللہ بن زید ؓ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں سیدھے (چت) لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھا ہوا تھا۔

فائدہ: ایک روایت میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹنے کی ممانعت بھی وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، اللباس، حدیث: (۷۲)-۲۰۹۹) بعض علماء کے بقول دونوں روایات میں تطبیق یوں ہے کہ ٹانگیں بچھی ہوئی ہوں تو پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنا جائز ہے کیونکہ اس طرح پردہ صحیح ہو جاتا ہے اور اگر گھٹنے کھڑے ہوں اور ٹانگ پر ٹانگ رکھی ہو تو یہ منع ہے کیونکہ یہ شکل دیکھنے میں قبیح لگتی ہے۔ امام خطابی ؒ کے بقول ممانعت والی حدیث منسوخ ہے' لیکن اس کی دلیل ہونی چاہیے۔ راجح یہ ہے کہ اگر پردہ برقرار رہے تو چت لیٹ کر کسی بھی طرح ٹانگوں پر ٹانگیں رکھی جا سکتی ہیں' اس میں کوئی حرج نہیں' یہ جائز ہے اور نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔

(المعجم ٢٩) - اَلنَّوْمُ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ١٥٠)

باب: ۲۹- مسجد میں سونا

٧٢٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۷۲۳- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ وہ اللہ

٧٢٢ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الاستلقاء في المسجد ومد الرجل، ح: ٤٧٥، ومسلم، اللباس، باب في إباحة الاستلقاء... الخ، ح: ٢١٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٧٣، والكبرٰى، ح: ٨٠٠.

٧٢٣ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب نوم الرجال في المسجد، ح: ٤٤٠ من حديث يحيى القطان، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن عمر رضي الله عنهما، ح: ٢٤٧٩ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٠١.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ عَزَبٌ لَا أَهْلَ لَهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ.

کے رسول ﷺ کے دور میں مسجد نبوی میں سو جایا کرتے تھے جب کہ وہ نوجوان اور غیر شادی شدہ تھے اور ان کا گھر بار نہ تھا۔

فائدہ: مسجد سونے کے لیے نہیں بنائی گئی' لہٰذا مسجد کو بلا وجہ اور مستقل سونے کے لیے استعمال کرنا درست نہیں' البتہ ضرورت کے پیش نظر جائز ہے' مثلاً: نماز کے انتظار میں کچھ دیر ستا لینا یا اعتکاف کے دوران میں آرام کرنا یا بے گھر اور مسافر آدمی کا مسجد میں ٹھہرنا' اسی طرح طالب علم جو مسجد میں تعلیم حاصل کر رہا ہو' کا مسجد میں رہائش اختیار کرنا وغیرہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما چونکہ غیر شادی شدہ تھے' لہٰذا بے گھر کے زمرے میں آتے تھے۔ اس حدیث سے مزید ایک اور بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اجازت صرف بوڑھے کے لیے نہیں بلکہ نوجوان بھی سو سکتا ہے۔

(المعجم ٣٠) - اَلْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ١٥١)

باب:٣٠-مسجد میں تھوکنا

٧٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا».

٧٢٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا غلطی (گناہ) ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کر دیا جائے۔''

فائدہ: تھوک غلاظت کا سبب ہے' لہٰذا مسجد میں تھوکنا منع ہے۔ کچی مسجد ہو تو اسے مٹی میں دفن کیا جا سکتا ہے اور اگر فرش پختہ ہو تو کپڑے وغیرہ سے صاف کیا جائے۔ نماز کے اندر اگر تھوک ضبط نہ کیا جا سکے تو اپنے کپڑے میں تھوک کر کپڑے کو مل دیا جائے تاکہ کپڑا بھی گندا محسوس نہ ہو' یا ٹشو پیپر ہو تو اس میں تھوک لیا جائے' اور یہ بہتر ہے۔

(المعجم ٣١) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يَتَنَخَّمَ الرَّجُلُ فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٥٢)

باب:٣١-مسجد کی سامنے والی دیوار کی طرف کھنکھارنے کی ممانعت

٧٢٤- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد ... الخ، ح:٥٥٢ عن قتيبة، والبخاري، الصلاة، باب كفارة البزاق في المسجد، ح:٤١٥ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح:٨٠٢.

٧٢٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ، عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلَا يَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى».

۷۲۵- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلے والی دیوار پر تھوک لگا دیکھا۔ آپ نے اسے کھرچ دیا' پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھتا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب انسان نماز پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے سامنے ہوتا ہے۔''

فائدہ: ''اللہ عزوجل اس کے سامنے ہوتا ہے۔'' کیسے ہوتا ہے؟ جیسے اس کی شان عظیم کے لائق ہے۔ اس کا انکار درست نہیں اور نہ تاویل کرنا ہی مناسب ہے۔ اہل سنت والجماعت اور محدثین ؒ کا یہی موقف ہے۔ قرآن وحدیث کے دلائل کے ظاہر الفاظ کا بھی یہی تقاضا ہے' اس لیے جب عام انسان سے ہم کلام ہوتے ہوئے اس کے سامنے تھوکنا اس کی توہین ہے تو نماز میں سامنے تھوکنا یقیناً اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔

(المعجم ٣٢) - ذِكْرُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ أَنْ يَّبْصُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ عَنْ يَّمِينِهِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ (التحفة ١٥٣)

باب: ۳۲- نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے یا دائیں تھوکے

٧٢٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ، وَنَهٰى أَنْ يَّبْصُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ عَنْ يَّمِينِهِ وَقَالَ: «يَبْصُقُ عَنْ يَّسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى».

۷۲۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد کی قبلے والی دیوار پر تھوک لگا دیکھا۔ آپ نے اسے کنکری سے کھرچ دیا اور منع فرمایا کہ نمازی اپنے سامنے یا دائیں تھوکے بلکہ فرمایا: ''وہ اپنے بائیں جانب تھوکے یا بائیں قدم کے نیچے۔''

٧٢٥ـ أخرجه مسلم، المساجد، ح: ٥٤٧/ ٥١ (انظر الحديث السابق) عن قتيبة، والبخاري، الصلاة، باب حك البزاق باليد من المسجد، ح: ٤٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيىٰ): ١/ ١٩٤، والكبرٰى، ح: ٨٠٣.

٧٢٦ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب: ليبصق عن يساره . . . الخ، ح: ٤١٤، ومسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . الخ، ح: ٥٤٨/ ٥٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٠٤.

فائدہ: دائیں طرف تھوکنا اس لیے منع ہے کہ دائیں طرف فرشتۂ رحمت ہوتا ہے اور بائیں طرف تھوکنا اس وقت جائز ہوگا جب کوئی دوسرا اس جانب نہ ہو کیونکہ یہ اس کی داہنی جانب ہوگی۔ یا قدم کے نیچے تھوک لے۔ نبی اکرم ﷺ کے ان فرامین کو ان مساجد پر محمول کیا جائے گا جہاں زمین کچی ہو کہ تھوکنے کے بعد اسے دفن کرنا بھی آسان ہو نیز اس سے کسی کو اذیت بھی نہ پہنچے یعنی ان خاص حالات کو بھی مدنظر رکھا جائے جن میں اس قسم کے احکام صادر ہوئے۔ آج کل تقریباً تمام یا اکثر مساجد پکی ہی بنی ہوتی ہیں بلکہ فرش پر سنگِ مرمر لگا ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ کچھ ایسی بھی ہیں جہاں چٹائیاں یا سرے سے پوری مسجد میں عمدہ اور نفیس قالین بچھے ہوتے ہیں۔ وہاں تھوکنا یقیناً نامناسب بلکہ تمام اہل مسجد کے لیے انتہائی اذیت کا باعث ہوگا۔ ممکن ہے آئندہ پیش آنے والے حالات کے پیش نظر ہی نبی ﷺ نے کپڑے وغیرہ میں تھوک کر مسلنے کی ہدایت فرمائی ہو۔ آج کل اسی صورت کو اپنانا چاہیے تاکہ ضرورت بھی پوری ہو جائے اور مسجد بھی صاف رہے۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ۷۲۴)

(المعجم ٣٣) - اَلرُّخْصَةُ لِلْمُصَلِّي أَنْ يَّبْصُقَ خَلْفَهُ أَوْ تِلْقَاءَ شِمَالِهِ (التحفة ١٥٤)

باب: ۳۳-نمازی کو اپنے پیچھے یا بائیں طرف تھوکنے کی اجازت ہے

٧٢٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كُنْتَ تُصَلِّي فَلَا تَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ وَلَا عَنْ يَّمِينِكَ، وَابْصُقْ خَلْفَكَ أَوْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ إِنْ كَانَ فَارِغًا، وَإِلَّا فَهٰكَذَا» وَبَزَقَ تَحْتَ رِجْلِهِ وَدَلَكَهُ.

۷۲۷- حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تو نماز پڑھتا ہو تو اپنے سامنے یا دائیں جانب نہ تھوک۔ اگر خالی جگہ ہو (نمازی نہ ہوں) تو اپنے پیچھے یا بائیں طرف تھوک ورنہ ایسے کر۔" اور آپ نے پاؤں کے نیچے تھوکا اور اسے مل دیا۔

(المعجم ٣٤) - بِأَيِّ الرِّجْلَيْنِ يَدْلُكُ [بُصَاقَهُ] (التحفة ١٥٥)

باب: ۳۴-کس پاؤں سے تھوک کو ملے؟

٧٢٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب [ماجاء] في كراهية البزاق في المسجد، ح: ٥٧١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٠٥، وسنن أبي داود، ح: ٤٧٨، وابن ماجه، ح: ١٠٢١.

٧٢٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَنَخَّعَ فَدَلَكَهُ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى.

۷۲۸-حضرت شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ نے کھنکھار پھینکا اور بائیں پاؤں سے مٹی میں مل دیا۔

(المعجم ٣٥) - تَخْلِيقُ الْمَسَاجِدِ (التحفة ١٥٦)

باب:۳۵-مسجد کو خلوق (خوشبو) لگانا

٧٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوقًا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَحْسَنَ هٰذَا».

۷۲۹-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی سامنے والی دیوار پر کھنکھار لگا دیکھا تو آپ غصے میں آ گئے حتی کہ آپ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا۔ انصار کی ایک عورت اٹھی' اس نے کھنکھار کو کھرچا اور اس کی جگہ خوشبو لگا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا ہی خوب ہے!''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے اسے صحیح اور بعض نے حسن قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے کیونکہ دیگر صحیح روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ دیگر روایات میں مذکور مضمون کی اس روایت سے تردید یا مخالفت بھی نہیں ہوتی' لہٰذا مذکورہ روایت قابل عمل ہے۔ مزید دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني: ۱۲۰/۷' حديث: ۳۰۵۰' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ۷۶۲) ② مسجد میں گند لگا ہو تو اسے کھرچ کر یا صاف کر کے خوشبو لگا دینا اچھا عمل ہے۔ خلوق ایک رنگ دار خوشبو ہے جسے عورتیں استعمال کرتی ہیں کیونکہ مرد کے لیے رنگ دار خوشبو کا استعمال منع ہے' البتہ مسجد کو یہ خوشبو لگانا جائز ہے۔

٧٢٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . الخ، ح: ٥٥٤/ ٥٩ من حديث الجريري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٠٦.

٧٢٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المساجد والجماعات، باب كراهية النخامة في المسجد، ح: ٧٦٢ من حديث عائذ بن حبيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٠٧، وأعله البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٦٠.

(المعجم ٣٦) - اَلْقَوْلُ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَعِنْدَ الْخُرُوجِ مِنْهُ (التحفة ١٥٧)

باب:٣٦-مسجد میں داخل ہوتے اور باہر نکلتے وقت کیا پڑھیں؟

٧٣٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْغَيْلَانِيُّ بَصْرِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ وَّأَبَا أُسَيْدٍ يَقُولَانِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ: إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ».

٧٣٠-حضرت ابوحمید اور حضرت ابواسید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو کہے: [اَللّٰهُمَّ! افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] ''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب مسجد سے باہر نکلے تو کہے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ] ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔''

فائدہ: داخل ہوتے وقت رحمت الٰہی کا حصول مقصود ہوتا ہے اور باہر آ کر طلب رزق کا کام ہوتا ہے اس لیے دونوں دعائیں موقع محل کے مطابق ہیں۔ رحمت سے اخروی نعمتیں اور مغفرت مراد ہے۔ فضل دنیوی نعمت اور رزق دونوں پر بولا جاتا ہے۔

(المعجم ٣٧) - اَلْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُلُوسِ فِيهِ (التحفة ١٥٨)

باب:٣٧-مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم

٧٣١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ»

٧٣١-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔''

٧٣٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد، ح: ٧١٣ من حديث سليمان بن بلال عن ربيعة بن أبي عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٠٨.

٧٣١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين، ح: ٧١٤ عن قتيبة، والبخاري، الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، ح: ٤٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ١/ ١٦٢، والكبرٰى، ح: ٨٠٩.

فوائد و مسائل: ① ان دو رکعتوں کی مشروعیت واضح ہے۔ اس نماز کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ چونکہ مسجد نماز کے لیے بنائی گئی ہے لہٰذا مسجد میں آنے والا شخص سب سے پہلے نماز پڑھے۔ اوقات مکروہہ میں داخل ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ پھر بھی دو رکعت پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ وہ صلاۃ سببی (جس نماز کا کوئی خاص سبب ہو) کو اوقات مکروہہ میں جائز سمجھتے ہیں۔ مطلق نفل منع ہیں' محدثین کی اکثریت یہی رائے رکھتی ہے جب کہ علمائے احناف مطلق نہی کے پیش نظر ہر قسم کی نفل نماز کو ان اوقات میں منع سمجھتے ہیں۔ ظاہر الفاظ ان کی تائید کرتے ہیں مگر امام شافعی رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنے سے تمام احادیث قابل عمل ٹھہرتی ہیں اور مختلف روایات میں واقع تعارض اور اختلاف بھی ختم ہو جاتا ہے۔ واللہ أعلم. ② ''بیٹھنے سے پہلے'' اس کا مطلب یہ نہیں کہ بیٹھنے کے بعد نہ پڑھے بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ داخل ہوتے ہی پڑھے۔ چونکہ مقصد یہ ہے کہ مسجد میں آ کر نماز پڑھے' لہٰذا کوئی ضروری نہیں کہ مخصوص نفل ہی پڑھے بلکہ فرض' سنت' نفل جو بھی پڑھ لے کفایت ہو جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ جماعت کے وقت مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ کہیں منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے الگ تحیۃ المسجد پڑھے ہوں۔

(المعجم ٣٨) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْجُلُوسِ فِيهِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلَاةٍ (التحفة ١٥٩)

باب: ۳۸- مسجد میں آ کر بیٹھنے اور بغیر نماز پڑھے واپس جانے کی اجازت

٧٣٢- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ: وَصَبَّحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَادِمًا، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ

۷۳۲- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا' جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے' کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے' اور آپ جب سفر سے واپس آتے تھے تو سب سے پہلے مسجد میں آتے اور دو رکعتیں پڑھتے' پھر لوگوں سے ملنے کے لیے بیٹھ جاتے۔ (اس دن بھی) جب آپ نے یہ کچھ کر لیا تو جو لوگ اس غزوے سے پیچھے رہ گئے تھے آ کر اپنا اپنا عذر پیش کرنے لگے اور

٧٣٢ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "لقد تاب الله على النبي والمهاجرين والأنصار"، ح: ٤٦٧٦ من حديث ابن وهب به مختصرًا ومطولاً، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين في المسجد لمن قدم من سفر أول قدومه، ح: ٧١٦ من حديث ابن شهاب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨١٠، وسيأتي أطرافه، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٢٠٢، ٣٣١٧ عن سليمان بن داود به.

فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ وَكَانُوا بِضْعًا وَّثَمَانِينَ رَجُلًا، فَقَبِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى جِئْتُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ: «تَعَالَ» فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي: «مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي وَاللّٰهِ! لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنِّي سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ لِتَرْضٰى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُسْخِطُكَ عَلَيَّ، وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ! مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ فِيكَ». فَقُمْتُ فَمَضَيْتُ. مُخْتَصَرٌ.

(یقین دلانے کے لیے) قسمیں کھانے لگے۔ یہ اسّی سے زائد آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ظاہری عذر کو قبول فرمایا اور ان سے بیعت اطاعت لے لی اور ان کے لیے بخشش طلب فرمائی اور ان کی باطنی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرما دیا حتی کہ میں بھی آیا۔ جب میں نے سلام کہا تو آپ ناراض شخص کی طرح مسکرائے، پھر فرمایا: ”آگے آؤ۔“ میں آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے پوچھا: ”تم کیسے پیچھے رہے؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! اگر میں (آپ کی بجائے) کسی دنیادار (سردار) کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں جانتا ہوں کہ یقیناً میں اس کی ناراضی اور غصے سے نکل جاتا کیونکہ مجھے بات کرنے کا طریقہ (خوب) عنایت ہوا ہے۔ لیکن واللہ! مجھے یقین ہے کہ آپ کو راضی کرنے کے لیے اگر میں نے آپ سے جھوٹ کہہ دیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں نے آپ کو سچ سچ کہہ دیا تو آپ (وقتی طور پر) مجھ سے ناراض ہو جائیں گے، لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ واللہ! میں کبھی بھی اس قدر صاحب استطاعت و سہولت نہیں ہوا جس قدر اب تھا جب آپ سے پیچھے رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا ہے (پھر مجھ سے فرمایا:) تم اٹھ جاؤ، حتی کہ تمھارے بارے میں اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمائے۔“ میں اٹھ کے چلا آیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ بہت لمبا ہے، یہاں صرف ایک حصہ بیان ہوا ہے۔ تفصیل صحیحین میں مذکور ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، المغازي، حديث: ۴۴۱۸، وصحيح مسلم، التوبة، حديث: ۲۷۶۹) ② حدیث

میں صراحت نہیں کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے تحیۃ المسجد پڑھی ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی تبویب سے یہی غرض ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٩) - صَلَاةُ الَّذِي يَمُرُّ عَلَى الْمَسْجِدِ (التحفة ١٦٠)

باب:٣٩- جو مسجد سے گزرے وہ بھی تحیہ المسجد پڑھے

٧٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ: كُنَّا نَغْدُو إِلَى السُّوقِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَمُرُّ عَلَى الْمَسْجِدِ فَنُصَلِّي فِيهِ.

٧٣٣- حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں بازار کو جاتے ہوئے مسجد کے پاس سے گزرتے تو اس میں نماز پڑھتے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس سے عنوان باب پر استدلال صحیح نہیں' تاہم اگر اس کا اہتمام کر لیا جائے تو بہتر اور باعث بابرکت ہے لیکن ضروری نہیں۔

(المعجم ٤٠) - اَلتَّرْغِيبُ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ (التحفة ١٦١)

باب:٤٠- مسجد میں بیٹھ کر (اگلی) نماز کا انتظار کرنے کی ترغیب

٧٣٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ

٧٣٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق فرشتے اس شخص کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں جو اس جگہ بیٹھا رہتا ہے جس جگہ اس نے نماز پڑھی: اے اللہ! اسے معاف فرما'

٧٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني (الكبير: ٢٢/ ٣٠٣، ٣٠٤، ح: ٧٧٠) من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨١١. * مروان بن عثمان ضعفه النسائي والجمهور.

٧٣٤ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الحدث في المسجد، ح: ٤٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ١٦٠، والكبرٰى، ح: ٨١٢، وأخرجه مسلم، ح: ٦٦١/ ٢٧٣ من طريق آخر عن أبي هريرة به.

الَّذِي صَلّٰى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ».

اے اللہ! اس پر رحم فرما' جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔"

فائدہ: مسجد میں بیٹھنا ذکر کے لیے ہوگا یا اگلی نماز کے انتظار کے لیے' دونوں صورتوں میں وضو ہونا چاہیے۔ بے وضو مسجد میں ٹھہرنا زیادہ فضیلت کا باعث نہیں کیونکہ اس حالت میں آدمی فرشتوں کی دعا سے محروم رہتا ہے جو کہ ایک فضیلت سے محرومی ہے۔

٧٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ ابْنُ مُضَرَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ يَحْيَى بْنَ مَيْمُونٍ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ».

٧٣٥- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کا انتظار کرتا ہے' وہ (حکماً اور ثواب کے لحاظ سے) نماز ہی میں ہوتا ہے۔"

(المعجم ٤١) - ذِكْرُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ (التحفة ١٦٢)

باب: ٤١- اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے سے نبی ﷺ کی ممانعت کا بیان

٧٣٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ.

٧٣٦- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اونٹوں کے باڑے میں نماز سے منع کی وجہ نجاست نہیں ورنہ بکریوں کے باڑے میں بھی منع ہونی چاہیے' حالانکہ اس میں نماز پڑھنے کی صراحتاً اجازت آئی ہے۔ فعلی روایت بھی گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ٧٠٣) نہی کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اونٹ کو شیطان الدواب کہا گیا ہے' یعنی یہ بڑا شریر جانور ہے۔ طاقت ور اور ضدی ہے۔ نمازی کو ہر وقت دھڑکا لگا رہے گا کہ کہیں منہ میں نہ ڈال لے یا اوپر ہی نہ بیٹھ جائے یا ٹانگ نہ دے مارے

٧٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣١ من حديث عياش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨١٣، وصححه ابن حبان، ح: ٤٢٣، ٤٢٤.

٧٣٦ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب الصلاة في أعطان الإبل ومراح الغنم، ح: ٧٦٩ من حديث الحسن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨١٤، وله شواهد في صحيح مسلم، ح: ٣٦٠ وغيره.

تو اس کی توجہ نماز کی بجائے اونٹوں کی طرف لگی رہے گی۔ اس طرح خشوع و خضوع نہ رہے گا۔ اگر باڑہ اونٹوں سے خالی ہو تو کیا نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ ظاہر تو یہ ہے کہ پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ مذکورہ خطرہ نہیں رہا، مگر ممکن ہے کہ شیطان کی طرف نسبت کی بنا پر خالی باڑے میں شیطانی اثرات رہتے ہوں، اس لیے ظاہر الفاظ کے اعتبار سے اجتناب بہتر ہے۔

(المعجم ٤٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٦٣)

باب:۴۲- اس کی رخصت

٧٣٧- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُورًا، أَيْنَمَا أَدْرَكَ رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِي الصَّلَاةَ صَلَّى».

۷۳۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور ذریعۂ طہارت بنائی گئی ہے، لہٰذا میرے کسی امتی کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے، وہ وہیں نماز پڑھ لے۔“

فائدہ: یہ روایت عام ہے۔ سابقہ روایت خاص ہے، لہٰذا اس عام کو اس سے خاص کیا جائے گا جس طرح پلید زمین پر، قبرستان اور مذبح میں نماز منع ہے، اسی طرح اونٹوں کے باڑے میں بھی منع ہے۔

(المعجم ٤٣) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْحَصِيرِ (التحفة ١٦٤)

باب:۴۳- چٹائی پر نماز پڑھنا

٧٣٨- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَّأْتِيَهَا فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهَا فَتَتَّخِذَهُ مُصَلًّى، فَأَتَاهَا

۷۳۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ ہمارے گھر تشریف لائیں اور نماز پڑھیں تاکہ ہم (تبرکاً) اس جگہ کو نماز کے لیے مقرر کر لیں۔ آپ تشریف لائے تو انھوں (ام سلیم رضی اللہ عنہا) نے ایک چٹائی اٹھائی اور اسے پانی سے گیلا کیا، پھر آپ نے نماز پڑھی

٧٣٧- [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٢، وهو في الكبرى، ح: ٨١٥.

٧٣٨- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الحصير، ح: ٣٨٠، وغيره، ومسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة . . . الخ، ح: ٦٥٨ من حديث إسحاق بن عبدالله به، وهو في الكبرى، ح: ٨١٦.

فَعَمِدَتْ إِلٰى حَصِيرٍ فَنَضَحَتْهُ بِمَاءٍ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلَّوْا مَعَهُ. اور سب (گھر والوں) نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① تبرک کی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۷۰۲) ② ''حصیر'' کھجور کی چٹائی کو کہتے ہیں۔ اس پر پانی ڈالنا صفائی یا نرم کرنے کے لیے تھا۔ ③ باب کا مقصد یہ ہے کہ زمین پر نماز پڑھنا ضروری نہیں اور نہ ماتھے کو مٹی کا لگنا ہی شرط ہے جیسا کہ بعض صوفیوں کا خیال ہے بلکہ کسی بھی مطمئن اور پاک چیز پر نماز پڑھی جاسکتی ہے، وہ کپڑا ہو یا لکڑی، پتے ہوں یا چمڑا جیسا کہ آئندہ روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ ④ سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۸ میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا﴾ ''اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے۔'' اس میں حصیر سے مراد قید خانہ ہے نہ کہ وہ چٹائی جو نماز کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ گویا اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید بھی ہوتی ہے جو چٹائی وغیرہ کو نماز کے لیے مکروہ سمجھتے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ ممکن ہے امام صاحب اس قسم کی روایات سے جن میں چٹائی پر نماز پڑھنے کی مشروعیت ہے، اس روایت کے ضعف یا شذوذ کی طرف اشارہ کر رہے ہوں جس میں اس کے استعمال کی نفی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ۲۷۲/۹)

(المعجم ٤٤) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْخُمْرَةِ (التحفة ١٦٥)

باب: ۴۴- چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا

٧٣٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ - يَعْنِي الشَّيْبَانِيَّ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ.

۷۳۹- حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ: حَصِیر بڑی چٹائی ہوتی ہے اور خُمرہ چھوٹی چٹائی۔ بعض کا خیال ہے کہ خمرہ صرف چہرے اور ہتھیلیوں کے نیچے ہوتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس لفظ کا استعمال عام ہے۔

(المعجم ٤٥) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْمِنْبَرِ (التحفة ١٦٦)

باب: ۴۵- منبر پر نماز پڑھنا

٧٣٩- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الخمرة، ح: ٣٨١ من حديث شعبة، ومسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة ... الخ، ح: ٥١٣ بعد، ح: ٦٦٠ من حديث سليمان الشيباني به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٨١٧.

٧٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ: أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ؟ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّ هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ، أَنْ: «مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ» فَأَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأَرْسَلَتْ بِهَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هٰهُنَا، ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَقِيَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ عَادَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي».

٧٤٠-حضرت ابوحازم بن دینار سے مروی ہے کہ کچھ آدمی حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ دراصل ان کا اختلاف ہو گیا تھا کہ منبر کس لکڑی سے بنا تھا؟ تو انھوں نے ان سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ منبر نبوی کس لکڑی سے بنا تھا۔ میں نے اسے اسی دن دیکھا تھا جس دن وہ پہلی مرتبہ رکھا گیا تھا اور جب پہلی دفعہ رسول اللہ ﷺ اس پر بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کو جس کا سہل نے نام لیا تھا' پیغام بھیجا: ''اپنے بڑھئی غلام سے کہہ کہ وہ میرے لیے منبر تیار کرے تاکہ میں جب لوگوں سے بات چیت کروں تو اس پر بیٹھا کروں۔'' اس عورت نے غلام کو حکم دیا تو اس نے مقام غابہ کے جھاؤ کے درخت سے منبر تیار کیا' پھر اسے وہ لے کر (اس عورت کے پاس) آیا تو اس عورت نے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے حکم دیا تو اسے اس جگہ رکھ دیا گیا' پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ اس پر چڑھے اور نماز شروع کی' آپ نے منبر ہی پر تکبیر تحریمہ کہی' منبر ہی پر رکوع کیا' پھر پچھلے پاؤں نیچے اترے اور منبر ہی سے متصل ہو کر سجدہ کیا' پھر دوبارہ منبر پر چڑھ گئے۔ جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتدا کر سکو اور میری نماز (کا طریقہ) سیکھ لو۔''

٧٤٠ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب الخطبة على المنبر، ح:٩١٧، ومسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة . . . الخ، ح:٥٤٤/ ٤٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٨١٨.

فوائد و مسائل: ① یہ نفل نماز تھی اور نفل نماز میں کافی وسعت ہوتی ہے۔ اگرچہ منبر نماز کے لیے نہیں بنایا گیا تھا مگر آپ نے مناسب خیال فرمایا کہ اس کا افتتاح نماز سکھانے سے ہو۔ اس کا یہ فائدہ مقصود تھا کہ لوگ آپ کے اونچا ہونے کی وجہ سے آپ کو بخوبی دیکھ سکیں اور نماز کا طریقہ سیکھ لیں۔ آپ نے سب سے بلند سیڑھی پر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۲/۵۱۴، شرح حديث: ۹۱۷) ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کبھی رش یا جگہ کی تنگی یا ناہمواری کی وجہ سے نماز کا کوئی رکن کچھ ہٹ کر یا نیچے اتر کر یا کچھ آگے، پیچھے چل کر ادا کرنا پڑے تو نفل نماز میں گنجائش ہے، البتہ فرض نماز میں اضطراری حالت کے علاوہ ایسے نہ کیا جائے۔ ③ کہا گیا ہے کہ عورت کا نام سہلہ اور غلام کا نام میمون تھا۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۲/۵۱۲، شرح حديث: ۹۱۷) ④ صحیح روایت میں صراحت ہے کہ منبر بنانے کی پیش کش اس عورت نے خود کی تھی۔ آپ نے منظوری یا یاددہانی کا پیغام بھیجا۔ ⑤ سجدہ کرنے کے لیے آپ کو کئی قدم اٹھانے پڑے کیونکہ سب سے اوپر والی سیڑھی سے اتر کر نیچے آنا اور مزید پیچھے ہٹ کر منبر کی قریب ترین جگہ پر سجدہ کرنا کئی قدموں کا متقاضی ہے، لہٰذا قدموں کی درجہ بندی کرنا کہ اگر مسلسل تین قدم اٹھائیں تو نماز باطل ہو جائے گی، درست نہیں۔ اس کی بجائے عمل کو ضرورت کے ساتھ مقید کرنا چاہیے۔

(المعجم ٤٦) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْحِمَارِ (التحفة ١٦٧)

باب: ۴۶- گدھے پر نماز پڑھنا

٧٤١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ، وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلٰى خَيْبَرَ.

۷۴۱- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو گدھے پر سوار نماز پڑھتے دیکھا جب کہ آپ خیبر کی طرف جا رہے تھے۔

٧٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ ابْنُ قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ

۷۴۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے منقول ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو گدھے پر سوار نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ خیبر کی طرف جا رہے تھے جب کہ قبلہ آپ

٧٤١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب: صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ٣٥/٧٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى) ١/١٥٠، ١٥١، والكبرٰى، ح: ٨١٩.
٧٤٢ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٨٢٠، والحديث السابق شاهد له.

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ رَاكِبٌ يُصَلِّي إِلَى خَيْبَرَ وَالْقِبْلَةُ خَلْفَهُ.

کی پشت کی جانب تھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ عَمْرَو بْنَ يَحْيٰى عَلٰى قَوْلِهِ يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ، وَحَدِيثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ الصَّوَابُ مَوْقُوفٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی اور راوی نے [يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ] کے الفاظ بیان کرنے میں عمرو بن یحییٰ کی موافقت کی ہو۔ صحیح بات یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس مفہوم کی روایت موقوف ہے۔ واللہ أعلم.

فوائد و مسائل: ① بات یہ ہے کہ دوسرے راوی گدھے کی بجائے اونٹ کا ذکر کرتے ہیں، صرف عمرو بن یحییٰ گدھے کا ذکر کرتے ہیں۔ (یہ بحث حدیث: ۷۴۱ سے متعلق ہے) امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی امام نسائی رحمہ اللہ کی تائید کی ہے مگر امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ عمرو ثقہ راوی ہے۔ ہوسکتا ہے کبھی آپ گدھے پر سوار ہوں، کبھی اونٹ پر، جب کہ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ عمرو کی روایت شاذ ہے، گدھے کا ذکر صحیح نہیں۔ حدیث: ۷۴۲ میں بھی اگرچہ گدھے کا ذکر ہے مگر اس کے بارے میں امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دراصل حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اپنا فعل ہے، یعنی وہ خود گدھے پر سوار نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ راوی نے غلطی سے اسے نبیٔ اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو [يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ] کے اضافے کے ساتھ ناقابل حجت سمجھنا یقیناً محل نظر ہے کیونکہ اس میں دیگر ثقات راویوں کی کون سی مخالفت ہے بلکہ اس میں تو ایک زائد امر ہے۔ پھر عمرو نامی راوی بھی ثقہ ہے۔ اور ثقہ کی زیادتی، جبکہ دیگر روایات کے منافی نہ ہو، قابل قبول ہوتی ہے، نیز یہ حدیث امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک بھی صحیح ہے۔ (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الصلاة في الرحال في المطر، حديث: (٣٥) ٧٠٠) مزید برآں یہ کہ اس حدیث کی تائید حضرت انس بن مالک کی حدیث سے بھی ہوتی ہے، جسے اصطلاح میں شاہد کہا جاتا ہے۔ پھر ان میں تعارض اس لیے بھی نہیں رہتا کہ ممکن ہے کبھی گدھے پر سوار ہوں اور کبھی اونٹ پر، گویا یہ دو مختلف اوقات کی بات ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے، اس لیے روایت کو ناقابل حجت قرار دینے کی بجائے، جبکہ راوی بھی ثقہ ہو، تطبیق دینا ہی بہتر ہے۔ پھر یہ اعتراض کہ حدیث انس کا مرفوع ہونا درست نہیں اور وجہ یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید کے سوا دیگر رواۃ اسے حضرت انس سے موقوفاً ذکر کرتے ہیں جیسا کہ انس بن سیرین کی روایت میں ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، صلاة

المسافرين، حديث: ٧٠٢) یہ بھی محل نظر ہے کیونکہ اگر ایک نے موقوفاً بیان کیا ہو اور دوسرے نے مرفوعاً اور بیان کرنے والا ثقہ ہو تو یہ کوئی قابل جرح بات نہیں بلکہ ایک مزید فائدہ ہے۔ گویا یہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح ثابت ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ یوں سمجھیے، اگر ایک روایت مرسلاً منقول ہو اور دوسری موصولاً، یا ایک منقطع ہو دوسری متصل، کیا آپس میں ان کا کوئی تضاد ہے؟ قطعاً نہیں بلکہ متصل اور موصول ہی کو قبول کیا جائے گا۔ یہاں بھی ایسے ہی ہے بلکہ اس موقوف روایت کا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع شاہد بھی ملتا ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔ بہر حال حق یہی ہے کہ دونوں احادیث صحیح ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی دونوں کو صحیح قرار دیا ہے بلکہ انھوں نے ان روایات کو ایک دوسری کا شاہد بنایا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ٢/٥٧٦، حديث: ١١٠٠) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ان دونوں روایات کو صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائي) ② یہ نفل نماز کی بات ہے۔ چونکہ نفل ہر وقت پڑھے جا سکتے ہیں، لہٰذا نفل کے لیے سہولتیں رکھی گئی ہیں کہ کھڑا ہو کر نہ پڑھنا چاہے تو بیٹھ کر پڑھ لے، اتر کر نہیں پڑھ سکتا تو سواری ہی پر پڑھ لے اور رکوع اور سجدہ کی بجائے اشارہ ہی کر لے۔ ③ رسول اللہ ﷺ آپ خیبر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے اور خیبر شمال کی جانب ہے جب کہ مدینہ منورہ سے قبلہ جنوب کی جانب ہے۔
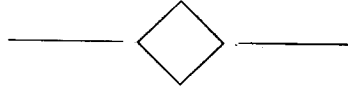
قبلے کی وجہ تسمیہ، فرضیت، اہمیت وفضیلت
اور احکام ومسائل

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن کی ابتدا طہارت جیسے اہم اور بنیادی مسئلے سے کی۔ اس کے بعد نماز کا ذکر کیا جس کی اہمیت وفضیلت کسی سے مخفی نہیں۔ پھر اوقات نماز کے مسائل بیان کیے کیونکہ نماز مقررہ وقت پر ادا کرنا فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النسآء ۴:۱۰۳) ''تحقیق نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔'' پھر اذان کا ذکر کیا کیونکہ انسان دنیاوی مشاغل کی بنا پر اسے بروقت ادا کرنے میں اکثر کوتاہی کرتا ہے اور اسے یاد دہانی کی ضرورت ہوتی ہے، یہ کام اذان دیتی ہے۔ اس کے بعد مساجد کا ذکر کیا جہاں نماز ادا کی جاتی ہے۔ مسجد میں نمازی صرف ایک، یعنی قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا مکلف ہوتا ہے، اس لیے مساجد کے ذکر کے بعد قبلے کے مسائل بیان کیے۔

ذیل میں قبلے کی لغوی واصطلاحی تعریف، وجہ تسمیہ، فرضیت، اہمیت وفضیلت اور قبلے کے متعلق دیگر احکام ومسائل اختصار سے ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ مسئلہ آسانی سے اور بخوبی سمجھ میں آسکے۔

✱ **قبلے کی لغوی تعریف:** قبلہ قُبُل سے ماخوذ ہے جو دُبُر کی ضد ہے۔ ہر چیز کے سامنے والے حصے کو قُبُل اور پچھلے حصے کو دُبُر کہتے ہیں۔ محاورہ ہے: [قَابَلَ الشَّيْئُ الشَّيْئَ] ''ایک چیز دوسری کے

بالکل سامنے ہے۔"

* **اصطلاحی تعریف:** شرعی اصطلاح میں قبلے سے مراد وہ خاص جگہ (خانۂ کعبہ) ہے جس کی طرف رخ کر کے تمام دنیا کے مسلمان نماز ادا کرتے ہیں اور حج وعمرہ میں اس کا طواف کرتے ہیں۔

* **وجہ تسمیہ:** قبلے کو قبلہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ دورانِ نماز میں نمازی اس کے سامنے ہوتا ہے اور یہ نمازی کے سامنے۔

* **فرضیت:** یہ بات تو متفقہ ہے کہ پانچ نمازیں معراج کی رات فرض ہوئیں مگر اس میں اختلاف ہے کہ اس سے پہلے کوئی نماز فرض تھی یا نہیں؟ اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ کوئی نماز فرض نہیں تھی۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ صرف تہجد کی نماز فرض تھی۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۱/ ۶۰۳، تحت حديث: ۳۵۰) اہل علم کا تیسرا گروہ کہتا ہے کہ پانچ نمازوں سے پہلے فجر اور عصر کی دو نمازیں دو دو رکعتیں فرض تھیں۔ (فتح الباري: ۲/ ۷۱، تحت حديث: ۵۷۴، وتفسير القرطبي، سورة غافر، آیت: ۵۵) اور اس کے متعلق چوتھا قول یہ ہے کہ نماز آغازِ نبوت ہی میں فرض ہو چکی تھی، دیکھیے: (رحمة للعالمين: ۱/ ۵۶، و تاريخ الطبري: ۲/ ۵۳) مگر قبلے کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جس بارے میں کوئی حکم الٰہی موجود نہ ہوتا، اس میں اہل کتاب سے موافقت فرمایا کرتے تھے، اس لیے مکہ کے تیرہ سالہ دور میں آپ نے بیت المقدس ہی کو قبلہ بنائے رکھا کیونکہ یہ اہل کتاب (یہود) کا قبلہ تھا، لیکن آپ ﷺ نماز کے لیے دو یمنی رکنوں کے درمیان کھڑے ہوتے جس سے بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کی طرف منہ ہو جاتا۔ مدینہ تشریف لانے کے بعد یہ صورت ممکن نہ تھی کیونکہ بیت المقدس مدینہ سے شمال اور بیت اللہ جنوب کی طرف تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ آپ ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ اس ملت ابراہیمی کے لیے وہی ابراہیمی مسجد قبلہ ہو جسے آپ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر فرمایا اور جوان کا قبلہ تھی۔

نبیٔ اکرم ﷺ بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھاتے کہ قبلہ کے متعلق کوئی نیا حکم نازل ہو، بالآخر سولہ یا سترہ ماہ کے بعد رجب یا شعبان 2 ہجری میں تحویل قبلہ کا یہ حکم نازل ہوا: ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي

السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ (البقرة ٢:١٤٤) ''ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتا دیکھ رہے ہیں' اب ہم آپ کو اس قبلے کی جانب ضرور پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں' آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور تم جہاں کہیں ہو اپنے منہ اسی کی طرف کیا کرو۔''

جب یہ حکم نازل ہوا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنوسلمہ کے ہاں بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی وفات پر گئے ہوئے تھے۔ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے اور دو رکعتیں ادا فرما چکے تھے کہ یہ حکم نازل ہوا۔ آپ نے دوران نماز ہی میں بیت اللہ کی طرف منہ کر لیا اور باقی دو رکعتیں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے ادا فرمائیں۔ اس مسجد کا نام ''مسجد قبلتین'' رکھا گیا کیونکہ اس میں ایک نماز دو قبلوں کی طرف منہ کر کے ادا کی گئی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری ١/٩٧، وذخیرة العقبٰی' شرح سنن النسائي: ٦/٢١١)

عباد بن بشر یا عباد بن نہیک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد مدینہ آئے تو بنو حارثہ اپنی مسجد میں عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے انھیں خبر دی تو وہ بھی دوران نماز ہی میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الإیمان' حدیث: ٤٠)

جبکہ قباء والوں کو یہ خبر صبح کی نماز کے دوران میں پہنچی جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: [بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَ هُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبَلُوهَا، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ] ''لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی آیا' اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ پر رات وحی نازل ہوئی ہے اور انھیں (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے' چنانچہ ان لوگوں نے کعبہ کی جانب اپنے رخ پھیر لیے اور وہ اس وقت شام کی جانب رخ کیے ہوئے تھے تو وہ کعبہ کی جانب پھر گئے۔'' (صحیح البخاري' الصلاة' حدیث: ٤٠٣)

پہلی پہلی نماز کون سی تھی جو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی؟ اس کے متعلق مختلف روایات میں جو بظاہر تعارض نظر آتا ہے' اس کا بہترین حل وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے' نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی

فتح الباری میں یہی وضاحت فرمائی ہے کہ بنوسلمہ میں ظہر کی نماز پہلی تھی جو بیت اللہ کی جانب منہ کر کے پڑھی گئی۔ مدینہ میں یہ خبر عصر کے وقت پہنچی۔ انھوں نے سب سے پہلے عصر کی نماز بیت اللہ کی جانب منہ کر کے پڑھی۔ اور قباء والوں کو صبح کی نماز میں یہ خبر پہنچی تو انھوں نے سب سے پہلے صبح کی نماز بیت اللہ کی جانب منہ کر کے پڑھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:۱/۹۷)

تحویل قبلہ کے حکم کے نزول سے آپ کی دیرینہ خواہش پوری ہوگئی اور امت مسلمہ کا قبلہ بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ بنا دیا گیا جو زمین پر عبادت الٰہی کے لیے بنائی گئی اولیں مسجد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (ال عمران۳:۹۶) ''یقیناً اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت وہدایت والا ہے۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! زمین میں سب سے پہلی مسجد کون سی بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد حرام۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد اقصیٰ۔'' میں نے کہا: ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا وقفہ رہا؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس سال۔'' (صحیح البخاري' أحادیث الأنبیاء' حدیث:۳۳۶۶' و صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۵۲۰)

بیت اللہ کی تعمیر سب سے پہلے کب ہوئی؟ بیت المقدس سب سے پہلے کس نے تعمیر کیا؟ اور بیت اللہ اور بیت المقدس کی کس تعمیر کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے؟ اس بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔ تاریخی اور اسرائیلی روایات اس بارے میں مختلف ہیں کیونکہ بیت اللہ اور بیت المقدس کی تعمیر مختلف ادوار میں متعدد مرتبہ ہوئی' البتہ یہ بات ضرور ہے کہ مذکورہ حدیث میں بیت اللہ کی تعمیر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بیت المقدس کی تعمیر سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر مراد لینا درست نہیں کیونکہ دونوں نبیوں کے زمانۂ نبوت کے درمیان ہزاروں سال کا فاصلہ ہے۔

اسلام نے قبلے کے لیے کسی خاص سمت کا نہیں بلکہ ایک مرکزی مسجد کا انتخاب کیا جس کے چاروں طرف' چاروں سمتوں سے نماز پڑھی جا سکے۔ اس طرح مشرق' مغرب' جنوب اور شمال سب بیک وقت مسلمانان عالم کا قبلہ ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ سمت کے تعین سے اس سمت کی مرکزی چیز' مثلاً: آفتاب یا قطب شمالی

وغیرہ کی مسجودیت اور معبودیت کا جو تخیل پیدا ہوتا تھا اور جس طرح سے بت پرستی اور ستارہ پرستی کا رواج ہو گیا تھا، اس کا کلیتاً خاتمہ ہو گیا۔ (سيرت النبي از شبلي نعماني:۵/۸۴)

الختصر اللہ تعالیٰ نے تا قیامت بیت اللہ کو مسلمانان عالم کا قبلہ مقرر کر کے اس امت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ جس طرح ان کا رسول، کتاب اور شریعت افضل ہیں، اسی طرح ان کے لیے قبلہ بھی افضل ہی پسند فرمایا کیونکہ یہ افضل ترین امت ہے جو جنت میں بھی بلند اور افضل مقام کی حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں بیت اللہ کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین.

* مقصد اور حکمت: تحویل قبلہ کا مقصد اللہ رب العزت نے خود بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ﴾ (البقرة۲:۱۴۳) ''جس قبلے پر تم پہلے سے تھے، اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے، گو یہ کام مشکل تھا مگر جنھیں اللہ نے ہدایت دی ہے (ان پر کوئی مشکل نہیں۔)'' یعنی پہلے بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے اور پھر اسے پھیرنے میں مسلمانوں، مشرکوں، اہل کتاب اور منافقوں سب کا امتحان تھا۔ مسلمانوں نے تو یہ سن کر سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا'' کہا، یعنی ''ہم نے اللہ کا حکم سنا اور اطاعت کی۔'' اور کہا: دونوں ہی حکم ہمارے اللہ کی طرف سے ہیں، اس لیے ان پر قبلے کا بدلنا گراں نہیں گزرا۔ مشرکوں نے کہا: جس طرح یہ ہمارے قبلے کی طرف لوٹ آیا ہے، تھوڑے دنوں تک ہمارے دین کی طرف بھی لوٹ آئے گا۔ یہودیوں نے کہا: اس نے انبیاء کے قبلے کی مخالفت کی ہے۔ منافقوں نے کہا: محمد (ﷺ) کو پتہ ہی نہیں کہ منہ کدھر کرنا ہے۔ اگر پہلا حکم برحق تھا تو اسے اس نے چھوڑ دیا ہے اور اگر دوسرا برحق ہے تو یہ باطل پر تھا۔ غرضیکہ بے وقوفوں نے اس سلسلے میں بڑھ چڑھ کر باتیں کیں اور یہ قبلہ ان کے حق میں اسی طرح ثابت ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ﴾ (البقرة۲:۱۴۳) یعنی ہدایت یافتہ لوگوں کے علاوہ تحویل قبلہ سب پر شاق ہے۔ دیکھیے: (مختصر سیرت رسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب (اُردو)، ص:۲۳۴)

* فضیلت: بیت اللہ کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر مسلمان پر نماز میں اس

کی طرف منہ کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ نماز پڑھنے والا دن رات میں کئی دفعہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اللہ کے حضور کھڑا ہو کر عاجزی اور بندگی بجا لاتا ہے۔ اگر جان بوجھ کر کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز اللہ کے دربار میں قابل قبول نہیں۔ ایک سچا سُچا مسلمان کسی اور طرف منہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہر مسلمان اس کی زیارت کا شوق دل میں لیے بیٹھا ہے۔ ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار اس کا حج کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (آل عمران ۳:۹۷) ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو وہاں جانے کی طاقت رکھتے ہوں، اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔'' اس حکم کی تعمیل کے لیے ہر سال دنیا کے کونے کونے سے لاکھوں مسلمان دو اَن سلے کپڑوں میں اس کے زائر بن کر آتے ہیں، اس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں اور اپنے گناہ بخشوا کر ایسے پاک صاف واپس لوٹتے ہیں جیسے اسی دن ان کی ماؤں نے انھیں جنا ہو۔ یہ ایک امن والا گھر ہے جس میں بڑے سے بڑے دشمن یہاں تک کہ باپ کے قاتل کو بھی امن مل جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ (آل عمران ۳:۹۷) ''جو اس میں آ جائے، وہ امن والا ہو جاتا ہے۔''

یہ بیت اللہ ہی کی عظمت ہے کہ اس میں ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِّائَةِ صَلَاةٍ فِي هٰذَا] ''میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب دوسری مساجد میں نماز ادا کرنے کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ ہے، سوائے مسجد حرام کے۔ اور مسجد حرام میں ایک نماز ادا کرنا اس (مسجد نبوی) میں سو نماز پڑھنے سے افضل ہے۔'' (مسند أحمد: ۴/۵) نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى] ''تین مسجدوں کے سوا کسی اور کی طرف رخت سفر نہ باندھا جائے: مسجد حرام، یہ میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔'' (صحیح البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حديث: ۱۱۹۷، وصحيح مسلم، الحج، حديث: ۸۲۷، قبل الحديث: ۱۳۳۹)

اس فضیلت اور شرف کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو ہمارا قبلہ بنا کر ہمیں بخشا، یہود ہم سے حسد کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُونَّا عَلٰى شَيْئٍ كَمَا يَحْسُدُونَّا عَلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ الَّتِي هَدَانَا اللّٰهُ لَهَا وَضَلُّوا عَنْهَا، وَعَلَى الْقِبْلَةِ الَّتِي هَدَانَا اللّٰهُ لَهَا وَ ضَلُّوا عَنْهَا، وَعَلٰى قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ: آمِينَ] ''یہودی ہم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا جمعہ پر کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور یہ اس سے گمراہ ہوئے، اسی طرح جتنا حسد قبلے پر کرتے ہیں کسی اور چیز پر نہیں کرتے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی اور وہ گمراہ ہوئے اور امام کے پیچھے آمین کہنے پر بھی بہت حسد کرتے ہیں۔'' دیکھیے: (مسند أحمد:۶/۱۳۵، ۱۳۶، والموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ۴۱/۴۸۱، وسلسلة الأحاديث الصحيحة:۲/۳۰۶، ۳۰۷، تحت حديث:۶۹۱)

یہ فضیلت بھی اس دھرتی کی جملہ مساجد میں سے بیت اللہ ہی کے حصے میں آئی کہ وہاں ہر وقت نماز ادا کی جا سکتی ہے، دن رات کے کسی بھی حصے میں نماز پڑھنا مکروہ یا ممنوع نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [يَا بَنِي عَبْدِمَنَافٍ! لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ، وَ صَلّٰى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَّيْلٍ أَوْنَهَارٍ] ''اے عبدمناف کی اولاد! بیت اللہ کا طواف کرنے والے اور (اس میں) نماز پڑھنے والے کسی شخص کو نہ روکو خواہ وہ شب وروز کی کسی گھڑی میں یہ کام کرے۔'' (سنن أبي داود، المناسك، حديث: ۱۸۹۴، وجامع الترمذي، الحج، حديث:۸۶۸، وسنن النسائي، مناسك الحج، حديث:۲۹۲۷)

متعدد روایات میں مکہ کی اس قدر فضیلت کا بیان کہ وہاں لڑائی جھگڑا، قتل وغارت، شکار کرنا، شکار بھگانا درخت اور گھاس پھوس کاٹنا، گری پڑی چیز کو ذاتی تصرف میں لانے کے لیے اٹھانا اور ہتھیار سر عام لے کر چلنا منع ہے، نیز نبی اکرم ﷺ کا ہجرت کے وقت اسے بہترین اور محبوب ترین زمین قرار دینا، غم فراق کا اظہار کرنا اور یہ فرمانا: ''اگر مجھے مجبور نہ کیا جاتا تو میں کبھی یہاں سے نکل کر کسی اور جگہ کو مسکن نہ بناتا۔'' یہ سب بیت اللہ ہی کی وجہ سے تھا۔ مکہ کے باشندوں کی بے حد عزت واحترام اور ان کے تجارتی قافلوں کا نہ لوٹا جانا بھی اسی وجہ سے تھا کہ وہ بیت اللہ کے متولی تھے۔

* قبلے کے متعلق دیگر احکام ومسائل: ❁ نماز کے لیے قبلے کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ فرمان

باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ (البقرۃ ۲:۱۴۴) ''اور تم جہاں کہیں بھی ہو' اسی (بیت اللہ) کی طرف اپنے منہ کیا کرو۔''

❁ دوران سفر میں نفلی نماز کے لیے قبلے کے علاوہ کسی اور طرف منہ کرنا جائز ہے' البتہ نماز شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَّتَطَوَّعَ' اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ] ''رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے اور نفلی نماز پڑھنا چاہتے تو (ایک مرتبہ) اپنی اونٹنی کا رخ قبلے کی طرف موڑ لیتے اور تکبیر کہتے۔ اس کے بعد پھر سواری کا رخ جس جانب بھی ہو جاتا' نماز پڑھتے رہتے۔'' (سنن أبي داود' صلاة السفر' حديث:۱۲۲۵)

بعض مفسرین کے نزدیک ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ ۲:۱۱۵) ''اور مشرق اور مغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ تم جدھر بھی منہ کرو' ادھر ہی اللہ کا منہ ہے۔'' آیت کا سبب نزول بھی سفر میں سواری پر نفل نماز پڑھنے کی اجازت کے متعلق ہے کہ سواری کا منہ جدھر بھی ہو نماز پڑھ سکتے ہو۔

❁ دوران سفر میں اگر نماز کا وقت ہو جائے اور جہت قبلہ کا علم نہ ہو تو آدمی کو ممکن حد تک کوشش کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ نماز ادا کرنے کے بعد اگر پتہ چلے کہ نماز غیر قبلہ کی طرف پڑھی گئی ہے تو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں جیسا کہ قباء والوں کو صبح کی نماز میں تحویل قبلہ کا حکم پہنچا تھا جبکہ اس کا حکم ایک دن قبل ظہر کی نماز میں نازل ہوا تھا تو انھوں نے پچھلے دن کی نمازیں نہیں دہرائیں اور نہ صبح کی نماز کا وہ حصہ دوبارہ پڑھا جو تحویل قبلہ کا حکم پہنچنے سے پہلے پڑھا جا چکا تھا۔ اسی طرح بنوسلمہ کو عصر کی نماز میں یہ حکم پہنچا' انھوں نے بھی پہلے پڑھی جا چکی نماز کا اعادہ نہیں کیا۔

❁ اگر آدمی مکہ سے دور دراز علاقے کا مقیم ہے تو اس کے لیے عین قبلہ رخ ہونا لازمی نہیں کیونکہ یہ بڑا دشوار اور مشکل ہے۔ اس کے لیے بس یہی کافی ہے کہ اس جانب اپنا منہ کر لے' اگر کوشش کے باوجود تھوڑا بہت ادھر ادھر ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کو فرمایا تھا: [مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ] ''مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔'' (جامع الترمذي'

الصلاة، حدیث:٣٤٢) مدینہ مکہ کے شمال میں ہے۔ مدینے والے جب جنوب (قبلہ) کی طرف منہ کرتے ہیں تو مغرب دائیں اور مشرق بائیں پڑتا ہے لہٰذا ان کا قبلہ ان دوسمتوں (مشرق اور مغرب) کے درمیان ہوا، جبکہ ہمارا قبلہ شمال اور جنوب کے درمیان ہے۔ حدیث کا منطوق اگرچہ خاص اہل مدینہ کے لیے ہے لیکن مفہوم یہ ہے کہ یہ وسعت اور گنجائش دیگر شہروں کے لیے بھی اسی طرح ہے جس طرح اہل مدینہ کے لیے ہے۔

۞ نماز پڑھنے والے کے سامنے (قبلہ کی جانب) اگر کوئی شخص لیٹا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں نماز ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُّعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ] "نبی ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے اور قبلے کے درمیان آپ کے بستر پر عرض کے بل لیٹی ہوتی تھی۔ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے جگا دیتے اور میں وتر پڑھ لیتی۔" (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:٥١٢، و صحيح مسلم، الصلاة، حديث:٥١٢، وسنن النسائي، القبلة، حديث:٧٦٠)

۞ اگر سامنے قبلے کی جانب قبر ہو تو نماز نہیں ہوتی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ، وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا] "قبروں کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔" (صحيح مسلم، الجنائز، حديث:٩٧٢) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث:٨٦١ اور اس کے فوائد ومسائل۔

۞ اگر قبلے کی جانب نقش ونگار، بیل بوٹوں یا تصویروں والا کپڑا آراستہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے، البتہ بہتر یہی ہے کہ ایسی کوئی چیز نمازی کے سامنے نہ ہو جس سے خشوع وخضوع میں فرق آئے اور نمازی کی توجہ نماز سے ہٹ جائے۔ حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: میرے گھر میں ایک تصویروں والا کپڑا تھا۔ میں نے اسے ایک طاق کے سامنے (بطور پردہ) لٹکا لیا۔ رسول اللہ ﷺ اس طاق کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے، اس لیے آپ نے فرمایا: "اے عائشہ! اسے میرے سامنے سے ہٹا دو۔" میں نے اسے اتار کر تکیے بنا لیے۔ (سنن النسائي، القبلة، حديث:٧٦٢)

۞ امام اور مقتدی کے درمیان کوئی کپڑا حائل ہو تو کوئی حرج نہیں، نماز ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: [كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حَصِيرَةٌ يَّبْسُطُهَا بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهَا بِاللَّيْلِ

فَيُصَلِّي فِيهَا، فَفَطَنَ لَهُ النَّاسُ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَهُمُ الْحَصِيرَةُ] ''رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چٹائی تھی جسے آپ دن کو بچھا لیتے تھے اور رات کو حجرہ سا بنا لیتے تھے اور اس میں نماز پڑھتے۔ لوگوں کو آپ کی نماز کا پتا چل گیا تو وہ آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے جبکہ ان کے اور آپ کے درمیان وہ چٹائی حائل تھی۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث:٧٣٠، واللفظ للنسائي، حديث:٧٦٣)

۞ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا درست ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور انھوں نے دروازہ بند کرلیا (تاکہ لوگ ہجوم نہ کریں۔) پھر جب انھوں نے دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں داخل ہوا۔ میں بلال سے ملا اور ان سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبے میں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، آپ نے (اگلی صف کے بائیں طرف والے) دو یمنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث:١٥٩٨ و صحيح مسلم، الحج، حديث:١٣٢٩)

۞ بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ نماز کے لیے بیت اللہ کو جہت بنانے کا حکم ہے: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (البقرة ٢:١٥٠) ''آپ اپنا چہرہ بیت اللہ کی جانب پھیریں۔'' جو شخص بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھتا ہے، اس کی جہت بیت اللہ نہیں رہتی۔ واللہ أعلم.

۞ نماز میں اور نماز کے علاوہ قبلے کی طرف تھوکنا منع ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے قبلے کی دیوار پر تھوک دیکھا، آپ نے اسے کھرچ دیا، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: [إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلّٰى] ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔'' (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:٤٠٦)

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی قوم کی امامت کرائی اور اس نے قبلے کی جانب تھوک دیا جبکہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے (اس کی قوم سے) فرمایا: ''آئندہ یہ تمھیں نماز نہ پڑھائے۔'' اس کے بعد اس نے انھیں نماز پڑھانا چاہی تو انھوں نے

اسے روک دیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنایا۔ اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ راوئ حدیث کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ”تم نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔“ (سنن أبي داود‘ الصلاة‘ حدیث: ۴۸۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [یَجِيئُ صَاحِبُ النُّخَامَةِ فِي الْقِبْلَةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ، وَھِيَ فِي وَجْھِهِ] ”قبلے کی طرف تھوکنے والا قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ تھوک اس کے چہرے پر ہوگا۔“ (صحیح ابن حبان‘ حدیث: ۱۶۳۸‘ و صحیح الترغیب والترھیب‘ حدیث: ۲۸۳)

❁ پیشاب کرتے وقت قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا أَتٰی أَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا یُوَلِّھَا ظَھْرَهُ] ”جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے آئے تو وہ (پیشاب پاخانے کے وقت) قبلے کی طرف منہ کرے نہ پیٹھ۔“ (صحیح البخاري‘ الوضوء‘ حدیث: ۱۴۴‘ وصحیح مسلم‘ الطھارة‘ حدیث: ۲۶۴)

❁ ضرورت کے پیش نظر دوران نماز میں سامنے قبلے کی طرف جوتے رکھنے میں کوئی حرج نہیں‘ کسی صحیح حدیث میں اس کی ممانعت ثابت نہیں۔ اسی طرح کسی صحیح حدیث سے قبلے کی طرف پاؤں کرنے کی ممانعت بھی منقول نہیں‘ البتہ اگر کوئی بیت اللہ کی تعظیم کرتے ہوئے اس طرف پاؤں نہیں کرتا تو یہ بہتر ہے۔ ہر کام میں اصل اباحت ہے‘ ممانعت کے لیے دلیل چاہیے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کتاب القبلة میں قبلے کے احکام ومسائل بیان کرنے کے بعد سترے کے مسائل ذکر کیے ہیں۔ اس کے بعد لباس کے کچھ احکام بیان کیے۔ بظاہر ان دونوں مسئلوں کی زیر بحث کتاب سے کوئی واضح مناسبت نظر نہیں آتی۔ واللّٰہ أعلم.

امام صاحب کی ان مسائل کو کتاب القبلة میں ذکر کرنے سے غرض کیا ہے؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ممکن ہے امام صاحب نے کتاب القبلة میں سترے کے مسائل بیان کر کے اس طرف اشارہ کیا ہو کہ بیت اللہ میں بھی سترے کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ چونکہ نمازی اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے‘ اس لیے اس کی مشروعیت‘ ضرورت‘ اہمیت اور حکم بیان کر دیا جس طرح کہ امام صاحب

نے نمازی اور قبلے کے درمیان حائل ہونے والی دوسری چیزوں (قبر‘ جوتے اور سونے والے) کے بارے میں بیان کیا کہ ان کے درمیان میں ہونے سے نماز پر کچھ اثر پڑتا ہے یانہیں؟

نماز کے لیے ستر ڈھانپنا شرط ہے تو لباس کے کچھ احکام اس وضاحت کے لیے بیان کیے کہ (نماز میں) قبلہ رو کھڑا ہونے کے لیے کس قسم کے لباس سے ستر ڈھانپنا چاہیے‘ جبکہ لباس کے زیادہ تر احکام امام صاحب نے كتاب الزينة میں بیان کیے ہیں۔ واللہ أعلم.

سترے اور لباس کے احکام احادیث کے تحت فوائد میں تفصیلاً آ رہے ہیں۔ استفادے کے لیے وہاں رجوع کیا جاسکتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٩) - **كِتَابُ الْقِبْلَةِ** (التحفة . . .)

قبلے کے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ** (التحفة ١٦٨)

باب:۱-(نماز میں) قبلے کی طرف منہ کرنا

٧٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَصَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ أَنَّهُ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَمَرَّ رَجُلٌ قَدْ كَانَ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَانْحَرَفُوا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۷۴۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو تقریباً سولہ (۱۶) مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے' پھر آپ کا رخ انور کعبے کی طرف کر دیا گیا۔ ایک آدمی جس نے نبی ﷺ کے ساتھ (کعبے کی طرف منہ کر کے) نماز پڑھی تھی' انصار کی ایک قوم (بنو حارثہ) کے پاس سے گزرا۔ (وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے) اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو کعبہ رخ نماز پڑھنے کا حکم دے دیا گیا ہے' چنانچہ وہ (نماز ہی میں) کعبے کی طرف مڑ گئے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۴۸۹'۴۹۰۔

(المعجم ٢) - **بَابُ الْحَالِ الَّتِي يَجُوزُ عَلَيْهَا اسْتِقْبَالُ غَيْرِ الْقِبْلَةِ** (التحفة ١٦٩)

باب:۲-وہ حالت جس میں (دورانِ نماز میں) قبلے کے علاوہ کسی اور طرف منہ کرنا جائز ہے

٧٤٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ

۷۴۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

٧٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥

٧٤٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦.

أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ فِي السَّفَرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ.

رسول اللہ ﷺ سفر میں اپنی سواری پر (نفل) نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ سواری کا منہ جس طرف بھی ہوتا۔

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے کہا: (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد) عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ نماز کا آغاز کرتے وقت سواری کا رُخ قبلے کی طرف ہو۔ بعد میں چاہے اس کا رخ کسی طرف بھی ہو جائے۔ دوسری روایت میں اس امر کی صراحت موجود ہے۔

٧٤٥- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهُ بِهِ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ.

۷۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر (نفل) نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس طرف بھی اس کا منہ ہوتا۔ اور آپ سواری پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے مگر فرض نماز سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۴۹۱۔

(المعجم ٣) - بَابُ اسْتِبَانَةِ الْخَطَإِ بَعْدَ الاِجْتِهَادِ (التحفة ١٧٠)

باب: ۳- باوجود کوشش کے (نماز پڑھ لینے کے بعد سمتِ قبلہ کی) غلطی کا واضح ہونا

٧٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ

۷۴۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ لوگ قباء (کی مسجد) میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والا ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: تحقیق رسول اللہ ﷺ پر آج رات وحی اتری ہے اور آپ کو کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا تم بھی کعبے

٧٤٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤٩١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧.

٧٤٦_[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٨.

الْقِبْلَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ.

کی طرف منہ کرلو۔ان کے چہرے شام کی طرف تھے' وہ کعبے کی طرف گھوم گئے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث:۴۹۴۔

(المعجم ٤) - سُتْرَةُ الْمُصَلِّي (التحفة ١٧١)

باب:۴-نمازی کا سترہ

٧٤٧- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ [الدُّورِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي فَقَالَ: «مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ».

۷۴۷-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے غزوۂ تبوک میں نمازی کے سترے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہونا چاہیے۔''

٧٤٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «كَانَ يَرْكُزُ الْحَرْبَةَ ثُمَّ يُصَلِّي إِلَيْهَا».

۷۴۸-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے سامنے نیزہ گاڑ لیتے' پھر اس کی طرف نماز پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① سترے سے مراد وہ چیز ہے جو نمازی کی نماز کو شیطان اور گزرنے والوں سے محفوظ کرے۔سترہ نمازی کے خیالات کو منتشر ہونے سے بچاتا ہے' بشرطیکہ نظر سترے سے تجاوز نہ کرے جیسا کہ مسنون ہے۔اسی طرح سترہ نمازی کے آگے سے گزرنے والوں کے اثرات بد سے نماز اور نمازی کو محفوظ کرتا ہے۔نمازی کے آگے سے گزرنا نمازی کے خشوع وخضوع کو ختم کرتا ہے اور گزرنے والے کو گناہ گار بناتا ہے۔

٧٤٧ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة . . . الخ، ح: ٥٠٠/ ٢٤٤ من حديث عبدالله بن يزيد المقرى، به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٢١.

٧٤٨ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة إلى الحربة، ح: ٤٩٨ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة . . . الخ، ح: ٥٠١/ ٢٤٦ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٢٢.

سترے کے آگے سے گزرنا نمازی اور گزرنے والے کو ان دونوں چیزوں سے بچاتا ہے۔ ② اکیلے نمازی کو اگر وہ کھلی جگہ نماز پڑھ رہا ہے تو اسے اپنے سامنے سترہ رکھنا چاہیے۔ امام کے پیچھے ہو تو صرف امام کے سامنے سترے کا ہونا کافی ہے۔ پہلے سے موجود چیز بھی سترہ بن سکتی ہے جیسے ستون وغیرہ۔ ③ سترہ تقریباً ڈیڑھ فٹ اونچا اور اتنا موٹا ہونا چاہیے کہ دور سے صاف نظر آئے' ایسا نہ ہو کہ کسی کو پتا ہی نہ چلے۔ پالان کی پچھلی لکڑی بھی تقریباً ڈیڑھ فٹ اونچی ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥) - اَلْأَمْرُ بِالدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ (التحفة ١٧٢)

باب:۵- سترے کے قریب کھڑے ہونے کا حکم

٧٤٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّإِسْحَاقُ ابْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ».

۷۴۹- حضرت سہل بن ابوحثمہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص سترے کی طرف نماز پڑھے تو اس سے قریب کھڑا ہو (تاکہ) شیطان اس کی نماز کو قطع نہ کردے۔''

فوائد ومسائل: ① پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ سترہ شیطان سے بھی حفاظت کرتا ہے کیونکہ شیطان جہاں نمازی کے خیالات منتشر کرتا ہے' وہاں نماز توڑنے کی بھی کوشش کرتا ہے جبکہ سترہ اس سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ ② سترہ سجدے کی جگہ کے قریب ہی ہونا چاہیے تاکہ نظر سجدے کی جگہ سے آگے تجاوز نہ کرے۔ اگر سترہ دور ہوگا تو نظر آگے جائے گی اور شیطانی وار سے بچاؤ بھی مشکل ہوگا جس سے اصل مقصد فوت ہو جائے گا' اس لیے نماز پڑھنے والے کو سترے کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے تاکہ خود بھی معصیت کا شکار نہ ہو اور دوسرے کو بھی موقع نہ دے۔ ③ آج کل اس سنت پر عمل نہ ہونے کے برابر ہے' اس لیے اس کی اشاعت کی خوب ضرورت ہے۔ جس حدیث میں یہ آتا ہے کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی' وہ سنداً ضعیف ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن أبي داود' (مفصل) للألباني: ٩/٢٦٥' حدیث:١١٦)

(المعجم ٦) - مِقْدَارُ ذٰلِكَ (التحفة ١٧٣)

باب:۶- (نمازی اور سترے کے درمیان) فاصلے کی مقدار

٧٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدنو من السترة، ح:٦٩٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح:٤٠٢، وهو في الكبرٰى، ح:٨٢٤، والحديث صححه ابن خزيمة، ح:٨٠٣، وابن حبان، ح:٤٠٩، والحاكم:١/ ٢٥١، ٢٥٢ علٰى شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

۷۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ. فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَاذَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ، ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ.

۷۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہم کعبے میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کعبے میں کیا کیا؟ انھوں نے کہا: آپ نے ایک ستون اپنے بائیں کیا اور دو ستون اپنے دائیں کیے اور تین ستون اپنے پیچھے، ان دنوں بیت اللہ چھ ستونوں پر قائم تھا، پھر آپ نے نماز پڑھی اور اپنے اور قبلے کی دیوار کے درمیان تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ کیا۔

فوائد ومسائل: ① عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کعبے کے حاجب اور دربان تھے۔ کعبے کی چابیاں ان کی تحویل میں تھیں۔ یہ بنو عبدالدار سے تعلق رکھتے تھے۔ اس خاندان کو دور جاہلیت سے حجابت (دربانی) کعبہ کا عہدہ حاصل تھا۔ فتح مکہ کے بعد آپ نے انھی کو قائم رکھا اور اب تک وہی خاندان اس ذمے داری کو سرانجام دے رہا ہے۔ عثمان بن طلحہ کو حجبی اسی لیے کہا گیا ہے۔ ② آج کل کعبے میں ستون نہیں ہیں۔ ③ ایک ہاتھ ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے۔ تین ہاتھ تقریباً ساڑھے چار فٹ ہوئے۔ سجدے کے لیے عام صف چار یا ساڑھے چار فٹ ہی ہوتی ہے، گویا آپ کا سجدہ دیوار کے بالکل قریب پڑتا تھا، اس لیے سترہ سجدے والی جگہ سے تقریباً متصل ہونا چاہیے۔ بعض احادیث میں سجدے کی جگہ اور سترے کے درمیان سے بکری گزرنے کا فاصلہ ذکر ہے۔ ظاہر ہے بکری تنگ جگہ سے بھی گزر جاتی ہے، اس کے لیے زیادہ جگہ درکار نہیں۔ مزید فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۶۹۳۔

۷۵۰- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة بين السواري في غير جماعة، ح: ۵۰۵، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره . . . الخ، ح: ۱۳۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۹۸، والكبرٰى، ح: ۸۲۵.

(المعجم ٧) - ذِكْرُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَمَا لَا يَقْطَعُ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي سُتْرَةٌ (التحفة ١٧٤)

باب:٧-جب نمازی کے آگے سترہ نہ ہو تو کون سی چیزیں نماز توڑتی ہیں اور کون سی نہیں؟

٧٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ قَائِمًا يُصَلِّي فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ». قُلْتُ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَصْفَرِ، مِنَ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ: «اَلْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ».

٧٥١-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے ایک آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو اگر اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو وہ سترہ بن جاتی ہے اور اگر اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہو تو عورت گدھا اور کالا کتا اس کی نماز توڑ دیتے ہیں۔'' میں نے کہا: کالے زرد اور سرخ میں کیا فرق ہے؟ تو ابوذر نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جیسے تم نے مجھ سے پوچھا ہے تو آپ نے فرمایا تھا: ''کالا کتا شیطان ہے۔''

فائدہ: جمہور اہل علم کے نزدیک کسی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ ابوداود کی روایت ہے: [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٧١٩) یعنی ''کوئی چیز نماز نہیں توڑتی۔'' لہٰذا یہاں نماز ٹوٹنے سے مراد خشوع وخضوع کا ختم ہونا ہے۔ لیکن اہل علم کا دوسرا گروہ نماز ٹوٹ جانے کا قائل ہے۔ اس کی ان کے نزدیک دو دلیلیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ابوداود کی محولہ حدیث: [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْئٌ] ضعیف ہے اس لیے وہ قابل استدلال نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل):٩/ ٢٦٥، حديث:١١٦) دوسری دلیل ایک واضح حدیث ہے جو يَقْطَعُ الصَّلَاةَ کے مفہوم کو واضح تر کر دیتی ہے اس کے الفاظ ہیں: [تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَّمَرِّ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ] (صحيح ابن خزيمة، حديث:٨٣١، و صحيح ابن حبان، حديث:٢٣٩١، بتحقيق الشيخ شعيب، وانظر الصحيحة للألباني، حديث: ٣٣٢٣) ''گدھے عورت اور سیاہ کتے کے گزرنے سے (نماز ٹوٹ جاتی ہے) نماز دہرائی جائے گی۔''

٧٥١- أخرجه مسلم، الصلاة، باب قدر ما يستر المصلي، ح: ٥١٠ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٨٢٦.

یہ حدیث قطع صلاۃ کے ظاہری مفہوم کو متعین اور اس کی تاویل (خشوع وخضوع ٹوٹ جانے) کو رد کر دیتی ہے۔ بنابریں اگلی تمام روایات میں بھی قطع صلاۃ کا ظاہری مفہوم ہی مراد ہوگا۔ واللہ أعلم.

٧٥٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ: مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: اَلْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ.

۷۵۲- حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن زید سے پوچھا: کون سی چیز نماز کو توڑ دیتی ہے؟ انھوں نے کہا: حضرت ابن عباس ﷠ نے فرمایا: حیض والی عورت اور کتا۔

قَالَ يَحْيٰى: رَفَعَهُ شُعْبَةُ.

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا کہ حضرت شعبہ نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں حضرت یحییٰ کے دو استاد ہیں: شعبہ اور ہشام۔ ہشام نے تو اس روایت کو موقوف (حضرت ابن عباس کا فتویٰ) ہی بیان کیا ہے مگر حضرت شعبہ نے مرفوع بھی بیان کیا ہے، یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔ حضرت ابن عباس ﷠ نے یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ سے بھی بیان فرمائے ہیں اور خود بھی یہی فتویٰ دیا ہے اور ایسے عام ہوتا ہے۔ ② حیض والی عورت سے مراد بالغ عورت ہے، یعنی بچی کے گزرنے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، البتہ بالغ عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

٧٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جِئْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ عَلٰى أَتَانٍ لَّنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِعَرَفَةَ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا

۷۵۳- حضرت ابن عباس ﷠ سے منقول ہے کہ میں اور فضل بن عباس ﷠ اپنی ایک گدھی پر آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ عرفہ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ ہم کچھ صف کے آگے سے گزرے، پھر اتر پڑے اور گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

٧٥٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقطع الصلاة، ح: ٧٠٣، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يقطع الصلاة، ح: ٩٤٩ من حديث يحيى القطان به، حديث شعبة فقط، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٢٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٣٢، وابن حبان، ح: ٤١٢.

٧٥٣ـ أخرجه البخاري، العلم، باب متى يصح سماع الصغير، ح: ٧٦ من حديث الزهري به، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة ... الخ، ح: ٥٠٤/٢٥٦ من حديث سفيان بن عيينة، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٢٨.

فَمَرَرْنَا عَلٰى بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْنَا وَتَرَكْنَاهَا تَرْتَعُ، فَلَمْ يَقُلْ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا.

ہمیں کچھ نہیں کہا۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سترہ تھا جیسا کہ دیگر مفصل روایات سے واضح ہوتا ہے' لہٰذا امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الصلاة' حديث: ۴۹۳) اس لیے یہ روایت اس باب کے تحت نہیں آنی چاہیے تھی۔ بعض لوگوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ گدھے کا گزرنا نماز نہیں توڑتا' مگر یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ توڑنے نہ توڑنے کی بحث اس وقت ہے جب آگے سترہ نہ ہو اور وہ سترے اور نمازیوں کے درمیان سے گزری ہو۔

٧٥٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: زَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبَّاسًا فِي بَادِيَةٍ لَنَا، وَلَنَا كُلَيْبَةٌ وَحِمَارَةٌ، تَرْعٰى فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعَصْرَ وَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يُزْجَرَا أَوْ لَمْ يُؤَخَّرَا.

۷۵۴- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری بستی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملنے تشریف لائے۔ ہمارے ہاں ایک چھوٹی سی کتیا اور ایک گدھی تھی جو چرتی پھرتی تھی۔ نبی ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اور یہ دونوں آپ کے آگے تھیں۔ نہ انھیں روکا گیا اور نہ پیچھے ہٹایا گیا۔

فائدہ: یہاں سترے کا ذکر ہے نہ کتیا کے سیاہ ہونے کی صراحت' لہٰذا جانبین کے لیے استدلال درست نہیں۔ علاوہ ازیں یہ روایت ہے بھی ضعیف۔

٧٥٥- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ الْحَكَمَ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ الْجَزَّارِ

۷۵۵- حضرت صہیب سے منقول ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ وہ اور بنو ہاشم کا ایک لڑکا ایک گدھے پر سوار رسول اللہ ﷺ کے سامنے

٧٥٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال الكلب لا يقطع الصلاة، ح:٧١٨ من حديث حمد بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٨٢٩. * عباس بن عبيدالله لم يدرك عمه الفضل بن عباس، فالسند منقطع كما في التهذيب وغيره.

٧٥٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال: الحمار لا يقطع الصلاة، ح:٧١٦، ٧١٧ من حديث الحكم به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٨٣٠، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٤، ٢٥.

يُحَدِّثُ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ هُوَ وَغُلَامٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ عَلَى حِمَارٍ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَنَزَلُوا وَدَخَلُوا مَعَهُ فَصَلَّوْا وَلَمْ يَنْصَرِفْ، فَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ تَسْعَيَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَأَخَذَتَا بِرُكْبَتَيْهِ، فَفَرَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَنْصَرِفْ.

سے گزرے جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم دونوں اترے اور آپ کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ آپ نے نماز نہ چھوڑی اور بنو عبدالمطلب سے دو چھوٹی بچیاں بھاگتی ہوئی آئیں اور انھوں نے آپ کے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔ آپ نے ان دونوں کو الگ کیا لیکن نماز نہیں چھوڑی۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ تو یہی استدلال فرما رہے ہیں کہ گدھا اور عورت نماز نہیں توڑتے جبکہ دیگر احادیث میں صراحت ہے کہ ان سے نماز ٹوٹ جاتی ہے' اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ یہاں سترے کا ذکر ہے نہ بچیوں کے آگے سے گزرنے کا۔ اصل یہی ہے کہ آپ سترے کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ اگر ان کا آپ ﷺ اور سترے کے درمیان سے گزرنا تسلیم کر بھی لیا جائے تو وہ بچیاں بالغ نہ تھیں' اس لیے ان کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹی کیونکہ نماز حائضہ یا بالغ عورت کے گزرنے سے ٹوٹتی ہے۔ والله أعلم.

٧٥٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُومَ كَرِهْتُ أَنْ أَقُومَ فَأَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ انْسَلَلْتُ انْسِلَالًا.

٧٥٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی جب کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ جب میں اٹھنے کا ارادہ کرتی تو پسند نہ کرتی کہ سیدھی کھڑی ہوں اور آپ کے آگے سے گزروں' اس لیے میں لیٹی لیٹی کھسک جاتی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے عورت کا لیٹا ہوا ہونا اور بات ہے اور گزرنا اور بات۔ اول الذکر سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا' البتہ گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ گزرنے سے مراد کسی کا' نمازی کے آگے سے اس کی ایک جانب سے دوسری جانب' پار کرنا ہے' حدیث میں وارد "مُرور" کی ممانعت سے یہی مقصود ہے' لہٰذا نمازی کے سامنے بیٹھے یا لیٹے انسان کے ایک طرف کھسکنے کو مُرور (گزرنا) نہیں کہتے۔

٧٥٦- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة إلى السرير، ح: ٥٠٨، ومسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٢٧١/٥١٢ من حديث منصور بن المعتمر به، وهو في الكبرى، ح: ٨٣١. * خالد هو ابن الحارث.

(المعجم ٨) - اَلتَّشْدِيدُ فِي الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي وَبَيْنَ سُتْرَتِهِ (التحفة ١٧٥)

باب:۸-نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرنا سخت گناہ ہے

٧٥٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّ زَيْدَ ابْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي؟ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

۷۵۷-حضرت زید بن خالد نے بسر بن سعید کو حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے پوچھے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ اس پر اس فعل کا کس قدر گناہ ہے تو اس کے لیے چالیس (سال یا مہینے یا دن) تک رکے رہنا اس کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہو۔“

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں چالیس کے بعد سال کا ذکر نہیں۔ مسند بزار میں خریف کا لفظ ہے، اس کے معنی ”سال“ کے ہیں لیکن یہ لفظ سنداً ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تمام المنة للألباني، ص:۳۰۲، وفتح الباري:۱/۵۸۵، حدیث:۵۱۰) ایک حدیث میں [مِائَةَ عَامٍ] ”سو سال“ کھڑے رہنے کا ذکر ہے، لیکن اس کی سند میں عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن موہب ضعیف ہے اور اس کا چچا عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب مجہول ہے۔ دیکھیے: (تهذيب الكمال:۱۹/۸۰) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف ابن ماجہ میں ضعیف کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معدود کی صراحت درست نہیں ہے۔ معدود مبہم رکھا گیا ہے۔ عربی میں اس طریقے سے زجر وتوبیخ اور معاملے کی سنگینی کا بیان مقصود ہوتا ہے بہر حال مقصود عدد نہیں کثرت اور مبالغہ ہے۔ واللہ أعلم. ② چالیس یا سو سال تک رکے رہنے کی بات بھی بفرض محال ہے ورنہ اتنی دیر تک ایک انسان کا نماز پڑھنا یا ایک جگہ رکے رہنا قابل تصور نہیں۔

٧٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي

۷۵۸-حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھتا

٧٥٧_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ح: ٥١٠، ومسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/ ١٥٤، والكبرىٰ، ح: ٨٣٢.

٧٥٨_ أخرجه مسلم، ح: ٥٠٥، (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/ ١٥٤، والكبرىٰ، ح: ٨٣٣.

سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ».

ہوتو وہ کسی کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے۔"

فائدہ: نماز میں اپنے سامنے سترہ ضرور رکھنا چاہیے۔ سترہ نہ رکھنے کی صورت میں اگر کوئی آگے سے گزرے تو گزرنے والا اور نمازی دونوں گناہ گار ہوں گے اور اگر سترہ ہو تو آگے سے گزرا جا سکتا ہے البتہ اگر کوئی شخص سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنے کی کوشش کرے تو نمازی کا فرض ہے کہ اسے روکے۔ باز نہ آئے تو اسے دھکا بھی دے سکتا ہے البتہ دھینگا مشتی پر نہ آئے کہ یہ نماز کے منافی ہے۔ بعض حضرات نے ظاہر الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے دھینگا مشتی کو بھی جائز قرار دیا ہے مگر یاد رہنا چاہیے کہ اس قسم کے الفاظ کی دلالت موقع محل کی محتاج ہوتی ہے۔

(المعجم ۹) - اَلرُّخْصَةُ فِي ذٰلِكَ (التحفة ۱۷٦)

باب:۹- اس امر کی رخصت کا بیان

۷۵۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ بِحِذَائِهِ فِي حَاشِيَةِ الْمَقَامِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطُّوَّافِ أَحَدٌ.

۷۵۹- حضرت کثیر اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے' پھر بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر مقام ابراہیم کے ایک کنارے کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی نہ تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ خانہ کعبہ میں نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے' بعض محدثین کا موقف بھی یہی ہے کہ مسجد حرام' یعنی بیت اللہ شریف میں سترے کے بارے میں نرمی ہے جس طرح کہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی "المصنف" میں ان الفاظ سے باب باندھا ہے: [باب: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ شَيْئٌ] (المصنف:۲/۳۵) پھر اس باب کے تحت جو مرفوع حدیث بیان کی ہے' وہ یہی "كثير بن كثير عن ابيه عن جده" یعنی سنن نسائی والی روایت ہے۔ یہ روایت دوسری کتب سنن میں بھی

۷۵۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الركعتين بعد الطواف، ح:۲۹۵۸ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح:۸۳٤، وله علة قادحة. * وكثير لم يسمع من أبيه، بينهما مجهول بدليل رواية ابن عيينة (سنن أبي داود، ح:۲۰۱٦)، وأبوه لم يوثقه غير ابن حبان، فهو مستور.

موجود ہے۔ بیت اللہ میں سترے کی نرمی کے متعلق مرفوعاً یہی روایت بیان کی جاتی ہے' لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس روایت کے ضعف کی طرف بڑے خوبصورت اور نفیس انداز میں اشارہ فرمایا ہے۔ اس روایت کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [رِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ إِلَّا أَنَّهُ مَعْلُولٌ] ''اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں مگر یہ حدیث معلول (پوشیدہ علت کی وجہ سے ضعیف) ہے۔'' (فتح الباري:۱/۷۴۵ تحت حديث:۵۰۱)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح الجامع میں ان الفاظ سے باب باندھا ہے: [بَابُ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا] یعنی ''مکہ اور مکہ کے علاوہ دوسری جگہ سترے کا بیان۔'' پھر حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان فرمائی ہے جس کا مفہوم یہ ہے: ابو جحیفہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بطحاء مکہ میں اپنے سامنے نیزہ گاڑ کر ہمیں نماز پڑھائی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:۵۰۱) اسی طرح امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ''المصنف'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ اثر نقل فرمایا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مسجد حرام' یعنی بیت اللہ شریف میں (اپنے سامنے) لاٹھی گاڑ کر نماز پڑھی۔ (مصنف ابن أبي شيبة' قدركم يستر المصلي' حديث: ۲۸۵۳) اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے لیے سترے کا حکم عام ہے' چاہے مکہ' مدینہ یا کوئی اور جگہ ہو۔ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی ہو یا کوئی اور مسجد' نمازی کے لیے سترہ بہرحال ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ [لَاتُصَلِّ إِلَّا إِلَى سُتْرَةٍ] (صحيح ابن خزيمة:۲/۱۰'حديث:۸۰۰) یعنی ''سترے ہی کی طرف نماز پڑھو۔'' نیز فرمایا: [إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ' وَلْيَدْنُ مِنْهَا] (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۶۹۵) ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو وہ سترے کی طرف پڑھے اور سترے کے قریب کھڑا ہو۔'' اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حدیث میں وارد ہے کہ نمازی اپنے آگے سے کسی کو گزرنے نہ دے بلکہ گزرنے والے کو روکے۔ اگر کوئی نہ رکے تو اسے زبردستی روکے۔ رسول اللہ ﷺ نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو شیطان قرار دیا ہے۔ مذکورہ دلائل سے جہاں سترے کا وجوب معلوم ہوتا ہے وہاں بیت اللہ شریف میں لوگوں کے ازدحام اور ان کی کثرت کا مسئلہ بھی درپیش ہے' لہٰذا اس کا لحاظ رکھنا بھی مناسب ہے' اس لیے ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن۶۴:۱۶) پر عمل کرنا چاہیے۔ حرمین شریفین میں بھی سترے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ہاں' اضطراری صورت اس سے مستثنیٰ ہے۔ وہاں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے کوشش کے باوجود بھی اگر سترے کا اہتمام نہیں ہو سکا تو ایسا شخص اس آیت کا مصداق قرار پائے گا: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (البقرة۲:۱۷۳) إن شاء الله. اس طرح کا مجبور شخص عدم سترہ کی سخت وعید سے بچ جائے گا۔ والله أعلم.

(المعجم ١٠) - اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ النَّائِمِ (التحفة ١٧٧)

باب:١٠-سوئے ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان

٧٦٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ.

٧٦٠-حضرت عائشہ ﷞ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے اور قبلے کے درمیان آپ کے بستر پر عرض کے رخ لیٹی ہوتی تھی۔ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے جگا دیتے اور میں وتر پڑھ لیتی۔

فائدہ: جگہ کی تنگی کے پیش نظر ایسا ہوتا ہوگا ورنہ بہتر تو یہی ہے کہ سجدہ گاہ تک کوئی چیز سامنے نہ ہو کیونکہ اس سے خیالات منتشر ہوں گے مگر چونکہ یہ رات کا وقت ہوتا تھا' کچھ نظر نہ آتا تھا' لہٰذا کوئی حرج نہیں۔ دن کے وقت بھی اگر اس قسم کی صورت پیش آ جائے' تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اگر شرعاً کوئی قباحت ہوتی تو آپ ﷺ ایسا قطعاً نہ کرتے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١) - اَلنَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقَبْرِ (التحفة ١٧٨)

باب:١١-قبر کی طرف نماز پڑھنے کی ممانعت

٧٦١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا».

٧٦١-حضرت ابو مرثد غنوی ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔''

فوائد و مسائل: ① قبر کی طرف نماز پڑھنا اس لیے منع ہے کہ اس میں ان کی عبادت کا شبہ ہے۔ قبر کے علاوہ

٧٦٠ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة خلف النائم، ح: ٥١٢ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٢٦٨/٥١٢ من حديث هشام بن عروة به نحو المعنى، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٣٥

٧٦١ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، ح: ٩٧٢ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٣٦.

ہر اس چیز کا نمازی کے سامنے ہونا منع ہے جس کی پوجا ہوتی ہے' مثلاً: بت اور آگ وغیرہ۔ ⑥ ''قبر پر نہ بیٹھو'' یعنی راحت کے لیے ٹیک لگا کر یا ویسے ہی بیٹھنا منع ہے کیونکہ اس میں قبر کی توہین ہے' چنانچہ جس طرح قبر کی زائد از ضرورت تعظیم منع ہے' اسی طرح ان کی توہین بھی ناجائز ہے۔ بعض نے بیٹھنے سے قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا مراد لیا ہے مگر یہ بہت بعید ہے' قضائے حاجت کے لیے نشیبی جگہ تلاش کی جاتی ہے نہ کہ اونچی جگہ۔ اور بعض علماء نے مجاور اور معتکف بن کر بیٹھنے کو اس کی تفسیر قرار دیا ہے مگر یہ متبادر مفہوم کے خلاف ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دوسرے دلائل کی بنا پر قبر پر مجاورت یا اعتکاف بھی منع ہے لیکن اس کا صحیح معنی پہلا ہی ہے۔

(المعجم ١٢) - اَلصَّلَاةُ إِلٰى ثَوْبٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ (التحفة ١٧٩)

باب:١٢- ایسے کپڑے کی طرف نماز پڑھنا جس میں تصویریں ہوں

٧٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِي بَيْتِي ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ فَجَعَلْتُهُ إِلٰى سَهْوَةٍ فِي الْبَيْتِ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَخِّرِيهِ عَنِّي». فَنَزَعْتُهُ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ.

٧٦٢- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں ایک تصاویر والا کپڑا تھا۔ میں نے اسے گھر میں ایک طاق کے سامنے (بطور پردہ) لٹکا لیا۔ رسول اللہ ﷺ اس طاق کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے' اس لیے آپ نے کہا: ''اے عائشہ! اسے میرے سامنے سے ہٹا دو۔'' میں نے اتار کر اس کے تکیے بنا لیے۔

فائدہ: تصویریں یا تصویر والے کپڑے گھر میں لٹکانا منع ہے' خصوصاً جب کہ نماز میں وہ آگے ہوں۔ ہاں' اگر انھیں پھاڑ کر تکیے یا چٹائی وغیرہ بنالی جائے تو جائز ہے کیونکہ اس میں ان کی توہین ہے۔ احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر تصویریں ڈھانپ دی جائیں اور وہ نظر نہ آتی ہوں تو پھر بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن جہاں انھیں زائل کرنا بس میں نہ ہو' وہاں اس کی گنجائش ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٣) - اَلْمُصَلِّي يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْإِمَامِ سُتْرَةٌ (التحفة ١٨٠)

باب:١٣- امام اور مقتدی کے درمیان کوئی پردہ ہو تو؟

٧٦٢- أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٧/ ٩٢ من حديث شعبة، والبخاري، اللباس، باب ما وطيء من التصاوير، ح: ٥٩٥٤ من حديث ابن القاسم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٣٧.

٧٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حَصِيرَةٌ يَبْسُطُهَا بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهَا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهَا، فَفَطَنَ لَهُ النَّاسُ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَهُمُ الْحَصِيرَةُ، فَقَالَ: «اكْلُفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَإِنَّ اللهَ [عَزَّ وَجَلَّ] لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا، وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ [عَزَّ وَجَلَّ] أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ». ثُمَّ تَرَكَ مُصَلَّاهُ ذٰلِكَ فَمَا عَادَ لَهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ تَعَالَى وَكَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ.

٧٦٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چٹائی تھی جسے آپ دن کو بچھا لیتے تھے اور رات کو اس سے حجرہ سا بنا لیتے تھے اور اس میں نماز پڑھتے۔ لوگوں کو آپ کی نماز کا پتہ چل گیا تو وہ آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے جب کہ ان کے اور آپ کے درمیان وہ چٹائی حائل تھی۔ آپ نے فرمایا: ”اتنے عمل کے شائق بنو جس کی آسانی کے ساتھ طاقت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں اکتائے گا حتیٰ کہ تم ہی اکتا جاؤ گے (اور وہ نیک کام چھوڑ دو گے۔) اللہ تعالیٰ کا سب سے پسندیدہ کام وہ ہے جس پر ہیشگی ہو اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔“ پھر آپ نے اس جگہ نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ دوبارہ نہیں پڑھی (پھر گھر میں پڑھنے لگے) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی۔ اور آپ جب کوئی کام شروع کرتے تو اس پر ہیشگی کرتے۔ (یہ نہیں کہ چار دن کیا‘ پھر چھوڑ دیا۔)

فوائد ومسائل: ① چٹائی کو کھڑا کر کے حجرہ سا بنانا لوگوں کی مداخلت روکنے اور خلوت مہیا کرنے کے لیے تھا کیونکہ خلوت خشوع وخضوع میں معاون ہے۔ ② کوئی نیک کام شروع کر کے چھوڑ دینا زیادہ برا ہے بجائے اس کے کہ شروع ہی نہ کیا جائے کیونکہ چھوڑنے میں اعراض ہے‘ البتہ اگر کبھی کبھار نیند‘ سستی یا مصروفیت کی بنا پر وہ رہ جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا ثواب لکھا جاتا ہے‘ بشرطیکہ مستقل نہ چھوڑے۔

(المعجم ١٤) - اَلصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ (التحفة ١٨١)

باب:١٤- ایک کپڑے میں نماز پڑھنا

٧٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ

٧٦٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٧٦٣_ أخرجه البخاري، الأذان، باب صلاة الليل، ح:٧٣٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح÷٧٨٢ من حديث سعيد المقبرى به، وهو في الكبرٰى، ح:٨٣٨، وأخرجه أبوداود، ح:١٣٦٨ عن قتيبة به.

٧٦٤_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا به، ح:٣٥٨، ومسلم، الصلاة، باب ◀◀

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ [عَنْ سَعِيدٍ] بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ: «أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ».

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دودو کپڑے ہیں؟''

٧٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ.

۷۶۵-حضرت عمر بن ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت ام سلمہ ؓ کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے' اس طرح کہ آپ نے اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① عمر بن ابوسلمہ ؓ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ کے پہلے خاوند سے بیٹے تھے اور انھوں نے آپ ﷺ کے گھر میں پرورش پائی۔ ② ایک کپڑے میں نماز مجبوری کی حالت میں پڑھی جائے۔ اگر وہ چھوٹا ہو تو اسے ناف سے گھٹنوں تک باندھ لیا جائے اور اگر کچھ بڑا ہو تو بغلوں کے نیچے سے گزار کر دائیں کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کنارے کو دائیں کندھے پر ڈال لیں۔ اگر کھلنے کا اندیشہ ہو تو گردن کے پیچھے گرہ دے لیں ورنہ کھلا چھوڑ لیں۔ اس طرح پیٹ اور کمر بھی چھپ جائیں گے۔ حدیث میں اسی طریقے کا ذکر ہے۔ اور اگر دو کپڑے ہوں تو پھر دو ہی میں نماز پڑھیں۔ ایک کو ازار اور دوسرے کو ردا یا قمیص بنائیں۔ ③ حدیث کے الفاظ سے واضح ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے' ایسی صورت میں یقیناً سر ننگا رہتا ہے' اس لیے ننگے سر نماز کے ہو جانے میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب غربت وناداری عام تھی جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔ اب آسانی کی حالت میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو عادت بنا لینا' اسے کوئی بھی پسند نہیں کرے گا' نہ اس کے لیے جواز کا فتویٰ ہی ڈھونڈے گا۔ اسی طرح ننگے سر نماز پڑھنے کا مسئلہ ہے کہ اس کے جواز میں بھی کوئی شک نہیں ہے لیکن اسے عادت اور شعار بنا لینا قطعاً پسندیدہ نہیں' نہ یہ رسول اللہ ﷺ' صحابۂ کرام اور اسلاف عظام کے طرز عمل ہی سے مطابقت رکھتا ہے۔

◀◀ الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/ ١٤٠، والكبرىٰ، ح: ٨٣٩.

٧٦٥ـ أخرجه البخاري، ح: ٣٥٤ـ٣٥٦، وانظر الحديث السابق، ومسلم، ح: ٥١٧، وانظر الحديث السابق من حديث هشام به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/ ١٤٠، والكبرىٰ، ح: ٨٤٠.

(المعجم ١٥) - اَلصَّلَاةُ فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ (التحفة ١٨٢)

باب:١٥- ایک قمیص میں نماز پڑھنا

٧٦٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَأَكُونُ فِي الصَّيْدِ وَلَيْسَ عَلَيَّ إِلَّا الْقَمِيصُ، أَفَأُصَلِّي فِيهِ؟ قَالَ: «وَزُرَّهُ عَلَيْكَ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ».

٧٦٦- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کی کہ کبھی میں شکار کے پیچھے ہوتا ہوں اور مجھ پر صرف ایک قمیص ہوتی ہے تو کیا اس میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اسے بٹن لگالیا کرو اگرچہ کانٹے ہی سے ہو۔“

فائدہ: قمیص اگر لمبی ہو گھٹنوں سے نیچی ہو کہ کسی بھی رکن کی ادائیگی میں گھٹنے آگے یا پیچھے سے ننگے نہ ہوتے ہوں تو اس احتیاط کے ساتھ اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں کہ سامنے کے گلے میں بٹن لگالیا جائے تاکہ سامنے سے ستر نہ کھلے۔

(المعجم ١٦) - اَلصَّلَاةُ فِي الْإِزَارِ (التحفة ١٨٣)

باب:١٦- ازار میں نماز پڑھنا

٧٦٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَاقِدِينَ أُزْرَهُمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ، فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ: لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا.

٧٦٧- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور انھوں نے اپنے ازار (چھوٹے ہونے کی وجہ سے) بچوں کی طرح گردن پر باندھے ہوتے تھے تو (احتیاطاً) عورتوں سے کہا گیا کہ تم سجدے سے سر نہ اٹھایا کرو حتی کہ مرد سیدھے بیٹھ جایا کریں۔

فائدہ: ازار چھوٹے ہوتے تھے اس لیے گرہ دینا پڑتی تھی جیسے کہ حدیث نمبر ٧٦٥ میں بیان ہوا۔ عورتوں کو

٧٦٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الرجل يصلي في قميص واحد، ح: ٦٣٢ من حديث موسى ابن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٤١، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٧٧، ٧٧٨، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٩١، والحاكم: ١/ ٢٥٠، والذهبي.

٧٦٧ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب: إذا كان الثوب ضيقًا، ح: ٣٦٢ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الصلاة، باب أمر النساء المصليات وراء الرجال أن لا يرفعن رؤوسهن . . . الخ، ح: ٤٤١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٤٢.

کہنا صرف احتیاطاً تھا کہ چھوٹے ہونے کی وجہ سے کہیں کپڑا ادھر ادھر نہ ہو جائے ورنہ یہ نہیں کہ وہ سجدے میں پیچھے سے ننگے ہوتے تھے کیونکہ اس طرح تو نماز ہی نہ ہوگی۔ اگر کپڑا اتنا چھوٹا ہو تو اسے گردن کی بجائے ازار کی طرح کمر پر باندھنا چاہیے کیونکہ شرم گاہ ڈھانپنا فرض ہے۔ یاد رہے! آپ کے دور مبارک میں عورتیں مردوں کے پیچھے باجماعت مسجد میں نماز پڑھتی تھیں۔

٧٦٨- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ قَوْمِي مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: إِنَّهُ قَالَ: «لِيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قِرَاءَةً لِلْقُرْآنِ». قَالَ: فَدَعَوْنِي فَعَلَّمُونِي الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَكُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ مَفْتُوقَةٌ، فَكَانُوا يَقُولُونَ لِأَبِي: أَلَا تُغَطِّي عَنَّا اسْتَ ابْنِكَ.

۷۶۸- حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میری قوم کے لوگ نبی ﷺ کے پاس سے لوٹے تو انھوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا: ”تمھاری امامت وہ شخص کرائے جو قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا ہو۔“ تو انھوں نے مجھے بلایا (کیونکہ مجھے زیادہ قرآن یاد تھا) اور مجھے رکوع اور سجدے کا طریقہ سکھایا تو میں انھیں نماز پڑھایا کرتا تھا اور مجھ پر ایک پھٹی ہوئی چادر تھی۔ لوگ میرے والد سے کہتے تھے: کیا تم ہماری نظروں سے اپنے بیٹے کی شرم گاہ نہیں ڈھانپ سکتے؟

فوائد ومسائل: ① ابوداود کی ایک روایت میں ہے کہ سجدہ کرتے وقت بے پردگی ہوتی تھی۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٥٨٦) ② عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ ابھی بچے تھے۔ سات سال کی عمر تھی لیکن یہ قبیلہ قافلوں کی گزرگاہ پر واقع تھا اس لیے آنے جانے والے لوگوں سے قرآن مجید کی بہت سی آیات اور سورتیں حفظ کر چکے تھے۔ باقی لوگ اس سعادت سے محروم رہے۔ چونکہ عمرو بن سلمہ بچے تھے اس لیے انھیں نماز کا طریقہ سکھایا گیا۔ ③ دیگر روایات میں ہے کہ پھر قبیلے کے لوگوں نے مشترکہ رقم سے کپڑا خرید کر مجھے ایک لمبی قمیص بنوا دی جس سے میں بہت خوش ہوا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، المغازي، حديث: ٤٣٠٢)

(المعجم ١٧) - صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَى امْرَأَتِهِ (التحفة ١٨٤)

باب:۱۷- آدمی کا ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جس کا کچھ حصہ اس کی بیوی پر ہو

٧٦٨ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب(٥٤)، ح: ٤٣٠٢ من طريق آخر عن عمرو بن سلمة، وأبوداود، الصلاة، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٥٨٦ من حديث عاصم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٤٣ تقدم طرفه، ح: ٦٣٧، ويأتي، ح: ٧٩٠.

٧٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ وَأَنَا إِلٰى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ بَعْضُهُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٧٦٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے ایک طرف لیٹی ہوتی جب کہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ مجھ پر ایک چادر ہوتی تھی جس کا کچھ حصہ رسول اللہ ﷺ پر ہوتا تھا۔

فائدہ: سردیوں میں کپڑوں کی قلت کی وجہ سے ایسے ہوتا ہوگا۔ اگر نماز کے دوران میں حائضہ عورت کا جسم نمازی سے لگ جائے تو نماز میں خرابی نہ آئے گی، خصوصاً جب کہ مجبوری بھی ہو۔ حائضہ عورت کا جسم ظاہراً پلید نہیں ہوتا۔

(المعجم ١٨) - صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهِ مِنْهُ شَيْءٌ (التحفة ١٨٥)

باب: ١٨- آدمی کا ایک ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا کہ اس کے کندھوں پر کچھ بھی کپڑا نہ ہو

٧٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهِ مِنْهُ شَيْءٌ».

٧٧٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس طرح ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کچھ بھی کپڑا نہ ہو۔''

فائدہ: یہ اس وقت ہے جب کپڑا وسیع ہو۔ اگر کپڑا چھوٹا ہو تو اسے ازار کے طور پر باندھ لیا جائے۔ اگر کوئی اور کپڑا میسر نہ ہو تو ناف سے گھٹنوں تک پردہ کفایت کر جائے گا اور شرعاً یہ جائز ہے کیونکہ مجبوری میں اس معاملے میں تخفیف ہے۔

٧٦٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٥١٤ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٤٤.

٧٧٠ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٦ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، ح: ٣٥٩ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٤٥.

(المعجم ١٩) - اَلصَّلَاةُ فِي الْحَرِيرِ (التحفة ١٨٦)

باب:١٩- ریشم کے کپڑے میں نماز پڑھنا

٧٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَرُّوجُ حَرِيرٍ، فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ: «لَا يَنْبَغِي هٰذَا لِلْمُتَّقِينَ».

٧٧١- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک ریشم کی اچکن، یعنی شیروانی سے ملتا جلتا لباس تحفے میں دیا گیا۔ آپ نے اسے پہنا، پھر اس میں نماز پڑھی۔ سلام پھیرا تو اسے بڑی تیزی اور سختی سے اتار دیا، گویا کہ آپ اسے ناپسند فرما رہے ہیں، پھر فرمایا: ”یہ پرہیزگاروں کے لیے جائز نہیں۔“

فائدہ: ریشم پہننا مرد کے لیے ناجائز ہے۔ اس میں نماز پڑھنا بدرجۂ اولیٰ ناپسندیدہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے حرمت سے قبل پہنی ہوگی۔ پھر ناپسندیدگی کی وجہ سے اتاری۔ یہ نہیں کہ حرام ہونے کے بعد پہنی یا اتاری۔ آپ کے یہ الفاظ: [لَا يَنْبَغِي هٰذَا لِلْمُتَّقِينَ] بھی دلیل ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ریشم حرام نہ ہوا تھا۔ حرمت کے بعد تو متقی اور غیر متقی برابر ہیں، البتہ ریشم میں پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ نماز کے اندر کوئی خرابی نہیں ہوئی اور نہ اس کی کوئی شرط یا رکن مفقود ہوا۔ ریشم کا حرام ہونا نماز سے الگ مسئلہ ہے، گویا ریشم پہننے کا گناہ الگ ہے اور نماز کی صحت ایک الگ چیز ہے۔

(المعجم ٢٠) - اَلرُّخْصَةُ فِي الصَّلَاةِ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ (التحفة ١٨٧)

باب:٢٠- دھاری دار منقش چادر میں نماز پڑھنے کی رخصت

٧٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ ثُمَّ قَالَ:

٧٧٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دھاری دار منقش چادر میں نماز پڑھی، پھر فرمایا: ”مجھے اس کے نقش ونگار نے اپنی طرف متوجہ رکھا۔ اسے ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور اس سے اس کی انبجانی چادر لے آؤ۔“

٧٧١- أخرجه البخاري، اللباس، باب القباء وفروج حرير . . . الخ، ح: ٥٨٠١، ومسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٧٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٤٦.

٧٧٢- أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلاة، ح: ٧٥٢ عن قتيبة، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة في ثوب له أعلام، ح: ٥٥٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٤٧.

«شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هٰذِهِ، اِذْهَبُوا [بِهَا] إِلٰى أَبِي جَهْمٍ وَائْتُونِي بِأَنْبِجَانِيِّهِ».

فوائد ومسائل: ① یہ منقش چادر ابوجہم رضی اللہ عنہ ہی نے بطور تحفہ بھیجی تھی چونکہ تحفے کی واپسی سے ان کی دل شکنی کا خطرہ تھا' لہٰذا تحفے کا تبادلہ کرلیا۔ ② انبجانی بغیر دھاریوں کے سادہ چادر ہوتی تھی۔ انبجان علاقہ تھا جہاں وہ چادریں بنتی تھیں۔ ③ رسول اکرم ﷺ کا قلب مقدس اس قدر صاف تھا کہ اس میں ہلکی سی لہر بھی آپ کو محسوس ہوتی تھی۔ معمولی سا خیال بھی آپ کو بہت زیادہ محسوس ہوا ہوگا ورنہ آپ جیسا خشوع وخضوع کسے نصیب ہوگا؟ ④ مصنف رحمہ اللہ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ منقش کپڑے میں نماز ہوسکتی ہے۔ آپ نے نماز دہرائی نہیں۔ ویسے بھی دھاری دار کپڑا پہننا منع نہیں۔ پہنا ہوا پایا جائے نماز کا کپڑا دھاری دار ہو تو نماز میں کوئی خرابی لازم نہ آئے گی لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔ ہمارے دل اس قدر صاف نہیں ہیں کہ اتنی معمولی سی دھاریاں ہماری نماز کے خشوع وخضوع میں فرق ڈالیں کیونکہ ہمارا خشوع وخضوع پہلے ہی بہت کم ہوتا ہے' البتہ اگر کسی شخص کا لباس یا مصلے کی دھاریوں' رنگوں وغیرہ سے' خشوع وخضوع کم ہوتا ہو تو وہ ایسے کپڑے سے پرہیز کرے۔ آج کل مصلے پر مسجد' مینار اور گنبد وغیرہ کی تصاویر ہوتی ہیں جو نماز کی مناسبت سے ہیں' لہٰذا ان میں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا' لیکن اس حدیث کی رُو سے یہ بھی ناپسندیدہ ہیں' ان سے بھی بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے' البتہ ایسا کپڑا یا مصلّٰی بالکل ناجائز ہے جس میں کسی جاندار کی یا کسی ایسی چیز کی تصویر ہو جس کی پوجا ہوتی ہو۔

(المعجم ٢١) - اَلصَّلَاةُ فِي الثِّيَابِ الْحُمْرِ (التحفة ١٨٨)

باب:٢١- سرخ کپڑوں میں نماز پڑھنا

٧٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، فَرَكَزَ عَنَزَةً فَصَلّٰى إِلَيْهَا يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْكَلْبُ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ.

٧٧٣- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرخ حلے (جوڑے) میں تشریف لائے' ایک برچھا گاڑا اور اس کی طرف نماز پڑھی۔ کتے' گدھے اور عورتیں اس کے آگے سے گزرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ابن قیم رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق وہ حلہ خالص سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سرخ دھاریاں

٧٧٣ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة . . . الخ، ح:٥٠٣ من حديث سفيان الثوري به مطولاً، وهو في الكبرى، ح:٨٤٨، وأصله متفق عليه، من حديث عون به.

تھیں، سطح سفید تھی۔ دیکھیے: (زادالمعاد: ۱/۱۳۷) لہٰذا اس روایت کا ان روایات سے تعارض نہ ہوگا جن میں سرخ کپڑا پہننے سے روکا گیا ہے۔ ② حلے سے مراد ہے، دو چادریں ایک رنگ کی اور ایک جیسی۔ ایک ازار اور دوسری ردا۔ ③ برچھا یا چھوٹا نیزہ بطور سترہ گاڑا گیا تھا۔ اس کی بحث حدیث: ۷۴۸ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٢) - اَلصَّلَاةُ فِي الشِّعَارِ (التحفة ١٨٩)

باب: ۲۲- جسم سے لگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا

٧٧٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ خِلَاسَ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ، أَبُو الْقَاسِمِ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا حَائِضٌ طَامِثٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَعْدُهُ إِلَى غَيْرِهِ وَصَلَّى فِيهِ ثُمَّ يَعُودُ مَعِي، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ لَمْ يَعْدُهُ إِلَى غَيْرِهِ.

۷۷۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ میں اور ابوالقاسم رسول اللہ ﷺ ایک کپڑے میں سوتے تھے۔ کبھی میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ اگر اس کپڑے کو مجھ سے کوئی حیض وغیرہ لگ جاتا تو اتنی جگہ دھو لیتے، مزید جگہ نہیں دھوتے تھے اور اس میں نماز بھی پڑھتے تھے، پھر دوبارہ میرے ساتھ لیٹ جاتے۔ اگر پھر کوئی چیز لگ جاتی تو دوبارہ اسی طرح دھوتے۔ اس سے زائد جگہ نہ دھوتے تھے۔

فائدہ: اگر عورت کے جسم والا کپڑا پاک ہو تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، خواہ اس نے اسے حیض کی حالت میں پہنا ہو۔ اگر کچھ خون لگ گیا ہو تو اتنی جگہ دھو لی جائے، باقی جگہ دھونے کی ضرورت نہیں۔

(المعجم ٢٣) - اَلصَّلَاةُ فِي الْخُفَّيْنِ (التحفة ١٩٠)

باب: ۲۳- موزوں میں نماز پڑھنا

٧٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۷۷۵- حضرت ہمام نے کہا کہ میں نے حضرت جریر بن عبداللہ ؓ کو دیکھا کہ انھوں نے پیشاب کیا،

٧٧٤- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٨٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٤٩.

٧٧٥- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الخفاف، ح: ٣٨٧ من حديث شعبة، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٢ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٥٠.

سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرًا بَالَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا.

پھر پانی منگوایا اور وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ پھر اٹھے اور نماز پڑھی۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے: میں نے نبی ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: موزوں میں نماز پڑھنا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(المعجم ٢٤) - اَلصَّلَاةُ فِي النَّعْلَيْنِ (التحفة ١٩١)

باب:٢٤- جوتوں میں نماز پڑھنا

٧٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ وَغَسَّانَ بْنِ مُضَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا [أَبُو مَسْلَمَةَ] - وَاسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ - بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ - قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

٧٧٦- حضرت ابو مسلمہ سعید بن یزید بصری نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا اللہ کے رسول ﷺ جوتوں میں نماز پڑھ لیتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

فوائد ومسائل: ① جوتوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے مگر چند باتیں قابل لحاظ ہیں: ○ جوتے پاک اور صاف ستھرے ہوں۔ ○ بہتر ہے کہ جوتے اس قسم کے ہوں کہ ان میں سجدے اور قعدے میں دقت پیش نہ آئے، یعنی ان پر بیٹھنے میں تکلیف نہ ہو۔ یہ سب کچھ تب ہے جب مسجد جوتوں سے میلی نہ ہوتی ہو۔ اگر فرش جوتوں سے میلا ہوتا ہو یا صفیں ٹوٹتی ہوں تو جوتوں سمیت مسجد میں نماز نہ پڑھی جائے، البتہ کھلی جگہ (مسجد سے باہر) یا کچے فرش پر کوئی حرج نہیں۔ چونکہ آج کل مساجد میں عموماً فرش بنے ہوتے ہیں، صفیں، دریاں اور قالین بچھے ہوتے ہیں، لہٰذا جوتوں میں نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے تاکہ مساجد میں میل کچیل اور آلودگی نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مساجد کچی ہوتی تھیں۔ ② ابوداود کی ایک روایت میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا امر بھی ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ٦٥٠، ٦٥٢) لیکن وہ امر استحباب پر محمول ہے کیونکہ ابوداود ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ننگے پاؤں بھی نماز پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ٦٤٨) یہ امر یہود کی مخالفت کی بنا پر ہے۔ یہود سے آپ کی موافقت اور مخالفت وقتی چیز ہے۔ یہود کا نماز میں

٧٧٦- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في النعال، ح: ٣٨٦، ومسلم، المساجد، باب جواز الصلاة في النعلين، ح: ٥٥٥ من حديث أبي مسلمة به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٨٥١.

جوتے پہننے کو ناپسند کرنا شاید اس بنا پر ہو کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے موقع پر موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ مقدس میں جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا تھا: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (طٰہٰ ۲۰:۱۲)

(المعجم ٢٥) - أَيْنَ يَضَعُ الْإِمَامُ نَعْلَيْهِ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ (التحفة ١٩٢)

باب:۲۵-جب امام لوگوں کو نماز پڑھائے تو جوتے کہاں رکھے؟

٧٧٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَشُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيٰى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ، فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ.

۷۷۷-حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن نماز پڑھی تو آپ نے اپنے جوتوں کو اپنی بائیں طرف رکھا۔

فائدہ: چونکہ رسول اللہ ﷺ امام تھے اور آپ کے بائیں جانب کوئی نہ تھا' لہٰذا آپ نے اپنے جوتے بائیں طرف رکھے۔ اگر بائیں طرف کوئی آدمی کھڑا ہو تو بائیں طرف جوتے نہیں رکھنے چاہئیں۔ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوتے پہن کر نماز پڑھنا ضروری نہیں' صرف جائز ہے' البتہ آپ کے دور میں جب یہودی بھی مدینہ منورہ میں رہتے تھے' جوتوں میں نماز پڑھنا مستحب تھا کیونکہ اس سے امتیاز ہوتا تھا۔ آج کل اسلامی ممالک میں یہودی نہیں ہیں' لہٰذا جوتے میں نماز مستحب نہیں بلکہ حسب ضرورت صرف جائز ہے۔ واللہ أعلم.

٧٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح:٦٤٨، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في أين توضع النعل ... الخ، ح:١٤٣١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٨٥٢، وصححه ابن خزيمة، ح:١٠١٤، ١٠١٥، وابن حبان (الإحسان)، ح:٢١٨٦.

امامت کا مفہوم' فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل

امام صاحب رحمہ اللہ قبلے سے متعلق احکام و مسائل بیان کرنے کے بعد امامت کے بارے میں کتاب لائے ہیں کیونکہ نماز باجماعت ادا کرنا فرض ہے جس میں ایک حافظِ قرآن یا صاحب علم و فضل شخص آگے کھڑا ہوتا ہے اور باقی نمازی صف بنا کر اس کے پیچھے نماز سے متعلق تمام حرکات و سکنات میں اس کی پیروی کے پابند ہوتے ہیں۔ امامت ایک عظیم الشان اور مقدس عہدہ ہے جسے یہ نصیب ہو جائے' وہ نہایت خوش بخت انسان ہوتا ہے اور اسے ''امام'' جیسے مبارک لقب سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ذیل میں امامت کا مفہوم' فضیلت' انواع' آداب اور احکام کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

* مفہوم: [إمامت] أَمَّ ' يَـؤُمُّ سے مصدر ہے۔ تقدم کے معنی میں ہے۔ محاورہ ہے: [أَمَّ النَّاسَ] ''اس نے لوگوں کی امامت کرائی۔'' یعنی ایک آدمی کی حیثیت سے نمازیوں کے آگے کھڑا ہوا تاکہ نماز میں لوگ اس کی پیروی کریں۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں کہ مقتدی کی نماز کا امام کی نماز سے چند شرائط کے ساتھ مربوط ہونا امامت کہلاتا ہے۔ اسے امامت صغریٰ کہتے ہیں اور یہی اس کتاب میں زیر بحث ہے جبکہ امامت کبریٰ خلافت کو کہتے ہیں۔

[امام] ہر وہ چیز جسے امور و معاملات میں مقدم رکھا جائے' امام کہلاتی ہے' مثلاً: نبی ﷺ امام الائمہ ہیں۔ خلیفہ' رعایا کا امام ہوتا ہے۔ قرآن' امام المسلمین ہے۔ امیر' لشکر کا امام ہوتا ہے جبکہ امام الصلاۃ سے

مراد وہ شخص ہے جو نمازیوں کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے اور وہ اس کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں۔

* فضیلت: امامت کی فضیلت مشہور و معروف ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ تاحیات اس منصب جلیل پر فائز رہے۔ بعدازاں یہ سعادت خلفائے راشدین کے حصے میں آئی۔ علم و فضل میں فائق شخصیات ہی اس عظیم عہدے پر فائز ہوتی رہیں۔ شریعت اسلامیہ نے اس کا معیار یہی مقرر کیا کہ قوم کا افضل آدمی جماعت کرائے۔ شارع علیہ السلام نے فضیلت کا معیار بجائے مال و دولت ٗ خاندان اور قبیلے کے علم کو مقرر کیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى] ''لوگوں کا امام ایسا آدمی ہو جو قرآن مجید زیادہ پڑھنے والا ہو۔'' (صحيح مسلم ٗ المساجد ٗ حديث:٦٧٣) اور یہ بات معلوم ہے کہ زیادہ قرآن پڑھنے والا افضل ہوتا ہے ٗ لہٰذا اس حدیث سے امامت کی فضیلت معلوم ہوئی۔ نبی ﷺ نے ائمہ کے لیے دعا فرمائی ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: [اَلْإِمَامُ ضَامِنٌ وَّالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ ٗ اَللّٰهُمَّ! أَرْشِدِالْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ] ''امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔ اے اللہ! اماموں کو (صحیح علم و عمل کی) توفیق دے اور مؤذنوں کو بخش دے۔'' (سنن أبي داود ٗ الصلاة ٗ حديث:٥١٧ ٗ و جامع الترمذي ٗ الصلاة ٗ حديث:٢٠٧) اس حدیث سے بھی امام اور امامت کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کے نوجوانوں کو آگے بڑھاتے تھے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان سے کہا گیا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں ٗ حالانکہ آپ کو قدیم الاسلام صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ٗ آپ نے فرمایا: ''امام ذمہ دار ہے۔ اگر اچھے طریقے سے نماز پڑھائے گا تو اسے بھی ثواب ہوگا اور مقتدیوں کو بھی۔ اگر اس نے غلطی کی تو وہ گناہ گار ہوگا ٗ مقتدی گناہ گار نہیں ہوں گے۔'' (سنن ابن ماجه ٗ إقامة الصلوات ٗ حديث:٩٨١)

اس حدیث سے امام کی فضیلت کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ امامت ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ امام کو اپنی اس ذمے داری کا احساس ہونا چاہیے وہ اسے معمولی کام نہ سمجھے۔ اگر وہ کوتاہی برتتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہوگا ٗ البتہ امام مقرر کرتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ آیا وہ اس عہدے کی اہلیت رکھتا ہے اور وہ ذمہ دار ہے یا نہیں؟ بے پروا امام کے تقرر کے ذمے دار خود مقتدی ہوں گے۔ یا جہاں مقتدی بے بس ہوں وہاں انتظامیہ ذمے دار ہوگی۔

✽ **منصب امامت کی طلب:** اگر امامت کے اوصاف موجود ہوں اور آدمی سمجھے کہ میں یہ ذمہ داری دوسروں کی نسبت احسن انداز میں نبھا سکتا ہوں تو منصب امامت کے مطالبے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا حکم دنیاوی امارت (حکمرانی) والا نہیں کہ اگر کوئی اس کا مطالبہ کرے تو اسے نہ دینے کا حکم ہے‘ نیز اگر اسے مطالبے کی بنا پر امارت مل ہی جائے تو اللہ کی نصرت شامل حال نہیں ہوتی۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [أَنْتَ إِمَامُهُمْ‘ وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ‘ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَّا يَأْخُذُ عَلٰى أَذَانِهِ أَجْرًا] ”تم ان کے امام ہو۔ ان کے کمزور ترین شخص کا خیال رکھنا اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔“

(سنن أبي داد‘ الصلاة‘ حديث:۵۳۱‘ و سنن النسائي‘ الأذان‘ حديث:۶۷۳)

✽ **مراتب ائمہ:** حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ‘ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً‘ فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا‘ وَفِي رِوَايَةٍ : سِنًّا] ”لوگوں کا امام ایسا شخص ہو جو قرآن حمید زیادہ پڑھنے والا ہو۔ اگر اس وصف میں لوگ مساوی ہوں تو پھر وہ امام بنے جسے سنت نبوی کا زیادہ علم ہو۔ اور اگر سنت کے علم میں لوگ مساوی ہوں تو پھر وہ امام بنے جس نے ہجرت پہلے کی ہو۔ اگر اس وصف میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جس نے پہلے اسلام قبول کیا ہو۔“ اور ایک روایت میں [سِلْمًا] کی بجائے [سِنًّا] کے لفظ ہیں‘ یعنی اگر مذکورہ تینوں اوصاف میں سب برابر ہوں تو پھر ان میں سے جس کی عمر زیادہ ہو‘ اسے امام بنایا جائے۔ (صحيح مسلم‘ المساجد‘ حديث:۶۷۳)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے آپ ﷺ کے پاس بیس دن قیام کیا۔ آپ بہت رحم دل اور رقیق القلب تھے۔ جب آپ نے محسوس کیا کہ ہمیں اپنے گھر جانے کا شوق ہے تو فرمایا: [ارْجِعُوا فَكُونُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَصَلُّوا‘ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ] ”لوٹ جاؤ‘ اپنی قوم میں رہو اور انھیں (دین کی باتیں) سکھاؤ اور (سفر میں) نماز پڑھتے رہنا۔ جب نماز

کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو بڑا ہو وہ امامت کرائے۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث:٦٢٨، و صحيح مسلم، المساجد، حديث:٦٧٤) مذکورہ حدیث میں نبی ﷺ نے انھیں عمر میں بڑے کو امام بنانے کا حکم دیا کیونکہ باقی خصال اور شرائط میں سب برابر تھے، یعنی انھوں نے اکٹھے ہجرت کی، اکٹھے اسلام قبول کیا اور بیس دن تک اکٹھے آپ ﷺ سے کتاب و سنت کا علم حاصل کیا۔ عمر کا لحاظ باقی تھا، اس لیے نبی ﷺ نے عمر میں بڑے کو امام بنانے کا حکم دیا۔

ان احادیث کی روشنی میں ائمہ کے بالترتیب مندرجہ ذیل پانچ مراتب ہیں: ① قرآن مجید زیادہ پڑھنے والا۔ ② سنت نبوی سے زیادہ باخبر۔ ③ پہلے ہجرت کرنے والا۔ ④ پہلے اسلام قبول کرنے والا۔ ⑤ عمر رسیدہ۔ احناف اعلم (زیادہ علم والے) کو اقرأ (زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والے) پر ترجیح دیتے ہیں۔ حدیث سے ان کے موقف کا رد ہوتا ہے۔

امامت کی مختلف انواع

① بچے کی امامت: فرض ہوں یا نفل، نابالغ لڑکے کی امامت، جب کوئی وجہ ترجیح پائی جائے، بلا کراہت جائز ہے، مثلاً: اسے قرآن مجید زیادہ یاد ہو، وغیرہ۔ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب میرے والد محترم نبی ﷺ سے مل کر واپس آئے تو اپنی قوم سے کہا: میں تمھارے پاس نبیٔ برحق کے پاس سے ہو کر آ رہا ہوں، ان کا ارشاد گرامی ہے: ''فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھو۔ اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان کہے اور امامت ایسا شخص کرائے جو قرآن مجید زیادہ پڑھنے والا ہو۔'' عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میری قوم والوں نے دیکھا تو مجھ سے زیادہ کوئی قرآن پڑھنے والا نہیں تھا، چنانچہ انھوں نے مجھے آگے کر دیا۔ اس وقت میری عمر چھ یا سات برس تھی۔ (صحيح البخاري، المغازي، حديث:٤٣٠٢) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نابالغ لڑکے کی امامت درست ہے، اگر اسے دوسروں کی نسبت قرآن زیادہ یاد ہو۔ لیکن اگر نماز کے ضروری مسائل سے کماحقہ واقف نہیں تو اسے نماز کا طریقہ اور مسائل سکھائے جائیں، امامت کا حق دار اس صورت میں بہر حال وہی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن نسائی، حدیث:۷۹۰ کے فوائد و مسائل)

② نابینے شخص کی امامت: نابینے شخص کی امامت بھی بلا کراہت درست ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے سفر غزوہ کے موقع پر) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا تھا اور یہی لوگوں کی امامت کراتے تھے اور یہ نابینے تھے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٥٩٥) ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دو مرتبہ مدینے میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الخراج، حديث:٢٩٣١، و مسند أحمد:٣/١٣٢)

امام صنعانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو تیرہ دفعہ جانشین بنایا گیا۔ دیکھیے: (سبل السلام:٢/٧٧، تحت حديث:٣٣٨)

حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کراتے تھے اور وہ نابینا تھے۔ (صحيح البخاري، الأذان، حديث:٦٦٧)

مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نابینے شخص کی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ بعض حضرات نابینے کی امامت کو مکروہ سمجھتے ہیں اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ وہ ناپاکی سے نہیں بچ سکتا اور کما حقہ طہارت بھی حاصل نہیں کر سکتا، مگر ان کی اس بات میں زور نہیں کیونکہ بعض نابینا افراد بینا افراد سے زیادہ صفائی پسند ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: (سنن نسائی، حدیث:٧٨٩ کے فوائد ومسائل)

③ غلام کی امامت: غلام کی امامت درست ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب اولین مہاجر عقبہ پہنچے، جو قباء میں ایک جگہ ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل، سالم مولیٰ ابوحذیفہ ان کی امامت کراتے تھے۔ انھیں قرآن سب سے زیادہ یاد تھا۔ (صحيح البخاري، الأذان، حديث: ٦٩٢) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھ کر غلام، ولد زنا، دیہاتی اور نابالغ بچے کی امامت کا جواز ثابت کیا ہے۔ ایک روایت کے لفظ ہیں: سالم مولیٰ ابوحذیفہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور اولین مہاجرین کی، مسجد قباء میں امامت کراتے رہے۔ ان میں ابوبکر، عمر، ابوسلمہ، زید بن حارثہ اور عامر بن ربیعہ (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الأحكام، حديث:٧١٧٥) حضرت سالم رضی اللہ عنہ انصار کی ایک عورت کے غلام تھے۔ اس نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔ ان کی امامت آزاد ہونے سے پہلے تھی۔ انھیں مولیٰ ابوحذیفہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس عورت کے آزاد کرنے کے بعد یہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس

رہے۔ انھوں نے انھیں اپنا متبنّیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالیا۔ جب اس کی ممانعت وارد ہوئی تو انھیں ابوحذیفہ کا مولیٰ کہا جانے لگا۔ (فتح الباري:۲/۲۴۱' تحت حديث:۶۹۳) حضرت عائشہ ؓ نے ایک غلام (ذکوان نامی) کو مدبر (وہ غلام جسے اس کا مالک یہ کہہ دے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔) بنایا تھا' وہ ان کی رمضان المبارک میں مصحف سے دیکھ کر امامت کراتا تھا۔ دیکھیے: (مصنف ابن أبي شيبة: ۲/۳۳۷' حديث: ۷۲۸۷) مذکورہ دلائل سے مسئلے پر دلالت واضح ہے۔

④ عورت کی امامت: عورت عورتوں کی جماعت کرا سکتی ہے' لیکن وہ صف کے آگے نہیں بلکہ درمیان میں کھڑی ہوگی۔ جناب عبدالرحمٰن بن خلاد حضرت ام ورقہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ورقہ ؓ کو ان کے گھر ملنے آیا کرتے تھے اور اس کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا تھا جو اس کے لیے اذان دیتا تھا۔ اور آپ نے انھیں (ام ورقہ ؓ کو) حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کرے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۵۹۲) واضح رہے کہ عورت مردوں کی کسی صورت جماعت نہیں کرا سکتی۔ خیر القرون میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس حدیث کے الفاظ [أَهْلَ دَارِهَا] سے جو وہم پڑتا ہے کہ گھر کے مرد حضرات اور مؤذن بھی ان کے پیچھے ہی نماز پڑھتے ہوں گے' یہ محض وہم ہی ہے' حقیقت کے ساتھ اس کا کچھ تعلق نہیں کیونکہ سنن دارقطنی کی ایک روایت میں ہے: [وَتَؤُمَّ نِسَاءَ هَا] ''وہ اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کرائے۔'' دیکھیے: (سنن الدارقطني' حديث:۱۰۶۹) ان الفاظ سے [أَهْلَ دَارِهَا] کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے۔

ریطہ حنفیہ ؒ بیان فرماتی ہیں: [أَنَّ عَائِشَةَ أَمَّتْهُنَّ وَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي صَلَاةٍ مَّكْتُوبَةٍ] ''عائشہ ؓ نے فرض نماز میں عورتوں کی امامت کے فرائض انجام دیے اور وہ ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔'' (مصنف عبدالرزاق' الصلاة' باب المرأة تؤم النساء:۳/۱۴۱' رقم:۵۰۸۶)

تمیمہ بنت سلمہ بیان فرماتی ہیں: سیدہ عائشہ ؓ نے مغرب کی نماز میں عورتوں کی امامت کرائی تو وہ عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہوئیں اور جہری قراءت کی۔ دیکھیے: (المحلى لابن حزم: ۴/۲۱۹) حضرت حجیرہ بنت حصین ؒ فرماتی ہیں: [أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ قَامَتْ بَيْنَنَا] ''سیدہ ام سلمہ ؓ نے نماز عصر میں ہماری امامت کرائی۔ آپ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔'' (مصنف

عبدالرزاق، الصلاة، باب المرأة تؤم النساء، رقم:۵۰۸۲، و مصنف ابن أبي شيبة، الصلوات، باب المرأة تؤم النساء، رقم:۴۹۵۳) حضرت ام حسن رحمہا اللہ فرماتی ہیں: [أَنَّهَا رَأَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَؤُمُّ النِّسَاءَ تَقُومُ مَعَهُنَّ فِي صَفِّهِنَّ] ''میں نے دیکھا کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کے فرائض انجام دیے اور وہ ان کے ساتھ صف ہی میں کھڑی ہوئیں۔'' (مصنف ابن أبي شيبة، الصلوات، باب المرأة تؤم النساء:۱/۴۳۰، رقم:۴۹۵۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عورت، عورت کی امامت کرا سکتی ہے لیکن وہ ان کے ساتھ صف کے درمیان ہی میں کھڑی ہوگی۔ (مصنف عبدالرزاق:۳/۱۴۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بھی مروی ہے کہ وہ اپنی لونڈی کو حکم دیتے تھے اور وہ رمضان المبارک میں عورتوں کو باجماعت نماز پڑھاتی تھیں۔ (المحلی لابن حزم:۴/۲۲۰)

ان تمام دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ عورت، عورتوں کی فرض اور نفل ہر دو نمازوں میں امامت کروا سکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ آگے کھڑی ہونے کی بجائے صف کے درمیان کھڑی ہوگی۔

⑤ **مرد کی عورتوں کے لیے امامت:** مرد کی اقتدا میں عورتیں نماز پڑھ سکتی ہیں۔ دور نبوی میں عورتیں مسجد میں آکر امام مسجد کے پیچھے نماز ادا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ، لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ] ''رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز میں مسلمان عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی آتیں، پھر نماز پڑھ کر گھروں کو لوٹ جاتیں۔ اندھیرے کی وجہ سے کوئی انھیں پہچان نہ سکتا تھا۔'' (صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حديث: ۵۷۸، و صحيح مسلم، المساجد، حديث:۶۴۵)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُمْ عَاقِدُو أُزُرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلٰى رِقَابِهِمْ، فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ: لَا تَرْفَعْنَ رُؤُسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا] ''نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ لوگ اپنے تہ بندوں میں گردن پر گرہ لگا کر نماز پڑھا کرتے تھے کیونکہ تہ بند چھوٹے ہوتے تھے۔ تو (احتیاطاً) عورتوں سے کہہ دیا گیا: تم اس وقت تک اپنے سر

(سجدے سے) نہ اٹھاؤ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:۸۱۴' و صحيح مسلم' الصلاة' حديث:۴۴۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا] ''میں اور ایک یتیم لڑکے نے اپنے گھر میں نبی ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور میری والدہ محترمہ ام سلیم ہم دونوں کے پیچھے (اکیلی) کھڑی ہوئیں۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث: ۷۲۷' و صحيح مسلم' المساجد' حديث:۶۵۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا' وَ شَرُّهَا آخِرُهَا' وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَ شَرُّهَا أَوَّلُهَا] ''مردوں کی بہترین (زیادہ خیر و بھلائی والی) صف پہلی ہے اور بری (کم بھلائی والی) صف آخری ہے اور خواتین کی بہترین صف آخری ہے اور بری صف پہلی ہے۔'' (صحيح مسلم' الصلاة' حديث:۴۴۰)

مردوں کی پہلی اور عورتوں کی آخری صف کے بہترین ہونے کی وجہ یہی ہے کہ یہ ایک دوسرے سے دوسری صفوں کی نسبت زیادہ دور ہوتی ہے۔ اسی طرح مردوں کی آخری صف اور عورتوں کی پہلی صف کے کم افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے بالکل قریب ہوتی ہیں۔ ضمناً یہ مسئلہ بھی سمجھ میں آیا کہ عورتیں مرد کے پیچھے باجماعت نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اگر ایک عورت اور ایک مرد ہو' تب بھی عورت مرد کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتی ہے' بشرطیکہ عورت غیر محرم نہ ہو کیونکہ غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی حرام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: [لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ] ''کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرے' سوائے اس صورت کے کہ اس (عورت) کے ساتھ محرم مرد موجود ہو۔'' (صحيح البخاري' الجهاد و السير' حديث:۳۰۰۶' و صحيح مسلم' الحج' حديث: ۱۳۴۱) دوسرا یہ کہ اس صورت میں عورت مرد کی طرح امام کی دائیں جانب نہیں بلکہ پیچھے کھڑی ہوگی کیونکہ اکیلی عورت کی صف ہو جاتی ہے جیسا کہ پیچھے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا] ''جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے نہ روکے۔'' (صحيح البخاري'

النكاح' حديث:۵۲۳۸' و صحيح مسلم' الصلاة' حديث: ۴۴۲) مذکورہ احادیث سے واضح ہوا کہ مرد عورتوں کی امامت کرا سکتا ہے۔

⑥ **مفضول کی امامت:** مفضول' یعنی کم فضیلت والا آدمی اپنے سے افضل شخص کی امامت کرا سکتا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں پیچھے رہ گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا...... جب ہم اپنے لوگوں میں پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ انھیں نماز پڑھا رہے تھے۔ وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ ﷺ نے انھیں اشارہ کیا (کہ اپنی جگہ پر رہو) چنانچہ انھوں نے نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی' پڑھ لی۔ (صحيح البخاري' الوضوء' حديث: ۱۸۲' و صحيح مسلم' الطهارة' باب المسح على الناصية و العمامة' حديث: ۲۷۴(۸۱)) مذکورہ روایت صحیح بخاری میں نو مقام پر آئی ہے مگر ہر جگہ مختصر ہے۔ نماز والا واقعہ مذکور نہیں' یہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

⑦ **مہمان کی امامت:** مہمان کو میزبان قوم کی جماعت کرانے سے منع کیا گیا ہے اگرچہ مہمان' میزبان سے افضل شخصیت ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمَّهُمْ وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ] ''جو شخص کسی قوم کو ملنے کے لیے جائے تو وہ ان کی امامت نہ کرائے بلکہ انھی میں سے کوئی شخص امامت کرائے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۵۹۶' و جامع الترمذي' الصلاة' حديث: ۳۵۶) ہاں' اگر مہمان امامت کا اہل ہو اور میزبان اسے دعوت یا اجازت دے تو پھر امامت کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَّؤُمَّ قَوْمًا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ] ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی قوم کی امامت کرائے مگر ان کی اجازت سے۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' حديث: ۹۱)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ' وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ] ''کوئی آدمی کسی آدمی کے

دائرۂ اقتدار میں امامت نہ کرائے اور نہ گھر میں اس کی مخصوص نشست پر بیٹھے مگر اس کی اجازت سے۔‘‘ (صحيح مسلم‘ المساجد‘ حديث:٦٧٣) اگر مہمان امامت کا اہل نہ ہو تو پھر اس کا امامت کرانا درست نہیں‘ مثلاً: مہمان عورت ہو‘ اگرچہ کتنی ہی فاضلہ ہو اور میزبان مرد۔ یا مہمان ان پڑھ ہو اور میزبان حافظ قرآن وغیرہ۔

⑧ **فاسق اور ظالم کی امامت:** فاسق اور ظالم امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ اس کی معصیت اسلام سے خروج کا باعث نہ ہو‘ لیکن ایسے آدمی کو امام مقرر نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: [كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا‘ أَوْ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ قَالَ: قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: [صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا‘ فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ‘ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ‘ وَلَا تَقُلْ: إِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فَلَا أُصَلِّي] ’’تمھاری کیا حالت ہوگی جب تمھارے اوپر ایسے امیر (حکمران) ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے یا نماز (کا وقت) فوت کر دیں گے؟‘‘ میں نے عرض کیا: تو مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’نماز کو وقت پر پڑھ لینا‘ پھر اگر ان کے ساتھ بھی نماز ملے تو پڑھ لینا کہ یہ تمھارے لیے نفل ہو جائیں گے اور یہ نہ کہنا کہ میں نماز پڑھ چکا ہوں‘ اس لیے اب نہیں پڑھتا۔‘‘ (صحيح مسلم‘ المساجد‘ حديث:(٢٣٨-٢٤٢)٦٤٨)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ائمہ تمھیں نماز پڑھائیں گے۔ اگر وہ درستی کو پہنچیں تو تمھارے لیے بھی اجر ہے اور ان کے لیے بھی۔ اور اگر وہ غلطی کریں تو تمھارے لیے ثواب ہے (غلطی کا) گناہ ان پر ہے۔‘‘ (صحيح البخاري‘ الأذان‘ حديث:٦٩٤)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’امام ذمہ دار ہے۔ اگر تو وہ درستی کو پہنچے تو اسے بھی اجر ملے گا اور مقتدیوں کو بھی اور اگر وہ غلطی کرے تو اس کا گناہ امام پر ہے۔ مقتدیوں پر نہیں۔‘‘ (سنن ابن ماجه‘ إقامة الصلوات‘ حديث:٩٨١)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فساق ائمہ کے پیچھے نمازیں‘ جمع اور عیدین پڑھ لیا کرتے تھے اور انھیں دہراتے بھی نہیں تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم حجاج بن یوسف کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے اور

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اتباع سنت میں اپنی مثال آپ تھے اور حجاج بن یوسف کا ظلم و فسق معروف ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ولید بن عقبہ بن ابومعیط کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ ایک دن اس نے صبح کی نماز دو رکعتیں پڑھائی، پھر پوچھا اور پڑھاؤں؟ دو آدمیوں نے گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے چالیس کوڑے شراب کی حد لگوائی۔ (صحيح مسلم، الحدود، حديث:١٧٠٧) حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: جن دنوں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ محصور تھے، عبیداللہ بن عدی بن خیار ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: آپ امیرالمومنین ہیں اور صورتحال یہ ہے کہ ہمیں نماز باغیوں کا امام پڑھاتا ہے جو ہم پر بہت گراں ہے۔ آپ نے فرمایا: نماز انسان کے اعمال میں سب سے اچھی چیز ہے، اس لیے جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ مل کر اچھا کام کرو اور جب وہ برا کام کریں تو تم ان کی برائی سے بچو۔
(صحيح البخاري، الأذان، حديث:٦٩٥)

⑨ **مسافر کی امامت:** مسافر مقیم کی امامت کرا سکتا ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقیم حضرات کھڑے ہو کر باقی دو رکعتیں ادا کریں گے۔ اگر مسافر امام پوری نماز پڑھانا چاہے تو بھی جائز ہے مگر یہ افضلیت کے خلاف ہے۔ افضل یہ ہے کہ وہ سفر کی نماز (دو رکعتیں) ہی پڑھے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئی غزوات میں شرکت کی اور فتح مکہ کے موقع پر بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ مکہ میں اٹھارہ راتیں ٹھہرے۔ ان دنوں میں آپ دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے اور فرماتے: [يَا أَهْلَ الْبَلَدِ! صَلُّوا أَرْبَعًا فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ] ''اے اہل شہر! تم چار رکعتیں پڑھو، ہم لوگ مسافر ہیں۔'' (سنن أبي داود، صلاة السفر، حديث: ١٢٢٩) اس حدیث کی سند علی بن زید بن جدعان کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن مسئلہ دیگر احادیث صحیحہ کی روشنی میں اسی طرح ہے۔ دلائل سے واضح ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے مکہ فتح کیا اور وہاں اٹھارہ انیس راتیں قیام کیا اور اس دوران میں نماز قصر ادا کرتے رہے اور ظاہری بات ہے کہ مقیم حضرات چار رکعتیں پڑھتے تھے کیونکہ ان پر پوری نماز فرض تھی، نیز موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ آتے تو انھیں دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر فرماتے: [يَا أَهْلَ مَكَّةَ! أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ] ''اے اہل مکہ!

اپنی نماز مکمل کرلو‘ ہم مسافر قوم ہیں۔‘‘ (الموطأ للإمام مالك‘ قصر الصلاة في السفر‘ باب صلاة المسافر إذا كان إمامًا أو كان وراء إمام‘ رقم:۱۸۵) اور یہ معلوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت کے معاملے میں بڑے حساس اور محتاط تھے۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اس مسئلے پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے‘ وہ فرماتے ہیں: [أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الْمُقِيمَ إِذَا ائْتَمَّ بِالْمُسَافِرِ‘ وَسَلَّمَ الْمُسَافِرُ مِنْ رَكْعَتَيْنِ‘ أَنَّ عَلَى الْمُقِيمِ إِتْمَامَ الصَّلَاةِ] ’’اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقیم جب مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر دو رکعتوں پر سلام پھیر دے تو مقیم (بعد میں) نماز پوری کرے گا۔‘‘ (المغني:۲/۱۶۵)

جب مقیم پہلے (فرض) نماز پڑھ چکا ہو اور مسافر کے پیچھے جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھے تو پھر وہ مسافر کی نماز کی طرح دو رکعتیں ہی پڑھے گا کیونکہ وہ اس کے حق میں نفل ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (مجموع فتاوٰی لابن باز:۱۲/۲۵۹-۲۶۱)

⑩ **مقیم کی امامت:** مقیم آدمی مسافر کی امامت کرا سکتا ہے۔ اس صورت میں مسافر مقیم کی طرح پوری نماز پڑھے گا‘ قصر نہیں کرے گا‘ چاہے وہ شروع نماز میں امام کے ساتھ ملے یا سلام کے قریب تشہد میں۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا فرمان ذیشان ہے: [إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ‘ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ‘ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا‘ وَ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ‘ فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ‘ وَ إِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا‘ وَ إِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعِينَ] ’’امام اس لیے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے‘ لہٰذا اس سے اختلاف نہ کرو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنالك الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔‘‘ (صحيح البخاري‘ الأذان‘ حديث: ۷۲۲‘ وصحيح مسلم‘ الصلاة‘ حديث:۴۱۴) موسیٰ بن سلمہ ہذلی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جب میں مکہ میں ہوں (یعنی سفر میں) اور امام کے ساتھ نماز نہ ہو تو کیسے نماز پڑھوں؟ انھوں نے فرمایا: دو رکعتیں پڑھو (یعنی قصر کرو۔) یہ ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔ (صحيح مسلم‘ صلاة المسافرين‘ حديث:۶۸۸) مسند احمد میں یہ روایت ان الفاظ سے ہے:

موسیٰ بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ میں تھے۔ میں نے پوچھا: جب ہم آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو چار رکعت نماز ادا کرتے ہیں اور جب اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو دو رکعتیں پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔‘‘ (مسند أحمد:۱/۲۱٦)

ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: مسافر‘ مقیمین کے ساتھ آخری دو رکعتوں میں ملتا ہے تو کیا اسے دو رکعتیں کفایت کر جائیں گی یا ان کی نماز کی طرح (چار رکعتیں) پڑھے گا؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہنس پڑے اور فرمایا: ان کی نماز کی طرح نماز پڑھے گا۔ (السنن الکبریٰ للبیھقي: ۳/۱۵۷)

⑪ **متنفل کی مفترض کے لیے امامت:** امام نفل نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی فرض نماز کی نیت سے اس کی اقتدا کر رہے ہوں تو یہ درست ہے۔ دونوں کی نماز ہو جائے گی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھتے‘ پھر اپنی قوم کے پاس جا کر انھیں عشاء کی جماعت کراتے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ الأذان‘ حدیث:۷۰۰‘ وصحیح مسلم‘ الصلاۃ‘ حدیث: (۱۸۰‘۱۸۱)۴٦۵) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی دوسری نماز نفل تھی کیونکہ فرض نماز ایک دن میں دو دفعہ نہیں پڑھی جاسکتی جبکہ مقتدی ان کے پیچھے فرض نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح نبیٔ اکرم ﷺ نے بعض دفعہ نمازِ خوف ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیرا‘ پھر دوسری جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ آپ کی دوسری دو رکعتیں نفل ہوتی تھیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن نسائی‘ حدیث:۸۳٦‘۸۳۷ کے فوائد و مسائل)

⑫ **مفترض کی متنفل کے لیے امامت:** امام فرض نماز پڑھا رہا ہو تو اس کے پیچھے نفل کی نیت سے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے حج کے موقع پر مسجد خیف میں صبح کی نماز پڑھائی تو فراغت کے بعد دیکھا کہ دو آدمی پیچھے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آپ نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے گھر میں نماز پڑھ لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ایسے نہ کرو۔ جب تم گھر میں نماز پڑھ چکے ہو‘ پھر مسجد میں آؤ جہاں جماعت ہو رہی ہو تو ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ یہ تمھارے لیے نفل بن جائے گی۔‘‘ (سنن أبي داود‘ الصلاۃ‘ حدیث: ۵۷۵‘ وجامع الترمذي‘ الصلاۃ‘ حدیث: ۲۱۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اکیلے نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے فرمایا: ’’کیا کوئی آدمی اس پر صدقہ نہیں کرسکتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔‘‘ (سنن

أبي داود، الصلاة، حديث:۵۷۴) ترمذی کی روایت میں ہے: [فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلّٰى مَعَهُ] ''تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔'' (جامع الترمذي، الصلاة، حديث:۲۲۰) یعنی نیت کا اختلاف ہوسکتا ہے۔ اقتدا انتقالات میں ہے، نیت میں موافقت لازمی نہیں۔

⑬ متیمم (تیمّم والے) کی متوضیء (باوضو) کے لیے امامت: تیمّم والا باوضو شخص کی امامت کرا سکتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات سلاسل میں مجھے ایک ٹھنڈی رات میں احتلام ہو گیا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا، لہٰذا میں نے تیمّم کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ انھوں نے یہ واقعہ نبی ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ نے پوچھا: ''اے عمرو! کیا تو نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو جماعت کرائی تھی؟'' تو میں نے وہ وجہ ذکر کر دی جس بنا پر میں نے غسل نہیں کیا تھا اور (یہ بھی) کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ ''اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تم پر بہت ہی مہربان ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ فرمایا۔ (سنن أبي داود، الطهارة، حديث:۳۳۴) امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاري، حدیث:۳۴۵ کا باب)

⑭ ناپسندیدہ شخص کی امامت: ایسا شخص جسے قوم کے اکثر افراد ناپسند کرتے ہوں، اس کی امامت مکروہ ہے۔ ایسے امام کی نماز نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی (قبول نہیں ہوتی): وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کرائے، حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ وہ عورت جس کی رات اس حال میں گزرے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔ اور وہ دو بھائی جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔'' (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:۹۷۱) ایک دو آدمیوں کی ناپسندیدگی کوئی معنی نہیں رکھتی، نیز کراہت کی وجہ شرعی ہو، مثلاً: بے وقت نماز پڑھنا، خلاف سنت پڑھانا، مقتدیوں کا لحاظ نہ رکھنا یا قراءت میں لحن فاحش کرنا وغیرہ۔ اگر ناپسندیدگی کی وجہ ذاتی ہے، یا اس بنا پر کہ وہ عامل بالقرآن والسنہ ہے اور نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تو اس کا گناہ ناپسند کرنے والوں کو ہوگا۔

⑮ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی امامت: عذر کی بنا پر امام بیٹھ کر نماز پڑھا سکتا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ

نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ الأذان‘ حدیث:۶۸۷‘ ۷۱۳‘ و صحیح مسلم‘ الصلاۃ‘ حدیث:۴۱۸) ایسی صورت میں آیا مقتدی پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھیں یا کھڑے ہو کر؟ اس میں قدرے تفصیل ہے جو سنن نسائی‘ حدیث:۸۳۳ کے فوائد و مسائل میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

مقتدی کہاں کھڑا ہو؟

مقتدی کے امام کے ساتھ کھڑے ہونے کی مختلف حالتیں ہیں جن کا ذکر درج ذیل ہے:

① **جب مقتدی ایک مرد ہو تو؟:** اگر مقتدی ایک مرد ہو تو وہ امام کے ساتھ دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ (اور آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ (صحیح البخاري‘ الأذان‘ حدیث:۶۹۸‘ و صحیح مسلم‘ صلاۃ المسافرین‘ حدیث:۷۶۳)

② **اگر مقتدی دو یا دو سے زیادہ ہوں؟:** دو یا دو سے زیادہ آدمی امام کے پیچھے صف بنائیں گے۔ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے انھیں اپنی دائیں جانب کر لیا‘ پھر جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے اور وہ آپ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو دھکیل کر پیچھے کر دیا۔ (صحیح مسلم‘ الزھد‘ حدیث:۳۰۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے لیے) چٹائی پر کھڑے ہوئے۔ میں اور ایک یتیم لڑکا آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ایک بوڑھی عورت ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی۔

(صحیح البخاري‘ الصلاۃ‘ حدیث:۳۸۰‘ و صحیح مسلم‘ المساجد‘ حدیث:۶۵۸)

③ **اگر مقتدی ایک عورت ہو تو؟:** ایک عورت امام کے ساتھ کھڑی نہیں ہوگی بلکہ امام کے پیچھے کھڑی ہوگی کیونکہ اکیلی عورت کی صف جائز ہے۔ دیکھیے حضرت انس کی مذکورہ حدیث۔ لیکن اس صورت میں عورت غیر محرم نہ ہو کیونکہ غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

④ **مقتدی ایک مرد اور ایک عورت ہو تو؟:** اگر مقتدی ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد امام کے

دائیں جانب کھڑا ہوگا اور عورت پیچھے کھڑی ہوگی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ہی (باجماعت) نماز پڑھ رہی تھیں جبکہ میں نبی ﷺ کے پہلو میں آپ کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھ رہا تھا۔ (سنن النسائي' الإمامة' حديث:٨٠٥) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے دیگر گھر والوں میں سے ایک عورت کو اس طرح نماز پڑھائی کہ مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور عورت کو پیچھے۔ (سنن النسائي' الإمامة' حديث:٨٠٦)

⑤ **اگر مقتدی دو یا دو سے زیادہ مرد اور ایک عورت ہو تو؟**: اگر مقتدی دو یا دو سے زیادہ مرد ہوں اور ایک عورت ہو تو امام کے پیچھے مرد حضرات صف بنائیں گے اور مردوں کے پیچھے اکیلی عورت صف بنائے گی۔ دیکھیے مذکورہ حدیث انس رضی اللہ عنہ' یعنی عورت کسی صورت میں مرد کے ساتھ کھڑی نہیں ہو سکتی حتی کہ اپنے لخت جگر یا شوہر کے ساتھ بھی نہیں' وہ ایک ہو یا زیادہ' صف مردوں کے پیچھے ہی بنے گی' دیکھیے: (سنن نسائی' حدیث:۸۰۳' ۸۰۴ اور ان کے فوائد)

⑥ **امام عورت ہو اور مقتدی بھی ایک ہی عورت ہو تو؟**: اگر عورت امام ہو اور مقتدی بھی ایک ہی عورت ہو تو وہ امام کے ساتھ دائیں جانب کھڑی ہوگی کیونکہ عورت جب امام ہوگی تو کسی صورت بھی وہ آگے کھڑی نہیں ہو سکتی۔ تفصیلی دلائل پیچھے ''عورت کی امامت'' کے تحت گزر چکے ہیں۔

⑦ **امام عورت ہو اور مقتدی دو یا دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو؟**: امام عورت ہو اور مقتدی دو یا دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو وہ امام کے دائیں بائیں کھڑی ہوں گی اور امام ان کے درمیان صف میں کھڑی ہوگی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: گزشتہ عنوان ''عورت کی امامت۔''

⑧ **مقتدی کب کھڑے ہوں؟**: مقتدیوں کے کھڑے ہونے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ وہ اقامت کے شروع میں کھڑے ہو سکتے ہیں' درمیان میں بھی اور آخر میں بھی' البتہ یہ بات ضرور ہے کہ وہ اس وقت کھڑے ہوں جب امام کو آتا دیکھ لیں' اس سے قبل کھڑا ہونا درست نہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک مجھے (آتا ہوا) نہ دیکھ لو۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٣٧' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٠٤) ایک

روایت میں ہے کہ اقامت کے بعد لوگ نبی اکرم ﷺ کے تشریف لانے سے قبل صفیں بنا لیتے تھے۔"

(صحيح البخاري، الأذان، حديث: ٦٣٩، وصحيح مسلم، المساجد، حديث: ٦٠٥)

ان روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ ایسا شاذ و نادر ہوا کہ مقتدی نبی ﷺ کے تشریف لانے سے قبل کھڑے ہوئے، نیز یہ بیان جواز کے لیے تھا۔ اصل حکم یہی ہے کہ امام کو دیکھ کر کھڑا ہوا جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ممانعت کا سبب یہی چیز بنی ہو، یعنی پہلے مقتدی آپ کو دیکھے بغیر کھڑے ہو جاتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرما دیا تاکہ لوگ مشقت میں نہ پڑیں کیونکہ بسا اوقات کسی عذر کی بنا پر تاخیر ہو سکتی تھی۔ دیکھیے: (فتح الباري: ٢/١٥٨، تحت حديث: ٦٣٧، وشرح صحيح مسلم للنووي: ٥/١٤٤، تحت حديث: ٦٠٥)

صف بندی کا اہتمام

صفوں کو درست کرنا واجب ہے کیونکہ صفوں کی درستی نماز کا حصہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ بڑے اہتمام سے صفیں سیدھی کرایا کرتے تھے۔ صفوں کی درستی کے حوالے سے آپ ﷺ کے بہت سے فرامین ہیں جو آپ صفیں درست کراتے وقت ارشاد فرمایا کرتے تھے جس سے صفوں کی درستی کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صفیں درست کر لو کیونکہ صفوں کو سیدھا کرنا نماز قائم کرنے سے ہے۔" (صحيح البخاري، الأذان، حديث: ٧٢٣، وصحيح مسلم، الصلاة، حديث: ٤٣٣)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تیر کی طرح صفیں سیدھی کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے محسوس کیا کہ ہم اس بات کو سمجھ چکے ہیں۔ پھر آپ ایک دن نکلے، (مصلے پر) کھڑے ہوئے، تکبیر (تحریمہ) کہنے لگے تو دیکھا ایک آدمی کا سینہ صف سے کچھ نکلا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ کے بندو! تم ضرور بالضرور صفیں سیدھی کرو گے یا پھر اللہ تمھارے چہروں میں اختلاف ڈال دے گا۔" (صحيح مسلم، الصلاة، حديث: ٤٣٦) نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "برابر ہو جاؤ، آگے پیچھے کھڑے نہ ہوں ورنہ تمھارے دلوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔" (صحيح مسلم، الصلاة، حديث: ٤٣٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صفوں کو درست کر لو،

کندھوں کو برابر رکھو، درمیان میں فاصلہ نہ رہنے دو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم بن جاؤ اور شیطان کے لیے خلا نہ چھوڑو، جس نے صف کو ملایا، اللہ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا، اللہ اسے کاٹے۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٦٦٦) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہوا کرو۔ انھیں قریب قریب بناؤ اور گردنوں کو بھی برابر رکھو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ خالی جگہوں سے تمھاری صفوں میں گھس آتا ہے گویا وہ بکری کا بچہ ہو۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٦٦٧)

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم صفیں ایسے کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں صفیں بناتے ہیں؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرشتے کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ پہلے اگلی صفیں کو مکمل کرتے ہیں اور خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' (صحيح مسلم، الصلاة، حديث: ٤٣٠)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الأذان، حديث:٧٢٥)

صف بندی کے اصول و احکام

① صفوں کی ترتیب: صف بندی میں صفوں کی ترتیب ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ سب سے پہلے مردوں کی صفیں ہوں گی، اس کے بعد بچوں کی اور آخر میں عورتوں کی۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [لِيَلِنِي مِنكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ] ''میرے قریب وہ کھڑے ہوں جو نہایت سمجھدار اور عقل مند ہوں، پھر وہ جو ان سے قریب ہوں، پھر وہ جو ان سے قریب ہوں۔'' (صحيح مسلم، الصلاة، حديث:٤٣٢)

یہ بات معلوم ہے کہ مرد عقل میں زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ عورت کو شریعت میں ناقص العقل کہا گیا ہے۔ اس کے بعد بچوں کی صف ہوگی کیونکہ وہ بھی مرد ہی ہیں۔ عورتوں کی صف آخر میں ہوگی جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث پیچھے گزری ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ بزرگ حضرات کو پہلے آنا چاہیے کیونکہ ان کی جگہ آگے ہے، یہ نہیں کہ بعد میں آئیں اور بچوں کو پیچھے دھکیلنا شروع کر دیں کیونکہ اس

سے ان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اگر انھیں پیچھے کرنا پڑے تو نہایت احسن انداز اور پیار سے تاکہ انھیں محسوس نہ ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن نسائی' حدیث: ۸۰۸ اور ۸۰۹ اور ان کے فوائد)

④ صفوں کو برابر کرنا: صفوں کو برابر کرنے کا حکم ہے۔ برابر کرنے میں پاؤں سے پاؤں ملانا' پاؤں سیدھے قبلہ رخ رکھنا' پاؤں کا درمیانی فاصلہ جسم کے مطابق رکھنا' امام کی طرف ملنا' دوران نماز میں اگر کسی نمازی کو صف سے نکلنا پڑے تو اس خلا کو پر کرنا' پہلے اگلی صف مکمل کرنا اور صفوں کو قریب قریب بنانا وغیرہ شامل ہیں۔ امام کو چاہیے کہ ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالے اور صفوں کے درمیان چل پھر کر بڑے اہتمام کے ساتھ صفیں سیدھی کرائے کیونکہ یہ اس کے فرائض میں سے ہے۔ اس مقصد کے لیے اگر اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان زیادہ فاصلہ بھی ہو جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ ضرورت کی بنا پر اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان فاصلہ جائز ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۹۲ ۷' ۹۳ ۷ اور ان کے فوائد ومسائل) مقتدی حضرات کو بھی اس سلسلے میں امام صاحب سے تعاون کرنا چاہیے کیونکہ صفوں کو ملانے کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔ اور جو شخص صف کا شگاف پُر کرے گا' اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کردے گا۔'' (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث: ۹۹۵)

⑤ پہلی صف کی فضیلت: پہلی صف سب صفوں سے افضل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: [لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا] ''اگر لوگوں کو اذان اور صف اول کی فضیلت کا اندازہ ہو جائے' پھر قرعہ اندازی کے علاوہ ان کا کوئی بس نہ چلے تو وہ قرعہ ڈال کر آیا کریں۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث: ٦١٥' وصحيح مسلم' الصلاة' حديث: ٤٣٧) نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی بہترین صف پہلی ہے۔'' (صحيح مسلم' الصلاة' حديث: ٤٤٠) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پہلی صف پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث: ۹۹۷) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پہلی صف کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے اور دوسری صف کے لیے ایک مرتبہ۔

(سنن النسائي، الإمامة، حديث:٨١٨) نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو پچھلی صفوں میں دیکھ کر فرمایا: ''آگے (پہلی صف میں) آؤ اور میری اقتدا کرو۔ بعد والے تمھاری اقتدا کریں۔ جو لوگ (صف اوّل سے) پیچھے رہتے (اور اسے اپنی عادت بنا لیتے) ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی انھیں اپنی رحمت سے پیچھے رکھے گا۔'' (صحيح مسلم، الصلاة، حديث:٤٣٨) اس لیے کوشش کر کے جلدی آنا چاہیے اور پہلی صف میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

④ **صفوں کی داہنی جانب کی فضیلت:** کسی صحیح حدیث میں اس کی خصوصی فضیلت مذکور نہیں۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ] ''بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کے دائیں اطراف والوں پر اپنی رحمت (خاص) نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ٦٧٦) اس حدیث کی بابت موسوعہ حدیثیہ کے محققین فرماتے ہیں کہ معاویہ بن ہشام [مَيَامِنِ الصُّفُوفِ] کے الفاظ بیان کرنے میں منفرد ہے۔ یہ روایت مذکورہ الفاظ کی بجائے ان الفاظ سے زیادہ محفوظ ہے: [إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ] ''بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کو ملانے والوں پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔'' دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد:٤٠/٢٢٤، حديث:٢٤٣٨١) شیخ البانی ؒ نے بھی اس حدیث کو انھی الفاظ کے ساتھ حسن قرار دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل فضیلت صف بندی کا صحیح طریقے سے اہتمام کرنے میں ہے، لہٰذا دائیں جانب جگہ ہونے کے باوجود صف کے توازن کو برقرار رکھنے کے لیے اگر بائیں جانب کھڑا ہونے کی ضرورت ہو تو بائیں جانب ہی کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر دونوں طرف کھڑا ہونا برابر ہو تو پھر ہر معاملے میں دائیں جانب کی جو عمومی فضیلت ہے، اس کے پیش نظر دائیں جانب کو ترجیح دینی چاہیے۔ واللہ أعلم.

⑤ **ستونوں کے درمیان صف:** ستونوں کے درمیان صف بنانا منع ہے کیونکہ ستونوں والی صف کئی جگہ سے ٹوٹ جاتی ہے اور صف کا توڑنا گناہ ہے جبکہ صفیں ملانے کا تاکیدی حکم ہے۔ حضرت قرہ بن ایاس مزنی ؓ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا

جاتا تھا اور اس سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔ (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۰۰۲) عبدالحمید بن محمود بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ہم نے حکام میں سے ایک حاکم کے ساتھ نماز پڑھی۔ لوگوں نے ہمیں دھکیل دیا حتی کہ ہم نے دوستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ستونوں والی صف سے پیچھے ہٹنے لگے اور فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس (ستونوں کے درمیان صف بنانے) سے بچا کرتے تھے۔ (سنن النسائي، الإمامة، حديث: ۸۲۲)

⑥ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز: صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی۔ حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صف کے پیچھے اکیلے آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا تو اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ٦٨٢، وجامع الترمذي، الصلاة، حديث: ۲۳۱) حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے دیکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور فرمایا: ''نئے سرے سے نماز پڑھو۔ صف کے پیچھے (اکیلے) کھڑے ہونے والے کی کوئی نماز نہیں۔'' (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۰۰۳) یہ اس صورت میں ہے جب صف میں جگہ ہونے کے باوجود کوئی شخص پیچھے کھڑا ہو کر اکیلا نماز پڑھے۔ اگر اگلی صف میں جگہ ہی نہ ہو تو پھر پیچھے کھڑے ہونے والے کو معذور سمجھا جائے گا کیونکہ یہ اس کے بس کی بات نہیں۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة ۲: ۲۸٦) ''اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔'' اور امید ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی۔ اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر ساتھ ملانے والی روایت ضعیف ہے، نیز اس سے صف بھی ٹوٹ جاتی ہے جبکہ صف توڑنے والے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی ہے: [مَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ] ''جو صف کو کاٹے (توڑے)، اللہ اسے کاٹے۔'' (سنن النسائی، حدیث: ۸۱۹) کسی کے انتظار میں ویسے ہی کھڑے رہنا بے کار عمل لگتا ہے جبکہ اس صورت میں ایک دو رکعت یا کبھی پوری نماز ہی فوت ہونے کا قوی امکان موجود ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

⑦ عذر کی بنا پر امام کی اقتدا سے نکلنا: عذر کی بنا پر نماز توڑ کر صف سے نکل جانا اور اپنی علیحدہ نماز پڑھ لینا جائز ہے، لیکن یہ شدید عذر کی بنا پر ہے۔ معمولی وجہ قابل التفات نہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے

جب عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ شروع کر دی تھی تو کام کاج سے تھکے ماندے انصاری صحابی نے نماز توڑ کر علیحدہ اپنی نماز پڑھ لی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:۴۶۵) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: (سنن نسائی' حدیث:۸۳۲ کے فوائد و مسائل۔)

⑧ **منفرد کو امام بنا دینا:** حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں (رات کو) نماز پڑھا کرتے تھے۔ (ایک دن) میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ ایک اور شخص آیا' وہ بھی کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ایک جماعت جمع ہو گئی۔ جب آپ نے محسوس کیا کہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مختصر کر دی۔ پھر گھر تشریف لے گئے اور ایسی نماز پڑھی کہ ہمارے ساتھ نہ پڑھتے تھے (لمبی نماز پڑھی)۔ ہم نے صبح کو پوچھا کہ کیا آپ کو رات ہماری اقتدا کی خبر ہو گئی تھی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اسی وجہ سے تو میں نے ایسے کیا (کہ نماز مختصر کر دی)۔'' (صحیح مسلم' الصیام' حدیث:۱۱۰۴) اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں حجرے میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کی اقتدا میں تین راتیں نماز پڑھتے رہے۔ آپ کو علم ہوا تو آپ نے فرضیت کے ڈر سے انھیں اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۷۳۱)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ آدمی اگر اکیلے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے امام بنا کر اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے۔

⑨ **مقتدی کو دوران نماز میں امام بنا دینا:** اگر امام کو کوئی عذر لاحق ہو جائے' مثلاً: کوئی زخم وغیرہ لگ جائے تو وہ مقتدیوں میں سے کسی کو آگے کھڑا کر دے جو انھیں نماز مکمل کرائے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر دوران نماز میں حملہ ہوا تھا تو انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کیا' پھر انھوں نے نماز مکمل کرائی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' فضائل أصحاب النبي ﷺ' حدیث:۳۷۰۰)

اسی طرح اگر امام کو حدث لاحق ہو جائے یا نکسیر پھوٹ جائے یا یاد آئے کہ میں بے وضو ہوں تو اس صورت میں بھی امام کسی مقتدی کو اپنی جگہ کھڑا کرے گا اور وضو کرنے کے بعد اس کے پیچھے نماز ادا کرے گا کیونکہ یہ نماز نئے سرے سے شروع کرے گا اور مقتدی چونکہ نماز کا کچھ حصہ پڑھ چکے ہوں گے جس کی

وجہ سے اس کا امام بننا ممکن نہیں۔

امام کے فرائض

❁ صف کے درمیان کھڑا ہونا: امام کو مقتدیوں کے آگے صف کے درمیان کھڑا ہونا چاہیے' یعنی امام کے پیچھے صف دونوں طرف برابر ہونی چاہیے۔ اہل علم کا عمل اسی پر ہے۔ دیکھیے: (مجموع فتاوی لابن باز: ۱۲/ ۲۰۵)

❁ نماز مختصر پڑھانا: امام کے فرائض میں سے ہے کہ وہ مقتدیوں کا خیال رکھے اور نماز مختصر مگر مکمل پڑھائے' یعنی قیام اور قراءت وغیرہ کم ہو اور رکوع و سجود میں طمانیت برقرار رہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرائے تو اسے چاہیے کہ وہ نماز مختصر پڑھائے کیونکہ نمازیوں میں چھوٹے' بڑے' ضعیف و ناتواں' مریض اور مصروف سبھی لوگ ہوتے ہیں اور جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کر لے۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث: ۷۰۳' ۷۰۴' وصحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث: ۴۶۷' ۴۶۸) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں کو فتنے میں مبتلا نہ کرو۔ انھیں چھوٹی سورتوں کے ساتھ نماز پڑھاؤ۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث: ۷۰۵' وصحیح مسلم' الصلاۃ حدیث: ۴۶۵) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز شروع کرتا ہوں تو اسے لمبا کرنے کا ارادہ ہوتا ہے' پھر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں تا کہ اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث: ۷۰۷' وصحیح مسلم' الصلاۃ حدیث: ۴۷۰)

❁ پہلی رکعت دوسری سے لمبی پڑھانا: امام کو چاہیے کہ پہلی رکعت دوسری کی نسبت لمبی پڑھائے تا کہ پیچھے رہنے والے بھی پہلی رکعت میں شامل ہو سکیں۔ نبی ﷺ پہلی رکعت دوسری سے لمبی پڑھاتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' حدیث: ۷۷۶' وصحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث: ۴۵۱)

❁ پہلی دو رکعتیں دوسری دو رکعتوں سے لمبی پڑھانا: نبیٔ اکرم ﷺ پہلی دو رکعتیں دوسری دو رکعتوں کی نسبت لمبی پڑھاتے تھے کیونکہ آپ پہلی دو رکعتوں میں عموماً فاتحہ کے علاوہ قراءت بھی کرتے

تھے جبکہ دوسری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ دیکھیے: (بخاری و مسلم حوالۂ مذکورہ)

❁ **مقتدیوں کی مصلحت کا خیال رکھنا:** نبیٔ اکرم ﷺ جب دیکھتے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم لیٹ ہیں تو آپ نماز کچھ مؤخر کر دیتے اور جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جلد جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ انھیں جلدی نماز پڑھا دیتے۔ ایسا زیادہ تر عشاء کی نماز میں ہوتا تھا۔ (صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حديث: ٥٦٠، وصحيح مسلم، المساجد، حديث: ٦٤٦) باقی نمازیں رسول اللہ ﷺ اول وقت میں پڑھتے تھے، سوائے ظہر کے کہ گرمیوں میں تھوڑی تاخیر سے پڑھا کرتے تھے۔ بہرحال اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اگر مسجد کے مستقل نمازی زیادہ تعداد میں لیٹ ہیں تو امام چند منٹ ان کا انتظار کر سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں تاکہ وہ بھی تکبیر تحریمہ پا سکیں۔ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے جبکہ نبیٔ اکرم ﷺ امت پر مشقت کے خوف سے اول وقت میں پڑھا دیا کرتے تھے۔ الغرض! امام کو مقتدیوں کی مصلحت کا خیال رکھنا چاہیے۔

❁ **سلام کے بعد کچھ دیر اسی حالت میں بیٹھے رہنا:** سلام پھیرنے کے بعد امام کو تھوڑے سے وقفے کے لیے قبلہ رخ اسی حالت میں بیٹھے رہنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ جب سلام پھیرتے تو اسی حالت میں بیٹھے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] ''اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے اور اے بزرگی اور عزت والے! تو بہت بابرکت ہے۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث: ٥٩٢)

❁ **مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا:** مذکورہ دعا پڑھنے کے بعد امام کو مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز پڑھا لیتے تو ہماری طرف منہ کر کے بیٹھتے۔ (صحيح البخاري، الأذان، حديث: ٨٤٥)

مقتدیوں کی طرف دائیں اور بائیں دونوں طرف سے مڑنا درست ہے۔ کسی ایک طرف کو خاص کرنا درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں سے شیطان کو کچھ بھی نہ دے، اس طرح کہ اپنی دائیں طرف سے لوٹنا ضروری سمجھ لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ

کو اکثر اپنی بائیں جانب سے لوٹتے دیکھا۔" (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۸۵۲' و صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث: ۷۰۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں طرف سے پھرنا درست ہے' کسی ایک جانب کو خاص کرنا درست نہیں۔

❁ **مصحف سے امامت:** امام کو اگر قرآن مجید زبانی یاد نہیں تو وہ مصحف سے دیکھ کر قراءت کر سکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا غلام ذکوان مصحف سے دیکھ کر امامت کراتا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' قبل حدیث:۶۹۲' معلقاً) اسی طرح اگر لمبی قراءت مقصود ہو جیسا کہ نماز فجر اور نماز تراویح میں ہوتا ہے اور کسی کو اتنا قرآن مجید یاد نہیں تو مصحف سے دیکھ کر قراءت کی جا سکتی ہے' البتہ امام کو قرآن مجید زبانی یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

❁ **سترے کا اہتمام کرنا:** امام کو اپنے سامنے سترہ رکھنا چاہیے کیونکہ اس کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الصلاۃ' حدیث:۴۹۳' و صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:۵۰۴) نیز فرمان نبوی ہے: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سترے کی طرف منہ کر کے پڑھے اور اس کے قریب کھڑا ہو۔" (سنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث:۶۹۸)

❁ **مکبر بنانا:** اگر جماعت میں لوگ زیادہ تعداد میں موجود ہیں اور سب تک آواز پہنچانا مشکل ہے تو امام' مکبر کھڑا کر سکتا ہے جو امام کی تکبیرات سن کر آگے پہنچائے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۷۱۲' و صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:(۹۶)۴۱۸)

❁ **ضرورت کے تحت نماز میں اضافی حرکت کرنا:** کسی ضرورت اور مجبوری کے پیش نظر یا اصلاح نماز کے لیے نماز میں اضافی حرکت جائز ہے۔ نبئ اکرم ﷺ نے اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو اٹھا کر جماعت کرائی۔ آپ جب رکوع فرماتے تو اسے اتار دیتے اور جب سجدے کے بعد اٹھتے تو اسے دوبارہ اٹھا لیتے۔ (سنن النسائي' الإمامة' حدیث:۸۲۸) ثابت ہوا کہ اس قسم کی کوئی مجبوری ہو تو نماز میں زائد حرکت درست ہے۔ اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ نبئ اکرم ﷺ نے نماز خسوف پڑھائی تو دوران نماز ہی میں آگے بڑھے' پھر پیچھے ہٹے۔ استفسار پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جنت اور جہنم دکھائی گئی تھی' میں انگوروں کا گچھا توڑنے کے لیے آگے بڑھا تھا۔ (صحیح

البخاري‘ الأذان‘ حدیث:۷۴۸‘ و صحیح مسلم‘ الکسوف‘ حدیث:۹۰۷) اسی طرح نبیٔ کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی‘ سجدہ نیچے اتر کر کیا اور باقی نماز منبر پر پڑھائی۔ (صحیح البخاري‘ الصلاۃ‘ حدیث:۳۷۷‘ وصحیح مسلم‘ المساجد‘ حدیث:۵۴۴)

✿ نماز کی تربیت دینا: امام کی ذمہ داری ہے کہ مقتدیوں کو مسنون نماز کی مشق کرائے اور ان کے سامنے عملی نمونہ پیش کرے تاکہ وہ کماحقہ سنت کے مطابق نماز ادا کر سکیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کر نماز کا طریقہ سکھایا۔ دیکھیے: (بخاری و مسلم‘ حوالۂ مذکورہ)

✿ نمازیوں کی حاضری کا جائزہ لینا: امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے اور نماز کے بعد دیکھنا چاہیے کہ کون نماز میں حاضر ہوا ہے اور کون نہیں ہوا۔ ان سے غیر حاضری کی وجہ پوچھنی چاہیے۔ اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوگی، نیز اس سے انھیں تنبیہ ہوگی اور نماز کا مزید شوق بھی پیدا ہوگا۔ دیکھیے: (سنن النسائي‘ الإمامة‘ حدیث:۸۴۴)

✿ غیر حاضری کی صورت میں اپنا نائب مقرر کرنا: امام جب کسی سفر پر جائے، بیمار ہو یا علاوہ کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نہ آ سکے تو اسے چاہیے کہ اپنا نائب مقرر کرے جو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ نبیٔ اکرم ﷺ جب کسی غزوے یا کسی اور سفر پر تشریف لے جاتے تو اپنا نائب مقرر فرماتے۔ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا۔ وہ لوگوں کی امامت کراتے تھے حالانکہ وہ نابینے تھے۔ (سنن أبي داود‘ الصلاۃ‘ حدیث:۵۹۵)‘ نیز رسول اللہ ﷺ جب بنو عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرما کر گئے تھے۔ (صحیح البخاري‘ الأحکام‘ حدیث:۷۱۹۰) سنن نسائی میں آپ ﷺ کے امر کی صراحت ہے۔ دیکھیے‘ حدیث:۷۹۴.

مقتدی کے آداب

① نماز کے لیے سکون اور وقار کے ساتھ آنا: نماز کے لیے مسجد کی طرف بڑے سکون اور وقار کے

ساتھ آنا چاہیے۔ دوڑ کر آنا منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اقامت سنو تو سکون اور وقار کے ساتھ نماز کی طرف آؤ، دوڑ کر نہ آؤ، پھر جتنی نماز تمھیں امام کے ساتھ مل جائے، پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پورا کرلو۔'' (صحیح البخاري، الأذان، حدیث:٦٣٦، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث:٦٠٢) تاہم بغیر دوڑے اتنی تیزی سے چل کر نماز کے لیے آنا جائز ہے جو انسانی وقار کے منافی نہ ہو جیسا کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد بنو عبدالاشہل کے ہاں تشریف لے جاتے اور مغرب کے وقت واپس تشریف لاتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ مغرب کے وقت (نماز کے لیے) جلدی اور تیزی سے آ رہے تھے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الإمامة، حدیث:٨٦٣)

② **صف میں داخل ہونے سے پہلے نماز شروع کرنا:** مقتدی کو چاہیے کہ صف میں شامل ہو کر نماز شروع کرے۔ صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی نماز شروع کرنا درست نہیں۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے صف میں شامل ہونے سے پہلے نماز شروع کر دی تھی، پھر صف میں شامل ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے انھیں آئندہ ایسا کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الأذان، حدیث: ٧٨٣)

③ **امام کی اقتدا کرنا:** مقتدی کی امام کے ساتھ چار ممکنہ صورتیں ہو سکتی ہیں: مسابقت، مقارنت، تأخیر اور اقتدا و متابعت۔ پہلی تینوں صورتیں درست نہیں، صرف آخری صورت، یعنی اقتدا جائز ہے۔ اور اقتدا کا مطلب ہے کہ امام کے پیچھے پیچھے تمام افعال بجا لانا، مثلاً: جب امام رکوع میں جائے تو اس کے بعد رکوع میں جایا جائے۔ اور جب سجدے میں جائے تو اس کے بعد سجدے میں جایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، لہٰذا جب وہ تکبیر کہہ لے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ سجدے میں چلا جائے تو تم سجدے میں جاؤ اور جب وہ سر اٹھا لے تو تم سر اٹھاؤ......'' (صحیح البخاري، الصلاة، حدیث:٣٧٨، و صحیح مسلم، الصلاة، حدیث:٤١٤)

④ **دوسری صف والے پہلی صف والوں کی اقتدا کریں:** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگے آؤ (صف اوّل میں) اور میری اقتدا کرو۔ تم سے پیچھے کھڑے ہونے والے تمھاری اقتدا کریں۔'' (صحیح مسلم، الصلاة، حدیث:٤٣٨) یہ نظم و ضبط کی

بہترین مثال ہے کیونکہ بسا اوقات امام سے آواز کے ساتھ اقتدا میں سبقت ہو جاتی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ پہلی صف والے امام کو دیکھ کر افعال بجالائیں اور دوسری والے پہلی صف کو دیکھ کر' اس طرح آخر صف تک۔

⑤ لقمہ دینا: امام نماز میں بھول جائے تو اسے لقمہ دینا چاہیے۔ اگر امام قراءت میں بھول جائے تو آیات پڑھ کر سنائے اور اگر کسی اور چیز میں بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہے اور عورت الٹے ہاتھ سے تالی بجائے۔ نبی ﷺ نے ایک دفعہ نماز میں قراءت فرمائی اور اس میں سے کچھ آیات چھوٹ گئیں۔ فراغت کے بعد ایک آدمی نے نبی ﷺ کو بتایا کہ آپ فلاں فلاں آیت چھوڑ گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرا دیں؟'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٩٠٧)

⑥ جماعت کے پیچھے کھڑے ہو کر انفرادی نماز پڑھنا: جب جماعت ہو رہی ہو تو اس وقت جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھنی چاہیے۔ انفرادی طور پر سنتیں وغیرہ نہیں پڑھنی چاہئیں اگرچہ صبح کی نماز ہی کی ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب فرض نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو پھر (اس) فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں ہوتی۔'' (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث:٧١٠)

حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ صبح کی اقامت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جب کہ مؤذن اقامت کہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو صبح کی نماز چار رکعت پڑھے گا؟'' (سنن النسائي' الإمامة' حديث:٨٦٨) یہ روایت اس بات میں صریح ہے کہ اقامت شروع ہو جائے تو صبح کی سنتیں بھی شروع نہیں کرنی چاہئیں چہ جائیکہ جماعت ہو رہی ہو جیسا کہ احناف کا موقف ہے۔

⑦ امام کی آمد سے قبل جماعت کھڑی کرنا: مقرر امام کے آنے سے قبل ہی کسی کو امام بنا کر نماز پڑھنا درست نہیں جبکہ مقرر امام لیٹ بھی نہ ہو۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے کسی کے دائرۂ اقتدار میں بغیر اجازت کے امامت کرانے سے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٧٣) اگر امام وقت سے زیادہ لیٹ ہو جائے تو پھر حاضرین اپنے میں سے افضل آدمی کو امامت کے لیے آگے کریں جیسا کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ سے تاخیر ہوئی تو صحابۂ کرام نے

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے آگے کیا اور انھوں نے فجر کی نماز پڑھائی۔ نبی اکرم ﷺ دوران نماز میں پہنچے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ (صحیح مسلم' الطھارة' حدیث: (۸۱) ۲۷۴)

امام صاحب نے اس کتاب میں باجماعت نماز کے بھی چند احکام بیان کیے ہیں۔ ذیل میں ان کا نہایت اختصار سے ذکر کیا جاتا ہے:

❁ **جماعت کی فضیلت:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باجماعت نماز، انفرادی نماز سے ستائیس (۲۷) درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث: ۶۴۵' وصحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۶۵۰) اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں پچیس (۲۵) درجے کا ذکر ہے۔ (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۶۴۹) دونوں حدیثوں کے درمیان علمائے کرام نے مختلف تطبیقات دی ہیں جو حدیث: ۷۴۰ کے فوائد ومسائل میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

❁ **نماز باجماعت چھوڑنے پر وعید:** حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی بستی یا صحرا میں تین آدمی اکٹھے رہتے ہوں اور ان میں نماز (باجماعت) قائم نہ کی جاتی ہو تو یقیناً ان پر شیطان غالب آ جاتا ہے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حدیث: ۵۴۷) اس لیے جماعت کو ترک کرنا درست نہیں۔ اس کا اہتمام ضروری ہے اگرچہ دو آدمی ہی ہوں کیونکہ دو آدمیوں کی جماعت بھی ہو جاتی ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

❁ **جماعت سے پیچھے رہنے پر وعید:** جماعت سے پیچھے رہنے پر بہت سخت وعید ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا کہ جو لوگ مسجد میں جماعت کے لیے حاضر نہیں ہوتے' میں ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (صحیح البخاري' الأذان' حدیث: ۶۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم گھروں میں (فرض) نمازیں پڑھتے رہے اور مسجد میں جانا چھوڑ دیا تو تم اپنے نبی کا معروف طریقہ چھوڑ بیٹھو گے اور اگر تم نے نبی کا طریقہ چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۶۵۴) نیز فرماتے ہیں کہ جماعت سے صرف منافق آدمی ہی پیچھے رہتا اور مریض آدمی دو آدمیوں کے سہارے چل کر مسجد میں آتا تھا۔ (حوالۂ مذکور)

۞ **جماعت کا ثواب پانے کی حد:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے احسن انداز سے وضو کیا‘ پھر (جماعت کے ارادے سے) مسجد کی طرف چلا اور لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جماعت میں حاضرین جیسا ثواب لکھ دیتا ہے۔ اس سے ان کے ثواب میں کمی نہیں آتی۔“ (سنن النسائي‘ الإمامة‘ حديث:٨٥٦) کیونکہ اس آدمی نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی نیت کی تھی‘ پھر کوئی کوتاہی بھی نہیں کی اور اس کے پہنچتے پہنچتے جماعت نکل گئی‘ لہٰذا ایسے شخص کو نماز باجماعت کا ثواب ملے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

۞ **فوت شدہ نماز کی جماعت:** اگر چند آدمیوں کی اکٹھی نماز رہ جائے تو وہ جماعت کرا کے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جب سفر میں نماز رہ گئی تھی تو انھوں نے باجماعت نماز پڑھی تھی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري‘ مواقيت الصلاة‘ حديث:٥٩٥) اسی طرح غزوۂ خندق کے موقع پر فوت شدہ نمازیں بھی باجماعت ادا کی گئی تھیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري‘ مواقيت الصلاة‘ حديث:٥٩٦‘ وصحيح مسلم‘ المساجد‘ حديث:٦٣١) اس مسئلے میں کچھ تفصیل ہے جو حدیث:٦٢٢ کے فوائد ومسائل میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۞ **نفل نماز کی جماعت:** نفل نماز کی جماعت درست ہے۔ بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر آ کر انھیں نفل نماز کی جماعت کرائی تھی۔ دیکھیے: (صحيح مسلم‘ حديث:٣٣‘ بعد حديث:٦٥٧)

۞ **عذر کی بنا پر جماعت ترک کرنا:** عذر کی بنا پر جماعت سے پیچھے رہنا جائز ہے‘ مثلاً: قضائے حاجت کی ضرورت ہو یا شدید بھوک لگی ہو اور کھانا حاضر ہو یا بارش یا آندھی وغیرہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ حج یا عمرے کے لیے نکلے، ان کی معیت میں کچھ اور لوگ بھی تھے اور آپ ان کے امام تھے۔ ایک دن نماز فجر کی اقامت ہوئی تو انھوں نے کہا: تم میں سے کوئی آگے ہو (اور نماز پڑھائے) اور خود قضائے حاجت کے لیے چل دیے اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے‘ آپ فرما رہے تھے: ”جب تم میں سے کسی کو بیت الخلا جانے کی ضرورت ہو اور

نماز بھی کھڑی ہو رہی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ پہلے قضائے حاجت کے لیے جائے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٨٨) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا کھانا (پک کر) سامنے آ جائے اور ادھر جماعت کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٥٥٧) نیز حضرت ابو ملیح اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین میں تھے کہ ہم پر بارش برسنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے اعلان کیا کہ اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔ (سنن النسائي' الإمامة' حديث:٨٥٥)
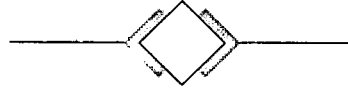
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ١٠) - كِتَابُ الْإِمَامَةِ (التحفة . . .)

امامت سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - ذِكْرُ الْإِمَامَةِ وَالْجَمَاعَةِ (التحفة . . .)

باب:١-امامت اور جماعت کے مسائل

إِمَامَةُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ (التحفة ١٩٣)

علم وفضیلت والے لوگوں کو امام بنانا چاہیے

٧٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ.

٧٧٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک تم (مہاجرین) میں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو تم میں سے کون چاہے گا کہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟ انھوں نے کہا: ہم اس بات سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھیں۔

فوائد ومسائل: ① انصار یہ سمجھتے تھے کہ چونکہ مدینہ منورہ اصلاً ہماری بستی ہے لہٰذا امیر (رسول اللہ ﷺ کا جانشین) ہم میں سے ہونا چاہیے لیکن یہ صرف شہر مدینہ کے امیر کے انتخاب کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ پوری مملکت اسلامیہ کے امیر کا مسئلہ تھا۔ ظاہر ہے کہ مملکت اسلامیہ کا امیر ایسا شخص ہونا چاہیے تھا جسے وسیع تر پیمانے پر سیاسی حمایت حاصل ہو اور اس کا تعلق ایسے قبیلے سے ہو جسے شہرت، سیادت اور عزت کم از کم عربوں کی حد تک ضرور

٧٧٨- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٩٦ عن حسين بن علي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٥٣.

حاصل ہو کیونکہ اس وقت اسلام عربوں ہی تک محدود تھا اور اس دور میں قریش کے علاوہ کوئی قبیلہ ان شرائط پر پورا نہ اترتا تھا۔ بیت اللہ کے متولی ہونے کی وجہ سے انھیں پورے عرب میں بے پناہ عزت واحترام حاصل تھا۔ ان کی سیادت کو سب عرب مانتے تھے اور وہ پورے عرب میں مشہور ومعروف تھے۔ یہ چیزیں انصار کو حاصل نہ تھیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی یا رہنمائی فرما دی تھی: [اَلْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ] ''خلفاء قریش سے ہوں گے۔'' (مسند أحمد: ۱۲۹/۳، ومسند أبي داود الطيالسي، حديث: ۲۱۳۳) اور قریش میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو مقام ومرتبہ حاصل تھا، وہ کسی اور کو نہ تھا۔ سب سے پہلے اسلام لانے والے، نبوت سے قبل بھی آپ کے دوست، تادم وفات آپ کے ساتھی اور مشیر، آپ کے سسر، ہجرت میں آپ کے رفیق، عشرۂ مبشرہ میں سے اولین شخصیت، تقویٰ وسخاوت اور دور اندیشی میں تمام صحابہ سے فائق اور سب کے نزدیک محترم ومکرم، انھی وجوہات کی بنا پر نبی ﷺ نے اپنی بیماری کے دنوں میں انھیں امامت کے لیے مقرر فرمایا۔ (صحيح البخاري، الأذان، حديث: ۶۷۸، وصحيح مسلم، الصلاة، حديث: ۴۱۸) یہ واضح اشارہ تھا کہ آئندہ امیر اور خلیفہ بھی ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہی ہوں گے کیونکہ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ امیر کوئی اور ہو اور جماعت کوئی اور کرائے۔ انصار اس طرف توجہ نہ کر سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے توجہ دلانے سے انصار کے ذہن میں یہ نکتہ آ گیا اور مسئلہ حل ہو گیا۔ ⑦ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے مقرر فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم وفضل ہی کو امامت جیسے جلیل القدر منصب پر فائز کیا جانا چاہیے، نیز أَعْلَم کو أَقْرَأ پر ترجیح دینا جائز ہے جب دیگر مقاصد مدنظر ہوں کیونکہ أُقْرأ تو صحیح حدیث کی رو سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے۔ (جامع الترمذي، المناقب، حديث: ۳۷۹۰، ۳۷۹۱، وسنن ابن ماجه، السنة، حديث: ۱۵۴) جبکہ مطلقاً أَعْلَم کو أَقْرَأ پر مقدم کرنے کا استدلال درست نہیں کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم کا مقصد صرف نماز کی امامت نہ تھا بلکہ یہ امامت کبریٰ، یعنی ان کی خلافت کی طرف بھی اشارہ تھا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢) - اَلصَّلَاةُ مَعَ أَئِمَّةِ الْجَوْرِ (التحفة ١٩٤)

باب:- ظالم ائمہ (حکام) کے پیچھے نماز پڑھنا

٧٧٩- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ: أَخَّرَ زِيَادٌ الصَّلَاةَ، فَأَتَانِي ابْنُ صَامِتٍ فَأَلْقَيْتُ

۷۷۹- حضرت ابوالعالیہ براء نے کہا کہ ایک دن زیاد (گورنر کوفہ و بصرہ) نے نماز کو مؤخر کیا تو میرے پاس عبداللہ بن صامت آئے، میں نے ان کے لیے کرسی رکھی۔ وہ اس پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان سے زیاد

٧٧٩ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلاة عن وقتها المختار . . . الخ، ح: ٦٤٨/ ٢٤٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٥٤.

لَهُ كُرْسِيًّا فَجَلَسَ عَلَيْهِ، فَذَكَرْتُ لَهُ صُنْعَ زِيَادٍ فَعَضَّ عَلَى شَفَتَيْهِ وَضَرَبَ عَلَى فَخِذِي وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ، فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ إِنِّي صَلَّيْتُ فَلَا أُصَلِّي».

کے اس فعل کا ذکر کیا تو انھوں نے اپنے ہونٹ کاٹے اور میری ران پر ہاتھ مارا اور کہنے لگے: میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا تھا جیسے کہ تو نے مجھ سے پوچھا ہے تو انھوں نے میری ران پر اسی طرح ہاتھ مارا تھا جس طرح میں نے تیری ران پر مارا ہے اور فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا تھا جیسا کہ تو نے مجھ سے پوچھا ہے تو آپ نے بھی میری ران پر ہاتھ مارا تھا جس طرح میں نے تیری ران پر مارا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''وقت پر نماز پڑھ لینا' پھر اگر ان (مؤخر کرنے والوں) کے ساتھ نماز پالے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا۔ یہ نہ کہنا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے' لہٰذا میں (ان کے ساتھ) نہیں پڑھوں گا۔''

فوائد ومسائل: ① راویٔ حدیث [بَـرَّاء] ہیں (تیر ٹھیک کرنے والے) نہ کہ حضرت براء بن عازب صحابی رضی اللہ عنہ۔ ② ہونٹ کاٹنا افسوس کی بنا پر تھا کہ امراء نماز وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں اور ران پر ہاتھ مارنا متنبہ کرنے کے لیے تھا کہ امراء کے اس فعل کی بنا پر ان سے بغاوت جائز نہ ہوگی۔ ③ وہ (امراء) نماز کو اوّل اور معتاد وقت سے مؤخر کرتے تھے' تبھی وقت پر پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ہوسکتا ہے کہ وقت مختار سے مؤخر کرتے ہوں۔ وقت مختار سے تاخیر کبھی کبھار تو جائز ہے مگر ہمیشہ کے لیے عادت بنا لینا درست نہیں۔ ④ وقت پر نماز پڑھنا تو نماز کی حفاظت کے لیے ہے جب کہ بعد میں امراء کے ساتھ نماز پڑھنا فتنے سے بچنے کے لیے ہے کہ بغاوت کے جراثیم پرورش نہ پائیں۔ اگر امام مقرر کرنے کا اختیار ہو تو صالح اور عالم شخص ہی کو مقرر کرنا چاہیے لیکن اگر یہ اختیار نہ ہو یا امام بالجبر مسلط ہو جائے اور اس کی مخالفت ممکن نہ ہو یا ممکن تو ہو مگر اس سے فتنے کا خدشہ ہو تو حدیث میں بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا جائے۔ مستقل طور پر گھر میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ جماعت سے محرومی بہت سے مفاسد کا ذریعہ بن سکتی ہے' لہٰذا بڑے نقصان سے بچنے کے لیے چھوٹا اور تھوڑا نقصان قبول کر لیا جائے۔

٧٨٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

٧٨٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

٧٨٠- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء فيما إذا أخروا الصلاة عن وقتها، ح: ١٢٥٥، وابن خزيمة، ح: ١٦٤٠، كلاهما من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو ضعيف من جهة حفظه، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق وغيره.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَلَّكُمْ سَتُدْرِكُونَ أَقْوَامًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتُمُوهُمْ فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا وَصَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوهَا سُبْحَةً».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید تم ایسے لوگوں کو پاؤ جو بے وقت نماز پڑھیں گے۔ اگر تم پر ایسا دور آ جائے تو نماز وقت پر پڑھ لیا کرنا' پھر ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا اور اسے نفل سمجھ لینا۔“

فوائد ومسائل: ① ثابت ہوا کہ اگر امام میں کوئی خرابی ہو تو مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی۔ امام کی کمی بیشی کا سوال اس سے ہوگا' لہٰذا کسی امام کے پیچھے اس بنا پر نماز پڑھنے سے انکار نہ کیا جائے کہ اس میں فلاں خرابی یا عیب ہے۔ عیوب سے منزہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس ہے۔ ② اگر ایک دفعہ وقت پر نماز پڑھ لی جائے' پھر جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے یا فتنے سے بچنے کے لیے دوبارہ پڑھنی پڑے تو دوسری نماز نفل ہوگی' فرض پہلی ہوگی۔ ظالم اور فاسق کی امامت کے متعلق مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ٣) - مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ (التحفة ١٩٥)

باب: ٣- امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

٧٨١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ عِيَاضٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ فِي الْهِجْرَةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَلَا تَؤُمَّ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا تَقْعُدْ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَكَ».

٧٨١- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کی امامت وہ شخص کرائے جو ان میں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو زیادہ پڑھنے والا ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زیادہ جانتا ہو۔ اگر سنت کے علم میں بھی برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔ اور تو کسی شخص کی سلطنت واختیار میں اس کی امامت نہ کرا اور نہ اس کی مسند عزت پر بیٹھ' مگر یہ کہ وہ تجھے اجازت دے۔“

٧٨١_ أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٣ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٨٥٥.

فوائد ومسائل: ① یہ روایت السنن الکبریٰ میں بھی موجود ہے' دونوں جگہ (صغریٰ اور کبریٰ میں) اعمش سے بیان کرنے والے فضیل بن عیاض ہیں جو أَقْرَأُ کے بعد أَقْدَم في الهجرة اور اس کے بعد أَعْلَم بالسنة کا درجہ بیان کرتے ہیں، جبکہ یہی روایت صحیح مسلم میں بھی ہے۔ وہاں اعمش سے روایت کرنے والے ابوخالد احمر ہیں جو أَقْرَأ کے بعد أَعْلَم بِالسُّنة کا درجہ بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد أَقْدَم فِي الْهِجْرَة کا۔ اس روایت کے دیگر طرق پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اعمش کے باقی شاگرد: ابومعاویہ' جریر' ابن فضیل' سفیان اور عبداللہ بن نمیر وغیرہ ابوخالد احمر کی مطابقت کرتے ہیں جو أَعْلَم بِالسّنة کا دوسرا درجہ بیان کرتا ہے اور فضیل بن عیاض کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ فضیل بن عیاض أَعلم بِالسّنة سے أَقْدَم فِي الْهِجْرَة کو مقدم بیان کرنے میں متفرد ہے جبکہ فی الحقیقت أَعْلَم بِالسُّنَّة، أَقْدَم فِي الْهِجْرَة سے مقدم ہے جیسا کہ اعمش کے دیگر حفاظ شاگرد بیان کرتے ہیں' لٰہذا پہلا درجہ أَقْرَأُ لِكِتَابِ اللّٰه کا ہے' دوسرا أَعْلَم بِالسُّنة کا' تیسرا أَقْدَم فِي الْهِجْرَة کا اور چوتھا عمر میں بڑے کا۔ ② امام کسی نہ کسی فضیلت میں مقتدیوں سے زائد ہونا چاہیے' علم ہو یا مرتبہ یا عمر۔ ہجرت بھی مرتبہ اور فضیلت میں اضافے کا موجب ہے۔ ③ اس درجہ بندی سے معلوم ہوا کہ جو حفظ وقراءت میں مقدم ہو اور اسے قرآن مجید زیادہ یاد ہو' امامت کے لیے اسے ہی آگے کیا جائے گا۔ جو صرف عالم دین ہو' سنت کی معرفت زیادہ رکھتا ہو' اس کا درجہ قاری' قرآن کے بعد ہے' بشرطیکہ وہ نماز کے واجبات و ارکان سے واقف ہو۔ اگر یہ اہلیت نہ رکھتا ہو تو اسے اس کی تربیت دی جائے کیونکہ امامت کا زیادہ حق دار وہی ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے عمرو بن سلمہ کے قبیلے کے افراد کو بھی اس بات کی تلقین کی تھی' حالانکہ افرادِ قبیلہ ان سے أعلم (علم میں فائق) تھے اور عمر میں بھی بڑے' چونکہ عمرو بن سلمہ چھ سات سال کے تھے' اس لیے بڑوں نے پہلے ان کی تربیت کی اور بعد ازاں امامت کے لیے آگے کیا۔ یاد رہے! دیگر کچھ مقاصد کے پیش نظر صرف عالم دین کو بھی امامت کے لیے آگے کیا جا سکتا ہے' نیز یہ مسئلہ وہاں قابل عمل ہے جہاں کسی کا باقاعدہ تقرر نہ ہو' یعنی اگر کسی کی باقاعدہ امام کی حیثیت سے نماز پڑھانے کی ذمہ داری ہو تو اسی کو مقدم کیا جائے گا۔ ہاں' یہ ضروری ہے کہ اس عظیم منصب کے لیے کسی صاحب علم ودین اور حافظ قرآن ہی کا انتخاب کیا جائے۔ ④ کسی کی سلطنت و امامت والی جگہ میں بلا اجازت امامت منع ہے۔ جب وہ خود اجازت دے یا درخواست کرے تو امامت بھی کرا سکتا ہے اور اس کی مسند پر بیٹھ بھی سکتا ہے' جیسے استاد وشاگرد۔ بعض حضرات نے اجازت کی قید صرف مسند پر بیٹھنے کے لیے قرار دی ہے گویا امامت اجازت کے ساتھ بھی نہیں کرا سکتا مگر یہ بات صحیح نہیں اور نہ نبی ﷺ کے عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے بلکہ بعض مواقع پر نا قابل عمل بھی ہے' مثلاً: تراویح وغیرہ میں حافظ' امام وقت کی امامت کرا سکتا ہے۔

(المعجم ٤) - تَقْدِيمُ ذَوِي السِّنِّ (التحفة ١٩٦)

باب:۴- بڑی عمر والے کو آگے کیا جائے

٧٨٢- أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي وَقَالَ مَرَّةً: أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَقَالَ: «إِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا».

٧٨٢- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں اور میرا ایک چچازاد بھائی یا ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ''جب سفر میں نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہنا اور جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔''

فائدہ: بڑی عمر والا امامت اس وقت کرائے گا جب سب علم میں برابر ہوں۔ یہ دونوں اکٹھے مسلمان ہوئے' اکٹھے آئے اور اکٹھے آپ کے پاس رہے' لہٰذا علم میں برابر تھے۔

(المعجم ٥) - اِجْتِمَاعُ الْقَوْمِ فِي مَوْضِعٍ هُمْ فِيهِ سَوَاءٌ (التحفة ١٩٧)

باب:٥- جب چند لوگ کسی جگہ جمع ہوں اور وہاں ان کی حیثیت یکساں ہو تو؟

٧٨٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ».

٧٨٣- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امامت کرائے اور امامت کا زیادہ حق دار ان میں سے وہ ہے جو ان میں سے زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو۔''

(المعجم ٦) - اِجْتِمَاعُ الْقَوْمِ وَفِيهِمُ الْوَالِي (التحفة ١٩٨)

باب:٦- جب چند لوگ جمع ہوں اور ان میں حاکم بھی ہو تو؟

٧٨٤- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

٧٨٤- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی صاحب اقتدار شخص کی

٧٨٢- [صحيح] تقدم، ح: ٦٣٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٥٦.

٧٨٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٥٧.

٧٨٤- [صحيح] تقدم، ح: ٧٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٥٨.

شُعْبَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَوْسِ ابْنِ ضَمْعَجٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

سلطنت میں اس کی امامت نہ کرائی جائے اور نہ اس کی مسند خاص پر بیٹھا جائے مگر اس کی اجازت سے۔''

فائدہ: یعنی جب مختلف لوگ جمع ہوں اور حکمران یا والی بھی موجود ہو تو بلا امتیاز کوئی بھی اس کی اجازت کے بغیر امامت نہیں کرا سکتا' امام صاحب ؒ کا ترجمۃ الباب سے یہی مقصد معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ تب ہے جب حکمران دیندار اور باشرع ہو' فاسق حکمران کی امامت مراد نہیں کیونکہ زیر بحث اصول وضوابط اور مسائل کا انطباق تبھی ممکن ہے جب معاشرہ اسلامی اور حکمران دیندار ہو۔ بعض نے [فِي سُلْطَانِهِ] سے کسی کا دائرۂ اختیار مراد لیا ہے' معروف معنی سلطنت یا حکمرانی مراد نہیں لیے تب اس سے صرف حکمران یا صاحب اقتدار شخص مراد نہ ہوگا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧) - إِذَا تَقَدَّمَ الرَّجُلُ مِنَ الرَّعِيَّةِ ثُمَّ جَاءَ الْوَالِي هَلْ يَتَأَخَّرُ (التحفة ١٩٩)

باب: ٧- جب رعایا میں سے کوئی شخص (امامت کے لیے) آگے بڑھ جائے' پھر حاکم آ جائے تو کیا وہ پیچھے ہٹے؟

٧٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ - وَهُوَابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَلَغَهُ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ، فَحُبِسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَحَانَتِ الْأُولٰى، فَجَاءَ بِلَالٌ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلَاةُ، فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَأَقَامَ

٧٨٥- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع پہنچی کہ بنو عمرو بن عوف (اہل قباء) کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان صلح کروانے کے لیے نکلے۔ آپ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو وہاں دیر ہوگئی اور ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت بلال ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس آئے اور کہا: اے ابوبکر! رسول اللہ ﷺ تو وہاں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے تو کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟ وہ فرمانے لگے: اگر تم چاہو تو ٹھیک ہے۔ حضرت بلال

٧٨٥ـ أخرجه البخاري، السهو، باب الإشارة في الصلاة، ح: ١٢٣٤، ومسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم . . . الخ، ح: ١٠٣/٤٢١ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٥٩.

بِلَالٌ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَكَبَّرَ بِالنَّاسِ، وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ، وَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيقِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيقِ، إِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللهِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ حِينَ يَقُولُ: سُبْحَانَ اللهِ إِلَّا الْتَفَتَ إِلَيْهِ، يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ؟». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

ؓ نے اقامت کہی۔ حضرت ابوبکر ؓ آگے بڑھے اور اللہ اکبر کہا۔ (اتنے میں) رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور صفوں میں سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں آ کھڑے ہوئے۔ (حضرت ابوبکر کو متوجہ کرنے کے لیے) لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نماز میں ادھر ادھر توجہ نہیں کرتے تھے۔ جب لوگوں نے کثرت سے ایسا کیا تو انھوں نے توجہ فرمائی۔ وہاں اللہ کے رسول ﷺ کھڑے تھے۔ رسول اللہ نے انھیں اشارے سے حکم دیا کہ نماز پڑھاتے رہیں مگر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اللہ عز وجل کی حمد و تعریف کی (کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں امامت کے لائق سمجھا) اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹ آئے اور صف میں مل گئے۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! تمھیں کیا ہوا؟ جب تمھیں نماز میں کوئی ضرورت پیش آئی تو تم نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ (ایسی صورت میں) تالی بجانے کا حکم تو عورتوں کے لیے ہے۔ جس آدمی کو نماز میں کوئی حاجت پیش آئے تو (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) وہ ''سبحان اللہ'' (اللہ پاک اور منزہ ہے) کہے۔ جونہی کوئی اسے ''سبحان اللہ'' کہتا سنے گا' اس کی طرف متوجہ ہوگا۔'' (پھر ابوبکر ؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:) ''اے ابوبکر! تجھے نماز پڑھانے سے کون سی چیز مانع ہوئی جب کہ میں نے تجھے اشارہ کر دیا تھا؟'' ابوبکر ؓ نے کہا: ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر ؓ) کو لائق نہ تھا کہ

رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں جماعت کرائے۔ (اور آپ سے آگے کھڑا ہو)۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب اور ارباب اختیار صرف اس انتظار میں نہ رہیں کہ لوگ لڑنے کے بعد آئیں گے تو فیصلہ کروں گا بلکہ جھگڑے کی اطلاع ملنے پر فوراً کارروائی کریں اور صلح کی کوشش کریں۔ ② بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود ہی حضرت بلال ؓ سے فرمایا تھا کہ اگر مجھے دیر ہو جائے تو ابوبکر سے کہنا جماعت کرا دیں۔ ③ دوران نماز میں صفوں کو کاٹنے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی ممانعت ہے کیونکہ ایسا کرنا نمازیوں کی تکلیف کا باعث ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت ایسا کرنا جائز ہے' مثلاً: وہ اہل علم وفضل جسے امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے تھا تاکہ امام بوقت ضرورت اسے اپنا نائب بنا سکے یا وہ شخص اگلی صف میں موجود خلا کو پُر کرنا چاہتا ہو تو ایسی صورتیں امتناعی حکم میں شمار نہیں ہوں گی۔ یاد رہے کہ امام کے سامنے موجود سترہ مقتدیوں کے لیے کفایت کرتا ہے جس سے نمازیوں کے درمیان سے گزرنے کی گنجائش رہتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:۲/۲۲۰' تحت حديث:۶۸۴) ④ ''تالی بجانے کا حکم تو عورتوں کے لیے ہے۔'' یہ معنی جمہور اہل علم کے قول کے مطابق ہیں' یعنی اگر عورت کے لیے امام کو متنبہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرے ہاتھ کی انگلیاں مارے کیونکہ ہتھیلی پر مارنا لہو ولعب کے لیے ہوتا ہے جو نماز کے لائق نہیں۔ نماز میں مذکورہ طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ تالی بجانے کا مطلب یہی ہے۔ امام مالک ؒ نے اس جملے کے معنی یوں کیے ہیں۔ ''تالی بجانا عورتوں کا کام ہے۔'' یعنی یہ تو عورتوں کی فضول عادت ہے۔ گویا آپ تالی کی حرمت فرما رہے ہیں۔ نماز میں یہ مردوں کے لیے جائز ہے نہ عورتوں کے لیے۔ امام مالک ؒ کے نزدیک عورتیں بھی ضرورت کے موقع پر ''سبحان الله'' ہی کہیں گی لیکن یہ مفہوم صحیح احادیث کے خلاف ہے جن میں صراحت ہے کہ ''مرد سبحان الله کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔'' دیکھیے: (صحيح البخاري' العمل في الصلاة' حديث:۱۲۵۳' وصحيح مسلم' الصلاة' حديث: ۴۲۲) اس کی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو نماز جاری رکھنے کا اشارہ کرنا بطور تکریم و تشریف تھا' نہ کہ بطور حکم' ورنہ ان کے لیے پیچھے ہٹنا جائز نہ ہوتا۔ حضرت ابوبکر ؓ کا ہاتھ اٹھا کر اپنی بے حیثیتی کا اظہار کرنا اور حمد وثنا کرنا اور پیچھے ہٹ آنا اس توجیہ کی تائید کرتا ہے۔ نماز کے بعد آپ کا استفسار کرنا اور حضرت ابوبکر ؓ کا جواب دینا لوگوں کو اسی توجیہ کی طرف متوجہ کرنے کے لیے تھا۔ کسر نفسی کا عظیم اظہار ہے کہ اپنے آپ کو معروف نام سے ذکر کرنے کی بجائے ''ابوقحافہ کا بیٹا'' کہا جو غیر معروف تھا۔ رضي الله عنه وأرضاه. ⑥ مستقل امام کی جگہ مقتدیوں میں سے کوئی نماز پڑھا رہا ہو تو جب امام آ جائے تو اس کا پیچھے ہٹنا اور مستقل امام کا آگے بڑھ کر امامت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ امام بخاری ؒ اور دیگر ائمہ اسے جائز قرار دیتے ہیں

جبکہ مالکی اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں۔ لیکن اس موضوع سے متعلق تمام احادیث اور واقعات کو جمع کیا جائے تو راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مستقل امام کا آگے بڑھ کر امامت کرانا اور پہلے امام کا پیچھے ہٹنا اس صورت میں جائز ہے جب مستقل امام نماز کے ابتدا میں آئے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے، لیکن اگر نماز کا کچھ حصہ ادا کیا جا چکا ہو تو اس صورت میں مستقل امام کو عارضی امام کی اقتدا ہی میں نماز ادا کر لینی چاہیے جیسا کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز فجر ادا کی تھی کیونکہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک رکعت ادا کر چکے تھے۔ اگر اسے مطلقاً جائز سمجھ لیا جائے، یعنی امام نماز کا کچھ حصہ ادا کر چکا ہو، پھر بھی آگے پیچھے ہونا جائز ہے، تو یہ کسی صورت مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ بعد میں پیچیدگیوں کا باعث بنے گا، مثلاً: سلام وغیرہ کے مسئلہ میں، لہٰذا راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ صرف ابتدا میں جائز ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۲/۲۲۰)

(المعجم ۸) - صَلَاةُ الْإِمَامِ خَلْفَ رَجُلٍ مِّنْ رَعِيَّتِهِ (التحفة ۲۰۰)

باب: ۸- امام کا اپنی رعیت میں سے کسی آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا

۷۸۶- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آخِرُ صَلَاةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ الْقَوْمِ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ.

۷۸۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آخری نماز جو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ پڑھی، وہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک کپڑے میں پڑھی تھی جسے آپ نے اپنے جسم پر لپیٹ رکھا تھا۔

فائدہ: صاحب فضیلت انسان یا امیر عام رعایا کے کسی فرد کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے، اس میں کوئی شرعی اور اخلاقی قباحت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے موقع پر دوران سفر میں لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے۔ جب وہ قوم کے پاس پہنچے تو انھیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الطهارة، حديث: ۲۷۴) نبی اکرم ﷺ کی اس نماز کے بارے میں اختلاف ہے کہ آپ اس میں امام تھے یا مقتدی؟ نیز یہ واقعہ ایک دفعہ کا ہے یا دو دفعہ کا؟ بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ دو مرتبہ کا ہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ امام تھے اور ایک دفعہ مقتدی۔ اگر بات ایسے ہی ہے تو پھر تو امام صاحب کا ان احادیث سے استدلال واضح ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ایک دفعہ کا ہے، لہٰذا اس

۷۸۶- [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۵۹ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ۸٦۰، وأشار إليه الترمذي، ح: ۳٦۳، وله علة في مسند أحمد: ۳/ ۲٤۳، وللحديث شواهد كثيرة عند الترمذي وغيره، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وانظر الحديث الآتي.

صورت میں آپ امام تھے یا مقتدی؟ اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ بعض روایات کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مقتدی تھے جیسا کہ سنن نسائی کی حدیث: ٧٨٦،٧٨٧ کے الفاظ ہیں لیکن راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ امام تھے کیونکہ بخاری ومسلم میں ہے کہ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھے اور یہ بات واضح ہے کہ امام بائیں جانب ہوتا ہے نیز اس روایت کے الفاظ ہیں: [يَقْتَدِي أَبُوبَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ] ''ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث: ٧١٣، وصحيح مسلم، الصلاة، حديث: ٤١٨)

حافظ ابن حجر، امام نووی اور صاحب تحفۃ الاحوذی رحمہم اللہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ اس صورت میں امام نسائی رحمہ اللہ کا ان احادیث سے استدلال محل نظر ہے۔ بہرحال اس بارے میں اختلاف ہے۔ دونوں طرف اہل علم ہیں۔ کسی ایک رائے کو حتمی کہنا مشکل ہے۔ واللّٰه أعلم.

٧٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عِيسٰى - صَاحِبُ الْبُصْرِيِّ - قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ يَذْكُرُ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلّٰى لِلنَّاسِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الصَّفِّ.

٧٨٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب کہ رسول اللہ ﷺ صف میں تھے۔

(المعجم ٩) - إِمَامَةُ الزَّائِرِ (التحفة ٢٠١)

باب: ٩- مہمان کا امامت کرانا

٧٨٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبَانَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بُدَيْلُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَطِيَّةَ مَوْلًى لَنَا عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ

٧٨٨- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کوئی دوسرے لوگوں سے ملنے جائے تو انھیں نماز نہ پڑھائے۔''

٧٨٧- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه، ح: ٣٦٢ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٦١.

٧٨٨- [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إمامة الزائر، ح: ٥٩٦، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن زار قومًا لا يصلي بهم، ح: ٣٥٦ من حديث أبان بن يزيد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٦٢، وله شواهد ذكرت بعضها في نيل المقصود، ق: ١/ ٢١١.

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا زَارَ أَحَدُكُمْ قَوْمًا، فَلَا يُصَلِّيَنَّ بِهِمْ».

فائدہ: تاہم امام کی اجازت سے امامت کرا سکتا ہے۔ یہ روایت مختصر ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر: ۷۸۱ کا فائدہ نمبر: ۳۔

(المعجم ١٠) - إِمَامَةُ الْأَعْمَى (التحفة ٢٠٢)

باب: ۱۰- نابینے شخص کا امامت کرانا

٧٨٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح: قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ: أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ: كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمَى، وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالْمَطَرُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ، فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللهِ! فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ؟» فَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ مِّنَ الْبَيْتِ، فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۷۸۹- حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کراتے تھے اور وہ نابینے تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ کبھی اندھیرا، بارش یا بارشی پانی ہوتا ہے اور میں نابینا شخص ہوں (ایسی حالت میں مسجد نہیں جا سکتا)، لہٰذا آپ میرے گھر میں ایک جگہ نماز ادا فرمائیں جسے میں اپنی نماز کے لیے مقرر کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟“ تو انھوں نے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں اللہ کے رسول ﷺ نے نماز پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① نابینے کی امامت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے کیونکہ وہ نجاست سے بچ نہیں سکتا۔ بعض نے اس کے برعکس کہا ہے کہ اس کی امامت افضل ہے کیونکہ نظر نہ ہونے کی وجہ سے اس میں خشوع وخضوع زیادہ ہوگا۔ یہ دونوں قول محض رائے کی بنیاد پر ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ نابینے کی امامت صرف

٧٨٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الرخصة في المطر والعلة أن يصلي في رحله، ح: ٦٦٧، ومسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا، ح: ٣٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/١٧٢، والكبرٰى، ح: ٨٦٣.

جائز ہے' لیکن قاری قرآن اور پرہیزگار صاحب علم کو مقدم کرنا افضل ہے۔ نجاست تو آنکھوں والے کو بھی لگ سکتی ہے بلکہ لگ جاتی ہے اور نابینے کا والی بھی اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اسے بصیرت عطا فرماتا ہے۔ بڑے بڑے اجل صحابہ نابینا تھے تو کیا وہ پلید ہی رہتے تھے؟ نعوذ باللہ من ذلك. ④ نبی ﷺ سے گھر میں نماز کی گزارش بطور تبرک تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث نمبر: ۷۰۲ کا فائدہ نمبر: ۴' اور اس کتاب کا ابتدائیہ۔

(المعجم ١١) - إِمَامَةُ الْغُلَامِ قَبْلَ أَنْ يَّحْتَلِمَ (التحفة ٢٠٣)

باب: ۱۱- نابالغ لڑکے کا امامت کرانا

٧٩٠- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَسْرُوقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَلِمَةَ الْجَرْمِيُّ قَالَ: كَانَ يَمُرُّ عَلَيْنَا الرُّكْبَانُ فَنَتَعَلَّمُ مِنْهُمُ الْقُرْآنَ فَأَتَى أَبِي النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لِيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا». فَجَاءَ أَبِي فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لِيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا». فَنَظَرُوا فَكُنْتُ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَأَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِينَ.

۷۹۰- حضرت عمرو بن سلمہ جرمی ؓ سے منقول ہے کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرا کرتے تھے۔ ہم ان سے قرآن سیکھ لیتے تھے۔ میرے والد محترم نبی ﷺ کے پاس (اپنی قوم کا نمائندہ بن کر) گئے۔ (واپسی کے وقت) آپ نے فرمایا: ''تم میں سے امامت وہ کرائے جو زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو۔'' میرے والد واپس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''تمھاری امامت وہ شخص کرائے جو قرآن زیادہ پڑھا ہوا ہو۔'' لوگوں نے تلاش کیا تو میں ان سب سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا تھا' لہٰذا میں ان کی امامت کراتا تھا' حالانکہ میں آٹھ سال کا تھا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بچہ صاحب تمیز ہو اور قرآن پڑھا ہوا ہو تو امامت کرا سکتا ہے۔ عام طور پر سات سال کی عمر کو تمیز کے لیے کافی خیال کیا جاتا ہے' تبھی تو سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اگر سات سال کا بچہ نماز پڑھ سکتا ہے تو پڑھا کیوں نہیں سکتا؟ احناف نے نابالغ کی امامت اس بنا پر ناجائز قرار دی ہے کہ اس کی نماز نفل ہوگی جب کہ مقتدی بالغ ہوں تو ان کی نماز فرض ہوگی۔ اور نفل کے پیچھے فرض نہیں ہوتے' مگر یہ بات بلا دلیل ہے۔ بعض احناف تراویح وغیرہ میں بھی' جو کہ نفل ہیں' نابالغ کی امامت جائز نہیں سمجھتے۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. حدیث رسول کے مقابلے میں اپنی رائے اور قیاس کو دخل دینا نہایت خطرناک ہے۔ اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

٧٩٠- [صحيح] تقدم، ح: ٦٣٧، وهو في الكبرىٰ، ح: ٨٦٤.

(المعجم ١٢) - قِيَامُ النَّاسِ إِذَا رَأَوُا الْإِمَامَ (التحفة ٢٠٤)

باب:١٢- جب لوگ امام کو (آتا) دیکھیں تب (جماعت کے لیے) کھڑے ہوں

٧٩١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ وَحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ فَلَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي».

٧٩١- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت کہی جائے تو کھڑے نہ ہو حتی کہ مجھے (آتا) دیکھ لو۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے دور میں بسا اوقات ایسے ہوتا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کے وقت کی اطلاع دیتے تو آپ فرماتے: ''تم اقامت کہو میں آ رہا ہوں۔'' وہ آ کر اقامت کہہ دیتے۔ کبھی آپ کو گھر میں کچھ دیر ہو جاتی' اس لیے لوگوں کو بے فائدہ کھڑے ہونے سے روکنے کے لیے یہ ارشاد فرمایا۔ بالتبع معلوم ہوا کہ اقامت امام کی اجازت سے اس کے آنے سے قبل بھی کہی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٣) - اَلْإِمَامُ تَعْرِضُ لَهُ الْحَاجَةُ بَعْدَ الْإِقَامَةِ (التحفة ٢٠٥)

باب:١٣- اقامت کے بعد امام کو کوئی ضرورت پیش آ جائے تو؟

٧٩٢- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ، فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ.

٧٩٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نماز کی اقامت ہو گئی جب کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک آدمی سے باتیں کر رہے تھے' چنانچہ آپ جماعت کے لیے کھڑے نہ ہوئے حتی کہ لوگ سو گئے۔

فوائد ومسائل: ① اس آدمی سے بات چیت کسی ضروری مسئلے میں ہو گی' لہٰذا کوئی ضرورت پڑ جائے تو

٧٩١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٨٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٦٥.

٧٩٢ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، ح: ٣٧٦ من حديث إسماعيل ابن علية، والبخاري، الاستئذان، باب طول النجوى، ح: ٦٢٩٢ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٦٦.

اقامت اور تکبیر تحریمہ میں فاصلہ ہوسکتا ہے بلکہ صفوں کی تصحیح وترصیص کے لیے امام اقامت کے بعد ہدایات دے سکتا ہے۔ صفوں کی درستی کے بعد تکبیر تحریمہ کہی جائے۔ ④ ''لوگ سو گئے۔'' یعنی اونگھنے لگے۔ ارکان نماز کی حالتوں میں سے کسی حالت میں اونگھنا اس وقت تک وضو کے لیے مضر نہیں جب تک شعور اور فہم وادراک زائل نہ ہو، یعنی گہری نیند نہ سوئے۔

(المعجم ١٤) - اَلْإِمَامُ يَذْكُرُ بَعْدَ قِيَامِهِ فِي مُصَلَّاهُ أَنَّهُ عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ (التحفة ٢٠٦)

باب: ۱۴- امام کو اپنی نماز کی جگہ کھڑے ہونے کے بعد یاد آئے کہ وہ طہارت کی حالت میں نہیں تو......؟

٧٩٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَالْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَغْتَسِلْ، فَقَالَ لِلنَّاسِ: «مَكَانَكُمْ». ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْنَا يَنْطِفُ رَأْسُهُ، فَاغْتَسَلَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ.

۷۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کی اقامت ہوگئی، لوگوں نے صفیں درست کر لیں اور اللہ کے رسول ﷺ بھی تشریف لے آئے حتی کہ جب آپ اپنے مصلے پر کھڑے ہو گئے تو آپ کو یاد آیا کہ میں نے (فرض) غسل نہیں کیا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا: ''اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔'' پھر آپ گھر تشریف لے گئے۔ واپس لوٹے تو آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ (یعنی غسل فرما کر آئے تھے۔) جب کہ ہم اسی طرح صفوں میں کھڑے رہے۔

فائدہ: ایسا واقعہ کبھی کبھار ہوسکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ آج کل بھی امام لوگوں کو صفوں میں کھڑا کر کے نہانے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بات ہی اور تھی۔ آپ کے انتظار میں تو لوگ آدھی آدھی رات تک بیٹھے رہتے تھے۔ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو امام اپنی جگہ کسی کو کھڑا کر کے جماعت شروع کروائے اور خود چلا جائے۔ [أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ] یعنی ہر شخص کے ساتھ اس کے مقام ومرتبہ کے مطابق پیش آنا چاہیے۔ بالفرض اگر کسی امام کے مقتدی بخوشی اس کا انتظار کریں یا کوئی اور جماعت کے قابل نہ ہو تو مندرجہ بالا صورت پر

٧٩٣ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب متى يقوم الناس للصلاة؟، ح: ١٥٨/٦٠٥ من حديث الوليد بن مسلم، والبخاري، الأذان، باب: إذا قال الإمام: مكانكم، حتى نرجع، انتظروه، ح: ٦٤٠ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٦٧.

عمل کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ١٥) - اِسْتِخْلَافُ الْإِمَامِ إِذَا غَابَ (التحفة ٢٠٧)

باب:۱۵-جب امام کہیں جائے تو کسی کو اپنا نائب مقرر کر دے

٧٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ: قَالَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ قَالَ لِبِلَالٍ: «يَا بِلَالُ! إِذَا حَضَرَ الْعَصْرُ وَلَمْ آتِ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ». فَلَمَّا حَضَرَتْ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: تَقَدَّمْ، فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يَشُقُّ النَّاسَ حَتّٰى قَامَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، وَصَفَّحَ الْقَوْمُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ، فَلَمَّا رَأٰى أَبُو بَكْرٍ التَّصْفِيحَ لَا يُمْسَكُ عَنْهُ الْتَفَتَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ فَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَهُ: «اِمْضِهْ» ثُمَّ مَشٰى أَبُو بَكْرٍ الْقَهْقَرٰى عَلٰى عَقِبَيْهِ فَتَأَخَّرَ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَقَدَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ،

۷۹۴-حضرت سہل بن سعد ساعدی ڈٹائٹؤ بیان کرتے ہیں کہ بنوعمرو بن عوف میں لڑائی جھگڑا ہو گیا۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد ان میں صلح کروانے تشریف لے گئے' پھر آپ نے بلال ڈٹائٹؤ سے فرمایا: ''اے بلال! اگر عصر کا وقت ہو جائے اور میں نہ آسکوں تو ابوبکر ڈٹائٹؤ سے کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔'' جب نماز کا وقت ہو گیا تو بلال ڈٹائٹؤ نے اذان کہی' پھر اقامت کہی اور ابوبکر ڈٹائٹؤ سے کہا: آگے تشریف لائیے۔ ابوبکر ڈٹائٹؤ آگے بڑھے اور نماز شروع کردی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ لوگوں میں سے گزرتے ہوئے ابوبکر ڈٹائٹؤ کے پیچھے جا کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ اور ابوبکر ڈٹائٹؤ جب نماز شروع کر لیتے تھے تو ادھر ادھر توجہ نہ فرماتے تھے۔ لیکن جب ابوبکر ڈٹائٹؤ نے دیکھا کہ تالیاں رک ہی نہیں رہیں تو انھوں نے توجہ کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے انھیں اشارہ کیا کہ نماز پڑھاتے رہیں لیکن ابوبکر ڈٹائٹؤ نے رسول اللہ ﷺ کے اس (حالی) فرمان پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا' پھر الٹے پاؤں چلتے ہوئے پیچھے ہٹ آئے۔ جب

٧٩٤_ أخرجه البخاري، الأحكام، باب الإمام يأتي قومًا فيصلح بينهم، ح: ٧١٩٠ من حديث حماد بن زيد به نحو المعنٰى، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٦٨.

فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ إِذَا أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَّا تَكُونَ مَضَيْتَ؟» فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَّؤُمَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ لِلنَّاسِ: «إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ».

رسول اللہ ﷺ نے یہ صورت حال دیکھی تو آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز پوری کر لی تو فرمایا: ''اے ابوبکر! تجھے کون سی چیز مانع ہوئی کہ تو نے جماعت جاری نہ رکھی جب کہ میں نے تجھے اشارہ کر دیا تھا؟'' انھوں نے کہا: ابوقحافہ کے بیٹے کے لیے مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی امامت کرائے۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''جب تمھیں (امام کو متوجہ کرنے کی) کوئی ضرورت پیش آئے تو مرد ''سبحان اللہ'' کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔''

فائدہ: اکیلے آدمی کو نماز کے دوران میں ادھر ادھر توجہ نہیں کرنی چاہیے مگر امام کو مقتدیوں کی طرف بھی توجہ رکھنی چاہیے۔ اسی طرح مقتدیوں کو امام کی طرف توجہ رکھنی چاہیے تاکہ صحیح معنوں میں نماز باجماعت ادا ہو۔ (مزید فوائد کے لیے دیکھیے: حدیث: ۷۸۵)

(المعجم ١٦) - اَلِائْتِمَامُ بِالْإِمَامِ (التحفة ٢٠٨)

باب: ١٦- امام کی اقتدا کرنا

٧٩٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَقَطَ مِنْ فَرَسٍ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ يَعُودُونَهُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ».

۷۹۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک گھوڑے سے اپنے دائیں پہلو پر گر پڑے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی بیمار پرسی کے لیے آپ کے ہاں حاضر ہوئے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ''امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، لہٰذا جب وہ رکوع میں چلا جائے تو تم رکوع کرو، جب سر اٹھا لے تو تم سر اٹھاؤ۔ جب سجدہ کے لیے جا چکے تو تم سجدہ کرو۔ اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ (اللہ نے اس شخص کی بات سن

٧٩٥- أخرجه البخاري، الأذان، باب يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ٨٠٥، ومسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٦٩.

لی جس نے اس کی تعریف کی) کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے) کہو۔“

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ارکان کی ادائیگی میں امام سے سبقت کرنا تو ناجائز ہے لیکن برابری جائز ہے، یعنی امام کے ساتھ ساتھ چلنے میں قباحت نہیں۔ یہ ایک احتمال ہے جو درست نہیں۔ جس طرح امام سے سبقت ناجائز ہے، اسی طرح اس کی برابری بھی ممنوع ہے۔ اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: [وَلَا تَرْكَعُوا حَتّٰى يَرْكَعَ...... وَلَا تَسْجُدُوا حَتّٰى يَسْجُدَ......] ”رکوع نہ کرو جب تک امام رکوع نہ کرے...... اور نہ سجدہ کرو جب تک وہ سجدہ نہ کرے......“ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ٦٠٣) یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ امام سے نہ سبقت جائز ہے اور نہ اس کی برابری۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٧) - اَلْاِئْتِمَامُ بِمَنْ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ (التحفة ٢٠٩)

باب: ١٧- ان کی اقتدا کرنا جو امام کی اقتدا کریں

٧٩٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ: «تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

٧٩٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے دیکھا کہ آپ کے اصحاب کچھ پیچھے پیچھے رہتے ہیں (صف اول میں شریک نہیں ہوتے)۔ آپ نے فرمایا: ”آگے بڑھو (صف اوّل میں کھڑے ہوا کرو) اور میری اقتدا کیا کرو۔ تم سے پیچھے کھڑے ہونے والے تمھاری اقتدا کریں گے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو (اگلی صفوں سے) پیچھے ہی رہتے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ بھی انھیں (اپنی رحمت، اپنے فضل اور بلندئ درجات وغیرہ میں) پیچھے کر دیتا ہے۔“

فائدہ: پہلی صف امام کو دیکھ اور سن کر اس کی اقتدا کرے۔ دوسری صف پہلی صف کو دیکھ کر ان کی اقتدا کرے۔ اس طرح آخری صف تک۔ یہ نظم وضبط کی بہترین صورت ہے۔ اگر صرف آواز سن کر اقتدا کی جائے

٧٩٦ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح: ٤٣٨ من حديث جعفر بن حيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٧٠.

تو اس سے بسا اوقات امام سے پہل بھی ہو جاتی ہے اور بدنظمی کا مظاہرہ بھی ہوتا ہے' اس لیے آپ نے سمجھ دار لوگوں کے لیے ہدایت فرمائی کہ تم میرے قریب کھڑے ہوا کرو تاکہ میری صحیح اقتدا ہو سکے۔ اس جملے کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تم اچھی طرح مجھ سے تربیت حاصل کرو تاکہ بعد میں آنے والے لوگ (تابعین) تمھاری اقتدا کریں۔

۷۹۷- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، نَحْوَهُ.

۷۹۷- عبداللہ بن مبارک نے جریری سے' انھوں نے ابونضرہ سے اسی طرح (اس روایت کے ہم معنی) بیان کیا۔

۷۹۸- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى ابْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، قَالَتْ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ، فَصَلَّى قَاعِدًا وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ.

۷۹۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ ؓ نے فرمایا: نبی ﷺ ابوبکر ؓ سے آگے تھے' چنانچہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ ابوبکر ؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور لوگ ابوبکر ؓ کے پیچھے تھے۔

فوائد ومسائل: ① زیادہ صحیح روایات کے مطابق حضرت ابوبکر ؓ رسول اکرم ﷺ کی دائیں جانب برابر کھڑے تھے۔ امام بخاری ؒ کا رجحان اسی طرف ہے۔ ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں: [باب: يَقُومُ عَنْ يَّمِينِ الْإِمَامِ بِحِذَائِهِ سَوَاءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ] ''مقتدی امام کے بالکل برابر دائیں جانب کھڑا ہوگا جبکہ (نماز پڑھتے وقت) صرف دو ہوں۔'' (صحيح البخاري' الأذان' باب:۵۷) اس کی دلیل ابن عباس ؓ کی طویل حدیث ہے۔ مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ یہ اضافہ بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: [مَاشَأْنِي أَجْعَلُكَ حِذَائِي فَتَخْنِسُ] ''کیا وجہ ہے میں تجھے اپنے برابر کھڑا کرتا ہوں اور تو پیچھے ہٹتا ہے۔'' (مسند

۷۹۷- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:۸۷۱، وأخرجه مسلم، ح:۴۳۸ من حديث الجريري به.

۷۹۸- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:۸۷۲، والحديث أخرجه البخاري، ح:۶۸۷، ومسلم، ح:۴۱۸ من حديث موسى به، انظر الحديث الآتي: (۸۳۵).

أحمد:١/٣٣٠) اس کی مزید تائید اس اثر سے ہوتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک آدمی کھڑا ہوا' انھوں نے اسے قریب کیا اور اپنی دائیں طرف بالکل برابر کر لیا۔ موطا امام مالک میں صحیح سند کے ساتھ یہ اثر موجود ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (مختصر صحيح البخاري للألباني:١/٢٢٦) ان دلائل سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو مقتدی کے امام کے عین برابر کھڑے ہونے کے قائل نہیں' بلکہ ان کے ہاں مستحب یہ ہے کہ جب صرف دو نمازی ہوں تو مقتدی امام سے کچھ ہٹ کر کھڑا ہو لیکن یہ موقف مرجوح ہے۔ عین برابر کھڑا ہونے کا موقف حنابلہ اور احناف میں سے امام محمد رحمہ اللہ کا ہے جیسا کہ موطا میں ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ مزید دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث:٢٠٦) ② لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرتے تھے' البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ امام نسائی رحمہ اللہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے مقتدی اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقتدی۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حیثیت مکبر ومبلغ کی تھی جیسا کہ بعد میں آنے والی حدیث جابر اس پر دلالت کرتی ہے۔ مزید ملاحظہ ہو: (ذخيرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي:١٠/١١٩) ③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر سے آگے تھے' مفصل اور واضح روایات کے منافی نہیں کیونکہ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر امامت کروائی تھی اور بیٹھا آدمی کھڑے کی نسبت آگے ہی لگتا ہے۔ واللہ أعلم.

٧٩٩- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ يَحْيٰى - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ وَأَبُو بَكْرٍ خَلْفَهُ، فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُنَا.

٧٩٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیں سنانے کے لیے تکبیر کہتے۔

(المعجم ١٨) - مَوْقِفُ الْإِمَامِ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً وَالْاِخْتِلَافُ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢١٠)

باب:١٨- جب تین آدمی ہوں تو امام کہاں کھڑا ہو؟ اور اس میں اختلاف

٧٩٩- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح:٤١٣/ ٨٥ عن يحيى بن يحيى التميمي الحنظلي النيسابوري به، وهو في الكبرى، ح:٨٧٣.

٨٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْأَسْوَدِ وَ عَلْقَمَةَ قَالَا : دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِاللهِ نِصْفَ النَّهَارِ فَقَالَ : [إِنَّهُ] سَيَكُونُ أُمَرَاءُ يَشْتَغِلُونَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَصَلُّوا لِوَقْتِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ.

۸۰۰- حضرت اسود اور علقمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس دوپہر کے وقت حاضر ہوئے۔ انھوں نے فرمایا: تحقیق (وہ وقت) قریب ہے کہ ایسے امراء ہوں گے جو نماز کے وقت (اور کاموں میں) مصروف رہیں گے' چنانچہ تم نماز وقت پر پڑھ لیا کرو' پھر وہ اٹھے اور ہمارے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ان کثیر صحیح روایات کے خلاف ہے جن میں دو مقتدیوں کو امام کے پیچھے کھڑا کرنے کا ذکر ہے' لہٰذا یہ روایت منسوخ ہے' یعنی آغاز میں نبی اکرم ﷺ نے ایسے کیا' پھر ترک کر دیا جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف ہے۔ یا پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھول گئے ہوں گے۔ انسان تھے اور نسیان بشر کا لازمہ ہے۔ اس کی تائید دیگر قرائن سے بھی ہوتی ہے' جیسے ان کا رکوع میں تطبیق کرنا (دونوں ہاتھوں کو بجائے دونوں گھٹنوں پر رکھنے کے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے میں پیوست کر کے گھٹنوں کے درمیان رکھ لینا) وغیرہ۔ بہر حال حقیقت جو بھی ہو آغاز میں یہ صرف ابن مسعود اور ان کے صاحبین کا موقف تھا۔ باقی تمام صحابہ اور دیگر ائمہ عظام کثیر احادیث کی روشنی میں اسی بات کے قائل ہیں کہ جب تین افراد ہوں تو ایک کو آگے ہی امامت کے لیے کھڑا ہونا چاہیے۔ اور یہی حق ہے۔ اسی پر سب کا اتفاق ہے۔ احادیث و آثار کی تفصیل کے لیے دیکھیے (ذخيرة العقبىٰ' شرح سنن النسائي:۱۰/۸۰-۸۴) ② بعض نے اس حدیث کو ہارون بن عنترہ کی وجہ سے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ موقف درست نہیں۔ ان کے بقول یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذاتی فعل ہے جو مرفوع احادیث کے خلاف ہے' لہٰذا حجت نہیں۔ لیکن درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً درست ہے اور جمہور کے نزدیک ہارون ثقہ ہے۔ الغرض یہ حدیث اب قابل عمل نہیں۔ مزید دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' رقم الحديث:٦٢٦)

٨٠١- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ :

۸۰۱- حضرت مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

٨٠٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا كانوا ثلاثة كيف يقومون، ح: ٦١٣ من حديث محمد بن فضيل به، وهو في الكبرى، ح: ٨٧٤.

٨٠١- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠/ ٣٣٠، ٣٣١، ح: ٧٨٤ من حديث زيد بن الحباب به، وهو في الكبرى، ح: ٨٧٥ * بريدة ضعفه الجمهور، وأما صلاة الرجلين خلف الإمام دون أن يكونا حذاءه فصحيح ◀◀

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدَةُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ فَرْوَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَنْ غُلَامٍ لِجَدِّهِ يُقَالُ لَهُ مَسْعُودٌ فَقَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ: يَا مَسْعُودُ! اِئْتِ أَبَا تَمِيمٍ - يَعْنِي مَوْلَاهُ - فَقُلْ لَهُ: يَحْمِلْنَا عَلَى بَعِيرٍ وَيَبْعَثْ إِلَيْنَا بِزَادٍ وَدَلِيلٍ يَدُلُّنَا، فَجِئْتُ إِلَى مَوْلَايَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَبَعَثَ مَعِي بِبَعِيرٍ وَوَطْبٍ مِّنْ لَبَنٍ، فَجَعَلْتُ آخُذُ بِهِمْ فِي إِخْفَاءِ الطَّرِيقِ، وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ وَقَدْ عَرَفْتُ الْإِسْلَامَ وَأَنَا مَعَهُمَا، فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَهُمَا فَدَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ فَقُمْنَا خَلْفَهُ.

ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ حضرت ابوبکر مجھے کہنے لگے: اے مسعود! اپنے آقا ابوتمیم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ہمیں سواری کے لیے ایک اونٹ دیں۔ کچھ خرچ بھی بھیجیں اور ایک رہنما بھی ساتھ کر دیں جو ہمیں مدینے کی راہ بتلائے۔ میں اپنے آقا کے پاس آیا اور انھیں پیغام پہنچایا تو انھوں نے میرے ہاتھ ایک اونٹ اور دودھ کا ایک مشکیزا بھیجا (اور مجھے رہنما بنا دیا)۔ میں انھیں پوشیدہ راستے سے لے چلا۔ نماز کا وقت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں کھڑے ہو گئے۔ اس وقت تک میں بھی اسلام قبول کر چکا تھا۔ (اس لیے) میں ان دونوں کے ساتھ آیا۔ میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کے سینے پر ہاتھ مارا (کہ وہ پیچھے ہٹ کر میرے ساتھ کھڑے ہو جائیں) پھر ہم دونوں آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: بُرَيْدَةُ هٰذَا لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (سند میں مذکور) یہ بریدہ حدیث میں قوی نہیں۔ (یعنی ضعیف ہے۔)

فائدہ: معلوم ہوا کہ مقتدی دو ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں' نہ کہ دائیں بائیں۔ اگرچہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر دلائل کی روشنی میں مسئلہ اسی طرح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي: ۱۰/۸۰-۸۴)

(المعجم ۱۹) - إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً وَامْرَأَةً (التحفة ۲۱۱)

باب: ۱۹- جب (امام سمیت نمازی) تین مرد اور ایک عورت ہوں تو......؟

◀◀ كما في صحيح مسلم، الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ح: ۳۰۱۰/ ۷٤.

٨٠٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِطَعَامٍ قَدْ صَنَعَتْهُ لَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: «قُومُوا فَأُصَلِّي لَكُمْ». قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ خَلْفَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

٨٠٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو انھوں نے آپ کے لیے تیار کیا تھا۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا' پھر فرمایا: ''اٹھو! میں تمھیں نماز پڑھاؤں۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنی ایک چٹائی کی طرف اٹھا جو زیادہ استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی۔ میں نے اس پر پانی ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے۔ میں نے اور ایک یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا (دادی محترمہ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں' پھر آپ تشریف لے گئے۔

فائدہ: چونکہ عورت مردوں کے برابر کھڑی ہو کر باجماعت نماز نہیں پڑھ سکتی' خواہ وہ اس کے محرم ہی ہوں' اس لیے دادی محترمہ حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا الگ کھڑی ہوئیں۔ عورت کے لیے اکیلے کھڑے ہونے کی ممانعت منقول نہیں ہے' لہٰذا کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٢٠) - إِذَا كَانُوا رَجُلَيْنِ وَامْرَأَتَيْنِ (التحفة ٢١٢)

باب: ٢٠- جب (نمازی) دو مرد اور دو عورتیں ہوں تو......؟

٨٠٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّي وَالْيَتِيمُ وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِي، فَقَالَ: «قُومُوا

٨٠٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم گھر والے صرف میں' میری والدہ' ایک یتیم لڑکا اور میری خالہ ام حرام (رضی اللہ عنہا) ہی تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اٹھو! میں تمھیں نماز پڑھاؤں۔'' حالانکہ کسی فرض نماز کا وقت

٨٠٢ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الحصير، ح: ٣٨٠، ومسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة . . . الخ، ح: ٦٥٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/ ١٥٣، والكبرٰى، ح: ٨٧٦.

٨٠٣ـ أخرجه مسلم، ح: ٦٦٠، (انظر الحديث السابق) من حديث سليمان بن المغيرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٧٧.

فَلأُصَلِّيَ بِكُمْ»، قَالَ: فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلَاةٍ، قَالَ: فَصَلَّى بِنَا.

نہ تھا' پھر آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔

٨٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ مُخْتَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ كَانَ هُوَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ وَأُمُّهُ وَخَالَتُهُ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ أَنَسًا عَنْ يَمِينِهِ وَأُمَّهُ وَخَالَتَهُ خَلْفَهُمَا.

٨٠٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں اور رسول اللہ ﷺ اور میری والدہ اور خالہ نماز پڑھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ مجھے اپنے دائیں اور میری والدہ اور خالہ کو پیچھے کھڑا کیا۔

فائدہ: چونکہ امام کے علاوہ ایک ہی مرد تھا' لہٰذا اسے ساتھ کھڑا کیا گیا اور دونوں عورتوں کو الگ صف میں' کیونکہ عورتیں کسی صورت میں بھی مردوں کے ساتھ باجماعت نماز میں کھڑی نہیں ہو سکتیں۔ سابقہ حدیث میں دو مرد امام کے علاوہ تھے' لہٰذا وہ دونوں امام کے پیچھے تھے اور عورتیں ان کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ ایک مرد بچہ تھا مگر اسے بھی مردوں ہی کی صف میں کھڑا کیا گیا۔ گویا بچوں کے لیے الگ صف کی ضرورت نہیں' نیز ایک مرد اور ایک بچہ مکمل صف ہیں جیسے دو مرد ہوں۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٢١) - مَوْقِفُ الْإِمَامِ إِذَا كَانَ مَعَهُ صَبِيٌّ وَامْرَأَةٌ (التحفة ٢١٣)

باب:٢١- جب امام کے ساتھ ایک بچہ اور ایک عورت ہو تو امام کہاں کھڑا ہو؟

٨٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا زِيَادٌ أَنَّ قَزَعَةَ مَوْلًى لِعَبْدِ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَلَّيْتُ إِلَى

٨٠٥- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ہی نماز (باجماعت) پڑھ رہی تھیں جب کہ میں نبی ﷺ کے پہلو میں آپ کے ساتھ (باجماعت)

٨٠٤ـ أخرجه مسلم، ح:٦٦٠، (انظر الحديث السابق) من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح:٨٧٨.

٨٠٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:١/ ٣٠٢ عن حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح:٩١٥، وصححه ابن خزيمة:٣/ ١٨، ١٩، ح:١٥٣٧، وابن حبان (موارد)، ح:٤٠٦، وله شواهد من حديث أنس رضي الله عنه. * زياد هو ابن سعد، وشيخه ثقة.

جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا تُصَلِّي مَعَنَا، وَأَنَا إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ أُصَلِّي مَعَهُ.

نماز پڑھ رہا تھا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نابالغ تھے۔ بالغ ہوتے تب بھی یہی طریقہ تھا کیونکہ سمجھ دار بچہ بھی بالغ ہی کے مرتبے میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باوجود نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ ہونے کے آپ کے ساتھ کھڑی نہیں ہوئیں کیونکہ نماز باجماعت میں عورت اور مرد اکٹھے کھڑے نہیں ہو سکتے' چاہے کوئی بھی رشتہ ہو۔

٨٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِي، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَالْمَرْأَةَ خَلْفَنَا.

۸۰۶-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے دیگر گھر والوں میں سے ایک عورت کو اس طرح نماز پڑھائی کہ مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور عورت کو پیچھے۔

(المعجم ٢٢) - مَوْقِفُ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومُ صَبِيٌّ (التحفة ٢١٤)

باب:۲۲-مقتدی بچہ ہو تو امام کیسے کھڑا ہو؟

٨٠٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ شِمَالِهِ، فَقَالَ بِي هٰكَذَا، فَأَخَذَ بِرَأْسِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

۸۰۷-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ (ام المومنین) رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز (تہجد) پڑھنے کے لیے اٹھے تو میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اس طرح سر سے پکڑا اور دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

فائدہ: پیچھے گزر چکا ہے کہ جماعت کے مسئلے میں سمجھ دار بچہ بالغ کی طرح ہے' لہٰذا وہ اگر ایک ہے تو امام کے ساتھ ہی کھڑا ہو گا' نیز معلوم ہوا کہ مقتدی ایک ہو تو وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو گا۔

٨٠٦_[صحيح] تقدم، ح: ٨٠٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٧٩.

٨٠٧_أخرجه البخاري، الأذان، باب إذا لم ينو الإمام أن يؤم ثم جاء قوم فأمهم، ح: ٦٩٩ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٠.

(المعجم ٢٣) - مَنْ يَلِي الْإِمَامَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ (التحفة ٢١٥)

باب:۲۳-کون سا شخص امام سے متصل ہو' پھر جو اس سے متصل ہو؟

٨٠٨- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: «لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا.

۸۰۸-حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز سے قبل ہمارے کندھوں کو پکڑ پکڑ کر سیدھا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''آگے پیچھے کھڑے نہ ہوا کرو ورنہ تمھارے دل بھی ایک دوسرے سے بگڑ جائیں گے (ان میں پھوٹ پڑ جائے گی۔) میرے قریب تم میں سے سمجھ دار (بالغ) اور عقل مند لوگ کھڑے ہوں' پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں' پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں۔'' حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آج تم میں سخت اختلاف ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو مَعْمَرٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ.

ابوعبدالرحمن (امام نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: (سند میں مذکور) ابومعمر کا نام عبداللہ بن سخبرہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① مقتدیوں کی صفوں کو سیدھا کرنا امام کا فرض ہے۔ خود کرے یا نائب مقرر کر دے۔ اس کام کی وجہ سے اقامت اور تکبیر تحریمہ میں فاصلہ بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ② [لَا تَخْتَلِفُوا] ایک معنی تو ترجمہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ آپس میں جھگڑا نہ کیا کرو۔ دل ایک دوسرے سے متنفر ہو جائیں گے۔ ظاہر کا اثر باطن پر بھی ہوتا ہے۔ سیدھے اور مل کر کھڑے ہوں تو دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ آگے پیچھے اور دور دور کھڑے ہونے سے دلوں میں دوری پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ فطری چیز ہے۔ اس کا انکار ممکن نہیں۔ دوست مل کر بیٹھتے ہیں اور دشمن ایک دوسرے کے سائے سے بھی بھاگتے ہیں۔ ③ صف اول میں علم و فضل اور بڑی عمر والے لوگ کھڑے ہونے چاہئیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بالغ' عاقل نوجوان' جماعت اور نماز کے شوقین اور پابند کو جو پہلے آ کر اگلی صف میں بیٹھا ہو' بعد میں آنے والا بزرگ اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ یہ نوجوانوں کی دل شکنی بھی ہے' حق تلفی بھی اور شریعت کے خلاف بھی۔ شریعت کی رُو سے جو پہلے آ کر جس جگہ بیٹھ گیا ہے' اسی کا حق ہے۔ اہل عقل و دانش کو امام کے قریب کھڑے ہونے کا جو حکم ہے' وہ

٨٠٨ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ٤٣٢ من حديث أبي معاوية محمد بن خازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨١.

ترغیبی ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سمجھ دار نو جوان اس کے اہل نہیں ہے۔دوسری صف میں ان سے ملتی جلتی عقل اور عمر والے۔تیسری میں ان سے ملتی ہوئی عقل اور عمر والے حتی کہ چھوٹے بچے آخری صف میں الا یہ کہ بچوں کے اکٹھے کھڑے ہونے سے شرارتوں کا خطرہ ہو تو انھیں بڑوں کے ساتھ کھڑا کیا جا سکتا ہے مگر پہلی صف سے پیچھے۔④ ''آج تم میں سخت اختلاف ہے۔'' یعنی تم بہت آگے پیچھے کھڑے ہوتے ہو۔صفوں کو توڑتے ہو۔مل کر کھڑے نہیں ہوتے۔مطلب یہ ہے کہ آج تم میں بہت معاشرتی اختلاف پایا جاتا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ تم صفیں سیدھی اور درست نہیں بناتے۔

٨٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ مُقَدَّمٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: بَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فَجَبَذَنِي رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِي جَبْذَةً فَنَحَّانِي وَقَامَ مَقَامِي فَوَاللهِ! مَا عَقَلْتُ صَلَاتِي، فَلَمَّا انْصَرَفَ فَإِذَا هُوَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ: يَا فَتٰى! لَا يَسُوْؤُكَ اللّٰهُ، إِنَّ هٰذَا عَهْدٌ مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْنَا أَنْ نَلِيَهُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ: هَلَكَ أَهْلُ الْعُقَدِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! ثَلَاثًا. ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ! مَا عَلَيْهِمْ آسٰى، وَلٰكِنْ آسٰى عَلٰى مَنْ أَضَلُّوا، قُلْتُ: يَا أَبَا يَعْقُوبَ! مَا يَعْنِي بِأَهْلِ الْعُقَدِ؟ قَالَ: اَلْأُمَرَاءُ.

٨٠٩-حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد میں پہلی صف میں تھا۔ مجھے میرے پیچھے سے ایک آدمی نے کھینچا اور مجھے پیچھے کر دیا اور خود میری جگہ کھڑا ہو گیا۔اللہ کی قسم! (مجھے اس قدر غصہ آیا کہ) میں اپنی نماز بھی توجہ سے نہ پڑھ سکا۔جب وہ شخص فارغ ہوا تو میں نے دیکھا وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے۔ کہنے لگے: اے جوان! اللہ تعالیٰ تجھے ہر تکلیف سے بچائے۔تحقیق یہ نبی ﷺ کی ہمیں نصیحت ہے کہ ہم (سمجھ دار اور بڑی عمر کے لوگ) آپ کے قریب (پہلی صف میں) کھڑے ہوں۔پھر آپ (ابی بن کعب) قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور تین دفعہ فرمایا: کعبے کے رب کی قسم! اہل حل وعقد ہلاک ہو گئے۔پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے ان پر افسوس نہیں بلکہ افسوس ان پر ہے جنھوں نے انھیں گمراہ کیا۔میں نے کہا: اے ابو یعقوب! آپ اہل حل وعقد سے کیا مراد لیتے ہیں؟ فرمایا: امراء یعنی حکام۔

٨٠٩_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٣/ ٣٣، ح: ١٥٧٣ عن محمد بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٢، وزواه ابن حبان (موارد)، ح: ٣٩٨ عن ابن خزيمة به، وللحديث طرق عند عبدالرزاق: ٢/ ٥٣، ٥٤، ح: ٢٤٦٠، وأحمد: ٥/ ١٤٠، والطيالسي، ح: ٥٦٤ وغيرهم. * يوسف هو السدوسي، وشيخه سليمان ابن طرخان أبوالمعتمر، وشيخه أبومجلز هو لاحق بن حميد.

فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر کوئی بچہ یا کم عقل انسان پہلی صف میں کھڑا ہو جائے تو اسے اچھے طریقے، یعنی پیار محبت سے پیچھے ہٹا دیا جائے تاکہ اس کی جگہ کوئی سمجھ دار معمر آدمی کھڑا ہو سکے، تاہم یہ معمول درست نہیں کہ بڑے لوگ جماعت سے پیچھے بیٹھ رہیں جب صف مکمل کر کے لوگ نماز شروع کرنے لگیں تو یہ نوجوانوں کو گھسیٹنا شروع کر دیں۔ اس سے دل شکنی کے علاوہ بدنظمی پھیلتی ہے۔ کبھی کبھار کوئی اہل علم و فضل بزرگ جس کا سب احترام کرتے ہوں، پیچھے رہ جائے تو وہ کسی بچے کی جگہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے اس بزرگ کے احترام کے پیش نظر نہ اس بچے کی دل شکنی ہوگی نہ جھگڑا۔ ہر آدمی کا یہ مقام نہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سید القراء تھے جن کا احترام حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اور بارعب خلیفہ بھی کرتے تھے، پھر انھوں نے کیسے پیار سے سمجھایا کہ متعلقہ شخص کی ناراضی ختم ہوگئی۔

(المعجم ٢٤) - إِقَامَةُ الصُّفُوفِ قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ (التحفة ٢١٦)

باب:۲۴- امام کے آنے سے پہلے صفیں سیدھی کی جاسکتی ہیں

٨١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَقُمْنَا فَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ فَانْصَرَفَ فَقَالَ لَنَا: «مَكَانَكُمْ». فَلَمْ نَزَلْ قِيَامًا نَنْتَظِرُهُ حَتَّى خَرَجَ إِلَيْنَا قَدِ اغْتَسَلَ يَنْطُفُ رَأْسُهُ مَاءً، فَكَبَّرَ وَصَلَّى.

۸۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جماعت کی اقامت ہوگئی تو ہم کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل صفیں درست کر لی گئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حتی کہ جب اپنی نماز گاہ میں کھڑے ہو گئے تو تکبیر تحریمہ سے قبل ہی آپ واپس مڑے اور ہم سے فرمایا: ''اپنی جگہ کھڑے رہو۔'' ہم کھڑے انتظار کرتے رہے حتی کہ آپ تشریف لائے تو آپ نہائے ہوئے تھے اور آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ پھر آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور نماز پڑھائی۔

فائدہ: اگرچہ امام کو دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے مگر اتنی دیر پہلے بھی کھڑے ہو سکتے ہیں کہ امام صاحب کے آنے تک صفیں سیدھی ہو سکیں۔ (مزید فوائد کے لیے دیکھیے: حدیث نمبر ۷۹۳)

٨١٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب متى يقوم الناس للصلاة؟، ح:٦٠٥ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الغسل، باب: إذا ذكر في المسجد أنه جنب . . . الخ، ح:٢٧٥ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح:٨٨٣.

(المعجم ٢٥) - كَيْفَ يُقَوِّمُ الْإِمَامُ الصُّفُوفَ (التحفة ٢١٧)

باب:۲۵-امام صفوں کو کیسے سیدھا کرے؟

٨١١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَوِّمُ الصُّفُوفَ كَمَا تُقَوَّمُ الْقِدَاحُ، فَأَبْصَرَ رَجُلًا خَارِجًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

۸۱۱-حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کو ایسے سیدھا فرماتے تھے جیسے تیر سیدھے کیے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا تھا۔ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا' آپ فرما رہے تھے: ''یقیناً تم اپنی صفوں کو سیدھا کرو گے ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور تمھارے چہروں کے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔''

فوائد ومسائل: ① تیر سیدھا نہ ہو تو نشانے پر نہیں لگ سکتا' اس لیے تیر باقاعدہ شکنجے کے ساتھ سیدھے کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ پورے اہتمام سے صفیں سیدھی فرمایا کرتے تھے کیونکہ صفوں کی درستی دراصل پوری امت کی اصلاح ہے۔ ② ''ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے چہروں کے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔'' اس جملے کے مختلف مفہوم ہیں: ❁ اللہ تعالیٰ تمھارے چہرے پچھلی جانب لگا دے گا۔ ❁ تمھارے چہرے بگاڑ دے گا' مسخ کر دے گا۔ ❁ تم میں اختلاف پیدا کر دے گا' جس طرف کسی کا منہ اٹھے گا' چل دے گا۔ اور یہی مفہوم اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

٨١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصُّفُوفَ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا وَصُدُورَنَا

۸۱۲-حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (تکبیر تحریمہ کہنے سے قبل) ایک سرے سے دوسرے سرے تک صفوں کے درمیان چلا کرتے تھے۔ ہمارے کندھوں اور سینوں کو ہاتھوں سے پکڑ پکڑ کر سیدھا کرتے اور فرماتے تھے: ''آگے پیچھے کھڑے نہ ہوؤ ورنہ تمھارے دل ایک دوسرے سے

٨١١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها . . . الخ، ح: ١٢٨/٤٣٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٤.

٨١٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٦٤ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٥، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥١، ١٥٥٦، وابن حبان، ح: ٣٨٦ وغيرها.

[وَ]يَقُولُ: «لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ» وَكَانَ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْمُتَقَدِّمَةِ».

مختلف ہو جائیں گے (ان میں پھوٹ پڑ جائے گی)۔" اور آپ فرماتے تھے: "تحقیق اللہ تعالیٰ اگلی صفوں کے لیے خصوصی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور اس کے فرشتے ان کے لیے خصوصی رحمتیں طلب کرتے ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① امام کا فرض ہے کہ صفوں کو درست کرے۔ اگرچہ آج کل ایک ہی سائز کی صفیں بچھی ہوتی ہیں اور قالین وغیرہ پر لائنیں لگی ہوتی ہیں جن کی مدد سے صف سیدھی کرنا بہت آسان ہوتا ہے مگر پھر بھی جہالت اور سستی کی بنا پر صفیں سیدھی کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ② اگلی صفوں سے مراد ہر مسجد اور جماعت کی اگلی صف ہے۔ مساجد کی کثرت کی بنا پر جمع کا لفظ ذکر کیا ورنہ مراد صرف اگلی صف ہے۔ یا ایک سے زائد اگلی صفیں مراد ہو سکتی ہیں۔

(المعجم ٢٦) - مَا يَقُولُ الْإِمَامُ إِذَا تَقَدَّمَ فِي تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ (التحفة ٢١٨)

باب:٢٦- جب امام جماعت کے لیے آگے بڑھے تو صفیں سیدھی کرنے کے لیے کون سے کلمات کہے؟

٨١٣- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَوَاتِقَنَا وَيَقُولُ: «اِسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، وَلِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

٨١٣- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے کندھوں کو پکڑتے اور فرماتے: "سیدھے ہو جاؤ اور آگے پیچھے نہ کھڑے ہوؤ ورنہ تمھارے دل بدل جائیں گے (ان میں پھوٹ پڑ جائے گی)۔ اور میرے قریب تم میں سے عقل مند (بالغ) اور سمجھ دار لوگ کھڑے ہوں' پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں' پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں۔"

فائدہ: دیکھیے فائدہ نمبر ٣ حدیث نمبر ٨٠٨۔

(المعجم ٢٧) - كَمْ مَرَّةً يَقُولُ اسْتَوُوا (التحفة ٢١٩)

باب:٢٧- امام کتنی دفعہ کہے: "برابر ہو جاؤ؟"

٨١٣- [صحيح] تقدم، ح:٨٠٨، وهو في الكبرٰى، ح:٨٨٦.

٨١٤- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اِسْتَوُوا، اِسْتَوُوا، اِسْتَوُوا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ».

۸۱۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ تین دفعہ فرمایا کرتے تھے: ''برابر ہو جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تحقیق میں تمھیں اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے تمھیں سامنے سے دیکھتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① تین دفعہ کہنا مستحب ہے ورنہ یہ ضرورت پر موقوف ہے۔ اگر صفیں درست ہوں تو ایک دفعہ کہنا بھی ضروری نہیں اور اگر صفوں میں خرابی' تین دفعہ کہنے کے باوجود' باقی رہے تو ظاہر ہے زیادہ مرتبہ کہا جائے گا۔ ② نبی ﷺ کا نماز کی حالت میں پچھلی صفوں کو دیکھنا آپ کا معجزہ تھا۔ امام بخاری وغیرہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے درست اور قولِ مختار اسی کو قرار دیا ہے' نیز یہ اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۱/ ٦٦٦' تحت حدیث: ۴۱۸) اس کی تاویل کر کے اسے اس کے ظاہری مفہوم سے پھیرنا' مسلک سلف کے خلاف ہے' تاہم یہ دیکھنا صرف نماز کی حد تھا (یعنی دوران امامت میں) نہ کہ ہر وقت آپ اپنے پیچھے کا مشاہدہ کر سکتے تھے' نیز کہا گیا ہے کہ نبی ﷺ کی کمر پر ایک آنکھ تھی' اس سے آپ ہمیشہ دیکھتے رہتے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے دونوں کندھوں پر سوئی کے ناکے کے برابر دو چھوٹی چھوٹی آنکھیں تھیں۔ بہرحال یہ سب تخمینے اور اندازے ہیں' دلیل ان کی پشت پناہی نہیں کرتی۔ والله أعلم. مزید دیکھیے: (فتح الباري: ۱/ ٦٦٦)

(المعجم ٢٨) - حَثُّ الْإِمَامِ عَلَى رَصِّ الصُّفُوفِ وَالْمُقَارَبَةِ بَيْنَهَا (التحفة ٢٢٠)

باب: ۲۸- صفوں کو ملانے اور قریب قریب بنانے کے سلسلے میں امام کا رغبت دلانا

٨١٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَجْهِهِ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ

۸۱۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کہنے سے قبل ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اپنی صفیں سیدھی کرو اور مل کر کھڑے ہو کیونکہ میں تمھیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''

٨١٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٦٨، ٢٨٦ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٧.

٨١٥- أخرجه البخاري، الأذان، باب إقبال الإمام على الناس عند تسوية الصفوف، ح: ٧١٩ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع، والحديث في الكبرٰى، ح: ٨٨٨.

وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي».

٨١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَاصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَرَى الشَّيَاطِينَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ».

٨١٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو ملاؤ' یعنی مل کر کھڑے ہو اور انھیں قریب قریب بناؤ' یعنی ان میں فاصلہ کم رکھو اور گردنیں ایک سیدھ میں رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! میں شیاطین کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفوں کے شگاف میں اس طرح داخل ہوتے ہیں جیسے کہ وہ بھیڑ بکریوں کے بچے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① دوران نماز صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہونا چاہیے' مثلاً: پاؤں کے ساتھ پاؤں' کندھے کے ساتھ کندھا اور ٹخنے کے ساتھ ٹخنہ وغیرہ۔ ② اسی طرح دو صفوں کا درمیانی فاصلہ صرف اتنا ہو کہ آسانی سے سجدہ کیا جا سکے' مثلاً: تین ہاتھ۔ صفیں قریب ہوں گی تو امام کی آواز بھی سنائی دے گی۔ نمازیوں کی گنجائش بڑھ جائے گی۔ ③ گردنیں ایک سیدھ میں رکھنے کا مطلب ہے صفیں سیدھی کرنا۔ ④ دو آدمیوں کے درمیان خالی جگہ نہ ہو ورنہ شیطان ان کے درمیان داخل ہوگا' یعنی ان میں اختلافات اور فاصلہ پیدا کرے گا۔ ظاہر کا اثر باطن پر بھی ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

٨١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟» قَالُوا: وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قَالَ: «يُتِمُّونَ الصَّفَّ

٨١٧- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا: ''تم اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے جس طرح فرشتے اپنے رب تعالیٰ کے ہاں صف بندی کرتے ہیں؟'' صحابہ نے پوچھا: فرشتے اپنے رب کے پاس کیسے صف بندی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''(پہلے) صف اول کو پورا کرتے ہیں' نیز صفوں میں مل کر کھڑے

٨١٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٦٧ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٤٥، وابن حبان، ح: ٣٨٧، ٣٩١.

٨١٧- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة والنهي عن الإشارة باليد ... الخ، ح: ٤٣٠ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠.

الْأَوَّلَ ثُمَّ يَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ».

ہوتے ہیں۔"

(المعجم ٢٩) - فَضْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ عَلَى الثَّانِي (التحفة ٢٢١)

باب:٢٩-پہلی صف کی دوسری صف پر فضیلت

٨١٨- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: كَانَ يُصَلِّي عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثَلَاثًا وَعَلَى الثَّانِي وَاحِدَةً.

٨١٨-حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلی صف کے لیے تین دفعہ دعا فرماتے تھے اور دوسری صف کے لیے ایک دفعہ۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صف اوّل میں جگہ پانا اس قدر فضیلت والا عمل ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف والوں کے لیے تین بار دعا فرمائی ہے، لہٰذا پہلی صف میں جگہ پانے کی ہر نمازی کو کوشش کرنی چاہیے۔ ② یہ وہی فرق ہے جو آپ نے حج وعمرے میں محلقین اور مقصرین (بال منڈوانے والوں اور کتروانے والوں) کے درمیان کیا تھا۔

(المعجم ٣٠) - اَلصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ (التحفة ٢٢٢)

باب:٣٠-آخری صف کا بیان

٨١٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا [سَعِيدٌ] عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتِمُّوا الصَّفَّ الْأَوَّلَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ، فَإِنْ كَانَ نَقْصٌ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ».

٨١٩-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلی صف مکمل کرو، پھر وہ جو اس (پہلی) سے ملی ہوئی ہے (دوسری)۔ اگر کوئی کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہونی چاہیے (نہ کہ پہلی صف میں)۔"

٨١٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/١٢٨ من حديث بقية به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرى، ح: ٨٩١، وصححه الحاكم: ١/٢١٤، ووافقه الذهبي، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٩٩٦ من حديث خالد بن معدان عن عرباض به.

٨١٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، ح: ٦٧١ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند ابن خزيمة، ح: ١٥٤٧، وأبان بن يزيد عند ابن حبان، ح: ٣٩١، وهو في الكبرى، ح: ٨٩٢.

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ترتیب وار پہلے اگلی صفوں کو مکمل کیا جائے۔ ان میں کوئی کمی نہ ہو۔ اگر کمی ہو (نمازیوں کی کمی کی وجہ سے) تو وہ آخری صف میں ہو۔

(المعجم ٣١) - مَنْ وَّصَلَ صَفًّا (التحفة ٢٢٣)

باب:٣١- جو صف کو ملائے (اس کی فضیلت)

٨٢٠- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَثْرُودٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ وَّصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

٨٢٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی صف کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اسے (اپنے ساتھ) ملائے گا اور جو صف کو کاٹے (توڑے) گا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے (توڑے) گا۔''

فائدہ: جوڑنے توڑنے کا مطلب اپنی رحمت سے جوڑنا یا توڑنا ہے اور صف کو جوڑنے سے مراد خالی جگہ پر کرنا ہے۔ ہوسکتا ہے نماز کے دوران میں کسی شخص کو نکلنے کی ضرورت پڑ جائے تو اس کے نکلنے کے بعد صف کو ملایا جائے۔ درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑی جائے۔ یاد رہے! صف امام کی طرف ملائی جاتی ہے۔ امام کی دائیں طرف والے بائیں طرف کو ملیں گے اور بائیں طرف والے دائیں طرف کو۔ صف کو ملانے کے لیے بہت سے نمازیوں کو حرکت کرنی پڑے گی مگر صف کی درستی یا نماز کی اصلاح کے لیے جو حرکت بھی کرنی پڑے، ضروری ہے۔ صف کو توڑنے کا مطلب ہے کہ فاصلہ چھوڑ کر کھڑے ہونا یا اگر صف میں گنجائش موجود ہو تو وہاں کھڑے ہونے سے کسی کو روکنا جبکہ کسی ضرر کا اندیشہ بھی نہ ہو یا نماز باجماعت کے دوران میں صف کے درمیان فارغ بیٹھے رہنا۔

(المعجم ٣٢) - ذِكْرُ خَيْرِ صُفُوفِ النِّسَاءِ وَشَرِّ صُفُوفِ الرِّجَالِ (التحفة ٢٢٤)

باب:٣٢- عورتوں کی بہترین صف اور مردوں کی بدترین صف کا بیان

٨٢١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

٨٢١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے

٨٢٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، ح:٦٦٦، (انظر الحديث السابق) عن عيسى بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح:٨٩٣، وصححه ابن خزيمة، ح:١٥٤٩، والحاكم علٰى شرط مسلم:١/٢١٣، ووافقه الذهبي.

٨٢١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها . . . الخ، ح:٤٤٠ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح:٨٩٤.

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا».

اور بدترین صف آخری صف ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف آخری صف ہے اور بدترین صف پہلی صف ہے۔'' (جو مردوں سے ملی ہوئی ہو)۔

فائدہ: مردوں کے لیے پہلی صف ہر لحاظ سے بہترین ہے کیونکہ صف اول افضل بھی ہے اور عورتوں سے دور بھی۔ بہترین سے مراد بہت زیادہ ثواب والی۔ مردوں کی آخری صف ثواب اور درجے کے لحاظ سے بھی کم ثواب والی ہے اور اگر وہ عورتوں سے قریب ہے تو مزید نقص پیدا ہو جائے گا کیونکہ مردوں اور عورتوں کا قرب نماز سے غفلت اور فتنے کا موجب ہے۔ عورتوں کی اول صف کا بدترین اور آخری صف کا بہترین ہونا تب ہے کہ اگر وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہیں۔ اگر وہ مردوں سے الگ ہیں تو یہ فرق نہیں ہوگا۔ ویسے عورت کی افضل نماز گھر ہی میں ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ عورت کے مسجد میں آ کر باجماعت نماز پڑھنے کو اس کے گھر میں نماز پڑھنے سے افضل یا اس کے برابر کر دے تو کوئی بعید امر نہیں مگر ہم ظاہری نص کی روشنی میں یہی کہیں گے کہ عورت کی نماز گھر ہی میں افضل ہے الا یہ کہ مسجد میں نماز باجماعت کے علاوہ تعلیم و تربیت کی محفل کا بھی اہتمام ہو تو ممکن ہے اس غرض سے آنے والی خاتون افضلیت کو پا لے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٣) - اَلصَّفُّ بَيْنَ السَّوَارِي (التحفة ٢٢٥)

باب: ٣٣- ستونوں کے درمیان صف بنانا

٨٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ مَحْمُودٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ أَنَسٍ فَصَلَّيْنَا مَعَ أَمِيرٍ مِّنَ الْأُمَرَاءِ، فَدَفَعُونَا حَتّٰى قُمْنَا وَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَجَعَلَ أَنَسٌ يَتَأَخَّرُ وَقَالَ: قَدْ كُنَّا نَتَّقِي هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٨٢٢- حضرت عبدالحمید بن محمود بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ہم نے حکام میں سے ایک حاکم کے ساتھ نماز پڑھی۔ لوگوں نے ہمیں دھکیل دیا حتی کہ ہم کھڑے ہوئے اور دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ستونوں والی صف سے پیچھے ہٹنے لگے اور فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس (ستونوں کے درمیان صف بنانے) سے بچا کرتے تھے۔

٨٢٢_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصفوف بين السواري، ح: ٦٧٣ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٣/ ١٠٤ وغيره، وقال الترمذي، ح: ٢٢٩: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ١/ ٢١٠، ٢١٨، ووافقه الذهبي، والحديث في الكبرٰى، ح: ٨٩٥.

فائدہ: ستونوں والی صف کئی جگہ سے کٹ جائے گی اور صف توڑنا گناہ ہے لہٰذا ستونوں والی صف میں کھڑے ہونے کی بجائے اس سے اگلی یا پچھلی صف میں کھڑے ہونا چاہیے۔ صحیح حدیث میں صراحتاً ستونوں کے درمیان صف بنانے سے روکا گیا ہے۔ حضرت قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور اس سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:١٠٠٢) البتہ یہ نہی جماعت کی صورت میں ہے۔ اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھنا چاہے تو ستونوں کے درمیان کھڑا ہو سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے اندر دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کی تھی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:٤٦٨)

(المعجم ٣٤) - اَلْمَكَانُ الَّذِي يُسْتَحَبُّ مِنَ الصَّفِّ (التحفة ٢٢٦)

باب:٣٤- صف میں کس جگہ کھڑا ہونا مستحب ہے؟

٨٢٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ.

٨٢٣- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو میری خواہش ہوتی تھی کہ میں آپ کی دائیں طرف کھڑا ہوں۔

فائدہ: صحیح مسلم وغیرہ میں صیغۂ واحد کی بجائے صیغۂ جمع مذکور ہے یعنی ہم دائیں طرف کھڑا ہونا پسند کرتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث:٧٠٩) علاوہ ازیں اس کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی خواہش ہوتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا رخ انور پہلے پہل ہماری طرف ہو۔ (ایضاً) نیز یہ کہ آپ کے سلام کے اولین مستحق ہم بنیں کیونکہ پہلے سلام دائیں طرف پھیرا جاتا ہے۔ (صحيح ابن خزيمة، حديث:١٥٦٤)

(المعجم ٣٥) - مَا عَلَى الْإِمَامِ مِنَ التَّخْفِيفِ (التحفة ٢٢٧)

باب:٣٥- امام کے لیے نماز ہلکی پڑھانے کی جو ذمہ داری ہے

٨٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

٨٢٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی

٨٢٣ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب يمين الإمام، ح:٧٠٩ من حديث مسعر به، وهو في الكبرى، ح:٨٩٦.

٨٢٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء، ح:٧٠٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيىٰ): ١/ ١٣٤، والكبرى، ح:٨٩٧، وأخرجه مسلم، ح:٤٦٧ من طريق آخر عن أبي الزناد به.

أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ وَالضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ، [فَإِذَا] صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ».

ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے کیونکہ ان میں بیمار' کمزور اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں' البتہ جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی پڑھے۔''

٨٢٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ أَخَفَّ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَامٍ.

۸۲۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سب لوگوں سے ہلکی مگر مکمل نماز پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز قراءت کے لحاظ سے ہلکی مگر رکوع' سجود اور دیگر ارکان کی ادائیگی کے لحاظ سے پرسکون اور کامل واعلیٰ ہوتی تھی۔

٨٢٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأُوجِزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ».

۸۲۶- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بسا اوقات میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں' پھر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں پر مشقت کا سبب نہ بن جاؤں۔''

فوائد ومسائل: ① فرض نماز ہر ایک نے باجماعت پڑھنی ہوتی ہے' لوگ ہر قسم کے ہوتے ہیں' ان میں معذور بھی ہو سکتے ہیں' فطرتاً کمزور بھی' مریض وغیرہ بھی' بوڑھے بھی' بچے بھی' بچوں والی عورتیں بھی' کام کاج کرنے والے لوگ بھی اور مصروفیت والے بھی' لہٰذا امام کو چاہیے کہ فرض نماز ہلکی پڑھائے۔ اس قدر کہ مندرجہ بالا نمازی بھی آسانی سے نماز ادا کر سکیں۔ دل تنگ نہ ہوں ورنہ نماز کا مقصد فوت ہو جائے گا' البتہ نفل نماز جو ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ نشاط پر موقوف ہے' اسے مناسب لمبا کیا جا سکتا ہے مگر اس قدر نہیں کہ نمازی نماز سے

٨٢٥ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ٤٦٩/ ١٨٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٨.

٨٢٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ح: ٧٠٧ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٩.

بیزار ہو جائے۔تراویح اگرچہ فرض نہیں مگر امت مسلمہ کا شعار ہے' لہٰذا اس میں بھی تخفیف ضروری ہے۔② اکیلا آدمی اپنی چستی اور نشاط کے مطابق نماز لمبی کرسکتا ہے۔③ کسی مقتدی کی تکلیف کے مدنظر یا کسی حادثے کی بنا پر نماز مختصر کی جاسکتی ہے' جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر ہوا۔اسی طرح نمازیوں کے مفاد میں نماز لمبی بھی کی جاسکتی ہے' مثلاً: کثیر لوگ وضو کر رہے ہوں۔ نبی ﷺ اسی وجہ سے پہلی رکعت لمبی پڑھایا کرتے تھے۔

(المعجم ٣٦) - اَلرُّخْصَةُ لِلْإِمَامِ فِي التَّطْوِيلِ (التحفة ٢٢٨)

باب:٣٦-امام کو نماز لمبی کرنے کی اجازت

٨٢٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالتَّخْفِيفِ وَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَّاتِ.

٨٢٧-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ہلکی پڑھانے کا حکم دیتے تھے مگر خود سورۂ صافات کے ساتھ ہماری امامت فرماتے۔

فائدہ: امام کو مقتدیوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ نبی ﷺ کے پیچھے لوگ شوق سے نماز پڑھتے تھے۔ دل تنگ ہونے یا بےزاری کا خدشہ نہ تھا' اس لیے آپ لمبی نماز پڑھاتے تھے مگر پھر بھی کبھی بچے کا رونا سنتے تو نماز مختصر فرما دیتے۔ ہر امام اپنے مقتدیوں کے لحاظ سے نماز پڑھائے مگر ارکان کی ادائیگی صحیح ہونی چاہیے۔نماز میں سکون واطمینان ہو۔صرف قراءت وتسبیحات اور ادعیہ میں تخفیف ہوگی۔

(المعجم ٣٧) - مَا يَجُوزُ لِلْإِمَامِ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٢٢٩)

باب:٣٧-امام کے لیے نماز میں کس قسم کا کام کرنا جائز ہے؟

٨٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٨٢٨-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ لوگوں کی امامت کرا رہے تھے جب کہ آپ نے امامہ بنت ابوالعاص کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ جب آپ رکوع فرماتے تو

٨٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦، ٤٠، ١٥٧ من حديث ابن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٠٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٠٦. * حارث بن عبدالرحمٰن هو العامري المدني القرشي.

٨٢٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٧١٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٠١.

يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ مِنْ سُجُودِهِ أَعَادَهَا .

اسے اتار دیتے اور جب سجدے کے بعد اٹھتے تو اسے دوبارہ اٹھا لیتے۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۷۱۲.

(المعجم ٣٨) - مُبَادَرَةُ الْإِمَامِ (التحفة ٢٣٠)

باب:۳۸- امام سے آگے بڑھنا

٨٢٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ : «أَلَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ» .

۸۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے' کیا وہ اس بات سے ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا بنا دے۔''

فوائد و مسائل: ① یعنی بطور سزا کیونکہ اس کا یہ فعل حماقت میں گدھے جیسا ہے۔ گدھا حماقت میں ضرب المثل ہے یا اگر فعل کے مطابق شکل بنائی جائے تو پھر ایسے شخص کا چہرہ گدھے جیسا ہونا چاہیے یا اسے گدھے سے تشبیہ دی ہے۔ ② یہ حدیث تشدید پر محمول ہے۔ جب کوئی شخص امام سے قبل نماز سے فارغ نہیں ہو سکتا تو پھر پہلے سر اٹھانا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن ظاہری مفہوم کے مطابق اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے سر کو گدھے کے سر جیسا بھی بنا سکتا ہے۔ اس وعید سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

٨٣٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ يَخْطُبُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوبٍ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا صَلَّوْا مَعَ رَسُولِ

۸۳۰- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اور وہ جھوٹے نہ تھے' کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو صحابہ کھڑے رہتے حتی کہ آپ کو دیکھ لیتے کہ آپ سجدے میں چلے گئے ہیں تو پھر سجدہ کرتے۔

٨٢٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح: ٤٢٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٠٢، وأخرجه البخاري، ح: ٦٩١ من حديث محمد بن زياد به.

٨٣٠ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاة، ح: ٧٤٧ من حديث شعبة، ومسلم، الصلاة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، ح: ٤٧٤ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٠٣.

اللهِ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامُوا قِيَامًا حَتّٰى يَرَوْهُ سَاجِدًا، ثُمَّ سَجَدُوا.

فائدہ: ہوسکتا ہے امام صاحب بزرگ ہوں یا انھیں کوئی تکلیف ہو جس کی وجہ سے انھیں سجدے تک جاتے جاتے دیر لگ جائے۔ اگر مقتدی ان کے سر جھکاتے ہی سجدے میں جانا شروع کر دیں تو ممکن ہے تیز رفتار یا نوجوان مقتدی ان سے پہلے سجدے میں پہنچ جائیں' اس لیے ضروری ہے کہ مقتدی اس وقت سجدے کے لیے جھکیں جب امام صاحب سجدے میں سر زمین پر رکھ لیں۔ اسی طرح رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت بھی انتظار کیا جائے کہ امام صاحب سیدھے کھڑے ہو جائیں' پھر مقتدی اٹھنا شروع کریں تا کہ امام سے آگے بڑھنے کا امکان بھی نہ رہے۔

٨٣١- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلّٰى بِنَا أَبُو مُوسٰى فَلَمَّا كَانَ فِي الْقَعْدَةِ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَبُو مُوسٰى أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: أَيُّكُمُ الْقَائِلُ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ؟ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ، قَالَ: يَا حِطَّانُ! لَعَلَّكَ قُلْتَهَا؟ قَالَ: لَا، وَقَدْ خَشِيتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُنَا صَلَاتَنَا وَسُنَّتَنَا فَقَالَ: «إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا آمِينَ يُجِبْكُمُ اللهُ. وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَقَالَ: سَمِعَ اللهُ

۸۳۱-حضرت حِطّان بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب وہ (آخری) قعدے میں تھے تو ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے کہا: نماز کو نیکی اور زکاۃ سے ملایا گیا ہے۔ جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم میں سے کس نے یہ بات کہی ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ آپ فرمانے لگے: اے حطان! شاید تم نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ ویسے مجھے خطرہ تھا کہ آپ مجھے ہی اس بات پر ڈانٹیں گے۔ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہماری نماز اور دوسرے طریقے سکھائے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے' چنانچہ جب وہ اللّٰہ أکبر کہہ لے تو تم اللّٰہ اکبر کہو اور جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہہ لے تو تم ''آمین'' کہو۔ اللہ تعالیٰ تمھاری دعا قبول فرمائے

٨٣١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ٤٠٤ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٠٤.

لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللهُ لَكُمْ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ». قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ».

گا۔اور جب امام رکوع میں چلا جائے تو تم رکوع کرو۔ اور جب وہ سر اٹھائے اور کہے: سمع اللّٰہ لمن حمدہ تو تم کہو: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ' اللہ تعالیٰ تمھاری حمد سنے گا۔اور جب وہ سجدے میں چلا جائے' تو تم سجدہ کرو۔ اور جب وہ سر اٹھالے تو پھر تم سر اٹھاؤ۔امام تم سے پہلے سجدے میں جاتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جلدی سر اٹھانا جلدی جانے کے مقابلے میں ہے۔'' (یعنی ادھر کی کسر ادھر نکل گئی)۔

فوائد ومسائل: ① ''نماز کو نیکی اور زکاۃ سے ملایا گیا ہے۔'' کا مطلب ہے کہ جس طرح نیکی اور زکاۃ کا حکم دیا گیا ہے' اسی طرح نماز بھی مامور بہ ہے۔ جس طرح وہ دونوں چیزیں اجر وثواب کا باعث ہیں' نماز بھی موجبِ اجر وثواب ہے۔ ② حدیث میں امام کی اقتدا کرنے کی تاکید اور اقتدا کرنے کے مفہوم کا بیان ہے۔

(المعجم ٣٩) - خُرُوجُ الرَّجُلِ مِنْ صَلَاةِ الْإِمَامِ وَفَرَاغُهُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٣١)

باب: ۳۹- کسی آدمی کا امام کی جماعت سے نکل کر مسجد کے ایک کونے میں الگ نماز پڑھ کر فارغ ہونا

٨٣٢- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ وَأَبِي صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى خَلْفَ مُعَاذٍ فَطَوَّلَ بِهِمْ، فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَصَلَّى فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَمَّا قَضَى مُعَاذٌ الصَّلَاةَ قِيلَ لَهُ: إِنَّ فُلَانًا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ مُعَاذٌ: لَئِنْ أَصْبَحْتُ لَأَذْكُرَنَّ

۸۳۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی آیا جب کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ وہ مسجد میں آیا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے لگا۔ انھوں نے نماز لمبی کر دی۔ وہ آدمی (صفوں سے) نکل گیا اور اس نے مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھی' پھر چلا گیا۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھیں بتایا گیا کہ فلاں شخص نے ایسے ایسے کیا ہے۔ حضرت معاذ نے کہا: اگر مجھے صبح نصیب ہوئی تو میں یہ بات ضرور رسول اللہ ﷺ سے بیان کروں گا۔

٨٣٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من شكا إمامه إذا طوّل، ح: ٧٠٥ من حديث محارب بن دثار وحده به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٠٥.

ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَتَى مُعَاذٌ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِ فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِي صَنَعْتَ؟» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَمِلْتُ عَلَى نَاضِحِي مِنَ النَّهَارِ فَجِئْتُ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَرَأَ سُورَةَ كَذَا وَكَذَا فَطَوَّلَ، فَانْصَرَفْتُ فَصَلَّيْتُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ!؟».

معاذ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس گئے اور آپ سے اس واقعے کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو بلا بھیجا اور فرمایا: ''تجھے کس چیز نے اس کام پر آمادہ کیا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سارا دن اونٹ پر پانی ڈھوتا رہا۔ میں آیا تو جماعت کھڑی تھی۔ میں مسجد میں داخل ہوا اور ان کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا تو انھوں نے فلاں فلاں سورت (سورۃ البقرہ) شروع کر دی اور بہت لمبی قراءت کی۔ میں نے نماز توڑ کر مسجد کے ایک کونے میں الگ نماز پڑھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو لوگوں کو فتنے میں ڈال رہا ہے؟ اے معاذ! کیا تو لوگوں کو سخت تکلیف میں مبتلا کر رہا ہے؟ اے معاذ! کیا تو لوگوں کو آزمائش میں ڈال رہا ہے؟''

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ اب بھی اگر کوئی معقول وجہ بن جائے تو آدمی نماز باجماعت سے نکل کر اپنی الگ نماز پڑھ سکتا ہے' مثلاً: جماعت کھڑی ہے کہ ٹرین آ گئی۔ امام صاحب لمبی قراءت کر رہے ہیں تو ٹرین کا مسافر اپنی نماز الگ سے پڑھ لے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے۔ اس قسم کی کوئی اور معقول وجہ بھی عذر بن سکتی ہے۔ واللہ أعلم. ② یہ عشاء کی نماز کا واقعہ ہے۔ اس انصاری کو ادائیگئ نماز کی داد دیجیے کہ سارا دن کام کرنے بلکہ رات کا ایک حصہ بھی گزر جانے کے باوجود اس نے کھانے اور آرام کرنے کی بجائے نماز کو ترجیح دی۔ ③ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ کرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾' ﴿وَالضُّحٰى﴾' ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ اور ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ جیسی سورتیں پڑھا کرو۔'' دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' حديث:۷۰۵' و صحيح مسلم' الصلاة' حديث: ۴۶۵) ④ عصر اور مغرب کی نماز میں قرآن مجید کی آخری چھوٹی سورتیں' ظہر اور عشاء میں آخری درمیانی سورتیں اور صبح کی نماز میں آخری بڑی سورتیں مسنون ہیں۔ ویسے مقتدیوں کے لحاظ سے کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ٤٠) - اَلْاِئْتِمَامُ بِالْإِمَامِ يُصَلِّي قَاعِدًا (التحفة ٢٣٢)

باب:۴۰- بیٹھ کر نماز پڑھنے والے امام کی اقتدا کرنا

۸۳۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ، فَصَلَّى صَلَاةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ».

۸۳۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس سے گر گئے اور آپ کا دایاں پہلو چھل گیا۔ آپ نے کوئی ایک نماز بیٹھ کر پڑھی۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہٰذا جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے جب بیٹھ کر نماز شروع فرمائی تو صحابہ کھڑے تھے پھر نماز میں آپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا تو وہ بھی بیٹھ گئے۔ (صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث:۴۱۲) ② ”تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“ اہل ظاہر نے ان الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے جالس امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کو واجب کہا ہے جب کہ جمہور اہل علم نے اس روایت کو اُس روایت سے منسوخ قرار دیا ہے جس میں آپ ﷺ بیٹھے تھے جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے کیونکہ وہ مجمع عام میں آپ کی آخری نماز ہے۔ بعد والی روایت پہلی روایت کے لیے ناسخ ہے مگر اس میں اشکال ہے کہ بعد والی روایت فعلی ہے جب کہ پہلی روایت قولی ہے۔ قول و فعل کے تعارض کے وقت قول کو ترجیح دی جاتی ہے مگر پہلی روایت سے چونکہ بیٹھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور دوسری روایت سے بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے کھڑے رہنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اس لیے یہ فعل، وجوب کا بہرحال ناسخ ہے، البتہ امام احمد رحمہ اللہ اور بعض دیگر محدثین نے ان دونوں روایات میں یہ تطبیق دی ہے کہ اگر نماز کی ابتدا بیٹھنے سے ہوئی تو پھر مقتدیوں کو قولی روایت کے مطابق بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہیے لیکن اگر درمیان میں امام بیٹھے، ابتدا کھڑے ہونے سے ہوئی ہو تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ اس طرح دونوں روایات پر عمل ہو جائے گا۔ یوں بھی تطبیق دی گئی ہے کہ پہلی روایت کے امر [فَصَلُّوا جُلُوسًا] کو استحباب پر محمول کر لیا جائے، یعنی بیٹھے امام کے پیچھے بہتر ہے کہ مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں لیکن اگر کھڑے ہو کر بھی پڑھ لیں تو جائز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی

۸۳۳- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١١ عن قتيبة، والبخاري، الأذان، باب: إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ٦٨٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٥، والكبرى، ح: ٩٠٦.

روایت کو منسوخ کہنے کی بجائے یہ تطبیق مناسب ہے تاکہ کوئی روایت عمل سے خالی نہ رہے۔ بہر حال امام احمد ؒ وغیرہ کی توجیہ و تطبیق راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. ③ بعض لوگوں نے آخری جملے کے معنی یہ کیے ہیں کہ جب امام قعدے کے لیے بیٹھے تو تم بھی بیٹھو۔ مگر یہ بات اپنی جگہ صحیح ہونے کے باوجود اس جملے کا صحیح مفہوم نہیں کیونکہ نماز میں نبی ﷺ کا اشارہ فرما کر مقتدیوں کو بٹھانا اس کے خلاف ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الصلاة، حديث: ۴۱۲)

٨٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ» قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى يَقُومُ فِي مَقَامِكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ». فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ. فَقَالَتْ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ». قَالَتْ: فَأَمَرُوا أَبَا بَكْرٍ، فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، قَالَتْ فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ، [فَلَمَّا] دَخَلَ الْمَسْجِدَ سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ فَذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۸۳۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ زیادہ بیمار ہوئے تو بلال ؓ آپ کو نماز کی اطلاع دینے آئے۔ آپ نے فرمایا: ”ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر بہت نرم دل آدمی ہیں۔ جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (رونے کی وجہ سے) لوگوں کو قراءت نہ سنا سکیں گے۔ اگر آپ حضرت عمر ؓ کو حکم دیں (تو اچھی بات ہے)۔ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) ابوبکر سے کہو: لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ میں نے حفصہ سے کہا: تم بھی رسول اللہ ﷺ سے کہو۔ انھوں نے بھی آپ سے کہا۔ آپ نے فرمایا: ”تم حضرت یوسف ؑ کے واقعے والی عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو: لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ لوگوں نے حضرت ابوبکر ؓ سے کہا۔ پھر جب انھوں نے نماز شروع کی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ میں کچھ آرام اور افاقہ محسوس کیا۔ آپ اٹھے۔ دو آدمیوں کے درمیان آپ کو ان کے کندھوں کے سہارے چلایا گیا۔ پھر بھی آپ کے

٨٣٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الرجل يأتم بالإمام ويأتم الناس بالمأموم، ح: ٧١٣، ومسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر . . . الخ، ح: ٤١٨/ ٩٥ من حديث أبي معاوية الضرير، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٠٧.

«أَنْ قُمْ كَمَا أَنْتَ». قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى قَامَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ جَالِسًا، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ جَالِسًا وَأَبُو بَكْرٍ قَائِمًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَالنَّاسُ يَقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ (آپ میں پاؤں اٹھانے کی سکت نہ تھی)۔ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی آہٹ محسوس کر کے پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ ''اسی طرح کھڑے رہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے' چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر آپ کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① [صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ] یعنی تم بھی ان عورتوں کی طرح' اصل مقصد چھپائے ہوئے ظاہر کچھ اور کر رہی ہو۔ [صَوَاحِبَات] سے مراد وہ عورتیں ہیں جنھوں نے مکر کے ساتھ ہاتھ کاٹے تھے۔ ہاتھ کاٹنے والی عورتیں یوسف علیہ السلام کو رجھانے (مائل کرنے) کا مقصد رکھتی تھیں مگر بظاہر امرأة العزیز (عزیز مصر کی بیوی) کو شرافت کا درس دے رہی تھیں۔ ② ''رسول اللہ ﷺ نے افاقہ محسوس فرمایا۔'' ظاہر الفاظ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید جس نماز میں ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا تھا اسی نماز کے دوران میں آپ نے افاقہ محسوس فرمایا اور مسجد کو تشریف لے گئے مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے بلکہ یہ کئی دن بعد کی بات ہے۔ گویا آپ کے حکم کے تحت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جماعت کراتے رہے۔ ایک دن جماعت شروع کی تو رسول اکرم ﷺ کو افاقہ محسوس ہوا اور آپ تشریف لے گئے۔ یاد رہے کہ یہ جماعت جو آپ نے اس طرح ادا فرمائی' ظہر کی نماز تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٨٧) ③ بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے مقتدی کس طرح نماز پڑھیں؟ اس کی تفصیلی بحث پچھلی روایت میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث:۸۳۳.

٨٣٥- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى

۸۳۵- عبید اللہ بن عبداللہ سے منقول ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا: کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت کے بارے میں بیان نہیں فرمائیں؟ وہ فرمانے لگیں: جب رسول اللہ ﷺ

٨٣٥- أخرجه البخاري، الأذان، باب: إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح:٦٨٧، ومسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر . . . الخ، ح:٤١٨ من حديث زائدة بن قدامة به، وهو في الكبرٰى، ح:٩٠٨.

عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَصَلَّى النَّاسُ؟» قُلْنَا: لَا، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ». فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: «أَصَلَّى النَّاسُ؟» قُلْنَا: لَا، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ» فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ مِثْلَ قَوْلِهِ قَالَتْ: وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ صَلِّ بِالنَّاسِ، فَجَاءَهُ الرَّسُولُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا رَقِيقًا، فَقَالَ: يَا عُمَرُ! صَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَجَاءَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَأَمَرَهُمَا فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِهِ، فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ،

زیادہ بیمار ہو گئے تو فرمانے لگے: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' ہم نے کہا: نہیں، وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی ڈالو۔'' ہم نے تعمیل کی۔ آپ نے غسل فرمایا (تاکہ بخار کی حدت کم ہو۔) پھر آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے تو فرمانے لگے: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! نہیں، بلکہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔'' ہم نے تعمیل کی۔ آپ نے پھر غسل کیا اور اٹھنے کا ارادہ کیا مگر دوبارہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر تیسری دفعہ بھی ایسے ہی فرمایا۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: لوگ مسجد میں بیٹھے عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کو پیغام بھیج دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ قاصد ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ حضرت ابوبکر ؓ نرم دل آدمی تھے۔ کہنے لگے: اے عمر! تم نماز پڑھاؤ۔ انھوں نے کہا: آپ ہی اس اعزاز (امامت) کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ پھر ان دنوں میں حضرت ابوبکر ؓ نے نمازیں پڑھائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی طبیعت میں افاقہ محسوس کیا تو آپ نماز ظہر کے لیے دو آدمیوں کے سہارے تشریف لائے۔ ان دو آدمیوں میں سے ایک عباس ؓ تھے۔ جب آپ کو ابوبکر ؓ نے دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں اشارہ

وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي قَاعِدًا، فَدَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَّرَضِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَدَّثْتُهُ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ.

فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں۔ اور آپ نے (لانے والے) ان دو آدمیوں کو حکم دیا تو انھوں نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بٹھا دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے۔ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے رہے جب کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے رہے۔ عبید اللہ نے کہا: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور میں نے کہا: کیا میں آپ پر وہ روایت پیش نہ کروں جو مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول ﷺ کے مرض الموت کے بارے میں بیان کی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ میں نے پوری روایت بیان کی۔ انھوں نے کسی بھی لفظ کا انکار نہیں کیا مگر انھوں نے کہا: کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تجھے اس آدمی کا نام بتایا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ (آپ کو سہارا دینے والے) تھے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے فرمایا: وہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ تھے۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کو تپ محرقہ تھی اور شدید تھی، اس لیے باوجود تین مرتبہ غسل فرمانے کے بخار کم نہ ہوا اور آپ اٹھ نہ سکے بلکہ بار بار بے ہوش ہوتے رہے۔ ② حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لیے اس لیے کہا کہ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد جماعت قائم کروانا ہے، نہ کہ مجھے مقرر فرمانا، لہٰذا کوئی جماعت کروا دے۔ انھیں اس مکالمے کا علم نہ تھا جو آپ کے اور آپ کی ازواج مطہرات کے درمیان ہوا تھا۔ ③ ''وہ حضرت علی تھے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا نام نہیں لیا کیونکہ وہ متعین نہیں تھے بلکہ ایک طرف تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی رہے، دوسری طرف بدلتے رہے، کبھی حضرت علی، کبھی حضرت بلال اور کبھی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم جیسا کہ مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے۔ (مزید فوائد کے لیے دیکھیے: حدیث: ۸۳۳، ۸۳۴)

(المعجم ٤١) - اِخْتِلَافُ نِيَّةِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ (التحفة ٢٣٣)

باب: ۴۱- امام اور مقتدی کی نیت کا مختلف ہونا

٨٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَ مُعَاذٌ يُّصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى قَوْمِهِ يَؤُمُّهُمْ، فَأَخَّرَ ذَاتَ لَيْلَةٍ الصَّلَاةَ وَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى قَوْمِهِ يَؤُمُّهُمْ فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَلَمَّا سَمِعَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ تَأَخَّرَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالُوا: نَافَقْتَ يَا فُلَانُ! فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَا نَافَقْتُ وَلَآتِيَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَأُخْبِرُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ مُعَاذًا يُّصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَأْتِينَا فَيَؤُمُّنَا، وَإِنَّكَ أَخَّرْتَ الصَّلَاةَ الْبَارِحَةَ فَصَلّٰى مَعَكَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَّنَا فَاسْتَفْتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ تَأَخَّرْتُ فَصَلَّيْتُ، وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ، اِقْرَأْ بِسُورَةِ كَذَا وَسُورَةِ كَذَا».

٨٣٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت معاذ ؓ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے' پھر اپنی قوم کی طرف واپس جاتے اور ان کی امامت کراتے تھے۔ ایک رات آپ نے نماز مؤخر کی۔ حضرت معاذ ؓ نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی' پھر اپنی قوم کو نماز پڑھانے کے لیے ان کی طرف لوٹے اور سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ جب ایک آدمی نے یہ سورت پڑھتے سنا تو وہ جماعت سے پیچھے نکل گیا' پھر الگ نماز پڑھ کر چلا گیا۔ لوگوں نے کہا: اے شخص! تو منافق ہو گیا ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں منافق نہیں ہوا اور میں ضرور نبی ﷺ کے پاس جاؤں گا اور آپ کو بتلاؤں گا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! تحقیق حضرت معاذ ؓ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں' پھر ہمارے پاس آ کر ہماری امامت کراتے ہیں۔ اور رات آپ نے نماز مؤخر کی تو انھوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی' پھر واپس آ کر ہمیں پڑھائی اور سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ جب میں نے یہ سنا تو میں (جماعت سے) پیچھے نکل گیا اور (الگ) نماز پڑھ لی۔ ہم اونٹوں پر پانی ڈھونے والے لوگ ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے محنت کرتے ہیں۔ (اتنی دیر تک اتنی لمبی نماز نہیں پڑھ سکتے)۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو فتنہ باز ہے؟ فلاں فلاں سورت پڑھا کر۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت معاذ ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے اور وہی نماز جا کر اپنی قوم

٨٣٦- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٠٩.

کو پڑھاتے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے اور اپنی قوم کو عشاء کی نماز پڑھاتے تھے' البتہ جس دن یہ واقعہ ہوا' اس دن انھوں نے بالاتفاق عشاء کی نماز بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی تھی۔ ② ظاہر ہے آپ کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز فرض ہوتی تھی اور جو اپنی قوم کو پڑھاتے تھے' وہ ان (معاذ رضی اللہ عنہ) کے لیے نفل ہوتی تھی اور مقتدیوں کے لیے فرض۔ اور یہی امام نسائی رحمہ اللہ کا استدلال ہے کہ امام نفل کی نیت سے پڑھ رہا ہو اور مقتدی فرض کی نیت سے تو کوئی حرج نہیں۔ محدثین اسے جائز سمجھتے ہیں مگر احناف کے نزدیک نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض نہیں پڑھے جا سکتے۔ اس حدیث کو وہ منسوخ سمجھتے ہیں مگر نسخ ثابت نہیں' لہٰذا حدیث میں مذکورہ صورت جائز ہے' یعنی امام نماز پہلے پڑھ چکا ہو' وہ نفل نماز کی نیت کے ساتھ ہو جب کہ مقتدیوں کی نیت فرض کی ہو تو یہ صورت بالکل صحیح ہے اور حدیث معاذ اس کی واضح دلیل ہے۔ واللہ أعلم. مزید وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۸۳۲۔ ③ امام اور مقتدی کے اختلافِ نیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام' مثلاً: عصر کی نماز پڑھا رہا ہو تو کوئی شخص اس کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے جس کی نماز ظہر رہ گئی ہو اور نماز عصر وہ بعد میں اکیلا پڑھ لے۔ اور جن کے نزدیک ترتیب کے بغیر بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے' ان کے نزدیک مذکورہ صورت میں یہ بھی جائز ہے کہ وہ امام کے ساتھ نماز عصر ہی ادا کرے اور سلام پھیرنے کے بعد وہ ظہر کی قضا پڑھ لے۔ دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم.

۸۳۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلّٰى صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَصَلّٰى بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ وَبِالَّذِينَ جَاءُوا رَكْعَتَيْنِ، فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعًا وَلِهٰؤُلَاءِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ.

۸۳۷- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز خوف پڑھائی۔ آپ نے ان لوگوں کو جو آپ کے پیچھے تھے' دو رکعتیں پڑھائیں اور جو بعد میں آئے انھیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس طرح نبی ﷺ کی چار رکعتیں ہوگئیں اور ان سب کی دو دو رکعتیں۔

فائدہ: باب سے مناسبت تب ہوگی اگر آپ ﷺ کو آخری دو رکعتوں میں متنفل مانا جائے اور یہی قرین قیاس ہے۔ گویا نبی ﷺ نے دو سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور باقی نے دو دو۔

(المعجم ٤٢) - فَضْلُ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٢٣٤)

باب: ۴۲- جماعت کی فضیلت

۸۳۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال يصلي بكل طائفة ركعتين، ح:١٢٤٨ من حديث أشعث بن عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح:٩١٠. * الحسن البصري تقدم في، ح:٣٦ لم أجد تصريح سماعه، وانظر الحديث الآتي: ١٥٥٥.

۸۳۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِينَ دَرَجَةً».

۸۳۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز باجماعت اکیلے کی نماز سے ستائیس (۲۷) درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔''

۸۳۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ جُزْءًا».

۸۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز باجماعت اکیلے کی نماز سے پچیس (۲۵) درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔''

۸٤۰- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاةِ الْفَذِّ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ دَرَجَةً».

۸۴۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز باجماعت اکیلے کی نماز سے پچیس (۲۵) درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔''

فائدہ: نماز باجماعت میں نمازی کو بہت سے زائد کام کرنے پڑتے ہیں۔ وقت بھی زائد صرف کرنا پڑتا ہے۔ نیکی کے زیادہ مواقع میسر آتے ہیں، اس لیے نماز باجماعت اکیلے کی نماز سے بہت افضل ہے۔ اکثر روایات میں پچیس درجے کا ذکر ہے جب کہ بعض روایات میں ستائیس درجے کا بھی ذکر ہے۔ بعض اہل علم نے پچیس کو ترجیح دی ہے کیونکہ کم یقینی ہوتا ہے اور زائد مختلف فیہ، جب کہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ دونوں اعداد سے

۸۳۸ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، ح: ٦٤٥، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها وأنها فرض كفاية، ح: ٦٥٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ١٢٩، والكبرٰى، ح: ٩١١.

۸۳۹ـ أخرجه مسلم، ح: ٦٤٩ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ١/ ١٢٩، والكبرٰى، ح: ٩١٢.

۸٤۰ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩١٣.

کثرت مراد ہے نہ کہ معین عدد۔ بعض نے سری اور جہری کا فرق بتلایا ہے یعنی سری نماز پچیس درجے اور جہری ستائیس درجے افضل ہے کیونکہ جہری نماز میں مقتدی کو دو کام زائد کرنے پڑتے ہیں: بلند آواز سے آمین کہنا اور قراءت سننا۔ اکیلے کی سب نمازیں ہی سری ہوتی ہیں۔ بہرحال حق یہ ہے کہ اس کے متعلق کوئی صریح صحیح دلیل منقول نہیں جس کی وجہ سے کوئی معتبر یا مستند بات یا توجیہ کی جا سکتی ہو اس لیے اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۴۸۷)

(المعجم ٤٣) - اَلْجَمَاعَةُ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً (التحفة ٢٣٥)

باب: ۴۳- جب تین آدمی ہوں تو جماعت کیسے ہوگی؟

٨٤١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً، فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ».

۸۴۱- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نمازی تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امامت کرائے۔ اور ان میں سے امامت کا زیادہ حق دار وہ ہے جو زیادہ قاری ہو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث: ۷۸۱، ۸۰۰ اور ان کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٤٤) - اَلْجَمَاعَةُ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً، رَجُلٌ وَصَبِيٌّ وَامْرَأَةٌ (التحفة ٢٣٦)

باب: ۴۴- جب نمازی تین ہوں، یعنی ایک مرد، ایک بچہ اور ایک عورت تو جماعت کیسے ہوگی؟

٨٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ قَزَعَةَ مَوْلًى لِعَبْدِ الْقَيْسِ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ

۸۴۲- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی ایک جانب نماز پڑھی اور حضرت عائشہ ؓ ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہی تھیں۔ اور میں نبی ﷺ کے پہلو میں (دائیں جانب) آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔

٨٤١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٧٨٣، وهو في الكبرى، ح: ٩١٤.

٨٤٢ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٨٠٥، وهو في الكبرى، ح: ٩١٥.

وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا تُصَلِّي مَعَنَا ، وَأَنَا إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ أُصَلِّي مَعَهُ .

فائدہ: جب امام کے علاوہ ایک بچہ اور ایک عورت ہو تو بچہ امام کی دائیں جانب اور عورت پیچھے اکیلی ہی کھڑی ہوگی اگرچہ اپنی بیوی یا کوئی محرم خاتون ہی کیوں نہ ہو' شرعاً اس قسم کی صورت میں باجماعت نماز کا یہی طریقہ ہے۔ یہی باب کا مقصد ہے۔ (مزید وضاحت کے لیے حدیث نمبر ۸۰۴' ۸۰۵ کے فوائد ومسائل دیکھیے۔)

(المعجم ٤٥) - اَلْجَمَاعَةُ إِذَا كَانُوا اثْنَيْنِ (التحفة ٢٣٧)

باب:۴۵- جب نمازی دو ہوں تو جماعت کیسے ہوگی؟

٨٤٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَنِي بِيَدِهِ الْيُسْرٰى فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ .

۸۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو میں آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۸۰۷۔

٨٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ شُعْبَةُ : وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ : وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ : صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَالَ : «أَشَهِدَ

۸۴۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھائی' پھر فرمایا: ''کیا فلاں شخص نماز میں حاضر ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''فلاں؟'' لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ دو نمازیں (عشاء اور فجر) منافقین پر انتہائی بوجھل ہیں۔ اگر وہ ان کی فضیلت جان لیں تو ضرور حاضر ہوں اگرچہ گھسٹ کر آنا پڑے۔

٨٤٣ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣/ ١٩٣ من حديث عبدالملك ابن أبي سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩١٦.

٨٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب فضل الصلاة في جماعة، ح: ٧٩٠ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩١٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٦، وابن حبان، ح: ٤٣٠، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٥٥٤ من حديث شعبة عن أبي إسحاق عن عبدالله بن أبي بصير عن أبي بن كعب به.

فُلَانٌ الصَّلَاةَ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «فُلَانٌ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ أَثْقَلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، وَالصَّفُّ الْأَوَّلُ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ تَعْلَمُونَ فَضِيلَتَهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَانُوا أَكْثَرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ». (التحفة ٢٣٨).

پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہے۔ اگر تم اس کی فضیلت جان لو تو تم (اس کے حصول کے لیے) ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔ اور آدمی کی نماز ایک اور آدمی کے ساتھ مل کر اکیلے کی نماز سے افضل ہے۔ اور دو آدمیوں کے ساتھ مل کر پڑھی ہوئی نماز ایک آدمی کے ساتھ مل کر پڑھی ہوئی نماز سے افضل ہے۔ اور وہ جس قدر زیادہ ہوں اتنا ہی اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا نماز کے بعد نمازیوں کی حاضری معلوم کی جا سکتی ہے۔ ② عشاء اور فجر کی نمازیں منافقین پر اس لیے بوجھل ہیں کہ نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ نیند اور آرام چھوڑنا ایمان کی قوت ہی سے ممکن ہے اور ان میں یہ چیز نہیں ہوتی۔ وہ تو صرف دکھلاوے کے لیے مسجد میں آتے ہیں۔ یہ دو نمازیں اندھیرے کی ہیں' ان میں دکھلاوا نہیں ہوتا' لہٰذا وہ آتے ہی نہیں۔ شوق تو ویسے ہی نہیں۔ ③ ''فرشتوں کی صف کی طرح۔'' یعنی افضل ہے اور اس کا ثواب زیادہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ فرشتوں کی صف انسانوں کی صف سے افضل ہے۔ ④ ''جس قدر زیادہ ہوں۔'' معلوم ہوا' جامع مسجد کی نماز محلے کی مسجد کی نماز سے افضل ہوگی' لہٰذا اگر کوئی شخص ثواب کی خاطر بڑی مسجد میں جائے تو جا سکتا ہے۔

(المعجم ٤٦) - اَلْجَمَاعَةُ لِلنَّافِلَةِ (التحفة ٢٣٨)

باب: ۴۶- نفل نماز کے لیے جماعت کرانا

٨٤٥- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

۸۴۵- حضرت عتبان بن مالک انصاری ؓ سے مروی ہے' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری قوم

٨٤٥ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر، ح: ٣٣ بعد، ح: ٦٥٧ من حديث معمر، والبخاري، الصلاة، باب: إذا دخل بيتًا يصلي حيث شاء . . . الخ، ح: ٤٢٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩١٨.

الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودٍ، عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ السُّيُولَ لَتَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي فَأُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَنِي فَتُصَلِّي فِي مَكَانٍ مِّنْ بَيْتِي أَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَنَفْعَلُ»، فَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيْنَ تُرِيدُ؟» فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ.

کی مسجد اور میرے (گھر کے) درمیان بسا اوقات بارشی پانی حائل ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں جسے میں نماز کی جگہ بنالوں۔ آپ نے فرمایا: ''ہم ایسے کریں گے۔'' جب (اگلے دن) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو پوچھا: ''تم کس جگہ چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟'' میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں تو آپ نے ہمیں دو رکعتیں (نفل) پڑھائیں۔

فائدہ: نفل نماز کی جماعت اتفاقاً ہو جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن لوگوں کو دعوت دے کر نہ بلایا جائے، البتہ مخصوص نمازیں اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً: نماز کسوف، نماز استسقاء، نماز عیدین اور نماز تراویح وغیرہ۔ ان کے لیے لوگوں کو بلانا جائز ہے کیونکہ ان کا سنت سے ثبوت ملتا ہے مگر ان کے لیے اذان و اقامت درست نہیں۔

(المعجم ٤٧) - اَلْجَمَاعَةُ لِلْفَائِتِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٢٣٩)

باب: ۴۷-فوت شدہ نماز کی جماعت کرانا

٨٤٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَجْهِهِ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي».

۸۴۶-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''صفیں سیدھی کرو اور آپس میں مل کر کھڑے ہو۔ میں تمھیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''

فائدہ: اس روایت کا باب سے کوئی تعلق نہیں۔ غالباً راوی کتاب یا ناسخ کی غلطی سے یہاں لکھی گئی، نیز یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے۔ (فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۸۱۵، ۸۱۶)

٨٤٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٨١٥.

٨٤٧- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو زُبَيْدٍ - وَاسْمُهُ عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ». قَالَ بِلَالٌ: أَنَا أَحْفَظُكُمْ، فَاضْطَجَعُوا فَنَامُوا وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ: «يَا بِلَالُ! أَيْنَ مَا قُلْتَ؟» قَالَ: مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ فَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ، قُمْ يَا بِلَالُ! فَآذِنِ النَّاسَ بِالصَّلَاةِ» فَقَامَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ فَتَوَضَّؤُوا - يَعْنِي حِينَ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ - ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِهِمْ.

٨٤٧-حضرت ابوقتادہ ﷜ سے روایت ہے، ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ (سفر میں) تھے، کسی شخص نے کہا: اگر آپ ہمیں آرام کا موقع عطا فرمائیں (تو کیا ہی اچھا ہو۔) آپ نے فرمایا: ''مجھے خطرہ ہے کہ تم نماز سے سوئے رہ جاؤ گے۔'' بلال ﷜ نے کہا: میں تمھارا خیال رکھوں گا۔ وہ لیٹ کر سو گئے۔ حضرت بلال ﷜ نے اپنی پشت کی ٹیک اپنی سواری سے لگا لی۔ اللہ کے رسول ﷺ جاگے تو سورج کا کنارہ طلوع ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''او بلال! کدھر گئی تیری بات؟'' انھوں نے کہا: آج جیسی نیند تو مجھے کبھی نہیں آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمھاری روحوں کو قبض فرما لیا اور جب چاہا واپس کر دیا۔ اے بلال! اٹھو لوگوں کو نماز کی اطلاع دو۔'' بلال ﷜ اٹھے اور اذان کہی، پھر سب نے وضو کیا جب کہ سورج اونچا آ چکا تھا، پھر آپ اٹھے اور انھیں نماز پڑھائی۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے: حدیث:۶۲۲۔

(المعجم ٤٨) - اَلتَّشْدِيدُ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٢٤٠)

باب:۴۸-جماعت چھوڑ دینے پر سختی

٨٤٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا

۸۴۸-معدان بن ابوطلحہ یعمری سے روایت ہے، وہ

٨٤٧ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الأذان بعد ذهاب الوقت، ح:٥٩٥ من حديث حصين به نحو المعنٰى، وهو في الكبرٰى، ح:٩١٩، وأخرجه أبوداود، ح:٤٤٠ عن هناد به مختصرًا.

٨٤٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، ح:٥٤٧ من حديث زائدة به، ◄◄

عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ حُبَيْشٍ الْكَلَاعِيُّ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الدَّرْدَاءِ: أَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ قُلْتُ: فِي قَرْيَةٍ دُوَيْنَ حِمْصَ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ».

کہتے ہیں: مجھ سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: تیری رہائش گاہ کہاں ہے؟ میں نے کہا: حمص کے قریب ایک بستی میں۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''کسی بستی یا صحرا میں جو بھی تین آدمی اکٹھے رہتے ہوں اوران میں جماعت قائم نہ کی جاتی ہوتو یقین رکھو کہ ان پر شیطان غالب آ چکا ہے۔ جماعت قائم رکھو کیونکہ بھیڑیا اسی بھیڑ بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے دور رہتی ہے۔''

قَالَ السَّائِبُ: يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ: الْجَمَاعَةَ فِي الصَّلَاةِ.

سائب راوی نے کہا کہ یہاں جماعت سے نماز کی جماعت مراد ہے۔

فائدہ: انسان مدنی الطبع ہے' اکیلا رہنا اس کے لیے ممکن نہیں ہے۔ وہ اپنی تمام ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا۔ اکیلے سے افزائش نسل بھی نہیں ہوسکتی' بالکل اسی طرح دینی زندگی بھی اجتماعیت کے بغیر ممکن نہیں۔ نماز' روزہ' حج اور زکاۃ جیسے اہم اور بنیادی ارکان اسلام کی ادائیگی بھی' اکیلے کے لیے کما حقہ ممکن نہیں' اس لیے ضروری ہے کہ جہاں بھی ایک سے زائد مسلمان رہتے ہوں' وہ مل جل کر رہیں۔ اپنے میں سے افضل شخص کو امیر اور امام بنائیں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اس کی ہدایات کے تحت زندگی بسر کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ دکھ سکھ میں شریک ہوں۔ نظم وضبط کے ساتھ کام کریں۔ نماز چونکہ اسلامی زندگی کا لازمی اور دائمی جز ہے بلکہ جزو اعظم ہے' لہٰذا اس میں اجتماعیت ضروری ہے۔ نماز با جماعت پڑھنا لازمی ہے۔ اکیلا آدمی آسانی سے شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے جب کہ جماعت میں بندھا ہوا شخص محفوظ رہتا ہے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے ریوڑ اور بھیڑیے کی مثال بیان فرمائی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع امت کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیے اور بلا وجہ جمہور اہل علم سے جدا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تفرد اور شذوذ (اکیلا ہوجانا) انسان کو شیطان کے قریب کر دیتا ہے بلکہ دراصل یہ شیطانی داؤ ہے۔ صحابہ وتابعین کی جماعت کی پیروی کرنی چاہیے اور اس سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔

◀◀ وهو في الكبرى، ح:٩٢٠، وصححه ابن خزيمة، ح:١٤٨٦، وابن حبان، ح:٤٢٥، والحاكم: ١/ ٢٤٦، والذهبي وغيرهم.

(المعجم ٤٩) - اَلتَّشْدِيدُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٢٤١)

باب:۴۹- جماعت سے پیچھے رہنے پر سختی

٨٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ».

۸۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ میں ایندھن (اکٹھا کرنے) کا حکم دوں‘ اسے اکٹھا کیا جائے‘ پھر حکم دوں کہ نماز کی اذان کہی جائے‘ پھر ایک آدمی کو حکم دوں‘ اور وہ لوگوں کی امامت کرائے‘ پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز پڑھنے نہیں آئے) اور ان کے گھروں کو ان پر جلا دوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان میں سے کوئی شخص جان لے کہ اسے چربی والی ہڈی یا دو بہترین کھریں ملیں گے تو وہ ضرور عشاء کی نماز میں حاضر ہوگا۔“

فائدہ: نبی ﷺ نے یہ ارادہ تو فرمایا مگر اس پر عمل اس لیے نہ کیا کہ گھ[illegible] کو آگ [illegible] لگا[illegible] سے عورتیں اور بچے بھی بے گھر ہو جائیں گے جن پر مسجد میں حاضری ضروری نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں جماعت فرض ہے جیسا کہ امام احمد اور بعض محدثین کا خیال ہے۔ اہل ظاہر نے تو اسے نماز کی صحت کے لیے شرط قرار دیا ہے۔ اگر جماعت فرض نہ ہوتی تو نبی ﷺ یہ رائے ظاہر نہ فرماتے۔ اور بعض دیگر اہل علم نے اسے تشدید پر محمول کیا ہے جیسے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت فرض کفایہ ہے جب کہ دیگر ائمہ ومحدثین نے جماعت کو سنت مؤکدہ کہا ہے۔ حدیث کے ظاہر الفاظ تو امام احمد کے مسلک کی تائید کرتے ہیں۔ اگر جماعت فرض کفایہ ہوتی تو پھر ہر شخص کی حاضری ضروری نہ تھی۔ پھر آپ ﷺ کے اظہار غضب کے کیا معنی؟ البتہ عذر کی بنا پر جماعت سے غیر حاضری جائز ہے‘ اس لیے جن بزرگوں نے جماعت کو نماز کی صحت کے لیے شرط قرار دیا ہے‘ ان کی بات بلا دلیل ہے۔ واللہ أعلم.

٨٤٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وجوب صلاة الجماعة، ح: ٦٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٩، والكبرٰى، ح: ٩٢١.

(المعجم ٥٠) - اَلْمُحَافَظَةُ عَلَى الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰي بِهِنَّ (التحفة ٢٤٢)

٨٥٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّلْقَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّهِ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَإِنِّي لَا أَحْسَبُ مِنْكُمْ أَحَدًا إِلَّا لَهُ مَسْجِدٌ يُّصَلِّي فِيهِ فِي بَيْتِهِ، فَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَتَرَكْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَمَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَمْشِي إِلٰى صَلَاةٍ إِلَّا كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً أَوْ يَرْفَعُ لَهُ بِهَا دَرَجَةً أَوْ يُكَفِّرُ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نُقَارِبُ بَيْنَ الْخُطَا، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُومٌ نِفَاقُهُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجُلَ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ.

باب:۵۰-نمازوں کی اس جگہ پابندی کرنا جہاں ان کی اذان کہی جائے

۸۵۰-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جس آدمی کی یہ خواہش ہے کہ کل اللہ تعالیٰ کو (مکمل طور پر) اسلام کی حالت میں ملے تو اسے ان پانچ نمازوں کی پابندی اس جگہ کرنی چاہیے جہاں ان کی اذان کہی جائے (یعنی مسجد میں باجماعت۔) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے ہدایت کے طریقے جاری فرمائے۔ تحقیق یہ (پانچوں) نمازیں (باجماعت مسجد میں پڑھنا بھی) ہدایت کے طریقوں میں سے ہے۔ بلاشبہ میں سمجھتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک نے اپنے گھر میں مسجد بنا رکھی ہے جس میں وہ نماز پڑھتا ہے۔ اس طرح اگر تم گھروں میں (فرض) نمازیں پڑھتے رہے اور مسجدوں میں جانا چھوڑ دیا تو تم اپنے نبی کا (معروف) طریقہ چھوڑ بیٹھو گے اور اگر تم نے نبی کا طریقہ چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو بھی مسلمان آدمی وضو کرتا ہے اور اچھا وضو کرتا ہے' پھر وہ نماز کے لیے چل کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے عوض' جو وہ اٹھاتا ہے' ایک نیکی لکھ دیتا ہے یا اس کی بنا پر ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے یا اس کی کوئی نہ کوئی غلطی معاف فرما دیتا ہے۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ ہم (اس وجہ سے) قریب قریب قدم رکھا کرتے تھے۔ اور واللہ! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ کے دور اقدس میں نماز سے کوئی شخص

٨٥٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، ح: ٦٥٤/ ٢٥٧ من حديث علي بن الأقمر به، وهو في الكبرى، ح: ٩٢٢ . ﷺ عبدالله هو ابن مسعود رضي الله عنه .

پیچھے نہیں رہتا تھا مگر وہ منافق جس کا نفاق ہر ایک کو معلوم تھا۔ اللہ کی قسم! میں نے (اس دور مبارک میں) دیکھا کہ ایک آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے چلا کر مسجد میں لایا جاتا تھا حتی کہ اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں سنت نبی ﷺ سے وہ معنی مراد نہیں جو بعد میں فقہاء کی اصطلاح بنا، یعنی جس کا کرنا ضروری نہیں، بلکہ اس سے مراد نبی ﷺ کا طریقہ ہے جسے چھوڑنا گمراہی کا موجب ہے اور وہ فرض وواجب کے معنی میں ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقریر کے دیگر الفاظ اسی معنی کی تائید کرتے ہیں۔ ② ”تم گمراہ ہو جاؤ گے۔“ ابوداود کی روایت میں ہے اور تم کافر بن جاؤ گے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٥٥٠) ③ ”ہم قریب قریب قدم رکھتے تھے۔“ اس سے مقصود زیادہ ثواب حاصل کرنا تھا، گویا اس طرح کرنا جائز ہے، البتہ گھوم کر مسجد میں آنا درست نہیں کیونکہ اصل مقصد تو مسجد کی حاضری ہے۔ مسجد کی حاضری اور نفل نماز کی ادائیگی زیادہ ثواب والی چیز ہے۔

٨٥١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْمٰى إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الصَّلَاةِ، فَسَأَلَهُ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَأَذِنَ لَهُ، فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ لَهُ: «أَتَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَجِبْ».

۸۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے کوئی ہاتھ پکڑ کر چلانے والا نہیں جو مجھے مسجد میں نماز کے لیے لائے اور اس نے آپ سے گزارش کی کہ اسے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ آپ نے اسے اجازت دے دی۔ جب وہ واپس جانے کے لیے مڑا تو آپ نے فرمایا: ”تم اذان سنتے ہو؟“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ”پھر (نماز کے لیے) ضرور آؤ۔“

فائدہ: یہ روایت بھی جماعت کو فرض کہنے والوں کی دلیل ہے ورنہ نبی ﷺ بے سہارا نابینے صحابی کو رخصت دے دیتے۔ پہلے آپ نے رخصت دے دی تھی، پھر معلوم ہوا کہ وہ مسجد سے زیادہ دور نہیں رہتا، وہاں نماز کی اذان سنائی دیتی ہے، اتنے قریب سے وہ اکیلا بھی آ سکتا ہے۔ ویسے بھی جماعت کے وقت اتنے فاصلے سے

٨٥١- أخرجه مسلم، المساجد، باب: يجب إتيان المسجد على من سمع النداء، ح:٦٥٣ عن إسحاق بن إبراهيم، يعني ابن راهويه به، وهو في الكبرٰى، ح:٩٢٣.

آنے والے بہت ہوتے ہیں' کوئی نہ کوئی پکڑ کر لے آئے گا۔ ایسے لگتا ہے کہ پہلے آپ نے سمجھا ہوگا کہ یہ آدمی دور رہتا ہے' ساتھی کوئی نہیں' اکیلا نہیں آ سکے گا۔ یہ کوئی اجتہاد کی تبدیلی نہیں' نہ اس کے لیے کسی نئی وحی کا اترنا ضروری ہے بلکہ یہ فتویٰ سائل کے حالات پر موقوف ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حاضری کا حکم استحباب کے لیے ہے' وجوب کے لیے نہیں' لیکن مندرجہ بالا توجیہ کی صورت میں یہ بات کوئی قوی نہیں۔

٨٥٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا قَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ، قَالَ: «هَلْ تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحَيَّ هَلًا». وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ.

٨٥٢- حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تحقیق مدینہ منورہ میں زہریلے کیڑے مکوڑے اور درندے بہت ہیں (لہٰذا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دیجیے۔) آپ نے فرمایا: ''کیا تم حَيَّ عَلَى الصَّلَاة اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کی ندا سنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ضرور آؤ۔'' اور آپ نے انھیں گھر میں (فرض) نماز پڑھنے کی رخصت نہیں دی۔

(المعجم ٥١) - اَلْعُذْرُ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٢٤٣)

باب:٥١- عذر کی بنا پر جماعت ترک کرنا

٨٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَرْقَمَ كَانَ يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ

٨٥٣- حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو جماعت کراتے تھے۔ ایک دن نماز کا وقت ہوگیا تو وہ قضائے حاجت

٨٥٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، ح: ٥٥٣ عن هارون بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٨، وله شواهد عند مسلم، ح: ٦٥٣، وأحمد: ٣/ ٤٢٣، وابن خزيمة، ح: ١٤٧٩، والحاكم: ١/ ٢٤٧ وغيرهم.

٨٥٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب: أيصلي الرجل وهو حاقن؟، ح: ٨٨، والترمذي، ح: ١٤٢، وابن ماجه، ح: ٦١٦ من حديث هشام به، وهو في الموطأ(يحيىٰ): ١/ ١٥٩، والكبرٰى، ح: ٩٢٥، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم ❊ هشام صرح بالسماع عند أحمد.

يَوْمًا فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِهِ قَبْلَ الصَّلَاةِ».

کے لیے گئے' پھر واپس آئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کی ضرورت محسوس کرے تو نماز سے پہلے قضائے حاجت کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① اس دن وہ خود تشریف نہ لائے تھے۔ اپنی جگہ ایک آدمی بھیج دیا تھا جس نے امامت کروائی۔ نماز کے بعد پہنچے تو معذرت فرمائی۔ ② قضائے حاجت محسوس ہو تو نماز سے پہلے فارغ ہو لینا چاہیے' خواہ جماعت گزر ہی جائے کیونکہ فراغت کے بغیر نماز کی صورت میں توجہ بٹتی رہے گی' ذہن منتشر رہے گا اور پیٹ میں گڑبڑ ہوتی رہے گی۔ فراغت کے بعد سکون سے نماز پڑھی جائے گی۔ باقی رہا جماعت کا ثواب تو إن شاء الله جماعت کے پابند شخص کو عذر کی صورت میں ملے گا جیسا کہ شرعی اصل (اصول) ہے۔ والله أعلم.

٨٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ».

۸۵۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا کھانا (پک کر) سامنے آجائے اور (ادھر) جماعت کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو۔''

فائدہ: یہ تب ہے جب کھانے کی شدید حاجت ہو۔ اگر اسی طرح نماز پڑھے تو یکسوئی نہ ہوگی' طبیعت بے چین رہے گی۔ یا پھر کھانا ضائع ہونے کا خدشہ ہو کیونکہ نبی ﷺ نے مال ضائع کرنے سے روکا ہے۔ یہ دو باتیں نہ ہوں تو نماز پہلے پڑھنی چاہیے جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ گوشت کھا رہے تھے کہ نماز کی اطلاع دی گئی تو آپ نے چھری رکھ دی اور نماز کے لیے چلے گئے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الوضوء' حديث:۲۰۸)

٨٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۸۵۵- حضرت ابوالملیح اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین

٨٥٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام، الذي يريد أكله في الحال . . . الخ، ح:٥٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٩٢٦.

٨٥٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجمعة في اليوم المطير، ح:١٠٥٧ من حديث قتادة به، وتابعه خالد الحذاء، وهو في الكبرٰى، ح:٩٢٧، وأخرجه ابن ماجه، ح:٩٣٦، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم: ١/ ٢٩٣، والذهبي وغيرهم.

قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِحُنَيْنٍ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ، فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ.

میں تھے کہ ہم پر بارش برسنے لگی تو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے اعلان کیا کہ اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔

فائدہ: یہ اعلان اذان ہی میں کیا گیا ہے۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد یا حَيَّ عَلَى الصَّلَاة، حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کی جگہ یا اذان کے اختتام پر۔ اب بھی اگر بارش برس رہی ہو یا بہت زیادہ کیچڑ ہو یا یخ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو اور مسجد میں پہنچنا ممکن نہ ہو تو مؤذن یہ اعلان کر سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے کتاب الاذان کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ٥٢) - حَدُّ إِدْرَاكِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٢٤٤)

باب: ۵۲- جماعت (کا ثواب) پانے کی حد

٨٥٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ طَحْلَاءَ، عَنْ مُحْصِنِ بْنِ عَلِيٍّ الْفِهْرِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، كَتَبَ اللهُ لَهُ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ حَضَرَهَا وَلَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا».

۸۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا‘ پھر جماعت کی نیت سے مسجد کی طرف گیا مگر لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جماعت میں حاضر ہونے والے جیسا ثواب لکھ دیتا ہے لیکن اس سے ان کے ثواب میں کمی نہیں آتی۔“

فائدہ: اس شخص کی نیت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے ہی کی تھی‘ پھر اس نے کوئی کوتاہی بھی نہیں کی بلکہ اپنی پوری کوشش کی لیکن پھر بھی جماعت نہ مل سکی۔ اس نے افسوس کیا تو اس کی نیت اور کوشش کے لحاظ سے اسے جماعت کا ثواب ملے گا‘ بشرطیکہ وہ جماعت کا پابند ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس سے مراد وہ شخص نہیں جو نماز باجماعت میں سستی کا عادی ہے یا زیادہ پروا نہیں کرتا۔ مل جائے تو ٹھیک‘ نہ ملے تو کوئی افسوس نہیں۔ ایسے شخص کے لیے کم از کم ایک رکعت باجماعت پڑھنے کی صورت میں جماعت کا ثواب ملے گا‘ کم میں نہیں۔ اور یہ بات صحیح

٨٥٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فيمن خرج يريد الصلاة فسبق بها، ح: ٥٦٤ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وهو في الكبرى، ح: ٩٢٨، وصححه الحاكم: ١/ ٢٠٨، ٢٠٩، والذهبي، وله شواهد.

احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، حديث:٥٨٠، وصحيح مسلم، المساجد، حديث:٦٠٧)

٨٥٧- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ: أَنَّ الْحُكَيْمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْقُرَشِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَاهُ: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمَا عَنْ حُمْرَانَ - مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ - عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَهُ».

۸۵۷- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے نماز کے لیے وضو کیا اور اچھا وضو کیا' پھر فرض نماز (کی ادائیگی کے لیے مسجد) کی طرف چلا اور لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی یا (اکیلے نے) مسجد میں پڑھی' اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔''

(المعجم ٥٣) - إِعَادَةُ الصَّلَاةِ مَعَ الْجَمَاعَةِ بَعْدَ صَلَاةِ الرَّجُلِ لِنَفْسِهِ (التحفة ٢٤٥)

باب:۵۳- اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ لے تو جماعت ملنے کی صورت میں دوبارہ پڑھنا

٨٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الدِّيلِ يُقَالُ لَهُ بُسْرُ بْنُ مِحْجَنٍ، عَنْ مِحْجَنٍ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ

۸۵۸- حضرت محجن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی مجلس میں تھے کہ نماز کی اذان کہی گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ اٹھے' پھر (نماز پڑھ کر) واپس تشریف لائے تو (دیکھا کہ) محجن اپنی جگہ ہی میں بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں نماز

٨٥٧ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، ح:٢٣٢/١٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح:٩٢٩، وأخرجه البخاري، ح:٦٤٣٣ من حديث معاذ بن عبدالرحمن به.

٨٥٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد:٤/ ٣٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ١٣٢، والكبرى، ح:٩٣٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم:١/ ٢٤٤.

وَمِحْجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ؟ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟» قَالَ: بَلَى، وَلٰكِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ».

پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ کیا تم مسلمان آدمی نہیں ہو؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں! لیکن میں گھر میں نماز پڑھ آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مسجد میں آؤ (اور جماعت مل جائے) تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو اگرچہ تم (اکیلے) نماز پڑھ چکے ہو۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا اکیلے آدمی کی نماز بھی ہو جاتی ہے چاہے گھر ہی میں پڑھ لے بشرطیکہ کوئی عذر ہو ورنہ بلا عذر نماز باجماعت ترک کرنا گناہ ہے، نیز جماعت شرط نہیں ہے جیسا کہ اہل ظاہر کا موقف ہے، بہرحال عذر کی صورت میں معمول کے مطابق اجر ملتا ہے۔ ② اگر انسان اکیلا نماز پڑھ لے یہ سمجھ کر کہ جماعت نہ ملے گی یا جماعت ہو چکی ہے یا شاید میں مسجد میں نہ جا سکوں وغیرہ، پھر وہ مسجد میں آئے اور نماز باجماعت مل جائے تو اسے نماز باجماعت دہرانی چاہیے تاکہ جماعت کا ثواب مل جائے۔ احناف تین نمازوں کو دوبارہ پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ مغرب، فجر اور عصر کیونکہ بعد میں پڑھی جانے والی نماز نفل ہوگی۔ فجر اور عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔ مغرب دوبارہ پڑھنے کی صورت میں تین نفل بن جائیں گے اور نفل تین نہیں ہوتے، حالانکہ یہ خاص حکم ہے۔ عصر اور فجر کے بعد نفل کی ممانعت عام ہے۔ عام کو خاص سے مقید کیا جا سکتا ہے۔ باقی رہے تین نفل تو شریعت کا حکم آ جانے کے بعد ممانعت جاتی رہی، نیز اگر ان نمازوں کا دہرانا منع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ صراحت فرماتے کیونکہ اکثر کا استثنا مناسب نہیں۔ اگر صرف دو نمازیں ہی دہرانی ضروری یا جائز ہوتیں تو صرف ان دو نمازوں ہی کا نام لے لیتے کیونکہ یہاں وضاحت ضروری تھی۔ غلط فہمی کا امکان تھا۔ نبی ﷺ کا وضاحت نہ فرمانا دلیل ہے کہ ہر نماز دہرائی جا سکتی ہے۔ یہ خاص حکم ہے۔ اسے عام پر ترجیح ہوگی۔

(المعجم ٥٤) - إِعَادَةُ الْفَجْرِ مَعَ الْجَمَاعَةِ لِمَنْ صَلّٰى وَحْدَهُ (التحفة ٢٤٦)

باب: ۵۴- جو آدمی فجر کی نماز اکیلا پڑھ چکا ہو، جماعت مل جانے کی صورت میں وہ دوبارہ پڑھے

٨٥٩- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا

۸۵۹- حضرت یزید بن اسود عامری ؓ نے کہا کہ

٨٥٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الرجل يصلي وحده ثم يدرك الجماعة، ح:٢١٩ من حديث هشيم به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح:٩٣١، وصححه ابن خزيمة، ح:١٢٧٩، وابن حبان، ح:٤٣٤، ٤٣٥، وله شواهد، انظر الحديث السابق، وأخرجه أبوداود، ح:٥٧٥، ٥٧٦ من حديث يعلى نحوه.

هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ: أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ الْعَامِرِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ إِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي آخِرِ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ، قَالَ: «عَلَيَّ بِهِمَا»، فَأُتِيَ بِهِمَا تَرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ: «مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟» قَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا قَالَ: «فَلَا تَفْعَلَا إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ، فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ».

میں نے فجر کی نماز مسجد خیف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ جب آپ نے نماز پوری فرمالی تو آپ نے لوگوں (نمازیوں) کے آخر میں دو آدمی دیکھے جنھوں نے آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں میرے پاس لاؤ۔“ انھیں آپ کے پاس لایا گیا تو ان کے کندھوں کا گوشت کانپ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تمھیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے مت کرو۔ جب تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہو پھر تم مسجد میں آؤ اور جماعت پاؤ تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لو۔ وہ (بعد والی) تمھارے لیے نفل ہو جائے گی۔“

فوائد و مسائل: ① مسجد خیف منیٰ میں ہے اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ منسوخ ہونے کا احتمال نہیں۔ ② ”کانپ رہا تھا۔“ رسول اللہ ﷺ میں قدرتی طور پر رعب اور ہیبت تھی۔ جو نیا آدمی آپ کو دیکھتا تھا یا جو کبھی کبھار دیکھتا تھا‘ مرعوب ہو جاتا تھا۔ انھیں تو بلایا گیا تھا بلکہ پکڑ کر لایا گیا تھا‘ لہٰذا مرعوب ہونے کے علاوہ ان کا خوف زدہ ہونا قرین قیاس تھا۔ ③ اس روایت میں صریح طور پر فجر کی نماز کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اکیلا رہنے والا جماعت پائے تو دوبارہ پڑھے‘ لہٰذا اس صریح روایت کو چھوڑ کر ایک عام روایت سے استدلال کرنا خلاف انصاف ہے۔ ④ ”نفل ہو جائے گی۔“ کون سی؟ اس میں اختلاف ہے‘ اسی لیے محققین نے کہا یہ اللہ کے سپرد ہے جسے چاہے فرض بنائے جسے چاہے نفل۔ لیکن ظاہر ہے کہ پہلی نماز جب پڑھی تھی تو وہ فرض تھی اور فرض ہی کی نیت سے پڑھی تھی‘ اس لیے دوسری نماز ہی نفل ہونی چاہیے۔ احادیث کی روشنی میں اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٥) - إِعَادَةُ الصَّلَاةِ بَعْدَ ذَهَابِ وَقْتِهَا مَعَ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٢٤٧)

باب: ۵۵-(افضل) وقت گزر جانے کے بعد بھی نماز جماعت کے ساتھ دہرانا

٨٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى

۸۶۰- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ وہ بیان

٨٦٠- [صحيح] تقدم، ح: ٧٧٩، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٢.

وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَضَرَبَ فَخِذِي: «كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟» قَالَ: مَا تَأْمُرُ؟ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ، فَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلِّ».

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مارتے ہوئے مجھ سے فرمایا: ”تمھارا کیا حال ہوگا جب تم ان لوگوں میں باقی رہ جاؤ گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے؟“ میں نے کہا: آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نماز وقت پر پڑھ لیا کرنا‘ پھر اپنا کام کرنا‘ پھر اگر مسجد میں تمھاری موجودگی کے دوران میں جماعت شروع ہو جائے تو پڑھ لینا۔“

فوائد ومسائل: ① اس سے جماعت اور لزوم جماعت کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے‘ خواہ لوگ افضل اور مستحب وقت کے بعد بھی جماعت کروائیں‘ تب بھی ان کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے۔ ہاں! اپنی نماز وقت پر محفوظ کر لے۔ گویا کسی حال میں جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں کیونکہ جماعت سے علیحدہ ہونے اور تفرد وشذوذ کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ بہت سے صحابہ نے اپنے اجتہاد پر جماعت کے عمل کو ترجیح دی ہے کیونکہ ایک میں غلطی کا امکان زیادہ ہے۔ جتنے زیادہ اہل علم ہوں گے‘ اتنا ہی غلطی کا احتمال کم ہو جائے گا حتی کہ جب اجماع (تمام معتبر اہل علم کا اتفاق جس کے خلاف کچھ منقول نہ ہو) ہو جاتا ہے تو غلطی کا احتمال بالکلیہ ختم ہو جاتا ہے۔ ② ران پر ہاتھ مارنا تنبیہ کے لیے ہے کہ یہ بات تجھ سے متعلق ہے‘ اچھی طرح سمجھ لے۔ آپ نے اس قسم کے بہت سے مسائل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو خصوصی ہدایات دیں۔ واقعتاً انھیں ایسے حالات سے سابقہ پیش آیا اور انھوں نے باوجود اختلاف کے جماعت کو نہیں چھوڑا۔ اگرچہ مفسدین اور امت مسلمہ کے بدخواہ انھیں اشتعال دلانے کی کوششیں کرتے رہے مگر رسول اللہ ﷺ کی تربیت کی بنا پر وہ محفوظ رہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

(المعجم ٥٦) - سُقُوطُ الصَّلَاةِ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ فِي الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً (التحفة ٢٤٨)

باب: ٥٦- جو شخص مسجد میں امام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ چکا ہو‘ اس سے نماز کا ساقط ہو جانا

٨٦١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ

٨٦١- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام سلیمان

٨٦١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا صلى في جماعة ثم أدرك جماعة يعيد، ح: ٥٧٩ من ◄◄

التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ - مَوْلَى مَيْمُونَةَ - قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ جَالِسًا عَلَى الْبَلَاطِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ، قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! مَا لَكَ لَا تُصَلِّي؟ قَالَ: إِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُعَادُ الصَّلَاةُ فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ».

نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو فرش پر بیٹھے دیکھا جب کہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا وجہ ہے کہ آپ نماز نہیں پڑھ رہے؟ انھوں نے کہا: میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''ایک نماز دن میں دو مرتبہ نہیں پڑھی جاسکتی۔''

فائدہ: امام نسائی ؒ نے مذکورہ روایت سے یہ سمجھا ہے کہ ابن عمر ؓ پہلے باجماعت نماز پڑھ چکے تھے۔ لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھ رہے تھے' یا ممکن ہے کہ دوسری جماعت ہو' تب یہ مکالمہ ہوا ہو۔ اگر صورت حال یہی تھی تو پھر ابن عمر ؓ کا جواب اور استنباط صحیح ہے۔ لیکن ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت ہو رہی تھی اور ابن عمر ؓ پہلے اکیلے پڑھ کر بیٹھے تھے۔ اس صورت میں ان کا استنباط محل نظر ہے کیونکہ صریح حدیث کے خلاف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی مذکورہ حدیثیں ان کے علم میں نہیں تھیں ورنہ دوسری مرتبہ نماز پڑھنا اسی وقت منع ہے جب پہلے نماز باجماعت کامل طریقے سے پڑھی گئی ہو' یا لوٹانے کی کوئی وجہ نہ ہو' یا دونوں دفعہ فرض کی نیت کی گئی ہو۔ یہ آخری توجیہ وتطبیق امام احمد اور اسحاق بن راہویہ ؒ کی ہے اور حدیث سے یہی مراد ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى' شرح سنن النسائي: ١٠/ ٣٤٨)

(المعجم ٥٧) - اَلسَّعْيُ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٢٤٩)

باب: ٥٧- نماز کے لیے دوڑنا

٨٦٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

٨٦٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے آؤ تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون اور وقار کے ساتھ چلتے

◀◀ حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٤١، وابن حبان، ح: ٤٣٢ وغيرهما.

٨٦٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة . . . الخ، ح: ٦٠٢ من حديث سفيان ابن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوا».

ہوئے آؤ۔ جو نماز جماعت کے ساتھ مل جائے پڑھ لو اور جو رہ جائے بعد میں پوری کرلو۔“

فوائد و مسائل: ① نماز کی طرف دوڑ کر آنا سنجیدگی کے خلاف ہے، بے ادبی ہے، مسجد کی حرمت کے خلاف ہے۔ رب العالمین کے حضور حاضری معمولی بات نہیں۔ اس میں کامل سکون اور وقار چاہیے۔ عام معاملات میں بھی جلد بازی نامناسب ہے۔ اس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے کیونکہ اس میں عام طور پر جانی اور مالی نقصان ہو جاتا ہے۔ عزت کا نقصان تو ہے ہی۔ ② جو نماز امام کے ساتھ مل جائے، وہ ابتدائے نماز ہے یا امام والی؟ اس میں اختلاف ہے، یعنی مقتدی کی وہ کون سی رکعتیں شمار ہوں گی؟ پہلی شمار ہوں گی تو وہ بقیہ رکعتیں آخری رکعتوں کی طرح پڑھے گا اور اگر امام کی ترتیب کے حساب سے شمار ہوں گی تو بقیہ رکعتیں وہ ابتدائی رکعتوں کی طرح پڑھے گا۔ شوافع پہلی اور احناف دوسری بات کے قائل ہیں۔ دونوں طرف دلائل ہیں۔ اس حدیث کے آخری لفظ [فَاقْضُوا] امام شافعی رحمہ اللہ کے مؤید ہیں اور یہی راجح ہے۔ واللہ أعلم. نیز اکثر روایات میں [فَأَتِمُّوا] کے الفاظ وارد ہیں جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ مقتدی جہاں سے آغاز کرے گا، وہی اس کی ابتدائے نماز ہوگی۔ جو رہ چکی ہوگی، بعد میں اس کی تکمیل کرے گا، لہٰذا بعض احادیث میں منقول الفاظ [فَاقْضُوا] کے معنی بھی یہی ہوں گے، یعنی جو نماز رہ چکی ہو، اسے بعد میں ادا کر لیا جائے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى، شرح سنن النسائي: ۳۵۵/۱۰)

(المعجم ۵۸) - اَلْإِسْرَاعُ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ غَيْرِ سَعْيٍ (التحفة ۲۵۰)

باب: ۵۸- دوڑے بغیر تیزی کے ساتھ نماز کے لیے آنا

۸۶۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مَنْبُوذٍ، عَنِ الْفَضْلِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: كَانَ

۸۶۳- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو بنو عبدالاشہل کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان کے ہاں باتیں کرتے حتی کہ مغرب کے وقت واپس تشریف لاتے۔ ابو رافع

۸۶۳ـ [حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۳۹۲ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ۹۳۵، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۳۷، وللحديث طرق أخرى عند الطبراني (الكبير: ۱/ ۹۶۱، ۹۶۸، ۹۷۴، ۹۸۸) وغيره. * منبوذ هو رجل من آل بني رافع، وثقه ابن خزيمة، وشيخه ابن أبي رافع حسن الحديث.

رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَنْحَدِرَ لِلْمَغْرِبِ، قَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يُسْرِعُ إِلَى الْمَغْرِبِ مَرَرْنَا بِالْبَقِيعِ فَقَالَ: «أُفٍّ لَكَ أُفٍّ لَكَ». قَالَ: فَكَبُرَ ذٰلِكَ فِي ذَرْعِي فَاسْتَأْخَرْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُنِي فَقَالَ: «مَا لَكَ؟ امْشِ». فَقُلْتُ: أَحَدَثَ حَدَثٌ، قَالَ: «مَا ذَاكَ؟» قُلْتُ: أَفَّفْتَ بِي، قَالَ: «لَا، وَلٰكِنْ هٰذَا فُلَانٌ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلَى بَنِي فُلَانٍ فَغَلَّ نَمِرَةً فَدُرِّعَ الْآنَ مِثْلَهَا مِنْ نَارٍ».

نے کہا: ایک دفعہ نبی ﷺ مغرب کے وقت جلدی اور تیزی سے آ رہے تھے کہ ہم بقیع سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ''افسوس تجھ پر! افسوس تجھ پر!۔'' مجھے یہ الفاظ دل میں بہت تکلیف دہ محسوس ہوئے۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے سمجھا کہ آپ مجھ سے مخاطب ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پیچھے کیوں رہ گئے ہو؟ چلتے آؤ۔'' میں نے کہا: مجھ سے کوئی قصور ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا مطلب؟'' میں نے کہا: آپ نے مجھ پر اظہار افسوس کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ (میری) اس بات کا سبب یہ ہے کہ میں نے ایک آدمی کو فلاں قبیلے کی زکاۃ لینے کے لیے بھیجا تھا۔ اس نے ایک چادر چھپالی۔ اب اسے اس جیسی آگ کی چادر پہنائی گئی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر وقت تنگ ہو یا جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو نماز کے لیے ایسی تیزی سے چلا جا سکتا ہے جس سے مسجد ونماز کی توہین ہو نہ انسانی وقار ہی کے خلاف ہو۔ ② فوت شدہ کو تصور میں حاضر کر کے اظہار افسوس وملامت کے لیے اس سے خطاب کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح سلام ودعا میں اس سے خطاب کیا جا سکتا ہے' جیسے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ وغیرہ' دعا ہے' بشرطیکہ میت کو حقیقتاً حاضر ناظر نہ سمجھے۔

٨٦٤- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْبُوذٌ رَجُلٌ مِنْ آلِ أَبِي رَافِعٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ نَحْوَهُ.

۸۶۴- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت دوسری سند کے ساتھ بھی اوپر والی روایت کے ہم معنی منقول ہے۔

فائدہ: یہ دونوں سندیں حضرت ابن جریج پر اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ اوپر ساری سند ایک ہی ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد متابعت بیان کرنا ہے۔ متابعت سے روایت قوی ہو جاتی ہے۔

٨٦٤- [حسن] انظر الحديث السابق.

(المعجم ٩٠) - اَلتَّهْجِيرُ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٢٥١)

٨٦٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الْأَغَرُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَجِّرِ إِلَى الصَّلَاةِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبَدَنَةَ، ثُمَّ الَّذِي عَلٰى إِثْرِهِ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَقَرَةَ، ثُمَّ الَّذِي عَلٰى إِثْرِهِ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ، ثُمَّ الَّذِي عَلٰى إِثْرِهِ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ، ثُمَّ الَّذِي عَلٰى إِثْرِهِ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ».

باب:۵۹- نماز کے لیے جلدی (اوّل وقت میں) نکلنا

۸۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کے لیے جلدی آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایک اونٹ صدقہ کرتا ہے۔ پھر جو اس کے بعد آتا ہے' وہ اس شخص کی طرح ہے جو گائے صدقہ کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو ایک مینڈھا صدقہ کرتا ہے۔ پھر جو اس کے بعد آتا ہے' وہ اس شخص کی طرح ہے جو مرغی صدقہ کرتا ہے۔ پھر جو اس کے بعد آتا ہے' وہ اس شخص کی طرح ہے جو انڈا صدقہ کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں نماز سے مراد نماز جمعہ ہے۔ مصنف نے عام نماز کو بھی نماز جمعہ پر محمول کیا ہے کیونکہ بعض روایات سے ہر نماز میں جلدی آنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ..... الخ (سنن النسائي، الأذان، حديث: ٦٧٢) ② روایت میں لفظ [يُهْدِي] ہے جس سے مراد جانور کو حرم بھیجنا ہے تاکہ وہاں ذبح ہو اور تقرب حاصل ہو۔ یہاں مجازاً صدقے کے معنی میں ہے کیونکہ مرغی اور انڈا قربان نہیں کیے جاتے' البتہ ان سے ثواب ضرور حاصل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے قربانی والا معنی کر کے اس حدیث سے مرغی کی قربانی ثابت کی ہے مگر انڈے کو کیسے اور کہاں سے ذبح کیا جائے گا؟ اس قسم کے مضحکہ خیز مسائل سے جمہور اہل علم کی مخالفت کرنا اور اپنے آپ کو تماشا بنانا ہے۔ سیاق وسباق اور مجموعی تناظر سے ہٹ کر صرف لفظوں سے استدلال بسا اوقات گمراہی کا موجب بن جاتا ہے' اس لیے ضروری ہے کہ جمہور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے منہج اور تعبیر کو مدنظر رکھا جائے۔

٨٦٥- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ٣٢١١، ومسلم، الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة، ح: ٨٥٠ بعد، ح: ٨٥٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٦، والمراد بالصلاة: صلاة الجمعة.

(المعجم ٦٠) - مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ (التحفة ٢٥٢)

باب:٦٠-اقامت کے وقت نماز (نفل وغیرہ پڑھنے) کی کراہت

٨٦٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ ابْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ».

٨٦٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت ہو جائے تو اس (باجماعت) فرض کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں۔''

فائدہ: جب کسی فرض نماز کی اقامت ہو جائے تو کوئی نفل یا کوئی فرض نماز شروع نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ جماعت کے اصول کے خلاف ہے اور اس سے جماعت کی اہمیت ختم ہو جائے گی' البتہ اگر کوئی شخص پہلے سے سنتیں وغیرہ پڑھ رہا ہے اور اسے جاری رکھنے میں فرض سے کچھ بھی فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہے (جیسے وہ تشہد میں ہو) تو علماء کی ایک رائے کے مطابق وہ نماز جاری رکھے اور جلد مکمل کرنے کی کوشش کرے تاکہ فرض نماز باجماعت پڑھ سکے۔ اگر اسے خطرہ ہے کہ جاری رکھنے کی صورت میں کچھ فرض نماز جماعت سے رہ جائے گی یا کوئی رکعت فوت ہو جائے گی تو نماز منقطع کر دے اور جماعت کے ساتھ مل جائے جبکہ بہتر یہ ہے کہ جونہی اقامت شروع ہو' نماز ترک کر دی جائے' خواہ نماز کے کسی بھی مرحلے میں ہو کیونکہ [فَلَا صَلَاةَ] کی واضح نص سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے شمار نہیں کیا جاتا اگرچہ بزعم خویش نماز جاری رکھے ہو۔

٨٦٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَرْقَاءَ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ».

٨٦٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔''

٨٦٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن . . . الخ، ح: ٧١٠/ ٦٤ من حديث زكريا بن إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٧.

٨٦٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٨.

٨٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ: أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ، فَرَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ، فَقَالَ: «أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا».

۸۶۸-حضرت ابن بُحَینہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ صبح کی نماز کی اقامت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جب کہ مؤذن اقامت کہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تو صبح کی نماز چار رکعت پڑھے گا؟''

فائدہ: یہ روایت صریح ہے کہ اقامت شروع ہو جائے تو صبح کی سنتیں بھی شروع نہیں کر سکتا۔ اوپر والی احادیث کا تقاضا بھی یہی ہے۔ مگر احناف حضرات صبح کی سنتوں کے پڑھنے کے قائل ہیں، خواہ اقامت کیا، جماعت ہی ہو رہی ہو، بشرطیکہ تشہد مل جائے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ اقامت کے دوران میں سنتیں شروع کرنے پر ڈانٹ رہے ہیں۔ احناف ان احادیث کی دوراز کار تاویلات کرتے ہیں، مثلاً: یہ روایات مسجد میں الگ نماز پڑھنے سے روکتی ہیں نہ کہ مسجد سے باہر۔ یا صف کے اندر نماز پڑھنے سے مانع ہیں کہ صف منقطع ہو گی۔ مگر سوچنے کی بات ہے کہ کیا مندرجہ بالا احادیث پڑھ کر ذہن میں یہ بات آتی ہے؟ اگر یہ قیود کسی اور حدیث سے لی گئی ہیں تو براہ کرام ان کا حوالہ دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ توجیہ خود ساختہ ہے۔ کوئی حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی اور نہ کوئی روایت ہی مندرجہ بالا روایات کے منافی آئی ہے جس کی بنا پر تاویل کی گئی ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس حکم سے صبح کی سنتیں خاص ہیں کیونکہ پہلے نہ پڑھنے کی صورت میں وہ قضا سے بھی رہ جائیں گی کیونکہ فرضوں کے بعد نفل جائز نہیں اور طلوع شمس کے بعد نماز کا وقت ہی ختم ہو جائے گا، حالانکہ یہ روایت تو ہے ہی صبح کی سنتوں کے بارے میں۔ باقی رہی قضا تو وہ فرض نماز کے بعد ہو سکتی ہے جیسا کہ سنن ابوداود اور جامع ترمذی میں ایک صحابی کے فجر کی نماز کے بعد سنتیں پڑھنے اور رسول اللہ ﷺ کے انھیں برقرار رکھنے کی روایت آئی ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، التطوع، حديث: ۱۲٦۷، و جامع الترمذي، الصلاة، حديث: ۴۲۲)

(المعجم ٦١) - فِيمَنْ يُصَلِّي رَكْعَتَي الْفَجْرِ وَالْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٢٥٣)

باب.۶۱- جو شخص فجر کی سنتیں پڑھتا ہو جب کہ امام فرض پڑھ رہا ہو

٨٦٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ

۸۶۹-حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٨٦٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلاة . . . الخ، ح: ٦٦/٧١١ عن قتيبة، والبخاري، الأذان، باب: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، ح: ٦٦٣ من حديث سعد بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٩.

٨٦٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٧١٢ (انظر الحديث السابق) من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠.

عَرَبِيٌّ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ : حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فَرَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ : «يَا فُلَانُ! أَيُّهُمَا صَلَاتُكَ ، اَلَّتِي صَلَّيْتَ مَعَنَا أَوِ الَّتِي صَلَّيْتَ لِنَفْسِكَ ؟» .

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر نماز میں شامل ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''او فلاں! تیری کون سی نماز معتبر ہے؟ وہ جو تو نے ہمارے ساتھ پڑھی یا وہ جو تو نے اکیلے پڑھی؟''

فائدہ: اس حدیث کا مقصد بھی یہی ہے کہ فجر کی نماز کے دوران میں سنتیں نہیں پڑھی جا سکتیں' البتہ احناف کے نزدیک مسجد سے باہر پڑھی جا سکتی ہیں۔ یہ متقدمین کا مسلک تھا' بعد والوں نے تو مسجد کے اندر جماعت والی صف سے پچھلی صف میں کھڑے ہو کر پڑھنے کی اجازت دے دی ہے' حالانکہ صحیح مسلم کی روایت میں صراحت ہے کہ مذکورہ شخص نے مسجد کے ایک طرف نماز پڑھی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث: ۷۱۲) پھر آپ ﷺ نے اسے روکا۔ ایسی صریح روایات کی موجودگی میں مسجد کے اندر جماعت کی موجودگی میں سنتیں پڑھنے کی اجازت دینا بہت بڑی جسارت ہے۔ امام شافعی ؒ سے منقول ہے کہ وہ مسجد سے باہر بھی اقامت کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ظاہر الفاظ اسی کی تائید کرتے ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٢) - اَلْمُنْفَرِدُ خَلْفَ الصَّفِّ (التحفة ٢٥٤)

باب:۶۲- صف سے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز

٨٧٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ : أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِنَا فَصَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ لَنَا خَلْفَهُ ، وَصَلَّتْ أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا .

۸۷۰- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں اور ہمارے ایک یتیم نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور (ہماری والدہ) حضرت ام سلیم ؓ نے ہمارے پیچھے نماز پڑھی۔

◀◀ عاصم هو الأحول.

٨٧٠ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: المرأة وحدها تكون صفًا، ح: ٧٢٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١. ※ شيخ البخاري: عبدالله بن محمد هو المسندي غير الزهري شيخ النسائي، فليتنبه.

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت ایک ہو تو وہ مردوں کے ساتھ کھڑی نہیں ہوگی بلکہ اکیلی کھڑی ہو کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھے گی، لیکن اگر مرد صف کے پیچھے اکیلا ہو تو اس کے لیے نہی موجود ہے، الا یہ کہ کوئی عذر ہو کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے دیکھا تو اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا اور فرمایا: ''صف کے پیچھے اکیلے مرد کی نماز نہیں ہوتی۔'' یہ روایت کتب حدیث میں موجود ہے اور حسن درجے کی ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ٦٨٢، و مسند أحمد: ٢٣/٤) اس لیے امام احمد، اسحاق اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے صف کے پیچھے اکیلے کی نماز کو ناجائز اور قابل اعادہ قرار دیا ہے، بشرطیکہ وہ اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود اکیلا کھڑا ہوا ہو جب کہ دیگر حضرات اسے جائز سمجھتے ہیں مگر یہ قول بلادلیل ہے۔ صف کے پیچھے اکیلا آدمی کیا کرے؟ اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے کہ اگر صف میں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے اور دوسرا نمازی بھی ساتھ کھڑا ہونے والا نہیں ہے تو پھر اکیلا شخص ہی صف کے پیچھے کھڑا ہو جائے۔ اس کی نماز ان شاء اللہ درست ہوگی۔ اگلی صف سے نمازی کھینچ کر اپنے ساتھ ملانے والی روایت ضعیف ہے، اس لیے اگلی صف سے آدمی نہیں کھینچنا چاہیے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (مجموع الفتاوى: ٣٩٦/٢٣)

٨٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا نُوحٌ - يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ - عَنِ ابْنِ مَالِكٍ - وَهُوَ عَمْرٌو - عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَسْنَاءُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ قَالَ: وَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَإِذَا رَكَعَ يَعْنِي نَظَرَ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ [الحجر: ٢٤]

٨٧١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بہت خوب صورت عورت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی۔ کچھ (نیک) لوگ قصداً پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے تاکہ وہ نظر نہ آئے۔ اور کچھ (منافق قسم کے) لوگ جان بوجھ کر پیچھے رہتے تھے حتی کہ آخری صف میں کھڑے ہوتے (تاکہ اسے دیکھیں)۔ پھر جب رکوع کرتے تو بغل کے نیچے سے اسے دیکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ ''ہم خوب جانتے ہیں تم میں سے آگے رہنے والوں کو اور خوب جانتے ہیں پیچھے رہنے والوں کو۔''

٨٧١- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الحجر، ح: ٣١٢٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٢ * عمرو بن مالك النكري ضعيف كما حققته في تسهيل الحاجة في تخريج سنن ابن ماجه، ح: ١٠٤٦.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے آیت کی یہ شان نزول صحیح نہیں' تاہم سیاق وسباق کی رو سے آیت کے مناسب معنی یہ ہیں کہ ہم ان لوگوں کو بھی جانتے ہیں جو آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک مر چکے ہیں اور انھیں بھی جو ابھی زندہ ہیں یا قیامت تک آئیں گے۔

(المعجم ٦٣) - اَلرُّكُوعُ دُونَ الصَّفِّ (التحفة ٢٥٥)

باب: ٦٣- صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کرنا

٨٧٢- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ زِيَادٍ الْأَعْلَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ رَاكِعٌ فَرَكَعَ دُونَ الصَّفِّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ».

٨٧٢- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (ایک دفعہ) مسجد میں داخل ہوئے تو نبی ﷺ رکوع کی حالت میں تھے' چنانچہ انھوں نے صف سے پیچھے ہی رکوع کرلیا۔ (اور رکوع ہی کی حالت میں چل کر صف میں پہنچے۔) نبی ﷺ نے (نماز کے بعد) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھاری (نیکی کی) حرص میں اضافہ فرمائے لیکن دوبارہ ایسے نہ کرنا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے اس طرح کرنے میں نماز کے اندر چلنا پڑتا ہے جو نماز کے منافی ہے' لہٰذا یہ جائز نہیں۔ ② اس روایت سے رکوع کی رکعت پر استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو خدشہ تھا کہ اگر رکوع ختم ہو گیا تو میں رکعت نہ پا سکوں گا' تبھی انھوں نے یہ انداز اختیار کیا۔ مگر یہ استدلال اتنا قوی نہیں ہے' نیز کوئی صراحت نہیں کہ انھوں نے اٹھ کر وہ رکعت پڑھی تھی یا نہیں۔ اس مسئلے میں یہ روایت مبہم ہے۔ استدلال واضح ہونا چاہیے۔ فتح الباری میں طبرانی کے حوالے سے حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ [صَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ] ''جو مل جائے پڑھو اور جو نکل جائے اسے پورا کرو۔'' (فتح الباري: ٣٤٨/٢' شرح حديث: ٧٨٣) حدیث کا مذکورہ قطعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی آتا ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' المساجد' حديث: ٦٠٢) اور ظاہر ہے کہ انھیں صرف رکوع ہی ملا تھا' قیام تو ان سے رہ گیا تھا۔ اس پس منظر میں اس حکم کا صاف مقصد یہ ہے کہ صرف رکوع ملے تو وہ رکعت شمار نہ ہوگی۔

٨٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٨٧٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٨٧٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا ركع دون الصف، ح: ٧٨٣ من حديث زياد الأعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣، وأخرجه أبوداود، ح: ٦٨٣ عن حميد بن مسعدة به.

٨٧٣ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بتحسين الصلاة وإتمامها والخشوع فيها، ح: ٤٢٣ من حديث أبي أسامة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤.

الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: «يَا فُلَانُ! أَلَا تُحَسِّنُ صَلَاتَكَ؟ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّي كَيْفَ يُصَلِّي لِنَفْسِهِ؟ إِنِّي أُبْصِرُ مِنْ وَّرَائِي كَمَا أُبْصِرُ بَيْنَ يَدَيَّ».

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی۔ سلام پھیر کر مڑے تو فرمایا: ''اے فلاں! تو اپنی نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا۔ کیا نمازی خود غور نہیں کرتا کہ وہ کیسے نماز پڑھ رہا ہے؟ میں تمھیں پیچھے بھی ایسے دیکھتا ہوں جیسے میں آگے دیکھتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ممکن ہے مصنف کے نزدیک یہ وہی شخص ہو جس نے صف سے پہلے رکوع کیا تھا ورنہ اس حدیث کا باب سے کوئی تعلق نہیں' الا یہ کہ کہا جائے کہ صف سے پہلے رکوع کرنا نماز کی اچھائی کے خلاف ہے اور آپ نے اس حدیث میں نماز کو اچھی بنانے کا حکم دیا ہے۔ (اس حدیث کی باقی بحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۸۱۴)

(المعجم ٦٤) - اَلصَّلَاةُ بَعْدَ الظُّهْرِ (التحفة ٢٥٦)

باب: ۶۴- ظہر کے بعد نماز (سنتیں)

٨٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

۸۷۴- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعت اور بعد میں دو رکعت پڑھتے تھے۔ اور مغرب کے بعد گھر میں دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔ اور جمعے کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے حتی کہ گھر جا کر دو رکعت پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث میں ظہر سے پہلے دو رکعت بھی منقول ہیں اور چار بھی' لہٰذا دونوں طرح جائز ہے' نیز جس روایت میں بارہ رکعت کی فضیلت کا ذکر ہے' اس میں ظہر سے پہلے چار ہی بنتی ہیں۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاة المسافرین' حدیث: ۷۲۸'۷۳۰) ممکن ہے کبھی کبھار دو بھی پڑھ لیتے ہوں۔ یا اگر پہلے دو پڑھتے ہوں تو بعد میں چار پڑھ لیتے ہوں کیونکہ بعض روایات میں ظہر کے بعد چار رکعت کا بھی ذکر ہے۔ گویا مجموعی طور

٨٧٤ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة وقبلها، ح: ٩٣٧، ومسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ٨٨٢/ ٧٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٦٦، والكبرٰى، ح: ٣٤٤.

پر بارہ ہونی چاہئیں۔ بہتر یہ ہے کہ جس جس طرح ان کا طریقہ احادیث میں مروی ہے اس طرح ادا کی جائیں۔
② جمعے کے بعد دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ (صحيح مسلم، الجمعة، حديث:۸۸۲) اور ایک قولی روایت میں چار رکعت کا ذکر ہے کہ جسے جمعے کے بعد نماز پڑھنی ہو وہ چار رکعت پڑھے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الجمعة، حديث:۸۸۱) ان روایات کی رو سے بعض علماء نے چار کو مسجد سے اور دو کو گھر سے خاص کیا ہے۔ لیکن اس تخصیص کی ضرورت نہیں، مرضی پر موقوف ہے، چاہے چار پڑھے اور چاہے تو دو، لیکن چار کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ بعض علماء دونوں کو جمع کرنے کے قائل ہیں، یعنی مسجد میں چار پڑھے اور گھر میں جا کر مزید دو پڑھے۔ اگرچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے چھ رکعات کا عمل ملتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے اس طریقے کا ثبوت نہیں ملتا۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ذاتی اجتہاد یا ان کی رائے تھی جس کی حیثیت یقیناً مرفوع حدیث کی نہیں، اس لیے بہتر طریقہ یہی ہے کہ بجائے دو اور چار کو جمع کرنے کے الگ الگ طور پر دونوں پر عمل کر لیا جائے، یعنی کسی جمعے دو پڑھ لیں اور کسی جمعے چار، ان شاء اللہ یہ سنت کے اقرب عمل ہوگا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٥) - اَلصَّلَاةُ قَبْلَ الْعَصْرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٥٧)

باب:٦٥- عصر سے پہلے (نفل) نماز اور اس مسئلے کے متعلق ابو اسحاق سے ناقلین کے اختلاف کا ذکر

٨٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: أَيُّكُمْ يُطِيقُ ذٰلِكَ؟ قُلْنَا: إِنْ لَّمْ نُطِقْهُ سَمِعْنَا، قَالَ: كَانَ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا كَهَيْأَتِهَا مِنْ هٰهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا كَانَتْ مِنْ هٰهُنَا كَهَيْأَتِهَا مِنْ هٰهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلّٰى أَرْبَعًا، وَيُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَّبَعْدَهَا ثِنْتَيْنِ،

٨٧٥- حضرت عاصم بن ضمرہ نے کہا کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: تم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ ہم نے کہا: اگر ہم کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم از کم سن تو لیں۔ آپ نے فرمایا: جب سورج اس (مشرق کی) طرف اتنا اونچا ہوتا جتنا کہ وہ اس (مغرب کی) طرف میں عصر کے وقت ہوتا ہے تو آپ دو رکعتیں پڑھتے۔ اور جب سورج اس (مشرق کی) طرف اتنا ہوتا جتنا وہ اس (مغرب کی) طرف ظہر کے وقت ہوتا ہے تو چار رکعت پڑھتے۔ اور

٨٧٥- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب: كيف كان يتطوع النبي ﷺ بالنهار، ح:٥٩٨، ٥٩٩ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح:٣٣٩، وللحديث شواهد.

وَيُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِتَسْلِيمٍ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ.

ظہر سے پہلے چار رکعت اور بعد میں دو رکعت پڑھتے۔ اور عصر سے پہلے اس طرح چار رکعت پڑھتے کہ ہر دو رکعت کے بعد (تشہد میں) مقرب فرشتوں، انبیاء اور ان کی پیروی کرنے والے مومنوں اور مسلمانوں پر سلام پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① پہلی نفل نماز سے مراد صلاۃ ضحیٰ (چاشت کی نماز) ہے۔ اگر سورج کے بقدر نیزہ یا دو نیزے ہونے پر یہ نماز پڑھی جائے تو اسے صلاۃ اشراق کہتے ہیں۔ بہرحال صلاۃ اشراق، صلاۃ ضحیٰ اور صلاۃ الاوابین ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔ اور یہ نام صرف وقت کی تبدیلی کی وجہ سے مختلف ہیں۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (القول المقبول، ص:٦٨٨) اور دوسری نفلی نماز سے مراد سنتِ زوال ہے کیونکہ سورج کے زوال پذیر ہونے سے قبل اس کی ادائیگی ہوتی ہے۔ ② اس سلام سے مراد تشہد کے دوران میں [اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ] ''ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔'' پڑھنا ہے، نہ کہ فراغت والا سلام۔ اور فرشتے، انبیاء اور دیگر کا ذکر صالحین کی تفسیر ہے۔

٨٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي النَّهَارِ قَبْلَ الْمَكْتُوبَةِ، قَالَ: مَنْ يُطِيقُ ذٰلِكَ؟ ثُمَّ أَخْبَرَنَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي حِينَ تَزِيغُ الشَّمْسُ رَكْعَتَيْنِ، وَقَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَجْعَلُ التَّسْلِيمَ فِي آخِرِهِ.

٨٧٦- عاصم بن ضمرہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابو طالب سے دن میں فرض نماز سے قبل رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ پھر ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ دو رکعت پڑھتے تھے جب سورج کچھ اونچا آ جاتا تھا۔ اور نصف النہار سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے۔ سلام آخر میں پھیرتے۔ (دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرتے۔)

فوائد ومسائل: ① سورج کچھ اونچا آنے سے مراد ممکن ہے صلاۃ اشراق ہو اور ممکن ہے صلاۃ ضحیٰ اور صلاۃ الاوابین ہو۔ اس روایت میں صراحت ہے کہ چار رکعت کے آخر میں سلام کہتے تھے، نہ کہ دو رکعت کے بعد۔ اور یہ بھی جائز ہے۔ واللہ أعلم. ② صلاۃ اشراق، صلاۃ ضحیٰ اور صلاۃ الاوابین (چاشت کی نماز) میں کوئی فرق

٨٧٦۔ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٣٣٨.

ہے یانہیں؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ اصل میں ان میں کوئی فرق نہیں۔ یہ ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔ جب یہ نفلی نماز کراہت کا وقت نکلتے ہی جب کہ سورج نیزہ یا دو نیزوں کے برابر اونچا نکل آئے پڑھی جائے تو اسے صلاۃ اشراق کہہ لیا جاتا ہے اور کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں انھیں حدیث میں صلاۃ الضحیٰ اور صلاۃ الاوابین سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (مرعاة المفاتيح: ۲/ ۲۴۰، طبع قديم، والقول المقبول، ص: ۲۸۸، و سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم: ۱۹۹۴) تاہم مغرب کے بعد چھ نوافل کو جو صلاۃ الاوابین قرار دیا جاتا ہے، وہ صحیح نہیں، اس لیے کہ وہ حدیث ضعیف ہے۔ واللہ أعلم. ③ مذکورہ دونوں روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نصف النہار سے قبل صلاۃ اشراق اور ضحیٰ وغیرہ کے علاوہ مزید چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔
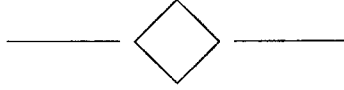
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ١١) - كِتَابُ الافْتِتَاحِ (التحفة . . .)

نماز کے ابتدائی احکام ومسائل

(المعجم ١) - اَلْعَمَلُ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ (التحفة ٢٥٨)

٨٧٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ ح: وَأَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - هُوَابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ الزُّهْرِيُّ - قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَقَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ

باب:١-نماز شروع کرتے وقت کیا کرنا چاہیے؟

٨٧٧-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ تکبیر تحریمہ کہتے تو [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہتے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں اپنے کندھوں کے برابر کرتے۔ پھر جب رکوع کی تکبیر کہتے تو اسی طرح کرتے۔ پھر جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے تو پھر بھی ایسے ہی کرتے اور [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے۔ اور جب سجدے کو جاتے یا سجدے سے سر اٹھاتے تو ایسے نہیں کرتے تھے۔

٨٧٧ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: إلى أين يرفع يديه؟، ح:٧٣٨ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين . . . الخ، ح:٣٩٠ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح:٩٥٠.

يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ.

فوائد ومسائل: ① نماز کا افتتاح اللہ أکبر سے ہوگا۔ اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں کیونکہ اس تکبیر سے نماز میں بہت سی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں، مثلاً: کھانا پینا، چلنا پھرنا اور بات چیت کرنا وغیرہ۔ اللہ أکبر کے سوا کسی اور لفظ سے، خواہ وہ اس سے ملتا جلتا ہی ہو، نماز کا افتتاح درست نہیں۔ ② کندھوں یا کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھانا رفع الیدین کہلاتا ہے۔ اور یہ نماز میں چار جگہ ثابت ہے: ○ تکبیر تحریمہ کے وقت۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنا امت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جو اس رفع الیدین کو چھوڑتا ہے، وہ گناہ گار ہوگا۔ ○ رکوع سے پہلے۔ ○ رکوع کے بعد۔ ○ اور تیسری رکعت سے پہلے۔ مذکورہ صورتوں میں رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ کا دائمی عمل ہے اور یہ ایسی سنت ہے جسے صحابہ کی اتنی بڑی تعداد نے بیان کیا ہے کہ کوئی اور عمل صحابہ کی اتنی کثیر تعداد نے بیان نہیں کیا، یہاں تک کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اصحاب رسول میں سے کسی ایک سے یہ ثابت نہیں کہ وہ نماز میں رفع الیدین نہ کرتا ہو۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، جب آپ نے نماز شروع کی تو اللہ أکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر چادر اوڑھ لی، پھر دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا۔ جب رکوع کرنے لگے تو کپڑوں سے ہاتھ باہر نکالے، اللہ أکبر کہا اور رفع الیدین کیا، پھر رکوع میں چلے گئے۔ جب رکوع سے اٹھے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا اور رفع الیدین کیا۔ (صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث: ۴۰۱) حضرت وائل بن حجر ۹ اور ۱۰ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ۱۱ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، لہٰذا معلوم ہوا کہ نبی ﷺ آخر عمر تک رفع الیدین کرتے تھے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ رکوع کو جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع الیدین کرنا سنت ہے مگر احناف اسے منسوخ سمجھتے ہیں جب کہ ان کے پاس نسخ کی کوئی دلیل نہیں ہے، سوائے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے جو کہ ضعیف ہے۔ اور پھر اس کے مقابلے میں رفع الیدین کرنے والی روایات بہت زیادہ اور بہت قوی ہیں جیسا کہ بعض انصاف پسند حنفی علماء نے بھی اسے تسلیم کیا ہے، اس لیے عمل ان روایات پر ہوگا جو تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور سنداً قوی بھی، نہ کہ ایک آدھ روایت پر جو صحت وسند کے اعتبار سے قوی بھی نہیں ہے، لہٰذا ایک آدھ ضعیف روایت کو لے کر کثیر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی اس سنت صحیحہ کو منسوخ کہنا بہت بڑی ناانصافی ہے جب کہ آخر میں اسلام لانے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس رفع الیدین کو بیان کیا ہے، یعنی یہ سنت صحیحہ، متواترہ، غیر منسوخہ ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار: ۲/ ۱۹۸-۲۰۹) ③ سجدے کو جاتے وقت یا سجدے سے اٹھتے وقت رفع الیدین قطعاً ثابت نہیں بلکہ اس کی صریح نفی آئی ہے، لہٰذا اس پر عمل درست نہیں۔ اگر کہیں ذکر ہے تو وہ منسوخ ہے یا اس سے مراد رکوع کے بعد رفع الیدین ہے جو رکوع اور سجدے کے درمیان ہوتا ہے۔ ④ امام تسمیع وتحمید [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] دونوں کہے گا۔

(المعجم ٢) - رَفْعُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ (التحفة ٢٥٩)

باب:٢-رفع الیدین تکبیر تحریمہ سے پہلے کیا جائے

٨٧٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ قَالَ: وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ.

٨٧٨-حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر ہو جاتے' پھر اللہ اکبر کہتے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ یہ فعل اس وقت بھی کرتے جب رکوع کی تکبیر کہتے۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو پھر یہی کرتے اور فرماتے [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] اور سجدے میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنے کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے ساتھ کیا جائے یا پہلے یا کہ بعد میں۔ جمہور کے نزدیک رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے ساتھ کیا جائے۔ موالک' شوافع اور حنابلہ کا بھی یہی موقف ہے۔ احناف کے نزدیک رفع الیدین پہلے کیا جائے اور تکبیر تحریمہ بعد میں کہی جائے کیونکہ ہاتھوں کا اٹھانا معبودان باطلہ کی نفی کے قائم مقام ہے اور اللہ اکبر میں توحید کا اثبات ہے۔ اور عربی میں نفی پہلے ہوتی ہے اور اثبات بعد میں' جیسے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ میں ہے۔ اور بعض کا موقف ہے کہ تکبیر تحریمہ پہلے کہی جائے اور رفع الیدین بعد میں کیا جائے۔ حدیث کی رو سے تینوں طریقے درست ہیں' کوئی طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں: [رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ] ''میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا' آپ نماز کا افتتاح تکبیر تحریمہ سے کرتے اور تکبیر کہتے وقت رفع الیدین کرتے یہاں تک کہ انھیں کندھوں کے برابر لے جاتے۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٧٣٨) نیز حضرت وائل بن حجر ؓ فرماتے ہیں: [أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيرِ] ''انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٧٥٢) یہ احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے ساتھ کیا جائے اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے کچھ

٨٧٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع اليدين إذا كبر وإذا ركع وإذا رفع، ح: ٧٣٦، ومسلم، ح: ٣٩٠/ ٢٣ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥١.

الفاظ اس طرح ہیں: [إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ] ''رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے، پھر تکبیر کہتے۔'' (صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث: ۳۹۰ (۲۳)) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رفع الیدین تکبیر تحریمہ سے پہلے کیا جائے۔ اور صحیح مسلم ہی کی ایک اور روایت ہے، ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے مالک بن حویرث ؓ کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر رفع الیدین کرتے...... اور پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث: ۳۹۱) یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے بعد کیا جائے۔ غرض مذکورہ تین طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے اور گا ہے گا ہے ہر ایک پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ تمام کی حیثیت برابر ہے۔ کسی طریقے کو ترجیح دینا درست نہیں کیونکہ ترجیح اس وقت دی جاتی ہے جب متعدد روایات پر عمل مشکل ہو، جبکہ یہاں ایسے نہیں ہے بلکہ مختلف اوقات میں ہر ایک روایت پر عمل ممکن ہے، لہٰذا جمع اولیٰ ہے۔ واللّٰہ أعلم. ② امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کی حکمت کے بارے اہل علم کی مختلف آراء ہیں: امام شافعی ؒ فرماتے ہیں کہ میں رفع الیدین اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے لیے کرتا ہوں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عجز وانکسار اور خود سپردگی کا اظہار ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی قیدی پکڑا جائے تو وہ خود سپردگی کا اظہار کرنے کے لیے اپنے ہاتھ کھڑے کر دیتا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جب بندہ ہاتھ کھڑے کر کے اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کے قول اور فعل میں موافقت ہو جاتی ہے کہ وہ تمام تر امور دنیا کو چھوڑ کر اپنے رب سے مناجات کرنے کے لیے نماز کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔

(المعجم ٣) - رَفْعُ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ (التحفة ٢٦٠)

باب: ۳- ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانا

٨٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ، وَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ». وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ.

۸۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے۔ اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو انھیں اسی طرح اٹھاتے اور فرماتے [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

٨٧٩ـ أخرجه البخاري، ح ٧٣٥ من حديث مالك، ومسلم: ٣٩٠/ ٢٢ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٧٥، والكبرٰى، ح: ٩٥٢.

فائدہ: اکثر روایات میں کندھوں کے برابر رفع الیدین کا ذکر ہے۔ بعض صحیح روایات میں کانوں کے برابر کا بھی ذکر ہے۔ (صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث:۳۹۱) دونوں صورتیں جائز ہیں۔ بعض اہل علم، مثلاً: امام شافعی رحمہ اللہ نے تطبیق دی ہے کہ ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں کہ انگلیوں کے کنارے کانوں کے برابر اور ہتھیلیوں کا نچلا کنارہ کندھوں کے برابر ہو۔ اس طرح دونوں روایات پر بیک وقت عمل ہو جائے گا۔

(المعجم ٤) - رَفْعُ الْيَدَيْنِ حِيَالَ الْأُذُنَيْنِ (التحفة ٢٦١)

باب:۴- کانوں کے برابر ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا)

٨٨٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ: «آمِينَ». يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

۸۸۰- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ نے نماز شروع فرمائی تو اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہا اور اپنے ہاتھ اٹھائے حتی کہ وہ کانوں کے برابر ہو گئے، پھر آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی۔ جب سورت سے فارغ ہوئے تو بلند آواز سے آمین کہی۔

٨٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ نَصْرَ بْنَ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - [أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ] كَانَ إِذَا صَلّٰى رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حِيَالَ أُذُنَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ».

۸۸۱- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور وہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع میں جانے کا ارادہ فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو بھی رفع الیدین کرتے)۔

٨٨٠_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣١٨/٤ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٣. * عبدالجبار لم يسمع من أبيه. انظر، ح: ٨٨٣، ١٤٠٥، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، والترمذي وغيرهما.

٨٨١_ أخرجه مسلم، ح: ٣٩١/ ٢٥ (انظر الحديث المتقدم: ٨٧٧) من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٤.

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ رفع الیدین رکوع میں جانے سے پہلے قیام کی حالت میں کرنا چاہیے نہ کہ جاتے ہوئے۔ اسی طرح جب سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر رفع الیدین کرنا چاہیے نہ کہ سر اٹھاتے ہوئے۔ گویا رفع الیدین قیام کی حالت ہی میں ہونا چاہیے۔ ② حضرت وائل بن حجر اور مالک بن حویرث ؓ دونوں صحابی، رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کے آخر میں مسلمان ہوئے ہیں' دونوں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور دونوں ہی رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرنے کی احادیث بیان کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رفع الیدین کے منسوخ ہونے کا دعویٰ درست نہیں' یہ نبی اکرم ﷺ کا دائمی عمل ہے۔

٨٨٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحِينَ رَكَعَ، وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى حَاذَتَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

٨٨٢- حضرت مالک بن حویرث ؓ سے منقول ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے' اس وقت بھی (ہاتھ اٹھاتے) حتی کہ وہ کانوں کے کناروں کے برابر ہو جاتے۔

(المعجم ٥) - مَوْضِعُ الْإِبْهَامَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ (التحفة ٢٦٢)

باب: ٥- رفع الیدین کے وقت انگوٹھے کس جگہ ہوں؟

٨٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكَادَ إِبْهَامَاهُ تُحَاذِي شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

٨٨٣- حضرت وائل بن حجر ؓ سے مروی ہے' انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا' جب آپ نے نماز شروع فرمائی تو اپنے ہاتھ اٹھائے حتی کہ قریب تھا' آپ کے انگوٹھے کانوں کی لووں (نچلے کنارے) کے برابر ہو جاتے۔

(المعجم ٦) - رَفْعُ الْيَدَيْنِ مَدًّا (التحفة ٢٦٣)

باب: ٦- رفع الیدین اچھی طرح ہاتھ اٹھا کر کیا جائے

٨٨٢ـ أخرجه مسلم، من حديث سعيد بن أبي عروبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥.

٨٨٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ح: ٧٣٧ من حديث فطر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٦، وقال النسائي في الكبرٰى: "عبدالجبار بن وائل لم يسمع من أبيه، والحديث في نفسه صحيح" كذا قال، والسند منقطع.

٨٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ سَمْعَانَ قَالَ: جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقَالَ: ثَلَاثٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِنَّ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ مَدًّا، وَيَسْكُتُ هُنَيْهَةً، وَيُكَبِّرُ إِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ.

۸۸۴-حضرت سعید بن سمعان سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد بنی زریق کی طرف آئے اور کہنے لگے: تین چیزیں ایسی ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ عمل کرتے تھے لیکن لوگوں نے انھیں چھوڑ دیا ہے: آپ نماز میں اچھی طرح ہاتھ اٹھا کر رفع الیدین کرتے تھے۔ آپ کچھ دیر خاموش رہا کرتے تھے۔ اور آپ جب سجدہ کرتے یا سر اٹھاتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔

فوائد ومسائل: ① سستی کرتے ہوئے لوگوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے دور میں بعض سنتیں چھوڑ دی تھیں کہ یہ کون سی فرض ہیں؟ حالانکہ دین صرف فرائض ہی سے مکمل نہیں ہوتا بلکہ سنن کی بھی ضرورت ہے۔ سنن کو مطلقاً چھوڑ دینا قابل مذمت ہے، تاہم کبھی کبھار کسی عذر کی بنا پر رہ جائیں تو اور بات ہے۔ ② رفع الیدین نماز کی زینت ہے، لہٰذا اسے اچھی طرح مسنون طریقے سے ہاتھ اٹھا کر کرنا چاہیے۔ چادر لپیٹی ہوئی ہو تو چادر سے ہاتھ نکال کر رفع الیدین کیا جائے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث:۴۰۱) یہ کوئی شرمانے کی چیز نہیں۔ ③ خاموش رہنے سے مراد فاتحہ سے پہلے والا سکتہ ہے جس میں دعائے استفتاح پڑھی جاتی ہے، اس کی دلیل مسند احمد کی مفصل حدیث ہے۔ اس میں ہے: [وَالسُّكُوتُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ] ''اور قراءت سے پہلے سکتہ۔'' اور یہ بات راجح ہے۔ مزید دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند أحمد:۱۵/۳۷۲) بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد فاتحہ اور دوسری سورت کے درمیان کا وقفہ ہے جس کا مقصد سانس درست کرنا یا لوگوں کو فاتحہ پڑھنے کا موقع دینا ہے۔ لیکن اس کی دلیل نہیں ہے۔ بعض روایات سے قراءت ختم کرنے کے بعد تکبیر رکوع سے قبل بھی سکتہ معلوم ہوتا ہے، خصوصاً جب کہ قراءت لمبی ہو، اس کا مقصد سانس کی درستی ہے۔ مزید دیکھیے: (زاد المعاد:۱/۲۰۸) واللہ أعلم. ④ اس قدر سستی ہو گئی تھی کہ لوگ مسنون تکبیریں کہنے والوں پر اعتراض کرنے لگ گئے تھے۔ (صحیح البخاري، الأذان، حدیث:۷۸۸) ⑤ چار رکعت والی نماز میں بائیس (۲۲) تکبیریں ہیں۔ دو رکعت والی نماز میں گیارہ (۱۱) اور تین رکعت والی نماز میں سترہ (۱۷) تکبیریں ہیں۔ ⑥ عالم دین کو عوام الناس کی شرعی احکام کے بارے میں سستی دیکھ کر اس پر تنبیہ کرنی چاہیے اور قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلے کی اصل حقیقت واضح کرنی چاہیے۔ ⑦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ وہ سنن نبوی کی توضیح و بیان اور تبلیغ میں کس قدر حریص تھے کہ لوگوں میں سنت کے بارے میں سستی دیکھی تو اس پر فوراً تنبیہ فرمائی۔

٨٨٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، ح: ٧٥٣ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٧، وصححه ابن خزيمة، والحاكم: ١/ ٢٣٤، والذهبي.

(المعجم ٧) - فَرْضُ التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى

(التحفة ٢٦٤)

٨٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَرَدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ». فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَمَا صَلّٰى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ». فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا فَعَلِّمْنِي، قَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا».

باب:۷-تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) فرض ہے

۸۸۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو ایک اور آدمی بھی آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ پھر وہ آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا اور فرمایا: ”واپس جا‘ پھر نماز پڑھ‘ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ وہ واپس گیا۔ دوبارہ نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی اور نبی ﷺ کے پاس آیا اور سلام کیا۔ آپ نے فرمایا: ”وعليك السلام۔ واپس جا‘ پھر نماز پڑھ‘ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ اس آدمی نے تین دفعہ ایسے ہی کیا۔ آخر اس آدمی نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں اس سے اچھی نہیں پڑھ سکتا‘ لہٰذا آپ مجھے سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو (سب سے پہلے) اللہ اکبر کہہ۔ پھر جس قدر تو قرآن پڑھ سکے‘ پڑھ۔ پھر رکوع کر حتی کہ تجھے رکوع میں اطمینان نصیب ہو۔ پھر سر اٹھا حتی کہ سیدھا کھڑا ہو جائے۔ پھر سجدہ کر حتی کہ سجدے میں تجھے اطمینان حاصل ہو۔ پھر سر اٹھا حتی کہ تو اطمینان سے بیٹھ جائے۔ پھر اپنی ساری نماز میں اسی طرح کر۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کو حدیث مسيئ الصلاة کہتے ہیں‘ یعنی وہ حدیث جس میں غلط نماز پڑھنے

٨٨٥ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٧ عن محمد بن المثنٰى؛ والبخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها . . . الخ، ح: ٧٥٧ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٨.

والے کا ذکر ہے۔ ② علماء کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فرائض بتلائے ہیں۔ ان کے بغیر نماز گویا ہے ہی نہیں۔ ③ اس حدیث کی رو سے تکبیر تحریمہ، قراءت، رکوع اور اس میں اطمینان، سر اٹھانا اور سیدھا کھڑا ہونا، سجدہ اور اس میں اطمینان، سر اٹھانا اور اطمینان سے بیٹھنا فرائض میں شامل ہیں مگر احناف حضرات اطمینان کو تو نماز میں کسی بھی جگہ ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ لغت کے لحاظ سے رکوع اور سجدے کے معنی میں اطمینان داخل نہیں مگر سوچنا چاہیے کہ کیا صحیح حدیث کی حیثیت لغت سے بھی کم ہے کہ اگر لغت میں لکھا ہو پھر تو فرض اور صحیح حدیث میں آ جائے تو مستحب؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے صریح لفظ ہیں: [فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ] ''تحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' اور اس شخص کو تین دفعہ نماز لوٹانے کے لیے کہا گیا۔ چلیں واجب ہی کہہ لیتے۔ افسوس! اسی طرح قومے اور جلسے کو بھی واجب نہیں سمجھتے کہ یہ مقصود نہیں۔ شاید اسی لیے رائے کی مذمت کی گئی ہے۔ ④ ''جس قدر تو قرآن پڑھ سکے، پڑھ۔'' اسی حدیث کے دوسرے طرق میں سورت فاتحہ کی صراحت ہے۔ گویا یہ پڑھنا سورۂ فاتحہ سے زائد ہے یا اس سے مراد سورۂ فاتحہ ہی ہے کیونکہ سورۂ فاتحہ ہر قرآن خواں کو لازماً آتی ہے۔ اسی سے قرآن کی ابتدا ہوتی ہے۔ ⑤ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی چیز رہ جائے یا مسنون طریقے کے مطابق نہ ہو تو نماز باطل ہو جائے گی اور نماز لوٹانا ضروری ہوگا۔ ⑥ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور اس میں نرمی اور خوش اسلوبی کا معاملہ کرنا چاہیے۔ کسی بھی مسئلے کی وضاحت اور تعلیم میں سختی نہیں کرنی چاہیے۔ ⑦ جب دو آدمیوں میں جدائی ہو، اگرچہ وہ چند لمحوں کی ہو، دوبارہ ملنے پر سلام کہنا اور اس کا جواب دینا مشروع ہے۔ ⑧ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر اور قراءت صرف عربی ہی میں کی جائے جیسا کہ دیگر صحیح روایات میں اللہ أکبر کی صراحت بھی ہے۔ جو لوگ فارسی یا کسی دوسری زبان میں تکبیر کہنے اور قراءت کرنے کی اجازت دیتے ہیں، ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨) - اَلْقَوْلُ الَّذِي يُفْتَتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ (التحفة ٢٦٥)

باب: ٨- نماز کا افتتاح کس دعا سے کیا جائے؟

٨٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ - هُوَ ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ - عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ خَلْفَ نَبِيِّ اللهِ

٨٨٦- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور کہا: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ أَصِيلًا] ''اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا۔ اور ہر تعریف اللہ کے لیے ہے، بے انتہا۔ اور صبح و شام اللہ

٨٨٦- أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٦٠١/ ١٥٠ من حديث عون بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٩.

ﷺ فَقَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَاحِبُ الْكَلِمَةِ؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا نَبِيَّ اللهِ! فَقَالَ: «لَقَدِ ابْتَدَرَهَا اثْنَا عَشَرَ مَلَكًا».

ہی کی پاکیزگی بیان ہوتی ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمات کس نے کہے تھے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! بارہ فرشتے بیک وقت ان کلمات کی طرف لپکے تھے۔ (ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے۔)''

فوائد و مسائل: ① دعائے استفتاح کے سلسلے میں اور دعائیں بھی آئی ہیں۔ ان مسنون دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ کہنا کہ [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ...... الخ] کے علاوہ باقی سب نوافل و تہجد وغیرہ میں جائز ہیں، فرائض میں نہیں، بلا دلیل ہے اور اپنے آپ کو شارع قرار دینا ہے، حالانکہ ان میں سے بعض دعاؤں کے بارے میں تو فرض نماز میں پڑھے جانے کی صراحت ہے۔ واللہ أعلم. ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کراماً کاتبین کے علاوہ دوسرے فرشتے بھی بعض اعمال اللہ کے ہاں لے کر حاضر ہوتے ہیں۔

٨٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اَللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَّسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «عَجِبْتُ لَهَا، وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ». قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُهُ.

٨٨٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ أَصِيلًا] (نماز کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں کلمات کس شخص نے کہے تھے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے ان پر بہت تعجب ہوا۔ ان کے لیے آسمان کے سب دروازے کھول دیے گئے۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے، اس وقت سے میں نے اس دعا کو نہیں چھوڑا۔

٨٨٧ـ أخرجه مسلم، ح: ٦٠١ من حديث إسماعيل ابن علية به. انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٦٠. * الحجاج هو ابن أبي عثمان.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال و اعمال کے حد درجے تک حریص اور تابع تھے۔ ② چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے' اس لیے کہ بعض اعمال ظاہرًا معمولی ہوتے ہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کا مقام بہت زیادہ ہوتا ہے حتی کہ بعض اعمال کے لیے آسمان کے سارے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' فرشتے جس دروازے سے چاہیں' انھیں اوپر اللہ کے ہاں لے کر چڑھ جائیں۔

(المعجم ٩) - وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٢٦٦)

باب: ٩-نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا

٨٨٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ الْعَنْبَرِيِّ وَقَيْسِ بْنِ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ قَائِمًا فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ.

٨٨٨-حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر اسے پکڑتے۔

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ نماز کے قیام میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا جائے گا۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔ مالکیہ اور اہل تشیع ہاتھ چھوڑنے کے قائل ہیں مگر ان کے پاس اس کی ایک بھی دلیل نہیں' ٹوٹی پھوٹی بھی نہیں۔ ② حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ہی سے صحیح ابن خزیمہ (۴۷۹/۱) میں اور حضرت قبیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہ سے مسند احمد: (۲۲۶/۵) میں اور حضرت طاوس رحمہ اللہ سے سنن ابی داود (الصلاۃ' حدیث: ۷۵۹) میں روایات ہیں کہ ہاتھ سینے پر باندھے جائیں۔ یہ روایات صحیح ہیں۔ ابوداود کی روایت مرسل ہے جو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک قابل حجت ہے۔ ناف سے نیچے کی روایات سب کی سب ضعیف ہیں' لہٰذا احادیث صحیحہ کی رو سے ہاتھ سینے ہی پر باندھے جائیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حالت ایک سائل کی سی ہے اور اس طرح نمازی فضول حرکات سے بھی محفوظ رہتا ہے اور یہ خشوع خضوع کے قریب تر ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (ذخیرۃ العقبٰی شرح سنن النسائي: ١٣٥/١١-١٥٠، و سنن ابو داود (اردو) الصلاۃ، حدیث: ٧٥٩، طبع دارالسلام)

٨٨٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٦ من حديث موسى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٦١.

(المعجم ١٠) - فِي الْإِمَامِ إِذَا رَأَى الرَّجُلَ قَدْ وَضَعَ شِمَالَهُ عَلَى يَمِينِهِ (التحفة ٢٦٧)

باب:۱۰- جب امام کسی کو بایاں ہاتھ دائیں پر رکھا دیکھے تو؟

٨٨٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ وَضَعْتُ شِمَالِي عَلَى يَمِينِي فِي الصَّلَاةِ، فَأَخَذَ بِيَمِينِي فَوَضَعَهَا عَلَى شِمَالِي.

۸۸۹- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے نماز میں اس حالت میں دیکھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں پر رکھا ہوا تھا تو آپ نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور اسے بائیں پر رکھ دیا۔

فوائد و مسائل: ① شریعت اسلامیہ میں دائیں ہاتھ کو ترجیح اور فضیلت حاصل ہے۔ جنتیوں کو اہل یمین کہا گیا ہے۔ دایاں ہاتھ اچھے کاموں کے لیے مخصوص ہے۔ اور اسی طرح نماز میں دوران قیام دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنے کا حکم ہے۔ ② دوران نماز میں غلطی کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ ③ اپنی نماز کی اصلاح ہو یا دوسرے کی۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَوْضِعِ الْيَمِينِ مِنَ الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٢٦٨)

باب:۱۱- نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر کہاں رکھا جائے؟

٨٩٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ

۸۹۰- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) میں نے (اپنے دل میں) کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز کو غور سے دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ چنانچہ میں نے (توجہ سے) آپ کی

٨٨٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، ح: ٧٥٥ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع عند ابن ماجه، ح: ٨١١، وهو في الكبرى، ح: ٩٦٢، والحديث حسنه الحافظ في الفتح، وله طريق آخر ذكرته في نيل المقصود.

٨٩٠- [إسناده صحيح] وهو حديث محفوظ، أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة، ح: ٧٢٦، ٧٢٧ من حديث الإمام الثقة المتقن زائدة بن قدامة به، وهو في الكبرى، ح: ٩٦٣.

إِلٰى صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي؟ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا، قَالَ: وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا، ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَعَدَ وَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا.

طرف دیکھا۔ آپ کھڑے ہوئے' اللہ أکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتی کہ وہ آپ کے کانوں کے برابر ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی' جوڑ اور کلائی پر رکھا۔ پھر جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اسی (پہلے رفع الیدین کی) طرح ہاتھ اٹھائے اور آپ نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے۔ پھر جب آپ نے اپنا سر اٹھایا تو اسی طرح رفع الیدین کیا۔ پھر سجدہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔ پھر بیٹھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھی اور اپنی دائیں کہنی کا کنارہ اپنی دائیں ران پر رکھا۔ پھر ہاتھ کی دو انگلیاں بند کیں اور (درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے) حلقہ بنایا۔ پھر اپنی (تشہد کی) انگلی کو اٹھایا' چنانچہ میں نے دیکھا' آپ اسے حرکت دیتے تھے اس کے ساتھ دعا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ (ہتھیلی) کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر اس طرح رکھے کہ ہتھیلی کا اگلا حصہ (انگلیاں) بائیں کلائی پر اور پچھلا حصہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر ہو۔ یہ تب ہے جب ہاتھ سے مراد صرف ہتھیلی ہو۔ ہاتھ سے کہنی تک بازو بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے کنارے بائیں کہنی تک پہنچ جائیں گے۔ اگرچہ یہ طریقہ بھی درست ہے کیونکہ ایک روایت میں ذراع کو ذراع پر رکھنے کا ذکر ہے اور ذراع کہنی تک ہوتا ہے۔ لیکن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل سے اس حدیث پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس (ذراع والی) صورت کو اپنانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ② صحیح مسلم کی ایک حدیث میں' جو کہ سنن نسائی میں نمبر ۸۸۸ کے تحت گزری ہے' دائیں ہاتھ سے بائیں کو پکڑنے کا بھی ذکر ہے۔ تو دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ مختلف اوقات میں دونوں پر عمل ممکن ہے' کبھی ایک پر عمل کر لے اور کبھی دوسری پر۔ دونوں طرح صحیح ہے۔ اس طرح دونوں روایات پر عمل ہو جائے گا۔ لیکن دونوں روایات میں اس طرح تطبیق دینا کہ دائیں ہاتھ کی درمیانی تین انگلیاں بائیں پر رکھے اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے جوڑ کو پکڑ لے' باطل ہے کیونکہ اس صورت میں حدیث میں وارد دونوں طریقوں میں سے کسی پر بھی عمل نہیں ہوتا بلکہ ایک نئی

تیسری شکل بن جاتی ہے جس کی کوئی دلیل نہیں' لہٰذا ایسا کرنا درست نہیں۔ صحیح طریقہ یہی ہے کہ کبھی دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ لے اور کبھی دائیں سے بائیں کو پکڑ لے۔ واللہ أعلم. ③ ''دائیں کہنی کا کنارہ ران پر رکھا۔'' اس کنارے سے کہنی کا کلائی والا کنارہ مراد ہے۔ گویا کہنی کو ران کی جڑ والی طرف پر رکھ کر کھڑا کر لے اور کلائی کو ران پر بچھا لے۔ مگر یہ صورت صرف تَوَرُّك (قعدہ میں پاؤں کی بجائے زمین پر بیٹھنا اور پاؤں کو دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر نکال لینا) کی صورت میں ممکن ہے۔ پاؤں پر بیٹھنے کی صورت میں صرف ہتھیلیاں ران اور گھٹنوں پر ہوں گی اور بازو قوس کی تانت کی طرح ہوں گے۔ ④ تشہد میں بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اس طرح رکھا جائے کہ انگلیاں گھٹنے پر ہوں اور ہتھیلیاں ران پر مگر دایاں ہاتھ بند کر کے رکھا جائے۔ اس حدیث میں بند کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کنارے کی دو انگلیاں بند کرے۔ درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر تشہد کی انگلی کو کھلا چھوڑ دے جس طرح کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ ⑤ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوران تشہد میں سلام تک انگلی کو حرکت دینا مسنون ہے۔ [يُحَرِّكُ] فعل مضارع ہے جو یہاں استمرار کا فائدہ دے رہا ہے کیونکہ [يَدْعُو بِهَا] اس سے حال ہے' یعنی نبیٔ اکرم ﷺ انگلی کو حرکت دے رہے تھے' درآں حالیکہ آپ اس کے ساتھ دعا کر رہے تھے۔ نامور محدث شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَفِيهِ تَحْرِيكُهَا دَائِمًا' إِذِ الدُّعَاءُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ] ''اس حدیث سے پورے تشہد میں انگلی کو حرکت دینا ثابت ہوتا ہے' اس لیے کہ دعا تشہد کے بعد (سلام تک) ہوتی ہے۔'' (عون المعبود' الصلاة' باب الإشارة في التشهد' حديث:٨٩٨)

سنن ابی داود کی ایک روایت میں [لَا يُحَرِّكُهَا] کے الفاظ ہیں۔ یہ الفاظ شاذ اور ضعیف ہیں۔ ان الفاظ کو روایت کرنے میں محمد بن عجلان سے زیاد بن سعد متفرد ہے۔ عامر بن عبداللہ سے ابن عجلان کے علاوہ باقی دو ثقہ راوی ان الفاظ کو بیان نہیں کرتے' نیز زیاد کے علاوہ محمد بن عجلان کے باقی چار ثقہ شاگرد یہ الفاظ بیان نہیں کرتے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت موجود ہے مگر اس میں یہ اضافہ مذکور نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث:١٧٥)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے طبقات المدلسین میں محمد بن عجلان کو تیسرے طبقے کے مدلسین میں شمار کیا ہے اور ان الفاظ میں ابن عجلان کی عامر بن عبداللہ سے سماع کی تصریح نہیں ملی' لہٰذا [لَا يُحَرِّكُهَا] کے الفاظ صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ درست موقف یہی ہے کہ تشہد میں انگلی کو حرکت دیتے رہنا بھی جائز ہے۔ لیکن ایسا وقتاً فوقتاً کرنا چاہیے کیونکہ اکثر روایات میں صرف اشارے کا ذکر ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے۔ جمہور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز بیان کیا ہے انھوں نے اسے بیان نہیں کیا۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بعض اوقات نبی ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا اکثر عمل اشارے کا تھا نہ کہ حرکت دینے کا۔ اور اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ ۵۳ کی گرہ لگا کر مسنون تشہد سے لے کر آخر تک انگلی کو کھڑا رکھنا۔ ⑥ اشارہ اور حرکت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ لغت میں ان کے الگ الگ معانی ہیں'

اس لیے یہ دو مختلف فعل ہیں جو نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔ کبھی آپ نے ایک طریقہ اختیار کیا اور کبھی دوسرا۔ یہی تطبیق ان شاء اللہ اقرب الی الصواب ہے۔ دونوں (اشارے اور حرکت) کو تطبیق کے ذریعے سے ایک ہی تشہد میں یکجا کرنا محل نظر لگتا ہے کیونکہ دونوں کلمات کا مصداق دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ واللہ أعلم.
⑦ احناف کے نزدیک لَا پر انگلی اوپر اٹھائے اور إِلَّا پر نیچے کرے۔ گویا اٹھانا نفی کی علامت ہے اور گرانا اثبات کی۔ یہی لَا اور إِلَّا کے معنی ہیں۔ شوافع کے نزدیک إِلَّا اللّٰهُ پر انگلی اٹھائے اور پھر نیچے کرے کیونکہ إِلَّا اللّٰهُ میں توحید کا اثبات ہے لہٰذا انگلی کے ساتھ فعلاً بھی ایک اللہ کی توحید بیان کرے۔ تاہم ان میں سے کسی کے پاس اس مقام پر انگلی کے اٹھانے اور گرانے کی کوئی دلیل نہیں ہے جبکہ صحیح موقف کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے۔

(المعجم ١٢) - اَلنَّهْيُ عَنِ التَّخَصُّرِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٢٦٩)

باب:۱۲-نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت

٨٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ ابْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا.

۸۹۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز میں ہر رکن کی ادائیگی کے دوران میں ہاتھوں کی کوئی نہ کوئی جگہ مقرر ہے۔ کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے اصلی حالت کی خلاف ورزی ہوگی اس لیے یہ منع ہے۔ کہا گیا ہے کہ شیطان اس طرح کھڑا ہوتا ہے یا یہودی اس طرح عبادت کرتے تھے یا اہل مصائب نوحے کے وقت ایسے کھڑے ہوتے ہیں یا جہنمی جہنم میں ایسے کھڑے ہوں گے یا یہ متکبرین کی خصلت ہے۔ یہ تمام تشبیہات ہیں لہٰذا منع فرمایا۔ واللہ أعلم.
② [تَخَصُّر] کے یہ معنی جمہور اہل علم کے نزدیک ہیں۔ بعض نے اس سے سہارے کے لیے ہاتھ میں چھڑی پکڑنا یا سورت کا کچھ حصہ پڑھنا یا رکوع اور سجدہ مکمل نہ کرنا مراد لیا ہے مگر یہ معانی مرجوح ہیں نیز یہ آئندہ حدیث کے منافی ہیں۔

٨٩٢- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ

۸۹۲-حضرت زیاد بن صبیح نے کہا: میں نے حضرت

٨٩١ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة الاختصار في الصلاة، ح: ٥٤٥ من حديث ابن المبارك، والبخاري، العمل في الصلاة، باب الخصر في الصلاة، ح: ١٢٢٠ من حديث هشام بن حسان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٦٤.
٨٩٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التخصر والإقعاء، ح: ٩٠٣ من حديث سعيد بن زياد به◀◀

سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلٰى خَصْرِي فَقَالَ لِي: هٰكَذَا - ضَرْبَةٌ بِيَدِهِ - فَلَمَّا صَلَّيْتُ قُلْتُ لِرَجُلٍ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! مَا رَابَكَ مِنِّي؟ قَالَ: إِنَّ هٰذَا الصَّلْبُ وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا عَنْهُ.

ابن عمر ؓ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں نے اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر رکھ لیا۔ انھوں نے اپنا ہاتھ مارا (اشارہ کیا) جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے ایک آدمی سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: عبداللہ بن عمر ہیں۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کو مجھ سے کیا شکایت تھی؟ انھوں نے فرمایا: یہ حالت سولی پر لٹکائے ہوئے شخص کی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① کمر (کوکھ) پر ہاتھ رکھنے والے شخص کی کہنیاں باہر کو نکلی ہوتی ہیں اور سولی پر لٹکے ہوئے شخص کے ہاتھ باہر کو نکلے ہوئے ہوتے ہیں' لہٰذا کندھوں سے کہنیوں تک کی حالت دونوں کی ایک جیسی ہوتی ہے اور یہ قبیح حالت ہے۔ صلیب ویسے بھی عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے۔ مذہبی شعار میں مشابہت قطعاً جائز نہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کوئی خلاف سنت عمل کیا جا رہا ہو تو اس کی اصلاح کر دینی چاہیے' اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(المعجم ١٣) - اَلصَّفُّ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٢٧٠)

باب:١٣-نماز میں دونوں پاؤں جوڑ کر کھڑا ہونا

٨٩٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ رَأٰى رَجُلًا يُصَلِّي قَدْ صَفَّ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ: خَالَفَ السُّنَّةَ، وَلَوْ رَاوَحَ بَيْنَهُمَا كَانَ أَفْضَلَ.

٨٩٣- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ نماز کی حالت میں اس نے اپنے دونوں پاؤں آپس میں ملائے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اس نے سنت کی مخالفت کی۔ اگر یہ ان میں فاصلہ کر کے راحت حاصل کرتا تو بہتر ہوتا۔

◀◀ مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٦٥.

٨٩٣ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٦٦. ※ أبوعبيدة لم يسمع من أبيه كما تقدم، ح: ٦٢٣، وانظر الحديث الآتي.

٨٩٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَيْسَرَةُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمِنْهَالَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي قَدْ صَفَّ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ: أَخْطَأَ السُّنَّةَ، وَلَوْ رَاوَحَ بَيْنَهُمَا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيَّ.

۸۹۴-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو نماز کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں باہم ملائے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''یہ شخص سنت نبوی سے خطا کر گیا۔اگر یہ پاؤں کھلے رکھ کر راحت حاصل کرتا تو مجھے زیادہ اچھا لگتا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا دونوں روایات انقطاع کی وجہ سے سنداً ضعیف ہیں جیسا کہ محقق کتاب نے بھی صراحت کی ہے'اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ کا ''السنن الکبریٰ، حدیث:۹۶۹'' میں اسے جید کہنا محل نظر ہے۔ ② دونوں پاؤں جوڑ کر رکھنا جہاں تکلیف کا موجب ہے کہ انسان زیادہ دیر کھڑا نہیں ہوسکتا وہاں سنت صحیحہ کی مخالفت بھی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ اپنے دونوں پاؤں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھتے تھے' صف بندی میں تو ملنے کے لیے لازماً پاؤں کچھ نہ کچھ کھولنے پڑیں گے' تاہم اپنی جسامت سے زیادہ نہ کھولے۔ ③ سنن ابوداود کی جس روایت میں [صَفُّ الْقَدَمَيْنِ مِنَ السُّنَّةِ] ''پاؤں کو ملانا سنت ہے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۷۵۴) کا ذکر ہے تو اس کا مطلب پاؤں کو برابر رکھنا اور انھیں آگے پیچھے نہ رکھنا مراد ہے جیسا کہ تخریج میں صراحت کی گئی ہے۔

(المعجم ١٤) - سُكُوتُ الْإِمَامِ بَعْدَ افْتِتَاحِهِ الصَّلَاةَ (التحفة ٢٧١)

باب:۱۴-نماز شروع کرنے کے بعد امام کا کچھ دیر خاموش رہنا

٨٩٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

۸۹۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو کچھ دیر خاموش رہتے۔

٨٩٤ـ[إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٨٨ باب: من كره أن يصف بين قدميه وهو قائم في الصلاة من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٦٧، وانظر الحديث السابق لعلته، المراد بالصف هاهنا الوصل، وجاء في سنن أبي داود، ح: ٧٥٤ صف القدمين من السنة، وإسناده حسن، والمراد به جعلهما متساويتين من غير تقدم إحداهما على الأخرٰى كما في المنهل العذب المورود: ٥/ ١٥٩.

٨٩٥ـ[صحيح] تقدم، ح: ٦٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٦٨.

كَانَتْ لَهُ سَكْتَةٌ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

فائدہ: اس خاموشی سے مراد آہستہ منہ میں پڑھنا ہے۔ اس دوران میں نبی ﷺ دعائے استفتاح پڑھتے تھے۔ اس کے بعد بلند آواز سے قراءت شروع فرماتے۔ گویا تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد ہی قراءت شروع کر دینا خلاف سنت اور سکون واطمینان کے منافی ہے بلکہ کچھ دیر تک حمد وثنا اور دعا کی جائے، پھر قراءت شروع کی جائے۔

(المعجم ١٥) - اَلدُّعَاءُ بَيْنَ التَّكْبِيرَةِ وَالْقِرَاءَةِ (التحفة ٢٧٢)

باب:۱۵- تکبیر تحریمہ اور قراءت فاتحہ کے درمیان پڑھی جانے والی دعا

٨٩٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ سَكَتَ هُنَيْهَةً، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي سُكُوتِكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ؟ قَالَ: «أَقُولُ اللّٰهُمَّ! بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ! نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ».

۸۹۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے رسول! آپ تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان خاموشی کے دوران میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں یہ پڑھتا ہوں: [اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي ...... وَالْبَرَدِ] اے اللہ! میرے اور میری غلطیوں کے درمیان اتنا فاصلہ فرما دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کیا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری غلطیوں سے اس طرح پاک اور صاف فرما جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے غلطیوں سے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔''

فوائد ومسائل: ① دعائے استفتاح کے سلسلے میں سب سے زیادہ صحیح روایت یہ ہے، لہٰذا اس کا پڑھنا اولیٰ ہے۔ امام مالک دعائے استفتاح کے قائل نہیں مگر اتنی روایات صحیحہ کی موجودگی میں یہ موقف حیران کن ہے۔ ② پانی، برف اور اولوں سے مراد مختلف قسم کی رحمتیں ہیں۔ باری تعالیٰ کی مختلف صفات ہیں، مثلاً: عفو و درگزر، مغفرت اور رحمت۔ پانی کے ساتھ برف اور اولوں کا ذکر تاکید کے لیے کیا گیا ہے، یعنی اے اللہ! ان گناہوں کی حدت وتمازت کو، جو جہنم کی آگ میں لے جانے کا سبب ہیں، پانی، برف اور اولوں سے ختم کر دے۔ ③ ''میرے اور میری غلطیوں کے درمیان مشرق ومغرب جتنی دوری ڈال دے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جس

٨٩٦- [صحيح] تقدم، ح: ٦٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٦٩.

طرح مشرق اور مغرب کا آپس میں ملنا محال ہے' اسی طرح مجھ سے گناہوں کو اور گناہوں کو مجھ سے دور رکھ۔ ④ علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ممکن ہے اس دعائے استفتاح میں تین زمانوں کی طرف اشارہ ہو' یعنی میرے اور میری غلطیوں کے درمیان دوری سے مراد مستقبل کے گناہ ہوں' تنقیہ (گناہوں کی صفائی) سے مراد زمانۂ حال کی لغزشیں ہوں اور گناہ دھونے سے مراد زمانہ ماضی میں کیے ہوئے گناہ ہوں۔ و اللّٰہ أعلم. (فتح الباري: ۲/۲۹۸' تحت حدیث: ۷۴۴) ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برف اور اولوں سے طہارت حاصل کی جا سکتی ہے۔ ⑥ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات' آپ کی حرکات و سکنات دریافت کرتے رہتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے اپنا مکمل دین محفوظ شکل میں ہم تک پہنچا دیا۔

(المعجم ١٦) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ (التحفة ٢٧٣)

٨٩٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ يَزِيدَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ وَأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَقِنِي سَيِّئَ الْأَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْأَخْلَاقِ لَا يَقِي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ».

باب:١٦- تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان ایک اور دعا

٨٩٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اللّٰہ أکبر کہتے' پھر فرماتے: إِنَّ صلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ...... لَا يَقِي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ۔ ''یقیناً میری نماز' میری دیگر عبادات' میری زندگی اور میری موت صرف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی چیز کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! مجھے اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی رہنمائی نصیب فرما۔ یقیناً ان کی طرف تیرے سوا کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور مجھے برے اعمال اور برے اخلاق سے بچا۔ یقیناً تیرے سوا کوئی ان سے بچا نہیں سکتا۔''

٨٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٤/١٤٩، ١٥٠، ح: ٢٩٧٤ من حديث عمرو بن عثمان، وهو ابن كثير بن دينار الحمصي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٧٠، والحديث الآتي شاهد له.

(المعجم ١٧) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ (التحفة ٢٧٤)

٨٩٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي الْمَاجِشُونُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ. اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ».

باب:١٧-تکبیر وقراءت کے درمیان ایک اور دعا اور ذکر

٨٩٨-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اللّٰہ أکبر کہتے اور فرماتے:[وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ ...... وَأَتُوبُ إِلَيْكَ] ”میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے، اس حال میں کہ میں سچے دین کا تابع دار ہوں اور جھوٹے دین سے بیزار ہوں۔ اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک بناتے ہیں۔ یقیناً میری نماز، میری دیگر عبادات، میری زندگی اور میری موت صرف اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو کامل بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ میں تیرا بندہ اور غلام ہوں۔ میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، لہٰذا میرے سارے گناہ معاف فرما۔ تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔ اور اچھی عادات و اخلاق کی طرف میری رہنمائی فرما۔ تیرے سوا کوئی ان کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور برے اخلاق و عادات کو مجھ سے دور فرما۔ تیرے سوا کوئی انھیں دور نہیں کر سکتا۔ میں

٨٩٨- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٢٠٢/٧٧١ من حديث ابن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٧١.

حاضر ہوں۔ میں تیرا فرماں بردار ہوں۔ اور خیر سب کی سب تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں۔ میں تیری مدد سے ہوں اور تیرے سپرد ہوں۔ تو بابرکت اور بلند و بالا ہے۔ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت کے بعض طرق میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے اور بعض میں رات کی نماز کا ذکر ہے، گویا یہ دعا فرض اور نفل دونوں میں پڑھی جا سکتی ہے، البتہ جماعت کی صورت میں مقتدیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ② ''اللہ أکبر کہتے، پھر فرماتے۔'' یہ صراحت ہے کہ آپ یہ دعا تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھتے، لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ یہ دعا تکبیر تحریمہ سے قبل پڑھی جائے۔ ③ [أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ] میں مسلمان ہوں، حالانکہ آپ تو نبی تھے۔ دراصل یہ امت کو تعلیم دینے کے لیے ہے۔ متن میں لغوی ترجمہ کیا گیا ہے: ''میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔'' یہ نبی اور امتی سب کے لیے برابر ہے۔ آگے آنے والی پوری دعا امت کے لیے ہے ورنہ آپ تو معصوم تھے اور اخلاق کاملہ و فاضلہ سے مزین تھے۔ ④ ''شر کی نسبت تیری طرف نہیں۔'' البتہ خیر کے ساتھ ملا کر کہا جا سکتا ہے۔ خیر و شر کا خالق، ورنہ اس میں بے ادبی کا پہلو نمایاں ہے۔ اس جملے کے اور بھی مفہوم بیان کیے گئے ہیں، مثلاً: شر کے ساتھ تیرا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ یا شر تیری طرف نہیں چڑھتا بلکہ پاکیزہ کلمات تیری طرف چڑھتے ہیں۔ یا تیرے پیدا کرنے کے لحاظ سے کوئی چیز شر نہیں اگر کسی کو شر کہا جاتا ہے تو وہ کسی نہ کسی مخلوق کے لحاظ سے ہے۔ جو چیز ایک مخلوق کے لحاظ سے شر ہے، بسا اوقات وہ دوسری مخلوق کے لحاظ سے خیر ہوتی ہے۔ یا جو چیز ایک وقت شر ہے، وہ دوسرے اوقات میں خیر بھی ہو سکتی ہے، لہٰذا حکمت کے لحاظ سے ہر چیز خیر ہے۔

۸۹۹- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حِمْيَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَذَكَرَ آخَرَ قَبْلَهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۸۹۹- حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نفل نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ أکبر کہتے (پھر کہتے:) [وَجَّهْتُ وَجْهِي ...... سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ] ''میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور

۸۹۹- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۹/ ۲۳۱، ۲۳۲، ح: ۵۱۵ من حديث محمد بن حمير به، وإسناده حسن؛ وسيأتي طرفه، ح: ۱۰۵۳، وله شواهد، منها الحديث السابق.

مَسْلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا قَالَ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ» ثُمَّ يَقْرَأُ.

زمین کو پیدا کیا۔ سب کو چھوڑ کر اسی کا ہو چکا ہوں۔ اسی کا فرماں بردار ہوں اور مشرک نہیں۔ یقیناً میری نماز، میری دیگر عبادات، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو ہے حقیقی بادشاہ۔ تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ تو ہر قسم کے نقائص و عیوب سے پاک ہے اور سب تعریفوں کا مالک ہے۔" پھر قراءت فرماتے۔

فائدہ: [أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] "میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔" سے مراد ہے کہ اس امت میں سے سب سے پہلا مسلمان ہوں، یہ نہیں کہ پوری مخلوق میں سے سب سے پہلا مسلمان ہوں کیونکہ آپ سے پہلے بھی جتنے انبیائے کرام ﷺ آئے، ان سب کی دعوت اسلام ہی کی طرف تھی اور وہ مسلمان تھے۔ اس جملے کے متعلق فقہائے مدینہ سے مروی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے، عام مسلمانوں کو [أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ] کہنا چاہیے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ٧٦٢) مگر درست بات یہ ہے کہ دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے اور [أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] کا مطلب بھی بالکل بجا ہے، یعنی بندہ اقرار کرتا ہے کہ میں تیرے احکام قبول کرنے میں سب سے پیش پیش ہوں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٨) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَيْنَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ (التحفة ٢٧٥)

باب: ١٨-نماز کے افتتاح اور قراءت کے درمیان ایک اور ذکر

٩٠٠- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ

٩٠٠-حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب نماز کا آغاز فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! ...... وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ] "اے اللہ! تو (ہر قسم کے نقائص و عیوب سے) پاک ہے اور سب

٩٠٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك، ح: ٧٧٥، والترمذي، ح: ٢٤٢، وابن ماجه، ح: ٨٠٤ من حديث جعفر به، وهو حسن الحديث كما حققته في نيل المقصود، والحديث في الكبرى، ح: ٩٧٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٦٧.

ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ».

تعریفوں والا ہے۔ تیرا نام بابرکت ہے اور تیری شان بلند ہے۔ اور تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔"

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کے بعض طرق میں بھی رات کے نفل کا ذکر ہے۔ گویا دوسری دعاؤں کی طرح اس دعا کو بھی فرض اور نفل دونوں نمازوں میں پڑھا جا سکتا ہے۔ ② بعض محدثین نے اس حدیث کی اسنادی حیثیت پر کلام کیا ہے مگر کثرت طرق کی بنا پر قابل عمل ہے، علاوہ ازیں مختصر ہے۔ الفاظ مقام و محل کے بہت مناسب ہیں، اس لیے عوام الناس کا اس پر عمل ہے۔ احناف نے اس کے اختصار اور الفاظ کی عمدگی کے باعث اس دعا ہی کو اختیار کیا ہے، خصوصاً فرض نمازوں کے لیے اور باقی منقول دعاؤں کو وہ نوافل سے خاص کرتے ہیں مگر اس تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ سب دعائیں جائز ہیں، فرض نماز ہو یا نفل۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداود (اردو) الصلاة، حدیث: ۷۷۵، ۷۷۶ کے فوائد و مسائل۔ طبع دارالسلام)

٩٠١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ».

۹۰۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ!......] "اے اللہ! تو پاک ہے اور سب تعریفوں والا ہے۔ اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیری شان بلند ہے۔ اور تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔"

(المعجم ١٩) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ (التحفة ٢٧٦)

باب: ۱۹- تکبیر تحریمہ کے بعد ایک اور ذکر

٩٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَقَتَادَةَ وَحُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ

۹۰۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور مسجد میں داخل ہوا جب کہ اس کا سانس

٩٠١ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٧٣.

٩٠٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٦٠٠ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٩٧٤.

رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: «أَيُّكُمُ الَّذِي تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ؟» فَأَرَمَّ الْقَوْمُ. قَالَ: «إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا». قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا».

پھولا ہوا تھا۔ اس نے کہا: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ...... مُبَارَكًا فِيهِ] ''اللہ بہت بڑا ہے۔ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، بہت زیادہ تعریف، پاکیزہ تعریف، بابرکت تعریف۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز پوری فرمائی تو پوچھا: ''تم میں سے کس نے کچھ کلمات (بلند آواز سے) کہے تھے؟'' لوگ چپ رہے۔ آپ نے (ان کا خوف دور کرنے کے لیے) فرمایا: ''بے شک! اس نے کوئی غلط کلمات نہیں کہے۔'' اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے۔ دراصل میں آیا تو میرا سانس پھولا ہوا تھا (بے اختیار آواز بلند ہوگئی) تو میں نے وہ کلمات کہے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ بارہ فرشتے ان کلمات کی طرف لپکے تھے کہ کون ان کلمات کو اٹھا کر لے جائے (اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے؟)''

فوائد و مسائل: ① سانس کا پھولنا دلیل ہے کہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ نماز کی طرف کافی تیز تیز آئے تھے۔ گویا بھاگنے سے کم کم تیزی جائز ہے، البتہ سنجیدگی اور وقار قائم رہے۔ ② سانس پھولنے کی وجہ سے وہ اپنی آواز پر قابو نہ رکھ سکے، اس لیے آواز اونچی ہوگئی جو دوسروں کو سنائی دی۔ ③ نبی ﷺ کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ باہمی تعلق انتہائی مشفقانہ تھا اور آپ ہر اچھے موقع پر اپنے صحابہ کی دلجوئی کرتے تھے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْبَدَاءَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّورَةِ. (التحفة ٢٧٧)

باب: ٢٠- کوئی سورت پڑھنے سے پہلے سورۂ فاتحہ سے آغاز کرنا

٩٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَ النَّبِيُّ

٩٠٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما

٩٠٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب [ماجاء] في افتتاح القراءة بـ ﴿الحمد لله . . .﴾، ح: ٢٤٦ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٧٥، وأخرجه البخاري، الأذان، باب مايقول بعد التكبير، ح: ٧٤٣، ومسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة، ح: ٣٩٩ من حديث قتادة به.

ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

قراءت کو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے شروع فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ثابت ہوا کہ ہر رکعت میں قراءت کی ابتدا سورۂ فاتحہ سے ہوگی کیونکہ یہ نماز میں فرض ہے۔ یہ دوسری قراءت کی جگہ کفایت کر سکتی ہے۔ کوئی اور سورت اس کی جگہ کفایت نہیں کرے گی (جیسے فرض نماز کی آخری ایک یا دو رکعتیں)۔ ② اس روایت سے ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم﴾ بلند آواز سے یا مطلقاً نہ پڑھنے پر استدلال کیا گیا ہے مگر یہ استدلال قوی نہیں کیونکہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سورۂ فاتحہ کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے' اس لیے کہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سورۂ فاتحہ کے نام کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری' حدیث: ۵۰۰۶' میں ہے۔ اور ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم﴾ چونکہ فاتحہ کا جز ہے' اس لیے وہ ضرور پڑھی جائے گی' نیز یہ حدیث ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم﴾ کے آہستہ پڑھنے کے تو قطعاً منافی نہیں کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ کا اکثر عمل ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم﴾ کو آہستہ پڑھنے کا ہے اور ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے آپ بلند آواز سے قراءت شروع فرماتے' لہٰذا مالکیہ کا ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم﴾ کو مطلقاً نہ پڑھنا درست نہیں۔ واللہ أعلم.

٩٠٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَافْتَتَحُوا بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

۹۰۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔ ان سب نے قراءت کا آغاز ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے کیا۔

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ آہستہ پڑھتے تھے۔ اسی سے استدلال کیا گیا ہے کہ ﴿بسم الله﴾ کا آہستہ پڑھنا افضل ہے۔

(المعجم ٢١) - قِرَاءَةُ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ (التحفة ٢٧٨)

باب:۲۱- ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم﴾ پڑھنے کا بیان

٩٠٤ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب افتتاح القراءة، ح: ٨١٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٩٧٦. وانظر الحديث السابق. ※ أيوب هو ابن أبي تميمة السختياني.

٩٠٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَيْنَمَا ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا - يُرِيدُ النَّبِيَّ ﷺ - إِذْ أَغْفَى إِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا لَهُ: مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «نَزَلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ ثُمَّ قَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ؟» قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي فِي الْجَنَّةِ آنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْكَوَاكِبِ، تَرِدُهُ عَلَيَّ أُمَّتِي فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! إِنَّهُ مِنْ أُمَّتِي، فَيَقُولُ لِي إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ بَعْدَكَ».

٩٠٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی ﷺ ہمارے درمیان بیٹھے تھے کہ آپ کو اونگھ سی آ گئی' پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا۔ ہم نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہنسنے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھ پر ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝﴾ ''اللہ رحمان و رحیم کے نام سے (شروع)۔ بلاشبہ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی' لہٰذا اپنے رب تعالیٰ کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان رہے گا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا مجھ سے میرے رب تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں۔ میری امت اس پر میرے پاس آئے گی۔ ایک آدمی کو ان میں سے کھینچ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ شخص تو میری امت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ نہیں جانتے' آپ کے بعد اس نے کیا نیا کام کیا۔''

فوائد و مسائل: ① سورۂ کوثر میں مذکور ''الکوثر'' کی تفسیر میں اسلاف اہل علم کا اختلاف ہے۔ مختلف اہل علم صحابہ اور تابعین وغیرہ نے اس کی مختلف تفسیریں بیان کی ہیں لیکن اس حدیث شریف میں خود زبان رسالت سے ''الکوثر'' کی تفسیر معلوم ہوگئی ہے کہ وہ جنت میں ایک نہر ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ

٩٠٥- أخرجه مسلم، الصلاة، باب حجة من قال: البسملة آية من أول كل سورة سوى براءة، ح: ٤٠٠ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٧٧.

بہت وسیع وعریض ہے۔ اس طرح کہ اس کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہیں۔ اس کے آب خورے آسمان کے تاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس کے متعلق حدیث شریف میں یہ صراحت بھی ہے کہ ''جس نے اس نہر کا پانی پی لیا' اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔'' (صحیح البخاري' الرقاق' حدیث:٦٥٧٩' وصحیح مسلم' الفضائل' حدیث:٢٢٩٢) ② مقتدی اپنے امام سے' چھوٹا اپنے بڑے سے اور اسی طرح مرید اپنے پیر سے کوئی نئی بات دیکھ کر اس کی بابت سوال کرسکتا ہے جس طرح کہ صحابۂ کرام ﷡ نے رسول اللہ ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو آپ سے مسکرانے کا سبب پوچھ لیا۔ بزرگوں اور مشائخ کو ایسے سوال کا جواب بھی دینا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام ﷡ کے اس سوال کا جواب بھی دیا تھا۔ ③ اس اونگھ سے مراد وحی کی کیفیت ہوگی۔ ④ امام صاحب کا استدلال یہ ہے کہ ﴿بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم﴾ سورت کا جز ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے پڑھا اگرچہ یہ احتمال بھی ہے کہ آپ نے ﴿بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم﴾ تبرکاً پڑھی ہو۔ دونوں صورتوں میں ہر سورت سے پہلے ﴿بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم﴾ پڑھنی ہے' خواہ جز ہو یا تبرک کے طور پر۔ البتہ سر و جہر' یعنی آہستہ اور اونچی کی بحث ہوسکتی ہے۔ آپ نے مندرجہ بالا حدیث میں تو جہراً ہی پڑھی ہے مگر یہ نماز سے باہر کی بات ہے۔ نماز کے اندر اکثر روایات آہستہ پڑھنے کے بارے میں آتی ہیں اگرچہ کبھی کبھار جہراً بھی جائز ہے۔ ⑤ امام شافعی ﴿بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم﴾ کو ہر سورت کا جز سمجھتے ہیں جب کہ امام ابوحنیفہ ؒ اسے تبرک خیال کرتے ہیں۔ درست بات یہ ہے کہ یہ سورۂ فاتحہ کا جز ہے۔ ⑥ ''آپ کے بعد اس نے کیا نیا کام کیا۔'' یہ اشارہ ارتداد کی طرف بھی ہوسکتا ہے اور بدعات کے اجرا کی طرف بھی۔ واللّٰه أعلم. ⑦ بدعت اس قدر خطرناک اور سنگین جرم ہے کہ روز قیامت بدعتی شخص کو حوض کوثر سے دور ہٹا کر جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔ ⑧ بدعتی کو حوض کوثر کے پانی کا ایک گھونٹ بھی نصیب نہیں ہوگا کیونکہ بدعتی نے جرم عظیم کا ارتکاب کیا کہ اس نے نبی ﷺ کی سنت کو بدلا اور خود کو ''مقام رسالت'' پر فائز کرلیا' لہٰذا اس کے لیے سخت ترین وعید ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ⑨ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں۔ ⑩ رسول اللہ ﷺ اس جہان فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ⑪ اللہ کے رسول ﷺ مختارِ کل نہیں۔ قیامت والے دن بھی صرف اسے ہی نجات ملے گی جسے اللہ چاہے گا۔ اور اسے معاف فرمائے گا' لہٰذا درج ذیل عقیدہ تعلیمات نبوی کے منافی اور ایمان کے فنا کا موجب ہے کہ

اللہ کے پلڑے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے

٩٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقَالَ: آمِينَ، فَقَالَ النَّاسُ: آمِينَ، وَيَقُولُ كُلَّمَا سَجَدَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الاِثْنَتَيْنِ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

٩٠٦- حضرت نعیم مجمر فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ پڑھی، پھر سورت فاتحہ پڑھی حتی کہ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پر پہنچے تو آمین کہی۔ لوگوں نے بھی آمین کہی۔ اور جب وہ سجدہ کو جاتے تو اللہ أکبر کہتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ کر اٹھتے تو اللہ أکبر کہتے۔ جب انھوں نے سلام پھیرا تو فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم سب سے بڑھ کر نماز میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوں۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے معلوم ہوا کہ ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ جہری نماز میں اونچی پڑھی جائے گی مگر ضروری نہیں کیونکہ آہستہ پڑھنے کی روایتیں زیادہ اور صحت کے اعتبار سے قوی ہیں۔ اگرچہ یہ روایت بھی صحیح ہے، لیکن کبھی کبھی ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ اونچی آواز میں پڑھنے پر محمول کی جائے گی اور معمول آہستہ پڑھنے ہی کا ہوگا تاکہ سب روایات پر ان کی حیثیت کے مطابق عمل ہو جائے۔ ② مزید معلوم ہوا کہ (جہری نماز میں) امام اور مقتدیوں کا بلند آواز سے آمین کہنا سنت ہے اور صحابہ کے دور مبارک میں اسی پر عمل تھا۔

(المعجم ٢٢) - تَرْكُ الْجَهْرِ بِـ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ (التحفة ٢٧٩)

باب: ٢٢- ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ بلند آواز سے نہ پڑھنا

٩٠٦- **[إسناده صحيح]** أخرجه ابن خزيمة، ح: ٤٩٩ من حديث شعيب بن الليث بن سعد به، وصححه ابن حبان، ح: ٤٥٠، ٤٥١، والحاكم: ١/ ١٣٤، والذهبي، وابن خزيمة: ١/ ٢٥١ كما تقدم في الأول، والدارقطني، والبيهقي، والخطيب، وابن حجر وغيرهم. * خالد هو ابن يزيد، وسماعه من أبي هلال سعيد بن أبي هلال قبل اختلاطه بدليل إخراج الشيخين محتجًا به، والتفصيل في كتابي: "القول المتين في الجهر بالتأمين" ص: ٤، وأخطأ من زعم ضعف هذا الحديث.

٩٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: «صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يُسْمِعْنَا قِرَاءَةَ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾، وَصَلّٰى بِنَا أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُمَا.

٩٠٧-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ آپ نے ہمیں ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ بلند آواز سے نہیں سنائی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم نے یہ (بسم اللہ......) ان سے بھی نہیں سنی۔

٩٠٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِّنْهُمْ يَجْهَرُ بِـ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾.

٩٠٨-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بلند آواز سے ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ پڑھتے نہیں سنا۔

٩٠٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو نَعَامَةَ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ:

٩٠٩-حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ جب ہم میں سے کسی کو (بلند آواز سے) ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ پڑھتے سنتے تو فرماتے: میں نے

٩٠٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٩٧٨. * منصور لم يسمع من أنس كما في جامع التحصيل للعلائي ص:٢٨٧، وله شواهد، انظر الحديث الآتي.

٩٠٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح:٧٤٣، ومسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة، ح:٣٩٩، وغيرهما من حديث شعبة به مختصرًا ومطولاً، وهو في الكبرٰى، ح:٩٧٩.

٩٠٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم، ح:٢٤٤، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب افتتاح القراءة، ح:٨١٥ من حديث أبي نعامة قيس بن عباية الحنفي به، وقال الترمذي: "حسن". * ابن عبدالله بن مغفل اسمه يزيد كما في مسند أحمد: ٤/ ٨٥.

كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُغَفَّلٍ إِذَا سَمِعَ أَحَدَنَا يَقْرَأُ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ يَقُولُ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَخَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ قَرَأَ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾.

رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ میں نے تو ان میں سے کسی کو ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ پڑھتے نہیں سنا۔

فائدہ: ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ نہ پڑھنے سے مراد اونچی آواز سے نہ پڑھنا ہے اور یہ روایات زیادہ اور اصح ہیں، لہٰذا معمول آہستہ پڑھنے ہی کا ہونا چاہیے کیونکہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم علم وفقہ میں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر تھے، خصوصاً ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما، البتہ اونچی آواز سے بھی کبھی کبھار پڑھنا جائز ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے۔

(المعجم ٢٣) - تَرْكُ قِرَاءَةِ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ (التحفة ٢٨٠)

باب:٢٣-سورۂ فاتحہ میں ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ نہ پڑھنا

٩١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ - مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ - يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ» فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَغَمَزَ ذِرَاعِي فَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ! فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَقُولُ اللهُ عَزَّ

٩١٠-ابوسائب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے کوئی نماز پڑھی جس میں اس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ مکمل نہیں۔“ میں نے کہا: اے ابوہریرہ! میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ تو انھوں نے میرا بازو دبایا اور فرمایا: او فارسی! اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کر کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے

٩١٠ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٥/ ٣٩ عن قتيبة به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ٨٤، ٨٥، والكبرٰى، ح: ٩٨١.

وَجَلَّ: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ» قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَءُوا، يَقُولُ الْعَبْدُ ﴿اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: حَمِدَنِي عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَجَّدَنِي عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾، فَهٰذِهِ الْآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَهٰؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ».

کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک حصہ میرے لیے ہے اور دوسرا میرے بندے کے لیے۔ اور میرے بندے کو ہر وہ چیز ملے گی جو اس نے مانگی۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(فاتحہ) پڑھو۔ بندہ کہتا ہے: ﴿اَلْحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ''سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔'' اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ بندہ کہتا ہے ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ ''جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔'' اللہ عز وجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ''جو روز جزا کا مالک ہے۔'' اللہ عز وجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ کہتا ہے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔'' اللہ عز وجل فرماتا ہے: یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے۔ اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا ہے۔ بندہ کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ' صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ ''ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا' جن پر تیرا غضب نہیں ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔'' اللہ عز وجل فرماتا ہے: یہ سب باتیں میرے بندے کے لیے ہیں اور میرے بندے کے لیے ہر وہ چیز ہے جو اس نے مانگی۔''

فوائد ومسائل: ① ''ناقص ہے، مکمل نہیں۔'' اور نماز مکمل پڑھنی چاہیے۔ [خِدَاجٌ] کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا نقص ہے جس کی موجودگی میں نماز غیر معتبر ہے کیونکہ یہ لفظ اس اونٹنی کے سلسلے میں بولا جاتا ہے جو

وقت سے پہلے بچہ گرا دے جس کی ابھی صورت نہ بنی ہو یعنی ناقص الخلقت ہو۔ گویا مردہ جسے عرف عام کے لحاظ سے بچہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ گویا اس نماز کی جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے' اس لوتھڑے کی حیثیت ہے جو کسی بھی کام کا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورت فاتحہ کا پڑھنا نماز کی صحت کے لیے لازمی ہے۔ یہ وہ نقص نہیں جو لنگڑے پن' اندھے پن یا کانے پن کی طرح ہو۔ اور کبھی اس کا اطلاق اس تام الخلقت بچے پر بھی ہوتا ہے جو قبل از وقت پیدا ہو گیا ہو۔ ایسا بچہ بھی زندگی کے قابل نہیں ہوتا جبکہ یہاں پہلے معنی مراد ہیں کیونکہ ''غیر تمام'' کی تصریح موجود ہے۔ ② ''اپنے دل میں پڑھ لیا کر۔'' یعنی آہستہ جو دوسروں کو سنائی نہ دے۔ اس سے مراد صرف تصور اور استحضار نہیں کیونکہ اسے پڑھنا نہیں کہتے اور یہاں پڑھنے کا لفظ صراحت سے ذکر ہے۔ ③ ''نماز کو تقسیم کر دیا ہے۔'' حالانکہ نماز کو نہیں بلکہ صرف سورۂ فاتحہ کو تقسیم کیا ہے جیسا کہ صراحتاً ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کو نماز کہا گیا ہے اور یہ اہم ترین رکن ہونے کی دلیل ہے اور رکن کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی۔ یہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا استدلال ہے۔ ویسے اگلی حدیث میں صریح الفاظ آ رہے ہیں: [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ...... الخ] ④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے منفرد اور مقتدی دونوں کے لیے ضروری قرار دیا ہے اور دلائل کی رو سے یہی مسلک برحق ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ جب قراءت ہو رہی ہو تو مقتدی کو [إِنْصَات] ''خاموشی'' کا حکم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آہستہ پڑھنا جو کسی کو سنائی نہ دیتا ہو' انصات کے منافی نہیں۔ جس آیت سے انصات کا حکم لیا گیا ہے' اس کے ساتھ ہی ذکر ہے ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ ...... الخ﴾ (الأعراف ۲۰۵:۷) خاموش تو رہو مگر دل میں' بلند آواز کے بغیر رب کو یاد کرتے رہو۔ صبح ہو یا شام (یعنی سب نمازوں میں سری ہوں یا جہری) اور غافل بن کر نہ کھڑے رہو۔ ثابت ہوا کہ آہستہ پڑھنا خاموشی کے خلاف نہیں بلکہ اس کے عین موافق ہے' لہٰذا دونوں پر عمل ہو گا' خصوصاً اگر امام سورت فاتحہ کی ہر آیت پڑھ کر وقفہ کرے جس میں مقتدی وہ آیت پڑھ لیں۔ رسول اللہ ﷺ ہر آیت کے بعد ٹھہرتے تھے۔ (سنن أبي داود' الحروف والقراءات' حديث:۴۰۰۱' ومسند أحمد:۳۰۲/۶) ویسے بھی وہ آیت سورۂ فاتحہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی جیسا کہ مفسرین نے وضاحت کی ہے بلکہ یہ آیت کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب نبیٔ اکرم ﷺ قرآن پڑھتے تو کفارِ مکہ شور مچاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں' پیر کرم شاہ بھیروی نے ضیاء القرآن میں اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے بھی تفسیر ماجدی میں اس کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ اگر اس کے عموم کا لحاظ کرتے ہوئے' اسے نماز پر بھی محمول کریں' پھر بھی اس سے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس کا واضح نصوص سے استثنا ثابت ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ ''مشترک ہے۔'' کیونکہ عبادت اللہ تعالیٰ کی اور شفاعت اپنے لیے۔ ⑥ امام صاحب نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم﴾ سورۂ فاتحہ کا جز نہیں۔ اتنا استدلال تو درست ہو سکتا ہے کیونکہ اور بھی بعض لوگ اس موقف کے حامی ہیں' لیکن درست اور راجح بات یہی ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جز ہے۔ البتہ دوسرا

استدلال کہ سورۂ فاتحہ سے پہلے ﴿بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم﴾ نہ پڑھی جائے' درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم﴾ پڑھی اور لکھوائی ہے۔ تمام مصاحف میں ہر سورت سے پہلے (سوائے سورت توبہ کے) لکھی ہوئی ہے' لہٰذا ہر سورت سے پہلے پڑھی جائے گی' خواہ تبرکاً ہی ہو۔ اسے نہ پڑھنا خلاف سنت اور مصحف کی خلاف ورزی ہے۔ مصحف (قرآن مجید) متواتر ہے جو شک وشبہ سے بالا ہے۔ ہاں! یہ بحث ہو سکتی ہے کہ آہستہ پڑھی جائے یا فاتحہ کی طرح اونچی آواز سے۔ احناف آہستہ اور شوافع جہر کے قائل ہیں۔ مالکیہ سرے سے ﴿بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم﴾ پڑھنے کے قائل ہی نہیں' نہ سرًا نہ جہرًا' مگر یہ قول بلا دلیل ہے۔ سرو جہر کی بحث حدیث نمبر ۹۰۶ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٤) - إِيجَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٢٨١)

باب: ۲۴-نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنی واجب (فرض) ہے

٩١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ».

۹۱۱-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی۔''

فائدہ: حدیث کے الفاظ عام ہیں جس میں اکیلا' امام اور مقتدی سب شامل ہیں۔ اسی طرح لفظ صلاۃ بھی عام ہے۔ فرض نماز ہو یا نفل' انفرادی ہو یا اجتماعی' سری ہو یا جہری۔ اور یہی مفہوم صحیح ہے۔ احناف اور مالکیوں کے نزدیک مقتدی اس سے مستثنیٰ ہے۔ مالکیہ کے نزدیک صرف جہری نماز میں استثنا ہے۔ مالکیہ کی دلیل قرآن کی آیت ہے: ﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَ اَنْصِتُوْا﴾ (الأعراف ۷:۲۰۴) ''جب قرآن مجید پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو۔'' انصات کی بحث حدیث نمبر ۹۱۰ میں گزر چکی ہے۔ احناف کا استدلال اس دوسری روایت سے بھی ہے: [مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ] (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث: ۸۵۰) مگر یہ حدیث ائمۂ حدیث کے نزدیک بالاتفاق منقطع ہے۔ سوائے ضعیف راویوں کے کسی نے اسے متصل سند کے ساتھ بیان نہیں کیا ہے' لہٰذا یہ روایت غیر معتبر ہے' نیز یہاں قراءت سے مراد جہر ہو سکتا ہے' یعنی امام کے ہوتے ہوئے جہراً نہ پڑھا جائے۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ جس آدمی کا امام ہو' یعنی وہ امام

٩١١ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها . . . الخ، ح: ٧٥٦، ومسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨٢.

کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے اپنی قراءت کرنی چاہیے کیونکہ امام کی قراءت صرف اپنے لیے ہوتی ہے۔ ان دو تاویلوں سے یہ روایت دوسری صحیح روایات کے موافق ہو جائے گی، ورنہ محدثین کا فیصلہ اوپر گزر چکا ہے۔ یا اس روایت کو فاتحہ سے مابعد قراءت پر محمول کیا جائے، یعنی فاتحہ کے بعد مقتدی نہ پڑھے۔ اس طرح تمام روایات پر عمل ممکن ہوگا۔ ضعیف روایات کی بنا پر صحیح روایات کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ویسے بھی مقتدی اپنی نماز کے تمام ارکان خود ادا کرتا ہے، امام اس کی طرف سے رکن تو ایک طرف رہا، کوئی مستحب بھی ادا نہیں کرتا حتی کہ دعائے استفتاح، تسبیحات، رکوع وسجود، تمام اذکار واوراد اور تکبیرات تک خود پڑھتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ قراءت جو نماز کا رکن اعظم ہے، مقتدی چھوڑ دے کہ امام کی قراءت مجھے کفایت کر جائے گی۔ اگر قراءتِ امام خصوصاً سری نمازوں میں، مقتدی کی طرف سے کافی ہے تو باقی چیزیں کیوں کافی نہیں؟ یہ بات انتہائی قابل غور ہے، نیز احناف کے نزدیک قراءت نماز کا لازمی رکن ہے تو رکن کے بغیر نماز کیسے ادا ہو جائے گی؟ جب کہ ہر ایک کی نماز کی قبولیت الگ الگ ہے۔ ہوسکتا ہے امام کی نماز قبول نہ ہو۔ (مثلاً: ...خور ہے) مگر مقتدی کی ہو جائے۔ اس کے برعکس قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی﴾ (النجم ۳۹:۵۳) ''انسان کے کام وہی عمل آئے گا جو اس نے خود کیا۔'' ایسے واضح دلائل کے مقابلے میں چند ایک ضعیف اور انتہائی کمزور روایات کو پیش کر کے امام کے پیچھے ہر قسم کی (سری اور جہری) نمازوں میں مقتدی کو سورۂ فاتحہ کی قراءت سے جبراً روک دینا یقیناً حیرت انگیز جسارت ہے۔ جس پر احباب کو غور کرنا چاہیے۔ [لَا صَلَاةَ] میں ''لا'' جنس کی نفی کے لیے ہے، یعنی اس سے ذات کی نفی مراد ہے، صفات کی نفی مراد نہیں جیسا کہ بعض لوگ اسے لائے نفی کمال، کہتے ہیں کیونکہ صفات کی نفی وہاں مراد ہوتی ہے جہاں ذات کی نفی مراد لینے سے کوئی قرینہ مانع ہو اور اس حدیث میں اس ''لا'' کو لائے نفی جنس بنانے میں کوئی قرینہ مانع نہیں بلکہ اس کی تائید اسماعیلی کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ [لَا تُجْزِیءُ صَلَاةٌ لَّا یُقْرَأُ فِیهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] ''جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ کفایت نہیں کرتی۔'' یعنی وہ قبول نہیں ہوتی جیسا کہ دوسری روایت میں ہے: [لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لَّا یُقْرَأُ فِیهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ] ''جس نماز میں ام القرآن، یعنی سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ (عنداللہ) مقبول نہیں۔'' مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۲/۳۱۳-۳۱۵، تحت حديث: ۷۵۶، وعمدة القاري: ۶/۱۵-۱۷، تحت حديث: ۷۵۶)

۹۱۲- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ

۹۱۲- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی نماز نہیں

۹۱۲- أخرجه مسلم، ح: ۳۹۴/ ۳۷ من حديث معمر به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۹۸۳، وقال أنور شاه الكشميري الديوبندي في: "العرف الشذي" زعم الأحناف مراد الحديث وجوب الفاتحة ووجوب ضم السورة، ولكنه يخالف اللغة، فإن أرباب اللغة متفقون على أن ما بعد الفاء يكون غير ضروري، وصرح به سيبويه في الكتاب في باب الإضافة: ۱/ ۷۶، وكذا حققه الإمام البخاري وغيره.

مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا».

ہوتی جو فاتحہ یا کچھ زائد قراءت نہیں پڑھتا۔''

فوائد ومسائل: ① نماز صحیح ہونے کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں: ① صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ ② سورۂ فاتحہ سے زائد بھی پڑھنا۔ گویا صرف فاتحہ فرض ہے، زائد قراءت فرض نہیں، اس کے بغیر بھی نماز ہو جائے گی۔ یہ محدثین کا مسلک ہے۔ احناف کے نزدیک فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور فاتحہ کے بعد اور سورت پڑھنا فرض ہے، یعنی وہ فرض اور واجب میں فرق کرتے ہیں۔ احناف کے نزدیک فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز ناقص ہوگی جس کی تلافی سجدۂ سہو سے کی جائے گی جب کہ محدثین کے نزدیک سورۂ فاتحہ ہر ایک کے لیے ضروری ہے، مقتدی کی صرف فاتحہ والی نماز ہوگی کیونکہ اس کے لیے جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ سے زائد پڑھنا منع ہے اور فاتحہ سے زائد والی نماز امام اور منفرد کی ہوگی۔ دونوں نمازیں بالکل صحیح ہیں۔ معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی چاہیے تاکہ وہ اس حدیث پر عمل کر سکے۔ ② بعض لوگوں نے اس حدیث کے غلط معنی کیے ہیں کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو فاتحہ اور زائد نہیں پڑھتا۔ گویا فاتحہ کے بغیر بھی نماز نہیں اور فاتحہ سے زائد کے بغیر بھی نماز نہیں۔ دونوں فرض ہیں مگر یہ معنی کرنا لغت عربیہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہیں۔ اسی قسم کی ایک اور حدیث ہے جس سے معنی مزید واضح ہوگا: [لَا تُقْطَعُ يَدُ سَارِقٍ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا] (صحيح البخاري، الحدود، حديث: ٦٧٨٩، وصحيح مسلم، الحدود، حديث: ١٦٨٤) ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کے بغیر نہیں کاٹا جائے گا۔'' یعنی ہاتھ کاٹنے کے لیے چوتھائی دینار کی چوری کافی ہے۔ زائد ہو تب بھی کاٹیں گے نہ ہو تب بھی۔ اسی طرح متعلقہ حدیث کے معنی ہیں کہ نماز کی صحت کے لیے سورت فاتحہ کی قراءت کافی ہے۔ زائد ہو تب بھی نماز ہو جائے گی، نہ ہو تب بھی۔ زائد سے اس وقت جب نمازی منفرد یا امام ہو اور صرف فاتحہ سے اس وقت جب نمازی مقتدی ہو۔ ③ سورۂ فاتحہ کی قراءت ہر رکعت میں ضروری ہے، نہ کہ ساری نماز میں ایک دفعہ۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے مسيء الصلاة کو نماز سکھانے کے بعد کہا تھا: [اِفْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا] (صحيح البخاري، الأذان، حديث: ٧٥٧) ''یہ کام اپنی ساری نماز (ہر رکعت) میں کر۔'' احناف نے بغیر کسی دلیل کے فرض نماز کی آخری دو رکعات میں قراءت فاتحہ یا مطلق قراءت کو ضروری قرار نہیں دیا بلکہ کوئی نمازی حتی کہ امام بھی آخری دو رکعات میں (رباعی نماز میں) قراءت کے بجائے خاموش کھڑا رہے تو اس کی نماز احناف کے نزدیک قطعاً صحیح ہوگی۔ حیرانی کی بات ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے اتنا بڑا خطرہ مول لیا گیا! ④ ''نماز نہیں ہوتی۔'' احناف معنی کرتے ہیں کہ ''کامل نہیں ہوتی'' حالانکہ اگر یہ معنی کریں تو لازم آئے گا کہ فاتحہ واجب بھی نہ ہو کیونکہ کمال کی نفی تو سنت کے ترک سے ہوتی ہے جب کہ فاتحہ پڑھنا احناف کے

نزدیک واجب ہے' سوائے مقتدی کے۔ کہتے ہیں: مطلق قراءت قرآن فرض ہے' فاتحہ واجب ہے۔ اگر کوئی اور سورت پڑھ لے' فاتحہ نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی مگر سجدۂ سہو لازم ہو گا کیونکہ قرآن میں مطلق قراءت کا ذکر ہے' فاتحہ کا نہیں۔ ﴿فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ (المزمل ۷۳:۲۰) حالانکہ قرآن مجید میں تو آخری قعدہ اور تشہد کا بھی ذکر نہیں تو وہ بھی فرض نہ ہونا چاہیے' نیز یہ آیت کون سی نماز کی قراءت کے بارے میں اتری ہے؟ پھر یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے۔ اس کے ابہام کو دور کرتی ہے۔ اس کے اشکال کو واضح کرتی ہے۔ اگر اس قسم کے واضح الفاظ قرآن کی تفسیر نہیں بن سکتے تو حدیث کو تفسیر کہنے کا کیا فائدہ؟ غور فرمائیں۔

(المعجم ٢٥) - فَضْلُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ (التحفة ٢٨٢)

باب: ۲۵-سورۂ فاتحہ کی فضیلت

٩١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسٰى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ جِبْرِيلُ إِذْ سَمِعَ نَقِيضًا فَوْقَهُ، فَرَفَعَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: هٰذَا بَابٌ قَدْ فُتِحَ مِنَ السَّمَاءِ مَا فُتِحَ قَطُّ، قَالَ: فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَمْ تَقْرَأْ حَرْفًا مِّنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ».

۹۱۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام موجود تھے کہ آپ نے اپنے اوپر دروازہ کھلنے کی سی آواز (چرچراہٹ) سنی۔ جبریل علیہ السلام نے اپنی نگاہ اوپر (آسمان) کی طرف اٹھائی اور کہا: یہ آسمان کا وہ دروازہ کھلا ہے جو کبھی نہیں کھلا' پھر اس سے ایک فرشتہ اترا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: آپ خوش ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو نور عطا فرمائے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے: فاتحۃ الکتاب اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔ آپ ان دونوں میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے' وہ دیے جائیں گے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ﴾ سے آخر تک کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور جو شخص انھیں اخلاص کے ساتھ پڑھے گا' اسے وہ کچھ عطا کر دیا جائے گا جو

٩١٣- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة . . . الخ، ح: ٨٠٦ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨٤.

ان آیات میں ہے۔ ② جبریل علیہ السلام کے علاوہ اور بھی فرشتے وحی الٰہی لے کر آتے ہیں جو جبریل علیہ السلام کے معاون ہیں۔ ③ آسمان کے بھی دروازے ہیں اور وہ کھولے بھی جاتے ہیں' بند بھی کیے جاتے ہیں۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے نبی علیہ السلام کی دوسرے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

(المعجم ٢٦) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَقَدْ ءَاتَيْنَـٰكَ سَبْعًا مِّنَ ٱلْمَثَانِى وَٱلْقُرْءَانَ ٱلْعَظِيمَ﴾ [الحجر: ٨٧] (التحفة ٢٨٣)

باب: ٢٦- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور البتہ تحقیق ہم نے آپ کو سات (آیتیں) دی ہیں بار بار دہرائی جانے والی اور قرآن عظیم۔'' کی تفسیر

٩١٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَدَعَاهُ قَالَ: فَصَلَّيْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي؟» قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي، قَالَ: «أَلَمْ يَقُلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱسْتَجِيبُوا۟ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ [الأنفال: ٢٤] أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ». قَالَ: فَذَهَبَ لِيَخْرُجَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! قَوْلَكَ؟ قَالَ: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي الَّذِي أُوتِيتُ وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ».

٩١٤- حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے جب کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے مجھے آواز دی' میں نماز پڑھتا رہا۔ پھر میں (فارغ ہو کر) آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اس وقت جواب کیوں نہیں دیا؟'' میں نے کہا: میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) نہیں فرمایا: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اور (اس کے) رسول کی بات کا جواب دو جب وہ تمھیں ایسی بات کی طرف بلائے جس میں تمھاری زندگی ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں مسجد سے نکلنے سے پہلے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت نہ سکھلاؤں؟'' آپ مسجد سے نکلنے لگے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی وہ بات؟ آپ نے فرمایا:

٩١٤- أخرجه البخاري، التفسير، باب ما جاء في فاتحة الكتاب، ح: ٤٤٧٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٩٨٥.

’’سورۂ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ یہ سات آیتیں ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہ عظیم قرآن ہے جو مجھے دیا گیا۔‘‘

فوائد و مسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ نماز میں بھی بلائیں تو جانا فرض ہے اور جواب دینا بھی۔ ② سبع مثانی کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ ابن مسعود، ابن عمر اور ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سات طویل سورتیں یعنی: بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور یونس ہیں کیونکہ ان سورتوں میں فرائض، حدود، قصص اور احکام بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اور یہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر حضرت علی، حضرت عمر اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابن مسعود اور ابن عباس ؓ سے منقول ہے۔ دیکھیے: (تفسیر الطبري: ۱۴/۲۷-۴۳) امام بخاری ؒ اس بارے میں حدیث بیان کرتے ہیں، حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ] ’’ام القرآن (سورۂ فاتحہ) ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔‘‘ (صحیح البخاري، التفسیر، حدیث: ۴۷۰۴) یہ حدیث مبارکہ دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ ہی سبع مثانی، نماز میں دوہرا کر پڑھی جانے والی سات آیات اور قرآن عظیم ہے لیکن یہ اس کے منافی نہیں کہ سات طویل سورتوں کو بھی سبع مثانی قرار دیا جائے کیونکہ ان میں بھی یہ وصف موجود ہے بلکہ یہ اس کے بھی منافی نہیں کہ پورے قرآن کو سبع مثانی قرار دیا جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ﴾ (الزمر ۳۹:۲۳) ’’اللہ نے کتابی شکل میں بہترین کلام اتارا ہے جس کی ملتی جلتی آیات و احکام بار بار دوہرائے جاتے ہیں۔‘‘ یعنی اس کتاب کی آیات بار بار دوہرائی بھی جاتی ہیں اور یہ قرآن عظیم بھی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کو قرآن مجید اس لیے کہا گیا ہے کہ قرآن کریم میں جو توحید و رسالت، آخرت، اوامر و نواہی، تبشیر و انذار، انعامات، قصص و واقعات اور سابقہ امتوں کا بیان ہے، سورۂ فاتحہ میں یہ سب کچھ اختصار و اجمال کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ واللہ أعلم. ③ جب اللہ اور اس کے رسول کا حکم آ جائے تو بلا تامل فوراً اسے تسلیم کر لینا چاہیے اور اس کے مقابلے میں اپنی یا کسی امتی کی رائے یا قیاس پیش نہیں کرنا چاہیے۔

۹۱۵- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ

۹۱۵-حضرت ابی بن کعب ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے تورات اور

۹۱۵- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة الحجر، ح: ۳۱۲۵ عن الحسين بن حريث به، وهو في الكبرى، ح: ۹۸٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۰۱، وابن حبان، ح: ۱۷۱٤، والحاكم: ۱/۵۵۷ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق كثيرة، انظر المستدرك: ۱/۵۵۸ وغيره.

الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ مِثْلَ أُمِّ الْقُرْآنِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَهِيَ مَقْسُومَةٌ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ».

انجیل میں سورۂ فاتحہ جیسی کوئی سورت نہیں اتاری۔ اور یہ سات آیتیں ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہے۔ اور میرے بندے کے لیے وہ چیز ہے جو اس نے مانگی۔''

٩١٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُوتِيَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي السَّبْعَ الطُّوَلَ.

٩١٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو سبع مثانی دی گئیں، یعنی سات لمبی سورتیں۔

فوائد و مسائل: ① ''سبع مثانی'' کی ایک یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ قرآن کی ابتدائی سات لمبی سورتیں مراد ہیں، یعنی ① البقرة ② آل عمران ③ النساء ④ المائدة ⑤ الأنعام ⑥ الأعراف ⑦ یونس۔ اور ایک روایت کے مطابق سورۂ کہف ہے۔ ② محقق کتاب نے اسے سنداً ضعیف کہا ہے لیکن علامہ البانی ؒ نے صحیح اور حافظ ابن حجر ؒ نے قوی الاسناد کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ٥/٢٠٠، وفتح الباري: ٨/٤٨٥، تحت حدیث: ٤٧٠٣)

٩١٧- أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ

٩١٧- حضرت ابن عباس ؓ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے سات لمبی سورتیں مراد ہیں۔

٩١٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال: هي من الطول، ح: ١٤٥٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨٧، وله شاهد ضعيف عند ابن جرير في تفسير: ١٤/ ٣٥. * مسلم هو البطين، وتلميذه سليمان الأعمش مدلس كما تقدم، ح: ٣٠، ولم أجد تصريح سماعه.

٩١٧- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨٨. * أبوإسحاق السبيعي تابعه إسرائيل، والأعمش (ابن جرير: ١٤/ ٣٥) في أصل الحديث عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير عن ابن عباس به، وروي عن ابن عباس بأنه فاتحة الكتاب (ابن جرير: ١٤/ ٣٧).

﴿سَبْعًا مِّنَ ٱلْمَثَانِي﴾ قَالَ: اَلسَّبْعُ الطُّوَلُ.

(المعجم ٢٧) - تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيهِ (التحفة ٢٨٤)

باب:٢٧-امام کے پیچھے اس نماز میں قراءت نہ کرنا جس میں امام بلند آواز سے نہ پڑھے

٩١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهُ: ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «مَنْ قَرَأَ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾؟» قَالَ رَجُلٌ: أَنَا، قَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيهَا».

٩١٨-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ایک آدمی نے آپ کے پیچھے سورت ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ پڑھی۔جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:''سورت ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ کس نے پڑھی تھی؟'' اس آدمی نے کہا: میں نے۔آپ نے فرمایا:''تحقیق مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم میں سے کسی نے مجھے خلجان میں ڈالا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت عمران کا یہ کہنا کہ ''ایک آدمی نے آپ کے پیچھے سورۃ الاعلیٰ پڑھی۔'' اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے کچھ اونچی آواز میں پڑھی تھی' تبھی تو راویٔ حدیث نے سنی۔آپ ﷺ کے الفاظ ''کسی نے مجھے خلجان (شک واشتباہ اور اختلاط) میں ڈالا ہے۔'' بھی اسی کے مؤید ہیں کہ اس نے کچھ اونچی آواز میں یہ سورت پڑھی' تبھی آپ تک آواز پہنچی اور آپ کو اشتباہ وغیرہ ہوا' لہٰذا آپ کا انکار بھی اونچی آواز سے پڑھنے پر ہے جس سے کسی ساتھی یا امام کو تشویش ہو۔اگر آہستہ پڑھے کہ کسی کو سنائی نہ دے تو کوئی حرج نہیں۔ ② سری نماز میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ زائد سورت بھی پڑھ سکتا ہے' لہٰذا باب میں امام صاحب رحمہ اللہ کے الفاظ ''قراءت نہ کرنا'' سے مراد ہے' بلند آواز سے نہ پڑھنا یا فاتحہ سے زائد نہ پڑھنا۔

٩١٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى

٩١٩-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ایک آدمی آپ کے پیچھے قراءت کرنے لگا۔جب آپ (نماز

٩١٨_أخرجه مسلم، الصلاة، باب نهي المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه، ح:٣٩٨/ ٤٨ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرٰى، ح:٩٨٩.

٩١٩_أخرجه مسلم، ح:٣٩٨/ ٤٧ عن قتيبة به، (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح:٩٩٠.

صَلَاةَ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ وَرَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «أَيُّكُمْ قَرَأَ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: أَنَا، وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيهَا».

سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: ''تم میں سے کس نے سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ پڑھی ہے؟'' ایک (اسی) آدمی نے کہا: میں نے۔ اور میں نے اس سے نیکی ہی کا قصد کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''تحقیق مجھے پتہ چل گیا تھا کہ تم میں سے کسی نے مجھے تشویش میں ڈالا ہے۔''

فائدہ: کوئی بھی ایسا کام جو ظاہراً بڑا خوبصورت اور نیکی معلوم ہو لیکن وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے طریقے کے خلاف ہو یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مہر اس پر ثبت نہ ہو، وہ عنداللہ مقبول نہیں۔

(المعجم ٢٨) - تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ (التحفة ٢٨٥)

باب: ٢٨- امام کے پیچھے اس نماز میں قراءت نہ کرنا جس میں امام بلند آواز سے پڑھے

٩٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: «هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِّنْكُمْ آنِفًا؟» قَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ» قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَاةِ حِينَ سَمِعُوا ذٰلِكَ».

٩٢٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز سے فارغ ہوئے جس میں آپ نے بلند آواز سے قراءت کی تھی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ ابھی کچھ پڑھا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''میں بھی کہتا تھا، کیا وجہ ہے کہ مجھے قرآن مجید پڑھنے میں دقت ہو رہی ہے؟'' اس (امام زہری) نے کہا: تو جب انھوں نے آپ کی یہ بات سنی اس کے بعد وہ اس نماز میں قراءت کرنے سے رک گئے جس میں رسول اللہ ﷺ بلند آواز سے قراءت کرتے تھے۔

٩٢٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من رأى القراءة إذا لم يجهر، ح: ٨٢٦ وغيره من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ١/ ٨٦، ٨٧، والكبرٰى، ح: ٩٩١، وحسنه الترمذي، ح: ٣١٢، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وهذا الحديث لا يدل على النهي عن قراءة الفاتحة خلف الإمام لأن أبا هريرة ـ وهو راوي الحديث ـ أفتى بقراءة الفاتحة خلف الإمام في الجهرية والسرية، وهو أعلم بمراد حديثه من غيره، راجع سنن الترمذي وغيره.

فائدہ: اس روایت میں بھی نبی ﷺ کا انکار مقتدی کے اونچا پڑھنے پر تھا کیونکہ امام کو دقت تبھی پیش آئے گی جب کسی کی گن گن اس تک پہنچتی ہوگی۔ اگر وہ آہستہ پڑھے' اس کی آواز کسی کو سنائی نہ دے تو اس سے کسی کو کیا خلجان یا منازعت ہو سکتی ہے؟ البتہ جہری نماز میں مقتدیوں کو فاتحہ سے زائد پڑھنے سے صراحتاً روکا گیا ہے' لہٰذا جہری نمازوں میں مقتدی سورۂ فاتحہ سے زائد نہیں پڑھ سکتا' نہ جہراً نہ سراً۔ آخری قول سے مراد بھی سورۂ فاتحہ سے زائد قراءت ہے جس سے لوگ رک گئے۔ باقی رہی سورۂ فاتحہ تو خود راویٔ حدیث اس کے پڑھنے کا فتویٰ دیتے تھے۔ (دیکھیے' حدیث: ۹۱۰) یاد رہے کہ یہ آخری قول امام زہری کا ہے جو صغار تابعین میں سے ہیں۔ حافظ ابن حجر، امام ابن قیم اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے امام بخاری، امام مالک، امام ابوداود، امام ترمذی اور امام بیہقی رحمہم اللہ جیسے عظیم محدثین اور ائمۂ جرح و تعدیل کے اقوال نقل کیے ہیں کہ یہ امام زہری کا اپنا کلام ہے' رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں۔ دیکھیے: (التلخیص الحبیر' رقم: ۳۴۴' عون المعبود: ۳/۵۰-۵۲) واللّٰه أعلم. انھوں نے یہ بات: [فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ ...... الخ] کس سے سنی؟ یہ صراحت نہیں' لہٰذا یہ مرسل ہے اور [مَرَاسِيلُ الزُّهْرِيِّ كَالرِّيحِ] "زہری کی مرسل روایات ہوا کی طرح ہیں" لہٰذا ان کا یہ قول بھی ہوا کی طرح ہے۔

(المعجم ٢٩) - قِرَاءَةُ أُمِّ الْقُرْآنِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ (التحفة ٢٨٦)

باب: ۲۹- جس نماز میں امام بلند آواز سے پڑھے' اس میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھی جائے

٩٢١- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ صَدَقَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ مَحْمُودِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجْهَرُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: «لَا يَقْرَأَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ».

۹۲۱- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسی نماز پڑھائی جس میں بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''جب میں بلند آواز سے قراءت کروں تو تم میں سے کوئی آدمی سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھے۔''

٩٢١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب، ح: ٨٢٤ من حديث زيد بن واقد به، وهو في الكبرى، ح: ٩٩٢، وحسنه الدارقطني، وصححه البيهقي في كتاب القراءة، وأورده الضياء في المختارة. ※ حرام بن حكيم تابعه مكحول، ونافع بن محمود ثقة، وثقه الدارقطني، والبيهقي، وابن حبان، والحاكم، وابن حزم، والذهبي وغيرهم، ولا حجة في قول من قال أنه مستور ولا يعرف أو نحوه، وللحديث شواهد كثيرة ذكرت بعضها في "الكواكب الدرية في وجوب الفاتحة خلف الإمام في الجهرية"، وطبع بالأردية.

فوائد ومسائل: ① بعض روایات میں ذکر ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی۔ آپ پر قراءت ثقیل ہوگئی تو آپ نے نماز کے بعد فرمایا: ''شاید تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو۔ امام کے پیچھے سوائے فاتحہ کے کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔'' امام کے پیچھے جہری نماز میں سورۂ فاتحہ ضرور پڑھی جائے' البتہ اس سے زائد پڑھنا منع ہے۔ اور سری نماز میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ بھی پڑھا جا سکتا ہے اگرچہ ضروری نہیں۔ ② امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں جامع بات یہ ہے کہ پڑھنے کا حکم آیا ہے' منع ثابت نہیں۔ اگر کہیں نہی ہے تو وہ مطلق قراءت' یعنی فاتحہ سے زائد قراءت سے ہے' نہ کہ فاتحہ سے۔ اور اگر کسی میں ہر قراءت سے روکا گیا ہے تو وہ سنداً صحیح نہیں۔ بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم مروی ہے۔ صحیح سند کے ساتھ فاتحہ سے ممانعت کسی صحابی سے منقول نہیں بلکہ چھوڑنے کی رخصت بھی نہیں آتی' سوائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے۔ ان کا قول ہے کہ جو آدمی فاتحہ نہ پڑھے' اس کی نماز نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ (لیکن یہ قول صحیح احادیث کے خلاف ہے)۔ احناف کے علاوہ باقی مسالک امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ احناف میں سے بھی امام محمد رحمہ اللہ سری نماز میں فاتحہ پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ ③ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''التلخیص'' میں اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے ائمۂ اجلاء سے اس کی صحت نقل کی ہے اور اس کی تائید میں مزید طرق نقل کیے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التلخیص الحبیر: ۱/۴۲۱' رقم: ۳۴۵)

(المعجم ۳۰) - تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ [الأعراف: ٢٠٤] (التحفة ٢٨٧)

باب: ۳۰- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔'' کی تفسیر

٩٢٢- أَخْبَرَنَا الْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ التِّرْمِذِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا،

۹۲۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے' لہٰذا جب وہ اللّٰہ أکبر کہے تو تم بھی اللّٰہ أکبر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہے تو تم [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کہو۔''

٩٢٢- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يصلي من قعود، ح: ٦٠٤، وابن ماجه، ح: ٨٤٦ من حديث أبي خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٩٩٣، وصححه الإمام مسلم، وله شاهد في صحيح مسلم وغيره، والمراد به ماعدا الفاتحة جمعًا بين الأحاديث، انظر، ح: ٩٢٠، ٩٢١.

وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ».

فائدہ: [فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا] ''جب وہ اللّٰہ أکبر کہے تو تم بھی اللّٰہ أکبر کہو۔'' میں ''فاء'' تعقیب کے لیے ہے' یعنی تکبیر امام سے پہلے نہ برابر بلکہ امام کے فوری بعد کہو۔ اس کی تائید نبی ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے' آپ نے فرمایا: ''امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' لہٰذا وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب تک وہ تکبیر نہ کہہ لے تم تکبیر نہ کہو۔ اور جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ۔ اور اس وقت تک تم رکوع میں نہ جاؤ جب تک کہ وہ رکوع کے لیے جھک نہ جائے۔ اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم کہو: [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ]۔ مسلم بن ابراہیم [وَلَكَ الْحَمْدُ] کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔ (اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ) اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔ اور اس وقت تک تم سجدے کے لیے نہ جھکو جب تک کہ وہ سجدے میں چلا نہ جائے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٦٠٣) معلوم ہوا امام سے پہل یا امام کی برابری کرنا درست نہیں' اس سے امام کو مقرر کرنے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور نبی ﷺ کے طریقے کی مخالفت ہوتی ہے جس سے نماز کا ثواب بھی ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ واللّٰہ أعلم.

٩٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا».

۹۲۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' چنانچہ جب وہ اللّٰہ أکبر کہے تو تم بھی اللّٰہ أکبر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كَانَ الْمُخَرِّمِيُّ يَقُولُ: هُوَ ثِقَةٌ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں: مُخَرِّمی کہا کرتے تھے کہ محمد بن سعد انصاری ثقہ ہیں۔

فائدہ: انصات کی بحث' یعنی اس میں خاموش رہنے کا جو حکم ہے' اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۹۱۰' فائدہ نمبر: ۴۔

٩٢٣ـ انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٩٤.

(المعجم ٣١) - اِكْتِفَاءُ الْمَأْمُومِ بِقِرَاءَةِ الْإِمَامِ (التحفة ٢٨٨)

باب:٣١- کیا مقتدی امام کی قراءت پر کفایت کر سکتا ہے؟

٩٢٤- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعَهُ يَقُولُ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَفِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ: وَجَبَتْ هٰذِهِ؟ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ، وَكُنْتُ أَقْرَبَ الْقَوْمِ مِنْهُ فَقَالَ: مَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَفَاهُمْ.

٩٢٤- کثیر بن مرہ حضرمی سے روایت ہے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا: کیا ہر نماز میں قراءت ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: یہ تو واجب ہوگئی۔ آپ (ابودرداء رضی اللہ عنہ) میری طرف متوجہ ہوئے، اور میں سب لوگوں میں سے آپ کے زیادہ قریب تھا، آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ جب امام لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہو تو وہ انھیں کفایت کرے گا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ خَطَأٌ إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَلَمْ يَقْرَأْ هٰذَا مَعَ الْكِتَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ نے کہا: اس (قول) کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان قرار دینا خطا اور غلطی ہے۔ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ نے صراحت فرمائی ہے کہ متوجہ ہونے والے اور خیال ظاہر کرنے والے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں نہ کہ رسول اللہ ﷺ۔ اس قول میں بھی فاتحہ سے زائد قراءت میں کفایت مراد ہوگی۔ (کفایت والی بحث کے لیے دیکھیے حدیث:٩١١) علاوہ ازیں یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ ذیل میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔

(المعجم ٣٢) - مَا يُجْزِىءُ مِنَ الْقِرَاءَةِ لِمَنْ لَّا يُحْسِنُ الْقُرْآنَ (التحفة ٢٨٩)

باب:٣٢- جو شخص قرآن مجید پڑھنا نہ جانتا ہو اسے کون سی چیز کفایت کرے گی؟

٩٢٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى وَ

٩٢٥- حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٩٢٤ـ [ضعيف لشذوذه ووهم راويه] أخرجه الدارقطني: ١/ ٣٣١، ٣٣٢ من حديث زيد بن حباب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٩٥. * وهم زيد في رفعه كما صرح الدارقطني والبيهقي: ٢/ ١٦٣ والحاكم وغيرهم، ورواه جماعة موقوفًا، منهم زيد بن الحباب أيضًا، والمرفوع ضعفه ابن خزيمة، والحاكم، ويحيى بن صاعد، والنسائي، والدارقطني وغيرهم.

٩٢٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يجزىء الأمي والأعجمي من القراءة، ح:٨٣٢ من حديث◀◀

مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ آخُذَ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ، فَعَلِّمْنِي شَيْئًا يُّجْزِئُنِي مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَالَ: «قُلْ: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ».

ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں قرآن مجید یاد نہیں کر سکتا' مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجیے جو مجھے قرآن مجید کی جگہ کفایت کر سکے۔ آپ نے فرمایا: ''تم [سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ] ''اللہ پاک ہے' اسی کی تعریف ہے' اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں' اللہ سب سے بڑا ہے اور برائیوں سے بچنا اور نیکی کی توفیق ملنا اللہ کے سوا کسی سے ممکن نہیں۔ وہ عالی ہے' عظمت والا ہے'' پڑھ لیا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① وہ شخص نومسلم تھا' فوراً قرآن مجید حفظ نہیں کر سکتا تھا' اس میں تاخیر ہو سکتی تھی لیکن نماز کو تو مؤخر نہیں کیا جا سکتا' اس لیے وقتی طور پر اسے یہ جملے سکھلا دیے گئے جو ہر خاص و عام جانتا ہے تاکہ جب تک اسے قرآن مجید حفظ نہیں ہو جاتا' اس وقت تک وہ ان سے کام چلائے۔ یہ نہیں کہ مستقلاً انھی سے نماز پڑھے۔ ② سابقہ احادیث سے معلوم ہوا کہ کم از کم قراءت سورۂ فاتحہ واجب ہے' لہٰذا جو کوئی از حد عاجز ہو اور کسی بھی معقول عذر کی بنا پر سورۂ فاتحہ اور قرآن مجید پڑھنے یا یاد رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے مذکورہ ذکر یا اس طرح کے دوسرے ماثور اذکار سے اپنی نماز مکمل کرنی چاہیے نہ کہ نماز یا قرآن یاد نہ ہونے کا عذر بنا کر نماز ہی چھوڑ دے۔ (عذر گناہ بدتر از گناہ) یا پھر عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں نماز کے اذکار اور قرآن مجید پڑھے' اس سے بھی نماز نہیں ہوگی۔ غیر عربی زبان میں نماز یا اذان یا کلمۂ توحید و رسالت وغیرہ مسلمانوں میں وحدت ختم کر دیں گے۔ قرآن مجید بھی عربی ہی میں پڑھا جائے گا۔ ترجمۂ قرآن' بالاتفاق قرآن نہیں کہلاتا کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ معجز ہیں اور ترجمے میں اعجاز قرآنی ختم ہو جاتا ہے' لہٰذا نماز میں قرآن کریم کا ترجمہ کفایت نہیں کرے گا' نہ اس سے نماز ہی درست ہوگی۔ عربی زبان مسلمانوں کی وحدت کی ضامن اور قرآن کریم اس کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٣) - جَهْرُ الْإِمَامِ بِآمِينَ (التحفة ٢٩٠)

باب: ۳۳-امام ''آمین'' بلند آواز سے کہے

◀◀ إبراهيم السكسكي به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٩٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٤٢، وابن حبان، ح: ٤٧٣، والدارقطني، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٤١، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد. * إبراهيم السكسكي حسن الحديث، وثقه الجمهور، انظر نيل المقصود: ٨٣٢.

٩٢٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَمَّنَ الْقَارِىءُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٩٢٦-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب پڑھنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں چنانچہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا امام صاحب آمین اونچی آواز سے کہیں تا کہ دوسرے لوگ بھی کہہ سکیں۔ ابوداود میں صریح اور صحیح روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ٩٣٢) امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ ② فرشتوں کی آمین سے ملنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ایک وقت میں ہوں، لہٰذا تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ امام اور مقتدیوں کی آمین متصل ہونی چاہیے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث: ٧٨٢، وصحيح مسلم، الصلاة، حديث: ٤١٠) البتہ مقتدیوں کو امام کی آواز سن کر آمین شروع کرنی چاہیے، امام سے پہل کرنا درست نہیں۔ ③ بعض حضرات نے [إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمين] سے استدلال کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ امام ہی پڑھے گا اور مقتدی صرف آمین کہے گا۔ لیکن یہ استدلال احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف ہے۔ سورۂ فاتحہ کے وجوب کے دلائل بے شمار ہیں جن میں سے بعض کا احاطہ سابقہ احادیث میں بھی ہو چکا ہے، لہٰذا سورۂ فاتحہ نماز کا رکن ہے، جس کے بغیر کسی کی کوئی نماز نہیں ہوتی۔ والله أعلم. ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سورۂ فاتحہ کے اختتام پر صرف آمین کہنی چاہیے، اس سے زائد الفاظ کہنا درست نہیں کیونکہ جن روایاتِ آمین میں زائد الفاظ ہیں، وہ روایات ضعیف ہیں، مثلاً: امام بیہقی رحمہ اللہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، جب آپ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا تو [رَبِّ اغْفِرْلِي آمِينَ] کہا۔ (السنن الكبرى للبيهقي: ٢/٥٨) یہ روایت ابوبکر نہشلی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ⑤ اس حدیث میں امامیہ فرقے کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ نماز میں آمین کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

٩٢٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/٤٤٩ وغيره من حديث أبي سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٩٧، وانظر الحديث الآتي. * الزهري تابعه محمد بن عمرو (أحمد: ٢/٤٤٩)، والزبيدي تابعه الأوزاعي عند النسائي في الكبرٰى، وقرة بن عبدالرحمٰن.

٩٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَمَّنَ الْقَارِىءُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٩٢٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے' اس کے سابقہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

٩٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ﴾ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُولُ آمِينَ وَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُولُ آمِينَ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٩٢٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے' چنانچہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے' اس کے سابقہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

٩٢٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٩٢٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے' اس کے سابقہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

٩٢٧- أخرجه البخاري، الدعوات، باب التأمين، ح: ٦٤٠٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٩٨، وللحديث طرق عند البخاري، ح: ٧٨٠، ٧٨١، ومسلم، ح: ٤١٠ وغيرهما.

٩٢٨- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجهر بآمين، ح: ٨٥٢ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٩٩، وانظر الحديث السابق.

٩٢٩- أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ح: ٧٨٠، ومسلم، الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ٤١٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ١/ ٨٧، والكبرٰى، ح: ١٠٠٠.

فائدہ: ''سابقہ سب گناہ'' جمہور اہل علم کے نزدیک اس سے اور دیگر اعمال جن کے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ ان کے بجالانے پر سابقہ سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں' ان سے صغیرہ گناہ مراد ہیں جو توبہ کیے بغیر مختلف اعمال سے معاف ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک کبیرہ گناہوں کی معافی کا معاملہ ہے تو وہ خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ لیکن یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ ان اعمال کی تاثیر و برکت سے سبھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں' وہاں توبہ کی شرط نہیں' الفاظ کا عموم بھی اسی بات کا متقاضی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٤) - اَلْأَمْرُ بِالتَّأْمِينِ خَلْفَ الْإِمَامِ (التحفة ٢٩١)

باب:٣٤-امام کے پیچھے آمین کہنے کا حکم

٩٣٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٩٣٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے ساتھ مل جائے' اس کے لیے اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فائدہ: امام کے پیچھے مقتدیوں کا آمین کہنا اتفاقی مسئلہ ہے۔ اختلاف آہستہ اور اونچی کہنے میں ہے۔ بیہقی میں حضرت عطاء سے روایت ہے کہ میں نے دو سو اصحاب رسول کو مسجد حرام میں دیکھا کہ جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا تو ان کی آمین کی آواز سے گونج پیدا ہو جاتی تھی۔ (السنن الكبرٰى للبيهقي' الصلاة: ٥٩/٢) حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے خصوصاً منقول ہے کہ ان کے مقتدیوں کی آواز سے شور برپا ہو جاتا تھا۔ (السنن الكبرٰى للبيهقي' الصلاة: ٥٩/٢) اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ٣٣٩/٢-٣٤٥' تحت حديث: ٧٨٠-٧٨٢)

(المعجم ٣٥) - فَضْلُ التَّأْمِينِ (التحفة ٢٩٢)

باب:٣٥-آمین کہنے کی فضیلت

٩٣١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

٩٣١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٩٣٠- أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، ح: ٧٨٢، ومسلم، ح: ٤٠٩ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٧، والكبرٰى، ح: ١٠٠١.

٩٣١- أخرجه البخاري، الأذان، باب فضل التأمين، ح: ٧٨١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٨، والكبرٰى، ح: ١٠٠٢، وأخرجه مسلم، ح: ٤١٠ (انظر الحديث السابق) من طريق آخر عن أبي الزناد به.

أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ: آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں، پھر ان میں سے ایک آمین دوسری آمین کے ساتھ مل جائے تو ان کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

(المعجم ٣٦) - قَوْلُ الْمَأْمُومِ إِذَا عَطَسَ خَلْفَ الْإِمَامِ (التحفة ٢٩٣)

باب: ٣٦- امام کے پیچھے مقتدی کو چھینک آئے تو وہ کیا کہے؟

٩٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّ أَبِيهِ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ فَقَالَ: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ؟» فَلَمْ يُكَلِّمْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ؟» فَقَالَ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعِ بْنِ عَفْرَاءَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «كَيْفَ قُلْتَ؟» قَالَ: قُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدِ ابْتَدَرَهَا بِضْعَةٌ وَّثَلَاثُونَ مَلَكًا

٩٣٢- حضرت رفاعہ بن رافع ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ مجھے چھینک آئی تو میں نے (اونچی آواز میں) کہہ دیا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ يَرْضٰى] ''تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، بہت زیادہ تعریف، پاکیزہ اور بابرکت (یعنی باقی رہنے والی) جس قدر ہمارا رب پسند کرے اور جس پر راضی اور خوش ہو۔'' جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کس آدمی نے نماز میں کلام کیا تھا؟'' کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے دوبارہ فرمایا: ''کس آدمی نے نماز میں کلام کیا تھا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ میں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے کیسے کہا تھا؟'' میں نے کہا: میں نے کہا تھا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ يَرْضٰى] نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس

٩٣٢- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح: ٧٧٣، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الرجل يعطس في الصلاة، ح: ٤٠٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٠٣، وقال الترمذي: "حسن".

أَيُّهُمْ يَصْعَدُ بِهَا».

ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تیس سے زائد فرشتے اس کلمے کی طرف لپکے تھے کہ کون انھیں لے کر اوپر چڑھتا ہے؟‘‘

فوائد و مسائل: ① چھینک مارنے اور رکوع سے سر اٹھانے کا وقت ایک ہی تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں اس کی صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۷۹۹) ② چھینک بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اس سے دماغ کھل جاتا ہے۔ طبیعت چست ہو جاتی ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس کے لیے صرف الحمد للّٰہ کہنا کافی ہے۔ مزید اضافہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں جیسے کہ اس روایت میں ہے۔ ③ پہلی دفعہ جواب نہ دینا' اس ڈر کی بنا پر تھا کہ شاید میں نے غلطی کی ہے۔ ④ اس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ نماز کے دوران میں چھینک آنے پر جہراً الحمد للہ کہنا بھی درست ہے۔ واللّٰہ أعلم. ⑤ جب امام اپنے مقتدیوں میں کوئی نئی چیز محسوس کرے تو اس کے متعلق دریافت کرے اور مقتدیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرے۔ ⑥ نماز میں چھینک مارنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو اس کا جواب نہیں دیا جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ میں سے کسی نے اس آدمی کا جواب نہیں دیا تھا۔ اگر کوئی شخص جواب دے گا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ واللّٰہ أعلم. ⑦ اس حدیث مبارکہ سے مذکورہ ذکر کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ ذکر بہت پسند ہے۔

۹۳۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ أَسْفَلَ مِنْ أُذُنَيْهِ، فَلَمَّا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾. قَالَ: آمِينَ، فَسَمِعْتُهُ وَأَنَا خَلْفَهُ قَالَ فَسَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا يَقُولُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا

۹۳۳- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ نے اللّٰہ أکبر کہا تو کانوں سے نیچے تک اپنے ہاتھ اٹھائے (رفع الیدین کیا)۔ جب آپ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا تو آمین کہا۔ میں آپ کے پیچھے کھڑا تھا' میں نے آپ کی آمین سنی۔ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ] جب نبی ﷺ نے اپنی نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا: ’’نماز میں کس نے وہ

۹۳۳- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۲/۲۳، ح:٤١، ص:٢١-٢٢، ح:٣٦ من حديث يونس به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٠٤، وأصله في سنن ابن ماجه، ح:٨٥٥. * عبدالجبار تقدم حاله: ٨٨٠، ولحديثه شواهد كثيرة، منها الحديث السابق وغيره، دون قوله: "فما نهنهها شيء دون العرش" فلم أجد له فيه متابعًا، فهو ضعيف.

فِيهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: «مَنْ صَاحِبُ الْكَلِمَةِ فِي الصَّلَاةِ؟» فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا أَرَدْتُ بِهَا بَأْسًا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدِ ابْتَدَرَهَا اثْنَا عَشَرَ مَلَكًا فَمَا نَهْنَهَهَا شَيْءٌ دُونَ الْعَرْشِ».

کلمات کہے تھے؟'' اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے۔ اور میری نیت بری نہیں تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! بارہ فرشتے ان کلمات کی طرف لپکے تھے۔ عرش تک کسی چیز نے انھیں نہیں روکا۔''

فوائد و مسائل: ① محققین نے مذکورہ روایت کے آخری جملے: [فَمَا نَهْنَهَهَا شَيْئٌ دُونَ الْعَرْشِ] کے سوا باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ محقق کتاب اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی صراحت کی ہے۔ بنابریں آخری جملے کے سوا باقی روایت صحیح اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. ② یہ دو مختلف واقعات معلوم ہوتے ہیں۔ پچھلی حدیث میں رکوع کے بعد والا واقعہ ہے اور اس میں تکبیر تحریمہ کے بعد ان کلمات کا ورود ثابت ہوتا ہے لہٰذا ان دونوں کو ایک ہی واقعہ شمار کرنا تکلف ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٧) - جَامِعُ مَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ (التحفة ٢٩٤)

باب: ٣٧- قرآن مجید کا بیان

٩٣٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلَ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ قَالَ: «فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، وَأَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صُورَةِ الْفَتَى فَيَنْبِذُهُ إِلَيَّ».

٩٣٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''گھنٹی کی آواز کی طرح۔ جب وہ موقوف ہوتی ہے تو میں فرشتے کا پیغام یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ تحقیق یہ وحی مجھ پر بہت گراں گزرتی ہے۔ اور کبھی (وحی لانے والا فرشتہ) ایک نوجوان کی صورت میں میرے پاس آتا ہے جو مجھ پر وحی ڈالتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① آپ کے پاس وحی کس حالت میں آتی ہے؟ اس سوال میں تین چیزیں آجاتی ہیں: ① نفس وحی کی کیفیت ② حامل وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی کیفیت ③ خود رسول اللہ ﷺ کی کیفیت۔ جواب میں ان تینوں چیزوں کی وضاحت ہے۔ اس حدیث میں وحی کی دو صورتوں کو بیان کیا گیا ہے جو عام طور پر آپ

٩٣٤ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب عرق النبي ﷺ في البرد وحين يأتيه الوحي، ح: ٢٣٣٣/ ٨٧ من حديث سفيان ابن عيينة، والبخاري، ح: ٢ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٠٥.

کو پیش آتی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی وحی کی مختلف صورتیں ہیں۔ علامہ ابن قیم ؒ نے وحی کے سات مراتب ذکر کیے ہیں: ① سچے خواب آنا۔ ان سے نبیٔ اکرم ﷺ پر وحی کی ابتدا ہوئی۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے بیداری کی صورت میں ویسے ہی ہو جاتا تھا۔ ② فرشتے کا نظر آئے بغیر ہی کوئی چیز دل میں ڈال دینا جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: [إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رُوعِي......] ''بے شک روح القدس (جبریل امین) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی۔'' (سلسلة الأحاديث الصحيحة:٦/٨٦٥، حديث:٢٨٦٦) ③ فرشتے کا انسانی شکل میں آپ پر وحی لانا جس کا مذکورہ حدیث میں بھی ذکر ہے۔ ایسے مواقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام عموماً مشہور صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے۔ بعض دفعہ کسی دوسرے انسان کی شکل میں بھی آ جاتے تھے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک اجنبی کی صورت میں آئے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الإيمان، حديث:٨) ④ کبھی گھنٹی کی طرح آواز آتی اور وحی کا نزول شروع ہو جاتا تھا۔ اس کا بیان بھی مذکورہ حدیث میں ہوا ہے۔ ⑤ فرشتے کا اصلی شکل میں رسول اللہ ﷺ پر وحی لانا۔ اس طرح آپ پر دو مرتبہ وحی ہوئی۔ ⑥ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ سے براہِ راست پس پردہ ہم کلام ہونا جیسے معراج کی رات آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اور آپ کو پچاس نمازوں کا ہدیہ ملا جو کم ہوتے ہوتے پانچ نمازیں مقرر ہوئیں۔ ⑦ فرشتے کے واسطے کے بغیر براہِ راست اللہ تعالیٰ کا پس پردہ ہم کلام ہونا جیسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا: ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ (النساء٤:١٦٤) کوئی بشر اللہ تعالیٰ سے روبرو ہو کر کلام نہیں کر سکتا۔ ارشاد باری ہے: ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (الشوریٰ٤٢:٥١) ''کسی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ سے (روبرو ہو کر) بات کرے مگر دل میں القا کر کے یا پردے کے پیچھے سے۔'' (زاد المعاد:١/٧٨-٨٠) ② ''گھنٹی جیسی آواز'' یہ وحی کی آواز ہوتی تھی جسے سمجھنا کافی مشکل تھا کیونکہ گھنٹی جیسی آواز سے الفاظ کو سمجھنا کافی توجہ کا متقاضی ہوتا ہے اور ان کے سمجھنے میں بڑی دقت ہوتی ہے، لہٰذا انھیں سمجھنے کے لیے کافی زیادہ مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ بعض علماء نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فرشتہ وحی لاتے وقت اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا تھا، اس سے یہ آواز پیدا ہوتی تھی۔ اور بعض اہل علم نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہاں تشبیہ آواز کے ترنم میں نہیں بلکہ اس کے تسلسل اور قوت میں ہے کہ جس طرح گھنٹی کی آواز مسلسل اور شدت سے ظاہر ہوتی ہے اور کسی جگہ ٹوٹتی نہیں، اسی طرح وحی کی آواز بھی مسلسل شدید ہوتی تھی۔ مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبیٰ شرح سنن النسائي: ١٢/٥٥) اس صورت میں چونکہ فرشتہ آپ کو نظر نہیں آتا تھا بلکہ براہ راست دل پر القا ہوتا تھا، اس لیے یہ آپ کے لیے شدت اور ثقل کا سبب تھا۔ واللہ أعلم. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ پر سخت سردی کے دن میں وحی نازل ہوتی۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہو جاتا تو آپ کی پیشانی پسینے سے شرابور ہو چکی ہوتی تھی۔ (صحيح البخاري، بدء الوحي، حديث:٢)

شاہ ولی اللہ ؒ کے مطابق وحی کے وقت آپ کے کان اور آنکھیں خارج سے بند ہو جاتے تھے۔ نہ آپ کو کچھ نظر آتا تھا' نہ کوئی اور آواز سنائی دیتی تھی تاکہ وحی میں دخل اندازی نہ ہو' توجہ ادھر ادھر منعطف نہ ہو۔ یہ آواز دراصل کان بند ہونے کی وجہ سے ہوتی تھی' اس لیے یہ آواز ساری وحی کے دوران میں قائم رہتی ہوگی۔

٩٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ». قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

۹۳۵- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ حضرت حارث بن ہشام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کبھی تو وحی آنے کی کیفیت گھنٹی کی آواز کی طرح ہوتی ہے اور یہ وحی میرے لیے بہت سخت ہوتی ہے۔ جب وہ موقوف ہوتی ہے تو میں فرشتے کی وحی اچھی طرح یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ اور کبھی فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آ کر مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے' میں یاد کر لیتا ہوں۔'' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ پر سخت سردی والے دن میں وحی اترتے وقت آپ کو دیکھا۔ جب وحی آپ سے موقوف ہوتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① فرشتے کا انسانی صورت اختیار کرنا احادیث صحیحہ سے بکثرت ثابت ہے۔ اس میں کوئی عقلی اشکال بھی نہیں۔ روشنی کتنے رنگ اختیار کرتی ہے' کبھی کسی رنگ میں نظر آتی ہے کبھی کسی میں' ویسے روشنی سفید ہے۔ سورج غروب و طلوع کے وقت سرخ نظر آتا ہے اور دوپہر کے وقت سخت سفید، حالانکہ وہ اس وقت کسی اور جگہ طلوع یا غروب ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کائنات کے اسرار و رموز بے شمار ہیں' اس لیے حقیقتاً واقع ہونے والی چیز سے انکار کرنا اہل عقل و خرد کا شیوہ نہیں۔ ② سردیوں کے موسم میں بھی پسینہ بہہ نکلنا' وحی کے ثقل کی بنا پر تھا کیونکہ وحی کو اخذ کرتے وقت آپ کو بے انتہا جسمانی قوت صرف کرنی پڑتی تھی۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ سے سوالات کرتے تھے اور نبیٔ اکرم ﷺ کسی اکتاہٹ وغیرہ

٩٣٥ـ أخرجه البخاري، بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ ... الخ، ح: ٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٠٢، ٢٠٣، والكبرى، ح: ١٠٠٦، وأخرجه مسلم، ح: ٢٣٣٣ من طريق آخر عن هشام به. انظر الحديث السابق.

کے محسوس کیے بغیر انھیں جواب دیتے اور انھیں دین کی باتیں سکھاتے تھے پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کچھ آپ سے سیکھا اور یاد کیا اسے کوئی بات چھپائے بغیر ہم تک پہنچایا۔ وللّٰہ الْحَمْدُ عَلٰی ذٰلك. ④ اطمینان قلب کے لیے دین کی کسی چیز کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنا یقین کے منافی نہیں۔

٩٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِۦٓ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ﴾ [القيامة : ١٦، ١٧] قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً، وَكَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِۦٓ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ﴾ قَالَ : جَمْعَهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَأَهُ، ﴿فَإِذَا قَرَأْنَٰهُ فَٱتَّبِعْ قُرْءَانَهُۥ﴾ [القيامة : ١٨] قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ قَرَأَهُ كَمَا أَقْرَأَهُ .

٩٣٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ﴾ (القیٰمۃ ٧٥:١٦، ١٧) ”اے نبی! اس (وحی) کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ یقیناً اسے جمع کرنا اور پڑھا دینا ہماری ذمے داری ہے۔“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ قرآن اترتے وقت (اسے یاد کرنے کے لیے) اپنے ہونٹوں کو ہلایا کرتے تھے اور اس سے آپ کو کافی تکلیف ہوتی تھی۔ (اس پر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ......الآية﴾ یعنی اسے آپ کے سینے میں محفوظ کر دینا اور آپ کا اسے (بعینہٖ) پڑھنا (یعنی آپ سے بعینہٖ پڑھوانا) ہماری ذمے داری ہے۔ پھر اس فرمان الٰہی: ﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ (القیٰمۃ ٧٥:١٨) ”پھر جب ہم پڑھ چکیں تو آپ ہمارے پڑھنے کی پیروی کریں۔“ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: خاموشی سے کان لگا کر سنتے رہیں۔ اس کے بعد جب جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر قرآن سناتے تو آپ توجہ سے سنتے رہتے۔ جب وہ چلے جاتے تو آپ (وعدۂ الٰہی کے مطابق) بالکل اسی طرح پڑھتے جیسے فرشتے نے پڑھا ہوتا تھا۔

٩٣٦ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: "لا تحرك به لسانك" . . . الخ، ح: ٧٥٢٤، ومسلم، الصلاة، باب الاستماع للقراءة، ح: ٤٤٨/١٤٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٠٧ .

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کا ساتھ ساتھ پڑھنا اس خطرے کے پیش نظر تھا کہ مجھے کچھ بھول نہ جائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا ذمہ لے لیا تو آپ نے ساتھ ساتھ پڑھنا چھوڑ دیا۔ ② حدیث میں ہونٹ ہلانے کا ذکر ہے جب کہ قرآن مجید میں زبان کی حرکت کا۔ دراصل زبان کی حرکت کا علم ہونٹوں کے ہلنے سے ہوتا ہے، نیز مراد پڑھنا ہے اور پڑھتے وقت ہونٹ بھی ہلتے ہیں اور زبان بھی۔ مختصر صحیح البخاری (اُردو) مطبوعہ دارالسلام میں اس حدیث کے فوائد کچھ یوں ہیں: ''اس حدیث میں قرآن حکیم کے متعلق تین مراحل کا ذکر کیا گیا ہے: پہلا مرحلہ آپ کے سینۂ مبارک میں محفوظ طریقے سے اتارنا ہے، دوسرا مرحلہ قلب مبارک میں جمع شدہ قرآن کو زبان کے ذریعے سے پڑھنے کی توفیق دینا اور آخری مرحلہ قرآن کے مجملات کی تشریح اور مشکلات کی توضیح ہے جو احادیث (صحیحہ) کی شکل میں موجود ہے۔ ان تمام مراحل کی ذمے داری خود اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے۔'' (عون الباری، ١:٥٨) یہ یاد رہے کہ بخاری شریف کی حدیث میں نسائی شریف کی حدیث کی نسبت کچھ الفاظ زیادہ ہیں، لہٰذا اس مناسبت سے یہ تشریح کی گئی ہے۔ واللہ أعلم. ③ نبیٔ اکرم ﷺ کو نزول وحی کے وقت کبھی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور یہ وحی کے بوجھ کی وجہ سے تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾ (المزمل ٧٣:٥) ''یقیناً ہم جلد آپ پر بھاری بات ڈالیں گے۔'' ④ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی ضمانت خود اٹھائی تھی کہ انھیں قرآن بھولے گا نہیں اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ غور سے سنتے۔ جب جبریل علیہ السلام اپنی قراءت مکمل کر لیتے اور واپس چلے جاتے تو نبی ﷺ اپنے صحابہ کو اسی طرح پڑھ کر سناتے جس طرح جبرئیل نے آپ کو پڑھایا ہوتا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰ﴾ (الأعلی ٨٧:٦) ''ہم جلد آپ کو پڑھائیں گے، پھر آپ بھولیں گے نہیں۔'' ⑤ اس حدیث مبارکہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کوئی بھی قرآن کریم کو حفظ کرنا چاہے، وہ اللہ کی مدد اور اس کے فضل کے بغیر حفظ نہیں کرسکتا۔

٩٣٧- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ ابْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ

٩٣٧- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ انھوں نے اس میں کچھ ایسے الفاظ پڑھے جو اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے نہیں سکھلائے تھے۔ میں نے کہا: تمھیں کس نے یہ سورت پڑھائی ہے؟ انھوں نے کہا:

٩٣٧- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف . . . الخ، ح: ٨١٨/ ٢٧١ من حديث معمر، والبخاري، الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ح: ٢٤١٩ وغيره من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٠٨.

الْفُرْقَانِ، فَقَرَأَ فِيهَا حُرُوفًا لَمْ يَكُنْ نَبِيُّ اللهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا، قُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ؟ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: كَذَبْتَ مَا كَذَاكَ أَقْرَأَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانَ وَإِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ فِيهَا حُرُوفًا لَمْ تَكُنْ أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَأْ يَا هِشَامُ!» فَقَرَأَ كَمَا كَانَ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ». ثُمَّ قَالَ: «اِقْرَأْ يَا عُمَرُ!» فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ».

رسول اللہ ﷺ نے۔ میں نے کہا: تم غلط کہتے ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے تمھیں اس طرح نہیں پڑھائی۔ میں ان کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے سورۂ فرقان پڑھائی ہے اور میں نے انھیں اس سورت میں ایسے الفاظ پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے؟ آپ نے فرمایا: ''اے ہشام! پڑھو۔'' انھوں نے پڑھا جس طرح پہلے پڑھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے عمر! تم پڑھو۔'' میں نے پڑھا تو آپ نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید سات قراءت پر اتارا گیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے [سَبْعَةِ أَحْرُفٍ] کی تشریح میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات و اشکالات پیش کر کے ان اقوال کی تردید کی ہے' پھر ترجیح دیتے ہوئے امام ابن قتیبہ اور امام ابوالفضل رازی رحمہما اللہ کے اقوال نقل کیے ہیں اور کہا ہے کہ امام رازی نے امام ابن قتیبہ ہی کی بات کو مزید نکھار کر پیش کیا ہے۔ ہم طوالت کے ڈر سے یہاں صرف راجح قول ہی ذکر کرتے ہیں جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نقل کیا ہے۔ امام ابن قتیبہ اور امام رازی کے نزدیک حدیث میں حروف کے اختلاف سے مراد قراءت کا اختلاف ہے۔ اور سات حروف سے مراد اختلاف قراءت کی سات نوعیتیں ہیں' چنانچہ قراءتیں اگرچہ سات سے زائد ہیں لیکن ان قراءتوں میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں' وہ سات اقسام میں منحصر ہے: ① اسماء کا اختلاف: جس میں افراد' تثنیہ' جمع اور تذکیر و تانیث دونوں کا اختلاف داخل ہے' مثلاً: ایک قراءت میں ہے: ﴿تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ﴾ اور دوسری میں ہے: ﴿تَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ﴾ ② افعال کا اختلاف کہ کسی قراءت میں صیغۂ ماضی ہو' کسی میں مضارع اور کسی میں امر' جیسے ایک قراءت کے مطابق ﴿رَبَّنَا بْعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا﴾ اور دوسری میں ﴿رَبَّنَا بَعِّدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا﴾ ہے۔ ③ وجوہ اعراب کا اختلاف: جس میں حرکات و سکنات مختلف قراءتوں میں مختلف ہوں' مثلاً: ﴿وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ﴾ اور ﴿وَلَا يُضَارُّ كَاتِبٌ﴾ اور ﴿ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ﴾ دوسری قراءت میں ہے: ﴿ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدِ﴾ ④ الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف:

ایک قراءت میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ ہو مثلاً: ایک قراءت میں ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾ اور دوسری میں ﴿وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾ ہے۔ اس میں لفظ ﴿وَمَا خَلَقَ﴾ نہیں ہے۔ اسی طرح ایک قراءت میں ہے: ﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ اور دوسری میں ﴿تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ﴾ ہے۔ ⑤ تقدیم وتاخیر کا اختلاف: یعنی ایک قراءت میں کوئی لفظ مقدم اور دوسری میں مؤخر ہو مثلاً: ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ اور دوسری میں ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ﴾ ہے۔ ⑥ بدلیت کا اختلاف یعنی ایک قراءت میں ایک لفظ اور دوسری میں اس کی جگہ دوسرا لفظ ہو مثلاً: ﴿نُنْشِزُهَا﴾ اور اس کی جگہ دوسری قراءت میں ﴿نَنْشُرُهَا﴾ ہے نیز ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾ کی جگہ ﴿فَتَثَبَّتُوْا﴾ اور ﴿طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ﴾ کی جگہ ﴿طَلْعٍ مَّنْضُوْدٍ﴾ ⑦ لہجوں کا اختلاف: جس میں تفخیم، ترقیق، امالہ، قصر، مد، ہمزہ، اظہار اور ادغام وغیرہ کے اختلاف شامل ہیں۔ محقق ابن جزری، امام مالک اور قاضی باقلانی رحمہم اللہ بھی اس سے متفق ہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۹/۳۳-۳۹، تحت حدیث: ۴۹۹۲، واصول تفسیر (اردو)، ص: ۸۱-۸۷، مطبوعہ دار السلام) ② خطا (غلطی) پر کذب (جھوٹ) کا اطلاق کرنا جائز ہے۔ بعض لوگوں نے مندرجہ بالا حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے اس قسم کی روایات کا انکار کیا ہے کہ اس سے قرآن مجید شکوک وشبہات کا شکار ہوتا ہے، حالانکہ مختلف علاقوں اور قبائل کے لہجے وغیرہ کا اختلاف ایک بدیہی چیز ہے، اس سے اصل کلام میں فرق نہیں پڑتا جس طرح غیر زبانوں میں قرآن مجید کے مختلف تراجم سے قرآن مجید کی بابت کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا۔

۹۳۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ

۹۳۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان ایسے الفاظ کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا جن کے ساتھ میں نہیں پڑھتا تھا، حالانکہ یہ سورت مجھے خود رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں جلد بازی کرتے ہوئے انھیں فوراً (نماز ہی میں) پکڑ لیتا مگر میں نے صبر کیا حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں انھی کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے انھیں سورۂ فرقان اس (قراءت) سے مختلف الفاظ کے

۹۳۸ـ أخرجه البخاري، ح: ۲٤۱۹، ومسلم، ح: ۸۱۸/ ۲۷۰ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۲۰۱، والكبرٰى، ح: ۱۰۰۹.

حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَأْ» فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ» ثُمَّ قَالَ لِي: «اِقْرَأْ» فَقَرَأْتُ فَقَالَ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَأُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ».

ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے جس طرح آپ نے مجھے پڑھائی۔ آپ نے فرمایا: ”پڑھو۔“ انھوں نے وہی پڑھا جو میں نے انھیں پڑھتے سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اسی طرح اتاری گئی ہے۔“ پھر مجھ سے فرمایا: ”تم پڑھو۔“ میں نے پڑھا تو بھی آپ نے فرمایا: ”اسی طرح اتاری گئی ہے۔ یہ قرآن سات لہجوں میں اتارا گیا ہے چنانچہ جو آسان ہو پڑھو۔“

فوائد و مسائل: ① [سَبْعَةِ أَحْرُفٍ] کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دین کے معاملے میں کس قدر سخت تھے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ قریب تھا کہ میں جلد بازی کرتے ہوئے انھیں نماز ہی میں پکڑ لیتا۔ ③ مجرم کو گلے سے پکڑنا جائز ہے جبکہ اس کے بھاگنے کا خدشہ ہو۔ ④ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی کا بیان ہے کہ اللہ نے اس امت کی آسانی کے لیے قرآن کریم سات قراءتوں میں نازل فرمایا ہے۔

٩٣٩- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ: «أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ

٩٣٩- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ میں نے ان کی قراءت کی طرف گہری توجہ کی تو پتہ چلا کہ وہ بہت سے ایسے الفاظ پڑھ رہے تھے جو اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں ان پر نماز ہی کی حالت میں حملہ کر دیتا لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا حتی کہ انھوں نے سلام پھیرا۔ جونہی انھوں نے سلام پھیرا، میں نے انھی کی چادر ان کے گلے میں ڈالی

٩٣٩_ أخرجه مسلم، ح:٨١٨/ ٢٧١ (انظر الحديث السابق: ٩٣٧) من حديث ابن وهب، والبخاري، استتابة المرتدين، باب ماجاء في المتأولين، ح: ٦٩٣٦ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠١٠.

يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ، فَلَمَّا سَلَّمَ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا؟ فَقَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ! إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ هُوَ أَقْرَأَنِي هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا، فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ! اِقْرَأْ يَا هِشَامُ!» فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَؤُهَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَأْ يَا عُمَرُ!» فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ».

اور پوچھا: تمھیں کس نے یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تمھیں پڑھتے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت پڑھائی ہے۔ میں نے کہا: تم غلط کہتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ نے خود مجھے یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تم سے پڑھتے سنی ہے۔ میں انھیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے انھیں سورۂ فرقان ایسے الفاظ کے ساتھ پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے جب کہ آپ نے خود مجھے سورۂ فرقان پڑھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! انھیں چھوڑ دو۔ اے ہشام! پڑھو۔'' انھوں نے آپ کے سامنے اسی طرح قراءت کی جس طرح میں نے ان سے پڑھتے سنی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے ہی اتاری گئی ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! تم پڑھو۔'' میں نے اسی طرح قراءت کی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''یہ قرآن سات لہجوں میں اترا ہے، چنانچہ جو پڑھ سکو، پڑھو۔''

فائدہ: نبیٔ اکرم ﷺ خاندانِ قریش کے فرد تھے، اس لیے قرآن کریم قریش کی لغت میں نازل ہوا، پھر قبائل کی دقت کے پیش نظر نبیٔ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے قرآن کو سات قراءتوں میں پڑھنے کی اجازت لے لی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب اسلام عرب سے باہر عجم میں پھیلا تو اختلاف قراءت کی بنا پر آپس میں جھگڑے ہونے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب دوسری مرتبہ قرآن کو جمع کیا گیا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک جماعت نے اسے مرتب کیا۔ حضرت عثمان نے انھیں حکم دیا تھا کہ اگر تمھارا کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی لغت پر لکھنا کیونکہ قرآن انھی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

نے دیگر قراءات والے نسخہ جات جلا دیے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' فضائل القرآن' حديث:٤٩٨٧) تاکہ عجمی لوگوں کے لیے وہ فتنہ نہ بن جائیں کیونکہ عرب تو عربی کے مختلف لہجوں کے فرق کو سمجھتے تھے مگر عجمی تو انھیں سات قرآن ہی کہتے' لہٰذا انھوں نے اس کا سد باب کر دیا۔ رضي الله عنهم وأرضاهم.

٩٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِىءَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ. قَالَ: «أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ»، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِىءَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ، قَالَ: «أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ». ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِىءَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ، فَقَالَ: «أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ». ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِىءَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَؤُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا».

٩٤٠- حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ بنو غفار کے تالاب کے پاس تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا: اللہ عزوجل آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی امت کو قرآن مجید ایک حرف میں پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش کا طلب گار ہوں۔ (یعنی اس سلسلے میں رعایت مطلوب ہے) کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔'' پھر جبریل علیہ السلام دوبارہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو قرآن مجید دو حروف میں پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور بخشش کا طلب گار ہوں' میری امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔'' پھر وہ تیسری دفعہ آپ کے پاس آئے اور کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو قرآن مجید تین حروف میں پڑھائیں۔'' آپ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور مغفرت کا خواستگار ہوں' میری امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔'' پھر وہ چوتھی دفعہ آپ کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو قرآن مجید سات حروف میں پڑھائیں۔ وہ قرآن مجید کو ان میں سے جس حرف میں

٩٤٠- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف وبيان معناها، ح:٨٢١ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠١١.

پڑھ لیں، درست ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ خُولِفَ فِيهِ الْحَكَمُ، خَالَفَهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ رَوَاهُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث (کی سند کے بیان) میں حکم کی مخالفت کی گئی ہے۔ منصور بن معتمر نے ان کی مخالفت کی ہے۔ انھوں نے اس روایت کو عن مجاہد عن عبید بن عمیر مرسل بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''سات حروف میں پڑھائیں۔'' سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلے میں آراء ونظریات کا شدید اختلاف ملتا ہے یہاں تک کہ ابن العربی نے اس کے متعلق پینتیس (۳۵) اقوال شمار کیے ہیں جن میں سے راجح ترین بات وہی ہے جو ہم نے (حدیث: ۹۳۷ کے فوائد میں) ذکر کی ہے۔ باقی جتنے اقوال ہیں، ان میں کوئی نہ کوئی خامی اور وجہ تردید موجود ہے، ان میں سے مشہور اقوال یہ ہیں: ① بعض حضرات اس سے سات مشہور قرائے کرام کی قراءتیں مراد لیتے ہیں۔ لیکن یہ خیال غلط ہے کیونکہ ان سات قراءتوں کے علاوہ بھی متعدد قراءتیں تواتر سے ثابت ہیں۔ یہ سات قراءتیں اس لیے مشہور ہوئیں کہ انھیں ابن مجاہد ؒ نے ایک کتاب میں جمع کر دیا تھا، لہٰذا اس سے سات قراءتیں ہی مراد لینا درست نہیں۔ ② اس سے مراد تمام متواتر قراءتیں ہیں لیکن سات سے مراد مخصوص عدد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے جیسا کہ اہل عرب سات کا لفظ چیز کی کثرت بیان کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہی مذکورہ روایت جسے بخاری و مسلم نے بھی بیان کیا ہے، اس کا سیاق بالکل واضح ہے کہ اس سے مراد سات کا مخصوص عدد ہی ہے، محض کثرت مراد نہیں ہے۔ ③ ابن جریر طبری ؒ وغیرہ نے اس سے قبائل عرب کی سات لغات مراد لی ہیں چونکہ اہل عرب مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور ہر قبیلے کی زبان عربی ہونے کے باوجود دوسرے قبیلے سے کچھ مختلف تھی اور یہ اختلاف ایسے ہی ہے جیسے کسی بھی بڑی زبان کا اختلاف علاقائی طور پر ہوتا ہے۔ پھر ان سات قبائل کی تعیین میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ لیکن بہت سے محققین، مثلاً: ابن عبدالبر، امام سیوطی اور ابن جزری ؒ نے اس قول کی تردید کی ہے کیونکہ عرب کے بہت سے قبائل تھے۔ ان سات کے انتخاب کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عمر اور ہشام ؓ کے درمیان تلاوتِ قرآن میں اختلاف ہوا، حالانکہ یہ دونوں قریشی تھے اور نبی ﷺ نے دونوں کی تصدیق فرمائی اور وجہ یہ بتائی کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ اگر اس سے سات قبائل مراد لیں تو حضرت عمر اور حضرت ہشام ؓ کے درمیان اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہ دونوں قریشی تھے۔ تیسرے یہ کہ یہ قول قرآن کے بھی خلاف ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾ (إبراهيم ۱۴:۴) ''اور ہم نے ہر رسول اس کی اپنی قوم کی زبان بولنے والا بھیجا۔'' اور یہ متفق علیہ بات ہے کہ آپ قریشی ہی تھے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کا یہی نظریہ ہے، ان کے نزدیک [سبعة أحرف] اور [قراء ت] دونوں الگ الگ چیزیں

ہیں۔ قراءت کا اختلاف جو آج تک موجود ہے، وہ صرف ایک حرف، یعنی قریش میں ہے، باقی حروف یا منسوخ ہو گئے یا انھیں مصلحتاً ختم کر دیا گیا۔ اس پر دوسرے اشکالات کے علاوہ ایک اشکال یہ بھی ہوتا ہے کہ پورے ذخیرۂ احادیث میں کہیں یہ نہیں ملتا کہ تلاوتِ قرآن میں دو قسم کے اختلاف تھے: ایک سبعۃ احرف اور دوسرا قراءت کا بلکہ احادیث میں جہاں کہیں قرآن کریم کے لفظی اختلاف کا ذکر ہے، وہاں ''احرف'' کا اختلاف بیان ہوا ہے، قراءت کا کوئی جداگانہ اختلاف ذکر نہیں ہوا۔ ان وجوہ کی بنا پر یہ قول بھی نہایت کمزور ہے۔ واللہ أعلم۔ ⑵ اس حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ کی اپنی امت پر کمال شفقت کا بھی ذکر ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''میں اللہ سے معافی اور بخشش کا طلب گار ہوں۔ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔'' اسی بات کو قرآن نے بیان کیا ہے: ﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُ وْ فٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبة ۹:۱۲۸) ''یقیناً تمھارے پاس تمھی میں سے ایک رسول آ گیا ہے۔ اس پر تمھارا تکلیف میں مبتلا ہونا گراں گزرتا ہے، وہ تمھاری بھلائی کا بہت حریص ہے۔ مومنوں پر نہایت شفیق، بہت رحم کرنے والا ہے۔'' ⑶ سات حروف میں سے جس حرف کے ساتھ پڑھا جائے درست ہے۔ ⑷ حضرت حکم نے یہ روایت عن مجاہد عن ابن ابی لیلیٰ عن ابی بن کعب کی سند سے متصل مرفوع بیان کی ہے، یعنی صحابی کا واسطہ بیان کیا ہے جبکہ حضرت منصور بن معتمر نے کسی صحابی کا ذکر نہیں کیا۔ عبید بن عمیر تابعی ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں ایسی روایت کو مرسل کہتے ہیں، یعنی جس میں کوئی تابعی رسول اللہ ﷺ کا واقعہ بیان کرے۔

٩٤١- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرِ بْنُ نُفَيْلٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ سُورَةً فَبَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ جَالِسٌ إِذْ سَمِعْتُ رَجُلًا يَقْرَؤُهَا يُخَالِفُ قِرَاءَتِي، فَقُلْتُ لَهُ: مَنْ عَلَّمَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: لَا تُفَارِقْنِي حَتّٰى نَأْتِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ

۹۴۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک سورت پڑھائی۔ میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ میں نے ایک آدمی کو وہی سورت اپنی قراءت کے خلاف پڑھتے سنا۔ میں نے کہا: تجھے یہ سورت کس نے سکھائی ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔ میں نے کہا: مجھ سے جدا نہ ہو حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں۔ پھر میں (اس کے ساتھ) آپ کے پاس آیا اور کہا: یہ شخص اس سورت میں میری قراءت کے خلاف پڑھتا ہے جو آپ نے مجھے سکھائی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اُبی! پڑھو۔'' میں نے وہ سورت

٩٤١- [إسناده حسن] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٨/ ٢٨٦، ٢٨٧ من حديث أبي جعفر بن نفيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠١٢. * معقل حسن الحديث على الراجح، وثقه الجمهور، راجع تقريب التهذيب بتحقيقي.

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ هٰذَا خَالَفَ قِرَاءَتِي فِي السُّورَةِ الَّتِي عَلَّمْتَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَأْ يَا أُبَيُّ!» فَقَرَأْتُهَا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحْسَنْتَ» ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ: «اِقْرَأْ» فَقَرَأَ فَخَالَفَ قِرَاءَتِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحْسَنْتَ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أُبَيُّ! إِنَّهُ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، كُلُّهُنَّ شَافٍ كَافٍ».

پڑھی تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اچھا پڑھا۔'' پھر اس آدمی سے کہا: ''تم پڑھو۔'' اس نے میری قراءت سے مختلف پڑھا تو اسے بھی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بھی اچھا پڑھا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابی! قرآن سات حروف میں اترا ہے۔ ان میں سے ہر ایک شافی وکافی ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَعْقِلُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْقَوِيِّ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (سند میں مذکور راوی) معقل بن عبیداللہ علم حدیث میں قوی نہیں ہے۔

٩٤٢- أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أُبَيٍّ قَالَ: مَا حَاكَ فِي صَدْرِي مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا أَنِّي قَرَأْتُ آيَةً وَقَرَأَهَا آخَرُ غَيْرَ قِرَاءَتِي فَقُلْتُ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَقَالَ الْآخَرُ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَقْرَأْتَنِي آيَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ» وَقَالَ الْآخَرُ: أَلَمْ تُقْرِئْنِي آيَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَتَيَانِي فَقَعَدَ جِبْرِيلُ عَنْ يَّمِينِي وَمِيكَائِيلُ عَنْ

٩٤٢- حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں جب سے مسلمان ہوا' مجھے کبھی دل میں شک پیدا نہیں ہوا مگر ایک دفعہ جب میں نے ایک آیت پڑھی اور ایک دوسرے شخص نے میری قراءت سے مختلف پڑھی تو میں نے کہا: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت (اس طرح) پڑھائی ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: مجھے یہ آیت رسول اللہ ﷺ نے (اس طرح) پڑھائی ہے' چنانچہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ نے فلاں آیت مجھے اس طرح پڑھائی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' دوسرے شخص نے کہا: یہی آیت آپ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھائی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ جبریل

٩٤٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١١٤ عن يحيى بن سعيد القطان به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠١٣. * حميد تقدم، ح: ٧٢٩، والحديث السابق شاهد له.

يَّسَارِي، فَقَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِقْرَإِ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ، قَالَ مِيكَائِيلُ: اِسْتَزِدْهُ اسْتَزِدْهُ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، فَكُلُّ حَرْفٍ شَافٍ كَافٍ».

اور میکائیل علیہما السلام دونوں میرے پاس آئے تو جبریل علیہ السلام میرے دائیں بیٹھ گئے اور میکائیل علیہ السلام میرے بائیں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ قرآن مجید ایک حرف پر پڑھیں۔ میکائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: مزید کی اجازت طلب فرمائیں۔ وہ بار بار کہتے رہے حتی کہ جبریل (اللہ کے حکم سے) سات حروف تک پہنچ گئے اور ان میں سے ہر حرف شافی وکافی ہے۔"

فائدہ: جب بھی کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرنا چاہیے' یعنی قرآن وسنت سے رہنمائی لینی چاہیے' اپنے اجتہادات اور قیاس آرائیاں نہیں کرنی چاہئیں۔

٩٤٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِذَا عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ».

۹۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قرآن کو یاد کرنے والے (حافظ قرآن) کی مثال بندھے ہوئے اونٹوں کے مالک کی طرح ہے۔ اگر وہ ان کا خیال رکھے گا تو انھیں محفوظ رکھے گا اور اگر انھیں کھول دے گا تو وہ بھاگ جائیں گے۔"

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ میں قرآن کریم کا بار بار دور کرنے اور اس کی کثرت سے تلاوت کر کے اس کی حفاظت کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔ ② قرآن کے حافظ کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کو بار بار پڑھتا رہے۔ متشابہات کی طرف توجہ کرے ورنہ بھولنے کا خطرہ ہے۔ ③ کسی بات کی وضاحت کرنے کے لیے مثال بیان کرنی چاہیے تاکہ حقیقت حال ذہنوں کے قریب تر ہو جائے۔

٩٤٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۹۴۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لیے بری بات ہے

٩٤٣ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب استذكار القرآن وتعاهده، ح: ٥٠٣١، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأمر بتعهد القرآن ... الخ، ح: ٧٨٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ١/ ٢٠٢، والكبرٰى، ح: ١٠١٤.

٩٤٤ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب استذكار القرآن وتعاهده، ح: ٥٠٣٢ من حديث شعبة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأمر بتعهد القرآن ... الخ، ح: ٧٩٠ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠١٥.

مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بِئْسَمَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ، اِسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَسْرَعُ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ».

کہ وہ کہے: میں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ وہ اسے بھلا دیا گیا ہے۔ قرآن مجید دہراتے رہو کیونکہ قرآن مجید لوگوں کے سینوں سے زیادہ جلدی نکل جاتا ہے بہ نسبت ان اونٹوں کے جنھیں رسی سے باندھ دیا گیا ہو۔‘‘

فوائد و مسائل: ① ’’بری بات ہے‘‘ کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں: ① اگر کوئی آدمی کوئی آیت بھول جائے تو یہ نہ کہے: نَسِيتُ (میں بھول گیا) بلکہ کہے: نُسِّيتُ (میں بھلا دیا گیا) کیونکہ پہلے لفظ میں بے پروائی پائی جاتی ہے۔ گویا اس نے قرآن جان بوجھ کر بھلا دیا‘ غفلت کی‘ اسے کوئی اہمیت نہیں دی‘ عام سی بات سمجھا۔ جب کہ دوسرے لفظ میں ندامت اور معذرت کا انداز ہے کہ میں نے یاد رکھنے کی پوری کوشش کی مگر مجھے بھلا دیا گیا‘ لہٰذا پہلے لفظ کی بجائے دوسرا لفظ استعمال کرنا چاہیے۔ ② دوسرا مفہوم یہ ہے کہ یہ بہت بری بات ہے کہ کسی آدمی کو کہنا پڑے: ’’میں فلاں آیت بھول گیا۔‘‘ کیونکہ یہ اس کی سستی پر دلالت کرتی ہے کہ اس نے اسے بھلا دیا۔ گویا ایسا موقع ہی نہ آنے دیا جائے کہ کسی کو کہنا پڑے: ’’میں فلاں آیت بھول گیا۔‘‘ ② [نَسِيتُ] ’’میں بھول گیا‘‘ نسیان کی نسبت اپنی طرف کرنے سے ممانعت اس لیے ہے کہ انسان ان لوگوں کے زمرے میں شامل نہ ہو جائے جن کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى﴾ (طٰہٰ ۲۰:۱۲۶) ’’جس طرح (دنیا میں) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو نے وہ بھلا دیں اور اسی طرح آج (قیامت کے دن) تجھے بھی بھلا دیا جائے گا۔‘‘ چنانچہ ایسی بات کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ویسے بھی یہ بات انسان کی سستی اور قرآن سے غفلت پر دلالت کرتی ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص قرآن کریم کا دور کرنے اور اس کی تلاوت میں سستی کرتا ہے‘ اس کے لیے قرآن مشکل ہے۔ اور یہ بات اللہ کے فرمان: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ﴾ کے منافی نہیں ہے کیونکہ جو شخص قرآن مجید یاد کرنا چاہے اور اسے سمجھنا چاہے‘ اس کے لیے قرآن آسان ہے اور جو اس کی پروا نہ کرے‘ اس کے لیے یہ مشکل ہے۔ واللہ أعلم. ④ اونٹوں کو بھاگنے سے روکنا مقصود ہو تو ان کا اگلا ایک گھٹنا باندھ دیا جاتا ہے۔ اس طرح اونٹ مشکل سے چلتا ہے مگر وہ زور لگا لگا کر کوشش کرتا رہتا ہے کہ گھٹنا کھل جائے۔ اگر اس کا خیال نہ رکھا جائے تو وہ آہستہ آہستہ گھٹنا رسی سے نکال لیتا ہے اور دور بھاگ جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید باقاعدگی سے پڑھا جاتا رہے تو وہ سینے میں محفوظ رہتا ہے۔ سستی کی جائے تو یہ سینے سے نکل جاتا ہے۔

(المعجم ٣٨) - اَلْقِرَاءَةُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ٢٩٥)

باب: ۳۸- فجر کی سنتوں میں قراءت

٩٤٥- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَي الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ: ﴿قُولُوٓا۟ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ [البقرة: ١٣٦] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، وَفِي الْأُخْرَى ﴿ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَٱشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ٥٢].

۹۴۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دوسنتوں میں سے پہلی میں سورۂ بقرہ کی آیت: ﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا......﴾ اور دوسری رکعت میں: ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ والی آیت پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ میں فجر کی دورکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد قراءت کرنے کی دلیل ہے جیسا کہ جمہور اہل علم کا موقف ہے لیکن امام مالک اور ان کے اکثر اصحاب فجر کی سنتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد قراءت کے قائل نہیں، ان کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جس میں وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ فجر کی دورکعتیں اس قدر ہلکی پڑھتے تھے کہ میں (دل میں) کہتی کہ آپ نے سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے کہ نہیں۔ (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث: ۷۲۴) امام نووی رحمہ اللہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں نماز کے مختصر ہونے کا مبالغہ ہے کیونکہ آپ کی عام عادت یہ تھی کہ آپ نفل نماز لمبی پڑھتے اور فجر کی سنتیں ان کی نسبت انتہائی مختصر ہوتی تھیں۔ دیکھیے: (شرح صحيح مسلم للنووي: ٦/٦-٩) ② فجر کی دو سنتوں میں مذکورہ آیات کی قراءت کرنا مستحب ہے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بِـ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ (التحفة ٢٩٦)

باب: ۳۹- فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھنا

٩٤٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۹۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

٩٤٥- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما ... الخ، ح: ٧٢٧ من حديث مروان به، وهو في الكبرى، ح: ١٠١٦.

٩٤٦- أخرجه مسلم، ح: ٧٢٦ (انظر الحديث السابق) من حديث مروان به، وهو في الكبرى، ح: ١٠١٧.

دُحَيْمٌ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾

رسول اللہ ﷺ فجر کی دو سنتوں میں دو سورتیں: ﴿قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے۔

(المعجم ٤٠) - تَخْفِيفُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ٢٩٧)

باب:۴۰-فجر کی سنتیں ہلکی پڑھنا

٩٤٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتَّى أَقُولَ: أَقَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْكِتَابِ؟

۹۴۷-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو صبح کی سنتیں پڑھتے دیکھتی تھی۔ آپ ان کو اس قدر ہلکا پڑھتے تھے کہ میں (دل میں) کہتی تھی: کیا آپ نے سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے؟

فوائد و مسائل: ① یہ مبالغہ ہے جس سے مقصود تخفیف ہے نہ کہ انھیں شک تھا۔ خصوصاً رات کی نماز (تہجد) کے مقابلے میں تو یہ بہت ہی خفیف معلوم ہوتی ہوں گی چنانچہ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ فجر کی دو سنتیں ہلکی پڑھنا مستحب ہے۔ ② مذکورہ قراءت سورۂ فاتحہ کے علاوہ ہے۔ یہ نہیں کہ صرف یہ آیات یا یہ سورتیں ہی پڑھتے تھے۔ سورۂ فاتحہ کے بارے میں تو آپ کا صریح فرمان ہے کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (صحيح البخاري، الأذان، حديث:٧٥٦، وصحيح مسلم، الصلاة، حديث:٣٩٤)

(المعجم ٤١) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِالرُّومِ (التحفة ٢٩٨)

باب:۴۱-صبح کی نماز میں سورۂ روم پڑھنا

٩٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۹۴۸-ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

٩٤٧ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر، ح:١١٧١، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر . . . الخ، ح:٧٢٤/ ٩٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠١٨.

٩٤٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٣ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه شعبة وزائدة (أحمد: ٣/ ٤٧١، ٥/

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ شَبِيبٍ أَبِي رَوْحٍ، عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّومَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الطُّهُورَ، فَإِنَّمَا يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ أُولٰئِكَ».

صبح کی نماز پڑھی تو سورۂ روم کی قراءت کی۔ آپ کو اشتباہ ہونے لگا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں مگر اچھی طرح وضو نہیں کرتے۔ اس قسم کے لوگ ہم پر قرآن کو مشتبہ کر دیتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز میں قراءت لمبی کرنی چاہیے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابۂ کرام ؓ سے صبح کی نماز میں سورۂ مومنون، سورۂ یوسف، سورۂ یونس اور سورۂ کہف وغیرہ پڑھنا ثابت ہے۔ ② ظاہری کوتاہیوں کا اثر باطن پر بھی ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی روحانیت بہت اعلیٰ اور لطیف تھی۔ ہلکی سی آلائش بھی آپ کو محسوس ہوتی تھی۔ نماز باجماعت میں امام کا روحانی اثر مقتدیوں پر اور مقتدیوں کا روحانی اثر امام پر اور آپس میں ایک دوسرے پر پڑتا ہے اور واضح طور پر محسوس ہوتا ہے۔ ③ وضو مکمل اور اطمینان سے کرنا چاہیے۔ اگر وضو ناقص ہو تو اس کا اثر نماز پر پڑتا ہے۔ اگر کوئی جگہ خشک رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی حتی کہ ایک ناخن کے برابر بھی جگہ خشک رہ جائے تو اس پر بھی سخت وعید ہے۔

(المعجم ٤٢) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ (التحفة ٢٩٩)

باب:۴۲-صبح کی نماز میں ساٹھ (۶۰) سے سو (۱۰۰) تک آیات پڑھنا

٩٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ سَيَّارٍ - يَعْنِي ابْنَ سَلَامَةَ - عَنْ أَبِي بَرْزَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

۹۴۹- حضرت ابوبرزہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ (۶۰) سے لے کر سو (۱۰۰) تک آیات پڑھتے تھے۔

◀◀ ٣٦٨،٣/ ٤٧١،٤٧٢)، والحديث في الكبرٰى، ح: ١٠١٩. * عبدالملك صرح بالسماع، وشبيب ثقة، ورواه شريك عن عبدالملك عن أبي روح الكلاعي به بتصريح السماع.

٩٤٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦١ من حديث يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٢٠، وأخرجه البخاري، ح: ٥٤١ من طريق آخر عن سيار به كما تقدم، ح: ٤٩٦.

فائدہ: صبح کی نماز میں باقی نمازوں کی نسبت لمبی قراءت مسنون ہے۔ شاید اسی بنا پر اس کی رکعات سب نمازوں سے کم ہیں' البتہ قراءت کی طوالت مقتدیوں کے احوال پر موقوف ہے۔ ساٹھ سے لے کر سو تک کے الفاظ بھی یہی مفہوم سمجھاتے ہیں۔

(المعجم ٤٣) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِقَافِ (التحفة ٣٠٠)

باب:۴۳-صبح کی نماز میں سورۂ قٓ پڑھنا

٩٥٠- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ: مَا أَخَذْتُ ﴿قٓ وَالْقُرْءَانِ الْمَجِيدِ﴾ إِلَّا مِنْ وَّرَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِهَا فِي الصُّبْحِ.

۹۵۰-حضرت ام ہشام ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سورۂ ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (نماز پڑھتے ہوئے) سیکھی کیونکہ آپ اسے (اکثر) صبح کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث' خواتین کے مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کرنے پر صریح اور واضح دلالت کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بہت ساری صحابیات ؓ کا یہ معمول تھا۔ ② اس سورت کی آیات چھوٹی چھوٹی اور مضمون بہت مؤثر ہے۔ الفاظ کے ترنم سے معانی کی اثر انگیزی مزید بڑھ جاتی ہے۔ قیامت وغیرہ کا ذکر سوز میں اضافے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر رسول اللہ ﷺ اکثر یہ سورت تلاوت فرماتے تھے۔

٩٥١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِي إِحْدَى

۹۵۱-حضرت زیاد بن علاقہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے چچا سے سنا' وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے ایک رکعت میں پڑھا ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ﴾ ''اور کھجوروں کے لمبے لمبے درخت جن کے خوشے تہ بہ

٩٥٠ـ [حسن] وهو في الكبرى، ح: ١٠٢١، والحديث الآتي شاهد له. * عبدالرحمٰن بن أبي الرجال الأنصاري حسن الحديث، وثقه الجمهور، وتفرد في قوله: "في الصبح". وصح أن ذلك كان في خطبة الجمعة كما سيأتي، ح: (١٤١٢) فلعله وهم أو ثبتت القراءة في الجمعة والصبح، وهذا هو الراجح، والله أعلم.

٩٥١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٧/ ١٦٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٢٢.

الرَّكْعَتَيْنِ ﴿وَٱلنَّخلَ بَاسِقَـٰتٍ لَّهَا طَلعٌ نَّضِيدٌ﴾ [ق : ١٠]. تہ ہوں گے۔''

قَالَ شُعْبَةُ: فَلَقِيتُهُ فِي السُّوقِ فِي الزِّحَامِ فَقَالَ ﴿قٓ﴾.

شعبہ نے کہا: میں زیاد سے بازار میں ہجوم میں ملا تو انھوں نے کہا: سورۂ قٓ پڑھی۔

فائدہ: زیاد بن علاقہ کے چچا صحابیٔ رسول قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ کتب ستہ میں ان سے صرف دو روایات مروی ہیں۔ ایک یہی مذکورہ حدیث اور دوسری جامع ترمذی میں حدیث: ۳۵۹۱ ہے۔

(المعجم ٤٤) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِـ ﴿إِذَا ٱلشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ (التحفة ٣٠١)

باب:۴۴- صبح کی نماز میں ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ پڑھنا

٩٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ مِسْعَرٍ وَالْمَسْعُودِيِّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سَرِيعٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿إِذَا ٱلشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾.

۹۵۲- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فجر کی نماز میں ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

فائدہ: صبح کی نماز میں کبھی کبھی اس سورت کو پڑھنا مسنون ہے۔ اس سورت میں قیامت کے ہولناک مناظر کی مکمل عکاسی کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سورۂ ہود، سورۂ واقعہ اور ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (جامع الترمذي' تفسير القرآن' حديث: ٣٢٩٧)

(المعجم ٤٥) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ (التحفة ٣٠٢)

باب:۴۵- صبح کی نماز میں مُعَوِّذَتَین پڑھنا

٩٥٣- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ التِّرْمِذِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ - وَاللَّفْظُ لَهُ -

۹۵۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے معوذتین (کی فضیلت) کے

٩٥٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٠٦ عن وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٢٣.

٩٥٣ـ [صحيح] أخرجه أبويعلى: ٣/ ٢٧٦، ح: ١٧٣٤ من حديث أبي أسامة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٢٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٣٦، وابن حبان (موارد)، ح: ٤٧١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٤٠، ووافقه الذهبي. * سفيان هو الثوري وعنعن، ولحديثه شواهد كثيرة عند النسائي، ح: ٥٤٣١ـ٥٤٤٢ وغيره.

قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ : أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ : أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ. قَالَ عُقْبَةُ : فَأَمَّنَا بِهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ.

بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کی امامت فرماتے ہوئے یہ دونوں سورتیں پڑھیں۔

فوائد و مسائل: ① مُعَوِّذَتَيْن سے مراد قرآن مجید کی آخری دو سورتیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہیں۔ انھیں مُعَوِّذَتَيْن اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ جادو اور جن وغیرہ کے شر سے انسان کو پناہ مہیا کرتی ہیں بلکہ ان کے اتارنے کا سبب ہی یہ ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن مجید کا جز ہیں اور انھیں نماز میں پڑھا جا سکتا ہے نہ کہ جیسا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ ''یہ صرف دم اور تعویذ کے لیے ہیں، ان کی قراءت درست نہیں اور نہ یہ قرآن کا جز ہیں۔'' اس حدیث کی مزید تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔ نبی ﷺ کا ان سورتوں کو صبح کی نماز میں پڑھنا ان کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ ③ نبی ﷺ کا معمول تو صبح کی نماز میں لمبی قراءت کرنا ہی تھا لیکن کبھی کبھی بیان جواز کے لیے چھوٹی سورتیں بھی پڑھ لیا کرتے تھے جیسے سورۂ زلزال کے بارے میں ہے کہ آپ نے فجر کی نماز میں اسے پڑھا تھا۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:٨١٦)

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْفَضْلِ فِي قِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ (التحفة ٣٠٣)

باب:٤٦- مُعَوِّذَتَيْن کی قراءت کی فضیلت

٩٥٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ أَسْلَمَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ : اِتَّبَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ رَاكِبٌ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلٰى قَدَمِهِ فَقُلْتُ : أَقْرِئْنِي يَا رَسُولَ اللهِ!

٩٥٤- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلا جب کہ آپ سوار تھے۔ میں نے آپ کے پاؤں پر اپنا ہاتھ رکھا اور گزارش کی: اے اللہ کے رسول! مجھے سورۂ ہود اور سورۂ یوسف پڑھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''تو ہرگز کوئی

٩٥٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٤٩، ١٥٩ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٢٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٧٦، ١٧٧٧، والحاكم: ٢/ ٥٤٠، والذهبي، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ٨١٤ وغيره. * أبوعمران صرح بالسماع من عقبة رضي الله عنه.

سُورَةَ هُودٍ وَسُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ: «لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللهِ مِنْ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾».

ایسی سورت نہیں پڑھے گا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سے زیادہ مرتبے والی ہو۔“

فائدہ: مبتدی طالب علم کو چھوٹی سورتوں سے ابتدا کرنی چاہیے نہ کہ بڑی سورتوں سے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے ابتداءً ہی دو لمبی سورتیں، یعنی سورۂ ہود اور سورۂ یوسف سکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے رہنمائی فرمائی کہ چھوٹی سورتوں سے ابتدا کریں۔ چھوٹی سورتوں کی اپنی فضیلت ہے۔ یا ممکن ہے استعاذہ کا موقع ہو۔ ظاہر ہے معوذتین کو اس مقصد سے جو مناسبت ہے، وہ کسی اور سورت کو نہیں۔

٩٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «آيَاتٌ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾».

٩٥٥- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج رات مجھ پر کچھ آیات نازل ہوئی ہیں کہ ان جیسی آیات کبھی بھی نہیں دیکھی گئیں۔ اور وہ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہیں۔“

(المعجم ٤٧) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٣٠٤)

باب: ٤٧- جمعے کے دن صبح کی نماز میں قراءت کا بیان

٩٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ

٩٥٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جمعۃ المبارک کے دن صبح کی نماز میں ﴿الٓمّٓ ○ تَنْزِيْلُ﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰى﴾ پڑھا کرتے تھے۔

٩٥٥ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة المعوذتين، ح: ٨١٤ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٢٦.

٩٥٦ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة، ح: ٨٩١، ومسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ٨٨٠ من حديث سفيان الثوري به، وسمعه من سعد، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٢٧.

ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴿الٓمٓ ۝ تَنزِيلُ﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَىٰ﴾ .

٩٥٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ الْمُخَوَّلِ ابْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴿تَنْزِيلُ﴾ السَّجْدَةَ وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَٰنِ﴾ .

٩٥٧-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعۃ المبارک کے دن صبح کی نماز میں ﴿تنزیل﴾ السجدة اور ﴿ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ان دوسورتوں کو جمعۃ المبارک کے دن صبح کی نماز میں پڑھنا مستحب ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا یہی معمول تھا۔لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان سورتوں کے علاوہ کوئی اور سورت پڑھنی درست نہیں‘ اور سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے لیکن اکثر عمل یہی ہونا چاہیے تاکہ فرضیت کا تاثر ختم ہو جائے۔ امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت بیان کرتے ہیں جس میں نبیٔ اکرم ﷺ کے اس عمل پر دوام کا بیان ہے کہ آپ کا ہمیشہ یہی معمول تھا۔ دیکھیے: (المعجم الصغير للطبراني‘ حديث:٩٥٦) مگر دوام اور ہمیشگی والے الفاظ ضعیف ہیں۔ دیکھیے: (بلوغ المرام‘ حديث:٢٢٨ کی تحقیق)

(المعجم ٤٨) - بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ

باب:٤٨-قرآنی سجدوں کا بیان

اَلسُّجُودُ فِي ﴿صٓ﴾ (التحفة ٣٠٥)

سورۂ ص میں سجدہ کرنے کا بیان

٩٥٨- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ

٩٥٨-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا اور فرمایا: ’’داود علیہ السلام نے یہ سجدہ بطور توبہ کیا تھا اور ہم اسے شکرانے کے طور پر

٩٥٧ـ أخرجه مسلم، ح:٨٧٩ (انظر الحديث السابق) من حديث المخول به. وهو في الكبرى، ح:١٠٢٨، وأخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في ما يقرأ به في صلاة الصبح يوم الجمعة، ح:٥٢٠ عن علي بن حجر به، وقال: "حسن صحيح".

٩٥٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني (الكبير: ١٢/ ٣٤، ح:١٢٣٨٦)، والدارقطني من حديث عمر بن ذر به، وهو في الكبرى، ح:١٠٢٩، وصححه ابن السكن (التلخيص الحبير: ٢/ ٩)، وروي منقطعًا، وهذا لا يضر.

جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِي ﴿صٓ﴾ وَقَالَ: «سَجَدَهَا دَاوُدُ تَوْبَةً وَنَسْجُدُهَا شُكْرًا».

کرتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں بعض آیات ایسی آتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی فرمانبرداری اوران کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے یاان میں تکبر کی مذمت کی گئی ہے یااللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی' بندگی اور سجدے کی تعریف کی گئی ہے یاان میں سجدے کا حکم ہے۔ان آیات کو پڑھتے وقت ایک مومن شخص بے ساختہ سجدے میں گر پڑتا ہے۔انھیں سجدے کی آیات کہا جاتا ہےاوراس سجدے کوسجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔اگر قاری سجدے کی استطاعت رکھتا ہوتو اسے سجدہ کرنا چاہیے' ویسے نہ گزر جائے۔اگر سجدہ کرنے کی حالت میں نہیں تو سر جھکا لے اور اشارے سے سجدہ کرے' مثلاً: سائیکل یا گاڑی چلانے والا۔ نیچے اتر کر سجدہ کرنا ممکن ہوتو کیا ہی بات ہے۔اگر کوئی شخص قراءت سن رہا ہواوراس کے لیے سجدے کی استطاعت ہو' تو وہ بھی سجدہ کرے۔سجدۂ تلاوت مستحب ہے۔اور افضل یہ ہے کہ اسے ترک نہ کیا جائے۔سجدۂ تلاوت کے تفصیلی احکام ومسائل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداود (اردو) سجود القرآن، کا ابتدائیہ، طبع دارالسلام، و ذخيرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۱۲/۱۹۰-۱۹۶) ② سورۂ صٓ کا سجدہ امام شافعی رحمہ اللہ تسلیم نہیں کرتے کیونکہ وہاں آیت میں سجدے کا لفظ ہی نہیں' بس یہ الفاظ ہیں: ﴿خَرَّ رَاكِعًا وَّ أَنَابَ﴾ (صٓ ۳۸:۲۴) جبکہ دیگر اہل علم اس سجدے کے قائل ہیں کیونکہ یہاں معنی تو سجدے ہی کا ہے اگرچہ لفظ ﴿رَاكِعًا﴾ کے ہیں۔امام مالک بھی امام شافعی کے ہم نوا ہیں۔ ③ حضرت داود علیہ السلام سے کوئی (اجتہادی) غلطی ہوگئی تھی جس کی تفصیل قرآن مجید اوراحادیث صحیحہ میں نہیں ہے' لہٰذا ہمیں بھی اس کی کرید نہیں کرنی چاہیے۔جب انھیں غلطی کا احساس ہوا تو انھوں نے بطور توبہ سجدہ کیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو اس کے شکرانے کے طور پر ہم سجدہ کرتے ہیں۔

(المعجم ٤٩) - اَلسُّجُودُ فِي ﴿وَالنَّجْمِ﴾ (التحفة ٣٠٦)

باب:۴۹-سورۂ نجم میں سجدہ کرنے کا بیان

٩٥٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَبَاحٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ

۹۵۹-حضرت مطلب بن ابووداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم تلاوت فرمائی۔پھر آپ نے سجدہ کیا اور جتنے لوگ آپ کے پاس تھے'ان سب نے سجدہ کیا۔میں نے سر اٹھا لیا اور

٩٥٩ـ [حسن] وهو في مسند أحمد بن حنبل: ٣/ ٤٢٠-٥/ ٢١٥، ٢١٦ ٦/ ٣٩١، ٤٠٠. والكبرى. ح ١٠٣٠.
* جعفر لم يوثقه غير ابن حبان، ولأصل الحديث شواهد.

طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَكَّةَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ وَسَجَدَ مَنْ عِنْدَهُ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَأَبَيْتُ أَنْ أَسْجُدَ، وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ أَسْلَمَ الْمُطَّلِبُ.

سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس وقت (راوئ حدیث) حضرت مطلب مسلمان نہ ہوئے تھے۔

فوائد و مسائل: ① امام مالک ؒ سورۂ نجم کے سجدے کے قائل نہیں حالانکہ یہاں صریح لفظ ہیں ﴿فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا﴾ (النجم ۵۳:۶۲) ② جب آپ نے یہ سورت تلاوت فرمائی اس وقت آپ کے پاس مشرکین بھی تھے۔ انھوں نے بھی سجدہ کر لیا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے سے انکاری نہ تھے۔ بعد میں جب ان کے سرداروں نے ملامت کی کہ سیاسی نقطۂ نظر سے یہ درست نہیں تو پھر انھوں نے جھوٹ گھڑ لیا کہ محمد (ﷺ) نے ہمارے بتوں کی تعریف کی تھی حالانکہ یہ بات عقلاً ونقلاً بعید ہے نیز اس کے بارے میں جو روایت آتی ہے وہ ضعیف ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سجدۂ تلاوت کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں کیونکہ آپ کے پاس جتنے لوگ تھے سب نے سجدہ کیا حتی کہ مشرکین نے بھی سجدہ کیا۔ اور مشرک نجس ہوتا ہے اگر وہ وضو کر بھی لے تو ناپاک ہی رہتا ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ سجدۂ تلاوت کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں البتہ باوضو ہو تو بہتر اور افضل ہے۔

٩٦٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فِيهَا.

۹۶۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سورۂ نجم تلاوت فرمائی تو اس میں سجدہ کیا۔

(المعجم ٥٠) - تَرْكُ السُّجُودِ فِي النَّجْمِ (التحفة ٣٠٧)

باب:۵۰- سورۂ نجم میں سجدہ نہ کرنے کا بیان

٩٦١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا

۹۶۱- حضرت عطاء بن یسار ؒ سے روایت ہے

٩٦٠ـ أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب ماجاء في سجود القرآن وسنتها، ح:١٠٦٧، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح:٥٧٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٣١.

٩٦١ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح:٥٧٧ عن علي بن حجر، والبخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم يسجد، ح:١٠٧٢ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٣٢.

إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ: لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ، وَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾ فَلَمْ يَسْجُدْ.

کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قراءت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: کسی چیز میں امام کے ساتھ قراءت نہیں۔ اور فرمایا: میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ پر ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾ "قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہو جائے۔" تلاوت کی تو آپ نے سجدہ نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① اس قول میں قراءت سے مراد سورۂ فاتحہ سے بعد والی قراءت ہے تاکہ تمام احادیث میں مطابقت ممکن ہو۔ ② رسول اکرم ﷺ کا سجدہ نہ کرنا اس بنا پر تھا کہ قاری، یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہ کیا تھا، البتہ اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سجدۂ تلاوت فرض نہیں، مستحب ہے، ورنہ آپ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیتے اور خود بھی کرتے۔ مگر امام مالک رحمہ اللہ کا استدلال درست نہیں کہ سورۂ نجم میں سجدہ منسوخ ہے کیونکہ دونوں روایات میں تطبیق ممکن ہے کہ فرض نہیں، مستحب ہے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی متأخر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے مفصلات میں سجدے کیے ہیں۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۷۸) لہٰذا انھیں منسوخ کیسے کہا جا سکتا ہے؟ مفصلات سے مراد سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتیں ہیں۔ ان میں تین سجدے ہیں۔

(المعجم ٥١) - بَابُ السُّجُودِ فِي ﴿إِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ﴾ (التحفة ٣٠٨)

باب:۵۱- ﴿إِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ﴾ میں سجدہ کرنے کا بیان

٩٦٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ بِهِمْ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَجَدَ فِيهَا.

۹۶۲- حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان پر (نماز میں) سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ﴾ پڑھی اور سجدہ کیا۔ جب (نماز سے) فارغ ہوئے تو انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس سورت میں سجدہ فرمایا تھا۔

٩٦٢- أخرجه مسلم، ح:٥٧٨ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/ ٢٠٥ والكبرىٰ، ح: ١٠٣٣، وأخرجه البخاري، ح: ١٠٧٤ من طريق آخر عن أبي سلمة به.

٩٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنِ ابْنِ قَيْسٍ - وَهُوَ مُحَمَّدٌ - عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾.

٩٦٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ میں سجدہ فرمایا۔

٩٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ وَ ﴿ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ﴾.

٩٦٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ سورۂ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور سورۂ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدۂ تلاوت کیا۔

٩٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مِثْلَهُ.

٩٦٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت حضرت قتیبہ نے بھی حضرت سفیان سے ہمیں اسی طرح بیان کی ہے۔

فائدہ: اس روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں: محمد بن منصور اور قتیبہ۔ باقی سند ایک ہے۔

٩٦٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٤ من حديث ابن أبي ذئب به، وهو في مسند عمر بن عبدالعزيز للباغندي، ح: ٦٩، والكبرٰى، ح: ١٠٣٤. * عبدالعزيز بن عياش ثقة، وثقه جماعة.

٩٦٤- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب [ماجاء] في السجدة في "إذا السماء انشقت" و"اقرأ باسم ربك . . ." ، ح: ٥٧٤، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب عدد سجود القرآن، ح: ١٠٥٩ من حديث سفيان ابن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٩٩٨، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٣٥، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وله شواهد عند مسلم وغيره.

٩٦٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه الترمذي، ح: ٥٧٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٣٦.

٩٦٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ وَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُمَا.

٩٦٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ میں سجدہ کیا' نیز اس شخصیت (رسول اللہ ﷺ) نے بھی جو ان دونوں سے بہتر تھی۔

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ اس سجدے کو بھی منسوخ سمجھتے ہیں مگر ان کا موقف مذکورہ روایات کے پیش نظر درست نہیں ہے خصوصاً آخری روایت کیونکہ اس میں خلفائے راشدین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی ثابت ہے۔

(المعجم ٥٢) - اَلسُّجُودُ فِي ﴿ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ﴾ (التحفة ٣٠٩)

باب:٥٢-سورۂ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ کرنے کا بیان

٩٦٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ قُرَّةَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَمَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُمَا ﷺ فِي ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ وَ ﴿ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ﴾.

٩٦٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور وہ شخصیت جو ان دونوں سے بہتر تھی (رسول اللہ ﷺ) ان سب نے سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور سورۂ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ کیا ہے۔

٩٦٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَوَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:

٩٦٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ کیا ہے۔

٩٦٦_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٨١، وعبدالرزاق (المصنف: ٣/ ٣٤٠، ح: ٥٨٨٦) من حديث محمد ابن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٣٧. * يحيىٰ هو ابن سعيد القطان، وتلميذه الفلاس.

٩٦٧_ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٣٨.

٩٦٨_ أخرجه مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ١٠٨/٥٧٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وتابعه الثوري، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٣٩.

سَجَدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ وَ ﴿ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ﴾.

فوائد ومسائل: ① امام مالک رحمہ اللہ اس سجدے کے بھی قائل نہیں ہیں۔ وہ اسے منسوخ سمجھتے ہیں مگر یہ بات نہ صرف بلا دلیل ہے بلکہ خلاف سنت ہے۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ نے صرف ان سجدوں کے ابواب باندھے ہیں جن میں اختلاف ہے۔ باقی متفق علیہ سجدوں کا ذکر نہیں کیا' البتہ سورۂ حج کا دوسرا سجدہ بھی باوجود اختلافی ہونے کے ذکر نہیں کیا۔ احناف وموالک اس سجدے کو نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک یہ صلاتی سجدہ (نماز والا سجدہ) ہے۔ ③ قرآن مجید میں کل پندرہ (١٥) سجدے مذکور ہیں۔ حنابلہ اور اہل حدیث ان سب کے قائل ہیں۔ احناف اور شوافع چودہ سجدوں کے قائل ہیں جب کہ امام مالک کل گیارہ سجدے مانتے ہیں لیکن احادیث سے قرآن پاک میں ١٥ سجود تلاوت کا ذکر ملتا ہے' لہٰذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ١٥ مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔

(المعجم ٥٣) - بَابُ السُّجُودِ فِي الْفَرِيضَةِ (التحفة ٣١٠)

باب:٥٣-فرض نماز میں سجدۂ تلاوت

٩٦٩- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُلَيْمٍ - وَهُوَابْنُ أَخْضَرَ - عَنِ التَّيْمِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ - يَعْنِي الْعَتَمَةَ - فَقَرَأَ سُورَةَ ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا فَرَغَ قُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذِهِ - يَعْنِي - سَجْدَةً مَا كُنَّا نَسْجُدُهَا قَالَ: سَجَدَ بِهَا أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ وَأَنَا خَلْفَهُ، فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

٩٦٩-حضرت ابورافع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی۔ انھوں نے سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ پڑھی اور اس میں سجدہ کیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا: اے ابوہریرہ! یہ سجدہ ہم تو نہیں کیا کرتے تھے۔ تو انھوں نے فرمایا: ابوالقاسم ﷺ نے یہ سجدہ کیا جب کہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا' لہٰذا میں تو یہ سجدہ کرتا رہوں گا حتی کہ ابو القاسم ﷺ کو جا ملوں (فوت ہو جاؤں)۔

فائدہ: ابورافع کا انکار مذکورہ سورت میں سجدے پر ہو سکتا ہے اور مطلقاً نماز میں سجدۂ تلاوت کرنے پر بھی۔ دونوں صورتوں میں اعتراض غلط ہے۔ مذکورہ سورت میں بھی سجدہ ثابت ہے اور نماز میں سجدۂ تلاوت کرنا بھی۔

٩٦٩- أخرجه مسلم، ح:٥٧٨/ ١١٠ من حديث سليم بن أخضر، انظر الحديث السابق، والبخاري، الأذان، باب الجهر في العشاء، ح:٧٦٦ من حديث سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٤٠.

(المعجم ٥٤) - بَابُ قِرَاءَةِ النَّهَارِ (التحفة ٣١١)

باب:۵۴- دن کی نمازوں (ظہر وعصر) میں قراءت

٩٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: كُلُّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ فِيهَا، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفَاهَا مِنَّا أَخْفَيْنَا مِنْكُمْ.

۹۷۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ جس نماز میں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سنا دیا (اونچی آواز سے پڑھا) ہم نے تمھیں سنا دیا اور جس نماز میں ہم سے مخفی رکھا (آہستہ پڑھا) ہم نے تم سے مخفی رکھا۔

٩٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: فِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفَاهَا مِنَّا أَخْفَيْنَا مِنْكُمْ.

۹۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہر نماز میں قراءت ہے، جو ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے سنائی، وہ ہم نے تمھیں سنائی اور جو آپ نے ہم سے مخفی رکھی، وہ ہم نے تم سے مخفی رکھی۔

فوائد ومسائل: ① اشارہ ہے کہ نماز ظہر اور عصر میں آہستہ قراءت ہے۔ یہ نہیں کہ ان میں قراءت ہے ہی نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ دن کی نمازوں میں آہستہ قراءت کا راز شاید یہ ہے کہ دن میں شور وغل ہوتا ہے، جماعت بڑی ہو تو سماع مشکل ہوگا، جب کہ رات میں سکون ہوتا ہے، اس لیے رات کی نمازوں میں قراءت بلند آواز سے ہوتی ہے۔ جس نماز میں زیادہ سکون ہوتا ہے، اس میں قراءت بھی طویل رکھی گئی ہے۔ واللہ أعلم. ② حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ہر رکعت میں قراءت ہے اگرچہ پہلی دو میں قراءت اونچی کی جاتی ہے اور آخری رکعتوں میں آہستہ تاکہ نماز زیادہ لمبی نہ ہو جائے۔

(المعجم ٥٥) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الظُّهْرِ (التحفة ٣١٢)

باب:۵۵- ظہر کی نماز میں قراءت

٩٧٠- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٤١، وانظر الحديث الآتي. * جرير هو ابن عبدالحميد، ورقبة هو ابن مصقلة، وعطاء هو ابن أبي رباح.

٩٧١- أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في الفجر، ح: ٧٧٢، ومسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٦/ ٤٣ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٤٢، زاد في مسند أبي عوانة: ٢/ ١٢٥ "سمعته يقول: لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب".

٩٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْبَرِيدِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ، فَنَسْمَعُ مِنْهُ الْآيَةَ بَعْدَ الْآيَاتِ مِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ وَالذَّارِيَاتِ.

٩٧٢- حضرت براء (بن عازب) ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ہمیں چند آیتوں کے بعد ایک آیت سورۂ لقمان اور سورۂ ذاریات کی سنائی دیتی تھی۔

٩٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ النَّضْرِ قَالَ: كُنَّا بِالطَّفِّ عِنْدَ أَنَسٍ فَصَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: إِنِّي صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَقَرَأَ لَنَا بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

٩٧٣- ابوبکر بن نضر کہتے ہیں کہ ہم حضرت انس ؓ کے پاس مقام طَف (کربلا) میں تھے۔ آپ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی۔ آپ نے دو رکعتوں میں یہ دو سورتیں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھیں۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں، تاہم امام سری نمازوں میں بھی کوئی آیت یا کچھ الفاظ بلند آواز سے پڑھ سکتا ہے تاکہ مقتدی قراءت کا اندازہ کرلیں کہ رکوع میں کتنی دیر باقی ہے اور وہ اپنی قراءت وقت پر ختم کرلیں جیسا کہ دوسرے دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہے، البتہ یہ بلند آواز جہری نمازوں کی قراءت سے کم اور مختلف ہونی چاہیے تاکہ امتیاز قائم رہے۔ ظاہر ہے یہ جہر آپ قصداً کردیا کرتے تھے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اتفاقاً آواز بلند ہوجاتی ہو۔

(المعجم ٥٦) - تَطْوِيلُ الْقِيَامِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ (التحفة ٣١٣)

باب:٥٦- نماز ظہر کی پہلی رکعت میں قیام لمبا کرنا

٩٧٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجهر بالآية أحيانًا في صلاة الظهر والعصر، ح: ٨٣٠ من حديث سلم بن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٤٣. * أبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٩٦.

٩٧٣ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٤٤. * أبوعبيدة هو عبدالواحد بن واصل الحداد، أبوبكر بن النضر بن أنس بن مالك مستور، لم أجد من وثقه، وله شاهد عند ابن خزيمة، ح: ٥١٢، وابن حبان، ح: ٤٦٩.

۹۷٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَقَدْ كَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَجِيءُ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى يُطَوِّلُهَا.

۹۷۴-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تحقیق ظہر کی اقامت ہوتی اور کوئی جانے والا بقیع تک جاتا اور قضائے حاجت کرتا' پھر وضو کر کے واپس آتا تو رسول اللہ ﷺ ابھی پہلی رکعت میں ہوتے تھے۔ اسے (اس قدر) لمبی کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ظہر کی پہلی رکعت لمبی کرنا مسنون ہے چونکہ یہ کاروبار کا وقت ہوتا ہے' اس لیے جب پہلی رکعت لمبی ہوگی تو زیادہ سے زیادہ لوگ پوری نماز باجماعت ادا کر سکیں گے۔ واللہ أعلم. ② لوگ آپ کے پیچھے بڑے ذوق شوق سے کھڑے ہوتے تھے۔ آپ کی صحبت و مجلس کی برکت نے طویل قیام میں انھیں سرور آتا تھا۔ آپ کی روحانیت بھی ان کا احاطہ کر لیتی تھی' اس لیے آپ کو اتنا لمبا قیام مناسب تھا۔ آپ کبھی مختصر قیام بھی کرتے تھے۔ دوسرے ائمہ کے لیے نمازیوں کے مناسب حال قیام کرنے کا ارشاد ہے۔ قراءت لمبی بھی ہو اور مخفی بھی' تو یہ اکتاہٹ اور بے زاری پیدا کرتی ہے جو نماز کی روح کے منافی ہے۔

۹۷٥- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ: حَدَّثَنَا [أَبُو] إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ الْقَنَّادُ - حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي بِنَا الظُّهْرَ فَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ يُسْمِعُنَا الْآيَةَ، كَذٰلِكَ وَكَانَ يُطِيلُ الرَّكْعَةَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَالرَّكْعَةَ الْأُولَى يَعْنِي فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ.

۹۷۵-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیں ظہر کی نماز پڑھاتے اور پہلی دو رکعتوں میں قراءت فرماتے تو ہمیں کوئی کوئی آیت سنا دیا کرتے تھے۔ اور آپ ظہر اور صبح کی نمازوں میں پہلی رکعت کو لمبا کیا کرتے تھے۔

۹۷٤ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥٤/ ١٦١ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٤٥، وأخرجه مسلم من طريق آخر عن قزعة به.

۹۷٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في الظهر، ح: ٧٥٩، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥١ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٤٦.

فائدہ: ظہر کے وقت لوگ کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں اور فجر کے وقت لوگ نیند سے بیدار ہوتے ہیں۔ جاگنے میں دیر ہوسکتی ہے۔ جاگنے کے بعد کے لوازمات، مثلاً: قضائے حاجت، غسل یا مسواک میں وقت لگتا ہے، اس لیے پہلی رکعت کو لمبا کیا جائے تاکہ زیادہ لوگ جماعت کے ساتھ شامل ہوسکیں، اسی لیے ان نمازوں میں اذان اور اقامت کا درمیانی فاصلہ بھی زیادہ رکھا جاتا ہے۔

(المعجم ٥٧) - بَابُ إِسْمَاعِ الْإِمَامِ الْآيَةَ فِي الظُّهْرِ (التحفة ٣١٤)

باب:۵۷-امام کا ظہر کی نماز میں کوئی آیت سنانا

٩٧٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدِ ابْنِ مُسْلِمٍ - يُعْرَفُ بِابْنِ أَبِي جَمِيلٍ الدِّمَشْقِيِّ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَمَاعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَتَيْنِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى.

۹۷۶- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ دو سورتیں پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں کوئی آیت سنا بھی دیا کرتے تھے۔ اور آپ پہلی رکعت کو لمبا کیا کرتے تھے۔

فائدہ: نماز ظہر اور نماز فجر کے علاوہ دوسری نمازوں میں بھی پہلی رکعت لمبی کرنی چاہیے تاکہ لوگ حوائج ضروریہ اور وضو وغیرہ سے فارغ ہوکر مل سکیں۔

(المعجم ٥٨) - تَقْصِيرُ الْقِيَامِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الظُّهْرِ (التحفة ٣١٥)

باب:۵۸-ظہر کی دوسری رکعت کا قیام چھوٹا کرنا

٩٧٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي

۹۷۷- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں

٩٧٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٠٤٧.

٩٧٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ١٠٤٨.

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَيُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَكَانَ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ يُطَوِّلُ الْأُولَى وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ.

قراءت فرماتے اور کبھی کبھی ہمیں کوئی آیت سنا بھی دیتے تھے۔ اور پہلی رکعت لمبی کرتے تھے اور دوسری رکعت (پہلی رکعت کے مقابلے میں) چھوٹی کرتے تھے۔ اور صبح کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ پہلی رکعت لمبی کرتے تھے اور دوسری چھوٹی کرتے تھے۔ اور نماز عصر کی پہلی دو رکعتوں میں بھی قراءت فرماتے۔ پہلی رکعت میں لمبی قراءت فرماتے اور دوسری میں (پہلی سے) مختصر۔

(المعجم ٥٩) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ (التحفة ٣١٦)

باب: ۵۹- ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں (سورۂ فاتحہ کے علاوہ) قراءت

٩٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَتَيْنِ، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَكَانَ يُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يُطِيلُ أَوَّلَ رَكْعَةٍ مِّنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ.

۹۷۸- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ دو سورتیں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے۔ اور کبھی کبھی ہمیں کوئی آیت سنا دیتے تھے۔ اور ظہر کی پہلی رکعت لمبی کرتے تھے۔

فائدہ: فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ مزید سورت ملائی جاتی ہے مگر آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ کافی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنا ضروری ہے اور

٩٧٨- [صحيح] انظر الحديث السابق والذين قبله، وهو في الكبرى، ح: ١٠٤٩، وأخرجه مسلم، ح: ٤٥١/١٥٥ من حديث أبان العطار به.

یہی جمہور کا مذہب ہے۔لیکن احناف کے نزدیک آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ نمازی کو اختیار ہے چاہے قراءت کرلے یا تسبیح و تحمید کرے یا خاموش کھڑا رہے۔لیکن جمہور کا مذہب راجح اور سنت صحیحہ کے مطابق ہے۔مزید دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووي: ۲۳۲/۴، تحت حدیث: ۴۵۱) بعض روایات میں آخری دو رکعتوں میں بھی سورت پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔یہ جائز ہے ضروری نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٠) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ (التحفة ٣١٧)

باب: ٦٠-عصر کی پہلی دو رکعتوں میں (سورۂ فاتحہ کے علاوہ) قراءت

٩٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ [عَبْدِ] اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يُطِيلُ الرَّكْعَةَ الْأُولٰى فِي الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ.

٩٧٩-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ دو سورتیں پڑھتے تھے۔ اور کبھی کبھی ہمیں کوئی آیت سنا دیتے تھے۔اور ظہر کی پہلی رکعت لمبی کرتے تھے اور دوسری چھوٹی کرتے تھے۔ اور صبح میں بھی ایسے ہی کرتے تھے۔

٩٨٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، بِالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَنَحْوِهِمَا.

٩٨٠-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ اور ان جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

٩٧٩-[صحيح] انظر ح: ٩٧٥ والذي بعده، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٥٠.

٩٨٠-[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر والعصر، ح: ٨٠٥، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في القراءة في الظهر والعصر، ح: ٣٠٧ من حديث حماد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٥١، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٤٦٥، وللحديث شواهد.

٩٨١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَفِي الصُّبْحِ بِأَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

٩٨١-حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز میں ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ (اور اس جیسی سورت) پڑھتے۔ اور عصر کی نماز میں بھی اس قسم کی سورتیں پڑھتے تھے۔ اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: ظہر اور عصر میں قراءت کے متعلق مختلف احادیث بیان ہوئی ہیں' ان میں تعارض نہیں بلکہ ان تمام روایات کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ظہر اور عصر میں درمیانی قراءت کرتے تھے' یعنی نہ بہت لمبی اور نہ بہت مختصر۔ اور صبح کی نماز میں قراءت لمبی کرتے تھے۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٦١) - تَخْفِيفُ الْقِيَامِ وَالْقِرَاءَةِ (التحفة ٣١٨)

باب:٦١-(امام کا) قیام اور قراءت میں تخفیف کرنا

٩٨٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ ابْنُ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: صَلَّيْتُمْ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: يَا جَارِيَةُ! هَلُمِّي لِي وَضُوءًا، مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِمَامِكُمْ هٰذَا قَالَ زَيْدٌ: وَكَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَيُخَفِّفُ الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ.

٩٨٢-حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم حضرت انس بن مالک ؓ کے پاس گئے' آپ نے فرمایا: تم نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا: ہاں۔ آپ نے لونڈی سے فرمایا: میرے لیے وضو کا پانی لاؤ۔ (پھر فرمایا:) میں نے کسی ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو تمھارے اس امام (حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ) سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھتا ہو۔ حضرت زید نے کہا: حضرت عمر بن عبدالعزیز رکوع اور سجدہ مکمل کرتے تھے اور قیام وقعود ہلکا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① فرض نماز چونکہ ہر شخص نے پڑھنی ہوتی ہے' اس لیے امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز میں تخفیف کو ملحوظ خاطر رکھے مگر رکوع وسجود جو نماز کی جان ہیں' سکون واطمینان سے ادا کرے۔ ان میں کمی نہ

٩٨١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح:٤٥٩ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٥٢.

٩٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٥ من حديث العطاف بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٥٣.

کرے البتہ قراءت اور ادعیہ مختصر کرے جس سے قیام اور قعدہ مختصر ہو جائیں۔ نماز ہلکی بھی ہو جائے گی اور مکمل بھی۔ ② یہ حدیث شریف حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عظیم منقبت، جلالت شان اور اعلیٰ وارفع عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے اور انھوں نے دس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں، وہ فرما رہے ہیں کہ میں نے کسی ایسے امام کی اقتدا نہیں کی جس کی نماز ان (حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) کی نماز سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہو، حالانکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تمام خلفائے راشدین کی اقتدا میں بھی نمازیں پڑھی ہیں لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے متعلق ان کے جذبات اور احساسات اپنے اندر عجیب قسم کی خوبصورتی، کشش اور وزن رکھتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ. (آمین) ③ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ تھے جو بنو امیہ کے دیگر خلفاء سے بہت مختلف تھے۔ اللہ کے ڈر، بے غرضی، امانت و دیانت، احساس ذمے داری، جواب دہی، اور علم دوستی میں اس قدر مشہور ہوئے کہ انھیں "عمر ثانی" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایسی بے مثال عادلانہ حکومت کی کہ خلافت راشدہ کے سوا کوئی حکومت ان کی ہم پلہ نہیں۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً

۹۸۳- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فُلَانٍ، قَالَ سُلَيْمَانُ: كَانَ يُطِيلُ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ الْأُخْرَيَيْنِ، وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ، وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ، وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ، وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطُوَالِ الْمُفَصَّلِ.

۹۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز فلاں (عمر بن عبدالعزیز) سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہو۔ اور سلیمان بن یسار نے کہا: وہ شخص ظہر کی پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا تھا اور آخری دو ہلکی پڑھاتا تھا۔ اور عصر کی نماز ہلکی پڑھاتا تھا۔ مغرب کی نماز میں چھوٹی مفصل سورتیں پڑھتا تھا۔ اور عشاء میں درمیانی مفصل سورتیں پڑھتا تھا۔ اور صبح کی نماز میں لمبی مفصل سورتیں پڑھتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① اگرچہ بعض روایات میں عصر کی نماز کو ظہر کے برابر بتلایا گیا ہے مگر کثیر اور راجح روایات

۹۸۳- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۸۲۷ من حديث الضحاك به، وهو في الكبرى، ح: ۱۰۵٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۲۰، وابن حبان(الإحسان)، ح: ۱۸۳۷.

کی رو سے عصر کی نماز ظہر کی نماز سے تقریباً نصف ہوتی تھی۔ اس کی مناسبت ظہر کی بجائے مغرب کے ساتھ زیادہ تھی۔ ② مغرب کی نماز میں بہت ہلکی قراءت ہونی چاہیے۔ ③ ''مفصل'' سے مراد قرآن مجید کی آخری ساتویں منزل ہے جس میں چھوٹی سورتیں ہیں جو عام طور پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ فاصلہ تھوڑا تھوڑا ہونے کی وجہ سے انھیں مفصل کہا جاتا ہے۔ ان کی ابتدا سورۂ حجرات سے ہوتی ہے۔ آگے تقسیم میں مختلف اقوال منقول ہیں۔ زیادہ مشہور یہ ہے کہ طوال مفصل ''حجرات'' سے ''بروج'' تک اور اوساط مفصل یہاں سے ''بینہ'' تک اور قصار مفصل اس سے آگے آخر تک ہیں۔ طوال مفصل صبح کی نماز میں، اوساط مفصل عشاء اور ظہر کی نماز میں اور قصار مفصل مغرب اور عصر کی نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ مغرب کی نماز میں نبی ﷺ بسا اوقات لمبی سورت بھی پڑھ لیتے تھے، معمول قصار مفصل ہی کا تھا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٢) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ (التحفة ٣١٩)

باب: ٦٢- مغرب کی نماز میں چھوٹی مفصل سورتیں پڑھنی چاہئیں

٩٨٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فُلَانٍ، فَصَلَّيْنَا وَرَاءَ ذٰلِكَ الْإِنْسَانِ وَكَانَ يُطِيلُ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ فِي الْعَصْرِ، وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ، وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ (بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا) وَأَشْبَاهِهَا، وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِسُورَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ».

٩٨٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو فلاں شخص (عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) سے بڑھ کر اللہ کے رسول ﷺ جیسی نماز پڑھاتا ہو۔ ہم نے اس شخص کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ ظہر کی پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا تھا اور آخری دو ہلکی پڑھاتا تھا۔ وہ عصر کی نماز بھی ہلکی پڑھاتا تھا۔ وہ مغرب کی نماز میں چھوٹی مفصل سورتیں پڑھتا تھا اور عشاء کی نماز میں ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ اور اس جیسی سورتیں پڑھتا تھا۔ اور صبح کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھتا تھا۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ٩٨٣۔

٩٨٤۔ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٠٥٥.

(المعجم ٦٣) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ (التحفة ٣٢٠)

باب:٦٣-مغرب کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی﴾ پڑھنا

٩٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ [بَشَّارٍ] قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بِنَاضِحَيْنِ عَلٰى مُعَاذٍ وَهُوَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَصَلَّى الرَّجُلُ ثُمَّ ذَهَبَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ؟ أَلَا قَرَأْتَ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ ﴿وَٱلشَّمْسِ وَضُحَىٰهَا﴾ وَنَحْوِهِمَا».

٩٨٥-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک انصاری آدمی اپنے پانی ڈھونے والے دو اونٹوں کے ساتھ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا جب کہ وہ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے سورۂ بقرہ شروع کر لی۔ وہ آدمی (اکیلا) نماز پڑھ کر چلا گیا۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تم فتنہ باز ہو؟ اے معاذ! کیا تم لوگوں کو آزمائش میں ڈال رہے ہو؟ تم نے کیوں نہ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا﴾ اور ان جیسی دوسری سورتیں پڑھیں؟''

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری (حدیث:٧٠١) میں عشاء کی نماز کا ذکر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یا تو اسے تعدد واقعات پر محمول کیا جائے گا' یعنی مغرب اور عشاء دونوں نمازوں میں یہ واقعہ ہوا' یا عشاء کی نماز کے لیے مغرب کا لفظ مجازاً بول دیا گیا (کیونکہ یہ دونوں رات کی نمازیں ہیں جیسے احادیث میں عِشَاءِ اُولٰی اور عِشَاءِ آخِرَہ کے لفظ ملتے ہیں۔) ورنہ جو صحیح بخاری میں ہے' وہی زیادہ صحیح ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (فتح الباري:٢/٢٥١' تحت حدیث:٧٠١) ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مفترض (فرض پڑھنے والا) متنفل (نفل پڑھنے والا) کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے' یعنی امام متنفل ہو اور مقتدی مفترض کیونکہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ کر آتے تھے' پھر اپنی قوم کو آ کر پڑھاتے تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز نفل ہوتی تھی۔ ③ کسی عذر کی بنا پر مقتدی نماز سے نکل سکتا ہے۔ ④ مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے نماز ہلکی پڑھانا مستحب ہے۔ ⑤ جب مسجد میں جماعت ہو رہی ہو تو کسی شرعی عذر کی وجہ سے کوئی آدمی اکیلا نماز پڑھ لے تو جائز ہے۔

٩٨٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من شكا إمامه إذا طول، ح: ٧٠٥ من حديث محارب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٥٦، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٥٦٦، ٥٦٧.

(المعجم ٦٤) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ (التحفة ٣٢١)

باب:٦٤- مغرب کی نماز میں سورۂ مرسلات پڑھنا

٩٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ الْمُرْسَلَاتِ، مَا صَلَّى بَعْدَهَا صَلَاةً حَتَّى قُبِضَ ﷺ.

٩٨٦- حضرت ام فضل بنت حارث ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے گھر میں مغرب کی نماز پڑھائی اور سورۂ مرسلات پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے کوئی باجماعت نماز نہیں پڑھائی حتی کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں آخری نماز مغرب پڑھائی جبکہ صحیحین میں حضرتِ عائشہ ؓ سے ظہر کی نماز کے متعلق صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٨٧' و صحيح مسلم' الصلاة' حديث:٤١٨) ان دونوں روایات میں تعارض نہیں ہے۔ جس حدیث میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے' اس سے مراد ہے کہ آپ نے مسجد میں لوگوں کو آخری نماز ظہر کی پڑھائی اور مذکورہ حدیث سے مراد ہے کہ آپ نے بیماری کی وجہ سے گھر میں عورتوں کو مغرب کی نماز پڑھائی۔ دیکھیے: (فتح الباري:٢/٢٢٢' تحت حديث:٦٨٧) ② نمازِ مغرب میں قراءت کا عام معمول تو چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھنا ہی ہے لیکن اگر کسی وقت لمبی قراءت کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔

٩٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّهِ: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ.

٩٨٧- حضرت ابن عباس ؓ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ مرسلات پڑھتے سنا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ کی والدہ محترمہ ام فضل بنت حارث ؓ ہی ہیں جو پہلی حدیث کی بھی

٩٨٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/٣٣٨ عن موسى به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٥٧. * حميد عنعن، وللحديث شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي.

٩٨٧- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٢ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ٧٦٣ من حديث الزهري به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ١٠٥٨.

راوی یہ ہیں۔

(المعجم ٦٥) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ (التحفة ٣٢٢)

باب:٦٥- مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھنا

٩٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

٩٨٨- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سنا۔

(المعجم ٦٦) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِـ ﴿حمٓ﴾ الدُّخَانِ (التحفة ٣٢٣)

باب:٦٦- مغرب کی نماز میں سورۂ حمٓ الدخان پڑھنا

٩٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ حَدَّثَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِـ ﴿حمٓ﴾ الدُّخَانِ.

٩٨٩- حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ حمٓ الدخان پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① ممکن ہے کہ آپ نے دونوں رکعتوں میں یہ سورت پڑھی ہو جیسا کہ اگلے باب میں سورۂ اعراف کے متعلق ہے کہ آپ نے مغرب کی دونوں رکعتوں میں سورۂ اعراف تقسیم کر کے پڑھی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے پوری سورت ایک ہی رکعت میں پڑھی ہو۔ واللہ أعلم. ② مذکورہ روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الاسناد قرار دیا ہے لیکن ضعف کی وضاحت نہیں فرمائی' تاہم مذکورہ حدیث کا صحیح ہونا ہی درست معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٢/ ٢٧١-٢٧٥)

٩٨٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في المغرب، ح: ٧٦٥، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ١/ ٧٨، والكبرٰى، ح: ١٠٥٩.

٩٨٩ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٦٠. * عبدالله بن عتبة بن مسعود صحابي، رأى النبي ﷺ وهو صغير، راجع تحفة الأشراف والإصابة وغيرهما، ومراسيل الصحابة مقبولة.

(المعجم ٦٧) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِ ﴿الٓمّٓصٓ﴾ (التحفة ٣٢٤)

باب:٦٧-مغرب کی نماز میں سورۂ الٓمّٓصٓ پڑھنا

٩٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّهُ قَالَ لِمَرْوَانَ: يَا أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ! أَتَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَحَلُوفَةٌ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيهَا بِأَطْوَلِ الطُّولَيَيْنِ ﴿الٓمّٓصٓ﴾.

٩٩٠-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے حضرت مروان سے کہا: اے ابوعبدالملک! کیا آپ ہمیشہ مغرب کی نماز میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ ہی پڑھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! (یعنی اللہ عزوجل کی!) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس نماز میں دو لمبی سورتوں میں سے زیادہ لمبی سورت الٓمّٓصٓ پڑھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: دو لمبی سورتوں سے مراد سورۂ انعام اور سورۂ اعراف ہیں اور ان میں سے زیادہ لمبی سورت سورۂ اعراف ہے۔ اسے سورۂ الٓمّٓصٓ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انھی حروف سے اس سورت کا آغاز ہوتا ہے۔

٩٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: مَا لِي أَرَاكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ السُّوَرِ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيهَا بِأَطْوَلِ الطُّولَيَيْنِ؟ قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ! مَا أَطْوَلُ الطُّولَيَيْنِ قَالَ: اَلْأَعْرَافُ.

٩٩١-حضرت مروان بن حکم نے بیان کیا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں تمھیں مغرب کی نماز میں چھوٹی چھوٹی سورتیں ہی پڑھتے دیکھتا ہوں؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس نماز میں دو لمبی سورتوں میں سے زیادہ لمبی سورت پڑھتے دیکھا ہے؟ میں (مروان) نے کہا: اے ابوعبداللہ! یہ کون سی سورت ہے؟ انھوں نے کہا: سورۂ اعراف۔

٩٩٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة: ١/ ٢٧١، ٢٧٢، ح: ٥٤١ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٦١. * أبوالأسود اسمه محمد بن عبدالرحمٰن.

٩٩١ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ٧٦٤ من حديث ابن جريج به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٦٢.

فائدہ: حضرت مروان اس وقت مدینے کے گورنر تھے بعد میں امیر المومنین ہوئے' لگتا ہے کہ وہ ہمیشہ بہت چھوٹی سورتیں پڑھتے ہوں گے جیسا کہ حدیث نمبر: ۹۹۰ میں ذکر ہے' حالانکہ چھوٹی مفصل سورتوں میں ان سے دگنی بلکہ تگنی سورتیں بھی شامل ہیں۔ انھیں بھی پڑھنا چاہیے۔ گویا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اعتراض بہت چھوٹی سورتیں ہمیشہ پڑھنے پر تھا' نہ کہ قصار مفصل پڑھنے پر کیونکہ ان کا پڑھنا تو مسنون ہے۔ باقی رہا رسول اللہ ﷺ کا سورۂ اعراف جیسی طویل سورت مغرب میں پڑھنا تو وہ کبھی کبھار تھا۔

٩٩٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ وَأَبُو حَيْوَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ فَرَّقَهَا فِي رَكْعَتَيْنِ.

۹۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف دونوں رکعتوں میں تقسیم کر کے پڑھی۔

فائدہ: پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ مغرب میں لمبی سورتیں پڑھنا نبی ﷺ کا کبھی کبھار کا عمل تھا۔ آپ کے پیچھے مقتدیوں کو لذت اور سرور آتا تھا جو آپ کی روحانیت کا اثر تھا۔ ہر شخص ایسا نہیں۔ ہمیں تخفیف کا حکم ہے۔

(المعجم ٦٨) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ٣٢٥)

باب: ٦٨- مغرب کے بعد (کی دو سنتوں میں) قراءت

٩٩٣- أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْجَوَّابِ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَمَقْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِشْرِينَ مَرَّةً يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ

۹۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے بیس (۲۰) دفعہ رسول اللہ ﷺ کو مغرب کے بعد کی دو سنتوں اور فجر سے قبل کی دو سنتوں میں ﴿قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے دیکھا ہے۔

٩٩٢- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني، في مسند الشاميين: ٤/ ٢٩٩، ح: ٣٣٦٣ من حديث بقية عن شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٦٣.

٩٩٣- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٦٤، وأخرجه الترمذي، ح: ٤١٧، وابن ماجه، ح: ١١٤٩ وغيرهما من حديث أبي إسحاق عن مجاهد عن ابن عمر به، وهذا تدليس، ولبعض الحديث شواهد عند مسلم، ح: ٧٢٦ وغيره.

قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد صحیح مسلم وغیرہ میں ہیں جبکہ جامع الترمذی اور سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں اسی روایت کو حسن قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں محقق کتاب کو سہو ہو گیا ہے، واللہ أعلم. علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔ بنا بریں دلائل کی رو سے مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ٨/٣٨١، ٣٨٢، وصحيح سنن النسائي للألباني، رقم: ٩٩١، و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢١/٢٨٦-٢٨٩) ② مغرب اور فجر کی سنتوں میں مذکورہ دونوں سورتیں پڑھنا مستحب ہے۔

(المعجم ٦٩) - اَلْفَضْلُ فِي قِرَاءَةِ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. (التحفة ٣٢٦)

باب: ٦٩-﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھنے کی فضیلت

٩٩٤- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ فَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِـ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ فَعَلَ ذٰلِكَ». فَسَأَلُوهُ فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا. قَالَ رَسُولُ

٩٩٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر پر امیر مقرر فرمایا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے ہوئے قراءت کرتا تو آخر میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (ضرور) پڑھتا۔ جب وہ واپس آئے تو انھوں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اس سے پوچھو! اس نے ایسا کیوں کیا؟'' انھوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اس لیے کہ یہ رحمٰن (اللہ) عزوجل کی صفت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے (بار بار) پڑھوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتاؤ کہ اللہ عزوجل اس سے محبت فرماتا ہے۔''

٩٩٤- أخرجه البخاري، التوحيد، باب ماجاء في دعاء النبي ﷺ أمته إلى توحيد الله تبارك وتعالى، ح: ٧٣٧٥، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة قل هو الله أحد، ح: ٨١٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٦٥.

اللهِ ﷺ: «أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّهُ».

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے سورۂ اخلاص کی فضیلت کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک رکعت میں دو سورتیں جمع کرنا جائز ہے۔

٩٩٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى آلِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ○ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَجَبَتْ» فَسَأَلْتُهُ: مَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: «اَلْجَنَّةُ».

٩٩٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آ رہا تھا کہ آپ نے ایک آدمی کو یہ سورت پڑھتے ہوئے سنا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○﴾ ''کہہ دیجیے: اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا (واجب ہوگئی)؟ آپ نے فرمایا: ''جنت۔''

فائدہ: کیونکہ یہ سورت خالص توحید ہے اور توحید کا بدلہ جنت ہے۔ ابتدا میں مل جائے یا کچھ سزا بھگت کر۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ] ''جس کی آخری بات لَا إله إلا اللّٰهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (سنن أبي داود، الجنائز، حديث:٣١١٦) ہر موحد لازماً جنت میں جائے گا، جب بھی جائے، پھر ہمیشہ وہیں رہے گا۔

٩٩٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا

٩٩٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے ایک آدمی کو (نماز میں) بار بار سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے سنا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا۔ رسول اللہ

٩٩٥_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة الإخلاص وسورة إذا زلزلت، ح:٢٨٩٧ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الموطأ(يحيٰى):١/٢٠٨، والكبرٰى، ح:١٠٦٦.

٩٩٦_ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله أحد، ح:٥٠١٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٦٧، والموطأ(يحيٰى):١/٢٠٨.

يَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً یہ سورت تہائی قرآن مجید کے برابر ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ”تہائی کے برابر“ اس کے متعلق اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اپنے مضمون کے لحاظ سے تہائی کے برابر ہے کیونکہ دین کی بنیاد تین چیزوں پر ہے: ① توحید ② رسالت اور ③ آخرت۔ اس میں کامل واکمل توحید کا بیان ہے۔ بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ اسے ایک تہائی قرآن اس لیے کہا گیا ہے کہ قرآن میں احکام' اخبار اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی گئی ہے۔ اور یہ سورت تیسرے حصے پر مشتمل ہے' لہٰذا یہ تہائی قرآن ہے۔ ان کی دلیل صحیح مسلم کی روایت ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا' چنانچہ سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کو تیسرا حصہ بنایا۔“ (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث:٨١١) اور بعض کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی تلاوت کا ثواب ایک تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:٩/ ٧٧-٧٨' تحت حديث:٥٠١٣) یہ ہر ایک گروہ کی اپنی اپنی توجیہات ہیں' لہٰذا مختلف قسم کی تاویلات کرنے کے بجائے اگر نص کو اس کے ظاہر پر محمول کرلیں کہ یہ سورت تلاوت اور ثواب کے لحاظ سے ثلث (تہائی قرآن) کے برابر ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعید نہیں۔ والله أعلم. ② ”ایک آدمی نے ایک آدمی کو سنا“ پڑھنے والے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے رات کا قیام کیا اور ساری رات ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے رہے' اس سے زیادہ کچھ نہ پڑھا۔ (مسند أحمد: ٣/ ١٥) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ممکن ہے سننے والے ابوسعید ہی ہوں' اس لیے کہ یہ ان کے اخیافی بھائی تھے اور ایک دوسرے کے پڑوس میں رہتے تھے اور یہی بات ابن عبدالبر نے بالجزم کہی ہے۔ گویا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے بھائی کا نام پوشیدہ رکھا۔ (فتح الباري:٩/ ٧٥' تحت حديث:٥٠١٣) لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ابوسعید رضی اللہ عنہ کو سامع قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے بھائی قتادہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی رات کے قیام میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ہی پڑھتا رہا' جب ہم نے صبح کی تو ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور رات کا سارا ماجرا سنایا۔ گویا کہ اس آدمی نے اس قراءت کو کم سمجھا...... تو نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔“ (صحيح البخاري' فضائل القرآن' حديث:٥٠١٤) اس روایت سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ سننے والے ابوسعید نہیں تھے۔ ہاں'

البتہ پڑھنے والے قتادہ رضی اللہ عنہ ہو سکتے ہیں۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا ہاتھ ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

٩٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ امْرَأَةٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ثُلُثُ الْقُرْآنِ».

۹۹۷- حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَا أَعْرِفُ إِسْنَادًا أَطْوَلَ مِنْ هٰذَا.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس سے لمبی سند نہیں جانتا۔

فائدہ: اس روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان دس واسطے ہیں۔ اس سے زیادہ واسطے امام نسائی رحمہ اللہ کی کسی روایت میں نہیں اور دس واسطے بھی صرف اسی سند میں ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧٠) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ (التحفة ٣٢٧)

باب: ۷۰-عشاء کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی﴾ پڑھنا

٩٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَامَ مُعَاذٌ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَطَوَّلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ؟ أَفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ؟ أَيْنَ كُنْتَ عَنْ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿وَالضُّحَى﴾ وَ

۹۹۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ معاذ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھائی تو بہت لمبی کر دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے معاذ کیا تو فتنے باز ہے؟ اے معاذ! کیا تو لوگوں کو فتنے میں ڈالتا ہے؟ تو ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿وَالضُّحٰی﴾ اور ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ سے کہاں چلا گیا تھا؟“

٩٩٧ـ [حسن] أخرجه الترمذي، ح:٢٨٩٦ (انظر الحديث المتقدم:٩٩٥) عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح:١٠٦٨، وللحديث شواهد كثيرة جدًا. * المرأة هو امرأة أبي أيوب كما في سنن الترمذي، وعبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وزائدة هو ابن قدامة، ومنصور هو ابن المعتمر.

٩٩٨ـ [صحيح] تقدم، ح:٨٣٢، وهو في الكبرى، ح:١٠٦٩.

﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنفَطَرَتْ﴾؟» .

(المعجم ٧١) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِـ ﴿وَٱلشَّمْسِ وَضُحَىٰهَا﴾ (التحفة ٣٢٨)

باب:۷۱-عشاء کی نماز میں ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ پڑھنا

٩٩٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ لِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ، فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِّنَّا فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ : إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ مُعَاذٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ؟ إِذَا أَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَأْ بِـ ﴿وَٱلشَّمْسِ وَضُحَىٰهَا﴾ وَ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿وَٱلَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ﴾ وَ ﴿ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ﴾» .

۹۹۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو عشاء کی نماز پڑھائی اور بہت لمبی کر دی۔ ہم میں سے ایک آدمی جماعت سے نکل گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو انھوں نے کہا: وہ منافق ہو گیا ہے۔ جب یہ بات اس آدمی تک پہنچی تو وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو معاذ رضی اللہ عنہ کے واقعے کی خبر دی۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''اے معاذ! تو فتنے باز بننا چاہتا ہے؟ جب تو لوگوں کی امامت کرائے تو ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾، ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ اور ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ جیسی سورتیں پڑھا کر۔''

١٠٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ : حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِـ﴿وَٱلشَّمْسِ وَضُحَىٰهَا﴾ وَأَشْبَاهِهَا مِنَ السُّوَرِ .

۱۰۰۰- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز میں ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ اور اس جیسی دیگر سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کی نماز میں درمیانی مفصل سورتیں پڑھنا مستحب ہے۔

٩٩٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥/ ١٧٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٧٠ .

١٠٠٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في القراءة في صلاة العشاء، ح: ٣٠٩ من حديث الحسين بن واقد به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٧١ .

(المعجم ٧٢) - اَلْقِرَاءَةُ فِيهَا بِـ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ (التحفة ٣٢٩)

باب:٧٢-عشاء کی نماز میں سورۂ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھنا

١٠٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعَتَمَةَ، فَقَرَأَ فِيهَا بِـ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾

١٠٠١-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو آپ نے اس میں سورۂ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھی۔

(المعجم ٧٣) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ (التحفة ٣٣٠)

باب:٧٣-عشاء کی پہلی رکعت میں قراءت

١٠٠٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى بِـ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾.

١٠٠٢-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے تو آپ نے عشاء کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھی۔

(المعجم ٧٤) - اَلرُّكُودُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ (التحفة ٣٣١)

باب:٧٤-پہلی دو رکعتوں میں ٹھہرنا (انھیں لمبا کرنا)

١٠٠٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَوْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ

١٠٠٣-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: تحقیق لوگوں (اہل کوفہ) نے تمھاری ہر چیز کی شکایت

١٠٠١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح:٤٦٤/١٧٦ من حديث يحيى الأنصاري، والبخاري، الأذان، باب الجهر في العشاء، ح:٧٦٧ من حديث عدي بن ثابت به، وهو في الموطأ (يحيى): ٧٩/١، ٨٠، والكبرٰى، ح:١٠٧٢.

١٠٠٢ـ أخرجه البخاري ومسلم من حديث شعبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٧٣.

١٠٠٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: يطول في الأولين ويحذف في الأخريين، ح:٧٧٠، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح:٤٥٣/١٥٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٧٤.

سَمُرَةَ يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ: قَدْ شَكَاكَ النَّاسُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ سَعْدٌ: أَتَّئِدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَمَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ.

کی ہے حتی کہ نماز کی بھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں پہلی دو رکعتوں میں ٹھہرتا (لمبی قراءت کرتا) ہوں اور آخری دو کو ہلکا پڑھتا ہوں۔ اور میں اس نماز سے ذرہ بھر کوتاہی نہیں کرتا جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی اقتدا میں پڑھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سے یہی امید ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی تھے۔ عشرۂ مبشرہ (وہ دس آدمی جنھیں زبان رسالت سے نام لے کر جنت کی خوش خبری ملی) میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ننھیال میں سے تھے۔ جنگ قادسیہ کے فاتح تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں کوفے کا گورنر مقرر کیا تھا۔ مندرجہ بالا شکایت پر معزول کر دیا مگر اپنے بعد جن چھ صحابہ کو خلافت کے لیے نامزد کیا' ان میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بھی شامل فرمایا۔ اور وضاحت فرمائی کہ ''میں نے انھیں کسی نقص کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا بلکہ وہ انتظامی مسئلہ تھا' لہٰذا یہ خلافت کے اہل ہیں۔'' رضي الله عنه وأرضاه. ② اکثر اہل کوفہ بد باطن لوگ تھے۔ جھوٹی شکایات کے عادی تھے۔ گورنروں تک کو تنگ کیا کرتے تھے۔ کسی کو ٹکنے نہ دیتے تھے۔ حجاج نے انھیں خوب کس کے رکھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بابت ان کی مندرجہ بالا شکایات بھی غلط ثابت ہوئیں۔ پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں معزول کر دیا کہ جب حاکم اور محکوم میں غلط فہمیاں اس حد تک ہو جائیں تو امور حکومت خوش اسلوبی سے نہیں چلائے جا سکتے۔ ③ پہلی دو رکعتیں لمبی کرنا مستحب ہے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبیٔ اکرم ﷺ کی پیروی کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ ان کی نماز نبیٔ اکرم ﷺ کی نماز کے عین مطابق ہوتی تھی۔ ⑤ اگر حکومت کو کسی گورنر یا عہدیدار کی شکایت پہنچے جو لوگوں کے معاملات کا ذمہ دار ہو تو حاکم وقت مصلحت کے پیش نظر اسے معزول کر سکتا ہے اگرچہ اس کے خلاف کوئی الزام ثابت نہ بھی ہو۔ ⑥ معزول ہونے والا اپنے متعلق شکایات کے بارے میں پوچھ گچھ کر سکتا ہے۔ ⑦ کسی کی تعریف منہ پر کی جا سکتی ہے جب کہ اس سے فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ ⑧ حکمران کو اپنے ماتحتوں کے متعلق اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے۔

١٠٠٤- أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عُلَيَّةَ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۰۰۴- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کوفہ میں سے کچھ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

١٠٠٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها ... الخ، ح: ٧٥٥، و مسلم (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٧٥، وانظر الحديث السابق.

أَبِي عَنْ دَاوُدَ الطَّائِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: وَقَعَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فِي سَعْدٍ عِنْدَ عُمَرَ فَقَالُوا: وَاللهِ! مَا يُحْسِنُ الصَّلَاةَ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَأُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا أَخْرِمُ عَنْهَا، أَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایات کیں۔ کہنے لگے: اللہ کی قسم! وہ نماز بھی صحیح نہیں پڑھاتا۔ حضرت سعد نے فرمایا: میں تو انھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز پڑھاتا ہوں' اس سے ذرہ بھر کمی نہیں کرتا۔ میں پہلی دو رکعتوں میں ٹھہرتا (لمبی قراءت کرتا) ہوں اور آخری دو میں اختصار کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھارے بارے میں یہی گمان ہے۔

(المعجم ٧٥) - قِرَاءَةُ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ (التحفة ٣٣٢)

باب: ۷۵-ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا

١٠٠٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِشْرِينَ سُورَةً فِي عَشْرِ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلْقَمَةَ فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَأَخْبَرَنَا بِهِنَّ.

۱۰۰۵-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک میں ان ملتی جلتی بیس سورتوں کو بخوبی جانتا ہوں جنھیں رسول اللہ ﷺ دس رکعات میں پڑھتے تھے۔ پھر وہ علقمہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر چلے گئے۔ پھر علقمہ باہر آئے تو ہم نے ان سے ان سورتوں کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے ہمیں ان کی تفصیل بتائی۔

فوائد ومسائل: ① ایک رکعت میں دو سورتیں ہوں یا ایک نماز کی دو رکعتوں میں دو سورتیں' ان میں معنوی مناسبت بھی ہونی چاہیے۔ نَظَائِر (ملتی جلتی سورتیں) سے مراد بھی یہی مناسبت ہے۔ بعض لوگوں نے طول میں مناسبت مراد لی ہے مگر وہ درست نہیں جیسا کہ ان سورتوں کی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے' جیسے "اِقْتَرَبَت" اور "اَلْحَاقَة" ایک رکعت میں' اسی طرح "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" اور "دخان" ایک رکعت میں۔ ② قرآن مجید کی قراءت کرتے ہوئے سورتوں کی ترتیب ملحوظ رکھنا ضروری نہیں ہے' یعنی اگر کوئی پہلے سورۂ کہف پھر سورۂ بقرہ کی قراءت کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں' البتہ ترتیب سے پڑھنا بہتر اور افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ

١٠٠٥ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب ترتيل القراءة واجتناب الهذ، وهو الإفراط في السرعة . . . الخ، ح: ٢٧٧/٨٢٢ عن إسحاق بن إبراهيم، والبخاري، فضائل القرآن، باب تأليف القرآن، ح: ٤٩٩٦ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٧٦.

کا بیشتر عمل اسی پر تھا۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے حضرت عائشہ اور ابن عباس ؓ کے قول کی موافقت ہوگئی کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی رات کی نماز وتر کے علاوہ دس رکعات تھی۔ ④ قرآن مجید کی تلاوت معانی پر تدبر وتفکر کر کے کرنی چاہیے۔ بغیر سوچے سمجھے بہت زیادہ تیز پڑھنا مناسب نہیں۔ ⑤ بسا اوقات دوسری رکعت پہلی سے لمبی پڑھنا جائز ہے کیونکہ ان سورتوں میں سے بعض بعد والی سورتیں پہلی سورتوں سے زیادہ لمبی ہیں' نیز رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ میں پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ غاشیہ پڑھتے تھے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ سورۂ غاشیہ' سورۂ اعلیٰ سے لمبی ہے۔

١٠٠٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ قَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ، فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ سُورَتَيْنِ سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ.

۱۰۰۶- حضرت ابووائل بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے پاس کہا کہ میں نے تمام مفصل سورتیں آج رات ایک رکعت میں پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا: شعر کی طرح تیز تیز کتر ڈالیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! میں ان ملتی جلتی سورتوں کو بخوبی پہچانتا ہوں جنھیں اللہ کے رسول ﷺ ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے مفصل سورتوں میں سے بیس سورتیں ذکر کیں۔ ہر رکعت میں دو دو سورتیں۔

فوائد ومسائل: ① اشعار ویسے تو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے جاتے ہیں مگر جب حفظ شدہ اشعار کا دور کیا جاتا ہے تو انھیں تیز تیز پڑھا جاتا ہے، جس طرح بعض قراء حضرات قرآن مجید کا دور کرتے وقت بہت تیز پڑھتے ہیں کہ غیر حافظ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ یہ مفہوم ہے۔ ② اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر اور تدبر کرتے ہوئے پڑھنا چاہیے' اتنا تیز تیز نہیں پڑھنا چاہیے کہ کسی کی سمجھ ہی میں نہ آئے۔ واللہ أعلم.

١٠٠٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۱۰۰۷- حضرت مسروق حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا

١٠٠٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الجمع بين السورتين في ركعة . . . الخ، ح:٧٧٥، ومسلم، صلاة المسافرين، باب ترتيل القرآن واجتناب الهذ . . . الخ، ح:٨٢٢/ ٢٧٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٧٧.

١٠٠٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٠/ ٤٠ من حديث عبدالله بن رجاء به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٧٨، وأخرجه البخاري، ح:٧٧٥، ٤٩٩٦، ٥٠٤٣، ومسلم، ح:٨٢٢ من طريق شقيق عن ابن مسعود به نحوه.

إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ وَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي قَرَأْتُ اللَّيْلَةَ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، لٰكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ النَّظَائِرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ مِنْ آلِ حٰم.

اور کہنے لگا: تحقیق میں نے آج رات تمام مفصل سورتیں ایک رکعت میں پڑھ لیں۔ انھوں نے فرمایا: تو نے اس طرح تیز تیز پڑھا ہوگا جیسے شعر پڑھے جاتے ہیں؟ لیکن اللہ کے رسول ﷺ تو ملتی جلتی بیس سورتیں (دس رکعتوں میں) پڑھتے تھے جو مفصل سے حٰمٓ والی سورتیں تھیں۔ (جن سورتوں کے شروع میں حٰمٓ ہے۔)

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں سورتوں کی ترتیب مصحف عثمانی سے کچھ مختلف تھی، اس لیے ان کی مفصل سورتوں کی ترتیب کا موجودہ قرآن مجید کی ترتیب سے اختلاف تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس نزولی ترتیب تھی۔

(المعجم ٧٦) - قِرَاءَةُ بَعْضِ السُّورَةِ (التحفة ٣٣٣)

باب:٧٦- سورت کا کچھ حصہ پڑھنا

١٠٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدِيثًا رَفَعَهُ إِلَى ابْنِ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَصَلّٰى فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ، فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ، فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا جَاءَ ذِكْرُ مُوسٰى وَعِيسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ.

١٠٠٨- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے کعبے کے سامنے نماز پڑھی۔ اپنے جوتے اتار کر بائیں طرف رکھے (نماز میں) اور آپ نے سورۂ مومنون شروع کی۔ جب موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کا ذکر آیا تو آپ کو کھانسی آنے لگی، چنانچہ آپ نے رکوع کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① اگر سورت کو مکمل پڑھنا ضروری ہوتا تو آپ کھانسی ختم ہونے کا انتظار فرماتے، پھر سورت کو مکمل فرماتے۔ نبی ﷺ کا کھانسی آنے پر رکوع میں چلے جانا جواز کی دلیل ہے۔ ہوسکتا ہے اسے کوئی عذر قرار دے مگر حدیث: ۹۹۲ میں سورۂ اعراف کو آپ نے بلا عذر دو رکعتوں میں تقسیم کیا۔ یہ حدیث اس مسئلے میں صریح

١٠٠٨_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح:٤٥٥ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح:١٠٧٩. وعلقه البخاري، الأذان، باب الجمع بين السورتين في ركعة . . . الخ، ح:٧٧٤.

دلیل ہے۔ ② جب نماز میں کوئی عارضہ لاحق ہو جائے تو نماز کو مختصر کر لینا چاہیے۔

(المعجم ٧٧) - تَعَوُّذُ الْقَارِيءِ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ (التحفة ٣٣٤)

باب: ۷۷- قرآن مجید پڑھنے والا جب عذاب والی آیت پڑھے تو اللہ کی پناہ طلب کرے

١٠٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلّٰى إِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَقَرَأَ، فَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ وَقَفَ وَتَعَوَّذَ، وَإِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ وَقَفَ فَدَعَا، وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى.

۱۰۰۹- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے پہلو میں نماز پڑھی۔ آپ نے قراءت فرمائی تو جب عذاب والی آیت پڑھتے تو رکتے اور اللہ کی پناہ مانگتے۔ اور جب رحمت والی آیت پڑھتے تو رکتے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت مانگتے۔ اور اپنے رکوع میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] ”پاک ہے میرا عظمت والا رب۔“ اور سجدے میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] ”پاک ہے میرا بلند و بالا رب۔“ پڑھتے۔

فائدہ: قرآن مجید پڑھتے وقت انسان میں جذب کی کیفیت ہونی چاہیے کہ قرآن کا ہر لفظ اس پر اثر کرے۔ اس کیفیت سے پڑھنے والا انسان لازماً وہی کرے گا جو اللہ کے رسول ﷺ کا معمول بیان کیا گیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ رحمت کی آیت سے گزر جائے اور رحمت طلب نہ کرے یا عذاب کا ذکر پڑھے اور عذاب سے بچاؤ کی درخواست نہ کرے۔ قرآن کا اثر ہونا لازمی امر ہے۔ اس کیفیت کو صرف نفل نماز سے خاص کرنا احناف کی زیادتی ہے۔ کیا فرض نماز میں خشوع خضوع ممنوع ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ نوافل سے زیادہ مطلوب ہے' اس لیے فرائض میں بھی آیت عذاب یا رحمت پڑھتے وقت عذاب سے پناہ اور رحمت کی التجا کرنا مستحسن امر ہے۔

(المعجم ٧٨) - مَسْأَلَةُ الْقَارِيءِ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ (التحفة ٣٣٥)

باب: ۷۸- قرآن مجید پڑھنے والا جب رحمت والی آیت پڑھے تو رحمت کا سوال کرے

١٠٠٩ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ٧٧٢ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٨٠، وأخرجه الترمذي، ح: ٢٦٣ عن محمد بن بشار عن شعبة عن سليمان به.

١٠١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، وَ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ فِي رَكْعَةٍ لَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا سَأَلَ وَلَا بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا اسْتَجَارَ.

١٠١٠-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ایک رکعت میں سورۂ بقرہ، آل عمران اور نساء پڑھیں۔ جب بھی آپ کسی رحمت والی آیت پر پہنچتے تو اللہ تعالیٰ سے رحمت مانگتے اور عذاب کی آیت پر پہنچتے تو بچاؤ کا سوال فرماتے۔

(المعجم ٧٩) - تَرْدِيدُ الْآيَةِ (التحفة ٣٣٦)

باب:۷۹-ایک آیت کو بار بار دہرانا

١٠١١- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَسْرَةُ بِنْتُ دِجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ بِآيَةٍ. وَالْآيَةُ: ﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [المائدة: ١١٨].

١٠١١-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) نبی ﷺ نے ساری رات ایک آیت بار بار پڑھتے گزار دی حتی کہ صبح ہوگئی۔ اور وہ آیت یہ تھی: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ''(اے میرے مولا!) اگر تو ان (بندوں) کو عذاب دے تو بے شک وہ تیرے غلام ہیں (چوں نہیں کر سکتے۔) اور اگر تو انھیں بخش دے تو بلاشبہ تو ہی غالب حکمت والا ہے۔'' (کوئی تجھ پر اعتراض نہیں کر سکتا، نیز رحمت ومغفرت پر کیا اعتراض؟)

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں ایک آیت کو بار بار پڑھا جا سکتا ہے۔ ② نبی اکرم ﷺ امت کے لیے بہت فکر مند تھے اور ہر نیک وبد کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے تھے۔

١٠١٠- **[صحيح]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٠٨١، ١٠٨٢.

١٠١١- **[إسناده حسن]** أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلاة الليل، ح: ١٣٥٠ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٨٣، وصححه البوصيري، والحاكم: ١/ ٢٤١، والذهبي.

③ کسی کو بخشنا یا اسے سزا دینا صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ہستی ایسی نہیں جو کسی کے اچھے یا برے انجام کا فیصلہ کر سکے حتی کہ نبیٔ اکرم ﷺ بھی اس چیز کا اختیار نہیں رکھتے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب دینے کا فیصلہ کر دیں تو نبیٔ اکرم ﷺ اسے عذاب سے بچا سکیں۔ ہاں! اللہ تعالیٰ سفارش کا حق دیں گے جسے چاہیں گے اور جس کے لیے چاہیں گے۔

(المعجم ٨٠) - قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ (التحفة ٣٣٧)

باب: ٨٠- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ ”قرآن مجید پڑھتے ہوئے آواز نہ زیادہ اونچی کریں اور نہ بالکل پست“ کی تفسیر

١٠١٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ - وَهُوَ ابْنُ إِيَاسٍ - عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ، فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ ابْنُ مَنِيعٍ: يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ إِذَا سَمِعُوا صَوْتَهُ سَبُّوا الْقُرْآنَ، وَمَنْ أَنْزَلَهُ، وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ

١٠١٢- حضرت ابن عباس ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: یہ آیت اس وقت اتری جب آپ مکہ مکرمہ میں چھپ کر رہتے تھے۔ آپ جب اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن مجید بلند آواز سے پڑھتے۔ مشرکین جب آپ کی آواز سنتے تو قرآن کو، اس کے اتارنے والے اور اس کے لانے والے (سب) کو گالیاں دیتے۔ تو اللہ عز و جل نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: ”اتنی بلند آواز سے نہ پڑھا کریں کہ مشرکین اسے سن کر قرآن کو گالیاں دیں اور اتنا آہستہ بھی نہ پڑھیں کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں بلکہ ان کی درمیانی راہ اختیار کریں۔“

١٠١٢- أخرجه البخاري، التفسير، باب "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها"، ح: ٤٧٢٢ عن يعقوب بن إبراهيم به، ومسلم، الصلاة، باب التوسط في القراءة في الصلاة الجهرية ... الخ، ح: ٤٤٦ من حديث هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٨٤.

أَصْحَابِكَ فَلَا يَسْمَعُوا ﴿وَٱبْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾.

فوائد ومسائل: ① مشرکین سے قطع نظر نماز کے اندر امام درمیانی آواز اختیار کرے۔ اسی طرح نفل نماز پڑھنے والا اتنی آواز رکھے جس سے دوسروں کی نماز یا آرام میں خلل بھی نہ پڑے اور اس کی آواز بھی سنائی دے۔ ویسے بھی منہ میں پڑھنے سے وہ تاثر پیدا نہیں ہوتا جو آواز کے ساتھ پڑھنے سے ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ② ابتدائے اسلام میں نبیٔ اکرم ﷺ لوگوں کو دعوت دیتے تو مشرکین آپ کو تکلیفیں دیتے تھے۔ آپ اور آپ کے صحابہ چھپ کر نماز پڑھتے اور مسلسل دعوت کا کام کرتے رہے' اسی طرح ہر داعی کو بچاؤ کے اسباب اختیار کرنے چاہئیں اور مخالفین کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرے۔ آخرکار کامیابی دین اسلام ہی کی ہے' نیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے والا ہر اس کام اور بات سے دور رہے جس سے لوگوں کو اللہ' اس کے رسول اور دین اسلام پر طعن وتشنیع کرنے کا موقع ملے۔ واللہ أعلم.

١٠١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ إِذَا سَمِعُوا صَوْتَهُ سَبُّوا الْقُرْآنَ، وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْفِضُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ مَا كَانَ يَسْمَعُهُ أَصْحَابُهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَٱبْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾ [الإسراء: ١٠١١٠].

۱۰۱۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بلند آواز سے قرآن پڑھتے تھے۔ مشرکین جب آپ کی آواز سنتے تو قرآن اور اس کے لانے والے کو برا بھلا کہتے۔ نبی ﷺ قرآن (کی تلاوت) کے ساتھ اپنی آواز اتنی پست اور آہستہ کر لیتے کہ آپ کے اصحاب ؓ بھی نہ سن سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا﴾ ''نماز میں آواز کو زیادہ بلند کیا کریں نہ انتہائی پست' بلکہ درمیانی راہ اختیار کریں۔''

(المعجم ٨١) - بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ (التحفة ٣٣٨)

باب:۸۱- بلند آواز سے قرآن پڑھنا

١٠١٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۱۰۱۴- حضرت ام ہانی ؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے

١٠١٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٨٥.

١٠١٤ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلاة الليل، ح: ١٣٤٩، والترمذي ◀◀

الدَّوْرَقِيُّ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا عَلَى عَرِيشِي.

گھر کی چھت پر لیٹی نبی ﷺ کی قراءت سن لیا کرتی تھی۔

فائدہ: جب کسی فتنے یا کسی کی نماز یا آرام میں خلل کا اندیشہ نہ ہو تو قرآن اونچی آواز سے پڑھا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٨٢) - بَابُ مَدِّ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ (التحفة ٣٣٩)

باب:۸۲- حروف کو کھینچ کھینچ کر پڑھنا

١٠١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ مَدًّا.

۱۰۱۵- حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسے ہوتی تھی؟ انھوں نے فرمایا: آپ آواز کو کھینچ کھینچ کر پڑھتے تھے۔

فائدہ: یہ مطلب نہیں کہ بے جا کھینچتے تھے بلکہ جس حرف پر مد ہوتی تھی اسے لمبا کر کے پڑھتے تھے۔ مد والے حروف کو کھینچنے سے قراءت میں سکون اور ٹھہراؤ پیدا ہوتا ہے جسے ترتیل کہتے ہیں اور یہ ضروری ہے' اس سے قرآن کریم میں غور وفکر کرنے کا موقع ملتا ہے۔ تیز تیز پڑھنا جس سے سوائے یَعْلَمُوْن اور تَعْلَمُوْن کے کچھ پتہ نہ چلے' مذموم قراءت ہے۔

(المعجم ٨٣) - تَزْيِينُ الْقُرْآنِ بِالصَّوْتِ (التحفة ٣٤٠)

باب:۸۳- قرآن کو خوب صورت اور مزین آواز سے پڑھنا

١٠١٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا

۱۰۱۶- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے'

في الشمائل، باب ماجاء في قراءة رسول الله ﷺ، ح:٣٠١ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٨٦، وصححه البوصيري.

١٠١٥ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب مد القراءة، ح:٥٠٤٥ من حديث جرير به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٨٧.

١٠١٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب: كيف يستحب الترتيل في القراءة، ح:١٤٦٨ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٨٨، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وانظر الحديث الآتي.

جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔“

١٠١٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ».

١٠١٧-حضرت براء بن عازب ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن مجید کو پرسوز آواز سے پڑھا کرو۔“

قَالَ ابْنُ عَوْسَجَةَ: كُنْتُ نَسِيتُ هٰذِهِ «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ» حَتّٰى ذَكَّرَنِيهِ الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ.

راویٔ حدیث ابن عوسجہ بیان کرتے ہیں کہ یہ الفاظ [زَيِّنُوا الْقُرْآنَ] میں بھول گیا تھا حتی کہ (میرے ساتھی) ضحاک بن مزاحم نے مجھے یاد دلائے۔

فائدہ: قرآن مجید کو توجہ تصحیح اور حضور قلب سے پڑھنا کہ قاری اور سامعین پر اس کا مثبت اثر ہو شریعت کا مطلوب ہے البتہ گانے کا انداز نہ ہو یعنی ساز کی بجائے سوز ہو۔ پڑھنے اور سننے والے پر خشیت الٰہی طاری ہو۔ دونوں کو رونا آئے نہ کہ طرب کی کیفیت پیدا ہو اور واہ واہ کے نعرے بلند ہوں۔ ریاکاری اور تحسین کے لیے پڑھنا موجب عذاب ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. اگر خوبصورت کلام کو پُرسوز اور اچھی آواز سے پڑھا جائے تو یہ چیز کلام کے حسن کو مزید چار چاند لگا دیتی ہے جیسا کہ حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کریم کو اپنی آوازوں کے ساتھ خوبصورت بناؤ اس لیے کہ خوبصورت آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔“ (سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٢/٤٠١، حديث: ٧٧١)

١٠١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ

١٠١٨-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے انھوں

١٠١٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب في حسن الصوت بالقرآن، ح: ١٣٤٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٨٩، وانظر الحديث السابق.

١٠١٨ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ "الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة . . . الخ، ح: ٧٥٤٤ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن، ح: ٧٩٢/ ٢٣٣ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٩٠.

الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ».

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی آواز کی طرف اتنی توجہ نہیں دی (غور سے نہیں سنا) جس قدر خوب صورت آواز والے نبی کی طرف توجہ دی جو بلند (اور پرسوز) آواز سے قرآن پڑھتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''خوب صورت آواز والے نبی'' سے مراد بعض کے نزدیک خود رسول اکرم ﷺ ہیں لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد انبیاء کی جماعت ہے۔ جنھوں نے اس سے مراد صرف رسول اللہ ﷺ لیے ہیں، انھیں وہم ہوا ہے۔ (فتح الباري: ۹/۸۷، تحت حدیث: ۵۰۲۳) ② اس حدیث مبارکہ سے اللہ کی صفت سماع ثابت ہوتی ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔

١٠١٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا أَذِنَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِشَيْءٍ يَعْنِي أَذْنَهُ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ».

۱۰۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کی طرف اتنی توجہ نہیں دی جس قدر اس نبی کی طرف توجہ فرماتا ہے جو پرسوز آواز سے قرآن پڑھتا ہے۔''

فائدہ: بعض لوگ جنھیں اللہ تعالیٰ کی فکر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بھی بڑھ کر ہے ایسی احادیث سن کر بڑے پیچاں و غلطاں ہو جاتے ہیں کہ ''کان لگانا، غور کرنا، توجہ فرمانا، سننا'' تو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں، لہٰذا تاویل کرنی چاہیے۔ گزارش ہے کہ ان تاویلات سے تو یہ احادیث ہی بے معنی ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اسمائے حسنیٰ ہی سے محروم ہو جاتا ہے۔ تف ہے ایسی عقل پر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو پڑھانے بیٹھ جائے۔ نبی ﷺ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو جاننے والے تھے۔

١٠٢٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ

۱۰۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی

١٠١٩- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن . . . الخ، ح: ٥٠٢٤، ومسلم، ح: ٧٩٢ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٩١ .

١٠٢٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/٣٦٩ من حديث ابن شهاب به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٩٢، وصححه ابن حبان(الإحسان)، ح: ٧١٥٢، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ١٣٤١ وغيره، وإسناده حسن.

ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَمِعَ قِرَاءَةَ أَبِي مُوسٰى فَقَالَ: «لَقَدْ أُوتِيَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی قراءت سنی تو فرمایا: ”اسے تو داود علیہ السلام کی بانسریوں میں سے ایک بانسری دی گئی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① حضرت داود علیہ السلام آواز وقراءت کی خوب صورتی میں ضرب المثل بن چکے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کی قراءت کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کی قراءت کا ذکر ہے، اس لیے نبی ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی خوب صورت آواز کو حضرت داود علیہ السلام کی آواز کے ساتھ تشبیہ دی۔ اور اس کے لیے [مِزْمَار] کا لفظ استعمال فرمایا۔ [مِزْمَار] کے معنی بانسری ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بانسری کے ساتھ پڑھتے تھے بلکہ یہ تو صرف تشبیہ ہے کہ آواز اس طرح پرسوز اور پرکشش تھی جیسے بانسری ہو۔ ② اچھی آواز کی تعریف کرنا درست ہے۔ ③ اچھی آواز والے قاری کی قراءت سننا مستحسن امر ہے۔

١٠٢١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ قِرَاءَةَ أَبِي مُوسٰى فَقَالَ: «لَقَدْ أُوتِيَ هٰذَا مِنْ مَّزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

١٠٢١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی قراءت سنی تو فرمایا: ”بلاشبہ اسے تو داود علیہ السلام کی بانسریوں میں سے ایک بانسری دی گئی ہے۔“

فائدہ: علماء نے ”آل داود“ کے لفظ میں لفظ ”آل“ کو زائد قرار دیا ہے۔ حدیث نمبر ١٠٢٠ کا ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

١٠٢٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

١٠٢٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی

١٠٢١_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧، ١٦٧ عن سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٩٣، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٧١٥١، وله شاهد حسن عند ابن سعد: ٢/ ٣٤٤.

١٠٢٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٦٧ عن عبدالرزاق بن همام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٩٤، وانظر الحديث السابق.

الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِرَاءَةَ أَبِي مُوسَى فَقَالَ: «لَقَدْ أُوتِيَ هٰذَا مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

قراءت سنی تو فرمایا: ”بلاشبہ اسے داود علیہ السلام کی بانسریوں میں سے ایک بانسری دی گئی ہے۔“

١٠٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ: أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَصَلَاتِهِ؟ قَالَتْ: مَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ؟ ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا.

۱۰۲۳-حضرت یعلی بن مملک نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت اور نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: تمھیں آپ کی نماز سے کیا سروکار؟ (اس پر عمل کرنا بہت مشکل ہے)۔ پھر انھوں نے آپ ﷺ کی قراءت کی نقل فرمائی (اسے بیان کیا) تو وہ ایسی قراءت تھی جس کا ایک ایک حرف الگ الگ تھا (ہر آیت اور جملے پر وقف ہوتا تھا۔)

فائدہ: قراءت صاف ستھری ہونی چاہیے۔ ہر ایک لفظ الگ الگ سمجھ میں آنا چاہیے۔ ہر آیت اور جملے پر ٹھہرنا چاہیے تاکہ پڑھتے اور سنتے وقت معانی ومفہوم کی طرف توجہ ہو۔ معانی دل میں نقش ہوں اور دل پر اثر ہو اور نصیحت حاصل ہو جو قرآن کا اصل مقصد ہے ورنہ خالی تجوید سے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

(المعجم ٨٤) - بَابُ التَّكْبِيرِ لِلرُّكُوعِ (التحفة ٣٤١)

باب:۸۴-رکوع کو جاتے وقت اللہ اکبر کہنا

١٠٢٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ

۱۰۲۴-حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جب مروان (گورنر مدینہ) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینے پر (عارضی طور پر) اپنا نائب مقرر کیا تو جب

١٠٢٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ما جاء كيف كانت قراءة النبي ﷺ، ح: ٢٩٢٣ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ١٠٩٥. * يعلى بن مملك حسن الحديث، وثقه ابن حبان، والترمذي كما في نيل المقصود، ح: ١٤٦٦.

١٠٢٤ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلاة... الخ، ح: ٣٩٢/ ٣٠ من حديث يونس بن يزيد الأيلي، والبخاري، (ببعض الاختلاف)، الأذان، باب: يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ٨٠٣ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ١٠٩٦.

الرَّحْمٰنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ اسْتَخْلَفَهُ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِينَةِ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ يَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ، فَإِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلٰى أَهْلِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

وہ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) فرض نماز شروع فرماتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کرتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے۔ پھر جب سجدے کو جاتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔ پھر جب درمیانی تشہد کے بعد دو رکعتوں سے اٹھتے تو پھر اللّٰہ أکبر کہتے۔ اور پھر نماز کے اختتام تک ایسے ہی کرتے۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو نمازیوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اپنی نماز میں تم سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوں۔

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آخر دور میں نئے لوگوں نے بعض سنتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا' جن میں سے ایک سنت تکبیرات انتقال تھی۔ لوگوں نے نماز میں تکبیرات کہنا چھوڑ دی تھیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس طرف توجہ دلائی۔ ② اگر کوئی سنت متروک ہو رہی ہو تو حاکم وقت کو اسے زندہ کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

(المعجم ٨٥) - رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلرُّكُوعِ حِذَاءَ فُرُوعِ الْأُذُنَيْنِ (التحفة ٣٤٢)

باب: ۸۵- رکوع کو جاتے وقت کانوں کے برابر رفع الیدین کرنا

١٠٢٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ ابْنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، حَتّٰى بَلَغَتَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

۱۰۲۵- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے اور جب رکوع کو جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ وہ کانوں کے کناروں کے برابر ہو جاتے۔

١٠٢٥- [صحيح] تقدم، ح: ٨٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٩٧.

فائدہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ماہ رجب المرجب سن ۹ھ میں مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ رفع الیدین کے ایک اور راوی صحابیٔ رسول حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ شوال المکرّم ۱۰ھ میں حاضر ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ آخر عمر تک رفع الیدین فرماتے رہے۔ اس حدیث سے احناف کے دعوائے نسخ کی تردید ہوتی ہے۔ لطیفہ یہ ہے کہ احناف رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت کے رفع الیدین کو تو نہیں مانتے جو بہت قوی اسناد سے ثابت ہیں مگر قنوت وتر اور تکبیرات عیدین کے رفع الیدین کے قائل ہیں جو نبی ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ اگر رفع الیدین منسوخ ہے تو یہ دو کیوں نہ منسوخ ہوئے؟ آخر تفریق کی کوئی وجہ؟ جو اعتراضات رکوع کے رفع الیدین پر کیے جاتے ہیں، کیا وہ قنوت کے رفع الیدین پر وارد نہیں ہوتے؟ رفع الیدین منسوخ بھی ہے، نماز کے سکون کے منافی بھی ہے مگر شروع نماز میں، دوران نماز قنوت وتر میں اور عیدین کی تکبیرات میں بار بار کیے بھی جا رہے ہیں؟ صرف رکوع کا رفع الیدین ہی اتنا قبیح ہے کہ اس پر اعتراضات بھی ہیں اور وہ منع بھی ہے؟ کیا صرف رکوع کے رفع الیدین کے نسخ کی کوئی معقول وجہ ہے؟ یا تو سب کو ختم کر دو یا انھیں بھی مانو۔ یَا أُولِي الْأَلْبَابِ! (مزید بحث کے لیے دیکھیے فوائد حدیث نمبر ۸۷۷ و مابعد)

(المعجم ٨٦) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلرُّكُوعِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ (التحفة ٣٤٣)

باب:۸۶-رکوع کو جاتے وقت کندھوں کے برابر رفع الیدین کرنا

١٠٢٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ.

۱۰۲۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز شروع فرماتے اور جب رکوع کو جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کندھوں کے برابر کرتے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث نمبر: ۸۸۰،۸۷۹۔

(المعجم ٨٧) - تَرْكُ ذٰلِكَ (التحفة ٣٤٤)

باب:۸۷-رکوع کا رفع الیدین نہ کرنے کا ذکر

١٠٢٦_[صحيح] تقدم، ح: ٨٧٩، وهو في الكبرٰى، ح: ١٠٩٨، وأخرجه مسلم، ح: ٣٩٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٠٢٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يُعِدْ.

١٠٢٧- حضرت علقمہ سے روایت ہے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ پھر آپ اٹھے (نماز شروع کی) پہلی دفعہ رفع الیدین کیا' پھر نہ کیا۔

فائدہ: یہ روایت رکوع کے رفع الیدین کے نسخ کی دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے' مگر یہاں چند باتیں قابل غور ہیں: ① اس روایت میں رکوع کے رفع الیدین کا ذکر ہی نہیں تو منسوخ کیسے؟ اگر کہا جائے: ''پھر نہ کیا'' سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے تو عرض ہے کہ قنوت وتر کا رفع الیدین اس سے کیسے بچ گیا؟ تکبیرات عیدین کیوں اس کی زد میں نہ آئیں؟ ② اس روایت کی اسنادی حیثیت اتنی قوی نہیں جتنی رفع الیدین کے ثبوت کی احادیث کی ہے۔ اس حدیث کو اکثر محدثین نے ضعیف کہا ہے جب کہ رفع الیدین کرنے کی بخاری اور مسلم کی مستند روایات ہیں۔ پھر وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک ضعیف روایت لے کر کثیر صحابہ کی روایات چھوڑنا کسی بھی لحاظ سے مناسب ہے؟ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٣/٥٠-٥٢) ③ کثیر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے رفع الیدین کرنے کا ثبوت ملتا ہے جبکہ ان سے اس کی نفی منقول ہے۔ کس کو ترجیح ہونی چاہیے؟ یقیناً اصولی طور پر اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ یا ممکن ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھول گئے ہوں جس طرح وہ چند باتیں اور بھول گئے تھے' مثلاً: معوذتین قرآن کا جز ہیں یا نہیں؟ اور امام کے ساتھ دو مقتدی ہوں تو کیسے کھڑے ہوں؟ رکوع کے دوران میں ہاتھ کہاں اور کیسے رکھے جائیں؟ ان مسائل میں احناف بھی ان کی بات نہیں مانتے۔ تو کیا مناسب نہیں کہ رفع الیدین کو بھی ان مسائل میں شامل کر لیا جائے کیونکہ ان کا موقف کثیر صحابہ کے موافق نہیں۔ ④ اس حدیث کی مناسب تاویل بھی ہوسکتی ہے' مثلاً: پہلی رکعت کے شروع میں رفع الیدین کیا۔ دوسری رکعت کے شروع میں نہیں کیا۔ عید کی طرح بار بار نہیں کیا وغیرہ' تاکہ یہ روایت اصح اور کثیر روایات کے مطابق ہو سکے۔ ⑤ اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح بھی مانا جائے' تاویل بھی نہ کی جائے اور عمل بھی کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ کبھی کبھار رفع الیدین نہ بھی کیا جائے تو

١٠٢٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، ح:٧٤٨، ٧٥١، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء: أن النبي ﷺ لم يرفع إلا في أول مرة، ح:٢٥٧ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حزم، وهو في الكبرٰى، ح:١٠٩٩، وضعفه الشافعي، والبخاري، وأبوحاتم وغيرهم، وفيه علل قادحة، منها عنعنة سفيان الثوري، وهو مدلس كما قال يحيى القطان، وابن المبارك وغيرهما، ولم أر لمصححيه حجةً، لا ينبغي تقوية الحديث الضعيف خلافًا لأصول الحديث، فليتنبه.

کوئی حرج نہیں۔ معمول رفع الیدین ہی کا ہوتا کہ سب حدیثوں پر عمل ہو۔ اس روایت سے نسخ تو قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ مندرجہ بالا معقول باتوں کو چھوڑ کر نسخ ہی باور کرانے پر تلے رہنا، جب کہ مولانا انور شاہ کشمیری نے بھی نسخ کی تردید کی ہے، یقیناً انتہائی نامعقولیت ہے جس کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم ٨٨) - إِقَامَةُ الصُّلْبِ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٤٥)

باب:٨٨-رکوع میں کمر کو سیدھا رکھنا

١٠٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

١٠٢٨-حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ نماز نہیں ہوتی جس میں انسان رکوع اور سجدے کے دوران میں اپنی پشت کو سیدھا نہ رکھے۔“

فائدہ: پشت یا کمر سیدھا کرنے یا رکھنے سے مراد رکوع اور سجدے میں اطمینان کرنا ہے جو حدیث کی رو سے واجب ہے مگر احناف کی اکثریت اسے ضروری نہیں سمجھتی، اس لیے کہ لغت میں رکوع اور سجدے کے معنی میں اطمینان نہیں لکھا۔ کیا ان حضرات سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ نماز قرآن و سنت سے ماخوذ ہے یا لغت سے؟ تعجب نہیں کہ لغت لکھے تو واجب، حدیث میں آئے تو غیر واجب؟ أَسْتَغْفِرُ اللهَ! إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

(المعجم ٨٩) - اَلْاِعْتِدَالُ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٤٦)

باب:٨٩-رکوع میں اعتدال

١٠٢٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ وَحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ:

١٠٢٩-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رکوع اور سجدے میں اعتدال رکھو۔ تم میں سے کوئی آدمی کتے کی طرح اپنے بازو نہ پھیلائے۔“

١٠٢٨_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٥٥ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٠، وقال الترمذي، ح: ٢٦٥: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٩٢، ٥٩١، ٦٦٦، وابن حبان (موارد)، ح: ٥٠١، ٥٠٢، وصرح الأعمش بالسماع عنده.

١٠٢٩_[صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الاعتدال في السجود، ح: ٨٩٢ من حديث ابن أبي عروبة به وحده، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠١، وأخرجه البخاري، ح: ٥٣٢، ٨٢٢، ومسلم، ح: ٤٩٣/ ٢٣٣ من حديث قتادة به.

«اِعْتَدِلُوا فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ».

فوائد ومسائل: ① افراط وتفریط کسی کام میں بھی اچھی نہیں بلکہ اعتدال اور میانہ روی ہی درست ہے۔ نماز میں بھی اعتدال ضروری ہے۔ رکوع میں اعتدال یہ ہے کہ سر کو پشت سے اونچا کرے نہ نیچا۔ بازوؤں اور ٹانگوں کو بالکل سیدھا کس کر رکھے۔ ہاتھوں کو گھٹنوں پر پکڑنے کے انداز میں رکھے اور سجدے میں اعتدال یہ ہے کہ کھلا سجدہ کرے۔ بازوؤں کو نہ تو بالکل سکیڑ کر پہلوؤں سے لگائے اور نہ زمین پر رکھے اور نہ رانوں پر۔ پیٹ کو بھی رانوں سے اٹھا کر رکھے۔ بازو مناسب حد تک باہر کو نکلے ہوئے ہوں۔ اگر صف کے اندر ہو تو گنجائش کے مطابق ہی بازو کھولے تاکہ ساتھیوں کو تکلیف نہ ہو۔ ہتھیلیوں کو سیدھا قبلہ رخ زمین پر رکھے۔ ② کتے کی طرح بازو پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہتھیلیوں کے ساتھ ساتھ کہنیوں کو بھی زمین پر رکھ دے۔ یہ منع ہے۔ نماز کے دوران میں کسی بھی جانور کی مشابہت بہت بری بات ہے، مثلاً: اونٹ کی طرح سجدے کو جانا یا اٹھنا۔ دو سجدوں کے درمیان کتے کی طرح بیٹھنا کہ پاؤں مقعد اور ہاتھ زمین پر رکھے ہوں اور گھٹنے کھڑے ہوں، یہ سب ممنوع ہیں۔
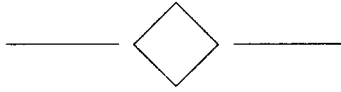
بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٢) - [كِتَابُ التَّطْبِيقِ] (التحفة . . .)

رکوع کے دوران میں تطبیق کا بیان

(المعجم ١) - بَابُ التَّطْبِيقِ (التحفة ٣٤٧)

باب:۱- رکوع کے دوران میں تطبیق کرنا

١٠٣٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا كَانَا مَعَ عَبْدِ اللهِ فِي بَيْتِهِ فَقَالَ: أَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، فَأَمَّهُمَا وَقَامَ بَيْنَهُمَا بِغَيْرِ أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ قَالَ: إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَاصْنَعُوا هٰكَذَا، وَإِذَا كُنْتُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَفْرِشْ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ، فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۰۳۰- حضرت علقمہ اور اسود سے مروی ہے کہ ہم دونوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان کے ساتھ تھے تو انھوں نے فرمایا: کیا یہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ تو انھوں نے ہم دونوں کو بغیر اذان اور اقامت کے نماز پڑھائی اور ہمارے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو اسی طرح کیا کرو اور جب تم تین سے زیادہ ہو تو پھر تم میں سے ایک (امام آگے کھڑا ہو کر) جماعت کرائے اور (رکوع میں) اپنے بازو رانوں پر بچھا کر (دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں پھنسا کر گھٹنوں کے درمیان) رکھ لے۔ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کو ایک دوسری میں پھنسی ہوئی دیکھ رہا ہوں۔

فوائد و مسائل: ① ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسا کر ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھنا تطبیق کہلاتا ہے۔ بحث آگے آ رہی ہے۔ ② رکوع کے بیان میں یہ روایت بہت مختصر ہے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت تفصیل سے آئی ہے۔ ترجمے میں اس روایت کو سامنے رکھا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۳۴) ③ دو مقتدیوں کی صورت میں امام کیسے کھڑا ہو؟ یہ مسئلہ پیچھے کتاب الإمامة کے

١٠٣٠- [صحيح] تقدم، ح: ٨٠٠، وهو في الكبرى، ح: ٦١٧.

ابتدائیے میں گزر چکا ہے۔

١٠٣١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرُّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو - وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَيْسٍ - عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ وَ عَلْقَمَةَ قَالَا: صَلَّيْنَا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي بَيْتِهِ، فَقَامَ بَيْنَنَا فَوَضَعْنَا - يَعْنِي - أَيْدِيَنَا عَلَى رُكَبِنَا فَنَزَعَهُمَا فَخَالَفَ بَيْنَ أَصَابِعِنَا وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ.

۱۰۳۱-حضرت اسود اور علقمہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر میں نماز پڑھی۔ آپ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔ (رکوع میں) ہم نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیے۔ انھوں نے ہمارے ہاتھوں کو گھٹنوں سے ہٹا دیا اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسا دیا۔ اور (رانوں کے درمیان رکھوایا) پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

١٠٣٢- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ، فَقَامَ فَكَبَّرَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ وَرَكَعَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي، قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا، ثُمَّ أُمِرْنَا بِهٰذَا يَعْنِي الْإِمْسَاكَ بِالرُّكَبِ.

۱۰۳۲- حضرت علقمہ سے منقول ہے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں نماز سکھلائی۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھے اور اللّٰہ أکبر کہا۔ جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسا کر ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھ لیا۔ یہ بات حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا: میرے بھائی (ابن مسعود) نے سچ کہا مگر ہم یہ کام پہلے کیا کرتے تھے' پھر (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) ہمیں گھٹنے پکڑنے کا حکم دیا گیا۔

فائدہ: اس طریقے کو تطبیق کہتے ہیں جو کہ منسوخ ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پتہ نہ چلا' اس لیے وہ یہ کرتے تھے مگر فقہائے امت میں سے کسی نے ان کی یہ بات تسلیم نہیں کی حتی کہ احناف نے بھی جو کہ عموماً ان کی

١٠٣١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٧٢١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٩.

١٠٣٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من ذكر أنه يرفع يديه إذا قام من الثنتين، ح: ٧٤٧ من حديث عبدالله بن إدريس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠، وأخرجه مسلم وغيره من حديث علقمة وغيره عن عبدالله بن مسعود به نحوه.

بات رد نہیں کرتے۔

(المعجم ١) - نَسْخُ ذٰلِكَ (التحفة ٣٤٨)

باب:۱- تطبیق کی منسوخی

١٠٣٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ أَبِي وَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ، فَقَالَ لِي: اِضْرِبْ بِكَفَّيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ، قَالَ: ثُمَّ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى فَضَرَبَ يَدِي، وَقَالَ: إِنَّا قَدْ نُهِينَا عَنْ هٰذَا، وَأُمِرْنَا أَنْ نَضْرِبَ بِالْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ.

۱۰۳۳- مصعب بن سعد سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھ لیے تو والد محترم نے مجھ سے کہا: اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھو۔ میں نے ایک دفعہ پھر اسی طرح کیا تو انھوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: یقیناً ہمیں اس کام سے روکا گیا ہے، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں۔

١٠٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَكَعْتُ فَطَبَّقْتُ، فَقَالَ أَبِي: إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كُنَّا نَفْعَلُهُ ثُمَّ ارْتَفَعْنَا إِلَى الرُّكَبِ.

۱۰۳۴- حضرت مصعب بن سعد سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رکوع میں تطبیق کی تو میرے والد محترم نے فرمایا: یہ کام ہم پہلے کیا کرتے تھے، پھر ہمیں گھٹنوں کے اوپر ہاتھ رکھنے کے لیے کہا گیا۔

فوائد ومسائل: ① شریعت میں نسخ جائز ہے، یعنی پہلے ایک کام کرنے کا حکم دیا گیا اور بعد میں اسے دوسرے حکم کے ذریعے سے منسوخ کر دیا گیا۔ ② تطبیق منسوخ ہے۔ ③ ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا مشروع ہے۔ ④ دوران نماز میں آدمی کو بتلایا جا سکتا ہے کہ ایسے نہ کرو بلکہ سنت طریقہ اس طرح ہے۔ ⑤ حسب استطاعت منکر کو ہاتھ سے روکنا چاہیے۔

(المعجم ٢) - اَلْإِمْسَاكُ بِالرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٤٩)

باب:۲- رکوع میں گھٹنوں کو پکڑنا

١٠٣٣ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع، ونسخ التطبيق، ح: ٥٣٥ عن قتيبة، والبخاري، الأذان، باب وضع الأكف على الركب في الركوع، ح: ٧٩٠ من حديث أبي يعفور الكبير وقدان الكوفي العبدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢١.

١٠٣٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢.

١٠٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: «سُنَّتْ لَكُمُ الرُّكَبُ فَأَمْسِكُوا بِالرُّكَبِ».

١٠٣٥-حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمھارے لیے گھٹنوں کو پکڑنے کا طریقہ رائج کیا گیا ہے' لہٰذا گھٹنوں کو پکڑا کرو۔

١٠٣٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: «إِنَّمَا السُّنَّةُ الْأَخْذُ بِالرُّكَبِ».

١٠٣٦-حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (رکوع میں) گھٹنوں کو پکڑنا سنت ہے۔

فائدہ: صحابی کا کسی کام کو یقین کے ساتھ سنت کہنا رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل کے برابر حیثیت رکھتا ہے اور اسے مرفوع حکمی کہا جاتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں سنت سے مراد سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ مَوَاضِعِ الرَّاحَتَيْنِ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٥٠)

باب:٣-رکوع میں ہتھیلیوں کی جگہ

١٠٣٧- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَالِمٍ قَالَ: أَتَيْنَا أَبَا مَسْعُودٍ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ بَيْنَ أَيْدِينَا وَكَبَّرَ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ

١٠٣٧-حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے گزارش کی کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز بیان کیجیے۔ آپ ہمارے آگے کھڑے ہو گئے اور اللہ أکبر کہا۔ جب آپ نے رکوع کیا تو اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھیں اور انگلیاں اس

١٠٣٥ـ[صحيح] وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ص: ١٢، والكبرٰى، ح: ٦٢٣، وانظر الحديث الآتي.

١٠٣٦ـ[صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في وضع اليدين على الركبتين في الركوع، ح: ٢٥٨ من طريق آخر عن أبي حصين به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٤، وللحديث شواهد كثيرة.

١٠٣٧ـ[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٦٣ من حديث عطاء بن السائب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٩٨، والحاكم: ١/ ٢٢٤، والذهبي. ❊ أبومسعود هو عقبة بن عمرو، وسالم هو البراد، عطاء حدث به قبل اختلاطه، رواه عنه ابن علية وزائدة به، انظر الحديث الآتي والذي بعده.

رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ، وَجَافٰى بِمِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَوٰى كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ حَتَّى اسْتَوٰى كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ.

سے نیچے رکھیں اور اپنی کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھا حتی کہ آپ کا ہر عضو سیدھا اور درست ہو گیا۔ پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا اور کھڑے ہو گئے حتی کہ آپ کا ہر عضو سیدھا اور درست ہو گیا۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَوَاضِعِ أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٥١)

باب:۴- رکوع میں ہاتھوں کی انگلیوں کی جگہ

١٠٣٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّهَاوِيُّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَلَا أُصَلِّي لَكُمْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي؟ فَقُلْنَا: بَلٰى، فَقَامَ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ مِنْ وَّرَاءِ رُكْبَتَيْهِ، وَجَافٰى إِبْطَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ حَتَّى اسْتَوٰى كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ سَجَدَ فَجَافٰى إِبْطَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ سَجَدَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ صَنَعَ كَذٰلِكَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي، وَهٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي بِنَا.

۱۰۳۸- حضرت سالم سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عمرو ؓ نے کہا: کیا میں تمھارے سامنے اس طرح نماز نہ پڑھوں جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے دیکھا ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں! آپ کھڑے ہوئے۔ جب رکوع کیا تو اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھیں اور اپنی انگلیوں کو گھٹنوں سے نیچے رکھا اور اپنی بغلوں کو کھولا (بازوؤں کو پہلو سے دور رکھا) حتی کہ آپ کا ہر عضو سیدھا اور درست ہو گیا (اپنی جگہ پر جم گیا)۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور کھڑے ہو گئے حتی کہ آپ کا ہر عضو سیدھا ہو گیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور اپنی بغلوں کو کھولا (بازوؤں کو پہلو سے دور رکھا) حتی کہ آپ کا ہر عضو (اپنی جگہ پر) ٹھہر گیا۔ پھر بیٹھے حتی کہ آپ کا ہر عضو (اپنی جگہ پر) ٹھہر گیا۔ پھر سجدہ کیا حتی کہ ہر عضو (اپنی جگہ پر) ٹھہر گیا۔ پھر آپ نے چاروں رکعات میں اسی طرح کیا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے اور آپ ہمیں اسی طرح نماز پڑھاتے تھے۔

١٠٣٨ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥.

(المعجم ٥) - **بَابُ التَّجَافِي فِي الرُّكُوعِ** (التحفة ٣٥٢)

١٠٣٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَالِمٍ الْبَرَّادِ قَالَ: قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: أَلَا أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي؟ قُلْنَا: بَلٰى! فَقَامَ فَكَبَّرَ فَلَمَّا رَكَعَ جَافٰى بَيْنَ إِبْطَيْهِ حَتّٰى لَمَّا اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ هٰكَذَا، وَقَالَ: «هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي».

باب:٥- رکوع میں بازوؤں کو پہلو سے دور رکھنا

١٠٣٩- حضرت سالم براد سے روایت ہے، حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمھیں نہ دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے نماز پڑھتے تھے؟ ہم نے کہا: ہاں، ضرور۔ آپ کھڑے ہوئے اور اللّٰہ أکبر کہا۔ پھر جب رکوع کیا تو اپنی بغلوں کو خوب کھولا حتی کہ جب آپ کا ہر عضو (اپنی جگہ پر) جم گیا تو آپ نے اپنا سر اٹھایا۔ پھر چاروں رکعات اسی طرح پڑھیں اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

(المعجم ٦) - **بَابُ الِاعْتِدَالِ فِي الرُّكُوعِ** (التحفة ٣٥٣)

١٠٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَكَعَ اعْتَدَلَ فَلَمْ يَنْصِبْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْهُ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ.

باب:٦- رکوع میں اعتدال کرنا

١٠٤٠- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ جب رکوع فرماتے تو میانہ روی اختیار فرماتے، یعنی نہ تو اپنا سر بہت نیچے جھکاتے اور نہ اسے اوپر اٹھاتے (بلکہ پشت کے برابر رکھتے)۔ اور آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث نمبر ١٠٢٩۔

(المعجم ٧) - **اَلنَّهْيُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ** (التحفة ٣٥٤)

باب:٧- رکوع میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت

١٠٣٩ـ **[حسن]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦.

١٠٤٠ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح: ٨٢٨ من حديث محمد بن عمرو بن علاء به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧، وأخرجه الترمذي، ح: ٣٠٤ عن محمد بن بشار وغيره مطولاً، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري وغيرهم.

١٠٤١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقَسِّيِّ، وَالْحَرِيرِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: وَأَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا.

۱۰۴۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے قَسّی اور ریشمی کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے روکا ہے اور اس بات سے بھی کہ میں رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھوں۔

فوائد و مسائل: ① قَسّی کپڑے سے مراد قَسّ (مصر کی ایک بستی) میں بنائے گئے کپڑے ہیں جن میں ریشمی پٹیاں ہوتی تھیں یا جن کا تانا ریشم سے ہوتا تھا اور بانا سوتی۔ چونکہ اس میں ریشم کافی مقدار میں ہوتا تھا، لہٰذا اس سے بھی منع فرما دیا، البتہ اگر ایک آدھ پٹی ریشم کی ہو تو کوئی حرج نہیں، مثلاً: صرف حاشیہ ریشم کا ہو۔ ② حریر سے مراد خالص ریشمی کپڑا ہے۔ وہ تو بدرجۂ اولیٰ منع ہے۔ ③ ریشمی کپڑا اور سونا پہننے کی ممانعت صرف مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے ریشم اور سونا پہننا جائز ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِي وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُورِهَا] ''سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال کر دیا گیا ہے اور مردوں پر حرام۔'' (جامع الترمذي، اللباس، حديث:۱۷۲۰ وسنن النسائي، الزينة، حديث:۵۱۵۱، واللفظ له)

١٠٤٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ

۱۰۴۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے، رکوع میں قراءت قرآن کرنے، قَسّی اور معصفر (زعفرانی زرد رنگ کا کپڑا) پہننے سے منع کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① جب سونے کی انگوٹھی منع ہے تو سونے کے دیگر زیورات بدرجۂ اولیٰ منع ہیں۔ ② معصفر کُسُنبے کے رنگ سے رنگا ہوا کپڑا بھی عورتوں کے لیے جائز ہے، مردوں کے لیے نہیں ورنہ عورتوں سے مشابہت ہوگی۔ پھر اس میں سادھوؤں کے ساتھ بھی مشابہت ہوگی۔ مرد زینت کی بجائے وقار کا زیادہ لحاظ رکھیں۔

١٠٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٢/ ١٧٨، ح: ٥٥٤ من حديث أشعث بن عبدالله الحداني به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٨، والحديث الآتي شاهد له. * محمد هو ابن سيرين، ومن طريقه أخرجه أبوداود، ح: ٤٠٥٠ بلفظ: "نهى عن مياثر الأرجوان"، عبيدة هو ابن عمرو أبومسلم الكوفي السلماني.

١٠٤٢ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٨٠/ ٢١٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٩، وانظر الحديث الآتي برقم: ١١١٩.

عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ رَاكِعًا، وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ.

١٠٤٣- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْمُفَدَّمِ وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ.

۱۰۴۳-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے......میں نہیں کہتا کہ تمھیں......سونے کی انگوٹھی' قسی کپڑے' خالص اور انتہائی سرخ اور زعفرانی زرد رنگ کے کپڑے پہننے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① "میں نہیں کہتا کہ تمھیں" حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے خصوصاً مخاطب ہو کر یہ لفظ فرمائے تھے اور کوئی اس وقت موجود نہ تھا اور میں نے جس طرح نبی ﷺ سے سنا ہے' بعینہٖ اسی طرح بیان کر رہا ہوں۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ حکم صرف میرے لیے ہے' تمھارے لیے نہیں' بلکہ یہ حکم ہر مسلمان کے لیے ہے جیسا کہ دیگر صریح روایات سے ثابت ہے۔ ② "مُفَدَّم" خالص اور انتہائی سرخ۔ گویا اگر سرخ دھاریاں ہوں باقی رنگ کوئی اور ہو یا ہلکا سرخ ہو (جو عورتیں عموماً نہیں پہنتیں) تو وہ جائز ہے جیسا کہ کئی روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرخ حلہ پہنتے تھے۔ گویا وہ دھاری دار تھا۔

١٠٤٤- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ

۱۰۴۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے قسی اور معصفر (زعفرانی زرد رنگ کا) کپڑا اور سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

١٠٤٣ـ [إسناده حسن] وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٣٠، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ٣٦٠١.

١٠٤٤ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٨٠/ ٢١٣ عن عيسى بن حماد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٣١.

ﷺ عَنْ خاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لَبُوسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ.

١٠٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ.

١٠٤٥- حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے قسّی، زعفرانی زرد رنگ کے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ تَعْظِيمِ الرَّبِّ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٥٥)

باب:٨-رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرنا

١٠٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ».

١٠٤٦- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (دروازے کا) پردہ ہٹایا جب کہ لوگ حضرت ابوبکر ؓ کے پیچھے صفیں باندھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! نبوت سے مخصوص خوش خبری دینے والی چیزوں میں سے اب نیک اور سچے خواب ہی رہ گئے ہیں جو کوئی مسلمان خود دیکھ لے یا اس کے لیے کسی اور کو نظر آئے۔'' پھر فرمایا: ''خبردار! مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے روکا گیا ہے، چنانچہ رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں دعا مانگنے کی کوشش کرو (پورا زور لگا دو کیونکہ) سجدے میں دعا قبولیت کے زیادہ لائق ہے۔''

١٠٤٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٠، والكبرٰى، ح: ٦٣٢.

١٠٤٦ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٧٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٣.

فوائد و مسائل: ① یہ ارشادات رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری دن کے ہیں۔ ② نبی کو تو خوش خبری وحی کے ذریعے سے بھی دی جا سکتی ہے مگر امتیوں کو صرف خواب یا کبھی کبھار الہام کے ذریعے سے ہی خوش خبری دی جا سکتی ہے۔ چونکہ آپ کی وفات قریب تھی، وحی کا انقطاع ہونے ہی والا تھا، اس لیے یوں ارشاد فرمایا۔ ③ رکوع میں عظمت کا بیان اور تسبیح زیادہ مناسب ہیں، لہٰذا ان کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ سجدے میں دعا کا موقع ہے کیونکہ یہ انسان کے تذلل وخشوع اور عاجزی کی انتہائی صورت ہے۔ نماز کے ارکان میں سے مقصود اعظم ہے، لہٰذا سجدے میں پوری کوشش اور تندہی سے خوب دعا کی جائے۔ ہر مقالے را مقامے دیگر است۔ اگرچہ سجدہ تسبیح کا بھی محل ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٥٦)

باب:۹- رکوع کا ذکر

١٠٤٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَكَعَ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» وَفِي سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى».

۱۰۴۷- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع فرمایا تو اپنے رکوع میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] ”پاک ہے میرا عظمتوں والا رب۔“ اور سجدے میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] ”پاک ہے میرا بلند و بالا رب۔“ پڑھا۔

فائدہ: ایک اور روایت میں یہ تسبیحات کم از کم تین دفعہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آخر میں ہے کہ یہ کم از کم رکوع وسجود ہے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني، حديث:١٥٥) صحیح روایت میں بجائے حکم کے رسول اللہ ﷺ کا ذاتی فعل منقول ہے۔ دیکھیے: (صحيح أبي داود (مفصل) للألباني، حديث:٨٢٨) لہٰذا کم از کم سجدے میں تین تسبیحات افضل ہیں، ضروری نہیں۔ نیز طاق کی قید کے بغیر تین سے زیادہ تسبیحات بھی کہی جا سکتی ہیں۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی وہ احادیث ہیں جن میں آپ کے قیام، رکوع اور سجدے کی یکساں مقدار بتائی گئی ہے۔

(المعجم ١٠) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٥٧)

باب:۱۰- رکوع میں ایک اور قسم کا ذکر (تسبیح)

١٠٤٧- [صحيح] تقدم، ح: ١٠٠٩، وهو في الكبرى، ح: ٦٣٤.

١٠٤٨ - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَيَزِيدُ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي».

۱۰۴۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي] ”اے ہمارے رب! تو ہر قسم کے نقائص وعیوب سے پاک ہے اور ہر قسم کی تعریفوں کا مستحق ہے۔ اے اللہ! مجھے معاف فرمادے۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو تعلیم دینے کے لیے یہ دعائیں پڑھتے تھے ورنہ آپ تو گناہوں سے معصوم تھے۔

(المعجم ١١) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْهُ (التحفة ٣٥٨)

باب:۱۱- ایک اور قسم کی تسبیح

١٠٤٩ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَنْبَأَنِي قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ».

۱۰۴۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رکوع میں [سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] ”بہت پاک ہے، منزہ ہے فرشتوں اور روح (جبریل امین) کا رب۔“ پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: روح سے کیا مراد ہے؟ کہا جاتا ہے کہ جبریل علیہ السلام یا فرشتوں سے بالا ایک مخلوق جو فرشتوں کو دیکھتی ہے، فرشتے اس کو نہیں دیکھتے یا ارواح انسانیہ۔ لیکن قرآن کریم سے اس کی صراحت ہوتی ہے کہ اس سے مراد جبریل امین ہی ہیں کہ ان کے شرف ومرتبت کی بنا پر بطور خاص فرشتوں کے بعد علیحدہ ذکر کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِيْنُ﴾ (الشعراء۲۶:۱۹۳) ”اس (قرآن) کو امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے۔“

(المعجم ١٢) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٥٩)

باب:۱۲- رکوع میں ایک اور ذکر

١٠٤٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء في الركوع، ح: ٧٩٤ من حديث شعبة، ومسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٤ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٥

١٠٤٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٤٨٧/ ٢٢٤ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٣٦.

١٠٥٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ - يَعْنِي النَّسَائِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ - يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ - عَنِ ابْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيِّ - وَهُوَ عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ - قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قُمْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةً، فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ».

١٠٥٠- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز میں کھڑا ہوا۔ جب آپ نے رکوع فرمایا تو سورۂ بقرہ کے بقدر رکوع میں ٹھہرے رہے اور پڑھتے رہے: [سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ] "پاک ہے عظیم الشان غلبے اور بڑی بادشاہت والا اور بے انتہا بزرگی (بڑائی) اور عظمت والا رب۔"

(المعجم ١٣) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْهُ (التحفة ٣٦٠)

باب: ١٣- ایک اور قسم کا ذکر

١٠٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمِّي الْمَاجِشُونُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَكَعَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! لَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَعِظَامِي وَمُخِّي وَعَصَبِي».

١٠٥١- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع فرماتے تو یوں پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ! لَكَ رَكَعْتُ ...... وَ عَصَبِي] "اے اللہ! میں تیرے سامنے جھکا' اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھ پر ایمان لایا۔ میرے کان' آنکھیں' ہڈیاں' مغز اور پٹھے سب تیرے سامنے عجز و نیاز ظاہر کرتے ہیں۔"

١٠٥٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، ح: ٨٧٣ من حديث معاوية بن صالح به، وانظر الحديث الآتي برقم: ١١٣١.

١٠٥١- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧١/ ٢٠٢ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٧.

(المعجم ١٤) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٣٦١)

باب:۱۴-ایک مزید ذکر

١٠٥٢- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيْوَةَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: كَانَ إِذَا رَكَعَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ أَنْتَ رَبِّي، خَشَعَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَدَمِي وَلَحْمِي وَعَظْمِي وَعَصَبِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ».

۱۰۵۲-حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب رکوع فرماتے تو یوں کہتے: [اَللّٰهُمَّ! لَكَ رَكَعْتُ ...... رَبِّ الْعٰلَمِينَ] ”اے اللہ! میں تیرے سامنے جھکا‘ تجھ پر ایمان لایا‘ اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھی پر بھروسا کیا۔ تو میرا رب ہے۔ میرے کانوں‘ آنکھوں‘ خون‘ گوشت‘ ہڈیوں اور پٹھوں نے اللہ عزوجل کے سامنے عجز و نیاز ظاہر کیا جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

١٠٥٣- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حِمْيَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَذَكَرَ آخَرَ قَبْلَهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: «اَللّٰهُمَّ! لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ أَنْتَ رَبِّي، خَشَعَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَمُخِّي وَعَصَبِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ».

۱۰۵۳-حضرت محمد بن مسلمہ ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نفل نماز میں کھڑے ہوتے تو رکوع کے دوران میں یوں عرض پرداز ہوتے: ”اے اللہ! میں تیرے لیے جھکا‘ تجھے مانا‘ تیرا فرماں بردار بنا اور تجھ پر بھروسا کیا۔ تو میرا رب ہے۔ میرے کان‘ آنکھیں‘ گوشت‘ خون‘ مغز اور پٹھے اللہ رب العالمین کے سامنے عاجزی اور تواضع کرتے ہیں۔“

فائدہ: اس قسم کے الفاظ سے مقصود کامل خشوع وخضوع کا اظہار ہے۔ خشوع اگرچہ قلبی کیفیت کا نام ہے مگر

١٠٥٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٣٨، وللحديث شواهد كثيرة. * أبوحيوة هو شريح بن يزيد، وشعيب هو ابن أبي حمزة.

١٠٥٣ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٢٣١، ٢٣٢، ح: ٥١٥ من حديث محمد بن حمير به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٦٣٩. وتقدم طرفه، ح: ٨٩٧. وإسناده حسن، وله شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

اس کا اظہار اعضائے ظاہرہ ہی سے ہوتا ہے۔ رکوع اور سجود کے دوران میں نہ صرف یہ الفاظ ورد زبان ہونے چاہئیں بلکہ واقعتاً ہر عضو ظاہرًا بھی باری تعالیٰ کے حضور سراپا عجز و نیاز بنا نظر آئے۔ کان اور آنکھ نماز میں کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ سر اور ہاتھ پاؤں ڈھیلے اور نرم ہوں۔ ان میں بے نیازی اور فخر نہ پایا جائے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوعِ (التحفة ٣٦٢)

باب:۱۵- رکوع میں ذکر اور تسبیح چھوڑنے کی رخصت

١٠٥٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ - وَكَانَ بَدْرِيًّا - قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْمُقُهُ وَلَا يَشْعُرُ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ» قَالَ: لَا أَدْرِي فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ، قَالَ: وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ! لَقَدْ جَهِدْتُ فَعَلِّمْنِي وَأَرِنِي، قَالَ: «إِذَا أَرَدْتَّ الصَّلَاةَ فَتَوَضَّأْ فَأَحْسِنِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قُمْ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ كَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتَّى

۱۰۵۴- حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ' جو بدری صحابی ہیں' سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی مسجد میں آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ اسے دیکھتے رہے جب کہ اسے علم نہ تھا۔ پھر وہ (نماز سے) فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا' پھر فرمایا: ''واپس جا' پھر نماز پڑھ۔ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' نہ معلوم دوسری یا تیسری دفعہ اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب اتاری! میں نے تو پوری کوشش سے نماز پڑھی ہے۔ مجھے سکھلا دیجیے اور بتلا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو نماز کا ارادہ کرے تو وضو کر اور اچھی طرح وضو کر۔ پھر کھڑا ہو اور قبلے کی طرف منہ کر۔ پھر اللّٰہ أکبر کہہ۔ پھر قرآن مجید پڑھ۔ پھر رکوع کر حتی کہ اطمینان سے رکوع کر لے۔ پھر سر اٹھا حتی کہ تو سیدھا کھڑا ہو جائے۔ پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کر لے۔ پھر سر اٹھا حتی کہ اطمینان سے بیٹھ

١٠٥٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح:٨٥٨، وابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء على ما أمر الله تعالى، ح:٤٦٠ من حديث علي بن يحيىٰ به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٤٠، وصححه الحاكم علٰى شرط الشيخين: ١/ ٢٤١، ٢٤٢، ووافقه الذهبي، وأخرجه الترمذي، ح:٣٠٢ من حديث يحيىٰ عن جده به، وقال: "حديث حسن".

تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، فَإِذَا صَنَعْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا تَنْقُصُهُ مِنْ صَلَاتِكَ».

جائے۔ پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کرلے۔ جب تو (ہر رکعت میں) یہ کرلے گا تو اپنی نماز ادا کرلے گا اور جس قدر تو اس میں کمی کرے گا، اپنی نماز میں کمی کرے گا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مصنف رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رکوع اور سجدے میں تسبیحات فرض نہیں ہیں کیونکہ اس حدیث میں ان کا ذکر نہیں۔ اگر اتفاقاً یا نسیاناً رہ جائیں تو نماز ہو جائے گی، البتہ قصداً نہ چھوڑی جائیں لیکن اہل علم نے سجدے اور رکوع کی تسبیحات بربنائے دلیل واجب قرار دی ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی طرح نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ (صحیح البخاري، الأذان، حدیث:٦٣١) نیز عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں۔ جس شخص سے تسبیحات اتفاقاً یا نسیاناً رہ جائیں، وہ نماز کے آخر میں سجود سہو کرے گا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب السہو کا ابتدائیہ) ② مذکورہ حدیث میں آپ نے فرائض اور واجبات بتلائے ہیں یا وہ چیزیں ذکر کی ہیں جو وہ شخص صحیح ادا نہیں کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کی نماز نہ ہوتی تھی۔ اس روایت کی رو سے بھی رکوع، سجدے، قومے اور جلسے میں اطمینان ضروری ہے۔ ائمۂ احناف میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ اس کے قائل ہیں، دیگر احناف اطمینان کو ضروری نہیں سمجھتے جبکہ حدیث ان کے موقف کا رد کرتی ہے۔ ③ اس حدیث کے دوسرے طریق میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا صریح حکم ہے، لہٰذا یہاں قرآن مجید سے مراد سورۂ فاتحہ ہی ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث:٨٥٩) ④ ’’نماز میں کمی کرے گا۔‘‘ یہ الفاظ، ابتدائی الفاظ ’’تو نے نماز نہیں پڑھی۔‘‘ کے مقابلے میں نرم ہیں مگر اکثر چیزوں کا ترک، نماز نہ ہونے کو مستلزم ہے۔ مزید فوائد ومسائل کے لیے دیکھیے: (حدیث:٨٨٥)

(المعجم ١٦) - بَابُ الْأَمْرِ بِإِتْمَامِ الرُّكُوعِ (التحفة ٣٦٣)

باب:١٦- رکوع مکمل کرنے کا حکم

١٠٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ إِذَا

١٠٥٥- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم رکوع اور سجدہ کرو تو رکوع اور سجود مکمل کیا کرو۔‘‘

١٠٥٥ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٦٤١، وأخرجه البخاري، الأذان، باب الخشوع في الصلاة، ح:٧٤٢، ح:٦٦٤٤، ومسلم، الصلاة، باب الأمر بتحسين الصلاة وإتمامها والخشوع فيها، ح:٤٢٥/ ١١٠ من حديث شعبة به مطولاً.

رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ».

فوائد ومسائل: ① مکمل کرنے سے مراد اعتدال، اطمینان اور تسبیحات واذکار کا پڑھنا ہے جن کی تفصیل سابقہ احادیث میں گزر چکی ہے۔ ② امام کو گاہے گاہے نماز کے احکام کی تلقین کرتے رہنا چاہیے، خصوصاً جب مقتدی ارکان نماز صحیح طریقے سے ادا نہ کر رہے ہوں۔

(المعجم ١٧) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ (التحفة ٣٦٤)

باب:۱۷-رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا چاہیے

١٠٥٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ قَيْسِ بْنِ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيِّ: حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» هٰكَذَا. وَأَشَارَ قَيْسٌ إِلَى نَحْوِ الْأُذُنَيْنِ.

۱۰۵۶-حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو دیکھا کہ آپ جب نماز شروع فرماتے یا رکوع کو جاتے یا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو اس طرح رفع الیدین کرتے۔ (راویٔ حدیث) قیس نے کانوں کی طرف اشارہ کیا، یعنی کانوں تک۔

فائدہ: رفع الیدین کی بحث احادیث ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷ میں تفصیلاً گزر چکی ہے۔ یہ قطعاً سنت ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ فُرُوعِ الْأُذُنَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ (التحفة ٣٦٥)

باب:۱۸-رکوع سے اٹھتے وقت کانوں کے کناروں کے برابر رفع الیدین کرنا

١٠٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ

۱۰۵۷-حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ جب رکوع فرماتے یا رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کانوں کے کناروں کے برابر لے جاتے۔

١٠٥٦ـ أخرجه البخاري في جزء رفع اليدين، ح: ١٠ من حديث قيس به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢

١٠٥٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٨٨١، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٣.

يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

(المعجم ١٩) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ (التحفة ٣٦٦)

باب:١٩-رکوع سے اٹھتے وقت کندھوں کے برابر رفع الیدین کرنا

١٠٥٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَالَ: «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» وَكَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

١٠٥٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو پھر اسی طرح کرتے اور جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے تو [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کہتے۔ اور آپ سجدوں کے درمیان (سجدے سے اٹھتے اور سجدے کو جاتے وقت) رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

(المعجم ٢٠) - اَلرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ ذٰلِكَ (التحفة ٣٦٧)

باب:٢٠-اس موقع پر رفع الیدین نہ کرنے کا ذکر

١٠٥٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ قَالَ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً.

١٠٥٩- حضرت علقمہ سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ تو انھوں نے نماز پڑھی اور ایک دفعہ سے زائد رفع الیدین نہ کیا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث: ١٠٢٧-

١٠٥٨- [صحيح] تقدم، ح: ٨٧٩، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٤.

١٠٥٩- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٠٢٧، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥.

(المعجم ٢١) - بَابُ مَا يَقُولُ الْإِمَامُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (التحفة ٣٦٨)

باب:٢١- جب امام رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے؟

١٠٦٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا، وَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ.

١٠٦٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو پھر انھیں اسی طرح اٹھاتے اور کہتے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] اور آپ سجدے میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

١٠٦١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

١٠٦١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو [اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ امام رکوع سے اٹھے تو [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] بھی کہے اور [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] بھی۔ اسی طرح اکیلا نماز پڑھنے والا بھی دونوں جملے کہے۔ امام مالک رحمہ اللہ امام کے لیے [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہنے کے قائل نہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کا جواب ہے، لہٰذا یہ جملہ صرف مقتدی کہیں گے اور امام صرف [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہے گا مگر یہ صریح احادیث کے خلاف ہے۔ اس قسم کی مناسبات وہاں تلاش کی جاتی ہیں جہاں نص (صریح قرآن وحدیث) مذکور نہ ہو۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ مَا يَقُولُ الْمَأْمُومُ (التحفة ٣٦٩)

باب:٢٢- (رکوع سے اٹھ کر) مقتدی کیا کہے؟

١٠٦٠- [صحيح] تقدم، ح: ٨٧٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦.

١٠٦١- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٧، وأصله في صحيح البخاري، ح: ٨٠٣، ومسلم، ح: ٣٩٢.

١٠٦٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَقَطَ مِنْ فَرَسٍ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ يَعُودُونَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

۱۰۶۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ گھوڑے سے دائیں پہلو پر گر پڑے تو صحابہ بیمار پرسی کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ جب آپ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا: ''امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہٰذا جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہے تو تم [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو۔''

فوائد ومسائل: ① جمہور اہل علم نے اس سے استدلال کیا ہے کہ مقتدی صرف [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہے۔ امام شافعی کا خیال ہے کہ مقتدی کو [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] بھی کہنا چاہیے تاکہ امام کی اقتدا ہو جائے پھر [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہے۔ بظاہر یہی موقف راجح ہے کیونکہ مذکورہ حدیث میں [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] پڑھنے کی نفی نہیں۔ بلکہ اس میں تو [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کے محل کا تعین ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مقتدی امام کے سَمِعَ اللّٰه کے ساتھ یا اس سے قبل یہ کلمات نہ کہے بلکہ اس کے بعد کہے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ آیا مقتدی بھی [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہے گا یا نہیں؟ اس حوالے سے اس حدیث میں کوئی صراحت نہیں بلکہ مقتدی کے لیے ان کلمات کی مشروعیت دوسری احادیث کے عموم سے اخذ ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي] ''نماز اسی طریقے سے پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے' نیز آپ ﷺ نے ''مسيئى الصلاة'' (نماز کو جلدی جلدی اور غلط طریقے سے پڑھنے والے) سے مخاطب ہو کر فرمایا: [إِنَّهُ لَاتَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ...... ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا......] ''حقیقت یہ ہے کہ لوگوں میں سے کسی ایک کی بھی نماز اس وقت تک ممکن نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اچھی طرح وضو نہ کرے...... پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ نہ کہے یہاں تک کہ برابر اور اعتدال کے ساتھ کھڑا ہو جائے......'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۸۵۷' وصفة الصلاة' ص:۱۱۸) اس حدیث کی رو سے امام اور مقتدی وغیرہ سب ان کلمات کے کہنے کے مکلف ہیں۔ والله أعلم. ② [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] بعض روایات میں بغیر واؤ کے آیا ہے۔ اور بعض میں ''اَللّٰهُمَّ'' اور ''واو'' کے اضافے کے ساتھ بھی یعنی [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ] اور [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ] تینوں کلمات میں سے کوئی بھی کہے جا سکتے ہیں سب جائز ہے بہتر ہے کہ ادائیگی میں تنوع ہو۔ مزید دیکھیے: (صفة صلاة النبي' ص:۱۱۸ للألباني)

١٠٦٢- [صحيح] تقدم، ح: ٧٩٥، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٨.

١٠٦٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ». قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا؟» فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلًا».

۱۰۶۳- حضرت رفاعہ بن رافع ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ہم ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو کہا [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] آپ کے مقتدیوں میں سے ایک آدمی نے (ذرا بلند آواز سے) کہا: [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ] ”اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے سب تعریفیں ہیں۔ بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت تعریفیں۔“ جب اللہ کے رسول ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”کس شخص نے ابھی کچھ کلام کیا تھا؟“ اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے تیس (۳۰) سے زائد فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان کلمات کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کر رہے تھے کہ کون انھیں پہلے لکھے۔“ (اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے۔)

فوائد ومسائل: ① ان روایات میں مقتدی کے لیے [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہنے کی نفی ہے نہ ذکر و اثبات، اس لیے دیگر مفصل روایات کی طرف رجوع لازمی ہے، جیسا کہ حدیث: ۱۰۶۲ کے فوائد کے تحت گزر چکا ہے۔ ② بعض حضرات نے اس روایت سے ان کلمات کو بلند آواز سے کہنے پر استدلال کیا ہے مگر حیرانی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور جلیل القدر صحابہ کے طرز عمل کو نظر انداز کر دیا جو آہستہ پڑھتے تھے اور ایک صحابی کے اتفاقی فعل سے استدلال کر لیا، حالانکہ قرین قیاس یہ ہے کہ یہ فعل اس صحابی سے بے اختیار یا اتفاقاً صادر ہوا تھا۔ اگر یہ عام معمول ہوتا تو رسول اکرم ﷺ استفسار کیوں فرماتے؟ لہٰذا یہ کلمات آہستہ ہی کہنے چاہئیں۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ قَوْلِهِ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (التحفة ٣٧٠)

باب: ۲۳- [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہنے کا بیان

١٠٦٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب(١٢٦)، ح: ٧٩٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/٢١١، ٢١٢، ورواية ابن القاسم، ص: ٣٠٢، ح: ٢٦٩، والكبرىٰ، ح: ٦٤٩.

١٠٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۰۶۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو کیونکہ جس آدمی کا یہ قول فرشتوں کے قول کے ساتھ مل گیا' اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ انسان پر مقرر فرشتے بھی نماز میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں' خصوصاً امام کو جواب دیتے ہیں' مثلاً: امام کی فاتحہ پر آمین کہنا اور [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کے جواب میں [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہنا وغیرہ' لہٰذا مقتدی بھی امام کو جواب دے اور فوراً دے (جیسا کہ جواب کا دستور ہے)۔ اس طرح وہ فرشتوں کی موافقت کی فضیلت حاصل کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی معیت کوئی معمولی بات نہیں اور پھر معصوم فرشتوں کی معیت۔ اللہ! اللہ!

١٠٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مُوسَى قَالَ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ خَطَبَنَا وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ يُجِبْكُمُ اللهُ، وَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ، قَالَ نَبِيُّ اللهِ

۱۰۶۵- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمارے لیے طریقۂ زندگی بیان فرمایا اور ہمیں نماز سکھلائی' چنانچہ آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو۔ پھر تم میں سے ایک شخص جماعت کروائے۔ پھر جب امام اللّٰہ أکبر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ (تمھاری دعا) قبول فرمائے گا۔ اور جب وہ اللّٰہ أکبر کہہ کر رکوع کرے تو تم بھی اللّٰہ أکبر کہہ کر رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کو جاتا ہے اور پہلے سر اٹھاتا ہے۔'' نبی ﷺ

١٠٦٤_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح:٤٠٩ عن قتيبة، والبخاري، الأذان، باب فضل: اللهم ربنا لك الحمد، ح:٧٩٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ٨٨، والكبرٰى، ح:٦٥٠.

١٠٦٥_ [صحيح] تقدم، ح:٨٣١، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥١.

ﷺ: فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللهُ لَكُمْ، فَإِنَّ اللهَ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ، قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِّنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ! وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، سَبْعُ كَلِمَاتٍ وَهِيَ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ».

نے فرمایا: ''تو وہ سبقت اس تاخیر کے بدلے میں ہے۔ اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہے تو تم [اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو۔ اللہ تعالیٰ تمھاری (حمد کو) ضرور سنے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس بندے کی بات سنتا ہے جو اس کی حمد کرتا ہے۔ پھر جب وہ اللّٰہ أکبر کہہ کر سجدہ کرے تو تم بھی اللّٰہ أکبر کہہ کر سجدہ کرو کیونکہ امام تم سے پہلے سجدے کو جاتا ہے اور پہلے سر اٹھاتا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو یہ تاخیر اس سبقت کے بدلے میں ہے۔ اور جب وہ تشہد کے لیے بیٹھے تو تم میں سے ہر شخص کی پہلی بات یہ ہونی چاہیے: [اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ] ''تمام اچھے آداب اور تمام عبادات صرف اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی اللہ کی سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' یہ سات جملے ہیں اور یہ نماز کے سلام وآداب ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''آمین کہو'' احناف کہتے ہیں آہستہ کہنی چاہیے کیونکہ یہ دعا ہے اور دعا خفیہ ہونی چاہیے۔ مگر تعجب ہے کہ اصل دعا سورۂ فاتحہ کا آخری حصہ ہے (آمین تو تتمہ ہے) وہ بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے مگر تتمۂ دعا آہستہ ہونا چاہیے۔ یہ نکتہ سمجھ میں نہیں آسکا۔ ظاہر بات ہے کہ دعا بلند آواز سے ہو تو آمین بھی بلند آواز سے ہونی چاہیے۔ اسی لیے جب نماز کے علاوہ دعا کی جاتی ہے تو آمین اونچی کہی جاتی ہے بلکہ زیادہ اونچی

کہی جاتی ہے۔ کیا اس وقت وہ دعا نہیں ہوتی؟ صرف نماز ہی میں دعا ہوتی ہے؟ ② ’’بدلے میں ہے‘‘ یعنی وہ تم سے پہلے رکوع میں جاتا ہے‘ اٹھتا بھی اتنی دیر پہلے ہے اور تم جتنی دیر بعد رکوع میں جاتے ہو‘ اٹھتے بھی اتنی دیر بعد میں ہو‘ لہٰذا تمھارا رکوع اس کے رکوع کے برابر ہے۔ ③ [اَلتَّحِيَّاتُ' اَلصَّلَوَاتُ' اَلطَّيِّبَاتُ] تحية کے لغوی معنی ادب و سلام ہیں۔ کسی کو زندگی کی دعا دیتے وقت کہتے ہیں! [حَيَّاكَ اللّٰهُ] ’’اللہ آپ کو تادیر زندہ و سلامت رکھے۔‘‘ علاوہ ازیں اس کے معنی عظمت و بزرگی‘ بادشاہت‘ دوام و بقا اور زندگی بھی کیے گئے ہیں‘ نیز [التَّحِيَّاتُ] سے قولی عبادات بھی مراد لی گئی ہیں۔ [اَلصَّلَوَاتُ] صلاة کے معنی دعا یا نماز ہیں۔ اس سے یہاں مراد نماز پنجگانہ یا تمام نمازیں یا عبادات فعلیہ ہیں۔ [اَلطَّيِّبَاتُ] ہر اچھی بات اور عمدہ کلام کو کہتے ہیں‘ مثلاً: اللہ کی حمد و ثنا‘ ذکر الٰہی اور اقوال صالحہ وغیرہ۔ یہاں عام اعمال صالحہ اور مالی عبادات بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ واللہ أعلم۔ ④ آپ نے تشہد سے آگے ذکر نہیں فرمایا۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ بس اتنا ہی فرض یا واجب ہے۔ اس سے زائد درود شریف اور دعا واجب نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صلاة و سلام کو اکٹھا ذکر کیا ہے۔ مذکورہ تشہد میں سلام تو ہے‘ صلاة نہیں۔ مساوی حیثیت تقاضا کرتی ہے کہ اس کے بعد صلاة (درود) بھی واجب ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی امت سے محبت وشفقت اور شفاعت کبریٰ متقاضی ہیں کہ اور نہیں تو کم از کم اپنی نماز ہی میں امت رسول رؤف و رحیم کا حق درود کی صورت میں ادا کرے۔ ﷺ۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے۔ ⑤ ’’سات کلمات‘‘ اس طرح ہیں: ① اَلتَّحِيَّات ② اَلصَّلَوَات ③ اَلطَّيِّبَات ④ سَلَامٌ عَلَى النَّبِيِّ ⑤ سَلَامٌ عَلَى الصَّالِحِينَ ⑥ شہادتِ توحید ⑦ شہادتِ رسالت۔

(المعجم ٢٤) - قَدْرُ الْقِيَامِ بَيْنَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ٣٧١)

باب: ۲۴- رکوع اور سجدے کے درمیان کتنی دیر کھڑا رہنا چاہیے؟

١٠٦٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ رُكُوعُهُ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ

۱۰۶۶- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع‘ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قومہ‘ آپ کا سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا تقریباً برابر ہوتا تھا۔

١٠٦٦- أخرجه البخاري، الأذان، باب: وحد إتمام الركوع والاعتدال فيه والاطمأنينة، ح: ٧٩٢، ومسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها في صلاة، ح: ٤٧١/ ١٩٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢.

الرُّكُوعِ، وَسُجُودُهُ، وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ.

فائدہ: یہ حدیث ان حضرات کے لیے لمحۂ فکریہ ہے جو رکوع کے بعد قومہ (کھڑا ہونا) اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ (بیٹھنا) میں ٹھہرنا اور دعائیں پڑھنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ نماز تو وہی ہے جو سنت رسول ﷺ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مطابقت رکھتی ہو نہ کہ فقہی موشگافیوں سے نماز کا سکون اور حسن ہی زائل ہو جائے اور نماز اٹھک بیٹھک اور چونچیں مارنے کی شبیہ بن جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.

(المعجم ٢٥) - بَابُ مَا يَقُولُ فِي قِيَامِهِ ذٰلِكَ (التحفة ٣٧٢)

باب: ۲۵- رکوع کے بعد کھڑا ہو کر کیا پڑھے؟

١٠٦٧- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ».

۱۰۶۷- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب (رکوع سے اٹھتے وقت) [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے تو یوں فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ...... مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ''اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے' اس قدر کہ آسمان و زمین بھر جائیں اور ہر وہ چیز بھر جائے جو تو ان کے بعد چاہے۔''

فوائد و مسائل: ① یعنی وہ تعریف اگر مجسم ہو جائے تو سب کچھ سے بڑھ جائے۔ ممکن ہے ثواب کی طرف اشارہ ہو۔ ② رکوع کے بعد قومے میں یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ ③ رکوع کے بعد اعتدال و اطمینان ضروری ہے کیونکہ اعتدال کے بغیر اس دعا کا قومے میں پڑھنا ممکن نہیں۔ ④ ہر نمازی کے لیے یہ دعا مستحب ہے' خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے یہ دعا پڑھی ہے اور آپ ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ کو حکم دیا کہ ''نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٣١) آپ کا یہ فرمان پوری امت کے لیے ہے۔ ⑤ ہر نماز میں یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے' خواہ وہ فرض ہو یا نفل۔ بعض علماء اسے نفلی نماز کے ساتھ خاص کرتے ہیں لیکن تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ و اللّٰه أعلم.

١٠٦٧ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح:٤٧٨ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥٣.

١٠٦٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مَأْنُوسٍ الْعَدَنِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ السُّجُودَ بَعْدَ الرَّكْعَةِ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ».

۱۰۶۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب رکوع کے بعد سجدہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو یوں کہتے: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ...... مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ”اے اللہ! اے ہمارے پالنے والے! تیرے ہی لیے ہے سب تعریف جو آسمانو اور زمین کو بھرنے کے برابر ہو اور ہر اس چیز کو بھرنے کے برابر ہو جو توان کے بعد چاہے۔“

١٠٦٩- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ أَبُو أُمَيَّةَ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ قَزَعَةَ ابْنِ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ حِينَ يَقُولُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ خَيْرُ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

۱۰۶۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہتے تو یوں فرماتے: [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ...... مِنْكَ الْجَدُّ] ”اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے آسمانوں اور زمینوں کے بھرنے کے بقدر اور ہر اس چیز کے بھرنے کے بقدر جو توان کے بعد چاہے۔ اے بزرگی اور ثنا کے لائق! بہترین بات جو کسی بندے نے کہی' اور ہم سب تیرے بندے ہیں' یہ ہے کہ جو چیز تو دینے کا فیصلہ کرلے کوئی اسے روکنے والا نہیں اور کسی مال والے کو اس کا مال تیرے نزدیک نفع نہیں دے سکتا۔“

١٠٧٠- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ:

۱۰۷۰- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں

١٠٦٨- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٧ عن يحيى بن أبي بكير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤. * وهب بن مِيناس حسن الحديث كما في نيل المقصود، ح: ٨٨٨، وللحديث شواهد كثيرة.

١٠٦٩- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح: ٤٧٧ من حديث سعيد بن عبدالعزيز به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥.

١٠٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، ح: ٨٧٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦. * أبوحمزة هو طلحة بن يزيد، ورجل من بني عبس هو صلة بن زفر كما جاء ◀◀

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَسَمِعَهُ حِينَ كَبَّرَ قَالَ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ ذَا الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ» وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: «لِرَبِّيَ الْحَمْدُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ» وَفِي سُجُودِهِ «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى» وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ «رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي» وَكَانَ قِيَامُهُ وَرُكُوعُهُ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَسُجُودُهُ، وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ.

نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ نے نماز شروع فرمائی تو میں نے آپ کو کہتے سنا: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ ذَاالْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ] ''اللہ سب سے بڑا ہے' اے عظیم الشان غلبے اور بادشاہی والے! (بے انتہا) بزرگی (بڑائی) اور عظمت کے مالک!۔'' اور آپ اپنے رکوع میں فرماتے تھے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] ''پاک ہے میرا عظمت والا رب۔'' اور جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: [لِرَبِّيَ الْحَمْدُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ] ''میرے رب ہی کے لیے ہے سب تعریف۔ میرے رب ہی کے لیے ہے سب تعریف۔'' اور اپنے سجدے میں فرماتے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] ''پاک ہے میرا بزرگ و برتر رب۔'' اور دو سجدوں کے درمیان فرماتے: [رَبِّ اغْفِرْلِي رَبِّ اغْفِرْلِي] ''اے میرے رب! مجھے معاف فرما۔ اے میرے رب! مجھے معاف فرما۔'' اور آپ کا قیام' رکوع' رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قومہ' سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان وقفہ (جلسۂ استراحت) تقریباً برابر تھے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْقُنُوتِ بَعْدَ الرُّكُوعِ (التحفة ٣٧٣)

باب:٢٦-رکوع کے بعد قنوت پڑھنا

١٠٧١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي

١٠٧١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ رکوع کے

◀◀ مصرحًا في رواية أخرى.

١٠٧١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان . . . الخ، ح:٤٠٩٤، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات . . . الخ، ح:٦٧٧/ ٢٩٩ من حديث سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥٧.

مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ.

بعد قنوت فرمائی۔ آپ رعل' ذکوان اور عصیہ قبائل پر بددعا کرتے تھے۔ (کیونکہ) انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت (نافرمانی) کی تھی۔

فوائد و مسائل: ① ان کے ایک آدمی نے نبی ﷺ سے دھوکا کر کے کچھ مبلغین حاصل کیے جو سب قرآن کے قاری تھے اور انھیں اپنے علاقے میں لے جا کر ان قبائل سے قتل کرا دیا۔ ایک دوسرے حادثے میں نبی ﷺ کے دس صحابہ شہید کر دیے گئے۔ یہ واقعات جنگ احد کے بعد قریب ہی پیش آئے تھے۔ جنگ احد میں بھی مسلمانوں کا خاصا نقصان ہوا تھا۔ ان مسلسل جانی نقصانات سے نبی ﷺ غمگین ہوئے تو آپ نے قنوت نازلہ کا اہتمام فرمایا۔ (نازلہ عربی میں مصیبت کو کہتے ہیں اور قنوت وہ دعا جو کھڑے ہو کر کی جائے۔) آپ مختلف نمازوں میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دعا مانگتے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی شریک دعا ہوتے۔ نبی ﷺ بعض مشرکین مکہ' دھوکا دینے والے قبائل اور قاتلینِ قراء کے نام لے کر بددعا فرماتے تھے۔ ایک مہینے تک یہ عمل جاری رہا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مخصوص حالات میں کسی شخص یا قبیلے کا نام لے کر بددعا کرنا جائز ہے' تاہم اس سے پہلے جنگ احد کے بعد آپ نے قنوت نازلہ کا اہتمام فرمایا جس میں آپ کا سر زخمی ہو گیا تھا اور ایک رباعی دانت ٹوٹ گیا تھا' اس موقع پر آپ کو ان کی بابت قنوت سے روک دیا گیا۔ یہ دو الگ الگ واقعات اور الگ الگ قنوت ہیں۔ مختلف قبائل کا نام لے کر جو قنوت کی' وہ آیت: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران: ۳:۱۲۸) کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے' اس لیے حسب ضرورت کسی شخص یا قبیلے کا نام لے کر قنوت نازلہ کرنا جائز ہے۔ لیکن کبھی کبھار' نہ کہ ہمیشہ۔ امام حنیفہ رحمہ اللہ کسی معین شخص یا قبیلے کا نام لے کر اس کے حق میں یا اس کے خلاف دعا کرنے سے منع کرتے ہیں۔ یہ حدیث ان کے موقف کی تائید نہیں کرتی۔ امام شافعی رحمہ اللہ صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت کے قائل ہیں مگر یہ صحابہ میں مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے' لہٰذا ایک آدھی روایت کی بنا پر اس پر دوام مناسب نہیں ہے' جب کہ اس کے خلاف بھی روایات موجود ہیں۔ جمہور اہل علم دوام کو غلط سمجھتے ہیں۔ صرف کسی اہم موقع پر جب کوئی خصوصی مصیبت نازل ہو' رکوع کے بعد فجر یا کسی اور نماز میں قنوت کر لی جائے۔ دلائل کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ جب دلائل متعارض معلوم ہوں تو درمیانی راہ نکالنی چاہیے نہ کہ کسی ایک جانب کو لازم کر لیا جائے۔ باقی رہی قنوتِ وتر تو اس کا ذکر وتر کی بحث میں مناسب ہے۔ ان شاء اللہ وہیں آئے گا۔ ② امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نماز میں غیر قرآنی الفاظ کے ساتھ دعا کرنا ممنوع قرار دیتے ہیں۔ حدیث ان کے موقف کی تردید کرتی ہے۔ ③ کفار پر لعنت بھیجنا اور ان کے خلاف بددعا کرنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ (التحفة ٣٧٤)

باب:٢٧-صبح کی نماز میں قنوت

١٠٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ سُئِلَ: هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: بَعْدَ الرُّكُوعِ.

١٠٧٢- حضرت ابن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ پوچھا گیا: رکوع سے پہلے یا بعد؟ آپ نے فرمایا: رکوع کے بعد۔

فائدہ: یہی وہ قنوت ہے جسے امام شافعی رحمہ اللہ نے صبح کی قنوت سمجھا ہے جب کہ جمہور اہل علم اسے عارضی قنوت نازلہ سمجھتے ہیں۔

١٠٧٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ. قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَالَ: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَامَ هُنَيْهَةً.

١٠٧٣- حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے صحابی (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز صبح پڑھی۔ (ان کے بیان کے مطابق) جب آپ نے دوسری رکعت میں [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہا تو آپ کچھ دیر کھڑے رہے۔

فائدہ: امام صاحب رحمہ اللہ نے شاید کچھ دیر کھڑے رہنے کو قنوت پر محمول کیا ہے، حالانکہ نبی ﷺ رکوع کے بعد بھی بعض اذکار واوراد پڑھا کرتے تھے۔ قنوت تو ہاتھ اٹھا کر اور جہراً پڑھی جاتی ہے جیسا کہ روایات میں صراحتاً آیا ہے۔ (مسند أحمد: ٣/٣)

١٠٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ:

١٠٧٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

١٠٧٢ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، ح:١٠٠١ من حديث حماد بن زيد، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات ... الخ، ح:٦٧٧/ ٢٩٨ من حديث أيوب به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥٨.

١٠٧٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب القنوت في الصلاة، ح:١٤٤٦ من حديث بشر بن المفضل به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥٩. * يونس هو ابن عبيد.

١٠٧٤ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب تسمية الوليد، ح:٦٢٠٠، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ».

رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: ''اے اللہ! ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام' عیاش بن ابو ربیعہ اور مکہ میں دوسرے کمزور اور مظلوم مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ! مضر (قریش) پر اپنا عذاب سخت فرما اور اس عذاب کو قحط کی صورت میں نازل فرما جو یوسف علیہ السلام کے دور کے قحط کی طرح ہو۔''

فوائد و مسائل: ① الفاظ سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ یہ قنوت نازلہ ہے جو آپ ہمیشہ نہیں فرماتے تھے۔ ② یوسف علیہ السلام کے قحط سے تشبیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ کئی سال جاری رہا اور ایسا ہی ہوا' ان کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی' ان پر قحط سالی آئی اور مضر والے کئی برس تک قحط کی بلا میں گرفتار رہے یہاں تک کہ وہ ہڈیاں' چمڑے اور مردار تک کھانے لگے۔ پھر جب قریش اس قحط سے عاجز آ گئے تو ان کا نمائندہ اور سردار ابوسفیان مدینہ منورہ حاضر ہوا اور قحط کے خاتمے کے لیے دعا کی اپیل کی تو نبی رحمت ﷺ نے غیر مشروط طور پر قحط کے خاتمے کی دعا فرما دی اور قحط دور ہو گیا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الاستسقاء' حديث:۱۰۰۷) ③ صبح کی نماز میں قنوت نازلہ جائز ہے۔ ④ قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہوگی۔ ⑤ کسی کا نام لے کر دعا یا بددعا کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی جیسا کہ احناف کا موقف ہے۔ ⑥ قنوت نازلہ بلند آواز سے کرنا مستحب ہے۔ صحیح بخاری میں صراحت ہے کہ آپ بلند آواز سے قنوت کراتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' التفسير' حديث: ۴۵۶۰) نیز سنن ابی داود کی روایت میں ہے: [يُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ] ''آپ کے پیچھے والے آمین کہتے تھے۔'' (سنن أبي داود' الوتر' حديث:۱۴۴۳)

۱۰۷۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ

۱۰۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] پڑھتے تو سجدے میں جانے سے

◀◀ جميع الصلوات . . . الخ، ح: ٦٧٥ من سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٦٠.

١٠٧٥ـ أخرجه البخاري، التفسير، آل عمران، باب: "ليس لك من الأمر شيء"، ح: ٤٥٦٠، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات . . . الخ، ح: ٦٧٥ من حديث محمد بن مسلم الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٦٦١.

الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ: كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ حِينَ يَقُولُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ». ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ». ثُمَّ يَقُولُ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ» فَيَسْجُدُ وَضَاحِيَةُ مُضَرَ يَوْمَئِذٍ مُخَالِفُونَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

پہلے کھڑے کھڑے دعا فرماتے: [اَللّٰھُمَّ! أَنْجِ الْوَلِیدَ ...... الخ] ''اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابوربیعہ اور دوسرے کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما۔ اے اللہ! مضر (قریش) پر اپنا عذاب سخت فرما اور اسے یوسف علیہ السلام کے دور کے قحط کی صورت میں نازل فرما۔'' پھر آپ اللّٰہ أکبر کہتے اور سجدے کو جاتے۔ ان دنوں مضر کے بادیہ نشین رسول اللہ ﷺ کے مخالف تھے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ (التحفة ٣٧٥)

باب: ٢٨- ظہر کی نماز میں قنوت

١٠٧٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَأُقَرِّبَنَّ لَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، وَصَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُولُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكَفَرَةَ.

١٠٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں تمھیں ضرور اللہ کے رسول ﷺ کی نماز سمجھاؤں گا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عشاء اور صبح کی نمازوں کی آخری رکعت میں [سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ] کہنے کے بعد قنوت پڑھتے جس میں ایمان والوں کے لیے دعائیں کرتے اور کافروں کو لعنت کرتے تھے۔

١٠٧٦- أخرجه البخاري، الأذان، باب: (١٢٦)، ح: ٧٩٧، ومسلم، ح: ٦٧٦ (انظر الحديث السابق) من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٦٦٢.

(المعجم ٢٩) - **بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ** (التحفة ٣٧٦)

باب:۲۹-مغرب کی نماز میں قنوت

١٠٧٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ. وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

۱۰۷۷-حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: صحیح بات یہ ہے کہ یہ قنوت نازلہ تھی جو آپ نے مختلف نمازوں میں ضرورت کے وقت کی ہے مگر بعض حضرات نے اسے قنوت نازلہ کی بجائے صبح اور مغرب کی قنوت لازمہ قرار دیا ہے' یعنی ان دو نمازوں میں آپ ہمیشہ قنوت فرماتے تھے۔ مگر مغرب کی قنوت کے ترک پر تو اتفاق واجماع امت ہے۔ کوئی محدث یا فقیہ بھی قنوت نازلہ کے علاوہ مغرب کی قنوت کا قائل نہیں' البتہ امام شافعی اور بعض محدثین (ہمیشہ) فجر کی قنوت کے قائل ہیں۔ اس روایت کو دیکھیں تو دونوں نمازیں برابر ہیں۔ اگر مغرب میں منسوخ ہے تو فجر میں کیوں منسوخ نہیں؟ اور یہی صحیح بات ہے کہ قنوت نازلہ تو باقی ہے مگر قنوت فرض (فجر اور مغرب کی قنوت) باقی نہیں ہے۔ جس روایت سے صبح کی نماز میں قنوت ثابت ہوتی ہے' اسے قنوت نازلہ پر محمول کیا جائے گا' یعنی نبی ﷺ آخر زندگی تک صبح کی نماز میں بوقت ضرورت قنوت نازلہ کرتے تھے۔ اس طرح سب احادیث میں تطبیق ہو جائے گی۔

(المعجم ٣٠) - **بَابُ اللَّعْنِ فِي الْقُنُوتِ** (التحفة ٣٧٧)

باب:۳۰-قنوت میں (کافروں پر) لعنت کرنا

١٠٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى:

۱۰۷۸-حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ

١٠٧٧ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات . . . الخ، ح:٦٧٨ من حديث سفيان الثوري وشعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٦٣ من حديث عبيدالله بن سعيد فقط.

١٠٧٨ـ أخرجه مسلم، ح:٦٧٧/ ٣٠٣ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة، والبخاري، المغازي، باب غزوة الرَّجيع ورعل وذكوان . . . الخ، ح:٤٠٨٩، ومسلم، ح:٦٧٧/ ٣٠٤ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى،◀◀

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا قَالَ شُعْبَةُ: لَعَنَ رِجَالًا وَقَالَ هِشَامٌ: يَدْعُو عَلٰى أَحْيَاءٍ مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَرَكَهُ بَعْدَ الرُّكُوعِ هٰذَا قَوْلُ هِشَامٍ. وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَلْعَنُ رِعْلًا وَّذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ.

ﷺ نے ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت فرمائی۔ آپ چند لوگوں کے نام لے کر ان پر لعنت کرتے تھے اور عرب کے کچھ قبائل کا نام لے کر بددعا کرتے تھے۔ پھر آپ نے قنوت کرنا ترک کر دی۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مہینے تک قنوت فرمائی۔ آپ رعل، ذکوان اور لحیان (نامی قبائل) پر لعنت کرتے تھے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ لَعْنِ الْمُنَافِقِينَ فِي الْقُنُوتِ (التحفة ٣٧٨)

باب:٣١- قنوت میں منافقوں پر لعنت کرنا

١٠٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا» يَدْعُو عَلٰى أُنَاسٍ مِّنَ الْمُنَافِقِينَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾. [آل عمران: ١٢٨].

١٠٧٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے جب صبح کی نماز میں آخری رکعت کے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! الْعَنْ فُلَانًا وَّ فُلَانًا] ”اے اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت فرما۔“ آپ منافقین میں سے کچھ لوگوں کا نام لے کر بددعا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾ ”آپ کے لیے اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ) وہ انھیں توبہ کی توفیق دے یا انھیں عذاب دے۔ بلاشبہ وہ ظالم ہیں۔“

◀◀ ح: ٦٦٤.

١٠٧٩ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب: "ليس لك من الأمر شيء . . ."، ح: ٤٠٦٩، ٤٥٥٩، ٧٣٤٦ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٦٥، وقال النسائي: "لم يرو هذا الحديث أحد من الثقات إلا معمر"، وهذا لا يضر أصلاً.

فائدہ: حافظ ابن حجر ؒ نے صراحت کی ہے کہ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ راوی کا ادراج ہے اس لیے اس آیت کو قنوت نازلہ سے رکنے کا سبب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۲۸٦/۸ حدیث: ۴۵٦۰۔ مزید دیکھیے فوائد حدیث: ۱۰۷۱)

(المعجم ٣٢) - تَرْكُ الْقُنُوتِ (التحفة ٣٧٩)

باب: ۳۲-قنوت چھوڑ دینا

١٠٨٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى حَيٍّ مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ.

۱۰۸۰-حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ قنوت فرمائی۔ آپ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے کے خلاف بددعا کرتے تھے۔ پھر آپ نے قنوت چھوڑ دی۔

فائدہ: ایک نہیں بلکہ کئی قبیلوں کے خلاف بددعا کرتے تھے۔ (دیکھیے روایت: ۱۰۷۸)

١٠٨١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ خَلَفٍ - هُوَ ابْنُ خَلِيفَةَ - عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَقْنُتْ، وَصَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمْ يَقْنُتْ، وَصَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ فَلَمْ يَقْنُتْ، وَصَلَّيْتُ خَلْفَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَقْنُتْ، وَصَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيٍّ فَلَمْ يَقْنُتْ، ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّ إِنَّهَا بِدْعَةٌ.

۱۰۸۱-حضرت ابومالک اشجعی نے اپنے والد محترم (طارق بن اشیم) ؓ سے بیان کیا انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے قنوت نہ فرمائی۔ میں نے ابوبکر ؓ کے پیچھے نماز پڑھی انھوں نے بھی قنوت نہ کی۔ میں نے عمر ؓ کے پیچھے نماز پڑھی انھوں نے بھی قنوت نہ کی۔ میں نے عثمان ؓ کے پیچھے نماز پڑھی انھوں نے بھی قنوت نہ کی۔ میں نے علی ؓ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے بھی قنوت نہ کی۔ پھر فرمایا: اے بیٹے! یہ بدعت ہے۔

فائدہ: ان صحابی کے علم میں نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کا قنوت فرمانا نہیں آسکا اس لیے انھوں نے اسے بدعت قرار دیا۔ یا پھر ان کا مطلب یہ ہے کہ قنوت پر دوام بدعت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بوقت ضرورت قنوت

١٠٨٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٧٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٦٦.

١٠٨١ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في ترك القنوت، ح: ٤٠٢، ٤٠٣، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القنوت في صلاة الفجر، ح: ١٢٤١ من حديث أبي مالك سعد بن طارق به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٦٧.

نازلہ پڑھتے تھے۔(مزید دیکھیے' حدیث:۱۰۷۷)

(المعجم ٣٣) - **بَابُ تَبْرِيدِ الْحَصَى لِلسُّجُودِ عَلَيْهِ** (التحفة ٣٨٠)

باب:۳۳-سجدہ کرنے کے لیے گرم کنکریوں کو ٹھنڈا کرنا

١٠٨٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ فَآخُذُ قَبْضَةً مِّنْ حَصًى فِي كَفِّي أُبَرِّدُهُ، ثُمَّ أُحَوِّلُهُ فِي كَفِّي الْآخَرِ، فَإِذَا سَجَدْتُ وَضَعْتُهُ لِجَبْهَتِي.

۱۰۸۲-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے تو میں اپنی مٹھی میں کچھ کنکریاں پکڑ لیتا تھا تاکہ انھیں ٹھنڈا کروں۔ پھر (جب ہاتھ جلنے لگتا تو) انھیں دوسری ہتھیلی میں منتقل کر لیتا تھا۔ پھر جب میں سجدہ کرتا تو انھیں اپنے ماتھے کے نیچے رکھ لیتا۔

فوائد ومسائل: ① زمین گرم ہوتی تھی۔ براہ راست شدید گرم زمین پر ماتھا رکھنا انتہائی مشکل تھا' لہٰذا نسبتاً ٹھنڈی کنکریاں بچھا کر ان پر ماتھا رکھ لیتے۔ رسول اللہ ﷺ کا سجدہ بھی لمبا ہوتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے نماز یا نمازی کی مصلحت کے لیے نماز کے علاوہ کوئی فعل کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں۔ فعل کی حد بندی ممکن نہیں ہے' البتہ ایسا مشغول نہ ہو کہ دیکھنے والا اسے نماز سے خارج تصور کرے۔ ② یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز ظہر جلدی ادا کرنی چاہیے اور اسے اس قدر لیٹ نہیں کرنا چاہیے کہ زمین ٹھنڈی ہونے کا انتظار کیا جائے۔ اس طرح تو اس کا وقت نکل جائے گا۔ حدیث میں جو ابراد ظہر کا حکم ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ زوال کے بعد تھوڑا بہت انتظار کر لیا جائے تاکہ عین زوال شمس کے وقت دھوپ کی جو شدت اور تمازت ہوتی ہے' اس میں قدرے کمی آ جائے اور سائے ڈھل جائیں تاکہ لوگ آسانی کے ساتھ مسجد میں آ سکیں' ورنہ گرمی اور زمین کی تپش تو عصر کے وقت بھی ختم نہیں ہوتی۔ ③ دوران نماز میں تکلیف اور ضرر کی تلافی کی جا سکتی ہے' اس طرح کے عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ ④ نماز کا اہتمام ضروری ہے اگرچہ اس کے لیے مشقت برداشت کرنی پڑے۔ ⑤ ان تمام سہولیات و مراعات کو زیر استعمال لایا جا سکتا ہے جو خشوع میں اضافے کا باعث ہوں۔ ⑥ کسی صحابی کا یہ کہنا کہ ''ہم ایسے کیا کرتے تھے'' مرفوع کے حکم میں ہے۔ لیکن یہاں اس سے بھی قوی قرینہ موجود ہے۔ وہ یہ کہ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ نمازیوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے اور آپ ﷺ نے انھیں منع نہیں فرمایا۔ اس اعتبار سے اس کا مرفوع ہونا زیادہ قوی ہے۔ واللہ أعلم.

١٠٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وقت صلاة الظهر، ح:٣٩٩ من حديث عباد بن عباد به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٦٨، وصححه ابن حبان(موارد)، ح:٢٦٧.

(المعجم ٣٤) - **بَابُ التَّكْبِيرِ لِلسُّجُودِ**

(التحفة ٣٨١)

باب:٣٤-سجدے میں جاتے وقت اللّٰہ أکبر کہنا

١٠٨٣- **أَخْبَرَنَا** يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ الْعَرَبِيِّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَكَانَ، إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي فَقَالَ: لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا قَالَ: كَلِمَةً يَعْنِي صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

١٠٨٣-حضرت مطرف سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین ؓ نے اور میں نے حضرت علی بن ابوطالب ؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ جب سجدہ کرتے تو اللّٰہ أکبر کہتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے' تب بھی اللّٰہ أکبر کہتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے' تب بھی اللّٰہ أکبر کہتے۔ جب آپ نے نماز پوری کر لی تو حضرت عمران بن حصین ؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اللہ کی قسم! ان صاحب نے مجھے محمد ﷺ کی نماز یاد کرادی ہے۔

فوائد ومسائل: ① پیچھے گزر چکا ہے کہ صحابۂ کرام ؓ ہی کے دور میں بعض ائمہ نے تکبیریں کہنے میں سستی شروع کردی تھی۔ یا تو کہتے ہی نہیں تھے یا بہت آہستہ بلکہ زیرلب کہتے تھے۔ یہ نزاکت تھی' کوئی عذر نہ تھا' لہٰذا ایسا کرنا مذموم تھا۔ ہاں عذر ہو تو الگ بات ہے' جیسے حضرت عثمان ؓ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کی تکبیر کی آواز پچھلی صفوں کو سنائی نہ دیتی تھی۔ ② حضرت علی بن ابوطالب ؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ وہ کس قدر سنت نبوی کے محافظ اور عامل تھے کہ جب اکثر لوگ تکبیرات انتقال چھوڑ چکے تھے بلکہ بعض ان کی مشروعیت کا انکار بھی کرتے تھے' ایسے وقت میں انھوں نے ان کا احیا (انھیں زندہ) کیا۔

١٠٨٤- **أَخْبَرَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَيَحْيَى قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ

١٠٨٤-حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جھکنے اور اٹھنے کے وقت اللّٰہ أکبر کہتے تھے اور آخر میں دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیرتے تھے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر

١٠٨٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب إتمام التكبير في السجود، ح: ٧٨٦، ومسلم، الصلاة، باب إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلاة . . . الخ، ح: ٣٩٣ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٦٩ .

١٠٨٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٦ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٧٠، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التكبير عند الركوع والسجود، ح: ٢٥٣، وقال: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد كثيرة جدًا .

عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ، وَيُسَلِّمُ عَنْ يَّمِينِهِ وَعَنْ يَّسَارِهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلَانِهِ.

رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ''ہر جھکنے اور اٹھنے کے وقت۔'' البتہ اس سے رکوع سے اٹھنا مستثنیٰ ہے کہ وہاں اللّٰہ أکبر کی بجائے [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] مسنون ہے۔ گویا ایک آدھ کو اکثر کے تابع کر دیا۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: كَيْفَ يَخْنِي لِلسُّجُودِ (التحفة ٣٨٢)

باب:۳۵- سجدے کے لیے نمازی کیسے جھکے؟

١٠٨٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ يُوسُفَ - وَهُوَ ابْنُ مَاهَكٍ - يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيمٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ لَّا أَخِرَّ إِلَّا قَائِمًا.

۱۰۸۵- حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ میں سجدے میں نہیں جاؤں گا مگر سیدھا کھڑا ہو کر۔

فائدہ: یعنی رکوع ہی سے سیدھا یا رکوع سے مکمل سیدھا کھڑے ہوئے بغیر سجدے میں نہیں جاؤں گا بلکہ رکوع سے سیدھا کھڑا ہوں گا' پھر سجدے میں گروں گا۔ اس جملے کے اور بھی کئی معانی کیے گئے ہیں' مثلاً: میں نہیں مروں گا مگر اسلام پر ثابت قدمی کی حالت میں وغیرہ۔ مگر پہلا معنی ہی مناسب ہے۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٣٦) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُودِ (التحفة ٣٨٣)

باب:۳۶- سجدے میں جاتے وقت رفع الیدین کرنا

١٠٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ [سَعِيدٍ] عَنْ

۱۰۸۶- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ اپنی نماز میں جب

١٠٨٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٧١. * حكيم هو ابن حزام رضي الله عنه.

١٠٨٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار عن أحمد بن شعيب النسائي به، وهو في الكبرى، ح: ٦٧٢ ومن طريقه أخرجه ابن حزم في المحلى: ٤/ ٩٢، مسئلة: ٤٤٢. * سعيد هو ابن أبي عروبة، وهو مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤)، وشيخه قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤، ولا يصح في هذا الباب شيء.

قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ، إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

رکوع کرتے یا رکوع سے سر اٹھاتے یا سجدے میں جاتے یا سجدے سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کانوں کے کناروں کے برابر کرتے۔

١٠٨٧- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

١٠٨٧- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے (رفع الیدین کیا)۔ پھر اسی سابقہ (روایت) کی مثل بیان کیا۔

١٠٨٨- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّهُ رَأَى نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ: وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

١٠٨٨- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا' آپ جب نماز شروع فرماتے۔ پھر اسی (سابقہ حدیث) کی طرح بیان کیا۔ اس میں اتنا زیادہ کیا: اور جب رکوع کرتے' تب بھی ایسے ہی کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے' پھر بھی ایسے ہی کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے' تب بھی ایسے ہی کرتے۔

فائدہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایات میں سجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کا ذکر ہے' لیکن یہ تینوں روایات ضعیف ہیں جس کی تفصیل تخریج میں موجود ہے۔ اس کے برعکس بالکل صحیح روایات میں سجدے کے رفع الیدین کی نفی آئی ہے۔ ان میں سے ایک روایت اگلے باب میں آ رہی ہے۔ ان صحیح روایات کو چھوڑ کر ایک ضعیف یا متنازع فیہ روایت پر عمل کرنا دانش مندی نہیں۔

١٠٨٧_[ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٧٣.

١٠٨٨_[ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٧٤.

(المعجم ٣٧) - تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السُّجُودِ (التحفة ٣٨٤)

باب:۳۷-سجدے میں جاتے یا اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنا

١٠٨٩- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوفِيُّ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ.

۱۰۸۹-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب نماز شروع فرماتے‘ جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو رفع الیدین کرتے۔لیکن سجدے میں (جاتے یا سجدے سے اٹھتے وقت) ایسا نہیں کرتے تھے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ أَوَّلِ مَا يَصِلُ إِلَى الْأَرْضِ مِنَ الْإِنْسَانِ فِي سُجُودِهِ (التحفة ٣٨٥)

باب:۳۸-سجدے کو جاتے وقت انسان کا کون سا عضو زمین پر پہلے لگنا چاہیے؟

١٠٩٠- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْقُومَسِيُّ الْبِسْطَامِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ [وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ] أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

۱۰۹۰-حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے۔ اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

١٠٩١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ

۱۰۹۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے‘ رسول اللہ

١٠٨٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٨٧٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٧٥.

١٠٩٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، ح: ٨٣٨ عن الحسين بن عيسى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٧٦، وحسنه الترمذي، ح: ٢٦٨، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان. * شريك مدلس، رماه بالتدليس الدارقطني وغيره، وكان يتبرأ من التدليس، ولعل هذه البراءة كانت بعد اختلاطه، والله أعلم، فالحديث ضعيف من أجل عنعنته.

١٠٩١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب: كيف يضع ركبتيه قبل يديه، ح: ٨٤١، والترمذي، الصلاة، باب آخر منه، ح: ٢٦٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٧٧، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه عبدالحق الإشبيلي، وقواه النووي وغيره، وله شواهد عند ابن خزيمة، والحاكم وغيرهما، انظر الحديث◀◀

ابْنُ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَسَنٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَيَبْرُكَ كَمَا يَبْرُكُ الْجَمَلُ».

ﷺ نے فرمایا: ’’(کیا) تم میں سے ایک آدمی نماز میں بیٹھنا چاہتا ہے، پھر وہ اونٹ کی طرح بیٹھتا ہے؟‘‘

۱۰۹۲- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ مِنْ كِتَابِهِ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ، وَلَا يَبْرُكْ بُرُوكَ الْبَعِيرِ».

۱۰۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کوئی آدمی سجدہ کرنے لگے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔‘‘

فائدہ: باب کی تیسری روایت دوسری روایت کی تفصیل ہے اور یہ پہلی روایت کے بالکل الٹ ہے۔ پہلی روایت اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے، تاہم بعض نے اسے صحیح بھی کہا ہے، اس لیے ان کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے کیونکہ ان کے خیال میں دونوں روایات صحیح ہیں۔ احناف وغیرہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دی ہے کیونکہ جو عضو زمین کے زیادہ قریب ہے، وہ پہلے لگنا چاہیے اور جو دور ہے، وہ بعد میں۔ اکثر محدثین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دی ہے کیونکہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کرنے سے اونٹ سے مشابہت ہوتی ہے اور اس مشابہت سے روکا گیا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ہاتھ پہلے رکھنے چاہئیں گھٹنے بعد میں کیونکہ یہ فطرت انسانیہ کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سہارے کے لیے ہاتھ دیے ہیں۔ جانور تو مجبور ہیں کہ ان کے پاس ہاتھ نہیں ہیں، لہٰذا وہ بغیر سہارے کے بیٹھتے اٹھتے ہیں بلکہ سب کام بغیر ہاتھوں کے کرتے ہیں: کھانا، پینا، مارنا وغیرہ۔ مگر انسان کے لیے ہاتھوں کا استعمال ضروری ہے ورنہ جانوروں سے مشابہت ہو جائے گی۔ حدیث میں اونٹ کا ذکر ہے۔ اونٹ بیٹھتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھتا ہے۔ اگر گھٹنے پہلے رکھے جائیں تو ہاتھوں کا سہارا نہ ہونے کی وجہ سے

◀◀ الآتي: (۱۰۹۳).

۱۰۹۲- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٧٨.

گھٹنے اونٹ کی طرح زمین پر ٹکیں گے۔ بوڑھوں کے لیے مشکل بھی ہے اور چوٹ لگنے یا گرنے کا خطرہ بھی' لہٰذا اٹھتے بیٹھتے وقت ہاتھوں کا سہارا چاہیے، یعنی بیٹھتے وقت پہلے ہاتھ رکھیں' پھر گھٹنے اور اٹھتے وقت پہلے گھٹنے اٹھائیں' پھر ہاتھ۔ یاد رہے! اونٹ (بلکہ سب جانوروں) کے گھٹنے اگلے پاؤں میں ہوتے ہیں' شکلاً بھی' فعلاً بھی' اور پچھلی ٹانگیں انسانوں کے بازوؤں جیسی ہوتی ہیں۔ چونکہ اونٹ سیدھا گھٹنوں پر بیٹھتا ہے' اس لیے اس کا خاص ذکر کیا گیا ہے اور اس کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٣٩) - بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ مَعَ الْوَجْهِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٣٨٦)

باب:۳۹-سجدے میں دونوں ہاتھوں کو چہرے کے ساتھ رکھنا

١٠٩٣- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ دَلُّويَه: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهُ قَالَ: إِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ، فَإِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا.

۱۰۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور انھوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''تحقیق دونوں ہاتھ چہرے کی طرح سجدہ کرتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص اپنا چہرہ زمین پر رکھے تو اپنے دونوں ہاتھ بھی رکھے اور جب چہرہ اٹھائے تو انھیں بھی اٹھا لے۔''

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ سجدے میں صرف چہرہ زمین پر لگانا کافی نہیں بلکہ دونوں ہاتھ بھی زمین پر چہرے کے اردگرد رکھے ہونے چاہئیں تاکہ ان کا بھی سجدہ ہو سکے۔ اگلی روایت میں اس کی مزید وضاحت ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: عَلَى كَمِ السُّجُودُ (التحفة ٣٨٧)

باب:۴۰-سجدہ کتنے اعضاء پر کرے؟

١٠٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ، وَلَا يَكُفَّ شَعْرَهُ وَلَا ثِيَابَهُ.

۱۰۹۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور نماز کے دوران میں اپنے بالوں اور کپڑوں کو اکٹھا نہ کریں۔

١٠٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب أعضاء السجود، ح: ٨٩٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٧٩، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٢٦، ٢٢٧، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر صحيح موقوف في الموطأ.

١٠٩٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب لا يكف شعرًا، ح: ٨١٥، ومسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر . . . الخ، ح: ٤٩٠ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٨٠.

فوائد ومسائل: ① سات اعضاء یعنی دو ہاتھ‘ دو گھٹنے‘ دو پاؤں اور چہرہ‘ یعنی پیشانی (ناک سمیت) یہ سب اعضاء زمین پر لگنے چاہئیں۔ تھوڑی دیر کے لیے کوئی عضو کسی وجہ سے اٹھ جائے تو الگ بات ہے۔ مجموعی طور پر سجدہ ان سات اعضاء کے ساتھ ہونا چاہیے۔ ② سجدے میں جاتے وقت بال یا کپڑوں کو مٹی سے بچانے کے لیے اکٹھا نہیں کرنے چاہئیں بلکہ انھیں زمین پر لگنے دیں۔ اس سے عاجزی پیدا ہوگی‘ تکبر کی نفی ہوگی‘ نیز وہ بھی سجدہ کرتے ہیں‘ اکٹھا کرنے سے ان کا سجدہ نہیں ہوگا۔

(المعجم ٤١) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٣٨٨)

باب: ۴۱- ان (سات) اعضاء کی تفصیل

١٠٩٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مِنْهُ سَبْعَةُ آرَابٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ».

۱۰۹۵- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے‘ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جب انسان سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: اس کا چہرہ‘ اس کی دو ہتھیلیاں‘ اس کے دو گھٹنے اور اس کے دو پاؤں۔“

فائدہ: چہرے سے مراد ناک سمیت پیشانی ہے جیسا کہ اگلی روایات سے واضح ہے۔

(المعجم ٤٢) - اَلسُّجُودُ عَلَى الْجَبِينِ (التحفة ٣٨٩)

باب: ۴۲- ماتھے پر سجدہ

١٠٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

۱۰۹۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرمایا: (رمضان المبارک کی) اکیسویں رات کی صبح کو میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ماتھے اور ناک پر پانی اور مٹی یعنی کیچڑ کے نشانات دیکھے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

١٠٩٥ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر . . . الخ، ح: ٤٩١ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٨١ .

١٠٩٦ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ٢٠٢٧ من حديث مالك، ومسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث علٰى طلبها . . . الخ، ح: ١١٦٧/ ٢١٤ من حديث يزيد بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٨٢، والموطأ (رواية ابن القاسم، ح: ٥١٦، ورواية يحيى بن يحيى: ١/ ٣١٩ بطوله).

الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلٰى جَبِينِهِ وَأَنْفِهِ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صُبْحِ لَيْلَةِ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ. مُخْتَصَرٌ.

فائدہ: سجدے میں ماتھے کا زمین پر لگنا ضروری ہے کیونکہ سجدے کے معنی ہی ماتھا زمین پر رکھنا ہیں' الا یہ کہ کوئی عذر ہو' مثلاً: پھوڑا پھنسی ہو یا کمر یا سر میں تکلیف ہو یا آنکھ کا آپریشن کرایا ہو یا اس کے علاوہ جو چیز بھی ماتھا زمین پر رکھنے سے مانع ہو۔

(المعجم ٤٣) - اَلسُّجُودُ عَلَى الْأَنْفِ (التحفة ٣٩٠)

باب:۴۳- ناک پر سجدہ

۱۰۹۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَالْحَارِثُ ابْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةٍ، لَا أَكُفَّ الشَّعْرَ وَلَا الثِّيَابَ: اَلْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ».

۱۰۹۷- حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور میں بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔ (سات اعضاء یہ ہیں:) ماتھا اور ناک' دو ہاتھ' دو گھٹنے اور دو قدم۔''

فائدہ: اس حدیث میں ماتھا اور ناک ایک عضو شمار کیے گئے ہیں۔ گویا دونوں مل کر ایک عضو بنتے ہیں کیونکہ دونوں ایک عضو یعنی چہرے کے اجزا ہیں' لہٰذا دونوں کو زمین پر لگنا چاہیے۔ امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک دونوں میں سے کسی ایک کا لگنا کافی ہے کیونکہ کوئی عضو بھی مکمل تو لگ نہیں سکتا' کچھ حصہ ہی لگتا ہے۔ جب یہ دونوں ایک عضو ہیں تو پھر ان دونوں میں سے کسی ایک کا کچھ حصہ لگنا کافی ہے مگر احادیث اس موقف کی تائید نہیں کرتیں۔ صحیح

١٠٩٧ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب وعقص الرأس في الصلاة، ح: ٤٩٠/ ٢٣١ من حديث ابن وهب، والبخاري، الأذان، باب السجود على الأنف، ح: ٨١٢ من حديث عبدالله بن طاوس به، وهو في الكبرى، ح: ٦٨٣.

بات یہی ہے کہ دونوں کو لگنا چاہیے۔

(المعجم ٤٤) - اَلسُّجُودُ عَلَى الْيَدَيْنِ (التحفة ٣٩١)

باب:۴۴- دونوں ہاتھوں پر سجدہ

١٠٩٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ النَّسَائِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ» وَأَشَارَ بِيَدِهِ «عَلَى الْأَنْفِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ».

۱۰۹۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں: ماتھے پر“ اور (یہ کہتے ہوئے) آپ نے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا ”دونوں ہاتھوں پر دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پاؤں کے اطراف پر۔“

فائدہ: اس روایت میں ”عظم“ کا لفظ ہے جس کے معنی ہڈی کے ہوتے ہیں مگر مراد عضو ہی ہے اگرچہ ایک عضو کئی ہڈیوں اور جوڑوں پر مشتمل ہو مثلاً: ہاتھ پاؤں وغیرہ۔

(المعجم ٤٥) - اَلسُّجُودُ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ (التحفة ٣٩٢)

باب:۴۵- گھٹنوں پر سجدہ

١٠٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعٍ - وَنُهِيَ أَنْ يَّكْفِتَ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ - عَلٰى يَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ. قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ لَنَا ابْنُ طَاوُسٍ: وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى

۱۰۹۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ سات اعضاء پر سجدہ کریں...... اور آپ کو بال اور کپڑے سمیٹنے سے روکا گیا...... دونوں ہاتھوں پر دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے کناروں پر۔ (حدیث کے راوی) سفیان نے کہا: ابن طاؤس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھے اور انھیں ناک پر سے گزارا اور فرمایا: یہ ایک عضو ہے۔ (امام نسائی نے فرمایا) یہ (امام نسائی نے فرمایا) لفظ

١٠٩٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٨٤.

١٠٩٩ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٨٥.

جَبْهَتِهِ وَأَمَرَّهَا عَلٰى أَنْفِهِ قَالَ : هٰذَا وَاحِدٌ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

(میرے استاذ) محمد بن منصور کے ہیں۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ روایت دو استادوں سے سنی۔ ایک محمد بن منصور اور دوسرے عبداللہ بن محمد ہیں۔ روایت میں بیان کردہ الفاظ محمد بن منصور کے ہیں۔ عبداللہ بن محمد کے الفاظ اس سے کچھ مختلف ہو سکتے ہیں' اگرچہ معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: اَلسُّجُودُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ (التحفة ٣٩٣)

باب:٤٦-دونوں پاؤں پر سجدہ

١١٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ، سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ» .

١١٠٠- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: اس کا چہرہ' اس کے دونوں ہاتھ (ہتھیلیاں) اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں قدم۔''

(المعجم ٤٧) - بَابُ نَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٣٩٤)

باب:٤٧-سجدے میں پاؤں کھڑے کرنا

١١٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ

١١٠١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا۔ (میں نے ٹٹولنا شروع کیا) میرا ہاتھ آپ کو لگا تو آپ سجدے میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ پڑھ رہے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ...... كَمَا

١١٠٠_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٩٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٨٦ .

١١٠١_[صحيح] تقدم، ح: ١٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٨٧ .

فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَقَدَمَاهُ مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَبِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ] ''اے اللہ! میں تیرے غصے سے (بچنے کے لیے) تیری رضا مندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے (بچنے کے لیے) تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور تجھ (تیرے عذاب) سے (بچنے کے لیے) تیری (رحمت کی) پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری پوری تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

فائدہ: سجدے کی حالت میں فطری طور پر پاؤں کھڑے ہی ہوتے ہیں۔ اس فطرت کو قائم رہنا چاہیے یعنی پاؤں کو کسی ایک طرف بچھایا نہ جائے بلکہ پاؤں سیدھے کھڑے ہوں اور ایڑیاں ملی ہوئی ہوں، درمیان میں فاصلہ نہ ہو۔ انگلیاں جس قدر مڑ سکیں انھیں قبلہ رخ موڑ لیا جائے۔ جو نہ مڑ سکیں انھیں زمین پر لگا لیا جائے۔ چھوٹی انگلیاں زمین پر نہ لگ سکیں تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ فَتْخِ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٣٩٥)

باب:۴۸- سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کو (قبلے کی طرف) موڑنا

١١٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَهْوَى إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا، جَافَى عَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ وَفَتَخَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ. مُخْتَصَرٌ.

۱۱۰۲- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے ہوئے زمین پر گرتے تو اپنے بازو بغلوں سے دور رکھتے اور اپنے پاؤں کی انگلیوں کو (قبلے کی طرف) موڑ لیتے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

(المعجم ٤٩) - بَابُ مَكَانِ الْيَدَيْنِ مِنَ السُّجُودِ (التحفة ٣٩٦)

باب:۴۹- سجدے میں دونوں ہاتھوں کی جگہ

١١٠٢- [إسناده صحيح] وتقدم طرفه، ح: ١٠٤٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٨٨.

١١٠٣- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ إِبْهَامَيْهِ قَرِيبًا مِّنْ أُذُنَيْهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَانَتْ يَدَاهُ مِنْ أُذُنَيْهِ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي اسْتَقْبَلَ بِهِمَا الصَّلَاةَ.

۱۱۰۳- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو بغور دیکھوں گا۔ (میں نے دیکھا کہ) آپ نے اللّٰه أکبر کہا اور اپنے ہاتھ اٹھائے حتی کہ میں نے آپ کے انگوٹھے آپ کے کانوں کے قریب دیکھے۔ جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو اللّٰه أکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے' پھر اپنا سر (رکوع سے) اٹھایا تو آپ نے کہا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] پھر اللّٰه أکبر کہا اور سجدہ کیا تو آپ کے دونوں ہاتھ کانوں سے اسی جگہ تھے جہاں نماز شروع کرتے وقت تھے۔ (یعنی کانوں کے برابر تھے۔)

فائدہ: آغاز نماز میں رفع الیدین کانوں کے برابر بھی کیا جا سکتا ہے اور کندھوں کے برابر بھی۔ اسی طرح سجدے میں ہاتھ کانوں کے برابر بھی رکھے جا سکتے ہیں اور کندھوں کے برابر بھی اور اس تطبیق کے مطابق بھی جو رفع الیدین کے بارے میں بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ٥٠) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَسْطِ الذِّرَاعَيْنِ فِي السُّجُودِ** (التحفة ٣٩٧)

باب: ۵۰- سجدے کے دوران میں بازو زمین پر بچھانے کی ممانعت

١١٠٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ - وَاسْمُهُ أَيُّوبُ بْنُ أَبِي مِسْكِينٍ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَفْتَرِشْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُودِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ».

۱۱۰۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی سجدے کی حالت میں اپنے بازو اس طرح زمین پر نہ پھیلائے جس طرح کتا پھیلاتا ہے۔''

١١٠٣- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٨٩٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٨٩.
١١٠٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٣١ من حديث أبي العلاء به، وتقدم طرفه، ح: ١٠٢٩، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٠.

فائدہ: نماز میں بلکہ عموماً بھی جانوروں کی مشابہت منع ہے‘ خصوصاً حرام جانوروں کی۔ کتا جب زمین پر بیٹھتا یا لیٹتا ہے تو اپنے اگلے بازو زمین پر بچھا لیتا ہے۔ نمازی کو اپنے بازو زمین سے‘ رانوں سے اور پہلو سے اٹھا کر دور رکھنے چاہئیں۔

(المعجم ٥١) - بَابُ صِفَةِ ٱلسُّجُودِ (التحفة ٣٩٨)

باب:٥١-سجدہ کرنے کا طریقہ

١١٠٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ السُّجُودَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ بِالْأَرْضِ وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ.

١١٠٥- حضرت ابو اسحاق نے کہا کہ حضرت براء بن عازب نے ہمیں سجدہ کرنے کا طریقہ بیان کیا تو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے‘ سرین کو اونچا کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح (سجدہ) کرتے دیکھا ہے۔

١١٠٦- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ، - هُوَ النَّضْرُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلّٰى جَخّٰى.

١١٠٦- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز میں سجدہ کرتے تو اپنے دونوں بازو کھولتے‘ انھیں اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے اور پیٹ کو زمین سے اونچا رکھتے۔

فائدہ: ”کھولتے“ کا مطلب یہ ہے کہ بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھتے‘ زمین سے بھی اونچا رکھتے اور پیٹ کو رانوں سے اٹھا کر رکھتے۔ سجدہ زمین پر بچھ کر نہیں کرنا چاہیے بلکہ اونچا رہے۔ اس مسئلے میں مرد اور عورت کا کوئی فرق نہیں۔ بعض فقہاء نے خالص رائے کے ساتھ عورت کے لیے مینڈک کی طرح زمین سے چمٹ کر سجدہ کرنا تجویز کیا ہے‘ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ دین کسی کی رائے کی بنیاد پر نہیں بلکہ وحی کی بنیاد پر قائم ہوا ہے‘ اس لیے صراحتاً منقول چیز کے مقابلے میں رائے کا استعمال مذموم اور ایسا قول مردود ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کی تالیف ”کیا مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے؟“ طبع دارالسلام۔

١١٠٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صفة السجود، ح: ٨٩٦ من حديث شريك القاضي به، وتقدم حاله، ح: ١٠٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١. ٭ شريك عنعن.

١١٠٦ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ١١٥ من حديث النضر بن شميل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٤٧، ونقل البيهقي عن أبي زكريا العنبري، قال: "جخ الرجل في صلاته، إذا مد ضبعيه وتجافى في الركوع والسجود"، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٩٠٠ وغيره.

١١٠٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

۱۱۰۷- حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں سجدہ فرماتے تو اپنے بازو کھولتے حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔

فائدہ: نبی ﷺ بغلوں کے بال صاف رکھتے تھے اس لیے سفید چمڑا نظر آتا تھا یا بالوں کے اردگرد کی سفیدی مراد ہوگی۔ واللہ أعلم.

١١٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَوْ كُنْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَأَبْصَرْتُ إِبْطَيْهِ، قَالَ أَبُو مِجْلَزٍ: كَأَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ فِي صَلَاةٍ.

۱۱۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر میں (مقتدی ہونے کی بجائے) رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوتا تو میں (آپ کے سجدہ فرمانے کے وقت) آپ کی بغلیں دیکھ لیتا۔ ابومجلز (راوی) نے کہا: معلوم ہوتا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقت نماز میں تھے اس لیے یوں فرمایا۔

١١٠٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَقْرَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكُنْتُ أَرٰى عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ إِذَا سَجَدَ.

۱۱۰۹- حضرت عبداللہ بن اقرم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔ جب آپ سجدہ فرماتے تو میں آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھتا تھا۔

١١٠٧ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٦٤، ومسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود، ووضع الكفين على الأرض . . . الخ، ح: ٤٩٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٣.

١١٠٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من ذكر أنه يرفع يديه إذا قام من الثنتين، ح: ٧٤٦ من حديث عمران به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٤.

١١٠٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التجافي في السجود، ح: ٢٧٤ من حديث داود به، وقال: "حسن، لا نعرفه إلا من حديث داود بن قيس"، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥.

(المعجم ٥٢) - **بَابُ التَّجَافِي فِي السُّجُودِ** (التحفة ٣٩٩)

باب:٥٢-سجدہ کھلا ہونا چاہیے

١١١٠- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الْأَصَمِّ - عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ - وَهُوَابْنُ الْأَصَمِّ - عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى يَدَيْهِ حَتَّى لَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ.

١١١٠-حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا کشادہ رکھتے کہ اگر بھیڑ بکری کا چھوٹا سا بچہ آپ کے بازوؤں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ہاتھوں کو پہلوؤں سے خوب دور رکھنا چاہیے' اسی طرح پیٹ کو رانوں سے اٹھا کر رکھنا چاہیے۔ ② یہ ہیئت خشوع وخضوع اور تواضع کے زیادہ قریب ہے۔ ③ امہات المومنین کی فضیلت کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے طریقۂ عبادت کو بغور دیکھا اور سمجھا' بعدازاں امت تک ایسے واضح انداز سے پہنچایا کہ کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہا...... رضی اللہ عنہن......

(المعجم ٥٣) - **بَابُ الِاعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ** (التحفة ٤٠٠)

باب:٥٣-سجدے میں اعتدال

١١١١- **أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اِعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ» اَللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ.

١١١١-حضرت انس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سجدے میں اعتدال اختیار کرو اور کوئی شخص اپنے بازو اس طرح زمین پر نہ بچھائے جس طرح کتا بچھاتا ہے۔'' یہ لفظ حضرت اسحاق بن ابراہیم کے ہیں۔

١١١٠ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود ووضع الكفين على الأرض . . . الخ، ح:٤٩٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٧، أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صفة السجود، ح:٨٩٨ عن قتيبة به .

١١١١ـ[صحيح] تقدم، ح:١٠٢٩، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٨ .

فائدہ: اس وضاحت کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ اس روایت کو امام نسائی رحمہ اللہ نے دوسندوں سے بیان کیا ہے۔ دونوں سندیں حضرت قتادہ پر متفق ہوتی ہیں۔ پہلی سند حضرت اسحاق بن ابراہیم سے ہے اور دوسری حضرت اسماعیل بن مسعود سے۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۱۰۲۹)

(المعجم ٥٤) - بَابُ إِقَامَةِ الصُّلْبِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٤٠١)

باب: ۵۴-سجدے میں کمر سیدھی کرنا

١١١٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُجْزِىءُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

۱۱۱۲- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز درست نہیں ہوتی جس میں نمازی رکوع اور سجدے کے دوران میں اپنی کمر کو سیدھا نہ کرے۔''

فائدہ: دیکھیے حدیث نمبر ۱۰۲۸۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ (التحفة ٤٠٢)

باب: ۵۵-کوّے کی طرح ٹھونگیں مارنے کی ممانعت

١١١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ تَمِيمَ بْنَ مَحْمُودٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شِبْلٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ

۱۱۱۳- حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں سے منع فرمایا: کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے' درندے کی طرح بازو بچھانے سے اور آدمی نماز کے لیے ایک ہی جگہ مقرر کرلے' جیسے اونٹ (بیٹھنے کے لیے) ایک جگہ مقرر

١١١٢ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٠٢٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٩.

١١١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٦٢، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في توطين المكان في المسجد يصلي فيه، ح: ١٤٢٩ من حديث جعفر بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٦٢، ١٣١٩، وابن حبان، ح: ٤٧٦، والحاكم: ١/ ٢٢٩، والذهبي. * تميم بن محمود ضعفه البخاري والجمهور، وضعفه راجح، وله شاهد ضعيف في مسند أحمد (٥/ ٤٤٧).

رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ، وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ، وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمُقَامَ لِلصَّلَاةِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيرُ.

کر لیتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے' نیز علامہ اتیوبی شارح سنن النسائی نے مذکورہ حدیث کے پہلے اور دوسرے جز کو شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے اور شیخ البانی اور شارح سنن النسائی نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود معناً صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۳/۱۵٦، ۱۵۷، رقم: ۱۱٦۸، و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۳/۳۳۷-۳۴۳) ② کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے مراد بہت ہلکا سجدہ کرنا ہے حتی کہ دیکھنے والا سمجھے ٹھونگیں مار رہا ہے۔ بلکہ سجدے میں کم از کم تین دفعہ تسبیح پڑھنی چاہیے۔ یہ نہیں کہ ایک تسبیح جاتے ہوئے' دوسری تسبیح سجدے میں اور تیسری اٹھتے ہوئے پڑھے کیونکہ یہ تو حقیقتاً سجدے میں ایک دفعہ تسبیح ہے۔ ③ بازو بچھانے سے مراد یہ ہے کہ سجدے میں بازو زمین پر رکھ دے جس طرح کتا وغیرہ لیٹنے کی حالت میں زمین پر اپنے بازو کھول کر رکھ دیتا ہے اور منہ بھی زمین پر رکھ لیتا ہے۔ ④ ایک جگہ مقرر کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ کسی اور جگہ نماز نہ پڑھے حتی کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس جگہ آ کھڑا ہو تو اسے ہٹا کر وہاں کھڑا ہو یا اس سے ناراض ہو' البتہ امام اور مؤذن اس سے مستثنیٰ ہیں کہ ان کے لیے مجبوری ہے۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٤٠٣)

باب: ۵٦- سجدے میں بال سمیٹنے کی ممانعت

١١١٤- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَ رَوْحٌ - يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةٍ وَلَا أَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا».

۱۱۱۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور (سجدے میں جاتے وقت) بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔''

فائدہ: عرب لوگ عموماً سر کے بال بڑے رکھتے تھے اور کھلی آستینوں والی قمیص پہنتے تھے۔ سجدے میں جاتے

١١١٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٩٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٠.

تو بالوں اور آستینوں کو مٹی سے بچانے کے لیے بعض لوگ بالوں کو بار بار سمیٹتے اور انھیں اکٹھا کرتے یا انھیں سر پر گچھے کی صورت میں باندھ لیتے۔ اسی طرح وہ آستینیں چڑھا لیتے چونکہ یہ غیر ضروری حرکت ہے جو نماز میں منع ہے' لہٰذا اس سے روک دیا گیا' البتہ اگر پہلے سے بال باندھ لیے گئے ہوں یا آستینیں چڑھالی گئی ہوں اور نماز کے دوران میں کچھ نہ کیا جائے تو بعض علماء کے نزدیک جائز ہے مگر اگلی حدیث ان کے موقف کی تردید کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں مٹی سے بچنے کی قصداً کوشش کرنا تکبر کے ذیل میں آتا ہے بلکہ ہر عضو کو جو زمین پر لگتا ہے' لگنے دے۔ مٹی کا لگنا تکبر کی نفی ہے اور طبیعت میں تواضع پیدا ہوتی ہے ورنہ نمازی کس کس چیز کو مٹی سے بچائے گا؟ چہرے کو؟ ہاتھوں کو؟ گھٹنوں کو؟ پاؤں کو؟ ازار کو؟ پگڑی کو؟ مٹی تو ضرور ہی لگے گی۔

(المعجم ٥٧) - بَابُ مَثَلِ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَعْقُوصٌ (التحفة ٤٠٤)

باب:۵۷- جو شخص بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھے' اس کی مثال؟

١١١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو السَّرْحِيُّ مِنْ وُلْدِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ مِنْ وَرَائِهِ، فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: مَا لَكَ وَرَأْسِي؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ».

۱۱۱۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث کو نماز پڑھتے دیکھا جب کہ وہ سر کے بالوں کا جوڑا بنا کر اسے پیچھے باندھے ہوئے تھے۔ آپ اٹھے اور بالوں کا جوڑا (گچھا) کھولنے لگے۔ عبداللہ بن حارث نماز سے فارغ ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: آپ کو میرے بالوں سے کیا شکایت تھی؟ (جو آپ نے انھیں کھولا) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اس قسم کے نمازی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں (کسی مشکوں) سے نماز پڑھتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جس طرح پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں والا بہت ناقص نماز پڑھتا ہے' اسی طرح بندھے ہوئے بالوں والا اپنے بالوں کو ثواب سے محروم رکھتا ہے' بخلاف اس کے اگر وہ بال زمین پر لگتے تو ان کا بھی

١١١٥ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر . . . الخ، ح: ٤٩٢ عن عمرو بن سواد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١.

سجدہ شمار ہوتا اور انھیں ثواب ملتا۔ گویا نماز سے پہلے بھی بالوں کا جوڑا نہیں بنا ہونا چاہیے چہ جائیکہ کوئی نماز میں ایسے کرے۔ ② خلاف شرع کام ہوتا دیکھ کر موقع ہی پر تنبیہ کر دینی چاہیے خواہ مخواہ یا بالکل سکوت نہیں کرنا چاہیے۔ ③ برائی کو ہاتھ سے مٹانے کی طاقت ہو تو اسے ہاتھ سے مٹا دینا چاہیے۔ ④ خبر واحد حجت ہے۔

(المعجم ٥٨) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَفِّ الثِّيَابِ فِي السُّجُودِ** (التحفة ٤٠٥)

باب:۵۸-سجدے میں جاتے وقت کپڑے اکٹھے کرنے (سمیٹنے) کی ممانعت

١١١٦- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ.

۱۱۱۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور منع کیا گیا بال یا کپڑے اکٹھے کرنے (سمیٹنے) سے۔

فائدہ: اگر کپڑا پہلے سے اکٹھا کیا ہوا ہے جیسے نماز سے قبل آستینیں چڑھی ہوئی ہوں تو بعض علماء کے نزدیک کوئی حرج نہیں لیکن حدیث کے الفاظ میں اس مفہوم کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا پہلے بھی ایسے نہ کیا جائے۔

(المعجم ٥٩) - **بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ** (التحفة ٤٠٦)

باب:۵۹- کپڑوں پر سجدہ کرنا

١١١٧- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - هُوَ السَّلَمِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنِي غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ.

۱۱۱۷- حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دوپہر کے وقت سخت گرمی میں نماز پڑھتے تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کر لیا کرتے تھے۔

١١١٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٩٤، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٢.

١١١٧ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب: وقت الظهر عند الزوال، ح: ٥٤٢ من حديث ابن المبارك، ومسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت ... الخ، ح: ٦٢٠ من حديث غالب القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٣.

فائدہ: اگر الگ کپڑا مراد ہے جیسے آج کل مصلی وغیرہ ہوتا ہے تو پھر ظاہر ہے کوئی اشکال واعتراض نہیں۔ ان پر بلاشک وشبہ نماز پڑھی جا سکتی ہے' البتہ اگر پہنے ہوئے کپڑے مراد ہوں' مثلاً: آستینیں آگے بڑھا کر ان پر ہاتھ رکھ لیے جائیں اور پگڑی نیچے کر کے اس پر ماتھا رکھ لیا جائے تو ضرورت کے وقت یہ بھی جائز ہے' مثلاً: سخت گرمی یا سردی سے بچنا' البتہ مٹی سے چہرے اور ہتھیلیوں کو بچانے کے لیے ایسا کرنا ممنوع ہے کہ یہ تکلف ہے جبکہ سردی گرمی سے بچنا انسان کی ضرورت ہے۔

(المعجم ٦٠) - **بَابُ الْأَمْرِ بِإِتْمَامِ السُّجُودِ** (التحفة ٤٠٧)

باب: ٦٠- سجدہ مکمل کرنے کا حکم ہے

١١١٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِي فِي رُكُوعِكُمْ وَسُجُودِكُمْ».

١١١٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رکوع اور سجدہ مکمل کرو۔ اللہ کی قسم! میں تمھیں اپنے پیچھے تمھارے رکوع اور سجدے میں دیکھتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① رکوع اور سجدہ نماز کی جان ہیں۔ انھیں پورے آداب وسنن سمیت ادا کرنا انھیں مکمل کرنا ہے۔ اعتدال واطمینان اختیار کیا جائے۔ سجدے کو کھلا کیا جائے۔ تسبیحات واذکار خشوع وخضوع سے کیے جائیں۔ ② رکوع اور سجدے کی حالت میں نبی ﷺ کا پیچھے مقتدیوں کو دیکھ لینا' آپ کا معجزہ تھا۔ بعض نے اسے کنکھیوں سے دیکھنے سے تعبیر کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کنکھیوں سے زیادہ دور تک نہیں دیکھا جا سکتا' جب کہ آپ کا فرمان مطلق ہے' یعنی سب نمازیوں کو آپ دیکھ سکتے تھے' صرف چند افراد کو نہیں۔

(المعجم ٦١) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي السُّجُودِ** (التحفة ٤٠٨)

باب: ٦١- سجدے میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت

١١١٩- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ

١١١٩- حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے حبیب ﷺ نے تین چیزوں سے منع فرمایا

١١١٨- [صحيح] تقدم، ح: ١٠٢٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤.

١١١٩- [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٢، وأخرجه مسلم، ح: ٤٨٠/ ٢١٢ من حديث داود بن قيس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥.

وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ عُثْمَانُ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: نَهَانِي حِبِّي ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ لَا أَقُولُ نَهَى النَّاسَ، نَهَانِي عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقِسِّيِّ، وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ الْمُفَدَّمَةِ، وَلَا أَقْرَأُ سَاجِدًا وَلَا رَاكِعًا.

ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سب لوگوں کو منع فرمایا ہے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے، قسّی اور زعفرانی زرد رنگ کا کپڑا پہننے سے اور سجدے یا رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ١٠٤١، ١٠٤٢، ١٠٤٣۔

١١٢٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا.

١١٢٠- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے روکا ہے۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ الْأَمْرِ بِالِاجْتِهَادِ فِي الدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٤٠٩)

باب: ٦٢- سجدے میں اچھی طرح کوشش سے دعا کرنے کا حکم

١١٢١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ

١١٢١- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں گھر کی کھڑکی کا پردہ ہٹایا۔ آپ کا سر مبارک پٹی سے بندھا ہوا تھا۔

١١٢٠ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٨٠/ ٢٠٩ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦.

١١٢١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧.

سُحَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ السِّتْرَ وَرَأْسُهُ مَعْصُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! قَدْ بَلَّغْتُ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ «إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ أَوْ تُرَى لَهُ، أَلَا وَإِنِّي قَدْ نُهِيتُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَإِذَا رَكَعْتُمْ فَعَظِّمُوا رَبَّكُمْ، وَإِذَا سَجَدْتُّمْ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَإِنَّهُ قَمِنٌ أَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ».

آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں نے تیرا دین لوگوں تک پہنچا دیا (تین دفعہ فرمایا۔) اے لوگو! نبوت کے ذریعے سے خوش خبری دینے والی چیزوں میں سے صرف نیک خواب ہی رہ گئے ہیں جنھیں کوئی شخص دیکھ لے یا اس کے لیے کسی دوسرے کو نظر آئیں۔ خبردار! مجھے رکوع اور سجدے میں قرآن مجید پڑھنے سے روک دیا گیا ہے لہٰذا جب تم رکوع کرو تو اپنے رب کی عظمت بیان کرو (تسبیحات پڑھو) اور جب سجدہ کرو تو پوری کوشش سے دعا کرو کیونکہ سجدے کی دعا قبولیت کے بہت لائق ہے۔''

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ١٠٤٦.

(المعجم ٦٣) - بَابُ الدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٤١٠)

باب: ٦٣- سجدے میں دعا کرنا

١١٢٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سَعِيدٍ - وَهُوَ ابْنُ مَسْرُوقٍ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي رِشْدِينَ - وَهُوَ كُرَيْبٌ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي، مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَبَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَهَا، فَرَأَيْتُهُ قَامَ لِحَاجَتِهِ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ

١١٢٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ بھی ان کے پاس وہیں آرام فرما تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قضائے حاجت کے لیے اٹھے۔ پھر آپ مشکیزے کے پاس آئے' اس کا بند کھولا' پھر درمیانہ سا وضو کیا۔ پھر اپنے بستر پر تشریف لائے اور سو گئے۔ پھر دوبارہ اٹھے اور مشکیزے کے پاس گئے' اس کا بند کھولا' پھر مکمل وضو

١١٢٢- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣/١٨٨ عن هناد بن السري، والبخاري، الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه من الليل، ح: ٦٣١٦ من حديث سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٨.

الْوُضُوءَيْنِ، ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ فَنَامَ، ثُمَّ قَامَ قَوْمَةً أُخْرٰى فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا، هُوَ الْوُضُوءُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَكَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ تَحْتِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَعَنْ يَّمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَّسَارِي نُورًا، وَاجْعَلْ أَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا، وَأَعْظِمْ لِي نُورًا». ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَأَيْقَظَهُ لِلصَّلَاةِ.

فرمایا' پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ آپ اپنے سجدے میں کہتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ فِي قَلْبِي...... وَأَعْظِمْ لِي نُورًا] ''اے اللہ! میرے دل کو منور فرما۔ میرے کان منور فرما۔ میری آنکھیں روشن کر دے۔ مجھ پر اوپر نیچے سے نور برسا۔ میرے دائیں بائیں کو منور فرما۔ مجھے آگے پیچھے سے پرنور فرما اور مجھے عظیم نور عطا فرما۔'' پھر (نماز مکمل کرنے کے بعد) آپ سو گئے حتی کہ خراٹے بھرنے لگے۔ کچھ دیر بعد حضرت بلال ڈٹٹو آئے اور آپ کو نماز کے لیے جگایا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن عباس ڈٹٹھ نے نبی ﷺ کی نماز دیکھنے کے لیے قصداً یہ رات آپ ﷺ کے حجرۂ مبارکہ میں گزاری تھی اور اس کے لیے باقاعدہ حضرت میمونہ ڈٹٹھا اور ان کے توسط سے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تھی۔ ② درمیانہ وضو سونے کے لیے تھا۔ نماز کے لیے ہوتا تو آپ مکمل وضو فرماتے جیسا کہ بعد میں کیا۔ ③ یہاں نور سے مراد علم' ہدایت اور ایمان ہے کیونکہ قرآن مجید اور احادیث میں متعدد مقامات پر لفظ نوران معانی میں استعمال ہوا ہے۔

(المعجم ٦٤) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤١١)

باب:۶۳- (سجدے میں) ایک اور قسم کی دعا

١١٢٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي» يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

۱۱۲۳- حضرت عائشہ ڈٹٹھا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ پڑھا کرتے تھے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِي] ''اے اللہ! ہمارے رب! تو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ہے اور تمام خوبیوں کا حامل ہے۔ اے اللہ! مجھے معاف فرما۔'' آپ قرآن پر عمل کرتے تھے۔

١١٢٣ـ [صحيح] تقدم، ح:١٠٤٨، وهو في الكبرٰى، ح:٧٠٩.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری زمانے میں سورۃ النصر اتری جس میں اشارہ فرمایا گیا کہ آپ جس مقصد کے لیے تشریف لائے تھے' وہ پورا ہو چکا۔ اب آپ ساری توجہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کی طرف مبذول فرمائیں اور بخشش طلب کریں۔ آپ کی وفات قریب ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان ہدایات کے پیش نظر رکوع اور سجدے میں مندرجہ بالا دعا کثرت سے شروع فرمائی۔ حضرت عائشہ ؓ کے الفاظ: [يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ] ''آپ قرآن پر عمل کرتے تھے۔'' میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم ٦٥) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤١٢)

باب: ۶۴-(سجدے میں) ایک اور قسم کی دعا

١١٢٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي»، يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

۱۱۲۴- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِي] ''اے اللہ! ہمارے رب! تو ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہے اور ہر قسم کی خوبیوں اور تعریفوں والا ہے۔ اے اللہ! مجھے معاف فرما۔'' آپ قرآن پر عمل فرماتے تھے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس دعا میں آخری لفظ [اَللّٰهُمَّ اغْفِرلِي] نہیں ہے۔ اس لحاظ سے یہ پچھلی حدیث کی دعا سے مختلف ہے۔ ہمارے نسخے کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں جب کہ فرق ہونا چاہیے تاکہ ''اور قسم کی دعا'' بن سکے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٦) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤١٣)

باب: ۶۵-(سجدے میں) ایک اور دعا

١١٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ مَضْجَعِهِ فَجَعَلْتُ أَلْتَمِسُهُ

۱۱۲۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: (ایک دفعہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا تو میں آپ کو ڈھونڈنے لگی۔ میں نے خیال کیا کہ آپ اپنی کسی لونڈی کے پاس چلے گئے ہوں گے۔ (میں نے ٹٹولنا شروع

١١٢٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٧١٦.

١١٢٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٧ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧١٠، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٧٧١ وغيره.

وَظَنَنْتُ أَنَّهُ قَدْ أَتَى بَعْضَ جَوَارِيهِ، فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ».

کیا) تو میرا ہاتھ آپ کو لگا۔ آپ سجدے کی حالت میں تھے اور پڑھ رہے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِي مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ] ''اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما جو میں نے چھپ کر کیے اور جو میں نے علانیہ کیے۔''

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ گمان عورت کی فطرت کے مطابق ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ محبت حضرت عائشہ ہی سے فرماتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، حدیث: ۳۶۶۲، وصحیح مسلم، فضائل الصحابة، حدیث: ۲۳۸۴) آپ انھیں چھوڑ کر کہاں جا سکتے تھے؟ دراصل یہ دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی رسول اللہ ﷺ سے انتہا درجے کی محبت تھی۔ اس قسم کے ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا تھا: ''کیا تو سمجھتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟'' (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۷۴)

۱۱۲۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ أَتٰى بَعْضَ جَوَارِيهِ، فَطَلَبْتُهُ فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ، يَقُولُ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ».

۱۱۲۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: (ایک رات) میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا تو میں نے سمجھا کہ آپ اپنی کسی بیوی یا لونڈی کے پاس چلے گئے ہوں گے۔ میں نے آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا تو آپ سجدے میں تھے، یہ دعا فرما رہے تھے: ''اے میرے رب! مجھے معاف فرما دے، وہ گناہ جو میں نے چھپ کر کیے اور جو میں نے علانیہ کیے۔''

فائدہ: حدیث کے متن میں لفظ [جَوَارِي] ہے جس کے عام معنی لونڈیاں کیے جاتے ہیں۔ ویسے اس کے معنی بیوی بھی کیے جا سکتے ہیں کیونکہ یہ لفظ آزاد عورت کے لیے بھی احادیث میں استعمال ہوا ہے۔ لونڈی کی باری مقرر نہیں ہوتی جب کہ بیوی کی (اگر ایک سے زائد ہوں) باری مقرر ہوتی ہے، لہٰذا کسی بیوی کی باری کے دن اپنی لونڈی کے پاس جانا منع نہیں، دوسری بیوی کے پاس جانا منع ہے۔ شاید اسی لیے لونڈی کا لفظ بولا ورنہ بدگمانی کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

(المعجم ٦٧) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤١٤)

باب: ۶۷- (سجدے میں) ایک اور قسم کا ذکر

۱۱۲٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۷۱۰(ب).

١١٢٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ - هُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي الْمَاجِشُونُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! لَكَ سَجَدْتُّ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُورَتَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ».

١١٢٧- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! لَكَ سَجَدْتُّ ...... أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ] ”اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا اور تیرے ہی لیے مطیع ہوا اور تجھی پر ایمان لایا۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا‘ اس کی صورت بنائی اور اچھی صورت بنائی اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں۔ بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔“

(المعجم ٦٨) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤١٥)

باب: ٦٨- ایک اور قسم کا ذکر

١١٢٨- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَيْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «اَللّٰهُمَّ! لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ».

١١٢٨- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے سجدے میں یہ پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! لَكَ سَجَدْتُّ ...... أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ] ”اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا اور تجھی پر ایمان لایا اور تیرے ہی لیے مطیع ہوا۔ تو میرا رب ہے۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں۔ بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔“

١١٢٧- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧١/ ٢٠٢ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧١١.

١١٢٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧١٢، وتقدم طرفه، ح: ٨٩٧.

(المعجم ٦٩) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤١٦)

باب:٦٩-(سجدے میں) ایک اور قسم کا ذکر

١١٢٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ حِمْيَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَذَكَرَ آخَرَ قَبْلَهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّي تَطَوُّعًا قَالَ إِذَا سَجَدَ: «اَللّٰهُمَّ! لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ».

١١٢٩-حضرت محمد بن مسلمہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو نفل پڑھتے۔ جب سجدہ کرتے تو کہتے: [اَللّٰهُمَّ! لَكَ سَجَدْتُّ ...... أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ] ''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا' تجھی پر ایمان لایا' اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا۔ اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اس میں آنکھ اور کان بنائے۔ بابرکت ہے اللہ سب سے بہتر پیدا کرنے والا۔''

(المعجم ٧٠) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤١٧)

باب:٦٨-ایک اور قسم کا ذکر

١١٣٠- أَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ سَوَّارٍ الْقَاضِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ: «سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ».

١١٣٠-حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ رات کی نماز میں سجدۂ تلاوت کے دوران میں یہ دعا پڑھتے تھے: [سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ ...... وَقُوَّتِهِ] ''میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی تدبیر اور قوت سے اس میں آنکھ اور کان پیدا کیے۔''

١١٢٩_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧١٣، وتقدم طرفه، ح: ١٠٥٣.

١١٣٠_[إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما يقول في سجود القرآن، ح: ٥٨٠ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٧١٤. * خالد الحذاء لم يسمعه من أبي العالية بل رواه عن رجل عنه كما في سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول إذا سجد، ح: ١٤١٤، ولأصل الحديث شاهد صحيح عند مسلم وغيره.

فائدہ: مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے اس حدیث کا شاہد صحیح مسلم وغیرہ میں ہے۔ بنابریں معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد کی بنا پر صحیح اور قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧١) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤١٨)

باب:۷۱-ایک اور قسم کی دعا

١١٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَوَجَدْتُهُ وَهُوَ سَاجِدٌ وَصُدُورُ قَدَمَيْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

۱۱۳۱-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' فرماتی ہیں: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بستر پر) نہ پایا۔ (تلاش کیا) تو آپ سجدے کی حالت میں ملے اور آپ کی انگلیاں قبلے کی طرف مڑی ہوئی تھیں۔ میں نے سنا' آپ فرما رہے تھے: [أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ...... عَلٰى نَفْسِكَ] ''(اے اللہ!) میں تیرے غصے سے (بچنے کے لیے) تیری رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور تیری سزا سے (بچنے کے لیے) تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور تجھ سے (تیرے عذاب سے بچنے کے لیے) تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری پوری تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

فائدہ: اپنی تعریف آپ کرنا ہم میں معیوب ہے کیونکہ مبالغہ آرائی اور تکبر کا ڈر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں ہر مبالغہ حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بزرگی اور بڑائی کا مالک ہے۔ اسے تکبر جچتا ہے' لہٰذا وہ اپنی تعریف آپ کرتا ہے۔

(المعجم ٧٢) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤١٩)

باب:۷۲-ایک اور قسم کی دعا

١١٣٢- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ

۱۱۳۲-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' فرماتی

١١٣١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [دعاء: "أعوذ برضاك من سخطك . . ."]، ح: ٣٤٩٣ من حديث يحيى بن سعيد به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٧١٥، وله شاهد في صحيح مسلم، ح: ٤٨٦/ ٢٢٢ وغيره، وبه صح الحديث. * محمد بن إبراهيم لم يسمع من عائشة رضي الله عنها (جامع التحصيل للعلائي (ص: ٢٦١) وغيره.

١١٣٢ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٥ من حديث ابن جريج به، وهو في◀◀

الْمِصِّيصِيُّ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَتَحَسَّسْتُهُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» فَقَالَتْ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنِّي لَفِي شَأْنٍ وَإِنَّكَ لَفِي آخَرَ.

ہیں: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بستر پر) نہ پایا تو میں نے سوچا آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس گئے ہوں گے۔ میں نے آپ کو ٹٹولنا شروع کیا تو آپ رکوع یا سجدے کی حالت میں تھے اور پڑھ رہے تھے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ] ''اے اللہ! تو پاک ہے اور تعریفوں والا ہے۔ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔'' میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں کس خیال میں تھی اور آپ کس شان میں ہیں؟

فائدہ: ان دنوں گھروں میں چراغ نہ ہوتے تھے۔ ہوں بھی تو بجھا کر سوتے تھے' اس لیے نوبت یہاں تک پہنچی۔

(المعجم ٧٣) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤٢٠)

باب: ٧٣- ایک اور قسم کا ذکر

١١٣٣- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَاصِمَ ابْنَ حُمَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قُمْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَبَدَأَ فَاسْتَاكَ وَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، فَبَدَأَ فَاسْتَفْتَحَ مِنَ الْبَقَرَةِ لَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ [يَتَعَوَّذُ] ثُمَّ رَكَعَ فَمَكَثَ رَاكِعًا بِقَدْرِ قِيَامِهِ، يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ

١١٣٣- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز کے لیے اٹھا۔ آپ نے سب سے پہلے مسواک فرمائی اور وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز شروع فرمائی۔ (سورۂ فاتحہ کے بعد) آپ نے سورۂ بقرہ شروع کی۔ آپ جب بھی کوئی رحمت والی آیت پڑھتے تو رکتے اور رحمت کا سوال فرماتے اور عذاب کی آیت پڑھتے تو رکتے اور عذاب سے پناہ مانگتے۔ پھر آپ نے رکوع فرمایا اور اپنے قیام کے برابر رکوع میں ٹھہرے۔ آپ رکوع میں یہ دعا پڑھتے: [سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ] ''پاک ہے عظیم قوت' بادشاہی'

◀◀ الكبرٰى، ح: ٧١٧.

١١٣٣- [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ١٠٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧١٨.

وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ» ثُمَّ سَجَدَ قَدْرَ رَكْعَةٍ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ» ثُمَّ قَرَأَ آلَ عِمْرَانَ، ثُمَّ سُورَةً ثُمَّ سُورَةً فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

بزرگی والا اور عظمت کا مالک۔" پھر آپ نے رکوع کے برابر سجدہ فرمایا اور اپنے سجدے میں بھی یہی پڑھتے رہے: "پاک ہے عظیم الشان قوت' بے مثال بادشاہی' بے انتہا بزرگی اور عظمت کا مالک۔" پھر دوسری رکعت میں آپ نے آل عمران پڑھی۔ پھر ایک اور سورت' پھر ایک اور سورت اور اس (رکعت) میں بھی آپ نے (رکوع وسجود) ایسے ہی کیا۔

(المعجم ٧٤) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤٢١)

باب:٧٤-ایک اور قسم کی دعا

١١٣٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَقَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ لَمْ يَرْكَعْ فَمَضٰى، قُلْتُ: يَخْتِمُهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَمَضٰى، قُلْتُ: يَخْتِمُهَا ثُمَّ يَرْكَعُ فَمَضٰى، حَتّٰى قَرَأَ سُورَةَ النِّسَاءِ، ثُمَّ قَرَأَ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهِ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» وَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ:

١١٣٤-حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے (سورۂ فاتحہ کے بعد) سورۂ بقرہ شروع کی۔ آپ نے سو آیات پڑھ لیں مگر رکوع نہ فرمایا بلکہ قراءت جاری رکھی۔ میں نے سوچا: آپ دو رکعات میں پوری کر لیں گے مگر آپ نے قراءت جاری رکھی۔ میں نے (دل میں) کہا: یہ سورت ختم کر کے رکوع فرمائیں گے مگر آپ پڑھتے رہے حتی کہ سورۂ نساء بھی پڑھ ڈالی۔ پھر سورۂ آل عمران پڑھی' پھر تقریباً اپنے قیام کے برابر رکوع فرمایا۔ اپنے رکوع میں کہتے رہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ' سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ' سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] پھر سر اٹھایا اور فرمایا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اور بہت دیر تک کھڑے (کچھ پڑھتے) رہے۔ پھر سجدہ فرمایا اور بہت لمبا سجدہ فرمایا۔ اور سجدے میں پڑھتے رہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ

١١٣٤ـ [صحيح] تقدم، ح:١٠٠٩، وهو في الكبرٰى، ح:٧١٩.

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى» لَا يَمُرُّ بِآيَةِ تَخْوِيفٍ أَوْ تَعْظِيمٍ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا ذَكَرَهُ.

الْأَعْلٰى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] آپ جونہی کوئی ڈرانے والی یا اللہ تعالیٰ کی عظمت والی آیت پڑھتے تو (اس کے مناسب) دعا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① آپ نے سورۂ نساء پہلے پڑھی' آل عمران بعد میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قراءت میں سورتوں کی ترتیب میں تقدیم وتاخیر جائز ہے۔ ② اس حدیث میں رکوع اور سجدے کی مذکورہ تسبیحات مختصر اور جامع ہیں' اس لیے امت میں یہی رائج ہو چکی ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ فرض نماز میں ان کے علاوہ دوسری تسبیحات یا ادعیہ جائز ہی نہیں بلکہ اپنے ذوق اور جماعت کی صورت میں' مقتدیوں اور امام کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی سی تسبیحات پڑھی جا سکتی ہیں۔ ③ قراءت قرآن کے وقت الفاظ ومعانی کی طرف پوری توجہ دینا اور پھر ان سے متاثر ہونا' اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کا سوال' سزا اور عذاب سے تعوذ' صالحین کی معیت اور مفسدین سے بچاؤ' دخول جنت اور جہنم سے نجات کی دعائیں کرنا نمازی کے خشوع خضوع کی دلیل ہے اور یہی نماز سے مطلوب ہے۔ اس میں فرض اور نفل نماز کا کوئی فرق نہیں' البتہ مقتدیوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ④ کیا مقتدی بھی امام کی قراءت میں کسی سوال کا جواب' حکم کی بجا آوری اور رحمت کی دعا وغیرہ کر سکتے ہیں؟ علمائے امت کا اس میں اختلاف ہے۔ کچھ عدم جواز کے قائل ہیں اور کچھ نے عمومات سے استدلال کرتے ہوئے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ صرف قاری جواب دے گا کیونکہ حدیث میں صرف رسول اللہ ﷺ کے جواب دینے کا ذکر ہے اور رسول اللہ ﷺ خود قراءت کر رہے تھے کیونکہ آپ امام تھے۔ اسی طرح منفرد بھی جواب دے گا کیونکہ وہ بھی خود قراءت کرتا ہے' مقتدی جواب نہیں دے گا کیونکہ وہ فاتحہ کے علاوہ قراءت نہیں کرتا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧٥) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٤٢٢)

باب: ٧٥- ایک اور قسم کا ذکر

١١٣٥- أَخْبَرَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَابْنِ أَبِي عَدِيٍّ قَالَا: عَنْ شُعْبَةَ [قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ] عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَائِشَةَ

١١٣٥- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ تسبیح پڑھتے تھے: [سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] ''بہت پاک ہے' منزہ ہے فرشتوں اور روح (جبریل امین) کا رب۔''

١١٣٥ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٧/ ٢٢٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٢٠.

قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ».

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر: ۱۰۴۹۔

(المعجم ٧٦) - عَدَدُ التَّسْبِيحِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٤٢٣)

باب: ۷۶- سجدے میں تسبیحات کی تعداد

١١٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ وَهْبِ بْنِ مَأْنُوسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ صَلَاةً بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ هٰذَا الْفَتٰى يَعْنِي عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَحَزَرْنَا فِي رُكُوعِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ وَفِي سُجُودِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ.

۱۱۳۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اس جوان' یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ ہم نے رکوع اور سجدے میں ان کی تسبیحات کا اندازہ دس تسبیحات کا لگایا۔

فائدہ: اس اندازے میں چھوٹی تسبیحات' یعنی [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] مراد ہیں۔ تین اور دس کے درمیان تسبیحات ایک درمیانے درجے کا رکوع اور سجدہ ہے۔ اسی پر عمل کرنے سے آدمی افراط وتفریط سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ بعض روایات میں آپ ﷺ کا عمل تین تسبیحات کا ہے۔ جس سے استدلال کرتے ہوئے علمائے کرام کہتے ہیں کہ یہ تعداد کم از کم ہے۔ زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٧٧) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الذِّكْرِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٤٢٤)

باب: ۷۷- سجدے میں تسبیحات ذکر نہ کرنے کی رخصت

١١٣٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، ح: ٨٨٨ عن محمد بن رافع وغيره به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٢١، وحسنه العراقي.

١١٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ أَبُو يَحْيَى بِمَكَّةَ وَهُوَ بَصْرِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ مَالِكِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ وَنَحْنُ حَوْلَهُ، إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَأَتَى الْقِبْلَةَ فَصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَلَيْكَ اذْهَبْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ» فَذَهَبَ فَصَلَّى فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْمُقُ صَلَاتَهُ وَلَا يَدْرِي مَا يُعِيبُ مِنْهَا، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَلَيْكَ اذْهَبْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ» فَأَعَادَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا عِبْتَ مِنْ صَلَاتِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا لَمْ تَتِمَّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَيَغْسِلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَيَمْسَحَ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ

١١٣٧- حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک بار ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) بیٹھے تھے اور ہم آپ کے اردگرد (حلقہ باندھے ہوئے) تھے۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اور وہ مسجد کی قبلے والی دیوار کے پاس جا کر نماز پڑھنے لگا۔ جب اس نے نماز مکمل کر لی تو وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کو اور سب لوگوں کو سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''جا پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ گیا اور پھر نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ اس کی نماز کو بغور دیکھتے رہے۔ اسے علم نہیں تھا کہ آپ اس کی کون سی غلطی پکڑ رہے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو پھر آیا اور رسول اللہ ﷺ کو اور سب لوگوں کو سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وَعَلَيْكَ' جا نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے دو یا تین دفعہ نماز پڑھی۔ آخر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے میری نماز میں کیا غلطی محسوس فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کی نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ اچھی طرح وضو نہ کرے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے' یعنی وہ اپنا چہرہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھوئے۔ اپنے سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئے۔ پھر اللّٰه أكبر کہے اور اللہ عزوجل کی حمد اور بزرگی بیان کرے (ثنا پڑھے)۔ اور جو قرآن اسے آسان ہو' جو اسے اللہ تعالیٰ

١١٣٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٥٨ من حديث همام بن يحيىٰ به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٧٢٢، وصححه الحاكم: ١/ ٢٤١، ٢٤٢ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وتقدم طرفه، ح: ٦٦٨.

إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُكَبِّرَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَحْمَدَهُ وَيُمَجِّدَهُ» قَالَ هَمَّامٌ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «وَيَحْمَدَ اللهَ وَيُمَجِّدَهُ وَيُكَبِّرَهُ» قَالَ: فَكِلَاهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ: «وَيَقْرَأَ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ وَأَذِنَ لَهُ فِيهِ، ثُمَّ يُكَبِّرَ وَيَرْكَعَ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرْخِيَ، ثُمَّ يَقُولَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَسْتَوِيَ قَائِمًا حَتّٰى يُقِيمَ صُلْبَهُ، ثُم يُكَبِّرَ وَيَسْجُدَ حَتّٰى يُمَكِّنَ وَجْهَهُ» وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «جَبْهَتَهُ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرْخِيَ، ثُمَّ يُكَبِّرَ فَيَرْفَعَ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا عَلٰى مَقْعَدَتِهِ وَيُقِيمَ صُلْبَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرَ فَيَسْجُدَ حَتّٰى يُمَكِّنَ وَجْهَهُ وَيَسْتَرْخِيَ فَإِذَا لَمْ يَفْعَلْ هٰكَذَا لَمْ تَتِمَّ صَلَاتُهُ».

نے سکھلایا ہے اور اسے توفیق دی ہے، پڑھے۔ پھر اللّٰه أكبر کہہ کر رکوع کرے حتی کہ اس کے جوڑ مطمئن ہو جائیں اور اپنی موجودہ جگہ پر ٹھہر جائیں۔ پھر وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور اپنی پشت کو بالکل اپنی اصلی حالت میں کرے۔ پھر اللّٰه أكبر کہہ کر سجدہ کرے حتی کہ اپنے چہرے کو اچھی طرح زمین پر جمائے حتی کہ اس کے جوڑ مطمئن اور پرسکون ہو جائیں اور اپنی اپنی جگہ ٹھہر جائیں۔ پھر اللّٰه أكبر کہہ کر سر اٹھائے اور مقعد (سرین) پر اچھی طرح بیٹھ جائے اور اپنی کمر کو بالکل سیدھا کر لے۔ پھر اللّٰه أكبر کہہ کر سجدہ کرے اور اپنے چہرے یا ماتھے کو زمین پر جمائے اور ٹکائے۔ جب تک (نماز میں) ایسے نہ کرے، اس کی نماز پوری نہیں ہوتی۔“

فائدہ: اس روایت میں رکوع اور سجدے کی تسبیحات کا ذکر نہیں۔ اس سے مصنف رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے کہ تسبیحات فرض نہیں۔ ان کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں۔ ہوسکتا ہے راوی نے کسی وجہ سے اس کی تفصیل ترک کر دی ہو، پھر اس میں کونسے تمام فرائض و واجبات کا احاطہ ہے۔ استنباطِ مسائل ہمیشہ ایک موضوع کی مجموعی احادیث دیکھ کر ہونا چاہیے، اس لیے تسبیحات ضرور پڑھنی چاہئیں۔ (مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے، فوائد حدیث:۱۰۵۴)

(المعجم ٧٨) - بَابُ مَتٰى أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٤٢٥)

باب:۷۸- بندہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب کب ہوتا ہے؟

١١٣٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو - يَعْنِي ابْنَ

۱۱۳۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندہ اپنے رب عزوجل کے

١١٣٨ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٢ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٢٣.

الْحَارِثِ - عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ سُمَيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ».

سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے' لہٰذا سجدے میں خوب دعا کیا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کا اصل مقصود سجدہ ہے' باقی تمہید اور خاتمہ ہے' لہٰذا سجدے میں مکمل سکون واطمینان ہونا چاہیے۔ ② بعض حضرات دعا کے لیے نماز سے الگ صرف سجدے کو بھی مناسب خیال کرتے ہیں لیکن اس کا سنت سے ثبوت نہیں ملتا۔ ہاں سجدۂ شکر مسنون ہے۔ ③ یہاں قرب سے جسمانی یا مکانی قرب مراد نہیں بلکہ رتبے اور عزت وشرف والا قرب مراد ہے کیونکہ شیطان سجدے سے انکار کر کے ذلیل ورسوا ہوا اور انسان شیطان کی مخالفت' یعنی سجدہ کر کے عزت ورتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

(المعجم ٧٩) - فَضْلُ السُّجُودِ (التحفة ٤٢٦)

باب:۷۹-سجدے کی فضیلت

١١٣٩- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ هِقْلِ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ قَالَ: كُنْتُ آتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ بِوَضُوئِهِ وَبِحَاجَتِهِ فَقَالَ: «سَلْنِي» قُلْتُ: مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: «أَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ؟» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ».

۱۱۳۹-حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کے وضو کا پانی اور دوسری ضروریات مہیا کیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے (کچھ) مانگ۔'' میں نے کہا: جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی اور چیز؟'' میں نے کہا: بس یہی مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اس سلسلے میں تو سجدوں (نفل نماز) کی کثرت کے ذریعے سے میری مدد کر۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا صرف سفارش اور دوسروں کی دعا پر اعتماد کافی نہیں بلکہ خود بھی کچھ مشکلات برداشت کرنی چاہئیں تاکہ سفارش اور دعا کا صحیح محل بن سکے۔ سفارش اور دعا کی وجہ جواز بھی تو ہونی چاہیے۔

١١٣٩_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، ح:٤٨٩ من حديث هقل به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٢٤.

② خشوع وخضوع کے ساتھ سجدہ اصلاح نفس کا بہترین نسخہ ہے جو نبی ﷺ نے تجویز فرمایا۔ ③ جنت میں جانے کے لیے اصلاح نفس ازحد ضروری ہے۔ ④ مراتب عالیہ کا حصول نفس امارہ کی مخالفت ہی سے ممکن ہے۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے نفلی نماز کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ ⑥ جنت میں کچھ عام لوگ بھی انبیاء کے ساتھ ہوں گے۔

(المعجم ٨٠) - ثَوَابُ مَنْ سَجَدَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سَجْدَةً (التحفة ٤٢٧)

باب: ۸۰- خالص اللہ عزوجل کے لیے سجدہ کرنے والے کو کیا ثواب ملے گا؟

١١٤٠- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيُّ قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَنْفَعُنِي أَوْ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، فَسَكَتَ عَنِّي مَلِيًّا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً» قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ ثَوْبَانَ، فَقَالَ لِي: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً».

۱۱۴۰- حضرت معدان بن طلحہ یعمری بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان ؓ سے ملا اور گزارش کی: مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے نفع دے یا مجھے جنت میں داخل کردے۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کثرت سجود کو لازم پکڑ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سجدے کی وجہ سے اس کا درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک غلطی معاف فرماتا ہے۔'' معدان نے کہا: پھر میں حضرت ابودرداء ؓ سے ملا اور ان سے بھی وہی سوال کیا جو حضرت ثوبان ؓ سے کیا تھا۔ انھوں نے بھی فرمایا: سجدے (کثرت کے ساتھ) کیا کر کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو بندہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سجدے کی بنا پر اس کا درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کی غلطی (یا غلطیاں) معاف فرماتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سلف صالحین کی فضیلت کہ وہ حصول جنت کے لیے کس قدر کوشاں اور حریص تھے کہ اکثر و

١١٤٠ـ أخرجه مسلم، ح:٤٨٨ (انظر الحديث السابق) من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٢٥.

بیشتر ان کے سوالات کا محور آخرت ہوتی تھی۔ ② عالم دین کو سوال کا جواب دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ پہلے سوچنا چاہیے۔ جب دلائل مستحضر ہوں تب جواب دے۔

(المعجم ٨١) - بَابُ مَوْضِعِ السُّجُودِ (التحفة ٤٢٨)

باب:۸۱-اعضائے سجدہ کی فضیلت

١١٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ بِالْمِصِّيصَةِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ فَحَدَّثَ أَحَدُهُمَا بِحَدِيثِ الشَّفَاعَةِ وَالْآخَرُ مُنْصِتٌ قَالَ: فَتَأْتِي الْمَلَائِكَةُ فَتَشْفَعُ، وَتَشْفَعُ الرُّسُلُ، وَذَكَرَ الصِّرَاطَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُّجِيزُ، فَإِذَا فَرَغَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْقِسْطِ بَيْنَ خَلْقِهِ وَأَخْرَجَ مِنَ النَّارِ مَنْ يُرِيدُ أَنْ يُّخْرِجَ، أَمَرَ اللهُ الْمَلَائِكَةَ وَالرُّسُلَ أَنْ تَشْفَعَ، فَيُعْرَفُونَ بِعَلَامَاتِهِمْ إِنَّ النَّارَ تَأْكُلُ كُلَّ شَيْءٍ مِّنِ ابْنِ آدَمَ إِلَّا مَوْضِعَ السُّجُودِ فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مِنْ مَّاءِ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ».

۱۱۴۱- حضرت عطاء بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید ؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ ان میں سے ایک نے شفاعت والی حدیث سنائی اور دوسرا خاموش بیٹھا تھا۔ اس (صحابی) نے فرمایا: فرشتے آئیں گے اور سفارش کریں گے۔ تمام رسول ؑ بھی سفارش فرمائیں گے۔ پھر انھوں نے پل صراط کا ذکر کر کے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سب سے پہلے گزروں گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان انصاف کر کے فارغ ہو جائے گا اور جنھیں آگ سے نکالنا چاہے گا' انھیں نکالنے لگے گا تو فرشتوں اور رسولوں کو سفارش کرنے کا حکم دے گا تو انھیں ان کے (سجدوں کے) نشانات سے پہچانا جائے گا کیونکہ آگ انسان کے ہر عضو کو جلا دے گی مگر سجدے والی جگہوں کو نہ جلا سکے گی' چنانچہ (جہنم سے نکال کر) ان پر آب حیات ڈالا جائے گا' تو وہ ایسے (خوب صورت) اگیں گے جیسے سیلابی کوڑا کرکٹ میں دانہ اگتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① صراط یا عرف عام میں پل صراط' جہنم کے اوپر رکھا جائے گا جس پر سے سب لوگ گزریں گے حتی کہ انبیاء ؑ بھی' مگر اعلیٰ درجے کے لوگوں کو جہنم کا پتہ تک بھی نہیں چلے گا جبکہ گناہ گاروں کو وہ صراط اور اس کی رکاوٹیں روکیں گی' کھینچیں گی' زخمی کریں گی۔ کچھ تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور جنت میں

١١٤١ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب: الصراط جسر جهنم، ح: ٦٥٧٣ من حديث معمر بن راشد، ومسلم، الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، ح: ١٨٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٢٦.

چلے جائیں گے، باقی جہنم میں گر جائیں گے۔ کفار و منافقین تو ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنے رہیں گے اور گناہ گار مومنین میلے سونے کی طرح آگ میں جلیں گے۔ جب گناہ اور ان کے اثرات جل جائیں گے اور نیکیاں باقی رہ جائیں گی تو انھیں نکال کر آب حیات میں، جو جنت سے لایا جائے گا، رکھا جائے گا۔ جب وہ جنتیوں جیسے خوب صورت ہو جائیں گے تو انھیں جنت میں لے جایا جائے گا جیسا کہ بھٹی میں سونے کے ساتھ ہوتا ہے۔ ② سیلابی کوڑا کرکٹ میں روئیدگی کی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا سیلاب ختم ہونے کے بعد اس کوڑا کرکٹ میں رہ جانے والے دانے بہترین اور بہت جلدی اور خوب صورت اگتے ہیں۔ اسی طرح جنت کا آب حیات آگ کے اثرات کو ختم کر کے انھیں چمکتے سونے کی طرح خوب صورت بنا دے گا تو پھر وہ جنت میں جائیں گے۔ ③ جس طرح آگ سارا میل کچیل کھا جاتی ہے، سونے کو نہیں کھاتی، بالکل اسی طرح جہنم کی آگ گناہ اور گناہ کے اثرات کھائے گی۔ نیکی، ایمان اور ان کے اثرات نہیں کھا سکے گی، لہٰذا اس میں کوئی عقلی اشکال نہیں۔ بخلاف اس کے کافر چونکہ سراپا گناہ ہیں، لہٰذا جہنم انھیں ایندھن کی طرح مکمل طور پر جلائے گی۔ گویا کافر جلانے کے لیے جہنم میں ڈالے جائیں گے جب کہ گناہ گار مومن صفائی کے لیے، لہٰذا دونوں اسی فرق سے پہچانے جائیں گے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ادب کے کمال درجے پر فائز تھے کہ جب ایک بات کرتا تو دوسرے خاموشی سے سنتے اگرچہ انھیں پہلے سے اس بات کا پتہ ہوتا۔ ⑤ رسولوں اور فرشتوں کے لیے شفاعت کا ثبوت۔ معتزلہ اور خوارج اس کا انکار کرتے ہیں۔ حدیث ان کے موقف کی تردید کرتی ہے۔ ⑥ پل صراط کا ثبوت، نیز یہ کہ مومنین بھی اس پر سے گزریں گے۔ ⑦ نبی اکرم ﷺ اور آپ کی امت کی فضیلت کا بیان کہ وہ تمام امتوں سے پہلے پل صراط سے گزرے گی۔ ⑧ بعض مومن اپنے گناہوں کی سزا پانے کے لیے جہنم میں ڈالے جائیں گے، بعد میں اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے گا اور انھیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا۔ ⑨ مومن لوگوں کے عذاب کی کیفیت کفار سے مختلف ہوگی کہ ان کے سارے جسم کو آگ جلائے گی جبکہ مومن کے اعضائے سجود آگ سے محفوظ رہیں گے اور یہی ان کی پہچان کی نشانی ہوگی۔ سفارشی انھیں اسی نشانی سے پہچان کر آگ سے نکالیں گے۔

(المعجم ٨٢) - بَابٌ: هَلْ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ سَجْدَةٌ أَطْوَلَ مِنْ سَجْدَةٍ (التحفة ٤٢٩)

باب:۸۲- کیا ایک سجدہ دوسرے سجدے سے لمبا ہو سکتا ہے؟

١١٤٢ - أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ

۱۱۴۲- حضرت شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مغرب

١١٤٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٣، ٤٩٤ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٢٧. * محمد هو ابن عبدالله بن أبي يعقوب البصري.

ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْبَصْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَيْنًا، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَوَضَعَهُ، ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلّٰى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً أَطَالَهَا، قَالَ أَبِي فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَإِذَا الصَّبِيُّ عَلٰى ظَهْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَرَجَعْتُ إِلٰى سُجُودِي، فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِكَ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْكَ! قَالَ: «كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ، وَلٰكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ».

یا عشاء کی نماز کے لیے اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے تو آپ نے حضرت حسن یا حسین ؓ کو اٹھا رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ (نماز پڑھانے کے لیے) آگے بڑھے اور بچے کو نیچے بٹھا دیا۔ پھر نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہی اور نماز شروع کر دی۔ نماز کے دوران میں آپ نے ایک سجدہ بہت لمبا کر دیا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو بچہ رسول اللہ ﷺ کی پشت پر بیٹھا تھا اور آپ سجدے میں تھے۔ میں دوبارہ سجدے میں چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری فرمائی تو لوگوں نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے نماز کے دوران میں ایک سجدہ اس قدر لمبا کیا کہ ہم نے سمجھا کوئی حادثہ ہو گیا ہے یا آپ کو وحی آنے لگی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا کچھ بھی نہیں ہوا بلکہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تو میں نے پسند نہ کیا کہ اسے جلدی میں ڈالوں (فوراً اتار دوں) حتی کہ وہ اپنا دل خوش کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① ''حادثہ'' مرض یا وفات سے کنایہ ہے' تبھی تو صحابی کو تشویش ہوئی اور سر اٹھا کر دیکھا۔ ② بلاوجہ سجدے کے درمیان سر اٹھانا منع ہے مگر کوئی عذر ہو' مثلاً: پیشانی کے نیچے کوئی تکلیف دہ چیز آ گئی ہو یا سر میں شدید درد محسوس ہو یا امام کی حالت دیکھنا مقصود ہو تو ضرورت کے مطابق سر اٹھایا جا سکتا ہے۔ عذر ختم ہونے پر دوبارہ سجدے میں چلا جائے۔ یہ دو سجدے نہیں بنیں گے' ایک ہی رہے گا کیونکہ نیت معتبر ہے۔ ③ بچوں کی خوشی کا اس قدر لحاظ رکھنا رسول اللہ ﷺ جیسے در یتیم ہی سے ہو سکتا ہے۔ یقیناً ایسا فعل دگنے ثواب کا حامل ہے کہ عبادت میں بھی اضافہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی چھوٹی سی مخلوق کی دل جوئی بھی ہوئی۔ ④ قرابت کے اعتبار سے نواسے کو بیٹا کہنا درست ہے اگرچہ وہ وراثت کے اعتبار سے بیٹے کی طرح نہیں ہوتا۔

(المعجم ٨٣) - بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ (التحفة ٤٣٠)

باب:۸۳-سجدے سے اٹھتے وقت اللّٰہ أکبر کہنا

١١٤٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ، وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ» حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ قَالَ: وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

۱۱۴۳-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ ہر جھکتے' اٹھتے' بیٹھتے اور کھڑے ہوتے وقت اللّٰہ أکبر کہتے تھے اور اپنے دائیں بائیں [السلام علیکم ورحمة اللّٰہ] ''تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت ہو۔'' کہتے حتیٰ کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی تھی۔ اور میں نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بھی اسی طرح کرتے دیکھا۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر:۱۰۸۴۔

(المعجم ٨٤) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السَّجْدَةِ الْأُولٰى (التحفة ٤٣١)

باب:۸۴-پہلے سجدے سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا؟

١١٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

۱۱۴۴-حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو ایسے کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسے کرتے اور جب سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو ان سب میں ایسے ہی کرتے' یعنی رفع الیدین کرتے۔

١١٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٢٨.

١١٤٤ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٠٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٢٩.

فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلِّهِ، يَعْنِي رَفَعَ يَدَيْهِ.

فائدہ: سجدے میں رفع الیدین کرنے والی سب روایات ضعیف ہیں۔مزید دیکھیے' حدیث:١٠٨٨۔

(المعجم ٨٥) - تَرْكُ ذٰلِكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٤٣٢)

باب:٨٥-سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرنا

١١٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَبَعْدَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

١١٤٥- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اللّٰه أكبر کہتے اور رفع الیدین کرتے۔اسی طرح جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے (تب بھی ایسا ہی کرتے۔) لیکن دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت صحیح ہے' اس لیے سجدے میں رفع الیدین کرنا صحیح نہیں ہے۔

(المعجم ٨٦) - بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٤٣٣)

باب:٨٦-دوسجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعا

١١٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ - عَنْ أَبِي حَمْزَةَ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ عَبْسٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ» ثُمَّ قَرَأَ بِالْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهِ فَقَالَ فِي

١١٤٦- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچے (تو آپ نماز پڑھ رہے تھے) اور وہ نبی ﷺ کے ساتھ پہلو میں کھڑے ہو گئے۔آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ] ''اللہ سب سے بڑا ہے' وہ بادشاہی' عظیم الشان قوت' بے انتہا بزرگی اور عظمت کا مالک ہے۔'' پھر آپ نے (سورۂ فاتحہ کے بعد) سورۂ بقرہ تلاوت فرمائی۔پھر رکوع فرمایا۔آپ کا رکوع تقریباً

١١٤٥_[صحيح] تقدم، ح:١٠٢٦، وهو في الكبرٰى، ح:٧٣٠.

١١٤٦_[إسناده صحيح] تقدم، ح:١٠٧٠، وهو في الكبرٰى، ح:٧٣١.

رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» وَقَالَ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ: «لِرَبِّيَ الْحَمْدُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ» وَكَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى» وَكَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي».

آپ کے قیام کے برابر تھا۔ آپ نے رکوع میں (بار بار) پڑھا: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ' سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد) فرمایا: [لِرَبِّيَ الْحَمْدُ ' لِرَبِّيَ الْحَمْدُ] ''میرے رب کے لیے ہی سب تعریفیں ہیں' میرے رب کے لیے ہی سب تعریفیں ہیں۔'' اور آپ اپنے سجدے میں پڑھتے رہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ' سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] اور آپ دوسجدوں کے درمیان پڑھتے رہے: [رَبِّ اغْفِرْلِي رَبِّ اغْفِرْلِي] ''اے میرے رب! مجھے معاف فرما دے۔ اے میرے رب! مجھے معاف فرما دے۔''

فائدہ: دوسجدوں کے درمیان رَبِّ اغْفِرْلِي ' رَبِّ اغْفِرْلِي پڑھنا بھی صحیح ہے بلکہ عام معروف دعا سے سند کے اعتبار سے یہ زیادہ قوی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۸۷) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ تِلْقَاءَ الْوَجْهِ (التحفة ٤٣٤)

باب: ۸۷- دوسجدوں کے درمیان اپنے چہرے کے سامنے دونوں ہاتھ اٹھانا

١١٤٧- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُوسَى الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ كَثِيرٍ أَبُو سَهْلٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ: صَلّٰى إِلٰى جَنْبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ بِمِنًى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الْأُولٰى فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْهَا، رَفَعَ يَدَيْهِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَأَنْكَرْتُ أَنَا ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِوُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ: إِنَّ هٰذَا يَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَ أَحَدًا

۱۱۴۷- ابوسہل ازدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن طاوس نے منیٰ کی مسجد خیف میں میرے ساتھ نماز پڑھی۔ انھوں نے جب پہلا سجدہ کرنے کے بعد سر اٹھایا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے سامنے اٹھائے۔ میں نے اس فعل کو درست نہ سمجھا۔ میں نے (اپنے ساتھی) وہیب بن خالد سے کہا کہ یہ ایسا کام کرتے ہیں جو میں نے کسی اور کو کرتے نہیں دیکھا۔ وہیب نے ان سے کہا' آپ ایسا کام کرتے ہیں جو میں

١١٤٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ح: ٧٤٠ من حديث النضر بن كثير، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٢. * النضر بن كثير ضعيف، ضعفه الجمهور، راجع التهذيب وغيره.

يَصْنَعُهُ! فَقَالَ لَهُ وُهَيْبٌ: تَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَ أَحَدًا يَّصْنَعُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ: رَأَيْتُ أَبِي يَصْنَعُهُ، وَقَالَ أَبِي: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَصْنَعُهُ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُهُ.

نے کسی اور کو کرتے نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن طاؤس نے کہا: میں نے اپنے والد محترم کو ایسے کرتے دیکھا ہے اور انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسے کرتے دیکھا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت کے راوی ابوسہل ازدی ضعیف ہیں، لہٰذا یہ حدیث غیر معتبر ہے، خصوصاً اس لیے کہ یہ انتہائی صحیح احادیث، جو کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث میں مذکور ہیں، کے خلاف ہے۔ ان احادیث میں صراحتاً سجدوں کے درمیان رفع الیدین کی نفی آئی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الأذان، حديث:٧٣٥، وصحيح مسلم، الصلاة، حديث:٣٩٠) ان احادیث کو چھوڑ کر ایسی کمزور حدیث پر کسی مسئلے کی بنیاد رکھنا اہل علم کے شایان شان نہیں۔ ② سلف صالحین دین کے معاملے میں اس قدر حساس اور محتاط تھے کہ کوئی نئی ہوتی چیز دیکھ کر فوراً اس کا انکار کر دیتے یا اس کی دلیل پوچھتے۔ ③ جس شخص سے اس کے کسی کام کے متعلق پوچھا جائے تو اسے غصے سے جواب نہیں دینا چاہیے بلکہ اس کی دلیل پیش کر کے حجت قائم کرنی چاہیے۔

(المعجم ٨٨) - **بَابٌ:** كَيْفَ الْجُلُوسُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٤٣٥)

باب:۸۸- دو سجدوں کے درمیان کیسے بیٹھنا چاہیے؟

١١٤٨- **أَخْبَرَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْأَصَمِّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ خَوّٰى بِيَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى وَضَحُ إِبْطَيْهِ مِنْ وَّرَائِهِ، وَإِذَا قَعَدَ اطْمَأَنَّ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى.

۱۱۴۸- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے بازوؤں کو کھولتے حتی کہ پیچھے سے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی اور جب بیٹھتے تھے تو بائیں ران پر اطمینان سے بیٹھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں بائیں ران پر بیٹھنا مسنون ہے۔ یہ حکم عام ہے اور نماز

١١٤٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١١٠، وأخرجه مسلم، ح: ٤٩٧ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٣.

کے تمام جلسات کو شامل ہے، سوائے اس جلسے کے جسے دلیل کے ساتھ مستثنیٰ کیا گیا ہو جیسا کہ آخری تشہد ہے۔ دوسری روایت سے اس کا استثنا ثابت ہے اور اس میں تورک مسنون ہے، یعنی بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی کے نیچے سے گزار کر بائیں سرین پر بیٹھنا۔ امام صاحب کا اس حدیث سے استدلال واضح ہے کہ دو سجدوں کے درمیان بائیں ران پر بیٹھنا چاہیے کیونکہ یہ جلسہ بھی ان جلسات میں سے ہے جس کے بارے میں کوئی خاص روایت وارد نہیں ہوئی، سوائے اس روایت کے، لہٰذا اس روایت پر عمل کرتے ہوئے دو سجدوں کے درمیان بائیں ران پر بیٹھنا چاہیے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت (۵۳۶) میں ایڑیوں پر بیٹھنے کو مسنون قرار دیا گیا ہے اور علمائے کرام نے اس سے دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا مراد لیا ہے۔ اس اعتبار سے وہ روایت اس روایت کے خلاف ہے۔ ان کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ دو سجدوں کے درمیان دونوں طرح بیٹھنا درست ہے لیکن پہلا طریقہ افضل ہے کیونکہ آپ ﷺ کا اکثر عمل یہی ہے۔ بخلاف آخری تشہد کے کہ اس میں دونوں طرح درست نہیں بلکہ تورک ہی مسنون ہے کیونکہ آپ ﷺ کا عمل یہی ہے۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے حدیث نمبر: ۱۱۰۶، ۱۱۰۷۔

(المعجم ٨٩) - قَدْرُ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٤٣٦)

باب: ۸۹- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار

١١٤٩- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ رُكُوعُهُ وَسُجُودُهُ وَقِيَامُهُ بَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ.

۱۱۴۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی نماز میں آپ کا رکوع اور سجدہ اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ (بیٹھنا) تقریباً برابر ہوتے تھے۔

(المعجم ٩٠) - بَابُ التَّكْبِيرِ لِلسُّجُودِ (التحفة ٤٣٧)

باب: ۹۰- سجدے میں جاتے وقت اللّٰہ أكبر کہنا

١١٥٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ

۱۱۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر اٹھنے، جھکنے اور قیام وقعود (کھڑے

١١٤٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٦٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٤.

١١٥٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٥، وأخرجه الترمذي، ح: ٢٥٣ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ رَفْعٍ وَوَضْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

ہونے اور بیٹھنے) کے وقت اللّٰہ أکبر کہتے تھے اور حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسے ہی کرتے تھے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث نمبر:۱۰۸۴۔

۱۱۵۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُثَنّٰى - قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا، وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ.

۱۱۵۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔ پھر جب رکوع فرماتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔ پھر جب رکوع سے اپنی پشت اٹھاتے تو [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہتے۔ پھر کھڑے کھڑے کہتے: [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] پھر جب سجدے کے لیے جھکتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔ پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔ پھر جب دوسرا سجدہ کرتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔ پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔ پھر ساری نماز میں ایسے ہی کرتے حتیٰ کہ اسے مکمل فرماتے۔ اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر اٹھتے تو اللّٰہ أکبر کہتے۔

(المعجم ۹۱) - بَابُ الْاِسْتِوَاءِ لِلْجُلُوسِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٤٣٨)

باب:۹۱- دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد سیدھا بیٹھنا

۱۱۵۱ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلاة . . . الخ، ح: ۳۹۲/ ۲۹ عن محمد بن رافع، والبخاري، الأذان، باب التكبير إذا قام من السجود، ح: ۷۸۹ من حديث ليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ۷۳٦.

۱۱۵۲- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ ابْنُ الْحُوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فَقَالَ: أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي، قَالَ: فَقَعَدَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ.

۱۱۵۲- حضرت ابوقلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: میں چاہتا ہوں' میں تمھیں دکھاؤں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو کیسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا: آپ نے جب پہلی رکعت میں دوسرے سجدے سے سر اٹھایا تو بیٹھ گئے۔

۱۱۵۳- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا.

۱۱۵۳- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے حتی کہ پہلے سیدھے بیٹھ جاتے۔

فائدہ: طاق رکعت کے بعد اگلی رکعت کے لیے کھڑے ہونے سے قبل سیدھا بیٹھنا جلسۂ استراحت کہلاتا ہے اور یہ ضروری ہے۔ اس حدیث کے علاوہ اور بھی کئی احادیث میں اس کا صراحتاً ذکر ہے۔ قولاً بھی اور فعلاً بھی۔ بعض حضرات جو اس کے قائل نہیں وہ اسے نبی ﷺ کے بڑھاپے پر محمول کرتے ہیں کہ بڑھاپے کی وجہ سے آپ کو بیٹھنا پڑتا تھا' نماز کی سنت کے طور پر نہیں۔ مگر ان کے پاس اس تاویل کی کوئی دلیل نہیں جب کہ آنکھوں سے دیکھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تو اسے بڑھاپے کی بنا پر نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کا دس صحابہ کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بیان میں اس امر کا ذکر کرنا اور ان صحابہ کا خاموش رہنا واضح دلیل ہے۔ مُسِيئُ الصَّلاۃ والی قولی روایت بھی صریح ہے۔ اگر کسی روایت میں اس کا ذکر نہیں ہے تو وہ اختصار کے پیش نظر ہے۔ کسی چیز کا حکم مجموعی طور پر احادیث سے اخذ کرنا چاہیے' لہٰذا کسی حدیث میں اس کا عدم

۱۱۵۲ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من صلى بالناس وهو لا يريد إلا أن يعلمهم . . . الخ، ح: ٦٧٧ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧، وأخرجه أبوداود، الصلاة، باب النهوض في الفرد، ح: ٨٤٣ عن زياد بن أيوب به.

۱۱۵۳ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من استوى قاعدًا في وتر من صلاته ثم نهض، ح: ٨٢٣ من حديث هشيم، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء كيف النهوض من السجود، ح: ٢٨٧ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨.

ذکر اس کے وجوب کے خلاف نہیں۔صحابۂ کرام ﷺ کا خیال بعد والوں کے خیال سے یقیناً زیادہ معتبر ہے۔ ویسے نبی ﷺ بڑھاپے میں بھی اتنے کمزور نہیں ہوئے تھے کہ ایک مسلمہ مسئلے کو چھوڑنا یا تبدیل کرنا پڑ گیا۔

(المعجم ٩٢) - بَابُ الِاعْتِمَادِ عَلَى الْأَرْضِ عِنْدَ النُّهُوضِ (التحفة ٤٣٩)

باب:۹۲-اٹھتے وقت زمین پر ہاتھوں کا سہارا لینا

١١٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يَأْتِينَا فَيَقُولُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَيُصَلِّي فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي أَوَّلِ الرَّكْعَةِ اسْتَوَى قَاعِدًا، ثُمَّ قَامَ فَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ.

۱۱۵۴- ابوقلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث ﷺ ہمارے پاس آتے تھے اور کہتے تھے: کیا میں تمھارے سامنے اللہ کے رسول ﷺ کی نماز نہ بیان کروں؟ پھر وہ کسی فرض نماز کے وقت کے علاوہ (نفل) نماز پڑھتے۔ جب وہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو سیدھے بیٹھتے' پھر کھڑے ہوتے اور زمین پر ہاتھوں کا سہارا لیتے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث نمبر ۱۰۹۲ میں ذکر ہو چکا ہے کہ ہاتھ انسان کو سہارے کا کام دیتے ہیں اور ہاتھوں کے سہارے کے بغیر اٹھنا یا بیٹھنا اونٹ بلکہ عام جانوروں کی مشابہت ہے جو مناسب نہیں۔ سنن ابوداود کی ایک روایت میں سہارے سے منع کیا گیا ہے۔ اسے حافظ ابن حجر ﷫ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ شیخ البانی ﷫ نے اسے منکر قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود' رقم:٩٩٢) ② بالتبع یہ بھی معلوم ہوا کہ اٹھتے وقت گھٹنے پہلے اٹھائے جائیں گے اور ہاتھ بعد میں کیونکہ سہارا بعد میں ہٹایا جاتا ہے اور اسی میں سہولت ہے۔ بوڑھے بھی آسانی سے اٹھ سکیں گے۔

(المعجم ٩٣) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَنِ الْأَرْضِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ (التحفة ٤٤٠)

باب:۹۳-اٹھتے وقت ہاتھ زمین سے گھٹنوں سے پہلے اٹھانا

١١٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۱۵۵- حضرت وائل بن حجر ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' جب آپ سجدہ

١١٥٤_أخرجه البخاري، انظر الحديث المتقدم، ح: ١١٥٢، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٩.

١١٥٥_[إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٠٩٠، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٠.

شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

کرتے تو اپنے دونوں گھٹنے اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب اٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَمْ يَقُلْ هٰذَا عَنْ شَرِيكٍ غَيْرُ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت شریک سے یزید بن ہارون کے علاوہ کسی نے بھی اس طرح بیان نہیں کی۔ واللّٰه تعالیٰ أعلم

فوائد و مسائل: ① یہاں شریک سے قاضی شریک مراد ہیں۔ اس روایت کو اس طرح بیان کرنے میں وہ متفرد ہیں۔ ثقہ راوی (مثلاً: ہمام) اس روایت کو مرسل، یعنی صحابی کے بغیر براہ راست نبیٔ اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ قاضی شریک حافظے کے لحاظ سے اتنے قوی نہیں کہ ان کی منفرد روایت کو قبول کیا جا سکے۔ امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے، متصل نہیں، لہٰذا معتبر نہیں۔ دوسرے محدثین، مثلاً: امام ترمذی، دارقطنی اور بیہقی رحمہم اللہ بھی اس فیصلے میں امام صاحب کے ساتھ ہیں۔ ② اس حدیث کی دیگر اسناد میں حضرت وائل صحابی کا ذکر نہیں ہے۔ ان کا ذکر کرنے والے راوی متکلم فیہ ہیں، لہٰذا یہ روایت متنازع فیہ ہے۔ حدیث نمبر: ۱۱۵۴ معتبر ہے۔ اس مسئلے پر مزید بحث اس سے قبل فوائد حدیث نمبر: ۱۰۹۲ میں ہو چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ٩٤) - بَابُ التَّكْبِيرِ لِلنُّهُوضِ (التحفة ١٤١)

باب: ۹۴- اٹھتے وقت اللّٰه أکبر کہنا

١١٥٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ، فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۱۵۶- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ ہمیں نماز پڑھاتے تو جب بھی (رکوع اور سجدے کے لیے) جھکتے اور (سجدے سے) اٹھتے تو اللّٰه أکبر کہتے۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے: اللہ کی قسم! یقیناً میں اپنی نماز میں تم سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوں۔

١١٥٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب إتمام التكبير في الركوع، ح: ٧٨٥، ومسلم، الصلاة، باب إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلاة . . . الخ، ح: ٣٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيىٰ): ١/ ٧٦، والكبرٰى، ح: ٧٤١.

فائدہ: دوسرے سجدے سے اٹھتے وقت اللّٰہ أکبر کہنا کھڑے ہونے کے لیے کافی ہے اگرچہ درمیان میں جلسۂ استراحت بھی ہو۔ الگ تکبیر کی ضرورت نہیں کیونکہ جلسۂ استراحت تو معمولی ہوتا ہے، ہاں اگر دوسری رکعت کے آخر میں تشہد کے بعد اٹھیں تو الگ تکبیر کہنی ہوگی کیونکہ وہ الگ رکن ہے۔

١١٥٧- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَوَّارُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنَّهُمَا صَلَّيَا خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَلَمَّا رَكَعَ كَبَّرَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ سَجَدَ وَكَبَّرَ وَرَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ حِينَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، مَا زَالَتْ هٰذِهِ صَلَاتُهُ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا. وَاللَّفْظُ لِسَوَّارٍ.

١١٥٧- حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ انھوں نے جب رکوع کیا تو اللّٰہ أکبر کہا۔ جب رکوع سے سر اٹھایا تو [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہا۔ پھر سجدے میں گئے تو اللّٰہ أکبر کہا۔ سجدے سے سر اٹھایا تو اللّٰہ أکبر کہا۔ پھر جب رکعت سے اٹھے تو اللّٰہ أکبر کہا۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نماز میں تم سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوں اور آپ ﷺ کی نماز یہی رہی حتی کہ آپ دنیا سے جدا ہو گئے (فوت ہو گئے)۔ یہ لفظ حضرت سوّار کے ہیں۔

فائدہ: اس روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں۔ نصر بن علی اور سوار بن عبداللہ۔ روایت میں بیان کردہ الفاظ حضرت سوار کے ہیں اگرچہ حضرت نصر کے الفاظ بھی معناً ان سے مختلف نہیں۔

(المعجم ٩٥) - بَابٌ: كَيْفَ الْجُلُوسُ لِلتَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ (التحفة ٤٤٢)

باب: ٩٥- پہلے تشہد میں کیسے بیٹھا جائے؟

١١٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

١١٥٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

١١٥٧ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ٨٠٣ من حديث الزهري به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢.

١١٥٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح: ٨٢٧ من حديث عبدالله بن عبدالله بن عمر، وأبوداود، الصلاة، باب: كيف الجلوس في التشهد، ح: ٩٥٩، ٩٦٠ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣.

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُضْجِعَ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى وَتَنْصِبَ الْيُمْنٰى.

تحقیق نماز میں (بیٹھنے کا) طریقہ یہ ہے کہ تو اپنا بایاں پاؤں بچھائے اور دایاں پاؤں کھڑا کرے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث میں پہلے یا دوسرے تشہد کی تخصیص نہیں' اسی لیے احناف ہر تشہد میں اسی طرح بیٹھنے کے قائل ہیں مگر دیگر صحیح روایات میں آخری تشہد کی الگ کیفیت ہے جسے تَوَرُّك کہتے ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۸۲۸) تورک کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۱۲۶۳ اور اس کا فائدہ۔ بنابریں اس طریقے کو پہلے تشہد پر محمول کیا جائے گا۔ یہی مصنف ؒ کا مقصود ہے۔ ② عبادات وغیرہ میں صحابی کا کسی فعل کو سنت کہنا رسول اکرم ﷺ کے کسی قول وفعل ہی کا بیان ہوتا ہے' لہٰذا حجت ہے۔

(المعجم ٩٦) - بَابُ الِاسْتِقْبَالِ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ الْقِبْلَةَ عِنْدَ الْقُعُودِ لِلتَّشَهُّدِ (التحفة ٤٤٣)

باب:۹۶-تشہد میں بیٹھتے وقت دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف موڑنا

١١٥٩- **أَخْبَرَنَا** الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يَحْيٰى أَنَّ الْقَاسِمَ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ - عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهُ بِأَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوسُ عَلَى الْيُسْرٰى.

۱۱۵۹-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں: نماز میں (بیٹھنے کا) طریقہ یہ ہے کہ تو دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔

(المعجم ٩٧) - بَابُ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْجُلُوسِ لِلتَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ (التحفة ٤٤٤)

باب:۹۷-پہلے تشہد میں بیٹھتے وقت ہاتھ کہاں رکھے جائیں؟

١١٥٩- **[إسناده صحيح]** وأصله في صحيح البخاري، ح: ٨٢٧ من حديث عبدالله بن عبدالله بن عمر به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤.

١١٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ، وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَضْجَعَ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَنَصَبَ أُصْبُعَهُ لِلدُّعَاءِ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ مِنْ قَابِلٍ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الْبَرَانِسِ.

١١٦٠- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کندھوں کے برابر فرماتے اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دائیں کو کھڑا کرتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنی (تشہد کی) انگلی دعائے تشہد کے لیے اٹھاتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔ پھر میں اگلے سال آیا تو میں نے دیکھا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے جبوں میں رفع الیدین کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ پہلی دفعہ غزوۂ تبوک کے بعد ۹ھ میں آئے تھے اور مسلمان ہوئے۔ پھر دوبارہ (اس روایت کے مطابق) اگلے سال یعنی ۱۰ھ میں آئے۔ یہ رمضان یا شوال کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک چھ سات ماہ بنتے ہیں۔ گویا وفات سے اتنا عرصہ قبل تک تو نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ منسوخ کب ہوا؟ بَيِّنُوا تُوجَرُوا۔ ② تشہد پڑھتے وقت انگشت شہادت سے اشارہ کرنا چاہیے اور یہ انگلی سلام پھیرنے تک اٹھی رہنی چاہیے اور بسا اوقات کسی نماز میں سلام پھیرنے تک پورے تشہد میں بدستور حرکت بھی دی جا سکتی ہے۔ اس کی تفصیل حدیث نمبر ۸۹۰ اور اس کے فوائد ومسائل میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٩٨) - بَابُ مَوْضِعِ الْبَصَرِ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٤٥)

باب: ۹۸- تشہد میں نظر کی جگہ

١١٦١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

١١٦١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

١١٦٠- **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة، ح: ٧٢٨ من حديث عاصم به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦.

١١٦١- أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة... الخ، ح: ٥٨٠/ ١١٦ من حديث مسلم بن ◄◄

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُحَرِّكُ الْحَصٰى بِيَدِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ: لَا تُحَرِّكِ الْحَصٰى وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَلٰكِنِ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ، قَالَ: وَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَمٰى بِبَصَرِهِ إِلَيْهَا أَوْ نَحْوِهَا، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ.

انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے ہاتھ سے نماز میں کنکریوں سے کھیل رہا تھا۔ جب وہ فارغ ہوا تو اس سے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: نماز میں کنکریوں کو نہ چھوا کر' اس لیے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ لیکن اس طرح کر جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا: آپ ﷺ کیسے کیا کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے قبلے (سامنے) کی طرف اشارہ کیا اور اپنی نظر اس پر ٹکائی۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: ① تشہد میں دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کھلی رکھی جاتی ہے اور باقی ہاتھ بند رکھا جاتا ہے۔ اور انگشت شہادت سے اشارے کی صورت بنائی جاتی ہے۔ گویا کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔ نظر اشارے پر ٹکی رہے۔ (نیز دیکھیے' حدیث: ۸۹۰) ② کوئی شخص خلاف سنت کام کر رہا ہو تو اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

(المعجم ۹۹) - **بَابُ الْإِشَارَةِ بِالْأُصْبُعِ فِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ** (التحفة ٤٤٦)

باب ۹۹:- پہلے تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا

۱۱٦۲- **أَخْبَرَنِي** زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السِّجْزِيُّ يُعْرَفُ بِخَيَّاطِ السُّنَّةِ نَزَلَ بِدِمَشْقَ، أَحَدُ الثِّقَاتِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۱۶۲- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب دو یا چار رکعات کے بعد بیٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر انگلی سے اشارہ فرماتے تھے۔

◀◀ أبي مريم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٧.

۱۱٦۲_[**إسناده صحيح**] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٥٧٩ من حديث عامر عن أبيه به.

مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الثِّنْتَيْنِ أَوْ فِي الْأَرْبَعِ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ أَشَارَ بِأُصْبُعِهِ.

فائدہ: تشہد میں اشارے کی کیفیت' سنیت اور مقام کی بحث حدیث نمبر ۸۹۰ اور اس کے فوائد میں تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو اشارے کے انداز میں شروع قعدے سے آخر تک کھڑا رکھا جائے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ پر انگلی کو اٹھا لے یا حرکت دے اور پھر إِلَّا اللّٰہ پر نیچے کر لے۔ لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں۔ احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آخر وقت' یعنی سلام پھیرنے تک انگلی برابر اٹھی رہے اور بسا اوقات کسی نماز میں انگلی سلام پھیرنے تک پورے تشہد میں حرکت میں رہے۔ یہ دونوں طریقے درست اور مسنون ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠٠) - كَيْفَ التَّشَهُّدُ الْأَوَّلُ (التحفة ٤٤٧)

باب: ۱۰۰- پہلا تشہد کیسے پڑھا جائے؟

١١٦٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنِ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَقُولَ إِذَا جَلَسْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ: «اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

۱۱۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی کہ جب ہم دو رکعتوں کے بعد بیٹھیں تو یہ پڑھیں: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ...... وَرَسُولُهُ] ''تمام آداب (قولی عبادات)' دعائیں (یا بدنی عبادات) اور اچھے افعال و کلمات (یا مالی عبادات) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی' رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے دوسرے تمام نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

١١٦٣- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التشهد، ح: ٢٨٩ عن يعقوب بن إبراهيم به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٨ وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٨٣١، ٨٣٥، ٦٢٣٠، ومسلم، ح: ٤٠٢.

فوائد و مسائل: ① [اَلتَّحِيَّاتُ، اَلصَّلَوَاتُ، اَلطِّيِّبَاتُ] کے معانی کے بارے میں تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث نمبر ۱۰۶۵ کا فائدہ نمبر ۳۔ ② معلوم ہوا پہلے تشہد میں اتنا پڑھ لینا بھی کافی ہے، تاہم نوافل میں نبی ﷺ سے پہلے تشہد میں درود شریف کا پڑھنا بھی ثابت ہے، اس لیے پہلے تشہد میں بھی درود شریف کا پڑھنا مستحب ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، تفسیر ''احسن البیان'' میں ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ...... الآية﴾ (الأحزاب ۳۳:۵۶) کی تفسیر) باقی رہیں دعائیں تو اس کا محل نماز کا آخری تشہد ہے۔

١١٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ أَنْ نُسَبِّحَ وَنُكَبِّرَ وَنَحْمَدَ رَبَّنَا، وَأَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ عَلَّمَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ فَقَالَ: «إِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَلْيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ».

۱۱۶۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (پہلے پہل) نہیں جانتے تھے کہ دو رکعتوں کے بعد (بیٹھ کر) کیا پڑھیں مگر ہم تسبیح، تکبیر اور اپنے رب کی حمد پڑھتے رہتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے ہمیں نیکی کی ابتدا و انتہا (نیکی کے تمام امور) کی تعلیم دی۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم ہر دو رکعتوں کے بعد بیٹھو تو یہ پڑھو: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ......] تمام آداب، دعائیں اور اچھے کلمات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' اور تم میں سے ہر آدمی وہ دعا منتخب کرے جو اسے زیادہ اچھی لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وہ دعا کرے۔''

فائدہ: اگر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا ہو تو درود شریف کے بعد دعا بھی کی جائے گی۔

١١٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ

۱۱۶۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

١١٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التشهد، ح: ٩٦٩، والترمذي، النكاح، باب ماجاء في خطبة النكاح، ح: ١١٠٥، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في التشهد، ح: ٨٩٩ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٩.

١١٦٥ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق والذي قبله، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٥٠.

عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ، فَأَمَّا التَّشَهُّدُ فِي الصَّلَاةِ «اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» [إِلٰى آخِرِ التَّشَهُّدِ].

ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز میں (پڑھنے کے لیے) تشہد اور دوسری ضروریات کے لیے تشہد سکھایا۔ نماز والاتشہد تو یہ ہے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ......] ''تمام قولی عبادات' بدنی عبادات اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی' رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

١١٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى، - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَتَشَهَّدُ بِهٰذَا فِي الْمَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ وَيَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، ح: وَحَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَحَمَّادٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۱۱۶۶- حضرت یحییٰ بن آدم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان کو یہ تشہد فرض اور نفل دونوں قسم کی نماز میں پڑھتے سنا اور وہ کہتے تھے: ہمیں (یہ تشہد) ابواسحاق نے ابوالاحوص سے' انھوں (ابوالاحوص) نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے' انھوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا۔

١١٦٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَبِي أُنَيْسَةَ الْجَزَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا إِسْحَاقَ حَدَّثَهُ

۱۱۶۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ (پہلے) ہم کچھ نہیں جانتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''ہر جلسے' یعنی تشہد میں کہو: [اَلتَّحِيَّاتُ

١١٦٦_ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء في الصلاة، ح:٦٣٢٨، ومسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح:٤٠٢ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٥١، ٧٥٢، ٧٥٣.

١١٦٧_[صحيح] تقدم، ح:١١٦٣، وهو في الكبرٰى، ح:٧٥٤.

عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: قُولُوا فِي كُلِّ جَلْسَةٍ: «اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

لِلّٰـهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ]

۱۱۶۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ الرَّافِقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ إِذَا صَلَّيْنَا فَعَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَوَامِعَ الْكَلِمِ فَقَالَ لَنَا: «قُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: قَالَ زَيْدٌ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يُعَلِّمُنَا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ.

۱۱۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ نماز پڑھیں تو کیا کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جامع کلمات سکھلائے اور ہم سے فرمایا: ''تم یوں کہو: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] حضرت علقمہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ کلمات ہمیں اس طرح سکھاتے جیسے قرآن سکھاتے تھے۔ (لفظ لفظ حفظ کرواتے تھے۔)

۱۱۶۸- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التشهد، ح: ۹۷۰ من حديث علقمة بن قيس به، وهو في الكبرٰى، ح: ۷۵۵.

١١٦٩- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الْقَطَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَارِثُ بْنُ عَطِيَّةَ وَكَانَ مِنْ زُهَّادِ النَّاسِ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَقُولُ: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيكَائِيلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ، فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

۱۱۶۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم (تشہد میں) کہتے: [اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيكَائِيلَ] اللہ تعالیٰ پر سلام ہو، جبریل پر سلام ہو، میکائیل پر سلام ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ پر سلام ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی کا منبع ہے بلکہ تم یوں کہو: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ......] ''تمام آداب، نمازیں اور اچھے کلمات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام، رحمت اور برکات ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

فائدہ: اکیلے اکیلے کا نام لینے کی بجائے عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ میں سب فرشتے اور نیک انسان آ جاتے ہیں، لہٰذا یہی درست ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ کی شان الگ ہے، انھیں نہ صرف خصوصاً سلام کہا جائے گا بلکہ خطاب کے صیغے سے انھیں سلام پہنچایا جائے گا...... ﷺ...... علاوہ ازیں تشہد میں آپ کو صیغۂ خطاب کے ساتھ سلام اس لیے عرض نہیں کیا جاتا کہ آپ سنتے ہیں، بلکہ صرف اس لیے یہ الفاظ [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ] پڑھے جاتے ہیں کہ آپ نے مسلمانوں کو تشہد اسی طرح پڑھنے کا حکم دیا ہے، اس لیے آپ کے حکم کی تعمیل میں یہ الفاظ صرف اس موقع پر پڑھے جاتے ہیں۔

١١٧٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ -

۱۱۷۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو کہتے

١١٦٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٧٥٦. * حماد هو ابن أبي سليمان، وسمع منه هشام الدستوائي قبل اختلاطه، انظر مجمع الزوائد للهيثمي: ١/ ١١٩، ١٢٠.

١١٧٠- [صحيح] تقدم، ح:١١٦٦، وهو في الكبرٰى، ح:٧٥٧.

هُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ - عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَقُولُ: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيكَائِيلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ، فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

تھے: [اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ' اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيلَ' اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيكَائِيلَ] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم [اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ] نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے بلکہ تم کہو: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ' أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ]

فائدہ: دیکھیے، حدیث نمبر: ۱۱۶۹۔

١١٧١- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ وَحَمَّادٍ وَمُغِيرَةَ وَأَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي التَّشَهُّدِ: «اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

۱۱۷۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں تشہد کے بارے میں بتلایا: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ' أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ]

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو هَاشِمٍ غَرِيبٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

١١٧١ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء في الصلاة، ح: ٦٣٢٨ من حديث منصور به، ومسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ٥٦/٤٠٢ من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٥٨.

(اس روایت میں) ابوہاشم کا ذکر غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کو امام شعبہ رحمہ اللہ سلیمان، منصور، حماد اور مغیرہ سے بیان کرتے ہیں اور یہ سب ابووائل سے بیان کرتے ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں شعبہ کے اساتذہ میں ابوہاشم کا ذکر درست نہیں کیونکہ انھوں نے یہ روایت ابووائل سے بیان نہیں کی، مذکورہ چار اساتذہ ہی سے بیان کی ہے۔ واللہ أعلم. ② غریب حدیث وہ ہوتی ہے جس کی سند کے کسی طبقے میں ایک راوی رہ جائے۔ مزید دیکھیے: (جلد اول میں اصطلاحات محدثین)

١١٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفٌ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ يَقُولُ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَفُّهُ بَيْنَ يَدَيْهِ: «اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

۱۱۷۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ تشہد اس طرح سکھایا جس طرح قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ (جب آپ نے مجھے یہ تشہد سکھایا تو) میری ہتھیلی آپ ﷺ کے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان تھی: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ]

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی آپ کے مبارک ہاتھوں میں شفقت اور تعلیم کی طرف توجہ کے لیے تھی۔ معلوم ہوا کسی وجہ سے کسی کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا جا سکتا ہے، مثلاً: بطور احترام۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کو دو ہاتھ سے مصافحے کے باب میں لائے ہیں۔ گویا وہ بتا رہے ہیں کہ دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا اگر کوئی ثبوت ہے تو یہی ہے جو کہ درحقیقت ثبوت نہیں۔ یقیناً مصافحہ ایک ہاتھ سے مکمل ہو جاتا ہے مگر کسی اور وجہ سے اگر دوسرا ہاتھ ساتھ لگایا جائے، مثلاً: بطور احترام یا شفقت یا تفہیم وغیرہ تو یہ الگ امر ہے اور جائز ہے، البتہ یہ مصافحے کا جز نہیں۔ مصافحہ تو ایک ہاتھ ہی سے مسنون ہے اور خود مصافحے کا لفظ بھی اسی معنی

١١٧٢ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الأخذ باليدين، ح: ٦٢٦٥ عن أبي نعيم الفضل بن دكين، ومسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ٤٠٢/ ٥٩ من حديث الفضل بن دكين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٥٩.

پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مصافحے کے معنی ہیں: ہتھیلی کا ہتھیلی سے ملنا۔ اس میں دونوں ہاتھوں کا کوئی تصور نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کی کتاب (المقالة الحسنى في سنية المصافحة باليداليمنى)

(المعجم ١٠١) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٤٨)

باب ١٠١: - ایک اور قسم کا تشہد

١١٧٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو قُدَامَةَ السَّرْخَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا سُنَّتَنَا وَبَيَّنَ لَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ يُجِبْكُمُ اللهُ، وَإِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللهُ لَكُمْ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا كَانَ

١١٧٣- حضرت (ابوموسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔ ہمیں ہمارے طریقے بتائے اور ہماری نماز ہمارے لیے بیان فرمائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفیں سیدھی اور درست کرو۔ پھر تم میں سے ایک آدمی تمھاری امامت کرائے۔ جب وہ اللّٰه أكبر کہے تو تم اللّٰه أكبر کہو اور جب وہ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تم سے قبول فرمائے گا۔ جب وہ تکبیر کہہ کر رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہہ کر رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کو جاتا ہے اور پہلے سر اٹھاتا ہے۔ یہ تاخیر اس سبقت کے بدلے میں ہے۔ اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو۔ اللہ تعالیٰ تمھاری (حمد) سنے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی بات سنتا ہے جو اس کی تعریف کرتا ہے۔ پھر جب امام اللّٰه أكبر کہہ کر سجدہ کرتا ہے تو تم بھی اللّٰه أكبر کہہ کر سجدہ کرو۔ امام تم سے پہلے سجدے کو جاتا ہے اور پہلے سر اٹھاتا ہے۔ یہ تاخیر اس سبقت کے بدلے میں ہے۔ پھر جب امام قعدے میں

١١٧٣- أخرجه مسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ٤٠٤/ ٦٣ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٧٦٠.

عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِّنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَّقُولَ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

ہوتو تم میں سے ہر آدمی کو سب سے پہلے یہ کہنا چاہیے: [اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ...... وَرَسُولُهٗ] ''تمام پاکیزہ آداب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' دعائیں اور نمازیں بھی۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام' رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

(المعجم ١٠٢) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٤٩)

باب:١٠٢-ایک اور قسم کا تشہد

١١٧٤- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي غَلَّابٍ - وَهُوَ يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ - عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُمْ صَلَّوْا مَعَ أَبِي مُوسٰى فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِّنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

١١٧٤- حضرت حطان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام قعدے میں ہوتو تم میں سے ہر آدمی کی پہلی بات یہ ہونی چاہیے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ...... وَرَسُولُهٗ] ''تمام آداب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور تمام اچھے کلمات اور دعائیں بھی اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام' رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

١١٧٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٦١.

(المعجم ١٠٣) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ

(التحفة ٤٥٠)

باب:۱۰۳-ایک اور قسم کا تشہد

١١٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ وَكَانَ يَقُولُ: «اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

۱۱۷۵-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن سکھاتے تھے اور آپ فرماتے تھے: [اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ ...... وَرَسُولُهُ] "بابرکت آداب، تمام اچھے کلمات اور پاکیزہ دعائیں سب اللہ کے لیے ہیں۔اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

(المعجم ١٠٤) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ

(التحفة ٤٥١)

باب:۱۰۴-ایک اور قسم کا تشہد

١١٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَيْمَنَ - وَهُوَ ابْنُ نَابِلٍ - يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ، اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا

۱۱۷۶-حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح ہمیں قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ ...... مِنَ النَّارِ] "اللہ کے بابرکت نام اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق کے ساتھ تمام آداب (یا قولی عبادتیں)، تمام دعائیں اور نمازیں (یا بدنی عبادات) اور تمام اچھے کلمات و افعال (یا مالی عبادات) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔اے نبی! آپ پر اللہ کی طرف سے سلام،

١١٧٥ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ٤٠٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٦٢.

١١٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في التشهد، ح: ٩٠٢ من حديث المعتمر ابن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٧٦٣. * أبوالزبير عنعن، تقدم، ح: ٥٩٤.

وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ».

رحمت اور برکتیں ہوں۔ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔میں اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں اور آگ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① تمام قسم کے تشہد ایک جیسے ہیں۔کہیں کہیں معمولی لفظی فرق ہے۔معنی میں کوئی فرق نہیں۔ ② تمام تشہد تین چیزوں پر مشتمل ہیں: اللہ کی مجد و ثنا' نبی اکرم ﷺ اور دوسرے صالحین پر سلام اور شہادتین (توحید و رسالت۔) ③ آخری قسم کے تشہد کے شروع اور آخر میں اضافے (زائد کلمات) ہیں۔شروع میں بسم اللہ اور آخر میں سوال وتعوذ' مگر اس حدیث کا راوی ایمن بن نابل متفرد ہے۔کسی نے اس کی موافقت نہیں کی' لہٰذا یہ غیر معتبر ہے' یعنی یہ حدیث ضعیف ہے۔ ④ تمام قسم کے تشہدات میں نبی اکرم ﷺ کو بصیغۂ خطاب سلام کہا گیا ہے۔یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے ورنہ خطاب سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔کہا جا سکتا ہے کہ صرف صیغۂ خطاب کا ہے مقصود خطاب نہیں بلکہ دعا ہے کیونکہ آپ خود بھی انھی الفاظ سے تشہد پڑھا کرتے تھے۔ان الفاظ کو پڑھتے وقت یہ عقیدہ نہیں ہونا چاہیے کہ آپ سلام سن رہے ہیں۔ہاں' آپ کو پہنچایا جائے تو الگ بات ہے۔اسی طرح آپ کے جوابی سلام کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ ⑤ [عَبْدُهٗ وَ رَسُولُهٗ] معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اوصاف فاضلہ میں سے یہ دو وصف سب سے اعلیٰ ہیں، تبھی انھیں شہادتین میں داخل کیا گیا جو کہ کسی کے ایمان کی دلیل ہیں۔[عبد] بہت بڑا اعزاز ہے،اس لیے ہر افضل مقام میں اس کا ذکر کیا گیا ہے' مثلاً: معراج واسراوغیرہ۔دیکھیے سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ نجم ﴿اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾ (بنیٓ إسرآئیل ١:١٧) اور ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ﴾ (النجم ١٠:٥٣)

(المعجم ١٠٥) - بَابُ التَّخْفِيفِ فِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ (التحفة ٤٥٢)

باب:١٠٥-پہلے تشہد (قعدے) میں تخفیف

١١٧٧- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ أَيُّوبَ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ:

١١٧٧-حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں: نبی ﷺ دو رکعتوں کے بعد اتنا ہلکا بیٹھتے تھے گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہیں۔(یعنی جلدی کھڑے ہو جاتے۔)

١١٧٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في مقدار القعود في الركعتين الأوليين، ح: ٣٦٦، وأبوداود، الصلاة، باب في تخفيف القعود، ح: ٩٩٥ من حديث سعد بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٦٤، وقال الترمذي: "حسن، إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه"، يعني حسن لغيره عنده.

حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عن عَبدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ قُلْتُ: حَتّٰى يَقُومَ قَالَ: ذٰلِكَ يُرِيدُ.

راویٔ حدیث ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یہاں تک کہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے فرمایا: ہاں، یہی مراد ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم ابن ابی شیبہ میں تمیم بن سلمہ کی صحیح سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پہلے تشہد میں بیٹھنا ایسے ہوتا تھا کہ گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہوں۔ دیکھیے: (التلخيص الحبير: ۱/۲۶۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو رکعتوں کے بعد صرف تشہد پڑھنا کافی ہے، تاہم اس کے بعد درود شریف بھی پڑھ لیا جائے تو بہتر ہے، یعنی پہلے تشہد میں بھی درود شریف کا پڑھنا مستحب ہے، جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاة النبي ﷺ للألباني، ص:۴۵)

(المعجم ١٠٦) - بَابُ تَرْكِ التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ (التحفة ٤٥٣)

باب:۱۰۶- پہلے تشہد (قعدے) کا ترک کرنا

١١٧٨- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فَقَامَ فِي الشَّفْعِ الَّذِي كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَجْلِسَ فِيهِ فَمَضٰى فِي صَلَاتِهِ حَتّٰى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۱۷۸- حضرت مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک دفعہ) نماز پڑھی تو دو رکعتوں کے بعد (بھول کر) کھڑے ہو گئے لیکن پھر نماز میں جاری رہے (واپس نہ ہوئے) حتی کہ جب نماز کے آخر میں پہنچے تو آپ نے سلام پھیرنے سے قبل دو سجدے (سجود سہو) کیے، پھر سلام پھیرا۔

١١٧٩- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ

۱۱۷۹- حضرت مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک دفعہ) نماز پڑھی تو دو رکعتوں کے بعد (بھول کر) کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے سبحان

١١٧٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٨٧/٥٧٠ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، السهو، باب ماجاء في السهو إذا قام من ركعتي الفريضة، ح: ١٢٢٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٦٥.

١١٧٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٦٦.
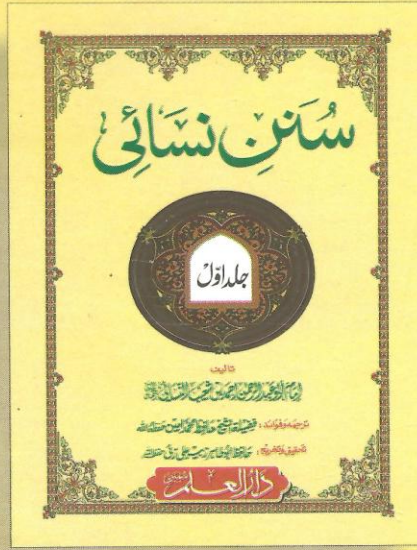
عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحُوا فَمَضٰى فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

اللہ کہا مگر آپ جاری رہے (دوبارہ نہ بیٹھے) پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا۔

فوائد و مسائل: ① اس واقعے سے جمہور علماء نے استدلال کیا ہے کہ پہلا تشہد فرض نہیں۔ اگر فرض ہوتا تو صحابہ کے توجہ دلانے پر نبی ﷺ لوٹ آتے مگر آپ کا آگے جاری رہنا اور آخر میں سجدۂ سہو کرنا دلیل ہے کہ یہ فرض نہیں، جبکہ بعض علمائے محققین کے نزدیک پہلا تشہد بھی واجب ہے۔ ہاں اگر بھول کر رہ جائے تو اس واجب کی سجودِ سہو سے تلافی ہو سکتی ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہوتا ہے' نیز سنن ابوداود میں اس کا حکم منقول ہے: رسول اللہ ﷺ نے "مسیئی الصلاۃ" کو فرمایا تھا: [فَإِذَا جَلَسْتَ فِي وَسَطِ الصَّلَاةِ فَاطْمَئِنَّ وَ افْتَرِشْ فَخِذَكَ الْيُسْرٰى، ثُمَّ تَشَهَّدْ......] ''جب تم نماز کے دوران میں بیٹھو تو اطمینان سے بیٹھو اور اپنی بائیں ران بچھا لو' پھر تشہد پڑھو.....'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ۸۶۰) اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ثُمَّ إِذَا قُمْتَ، فَمِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ] ''پھر جب کھڑے ہو تو پہلے کی طرح کرو حتی کہ اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ۔'' ائمہ میں سے امام لیث' اسحاق بن راہویہ' مشہور قول کے مطابق امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے' اور احناف سے بھی وجوب کی ایک روایت ملتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۲/ ۳۱۰، تحت حديث: ۸۲۹، و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۴/ ۱۴۳، ۱۴۴) ② اگر کوئی رکن رہ جائے' مثلاً: رکوع' تو واپس لوٹنا ضروری ہے یا آخر میں پوری رکعت دہرانی پڑے گی۔ البتہ یہ اس وقت ہے جب بھول کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اگر کوئی بھول کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور اسے یاد آ جائے تو واپس نہ لوٹے بلکہ آخر میں سہو کے دو سجدے کر لے' پھر سلام پھیرے اور اگر ابھی تھوڑا سا اٹھا تھا' یعنی بیٹھنے کے قریب تھا' ابھی ٹانگیں سیدھی نہیں ہوئی تھیں کہ یاد آ گیا تو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے۔ سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں' البتہ اگر آخری تشہد بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب بھی یاد آئے' واپس لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ ② اس میں احناف کا رد ہے جو کہ ایک سلام کے بعد سجدۂ سہو کرتے ہیں۔ ③ مقتدی بھی امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا اگرچہ مقتدی کو سہو نہ ہوا ہو' صرف امام ہی کو ہوا ہو۔ ④ سجدۂ سہو کے بعد تشہد نہیں۔ (سجودِ سہو کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب السہو کا ابتدائیہ) ⑤ بتقاضائے بشریت انبیاء علیہم السلام کو بھی سہو اور نسیان لاحق ہوا ہے لیکن وحی کے پہنچانے میں قطعاً نہیں۔

سُنَنِ نسائی

جلد سوم

تالیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی یف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

مترجم

سُنن نسائی

جلد سوم

مترجم سنن نسائی

جلد سوم

کتاب السهو ـــــ کتاب الجنائز۔ أحادیث: 1180 ـــ 2091

تالیف

امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی
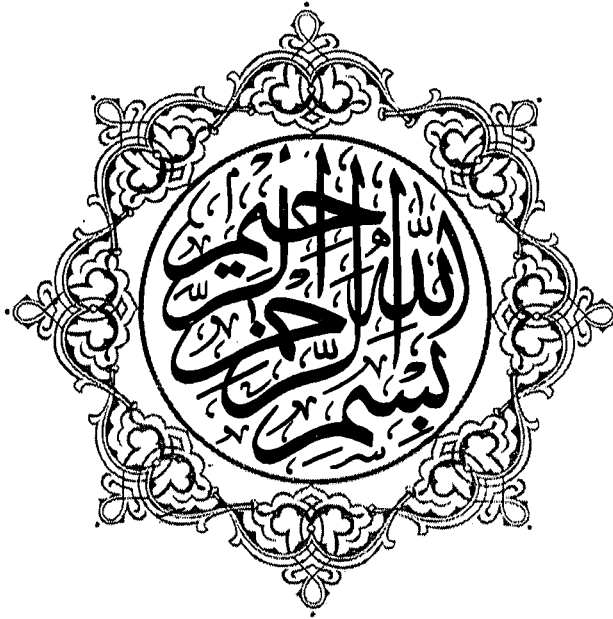
فہرست مضامین (جلد سوم)

١٣ كتاب السهو	سہو سے متعلق احکام و مسائل	29
١- بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ	باب: جب دو رکعتوں کے بعد (تشہد پڑھ کر) اٹھے تو اللّٰہ اکبر کہے	55
٢- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ	باب: آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرنا	56
٣- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ	باب: آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑے ہونے پر کندھوں کے برابر رفع الیدین کرنا	57
٤- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَحَمْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ	باب: دوران نماز میں (کسی اہم موقع پر) ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا	57
٥- بَابُ السَّلَامِ بِالْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں (اختتام کے موقع پر) ہاتھوں سے سلام کرنا؟	59
٦- بَابُ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں سلام کا جواب اشارے سے دینا	60
٧- اَلنَّهْيُ عَنْ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں کنکریاں ہٹانے کی ممانعت	63
٨- بَابُ الرُّخْصَةِ فِيهِ مَرَّةً	باب: ایک دفعہ کنکریاں درست کر لینے کی رخصت	64
٩- اَلنَّهْيُ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت	64
١٠- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی سخت ممانعت	65
١١- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَّشِمَالًا	باب: نماز میں (بوقتِ ضرورت کنکھیوں سے) دائیں بائیں دیکھنے کی رخصت	67
١٢- بَابُ قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں سانپ اور بچھو کو قتل کرنا	69
١٣- حَمْلُ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلَاةِ وَوَضْعِهِنَّ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں بچوں کو اٹھانا اور (رکوع وسجدہ کے وقت) انھیں اتار دینا	70
١٤- بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْقِبْلَةِ خُطًى يَسِيرَةً	باب: نماز میں چند قدم قبلے کی طرف چلنے کی رخصت	71

١٥- بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں (ضرورت کے وقت) تالی بجانا	72
١٦- بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں "سُبْحَانَ اللّٰه" کہنا	73
١٧- اَلتَّنَحْنُحُ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں (ضرورت کے وقت) کھنکارنا	73
١٨- بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں رونا	75
١٩- بَابُ لَعْنِ إِبْلِيسَ وَالتَّعَوُّذِ بِاللهِ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں ابلیس کو لعنت کرنا اور اس سے اللہ کی پناہ مانگنا	75
٢٠- اَلْكَلَامُ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں (مسنون ادعیہ کے علاوہ) کوئی کلام کرنا	76
٢١- مَا يَفْعَلُ مَنْ قَامَ مِنِ اثْنَتَيْنِ نَاسِيًا وَلَمْ يَتَشَهَّدْ	باب: جو آدمی بھول کر دو رکعتوں سے کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ بیٹھے	83
٢٢- مَا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ نَاسِيًا وَتَكَلَّمَ	باب: جو آدمی بھول کر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے اور باتیں بھی کر لے تو کیا کرے؟	84
٢٣- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ فِي السَّجْدَتَيْنِ	باب: سجودِ سہو کی ادائیگی کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختلاف کا ذکر	91
٢٤- بَابُ إِتْمَامِ الْمُصَلِّي عَلٰى مَا ذُكِرَ إِذَا شَكَّ	باب: نمازی کو شک پڑ جائے تو اپنی یادداشت کے مطابق نماز مکمل کرے	93
٢٥- بَابُ التَّحَرِّي	باب: (شک کی صورت میں صحیح تعداد جاننے کی) جستجو کرنا	95
٢٦- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ صَلّٰى خَمْسًا	باب: جو شخص پانچ رکعات پڑھ بیٹھے تو کیا کرے؟	102
٢٧- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ	باب: جو شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھول جائے تو کیا کرے؟	105
٢٨- بَابُ التَّكْبِيرِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ	باب: سجود سہو میں بھی تکبیرات کہنا	105
٢٩- بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي يَقْضِي فِيهَا الصَّلَاةَ	باب: جس رکعت پر نماز ختم ہوتی ہے اس میں تشہد بیٹھنے کا طریقہ	106
٣٠- بَابُ مَوْضِعِ الذِّرَاعَيْنِ	باب: (تشہد میں) بازو کہاں رکھے جائیں؟	107
٣١- مَوْضِعُ الْمِرْفَقَيْنِ	باب: (تشہد میں) کہنیاں کہاں رکھی جائیں؟	108
٣٢- بَابُ مَوْضِعِ الْكَفَّيْنِ	باب: (تشہد میں) ہتھیلیاں کہاں رکھی جائیں؟	109

٣٣- بَابُ قَبْضِ الْأَصَابِعِ مِنَ الْيَدِ الْيُمْنٰى دُونَ السَّبَّابَةِ	باب: انگشت شہادت کے علاوہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرنا	110
٣٤- بَابُ قَبْضِ الثِّنْتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ الْيُمْنٰى وَعَقْدِ الْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامِ مِنْهَا	باب: دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو بند کرنا اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنانا	110
٣٥- بَابُ بَسْطِ الْيُسْرٰى عَلَى الرُّكْبَةِ	باب: بایاں ہاتھ گھٹنے پر کھول کر رکھا جائے	111
٣٦- بَابُ الْإِشَارَةِ بِالْإِصْبَعِ فِي التَّشَهُّدِ	باب: تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا	112
٣٧- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِأُصْبَعَيْنِ وَبِأَيِّ أُصْبَعٍ يُشِيرُ	باب: دو انگلیوں سے اشارہ کرنے کی ممانعت' نیز کس انگلی سے اشارہ کیا جائے؟	113
٣٨- بَابُ إِحْنَاءِ السَّبَّابَةِ فِي الْإِشَارَةِ	باب: اشارے کے دوران میں انگلی کو جھکا کر رکھا جائے	114
٣٩- مَوْضِعُ الْبَصَرِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ وَتَحْرِيكِ السَّبَّابَةِ	باب: اشارے کے وقت نظر کس جگہ ہونی چاہیے؟ اور کیا انگلی کو حرکت دی جائے گی؟	115
٤٠- بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت	115
٤١- بَابُ إِيجَابِ التَّشَهُّدِ	باب: (نماز میں) تشہد واجب (فرض) ہے	116
٤٢- تَعْلِيمُ التَّشَهُّدِ كَتَعْلِيمِ السُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ	باب: تشہد قرآن مجید کی سورت کی طرح سکھایا جائے	117
٤٣- بَابٌ: كَيْفَ التَّشَهُّدُ	باب: تشہد کیسے پڑھا جائے؟	117
٤٤- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ	باب: ایک اور قسم کا تشہد	118
٤٥- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ	باب: ایک اور قسم کا تشہد	119
٤٦- بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ پر سلام پڑھنا	120
٤٧- فَضْلُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ پر سلام پڑھنے کی فضیلت	121
٤٨- بَابُ التَّمْجِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرنا اور نبی ﷺ پر درود پڑھنا	122
٤٩- بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم ہے	123
٥٠- بَابٌ: كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ پر درود کیسے پڑھا جائے؟	125
٥١- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا درود	126

٥٢- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا درود	128
٥٣- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا درود	129
٥٤- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا درود	130
٥٥- بَابُ الْفَضْلِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت	131
٥٦- بَابُ تَخْيِيرِ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ پر درود پڑھنے کے بعد اختیار ہے کہ کوئی (منقول) دعا پڑھ لی جائے	132
٥٧- اَلذِّكْرُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ	باب: تشہد کے بعد ذکر	134
٥٨- بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الذِّكْرِ	باب: ذکر کے بعد دعا	135
٥٩- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ	باب: ایک اور قسم کی دعا	136
٦٠- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ	باب: ایک اور قسم کی دعا	137
٦١- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ	باب: ایک اور قسم کی دعا	138
٦٢- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کی دعا	139
٦٣- بَابُ التَّعَوُّذِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں (اللہ تعالیٰ سے) پناہ طلب کرنا	141
٦٤- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا تعوذ	142
٦٥- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ	باب: تشہد کے بعد ایک اور قسم کا ذکر	145
٦٦- بَابُ تَطْفِيفِ الصَّلَاةِ	باب: ناقص نماز پڑھنے کا بیان	146
٦٧- بَابُ أَقَلِّ مَا تُجْزِىءُ بِهِ الصَّلَاةُ	باب: وہ کم از کم ارکان جن کے ساتھ نماز کافی ہوتی ہے	147
٦٨- بَابُ السَّلَامِ	باب: سلام کا بیان	150
٦٩- بَابُ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السَّلَامِ	باب: سلام کہتے وقت ہاتھ کس جگہ ہوں؟	151
٧٠- كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى الْيَمِينِ	باب: دائیں طرف سلام کیسے کہا جائے؟	152
٧١- بَابُ كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى الشِّمَالِ	باب: بائیں طرف کیسے سلام کہا جائے؟	153
٧٢- بَابُ السَّلَامِ بِالْيَدَيْنِ	باب: دونوں ہاتھوں سے سلام کہنا	155
٧٣- تَسْلِيمُ الْمَأْمُومِ حِينَ يُسَلِّمُ الْإِمَامُ	باب: جب امام سلام کہے تو مقتدی بھی سلام کہہ دے	156
٧٤- بَابُ السُّجُودِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ	باب: نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا	157
٧٥- بَابُ سَجْدَةِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ	باب: سلام اور کلام کے بعد سجدۂ سہو کرنا	158

٧٦- اَلسَّلَامُ بَعْدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ	باب: سجود سہو کے بعد سلام پھیرنا	159
٧٧- جَلْسَةُ الْإِمَامِ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْاِنْصِرَافِ	باب: سلام پھیرنے اور مقتدیوں کی طرف منہ موڑنے کے درمیان امام کا (کچھ دیر قبلہ رخ) بیٹھنا	160
٧٨- بَابُ الْاِنْحِرَافِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ	باب: (امام کا) سلام کے بعد اپنا رخ (قبلے سے) ہٹانا	161
٧٩- اَلتَّكْبِيرُ بَعْدَ تَسْلِيمِ الْإِمَامِ	باب: امام کے سلام پھیرنے کے بعد (بلند آواز سے) اللہ اکبر کہنا	162
٨٠- بَابُ الْأَمْرِ بِقِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَاتِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ مِنَ الصَّلَاةِ	باب: نماز سے سلام پھیرنے کے بعد مُعَوِّذات پڑھنے کا حکم	163
٨١- بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ	باب: سلام کے بعد استغفار کرنا	163
٨٢- اَلذِّكْرُ بَعْدَ الْاِسْتِغْفَارِ	باب: استغفار کے بعد ذکر کرنا	164
٨٣- بَابُ التَّهْلِيلِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ	باب: سلام کے بعد لا إله إلا الله پڑھنا	165
٨٤- عَدَدُ التَّهْلِيلِ وَالذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ	باب: سلام کے بعد ذکر اور لا إلـه إلا الله پڑھنے کی تعداد	165
٨٥- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقَوْلِ عِنْدَ انْقِضَاءِ الصَّلَاةِ	باب: نماز کے ختم ہونے کے وقت ایک اور قسم کا ذکر	166
٨٦- كَمْ مَرَّةً يَقُولُ ذٰلِكَ	باب: یہ ذکر کتنی دفعہ کرے؟	167
٨٧- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ	باب: سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر	168
٨٨- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ	باب: سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر اور دعا	169
٨٩- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَ الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ	باب: نماز سے فراغت کے وقت کی ایک اور دعا	170
٩٠- بَابُ التَّعَوُّذِ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ	باب: نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا	172
٩١- عَدَدُ التَّسْبِيحِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ	باب: سلام کے بعد تسبیح کی تعداد	173
٩٢- نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ	باب: تسبیح کی ایک اور تعداد	174
٩٣- نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ	باب: تسبیح کی ایک اور تعداد	175
٩٤- نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ	باب: تسبیح کی ایک اور تعداد	177
٩٥- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا ذکر	178
٩٦- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا ذکر	179

٩٧- بَابُ عَقْدِ التَّسْبِيحِ	باب: تسبیحات کو شمار کرنا	180
٩٨- بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الْجَبْهَةِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ	باب: سلام کے بعد ماتھا نہ پونچھنا	180
٩٩- بَابُ قُعُودِ الْإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ	باب: سلام کے بعد امام کا مصلے پر بیٹھے رہنا	181
١٠٠- بَابُ الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ	باب: نماز کے بعد کس طرف سے اٹھ کر جائے؟	183
١٠١- بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي يَنْصَرِفُ فِيهِ النِّسَاءُ مِنَ الصَّلَاةِ	باب: عورتیں نماز سے فارغ ہو کر کس وقت گھر واپس جائیں؟	184
١٠٢- بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ بِالْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ	باب: سلام پھیرنے میں امام سے پہل کرنے کی ممانعت	185
١٠٣- بَابُ [ثَوَابِ] مَنْ صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ	باب: اس شخص کا ثواب جو امام کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کے اٹھنے تک ساتھ ہی رہے	186
١٠٤- بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْإِمَامِ فِي تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ	باب: امام کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی رخصت	188
١٠٥- بَابٌ: إِذَا قِيلَ لِلرَّجُلِ هَلْ صَلَّيْتَ هَلْ يَقُولُ لَا؟	باب: جب کسی آدمی سے پوچھا جائے: تو نے نماز پڑھ لی؟ تو کیا وہ کہہ سکتا ہے: نہیں؟	189
١٤- كِتَابُ الْجُمُعَةِ	**جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل**	191
١- إِيجَابُ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کا واجب ہونا	212
٢- اَلتَّشْدِيدُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے سے پیچھے رہنے (جمعہ چھوڑنے) پر تشدید	215
٣- بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ	باب: جو شخص بلا عذر جمعہ چھوڑ دے اس پر کیا کفارہ ہے؟	217
٤- بَابُ ذِكْرِ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے دن کی فضیلت کا تذکرہ	218
٥- إِكْثَارُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے دن نبی ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا	219
٦- بَابُ الْأَمْرِ بِالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے دن مسواک کرنے کا حکم	220
٧- بَابُ الْأَمْرِ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: جمعۃ المبارک کے دن غسل کا حکم	221
٨- بَابُ إِيجَابِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: جمعۃ المبارک کے دن غسل کا واجب ہونا	221
٩- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: جمعۃ المبارک کے دن غسل نہ کرنے کی رخصت	222
١٠- فَضْلُ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے دن کے غسل کی فضیلت	224

١١- بَابُ الْهَيْأَةِ لِلْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے لیے اچھی حالت اختیار کرنا	225
١٢- فَضْلُ الْمَشْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے لیے پیدل جانے کی فضیلت	227
١٣- بَابُ التَّبْكِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے لیے جلدی جانا	227
١٤- وَقْتُ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کا وقت	234
١٥- بَابُ الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے لیے اذان	237
١٦- بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَاءَ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ	باب: جب کوئی شخص جمعے کے لیے آئے اور امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو تو بھی وہ دو رکعت نماز پڑھے	239
١٧- مَقَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ	باب: خطبے میں امام کے کھڑا ہونے کی جگہ	240
١٨- قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ	باب: خطبے میں امام کا کھڑا ہونا	241
١٩- بَابُ الْفَضْلِ فِي الدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ	باب: امام کے قریب بیٹھنے کی فضیلت	242
٢٠- اَلنَّهْيُ عَنْ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: امام جمعے کے دن منبر پر (خطبہ دے رہا) ہو تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی ممانعت	242
٢١- بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ	باب: جو شخص جمعے کے دن دوران خطبہ آئے، تب بھی وہ (دو رکعت) نماز پڑھے	243
٢٢- بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے دن خطبے کے لیے خاموشی	244
٢٣- بَابُ فَضْلِ الْإِنْصَاتِ وَتَرْكِ اللَّغْوِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: جمعے کے دن خاموش رہنے اور فضول کام نہ کرنے کی فضیلت	245
٢٤- بَابُ كَيْفِيَّةِ الْخُطْبَةِ	باب: خطبے کی کیفیت	246
٢٥- بَابُ حَضِّ الْإِمَامِ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	باب: امام کا اپنے خطبے میں لوگوں کو جمعے کے دن غسل کرنے کی ترغیب دینا	248
٢٦- بَابُ حَثِّ الْإِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي خُطْبَتِهِ	باب: جمعے کے دن امام کا اپنے خطبے میں صدقہ کرنے کی رغبت دلانا	249
٢٧- مُخَاطَبَةُ الْإِمَامِ رَعِيَّتَهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ	باب: (دوران خطبہ) امام کا منبر پر اپنے عوام سے	

خطاب کرنا 250

٢٨- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ — باب: خطبے میں (قرآن مجید کی) قراءت 252

٢٩- بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الْخُطْبَةِ — باب: خطبے میں اشارہ کرنا 253

٣٠- بَابُ نُزُولِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاغِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ وَقَطْعِهِ كَلَامَهُ وَرُجُوعِهِ إِلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ — باب: جمعے کے دن خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے نیچے اترنا' اپنا کلام روک لینا اور پھر دوبارہ منبر پر چڑھنا اور خطبہ مکمل کرنا 253

٣١- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَقْصِيرِ الْخُطْبَةِ — باب: خطبہ مختصر رکھنا چاہیے 254

٣٢- بَابُ كَمْ يَخْطُبُ — باب: امام کتنے خطبے دے؟ 255

٣٣- بَابُ الْفَصْلِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ بِالْجُلُوسِ — باب: دوخطبوں کے درمیان بیٹھ کر فصل کرنا 256

٣٤- بَابُ السُّكُوتِ فِي الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ — باب: دوخطبوں کے درمیان بیٹھنے کے دوران میں خاموش رہنا 256

٣٥- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرِ فِيهَا — باب: دوسرے خطبے میں قرآن پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا 257

٣٦- اَلْكَلَامُ وَالْقِيَامُ بَعْدَ النُّزُولِ عَنِ الْمِنْبَرِ — باب: منبر سے اترنے کے بعد کھڑے ہو کر باتیں کرنا 257

٣٧- عَدَدُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ — باب: نماز جمعہ کی رکعات کی تعداد 258

٣٨- اَلْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ — باب: جمعے کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھنا 259

٣٩- اَلْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ — باب: جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور سورۂ ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھنا 259

٤٠- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ — باب: نماز جمعہ کی قراءت کی بابت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی روایات میں اختلاف کا ذکر 260

٤١- مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ — باب: جو شخص جمعے کی نماز سے ایک رکعت باجماعت پالے 261

٤٢- عَدَدُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ — باب: جمعے کے بعد مسجد میں کتنی سنتیں پڑھی جائیں؟ 262

٤٣- صَلَاةُ الْإِمَامِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ — باب: جمعے کے بعد امام کتنی رکعت (سنت) پڑھے؟ 263

٤٤- بَابُ إِطَالَةِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ — باب: جمعے کے بعد دو رکعتیں لمبی پڑھی جائیں — 263
٤٥- ذِكْرُ السَّاعَةِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ — باب: جمعے کے دن وہ کون سی گھڑی ہے جس میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے؟ — 264

١٥ كتاب تقصير الصلاة في السفر — سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل — 271

١- [بَابٌ] — باب: ...... — 271
٢- بَابُ الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ — باب: مکہ مکرمہ میں (مسافر) نماز (کیسے پڑھے؟) — 277
٣- بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنًى — باب: منیٰ میں نماز (کیسے پڑھی جائے؟) — 278
٤- بَابُ الْمَقَامِ الَّذِي يَقْصُرُ بِمِثْلِهِ الصَّلَاةَ — باب: کتنی دیر تک ٹھہرے تو قصر کر سکتا ہے؟ — 281
٥- بَابُ تَرْكِ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ — باب: سفر میں نفل نہ پڑھنا — 284

١٦ كتاب الكسوف — گرہن سے متعلق احکام و مسائل — 287

١- كُسُوفُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ — باب: سورج اور چاند گرہن — 322
٢- اَلتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالدُّعَاءُ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ — باب: سورج گرہن کے وقت تسبیحات و تکبیرات کہنا اور دعا مانگنا — 323
٣- اَلْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ — باب: سورج گرہن کے وقت نماز کا حکم — 324
٤- بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الْقَمَرِ — باب: چاند گرہن کے وقت نماز کا حکم — 325
٥- بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ الْكُسُوفِ حَتَّى تَنْجَلِيَ — باب: گرہن کے موقع پر سورج اور چاند کے روشن ہونے تک نماز پڑھنے کا حکم — 325
٦- بَابُ الْأَمْرِ بِالنِّدَاءِ لِصَلَاةِ الْكُسُوفِ — باب: گرہن کی نماز کے لیے اعلان کرنے کا حکم — 326
٧- بَابُ الصُّفُوفِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ — باب: نماز کسوف میں صف بندی کا اہتمام کرنا — 327
٨- بَابٌ كَيْفَ صَلَاةُ الْكُسُوفِ — باب: نماز کسوف کیسے پڑھی جائے؟ — 327
٩- نَوْعٌ آخَرُ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ — باب: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نماز کسوف کی ایک اور صورت — 328
١٠- نَوْعٌ آخَرُ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ — باب: نماز کسوف کی ایک اور صورت — 329
١١- نَوْعٌ آخَرُ مِنْهُ عَنْ عَائِشَةَ — باب: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی نماز کسوف کی ایک اور صورت — 330
١٢- نَوْعٌ آخَرُ — باب: نماز کسوف کی ایک اور صورت — 334

١٣- نَوْعٌ آخَرُ	باب: نمازِ کسوف کی ایک اور صورت	337
١٤- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور صورت	339
١٥- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور صورت	342
١٦- نَوْعٌ آخَرُ	باب: ایک اور صورت	344
١٧- قَدْرُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ	باب: نمازِ کسوف میں قراءت کی مقدار؟	348
١٨- بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ	باب: نمازِ کسوف میں بلند آواز سے قراءت کرنا	350
١٩- تَرْكُ الْجَهْرِ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ	باب: نمازِ کسوف میں بلند آواز سے قراءت نہ کرنا	351
٢٠- بَابُ الْقَوْلِ فِي السُّجُودِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ	باب: نمازِ کسوف کے سجدے میں کیا پڑھا جائے؟	351
٢١- بَابُ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ	باب: نمازِ کسوف میں تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا	352
٢٢- بَابُ الْقُعُودِ عَلَى الْمِنْبَرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْكُسُوفِ	باب: نمازِ کسوف کے بعد منبر پر بیٹھنا (یعنی خطاب کرنا)	354
٢٣- بَابٌ: كَيْفَ الْخُطْبَةُ فِي الْكُسُوفِ	باب: گرہن کے موقع پر (نماز کے بعد) خطبہ کیسے ہوگا؟	355
٢٤- اَلْأَمْرُ بِالدُّعَاءِ فِي الْكُسُوفِ	باب: گرہن کے موقع پر دعا مانگنے کا حکم	357
٢٥- اَلْأَمْرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ فِي الْكُسُوفِ	باب: گرہن کے موقع پر بخشش طلب کرنے کا حکم	357
١٧- كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ	**بارش کی دعا کرنے سے متعلق احکام و مسائل**	359
١- مَتَى يَسْتَسْقِي الْإِمَامُ	باب: امام بارش کی دعا کب کرے؟	359
٢- خُرُوجُ الْإِمَامِ إِلَى الْمُصَلَّى لِلْاِسْتِسْقَاءِ	باب: (نماز) استسقاء کے لیے امام کا عید گاہ کی طرف نکلنا	360
٣- بَابُ الْحَالِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَكُونَ عَلَيْهَا إِذَا خَرَجَ	باب: امام دعا کے لیے باہر جائے تو اس کی کیا حالت ہونی چاہیے؟	361
٤- بَابُ جُلُوسِ الْإِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ لِلْاِسْتِسْقَاءِ	باب: دعائے استسقاء کے لیے امام کا منبر پر بیٹھنا	362
٥- تَحْوِيلُ الْإِمَامِ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ	باب: دعائے استسقاء میں امام کا لوگوں کی طرف اپنی پشت کرنا	363
٦- بَابُ تَقْلِيبِ الْإِمَامِ الرِّدَاءَ عِنْدَ الْاِسْتِسْقَاءِ	باب: دعائے استسقاء کے وقت امام کا چادر الٹانا	364
٧- مَتَى يُحَوِّلُ الْإِمَامُ رِدَاءَهُ	باب: امام اپنی چادر کب الٹائے؟	364
٨- رَفْعُ الْإِمَامِ يَدَهُ	باب: امام کا (دعا کے وقت) اپنے ہاتھ اٹھانا	364

٩- كَيْفَ يَرْفَعُ | باب: (امام) ہاتھ کیسے اٹھائے؟ | 365
١٠- ذِكْرُ الدُّعَاءِ | باب: (نماز کی بجائے صرف) دعا کا ذکر | 367
١١- بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الدُّعَاءِ | باب: دعا کے بعد نماز استسقاء (دو رکعت) پڑھی جائے گی | 370
١٢- كَمْ صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ | باب: نماز استسقاء کتنی رکعت ہے؟ | 371
١٣- كَيْفَ صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ | باب: نماز استسقاء کیسے پڑھی جائے؟ | 371
١٤- بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ | باب: نماز استسقاء میں بلند آواز سے قراءت کرنا | 372
١٥- اَلْقَوْلُ عِنْدَ الْمَطَرِ | باب: بارش برستے وقت کیا دعا کی جائے؟ | 372
١٦- كَرَاهِيَةُ الْإِسْتِمْطَارِ بِالْكَوْكَبِ | باب: بارش کی نسبت ستاروں کی طرف کرنا منع ہے | 372
١٧- مَسْأَلَةُ الْإِمَامِ رَفْعَ الْمَطَرِ إِذَا خَافَ ضَرَرَهُ | باب: جب بارش سے نقصان کا خطرہ ہو تو امام کا اس کے بند ہونے کی دعا کرنا | 375
١٨- بَابُ رَفْعِ الْإِمَامِ يَدَيْهِ عِنْدَ مَسْأَلَةِ إِمْسَاكِ الْمَطَرِ | باب: بارش کے بند ہونے کی دعا کے وقت امام کا اپنے ہاتھ اٹھانا | 376

١٨- كِتَابُ صلاة الخوف | نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل | 379
١٩- كِتَابُ صلاة العيدين | نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل | 401

١- . . . . | باب: ...... | 408
٢- بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ مِنَ الْغَدِ | باب: عیدین کے لیے اگلے (دوسرے) دن نکلنا | 409
٣- خُرُوجُ الْعَوَاتِقِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فِي الْعِيدَيْنِ | باب: عیدین میں بالغ اور پردہ نشین عورتوں کا (باہر) نکلنا | 410
٤- اعْتِزَالُ الْحُيَّضِ مُصَلَّى النَّاسِ | باب: حیض والی عورتوں کا عیدگاہ سے الگ رہنا | 411
٥- بَابُ الزِّينَةِ لِلْعِيدَيْنِ | باب: عیدین میں زینت اختیار کرنا (بن سنور کر جانا) | 412
٦- الصَّلَاةُ قَبْلَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ | باب: عید کے دن امام (کے نماز عید پڑھانے) سے قبل کوئی نماز (نفل) پڑھنا | 413
٧- تَرْكُ الْأَذَانِ لِلْعِيدَيْنِ | باب: عیدین کے لیے اذان نہ کہنا | 413
٨- الْخُطْبَةُ يَوْمَ الْعِيدِ | باب: عید کے دن خطبہ دینا | 414

٩- بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ	باب: عیدین کی نماز خطبے سے قبل پڑھنا	415
١٠- بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ	باب: عیدین کی نماز میں سامنے برچھا یا نیزہ وغیرہ گاڑنا	415
١١- عَدَدُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ	باب: نماز عیدین کی رکعتیں	416
١٢- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ﴿قٓ﴾ وَ﴿اقْتَرَبَتْ﴾	باب: نماز عیدین میں سورۂ ﴿قٓ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ کا پڑھنا	416
١٣- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾	باب: عیدین کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ کا پڑھنا	417
١٤- بَابُ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ	باب: عیدین میں نماز کے بعد خطبہ ہوگا	417
١٥- اَلتَّخْيِيرُ بَيْنَ الْجُلُوسِ فِي الْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ	باب: عیدین کا خطبہ سننے کے لیے بیٹھنے یا نہ بیٹھنے کا اختیار ہے	418
١٦- اَلزِّينَةُ لِلْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ	باب: (عیدین میں) خطبے کے لیے زینت اختیار کرنا (اچھا لباس پہننا)	419
١٧- اَلْخُطْبَةُ عَلَى الْبَعِيرِ	باب: اونٹ پر خطبہ دینا	419
١٨- قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ	باب: خطبے کے وقت امام کو کھڑا ہونا چاہیے	420
١٩- قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ مُتَوَكِّئًا عَلَى إِنْسَانٍ	باب: امام کا دوران خطبہ میں کسی انسان کا سہارا لینا	420
٢٠- اسْتِقْبَالُ الْإِمَامِ النَّاسَ بِوَجْهِهِ فِي الْخُطْبَةِ	باب: خطبے کے دوران میں امام کا لوگوں کی طرف منہ کرنا	422
٢١- اَلْإِنْصَاتُ لِلْخُطْبَةِ	باب: خطبے میں کسی کو خاموش کرانا	422
٢٢- كَيْفَ الْخُطْبَةُ	باب: خطبہ کیسے شروع کیا جائے؟	423
٢٣- حَثُّ الْإِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ فِي الْخُطْبَةِ	باب: خطبے میں امام کا صدقے کی رغبت دلانا	425
٢٤- اَلْقَصْدُ فِي الْخُطْبَةِ	باب: خطبہ درمیانہ ہونا چاہیے	428
٢٥- اَلْجُلُوسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَالسُّكُوتُ فِيهِ	باب: دو خطبوں کے درمیان خاموشی سے بیٹھنا	428
٢٦- اَلْقِرَاءَةُ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرِ فِيهَا	باب: دوسرے خطبے میں قرآن پڑھنا اور وعظ و نصیحت (یا اللہ کا ذکر) کرنا	429

٢٧- نُزُولُ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنبَرِ قَبْلَ فَرَاغِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ	باب: خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے اترنا	429
٢٨- مَوْعِظَةُ الْإِمَامِ النِّسَاءَ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْخُطْبَةِ وَحَثُّهُنَّ عَلَى الصَّدَقَةِ	باب: خطبے سے فراغت کے بعد امام کا عورتوں کو وعظ ونصیحت کرنا اور انھیں صدقے کی ترغیب دلانا	430
٢٩- اَلصَّلَاةُ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَبَعْدَهَا	باب: عیدین سے پہلے اور بعد نفل نماز؟	431
٣٠- ذَبْحُ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ وَعَدَدُ مَا يَذْبَحُ	باب: امام عید کے دن (لوگوں کے سامنے) قربانی کرے اور کتنے جانور قربان کرے؟	432
٣١- اِجْتِمَاعُ الْعِيدَيْنِ وَشُهُودُهُمَا	باب: اگر جمعہ وعید دونوں ایک دن ہوں تو دونوں میں حاضر ہونا چاہیے	433
٣٢- اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ لِمَنْ شَهِدَ الْعِيدَ	باب: جو شخص عید پڑھ لے اسے جمعے میں حاضر نہ ہونے کی رخصت ہے	433
٣٣- ضَرْبُ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ	باب: عید کے دن دف بجانا	435
٣٤- اَللَّعْبُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ	باب: عید کے دن امام کے سامنے کھیل کود کا بیان	436
٣٥- اَللَّعْبُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْعِيدِ وَنَظَرُ النِّسَاءِ إِلَى ذٰلِكَ	باب: عید کے دن مسجد میں (جنگی) کھیل کھیلنا اور عورتوں کا ان کو دیکھنا	436
٣٦- اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِمَاعِ إِلَى الْغِنَاءِ وَضَرْبِ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ	باب: عید کے دن دف بجانے اور (پاکیزہ) نغمے سننے کی اجازت ہے	437
٢٠- كِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ	**رات کی (نفل) نماز اور دن کے نوافل سے متعلق احکام ومسائل**	439
١- بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ وَالْفَضْلِ فِي ذٰلِكَ	باب: نفل نماز گھر میں پڑھنے کی ترغیب اور اس کی فضیلت	439
٢- بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ	باب: رات کی نماز	442
٣- بَابُ ثَوَابِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا	باب: جو شخص ایمان کی بنا پر ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرے اسے کیا ثواب ملے گا؟	446

عربی عنوان	اردو عنوان	صفحہ
٤- بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ	باب: ماہ رمضان المبارک کی (خصوصی) نماز (تراویح)	447
٥- بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ	باب: رات کی نماز (تہجد) کی ترغیب	450
٦- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ	باب: رات کی نماز (تہجد) کی فضیلت	454
٧- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ فِي السَّفَرِ	باب: دوران سفر میں تہجد پڑھنے کی فضیلت	455
٨- بَابُ وَقْتِ الْقِيَامِ	باب: قیام اللیل (تہجد) کا وقت	456
٩- بَابُ ذِكْرِ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الْقِيَامُ	باب: قیام اللیل کے آغاز کی دعائیں	457
١٠- بَابُ مَا يَفْعَلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ مِنَ السِّوَاكِ	باب: جب رات کو تہجد کے لیے اٹھے تو مسواک کرے	461
١١- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي حَصِينٍ عُثْمَانَ بْنِ عَاصِمٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: اس حدیث (کی سند کے بیان) میں ابوحصین عثمان بن عاصم پر (ان کے شاگردوں کے) اختلاف کا ذکر	462
١١- بَابٌ بِأَيِّ شَيْءٍ تُسْتَفْتَحُ صَلَاةُ اللَّيْلِ	باب: رات کی نماز (تہجد) کس دعا سے شروع کرے؟	462
١٣- بَابُ ذِكْرِ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ	باب: رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کا ذکر	464
١٤- ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاللَّيْلِ	باب: اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کی رات کی نماز کا بیان	466
١٥- ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللهِ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ فِيهِ	باب: اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز کا بیان اور اس حدیث کے بیان میں سلیمان تیمی کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر	466
١٦- بَابُ إِحْيَاءِ اللَّيْلِ	باب: ساری رات جاگنے (عبادت کرنے) کا بیان	470
١٧- اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى عَائِشَةَ فِي إِحْيَاءِ اللَّيْلِ	باب: رات جاگنے والی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں اختلاف	471
١٨- كَيْفَ يَفْعَلُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ عَائِشَةَ فِي ذٰلِكَ	باب: جب (نفل) نماز کھڑے ہو کر شروع کرے تو کس طرح کرے؟ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کرنے والوں میں اختلاف کا ذکر	476
١٩- بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ فِي النَّافِلَةِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي إِسْحَاقَ فِي ذٰلِكَ	باب: نفل نماز بیٹھ کر پڑھی جاسکتی ہے، نیز ابواسحاق کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر	480

عربی عنوان	اردو عنوان	صفحہ
٢٠- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْقَائِمِ عَلٰى صَلَاةِ الْقَاعِدِ	باب: کھڑے ہو کر (نفل) نماز پڑھنے والے کی بیٹھ کر پڑھنے والے پر فضیلت	483
٢١- فَضْلُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلٰى صَلَاةِ النَّائِمِ	باب: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی لیٹ کر نماز پڑھنے والے پر فضیلت	484
٢٢- بَابٌ: كَيْفَ صَلَاةُ الْقَاعِدِ	باب: نماز بیٹھ کر کس طرح پڑھی جائے؟	485
٢٣- بَابٌ: كَيْفَ الْقِرَاءَةُ بِاللَّيْلِ	باب: رات کی نماز میں قراءت کیسے کی جائے؟	486
٢٤- فَضْلُ السِّرِّ عَلَى الْجَهْرِ	باب: (رات کی نفل نماز میں) آہستہ پڑھنے والے کی اونچا پڑھنے والے پر فضیلت	486
٢٥- بَابُ تَسْوِيَةِ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ	باب: رات کی نماز (تہجد) میں قیام، رکوع، رکوع کے بعد قومہ، سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا، سب کا برابر ہونا	487
٢٦- بَابٌ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ	باب: رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟	489
٢٧- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ	باب: نماز وتر کا حکم دیا گیا ہے	493
٢٨- بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ	باب: سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی تاکید	495
٢٩- بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْوِتْرَيْنِ فِي لَيْلَةٍ	باب: نبی ﷺ نے ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے	496
٣٠- وَقْتُ الْوِتْرِ	باب: وتر نماز کا وقت	497
٣١- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ قَبْلَ الصُّبْحِ	باب: صبح طلوع ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لیے جائیں	499
٣٢- اَلْوِتْرُ بَعْدَ الْأَذَانِ	باب: صبح کی اذان کے بعد وتر پڑھنا	499
٣٣- بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ	باب: سواری پر وتر پڑھنا	500
٣٤- بَابٌ: كَمِ الْوِتْرُ	باب: وتر کتنے ہیں؟	501
٣٥- بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِوَاحِدَةٍ	باب: ایک وتر کیسے پڑھا جائے؟	503
٣٦- بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِثَلَاثٍ	باب: تین وتر کیسے پڑھے جائیں؟	504
٣٧- ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي الْوِتْرِ	باب: وتر کے بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں راویوں کا (لفظی) اختلاف	507

٣٨- اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى أَبِي إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ	باب: وتر کے بارے میں حضرت ابن عباس ؓ کی حدیث اور اس میں ابو اسحاق کے شاگردوں کا اختلاف	508
٣٩- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ	باب: وتر کے بارے میں حضرت ابن عباس ؓ کی ایک اور روایت اور اس میں حبیب بن ابی ثابت کے شاگردوں کا اختلاف	509
٤٠- بَابُ ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ فِي الْوِتْرِ	باب: وتر کے بارے میں حضرت ابوایوب ؓ کی حدیث اور اس میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف	512
٤١- بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِخَمْسٍ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ الْوِتْرِ	باب: پانچ وتر کیسے پڑھے جائیں؟ اور حدیث وتر میں حکم کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر	514
٤٢- بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرِ بِسَبْعٍ	باب: سات وتر کیسے پڑھیں؟	516
٤٣- كَيْفَ الْوِتْرُ بِتِسْعٍ	باب: نو وتر کیسے پڑھیں؟	517
٤٤- بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً	باب: گیارہ رکعت وتر (تہجد مع وتر) کیسے پڑھیں؟	521
٤٥- بَابُ الْوِتْرِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً	باب: تیرہ رکعات وتر (نماز تہجد مع وتر) پڑھنا	522
٤٦- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْوِتْرِ	باب: وتر کی نماز میں قراءت	522
٤٧- نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الْوِتْرِ	باب: وتر میں ایک اور قسم کی قراءت	523
٤٨- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى شُعْبَةَ فِيهِ	باب: قراءت وتر کی روایت میں شعبہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر	524
٤٩- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ فِيهِ	باب: قراءت وتر کی روایت میں مالک بن مغول کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر	527
٥٠- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: قراءت وتر کی حدیث میں قتادہ کے شاگرد شعبہ پر اختلاف کا ذکر	528
٥١- بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ	باب: وتر میں دعائے قنوت	531
٥٢- تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ	باب: قنوت وتر میں ہاتھ نہ اٹھانا	534

عربی باب	اردو عنوان	صفحہ
٥٣- بَابُ قَدْرِ السَّجْدَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ	باب: نمازِ وتر کے بعد سجدے کی مقدار؟	535
٥٤- اَلتَّسْبِيحُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوِتْرِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُفْيَانَ فِيهِ	باب: وتر سے فارغ ہونے کے بعد تسبیح اور اس حدیث میں سفیان پر اختلاف کا ذکر	536
٥٥- بَابُ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ بَيْنَ الوِتْرِ وَبَيْنَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ	باب: وتر اور فجر کی سنتوں کے درمیان اور نماز بھی جائز ہے	539
٥٦- اَلْمُحَافَظَةُ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ	باب: نمازِ فجر سے قبل دو رکعت سنت پر پابندی کرنا	540
٥٧- بَابُ وَقْتِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ	باب: فجر کی دو سنتوں کا (مسنون) وقت	541
٥٨- اَلْاِضْطِجَاعُ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ	باب: فجر کی دو سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا	542
٥٩- بَابُ ذَمِّ مَنْ تَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ	باب: جو شخص قیام اللیل (جس کی اسے عادت تھی) چھوڑ دے‘ اس کی مذمت	543
٦٠- بَابُ وَقْتِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى نَافِعٍ	باب: فجر کی دو رکعت (سنت) کا (مسنون) وقت اور اس روایت میں نافع سے اختلاف	544
٦١- بَابُ مَنْ كَانَ لَهُ صَلَاةٌ بِاللَّيْلِ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا النَّوْمُ	باب: جو آدمی رات کو تہجد پڑھتا ہو‘ کبھی اس پر نیند غالب آ جائے اور وہ نہ پڑھ سکے تو؟	551
٦٢- اِسْمُ الرَّجُلِ الرِّضٰى	باب: پسندیدہ شخص کا نام	552
٦٣- بَابُ مَنْ أَتٰى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي القِيَامَ فَنَامَ	باب: جو آدمی سوتے وقت قیام اللیل کی نیت رکھتا ہو مگر وہ (گہری نیند) سویا رہا	553
٦٤- بَابٌ: كَمْ يُصَلِّي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ مَنَعَهُ وَجَعٌ	باب: جو شخص رات کی معمول کی نماز سے سویا رہا یا کسی تکلیف کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو وہ دن کو کتنی رکعات پڑھے؟	554
٦٥- بَابٌ: مَتٰى يَقْضِي مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ	باب: جو شخص رات کو اپنی مقررہ نفل نماز (تہجد) سے سویا رہا تو وہ کب اس کی ادائیگی کرے؟	555
٦٦- ثَوَابُ مَنْ صَلّٰى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ فِيهِ لِخَبَرِ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي ذٰلِكَ وَالْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ	باب: جو آدمی دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے‘ اسے کیا ثواب ملے گا؟ اور اس بارے میں حضرت ام	

حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرنے والوں کا اختلاف
نیز حضرت عطاء کے شاگردوں کا اختلاف 557

٦٧- اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰی إِسْمَاعِیلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ — باب: اسماعیل بن ابو خالد کی بابت اختلاف 562

٢١- كِتَابُ الْجَنَائِزِ — جنازے سے متعلق احکام و مسائل 571

١- بَابُ تَمَنِّي الْمَوْتِ — باب: موت کی تمنا کرنا (کیسا ہے؟) 582
٢- اَلدُّعَاءُ بِالْمَوْتِ — باب: موت کی دعا کرنا 584
٣- كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ — باب: موت کو کثرت سے یاد کرنا 585
٤- بَابُ تَلْقِينِ الْمَيِّتِ — باب: قریب الوفات شخص کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے 586
٥- بَابُ عَلَامَةِ مَوْتِ الْمُؤْمِنِ — باب: مومن کی موت کی نشانی 587
٦- شِدَّةُ الْمَوْتِ — باب: موت کی سختی 588
٧- اَلْمَوْتُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ — باب: پیر کے دن کی موت 589
٨- اَلْمَوْتُ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ — باب: اپنی پیدائش کے مقام سے باہر فوت ہونا 590
٩- بَابُ مَا يَلْقَى بِهِ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْكَرَامَةِ عِنْدَ خُرُوجِ نَفْسِهِ — باب: مومن کے ساتھ اس کی روح نکلتے وقت عزت افزا سلوک کیا جاتا ہے 591
١٠- فِيمَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ — باب: جو شخص اپنے رب کی ملاقات کا خواہش مند ہو 592
١١- تَقْبِيلُ الْمَيِّتِ — باب: میت کو بوسہ دینا 596
١٢- تَسْجِيَةُ الْمَيِّتِ — باب: میت کو ڈھانپنا 597
١٣- فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ — باب: میت پر رونا 598
١٤- اَلنَّهْيُ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ — باب: (میت پر آواز کے ساتھ) رونے کی ممانعت 600
١٥- اَلنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ — باب: میت پر نوحہ کرنا 605
١٦- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ — باب: میت پر رونے کی رخصت 610
١٧- دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ — باب: جاہلیت کے دور جیسی آہ و بکا (جائز نہیں) 610
١٨- اَلسَّلْقُ — باب: سلق (چیخ و پکار کرنا) 611
١٩- ضَرْبُ الْخُدُودِ — باب: رخسار پیٹنا 612
٢٠- اَلْحَلْقُ — باب: (مصیبت میں) بال منڈوانا 612

٢١- شَقُّ الْجُيُوبِ	باب: گریبان پھاڑنا	613
٢٢- اَلْأَمْرُ بِالْاِحْتِسَابِ وَالصَّبْرِ عِنْدَ[نُزُولِ]الْمُصِيبَةِ	باب: مصیبت کی آمد کے وقت ثواب طلب کرنے کی نیت اور صبر کرنے کا حکم	615
٢٣- ثَوَابُ مَنْ صَبَرَ وَاحْتَسَبَ	باب: جو شخص صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے اس کا اجر	617
٢٤- بَابُ ثَوَابِ مَنِ احْتَسَبَ ثَلَاثَةً مِنْ صُلْبِهِ	باب: جو آدمی اپنی اولاد میں سے تین بچوں پر صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو اس کا ثواب	618
٢٥- مَنْ يُتَوَفّٰى لَهُ ثَلَاثَةٌ	باب: جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں؟	619
٢٦- مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً	باب: جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں	621
٢٧- بَابُ النَّعْيِ	باب: وفات کی اطلاع کرنا	621
٢٨- غُسْلُ الْمَيِّتِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ	باب: میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا	624
٢٩- غُسْلُ الْمَيِّتِ بِالْحَمِيمِ	باب: میت کو گرم پانی سے غسل دینا	625
٣٠- نَقْضُ رَأْسِ الْمَيِّتِ	باب: میت کے سر کے بال کھولنا	625
٣١- مَيَامِنُ الْمَيِّتِ وَمَوَاضِعُ الْوُضُوءِ مِنْهُ	باب: میت کے دائیں اعضاء اور وضو والے اعضاء (سے غسل کی ابتدا کرنا)	626
٣٢- غُسْلُ الْمَيِّتِ وِتْرًا	باب: میت کو طاق تعداد میں غسل دینا	626
٣٣- غُسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسٍ	باب: میت کو پانچ سے زائد دفعہ غسل دینا	627
٣٤- غُسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةٍ	باب: میت کو سات سے بھی زیادہ دفعہ غسل دینا	627
٣٥- اَلْكَافُورُ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ	باب: میت کو غسل دیتے وقت کافور ڈالنا	629
٣٦- اَلْإِشْعَارُ	باب: کفن سے پہلے ایک کپڑے میں لپیٹنا	630
٣٧- اَلْأَمْرُ بِتَحْسِينِ الْكَفَنِ	باب: اچھے کفن کا حکم	631
٣٨- أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ	باب: کون سا کفن بہتر ہے؟	632
٣٩- كَفَنُ النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ کا کفن کیسا تھا؟	633
٤٠- اَلْقَمِيصُ فِي الْكَفَنِ	باب: کفن میں قمیص	632
٤١- كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ	باب: جو شخص حالت احرام میں مر جائے تو اسے کیسے	

	کفن دیا جائے؟	638
٤٢- اَلْمِسْكُ	باب: کستوری	639
٤٣- اَلْإِذْنُ بِالْجَنَازَةِ	باب: جنازے کی اطلاع دینا	640
٤٤- اَلسُّرْعَةُ بِالْجَنَازَةِ	باب: جنازہ لے کر جلدی چلنا	641
٤٥- بَابُ الْأَمْرِ بِالْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ	باب: جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا حکم	645
٤٦- اَلْقِيَامُ لِجَنَازَةِ أَهْلِ الشِّرْكِ	باب: مشرکین کے جنازے کے لیے کھڑا ہونا	648
٤٧- اَلرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ الْقِيَامِ	باب: کھڑے نہ ہونے کی رخصت	649
٤٨- إِسْتِرَاحَةُ الْمُؤْمِنِ بِالْمَوْتِ	باب: مومن کا موت کے ذریعے سے راحت پانا	652
٤٩- اَلْاِسْتِرَاحَةُ مِنَ الْكُفَّارِ	باب: کافروں سے راحت پانا	653
٥٠- بَابُ الثَّنَاءِ	باب: (میت کی) اچھی تعریف	654
٥١- اَلنَّهْيُ عَنْ ذِكْرِ الْهَلْكَى إِلَّا بِخَيْرٍ	باب: فوت شدگان کا ذکر خیر ہی کیا جائے	657
٥٢- اَلنَّهْيُ عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ	باب: فوت شدگان کو برا کہنے کی ممانعت	657
٥٣- اَلْأَمْرُ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ	باب: جنازے کے ساتھ جانے کا حکم	659
٥٤- فَضْلُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً	باب: جنازے کے ساتھ جانے والے کا ثواب	660
٥٥- مَكَانُ الرَّاكِبِ مِنَ الْجَنَازَةِ	باب: سوار شخص (جنازے کے ساتھ) کہاں چلے؟	661
٥٦- مَكَانُ الْمَاشِي مِنَ الْجَنَازَةِ	باب: پیدل (جنازے کے ساتھ) کہاں چلے؟	662
٥٧- اَلْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ	باب: میت پر جنازہ پڑھنے کا حکم	663
٥٨- اَلصَّلَاةُ عَلَى الصِّبْيَانِ	باب: بچوں کا جنازہ	664
٥٩- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْأَطْفَالِ	باب: نومولود بچوں کا جنازہ	666
٦٠- أَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ	باب: مشرکین کی اولاد	667
٦١- اَلصَّلَاةُ عَلَى الشُّهَدَاءِ	باب: شہداء کا جنازہ	667
٦٢- تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ	باب: شہداء کا جنازہ نہ پڑھنا	670
٦٣- بَابُ تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَرْجُومِ	باب: رجم شدہ شخص کا جنازہ نہ پڑھنا؟	671
٦٤- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ	باب: رجم شدہ کا جنازہ پڑھنا	672
٦٥- اَلصَّلَاةُ عَلَى مَنْ يَحِيفُ فِي وَصِيَّتِهِ	باب: جو آدمی وصیت میں ظلم کر جائے اس کا جنازہ؟	674

٦٦- اَلصَّلَاةُ عَلٰى مَنْ غَلَّ	باب: خیانت کرنے والے کا جنازہ؟	674
٦٧- اَلصَّلَاةُ عَلٰى مَنْ عَلَيْهِ دَيْنٌ	باب: مقروض شخص کا جنازہ؟	675
٦٨- تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلٰى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ	باب: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھنا	678
٦٩- بَابُ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُنَافِقِينَ	باب: منافقین کا جنازہ؟	679
٧٠- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	681
٧١- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِاللَّيْلِ	باب: رات کو جنازہ پڑھنا	682
٧٢- اَلصُّفُوفُ عَلَى الْجَنَازَةِ	باب: جنازے پر صفیں باندھنا	683
٧٣- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ قَائِمًا	باب: نماز جنازہ کھڑے ہوکر پڑھنا	686
٧٤- اِجْتِمَاعُ جَنَازَةِ صَبِيٍّ وَامْرَأَةٍ	باب: بچے اور عورت کے جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟	687
٧٥- بَابُ اِجْتِمَاعِ جَنَائِزِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ	باب: مردوں اور عورتوں کے (ایک سے زائد) جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟	687
٧٦- عَدَدَ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ	باب: جنازے میں تکبیروں کی تعداد	689
٧٧- اَلدُّعَاءُ	باب: جنازے کی دعائیں	690
٧٨- فَضْلُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ	باب: جس شخص کے جنازے میں سو مسلمان ہوں' اس کی فضیلت؟	696
٧٩- بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ	باب: جنازہ پڑھنے والے کا ثواب	698
٨٠- اَلْجُلُوسُ قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ	باب: جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا	700
٨١- اَلْوُقُوفُ لِلْجَنَائِزِ	باب: جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا	700
٨٢- مُوَارَاةُ الشَّهِيدِ فِي دَمِهِ	باب: شہید کو خون سمیت (بغیر غسل دیے اور کپڑے اتارے) دفن کیا جائے	702
٨٣- أَيْنَ يُدْفَنُ الشَّهِيدُ	باب: شہید کو کہاں دفن کیا جائے؟	702
٨٤- بَابُ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ	باب: مشرک کو بھی دفن کیا جائے	704
٨٥- اَللَّحْدُ وَالشَّقُّ	باب: لحد اور شق	705
٨٦- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِعْمَاقِ الْقَبْرِ	باب: قبر کو گہرا کھودنا مستحب ہے	706
٨٧- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَوْسِيعِ الْقَبْرِ	باب: قبر کو وسیع بنانا مستحب ہے	707

باب	ترجمہ	صفحہ
٨٨- وَضْعُ الثَّوْبِ فِي اللَّحْدِ	باب: لحد میں (میت کے نیچے) الگ کپڑا رکھنا؟	708
٨٩- اَلسَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنْ إِقْبَارِ الْمَوْتٰى فِيهِنَّ	باب: وہ اوقات جن میں میت کو دفن کرنا منع ہے	708
٩٠- دَفْنُ الجَمَاعَةِ فِي القَبْرِ الوَاحِدِ	باب: ایک سے زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا	710
٩١- مَنْ يُّقَدَّمُ	باب: (ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں) کس میت کو آگے رکھا جائے؟	711
٩٢- إِخْرَاجُ الْمَيِّتِ مِنَ اللَّحْدِ بَعْدَ أَنْ يُّوضَعَ فِيهِ	باب: میت کو لحد میں رکھنے کے بعد (کسی وجہ سے) نکالنا	711
٩٣- بَابُ إِخْرَاجِ الْمَيِّتِ مِنَ الْقَبْرِ بَعْدَ أَنْ يُّدْفَنَ فِيهِ	باب: میت کو دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالنا؟	712
٩٤- اَلصَّلَاةُ عَلَى الْقَبْرِ	باب: قبر پر نماز جنازہ پڑھنا	713
٩٥- اَلرُّكُوبُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْجَنَازَةِ	باب: جنازے سے فراغت کے بعد (واپسی پر) سوار ہونا	715
٩٦- اَلزِّيَادَةُ عَلَى الْقَبْرِ	باب: قبر پر اضافہ کرنا	715
٩٧- اَلْبِنَاءُ عَلَى الْقَبْرِ	باب: قبر پر عمارت بنانا	716
٩٨- تَجْصِيصُ الْقُبُورِ	باب: قبروں کو چونے سیمنٹ سے بنانا	717
٩٩- بَابُ تَسْوِيَةِ الْقُبُورِ إِذَا رُفِعَتْ	باب: زیادہ بلند بنی ہوئی قبر کو ہموار کرنا	717
١٠٠- زِيَارَةُ الْقُبُورِ	باب: قبروں کی زیارت	718
١٠١- زِيَارَةُ قَبْرِ الْمُشْرِكِ	باب: مشرک کی قبر پر جانا	720
١٠٢- اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ	باب: مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت	721
١٠٣- اَلْأَمْرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِينَ	باب: مومنین کے لیے استغفار کرنے کا حکم ہے	723
١٠٤- اَلتَّغْلِيظُ فِي اتِّخَاذِ السُّرُجِ عَلَى الْقُبُورِ	باب: قبروں پر چراغ جلانا سختی منع ہے	728
١٠٥- اَلتَّشْدِيدُ فِي الْجُلُوسِ عَلَى الْقُبُورِ	باب: قبر پر بیٹھنے کی بابت تشدید	730
١٠٦- اِتِّخَاذُ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ	باب: قبروں کو عبادت گاہ بنانا	730
١٠٧- كَرَاهِيَةُ الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ	باب: قبرستان میں صاف رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے پہن کر چلنے کی کراہت (ممانعت)	731
١٠٨- اَلتَّسْهِيلُ فِي غَيْرِ السِّبْتِيَّةِ	باب: جوتے صاف چمڑے کے نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں	732

١٠٩- اَلْمَسْأَلَةُ فِي الْقَبْرِ	باب: قبر میں سوال (وجواب)	733
١١٠- مَسْأَلَةُ الْكَافِرِ	باب: کافر سے سوال کا بیان	734
١١١- مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ	باب: جو شخص پیٹ کی تکلیف سے مر جائے	735
١١٢- اَلشَّهِيدُ	باب: شہید کا بیان	736
١١٣- ضَمَّةُ الْقَبْرِ وَضَغْطَتُهُ	باب: قبر کا میت کو بھینچنا اور زور سے دبانا	737
١١٤- عَذَابُ الْقَبْرِ	باب: عذاب قبر	738
١١٥- اَلتَّعَوُّذُ مِنَ عَذَابِ الْقَبْرِ	باب: عذاب قبر سے بچاؤ کی دعا کرنا	740
١١٦- وَضْعُ الْجَرِيْدَةِ عَلَى الْقَبْرِ	باب: قبر پر شاخ رکھنا؟	745
١١٧- أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ	باب: مومنین کی روحیں	748
١١٨- اَلْبَعْثُ	باب: (قیامت کے دن) قبروں سے اٹھایا جانا	755
١١٩- ذِكْرُ أَوَّلِ مَنْ يُكْسٰى	باب: سب سے پہلے کس کو لباس پہنایا جائے گا؟	749
١٢٠- فِي التَّعْزِيَةِ	باب: تعزیت کا بیان	760
١٢١- نَوْعٌ آخَرُ	باب: تعزیت کی ایک اور صورت	761

سجود سہو سے متعلق احکام و مسائل

* سجود: یہ باب سَجَدَ یَسْجُدُ سَجْدَةً وَّ سُجُوْدًا سے مصدر ہے۔جس کے لغوی معنی عاجزی و خاکساری سے جھکنا ہیں۔ اصطلاح میں انتہائی عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے اپنی پیشانی اور ناک زمین (یا اس کے قائم مقام محل) پر رکھنا سجدہ کہلاتا ہے۔

* سہو: یہ باب سَهَا یَسْهُو سَهْوًا سے مصدر ہے جس کے معنی غافل ہونا' بھولنا اور دل کا دوسری طرف پھر جانا ہیں۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: اَلسَّهْوُ وَالسَّهْوَةُ کے معنی ہیں کسی چیز کا بھول جانا اور اس سے غافل ہو جانا اور دل کا اصل چیز سے ہٹ کر دوسری طرف چلے جانا۔

نماز میں سہو کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں کسی چیز سے غفلت ہو جانا۔

ابن اثیر ؒ فرماتے ہیں: اگر سہو کے بعد "فِي" ہو تو اس کے معنی ہیں: بغیر علم کے کسی چیز کو چھوڑنا۔ اور اگر "عَنْ" آئے تو اس کے معنی ہیں: جان بوجھ کر کسی چیز کو چھوڑنا اور غفلت کرنا، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (الماعون ۱۰۷:۵) "وہ لوگ جو اپنی نماز سے غفلت اختیار کرتے ہیں۔"

* سہو اور نسیان: جمہور فقہاء اور اصولیین کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں' دونوں مترادف ہیں اور احادیث میں ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دفعہ جب

بھول کر ظہر یا عصر کی نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا' تو صحابۂ کرام ؓ کے یاد کرانے پر آپ نے بقیہ نماز ادا کی اور فرمایا: [إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي] ''میں بھی تمھاری طرح ایک انسان ہوں' جس طرح تم بھول جاتے ہو' میں بھی بھول جاتا ہوں' جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:۴۰۱' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:۵۷۲) اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: [إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهٖ] ''جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں بھول جائے۔'' (جامع الترمذي' الصلاة' حديث:۳۹۸) تو ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سہو اور نسیان باہم مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں۔

٭ سجود سہو: جب نمازی اپنی نماز میں بھول کر کسی واجب میں کمی یا بیشی کر بیٹھے' اور یاد آنے یا کسی کے یاد دلانے پر سلام سے پہلے یا بعد میں زمین (یا اس کے قائم مقام جگہ) پر دو سجدے کرے تو اسے سجود سہو اور عرفِ عام میں سجدۂ سہو کہتے ہیں۔

٭ سجدۂ سہو کا حکم: اس کے وجوب اور عدم وجوب کی بابت اہل علم کا اختلاف ہے۔ شوافع اسے مسنون کہتے ہیں اور احناف کے نزدیک یہ واجب ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ دیکھیے: (الهداية:۱/۸۰)

حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں: شوافع کے نزدیک سجدۂ سہو ہر حال میں مسنون اور احناف کے نزدیک واجب ہے۔ مالکیہ کمی کی صورت میں واجب سمجھتے ہیں۔ اور اضافے کی صورت میں افضل۔ حنابلہ کے ہاں ارکان کے علاوہ واجبات میں قدرے تفصیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی واجب بھول کر رہ جائے تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ اسی طرح اگر بھول کر کسی فعل کا اضافہ کر لیا' مثلاً: ایک رکعت زیادہ پڑھ لی یا سجدہ زیادہ کر لیا وغیرہ یا کسی قول کا اضافہ کر لیا' مثلاً: رکوع میں قراءت یا نماز میں کلام وغیرہ کا اضافہ کر لیا تو پھر بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب آدمی (نماز میں بھول کر) کوئی کمی بیشی کر دے تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحيح مسلم' المساجد' باب مواضع الصلاة' حديث:۵۷۲/۹۶) نیز اگر کوئی آدمی نماز میں جان بوجھ کر کمی بیشی کرے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (فتح الباري:

۳/۱۲۰' تحت حدیث:۱۲۲۴)

دلائل کی رو سے راجح موقف یہی ہے کہ سجود سہو واجب ہیں' نماز میں کمی ہو یا اضافہ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ' حَتَّى لَايَدْرِي كَمْ صَلَّى' فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ] ''بے شک تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر خلط ملط کر دیتا ہے (یعنی بھلوا دیتا ہے) حتی کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے تو تم میں سے جب کوئی یہ کیفیت محسوس کرے تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔'' (صحیح البخاري' السھو' حدیث:۱۲۳۲' و صحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:۳۸۹' بعد حدیث:۵۶۹)

اس حدیث میں بھول جانے کی صورت میں دو سجدے کرنے کا امر (حکم) ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے جبکہ کوئی ایسا قرینہ نہ پایا جائے جو امر کو وجوب سے پھیر کر کسی اور معنی کی طرف لے جائے۔

نبی اکرم ﷺ کے فعل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب بھی آپ کو نماز میں سہو ہوا تو آپ نے سہو کے سجدے کیے' نیز جس طرح نماز کی ادائیگی ضروری اور فرض ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنا بھی ضروری اور فرض ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي] ''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث:۶۳۱) البتہ اگر کوئی رکن رہ جائے تو رکعت نہیں ہوگی بلکہ وہ رکعت دوبارہ پڑھ کر بعد میں دو سجدے کیے جائیں گے۔ جن لوگوں نے سجدۂ سہو کو مسنون کہا ہے یا صرف کمی کی صورت میں واجب اور اضافے کی صورت میں افضل کہا ہے' ان کے پاس کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

* اگر کوئی نماز میں بھول جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو؟: اگر آدمی دوران نماز میں بھول جائے اور نماز کے بعد یاد آئے یا دوران نماز یاد تو آ جائے لیکن پھر سہو کے سجدے بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے اگرچہ وقت زیادہ گزر گیا ہو اور باہم بات چیت بھی ہو چکی ہو۔ امام مالک' اوزاعی' شافعی اور ابوثور رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ جب وہ قبلے

سے منہ پھیر لے گا تو وہ بنا نہیں کرے گا اور نہ سجدے کرے گا۔ (بلکہ نئے سرے سے دوبارہ نماز پڑھے گا۔) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر سلام کے بعد کلام کر لیا تو اس سے سجود سہو ساقط ہو جائیں گے اس لیے کہ اس نے نماز کے منافی عمل کیا ہے' چنانچہ یہ اس شخص کی طرح ہے جو بے وضو ہو گیا۔ دیکھیے: (مجموع الفتاوىٰ: ۲۳/ ۳۹' ۴۰' والمغني لابن قدامة: ۱/ ۷۲۲) جبکہ جمہور اہل علم کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی بھول گیا اور اسے بعد میں یاد آیا تو وہ سلام اور کلام کے بعد بھی دو سجدے کرے گا اگرچہ وقفہ لمبا ہو جائے جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعت کے بعد سلام پھیر دیا' پھر آپ گھر چلے گئے۔ ایک آدمی آپ کی طرف بڑھا جس کا نام خرباق تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ آپ غصے میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور فرمایا: ''کیا یہ درست کہتا ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے ایک رکعت پڑھائی' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث: ۵۷۴) نیز سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام اور کلام کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' المساجد' حديث: ۵۷۲-(۹۵)

جناب سلمہ بن عبیط کہتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور مجھے نماز میں سہو ہو گیا' پھر میں ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھی ہے اور نماز میں بھول گیا ہوں؟ تو انھوں نے کہا: ابھی سجدے کرو۔ (السنن الكبرىٰ للبيهقي: ۲/ ۳۵۱)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جسے نماز میں سہو ہو جائے اور اسے آخر میں سجدۂ سہو کرنا یاد نہ رہے' تو بعد میں یاد آنے پر یا کسی کے بتلانے پر سجدۂ سہو کرے گا۔ اگر رکعت رہ جائے تو اسے ادا کرنے کے بعد دو سجدے کرے گا' پوری نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ واللہ أعلم.

٭ سجود سہو کے اسباب: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے نوافل اور استغفار وغیرہ کو اپنے بندوں کی عبادات میں واقع ہونے والے خلل اور نقصان کو پورا کرنے کا سبب اور ذریعہ بنایا ہے۔

نماز میں پیدا ہونے والے نقصان اور کمی کوتاہی کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سجدۂ سہو مشروع کیا ہے۔ لیکن اس سے نماز کی بعض خاص چیزوں کی تلافی ہوتی ہے' ہر چیز کی نہیں۔ نماز میں سجدۂ سہو کے

تین اسباب ہیں: اضافہ، کمی اور شک۔

① اضافہ: نماز میں اضافے کی دو قسمیں ہیں: ❁ افعال کا اضافہ۔ ❁ اقوال کا اضافہ۔

* افعال کا اضافہ: اس کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت: اضافہ نماز کی جنس سے ہو، جیسے قیام، قعدہ، رکوع اور سجدہ یا رکعت زیادہ پڑھ لینا۔ اگر نمازی جان بوجھ کر ایسا اضافہ کرتا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اور اگر بھول کر ایسا ہو جائے تو اس کی تلافی کے لیے دو سجدے کرے، اس کی نماز صحیح ہوگی۔ اگر اس نے ایک رکعت زائد پڑھ لی ہے اور نماز سے فراغت تک اسے پتہ نہیں چلا تو وہ آخر میں سجدۂ سہو کرے گا۔ اس کی دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی (سہواً) پانچ رکعات پڑھا دیں، چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: آپ نے پانچ رکعات پڑھا دی ہیں۔ تو آپ نے اپنے پاؤں موڑے اور دو سجدے کیے۔'' (صحیح البخاري، الصلاة، حدیث:۴۰۴، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۷۲) لیکن اگر اسے رکعت کے دوران میں علم ہو جاتا ہے کہ یہ اس کی زائد رکعت ہے تو وہ فوراً بغیر تکبیر کہے بیٹھ جائے، پھر تشہد پڑھے اور آخر میں سہو کے دو سجدے کرے اور سلام پھیر دے۔ اگر رکعت کے دوران میں علم ہو جاتا ہے کہ یہ اس کی زائد رکعت ہے، لیکن پھر بھی نہ بیٹھے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ اس نے نماز میں زیادتی کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے پر نماز ادا کی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: [مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَّيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَرَدٌّ] ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ (عمل) مردود ہے۔'' (صحیح مسلم، الأقضية، حدیث:۱۷۱۸)

جسے علم ہو جائے کہ امام نماز میں اضافہ یا کمی کر رہا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ امام کو اس پر متوجہ کرے کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي] ''میں تو بس تمھاری طرح بشر ہوں، میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو، چنانچہ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔'' (صحیح البخاري، الصلاة، حدیث:۴۰۱، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۷۲)

مرد سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیں اور عورتیں تالی بجا کر یعنی ایک ہاتھ کا اندرونی حصہ دوسرے ہاتھ کی پشت پر مار کر۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ] ''جب تمھیں نماز میں کوئی معاملہ پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۹۴۱)

امام کے لیے بھی ضروری ہے کہ اگر مقتدی اسے لقمہ دیں اور اسے بذاتِ خود درستی کا یقین نہ ہو تو وہ ان کا لقمہ قبول کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ رَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَ إِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ] ''جسے نماز میں کوئی معاملہ پیش آئے، وہ سبحان اللہ کہے، جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ اور تالیاں عورتوں کے لیے ہیں۔''
(صحيح البخاري، الأذان، حديث:۶۸۴، و صحيح مسلم، الصلاة، حديث:۴۲۱)

دوسری صورت: اضافہ نماز کی جنس سے نہ ہو، جیسے چلنا، خارش کرنا یا اس طرح کی کوئی اور حرکت کرنا۔ ان حرکات کی بنا پر سجود سہو نہیں ہوں گے۔ ان حرکات کی چار قسمیں ہیں: ① وہ حرکات جو نماز کو باطل کر دیتی ہیں، مثلاً: ادھر ادھر دیکھنا اور ہنسنا وغیرہ۔ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ اچکنا ہے۔ اس طرح سے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث:۷۵۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''یا تو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں یا ان کی نظریں ان کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی۔'' (صحيح مسلم، الصلاة، حديث:۴۲۸، و سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۹۱۲ و اللفظ له)

ہنسنا اور قہقہہ لگانا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ علامہ ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ نماز کے دوران میں ہنسنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ (الإجماع: ۴۰/۴۸) کیونکہ یہ ساری چیزیں نماز کی روح کے منافی ہیں۔ ان سے نماز ضائع ہو جاتی ہے۔ و الله أعلم.

② مکروہ حرکات: ان سے نماز باطل نہیں ہوتی' البتہ یہ ناپسندیدہ ہیں' ان سے نمازی کے خشوع وخضوع میں فرق آتا ہے جس سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے' مثلاً: نماز میں بلاضرورت کپڑے درست کرتے رہنا اور عادتاً ڈاڑھی کو کھجلاتے رہنا وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا] ''بے شک نماز میں ایک اور ہی مشغولیت ہے۔'' (صحيح البخاري' العمل في الصلاة' حديث: ۱۱۹۹' وسنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۹۲۳) یعنی نماز میں قراءت قرآن' اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغولیت ہوتی ہے' اس لیے کسی اور طرف متوجہ ہونا درست نہیں ہے۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ] ''(ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ) ہم (نماز میں) اپنے کپڑے یا بال نہ سمیٹیں۔'' (صحيح البخاري' الأذان' حديث: ۸۱۲' وصحيح مسلم' الصلاة' حديث: ۴۹۰) ہاں ناگزیر ضرورت کے پیش نظر تھوڑی بہت حرکت کی جا سکتی ہے۔

نماز میں جماہی لینا بھی مکروہ حرکت ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ' فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ] ''جماہی آنا شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے' اسے روکنے کی کوشش کرے۔'' (صحيح مسلم' الزهد' حديث: ۲۹۹۴) ہاتھوں کی انگلیاں باہم ایک دوسری میں ڈال لینا (تشبیک) بھی مکروہات نماز میں سے ہے۔ حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور پھر (نماز کی غرض سے) مسجد کا ارادہ کر کے نکلے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں مت ڈالے کیونکہ بلاشبہ وہ نماز میں ہے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۵۶۲' و مسند أحمد: ۴/۲۱۴)

③ جائز حرکات: (ا) ضرورت کے مطابق چلنا: رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ ؓ کے لیے دروازہ کھولا تھا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۹۲۲) یہ اس صورت میں ہے جب دروازہ قبلہ رخ ہو' آپ ﷺ کے حجرے کا دروازہ قبلہ رخ ہی تھا) (ب) بچے کو اٹھانا: ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) نماز پڑھتے تو (اپنی نواسی) امامہ بنت زینب کو اٹھا لیتے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو اسے نیچے اتار دیتے اور جب

کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے تھے۔ (صحیح البخاري، الصلاۃ، حدیث:۵۱۶، وصحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۴۳) (ج) مہلک و موذی چیز کو ہلاک کرنے کے لیے حرکت کرنا، کوئی سانپ یا بچھو وغیرہ نماز میں نظر آئے تو اسے مار دینا چاہیے، اس سے نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ اسے نہ مارے گا تو پوری نماز میں یکسوئی نہیں رہے گی بلکہ توجہ ادھر ہی رہے گی۔ اور یہ خطرہ دامن گیر رہے گا کہ کہیں وہ مجھے نقصان نہ پہنچا دے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أُقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: اَلْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ] "دو سیاہ چیزوں کو دوران نماز میں بھی قتل کر ڈالو یعنی سانپ اور بچھو کو۔" (سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث:۹۲۱، وجامع الترمذي، الصلاۃ، حدیث:۳۹۰) سانپ اور بچھو کے علاوہ دوسرے موذی جانوروں کا بھی یہی حکم ہے۔ (د) نماز میں ضرورت کے مطابق سمجھانے کے لیے اشارہ کرنا اور کن اکھیوں سے دیکھنا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار تھے، ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سنا رہے تھے۔ آپ نے (کن اکھیوں سے) ہماری طرف جھانکا تو ہمیں کھڑے ہوئے پایا، چنانچہ آپ نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ (صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث:۴۱۳) اس سے معلوم ہوا ایسا کرنا جائز ہے (ر) سوئے ہوئے کو چھونا: ضرورت کے تحت سوئے ہوئے کو چھونا جائز ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے سامنے قبلے کی طرف ہوتے۔ تو جب آپ سجدہ کرنے لگتے، میرا پاؤں دبا دیتے، میں پاؤں سمیٹ لیتی، پھر آپ ﷺ جب کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی۔ (صحیح البخاري، الصلاۃ، حدیث: ۳۸۲، و صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث:۵۱۲)

④ مشروع حرکات: وہ حرکات جنھیں کرنا ضروری ہے، مثلاً: اگر امام بے وضو ہو جائے تو اس کی جگہ امام کے پیچھے والا آدمی کھڑا ہوگا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک مجوسی غلام نے ان پر حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا تو انھوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انھیں آگے کر دیا، پھر انھوں نے نماز پڑھائی۔ (صحیح البخاري، فضائل أصحاب النبي، حدیث:۳۷۰۰) اسی طرح اگر صف میں سے کوئی آدمی نکل جائے تو صف کے خلل کو

دور کرنے کے لیے قریب قریب ہونا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے: [...... وَ سُدُّوا الْخَلَلَ] ''......اور صف کے خلا کو پورا کرو۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٦٦٦) اسی طرح اگر امام بھول جائے تو اسے لقمہ دینا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی اور اس میں قراءت کی تو کچھ خلط ہوگیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تمھیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتلا دیتے)۔'' اسی طرح نماز میں آگے سے گزرنے والے کو مقدور بھر روکنا چاہیے اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرنی چاہیے جیسا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جب تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو جو اس کے لیے لوگوں سے سترہ ہو اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کے سینے کے آگے ہاتھ کر کے اسے روکنے کی کوشش کرے اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے' بلاشبہ وہ شیطان ہے۔''

(صحيح البخاري' الصلاة' حديث:٥٠٩' وصحيح مسلم' الصلاة' حديث:٥٠٥)

معلوم ہوا مندرجہ بالا مختلف قسم کی حرکات میں سے بعض ایسی ہیں جن کے سرزد ہونے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض ایسی ہیں جن سے نماز باطل تو نہیں ہوتی' البتہ وہ مکروہ ہو جاتی ہے۔ نیز بعض حرکات جائز ہیں اور بعض مشروع۔ ان میں سے کسی بھی حرکت پر سجدہ سہو نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

تیسری صورت: نماز کے دوران میں کھانا پینا۔ علامہ ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اجماع ہے کہ جو شخص نماز میں جان بوجھ کر کھاتا پیتا ہے' اسے نماز دہرانی ہوگی' البتہ نماز میں بھول کر کھانے پینے کے متعلق اختلاف ہے۔ عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر وہ بھول کر نماز میں کچھ پی لے تو وہ اپنی نماز مکمل کرے اور آخر میں سہو کے دو سجدے کرے اور اگر اس نے جان بوجھ کر پیا ہے تو وہ نماز دہرائے۔ امام اوزاعی اور اصحاب رائے بھول کر کھانے پینے والے کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک عطاء رحمہ اللہ کے موافق ہے۔ مزید دیکھیے: (الأوسط لابن منذر:٣/٢٤٨)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ] ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی' بھول اور وہ گناہ معاف کر دیے ہیں جن پر انھیں

زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔'' (سنن ابن ماجه، الطلاق، حديث:۲۰۴۵)

* اقوال کا اضافہ: اس کی بھی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت: اضافہ نماز کی جنس سے ہو، مثلاً: رکوع یا سجدے میں قراءت کرنا، قیام میں تشہد پڑھنا وغیرہ۔ اگر جان بوجھ کر ایسا کرے گا تو یہ حرام ہے اور اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر بھول کر ایسے کر لے تو ایک رائے کے مطابق اس کے لیے سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب آدمی (نماز میں) اضافہ یا کمی کر دے تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث:۵۷۲) جبکہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا موقف اس سے قدرے مختلف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ذکر اس نے کسی واجب کی جگہ پڑھا ہے اور اصل واجب کو چھوڑ دیا ہے، جیسے رکوع یا سجدے میں تسبیحات کے بجائے قراءت کر لی اور تسبیحات نہ پڑھیں تو ترک واجب کی بنا پر سجود سہو واجب ہوں گے۔ اگر تسبیحات بھی پڑھی ہیں تو پھر سجودِ سہو واجب نہیں۔ (مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعة لابن باز:۲۷۰/۱۱)

دوسری صورت: نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی سلام پھیر دینا۔ اگر اس نے جان بوجھ کر سلام پھیرا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر بھول کر ایسا ہوا اور بہت زیادہ دیر ہو گئی ہو، مثلاً: ایک دن یا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد یاد آیا یا وضو ٹوٹ گیا تو پھر بھی نماز باطل ہو جائے گی، چنانچہ وہ نماز دہرائے۔ اگر جلدی یاد آ گیا تو وہ نماز مکمل کرے اور سلام پھیرے، پھر سہو کے سجدے کرے، بعد ازاں سلام پھیرے۔ (اللباب في فقه السنة والكتاب، ص:۱۹۰)

تیسری صورت: کلام نماز کی جنس سے نہ ہو۔ اگر اس نے جان بوجھ کر کلام کیا ہو اور اسے نماز میں کلام کے حرام ہونے کا علم تھا تو بالاجماع اس کی نماز باطل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ] ''بے شک اس نماز میں لوگوں کی عام بات چیت جائز نہیں ہے۔ اس میں تسبیح اور تکبیر ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث:۵۳۷، و سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۹۳۰، و سنن النسائي، السهو، حديث:۱۲۱۸) اگر بھول کر یا عدم علم کی بنا پر کلام کیا ہو تو راجح

بات یہی ہے کہ اس کی نماز صحیح ہوگی اور اس پر سجودِ سہو لازم نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کو نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا تھا جبکہ انھوں نے عدمِ علم کی وجہ سے نماز میں کلام کر لیا تھا۔ دیکھیے (حوالۂ مذکور)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز میں بھول کر کلام کرنے والا اور وہ شخص جسے یہ گمان ہو کہ وہ نماز میں نہیں ہے' اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ یہی سلف وخلف جمہور علماء کا موقف ہے۔ ابن عباس' عبداللہ بن زبیر' عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم' عطاء' حسن' شعبی' قتادہ' اوزاعی' مالک' شافعی' احمد اور تمام محدثینِ کرام رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ (شرح صحيح مسلم للنووي:۵/۹۹' تحت حديث:۵۳۷)

اسی طرح بلا اختیار کلام ہو جائے یا کسی کو کلام پر مجبور کر دیا جائے' اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے' تو اس صورت میں بھی راجح بات یہی ہے کہ اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔

* کیا اصلاح نماز کے لیے کلام جائز ہے؟: نماز کی اصلاح کے لیے کلام کرنے کے بارے میں مختلف آراء ونظریات پائے جاتے ہیں۔ جمہور کہتے ہیں کہ اگر نماز میں کلام اصلاح نماز کے لیے ہو اور سبحان اللہ سے متنبہ کرنا ممکن نہ ہو تو یہ جائز ہے' اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ علامہ حلال اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ احناف کا بھی یہی موقف ہے۔ بعض کے نزدیک امام کی نماز فاسد نہیں ہوگی جبکہ مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ دلائل کی روشنی میں راجح موقف یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ کلام الناس ہے۔

امام ابن منذر فرماتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو آدمی نماز میں جان بوجھ کر کلام کرتا ہے جبکہ اس کا ارادہ نماز ہی کی اصلاح کیوں نہ ہو تو اس کی نماز فاسد ہے کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''نماز میں لوگوں کے کلام میں سے کوئی بات چیت درست نہیں ہے۔ بے شک نماز میں تسبیح اور تکبیر ہوتی ہے اور قرآن پڑھا جاتا ہے۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث:۵۳۷) اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنے پہلو والے ساتھی سے کلام کر لیتا تھا حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ ''اور اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے رہو۔'' تو ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور کلام کرنے سے روک دیا گیا۔ (صحيح البخاري'

العمل في الصلاۃ' حدیث:۱۲۰۰' و صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۵۳۹)

② کمی: نماز میں کمی کی بھی تین صورتیں ہیں' پہلی صورت: رکن کی کمی۔ اگر نمازی نے اپنی نماز میں کسی رکن کی کمی کر دی اور وہ رکن تکبیر تحریمہ ہے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی' عمداً چھوڑے یا بھول کر۔ اور اگر تکبیر تحریمہ کے علاوہ کوئی اور رکن ہے اور اسے جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی' اگر بھول کر چھوڑا ہے تو اس کی تین حالتیں ہیں:

① اگر دوسری رکعت کی قراءت شروع کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ واپس لوٹے اور چھوڑے ہوئے رکن اور اس کے مابعد کو ادا کرے' اس لیے کہ رکن ساقط ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو کفایت نہیں کرے گا۔ اگر علم ہونے کے بعد بھی نہیں لوٹے گا تو اس کی نماز باطل ہوگی۔ دیکھیے: (حاشیۃ الروض المربع علی زاد المستقنع:۱۶۲/۲)

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر دوسری رکعت میں اسی جگہ پہنچنے سے پہلے یاد آ جائے جہاں پہلی رکعت میں بھولا تھا اور کوئی رکن چھوڑ گیا تھا' تو اسی وقت واپس پلٹ آئے اور اسے اور اس کے بعد والے رکن کو مکمل کرے' یہ ضروری ہے۔ دیکھیے: (المختارات الجلیۃ من المسائل الفقھیۃ' ص:۴۷' ۴۸)

② اگر دوسری رکعت میں قراءت شروع کرنے کے بعد یاد آئے تو پہلی وہ رکعت باطل ہو جائے گی جس میں رکن ترک کیا ہو اور دوسری رکعت اس کے قائم مقام ہوگی۔ (حاشیۃ الروض المربع:۱۶۹/۲) اس کے متعلق دوسرا قول یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت میں اسی جگہ پہنچ کر اسے یاد آئے تو اس صورت میں اس کی دوسری رکعت اس رکن کے بدلے میں ہوگی جو اس نے ترک کیا تھا' لہٰذا دوسری رکعت شمار نہیں ہوگی۔ (إرشاد أولی البصائر' ص:۴۹)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی مثال یہ بنے گی کہ ایک شخص پہلی رکعت میں ایک سجدہ کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا' نہ بیٹھا اور نہ دوسرا سجدہ کیا۔ جب قراءت شروع کی تو اسے یاد آیا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان نہیں بیٹھا اور نہ اس نے دوسرا سجدہ کیا ہے تو وہ اسی وقت واپس پلٹ آئے اور دو سجدوں کے مابین بیٹھے اور دوسرا سجدہ کر کے اپنی باقی ماندہ نماز مکمل کرے اور سلام کے بعد سجدۂ سہو کر لے۔ دوسری

رکعت میں اسی جگہ پہنچ کر یاد آنے والے کی مثال یہ ہے کہ پہلی رکعت میں وہ ایک سجدے کے بعد اٹھا اور دوسرا سجدہ نہ کیا اور نہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھا لیکن اسے دوسری رکعت میں دو سجدوں کے درمیان یاد آیا یا دوسرے سجدے میں یاد آیا تو اس حالت میں اس کی دوسری رکعت پہلی شمار ہوگی اور وہ اپنی نماز میں ایک رکعت مزید پڑھے گا' پھر بعد میں سجدۂ سہو کرے گا۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: (الشرح الممتع على زاد المستقنع: ۳/ ۴۵۹-۵۲۳)

③ اگر کوئی رکن رہ جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو یہ مکمل رکعت چھوڑنے ہی کی طرح ہے' چنانچہ وہ ایک رکعت پڑھے اور سہو کے دو سجدے کرے۔ ہاں' اگر چھوڑا ہوا رکن آخری تشہد ہو یا سلام' تو پھر وہ اسے ہی ادا کرے اور سہو کے دو سجدے کرے۔ (حاشية الروض المربع: ۲/ ۱۶۳' والأوسط لابن المنذر: ۳/ ۳۱۹)

دوسری صورت: اگر نماز کے واجبات میں سے اس نے کوئی واجب جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو نماز باطل ہوگی' اگر بھول کر رہ جائے اور ابھی دوسرے رکن تک نہیں پہنچا تو وہ اسے ادا کرے۔ اگر دوسرے رکن میں پہنچنے کے بعد یاد آئے تو وہ اپنی نماز جاری رکھے اور سلام پھیرنے سے قبل سجود سہو کرے' مثلاً: ایک آدمی سجدے میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] کہنا بھول گیا۔ اگر اسے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے سے یاد آ جائے تو پڑھ لے اور اگر دوسرے سجدے میں یا سر اٹھانے کے بعد یاد آئے تو وہ اپنی نماز جاری رکھے اور سلام سے پہلے دو سجدے کر لے۔

تیسری صورت: اگر نمازی سے کوئی سنت رہ جائے تو اس پر سجود سہو نہیں ہوں گے اور نہ نماز باطل ہوگی۔

④ شک: سجود سہو کے اسباب میں سے تیسرا سبب شک ہے۔ زیادتی اور نقصان میں تردد کو شک کہتے ہیں۔ نماز میں اگر شک ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں: ○ جب شک ہو اور انسان متردد ہی رہے اور کسی چیز کا ظن غالب نہ ہو۔ ○ جب کوئی شک ہو مگر کوشش اور غور وفکر کے بعد کسی صورت کا تعین اور اس کا ظن غالب حاصل ہو جائے۔

* جب کوئی شک ہو اور انسان متردد ہی رہے: اس صورت میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات یہ ہیں کہ کم از کم پر یقین کرتے ہوئے نماز مکمل کرے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا:[إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِكَمْ صَلّٰى؟ ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ وَ إِنْ كَانَ صَلّٰى إِتْمَامًا لِّأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِّلشَّيْطَانِ] ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں، تین یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ شک کو چھوڑ دے اور یقین پر انحصار کرے، پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔ اگر اس نے پانچ رکعات پڑھی ہیں تو یہ سجدے اس کی زائد رکعت کو دوگانہ بنا دیں گے اور اگر اس نے چار پوری پڑھی ہیں تو یہ سجدے شیطان کی تذلیل و رسوائی کا باعث بنیں گے۔'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۷۱، و مسند أحمد:۷۲/۳)

٭ **جب شک ہو جائے مگر کوشش اور غور و فکر کے بعد کسی جانب کا ظن غالب ہو جائے:**

جب نمازی کو شک ہو جائے اور شک کے دو پہلوؤں میں سے ایک پہلو راجح ہو جائے تو اسے چاہیے کہ غالب ظن پر عمل کرے، آخر میں سلام پھیر کر دو سجدے کرے اور پھر سلام پھیرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ] ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ صحیح صورت تلاش کرے اور اسی کے مطابق اپنی نماز مکمل کرے اور سلام پھیرے، پھر دو سجدے کر لے۔'' (صحیح البخاري، الصلاة، حدیث:۴۰۱)

علاوہ ازیں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں شک ہو تو رکوع سے پہلے سورۂ فاتحہ پڑھ لی جائے۔ اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں! اگر وہ رکوع میں چلا گیا ہے یا دوسری رکعت شروع کر لی ہے اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کا اسے یقین ہو جائے تو وہ ایک رکعت دوبارہ پڑھے اور سلام کے بعد سجود سہو کرے، پھر سلام پھیرے۔

نماز کی ادائیگی کے بعد اگر ''التحیات'' کے متعلق شک پڑ جائے تو ادائیگی کے بعد لاحق ہونے والے شک کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ عام طور پر انسان نماز کے واجب و ارکان ان کے مقام ہی پر ادا کرتا ہے۔ جب نماز کے دوران میں شک ہو تو یقین پر بنا کرتے ہوئے عبادت کے لیے محتاط طریقہ اختیار کیا جائے

گا لیکن سلام کے بعد پیدا ہونے والا شک قابل التفات نہیں۔ واللہ أعلم.

* **نماز میں شکوک وشبہات:** نماز ام العبادات ہے' اس میں مکمل یکسوئی ہونی چاہیے' نماز پڑھنے سے پہلے دل ودماغ کو مکمل طور پر اللہ کے ساتھ ہم کلام ہونے کے لیے متوجہ کر لینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ] ''بے شک تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ بلاشبہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:٤٠٥' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:٥٥١) لہٰذا نمازی کو وسوسوں اور خیالات سے بچنا چاہیے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ' فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَ وَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ] ''جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے' پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھے اور وہ اپنے دل اور چہرے سے انھی پر متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔'' (صحيح مسلم' الطهارة' حديث:٢٣٤)

خیالات اور وسوسوں سے بچنے کی ظاہری صورت یہ ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھے' دوران نماز میں اپنی نظر کی حفاظت کرے' نماز میں نظر کو سجدے کی جگہ مرکوز رکھے' آیات واذکار کے معانی ومفاہیم پر غور کرے اور اس طرح عبادت کرے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہے' یا اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور سمجھے کہ شاید یہ میری آخری نماز ہے' نیز یہ دعا اپنا معمول بنائے: [اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ] ''اے اللہ! اپنا ذکر کرنے' شکر کرنے اور بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔'' (سنن أبي داود' الوتر' حديث:١٥٢٢) اس کے باوجود وسوسے اور خیالات آئیں تو اس کے متعلق شریعت نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے کہ [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ] پڑھ کر تین مرتبہ بائیں جانب تھوتھو کر دیں۔ (صحيح مسلم' السلام' حديث: ٢٢٠٣) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (الأعراف٧:٢٠٠) ''اور اگر شیطان کی طرف سے تمھارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگو' بے شک وہ سننے والا' جاننے والا ہے۔''

* **پہلا تشہد چھوٹ جائے تو؟:** اگر نمازی درمیانی تشہد چھوڑ دے اور اسی وقت اٹھنے سے پہلے یاد آ جائے تو وہ بیٹھ کر اسے پڑھے اور اس پر کچھ اور لازم نہیں' اس لیے کہ اس نے نماز میں کوئی کمی بیشی نہیں

کی۔ اگر اٹھتے ہوئے یاد آیا مگر ابھی مکمل کھڑا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور اس پر سجود سہو لازم نہیں، اگر وہ مکمل کھڑا ہو گیا تو واپس نہ پلٹے بلکہ اپنی نماز جاری رکھے اور آخر میں دو سجدے کر لے۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے اور درمیانی تشہد کے لیے نہ بیٹھے، جب نماز مکمل کر چکے تو آپ نے سلام سے پہلے دو سجدے کیے۔ (صحیح البخاري، السھو، حدیث: ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۰) اگر اسے علم ہو کہ سیدھا کھڑا ہونے کے بعد لوٹنا حرام ہے لیکن پھر بھی لوٹ گیا تو اس کی نماز باطل ہو گئی کیونکہ اس نے مفسد نماز کام کا ارتکاب کیا ہے۔ واللہ أعلم. اس مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (الأوسط لابن المنذر: ۳/ ۲۸۷-۲۹۱)

* **سجود سہو سلام سے پہلے کیے جائیں یا بعد میں؟:** اس مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس کے متعلق اہل علم کے آٹھ اقوال نقل کیے ہیں:

① سجود سہو ہر حال میں سلام کے بعد کیے جائیں گے۔ (یہ احناف کا موقف ہے جس پر ان کا اپنا عمل بھی نہیں ہے، بلکہ ان کا موجودہ عمل [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ] تک تشہد پڑھ کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد سجود سہو کر کے از سر نو پورا تشہد یَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ تک پڑھنے کا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔)

② سلام سے پہلے کیے جائیں۔ یہ شوافع کا موقف ہے۔

③ کمی اور بیشی میں فرق کیا جائے گا، اضافے کی صورت میں سجود سہو سلام کے بعد کیے جائیں گے اور کمی کی صورت میں پہلے (یہ امام مالک کا ایک قول ہے، نیز اصحاب مالک کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔)

④ ہر حدیث پر اسی طرح عمل کیا جائے گا جس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہے اور جس کے متعلق کچھ بھی وارد نہیں وہاں سجود سہو سلام سے پہلے کیے جائیں گے۔ (یہ حنابلہ کا موقف ہے۔)

⑤ ہر حدیث پر بعینہ عمل کیا جائے گا، مثلاً: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار کے بجائے دو یا تین رکعات کے بعد سلام پھیر دیا۔ اس حالت میں آپ نے سلام کے بعد سجدے کیے۔ اور تشہد اول چھوٹنے کی صورت میں آپ نے سجدے پہلے کیے، لہٰذا ایسی صورتوں میں آپ کے اسوہ کو اپنایا جائے گا۔ اور جس کے متعلق

نبی ﷺ کی سنت سے کچھ بھی نہیں ملتا' وہاں کمی کی صورت میں سلام سے پہلے سجدے کیے جائیں گے اور اضافے کی صورت میں سلام کے بعد۔

⑥ نمازی کو اگر شک ہو جائے اور غور وفکر کے بعد کوئی جانب قابل ترجیح نہ ہو تو سجدے سلام سے پہلے اور اگر تحری کے بعد کوئی پہلو راجح ہو جائے تو سجدے سلام کے بعد کیے جائیں گے۔

⑦ بھولنے والے کو اختیار ہے' اگر چاہے تو وہ سجدے سلام سے پہلے کرلے اور اگر چاہے تو بعد میں (امام مالک سے منقول ان کا یہ دوسرا موقف ہے۔)

⑧ دو مواقع کے علاوہ ہر جگہ سجود سہو سلام کے بعد کیے جائیں گے۔ دو موقعوں پر بھولنے والا اختیار رکھتا ہے' چاہے سلام سے پہلے سجدے کرلے' چاہے بعد میں۔ پہلا موقع جبکہ دو رکعتوں کے بعد تشہد نہ بیٹھے' سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اور دوسرا' جبکہ اسے شک ہو دو' تین یا چار' کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ کم از کم پر بنا کرے۔ ان دونوں صورتوں میں وہ بااختیار ہے۔ اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے۔ (نیل الأوطار: ۳/ ۱۲۶' ۱۲۷) (واضح رہے اہل ظاہر صرف انھی مقامات پر سجود سہو کی مشروعیت کے قائل ہیں جہاں نبی ﷺ سے سہو ثابت ہے۔ اس کے علاوہ کسی موقع پر وہ سجود سہو کے قائل نہیں۔)

اہل علم کا یہ اختلاف صرف افضلیت میں ہے۔ ویسے کمی بیشی کی صورت میں سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں یا بعد میں' ہر دو صورتوں میں کفایت کر جائیں گے اور نماز فاسد نہیں ہوگی۔

البتہ راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اسی طرح عمل کیا جائے جیسا کہ نبی ﷺ کے اقوال اور افعال کا تقاضا ہے' جہاں سجود سہو سلام سے پہلے کرنے کی قید ہے' وہاں سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں اور جہاں سجدے سلام کے بعد کرنے کی تقیید ہے' وہاں سلام کے بعد کیے جائیں اور جس کے متعلق کوئی قید وارد نہیں ہوئی وہاں بھولنے والے کو اختیار ہے' چاہے سلام سے پہلے کرلے یا بعد میں' جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب آدمی نماز میں اضافہ کر دے یا کمی تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۵۷۲) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار: ۳/ ۱۱۶-۱۲۸)

* سجود سہو کے بعد تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا: اس کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔ راجح یہی

ہے کہ سجدوں کے بعد سلام تو پھیرے گا لیکن تشہد نہیں بیٹھے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:[بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَي السَّهْوِ] ''سہو کے سجدوں کے بعد پھر تشہد نہ پڑھے۔'' اور اس کے تحت تعلیقاً یہ اثر نقل کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ اور حسن نے سلام پھیرا (یعنی سجود سہو کے بعد) اور تشہد نہیں پڑھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے اس اثر کو موصولاً بھی بیان کیا ہے۔ دیکھیے: (عمدة القاري:۷/۴۵۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا، پھر ذوالیدین کے دریافت کرنے کے بعد آپ نے دو رکعتیں اور پڑھائیں اور پھر دو سجدے کیے۔ حضرت عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔(صحيح البخاري، الصلاة، حديث:۴۸۲، وصحيح مسلم، المساجد، حديث: ۵۷۴)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سجود سہو کے بعد سلام ہے، تشہد نہیں بلکہ کسی بھی صحیح حدیث میں سجود سہو کے بعد تشہد کا ذکر نہیں۔ بعض روایات میں سجود سہو کے بعد تشہد کا ذکر ہے لیکن وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔ والله أعلم.

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سجود سہو میں سلام پھیرنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لیکن میرا نہیں خیال کہ ان میں تشہد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ اس کے متعلق تین احادیث مروی ہیں، ان تمام کے متعلق اہل علم نے کلام کیا ہے، ان میں سب سے اچھی سند والی روایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (اس میں صرف سلام ہی کا ذکر ہے۔) دیکھیے: (الأوسط:۳/۳۱۶، ۳۱۷)

* ایک نماز میں کئی بار سہو ہو جائے تو؟: ایک نماز میں دو یا دو سے زیادہ مرتبہ سہو ہو جائے تو پھر بھی آخر میں صرف دو سجدے ہی کیے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:[سَجْدَتَا السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ تُجْزِئَانِ مِنْ كُلِّ زِيَادَةٍ وَ نُقْصَانٍ] ''نماز میں سہو کے دو سجدے ہر کمی بیشی سے کفایت کر جائیں گے۔'' (صحيح الجامع الصغير:۱/۶۷۸، رقم:۳۶۲۶، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: ۴/۵۱۰، والسنن الكبرى للبيهقي: ۲/۳۴۶)

امام البانی رحمہ اللہ نے اس کے لیے سنن ابوداود کی روایت بطور شاہد پیش کی ہے جسے انھوں نے حسن قرار

دیا ہے۔[لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ] ''ہر سہو کے لیے سلام کے بعد (صرف) دو سجدے ہی ہیں۔'' دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل): ۴/۲۰۱، رقم: ۹۵۴)

ابن قدامہ فرماتے ہیں: [لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ] میں لفظ سہو اسم جنس ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سہو (ایک یا زیادہ دفعہ) ہو جائے تو اس میں دو ہی سجدے ہیں۔ (المغني: ۱/۴۲۹، مسألة: ۹۲۶)

نبی ﷺ کا فرمان ہے: [إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب تم میں سے کوئی (نماز میں) بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث: ۵۷۲/۹۲)

حدیث ذوالیدین سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ سے ایک ہی نماز میں ایک سے زیادہ سہو ہوئے لیکن آپ نے صرف دو سجدے ہی کیے۔ آپ نے نماز مکمل ہونے سے پہلے ہی سلام پھیر دیا، پھر آپ چلے بھی اور کلام بھی کیا۔ ایک سے زیادہ کام ہونے کے باوجود آپ نے دو سجدے ہی کیے۔

علامہ عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ حدیث ذوالیدین کی شرح میں رقمطراز ہیں: بار بار سہو ہونے کی وجہ سے سجدے مکرر نہیں کیے جائیں گے، اگرچہ سہو کی جنس مختلف ہو جائے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے کلام بھی کیا، بھول کر چلے بھی، سلام بھی پھیرا لیکن سجدے صرف دو کیے۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے امام نخعی اور امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بلاشبہ ہر سہو کے لیے صرف دو سجدے ہیں۔ دیکھیے: (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۳۷)

علامہ ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ نمازی اپنی نماز میں بار بار بھولے تو کیا کرے؟ ایک جماعت کا قول ہے کہ تمام غلطیوں (سہو ونسیان) سے دو سجدے ہی کافی ہیں۔ یہ قول امام نخعی، امام مالک، امام لیث بن سعد، امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے کا ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

دوسری جماعت کے نزدیک جس شخص کو دو مرتبہ مختلف قسم کا سہو ہو جائے تو وہ ہر سہو کے بدلے دو، دو سجدے کرے۔ یہ اوزاعی کا قول ہے۔ ابن ابی حازم فرماتے ہیں: جب آدمی کو ایک ہی نماز میں دو مرتبہ سہو ہو جائے۔ ایک وہ جس کے لیے سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں (مثلاً: تشہد اول چھوٹ جائے یا

شک پڑ جائے اور انسان متردد ہی رہے) اور دوسرا وہ جس میں سجدے سلام کے بعد کیے جائیں' (مثلاً: دو رکعتوں پر سلام پھیر دینا وغیرہ) تو وہ دو سجدے سلام سے پہلے کرے اور دو سجدے سلام کے بعد کرے۔ مزید دیکھیے: (الأوسط لابن المنذر: ۳/۳۱۷'۳۱۸)

علامہ ابن عثیمین اپنے رسالہ "في سجود السهو" میں فرماتے ہیں کہ جب آدمی پر دو سہو اکٹھے ہو جائیں' ان میں سے ایک کا محل سلام سے پہلے ہو اور دوسرے کا سلام کے بعد' تو اہل علم فرماتے ہیں کہ وہ سلام سے پہلے ہی سجدے کرے۔ دلائل کی رو سے یہی راجح ہے کہ نماز میں اگر ایک یا زیادہ مرتبہ سہو و نسیان ہو جائے تو اس کے لیے بار بار سجدے نہیں کیے جائیں گے بلکہ صرف دو سجدے کفایت کر جائیں گے۔ ان شاءاللہ۔ (اور یہی موقف راجح ہے۔ واللہ اعلم.)

* امام کو لقمہ دینا: اگر امام نماز میں قراءت کرتے ہوئے بھول جائے تو اسے لقمہ دینا درست ہے، اس سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ سجود سہو کرنے پڑیں گے۔ بعض احناف لقمہ دینے کے قائل نہیں' ان کے ہاں اگر امام بھول جائے تو صرف سجدۂ سہو ہی کافی ہے۔ حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے نماز میں قراءت فرمائی اور اس میں سے کچھ آیات چھوٹ گئیں جنھیں آپ نے تلاوت نہیں فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرا دیں؟'' نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی اور اس میں قراءت کی تو کچھ خلط ہو گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تو تمھیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتا دیتے)۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۹۰۷)

بشری تقاضوں کے تحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قراءت میں کچھ بھول ہوئی جس سے ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشیریت کا اثبات ہوا' دوسرا آپ کا بھولنا امت کے لیے تعلیم و تشریع کا ذریعہ بن گیا۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں لقمہ دینے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور جواز لقمہ کو اس شرط کے ساتھ مقید کرنا کہ امام اتنی قراءت کرتے ہوئے بھول جائے جو واجب

ہے (تین آیات) اور رکعت آخری ہو۔ یہ قول بلا دلیل ہے۔ دلائل سے مطلقاً لقمہ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے' خواہ بقدرِ واجب قراءت میں بھولے یا زیادہ میں' اور لقمہ دینے کی دو صورتیں ہیں: ① جہری نماز میں اگر قراءت میں بھول جائے تو مقتدی بھولی ہوئی آیت امام کو بتلا دے۔ ② اگر قراءت کے علاوہ بھولا ہو' مثلاً: سجدہ یا قعدہ وغیرہ' مقتدی اگر مرد ہو' تو امام کو سبحان اللہ کہہ کر اطلاع دے اور اگر عورت ہو تو تالی بجائے۔ مزید دیکھیے: (عون المعبود: ۱۷۶/۳' تحت حدیث: ۹۰۷)

بعض فقہاء کی کتب میں بھی اس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ شرح وقایہ میں عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ لکھتے ہیں: [وَ فَتْحُهُ عَلٰى غَيْرِ إِمَامِهِ إِنَّمَا قَالَ عَلٰى غَيْرِ إِمَامِهِ لِأَنَّ فَتْحَهُ عَلٰى إِمَامِهِ لَا يُفْسِدُ' قَالَ بَعْضُ الْمَشَايِخِ: إِذَا قَرَأَ إِمَامُهُ مِقْدَارَ مَا يَجُوزُبِهِ الصَّلَاةُ أَوِ انْتَقَلَ إِلٰى آيَةٍ أُخْرٰى فَفَتَحَ تَفْسُدُ صَلَاةُ الْفَاتِحِ وَ إِنْ أَخَذَ الْإِمَامُ مِنْهُ تَفْسُدُ صَلَاةُ الْإِمَامِ أَيْضًا وَبَعْضُهُمْ قَالُوا لَا تَفْسُدُ فِي شَيْيءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَ سَمِعْتُ أَنَّ الْفَتْوٰى عَلٰى ذٰلِكَ] ''اور اپنے امام کے علاوہ غیر کو لقمہ دینا (صاحب وقایہ نے) اپنے امام کے علاوہ اس لیے کہا کہ اپنے امام کو لقمہ دینا نماز کو فاسد نہیں کرتا اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جب امام اتنی قراءت کر لے جس سے نماز جائز ہے (یعنی تین آیات) یا دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امام نے اس کا لقمہ لیا تو امام کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور بعض مشائخ نے کہا کہ ان میں سے کسی شے میں بھی نماز فاسد نہیں ہو گی اور (شارح فرماتے ہیں) میں نے (اپنے مشائخ سے) سنا ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے۔'' (شرح الوقاية' باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱۹۰/۱) شرح وقایہ کے حاشیے پر بھی مولانا عبیدالحق نے سنن ابوداود کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام کو لقمہ دینا جائز ہے۔

جو لوگ لقمہ دینے کے قائل نہیں ان کی دلیل سنن ابی داود کی حدیث ہے جسے ابواسحاق نے حارث سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: [يَا عَلِيُّ! لَا تَفْتَحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ] ''اے علی! نماز میں امام کو لقمہ مت دو۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۹۰۸)

امام ابوداود اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ابواسحاق نے حارث سے صرف چار

احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے' نیز اس کی سند میں حارث اعور ہے جسے اکثر ائمہ نے کذاب کہا ہے۔ امام مسلم رشاللہ نے بھی صحیح مسلم کے مقدمے میں اس پر کذب بیانی کا حکم لگایا ہے۔ مزید دیکھیے: (تهذيب التهذيب: ۲/۱۲۶) لہٰذا اس سخت ضعیف روایت کو لقمہ دینے کے عدم جواز پر دلیل بنانا درست نہیں۔ صحیح اور راجح بات وہی ہے جو دلائل سے ثابت شدہ ہے کہ امام کو لقمہ دینا جائز ہے۔ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ واللہ أعلم.

* کیا غیر نمازی نمازی کو لقمہ دے سکتا ہے؟: اس کی بابت صحیح اور درست موقف یہ ہے کہ وہ شخص جو نماز سے باہر ہے' وہ نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے سکتا ہے اور نماز پڑھنے والا بھی اس کا لقمہ قبول کر سکتا ہے۔ اس سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پہلے مدینے میں تشریف لائے تو انصار سے اپنے ننھیال یا (فرمایا) اپنے ماموؤں پر اترے اور سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے' اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا آپ کو پسند تھا' پہلی نماز جو آپ نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی وہ نماز ظہر ہے۔ اور آپ کے ساتھ ایک جماعت نے نماز پڑھی۔ ان میں سے ایک آدمی نماز سے فارغ ہونے کے بعد نکلا اور ایک (دوسری) مسجد والوں کے پاس سے گزرا' وہ رکوع کی حالت میں تھے۔ اس نے کہا: میں اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں (اللہ کی قسم!) میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے' چنانچہ مسجد والے رکوع ہی کی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الإيمان' حديث: ۴۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لقمہ دینے کے لیے نماز میں داخل ہونا شرط نہیں۔ جو شخص نماز میں شامل نہ ہو' لقمہ دے سکتا ہے۔ حافظ ابن حجر رشاللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر نمازی کا تعلیم دینا جائز ہے اور نمازی کا غیر نمازی کے کلام کو سننا اور اس پر عمل کرنا اس کی نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۱/ ۶۵۷' حديث: ۴۰۳)

* اگر امام بھول جائے تو مقتدی بھی سجدہ کریں: اگر امام بھول جائے تو آخر میں سجدۂ سہو کرے گا اور مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدے کریں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ] ''بلاشبہ امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔'' (صحیح

البخاري، الصلاة، حديث:٣٧٨، و صحيح مسلم، الصلاة، حديث:٤١١)

علامہ ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر امام بھول جائے، پھر نماز کے آخر میں سہو کے سجدے بھی نہ کرے تو اس کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ جب امام سجدہ نہ کرے تو مقتدی بھی سجدے نہ کرے۔ یہ حسن بصری، عطا بن ابورباح، نخعی، قاسم، حماد بن ابوسلیمان، سفیان ثوری رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے کا قول ہے۔ دوسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ جب امام کو غلطی لگ جائے اور وہ سہو کے سجدے نہ کرے تو لوگ سجدہ کریں گے۔ یہ ابن سیرین، حکم، قتادہ، اوزاعی، مالک، لیث بن سعد، شافعی اور ابوثور کا قول ہے۔ ابوثور فرماتے ہیں: یہ اس لیے کہ یہ چیز (سجود سہو) ان پر واجب ہوگئی ہے، لہٰذا واجب کو ترک کرنے سے ان سے حکم زائل نہ ہوگا، اس لیے کہ فرض اور واجب کو ادا کرنے والے سے وہ فرض یا واجب اس وقت تک زائل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اسے ادا نہ کر لے۔ (الأوسط: ۳/۳۲۲، ۳۲۳) لیکن راجح یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دیں۔ اگر امام کو یاد نہ آئے تو مقتدی یاد کرا دیں، پھر امام اور مقتدی مل کر سہو کے دو سجدے کریں۔

* **مقتدی سے غلطی ہو جائے تو سجود سہو کا حکم:** اگر مقتدی سے کوئی سہو ہو جائے تو وہ سجدے نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنے امام کے تابع ہے۔ اگر یہ سجدے کرے گا تو امام کی اقتدا سے نکل جائے گا جبکہ مقتدی کو امام کی پیروی کا حکم ہے جیسا کہ معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ نے نماز میں بھول کر یا عدم واقفیت کی بنا پر کلام کیا لیکن نبی ﷺ نے انھیں سجدے کا حکم دیا نہ نماز لوٹانے کا۔ (صحيح مسلم، المساجد، حديث:٥٣٧) اگر مسبوق، یعنی جو آدمی بعد میں جماعت کے ساتھ شامل ہوا اور اس کی کوئی رکعت رہ گئی، اس کی دو صورتیں ہیں: ① امام کے سلام پھیرنے سے پہلے، یعنی امام کی اقتدا کی حالت میں اگر غلطی ہو جائے تو سجود سہو نہیں کرے گا۔ ② اگر امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق سے غلطی ہو تو اب وہ سہو کے سجدے کرے گا کیونکہ اب وہ امام کی اقتدا سے نکل چکا ہے اور منفرد آدمی کے حکم میں ہے۔

علامہ ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا یہی قول ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے ہے، اس سے بھول ہو جائے تو اس پر سہو کے سجدے نہیں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما، نخعی، شعبی، مکحول، زہری، مالک، سفیان ثوری، اوزاعی، شافعی، احمد، اسحاق رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے سے اسی طرح مروی ہے، نیز ابواسحاق نے

اس پر اہل علم کے اجماع کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن میسّب اور حسن بصری سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ دیکھیے: (الأوسط: ۳/۳۲۱)

* اگر امام کے ذمے سہو کے سجدے ہوں تو کیا مسبوق بھی سجدے کرے گا؟: اگر امام سے سہو ہو جائے اور امام سلام سے پہلے سجدے کرے تو مسبوق بھی سجدے کرے گا۔ اگر امام نے سجدے سلام کے بعد کیے اور مسبوق بقیہ نماز کے لیے کھڑا ہو گیا تو اس کا حکم اس آدمی جیسا ہے جو پہلے تشہد سے کھڑا ہو یعنی اگر امام نے اس کے کھڑا ہونے سے پہلے سجدہ کر لیا تو اس کے لیے لوٹنا لازم ہے اور اگر مکمل کھڑا ہو گیا اور قراءت شروع نہیں کی تو وہ لوٹے گا نہیں' اگر لوٹ آئے تو جائز ہے۔ اگر قراءت شروع کر لی تو اس کے لیے لوٹنا درست نہیں' البتہ بقیہ نماز ادا کرنے کے بعد وہ سجدے کرے گا۔ (حاشية الروض المربع: ۲/۱۷۱)
شیخ ابن عثیمین ؒ فرماتے ہیں کہ سلام پھیرنے کے بعد سجدے کرے گا۔ (الشرح الممتع: ۳/۵۲۶)

* مسبوق امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے اور بقیہ نماز پڑھنا بھول جائے: اگر مسبوق امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے اور بقیہ نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر بقیہ نماز پڑھے اور سلام کے بعد دو سجدے کرے' پھر سلام پھیر دے۔ اگر اس نے فرض نماز کے بعد نفل نماز شروع کر دی تو اس کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے جسے ابن منذر نے ذکر کیا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کے نزدیک اس نے جو نفل نماز پڑھ لی ہے' وہ لغو ہو جائے گی اور وہ اپنی نماز مکمل کر کے سہو کے دو سجدے کرے۔ حضرت انس ؓ فرض نماز سے ایک رکعت بھول گئے اور نفل نماز شروع کر دی' دوران نماز میں یاد آیا تو انھوں نے فرض نماز سے جو باقی رہتی تھی' وہ پڑھی' پھر بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔ یہ امام حکم اور اوزاعی کا قول ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک اس کی فرض نماز باطل ہو جائے گی۔ کہ وہ نفل میں داخل ہو جائے' اب وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ حسن بصری' حماد اور امام مالک ؒ سے اسی طرح مروی ہے۔ مزید دیکھیے: (الأوسط: ۳/۳۲۴)

* کیا مسبوق امام کے ساتھ زائد رکعت شمار کرے گا؟: اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شامل ہو اور امام بھول کر ایک رکعت زائد ادا کر لے تو بعد میں آ کر ملنے والا (مسبوق) اسے اپنی چوتھی رکعت شمار کرے اور امام کے ساتھ سلام پھیر دے کیونکہ اس کی نماز مکمل ہو چکی ہے لیکن امام اس

زائد رکعت میں معذور ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر امام بھول کر پانچ رکعات پڑھا دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور جہالت یا سہو کی حالت میں اس کی متابعت کرنے والے کی نماز بھی صحیح ہے۔ لیکن جسے زائد رکعت کا علم ہو اس پر بیٹھنا اور سلام پھیرنا واجب ہے کیونکہ اس حالت میں اس کا اعتقاد ہے کہ اس کے امام کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر اسے خدشہ ہو کہ اس کا امام زائد رکعت ادا کرنے کے لیے اس بنا پر کھڑا ہوا ہے کہ اس کی کسی ایک رکعت میں خلل پیدا ہوا، مثلاً: سورۂ فاتحہ میں کوئی نقص واقع ہو گیا وغیرہ، تو اس حالت میں امام کا انتظار کرے اور جب امام سلام پھیرے تو اس کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔ اگر وہ دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہوا تو اس کے لیے یہ رکعت زائد شمار ہو گی، وہ امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔ (مجموع الفتاویٰ للشیخ ابن عثیمین: ۲۰/۱۴)

* کیا نفلی نماز میں غلطی ہو جانے پر سجودِ سہو کیے جائیں گے؟: فرض نمازوں کی طرح نفل نمازوں میں بھی سجودِ سہو کے اسباب کی موجودگی میں سجودِ سہو کرنا مشروع ہیں۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے کیونکہ نبئ اکرم ﷺ کا فرمان عام ہے: [إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ”جب تم میں سے کوئی (نماز میں) بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۹۲/۵۷۲)

اور دوسری روایت میں ہے: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ”جب آدمی (اپنی نماز میں) کوئی اضافہ یا کمی کرے تو وہ دو سجدے کرے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۹۶/۵۷۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں عنوان قائم کیا ہے: [بَابُ السَّهْوِ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ، وَ سَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وِتْرِهِ] ”فرض اور نفل نماز میں سہو کا بیان، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے وتر کے بعد دو سجدے کیے۔“

اس کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ] ”بے شک جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا

ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر خلط کرتا ہے یہاں تک کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے' چنانچہ جب تم میں سے کوئی یہ صورت حال پائے تو وہ بیٹھے بیٹھے دوسجدے کرے۔''

(صحيح البخاري' السهو' حديث:١٢٣٢' و صحيح مسلم' المساجد' حديث:٣٩٨' بعد حديث:٥٦٩) لہٰذا راجح یہی ہے کہ فرض نماز کی طرح نفل نماز میں بھی غلطی کی صورت میں سجود سہو کیے جائیں گے۔

علامہ ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے۔انھوں نے فرمایا: جب تمھیں نفل نماز میں شک پڑ جائے تو دوسجدے کرو۔ یہ قول حسن بصری' سعید بن جبیر' قتادہ' سفیان' ثوری' مالک' اوزاعی' شافعی' احمد اور اصحاب الرائے کا ہے۔(الأوسط: ٣/ ٣٢٥' ٣٢٦)

والحمد لله على ذلك

و أسال الله أن ينفعنا بهذا و سائر المسلمين و أن يرزقنا العمل بما يرضاه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ١٣) - [كِتَابُ السَّهْوِ] (التحفة . . .)

سہو (نماز میں بھولنے) سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ (التحفة ٤٥٤)

١١٨٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: يُكَبِّرُ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ، فَقَالَ حُطَيْمٌ: عَمَّنْ تَحْفَظُ هٰذَا؟ فَقَالَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ سَكَتَ فَقَالَ لَهُ حُطَيْمٌ: وَعُثْمَانُ؟ قَالَ: وَعُثْمَانُ.

باب:١- جب دو رکعتوں کے بعد (تشہد پڑھ کر) اٹھے تو اللّٰہ أکبر کہے

١١٨٠- حضرت عبدالرحمٰن بن اصم سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں تکبیروں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: تکبیر (اللّٰہ أکبر) کہے جب رکوع کرے، جب سجدہ کرے، جب سجدے سے سر اٹھائے اور جب دو رکعتوں سے کھڑا ہو۔ حطیم نے ان سے پوچھا کہ یہ بات آپ نے کس سے یاد رکھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے، پھر خاموش ہو گئے۔ حطیم نے کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی؟ فرمایا: ''ہاں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی۔''

فائدہ: تکبیر تحریمہ تو متفق علیہ ہے، نیز اس میں کوئی سستی نہیں کرتا تھا، اس لیے اس کا ذکر نہیں کیا۔ باقی تکبیرات میں بعض ائمہ سستی کر جاتے تھے، اس لیے ان کا ذکر فرما دیا۔

١١٨١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ

١١٨١- حضرت مطرف بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو وہ ہر جھکنے

١١٨٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٥١، ٢٥٧ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٢.

١١٨١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٨٣، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٣.

ابْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ يُتِمُّ التَّكْبِيرَ، فَقَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

اور اٹھنے کے وقت پوری تکبیر کہتے تھے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً انھوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد کرادی ہے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث:۱۰۸۳۔

(المعجم ٢) - **بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ** (التحفة ٤٥٥)

باب:۲- آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرنا

١١٨٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

۱۱۸۲- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اللّٰه أكبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں اپنے کندھوں کے برابر کرتے تھے جیسا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔

فائدہ: یہ رفع الیدین بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے اگرچہ بعض احادیث میں اس کا ذکر نہیں ہے لیکن ہر بات کا ہر حدیث میں ذکر ہونا ضروری نہیں۔ اگر کسی بھی صحیح حدیث میں کسی بات کا ذکر ہو اور وہ اصح روایات کے منافی نہ ہو تو اس پر عمل واجب ہوتا ہے' لہٰذا یہ رفع الیدین بھی سنت ہے' اگرچہ امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں۔ اگلی حدیث میں بھی اس رفع الیدین کا اثبات ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' حدیث: ۸۷۷ کے فوائد ومسائل)

١١٨٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه، ح: ٣٠٤، ٣٠٥، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رفع اليدين إذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، ح: ٨٦٢ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٤، وقال: "حسن صحيح"، وتقدم طرفه: ١٠٤٠.

(المعجم ٣) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ (التحفة ٤٥٦)

باب:٣- آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑے ہونے پر کندھوں کے برابر رفع الیدین کرنا

١١٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ حِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ.

١١٨٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین فرماتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اسی طرح کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ (یعنی رفع الیدین فرماتے۔)

فائدہ: رفع الیدین کندھوں تک بھی ہو سکتا ہے، کانوں کے کناروں تک بھی جیسا کہ پیچھے حدیث:٨٧٩ کے فائدے میں ذکر ہو چکا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَحَمْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٥٧)

باب:٤- دوران نماز میں (کسی اہم موقع پر) ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا

١١٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ -

١١٨٤- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف (اہل قباء) کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے۔ (عصر

١١٨٣ـ [صحيح] أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ٢/ ٦٧، والبخاري في جزء رفع اليدين، ح: ٧٧ من حديث المعتمر بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ١١٠٥، وصححه ابن حبان(الإحسان): ٣/ ٢٦٠، ٢٧٠، وأبو عوانة: ٢/ ٩١، وأصله متفق عليه، تقدم، ح: ٨٧٩ وغيره.

١١٨٤ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام ... الخ، ح: ٤٢١ عن محمد بن عبدالله بن بزيع، والبخاري، الأذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام ... الخ، ح: ٦٨٤ من حديث أبي حازم به، وهو في الكبرى، ح: ١١٠٦.

وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ - عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْمَعَ النَّاسَ وَيَؤُمَّهُمْ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَرَقَ الصُّفُوفَ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ، وَصَفَّحَ النَّاسُ بِأَبِي بَكْرٍ لِيُؤْذِنُوهُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلِمَ أَنَّهُ قَدْ نَابَهُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِمْ، فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيْ كَمَا أَنْتَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ تُصَلِّيَ»؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَؤُمَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: «مَا بَالُكُمْ صَفَّحْتُمْ إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ» ثُمَّ قَالَ: «إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ فَسَبِّحُوا».

کی) نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ لوگوں کو اکٹھا کریں اور امامت فرمائیں۔ (نماز شروع ہوتے ہی) رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے ابوبکر کو مطلع کرنے کے لیے تالیاں بجانا شروع کر دیں تاکہ انھیں رسول اللہ ﷺ (کی تشریف آوری) کے بارے میں مطلع کریں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر توجہ نہیں فرماتے تھے۔ جب انھوں نے زیادہ ہی تالیاں بجائیں تو ان کی سمجھ میں آیا کہ نماز میں کوئی مشکل پیش آئی ہے۔ انھوں نے توجہ کی تو وہاں رسول اللہ ﷺ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ آپ اپنی حالت میں رہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور آپ کے اس فرمان پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی' پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جب میں نے تمھیں اشارہ کر دیا تھا تو پھر تمھیں کس چیز نے نماز پڑھانے سے روکا؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کو لائق اور مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا امام بنتا۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ تم نے تالیاں بجانا شروع کر دیں' تالیاں بجانے کا حکم تو عورتوں کے لیے ہے؟ جب تمھیں نماز میں کوئی مشکل پیش آئے تو سبحان اللہ کہا کرو۔''

فائدہ: اس رفع الیدین سے مراد تکبیر والا رفع الیدین نہیں بلکہ دعا والا رفع الیدین ہے جس میں ہتھیلیوں کا

رخ قبلہ کی بجائے چہرے کی طرف ہوتا ہے۔ یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے فوائد حدیث: ۷۸۵)

(المعجم ٥) - **بَابُ السَّلَامِ بِالْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٤٥٨)

باب:۵-نماز میں (اختتام کے موقع پر) ہاتھوں سے سلام کرنا؟

١١٨٥- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ ابْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ رَافِعُو أَيْدِينَا فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: «مَا بَالُهُمْ رَافِعِينَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمُسِ، أُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ».

۱۱۸۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نماز (کے اختتام پر سلام) میں ہاتھ اٹھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں کیا ہوا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھا رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ نماز میں سکون اختیار کرو۔“

١١٨٦- **أَخْبَرَنَا** أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَنُسَلِّمُ بِأَيْدِينَا فَقَالَ: «مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ يُسَلِّمُونَ بِأَيْدِيهِمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ؟ أَمَا يَكْفِي أَحَدَهُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يَقُولَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ».

۱۱۸۶- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں کیا ہوا ہے کہ ہاتھوں سے سلام کر رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ کیا انھیں کافی نہیں کہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے رہیں اور (زبان سے) کہہ دیں: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ]

فوائد و مسائل: ① پہلی روایت مختصر ہے، اس میں صرف رفع الیدین کا ذکر ہے، یہ دوسری روایت اس کی تفصیل ہے۔ اس میں وضاحت ہے کہ یہ ہاتھ اٹھانا سلام کے وقت تھا۔ ابتدا میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہتے وقت ہاتھ بھی اٹھاتے جیسے کسی دور کھڑے آدمی کو زبان کے ساتھ ہاتھ سے بھی سلام کا اشارہ کر

١١٨٥ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة . . . الخ، ح: ٤٣٠ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٧.

١١٨٦ـ أخرجه مسلم، ح: ٤٣١، (انظر الحديث السابق) من حديث مسعر بن كدام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٨.

دیتے ہیں تاکہ اگر سن نہ سکے تو اشارے سے سمجھ جائے۔ اور یہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنا اجتہادی فعل تھا۔ ② بعض احناف نے اس واضح صورت حال کو نظر انداز کر کے دونوں حدیثوں کو الگ الگ کر دیا کہ پہلی روایت میں مطلق رفع الیدین پر انکار کیا گیا ہے اور دوسری روایت میں سلام والے رفع الیدین پر، حالانکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز کا بیان ہیں۔ ایک میں اختصار ہے، دوسری میں تفصیل۔ دونوں ایک ہی صحابی سے مروی ہیں۔ سیاق اسی کا مؤید ہے۔ ③ بعض احناف نے دونوں روایات کو ایک تسلیم کرنے کے باوجود یہ کہا ہے: ''بہر حال ہاتھ اٹھانے پر آپ کا اظہار ناراضی اور سکون کا حکم دینا رکوع وغیرہ کے رفع الیدین کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ بھی تو سکون کے منافی ہے۔'' ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ آپ کے یہ الفاظ اور اظہارِ ناراضی تکبیر تحریمہ، قنوت وتر اور عیدین کے رفع الیدین کے خلاف کیوں نہیں؟ کیا وہ سکون کے منافی نہیں؟ اگر آپ کے یہ الفاظ رکوع وغیرہ کے رفع الیدین کو منسوخ کرتے ہیں تو حضرات اپنی بھی خیر منایئے۔ یہ الفاظ مندرجہ بالا رفع الیدین (جن کے آپ قائل و فاعل ہیں) کو بھی منسوخ کرتے ہیں، پھر تو رفع الیدین کلیتًا منسوخ ہے۔ جہاں وہ تین وہاں ہمارے تین۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ ④ حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ صرف سلام کے وقت دائیں طرف ہاتھ اٹھانے (نہ کہ قبلہ رخ) اور بائیں طرف سلام کہتے وقت ہاتھ بائیں طرف اٹھانے کے خلاف ہیں۔ انھی ہاتھ اٹھانے کو گھوڑوں کی دم اٹھانے سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ رکوع وغیرہ کے رفع الیدین کو تو خود احناف بھی سنت سمجھتے ہیں، صرف منسوخ سمجھتے ہیں۔ گویا نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پہلے کیا کرتے تھے، بعد میں منسوخ ہو گیا۔ کیا وہ رفع الیدین جو آپ کی پیروی میں کیے گئے، ان الفاظ کا مصداق بن سکتے ہیں؟ کیا نبی ﷺ اپنے ہی فعل کو سرکش گھوڑوں کی دم ہلانے سے تشبیہ دے سکتے ہیں؟ کلا واللہ! ہر منصف مزاج شخص ان روایات کا وہی مطلب سمجھے گا جو محدثین نے قرار دیا ہے کہ یہ انکار صرف سلام کے رفع الیدین پر ہے جو قبلہ رخ نہیں تھا، یعنی مسنون رفع الیدین کے مشابہ بھی نہیں تھا بلکہ یہ دائیں بائیں ہاتھ اٹھانا تھا جس طرح گھوڑا کبھی دائیں اور کبھی بائیں دم ہلاتا ہے۔ (رفع الیدین کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث: ۸۷۷-۸۸۰، ۱۰۲۵، ۱۰۲۷)

(المعجم ٦) - بَابُ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٥٩)

باب:٦- نماز میں سلام کا جواب اشارے سے دینا

١١٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَابِلٍ صَاحِبِ

۱۱۸۷- صحابیٔ رسول حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے

١١٨٧ـ أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رد السلام في الصلاة، ح: ٩٢٥، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الإشارة في الصلاة، ح: ٣٦٧ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن، لا نعرفه إلا من حديث الليث عن بكير"، وهو في الكبرى، ح: ١١٠٩، والحديث الآتي شاهد له.

الْعَبَاءِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صُهَيْبٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ إِشَارَةً وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ بِإِصْبَعِهِ.

گزرا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے مجھے انگلی کے اشارے سے جواب دیا۔

فائدہ: اس باب کی روایات کا حاصل یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں نماز میں حسب ضرورت کلام کرنے کی اجازت تھی‘ اس کے پیش نظر بعض صحابہ نے نبی ﷺ کو جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے‘ سلام کیا‘ لیکن اس وقت نماز میں کلام کرنے سے روکا جا چکا تھا‘ اس لیے آپ نے لفظاً سلام کا جواب نہیں دیا‘ صرف اشارے سے سلام کا جواب دیا اور سلام پھیرنے کے بعد آپ نے بعض صحابہ سے اعتذار بھی کیا کہ آپ نے لفظاً سلام کا جواب اس لیے نہیں دیا کہ اب نماز میں کلام کرنا ممنوع ہو چکا ہے‘ تاہم اس کے باوجود آپ نے اشارے سے جواب دیا۔ فقہائے محدثین اور شارحین حدیث نے ان احادیث سے یہی استدلال کیا ہے کہ نمازی کو سلام کرنا جائز ہے‘ اسے ممنوع قرار دینا صریح احادیث کے خلاف ہے۔ دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووي‘ باب تحریم الکلام:۵/۳۷‘ وسبل السلام‘ باب شروط الصلاۃ:۱/۲۶۴‘ وعون المعبود‘ باب رد السلام:۲/۲۹۲‘ و السنن الکبریٰ للبیهقي‘ باب الإشارۃ بردّ السلام‘ و باب کیفیۃ الإشارۃ بالید:۲/۲۵۸-۲۶۰‘ وغیرها) باقی رہا یہ مسئلہ کہ جواب میں اشارہ کس طرح کیا جائے گا؟ تو احادیث ہی میں اس کی چار شکلیں مذکور ہیں‘ ہتھیلی کے ساتھ‘ ہاتھ کے ساتھ‘ انگلی کے ساتھ اور سر کے ساتھ‘ اس لیے یہ ساری شکلیں جائز ہیں۔ دیکھیے: (عون المعبود‘ باب ردالسلام:۲/۲۹۲)

١١٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَسْجِدَ قُبَاءَ لِيُصَلِّيَ فِيهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالٌ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ، فَسَأَلْتُ صُهَيْبًا وَكَانَ مَعَهُ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِ؟

۱۱۸۸- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد قباء میں نماز پڑھنے کے لیے داخل ہوئے۔ کچھ لوگ آئے‘ آپ کو سلام کہنے لگے۔ میں نے صہیب ؓ سے پوچھا‘ کیونکہ وہ آپ کے ساتھ تھے‘ کہ پھر نبی ﷺ کیا کرتے تھے جب آپ کو سلام کہا جاتا تھا؟ انھوں نے فرمایا: آپ ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔

١١٨٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب المصلي يسلم عليه كيف يرد، ح:١٠١٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:١١١٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان(الإحسان)، ح:٢٢٥٨، والحاكم:٣/ ١٢، والذهبي، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي برقم:(١١٩٠). * زيد بن أسلم صرح بالسماع عند ابن خزيمة:٢/ ٤٩، ح:٨٨٨، ولم يكن مدلسًا على الراجح.

قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ.

١١٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ - يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ: أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَرَدَّ عَلَيْهِ.

۱۱۸۹- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا جبکہ آپ نماز میں تھے تو آپ نے (اشارے سے) جواب دیا۔

١١٩٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحَاجَةٍ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي فَقَالَ: «إِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ آنِفًا وَأَنَا أُصَلِّي». وَإِنَّمَا هُوَ مُوَجِّهٌ يَوْمَئِذٍ إِلَى الْمَشْرِقِ.

۱۱۹۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے کسی کام سے بھیجا' میں واپس آیا تو میں نے آپ کو نماز کی حالت میں پایا۔ میں نے آپ کو سلام کیا' آپ نے میری طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا: ''تم نے ابھی مجھے سلام کیا تھا جب کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔'' اصل میں آپ اس وقت مشرق کی طرف جا رہے تھے۔

فائدہ: ''مشرق کی طرف'' سے مراد یہ ہے کہ آپ بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز نہیں پڑھ رہے تھے کیونکہ مدینے میں قبلہ تو جنوب کی طرف ہے لیکن سفر کے دوران میں نفل نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں۔ صرف آغاز میں سواری کا رخ قبلے کی طرف کرنا ضروری ہے' بعد میں چاہے سواری کا رخ جدھر بھی ہو جائے' نماز پڑھتے رہنا چاہیے۔ اس سے نمازی کو سلام کرنے اور نمازی کا اشارے سے جواب دینا بھی ثابت ہوتا ہے۔

١١٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ

۱۱۹۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے (کسی کام سے) بھیجا۔ میں واپس آیا تو آپ

١١٨٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٣ من حديث محمد بن علي بن أبي طالب، وهو ابن الحنفية به، وهو في الكبرى، ح: ١١١١.

١١٩٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ... الخ، ح: ٥٤٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٧، ١١١٢.

١١٩١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١١١٣.

ابْنِ شَابُورٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَسِيرُ مُشَرِّقًا أَوْ مُغَرِّبًا، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ، ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَانْصَرَفْتُ فَنَادَانِي: «يَاجَابِرُ!» فَنَادَانِي النَّاسُ: يَاجَابِرُ! فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي سَلَّمْتُ عَلَيْكَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ قَالَ: «إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي».

مشرق یا مغرب کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ میں نے سلام کہہ دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں نے پھر سلام کہا تو آپ نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں چلا گیا۔ (کچھ دیر بعد) آپ نے مجھے آواز دی: ''اے جابر!'' لوگوں نے بھی آوازیں دیں۔ جابر! جابر! میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو سلام کہا تھا' آپ نے جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا: ''میں نماز پڑھ رہا تھا۔''

فائدہ: یہ روایت پہلی روایت ہی کی تفصیل ہے۔ گویا حضرت جابر یہ نہ سمجھ سکے کہ اشارہ سلام کا جواب ہے۔ کیونکہ یہ زبان کے ساتھ جواب دینے سے نہی کا ابتدائی دور تھا۔

(المعجم ۷) - اَلنَّهْيُ عَنْ مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٠)

باب:۷- نماز میں کنکریاں ہٹانے کی ممانعت

۱۱۹۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى، فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ».

۱۱۹۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو کنکریاں نہ چھوئے کیونکہ رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔''

فائدہ: چونکہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنا ہے۔ کسی سے باتیں کرتے ہوئے ادھر ادھر متوجہ ہونا اور

۱۱۹۲ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب مسح الحصا في الصلاة، ح: ٩٤٥، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلاة، ح: ٣٧٩، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ١٠٢٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢، ١١١٤، وقال الترمذي: "حديث حسن"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وابن الجارود، والحافظ في بلوغ المرام، وقواه النووي، وللحديث شواهد. ✽ أبو الأحوص الليثي حسن الحديث كما في نيل المقصود، ح: ٩٠٩، وانظر الحديث الآتي برقم: (١١٩٦).

فضول کام کرنا اس سے بے توجہی ہے۔ ظاہر ہے جب کوئی شخص نماز میں اللہ تعالیٰ سے بے توجہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ پھیر لے گا اور وہ شخص رحمت الٰہی سے محروم رہے گا' البتہ اگر ضرورت ہو' مثلاً: سجدے کے لیے جگہ ہموار کرنا مقصود ہو تو صرف ایک دفعہ کنکریاں ہموار کر سکتا ہے' ورنہ وہ سارے سجدے میں بے چین رہے گا اور نماز کا خشوع ختم ہو جائے گا۔

(المعجم ٨) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِيهِ مَرَّةً (التحفة ٤٦١)

باب:٨- ایک دفعہ کنکریاں درست کر لینے کی رخصت

١١٩٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ عَن عَبْدِ اللهِ [ابْنِ الْمُبَارَكِ] عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً».

۱۱۹۳- حضرت معیقیب ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھے ضرور کنکریوں کو ہموار کرنا پڑے تو ایک دفعہ کر لے (بار بار نہ کر)۔''

(المعجم ٩) - اَلنَّهْيُ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٢)

باب:٩- نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت

١١٩٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَشُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ» فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ:

۱۱۹۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے' کچھ لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔'' پھر آپ نے اس کے بارے میں سخت الفاظ ارشاد فرمائے' حتی کہ فرمایا: ''لوگ اس کام سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔''

١١٩٣ـ أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح:١٢٠٧، ومسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب في الصلاة، ح:٥٤٦ من حديث ابن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٣٣.

١١٩٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح:٧٥٠ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٢.

«لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ».

فوائد و مسائل: ① عام طور پر لوگ دعا میں نظر اوپر اٹھاتے ہیں۔ نماز سے باہر تو کوئی حرج نہیں' البتہ نماز میں چونکہ نظر کی جگہ مقرر ہے' لہٰذا نماز میں منع ہے' نیز یہ آداب نماز کے خلاف ہے کہ نظر قبلے (سامنے) سے ادھر ادھر ہٹے۔ ② جو بندہ منکرات کا ارتکاب کرے' اسے سخت کلام کے ساتھ زجر و توبیخ کی جا سکتی ہے' نیز جس بندے کو تنبیہ کرنا مقصود ہو' اس کا نام لیے بغیر ہی تمام لوگوں کو مخاطب کر کے مطلق بات کرنی چاہیے جیسا کہ نبی ﷺ اگر کسی میں کوئی خلاف شرع بات دیکھتے تو اس کا نام لیے بغیر یوں خطاب فرماتے: [مَا بَالُ أَقْوَامٍ] ''لوگوں کا کیا خیال ہے!'' یہ اس لیے کہ اس کی رسوائی نہ ہو' نیز اگر کسی کا نام تمام لوگوں کے سامنے لے کر اسے کسی برائی سے روکا جائے تو بسا اوقات یہ انداز نصیحت اسے ہٹ دھرمی اور مزید ارتکاب گناہ پر آمادہ کرتا ہے' لہٰذا ناصح اور داعی کو چاہیے کہ حکمت بھرے انداز اور وصف ستر (کسی کے عیب پر پردہ ڈالنے) کو اپنائے تو اس سے اس کی نصیحت مؤثر ہوگی۔

١١٩٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَرْفَعْ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ يُّلْتَمَعَ بَصَرُهُ».

۱۱۹۵- حضرت عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو اپنی نظر آسمان کی طرف نہ اٹھائے (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ اچک لی جائے۔''

فائدہ: ضروری نہیں کہ دنیا ہی میں اس فعل پر نظر اچک لی جائے بلکہ آخرت میں بھی یہ سزا مل سکتی ہے بلکہ زیادہ قرین قیاس یہی ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٣)

باب:۱۰- نماز میں اِدھراُدھر دیکھنے کی سخت ممانعت

١١٩٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۱۱۹۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' فرماتے

١١٩٥_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤١، ٥/ ٢٩٥ من حديث عبدالله بن المبارك عن يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١١٧. * وابن شهاب الزهري صرح بالسماع، وشيخه عبيدالله بن عبدالله بن عقبة بن مسعود.

١١٩٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الالتفات في الصلاة، ح: ٩٠٩ من حديث يونس الأيلي ◄◄

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ يُحَدِّثُنَا فِي مَجْلِسِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ جَالِسٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ اللهُ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَإِذَا صَرَفَ وَجْهَهُ انْصَرَفَ عَنْهُ».

ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ جب وہ اپنا منہ اِدھر اُدھر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے توجہ منقطع فرما لیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز میں اِدھر اُدھر جھانکنا سخت منع ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے نماز کی فضیلت واہمیت بھی واضح ہوتی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر متوجہ ہونے کا سبب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر کمال لطف و کرم ہے۔ ③ نماز میں جھانکنا اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنا ہے۔ جب بندہ اللہ کی رحمت سے خود ہی منہ موڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اعراض فرما لیتا ہے' لہٰذا نماز میں کسی طرف جھانکا نہیں جا سکتا۔ ہاں' نماز میں کسی مجبوری کی وجہ سے جھانکنا پڑے تو الگ بات ہے' مثلاً: امام کا کسی ضرورت کے تحت مقتدیوں کی طرف یا مقتدیوں کا ضرورت کی بنا پر امام کی طرف جھانکنا۔ ان صورتوں میں بھی کنکھیوں ہی سے کام لینا چاہیے' نہ کہ پورا منہ قبلے سے ہٹا لیا جائے، جیسا کہ اگلے باب کی حدیث میں آ رہا ہے۔

١١٩٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: «اِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الصَّلَاةِ».

۱۱۹۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ اچکنا ہے کہ شیطان اسے نماز سے اچک لیتا ہے۔''

فائدہ: نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا بہت قبیح فعل ہے جس کا نماز پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ (جیسے کسی جانور سے

به، وهو في الكبرٰى، ح:١١١٨، وتقدم طرفه، ح:١١٩٢، وصححه ابن خزيمة، ح:٤٨١، ٤٨٢، والحاكم: ١/ ٢٣٩، والذهبي، وله شاهد عند الترمذي وغيره.

١١٩٧ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلاة، ح:٧٥١ من حديث أشعث به، وهو في الكبرٰى، ح:١١١٩.

درندہ کچھ گوشت نوچ کر لے جائے تو وہ جانور فوراً مرتا بھی نہیں' بچتا بھی نہیں' اگر بچے بھی تو وہ جانور بہت ناقص ہو جاتا ہے) اس لیے اس فعل کی نسبت شیطان کی طرف کر دی گئی۔ ویسے بھی اس قسم کے افعال شیطانی وسوسے کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

١١٩٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۱۱۹۸-حضرت اشعث کی یہ روایت زائدہ کی بجائے ابوالاحوص سے بھی ہمیں عمرو بن علی نے اسی طرح بیان فرمائی۔

١١٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۱۱۹۹-حضرت اشعث کی یہی روایت عمرو بن علی نے ہمیں اسی طرح بیان فرمائی' لیکن اس میں زائدہ اور ابوالاحوص کی بجائے اسرائیل کا واسطہ ذکر کیا جب کہ ابوالشعثاء کی بجائے ابوعطیہ کا ذکر کیا۔

١٢٠٠- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى [ابْنُ سُلَيْمَانَ] قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ - وَهُوَ ابْنُ مَعْنٍ - عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ الْالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الصَّلَاةِ.

۱۲۰۰-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا شیطان کی لوٹ کھسوٹ ہے جو وہ انسان کی نماز (میں) سے کرتا ہے۔"

(المعجم ١١) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَّشِمَالًا (التحفة ٤٦٤)

باب:۱۱-نماز میں (بوقت ضرورت کنکھیوں سے) دائیں بائیں دیکھنے کی رخصت

١١٩٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١١٢٠.

١١٩٩- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ١١٢١.

١٢٠٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١١٢٢.

١٢٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: اِشْتَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَأَبُوبَكْرٍ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا، فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: «إِنْ كُنْتُمْ آنِفًا تَفْعَلُونَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا، اِئْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

۱۲۰۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ بیٹھے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سناتے تھے۔ آپ نے ہمیں کھڑے دیکھا۔ آپ نے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ ہم بیٹھ گئے اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ”ابھی تم فارسیوں اور رومیوں جیسا کام کر رہے تھے۔ وہ اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں جب کہ بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں۔ تم ایسے نہ کرو۔ اپنے اماموں کی پیروی کرو۔ اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

فوائد ومسائل: ① امام کا بوقتِ ضرورت مقتدیوں کو کنکھیوں سے دیکھنا جائز ہے۔ (تفصیل دیکھیے حدیث: ۱۱۹۶) ② بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں یا کھڑے ہو کر؟ اس کی تفصیل دیکھیے حدیث: ۸۳۳۔ ③ یہ واقعہ آپ کے مرض الموت کا نہیں کیونکہ اس واقعہ کے بارے میں صراحت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مقتدی سب کھڑے تھے۔ (یہ الگ مسئلہ ہے کہ امام نبی ﷺ تھے یا ابوبکر؟ اس کے لیے دیکھیے: کتاب الامامۃ کا ابتدائیہ) یہ واقعہ پہلی کسی بیماری کے دوران کا ہے۔

١٢٠٢- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

۱۲۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز میں دائیں بائیں دیکھ لیا کرتے تھے مگر اپنی گردن موڑ کر پچھلی طرف نہیں کرتے تھے۔

١٢٠١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢٣.

١٢٠٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما ذكر في الالتفات في الصلاة، ح: ٥٨٧ من حديث الفضل بن موسى به، وقال: "غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢٤، وصححه الحاكم: ١/ ٢٣٦، ٢٣٧ على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، قلت هو حديث منسوخ بدليل حديث أشعث بن أبي الشعثاء عن مسروق عن عائشة كما تقدم، ح: ١١٩٧.

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ يَمِينًا وَّشِمَالًا، وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ.

فائدہ: یہاں کنکھیوں سے دیکھنا مراد ہے جس سے چہرہ قبلہ رخ سے نہیں ہٹتا۔ اگر منہ موڑ کر دیکھنا مراد ہو تو یہ پہلے دور کی بات ہوگی اب اس کی اجازت نہیں کیونکہ ﴿اَلَّذِیْنَ هُمْ فِی صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (المؤمنون ۲:۲۳) کے خلاف ہے۔ منہ موڑنے سے گردن مڑے گی جو کہ جائز نہیں۔ ضرورت کے تحت کنکھیوں سے دیکھنا فرض نماز میں بھی ہوسکتا ہے اور نفل میں بھی۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٥)

باب:۱۲- نماز میں سانپ اور بچھو کو قتل کرنا

١٢٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ وَيَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمٍ - هُوَ ابْنُ جَوْسٍ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دو سیاہ جانور (سانپ اور بچھو) قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

١٢٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ ضَمْضَمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دو سیاہ جانور (سانپ اور بچھو) قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

فائدہ: حکم سے مراد رخصت اور اجازت ہے کیونکہ یہ دونوں موذی جانور ہیں اور موذی جانور کو قتل کر دینا

١٢٠٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في قتل الحية والعقرب في الصلاة، ح: ١٢٤٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي، ح: ٣٩٠ "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢٥، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٦٩، وابن حبان، ح: ٥٢٨، والحاكم: ١/ ٢٥٦، والذهبي. * يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٧٣.

١٢٠٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢٦.

چاہیے' پہلے اس سے کہ وہ نقصان پہنچائے۔قتل نہ کرنے کی صورت میں ساری نماز کے دوران میں توجہ سانپ بچھو کی طرف ہی رہے گی اور نماز میں خلل واقع ہوگا' اس لیے رخصت ہے کہ سانپ اور بچھو قتل کر دیے جائیں۔ باقی رہی یہ بات کہ اس فعلِ قتل سے نمازی کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ تو علماء کی ایک جماعت نے الفاظِ حدیث کے پیش نظر یہی کہا ہے کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ صاحب سبل السلام کہتے ہیں: "یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جو فعل ان کے قتل کے لیے ناگزیر ہے' اس سے نماز باطل نہیں ہوگی' چاہے وہ عمل قلیل ہو یا کثیر۔ دیکھیے: (سبل السلام' باب شروط الصلاة)

(المعجم ١٣) - حَمْلُ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلَاةِ وَوَضْعِهِنَّ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٦)

باب: ۱۳- نماز میں بچوں کو اٹھانا اور (رکوع وسجدہ کے وقت) انھیں اتار دینا

١٢٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ رَفَعَهَا.

۱۲۰۵- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اسے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

فائدہ: یہ امامہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی نواسی اور آپ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ ان کے والد ابوالعاص رضی اللہ عنہ کفر کی وجہ سے مکے میں رہ گئے تھے۔ جنگ بدر میں قیدی ہوئے تو نبی ﷺ نے انھیں اس شرط پر چھوڑ دیا کہ زینب کو بھیج دیں۔ انھوں نے جاتے ہی وعدے کے مطابق زینب رضی اللہ عنہا کو بحفاظت مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ باپ دور ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ امامہ سے خصوصی شفقت فرماتے تھے' اسی لیے کبھی کبھار وہ آپ کی گود میں مسجد میں آ جایا کرتی تھیں۔ یہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آ گئے تو آپ نے سابقہ نکاح قائم ہونے کی وجہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی زوجیت میں رکھا۔ آپ نے بعض اوقات اس داماد (ابوالعاص) کی برسر منبر تعریف بھی فرمائی۔ رضي الله عنه وأرضاه. (تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد حدیث: ۷۱۲)

١٢٠٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ

۱۲۰۶- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ لوگوں کو جماعت کروا رہے ہیں

١٢٠٥- [صحيح] تقدم، ح: ٧١٢، وهو في الكبرى، ح: ١١٢٧.

١٢٠٦- [صحيح] تقدم، ح: ٧١٢، وهو في الكبرى، ح: ١١٢٨.

عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ أَعَادَهَا.

اور آپ نے امامہ بنت ابوالعاص کو اپنے کندھے پر اٹھا رکھا ہے۔ جب رکوع فرماتے تو بچی کو اتار دیتے اور جب سجدے سے فارغ ہوتے تو دوبارہ اٹھا لیتے۔

فائدہ: بعض علماء کا خیال ہے کہ بچے کو اٹھا کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے کہ بچے کے جسم کی پاکیزگی کا یقین نہیں ہوتا۔ وہ حضرات اس اصول سے غافل ہو گئے کہ جب تک ظاہری نجاست نہ ہو تو بچے یا کسی بھی چیز کو پاک ہی تصور کیا جائے گا، نیز یہ ضرورت کی حالت میں ہے۔ ضرورت کی حالت میں ایسے امکانات مدنظر نہیں رکھے جاتے ورنہ زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ بعض افاضل نے (شاید مذاقاً) کہا ہے کہ ''بچی کو اٹھانے کی صورت میں رفع الیدین کہاں گیا؟'' ہم کہتے ہیں: جہاں پہلا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رکوع سے پہلے بچی کو اتار دیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْقِبْلَةِ خُطًى يَسِيرَةً (التحفة ٤٦٧)

باب:۱۴- نماز میں چند قدم قبلے کی طرف چلنے کی رخصت

١٢٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ أَبُو الْعَلَاءِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اِسْتَفْتَحْتُ الْبَابَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَى الْقِبْلَةِ فَمَشَى عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ يَسَارِهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ.

۱۲۰۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اللہ کے رسول ﷺ نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ دروازہ قبلے کی جانب تھا۔ آپ نے تھوڑا سا دائیں یا بائیں چل کر دروازہ کھول دیا اور پھر اپنی نماز کی جگہ پر واپس چلے گئے۔

فوائد و مسائل: ① نفل نماز میں کچھ رعایت ہوتی ہے۔ ویسے بھی نبی ﷺ کا چہرہ قبلے سے تبدیل نہیں ہوا۔

١٢٠٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، ح: ٩٢٢، والترمذي، الصلاة، [باب ذكر] ما يجوز من المشي والعمل ... الخ، ح: ٦٠١ من حديث أبي الغلاء برد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢٩. * ابن شهاب الزهري مدلس، رماه الشافعي، والدارقطني وغيرهما بالتدليس، والمدلس إذا عنعن لا يقبل عنه، على الراجح، وله شاهد ضعيف عند الدارقطني: ٢/ ٨٠.

چند قدم اٹھانے کی اجازت ہے۔ فرض نماز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیچھے آنا اور رسول اللہ ﷺ کا آگے چلنا اس کی دلیل ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ رخصت ضرورت کے وقت ہی ہے۔ بلاوجہ چلنا نماز ضائع کر دے گا۔ ② محقق کتاب نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور انہی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۴/۷۷، حدیث: ۸۵۵، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۲/۳۲۰، ۳۲۱) ③ جب گھر میں اور کوئی نہ ہو اور دروازہ قبلے کی جانب ہو تو نماز پڑھنے والا دروازہ کھول سکتا ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٨)

باب: ۱۵- نماز میں (ضرورت کے وقت) تالی بجانا

۱۲۰۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ» - زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔''

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۷۸۵۔

۱۲۰۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۱۲۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔''

۱۲۰۸ـ أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، باب التصفيق للنساء، ح: ۱۲۰۳، ومسلم، الصلاة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة إذا نابهما شيء في الصلاة، ح: ۴۲۲/۱۰۶ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۵۳٤، ۱۱۳۰.

۱۲۰۹ـ أخرجه مسلم، ح: ۴۲۲/۱۰۶ من حديث ابن وهب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۳۱.

«اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

(المعجم ١٦) - بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٩)

باب:١٦-نماز میں ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہنا

١٢١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

١٢١٠-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰه کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔''

١٢١١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

١٢١١-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰه کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔''

فائدہ: مندرجہ بالا چاروں روایات میں ہے کہ مرد سُبْحَانَ اللّٰه کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

(المعجم ١٧) - اَلتَّنَحْنُحُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٧٠)

باب:١٧-نماز میں (ضرورت کے وقت) کھنکارنا

١٢١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ

١٢١٢-حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے لیے ایک وقت مقرر تھا جب میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا۔ جب میں آپ کے پاس آتا تو

١٢١٠- أخرجه مسلم، ح: ٤٢٢/١٠٧ (انظر الحديث المتقدم: ١٢٠٨) عن قتيبة عن الفضيل بن عياض به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٣، ١١٣٢، وللحديث طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما.

١٢١١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٢ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١١٣٣.

١٢١٢- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١١٣٤، وانظر الحديث الآتي برقم: ١٢١٤.

جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُجَيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَاعَةٌ آتِيهِ فِيهَا، فَإِذَا أَتَيْتُهُ اسْتَأْذَنْتُ إِنْ وَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَتَنَحْنَحَ دَخَلْتُ، وَإِنْ وَجَدْتُهُ فَارِغًا أَذِنَ لِي.

اجازت طلب کرتا۔ اگر میں آپ کو نماز کی حالت میں پاتا تو آپ کھنکار دیتے اور میں داخل ہو جاتا اور اگر میں آپ کو فراغت میں پاتا تو آپ مجھے اجازت عنایت فرماتے۔

١٢١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ، عَنِ ابْنِ نُجَيٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَدْخَلَانِ: مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ، فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِي.

١٢١٣- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے دو وقت مقرر تھے۔ ایک دن کو اور ایک رات کو۔ جب میں رات کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ کھنکار دیتے۔

١٢١٤- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ - يَعْنِي ابْنَ مُدْرِكٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ: كَانَتْ لِي مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ، فَكُنْتُ آتِيهِ كُلَّ سَحَرٍ فَأَقُولُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ! فَإِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي وَإِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ.

١٢١٤- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک میرے لیے خصوصی مرتبہ و مقام تھا جو کسی دوسرے کا نہ تھا۔ میں ہر رات سحری کے وقت آپ کے پاس جاتا اور کہتا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ] اگر آپ کھنکارتے تو میں واپس گھر آ جاتا تھا ورنہ آپ کے پاس (اندر) چلا جاتا تھا۔

فائدہ: محقق کتاب نے پہلی دو روایتوں کو صحیح اور تیسری کو حسن قرار دیا ہے لیکن دیگر محققین کے نزدیک یہ محل

١٢١٣- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الاستئذان، ح: ٣٧٠٨ من حديث أبي بكر بن عياش به، وتابعه جرير كما في الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٣٦، وانظر الحديث الآتي.

١٢١٤- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٨٥ من حديث شرحبيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٣٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٠٢. * عبدالله بن نجي حسن الحديث، وثقه الجمهور، وكذا أبوه، راجع نيل المقصود، ح: ٢٢٧.

نظر ہے کیونکہ یہ روایات اولاً منقطع، ثانیاً سنداً و متناً مضطرب ہیں، لہٰذا تینوں روایات ضعیف ہیں۔ ان روایات کا مدار عبداللہ بن نجی پر ہے جو کہ متکلم فیہ راوی ہے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: عبداللہ بن نجی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نہیں سنی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۴/۲۲۵)

(المعجم ١٨) - بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٧١)

باب:۱۸- نماز میں رونا

١٢١٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ، يَعْنِي يَبْكِي.

۱۲۱۵- حضرت مطرف اپنے والد (حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو، یعنی آپ رو رہے تھے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا نماز کا اصل مقصود ہے۔ عبادت چشم پرنم کی ہے۔ اصل نماز ہی یہ ہے کہ دل پر خوف باری تعالیٰ، خشیت الٰہی، ذکر آخرت اور جنت و جہنم کی یاد غالب آ جائے اور آنکھوں سے آنسو چھلکیں۔ ہاں، کسی تکلیف کی بنا پر یا دنیوی نقصان یا کسی کی یاد کی بنا پر روئے تو نماز کے منافی ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ لَعْنِ إِبْلِيسَ وَالتَّعَوُّذِ بِاللهِ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٧٢)

باب:۱۹- نماز میں ابلیس کو لعنت کرنا اور اس سے اللہ کی پناہ مانگنا

١٢١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ:

۱۲۱۶- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ہم نے آپ کو یہ فرماتے سنا: [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ] "میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔" پھر آپ نے تین دفعہ فرمایا: [أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ] "میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی

١٢١٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب البكاء في الصلاة، ح: ٩٠٤ من حديث حماد بن سلمة عن ثابت به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٤، ١١٣٥.

١٢١٦ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز لعن الشيطان في أثناء الصلاة ... الخ، ح: ٥٤٢ عن محمد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٩.

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ». ثُمَّ قَالَ: «أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللهِ» ثَلَاثًا، وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ، وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ: «إِنَّ عَدُوَّ اللهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُلْتُ: أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللهِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ آخُذَهُ، وَاللّٰهِ! لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا بِهَا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ».

لعنت بھیجتا ہوں۔‘‘ نیز آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا گویا کہ کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آج آپ کو نماز میں ایسے الفاظ کہتے سنا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنے اور ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔ آپ نے فرمایا: ’’اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک بھڑکتا ہوا شعلہ لے کر آیا تھا تاکہ میرے چہرے پر ڈال دے تو میں نے تین دفعہ کہا: [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ] ’’میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔‘‘ پھر میں نے کہا: [أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ] ’’میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں۔‘‘ لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا۔ تین دفعہ ایسا ہوا۔ آخر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو اسے ستون سے باندھ دیا جاتا اور صبح اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے معلوم ہوا کہ شیطان پر لعنت بھیجنا اور اس سے تعوذ، خواہ صیغۂ خطاب کے ساتھ ہی ہو، نماز کو باطل نہیں کرتا کیونکہ اس سے مقصود خطاب نہیں ہوتا بلکہ لعنت وغیرہ مقصود ہوتی ہے۔ ہاں، اگر نماز میں جنوں سے کلام مقصود ہو تو نماز باطل ہو جائے گی۔ ② شیطان دراصل نبی ﷺ کو ڈرانا چاہتا تھا مگر اسے آپ کی روحانی قوت کا اندازہ نہ تھا۔ ③ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی: ’’اے اللہ! مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔‘‘ (صٓ ۳۸:۳۵) اس حکومت کی ایک خصوصیت جنوں پر غلبہ بھی تھا۔ اگر نبی ﷺ اس جن کو پکڑ لیتے اور اسے ستون سے باندھ دیتے تو یہ ان کے اختصاص اور دعا کے منافی ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول فرما چکا تھا۔ ④ ممکن ہے وہ انسانی شکل میں آیا ہو اور آپ کے پکڑنے سے وہ آدمی کی صورت میں رہ جاتا۔ تبھی اسے باندھا جاتا اور بچوں کے لیے شغل کا موقع فراہم ہوتا ورنہ اصلی صورت میں تو یہ ممکن نہیں۔ ⑤ قیدی کو مسجد میں باندھنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٠) - اَلْكَلَامُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٧٣)

باب: ۲۰- نماز میں (مسنون ادعیہ کے علاوہ) کوئی کلام کرنا

١٢١٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ - وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ -: اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: «لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا» يُرِيدُ رَحْمَةَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

١٢١٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ ایک اعرابی نے دوران نماز میں کہا: [اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي......] ''اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے علاوہ کسی اور پر رحم نہ فرما۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس اعرابی سے فرمایا: ''تو نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔'' آپ کا مقصد تھا کہ اللہ کی رحمت تو بہت وسیع ہے۔

فوائد ومسائل: ① اعرابی کا یہ کلام کسی انسان سے کلام نہیں تھا کہ اس سے نماز میں نقص پڑتا۔ یہ مسنون اور مقررہ دعاؤں میں سے نہیں ہے' اسی لیے باب کے عنوان میں قوسین کے ذریعے سے وضاحت کی گئی ہے۔ باب کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کا کلام اگرچہ نماز میں مناسب نہیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ ہی سے خطاب ہے' لہٰذا اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔ ویسے نماز میں مسنون اور منقول دعاؤں سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ ممکن ہے اپنی طرف سے بنائی ہوئی دعا درست نہ ہو۔ ② دعا جامع اور وسعت کی حامل ہونی چاہیے' چنانچہ ایسی دعا کرنا درست نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے وسیع فضل وکرم کو محدود کر دیا جائے۔

١٢١٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَحْفَظُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ!

١٢١٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر کہنے لگا: [اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي......] ''اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما۔ ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ایک

١٢١٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، ح: ٦٠١٠ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٣٩، ٥٥٤، وقال: خالفه سفيان بن عيينة.

١٢١٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الأرض يصيبها البول، ح: ٣٨٠، والترمذي، الطهارة، باب ماجاء في البول يصيب الأرض، ح: ١٤٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥، وصححه ابن الجارود، ح: ١٤١ وغيره. * سعيد هو ابن المسيب.

ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا».

وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔"

فائدہ: "تو نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا" اللہ کی رحمت انسان کے وہم و گمان میں نہیں آ سکتی۔ اس میں کوئی تحدید نہیں، لہٰذا مانگتے وقت شرمانا چاہیے نہ دل چھوٹا کرنا چاہیے۔ امکان و عدم امکان کی بحث ہمارے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر چیز حاضر اور موجود ہے۔ انسان دل کھول کر مانگے۔ اسباب کا وجود بھی حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ خود مہیا فرمائے گا، البتہ یہ ضروری ہے کہ سائل مانگنے والی شکل بنائے۔

۱۲۱۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ فَجَاءَ اللهُ بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ رِجَالًا مِّنَّا يَتَطَيَّرُونَ قَالَ: «ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ» وَرِجَالٌ مِّنَّا يَأْتُونَ الْكُهَّانَ، قَالَ: «فَلَا تَأْتُوهُمْ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَرِجَالٌ مِّنَّا يَخُطُّونَ، قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ» قَالَ: وَبَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللهُ فَحَدَّقَنِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ

۱۲۱۹- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے جاہلیت ابھی تازہ تازہ چھوڑی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام بھیجا ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی پکڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "یہ ایک بے حقیقت چیز ہے جسے وہ اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں، لہٰذا یہ انھیں ان کے کام کاج سے نہ روکے۔" (میں نے کہا:) اور ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "ان کے پاس مت جایا کرو۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "نبیوں میں سے ایک نبی (علیہ السلام) خط کھینچا کرتے تھے۔ جو شخص ان کے مطابق خط کھینچے وہ تو ٹھیک ہے (اور باقی غلط)۔" معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی کو چھینک آ گئی۔ میں نے [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] "اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے" کہہ دیا۔ لوگ مجھے گھور گھور کر

۱۲۱۹- أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ... الخ، ح: ٥٣٧ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٦، ١١٤١.

أُمِّيَاهُ، مَا لَكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ قَالَ: فَضَرَبَ الْقَوْمُ بِأَيْدِيهِمْ عَلٰى أَفْخَاذِهِمْ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُسَكِّتُونِي لٰكِنِّي سَكَتُّ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَعَانِي بِأَبِي وَأُمِّي هُوَ مَا ضَرَبَنِي وَلَا كَهَرَنِي وَلَا سَبَّنِي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، قَالَ: «إِنَّ صَلَاتَنَا هٰذِهِ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ». قَالَ: ثُمَّ اطَّلَعْتُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ لِي تَرْعَاهَا جَارِيَةٌ لِي فِي قِبَلِ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ وَإِنِّي اطَّلَعْتُ فَوَجَدْتُ الذِّئْبَ قَدْ ذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ وَأَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ فَصَكَكْتُهَا صَكَّةً، ثُمَّ انْصَرَفْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: «أُدْعُهَا» فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيْنَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ قَالَ: «فَمَنْ أَنَا» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ فَأَعْتِقْهَا».

دیکھنے لگے۔ میں نے (پریشان ہوکر) کہا: ہائے! میری ماں مجھے گم کرے! (یعنی میں مرجاؤں) تمھیں کیا ہوا ہے کہ تم مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو؟ لوگ (بے بسی سے) اپنے رانوں پر ہاتھ مارنے لگے (کیونکہ وہ نماز کی وجہ سے بول نہیں سکتے تھے۔) جب میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے چپ کرا رہے ہیں تو آخر میں چپ ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ نے مجھے مارا' نہ جھڑکا' نہ برا بھلا کہا۔ واللہ! میں نے آپ سے پہلے یا بعد کوئی استاد آپ سے زیادہ اچھے انداز میں تعلیم دینے والا نہیں دیکھا۔ آپ نے (شفقت سے) فرمایا: ''ہماری اس نماز میں لوگوں کی کسی قسم کی بات کرنا جائز اور درست نہیں۔ نماز تو صرف تسبیحات' تکبیرات اور تلاوت قرآن کا نام ہے۔'' حضرت معاویہ نے کہا: پھر ایک دفعہ میں اپنی کچھ بکریاں دیکھنے گیا جنھیں میری ایک لونڈی جبل احد اور جوانیہ کی طرف چرایا کرتی تھی۔ میں نے اچھی طرح جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا ہے' میں بھی اولاد آدم میں سے ایک آدمی تھا' مجھے غصہ آ گیا جس طرح لوگوں کو غصہ آتا ہے۔ میں نے اسے تھپڑ مار دیا۔ پھر (مجھے ندامت ہوئی تو) میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو سارا واقعہ بتایا۔ آپ نے اسے میری بہت بڑی غلطی قرار دیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے آزاد ہی نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس بلاؤ۔'' (میں اسے لایا تو) رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمان میں (یعنی اوپر۔) آپ نے فرمایا: ''میں

کون ہوں؟" اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔
آپ نے فرمایا: "یہ مومنہ عورت ہے' اسے آزاد کر دو۔"

فوائد و مسائل: ① جاہلیت سے مراد اسلام سے ماقبل کے رواج ہیں۔ عموماً ان کی بنیاد جہالت پر تھی' لہٰذا انھیں جاہلیت کہا گیا ہے۔ ② "بے حقیقت چیز ہے۔" یعنی اس کی کوئی بنیاد نہیں' صرف ان کا دلی وہم ہے۔ بعض نے اس جملے کے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ "ایسے خیالات تو دل میں آ ہی جایا کرتے ہیں' اس میں کوئی گناہ نہیں۔ ہاں' ایسے خیالات کی بنا پر وہ اپنے کام کاج سے نہ رکیں۔" ③ "کاہن" غیب کی باتیں بتانے والے کو کہا جاتا ہے' خواہ وہ جنوں کی مدد سے بتائیں یا نجوم و خطوط اور لکیروں کی مدد سے یا اٹکل اور ظن و تخمین سے۔ چونکہ ان کی بات کی صحت یقینی نہیں ہوتی' لہٰذا ان سے پوچھنا اور ان کی بات پر یقین کرنا شریعت اسلامیہ میں منع ہے۔ ان کی غلط باتیں بسا اوقات باہمی تعلقات کی خرابی اور فساد کا موجب بنتی ہیں۔ عقیدہ الگ خراب ہوتا ہے' البتہ کبھی فراست و ذہانت کی بنا پر صحیح نتیجے تک پہنچ جانے والے کو بھی کاہن کہہ دیا جاتا ہے' حالانکہ یہ مذموم نہیں' خصوصاً جب کہ ان کی بات دوسرے دلائل سے بالکل صحیح ثابت ہو جائے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام' حضرت محمد ﷺ' حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما اور قاضی شریح و ایاس رحمہ اللہ وغیرہ کے واقعات مشہور ہیں۔ لیکن فراست والی بات بھی اسی وقت صحیح ہوگی جب بعد میں وہ صحیح ثابت ہو جائے ورنہ کسی صاحب فراست کی بات کو آنکھیں بند کر کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال کہانت حرام ہے اور اسے ماننا بھی' نیز کہانت کی طرح بدشگونی لینا بھی حرام ہے۔ ④ "ایک نبی خط کھینچا کرتے تھے۔" واللہ اعلم وہ کیسے خط کھینچتے تھے؟ کیا حساب تھا؟ کہیں صراحت نہیں ہے' لہٰذا شریعت اسلامیہ میں یہ قطعاً ممنوع ہے۔ ⑤ "نماز میں لوگوں کی کسی قسم کی بات کرنا درست نہیں" مذکورہ صحابی اس وقت اس مسئلے سے واقف نہیں تھے' لہٰذا انھیں معذور سمجھا اور قضا کا حکم نہیں دیا ورنہ آپ کے الفاظ صراحتاً ثابت کر رہے ہیں کہ اس صورت میں نماز نہ ہوگی۔ ⑥ "جوانیہ" مدینہ منورہ کے شمال میں احد پہاڑ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ ⑦ "بڑی غلطی" کیونکہ وہ لونڈی بھیڑیے کے سامنے بے بس تھی اور بے قصور تھی۔ ⑧ "آسمان میں" مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے پوچھا جا سکتا ہے' اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اور جواب میں آسمان یا عرش کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی کوئی توہین نہیں ہوگی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف اوپر کو اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے عرش پر مستوی ہونے کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نہ تو کسی جگہ کا محتاج ہو جائے گا نہ اس میں مقید۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں اس کے نظائر موجود ہیں' مثلاً: ارشاد باری ہے: ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ﴾ (الملك ٦٧:١٧) اسی طرح ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ ٢٠:٥) نیز حدیث شریف میں ہے: [اِرْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ] (سنن أبي داود' الأدب' حديث: ٤٩٤١) بعض لوگ جنھیں اللہ تعالیٰ کی فکر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بھی بڑھ کر ہے' اس قسم کی عبارات کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں سمجھتے مگر یہ ان کی بے علمی ہے۔ ان مسائل میں سلف صالحین (صحابہ و تابعین) اور

محدثین کا مسلک ہی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ وصریحہ سے ثابت ہیں' انھیں بلا جھجک مانا جائے' بولا جائے اور کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے' نہ ان میں بحث کی جائے کیونکہ یہ چیزیں انسان کی عقل سے ماوراء ہیں۔ ان کی حقیقت اللہ عزوجل کے سپرد کر دی جائے۔ تشبیہ دی جائے نہ انکار کیا جائے' بلکہ قیامت کا انتظار کیا جائے کہ اس دن ہر چیز واضح ہو جائے گی' آنکھوں کے سامنے ہوگی' کہیں اس دن ندامت نہ ہو۔ ⑨ ''یہ مومنہ عورت ہے۔'' معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کفارے وغیرہ میں غلام آزاد کرنا ہو تو وہ مومن ہونا چاہیے۔ قرآن مجید میں بھی بعض مقامات پر قید ہے: ﴿تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ (النسآء ۴: ۹۲) باقی مقامات پر بھی یہ قید معتبر ہوگی۔ نفل آزادی میں بھی مومن کو آزاد کرنا افضل ہے' ضروری نہیں۔ ⑩ خادموں اور ملازموں کے ساتھ نرمی وشفقت سے پیش آنا چاہیے اگر کبھی کبھار سختی ہو جائے تو ان کی دلجوئی بھی کرنی چاہیے۔

١٢٢٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُكَلِّمُ صَاحِبَهُ فِي الصَّلَاةِ بِالْحَاجَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ وَقُومُواْ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ﴾ [البقرة: ٢٣٨] فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ.

۱۲۲۰- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے (ابتدائی) دور میں لوگ نماز میں اپنے ساتھی سے ضرورت کی بات کر لیتے تھے حتی کہ یہ آیت اتری: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ ''تم سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص طور پر افضل نماز کی اور اللہ کے سامنے فرماں بردار ہو کر کھڑے رہو۔'' تو ہمیں (اس قسم کی باتوں سے) خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① ''ضرورت کی بات'' مثلاً: سلام کا جواب' چھینک پر دعا' نماز سے متعلقہ وضاحت وغیرہ' نہ کہ گھریلو باتیں یا کاروباری باتیں۔ ② ''افضل نماز'' حدیث: ۴۷۳ میں گزر چکا ہے کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔ اس کے متعلق اور اقوال بھی ہیں مگر راجح قول یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۶/ ۱۵۷-۱۶۲' حدیث: ۴۷۳) ③ ''خاموش رہنے کا حکم'' یعنی اپنے ساتھی سے باتیں کرنے سے' نہ کہ مطلقاً کہ اذکار واوراد یا قراءت فاتحہ بھی ممنوع ہو جائیں۔ ایسی تو کوئی نماز ہی نہیں جس میں کچھ نہ پڑھا

١٢٢٠ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وقوموا لله قانتين" ح: ٤٥٣٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان، ومسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٣٩ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٧.

جائے اور مکمل خاموشی ہو۔ ہاں! جماعت کی صورت میں جہر سے روکا گیا ہے۔ ④ شریعت میں نسخ ثابت ہے۔
⑤ کلام کسی بھی قسم کا ہو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

١٢٢١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ - وَاسْمُهُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - وَالْقَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ الْجَرْمِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ كُلْثُومٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَهٰذَا حَدِيثُ الْقَاسِمِ قَالَ: كُنْتُ آتِي النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَشَارَ إِلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَعْنِي أَحْدَثَ فِي الصَّلَاةِ أَنْ لَّا تَكَلَّمُوا إِلَّا بِذِكْرِ اللهِ، وَمَا يَنْبَغِي لَكُمْ، وَأَنْ تَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ».

١٢٢١- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے۔ میں آپ کو سلام کہتا تو آپ مجھے سلام کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ ایک دن میں آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا' آپ نے مجھے جواب نہیں دیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''(اے لوگو!) اللہ تعالیٰ نے نماز کے بارے میں ایک نیا حکم جاری کیا ہے کہ تم (نماز میں) اللہ کے ذکر اور نماز کے مناسب الفاظ کے علاوہ کوئی کلام نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور سکون سے کھڑے رہو۔''

فائدہ: اس حدیث کو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ان کے دو شاگرد ابن ابی غنیّہ (یحییٰ بن عبدالملک) اور قاسم بن یزید بیان کرتے ہیں لیکن اس حدیث کے الفاظ قاسم بن یزید کے ہیں' ابن غنیّہ اس حدیث کو بالمعنیٰ روایت کرتے ہیں۔

١٢٢٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ

١٢٢٢- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (پہلے پہل) نبی ﷺ کو (نماز کی حالت میں) سلام کر دیا کرتے تھے اور آپ جواب بھی دے دیا کرتے تھے

١٢٢١ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح:٥٥٨ ومن طريقه أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١/ ٣٥٥، وللحديث شواهد كثيرة. * سفيان الثوري عنعن، كلثوم هو ابن علقمة بن ناجية بن المصطلق الخزاعي، وهو ثقة، يقال له صحبة.

١٢٢٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رد السلام في الصلاة، ح: ٩٢٤ من حديث عاصم بن أبي النجود به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٥٩، وعلقه البخاري في صحيحه، التوحيد، باب(٤٢)، قبل، ح:٧٥٢٢. * سفيان بن عيينة صرح بالسماع.

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا السَّلَامَ حَتَّى قَدِمْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَأَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ فَجَلَسْتُ، حَتَّى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَّا يُتَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ».

حتیٰ کہ ہم حبشہ کے علاقے سے واپس آئے تو میں نے آپ کو (نماز کی حالت میں) سلام کیا۔ آپ نے مجھے جواب نہ دیا۔ مجھے تو قریب اور دور کی سوچیں آنے لگیں (کہ جواب نہ دینے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟) میں بیٹھ گیا حتیٰ کہ جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے' نیا حکم جاری فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ نیا حکم جاری کیا ہے کہ نماز میں بات چیت نہ کی جائے۔''

(المعجم ٢١) - مَا يَفْعَلُ مَنْ قَامَ مِنِ اثْنَتَيْنِ نَاسِيًا وَلَمْ يَتَشَهَّدْ (التحفة ٤٧٤)

باب:۲۱- جو آدمی بھول کر دو رکعتوں سے کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ بیٹھے

١٢٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ، كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۲۲۳- حضرت عبداللہ ابن بحینہ ؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں' پھر اٹھ کھڑے ہوئے' بیٹھے نہیں۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نے نماز مکمل فرمائی اور ہم آپ کے سلام کے انتظار میں تھے تو آپ نے اللّٰہ أکبر کہہ کر دو سجدے کیے جب کہ آپ سلام سے قبل بیٹھے تھے۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

١٢٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ قَامَ فِي الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ

۱۲۲۴- حضرت عبداللہ ابن بحینہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نماز میں (دو رکعتوں کے بعد) کھڑے ہو گئے حالانکہ آپ نے بیٹھنا تھا تو آپ نے (آخر میں) سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔

١٢٢٣_ [صحيح] تقدم، ح: ١١٧٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٠.

١٢٢٤_ [صحيح] تقدم، ح: ١١٧٨، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٤٦.

جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ.

فائدہ: مذکورہ احادیث میں سجود وسہو سلام سے پہلے کرنے کا ذکر ہے لیکن اہل علم کا اس مسئلے کی بابت دیگر احادیث میں مختلف طریقے بیان ہونے کی وجہ سے اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس مسئلے کے متعلق اہل علم کے آٹھ اقوال نقل کیے ہیں جس کی تفصیل اسی کتاب کے ابتدائیے میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٢) - مَا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ نَاسِيًا وَتَكَلَّمَ (التحفة ٤٧٥)

باب:۲۲- جو آدمی بھول کر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے اور باتیں بھی کرلے تو کیا کرے؟

١٢٢٥- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ، قَالَ: قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: وَلٰكِنِّي نَسِيتُ قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلَى خَشَبَةٍ مَّعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ بِيَدِهِ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ. وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ قَالَ: كَانَ يُسَمّٰى ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ». قَالَ:

۱۲۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں ظہر اور عصر میں سے کوئی ایک نماز پڑھائی۔ لیکن میں بھول گیا کہ وہ کون سی تھی؟ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ مسجد میں رکھی ہوئی ایک لکڑی کی طرف گئے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھ لیا۔ یوں لگتا تھا جیسے آپ غصے میں ہوں۔ کچھ جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے نکل بھی گئے اور کہنے لگے: نماز کم ہوگئی۔ لوگوں (نمازیوں) میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے مگر آپ سے (اس مسئلے میں) بات چیت کرنے سے وہ بھی ڈرے رہے۔ لوگوں میں ایک لمبے ہاتھوں والا شخص تھا جسے ذوالیدین (لمبے ہاتھوں والا) کہا جاتا تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھول گئے یا نماز کم ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: ''میں بھولا ہوں نہ نماز کم ہوئی ہے۔'' (ذوالیدین نے کہا: ایک کام تو ضرور ہوا ہے۔) آپ نے (لوگوں سے) پوچھا: ''کیا بات

١٢٢٥ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح:٤٨٢ من حديث ابن عون، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح:٥٧٣ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح:١١٤٧.

وَقَالَ: «أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَجَاءَ فَصَلَّى الَّذِي كَانَ تَرَكَهُ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ.

اسی طرح ہے جیسے ذوالیدین کہتا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ (مصلے پر) تشریف لائے اور جو نماز باقی رہ گئی تھی' پڑھائی' پھر سلام پھیرا اور اللّٰہ أکبر کہا اور عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا اور اللّٰہ أکبر کہا' پھر اللّٰہ أکبر کہہ کر دوسرا سجدہ کیا' عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا' پھر سر اٹھایا اور اللّٰہ أکبر کہا۔

فوائد ومسائل: ① ''میں بھول گیا'' یہ بھولنے والے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں یا ان کے شاگرد محمد بن سیرین رحمہ اللہ۔ ② ''غصے میں'' دراصل یہ آپ کی طبع لطیف پر نماز کے سہو کا اثر تھا جسے غصہ خیال کیا گیا۔ ③ ''ڈرے رہے'' اللہ! اللہ! کیا کہنے آپ کے رعب کے کہ آپ کے بے تکلف اور قریب ترین دوست بلکہ یارِ غار بھی آپ سے ڈر رہے ہیں۔ دراصل وہ آپ کے مقام ومرتبہ سے کماحقہ آگاہ تھے۔ اس لیے دوستی اور بے تکلفی کے باوجود بھی آپ کے احترام کو ملحوظ رکھتے تھے۔ وہ جتنے زیادہ قریبی تھے اتنا ہی زیادہ آپ کے ادب واحترام کا خیال کرتے تھے۔ ④ حضرت ذوالیدین اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنا جب کہ ابھی کچھ نماز باقی تھی' دلیل ہے کہ نماز کو مکمل سمجھ کر کلام یا کوئی اور عمل کرنا معاف ہے۔ نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آخر میں سجود سہو کافی ہیں۔ احناف ایسی صورت میں نماز نئے سرے سے پڑھنے کے قائل ہیں اور اس حدیث کو ابتدائی دور سے متعلق بتاتے ہیں جب کلام (نماز میں) منع نہیں تھا' حالانکہ اس حدیث کے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو اس نماز میں مقتدی بھی تھے۔ اور ان کا اسلام ۷ھ کا ہے جب کہ کلام کی حرمت تو بہت ابتدائی دور کی بات ہے۔ ⑤ انسان ہونے کے لحاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نسیان لاحق ہوسکتا ہے جس طرح دوسرے انسانی عوارض' مثلاً: بیماری وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے نہ بھولنے کی ضمانت قرآن مجید کے بارے میں دی ہے۔ ویسے وہاں بھی ﴿اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ﴾ کی صراحت ہے۔ ⑥ یہ سجدے آپ نے سلام کے بعد ادا کیے ہیں۔ گویا سجدۂ سہو سلام کے بعد بھی ہوسکتا ہے اور پہلے بھی۔ جس کی تفصیل ابتدائیہ میں گزر چکی ہے۔ ⑦ جب واقعہ ثقات کی ایک مجلس کا ہو اور عادتاً سبھی کا غافل ہونا محال ہو اور ان میں سے ایک ثقہ دوسروں کی نسبت کچھ زیادہ بیان کرے تو اس اکیلے کی بات قبول نہیں کرنی چاہیے جب تک کہ اس کی دیگر ہم نشین تصدیق نہ کر دیں۔ ⑧ اس حدیث سے استصحاب پر عمل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ استصحاب کا مطلب ہے پہلے سے موجود حکم پر ثابت رہنا تاوقتیکہ کوئی نیا حکم آجائے جو پہلے حکم کو تبدیل یا منسوخ کر دے۔ ذوالیدین نے اسی بنا پر سوال کیا' باوجود اس کے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ایک شرعی حیثیت رکھتا ہے اور اصل عدمِ سہو ہے اور نسخ بھی ممکن تھا۔ باقی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو خاموش رہے وہ

سابقہ حکم کے بارے میں متردد تھے کہ آیا وہ منسوخ ہوگیا ہے یا کہ نہیں۔ اور جو صحابہ جلدی چلے گئے انہوں نے یقینی طور پر سمجھ لیا کہ پہلا حکم منسوخ ہوگیا ہے اور نماز کم ہوگئی ہے۔ اس سے احکام شرعیہ میں اجتہاد کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ⑨ نماز میں کئی بار بھولنے کی وجہ سے متعدد دفعہ سجود سہو کرنے کی ضرورت نہیں' صرف ایک ہی دفعہ کافی ہیں۔ تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیے۔

١٢٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ» فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ.

۱۲۲۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ذوالیدین صحیح کہتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ اٹھے اور دو رکعتیں مزید پڑھائیں' پھر سلام پھیرا۔ پھر اللّٰہ أکبر کہہ کر اپنے عام سجدے کی طرح یا اس سے لمبا سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا' پھر اپنے عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ فرمایا' پھر سر اٹھایا۔

١٢٢٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، - مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ - أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي

۱۲۲۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ذوالیدین اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ بھی نہیں

١٢٢٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام ـ إذا شك ـ بقول الناس؟، ح: ٧١٤ من حديث مالك، ومسلم، ح: ٥٧٣ (انظر الحديث السابق) من حديث أيوب به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/ ٩٣، والكبرىٰ، ح: ١١٤٨.

١٢٢٧ـ أخرجه مسلم، ح: ٥٧٣/ ٩٩، انظر الحديث السابق برقم، ح: ١٢٢٥ عن قتيبة به، وهو في الموطأ (يحيىٰ): ١/ ٩٤، والكبرىٰ، ح: ١١٤٩.

رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ»، فَقَالَ: قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» فَقَالُوا: نَعَمْ، فَأَتَمَّ رَسُولُ اللهِ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ.

ہوا۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ تو ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا ذوالیدین نے درست کہا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ نماز مکمل کی' پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔

۱۲۲۸- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاسَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَالُوا: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ فَقَامَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کی دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ لوگوں نے کہا: کیا نماز کم ہوگئی؟ آپ اٹھے اور دو رکعتیں مزید پڑھیں' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے۔

فائدہ: پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے تھے کہ کون سی نماز تھی' ظہر یا عصر؟ اس لیے کہیں ظہر کہا' کہیں عصر۔ مگر اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ دونوں نمازیں ایک جیسی ہیں۔

۱۲۲۹- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

۱۲۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا اور اٹھ کر چلے گئے تو ذوالشمالین رضی اللہ عنہ آپ

۱۲۲۸ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام ـ إذا شك ـ بقول الناس؟، ح: ۷۱۵ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۱۵۰، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ۵۷۳ من حديث أبي سلمة به، انظر الحديث المتقدم، ح: ۱۲۲۵.

۱۲۲۹ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲/ ۳۷، والطحاوي في معاني الآثار: ۱/ ٤٤٥ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦۱ و۱۱٥۱.

أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى يَوْمًا فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَدْرَكَهُ ذُوالشِّمَالَيْنِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنُقِصَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ: «لَمْ تُنْقَصِ الصَّلَاةُ وَلَمْ أَنْسَ؟» قَالَ: بَلٰى وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَصَلّٰى بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ.

کو جا کر ملے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز کم ہوئی ہے نہ میں بھولا ہوں۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں (کچھ تو ہوا ہے۔) قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے مخاطب ہو کر) فرمایا: ''کیا ذوالیدین درست کہہ رہا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے لوگوں کو دو رکعتیں مزید پڑھائیں۔

۱۲۳۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى الْفَرْوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَسِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ فِي سَجْدَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُوالشِّمَالَيْنِ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ» قَالُوا: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ.

۱۲۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھول گئے اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالشمالین نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: ''کیا ذوالیدین درست کہہ رہا ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز مکمل فرمائی۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: روایات کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس واقعے میں حاضر تھے جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اسے مجاز پر محمول کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول ''ہمیں نماز پڑھائی'' کا مطلب ہے کہ مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ ان کی اس توجیہ کی وجہ امام زہری رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ صاحب قصہ ذوالشمالین بدر کے دن شہید ہو گئے تھے لہٰذا یہ واقعہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر کے پانچ سال بعد اسلام لائے۔ لیکن ائمۂ حدیث کا اتفاق ہے کہ اس میں امام زہری رحمہ اللہ کو وہم ہوا

۱۲۳۰- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۴۵ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۶۴، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ۱۲۲۷ وغيره عن أبي سلمة به. * يونس هو ابن يزيد الأيلي، وتلميذه أبوضمرة هو أنس بن عياض الليثي.

ہے جیسا کہ ابن عبدالبر وغیرہ نے یہ قول نقل کیا ہے' وہ اسے ذوالشمالین کا قصہ قرار دیتے ہیں لیکن ذوالشمالین تو بدر کے دن شہید ہو گئے تھے' ان کا تعلق بنوخزاعہ سے تھا اور ان کا نام عمیر بن عبد عمرو تھا اور ذوالیدین بنوسلیم کے فرد تھے' ان کا نام خرباق تھا اور وہ نبی اکرم ﷺ کے بعد لمبا عرصہ حیات رہے۔ صحیح مسلم میں ابوسلمہ کے واسطے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کے الفاظ اس طرح ہیں: [فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ] ''بنوسلیم کا ایک آدمی کھڑا ہوا۔'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۷۳) اور زہری کے واسطے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں: [فَقَامَ ذُو الشِّمَالَيْنِ] ''ذوالشمالین کھڑا ہوا۔'' حالانکہ وہ جنگ بدر میں شہید کر دیے گئے تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے اسے جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ قرار دیا ہے۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ دو واقعات ہیں: پہلا ذوالشمالین (عمیر بن عبد عمرو) اور دوسرا ذوالیدین (خرباق) کا۔ پہلے واقعے کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرسل بیان کیا ہے اور دوسرے میں وہ خود حاضر تھے۔ جمع و تطبیق کی خاطر اس کا بھی احتمال ہے۔ اور اس کے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ اس اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ آپ کبھی ذوالشمالین کو ذوالیدین کہہ لیتے تھے اور کبھی ذوالیدین کو ذوالشمالین کہہ لیتے تھے۔ لیکن اس قول کی بنیاد کمزور ہے' نیز امام طحاوی رحمہ اللہ کا اسے مجاز پر محمول کرنا درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے صریح الفاظ منقول ہیں: [بَيْنَمَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ......] ''ایک دفعہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی......'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۷۳) اور کبار محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ذوالشمالین رضی اللہ عنہ ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے آدمی ہیں۔ اسی بات کی صراحت امام شافعی رحمہ اللہ نے ''اختلاف الحدیث'' میں کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اگرچہ الفاظ کے مختلف ہونے کی وجہ سے امام ابن خزیمہ وغیرہ کا رجحان تعدد واقعات کی طرف ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا' پھر مسجد میں ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہو گئے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے تین رکعتوں کے بعد سلام پھیرا' پھر آپ گھر چلے گئے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباري:۳/۱۲۶، ۱۳۱، ۱۳۲، تحت حدیث:۱۲۲۷، ۱۲۲۹)

۱۲۳۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۲۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا اور اٹھ کر چل دیے تو ذوالشمالین

۱۲۳۱_ [صحيح] أخرجه أحمد:۲/ ۲۷۱ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح:۵٦۵، ومصنف عبدالرزاق: ۲/ ۲۹٦، ۲۹۷، ح: ۳٤٤۱، وللحديث طرق كثيرة.

وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ وَانْصَرَفَ فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ ابْنُ عَمْرٍو: أَنُقِصَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ». فَقَالُوا: صَدَقَ يَا نَبِيَّ اللهِ! فَأَتَمَّ بِهِمُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ نَقَصَ.

بن عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ذوالیدین کیا کہتا ہے؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سچ کہتا ہے۔ آپ نے پھر وہ دو رکعتیں مکمل فرمائیں جو رہ گئی تھیں۔

فائدہ: اس روایت میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک تو ذوالشمالین بن عبد عمرو ہونا چاہیے' دوسرے اس ذوالشمالین کا ذکر راوی کی غلطی اور شذوذ ہے۔ یہ تو بدر میں شہید ہونے والے ذوالشمالین ہیں جو اس واقعے سے بہت پہلے کے ہیں۔

۱۲۳۲- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ نَحْوَهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي هٰذَا الْحَدِيثَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَأَخْبَرَنِيهِ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ.

۱۲۳۲- حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ نے ابن شہاب کو بتایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں (اور سلام پھیر دیا) تو ذوالشمالین نے آپ سے گزارش کی۔ (باقی روایت حسب سابق ہے) حضرت ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت حضرت سعید بن مسیّب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرمائی' نیز مجھے یہ روایت حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث اور عبیداللہ بن عبداللہ نے بھی بیان فرمائی۔

وضاحت: مندرجہ بالا واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جیسا کہ سابقہ احادیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ مگر اس روایت (۱۲۳۲) میں حضرت ابوبکر بن سلیمان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام صراحتاً ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا: مجھے یہ واقعہ پہنچا ہے' واسطے کا ذکر نہیں کیا' جب کہ سابقہ حدیث میں انھوں نے واقعہ حضرت

۱۲۳۲- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السهو في السجدتين، ح: ۱۰۱۳ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦ * أبوداود هو الحراني اسمه سليمان بن سيف، وهو ثقة حافظ من شيوخ النسائي.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر بیان کیا ہے۔ اس سے روایت کی اسنادی حیثیت میں فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایک جگہ ذکر نہ کرنا دوسری جگہ ذکر کرنے کے مخالف نہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا اس روایت کو ذکر کرنے کا مقصد امام زہری پر روایت کے متصل ومرسل ہونے کے اختلاف کو بیان کرنا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٣) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ فِي السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٤٧٦)

باب: ۲۳- سجود سہو کی ادائیگی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختلاف کا ذکر

١٢٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَسْجُدْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ السَّلَامِ وَلَا بَعْدَهُ.

۱۲۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس دن نہ سلام سے پہلے سجدے کیے نہ بعد میں۔

١٢٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَجَدَ يَوْمَ ذِي الْيَدَيْنِ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ.

۱۲۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ذوالیدین والے واقعہ کے دن سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

١٢٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ

۱۲۳۵- (امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) ہمیں یہ

١٢٣٣ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨. * الزهري عنعن، تقدم، ح: ١٢٠٧.

١٢٣٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١.

١٢٣٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٢، وانظر الحديث السابق.

الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

روایت عمرو بن سواد بن اسود نے ابن وہب سے انھوں نے عمرو بن حارث سے انھوں نے قتادہ عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ کی سند سے بھی اسی طرح بیان فرمائی۔

فائدہ: حدیث:۱۲۳۳، جس میں سجدۂ سہو نہ کرنے کا ذکر ہے، ضعیف ہے۔ ائمۂ حفاظ نے اسے امام زہری رحمہ اللہ کا اپنا کلام قرار دیا ہے۔ صحیح روایات میں سجدۂ سہو کرنے کا ذکر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۱۵/۵-۷)

۱۲۳٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ: وَحَدَّثَنِي ابْنُ عَوْنٍ وَخَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِي وَهْمِهِ بَعْدَ السَّلَامِ.

۱۲۳٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سہو کے (اس) واقعہ میں سلام کے بعد سجدے کیے۔

۱۲۳۷- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ وَعَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى

۱۲۳۷- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی۔ آپ کو سہو ہو گیا۔ آپ نے دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔

۱۲۳٦- [صحيح] تقدم، ح:١٢٢٥، وهو في الكبرٰى، ح:١١٥٨.

۱۲۳۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب سجدتي السهو فيهما تشهد وتسليم، ح:١٠٣٩، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التشهد في سجدتي السهو، ح:٣٩٥ عن محمد بن يحيى النيسابوري به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:١١٥٩، وصححه ابن خزيمة، ح:١٠٦٢، وابن حبان، ح:٥٣٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٣، ووافقه الذهبي. * أشعث هو ابن عبدالملك، وللحديث علة غير قادحة ذكرتها في نيل المقصود.

بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث میں سہو کی صراحت نہیں کہ کون سا تھا؟ تشہد والا یا دو رکعتوں والا؟ پہلی صورت میں دو سجدے سلام سے پہلے اور دوسری صورت میں سلام کے بعد کیے جائیں گے۔ روایات میں صراحت ہے، مبہم روایت کو صریح روایات پر محمول کیا جائے گا۔

۱۲۳۸- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِّنَ الْعَصْرِ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ فَقَالَ: - يَعْنِي - نَقَصَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ؟! فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ فَقَالَ: «أَصَدَقَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَقَامَ فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۲۳۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا۔ پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ ایک آدمی آپ کی طرف بڑھا۔ اس کا نام خرباق تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز کم ہو گئی؟ آپ غصے میں اپنی اوپر والی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور فرمایا: ”کیا یہ درست کہتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہاں۔ آپ مصلے پر کھڑے ہوئے اور رہ جانے والی رکعت پڑھائی۔ پھر سلام پھیرا۔ پھر سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا۔

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ کا انداز ظاہر کر رہا ہے کہ وہ اس روایت کے واقعہ کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت والا واقعہ ہی سمجھ رہے ہیں مگر دونوں کی تفصیلات میں کچھ اختلاف ہے۔ پہلی روایات میں دو رکعت پر سلام کا ذکر ہے۔ اس روایت میں تین رکعات پر سلام منقول ہے۔ پہلی روایت کے مطابق آپ مسجد ہی میں رہے، گھر نہیں گئے۔ اس روایت کے مطابق آپ گھر چلے گئے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا رجحان اس طرف ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا۔ اور ابن خزیمہ رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک یہ مختلف واقعات ہیں کیونکہ روایات کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - بَابُ إِتْمَامِ الْمُصَلِّي عَلَى مَا ذُكِرَ إِذَا شَكَّ (التحفة ٤٧٧)

باب:۲۴- نمازی کو شک پڑ جائے تو اپنی یادداشت کے مطابق نماز مکمل کرے

١٢٣٨_ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٤ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٦.

۱۲۳۹- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ فَإِذَا اسْتَيْقَنَ بِالتَّمَامِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعَتَا لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ».

۱۲۳۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ شک دور کرے اور یقین پر بنیاد رکھے (یعنی یقین کے مطابق نماز جاری رکھے۔) جب اسے نماز مکمل ہونے کا یقین ہو جائے تو بیٹھا بیٹھا دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ (رکعات) پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے اس کی نماز کو جفت بنا دیں گے۔ اور اگر اس نے چار (رکعات) پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کا سبب بنیں گے۔“

فوائد ومسائل: ① ”شک دور کرے۔“ اگر تین اور چار میں شک ہو تو تین سمجھے کیونکہ کم کا یقین اور زائد میں شک ہوتا ہے۔ ② ”جفت بنا دیں گے۔“ یعنی دو سجدے ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اور پانچویں رکعت سے مل کر دو نفل بن جائیں گے اور پہلی چار رکعتیں فرض ہوں گی‘ البتہ احناف کے نزدیک اس صورت میں ضروری ہے کہ ہر اس رکعت کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھے جس کا چوتھی ہونا ممکن ہو‘ یعنی آخری اور اس سے پہلی دونوں میں بیٹھے اور تشہد پڑھے ورنہ ساری نماز نفل ہو جائے گی۔ محدثین اور جمہور اہل علم کے نزدیک یہ ضروری نہیں کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ چوتھی کو تیسری سمجھ کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا ہو اور شک بعد میں پڑا ہو۔ اس صورت میں آخری سے پہلی میں بیٹھنے کا امکان ہی نہیں۔ اور اکثر ایسے ہی ہوتا ہے‘ لہٰذا احناف کا قول غیر ضروری تشدد ہے جس کی دلیل سنت سے نہیں ملتی‘ صرف قیاس کے زور سے اتنا سخت فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔ ③ ”شیطان کی رسوائی اور ذلت“ کیونکہ سہو شیطان کی کوششوں ہی سے ہوا تھا مگر نمازی نے مزید دو سجدے کیے۔ گویا شیطان کا وسوسہ نمازی کے لیے دو سجدوں کے اضافے کا ذریعہ بن گیا جب کہ سجدے کے انکار ہی سے شیطان راندۂ درگاہ ہوا تھا‘ لہٰذا اس کا رسوا اور ذلیل ہونا لازمی امر ہے۔ شاید اسی نکتے کی بنا پر سہو کا تدارک سجدے سے مشروع کیا گیا ہے۔

۱۲٤۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۲۴۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو پتہ نہ چلے کہ

۱۲۳۹ـ أخرجه مسلم، ح: ٥٧١ (وانظر الحديث السابق) من حديث زيد بن أسلم به، وهو في الكبرى، ح: ١١٦١.

۱۲٤۰ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١١٦٢.

الْعَزِيزِ، - وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ - عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً ثُمَّ يَسْجُدْ بَعْدَ ذٰلِكَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعَتَا لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ».

اس نے تین (رکعات) پڑھی ہیں یا چار؟ تو وہ ایک رکعت مزید پڑھ کر بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ (رکعات) پڑھی ہوں گی تو یہ سجدے اس کی نماز کو جفت بنا دیں گے اور اگر چار پڑھی ہیں تو یہ شیطان کی ذلت کا سبب ہوں گے۔"

(المعجم ٢٥) - بَابُ التَّحَرِّي (التحفة ٤٧٨)

باب: ۲۵- (شک کی صورت میں صحیح تعداد جاننے کی) جستجو کرنا

١٢٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ - وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهِلٍ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ الصَّوَابُ فِيهِ فَيُتِمَّهُ ثُمَّ - يَعْنِي - يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ»، وَلَمْ أَفْهَمْ بَعْضَ حُرُوفِهِ كَمَا أَرَدْتُ.

۱۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو اسے صحیح صورت حال جاننے کی کوشش کرنی چاہیے' پھر وہ اپنی نماز مکمل کرے' پھر دو سجدے کرے۔"

(امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں اس روایت کے بعض الفاظ (اپنے استاد گرامی سے) اس طرح نہیں سمجھ سکا جس طرح میری خواہش تھی۔

فوائد و مسائل: ① گویا بعض الفاظ صحیح طرح سمجھ میں نہیں آئے' اسی لیے امام صاحب نے حدیث: ۱۲۴۲ میں یہی روایت ایک اور استاد کے واسطے سے بیان کی تا کہ وہ شک دور ہو جائے اور روایت مستند بن جائے۔ ② پچھلی روایت میں مطلقاً "أقلّ" پر اعتماد کرنے کا حکم تھا مگر اس روایت میں مزید صراحت ہے کہ وہ سوچے کون سی بات صحیح ہے؟ اگر کسی ایک بات پر یقین ہو جائے تو درست ورنہ أقلّ (کم) پر اعتماد کیا جائے گا کیونکہ وہ قطعاً یقینی ہے۔

١٢٤١- أخرجه البخاري، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ح: ٤٠١، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦٣.

١٢٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَفْرُغُ».

۱۲۴۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ صحیح بات جاننے کی کوشش کرے اور فارغ ہونے کے بعد دو سجدے کرے۔''

١٢٤٣- وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ، فَلَمَّا سَلَّمَ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمُوهُ، وَلٰكِنِّي إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَأَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحْرٰى ذٰلِكَ إِلَى الصَّوَابِ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُسَلِّمْ وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۴۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھی جس میں آپ سے زیادتی یا کمی ہوگئی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آیا ہوتا تو میں تمھیں بتا دیتا۔ لیکن میں بھی ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ جس آدمی کو بھی اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ دیکھے کون سی بات صحت کے زیادہ قریب ہے۔ پھر اس کے مطابق اپنی نماز مکمل کرے۔ پھر سلام پھیرے اور (سہو کے) دو سجدے کرے۔''

فوائد ومسائل: ① آگے آ رہا ہے کہ نماز میں آپ سے اضافہ ہوگیا تھا یعنی ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی گئی تھی۔ ② اگر سجدۂ سہو سلام کے بعد ہو تو وہ سلام دونوں طرف ہونا چاہیے نہ کہ ایک طرف جیسا کہ احناف کا عمومی رواج ہے کیونکہ مطلق سلام کا لفظ دو سلام پر ہی محمول ہوگا جو کہ نماز میں مشروع ومعہود ہیں۔ محققین احناف اسی کے قائل ہیں۔ ③ جب لوگ کوئی نئی چیز دیکھیں تو اس کے متعلق پوچھنے میں کوئی حرج نہیں اور امام یا حاکم کو بھی اس کا برا نہیں منانا چاہیے بلکہ خوش دلی سے اس کا جواب دینا چاہیے۔

١٢٤٢ـ أخرجه مسلم، ح: ٥٧٢ من حديث وكيع به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح: ١١٦٤.
١٢٤٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ١١٦٥.

١٢٤٤- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سُلَيْمَانَ الْمُجَالِدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةً فَزَادَ فِيهَا أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُلْنَا: يَا نَبِيَّ اللهِ! هَلْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» فَذَكَرْنَا لَهُ الَّذِي فَعَلَ، فَثَنٰى رِجْلَهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَأَنْبَأْتُكُمْ بِهِ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَأَيُّكُمْ يَشُكُّ فِي صَلَاتِهِ شَيْئًا فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرٰى أَنَّهُ صَوَابٌ، ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ».

۱۲۴۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز پڑھی۔ اس میں آپ سے زیادتی یا کمی ہوگئی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ ہم نے آپ سے پوری بات ذکر کی۔ آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ جاتا تو میں تمھیں بتلا دیتا۔“ پھر فرمایا: ”میں بھی ایک انسان ہوں، بھول سکتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو، لہٰذا جس آدمی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے، وہ صحیح صورت حال جاننے کی کوشش کرے۔ پھر سلام پھیر دے۔ پھر سہو کے دو سجدے کرے۔“

فوائد و مسائل: ① آپ سے دراصل نماز ظہر میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اضافے کی صورت میں سجود سہو کی مذکورہ صورت پر عمل ہوگا۔ ② جب نماز میں شک پڑ جائے تو آدمی کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے غور و فکر کرنا چاہیے، اس سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے پیغامات کو مکمل طور پر پہنچا دیا ہے۔ آپ پر جب بھی کوئی نئی وحی آتی تو آپ فوراً صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے آگاہ فرما دیتے تھے، لہٰذا جو چیز اس وقت دین تھی، آج بھی وہی دین ہے، اس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔

١٢٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۱۲۴۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی

١٢٤٤ـ أخرجه مسلم، من حديث الفضيل به (انظر الحديث المتقدم: ١٢٤١)، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٨١، ١١٦٦، وقال النسائي: "خالفه شقيق بن سلمة أبو وائل فجعل التحري من قول عبدالله".

١٢٤٥ـ أخرجه مسلم، ح: ٥٧٢ من حديث شعبة به (انظر الحديث المتقدم: ١٢٤١)، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦٧.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ مَنْصُورٌ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ رَجُلًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَقَالُوا: أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ حَدَثٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» فَأَخْبَرُوهُ بِصَنِيعِهِ، فَثَنَى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي» وَقَالَ: «لَوْ كَانَ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ حَدَثٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ». وَقَالَ: «إِذَا أَوْهَمَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ مِنَ الصَّوَابِ، ثُمَّ لْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی (آپ سے ایک رکعت زائد پڑھی گئی) پھر آپ نے اپنا چہرہ لوگوں کی طرف فرمایا تو لوگوں نے کہا: کیا نماز میں کوئی تبدیلی آ گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' تو انھوں نے آپ کو پوری بات بتائی۔ آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا، پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''میں بھی ایک انسان ہوں۔ بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔ اگر نماز کے بارے میں کوئی تبدیلی ہوئی ہوتی تو میں تمھیں بتا دیتا۔'' نیز فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو نماز میں وہم پڑ جائے تو وہ بہت زیادہ درست بات معلوم کرے اور اس کے حساب سے نماز مکمل کرے، پھر دو سجدے کرے۔''

فائدہ: ''مجھے یاد دلا دیا کرو۔'' معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ پانچویں رکعت کے لیے (بھول کر) اٹھے تو صحابۂ کرام ؓ نے آپ کو متنبہ نہیں کیا۔ انھوں نے خیال کیا کہ شاید نماز میں اضافے کا حکم آ گیا ہے، حالانکہ ایسی بات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ پہلے مطلع فرما دیتے۔

١٢٤٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: مَنْ أَوْهَمَ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَفْرُغُ وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۲۴۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ جسے نماز میں وہم ہو جائے تو وہ درست بات تلاش کرے، پھر نماز مکمل کرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔

١٢٤٦- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦٨.

١٢٤٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَنْ شَكَّ أَوْ أَوْهَمَ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۴۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جسے (نماز میں) شک یا وہم پڑ جائے تو وہ درست بات تلاش کرے، پھر دو سجدے کرے۔

١٢٤٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يَقُولُونَ: إِذَا أَوْهَمَ يَتَحَرَّى الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۴۸- حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ (صحابۂ کرام) کہتے تھے: جب نمازی کو وہم ہو جائے تو وہ درست بات تلاش کرے، پھر دو سجدے کرے۔

١٢٤٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسَافِعٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ».

۱۲۴۹- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو نماز میں شک ہو تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔''

١٢٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُسَافِعٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ

۱۲۵۰- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو نماز میں شک پڑ جائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔''

١٢٤٧ـ [صحيح موقوف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦٩.

١٢٤٨ـ [إسناده صحيح مقطوع] أخرجه ابن أبي شيبة: ٢/ ٢٦ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٧٠. * عبدالله هو ابن المبارك.

١٢٤٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال بعد التسليم، ح: ١٠٣٣ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٣، ١١٧١، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٣٣، وقال البيهقي: ٢/ ٣٣٦: "هذا الإسناد لا بأس به".

١٢٥٠ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٧٢.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ».

١٢٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ».

۱۲۵۱- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی نماز میں شک کرے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔''

١٢٥٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، وَرَوْحٌ - هُوَ ابْنُ عُبَادَةَ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ» قَالَ حَجَّاجٌ: «بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ» وَقَالَ رَوْحٌ: «وَهُوَ جَالِسٌ».

۱۲۵۲- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو وہ سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔''

فائدہ: حدیث: ۱۲۴۶ سے ۱۲۵۲ تک روایات مختصر ہیں۔ ان کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے ان سے اوپر والی تفصیلی روایات سے مدد لی جائے' یعنی شک کی صورت میں صحیح بات جاننے یا ''أَقَلّ'' پر اعتماد کرنے کے بعد نماز مکمل کرے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے اور سلام پھیر دے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۵۷۲) نماز زیادہ پڑھی جانے کی صورت میں صرف دو سجدے کافی ہیں۔

١٢٥١- [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ١١٧٣.

١٢٥٢- [إسناده حسن] انظر الحديث المتقدم: ١٢٤٩ والتي بعده، وهو في الكبرى، ح: ١١٧٤.

١٢٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

۱۲۵۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آ کر اس پر اس کی نماز مشتبہ کر دیتا ہے حتی کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے؟ جب تم میں سے کوئی شخص یہ صورت حال پائے تو (یقین کے مطابق نماز مکمل کر کے سلام پھیرے اور) بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔“

١٢٥٤- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ، فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۵۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ جب اقامت پوری ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے حتی کہ نمازی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے؟ جب تم میں سے کوئی شخص یہ صورت حال دیکھے (محسوس کرے) تو (نماز یقین کے مطابق مکمل کرنے کے بعد) دو سجدے کرے۔“

فوائد ومسائل: ① شیطان کا گوز مارنا اذان کا اثر بھی ہو سکتا ہے (جیسے گدھے پر زیادہ بوجھ لدا ہو تو وہ گوز مارتا ہے) یا اس لیے کہ اذان نہ سن سکے (گوز کی آواز کی وجہ سے) یا یہ کنایہ ہے کہ اذان شیطان کے لیے بہت پریشان کن ہے۔ ② دیگر روایات میں اذان کے بعد واپسی اور پھر اقامت کے موقع پر بھاگنے کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٠٨' و صحيح مسلم' الصلاة' حديث:٣٨٧) یہ روایت

١٢٥٣ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح:٣٨٩ بعد، ح:٥٦٩ عن قتيبة، والبخاري، السهو، باب السهو في الفرض والتطوع، ح:١٢٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ١/ ١٠٠، والكبرٰى، ح:٥٩٢، ١١٧٥.

١٢٥٤ـ أخرجه البخاري، السهو، باب: إذا لم يدر كم صلى ثلاثًا أو أربعًا . . . الخ، ح:١٢٣١، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح:٣٨٩/ ٨٣ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح:١١٧٦.

مختصر ہے۔

(المعجم ٢٦) - **بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ صَلّٰى خَمْسًا** (التحفة ٤٧٩)

باب:٢٦- جو شخص پانچ رکعات پڑھ بیٹھے تو کیا کرے؟

١٢٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَثَنّٰى رِجْلَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

١٢٥٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ آپ سے عرض کیا گیا: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ لوگوں نے عرض کیا: آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے اپنا پاؤں موڑا (یعنی قبلہ رخ ہوئے) اور دو سجدے کیے۔

١٢٥٦- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوا: إِنَّكَ صَلَّيْتَ خَمْسًا! فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ.

١٢٥٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ لوگوں نے کہا: آپ نے پانچ پڑھی ہیں تو آپ نے سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔

١٢٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ

١٢٥٧- ابراہیم بن سوید سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ نے ایک دفعہ پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ انھیں بتایا

١٢٥٥ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة . . . الخ، ح: ٤٠٤ من حديث يحيى القطان، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٧٧.

١٢٥٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٥٧ من حديث النضر بن شميل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٧٨.

١٢٥٧ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩٢ من حديث الحسن بن عبيدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٧٩.

ابْنُ مُهَلْهَلٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: صَلَّى عَلْقَمَةُ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: مَا فَعَلْتُ؟ قُلْتُ بِرَأْسِي: بَلٰى! قَالَ: وَأَنْتَ يَا أَعْوَرُ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى خَمْسًا، فَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالُوا لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «لَا» فَأَخْبَرُوهُ فَثَنٰى رِجْلَهُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ».

گیا تو وہ کہنے لگے: میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ میں نے سر کے اشارے سے کہا: کیوں نہیں؟ (آپ نے کیا ہے) وہ کہنے لگے: اے اعور! تو بھی ایسے ہی کہتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر انھوں نے دو سجدے کیے۔ پھر انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے بھی (ایک دفعہ) پانچ رکعات پڑھا دی تھیں۔ لوگ ایک دوسرے سے کانا پھوسی کرنے لگے۔ انھوں نے آپ سے کہا: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ انھوں نے آپ کو بتایا تو آپ نے اپنے پاؤں سیدھے (قبلہ رخ) کیے اور دو سجدے کیے‘ پھر فرمایا: ”میں بھی ایک انسان ہوں۔ جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔“

١٢٥٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: سَهَا عَلْقَمَةُ بْنُ قَيْسٍ فِي صَلَاتِهِ فَذَكَرُوا لَهُ بَعْدَ مَا تَكَلَّمَ فَقَالَ: أَكَذٰلِكَ يَا أَعْوَرُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَلَّ حُبْوَتَهُ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَقَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: وَسَمِعْتُ الْحَكَمَ يَقُولُ: كَانَ عَلْقَمَةُ صَلّٰى خَمْسًا.

١٢٥٨- حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علقمہ بن قیس اپنی نماز میں بھول گئے۔ ان کے کلام وغیرہ کرنے کے بعد لوگوں نے ان سے ذکر کیا تو کہنے لگے: اے اعور! کیا ایسے ہی ہوا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے اپنی گوٹھ کھولی‘ پھر سہو کے دو سجدے کیے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا تھا۔ (راویٔ حدیث) مالک بن مغول نے کہا: میں نے حضرت حکم بن عتیبہ کو فرماتے سنا کہ علقمہ نے (سہواً) پانچ رکعتیں پڑھ لی تھیں۔

فائدہ: اصل روایت تو مالک بن مغول نے حضرت شعبی سے بیان کی ہے جس میں صرف سہو کا ذکر ہے۔ یہ وضاحت نہیں کہ کیا سہو ہوا تھا؟ یہ وضاحت حضرت حکم کی روایت میں ہے کہ وہ سہواً پانچ رکعات پڑھ چکے تھے۔ شعبی اور حکم دونوں حضرت علقمہ کے شاگرد ہیں۔

١٢٥٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨٠.

١٢٥٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ عَلْقَمَةَ صَلَّى خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ: يَا أَبَا شِبْلٍ! صَلَّيْتَ خَمْسًا! فَقَالَ: أَكَذَا يَا أَعْوَرُ؟ فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۱۲۵۹- ابراہیم بن سوید سے مروی ہے کہ حضرت علقمہ نے پانچ رکعتیں پڑھ لیں۔ میں نے کہا: اے ابوشبل! (علقمہ کی کنیت ہے) آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ کہنے لگے: اے اعور! کیا حقیقتاً ایسے ہی ہے؟ پھر انھوں نے سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

١٢٦٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا. قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ وَأَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُونَ» فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْفَتَلَ.

۱۲۶۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھلے پہر کی دو نمازوں (ظہر اور عصر) میں سے کوئی ایک نماز پانچ رکعت پڑھا دی۔ آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' انھوں نے کہا: آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں بھی ایک انسان ہوں۔ بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو اور یاد رکھتا ہوں جس طرح تم یاد رکھتے ہو۔'' پھر آپ نے دو سجدے فرمائے اور تشریف لے گئے۔

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا تمام روایات میں پانچ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی پانچ پڑھیں اور علقمہ نے بھی۔ ظاہر ہے چوتھی کو تیسری سمجھ کر ہی پانچویں پڑھی ہو گی' لہٰذا وہ (حقیقتاً) چوتھی میں نہیں بیٹھے ہوں گے۔ احناف کے نزدیک ایسی صورت میں فرضیت باطل ہو جاتی ہے مگر یہ صریح روایات ان کے موقف کی تردید کرتی ہیں۔ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں' اِلّا یہ مانا جائے کہ رسول اللہ ﷺ اور علقمہ کو دو دو سہو ہوئے۔ پہلے چوتھی کو دوسری سمجھ کر بیٹھے۔ پھر صرف ایک رکعت پڑھ کر گویا تیسری میں ہی بیٹھ گئے۔ مگر یہ بہت بعید اور محض تکلف ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو اوپر گزری۔ روایت کے ناقل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

١٢٥٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١١٨١.

١٢٦٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩٣ من حديث أبي بكر النهشلي به، وهو في الكبرى، ح: ١١٨٢، وللحديث شواهد.

ہیں۔ ابن مسعود اور علقمہ دونوں احناف کے لیے حجت ہیں۔ ② ان روایات میں کلام کے بعد سجدۂ سہو کرنے کا ذکر ہے۔ اس کے بھی احناف قائل نہیں بلکہ یہ تو سلام سے متصل بعد سجدۂ سہو کے قائل ہیں اور سلام بھی صرف ایک طرف۔ فاصلہ اور کلام کی صورت میں اعادے کے قائل ہیں مگر ان کے اپنے ائمہ کی یہ روایات ان کے خلاف ہیں۔ (دونوں مسائل کی مزید تفصیل دیکھیے' حدیث: ۱۲۲۵، ۱۲۳۹)

(المعجم ٢٧) - بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ (التحفة ٤٨٠)

باب:۲۷- جوشخص اپنی نماز میں سے کچھ بھول جائے تو کیا کرے؟

١٢٦١- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يُوسُفَ مَوْلَى عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ يُوسُفَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ صَلَّى أَمَامَهُمْ فَقَامَ فِي الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ، فَسَبَّحَ النَّاسُ فَتَمَّ عَلَى قِيَامِهِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ أَنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ، ثُمَّ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نَسِيَ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ مِثْلَ هَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ».

۱۲۶۱- حضرت یوسف (اموی) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں امام بن کر نماز پڑھائی۔ وہ نماز میں (ایک مقام پر) کھڑے ہوگئے جبکہ انھیں بیٹھنا چاہیے تھا۔ لوگوں نے [سُبْحَانَ اللّٰهِ] کہا لیکن وہ کھڑے رہے۔ پھر انھوں نے نماز پوری کرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔ پھر منبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جو شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھول جائے تو وہ ان دو سجدوں کی طرح سجدے کرے۔''

فائدہ: یہ سہو دو رکعتوں کے بعد تشہد بھولنے کا سہو تھا۔ اس میں یہی طریقہ ہے کہ اگر امام کھڑا ہو جائے تو [سُبْحَانَ اللّٰهِ] سننے کے باوجود واپس نہ بیٹھے بلکہ نماز جاری رکھے۔ آخر میں سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے۔ ہر سہو میں ایسے نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پیچھے وضاحت ہو چکی ہے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ التَّكْبِيرِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ (التحفة ٤٨١)

باب:۲۸- سجود سہو میں بھی تکبیرات کہنا

١٢٦١- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٠٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٤، ١١٨٣.
* محمد بن يوسف ثقة، وأبوه حسن الحديث، وابن عجلان صرح بالسماع عند الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٣٦، ٣٣٧، وتابعه ابن جريج عند أحمد: ٤/ ١٠٠.

١٢٦٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَيُونُسُ وَاللَّيْثُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فِي الثِّنْتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ كَبَّرَ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ.

۱۲۶۲- حضرت عبداللہ ابن بحینہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی دو رکعتوں کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) سیدھے کھڑے ہو گئے۔ پھر (توجہ دلانے پر بھی) واپس نہ بیٹھے۔ جب نماز پوری فرمالی تو سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔ ہر سجدے میں اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہتے تھے۔ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدے کیے۔ یہ اس قعدے کی جگہ تھے جو آپ بھول گئے تھے۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي يَقْضِي فِيهَا الصَّلَاةَ (التحفة ٤٨٢)

باب:۲۹- جس رکعت پر نماز ختم ہوتی ہے اس میں تشہد بیٹھنے کا طریقہ

١٢٦٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَنْقَضِي فِيهِمَا الصَّلَاةُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى شِقِّهِ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۲۶۳- حضرت ابوحمید ساعدی ؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ان دو رکعتوں کے بعد جن پر نماز ختم ہوتی ہے (تشہد میں بیٹھتے وقت) اپنا بایاں پاؤں دائیں طرف (پنڈلی کے نیچے سے) باہر نکال لیتے اور سرین پر (زور دے کر) بیٹھتے، پھر سلام پھیرتے۔

١٢٦٢- أخرجه البخاري، السهو، باب: يكبر في سجدتي السهو، ح: ١٢٣٠، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٠/ ٨٦ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٣، ٦٠٤، ١١٨٤.

١٢٦٣- [إسناده صحيح] تقدم أطرافه، ح: ١٠٤٠، ١١٠٢، ١١٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨٥.

فائدہ: اس طریقے سے بیٹھنے کو شرعی اصطلاح میں تَوَرُّكُ کہتے ہیں یعنی پاؤں پر بیٹھنے کی بجائے براہ راست نیچے بیٹھے اور بایاں پاؤں دائیں طرف نکال لے۔ سلام والے تشہد میں تَوَرُّكُ سنت ہے جیسا کہ اس روایت میں صراحت ہے مگر احناف اسے نبی ﷺ کے بڑھاپے پر محمول کرتے ہیں لیکن اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔ نبی ﷺ کے تورک کرنے کو بڑھاپے کی حالت پر محمول کرنے والے حضرات سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا چوتھی صدی سے لے کر آج تک آپ کا کوئی بزرگ اس قدر بوڑھا نہیں ہوا کہ اسے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح تورک کرنا پڑے؟ اگر یہ وجہ ہوتی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہم سے زیادہ اس بات کا ادراک فرماتے۔ تعجب کی بات ہے یہ حدیث دس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں بیان کی گئی۔ ان میں سے کسی نے یہ توجیہ نہیں کی مگر بعد والے ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ البتہ اگر جماعت کی صورت میں جگہ تنگ ہو اور تورک سے دوسرے نمازیوں کو مشکل پیش آتی ہو تو نہ کرنے کی بھی گنجائش ہے لیکن عام حالات میں یہی سنت ہے۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کی روایت بہت مفصل ہے۔ کسی مبہم روایت کی وجہ سے اسے چھوڑا نہیں جاسکتا۔

١٢٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا جَلَسَ ضَجَعَ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَيَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَعَقَدَ ثِنْتَيْنِ الْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامَ وَأَشَارَ.

۱۲۶۴- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب نماز شروع فرماتے، جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔ اور آپ جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دایاں کھڑا کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بناتے اور (انگشت شہادت سے) اشارہ فرماتے۔

فائدہ: اس روایت میں بیٹھنے کا عام طریقہ بیان کیا گیا ہے مگر اوپر والی روایت میں سلام والے تشہد میں بیٹھنے کا مخصوص طریقہ بیان کیا گیا ہے اور یہ اصول ہے کہ مفصل روایت پر عمل کیا جاتا ہے اور مبہم کو مفصل پر محمول کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَوْضِعِ الذِّرَاعَيْنِ (التحفة ٤٨٣)

باب: ۳۰- (تشہد میں) بازو کہاں رکھے جائیں؟

١٢٦٤- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١١٦٠، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨٦.

١٢٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ ذِرَاعَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ يَدْعُو بِهَا.

١٢٦٥-حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا' آپ نماز میں بیٹھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنے دونوں بازو اپنی رانوں پر رکھے اور تشہد پڑھتے وقت انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

فائدہ: قرائن سے یہ پہلا تشہد معلوم ہوتا ہے۔اشارے وغیرہ کی کیفیت کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٨٩٠، ١١٦٢۔

(المعجم ٣١) - مَوْضِعُ الْمِرْفَقَيْنِ (التحفة ٤٨٤)

باب:٣١-(تشہد میں) کہنیاں کہاں رکھی جائیں؟

١٢٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا سَجَدَ

١٢٦٦-حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ واللہ! میں اللہ کے رسول ﷺ کی نماز کو بغور دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' قبلے کی طرف منہ فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ وہ کانوں کے برابر ہوگئے۔ پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیا۔ جب آپ نے رکوع کا ارادہ فرمایا تو انھیں پھر اسی طرح اٹھایا اور اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے' چنانچہ جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھ پھر اسی طرح اٹھائے' پھر جب سجدہ کیا تو اپنا

١٢٦٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب: كيف الجلوس في التشهد، ح:٩٥٧ من حديث عاصم به مطولاً، وقال الترمذي، ح:٢٩٢: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:١١٨٧، وانظر الحديث السابق، وهذا طرف منه.

١٢٦٦ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح:٨٩٠، وهو في الكبرٰى، ح:١١٨٨.

وَضَعَ رَأْسَهُ بِذٰلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ يَدَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ: هٰكَذَا، وَأَشَارَ بِشْرٌ بِالسَّبَّابَةِ مِنَ الْيُمْنٰى وَحَلَّقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى.

سر اپنے ہاتھوں کے ساتھ رفع الیدین والی کیفیت میں رکھا۔ (جہاں تک ہاتھ اٹھائے تھے وہیں تک ہاتھ سجدے میں سر کے قریب رہے) پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور دائیں کہنی کا کنارہ اپنی دائیں ران پر رکھا۔ دو (چھنگلی اور اس کے ساتھ والی) انگلیاں بند کیں اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۸۹۰۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَوْضِعِ الْكَفَّيْنِ (التحفة ٤٨٥)

باب: ۳۲- (تشہد میں) ہتھیلیاں کہاں رکھی جائیں؟

١٢٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ - شَيْخٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - ثُمَّ لَقِيتُ الشَّيْخَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُولُ: صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَلَّبْتُ الْحَصٰى فَقَالَ لِيَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تُقَلِّبِ الْحَصٰى، فَإِنَّ تَقْلِيبَ الْحَصٰى مِنَ الشَّيْطَانِ وَافْعَلْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ قُلْتُ: وَكَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ؟ قَالَ: هٰكَذَا، وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَأَضْجَعَ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

۱۲۶۷- حضرت علی بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس نماز پڑھی۔ میں کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنے لگا تو مجھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: کنکریوں کو نہ چھیڑو کیونکہ کنکریوں سے کھیلنا شیطانی فعل ہے بلکہ اس طرح کرو جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا۔ میں نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے کرتے دیکھا ہے؟ فرمایا: ایسے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا اور بائیں کو بچھایا اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور آپ نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

١٢٦٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١٦١، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨٩.

(المعجم ٣٣) - **بَابُ قَبْضِ الْأَصَابِعِ مِنَ الْيَدِ الْيُمْنٰى دُونَ السَّبَّابَةِ** (التحفة ٤٨٦)

باب:۳۳- انگشت شہادت کے علاوہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرنا

١٢٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: رَآنِي ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصٰى فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي وَقَالَ: اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ، قُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَقَبَضَ يَعْنِي أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِأُصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى.

۱۲۶۸- حضرت علی بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز کے دوران میں کنکریوں سے کھیلتے دیکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے مجھے روکا اور فرمایا: اس طرح کرو جیسے رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ میں نے کہا آپ کیسے کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی کو (دائیں) ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیاں بند کر لیتے اور اس انگلی سے اشارہ فرماتے جو انگوٹھے کے ساتھ ملتی ہے اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے۔

فائدہ: دائیں ہاتھ کو رکھنے کا ایک یہ بھی انداز ہے کہ سب انگلیاں بند کر لی جائیں اور انگوٹھے کا سرا شہادت والی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے' صرف شہادت والی انگلی کھلی رکھی جائے۔

(المعجم ٣٤) - **بَابُ قَبْضِ الثِّنْتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ الْيُمْنٰى وَعَقْدِ الْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامِ مِنْهَا** (التحفة ٤٨٧)

باب:۳۴- دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو بند کرنا اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنانا

١٢٦٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ

۱۲۶۹- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں ضرور اللہ کے رسول ﷺ کی نماز کو بغور دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے غور سے دیکھا...... پھر انھوں نے بیان کیا کہ...... پھر آپ بیٹھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھایا

١٢٦٨_ [صحيح] تقدم، ح: ١١٦١، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩٠.

١٢٦٩_ [إسناد صحيح] تقدم، ح: ٨٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩١.

يُصَلِّي ، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَوَصَفَ قَالَ : ثُمَّ قَعَدَ وَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ، ثُمَّ رَفَعَ أُصْبُعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا . مُخْتَصَرٌ .

اور اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھی اور اپنی دائیں کہنی کا کنارہ اپنی دائیں ران پر رکھا۔ پھر (اپنے دائیں ہاتھ کی) دو انگلیاں بند کیں اور (درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے) حلقہ بنایا۔ پھر اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا۔ میں نے آپ کو دیکھا' آپ اسے حرکت دیتے تھے اور اس کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: انگلی کو حرکت دینے کے بارے میں تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے حدیث: ۸۹۰ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ بَسْطِ الْيُسْرٰى عَلَى الرُّكْبَةِ . (التحفة ٤٨٨)

باب:۳۵- بایاں ہاتھ گھٹنے پر کھول کر رکھا جائے

١٢٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ أُصْبُعَهُ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا ، وَيَدُهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ بَاسِطُهَا عَلَيْهَا .

۱۲۷۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اٹھاتے اور اس کے ساتھ دعا کرتے اور بائیں ہاتھ کو کھول کر گھٹنے پر رکھتے۔

فائدہ: بعض روایات میں ران پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے اور بعض میں گھٹنے پر۔ تطبیق یوں ممکن ہے کہ ہتھیلی ران پر ہو اور انگلیاں گھٹنے پر۔ بعض روایات میں یہ طریقہ صراحتاً بھی منقول ہے۔ جیسا کہ حدیث: ۱۲۶۹ میں ہے۔ اگرچہ ران والی روایات کا لحاظ رکھتے ہوئے بعض حضرات نے پورا ہاتھ ران پر رکھنا بھی جائز قرار دیا ہے مگر اولیٰ یہی ہے کہ سب روایات پر عمل کیا جائے۔

١٢٧٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع والذين على الفخذين، ح: ٥٨٠ عن محمد بن رافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩٢ .

١٢٧١- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ بِأُصْبُعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، وَزَادَ عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو كَذٰلِكَ، وَيَتَحَامَلُ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى.

۱۲۷۱-حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب دعا کرتے (تشہد پڑھتے) تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔ دوسری روایت میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ اسی طرح دعا کرتے تھے اور آپ اپنا بایاں ہاتھ (کھول کر) اپنی بائیں ٹانگ پر رکھتے تھے اور اس پر بوجھ ڈالتے تھے۔

فائدہ: [وَلَا يُحَرِّكُهَا] ''اور اسے حرکت نہ دیتے تھے'' کے اضافے کے ساتھ یہ روایت شاذ ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے لیکن [وَلَا يُحَرِّكُهَا] کا اضافہ شاذ ہے۔ اسے ابن عجلان سے بیان کرنے میں زیاد بن سعد متفرد ہے۔ اور ثقات کی ایک جماعت نے اس کی مخالفت کی ہے، وہ اس طرح کہ جب انھوں نے ابن عجلان سے یہ حدیث بیان کی ہے تو اس اضافے کے بغیر نقل کی ہے اور ابن عجلان کی دو ثقات نے متابعت کی ہے۔ انھوں نے بھی عامر بن عبداللہ سے اس زیادتی کے بغیر یہ روایت بیان کی ہے، اس لیے ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس کی صحت محل نظر ہے۔'' مزید برآں یہ کہ اس اضافے کی مخالفت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں ہے کہ پھر آپ علیہ السلام نے اپنی انگلی اٹھائی۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اسے حرکت دے رہے تھے اور اس کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني، حدیث: ۱۷۵) الغرض مذکورہ زیادتی ضعیف اور شاذ ہے جبکہ باقی حدیث درجۂ قبول کو پہنچتی ہے۔ اگرچہ محقق کتاب نے پوری روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٦) - بَابُ الْإِشَارَةِ بِالْإِصْبَعِ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٨٩)

باب:۳۶-تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا

١٢٧١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإشارة في التشهد، ح: ٩٨٩ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ١١٩٣. * ابن عجلان عنعن وهو مدلس كما قال ابن حبان وغيره.

١٢٧٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنِ الْمُعَافَى، عَنْ عِصَامِ ابْنِ قُدَامَةَ، عَنْ مَالِكٍ، - وَهُوَ ابْنُ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيُّ - عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى فِي الصَّلَاةِ وَيُشِيرُ بِأُصْبُعِهِ.

١٢٧٢- حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوران نماز میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھے ہوئے دیکھا۔ آپ اپنی انگلی سے اشارہ فرما رہے تھے۔

فائدہ: تشہد (پہلا ہو یا آخری اس) میں دایاں ہاتھ شروع ہی سے اس طرح رکھا جاتا ہے کہ تین انگلیاں اور انگوٹھا بند اور انگشت شہادت کھلی ہوتی ہے۔ اور یہ کیفیت تکبیر یا سلام تک قائم رہتی ہے۔ انگشت شہادت کو شروع تشہد سے آخر تک بغیر خم کے اشارے کے انداز میں سیدھا کھڑا بھی کر سکتے ہیں اور مسلسل حرکت بھی دے سکتے ہیں۔ دونوں طریقے جائز اور ثابت ہیں۔ بلکہ حرکت الگ چیز ہے اور اشارہ الگ' لہٰذا اکثر اشارہ (کیونکہ زیادہ روایات میں اشارے کا ذکر ہے) اور کبھی کبھار مسلسل حرکت دے لینی چاہیے جیسا کہ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ٨٩٠ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِأُصْبُعَيْنِ وَبِأَيِّ أُصْبَعٍ يُشِيرُ (التحفة ٤٩٠)

باب: ٣٧- دو انگلیوں سے اشارہ کرنے کی ممانعت' نیز کس انگلی سے اشارہ کیا جائے؟

١٢٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُو بِأُصْبُعَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحِّدْ أَحِّدْ».

١٢٧٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' ایک آدمی اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک انگلی سے اشارہ کر۔ ایک انگلی سے اشارہ کر۔''

فائدہ: دو انگلیوں سے اشارہ یا تو دائیں ہاتھ ہی کی دو انگلیوں سے ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ہاتھوں کی

١٢٧٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإشارة في التشهد، ح: ٩٩١ من حديث عصام بن قدامة به، وهو في الكبرى، ح: ١١٩٤، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

١٢٧٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [" إن الله حيي كريم . . . "]، ح: ٣٥٥٧ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ١١٩٥، وصححه الحاكم، والذهبي. * ابن عجلان عنعن، تقدم، ح: ١٢٧١، ولأصل الحديث شواهد كثيرة، وانظر الحديث الآتي.

انگوٹھے کے ساتھ والی انگلیوں کے ساتھ ہو چونکہ یہ اشارہ توحید کا عملی اظہار ہے لہٰذا ایک انگلی ہی سے ہونا چاہیے۔

١٢٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: مَرَّ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَدْعُو بِأَصَابِعِي فَقَالَ: «أَحِّدْ أَحِّدْ» وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

۱۲۷۴- حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں اپنی کئی انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک سے کر۔ ایک سے کر۔“ اور آپ نے اپنی (دائیں ہاتھ کی) انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کیا۔

فوائد ومسائل: ① ممکن ہے پہلی حدیث میں بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی کا واقعہ ہو تو پھر کئی انگلیوں سے مراد ایک سے زائد یعنی دو ہوں گی ورنہ یہ الگ الگ واقعات ہیں۔ ② مذکورہ روایات کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے انھیں صحیح قرار دیا ہے۔ محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابی داود (مفصل) میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔ بنابریں معلوم ہوا کہ اشارہ ایک ہی انگلی سے کرنا چاہیے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن النسائي: ۱/ ۴۰۷، رقم: ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، و سنن أبي داود (مفصل): ۵/ ۲۳۵، ۲۳۶، رقم: ۱۳۴۴)

(المعجم ٣٨) - بَابُ إِحْنَاءِ السَّبَّابَةِ فِي الْإِشَارَةِ (التحفة ٤٩١)

باب: ۳۸- اشارے کے دوران میں انگلی کو جھکا کر رکھا جائے

١٢٧٥- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَدَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيُّ - مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ - أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ قَاعِدًا فِي الصَّلَاةِ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى رَافِعًا أُصْبُعَهُ

۱۲۷۵- حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنا دایاں بازو اپنی دائیں ران پر رکھا تھا اور اپنی انگشت شہادت اٹھا رکھی تھی، البتہ اسے کچھ جھکایا ہوا تھا اور آپ تشہد پڑھ رہے تھے۔

١٢٧٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٩٩ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرى، ح: ١١٩٦، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣٦، والذهبي، انظر الحديث السابق.

١٢٧٥- [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٢٧٢، وهو في الكبرى، ح: ١١٩٧.

السَّبَّابَةَ، قَدْ أَحْنَاهَا شَيْئًا وَهُوَ يَدْعُو.

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو سنداً حسن کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے [قَد أَحنَاهَا شَيئًا] کے علاوہ باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کو منکر کہا ہے اور موسوعة الحديثية کے محققین نے ان الفاظ کے علاوہ باقی روایت کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت ان الفاظ کے علاوہ قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل): ٩/٣٧١، رقم: ١٧٦، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٥/٢٠٠-٢٠١، رقم: ١٥٨٦٦)

(المعجم ٣٩) - مَوْضِعُ الْبَصَرِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ وَتَحْرِيكِ السَّبَّابَةِ (التحفة ٤٩٢)

باب: ٣٩- اشارے کے وقت نظر کس جگہ ہونی چاہیے؟ اور کیا انگلی کو حرکت دی جائے گی؟

١٢٧٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ.

١٢٧٦- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران پر رکھتے اور (دائیں ہاتھ کی) انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے۔ آپ کی نظر اشارے سے آگے نہیں جاتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① دوسری روایات جن کے مطابق نظر سجدہ گاہ میں رہنی چاہیے وہ قیام و رکوع کے بارے میں ہیں اور یہ روایت تشہد کے بارے میں ہے' لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہیں' یعنی دوران قیام و رکوع نظر سجدہ گاہ میں ہونی چاہیے اور دوران تشہد اشارے پر۔ ② اشارے اور حرکت کی بحث حدیث ٨٩٠ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٩٣)

باب: ٤٠- نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت

١٢٧٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

١٢٧٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے'

١٢٧٦ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح: ٥٧٩/ ١١٣ من حديث ابن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٣، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩٨.

١٢٧٧ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ٤٢٩ عن أحمد بن عمرو بن ◀◀

السَّرْحِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ نماز کے دوران میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نظریں اٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔''

فائدہ: فوائد ومسائل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۱۱۹۴، ۱۱۹۵۔

(المعجم ٤١) - بَابُ إِيجَابِ التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٩٤)

باب:۴۱-(نماز میں) تشہد واجب (فرض) ہے

١٢٧٨- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - أَبُو عُبَيْدِ اللهِ الْمَخْزُومِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٌ عَنْ شَقِيقِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ التَّشَهُّدُ: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا هٰكَذَا، فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

۱۲۷۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تشہد فرض ہونے سے پہلے ہم کہا کرتے تھے: [اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ' اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيلَ وَ مِيكَائِيلَ] ''اللہ پر سلام ہو۔ جبریل و میکائیل پر سلام ہو۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کہو کیونکہ اللہ عزوجل خود سلام ہے' لیکن یوں کہو: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ...... وَرَسُولُهُ] ''تمام آداب (یا قولی عبادات) اور تمام دعائیں اور نمازیں (یا بدنی عبادات) اور پاکیزہ کلمات (یا مالی عبادات) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام' رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

◀◀ السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩٩.

١٢٧٨ـ [صحيح] تقدم طرفه، ح: ١١٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠٠.

فائدہ: مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۱۰۶۵۔

(المعجم ٤٢) - تَعْلِيمُ التَّشَهُّدِ كَتَعْلِيمِ السُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ (التحفة ٤٩٥)

باب:۴۲- تشہد قرآن مجید کی سورت کی طرح سکھایا جائے

١٢٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوالزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۱۲۷۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔

فائدہ: معین اور مسنون اوراد و وظائف میں حتی الامکان کمی بیشی اور تبدیلی سے اجتناب کرنا چاہیے حتی کہ لفظ ''نبی'' کی جگہ لفظ ''رسول'' بھی نہ کہا جائے۔ قرآن مجید کی طرح تعلیم دینے کا یہی مطلب ہے۔ اسی طرح اذان اور ادعیہ مسنونہ بعینہٖ پڑھنی چاہئیں ورنہ تحریف کا الزام آئے گا' البتہ مطلق دعائیں اپنی پسند کے مطابق کی جا سکتی ہیں اگرچہ قرآن و حدیث میں منقول دعائیں بہر حال جامع' مبارک اور بہتر ہیں۔

(المعجم ٤٣) - بَابٌ: كَيْفَ التَّشَهُّدُ (التحفة ٤٩٦)

باب:۴۳- تشہد کیسے پڑھا جائے؟

١٢٨٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ

۱۲۸۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ خود السلام ہے (لٰہذا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ نہ کہو بلکہ) جب تم میں سے کوئی (قعدے میں) بیٹھے تو یوں کہے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ ...... عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ''تمام آداب' سب دعائیں اور سارے پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات

١٢٧٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١٧٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠١.
١٢٨٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠٢.

وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ».

نازل ہوں۔ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' پھر اس کے بعد وہ اپنی پسند کے مطابق دعا کرے۔''

فائدہ: تشہد کی بحث کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۱۷۶۔

(المعجم ٤٤) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٩٧)

باب: ۴۴-ایک اور قسم کا تشہد

۱۲۸۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ،ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا سُنَّتَنَا وَبَيَّنَ لَنَا صَلَاتَنَا. فَقَالَ: «إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ يُجِبْكُمُ اللهُ، ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ،

۱۲۸۱-حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔ ہمیں ہمارے طریقے سکھلائے اور ہمارے لیے ہماری نماز بیان فرمائی اور فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفیں سیدھی کرو۔ پھر تم میں سے کوئی شخص تمھارا امام بنے۔ جب بھی وہ اللّٰه أكبر کہے تو تم بھی اللّٰه أكبر کہو اور جب وہ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تمھاری دعا قبول فرمائے گا۔ پھر جب وہ اللّٰه أكبر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی اللّٰه أكبر کہو اور رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کو جاتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ سبقت اس سبقت کے مقابلے میں ہے۔ اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی بات سنتا ہے جو اس کی حمد کرے۔ پھر جب وہ

۱۲۸۱ـ [صحيح] تقدم، ح: ۸۳۱، وأخرجه مسلم، ح: ٤٠٤/ ٦٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۰۳.

فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِّنْ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَّقُولَ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

اللّٰہ أکبر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی اللّٰہ أکبر کہو اور سجدہ کرو۔ امام تم سے پہلے سجدے کو جاتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ سبقت اس سبقت کے مقابلے میں ہے۔ (تمھارے اور امام کے سجدے کی مقدار میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔) اور جب امام قعدے میں بیٹھے تو تمھیں یوں کہنا چاہیے: [اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ ...... عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ''تمام آداب، پاکیزہ کلمات اور دعائیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام، رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

(المعجم ٤٥) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٩٨)

باب: ۴۵- ایک اور قسم کا تشہد

١٢٨٢ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «بِسْمِ اللهِ وَبِاللّٰهِ، اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى

۱۲۸۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس طرح تشہد سکھاتے تھے جیسے ہمیں قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ ...... وَ أَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ] ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ۔ تمام آداب، دعائیں اور پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام، رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام

١٢٨٢ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١١٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠٤.

عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ».

نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ أَيْمَنَ بْنَ نَابِلٍ عَلٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ، وَأَيْمَنُ عِنْدَنَا لَا بَأْسَ بِهِ، وَالْحَدِيثُ خَطَأٌ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی دوسرے راوی نے اس روایت میں ایمن بن نابل کی موافقت کی ہو۔ ایمن ہمارے نزدیک معتبر راوی ہے لیکن یہ روایت درست نہیں۔ اور توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد ہی سے ملتی ہے۔

فائدہ: اس روایت میں تشہد کے آغاز میں [بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ] کا اضافہ ہے جو کسی اور راوی نے بیان نہیں کیا۔ اسی طرح آخر میں جنت وجہنم والے جملے بھی صرف اسی روایت میں ہیں اور کوئی راوی اس میں موافقت نہیں کرتا' لہٰذا یہ اضافے غریب اور شاذ ہیں' اس لیے معتبر نہیں' اگرچہ ایمن بن نابل ثقہ راوی ہے۔ ثقہ راوی کی روایت بھی اسی وقت معتبر ہوگی جب وہ کثیر ثقات یا اپنے سے اوثق (زیادہ ثقہ) راوی کے خلاف نہ ہو۔ بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔ (دیکھیے بعینہ یہی حدیث نمبر ۱۱۷۶ میں)

(المعجم ٤٦) - بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٤٩٩)

باب: ۴۶- نبی ﷺ پر سلام پڑھنا

١٢٨٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْحَكَمِ الْوَرَّاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ:

۱۲۸۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین میں ہر وقت چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔''

١٢٨٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٥٢ عن معاذ بن معاذ به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠٥، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢٣٩٢ . * سفيان الثوري صرح بالسماع عند إسماعيل القاضي في "فضل الصلاة على النبي ﷺ".

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِّي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ».

فوائد ومسائل: ① نماز میں آپ پر سلام پڑھنا فرض ہے' آگے پیچھے بھی آپ پر سلام پڑھنا ایک بہت بڑی فضیلت ہے اور یہی مرتبہ آپ پر صلاۃ (درود) کا ہے کیونکہ یہ قرآنی حکم ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب ۳۳:۵٦) صلى الله عليه وسلم. ② نبیٔ اکرم ﷺ پر درود کے علاوہ اکیلا سلام پڑھنا بھی درست ہے' یعنی اگر کوئی شخص صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ یا عَلَيْهِ السَّلَامُ اکیلا اکیلا کہہ دے تو جائز ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ میں نبیٔ اکرم ﷺ پر کثرت سے سلام پڑھنے کی ترغیب ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے نبیٔ اکرم ﷺ کا بلند مرتبہ اور عزت وعظمت واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ جو آپ پر سلام پڑھے' فرشتے اس کا سلام آپ تک پہنچائیں۔ ⑤ اس شخص کی فضیلت بھی اس سے ثابت ہوتی ہے جو آپ ﷺ پر سلام پڑھتا ہے اور اس کا سلام نبیٔ اکرم ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے' پھر آپ ﷺ بنفس نفیس اس کا جواب دیتے ہیں جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی مجھے سلام کہتا ہے' اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' (سنن أبي داود' المناسك' حديث:۲۰۴۱) یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ ''روح لوٹانے'' کی کئی ایک تاویلات کی گئی ہیں مگر اول وآخر یہی ہے کہ یہ عالم برزخ کا معاملہ ہے' اسے دنیا کی زندگی پر قیاس کرنا درست نہیں' علاوہ ازیں یہ متشابہات میں سے ہے۔ ہم کوئی اطمینان بخش تفصیل وتوجیہ کرنے سے قاصر ہیں۔ والله أعلم.

(المعجم ٤٧) - فَضْلُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٠)

باب:۴۷- نبی ﷺ پر سلام پڑھنے کی فضیلت

١٢٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكَوْسَجُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ زَمَنَ الْحَجَّاجِ فَحَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي

۱۲۸۴- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے جب کہ آپ کے چہرۂ انور پر سرور جھلک رہا تھا۔ ہم نے کہا: ہم آپ کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا:

١٢٨٤- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٩، ٣٠ عن عفان به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٠٦، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩١، والحاكم: ١/ ٤٢٠، ٤٢١، ووافقه الذهبي. * سليمان الهاشمي حسن الحديث، وثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما.

طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِي وَجْهِهِ، فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَى الْبُشْرٰى فِي وَجْهِكَ، فَقَالَ: «إِنَّهُ أَتَانِي الْمَلَكُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: أَمَا يُرْضِيكَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

''اے محمد! تحقیق آپ کا رب تعالیٰ فرماتا ہے: کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ جو شخص بھی آپ پر درود پڑھے گا' میں اس پر دس دفعہ رحمت کروں گا؟ اور جو بھی آپ پر سلام کہے گا' میں اس پر دس بار سلام نازل کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ! اللہ! کس قدر فضیلت ہے نبیٔ پاک ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کی کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس بندے پر اپنی شان کے مطابق دس رحمتیں اور دس بار سلام نازل فرماتا ہے۔ نبی ﷺ کی رضامندی اور شفاعت مستزاد ہے۔ درود سے مراد نبیٔ کامل کے لیے رحمت کی دعا کرنا اور سلام سے مراد آپ پر سلامتی کی دعا کرنا ہے۔ خصوصی مرتبے کی وجہ سے مخصوص نام درود وسلام رکھ دیا گیا۔ یہ دعائیں بھی نتیجتاً اپنے لیے ہی ہیں کیونکہ آپ کے لیے دعا دراصل امت کے لیے ہے۔ امت کی شان بڑھے گی...... ﷺ ② اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے اس امت پر عظیم احسان کا تذکرہ ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور جو ایک مرتبہ آپ پر سلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہے۔ ③ اللہ کا انعام اور فضل پا کر خوش ہونا چاہیے اور چہرے پر خوشی کے واضح آثار نظر آنے چاہئیں۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ التَّمْجِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٥٠١)

باب:۴۸- نماز میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرنا اور نبی ﷺ پر درود پڑھنا

١٢٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِيءٍ، أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا

۱۲۸۵- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا کرتے سنا جس نے نہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور نہ نبی ﷺ پر درود پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے نمازی! تو نے

١٢٨٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٨١، والترمذي، الدعوات، [باب في إيجاب الدعاء بتقديم الحمد والثناء ... الخ]، ح: ٣٤٧٦ من حديث حميد بن هانيء أبي هانيء به، وقال الترمذي: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٠٩، ٧١٠، وابن حبان، ح: ٥١٠، والحاكم: ١/ ٢٣٠، ٢٦٨، والذهبي.

يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ لَمْ يُمَجِّدِ اللهَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي» ثُمَّ عَلَّمَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَسَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي فَمَجَّدَ اللهَ وَحَمِدَهُ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُدْعُ تُجَبْ، وَسَلْ تُعْطَ».

جلدی کی ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دعا کا طریقہ سکھایا' پھر آپ نے ایک آدمی کو دعا کرتے ہوئے سنا' اس نے پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور تعریف بیان کی' پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب تو دعا کر' قبول ہوگی اور مانگ تجھے دیا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنے پر تو سب امت کا اتفاق ہے' البتہ وجوب واستحباب میں اختلاف ہے۔ محدثین (عمومی طور پر) نماز میں درود کو واجب سمجھتے ہیں کیونکہ صلاۃ کا ساتھی سلام سب کے نزدیک واجب ہے تو درود بھی واجب ہوگا کیونکہ دونوں کا حکم اکٹھا ہے۔ ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب ۳۳:۵۶) نیز آپ نے اسے تشہد کی طرح سکھلایا ہے جیسے کہ اگلی روایت میں صراحت ہے: [أُمِرْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ] نیز مطلقاً صلاۃ وسلام تو سب کے نزدیک فرض ہے کیونکہ یہ قرآنی حکم ہے۔ نماز کے علاوہ اس فرض کے لیے کون سا موقع مناسب ہوگا؟ احناف اور کچھ موالک اسے فرض اور واجب نہیں سمجھتے۔ یہ موقف مرجوح ہے۔ احتیاط پہلے مسلک ہی میں ہے کہ اسے کسی حال میں چھوڑا نہ جائے۔ ② نماز کے علاوہ عام دعا میں بھی پہلے حمد وثنا کی جائے پھر درود پڑھا جائے اور پھر دعا کی جائے۔ ③ مذکورہ آیت قرآنی ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ......﴾ کے عموم سے علماء کے ایک گروہ نے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ تشہد اول میں بھی درود شریف پڑھا جائے اور سنن نسائی کی ایک روایت میں بھی نفلی نماز کے تشہد اول میں نبی ﷺ سے درود پڑھنے کا ثبوت موجود ہے۔ (سنن النسائي مع التعليقات السلفية' قيام الليل' كيف الوتر بِتِسْعٍ' حدیث:۱۷۲۱' ۲۰۲/۱) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''احسن البیان'' مطبوعہ الریاض' سعودی عرب' سورۃ الاحزاب ۳۳:۵۶ کے ذیل میں) ④ نماز میں دعا کرنا مشروع ہے۔ ⑤ دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا اور نبیٔ اکرم ﷺ پر درود پڑھنا قبولیت دعا کے اسباب میں سے ہے' لہٰذا دعا کرنے والے کو چاہیے کہ اپنی حاجت برآری کے لیے پہلے اللہ کی حمد بیان کرے' پھر نبیٔ اکرم ﷺ پر درود پڑھے' پھر جو چاہے مانگے' اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا۔ إن شاء الله تعالى.

(المعجم ٤٩) - بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٢)

باب:۴۹- نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم ہے

١٢٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ - اَلَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ - أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ».

۱۲۸۶- حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیٹھک میں تشریف لائے۔ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے تمنا کی کہ وہ آپ سے نہ پوچھتے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا: ”تم یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ...... عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعٰلَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ”اے اللہ! محمد (ﷺ) اور ان کی آل پر خصوصی رحمت فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر خصوصی رحمت فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکات نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر تمام جہانوں میں برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو ہی قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔“ اور سلام اس طرح پڑھو جیسے تمھیں سکھایا گیا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ”حکم دیا گیا ہے۔“ صحابہ کا آپ سے درود کے بارے میں اس طرح سوال کرنا اور سوال و جواب میں سلام کا حوالہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سوال نماز کے بارے میں تھا کیونکہ سلام تو نماز ہی میں واجب ہے۔ ② آل سے مراد آپ کے مسلم قریبی رشتہ دار یا متبعین، یعنی صحابہ یا کل امت ہے۔ یہ لفظ ان تینوں معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ③ درود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ یا تو اس لیے ہے کہ وہ آپ کے جد امجد ہیں یا اس لیے کہ تمام آسمانی مذاہب (اسلام، یہودیت، عیسائیت) انھیں اپنا امام مانتے ہیں۔ ④ آپ نے

١٢٨٦ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٦٥، ١٦٦، والكبرى، ح: ١٢٠٨.

جو بھی درود سکھایا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ ضرور ہے اس لیے جمیع امت کا اتفاق ہے کہ ہر قسم کی نماز میں درود ابراہیمی ہی پڑھا جائے گا۔ نماز کے علاوہ بھی ابراہیمی درود ہی بہتر ہے اگرچہ کوئی اور درود بھی جو حدیث سے ثابت ہو پڑھا جا سکتا ہے۔ ⑤ تمام جہانوں سے مراد دنیا و آخرت دونوں ہیں۔ ⑥ اس حدیث مبارکہ سے نبی ﷺ کے عجز و انکسار اور خصائل حمیدہ کا پتہ چلتا ہے آپ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام کرتے تھے اور ان سے اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ ⑦ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اگر کوئی شرعی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ اپنی طرف سے شریعت سازی نہیں کرتے تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے تھے اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ اگر ہمیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو قرآن وسنت سے رہنمائی لیں اپنے اجتہادات اور قیاس آرائیوں کی طرف سبقت نہ کریں۔ ⑧ نبی اکرم ﷺ سے اگر کوئی سائل سوال کرتا اور اس کا جواب ابھی تک اللہ نے آپ کو بتایا نہ ہوتا تو آپ وحی کا انتظار کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى○﴾ (النجم ۵۳:۳، ۴) ''اور وہ (اپنی) خواہش سے نہیں بولتا۔ وہ وحی ہی تو ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔'' ⑨ اس حدیث مبارکہ سے دوسرے انبیاء پر صلاۃ (درود) پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٣)

باب:۵۰- نبی ﷺ پر درود کیسے پڑھا جائے؟

١٢٨٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أُمِرْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَنُسَلِّمَ أَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا

۱۲۸۷- حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ پر درود وسلام پڑھیں سلام تو ہم جان چکے ہیں درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) پر خصوصی رحمتیں فرما جیسے تو نے آل ابراہیم پر رحمتیں فرمائیں۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔''

١٢٨٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:١٢٠٩ . * هشام بن حسان مدلس كما قال ابن المديني، وأبوحاتم وغيرهما، ولحديثه شواهد كثيرة .

بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ».

(المعجم ٥١) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٠٤)

باب:٥١-ایک اور قسم کا درود

١٢٨٨- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ مِّنْ كِتَابِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

١٢٨٨-حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! (تشہد میں) آپ پر سلام پڑھنا تو ہم جان چکے ہیں' لیکن درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

قَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى: وَنَحْنُ نَقُولُ: وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ.

(راوی) ابن ابی لیلیٰ نے کہا: ہم ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے: ان کے ساتھ ساتھ ہم پر بھی (رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا بِهِ مِنْ كِتَابِهِ وَهٰذَا خَطَأٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث بھی ہمارے استاد گرامی (قاسم بن زکریا) نے اپنی کتاب سے دیکھ کر بیان کی تھی مگر اس کی سند غلط ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس غلطی کی وضاحت آئندہ روایت میں آرہی ہے کہ سلیمان کے استاد عمرو بن مُرّہ نہیں بلکہ حکم ہیں جیسا کہ حدیث:١٢٨٩ کی سند سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ لطیفہ یہ ہے کہ یہ روایت بھی قاسم بن زکریا ہی سے ہے۔ گویا انھوں نے ایک دفعہ سلیمان کے استاد کا نام عمرو بن مُرّہ بتایا' ایک دفعہ حَکَم۔ لیکن پہلی سند غلط ہے دوسری صحیح

١٢٨٨- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (١٠)، ح: ٣٣٧٠، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٦ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي ليلى به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٠.

ہے کیونکہ اس کی تائید دوسرے راوی بھی کرتے ہیں، مثلاً: (دیکھیے حدیث: ۱۲۹۰ کی سند) واللّٰہ أعلم. ② یہ آخری الفاظ انھوں نے بطور دعا مزید کہے جن کا اصل حدیث سے کوئی تعلق نہیں، یعنی یہ درود کا حصہ نہیں۔

١٢٨٩- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ»

۱۲۸۹- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام تو ہم جان چکے ہیں لیکن آپ پر درود کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر خصوصی رحمت نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: وَنَحْنُ نَقُولُ: وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ.

(راوی) عبدالرحمٰن نے کہا: ہم یہ بھی کہتے تھے: اور ان کے ساتھ ساتھ ہم پر بھی (رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔)

قَالَ أَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِيهِ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ غَيْرَ هٰذَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سند پہلی سند کے مقابلے میں زیادہ درست ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ حضرت قاسم کے علاوہ کسی نے اس حدیث میں عمرو بن مُرّہ کا ذکر کیا ہو۔ واللّٰہ أعلم.

١٢٩٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۱۲۹۰- حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے، انھوں

١٢٨٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٢١١، وأخرجه مسلم، ح: ٤٠٦/ ٦٨ من حديث سليمان الأعمش، والبخاري، ح: ٤٧٩٧ من حديث الحكم به.

١٢٩٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ١٤١٢، وأخرجه البخاري، ح: ٦٣٥٧، ومسلم، ح: ٤٠٦ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: قَالَ لِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

نے کہا کہ حضرت کعب بن عجرہ ڈاٹنڈ نے مجھ سے فرمایا: میں تجھے تحفہ نہ دوں؟ (اور وہ یہ ہے کہ) ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام پڑھنا تو ہم جان چکے ہیں لیکن آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ”اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر خصوصی رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ یقینا تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقینا تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

(المعجم ٥٢) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٠٥)

باب: ۵۲- ایک اور قسم کا درود

١٢٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

۱۲۹۱- حضرت طلحہ ڈاٹنڈ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر درود کیسے پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ”اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر خصوصی رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ یقینا تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقینا تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

١٢٩١- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٢ عن محمد بن بشر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٣. * عثمان هو ابن عبدالله بن موهب.

١٢٩٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقَالَ: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

۱۲۹۲- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی (ﷺ) کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر خصوصی رحمت نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

١٢٩٣- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ قَالَ: أَنَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ وَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ».

۱۲۹۳- حضرت موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: ''مجھ پر درود پڑھو اور خوب کوشش سے دعا کرو اور کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد پر خصوصی رحمتیں نازل فرما۔''

(المعجم ٥٣) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٠٦)

باب: ۵۳- ایک اور قسم کا درود

١٢٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ

۱۲۹۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے'

١٢٩٢ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البزار في البحر الزخار: ٣/ ١٥٥، ح: ٩٤٢ عن عبيدالله بن سعد بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٤.

١٢٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٩ من حديث عثمان بن حكيم به مختصرًا بطرف منه، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٥.

١٢٩٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "إن الله وملائكته يصلون على النبي"، ح: ٤٧٩٨، ٦٣٥٨ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٦.

- وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ [الْهَادِ]، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا التَّسْلِيمُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ».

وہ فرماتے ہیں: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام پڑھنا تو ہم نے جان لیا ہے مگر آپ پر درود کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ ...... عَلٰى إِبْرَاهِيمَ] ''اے اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد (ﷺ) پر خصوصی رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔''

(المعجم ٥٤) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٠٧)

باب: ۵۴- ایک اور قسم کا درود

١٢٩٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ» - فِي حَدِيثِ الْحَارِثِ -: «كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ»، قَالَا جَمِيعًا، «كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ

١٢٩٥- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ أَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ)' آپ کی بیویوں اور آپ کی نسل پر رحمتیں نازل فرما۔'' حارث کی حدیث میں یہ لفظ بھی ہیں: [كَمَا صَلَّيْتَ ...... وَ ذُرِّيَّتِهِ] ''جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ اور محمد (ﷺ)' آپ کی بیویوں اور آپ کی نسل پر برکتیں نازل فرما۔'' یہاں سے پھر دونوں راوی متفق ہیں: [كَمَا بَارَكْتَ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

١٢٩٥ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (١٠)، ح: ٣٣٦٩، ٦٣٦٠، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٥، والكبرى، ح: ١٢١٧.

مَّجِيدٌ» .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ مَرَّتَيْنِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ قَدْ سَقَطَ عَلَيْهِ مِنْهُ سَطْرٌ .

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی ﷫ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث حضرت قتیبہ نے دو دفعہ بیان فرمائی۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ ان سے ایک سطر رہ گئی۔"

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں امام صاحب کے دو استاد ہیں۔ قتیبہ اور حارث بن مسکین۔ قتیبہ کی روایت میں بعض الفاظ رہ گئے ہیں جو حارث بن مسکین نے بیان کیے ہیں۔ امام صاحب نے اس کی صراحت کی ہے۔ روایت کے الفاظ پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قتیبہ سے پڑھتے وقت ایک سطر چھوٹ گئی ہے کیونکہ [اَللّٰهُمَّ صَلِّ] کے بعد [كَمَا بَارَكْتَ] تو نہیں آ سکتا بلکہ [كَمَا صَلَّيْتَ] ہی آ سکتا ہے۔ ② مندرجہ بالا احادیث میں درود کے جو الفاظ بیان کیے گئے ہیں' ان میں معمولی لفظی فرق ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان میں سے کوئی سے الفاظ بھی پڑھ لیے جائیں' کوئی حرج نہیں' البتہ درود ابراہیمی ہو جیسا کہ روایات سے ظاہر ہے۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ الْفَضْلِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٨)

باب:۵۵- نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت

١٢٩٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ يُرٰى فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنَّهُ جَاءَنِي جِبْرِيلُ ﷺ فَقَالَ: أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدُ! أَنْ لَّا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ

۱۲۹۶- حضرت ابوطلحہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن آئے تو آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ (ہمارے استفسار پر) آپ نے فرمایا: "جبریل میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد! کیا آپ کے لیے یہ بات خوش کن نہیں ہے کہ آپ کی امت میں سے جو شخص بھی آپ پر درود پڑھے گا' میں اس پر دس بار رحمت اتاروں گا اور آپ کی امت میں سے جو شخص بھی آپ پر سلام پڑھے گا' میں اس پر دس دفعہ سلام نازل کروں گا۔"

١٢٩٦ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٢٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٨.

إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

فائدہ: دیکھیے حدیث:١٢٨٤۔

١٢٩٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

١٢٩٧- حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل فرمائے گا۔''

١٢٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ».

١٢٩٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس غلطیاں معاف کر دی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔''

فائدہ: اس حدیث میں سابقہ احادیث سے زائد فضیلت اور ثواب کا بیان ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ پر درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ کیوں نہ ہو؟ حَبِيبُ الْحَبِيبِ حَبِيبٌ. درود پڑھنا أَعْظَمُ الْقُرُبَاتِ ''نیک کاموں میں سب سے عظیم'' ہے اور افضل دعا ہے۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ تَخْيِيرِ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٩)

باب:٥٦- نبی ﷺ پر درود پڑھنے کے بعد اختیار ہے کہ کوئی (منقول) دعا پڑھ لی جائے

١٢٩٧- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح:٤٠٨ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح:١٢١٩.

١٢٩٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٢ من حديث يونس به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٠، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٠، والحاكم: ١/ ٥٥٠، والذهبي، وللحديث طرق أخرى.

۱۲۹۹- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ عَنْ عِبَادِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدُ، أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ يَدْعُو بِهِ».

۱۲۹۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (تشہد میں) بیٹھتے تھے تو ہم کہتے تھے: اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر سلام ہو‘ فلاں پر سلام اور فلاں پر سلام۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم [اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ] نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے بلکہ جب تم میں سے کوئی شخص (قعدے میں) بیٹھے تو وہ کہے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ...... وَرَسُولُهُ] ”تمام آداب (قولی عبادات) اور تمام دعائیں (فعلی عبادات) اور تمام اچھے کلمات (مالی عبادات) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ جب تم یہ الفاظ کہو گے تو یہ سلام اور دعا آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائیں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر اس کے بعد (درود پڑھ کر) جو (منقول) دعا اسے زیادہ پسند ہو‘ منتخب کرے اور پڑھے۔“

فوائد ومسائل: ① اگرچہ حدیث میں مطلق دعا کا ذکر ہے مگر بعض چیزیں خود بخود مفہوم ہوتی ہیں‘ یعنی دعا سے پہلے درود پڑھا جائے گا جیسا کہ گزشتہ روایات سے واضح ہے‘ مثلاً: حدیث نمبر ۱۲۸۵۔ اسی طرح دعا سے مراد بھی منقول اور ماثور دعا ہے‘ نہ کہ ہر آدمی اپنی مرضی کے مطابق دعائیں بناتا رہے۔ جب نماز کے ہر رکن کے لیے منقول ذکر ہونا ضروری ہے تو یہاں کیسے غیر منقول دعا مراد ہوگی؟ ویسے بھی اپنی طرف سے بنائی ہوئی دعا کی صحت کا یقین نہیں ہوتا اور نماز میں مشکوک چیز نہیں ہونی چاہیے۔ واللہ أعلم. ② درود شریف پڑھنے سے اللہ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ ③ نبیٔ اکرم ﷺ پر صلاۃ پڑھنے میں بندہ اپنے رب کی موافقت کرتا ہے اگرچہ اللہ کا

۱۲۹۹۔ [صحيح] تقدم، ح: ۱۲۷۸، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۲۱.

آپ پر صلاۃ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ہاں آپ کی تعریف وتوصیف کرتا ہے اور ہمارے اور فرشتوں کے صلاۃ پڑھنے سے مراد دعا ہے۔ ④ جو بندہ ایک دفعہ نبیٔ اکرم ﷺ پر درود پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے' دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ دس درجے بلند ہوجاتے ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ ⑤ جب بندہ اللہ کے حضور دعا مانگتا اور اس سے پہلے درود پڑھتا ہے تو اس کی دعا قبول ہونے کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ ⑥ درود شریف قیامت والے دن نبیٔ رحمت ﷺ کی شفاعت' آپ کی رفاقت اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہوگا۔ ⑦ اس کے نہ پڑھنے سے آدمی قیامت کے دن حسرت اور افسوس کرے گا۔ ⑧ اس کے پڑھنے سے فاقوں اور مصیبتوں سے نجات ملتی ہے۔ ⑨ اس کے پڑھنے سے جنت کا راستہ آسان ہوجاتا ہے۔ ⑩ آپ پر درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے۔ ⑪ آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھنے والے کے لیے جبریل علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ نے بددعا فرمائی۔ ⑫ اس کے پڑھنے سے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ ⑬ اس کے پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔

(المعجم ٥٧) - اَلذِّكْرُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ (التحفة ١٠٥)

باب: ٥٧-تشہد کے بعد ذکر

١٣٠٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ أَخُو سُفْيَانَ بْنِ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَدْعُو بِهِنَّ فِي صَلَاتِي. قَالَ: «سَبِّحِي اللهَ عَشْرًا، وَاحْمَدِيهِ عَشْرًا، وَكَبِّرِيهِ عَشْرًا، ثُمَّ سَلِيهِ حَاجَتَكِ يَقُلْ: نَعَمْ نَعَمْ».

١٣٠٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ ایسے کلمات سکھا دیجیے جن کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں۔ آپ نے فرمایا: ''دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھا کر اور دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھا کر اور دس دفعہ اَللّٰہُ أَکْبَرُ پڑھا کر۔ پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! ہاں! (میں نے تیری حاجت قبول کی)۔''

فائدہ: حدیث مذکور میں یہ کہیں نہیں کہ یہ ذکر تشہد کے بعد کیا جائے گا' دیگر روایات میں صراحت ہے کہ یہ

١٣٠٠- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في صلاة التسبيح، ح: ٤٨١ من حديث عكرمة بن عمار به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٢، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣١٧، ٣١٨، ووافقه الذهبي، وعزاه المنذري إلى ابن خزيمة، وابن حبان في صحيحيهما.

ذکر سلام کے بعد کیا جائے گا۔ (دیکھیے، حدیث: ۱۳۴۹) یا اس جملہ (نماز میں دعا کیا کروں۔فِي صَلَاتِي) میں صلاۃ سے مراد دعا لی جائے۔ مطلب یہ ہوگا کہ مجھے ایسے کلمات سکھا دیجیے جو میں اپنی دعا میں پڑھا کروں۔ رسول اللہ ﷺ کا جواب اس معنی کی تائید کرتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا استنباط محل نظر ہے (کہ یہ ذکر سلام سے پہلے ہے) بلکہ یہ ذکر بھی نماز کے بعد ہے اور ذکر کے بعد دعا بھی نماز کے بعد ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٨) - بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الذِّكْرِ (التحفة ٥١١)

باب:۵۸- ذکر کے بعد دعا

١٣٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ أَخِي أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَالِسًا - يَعْنِي - وَرَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّي فَلَمَّا رَكَعَ وَسَجَدَ وَتَشَهَّدَ دَعَا فَقَالَ فِي دُعَائِهِ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ! إِنِّي أَسْأَلُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «أَتَدْرُونَ بِمَا دَعَا؟» قَالُوا: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ دَعَا اللهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى».

۱۳۰۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا اور ایک آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے رکوع اور سجدہ کر لیا اور تشہد بھی پڑھ لیا تو اس نے دعا کی اور اپنی دعا میں کہا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ...... الخ] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ تیرے لیے ہی تعریف ہے۔ تیرے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ تو بہت احسان کرنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کو بلا مادہ پیدا کرنے والا ہے۔ اے بزرگی و عزت والے! اے زندہ و جاوید! اے سب کو قائم رکھنے والے! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔'' نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم جانتے ہو اس نے کن لفظوں سے دعا کی؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بخوبی جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کے ساتھ اللہ کو پکارا جائے تو وہ ضرور جواب دیتا ہے اور

١٣٠١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٩٥ من حديث خلف بن خليفة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٣، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٢، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٥٠٣، ٥٠٤، ووافقه الذهبي.

جب اس کے ساتھ کچھ مانگا جائے تو ضرور عطا فرماتا ہے۔"

١٣٠٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ - أَبُو بُرَيْدٍ الْبَصْرِيُّ - عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِالْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَنْظَلَةُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ مِحْجَنَ بْنَ الْأَدْرَعِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ إِذَا رَجُلٌ قَدْ قَضٰى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ غُفِرَ لَهُ» ثَلَاثًا.

۱۳۰۲- حضرت محجن بن ادرع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے جب کہ ایک آدمی اپنی نماز مکمل کر چکا تھا اور تشہد کی حالت میں تھا۔ اس نے کہا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ! ...... الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ تو واحد ہے۔ یکتا اور بے نیاز ہے جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا' اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے' کہ تو میرے گناہ معاف فرما دے۔ بلاشبہ تو ہی بہت زیادہ بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: "تحقیق اسے معاف کر دیا گیا۔"

فوائد و مسائل: ① رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ عظیم خوش خبری نہ صرف حضرت محجن ؓ کے لیے تھی بلکہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس انداز سے دعا کرے۔ یہ دعا بھی اسم اعظم کے ساتھ ہی ہے کیونکہ مذکورہ اوصاف باری تعالیٰ کی ذات بے مثال کے ساتھ خاص ہیں۔ کسی میں ان کا شمہ بھی نہیں پایا جاتا۔ ② نماز سے فارغ ہو کر اذکار کرنے کے بعد دعا کرنا مستحسن امر ہے۔ ③ اپنی حاجت کا مطالبہ کرنے سے پہلے مذکورہ الفاظ کہنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے' بشرطیکہ اس میں بقیہ شرائط موجود ہوں' مثلاً: اس کا کھانا' پینا اور لباس حلال کا ہو۔ ④ اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہی مقدس و بابرکت ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی تاثیر باقی سے بڑھ کر ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٩) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ٥١٢)

باب: ۵۹- ایک اور قسم کی دعا

١٣٠٢- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقول بعد التشهد، ح: ٩٨٥ من حديث عبدالوارث به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٢٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٢٤، والحاكم: ١/ ٢٦٧ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

١٣٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ».

۱۳۰۳- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجیے جو میں اپنی نماز میں کروں۔ آپ نے فرمایا: ''یوں کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ ...... الرَّحِيمُ] ''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا' لہٰذا میرے لیے اپنی طرف سے بخشش فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بلاشبہ تو ہی بہت زیادہ معاف کرنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ہر انسان پر تقصیر ہے' لہٰذا اپنے قصور کا اعتراف کرتے رہنا چاہیے' خواہ علم ہو یا نہ۔ بندے کی شان یہی ہے' خواہ صدیق ہی ہو' نیز یہ دعا تو ہر امتی کے لیے ہے۔ ظلم کثیر سے مراد گناہوں اور غلطیوں کی کثرت ہے جس سے کوئی امتی محفوظ نہیں ہے۔ واللہ أعلم. ② اس حدیث مبارکہ سے اس موقف کی تردید ہوتی ہے کہ مومن کا لفظ صرف اسی شخص پر بولا جا سکتا ہے جس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس امت میں سب سے بڑے مومن تھے لیکن نبی اکرم ﷺ نے انھیں یہ دعا سکھائی۔

(المعجم ٦٠) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ٥١٣)

باب:٦٠- ایک اور قسم کی دعا

١٣٠٤- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَيْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ،

۱۳۰۴- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔

١٣٠٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ٨٣٤، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ٢٧٠٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٢٥.

١٣٠٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ١٥٢٢ من حديث حيوة بن شريح به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٢٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٥١، وابن حبان، ح: ٢٣٤٥، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٧٣، ووافقه الذهبي.

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي لَأُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ!»، فَقُلْتُ: وَأَنَا أُحِبُّكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَا تَدَعْ أَنْ تَقُولَ فِي كُلِّ صَلَاةٍ: رَبِّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو کسی نماز میں یہ دعا کرنا نہ چھوڑ: [رَبِّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ ......] ''اے میرے رب! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح بنا سنوار کے کروں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ الفاظ کے ساتھ نماز میں دعا کرنا مشروع ہے۔ ② اس حدیث میں [فِي كُلِّ صَلَاةٍ] ''ہر نماز میں'' کے الفاظ ہیں' دیگر روایات میں [فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ] ''ہر نماز کے بعد'' کے الفاظ ہیں۔ دونوں روایتوں میں تعارض نہیں بلکہ اس میں وسعت ہے کہ بندہ سلام کے بعد بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے اور سلام سے پہلے بھی' اس لیے کہ دبر کے معنی ''ہر چیز کا آخر'' بھی ہیں اور ''بعد'' بھی ہیں۔ واللہ أعلم. ③ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ نبی ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔ ④ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی بندے کو دوسرے سے محبت ہو تو اسے بتا دینا چاہیے' اس سے محبت میں پائیداری اور دوام ہو جاتا ہے۔ ⑤ بندہ ہر وقت اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کے لیے اس سے مدد مانگتا رہے کیونکہ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔

(المعجم ٦١) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ٥١٤)

باب: ٦١- ایک اور قسم کی دعا

١٣٠٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ التَّثَبُّتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيمَةَ عَلَى

١٣٠٥- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ التَّثَبُّتَ ...... لِمَا تَعْلَمُ] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں دین کے معاملے میں ثابت قدم رہوں اور ہدایت کے حصول میں پرعزم رہوں اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تیری

١٣٠٥- [حسن] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ٢٤١٦ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٢٧
* أبو العلاء بن الشخير سمعه من رجل من بني حنظلة عن شداد به، كما في سنن الترمذي، ح: ٣٤٠٧ وغيره، وللحديث شواهد عند الطبراني (الكبير: ٧/ ٢٧٩، ح: ٧١٣٥) وغيره.

الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا وَلِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ».

نعمتوں کا شکر ادا کروں اور تیری عبادت اچھے طریقے سے کروں اور میں تجھ سے قلب سلیم اور سچی زبان مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے میں ہر اس چیز کی خیر مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے اور ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو تو جانتا ہے اور تجھ سے ہر اس گناہ کی معافی مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے۔''

فائدہ: ''قلب سلیم'' سے مراد وہ دل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق میں شرک و نفاق اور ریا سے محفوظ ہو اور بندوں کے حق میں حسد، کینہ، بغض، حرص اور ہوس سے پاک ہو اور نیکی کی طرف راغب ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٢) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥١٥)

باب: ٦٢- ایک اور قسم کی دعا

١٣٠٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ صَلَاةً فَأَوْجَزَ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَقَدْ خَفَّفْتَ أَوْ أَوْجَزْتَ الصَّلَاةَ! فَقَالَ: أَمَّا عَلَى ذٰلِكَ فَقَدْ دَعَوْتُ فِيهَا دَعَوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ - هُوَ أَبِي غَيْرَ أَنَّهُ كَنَّى عَنْ نَفْسِهِ - فَسَأَلَهُ عَنِ الدُّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَأَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ: «اَللّٰهُمَّ! بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي، اَللّٰهُمَّ! وَأَسْأَلُكَ

١٣٠٦- حضرت سائب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک نماز پڑھائی اور بڑی مختصر پڑھائی۔ کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے بڑی ہلکی اور مختصر نماز پڑھائی ہے۔ آپ کہنے لگے: اس کے باوجود میں نے نماز میں بہت سی دعائیں پڑھی ہیں جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنیں۔ جب وہ اٹھے تو ایک آدمی ان کے پیچھے چلا...... وہ خود حضرت سائب ہی تھے لیکن انھوں نے اپنا نام پوشیدہ رکھا...... اور ان سے وہ دعائیں پوچھیں۔ پھر واپس آ کر اس نے لوگوں کو بتائیں۔ (ایک دعا یہ تھی:) [اَللّٰهُمَّ! بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ ...... وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِينَ] ''اے اللہ! چونکہ تو علم غیب جانتا ہے اور تمام مخلوقات پر قدرت رکھتا ہے اس لیے (میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ) تو مجھے اس

١٣٠٦- [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٢ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٨، وصححه ابن حبان، ح: ٥٠٩.

خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ فِي غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ! زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ».

وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہے اور مجھے اس وقت فوت کر دینا جب میرے لیے وفات بہتر سمجھے۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے باطناً اور ظاہراً تیرے ڈر کا سوال کرتا ہوں اور رضامندی و ناراضی ہر حال میں سچی اور حکمت بھری بات کہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور فقیری و امیری میں میانہ روی اختیار کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور تجھ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں۔ اور ایسی آنکھ کی ٹھنڈک (خوشی ولذت) مانگتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور راضی برضا وقضا رہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور موت کے بعد لذیذ زندگی مانگتا ہوں۔ اور تیرے روئے اقدس کے دیدار کے مزے اور تیری ملاقات کے شوق کا طلب گار ہوں' بغیر اس کے کہ کسی نقصان وہ مصیبت میں پھنسوں یا کسی گمراہ کن فتنے میں مبتلا ہوں۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے آراستہ فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ (اور گمراہوں کو) راہ دکھلانے والے بنا دے۔''

١٣٠٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: صَلّٰى عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ بِالْقَوْمِ صَلَاةً فَأَخَفَّهَا، فَكَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوهَا فَقَالَ: أَلَمْ أُتِمَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ؟ قَالُوا: بَلٰى. قَالَ: أَمَا

١٣٠٧- حضرت قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ہلکی نماز پڑھائی۔ گویا کہ لوگوں نے اسے عجیب سمجھا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے رکوع اور سجدے مکمل نہیں کیے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں (وہ تو ٹھیک ہیں۔) آپ نے فرمایا: میں نے نماز میں وہ دعا پڑھی ہے جو رسول اللہ ﷺ نماز میں پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ ......

١٣٠٧- [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٤ من حديث شريك القاضي به، وليس فيه قيس بن عباد، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٩، والحديث السابق شاهد له.

إِنِّي دَعَوْتُ فِيهَا بِدُعَاءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو بِهِ: «اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَكَلِمَةَ الْإِخْلَاصِ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَفِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ».

هُدَاةً مُّهْتَدِينَ] ”اے اللہ! چونکہ تو غیب جانتا ہے اور مخلوق پر قدرت کاملہ رکھتا ہے لہٰذا (میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ) تو مجھے اتنی دیر تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور اس وقت فوت کر دینا جب تو میرے لیے وفات بہتر سمجھے۔ میں تجھ سے خلوت وجلوت میں تیرا ڈر مانگتا ہوں اور رضامندی و ناراضی میں کلمۂ حق کہنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے وہ نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو اور آنکھ کی وہ ٹھنڈک (لذت وسرور) جو کبھی منقطع نہ ہو اور تقدیر پر راضی رہنے، موت کے بعد پرسرور زندگی اور تیرے روئے اقدس کی زیارت کی لذت اور تیری ملاقات کا شوق مانگتا ہوں اور ہر نقصان دہ مصیبت اور ہر گمراہ کن فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ (اور گمراہوں کے لیے) راہ دکھلانے والا (راہنما) بنا دے۔“

فوائد ومسائل: ① دونوں روایات میں معمولی لفظی فرق ہے، معنی دونوں کے ایک ہیں۔ یہ انتہائی جامع دعا ہے۔ ② بعض روایات میں موت کی خواہش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، التمني، حدیث: ۷۲۳۳-۷۲۳۵) اور ان روایات میں موت کی دعا مذکور ہے۔ ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ بیماری وغیرہ یا دوسرے دنیوی مصائب کی وجہ سے موت کی خواہش کرنا منع ہے، اگر آدمی کو دین میں خرابی یا فتنے کا ڈر ہو تو ایسے حالات میں مذکورہ الفاظ کے ساتھ دعا کر سکتا ہے۔ ③ جب تک انسان زندہ رہے اپنی خیر و بھلائی کی دعا کرتا رہے۔ ④ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا اور وہ اللہ کو بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھیں گے۔

(المعجم ٦٣) - بَابُ التَّعَوُّذِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٥١٦)

باب: ۶۳- نماز میں (اللہ تعالیٰ سے) پناہ طلب کرنا

١٣٠٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۱۳۰۸- حضرت فروہ بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ

١٣٠٨- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب في الأدعية، ح: ٢٧١٦/ ٦٥ عن إسحاق بن إبراهيم به، وهو في◀◀

قَالَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ : حَدِّثِينِي بِشَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِهِ. قَالَتْ : نَعَمْ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

میں نے حضرت عائشہ ؓ سے کہا: مجھے کوئی ایسی چیز بیان کیجیے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دعا فرمایا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: ضرور، رسول اللہ ﷺ یوں پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّمَا لَمْ أَعْمَلْ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان برے کاموں کے شر سے جو میں نے کیے اور جو ابھی نہیں کیے۔“

فوائد ومسائل: ① یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ برے کام کرنے اور نیک کام نہ کرنے کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ میں اپنے کاموں کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں اور ان کاموں اور چیزوں کے شر سے بھی جن کا میرے عمل سے تعلق نہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کا فعل ہو یا اللہ تعالیٰ کا، یعنی قضا وقدر۔ دوسرے لوگوں کے فعل (مثلاً: ان کے حسد، بغض، معصیت وغیرہ) سے بھی تو انسان کو شر پہنچ سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ② نبی ﷺ اکثر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہتے تھے۔ آپ نے اس سے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہمہ وقت اللہ کی پناہ طلب کرتے رہا کرو کیونکہ اللہ کی پکڑ سے صرف خائب وخاسر لوگ ہی بے خوف ہوتے ہیں۔

(المعجم ٦٤) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥١٧)

باب:٦٤-ایک اور قسم کا تعوذ

١٣٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ : «نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ». قَالَتْ عَائِشَةُ : فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً بَعْدُ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ

١٣٠٩- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قبر کے عذاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”ہاں، عذاب قبر برحق ہے۔“ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو جو بھی نماز پڑھتے دیکھا، آپ اس میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

◀◀ الكبرٰى، ح: ١٢٣٠.

١٣٠٩- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ح: ١٣٧٢ من حديث شعبة، ومسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر ... الخ، ح:٥٨٦/١٢٦ من حديث أشعث بن أبي الشعثاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٣١.

الْقَبْرِ.

فوائد ومسائل: ① عذاب قبر سے مراد قبر کا جہنم سے کچھ حد تک متعلق ہو جانا ہے جس کی بنا پر قبر کی زندگی اجیرن ہو جائے گی' نیز جوابات نہ آنے پر فرشتوں کی طرف سے سزا اور بعض اعمال کی جزوی سزا' مثلاً: پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا اور چغلیاں کرنا قبر میں بھی سزا کا مستوجب بنتا ہے۔ اس قسم کا عذاب سب کو نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس سے محفوظ رہیں گے۔ بلکہ اس کے مقابل انھیں ثواب قبر ہوگا۔ واللہ أعلم. ② نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگنا مشروع ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب قبر برحق ہے۔ ④ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی اگلی پچھلی ساری لغزشیں معاف کر دی تھیں: [قَدْغُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ] اس کے باوجود آپ کس قدر اللہ کے عذاب سے ڈرتے تھے اور استغفار کرتے رہتے تھے جبکہ ہم گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں' ہمیں تو بالاولیٰ کثرت سے استغفار اور توبہ کرتے رہنا چاہیے اور اللہ کی پکڑ سے پناہ مانگنی چاہیے۔

۱۳۱۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ»، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ! فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ».

۱۳۱۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ...... وَالْمَغْرَمِ] ''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ وآزمائش سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے اللہ! میں گناہ اور قرض (یا گناہوں کے بوجھ) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' کسی کہنے والے نے آپ سے کہا: آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں! آپ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی مقروض ہو جاتا ہے' پھر بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''مسیح دجال'' احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے قبل ایک شخص دنیا پر غلبہ حاصل کرلے گا۔ وہ دنیوی طور پر ترقی یافتہ ہوگا اور لوگوں کو اپنے سائنسی ودیگر کمالات سے مرعوب کرے گا۔

۱۳۱۰ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ۸۳۲، ومسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ۵۸۹ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۳۲ .

دینی طور پر وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا اور سب لوگوں کو اپنا کلمہ پڑھوانے کی کوشش کرے گا۔ سخت دغا باز اور دھوکے باز ہوگا۔ یہ دجال کے معنی ہیں۔ مسیح اسے اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ ممسوح العین (کانا) ہوگا۔ یہودی اسے اپنا نجات دہندہ قرار دیں گے۔ وہ اسی کے انتظار میں ہیں' ورنہ حقیقی مسیح تو کب کا آ چکا جسے انھوں نے نہ مانا۔ اس جعلی مسیح کو مانیں گے جو ان میں سے ہوگا۔ دونوں آنکھوں سے عیب ناک ہوگا۔ یہودیوں نے حقیقی مسیح عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کی ناپاک جسارت کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں یہودیوں کے شر سے بچانے کے لیے زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور قیامت کے نزدیک اللہ تعالیٰ انھیں پھر زمین پر اتارے گا' وہ اس جعلی دھوکے باز مسیح کو قتل کر کے اس کی مسیحیت کا بھانڈا پھوڑ دیں گے اور دنیا کو اس کے ظلم وستم سے نجات دلائیں گے۔ اس کے قتل سے یہودیت کا خاتمہ ہو جائے گا اور عیسائیت کو عیسیٰ علیہ السلام اپنی زبانی اور اپنے ہاتھوں سے ختم کر دیں گے۔ عیسائیت کے نشان صلیب اور خنزیر کا نام ونشان مٹائیں گے۔ خالص اسلام کا بول بالا ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ ② ''زندگی کا فتنہ'' یہ ہے کہ انسان زندگی میں رب تعالیٰ کا نافرمان رہے۔ دین حق سے برگشتہ رہے۔ زندگی کی خوش نمائیوں میں کھو کر حق تعالیٰ سے غافل رہے۔ اور ''موت کا فتنہ'' یہ ہے کہ مرتے وقت شیطان گمراہ کر دے۔ کلمۂ توحید نصیب نہ ہو۔ بری حالت پر موت آئے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ. ممکن ہے اس سے عذاب قبر' یعنی سوال وجواب میں ناکامی مراد ہو۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ. ③ اپنے وسائل سے بڑھ کر قرض اٹھانا کہ بعد میں اسے ادا نہ کیا جا سکے' درست نہیں ہے۔ ④ وعدہ خلافی کرنا اور جھوٹ بولنا حرام ہے۔ ⑤ مذکورہ اشیاء سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

١٣١١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنِ الْمُعَافَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، ح: وَأَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ

۱۳۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نمازی تشہد پڑھ چکے تو ان چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے: جہنم کے عذاب' قبر کے عذاب' زندگی اور موت کی آزمائش اور مسیح دجال کے شر سے' پھر اس کے بعد (منقول دعاؤں میں سے) اپنے لیے اپنی پسندیدہ دعا کرے۔''

١٣١١ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٨/ ١٣٠ب عن علي بن خشرم به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٣٣ .

الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ بِمَا بَدَا لَهُ» .

فائدہ: بعض حضرات نے ظاہر الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے اس تعوذ کو واجب قرار دیا ہے' ابن حزم اور امام طاوس رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اس کے قائل ہیں۔ دیکھیے: (اصل صفة الصلاة: ۹۹۸/۳، ۹۹۹) جبکہ جمہور اہل علم کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں ہے کہ آپ نے اس کے بغیر نماز پڑھی یا سکھلائی ہے یا اسے کامل قرار دیا ہے۔ اس ایک روایت کے ایسے معنی مراد نہیں لیے جا سکتے جو باقی تمام احادیث کے خلاف ہوں' لہٰذا جمہور اہل علم کے نزدیک اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔ اس قسم کے (امر و حکم کے) الفاظ استحباب و تاکید کے لیے بھی آ جایا کرتے ہیں۔ باقی احادیث کے پیش نظر یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ و الله أعلم.

(المعجم ٦٥) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ (التحفة ٥١٨)

باب: ٦٥- تشہد کے بعد ایک اور قسم کا ذکر

١٣١٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: «أَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ» .

۱۳۱۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں تشہد کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے: [وَأَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ' وَ أَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ] ''سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔''

فائدہ: خطبۂ وعظ میں تشہد کے بعد تو یہ الفاظ بہت جچتے ہیں کیونکہ یہ وعظ کی تمہید ہیں مگر نماز کے تشہد کے بعد ان الفاظ کی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا اس حدیث سے نماز والے تشہد کے بعد اس ذکر کے پڑھنے کا استدلال کرنا محل نظر ہے۔ اس سے مراد خطبے کا تشہد (شہادتین) ہے جیسا کہ مسند احمد کی روایت سے صراحت ہوتی ہے: [كَانَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ......] ''نبی ﷺ اپنے خطبے میں شہادتین کے بعد یہ الفاظ: [إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ......] پڑھا کرتے تھے۔'' (مسند أحمد: ۳۱۹/۳) نیز یہاں ''الصَّلَاة'' سے مراد خطبہ ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہوا۔ اور خطبے کو صلاۃ اس لیے کہا کہ یہ اس کے مقدمات اور مبادیات میں سے ہے، جیسا کہ خطبہ جمعہ ہے۔ و الله أعلم. مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح النسائي: ۲۶۳/۱۵)

١٣١٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣١٩ عن يحيى القطان به، وفيه: "خطبته" بدل "صلاته".

(المعجم ٦٦) - بَابُ تَطْفِيفِ الصَّلَاةِ (التحفة ٥١٩)

باب:٦٦- ناقص نماز پڑھنے کا بیان

١٣١٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، - وَهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ - عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي فَطَفَّفَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مُنْذُ كَمْ تُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: مُنْذُ أَرْبَعِينَ عَامًا، قَالَ: مَا صَلَّيْتَ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَلَوْ مِتَّ وَأَنْتَ تُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَمِتَّ عَلَى غَيْرِ فِطْرَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُخَفِّفُ وَيُتِمُّ وَيُحْسِنُ.

١٣١٣- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے ایک آدمی کو ناقص نماز پڑھتے دیکھا۔ حضرت حذیفہ نے اس سے پوچھا: تو کتنے عرصے سے ایسی نماز پڑھ رہا ہے؟ اس نے کہا: چالیس سال سے۔ آپ نے فرمایا: یقین کر چالیس سال سے تو نے نماز پڑھی ہی نہیں اور اگر تو اسی قسم کی نماز پڑھتا پڑھتا مر جاتا تو حضرت محمد ﷺ کے دین پر فوت نہ ہوتا۔ پھر آپ کہنے لگے: بلاشبہ انسان ہلکی نماز پڑھنے کے باوجود مکمل اور اچھے طریقے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① وہ شخص نماز تیز تیز پڑھتا تھا اور اطمینان وسکون نہیں کرتا تھا۔ بخاری میں ہے: [لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ] "وہ رکوع وسجود مکمل نہیں کر رہا تھا" (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٧٩١) یہ روایت مصنف عبدالرزاق (حدیث: ٣٧٣٢، ٣٧٣٣) میں بھی ہے۔ اس میں ہے کہ وہ ٹھونگیں مار رہا تھا۔ "يَنْقُرُفِيهَا" ایک اور روایت میں اس قسم کی نماز کو "ٹھونگے مارنے" سے تشبیہ دی گئی ہے اور اسے منافق کی نماز بھی کہا گیا ہے۔ (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٢٢) اس لیے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کو کالعدم قرار دیا ہے اور جب نماز ہی نہ ہوئی تو اس کی موت اسلام کی موت نہیں کیونکہ نماز کے بغیر دین نہیں۔ ممکن ہے آپ نے زجر کے طور پر سخت الفاظ استعمال کیے ہوں تاکہ وہ کامل نماز پڑھے۔ ② ہلکی نماز سے مراد قراءت میں تخفیف ہے۔ رکوع' قومہ' سجدہ اور جلسہ مکمل ہونے چاہئیں' یعنی تمام ارکان میں سکون واطمینان اختیار کیا جائے۔ ③ نماز میں کمی کرنا یا ناقص ادا کرنا حرام ہے۔ ④ جو شخص نماز کے ارکان وواجبات مکمل نہ کرے' اسے بے نماز ہی شمار کیا جائے گا۔ ⑤ جب صحابی سُنَّةُ مُحَمَّدٍ بِافِطْرَةُ مُحَمَّدٍ کہے تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔

١٣١٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب إذا لم يتم الركوع، ح: ٧٩١ من حديث زيد بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٣٥.

(المعجم ٦٧) - **بَابُ أَقَلِّ مَا تُجْزِيءُ بِهِ الصَّلَاةُ** (التحفة ٥٢٠)

باب: ٦٧- وہ کم از کم ارکان جن کے ساتھ نماز کافی ہوتی ہے

١٣١٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَلِيٍّ - وَهُوَ ابْنُ يَحْيَى - عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمٍّ لَهُ بَدْرِيٍّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْمُقُهُ وَنَحْنُ لَا نَشْعُرُ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ». فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! لَقَدْ جَهِدْتُ فَعَلِّمْنِي فَقَالَ: «إِذَا قُمْتَ تُرِيدُ الصَّلَاةَ فَتَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ، ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ، ثُمَّ افْعَلْ كَذٰلِكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ».

١٣١٤- ایک بدری صحابی (حضرت رفاعہ بن رافع) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا اور رسول اللہ ﷺ اسے بغور دیکھنے لگے۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا اور سلام کہا۔ آپ نے فرمایا: ''واپس جا' دوبارہ نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ واپس گیا اور دوبارہ نماز پڑھی' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''واپس جا' پھر نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' دو تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر وہ آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو عزت بخشی! میں تو (بار بار نماز پڑھ کر) تھک گیا ہوں' لہٰذا مجھے سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے ارادے سے کھڑا ہو تو وضو کر اور اچھی طرح وضو کر' پھر قبلے کی طرف منہ کر اور اللہ أکبر کہہ' پھر قراءت کر' پھر رکوع کر اور اطمینان سے رکوع کر' پھر سر اٹھا حتی کہ سیدھا کھڑا ہو جائے' پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کرے' پھر سر اٹھا حتی کہ تو اطمینان سے بیٹھ جائے' پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کرے' پھر سر اٹھا' پھر (ہر رکعت میں) ایسے ہی کر حتی کہ تو اپنی نماز سے فارغ ہو جائے۔''

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نماز کے فرض کام بیان کیے ہیں یا وہ کام جن میں وہ صحابی سستی

١٣١٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٦٠، والترمذي، ح: ٣٠٢ وغيرهما من حديث علي بن يحيى به، كما تقدم، ح: ١٠٥٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٣٦.

کرتا تھا۔ دونوں صورتوں میں ان کاموں کے بغیر نماز نہیں ہوتی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا: ”تیری نماز نہیں ہوئی۔“ (باقی مباحث کے لیے دیکھیے، حدیث:١٠٥٤)

١٣١٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمٍّ لَهُ بَدْرِيٍّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْمُقُهُ فِي صَلَاتِهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ». فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، حَتَّى كَانَ عِنْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَقَالَ: وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَهِدْتُ وَحَرَصْتُ فَأَرِنِي وَعَلِّمْنِي قَالَ: «إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تُصَلِّيَ فَتَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى

١٣١٥- ایک بدری صحابی (حضرت رفاعہ بن رافع) ؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کہا جب کہ نبی ﷺ اسے نماز میں دیکھتے رہے تھے۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ”واپس جا، دوبارہ نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ وہ واپس گیا، پھر نماز پڑھی، پھر نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کہا۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ”واپس جا، پھر نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ حتی کہ تیسری یا چوتھی دفعہ ہوئی تو اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب اتاری! میں تو (بار بار نماز پڑھ کر) تھک گیا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے (نماز پڑھ کر) دکھائیں اور مجھے سکھلا دیں۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو نماز کا ارادہ کرے تو وضو کر اور بہترین وضو کر، پھر قبلے کی طرف منہ کر اور اللہ اکبر کہہ، پھر قرآن (کم از کم فاتحہ) پڑھ، پھر رکوع کر حتی کہ تجھے رکوع میں اطمینان حاصل ہو، پھر سر اٹھا حتی کہ سیدھا کھڑا ہو جائے، پھر سجدہ کر حتی کہ تجھے سجدے میں اطمینان حاصل ہو، پھر سر اٹھا حتی کہ تو اطمینان سے بیٹھ جائے، پھر دوسرا سجدہ کر حتی کہ تجھے سجدے میں اطمینان حاصل ہو، پھر سر اٹھا، پھر جب تو اس

١٣١٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٢٣٧.

تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ فَإِذَا أَتْمَمْتَ صَلَاتَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ، وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا فَإِنَّمَا تَنْقُصُهُ مِنْ صَلَاتِكَ».

طریقے سے نماز مکمل کر لے تو تیری نماز مکمل اور صحیح ہو جائے گی۔ اور جو تو ان کاموں میں کمی کرے گا تو یقیناً اپنی نماز ہی میں نقص ڈالے گا۔"

فائدہ: بعض روایات میں صراحت ہے کہ اس نے تین دفعہ نماز پڑھی تھی۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۰۵۴)

۱۳۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللهُ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ثَمَانَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا.

۱۳۱۶- حضرت سعد بن ہشام بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر (رات کی نفل نماز) کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم آپ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا آپ کو جگاتا۔ آپ اٹھ کر مسواک کرتے' وضو فرماتے اور آٹھ رکعات پڑھتے۔ ان میں آپ تشہد کے لیے نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں رکعت کے بعد۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں پڑھتے۔ پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہم سن لیتے۔

فوائد و مسائل: ① "نہیں بیٹھتے تھے" گویا نفل نماز میں اگر ہر دو رکعت کے بعد نہ بیٹھے' صرف آخری رکعت کے بعد بیٹھ جائے اور تشہد وغیرہ پڑھ لے تو کافی ہے' نماز ہو جائے گی' البتہ فرض نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد بیٹھنا چاہیے۔ اگر بھول جائے تو نماز ہو جائے گی مگر سجدۂ سہو ضروری ہے۔ قصداً چھوڑے تو نماز دہرائے۔ ② "آٹھ رکعات پڑھتے" وتر اس کے علاوہ پڑھتے۔ وتر (طاق نماز) پڑھنے کے بعد پہلے پڑھے ہوئے سب نوافل بھی وتر میں شامل ہو جائیں گے کیونکہ نماز ایک ہی ہے۔ صرف رکعات کی تعداد (طاق) کے مدنظر اسے وتر کہہ دیتے ہیں ورنہ یہ سب صلاۃ اللیل ہے' تاہم خالی وتر کے لیے بعض نے کم از کم تین کی حد مقرر

۱۳۱٦ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع، ح: ١١٩١ من حديث سعيد بن أبي عروبة عن قتادة به، وصرحا بالسماع عند البيهقي: ٢/ ٤٩٩، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٣٨، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٧٤٦.

کی ہے مگر آپ ﷺ اور بعض صحابۂ کرام ﷺ سے صرف ایک رکعت بھی ثابت ہے لہٰذا ایک رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔ لیکن اس پر ہمیشگی اسوۂ رسول ﷺ نہیں۔

(المعجم ٦٨) - بَابُ السَّلَامِ

(التحفة ٥٢١)

باب:٦٨-سلام کا بیان

١٣١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ - وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمِسْوَرِ الْمَخْرَمِيُّ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ.

١٣١٧- حضرت سعد ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے آخر میں) دائیں بائیں (منہ موڑتے تھے اور) سلام کہتے تھے۔

١٣١٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ.

١٣١٨- حضرت سعد ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تھا کہ آپ (نماز کے اختتام پر) دائیں اور بائیں سلام کہتے تھے اور اس قدر منہ موڑتے تھے کہ آپ کے رخسار اطہر کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ هٰذَا لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ﷫ بیان کرتے ہیں کہ یہ (راویٔ حدیث) عبداللہ بن جعفر معتبر راوی ہیں، البتہ

١٣١٧ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السلام للتحليل من الصلاة عند الفراغ وكيفيته، ح: ٥٨٢ من حديث عبدالله بن جعفر المخرمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٣٩.

١٣١٨ـ أخرجه مسلم، ح: ٥٨٢ عن إسحاق بن إبراهيم به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٤٠.

جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

علی بن مدینی کے والد عبداللہ بن جعفر بن نجیح متروک ہیں۔(ان کی حدیث معتبر نہیں ہے۔)

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کے راوی عبداللہ بن جعفر مَخرمی ہیں جو ثقہ ہیں۔ایک دوسرے عبداللہ بن جعفر ہیں جو مشہور محدث اور نقاد حضرت علی بن مدینی کے والد محترم ہیں لیکن وہ اپنے کمزور حافظے کی وجہ سے علم حدیث میں قابل اعتبار نہیں۔ چونکہ اشتباہ کا خطرہ تھا' اس لیے امام صاحب نے وضاحت فرمائی۔ جزاه الله خيرًا. ② سلام دونوں جانب کہنا چاہیے۔کثیر روایات اسی پر دال ہیں۔لیکن نماز کے آخر میں صرف ایک طرف سلام کہنا بھی جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ایک طرف سلام کہنا بھی ثابت ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة: ١/ ٦٢٨' حديث:٣١٦) جب ایک سلام کہنا ہوتو سامنے کی طرف منہ کر کے سلام کہا جائے' پھر چہرے کو دائیں جانب مائل کرلیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٩) - بَابُ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السَّلَامِ (التحفة ٥٢٢)

باب:٦٩-سلام کہتے وقت ہاتھ کس جگہ ہوں؟

١٣١٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، وَأَشَارَ مِسْعَرٌ بِيَدِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَقَالَ: «مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَرْمُونَ بِأَيْدِيهِمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمُسِ، أَمَا يَكْفِي أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ».

١٣١٩-حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ (ابتدا میں) جب ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہتے اور ساتھ ہاتھوں کو بھی دائیں بائیں اٹھاتے تھے۔ (یعنی دائیں طرف سلام کے وقت دائیں طرف اور بائیں طرف سلام کے وقت بائیں طرف ہاتھ اٹھاتے۔) آپ نے (دیکھا تو) فرمایا: ''انھیں کیا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے (دائیں بائیں) اشارے کرتے ہیں جیسے سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔کیا یہ کافی نہیں کہ نمازی اپنے ہاتھ اپنی ران ہی پر رکھے اور زبان سے اپنے دائیں اور بائیں اپنے ساتھیوں کو سلام کہہ دے۔''

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہے کہ نبی ﷺ کا رفع الیدین کو سرکش گھوڑوں کی دموں سے تعبیر کرنا' سلام کے

١٣١٩-[صحيح] تقدم، ح:١١٨٦، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٤١.

وقت ہاتھوں سے سلام کرنے سے متعلق ہے۔اس کا اس رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں ہے جو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کیا جاتا ہے۔اسے اس رفع الیدین سے جوڑ کر یہ کہنا کہ اس سے نبی ﷺ نے روک دیا تھا' علمی خیانت ہے۔أعاذنا الله منه. (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۱۱۸۵'۱۱۸۶)

(المعجم ٧٠) - كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى الْيَمِينِ (التحفة ٥٢٣)

باب:۷۰-دائیں طرف سلام کیسے کہا جائے؟

١٣٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ» حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

۱۳۲۰-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہر جھکتے' اٹھتے اور کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت اللہ أکبر کہتے اور اپنے دائیں اور بائیں سلام کہتے:[السلام عليكم ورحمة الله' السلام عليكم ورحمة الله] ''تم پر اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمت ہو۔'' (اور منہ بھی موڑتے تھے) حتی کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی تھی اور میں نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بھی ایسے کرتے دیکھا ہے۔

١٣٢١- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ: أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا

۱۳۲۱-حضرت واسع بن حبان نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ جب جھکتے تھے تو اللّٰہ أکبر کہتے تھے اور جب سر اٹھاتے تھے' تب بھی اللّٰہ أکبر کہتے تھے۔ پھر (نماز کے اختتام پر) دائیں طرف منہ کر کے کہتے:[السلام عليكم ورحمة الله]

١٣٢٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٨٤، ١١٤٣، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٤٢.

١٣٢١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٢ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٤٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٧٦.

وَضَعَ، اَللهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا رَفَعَ، ثُمَّ يَقُولُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ عَنْ يَمِينِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ عَنْ يَسَارِهِ.

اور بائیں طرف منہ کر کے کہتے: [السلام علیکم ورحمة الله]

فائدہ: شریعت اسلامیہ نے جس طرح نماز کا آغاز اللّٰه أکبر جیسے بارعب جملے سے کیا تھا جو کہ نمازی کو لوگوں سے منقطع کرنے اور اللہ تعالیٰ سے جوڑنے پر دلالت کرتا ہے اس طرح' اس کے مقابلے میں نماز کا اختتام [السلام علیکم ورحمة الله] جیسے پرلطف جملے سے کیا جو نمازی کا تعلق پھر سے لوگوں کے ساتھ بطریق احسن جوڑ دیتا ہے۔ یہ نماز کے اختتام کا اعلان بھی ہے اور لوگوں کے ساتھ کلام کا آغاز بھی اور وہ بھی بہترین انداز میں' یعنی دعائیہ کلمات کے ساتھ۔ چونکہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا منع ہے' لہٰذا نماز کے اختتام پر سلام پھیرنا مشروع ہے۔

(المعجم ٧١) - بَابٌ: كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى الشِّمَالِ (التحفة ٥٢٤)

باب: ٧١- بائیں طرف کیسے سلام کہا جائے؟

١٣٢٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ - يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَخْبِرْنِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ كَانَتْ؟ قَالَ: فَذَكَرَ التَّكْبِيرَ قَالَ: - يَعْنِي - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا وَذَكَرَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ عَنْ يَمِينِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَسَارِهِ.

١٣٢٢- حضرت واسع بن حبان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا: مجھے بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے ہوتی تھی؟ آپ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ اللّٰه أکبر کہتے تھے اور (نماز کے اختتام پر) دائیں طرف السلام علیکم ورحمة الله کہتے تھے اور بائیں طرف السلام علیکم کہتے تھے۔

١٣٢٣- أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ عَنِ ابْنِ

١٣٢٣- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے

١٣٢٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧١ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٤٤، وانظر الحديث السابق.

١٣٢٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في السلام، ح: ٩٩٦، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التسليم في الصلاة، ح: ٢٩٥، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب التسليم، ح: ٩١٤ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ١/ ٤٠٨، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٤٥، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وابن الجارود وغيرهم.

دَاوُدَ - يَعْنِي عَبْدَ اللهِ بْنَ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيَّ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ خَدِّهِ، عَنْ يَمِينِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَعَنْ يَسارِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ورَحمَةُ اللهِ.

ہیں کہ گویا میں نبی ﷺ کے رخسار کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں' آپ اپنی دائیں طرف فرماتے: [السلام علیکم ورحمة اللّٰه] اور بائیں طرف فرماتے: [السلام علیکم ورحمة اللّٰه]

١٣٢٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهِ.

١٣٢٤- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سلام پھیرتے حتی کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی' پھر بائیں طرف حتی کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

١٣٢٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هٰهُنَا، وَبَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هٰهُنَا.

١٣٢٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے (اور کہتے:) [السلام علیکم ورحمة اللّٰه' السلام علیکم ورحمة اللّٰه] حتی کہ دائیں طرف بھی آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی اور بائیں طرف بھی آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

١٣٢٦- أَخْبَرَنَا [إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ] قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ [الْحَسَنِ] بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ

١٣٢٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے (اور کہتے:) [السلام علیکم و رحمة اللّٰه] حتی کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی نظر آتی' پھر بائیں طرف

١٣٢٤_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٢٤٦.
١٣٢٥_ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ١٫٢٤٧.
١٣٢٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق والذين قبله، وهو في الكبرى، ح: ١٢٤٨.

وَأَبِي الْأَحْوَصِ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَعَنْ يَسَارِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْسَرِ.

سلام پھیرتے (اور کہتے:)[السلام علیکم و رحمة اللہ] حتی کہ آپ کے بائیں رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

فائدہ: روایات کے تتبع سے سلام کہنے کے چار طریقے ملتے ہیں' ان میں سے کسی ایک پر بھی عمل کرلیا جائے تو درست ہے: ① دائیں اور بائیں دونوں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] کہنا اور یہ طریقہ زیادہ مشہور اور معمول بہ ہے کیونکہ اکثر روایات میں یہی طریقہ مروی ہے۔ ② دائیں اور بائیں دونوں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ] کہنا۔ ③ دائیں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] اور بائیں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] ④ صرف سامنے کی طرف منہ کر کے [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہنا اور چہرے کا میلان تھوڑا سا دائیں جانب ہو۔ بعض علماء دائیں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ] اور بائیں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] کہنے کے قائل ہیں لیکن ان کا یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ سنن ابی داود کی جس روایت سے صرف دائیں جانب [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ ثابت ہے علمائے محققین اس کی بابت فرماتے ہیں کہ سنن ابی داود کے صحیح اور معتمد نسخوں میں دونوں طرف [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ منقول ہے۔ بنابریں دائیں اور بائیں دونوں جانب [وَبَرَكَاتُهُ] کہنا چاہیے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (أصل صفة صلاة النبي' للألباني' ص:۱۰۲۳-۱۰۳۶' و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:۱۵/۲۹۶-۳۰۶)

(المعجم ۷۲) - بَابُ السَّلَامِ بِالْيَدَيْنِ (التحفة ۵۲۵)

باب:۷۲- دونوں ہاتھوں سے سلام کہنا

۱۳۲۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ الْقِبْطِيَّةِ - عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۳۲۷- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب ہم سلام پھیرتے تھے تو ہاتھوں کے ساتھ بھی اشارہ کرتے اور کہتے [السلام علیکم' السلام علیکم] ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھ لیا تو آپ نے فرمایا: ''تمھیں

۱۳۲۷- [صحيح] تقدم، ح:۱۱۸٦، وهو في الكبرى، ح:۱۲٤۹.

فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ : فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ : «مَا بَالُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ! إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ وَلَا يُومِيءْ بِيَدِهِ».

کیا ہوا کہ تم اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے ہو جیسے یہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ جب تم میں سے کوئی آدمی (نماز کے آخر میں) سلام کہے تو اپنے ساتھی کی طرف منہ موڑے۔ ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث:۱۱۸۶، ۱۳۱۹۔

(المعجم ٧٣) - تَسْلِيمُ الْمَأْمُومِ حِينَ يُسَلِّمُ الْإِمَامُ (التحفة ٥٢٦)

باب:۷۳- جب امام سلام کہے تو مقتدی بھی سلام کہہ دے

١٣٢٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كُنْتُ أُصَلِّي بِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَإِنَّ السُّيُولَ تَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي، فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ» فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: «أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ

۱۳۲۸- حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں تقریباً نابینا ہو چکا ہوں۔ (موسم برسات میں) بارش اور سیلابی پانی میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز ادا فرمائیں جسے میں (گھریلو) مسجد بنالوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ میں عنقریب آؤں گا۔'' اگلے دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ دن کافی اونچا آ چکا تھا نبی ﷺ نے اجازت طلب کی۔ میں نے اجازت دے دی۔ آپ بیٹھے نہیں بلکہ فرمایا: ''تم کس جگہ چاہتے ہو کہ

١٣٢٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب إذا زار الإمام قومًا فأمهم، ح:٦٨٦ من حديث ابن المبارك، ومسلم، المساجد، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر، ح:٣٣/ ٢٦٤، بعد، ح:٦٥٧ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٥٠.

أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟» فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ.

میں نماز پڑھوں؟'' میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں چاہتا تھا کہ آپ نماز پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' ہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی' (آپ نے نماز ادا کی) پھر آپ نے سلام پھیرا اور آپ کے سلام پھیرتے ہی ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

فوائد و مسائل: ① جب امام سلام کہے تو اگر مقتدی کی نماز مکمل ہوگئی ہے تو وہ بھی سلام کہہ دے۔ اگر اس کی نماز مکمل نہیں ہوئی تو وہ نماز مکمل کرنے کے بعد سلام پھیرے۔ ② آدمی کو اگر کوئی تکلیف ہو تو وہ اس کے متعلق بتلا سکتا ہے' یہ شکوہ نہیں سمجھا جائے گا۔ ③ مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کی مسجد کے علاوہ بھی مسجدیں تھیں۔ ④ اگر بارش وغیرہ جیسے شرعی عذر کی بنا پر جماعت رہ جائے تو گناہ نہیں۔ ⑤ شرعی عذر کی وجہ سے گھر میں نماز کے لیے جگہ متعین کر لینا جائز ہے۔ ⑥ نماز کے لیے صف درست کرنا لازم ہے۔ ⑦ اس حدیث مبارکہ سے وعدہ وفا کرنے کی حیثیت نمایاں ہوتی ہے۔ ⑧ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے' بغیر اجازت کوئی بھی کسی کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے گھر میں بھی بغیر اجازت داخل نہیں ہوئے تھے۔ اگر صاحب خانہ اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دیں تو برا محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ ⑨ نفل نماز میں جماعت کرانا مشروع ہے۔

(المعجم ٧٤) - بَابُ السُّجُودِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٢٧)

باب:۷۴- نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا

١٣٢٩- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

۱۳۲۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر کے طلوع ہونے تک گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت الگ (سلام سے) پڑھتے اور اتنا لمبا سجدہ کرتے کہ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس (۵۰) آیات پڑھ سکتا تھا۔

١٣٢٩- [صحيح] تقدم، ح: ٦٨٦، وهو في الكبرى، ح: ١٢٥١.

وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ. وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ فِي الْحَدِيثِ. مُخْتَصَرٌ.

(ابن وہب فرماتے ہیں) بعض راوی بعض کی نسبت (کچھ) اضافے کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب ؒ کا اس روایت سے نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنے پر استدلال کرنا محل نظر ہے کیونکہ اس روایت میں جو سجدے کا ذکر ہے‘ اس سے مراد نماز سے فراغت کے بعد کا سجدہ نہیں بلکہ نماز میں کیے جانے والے سجدے کی طوالت کا بیان ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز (تہجد) گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ رات کے وقت آپ کی یہی نماز ہوتی تھی‘ اس نماز میں سجدہ اس قدر طویل کرتے کہ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات تلاوت کر سکتا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الوتر' حديث:٩٩٤) ② اس روایت میں عشاء کی مابعد سنتوں کو عشاء ہی میں شمار کیا گیا ہے‘ یعنی یہ گیارہ رکعات عشاء کی سنتوں کے علاوہ تھیں۔ ③ اگر صرف تین وتر پڑھنے ہوں تو پھر دو رکعت نماز الگ اور ایک رکعت الگ پڑھنا بہتر اور افضل ہے۔ احادیث کی روشنی میں اسی طریقے کی افضلیت ملتی ہے۔ احناف کسی حال میں ایک رکعت الگ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ صحیح‘ کثیر‘ اور صریح احادیث کی موجودگی میں ان کا ایک وتر سے انحراف قابل افسوس ہے۔ ④ رات کی نماز لمبی پڑھنا مستحب ہے۔

(المعجم ٧٥) - بَابُ سَجْدَةِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ (التحفة ٥٢٨)

باب:۷۵- سلام اور کلام کے بعد سجدۂ سہو کرنا

١٣٣٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، سَلَّمَ ثُمَّ تَكَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

۱۳۳۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (بھول کر) سلام پھیر دیا‘ پھر کچھ باتیں کیں‘ پھر آپ نے سہو کے دو سجدے کیے۔

فائدہ: جب امام یہ سمجھتا ہو کہ میں نماز مکمل کر چکا ہوں اور نماز سے فارغ ہوں‘ اس حالت میں اگر وہ کوئی کلام کر لے یا مقتدی ہونے کی صورت میں امام کو متنبہ کرے اور اس سے کچھ کلام کرنا پڑے یا تحقیق کی غرض

١٣٣٠- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩٥ من حديث حفص بن غياث به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٢.

سے آپس میں بات چیت ہو جائے' تو معلوم ہو جانے کے بعد سلام اور کلام نماز کے لیے قاطع نہیں ہوں گے۔ بقیہ نماز پڑھ کر سجود سہو کر لیے جائیں تو نماز بلا ریب درست ہے۔ یہ بات احادیث سے صاف سمجھ میں آتی ہے' البتہ احناف اور حنابلہ کلام کی صورت میں نئے سرے سے نماز پڑھنے کے قائل ہیں۔لیکن احادیث سے ان کے موقف کی تائید نہیں ہوتی۔(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۱۲۲۵'۱۲۳۰)

(المعجم ٧٦) - اَلسَّلَامُ بَعْدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ (التحفة ٥٢٩)

باب:۷۶-سجود سہو کے بعد سلام پھیرنا

١٣٣١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْضَمُ بْنُ جَوْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ. قَالَ: ذَكَرَهُ فِي حَدِيثِ ذِي الْيَدَيْنِ.

۱۳۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا' پھر بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔ (امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: ذوالیدین کی حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث:۱۲۲۵۔

١٣٣٢- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى ثَلَاثًا ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَالَ الْخِرْبَاقُ: إِنَّكَ صَلَّيْتَ ثَلَاثًا فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۳۳۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے تین رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا۔ حضرت خرباق رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے تین رکعتیں پڑھی ہیں۔آپ نے انھیں بقیہ رکعت پڑھائی' پھر سلام پھیرا' پھر سہو کے دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔

فوائد ومسائل: ① سجود سہو کے بعد سلام اتفاقی مسئلہ ہے' البتہ تشہد میں اختلاف ہے۔تشہد کی روایات

١٣٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السهو في السجدتين، ح:١٠١٦ من حديث عكرمة بن عمار به، وهو في الكبرى، ح:١٢٥٣.

١٣٣٢ـ [صحيح] تقدم، ح:١٢٣٨، وهو في الكبرى، ح:١٢٥٤.

ضعیف ہیں۔ عام روایات میں تشہد کا ذکر نہیں ہے' اس لیے راجح اور صحیح موقف یہی ہے کہ تشہد نہیں ہے۔ احناف لازمی سمجھتے ہیں۔ ② ''خرباق'' کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۲۳۰ کا فائدہ۔

(المعجم ٧٧) - جَلْسَةُ الْإِمَامِ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْانْصِرَافِ (التحفة ٥٣٠)

باب: ۷۷-سلام پھیرنے اور مقتدیوں کی طرف منہ موڑنے کے درمیان امام کا (کچھ دیر قبلہ رخ) بیٹھنا

١٣٣٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَمَقْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي صَلَاتِهِ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ وَرَكْعَتَهُ وَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ الرَّكْعَةِ، فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْانْصِرَافِ قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ.

۱۳۳۳-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کی حالت میں بغور دیکھا تو میں نے آپ کے قیام' رکوع' رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا' سجدہ' دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا' پھر دوسرا سجدہ کرنا' پھر سلام پھیرنے اور مقتدیوں کی طرف منہ پھیرنے کے درمیان (قبلہ رخ) بیٹھنا' تقریباً برابر پایا۔

فائدہ: سلام پھیرنے کے بعد امام کو کچھ دیر قبلہ رخ بیٹھے رہنا چاہیے۔ اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا قیام' رکوع اور سجود دوسرے ارکان' مثلاً: قومہ' جلسہ وغیرہ کے برابر ہوتے تھے۔ بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام کافی لمبا ہوتا تھا۔ اسی طرح رات کی نماز میں رکوع وسجود بھی طویل ہوتے تھے۔ ممکن ہے کبھی کبھار سب ارکان برابر بھی ہوتے ہوں۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ آپ سب ارکان میں تناسب رکھتے تھے۔ اگر قیام لمبا ہوتا تو باقی ارکان میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوتا تھا اور اگر اختصار ہوتا تو دیگر ارکان میں بھی اسی تناسب سے اختصار ہوتا تھا۔

١٣٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

۱۳۳۴-حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ

١٣٣٣ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها في تمام، ح: ٤٧١ من حديث أبي عوانة الوضاح بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٥.

١٣٣٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب مكث الإمام في مصلاه بعد السلام، ح: ٨٥٠ من حديث ابن وهب به تعليقًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٦.

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفَرَّاسِيَّةُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الصَّلَاةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ.

ﷺ کے دور میں عورتیں نماز سے سلام پھیرتے ہی اٹھ کر چلی جاتی تھیں جب کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے مرد نمازی جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا (کافی دیر تک) بیٹھے رہتے۔ پھر جب اللہ کے رسول ﷺ اٹھتے تو مرد بھی اٹھ کر چلے جاتے۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ باب کا مقصد یہ ہے کہ سلام پھیرنے اور اٹھ کر جانے کے درمیان کچھ دیر تک ذکر اذکار کے لیے بیٹھنا چاہیے۔ ممکن ہے دونوں جگہ بیٹھنا مراد ہو۔ مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے قبلہ رخ بیٹھنا اور اٹھ کر چلے جانے سے پہلے ذکر اذکار کے لیے مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا دونوں مسنون ہیں۔ جماعت ختم ہونے کے فوراً بعد اٹھ جانا معیوب اور سنت کے خلاف ہے الا یہ کہ کوئی عذر ہو بلکہ نماز کے اختتام کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر ذکر اذکار اور ادعیۂ ماثورہ پڑھنا مستحب ومسنون ہے علاوہ امام کے کہ وہ مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے گا۔ ② امام کو مقتدیوں کے احوال کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ان اسباب سے بھی بچنا چاہیے جو ممنوعات تک پہنچانے والے ہوں۔ ④ تہمت والے مقامات سے بچنا چاہیے۔ ⑤ عورتیں مسجد میں نماز باجماعت کے ساتھ شامل ہو سکتی ہیں۔

(المعجم ٧٨) - بَابُ الْإِنْحِرَافِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٣١)

باب:٧٨-(امام کا) سلام کے بعد اپنا رخ (قبلے سے) ہٹانا

١٣٣٥- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا صَلَّى انْحَرَفَ.

١٣٣٥- حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ نے اپنا رخ (قبلے سے) موڑ لیا۔

١٣٣٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام ينحرف بعد التسليم، ح: ٦١٤ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٥٧، وقال الترمذي، ح: ٢١٩ "حسن صحيح".

فوائد ومسائل: ① قبلے سے رخ موڑنا شاید اس لیے ہے کہ دور سے دیکھنے والے کو بھی نماز کے ختم ہونے کا علم ہو جائے۔ ویسے بھی امام کا مقتدیوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا نماز کی حد تک تو مجبوری تھی' نماز کے بعد مناسب ہے کہ وہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے جیسے سردار لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہے' اس لیے امام کو اپنا رخ قبلے کی طرف سے بدل لینا چاہیے۔ پھر چاہے تو بالکل مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے' خصوصاً اگر کوئی خطاب کرنا ہو اور چاہے تو دائیں یا بائیں منہ کر کے بیٹھ جائے۔ دائیں کو ترجیح دینا مستحسن ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ عموماً دائیں جانب کو ترجیح دیتے تھے۔ ② اس حدیث کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب آپ نماز پڑھ چکے تو اٹھ کر گھر چلے گئے مگر نماز کے بعد دیر تک ذکر اذکار آپ کا معمول تھا' خصوصاً صبح کی نماز کے بعد۔ احادیث میں اس کی فضیلت بھی وارد ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی کام ہو' اس لیے فوراً چلے گئے لیکن یہ معنی مراد لینے بعید ہیں کیونکہ یہ حجۃ الوداع کے موقع پر مسجد خیف کی بات ہے جیسا کہ حدیث: ۸۵۹ میں گزر چکا ہے۔ اور مسند احمد کے الفاظ ہیں: [ثُمَّ انْحَرَفَ جَالِسًا] ''پھر آپ بیٹھے بیٹھے مڑے۔'' (مسند أحمد: ۱۶۱/۴) لہٰذا پہلی بات ہی زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ تاہم ضرورت کے پیش نظر امام فوراً اٹھ کر بھی جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۷۹) - اَلتَّكْبِيرُ بَعْدَ تَسْلِيمِ الْإِمَامِ (التحفة ۵۳۲)

باب: ۷۹- امام کے سلام پھیرنے کے بعد (بلند آواز سے) اللّٰہ أكبر کہنا

۱۳۳۶- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ [سُفْيَانَ] بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا كُنْتُ أَعْلَمُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ.

۱۳۳۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام لوگوں کے اللہ أکبر کہنے سے معلوم کرتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① نماز سے فراغت کے بعد ذکر مسنون ہے۔ اس کی ابتدا اللّٰہ أکبر سے کی جائے۔ آواز درمیانی ہو' نہ بہت بلند ہو اور نہ بالکل آہستہ تاکہ سب مقتدیوں کی آواز مل کر ایک گونج سی پیدا ہو جائے۔ باقی ذکر آہستہ کیا جائے۔ ② حضرت ابن عباس ؓ نابالغ ہونے کی وجہ سے پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے' اس لیے ان تک سلام کی آواز نہیں پہنچتی تھی۔ سلام کے بعد جب تکبیر کی آواز گونجتی تو انھیں نماز کے ختم

۱۳۳۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، ح: ۸۴۲، ومسلم، المساجد، باب الذكر بعد الصلاة، ح: ۱۲۱/۵۸۳ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۵۸.

ہونے کا پتہ چلتا۔ ممکن ہے تکبیر بلند آواز سے کہنے میں یہ حکمت بھی ہو کہ لوگوں کو نماز ختم ہونے کا پتہ چل جائے' جیسے نماز میں تکبیرات انتقال بلند آواز سے کہی جاتی ہیں، اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے وغیرہ' لہٰذا یہ بات کمزور ہے کہ ذکر میں اخفا مناسب ہے' اس لیے سلام کے بعد تکبیر آہستہ کہی جائے جیسا کہ یہ جمہور اہل علم کا موقف ہے۔

(المعجم ٨٠) - بَابُ الْأَمْرِ بِقِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَاتِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٣٣)

باب:۸۰-نماز سے سلام پھیرنے کے بعد مُعَوِّذات پڑھنے کا حکم

١٣٣٧ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ حُنَيْنِ ابْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ الْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ.

۱۳۳۷-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں ہر (فرض) نماز کے بعد مُعوذات پڑھوں۔

فائدہ: بعض روایات میں ''معوذتین'' کا ذکر ہے' یعنی قرآن مجید کی آخری دوسورتیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ معوذات کا مطلب ہے کہ یہ کلمات اپنے پڑھنے والے کو ہر شر سے بچاتے ہیں یا ان کے ذریعے اللہ کی پناہ طلب کی جاتی ہے۔ یہ سورتیں بھی اسی لیے نازل ہوئیں کہ لوگوں کے حسد' جادو' شر اور شیطانوں سے ان کے ذریعے سے بچا جائے یا پناہ طلب کی جائے۔

(المعجم ٨١) - بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٣٤)

باب:۸۱-سلام کے بعد استغفار کرنا

١٣٣٨ - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو - يَعْنِي

۱۳۳۸-رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی

١٣٣٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ١٥٢٣ عن محمد بن سلمة المرادي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٩، وقال الترمذي، ح: ٢٩٠٣ "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٥٥، وابن حبان، ح: ٢٣٤٧، والحاكم: ١/ ٢٥٣ علٰى شرط مسلم، ووافقه الذهبي. * الليث هو ابن سعد.

١٣٣٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح: ٥٩١ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٠.

الْأَوْزَاعِيِّ - قَالَ: حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ أَنَّ أَبَا أَسْمَاءَ الرَّحَبِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ!».

نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ [أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ] ''میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔'' پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ...... وَالْإِكْرَامِ] ''اے اللہ! تو سلام ہے۔ تیری ہی طرف سے سلامتی ملتی ہے۔ اے احترام وعزت والے! تو بابرکت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سلام پھیرنے کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے نبئ اکرم ﷺ کی اپنے رب کے سامنے کمال عاجزی اور اظہار بندگی کا اثبات ہوتا ہے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام لغزشیں معاف کر دی تھیں۔ ③ بندے کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میں اطاعت میں کامل ہوں بلکہ اسے یہی سمجھنا چاہیے کہ میرے اطاعت کرنے میں نقص ہے، میں نے عبادت کا حق ادا نہیں کیا، اسے استغفار کے ساتھ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ ④ ''بابرکت ہے'' یعنی تیرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں، کثرت ہی کثرت ہے۔ یا جہاں تیرا ذکر ہو وہاں برکت ہوتی ہے۔

(المعجم ٨٢) - اَلذِّكْرُ بَعْدَ الْاِسْتِغْفَارِ (التحفة ٥٣٥)

باب: ٨٢- استغفار کے بعد ذکر کرنا

١٣٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ!».

١٣٣٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو یوں فرماتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ...... وَالْإِكْرَامِ] ''اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ملتی ہے۔ اے احترام وعزت والے! تو بابرکت ہے۔''

فائدہ: ''تو سلام ہے'' یعنی تو ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے، یا تو لوگوں کو سلامتی دینے والا ہے۔

١٣٣٩- أخرجه مسلم، ح: ٥٩٢ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٦١.

(المعجم ٨٣) - بَابُ التَّهْلِيلِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٣٦)

باب:٨٣-سلام کے بعد لا إله إلا الله پڑھنا

١٣٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ [الْمَرُّوذِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَلَى هٰذَا الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، أَهْلَ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ».

١٣٤٠-حضرت ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو اس منبر (منبر کعبہ) پر بیان کرتے ہوئے سنا' وہ فرمار ہے تھے: رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو یوں فرماتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ] ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے کل حمد ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اے نعمت' فضل اور اچھی تعریف والے! اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں۔ چاہے کافر برا ہی سمجھیں۔''

فائدہ: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه] جامع کلمہ ہے۔ حول سے مراد ہر نقصان اور خرابی سے بچنے کی طاقت اور قوۃ سے مراد ہر اچھی چیز حاصل کرنے کی قوت ہے۔ ظاہر ہے ہر چیز ان میں آجاتی ہے۔ شاید اسی لیے اس کلمے کو جنت کا خزانہ کہا گیا ہے۔

(المعجم ٨٤) - عَدَدُ التَّهْلِيلِ وَالذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٣٧)

باب:٨٤-سلام کے بعد ذکر اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھنے کی تعداد

١٣٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

١٣٤١-حضرت ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت

١٣٤٠ـ أخرجه مسلم، ح: ٥٩٤/ ١٤٠ (انظر الحديثين السابقين) من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٢.

١٣٤١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٣.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُهَلِّلُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ يَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ثُمَّ يَقُولُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما (فرض) نماز کے بعد اس طرح تہلیل پڑھتے تھے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ] ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے حکومت اور بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ہر تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اسی کی ہیں سب نعمتیں اور اسی کے ہیں سب احسان و فضل اور اسی کے لیے ہیں اچھی تعریفیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں' خواہ کافر برا ہی سمجھیں۔'' پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ تہلیل پڑھتے تھے۔

(المعجم ٨٥) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقَوْلِ عِنْدَ انْقِضَاءِ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٣٨)

باب: ۸۵- نماز کے ختم ہونے کے وقت ایک اور قسم کا ذکر

١٣٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدَةَ بْنِ لُبَابَةَ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ كِلَاهُمَا سَمِعَهُ مِنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۳۴۲- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب حضرت وراد نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا: مجھے کسی ایسی چیز کی خبر دیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز مکمل فرما لیتے تو یوں پڑھتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... مِنْكَ الْجَدُّ]

١٣٤٢- أخرجه البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، ح: ٨٤٤، ومسلم، المساجد، ح: ٥٩٣/ ١٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٤. (في سنده عبد الملك بن أعين والصواب عبد الملك بن عمير)

فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔کوئی اس کا شریک نہیں۔اسی کے لیے ہے بادشاہی اور تمام تعریفیں' اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔اے اللہ!نہیں کوئی روکنے والا اس چیز کو جو تو دے اور نہ کوئی اس چیز کو عطا کرنے والا ہے جو تو نہ دے اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں مفید نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کے بعد یہ ذکر کرنا مستحسن ہے کیونکہ اس میں خالص توحید اور اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کا بیان ہے۔② کسی کو حدیث لکھ کر بھیجنا اور اسے آگے بیان کرنا درست ہے۔③ ایک آدمی کی خبر بھی حجت ہے جبکہ وہ ثقہ ہو۔④ ''تیرے مقابلے میں'' یعنی اگر تو پکڑنا چاہے تو کسی کی حیثیت یا اس کا مال اسے کوئی فائدہ دے سکتا ہے' نہ بچا سکتا ہے۔یا تیرے ہاں کسی مال والے کو اس کا مال فائدہ نہیں دیتا۔

١٣٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ وَرَّادٍ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ دُبُرَ الصَّلَاةِ إِذَا سَلَّمَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

۱۳۴۳-حضرت وراد سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے حضرت معاویہ ؓ کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیر کر یوں پڑھتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... مِنْكَ الْجَدُّ] ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔وہ یکتا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔اسی کے لیے ہے بادشاہی اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! کوئی اس چیز کو روکنے والا نہیں جو تو دے اور نہ کوئی وہ چیز دینے والا ہے جو تو روک دے اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں مفید نہیں۔''

(المعجم ٨٦) - كَمْ مَرَّةً يَقُولُ ذٰلِكَ (التحفة ٥٣٩)

باب:۸۶-یہ ذکر کتنی دفعہ کرے؟

١٣٤٣_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه، وهو في الكبرى، ح: ١٢٦٥.

١٣٤٤- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمُجَالِدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ وَذَكَرَ آخَرَ، ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْمُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيرَةِ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيرَةُ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۱۳۴۴- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے ایک ایسی حدیث لکھ دیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں لکھا: تحقیق میں نے نبی ﷺ کو نماز سے فارغ ہونے کے وقت یہ پڑھتے سنا ہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ......] ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔“ آپ یہ ذکر تین دفعہ پڑھتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کے آخری الفاظ [ثلاث مرات] کی بابت محقق کتاب اور شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ الفاظ شاذ ہیں جبکہ بعض علمائے محققین کے نزدیک [ثلاث مرات] والے الفاظ صحیح ثابت ہیں۔ صرف نسخوں میں اختلاف ہے۔ صحیح بخاری کے صحیح اور معتمد نسخوں میں یہ الفاظ ثابت ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الضعيفه للألباني: ۱۲/۲۰۹-۲۲۰، و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۵/۳۶۰-۳۶۲)

(المعجم ٨٧) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٤٠)

باب: ۸۷-سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر

١٣٤٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاغَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۳۴۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز سے فارغ ہوتے تو کچھ کلمات پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

١٣٤٤- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٦. * مغيرة بن مقسم مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤) وغيره، ولم أجد تصريح سماعه، وأصل الحديث متفق عليه، البخاري، ح: ٨٤٤، ومسلم، ح: ٥٩٣ بدون زيادة "ثلاث مرات"، وهو المحفوظ.

١٣٤٥- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٧ عن أبي سلمة الخزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٧.

خَلَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: - وَكَانَ مِنَ الْخَائِفِينَ - عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا أَوْ صَلَّى تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَأَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ فَقَالَ: «إِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ».

نے آپ سے ان کلمات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر کسی شخص نے (اس مجلس میں) اچھی باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات قیامت تک کے لیے ان باتوں کے لیے مہر بن جائیں گے اور اگر اس نے اور قسم کی (غلط یا فضول) باتیں کی ہوں گی تو یہ اس کے لیے کفارہ (گناہ مٹانے والے) بن جائیں گے۔ (اور وہ کلمات یہ ہیں:) [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوبُ إِلَيْكَ] ''اے اللہ! تو ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک ہے اور تمام تعریفوں اور خوبیوں والا ہے۔ میں تجھ سے معافی طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔'' (یعنی ہر قسم کی غلطی سے توبہ کرتا ہوں۔)

فوائد ومسائل: ① اس دعا کو ''کفارۂ مجلس'' کہا جاتا ہے' لہٰذا ہر مجلس کے بعد پڑھنی چاہیے۔ ② ''مہر بن جائیں گے'' یعنی ان اچھی باتوں کے ثواب کو قائم رکھیں گے اور ان کی قبولیت کی ضمانت ہوں گے اور انھیں ردّ نہیں ہونے دیں گے۔

(المعجم ٨٨) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٤١)

باب: ۸۸-سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر اور دعا

١٣٤٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَتْ: إِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ،

۱۳۴۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ پیشاب کے چھینٹے پڑنے سے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ میں نے کہا: تو غلط کہتی ہے۔ اس نے کہا: نہیں' بلکہ سچ ہے۔ ہم پیشاب کے چھینٹے پڑنے سے چمڑا اور کپڑا کاٹتے تھے۔

١٣٤٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٦١ عن يعلى بن عبيد قال حدثنا قدامة يعني ابن عبدالله العامري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٨ . * قدامة حسن الحديث روى عنه يحيى القطان، والجماعة، ووثقه ابن حبان. * جسرة، حديثها حسن (نيل المقصود، ح: ٣٥٦٨).

فَقُلْتُ : كَذَبْتِ . فَقَالَتْ : بَلٰى إِنَّا لَنَقْرِضُ مِنْهُ الْجِلْدَ وَالثَّوْبَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدِ ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا ، فَقَالَ : «مَا هٰذَا؟» فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَتْ ، فَقَالَ : «صَدَقَتْ» فَمَا صَلّٰى بَعْدَ يَوْمَئِذٍ صَلَاةً إِلَّا قَالَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ : «رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ أَعِذْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ» .

(اسی دوران میں) رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے نکلے تو ہم اونچی اونچی بول رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ میں نے آپ سے بات بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ صحیح کہتی ہے۔“ اس دن کے بعد آپ نے جب بھی نماز پڑھی تو نماز کے بعد یہ دعا ضرور پڑھی: [رَبَّ جِبْرِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلَ أَعِذْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ] ”اے جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! مجھے آگ کی تپش اور قبر کے عذاب سے بچا۔“

فوائد ومسائل: ① پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا عذاب قبر کا سبب ہے۔ یہ بات دیگر روایات میں بھی بیان کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کو ان کا علم نہ ہوگا یا یہ واقعہ پہلے کا ہے جیسا کہ حدیث کے آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کے بعد ہمیشہ عذاب قبر سے پناہ مانگتے رہے۔ ② ”چمڑا اور کپڑا کاٹتے تھے۔“ چمڑے سے مراد بھی پہنا ہوا چمڑا ہے جسے پیشاب لگتا تھا نہ کہ اپنے جسم کا چمڑا کیونکہ پیشاب تو نکلتا ہی جسم سے ہے اور اس کا جسم کو لگنا لازمی ہے، تبھی تو استنجا ضروری ہے۔ اگر وہاں دھونا کفایت کرتا تھا تو جسم کے دیگر حصوں کو بھی کاٹنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہاں، ملبوس کپڑا یا چمڑا چونکہ جسم سے جدا ہے، اسے پیشاب کے قطرے لگنا انسان کی غلطی اور سستی کا نتیجہ ہے، لہٰذا انھیں کاٹنے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ بعض علماء نے اس سے جسم کا چمڑا بھی مراد لیا ہے مگر یہ درست نہیں۔ ویسے بھی یہ تکلیف مَالَا يُطَاقُ ہے، یعنی اس پر عمل ناممکن ہے۔ بعض روایات میں [جَسَد] کا لفظ بھی آیا ہے لیکن یہ عاصم بن بہدلہ کا وہم ہے کہ اس نے نسخ سے جسم کا چمڑا سمجھا اور پھر اس کی جگہ لفظ [جسد] (جسم) بول دیا۔ شیخ البانی ؒ نے ”جَسَدَ أَحَدِهِمْ“ کو منکر کہا ہے۔ دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم الحديث:٥) شاذ (بات) کی تاویل کی جانی چاہیے، عقلاً شاذ ہو یا نقلاً، وہ غیر معتبر ہے۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ٣٠ کا فائدہ نمبر:٣) ③ ”جبریل، میکائیل، اسرافیل کے رب!“ اس قسم کے الفاظ سے مقصود رب تعالیٰ کی عظمت کا اظہار ہے، یعنی اتنی عظیم الشان مخلوق کو پیدا کرنے والا۔ اسی طرح آسمانوں، زمینوں کے رب، برحق، مغرب کے رب وغیرہ۔

(المعجم ٨٩) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَ الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٤٢)

باب:٨٩- نماز سے فراغت کے وقت کی ایک اور دعا

١٣٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَرْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ كَعْبًا حَلَفَ لَهُ: بِاللّٰهِ الَّذِي فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوسٰى إِنَّا لَنَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ دَاوُدَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! أَصْلِحْ لِي دِينِيَ الَّذِي جَعَلْتَهُ لِي عِصْمَةً، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي جَعَلْتَ فِيهَا مَعَاشِي، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نَقْمَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ: وَحَدَّثَنِي كَعْبٌ: أَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَانَ يَقُولُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صَلَاتِهِ.

١٣٤٧- حضرت ابو مروان سے روایت ہے کہ حضرت کعب نے مجھ سے حلفاً کہا: قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر کو پھاڑ کر راستے بنائے! ہم تورات میں یہ لکھا پاتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو یوں کہتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! أَصْلِحْ لِي ...... مِنْكَ الْجَدُّ] ''اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو درست فرما جسے تو نے میرے لیے (دنیا وآخرت میں رسوائی سے) بچاؤ کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور میرے لیے میری دنیا کو درست فرما جسے تو نے میرے لیے زندگی گزارنے کا سبب بنایا ہے۔ اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچنے کے لیے تیری رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے بچنے کے لیے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے غضب سے بچنے کے لیے تیری (رحمت کی) پناہ چاہتا ہوں۔ جو چیز تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مال والے کو تیرے ہاں مال فائدہ نہیں دیتا (بلکہ عمل فائدہ دیتا ہے)۔'' حضرت کعب نے کہا: مجھے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت محمد ﷺ بھی نماز سے فراغت کے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہاں ''تورات'' سے مراد وہ کتاب نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی کیونکہ وہ کتاب تو حضرت داود علیہ السلام سے بہت پہلے کی ہے۔ اس میں ان کا تذکرہ (مندرجہ بالا صورت میں) کیسے آ سکتا ہے؟ یہاں تورات سے صحف مراد ہیں جو بہت سے انبیاء پر اترے اور ان میں ''زبور'' بھی شامل ہے جو خود حضرت

١٣٤٧- [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٧٤٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٩، وصححه ابن حبان، ح: ٥٤١، وله شواهد. * كعب الأحبار حسن الحديث، وباقي السند صحيح.

داود علیہ السلام پر اتری۔ آج کل ان تمام صحف کے مجموعے کو بائبل کہتے ہیں۔ اس میں تورات بھی آ جاتی ہے، بلکہ اس میں ان انبیاء علیہم السلام کے شاگردوں کی باتیں بھی داخل ہیں، حتی کہ یہ تعین مشکل ہے کہ اس میں کون سا کلام اللہ تعالیٰ کا ہے اور کون سا انبیاء کا یا ان کے شاگردوں کا؟ یہ امتیاز صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ اللہ کی کتاب کلیتاً ممتاز ہے، کسی دوسرے کا ایک لفظ بھی اس میں شامل نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی باتیں (اقوال وافعال) اپنی جگہ الگ ممتاز اور واضح ہیں۔ آپ کے شاگردانِ رشید کے فتاوی وبیانات بالکل الگ ہیں۔ کوئی کسی سے خلط ملط نہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ. ② اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ داود علیہ السلام کی شریعت میں بھی نماز مشروع تھی۔ ③ ''دین'' انسان کے لیے بچاؤ کا ذریعہ ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت کی تمام مکروہات سے بچاتا ہے، لہٰذا بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کے سامنے آہ وزاری کرتا رہے اور اپنے دین کی درستی کے لیے دعا مانگتا رہے۔ ④ دنیا انسان کے زندگی گزارنے کا سبب ہے اور پاکیزہ معاش انسان کو جنت میں لے جانے کا سبب ہے، اس لیے اپنی دنیا کی اصلاح کے لیے بھی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ٩٠) - بَابُ التَّعَوُّذِ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٤٣)

باب: ۹۰- نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

١٣٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كَانَ أَبِي يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، فَكُنْتُ أَقُولُهُنَّ، فَقَالَ أَبِي: أَيْ بُنَيَّ عَمَّنْ أَخَذْتَ هٰذَا؟ قُلْتُ: عَنْكَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُهُنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

۱۳۴۸- حضرت مسلم بن ابوبکرہ سے منقول ہے کہ میرے والد محترم ہر نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ] ''اے اللہ! میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' تو میں بھی یہ کلمات کہنے لگا۔ والد محترم پوچھنے لگے: بیٹا! یہ کلمات کس سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: آپ سے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی نماز کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے۔

فائدہ: اس روایت میں فقر کو کفر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مشہور روایت ہے: [كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَّكُونَ كُفْرًا] (كشف الخفاء: ۲/۱۰۸، حدیث: ۱۹۱۹) ''قریب ہے فقر کفر ہو۔'' یہ روایت ضعیف ہے لیکن فقر سے بچنے کی دعا ضرور کرنی چاہیے۔ فضیلت اس فقر کی ہے جس میں دل غنی ہو۔ اس کے باوجود فقر کی دعا درست

١٣٤٨- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/٣٦، ٣٩، ٤٤ من حديث عثمان الشحام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٧٠.

نہیں۔ اگر فقر کی حالت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے فقر کا ثواب مانگا جائے اور غنیٰ کی دعا کی جائے۔ مصیبت مانگنا جائز نہیں۔ ہاں، اگر منجانب اللہ فقر آ جائے، پھر انسان دل غنی رکھے اور شکوہ شکایت سے اجتناب کرے تو اجر عظیم کا مستحق ہوگا، جیسے فقراء مہاجرین۔

(المعجم ٩١) - عَدَدُ التَّسْبِيحِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٤٤)

باب:٩١-سلام کے بعد تسبیح کی تعداد

١٣٤٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ»، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ يُسَبِّحُ اللهَ أَحَدُكُمْ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُ عَشْرًا، فَهِيَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ» وَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُهُنَّ بِيَدِهِ وَإِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ أَوْ مَضْجَعِهِ «يُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَهِيَ مِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ» قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةٍ

١٣٤٩- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کام ایسے ہیں کہ جو مسلمان بھی ان پر پابندی کرے، وہ جنت میں داخل ہو گا۔ یہ دونوں کام بہت آسان ہیں اور ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(وہ دو کام یہ ہیں:) پانچ فرض نمازوں میں سے ہر فرض نماز کے بعد دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھے۔ دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھے اور دس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ اس طرح زبان پر (پڑھنے میں) یہ کل ڈیڑھ سو کلمات ہیں مگر میزان میں (ثواب کے لحاظ سے) ڈیڑھ ہزار ہیں۔“ (کیونکہ ہر نیکی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ دس گنا جزا دیتا ہے۔) میں نے دیکھا، اللہ کے رسول ﷺ ان کلمات کو ہاتھ سے شمار کرتے تھے۔ (دوسرا کام یہ ہے کہ) ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر یا چارپائی پر لیٹے تو تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھے، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھے اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ یہ زبان پر (پڑھنے کے لحاظ سے) سو کلمات ہیں اور

١٣٤٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في التسبيح عند النوم، ح:٥٠٦٥، والترمذي، ح:٣٤١٠، وابن ماجه، ح:٩٢٦ من حديث عطاء بن السائب به، وصححه ابن حبان، ح:٢٣٤٣، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٧١. * حماد هو ابن زيد، وسمع من عطاء بن السائب قبل اختلاطه.

سَيِّئَةٍ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ لَا يُحْصِيهِمَا؟ فَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ: اُذْكُرْ كَذَا، اُذْكُرْ كَذَا، أَوْ يَأْتِيهِ عِنْدَ مَنَامِهِ فَيُنِيمُهُ».

میزان میں (ثواب کے لحاظ سے) ایک ہزار ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو ہر دن رات میں دو ہزار پانچ سو گناہ کرتا ہے؟'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی ان دو کاموں کی پابندی کیسے نہیں کر سکتا؟ آپ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ کر کہتا ہے ''فلاں چیز یاد کر' فلاں چیز یاد کر۔ (اس طرح اس کی توجہ ادھر ادھر ہو جاتی ہے اور وہ نماز کے فوراً بعد اٹھ کر چلا جاتا ہے۔) اسی طرح سوتے وقت بھی شیطان آ کر (ادھر ادھر کے خیالات میں پھنسا دیتا ہے اور) اسے سلا دیتا ہے۔ (اسے اس ذکر کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی)۔''

فوائد ومسائل: ① سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے' اس قدر آسان کام جو چند منٹوں میں مکمل ہو جاتا ہے' شیطان کی کوشش سے شاذ ونادر لوگ ہی اس پر عمل کرتے ہیں ﴿وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ (سبا ٣٤:١٣) ② اس حدیث مبارکہ میں ان اذکار کی اور اس امت کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ معمولی سے کام پر کس قدر عظیم ثواب ہے۔ ③ اس میں ان اذکار پر پابندی کرنے' زیادہ سے زیادہ نیکیاں اکٹھی کرنے اور سستی ترک کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہاتھوں کی انگلیوں پر تسبیح شمار کرنا مستحب ہے۔ ⑤ شیطان ہر وقت انسان کو بھلائی کے کاموں سے روکنے میں مصروف عمل ہے' وہ انسان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر کے اس پر اپنے داؤ پیچ لڑاتا ہے۔ جو بھی اس کی پیروی کر لے وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔

(المعجم ٩٢) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٥٤٥)

باب: ۹۲- تسبیح کی ایک اور تعداد

١٣٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ أَسْبَاطَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

۱۳۵۰- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرض نمازوں کے بعد پڑھے جانے والے کچھ ایسے کلمات ہیں جنھیں پڑھنے

١٣٥٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح:٥٩٦/ ١٤٥ من حديث أسباط بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٧٢.

أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ: يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَيَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَيُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ».

والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ أَکْبَرُ پڑھے۔"

فائدہ: "ناکام نہیں ہوتا۔" یعنی جس طرح بھی پڑھے ثواب ضرور ملتا ہے خواہ کچھ غفلت بھی ہو جائے۔ یا جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

(المعجم ٩٣) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٥٤٦)

باب: ۹۳- تسبیح کی ایک اور تعداد

١٣٥١- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ التِّرْمِذِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: أُمِرُوا أَنْ يُسَبِّحُوا دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَيَحْمَدُوا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَيُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ فَأُتِيَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي مَنَامِهِ فَقِيلَ لَهُ: أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوا دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُوا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَاجْعَلُوهَا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ وَاجْعَلُوا فِيهَا التَّهْلِيلَ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى

۱۳۵۱- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا گیا (استحبابا) کہ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہیں۔ ایک انصاری صحابی کو خواب آیا۔ اسے کہا گیا: تمھیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ خواب میں نظر آنے والے شخص نے کہا: تم انھیں پچیس دفعہ کرلو اور ان میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اضافہ کرلو۔ جب صبح ہوئی تو وہ انصاری صحابی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور پورا خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: "ایسے کرلو۔"

١٣٥١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد . . . الخ]، ح: ٣٤١٣ من حديث هشام بن حسان به، وعنعن، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٧٣، وقال الترمذي: "صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ١/ ٣٧٠، ح: ٧٥٢، وابن حبان، ح: ٢٣٤٠، والحاكم: ١/ ٢٥٣، والذهبي، والحديث الآتي شاهد له.

النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «اِجْعَلُوهَا كَذٰلِكَ».

فوائد ومسائل: ① خواب حجت نہیں ہوگا کیونکہ یقین نہیں ہوتا کہ وہ منجانب اللہ ہے یا منجانب شیطان یا اپنے دماغی خیالات' البتہ رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کے بعد خواب حجت ہے کیونکہ اس کا منجانب اللہ ہونا یقینی ہوگیا' لہٰذا اب یہ بھی امر رسول ہی ہے۔ ② لوگوں کا عام عمل تینتیس والی تعداد پر ہے کیونکہ وہ روایات بہت زیادہ مشہور ہیں جب کہ پچیس والی روایات اس قدر معروف نہیں ہیں' البتہ یہ بھی بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ اسی طرح کبھی کبھی دس والی روایات پر بھی عمل کر لینا چاہیے۔ ③ جب صحابی کہے: ''ہمیں حکم دیا گیا'' یا ''لوگوں کو حکم دیا گیا'' تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ جمہور محدثین اسی کے قائل ہیں۔

۱۳۵۲- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبُوزُرْعَةَ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا رَأٰى فِيمَا يَرَى النَّائِمُ قِيلَ لَهُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَمَرَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ؟ قَالَ: أَمَرَنَا أَنْ نُسَبِّحَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَنَحْمَدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَنُكَبِّرَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ فَتِلْكَ مِائَةٌ قَالَ: سَبِّحُوا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ، وَاحْمَدُوا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ، وَكَبِّرُوا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ، وَهَلِّلُوا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ، فَتِلْكَ مِائَةٌ. فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِفْعَلُوا كَمَا قَالَ الْأَنْصَارِيُّ».

۱۳۵۲- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے خواب میں دیکھا۔ ان سے پوچھا گیا: تمھارے نبی ﷺ نے تمھیں کس چیز کا حکم دیا ہے؟ انھوں نے کہا: آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم (فرض نماز کے بعد) تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰه، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور چونتیس دفعہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہیں۔ یہ ایک سو ہو جائیں گے۔ اس نے کہا: تم پچیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰه، پچیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، پچیس دفعہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اور پچیس دفعہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی ایک سو ہو جائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو اس صحابی نے یہ خواب نبی ﷺ سے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جیسے یہ انصاری کہتا ہے' اسی طرح کرلو۔''

۱۳۵۲۔ [إسناده حسن] أخرجه أبونعيم الأصبهاني في حلية الأولياء: ۸/ ۲۹۹، ۳۰۰ من حديث أحمد بن عبدالله بن يونس به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۷٤، والحديث السابق شاهد له.

(المعجم ٩٤) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٥٤٧)

باب:۹۴-تسبیح کی ایک اور تعداد

١٣٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ كُرَيْبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي الْمَسْجِدِ تَدْعُو ثُمَّ مَرَّ بِهَا قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا: «مَا زِلْتِ عَلَى حَالِكِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: «أَلَا أُعَلِّمُكِ - يَعْنِي - كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

۱۳۵۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی زوجۂ محترمہ جویریہ بنت حارث ؓ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنی جائے نماز پر بیٹھی ذکر اذکار کر رہی تھیں۔ پھر آپ دوپہر کے قریب دوبارہ ان کے پاس سے گزرے۔ (وہ اس وقت بھی بیٹھی تھیں) آپ نے ان سے فرمایا: ''تم اس وقت سے اسی حالت میں ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمھیں کچھ کلمات نہ سکھا دوں جنھیں تم پڑھا کرو: [سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ] ''اللہ کی تسبیح ہے اس کی مخلوقات کی تعداد کے برابر۔'' تین دفعہ [سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ] ''اللہ کی تسبیح ہے اس کی رضامندی کے مطابق۔'' تین دفعہ۔ [سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ] ''اللہ کی تسبیح ہے اس کے عرش کے وزن کے مطابق۔'' تین دفعہ۔ [سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ] ''اللہ کی تسبیح ہے اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔'' تین دفعہ۔''

فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم کی حدیث میں یہ بھی صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج جو کچھ تم نے کہا ہے' یہ کلمات ان سے وزن کیے جائیں تو وزن میں ان (تمھارے کہے ہوئے) کلمات سے بڑھ جائیں گے۔'' اور وہ کلمات اس طرح مذکور ہیں [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ' عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ' وَزِنَةَ عَرْشِهٖ' وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ] (صحيح مسلم' الذكر والدعاء' حدیث:۲۷۲۶) ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے انتہا تسبیحات کا مستحق ہے اور ان مذکورہ چیزوں کی تعداد اور مقدار و وزن کو کوئی نہیں جانتا۔

١٣٥٣ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، ح:٢٧٢٦ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٧٥.

وہ انتہائی وزنی اور بے انتہا ہیں۔ ② یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض ذکر بعض سے افضل ہوتے ہیں اور ان کا ثواب زیادہ ہوتا ہے کیونکہ سب کلام برابر نہیں ہوتے۔ ③ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ کے عہد میں عورتیں بہت زیادہ ذکر اذکار اور عبادت کرتی تھیں۔ ④ نماز فجر سے لے کر دن چڑھنے تک ذکر اذکار کرنا مستحسن امر ہے۔

(المعجم ٩٥) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٤٨)

باب:۹۵-ایک اور قسم کا ذکر

١٣٥٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَتَّابٌ - هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ - عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ الْأَغْنِيَاءَ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ أَمْوَالٌ يَتَصَدَّقُونَ بِها وَيُعْتِقُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ فَقُولُوا: سُبْحَانَ اللهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَشْرًا، فَإِنَّكُمْ تُدْرِكُونَ بِذٰلِكَ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ مَنْ بَعْدَكُمْ».

۱۳۵۴-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ فقیر صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں' لیکن ان کے پاس مال ہے جس سے وہ صدقہ کرتے ہیں اور غلام آزاد کرتے ہیں۔ (ہم ان کے درجے کو کیسے پہنچ سکتے ہیں؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز پڑھ چکو تو تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ، تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه، تینتیس مرتبہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اور دس دفعہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا کرو۔ تم اس عمل کی بدولت اپنے سے آگے بڑھ جانے والے لوگوں کو جا ملو گے اور ان لوگوں سے بہت آگے بڑھ جاؤ گے جو تم سے پیچھے ہیں۔'' (یا جو یہ عمل نہیں کرتے۔)

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ دس دفعہ [لا إلهٰ إلا اللّٰه] والے الفاظ کے علاوہ باقی روایت کی اصل صحیح ہے کیونکہ مذکورہ روایت اس اضافے کے بغیر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے' نیز اس اضافے کو شیخ البانی ؒ اور شارح سنن النسائی علامہ اتیوبی نے منکر قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت ''دس دفعہ [لا إلهٰ إلا اللّٰه] کے اضافے کے علاوہ صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۱۵/۴۲۱-۴۲۴' و ضعيف سنن النسائي' رقم:۱۳۵۲)

١٣٥٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التسبيح في أدبار الصلاة، ح: ٤١٠ عن علي بن حجر به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٧٦ . * خصيف بن عبدالرحمن ليس بالقوي كما قال النسائي في كتاب الضعفاء والمتروكين: ١٧٧، وأصل الحديث صحيح بدون التعشير والتهليل .

② غنٰی اور فقر اگرچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں مگر مالدار کو اپنا مال خرچ کرنے کا ثواب تو ملے گا جس سے فقیر شخص خرچ نہ کرنے کی وجہ سے محروم رہے گا جیسے لنگڑا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے مگر وہ بہت سارے ان مفادات ومنافع سے محروم رہتا ہے جن سے دو ٹانگوں والے بہرہ ور ہوتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس اعتبار سے یہ روایت معناً صحیح ہے' البتہ اس روایت میں دس مرتبہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] والے الفاظ کا اضافہ منکر ہے۔ ③ بلندئ درجات کے لیے نیک اعمال میں مقابلہ کرنا جائز ہے۔ ④ کسی پر اللہ کے انعامات دیکھ کر رشک کرنا اور اس جیسی نعمتوں کی خواہش کرنا درست ہے۔ ⑤ کبھی چھوٹے سے عمل کی بنا پر بہت بڑے عمل کی فضیلت اور ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٩٦) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٤٩)

باب:٩٦-ایک اور قسم کا ذکر

١٣٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ - عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَبَّحَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ وَهَلَّلَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

۱۳۵۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کی نماز کے بعد سو دفعہ سبحان اللہ اور سو دفعہ لا إله إلا الله پڑھے' اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' نیز شارح سنن النسائی نے اس پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ان کے کلام سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت صحیح اور قابل حجت ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن النسائي:۱/۴۳۵' رقم:۱۳۵۳' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۱۵/۴۲۵'۴۲۶) ② یہ رب کریم کا کرم ہے کہ چھوٹے سے کام پر عظیم جزا سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ عظیم خوشخبری اس شخص کے لیے ہے جو اس عمل پر ہمیشگی کرتا ہے۔ اور اس پر ہمیشگی خوش بخت مومن ہی کر سکتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. ③ سمندر کی جھاگ کنایہ ہے بے انتہا سے۔ ہمارے علم کے لحاظ سے سمندر کی جھاگ بے انتہا ہی ہے۔ اسے کثرت بھی کہا جا سکتا ہے۔ والله أعلم.

١٣٥٥ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٧٧ . * أبوالزبير عنعن، تقدم، ح: ٥٩٤ .

(المعجم ٩٧) - **بَابُ عَقْدِ التَّسْبِيحِ** (التحفة ٥٥٠)

باب:٩٧- تسبیحات کو شمار کرنا

١٣٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ [الذَّارِعُ] - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ.

١٣٥٦- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تسبیحات شمار کرتے دیکھا۔

فائدہ: مذکورہ احادیث میں معین مقدار میں ذکر کرنے کا حکم ہے لہٰذا تسبیحات اور دیگر اذکار کو شمار کرنا مشروع عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا طریقہ بھی منقول ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ تسبیحات شمار کرتے دیکھا۔ (سنن أبي داود، الوتر، حديث: ١٥٠٢) البتہ جس شخص کے لیے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیحات شمار کرنا واقعی مشکل اور دشوار ہو تو اس کے لیے اس مقصد کی خاطر بایاں ہاتھ یا کوئی دوسرا ذریعہ استعمال کرنا ان شاء اللہ جائز ہوگا۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة ٢:٢٨٦) والله أعلم.

(المعجم ٩٨) - **بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الْجَبْهَةِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ** (التحفة ٥٥١)

باب:٩٨- سلام کے بعد ماتھا نہ پونچھنا

١٣٥٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجَاوِرُ

١٣٥٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان المبارک کے درمیان والے دس دنوں میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ پھر جب بیس راتیں گزر جاتیں اور اکیسویں رات آ جاتی تو آپ اور آپ کے ساتھ اعتکاف بیٹھنے والے گھروں کو چلے

١٣٥٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد ... الخ]، ح: ٣٤١١ عن محمد بن عبدالأعلى به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ١٢٧٨، ورواه شعبة عند الحاكم: ١/ ٥٤٧ وغيره، وقال الذهبي: "صحيح"، وهو في نيل المقصود، ح: ١٥٠٢.

١٣٥٧- [صحيح] تقدم، ح: ١٠٩٦، وهو في الكبرى، ح: ١٢٧٩.

فِي الْعَشْرِ الَّذِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ مِنْ حِينَ يَمْضِي عِشْرُونَ لَيْلَةً وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ يَرْجِعُ إِلٰى مَسْكَنِهِ وَيَرْجِعُ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ، ثُمَّ أَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا، فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ بِمَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنِّي كُنْتُ أُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فَأُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ» قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلّٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَقَدِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُبْتَلٌّ مِنْ مَّاءٍ وَطِينٍ.

جاتے۔ پھر ایک سال اس رات بھی اعتکاف میں بیٹھے رہے جس رات آپ گھر کو لوٹ جایا کرتے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو اللہ نے چاہا اس کا انھیں حکم دیا۔ پھر فرمایا: ''میں درمیان والے دس دنوں کا اعتکاف بیٹھا کرتا تھا۔ اب مجھے خیال آیا ہے کہ میں آخری دس دنوں کا بھی اعتکاف بیٹھوں' اس لیے جو شخص میرے ساتھ اعتکاف بیٹھا ہے' وہ اپنی اعتکاف گاہ میں بیٹھا رہے۔ تحقیق میں نے لیلۃ القدر خواب میں دیکھی تھی مگر مجھے وہ بھلوا دی گئی' لہٰذا اس رات کو آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔'' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیسویں رات ہی ہم پر بارش برسی۔ رسول اللہ ﷺ کی سجدہ گاہ میں مسجد ٹپکنے لگی۔ میں نے دیکھا کہ جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف مڑے تو آپ کا چہرہ (یعنی ماتھا اور ناک کا کنارہ) کیچڑ سے تر تھا۔

فوائد ومسائل: ① خواب میں نبی ﷺ کو لیلۃ القدر معین رات میں بتلائی گئی تھی مگر دوسری روایات کے مطابق بعض لوگوں کے جھگڑے کی وجہ سے آپ کے ذہن سے نکل گئی۔ آپ کو صرف نشانی یاد رہ گئی کہ میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں' لیکن یہ یاد رہے کہ یہ نشانی صرف اس سال کے لیے تھی' نہ کہ ہمیشہ کے لیے کیونکہ آپ نے بعض دوسرے مواقع پر اور نشانیاں بھی بتائی ہیں' نیز یہ رات ہر سال بدلتی رہتی ہے مگر آخری عشرے کی طاق راتوں ہی میں۔ ② نماز سے فارغ ہونے کے بعد ماتھا وغیرہ پونچھ لینا چاہیے تاکہ سجدے میں اگر کوئی تنکا یا مٹی لگی ہو تو صاف ہو جائے۔ اس طرح ریاکاری کا خطرہ نہیں رہے گا۔ مندرجہ بالا روایات میں تو ابھی آپ نے سلام پھیرا ہی تھا۔

(المعجم ٩٩) - بَابُ قُعُودِ الْإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٥٢)

باب:۹۹-سلام کے بعد امام کا مصلے پر بیٹھے رہنا

۱۳۵۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۱۳۵۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تو سورج طلوع ہونے تک اپنی نماز والی جگہ میں بیٹھے رہتے۔

۱۳۵۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَيَتَحَدَّثُ أَصْحَابُهُ يَذْكُرُونَ حَدِيثَ الْجَاهِلِيَّةِ وَيُنْشِدُونَ الشِّعْرَ وَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ.

۱۳۵۹- حضرت سماک بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو سورج طلوع ہونے تک اپنی نماز والی جگہ میں بیٹھے رہتے۔ آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے باتیں کرتے رہتے۔ کبھی جاہلیت کی باتیں ذکر کرتے، کبھی شعر پڑھتے اور ہنستے۔ اللہ کے رسول ﷺ مسکراتے رہتے۔

فائدہ: نماز کے بعد مسنون ذکر اذکار کے لیے بیٹھنا تو متفق علیہ چیز ہے۔ امام کو دوسروں کی نسبت زیادہ پابندی کرنی چاہیے۔ ذکر اذکار کے علاوہ جن نمازوں کے بعد مؤکدہ سنتیں نہیں، مثلاً: فجر اور عصر تو مناسب ہے کہ امام بیٹھا رہے تاکہ لوگ اپنے مسائل پیش کریں۔ اس طرح عوام الناس سے امام کا رابطہ قائم ہوگا۔ معلومات عامہ سے واقفیت رہے گی۔ لوگوں کے ساتھ خوش طبعی کے ساتھ میل جول رکھنا بھی نیکی ہے۔ فرض نماز کے بعد ذکر اذکار مؤکدہ سنتوں سے پہلے پڑھنے چاہئیں۔ عام احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ باقی رہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث کہ آپ سلام کے بعد صرف [اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ...... الخ] والی دعا پڑھنے کے برابر ہی بیٹھتے تھے تو اس سے مراد قبلہ رخ بیٹھنا ہے نہ کہ مطلقاً، یعنی اتنی دیر آپ قبلہ رخ بیٹھتے، پھر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ صحابہ آپ کے پاس ایسے شعر ہی پڑھتے ہوں گے جو شاعرانہ یاوہ گوئی سے پاک ہوں گے۔ اچھے

۱۳۵۸۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد، ح: ٦٧٠/ ٢٨٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨٠.

۱۳۵۹۔ أخرجه مسلم، ح: ٦٧٠ من حديث زهير به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨١.

اشعار تھوڑی مقدار میں باقاعدہ مجلس قائم کیے بغیر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں' البتہ مساجد میں باقاعدہ شعر گوئی کی مجالس منعقد کرنا درست نہیں۔ شعروں سے زیادہ دلچسپی قرآن مجید سے دور کرتی ہے۔

(المعجم ١٠٠) - بَابُ الْانْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٥٣)

باب:١٠٠-نماز کے بعد کس طرف سے اٹھ کر جائے؟

١٣٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَيْفَ أَنْصَرِفُ إِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِينِي أَوْ عَنْ يَسَارِي؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ.

١٣٦٠-حضرت سدی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب میں نماز سے فارغ ہو جاؤں تو کیسے اٹھوں؟ دائیں جانب سے یا بائیں جانب سے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو عمومی طور پر دائیں جانب مڑ کر اٹھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: باب کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ فراغت کے بعد گھر جاتے وقت کس طرف سے مڑنا چاہیے' دائیں سے یا بائیں سے؟ ظاہر ہے جس طرف کو حاجت ہو اٹھ کر جا سکتا ہے مگر دائیں جانب کو ترجیح دینا اچھی بات ہے۔ پھر جس طرف جی چاہے چلا جائے' البتہ دائیں جانب کو لازم نہ سمجھے۔ رسول اکرم ﷺ نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے۔ اس طرح آپ کا گھر دائیں جانب بن جاتا تھا تو آپ عموماً دائیں جانب کو ہی اٹھ کر تشریف لے جاتے تھے۔ کبھی گھر نہ جانا ہوتا تو دوسری جانب بھی اٹھتے تھے۔ اگر آپ قبلہ رخ بیٹھے ہوتے تو آپ کا گھر بائیں جانب تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دائیں جانب سے اٹھنے کو لازم قرار دینا برا سمجھا ہے۔ باب کا مقصود یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف کس جانب سے مڑے؟ دونوں طرف سے مڑ سکتا ہے مگر دائیں جانب افضل ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہر کام میں دائیں جانب کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قصداً دائیں جانب کھڑے ہوتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا رخ انور پہلے ہماری طرف ہوگا۔ واللہ أعلم.

١٣٦١- أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا

١٣٦١-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ پر شیطان کا حصہ نہ

١٣٦٠- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، ح:٧٠٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح:١٢٨٢.

١٣٦١- أخرجه البخاري، الأذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، ح:٨٥٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، ح:٧٠٧ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح:١٢٨٣.

الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ نَفْسِهِ جُزْءًا يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَّمِينِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَكْثَرَ انْصِرَافِهِ عَنْ يَّسَارِهِ.

رکھے کہ وہ اپنے آپ پر ضروری قرار دے کہ صرف دائیں جانب ہی سے مڑے گا۔ بلاشبہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو اکثر بائیں جانب سے مڑتے دیکھا ہے۔

فائدہ: ''اپنے آپ پر شیطان کا حصہ نہ رکھے۔'' یعنی غیر واجب کو خود ہی واجب کر لینا شریعت میں مداخلت ہے' شیطان کی پیروی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی مخالفت ہے۔ گویا دائیں جانب سے مڑنے کو ضروری سمجھنا درست نہیں۔ ہاں' اگر کوئی دونوں جانب سے مڑنے کو جائز سمجھ کر دائیں جانب کو ترجیح دے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۳۶۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، أَنَّ مَكْحُولًا حَدَّثَهُ، أَنَّ مَسْرُوقَ بْنَ الْأَجْدَعِ حَدَّثَهُ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَيُصَلِّي حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا وَيَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ.

۱۳۶۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر بھی پانی پی لیتے تھے اور بیٹھ کر بھی۔ ننگے پاؤں بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور جوتے پہن کر بھی اور نمازیوں کی طرف دائیں طرف سے بھی مڑ جاتے تھے اور بائیں طرف سے بھی۔

فائدہ: بلاوجہ تشدد درست نہیں۔ جب دونوں طرف دلائل ہوں تو بجائے جھگڑنے اور بات کو طول دینے کے وجہ ترجیح ڈھونڈنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بلاوجہ کسی ایک بات پر جم جانا مناسب نہیں۔ اسی طرح وہ مسائل جو صحابۂ کرام ؓ کے دور میں مختلف فیہ رہے اور ان پر اتفاق نہ ہو سکا' ان میں دونوں صورتوں کے جواز کا فتویٰ دیا جائے بشرطیکہ معاملہ جواز واستحباب کا ہو ورنہ بصورتِ تعارض جواز واباحت پر حرمت وممانعت کو مقدم کرنا ہی محتاط راستہ ہے' البتہ جو مسئلہ صحابۂ کرام ؓ میں متفق علیہ ہوا سے مضبوطی سے پکڑا جائے کیونکہ صحابۂ کرام ؓ غلطی پر متفق نہیں ہو سکتے تھے۔

(المعجم ۱۰۱) - بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي يَنْصَرِفُ فِيهِ النِّسَاءُ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٥٤)

باب:۱۰۱- عورتیں نماز سے فارغ ہو کر کس وقت گھر واپس جائیں؟

۱۳۶۲ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٧ من طريق آخر عن مكحول به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨٤، وللحديث شواهد كثيرة.

١٣٦٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْفَجْرَ، فَكَانَ إِذَا سَلَّمَ انْصَرَفْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ فَلَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

١٣٦٣- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھتی تھیں۔ جب آپ سلام پھیرتے تو وہ فوراً اٹھ کر چلی جاتیں۔ انھوں نے بڑی چادریں لپیٹی ہوتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے انھیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔

فائدہ: عورتوں کو سلام پھیرتے ہی اٹھ جانا چاہیے۔ مرد بیٹھے رہیں۔ مردوں کو ذکر اذکار اور سنن مؤکدہ کی ادائیگی کے بعد گھر جانا چاہیے تاکہ عورتیں ان سے پہلے گھروں میں پہنچ جائیں اور اختلاط نہ ہو۔ چادر میں لپٹی ہونے کے باوجود عورت کی چال ڈھال سے اسے پہچانا جا سکتا ہے مگر اندھیرے میں یہ چیز بھی ممکن نہ ہوتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی نماز سے فراغت غلَس (اندھیرے) ہی میں ہو جاتی تھی۔

(المعجم ١٠٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ بِالْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٥٥)

باب: ١٠٢- سلام پھیرنے میں امام سے پہل کرنے کی ممانعت

١٣٦٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تُبَادِرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ أَمَامِي وَمِنْ

١٣٦٤- حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''میں تمھارا امام ہوں' لہٰذا رکوع' سجدے' اٹھنے اور سلام پھیرنے میں مجھ سے جلدی نہ کیا کرو۔ میں تمھیں ہر حال میں دیکھتا ہوں' تم آگے ہو یا پیچھے۔'' پھر فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم وہ چیزیں دیکھ لو

١٣٦٣ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر، ح: ٥٧٨، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ٦٤٥/ ٢٣٠ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨٥.

١٣٦٤ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح: ٤٢٦ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨٦.

خَلْفِي» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا» قُلْنَا: مَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ».

جو میں دیکھ چکا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے جنت اور دوزخ دیکھی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بعض نے ''انصراف'' کے معنی سلام کے بعد ''اٹھ کر جانا'' مراد لیے ہیں لیکن یہ معنی مراد لینا بعید ہیں کیونکہ سیاق کلام تقاضا کرتا ہے کہ اس سے مراد نماز میں سلام پھیرنا ہی ہے کیونکہ آپ نے رکوع' سجود اور قیام کا ذکر فرمایا' سلام کا ذکر نہیں کیا تو یہاں انصراف سے سلام ہی مراد ہے۔ اسی طرح آپ کا یہ فرمان کہ ''میں تمھیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔'' بھی دلالت کرتا ہے کہ جس جلدی سے منع کیا گیا ہے وہ نماز سے سلام پھیرنے میں جلدی ہے۔ امام نووی ؒ نے بھی اس سے ''سلام'' ہی مراد لیا ہے۔ دیکھیے: (شرح صحيح مسلم للنووي' الصلاة' باب تحريم سبق الإمام...... حديث:۴۲۶) ② نماز میں امام سے جلدی کرنے کے متعلق دیکھیے' حدیث:۹۲۲ کا فائدہ۔ ③ نبیٔ اکرم ﷺ کا نماز میں پیچھے دیکھنا آپ کا معجزہ تھا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۸۱۴ کا فائدہ:۲)

(المعجم ١٠٣) - بَابُ [ثَوَابِ] مَنْ صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ (التحفة ٥٥٦)

باب:۱۰۳- اس شخص کا ثواب جو امام کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کے اٹھنے تک ساتھ ہی رہے

١٣٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَقِيَ

۱۳۶۵- حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ نبی ﷺ نے ہمیں رات کو (تراویح کی) نماز نہیں پڑھائی حتی کہ ماہ مقدس کے سات دن باقی رہ گئے تو آپ نے (تیئسویں رات کو) ہمیں (تراویح کی) نماز پڑھائی حتی کہ رات کا تقریباً تیسرا حصہ گزر گیا۔ پھر

١٣٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في قيام شهر رمضان، ح: ١٣٧٥، والترمذي، الصوم، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ح: ٨٠٦، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ح: ١٣٢٧ من حديث داود به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨٧، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٦، وابن حبان، ح: ٩١٩.

سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ كَانَتْ سَادِسَةٌ فَلَمْ يَقُمْ فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوْ نَفَلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ» قَالَ: ثُمَّ كَانَتِ الرَّابِعَةُ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا بَقِيَ ثُلُثٌ مِنَ الشَّهْرِ أَرْسَلَ إِلٰى بَنَاتِهِ وَنِسَائِهِ وَحَشَدَ النَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ، قَالَ دَاوُدُ: قُلْتُ: مَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: اَلسَّحُورُ.

چوبیسویں رات ہوئی تو ہمیں نماز نہیں پڑھائی۔ جب پچیسویں رات ہوئی تو پھر ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ تقریباً نصف رات گزر گئی۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ساری رات ہمیں نفل نماز پڑھاتے رہتے تو کیا ہی خوب ہوتا۔ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے اور امام کے واپس جانے تک ساتھ رہے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے۔“ پھر چھبیسویں رات ہوئی تو آپ نے ہمیں نفل نماز نہ پڑھائی۔ جب ماہ مقدس کے تین دن باقی رہ گئے (یعنی ستائیسویں رات کو) تو آپ نے اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو بھی بلا بھیجا اور بہت لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ہمیں نفل نماز پڑھائی حتی کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ”فلاح“ رہ جائے گی۔ پھر اس کے بعد اس ماہ مقدس کی کسی رات کو ہمیں نفل نماز (تراویح) نہیں پڑھائی۔

(راویٔ حدیث) داود (بن ابو ہند) نے کہا: میں نے (اپنے استاد ولید سے) پوچھا: ”فلاح“ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: سحری ہے۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کا بعد کی راتوں میں تراویح نہ پڑھانا فرضیت کے ڈر سے تھا جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ ڈر نہ رہا' لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مستقل جماعت شروع کرادی جس پر آج تک امت متفق ہے۔ سو اب یہی سنت ہے۔ خصوصاً جب کہ قراء اور حفاظ کی کثرت نہیں رہی اور لمبی نماز کا شوق بھی عنقا ہے۔ ② عہدِ رسالت اور عہد صحابہ وتابعین میں رات کے قیام' یعنی تہجد کو قیام اللیل یا تہجد کہا جاتا تھا' اس حدیث میں بھی اس کے لیے قیام ہی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بعد میں رمضان کے قیام کو ”تراویح“ کہا جانے لگا جو ترویحہ کی جمع ہے' تاہم تہجد' قیام اللیل اور تراویح ایک ہی نماز (تہجد) کا نام ہے' البتہ رمضان کے قیام کے لیے تراویح کا لفظ معروف ہو گیا ہے' علاوہ ازیں عوام کی سہولت کے پیش نظر اسے عشاء کی نماز کے فوراً بعد پڑھ لیا جاتا ہے کیونکہ تہجد کے وقت کا آغاز نماز عشاء کے بعد شروع ہو جاتا اور طلوع فجر تک رہتا ہے۔ گو اس کا عام دنوں میں افضل وقت ثلث لیل کا آخری پہر ہی ہے' تاہم اسے رمضان المبارک میں اول وقت میں

باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں قیام کا خاص اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ لیلۃ القدر انھی میں سے ایک رات ہوتی ہے۔

(المعجم ١٠٤) - بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْإِمَامِ فِي تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ (التحفة ٥٥٧)

باب:۱۰۴-امام کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی رخصت

١٣٦٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ النَّوْفَلِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ سَرِيعًا حَتَّى تَعَجَّبَ النَّاسُ لِسُرْعَتِهِ، فَتَبِعَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ عَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: «إِنِّي ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الْعَصْرِ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ كَانَ عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ أَنْ يَبِيتَ عِنْدَنَا فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ».

۱۳۶۶- حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک دفعہ مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ جلدی سے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے گھر چلے گئے حتی کہ لوگوں نے آپ کی جلدی پر تعجب کیا۔ کچھ صحابہ آپ کے پیچھے گئے۔ آپ اپنی کسی بیوی کے گھر داخل ہوئے‘ پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا: ”مجھے عصر کی نماز کے دوران میں یاد آیا کہ کچھ سونا ہمارے گھر پڑا ہے۔ میں نے پسند نہ کیا کہ وہ رات کو ہمارے گھر رہے‘ اس لیے میں نے وہ تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اللہ! اللہ! نبی ﷺ کی بے نفسی کہ اللہ کے مال کو ایک رات کے لیے بھی اپنے گھر رکھنے کو تیار نہیں۔ ﷺ۔ فَجَزَاهُ اللهُ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ. ② معلوم ہوا کہ نماز کے اندر اتفاقاً کسی خیال کا آ جانا نماز کو ختم نہیں کرتا۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی عادت مبارکہ نماز کے بعد کچھ دیر بیٹھنے ہی کی تھی ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب نہ ہوتا‘ نیز کسی عذر کی بنا پر ایسے کر سکتے ہیں‘ اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔ ④ امام جب کوئی خلاف معمول کام کرے تو اسے اپنے ساتھیوں کے سامنے اس کی وضاحت کر دینی چاہیے تاکہ ان کے دلوں میں شکوک وشبہات جنم نہ لیں۔

١٣٦٦- أخرجه البخاري، الأذان، باب من صلى بالناس فذكر حاجةً فتخطاهم، ح: ٨٥١ من حديث عمر بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨٨.

(المعجم ١٠٥) - بَابٌ: إِذَا قِيلَ لِلرَّجُلِ هَلْ صَلَّيْتَ هَلْ يَقُولُ لَا؟ (التحفة ٥٥٨)

باب:۱۰۵-جب کسی آدمی سے پوچھا جائے: تو نے نماز پڑھ لی؟ تو کیا وہ کہہ سکتا ہے: نہیں؟

١٣٦٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ هِشَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «فَوَاللّٰهِ! مَا صَلَّيْتُهَا» فَنَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

۱۳۶۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ جنگ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو بڑی مشکل سے عین غروب شمس کے قریب نماز عصر پڑھ سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے تو ابھی تک نماز نہیں پڑھی۔“ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادئ بطحان میں گئے۔ آپ نے بھی وضو کیا اور ہم نے بھی۔ پھر غروب شمس کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی۔

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد دراصل کچھ فقہاء کے اس خیال کی تردید ہے کہ اگر نماز نہ پڑھی ہو تو یوں نہ کہے: ”میں نے نماز نہیں پڑھی۔“ بلکہ یوں کہے: ”ابھی پڑھنی ہے۔“ کیونکہ پہلے جملے میں کچھ بے نیازی سی جھلکتی ہے جب کہ دوسرے جملے میں اپنی کوتاہی کا اعتراف اور تلافی کا عزم ہے۔ امام صاحب کا خیال ہے کہ اس طرح بھی کہہ سکتا ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے۔ ② فوت شدہ نمازوں کی جماعت کرانا مشروع ہے نیز اگر فوت شدہ نمازیں ایک سے زیادہ ہوں تو انھیں ترتیب کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ واللہ أعلم.

١٣٦٧- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من صلى بالناس جماعةً بعد ذهاب الوقت، ح:٥٩٦، ومسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطى هي صلاة العصر، ح:٦٣١ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٨٩.

جمعۃ المبارک سے متعلق احکام ومسائل

امت محمدیہ تمام امتوں سے افضل امت ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعام واکرام ہیں۔ یہ انعامات ربانیہ کا خصوصی محور ہے۔ جمعۃ المبارک کا دن بھی انھی انعامات جلیلہ میں سے ایک ہے۔ جس طرح تمام مہینوں میں سے رمضان المبارک' تمام دنوں میں سے یوم عرفہ اور یوم نحر' تمام راتوں میں سے لیلۃ القدر اور تمام اوقات میں سے رات کا آخری حصہ افضل ہے اور ان میں اللہ رب العزت کی خصوصی رحمت اور برکت بندوں پر نازل ہوتی ہے' اسی طرح ہفتے کے دنوں میں سے جمعۃ المبارک کا دن افضل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات اور لطف وکرم کا دن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے اہم واقعات رونما ہوئے اور ہونے والے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَ فِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ] ''سب سے اچھا دن جس میں سورج طلوع ہوا ہے' جمعے کا دن ہے' اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی' اسی دن انھیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن وہ جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعے کے دن ہی آئے گی۔'' (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:(۱۸-۸۵۴)

سابقہ امتوں (یہود ونصاریٰ) کو بھی اس کا اختیار دیا گیا لیکن انھوں نے اس کی بجائے ہفتے اور اتوار کا

دن منتخب کیا۔ یہ سعادت اس آخری امت کے حصے میں آئی کہ اللہ رب العزت کی توفیق سے اس نے جمعۃ المبارک کے دن کا انتخاب کیا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی فرض ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہے۔ یہ اپنی مخصوص نوعیت اور امتیازی شان کی وجہ سے اس امت کا شعار ہے۔

ذیل میں جمعہ سے متعلق ضروری احکام اختصاراً ایک ہی جگہ ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ استفادے میں آسانی رہے۔

* **لغوی معنی:** یہ جَمْعٌ سے مشتق ہے۔ اجتماع کے معنی میں ہے۔ اس کی جمع جُمَعٌ اور جُمُعَاتٌ آتی ہے۔

* **اصطلاحی معنی:** نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے ایک جگہ جمع ہونا۔

* **وجہ تسمیہ:** اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ راجح ترین قول کے مطابق اس کا نام ''جمعہ'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے اجزاء اس دن جمع کیے گئے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسی قول کو اصح الاقوال قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري:٢/٣٥٣)

ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام ''جمعہ'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ لوگ اس دن میں نماز (جمعہ) کی ادائیگی کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم (٦/١٨٦) میں یہی وجہ نقل کی ہے۔

* **جمعے کے دن کی فضیلت:** ❁ صحیح مسلم کی حدیث: (٨٥٤) جو پیچھے گزر چکی ہے' اس کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [اَلْيَوْمُ الْمَوْعُودُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، وَالْيَوْمُ الْمَشْهُودُ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ] ''(اللہ رب العزت کے فرمان میں) یوم موعود سے مراد قیامت کا دن' مشہود سے مراد عرفے کا دن اور شاہد سے مراد جمعے کا دن ہے۔'' (جامع الترمذي' تفسير القرآن' حديث:٣٣٣٩) اس حدیث سے بھی جمعے کے دن کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے جمعے کے دن کی قسم کھائی۔

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن دوران وعظ فرمایا: ''اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر ٹھیک اس گھڑی میں بندۂ مسلم کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی

چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور عطا کرتا ہے۔'' اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ وہ گھڑی تھوڑی سی ہے۔ (صحیح البخاري' الجمعة' حديث:٩٣٥' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٥٢)

یہ گھڑی کون سی ہے؟ اس کے متعلق حافظ ابن حجر ؒ نے تینتالیس اقوال نقل کیے ہیں۔ صحیح ترین مندرجہ ذیل دو قول ہیں: ① یہ گھڑی امام کے منبر پر جلوہ افروز ہونے سے لے کر نماز کے اختتام تک ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: [هِيَ مَابَيْنَ أَنْ يَّجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ] (صحيح مسلم' الجمعة' حديث: ٨٥٣) ② یہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسے عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:١٠٤٨' و سنن النسائي' الجمعة' حديث:١٣٩٠)

امام ابن قیم ؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں: یہ قول حضرت عبداللہ بن سلام' حضرت ابوہریرہ اور جمہور صحابہ وتابعین کا ہے۔ انھوں نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اگرچہ قبولیت کی خاص گھڑی عصر کے بعد ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماع' ان کے تضرع اور گریہ زاری کی' قبولیت دعا میں اپنی تاثیر ہوتی ہے' اس لیے میرے نزدیک دونوں گھڑیاں ہی قبولیت کی ہیں۔ نبی ﷺ نے دونوں گھڑیوں میں دعا کی ترغیب دی ہے۔ اس طرح دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زادالمعاد:١/ ٣٨٩-٣٩٦)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غسل کر کے جمعے کے لیے آئے' پھر نماز پڑھے جتنی اس کے مقدر میں ہو' پھر خاموشی سے بیٹھا رہے یہاں تک کہ امام خطبۂ جمعہ سے فارغ ہو جائے' پھر امام کے ساتھ فرض نماز ادا کرے تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں بلکہ مزید تین دنوں کے بھی۔'' (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٥٧)

❁ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (اپنے سر یا کپڑوں کو) اچھی طرح دھویا اور غسل کیا اور اول وقت مسجد میں گیا اور خطبے کو شروع سے سنا اور امام

کے قریب بیٹھا اور کوئی فضول کام نہ کیا تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے صیام وقیام کا ثواب ملے گا۔'' (جامع الترمذي' الجمعة' حديث:۴۹۶' وسنن النسائي' الجمعة' حديث:۱۳۸۲' وصحيح الترغيب والترهيب للألباني:۶۹۳)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے جمعۃ المبارک کے دن غسل جنابت کی طرح (اچھی طرح) غسل کیا' پھر پہلے وقت میں (جمعے کے لیے) چل پڑا تو یوں سمجھو کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا اور جو شخص دوسری گھڑی میں چلا' گویا اس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسری گھڑی میں چلا' گویا اس نے مینڈھا صدقہ کیا۔ اور جو آدمی چوتھی گھڑی میں چلا' گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا' گویا اس نے انڈہ صدقہ کیا۔ پھر جب امام (خطبے کے لیے) نکلتا ہے تو (خصوصی درجات لکھنے والے) فرشتے بھی مسجد میں آ کر وعظ سننے لگتے ہیں۔'' (صحيح البخاري، الجمعة' حديث:۸۸۱' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:۸۵۰)

❁ فرضیت: نماز جمعہ فرض عین ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (الجمعة۶۲:۹) ''اے ایمان والو! جب جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو سب اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمھارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔'' اس میں ﴿فَاسْعَوْا﴾ امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کر رہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بَابُ فَرْضِ الْجُمُعَةِ کے تحت اس آیت سے فرضیت جمعہ کا استدلال کیا ہے۔

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ......] ''جمعہ باجماعت ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے......'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۱۰۶۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم (زمانے کے لحاظ سے) سب سے پیچھے ہیں (مگر مرتبے کے لحاظ سے) سب سے آگے ہیں۔ علاوہ اس بات کے کہ ان (یہود و نصاریٰ) کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی۔ اور یہ دن اللہ نے ان پر بھی فرض کیا تھا مگر انھوں نے اس میں

اختلاف کیا (یہود نے ہفتے کا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اس (جمعے کے) دن کے لیے ہماری رہنمائی فرمائی۔ اب وہ لوگ (عبادت والے دن کے لحاظ سے) ہم سے پیچھے ہیں۔ یہودی ہم سے اگلے دن اور عیسائی اس سے اگلے دن (خصوصی عبادت کرتے ہیں)۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۸۷٦)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اس کے وجوب پر امت مسلمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (المغني: ۲/۱٤۳)

❁ ترک جمعہ پر وعید: جس کام کی فضیلت بہت زیادہ ہو اس کے ترک پر وعید بھی بہت سخت ہوتی ہے۔ یہی معاملہ نماز جمعہ کا بھی ہے۔ زبان نبوت سے اس کے تارکین کے لیے سخت وعید صادر ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہریں لگا دے گا اور وہ یقینی طور پر غافلین میں سے ہو جائیں گے۔'' (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:۸٦۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ] ''میں نے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو حکم دوں' وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں پر ان کے گھروں کو جلا دوں جو جمعے کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦۵۲)

حضرت ابوجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ] ''جو شخص غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۱۰۵۲' و سنن النسائي' الجمعة' حديث:۱۳۷۰)

❁ نماز جمعہ کا آغاز: جمہور کے نزدیک نماز جمعہ ہجرت کے بعد فرض ہوئی۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلا جمعہ ہجرت سے قبل پڑھایا گیا جو صحابیٔ رسول حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر ''حرۂ بنی بیاضہ'' میں پڑھایا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث:۱۰۸۲) اس سے ثابت ہوا کہ اگرچہ اس کی باقاعدہ فرضیت ہجرت کے بعد ہوئی لیکن یہ ہجرت سے قبل مشروع ہو چکا تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبیٔ اکرم ﷺ کی رہنمائی یا اپنے اجتہاد سے اس کا اہتمام

فرمایا کرتے تھے۔ بعدازاں ہجرت کے دور ہی میں اسے فرض قرار دے دیا گیا...... مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ٢/ ٣٥٥، ٣٥٦)

❁ فرضیت جمعہ کی شرائط: فرضیت جمعہ کی پانچ شرائط ہیں: ① آزادی۔ ② بلوغت۔ ③ ذکوریت (مرد ہونا۔) ④ اقامت۔ ⑤ ادائیگی پر قدرت۔ غلام' بچے' عورت' مسافر اور معذور پر جمعہ فرض نہیں۔ عذر میں بیماری' شدید بڑھاپا' دشمن کا خوف' شدید بارش اور جسم یا منہ سے بو کا آنا وغیرہ ہے۔ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازماً فرض ہے' سوائے چار قسم کے لوگوں' یعنی غلام' عورت' بچے اور مریض کے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ١٠٦٧) مسافر پر بھی جمعہ فرض نہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران حج جمعہ ادا نہیں کیا۔

جمعے کے دن کرنے والے کام

❁ نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر کی قراءت: جمعے کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر پڑھنا مسنون ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن فجر کی نماز میں ﴿الٓمّٓ تَنْزِيلُ﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔
(صحيح البخاري' الجمعة' حديث: ٨٩١' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث: ٨٨٠)

❁ سورۂ کہف کی تلاوت کرنا: جمعے کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ] ''جس نے جمعے کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی' اس کے لیے اگلے جمعے تک کا وقفہ نور سے روشن ہو جاتا ہے۔'' (المستدرك للحاكم: ٢/ ٣٦٨)

❁ کثرت سے درود پڑھنا: جمعے کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا مستحب ہے۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بتحقیق تمھارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے' اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن بے ہوشی ہوگی۔ اس دن تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو' یقیناً تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا

ہے۔" (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:١٠٤٧' و سنن النسائي' الجمعة' حديث:١٣٧٥)

جمعۃ المبارک کے سنن وآداب

❁ مسواک کرنا: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر ضروری ہے' اسی طرح مسواک کرنا بھی اور جو خوشبو اسے مل سکے لگائے' خواہ وہ خوشبو عورت (اس کی بیوی) کی ہو۔" (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٨٠' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(٧)-٨٤٦)

❁ غسل کرنا: جمعۃ المبارک کے دن غسل واجب ہے۔ اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔" (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٧٩' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٤٦) ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی جمعے کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔" (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٧٧' وصحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٤٤) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام' مع حاشية: العدة' حديث:١٣١)

جمہور اسے مستحب کہتے ہیں۔ ان کے منجملہ دلائل میں سے مضبوط ترین دلیل یہ ہے:

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔" (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٣٥٤' و سنن النسائي' الجمعة' حديث:١٣٨١) ان کے بقول یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ غسل جمعہ کا حکم استحبابی ہے' نیز پہلی حدیث میں وجوب سے مراد تاکید ہے' وجوب نہیں۔ جمہور علمائے کرام کا مذکورہ حدیث سے استدلال محل نظر ہے' کیونکہ (وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ) "جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔" کے الفاظ وجوب کے منافی نہیں، کسی چیز کی افضیلت سے اس کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ حدیث کے معنی جیسا کہ بیان ہوا' یہ ہیں: "جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کام کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔"

اس میں کوئی شک نہیں، یہ دونوں عمل ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ نے پہلے وضو کے بارے میں فرمایا کہ وہ اچھا اور بہتر کام ہے، کیا ان الفاظ سے وضو کی عدم فرضیت کی دلیل نہیں لی جا سکتی ہے؟ جیسے اس کی فرضیت بلکہ شرطیت دیگر دلائل سے اخذ کی گئی ہے، یہی معاملہ غسل کا ہے۔ دوسرے، اہل کتاب کے بارے میں کہا گیا ہے: ﴿وَلَوْ آمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾ ''اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔'' کیا اہل کتاب ایمان لانے کے پابند اور مکلف نہ تھے، یا صرف ان کے لیے قبول اسلام اور ایمان لانا ایک ترجیحاً یا ترغیبی امر تھا جیسا کہ ﴿لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ کے الفاظ سے متبادر ہے؟ یقیناً ان کے لیے قبول اسلام ایک امر لابدّی تھا۔ بنابریں اس حدیث سے حکم استحبابی یا تاکیدی امر مراد لینا محل نظر ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (محلی ابن حزم: ١٤/٢، و سنن النسائي اردو، الغسل و التيمم: ٣٩٢/١، ٣٩٣ طبع دار السلام)

❁ عمدہ لباس پہننا اور خوشبو لگانا: حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے روز غسل کیا اور بہترین کپڑے زیب تن کیے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائی، پھر جمعے کے لیے آیا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں، پھر نفل نماز پڑھی جو اس کے لیے مقدر کی گئی، پھر خاموش رہا جب امام (خطبے کے لیے) نکلا حتی کہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو یہ اس کے لیے اس جمعے اور سابقہ جمعے کے مابین (صادر ہونے والے گناہوں) کا کفارہ ہے۔'' (سنن أبي داود، الطهارة، حديث: ٣٤٣)

نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک خاص لباس رکھا ہوا تھا جو آپ جمعۃ المبارک کے دن اور وفود کی آمد کے موقع پر پہنتے تھے۔ دیکھیے: (الأدب المفرد، حديث: ٣٤٨)

❁ جلد از جلد مسجد میں جانا: جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں جلدی جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور یکے بعد دیگرے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ سب سے پہلے داخل ہونے والے (کے ثواب) کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اونٹ کی قربانی دی، دوسرے کی ایسے جیسے کسی نے گائے کی قربانی دی، پھر مینڈھا، پھر مرغی اور پھر انڈا صدقہ کرنے کے برابر۔ اس کے

بعد جب امام آ جاتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٢٩' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(٢٤)-٨٥٠)

❁ پیدل چل کر جانا: نماز جمعے کے لیے پیدل چل کر جانا نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ عبایہ بن رفاعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے لیے جا رہا تھا کہ (راستے میں) مجھے ابوعبس رضی اللہ عنہ ملے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے اللہ اس کو آگ پر حرام کر دے گا۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٠٧)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور اپنے جسم وغیرہ کو اچھی طرح دھوئے اور اول وقت جائے' خطبہ شروع سے سنے' پیدل جائے' سوار نہ ہو' امام کے قریب بیٹھے' خاموش رہے اور فضول بات نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل (صیام وقیام) کا ثواب ملے گا۔'' (سنن النسائي' الجمعة' حديث:١٣٨٥)

حدیث میں بیان کردہ فضیلت صرف پیدل چل کر جانے کی نہیں بلکہ ان تمام کاموں کی ہے جن کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ اور ان کاموں میں ایک پیدل چل کر جانا بھی ہے' لہٰذا اس کی بھی فضیلت معلوم ہوئی۔

❁ جمعہ کے لیے دور دراز سے آنا: اگر آدمی کے قرب وجوار میں کوئی مسجد نہ ہو بلکہ کافی دور ہو تو پھر بھی جمعے کی ادائیگی کے لیے حاضر ہونا چاہیے۔ اگر زیادہ سفر ہے تو اجر بھی زیادہ ہی ملے گا' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دور دراز سے جمعے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ یہ باعثِ فضیلت عمل ہے' لیکن ایسے شخص پر جمعے کے لیے حاضر ہونا وجوب کی حیثیت نہیں رکھتا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٠٢ اور اس کا باب)

❁ امام کے قریب بیٹھنا: امام کے قریب بیٹھنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے' دیکھیے: مذکورہ حدیث' نیز امام کے قریب بیٹھنے والے شخص کی توجہ وعظ کی طرف زیادہ ہوگی اور وہ دور بیٹھنے والے کی نسبت زیادہ مستفید ہوگا۔ اور یہ جمعے کا بنیادی مقصد بھی ہے۔

❁ بیٹھنے کا انداز: مقتدیوں کو امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔ بالکل سیدھا قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا ضروری نہیں' بلکہ صف کی دائیں بائیں جانب والے جو حضرات امام سے دور ہوں وہ امام کی طرف منہ کر کے بیٹھیں' چاہے قبلے سے منہ ہٹ بھی جائے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: [إِنَّ النَّبِيَّ

ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنبَرِ وَ جَلَسْنَا حَوْلَهُ] ''نبیٔ اکرم ﷺ ایک دن منبر پر (وعظ و نصیحت کے لیے) بیٹھے تو ہم آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٢١)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: (بَابُ اسْتِقْبَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ إِذَا خَطَبَ) ''جب امام خطبہ دے رہا ہو تو لوگ اس کی طرف منہ کر کے بیٹھیں۔''

❁ خاموشی سے خطبہ سننا: خطبۂ جمعہ نہایت توجہ اور انہماک سے سننا چاہیے۔ کسی قسم کی ناروا حرکت نہیں کرنی چاہیے' یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی بولتا بھی ہے تو اسے منع نہیں کرنا چاہیے' پوری توجہ خطبے کے مضامین کی طرف ہونی چاہیے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نے اپنے ساتھی سے جمعے کے دن کہا کہ چپ رہ جبکہ امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو کام کیا۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٣٤' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٥١)

چند اہم مسائل

❁ بارش کے دن جمعے کی رخصت: بارش' طوفان' آندھی یا اس کے علاوہ کسی اور عذر کی وجہ سے جمعے کے لیے حاضر ہونا نہایت مشکل ہو تو نماز جمعہ کی رخصت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک بارش والے دن اپنے مؤذن سے کہا: جب تو أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہہ لے تو اس کے بعد حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ نہ کہنا بلکہ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ کہنا' لوگوں نے اسے کچھ عجیب محسوس کیا تو فرمایا: یہ کام اس عظیم ہستی (رسول اللہ ﷺ) نے بھی کیا جو مجھ سے بہتر تھی۔ بلاشبہ جمعہ ایک عظیم الشان کام ہے لیکن میں ناپسند سمجھتا ہوں کہ تم کو حرج میں مبتلا کروں اور تم مٹی اور کیچڑ میں چل کر جمعے کے لیے آؤ۔ (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٠١' و صحيح مسلم' صلاة المسافرين......' حديث:٦٩٩)

❁ شدید گرمی میں جمعہ کچھ تاخیر سے پڑھنا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سردی زیادہ ہوتی تو نبیٔ اکرم ﷺ (جمعے کی) نماز جلدی پڑھتے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تو آپ نماز جمعہ کچھ تاخیر سے پڑھتے۔ (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٠٦)

✿ نماز جمعہ سے قبل سنتیں: نماز جمعہ سے قبل نوافل کی تعداد متعین نہیں۔ جو چار رکعات والی روایت ہے وہ ضعیف ہے' اس لیے جتنی توفیق ملے اتنے پڑھ لیے جائیں۔ اگر وقت زیادہ ہو تو زیادہ پڑھے جاسکتے ہیں۔ اگر وقت کم ہو یا امام خطبہ دے رہا ہو تو کم از کم دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجمعة' حديث:٨٨٣'١١٦٦ و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٥٧'٨٧٥)

✿ اذان کا وقت: جمعے کے لیے اذان اس وقت دی جاتی ہے جب خطیب صاحب منبر پر تشریف فرما ہو جائیں۔ حضرت سائب بن یزید ؓ فرماتے ہیں: جمعے کے دن اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩١٥) یہ جمعے کی وہ اذان ہے جو دور نبوی میں ہوا کرتی تھی۔ ایک اذان اس سے پہلے ہوتی ہے جس کا آغاز دور عثمانی میں ہوا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

✿ دوران خطبہ آنے والا کیا کرے؟: جو شخص دوران خطبہ آئے وہ دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ٔ اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''تو نے (دو رکعت) نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھ۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٣١' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٧٥)

ثابت ہوا کہ اگرچہ امام خطبہ دے رہا ہو' دو رکعتیں پڑھے بغیر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اس وقت بیٹھ جانا اور خطبے کے بعد سنتوں کا وقفہ دینا خلاف سنت ہے۔

✿ دوران خطبہ اونگھ آئے تو؟: اگر دوران خطبہ اونگھ آجائے تو جگہ بدل لینی چاہیے' خطبے کو توجہ اور انہماک سے سننا ضروری ہے' ورنہ جمعے کی روح فوت ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو جمعے کے دن (دوران خطبہ) اونگھ آنے لگے تو اپنی جگہ بدل لے۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:١١١٩' و جامع الترمذي' الجمعة' حديث:٥٢٦)

✿ خطیب سے ہم کلام ہونا: کسی ضرورت کے پیش نظر سامعین میں سے کوئی بھی امام سے مخاطب ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص پر اس وعید کا اطلاق نہیں ہوگا جو دورانِ جمعہ کلام کرنے والے کے لیے ہے کیونکہ

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ دوران جمعہ ایک شخص نے نبیٔ اکرم ﷺ سے کلام کیا تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے قحط سالی کی شکایت کی تھی تو آپ نے خطبے کے دوران میں دعا کی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجمعة' حدیث:٩٣٢' و صحیح مسلم' صلاة الاستسقاء' حدیث:٨٩٧)

❁ **رکعات جمعہ کی تعداد:** جمعے کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعے کی رکعات رسول اللہ ﷺ کی زبانی دو ہیں۔ (سنن النسائي' الجمعة' حدیث:١٤٢١)

❁ **نماز جمعہ میں قراءت:** نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھنا مسنون عمل ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:٨٧٩)

اسی طرح سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ کی قراءت بھی ایک حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' الجمعة' حدیث:١٤٢٣)' اس لیے دونوں احادیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:(٦٧)-٨٨١)

❁ **جمعے کے بعد سنتیں:** جمعے کے بعد کی سنتوں کے بارے میں دو احادیث مروی ہیں۔ ایک حدیث میں چار اور ایک میں دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاري' الجمعة' حدیث:٩٣٧' و صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:٨٨٢) بنابریں دونوں طرح درست ہے اور وقتاً فوقتاً دونوں پر عمل کرنا چاہیے۔ والله أعلم.

❁ **اگر نماز جمعہ کی ایک رکعت ملے تو؟:** اگر کوئی آدمی کسی وجہ سے دیر سے پہنچا اور اسے امام کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو اس کی وہ نماز جمعے کی نماز شمار ہوگی' اس لیے اسے صرف ایک رکعت مزید پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ] ''جس نے نماز جمعہ کی ایک رکعت پالی تو اس نے (نماز جمعہ) پالی۔'' (سنن النسائي، الجمعة' حدیث:١٤٢٦)

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: [فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرٰی] ''وہ دوسری رکعت ساتھ ملائے۔'' (سنن ابن ماجه' الجمعة' حدیث:١١٢١) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اسے ایک رکعت سے کم جماعت کے ساتھ نماز ملے تو اس کی نماز نمازِ جمعہ شمار نہیں ہوگی بلکہ اسے ظہر کی نماز چار

رکعت ہی پڑھنی چاہیے۔

❁ **اگر نماز جمعہ فوت ہو جائے تو؟**: اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر نماز جمعہ فوت ہو جائے تو پھر نماز ظہر ادا کی جائے گی کیونکہ نماز جمعہ ایک اجتماعی عبادت ہے' فرداً فرداً ادا نہیں کی جا سکتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس سے جمعے کی دو رکعتیں فوت ہو جائیں تو وہ چار رکعتیں پڑھے۔ (مجمع الزوائد: ١٩٢/٢' والأجوبة النافعة للألباني' ص:٨٣) کسی صحابی سے اس کی مخالفت ثابت نہیں۔ گویا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ اتفاقی مسئلہ ہے۔

❁ **نماز جمعہ کا وقت**: نماز جمعہ نماز ظہر کی قائم مقام ہے' اس لیے اس کا وقت بھی نماز ظہر والا' یعنی زوال شمس ہی ہے۔ جمہور صحابہ وتابعین اور ائمۂ کرام کا یہی موقف ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جمعہ پڑھاتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ (صحیح البخاري' الجمعة' حدیث: ٩٠٤)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے جب سورج ڈھل جاتا' پھر واپس ہوتے تو بڑی جستجو سے سایہ تلاش کرتے۔ (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث: (٣١)-٨٦٠)

بعض کے نزدیک زوال شمس سے قبل بھی جمعہ پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ رائے امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کی ہے۔ (المغني لابن قدامه: ٢/٢٠٩-٢١٢' رقم المسئلة: ١٣٨٠' وسبل السلام ١٣٩/٢' بتعلیق الألباني) تاہم راجح موقف یہی ہے کہ اس کا وقت زوال شمس کے بعد ہے۔ اس موقف کے دلائل واضح اور بے غبار ہیں۔ واللہ أعلم.

❁ **جمعے کی اذان**: نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں' بعد ازاں حضرت ابوبکر' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں نماز جمعہ کے لیے ایک ہی اذان دی جاتی تھی۔ دور عثمانی میں اہل مدینہ کی تعداد کافی زیادہ ہو چکی تھی۔ خرید وفروخت کے سلسلے میں وہ بازاروں میں زیادہ مصروف ہو گئے اور نماز جمعہ کے وقت پر نہ پہنچ پاتے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبۂ جمعہ والی اذان سے کچھ دیر پہلے ایک اذان کہلوانا شروع کر دی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نماز جمعہ کا وقت قریب

آ گیا ہے' لہٰذا وہ جلدی جلدی اپنے کاروبار سمیٹ کر نماز کی تیاری کریں اور بروقت پہنچ سکیں۔ یہ اذان مدینہ منورہ کے بازار میں واقع ایک مقام' زوراء پر دی جاتی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجمعة' حدیث:٩١٢) اس وقت لاؤڈ سپیکر وغیرہ نہیں تھے' بازار میں شور وغل کی وجہ سے مسجد میں دی جانے والی اذان سنائی نہ دیتی تھی' اس لیے یہ اذان شروع کی گئی۔ آج لاؤڈ سپیکر کی آواز دور دراز تک پہنچ جاتی ہے' لہٰذا جس غرض سے حضرت عثمان نے اس کا آغاز کیا' وہ غرض بھی اس سے پوری ہو جاتی ہے' اس لیے آج کل اس اذان کی ضرورت نہیں' اس لیے افضل یہی ہے کہ آج کل خطبے والی اذان ہی پر اکتفا کیا جائے۔ اگر کہیں اس قسم کی ضرورت ہو تو وہاں یہ اذان دی جاسکتی ہے۔ واللہ أعلم.

❁ **نمازیوں کی تعداد کتنی ہو؟:** نماز جمعہ کے لیے نمازیوں کی کوئی متعین تعداد شرط نہیں۔ بلکہ جتنے لوگوں کی باجماعت نماز ہو سکتی ہے اتنے لوگوں پر جمعہ کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ بعض حضرات نے چالیس افراد کی قید لگائی ہے جو کہ درست نہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے بارہ افراد کو بھی جمعہ پڑھایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ کھڑے جمعے کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ شام سے ایک تجارتی قافلہ آ گیا۔ سب لوگ جلدی سے قافلے کی طرف کھسک گئے اور صرف بارہ آدمی (خطبہ سننے کے لیے) باقی رہ گئے۔ (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:٨٦٣)' نیز سورۂ جمعہ کی آخری آیت: ﴿وَ اِذَا رَاَوۡا تِجَارَۃً اَوۡ لَہۡوَا انۡفَضُّوۡۤا اِلَیۡہَا وَ تَرَکُوۡکَ قَآئِمًا﴾ میں بھی اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ ثابت ہوا چالیس افراد کی قید درست نہیں۔

❁ **دیہات میں جمعہ:** شریعت محمدی میں نماز جمعہ کے لیے دیہات اور شہر کا کوئی فرق نہیں۔ حدیث سے بستیوں میں جمعہ پڑھنا ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد (مسجد نبوی) میں جمعے کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین کے علاقے میں' قبیلۂ عبدالقیس کی مسجد میں' ان کی بستی جواثی میں پڑھایا گیا۔ (صحیح البخاري' الجمعة' حدیث:٨٩٢)

سنن ابوداود کی روایت میں واضح طور پر [قَرْيَة] ''بستی'' کے الفاظ ہیں۔ علاوہ ازیں مدینہ منورہ خود بھی اس وقت ایک بستی ہی تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیہات میں نماز جمعہ بلاشبہ جائز ہے۔ بعض حضرات نے نماز جمعہ کے لیے شہر' تجارتی منڈی اور شرعی جج وغیرہ کی قیود لگائی ہیں جن کا نماز جمعہ سے دور کا بھی

تعلق نہیں۔ ایسی قیود خود ساختہ اور شریعت میں اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

❁ احتیاطی ظہر: جن لوگوں نے نماز جمعہ کے لیے شہر کی شرط لگائی ہے وہ دیہات میں جمعے کے بعد احتیاطی ظہر بھی پڑھتے ہیں کہ جمعہ تو ہمارا ہوا نہیں' لہٰذا ظہر پڑھ لیتے ہیں۔ یہ موقف متاخرین احناف کا ہے۔ ان سے سوال ہے کہ اگر دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا تو پڑھاتے کیوں ہیں؟ اور اگر ہو جاتا ہے تو احتیاطی ظہر کے کیا معنی؟ دراصل یہ تقلید شخصی کا کرشمہ ہے جس کی وجہ سے انسان ایک خاص اور محدود نظر و فکر کا پابند ہوتا ہے اور براہ راست قرآن و حدیث پر غور نہیں کرتا' اگر غور و تحقیق کرنے سے مسئلہ امام و مقتدی کے خلاف ہی جاتا ہو' تب بھی امام کے قول پر چلنا اس کی مجبوری ہوتی ہے جس کے نتیجے میں اس طرح کے عجیب و غریب مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس مذکورہ تردد و تذبذب اور تقلید کی روش پر کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ع

تقلید کی روش سے بہتر ہے خود کشی!
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

❁ نماز جمعہ اور نماز عید اکٹھے ہو جائیں تو؟: اگر نماز جمعہ اور نماز عید اکٹھے ہو جائیں تو عید پڑھنے کے بعد نماز جمعہ کی رخصت ہے' جو پڑھنا چاہے پڑھ لے' یعنی جمعہ پڑھنا مستحب ہوگا۔ اور جو نہ پڑھے وہ ظہر کی نماز ادا کرے' تاہم امام کو چاہیے کہ وہ رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کرے تاکہ جمعہ ادا کرنے والوں کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ جناب ایاس بن ابو رملہ شامی کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا اور وہ حضرت زید بن ارقم سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا تمھارے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئی ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں' اس نے پوچھا تو تب آپ نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے عید کی نماز پڑھی' پھر جمعے کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: ''جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔''

(سنن أبي داود' الصلاة' حديث:١٠٧٠' و سنن النسائي' العيدين' حديث:١٥٩٢)

خطیب کے لیے چند آداب واحکام

❁ خطیب کی جگہ: خطبۂ جمعہ منبر یا کسی بلند جگہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے جیسا کہ آج کل خطیب مساجد میں منبر پر خطبہ دیتے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ پہلے منبر کے بغیر ہی ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ بعد میں آپ کے حکم سے آپ کے لیے منبر بنوایا گیا۔ اس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ آپ آخری سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

❁ منبر پر چڑھ کر سلام کہنا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو سلام کہتے۔ (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:١١٠٩ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔)

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بھی یہی عمل تھا۔ دیکھیے: (شرح السنة:٢٤٢/٤، ٢٤٣)

❁ اذان کا جواب دینا: امام کو بھی منبر پر اذان کا جواب دینا چاہیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے تو مؤذن نے اذان شروع کی۔ آپ نے اذان کا جواب دیا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ (منبر پر) اسی طرح اذان کا جواب دیتے سنا۔ (صحيح البخاري، الجمعة، حديث:٩١٤)

❁ کھڑے ہو کر خطبہ دینا: خطبہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے۔ بلاوجہ بیٹھ کر خطبہ دینا درست نہیں۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور (دوسرا) خطبہ ارشاد فرماتے۔ (پھر فرماتے ہیں) جس نے تجھے یہ خبر دی کہ نبی ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، اس نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔ (صحيح مسلم، الجمعة، حديث:(٣٥)-٨٦٢) مزید دیکھیے: (صحيح

البخاري، الجمعة، حديث:٩٢٠، و سنن النسائي، حديث:١٣٩٨)

❁ عصا کا سہارا لینا: خطیب کو چاہیے کہ وہ خطبہ دیتے وقت عصا وغیرہ کا سہارا لے کر کھڑا ہو۔ نبی ﷺ خطبہ دیتے وقت عصا کا سہارا لیتے تھے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطهارة، حديث:١٠٩٦)

❁ خطبے دو یا تین؟: نبیٔ اکرم ﷺ سے دو خطبے ہی ثابت ہیں۔ تیسرا خطبہ آپ سے ثابت نہیں۔ یہ سراسر بدعت ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے اور ان دونوں کے درمیان کچھ دیر بیٹھتے تھے، نیز اور خطبوں میں قرآن کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے۔ (صحيح مسلم، الجمعة، حديث:(٣٤)-٨٦٢)

❁ غیر عربی میں خطبہ جائز ہے؟: تیسرے خطبے کے جواز کے لیے یہ عذر بیان کیا جاتا ہے کہ دو خطبے عربی میں دینا لازمی ہیں، تیسرا خطبہ ہم عوام کی زبان میں مسائل سمجھانے کے لیے دیتے ہیں۔ لیکن یہ عذر درست نہیں کیونکہ عربی میں خطبے دینا ضروری نہیں بلکہ دونوں خطبے اسی زبان میں دیے جائیں جسے عوام سمجھتے ہوں، وہ زبان خواہ اُردو ہو یا ہندی، پشتو ہو یا پنجابی اور فارسی ہو یا انگلش وغیرہ۔ نبیٔ اکرم ﷺ عربی میں خطبے اس لیے دیتے تھے کہ عوام کی زبان عربی تھی۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے ''جمعۃ المبارک کے مسائل'' از منیر قمر دیکھی جا سکتی ہے۔

❁ اجزائے خطبہ: خطبۂ جمعہ عموماً مندرجہ ذیل اجزاء پر مشتمل ہونا چاہیے: ① حمد و ثنائے باری تعالیٰ۔ ② ذکر شہادتین۔ ③ اما بعد کہنا۔ ④ قرآن کریم کی بعض آیات کی تلاوت۔ ⑤ لوگوں کو وعظ و نصیحت۔ ⑥ مسلمانوں کے لیے دعا۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا خطبہ عموماً انھی امور پر مشتمل ہوتا تھا۔

❁ کیفیت اشارہ: خطبۂ جمعہ کے دوران میں بات سمجھانے کے لیے بامقصد اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا اشارہ کرنے کا انداز یہ تھا کہ آپ صرف اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے۔ بلا ضرورت دونوں ہاتھ ہوا میں لہراتے رہنا مناسب نہیں۔ حضرت عمارہ بن رُوَیبہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن مروان کو منبر پر خطبے کے دوران میں دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان ہاتھوں کو بھلائی سے دور کرے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ (صحيح مسلم، الجمعة، حديث:(٥٣)-٨٧٤)

✿ کسی عارضے کے باعث خطبے کا تسلسل توڑ دینا: کسی شدید ضرورت کے پیش نظر خطبے کا تسلسل توڑ دینا' منبر سے نیچے اتر جانا' موضوع سے ہٹ کر کوئی اور بات کر لینا اور پھر جہاں سے چھوڑا وہیں سے خطبہ شروع کر لینا جائز ہے۔ کئی ایک احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے' مثلاً: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ وہ سرخ قمیص پہنے ہوئے تھے اور اس میں لڑکھڑاتے ہوئے آ رہے تھے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ روک دیا' نیچے اترے' انھیں اٹھایا اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا: ''اللہ رب العزت نے سچ فرمایا: ''بلاشبہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہیں۔'' میں نے انھیں قمیصوں میں لڑکھڑاتے دیکھا تو صبر نہ کر سکا' یہاں تک کہ میں نے خطبہ روکا اور انھیں اٹھایا۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:١١٠٩' و سنن النسائي' الجمعة' حديث:١٤١٤)

✿ خطبے کا دورانیہ: خطبے کا دورانیہ مختصر ہونا چاہیے۔ لمبا خطبہ دینا درست نہیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَ قِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ] ''نماز کا لمبا ہونا اور خطبے کا مختصر ہونا آدمی کی فقاہت (سمجھداری) کی علامت ہے' لہٰذا نماز لمبی پڑھو اور خطبہ مختصر دو۔'' (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(٤٧)-٨٦٩)

اس بات کا خیال رہے کہ یہاں خطبے اور نماز کا آپس میں تقابل نہیں بلکہ مطلق نماز لمبی اور خطبہ مختصر دینے کا حکم ہے۔

✿ دوران خطبہ دعا کرنا: اگر کوئی آدمی دوران خطبہ دعا کی درخواست کر دے تو دعا کی جا سکتی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اعرابی نے دوران خطبہ قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے اسی وقت دعا فرمائی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٣٢، ٩٣٣' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٩٧)

✿ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا: دو خطبوں کے درمیان کچھ دیر کے لیے بیٹھنا سنت ہے' یعنی خطیب ایک خطبے کے بعد کچھ دیر کے لیے بیٹھ جائے' پھر اٹھ کر دوسرا خطبہ دے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(٣٥)-٨٦٢)

ممنوعہ اعمال وحرکات

❁ گردنیں پھلانگ کر آگے جانا: جب اگلی صفوں میں جگہ نہ ہو تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر پہلی صفوں میں آنا ممنوع ہے۔ جسے پہلی صف میں اور امام کے قریب ہونے کا زیادہ شوق ہو وہ جلدی آئے ورنہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔ دیر سے آنا اور پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو پریشان کرنا غیر مہذب حرکت ہے۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''او! بیٹھ جاؤ' تم نے لوگوں کو اذیت دی ہے۔'' (سنن النسائي' الجمعة' حديث:۱۴۰۰)

❁ دو آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا: دو آدمی بیٹھے ہیں۔ ان کے درمیان تیسرے آدمی کی جگہ نہیں لیکن بعد میں کوئی آدمی آئے اور ان دونوں کے درمیان جگہ بنانے کی کوشش کرے۔ یہ ممنوع ہے اور بدتہذیبی ہے کیونکہ اس سے دونوں آدمیوں کو تکلیف ہوگی۔ عبادت اس طرح کرنی چاہیے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ زیادہ ثواب کی کوشش میں آدمی کم ثواب سے بھی محروم ہو جائے اور الٹا گناہ لے کر واپس لوٹے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۹۱۰)

❁ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا: کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھ جانا درست نہیں ہے' خطبۂ جمعہ ہو یا کوئی اور مجلس۔ اگر شاگرد یا کوئی بچہ' بزرگ یا استاد کو احتراماً اپنی جگہ دے دے تو اور بات ہے۔ لیکن بزرگ اس وجہ سے لیٹ آنے کو اپنا شیوہ نہ بنالے کہ مجھے کوئی نہ کوئی آگے جگہ دے ہی دے گا۔ حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا: جمعے کے دن (خطبے کے موقع پر؟) تو انھوں نے کہا: جمعہ اور غیر جمعہ سب میں۔ (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۹۱۱' وصحيح مسلم' السلام' حديث:(۲۷)-۲۱۷۷)

❁ نماز جمعہ سے قبل حلقے بنانا: نماز جمعہ سے قبل حلقے بنانا منع ہے۔ حلقوں سے مراد یا تو تعلیمی وتبلیغی

حلقے ہیں کیونکہ اس سے خطبۂ جمعہ کی اہمیت کم ہو جاتی ہے یا باتیں یا اجتماعی ذکر وغیرہ کے حلقے مراد ہو سکتے ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ جمعے سے قبل خطبہ سننے کے لیے مختلف حلقوں میں نہ بیٹھیں بلکہ ایک ہی حلقہ امام کے گرد بنائیں۔ یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ خطبے کے لیے حلقہ نہ بنایا جائے بلکہ صفوں میں بیٹھ کر امام کی طرف منہ کیا جائے۔ بہر حال جمعے سے قبل حلقے بنانا درست نہیں۔ دیکھیے: (سنن النسائي' المساجد' حديث:۷۱۵)

۞ گوٹھ مار کر بیٹھنا: خطبۂ جمعہ کے دوران میں گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن' جب امام خطبہ دے رہا ہو' گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۱۱۱۰) اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی گھٹنے کھڑے کر کے سینے کے قریب کر لے اور ہاتھوں سے ان کے گرد حلقہ بنا لے۔ اس طرح بیٹھنا غفلت اور بے پروائی کی علامت ہے' نیز اس طرح نیند بہت جلد آتی ہے نتیجتاً خطبہ فوت ہو جاتا ہے۔ اگر تہبند باندھا ہو تو ستر کھلنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔

۞ لغو حرکات: خطبۂ جمعہ کے دوران میں کسی قسم کی بے فائدہ حرکت' مثلاً: ڈاڑھی یا کپڑوں کے ساتھ کھیلنا' انگلیاں چٹخنا' تنکوں سے کھیلتے رہنا' درست نہیں ہے۔ خطبۂ جمعہ نہایت توجہ اور انہماک سے سننا ضروری ہے' یہاں تک کہ بولنے والے کو چپ کرانا بھی درست نہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کسی (بولنے والے) کو کہے کہ چپ ہو جا! تو تو نے لغو حرکت کی۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۹۳۴' وصحيح مسلم' الجمعة' حديث:۸۵۱) کیونکہ اگر توجہ خطبے کی طرف نہیں ہوگی تو کچھ حاصل نہیں ہوگا اور خطبۂ جمعہ کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

۞ نماز جمعہ کے متصل بعد نوافل پڑھنا: نماز جمعہ سے فراغت کے فوراً بعد اسی جگہ سنتیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ جگہ تبدیل کر لی جائے یا کسی سے بات چیت کر لی جائے' بعد ازاں سنتیں ادا کی جائیں دیگر نمازوں کا بھی یہی حکم ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:۸۸۳)

۞ خاص اس دن کا روزہ رکھنا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا يَصُومُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ] ''تم میں سے کوئی جمعے کے دن روزہ

نہ رکھے الا یہ کہ وہ اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ بھی ساتھ رکھے۔" (صحیح البخاري، الصوم، حدیث:١٩٨٥، و صحیح مسلم، الصیام، حدیث:(١٤٧)-١١٤٤)

❁ **خرید وفروخت:** جمعے کی اذان کے بعد خرید وفروخت منع ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (الجمعة٦٢:٩) "اے ایمان والو! جب جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو سب اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمھارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٤) - كِتَابُ الْجُمُعَةِ (التحفة . . .)

جمعۃ المبارک سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - إِيجَابُ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٥٩)

باب:١- جمعے کا واجب ہونا

١٣٦٨- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح: وَابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، وَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ - يَعْنِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ - فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ، اَلْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ».

١٣٦٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم (زمانے کے لحاظ سے) سب سے پیچھے ہیں (مگر مرتبے کے لحاظ سے) سب سے آگے ہیں۔ علاوہ اس بات کے کہ ان (یہود ونصاریٰ) کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ اور یہ (خصوصی عبادت والا) دن ان پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تھا لیکن انھوں نے اس میں اختلاف کیا (یہود نے ہفتے کا دن تجویز کیا اور نصاریٰ نے اتوار کا۔) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن، یعنی جمعے کے دن تک پہنچایا۔ اب وہ لوگ (عبادت والے دن کے لحاظ سے) ہم سے پیچھے ہیں۔ یہودی ہم سے (یعنی جمعے کے دن سے) اگلے دن اور عیسائی اس سے اگلے دن (خصوصی عبادت کرتے ہیں)۔“

فوائد ومسائل: ① امت مسلمہ سب سے آخری امت ہے اور اس کے نبی آخری نبی ہیں۔ زمانے کے لحاظ

١٣٦٨ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة، ح: ٨٥٥ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الجمعة، باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل . . . الخ، ح: ٨٩٦ من حديث عبدالله بن طاوس عن أبيه به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٥٤.

سے تاخیر ان کے مرتبے میں کمی کا سبب نہیں بلکہ آخری ہونے کے لحاظ سے یہ افضل امت ہے اور اس کے نبی ﷺ افضل نبی ہیں۔ ② ''سب سے آگے'' مرتبے کے علاوہ افراد کی تعداد، حشر و نشر، حساب و کتاب، الٰہی فیصلے اور دخول جنت میں بھی سب سے آگے ہوگی۔ جنت میں نصف تعداد امت محمدیہ کی ہوگی اور باقی نصف تعداد دیگر تمام امتوں کی۔ شَرَّفَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى. دیکھیے: (فتح الباري: ۱۱/ ۳۸۷) ③ ''علاوہ اس بات کے'' یہ ایک الگ فضیلت ہے۔ چونکہ ہماری کتاب ان کتابوں کے بعد نازل ہوئی ہے، لہٰذا ہماری کتاب اور شریعت ان کی کتابوں اور شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے۔ اور ناسخ افضل ہوتا ہے۔ ظاہراً اس جملے کا انداز اہل کتاب کی فضیلت بیان کرنے کا ہے مگر جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہ امت محمدیہ کی فضیلت ہے۔ یہ بھی کسی کی تعریف کرنے کا ایک بلیغ انداز ہے۔ بَيْدَ کے ایک معنی ''نیز'' بھی ہیں۔ پھر مطلب بالکل واضح ہے۔ ④ ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جمعے کا دن خصوصی عبادت کے لیے مقرر کیا تھا مگر انھوں نے اسے قبول نہ کیا، اس سے اختلاف کیا اور یہود نے اس دن کے بجائے ہفتہ اور عیسائیوں نے اتوار کا دن منتخب کیا جب کہ جمعے کا دن افضل ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان امتوں کو اختیار دیا کہ ہفتے کے دنوں میں سے کوئی دن خصوصی عبادت کے لیے مقرر کر لیں۔ یہودیوں نے ہفتہ اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ تخلیق سے جمعے کے دن فارغ ہوا اور ہفتے کو فارغ رہا۔ ہم بھی ہفتے کے دن عبادت کے لیے فارغ رہیں گے۔ عیسائیوں نے اتوار کو اختیار کیا کہ اس دن خلق کی ابتدا ہوئی تھی۔ بطور تشکر ہم اس دن عبادت کریں گے۔ یہ وجوہات خود ساختہ تھیں۔ عبادات سے ان وجوہ کا تعلق نہ تھا جب کہ جمعہ بذات خود افضل دن ہے جسے نبی ﷺ نے اختیار فرمایا۔ ⑤ ویسے تو دنوں کی ترتیب کسی دن سے بھی شروع کی جا سکتی ہے، مگر عبادت کا مقررہ دن ہونے کے لحاظ سے جمعۃ المبارک ان تینوں میں ترتیب کے لحاظ سے اول ہے۔ ہفتہ دوم اور اتوار سوم۔ اس لحاظ سے بھی امت محمدیہ ان سے مقدم ہے۔ ⑥ جمعۃ المبارک کے دن ظہر کی بجائے جمعہ پڑھنا (خطبہ اور نماز) فرض ہے۔ یہ متفق علیہ مسئلہ ہے، البتہ اگر کسی سے رہ جائے یا کوئی شخص معذور ہو (مثلاً مریض، مسافر وغیرہ) تو وہ ظہر پڑھے۔ عورتیں اگر جمعہ پڑھنے مسجد میں جائیں تو وہ مردوں کی طرح ان کے ساتھ جمعہ پڑھیں گی، ورنہ گھروں میں ظہر کی نماز پڑھیں۔

۱۳۶۹- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ

۱۳۶۹- حضرت ابوہریرہ اور حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلی امتوں (یہود و نصاریٰ) کو جمعے کا دن اختیار کرنے سے دور رکھا۔ یہودیوں کے لیے ہفتے کا

۱۳۶۹ الف ـ أخرجه مسلم، ح: ۸۵٦ (انظر الحديث السابق) عن واصل بن عبدالأعلى به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱٦۵۲.

حُذَيْفَةَ قَالَا : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «أَضَلَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا ، فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِنَا فَهَدَانَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ لَنَا تَبَعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَنَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ» .

دن مقرر ہوا اور عیسائیوں کے لیے اتوار کا دن۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا تو اس نے ہمیں جمعے کا دن اختیار کرنے کی توفیق دی۔ اور عبادت کے لیے جمعہ ہفتہ اور اتوار مقرر کر دیے (اس لحاظ سے وہ ہم سے پیچھے ہیں) اسی طرح قیامت کے دن بھی وہ (یہود ونصاریٰ) ہم سے پیچھے ہوں گے۔ ہم دنیا میں آنے کے لحاظ سے تو سب سے بعد میں ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے اور پہلے ہوں گے۔ تمام لوگوں سے پہلے ہمارے لیے (جنت میں جانے کا) فیصلہ کیا جائے گا۔“

فائدہ: ”دور رکھا“ اللہ تعالیٰ نے انھیں زبردستی دور نہیں رکھا بلکہ انھیں اس فیصلے کی توفیق نہیں دی...... اور توفیق دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اس پر فرض نہیں...... اس کو ”دور رکھنے“ سے بیان فرمایا، ورنہ انھوں نے اپنی مرضی سے جمعے کے خلاف اور ہفتہ یا اتوار کے حق میں فیصلہ کیا تھا۔ ہمیں صحیح فیصلے کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ.

١٣٦٩ب- [أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ ، بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، بِمَكَّةَ ، جُمُعَةٌ بِجِوَاثَا بِالْبَحْرَيْنِ قَرْيَةٍ لِعَبْدِ الْقَيْسِ] .

١٣٦٩-(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کیے جانے والے مکہ مکرمہ کے جمعے کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو پڑھایا گیا، وہ بحرین کے علاقے میں عبدالقیس کی بستی جُواثیٰ کا جمعہ تھا۔

فوائد ومسائل: ① روایت میں ”مکہ“ کی بجائے ”مدینہ منورہ“ ہونا چاہیے کیونکہ مُحقّق قول کے مطابق جمعے کی ابتدا مدینہ منورہ میں ہوئی۔ شارح نسائی علامہ محمد اتیوبی نے ”مکہ“ کے ذکر کو بلاتردد خطا قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (شرح سنن النسائي:١٦/٧٩)، نیز قبیلۂ عبدالقیس کا وفد نبی ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تھا۔

١٣٦٩ب ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٥٥، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ٨٩٢، وأبي داود، ح: ١٠٦٨ وغيرهما .

ظاہر ہے جمعہ اس کے بعد ہی شروع ہوا ہوگا اور اس وقت مدینہ منورہ میں جمعہ ہوتا تھا۔ مکہ میں جمعہ و جماعت مشکل امر تھا۔ ② جُوَاثٰی بحرین کی ایک بستی تھی۔ معلوم ہوا بستی میں بھی جمعہ ہوسکتا ہے' خواہ لوگوں کی تعداد کم ہو یا زیادہ۔ احناف نے جو قیود لگائی ہیں کہ شہر ہو' حدود کا نفاذ ہوتا ہو' باقاعدہ حاکم اور قاضی ہو وغیرہ' ان کی کوئی دلیل نہیں۔ اگر کہیں ''مصر'' کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد بھی آبادی ہی ہے جہاں لوگ اکٹھے رہتے ہوں۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

(المعجم ٢) - اَلتَّشْدِيدُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٠)

باب:٢- جمعے سے پیچھے رہنے (جمعہ چھوڑنے) پر تشدید

١٣٧٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِهِ».

١٣٧٠- حضرت ابوالجعد ضمری سے روایت ہے ...... اور انھیں شرفِ صحابیت حاصل تھا رضی اللہ عنہ ...... کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے سستی کرتے ہوئے اور معمولی سمجھتے ہوئے تین جمعے چھوڑ دیے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر (نفاق کی) مہر لگا دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''مہر لگانا'' ایک محاورہ ہے جس سے مراد کسی چیز کو یقینی بنانا اور ناقابل تنسیخ کر دینا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بلا عذر شرعی تین جمعے چھوڑنے والا شخص قطعاً منافق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ (اِلاّ یہ کہ توبہ کرلے۔) ② جمعہ ادا کرنا واجب ہے کیونکہ اس قسم کی وعید ترک واجب ہی پر ہوتی ہے۔ ③ واجب اعمال کی ادائیگی میں سستی بہت بڑا جرم ہے۔ ترک واجب پر دوام سے نیکی کی توفیق سلب ہو جاتی ہے' آدمی کے دل پر غفلت کے پردے چڑھ جاتے ہیں اور آدمی نیکی کو نیکی اور برائی کو برائی نہیں سمجھتا۔ أعاذنا الله منه.

١٣٧٠ب- [أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ

١٣٧٠- (ب) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بغیر کسی

١٣٧٠- الف - [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، ح:١٠٥٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح:١٦٥٦، وقال الترمذي، ح:٥٠٠ "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٨٥٧، وابن حبان، ح:٥٥٣، ٥٥٤، والحاكم: ١/ ٢٨٠ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

١٣٧٠ب - [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر، ح:١١٢٦ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح:١٦٥٧، وصححه البوصيري.

أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ أُسَيدِ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ، طَبَعَ اللهُ عَلٰى قَلْبِهِ»].

مجبوری (شرعی عذر) کے تین جمعے (مسلسل) چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔"

١٣٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ لَاحِقٍ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثَانِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَهُوَ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَلَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ».

١٣٧١- حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر فرمایا: "لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ یقینی طور پر غافلین میں سے ہو جائیں گے۔"

فائدہ: جو شخص جمعے جیسی اہم عبادت کو چھوڑتا ہے اور بار بار چھوڑتا ہے وہ دوسری عبادات کو بھی اہمیت نہ دے گا اور ایک ایک کر کے دیگر عبادات بھی اس سے چھوٹ جائیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ شخص عملاً منافق بن جائے گا اور اس کے دل پر زنگ لگ جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت مغلوب ہو جائے گی۔ مہر لگنے سے مراد بھی یہی کچھ ہے۔ واللہ أعلم.

١٣٧٢- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

١٣٧٢- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جمعے کے لیے جانا ہر

١٣٧١_[صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٤ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٥٨، وأخرجه مسلم، الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، ح: ٨٦٥ من حديث زيد عن أبي سلام عن الحكم بن ميناء عن عبدالله ابن عمر وأبي هريرة به.

١٣٧٢_[صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الغسل للجمعة، ح: ٣٤٢ من حديث المفضل بن فضالة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٦٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

بالغ مسلمان پر فرض ہے۔"

(المعجم ٣) - بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ (التحفة ٥٦١)

باب:٣- جو شخص بلا عذر جمعہ چھوڑ دے اس پر کیا کفارہ ہے؟

١٣٧٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ».

١٣٧٣- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بلا عذر جمعہ چھوڑ دے تو اسے چاہیے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر اس کے پاس دینار نہ ہو تو نصف دینار صدقہ کرے۔"

١٣٧٣ب- [أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَنْبَأَنَا نُوحٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا فَعَلَيْهِ دِينَارٌ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَنِصْفُ دِينَارٍ» وَفِي مَوْضِعٍ آخَرَ، لَيْسَ فِيهِ: «مُتَعَمِّدًا»].

١٣٧٣- (ب) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جان بوجھ کر جمعہ چھوڑ دے تو اس کے ذمے ایک دینار صدقہ کرنا ہے۔ اگر اس کے پاس نہ ہو تو نصف دینار صدقہ کرے۔"

١٣٧٣ـ الف ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب كفارة من تركها، ح: ١٠٥٣ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٦١، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٦١، وابن حبان، ح: ٥٨٢، والحاكم: ١/ ١٨٠، والذهبي. * قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤، وقدامة لم يصح سماعه من سمرة، وله شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

١٣٧٣ب ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر، ح: ١١٢٨ عن نصر بن علي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٦٢، وانظر الحديث السابق لعلته، * قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤.

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں' اس لیے جمعہ چھوڑنے کی اصل تلافی خالص توبہ ہی ہے' تاہم صدقہ خیرات بھی معافی کا ذریعہ ہے۔ لیکن جمعہ چھوڑنے سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان ہوا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤) - **بَابُ ذِكْرِ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٥٦٢)

باب: ۴- جمعے کے دن کی فضیلت کا تذکرہ

١٣٧٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا».

۱۳۷۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوا ہے' جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے' اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے۔''

فوائد ومسائل: ① بعض روایات میں مزید ذکر ہے کہ اسی دن آدم علیہ السلام فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ کیا ان واقعات کا تعلق بھی جمعے کی فضیلت سے ہے یا انھیں ویسے ذکر کر دیا گیا ہے؟ علماء نے دونوں پہلو اختیار کیے ہیں۔ اگر یہ واقعات فضیلت سے متعلق ہیں تو اخراج آدم اس لیے فضیلت کا سبب ہے کہ ان کا اخراج انبیاء و رسل علیہم السلام کی بعثت کا سبب بنا اور ان کا وجود انسانی فضیلت کا باعث ہے۔ اسی طرح وفات آدم اور قیامت کا واقع ہونا' اللہ تعالیٰ کی ملاقات' دخول جنت اور حصول کرامت کا سبب ہیں۔ ② ''جمعے کا دن افضل ہے یا عرفے کا دن؟'' علمائے کرام اس کی بابت فرماتے ہیں کہ ہفتے کے دنوں میں سے جمعہ افضل ہے اور سال کے دنوں میں سے عرفے کا دن افضل ہے۔ اس لحاظ سے عرفہ جمعے سے افضل ہے کیونکہ جمعہ بھی تو سال کے دنوں میں شامل ہے' علاوہ ازیں عرفے کا اجتماع جمعے کے اجتماع سے بہت بڑا ہوتا ہے اور مومنین کا اجتماع جتنا بڑا ہو' ثواب اور فضیلت اسی قدر زائد ہوتی ہے' البتہ جمعے کے دن سب اجتماعات جمعہ کو ملایا جائے تو وہ یقیناً عرفے سے بہت بڑھ جاتے ہیں۔ اس دن میں ہونے والے اہم واقعات' مثلاً: خلق آدم وغیرہ مزید فضیلت کا تقاضا کرتے ہیں' لہٰذا قطعیت سے کوئی ایک بات کہنا مشکل ہے۔ واللہ أعلم.

١٣٧٤ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل يوم الجمعة، ح: ٨٥٤ من حديث يونس الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٦٣.

(المعجم ٥) - إِكْثَارُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٣)

باب:٥- جمعے کے دن نبی ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا

١٣٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ أَيْ يَقُولُونَ! قَدْ بَلِيتَ؟ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ».

١٣٧٥- حضرت اوس بن اوس ؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق تمھارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن بے ہوشی ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ یقیناً تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (وفات کے بعد) آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے سنداً صحیح قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی رو سے انھیں کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢٦/٨٤-٨٦' و إرواء الغليل:١/٣٤، ٣٥' رقم الحديث:٤) ② چونکہ جمعہ افضل دن ہے' لہٰذا اس دن کی نیکی بھی افضل ہے اور درود جو کہ قربتِ الٰہی کا عظیم ذریعہ ہے' اس دن مزید افضل ہو جائے گا' نیز درود رسول اللہ ﷺ کے لیے تحفے کی طرح ہے جو آپ کو پیش کیا جاتا ہے۔ تو اس کی فضیلت کے کیا کہنے! ③ ”زمین پر حرام کر دیا ہے“ سائلین کا مطلب یہ ہے کہ وفات کے بعد تو

١٣٧٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ح:١٠٤٧ و١٥٣١، وابن ماجه، ح:١٦٣٦ من حديث حسين بن علي الجعفي به، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٦٦، وصححه ابن خزيمة، وابْن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم، وضعفه أبوحاتم الرازي وغيره، وفيه علة قادحة. * عبدالرحمٰن بن يزيد هذا ابن تميم كما حققه البخاري، وأبوداود وغيرهما، وهو ضعيف جدًا، وأخطأ من قال: ابن جابر، راجع نيل المقصود، ق:١/ ٣٢٠ يسر الله لنا طبعه.

جسم باقی نہیں رہتا' لہٰذا سلام کس پر پیش کیا جائے گا؟ آپ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میرے جسم پر پیش کیا جائے گا کیونکہ انبیاء کے جسم مٹی نہیں بنتے۔ ﷺ۔ ④ صلاۃ وسلام کا آپ پر پیش کیا جانا برزخی معاملہ ہے' نہ کہ آپ براہ راست سنتے یا محسوس فرماتے ہیں بلکہ فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ قریب سے سننے کی روایت سنداً صحیح نہیں۔ انبیاء وشہداء کی مابعد الموت زندگی بھی برزخی زندگی ہے۔ اور ان کی برزخی زندگی سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ ویسے تو برزخی زندگی ہر میت کو حاصل ہوتی ہے مگر "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔ انبیاء ﷺ کے جسم بھی سلامت رہتے ہیں اور شہداء کو جنتی جسم مل جاتے ہیں لیکن وہ زندگی بہر صورت برزخی ہوتی ہے' نہ کہ دنیوی کیونکہ وہ دنیا میں نہیں رہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْأَمْرِ بِالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٤)

باب:٦- جمعے کے دن مسواک کرنے کا حکم

١٣٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَالسِّوَاكُ، وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ»، إِلَّا أَنَّ بُكَيْرًا لَمْ يَذْكُرْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ، وَقَالَ فِي الطِّيبِ: «وَلَوْ مِنْ طِيبِ الْمَرْأَةِ».

١٣٧٦- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر ضروری ہے۔ اسی طرح مسواک کرنا بھی۔ اور جو خوشبو اسے مل سکے' لگائے' خواہ وہ خوشبو عورت (اس کی بیوی) کی ہو۔"

فوائد ومسائل: ① "واجب ہے" اس روایت اور حدیث نمبر ١٣٧٧، ١٣٧٨ اور ١٣٧٩ کے بموجب اہل علم کا ایک طبقہ جمعے کے دن غسل کے واجب ہونے کا قائل ہے جب کہ ایک بڑا طبقہ اس کے وجوب کا قائل نہیں لیکن پہلے طبقے کے اہل علم کی رائے نصوص صریحہ کے قریب تر ہے۔ والله أعلم. جیسا کہ تفصیل ابتدائیے میں

١٣٧٦- أخرجه مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ٨٤٦ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٦٧، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ٨٨٠ من حديث سعيد بن أبي هلال به، ليس فيه عن عبدالرحمٰن بن أبي سعيد.

گزر چکی ہے۔ ② مسواک عام حالت میں بھی مؤکد چیز ہے' جمعۃ المبارک کے لیے تو خصوصاً' خوشبو لگانا تو مؤکد بھی نہیں صرف مستحب ہے۔ ③ عورتوں کی خوشبو (جس میں رنگ ہو) مردوں کے لیے جائز نہیں مگر مجبوری کی حالت میں گنجائش ہے' مثلاً: شادی کے موقع پر یا جمعۃ المبارک کے لیے۔ ④ صفائی ایمان کا حصہ ہے۔ اسلام نے نظافت پر بہت زور دیا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا جسم' لباس اور مکان وغیرہ صاف ستھرا رکھے اور اگر کسی ایسی جگہ جائے جہاں لوگ اکٹھے ہوں تو بالخصوص صفائی کا اہتمام کرے اور حسب استطاعت خوشبو وغیرہ کا استعمال کرے تاکہ لوگ اذیت محسوس نہ کریں۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٥)

باب:٧- جمعۃ المبارک کے دن غسل کا حکم

١٣٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ».

١٣٧٧- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی آدمی جمعے کے دن (جمعہ پڑھنے کے لیے) آئے تو وہ غسل کرے۔"

فوائد ومسائل: ① غسل کے وجوب کی بحث سابقہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کا غسل جمعۃ المبارک کو آتے وقت کرنا چاہیے' نہ کہ بہت پہلے کیونکہ غسل کا مقصد میل کچیل اور پسینے کی صفائی ہے' اگر بہت پہلے غسل کرلیا جائے تو میل کچیل پھر جمع ہوسکتا ہے اور پسینہ بھی آ سکتا ہے۔ اجتماع میں بدبو پھیلنے کا امکان ہے' لہٰذا غسل جمعۃ المبارک کے لیے آتے وقت کرنا چاہیے' یعنی اس غسل کے ساتھ جمعہ پڑھنا چاہیے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ جمعے کے دن کا غسل ہے' اس لیے کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے مگر جمعے سے پہلے پہلے۔ اہل ظاہر تو جمعے کے بعد بھی غسل کو کافی سمجھتے ہیں۔ مگر علت وسبب یا دیگر احادیث پر غور کیا جائے تو یہ موقف محل نظر لگتا ہے۔ واللہ أعلم. ③ غسل جمعہ' غسل جنابت کی طرح ہونا چاہیے۔ غسل جنابت کی تفصیل پیچھے متعلقہ باب میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ إِيجَابِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٦)

باب:٨- جمعۃ المبارک کے دن غسل کا واجب ہونا

١٣٧٧- أخرجه البخاري، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة . . . الخ، ح: ٨٧٧ من حديث مالك، ومسلم، الجمعة، باب: كتاب الجمعة، ح: ٨٤٤/١ من حديث نافع به، وهو في الموطأ(يحيى): ١٠٢/١، والكبرى، ح: ١٦٧٨.

١٣٧٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

١٣٧٨- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن کا غسل ہر بالغ پر ضروری ہے۔''

١٣٧٩- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَى كُلِّ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ غُسْلُ يَوْمٍ، وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ».

١٣٧٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان آدمی کے لیے ہر سات دنوں میں ایک دن غسل کرنا ضروری ہے اور وہ دن جمعۃ المبارک ہے۔''

فائدہ: غسل جمعہ کی بحث کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ١٣٧٦ اور ١٣٧٧۔

(المعجم ٩) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٧)

باب: ٩- جمعۃ المبارک کے دن غسل نہ کرنے کی رخصت

١٣٨٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّهُ

١٣٨٠- حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

١٣٧٨ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة . . . الخ، ح: ٨٧٩، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ . . . الخ، ح: ٨٤٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٠٢، والكبرى، ح: ١٦٦٨.

١٣٧٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٤ عن بشر بن المفضل به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٦٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٤٧، وابن حبان، ح: ٥٥٨. ※ أبوالزبير عنعن، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، ح: ٨٩٧، ومسلم، ح: ٨٤٩ وغيرهما.

١٣٨٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ١/ ٤٣٨، ح: ٧٧٢ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٨٣، ورواه شبابة بن سوار وغيره عن عبدالله بن العلاء بن زبر به، وله طرق كثيرة عند البخاري، ح: ٩٠٢، ومسلم، ح: ٨٤٧ وغيرهما عن عائشة رضي الله عنها.

سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُمْ ذَكَرُوا غُسْلَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يَسْكُنُونَ الْعَالِيَةَ فَيَحْضُرُونَ الْجُمُعَةَ وَبِهِمْ وَسَخٌ، فَإِذَا أَصَابَهُمُ الرَّوْحُ سَطَعَتْ أَرْوَاحُهُمْ فَيَتَأَذَّى بِهَا النَّاسُ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَوَ لَا تَغْتَسِلُونَ»؟

غسل جمعہ کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: دراصل کچھ لوگ مدینہ منورہ کی بالائی بستیوں میں رہتے تھے (جو کئی کئی میل دور تھیں۔) وہ جمعے کے لیے (مسجد نبوی میں) آتے تھے۔ انھیں میل کچیل لگا ہوتا۔ جب ہوا چلتی تو ان سے بدبو پھیلتی۔ دوسرے لوگ اس سے تکلیف محسوس کرتے۔ اس بات کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''تم غسل کر کے نہیں آتے؟''

فائدہ: باب کا مقصد واضح ہے کہ غسل جمعہ مندرجہ بالا مجبوری کی بنا پر تھا۔ جمہور کی یہ دوسری دلیل ہے کہ اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو غسل ضروری نہیں کیونکہ وہ لوگ کئی کئی میل سے آتے تھے۔ کام کاج کرنے کی وجہ سے جسم پر میل کچیل ہوتا تھا' آتے ہوئے پسینہ آ جاتا تھا' کپڑے بھی اون وغیرہ کے ہوتے تھے' رش ہو جاتا تو اس سے ناگوار بو پھیل جاتی' اس لیے غسل کا حکم دیا گیا' لیکن دلائل کی رو سے یہ دلیل بھی زیر بحث مسئلے میں فیصلہ کن نہیں' علت اور سبب کے زائل ہونے سے اصل حکم کا زائل ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی کوئی عام قاعدہ کلیہ ہے' اگرچہ آغاز میں یہی وجہ تھی لیکن بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے انھیں اس پر برقرار رکھا اور اس کے متعلق مزید احکام صادر فرما کر اسے لازمی قرار دے دیا۔ طواف قدوم کے ابتدائی تین چکروں میں رمل کا بھی تو آغاز میں ایک سبب اور وجہ تھی لیکن زوال علت کے باوجود یہ عمل تا حال مشروع مطلوب ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے کتاب الغسل کا ابتدائیہ دیکھیے۔

١٣٨١- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ».

١٣٨١- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جمعے کے دن وضو کیا تو یہ کافی ہے اور اچھی بات ہے اور جو شخص غسل کرے تو غسل افضل ہے۔''

١٣٨١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الوضوء يوم الجمعة، ح:٤٩٧ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح:١٦٨٤، وصححه ابن خزيمة. * الحسن عن سمرة صحيح، لأنه رواية كتاب، والرواية عن الكتاب صحيحة كما حققته في نيل المقصود، ح:٣٥٤ ثم وجدت تصريح سماع الحسن البصري من سمرة في هذا الحديث، وأخرجه أبوعلي الحسن بن علي بن نصر الطوسي في مختصر الأحكام، مستخرج الطوسي على جامع الترمذي: ٣/ ١٠، ح: ٣٣٤/ ٤٦٧، والحمد لله، وللحديث شواهد.

قَالَ أَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ: اَلْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ [كِتَابًا]، وَلَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ سَمُرَةَ إِلَّا حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ، وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری' سمرہ بن جندب کی کتاب سے بیان کرتے ہیں اور انھوں نے سمرہ ڈٹاٹؤ سے عقیقے والی حدیث کے علاوہ کوئی روایت نہیں سنی۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ڈلٹۂ کا مقصود یہ ہے کہ یہ روایت حسن بصری نے حضرت سمرہ بن جندب ڈٹاٹؤ سے براہِ راست نہیں سنی بلکہ ان کی کتاب سے بیان کی ہے' اس میں وہ سماع کی تصریح نہیں کرتے۔ حسن کی حضرت سمرہ سے روایت کے بارے میں محدثین کی تین آراء ہیں: ○ حسن کا سمرہ سے علی الاطلاق سماع ثابت ہے۔ گویا اس طرح ان کی تمام مرویات سماع پر محمول ہوں گی۔ یہ موقف امام بخاری ڈلٹۂ کے استاد علی بن مدینی ڈلٹۂ کا ہے۔ امام بخاری ڈلٹۂ نے تاریخ اوسط میں ذکر کیا ہے' نیز امام ترمذی اور امام حاکم ڈلٹۂ کا بھی یہی موقف ہے۔ ○ حسن نے سمرہ ڈٹاٹؤ سے کچھ بھی نہیں سنا' یعنی سرے سے ان کا حضرت سمرہ سے سماع ہی ثابت نہیں۔ یہ رائے امام ابن حبان ڈلٹۂ کی ہے۔ امام یحییٰ بن معین اور امام شعبہ بھی اسی کے قائل ہیں' لیکن اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں۔ ○ امام حسن کا حضرت سمرہ سے صرف حدیث عقیقہ میں سماع ثابت ہے اور بس۔ یہ موقف امام نسائی ڈلٹۂ کا ہے۔ امام دارقطنی ڈلٹۂ کا بھی اپنی سنن میں اسی طرف رجحان ہے۔ امام عبدالحق اور امام بزار وغیرہ بھی اس کے قائل ہیں۔ تاہم دلائل کی رو سے راجح موقف امام نسائی وغیرہ ہی کا ہے' یا جس روایت میں وہ خود حضرت سمرہ سے سماع کی تصریح فرما دیں' یا شواہد کی روشنی میں اسے تقویت ملتی ہو تو وہی روایت قابل حجت ہوگی ورنہ نہیں۔ حدیث عقیقہ میں امام حسن نے حضرت سمرہ ڈٹاٹؤ سے خود سماع کی تصریح فرمائی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:١٦/ ١٣١، ١٣٢) ② جمہور علماء اس حدیث کے پیش نظر غسل جمعہ کو مستحب قرار دیتے ہیں لیکن ان کی رائے محل نظر ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ: ''جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔'' وجوب کے منافی نہیں' کسی چیز کی افضلیت سے اس کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی۔ واللہ أعلم. اس حدیث کے مفہوم کو مزید سمجھنے کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ١٠) - فَضْلُ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٨)

باب:١٠- جمعے کے دن کے غسل کی فضیلت

١٣٨٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ

١٣٨٢- حضرت اوس بن اوس ڈٹاٹؤ سے روایت ہے'

١٣٨٢- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في فضل الغسل يوم الجمعة، ح:٤٩٦ من حديث يحيى بن الحارث به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٨٥، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وحسنه البغوي، وله علة مردودة، راجع نيل المقصود، ح:٣٤٥، ٣٤٦، وانظر الحديث◄◄

وَهَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (اپنے سر یا کپڑوں کو) اچھی طرح دھویا اور غسل کیا اور اول وقت مسجد میں گیا۔ اور خطبے کو شروع سے سنا اور امام کے قریب بیٹھا اور کوئی فضول کام نہ کیا' تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے صیام وقیام کا ثواب ملے گا۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث میں بیان شدہ ثواب صرف غسل کی بنا پر نہیں بلکہ بہت سے کاموں پر ہے۔ مگر ان کاموں میں چونکہ غسل بھی شامل ہے' لہٰذا اس فضیلت میں غسل کا بھی دخل ہے۔ ② ''سر یا کپڑوں کو دھویا'' یہ عربی لفظ [غَسَّلَ] کا ترجمہ ہے۔ بعض لوگوں نے اس کے معنی یہ کیے ہیں کہ اپنی بیوی کو بھی غسل کرائے' یعنی اس سے جماع کرے تاکہ وہ بھی غسل کرلے' تاہم ہمارے نزدیک پہلا معنی راجح ہے۔ واللہ أعلم. ③ ''فضول کام'' مثلاً: باتیں کرنا' کپڑوں' صفوں کے تنکوں یا دریوں وغیرہ کے دھاگوں سے کھیلنا۔ ④ ''ایک سال کے صیام وقیام'' یعنی دن کو روزہ اور رات کو مسلسل قیام کرنا۔ ان میں کبھی ناغہ ہو نہ سستی۔ یہ اس قدر مشکل کام ہے کہ کوئی انسان اسے نہیں کرسکتا۔ لیکن مذکورہ اعمال کرنے والا اس عظیم اجر کا مستحق قرار پائے گا۔

(المعجم ١١) - بَابُ الْهَيْأَةِ لِلْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٩)

باب:۱۱- جمعے کے لیے اچھی حالت اختیار کرنا

١٣٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۱۳۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے ایک (ریشمی) جوڑا (فروخت ہوتے) دیکھا تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر آپ یہ جوڑا خرید لیں اور جمعے کے دن پہنا

◀◀ الآتي: ١٣٩٩.

١٣٨٣- أخرجه البخاري، الجمعة، باب: يلبس أحسن ما يجد، ح: ٨٨٦، ومسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٩١٧، ٩١٨، والكبرٰى، ح: ١٦٨٦.

وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ»، ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِثْلُهَا فَأَعْطٰى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا» فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

کریں اور جب وفد آئیں' تب بھی پہنیں (تو کیا ہی خوب ہو۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے (یعنی ریشمی کپڑے کو) تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' پھر (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی قسم کے جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ یہ جوڑا مجھے پہناتے ہیں جب کہ آپ نے عطارد کے لائے ہوئے جوڑے کے بارے میں جو الفاظ ارشاد فرمائے تھے (وہ تو اس کے برعکس حرمت پر دلالت کرنے والے تھے؟) آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے پہننے کے لیے نہیں دیا۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا مکہ مکرمہ میں رہنے والے اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بالواسطہ یہ پہلو نکلتا ہے کہ جمعے کے دن اچھا لباس (طاقت کے مطابق) پہننا چاہیے' اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو مذکورہ مشورہ دیا تھا' آپ نے اس کی نفی نہیں فرمائی بلکہ اس لباس کو نہ خریدنے کی وجہ یہ بتلائی کہ وہ ریشمی ہے اور ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام ہے۔ ② ''جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کا لباس کافر لوگ پہنتے ہیں' مسلمان نہیں پہنتے' یعنی مسلمانوں کو ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے کیونکہ انھیں ریشمی لباس آخرت میں ملے گا۔ ③ ''مشرک بھائی'' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ماں کی طرف سے یا رضاعی بھائی تھا۔ واللہ أعلم.

١٣٨٤- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ عَمْرَو بْنَ سُلَيْمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ

١٣٨٤- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ مرد پر ضروری ہے' نیز وہ مسواک کرے اور جو خوشبو حاصل کر سکے' لگائے۔''

١٣٨٤_ [صحيح] تقدم، ح: ١٣٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٨٨.

أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَالسِّوَاكَ، وَأَنْ يَّمَسَّ مِنَ الطِّيبِ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ».

(المعجم ١٢) - فَضْلُ الْمَشْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧٠)

باب:١٢- جمعے کے لیے پیدل جانے کی فضیلت

١٣٨٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْأَشْعَثِ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَوْسَ بْنَ أَوْسٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ».

١٣٨٥- رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور اپنے جسم وغیرہ کو اچھی طرح دھوئے اور اول وقت جائے‘ خطبہ شروع سے سنے‘ پیدل جائے‘ سوار نہ ہو‘ امام کے قریب بیٹھے‘ خاموش رہے اور فضول بات نہ کرے‘ تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل (صیام وقیام) کا ثواب ملے گا۔“

(المعجم ١٣) - بَابُ التَّبْكِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧١)

باب:١٣- جمعے کے لیے جلدی جانا

١٣٨٦- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى أَبْوَابِ

١٣٨٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور جمعۃ المبارک کے لیے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ جب امام خطبے کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں۔“

١٣٨٥- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٣٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٩١.

١٣٨٦- أخرجه البخاري، الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة يوم الجمعة، ح: ٩٢٩، ومسلم، الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة، ح: ٨٥٠/ ٢٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٩٣، وأخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٩ عن عبدالأعلى بن عبدالأعلى به.

الْمَسْجِدِ فَكَتَبُوا مَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَتِ الْمَلَائِكَةُ الصُّحُفَ». قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُهَجِّرُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي شَاةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي بَطَّةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي دَجَاجَةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي بَيْضَةً».

(راویٔ حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے لیے سب سے پہلے آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے بکری بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے بطخ بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے مرغی بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے انڈا بھیجنے والے کی طرح ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''فرشتے'' یہ مخصوص فرشتے ہیں جو صرف جمعے سے قبل آنے والوں کے نام اور ثواب لکھنے کے لیے مقرر ہیں۔ (عموماً اعمال لکھنے والے فرشتے تو ہر وقت لکھتے رہتے ہیں۔) پھر یہ خطبہ بھی سنتے ہیں۔ اس سے جمعۃ المبارک کی عظمت ظاہر ہوتی ہے' اسی لیے اس دن کو قرآن مجید میں ''شاہد'' کہا گیا ہے اور اگر اس سے عام ''کراما کاتبین'' مراد ہوں تو پھر جمعۃ المبارک کے لیے خطبے سے پہلے آنے والوں کے لیے مخصوص رجسٹر ہوں گے جنھیں خطبہ شروع ہونے سے قبل بند کر دیا جاتا ہے۔ اس میں پہلے آنے والوں کی عظیم فضیلت ہے کہ ان کی حاضری کے لیے فرشتے دروازوں پر آ کر بیٹھتے ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ. ② ''سب سے پہلے آنے والا'' بعض علماء کا خیال ہے کہ فرشتوں نے خطبے سے پہلے کچھ اوقات مقرر کر رکھے ہوں گے۔ ان اوقات کے لحاظ سے لوگوں کے درجات بنتے ہوں گے ورنہ ظاہراً تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے آنے والے صرف چھ سات افراد کے نام لکھے جاتے ہیں مگر یہ درست نہیں کیونکہ ممکن ہے بیک وقت کئی افراد داخل ہوں' لہٰذا اوقات کا تقرر ہوگا مگر ان اوقات کی تفصیل کسی حدیث میں نہیں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کے مابین اس بارے میں اختلاف ہے۔ جمعے کے لیے جلدی نکلنا بالاتفاق مستحب ہے لیکن اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ حدیث میں وارد پانچ گھڑیوں سے مراد کیا ہے؟ کیا پانچ یا چھ گھڑیوں سے مقصود صرف وقت کے چند اجزاء ہیں یا وہ معروف گھڑیاں ہیں جن میں دن رات ۲۴ گھنٹوں میں تقسیم ہوتے ہیں؟ جمہور علماء وفقہاء اس سے مراد معروف زمانی وفلکی ساعات (گھنٹے) لیتے ہیں۔ امام شافعی' امام احمد' سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

وغیرہ کی یہی رائے ہے۔ایک دن میں بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں جیسا کہ اس کی تائید حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ جمعے کے دن کی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں۔اس کی سند صحیح ہے۔(سنن أبي داود' الصلاة' حديث:١٠٤٨' وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث:٩٦٣) اس لحاظ سے ان کے ہاں سورج کے بلند ہونے سے پہلی گھڑی کا آغاز ہو جاتا ہے۔اس طرح زوال شمس تک' وقت کے اس دورانیے کو پانچ گھڑیوں میں تقسیم کر لیا جائے' خواہ پہلی گھڑی گھنٹے پر مشتمل ہو یا سوا یا ڈیڑھ گھنٹے پر کیونکہ گرمی سردی کے اعتبار سے وقت کے لحاظ سے گھڑیوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن دن کبھی بارہ گھڑیوں سے کم نہیں ہوتا۔اس طرح پہلی گھڑی میں آنے والے افراد' خواہ تعداد میں زیادہ ہی ہوں' وہ اونٹ کی قربانی کا ثواب پائیں گے۔اسی طرح ترتیب وار دیگر گھڑیوں میں آنے والے حضرات بھی اسی حساب سے ثواب میں شریک ہوں گے۔ "الساعة" کے عرف میں بھی یہی معنی متبادر ہیں۔دوسرا موقف امام مالک رحمہ اللہ اور بعض شوافع کا ہے۔ان کے نزدیک احادیث میں وارد ساعات سے مراد معروف گھڑیاں نہیں بلکہ زوال کے بعد چند لحظات یا لحات ہیں' یعنی زوال کے بعد چھٹی گھڑی کے یہ چند اجزاء یا لحات ہوتے ہیں جن میں فرشتے آنے والوں کے ترتیب وار نام لکھتے ہیں۔اس دعوے کی ان کے پاس چند دلیلیں ہیں:

○ پہلی دلیل: حدیث میں لفظ [رَاحَ] (فعل ماضی) استعمال ہوا ہے جس کے معنی بعد از زوال جانے یا روانہ ہونے کے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ بعد از زوال جلدی نکلنے کی ترغیب ہے نہ کہ دن کے آغاز میں۔اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ رَاحَ صرف بعد از زوال جانے پر نہیں بولا جاتا' بلکہ مطلق جانے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے' خواہ جانا کسی وقت بھی ہو' یہ اہل حجاز کی لغت ہے' جیسا کہ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا ہے' لہٰذا سفر دن کے آغاز میں یا آخر میں یا رات کے وقت ہو' اس پر یہ لفظ بولا جاتا ہے' اس کی بعد از زوال وقت کے ساتھ تخصیص درست نہیں۔

○ دوسری دلیل: حدیث میں وارد لفظ [اَلْمُهَجِّر] ہے' نیز اس حدیث میں بجائے ساعات کے لفظ [ثُمَّ] استعمال ہوا ہے' جس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کے بعد آئیں' اور اس میں گھڑیوں کا ذکر نہیں ہے۔ اور [اَلْمُهَجِّر، تَهْجِير] سے مشتق ہے جس کے معنی عین دوپہر کا وقت ہیں جسے عربی میں اَلْهَاجِرة کہتے ہیں۔اس سے بھی پتہ چلا کہ آغاز دن مراد نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ جن روایات میں ساعات کا ذکر ہے وہ مفصل ہیں اور لفظ [ثُمَّ] کے ساتھ منقول حدیث مبہم ہے۔قاعدے کی رو سے مجمل کو مفصل پر محمول کیا جاتا ہے' یعنی جو وضاحت مفصل میں ہوتی ہے' اسے ہی لینا ضروری ہے' اس لیے الساعات کی تصریح سے منقول روایات مقدم ہیں' نیز سب طرق وروایات میں صرف لفظ [اَلْمُهَجِّر] ہی نہیں آتا بلکہ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعض میں لفظ [غَدَا] اور بعض میں [اَلْمُتَعَجِّل] "جلدی کرنے والے" کے الفاظ وغیرہ بھی ہیں۔اس

سے لفظ [اَلْمُهَجِّر] کے معنی متعین ہو جاتے ہیں' نیز لغت میں یہ لفظ تبکیر و تعجیل کے معنی میں بھی آتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ اس کے معنی میں عین دوپہر یا شدید دھوپ میں نکلنے کے بھی آتے ہیں لیکن لغت کی روشنی میں تبکیر و تعجیل کے معنی سے بھی مفر نہیں' بلکہ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہاں اسی مؤخر الذکر معنی میں استعمال ہوا ہے۔

○ تیسری دلیل: لفظ [السَّاعَة] معروف گھنٹے کے معنی میں نہیں بلکہ زمانے یا وقت کے ایک جز یا حصے پر بولا جاتا ہے۔ اردو میں اس کے معنی "گھڑی" کے کیے جاتے ہیں' یہ عام ہے' خواہ تھوڑے وقت کو محیط ہو یا زیادہ کو' اسی لیے اس کے معنی لمحے یا لحظات کیے جاتے ہیں۔ اس کا جواب تین طرح دیا جا سکتا ہے: ① شرعاً ایک دن کے بارہ گھڑیوں میں تقسیم ہونے کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ سنن ابی داود کی حدیث میں ہے۔ زیر بحث مسئلے میں اس سے تائید لی جا سکتی ہے۔ ② عرف میں بھی الساعة کے متبادر معنی یہی ہیں جو جمہور مراد لیتے ہیں۔ ③ اگر الساعات سے مراد چھٹی گھڑی کے چند لمحات یا لحظے ہی ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کے پانچ گھڑیوں کے ذکر کے کیا معنی ہیں؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد وہی پانچ گھڑیاں ہیں جو بارہ گھڑیوں کا حصہ ہیں۔ جن پر' گرمی ہو یا سردی' ایک دن محیط ہوتا ہے۔

○ چوتھی دلیل: اگر احادیث میں وارد ساعات سے مراد چند لمحے یا لحظات مراد نہ ہوں تو اس سے ان گھڑیوں کی طوالت لازم آتی ہے' یعنی ان گھڑیوں کا دورانیہ لمبا ٹھہرتا ہے جس سے' سابق اور لاحق' یعنی پہلے اور بعد میں آنے والوں کا فرق ختم ہو جاتا ہے' اور ان گھڑیوں میں یکے بعد دیگرے آنے والوں کی فضیلت میں برابری اور یکسانیت لازم آتی ہے' مثلاً: پہلی گھڑی اگر ایک یا سوا گھنٹے پر مشتمل ہو تو ممکن ہے اس گھڑی میں دو چار یا آٹھ دس آدمی یکے بعد دیگرے آئیں۔ اسی طرح باقی گھڑیوں میں بھی یہ ہوتا ہے یا اس کا قوی امکان ہے۔ کیا اس گھڑی میں آنے والے ان تمام افراد کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے یا صرف ان کو جو ان میں سے پہلے آئے اور بس؟ اسی اعتراض سے بچنے کے لیے امام مالک ؒ وغیرہ ان سے مراد چند لمحات یا لحظات لیتے ہیں۔ اس اشکال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اگرچہ پہلی گھڑی میں یکے بعد دیگرے آنے والے تمام افراد نفس اونٹ کی قربانی کا ثواب تو پاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے' لیکن اس سے ہر لحاظ سے اونٹ کی قربانی میں تمام افراد کی برابری اور یکسانیت لازم نہیں آتی' وہ اس طرح کہ جو سب سے پہلے آئے اسے خوب موٹے تازے فربے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہو' جو اس کے بعد آئے اسے اس سے کم تر اور جو اس کے بعد آئے اسے اس سے کمزور یا کم تر اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہو' یعنی مذکورہ تفاوت اور فرق یا اختلاف مراتب نفس اونٹ وغیرہ کی ذات کی بنا پر تو نہ ہو بلکہ ان کی صفات میں ہو اور برابری صرف اونٹ وغیرہ کی ذات کی حد تک ہو جیسا کہ ذکر ہوا' اور یہی بات درست ہے۔ حدیث کو اس طرح سمجھنے سے اشکال و اعتراض رفع ہو جاتا ہے۔

واللہ أعلم.

○ پانچویں دلیل: اہل مدینہ کا عمل اس کے برعکس تھا۔ وہ آغاز دن ہی سے نہیں آتے تھے بلکہ صحابۂ کرام ؓ کا بھی یہ عمل نہ تھا' اس لیے اگر حدیث میں وارد لفظ الساعات سے جمہور والی گھڑیاں مراد لی جائیں تو صحابۂ کرام ؓ نیکی کی شدید رغبت و حرص کے باوجود اول النہار حاضر نہ ہوتے تھے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں ساعات سے مراد زوال کے بعد چھٹی گھڑی کے چند مختصر لمحے یا لحظے ہی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل مدینہ کل امت نہیں کہ ان کا اتفاق یا عدم عمل قابل حجت اور اجماع کی حیثیت کا حامل ہو۔ پھر اول النہار مسجد کی طرف جانا بھی تو کوئی واجبی عمل نہیں' بلکہ بعض دیگر امور دینی یا دیگر مصالح اس عمل سے کہیں زیادہ اہمیت و فضیلت کے حامل ہوتے ہیں' اس لیے اسے ترک کیا جا سکتا ہے اور یہ جائز ہے۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ اس درجہ تعجیل ان کے ہاں مکروہ یا ناجائز تھی۔ یقیناً جو آدمی نماز فجر پڑھ کر اسی جگہ ذکر اذکار میں مشغول رہے اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو رکعت پڑھ لے' وہ اس آدمی سے' جو صرف اشراق ہی پڑھتا ہے' کہیں زیادہ فضیلت اور ثواب کا حامل ہے۔ اسی طرح وہ آدمی' جو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد غسل وغیرہ کرے اور تیار ہو' اور اشراق پڑھ کر نماز جمعہ کے انتظار میں بیٹھا رہے' یقیناً اس شخص کی نسبت یہ کہیں زیادہ فضیلت پاتا ہے جو خطیب کے آنے سے صرف چند لمحے قبل مسجد میں پہنچتا ہے' جبکہ احادیث کی روشنی میں اس طرح انتظار کرنے والے کو بدستور نماز کی حالت میں شمار کیا گیا ہے۔ بلاشبہ ایسے آدمی کی فضیلت کا کسی کو انکار نہیں اور نہ ہونا چاہیے۔ اس قسم کے اعمال کی مشروعیت عمومی دلائل و احادیث سے اخذ ہوتی ہے۔ کسی صحابی یا تابعی کے عدم عمل یا ان کے متعلق عدم نقل کی بنا پر اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ أعلم.

○ چھٹی دلیل: اگر حدیث میں موجود الساعات کو فلکی ساعات' یعنی گھنٹوں کے معنی میں لیا جائے تو اس صورت میں خطیب کا قبل از زوال نکلنا لازم آتا ہے۔ وہ اس طرح کہ آفتاب کے بلند ہونے سے امام کے خروج سے قبل تک' وقت کے دورانیے کو پانچ گھڑیوں میں تقسیم کیا جائے تو پانچویں گھڑی کے بعد خروج امام کا ذکر ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ یہ چھٹی گھڑی کا ابتدائی اور قبل از زوال کا وقت ہوتا ہے۔ اور جمہور کے نزدیک قبل از زوال نماز جمعہ درست نہیں۔ لیکن جن کے نزدیک یہ جائز ہے ان کے لیے یہ حدیث قابل اعتراض نہیں بلکہ ان کے حق میں ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث کے کسی طریق میں امام کے اول النہار نکلنے کا ذکر نہیں ہے ہوسکتا ہے پہلی گھڑی نہانے اور جمعے کی تیاری وغیرہ کے لیے ہو۔ اور مسجد میں آنا دوسری گھڑی کے آغاز میں ہو۔ اس طرح دن کے اعتبار سے یہ دوسری گھڑی ہوگی اور جانے کے اعتبار سے پہلی۔ بنابریں پانچویں گھڑی کے آخری لحظے زوال کے ابتدائی لمحات ہوں گے۔ (فتح الباري:٢/ ٣٦٨)

الغرض مذکورہ معروضات سے واضح ہوتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا موقف مرجوح ہے۔ جمہور علماء کے دلائل قوی اور قرین قیاس ہیں۔ اگرچہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حدیث میں منقول ساعات کی واضح طور پر تحدید مشکل ہے لیکن فریق مخالف کے مقابلے میں جمہور کی رائے ہی مضبوط ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد' مع حاشية العدة:٢/٥٢٢-٥٣١' وزادالمعاد:١/٣٩٩-٤٠٧ بتحقيق شعيب الأرناؤط' وفتح الباري:٢/٣٦٦-٣٧٠' رقم الحديث:٨٨١' ومرعاة المفاتيح:٢/٢٩٣-٢٩٥'طبعه أولیٰ' و موسوعه فقهيه از حسين بن عوده:٢/٣٦٢)

③ رجسٹر بند ہونے کے بعد آنے والے سبقت کے ثواب سے محروم رہتے ہیں مگر انھیں جمعے کی حاضری' خطبے کے سماع' نماز میں شرکت اور ذکر ودعا وغیرہ کا ثواب ملتا ہے لیکن درجات میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ④ بعض لوگ اس حدیث سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ مرغی کی قربانی بھی جائز ہے لیکن اگر اس استدلال کو درست سمجھ لیا جائے تو پھر انڈے کی قربانی کا جواز بھی تسلیم کرنا پڑے گا' جسے یہ خود بھی تسلیم نہیں کرتے۔ بنابریں یہ استدلال درست نہیں۔ اس حدیث میں مذکورہ چیزوں کی قربانی سے مراد وہ اجر وثواب ہے جو ان چیزوں کے صدقہ کرنے سے مل سکتا ہے' اسی لیے بعض لوگ [مُهْدِي] کے معنی ہی ''صدقہ کرنے والا'' کرتے ہیں۔ بہرحال جو معنی بھی کیے جائیں' اس سے مرغی یا انڈے کی قربانی کا جواز کشید کرنا یکسر غلط ہے۔ ⑤ ادنیٰ سی چیز بھی اللہ کی راہ میں دینے سے ہچکچانا نہیں چاہیے۔ اخلاص کے ساتھ دی ہوئی معمولی سی چیز بھی عنداللہ بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''آگ سے بچو' چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے (کے صدقے) کے ساتھ ہی۔'' (صحيح البخاري' الزكاة' حديث:١٤١٧)

١٣٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى مَنَازِلِهِمُ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ فَاسْتَمَعُوا

١٣٨٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اسے نبی ﷺ تک پہنچاتے ہیں (یعنی مرفوعاً بیان کرتے ہیں:) ''جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو لوگوں کے نام ان کے (جمعة المبارک کے لیے آنے کے لحاظ سے) مراتب کے مطابق لکھتے ہیں' یعنی سب سے پہلے آنے والے' پھر ان کے بعد پہلے آنے والے (کا نام لکھتے

١٣٨٧- أخرجه مسلم، ح: ٨٥٠/ ٢٤ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٩٤.

الْخُطْبَةَ، فَالْمُهَجِّرُ إِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي كَبْشًا حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ».

ہیں) پھر جب امام (خطبہ دینے کے لیے) نکلتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر کے خطبۂ جمعہ سنتے ہیں' لہٰذا سب سے پہلے نماز جمعہ کے لیے آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کی طرح ہے' پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کی طرح ہے' پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے مینڈھا بھیجنے والے کی طرح ہے۔" حتی کہ آپ نے مرغی اور انڈے کا بھی ذکر فرمایا۔

١٣٨٨- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَقْعُدُ الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ، فَالنَّاسُ فِيهِ كَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ دَجَاجَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ دَجَاجَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ عُصْفُورًا، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ عُصْفُورًا وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً».

١٣٨٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعۃ المبارک کے دن فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کے نام ان کے آنے کی ترتیب کے مطابق لکھتے ہیں۔ ان میں سے کوئی تو اس آدمی کی طرح ہوں گے جس نے اعلیٰ درجے کا اونٹ صدقہ کیا۔ اور کچھ اس آدمی کی طرح جس نے کم درجے کا اونٹ صدقہ کیا۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے اعلیٰ درجے کی گائے صدقہ کی اور کچھ اس کی طرح جس نے کم درجے کی گائے صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے اعلیٰ درجے کی بکری صدقہ کی' کچھ اس آدمی کی طرح جس نے کم درجے کی بکری صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے بہترین مرغی صدقہ کی اور کچھ اس آدمی کی طرح جس نے کم درجے کی مرغی صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے قیمتی چڑیا صدقہ کی اور کچھ اس آدمی کی

١٣٨٨ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٩٥ . * ابن عجلان عنعن، تقدم، ح: ١٢٧١، ولم أجد تصريح سماعه، وقوله "عصفور" غريب، لم أجد له طريقًا صحيحًا .

طرح جس نے عام چڑیا صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے بہترین انڈہ صدقہ کیا اور کچھ اس آدمی کی طرح جس نے عام انڈہ صدقہ کیا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مقصد یہ ہے کہ آنے والوں کے اجروں میں فرق اوقات وساعات کے لحاظ سے ہے یعنی اونٹ کے ثواب کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ اس دوران میں جتنے لوگ بھی آئیں گے سب کو اونٹ کا ثواب ملے گا' البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت کے دوران میں بھی پہلے آنے والے اعلیٰ اونٹ کے صدقے کے ثواب کے مستحق قرار پائیں اور آخر میں آنے والے ادنیٰ اونٹ کے۔ درمیان میں آنے والے درمیانے درجے کے اونٹ کا۔ اسی طرح باقی جانوروں کا حساب ہے۔ جوں جوں تاخیر ہوتی جائے گی' ثواب کم ہوتا جائے گا۔ واللّٰه أعلم. ② مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس میں [عُصْفُورٌ] (چڑیا کا ذکر) منکر ہے۔ محفوظ [دَجَاجَة] (مرغی) کا لفظ ہے۔ باقی روایت قابل حجت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے عصفور کو منکر اور دَجاجہ کے لفظ کو محفوظ قرار دیتے ہوئے باقی روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔ بنابریں دلائل کی رو سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللّٰه أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن النسائي للألباني' رقم:١٣٨٦' وذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٦٤-١٦٢/١٦)

(المعجم ١٤) - وَقْتُ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧٢)

باب:١٤- جمعے کا وقت

١٣٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ

١٣٨٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے جمعۃ المبارک کے دن غسل جنابت کی طرح (اچھی طرح) غسل کیا' پھر پہلے وقت میں (جمعے کے لیے) چل پڑا تو یوں سمجھو کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا اور جو شخص دوسرے وقت میں چلا' گویا اس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسرے وقت میں چلا' گویا اس نے مینڈھا صدقہ کیا اور جو آدمی چوتھے وقت میں چلا' گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو

١٣٨٩- أخرجه مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ٨٥٠ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب فضل الجمعة، ح: ٨٨١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٠١، والكبرٰى، ح: ١٦٩٦.

فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ».

پانچویں وقت میں گیا' گویا اس نے انڈہ صدقہ کیا۔ پھر جب امام (خطبے کے لیے) نکلتا ہے تو (خصوصی درجات لکھنے والے) فرشتے بھی مسجد میں آ کر ذکر سننے لگتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ان ساعات یا اوقات سے مراد قبل از زوال کی وہ گھڑیاں ہیں جن کا آغاز سورج چڑھنے کے بعد ہوتا ہے جیسا کہ جمہور کا موقف ہے۔ اور یہی موقف دلائل کی رو سے درست ہے۔ واللہ أعلم. جس کی تفصیل گزشتہ حدیث (١٣٨٦) کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ ② باب کے عنوان سے لگتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کا موقف ممکن ہے یہ ہو کہ نماز جمعہ کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ سمیت اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے اس مسئلے کا استنباط محل نظر ہے کیونکہ اس حدیث میں پانچ گھڑیوں کا ذکر ہے' اور پانچویں کے اختتام اور چھٹی گھڑی کے آغاز میں خروج امام کا ذکر ہے اور یہ قبل از زوال کا وقت ہے' اس طرح یہ حدیث ان اہل علم کی دلیل بنتی ہے جو قبل از زوال بھی نماز جمعہ کے قائل ہیں۔ ہاں اگر ان پانچ گھڑیوں کا شمار دوسری گھڑی سے ہو اور پہلی گھڑی غسل اور جمعے کی تیاری کے لیے ہو' جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے توجیہ کی ہے تو پھر یہ حدیث قبل از زوال جمعہ کے موقف کے حاملین کی دلیل نہیں بنتی۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مذکورہ حدیث سے استدلال تب محل نظر ہوگا جب احادیث میں [بَطَّة] بطخ اور [عُصْفُور] ''چڑیا'' کا ذکر شاذ اور ضعیف تصور کیا جائے اور حق بھی یہی ہے کہ یہ دونوں اضافے ضعیف ہیں' لیکن اگر انہیں صحیح سمجھا جائے تو پھر مذکورہ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں کل چھ گھڑیاں بنتی ہیں جس سے خطیب کا نکلنا ساتویں گھڑی کے آغاز میں لازم ٹھہرتا ہے اور یہ وقت بعد از زوال کا ہوتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا یہ ذہن ہو سکتا ہے کیونکہ انھوں نے مذکورہ اضافات والی روایات کے بعد یہ عنوان قائم کیا ہے۔ واللہ أعلم.

١٣٩٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْجُلَاحِ مَوْلَى عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

١٣٩٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعے کا دن بارہ گھنٹے ہے۔ (ان میں سے ایک وقت ایسا ہے کہ) اس میں جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا پایا جائے' اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز دے دیتا ہے۔ تو تم اس وقت کو عصر کے بعد آخری گھنٹے میں تلاش کرو۔''

١٣٩٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإجابة أية ساعة هي في يوم الجمعة، ح:١٠٤٨ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٩٧، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٧٩، ووافقه الذهبي.

عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَوْمُ الْجُمُعَةِ اثْنَتَا عَشْرَةَ سَاعَةً لَا يُوجَدُ فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ».

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں ساعات سے مراد معروف (ساعات نجومیہ) گھنٹے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ چند گھڑیاں ہیں جو فضیلت رکھتی ہیں اور ان میں سے سب سے افضل وہ گھڑی ہے جس میں کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ ② محقق روایات کے مطابق وہ وقت یا گھڑی عصر کے بعد کسی وقت ہے۔ اگرچہ اس بارے میں اور اقوال بھی ہیں۔ واللہ أعلم.

١٣٩١- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ اَلْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُرِيحُ نَوَاضِحَنَا. قُلْتُ: أَيَّةَ سَاعَةٍ؟ قَالَ: زَوَالُ الشَّمْسِ.

١٣٩١- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھتے، پھر واپس آ کر اپنے پانی ڈھونے والے اونٹوں کو آرام کا موقع دیتے۔ حضرت محمد باقر نے (حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: کس وقت؟ انھوں نے فرمایا: زوال کے وقت۔

فائدہ: یہ سوال وجواب نماز جمعہ پڑھنے کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے اور واپس لوٹنے اور اونٹوں کو آرام دینے کے بارے میں بھی۔ گویا روایت مبہم ہے لہٰذا اس سے قبل از زوال جمعہ پڑھنے پر استدلال درست نہیں بلکہ اسے مشہور روایات پر محمول کرنا چاہیے۔ واللہ أعلم.

١٣٩٢- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ

١٣٩٢- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھ کر واپس لوٹتے تھے تو دیواروں کا سایہ اتنا نہیں ہوتا تھا کہ ان سے

١٣٩١- أخرجه مسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٥٨ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٩٩.

١٣٩٢- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٦٨، ومسلم، ح: ٨٦٠ (انظر الحديث السابق) من حديث يعلى بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٩٨.

الْأَكْوَعِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ فَيْءٌ يُسْتَظَلُّ بِهِ.

(اپنے آپ کو) سایہ مہیا کیا جا سکے۔

فائدہ: اس روایت سے بھی قبل از زوال جمعہ پڑھنے پر استدلال کیا جاتا ہے حالانکہ اس روایت میں کوئی لفظ اس معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ صرف اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ جمعہ ختم ہونے تک اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ جسم دھوپ سے بچ سکے۔ ظاہر ہے زوال کے بعد جمعہ پڑھنے سے قطعاً اتنا سایہ نہیں بنتا جو جسم کو دھوپ سے بچائے ہاں اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جمعہ زوال کے بعد جلدی پڑھ لیا جائے اور خطبہ لمبا نہ ہو۔ سخت گرمیوں میں کچھ تاخیر بھی کی جا سکتی ہے جیسے کہ پیچھے گزرا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧٣)

باب: ١٥- جمعے کے لیے اذان

١٣٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّ الْأَذَانَ كَانَ أَوَّلُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرَ النَّاسُ، أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ.

١٣٩٣- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا، لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن تیسری اذان کا حکم دیا جو زوراء (مقام) پر کہی جاتی تھی۔ پھر (جمعے کی اذان کا) معاملہ اسی کے مطابق جاری ہو گیا۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں پہلی اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبۂ جمعہ کے آغاز میں کہی جاتی ہے۔ آج کل اسے دوسری اذان کہا جاتا ہے۔ حدیث میں مذکور تیسری اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبے کی

١٣٩٣- أخرجه البخاري، الجمعة، باب التأذين عند الخطبة، ح: ٩١٦ من حديث يونس به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٠٠، وأخرج الطبراني في الكبير: ٧/ ١٤٧ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر" الخ، وهذا يدل على ضعف حديث أبي داود، ح: ١٠٨٨، فليتنبه.

اذان سے کچھ دیر قبل کہی جاتی ہے تاکہ لوگ جمعے کی تیاری کرلیں۔ آج کل اسے پہلی اذان کہا جاتا ہے۔ اس روایت میں اقامت کو بھی اذان کہا گیا ہے تبھی خطبے کی اذان کو پہلی اذان کہا گیا ہے۔ گویا اقامت دوسری اذان تھی۔ ② ''لوگ زیادہ ہو گئے'' مدینہ منورہ کی آبادی آہستہ آہستہ بڑھ گئی اور مسلمانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا تھا جب کہ خطبۂ جمعہ صرف مسجد نبوی ہی میں ہوتا تھا۔ اگر ایک ہی اذان (اذان خطبہ) ہوتی تو شہر کے اطراف سے آنے والے نمازی خطبۂ جمعہ بلکہ نماز جمعہ سے بھی محروم رہ جاتے۔ پھر جمعے کے دن بازار لگتا تھا، لوگ خرید وفروخت میں مشغول ہوتے۔ گھڑیاں تھی نہیں۔ جمعے کے وقت کا محض اندازہ کرتے تھے، اس میں غلطی اور تاخیر کے قوی احتمالات تھے' لہٰذا وہیں بازار میں زوراء پر وقت سے اتنی دیر پہلے اذان کہی جاتی تھی کہ اسے سن کر خریدار جلدی جلدی ضرورت کی چیز خرید کر اور دکاندار سامان سمیٹ کر گھر واپس جائیں۔ پھر غسل اور وضو کریں' کپڑے بدلیں' خوشبو لگائیں اور خطبے سے پہلے پہلے مسجد نبوی میں آکر حسب توفیق نماز پڑھیں۔ ان تفصیلات کو سامنے رکھتے ہوئے آج کل خطبے کی اذان سے صرف ۱۵، ۲۰ منٹ پہلے' وہ بھی مسجد کے اندر کہی جاتی ہے' اس کے بارے میں غور کریں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اذان سے اس کا کیا تعلق ہے؟ اور دونوں میں کون سی مناسبت ہے؟ مزید یہ کہ آج کل گھڑیوں وغیرہ سے یہ ضرورت پوری ہوتی ہے۔ بہر حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مذکورہ ضرورت کے تحت ایک اذان کا اضافہ فرمایا اور ان کے پاس اس اذان کی نظیر موجود تھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں صبح کی دو اذانیں ہوتی تھیں۔ ایک وقت پر اور ایک وقت سے پہلے تاکہ زیادہ مصروفیت والے لوگ پہلی اذان پر اٹھ کھڑے ہوں اور جماعت کے ساتھ مل سکیں۔ ایک اذان کی صورت میں بہت سے لوگ جماعت سے رہ جاتے' لہٰذا ایک اذان وقت سے کچھ دیر قبل کہی جاتی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی کو مدنظر رکھ کر خطبے سے پہلے ایک اذان کا اضافہ فرمایا جسے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قبول فرمایا اور آہستہ آہستہ یہ تمام عالم اسلام میں رائج ہو گئی۔ اور یہ سنت المسلمین بن گئی جسے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ہر دور کے مجتہدین اور ائمہ کا اجماع میسر رہا ہے۔ گویا یہ اذان ضرورت ہے' خلیفۂ راشد کی سنت ہے اور اس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اب تک اجماع ہے' لہٰذا مذکورہ بالا پس منظر مدنظر رکھ کر اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ [فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ] (سنن أبي داود' السنة' حديث:۴۶۰۷)' البتہ اگر کہیں ضرورت محسوس نہ ہو تو ایک ہی اذان پر اکتفا کرنا بہتر ہے کیونکہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول وثانی' ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا عمل بھی یہی تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس (پہلی اذان) کو بدعت کہنا لغوی معنی کے لحاظ سے ہے' جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کو بدعت کہا تھا' حالانکہ انھوں نے خود اس کو مستقلاً رائج کیا تھا۔ واللّٰہ أعلم. ③ ''زوراء'' بازار میں ایک بلند مکان تھا۔ وہاں یہ اذان کہی جاتی تھی تاکہ بلندی کی وجہ سے سارے مدینہ منورہ میں اذان سنائی دے کیونکہ اس (جمعہ) میں سب اہل مدینہ کی شمولیت ضروری تھی بخلاف دیگر نمازوں کے کہ وہ ہر محلے کی مقامی مساجد میں بھی باجماعت پڑھی جاتی تھیں۔ ④ ''جاری ہو گیا'' کیونکہ وہ خلیفۂ راشد تھے' لہٰذا لوگوں نے

اسے قبول کرلیا۔ بعض روایات کے مطابق مکہ مکرمہ میں حجاج کے دور میں شروع ہوئی اور بصرہ میں زیاد کے دور میں۔ والله أعلم.

١٣٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ قَالَ: إِنَّمَا أَمَرَ بِالتَّأْذِينِ الثَّالِثِ عُثْمَانُ حِينَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، وَلَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ غَيْرَ أَذَانٍ وَاحِدٍ وَكَانَ التَّأْذِينُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ.

۱۳۹۴- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیسری اذان کا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وقت دیا جب مدینے والے زیادہ ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک اذان ہی تھی (اذان خطبہ)۔ اور جمعے کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔

١٣٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذٰلِكَ فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

۱۳۹۵- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن منبر پر بیٹھتے تھے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے، پھر جب (دو خطبوں کے بعد) آپ منبر سے اترتے تو بلال اقامت کہتے۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی ایسے ہی رہا۔

فائدہ: ان دونوں روایات میں جمعے کی صرف ایک ہی اذان کو عہدِ رسالت و شیخین کا معمول بتلایا گیا ہے اس لیے جہاں ضرورت نہ ہو، اور درحقیقت فی زمانہ غالباً اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، وہاں اس کے مطابق ایک ہی اذان کا اہتمام کرنا چاہیے، البتہ جہاں اس کی ضرورت ہو، وہاں جمعے کی پہلی اذان دی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَاءَ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ (التحفة ٥٧٤)

باب: ۱۶- جب کوئی شخص جمعے کے لیے آئے اور امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو تو بھی وہ دو رکعت نماز پڑھے

١٣٩٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٠٢.

١٣٩٥- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٠١.

١٣٩٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ» قَالَ شُعْبَةُ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

١٣٩٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص (جمعے کے لیے) آئے جب کہ امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو تو وہ (مختصری) دو رکعتیں پڑھے۔''

فوائد ومسائل: ① ان دو رکعتوں کو تحیة المسجد کہا جاتا ہے بعض اسے سنت جمعہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ② ''امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو۔'' یعنی امام صاحب خطبہ شروع کر چکے ہوں' تب بھی یہ دو رکعتیں پڑھنی چاہییں کیونکہ بہت سی صحیح روایات میں ان کے پڑھنے کا خصوصی حکم ہے' لہٰذا احناف کا یہ کہنا کہ ''خطبہ شروع ہونے کے بعد نماز شروع نہیں کی جاسکتی'' صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص بغیر دو رکعت پڑھے بیٹھ گیا تو آپ نے اسے اٹھنے اور دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ (صحیح البخاري' الجمعة' حديث:٩٣٠'٩٣١' وصحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٧٥) البتہ دو رکعت ہلکی پڑھنی چاہییں۔ ③ خطیب دوران خطبہ مقتدیوں سے کوئی بات پوچھ سکتا ہے اور وہ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اس سے مقتدیوں کے استماع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن مقتدی آپس میں ایک دوسرے سے بات نہیں کر سکتے۔ یہ آداب خطبہ کے منافی ہے۔

(المعجم ١٧) - مَقَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٧٥)

باب:١٧- خطبے میں امام کے کھڑا ہونے کی جگہ

١٣٩٧ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ

١٣٩٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو مسجد کے ستونوں میں سے ایک کھجور کے تنے کے ساتھ سہارا لیا کرتے تھے۔ جب منبر تیار ہوا اور آپ (خطبے کے لیے)

١٣٩٦ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنٰى مثنٰى، ح: ١١٦٦، ومسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٨٧٥/ ٥٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٠٣.

١٣٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٩٥ و ٣٢٤ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٠، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، وهو في أعلام النبوة.

اللهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَسْتَنِدُ إِلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا صُنِعَ الْمِنْبَرُ وَاسْتَوٰى عَلَيْهِ اضْطَرَبَتْ تِلْكَ السَّارِيَةُ كَحَنِينِ النَّاقَةِ حَتَّى سَمِعَهَا أَهْلُ الْمَسْجِدِ، حَتَّى نَزَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاعْتَنَقَهَا فَسَكَتَتْ.

اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ ستون بے چین ہو کر اونٹنی کی طرح رونے لگا حتی کہ سب مسجد والوں نے اس کی آواز سنی۔ رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر کر اس کی طرف آئے اور اسے گلے سے لگایا' پھر وہ (آہستہ آہستہ) چپ ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کے تمام ستون کھجور کے تنے کے تھے۔ مذکورہ تنے پر نبی ﷺ ٹیک لگاتے تھے' اس لیے جب آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ غم جدائی میں رونے لگا۔ ② ''رونے لگا'' یہ نبی ﷺ کا ظاہر معجزہ تھا کہ خشک تنے سے قریب الولادت اونٹنی کی آواز جیسی آواز آنے لگی۔ سب موجود لوگوں نے سنا' پھر آپ کے اس کے ساتھ پیار کرنے پر اس کا چپ ہونا دوسرا معجزہ ہے۔ ﷺ۔ دیگر روایات میں صراحت ہے کہ وہ تنا آپ کے فراق میں رویا تھا۔ ③ حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو خطبۂ جمعہ کے دوران میں منبر پر کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ آپ کی آخری سنت یہی ہے۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے۔ ④ منبر پر کھڑا ہونے میں امام کی فضیلت ہے' نیز وہ سب کو نظر آئے گا۔ سب اس کی آواز سنیں گے۔ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے میں سہولت ہو گی۔ ⑤ امام اپنے پاؤں منبر پر رکھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر کی پہلی سیڑھی پر' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسری پر اور رسول اللہ ﷺ تیسری پر پاؤں رکھتے تھے۔ بعد میں احتراماً تیسری اور دوسری سیڑھی کو چھوڑ دیا گیا۔

(المعجم ١٨) - قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٧٦)

باب:١٨- خطبے میں امام کا کھڑا ہونا

١٣٩٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا، فَقَالَ: أُنْظُرُوا إِلَى

١٣٩٨- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا۔ وہ فرمانے لگے: اسے دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ ''جب وہ کوئی تجارت یا کوئی تماشا دیکھتے ہیں تو

١٣٩٨- أخرجه مسلم، الجمعة، باب في قوله تعالى: "وإذا رأوا تجارة أو لهوًا"، ح: ٨٦٤ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٢.

هٰذَا يَخْطُبُ قَاعِدًا؟ وَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَـٰرَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوٓا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا﴾ [الجمعة : ١١].

اٹھ کر اس طرف چلے جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔''

فائدہ: یہ سورۂ جمعہ کی آخری آیت ہے۔ اس میں جمعے ہی کا ذکر ہے۔ ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ تجارتی قافلے کی گھنٹیاں بجنے لگیں' لوگ غلہ حاصل کرنے کے لیے آہستہ آہستہ کھسک گئے' چند ایک باقی رہ گئے تھے۔ آپ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ اسی سے استدلال ہے' آپ کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ آپ خطبہ ہمیشہ کھڑے ہو کر دیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ الْفَضْلِ فِي الدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ (التحفة ٥٧٧)

باب:١٩- امام کے قریب بیٹھنے کی فضیلت

١٣٩٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَابْتَكَرَ وَغَدَا وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَأَنْصَتَ ثُمَّ لَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ كَأَجْرِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

١٣٩٩- حضرت اوس بن اوس ثقفی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے جسم اور کپڑوں کو دھوئے اور غسل کرے اور اول وقت (مسجد میں) جائے اور شروع خطبہ کو پائے' امام کے قریب بیٹھے اور خاموش رہے' پھر کوئی لغو بات یا کام نہ کرے' اس کے لیے ہر قدم کے عوض ایک سال کے صیام وقیام کا ثواب ہے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ١٣٨٢۔

(المعجم ٢٠) - اَلنَّهْيُ عَنْ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧٨)

باب:٢٠- امام جمعے کے دن منبر پر (خطبہ دے رہا) ہو تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی ممانعت

١٤٠٠- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ:

١٤٠٠- حضرت ابو زاہریہ بیان کرتے ہیں کہ میں

١٣٩٩- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٣٨٢، وهو في الكبرى، ح: ١٧٠٧.

١٤٠٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب تخطي رقاب الناس يوم الجمعة، ح: ١١١٨ من حديث ◄◄

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلَى جَانِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْلِسْ، فَقَدْ آذَيْتَ».

جمعے کے دن حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا تو انھوں نے کہا: (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”او! بیٹھ جاؤ۔ تم نے لوگوں کو تکلیف دی ہے۔“

فائدہ: یہ تب ہے جب آگے صفوں میں جگہ خالی نہ ہو۔ اگر آگے جگہ خالی ہے مگر لوگوں کی گردنیں پھلانگے بغیر وہاں پہنچا نہیں جا سکتا تو گردنیں پھلانگنا جائز ہے کیونکہ اس میں ان لوگوں کا قصور ہے کہ خالی جگہ چھوڑ کر پیچھے بیٹھے۔ اسی طرح امام بھی لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر منبر تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

(المعجم ٢١) - بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ٥٧٩)

باب: ۲۱- جو شخص جمعے کے دن دوران خطبہ آئے تب بھی وہ (دو رکعت) نماز پڑھے

١٤٠١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ لَهُ: «أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْكَعْ».

۱۴۰۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا جب کہ نبی ﷺ جمعے کے دن منبر پر (خطبہ دے رہے) تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”تو نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر پڑھ۔“

فائدہ: دیگر روایات میں صراحت ہے کہ آپ خطبہ دے رہے تھے، لہٰذا احناف کا یہ کہنا کہ ابھی آپ نے خطبہ شروع نہیں کیا تھا، احادیث سے اعراض کی دلیل ہے، نیز صحیح مسلم کی صریح قولی روایت کہ رسول اللہ ﷺ

◀◀ معاوية بن صالح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٠٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨١١، وابن حبان، ح: ٥٧٢، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٢٨٨، ووافقه الذهبي.

١٤٠١ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٨٧٥/ ٥٦ من حديث ابن جريج، والبخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً . . . الخ، ح: ٩٣٠ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٠٤.

نے فرمایا: ''جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ مختصر سی دو رکعت نماز پڑھے۔'' (صحیح مسلم' الجمعة' حديث:٨٧٥)' ہر قسم کی تاویل کو رد کرتی ہے' لہٰذا آنے والے کو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنا لازم ہے۔ (مزید دیکھیے: حدیث:١٣٩٦)

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٨٠)

باب:٢٢- جمعے کے دن خطبے کے لیے خاموشی

١٤٠٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ: أَنْصِتْ، فَقَدْ لَغَا».

١٤٠٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جمعے کے دن خطبے کی حالت میں اپنے ساتھی سے کہا: ''چپ رہ'' اس نے بھی لغو بات کی۔''

فوائد ومسائل: ① جمعے میں کثیر تعداد ہوتی ہے۔ اگر معمولی بات کرنے کی بھی اجازت ہوتی تب بھی شور وشغب پڑ جاتا' اس لیے مطلقاً کلام سے روک دیا گیا' حتیٰ کہ زبان سے کسی کو چپ بھی نہ کرائے کیونکہ بسا اوقات چپ کرانے والوں کا شور باتیں کرنے والوں سے بڑھ جاتا ہے اور ''یک نہ شد دو شد'' والا معاملہ بن جاتا ہے۔ ہاں بامر مجبوری اشارے سے چپ کرا سکتا ہے۔ ② احناف اس سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر ''چپ رہ'' نہیں کہہ سکتا تو دورانِ خطبہ نماز کیسے پڑھ سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لغو کام ہے۔ کیا نماز بھی لغو ہے؟ (نعوذ باللہ) پھر نماز تو آہستہ پڑھی جاتی ہے' شور نہیں ہوتا۔ بات کرنے سے شور ہوتا ہے' نیز نماز کی روایات صریح حکم والی ہیں۔ کیا ان صریح روایات کو ایسے عمومی دلائل سے رد کیا جا سکتا ہے؟ ③ ''لغو بات کی'' لہٰذا اس کا اجر ضائع ہو گیا' یعنی فرض تو ادا ہو گیا' البتہ جمعے کی فضیلت حاصل نہ ہوئی۔ گویا ظہر پڑھ لی۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا فرض بھی ادا نہ ہوا کیونکہ خطبہ عین نماز نہیں۔ واللہ أعلم.

١٤٠٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ

١٤٠٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں

١٤٠٢ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب في الإنصات يوم الجمعة في الخطبة، ح:٨٥١ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، ح:٩٣٤ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح:١٧٢٨.

١٤٠٣ـ أخرجه مسلم، ح:٨٥١/ ١١ب عن عبدالملك بن شعيب به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح:١٧٢٧.

ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ، وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ».

نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تو نے جمعے کے دن' جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو' اپنے ساتھی سے کہا: ''چپ ہو جا'' تو تو نے لغو کام کیا۔''

(المعجم ٢٣) - بَابُ فَضْلِ الْإِنْصَاتِ وَتَرْكِ اللَّغْوِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٨١)

باب:۲۳- جمعے کے دن خاموش رہنے اور فضول کام نہ کرنے کی فضیلت

١٤٠٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ زِيَادِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ الْقَرْثَعِ الضَّبِّيِّ - وَكَانَ مِنَ الْقُرَّاءِ الْأَوَّلِينَ - عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَمَا أُمِرَ ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ حَتَّى يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ، وَيُنْصِتُ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ إِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ».

۱۴۰۴- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی شخص جمعے کے دن اس طرح طہارت کرے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے' پھر اپنے گھر سے نکلے حتی کہ جمعے میں حاضر ہو اور خاموش رہے' یہاں تک کہ نماز پوری کرے' تو یہ گزشتہ جمعے سے اب تک ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① ''جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے'' سے مراد وضو ہو یا غسل ہر دو صورت میں مسنون طریقے سے ہی مذکورہ فضیلت کا حامل ہوگا۔ ② مندرجہ بالا فضیلت ان تمام کاموں کی بنا پر ہے جن کا حدیث میں ذکر ہے۔ چونکہ ان میں خاموش رہنا بھی داخل ہے' لہٰذا فضیلت کی نسبت اس کی طرف بھی کی جا سکتی ہے۔

١٤٠٤ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٧٢٤، وصححه الحاكم: ١/ ٢٧٧، والذهبي، وأصله في صحيح البخاري، ح: ٨٨٣، ٩١٠ من طريق آخر عن سلمان الفارسي به، وللحديث شواهد.

(المعجم ٢٤) - **بَابُ كَيْفِيَّةِ الْخُطْبَةِ** (التحفة ٥٨٢)

باب:۲۴- خطبے کی کیفیت

١٤٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عَلَّمَنَا خُطْبَةَ الْحَاجَةِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٠٢] ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ۚ وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النسآء: ١] ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ [الأحزاب: ٧٠].

۱۴۰۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں ضرورت کے موقع پر (یوں) خطبہ سکھایا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ ...... وَرَسُولُهُ] ”ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے کوئی اسے گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر آپ تین آیات پڑھتے: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا...... وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمھیں جب بھی موت آئے اسلام ہی کی حالت میں آئے۔“ ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا ...... إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی (حضرت حواء علیہا السلام) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک

١٤٠٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في خطبة النكاح، ح: ٢١١٨ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٠٩، وله طريق آخر ضعيف، فيه أبوإسحاق، عنعن، تقدم، ح: ٩٦.

دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے توڑنے سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔'' ﴿يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سچی بات کرو۔''

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُوعُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا، وَلَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَلَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبیدہ نے اپنے والدِ محترم (حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ) سے کوئی روایت نہیں سنی اور اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے بھی اپنے والدِ محترم سے کوئی روایت نہیں سنی۔ اسی طرح عبدالجبار بن وائل نے بھی اپنے والدِ محترم (حضرت وائل بن حجر ؓ) سے کوئی روایت نہیں سنی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سند کے لحاظ سے منقطع ہے۔ محقق کتاب نے بھی اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ دلائل کی رو سے راجح اور درست بات یہی ہے کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (خطبة الحاجة لشيخ ناصرالدين الألباني' وذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٦/ ٢٣٧، ٢٣٨) ② متعلقہ حدیث میں تو صرف ابوعبیدہ کا ذکر ہے۔ باقی دو حضرات کا ذکر بالتبع کر دیا گیا ہے کیونکہ تینوں بزرگ اس بات میں شریک ہیں کہ انھوں نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا۔ تینوں کے والد صحابی ہیں۔ ③ ''ضرورت کے موقع پر'' یعنی جب بھی خطبے کی ضرورت ہو' خواہ وعظ ہو یا نکاح یا کچھ اور۔ اسی وجہ سے امام نسائی ؒ اس روایت کو خطبۂ جمعہ میں لائے ہیں کیونکہ یہ بھی ایک حاجت اور ضرورت ہے۔ بعض حضرات نے مذکورہ آیات کی مناسبت سے یہاں حاجت نکاح مراد لی ہے۔ استاد محترم حضرت الحافظ محمد گوندلوی محدث ؒ درس بخاری کے آغاز میں یہی خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ ان آیات میں تقوے کا حکم ہے اور تقویٰ ہر کام میں ضروری ہے' نہ کہ صرف نکاح میں۔ والله أعلم. ④ ''جسے وہ گمراہ کر دے'' اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی طرف سے گمراہ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گمراہ کو گمراہی سے زبردستی نہیں روکتا بلکہ وہ اپنی مرضی سے جس طرف جاتا ہے' جانے دیتا ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے' اسی لیے اس کا انتساب بھی اسی کی طرف کر دیا جاتا ہے' ورنہ درحقیقت اس میں انسان کے اپنے اُس ارادے واختیار کا دخل ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے بطور امتحان انسان کو نوازا ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ حَضِّ الْإِمَامِ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٨٣)

باب:۲۵-امام کا اپنے خطبے میں لوگوں کو جمعے کے دن غسل کرنے کی ترغیب دینا

١٤٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ».

۱۴۰۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا' اس میں فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص جمعے کے لیے جائے تو وہ غسل کرے۔''

١٤٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَشِيطٍ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: سُنَّةٌ، وَقَدْ حَدَّثَنِي بِهِ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَكَلَّمَ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ.

۱۴۰۷- ابراہیم بن نشیط نے حضرت ابن شہاب زہری سے جمعے کے دن غسل کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: سنت ہے اور مجھے یہ بات حضرت سالم نے اپنے والد محترم سے بیان کی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات منبر پر ارشاد فرمائی۔

١٤٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [عَنْ عَبْدِ اللهِ] بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ: «مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ».

۱۴۰۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو شخص جمعے کے دن آئے' وہ غسل کرے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَا أَعْلَمُ أَحَدًا

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

١٤٠٦ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٦٧٧، وأخرجه البخاري، ح: ٨٧٧، ومسلم، ح: ٨٤٤ من حديث نافع به، وله طرق متواترة.

١٤٠٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٧١٣، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٨٩٤ و٩١٩، ومسلم، ح: ٨٤٤.

١٤٠٨ـ أخرجه مسلم، الجمعة، ح: ٨٤٤/ ٢، عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٧٥.

تَابَعَ اللَّيْثَ عَلٰى هٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَصْحَابُ الزُّهْرِيِّ يَقُولُونَ: عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ بَدَلَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

میں نہیں جانتا کہ حضرت ابن جریج کے علاوہ کسی راوی نے اس سند کے بیان میں حضرت لیث کی متابعت (موافقت) کی ہو۔ امام زہری کے دوسرے شاگرد عبداللہ بن عمر کی بجائے سالم بن عبداللہ عن ابیہ کہتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت امام زہری سے بیان کرنے والے بہت سے راوی ہیں' جیسے ابراہیم بن نشیط' محمد بن ولید زبیدی' سفیان بن عیینہ اور ابن جریج۔ یہ سب امام زہری کا استاد حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بتاتے ہیں۔ صرف حضرت لیث اور ابن جُریج نے ان کا استاد عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بتایا ہے۔ دیگر شاگردان کی طرح ابن جریج امام زہری کا استاد سالم بھی بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ جمہور تلامذہ کی موافقت بھی کرتے ہیں۔ غرضیکہ مذکورہ کلام سے امام نسائی ؒ امام لیث کی' جن پر ابن جریج نے بھی ان کی موافقت کی ہے' روایت کی تضعیف نہیں فرما رہے' بلکہ ان کا مقصد صرف ذکر اختلاف ہے کیونکہ امام لیث ؒ ثقہ اور ثبت (انتہائی قابل اعتماد) ہیں۔ گویا یہ اختلاف ثقہ راوی کی زیادتی کے قبیل سے ہے جو کہ محدثین کے نزدیک سبب ضعف میں سے نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ روایت میں امام زہری کے دو شیخ ہیں' سالم اور عبداللہ بن عبداللہ۔ امام مسلم ؒ نے بھی اپنی صحیح میں دونوں شیوخ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٦/٢٤٢) الحاصل: یہاں کثرت رواۃ کی بنا پر ترجیح نہیں بلکہ تطبیق ہی درست ہے۔ والله أعلم. ② جمعے کے دن غسل کی بحث کے لیے دیکھیے' حدیث: ١٣٧٦' ١٣٧٧ اور اسی کتاب کا ابتدائیہ۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ حَثِّ الْإِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي خُطْبَتِهِ (التحفة ٥٨٤)

باب: ٢٦- جمعے کے دن امام کا اپنے خطبے میں صدقہ کرنے کی رغبت دلانا

١٤٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ يَوْمَ

١٤٠٩- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ جمعے کے دن ایک آدمی فقیرانہ حالت میں آیا جب کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''تو نے نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں' آپ

١٤٠٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ٥١١، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في من دخل المسجد والإمام يخطب، ح: ١١١٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٩. * وابن عجلان صرح بالسماع عند الحميدي.

الْجُمُعَةِ - وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ - بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَصَلَّيْتَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» وَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَأَلْقَوْا ثِيَابًا فَأَعْطَاهُ مِنْهَا ثَوْبَيْنِ فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الثَّانِيَةُ جَاءَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ قَالَ: فَأَلْقَى أَحَدَ ثَوْبَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «جَاءَ هٰذَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَأَلْقَوْا ثِيَابًا، فَأَمَرْتُ لَهُ مِنْهَا بِثَوْبَيْنِ، ثُمَّ جَاءَ الْآنَ فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَأَلْقَى أَحَدَهُمَا» فَانْتَهَرَهُ وَقَالَ: «خُذْ ثَوْبَكَ».

نے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھ۔'' پھر آپ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی رغبت دلائی۔ لوگوں نے (صدقے میں) کپڑے دینے شروع کیے تو آپ نے اسے ان میں سے دو کپڑے دیے۔ جب دوسرا جمعہ ہوا تو وہ پھر آیا۔ اس وقت بھی آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے پھر لوگوں کو صدقے کی طرف رغبت دلائی تو اس نے بھی اپنا ایک کپڑا اتار دیا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ پچھلے جمعے کو پراگندہ حالت میں آیا تھا تو میں نے لوگوں کو صدقے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اپنے (زائد) کپڑے صدقے میں دیے۔ میں نے اسے دو کپڑے دینے کا حکم دیا۔ اب یہ پھر آیا تو میں نے لوگوں کو پھر صدقے کا حکم دیا تو اس نے بھی انھی دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا اتار کر دے دیا۔ پھر آپ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: ''اٹھا لے اپنا کپڑا۔''

فوائد ومسائل: ① آپ نے خطبے میں صدقے کی رغبت اس آنے والے شخص کی وجہ سے نہیں دلائی تھی بلکہ یہ تو آپ کے خطبے کا حصہ تھا۔ بعد میں اس کی فقیرانہ حالت کے پیش نظر اس کو بھی دوسرے فقراء کے ساتھ دو کپڑے دے دیے گئے۔ احناف کہتے ہیں: ''آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ لوگ اس کی خستہ حالت دیکھ کر اس پر صدقہ کریں' لہٰذا دو رکعت پڑھنے کا حکم عام نہیں بلکہ اس کے ساتھ خاص تھا'' حالانکہ اگر ایسے ہوتا تو پھر سب کپڑے اور صدقہ اسی کو ملنا چاہیے تھا' نیز الگ سے بھی ان دو رکعتوں کا حکم آیا ہے۔ ② امام کو اپنے مقتدیوں کے حال احوال کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ جس چیز کی آدمی کو خود شدید ضرورت ہو' اس کا صدقہ نہیں کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٧) - مُخَاطَبَةُ الْإِمَامِ رَعِيَّتَهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ (التحفة ٥٨٥)

باب: ٢٧- (دوران خطبہ) امام کا منبر پر اپنے عوام سے خطاب کرنا

١٤١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

١٤١٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں

١٤١٠- أخرجه مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٨٧٥ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب: إذا ◀◀

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلَّيْتَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «قُمْ فَارْكَعْ».

کہ ایک دفعہ نبی ﷺ جمعے کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو نے نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اٹھ اور (دو رکعتیں) پڑھ۔''

١٤١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى إِسْرَائِيلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ مَعَهُ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ: «إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَظِيمَتَيْنِ».

۱۴۱۱- حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر (خطبہ دیتے) دیکھا جب کہ حضرت حسن ؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی اس کی طرف۔ آپ فرما رہے تھے: ''یقیناً میرا یہ بیٹا سردار ہوگا' قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ. حضرت حسن' حضرت علی ؓ کی شہادت کے بعد خلیفہ (سردار) بنائے گئے۔ آپ نصف اسلامی مملکت کے سربراہ تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں فوج آپ کے ساتھ تھی۔ چالیس ہزار افراد آپ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر چکے تھے۔ دوسری طرف حضرت معاویہ ؓ اور ان کی فوج تھی۔ حضرت حسن ؓ نے خون ریزی کو اچھا نہ سمجھا اور صلح کا عندیہ دیا۔ حضرت معاویہ ؓ نے بھی سفید کاغذ بھیج دیا کہ جو شرائط آپ طے فرمائیں' لکھ دیں۔ میرے دستخط پہلے ہی ہو چکے ہیں۔ اس طرح حضرت حسن ؓ نے حکومت کی قربانی دے کر امت کے ان دو عظیم گروہوں کو لڑائی سے بچا لیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. ورنہ کشتوں کے پشتے لگ جاتے اور معاملہ پھر بھی حل نہ ہوتا۔ حضرت حسن ؓ کا امت پر یہ عظیم احسان ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی انھیں دے گا کہ وہ جنت میں نوجوانوں

◀◀ رأى الإمام رجلاً جاء . . . الخ، ح: ٩٣٠ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٧.

١٤١١- أخرجه البخاري، الصلح، باب قول النبي ﷺ للحسن بن علي رضي الله عنهما: "إن ابني هذا سيد . . ."، ح: ٢٧٠٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٨.

کے سردار ہوں گے۔ صحابہ کے درمیان ہونے والی لڑائیوں کے بارے میں اہل علم نے خاموشی اختیار فرمائی ہے کہ ہمیں بزرگوں کے بکھیڑے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ کسی میں غلطی اور نقص نکال کر اپنی زبانوں کو گستاخی اور گناہ سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ مَغْفُورٌلَّھُمْ لوگ تھے۔ انھیں جنت کی خوش خبری سچے رسول ﷺ کی زبان سے مل چکی ہے۔ ہم کون ہیں ان کی عیب جوئی کرنے والے۔ پھر اس دور کی صحیح تاریخ کا ملنا بھی یقینی نہیں' لہٰذا یہ معاملات اللہ خبیر وبصیر پر چھوڑ دیے جائیں۔ یہی بات برحق ہے۔ ② خوارج کا رد ہے جو کہ دونوں گروہوں کو کافر کہتے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے دونوں گروہوں کے مسلمان ہونے کی گواہی دی ہے۔ ③ لوگوں کے درمیان اصلاح بہت فضیلت والا کام ہے' خصوصاً جب خون خرابہ ہونے کا خطرہ ہو۔ ④ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رعایا پر بہت شفیق اور مہربان تھے' نیز امور مملکت میں بڑی کڑی نظر رکھتے تھے۔ آپ کا صلح کا غیر مشروط مطالبہ اس بات کی بین دلیل ہے۔ ⑤ کم مرتبے والا شخص' زیادہ فضیلت والے کی موجودگی میں حکمران بن سکتا ہے۔ حضرت حسن اور معاویہ رضی اللہ عنہما حکمران بنے جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما بدری صحابہ موجود تھے۔ ⑥ خلیفہ بذات خود دستبردار ہو سکتا ہے خصوصاً جبکہ یہ استعفیٰ وسیع تر قومی وملی مفاد میں ہو۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٨٦)

باب:٢٨- خطبے میں (قرآن مجید کی) قراءت

١٤١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنَةِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ: حَفِظْتُ ﴿قٓ ۚ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْمَجِيدِ﴾ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

١٤١٢- حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام ہشام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۂ ﴿قٓ ۞ والقُرْآنِ المَجِيدِ﴾ جمعے کے دن منبر پر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن سن کر یاد کی۔''

فوائد ومسائل: ① یعنی رسول اللہ ﷺ ہمیشہ یا اکثر جمعے کے دن خطبے میں یہ سورت مکمل پڑھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں بعث بعد الموت' ذکر موت اور وعظ وزجر بڑے مؤثر پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔ صوتی آہنگ اس پر مستزاد ہے۔ چھوٹی چھوٹی آیات ہیں۔ توجہ سے پڑھی جائیں تو دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

١٤١٢- أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٧٢ من طريق آخر عن أم هشام بنت حارثة بن النعمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٢٠.

② امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جمعے کے ہر خطبے میں پانچ چیزیں ضرور ہونی چاہییں: حمد باری تعالیٰ، نبی ﷺ پر درود، قراءت قرآن، وعظ اور دعا، ورنہ خطبہ ناقص ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا عمل اس کی تائید کرتا ہے۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٨٧)

باب:٢٩-خطبے میں اشارہ کرنا

١٤١٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ: أَنَّ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ رَفَعَ يَدَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَسَبَّهُ عُمَارَةُ بْنُ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيُّ وَقَالَ: مَا زَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى هٰذَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ.

١٤١٣- حضرت حصین سے روایت ہے کہ بشر بن مروان نے جمعے کے دن منبر پر (جوش خطابت میں) دونوں ہاتھ اٹھائے تو حضرت عمارہ بن رویبہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس سے زائد اشارہ نہیں کرتے تھے، پھر انھوں نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

فوائد ومسائل: ① جمعے کا خطبہ عبادت ہے، اس میں سنجیدگی ضروری ہے۔ دونوں ہاتھوں کو اٹھانا سنجیدگی کے خلاف ہے، تقریر میں ایک ہاتھ یا انگلی سے اشارہ کافی ہے۔ بعض نے اس سے دوران خطبہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مراد لیا ہے، حالانکہ بعض روایات میں خطبۂ جمعہ کے دوران میں بارش کی دعا کے لیے نبی ﷺ کا ہاتھ اٹھا کر اور آپ کے ساتھ سامعین کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا منقول ہے۔ (صحیح البخاري، الاستسقاء، حدیث:١٠٢٩) ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ معمول نہ بنایا جائے۔ کبھی کبھار اہم موقع پر ہاتھ اٹھا لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ ② خلاف سنت کام کرنے والے کو روکنا چاہیے اگرچہ وہ بڑی وجاہت والا اور چودھری یا وڈیرا آدمی ہو۔ ایک مسلمان کے اوصاف میں سے ہے کہ وہ اللہ کے احکام کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ نُزُولِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاغِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ وَقَطْعِهِ كَلَامَهُ وَرُجُوعِهِ إِلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٨٨)

باب:٣٠-جمعے کے دن خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے نیچے اترنا، اپنا کلام روک لینا اور پھر دوبارہ منبر پر چڑھنا اور خطبہ مکمل کرنا

١٤١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

١٤١٤- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک

١٤١٣- أخرجه مسلم، ح:٨٧٤ (انظر الحديث السابق) من حديث حصين به، وهو في الكبرى، ح:١٧١٥، وأخرجه أحمد: ٤/١٣٦ عن وكيع به.

١٤١٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث، ح:١١٠٩، ◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَعَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ فِيهِمَا، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ [فَقَطَعَ] كَلَامَهُ، فَحَمَلَهُمَا ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَالَ: «صَدَقَ اللهُ ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن: ١٥] رَأَيْتُ هٰذَيْنِ يَعْثُرَانِ فِي قَمِيصَيْهِمَا فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ كَلَامِي فَحَمَلْتُهُمَا».

دفعہ نبی ﷺ (بروز جمعہ) خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت حسن وحسین ؓ آ گئے۔ انھوں نے سرخ رنگ کی (لمبی) قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ وہ ان میں لڑکھڑا رہے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا خطبہ روک دیا اور منبر سے نیچے اتر کر ان دونوں کو اٹھایا' پھر منبر پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: ﴿اِنَّمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ﴾ ''بلاشبہ تمھارے اموال اور تمھاری اولاد فتنہ ہیں۔'' میں نے انھیں دیکھا کہ قمیصوں میں لڑکھڑاتے (گرتے پڑتے) آ رہے ہیں۔ میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے خطبہ روکا اور انھیں اٹھایا۔''

فوائد ومسائل: ① إنصات کا حکم مقتدیوں کے لیے ہے۔ امام صاحب خطبۂ جمعہ کے دوران میں کسی کے ساتھ بات چیت بھی کر سکتے ہیں اور کوئی ضروری کام بھی کر سکتے ہیں۔ اگر نبی ﷺ انھیں نہ اٹھاتے تو آپ کی توجہ انھی کی طرف مبذول رہتی۔ خطبہ تو پھر بھی منقطع ہونا ہی تھا' اس لیے آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ وہ بار بار گرتے اٹھتے رہیں۔ آپ نے نبوی شفقت اور اپنی شان رحیمی کو عمل میں لاتے ہوئے خطبہ منقطع فرمایا' انھیں اٹھایا اور پھر خطبہ شروع کر دیا۔ آپ کا اس آیت کریمہ کا تلاوت فرمانا یہ معنی نہیں رکھتا کہ میں نے جو بچوں کو اٹھایا ہے' وہ غلط کام کیا ہے کیونکہ یہ کام تو عین تقاضائے شفقت ورحمت ہے۔ اگر نہ اٹھاتے تو مناسب نہ ہوتا' بلکہ اس آیت کریمہ کو تلاوت فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس آزمائش میں پورا اترے اور اس کے ساتھ ساتھ گمراہ بھی نہ ہو' حقوق اللہ میں کوتاہی نہ کرے اور ان کے حقوق میں بھی سستی نہ کرے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر بہترین نمونہ پیش فرمایا۔ ﷺ۔ ② کسی شدید ضرورت کے پیش نظر خطبے کا تسلسل توڑ دینا' منبر سے اترنا' موضوع سے ہٹ کر کوئی اور بات کر لینا اور پھر جہاں سے چھوڑا وہیں سے خطبہ شروع کر لینا جائز ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَقْصِيرِ الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٨٩)

باب: ٣١- خطبہ مختصر رکھنا چاہیے

◄◄ والترمذي، المناقب، باب [حلمه ووضعه ﷺ الحسن والحسين بين يديه . . .]، ح: ٣٧٧٤ من حديث حسين بن واقد به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٣١، وصححه الطبري في تفسيره: ٢٨/ ٨١.

١٤١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ غَزْوَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ عُقَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ الذِّكْرَ، وَيُقِلُّ اللَّغْوَ، وَيُطِيلُ الصَّلَاةَ، وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ، وَلَا يَأْنَفُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَ الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ.

۱۴۱۵- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے ذکر کرتے تھے اور ضرورت سے زائد کلام کم ہی کرتے تھے۔ نماز لمبی پڑھتے تھے اور خطبہ مختصر رکھتے تھے۔ اور اس بات میں کوئی بے عزتی محسوس نہ فرماتے تھے کہ کسی بے سہارا اور بیوہ خاتون اور مسکین شخص کے ساتھ جا کر اس کا کام کر دیں۔

فوائد ومسائل: ① ”کم ہی کرتے تھے“ کہا گیا ہے کہ اس سے نفی مراد ہے‘ یعنی آپ بلاضرورت کلام نہیں کرتے تھے۔ عربی کا لفظ لغو استعمال ہوا ہے‘ لغو کے کئی معانی ہیں: گناہ والے کلام کو لغو کہتے ہیں اور بلاضرورت کلام کو بھی لغو کہتے ہیں۔ آخری معنیٰ ہوں تو ”کم“ والے معنیٰ بھی صحیح ہیں۔ پہلے معنیٰ کے لحاظ سے نفی والے معنیٰ ہی صحیح ہیں۔ ② نماز اور خطبے کا آپس میں تقابل نہیں بلکہ نمازوں سے لمبی نماز اور خطبوں میں سے مختصر خطبہ مراد ہے۔ خطبہ ایسا نہ ہو جو سامعین کے لیے اکتاہٹ اور دل کی تنگی کا سبب ہو۔ ③ أَرْمَلَة محتاج اور بے سہارا بیوہ ہی کو کہا جاتا ہے۔ مالدار بیوہ کو أَرْمَلَة نہیں کہا جاتا۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ كَمْ يَخْطُبُ (التحفة ٥٩٠)

باب: ۳۲- امام کتنے خطبے دے؟

١٤١٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا [إِسْرَائِيلُ] عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُهُ يَخْطُبُ إِلَّا قَائِمًا وَيَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَخْطُبُ الْخُطْبَةَ الْآخِرَةَ.

۱۴۱۶- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھتا رہا ہوں۔ میں نے کبھی آپ کو خطبہ دیتے نہیں دیکھا مگر کھڑے ہو کر ہی۔ آپ درمیان میں بیٹھتے‘ پھر دوبارہ کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے۔

١٤١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الدارمي: ١/ ٣٥، ح: ٧٥ من حديث الفضل بن موسى به، وهو في الكبرى، ح: ١٧١٦، وصححه ابن حبان، ح: ٢١٣٠ و٢١٣٩، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٦١٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

١٤١٦ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة ... الخ، ح: ٨٦٢/ ٣٤ من حديث سماك بن حرب به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٣٠.

فوائد ومسائل: ① جمعہ میں دو خطبے مسنون ہیں اور یہ متفقہ بات ہے۔ بعض نے عیدین کو بھی جمعے پر قیاس کیا ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ عیدین کا ایک ہی خطبہ ہے' عام روایات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ دو خطبوں کی روایات ضعیف ہیں' نیز احادیث کے عموم کی روشنی میں عیدین کا جمعے پر قیاس درست نہیں۔ واللہ أعلم. ② ثابت ہوا کہ خطبہ کھڑے ہو کر دینا سنت ہے۔ کسی شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر خطبہ دینا درست نہیں۔ ③ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا مسنون ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ ④ خطبہ مختصر ہونا چاہیے جیسے کہ پیچھے گزرا۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ الْفَصْلِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ بِالْجُلُوسِ (التحفة ٥٩١)

باب:٣٣-دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فصل کرنا

١٤١٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ الْخُطْبَتَيْنِ وَهُوَ قَائِمٌ وَكَانَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجُلُوسٍ.

١٤١٧-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر دو خطبے ارشاد فرماتے تھے اور درمیان میں بیٹھتے تھے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ السُّكُوتِ فِي الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ (التحفة ٥٩٢)

باب:٣٤-دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کے دوران میں خاموش رہنا

١٤١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ خُطْبَةً أُخْرٰى، فَمَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

١٤١٨-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔ پھر کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے۔ اس دوران میں کلام نہ فرماتے۔ پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے۔ جو شخص تمھیں یہ بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے وہ قطعاً جھوٹا ہے۔

١٤١٧ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة، ح:٩٢٨ من حديث بشر بن المفضل، ومسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة ... الخ، ح:٨٦١ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٢٢.

١٤١٨ـ [صحيح] تقدم، ح:١٤١٦، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٢٣.

كَانَ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَدْ كَذَبَ .

فوائد ومسائل: ① ”کلام نہ فرماتے“ یعنی تقریر نہ فرماتے تھے۔ اس میں آہستہ ذکر کی نفی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهٖ] (صحيح البخاري' الحيض' باب:٧' وصحيح مسلم' الحيض' حديث:٣٧٣) ”نبی ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔“ لہٰذا اس دوران میں اگر کوئی دل میں ذکر کرے تو کوئی حرج نہیں۔ ② دوسرا خطبہ الگ سے شروع کرنا چاہیے' یعنی حمد وثنا' درود اور قراءتِ قرآن سے ابتدا کی جائے' پھر ذکر اور دعا۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرِ فِيهَا (التحفة ٥٩٣)

باب: ٣٥- دوسرے خطبے میں قرآن پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا

١٤١٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ وَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلَاتُهُ قَصْدًا .

١٤١٩- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے' پھر بیٹھ جاتے' پھر کھڑے ہو جاتے اور قرآن مجید کی چند آیات تلاوت فرماتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا اور نماز بھی درمیانی۔“

فائدہ: دونوں (نماز اور خطبے) کے درمیانے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں برابر ہوتے تھے بلکہ نماز' نمازوں کے لحاظ سے درمیانی ہوتی اور خطبہ' خطبوں کے لحاظ سے درمیانہ ہوتا کیونکہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

(المعجم ٣٦) - اَلْكَلَامُ وَالْقِيَامُ بَعْدَ النُّزُولِ عَنِ الْمِنْبَرِ (التحفة ٥٩٤)

باب: ٣٦- منبر سے اترنے کے بعد کھڑے ہو کر باتیں کرنا

١٤٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ

١٤٢٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

١٤١٩_ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة، ح:١١٠٦ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، وانظر الحديث المتقدم:(١٤١٦).

١٤٢٠_ [ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يتكلم بعد ما ينزل من المنبر، ح:١١٢٠، والترمذي، ح:٥١٧، وابن ماجه، ح:١١١٧ من حديث جرير بن حازم به، وصرح بالسماع عند البيهقي:٣/ ٢٢٤، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٣٢، ومال العراقي إلى تصحيحه، وضعفه البخاري، وأبوداود وغيرهما، والقول قولهم، وله شاهد ضعيف.

مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ، فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ فَيُكَلِّمُهُ، فَيَقُومُ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ إِلٰى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّي.

رسول اللہ ﷺ (دوخطبوں کے بعد) منبر سے اترتے تو کبھی کوئی آدمی آپ کے سامنے آ کر آپ سے باتیں شروع کر دیتا۔ نبی ﷺ اس کے ساتھ کھڑے رہتے حتی کہ وہ بات چیت مکمل کرتا۔ پھر آپ اپنی مخصوص جائے نماز کی طرف بڑھتے اور نماز پڑھتے، یعنی پڑھاتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اس قسم کا ایک واقعہ صحیح مسلم میں ہے، جس میں دوران خطبہ میں، خطبہ چھوڑ کر سائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الجمعة، حديث:٨٧٦) علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے کہ نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ''ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا حتی کہ کچھ لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔'' دیکھیے: (جامع الترمذي، الجمعة، حديث:٥١٨) نیز محققین علماء کے نزدیک مذکورہ روایت میں جمعے کا ذکر شاذ ہے، یعنی یہ واقعہ جمعے کا نہیں بلکہ عشاء کی نماز کا ہے۔ بنابریں اگر کوئی شخص یا امام کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں مگر دیگر لوگوں کی مصروفیت اور اذیت کا خیال رکھنا چاہیے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن النسائي للألباني، رقم:١٤١٨، وذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:١٦/ ٢٧٧)

(المعجم ٣٧) - عَدَدُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٩٥)

باب:٣٧-نماز جمعہ کی رکعات کی تعداد

١٤٢١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: قَالَ عُمَرُ: صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

١٤٢١- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور سفر کی (رباعی) نماز رسول اللہ ﷺ کی زبانی دو دو رکعت ہے اور یہ مکمل نماز ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

١٤٢١ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب تقصير الصلاة في السفر، ح: ١٠٦٣ من حديث شريك القاضي به، وتابعه شعبة وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٣٣، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ١٠٦٤ وغيره.

أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں سنی۔ (لہٰذا اس روایت کی سند منقطع ہے۔)

فوائد ومسائل: ① سفر کی نماز ان دوسری نمازوں کے ساتھ اس لیے شامل ہے کہ یہ بھی اگر رباعی (چار رکعت والی) ہوں تو دو رکعت ہے، سوائے مغرب کی نماز کے، مغرب کی نماز تین رکعت ہی ہے، چاہے سفر ہو یا حضر، جب کہ باقی مذکورہ نمازیں ہیں ہی دو رکعت۔ ② مذکورہ روایت کی بابت امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی نہیں بلکہ کوئی روایت نہیں سنی۔ علمائے محققین اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت دیگر اسناد اور طرق سے بھی مروی ہے اور ان طرق کو محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت منقطع ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر صحیح ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ١٦/٢٨٠)

(المعجم ٣٨) - اَلْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ (التحفة ٥٩٦)

باب: ٣٨- جمعے کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھنا

١٤٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُخَوَّلٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُسْلِمًا الْبَطِينَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ ﴿الٓمٓ ۝ تَنزِيلُ﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى ٱلْإِنسَٰنِ﴾ وَفِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ.

١٤٢٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن صبح کی نماز میں سورۂ ﴿الٓمٓ ۝ تَنزِيلُ﴾ اور سورۂ ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾ اور جمعے کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٣٩) - اَلْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَٰشِيَةِ﴾ (التحفة ٥٩٧)

باب: ٣٩- جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور سورۂ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھنا

١٤٢٢- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ٨٧٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٣٦.

١٤٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَهَلْ ﴿أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

۱۴۲۳- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی نماز (کی پہلی رکعت) میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور (دوسری رکعت میں) ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٠) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٩٧) - ألف

باب:۴۰- نماز جمعہ کی قراءت کی بابت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی روایات میں اختلاف کا ذکر

١٤٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ مَاذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِثْرِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

۱۴۲۴- حضرت ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن سورۂ جمعہ کے بعد (دوسری رکعت میں) کون سی سورت پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾

١٤٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ

۱۴۲۵- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ کبھی عید اور جمعہ ایک دن آجاتے تو یہی دو

١٤٢٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقرأ به في الجمعة، ح: ١١٢٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٣٩.

١٤٢٤ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٨/ ٦٣ من حديث ضمرة بن سعيد به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١١١، والكبرى، ح: ١٧٣٧.

١٤٢٥ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٧٨/ ٦٢ من حديث إبراهيم بن محمد بن المنتشر به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٧٤٠.

النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فَيَقْرَأُ بِهِمَا فِيهِمَا جَمِيعًا.

سورتیں دونوں میں پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① اگرچہ نماز جمعہ میں کوئی سی سورت بھی پڑھی جا سکتی ہے مگر مندرجہ بالا چار سورتیں مسنون ومستحب ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے نماز جمعہ کی قراءت کے متعلق حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی روایات میں راویوں کے اختلاف کو ذکر کیا ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ غاشیہ پڑھا کرتے تھے اور حبیب بن سالم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری میں سورۂ غاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ لیکن یہ اختلاف حدیث کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا کیونکہ یہ اختلاف صرف سورتوں کی تعیین میں ہے جس کی بابت علماء نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی نماز جمعہ میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ اور کبھی سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھتے ہوں اور کبھی سورۂ جمعہ اور سورۂ غاشیہ۔ بنابریں کبھی سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھ لی جائیں اور کبھی جمعہ اور منافقون۔ انھیں آپس میں ملایا بھی جا سکتا ہے، مثلاً: سورۂ جمعہ اور سورۂ غاشیہ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۴۲۴ میں بیان ہے۔ ② اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جمعے کے دن عید آ جائے تو عید بھی پڑھی جائے اور جمعہ بھی، خطیب اور قرب وجوار کے لوگوں کے لیے یہی افضل ہے، اگر وہ جمعے کی بجائے ظہر پڑھ لیں تو بھی جائز ہے۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٤١) - مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٩٨)

باب: ۴۱- جو شخص جمعے کی نماز سے ایک رکعت باجماعت پا لے

١٤٢٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ

۱۴۲۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعے کی نماز سے ایک رکعت (باجماعت) پالے تو اسے جمعہ مل گیا۔''

١٤٢٦ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن أدرك من الجمعة ركعةً، ح: ١١٢١ من طريق آخر عن الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٤١، وللحديث شاهد عند الدارقطني: ٢/ ١٢، ح: ١٥٩٢، وإسناده حسن لذاته، وأخرج البيهقي: ٣/ ٢٠٤ وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر قال: "من أدرك من الجمعة ركعة فقد أدركها، إلا أنه يقضي ما فاته"، وللحديث شواهد أخرى.

الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ».

فوائد ومسائل: ① اس روایت کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو ایک رکعت سے کم ملے، یعنی وہ سجدہ اور تشہد میں ملے تو وہ جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھے۔ جمہور اہل علم، یعنی امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق حتی کہ احناف میں سے امام محمد رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ صحابہ سے بھی یہی ملتا ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ سلام سے پہلے جب بھی مل جائے تو جمعہ ہی پڑھے کیونکہ ایک حدیث ہے: [مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا] حالانکہ یہ حدیث خاص جمعے کے بارے میں نہیں جب کہ باب کی روایت خاص جمعے کے بارے میں ہے۔ عام وخاص کے تعارض کے وقت دلیل خاص کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ② ”اس کو جمعہ مل گیا“ یعنی وہ ایک اور رکعت ملالے تو اس کا جمعہ ہوگیا۔ سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:١١٢١، و إرواء الغليل، حديث:٦٢٢)

(المعجم ٤٢) - عَدَدُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٥٩٩)

باب:٤٢- جمعے کے بعد مسجد میں کتنی سنتیں پڑھی جائیں؟

١٤٢٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا».

١٤٢٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت (سنت) پڑھے۔“

فائدہ: حدیث میں مسجد میں پڑھنے کا ذکر نہیں۔ دراصل امام نسائی رحمہ اللہ احادیث میں تطبیق دے رہے ہیں کیونکہ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کے دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الجمعة، حديث: ٩٣٧، و صحيح مسلم، الجمعة، حديث:٨٨٢) مصنف رحمہ اللہ نے چار رکعت والی روایت کو مسجد سے خاص کر دیا اور دو رکعت والی کو گھر کے ساتھ کیونکہ اس میں گھر کا ذکر ہے، یعنی گھر میں آکر پڑھے تو دو رکعتیں اور مسجد میں پڑھے تو چار رکعتیں لیکن راجح بات یہ ہے کہ دو رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور چار بھی۔ واللہ أعلم. جبکہ بعض لوگ قولی وفعلی دونوں روایات پر عمل کے قائل ہیں، یعنی چار بھی پڑھ لے اور دو بھی، کل چھ ہوگئیں، لیکن یہ بات بلا دلیل ہے۔

١٤٢٧ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ٨٨١/ ٦٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٤٣.

(المعجم ٤٣) - صَلَاةُ الْإِمَامِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٦٠٠)

باب:۴۳- جمعے کے بعد امام کتنی رکعت (سنت) پڑھے؟

١٤٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے بعد نماز (نوافل) نہیں پڑھتے تھے حتی کہ گھر تشریف لے جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

١٤٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ.

۱۴۲۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک اور تطبیق ہے جو امام نسائی رحمہ اللہ نے ان دو روایات (چار رکعت اور دو رکعت والی) میں اختیار کی ہے کہ چار پڑھنے کا حکم مقتدیوں کو ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:۸۸۱) اور دو رکعت پڑھنے کا ذکر آپ کے ساتھ خاص ہے۔ گویا امام دو رکعت پڑھے اور مقتدی چار رکعت پڑھیں۔ لیکن امام صاحب کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ہر فرمان ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہے' اس لیے دو رکعات آپ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں' لہٰذا دو بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور چار بھی' کسی حدیث پر بھی عمل کر لیا جائے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤٤) - بَابُ إِطَالَةِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٦٠١)

باب:۴۴- جمعے کے بعد دو رکعتیں لمبی پڑھی جائیں

١٤٣٠- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ

۱۴۳۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعے کے بعد دو رکعتیں

١٤٢٨- [صحيح] تقدم، ح: ٨٧٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٤٥.

١٤٢٩- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ١١٣٢ من حديث عبدالرزاق به، وأخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به، مطولاً ومختصرًا، * والزهري صرح بالسماع، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

١٤٣٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ١١٢٨ من حديث أيوب السختياني به، بألفاظ مختلفة، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٤٧، وأعل بما لا يقدح.

يَزِيدَ، - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ يُطِيلُ فِيهِمَا وَيَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ.

پڑھتے تھے اور انھیں لمبا کرتے تھے' نیز وہ فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① جمعے سے پہلے کتنی رکعات پڑھی جائیں؟ نبیٔ اکرم ﷺ سے جمعے سے قبل رکعتوں کی کوئی تعیین کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں' نہ قول سے اور نہ آپ کے عمل ہی سے بلکہ رسول اللہ ﷺ جب منبر پر رونق افروز ہو جاتے تو اذان شروع ہو جاتی اور اذان کے بعد آپ کسی وقفے کے بغیر خطبہ شروع فرما دیتے' لہٰذا جو شخص امام کے خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچ جائے تو وہ بلاتعیین جتنی سنتیں اور نوافل پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جونہی امام خطبہ شروع کرے' نوافل پڑھنا بند کر دے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیة: ۱۸۸/۲۴-۲۰۰' و زادالمعاد: ۴۳۲/۱-۴۴۰) ابن ماجہ کی جس روایت میں جمعے سے پہلے چار رکعت پڑھنے کا ذکر ہے' وہ سخت ضعیف ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث: ۱۱۲۹' و ضعيف سنن ابن ماجه للألباني' رقم: ۱۱۳۹) عموماً اسی کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ لیکن درست بات وہی ہے جو ذکر ہو چکی ہے۔ ② شیخ البانی رحمہ اللہ نے "لمبا کرنے" کے الفاظ کو شاذ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ۸۹/۳' ۹۰)

(المعجم ٤٥) - ذِكْرُ السَّاعَةِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٦٠٢)

باب: ۴۵- جمعے کے دن وہ کون سی گھڑی ہے جس میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے؟

١٤٣١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ - يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ الطُّورَ فَوَجَدْتُ ثَمَّ كَعْبًا فَمَكَثْتُ أَنَا وَهُوَ

۱۴۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کوہِ طور پر گیا۔ وہاں میں نے کعب احبار کو پایا۔ ہم دونوں ایک دن اکٹھے رہے۔ میں انھیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرتا تھا اور وہ مجھے تورات کی باتیں بتاتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے

١٤٣١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ح: ١٠٤٦ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٥٤، وقال الترمذي، ح: ٤٩١: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٣٨، وابن حبان، ح: ١٠٢٤، والبغوي في شرح السنة، والحاكم: ١/ ٢٧٨، ٢٧٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

يَوْمًا أُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَيُحَدِّثُنِي عَنِ التَّوْرَاةِ فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ، وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ، مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ تُصْبِحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُصِيخَةً حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا ابْنَ آدَمَ؛ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» فَقَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ يَوْمٌ فِي كُلِّ سَنَةٍ؟ فَقُلْتُ: بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ فِي كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ. فَخَرَجْتُ فَلَقِيتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قُلْتُ مِنَ الطُّورِ قَالَ: لَوْ لَقِيتُكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَهُ لَمْ تَأْتِهِ، قُلْتُ لَهُ: وَلِمَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ». فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ فَقُلْتُ: لَوْ رَأَيْتَنِي خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقِيتُ كَعْبًا فَمَكَثْتُ أَنَا وَهُوَ يَوْمًا أُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَيُحَدِّثُنِي عَنِ التَّوْرَاةِ، فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ

فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہو' جمعے کا دن ہے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن وہ زمین پر اتارے گئے۔ اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ابن آدم (انسان) کے سوا زمین پر جو بھی حرکت کرنے والا جانور ہے' وہ جمعے کے دن صبح سے لے کر سورج طلوع ہونے تک قیامت کے ڈر سے چپ چاپ کان لگائے رکھتا ہے (کہ کہیں صور نہ پھونک دیا جائے) مگر انسان (بے خوف رہتا ہے۔) اور اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جسے کوئی مومن نماز کی حالت میں پالے' پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس وقت کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور دے دیتا ہے۔'' کعب کہنے لگے: ایسا دن ہر سال میں ایک ہوتا ہے۔ میں نے کہا: نہیں وہ گھڑی ہر جمعے میں ہوتی ہے۔ پھر کعب نے تورات پڑھی تو کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ یہ ہر جمعے کے دن ہوتا ہے۔ میں ان کے پاس سے نکلا تو میں بصرہ بن ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کو ملا۔ وہ کہنے لگے: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: کوہ طور سے۔ وہ کہنے لگے: اگر تمھارے طور پر جانے سے پہلے میری اور تمھاری ملاقات ہو جاتی تو تم وہاں نہ جاتے۔ میں نے کہا: کیوں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''سواریوں کو کام میں نہ لایا جائے مگر ان تین مساجد کی طرف جانے کے لیے: مسجد حرام' میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور بیت المقدس کی مسجد۔'' پھر میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ملا۔ میں نے ان سے کہا: اگر

طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُهْبِطَ وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ؛ مَا عَلَى الأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ تُصْبِحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُصِيخَةً حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا ابْنَ آدَمَ؛ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ يَوْمٌ فِي كُلِّ سَنَةٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبَ كَعْبٌ، قُلْتُ: ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ فَقَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: صَدَقَ كَعْبٌ، إِنِّي لَأَعْلَمُ تِلْكَ السَّاعَةَ فَقُلْتُ: يَا أَخِي! حَدِّثْنِي بِهَا قَالَ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ، فَقُلْتُ: أَلَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُصَادِفُهَا مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ» وَلَيْسَتْ تِلْكَ السَّاعَةَ صَلَاةٌ قَالَ: أَلَيْسَ قَد سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلّٰى وَجَلَسَ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتّٰى تَأْتِيَهُ الصَّلَاةُ الَّتِي تَلِيهَا؟» قُلْتُ: بَلٰى! قَالَ: فَهُوَ كَذٰلِكَ.

آپ میرے ساتھ گزرنے والا واقعہ دیکھتے (تو محظوظ ہوتے۔) میں طور پہاڑ کی زیارت کے لیے گیا۔ وہاں میں کعب احبار کو ملا۔ میں اور وہ ایک دن اکٹھے رہے۔ میں انھیں رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرتا تھا اور وہ مجھے تورات سے بیان کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' جمعے کا دن ہے۔ اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن جنت سے نکالے گئے۔ اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ انسان کے سوا روئے ارض پر جو بھی حرکت کرنے والا جانور ہے' وہ جمعے کے دن قیامت کے ڈر سے صبح سے لے کر طلوع شمس تک کان لگائے رکھتا ہے (کہ کہیں صور نہ پھونک دیا جائے)' نیز اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو بھی مومن بندہ اسے نماز کی حالت میں پالے' پھر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے ضرور دے دیتا ہے۔'' کعب کہنے لگے: ایسا تو سال میں ایک دن ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کعب نے غلط کہا۔ میں نے کہا: پھر کعب نے تورات پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ یہ ہر جمعے کو ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کعب نے سچ کہا۔ میں یقیناً اس گھڑی کو جانتا ہوں۔ میں نے کہا: برادر محترم! مجھے ضرور بتائیے۔ انھوں نے کہا: یہ جمعے کے دن غروب شمس سے پہلے آخری گھڑی ہے۔ میں نے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا: ''مومن اسے نماز کی حالت

میں پائے۔'' جب کہ یہ گھڑی (دن کی آخری گھڑی) تو نماز کا وقت ہی نہیں۔ وہ کہنے لگے: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا: ''جو آدمی نماز پڑھ کر اگلی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے حتی کہ بعد والی نماز کا وقت ہو جائے۔'' میں نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ سنا ہے۔) انھوں نے کہا: یہاں بھی یہی مراد ہے۔ (یعنی نماز کے انتظار میں ہو۔)

فوائد و مسائل: ① ''کوہِ طور'' جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ قرآن میں اسے ''وادیٔ مقدس'' کہا گیا ہے۔ ② ''کان لگائے رکھتا ہے'' یعنی توجہ رکھتا ہے اور منتظر رہتا ہے۔ شاید جانوروں کو جمعے کے دن کا علم ہو جاتا ہوگا یا ان میں یہ چیز طبعی ہوگی کہ ہر جمعے کے دن وہ خوف زدہ رہتے ہوں گے اور یہی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جانوروں کے سب کام طبعاً اور فطرتاً ہوتے ہیں جب کہ انسان فطرت کے خلاف بھی کام کر لیتا ہے۔ ③ ''ایسی گھڑی ہے'' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت کے مطابق عصر کے بعد آخری گھڑی ہے۔ بعض روایات کے مطابق وہ گھڑی امام کے منبر پر چڑھنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے یوں تطبیق دی ہے کہ ساعت یومی تو عصر کے بعد ہی ہے مگر جمعہ میں اجتماع مومنین کی برکت سے خطبہ و نماز کا وقت بھی افضل ہو جاتا ہے' لہٰذا وہ بھی قبولیت کا وقت بن جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کبھی یہ گھڑی ہوتی ہے کبھی وہ۔ اکثر اہل علم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ ④ ''سواریوں کو کام میں نہ لایا جائے'' یعنی قربت و ثواب کے حصول کے لیے لمبا سفر نہ کیا جائے یہ سمجھ کر کہ فلاں جگہ مقدس ہے۔ وہاں قرب و ثواب زیادہ ہوگا' سوائے ان تین مساجد کے۔ راویٔ حدیث حضرت بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ نے کسی بھی مقدس مقام (خواہ وہ مسجد ہو یا کوئی اور مقام) کی طرف قربت اور ثواب کی نیت سے لمبا سفر کرنا درست نہیں سمجھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مفہوم درست سمجھا۔ تبھی تو ان کی بات کا انکار نہیں کیا۔ اور یہی مفہوم درست ہے۔ یہ بحث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ۷۰۱۔ ⑤ بیت المقدس کی مسجد سے مراد بیت المقدس ہی ہے کیونکہ جو جگہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے خاص کی گئی ہے' وہ مسجد ہے۔ اور بیت المقدس بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا۔ ⑥ ''وہ نماز ہی میں ہے'' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل ایک فقیہ صحابی کی تاویل ہے جو معتبر ہے لیکن درج ذیل روایت (۱۴۳۳) میں یہ الفاظ ہیں: [قَائِمٌ يُصَلِّي] ''یعنی وہ کھڑا نماز پڑھتا ہو۔'' حالانکہ نماز کا انتظار عموماً بیٹھ کر ہوتا ہے۔ تو علماء نے ان کے درمیان یوں تطبیق دی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قائم کے معنی حضرت عبداللہ بن سلام کی حدیث

کی روشنی میں ’’ثابت‘‘ کے ہیں یعنی بیٹھ کر انتظار کرنے کے ہیں کیونکہ عموماً نماز کا انتظار بیٹھ کر ہی کیا جاتا ہے۔ یا پھر یہاں قائم کی قید ”قید و صفي“ ہے یعنی یہ قید نمازی کی عمومی حالت کے پیش نظر ہے کیونکہ نماز کھڑے ہوکر ہی ادا کی جاتی ہے لہٰذا مذکورہ الفاظ کی روشنی میں نماز کا انتظار کھڑے ہوکر لازمی قرار نہیں پاتا۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے: (التعلیقات السلفیه (طبع جدید): ۲/۳۳۳، ۳۳۴)

١٤٣٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ رَبَاحٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ».

۱۴۳۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جمعے کے دن میں ایک ایسی گھڑی (وقت) ہے جسے کوئی بھی مسلمان آدمی پالے پھر اللہ تعالیٰ سے اس میں کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور دے گا۔‘‘

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ رَبَاحٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا أَيُّوبَ بْنَ سُوَيْدٍ فَإِنَّهُ حَدَّثَ بِهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ. وَأَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت رباح کے علاوہ کسی نے یہ روایت عن معمر عن الزهري کی سند سے اس طرح بیان کی ہو البتہ حضرت ایوب بن سوید نے یہ روایت عن یونس عن الزهري عن سعيد وأبي سلمة کی سند سے بیان کی ہے۔ لیکن ایوب بن سوید (کی حدیث معتبر نہیں وہ) متروک الحدیث ہے۔

١٤٣٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ،

۱۴۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ’’یقیناً جمعے کے دن

١٤٣٢- [إسناده صحيح] وهو في مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٢/ ٢٨٤، والسنن الكبرٰى للنسائي، ح: ١٧٤٩. * رباح بن يزيد القرشي ثقة فاضل كما في التقريب وغيره.

١٤٣٣- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ٦٤٠٠، ومسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ٨٥٢/ ١٤ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٥٠.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» يُقَلِّلُهَا: يُزَهِّدُهَا

ایک ایسا مخصوص وقت ہے جسے جو بھی مسلمان شخص کھڑا نماز پڑھتا ہوا پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز دے دیتا ہے۔" آپ ﷺ (ہاتھ کے اشارے سے) اس وقت کو بہت قلیل بتاتے تھے۔

فائدہ: جو چیز جتنی زیادہ قیمتی، بلند مرتبہ اور افضل ہو اتنی ہی کم ہوتی ہے۔ یہ فطری اصول ہے۔ یہ وقت بھی بہت فضیلت والا ہے' اس لیے قلیل ہے' نیز ایسی چیز بڑی چھپا کر رکھی جاتی ہے اور اس کے حصول میں بڑی جدو جہد کی ضرورت ہوتی ہے' لہٰذا اس وقت کو مبہم رکھا گیا تا کہ اس کی خصوصی شان ظاہر ہو۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسی ساعات لطیفہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ. وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِمَا يُحِبُّهُ وَيَرْضٰى.

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٥) - كِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (التحفة . . .)

سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَابٌ] (التحفة ٦٠٣)

باب:۱......

١٤٣٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَيْهِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَوٰةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [النساء: ١٠١] فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

۱۴۳۴- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ (قرآن کی آیت) ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر کر لو بشرطیکہ تمھیں ڈر ہو کہ کافر تمھیں نقصان پہنچائیں گے۔'' (سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نماز خوف ہی کی حالت کے ساتھ خاص ہے) اب تو لوگ امن کی حالت میں ہیں۔ (لہٰذا نماز قصر نہیں کرنی چاہیے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بھی اس بات پر تعجب ہوا تھا جس پر تجھے تعجب ہوا ہے تو میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے' تو تم اللہ تعالیٰ کا صدقہ قبول کرو۔''

فوائد ومسائل: ① مندرجہ بالا آیت میں بظاہر سفر اور خوف دونوں کو قصر کے لیے شرط قرار دیا گیا ہے' لہٰذا یہ سوال بجا ہے لیکن نبی ﷺ کے جواب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب قصر کا حکم نازل ہوا' اس وقت تو واقعتاً

١٤٣٤ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح:٦٨٦ عن إسحاق بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٩١.

سفر بھی تھا اور خوف بھی مگر بعد میں خوف کی شرط ساقط کر دی گئی۔ لفظ ''صدقہ'' بھی اس سقوط پر دلالت کرتا ہے۔ مگر اس سقوط کا ذکر قرآن میں نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی معلوم ہوا۔ اس بات کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ قصر کے لیے صرف سفر ہی شرط تھا' خوف کا ذکر در پیش صورتِ حال کے طور پر تھا کیونکہ اس وقت خوف کی حالت بھی تھی۔ بعد میں وضاحت کر دی گئی کہ خوف قصر کے لیے شرط نہیں' لہٰذا ''صدقہ'' قصر کے حکم کو کہا جائے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن مجید میں ذکر قصر خوف کا ہے نہ کہ قصر سفر کا۔ اور قصر خوف سے مراد طریقۂ جماعت میں سہولت کے مطابق تبدیلی ہے جیسا کہ آیت کے مابعد الفاظ اور احادیث میں اس کی تفصیل وارد ہے۔ گویا قصر ہیئت مراد ہے۔ قصر سفر کا ذکر صرف احادیث میں ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک ﴿إِنْ خِفْتُمْ﴾ یعنی خوف کی قید قصر کی بجائے مابعد کلام سے متعلق ہے' یعنی اگر تمھیں خوف ہو تو نماز کی ادائیگی کے وقت دو گروپ بنا لو۔ اور ﴿إِنْ خِفْتُمْ﴾ سے پہلے الگ جملہ ہے' یعنی جب تم سفر میں ہو تو قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ بہر صورت صحابہ ؓ سے لے کر اب تک اتفاق ہے کہ قصر کے لیے خوف کی شرط نہیں۔ ② ''قصر'' سے مراد یہ ہے کہ رباعی نماز (یعنی ظہر' عصر اور عشاء) کو دو رکعت پڑھ لیا جائے۔ مغرب اور فجر اپنی اصلی حالت پر رہیں گی۔ ③ ''قبول کرو'' اس لفظ سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ قصر واجب ہے' حالانکہ قرآن مجید کے صریح الفاظ وجوب کی نفی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی قصر کے لیے ''صدقہ'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ صحیح بات یہی ہے کہ قصر رخصت ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصت کو قبول کیا جائے۔ اس بنا پر ہمارے نزدیک یہی افضل ہے کہ دوران سفر نماز قصر پڑھی جائے' لیکن اگر کوئی رخصت سے فائدہ نہ اٹھاتے ہوئے نماز پوری ادا کرتا ہے تو اس کا جواز ہے جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت عثمان ؓ سے صراحتاً مکمل نماز (یعنی چار رکعت) پڑھنے کی صحیح روایات مذکور ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' التقصير' حديث: ۱۰۹۰' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين و قصرها ' حديث:۶۸۵' ۶۹۴) جبکہ احناف قصر کو واجب اور چار رکعت پڑھنے کو ممنوع سمجھتے ہیں' مگر اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔ ④ مقام و مرتبے میں کم شخص اپنے سے افضل شخصیت سے قابل اشکال چیز کی وضاحت طلب کر سکتا ہے۔

١٤٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: إِنَّا

۱۴۳۵- حضرت امیہ بن عبداللہ بن خالد نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا: ہم قرآن مجید میں گھر کی نماز اور خوف کی نماز پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز قرآن مجید میں نہیں پاتے۔ حضرت ابن عمر ؓ نے ان سے کہا:

١٤٣٥ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٥٨، وهو في الكبرى، ح: ١٨٩٢.

نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فِي الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا وَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ.

اے میرے بھتیجے! تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف (نبی بنا کر) بھیجا جب کہ ہم کچھ نہیں جانتے تھے۔ ہم تو صرف اس طرح کریں گے جس طرح ہم نے محمد ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: قرآن مجید کو بھی ہم رسول اللہ ﷺ ہی کی تصدیق سے مانتے ہیں' لہٰذا اصل حیثیت تو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ آپ جو فرمائیں گے' وہ ہمارے لیے حجت ہے' قرآن مجید میں ہو یا نہ ہو۔ قرآن مجید میں تو نماز کا طریقہ بھی ذکر نہیں اور نہ ان کی تعداد وغیرہ ہی کا ذکر ہے۔ جب ان باتوں کو ہم قرآن مجید میں نہ ہونے کے باوجود مانتے ہیں تو قصر سفر کو بھی ماننا چاہیے کیونکہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً ثابت ہے۔ قولاً بھی فعلاً بھی۔ مزید تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

١٤٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ لَا يَخَافُ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۳۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف نکلے (اور چار رکعت والی نمازیں) دو رکعت ہی پڑھتے رہے' حالانکہ رب العالمین کے سوا آپ کو کسی کا ڈر نہ تھا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ کا اشارہ حجۃ الوداع کے سفر کی طرف تھا۔ اس وقت سب دشمن مغلوب ہو چکے تھے بلکہ ختم ہو چکے تھے۔ خوف کا امکان بھی نہیں تھا۔

١٤٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ لَا نَخَافُ إِلَّا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۳۷- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا مگر ہم (رباعی نماز) دو رکعت پڑھتے تھے۔

١٤٣٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التقصير في السفر، ح:٥٤٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٩٣، وانظر الحديث الآتي.

١٤٣٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:١٨٩٤، وانظر الحديث السابق.

١٤٣٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ ابْنِ السِّمْطِ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُصَلِّي بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ.

۱۴۳۸-حضرت ابن سمط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ذوالحلیفہ کے مقام پر (کوئی رباعی نماز) دو رکعت پڑھتے دیکھا۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں تو اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

١٤٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلٰى مَكَّةَ فَلَمْ يَزَلْ يَقْصُرُ حَتّٰى رَجَعَ فَأَقَامَ بِهَا عَشْرًا.

۱۴۳۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ گیا۔ آپ واپس مدینہ منورہ آنے تک نماز قصر کرتے رہے۔ آپ مکے میں دس دن ٹھہرے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حجۃ الوداع کی بات ہے اور یہ دس دن صرف مکے میں نہیں ٹھہرے تھے بلکہ مقامات حج منیٰ، مزدلفہ اور عرفات بھی اسی میں شامل ہیں۔ چار ذوالحجہ کو آپ مکہ مکرمہ پہنچے تھے۔ حج وعمرہ کے تمام ارکان ادا کرنے کے بعد چودہ ذوالحجہ کو آپ واپس مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ کسی بھی جگہ آپ کا قیام چار دن سے زائد نہ تھا۔ اور چوتھا دن بھی دخول یا خروج کو شامل کر کے ہے، اسی لیے راجح بات یہ ہے کہ اگر قیام کی نیت تین (یا چار) دن کی ہے تو پھر وہ مسافر قصر نماز پڑھے ورنہ شروع دن ہی سے پوری نماز پڑھے، وہ اپنے آپ کو مسافر نہ سمجھے۔ ② کم از کم وہ کتنی مسافت ہے جس کا ارادہ ہو تو انسان اس دوران میں نماز قصر کر سکتا ہے؟ اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ مختلف آراء ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر کسی کا اڑتالیس میل سفر کا قصد ہو تو وہ اپنے شہر یا بستی کی حدود سے نکلنے کے بعد قصر کر سکتا ہے۔ بطور دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''اے اہل مکہ! چار برید (اڑتالیس میل) سے کم سفر میں نماز قصر نہ کرو، جیسے مکہ سے عسفان تک۔''

١٤٣٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين . . .، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٥.

١٤٣٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٦٩٣/ ١٥ عن قتيبة (انظر الحديث السابق)، والبخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير . . . الخ، ح: ١٠٨١ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٦.

(سنن الدارقطني مع التعليق المغني:٢/٣٨٧، و السنن الكبرىٰ للبيهقي:٣/ ١٣٧، ١٣٨) لیکن یہ روایت ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔اس کی سند میں ایک تو اسماعیل بن عیاش ہیں' غیر شامیوں سے ان کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ دوسرے عبدالوہاب بن مجاہد ہیں۔ یہ بھی ضعیف ہیں۔تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (إرواء الغليل' حدیث:٥٦٥) لہٰذا قصر کے لیے کم از کم اڑتالیس میل کی شرط درست نہیں' نیز کسی اور مستند دلیل سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق صحیح اور صریح ترین جو حدیث منقول ہے وہ حضرت انس بن مالک کی حدیث ہے۔ یحییٰ بن یزید ہنائی کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کرنے کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر جاتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ یہ شک شعبہ کو ہوا ہے۔ تین میل کی مسافت کو فرسخ (فارسی میں فرسنگ) کہتے ہیں۔ اس طرح قصر کے لیے کم از کم مسافت نو میل ہوئی۔ تین میل کی بات چونکہ مشکوک ہے' اس لیے حجت نہیں اور تین فرسخ کی مسافت احتیاط و یقین پر مبنی ہے' اس لیے سفر کی مسافت (اپنے شہر کی حد چھوڑ کر) کم از کم نو میل' یعنی تقریباً ٢٢ کلومیٹر ہوگی کیونکہ عربی میل کی مسافت انگریزی میل کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ اور یہی موقف راجح ہے۔ والله أعلم.

١٤٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ - وَهُوَ السُّكَّرِيُّ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

١٤٤٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں (چار رکعت والی نماز) دو رکعت پڑھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی۔

١٤٤١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَالنَّحْرِ رَكْعَتَانِ وَالسَّفَرِ رَكْعَتَانِ

١٤٤١- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعے کی نماز' عیدالفطر کی نماز' قربانی (عیدالاضحیٰ) کی نماز اور سفر کی نماز نبی ﷺ کی زبانی دو دو رکعت ہے اور یہ مکمل ہے۔ اس میں کوئی نقص اور کمی نہیں۔

١٤٤٠ـ [صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ١٨٩٧، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ١٠٨٤ وغيره.
١٤٤١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٢١، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٨٩٨.

تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ.

فائدہ: ''نقص اور کمی نہیں'' کا مطلب ہے کہ یہ نمازیں مکمل ہیں' اس لیے کہ اللہ کی طرف سے یہ اتنی ہی تعداد میں مقرر ہیں۔ اسی طرح سفر میں دو رکعتیں بھی ثواب میں چار رکعتوں سے کم نہیں' اس لیے کہ یہ رخصت بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

١٤٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ أَيُّوبَ - وَهُوَ ابْنُ عَائِذٍ - عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَبِي الْحَجَّاجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فُرِضَتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ أَرْبَعًا وَصَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَاةُ الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۱۴۴۲- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ گھر کی نماز تمھارے نبی ﷺ کی زبانی چار رکعت' سفر کی نماز دو رکعت اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی گئی ہے۔

فوائد ومسائل: ① بظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی نماز ہے ہی دو رکعت' چار نہیں پڑھی جا سکتیں مگر یہ مفہوم قرآن کی آیتِ کریمہ اور دیگر احادیث کے صراحتاً خلاف ہے۔ اگر یہی ہوتا تو اسے قصر نہ کہا جاتا' لہٰذا یہ مفہوم غیر معتبر ہے۔ ② ''خوف کی نماز ایک رکعت۔'' جمہور اہل علم نے اس بات کو قبول نہیں کیا' وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ ایک رکعت سے مراد امام کے ساتھ ایک رکعت ہے نہ کہ فی الواقع ایک رکعت کہ دوسری رکعت پڑھی نہ جائے۔ بلکہ وہ دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھے۔ لیکن جمہور اہل علم کا یہ موقف دلائل کی روشنی میں محل نظر ہے۔ ایک رکعت نماز خوف بھی متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے' لہٰذا موقع ومحل کی مناسبت سے ایک رکعت بھی بلا تامل پڑھی جا سکتی ہے۔ نماز خوف کی تقریباً چھ سات صورتیں احادیث میں وارد ہیں۔ تو خوف کی صورت حال کو مدنظر رکھ کر کسی بھی صورت پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ان میں کوئی تعارض نہیں۔ تمام واقعات اور طریقوں کو ایک ثابت کرنے کی کوشش کرنا غیر ضروری تکلیف ہے۔ موقع ومحل اور ضرورت کے مطابق کسی بھی طریقے پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي، كتاب الخوف)

١٤٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٧، وهو في الكبرى، ح: ١٨٩٩.

١٤٤٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مَاهَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَيُّوبَ ابْنِ عَائِذٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۱۴۴۳-حضرت ابن عباس ﷠ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی ﷺ کی زبانی گھر کی نماز چار رکعت' سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ (التحفة ٦٠٤)

باب:۲-مکہ مکرمہ میں (مسافر) نماز (کیسے پڑھے؟)

١٤٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى فِي حَدِيثِهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ أُصَلِّي بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أُصَلِّ فِي جَمَاعَةٍ؟ قَالَ: رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ.

۱۴۴۴-حضرت موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ﷠ سے پوچھا کہ اگر میں باجماعت نماز نہ پاسکوں تو مکہ مکرمہ میں نماز کیسے پڑھوں؟ انھوں نے فرمایا: دو رکعتیں۔ یہ ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مسافر اگر باجماعت نماز پڑھے تو ظاہر ہے امام کے مطابق ہی پڑھے گا۔ امام حرم چونکہ مقیم ہوتے ہیں' لہٰذا وہ چار رکعتیں ہی پڑھیں گے لیکن اگر جماعت چھوٹ جائے تو مسافر دو رکعت پڑھے گا' بشرطیکہ وہ مدت اقامت سے کم ٹھہرا ہو۔ اگر اسے مدت اقامت سے زائد ٹھہرنا ہے تو وہ نماز پوری پڑھے گا۔ اس حکم میں مکہ اور غیر مکہ کا کوئی فرق نہیں۔ واللہ أعلم.

١٤٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۱۴۴۵-حضرت موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ

١٤٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٧، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٠.

١٤٤٤ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين ....، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠١.

١٤٤٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ مُوسَى بْنَ سَلَمَةَ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ، قُلْتُ: تَفُوتُنِي الصَّلَاةُ فِي جَمَاعَةٍ وَأَنَا بِالْبَطْحَاءِ مَا تَرَى أَنْ أُصَلِّيَ؟ قَالَ: رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: مجھ سے نماز باجماعت رہ جائے' جب کہ میں وادئ مکہ میں ہوں' تو آپ کے خیال کے مطابق میں کتنی رکعت نماز پڑھوں؟ انھوں نے فرمایا: دو رکعت۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنًى (التحفة ٦٠٥)

باب:٣-منیٰ میں نماز (کیسے پڑھی جائے؟)

١٤٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى آمَنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَأَكْثَرَهُ، رَكْعَتَيْنِ.

١٤٤٦- حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں' حالانکہ آپ انتہائی امن کی حالت میں تھے اور آپ کے ساتھی بھی بہت زیادہ تھے۔

فائدہ: منیٰ میں چونکہ سب حاجی مسافر ہی ہوتے ہیں' لہٰذا منیٰ میں سب حاجی قصر کریں گے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قصر حج کی بنا پر ہے سفر کی بنا پر نہیں۔ احناف کے نزدیک جو لوگ منیٰ سے مسافت قصر کے اندر اندر رہتے ہیں' وہ پوری نماز پڑھیں گے' مگر یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ کسی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے والوں میں کوئی ایسی تفریق کی گئی ہو' مثلاً: یہ نہیں کہا گیا کہ مکہ والے قصر نہ کریں وغیرہ۔ صحیح بات یہی ہے کہ سب حاجی منیٰ میں قصر کریں گے۔ (قصر کے لیے خوف کی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔)

١٤٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

١٤٤٧- حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں حالانکہ لوگ بہت زیادہ تھے اور انتہائی امن کی حالت میں تھے۔

١٤٤٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين....، باب قصر الصلاة بمنى، ح: ٦٩٦ عن قتيبة، والبخاري، التقصير، باب الصلاة بمنى، ح: ١٠٨٣ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٠٣.

١٤٤٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٩٠٤.

سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى أَكْثَرَ مَا كَانَ النَّاسُ وَآمَنَهُ، رَكْعَتَيْنِ.

١٤٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي [سُلَيْمٍ] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِنًى وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُثْمَانَ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ.

۱۴۴۸-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کی امارت کے ابتدائی زمانے میں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔

فائدہ: ''ابتدائی زمانے میں'' یعنی بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں پوری نماز شروع کر دی تھی' کیوں؟ اس کی مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہیں: ❁ ایک یہ کہ پوری پڑھنا بھی جائز ہے۔ ❁ لوگوں کو غلط فہمی ہونے لگی تھی کہ نماز ہر حال میں دو رکعت ہی ہے کیونکہ خلیفہ جب بھی آتا ہے' دو رکعت پڑھاتا ہے' ہمارے ائمہ خواہ مخواہ چار پڑھاتے ہیں۔ یہ غلط فہمی دور کرنے کے لیے نماز مکمل پڑھائی۔ ❁ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ قصر صرف سفر کی حالت میں ہوتی ہے۔ جب آدمی کسی جگہ ٹھہر جائے اور اسے سفر کی مشکلات درپیش نہ ہوں تو قصر نہ کرے' خواہ تھوڑے دن ہی ٹھہرے۔ چونکہ منیٰ میں تین دن (یا چار دن) آرام وسکون سے رہائش ہوتی ہے' لہٰذا پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ ❁ آپ نے مکہ مکرمہ میں شادی کر لی تھی۔ ان کے علاوہ اور بھی وجوہات بیان کی گئی ہیں لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان تمام کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے یہ وجوہات درست نہیں۔ بنابریں سنت یہی ہے کہ سفر میں دو رکعت نماز ادا کی جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔ وخير الهدي هدي محمد ﷺ. نیز حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا بھی اسی پر عمل تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پوری نماز پڑھنا ان کا ذاتی اجتہاد تھا' وہ شاید اس لیے پڑھتے ہوں کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۶/ ۳۵۴-۳۵۸)

١٤٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۴۴۹-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول

١٤٤٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٤٤، ١٤٥ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٥.

١٤٤٩ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب الصلاة بمنًى، ح: ١٠٨٤، ومسلم، صلاة المسافرين . . . . ، باب قصر ◀◀

عَبْدُالْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ، ح: وَأَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ بِمِنًى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ.

ہے' فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔

١٤٥٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: صَلَّى عُثْمَانُ بِمِنًى أَرْبَعًا حَتّٰى بَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ اللهِ فَقَالَ: لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۵۰- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں حتی کہ یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔

١٤٥١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۵۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں۔

◀◀ الصلاة بمنًى، ح: ٦٩٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٦.

١٤٥٠_ أخرجه مسلم، ح: ٦٩٥(ب) عن علي بن خشرم به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٧.

١٤٥١_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين....، باب قصر الصلاة بمنًى، ح: ٦٩٤/١٧ب عن عبيدالله بن سعيد، والبخاري، التقصير، باب الصلاة بمنًى، ح: ١٠٨٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٨.

١٤٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّاهَا أَبُو بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّاهَا عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّاهَا عُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ.

۱۴۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہاں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہی پڑھیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کی ابتدا میں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔

فوائد ومسائل: ① بعد میں کسی وجہ سے اجتہادی طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر منیٰ میں چار رکعتیں شروع کر دی تھیں۔ اور محدثین نے اس کی متعدد وجوہ بیان فرمائی ہیں جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ اور اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بابت بھی مروی ہے کہ وہ بھی دوران سفر میں پوری نماز پڑھ لیتی تھیں۔ ان احادیث کے پیش نظر علمائے محققین نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیے' نیز فرمان نبوی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصت کو قبول کیا جائے۔ بنابریں ہمارے نزدیک افضل یہ ہے کہ دوران سفر نماز قصر پڑھی جائے' لیکن اگر کوئی رخصت سے فائدہ نہ اٹھائے اور پوری نماز پڑھے تو اس کی بھی گنجائش ہے اسے بدعت وغیرہ نہیں کہنا چاہیے۔ واللہ أعلم. ② مندرجہ بالا تمام روایات میں دو رکعت سے مراد صرف وہ نماز ہے جو دراصل رباعی' یعنی چار رکعت والی ہے ورنہ مغرب ہر حال میں تین رکعت ہے اور فجر ہر حال میں دو رکعت۔ اور یہ متفقہ بات ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ الْمَقَامِ الَّذِي يَقْصُرُ بِمِثْلِهِ الصَّلَاةَ (التحفة ٦٠٦)

باب:۴- کتنی دیر تک ٹھہرے تو قصر کر سکتا ہے؟

١٤٥٣- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ،

۱۴۵۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو نکلے۔ آپ واپس مدینہ تشریف لانے تک ہمیں دو رکعت ہی پڑھاتے رہے۔ (شاگرد ابواسحق

١٤٥٢ـ أخرجه البخاري، الحج، باب الصلاة بمنًى، ح:١٦٥٥ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٠٩.

١٤٥٣ـ [صحيح] تقدم، ح:١٤٣٩، وهو في الكبرٰى، ح:١٩١٠.

فَكَانَ يُصَلِّي بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا قُلْتُ: هَلْ أَقَامَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: نَعَمْ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا.

بیان کرتے ہیں کہ) میں نے کہا: کیا آپ مکہ میں ٹھہرے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، ہم مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے۔

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ لیکن آپ دس دن صرف مکہ میں نہیں بلکہ منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں مجموعی طور پر دس دن ٹھہرے تھے۔ مکہ میں آپ کی مسلسل رہائش پورے چار دن رہی ہے۔ چار ذوالحجہ کی صبح کو مکہ میں داخل ہوئے اور آٹھ کی صبح کو منیٰ روانہ ہو گئے۔ اسی بنا پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ خیال ہے کہ اکیس نمازیں ایک جگہ ٹھہر کر پڑھنی ہوں تو قصر کرے، زیادہ ٹھہرنا ہو تو شروع سے مکمل پڑھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ آنے جانے کا دن نکال کر تین دن ٹھہرنا ہو تو قصر کرے اور اگر اس سے زائد ٹھہرنا ہو تو شروع دن سے پوری پڑھے۔ یہ دونوں اقوال ملتے جلتے ہیں اور ان کا نتیجہ ایک ہی ہے۔ اور یہی صحیح اور راجح موقف ہے۔ واللہ أعلم. احناف پندرہ دن کے قیام میں قصر کے قائل ہیں، اور زائد کی صورت میں پوری نماز پڑھنے کے قائل ہیں۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

١٤٥٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ [خَمْسَةَ عَشَرَ] يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۵۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرے۔ دو دو رکعت پڑھتے رہے۔

فائدہ: یہ فتح مکہ کی بات ہے جو سنہ ۸ ہجری میں ہوا تھا۔ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انیس دن ٹھہرنے کی روایت ہے۔ اور ان کا قول بھی یہی ہے کہ جب ہم انیس دن سے زائد ٹھہریں گے تو نماز پوری پڑھیں گے۔ بعض روایات میں مکہ میں آپ کی اقامت اٹھارہ یا سترہ دن بھی ہے، یعنی آنے جانے کا دن شامل کر کے انیس دن، خالص اقامت سترہ دن۔ کسی ایک دن کو نکال لیں تو اٹھارہ دن۔ گویا کوئی اختلاف نہیں، البتہ پندرہ دن کی روایت صحیح نہیں کیونکہ یہ اصح روایات کے خلاف ہے بلکہ یہ کسی راوی کا تصرف ہے۔ محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے

١٤٥٤- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ١٩١١، وأخرجه أبوداود، ح: ١٢٣١، وابن ماجه، ح: ١٠٧٦ من حديث عبيدالله به.

بھی خمسة عشر ''پندرہ دن'' کے الفاظ کو صحیح قرار نہیں دیا۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائي، رقم:۱۴۵۲) احناف نے پندرہ دن کو ''اقل'' ہونے کی وجہ سے ترجیح دی ہے تاکہ شک وشبہ نہ رہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد ﷭ نے اس روایت کو تردد پر محمول کیا ہے، یعنی آپ اتنے دن اس لیے قصر کرتے رہے کہ آپ کا ارادہ اتنے دن ٹھہرنے کا نہیں تھا، بلکہ آپ متردد تھے کہ آج واپس جاؤں یا کل یا پرسوں، لیکن حالات کے تحت دیر ہوتی گئی کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی بغاوت یا شورش نہ کھڑی ہو جائے، لہٰذا ان کے نزدیک متردد آدمی تین دن سے زائد بھی قصر کر سکتا ہے مگر پختہ نیت والا اگر آنے جانے کا دن نکال کر تین دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو قصر کرے اور اگر زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو پوری پڑھے۔ دلائل کی رو سے یہی موقف راجح اور درست ہے۔ واللّٰه أعلم.

١٤٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ زَنْجُويَه عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا».

۱۴۵۵- حضرت علاء بن حضرمی ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجر شخص اپنا حج وعمرہ پورا کرنے کے بعد صرف تین دن مکے میں رہ سکتا ہے۔''

فائدہ: یہ حدیث ائمۂ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد ﷭) کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے مہاجرین کو تین دن سے زائد مکہ میں ٹھہرنے سے اسی لیے روکا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی تین دن سے زائد ٹھہرتا تو وہ مقیم بن جاتا اور مہاجر کو اپنی ہجرت والی جگہ میں مقیم ہونا جائز نہیں ورنہ ہجرت ختم ہو جائے گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی جگہ میں تین دن تک ٹھہرنے والا تو مسافر ہے مگر زائد ٹھہرنے والا مقیم ہے، لہٰذا وہ نماز پوری پڑھے گا۔ باقی رہا رسول اللہ ﷺ کا مکہ مکرمہ میں فتح کے موقع پر تین دن سے زائد ٹھہرنا، تو وہ فتح کی تکمیل کے لیے تھا، نہ کہ زائد از شرعی ضرورت یا وہ بلا قصد، یعنی تردد کی صورت میں تھا۔

١٤٥٦- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ

۱۴۵۶- حضرت علاء بن حضرمی ؓ سے روایت

١٤٥٥ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الإقامة بمكة، للمهاجر منها ... الخ، ح:١٣٥٢/ ٤٤٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩١٢، وأخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه، ح:٣٩٣٣ من حديث السائب بن يزيد به.

١٤٥٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:١٩١٣.

الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، فِي حَدِيثِهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْعَلَاءِ [بْنِ] الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ - يَعْنِي - نُسُكِهِ ثَلَاثًا».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''(مکے سے) ہجرت کرنے والا اپنا حج وعمرہ پورا کرنے کے بعد تین دن (مکے میں) ٹھہر سکتا ہے۔''

١٤٥٧- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ زُهَيْرٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا: إِعْتَمَرَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلٰى مَكَّةَ حَتّٰى إِذَا قَدِمَتْ مَكَّةَ قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَصَرْتَ وَأَتْمَمْتُ، وَأَفْطَرْتَ وَصُمْتُ، قَالَ: «أَحْسَنْتِ يَا عَائِشَةُ!» وَمَا عَابَ عَلَيَّ.

۱۴۵۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عمرہ کرنے گئی حتی کہ جب میں مکہ آئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ نماز قصر کرتے رہے' میں پوری پڑھتی رہی۔ آپ روزہ چھوڑتے رہے' میں رکھتی رہی۔ آپ نے فرمایا: ''عائشہ! تو نے ٹھیک کیا۔'' آپ نے مجھ پر اس بات کا عیب نہیں لگایا۔

فائدہ: اس حدیث کا باب سے تعلق یہ ہے کہ سفر کتنا بھی لمبا ہو اور اس میں کتنا عرصہ بھی لگے' نماز قصر کی جا سکتی ہے۔ سفر کے دوران میں کوئی حد نہیں۔

(المعجم ٥) - بَابُ تَرْكِ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٦٠٧)

باب:۵- سفر میں نفل نہ پڑھنا

١٤٥٨- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ

۱۴۵۸- حضرت وبرہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ سفر میں دو رکعتوں سے زائد

١٤٥٧_[إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٨٧ من حديث العلاء بن زهير به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩١٤، وحسنه الدارقطني، وللحديث شواهد، ولم أر لمضعفه حجة.

١٤٥٨_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٩١٥.

زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَبَرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُصَلِّي قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا فَقِيلَ لَهُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ.

نہیں پڑھتے تھے' نہ (ان دو رکعتوں سے) پہلے کچھ پڑھتے نہ بعد میں۔ ان سے کہا گیا: یہ کیا طریقہ ہے؟ تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: فرض نمازوں کی تمام سنن رواتب کے سوا سفر میں نفل پڑھنا قطعاً منع نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ سے مطلق نوافل پڑھنا ثابت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام ؓ سفر میں سواری پر نفل نماز (وتر وغیرہ) پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس میں وہ استقبال قبلہ (قبلہ رخ ہونے) کا بھی سوائے وقت آغاز کے' کوئی اہتمام نہیں کرتے تھے' بلکہ سواری کا رخ اور منہ جس طرف بھی ہوتا اسی طرف نماز پڑھ لیتے۔ اس طرح صرف نوافل میں کرتے' فرض نماز سواری سے اتر کر اور قبلہ رخ ہو کر پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ کا سفر میں یہ عام معمول تھا۔ صحیحین کی احادیث میں اس کی مکمل صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' التقصير' حديث: ١٠٩٣ - ١١٠٠' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين......' حديث: ٧٠٠-٧٠٢)

رسول اللہ ﷺ نے صبح کی سنتوں کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ خود بھی صبح کی سنتوں کا خاص اہتمام والتزام فرمایا کرتے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ طاہرہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جس قدر صبح کی سنتوں کا التزام واہتمام اور ان پر محافظت ومداومت فرماتے تھے' اس قدر کسی اور نفل نماز پر نہیں فرماتے تھے۔ (صحيح البخاري' التهجد' حديث: ١١٦٩) نبی ﷺ نے صبح کی سنتوں کی بابت فرمایا ہے: ''فجر کی دو رکعت (سنتیں) دنیا ومافیہا' یعنی جو کچھ دنیا میں ہے' اس سب سے بہتر ہیں۔'' (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث: ٧٢٥) نیز یہ سنتیں نبی ﷺ کو ازحد محبوب اور پیاری تھیں۔ رسول اللہ ﷺ صبح کی سنتوں کا کس قدر التزام فرماتے تھے؟ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خیبر سے واپس آتے ہوئے رات کے پچھلے پہر سو گئے اور آپ ﷺ سمیت صحابۂ کرام ؓ میں سے کوئی بھی طلوع آفتاب سے پہلے نہ اٹھ سکا تو آپ نے صحابۂ کرام ؓ سے فرمایا: ''اپنی سواریاں لے کر اس وادی سے نکل چلو' اس جگہ شیطان رہتا ہے۔'' پھر آپ نے وضو کیا اس کے بعد صبح کی دو سنتیں پڑھیں اور پھر صبح کے فرض باجماعت ادا کیے۔ (صحيح مسلم' المساجد' حديث: ٦٨٠) البتہ جو نماز قصر کی جاتی ہے' یعنی ظہر' عصر اور عشاء' ان میں آپ سے سنتیں پڑھنے کا ذکر نہیں ملتا' لہٰذا قصر کی جائے تو سنتیں نہ پڑھی جائیں کیونکہ قصر تو تخفیف کے لیے ہے۔ سنتیں پڑھنے سے تخفیف ختم ہو جاتی ہے۔ مغرب وعشاء کو جمع کرتے وقت مغرب کی سنتیں نہیں پڑھی جائیں گی۔ سفر کے دوران میں تہجد وغیرہ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ دلائل کے عموم سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

١٤٥٩- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى طِنْفِسَةٍ لَهُ فَرَأَى قَوْمًا يُسَبِّحُونَ قَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتْمَمْتُهَا، صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ، وَأَبَا بَكْرٍ حَتّٰى قُبِضَ، وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كَذٰلِكَ.

۱۴۵۹- حضرت حفص بن عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر ؓ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ انھوں نے ظہر اور عصر دو دو رکعت پڑھیں۔ پھر اپنی بچھی ہوئی چٹائی کی طرف گئے۔ انھوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ نفل (سنتیں) پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا: یہ لوگ کیا پڑھ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: نفل پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: اگر میں فرضوں سے پہلے یا بعد میں سنتیں پڑھتا تو میں فرض ہی مکمل پڑھ لیتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں، آپ تو سفر میں دو رکعتوں سے زائد نہ پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ رہا۔ حتی کہ وہ فوت ہو گئے۔ اسی طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان ؓ کے ساتھ۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے سنتیں پڑھنے پر انکار کیا کہ اگر سنتیں ہی پڑھنی ہیں تو اس کی بجائے بہتر تھا کہ فرض چار پڑھ لیے جاتے کیونکہ فرض نوافل سے زیادہ ثواب رکھتے ہیں جب کہ شریعت کا مقصد مسافر سے تخفیف کرنا ہے۔

١٤٥٩- أخرجه البخاري، التقصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة، ح:١١٠٢ من حديث يحيى، ومسلم، صلاة المسافرين.....، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح:٦٨٩ من حديث عيسى بن حفص به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩١٦.

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے کائنات کے نظام کو بڑا مستحکم بنایا ہے۔ زمین و آسمان اس وسیع کائنات کا ایک اہم حصہ ہیں۔ عالم بالا، یعنی آسمانوں میں فرشتوں کا تقرر ہوا جبکہ دیگر تمام مخلوقات زمین میں بسائی گئیں۔ اسی میں سمندر اور دریا وغیرہ ہیں، نیز ان کے اندر بہت سی آبی مخلوقات ہیں۔ اللہ رب العزت نے ہر کسی کے لیے اس کی ضروریات زندگی کا بڑا اعلیٰ اور بے مثال انتظام فرمایا ہے۔ یہی حال انسانوں کا ہے لیکن انھیں مزید احسانات سے نوازا گیا ہے، جیسے رات کہ یہ ان کے لیے باعثِ راحت وسکون اور نیند کا سبب ہے تو اس کے لیے مناسب اندھیرا پیدا فرمایا اور دن کسبِ معاش کا۔ اور اس کے لیے اجالا ضروری ہے، لہٰذا سورج پیدا فرمایا جو روشنی کا بہت بڑا منبع ہے۔ اس سے جہاں مختلف قسم کے اشجار و نباتات پرورش پاتے ہیں وہاں سیکڑوں انسانی اعمال و افعال کا تعلق بھی اس کی روشنی سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا﴾ (الفرقان ۲۵:۴۷) ''اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے رات کو لباس بنایا، نیند کو آرام اور دن کو اٹھ کھڑا ہونے کا وقت بنایا۔'' غرض آفتاب و ماہتاب کی روشنی میں بہت سی حکمتیں پنہاں ہیں جن کا ادراک انسان کے بس کی بات نہیں۔ ان میں سے چند ایک اہم حکمتوں کا بیان قرآن مجید میں بایں الفاظ ملتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾

(یونس ۱۰:۵) ''وہی ہے (اللہ) جس نے سورج کو تیز روشنی والا اور چاند کو نور بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو۔ اللہ نے یہ (سب کچھ) حق ہی کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ وہ اپنی آیات کو ان لوگوں کے لیے تفصیل سے بیان کرتا ہے جو جانتے ہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ (الأنعام۶:۹۶) ''وہ صبح کی سپیدی نمودار کرنے والا ہے اور اس نے رات کو آرام کا باعث بنایا اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا۔ یہ اس زبردست غالب' سب کچھ جاننے والے کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ ﴿وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''یعنی وہ دونوں ایک طے شدہ اور مقررہ حساب کے مطابق چلتے ہیں اور اس میں کوئی تغیر وتبدل رونما نہیں ہوتا بلکہ ان میں سے ہر ایک کی موسم سرما اور گرما میں منزلیں مقرر ہیں جن کے مطابق یہ چلتے ہیں اور اسی پر رات دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا جانا اور رات دن کا چھوٹا بڑا ہونا موقوف ہے۔'' (المصباح المنير (مترجم) تهذيب و تحقيق تفسير ابن كثير: ۲/۴۹۸ طبع دارالسلام)

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر رحمہ اللہ اپنی تفسیر السعدي میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند بنائے جن کے ذریعے سے زمان واوقات کی پہچان کی جاتی ہے' ان کے ذریعے سے عبادات کے اوقات منضبط ہوتے ہیں' معاملات کی مدت مقرر ہوتی ہے' اور سورج اور چاند کے وجود ہی سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ کتنا وقت گزر گیا ہے۔ اگر سورج اور چاند کا وجود اور ان کا باری باری ایک دوسرے کے پیچھے آنا نہ ہوتا تو عامۃ الناس ان تمام امور کو معلوم کرکے علم میں اشتراک نہ کرسکتے بلکہ چند افراد کے سوا کوئی بھی ان امور کی معرفت حاصل نہ کر پاتا اور وہ بھی نہایت کوشش اور اجتہاد کے بعد' اور اس طرح تمام ضروری مصالح فوت ہو جاتے۔ (تفسير السعدي (اردو) مطبوعه دارالسلام: ۱/۸۰۰، ۸۰۱)

پھر آفتاب وماہتاب کا یہ نظام بڑا منظم ومرتب ہے۔ جس غرض کے لیے ان کی تخلیق ہوئی دونوں اس کے لیے رواں دواں ہیں اور بلا تعطل وتوقف اللہ کی مشیت کے مطابق اپنے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔ ارشاد باری ہے: ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُونَ﴾ (یٰسٓ ۳۶:۴۰) ''نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور

نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے اور سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔''

یہ اللہ تعالیٰ کے ارادۂ تکوینیہ کے پابند ہیں۔اس میں ان کی اپنی مرضی یا منشا کا کوئی عمل دخل نہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ﴾ (الأعراف۷:۵۴)''اور اسی نے سورج' چاند اور ستاروں کو (پیدا کیا) سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔'' معلوم ہوا آفتاب و ماہتاب کی یہ روشنی اور چمک دمک اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے۔جب اس کا ارادہ ہوگا تو انھیں مکمل بے نور کر دے گا۔اس کے بعد ان کی آفتابی و ماہتابی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا لیکن یہ روزِ قیامت ہوگا۔بعد ازاں انھیں لپیٹ کر جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔(سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۲۴۲/۱' رقم:۱۲۴)

سورۂ قیامہ میں ہے:﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ (القيامة۷۵:۷-۹) ''پھر جب آنکھ پتھرا جائے گی۔اور چاند گہنا جائے گا۔اور سورج اور چاند اکٹھے کر دیے جائیں گے۔'' یعنی اس وقت چاند بے نور ہو جائے گا' پھر سورج اور چاند جو کبھی اکٹھے نہ ہوئے تھے' انھیں اکٹھا کر دیا جائے گا۔یہ اصل میں دنیا اور اس کے اختتام اور تباہی کا اشارہ ہوگا۔اور یہ مالک کل کی قدرت کاملہ و شاملہ کا نتیجہ ہوگا۔امام ابن قیم رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:''چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی اور سورج اور چاند کو' جو اس سے قبل کبھی اکٹھے نہ ہوئے تھے' اکٹھا کر دیا جائے گا۔''(الضوء المنير:۶/ ۲۳۷)

جونہی آفتاب و ماہتاب کا نظام منعدم ہوگا اسی وقت ان سے وابستہ تمام دنیوی مفادات و اغراض بھی اختتام پذیر ہو جائیں گے۔اگلے جہاں' یعنی قیامت کی آمد اور اس کی ہولناکیوں کا آغاز اور نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔واللہ المستعان. گویا شمس و قمر کا بے نور ہونا پیغام امن و امان اور راحت و تفریح کا سامان نہیں بلکہ ایک درجہ قیامت کی نشانی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اسے تخویف عباد کا ایک سبب ٹھہرایا ہے۔آپ کے عہد مبارک میں ایک دفعہ سورج گہنا گیا۔آپ بہت خوف زدہ ہوئے' سخت گھبرائے اور اتنے ڈرے کہ فوراً نماز کسوف کی ادائیگی کے لیے لپکے۔جلدی میں کندھے مبارک سے چادر گر گئی۔یہ سب اس خوفناک منظر کی ہولناکی کا نتیجہ تھا۔

لیکن افسوس! اکثریت اس فکر و تاثر سے عاری ہے۔ انھوں نے اسے بجائے سبق آموزی اور عبرت و نصیحت کے سیر و تفریح کا ایک ذریعہ سمجھ لیا۔ مختلف پارکوں' سیرگاہوں' ہوٹلوں اور بلند و بالا عمارتوں یا پہاڑوں کا رخ کرتے ہیں اور بزعم خویش اس منظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کیمرے اور دوربینیں ہمراہ ہوتی ہیں۔ تصویر کشی کے علاوہ اور کئی قباحتوں' غیر شرعی اعمال اور نازیبا حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ سب اسلام دشمنوں کی کارستانیاں ہیں اور دین سے دوری' مطلق العنانی اور شتر بے مہاری کا نتیجہ ہے۔ والعیاذ باللہ.

نبی اکرم ﷺ نے اس حساس موقع پر بھی کچھ نصیحتیں فرمائی ہیں' امت کی درست سمت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور جاہلیت کے توہمات کی بیخ کنی کی ہے۔ یہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ متعلقہ ابواب میں موجود ہے لیکن اسے یکجا کرنے کا ہمارا مقصد اولاً موضوع کی تسہیل' مسئلے کا درست فہم و ادراک اور عوام الناس کے لیے متعلقہ مسائل کی تلخیص و تحقیق ہے تاکہ ہمارا یہ عمل بھی عین سنت کے موافق ہو۔ ذیل میں اس کے کچھ مسائل و احکام کا بالاختصار تذکرہ کیا جاتا ہے۔

٭ کسوف و خسوف کا لغوی مفہوم: لفظ کسوف یا انکساف کے لغوی معنیٰ' آفتاب و ماہتاب کا سیاہ' یعنی بے نور اور گرہن زدہ ہونا ہے۔ خسوف یا انخساف بھی اسی معنیٰ میں مستعمل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالْكُسُوفُ لُغَةً: اَلتَّغَيُّرُ إِلَى سَوَادٍ، وَمِنْهُ كَسَفَ وَجْهُهُ وَ حَالُهُ، وَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ: اِسْوَدَّتْ وَ ذَهَبَ شُعَاعُهَا......] ''کسوف کے لغوی معنیٰ کسی چیز کے سیاہی مائل ہونا ہیں۔ اسی سے (محاورہ) كَسَفَ وَجْهُهُ وَ حَالُهُ ''اس کا چہرہ سیاہ اور اس کی حالت پراگندہ ہوگئی'' ماخوذ ہے۔ اور كَسَفَتِ الشَّمْسُ تب استعمال ہوتا ہے جب سورج سیاہ ہو جائے اور اس کی روشنی ختم ہو جائے۔'' (فتح الباري:٢/٥٢٦)

جبکہ فقہاء کے نزدیک لفظ کسوف ''سورج گرہن'' اور خسوف ''چاند گرہن'' کے لیے خاص ہے۔ امام ثعلب کا مختار موقف بھی یہی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:٢/٥٣٥' حديث:١٠٤٧، والفقه الإسلامي وأدلته:٢/٣٩٥) غرض اگرچہ کسوف و خسوف اپنی وضع اور مدلول کے اعتبار سے مختلف نظر آتے ہیں لیکن ایک دوسرے پر ان کا اطلاق جائز اور استعمال میں ان کی حیثیت یکساں معلوم ہوتی

ہے جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تصریح ملتی ہے' مثلاً: (صحیح بخاری' حدیث:١٠٤٧) میں سورج گرہن کے لیے خَسَفَتِ الشَّمْسُ لفظ خسوف استعمال ہوا ہے۔

* گرہن کیوں لگتا ہے؟: حدیث میں اس کی وجہ موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ] ''یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' یہ دونوں کسی کی موت (یا زندگی) کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔''

(صحيح البخاري' الكسوف' حديث:١٠٤٨)

* سائنسی توجیہ وتحقیق: ماہرین فلکیات کے نزدیک سورج یا چاند کا گہنا جانا ایک طبعی چیز اور معمول کی بات ہے۔ جب چاند گردش کرتا ہوا زمین اور سورج کے درمیان حائل ہو جائے تو سورج کی روشنی بالکل ختم یا کم ہو جاتی ہے' اسے سورج گرہن کہتے ہیں۔ اور جب سورج اور چاند کے درمیان زمین حائل ہوتی ہے تو چاند بے نور ہو جاتا ہے اور اس مظہر کو چاند گرہن کہا جاتا ہے۔

سائنس دانوں کا اس کی بابت مزید یہ کہنا ہے کہ زمین اور چاند ٹھوس چٹانوں سے بنے ہوئے ہیں۔ روشنی کی شعاعیں ان کے آر پار نہیں ہو سکتیں۔ یہ اس وقت روشن ہوتے ہیں جب سورج کی شعاعیں ان پر پڑتی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چاند گردش کرتا ہوا زمین اور سورج کے بیچ میں آ جاتا ہے۔ اس طرح سورج کی شعاعیں زمین پر نہیں پہنچ پاتیں۔ ایسی حالت کو سورج گرہن کہتے ہیں۔ گرہن کے دوران سورج کا رنگ تانبے کی مانند نظر آتا ہے۔ ان کے مشاہدے کے مطابق دیکھا گیا ہے کہ سورج گرہن صرف اس دن لگتا ہے جس سے ایک دن بعد چاند کی پہلی تاریخ ہونے والی ہو' یعنی چاند نیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت چاند گردش کرتا ہوا زمین کے اس نصف کرے کے سامنے آ جاتا ہے جس کا رخ سورج کی طرف ہوتا ہے۔ سورج گرہن مکمل بھی ہوتا ہے اور جزوی بھی۔ اگر چاند سورج کو مکمل طور پر چھپا لے تو گرہن مکمل ہوگا۔ لیکن چاند ہمیشہ زمین سے یکساں فاصلے پر نہیں رہتا۔ اکثر زمین سے اتنی دوری پر ہوتا ہے کہ پورے سورج کو چھپا لیتا ہے اور یوں مکمل سورج گرہن لگ جاتا ہے۔ بعض اوقات چاند زمین سے اتنی دوری پر نہیں ہوتا کہ پورے سورج کو چھپا لے' اس لیے سورج کی کچھ شعاعیں زمین تک پہنچتی

رہتی ہیں اور کچھ نہیں پہنچ پاتیں۔ یوں جزوی سورج گرہن لگ جاتا ہے۔

چاند گرہن اس وقت لگتا ہے جب زمین کے گرد گھومتا ہوا چاند اس فرضی خط پر آ جائے جو سورج کو زمین سے ملا رہا ہو۔ اس صورت میں چاند کو زمین کے سائے میں سے گزرنا پڑتا ہے اور اسے گرہن لگ جاتا ہے' کبھی ایک حصے کو اور کبھی پورے چاند کو۔ اگر چاند اپنی حرکت کے دوران پورے کا پورا سائے میں آ جائے تو مکمل چاند گرہن لگتا ہے لیکن اگر چاند کا کچھ حصہ سائے میں آئے تو جزوی چاند گرہن لگتا ہے۔ چاند گرہن صرف چودھویں کے چاند یا پورے چاند ہی کو لگتا ہے کیونکہ اس وقت یہ زمین کے اس رُخ پر ہوتا ہے جو سورج کی طرف نہیں ہوتا۔ (سوال یہ ہے، ص:۲۰، ۲۱، اُردو سائنس بورڈ)

مذکورہ تفصیل سے ماہرین فلکیات کی رائے بالکل واضح ہے۔ ان کے ہاں شمس و قمر کا گہنا جانا ایک معمول کا کائناتی نظام ہے جو وقتاً فوقتاً رونما ہوتا رہتا ہے۔ یہ ایک ظاہری کیفیت اور سبب ہے جس پر ماہرین فلکیات نے روشنی ڈالی ہے۔ عین ممکن ہے کہ ظاہری سبب یہی ہو لیکن اسلام نے اس کا شرعی سبب تخویف عباد بیان کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس قسم کے واقعات کو انسانوں کے لیے باعث عبرت اور نصیحت بنایا ہے اگرچہ ان کے پیچھے کچھ ظاہری اسباب ضرور کارفرما ہوتے ہیں۔ اور انسان اس قسم کے واقعات سے واقعی خوفزدہ ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ مسلمان جن کے اندر ایمان کی رمق ہوتی ہے ایسے حالات میں سنبھلنے کی کوشش کرتے ہیں' جیسے زلزلہ' اگرچہ اس کا وقوع زیرزمین کسی سبب یا تبدیلی سے ہوتا ہے لیکن انسان دہل جاتا ہے۔ بارش کے وقت شدید گرج چمک سے انسان سخت خوف محسوس کرتا ہے' اگرچہ گرج چمک کے کچھ اسباب ہوں گے۔ اسی طرح شدید آندھی یا طوفان کے وقت بھی خوف محسوس ہوتا ہے' یہ اسباب جو بھی ہوں رسول اللہ ﷺ اس وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَ خَيْرَ مَا فِيهَا وَ خَيْرَمَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّمَا فِيهَا وَ شَرِّمَا أُرْسِلَتْ بِهِ] ''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔ اور میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے اور اس چیز کے شر سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔'' (صحيح مسلم' صلاة الاستسقاء' حديث:۸۹۹) نیز آپ ﷺ سے بارش کے نزول کے

وقت [اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا] ''اللہ اسے نفع بخش بارش بنا دے۔'' (صحيح البخاري' الاستسقاء' حديث:۱۰۳۲) كی دعا منقول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے كہ اس قسم كے حالات ميں انسان طبعاً گھبرا جاتا ہے' لہٰذا اسباب كے ادراك يا عدم ادراك يا ان كے تعدد سے نفس مسئلے كی حيثيت ميں فرق نہيں آتا' اسی ليے بعض علماء نے كسوف كے اسباب كی دو قسميں بنائی ہيں:

① حسی (ظاہری) سبب جيسا كہ سائنس دانوں كی رائے ہے۔

② شرعی سبب' يعنی تخويف عباد (بندوں كو ڈرانا۔) حديث ميں يہ وجہ بالوضاحت موجود ہے۔

غرض ماہرين فلكيات كی تحقيق فی الواقع درست بھی ہو تو تخويف' يعنی ڈرانے كے منافی نہيں' اللہ والے' جن كی اسلام سے سچی وابستگی ہوتی ہے' اس قسم كے مناظر سے دہل جاتے ہيں۔ انھيں يقين ہوتا ہے كہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت كاملہ كا مظاہرہ كرتے ہوئے انھيں بلا اسباب بھی بے نور كر سكتا ہے اور ان كا يہ عارضی بے نور ہونا مستقل بے نور ہونے ميں بھی بدل سكتا ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ.

عظيم محقق و محدث' فقيہ اور اصولی امام ابن دقيق العيد رحمہ اللہ فرماتے ہيں: اگر كوئی يہ عقيدہ ركھتا ہے كہ اہل حساب (ماہرين فلكيات) جو (اس حوالے سے) ذكر كرتے ہيں وہ رسول اللہ ﷺ كے اس فرمان: [يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ] ''ان كے ذريعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں كو ڈراتا ہے۔'' كے منافی ہے تو يہ بات درست نہيں' اس ليے كہ اللہ تعالیٰ كی قدرت كے كچھ مظاہر حسب عادت' يعنی معمول كے مطابق ہوتے ہيں اور كچھ اس سے خارج' يعنی خلاف عادت ہوتے ہيں اور اس كی قدرت ہر سبب پر حاكم (حاوی) ہے' لہٰذا وہ اختيار ركھتا ہے كہ حسب منشا كچھ اسباب كو مسببات (اشياء) سے جدا كرے' يعنی بلا سبب كوئی چيز وقوع پذير ہو جائے' لہٰذا جب يہ بات (درست) ثابت ہوئی تو وہ علماء جو اللہ تعالیٰ اور اس كے افعال كی معرفت ركھتے ہيں' جن كے دلوں ميں توحيد راسخ ہے اور انھيں يقين كامل ہے كہ خرق عادت اور بلا اسباب وقوع پذير ہونے والے واقعات اللہ تعالیٰ كی قدرت مطلقہ و كاملہ كے تحت ہيں اور وہ جو چاہتا ہے كرتا ہے' جب كوئی عجيب و غريب واقعہ رونما ہوتا ديكھتے ہيں تو ان پر اس قوی اعتقاد كی بنا پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ اور يہ اس بات سے مانع نہيں كہ وہاں كچھ اسباب حسب عادت كارفرما ہوں' الا يہ كہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ خرق عادت ان كے وقوع كا ارادہ كرے۔ ديكھيے: (إحكام الأحكام مع حاشية

العُدّة:٣/١٣، وفتح الباري:٢/٥٣٧، شرح حديث:١٠٤٨)

الحاصل: اہل حساب جو کچھ (اس حوالے سے) ذکر کرتے ہیں اگر فی الحقیقت برحق بھی ہو تو یہ تخویف عباد کے منافی نہیں۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ ان کی اس تحقیق پر تعلیق لگاتے ہوئے لکھتے ہیں: ابن دقیق العید نے یہاں جو بات کہی ہے عمدہ تحقیق ہے۔ بہت سے محققین نے یہی بات کہی ہے جس سے اس کی موافقت ہوتی ہے، جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید امام ابن قیم رحمہما اللہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے آفتاب و ماہتاب کے گہنانے کو حسب معمول کچھ اسباب کے ساتھ، جنھیں ماہرین فلکیات سمجھتے ہیں، مربوط کیا ہے۔ واقعاتی صورت حال بھی ایسی ہی ہے۔ لیکن اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اہل حساب اپنی ہر بات میں درست ہوں بلکہ کبھی کبھار اپنے حساب میں وہ غلطی کرتے ہیں، لہٰذا ان کی تصدیق یا تکذیب درست نہیں۔ جبکہ شمس وقمر کے بے نور ہونے سے، اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے لیے، تخویف ہر صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

اس موقع پر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کی ادائیگی اور دیگر تنبیہات کے ساتھ ساتھ عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم بھی دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الکسوف، حدیث:١٠٥٠) تاکہ فکر آخرت دامن گیر ہو کہ جس کی ہولناکیاں اس منظر سے کہیں زیادہ ڈراؤنی اور بھیانک ہوں گی۔ غرض اس قسم کے احکام و ترغیبات سے مقصود صرف رجوع الی اللہ، گناہوں سے معافی چاہنا اور اس طرح کے مناظر سے سبق آموزی ہے۔ وباللہ التوفیق. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا﴾ (بنیٓ إسرائیل ١٧: ٥٩) ”اور ہم تو صرف ڈرانے کے لیے نشانیاں بھیجتے ہیں۔“

٭ **نماز کسوف کا حکم:** نماز کسوف کی مشروعیت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اس میں ہے کہ آیا یہ واجب ہے یا سنت؟ جمہور اسے سنت مؤکدہ قرار دیتے ہیں۔ (فتح الباري:٢/٥٢٧، والفقه الإسلامي وأدلته:٢/٣٩٦. مؤخر الذکر کتاب میں اسی پر فقہاء کا اتفاق منقول ہے۔)

امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی سنیت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهَا سُنَّةٌ] ”علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ سنت ہے۔“ (شرح صحیح مسلم للنووي:٦/٤٨٢،

حديث:٩٠١)

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ بھی اس کی سنیت پر اتفاق کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں: [اِتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ صَلَاةَ الْكُسُوفِ سُنَّةٌ] ''تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صلاۃ کسوف سنت ہے۔'' (بداية المجتهد:١/٣٨١) نیز سید سابق رحمہ اللہ نے فقہ السنہ میں اسے سنت مؤکدہ قرار دیا ہے۔ (فقه السنة:١/٢٧٨، طبعة دارالفتح)

مذکورہ تصریحات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ صلاۃ کسوف کے سنت مؤکدہ ہونے پر اتفاق ہے۔ لیکن حقیقت ایسے نہیں کیونکہ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اس کے وجوب کی تصریح فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں: [بَيَانُ وُجُوبِ صَلَاةِ الْكُسُوفِ] ''نماز کسوف کے وجوب کا بیان۔'' (مسند أبي عوانة:٢/٩٢، طبعة دارالمعرفة) اس کے بعد امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے اس کے تحت صیغۂ امر کے ساتھ مروی روایات درج فرمائی ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے جمہور کا موقف تو قرار دیا ہے لیکن مذکورہ اجماع کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ لکھتے ہیں: [فَالْجُمْهُورُ عَلٰى أَنَّهَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ، وَصَرَّحَ أَبُوعَوَانَةَ فِي صَحِيحِهِ بِوُجُوبِهَا، وَلَمْ أَرَهُ لِغَيْرِهِ إِلَّا مَا حُكِيَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ أَجْرَاهَا مَجْرَى الْجُمُعَةِ، وَ نَقَلَ الزَّيْنُ بْنُ الْمُنَيِّرِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ أَوْجَبَهَا، وَكَذَا نَقَلَ بَعْضُ مُصَنِّفِي الْحَنَفِيَّةِ أَنَّهَا وَاجِبَةٌ] ''جمہور اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں جبکہ امام ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اس کے وجوب کی صراحت کی ہے۔ میری نظر سے کسی اور کی یہ رائے نہیں گزری، ہاں امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے اسے جمعے کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ زین بن منیر نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اسے واجب کہا ہے۔ اسی طرح احناف کے بعض مصنفین نے بھی نقل کیا ہے کہ یہ واجب ہے۔'' (فتح الباري:٢/٥٢٧)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی تبویب (عنوان) سے بھی بظاہر لگتا ہے کہ وہ اس کے وجوب کے قائل ہیں، وہ لکھتے ہیں: [بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ......] ''سورج اور چاند کے گرہن زدہ ہونے کے وقت نماز کا حکم۔'' (صحيح ابن خزيمة:٢/٣٠٨، قبل حديث:١٣٧٠)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن خزیمہ کا اپنی صحیح میں یہ اسلوب معلوم ہے کہ جب ان کے ہاں امر عدم

وجوب کے لیے ہوتا ہے تو اپنی کتاب کے ابواب میں بیان کر دیتے ہیں۔(تمام المنة، ص:٢٦١)

امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی الفاظ حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے [بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ] کا عنوان قائم کیا ہے۔(سنن النسائي' الكسوف' حديث:١٤٦٢)

امام شوکانی رحمہ اللہ کا رجحان بھی وجوب کا ہے۔ دوٹوک بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:[ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ هَاهُنَا فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ الْفِعْلُ وَالْقَوْلُ، وَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهُ ﷺ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، وَ إِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا كَذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَفِي رِوَايَةٍ: فَصَلُّوا وَادْعُوا' وَالظَّاهِرُ الْوُجُوبُ، فَإِنْ صَحَّ مَا قِيلَ مِنْ (وُقُوعِ) الْإِجْمَاعِ عَلٰى عَدَمِ الْوُجُوبِ كَانَ صَارِفًا وَإِلَّا فَلَا] ''پھر آپ کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہاں نماز کسوف میں (رسول اللہ ﷺ کا) فعل اور قول دونوں جمع ہو گئے ہیں۔(نماز کسوف پڑھی بھی ہے اور حکم بھی دیا ہے۔) ان احکام میں سے آپ کا یہ قول بھی ہے: ''بے شک شمس و قمر اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے' لہٰذا تم انھیں جب اس حالت میں دیکھو تو فوراً مساجد کی طرف لپکو۔ ایک روایت میں ہے: ''نماز پڑھو اور دعائیں کرو۔'' (ان دلائل سے) بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کسوف واجب ہے لیکن اس کے عدم وجوب پر جو اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے اگر درست ہے تو وجوب سے یہ قرینہ صارفہ ہوگا' ورنہ نہیں۔(السيل الجرار:١/٦٤٩' بتحقيق محمد صبحي)

ملحوظہ: یاد رہے! امام شوکانی رحمہ اللہ کا شروع میں موقف اس کی سنیت کا تھا جیسا کہ الدرر البهية اور اس کی شرح الدراري المضية (ص:٩٧) میں ہے۔

الدراري المضية میں وَهِيَ سُنَّةٌ کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس وجہ سے کہ کوئی ایسی دلیل منقول نہیں جو وجوب کا فائدہ دیتی ہو' اور مجرد فعل کسی مفعول (عمل) کے مسنون ہونے کے سوا مزید کسی چیز کا فائدہ نہیں دیتا۔ دیکھیے: (الروضة الندية:١/٤١٠' بتعليق الألباني' والدراري المضية' ص:٩٧) جبکہ بعد میں اس موقف سے رجوع کر لیا' اسی لیے اپنی مایۂ ناز کتاب السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار میں نماز کسوف کے وجوب کا رجحان ظاہر کرتے ہیں۔ والله أعلم.

محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: [أَنَّ الْقَوْلَ بِالسُّنِّيَّةِ فَقَطْ فِيهِ إِهْدَارٌ لِلْأَوَامِرِ الْكَثِيرَةِ الَّتِي جَاءَتْ عَنْهُ ﷺ فِي هٰذِهِ الصَّلَاةِ دُونَ أَيِّ صَارِفٍ لَهَا عَنْ دَلَالَتِهَا الْأَصْلِيَّةِ، أَلَا وَهُوَ الْوُجُوبُ......] ''فقط سنیت کے قول سے بہت سے ایسے اوامر کا ترک لازم آتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے اس نماز کے متعلق وارد ہیں جبکہ ان اوامر کی اصلی دلالت' یعنی وجوب سے پھرنے والا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں......'' (تمام المنة' ص:۲۶۲)

* راجح موقف: جہاں تک تمام ائمہ وعلماء کے اجماع کی بات ہے تو یہ قول محل نظر ہے' وگرنہ ان سے اختلاف کسی صورت جائز نہ ہوتا' لہٰذا فریق ثانی کو دلائل کی روشنی میں اختلاف کا حق ہے جیسا کہ گزشتہ نقول سے ظاہر ہوتا ہے۔ بہرحال اگر علماء کی اس کثیر تعداد کی رائے کے مطابق اسے واجب نہ بھی کہا جائے تب بھی اس سے عملی بے اعتنائی درست نہیں' جیسے راجح موقف کے مطابق نماز وتر اور فجر کی دو سنتیں مؤکدہ ہیں۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ سے زندگی بھر ان کا ترک ثابت نہیں' سفر میں' نہ حضر میں۔ اور نہ عموماً علمائے کرام ان کے ترک کی اجازت ہی دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب سنن کی حیثیت یکساں نہیں ہوتی۔ اسی طرح نماز کسوف کو یہ اہتمام دینا چاہیے۔

غور فرمائیں! اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کی شدید گھبراہٹ اور خوف' پھر یہ منظر دیکھتے ہی فوراً اَلصَّلَاةَ جَامِعَةً کا اعلان' پھر اسی لمحے مسجد کی طرف جانا' بلا امتیاز ہر مرد و عورت کو اس نماز کا حکم دینا' اس موقع پر خصوصیت کے ساتھ تکبیر و تہلیل' توبہ و استغفار' ذکر اذکار' غلام آزاد کرنے اور صدقے کا حکم دینا' نیز نماز میں اتنا طویل قیام و سجود وغیرہ کہ بعض کا غشی کھا کر گر جانا' بعد ازاں رقت آمیز خطبہ اور وعظ و نصیحت' پھر نماز میں پیش آمدہ جنت کے پُرلطف اور دوزخ کے بھیانک مناظر کا تذکرہ اور اس موقع پر ترغیب و ترہیب کا خاص اہتمام' غرض یہ سب قرائن اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ اس نماز کا حکم عام تاکیدی سنن و نوافل کا نہیں بلکہ اسے مزید اہتمام حاصل ہے۔ واللہ أعلم.

* نماز کسوف کا طریقہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف دو رکعت پڑھی ہے۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ (صحيح فقه السنة از أبو مالك كمال: ۱/۴۳۵) لیکن کیفیت میں اختلاف ہے۔ اس کے متعلق دو آراء ہیں۔ ایک رائے جمہور علماء کی ہے اور دلائل کی روشنی میں یہی راجح ہے۔ دوسری رائے امام ابوحنیفہ

رحمہ اللہ وغیرہ کی ہے۔ صحیح احادیث کی رو سے یہ رائے مرجوح اور نا قابل عمل ہے۔ اس کی قدرے تفصیل کچھ اس طرح ہے:

① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج کو گرہن لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز (باجماعت) پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ کے برابر لمبا قیام کیا' پھر لمبا رکوع کیا' پھر (اپنا سر) اٹھایا اور لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا' پھر لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا' پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پہلے قیام کی نسبت کم لیکن لمبا قیام کیا' پھر آپ نے لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا' پھر آپ نے سجدے کیے اور سلام پھیرا' جبکہ سورج صاف ہو چکا تھا۔ (صحيح البخاري' الكسوف' حديث: ١٠٥٢' وصحيح مسلم' الكسوف' حديث: ٩٠٧) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں ذکر الٰہی کا حکم دیا' جنت و جہنم کا تذکرہ کیا اور اس کے مناظر بیان فرمائے۔ (حوالۂ مذکور)

② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس روز سورج گرہن لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ آپ کھڑے ہوئے اور تکبیر تحریمہ کہی' پھر آپ نے لمبی قراءت کی' پھر لمبا رکوع کیا' پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا' پھر پہلے کی طرح لمبا قیام کیا اور لمبی قراءت کی لیکن پہلی قراءت سے کم تھی' پھر لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم تھا' پھر آپ نے لمبے سجدے کیے' پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا' بعد ازاں سلام پھیرا......'' (صحيح البخاري' الكسوف' حديث: ١٠٤٧' و صحيح مسلم' الكسوف' حديث: ٩٠١)

③ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز کسوف کا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں شدید گرمی کے موسم میں سورج گہنا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا۔ آپ نے (تکبیر تحریمہ کے بعد) لمبا قیام کیا حتی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم (طویل قیام اور شدید گرمی کی وجہ سے) گرنے لگے' پھر آپ نے لمبا رکوع کیا' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا' پھر لمبا رکوع کیا' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا' پھر آپ نے دو سجدے کیے' پھر کھڑے ہوئے

اور (اس دوسری رکعت میں بھی) اسی طرح کیا' لہٰذا اس طرح (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے ہوئے......۔(صحیح مسلم' الکسوف' حدیث:٩٠٤)

مذکورہ بالا اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کی روشنی میں اس نماز کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:① سب سے پہلے تکبیر تحریمہ کہنا' پھر دعائے استفتاح' اس کے بعد تعوذ وتسمیہ' پھر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اور اس کے بعد لمبی جہری قراءت۔② پھر لمبا رکوع کرنا۔③ بعدازاں رکوع سے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔④ اس کے بعد سجدہ نہیں بلکہ دوبارہ حالت قیام میں جہری قراءت کرنا لیکن پہلی قراءت سے کم ہو۔⑤ پھر دوسرا رکوع کرنا لیکن پہلے رکوع سے کم ہو۔⑥ اس کے بعد رکوع سے سر اٹھانا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔⑦ پھر سجدہ کرنا' اور بین السجدتین اعتدال کے بعد دوسرا سجدہ کرنا۔⑧ پھر دوسری رکعت کے لیے اٹھنا اور اس میں وہی اعمال کرنا جو پہلی رکعت کے تحت بیان ہوئے۔(مزید تحقیق وتفصیل کے لیے صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف للألباني' کا مطالعہ ازحد مناسب ہے۔)

تنبیہ: کچھ علماء دوسرے قیام میں بھی فاتحہ کو لازمی قرار دیتے ہیں۔لیکن رسول اللہ ﷺ سے اس کی تصریح نہیں ملتی بلکہ صرف قراءت ہی کا ذکر ملتا ہے کیونکہ یہ ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے' اس لیے دوسرے قیام میں قراءت قرآن ہی کافی ہے' ازسرنو فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔والله أعلم.

نماز کسوف کا مذکورہ طریقہ (ایک رکعت میں دو رکوعوں کے ساتھ) ہی اصح ہے۔اسے ابن عباس' عائشہ اور جابر رضی اللہ عنہم کے علاوہ بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی نقل کرتے ہیں جن میں عبداللہ بن عمرو بن العاص بھی ہیں۔(مزید تفصیل کے لیے شیخ البانی رحمہ اللہ کی صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف دیکھ لی جائے۔)

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَهٰذَا أَصَحُّ مَا فِي هٰذَا الْبَابِ] ''اس مسئلے میں یہ طریقہ صحیح ترین ہے۔'' (شرح صحيح مسلم للنووي:٢٨٣/٦) مزید لکھتے ہیں:[وَبَاقِي الرِّوَايَاتِ الْمُخَالِفَةِ مُعَلَّلَةٌ ضَعِيفَةٌ] ''اور باقی (تمام) مخالف روایات ضعیف اور معلول ہیں۔'' (حوالۂ مذکور) اس کی مزید وضاحت آئندہ سطور میں آئے گی۔وبالله التوفيق.

* دوسری رائے: یہ نماز دو رکعت ہے اور عام نوافل کی طرح اس کی ادائیگی ہوگی۔ یہ رائے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کی ہے۔ ان کی رائے کے مطابق ہر رکعت میں ایک رکوع اور عام معمول کی قراءت ہوگی۔ یہ موقف مذکورہ اور اس مفہوم کی دیگر صحیح روایات کے برعکس ہے۔ اس موقف کے حاملین کے دلائل درج ذیل ہیں:

① نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج گرہن لگا تو آپ دو دو رکعتیں پڑھنے لگے اور سورج کے متعلق بھی دریافت فرماتے جاتے تھے حتی کہ وہ صاف ہوگیا۔

وضاحت: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوقلابہ ہیں جن کا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [هٰذَا مُرْسَلٌ، أَبُو قِلَابَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ، إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النُّعْمَانِ] ”یہ حدیث مرسل ہے۔ ابوقلابہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نہیں سنی۔ انھوں نے یہ روایت کسی آدمی کے واسطے سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے۔“ (السنن الکبرٰی للبیهقي: ٣/٣٣٣)

یہ روایت سنن نسائی وغیرہ میں بھی آتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں: [فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ] ”جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اس قریب ترین فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے (اب سے پہلے) پڑھی ہے (یعنی فجر کی نماز۔)“ (سنن النسائي، الکسوف، حدیث: ١٤٨٦، و سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حدیث: ١٢٦٢) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (صفة صلاة النبي لصلاة الکسوف، ص: ٧٦-٨٦)

② دوسری دلیل ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: [خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْمَسْجِدِ، وَثَابَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ......] ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگا تو آپ اپنی چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ مسجد میں پہنچ گئے۔ لوگ بھی آپ کی طرف امنڈ آئے اور آپ نے انھیں دو رکعت نماز پڑھائی......“ (صحیح البخاري، الکسوف، حدیث: ١٠٦٣)

سنن نسائی میں مزید یہ اضافہ ہے: [فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلُّوْنَ] ''تو آپ نے اس طرح دو رکعات ادا فرمائیں جیسے وہ پڑھتے تھے۔'' (سنن النسائي' الكسوف' حديث: ١٥٠٣) ان کا کہنا ہے کہ یہاں مطلق نماز کا ذکر ہے۔ اس میں دیگر روایات کی طرح دو رکوعوں وغیرہ کا ذکر نہیں۔ جس سے پتا چلا کہ یہ عام دو رکعت نماز کی طرح ہے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث مجمل ہے۔ باقی کثیر روایات صریح ہیں۔ اصولی طور پر مجمل روایت کو مفصل پر محمول کیا جاتا ہے نہ کہ اسے دیگر احادیث صریحہ کے معارض بنایا جاتا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اس کی توضیح یوں کرتے ہیں: [فَصَلّٰی بِنَا رَكْعَتَيْنِ، يُرِيدُ بِهِ رَكْعَتَيْنِ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوعَانِ] ''یعنی ان کا مقصد دو ایسی رکعتیں ہیں جن میں ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔'' (السنن الكبرٰى للبيهقي: ٣٣٢/٣)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن حبان اور امام بیہقی نے اسے اس معنی پر محمول کیا ہے کہ جیسے تم نماز کسوف پڑھتے ہو کیونکہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس کلام سے اہل بصرہ سے خطاب کیا ہے۔ جبکہ قبل ازیں ابن عباس رضی اللہ عنہما انھیں یہ تعلیم دے چکے تھے کہ اس کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہوتے ہیں جیسا کہ امام شافعی اور امام ابن ابی شیبہ وغیرہ نے یہ نقل کیا ہے۔ (فتح الباري: ٥٢٧/٢)

شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے متبادر اور سیاق کے مطابق درست معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [فَإِنَّ الْمَعْنٰی أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ كَمَا تُصَلُّوْنَ أَنْتُمْ -أَهْلَ الْبَصْرَةِ- فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ] ''کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے اس طرح دو رکعتیں ادا کیں جیسے تم (اہل بصرہ) سورج اور چاند گرہن میں پڑھتے ہو۔'' (صفة صلاة الكسوف' ص: ٦٣)

غرض بالکل واضح اور صریح روایات کی موجودگی میں مجمل اور غیر صریح روایت کو بنیاد بنانا یقیناً قیاس اور اصول کے خلاف ہے۔ اس طرح سے تفصیلی احادیث کا ترک لازم آتا ہے جس کا سبب کچھ مخصوص خود ساختہ فقہی اصول و ضوابط ہیں۔ مزید یہ کہ اسی حدیث میں ایک ایسا اشارہ بھی ملتا ہے جس سے جمہور کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جس گرہن کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ وہی ہے جو آپ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر لگا۔ حدیث میں ہے: [وَ ذٰلِكَ أَنَّ ابْنًا لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاتَ يُقَالُ لَهُ: إِبْرَاهِيمُ] ''اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ کا بیٹا جسے ابراہیم کہا جاتا تھا' وہ فوت ہوا تھا۔'' (صحيح البخاري'

الكسوف، حديث:۱۰٦۳) اور آپ کے بیٹے کی وفات کے وقت گرہن کی جو نماز ادا کی گئی' اس کی بابت اکثر اور اصح روایات میں صرف دو رکوعوں کا ذکر ہے۔ اور اس حدیث میں بھی اسی نماز کا ذکر ہے لیکن یہاں وہ مجمل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ سے متعلق مختلف روایات ہیں۔ کچھ مجمل اور مختصر ہیں جبکہ اکثر مفصل اور صریح۔

③ تیسری دلیل سمرہ بن جندب ؓ کی وہ حدیث ہے جو ثعلبہ بن عباد العبدی کے واسطے سے مروی ہے۔ اس میں ہر ایک رکعت میں ایک رکوع کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن أبي داود، الكسوف، حديث:۱۱۸٤) اگرچہ بعض نے اس کی سند حسن قرار دی ہے لیکن یہ ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ثعلبہ بن عباد مجہول راوی ہے۔ اس سے صرف اسود بن قیس ہی روایت کرتا ہے۔ علی بن مدینی کے بقول اسود' مجہول راویوں سے روایت کرتا ہے۔ امام ابن حزم ؒ نے بھی ثعلبہ کو مجہول کہا ہے۔ دیکھیے: (ميزان الاعتدال:۱/۳۷۱) شیخ البانی ؒ نے اسے ثعلبہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ضعيف سنن أبي داود (مفصل)، حديث:۲۱٦، وصفة صلاة النبي لصلاة الكسوف، ص: ۸۷-۹۲، للألباني، مزید دیکھیے: التلخيص الحبير:۲/۱۹۳، مؤسسة قرطبة)

بالفرض اگر اس روایت کو قابل حجت مان بھی لیا جائے' تب بھی فریق مخالف کے لیے قابل استناد نہیں بنتی کیونکہ دیگر احادیث کی روشنی میں اس کی درست توجیہ ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت سمرہ ؓ کا یہ فرمانا کہ ''ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے بلند آواز سے قراءت نہیں کی بلکہ اپنے سماع کی نفی کی ہے کہ اجتماع اتنا زیادہ تھا اور ہم اتنی دور تھے کہ ہمیں آپ کی آواز سنائی نہ دیتی تھی' لہٰذا اس سے جہری قراءت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ غور کیا جائے تو جہری قراءت کا اثبات ہوتا ہے۔ ثانیاً: اس روایت میں جو صرف ایک رکوع اور ایک سجدے کا ذکر ہے' وہ اس لیے کہ یہ روایت مختصر ہے۔ مقصد رکوع اور سجدے کی طوالت کا اظہار ہے نہ کہ تعداد کا بیان' حقیقتاً دو رکوع اور دو سجدے تھے جیسا کہ دوسری مشہور روایات میں صراحتاً ذکر ہے۔ ورنہ ایک سجدے کا تو کوئی بھی قائل نہیں۔ والله أعلم. (مزید دیکھیے: فوائد سنن النسائی' حدیث:۱٤۸۵) بہرحال اس مفہوم کی دیگر روایات کی بھی یہی توجیہ و تطبیق ہوگی۔

الحاصل: اصح اور اکثر روایات کی روشنی میں مذکورہ موقف کے حاملین کی بات مرجوح ہے۔ نماز کسوف

کا طریقہ عام نمازوں کا طریقہ نہیں بلکہ اس میں مزید اضافہ بھی ہے۔ اس کی دو رکعات ہیں۔ ہر ایک رکعت میں دو رکوع اور لمبی قراءت ہے۔ دوسری رکعت میں بھی دو رکوع لیکن نسبتاً پہلے رکوعوں سے کم۔ اور یہی حال دوسری رکعت کی قراءت کا ہے۔ والله أعلم.

* احادیث میں مذکور نماز کسوف کی دیگر کیفیات: احادیث میں نماز کسوف کی مذکورہ دو کیفیات کے علاوہ کچھ اور کیفیات بھی ملتی ہیں' ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بعدازاں ان پر بحث کر کے راجح پہلو کی نشاندہی کی جائے گی۔

① ہر رکعت میں تین رکوع اور لمبی قراءت۔ یہ روایت صحیح مسلم (الکسوف' حدیث:۹۰۱) وغیرہ میں ہے۔ مزید دیکھیے: (سنن أبي داود' الكسوف' حديث:١١٧٧)

② ہر ایک رکعت میں چار چار رکوع اور لمبی قراءت۔ یہ روایت بھی صحیح مسلم (الکسوف' حدیث: ۹۰۸، ۹۰۹) میں ہے۔ سنن ابوداود میں بھی آتی ہے۔ دیکھیے کتاب الکسوف' حدیث:۱۱۸۳۔

③ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو حدیث مروی ہے' اس میں ہر رکعت میں پانچ پانچ رکوعوں کا ذکر ہے۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ابوجعفر سيئ الحفظ ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''منکر خبر'' قرار دیا ہے' نیز اس کی سند میں موجود ابوجعفر کو ''لین'' کہا ہے۔ (المستدرك للحاكم مع التلخيص:١/٤٨١، و سبل السلام بتعليق الألباني:٢/٢٣٣)

④ یہ بھی ہے کہ پہلے دو رکعتیں پڑھی جائیں' پھر سلام پھیر لیا جائے' پھر اور دو رکعتیں پڑھی جائیں یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے۔ (مرعاة المفاتيح: ٢/٤٧٢' حديث:١٤٩٦)

* مسئلے کا حل: نماز کسوف کے مذکورہ طریقے جو احادیث میں مذکور ہیں ان کی بابت پہلی رائے جمع و تطبیق کی ہے' یعنی تعدد روایات کو تعدد واقعہ پر محمول کیا جائے۔ خصوصاً تین تین اور چار چار رکوع والی روایات جو کہ مسلم وغیرہ میں ہیں۔ ان کے پیش نظر یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف متعدد بار پڑھی ہو۔ کبھی دو' کبھی تین' کبھی چار اور کبھی پانچ رکوعوں کے ساتھ' لہٰذا حاملین موقف ہذا کے نزدیک تعدد کسوف کی وجہ سے یہ سب طریقے جائز ہیں۔

یہ موقف محدثین وغیرہ کی ایک جماعت کا ہے جن میں اسحاق بن راہویہ' محمد بن اسحاق بن خزیمہ' ابوبکر

بن اسحاق ضبعی' امام خطابی' ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ امام نووی نے اسی موقف کو قوی قرار دیا ہے۔(زادالمعاد:۱/۴۵۵' وفتح الباري:۲/۵۳۲' وشرح صحیح مسلم للنووي' حدیث: ۹۰۱' وسبل السلام:۲/۲۴۴) ابن رشد نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔(بدایة المجتهد:۱/۳۸۴) امام ابن حزم نے بھی اسی کا اثبات کیا ہے۔(محلیٰ ابن حزم:۵/۹۵-۱۰۵' ومرعات المفاتیح: ۲/۳۷۲)

* دوسری رائے: جمہور اہل علم کی رائے ترجیح کی ہے کیونکہ بیشتر اور اصح روایات میں نماز کسوف کی ہر ایک رکعت میں دو رکوعوں کا ذکر ہے۔ گویا دو رکعات کل چار رکوعوں کے ساتھ ادا کی جائیں گی کیونکہ اس مفہوم کی روایات متفق علیہ ہیں۔ اور جن روایات میں تین اور چار رکوعوں کا ذکر ہے' ان میں بعض رواۃ کو وہم لاحق ہوا ہے' لہٰذا زیادہ محفوظ دو رکوعوں والی روایات ہی ہیں۔ اور پانچ اور ایک رکوع والی روایات ضعیف ہیں' لہٰذا نماز کسوف کی ان مختلف کیفیات کو تعدد واقعہ پر محمول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس مسئلے کی بابت منقول اکثر اور اصح روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے یہ نماز اپنے لخت جگر ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر ادا فرمائی تھی اور اسی دن سورج کو گرہن لگا تھا۔ جب یہ تمام روایات ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں تو تعدد کسوف کا وقوع کیسے؟

امام ابن عبدالبر جمہور کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں:[وَأَصَحُّ شَيْئٌ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ عَائِشَةَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ] ''اس مسئلے میں صحیح ترین حدیث ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی ہے' جس میں چار رکوعوں اور چار سجدوں کا ذکر ہے۔'' یعنی ہر رکعت میں دو رکوعوں والی احادیث۔(التمهيد:۳/۳۱۴) ابن عبدالبر رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ دیگر مخالف روایات معلول اور ضعیف ہیں۔(شرح صحیح مسلم للنووي' شرح حدیث:۹۰۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تین تین اور چار چار رکوعوں والی روایات کے متعلق لکھتے ہیں:[فَإِنَّ هٰذَا ضَعَّفَهُ حُذَّاقُ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالُوا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ الْكُسُوفَ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً يَومَ مَاتَ ابْنُهُ إِبْرَاهِيمُ، وَفِي نَفْسِ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي فِيهَا الصَّلَاةُ بِثَلَاثِ رُكُوعَاتٍ وَ أَرْبَعِ رُكُوعَاتٍ أَنَّهُ إِنَّمَا صَلَّى ذٰلِكَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ، وَمَعْلُومٌ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَمُتْ مَرَّتَيْنِ، وَلَا كَانَ لَهُ إِبْرَاهِيمَانِ] ''اس قسم کی روایات کو ماہرین اہل علم نے ضعیف قرار دیا

ہے۔ان کا کہنا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے نماز کسوف صرف ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ وہ دن تھا جب آپ کا لخت جگر ابراہیم فوت ہوا۔ اور نفس انھی احادیث میں' جن میں تین اور چار رکوعوں کا ذکر ہے' یہ بات بھی موجود ہے کہ آپ نے یہ نماز اس دن پڑھی تھی جس دن آپ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا۔ اور یہ معلوم ہے کہ ابراہیم کو دو دفعہ موت نہیں آئی اور نہ آپ کے دو ابراہیم تھے (کہ جس سے تعدد کسوف کا استدلال ممکن ہو)۔'' (مجموع الفتاوی:١٨/ ١٨'١٩)

مزید فرماتے ہیں کہ دو رکوعوں والی احادیث تواتر سے ثابت ہیں۔ان کے بقول امام شافعی وغیرہ نے تین اور چار رکوعوں والی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اصح قول بھی یہی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ مختلف کیفیات والی روایات کے قائل تھے لیکن جب ان کا ضعف واضح ہو گیا تو سابقہ موقف سے رجوع فرمالیا۔تفصیل کے لیے دیکھیے:(مجموع الفتاوی:١٨/ ١٨)

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَلٰكِـنْ كِبَارُ الْأَئِمَّـةِ لَا يُصَحِّحُـونَ ذٰلِكَ، كَالْإِمَامِ أَحْمَدَ، وَالْبُخَارِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ وَ يَرَوْنَهُ غَلَطًا] ''امام احمد' امام بخاری اور امام شافعی رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ ان روایات کی' جن میں ہر دو رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کرنے کا ذکر ہے' تصحیح نہیں کرتے اور اسے (بعض راویوں کی) غلطی قرار دیتے ہیں۔'' (زاد المعاد:١/ ٤٥٣) مزید دیکھیے:(السنن الكبرى للبيهقي:٣/ ٣٢٧، ٣٢٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دو سے زائد رکوعوں کی روایات بھی دوسرے طرق سے منقول ہیں۔ مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طریق میں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرے طریق میں منقول ہے کہ ہر رکعت میں تین رکوع ہیں۔مسلم ہی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طریق میں' ہر رکعت میں چار رکوعوں کا ذکر ہے۔ابوداود میں ابی بن کعب اور مسند بزار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہر رکعت میں پانچ رکوعوں کا ذکر ہے لیکن ان میں سے کوئی سند بھی علت سے خالی نہیں۔امام بیہقی اور ابن عبدالبر نے اس کی توضیح فرمائی ہے۔ابن قیم نے امام شافعی' امام احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ ائمہ ہر رکعت میں دو رکوعوں والی روایات پر اضافے کو بعض راویوں کی غلطی تصور کرتے تھے کیونکہ اکثر طرق حدیث کو ایک دوسرے کی طرف لوٹانا ممکن ہے۔اور یہ سب طرق اس بات پر مجتمع ہو

سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اس دن پیش آیا جب آپ کے بیٹے ابراہیم کی وفات ہوئی' لہٰذا جب قصہ ایک ہے تو راجح بات کو اختیار کرنا ضروری ہے۔" (فتح الباري: ٥٣٢/٢' شرح حديث: ١٠٤٤)

صاحب سبل السلام علامہ صنعانی فرماتے ہیں: [وَلٰكِنَّ التَّحْقِيقَ أَنَّ كُلَّ الرِّوَايَاتِ حِكَايَةٌ عَنْ وَاقِعَةٍ وَاحِدَةٍ، هِيَ صَلَاتُهُ ﷺ يَومَ وَفَاتِ إِبْرَاهِيمَ] "لیکن تحقیق یہ ہے کہ تمام روایات ایک ہی واقعے کی حکایت کرتی ہے اور وہ نبی ﷺ کا ابراہیم کے یوم وفات کے موقع پر نماز کسوف پڑھنا ہے۔" (سبل السلام بتعليق الألباني: ٢٣٥/٢)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: [وَ إِذَا تَقَرَّرَ لَكَ أَنَّ مَخْرَجَ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ مُتَّفَقٌ وَ أَنَّ الْقِصَّةَ وَاحِدَةٌ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ هَاهُنَا أَنْ يُقَالَ كَمَا قِيلَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ أَنَّهُ يَأْخُذُ بِأَيِّ الصِّفَاتِ شَاءَ، بَلِ الَّذِي يَنْبَغِي هَاهُنَا أَنْ يَأْخُذَ بِأَصَحِّ مَاوَرَدَ، وَهُوَ رَكُوعَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ لِمَا فِي الْجَمْعِ بَيْنَ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ مِنَ التَّكَلُّفِ الْبَالِغِ] "جب آپ کے لیے یہ ثابت ہو چکا کہ ان احادیث کا مخرج متفق ہے اور قصہ بھی ایک ہے تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں وہ بات کہنا درست نہیں جو نماز خوف کے متعلق کہی گئی ہے کہ نماز خوف کی مختلف کیفیات میں سے جسے بھی چاہے اختیار کر لے۔ بلکہ یہاں جو لائق عمل چیز ہے وہ یہ ہے کہ جو صحیح ترین حدیث وارد ہے اسے اختیار کیا جائے' اور وہ ہر رکعت میں دو رکوعوں والی حدیث ہے کیونکہ اس قسم کی روایات کے مابین جمع و تطبیق بے حد تکلف ہے۔" (السيل الجرار: ٢٦٨/١، بتحقيق محمد صبحي)

انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں اس موقف کو ترجیح دی ہے۔ (مرعاة المفاتيح: ٣٧٢/٢)

شیخ احمد شاکر مصری رحمہ اللہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔ یہاں ان کا کچھ کلام نقل کرنا موزوں معلوم ہوتا ہے' وہ محلّی ابن حزم کے حاشیے میں لکھتے ہیں: میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ ماہرین فلکیات میں سے کوئی ہمارے سامنے دقیق حساب و کتاب سے ان کسوفات کو پیش کرے جو رسول اللہ ﷺ کی مدینے میں مدت قیام کے دوران میں پیش آئے اور مدینے میں ان کی رؤیت بھی ممکن ہو۔ میں نے بعض حضرات سے اس کا بار بار مطالبہ بھی کیا لیکن اس میں' میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ ہاں مجھے مرحوم محمود پاشا فلکی کا ایک چھوٹا سا رسالہ ملا جس کا نام "نتائج الأحكام في تقويم العرب قبل الإسلام" تھا۔ انھوں نے یہ

فرانسیسی زبان میں تالیف کیا تھا۔ علامہ احمد ذکی پاشا نے اس کا عربی میں ترجمہ کر دیا جو ١٣٠٥ھ میں بولاق کے تحت طبع ہوا۔ انھوں نے اس میں اس سورج گرہن کا بڑی باریک بینی سے حساب لگایا جو ١٠ ہجری میں پیش آیا۔ یہ وہی دن ہے جس میں آپ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تھے۔

اس سے واضح ہوا کہ مدینہ منورہ میں بروز سوموار ٢٩ شوال سن ١٠ ہجری بمطابق ٢٧ جنوری ٦٣٢ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے سورج کو گرہن لگا...... شاید اس بحث وتحقیق سے کسی ماہر فلکیات کو اس بات کی رہنمائی ملے کہ ابتدائی دس سالوں میں، یعنی ا ہجری سے لے کر آپ کی وفات تک کتنی دفعہ مدینے میں کسوف پیش آیا......

جب حساب وکتاب سے اس مدت کے دوران میں واقع ہونے والے کسوفات کی گنتی معلوم ہو جائے گی تو دونوں مسلکوں میں سے کسی ایک مسلک کی صحت کی تحقیق بھی ممکن ہو گی کہ روایات کو تعدد واقعات پر محمول کیا جائے یا اس روایت کو ترجیح دی جائے جس میں ہر رکعت میں دو رکوعوں کا ذکر ہے۔ جبکہ میرا اس طرف شدید رجحان ہے کہ نماز کسوف صرف ایک دفعہ پڑھی گئی ہے۔ محمود پاشا فلکی کے رسالے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینے میں بروز بدھ ١٤ جمادی ثانیہ ٤ ہجری بمطابق ٢٠ نومبر ٦٢٥ء کو چاند گرہن بھی لگا ہے لیکن کوئی ایسی دلیل منقول نہیں جس سے یہ پتا چلتا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو چاند گرہن کی نماز کے لیے جمع کیا تھا۔

اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جو احادیث نماز کسوف کے بارے میں منقول ہیں ان کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نماز پہلی دفعہ ہی پڑھی گئی تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ اس موقع پر آپ ﷺ کیا کریں گے۔ ان کا گمان یہ تھا کہ یہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے ہوا۔ ابراہیم اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دورانیہ تقریباً ساڑھے چار ماہ کا دورانیہ ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کسوف کا واقعہ پیش آیا ہوتا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ نماز پڑھی ہوتی تو بالکل واضح طور پر یہ واقعہ اور خبر نقل ہوتی کیونکہ نقل وروایت کے اسباب بھی بکثرت تھے جیسا کہ انھوں نے اس سے قبل اس واقعہ کو کثیر اسانید سے نقل فرمایا۔ واللہ أعلم بالصواب. (محلی ابن حزم:١٠٤/٥، ١٠٥ طبعه دارالجیل) صاحب مرعاۃ المفاتیح نے بھی اس موقف کو ترجیح دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے :(مرعاۃ المفاتیح:٤٧٣/٢)

محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ اپنی تحقیق کا خلاصہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَخُلَاصَةُ الْقَوْلِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ أَنَّ الصَّحِيحَ الثَّابِتَ فِيهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا هُوَ رُكُوعَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ جَاءَ ذٰلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي أَصَحِّ الْكُتُبِ وَالطُّرُقِ وَالرِّوَايَاتِ، وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ إِمَّا ضَعِيفٌ أَوْ شَاذٌّ لَا يُحْتَجُّ بِهِ......] ''نماز کسوف کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق صحیح اور ثابت صرف ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔ یہی اصح الکتب، یعنی صحیح بخاری اور صحیح ترین طرق و روایات میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ اس کے سوا جو کچھ منقول ہے وہ یا تو ضعیف ہے یا شاذ اور ناقابل حجت۔'' (إرواء الغلیل: ۳/۱۳۲) نیز اپنی کتاب صفة صلاة النبي لصلاة الکسوف، ص: ۱۰۴ میں لکھتے ہیں: [قُلْتُ وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ الْمُحَقِّقُونَ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا......] ''(کسوف کی نماز کا واقعہ ایک ہی ہے) میں کہتا ہوں اسی موقف کو متقدمین اور دورِ حاضر کے فقہاء و محدثین نے اختیار کیا ہے......''

* خلاصۂ بحث: اس موضوع سے متعلق حسب امکان تمام روایات کا جائزہ لینے سے یہی ظاہر ہوا کہ نماز کسوف کا واقعہ ایک ہی دفعہ پیش آیا ہے۔ جس کی تفصیل محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتاب صفة صلاة النبي لصلاة الکسوف میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے جس میں انھوں نے اس موضوع سے متعلقہ تمام روایات جمع کر کے ان پر ناقدانہ بحث کی ہے۔ یہ متعدد روایات ۲۱ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں:

① ابوبکرہ۔ ② ابومسعود انصاری۔ ③ ابوموسیٰ اشعری۔ ④ ابوہریرہ۔ ⑤ ابی بن کعب۔ ⑥ اسماء بنت ابی بکر۔ ⑦ ام سفیان۔ ⑧ بلال۔ ⑨ جابر بن عبداللہ۔ ⑩ حذیفہ بن یمان۔ ⑪ سمرہ بن جندب۔ ⑫ عائشہ۔ ⑬ عبداللہ بن عباس۔ ⑭ عبداللہ بن عمر۔ ⑮ عبداللہ بن عمرو۔ ⑯ عبداللہ بن مسعود۔ ⑰ عبدالرحمٰن بن سمرہ۔ ⑱ علی بن ابی طالب۔ ⑲ محمود بن لبید۔ ⑳ مغیرہ بن شعبہ۔ ㉑ نعمان بن بشیر...... رضی اللہ عنہم......

* اشکال: اگر تاریخی طور پر عہد نبوی میں متعدد بار کسوف کا اثبات ہوتا جیسا کہ بقول محمود پاشا فلکی مدینہ میں بروز بدھ ۱۴ جمادی ثانیہ ۴ ہجری بمطابق ۲۰ نومبر ۶۲۵ء کو بھی چاند بے نور ہوا اور بروز سوموار

۲۹ شوال سن ۴ ہجری ۲۷ جنوری ۶۳۲ء کو بھی' اور سید سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے پیش نظر عہد نبوت' یعنی عرصۂ ۲۳ سال میں ۱۹ مرتبہ کسوف کا واقعہ پیش آیا (رحمة للعالمين: ۲/۹۷)' تو کیا یہ تطبیق دینا مناسب نہیں کہ تعدد کسوف کی وجہ سے نماز کسوف پڑھنے کا واقعہ بھی بار بار پیش آیا ہو؟ تاکہ تمام روایات معمول بہ رہیں' یقیناً بہ نسبت ترجیح وتقدیم کے تمام روایات کو عمل میں لانا ہی اولیٰ ہے۔ بلکہ حتی الامکان تطبیق ہی کی کوشش کی جانی چاہیے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں مذکور ہے۔

تحقیق کی رو سے عہد نبوی میں تعدد کسوف کا وقوع تو ثابت ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا ان تمام مواقع پر آپ کا نماز پڑھنا بھی ثابت ہے؟ کیا کوئی مستند دلیل منقول ہے؟ کیونکہ ناممکن ہے کہ متعدد دفعہ آپ ﷺ نے کسوف کے موقع پر نماز پڑھی ہو' اور ایک جم غفیر نے آپ کی اقتدا کی ہو' پھر کسی روایت میں اس کا ذکر تک نہ ملے۔ جبکہ صحابۂ کرام ﷢ آپ کی ہر نقل وحرکت کا دقت سے جائزہ لیتے تھے۔ مدینے میں ۲۸ یا ۲۹ شوال سن ۱۰ ہجری میں کسوف کے موقع پر انھوں نے اس سے متعلقہ ہر چھوٹی بڑی بات نقل کی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ ماہرین فلکیات کی تحقیقات کے مطابق متعدد بار کسوف کا واقعہ پیش آیا لیکن کیا مکہ اور مدینہ میں دیکھا بھی گیا؟ یا بالفرض آپ ﷺ کے دیکھنے کی تصریح ہو بھی تو کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز کا اہتمام کیا؟ اگر اس کا ثبوت مہیا ہوتا ہے تو یقیناً متعدد رکوعات والی مختلف روایات کو تعدد واقعہ پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسا ثبوت مشکل ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری ؒ نے ۲۳ سالہ عرصے میں کسوف کے وقوع کی گنتی' تاریخ' مہینے اور سال تک کا تو تعین کیا ہے لیکن نہ تو ان کے اوقات کا ذکر فرمایا ہے اور نہ ان جگہوں اور علاقوں کو بیان کیا جہاں یہ واقعات ہوئے ہیں تاکہ مدینہ منورہ میں جو سورج گرہن ملاحظہ کیا گیا اس سورج گرہن سے ممیّز ہو جاتا جو وہاں ملاحظہ نہیں کیا گیا۔ بہر حال حساب وکتاب سے کسوف کا پتا تو لگایا جا سکتا ہے لیکن اس سے آپ کی رؤیت اور پھر نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ غرض تعدد کسوف سے آپ کا متعدد بار نماز پڑھنا لازم نہیں آتا۔ مزید تسلی کے لیے کسوف کا جدول ملاحظہ فرما لیا جائے۔ (رحمة للعالمين: ۲/۹۷' ۹۸) اس موضوع سے متعلقہ بعض روایات کے سیاق سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام ﷢ کو اس موقع کی مناسبت سے کچھ معلوم نہ تھا بلکہ اس سانحے پر ان کی نظریں نبی ﷺ پر لگی ہوئی تھیں کہ دیکھیں

آپ کیا حکم فرماتے ہیں یا کیا عمل بجالاتے ہیں جیسا کہ عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے واضح ہوتا ہے۔(صحیح مسلم' الکسوف' حدیث:۹۱۳)

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق دیگر احکام ومسائل

* ذکر اذکار' توبہ واستغفار' صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا اہتمام کرنا: سورج یا چاند گرہن کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بطور خاص توبہ واستغفار' ذکر' صدقہ خیرات اور غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَ اسْتِغْفَارِهِ] ''جب تم یہ کچھ دیکھو تو فوراً اللہ کے ذکر' دعا اور اس کی بخشش طلب کے لیے جلدی کرو۔''(صحیح البخاري' الکسوف' حدیث:۱۰۵۹)

اگر نماز کسوف پڑھ لینے کے بعد بھی گرہن بدستور لگا رہے یا ابھی باقی ہو تو دعا' ذکر اذکار اور توبہ واستغفار میں مصروف رہنا چاہیے۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[وَ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتّٰى يَنْكَشِفَ مَابِكُمْ] ''جب دونوں میں سے کسی ایک کا وقوع ہو جائے تو نماز پڑھو اور اس وقت تک دعائیں کرتے رہو جب تک کہ تم سے یہ کیفیت ختم نہ ہو جائے۔'' (صحیح البخاري، الکسوف' حدیث:۱۰۶۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:[فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوا، وَ صَلُّوا وَ تَصَدَّقُوا] ''جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو' اس کی کبریائی بیان کرو' نماز پڑھو اور صدقہ وخیرات کرو۔''(صحیح البخاري' الکسوف' حدیث:۱۰۴۴) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:[لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ] (صحیح البخاري' الکسوف' باب من أحب العتاقة في کسوف الشمس' حدیث:۱۰۵۴' و العتق' باب مایستحب من العتاقة في الکسوف' حدیث:۲۵۱۹) اسی مؤخر الذکر عنوان کے تحت یہ الفاظ بھی ہیں:[كُنَّا نُؤْمَرُ عِنْدَالْخُسُوفِ بِالْعَتَاقَةِ] ''خسوف وکسوف کے موقع پر ہمیں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔'' (صحیح البخاري' حدیث:۲۵۲۰) بہر حال مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ گرہن کے موقع پر ذکر

اور دعا وغیرہ کا خاص اہتمام ہونا چاہیے۔

* **نماز کسوف وخسوف کے لیے اذان واقامت:** نماز کسوف کے لیے اذان واقامت مشروع نہیں بلکہ صرف اجتماع کا اعلان کیا جائے۔ عہد رسالت میں ایسے مواقع پر اَلصَّلَاةَ جَامِعَةً کے الفاظ استعمال ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الكسوف' حديث: ١٠٦٦' وصحيح مسلم' الكسوف' حديث: (٣)-٩٠١) عبداللہ بن عمرو ؓ کی حدیث پر امام بخاری ؒ بایں الفاظ عنوان تحریر فرماتے ہیں: باب النداءِ بِـ"الصَّلَاةَ جَامِعَةً" فِي الْكُسُوفِ (صحيح البخاري' الكسوف' حديث: ١٠٤٥' رقم الترجمة: ٣)

* **نماز کسوف میں قراءت کا بیان:** دن ہو یا رات سورج یا چاند گرہن کی نماز میں بصورت جماعت جہری قراءت ہی سنت ہے۔ اس کی دلیل حدیث عائشہ واسماء ہے...... ؓ...... حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: [جَهَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ] "نبیٔ اکرم ﷺ نے نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت فرمائی۔" (صحيح البخاري' الكسوف' حديث: ١٠٦٥)

اسماعیلی اور مسند احمد کی روایت میں مزید تصریح ہے۔ اس میں سورج گرہن کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی اونچی آواز سے کی گئی۔ (مسند أحمد: ٦/٧٦، والموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد: ٢٢/٤١' وفتح الباري: ٢/٥٤٩) حدیث عائشہ میں [صَلَاةِ الْخُسُوفِ] سے مراد سورج گرہن کی نماز ہی ہے۔ اس کی مزید وضاحت اوزاعی ؒ کے طریق سے منقول روایت سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں [إِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ] کے الفاظ آتے ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الكسوف' حديث: ١٠٦٦' و صحيح مسلم' الكسوف' حديث: ٩٠١)

ائمہ میں سے یہی موقف امام ابو یوسف' محمد' امام احمد' اسحاق' ابن خزیمہ' ابن منذر اور ابن العربی ؒ کا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ٢/٥٥٠) امام بخاری ؒ کا بھی یہی رجحان ہے۔ امام ترمذی ؒ نے امام مالک کا بھی یہی موقف ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصلاة' حديث: ٥٦٠-٥٦٣) بنابریں احادیث وآثار کی روشنی میں یہی موقف راجح ہے۔ دن یا رات کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ واللہ أعلم.

* **نماز کسوف میں سری قراءت سے متعلق دلائل اور ان کی حقیقت:** ① ابوداود وغیرہ میں

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس سے عدم جہر کے قائلین استدلال کرتے ہیں۔اس میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی صراحت ہے کہ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔[لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا]
(سنن أبي داود' الكسوف' حديث:١١٨٤' و جامع الترمذي' الصلاة' حديث:٥٦٢)

یہ استدلال چند وجوہ سے کمزور ہے۔اولاً: یہ روایت ثعلبہ بن عباد کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ یہ مجہول ہے۔دیکھیے:(ميزان الاعتدال:١/٣٧١)

ثانیاً: اس میں نفی ہے جبکہ حضرت عائشہ و اسماء رضی اللہ عنہما کی احادیث میں اثبات ہے' یعنی جہری قراءت کا ثبوت ہے۔اصولی طور پر اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔

ثالثاً: ممکن ہے سمرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوں جس وجہ سے آپ کی قراءت نہ سن سکے' گویا اس میں اپنے سماع کی نفی کی گئی ہے نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہر کی۔

رابعاً: جہری قراءت کا ذکر صحیحین میں ملتا ہے جبکہ نفی والی روایت دیگر کتب میں ہے' اس لیے تعارض کے وقت صحیحین کی روایت کو تقدیم و ترجیح حاصل ہوگی۔مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے:(فتح الباري: ٢/٥٥٠' ونيل الأوطار: ٣/٣٧٧' والسيل الجرار:١/٦٥٠ مطبوعة' دارابن كثير' وفتاویٰ الدين الخالص:٦/ ٥٤٩)

⑦ امام شافعی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تعلیقاً روایت کی ہے۔وہ فرماتے ہیں: سورج گرہن کی نماز میں' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حرف بھی نہ سنا۔(كتاب الأم للشافعي:٢/٧٥' طبعه دارإحياء التراث العربي' ومسند أحمد:١/٢٩٣' والتلخيص الحبير:٢/١٩٢)
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ اثر فتح الباری میں بھی نقل کیا ہے۔اس کے بعد لکھتے ہیں:"امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے تین طرق سے موصولاً ذکر کیا ہے' ان طرق کی سندیں سخت ضعیف ہیں۔بالفرض اگر انھیں صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی جہر کا اثبات کرنے والا ایک زائد چیز بیان کر رہا ہے' لہٰذا اسے اختیار کرنا اولیٰ ہے۔اور اگر تعدد واقعہ ثابت ہو جائے تو اس صورت میں سری اور مخفی قراءت کرنا بیان جواز کے لیے ہو گی۔"(فتح الباري:٢/٥٥٠)

⑧ نیز امام شافعی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول: [نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ]

(صحيح البخاري' الكسوف' حديث:١٠٥٢) سے بھی سورج گرہن کے موقع پر مخفی قراءت کا استدلال کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قراءت سنی ہوتی تو انھیں مذکورہ اندازے کی ضرورت نہ تھی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے پوشیدہ قراءت کی تھی۔ ملاحظہ فرمایئے: (كتاب الأم:٢/٧٥' و السنن الكبرى للبيهقي:٣/٣٣٥) لیکن امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ بھیڑ اور رش کی وجہ سے وہ آپ سے دور ہوں گے جس سے انھیں اس اندازے کی ضرورت پڑی' نیز یہ توجیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت کہ میں سورج گرہن کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑا تھا' کے خلاف نہیں کیونکہ وہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔ بالفرض اگر اسے صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے قریب ہی کھڑے تھے' پھر بھی اس کا احتمال ہے کہ جو تلاوت آپ ﷺ نے فرمائی' وہ اسے بعینہٖ یاد نہ رکھ سکے ہوں اور اس کی مقدار کو یاد رکھ لیا ہو' اس وجہ سے انھیں اندازے اور تخمینے کی ضرورت پیش آئی اور انھوں نے سورۂ بقرہ کی قراءت کا اندازہ لگایا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:٢/٥٥٠)

امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک جہری قراءت زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ نماز باجماعت ادا ہوتی ہے' اس کے لیے منادی کی جاتی ہے اور خطبہ دیا جاتا ہے' لٰہذا یہ نماز عید اور نماز استسقا کے مشابہ ہے۔ (فتح الباري:٢/٥٥٠)

الحاصل: نماز کسوف وخسوف دونوں میں جہری قراءت کرنا ہی مسنون ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے مذکورۃ الصدر سمرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی احادیث سے مخفی قراءت کا استدلال کیا ہے اور اسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مستدل قرار دیا ہے۔ (شرح معاني الآثار:١/٣٣٣) لیکن مذکورہ بحث و تحقیق کی روشنی میں ان سے استدلال محل نظر ہے۔ واللّٰه أعلم.

* سورج اور چاند گرہن کے موقع پر خطبہ: رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی کوئی حادثہ یا اہم واقعہ رونما ہوتا تو آپ موقع کی مناسبت سے خطبہ ارشاد فرماتے۔ اسی طرح جب سورج گرہن لگا تو آپ نے نماز کے بعد موقع کی مناسبت سے نہایت اہم خطبہ دیا۔ اس میں ترغیب و ترہیب کا پہلو غالب تھا جس کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔ بنابریں اس موقع پر خطبہ دینا نہ صرف مسنون بلکہ مستحب

ہے۔ واللہ أعلم. امام شافعیؒ امام اسحاق اور اکثر اصحاب الحدیث اسے مستحب کہتے ہیں۔ (فتح الباري: ۵۳۴/۲)

بعض اہل علم اس کی سنیت کے قائل نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ نے جو خطبہ دیا تھا یہ اس وقت کے حالات کا تقاضا تھا کیونکہ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ سورج اور چاند کسی عظیم انسان کی پیدائش یا وفات پر بے نور ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے خطبہ میں اس اعتقادِ باطل کی نفی فرمادی اور بس۔ لیکن یہ توجیہ محل نظر ہے۔

اولاً: اس لیے کہ یہاں صرف اسی بات کا ذکر یا اس کی تردید مقصود نہیں تھی بلکہ کچھ اور امور بھی مذکور ہیں جن کا ذکر واقعی اس موقع کی مناسبت سے پر تاثیر تھا۔

ثانیاً: اتباع کا تقاضا یہی ہے کہ جب نبی ﷺ نے خطبہ دیا ہے تو بعد والے بھی خطبہ دیں۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی ذات گرامی) میں اچھا نمونہ ہے'' کا بھی یہی تقاضا ہے' الا کہ تخصیص کی کوئی واضح دلیل یا قرینہ ہو۔

ثالثاً: لوگ دین سے دور ہیں۔ خصوصاً آج کل بدعقیدگی اس قدر عام ہے کہ کثیر دینی اور دعوتی سرگرمیوں کے باوجود لوگ عموماً دینی تعلیمات سے یکسر عاری ہیں۔ وعظ ونصیحت' فکر آخرت اور اصلاح احوال کے یہ لوگ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت کہیں زیادہ مستحق اور ضرورت مند ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (فتح الباري: ۵۳۴/۲) رسول اللہ ﷺ کے خطبے کا لب لباب بھی یہی تھا۔ جس کی تفصیل آ گے آ رہی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اس کی مشروعیت کی بابت حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کی احادیث میں اس موقع پر خطبے کی صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الکسوف' باب الصدقة في الکسوف' حدیث: ۱۰۴۴' و الوضوء' باب من لم یتوضأ إلا من الغشي المثقل' حدیث: ۱۸۴)

ملحوظہ: بڑی تعجب خیز بات ہے کہ احناف میں سے صاحبِ ہدایہ نماز کسوف کے بعد خطبے کی مشروعیت کے قائل نہیں۔ اس کی وجہ انھوں نے یہ بتائی ہے کہ اس بارے میں کچھ بھی منقول نہیں۔ سبحان اللہ!

حالانکہ اس بارے میں کئی احادیث منقول ہیں۔ یہ سب کچھ احادیث سے عدم شغف کی وجہ سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (الهداية، ص:١٣٤، درسی نسخه، وفتح الباري:٢/٥٣٤)

* خطبے کے اہم نکات: ① سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیاں ہیں، کسی کی موت و حیات کا ان کے بے نور ہونے میں قطعاً کوئی دخل نہیں۔

② ان کا بے نور ہونا بندوں کے لیے باعث عبرت و نصیحت ہے۔ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بندوں کو ڈراتا ہے۔ گویا جب اتنی بڑی مخلوقات اس کے قبضۂ قدرت اور تصرف میں ہیں تو انسان کی کیا حیثیت؟

③ نبی ﷺ نے اس موقع پر بطور خاص عذاب قبر سے ڈرایا، فرمایا: ''مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمھیں قبروں میں آزمایا جاتا ہے۔'' یعنی تمھارا امتحان ہوتا ہے، پھر آپ ﷺ نے قبر میں سوال و جواب کا ذکر فرمایا۔

④ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ذکر اذکار، تکبیر و تہلیل، توبہ واستغفار، صدقہ و خیرات اور غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔

⑤ لوگوں کو متنبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں وہ کسی صورت بھی برداشت نہیں کرتا کہ اس کا بندہ یا بندی بدکاری کا ارتکاب کریں۔

⑥ مزید فرمایا: ''جس حقیقت سے میں آگاہ ہوں اگر تمھیں بھی اس کا یقین ہو جائے تو تم کم ہنسو اور زیادہ روو۔'' مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (مختصر صحيح البخاري للألباني، حديث:١١٦ و ٥٢٦)

خطبۂ نبوی کا مذکورہ خلاصہ واضح ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے شمس و قمر کے متعلق مزعومہ عقیدے ہی کی تردید نہیں فرمائی بلکہ موقع و محل کے مطابق اور بھی عمدہ نصیحتیں اور تنبیہات فرمائیں اور چند مشاہدات کا تذکرہ بھی کیا۔ غرض اصلاح احوال اور فکر آخرت کے لیے ان کی افادیت سے کوئی مفر نہیں۔ ان تنبیہات کی ضرورت تھی، فی الحال ہے اور رہے گی۔

* عورتوں کی نماز کسوف میں شرکت: نماز کسوف میں عورتیں بھی شریک ہو سکتی ہیں بشرطیکہ مناسب انتظام ہو اور کسی قسم کا اختلاط نہ ہو جیسا کہ حضرت عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما دیگر خواتین کے ساتھ نبیٔ اکرم ﷺ کی اقتدا میں تھیں۔ (صحيح مسلم، الكسوف، حديث:٩٠٣) امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کی مشروعیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے: ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں: باب صلاة النساء مع الرجال

في الكسوف ''نماز کسوف میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی نماز کی مشروعیت۔'' (صحيح البخاري' الكسوف' حديث: ١٠٥٣) تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباري: ٢/٥٤٣)

چونکہ یہ موقع اجتماعیت کا ہوتا ہے' اس میں اجتماعیت مستحب ہے' اس لیے اس اجتماع عام میں عورتوں کی شرکت بھی مطلوب و مندوب ہے تاکہ ہر کس و ناقص اللہ کی بارگاہ میں تائب ہو' گناہوں کی بخشش مانگے' صدقہ و خیرات کرے اور باجماعت لمبی نماز کسوف ادا کر کے اللہ رب العزت کو خوش کرنے کی کوشش کرے تاکہ یہ پریشان کن کیفیت زائل ہو جائے۔

* نماز کسوف کی مسجد میں ادائیگی: سورج یا چاند گرہن کی نماز اجتماعی طور پر مسجد میں مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل تھا۔ حضرت عائشہ ؓ کی حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ فرماتی ہیں: [فَخَرَجْتُ فِي نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ فِي الْمَسْجِدِ' فَأَتَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مُصَلَّاهُ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ] ''تو میں کچھ عورتوں کے ساتھ حجروں کے درمیان سے ہوتی ہوئی مسجد کی طرف نکلی۔ (اس دوران) رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے اتر کر سیدھے اس طرف گئے جہاں آپ عام طور پر نماز پڑھایا کرتے تھے۔'' (صحيح مسلم' الكسوف' حديث: ٩٠٣) غرض مسجد ہی میں نماز کسوف سنت ہے۔ مزید دیکھیے: (شرح صحيح مسلم للنووي: ٦/٢٩٢' وفتح الباري: ٢/٥٤٤) والله أعلم.

* اوقات مکروہہ میں ادائیگی؟: نماز کسوف ممنوعہ اوقات میں (سورج چڑھتے یا عین زوال کے وقت یا غروب ہوتے ہوئے) پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس سے قبل یہ سمجھنا ضروری ہے کہ احادیث میں ان اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے؟ امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک صرف اسی دن کی نماز عصر ادا کی جا سکتی ہے کہ اگر کوئی بھول گیا ہے اور اس وقت یاد آیا جب سورج غروب ہو رہا تھا تو وہ اس وقت اسے ادا کر سکتا ہے' باقی کوئی نماز ان اوقات میں جائز نہیں۔ امام مالک اور شافعی ؒ اس حد تک متفق ہیں کہ فوت شدہ کوئی بھی فرض نماز ممنوعہ اوقات میں ادا کی جا سکتی ہے۔ مزید یہ کہ امام شافعی ؒ کے نزدیک ان اوقات مکروہہ میں مطلق نوافل جائز نہیں' سببی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ (بداية المجتهد: ١/١٩١) سببی نمازوں یا نوافل سے مراد وہ نمازیں ہیں جن کی ادائیگی کے لیے خاص اسباب یا مواقع کا تعین

ہو' جیسے تحیۃ المسجد کہ اگر مسجد میں پہنچ کر بیٹھنا ہو تو تب ان کی ادائیگی مطلوب ہے' سجدۂ تلاوت کہ یہ تلاوت سے معلق ہے' نیز فجر کی سنتیں کہ جب کسی وجہ سے فرض نماز سے قبل ادا نہ کی جا سکیں تو بعد میں پڑھی جا سکتی ہیں بلکہ آپ ﷺ نے خود بھی ایک دفعہ ظہر کی دو رکعتیں' جو مصروفیت کی وجہ سے رہ گئی تھیں' عصر کے بعد ادا فرمائیں۔ اسی طرح فجر اور عصر کے بعد نماز جنازہ بالاتفاق جائز ہے۔ یہ امام ابن منذر کی رائے ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۹۱/۲۳)

جب اس قسم کی صورتوں کو دیگر دلائل یا اضطرار کی وجہ سے مستثنیٰ کر لیا گیا ہے اور عام ممانعت کی احادیث انھیں شامل نہیں تو ممنوع اوقات میں نماز کسوف کی ادائیگی بھی درست بلکہ مطلوب ہے۔ نماز کسوف کے لیے کسی وقت کا تعین درست نہیں کیونکہ اس کا دارو مدار گرہن لگنے پر ہے۔ اور جونہی گرہن دیکھا جائے یا اس کی اطلاع موصول ہو تو فوراً نماز کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ سورج کے مکمل طلوع یا غروب ہونے سے سبب زائل بھی ہو سکتا ہے۔ تب اس کی ادائیگی نہ مطلوب ہے نہ ممکن' اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: [فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا] ''تم جب بھی انھیں گرہن زدہ دیکھو تو نماز پڑھو۔'' (صحيح البخاري' الكسوف' حديث: ١٠٤٠)

یقیناً آپ ﷺ کا یہ حکم عام ہے۔ کسی وقت سے نہیں بلکہ سبب اور علت سے معلق ہے۔ اس کا عموم ممانعت والی احادیث کے عموم سے اقویٰ' محفوظ اور غیر مخصوص ہے جبکہ ان کا عموم اس پائے کا نہیں بلکہ اس میں مانعین کے نزدیک بھی کچھ تخصیصات ہوئی ہیں جیسا کہ مذکورہ مثالوں سے واضح ہے۔ غرض اصولاً' اگرچہ دونوں قسم کے عموم آپس میں متعارض ہیں' غیر مخصوص عموم کو تقدیم و ترجیح ہوگی۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ نماز کسوف کی حیثیت عام مطلق نوافل وغیرہ کی نہیں بلکہ اسے ایک درجہ تخصیص حاصل ہے' اس لیے بالفرض اگر سورج چڑھتے ہی گرہن زدہ ہو تو تاخیر کی ضرورت نہیں جیسا کہ نہی کی احادیث کا تقاضا ہے بلکہ اس موضوع سے متعلقہ روایات کی روشنی میں وجود سبب کی بنا پر فوراً نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جمہور کا یہی موقف ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اوقات کراہت کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (مجموع الفتاویٰ: ۱۹۹-۱۷۸/۲۳)

امام شافعی ؒ فرماتے ہیں: جب سورج گرہن زدہ ہو' خواہ نصف النہار ہو یا بعد العصر یا اس سے قبل' امام لوگوں کو نماز کسوف پڑھائے کیونکہ نبیِ اکرم ﷺ نے نماز کا حکم سورج گرہن کی وجہ سے دیا ہے' لہٰذا جس وقت میں رسول اللہ ﷺ نے نماز کا حکم دیا ہے اس وقت میں نماز حرام نہیں ہو سکتی' جیسے فوت شدہ نماز کا وقت' نماز جنازہ اور اسی طرح اگر کوئی انسان کسی نماز کو اپنے اوپر پختہ کر لے' یعنی اس کی نذر مان لے' پھر مصروف ہو جائے یا اسے بھول جائے (تو یقیناً جب بھی فرصت ملے یا یاد آئے اسی وقت پڑھنا ضروری ہے۔)(كتاب الأم:٢/٧٥'٧٦)

حافظ ابن حجر ؒ [فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَقُومُوا فَصَلُّوا] کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز کسوف کا وقت معین نہیں کیونکہ اس کا تعلق کسوف سے ہے اور یہ دن میں کسی بھی وقت ممکن ہے۔ امام شافعی اور ان کے متبعین اسی کے قائل ہیں۔ احناف کا موقف یہ ہے کہ جن اوقات میں نوافل پڑھنے مکروہ ہیں ان میں نماز کسوف پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ امام احمد ؒ کا مشہور موقف بھی یہی ہے۔ مالکیہ کے نزدیک اس نماز کا وقت چاشت سے شروع ہو کر زوال آفتاب یا ایک روایت کے مطابق عصر تک ہے۔ تاہم امام شافعی کا موقف ہی راجح ہے کیونکہ مقصود یہ ہے کہ یہ نماز گرہن ختم ہونے سے قبل ہی ادا کی جائے۔ گرہن زائل ہونے کے بعد بالاتفاق اس کی ادائیگی کی ضرورت نہیں۔ اگر نماز کسوف کسی وقت میں منحصر ہو تو اس سے قبل بھی گرہن کا ختم ہونا ممکن ہے جس سے نماز کا مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ اور جہاں تک چاشت کے وقت آپ ﷺ کے نماز ادا کرنے کا تعلق ہے تو کثرت طرق کے باوجود میں کسی ایسے طریق پر مطلع نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے قصداً چاشت کے وقت یہ نماز پڑھی ہو اور (جو اس بارے میں منقول ہے) وہ اتفاقی واقعہ ہے جو اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں ادائیگی کی ممانعت پر دلالت نہیں کرتا۔ تمام طرق میں یہی ہے کہ آپ نے کسوف کا علم ہونے کے بعد فوراً اس نماز کا اہتمام کیا ہے۔ (فتح الباري: ٢/٥٢٨' ونيل الأوطار:٣/٣٧١'٣٧٢ و مرعات المفاتيح:٢/٣٨٠)

امام صنعانی ؒ فرماتے ہیں: [وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ فِعْلَهَا يَتَقَيَّدُ بِحُصُولِ السَّبَبِ فِي أَيِّ وَقْتٍ كَانَ مِنَ الْأَوْقَاتِ' وَ إِلَيْهِ ذَهَبَ الْجُمْهُورُ] ''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے

کہ اس کی ادائیگی حصولِ سبب کے ساتھ مقید ہے۔ یہ جس وقت بھی ہو۔ جمہور نے یہی رائے اختیار کی ہے۔" معلوم ہوا یہ نماز بھی دیگر مخصوصات کی طرح ہے اور عام احادیث نہی کے عموم سے خارج ہے۔ واللہ المستعان.

* چاند گرہن کے وقت نماز کا طریقہ: چاند گرہن کے وقت بھی نماز کا وہی طریقہ ہے جو سورج گرہن کے وقت اختیار کیا جاتا ہے یعنی اس میں بھی نماز باجماعت ہی مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم دونوں مواقع پر یکساں ہے۔ فرمایا: [إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، وَإِنَّهُمَا لَايَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوا......] "یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ دونوں کسی کی موت (اور زندگی) کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب اس طرح ہو (کسی ایک کو گرہن لگ جائے) تو تم نماز پڑھو......۔" (صحيح البخاري' الكسوف' حديث: ١٠٦٣) ایک دوسرے طریق سے ابن حبان میں یہ الفاظ ہیں: [فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا......] "جب ان میں سے کسی ایک کو کچھ ہوتا دیکھو......۔" (صحيح ابن حبان' حديث: ٢٨٣٥' بتحقيق الشيخ شعيب أرناؤط) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں: [فَإِذَا انْكَسَفَا] "جب یہ دونوں بے نور ہوں" کے الفاظ ہیں۔ (صحيح ابن حبان' حديث: ٢٨٣٨' تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباري: ٢/ ٥٤٨)

رسول اللہ ﷺ سے اگرچہ بسند صحیح چاند گرہن کی نماز کا اثبات مشکل ہے لیکن آپ ﷺ کے قول سے اس کی باجماعت ادائیگی کی مشروعیت ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام ابن قیم رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ سے چاند گرہن کے وقت باجماعت نماز پڑھنا منقول نہیں' لیکن امام ابن حبان نے اپنی کتاب السيرة میں بیان کیا ہے کہ ۵ ہجری کو چاند گہنا گیا۔ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی۔ اسلام میں یہ پہلی نماز کسوف تھی۔" لیکن یہ سنداً کمزور ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ٢/ ٥٤٨)

مذکورہ بالا روایات وطرق کی روشنی میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَفِي ذٰلِكَ رَدٌّ عَلٰى مَنْ قَالَ لَاتُنْدَبُ الْجَمَاعَةُ فِي كُسُوفِ الْقَمَرِ] "ان روایات سے اس شخص کی تردید ہوتی ہے جو یہ کہتا ہے کہ چاند گرہن کی نماز میں جماعت مستحب نہیں۔" (فتح الباري: ٢/ ٥٤٨)

ملحوظہ: صحیح ابن حبان میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند گرہن کی نماز بھی پڑھی ہے، وہ فرماتے ہیں: [أَنَّهُ صَلّٰى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ] ''رسول اللہ ﷺ نے سورج اور چاند کے گرہن کے وقت تمھاری نماز جیسی نماز پڑھائی۔'' (صحيح ابن حبان، حديث:٢٨٣٧، وفتح الباري:٢/ ٥٣٨) شیخ شعیب ﷾ فرماتے ہیں: اس کے رجال ثقات ہیں سوائے عبدالکریم بن عبداللہ سکری کے کہ مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔ (ابن حبان بتحقيق الشيخ شعيب أرناؤط: ٧/ ٧٩)

معلوم ہوا یہ روایت اس اضافے سے ضعیف ہے۔ شیخ البانی ؒ نے اس روایت کی بابت مفصل تحقیق کی ہے۔ ان کے نزدیک وَالْقَمَرِ کا اضافہ شاذ (ضعیف) ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (صفة صلاة النبي ﷺ لصلاة الكسوف: ٦٢-٦٧)

امام بخاری ؒ کا رجحان بھی یہی لگتا ہے کہ وہ چاند گرہن کی نماز باجماعت کی مشروعیت کے قائل ہیں کیونکہ ان کے سامنے ابوبکرہ کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں: [وَ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوا] اس حدیث پر انھوں نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: بَابُ الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الْقَمَرِ ''چاند گرہن کے موقع پر نماز (کی مشروعیت)۔'' (صحيح البخاري، الكسوف، حديث:١٠٦٣، رقم الترجمة:١٧)

ائمۂ ثلاثہ (امام مالک، شافعی اور احمد ﷭) بھی اسی کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک اس کی جماعت مسنون ہے۔ احناف اس کی نماز کے تو قائل ہیں لیکن اکیلے اکیلے، باجماعت نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الفقه الإسلامي و أدلته: ٢/ ٤٠٩) احناف کا موقف دلائل کی رو سے مرجوح ہے۔ والله أعلم.

مزید برآں یہ کہ امام ابو یوسف اور امام محمد ؒ کے نزدیک سورج اور چاند گرہن کے وقت جماعت شرط ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (نيل الأوطار: ٣/ ٣٧٩)

تنبیہ: چاند گرہن کی نماز باجماعت کے لیے اس موقف کے بعض حاملین بطور حجت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر بھی پیش کرتے ہیں لیکن سنداً ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ چاند گہنا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بصرہ میں تھے۔ حسن بصری فرماتے ہیں: وہ وہاں سے نکلے اور ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ ہر رکعت میں دو رکوع تھے، پھر سوار ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: میں

نے اسی طرح نماز پڑھی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔(كتاب الأم' رقم الأثر: ٥٠٥' مطبوعة دار إحياء التراث العربي' ومسند الشافعي' ملحقة كتاب الأم:١٠/٣٦٥' رقم الأثر:٣٤٨) حافظ ابن حجر ﷫ نے تلخیص میں اسے ابراہیم بن محمد وغیرہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے :(التلخيص الحبير:٢/١٩١' مطبوعه' مؤسسه قرطبه) بنابریں اس بحث وتحقیق سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے چاند گرہن کی نماز فعلاً ثابت نہیں' تاہم آپ کے قول سے نماز باجماعت کی تائید ہوتی ہے۔والله أعلم.

والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ١٦) - كِتَابُ الْكُسُوفِ (التحفة . . .)

گرہن سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - كُسُوفُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ (التحفة ٦٠٨)

باب:۱-سورج اور چاند گرہن

١٤٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ تَعَالَى لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ».

۱۴۶۰-حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت اور پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''دو نشانیاں'' یعنی بذات خود سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ یا انھیں گرہن لگنا اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ جب یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ و قدرت اور تصرف میں ہیں تو کسی کی موت اور پیدائش ان میں کیا اثر کر سکتی ہے؟ ② اس دور کے لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ کوئی بڑا شخص فوت یا پیدا ہو تو سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے۔ مذکورہ گرہن نبیٔ اکرم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر لگا تھا۔ لوگوں نے اسے ان کی وفات سے متعلق کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تردید فرمائی۔ (صحيح البخاري' الكسوف' حديث:۱۰۴۳' وصحيح مسلم' الكسوف' حديث:۹۱۵) ③ ماہرین فلکیات کے نزدیک چاند کی روشنی اپنی نہیں بلکہ سورج کی روشنی اس پر پڑنے سے یہ روشن نظر آتا ہے۔ جب سورج کی روشنی اس پر نہیں پڑتی تو یہ نظر نہیں آتا' لہٰذا جب زمین سورج اور چاند کے درمیان میں

١٤٦٠ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب قول النبي ﷺ "يخوف الله عباده بالكسوف"، ح:١٠٤٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٤٠.

آ جائے تو زمین کی رکاوٹ کی وجہ سے چاند پر روشنی نہیں پڑتی۔ اسے چاند گرہن کہتے ہیں۔ اور یہ قمری مہینے کی تیرہ یا چودہ تاریخ کو ہوسکتا ہے' آگے پیچھے نہیں۔ اور جب زمین اور سورج کے درمیان چاند آ جائے تو سورج کے جتنے حصے کے سامنے چاند آ جائے گا' وہ زمین پر نظر نہیں آئے گا۔ اسے سورج گرہن کہتے ہیں اور یہ قمری مہینے کے آخری ایک دو دنوں میں ہوسکتا ہے' آگے پیچھے نہیں۔ سورج اور چاند کا گھنا زمین اور چاند کی رفتار کے حساب سے ہے' لہٰذا وقت سے پہلے ان کا ٹھیک ٹھیک حساب لگا کر بتایا جاسکتا ہے۔ ④ "ڈراتا ہے" ویسے سورج کا غروب ہونا اور مہینے کے شروع اور آخر میں پورے چاند کا نظر نہ آنا بھی گرہن کے مثل ہی ہے مگر چونکہ یہ روز مرہ ہیں' اس لیے ان پر کوئی حیرت یا اچنبھا نہیں ہوتا مگر گرہن کبھی کبھار ہوتا ہے' اس لیے اس پر حیرت ہوتی ہے اور انسان خوف زدہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے نصیحت حاصل کرنے کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ اور ایسے موقع پر حکم بھی یہی ہے کہ توبہ و استغفار اور اللہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

(المعجم ٢) - اَلتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالدُّعَاءُ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ (التحفة ٦٠٩)

باب:٢-سورج گرہن کے وقت تسبیحات وتکبیرات کہنا اور دعا مانگنا

١٤٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - هُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَمُرَةَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَتَرَامٰى بِأَسْهُمٍ لِي بِالْمَدِينَةِ إِذِ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَجَمَعْتُ أَسْهُمِي وَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ مَا أَحْدَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ، فَأَتَيْتُهُ مِمَّا يَلِي ظَهْرَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُو حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا، قَالَ: ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

١٤٦١- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تیراندازی کر رہا تھا کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ میں نے اپنے تیر اکٹھے کیے اور دل میں عزم کیا کہ میں ضرور جا کر دیکھوں گا کہ اللہ کے رسول ﷺ اس موقع پر کیا طریقہ اختیار فرماتے ہیں۔ میں آپ کی پچھلی جانب سے آپ کے قریب آیا۔ اس وقت آپ مسجد میں تھے۔ آپ تسبیح وتکبیر پڑھنے لگے اور دعا کرنے لگے حتی کہ گرہن ختم ہو گیا' پھر آپ اٹھے اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور چار سجدے کیے۔

١٤٦١ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح:٩١٣ من حديث الجريري به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٤١.

فوائد ومسائل: ① سورج یا چاند گرہن لگنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھی جائیں گی' جس قدر لمبی پڑھی جاسکیں۔ پھر تسبیحات' تکبیرات پڑھی اور دعائیں مانگی جائیں گی تا آنکہ گرہن ختم ہو جائے۔ ② مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تسبیحات' تکبیرات اور دعائیں پہلے ہیں اور نماز بعد میں۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ اس موضوع سے متعلق جمیع روایات اس کے خلاف ہیں بلکہ صحیح مسلم میں عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب مسجد میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نماز میں تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الكسوف' حدیث: ۹۱۲) بنابریں اگرچہ بعض ائمہ ومحققین نے اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں لیکن دلائل کی رو سے اور جمیع روایات کو جمع کرنے سے یہی موقف راجح معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت میں نماز سے پہلے تسبیح وتکبیر اور دعا کا ذکر کرنا کسی راوی کی غلطی اور وہم ہے۔ واللہ أعلم. نیز شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اس حدیث کی تحقیق میں یہی کچھ لکھتے ہیں' فرماتے ہیں: [أما نحن فنراها خطأ من بعض الرواة عن الجريري. والله أعلم.] مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاة النبي ﷺ لصلاة الكسوف' ص: ۶۸-۷۴' رقم الحديث: ۱۴' و ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ۱۶/۳۸۹-۳۹۱) ③ گرہن کے موقع پر نماز' توبہ اور تسبیحات کا حکم ہے۔ گویا مظاہر قدرت میں کسی قسم کی تبدیلی سے ہم میں بھی عبرت پذیری آنی چاہیے اور دنیا سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

(المعجم ٣) - اَلْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ (التحفة ٦١٠)

باب: ۳- سورج گرہن کے وقت نماز کا حکم

١٤٦٢ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ تَعَالٰى فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا».

۱۴۶۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم انھیں گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز پڑھو۔''

١٤٦٢ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ١٠٤٢، ومسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح: ٩١٤ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٤٤.

(المعجم ٤) - **بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الْقَمَرِ** (التحفة ٦١١)

١٤٦٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا».

باب:۴- چاند گرہن کے وقت نماز کا حکم

۱۴۶۳- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ جب تم انھیں (اس حال میں) دیکھو تو نماز پڑھو۔''

(المعجم ٥) - **بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ الْكُسُوفِ حَتّٰى تَنْجَلِيَ** (التحفة ٦١٢)

١٤٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ».

باب:۵- گرہن کے موقع پر سورج اور چاند کے روشن ہونے تک نماز پڑھنے کا حکم

۱۴۶۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت وحیات کی بنا پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز پڑھو حتی کہ یہ حالت ختم ہو جائے۔''

١٤٦٣ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب لا تنكسف الشمس لموت أحد ولا لحياته، ح: ١٠٥٧ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ٩١١ (انظر الحديث السابق) من حديث إسماعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٤٥.

١٤٦٤ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ١٠٤٠ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٤٦.

١٤٦٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَوَثَبَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتْ.

۱۴۶۵- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے اٹھے‘ پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں حتی کہ سورج صاف روشن ہو گیا۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْأَمْرِ بِالنِّدَاءِ لِصَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦١٣)

باب:٦- گرہن کی نماز کے لیے اعلان کرنے کا حکم

١٤٦٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيًا يُنَادِي أَنِ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَاجْتَمَعُوا وَاصْطَفُّوا فَصَلّٰى بِهِمْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

۱۴۶۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ تو آپ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ نماز (نماز کسوف) کے لیے جمع ہو جائیں۔ لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے صف بندی کی تو آپ نے انھیں دو رکعتیں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھائیں۔

فوائد ومسائل: ① اذان کے رائج ہونے سے پہلے فرض نماز کے لیے انھی لفظوں [اَلصَّلَاۃَ جَامِعَۃً] سے بلایا جاتا تھا۔ اب اگر کسی نفل نماز کے لیے بلانا ہو تو ان لفظوں سے اعلان کیا جا سکتا ہے۔ اذان صرف فرض نماز کے لیے ہے۔ ② ”چار رکوع“ نماز کسوف کے بارے میں زیادہ معتبر اور اوثق روایات ایک رکعت کے اندر دو رکوع کی ہیں۔ بعض محدثین نے تین‘ چار اور پانچ رکوع کی روایات کو بھی صحیح مان کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ کسوف کے وقت کے حساب سے رکوع کم وبیش کیے جا سکتے ہیں۔ دو سے پانچ تک۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث میں صرف ایک کسوف کا ذکر ہے اور وہ کسوف ۲۸ شوال ۱۰ھ کا ہے جس دن آپ کے فرزند ارجمند

١٤٦٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٤٧.

١٤٦٦ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف، ح: ١٠٦٥، ١٠٦٦، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠١/ ٤ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٤٩.

ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے کیونکہ ہر روایت میں موت و حیات کا ذکر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک نماز کسوف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی طریقہ اختیار فرما سکتے تھے اور وہ معتبر روایات کے مطابق دو رکوع والا ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل پیچھے ابتدایے میں گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔ ③ احناف عام نماز کی طرح نماز کسوف میں بھی ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کے قائل ہیں مگر اس طرح صحیح اور صریح کثیر روایات، یعنی بخاری و مسلم کی اعلیٰ پائے کی روایات عمل سے رہ جائیں گی اور نماز کسوف کی خصوصی علامت ختم ہو جائے گی۔ اگر عیدین میں زائد تکبیرات، جنازے میں قیام کی زائد تکبیرات اور نماز وتر میں دعائے قنوت کا اضافہ احادیث کی بنا پر ہو سکتا ہے تو صلاۃ کسوف میں انتہائی معتبر اور صحیح روایات کی بنا پر ایک رکوع کا اضافہ کیوں قابل تسلیم نہیں؟ سوچیے! ہر صحیح حدیث واجب العمل ہے۔

(المعجم ٧) - بَابُ الصُّفُوفِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦١٤)

باب:٧- نماز کسوف میں صف بندی کا اہتمام کرنا

١٤٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ.

١٤٦٧- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف نکلے۔ کھڑے ہوئے اور اللہ أکبر کہا۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ اس طرح آپ نے (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے۔ اور پلٹنے (فارغ ہونے) سے پہلے سورج روشن ہو گیا (گرہن ختم ہو گیا)۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: كَيْفَ صَلَاةُ الْكُسُوفِ (التحفة ٦١٥)

باب:٨- نماز کسوف کیسے پڑھی جائے؟

١٤٦٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

١٤٦٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

١٤٦٧- أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح:١٠٤٦، ومسلم، ح:٩٠١/٣ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٥٠.

١٤٦٨- أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر من قال إنه ركع ثمان ركعات في أربع سجدات، ح:٩٠٨ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٥١.

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى لِكُسُوفِ الشَّمْسِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. وَعَنْ عَطَاءٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے وقت آٹھ رکوع اور چار سجدے کیے۔ (یعنی ہر رکعت میں چار رکوع کیے۔) حضرت عطاء سے بھی اسی قسم کی روایت آتی ہے۔

فائدہ: اس (مذکورہ) روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد طاؤس ہیں۔ امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ یہی روایت حضرت عطاء بھی حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں۔ نچلی سند وہی ہے۔

١٤٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلّٰى فِي كُسُوفٍ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ وَالْأُخْرٰى مِثْلُهَا.

۱۴۶۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گرہن کے وقت نماز پڑھی۔ پہلے قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔ (یعنی ہر رکعت میں چار رکوع کیے۔)

(المعجم ٩) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (التحفة ٦١٦)

باب: ۹- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٧٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ نَمِرٍ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبَّاسٍ، ح: وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ

۱۴۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے دن دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ (یعنی ہر رکعت میں دو رکوع کیے۔)

١٤٦٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٥٢.

١٤٧٠- أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠٢ من حديث الزهري، والبخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح: ١٠٤٦ من حديث كثير بن عباس به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٥٣.

عَنْ عَبدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

(المعجم ١٠) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦١٧)

باب:١٠- نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٧١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ أُصَدِّقُ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ بِالنَّاسِ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، رَكَعَ الثَّالِثَةَ ثُمَّ سَجَدَ حَتَّى إِنَّ رِجَالًا يَوْمَئِذٍ يُغْشَى عَلَيْهِمْ، حَتَّى إِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَتُصَبُّ عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: اَللهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَلَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنْ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ

١٤٧١- حضرت عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبید بن عمیر کو کہتے سنا کہ مجھے اس شخصیت نے بیان کیا جنھیں میں قطعاً سچا سمجھتا ہوں۔ میرا خیال ہے ان کا اشارہ حضرت عائشہ ؓ کی طرف تھا۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ نے لوگوں کو بڑا لمبا قیام کروایا۔ قیام فرماتے تھے' پھر رکوع کرتے تھے' پھر قیام فرماتے تھے' پھر رکوع کرتے تھے' پھر قیام فرماتے تھے' پھر رکوع فرماتے تھے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں تین رکوع تھے۔ تیسرا رکوع کرنے کے بعد سجدہ کیا حتیٰ کہ اتنے لمبے قیام کی وجہ سے اس دن کچھ لوگوں پر غشی کی حالت طاری ہوگئی اور ان پر پانی کے ڈول بہائے گئے۔ جب آپ رکوع کو جاتے تو اللّٰہ أکبر کہتے اور جب اپنا سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ آپ نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جب سورج بالکل روشن ہو گیا۔ آپ (تقریر کے لیے) کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت و

١٤٧١- أخرجه مسلم، ح:٩٠١/٦ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٥٤.

يُخَوِّفُكُمْ بِهِمَا ، فَإِذَا كَسَفَا فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَنْجَلِيَا».

حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے' بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمھیں ان کے ذریعے سے ڈراتا ہے' لہٰذا جب وہ بے نور ہو جائیں تو خوف زدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دو حتی کہ وہ روشن ہو جائیں۔''

١٤٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ فِي صَلَاةِ الْآيَاتِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ قُلْتُ لِمُعَاذٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: لَا شَكَّ وَلَا مِرْيَةَ.

۱۴۷۲-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چار سجدوں میں (یعنی دو رکعتوں میں) چھ رکوع کیے۔ (راویٔ حدیث اسحاق کہتے ہیں کہ) میں نے معاذ (ابن ہشام) سے کہا: یہ نبی ﷺ سے ہے؟ انھوں نے کہا: کوئی شک وشبہ نہیں۔

فائدہ: حدیث نمبر ۱۴۶۸ سے یہاں تک ہر رکعت کے رکوعوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ دو' تین اور چار۔ تین اور چار رکوع کی روایات قلیل ہیں۔ کثیر روایات (سابقہ اور آئندہ) دو رکوع کے بارے میں ہیں۔ بعض محدثین نے یہ موقف اختیار فرمایا ہے کہ کسوف کے مختلف واقعات میں رسول اللہ ﷺ نے مختلف رکوع فرمائے۔ یہ تطبیق بہت مناسب تھی اگر واقعتاً احادیث میں مختلف کسوفوں کا ذکر ہوتا مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث میں صرف ایک سورج گرہن کا ذکر ہے۔ اگرچہ آپ کی زندگی میں بہت سی دفعہ گرہن لگا ہوگا۔ (اس کی تفصیلی بحث پیچھے حدیث نمبر ۱۴۶۶ اور ابتدائیے میں گزر چکی ہے۔) اسی طرح آپ کی زندگی میں کئی دفعہ چاند گرہن کا وقوع ہوا ہوگا مگر احادیث میں کسی بھی چاند گرہن کا ذکر نہیں آیا' لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ احادیث میں سے دو رکوع والی احادیث اصح واکثر ہیں۔ انھی کو ترجیح ہوگی۔ باقی میں وہم ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ١١) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْهُ عَنْ عَائِشَةَ (التحفة ٦١٨)

باب:۱۱-سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٧٢- أخرجه مسلم، ح:٧/٩٠١ (انظر الحديث السابق) من حديث معاذ بن هشام به، وهو في الكبرى، ح:١٨٥٥.

١٤٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنٰى عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ تَعَالٰى لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا حَتّٰى يُفْرَجَ عَنْكُمْ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ، لَقَدْ رَأَيْتُمُونِي أَرَدْتُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ

۱۴۷۳-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ (نماز کے لیے) اٹھے۔ اللّٰہ أکبر کہا۔ لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت فرمائی' پھر اللّٰہ أکبر کہا اور لمبا رکوع کیا' پھر اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا' پھر قیام شروع کر دیا اور لمبی قراءت کی جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی' پھر اللّٰہ أکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ کہا' پھر سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ اور چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے۔ آپ کے (نماز سے) فارغ ہونے سے پہلے سورج مکمل روشن ہو چکا تھا' پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جس کا وہ اہل ہے' پھر فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کسوف شروع کر دو حتی کہ گرہن کی حالت ختم ہو جائے۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس (نماز کے) قیام کے دوران میں ہر چیز دیکھ لی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تھا تو دراصل میں نے جنت سے ایک خوشہ توڑنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے

١٤٧٣ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٣/٩٠١ عن محمد بن سلمة، والبخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح: ١٠٤٦ من حديث يونس الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٥٧.

حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ، وَرَأَيْتُ فِيهَا ابْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ».

ہوئے دیکھا تھا تو دراصل میں نے جہنم کو دیکھا تھا کہ اس کے مختلف حصے ایک دوسرے کو توڑ رہے تھے' نیز میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا اور یہ وہ شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانور کھلے چھوڑنے کی رسم ڈالی۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں نماز کسوف کے دوران جنت وجہنم اور دوسری پوشیدہ چیزیں دیکھنے کا بھی ذکر ہے۔ آپ کا یہ دیکھنا بیداری میں تھا۔ اور صرف آپ کے ساتھ خاص تھا' یعنی صحابہ کو وہ چیزیں نظر نہ آتی تھیں۔ اس قسم کے دیکھنے کو تصوف کی اصطلاح میں کشف کہا جاتا ہے۔ انبیاء ؑ کو یہ اکثر ہوتا تھا۔ کبھی کبھار غیر انبیاء کے ساتھ بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ معتبر روایت کی صورت میں ایسا واقعہ تسلیم کیا جائے گا۔ یہ ان کی کرامت اور اس کا شمار اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ہوگا۔ اس صورت میں صاحب کشف کے علاوہ باقی لوگوں کو وہ چیزیں نظر نہیں آ رہی ہوتیں' اس لیے انھیں تعجب ہوتا ہے' جیسے صحابۂ کرام ؓ کو آپ کے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے پر تعجب ہوا۔ ان کے لیے آپ نے وضاحت فرمائی۔ ② ''ہر چیز'' بعض شارحین نے اس میں اللہ تعالیٰ کو بھی داخل سمجھا ہے' مگر صراحت کے بغیر اتنی بڑی بات کہنا بہت بڑی جسارت ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ (الأعراف ۷:۱۴۳) اور ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ (الأنعام ۶:۱۰۳) یعنی اللہ تعالیٰ کو ان آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ ہاں اگلے جہاں مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے۔

١٤٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنُودِيَ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

۱۴۷۴- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تو اعلان کیا گیا: نماز کی جماعت ہونی ہے۔ لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی۔ اور (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

١٤٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۱۴۷۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

١٤٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٦٦، وهو في الكبرى، ح: ١٨٥٨.

١٤٧٥ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف: ٩٠١ عن قتيبة، والبخاري، الكسوف، باب الصدقة في◀◀

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبِّرُوا وَتَصَدَّقُوا» ثُمَّ قَالَ: «يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللهِ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا».

ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کسوف پڑھائی۔ آپ نے قیام فرمایا اور بہت لمبا قیام فرمایا' پھر رکوع فرمایا اور بہت لمبا رکوع فرمایا' پھر قیام فرمایا اور لمبا قیام فرمایا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سر اٹھایا' پھر سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا' پھر فارغ ہوئے تو سورج پوری طرح روشن ہو چکا تھا' پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی' پھر فرمایا: ''بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرو اور صدقات کرو۔'' پھر فرمایا: ''اے امت محمد! کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس بات پر غیرت نہیں کرتا کہ اس کا کوئی غلام یا لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمد! اللہ کی قسم! اگر تم وہ چیزیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روو۔''

١٤٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّ

١٤٧٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی: اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

◄◄ الكسوف، ح: ١٠٤٤ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٥٩، والموطأ (يحيى): ١/ ١٨٦.

١٤٧٦- أخرجه البخاري، الكسوف، باب التعوذ من عذاب القبر في الكسوف، ح: ١٠٤٩، ١٠٥٠، ومسلم، الكسوف، باب ذكر عذاب القبر في صلاة الخسوف، ح: ٩٠٣ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٠.

عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا : أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتْهَا فَقَالَتْ : أَجَارَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ : يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ النَّاسَ لَيُعَذَّبُونَ فِي الْقُبُورِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَائِذًا بِاللّٰهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مَخْرَجًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَخَرَجْنَا إِلَى الْحُجْرَةِ فَاجْتَمَعَ إِلَيْنَا نِسَاءٌ، وَأَقْبَلَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَذٰلِكَ ضَحْوَةً، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ دُونَ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّ رُكُوعَهُ وَقِيَامَهُ دُونَ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ سَجَدَ وَتَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ : «إِنَّ النَّاسَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ» قَالَتْ عَائِشَةُ : كُنَّا نَسْمَعُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

اے اللہ کے رسول! کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔'' حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ ایک دفعہ نکلے۔ اتنے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ ہم سب حجرے میں چلے آئے۔ ہمارے پاس بہت سی عورتیں اکٹھی ہوگئیں۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ یہ چاشت (دن چڑھنے) کے وقت کی بات ہے' پھر آپ نے لمبا قیام فرمایا' پھر لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھا کر دوبارہ قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر پہلے رکوع سے کم رکوع کیا' پھر سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور اس میں بھی اسی طرح کیا مگر اس رکعت کے قیام و رکوع پہلی رکعت کے مقابلے میں کم تھے' پھر سجدے کیے اور سورج بھی پورا روشن ہوگیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھ گئے اور (تقریر کے دوران میں) فرمایا: ''بلاشبہ لوگوں کو قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح آزمایا جائے گا۔'' حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم آپ کو اکثر عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنتے تھے۔

فائدہ: عذاب قبر کے بارے میں حضرت عائشہ ؓ کے سوال کا جواب مبہم ہے۔ ممکن ہے اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کو عذاب قبر کی تفصیل نہ بتلائی گئی ہو اور نماز کسوف کے دوران میں دوسرے انکشافات کی طرح عذاب قبر کا بھی انکشاف کیا گیا ہو۔ فتنۂ دجال چونکہ بہت بڑی آزمائش ہے' اس لیے عذاب قبر' یعنی قبر کے سوال و جواب کو اس سے تشبیہ دی گئی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٢) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦١٩)

باب: ١٢- نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٧٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

١٤٧٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک

١٤٧٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٨٦١.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ - هُوَ الْأَنْصَارِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: جَاءَتْنِي يَهُودِيَّةٌ تَسْأَلُنِي فَقَالَتْ: أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُورِ؟ قَالَ: عَائِذًا بِاللهِ، فَرَكِبَ مَرْكَبًا - يَعْنِي - وَانْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَكُنْتُ بَيْنَ الْحُجَرِ مَعَ نِسْوَةٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ، فَأَتَى مُصَلَّاهُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ أَيْسَرَ مِنْ رُكُوعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ أَيْسَرَ مِنْ رُكُوعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: «إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

یہودی عورت میرے پاس کچھ مانگنے آئی۔ وہ کہنے لگی: اللہ تعالیٰ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' پھر آپ سواری پر سوار ہو کر کہیں گئے۔ ادھر سورج کو گرہن لگ گیا۔ میں دوسری عورتوں کے ساتھ حجروں کے درمیان کھڑی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر کر تشریف لائے اپنی نماز کی جگہ میں پہنچے پھر لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کی' چنانچہ آپ نے قیام کیا اور بہت لمبا قیام کیا' پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا' پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا' پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا' پھر اپنا سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے' پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا' پھر (دوسرے سجدے کے بعد) کھڑے ہوئے اور پہلے قیام سے ہلکا قیام کیا' پھر پہلے رکوع سے ہلکا رکوع کیا' پھر اپنا سر اٹھایا اور پہلے قیام سے ہلکا قیام کیا' پھر اپنے پہلے رکوع سے ہلکا رکوع کیا' پھر سر اٹھایا اور پہلے سے کچھ کم دیر کھڑے رہے اس طرح چار رکوع اور چار سجدے ہوئے۔ ادھر سورج بھی روشن ہو گیا' پھر آپ نے (خطبہ کے دوران میں) فرمایا: ''تمھیں قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح آزمایا جائے گا۔'' حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: اس کے بعد میں نے آپ ﷺ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا۔

١٤٧٨- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ

۱۴۷۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

١٤٧٨ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر عذاب القبر في صلاة الخسوف، ح:٩٠٣(ب) من حديث سفيان بن ◀◀

قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي كُسُوفٍ فِي صُفَّةِ زَمْزَمَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ.

رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر زم زم کے چبوترے پر نماز پڑھی' اس میں چار رکوع کیے اور چار سجدے کیے۔

فائدہ: اس حدیث میں ''زم زم'' کا ذکر کسی راوی کا وہم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز کسوف مدینہ منورہ ہی میں ثابت ہے اور محقق قول کے مطابق وہ بھی صرف ایک دفعہ' لہٰذا یہ لفظ لازماً راوی کا وہم ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:١٦/٢٢٣، ٢٢٥' و صحيح سنن النسائي للألباني' رقم:١٤٧٦)

١٤٧٩- أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ، وَجَعَلَ يَتَقَدَّمُ ثُمَّ جَعَلَ يَتَأَخَّرُ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، كَانُوا يَقُولُونَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ

١٤٧٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سخت گرم دن میں سورج گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز کسوف پڑھائی۔ آپ نے بہت لمبا قیام فرمایا حتی کہ لوگ گرنے لگے' پھر آپ نے رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا' پھر آپ نے سر اٹھایا تو لمبا قیام فرمایا' پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھایا تو کافی دیر کھڑے رہے' پھر دو سجدے کیے' پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔ (قیام کے دوران میں) آپ آگے بڑھتے تھے' پھر پیچھے ہٹتے تھے۔ تو اس طرح یہ چار رکوع اور چار سجدے ہوئے۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ سورج اور چاند کو کسی عظیم سردار کی وفات پر ہی گرہن لگتا ہے۔ (آپ نے فرمایا:) ''یہ دونوں اللہ تعالیٰ

◀◀ عيينة به مطولاً بدون ذكر "صفة زمزم"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٢. * ابن عيينة صرح بالسماع عند الحميدي في رواية مسلم، ولم أجد تصريح سماعه في رواية "صفة زمزم"، وهو مدلس كما قال النسائي، (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤) وغيره.

١٤٧٩ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف . . . الخ، ح: ٩٠٤ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٣.

عُظَمَائِهِمْ وَإِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ يُرِيكُمُوهُمَا ، فَإِذَا انْخَسَفَتْ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ .

کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ تمھیں دکھاتا ہے۔ تو جب ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو نماز پڑھو حتی کہ وہ روشن ہو جائے۔‘‘

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے روایت: ۱۴۷۳۔

(المعجم ١٣) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦٢٠)

باب:۱۳-نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٨٠- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ فَنُودِيَ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَةً، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَةً. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا رَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ .

۱۴۸۰-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ کے حکم سے اعلان کیا گیا کہ نماز کی جماعت ہونی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو رکوع کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکوع کے ساتھ ایک اور رکعت پڑھی۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اس سے زیادہ لمبا رکوع اور سجدہ میں نے کبھی نہیں کیا۔

خَالَفَهُ مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ .

محمد بن حِمْیَر نے (اس روایت کے بیان میں) مروان کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: یہ مخالفت سند میں بھی ہے اور متن میں بھی جیسا کہ آئندہ حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔ سند میں مخالفت یہ ہے کہ مروان نے یحیی بن ابی کثیر کا استاد ابوسلمہ بتایا ہے جبکہ ابن حِمْیَر نے ابوطعمہ۔ اور متن میں مروان نے سجدہ کہا ہے جب کہ محمد بن حمیر نے سجدتین (دو سجدے) کہا ہے۔

١٤٨٠ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب النداء بـ "الصلاة جامعة" في الكسوف، ح: ١٠٤٥ مختصرًا، ومسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح: ٩١٠ من حديث معاوية بن سلام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٤ .

١٤٨١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حِمْيَرَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي طُعْمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: مَا سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سُجُودًا وَلَا رَكَعَ رُكُوعًا أَطْوَلَ مِنْهُ.

۱۴۸۱-حضرت عبداللہ بن عمرو ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے (پہلی رکعت میں) دو رکوع اور دو سجدے فرمائے' پھر آپ کھڑے ہوئے اور (دوسری رکعت میں بھی) دو رکوع اور دو سجدے فرمائے۔ اتنے میں سورج روشن ہو گیا۔ حضرت عائشہ ﷞ فرمایا کرتی تھیں: رسول اللہ ﷺ نے اس سے لمبا رکوع اور سجدہ کبھی نہیں کیا۔

خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ.

علی بن مبارک نے معاویہ بن سلّام کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: اس مخالفت کی وضاحت آئندہ حدیث میں ہورہی ہے کہ علی بن مبارک نے یہ روایت حضرت عائشہ ﷞ کی طرف منسوب کی ہے جبکہ معاویہ بن سلام نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرو ﷜ کی طرف منسوب کیا ہے۔

١٤٨٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَفْصَةَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَأَمَرَ فَنُودِيَ: أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ فِي صَلَاتِهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَسِبْتُ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ،

۱۴۸۲- حضرت عائشہ ﷞ بتاتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگا تو آپ نے وضو فرمایا اور حکم دیا تو اعلان کیا گیا کہ نماز کی جماعت ہونی ہے' پھر آپ نے قیام شروع فرمایا اور نماز میں بہت لمبا قیام فرمایا۔ حضرت عائشہ ﷞ نے فرمایا: میرا اندازہ ہے کہ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھی' پھر آپ نے رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا' پھر فرمایا: سمع اللّٰہ لمن حمدہ' پھر قیام کیا جس طرح پہلا قیام فرمایا تھا۔ سجدہ نہیں کیا' پھر رکوع میں گئے' پھر سجدہ کیا' پھر کھڑے

١٤٨١ـ [حسن] وهو في الكبرى، ح: ١٨٦٥، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

١٤٨٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٩٨و١٥٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به. * ويحيى لا يروي إلا عن ثقة (عنده)، وهو في الكبرى، ح: ١٨٦٦، وللحديث شواهد.

ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قَامَ مِثْلَ مَا قَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ ثُمَّ رَكَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ، رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَةً ثُمَّ جَلَسَ وَجُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ.

ہوئے اور اس رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح دو رکوع اور دو سجدے کیے پھر (تشہد میں) بیٹھے۔ اتنے میں سورج بھی روشن ہو گیا۔

فوائد و مسائل: ① ''میرا اندازہ ہے۔'' اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز کسوف میں قراءت آہستہ ہونی چاہیے۔ اگر آپ جہر فرماتے تو اندازہ لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ آگے صریح روایت (۱۴۹۵) آ رہی ہے کہ آپ نے بلند آواز سے قراءت کی اور وہ روایت بھی حضرت عائشہ ؓ ہی سے ہے۔ اور وہ صحیحین کی روایت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الكسوف، حديث:١٠٦٥، وصحيح مسلم، الكسوف، حديث:(٥)-٩٠١) صریح روایت کے مقابلے میں جو اصح بھی ہے، ایک مبہم روایت کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ صریح روایت کو ترجیح ہوگی یا تطبیق دی جائے گی کہ آپ نے قراءت جہراً کی تھی مگر مجمع زیادہ دور ہونے کی وجہ سے قراءت سنائی نہیں دے سکی تھی۔ یا دور والوں کو آواز تو سنائی دیتی تھی مگر سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ تبھی تو حضرت عائشہ ؓ جہر کی روایت بھی بیان فرماتی ہیں اور اندازہ بھی لگا رہی ہیں۔ بعض اہل علم نے یہ تطبیق بیان کی ہے کہ طولِ زمانہ کی وجہ سے آپ کو یاد نہ رہا کہ نبی ﷺ نے کیا قراءت کی تھی، اس لیے تخمینہ بیان کیا لیکن پہلی بات ہی درست ہے۔ ② اس روایت اور روایت نمبر ۱۴۸۰ میں اختصار ہے کہ دو سجدوں کی تفصیل نہیں صرف سجدے کا ذکر ہے کیونکہ نماز کسوف عام نماز سے صرف رکوع میں مختلف ہے، اس لیے رکوع کی تفصیل بیان کر دی کہ وہ ایک رکعت میں دو تھے مگر سجدے تو اتفاقاً ہر نماز میں ایک رکعت میں دو ہی ہیں، لہٰذا اسے مبہم ذکر کر دیا۔ کوئی شخص بھی ایک سجدے کا قائل نہیں۔ امام صاحب نے شاید ظاہر الفاظ کے پیش نظر اسے ''ایک اور صورت'' بنا دیا، ورنہ یہ کوئی صورت نہیں، نیز ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں تصحیف واقع ہوئی ہے۔ اصل میں فِي سَجْدَةٍ تھا، غلطی سے وَسَجْدَةٍ ہو گیا یا وَسَجْدَتَيْنِ سے وَسَجْدَةً ہو گیا جو یقیناً غلطی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:١٦/٤٣٣)

(المعجم ١٤) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦٢١)

باب:۱۴- ایک اور صورت

١٤٨٣- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ

۱۴۸۳- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن

١٤٨٣- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الكسوف، باب من قال يركع ركعتين، ح: ١١٩٤ من حديث عطاء بن السائب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٧.

عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي السَّائِبُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَامَ الَّذِينَ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَجَلَسَ فَأَطَالَ الْجُلُوسَ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَامَ، فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ، فَجَعَلَ يَنْفُخُ فِي آخِرِ سُجُودِهِ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَيَبْكِي وَيَقُولُ: لَمْ تَعِدْنِي هٰذَا وَأَنَا فِيهِمْ، لَمْ تَعِدْنِي هٰذَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوفَ أَحَدِهِمَا فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَقَدْ أُدْنِيَتِ الْجَنَّةُ مِنِّي حَتَّى لَوْ بَسَطْتُ يَدِي لَتَعَاطَيْتُ مِنْ قُطُوفِهَا، وَلَقَدْ أُدْنِيَتِ النَّارُ مِنِّي حَتَّى لَقَدْ جَعَلْتُ أَتَّقِيهَا خَشْيَةَ أَنْ تَغْشَاكُمْ، حَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ حِمْيَرَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ

لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے اٹھے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ بھی اٹھے۔ آپ نے قیام فرمایا اور بڑا لمبا قیام فرمایا' پھر رکوع فرمایا تو بہت لمبا رکوع فرمایا' پھر اپنا سر اٹھایا اور سجدہ فرمایا اور بہت لمبا سجدہ فرمایا' پھر سر اٹھایا اور بیٹھ گئے۔ بہت دیر بیٹھے رہے' پھر دوسرا سجدہ کیا اور بہت لمبا سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا اور کھڑے ہو گئے' پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح قیام' رکوع' سجدہ اور جلسہ کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔ دوسری رکعت کے آخری سجدے میں آپ آہیں بھرنے اور رونے لگے۔ آپ فرماتے تھے: ''اے اللہ! تیرا مجھ سے وعدہ ہے کہ جب تک تو ان کے اندر موجود ہے' میں عذاب نہیں بھیجوں گا۔ اے اللہ! تیرا مجھ سے وعدہ ہے کہ جب تک ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے' تو عذاب نازل نہیں کرے گا۔'' پھر آپ نے سر اٹھایا تو سورج روشن ہو چکا تھا' پھر اللہ کے رسول ﷺ اٹھے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی' پھر فرمایا: ''بلاشبہ سورج اور چاند اللہ عز وجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم ان میں سے کسی کا گرہن دیکھو تو جلدی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف چلو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جنت میرے اتنی قریب کی گئی کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو اس کے (پھلوں کے) کچھ خوشے توڑ لیتا۔ اور آگ میرے اس قدر قریب کی گئی کہ میں اس سے بچنے لگا۔ مجھے خطرہ محسوس ہونے لگا تھا کہ کہیں وہ تم پر نہ چھا جائے' نیز میں نے اس میں بنو حمیر کی ایک عورت دیکھی جسے ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا

رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ سَقَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا تَنْهَشُهَا إِذَا أَقْبَلَتْ وَإِذَا وَلَّتْ تَنْهَشُ أَلْيَتَهَا، وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ أَخَا بَنِي الدَّعْدَعِ، يُدْفَعُ بِعَصًا ذَاتِ شُعْبَتَيْنِ فِي النَّارِ، وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ الَّذِي كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى مِحْجَنِهِ فِي النَّارِ يَقُولُ: أَنَا سَارِقُ الْمِحْجَنِ».

تھا جسے اس نے باندھے رکھا۔ نہ تو اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتی اور نہ اسے خود کھلایا پلایا' حتی کہ وہ (بلی بھوک پیاس سے) مرگئی۔ واللہ! میں نے اسے (بلی کو) دیکھا کہ وہ عورت جب اس کی طرف منہ کرتی تھی تو وہ اسے نوچتی تھی اور جب وہ پیٹھ کرتی تھی تو اس کے سرین کو کاٹتی تھی۔ اور حتی کہ میں نے آگ میں بنو دعدع کے ایک جوتا چور کو دیکھا جسے ایک' دو شاخہ لکڑی کے ساتھ آگ میں دھکیلا جا رہا تھا۔ اور میں نے آگ میں اس چھڑی والے کو دیکھا جو اپنی چھڑی سے حاجیوں کا سامان چرایا کرتا تھا۔ وہ آگ میں اپنی چھڑی کے سہارے کھڑا کہہ رہا تھا۔ (اے لوگو!) میں ہوں چھڑی سے چوری کرنے والا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بھی مختصر ہے۔ اس میں دو رکوع کی تفصیل نہیں۔ راویٔ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی سے حدیث نمبر ۱۴۸۰ میں صراحتاً مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف میں ہر رکعت میں دو رکوع کیے' لہٰذا یہی معتبر ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے شاید ظاہر الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے بھی ''ایک اور صورت'' بنا دیا۔ حقیقتاً یہ کوئی الگ صورت نہیں۔ یا صورت سے مراد نماز کسوف کی اور صورت نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے اس واقعہ کی تفصیل ایک اور انداز میں مذکور ہے۔ واللّٰہ أعلم. ② ''تیرا مجھ سے وعدہ ہے۔'' اس جملے سے قرآنی آیت: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ (الأنفال ۸:۳۳) ''جب تک تو ان میں موجود ہے اللہ تعالیٰ انھیں عذاب نہیں دے گا۔'' کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف میں جہنم کی آمد کو عذاب کی تمہید خیال فرمایا ہوگا' ورنہ کسوف بذات خود عذاب نہیں۔ ③ ''خوشے توڑ لیتا'' معلوم ہوا حقیقی جنت آپ کو دکھلائی گئی' اسی طرح جہنم بھی۔ ④ ''چھڑی والا'' اصل لفظ مِحْجَن ہے۔ وہ عصا جو آگے سے مڑا ہوا ہو۔

١٤٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ سَبَلَانُ

۱۴۸۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ آپ

١٤٨٤ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ وَهُوَ دُونَ السُّجُودِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَفَعَلَ فِيهِمَا مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يَفْعَلُ فِيهِمَا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى الصَّلَاةِ».

اٹھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ لمبا قیام کیا' پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا' پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا مگر یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا' پھر دوسرا سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا لیکن یہ پہلے سجدے سے کم تھا' پھر کھڑے ہوئے اور دو رکوع کیے۔ دونوں میں ایسے ہی کیا' پھر دو سجدے کیے۔ دونوں میں ایسے ہی کیا' حتی کہ نماز سے فارغ ہو گئے' پھر فرمایا: "یقیناً سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ جب تم ان کی یہ حالت دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نماز شروع کر دو۔"

(المعجم ١٥) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦٢٢)

باب:۱۵-ایک اور صورت

١٤٨٥- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ

۱۴۸۵- حضرت ثعلبہ بن عباد عبدی سے روایت ہے.... وہ بصرہ کے رہنے والے تھے.... انھوں نے ایک دفعہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے خطبہ سنا۔ انھوں نے اپنے خطبے میں رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث

١٤٨٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال أربع ركعات، ح: ١١٨٤ من حديث زهير به، وقال الترمذي، ح: ٥٦٢ "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٩٧، وابن حبان، ح: ٥٩٧، ٥٩٨، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٩ـ٣٣١، ووافقه الذهبي، وصححه الحافظ في الإصابة: ٤/ ٢٦ (ترجمة أبي يحيى).

مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ: أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ: بَيْنَا أَنَا يَوْمًا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضَيْنِ لَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْأُفُقِ اسْوَدَّتْ فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: اِنْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللّٰهِ! لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي أُمَّتِهِ حَدَثًا قَالَ: فَدَفَعْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ: فَوَافَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ قَالَ: فَاسْتَقْدَمَ فَصَلّٰى فَقَامَ كَأَطْوَلِ قِيَامٍ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، مَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ رُكُوعٍ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ مَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ سُجُودِهِ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَوَافَقَ تَجَلِّي الشَّمْسِ جُلُوسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، فَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ. مُخْتَصَرٌ.

بیان فرمائی۔ فرمایا: ایک دن میں اور انصار کا ایک لڑکا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (اپنے مقرر کردہ نشانوں پر) تیراندازی کر رہے تھے۔ جب سورج دیکھنے والے کی نظر میں افق سے دو تین نیزے اونچا آ گیا تو بے نور ہو گیا۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: آؤ مسجد چلیں۔ اللہ کی قسم! سورج کی یہ حالت رسول اللہ ﷺ کے لیے آپ کی امت میں کسی نئے حکم کا سبب بنے گی۔ ہم مسجد کی طرف چلے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں لوگوں کی طرف نکلتے ہوئے ملے۔ آپ آگے بڑھے اور نماز شروع کر دی۔ آپ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا قیام نہیں فرمایا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے' پھر آپ نے ہمارے ساتھ رکوع کیا اور اتنا لمبا رکوع کہ کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا رکوع نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے' پھر آپ نے ہمارے ساتھ سجدہ کیا۔ اتنا لمبا سجدہ کہ کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا سجدہ نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے' پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ جب آپ دوسری رکعت کے آخر میں بیٹھے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ نے سلام پھیرا' پھر اللہ کی حمد وثنا کی اور اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی (حقیقی اور سچا) معبود نہیں اور اس بات کی شہادت دی کہ وہ (آپ) اللہ کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں ﷺ۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے بلند آواز سے قراءت نہیں کی بلکہ اپنے سماع کی نفی کی ہے کہ اجتماع اتنا زیادہ تھا اور ہم اتنی دور تھے کہ ہمیں آپ کی آواز سنائی نہیں

دیتی تھی۔ حقیقتاً یہ الفاظ آپ کے جہر پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ کی آواز تو تھی مگر ہمیں سنائی نہیں دیتی تھی۔ ④ اس روایت میں صرف ایک رکوع اور ایک سجدے کا ذکر ہے۔ دراصل یہ روایت مختصر ہے۔ مقصد رکوع اور سجدے کی طوالت کا اظہار ہے نہ کہ تعداد کا بیان۔ حقیقتاً دو رکوع تھے اور دو سجدے جیسا کہ دوسری مشہور روایات میں صراحتاً ذکر ہے' ورنہ ایک سجدے کا تو کوئی بھی قائل نہیں' نیز بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ اس صورت میں مذکورہ بالا تطبیق کی ضرورت نہیں رہتی۔ مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٧/٥-٩، و ضعيف سنن النسائي' رقم: ١٤٨٣' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ١٢٦٤)

(المعجم ١٦) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦٢٣)

باب: ١٦- ایک اور صورت

١٤٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ فَزِعًا حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي بِنَا حَتَّى انْجَلَتْ، فَلَمَّا انْجَلَتْ قَالَ: «إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ، إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا بَدَا لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ».

١٤٨٦- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ آپ گھبرا کر اپنا کپڑا (بالائی چادر) گھسیٹتے ہوئے گھر سے نکلے حتی کہ مسجد میں آئے اور ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ سورج صاف ہو گیا۔ جب سورج صاف ہو گیا تو فرمایا: ''لوگ کہتے ہیں کہ سورج اور چاند کسی بڑے سردار کی موت ہی پر گہناتے ہیں' حالانکہ یہ حقیقت نہیں۔ سورج اور چاند کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں گہناتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی (عظمت وتوحید کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب اللہ عزوجل اپنی کسی مخلوق پر تجلی فرماتا ہے تو وہ مخلوق فوراً اس کی اطاعت کرتی ہے۔ جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اس قریب ترین فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے (اب سے پہلے) پڑھی ہے' (یعنی فجر کی طرح۔)''

١٤٨٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الكسوف، ح: ١٢٦٢ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٠، وقال البيهقي: ٣/ ٣٣٣ "هذا مرسل. * أبوقلابة لم يسمعه من النعمان بن بشير، إنما رواه عن رجل عن النعمان" فالسند ضعيف من أجل جهالة الرجل.

فائدہ: ''قریب ترین نماز کی طرح'' احناف نے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے کہ نماز کسوف میں ایک رکوع ہی کرنا چاہیے' حالانکہ دو رکوع والی روایات اقویٰ اور بالکل صریح ہیں جبکہ اس روایت میں رکوع کا ذکر ہی نہیں۔ باقی رہی تشبیہ تو وہ تو رکعات کی تعداد میں بھی ہو سکتی ہے' یعنی دو رکعات پڑھو۔ کیا مبہم روایت کی وجہ سے بہت سی صریح اور قوی روایات کو چھوڑا جا سکتا ہے؟ پھر لطیفہ یہ ہے کہ صبح کی نماز تو جہراً ہوتی ہے۔ اس تشبیہ کے مطابق تو نماز کسوف جہراً ہونی چاہیے' مگر احناف اس کے قائل نہیں جبکہ جہر کا ذکر صحیح حدیث میں ہے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ صحیح حدیث کے موافق تو استدلال نہ کیا جائے لیکن دوسری صحیح احادیث کے خلاف استدلال کیا جائے؟ واللہ ھو الموفق. علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو محققین نے ضعیف قرار دیا ہے' تاہم حدیث کے پہلے حصے: [إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَايَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ ...... وَلَا لِحَيَاتِهِ] کو تو صحیح قرار دیا جا سکتا ہے' کیونکہ اس کا مجموعی مضمون دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے' البتہ اس سے اگلا حصہ محققین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ١٧/٩-١٤' و ضعیف سنن النسائي للألباني' رقم: ١٤٨٤)

١٤٨٧- وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ أَنَّ جَدَّهُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ الْوَازِعِ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ إِذْ ذَاكَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَطَالَهُمَا فَوَافَقَ انْصِرَافُهُ انْجِلَاءَ الشَّمْسِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ

١٤٨٧- حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینے میں تھے کہ سورج گہنا گیا۔ آپ گھبرا کر اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے نکلے' پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور خوب لمبی پڑھیں۔ ادھر آپ نماز سے فارغ ہوئے' ادھر سورج بھی روشن ہو گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی' پھر فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور انھیں کسی کی موت وحیات کی بنا پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم اس قسم کی کوئی چیز دیکھو تو اس قریب ترین فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے پڑھی ہے۔''

١٤٨٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال أربع ركعات، ح: ١١٨٥ من حديث أيوب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧١، وقال البيهقي: ٣/ ٣٣٤ "وهذا أيضًا" لم يسمعه أبوقلابة عن قبيصة، إنما رواه عن رجل عن قبيصة".

مَكْتُوبَةٍ صَلَّيْتُمُوهَا».

١٤٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ - وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ الْهِلَالِيِّ: أَنَّ الشَّمْسَ انْخَسَفَتْ فَصَلَّى نَبِيُّ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُمَا خَلْقَانِ مِنْ خَلْقِهِ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُحْدِثُ فِي خَلْقِهِ مَا شَاءَ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَجَلَّى لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ يَخْشَعُ لَهُ، فَأَيُّهُمَا حَدَثَ فَصَلُّوا حَتَّى يَنْجَلِيَ أَوْ يُحْدِثَ اللهُ أَمْرًا».

۱۴۸۸-حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ سورج گہنا گیا تو نبی ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں حتی کہ سورج روشن ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ سورج اور چاند کسی کی موت کی بنا پر نہیں گہناتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے تبدیلی لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب اپنی کسی مخلوق پر تجلی فرماتا ہے تو وہ فوراً اس کی اطاعت کرتی ہے۔ تو جب ان دونوں میں سے کسی میں کوئی تبدیلی واقع ہو (سورج یا چاند کو گرہن لگے) تو نماز پڑھو حتی کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور امر صادر فرما دے۔''

١٤٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا».

۱۴۸۹-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے تو اس قریب ترین نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے پڑھی ہے' (یعنی فجر کی نماز)۔''

١٤٩٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي

۱۴۹۰-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی۔ آپ رکوع اور سجدہ کرتے تھے۔

١٤٨٨_[إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٤٠٢ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٢، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٣٣، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث السابق لعلته.

١٤٨٩_[إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٤٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٣.

١٤٩٠_[إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٤٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٤.

قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى حِينَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلَاتِنَا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ.

فائدہ: ہماری عام نماز کی طرح اس میں بھی رکوع سجدے تھے۔ وہ صرف قیام ہی پر مشتمل نہ تھی، یا جس طرح ہم نماز کسوف پڑھتے ہیں، اسی طرح آپ ﷺ نے پڑھی تھی۔ اس روایت میں رکوع کی تعداد کی بحث نہیں۔

١٤٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا مُسْتَعْجِلًا إِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدِ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى حَتّٰى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَقُولُونَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ عُظَمَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّهُمَا خَلِيقَتَانِ مِنْ خَلْقِهِ يُحْدِثُ اللهُ فِي خَلْقِهِ مَا يَشَاءُ، فَأَيُّهُمَا انْخَسَفَ فَصَلُّوا حَتّٰى يَنْجَلِيَ أَوْ يُحْدِثَ اللهُ أَمْرًا».

١٤٩١- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک دن نبی ﷺ مسجد کی طرف تیزی سے نکلے کیونکہ سورج کو گرہن لگ گیا تھا۔ آپ نماز پڑھتے رہے حتی کہ سورج روشن ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''جاہلیت والے لوگ کہتے تھے کہ سورج اور چاند کو کسی بڑے زمینی سردار کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سورج اور چاند کو کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ یہ دونوں تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوقیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے تبدیلی لا سکتا ہے، لہٰذا ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو نماز پڑھو حتی کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی نیا امر جاری فرما دے۔''

فائدہ: ١٤٨٥ تا ١٤٩١ تک تمام روایات ضعیف ہیں، لہٰذا ان سے استدلال درست نہیں۔ کسوف کا اصح طریقہ اور تفصیل گزشتہ صحیح احادیث میں گزر چکی ہے۔

١٤٩٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى

١٤٩٢- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

١٤٩١_ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٥. * الحسن البصري لم يسمع من النعمان بن بشير كما في جامع التحصيل للعلائي، ص: ١٦٢.

١٤٩٢_ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف القمر، ح: ١٠٦٣ من حديث عبدالوارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٦.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْمَسْجِدِ وَثَابَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْكَشَفَتْ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ يُخَوِّفُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِمَا عِبَادَهُ، وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ» وَذٰلِكَ أَنَّ ابْنًا لَهُ مَاتَ يُقَالُ لَهُ: إِبْرَاهِيمُ، فَقَالَ لَهُ نَاسٌ فِي ذٰلِكَ.

رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ اپنی بالائی چادر کو گھسیٹتے ہوئے نکلے حتی کہ مسجد میں پہنچے۔ لوگ بھی آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ جب گرہن ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان (کے گرہن) کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ انھیں کسی کی موت وحیات کی بنا پر گرہن نہیں لگتا' چنانچہ جب تم ایسی صورت حال دیکھو تو نماز شروع کر دو حتی کہ گرہن ختم ہو جائے۔'' یہ آپ نے اس لیے ارشاد فرمایا کہ اس دن آپ کا بیٹا (حضرت ابراہیم ؓ) فوت ہو گیا تھا تو لوگوں نے اس بارے میں یہ کہنا شروع کر دیا تھا (کہ گرہن ان کی وفات کی وجہ سے لگا ہے)۔

١٤٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ هٰذِهِ وَذَكَرَ كُسُوفَ الشَّمْسِ.

۱۴۹۳- حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھاری اس نماز (نماز کسوف) کی طرح دو رکعتیں پڑھی تھیں اور انھوں نے سورج گرہن کا ذکر کیا تھا۔

فائدہ: بعض حضرات نے ''اس نماز'' سے مراد عام نماز لی ہے اور پھر نماز کسوف میں ایک رکوع پر استدلال کیا ہے' حالانکہ یہ استدلال صریح اور اقویٰ روایات کے خلاف ہے۔ عمل صریح پر ہوتا ہے نہ کہ اس قسم کے مبہم الفاظ پر۔

(المعجم ١٧) - قَدْرُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٤)

باب: ۱۷- نماز کسوف میں قراءت کی مقدار؟

١٤٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

۱۴۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے

١٤٩٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٨٧٧.

١٤٩٤- أخرجه البخاري، الكسوف، باب صلاة الكسوف جماعة، ح: ١٠٥٢، ومسلم، الكسوف، باب ما◀◀

حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَرَأَ نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ؟ قَالَ: «إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ»، أَوْ «أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ».

ہیں کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی جبکہ لوگ بھی آپ کے ساتھ (نماز میں شامل) تھے۔ آپ نے لمبا قیام فرمایا اور سورۂ بقرہ کے برابر قراءت کی' پھر آپ نے لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا جبکہ یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدے کیے' پھر لمبا قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع فرمایا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام فرمایا مگر یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع فرمایا مگر یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔ اس وقت تک سورج روشن ہو چکا تھا' پھر آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا' لہٰذا جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اللہ عزوجل کو یاد کیا کرو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ نے اپنے قیام کے دوران میں کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کی' پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے جنت دیکھی' یا فرمایا: ''مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے اس سے ایک خوشہ لینے کی کوشش کی تھی اور اگر میں اسے لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے' نیز میں نے آگ دیکھی۔ میں نے اس جیسا خوف ناک منظر کبھی نہیں دیکھا اور میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو دیکھا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے

◀◀ عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف . . . الخ، ح: ٩٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٦، ١٨٧، والكبرٰى، ح: ١٨٧٨ .

قَالُوا: لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «بِكُفْرِهِنَّ» قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: «يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ خَيْرًا مِنْكَ قَطُّ».

رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے کفر کی وجہ سے۔'' کہا گیا: وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں۔ اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ ساری زندگی حسن سلوک کرے' پھر وہ تجھ سے کوئی ناگوار چیز دیکھے تو کہے گی: میں نے تجھ سے کبھی کوئی اچھا سلوک نہیں دیکھا۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کسوف میں لمبا قیام وغیرہ سورج کو روشن کرنے کے لیے نہیں' اس نے اپنے معمول کے مطابق روشن ہو ہی جانا ہوتا ہے' کوئی نماز پڑھے یا نہ پڑھے یا گالیاں دے کیونکہ وہ تکوینی چیز ہے۔ یہ تو صرف وقتی فریضہ ادا کرنے کے لیے ہے' جیسے صبح کی نماز لمبی پڑھی جاتی ہے۔ عموماً کسوف کا وقت طویل ہوتا ہے۔ خصوصاً آپ کے دور کا کسوف مکمل سورج گرہن تھا اور مکمل سورج گرہن ختم ہونے میں کافی وقت لگتا ہے' لہٰذا اس نماز میں طوالت مستحب اور وقتی تقاضا ہے۔ ② کفر کے معنی انکار کرنا بھی ہیں' ناشکری کرنا بھی۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ اور جہنم میں یہ دخول عارضی ہے کیونکہ گناہ گار مومنوں کا اصل اور مستقل ٹھکانا جنت ہے' ہاں حقیقی کافر دائمی جہنمی ہیں اور جہنم ان کا مستقل ٹھکانا ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٥)

باب:١٨- نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت کرنا

١٤٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَجَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ كُلَّمَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

١٤٩٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار سجدوں (یعنی دو رکعتوں) میں چار رکوع کیے۔ اور نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت فرمائی۔ جب بھی رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو کہتے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ]

١٤٩٥ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف، ح:١٠٦٥، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح:٩٠١/ ٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٧٩.

فائدہ: گویا دونوں رکوعوں سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ...... ہی کہنا ہے۔ امام شافعی سے پہلے رکوع کے بعد اللّٰہ أکبر منقول ہے مگر یہ درست نہیں۔ صریح روایت کے مقابلے میں قیاس معتبر نہیں۔

(المعجم ١٩) - تَرْكُ الْجَهْرِ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ (التحفة ٦٢٦)

باب:١٩- نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت نہ کرنا

١٤٩٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّادٍ، رَجُلٍ مِنْ [بَنِي] عَبْدِ الْقَيْسِ عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا.

١٤٩٦- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں نماز کسوف پڑھائی۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔

فائدہ: اس مسئلے کی تفصیلی بحث کے لیے حدیث نمبر: ١٤٨٢ و ١٤٨٥ کے فوائد ومسائل دیکھیے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْقَوْلِ فِي السُّجُودِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٧)

باب:٢٠- نماز کسوف کے سجدے میں کیا پڑھا جائے؟

١٤٩٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ. قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ فِي السُّجُودِ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَجَعَلَ يَبْكِي فِي

١٤٩٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ قیام بہت لمبا کیا، پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا تو بہت دیر کھڑے رہے۔ اسی طرح سجدہ بھی خوب لمبا کیا۔ آپ ﷺ سجدے میں روتے تھے، آہیں بھرتے تھے اور فرماتے تھے: ”اے میرے رب! تو نے مجھ سے اس (عذاب) کا وعدہ نہیں کیا تھا جبکہ میں تو تجھ سے بخشش طلب کر رہا ہوں۔ تو نے مجھ سے اس (عذاب) کا وعدہ

١٤٩٦_[إسناده حسن] تقدم، ح: ١٤٨٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٢.

١٤٩٧_[صحيح] تقدم، ح: ١٤٨٣، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٣.

سُجُودِهِ وَيَنْفُخُ وَيَقُولُ: «رَبِّ! لَمْ تَعِدْنِي هٰذَا وَأَنَا أَسْتَغْفِرُكَ، لَمْ تَعِدْنِي هٰذَا وَأَنَا فِيهِمْ» فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتَّى لَوْ مَدَدْتُ يَدِي تَنَاوَلْتُ مِنْ قُطُوفِهَا، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَجَعَلْتُ أَنْفُخُ خَشْيَةَ أَنْ يَغْشَاكُمْ حَرُّهَا، وَرَأَيْتُ فِيهَا سَارِقَ بَدَنَتَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَرَأَيْتُ فِيهَا أَخَا بَنِي الدُّعْدُعِ سَارِقَ الْحَجِيجِ فَإِذَا فُطِنَ لَهُ قَالَ: هٰذَا عَمَلُ الْمِحْجَنِ، وَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً طَوِيلَةً سَوْدَاءَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ، وَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَإِذَا انْكَسَفَتْ إِحْدَاهُمَا أَوْ قَالَ: فَعَلَ أَحَدُهُمَا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

نہیں کیا تھا جبکہ میں ان میں موجود ہوں۔" جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "مجھ پر جنت پیش کی گئی حتی کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو میں اس کے کچھ خوشے لے لیتا' نیز مجھ پر آگ پیش کی گئی تو میں اس میں پھونکیں مارنے لگا کہ کہیں تمھیں اس کی تپش نہ آلے۔ اور میں نے اس میں اپنی دو اونٹنیوں کا چور بھی دیکھا' نیز میں نے اس میں بنودعدع کا وہ شخص دیکھا جو حاجیوں کی چیزیں چرایا کرتا تھا۔ اور اگر پتا چل جاتا تو وہ کہتا کہ یہ چھڑی کی کارستانی ہے۔ اور میں نے اس میں ایک لمبی کالی عورت دیکھی جسے ایک بلی کے بارے میں عذاب دیا جارہا تھا جسے اس نے باندھ دیا تھا۔ نہ تو اسے کھلایا پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی حتی کہ وہ مرگئی۔ اور (یادرکھو!) سورج اور چاند کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں گہناتے' بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں۔ جب ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو۔"

فائدہ: یہ حدیث تفصیل کے ساتھ پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر ۱۴۸۳' لہٰذا اسے اس کی روشنی میں سمجھا جائے' البتہ اس میں بنودعدع کے شخص کو جوتا چور کہا گیا تھا اور یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ حاجیوں کی چیزیں چرایا کرتا تھا۔ گویا وہ حاجیوں کے جوتے چھڑی میں پھنسا کر لے بھاگتا تھا۔ (مزید تفصیلات کے لیے حدیث نمبر ۱۴۸۳ کے فوائد دیکھیے۔)

(المعجم ٢١) - بَابُ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٨)

باب:۲۱- نماز کسوف میں تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا

١٤٩٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۱۴۹۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ

١٤٩٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب: ينادي فيها بالصلاة، ح:١١٩٠ عن عمرو بن عثمان به.

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ نَمِرٍ أَنَّهُ سَأَلَ الزُّهْرِيَّ عَنْ سُنَّةِ صَلَاةِ الْكُسُوفِ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا فَنَادٰى: أَنِ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا مِثْلَ قِيَامِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا مِثْلَ رُكُوعِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنٰى مِنَ الْأُولٰى، ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً وَهِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولٰى فِي الْقِيَامِ الثَّانِي، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ أَدْنٰى مِنْ سُجُودِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ فِيهِمْ فَحَمِدَ اللهَ

سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ نماز کی جماعت ہونے والی ہے۔ لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی۔ آپ نے اللّٰہ أکبر کہا' پھر لمبی قراءت کی' پھر اللّٰہ أکبر کہا اور لمبا رکوع کیا' اپنے قیام جتنا یا اس سے بھی لمبا' پھر اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا' پھر طویل قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم تھی' پھر اللّٰہ أکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا' پھر اللّٰہ أکبر کہا اور لمبا سجدہ کیا' رکوع جتنا یا اس سے بھی لمبا' پھر اللّٰہ أکبر کہہ کر سر اٹھایا اور پھر اللّٰہ أکبر کہہ کر سجدہ کیا' پھر اللّٰہ أکبر کہہ کر اٹھے اور لمبی قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم تھی' پھر اللّٰہ أکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا اور پھر لمبی قراءت کی جو دوسرے قیام کی پہلی قراءت سے کم تھی' پھر اللّٰہ أکبر کہا اور لمبا لیکن پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا' پھر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا' پھر اللّٰہ أکبر کہہ کر پہلے سجدوں سے کم لمبے سجدے کیے۔ پھر تشہد پڑھا' پھر سلام پھیرا۔ پھر آپ (تقریر کے لیے) کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی' پھر فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت و حیات کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان میں سے جسے گرہن لگ جائے تو گھبرا کر (فوراً) نماز کی صورت

◀◀ وهو متفق عليه كما تقدم، ح: ١٤٩٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٤.

وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَأَيُّهُمَا خُسِفَ بِهِ أَوْ بِأَحَدِهِمَا فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِذِكْرِ الصَّلَاةِ».

میں اللہ کا ذکر شروع کر دو۔"

١٤٩٩- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْكُسُوفِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ انْصَرَفَ.

١٤٩٩- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن میں نماز پڑھی۔ قیام کیا اور بہت لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا' پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا (اور تشہد و درود وغیرہ پڑھا۔) پھر سلام پھیرا۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْقُعُودِ عَلَى الْمِنْبَرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٩)

باب:٢٢-نماز کسوف کے بعد منبر پر بیٹھنا (یعنی خطاب کرنا)

١٥٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ

١٥٠٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کسی کام سے نکلے تھے کہ سورج بے نور ہو گیا۔ ہم

١٤٩٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: (٩٠)، ح: ٧٤٥ من حديث نافع بن عمر به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٥.

١٥٠٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٦.

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مَخْرَجًا فَخُسِفَ بِالشَّمْسِ، فَخَرَجْنَا إِلَى الْحُجْرَةِ فَاجْتَمَعَ إِلَيْنَا نِسَاءٌ وَأَقْبَلَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَذٰلِكَ ضَحْوَةً، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ دُونَ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّ قِيَامَهُ وَرُكُوعَهُ دُونَ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ سَجَدَ وَتَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ». مُخْتَصَرٌ.

حجرے کی طرف چلے آئے۔ دوسری عورتیں بھی ہمارے پاس اکٹھی ہو گئیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی ہماری طرف تشریف لے آئے۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔ آپ نے لمبا قیام فرمایا' پھر لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھا کر پہلے قیام سے کم لمبا قیام کیا' پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا' پھر سجدے کیے' پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور اسی طرح کیا' مگر آپ کے قیام و رکوع پہلی رکعت سے کم لمبے تھے' پھر آپ نے سجدے کیے۔ ادھر سورج بھی روشن ہو گیا۔ جب سلام پھیرا تو منبر پر تشریف فرما ہوئے (اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔) ان میں یہ بھی فرمایا: ''بلاشبہ لوگ قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح آزمائے جائیں گے۔'' یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: قبروں میں آزمائش سے مراد فرشتوں کا سوال و جواب ہے جو ایک بہت مشکل مرحلہ ہے اور اسی پر نجات کا دارومدار ہے۔ حشر کے بعد تو اسی کی تفصیل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: كَيْفَ الْخُطْبَةُ فِي الْكُسُوفِ (التحفة ٦٣٠)

باب:٢٣- گرہن کے موقع پر (نماز کے بعد) خطبہ کیسے ہوگا؟

١٥٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَامَ فَصَلّٰى فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ

١٥٠١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ کھڑے ہوئے اور نماز شروع کر دی تو بہت ہی لمبا قیام فرمایا' پھر رکوع فرمایا تو بہت ہی لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھایا تو بہت لمبا قیام فرمایا مگر یہ پہلے قیام سے کم لمبا تھا'

١٥٠١ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟، ح: ٦٦٣١ من حديث عبدة به مختصرًا، والكسوف، باب الصدقة في الكسوف، ح: ١٠٤٤ وغيره، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠١ من حديث هشام به مختصرًا ومطولاً، وهو في الكبرى، ح: ١٨٨٧.

الرُّكُوعَ جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا وَاذْكُرُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ» وَقَالَ: «يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا».

پھر دوسرا رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا مگر یہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا' پھر سجدہ فرمایا (دو دفعہ)' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم لمبا تھا اور پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم لمبا تھا' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم لمبا تھا' پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم لمبا تھا' پھر سجدے فرمائے اور نماز سے فارغ ہوئے تو گرہن ختم ہو چکا تھا' پھر آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی' پھر فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی عظمت کی دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی موت وحیات کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے' لہٰذا جب تم یہ حالت دیکھو تو نماز پڑھو' صدقات کرو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔'' اور فرمایا: ''اے امت محمد! کسی کو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت نہیں آتی اس بات پر کہ اس کا غلام یا لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمد! اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روو۔''

١٥٠٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ حِينَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: «أَمَّا بَعْدُ».

١٥٠٢- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج کو گرہن لگا تھا تو نبی ﷺ نے خطبہ دیا تھا اور فرمایا تھا: أَمَّا بَعْدُ!

فائدہ: خطبے میں حمد وصلاۃ کے بعد کہا جاتا ہے: أَمَّا بَعْدُ! یعنی حمد وصلاۃ کے بعد میرا مقصود یہ ہے۔ اور اس کے بعد مقصد بیان کیا جاتا ہے۔ یہ حدیث گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ١٤٨٥.

١٥٠٢- [حسن] تقدم طرفه، ح: ١٤٨٥، وهو في الكبرى، ح: ١٨٨٨.

(المعجم ٢٤) - اَلْأَمْرُ بِالدُّعَاءِ فِي الْكُسُوفِ (التحفة ٦٣١)

باب:۲۴-گرہن کے موقع پر دعا مانگنے کا حکم

١٥٠٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ يَجُرُّ رِدَاءَهُ مِنَ الْعَجَلَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلُّونَ، فَلَمَّا انْجَلَتْ خَطَبَنَا فَقَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوفَ أَحَدِهِمَا فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتَّى يَنْكَشِفَ مَا بِكُمْ».

۱۵۰۳-حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ جلدی سے اپنی بالائی چادر گھسیٹتے ہوئے مسجد کی طرف چلے۔ لوگ بھی آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی جیسے وہ (اہل مدینہ نماز کسوف) پڑھتے تھے۔ جب سورج روشن ہو گیا تو آپ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ”بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور انھیں کسی کی موت کی بنا پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم ان میں سے کسی کو گرہن لگتا دیکھو تو نماز پڑھو اور دعائیں کرو حتی کہ گرہن ختم ہو جائے۔“

فائدہ: دعا نماز کسوف کے اندر بھی ہو سکتی ہے، آگے پیچھے بھی، انفرادی بھی اور اجتماعی بھی۔

(المعجم ٢٥) - اَلْأَمْرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ فِي الْكُسُوفِ (التحفة ٦٣٢)

باب:۲۵-گرہن کے موقع پر بخشش طلب کرنے کا حکم

١٥٠٤- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمَسْرُوقِيُّ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا يَخْشٰى أَنْ

۱۵۰۴-حضرت ابوموسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج گہنا گیا تو نبی ﷺ گھبرا کر اٹھے۔ آپ کو خطرہ ہوا کہ قیامت نہ آ جائے۔ آپ اٹھے حتی کہ مسجد میں آئے اور کھڑے ہو کر اتنے لمبے قیام، رکوع اور

١٥٠٣ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ١٠٤٠ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٩.

١٥٠٤ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الذكر في الكسوف، ح: ١٠٥٩، ومسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح: ٩١٢ من حديث أبي أسامة حماد بن أسامة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٠.

تَكُونَ السَّاعَةُ، فَقَامَ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّي بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَلَاةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي يُرْسِلُ اللهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّ اللهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ».

سجدے کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی آپ کو کسی نماز میں اتنے لمبے قیام' رکوع اور سجدے کرتے نہیں دیکھا' پھر آپ نے فرمایا: ''تحقیق یہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے' کسی کی موت وحیات کی بنا پر نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں' اس لیے ظاہر فرماتا ہے کہ اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی بنا پر اپنا خوف پیدا فرمائے۔ جب تم کوئی ایسی چیز دیکھو تو فوراً اللہ کا ذکر کرو' دعائیں کرو اور اس سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو۔''

فوائد ومسائل: ① راویٔ حدیث نے نبی ﷺ کی گھبراہٹ اور جلدی سے اندازہ لگایا کہ شاید آپ کو قیامت کا خطرہ محسوس ہوا ہے' یہ نہیں کہ آپ کو واقعی قیامت کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا کیونکہ قیامت کی بہت سی نشانیاں آپ نے بیان فرمائی ہیں جن میں سے سوائے آپ کی بعثت کے اور کوئی نشانی بھی پوری نہ ہوئی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے گھبراہٹ کی بنا پر آپ کا ذہن ان نشانیوں کی طرف متوجہ نہ ہو سکا یا اس وقت تک ابھی آپ کو دوسری نشانیاں بتلائی ہی نہ گئی تھیں' حالانکہ یہ واقعہ آپ کی وفات سے صرف چار' ساڑھے چار ماہ قبل ہوا ہے۔ آخری دونوں وجوہ کمزور ہیں۔ ② چاند گرہن کا کوئی واقعہ احادیث میں منقول نہیں مگر تمام احادیث میں سورج اور چاند کو اکٹھا ہی ذکر کیا گیا ہے اور احکام بھی مشترکہ ہی دیے گئے ہیں' لہٰذا چاند گرہن کے موقع پر بھی نماز کسوف اسی طرح پڑھی جائے گی اور دیگر احکام بھی لاگو ہوں گے۔ احناف نے بعض مصالح کی بنا پر چاند گرہن میں جماعت کو مناسب نہیں سمجھا مگر روایات صراحتاً ان کے خلاف ہیں۔ ③ نماز کسوف کے بارے میں پینتالیس (۴۵) روایات ذکر کی گئی ہیں جن کا تعلق ایک ہی واقعے سے ہے۔ کچھ مفصل ہیں کچھ مجمل' پھر بعض میں وہم اور غلط فہمی بھی ہے' لہٰذا تمام روایات کو ملا کر مجموعی طور پر جو واقعے کی کیفیت سمجھ میں آتی ہے' وہ معتبر ہوگی' نیز اکا دکا روایات میں اگر کوئی بات کثیر روایات کے خلاف آ گئی ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا' بلکہ اسے وہم قرار دیا جائے گا' خواہ راوی ثقہ ہی ہوں کیونکہ کسی واقعے کی تحقیق کا یہی طریقہ ہے۔ واللہ أعلم.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ١٧) - كِتَابُ الاِسْتِسْقَاءِ (التحفة . . .)

بارش کی دعا کرنے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - مَتٰى يَسْتَسْقِي الْإِمَامُ (التحفة ٦٣٣)

باب:١-امام بارش کی دعا کب کرے؟

١٥٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! عَلٰى رُؤُوسِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ»، فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ.

١٥٠٥-حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور (قحط سالی کی بنا پر) ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے' اللہ تعالیٰ سے (بارش کی) دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تو اس جمعے سے اگلے جمعے تک (مسلسل) بارش ہوتی رہی۔ تو (وہی) آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! (زیادہ بارش کی وجہ سے) گھر گر گئے اور راستے منقطع ہو گئے اور جانور مرنے لگے ہیں۔ تو آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! پہاڑوں کی چوٹیوں پر' ٹیلوں پر' وادیوں کے نشیب (نالوں) اور جنگلات میں بارش برسا۔'' تو بادل مدینہ منورہ سے اس طرح چھٹ گئے جس طرح درمیان سے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① قحط سالی کی بنا پر جانوروں کو چارہ نہ ملنے سے ان کی ہلاکت واضح ہے۔ راستے منقطع

١٥٠٥ـ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء إذا انقطعت السبل من كثرة المطر، ح:١٠٧٧ من حديث مالك، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٧ من حديث شريك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ١٩١، والكبرٰى، ح:١٨٠٥.

ہونے کی وجہ یا تو گھاس وغیرہ کا ختم ہونا ہے کہ جب گھاس نہ ہوگی تو جانوروں کا گزارا کیسے ہوگا؟ اور سفر جانوروں کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ یا جب کچھ ہے ہی نہیں تو سفر کس لیے کرنا ہے؟ تجارتی منڈیاں بھی تبھی چلیں گی جب کوئی فصل ہو، قحط سالی کی وجہ سے فصلیں نہ رہیں تو تجارت بھی ختم۔ ② بارش کے بعد بھی جانوروں کی ہلاکت یا تو سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے تھی یا اس لیے کہ بارش ختم ہو تو کچھ اگے۔ ہلاکت سے مراد انتہائی کمزوری بھی ہوسکتی ہے، یعنی ہلاکت کے قریب ہوگئے۔ راستے منقطع ہونا تو واضح ہے کہ پانی کی کثرت کی بنا پر چلنا ممکن نہیں رہا، نیز سابقہ وجوہات بھی قائم ہیں۔ بارش رکے تو وہ وجوہات ختم ہوں۔ ③ ''جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے'' یعنی مدینہ منورہ کے اوپر سے بادل ہٹ گئے اور اردگرد بادل ہی بادل تھے تو دیکھنے سے ایسے لگتا تھا جیسے درمیان سے کپڑا پھٹ گیا ہے اور جگہ خالی ہوگئی ہے۔ بادل کو کپڑے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ④ دونوں دعاؤں کی فوری قبولیت علامات نبوت سے ہے...... ﷺ. ⑤ باب کا مقصد یہ ہے کہ بارش کی دعا اس وقت کی جائے جب بارش نہ ہونے سے نقصان ہو ورنہ ہر وقت تو بارش نہیں ہوتی اور نہ ہر وقت دعا ہی کی جاتی ہے۔ ⑥ قحط سالی کے موقع پر لوگ امام سے بارش کی دعا کے لیے درخواست کرسکتے ہیں۔ ⑦ ایک آدمی پوری جماعت کی طرف سے نمائندگی کرسکتا ہے۔ ⑧ نیک بزرگوں سے دعا کروانی چاہیے۔ ⑨ دعا میں تمام لوگوں کے احوال کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے مطلق بارش رکنے کی دعا نہیں کی بلکہ صرف مدینے میں بارش رکنے کی دعا کی۔ اس غرض سے کہ ممکن ہے دوسرے علاقوں میں ابھی بارش کی ضرورت ہو۔ ⑩ کسی مصیبت اور آزمائش کے خاتمے کی دعا کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔ ⑪ اس حدیث سے نماز استسقاء کی نفی نہیں ہوتی بلکہ وہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا اس حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے لیے اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ نماز استسقاء غیر مشروع ہے۔

(المعجم ٢) - خُرُوجُ الْإِمَامِ إِلَى الْمُصَلَّى لِلْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٣٤)

باب:۲-(نماز) استسقاء کے لیے امام کا عیدگاہ کی طرف نکلنا

١٥٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيمٍ، قَالَ سُفْيَانُ: سَأَلْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ

۱۵۰۶- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ...... جنھیں خواب میں اذان سکھلائی گئی تھی...... بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے۔ آپ قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی چادر الٹائی اور دو رکعتیں پڑھیں۔

١٥٠٦- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب تحويل الرداء في الاستسقاء، ح:١٠١٢، ومسلم، الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح:٨٩٤/ ٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:١٨٠٦.

يُحَدِّثُ [عَنْ] أَبِي، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا غَلَطٌ مِنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ الَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ، وَهٰذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ابن عُیَیْنہ کی غلطی ہے کیونکہ جس عبداللہ بن زید کو خواب میں اذان دکھلائی گئی تھی وہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ ہیں جب کہ مذکورہ حدیث بیان کرنے والے عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں۔

فوائد ومسائل: ① عبداللہ بن زید نامی دوصحابی ہیں۔ ایک عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی اور دوسرے عبداللہ بن زید بن عبدربہ۔ صرف عبداللہ بن زید کہا جائے تو شبہ ہوسکتا ہے کہ کون سے مراد ہیں؟ جیسا کہ حضرت سفیان بن عیینہ کو غلطی لگی' اس لیے امام صاحب نے وضاحت فرمائی کہ راویٔ حدیث اذان والے عبداللہ بن زید بن عبدربہ نہیں بلکہ یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں۔ ② بارش کی دعا' یعنی صلاۃ استسقاء کے لیے بستی سے باہر نکلنا سنت ہے' تاہم بامر مجبوری مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ واللہ أعلم. ③ ''چادر الٹانا'' یہ عمل بھی مسنون ہے۔ دراصل فعلی دعا ہے کہ یا اللہ! جس طرح ہم نے اپنی چادروں کو پلٹ لیا ہے' تو بھی موجودہ صورت کو اسی طرح بدل دے۔ بارش برسا کر قحط سالی ختم کر دے اور تنگی کو خوش حالی میں بدل دے۔ چادر کا دایاں کنارہ بائیں جانب اور بایاں کنارہ دائیں جانب ڈال لیا جائے' نیز نچلا کنارہ اوپر اور اوپر والا کنارہ نیچے کر لیا جائے۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْحَالِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَكُونَ عَلَيْهَا إِذَا خَرَجَ (التحفة ٦٣٥)

باب:۳-امام دعا کے لیے باہر جائے تو اس کی کیا حالت ہونی چاہیے؟

١٥٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۱۵۰۷-حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ رحمہ اللہ

١٥٠٧ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، ح:١٢٦٦ من حديث سفيان الثوري، وأبوداود، ح:١١٦٥، والترمذي، ح:٥٥٨، ٥٥٩ من حديث هشام بن إسحاق به، وهو حسن الحديث، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٠٨، وصححه ابن خزيمة، ح:١٤٠٥، وابن حبان، ح:٦٠٣ وغيرهما.

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَنِي فُلَانٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَضَرِّعًا مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا، فَلَمْ يَخْطُبْ نَحْوَ خُطْبَتِكُمْ هٰذِهِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

سے روایت ہے کہ مجھے فلاں شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے بارے میں پوچھوں تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ گڑگڑاتے ہوئے' عاجزی کے ساتھ سادہ کپڑوں میں (آرائش اور زینت کے بغیر) نکلے۔ آپ نے تمھارے اس خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا' پھر دو رکعات پڑھیں۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ سے دعا کے وقت عاجزی' خشوع خضوع اور سادگی بڑی مؤثر چیز ہے۔ ② ''تمھارے اس خطبے کی طرح'' یعنی آپ نے خطبہ تو دیا تھا مگر وہ تمھارے خطبوں کی طرح نہیں تھا بلکہ اس میں دعائے استغفار اور عاجزی کا اظہار تھا' کوئی تقریر نہ تھی۔ ③ جمہور علماء کے نزدیک امام نماز پڑھا کر خطبہ دے' تاہم قبل از نماز بھی جائز ہے۔ واللہ أعلم.

١٥٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِسْتَسْقٰى وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ.

١٥٠٨- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی تو آپ پر سیاہ اونی چادر تھی۔

فائدہ: سیاہ اونی چادر بھی سادگی کے ذیل میں آتی ہے۔ یہ قیمت میں بھی معمولی ہوتی ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ جُلُوسِ الْإِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ لِلْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٣٦)

باب: ۴- دعائے استسقاء کے لیے امام کا منبر پر بیٹھنا

١٥٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كِنَانَةَ،

١٥٠٩- حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کی نمازِ استسقاء کے بارے میں پوچھا تو

١٥٠٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفريعها، ح: ١١٦٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٠٩، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٧٣٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٢٧، ووافقه الذهبي.

١٥٠٩ـ [حسن] تقدم، ح: ١٥٠٧، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٠٧.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا، فَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سادہ کپڑوں میں' عاجزی کے ساتھ' گڑگڑاتے ہوئے نکلے' پھر آپ منبر پر بیٹھے لیکن تمھارے خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا بلکہ آپ دعا کرتے رہے' گڑگڑاتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرتے رہے' پھر آپ نے عیدین کی نماز کی طرح دو رکعات پڑھیں۔

فائدہ: عیدین کی نماز کے ساتھ مشابہت رکعات کی تعداد' وقت' یعنی اس کا وقت بھی سورج نکلنے کے بعد کا ہے نیز جگہ' یعنی یہ نماز بھی باہر کھلے میدان میں ادا کی جاتی ہے اور جماعت میں ہے' مکمل طور پر مشابہت نہیں کیونکہ اس میں عیدین کی نماز کی طرح زائد تکبیرات نہیں ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥) - تَحْوِيلُ الْإِمَامِ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٣٧)

باب:۵- دعائے استسقاء میں امام کا لوگوں کی طرف اپنی پشت کرنا

١٥١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَحَوَّلَ لِلنَّاسِ ظَهْرَهُ وَدَعَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَأَ فَجَهَرَ.

۱۵۱۰- حضرت عباد بن تمیم کے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں بھی دعائے استسقاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا تھا۔ آپ نے اپنی چادر الٹائی اور لوگوں کی طرف پشت کر لی اور دعا کرنے لگے' پھر دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں بلند آواز سے قراءت کی۔

فائدہ: دعائے استسقاء میں امام کو بھی قبلہ رخ ہونا چاہیے۔ باقی لوگ تو عام دعا میں بھی قبلہ رخ ہوتے ہیں' تاکہ ایک دوسرے کی طرف منہ نہ ہو۔ اس طرح خشوع خضوع اعلیٰ درجے کا ہوگا۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے خشوع خضوع میں فرق آ سکتا ہے۔

١٥١٠ـ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء، ح: ١٠٢٤ من حديث ابن أبي ذئب، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح: ٨٩٤/ ٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨١٢.

(المعجم ٦) - بَابُ تَقْلِيبِ الْإِمَامِ الرِّدَاءَ عِنْدَ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٣٨)

باب:٦- دعائے استسقاء کے وقت امام کا چادر الٹانا

١٥١١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ.

۱۵۱۱- حضرت عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بارش کی دعا فرمائی اور دو رکعتیں پڑھیں اور اپنی چادر الٹائی۔

(المعجم ٧) - مَتَى يُحَوِّلُ الْإِمَامُ رِدَاءَهُ (التحفة ٦٣٩)

باب:٧- امام اپنی چادر کب الٹائے؟

١٥١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتَسْقَى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

۱۵۱۲- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ منورہ سے) باہر نکلے اور بارش کی دعا کی اور جب (دعا کے لیے) قبلہ رخ ہوئے تو آپ نے اپنی چادر الٹائی۔

(المعجم ٨) - رَفْعُ الْإِمَامِ يَدَهُ (التحفة ٦٤٠)

باب:٨- امام کا (دعا کے وقت) اپنے ہاتھ اٹھانا

١٥١٣- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُو تَقِيٍّ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي

۱۵۱۳- حضرت عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعائے استسقاء میں دیکھا۔ آپ نے قبلے کی طرف منہ فرمایا، چادر کو الٹایا اور (دعا کے لیے) اپنے ہاتھ اٹھائے۔

١٥١١ــ [صحيح] تقدم، ح: ١٥٠٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨١٣.

١٥١٢ــ [صحيح] تقدم، ح: ١٥٠٦، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩٠، والكبرٰى، ح: ١٨١٥.

١٥١٣ــ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائمًا، ح: ١٠٢٣ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح: ٨٩٤/ ٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨١٦.

الْاِسْتِسْقَاءِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ الرِّدَاءَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ.

(المعجم ۹) - كَيْفَ يَرْفَعُ (التحفة ٦٤١)

باب:۹-(امام) ہاتھ کیسے اٹھائے؟

١٥١٤- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

۱۵۱۴-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی بھی دعا میں اتنے بلند ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جتنے دعائے استسقاء میں۔ آپ اس میں ہاتھ اتنے بلند اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔

فائدہ: عام دعا میں سینے یا چہرے کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ دعائے استسقاء میں کثرت تضرع وتخشع کی بنا پر ہاتھ مزید اونچے فرماتے۔

١٥١٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى آبِي اللَّحْمِ، عَنْ آبِي اللَّحْمِ: أَنَّهُ رَأٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ يَسْتَسْقِي وَهُوَ مُقْنِعٌ بِكَفَّيْهِ يَدْعُو.

۱۵۱۵-حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کو احجار الزیت کے مقام پر بارش کی دعا کرتے دیکھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور دعا فرما رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① آبی اللحم نام نہیں لقب ہے کیونکہ یہ جاہلیت میں بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ ان کے نام کی بابت اختلاف ہے۔ بعض نے عبداللہ بن عبدالملک' بعض نے خلف

١٥١٤ـ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب رفع الإمام يده في الاستسقاء، ح:١٠٣١، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٦/٧ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨١٧.

١٥١٥ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، ح:٥٥٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٢٠، وصححه الحاكم:١/ ٥٣٥، والذهبي، وله شواهد عند أبي داود، ح:١١٦٨، ١١٧٢، وابن حبان، ح:٦٠١، ٦٠٢ وغيرهما . * يزيد هو ابن عبدالله بن الهاد.

اور حویرث بتایا ہے۔ جنگ حنین میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ ② احجار الزیت مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے کیونکہ وہاں کے پتھر سیاہ چمکدار تھے جیسے انھیں تیل ملا گیا ہو۔

١٥١٦- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ - وَهُوَ الْمَقْبُرِيُّ - عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَأَجْدَبَ الْبِلَادُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَّسْقِيَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ حِذَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا» فَوَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتّٰى أُوسِعْنَا مَطَرًا وَأُمْطِرْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، فَقَامَ رَجُلٌ، لَا أَدْرِي هُوَ الَّذِي قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِسْتَسْقِ لَنَا أَمْ لَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَاءِ فَادْعُ اللهَ أَنْ يُّمْسِكَ عَنَّا الْمَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، وَلٰكِنْ عَلَى الْجِبَالِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ» قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ تَكَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ تَمَزَّقَ السَّحَابُ حَتّٰى مَا نَرٰى مِنْهُ شَيْئًا.

۱۵۱۶-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جمعے کے دن مسجد میں تھے اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! راستے منقطع ہو گئے اور جانور ہلاک ہونے لگے اور شہروں میں قحط پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے' ہمیں بارش عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے چہرۂ مبارک کے برابر اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: (اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا) ''اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما۔'' اللہ کی قسم! ابھی اللہ کے رسول ﷺ منبر سے نہیں اترے تھے کہ ہم پر خوب زور سے بارش برسنے لگی بلکہ اس دن سے اگلے جمعے تک بارش برستی رہی۔ تو ایک آدمی کھڑا ہوا...... میں نہیں جانتا یہ وہی شخص تھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے بارش کی دعا کرنے کو کہا تھا یا کوئی اور...... اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پانی کی زیادتی کی وجہ سے راستے منقطع ہو گئے اور جانور مرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بارش روک لے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: (اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا......) ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش فرما' ہم پر نہ فرما بلکہ پہاڑوں اور جنگلات پر بارش فرما۔'' اللہ کی قسم! جونہی رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات کہے' بادل چھٹنے لگے حتی کہ ہمیں ایک ٹکڑا بھی نظر نہ آتا تھا۔

١٥١٦- [صحيح] تقدم، ح: ١٥٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨١٨.

فوائد و مسائل: ① ”چہرۂ مبارک کے برابر“ یہ مسجد نبوی کے اندر کی بات ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی روایت: (۱۵۱۴) شہر سے باہر کے بارے میں تھی' لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔ عام دعا میں ہاتھ سینے یا چہرے کے برابر ہی اٹھائے جاتے ہیں۔ ② امام صاحب نے ہاتھ اٹھانے کی کیفیت کا باب نہیں باندھا۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعائے استسقاء میں آپ کے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف تھی اور ہتھیلیاں زمین کے رخ تھیں۔ اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی واقع مصیبت کے رفع کی دعا ہو تو ہاتھ الٹے ہوں' یعنی ان کی پشت آسمان کی طرف ہو اور اگر کسی چیز کا سوال ہو تو ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں۔ شاید دعائے استسقاء میں ہاتھوں کو الٹنا' چادر الٹانے کی طرح بطور فال ہو کہ اللہ تعالیٰ ہماری حالت بدل دے۔ ③ آپ کی دونوں دعاؤں کی فوری قبولیت علامات نبوت میں سے ہے۔

(المعجم ١٠) - ذِكْرُ الدُّعَاءِ (التحفة ٦٤٢)

باب: ۱۰- (نماز کی بجائے صرف) دعا کا ذکر

١٥١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هِشَامٍ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا».

۱۵۱۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: (اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا) ”اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔“

١٥١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ، - وَهُوَ الْعُمَرِيُّ - عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوا، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! قَحَطَتِ

۱۵۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعے کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ لوگ کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! بارش (عرصۂ دراز سے) رکی ہوئی ہے اور جانور مر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ بارش نازل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: (اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا) ”اے

١٥١٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح:١٤١٧ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٢٣، وأصله في صحيح البخاري، ح:١٠٢٩ وغيره.

١٥١٨ـ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء إذا كثر المطر: حوالينا ولا علينا، ح:١٠٢١ ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٧/ ١٠ من حديث المعتمر بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٢٢.

الْمَطَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا، قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا»، قَالَ: وَايْمُ اللهِ! مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِنْ سَحَابٍ، قَالَ: فَأَنْشَأَتْ سَحَابَةٌ فَانْتَشَرَتْ ثُمَّ أَنَّهَا أُمْطِرَتْ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى وَانْصَرَفَ النَّاسُ فَلَمْ تَزَلْ تَمْطُرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ صَاحُوا إِلَيْهِ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ يَحْبِسَهَا عَنَّا فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا. فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ فَجَعَلَتْ تَمْطُرُ حَوْلَهَا وَمَا تَمْطُرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ.

اللہ! ہمیں پانی پلا۔ اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔'' اللہ کی قسم! ہم آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے' پھر ایک چھوٹا سا بادل پیدا ہوا' پھر اس نے پھیلنا شروع کیا' پھر وہ برسنے لگا اور اللہ کے رسول ﷺ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی۔ لوگ (بارش میں) گھروں کو گئے۔ اگلے جمعے تک (مسلسل) بارش ہوتی رہی۔ تو جب اللہ کے رسول ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے پھر بلند آواز سے کہا: اے اللہ کے نبی! گھر گر گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے' اللہ تعالیٰ بارش روک لے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش فرما' ہم پر نہ فرما۔'' بادل مدینہ منورہ سے چھٹ گئے۔ مدینے کے اردگرد بارش ہوتی تھی اور مدینے میں ایک قطرہ بھی نہیں برستا تھا۔ میں نے مدینہ منورہ کو دیکھا' ایسے لگتا تھا جیسے اس پر تاج ہو۔

فائدہ: مدینہ منورہ کے اوپر بالکل بادل نہیں تھے' اردگرد بادل تھے۔ درمیان میں گولائی کی صورت میں نیلگوں آسمان نظر آتا تھا۔ تاج بھی ایسا ہی ہوتا ہے' گول اور سر کے گرد اگرد لپٹا ہوا۔ یہ ایک بہترین شاعرانہ تخیل ہے جس سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ سے عقیدت اور محبت جھلکتی ہے۔ انھوں نے اس صورت حال کو ایسے پیارے الفاظ سے بیان فرمایا۔ رضي الله عنه وأرضاه.

١٥١٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ

۱۵۱۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے

١٥١٩ـ أخرجه مسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٧ عن علي بن حجر، والبخاري، الاستسقاء، باب الاستسقاء في خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة، ح:١٠١٤ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٢٤.

رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَائِمًا وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يُغِيثَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ! أَغِثْنَا» قَالَ أَنَسٌ: وَلَا وَاللهِ! مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابَةٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ، فَطَلَعَتْ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ وَأَمْطَرَتْ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَا وَاللهِ! مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ! هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يُمْسِكَهَا عَنَّا فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ! عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ» قَالَ: فَأُقْلِعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ: سَأَلْتُ أَنَسًا أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ قَالَ: لَا.

سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور مر گئے اور راستے منقطع ہو گئے' اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش برسائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے' پھر فرمایا: ''اے اللہ! ہم پر بارش برسا۔ اے اللہ! ہم پر بارش برسا۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم آسمان میں بادل کیا بادل کا ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے' نیز ہمارے اور سَلع پہاڑ کے درمیان کوئی مکان یا گھر بھی حائل نہ تھا۔ اچانک ڈھال جتنا چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا (پہاڑ کے پیچھے سے) ظاہر ہوا' جب وہ آسمان کے درمیان میں (یعنی ہمارے سروں پر) آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! پھر ہم نے پورا ہفتہ (سات دن) سورج نہیں دیکھا' پھر آئندہ جمعے اسی دروازے سے ایک آدمی داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ پر (بے شمار) رحمتیں فرمائے۔ (پانی کی کثرت کی بنا پر) جانور مرنے لگے ہیں اور راستے بھی منقطع ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ ہم سے بارش روک لے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا' ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں پر' تودوں پر' وادیوں کے نشیب اور جنگلات میں بارش برسا۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (یہ کہنا تھا کہ) بارش فوراً رک گئی اور ہم مسجد سے نکلے تو دھوپ میں چلتے تھے۔ شریک (راوی) نے کہا: میں نے

حضرت انس ؓ سے پوچھا: کیا یہ پہلا آدمی ہی تھا؟
انھوں نے فرمایا: نہیں۔

فوائد ومسائل: ① عربی عبارت میں صرف لفظ لاَ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں "نہیں" یعنی یہ وہ آدمی نہیں تھا۔ مگر یہ معنی حدیث نمبر (۱۵۱۶) کی صراحت کے خلاف ہے' وہاں صراحت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ وہی شخص تھا یا اور' لہٰذا یہاں یہ معنی مراد ہیں کہ میں نہیں جانتا۔ واللہ أعلم. ② مذکورہ چاروں روایات میں نماز استسقاء کے بغیر صرف دعا کا ذکر ہے' گویا نماز ضروری نہیں۔ صرف دعا بھی کافی ہے' الا یہ کہ کہا جائے کہ جمعے کی دو رکعات نماز استسقاء کی جگہ کفایت کرتی ہیں۔ امام ابوحنیفہ ؒ سرے سے نماز استسقاء ہی کے قائل نہیں' یعنی ان کے نزدیک نماز استسقاء مسنون نہیں۔ مگر یہ موقف ان صحیح اور صریح روایات کے خلاف ہے جن میں دعائے استسقاء کے لیے نبی ﷺ کا شہر سے باہر جانا بلکہ منبر ساتھ لے جانا اور دعا کے بعد دو رکعات پڑھانے کا صراحتاً ذکر ہے' لہٰذا یہ امام صاحب کی اجتہادی غلطی ہے جسے غلطی ہی ماننا چاہیے نہ کہ ان کے قول کی وجہ سے صحیح اور صریح روایات کی دور از کار تاویلات کرنی چاہییں کہ یہ دراصل جمعے ہی کی نماز تھی صرف مسجد مسقّف (چھت والی) سے باہر مسجد کے صحن میں آئے اور منبر بھی وہیں لایا گیا تھا۔ ایسی بچگانہ تاویلیں اہل علم کے شایانِ شان نہیں۔ کوئی شخص بھی غلطی سے پاک اور معصوم نہیں ہے' لہٰذا یہ تکلف بے جا ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الدُّعَاءِ (التحفة ٦٤٣)

باب:۱۱- دعا کے بعد نماز استسقاء (دو رکعت) پڑھی جائے گی

١٥٢٠- قَالَ: الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ وَيُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللهَ وَيَسْتَقْبِلُ إِلَى الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قَالَ

۱۵۲۰- حضرت عباد بن تمیم نے اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ) سے سنا جو کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بارش کی دعا کرنے نکلے۔ آپ نے دعا کے وقت لوگوں کی طرف پیٹھ کر لی (یعنی آپ کا رخ مبارک قبلے کی طرف تھا۔) اور آپ نے اپنی چادر بھی الٹائی تھی' پھر (دعا کے بعد) آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان دونوں میں قراءت بھی کی۔

١٥٢٠ـ أخرجه مسلم، صلاة الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح: ٨٩٤/ ٤ من حديث ابن وهب عن يونس، والبخاري، الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء، ح: ١٠٢٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى: ١٨١٠.

ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ فِي الْحَدِيثِ: وَقَرَأَ فِيهِمَا.

(المعجم ١٢) - كَمْ صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٤٤)

باب:١٢-نماز استسقاء کتنی رکعت ہے؟

١٥٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَسْتَسْقِي فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

١٥٢١-حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے (شہر سے) باہر نکلے' پھر آپ نے قبلہ رخ ہوکر (دعا کی اور) دو رکعتیں پڑھیں۔

(المعجم ١٣) - كَيْفَ صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٤٥)

باب:١٣-نماز استسقاء کیسے پڑھی جائے؟

١٥٢٢- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَمِيرٌ مِنَ الْأُمَرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا مَنَعَهُ أَنْ يَسْأَلَنِي؟ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ.

١٥٢٢-حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کسی امیر (حاکم) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کہ میں ان سے دعائے استسقاء کے بارے میں پوچھوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسے کون سی چیز خود مجھ سے سوال کرنے سے مانع ہے؟ رسول اللہ ﷺ عاجزی کی حالت میں سادہ کپڑے پہن کر خشوع خضوع کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے (مدینہ منورہ سے) باہر نکلے اور عیدین کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں اور تمھارے خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا۔

١٥٢١_[صحيح] تقدم، ح: ١٥٠٦، وهو في الكبرى، ح: ١٨٢٥.
١٥٢٢_[حسن] تقدم، ح: ١٥٠٧، ١٥٠٩، وأخرجه ابن ماجه، ح: ١٢٦٦ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ١٨٢٦.

(المعجم ١٤) - بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٤٦)

باب:۱۴-نماز استسقاء میں بلند آواز سے قراءت کرنا

١٥٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فَاسْتَسْقَى فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ.

۱۵۲۳-حضرت عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (مدینہ منورہ سے) باہر نکلے‘ بارش کی دعا کی‘ پھر دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں بلند آواز سے قراءت کی۔

فائدہ: مخصوص نمازیں (فرض نمازوں کے علاوہ) جو باجماعت پڑھی جاتی ہیں‘ خواہ دن کے وقت ہوں‘ ان میں قراءت جہراً ہی ہوتی ہے‘ مثلاً: جمعہ‘ عیدین‘ نماز کسوف‘ نماز استسقاء اور یہی انسب ہے۔

(المعجم ١٥) - اَلْقَوْلُ عِنْدَ الْمَطَرِ (التحفة ٦٤٧)

باب:۱۵-بارش برستے وقت کیا دعا کی جائے؟

١٥٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أُمْطِرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْهُ صَيِّبًا نَافِعًا».

۱۵۲۴-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بارش برسنے لگتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”اے اللہ! زور سے برسا اور اسے مفید بارش بنا۔“

(المعجم ١٦) - كَرَاهِيَةُ الْاِسْتِمْطَارِ بِالْكَوْكَبِ (التحفة ٦٤٨)

باب:۱۶-بارش کی نسبت ستاروں کی طرف کرنا منع ہے

١٥٢٣ـ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء، ح:١٠٢٤ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، وتقدمت أطرافه، ح:١٥٠٦،١٥٠٨،١٥١١،١٥١٣، ١٥٢١، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٢٧.

١٥٢٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي (ح:٧١ ظاهرية بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة ثنا مسعر به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٢٨، وأخرجه أبوداود، ح:٥٠٩٩، وابن ماجه، ح:٣٨٨٩ وغيرهما من حديث المقدام به.

۱۵۲۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ: اَلْكَوْكَبُ وَبِالْكَوْكَبِ».

۱۵۲۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب بھی میں اپنے بندوں پر کوئی نعمت (مثلاً: بارش) نازل فرماتا ہوں تو ان میں سے ایک گروہ اس کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ کہتا ہے: ہم پر فلاں ستارے نے بارش برسائی ہے یا ہم فلاں ستارے سے سیراب ہوئے۔''

فائدہ: مذکورہ طریقے پر بارش کی نسبت ستارے کی طرف کرنا (یعنی اس نے برسائی) کفریہ الفاظ ہیں۔ ایک موحد اس قسم کے الفاظ کہنے سے گریز کرتا ہے کیونکہ اس کا عقیدہ یہ نہیں ہوتا' مگر کافر تو اس عقیدے کے بھی قائل تھے۔ بہرصورت یہ الفاظ کفریہ ہیں' البتہ اگر ستارے کے طلوع وغیرہ کو بارش برسنے کی علامت یا وقت کہا جائے تو پھر یہ کفریہ الفاظ نہیں مگر ایک بے تحقیق اور غلط بات ضرور ہے' ہاں اگر بادلوں اور ہواؤں کی طرف بارش کی نسبت بطور علامت کرے تو کوئی حرج نہیں۔ احادیث اور کلام عرب اس پر دال ہیں' نیز یہ چیزیں بارش کا ظاہری سبب ہیں' بخلاف ستاروں کے کہ ان کا ظاہراً بارش سے کوئی تعلق نہیں' نیز اس میں ستارہ پرستوں سے مشابہت ہے' لہٰذا منع ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان میں سے ایک گروہ اس کی ناشکری کرتا ہے یا اس کے نعمت الٰہیہ ہونے کا انکار کرتا ہے۔ یہاں سے ضمناً یہ معلوم ہوا کہ عقائد میں مجازات اور استعارات کا استعمال درست نہیں' خصوصاً توحید جیسے مسئلے میں۔

۱۵۲۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۵۲۶- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دور مسعود میں ایک دفعہ عام بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے نہیں کہ تمھارے رب تعالیٰ نے رات کیا کہا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب

۱۵۲۵ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كفر من قال مطرنا بالنوء، ح: ۷۲ عن عمرو بن سواد به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۸۳۵.

۱۵۲٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: يستقبل الإمام الناس إذا سلّم، ح: ۸٤٦، ومسلم، الإيمان، ح: ۷۱ (انظر الحديث السابق) من حديث صالح بن كيسان به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۸۳٤ . * سفيان هو ابن عيينة، ومن طريقه أخرجه أحمد: ٤/ ۱۱٦، وصرح بالسماع عنده.

فَقَالَ: «أَلَمْ تَسْمَعُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: مَا أَنْعَمْتُ عَلٰى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَأَمَّا مَنْ آمَنَ بِي وَحَمِدَنِي عَلٰى سُقْيَايَ فَذَاكَ الَّذِي آمَنَ بِي وَكَفَرَ بِالْكَوْكَبِ، وَمَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَاكَ الَّذِي كَفَرَ بِي وَآمَنَ بِالْكَوْكَبِ».

میں اپنے بندں پر کوئی نعمت (خصوصاً بارش) نازل فرماتا ہوں تو ان میں سے کچھ لوگ اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی' البتہ جو شخص مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میرے بارش برسانے پر میری تعریف کرتا ہے' وہ حقیقتاً مومن ہے اور ستاروں کا کافر ہے (یعنی ستاروں کی طاقت و اختیار کا منکر ہے) اور جس شخص نے کہا: ہمیں فلاں ستارے سے بارش ہوئی۔ وہ میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ستاروں پر ایمان رکھتا ہے۔''

فائدہ: ہر نعمت کے مہیا ہونے اور ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ نعمت کا حق بھی ادا ہوگا اور ایمان بھی پختہ ہوگا۔

١٥٢٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَتَّابِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ أَمْسَكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَطَرَ عَنْ عِبَادِهِ خَمْسَ سِنِينَ ثُمَّ أَرْسَلَهُ لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ كَافِرِينَ يَقُولُونَ: سُقِينَا بِنَوْءِ الْمِجْدَحِ».

۱۵۲۷-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ پانچ سال تک اپنے بندوں سے بارش روک رکھے' پھر بھیجے' تب بھی کچھ لوگ ضرور کفر کریں گے۔ وہ کہیں گے: ہمیں مجدَح ستارے سے بارش ملی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ عمل الیوم واللیلۃ میں لکھتے ہیں کہ مجدح سے مراد شعری ستارہ ہے جبکہ امام سندھی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ ستاروں میں سے ایک ستارہ ہے۔ اسے دبران کہتے ہیں۔ تین ستاروں کے مجموعے کو بھی مجدح کہا جاتا ہے۔ جو عربوں کے خیال میں بارش برساتا تھا' مگر یہ خیال غلط ہے۔ بات صرف اتنی تھی کہ ان تاروں کے طلوع کے زمانے میں بارش ہوتی تھی۔ ② ''مجدح'' میم کی زیر اور پیش دونوں

١٥٢٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٧ عن سفيان بن عيينة به، وقال سفيان عنه: "لا أدري من عتاب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٣٦، وصححه ابن حبان، ح: ٦٠٦ علٰى قاعدته. * عمرو هو ابن دينار، وعتاب لم يوثقه غير ابن حبان.

کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٧) - مَسْأَلَةُ الْإِمَامِ رَفْعَ الْمَطَرِ إِذَا خَافَ ضَرَرَهُ (التحفة ٦٤٩)

باب:۱۷- جب بارش سے نقصان کا خطرہ ہو تو امام کا اس کے بند ہونے کی دعا کرنا

١٥٢٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَحَطَ الْمَطَرُ عَامًا فَقَامَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! قَحَطَ الْمَطَرُ وَأَجْدَبَتِ الْأَرْضُ وَهَلَكَ الْمَالُ، قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ سَحَابَةً، فَمَدَّ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ يَسْتَسْقِي اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَمَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ حَتَّى أَهَمَّ الشَّابَّ الْقَرِيبَ الدَّارِ الرُّجُوعُ إِلَى أَهْلِهِ فَدَامَتْ جُمُعَةٌ فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الَّتِي تَلِيهَا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَاحْتَبَسَ الرُّكْبَانُ قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِسُرْعَةِ مَلَالَةِ ابْنِ آدَمَ وَقَالَ بِيَدَيْهِ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا» فَتَكَشَّطَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ.

۱۵۲۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال تک بارش رکی رہی تو ایک مسلمان جمعۃ المبارک کے دن (خطبے کے دوران میں) نبی ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بارش (سال بھر سے) رکی ہوئی ہے' زمین بنجر ہو گئی ہے اور جانور مر رہے ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے جب کہ ہم آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ اللہ عزوجل سے بارش کی دعا کرنے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم جمعہ پڑھ کر فارغ نہ ہوئے تھے (یعنی ابھی جمعے میں مصروف تھے' اتنی بارش برسی) کہ ہم میں قریب گھر والے نوجوان شخص کو بھی فکر لاحق ہو گئی کہ گھر کیسے پہنچوں گا؟ (دور والے اور بوڑھوں کی تو بات ہی کیا۔) پھر پورا ہفتہ بارش برستی رہی۔ جب اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (کثرت بارش کی بنا پر) گھر گر گئے اور قافلے رک گئے۔ آپ انسان کے جلدی اکتا جانے پر مسکرائے' پھر ہاتھ

١٥٢٨ـ [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٧٨٩ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٣٨، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

اٹھا کر فرمایا: ”اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا‘ ہم پر نہ برسا۔“ فوراً بادل مدینے سے چھٹ گئے۔

فائدہ: ”بغلوں کی سفیدی“ بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ شاید آپ کی بغلوں میں بال نہ تھے مگر یہ بات غلط اور بلا دلیل ہے۔ آپ کو انسانی عوارض سے مبرا قرار دینے کی کوشش کرنا کوئی عقل مندی کی بات نہیں اور نہ یہ چیز فضیلت کا موجب ہے‘ رسول اللہ ﷺ ایک مکمل انسان تھے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ رَفْعِ الْإِمَامِ يَدَيْهِ عِنْدَ مَسْأَلَةِ إِمْسَاكِ الْمَطَرِ (التحفة ٦٥٠)

١٥٢٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَبَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ سَحَابٌ أَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى فَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ قَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا

باب:١٨- بارش کے بند ہونے کی دعا کے وقت امام کا اپنے ہاتھ اٹھانا

١٥٢٩- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں پر ایک سال تک قحط پڑ گیا۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ جمعة المبارک کے دن منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور مرنے لگے ہیں اور بال بچے بھوکے ہیں‘ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھا دیے۔ ہم آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہ فرمائے تھے کہ پہاڑوں جیسے بادل اٹھے‘ پھر ابھی اپنے منبر سے نیچے نہیں اترے تھے کہ میں نے بارش کے قطرے آپ کی ڈاڑھی مبارک پر برستے دیکھے۔ وہ دن‘ اگلا دن‘ اس سے اگلا دن حتی کہ اگلے جمعے تک بارش برستی رہی‘ پھر وہی اعرابی یا کوئی اور اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے

١٥٢٩_ أخرجه البخاري، الجمعة، باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة، ح:٩٣٣، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٧/ ٩ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح:١٨٣٩.

رَسُولَ اللهِ! تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا» فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ حَتّٰى صَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي وَلَمْ يَجِيءْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَتِهِ إِلَّا أَخْبَرَ بِالْجَوْدِ.

رسول! اب تو عمارتیں ڈھ گئیں' (گھر گر پڑے) جانور ڈوبنے لگے' اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کے بند ہونے کی دعا فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھالیے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش فرما' ہم پر نہ برسا۔'' آپ جس طرف کے بادل کی طرف بھی دست مبارک سے اشارہ فرماتے' وہ چھٹ جاتا' حتی کہ مدینہ منورہ حوض کی طرح ہو گیا۔ وادیٔ (قناۃ ایک ماہ تک) بہتی رہی اور جو شخص بھی کسی علاقے سے آیا' اس نے خوب بارش بتلائی۔

فائدہ: اس واقعے میں چند باتیں قابل غور ہیں: ① ایک سال تک نبی ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قحط کی تکلیف برداشت کرتے رہے مگر اُف تک نہ کی۔ بڑے لوگوں کے ظرف بھی بڑے ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ شکوے کا لفظ تو دور کی بات ہے' وہ تصور بھی دل و دماغ میں نہیں پاتے۔ ② اعرابی سادہ اور بے ساختہ ہوتے تھے۔ انھوں نے آپ کو لوگوں کی خصوصاً بے زبان جانوروں کی تکلیف کی طرف توجہ دلائی تو آپ نے لحاظ رکھتے ہوئے دعا فرمادی۔ ③ ہفتہ بھر کی بارش کی مشقت بھی رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے رہے۔ شکوہ تو کجا حرف دعا بھی زبان پر نہ لائے' حتی کہ وہی اعرابی یا کسی اور غیر معروف اعرابی کے اظہار مصیبت پر' خصوصاً جانوروں کی بے گناہ ہلاکت کے پیش نظر آپ نے بارش کی بندش کی دعا فرمائی۔ سب لوگوں کے ظرف تو ایک جیسے نہیں۔ یہ کائنات سب قسم کے لوگوں کے لیے ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی شان عبودیت ملاحظہ کیجیے کہ ہاتھ اٹھاتے ہیں تو خالی آسمان بادلوں سے بھر جاتا ہے۔ ہاتھ گراتے ہیں تو بادل چھاجوں برسنے لگتے ہیں اور جب تک وہی مقدس ہاتھ نہیں اٹھتے' بادل برسنا بند نہیں ہوتے' اگرچہ سات دن گزر گئے' پھر وہ پاک ہاتھ اٹھتے ہیں تو بادل اچانک برسنے سے رک جاتے ہیں۔ ہاتھوں کا اشارہ ہوتا ہے تو بادل چھٹنے لگتے ہیں اور لوگ دھوپ میں چلنے لگتے ہیں۔ یہ مرتبہ ہے عبدہ و رسولہ کا' نہ اپنے لیے بارش مانگی' نہ خود بندش کی دعا کی' پھر فخر ہے نہ تعلّی. فِدَاهُ أَبِي وَ أُمِّي وَ رُوحِي وَ نَفْسِي وَ وَلَدِي ...... صلی اللہ علیہ وسلم ......

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٨) - كِتَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ (التحفة . . .)

نماز خوف سے متعلق احکام ومسائل

١٥٣٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِي بِطَبَرِسْتَانَ وَمَعَنَا حُذَيْفَةُ ابْنُ الْيَمَانِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا، فَوَصَفَ فَقَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِطَائِفَةٍ رَكْعَةً صَفَّ خَلْفَهُ، وَطَائِفَةٌ أُخْرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الَّتِي تَلِيهِ رَكْعَةً، ثُمَّ نَكَصَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ أُولٰئِكَ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً.

١٥٣٠-حضرت ثعلبہ بن زہدم سے روایت ہے کہ ہم طبرستان میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ہمارے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلاۃ خوف (خوف کی نماز) پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے' پھر انھوں نے آپ کی نماز کا طریقہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف ایک گروہ کو' جس نے آپ کے پیچھے صف باندھی تھی' ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ آپ کے اور دشمن کے درمیان تھا (تاکہ دشمن نماز کی حالت میں حملہ نہ کر سکے۔) تو آپ نے اس گروہ کو جو آپ کے پیچھے تھا' ایک رکعت پڑھائی' پھر یہ گروہ دوسرے گروہ کی لڑائی کی جگہ میں پہنچ گیا اور وہ گروہ ان کی جگہ آ گیا۔آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی۔

١٥٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

١٥٣١-حضرت ثعلبہ بن زہدم بیان کرتے ہیں کہ

١٥٣٠_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال يصلي بكل طائفة ركعةً ولا يقضون، ح:١٢٤٦ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح:١٩١٧، وصححه ابن خزيمة، ح:١٣٤٣، وابن حبان، ح:٥٨٦، والحاكم: ١/ ٣٣٥، ووافقه الذهبي.

١٥٣١_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، ح:١٢٤٦ من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:١٩١٨.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِي بِطَبَرِسْتَانَ فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا، فَقَامَ حُذَيْفَةُ وَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُوَازِيَ الْعَدُوِّ، فَصَلّٰى بِالَّذِي خَلْفَهُ رَكْعَةً ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَكَانِ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَلَمْ يَقْضُوا.

ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان میں (جہاد کر رہے) تھے۔ انھوں نے کہا: تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے۔ پھر حضرت حذیفہ اٹھے اور لوگوں کی دو صفیں بنائیں۔ ایک صف اپنے پیچھے اور دوسری صف دشمن کے مقابل۔ اپنے پیچھے والی صف کو آپ نے ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ ان کی جگہ چلے گئے اور وہ (آپ کے پیچھے) آ گئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی، پھر انھوں نے دوسری رکعت نہیں پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① نماز خوف کی مشروعیت قرآن مجید سے ثابت ہے بلکہ یہ واحد نماز ہے جس کا طریقہ بھی اجمالی طور پر قرآن کریم میں بتلایا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مختلف مقامات پر یہ نماز پڑھی ہے۔ مگر حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور شوافع میں سے امام مزنی رحمہ اللہ نبی ﷺ کے بعد اسے قرآن یا احادیث میں مذکور طریقوں سے پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ ان کا خیال ہے کہ نماز خوف نبی ﷺ کے ساتھ خاص تھی کیونکہ ہر شخص آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا خواہاں تھا۔ جنگ اور خوف کی وجہ سے مجبوری تھی کہ سب اکٹھے نہیں پڑھ سکتے تھے۔ دو دفعہ ایک ہی نماز پڑھنا یا پڑھانا درست نہیں، لہٰذا مجبوراً یہ طریقہ اختیار کیا گیا تاکہ ہر شخص آپ کے پیچھے نماز پڑھ سکے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں جس کے پیچھے نماز پڑھنے کی خصوصی فضیلت ہو یا سب اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی خواہش رکھیں۔ قرآن مجید میں بھی نماز خوف کے بیان میں خصوصاً آپ سے خطاب کیا گیا ہے: ﴿وَاِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ﴾ (النساء۴: ۱۰۲) ''جب آپ ان میں ہوں تو آپ انھیں نماز پڑھائیں'' لہٰذا اب اگر خوف کا مسئلہ ہو تو دو گروہ کر لیے جائیں اور ہر گروہ کو ان کے الگ الگ امام نماز پڑھائیں۔ مذکورہ بات عقل کو بہت جچتی ہے مگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل اس کے مطابق نہیں۔ بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی نماز خوف مخصوص طریقوں سے پڑھی ہے، لہٰذا جمہور اہل علم کے نزدیک یہ نماز اب بھی مشروع ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ واللہ أعلم. ② احادیث میں نماز خوف کے چھ سات طریقے منقول ہیں کیونکہ خوف کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، لہٰذا ہر جگہ ایک ہی طریقے سے نماز پڑھنا ممکن نہیں جیسا کہ آئندہ احادیث سے وضاحت ہوگی۔ یہ سب احادیث صحیح ہیں۔ موقع محل کے مطابق ان میں سے کوئی سا بھی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ جن حضرات نے ایک طریقہ معین کرنے

کی کوشش کی ہے انھوں نے غیر ضروری تکلف برتا ہے۔ حسب حالات تمام احادیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ③ اوپر مذکورہ دو احادیث میں ایک ہی واقعے کا بیان ہے۔ نماز خوف کی مخصوص مختلف صورتوں میں سے یہ بھی ایک صورت ہے، یعنی شدید خوف میں ایک رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ١٥٣٣۔

١٥٣٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي الرُّكَيْنُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ صَلَاةِ حُذَيْفَةَ.

١٥٣٢- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نماز جیسی روایت بیان کی ہے۔

١٥٣٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

١٥٣٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی ﷺ کی زبانی گھر کی نماز چار رکعت، سفر کی نماز دو رکعت اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی ہے۔

١٥٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْجَهْمِ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى بِذِي قَرَدٍ وَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُوَازِيَ الْعَدُوِّ،

١٥٣٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ذوقرد میں نماز (خوف) پڑھی۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ ایک صف آپ کے پیچھے اور ایک صف دشمن کے مقابل، پھر آپ نے اپنے پیچھے والی صف کو ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ ان کی جگہ چلے گئے اور وہ آ گئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک

١٥٣٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩١٩، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٩٤، ح: ١٣٤٥، وابن حبان، ح: ٥٩٠، والحديث السابق شاهد له. * القاسم بن حسان ثقة، وثقه العجلي المعتدل، وأحمد بن صالح، وابن شاهين وغيرهم، وصرح بالسماع من زيد.

١٥٣٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٧، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢٠.

١٥٣٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢١، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٤٤ رواه عن محمد بن بشار به،

فَصَلّٰى بِالَّذِي خَلْفَهُ رَكْعَةً ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَكَانِ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَلَمْ يَقْضُوا.

رکعت پڑھائی۔لوگوں نے پھر دوسری رکعت نہیں پڑھی۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۵۳۱ فائدہ نمبر:۳.

۱۵۳۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعَ أُنَاسٌ مِنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَتَأَخَّرَ الَّذِينَ سَجَدُوا مَعَهُ وَحَرَسُوا إِخْوَانَهُمْ وَأَتَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَرَكَعُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَجَدُوا، وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِي صَلَاةٍ يُكَبِّرُونَ وَلٰكِنْ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

۱۵۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔آپ نے اللہ أکبر کہا اور لوگوں نے بھی اللہ أکبر کہا' پھر آپ نے رکوع فرمایا اوران میں سے کچھ لوگوں (پہلی صف) نے ساتھ رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ کیا اور انھوں نے بھی سجدہ کیا' پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو جنھوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا تھا' وہ پیچھے ہٹ کر اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرنے لگے اور دوسرا گروہ آ گیا (پچھلی صف آگے آ گئی)۔اب انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ (دوسری رکعت کا) رکوع اور سجدے کیے اور سب لوگ نماز میں تھے اور تکبیریں کہتے تھے لیکن ایک دوسرے کی حفاظت بھی کرتے تھے۔

فائدہ: اس کی صورت اس طرح بنے گی کہ مقتدی دوصفوں میں کھڑے ہو جائیں اور بیک وقت امام کے پیچھے نماز شروع کر دیں' مگر جب امام رکوع اور سجدہ کرے تو صرف اگلی صف والے امام کے ساتھ رکوع وسجود کریں' پچھلی صف والے کھڑے رہیں اور دشمن پر نظر رکھیں۔ مسلح حالت میں دشمن کے حملے کا جواب دینے کے لیے تیار رہیں۔ جب پہلی صف والے پہلی رکعت کے رکوع وسجود سے فارغ ہو جائیں تو وہ پیچھے چلے جائیں اور پچھلی صف والے آگے آ جائیں۔اب یہ امام صاحب کے ساتھ دوسری رکعت میں رکوع سجدہ کریں گے اور پچھلی صف والے کھڑے رہیں گے اور حفاظت کریں گے' پھر امام صاحب کے ساتھ دونوں صفیں سلام پھیر دیں گی۔

۱۵۳۵ـ أخرجه البخاري، صلاة الخوف، باب: يحرس بعضهم بعضًا في صلاة الخوف، ح: ۹٤٤ من حديث محمد بن حرب به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۲۲.

اس صورت میں دونوں گروہوں نے نماز بیک وقت پڑھ لی اور ایک دوسرے کی حفاظت بھی کرتے رہے۔

١٥٣٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا كَانَتْ صَلَاةُ الْخَوْفِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ كَصَلَاةِ أَحْرَاسِكُمْ هٰؤُلَاءِ الْيَوْمَ خَلْفَ أَئِمَّتِكُمْ هٰؤُلَاءِ، إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ عُقَبًا قَامَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ وَهُمْ جَمِيعًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَجَدَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامُوا مَعَهُ جَمِيعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعُوا مَعَهُ جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَ مَعَهُ الَّذِينَ كَانُوا قِيَامًا أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَلَمَّا جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِينَ سَجَدُوا مَعَهُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِمْ سَجَدَ الَّذِينَ كَانُوا قِيَامًا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ جَلَسُوا فَجَمَعَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالتَّسْلِيمِ.

١٥٣٦-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نماز خوف صرف دو رکعتیں ہے جیسے آج کل تمھارے (حکام کے) محافظ تمھارے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں' مگر وہ باری باری سجدے کرتے تھے۔(اس طرح کہ) ان میں سے ایک گروہ کھڑا رہتا' حالانکہ وہ سب رسول اللہ ﷺ ہی کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے اور ایک گروہ کے لوگ (اگلی صف والے) آپ کے ساتھ سجدے کرتے تھے' پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اور وہ سب آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاتے' پھر آپ رکوع فرماتے اور وہ سب آپ کے ساتھ رکوع میں جاتے' پھر آپ سجدہ کرتے تو آپ کے ساتھ وہ لوگ سجدہ کرتے جو پہلی رکعت میں کھڑے رہے تھے' پھر جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ سجدہ کرنے والے نماز کے آخر میں بیٹھتے تو جو لوگ کھڑے رہے تھے' انھوں نے اپنے طور پر سجدے کیے' پھر وہ بھی بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے (بیک وقت) ان سب کے ساتھ سلام پھیرا۔

فائدہ: یہ بھی نماز خوف کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔

١٥٣٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

١٥٣٧-حضرت سہل بن ابوحثمہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف (اس طرح

١٥٣٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٥ من حديث إبراهيم بن سعد عن ابن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٢٣، فيه علة قادحة، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ١٢٤٢ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٦٣، وابن حبان، ح: ٥٨٩، والحاكم: ١/ ٣٣٦، والذهبي.

١٥٣٧ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣١ من حديث يحيى القطان، ومسلم، صلاة المسافرين ....، باب صلاة الخوف، ح: ٨٤١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٢٤.

عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَفَّ صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُصَافُّو الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ ذَهَبَ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَامُوا فَقَضَوْا رَكْعَةً رَكْعَةً.

پڑھائی (کہ) آپ نے ایک صف اپنے پیچھے کھڑی کر لی اور دوسری صف دشمن کے مقابل کھڑی رہی۔ آپ نے اپنے پیچھے والی صف کو ایک رکعت پڑھائی' پھر یہ (دشمن کے مقابلے میں) چلے گئے اور وہ دوسرے آ گئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی' پھر وہ اٹھے اور ان سب (دونوں گروہوں) نے ایک ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔

فوائد ومسائل: ① حدیث نمبر: ۱۵۳۵ اور ۱۵۳۶ والی صورت اس وقت ہوگی جب دشمن قبلے کی جانب ہو۔ اس وقت امام کے پیچھے کھڑے ہوکر بھی دشمن پر نظر رکھی جا سکتی ہے' مگر زیادہ خوف ہو تو حدیث: ۱۵۳۵ اور خوف کم ہو تو حدیث نمبر: ۱۵۳۶ پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ حدیث (۱۵۳۷) اس وقت قابل عمل ہوگی جب دشمن قبلے کی بجائے کسی اور جانب ہو اور امام کے پیچھے کھڑے ہوکر اس پر نظر نہ رکھی جا سکتی ہو۔ اس وقت دو حصے کر لیے جائیں گے۔ ایک حصہ امام کے پیچھے اور دوسرا دشمن کے مقابل کھڑا ہوگا اور مذکورہ طریقے کے مطابق نماز پڑھیں گے۔ ② اس حدیث میں اپنے طور پر ایک ایک رکعت ادا کرنے کی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ دوسرا گروہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنے طور پر ایک رکعت پڑھ لے اور سلام پھیرے' پھر وہ دشمن کے مقابل چلا جائے اور یہ پہلا گروہ واپس آ کر اپنی ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لے اور یہ زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ اس طرح دوسرے گروہ کی دونوں رکعتیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسرا گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلا جائے اور پہلا گروہ آ کر ایک رکعت اپنے طور پر پڑھے' پھر یہ چلے جائیں اور دوسرا گروہ آ کر پڑھ لے۔ یہ طریقہ بھی بعض احادیث میں آیا ہے۔

١٥٣٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ مَعَهُ

۱۵۳۸- حضرت صالح بن خوات نے اس صحابی ﷺ سے بیان کیا جس نے غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی کہ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بندی کی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں رہا۔ آپ نے اپنے ساتھ والے

١٥٣٨ـ أخرجه البخاري، ح: ٤١٢٩ عن قتيبة، ومسلم، ح: ٨٤٢ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٣، والكبرٰى، ح: ١٩٢٥.

رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی' پھر آپ کھڑے رہے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت پڑھ لی' پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے مقابلے میں صف بندی کر لی اور دوسرا گروہ آپ کے پیچھے آ گیا۔ آپ نے انھیں باقی ماندہ (دوسری) رکعت پڑھا دی' پھر آپ بیٹھے رہے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت مکمل کر لی' پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

فوائد ومسائل: ① یہ نماز خوف کی ایک اور صورت ہے جس میں ہر گروہ کی دو رکعتیں اکٹھی پڑھی گئیں۔ ایک آپ کے ساتھ اور ایک الگ الگ۔ یہ صورت اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اس میں دوران نماز میں آنا جانا نہ ہوگا بلکہ دونوں رکعتیں متصل پڑھی جائیں گی۔ ② ''ذات الرقاع'' رقاع جمع ہے ''رقعہ'' کی' اس کے معنی ہیں: ٹکڑا۔ اس جنگ کو غزوۂ ذات الرقاع یا تو اس لیے کہتے ہیں کہ اس غزوے میں جاتے ہوئے پتھروں کی وجہ سے مسلمانوں کے پاؤں زخمی ہوگئے اور انھیں پاؤں پر کپڑوں کے ٹکڑے باندھنے پڑے' یا اس لیے کہ اس علاقے کی زمین کے ٹکڑے مختلف رنگوں والے تھے' یعنی کچھ پہاڑیاں سرخ تھیں' کچھ سفید اور کچھ سیاہ۔ واللہ أعلم.

١٥٣٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْطَلَقُوا فَقَامُوا فِي مَقَامِ أُولٰئِكَ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرٰى، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

۱۵۳۹- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے بالمقابل تھا' پھر یہ (پہلا گروہ) ان کی جگہ چلا گیا اور وہ آ گئے۔ آپ نے ان کو دوسری رکعت پڑھا دی' پھر آپ نے سلام پھیر دیا' پھر یہ کھڑے ہوئے اور اپنی دوسری رکعت پڑھی' پھر وہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔

فائدہ: اس روایت میں روایت نمبر ۱۵۳۷ والی صورت ہی ہے اور اپنی اپنی ایک ایک رکعت پڑھنے میں مذکورہ دونوں طریقے ممکن ہیں۔

١٥٣٩ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣٣ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، صلاة المسافرين ....، باب صلاة الخوف، ح: ٨٣٩ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢٨.

١٥٤٠- أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ، عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ وَصَافَفْنَاهُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مِنَّا مَعَهُ وَأَقْبَلَ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، فَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَنْ مَعَهُ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا مَكَانَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ فَرَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَامَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ.

۱۵۴۰-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کے لیے گیا۔ وہاں ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو ہم نے ان کے مقابلے میں صفیں باندھ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو ہم میں سے ایک گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کیے' پھر وہ ان لوگوں (دوسرے گروہ) کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے جنھوں نے نماز نہ پڑھی تھی اور وہ گروہ آ گیا جنھوں نے نماز نہ پڑھی تھی۔ آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے کیے (یعنی ان کے ساتھ بھی ایک رکعت ادا کی۔)' پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا' پھر مسلمانوں میں سے ہر آدمی اٹھا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے۔ (یعنی ایک ایک رکعت پڑھ لی۔)

فائدہ: یہ حدیث بھی حدیث نمبر: ۱۵۳۷ اور ۱۵۳۹ کے مطابق ہے۔

١٥٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ مَعَ

۱۵۴۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی۔ نبی ﷺ نے اللہ أکبر کہا۔ ہم میں سے ایک گروہ نے آپ کے پیچھے صف بندی کی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ نبی ﷺ نے پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکوع

١٥٤٠- أخرجه البخاري، صلاة الخوف، باب صلاة الخوف، ح: ٩٤٢ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٢٩.

١٥٤١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٩٢٦، والحديث السابق شاهد له.

رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: كَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَفَّ خَلْفَهُ طَائِفَةٌ مِنَّا وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَأَقْبَلُوا عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَصَلّٰى لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ.

اور دو سجدے کیے (یعنی ایک رکعت پڑھائی) پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے مقابل صف آراء ہو گئے اور دوسرا گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز شروع کر دی۔ آپ نے اسی طرح کیا (یعنی ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی۔) پھر آپ نے سلام پھیر دیا، پھر دونوں گروہوں میں سے ہر شخص اٹھا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے۔ (یعنی ایک ایک رکعت پڑھ لی۔)

١٥٤٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَأَبِي أَيُّوبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ قَامَ فَكَبَّرَ فَصَلّٰى خَلْفَهُ طَائِفَةٌ مِنَّا وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَلَمْ يُسَلِّمُوا وَأَقْبَلُوا عَلَى الْعَدُوِّ فَصَفُّوا مَكَانَهُمْ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَفُّوا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ أَتَمَّ رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، ثُمَّ قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ فَصَلّٰى كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ.

١٥٤٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی۔ آپ کھڑے ہوئے اور اللہ أکبر کہا تو ہم میں سے ایک گروہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کیے، پھر وہ سلام پھیرے بغیر چلے گئے اور، دوسروں کی جگہ دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے، پھر دوسرے گروہ نے آ کر آپ کے پیچھے صف بندی کی۔ آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے کیے، پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا جبکہ آپ دو رکوع اور چار سجدے (یعنی دو رکعتیں) مکمل فرما چکے تھے، پھر دونوں گروہ اٹھے اور ان میں سے ہر شخص نے اپنے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے۔

١٥٤٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢٧.

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ السُّنِّيِّ: اَلزُّهْرِيُّ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثَيْنِ وَلَمْ يَسْمَعْ هٰذَا مِنْهُ.

(امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوبکر بن سنی بیان کرتے ہیں کہ امام زہری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صرف دو حدیثیں سنی ہیں لیکن یہ روایت ان میں شامل نہیں۔ (گویا اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔)

فائدہ: یہ حضرت ابوبکر بن سنی کا خیال ہے۔ حضرت علی بن مدینی نے بھی یہی قول بیان کیا ہے مگر امام احمد بن حنبل اور حضرت یحییٰ بن معین کے نزدیک امام زہری نے کوئی روایت بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نہیں سنی اور یہی موقف درست اور راجح ہے لہٰذا مذکورہ سند منقطع ہے لیکن یہ انقطاع سابقہ دونوں روایتوں سے رفع ہو جاتا ہے کیونکہ ان دو روایات میں سالم کا واسطہ مذکور ہے۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ١٧/ ١٢٦، ١٢٧)

١٥٤٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّائِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً.

۱۵۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کسی جنگ کے دنوں میں نماز خوف پڑھائی تو ایک گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا۔ آپ نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھادی پھر وہ چلے گئے اور دوسرے آ گئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھادی پھر دونوں گروہوں نے ایک ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔

فائدہ: ان احادیث میں نماز کے دوران میں آنا جانا، دشمن کے مقابل کھڑا ہونا، خواہ منہ کسی طرف بھی کرنا پڑے، اسی طرح امام کا ٹھہرنا اور آنے جانے والوں کا انتظار کرنا یہ سب نماز خوف کی خصوصیات ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کرم نوازی ہے، ان سے نماز کی حیثیت اور ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی بلکہ ممکن ہے نماز کی شان بڑھ جائے۔

١٥٤٣- [صحيح] أخرجه مسلم، صلاة المسافرين ......، باب صلاة الخوف، ح: ٨٣٩/ ٣٠٦ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٣٠.

١٥٤٤- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ: أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. قَالَ: مَتٰى؟ قَالَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ أُخْرٰى مُقَابِلَ الْعَدُوِّ وَظُهُورُهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَبَّرُوا جَمِيعًا الَّذِينَ مَعَهُ وَالَّذِينَ يُقَابِلُونَ الْعَدُوَّ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَاحِدَةً وَرَكَعَتْ مَعَهُ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوهُمْ وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ كَمَا هُوَ، ثُمَّ قَامُوا فَرَكَعَ رَسُولُ

۱۵۴۴-حضرت مروان بن حکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔اس نے کہا: کب؟ آپ نے فرمایا: غزوۂ نجد کے سال۔ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے لیے اٹھے اور ایک گروہ بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہوا جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل تھا اور ان کی پشت قبلے کی طرف تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ أکبر کہا تو سب مسلمانوں نے اللہ أکبر کہا (یعنی نماز شروع کر لی) آپ کے ساتھ والوں نے بھی اور انھوں نے بھی جو دشمن کے مقابل تھے' پھر رسول اللہ ﷺ نے رکوع فرمایا تو آپ کے ساتھ والے گروہ نے بھی رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ فرمایا تو آپ کے ساتھ والے گروہ نے بھی سجدہ کیا جب کہ دوسرے گروہ والے دشمن کے مقابل کھڑے رہے' پھر رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ والے بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ دشمن کی طرف جا کر ان کے مقابل کھڑے ہو گئے اور جو پہلے دشمن کے مقابل تھے انھوں نے آپ کے پیچھے آ کر اپنا رکوع اور سجود کیا (یعنی ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔) اس دوران میں رسول اللہ ﷺ اسی طرح کھڑے رہے (جس طرح آپ کھڑے تھے۔)' پھر وہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے دوسری رکعت کا رکوع فرمایا انھوں

١٥٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال يكبرون جميعًا، ح: ١٢٤٠ من حديث حيوة بن شريح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٣١، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٦١، ١٣٦٢، وابن حبان، ح: ٥٨٥ من طريق آخر، والحاكم: ١/ ٣٣٨، ٣٣٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

اللهِ ﷺ رَكْعَةً أُخْرٰى وَرَكَعُوا مَعَهُ وَسَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَاعِدٌ وَمَنْ مَعَهُ، ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ فَسَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا، فَكَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ.

نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ فرمایا تو انھوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدے کیے' پھر وہ گروہ بھی آ گیا جو دشمن کے مقابل تھا۔ انھوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیے۔ (یعنی اپنی بقیہ رکعت پڑھ لی۔) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے اس دوران میں بیٹھے رہے۔ پھر سلام کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور سب (دونوں گروہوں) نے سلام پھیر دیا' اس طرح رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں ہو گئیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کی بھی دو رکعتیں ہو گئیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ نماز خوف کی ایک اور صورت ہے۔ یہ اس وقت قابل عمل ہو گی جب خوف زیادہ نہ ہو کیونکہ شروع نماز میں بھی سب اکٹھے تھے اور آخر نماز میں بھی سب اکٹھے تھے' بلکہ آخر میں تو دشمن کے مقابل کوئی بھی نہ رہا۔ سب آپ کے پیچھے تھے۔ ایک گروہ اپنی نماز کی باقی رکعت پڑھ رہے تھے اور دوسرے ویسے آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ سلام سب نے بیک وقت پھیرا۔ ② نجد اونچے علاقے کو کہتے ہیں اور یہ کئی علاقوں میں تھا' مثلاً: نجد حجاز' نجد عراق اور نجد یمن۔ مندرجہ بالا حدیث میں نجد سے نجد حجاز مراد ہے۔ اور بددعا والی حدیث میں نجد عراق۔ اس کا پتہ قرائن اور دیگر احادیث سے چلتا ہے۔

١٥٤٥- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهُنَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَازِلًا بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ مُحَاصِرَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّ لِهٰؤُلَاءِ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَبْنَائِهِمْ وَأَبْكَارِهِمْ أَجْمِعُوا

١٥٤٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوہ ضجنان اور عسفان کے درمیان قیام فرما تھے اور مشرکین کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ مشرکوں نے کہا (پروگرام بنایا) کہ ان مسلمانوں کی ایک نماز ایسی ہے (نماز عصر) جو انھیں اپنے نوجوان بیٹوں اور بیٹیوں سے بھی زیادہ پیاری ہے تو تم بات طے کر لو (پختہ پروگرام بنا لو) اور (اس نماز کے دوران میں) ان پر یکبارگی حملہ کر دو۔ ادھر سے حضرت جبریل علیہ السلام

١٥٤٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة النساء، ح: ٣٠٣٥ من حديث عبدالصمد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ١٩٣٢، وصححه ابن حبان، ح: ٥٨٤.

أَمْرُكُمْ ثُمَّ مِيلُوا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً، فَجَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّقْسِمَ أَصْحَابَهُ نِصْفَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِطَائِفَةٍ مِنْهُمْ وَطَائِفَةٌ مُقْبِلُونَ عَلَى عَدُوِّهِمْ قَدْ أَخَذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ يَتَأَخَّرَ هٰؤُلَاءِ وَيَتَقَدَّمَ أُولٰئِكَ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ رَكْعَةً تَكُونُ لَهُمْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَةً رَكْعَةً وَلِلنَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَانِ.

تشریف لائے اور آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنے صحابہ کے دو گروہ بنا دیں۔ آپ ان میں سے ایک گروہ کو نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ دشمن کی طرف متوجہ رہے۔ وہ محتاط رہیں اور اپنا اسلحہ پہنے رہیں۔ آپ پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھا دیں' پھر وہ پیچھے ہٹ جائیں (اور دشمن کے مقابل چلے جائیں) اور دوسرے آ جائیں پھر ایک رکعت آپ ان کو پڑھا دیں تو اس طرح ان کی نبی ﷺ کے ساتھ ایک ایک رکعت ہو جائے گی اور نبی ﷺ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی۔

فائدہ: ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں گروہوں نے ایک ایک رکعت ہی پر اکتفا کیا' البتہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ انھوں نے دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھی ہو کیونکہ الفاظ حدیث: ''نبی ﷺ کے ساتھ'' سے اس کا اشارہ ملتا ہے۔ سنن نسائی کے شارح شیخ اتیوبی ﷾ نے اپنی شرح ذخیرۃ العقبیٰ میں پہلی بات کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ١٧/١٣٣)

١٥٤٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَامَ صَفٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَصَفٌّ خَلْفَهُ صَلّٰى بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى قَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَقَامُوا مَقَامَ هٰؤُلَاءِ وَصَلّٰى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ

١٥٤٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔ ایک صف آپ کے آگے (دشمن کے مقابل) کھڑی ہو گئی اور دوسری آپ کے پیچھے۔ آپ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو ایک رکوع اور دو سجدے' یعنی ایک رکعت پڑھائی' پھر یہ آگے چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ کھڑے ہو گئے اور وہ آ گئے اور (آپ کے پیچھے) ان کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے' یعنی ایک رکعت پڑھائی' پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ اس طرح نبی ﷺ کی دو رکعتیں

١٥٤٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٢٩٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٩٣٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٤٧، ١٣٤٨، وله شواهد كثيرة. * الحكم بن عتيبة، تابعه مسعر بن كدام عند ابن خزيمة.

رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ.

ہوگئیں اوران کی ایک ایک۔

١٥٤٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَسْعُودِيُّ قَالَ: أَنْبَأَنِي يَزِيدُ الْفَقِيرُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامَتْ خَلْفَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا فَقَامُوا مَقَامَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ كَانُوا فِي وَجْهِ الْعَدُوِّ وَجَاءَتْ تِلْكَ الطَّائِفَةُ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَلَّمَ فَسَلَّمَ الَّذِينَ خَلْفَهُ وَسَلَّمَ أُولٰئِكَ.

۱۵۴۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک جنگ میں) تھے۔ نماز کی اقامت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کا ایک گروہ بھی آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ آپ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو ایک رکوع اور دو سجدے یعنی ایک رکعت پڑھائی' پھر وہ چلے گئے اوران لوگوں کی جگہ کھڑے ہو گئے جو دشمن کے مقابلے میں تھے اور وہ دوسرا گروہ آ گیا۔ آپ نے انھیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے یعنی ایک رکعت پڑھائی' پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا' آپ کے پیچھے والے لوگوں نے بھی اور دوسروں نے بھی سلام پھیر دیا۔

١٥٤٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَقُمْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ وَرَكَعْنَا

۱۵۴۸- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف میں حاضر ہوئے۔ ہم آپ کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہو گئے۔ دشمن ہمارے اور قبلے کے درمیان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللّٰہ أکبر کہا' ہم سب نے بھی اللّٰہ أکبر کہا پھر آپ نے رکوع کیا تو ہم نے بھی رکوع کیا' پھر آپ نے سر اٹھایا تو ہم نے بھی (رکوع سے) سر اٹھایا' پھر جب آپ

١٥٤٧- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٣٦٤ عن أحمد بن المقدام به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٣٤، وانظر الحديث السابق، وهذا طرف منه. * سماع يزيد بن زريع من المسعودي قبل اختلاطه كما في الكواكب النيرات، ص: ٥٧.

١٥٤٨- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين .....، باب صلاة الخوف، ح: ٨٤٠ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٣٥.

وَرَفَعَ وَرَفَعْنَا ، فَلَمَّا انْحَدَرَ لِلسُّجُودِ سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِينَ يَلُونَهُ وَقَامَ الصَّفُّ الثَّانِي حِينَ رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ، ثُمَّ سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي حِينَ رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي أَمْكِنَتِهِمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِينَ كَانُوا يَلُونَ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْآخَرُ فَقَامُوا فِي مَقَامِهِمْ وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فِي مَقَامِ الْآخَرِينَ قِيَامًا وَرَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا ، ثُمَّ رَفَعَ وَرَفَعْنَا فَلَمَّا انْحَدَرَ لِلسُّجُودِ سَجَدَ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ، فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِينَ يَلُونَهُ سَجَدَ الْآخَرُونَ ثُمَّ سَلَّمَ.

سجدے کے لیے جھکے تو رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور اُن لوگوں نے بھی جو آپ کے ساتھ قریبی (پہلی) صف میں تھے جبکہ دوسری صف والے کھڑے رہے' جب رسول اللہ ﷺ نے (سجدے سے) سر اٹھایا اور اس صف والوں نے جو آپ کے قریب تھی تو دوسری صف نے اپنی جگہ ہی اپنے سجدے ادا کیے' پھر نبی ﷺ کے ساتھ والی صف والے پیچھے ہٹ گئے اور دوسری صف والے آگے ہو کر پہلی صف والوں کی جگہ کھڑے ہو گئے اور وہ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے' پھر (دوسری رکعت میں) نبی ﷺ نے رکوع فرمایا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا' پھر آپ نے (رکوع سے) سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی (رکوع سے) سر اٹھایا۔ جب آپ سجدے کے لیے زمین کی طرف جھکے تو آپ کے ساتھ والی صف نے سجدے کیے اور دوسری صف والے کھڑے رہے' پھر جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والوں نے دونوں سجدوں سے سر اٹھائے تو پچھلی صف والوں نے اپنے طور پر سجدے کر لیے' پھر آپ نے (سب کے ساتھ بیک وقت) سلام پھیر دیا۔

١٥٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَخْلٍ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَبَّرُوا جَمِيعًا، ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوا

۱۵۴۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام نخل (مدینے سے دو رات کے فاصلے پر) میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے جبکہ دشمن ہمارے اور قبلے کے درمیان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی تو سب مسلمانوں نے تکبیر تحریمہ کہی' پھر آپ نے رکوع فرمایا تو ان سب

١٥٤٩- أخرجه مسلم، ح:٨٤٠/٣٠٨ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٣٦.

جَمِيعًا ، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ فَلَمَّا قَامُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ مَكَانَهُمُ الَّذِي كَانُوا فِيهِ، ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ فَرَكَعَ فَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ فَلَمَّا سَجَدُوا وَجَلَسُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ مَكَانَهُمْ، ثُمَّ سَلَّمَ.

نے بھی رکوع کیا' پھر نبی ﷺ اور آپ کے ساتھ والی صف نے سجدہ کیا جبکہ دوسری صف والے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے' پھر جب وہ سجدوں کے بعد اٹھے تو پچھلی صف والوں نے اپنی جگہ ہی میں سجدے (مکمل) کر لیے' پھر یہ ان کی جگہ چلے گئے (اور وہ آ گئے۔) پھر آپ نے (دوسری رکعت کا) رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا تو ان سب نے بھی اپنے سر اٹھائے' پھر نبی ﷺ اور آپ کے ساتھ والی صف نے سجدہ کیا اور دوسرے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے۔ جب وہ سجدوں سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے تو پچھلی صف والوں نے اپنی جگہ ہی میں سجدے کر لیے' پھر آپ نے سلام پھیرا۔

قَالَ جَابِرٌ: كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكُمْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے تمھارے امراء (کے پہرے دار) کرتے ہیں۔

١٥٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ شُعْبَةُ: كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ يُحَدِّثُ وَلٰكِنِّي حَفِظْتُهُ، قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ: حِفْظِي مِنَ الْكِتَابِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ مُصَافَّ الْعَدُوِّ بِعُسْفَانَ

١٥٥٠- حضرت ابوعیاش زرقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عسفان کے علاقے میں دشمن کے ساتھ جنگ کی حالت میں تھے۔ مشرکین کے امیر خالد بن ولید تھے۔ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔) نبی ﷺ نے مسلمانوں کو ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرکین نے کہا: اس نماز کے بعد ایک ایسی نماز ہے (نماز عصر) جو ان مسلمانوں کو اپنے مال و منال اور اولاد سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ (لہٰذا اس نماز میں ان پر حملہ کر دو۔)

١٥٥٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة الخوف، ح: ١٢٣٦ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٣٧، وصححه ابن حبان، ح: ٥٨٧، ٥٨٨، والبيهقي: ٣/ ٢٥٧، والبغوي في شرح السنة، ح: ١٠٩٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٣٧، ٣٣٨، ووافقه الذهبي.

وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَصَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ اَلظُّهْرَ، قَالَ الْمُشْرِكُونَ: [إِنَّ] لَهُمْ صَلَاةً بَعْدَ هٰذِهِ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْعَصْرَ فَصَفَّهُمْ صَفَّيْنِ خَلْفَهُ فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَمِيعًا، فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ سَجَدَ بِالصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ، فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ مِنَ السُّجُودِ سَجَدَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِرُكُوعِهِمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي مَقَامِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ رَكَعَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَمِيعًا فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ سَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ، فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ سُجُودِهِمْ سَجَدَ الْآخَرُونَ ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ.

تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو عصر کی نماز اس طرح پڑھائی کہ اپنے پیچھے ان کی دو صفیں بنالیں' پھر آپ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا' پھر جب انھوں نے رکوع سے سر اٹھایا (اور آپ سجدے میں گئے) تو آپ کے ساتھ والی (یعنی پہلی) صف ہی نے سجدے کیے اور دوسری صف والے کھڑے رہے۔ جب انھوں نے سجدوں سے سر اٹھائے تو دوسری صف نے سجدے کیے جبکہ رکوع تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کر چکے تھے' پھر اگلی صف پیچھے ہوگئی اور پچھلی آگے اور وہ ایک دوسرے کی جگہ میں کھڑے ہو گئے' پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا۔ جب انھوں نے رکوع سے سر اٹھائے تو آپ کے ساتھ صرف آپ کے ساتھ والی صف نے سجدے کیے جبکہ دوسرے کھڑے رہے' پھر جب وہ اپنے سجدوں سے فارغ ہوئے تو پچھلی صف والوں نے (اپنے) سجدے ادا کیے' پھر نبی ﷺ نے ان سب کے ساتھ بیک وقت سلام پھیرا۔

١٥٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِعُسْفَانَ فَصَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَقَدْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ

١٥٥١- حضرت ابوعیاش زرقی ؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان کے مقام پر تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ ان دنوں مشرکین کے امیر خالد بن ولید تھے۔ مشرکین نے کہا: افسوس! ہم نے انھیں غافل پایا تھا۔ (کاش ہم حملہ کر دیتے) تو ظہر اور عصر کے درمیان نماز خوف کا حکم اترا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح عصر کی نماز پڑھائی

١٥٥١- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٣٨

غِرَّةً وَلَقَدْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ غَفْلَةً فَنَزَلَتْ - يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ - بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَصَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَفَرَّقَنَا فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةٌ تُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَفِرْقَةٌ يَحْرُسُونَهُ، فَكَبَّرَ بِالَّذِينَ يَلُونَهُ وَالَّذِينَ يَحْرُسُونَهُمْ، ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ هٰؤُلَاءِ وَأُولٰئِكَ جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَتَأَخَّرَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَتَقَدَّمَ الْآخَرُونَ فَسَجَدُوا، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيعًا الثَّانِيَةَ بِالَّذِينَ - يَعْنِي - يَلُونَهُ وَبِالَّذِينَ يَحْرُسُونَهُمْ، ثُمَّ سَجَدَ بِالَّذِينَ - يَعْنِي - يَلُونَهُ ثُمَّ تَأَخَّرُوا فَقَامُوا فِي مَصَافِّ أَصْحَابِهِمْ وَتَقَدَّمَ الْآخَرُونَ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَكَانَتْ لِكُلِّهِمْ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ مَعَ إِمَامِهِمْ وَصَلّٰى مَرَّةً بِأَرْضِ بَنِي سُلَيْمٍ.

کہ ہمارے دو گروہ بنا دیے۔ ایک گروہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور دوسرا گروہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ آپ نے سب کے ساتھ تکبیر کہی' جو آپ کے ساتھ تھے اور جو ان کی حفاظت کرتے تھے' پھر آپ نے رکوع فرمایا تو دونوں گروہوں نے رکوع کیا' پھر آپ کے ساتھ والے گروہ نے سجدے کیے' پھر ساتھ والے پیچھے ہٹ آئے اور دوسرے آگے بڑھے اور انھوں نے اپنے سجدے مکمل کیے' پھر آپ (دوسری رکعت کے لیے) اٹھے اور سب کے ساتھ رکوع کیا' جو آپ کے ساتھ تھے اور جو ان کی حفاظت کرتے تھے' پھر آپ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ سجدے کیے' پھر وہ پیچھے ہٹ گئے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ میں کھڑے ہو گئے اور دوسرے آگے بڑھے اور انھوں نے اپنے سجدے پورے کیے' پھر آپ نے سب کے ساتھ سلام پھیرا۔ اس طرح ان میں سے ہر ایک کی اپنے امام کے ساتھ دو دو رکعتیں ہو گئیں' اور ایک دفعہ آپ نے بنو سلیم کے علاقے میں بھی نمازِ خوف پڑھی تھی۔

فائدہ: سابقہ روایت سے یہ روایت اس بات میں مختلف ہے کہ ان میں پچھلی صف والے اپنی جگہ میں سجدے ادا کر کے پھر اگلی صف میں آتے تھے مگر اس روایت میں پچھلی صف والوں نے اگلی صف میں آ کر اپنے سجدے پورے کیے۔ اگر یہ راوی کی غلط فہمی نہیں تو یہ نمازِ خوف کی ایک اور صورت بن جائے گی۔ واللہ أعلم.

١٥٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱۵۵۲- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو نمازِ خوف دو رکعت پڑھائی' پھر سلام پھیر دیا' پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں اور پھر سلام پھیر دیا۔ اس طرح نبی ﷺ نے

١٥٥٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٨٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٣٩.

صَلّٰى بِالْقَوْمِ فِي الْخَوْفِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى بِالْقَوْمِ الْآخَرِينَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعًا.

چار رکعات پڑھیں۔

فائدہ: یہ نماز خوف کی ایک اور صورت ہے جو سادہ اور آسان ہے مگر احناف کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں ہے کیونکہ بعد والی دو رکعتیں امام صاحب کی نفل ہوں گی اور دوسرے گروہ کی فرض۔ اور احناف کے نزدیک نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض جائز نہیں۔ خیر! احناف کے نزدیک خواہ یہ صورت درست نہ ہو مگر رسول اللہ ﷺ نے تو پڑھائی ہے اور عمل آپ کی سنت پر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام کو دوبارہ نماز پڑھانی پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں، سب کی نماز درست ہوگی۔

۱۵۵۳- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِطَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى بِآخَرِينَ أَيْضًا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۵۵۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، پھر سلام پھیرا، پھر دوسرے گروہ کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر سلام پھیرا۔

۱۵۵٤- أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ: يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ قِبَلَ الْعَدُوِّ وُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ

۱۵۵۴- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے نماز خوف کے بارے میں روایت ہے کہ امام قبلہ رخ کھڑا ہو، اور مقتدیوں میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل ان کی طرف منہ کر کے کھڑا رہے۔ تو امام پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھا دے، پھر وہ اپنی جگہ کھڑے ہو کر دوسری رکعت کے رکوع سجدے ادا کر لیں۔ اور دوسروں کی جگہ چلے جائیں اور وہ آ جائیں تو امام انھیں بھی رکوع اور دو سجدے پڑھا

۱۵۵۳ـ [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۳۵۳ من طريق آخر عن الحسن به، وأعلّه، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹٤۰، وانظر الحديث السابق، فإنه شاهد له، وانظر الحديث الآتي برقم: ۱۵۵۵.
۱۵۵٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۵۳۷، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹٤۱.

وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ وَيَذْهَبُونَ إِلَى مَقَامِ أُولٰئِكَ وَيَجِيءُ أُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

دے۔ اس طرح امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ان کی ایک رکعت، پھر وہ خود دوسری رکعت کے رکوع اور دو سجدے ادا کر لیں۔

فائدہ: یہ صورت اجمالاً اور صراحتاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر: ۱۵۳۷ اور ۱۵۳۸۔

۱۵۵۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَصَلَّتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وُجُوهُهُمْ قِبَلَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامُوا مَقَامَ الْآخَرِينَ وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۵۵۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی۔ ان میں سے ایک گروہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسرے گروہ کے چہرے دشمن کی طرف تھے۔ تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت پڑھا دیں، پھر وہ دوسرے گروہ کی جگہ چلے گئے اور دوسرے آ گئے۔ آپ نے انھیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔

۱۵۵۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ وَالَّذِينَ جَاءُوا بَعْدُ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَلِهٰؤُلَاءِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۵۵۶- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑے لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں، پھر جو ان کے بعد آئے، انھیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ تو نبی ﷺ کی چار رکعتیں ہو گئیں اور ان کی دو دو۔

۱۵۵۵- [صحيح] أخرجه ابن خزيمة من حديث يونس بن عبيد به، انظر الحديث المتقدم: ۱۵۵۳، وهو في الكبرى، ح: ۱۹٤۲. * الحسن لم يصرح بالسماع، وله شاهد عند مسلم، ح: ۸٤۳/ ۳۱۲ وغيره.

۱۵۵٦- [صحيح] تقدم، ح: ۸۳۷، ۱۵۵۲، وهو في الكبرى، ح: ۱۹٤۳.

فائدہ: ان دوروایات میں پہلی دورکعات کے بعد سلام پھیرنے کا ذکر نہیں جبکہ احادیث: ۱۵۵۲ اور ۱۵۵۳ میں الگ الگ سلام کا ذکر ہے اور وہ روایات بھی انھی بزرگوں سے ہیں' لہٰذا یہاں بھی ہر دو کے بعد سلام مانا جائے گا گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی چار رکعات دو سلام کے ساتھ تھیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی ایک صورت ہے کہ امام ایک سلام کے ساتھ چار رکعات پڑھائے مگر یہ مرجوح بات ہے۔
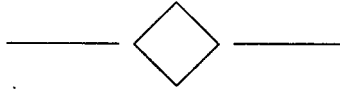
عیدین سے متعلق احکام ومسائل

عید، عَوْد سے ماخوذ ہے جس کے معنی لوٹنے اور بار بار آنے کے ہیں۔ عید کو عید اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ بار بار لوٹ کر آتی ہے یا اس کے آنے سے مسرت وسرور اور خوشیاں لوٹ آتی ہیں۔

عربوں کے ہاں اظہار مسرت کے لیے منعقد ہونے والے ہر موسمی اجتماع کو عید کہا جاتا ہے۔ عربی میں عید کی جمع اعیاد ہے۔ عیدین اس کا تثنیہ ہے۔ عیدین سے مراد عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ یہ امت مسلمہ کے خوشی کے دن ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو عرب لوگ اس وقت دو دن کھیل کود کر خوشی منایا کرتے تھے۔ یہ دو دن نیروز اور مہرجان تھے۔ یہ دونوں کلمے فارسی سے معرب ہیں۔ ''نیروز'' اصل میں نوروز (نیا دن) تھا۔ اہل ہیئت کے نزدیک یہ شمسی سال کا پہلا دن ہوتا ہے۔ اس دن سورج برج حمل کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ مہرجان اصل میں مہرگان ہے۔ اس سے مراد وہ دن ہے جب سورج برج میزان میں منتقل ہوتا ہے۔ یہ موسم بہار کی مناسبت سے جشن کی صورت میں منایا جاتا ہے۔ یہ دونوں دن نہایت معتدل اور خوشگوار ہوتے ہیں۔ یہ اہل فارس (ایرانیوں) کے عید کے دن ہیں۔ عرب، فارسیوں کی نقالی اور تقلید میں انھیں مناتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے ان دنوں کے منانے سے منع فرمایا اور ان کی بجائے دو اچھے دن، یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ منانے کا حکم دیا کیونکہ ان دونوں کا تعلق موسم کی خوشگواری کے بجائے دو عظیم عبادات کی ادائیگی سے ہے۔ عید الفطر سے مراد وہ دن ہے جس میں لوگ روزے رکھنا چھوڑ دیتے ہیں، یعنی یکم شوال

اور عیدالاضحیٰ وہ دن ہے جس میں لوگ قربانیاں کرتے ہیں، یعنی ۱۰ ذوالحجہ کا دن۔ عیدین کا آغاز دو ہجری میں ہوا۔

عیدین سے متعلق مسائل اور ان کی تفصیل احادیث کے ضمن میں آرہی ہے۔ نماز کا طریقہ اور کچھ دیگر احکام یہاں اختصاراً ذکر کیے جاتے ہیں:

* زیب وزینت اختیار کرنا: عید کے دن غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا، خوشبو لگانا اور زیب وزینت کی دیگر چیزیں اختیار کرنا مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے جمعے کے دن کو عید بنایا ہے، چنانچہ جو شخص جمعے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو اسے لگائے اور مسواک کا بھی ضرور اہتمام کرے۔'' (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، حديث:۱۰۹۸) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب جمعے کے دن غسل کرنے، خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جمعے کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید بنایا ہے تو عید کے دن ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا۔ غسل کے استحباب کے مزید دلائل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:۱۳۱۶، و سنن النسائي، صلاة العيدين، حديث:۱۵۶۱، اور ان کے فوائد ومسائل)

* نماز عیدالفطر کے لیے کچھ کھا کر جانا: نماز عیدالفطر کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے طاق عدد میں کھجوریں کھانا مسنون عمل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن (نماز کے لیے) اس وقت تک نہیں نکلتے تھے جب تک (طاق عدد میں) چند کھجوریں تناول نہ فرمالیتے۔ (صحيح البخاري، العيدين، حديث: ۹۵۳) اگر کھجوریں دستیاب نہ ہوں تو پھر کوئی بھی چیز کھائی جاسکتی ہے۔

* نماز عیدالاضحیٰ ادا کر کے کھانا پینا: نبیٔ اکرم ﷺ عیدالاضحیٰ کے دن نماز عید سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے، اس لیے سنت یہی ہے کہ عیدالاضحیٰ کی ادائیگی کے بعد کھایا پیا جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عیدالفطر کے لیے کچھ کھائے بغیر نہ نکلتے تھے، البتہ عید قربان کے دن جب تک نماز ادا نہ فرمالیتے کچھ تناول نہ فرماتے۔ (جامع الترمذي، العيدين، حديث: ۵۴۲)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ نماز سے فراغت کے بعد واپسی پر' آپ اپنی قربانی کی کلیجی اور جگر وغیرہ تناول فرماتے۔ (السنن الکبریٰ للبیهقي: ۲۸۳/۳)

* **عیدگاہ کی طرف پیدل وسوار جانا:** عیدگاہ کی طرف پیدل بھی جایا جا سکتا ہے اور ضرورت کے پیش نظر سوار ہو کر جانا بھی جائز ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس مسئلے کی بابت لکھتے ہیں کہ اس مسئلے میں تمام روایات انفرادی طور پر ضعیف ہیں لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسئلے کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے اور پھر اس مسئلے کی تائید وتوثیق میں ایک مرسل روایت پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے میں شرکت اور عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی نماز کی ادائیگی کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے' نیز سعید بن مسیّب کا قول ہے کہ عیدالفطر کی تین سنتیں ہیں: ''عیدگاہ کی طرف پیدل جانا' نماز عید کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا اور نماز عید کے لیے غسل کرنا۔'' نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کہ عیدگاہ کی طرف پیدل جانا سنت ہے' کو حسن قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث پر اکثر اہل علم کا عمل ہے۔ بنابریں معلوم ہوا کہ عیدگاہ کی طرف پیدل جانا کم از کم مستحب ضرور ہے' تاہم ضرورت کے پیش نظر سواری پر سوار ہو کر بھی جایا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۱۰۳/۳، ۱۰۴)

* **خواتین کا عیدگاہ میں جانا:** عید کے موقع پر خواتین اسلام کو بھی اہل اسلام کی دعا میں شرکت کی تاکید کی گئی ہے۔ جو عورتیں نماز نہیں پڑھ سکتیں انھیں بھی حاضری کا حکم دیا گیا ہے۔ مزید یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس اوڑھنی نہیں ہے تو وہ کسی اور عورت کی اوڑھنی میں لپٹ جائے اور اس طرح دو عورتیں ایک چادر میں لپٹ کر عیدگاہ پہنچیں۔ (صحیح البخاري' العیدین' حدیث: ۹۸۰) مزید دیکھیے: (سنن النسائي' صلاة العیدین' حدیث: ۱۵۵۹ اور اس کے فوائد)

* **عیدگاہ یا کھلے میدان میں عید پڑھنا:** نماز عید کا اہتمام عیدگاہ میں ہونا چاہیے' اگر عیدگاہ نہ ہو تو کھلے میدان میں عید کا انتظام کرنا چاہیے۔ بلاعذر مسجد میں نماز عید ادا کرنا درست نہیں' البتہ بارش' تیز آندھی یا اس قسم کے شرعی عذر کی صورت میں نماز عید مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے۔

* **نماز عید کا وقت:** نماز عید سورج طلوع ہونے کے بعد جلد از جلد ادا کرنی چاہیے۔ دیگر امور کی

نسبت نبیٔ اکرم ﷺ نماز عید سب سے پہلے ادا کرتے تھے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر کے دن ہمیں خطاب فرمایا کہ ہم آج کے دن سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ نماز پڑھیں گے' پھر (نماز سے) فارغ ہو کر قربانی کریں گے۔ جس نے اسی طرح کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا۔ (صحیح البخاري' العیدین' حدیث:۹٦۸)

جناب یزید بن خمیر الرحبی بیان کرتے ہیں کہ صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور امام کے تاخیر کر دینے کو انھوں نے ناپسند کیا اور کہا: ہم تو اس وقت فارغ ہو چکے ہوتے تھے' یعنی اشراق کے وقت۔ (سنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث:۱۱۳۵) اس لیے زیادہ تاخیر مناسب نہیں۔

* **طریقۂ نماز:** طریقۂ نماز میں درج ذیل امور پر بحث ہوگی: ❁ اذان واقامت۔ ❁ تعداد رکعات۔ ❁ سورتوں کا تعین۔ ❁ زائد تکبیرات۔

❁ **اذان واقامت کا حکم:** نماز عید کے لیے اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا' آپ نے نماز عید خطبے سے قبل بغیر اذان واقامت کے پڑھائی...... (صحیح مسلم' العیدین' حدیث:(۴)-۸۸۵)
معلوم ہوا نماز عید کے لیے اذان واقامت ثابت نہیں۔

❁ **تعداد رکعات:** عیدین کی نماز دو دو رکعت ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے' عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے' مسافر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعے کی نماز بھی دو رکعت ہے۔ یہ تمام نمازیں نبیٔ اکرم ﷺ کی زبانی مکمل ہیں۔ ان میں کوئی کمی اور نقص نہیں۔ (سنن النسائي' صلاۃ العیدین' حدیث:۱۵٦۷)

❁ **سورتوں کا تعین:** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: سورۂ ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (صحیح مسلم' العیدین' حدیث:(۱۴)-۸۹۱)
جبکہ ایک روایت میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے' بنابریں عیدین میں مقتدیوں یا موقع محل کا لحاظ رکھتے ہوئے دونوں حدیثوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

❁ زائد تکبیرات: نماز عید میں بارہ تکبیریں زائد ہیں۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔ دونوں رکعتوں میں قراءت، تکبیرات کے بعد ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عید الفطر کی نماز کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں رکعتوں میں قراءت تکبیرات کے بعد ہے۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۱۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۱۴۹)

❁ زائد تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین: تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ امام ابن حزم اس کی بابت لکھتے ہیں: [لَمْ يَصِحَّ قَطُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ فِيهِ يَدَيْهِ] ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ آپ نے ان تکبیروں میں رفع الیدین کیا ہے۔'' محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ مسنون نہیں ہے۔ (إرواء الغليل: ۱۱۲/۳) تاہم تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی بابت ائمہ کے اقوال ضرور ملتے ہیں۔ عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا: کیا امام نماز عیدین میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، وہ رفع الیدین کرے اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں۔ (مصنف عبدالرزاق: ۲۹۷/۳) نیز امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکبیرات عیدین کے موقع پر ہاتھ اٹھانے چاہییں اگرچہ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ (الفريابي بحواله إرواء الغليل: ۱۱۳/۳) اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ تکبیرات عیدین میں ہاتھ اٹھانے چاہییں۔ (الأم: ۲۳۷/۱) لہٰذا ان اقوال کی روشنی میں اگر کوئی تکبیرات عیدین میں رفع الیدین کرتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے اور کوئی نہیں کرتا تو اس کا بھی جواز ہے۔ اس مسئلے میں تشدد مناسب نہیں۔ واللہ أعلم.

✸ عید کا خطبہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ عید کا خطبہ نماز عید کے بعد دیا کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا۔ (صحیح مسلم، العیدین، حدیث:

(۴)-۸۸۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید کی نمازوں میں حاضر ہوا۔ وہ سب نماز عید خطبے سے قبل پڑھتے تھے۔
(صحيح البخاري، العيدين، حديث:۹۶۲)

* **منبر کے بغیر خطبہ دینا:** نبیٔ اکرم ﷺ سے عیدگاہ میں منبر لے جانا ثابت نہیں۔ سب سے پہلے مروان اپنے عہد میں عیدگاہ میں منبر لے گیا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: [يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ! أَخْرَجْتَ الْمِنبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ] ''اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ تم نے عید کے روز منبر نکلوایا ہے جبکہ اس دن یہ نہ نکالا جاتا تھا۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۱۱۴۰) معلوم ہوا عیدگاہ میں منبر لے جانا محض تکلف اور سنت کی خلاف ورزی ہے، البتہ ضرورت کے پیش نظر سواری یا کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جا سکتا ہے۔

* **خطبۂ عید سننے یا نہ سننے کا اختیار:** حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: ''جو آدمی جانا چاہے وہ جا سکتا ہے اور جو خطبہ سننے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہے وہ ٹھہرے۔'' (سنن النسائي، العيدين، حديث:۱۵۷۲) اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ خطبۂ عید سننا واجب نہیں، تاہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور نبیٔ اکرم ﷺ کا حکم کہ حائضہ اور پردہ نشین عورتیں بھی عیدگاہ میں حاضر ہوں، سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطبۂ عید سننے کا اہتمام کرنا چاہیے، بلاوجہ اس میں بے پروائی نہ کی جائے۔ واللہ أعلم.

* **راستہ بدلنا:** عید کے دن نماز عید کے لیے ایک راستے سے جانا اور واپسی پر دوسرے راستے سے آنا مسنون عمل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ عید کے روز (عیدگاہ آتے جاتے ہوئے) راستہ تبدیل فرماتے تھے۔ (صحيح البخاري، العيدين، حديث:۹۸۶)

* **نماز عید سے پہلے اور بعد میں نوافل پڑھنے کا حکم:** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عید کے روز دو ہی رکعتیں ادا فرمائیں، اس سے پہلے نماز پڑھی نہ بعد میں۔ (صحيح البخاري، العيدين، حديث:۹۶۴، وصحيح مسلم، العيدين، حديث:۸۸۴) سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے واپس گھر آ کر دو رکعتیں پڑھیں۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، إقامة

الصلوات' حدیث: ۱۲۹۳) ان میں حل اور تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بالخصوص عیدگاہ میں نماز عید سے قبل کچھ پڑھا جاسکتا ہے نہ بعد میں' البتہ گھر میں مطلق نوافل پڑھے جاسکتے ہیں کہ ان کا تعلق نماز عید سے نہیں۔ واللہ أعلم.

* **عید کے بعد جمعے کی رخصت:** اگر عید جمعے کے روز ہو تو نماز عید ادا کرنے کے بعد لوگوں کو رخصت ہے کہ وہ جمعہ ادا کرنے کے بجائے اپنے ڈیروں وغیرہ ہی میں نماز ظہر ادا کرلیں' جمعے کے لیے حاضر نہ ہوں' البتہ خطیب کے لیے مستحب یہی ہے کہ وہ جمعہ پڑھائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' آپ نے دن کے آغاز میں عید کی نماز پڑھی' پھر آپ نے جمعے کی رخصت دے دی۔ (سنن النسائي' العیدین' حدیث: ۱۵۹۲)

* **کھیل کود:** عید کے دن خوشی کا اظہار کرنا' چھوٹے بچے بچیوں کے لیے' دف وغیرہ بجا کر ملی نغمے اور ایسے اشعار پڑھنا جو اسلامی روح کے منافی نہ ہوں اور شرک کی آمیزش سے پاک ہوں' جائز ہے۔ اسی طرح ایسی کھیل کود جو جنگی تربیت یا جسمانی صحت کے لیے مفید ہو' کھیلنا درست ہے' تفصیل آگے احادیث میں آرہی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ١٩) - كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة . . .)

نمازعیدین سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) -

باب:ا:......

١٥٥٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْمَدِينَةَ قَالَ «كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُونَ فِيهِمَا وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى».

۱۵۵۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دور جاہلیت کے لوگوں کے لیے سال میں دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے کودتے تھے۔ جب نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ”تمھارے لیے دو دن تھے جن میں تم کھیلا کودا کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے تمھیں ان کے بجائے دو اچھے دن دے دیے ہیں۔ ایک عیدالفطر کا دن اور ایک عیدالاضحیٰ کا دن۔“

فوائد ومسائل: ① ”دو دن“ سے نوروز اور مہرجان مراد ہیں۔ نوروز تو نئے سال کا پہلا دن ہوتا تھا اور مہرجان موسم بہار کی مناسبت سے جشن کی صورت میں منایا جاتا تھا۔ یہ دونوں ایرانیوں کی عیدیں تھیں۔ عرب صرف نقالی کے طور پر انھیں مناتے تھے۔ ② ”دو اچھے دن“ کیونکہ ان کا تعلق نہ تو موسم کی خوش گواری سے ہے‘ نہ کسی بادشاہ کی تاجپوشی سے بلکہ ان کا تعلق دو عظیم عبادات کی ادائیگی سے ہے‘ لہٰذا ان میں بجائے لہو ولعب کے عبادت‘ تشکر اور دعا کی حکمرانی ہوگی۔ باقی رہی خوشی تو یہ ایک ذہنی چیز ہے۔ ایک کھلنڈرا شخص جس طرح کھیل کود میں خوش ہوتا ہے‘ مومن اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر عبادت میں لذت محسوس کرتا ہے‘ پھر لہو ولعب کی خوشی تو صرف امراء کے ساتھ خاص ہے مگر عبادت کی خوشی میں امیر غریب سب شریک ہو سکتے ہیں۔ عبادات کی ادائیگی کے بعد مناسب کھیل کود میں بھی کوئی حرج نہیں‘ جیسے بچیوں کا دف بجانا اور حبشیوں کا جنگی کھیل کھیلنا

١٥٥٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة العيدين، ح: ١١٣٤ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٣/ ٢٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٥٥، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٢٩٤، ووافقه الذهبي.

احادیث سے ثابت ہے۔ مگر ایسی خوشی جس کی بنیاد فخر وغرور اور دولت کی نمائش واسراف پر ہو ایک فطری دین کے سراسر خلاف ہے۔ ③ ''عید'' عود سے ہے' یعنی بار بار پلٹ کے آنے والی چیز' ظاہر ہے عید بار بار آتی ہے' نیز ہر آدمی ان سے بار بار لطف اندوز ہونے کی خواہش رکھتا ہے اور ایک دوسرے کو ''کئی عیدوں'' کی دعا بھی دی جاتی ہے۔ ④ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ مسلمانوں کی صرف دو ہی عیدیں ہیں' تیسری کوئی عید نہیں' اس لیے ''عید میلاد'' کی کوئی شرعی حیثیت نہیں' یہ بدعت اور خانہ ساز ہے۔ اس کے جواز کے لیے جو ''دلائل'' دیے جاتے ہیں' ان کی حقیقت جاننے کے لیے ملاحظہ ہو' حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کی تالیف ''جشن عید میلاد اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ۔''

(المعجم ٢) - بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ مِنَ الْغَدِ (التحفة ٦٥٣)

باب:۲- عیدین کے لیے اگلے (دوسرے) دن نکلنا

١٥٥٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ: أَنَّ قَوْمًا رَأَوُا الْهِلَالَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ وَأَنْ يَخْرُجُوا إِلَى الْعِيدِ مِنَ الْغَدِ.

۱۵۵۸- حضرت ابو عمیر بن انس اپنے چچاؤں سے بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے عید کا چاند دیکھا (مگر نبی ﷺ کو بروقت اطلاع نہ مل سکی اور عام لوگوں نے روزہ رکھ لیا) پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے (اور اطلاع کی) تو آپ نے لوگوں کو دن چڑھ آنے کے بعد روزہ کھولنے کا اور اگلے دن نماز (عید) کے لیے نکلنے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① ''روزہ کھول دینے کا حکم دیا'' گویا ضروری نہیں کہ سب لوگ یا ہر شہر اور بستی والے چاند دیکھیں بلکہ کچھ لوگ چاند دیکھ لیں تو وہ دوسرے لوگوں اور شہروں کے لیے بھی کافی ہوگا۔ ظاہر یہی ہے کہ چاند دیکھنے والے مذکورہ لوگ مدینہ سے باہر کے ہوں گے ورنہ وہ رات کے وقت ہی آپ کو اطلاع کر دیتے۔ اگر مدینے سے باہر والے لوگوں کا چاند دیکھنا مدینہ منورہ والوں کے لیے کافی ہے تو دیگر شہروں کے لیے بھی یہی حکم ہوگا' اِلّا یہ کہ مطلع میں اتنا فرق ہو کہ چاند نظر آنے میں ایک دن یا زائد کا فرق ممکن ہو۔ اس صورت میں ان کا حساب الگ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند کی اطلاع جب بھی ملے' اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ روزہ رکھنے کی صورت میں اسے کھولنا واجب ہوگا۔ اگر اسی دن عید پڑھنا ممکن ہو تو اسی دن زوال سے قبل عید پڑھی جائے گی

١٥٥٨- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الشهادة على رؤية الهلال، ح:١٦٥٣ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٥٦، وصححه البيهقي:٣/٣١٦، وابن حزم (المحلى: ٥/ ٩٢)، وابن حبان، والنووي في الخلاصة، وحسنه الدارقطني: ٢/ ١٧٠.

اور اگر زوال سے پہلے عید پڑھنا ممکن نہ ہو تو اگلے دن عید کی نماز ادا کی جائے گی۔ چونکہ چاند کی رؤیت میں عموماً ایک ہی دن کا فرق ممکن ہے لہٰذا ایک دن سے زائد نماز عید مؤخر نہ کی جائے۔ احادیث میں بھی ایک ہی دن کا ذکر ہے۔ اس مسئلے میں دونوں عیدیں برابر ہیں۔ ④ اگر بارش یا اندھیری وغیرہ کی وجہ سے اصل دن عید پڑھنا ممکن نہ ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ ⑤ ''نماز عید کے لیے نکلنے کا'' اصل یہی ہے کہ نماز عید آبادی سے باہر کھلے میدان میں پڑھی جائے کہ اس میں شان و شوکت کا زیادہ اظہار ہے۔ اور یہ بھی عید کا ایک مقصد ہے۔ بعض حضرات نے اس حکم کی علت یہ قرار دی ہے کہ چونکہ مسجد میں پوری آبادی کے لوگ سما نہیں سکتے' اس لیے جگہ کی تنگی کے پیش نظر باہر نکلنے کا حکم دیا۔ گویا اگر کہیں مسجد اور اس کے ساتھ اتنی جگہ خالی ہو کہ تمام لوگ اس میں آرام سے نماز پڑھ سکیں تو نماز عید مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ حرمین (بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف) میں ہوتا ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ مذکورہ حکم کی علت یہی ہو' لہٰذا سنت نبوی پر عمل ہی اولیٰ ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۳) - خُرُوجُ الْعَوَاتِقِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٥٤)

باب:۳- عیدین میں بالغ اور پردہ نشین عورتوں کا (باہر) نکلنا

١٥٥٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِلَّا قَالَتْ: بِأَبَا. فَقُلْتُ: أَسَمِعْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ كَذَا وَكَذَا؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، بِأَبَا، قَالَ: «لِيَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ وَيَشْهَدْنَ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى».

۱۵۵۹- حضرت حفصہ (بنت سیرین) سے روایت ہے کہ حضرت ام عطیہ ؓ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتی تھیں تو [بِأَبَا] ''میرا باپ آپ پر فدا ہو جائے'' ضرور کہتی تھیں۔ (ایک دفعہ) میں نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ایسے (یعنی عیدین میں عورتوں کے باہر جانے کے بارے میں) فرماتے سنا ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں' [بِأَبَا] آپ ﷺ نے فرمایا: ''بالغ اور پردہ نشین حتی کہ حیض والی عورتیں بھی باہر عید کے لیے جائیں اور نماز عید اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں' البتہ حیض والی عورتیں نماز والی جگہ سے الگ بیٹھی رہیں۔''

فوائد و مسائل: ① تمام صحابہ و صحابیات ؓ رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور اپنی ہر چیز آپ پر فدا کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ مگر مذکورہ صحابیہ کا یہ خصوصی اظہار عقیدت تھا کہ آپ کے غائبانہ ذکر

١٥٥٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٥٧.

پر بھی [بِأَبَا] جیسا پیارا لفظ بولتی تھیں۔ ویسے صحابہ عموماً نبی ﷺ سے خطاب کے وقت [بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُولَ اللّٰهِ!] ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں'' کے الفاظ سے اظہار محبت فرمایا کرتے تھے۔ رضي الله عنهم وأرضاهم. ② عید خوشی اور شان وشوکت' نیز تشکر ودعا کا خاص موقع ہے' اس لیے اس میں مردوں اور عورتوں سب کو حاضری کا حکم دیا حتی کہ نماز نہ پڑھنے والی عورتوں کو بھی حاضری کی تاکید کی گئی تاکہ عید کے دیگر مقاصد پورے ہو سکیں۔ معلوم ہوا عید مسلمانوں کا شعار (خصوصی نشان) ہے۔ عوام الناس کے نزدیک بھی عید میں بلا وجہ شریک نہ ہونے والا اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ③ ''الگ بیٹھی رہیں'' اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہاں نماز والی جگہ کو مسجد کا حکم دیا گیا' لہٰذا حیض والی عورت نماز کی جگہ سے الگ بیٹھے یا' اس لیے الگ بیٹھے کہ صفوں میں رخنہ نہ پڑے یا دوسری عورتوں کو اس کے حیض سے تکلیف نہ ہو' البتہ اس قسم کی عورتیں وعظ اور دعا میں شریک ہوں گی۔ ④ عید کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد دعا بھی ہے' لہٰذا عید کے خطبے میں دعا کا خصوصی اہتمام کیا جائے جس میں نہ صرف اپنے لیے بلکہ جمیع مسلمانوں کے لیے دعائیں کی جائیں۔

(المعجم ٤) - اِعْتِزَالُ الْحُيَّضِ مُصَلَّى النَّاسِ (التحفة ٦٥٥)

١٥٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: لَقِيتُ أُمَّ عَطِيَّةَ فَقُلْتُ لَهَا: هَلْ سَمِعْتِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَكَانَتْ إِذَا ذَكَرَتْهُ قَالَتْ: بِأَبَا قَالَ: «أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ».

باب:۴- حیض والی عورتوں کا عیدگاہ سے الگ رہنا

۱۵۶۰- حضرت محمد (بن سیرین) سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں حضرت ام عطیہ ﷞ سے ملا اور ان سے پوچھا: کیا آپ نے نبی ﷺ سے (نماز عید میں عورتوں کی شرکت کے بارے میں) کچھ سنا ہے؟ اور وہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرتی تھیں تو وہ کہتی تھیں: [بِأَبَا] ''میرا باپ آپ پر فدا ہو جائے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بالغ اور پردہ نشین عورتوں کو بھی (عید میں) ساتھ لے کر جاؤ تاکہ وہ بھی اس نیکی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں' البتہ حیض والی عورتیں لوگوں کی نماز والی جگہ (عیدگاہ) سے الگ رہیں۔''

١٥٦٠ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب خروج النساء والحيض إلى المصلى، ح:٩٧٤، ومسلم، صلاة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيدين إلى المصلى ... الخ، ح:٨٩٠ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح:١٧٥٨.

فائدہ: نوجوان عورتوں کو عید کے لیے جانے کے حکم سے صاف سمجھ آتا ہے کہ دوسری عورتیں تو بدرجۂ اولیٰ جائیں گی۔

(المعجم ٥) - بَابُ الزِّينَةِ لِلْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٥٦)

١٥٦١- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حُلَّةً مِنِ اسْتَبْرَقٍ بِالسُّوقِ فَأَخَذَهَا فَأَتٰى بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اِبْتَعْ هٰذِهِ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَالْوَفْدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ» أَوْ «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ»، فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا حَتّٰى جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُلْتَ: «إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ»، ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِعْهَا وَتُصِبْ بِهَا حَاجَتَكَ».

باب:۵-عیدین میں زینت اختیار کرنا (بن سنور کر جانا)

۱۵۶۱-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے بازار میں ریشم کا ایک جوڑا (برائے فروخت) دیکھا۔ وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور گزارش کی: اے اللہ کے رسول! اسے خرید لیں اور عید اور وفود سے ملاقات کے مواقع پر زیب تن فرمایا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ (ریشم) تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔“ یا (فرمایا:) ”اسے تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کو (آخرت میں) کچھ نہیں ملے گا۔“ کچھ عرصہ جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا، حضرت عمر ؓ ٹھہرے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر ؓ کے پاس ریشم کا ایک جبہ بھیجا۔ حضرت عمر ؓ اس جبے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو فرمایا تھا: ”یہ ان کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔“ پھر آپ نے یہ جبہ مجھے بھیج دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بیچ کر اپنی ضروریات پوری کرو۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے وہ جبہ نہیں خریدا اس کی وجہ اس کا ریشمی ہونا تھا، نہ کہ زیب وزینت ہونا، لہٰذا مصنف ؒ کا باب پر اس روایت سے استدلال صحیح ہے۔ ② جس چیز کا استعمال بعض افراد کے لیے

١٥٦١ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨/٨ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٦٠، وأخرجه البخاري، ح: ٩٤٨ و٣٠٥٤ من حديث ابن شهاب به.

جائز ہو اور بعض کے لیے ناجائز' اسے کسی کو بھی بطور تحفہ دیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ خود استعمال نہ کرے گا تو دوسرے کو دے دے گا یا بیچ ڈالے گا۔ ایسی چیز کی تجارت بھی جائز ہے' جیسے ریشم وغیرہ' البتہ جو چیز مطلقاً حرام ہے وہ نہ کسی کو تحفے میں دی جاسکتی ہے اور نہ اس کی تجارت جائز ہے' جیسے شراب اور خنزیر وغیرہ۔ ③ ''یہ ان کا لباس ہے...... الخ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کافر لوگ ریشم پہنتے ہیں' مسلمان نہیں پہنتے بلکہ انھیں آخرت میں بطور اکرام ملے گا۔ ④ ''جو ریشم پہنے' اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں'' اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کافر ہے کیونکہ ریشم پہننا گناہ ہے' کفر نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس پر مؤاخذہ ہوسکتا ہے اگر اس نے توبہ نہ کی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦) - اَلصَّلَاةُ قَبْلَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٥٧)

باب:٦- عید کے دن امام (کے نماز عید پڑھانے) سے قبل کوئی نماز (نفل) پڑھنا

١٥٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ: أَنَّ عَلِيًّا اسْتَخْلَفَ أَبَا مَسْعُودٍ عَلَى النَّاسِ فَخَرَجَ يَوْمَ عِيدٍ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُصَلِّى قَبْلَ الْإِمَامِ.

۱۵۶۲- حضرت ثعلبہ بن زہدم سے مروی ہے کہ حضرت علی ﷛ نے حضرت ابو مسعود ﷛ کو (ایک دفعہ) لوگوں پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ وہ عید کے دن (عید کے لیے) باہر نکلے تو فرمایا: اے لوگو! یہ نبی ﷺ کا طریقہ نہیں کہ امام (کے نماز عید پڑھانے) سے پہلے کوئی نفل نماز پڑھی جائے۔

فائدہ: صحابی کے ایسے الفاظ روایت کو مرفوع (نبی ﷺ کے قول و فعل) کے حکم میں مانا جاتا ہے۔ نماز عید سے پہلے نوافل پڑھنا منع ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے معمول کے خلاف ہے' البتہ نماز عید کے بعد واپس آ کر گھر میں نوافل پڑھنے کی اجازت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز عید کے بعد گھر میں دو رکعت نماز پڑھنا منقول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:١٧/١٦٢، ١٦٣)

(المعجم ٧) - تَرْكُ الْأَذَانِ لِلْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٥٨)

باب:٧- عیدین کے لیے اذان نہ کہنا

١٥٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو

۱۵۶۳- حضرت جابر ﷛ سے روایت ہے کہ رسول

١٥٦٢ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح:١٧٦١، ولأصل الحديث شواهد. * سفيان الثوري عنعن هاهنا، وصرح في حديث آخر (تقدم، ح:١٥٣١)، وتابعه شعبة عند الطبراني عن الأشعث بن سليم به، ولكنه أسقط ثعلبة بن زهدم (الكبير:١٧/٢٤٨، ح:٦٩٢).

١٥٦٣ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح:٨٨٥/٤ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٦٢.

عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي عِيدٍ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

اللہ ﷺ نے ہمیں نماز عید خطبے سے قبل اذان اور اقامت کے بغیر پڑھائی۔

فائدہ: سنت یہی ہے کیونکہ اذان و اقامت پانچ وقت کی فرض نمازوں اور جمعۃ المبارک کے لیے ہے جیسا کہ متعدد احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ غرض عیدین میں رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل نہ تھا' اس لیے اس کا نہ کرنا ہی سنت ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨) - اَلْخُطْبَةُ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٥٩)

باب:٨-عید کے دن خطبہ دینا

١٥٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ عِنْدَ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَذْبَحَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ» فَذَبَحَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ، قَالَ: «اِذْبَحْهَا وَلَنْ تُوفِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

١٥٦٤- حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب ؓ نے ہمیں مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے پاس بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں عیدالاضحیٰ کے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''آج کے دن ہم سب سے پہلے جس چیز کی ابتدا کریں گے وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے' پھر (قربانی) ذبح کریں گے۔ جو شخص ایسا کرے گا' وہ ہماری سنت پر عمل کرے گا اور جو اس (نماز پڑھنے) سے پہلے ذبح کرے گا تو (یہ قربانی نہیں بلکہ) اس نے اپنے گھر والوں کے لیے گوشت تیار کیا ہے۔'' اتفاقاً حضرت ابوبردہ بن نیار نے (نماز عید سے قبل) قربانی ذبح کر دی تھی۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک جذعہ (نوجوان بکرا) ہے جو دو دانتے سے (جسمانی طور پر) بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''چلو اسے ذبح کر دو لیکن ایسا جانور تیرے علاوہ کسی سے کفایت نہ کرے گا۔''

١٥٦٤- أخرجه البخاري، العيدين، باب سنة العيدين لأهل الإسلام، ح:٩٥١، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها: ١٩٦١/٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٦٤.

فوائد و مسائل: ① ”کفایت نہ کرے گا“ کیونکہ قربانی کے لیے بکرے، گائے اور اونٹ کا دو دانتا (جس کے سامنے کے دو دانت گر چکے ہوں) ہونا ضروری ہے۔ حدیث میں مذکور جذعہ (بکرا) دو دانتا، یعنی مسنہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے کم عمر ہوتا ہے، لہٰذا یہ کفایت نہیں کرے گا۔ بکرے کے جذعے کی رخصت خاص ابوبردہ رضی اللہ عنہ کے لیے تھی جیسا کہ حدیث میں ہے۔ جبکہ دنبے اور چھترے کا جذعہ جائز ہے، کسی فرد سے اس کی تخصیص نہیں۔ بنابریں جس جانور کی قربانی کرنا بعد والوں کے لیے جائز نہیں، خواہ مجبور ہی کیوں نہ ہوں، وہ بکرے کے جذعے کی قربانی ہے۔ احادیث کے مجموعے سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ② حدیث میں جذعہ سے مراد بکرے کا جذع ہے۔ بھیڑ کا جذع عموماً ایک سال کا ہوتا ہے، جمہور کی یہی رائے ہے۔ بعض نے چھ ماہ کے بھیڑ کے بچے کو بھی جذعہ کہا ہے مگر جمہور کی رائے کے مقابلے میں یہ موقف مرجوح ہے۔ واللہ أعلم. اس مسئلے کی تفصیل کے لیے اسی کتاب کی کتاب الضحایا کو دیکھیے۔

(المعجم ٩) - بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٦٠)

باب: ٩-عیدین کی نماز خطبے سے قبل پڑھنا

١٥٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

١٥٦٥- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما عیدین میں نماز خطبے سے قبل پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ بات متفق علیہ ہے۔ بنوامیہ نے اپنے دور میں خطبہ نماز سے پہلے کر دیا تھا مگر یہ شاہی حکم ان کی حکومت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ بقا سنت ہی کو ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ (التحفة ٦٦١)

باب: ١٠-عیدین کی نماز میں سامنے برچھا، یا نیزہ وغیرہ گاڑنا

١٥٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

١٥٦٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

١٥٦٥- أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ٨٨٨ من حديث عبدة، والبخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٣ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٦٧.

١٥٦٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٧٦٩، وله طرق عند البخاري، ح: ٤٩٤، ٤٩٨، ٩٧٢، ٩٧٣، ومسلم، ح: ٥٠١ وغيرهما من حديث نافع به.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْعَنَزَةَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى يُرْكِزُهَا فَيُصَلِّي إِلَيْهَا.

رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن چھوٹا نیزہ ساتھ لے جایا کرتے تھے' پھر اسے گاڑ لیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① باب کا مفہوم یہ ہے کہ کھلی جگہ میں امام کے آگے سترہ ہونا چاہیے تاکہ کسی کے گزرنے سے نماز نہ ٹوٹ جائے۔ ② سترے کی غرض سے نیزہ وغیرہ لے جایا جا سکتا ہے اگرچہ آپ نے بھیڑ کے موقع پر اسلحہ لے جانے سے روکا ہے کیونکہ کسی کو اتفاقاً بھی زخم لگ سکتا ہے' البتہ صرف امام کے ساتھ نیزہ ہو تو ایسا کوئی خطرہ نہیں' لہٰذا جائز ہے۔

(المعجم ١١) - عَدَدُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٦٢)

باب:۱۱-نماز عیدین کی رکعتیں

١٥٦٧- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ زُبَيْدٍ الْأَيَامِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، ذَكَرَهُ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: صَلَاةُ الْأَضْحَى رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْمُسَافِرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ.

۱۵۶۷-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے' عیدالفطر کی نماز دو رکعت ہے' مسافر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعے کی نماز بھی دو رکعت ہے۔ یہ تمام نمازیں نبی ﷺ کی زبانی مکمل ہیں' ان میں کوئی کمی اور نقص نہیں۔

فائدہ: یہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں' البتہ جمہور علماء آثار صحابہ کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ مسافر چاہے تو پوری نماز' یعنی چار رکعت پڑھ سکتا ہے۔ تاہم رسول اللہ ﷺ نے سفر کی نماز ہمیشہ دو رکعت ہی پڑھی ہے' اس لیے افضل قصر ہی ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ﴿قٓ﴾ وَ﴿ٱقۡتَرَبَتِ﴾ (التحفة ٦٦٣)

باب:۱۲-نماز عیدین میں سورۂ ﴿قٓ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ کا پڑھنا

١٥٦٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٢١، وهو في الكبرى، ح: ١٧٧١.

١٥٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ضَمْرَةُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَرَجَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ عِيدٍ، فَسَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ؟ فَقَالَ: بِـ ﴿قٓ﴾ وَ﴿ٱقْتَرَبَتِ﴾.

١٥٦٨- حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن نکلے تو آپ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی ﷺ اس دن کون سی سورتیں (نماز عید میں) پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: سورۂ ﴿ق﴾ اور سورۂ ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾

(المعجم ١٣) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾ (التحفة ٦٦٤)

باب:١٣- عیدین کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ کا پڑھنا

١٥٦٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا.

١٥٦٩- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعے کے دن سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ کبھی جمعہ اور عید ایک دن میں اکٹھے ہو جاتے تو بھی آپ یہی دونوں سورتیں پڑھتے۔

فائدہ: عیدین میں مقتدیوں یا موقع ومحل کا لحاظ رکھتے ہوئے دونوں حدیثوں میں سے کسی حدیث پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے اور یہ اولیٰ ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ٦٦٥)

باب:١٤- عیدین میں نماز کے بعد خطبہ ہوگا

١٥٦٨ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب ما يقرأ في صلاة العيدين، ح: ٨٩١ من حديث ضمرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٣.

١٥٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٣٨.

١٥٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُخْبِرُ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنِّي شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ.

۱۵۷۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے موقع پر حاضر ہوا۔ آپ نے خطبے سے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا۔

١٥٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

۱۵۷۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید قربان کے دن نماز کے بعد خطبہ دیا۔

(المعجم ١٥) - اَلتَّخْيِيرُ بَيْنَ الْجُلُوسِ فِي الْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٦٦)

باب:۱۵-عیدین کا خطبہ سننے کے لیے بیٹھنے یا نہ بیٹھنے کا اختیار ہے

١٥٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُقِيمَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيُقِمْ.

۱۵۷۲- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: ''جو آدمی جانا چاہے وہ جا سکتا ہے اور جو خطبہ سننے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہے، وہ ٹھہرے۔''

فائدہ: عید کا خطبہ سننا فرض نہیں، مستحب ہے، شاید اسی لیے نماز پہلے کر دی گئی ہے تاکہ جو شخص نماز کے بعد جانا چاہے جا سکے، بخلاف جمعے کے خطبے کے کہ جو شخص نماز سے پہلے آجائے، وہ خطبہ ضرور سنے گا۔

١٥٧٠ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ٢/٨٨٤ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الزكاة، باب العرض في الزكاة، ح: ١٤٤٩ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٨.

١٥٧١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٥٦٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٧.

١٥٧٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجلوس للخطبة، ح: ١١٥٥، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في انتظار الخطبة بعد الصلاة، ح: ١٢٩٠ من حديث الفضل بن موسى به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٢، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٩٥، ووافقه الذهبي، وراجع نيل المقصود.

(المعجم ١٦) - اَلزِّينَةُ لِلْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٦٧)

باب:١٦-(عیدین میں) خطبے کے لیے زینت اختیار کرنا (اچھا لباس پہننا)

١٥٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ إِيَادٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ.

١٥٧٣- حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا جبکہ آپ دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① بُرد دھاری دار چادر کو کہا جاتا تھا۔ یہ عام طور پر یمن میں بنی جاتی تھیں۔ گویا وہ چادریں خالص سبز نہ تھیں بلکہ ان میں سبز دھاریاں تھیں۔ ظاہر ہے اس قسم کا کپڑا زینت کے لیے پہنا جاتا ہے۔ ② امام کو چاہیے کہ وہ اچھا لباس زیب تن کرے تاکہ اس کی شخصیت کے بارے میں اچھا تاثر قائم ہو۔ باطنی طہارت کے ساتھ ظاہری تجمل سونے پر سہاگا ہے' البتہ باطنی خباثت پر خوب صورت لباس ایسے ہے جیسے خنزیر کے گلے میں موتی۔ [أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ مَثَلِ السَّوْءِ]

(المعجم ١٧) - اَلْخُطْبَةُ عَلَى الْبَعِيرِ (التحفة ٦٦٨)

باب:١٧- اونٹ پر خطبہ دینا

١٥٧٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَخِيهِ، عَنْ أَبِي كَاهِلٍ الْأَحْمَسِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ وَحَبَشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِ النَّاقَةِ.

١٥٧٤- حضرت ابو کاہل احمسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی پر سوار خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا جبکہ ایک حبشی (سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ) نے اونٹنی کی مہار تھام رکھی تھی۔

١٥٧٣- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الثوب الأخضر، ح: ٢٨١٢ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨١، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٢، وابن خزيمة (الإصابة: ٤/ ٧٠)، والحاكم: ٢/ ٤٢٦، ٦٠٧، ووافقه الذهبي، وراجع نيل المقصود، ح: ٤٠٦٥، ٤٢٠٦، ٤٢٠٧، ٤٤٩٥.

١٥٧٤- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الخطبة في العيدين، ح: ١٢٨٤ من حديث إسماعيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٢.

فائدہ: اس روایت میں عید کا ذکر نہیں جبکہ مسند احمد: (۳۰۶/۴) میں صراحت ہے کہ آپ لوگوں سے عید کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ امام صاحب کا استدلال عموم سے ہو۔ بنابریں لوگ زیادہ ہوں اور آواز سب تک نہ پہنچتی ہو یا امام وخطیب نظر نہ آتا ہو تو جانور پر سوار ہو کر بھی خطبہ دیا جا سکتا ہے۔ یا کسی اور اونچی چیز پر' البتہ قصداً منبر عیدگاہ میں لے جانا درست نہیں کہ یہ تکلف میں شمار ہوگا۔

(المعجم ١٨) - قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٦٩)

باب:۱۸- خطبے کے وقت امام کو کھڑا ہونا چاہیے

١٥٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا؟ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً ثُمَّ يَقُومُ.

۱۵۷۵- حضرت سماک نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے' پھر کچھ دیر بیٹھتے' پھر کھڑے ہو جاتے۔

فائدہ: اس روایت میں بھی عید کا ذکر نہیں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ عید کے خطبے کو جمعے کے خطبے کی طرح سمجھتے ہیں' یعنی اس کے بھی دو خطبے ہوں گے۔ درمیان میں امام بیٹھے گا۔ جمہور اہل علم اسی بات کے قائل ہیں' البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ درمیان میں بیٹھنا خطبے کی طوالت اور امام کی سہولت اور آرام کے لیے ہے یا اختتام خطبہ کا قرب ظاہر کرنے کے لیے؟ دوسری وجہ ہو تو دوسرا خطبہ مختصر ہونا چاہیے اور یہی درست ہے۔ پہلی وجہ ہو تو دونوں خطبے برابر ہونے چاہییں مگر یہ معمول نہیں۔ بعض محققین علماء نے عید میں ایک خطبہ ہی درست سمجھا ہے کیونکہ کسی صحیح روایت میں صراحتاً عید کے دو خطبوں کا ذکر نہیں۔ سنن ابن ماجہ کی جس روایت میں دو خطبوں کا ذکر ہے' وہ روایت ابو بحر عبدالرحمن بن عثمان بن امیہ اور اس کے شیخ اسماعیل بن مسلم الخولانی کی وجہ سے ضعیف اور ناقابل حجت ہے کیونکہ یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔ و الله أعلم. (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث:۱۲۸۹) بنابریں یہ کیفیت' یعنی درمیان میں بیٹھنا' صرف خطبۂ جمعہ میں ثابت ہے۔ راجح اور درست موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ عید میں ایک ہی خطبہ ہے۔ و الله أعلم.

(المعجم ١٩) - قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ مُتَوَكِّئًا عَلَى إِنْسَانٍ (التحفة ٦٧٠)

باب:۱۹- امام کا دوران خطبہ میں کسی انسان کا سہارا لینا

١٥٧٥- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة . . . الخ، ح: ٨٦٢ من حديث سماك به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٨٣.

١٥٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلَى طَاعَتِهِ ثُمَّ مَالَ وَمَضَى إِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللهِ وَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ حَثَّهُنَّ عَلَى طَاعَتِهِ ثُمَّ قَالَ: «تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ» فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سَفِلَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ: لِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ» فَجَعَلْنَ يَنْزِعْنَ قَلَائِدَهُنَّ وَأَقْرُطَهُنَّ وَخَوَاتِيمَهُنَّ يَقْذِفْنَهُ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ يَتَصَدَّقْنَ بِهِ.

۱۵۷۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا۔ آپ نے بغیر اذان اور اقامت کے خطبے سے پہلے نماز عید پڑھائی۔ جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو بلال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی' لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے ہوئے انھیں (اللہ اور رسول کی) اطاعت کی تلقین فرمائی' پھر آپ ایک طرف سے ہو کر عورتوں کی طرف گئے' بلال رضی اللہ عنہ بدستور آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ان (عورتوں) کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور انھیں وعظ ونصیحت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور انھیں اللہ (اور رسول) کی اطاعت کی رغبت دلائی' پھر فرمایا: ''(اے عورتو!) صدقہ کرو کیونکہ اکثر عورتیں جہنم کا ایندھن بنیں گی۔'' تو ایک سیاہ مٹیالے رخساروں والی عام سی عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''تم شکوے شکایت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔'' عورتیں اپنے ہار' بالیاں اور انگوٹھیاں اتار کر بطور صدقہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں (تا کہ وہ بیت المال میں جمع کروا دیں۔)

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا خطاب اگرچہ صحابیات سے تھا مگر مراد عام عورتیں ہیں۔ یہ دو وصف اگرچہ مردوں میں بھی ممکن ہیں مگر عورتوں میں تقریباً یہ لازمہ ہیں' اس لیے انھیں خصوصاً تنبیہ فرمائی۔ ② جمہور اہل علم کے نزدیک عورتوں سے الگ خطاب کرنا رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے کیونکہ آپ کے بعد خلفائے راشدین نے ایسا نہیں کیا' حالانکہ وہ سنتوں کے شیدائی تھے' نیز اس میں خطبوں کی کثرت یا قطع خطبہ لازم ہے۔ دونوں امور درست نہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورتوں کو بھی الگ طور پر وعظ ونصیحت کرے

١٥٧٦ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ٨٨٥/ ٤ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٤.

لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ قول شاذ ہے' تاہم اگر کہیں اس کی ضرورت ہو تو اور بات ہے' وہاں ضرورت کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ③ عیدین کی نماز اذان و اقامت کے بغیر ہوتی ہے۔ ④ عیدین کی نماز پہلے ہوتی ہے اور خطبہ بعد میں ہوتا ہے۔ ⑤ عورتیں بھی نماز عید کے لیے عیدگاہ میں جائیں گی۔ ان کے لیے عیدگاہ میں معقول اور محفوظ انتظام ہونا چاہیے۔ ⑥ عورت اپنے مال سے خاوند کو بتائے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ ⑦ صدقہ رد بلا ہے۔ ⑧ فقراء و مساکین پر خرچ کرنے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مالدار حضرات سے صدقہ و خیرات کا مطالبہ جائز ہے۔

(المعجم ٢٠) - اِسْتِقْبَالُ الْإِمَامِ النَّاسَ بِوَجْهِهِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧١)

باب:۲۰- خطبے کے دوران میں امام کا لوگوں کی طرف منہ کرنا

١٥٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى إِلَى الْمُصَلّٰى فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الثَّانِيَةِ وَسَلَّمَ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ بَعْثًا ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ وَإِلَّا أَمَرَ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ، قَالَ: «تَصَدَّقُوا»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ.

۱۵۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عید گاہ تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ جب دوسری رکعت کے بعد بیٹھ کر سلام پھیرتے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ سب لوگ (اپنی اپنی جگہوں پر) بیٹھے رہتے۔ اگر آپ لشکر بھیجنے کی ضرورت محسوس فرماتے تو لوگوں کے سامنے ذکر فرماتے' ورنہ لوگوں کو صدقہ وغیرہ کرنے کا حکم دیتے۔ تین دفعہ فرماتے: ''صدقہ کرو۔'' تو صدقہ کرنے والی اکثر عورتیں ہی ہوتیں۔

(المعجم ٢١) - اَلْإِنْصَاتُ لِلْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧٢)

باب:۲۱- خطبے میں کسی کو خاموش کرانا

١٥٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۱۵۷۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٥٧٧ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ٩/٨٨٩ من حديث داود بن قيس، والبخاري، العيدين، باب الخروج إلى المصلى بغير منبر، ح: ٩٥٦ من حديث عياض به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٥ . * عبدالعزيز هو ابن محمد الدراوردي.

١٥٧٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الكلام والإمام يخطب، ح: ١١١٢ من حديث مالك به، ◀◀

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نے امام صاحب کے خطبے کے دوران میں اپنے ساتھی کو زبان سے کہا: چپ رہ تو تو نے بھی فضول کام کیا۔“

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث خطبۂ جمعہ کے بارے میں ہے جیسا کہ بعض روایات میں یَوْمُ الْجُمُعَةِ کی صراحت ہے۔ جبکہ یہاں امام صاحب رحمہ اللہ کا استدلال (وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ) ”اور امام خطبہ دے رہا ہو“ کے عموم سے ہے۔ لگتا ہے ان کے نزدیک نماز عید کا خطبہ‘ خطبۂ جمعہ کی مثل ہے‘ جس سے اس کا سننا بھی ضروری ٹھہرتا ہے‘ حالانکہ حدیث: ۱۵۷۲ میں خطبۂ عید سننے یا نہ سننے کی اجازت مروی ہے۔ بنابریں خطبۂ عید کو خطبۂ جمعۃ المبارک پر قیاس کرنا یا اس کی مثل ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ خطبۂ جمعہ سننا واجب ہے‘ اور واجب پر غیر واجب کا قیاس درست نہیں۔ علامہ سندھی رحمہ اللہ نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ جو جانا چاہے جا سکتا ہے لیکن جو بیٹھ رہے اس کے لیے خطبۂ عید سننا ضروری ہے اور اثنائے خطبہ کلام درست نہیں‘ لیکن یہ تطبیق محل نظر ہے کیونکہ اصول ہے کہ اگر نص مطلق ہو تو اسے مقید پر محمول کرتے ہیں اور یہاں بھی صورت حاصل ہے کیونکہ اسی حدیث کے ایک طریق میں یَوْمُ الْجُمُعَةِ کی قید بھی موجود ہے‘ جس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف خطبۂ جمعہ ہی میں خاموشی ضروری ہوگی اور حدیث میں وارد وعید بھی صرف خطبۂ جمعہ سے متعلق ہے‘ ہاں اس بات میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ خطبۂ عید بھی توجہ اور انہاک سے سننا مستحب ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۰۵/۱۷) ② زبان سے روکنا اس لیے منع ہے کہ بسا اوقات چپ کرانے والوں کا شور بولنے والے سے بڑھ جاتا ہے‘ لہٰذا اشارے سے کام لیا جائے تاکہ خطبے میں سکون رہے۔ ③ ”فضول کام کیا“ یعنی تو نے اپنے جمعے کا ثواب ضائع کر لیا کیونکہ دوران جمعہ میں فضول کام کرنا ثواب کو باطل کر دیتا ہے۔

(المعجم ٢٢) - كَيْفَ الْخُطْبَةُ (التحفة ٦٧٣)

باب:۲۲- خطبہ کیسے شروع کیا جائے؟

◀◀ وهو في الموطأ (رواية ابن القاسم)، ح: ١٣، والكبرٰى، ح: ١٧٨٠، وأخرجه البخاري، ح: ٩٣٤، ومسلم، ح: ٨٥١ وغيرهما من طريق عقيل بن خالد عن الزهري به، وصرح بالسماع.

١٥٧٩- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ: «مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ» ثُمَّ يَقُولُ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ نَذِيرُ جَيْشٍ يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ [ثُمَّ قَالَ:] «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ أَوْ عَلَيَّ وَأَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ».

١٥٧٩- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا خطبہ یوں شروع فرماتے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرماتے جو اللہ تعالیٰ کی شان گرامی کے لائق ہے' پھر فرماتے: ''جسے اللہ تعالیٰ راہ راست پر لے آئے' اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے' اسے کوئی راہ راست پر لانے والا نہیں۔ بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام وہ ہیں جنھیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری کیا گیا۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔'' پھر آپ فرماتے: ''مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں (انگشت شہادت اور ساتھ والی) کی طرح (ملا کر) بھیجا گیا ہے۔ آپ جب قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو جاتے' آواز بلند ہو جاتی اور غصے کے آثار چہرے پر نمایاں ہو جاتے۔ یوں لگتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں (یعنی اس کے حملے کی خبر دے رہے ہیں) کہ تم پر صبح حملہ کر دے گا یا شام کو۔ (پھر فرماتے:) ''جو شخص مال چھوڑ جائے' وہ تو اس کے رشتے داروں کو ملے گا اور جو آدمی قرض یا چھوٹے چھوٹے بچے (جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے) چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوں گے اور ان کے اخراجات اور قرض وغیرہ کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی کیونکہ

١٥٧٩- أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٦٧/ ٤٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٦.

مومنین سے میرا تعلق اور رشتہ تمام رشتوں سے قوی اور
مضبوط ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ضروری نہیں کہ ہر خطبے میں یہی الفاظ اور مضمون ہو اور نہ یہ ممکن اور مناسب ہے' بلکہ مقصد یہ ہے کہ خطبہ اس قسم کا ہونا چاہیے' یعنی اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ بھی خطبے کا لازمی جزو ہے۔ لوگوں کو شریعت حقہ کی پابندی اور بدعات سے احتراز کی طرف توجہ دلائی جائے۔ ان کو اللہ تعالیٰ اور قیامت سے ڈرایا جائے اور ضروری مسائل بیان کیے جائیں۔ عنوان اور مضمون کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ ② ''بدعت'' سے مراد ہر وہ کام ہے جس کی سرے سے کوئی اصل شریعت اسلامیہ میں نہ ہو اور اسے اپنی طرف سے یا کسی دوسرے مذہب والوں کی نقالی میں اسلام میں داخل کیا جائے اور اسے دین اسلام کا جزو یا کار ثواب خیال کیا جائے۔ یا اس کی اصل تو موجود ہو لیکن اس کے لیے ایسی کیفیت' کوئی وقت یا صورت اختراع کر لی جائے کہ جس کی شرع میں دلیل نہ ہو تو وہ بھی بدعت ہی ہوگی۔ دنیوی امور میں کوئی نئی چیز اختیار کرنا بدعت نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تراویح کی جماعت کو [نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ] (صحيح البخاري' صلاة التراويح' حديث: ٢٠١٠) کہنا لغت کے لحاظ سے ہے نہ کہ شرعاً۔ اسی طرح بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ بھی غلط ہے کیونکہ ہر شرعی بدعت گمراہی ہے' اس کا مستحسن ہونا ممکن نہیں' تاہم اگر کوئی کام اصلاً شرع میں ثابت ہو مگر وصفاً ثابت نہ ہو' مثلاً: جماعت کے بعد شرعی حکم نہ سمجھ کر محض اتفاقیہ طور پر امام صاحب سے مصافحہ کرنا یا عید کے بعد گلے ملنا وغیرہ' تو ایسے کاموں کو بدعت نہیں کہا جائے گا کیونکہ انھیں سنت سمجھ کر نہیں کیا جاتا بلکہ ایک قومی رواج کے طور پر کیا جاتا ہے جس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ بعض لوگ تشدد کرتے ہوئے یہ فرق نہیں کرتے۔ ③ ''ان دو انگلیوں کی طرح'' مراد یہ ہے کہ میری نبوت قیامت تک جاری رہے گی۔ اب نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی اور شریعت۔ میں پہلے آ گیا ہوں۔ قیامت میرے بعد آ رہی ہے۔ درمیان میں کسی اور نبی کا فاصلہ نہیں۔ اگرچہ اس میں ہزاروں سال لگ جائیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا مومنین سے تعلق تمام رشتوں سے قوی اور مضبوط ہے۔ ہر رشتہ آپ پر فدا ہے۔ آپ سے محبت ایمان کا جزو ہے۔ یہ اٹوٹ رشتہ ہے۔ دنیا کے بعد آخرت میں بھی اور ہر خوف ناک موقع پر بھی قائم رہے گا۔ رسول اور نبی ہونے کے علاوہ آپ حاکم اور امیر بھی تھے اور حاکم و امیر اپنی رعایا کا ذمے دار ہوتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ اخراجات بیت المال سے پورے کیے جائیں گے۔

(المعجم ٢٣) - حَثُّ الْإِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧٤)

باب: ٢٣- خطبے میں امام کا صدقے کی رغبت دلانا

١٥٨٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

١٥٨٠- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٥٨٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٥٧٧، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٢ و ١٨٠١.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَاضٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيدِ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَخْطُبُ فَيَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَكُونُ أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ أَوْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ بَعْثًا تَكَلَّمَ وَإِلَّا رَجَعَ.

رسول اللہ ﷺ عید کے دن باہر تشریف لے جاتے' دو رکعتیں پڑھتے' پھر خطبہ ارشاد فرماتے اور صدقے کا حکم دیتے۔ اکثر عورتیں ہی صدقہ کرتیں۔ اگر کوئی ضرورت پیش ہوتی یا لشکر بھیجنا مقصود ہوتا تو اس سے متعلق کلام فرماتے' ورنہ واپس تشریف لے آتے۔

١٥٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَدُّوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ: مَنْ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قُومُوا إِلٰى إِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى، نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ.

١٥٨١-حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے بصرہ میں خطبہ دیا اور فرمایا: اپنے روزوں کی زکاۃ ادا کرو۔ لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا: یہاں اہل مدینہ میں سے کون لوگ ہیں؟ (اے اہل مدینہ!) اٹھو اور اپنے (ان بصری) بھائیوں کو تعلیم دو (بتلاؤ) کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے' بڑے' آزاد' غلام اور مذکر ومؤنث پر صدقۂ فطر نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو مقرر فرمایا ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے کیونکہ حسن بصری ؒ کا حضرت ابن عباس ؓ سے سماع ثابت نہیں ہے' تاہم روایت میں بیان کردہ مسئلہ صدقۃ الفطر دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً اسی وجہ سے محققین نے روایت کے پہلے حصے [أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ ...... فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ] کو ضعیف قرار دیا ہے اور دوسرے حصے [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ ...... مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ] کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني:٢/١٢١-١٢٣' رقم:٢٨٨' و ذخيرة

١٥٨١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من روى نصف صاع من قمح، ح: ١٦٢٢ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٠٢، وقال النسائي: "الحسن لم يسمع من ابن عباس".

العقبی شرح سنن النسائي: ۲۲/۲۸۰-۲۸۶) بنابریں یہی موقف دلائل کی رو سے صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے، بڑے، آزاد، غلام اور مذکر و مؤنث پر نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۃ الفطر مقرر فرمایا، البتہ صدقۃ الفطر میں گندم کے نصف صاع دینے میں اختلاف ہے۔ لیکن اس میں راجح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک صاع کی بجائے آدھا صاع گندم بھی فطرانے میں دے دیتا ہے تو ان شاء اللہ یہ بھی جائز ہوگا۔ اسے صرف کسی صحابی کی رائے اور اجتہاد قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ یہ مرفوعاً بھی ثابت ہے، البتہ پورا صاع دینا افضل اور اولیٰ ہے جیسا کہ عمومی احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے سنن نسائی کی کتاب الزكاة، باب مكيلة زكاة الفطر دیکھیے۔

١٥٨٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ» فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللّٰهِ! لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ عَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ» قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً، خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تُجْزِيءُ عَنِّي؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَنْ تُجْزِيءَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

۱۵۸۲- حضرت براء ؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قربانیوں والے دن نماز عید کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا، پھر فرمایا: ”جس شخص نے ہماری (نماز کی طرح) نماز پڑھی اور ہماری طرح (نماز کے بعد) قربانی کی، اس کی قربانی صحیح ہے، لیکن جس نے نماز عید سے قبل قربانی ذبح کر دی تو یہ گوشت کھانے کے لیے بکری ذبح کی گئی ہے (قربانی نہیں)۔“ حضرت ابوبردہ بن نیار ؓ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! واللہ! میں نے تو نماز عید کے لیے آنے سے قبل ہی قربانی ذبح کر دی ہے۔ میں نے سوچا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے، اس لیے میں نے جلدی کی۔ خود بھی گوشت کھایا، اہل و عیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو گوشت کے لیے بکری ذبح کی گئی ہے۔“ انھوں نے کہا: میرے پاس ایک (بکری کی قسم سے) موٹا تازہ جذع ہے جو گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے (مگر وہ دو دانتا نہیں، چھوٹا ہے) تو کیا وہ میری طرف سے کفایت کر جائے گا (اگر میں اسے ذبح کر

١٥٨٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٥٦٤، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٨٠٣.

دوں؟) آپ نے فرمایا: ''ہاں، لیکن یہ تیرے علاوہ کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث نمبر ۱۵۶۴۔

(المعجم ٢٤) - اَلْقَصْدُ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧٥)

باب:۲۴-خطبہ درمیانہ ہونا چاہیے

١٥٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا.

۱۵۸۳-حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔

فائدہ: نماز نہ بہت طویل ہوتی کہ لوگ اکتا جائیں اور نہ بہت مختصر کہ لوگ ساتھ نہ مل سکیں۔ یہ مطلب نہیں کہ نماز اور خطبہ برابر ہوتے تھے کیونکہ دونوں اپنی حقیقت اور ہیئت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لہٰذا ان کے پیمانے الگ الگ ہیں۔

(المعجم ٢٥) - اَلْجُلُوسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَالسُّكُوتُ فِيهِ (التحفة ٦٧٦)

باب:۲۵-دو خطبوں کے درمیان خاموشی سے بیٹھنا

١٥٨٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ فِيهَا، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ خُطْبَةً أُخْرٰى فَمَنْ خَبَّرَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ قَاعِدًا فَلَا تُصَدِّقْهُ.

۱۵۸۴-حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ (پہلے) کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر (تھوڑی دیر کے لیے) بیٹھ جاتے اور اس دوران میں (کوئی تقریر یا بات چیت نہ کرتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے، لہٰذا جو شخص تجھے بتائے کہ نبی ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، اس کی تصدیق نہ کر۔

١٥٨٣ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٦٦ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٧.

١٥٨٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الخطبة قائمًا، ح: ١٠٩٥ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٨.

فوائد ومسائل: ① دو خطبوں کے درمیان بیٹھے ہوئے خاموش رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس دوران میں خطبہ روک دینا چاہیے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ذکر اذکار بھی نہیں کر سکتا۔ حدیث میں کلام کی نفی ہے۔ عرف عام میں ذکر کو کلام نہیں کہا جاتا، لہٰذا ذکر جائز ہے۔ ② خطبۂ جمعہ یا خطبۂ عید کھڑے ہو کر ہی دینا چاہیے الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو، مثلاً: بیماری، معذوری وغیرہ۔ لیکن بلاوجہ بیٹھ کر خطبہ دینے کو معمول بنا لینا خلاف سنت ہے۔

(المعجم ٢٦) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرُ فِيهَا (التحفة ٦٧٧)

باب:٢٦- دوسرے خطبے میں قرآن پڑھنا اور وعظ ونصیحت (یا اللہ کا ذکر) کرنا

١٥٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللهَ وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلَاتُهُ قَصْدًا.

١٥٨٥- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور چند آیات تلاوت فرماتے اور اللہ کی باتیں ذکر فرماتے۔ آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا اور نماز بھی۔

فائدہ: ''اللہ کی باتیں ذکر فرماتے۔'' دوسرے معنی یہ ہیں کہ ''اللہ کا ذکر فرماتے۔'' (نیز دیکھیے، حدیث: ١٥٨٣)

(المعجم ٢٧) - نُزُولُ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاغِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧٨)

باب:٢٧- خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے اترنا

١٥٨٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ إِذْ أَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ وَحَمَلَهُمَا

١٥٨٦- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما سامنے آ گئے۔ انھوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ وہ چلتے تھے تو (قمیصوں کی وجہ سے) لڑکھڑاتے تھے۔ (یعنی گرتے پڑتے آ رہے تھے۔) آپ منبر سے اترے، انھیں اٹھایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ

١٥٨٥- [صحيح] تقدم، ح: ١٤١٩، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٩.

١٥٨٦- [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٤١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٩٠.

فَقَالَ: «صَدَقَ اللهُ ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن: ١٥] رَأَيْتُ هٰذَيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فِي قَمِيصَيْهِمَا، فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى نَزَلْتُ فَحَمَلْتُهُمَا».

نے سچ فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ”تمھارے مال و اولاد تمھارے لیے آزمائش ہیں۔“ میں نے انھیں دیکھا کہ اپنی قمیصوں میں گرتے پڑتے آ رہے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں منبر سے اترا اور انھیں اٹھایا۔“

فائدہ: بچوں سے محبت اور شفقت انسانی تقاضا ہے لہٰذا انھیں پیار کرنے اور تکلیف سے بچانے کے لیے خطبہ روکنا' منبر سے اترنا اور انھیں اٹھا لینا عین فطرت انسانیہ کا تقاضا ہے' اگرچہ اس میں وقتی طور پر عبادت سے توجہ ہٹ جائے گی مگر انسان عبادت کے علاوہ اور احکام کا بھی مکلف ہے۔ اور ان سے صَرفِ نظر ممکن نہیں۔ باقی رہی آزمائش تو انسان اور اس کی ہر چیز آزمائش ہے۔ اس سے مذمت ثابت نہیں ہوتی الا یہ کہ انسان ان چیزوں کی وجہ سے گمراہ ہو جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ. نیز رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ تھے' اس لیے آپ اپنے ظاہری افعال میں عام انسانی جذبات ملحوظ رکھتے تھے' اپنے روحانی درجے اور رتبے کو لوگوں کے لیے تکلیف کا ذریعہ نہیں بناتے تھے۔

(المعجم ٢٨) - مَوْعِظَةُ الْإِمَامِ النِّسَاءَ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْخُطْبَةِ وَحَثُّهُنَّ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٧٩)

باب: ۲۸- خطبے سے فراغت کے بعد امام کا عورتوں کو وعظ ونصیحت کرنا اور انھیں صدقے کی ترغیب دلانا

١٥٨٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ: شَهِدْتَ الْخُرُوجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ - يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ - أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ

۱۵۸۷- حضرت عبدالرحمٰن بن عابس سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس ؓ سے کہا: کیا آپ کبھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے لیے باہر گئے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں اور اگر آپ سے مجھے قربت نہ ہوتی تو میں ایسے موقع پر آپ کے ساتھ نہ ہوتا کیونکہ وہ اس وقت بچے تھے آپ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے اور

١٥٨٧ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل . . . الخ، ح: ٨٦٣ عن عمرو بن علي الفلاس به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٦ .

ابْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَهْوِي بِيَدِهَا إِلٰى - يَعْنِي - حَلْقِهَا تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

وہاں نماز پڑھی' پھر خطبہ ارشاد فرمایا' پھر آپ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے۔ انھیں وعظ و نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا۔ عورتیں اپنے ہاتھ اپنے حلق کی طرف بڑھا کر زیور اتارنے لگیں اور حضرت بلال کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سوال اس لیے کیا گیا کہ وہ اس وقت بالغ نہیں تھے اور بچے عام طور پر اس عمر میں عبادات کے بجائے کھیلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور اگر عبادات میں شامل بھی ہوں تو امام صاحب سے پچھلی صفوں ہی میں رہتے ہیں مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تو بات ہی اور تھی۔ ② ''نشان'' سوال و جواب کے وقت یہ جگہ مصلّٰی نہ رہی تھی بلکہ وہاں حضرت کثیر بن صلت تابعی کا گھر بن چکا تھا' البتہ بطور یادگار وہاں نشان تھا۔ آپ کے دور میں وہاں کھلا میدان تھا جہاں عید و جنازہ وغیرہ پڑھے جاتے تھے۔ ③ عورتوں سے الگ خطاب کے سلسلے میں دیکھیے' حدیث نمبر: ۱۵۷۶ کا فائدہ نمبر ۲۔

(الْمعجم ٢٩) - اَلصَّلَاةُ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَبَعْدَهَا (التحفة ٦٨٠)

باب: ۲۹- عیدین سے پہلے اور بعد نفل نماز؟

١٥٨٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.

۱۵۸۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید کے دن باہر نکلے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ ان (دو رکعت) سے پہلے یا ان کے بعد کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھی۔

فائدہ: دو رکعتوں سے مراد عید کی دو رکعتیں ہیں نماز عید سے پہلے اور بعد میں نفل نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے متعلق بحث پیچھے گزر چکی ہے' تاہم نماز عید کے بعد واپس گھر آ کر نوافل پڑھنے کی اجازت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے عید کی نماز کے بعد گھر میں دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے' حدیث: ۱۵۶۲ کے

١٥٨٨ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب ترك الصلاة قبل العيد وبعدها في المصلى، ح: ٨٨٤ بعد، ح: ٨٩٠ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٩٢.

فوائد و مسائل اور اسی کتاب کا ابتدائیہ۔

(المعجم ٣٠) - ذَبْحُ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ وَعَدَدُ مَا يَذْبَحُ (التحفة ٦٨١)

باب: ۳۰- امام عید کے دن (لوگوں کے سامنے) قربانی کرے اور کتنے جانور قربان کرے؟

١٥٨٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أَضْحٰى وَانْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا.

۱۵۸۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ ارشاد فرمایا' پھر اپنے دو سفید و سیاہ رنگ کے (ابلق) مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں ذبح فرمایا۔

١٥٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ [بْنَ عُمَرَ] أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَذْبَحُ أَوْ يَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى.

۱۵۹۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: لوگوں کے سامنے یا عیدگاہ میں قربانی ذبح کرنے کا مقصد لوگوں کو قربانی پر ابھارنا ہے۔ قول کے بعد عملاً بھی' لہٰذا یہ مستحب ہے مگر لازم نہیں۔ اسی طرح دو جانور ذبح کرنا بھی ضروری نہیں' ایک بھی کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک جانور اپنی اور اپنے آل کی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے ذبح فرمایا کرتے تھے۔ (صحيح مسلم' الأضاحي' حديث:١٩٦٧) امت کی طرف سے قربانی کی بابت بعض علماء یوں فرماتے ہیں کہ وہ آپ کا خاصہ ہے جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔ دیکھیے: (إرواء الغليل:۴/۳۵۴) امام پر قربانی تبھی ہے اگر وہ قربانی کی طاقت رکھتا ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ایسے امام

١٥٨٩ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦٢/ ١٢ من حديث حاتم، والبخاري، الأضاحي، باب ما يشتهى من اللحم يوم النحر، ح: ٥٥٤٩ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٨.

١٥٩٠ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب النحر والذبح بالمصلى يوم النحر، ح: ٩٨٢ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٦.

کے پیچھے نماز عید نہیں پڑھنی چاہیے جو قربانی نہیں کر سکتا یا نہیں کرتا مگر جمہور اہل علم اس کے قائل نہیں کیونکہ امامت کے لیے تقویٰ اور علم شرط ہیں' نہ کہ مالدار ہونا۔ بہرصورت امام قربانی کرنے والا ہو اور علانیہ لوگوں کے سامنے قربانی کرے تو اچھی بات ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۳۱) - اِجْتِمَاعُ الْعِيدَيْنِ وَشُهُودُهُمَا (التحفة ٦٨٢)

باب:۳۱- اگر جمعہ وعید دونوں ایک دن ہوں تو دونوں میں حاضر ہونا چاہیے

۱۵۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، قُلْتُ: عَنْ أَبِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْجُمُعَةُ وَالْعِيدُ فِي يَوْمٍ قَرَأَ بِهِمَا.

۱۵۹۱- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے اور عید کی نمازوں میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔ جب جمعہ اور عید ایک دن اکٹھے ہو جاتے تو پھر بھی آپ یہی دونوں سورتیں پڑھتے۔

فائدہ: گویا نبی ﷺ دونوں نمازیں پڑھاتے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پیچھے دونوں نمازیں پڑھتے تھے کیونکہ دونوں مختلف نمازیں ہیں۔ اوقات مختلف ہیں۔ ہیئت میں بھی فرق ہے۔ ایک نفل ہے دوسری فرض۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ عید کا خطبہ جمعے کے خطبے سے کفایت کر جائے گا اور جمعے کی جگہ اصل نماز' یعنی ظہر پڑھی جا سکتی ہے' گویا عید والے دن جمعے کے بجائے ظہر پڑھ لی جائے تو درست ہے مگر یہ انفرادی طور پر ہو سکتا ہے' اجتماعی طور پر جمعہ ہی پڑھا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہی سنت ہے۔ آئندہ حدیث میں رخصت کو انفراد پر محمول کیا جائے گا' نیز یہ رخصت قرب و جوار میں رہنے والے یا دور سے آنے والے سب لوگوں کے لیے یکساں ہے۔ دونوں قسم کے لوگ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ حدیث عام ہے۔ کسی فرد کی تخصیص نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۳۲) - اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ لِمَنْ شَهِدَ الْعِيدَ (التحفة ٦٨٣)

باب:۳۲- جو شخص عید پڑھ لے' اسے جمعے میں حاضر نہ ہونے کی رخصت ہے

۱۵۹۱- [صحیح] تقدم، ح: ١٤٢٥، وهو في الكبرى، ح: ١٧٧٥.

١٥٩٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ: أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِيدَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ، صَلَّى الْعِيدَ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ.

١٥٩٢-حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، آپ نے دن کے آغاز میں عید کی نماز پڑھی، پھر آپ نے جمعے کی رخصت دے دی۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ١٥٩١.

١٥٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ: اِجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَأَخَّرَ الْخُرُوجَ حَتّٰى تَعَالَى النَّهَارُ، ثُمَّ خَرَجَ فَخَطَبَ فَأَطَالَ الْخُطْبَةَ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ لِلنَّاسِ يَوْمَئِذٍ الْجُمُعَةَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَصَابَ السُّنَّةَ.

١٥٩٣-حضرت وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور (خلافت) میں جمعہ اور عید اکٹھے ہو گئے تو انھوں نے عید کے لیے نکلنے میں دیر کر دی حتی کہ دن (کافی) اونچا ہو گیا، پھر وہ نکلے اور خطبہ دیا اور بہت لمبا خطبہ دیا، پھر اترے اور عید کی نماز پڑھائی اور اس دن لوگوں کو جمعہ نہیں پڑھایا۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی گئی تو انھوں نے فرمایا: انھوں نے سنت پر عمل کیا۔

فائدہ: یہاں سنت سے مراد رخصت ہے۔ چونکہ رخصت نبی ﷺ کے قول سے ثابت ہے، لہٰذا اسے سنت کہا۔ ورنہ آپ کی سنت، یعنی عمل تو عید کے بعد جمعہ پڑھنا اور پڑھانا ہے۔ عمل بھی آپ کی سنت ہی پر کرنا چاہیے۔

١٥٩٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد، ح: ١٠٧٠، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا اجتمع العيدان في يوم، ح: ١٣١٠ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٤، والحاكم: ١/ ٢٨٨، والذهبي، وابن المديني. (التلخيص الحبير: ٢/ ٨٨) وغيرهم. وللحديث شواهد كثيرة.

١٥٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٥ من حديث يحيى القطان. وابن أبي شيبة: ٢/ ١٨٦ من حديث عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٩٤، وصححه الحاكم: ١/ ٢٩٦ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وله شواهد عند أبي داود، ح: ١٠٧١، ١٠٧٢ وغيره.

اگرچہ رخصت کی گنجائش ہے مگر فرداً نہ کہ اجتماعاً۔ سنن ابی داود اور سنن ابن ماجہ کی روایت میں صراحت ہے کہ ہم جمعہ قائم کریں گے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:١٠٧٣، و سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات والسنة فيها، حديث:١٣١١)، لہٰذا جمعہ قائم ہونا چاہیے۔

(المعجم ٣٣) - ضَرْبُ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٨٤)

باب:۳۳-عید کے دن دف بجانا

١٥٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِدُفَّيْنِ، فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعْهُنَّ فَإِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا».

۱۵۹۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (عید کے دن) ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے ہاں (گھر میں) دو بچیاں دف بجا رہی تھیں۔ (آپ نے انھیں نہ روکا' پھر ابوبکر داخل ہوئے تو) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں ڈانٹا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو! ہر قوم کی عید ہوتی ہے (جس میں وہ کھیل کود بھی لیتے ہیں)۔''

فوائد ومسائل: ① دف بجانا غیر ضروری کام تو ہے مگر حرام نہیں' لہٰذا خوشی کے موقع پر نابالغ و غیر مکلّف بچیاں اگر یہ کام کرلیں تو عید کی وسعت چشم پوشی کا تقاضا کرتی ہے۔ اگرچہ اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی مگر روکا بھی نہیں جائے گا' البتہ حرام کام' مثلاً: موسیقی یا ڈھول وغیرہ' کو روکا جائے گا۔ حوصلہ افزائی تو کسی صورت بھی نہ کی جائے گی۔ جبکہ دیگر احادیث میں ہے کہ آپ چہرہ انور ڈھانپ کر لیٹے ہوئے تھے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۵۹۸ اور اس کے فوائد ملاحظہ فرمائیے) گویا نہ ان کی طرف توجہ کی' نہ دیکھا' نہ ان سے پیار کیا' نہ شاباش دی بلکہ اعراض کیا اور چشم پوشی فرمائی۔ ② عید اور شادی وغیرہ کے موقع پر اگر چھوٹی بچیاں اپنے طور پر دف بجالیں اور پاکیزہ گانے گالیں تو کوئی حرج نہیں' البتہ اس کام کا اہتمام نہ کیا جائے۔ ③ دف نصف ڈھول کو کہہ سکتے ہیں' یعنی ایک طرف سے بند اور دوسری طرف سے کھلا۔ اسے بجانے سے زیادہ آواز نہیں پیدا ہوتی۔ گھڑا یا پرات وغیرہ بجانا بھی دف کی ذیل میں آ سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بجانے والیں نابالغ بچیاں ہوں' البتہ ڈھول کی آواز بہت بلند اور مکروہ ہوتی ہے' لہٰذا وہ منع ہے۔

١٥٩٤ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب: إذا فاته العيد يصلي ركعتين، ح:٩٨٧ و ٣٥٢٩، ومسلم، العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه . . . الخ، ح:٨٩٢ من حديث الزهري به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٩٥ .

(المعجم ٣٤) - اَللَّعْبُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٨٥)

باب:٣٤-عید کے دن امام کے سامنے کھیل کود کا بیان

١٥٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ السُّودَانُ يَلْعَبُونَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَدَعَانِي فَكُنْتُ أَطَّلِعُ إِلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِ عَاتِقِهِ فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي انْصَرَفْتُ.

١٥٩٥-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ عید کے دن حبشی آئے اور نبی ﷺ کے سامنے کھیلنے لگے۔آپ نے مجھے بلایا۔ میں (آپ کی اوٹ میں کھڑی ہو کر) آپ کے کندھے کے اوپر سے انھیں کھیلتے دیکھنے لگی۔ میں دیکھتی رہی حتی کہ میں خود ہی ہٹ گئی۔

فائدہ: کھیلنا خصوصاً جنگی تربیت والے کھیل کھیلنا تو قطعاً مکروہ نہیں۔عید کے دن بدرجۂ اولیٰ جائز ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ ان کے سامنے نہیں تھیں بلکہ اپنے حجرے میں تھیں اور آپ کی اوٹ میں تھیں۔ان کو نظر نہ آتی تھیں نیز حضرت عائشہ ؓ ان حبشیوں کو نہیں بلکہ ان کا کھیل دیکھ رہی تھیں۔عورتوں کے لیے مردوں کو قصداً دیکھنا منع ہے بالتبع دیکھنا منع نہیں۔یہاں مقصود کھیل دیکھنا تھا' نہ کہ مرد۔اگرچہ بالتبع وہ بھی نظر آتے تھے۔جیسے راستے پر چلتے وقت باوجود پردے کے عورت کو مرد نظر آتے ہیں۔

(المعجم ٣٥) - اَللَّعْبُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْعِيدِ وَنَظَرُ النِّسَاءِ إِلَى ذٰلِكَ (التحفة ٦٨٦)

باب:٣٥-عید کے دن مسجد میں (جنگی) کھیل کھیلنا اور عورتوں کا ان کو دیکھنا

١٥٩٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى

١٥٩٦-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' فرماتی ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا' آپ نے مجھے اپنی چادر سے چھپایا ہوا تھا اور میں حبشیوں کو مسجد میں کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھی حتی کہ میں ہی اکتا گئی۔ذرا اندازہ لگاؤ' ایک نوعمر لڑکی جو کھیل کی بہت شائق ہو' کتنی

١٥٩٥ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٩٢ (انظر الحديث السابق) من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٩٨.

١٥٩٦ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب نظر المرأة إلى الجيش ونحوهم من غير ريبة، ح: ٥٢٣٦ من حديث الأوزاعي، ومسلم، ح: ٨٩٢/ ١٧ (انظر الحديثين السابقين) من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ١٨٠٠.

أَكُونَ أَنَا أَسْأَمُ، فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهْوِ.

دیر تک کھڑی دیکھتی رہی ہوگی۔(آپ اتنی دیر تک اس کے لیے کھڑے رہے۔)

فائدہ: مسجد میں کھیلنے اور عورت کا اسے دیکھنے کی تفصیل سابقہ حدیث کے حاشیے میں گزر چکی ہے۔ اس واقعے سے رسول اللہ ﷺ کے خلق عظیم اور بیوی سے حسن سلوک کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کے جذبات کا کس قدر خیال رکھا' اچھا انسان وہی ہے جو دوسروں کے جائز جذبات کا خیال رکھے۔ اپنے جذبات کا تو ہر کوئی خیال رکھتا ہے۔

١٥٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ عُمَرُ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعْهُمْ يَا عُمَرُ! فَإِنَّمَا هُمْ، يَعْنِي بَنِي أَرْفِدَةَ».

۱۵۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو حبشی مسجد میں (جنگی کھیل) کھیل رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں ڈانٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! رہنے دو۔ یہ بنوارفدہ (حبشی لوگ) ہیں (اور جنگی کھیل کھیلنا ان کی فطرت میں داخل ہے)۔“

فوائد ومسائل: ① مسجد کھیل کود کے لیے نہیں ہوتی مگر چونکہ یہ کھیل فضول نہ تھا بلکہ نیزوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے جو کہ مسلمانوں کی جہادی قوت کا ذریعہ ہے' لہٰذا اسے مسجد میں گوارا فرمایا۔ ورنہ فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ مسجد میں نہیں کھیلے جا سکتے کہ وہ صرف لہو ولعب ہیں یا زیادہ سے زیادہ جسمانی ورزش کے لیے ہیں۔ ان کو کھیلنے والے کی نیت ”جہادی“ نہیں ہوتی۔ ② ”بنوارفدہ“ حبشیوں کا لقب ہے یا ان کے جد امجد کی طرف نسبت ہے۔

(المعجم ٣٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِمَاعِ إِلَى الْغِنَاءِ وَضَرْبُ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٨٧)

باب:۳۶- عید کے دن دف بجانے اور (پاکیزہ) نغمے سننے کی اجازت ہے

١٥٩٧ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب اللهو بالحراب ونحوها، ح: ٢٩٠١، ومسلم، العيدين، باب الرخصة في اللعب، ح: ٨٩٣/ ٢٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٩٩.

١٥٩٨ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِالدُّفِّ وَتُغَنِّيَانِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: مُتَسَجٍّ ثَوْبَهُ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: «دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ» وَهُنَّ أَيَّامُ مِنًى وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ.

۱۵۹۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ (والد محترم) حضرت ابوبکر صدیق ؓ میرے ہاں تشریف لائے تو میرے پاس دو بچیاں دف بجا رہی تھیں اور (جنگی) نغمے گا رہی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ (حضرت ابوبکر نے انھیں جھڑکا تو) آپ ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: ”ابوبکر! انھیں رہنے دو۔ یہ عید کے دن ہیں۔“ یہ وہ دن تھے جن میں حاجی منیٰ میں ہوتے ہیں۔ (یعنی ایام تشریق) اور اللہ کے رسول ﷺ ان دنوں مدینہ منورہ میں تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد ومسائل حدیث نمبر: ۱۵۹۴۔ تعجب ہے بعض لوگوں نے اس سے موسیقی اور سماع کے جواز پر استدلال کیا ہے اور پھر اس بنیاد پر مجالس سماع و وجد منعقد کی جاتی ہیں جن میں قوال غلط سلط اشعار، جن سے توحید کے بجائے شرک پر زیادہ دلالت ہوتی ہے، آلات موسیقی سمیت الاپتے ہیں اور سامعین نہ صرف سر دھنتے ہیں بلکہ وجد میں آ کر بے ہودہ حرکات کرتے ہیں۔ اس لہو ولعب میں مشغولیت کی بنا پر نماز اور قرآن سے بھی بے نیازی برتی جاتی ہے۔ ذرا سوچیے! کیا یہ اتفاقی اور سادہ واقعہ اتنی بڑی واہیات عمارت کی بنیاد بن سکتا ہے؟ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر اس واقعے سے استدلال کرنا ہے تو تمام جزئیات سمیت کیا جائے۔ نابالغ بچیاں صرف دف پر جنگی اشعار پڑھیں۔ داخل ہونے والا اس میں دلچسپی نہ لے بلکہ ان سے منہ موڑ کر ایک طرف لیٹ جائے، پھر کوئی آنے والا انھیں جھڑکے اور ڈانٹے مگر اسے مارنے سے روک دیا جائے، پھر وہ بچیاں بھی خوف زدہ ہو کر چپ ہو جائیں، پھر اشارے سے انھیں بھگا دیا جائے۔ اگر اسے آپ محفل سماع یا بزم غنا کا نام دے سکیں تو بڑے شوق سے ایسی مجلس منعقد فرمائیں۔ ورنہ حدیث کا نام لے کر دین کو بدنام نہ کریں۔ موت کو یاد رکھیں اور تمام قدرتوں کے مالک اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔

١٥٩٨ـ [صحيح] من حديث الزهري به، كما تقدم، ح: ١٥٩٤.

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٠) - كِتَابُ قِيَامِ اللَّيلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ (التحفة . . .)

رات کی (نفل) نماز اور دن کے نوافل سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ وَالْفَضْلِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٦٨٨)

باب:۱-نفل نماز گھر میں پڑھنے کی ترغیب اور اس کی فضیلت

١٥٩٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا».

۱۵۹۹-حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھروں میں بھی نماز (نفل) پڑھا کرو۔انھیں قبرستان نہ بنالو۔“

فوائد ومسائل: ① عذر کے سوا فرض نماز مسجد میں باجماعت پڑھنی چاہیے البتہ نفل نماز گھر اور مسجد دونوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔ مسجد فرض نمازوں سے آباد ہو جائے گی۔ گھروں کو نفل نماز ہی سے آباد کیا جاسکتا ہے لہٰذا نفل نماز گھر میں پڑھنا بہتر اور افضل ہے۔ عورتوں کے لیے فرض نماز بھی گھر ہی میں پڑھنا افضل ہے اگرچہ مسجد میں بھی وہ فرض نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اس طرح گھروں کو اللہ کے ذکر سے آباد کیا جاسکتا ہے۔ گھر اور دل وہی آباد اور زندہ ہیں جن میں اللہ کا ذکر ہو ورنہ ویران اور مردہ ہیں۔ اس لحاظ سے نبی ﷺ نے ان گھروں کو قبرستان سے تشبیہ دی ہے جہاں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا اور جہاں نماز پڑھنی قطعاً منع ہے۔ اور اللہ کے ذکر کی اصل اور اعلیٰ صورت نماز ہی ہے۔ ② اس روایت سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی سوائے

١٥٩٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر، ح: ٤٣٢، ١١٨٧، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد . . . الخ، ح: ٧٧٧ من حديث نافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٩٠.

نماز جنازہ کے کہ اس میں رکوع اور سجدہ نہیں ہے۔ بعض شارحین نے اس روایت کے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ گھروں میں قبریں نہ بناؤ ورنہ قبروں کی وجہ سے گھروں میں نماز نہ پڑھ سکو گے۔ یہ مسئلہ تو صحیح ہے مگر اس معنی میں ذرا تکلف ہے۔ ③ اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں نفل اور سنت پڑھے نہیں جا سکتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ گھروں میں بھی نوافل پڑھا کرو۔

١٦٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ عُقْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ، ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوا أَنَّهُ نَائِمٌ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: «مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صُنْعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ، فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ! فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ».

١٦٠٠- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں کھجور کی چٹائی کو کھڑا کر کے حجرہ سا بنا لیا (تاکہ سکون سے رات کی نماز پڑھ سکیں) اللہ کے رسول ﷺ نے کئی راتیں اس میں نماز پڑھی حتی کہ لوگ بھی آپ کے قریب جمع ہونے لگ گئے (اور آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے) پھر ایک رات انھوں نے آپ کی آواز محسوس نہ کی۔ انھوں نے سمجھا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کھنکارنے لگے تاکہ آپ (جاگ کر) ان کی طرف تشریف لے آئیں۔ (مگر آپ نہ نکلے' پھر صبح کے وقت) آپ نے فرمایا: ''جو کچھ تم کرتے رہے ہو میں دیکھتا رہا ہوں (مگر اس لیے نہیں نکلا کہ) مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں (تمھارے ذوق شوق کی وجہ سے) تم پر رات کی نماز فرض ہی نہ کر دی جائے۔ اور اگر تم پر فرض کر دی جاتی تو تم اسے ادا نہ کر پاتے' لہٰذا اے لوگو! رات کی نماز اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ انسان کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے۔''

فوائد ومسائل: ① دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ رمضان المبارک کی بات ہے اور یہاں رات کی

١٦٠٠- أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السؤال ... الخ، ح: ٧٢٩٠ من حديث عفان، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته ... الخ، ح: ٧٨١/ ٢١٤ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٩١، ١٢٩٢.

نماز سے مراد تراویح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حجرہ سا بنانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ معتکف ہوں گے ورنہ آپ رات کی نماز گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ یا ممکن ہے کہ گھر میں کسی وجہ سے تنگی ہو اور آپ نے علیحدگی میں نماز پڑھنے کے لیے چٹائی کھڑی کی ہو۔ ② ''فرض نہ کر دی جائے'' رمضان المبارک میں تراویح کا فرض ہو جانا پانچ نمازوں میں اضافے کے مترادف نہیں کہ اعتراض پیدا ہو کہ ﴿لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ کے الفاظ (جو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ الإسراء میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے وقت فرمائے تھے) کے بعد تو فرضیت کا خطرہ نہیں تھا کیونکہ اس قول میں صرف روزانہ کی پانچ نمازوں میں اضافہ یا کمی کی نفی کی گئی ہے اور تراویح کی 'بالفرض' فرضیت سے یومیہ نمازوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فرضیت کا خطرہ ناپید ہو گیا' لہٰذا نماز تراویح کو مسجد میں مستقل با جماعت جاری کر دیا گیا جو خلفائے راشدین کے دور سے لے کر اب تک بلا نزاع امت میں جاری وساری ہے اور اجماعی مسئلہ ہے اور سنت المسلمین بن چکا ہے۔ اب کسی مسجد کو اس سعادت سے محروم نہیں رکھا جائے گا' البتہ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر گھر میں ادا کرنا چاہے تو بھی جائز ہے مگر ضروری ہے کہ وہ نماز تراویح میں قرآن مجید زیادہ پڑھنے کے قابل ہو تاکہ اصل مقصد پورا ہو' نہ کہ صرف رکعات کی گنتی پوری کرے۔

١٦٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْفِطْرِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَلَمَّا صَلَّى قَامَ نَاسٌ يَتَنَفَّلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ».

۱۶۰۱- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) مغرب کی نماز بنو عبدالاشہل کی مسجد میں پڑھی۔ جب آپ نماز (فرض) سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگ اٹھ کر نوافل (مغرب کی سنتیں) پڑھنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ نماز گھروں میں پڑھا کرو۔''

فائدہ: یہ ''نماز'' یعنی مغرب کی سنتیں یا مطلقاً سنتیں اور نوافل۔ یہ امر استحباب کے لیے ہے' نہ کہ وجوب کے لیے کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ سے مغرب کے بعد نوافل مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود'

١٦٠١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما ذكر في الصلاة بعد المغرب ... الخ، ح: ٦٠٤ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠١، وله شواهد، وراجع النيل، ح: ١٣٠٠.

التطوع' حدیث:۱۳۰۱) آج کل زندگی اس قدر تیز اور مصروف ہوگئی ہے کہ فرضوں کے بعد والی سنتیں رہ جانے کا خطرہ ہے جو ایک قبیح بات ہے اگر ایسی بات ہو تو سنن رواتب فرض نماز کے بعد مسجد ہی میں ادا کر لینی چاہییں۔

(المعجم ٢) - بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٦٨٩)

باب:۲-رات کی نماز

١٦٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ: أَنَّهُ لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ: أَلَا أُنَبِّئُكَ بِأَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: عَائِشَةُ. اِئْتِهَا فَسَلْهَا ثُمَّ ارْجِعْ إِلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ: مَا أَنَا بِقَارِبِهَا، إِنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا فَأَبَتْ فِيهَا إِلَّا مُضِيًّا، فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ، فَجَاءَ مَعِي فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ لِحَكِيمٍ: مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟ قُلْتُ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟ قُلْتُ: اِبْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ، قَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: أَلَيْسَ تَقْرَأُ

۱۶۰۲-حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے نماز وتر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: کیا میں تجھے اس شخصیت کے بارے میں نہ بتاؤں جو روئے زمین پر بسنے والے انسانوں میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کو جانتی ہو؟ سعد نے کہا: ہاں' ضرور۔ انھوں نے فرمایا: وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ان سے جا کر پوچھو' پھر واپس آ کر مجھے بھی بتاؤ کہ انھوں نے کیا جواب دیا' چنانچہ میں حضرت حکیم بن افلح کے پاس آیا اور انھیں بھی ساتھ چلنے کے لیے کہا۔وہ کہنے لگے: میں تو ان کے پاس نہیں جاؤں گا کیونکہ میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ ان دو لڑنے والے گروہوں (عثانی و علوی) کے بارے میں کچھ بھی نہ کہیں مگر انھوں نے میری بات نہیں مانی بلکہ اپنی مرضی کی۔ میں نے انھیں قسم دی (کہ وہ ضرور چلیں) تو وہ میرے ساتھ چل پڑے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: یہ تمھارے ساتھ کون ہے؟ میں نے

١٦٠٢ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض، ح:٧٤٦ من حديث سعيد ابن أبي عروبة، وأبوداود، الصلاة، باب في صلاة الليل، ح:١٣٤٣ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٩٤ بالاختصار إلٰى "أن كان فريضة".

الْقُرْآنَ؟ قَالَ: قُلْتُ بَلٰى، قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ اَلْقُرْآنُ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ فَبَدَا لِي قِيَامُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ نَبِيِّ اللهِ ﷺ، قَالَتْ: أَلَيْسَ تَقْرَأُ هٰذِهِ السُّورَةَ، ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ﴾؟ قُلْتُ: بَلٰى. قَالَتْ: فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هٰذِهِ السُّورَةِ، فَقَامَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا حَتَّى انْتَفَخَتْ أَقْدَامُهُمْ وَأَمْسَكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ التَّخْفِيفَ فِي آخِرِ هٰذِهِ السُّورَةِ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ أَنْ كَانَ فَرِيضَةً، فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ فَبَدَا لِي وِتْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، يَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

کہا: سعد بن ہشام۔ انھوں نے فرمایا: کون سا ہشام؟ میں نے کہا: ہشام بن عامر۔ تو آپ نے ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: عامر بہت اچھے انسان تھے۔ میرے ساتھی نے کہا: اے ام المومنین! آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں بتائیے۔ تو فرمانے لگیں: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (پڑھتا ہوں) انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے اخلاق عالیہ عین قرآن کے مطابق تھے۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل (رات کی عبادت) کا خیال آیا۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! مجھے نبی ﷺ کے قیام اللیل کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ سورت ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ﴾ نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (پڑھتا ہوں۔) فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے شروع میں رات کا قیام فرض کیا تھا۔ تو نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک سال تک قیام کرتے رہے حتی کہ ان کے پاؤں سوج گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آخری آیتیں (دوسرا رکوع) بارہ مہینے روک رکھیں' پھر ان آیات میں تخفیف نازل فرمائی تو قیام اللیل نفل بن گیا جبکہ پہلے فرض تھا۔ میں نے' پھر اٹھنے کا ارادہ کیا کہ اچانک میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کا خیال آ گیا۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم رات کو آپ کی مسواک اور طہارت کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے' پھر اللہ تعالیٰ جب پسند فرماتا آپ

وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا سَلَّمَ فَتِلْكَ تِسْعُ رَكَعَاتٍ يَا بُنَيَّ! وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يَدُومَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ نَوْمٌ أَوْ مَرَضٌ أَوْ وَجَعٌ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً كَامِلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ، فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيثِهَا فَقَالَ: صَدَقَتْ أَمَا إِنِّي لَوْ كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى تُشَافِهَنِي مُشَافَهَةً.

کو جگا دیتا۔ آپ (اٹھ کر) مسواک فرماتے اور وضو کرتے' پھر آٹھ رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں سے کسی رکعت کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے' اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے' پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہمیں سنائی دیتا' پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے' پھر ایک رکعت پڑھتے۔ بیٹا! اس طرح یہ گیارہ رکعتیں بن گئیں' پھر جب رسول اللہ ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی اور بوجھل ہوگئے تو سات رکعات پڑھتے اور سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے۔ بیٹا! اس طرح یہ نو رکعتیں بن گئیں۔ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نماز شروع فرمالیتے تو مناسب سمجھتے تھے کہ اسے ہمیشہ پڑھا کریں اور اگر کبھی نیند یا بیماری یا کوئی تکلیف رات کی نماز سے رکاوٹ بن جاتی تو دن کو (بجائے گیارہ کے) بارہ رکعات پڑھ لیتے۔ اور مجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو یا کبھی صبح تک ساری رات نماز پڑھتے رہے ہوں یا رمضان المبارک کے علاوہ کبھی پورا مہینہ روزے رکھے ہوں' پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان کے سامنے یہ پوری حدیث بیان کی۔ آپ فرمانے لگے: سچ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ واللہ! اگر میں ان کے پاس جاتا ہوتا تو ضرور جاتا کہ وہ مجھے براہ راست یہ حدیث بیان فرماتیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كَذَا وَقَعَ فِي كِتَابِي وَلَا أَدْرِي مِمَّنِ الْخَطَأُ فِي مَوْضِعِ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث میری کتاب میں ایسے ہی ہے۔ میں نہیں جانتا

وِتْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. آپ ﷺ کے وتر کے بیان میں کس سے غلطی ہوگئی؟

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ کے اس فرمان میں اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گیارہ رکعت وتر کے بیان میں کسی راوی سے خطا ہوگئی ہے کیونکہ یہاں دو رکعتوں کو ایک رکعت سے مقدم بیان کیا گیا ہے' حالانکہ صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق صحیح یہ ہے کہ آپ نو رکعتیں اس طرح پڑھتے کہ صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے' پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے' پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھ کر بیٹھ جاتے اور ذکر و دعا وغیرہ کے بعد آواز کے ساتھ سلام پھیرتے کہ ہمیں سنائی دیتا' پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے۔ اس طرح یہ گیارہ رکعتیں ہوگئیں۔ (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۴۶) کسی راوی سے تقدیم و تاخیر ہوگئی۔ آگے نو رکعت وتر کے بیان سے بھی اس غلطی کی نشان دہی ہوتی ہے کیونکہ وہاں مسلم کی روایت کی طرح دو رکعتوں کو ایک رکعت سے مؤخر بتایا گیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ ② ''عین قرآن کے مطابق تھے۔'' یعنی قرآن مجید میں جو اخلاق عالیہ فاضلہ تمام انبیاء وصلحا کے بیان کیے گئے ہیں' نبی ﷺ میں وہ سب بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے اور جن چیزوں سے قرآن مجید میں روکا گیا ہے' ان کی گرد بھی آپ کو نہیں پہنچتی تھی۔ ③ حضرت عائشہ ؓ کے بیان کے مطابق ایک سال کے بعد نبی ﷺ سے بھی قیام اللیل کی فرضیت ساقط ہوگئی تھی' مگر قرآن مجید کے الفاظ میں دو امکان ہیں' ایک یہ کہ قیام اللیل صرف صحابہ سے ساقط کیا گیا تھا' آپ ﷺ پر بدستور فرض رہا لیکن یہ مؤقف درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے بعض سفروں میں تہجد پڑھنا ثابت نہیں جیسا کہ ایک دفعہ سفر میں سیدنا بلال ؓ بھی سوئے رہے اور رسول اللہ ﷺ بھی' کسی کو جاگ نہ آئی' تہجد بر وقت پڑھنا تو کجا' نماز فجر بھی آپ علیہ السلام نے سورج چڑھے پڑھی' اسی طرح مزدلفہ کی رات بھی آپ علیہ السلام نے تہجد پڑھنا منقول نہیں۔ اس سے تہجد کی فرضیت کے قائلین کا مؤقف محل نظر ٹھہرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ فرضیت نبی ﷺ سے بھی ساقط کر دی گئی' جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا بیان ہے۔ واللہ أعلم. ④ قیام اللیل اور نماز وتر کوئی الگ الگ نمازیں نہیں بلکہ ایک ہی نماز کو وقت کی نسبت سے قیام اللیل کہا گیا اور رکعات کی تعداد کی نسبت سے وتر کہا گیا ہے۔ رمضان المبارک میں اسی کو تراویح اور عام دنوں میں اسی کو تہجد کہہ دیا جاتا ہے کیونکہ عام دنوں میں یہ نماز سونے کے بعد اٹھ کر پڑھی جاتی ہے اور تہجد کے معنی بھی نیند سے اٹھنا ہیں۔ تراویح اس کو پڑھنے کی کیفیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے' یعنی وقفے وقفے سے آرام کر کے پڑھنا۔ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد کافی وقفہ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ آج کل یہ وقفہ تقریباً متروک ہو چکا ہے اور یہ ضروری بھی نہیں۔ ⑤ رات کو جو نفل نماز بھی پڑھی جائے گی' اس کی تعداد طاق ہونی چاہیے' پھر ان سب کو وتر ہی کہا جائے گا' البتہ اگر دن کو قضا کرنی ہو تو طاق کے بجائے جفت پڑھی جائے گی کیونکہ طاق نفل نماز رات کے ساتھ خاص ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا دن کو گیارہ کے بجائے بارہ رکعت پڑھنا صریح دلیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر نفل ہیں' فرض نہیں' نیز نفل کی

بھی قضا دی جاسکتی ہے۔ ⑥ ''مجھے علم نہیں'' مقصود یہ ہے کہ عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے جسم اور اس کے آرام و صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے' ورنہ جسم عاجز آ جائے گا' پھر نفل تو ایک طرف رہے فرض رہ جانے کی نوبت بھی آ سکتی ہے۔ ⑦ ''اگر میں ان کے پاس جاتا ہوتا'' دراصل اس وقت غلط فہمی کی وجہ سے بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سیاسی اختلافات پیدا ہو چکے تھے جس نے ان کو ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔ جنگ جمل اور جنگ صفین اسی دور کی تلخ یادیں ہیں۔ حضرت عائشہ' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی ان اختلافات کی وجہ سے باہم شکر رنجی تھی' البتہ وہ سب نیک نیت تھے۔ رضوان الله عليهم أجمعين. ⑧ سلف صالحین ہر کام میں اسوۂ رسول تلاش کرتے تھے کہ ان کی اقتدا کریں۔ اس مقصد کے لیے وہ وقت بھی دیتے تھے اور علماء سے استفسار بھی کرتے اور اگر سفر کی ضرورت پیش آتی تو سفر بھی کرتے۔ رحمہم اللہ۔ ⑨ جس سے سوال پوچھا جا رہا ہے اگر اس سے بڑا عالم موجود ہے تو اسے چاہیے کہ سائل کی اس کی طرف رہنمائی کرے کیونکہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ⑩ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ نبیٔ اکرم ﷺ کی عبادت کے بارے میں زیادہ جانتی تھیں۔ ⑪ محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر آدمی ہمیشگی کرے اگرچہ وہ کم ہی ہو۔ ⑫ ساری ساری رات عبادت میں گزار دینا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نہیں بلکہ اپنی آنکھوں' جسم اور اہل عیال کا بھی انسان پر حق ہے' البتہ کبھی کبھار یہ جائز ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا (التحفة ٦٩٠)

باب:۳- جو شخص ایمان کی بنا پر ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرے' اسے کیا ثواب ملے گا؟

١٦٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۶۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایمان کی بنا پر ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرے (نماز تراویح پڑھے) تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

١٦٠٣ـ أخرجه البخاري، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، ح:٢٠٠٩، ٣٧، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح:٧٥٩ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٩٥، والموطأ (رواية أبي مصعب الزهري): ١/ ١٠٩، ح: ٢٧٨.

١٦٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۶۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کے تقاضے سے اور صرف ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک کی راتوں کا قیام کیا' اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''ایمان کی بنا پر'' مراد اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے یا روزے کے مذکورہ ثواب پر ایمان ہے اگر ایمان کی بجائے رسم سمجھ کر مذکورہ نماز پڑھی تو اس پر ثواب کا وعدہ نہیں ہے۔ ② ''ثواب کی نیت سے'' یعنی نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو' ریاکاری' حصول تعریف یا دنیوی مقصد (مثلاً صحت وغیرہ) پیش نظر نہ ہو۔ گویا ایمان روزے کی بنیاد ہو اور ثواب مقصد۔ ③ ''پہلے سب گناہ'' اس میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت وشفقت کا اظہار ہے۔ وہ معاف کرنے پر آئے تو صرف راستے سے ٹہنی ہٹانے والے اور کتے کو پانی پلانے والی بدکار عورت کو بھی معاف فرما دے۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

(المعجم ٤) - بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٦٩١)

باب:۴- ماہ رمضان المبارک کی (خصوصی) نماز (تراویح)

١٦٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ

۱۶۰۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز (تراویح) پڑھی۔ کچھ لوگ بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے

١٦٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٩ من حديث مالك به، وليس فيه حميد بن عبدالرحمٰن، ونحوه في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٢، وأخرجه البخاري، ح: ٢٠٠٨، ومسلم، ح: ٧٥٩، (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به، وأخرجه مسلم، (ح: أيضًا) من حديث مالك عن الزهري عن حميد بن عبدالرحمٰن به.

١٦٠٥ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل . . . الخ، ح: ١١٢٩، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح: ٧٦١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٣، والكبرٰى، ح: ١٢٩٧.

لَيْلَةٍ وَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ وَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: «قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ» وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

پھر اگلی رات آپ نے (مسجد میں) نماز پڑھی تو لوگ پہلے سے زیادہ ہو گئے' پھر تیسری یا چوتھی رات تو سب لوگ ہی جمع ہو گئے لیکن رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''رات جو تم نے کیا میں دیکھ رہا تھا (یعنی تمھارا اجتماع اور ذوق و شوق) مگر مجھے آنے سے یہ چیز مانع تھی کہ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض ہی نہ کر دی جائے۔'' اور یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے فوائد ومسائل حدیث نمبر: ١٦٠٠ ② مذکورہ روایت میں یہ ہے کہ تیسری یا چوتھی رات آپ تشریف نہ لائے جبکہ ایک صحیح روایت میں صراحت ہے کہ تین راتیں لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھی اور آپ نے انھیں تینوں راتیں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے تھے۔ چوتھی رات آپ تشریف نہ لائے۔ دیکھیے: (مسند أبي يعلى بتحقيق شيخنا إرشاد الحق الأثري، برقم:١٧٩٦، وقال الذهبي: إسناده وسط، وميزان الاعتدال:٣/٣١١، وصحيح ابن خزيمه، رقم:١٠٧٠، و صحيح ابن حبان، رقم:٢٤٥١ في مواضع) ③ معلوم ہوا کہ لوگوں کا ذوق شوق اور نفل کام پر اصرار بھی فرضیت کا ایک سبب ہے جس طرح اور بھی بہت سے اسباب ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا امر بھی ہو گیا تو وہ فرض ہو جائے گا ورنہ باوجود مداومت اور اصرار کے نفل ہی رہے گا۔ ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں کہ نفل پر مداومت نہیں کرنی چاہیے۔ خصوصاً اب جبکہ فرضیت کا امکان ہی نہیں تو کسی بھی نفل پر مداومت' اصرار اور پابندی میں کوئی حرج نہیں۔

١٦٠٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ،

١٦٠٦- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے۔ آپ نے ہمیں رات کی نماز نہیں پڑھائی حتیٰ کہ اس ماہ مبارک کے سات دن باقی رہ گئے۔ آپ نے ہمیں رات کی نماز (تراویح) پڑھائی حتیٰ کہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا' پھر اگلے دن ہمیں نماز نہیں

١٦٠٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٣٦٥، وهو في الكبرى، ح: ١٢٩٨.

فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِي السَّادِسَةِ فَقَامَ بِنَا [فِي] الْخَامِسَةِ حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ قَالَ: «إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كَتَبَ اللهُ لَهُ قِيَامَ لَيْلَةٍ» ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا وَلَمْ يَقُمْ حَتّٰى بَقِيَ ثَلَاثٌ مِنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا فِي الثَّالِثَةِ وَجَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ حَتّٰى تَخَوَّفْنَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: اَلسُّحُورُ.

پڑھائی' پھر پچیسویں رات ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ نصف رات گزر گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہی خوب ہوتا اگر آپ باقی رات بھی نماز پڑھاتے۔ آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک نماز پڑھی' اس کے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے (خواہ اس کے بعد وہ سو ہی جائے)۔'' پھر آپ نے اگلی رات نماز نہیں پڑھائی حتی کہ اس ماہ مبارک کے تین دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمیں ستائیسویں رات نماز پڑھائی اور اپنے گھر والوں اور بیویوں کو بھی جمع فرمایا (اور اتنی لمبی نماز پڑھائی) حتی کہ ہمیں خطرہ ہوا کہ ہم سے فلاح رہ جائے گی۔ (جُبَیر کہتے ہیں) میں نے (حضرت ابوذر سے) پوچھا: فَلَاح سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: سحری۔

فوائد ومسائل: ① ظاہر تو یہی ہے کہ یہ حدیث ماقبل حدیث ہی کی تفصیل ہے' لہٰذا رکعات تو تینوں راتوں میں گیارہ ہی تھیں مگر دوسری رات میں پہلی رات سے اور تیسری رات میں دوسری رات سے قراءت طویل کر کے رکعات کو لمبا کر دیا گیا۔ ② ''امام کے ساتھ......'' معلوم ہوا امام کے ساتھ تراویح یا قیام اللیل کرنا اکیلے پڑھنے سے بہت افضل ہے۔ آپ کے دور میں مجبوری تھی۔

١٦٠٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ زِيَادٍ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ عَلٰى مِنْبَرِ حِمْصَ يَقُولُ:

۱۶۰۷- حضرت نعیم بن زیاد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر ؓ کو حمص (شہر) کے منبر پر فرماتے سنا کہ ہم نے رمضان المبارک کی تیئسویں رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تہائی رات تک قیام کیا' پھر پچیسویں رات میں آپ کے ساتھ نصف رات

١٦٠٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٧٢ عن زيد بن حباب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٩٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٤، والحديث السابق شاهد له.

قُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهُ لَيْلَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهُ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ لَا نُدْرِكَ الْفَلَاحَ - وَكَانُوا يُسَمُّونَهُ السُّحُورَ -.

تک قیام کیا' پھر ستائیسویں رات آپ کے ساتھ اتنی دیر تک قیام کیا کہ ہم نے سمجھا: ہم فلاح (سحری) نہیں کھا سکیں گے۔

(المعجم ٥) - بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٦٩٢)

باب:۵- رات کی نماز (تہجد) کی ترغیب

١٦٠٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ عَقَدَ الشَّيْطَانُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ لَيْلًا طَوِيلًا أَيِ ارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ أُخْرَى، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ كُلُّهَا فَيُصْبِحُ طَيِّبَ النَّفْسِ نَشِيطًا وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ».

۱۶۰۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ اور ہر گرہ دیتے وقت یہ پڑھتا ہے: لمبی رات ہے' سو جا' پھر اگر وہ جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز شروع کر دے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ خوش دل اور چست و چالاک ہو جاتا ہے ورنہ بددل اور سست رہتا ہے۔''

فائدہ: ''تین گرہیں'' جب انسان سوتا ہے تو وہ اپنے جسم' طہارت اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ انسان غافل ہی رہے اگر اسے جاگ آ بھی جائے تو شیطان وساوس کے ذریعے سے اٹھنے نہیں دیتا بلکہ دوبارہ سلا دیتا ہے۔ اگر انسان اللہ کا نام لے کر (ہمت سے) اٹھ بیٹھے تو جسم میں غفلت نہ رہی' وضو کرے تو طہارت حاصل ہو گئی اور نماز شروع کر دے تو ذکر الٰہی کے اعلیٰ درجے میں مشغول ہو گیا' لہٰذا ہر

١٦٠٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الحث على صلاة الليل وإن قلّت، ح: ٧٧٦ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل، ح: ١١٤٢ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٠١.

قسم کی غفلت دور ہوگئی اور وہ کامل انسان بن گیا۔ جسم میں چستی بھی آ گئی اور روح میں تازگی بھی اور اگر وہ سویا رہے یا بستر میں کسمساتا رہے' اٹھنے کی ہمت نہ کرے تو جسم میں چستی آتی ہے نہ روح میں تازگی۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے گرہیں لگانے اور ان کے کھلنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ قربان جائیں آپ کی فصاحت وبلاغت پر۔ کیا ہی خوب انداز اختیار فرمایا۔ بعض اہل علم نے اس کلام کو ظاہر معنی پر محمول کیا ہے کہ واقعتاً شیطان گرہیں لگاتا ہے اور ان پر پڑھ کر پھونکتا ہے' پھر یہ کھلتی بھی ہیں مگر یہ سب کچھ ہمیں نظر نہیں آتا۔ بعض اہل علم نے اسے استعارے اور تشبیہ سے تعبیر کیا ہے۔ بہر حال اگر شیطان حقیقتاً گرہیں لگائے اور وہ کھلیں تو یہ محال بھی نہیں' اس لیے حق یہ ہے کہ کسی قسم کی تاویل کے بغیر حدیث شریف کے صریح الفاظ کے مفہوم ہی کو تسلیم کیا جائے' یہی ایمان بالغیب کا تقاضا اور سلف اہل علم کا شیوہ ہے۔ واللہ أعلم.

١٦٠٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ: «ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ».

۱۶۰۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سوتا رہا حتی کہ صبح ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ''اس شخص کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔''

فائدہ: ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی فرض نمازوں عشاء وفجر سے بھی سوتا رہا تھا۔ تبھی آپ نے ملامت فرمائی' ورنہ اگر وہ عشاء پڑھ کر سو یا اور فجر اٹھ کر پڑھ لی تو مذمت کی کوئی وجہ نہیں مگر امام نسائی رحمہ اللہ اس روایت کو قیام اللیل کے تحت لائے ہیں گویا کہ وہ شخص قیام اللیل سے سویا رہا۔ واللہ أعلم.

١٦١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ فُلَانًا نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ الْبَارِحَةَ حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ: «ذَاكَ شَيْطَانٌ بَالَ فِي أُذُنَيْهِ».

۱۶۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں شخص اس رات نماز سے سویا رہا حتی کہ روشنی ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ''اس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔''

١٦٠٩- أخرجه مسلم، ح: ٧٧٤ (انظر الحديث السابق) عن إسحاق بن إبراهيم، والبخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ٣٢٧٠ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٠٢.

١٦١٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه.

١٦١١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَعْقَاعُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى ثُمَّ أَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، وَرَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ ثُمَّ أَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى، فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».

۱۶۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھا اور اس نے نماز (تہجد) پڑھی' پھر اس نے اپنی بیوی کو جگایا' اس نے بھی نماز (تہجد) پڑھی اور اگر وہ (اٹھنے سے) انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کو اٹھی اور نماز پڑھی' پھر اپنے خاوند کو جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔“

فوائد ومسائل: ① یہ ایک آدھ رات کی بات نہیں بلکہ عادت کی بات ہے کہ وہ ایسے کرتے ہیں۔ کیا ہی خوب ہیں یہ میاں بیوی! رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ میں ان کے لیے دعا بھی ہے' تعریف بھی اور ترغیب بھی' اور یہ حقیقت بھی کہ وہ اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ إِيَّاهُ. ② جس طرح میت کے لیے رحمت کی دعا کی جاتی ہے' اسی طرح زندہ کے لیے بھی دعائے رحمت کرنا جائز ہے۔

١٦١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ: «أَلَا تُصَلُّونَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَاءَ

۱۶۱۲- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ رات کے وقت ان کے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: ”تم رات کی نماز نہیں پڑھتے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا' ہمیں جگا دے گا۔ جب میں نے یہ بات کہی تو

١٦١١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب قيام الليل، ح: ١٣٠٨، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن أيقظ أهله من الليل، ح: ١٣٣٦ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٠٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٤٨، وابن حبان، ح: ٦٤٦، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٠٩، ووافقه الذهبي. * القعقاع هو ابن حكيم.

١٦١٢ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الحث على صلاة الليل وإن قلّت، ح: ٧٧٥ عن قتيبة، والبخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل . . . الخ، ح: ١١٢٧ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١١.

أَنْ يَبْعَثَهَا بَعَثَنَا ، فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُولُ : ﴿وَكَانَ ٱلْإِنسَـٰنُ أَكْثَرَ شَىْءٍ جَدَلًا﴾ . [الكهف : ٥٤]

رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ میں نے سنا' آپ اپنی ران مبارک پر (افسوس و ناراضی سے) ہاتھ مارتے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے: ﴿وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ ''انسان سب سے بڑھ کر کٹ حجت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''ہماری روحیں'' ان الفاظ کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ نیند میں روح کامل طور پر انسان سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے قبضے میں چلی جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا﴾ (الزمر ٣٩:٤٢) لہٰذا روح کی واپسی ہی پر جاگ آئے گی۔ ② حضرت علی اور حضرت فاطمہ ؓ ابھی نوجوان تھے۔ اس عمر میں رات کو نماز تہجد کے لیے جاگنا بہت مشکل ہوتا ہے' اس لیے کبھی ان سے سستی ہو جاتی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے یہ ان کی شادی کے ابتدائی دور کی بات ہے۔ ③ ''کٹ حجت ہے'' کیونکہ اختیاری مسئلے میں تقدیر کو پیش کرنا کٹ حجتی ہے۔ تقدیر کا حوالہ وہاں دیا جائے گا جہاں اختیار نہ ہو' مثلاً: زندگی اور موت' صحت اور بیماری وغیرہ۔ نماز پڑھنا تو اختیاری مسئلہ ہے۔ اس میں تقدیر کو عذر کے طور پر پیش کرنا صحیح نہیں کیونکہ ان معاملات میں امر و نہی مدار ہے' نہ کہ تقدیر۔

١٦١٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ : حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ : حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ : حَدَّثَنِي حَكِيمُ بْنُ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ : دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلٰى فَاطِمَةَ مِنَ اللَّيْلِ فَأَيْقَظَنَا لِلصَّلَاةِ ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهِ فَصَلّٰى هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ فَلَمْ يَسْمَعْ لَنَا حِسًّا ، فَرَجَعَ إِلَيْنَا فَأَيْقَظَنَا فَقَالَ : «قُومَا فَصَلِّيَا» قَالَ : فَجَلَسْتُ وَأَنَا أَعْرُكُ

١٦١٣- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت میرے اور فاطمہ ؓ کے پاس تشریف لائے اور ہمیں نماز (تہجد) کے لیے جگایا' پھر اپنے گھر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک نماز پڑھتے رہے۔ آپ نے ہماری طرف سے کوئی آواز یا آہٹ نہ سنی تو دوبارہ تشریف لائے اور ہمیں پھر جگایا اور فرمایا: ''اٹھو اور نماز پڑھو۔'' میں آنکھیں ملتا ہوا اٹھا اور کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! ہم تو وہی نماز پڑھیں گے جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھی ہے۔ ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ چاہے گا تو ہمیں اٹھا دے گا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی ران مبارک پر ہاتھ مارتے واپس

١٦١٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه.

عَيْنِي وَأَقُولُ: إِنَّا وَاللهِ! مَا نُصَلِّي إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ عَلَيْنَا، إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِنْ شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا قَالَ: فَوَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ وَيَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِهِ: «مَا نُصَلِّي إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَنَا كَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا».

تشریف لے گئے اور فرما رہے تھے: ''ہم وہی نماز پڑھیں گے جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسان سب سے زیادہ کٹ حجت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی تفصیل ہے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ کوئی گستاخی یا نافرمانی نہیں بلکہ نیند سے جگائے جانے پر فطری اظہار ہے جو غیر اختیاری کے قریب ہے۔ ③ ''گویا توبیخ کے طور پر حضرت علی کے الفاظ ہی کو ان سے مختلف لہجے میں دہرا رہے تھے۔ عام طور پر ناپسندیدگی کے وقت ایسے کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ (التحفة ٦٩٣)

باب:٦- رات کی نماز (تہجد) کی فضیلت

١٦١٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - هُوَ ابْنُ عَوْفٍ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ».

١٦١٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان المبارک کے بعد افضل روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① محرم الحرام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف' اس لیے ہے کہ یہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور حرمت والا مہینہ ہے۔ بعض نے اس کے روزے سے مراد عاشوراء کا روزہ لیا ہے۔ بعض نے ماہ محرم کے تمام روزے مراد لیے ہیں' یہی موقف درست ہے۔ الفاظ کے ظاہر سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ② جو لوگ فرض نماز کی سنتوں کو تہجد سے افضل سمجھتے ہیں' وہ ان سنتوں کو فرضوں کے تابع ہونے کی وجہ سے فرضوں ہی میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں۔ تہجد کی نماز ہی افضل ہے۔

١٦١٤- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم، ح: ١١٦٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١٢.

١٦١٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ حُمَيْدَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ الْمُحَرَّمُ»

أَرْسَلَهُ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ.

۱۶۱۵- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے اور رمضان المبارک کے بعد افضل روزے محرم کے ہیں۔“

شعبہ بن حجاج نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔

فائدہ: حدیث نمبر: ۱۶۱۴ اور ۱۶۱۵ ایک ہی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حدیث نمبر ۱۶۱۴ میں سند متصل ہے جبکہ حدیث نمبر ۱۶۱۵ میں صحابی (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) کا ذکر نہیں ہے۔ اصولِ حدیث میں ایسی روایت کو مُرسَل کہتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی حضرت شعبہ بن حجاج ہیں۔

(المعجم ۷) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٦٩٤)

باب: ۷- دورانِ سفر میں تہجد پڑھنے کی فضیلت

١٦١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيًّا: عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ رَفَعَهُ إِلٰى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، رَجُلٌ أَتٰى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللهِ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ

۱۶۱۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے: ایک وہ آدمی جو کسی قوم کے پاس آیا اور ان سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا۔ اپنی کسی رشتے داری کی بنا پر سوال نہیں کیا لیکن کسی نے اسے کچھ نہ دیا مگر ایک آدمی ان سب لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے چلا گیا

١٦١٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١٣.

١٦١٦- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب أحاديث في صفة الثلاثة الذين يحبهم الله، ح: ٢٥٦٨ عن محمد بن المثنى به، وقال: "صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١٤، وقال النسائي: "خالفه سفيان (يعني الثوري)"، وصححه ابن حبان، ح: ٨١٣، ١٦٠٢، ١٦٠٣، والحاكم: ٢/ ١١٣، ووافقه الذهبي. حديث سفيان أخرجه أحمد: ٥/ ١٥٣ عنه عن منصور عن ربعي بن حراش عن أبي ذر(وهذا تدليس) وعن ربعي عن رجل عن أبي ذر به، والرجل هو زيد بن ظبيان * منصور هو ابن المعتمر، ومحمد هو ابن جعفر غندر عن شعبة.

بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ فَتَخَلَّفَهُمْ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي أَعْطَاهُ، وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُؤُوسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِي وَيَتْلُو آيَاتِي، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَانْهَزَمُوا فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لَهُ».

اور اس (سائل) کو پوشیدہ طور پر مال دیا۔ اس کے اس عطیے کا کسی کو علم نہ ہوا' سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس شخص کے جس کو اس نے دیا۔ اور ایک وہ شخص کہ کچھ لوگ ساری رات چلتے رہے حتی کہ جب نیند ان کو ہر چیز سے زیادہ پیاری لگنے لگی تو وہ اترے اور سو گئے مگر وہ شخص کھڑا ہو کر میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور (نماز میں) میری آیات پڑھنے لگا اور ایک وہ شخص جو ایک لشکر میں شامل تھا۔ اس لشکر کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ سب شکست کھا گئے مگر وہ سینہ تان کر آگے بڑھا حتی کہ وہ مارا گیا یا اسے فتح مل گئی۔"

فوائد ومسائل: ① تین آدمی' یعنی تین قسم کے آدمی' خواہ وہ ہزاروں لاکھوں ہوں۔ ② "پہلا وہ آدمی" یعنی عطیہ دینے والا' نہ کہ مانگنے والا۔ ③ مخفی صدقہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ ④ اللہ تعالیٰ کی صفت محبت ثابت ہوئی' جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ وَقْتِ الْقِيَامِ (التحفة ٦٩٥)

باب:۸- قیام اللیل (تہجد) کا وقت

١٦١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَصْرِيُّ عَنْ بِشْرٍ - هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: اَلدَّائِمُ. قُلْتُ: فَأَيُّ اللَّيْلِ كَانَ يَقُومُ؟ قَالَتْ: إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ.

۱۶۱۷- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کو کون سا عمل زیادہ پسند تھا؟ انھوں نے فرمایا: جو ہمیشہ کیا جائے (خواہ کم ہی ہو) میں نے کہا: آپ رات کو کس وقت تہجد کے لیے اٹھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: جب مرغ کی (پہلی) آواز سنتے۔

١٦١٧- أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح:١١٣٢ من حديث شعبة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح:٧٤١ من حديث أشعث بن سليم به، وهو في الكبرى، ح:١٣١٦.

فوائد ومسائل: ① مرغ عموماً آدھی رات کے بعد آواز نکالتا ہے۔ بعض دوسری روایات میں ہے کہ نبی ﷺ نصف رات تک سوتے، پھر تہائی رات جاگتے (نماز پڑھتے) اور، پھر آخری سدس (چھٹا حصہ) سوتے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، التهجد، حدیث:۱۱۳۱ و صحیح مسلم، الصیام، حدیث:۱۱۵۹) یہ تقسیم عشاء کے بعد سے فجر کی اذان تک کی ہے کیونکہ مسلمانوں کی یہی رات ہے۔ باقی تو جاگنے، یعنی نمازوں کے اوقات ہیں۔ ② چونکہ مرغ کی آواز سن کر نیک لوگ نماز کے لیے جاگتے ہیں، لہٰذا اس کی آواز کو لوگ اذان کہہ دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا: مرغ فرشتے دیکھ کر آواز نکالتا ہے، لہٰذا تم مرغ کی آواز سن کر یہ کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ] (صحیح البخاري، بدء الخلق، حدیث:۳۳۰۳ وصحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث:۲۷۲۹) واہ رے مرغ تیری قسمت! نفلی عبادت میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے، تعمق سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ورنہ آدمی اکتا جاتا ہے اور اس عمل کو جاری نہیں رکھ سکتا۔

(المعجم ٩) - بَابُ ذِكْرِ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الْقِيَامُ (التحفة ٦٩٦)

باب:۹- قیام اللیل کے آغاز کی دعائیں

١٦١٨- أَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِمَا كَانَ يَسْتَفْتِحُ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - قَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ عَشْرًا وَيُهَلِّلُ عَشْرًا وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي، أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ضِيقِ

۱۶۱۸- حضرت عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: نبی ﷺ کن الفاظ سے قیام اللیل کا افتتاح کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: تم نے مجھ سے وہ چیز پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔ رسول اللہ ﷺ دس دفعہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، دس دفعہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] اور دس دفعہ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہتے تھے، پھر فرماتے: ''اے اللہ! مجھے معاف فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے رزق عطا فرما اور مجھے عافیت وصحت دے۔ اور میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کی تنگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

١٦١٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح:٧٦٦، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الدعاء إذا قام الرجل من الليل، ح:١٣٥٦ من حديث زيد به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣١٧.

الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

فائدہ: قیام اللیل کے آغاز سے مراد یہ ہے کہ جب نبی ﷺ تہجد کے لیے اٹھتے تو نماز تہجد سے پہلے یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ ان (گزشتہ اور آئندہ) دعاؤں میں بہت سی ایسی دعائیں ہیں جن کی ظاہراً آپ کو ضرورت نہیں مگر آپ نے اپنی امت کی تعلیم کے لیے وہ دعائیں پڑھیں کیونکہ امتیوں کو تو بہرصورت ان کی ضرورت ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی دعائیں دراصل آپ کی امت کے لیے ہیں۔ (علاوہ ان دعاؤں کے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔)

١٦١٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ عِنْدَ حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ: «سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ»، الْهَوِيَّ ثُمَّ يَقُولُ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ» الْهَوِيَّ.

١٦١٩- حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے حجرے کے قریب سوتا تھا۔ جب آپ رات کو (تہجد کے لیے) اٹھتے تو میں سنتا کہ آپ دیر تک [سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ] ”پاک ہے اللہ جو جہانوں کا رب ہے“ پڑھتے رہتے، پھر دیر تک [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ] ”اللہ تعالیٰ تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے اور تمام تعریفوں والا ہے۔“ پڑھتے۔

١٦٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَحْوَلِ - يَعْنِي سُلَيْمَانَ ابْنَ أَبِي مُسْلِمٍ - عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ

١٦٢٠- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ...... وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] ”اے اللہ! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اور ان لوگوں کا نور ہے جو ان میں ہیں،

١٦١٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به إذا انتبه من الليل، ح: ٣٨٧٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١٨، وأصله في صحيح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ٤٨٩/ ٢٢٦ من حديث الأوزاعي به بغير هذا اللفظ، وهذا طرف منه، وللحديث أطراف عند أبي داود، ح: ١٣٢٠، والترمذي، ح: ٣٤١٦ وغيرهما، وتقدم طرفه، ح: ١١٣٩.

١٦٢٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٩ عن قتيبة، والبخاري، التهجد، باب التهجد بالليل، ح: ١١٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١٩.

أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ حَقٌّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ»، ثُمَّ ذَكَرَ قُتَيْبَةُ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: «وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، اِغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ».

اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو آسانوں و زمین اور ان کے مابین تمام لوگوں کو قائم رکھنے والا ہے۔ اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو آسانوں' زمینوں اور ان میں رہنے والوں کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو برحق ہے۔ تیرے وعدے برحق ہیں۔ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے' اور قیامت حق ہے' اور تمام نبی حق ہیں اور محمد (ﷺ) بھی حق ہیں۔ میں تیرا ہی مطیع و فرماں بردار ہوا اور تجھی پر میں نے بھروسا کیا اور تجھی پر میں ایمان لایا اور تیری ہی مدد سے میں (کفار سے) جھگڑتا ہوں اور تیرے حضور ہی فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ مجھے معاف فرما' وہ گناہ جو میں نے کر لیے ہیں اور جو ابھی نہیں کیے اور جو میں نے خفیہ کیے ہیں اور جو علانیہ کیے ہیں۔ تو ہی کسی کو آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ نقصان سے بچنے کا حیلہ ہے اور نہ فائدہ حاصل کرنے کی طاقت۔''

فوائد و مسائل: ① ''نور ہے'' یعنی آسمانوں اور زمینوں میں نور پیدا کرنے والا ہے۔ یا تو بے عیب ہے یا تو آسمانوں اور زمینوں کی زینت ہے۔ ② ''تو برحق ہے'' یعنی صرف تیرا وجود حقیقی ہے' باقی تو کالعدم (بت) ہیں یا تیرا وجود اور توحید حقیقت ہے۔ ③ ''جو ابھی نہیں کیے'' مگر بعد میں ہوں گے' بعد میں ہونے والے گناہوں کی معافی مانگنے میں کوئی استحالہ نہیں کیونکہ ان کا ہونا طبعی بات ہے۔ ④ ''نہ فائدہ حاصل کرنے کی طاقت'' اس میں ہر نقصان اور فائدہ داخل ہے' مثلاً: گناہ' نیکی اور دیگر دنیوی و اخروی نقصانات و فوائد۔ ⑤ ''آگے پیچھے کرنے والا'' یعنی مرتبہ اور شان بڑھانے اور گھٹانے والا ہے یا موت و حیات کے لحاظ سے یا عزت و ذلت کے لحاظ سے یا ہدایت اور گمراہی کے لحاظ سے۔ یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ تو سب سے اول اور سب سے آخر ہے۔ ⑥ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں یہ حدیث انتہائی جامع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی وصف بھی ان اوصاف سے خارج نہیں۔

١٦٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، وَهِيَ خَالَتُهُ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ قَلِيلًا أَوْ بَعْدَهُ قَلِيلًا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِيمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

١٦٢١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بتایا کہ ایک رات میں ام المومنین حضرت میمونہ ؓ کے ہاں سویا جو میری خالہ تھیں۔ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی زوجۂ محترمہ بستر کے طول میں لیٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے حتی کہ جب رات نصف ہوگئی یا معمولی کم وبیش' تو رسول اللہ ﷺ جاگ اٹھے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرہ ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے' پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں' پھر ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف اٹھے اور اس سے وضو فرمایا اور بہترین وضو فرمایا' پھر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی اٹھا اور میں نے اسی طرح کیا جس طرح آپ نے کیا تھا' پھر میں گیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر مروڑا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر دو' پھر دو' پھر دو' پھر دو' پھر دو' پھر ایک رکعت پڑھی' پھر لیٹ گئے حتی کہ مؤذن آپ کو جماعت کی اطلاع دینے آیا تو آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت میمونہ ؓ کے توسط سے رسول اللہ ﷺ سے باقاعدہ

١٦٢١- أخرجه البخاري، الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره، ح: ١٨٣ وغيره، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣/ ١٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٢١، ١٢٢.

رات گزارنے کی اجازت لی تھی۔ حضرت میمونہ ؓ ان دنوں حیض کی حالت میں تھیں۔ حضرت ابن عباس ؓ کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی کیفیت کو جاننا تھا۔ ② ''کان مروڑا'' حضرت ابن عباس ؓ رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے تھے۔ ان کو اپنی دائیں جانب کھڑا کرنے کے لیے ان کے کان سے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ ③ آپ کبھی کبھار تیرہ رکعت بھی پڑھ لیتے تھے اگرچہ اکثر معمول گیارہ کا تھا۔ بعض نے پہلی دو رکعتوں کو تحیۃ الوضو یا افتتاح تہجد سمجھا ہے۔ گویا اصل تہجد گیارہ رکعت ہی تھیں۔ ④ ''دو ہلکی رکعتیں'' مراد فجر کی سنتیں ہیں۔ ⑤ اہل خانہ سے حسن معاشرت اور چھوٹے بچوں پر شفقت اور نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ ⑥ چھوٹے بچے کی نماز صحیح ہے۔ ⑦ وضو اچھے طریقے سے کرنا چاہیے لیکن کوشش کرنی چاہیے کہ پانی کم سے کم استعمال ہو۔ ⑧ ایک باقاعدہ مؤذن مسجد میں مقرر کرنا چاہیے۔ ⑨ نفلی نماز کی جماعت مشروع ہے۔ ⑩ جس آدمی نے شروع نماز میں امامت کی نیت نہ کی ہو اس کی اقتدا میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ١٠) - **بَابُ مَا يَفْعَلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ مِنَ السِّوَاكِ** (التحفة ٦٩٧)

باب: ۱۰- جب رات کو تہجد کے لیے اٹھے تو مسواک کرے

١٦٢٢- **أَخْبَرَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَحُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

۱۶۲۲- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے تو اپنے منہ کو مسواک کے ساتھ صاف کرتے تھے۔

١٦٢٣- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ [أَبِي] حَصِينٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

۱۶۲۳- حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد پڑھنے اٹھتے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک کے ساتھ صاف فرماتے۔

١٦٢٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢١.

١٦٢٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢، وانظر الحديث السابق. * خالد هو ابن الحارث.

(المعجم ١١) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي حَصِينٍ عُثْمَانَ بْنِ عَاصِمٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٦٩٧) - ألف

باب:۱۱-اس حدیث (کی سند کے بیان) میں ابوحصین عثمان بن عاصم پر (ان کے شاگردوں کے) اختلاف کا ذکر

وضاحت: امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ اس حدیث کے بیان میں ابوحصین کے شاگرد مختلف ہیں۔ روایت نمبر ۱۶۲۴ میں صحابی (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) کا ذکر ہے جبکہ روایت نمبر ۱۶۲۵ میں ابوحصین کے شاگرد اسرائیل نے صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

١٦٢٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِالسِّوَاكِ إِذَا قُمْنَا مِنَ اللَّيْلِ.

۱۶۲۴-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ جب ہم رات کو اٹھیں تو مسواک کریں۔

١٦٢٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ إِذَا قُمْنَا مِنَ اللَّيْلِ أَنْ نَشُوصَ أَفْوَاهَنَا بِالسِّوَاكِ.

۱۶۲۵-حضرت شقیق بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ جب ہم رات کو اٹھیں تو اپنے منہ مسواک سے صاف کریں۔

فائدہ: امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسواک کرنا نبی ﷺ کا فعل بھی ہے اور حکم بھی، پھر یہ روایت مرفوع بھی ہے، موقوف اور مقطوع بھی۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ بِأَيِّ شَيْءٍ تُسْتَفْتَحُ صَلَاةُ اللَّيْلِ (التحفة ٦٩٨)

باب:۱۲-رات کی نماز (تہجد) کس دعا سے شروع کرے؟

١٦٢٤ـ [صحيح موقوف] تقدم، ح: ٢. * أبوسفيان هو سعيد بن سنان البرجمي الشيباني الأصغر، وأبوحصين هو عثمان بن عاصم الأسدي.

١٦٢٥ـ [صحيح مقطوع] تقدم، ح: ٢. * عبيدالله هو ابن موسى، وقال الحافظ في النكت الظراف: ٣٣٣٦: "وسقط ذكر حذيفة عند النسائي من رواية إسرائيل وحده".

١٦٢٦- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

١٦٢٦- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ کس دعا سے اپنی نماز (تہجد) شروع فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ جب رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ جِبْرِيلَ ...... إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ] ''اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے! ہر غیب و حاضر کو جاننے والے! تو اپنے بندوں میں ان چیزوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے اس حق کی طرف راہنمائی فرما جس میں اختلاف کیا گیا ہے۔ یقیناً تو جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے پر چلا دیتا ہے۔''

١٦٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ وَأَنَا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاللّٰهِ! لَأَرْقُبَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِصَلَاةٍ حَتّٰى أَرٰى فِعْلَهُ، فَلَمَّا صَلّٰى صَلَاةَ الْعِشَاءِ - وَهِيَ الْعَتَمَةُ - اِضْطَجَعَ هَوِيًّا

١٦٢٧- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے (دل میں) کہا: اللہ کی قسم! میں (رات کی) نماز کے وقت بغور رسول اللہ ﷺ کو دیکھوں گا تاکہ مجھے پتا چلے کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ جب آپ نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو آپ کافی رات تک لیٹے رہے، پھر آپ جاگے اور افق میں دیکھا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

١٦٢٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧٠ من حديث عمر بن يونس به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٢.

١٦٢٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوالشيخ في "أخلاق النبي ﷺ"، ص: ١٧٤، ١٧٥ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٠.

مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَنَظَرَ فِي الْأُفُقِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ [آل عمران: ١٩١-١٩٤] ثُمَّ أَهْوٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى فِرَاشِهِ فَاسْتَلَّ مِنْهُ سِوَاكًا، ثُمَّ أَفْرَغَ فِي قَدَحٍ مِنْ إِدَاوَةٍ عِنْدَهُ مَاءً فَاسْتَنَّ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى حَتّٰى قُلْتُ: قَدْ صَلّٰى قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى قُلْتُ: قَدْ نَامَ قَدْرَ مَا صَلّٰى ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ كَمَا فَعَلَ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَالَ: مِثْلَ مَا قَالَ فَفَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ.

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ حتی کہ آپ نے ﴿إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ تک پڑھا' پھر رسول اللہ ﷺ اپنے بستر کی طرف جھکے اور اس میں سے مسواک نکالی' پھر آپ نے اپنے پاس پڑے ہوئے چمڑے کے برتن سے ایک پیالے میں کچھ پانی ڈالا اور مسواک فرمائی۔ (اور وضو کیا۔) پھر آپ نے نماز شروع فرمائی۔ میرا خیال ہے آپ جتنی دیر سوئے تھے' اتنی دیر آپ نے نماز پڑھی' پھر آپ لیٹ گئے حتی کہ میرا خیال ہے کہ آپ اتنی دیر سوئے جتنی دیر نماز پڑھی تھی' پھر جاگے اور اسی طرح کیا جس طرح پہلے کیا تھا۔ اور وہی کچھ پڑھا جو پہلی دفعہ پڑھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فجر سے پہلے تین بار ایسے کیا۔

فوائد ومسائل: ① اس طرز کا باب پہلے بھی گزر چکا ہے۔ وہاں بھی کچھ دعائیں بیان ہوئی ہیں۔ کوئی بھی دعا پڑھ لی جائے' کافی ووافی ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ عبادات میں اور غیر عبادات میں بھی نبی ﷺ کے افعال کی پیروی میں بہت حریص تھے۔

(المعجم ١٣) - **بَابُ ذِكْرِ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ** (التحفة ٦٩٩)

باب: ۱۳- رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کا ذکر

١٦٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَشَاءُ أَنْ نَرٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ وَلَا نَشَاءُ أَنْ نَرَاهُ نَائِمًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ.

۱۶۲۸- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں تو دیکھ لیتے۔ اور اگر ہم چاہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو سویا ہوا دیکھیں تو یہ بھی دیکھ لیتے۔

١٦٢٨ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ بالليل من نومه . . . الخ، ح: ١١٤١ و ١٩٧٢، ١٩٧٣ من حديث حميد الطويل به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٣.

١٦٢٩۔أخبَرَنَاهرُونُ بنُ عَبدِ اللّهِ قَالَ حَدَّثَنَاحَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابنُ جُرَيجٍ أخبَرَنِي ابنُ أبِي مُلَيكَةَأنَّ يَعلَى سَألَ أُمَّ سَلَمَةَ عَن صَلٰوةِ رَسُولِ اللّهِ ﷺ فَقَالَت كَانَ يُصَلِّي العَتمَةَ ثُمَّ يُسَبِّحُ ثُمَّ يُصَلِّي بَعدهَا مَاشَاءَ اللّهُ مِنَ اللَّيلِ ثُمَّ يَنصَرِفُ مِثلَ مَا صَلَّى ثُمَّ يَستَيقِظُ مِن نَومِه ذلِكَ فَيُصَلِّي مِثلَ مَا نَامَ وَ صَلوتُه تِلكَ الآخِرَةُ تَكُونُ إلَى الصُّبحِ

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یعلی بن مملک نے ام المومنین ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ عشاء کی نماز پڑھتے تھے پھر سنتیں پڑھتے تھے، پھر اس کے بعد جتنی رات تک اللہ چاہتا آپ نماز پڑھا کرتے، پھر سورہتے اتنی دیر تک جتنی دیر نماز پڑھی تھی۔ پھر جاگتے اور نماز پڑھتے اتنی دیر تک جتنی دیر تک سوئے اور یہ اخیر کی نماز فجر تک ہوتی۔

فائدہ: یعنی آپ رات کو سوتے بھی اور نماز بھی پڑھتے۔ نہ ساری رات جاگتے نہ ساری رات سوتے۔

١٦٣٠۔ أخبَرَنَا قُتَيبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيثُ عَن عَبدِ اللّهِ بنِ عُبَيدِاللّهِ بنِ أبِي مُلَيكَةَ عَن يَعلَى بنِ مَملَكٍ أنَّه سَألَ أُمَّ سَلمَةَ زَوجِ النَّبِيِّ ﷺ عَن قِرَاءَةِ رَسُولِ اللّهِ ﷺ وَ عَن صَلَاتِه فَقَالَت : مَالَكُم وَ صَلَاتَه كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ قَدرَ مَا صَلَّى ثُمَّ يُصَلِّي قَدرَ ما نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدرَ مَا

حضرت یعلی بن مملک بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی قرات کے بارے میں پوچھا (یعنی آپ کلام اللہ کیونکر پڑھتے تھے) اور آپ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: تمہیں آپ کی نماز سے کیا سروکار (یعنی تمہارا پوچھنا بے فائدہ ہے کیونکہ تم ویسی نماز نہیں پڑھ سکتے) آپ نماز پڑھتے تھے پھر سورہتے جتنی دیر نماز پڑھی پھر نماز پڑھتے جتنی دیر سوئے تھے پھر سوتے جتنی دیر نماز

١٦٢٩۔ إسناده ضعيف۔

١٦٣٠۔ إسناده ضعيف أخرجه أبوداود برقم ١٤٦٦ باب إستحباب الترتيل في القراءة وهو في الترمذي برقم ٢٩٢٤ باب كيف كان قراءة النبي ﷺ۔

صَلّٰى حَتّٰى يُصْبِحَ ثُمَّ نَعَتَتْ لَهُ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا .

پڑھی ہوتی حتیٰ کہ صبح ہو جاتی، پھر انھوں (ام سلمہ) نے آپ کی قراءت بیان فرمائی تو ایسی قراءت بیان فرمائی جس کا ہر ہر حرف الگ الگ سمجھ میں آتا تھا۔

فائدہ: بار بار اٹھنا اور نماز پڑھنا کافی مشکل کام ہے جبکہ نماز اور نیند کا عرصہ بھی برابر ہو۔ اس لیے فرمایا کہ تم نبیٔ اکرم ﷺ جیسی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ صلى الله عليه وسلم.

(المعجم ١٤) - ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاللَّيْلِ (التحفة ٧٠٠)

باب: ۱۴- اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کی رات کی نماز کا بیان

١٦٣١ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ».

۱۶۳۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عز وجل کو سب سے پیارہ روزہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ نصف رات سوتے تھے، تہائی رات نماز پڑھتے تھے اور پھر رات کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔“

فوائد ومسائل: ① حدیث نمبر ۱۶۱۷ کا فائدہ نمبر ا دیکھیے۔ ② قیام اللیل پر دوام مستحب امر ہے۔ ③ افضل طریقہ نبیٔ اکرم ﷺ کا طریقہ ہے۔ اس سے افضل کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ مقدار میں مسنون طریقے سے زیادہ اور مشقت میں اس سے گراں ہی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ١٥) - ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللهِ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ فِيهِ (التحفة ٧٠١)

باب: ۱۵- اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز کا بیان اور اس حدیث کے بیان میں سلیمان تیمی کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

١٦٣١ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب أحب الصلاة إلى الله صلاة داود . . . الخ، ح: ٣٤٢٠، عن قتيبة، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، . . . الخ، ح: ١١٥٩/ ١٨٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٧ .

وضاحت: سند میں اختلاف آئندہ احادیث کی سندوں سے واضح ہو رہا ہے کہ کسی روایت میں سلیمان تیمی کو ثابت کا شاگرد بتلایا جا رہا ہے اور کہیں ساتھی کہ وہ دونوں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں' پھر بعض روایات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی اور صحابی کا واسطہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ جہاں تک سلیمان اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے درمیان ثابت کے واسطے کا مسئلہ ہے تو یہ معاذ بن خالد کا وہم ہے کیونکہ اس کے علاوہ دیگر تمام حفاظ حدیث جو حماد بن سلمہ کے شاگرد ہیں' یہ واسطہ ذکر نہیں کرتے' جیسے یونس بن محمد اور حبان بن ہلال مصنف کے ہاں' حسن بن موسیٰ اور عفان بن مسلم مسند احمد میں' ہدبہ بن خالد اور شیبان بن فروخ مسلم میں۔ یہ سب جب حماد بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں تو وہ سلیمان التیمی عن انس کہتے ہیں' درمیان میں ثابت کا ذکر نہیں کرتے' نیز ثابت کے عدم ذکر پر سفیان ثوری' عیسیٰ بن یونس' جریر بن عبدالحمید اور معتمر بن سلیمان' یہ سب حماد کی موافقت کرتے ہوئے عن سلیمان عن انس ہی کہتے ہیں۔ غرض ان ائمہ کبار اور جلیل القدر مذکورہ محدثین کی موافقت بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سند میں معاذ بن خالد کو وہم ہوا ہے۔ درست یہی ہے کہ سلیمان اور انس رضی اللہ عنہ کے درمیان ثابت کا واسطہ خطا ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا سند میں ''عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' درست ہے یا سیدنا انس اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی اور صحابی کا واسطہ' جیسا کہ حدیث: ۱۶۳۸، ۱۶۳۷ میں ہے۔ یہ اختلاف ضرر رساں نہیں کیونکہ صحابی کی مرسل حجت ہے جیسا کہ اس باب کی پہلی اور مابعد کی احادیث ہیں۔ ان میں انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت کرتے ہیں۔ اس قسم کا ارسال اتصال پر محمول ہوتا ہے جیسا کہ جمہور محدثین کا موقف ہے۔ جبکہ حدیث کی قیام اللیل کے ابواب سے مناسبت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی قیام اللیل کرنے والوں میں سے تھے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ١٧/٣٥١، ٣٥٢)

١٦٣٢ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

۱۶۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کروائی گئی' میں ایک سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔''

١٦٣٢ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ١٣٢٨.

فائدہ: ایک اور روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سرخ ٹیلے کے قریب ہے۔ (صحیح البخاري، الجنائز، حدیث:١٣٣٩، وصحیح مسلم، الفضائل، حدیث:٢٣٧٢) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا عالم برزخ کی چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ پر منکشف کی گئی۔ اگر یہ روح کے علاوہ جسم کے ساتھ بھی ہو تو وہ جسم بھی برزخی ہی ہوگا، لہٰذا اس سے انبیاء علیہم السلام کی دنیوی زندگی ثابت نہیں ہوسکتی۔ برزخی زندگی کا انکار نہیں۔

١٦٣٣- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي».

١٦٣٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ عِنْدَنَا مِنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ خَالِدٍ، وَاللهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ روایت معاذ بن خالد کی روایت سے زیادہ درست ہے۔ واللہ تعالی أعلم.

فائدہ: معاذ بن خالد کی روایت میں حضرت سلیمان تیمی کو حضرت ثابت کا شاگرد ظاہر کیا گیا ہے جبکہ درست بات یہ ہے کہ یہ دونوں ساتھی ہیں اور دونوں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کر رہے ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ١٦٣٣ سے واضح ہو رہا ہے۔

١٦٣٤- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَرَرْتُ عَلَى قَبْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

١٦٣٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

١٦٣٣- أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل موسى عليه السلام، ح: ٢٣٧٥ من حديث حماد بن سلمة به.
١٦٣٤- [صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الكبرى، ح: ١٣٢٩.

١٦٣٥ - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

۱۶۳۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کروائی گئی' میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔''

١٦٣٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مَرَّ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ.

۱۶۳۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات نبی ﷺ کو معراج کروائی گئی' آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

١٦٣٧ - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مَرَّ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ.

۱۶۳۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے خبر دی کہ جس رات نبی ﷺ کو معراج کروائی گئی' آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تھے جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

١٦٣٨ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى

۱۶۳۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کروائی گئی' میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔''

١٦٣٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه مسلم، ح: ٢٣٧٥/ ١٦٥ عن علي بن خشرم عن عيسى بن يونس به.

١٦٣٦ـ [صحيح] انظر، ح: ١٦٣٣ واللذين بعده.

١٦٣٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٣٣٠.

١٦٣٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٣٣١.

وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ نے ایک ہی روایت کو مختلف لفظوں سے بیان کیا ہے۔ دراصل ان کا مقصود حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد سلیمان تیمی (جن پر اس روایت کا مدار ہے) کے شاگردوں کا اختلاف واضح کرنا ہے کہ کسی نے یہ روایت مرفوع متصل اور کسی نے مرسل بیان کی ہے۔ کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کسی اور صحابی کا واسطہ بیان کیا ہے لیکن اس میں اختلاف کی وجہ سے روایت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ مندرجہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت بھی عیب والی نہیں۔ مزید مذکورہ باب کے تحت مندرج وضاحت ملاحظہ فرمائی جائے۔

(المعجم ١٦) - **بَابُ إِحْيَاءِ اللَّيْلِ** (التحفة ٧٠٢)

باب:١٦-ساری رات جاگنے (عبادت کرنے) کا بیان

١٦٣٩- **أَخْبَرَنَا** عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَبَقِيَّةُ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ رَاقَبَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي لَيْلَةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلَّهَا حَتَّى كَانَ مَعَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ جَاءَهُ خَبَّابٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَقَدْ صَلَّيْتَ اللَّيْلَةَ صَلَاةً مَا رَأَيْتُكَ صَلَّيْتَ نَحْوَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَجَلْ! إِنَّهَا صَلَاةُ

١٦٣٩- حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے' انھوں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بغور دیکھا کہ آپ ساری رات نماز پڑھتے رہے' حتی کہ فجر ہوگئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز سے سلام پھیرا (فارغ ہوئے) تو خباب آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آج رات آپ نے اتنی نماز پڑھی ہے کہ میں نے آپ کو اتنی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' یہ رغبت اور رہبت (خوفِ الٰہی) والی نماز تھی۔ میں نے اس میں اپنے رب تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں دے دیں' ایک نہیں دی۔ میں نے

١٦٣٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/١٠٨، ١٠٩ وغيره من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٣٢، وقال الترمذي (الفتن، باب [ماجاء] في سؤال النبي ﷺ ثلاثًا في أمته، ح: ٢١٧٥) في حديث الزهري: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٣٠، وله طرق عند الترمذي، ح: ٢١٧٦ وغيره.

رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ، سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا ثَلَاثَ خِصَالٍ فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُهْلِكَنَا بِمَا أَهْلَكَ بِهِ الْأُمَمَ قَبْلَنَا فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْنَا عَدُوًّا مِنْ غَيْرِنَا فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يَلْبِسَنَا شِيَعًا فَمَنَعَنِيهَا».

اپنے رب عزوجل سے سوال کیا تھا کہ ہمیں ان عذابوں سے ہلاک نہ کرے جن کے ساتھ پہلی امتوں کو ہلاک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ بات مان لی۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ ہم پر ہمارے کافر دشمنوں کو مکمل غلبہ نہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ بات بھی مان لی' پھر میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ ہمیں گروہوں اور فرقوں میں نہ بانٹ دینا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات نہیں مانی۔''

فوائد ومسائل: ① عموماً ساری رات نہیں جاگنا چاہیے کیونکہ اس سے جسمانی ضعف پیدا ہوگا۔ ہوسکتا ہے پھر فرائض ادا کرنے کے بھی قابل نہ رہے' البتہ کبھی کبھار یا مخصوص راتوں میں ساری رات جاگا جا سکتا ہے۔ غالباً ترجمۃ الباب سے امام صاحب رحمہ اللہ کی یہی غرض معلوم ہوتی ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے آخری دعا قبول نہیں فرمائی۔ جس طرح کفر و باطل کو کسی دور میں بھی مکمل ختم نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اختلاف اور فرقہ بندی بھی کلیتاً ختم نہیں ہوسکتی۔ اگر اختلاف ختم ہونا ممکن ہوتا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس اور بے غرض جماعت میں اختلاف نہ ہوتا' البتہ یہ ضروری ہے کہ اختلاف کو مخالفت نہ بنایا جائے' بلکہ اختلاف کو' اگر وہ نیک نیتی کے ساتھ ہے' گوارا کیا جائے۔ ویسے بھی ہر شخص کو اس جہان میں رہنے کا حق ہے' لہٰذا تشدد نہ کیا جائے۔ اختلافات اگر افہام و تفہیم سے ختم ہو جائیں تو بہت اچھی بات ہے ورنہ انھیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے۔ ضروری نہیں کہ ان کی بنا پر لڑائی کی جائے یا کفر کے فتوے لگائے جائیں یا قتل وقتال کا راستہ اختیار کیا جائے۔ یہ چیزیں ان کے لیے ہیں جو سرے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ عجب بات ہے کہ کافروں کے بجائے اسلامی فرقوں سے جنگ کی جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ نبیٔ اکرم ﷺ اپنی امت پر انتہائی شفیق اور مہربان تھے۔

(المعجم ١٧) - اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى عَائِشَةَ فِي إِحْيَاءِ اللَّيْلِ (التحفة ٧٠٢) - ألف

باب: ١٧- رات جاگنے والی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں اختلاف

وضاحت: ذیل میں آنے والی احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مختلف الفاظ منقول ہیں' کسی میں ہے کہ آپ آخری عشرے میں ساری رات جاگتے۔ کسی روایت میں ساری رات جاگنے کی نفی ہے' بلکہ ایک روایت (١٦٤٣) میں مذمت کی گئی ہے۔ اگر حدیث: ١٦٤٠ میں وارد الفاظ: [أَحْيَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَللَّيْلَ] کو رات

کے بیشتر حصے پر محمول کرلیا جائے تو احادیث کا باہمی تعارض رفع ہو جاتا ہے جیسا کہ دوسری اور تیسری حدیث سے پتا چلتا ہے۔ روایات میں تطبیق کے لیے دیکھیے: فائدہ حدیث: ۱۶۴۲۔

١٦٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كَانَ إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ أَحْيَا رَسُولُ اللهِ ﷺ اَللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ.

۱۶۴۰-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری دہاکا (دس دن) شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ساری رات جاگتے (عبادت کرتے) اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور اپنا تہ بند کس لیتے۔

فوائد ومسائل: ① "تہ بند کس لیتے" یہ کنایہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عبادت کی پوری تیاری فرما لیتے کیونکہ لمبا اور سخت کام کرنے والا شخص اپنے تہ بند کو اچھی طرح کس لیتا ہے تاکہ درمیان میں یہ ڈھیلا نہ ہو۔ ② اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے تھے' اس کے باوجود آپ ﷺ نفلی نماز میں اس قدر محنت و مشقت سے کام لیتے تھے۔ ہمیں بھی نفلی عبادت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ ③ رمضان المبارک کی آخری دس راتیں باقی راتوں سے زیادہ افضل ہیں۔ ④ عبادت کے لیے گھر والوں کو بھی جگانا مستحب امر ہے۔

١٦٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: أَتَيْتُ الْأَسْوَدَ ابْنَ يَزِيدَ وَكَانَ لِي أَخًا صَدِيقًا فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرٍو! حَدِّثْنِي مَا حَدَّثَتْكَ بِهِ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ.

۱۶۴۱-حضرت ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت اسود بن یزید کے پاس آیا اور عرض کیا...... وہ میرے بھائی اور دوست تھے......: اے ابو عمرو! مجھے وہ حدیث بیان کیجیے جو آپ کو ام المومنین (حضرت عائشہ ؓ) نے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کے بارے میں بیان کی ہے۔ انھوں نے کہا: حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ رات کے

١٦٤٠ـ أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان، ح: ٢٠٢٤، ومسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، ح: ١١٧٤ من حديث سفيان بن عيينة به، .

١٦٤١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٩ من حديث زهير بن إسحاق، والبخاري، التهجد، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، ح: ١١٤٦ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٠٩ .

شروع میں (عشاء کی نماز کے بعد) سو جاتے تھے اور رات کا آخری حصہ جاگتے (عبادت کرتے) تھے۔

١٦٤٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ ابْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ.

۱۶۴۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک رات میں سارا قرآن پڑھا ہو یا صبح تک ساری رات نماز پڑھی ہو یا رمضان المبارک کے علاوہ کبھی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں۔

فائدہ: ”ساری رات نماز پڑھی ہو“ اوپر گزرا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ساری ساری رات نماز پڑھتے تھے۔ گویا یہ روایت آخری عشرے کے علاوہ باقی مہینوں اور دنوں کی ہے' لہٰذا ان میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ عام معمول یہی تھا کہ سوتے بھی تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے۔ آخری عشرے میں بھی ممکن ہے کچھ سوتے رہے ہوں اور بیشتر رات کو پوری رات کہہ دیا گیا ہو۔ واللہ أعلم.

١٦٤٣- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ؟» قَالَتْ: فُلَانَةُ لَا تَنَامُ فَذَكَرَتْ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ: «مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ فَوَاللهِ! لَا يَمَلُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ».

۱۶۴۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جبکہ ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ میں نے عرض کیا: فلاں عورت ہے جو رات کو سوتی نہیں۔ میں نے اس کی نماز کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”رہنے دو۔ اتنا کام اختیار کرو جس کی تم (ہمیشہ) طاقت رکھ سکتی ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں اکتائے گا۔ تم ہی (نیکی کرنے سے) اکتا جاؤ

١٦٤٢- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب في كم يستحب يختم القرآن، ح:١٣٤٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصرح بالسماع، انظر الحديث الآتي، ح: ٢٣٥٠. * قتادة عنعن، وللحديث شواهد كثيرة.

١٦٤٣- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: أحب الدين إلى الله أدومه، ح:٤٣، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم . . . الخ، ح: ٧٨٥/ ٢٢١ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٠٧.

گے۔'' رسول اللہ ﷺ کو وہ دینی کام زیادہ اچھا لگتا تھا جس پر اس کام والا ہمیشگی کرے۔

فوائد ومسائل: ① ''رہنے دو'' ممکن ہے خطاب حضرت عائشہ ؓ کو ہو یعنی زیادہ تعریف نہ کرو کیونکہ ہمیشہ ساری رات جاگنا افضل نہیں اور ممکن ہے خطاب اس عورت کو ہو کہ اتنی عبادت نہ کیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ طبیعت تھک کر پھر عبادت سے اکتا جائے۔ ② ''ہمیشگی کرے'' کسی نفل کام پر دوام ہو سکتا ہے البتہ اسے فرض سمجھتے ہوئے نہیں' مستحب سمجھتے ہوئے دوام کرے تو کوئی حرج نہیں۔ ③ اللہ تعالیٰ بندے سے وہی معاملہ کرتا ہے جو بندہ اللہ سے کرتا ہے۔ اگر بندہ اللہ کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے تو اللہ رب العزت بھی بندے پر مسلسل نظر رحمت رکھتا ہے اور اگر بندہ اعراض کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اعراض فرماتا ہے۔

١٦٤٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأٰى حَبْلًا مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ: «مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟» فَقَالُوا: لِزَيْنَبَ تُصَلِّي، إِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ».

۱۶۴۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی دیکھی۔ آپ نے پوچھا: ''یہ رسی کیسی ہے؟'' لوگوں نے کہا: (ام المومنین) حضرت زینب بنت جحش ؓ کی ہے۔ وہ نماز پڑھتی ہیں۔ جب تھک جاتی ہیں تو اس کا سہارا لیتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھول دو۔ تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھے جب تک اس میں چستی باقی رہے۔ جب وہ سست پڑ جائے تو نماز چھوڑ کر بیٹھ رہے۔''

فوائد ومسائل: ① سستی کی حالت میں نماز کے دوران میں خشوع وخضوع باقی نہیں رہتا۔ اور نماز نام ہی خشوع وخضوع کا ہے' اس لیے منع فرمایا' نیز ممکن ہے سستی اور تھکاوٹ کی حالت میں نمازی کہنا کچھ چاہے' زبان سے نکل کچھ جائے۔ علاوہ ازیں ایسی حالت میں اکتاہٹ بھی پیدا ہو سکتی ہے جو ترک کو مستلزم ہے' لہٰذا سستی' تھکاوٹ اور نیند کی حالت میں نماز چھوڑ کر آرام کرنا چاہیے تاکہ دوبارہ چستی پیدا ہو۔ ② منکر کا ازالہ کرنا چاہیے' ہاتھ زبان سے یا جیسے بھی ممکن ہو۔ ③ عورت مسجد میں نماز پڑھ سکتی ہے' اس میں کوئی کراہت نہیں۔

١٦٤٤ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة، ح: ١١٥٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره ... الخ، ح: ٧٨٤ من حديث عبدالوارث بن سعيد به.

١٦٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مَنْصُورٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ: قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا».

۱۶۴۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ (نفل) نماز اتنی لمبی پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ آپ سے گزارش کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب قصور معاف فرما دیے ہیں (پھر آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ”کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے قدموں کا سوج جانا سستی کو مستلزم نہیں کیونکہ سستی اور چستی کا تعلق دل اور دماغ کے ساتھ ہے۔ ② ”اگلے پچھلے گناہ“ یہ ایک فرضی چیز ہے۔ کہا گیا ہے نبوت سے قبل اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہو۔ بعض نے اس سے ترک اولیٰ مراد لیا ہے جو آپ اپنی امت کی مصلحت کی خاطر کیا کرتے تھے مثلاً: جنگ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا یا عبداللہ بن ابی کا جنازہ پڑھنا وغیرہ۔ اسے اجتہادی خطا سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ ③ ”شکر گزار بندہ“ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھ گچھ موقوف کر دی ہے تو میرا بھی فرض ہے کہ میں ہر دم اسی کو یاد کروں۔ رسول اللہ ﷺ کی انھی اداؤں نے آپ کو سید الاولین والآخرین بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہی کی وجہ سے آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے۔ [فِدَاهُ نَفْسِي وَرُوحِي ﷺ] ④ شکر جیسے زبان سے ادا ہوتا ہے عمل سے بھی ہوتا ہے۔

١٦٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِهْرَانَ وَكَانَ ثِقَةً قَالَ: حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۱۶۴۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر لمبی نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک پھٹ جاتے تھے۔

١٦٤٥ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك . . . الخ"، ح: ٤٨٣٦، ومسلم، صفات المنافقين، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، ح: ٢٨١٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٢٥.

١٦٤٦ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٣٢٦، ومن طريق النسائي أخرجه الدولابي في الكنى: ١/ ٢٠٠، ولم يقل: حدثنا أحمد بن شعيب النسائي، بل قال: حدثنا عمرو بن علي، يعني الفلاس . . . الخ. * وسفيان هو الثوري أو ابن عيينة، وقال العراقي، إسناده جيد، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي حَتَّى تَزْلَعَ - يَعْنِي تَشَقَّقُ - قَدَمَاهُ.

فائدہ: سوجنے کے بعد پھٹنے کا مقام یعنی آخر آنا ہی تھا، مگر نبی ﷺ میں سستی کا احساس راہ نہیں پاتا تھا۔

(المعجم ١٨) - كَيْفَ يَفْعَلُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ عَائِشَةَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٧٠٣)

باب: ١٨- جب (نفل) نماز کھڑے ہو کر شروع کرے تو کس طرح کرے؟ نیز حضرت عائشہ ؓ سے یہ روایت نقل کرنے والوں میں اختلاف کا ذکر

١٦٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ وَأَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

١٦٤٧- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو بہت دیر تک نماز پڑھتے رہتے۔ جب آپ کھڑے ہو کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہی فرماتے اور جب بیٹھ کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی فرماتے۔

١٦٤٨- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَاعِدًا فَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

١٦٤٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کبھی کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھتے تھے اور کبھی بیٹھ کر۔ جب کھڑے ہو کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر فرماتے اور جب بیٹھ کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی بیٹھ کر فرماتے۔

١٦٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

١٦٤٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی

١٦٤٧_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ... الخ، ح: ٧٣٠/١٠٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٥٥.

١٦٤٨_ أخرجه مسلم، ح: ٧٣٠/ ١١٠ (انظر الحديث السابق) من حديث محمد بن سيرين به.

١٦٤٩_ أخرجه البخاري، التقصير، باب إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقي، ح: ١١١٩، ومسلم، ◄◄

حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ وَأَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ جَالِسٌ فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرَ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

ﷺ بیٹھ کر نماز شروع فرماتے تو بیٹھے بیٹھے ہی قراءت فرماتے۔ جب آپ کی قراءت سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور وہ آیات کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے' پھر رکوع فرماتے' پھر سجدہ فرماتے' پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔

١٦٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى جَالِسًا حَتَّى دَخَلَ فِي السِّنِّ فَكَانَ يُصَلِّي وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فَإِذَا غَبَرَ مِنَ السُّورَةِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ بِهَا ثُمَّ رَكَعَ.

١٦٥٠- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا حتیٰ کہ آپ بڑھاپے میں داخل ہو گئے' پھر آپ بیٹھ کر نماز شروع فرماتے اور قراءت کرتے۔ جب اس سورت کی تیس چالیس آیات رہ جاتیں تو کھڑے ہو کر انھیں پڑھتے' پھر رکوع فرماتے۔

فائدہ: بعض کا قول ہے کہ ان دو روایات میں جو طریقہ بیان کیا گیا ہے' وہ بڑھاپے کے دور کا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحت ہے۔ پہلی دو احادیث میں بڑھاپے سے قبل کا طریقہ بیان کیا گیا ہے' لہٰذا یہ حقیقتاً اختلاف نہیں اگرچہ ظاہراً اختلاف ہے' نیز اسے تعدد احوال پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے' یعنی رسول اللہ ﷺ کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے۔ اس طرح دونوں قسم کی احادیث میں ظاہری تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

١٦٥١- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:

١٦٥١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح:١١٢/٧٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/١٣٨ .

١٦٥٠- أخرجه البخاري، التهجد، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح . . . الخ، ح:١١١٨، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣١ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٥٦ .

١٦٥١- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح:١١٣/٧٣١ من حديث إسماعيل ابن علية به.

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي هِشَامٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً.

ﷺ (کبھی) قراءت بیٹھ کر کرتے۔ جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو اتنی دیر پہلے کھڑے ہو جاتے جتنی دیر میں انسان چالیس آیات پڑھ سکتا ہے۔

١٦٥٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا سَعْدُ ابْنُ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَتْ: رَحِمَ اللهُ أَبَاكَ. قُلْتُ: أَخْبِرِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ وَكَانَ، قُلْتُ: أَجَلْ! قَالَتْ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ فَيَنَامُ فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى حَاجَتِهِ وَإِلَى طَهُورِهِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ فَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ

١٦٥٢- حضرت سعد بن ہشام بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ آیا اور حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پوچھا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: ہشام بن عامر کا بیٹا سعد ہوں۔ فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ تیرے باپ پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی نفل) نماز کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو بہت بلند و بالا شخصیت تھے۔ میں نے کہا: یقیناً ایسا ہی ہے۔ فرمانے لگیں: رسول اللہ ﷺ رات کو عشاء کی نماز پڑھتے' پھر اپنے بستر پر لیٹ کر سو جاتے۔ جب آدھی رات گزر جاتی تو اٹھ کر قضائے حاجت کرتے اور پانی لے کر وضو کرتے' پھر (اپنے گھر کی) مسجد میں داخل ہو جاتے اور آٹھ رکعات پڑھتے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ ان میں قراءت' رکوع اور سجدے برابر کرتے تھے' پھر ایک رکعت پڑھتے اور اس کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے' پھر لیٹ جاتے' پھر کبھی تو بلال ؓ آپ کے سونے سے پہلے ہی آ کر نماز کی اطلاع کرتے اور

١٦٥٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في صلاة الليل، ح: ١٣٥٢ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، وهو في الكبرى، ح: ١٤١٦ . ٭ الحسن عنعن، وحديث البيهقي: ٢/ ٥٠١، ٥٠٢ يغني عنه.

أَنْ يُغْفِيَ وَرُبَّمَا يُغْفِي وَرُبَّمَا شَكَكْتُ أَغْفَى أَوْ لَمْ يُغْفِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ فَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى أَسَنَّ وَلَحُمَ فَذَكَرَتْ مِنْ لَحْمِهِ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَتْ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى طَهُورِهِ وَ إِلَى حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي سِتَّ رَكَعَاتٍ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، ثُمَّ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ وَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُغْفِيَ وَرُبَّمَا أَغْفَى وَرُبَّمَا شَكَكْتُ أَغْفَى أَمْ لَا حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ، قَالَتْ: فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

کبھی آپ ہلکی سی نیند لے لیتے تھے اور کبھی مجھے شک سا ہوتا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں یا نہیں حتی کہ بلال آ کر آپ کو نماز کی اطلاع کرتے۔ تو یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز حتی کہ آپ کی عمر بڑھ گئی اور آپ فربہ ہوگئے۔ حضرت عائشہ ؓ نے آپ کے موٹاپے کے بارے میں چند باتیں ذکر کیں' پھر انھوں نے فرمایا: (اس عمر میں) نبی ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے' پھر اپنے بستر پر لیٹ جاتے۔ جب نصف رات گزر جاتی تو اٹھتے اور قضائے حاجت کرتے اور وضو کا پانی لے کر وضو فرماتے' پھر مسجد (گھر میں نماز کے لیے مخصوص جگہ) میں داخل ہو جاتے اور چھ رکعات پڑھتے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ ان میں قراءت' رکوع اور سجدہ ایک جیسا کرتے تھے' پھر ایک رکعت پڑھتے' پھر بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے' پھر لیٹ جاتے۔ کبھی تو بلال آپ کے سونے سے پہلے ہی آ کر نماز کی اطلاع کرتے۔ کبھی آپ ہلکی سی نیند لے لیتے تھے اور کبھی مجھے شک رہتا کہ آپ سو گئے ہیں یا نہیں' حتی کہ بلال آ کر آپ کو نماز کی اطلاع کرتے۔ (وفات تک) رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز یہی رہی۔

فائدہ: وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھنا نبی ﷺ کا دائمی معمول نہ تھا۔ بہت سی روایات میں ان کا ذکر نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبھی یہ رکعات پڑھتے' کبھی نہیں۔ اسی طرح ضروری نہیں کہ ان کو بیٹھ کر ہی پڑھا جائے۔ ممکن ہے آپ تہجد کی لمبی لمبی رکعات میں تھک جانے کی وجہ سے یہ دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے ہوں۔ ویسے بھی آپ کو بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ثواب' کھڑے ہو کر پڑھنے کے برابر ملتا تھا۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث: ۷۳۵) ہمیں پورے ثواب کے لیے نوافل کھڑے ہو کر پڑھنے چاہییں' اگرچہ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ امام ابن تیمیہ ؒ کے نزدیک یہ دو رکعات وتر کا تتمہ ہیں' مغرب کی دو سنتوں کی

طرح۔ ورنہ آپ نے وتر کو آخر میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ گویا ان کے باوجود وتر آخر ہی میں رہتے ہیں کیونکہ یہ وتر کے تابع ہیں۔ یا امر استحباب کے لیے ہے اور فعل جواز پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٩) - بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ فِي النَّافِلَةِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٧٠٤)

باب:١٩- نفل نماز بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہے' نیز ابواسحاق کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

١٦٥٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ حَدِيثِ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْتَنِعُ مِنْ وَجْهِي وَهُوَ صَائِمٌ وَمَا مَاتَ حَتّٰى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ قَاعِدًا ثُمَّ ذَكَرَتْ كَلِمَةً مَعْنَاهَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ، وَكَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ الْإِنْسَانُ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا.

١٦٥٣- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں میرے چہرے (کے بوسے) سے پرہیز نہیں فرماتے تھے اور جب آپ قریب الوفات تھے تو فرض نماز کے علاوہ آپ کی اکثر نماز بیٹھ کر ہوتی تھی۔ اور آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہوتا تھا جس پر انسان ہمیشگی کرے چاہے وہ تھوڑا ہی ہو۔

خَالَفَهُ يُونُسُ رَوَاهُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

یونس نے اس روایت کو ابواسحاق سے بیان کرتے ہوئے عمر بن ابی زائدہ کی مخالفت کی ہے اور یہ روایت عن أبي إسحاق عن الأسود عن أم سلمة کی سند سے بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہاں سے آگے چند روایات میں امام نسائی ؒ ابواسحاق کے شاگردوں کا اختلاف بیان کر رہے ہیں۔ ابواسحق کے شاگردوں میں سے عمر بن ابی زائدہ کے نزدیک یہ روایت حضرت عائشہ ؓ کی ہے جبکہ یونس کے نزدیک یہ روایت حضرت ام سلمہ ؓ کی ہے۔ ② نفل نماز بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے اگر بلا عذر ہو تو نصف ثواب ہوگا۔ اور اگر کوئی عذر (مرض' بڑھاپا وغیرہ) ہو تو پورا ثواب ملے گا بشرطیکہ وہ صحت اور جوانی

١٦٥٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٥٠ من حديث عمر بن أبي زائدة به، وهو في الكبرى، ح ١٣٥٧، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي، ح: ١٦٥٥.

میں کھڑا ہو کر پڑھتا رہا ہو' البتہ فرض نماز عذر کے بغیر بیٹھ کر نہیں پڑھی جا سکتی۔ عذر کے ساتھ بیٹھ کر جائز ہے۔ ثواب بھی پورا ہوگا۔ ③ روزے کی حالت میں جماع منع ہے۔ مطلق شہوت اور بوسہ وغیرہ (جماع وانزال کے بغیر) روزے کے منافی نہیں۔ اس سے ثواب میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا الا یہ کہ ان سے جماع کا خطرہ ہو یا انزال کا' پھر منع ہیں' اسی لیے نبی ﷺ نے ایک نوجوان کو بوسے کی اجازت نہیں دی تھی اور ایک بوڑھے کو اجازت دے دی تھی کیونکہ اس سے جماع کا خطرہ نہیں تھا بخلاف نوجوان کے۔

١٦٥٤- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّىٰ كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ جَالِسًا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ.

۱۶۵۴- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے' فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے قریب فرض نماز کے علاوہ نماز اکثر بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔

خَالَفَهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ وَقَالَا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

شعبہ اور سفیان نے یونس کی مخالفت کی ہے' انھوں نے یہ روایت عن أبي إسحاق عن أبي سلمة عن أم سلمة کی سند سے بیان کی ہے۔

فائدہ: عمر بن ابی زائدہ اور یونس نے ابواسحاق کا استاد اسود بتایا تھا جبکہ شعبہ اور سفیان نے ابواسحاق کا استاد ابوسلمہ بتایا ہے' البتہ یہ روایت ام سلمہ ؓ ہی کی بتائی ہوئی ہے۔

١٦٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّىٰ كَانَ مِنْ أَكْثَرِ صَلَاتِهِ قَاعِدًا إِلَّا الْفَرِيضَةَ، وَكَانَ

۱۶۵۵- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے قریب فرض نماز کے علاوہ باقی نماز اکثر بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ وہ کم ہو۔

١٦٥٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٧ من حديث يونس بن أبي إسحاق به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٥٨، وانظر الحديث الآتي.

١٦٥٥- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب في صلاة النافلة قاعدًا، ح: ١٢٢٥، ٤٢٣٧ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٥٩.

أحَبَّ العَمَلِ إلَيهِ أدوَمُه وَ إن قَلَّ

١٦٥٦۔ أخبَرَنَا عَبدُ اللّهِ بنُ عَبدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفيَانُ عَن أبِي إسحَاقَ عَنْ أبِي سَلَمَةَ عَن أمِّ سَلَمَةَ قَالَت وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِه مَامَاتَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ حَتّى كَانَ أكثَرُ صَلوتِه قَاعِدًا إلّا المَكتُوبَةَ وَكَانَ أحَبُّ العَمَلِ إلَيهِ مَا دَاوَمَ عَلَيهِ وَإن قَلَّ ' خَالَفَه عُثمَانُ بنُ أبِي سُلَيمَانَ فَرَوَاهُ عَن أبِي سَلَمَةَ عَن عَائِشَةَ .

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے قریب فرض نماز کے علاوہ باقی نماز اکثر بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ اورآپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ وہ کم ہو۔عثمان بن ابوسلیمان نے ان کی مخالفت کی ہے انہوں نے یہ روایت عن ابی سلمة عن عائشه کی سند سے بیان کی ہے۔

١٦٥٧۔ أخبَرَنَا الحَسَنُ بنُ مُحَمَّدٍ عَن حَجّاجٍ عَنِ ابنِ جُرَيجٍ قَالَ أخبَرَنِي عُثمَانُ بنُ أبِي سُلَيمَانَ أنَّ أبَا سَلَمَةَ أخبَرَه أنَّ عَائِشَةَ أخبَرَتهُ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَم يَمُت حَتّى كَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِن صَلَاتِه وَهُوَ جَالِسٌ.

عثمان بن ابوسلیمان سے مروی ہے کہ ابوسلمہ نے ان سے کہا کہ عائشہؓ نے ان سے بیان فرمایا کہ وفات سے پہلے نبی ﷺ اپنی اکثر نمازوں کو بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

١٦٥٦۔ إسناده صحيح

١٦٥٧۔ إسناده صحيح ' أخرجه الامام الترمذی فی شمائله برقم: ٢٦٦۔

١٦٥٨- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ قَاعِدٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ.

۱۶۵۸- حضرت عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ (نفل) نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں جب لوگوں (کی فکر اور ان کے کاموں کے بوجھ) نے آپ کو بوڑھا کر دیا تھا۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کا اس روایت کو بار بار (چھ بار) ذکر کرنے سے مقصود یہ بتانا ہے کہ بعض راویوں نے یہ روایت حضرت عائشہ ؓ کے نام سے بیان کی ہے اور بعض نے حضرت ام سلمہ ؓ سے۔ بادی النظر میں یہ کسی راوی کی غلطی لگتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ روایت دونوں سے منقول ہو اور مؤخر الذکر یہی بات ہی درست ہے۔ واللہ أعلم. نیچے سند میں بھی اختلاف ہے جو سند کو بغور دیکھنے سے سمجھ میں آ سکتا ہے اور حل بھی ہو سکتا ہے۔

١٦٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا.

۱۶۵۹- حضرت حفصہ ؓ سے منقول ہے، فرماتی ہیں: میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نفل نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا حتی کہ آپ کی وفات سے ایک سال قبل ایسا ہوا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے، مگر آپ سورت کو اتنا ٹھہر ٹھہر کر سکون سے پڑھتے تھے کہ وہ اپنے سے لمبی سورت سے بھی لمبی بن جاتی تھی۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْقَائِمِ عَلَى صَلَاةِ الْقَاعِدِ (التحفة ٧٠٥)

باب: ۲۰- کھڑے ہو کر (نفل) نماز پڑھنے والے کی بیٹھ کر پڑھنے والے پر فضیلت

١٦٦٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۱۶۶۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے

١٦٥٨ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٣٢/ ١١٥ (انظر الحديث السابق) من حديث يزيد بن زريع به.

١٦٥٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٣٣ (انظر الحديثين السابقين) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٧، والكبرى، ح: ١٣٧٦.

١٦٦٠ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٣٥/ ١٢٠ ب (انظر الحديث السابق) من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٦١.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي جَالِسًا فَقُلْتُ: حُدِّثْتُ أَنَّكَ قُلْتَ: إِنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا، قَالَ: أَجَلْ، وَلٰكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ.

کہ میں نے نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے کہا: مجھ سے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے نصف ثواب ملتا ہے۔'' اب آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''بات صحیح ہے' مگر میں تم جیسا نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''میں تم جیسا نہیں'' یعنی مجھے بیٹھ کر بھی پورا ثواب ہی ملتا ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصی شان ہے۔ یہ مفہوم بھی مراد ہو سکتا ہے کہ میں عذر کی بنا پر بیٹھ کر پڑھتا ہوں اور نصف ثواب اس کو ہے جو بلا عذر بیٹھ کر نوافل پڑھے' نیز آپ جوانی میں کھڑے ہو کر ہی نوافل پڑھا کرتے تھے۔ جو شخص جوانی میں ایک نیکی کرتا تھا مگر بڑھاپے کی بنا پر اسے نہ کر سکا تو اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی وجہ سے پورا اجر دیتا ہے۔ ② کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت ہونے کے باوجود نفلی نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن یاد رہے ثواب نصف ملے گا۔

(المعجم ٢١) - فَضْلُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلٰى صَلَاةِ النَّائِمِ (التحفة ٧٠٦)

باب: ٢١- بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی لیٹ کر نماز پڑھنے والے پر فضیلت

١٦٦١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الَّذِي يُصَلِّي قَاعِدًا؟ قَالَ: «مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ».

١٦٦١- حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھنے والے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''جو کھڑا ہو کر نفل نماز پڑھے تو وہ افضل (زیادہ ثواب والا) ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے' اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے' اسے بیٹھ کر پڑھنے والے سے بھی نصف ثواب ملے گا۔''

فائدہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفل نماز بیٹھ کر اور لیٹ کر بلا عذر پڑھی جا سکتی ہے۔ لیکن جو بیٹھ کر پڑھے اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے اسے بیٹھ کر پڑھنے والے

١٦٦١_ أخرجه البخاري، التقصير، باب صلاة القاعد، ح: ١١١٥ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٦٢.

سے بھی نصف ثواب ملے گا' تاہم عذر کی بنا پر پورا ثواب ملے گا۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: كَيْفَ صَلَاةُ الْقَاعِدِ (التحفة ٧٠٧)

باب:۲۲-نماز بیٹھ کر کس طرح پڑھی جائے؟

١٦٦٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ حَفْصٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي مُتَرَبِّعًا.

۱۶۶۲-حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے' فرماتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کو چار زانو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرَ أَبِي دَاوُدَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَلَا أَحْسِبُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا خَطَأً، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کو ابوداود (حفری) (مشہور محدث نہیں) کے علاوہ کسی اور نے بیان کیا ہے۔ وہ اگر چہ ثقہ راوی ہے مگر میں سمجھتا ہوں' یہ حدیث خطا ہے۔ واللّٰہ تعالٰی أعلم.

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے مذکورہ حدیث کو ابوداود حفری کی غلطی قرار دیا ہے لیکن ثقہ راوی کو صرف گمان کی بنیاد پر خطا کار قرار نہیں دیا جا سکتا جیسا کہ شیخ البانی ؒ نے فرمایا ہے۔ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے' نیز حافظ ابن حجر ؒ نے بھی امام نسائی کے کلام کو محل نظر سمجھا ہے اور اسے ابوداود حفری کی خطا نہیں کہا۔ غرض یہ حدیث صحیح ہے اور عذر پر محمول ہوگی جیسا کہ محقق کتاب نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر اسے صحیح سمجھا جائے تو یہ عذر پر محمول ہوگی۔ واللّٰہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (أصل صفة صلاة النبي: ۱/۱۰۶' وذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۸/۵-۷) ② کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھی جائے؟ اس مسئلے میں اختلاف ہے' اگر چہ جواز میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس طرح چاہے بیٹھ جائے مگر افضلیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام احمد ؒ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی ؒ بھی چار زانو بیٹھ کر نماز پڑھنے کو

١٦٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٩٧٨، ١٢٣٨ من حديث أبي داود عمر بن سعد الحفري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٦٣، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٨، ٢٧٥، ٢٧٦، ووافقه الذهبي. * حميد هو ابن قيس، وحفص بن غياث عنعن، ووصفه أحمد بن حنبل، والدارقطني وغيرهما بالتدليس، وحديث البخاري، ح: ٨٢٧ يخالفه، ولو صح فمحمول على العذر.

افضل سمجھتے ہیں کیونکہ اس میں سہولت ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ جس طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھا جاتا ہے اسی طرح بیٹھا جائے کیونکہ نماز میں اس طرح بیٹھنا قطعاً صحیح ہے اور تواتر سے منقول ہے۔ بعض سے تَورُّك بھی منقول ہے۔ مزید دیکھیے: (أصل صفة صلاة النبي للألباني: ١/١٠٧)

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: كَيْفَ الْقِرَاءَةُ بِاللَّيْلِ (التحفة ٧٠٨)

باب: ٢٣- رات کی نماز میں قراءت کیسے کی جائے؟

١٦٦٣ - أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ أَيَجْهَرُ أَمْ يُسِرُّ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا أَسَرَّ.

١٦٦٣- حضرت عبداللہ بن ابی قیس سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رات کی نفل نماز میں رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسے ہوتی تھی؟ بلند آواز سے یا آہستہ؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ دونوں طرح قراءت فرمایا کرتے تھے کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ۔

(المعجم ٢٤) - فَضْلُ السِّرِّ عَلَى الْجَهْرِ (التحفة ٧٠٩)

باب: ٢٤- (رات کی نفل نماز میں) آہستہ پڑھنے والے کی اونچا پڑھنے والے پر فضیلت

١٦٦٤ - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ - يَعْنِي ابْنَ

١٦٦٤- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے

١٦٦٣_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب في وقت الوتر، ح:١٤٣٧، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في القراءة بالليل، ح:٤٤٩ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٧٣، وقال الترمذي "[حسن] صحيح غريب"، وأصله في صحيح مسلم، الطهارة، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له . . . الخ، ح:٣٠٧/٢٦.

١٦٦٤_ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، ح:١٣٣٣، والترمذي، فضائل القرآن، باب [من قرأ القرآن فليسأل الله به، . . .]، ح:٢٩١٩ من حديث كثير به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٧٤، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح:٦٥٨، ١٧٩١، وللحديث شواهد كثيرة، ويأتي، ح:٢٥٦٢.

وَاقِدٍ- عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الَّذِي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ كَالَّذِي يَجْهَرُ بِالصَّدَقَةِ وَالَّذِي يُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالَّذِي يُسِرُّ بِالصَّدَقَةِ».

جو اعلانیہ صدقہ کرتا ہے اور جو شخص آہستہ قرآن پڑھتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو چھپا کر صدقہ کرتا ہے۔''

فائدہ: ظاہراً حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید آہستہ پڑھنا افضل ہے کیونکہ چھپا کر صدقہ کرنا قطعاً افضل ہے۔﴿وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (البقرة٢:٢٧١) مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تہجد میں آہستہ قراءت کرتے ہوئے دیکھا تو حکم دیا تھا کہ ''کچھ اونچا پڑھا کرو۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت اونچا پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا تھا: ''کچھ آہستہ پڑھا کرو۔'' نیز اللہ تعالیٰ نے نبیٔ اکرم ﷺ کو نماز میں قراءت کے متعلق فرمایا: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرآئیل١٧:١١٠) ''اپنی نماز کی قراءت نہ تو بہت (بلند) آواز سے کریں اور نہ بالکل آہستہ، بلکہ ان دونوں کے مابین کی راہ اختیار کریں۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درمیانی آواز سے پڑھنا افضل ہے اور یہی بات درست ہے۔ باب والی حدیث میں بلند آواز سے مراد بہت زیادہ بلند آواز ہوگی جس میں ریاکاری کا بھی احتمال ہے اور وہ دوسرے نمازیوں، آرام کرنے والوں اور مریضوں کے لیے بھی تکلیف وتشویش کا باعث ہوگی یا جب جہر میں ریا کا خطرہ ہو تو اس وقت آہستہ افضل ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ تَسْوِيَةِ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٧١٠)

باب: ٢٥- رات کی نماز (تہجد) میں قیام، رکوع، رکوع کے بعد قومہ، سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا، سب کا برابر ہونا

١٦٦٥- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً

١٦٦٥- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ (رات کی نفل) نماز پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ شروع کی۔ میں نے سوچا کہ آپ سو آیتیں پڑھ کر رکوع فرمائیں گے لیکن آپ آگے بڑھ گئے۔ میں نے سوچا کہ آپ دو سو آیتیں پڑھ کر

١٦٦٥- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ٧٧٢ من حديث ابن نمير به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٧٧.

فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ فَمَضٰى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَتَيْنِ فَمَضٰى، فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضٰى، فَافْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَكَانَ قِيَامُهُ قَرِيبًا مِنْ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ رُكُوعِهِ.

رکوع فرمائیں گے لیکن آپ آگے گزر گئے۔ میں نے سوچا' پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے لیکن آپ پڑھتے گئے اور سورۂ نساء شروع کر دی اور پوری پڑھ ڈالی' پھر آل عمران شروع کر دی اور ختم کر ڈالی۔ پڑھتے بھی ٹھہر ٹھہر کر تھے۔ جب کسی ایسی آیت پر آتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو تسبیح پڑھتے اور جب کوئی سوال والی آیت پڑھتے تو رک کر اللہ تعالیٰ سے وہ چیز مانگتے اور جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں پناہ والی چیز کا ذکر ہوتا تو اس چیز سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے' پھر رکوع فرمایا اور [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] پڑھتے رہے۔ آپ کا رکوع تقریباً آپ کے قیام کے برابر تھا' پھر سر اٹھایا اور کہا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] آپ کا یہ قومہ بھی تقریباً رکوع کے برابر تھا' پھر سجدہ فرمایا اور [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] پڑھتے رہے تو آپ کا سجدہ آپ کے رکوع کے قریب تھا۔

١٦٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ ثِقَةٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَرَكَعَ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا، ثُمَّ جَلَسَ يَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ

١٦٦٦- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (تہجد کی) نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع فرمایا اور رکوع میں اتنی دیر [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] پڑھتے رہے جتنی دیر قیام فرمایا تھا' پھر (سجدے کے بعد) بیٹھے' اتنی دیر [رَبِّ اغْفِرْلِي! رَبِّ اغْفِرْلِي] ''اے میرے رب! مجھے معاف فرما۔ اے میرے رب! مجھے معاف فرما۔'' کہتے رہے' جتنی دیر قیام فرمایا تھا' پھر سجدہ فرمایا تو اتنی دیر

١٦٦٦ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يقول بين السجدتين، ح: ٨٩٧ من حديث العلاء بن المسيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٧٨، والحديث السابق شاهد له.

اغْفِرْ لِي، مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا، فَمَا صَلَّى إِلَّا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ حَتَّى جَاءَ بِلَالٌ إِلَى الْغَدَاةِ.

[سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی] کہتے رہے جتنی دیر کھڑے رہے تھے۔ اس طرح آپ نے صرف چار رکعات پڑھیں کہ حضرت بلال ﷜ صبح کی نماز کی اطلاع دینے آ گئے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدِي مُرْسَلٌ وَطَلْحَةُ بْنُ يَزِيدَ لَا أَعْلَمُهُ سَمِعَ مِنْ حُذَيْفَةَ شَيْئًا وَغَيْرُ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ﷫ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک مُرسَل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ طلحہ بن یزید نے حضرت حذیفہ ﷜ سے کوئی روایت سنی ہو۔ علاء بن مسیّب کے علاوہ دوسرے راویوں نے طلحہ اور حضرت حذیفہ کے درمیان ایک آدمی کا واسطہ ذکر کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہاں مُرسَل سے منقطع مراد ہے۔ اصطلاحی معنیٰ مراد نہیں۔ علم حدیث میں مرسل کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ تابعی براہ راست رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل بیان کرے۔ مذکورہ روایت میں تو وہ براہ راست بیان نہیں کر رہے بلکہ صحابی کا ذکر موجود ہے۔ ② معلوم ہوا نماز میں دوران قراءت دعا واستغفار وغیرہ کیا جا سکتا ہے بلکہ کرنا چاہیے نہ کہ خالی قراءت کرتا رہے۔ جس طرح سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرنا مستحب ہے ایسے ہی موقع محل کے لحاظ سے تسبیح، دعا اور تعوذ بھی ہونا چاہیے نیز ایک ہی آیت یا تسبیح یا دعا کو نماز میں بار بار دہرایا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے کسی خصوصی نقل کی ضرورت نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے ایک رات قیام میں صرف ایک آیت ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ......﴾ پر اکتفا کیا اور اسے ہی بار بار دہراتے رہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ (التحفة ٢١١)

باب: ۲۶- رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟

١٦٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ

۱۶۶۷- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”دن اور رات کی (نفل) نماز دو دو

١٦٦٧- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن صلاة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ٥٩٧، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ١٣٢٢ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠١، وابن حبان، ح: ٦٣٦، والبخاري، والبيهقي وغيرهم، وله شاهد قوي عند الحاكم في علوم الحديث، انظر نيل المقصود، ح: ١٢٩٥.

قَالَا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى».

رکعت کرکے پڑھنی چاہیے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدِي خَطَأٌ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میرے نزدیک یہ حدیث خطا ہے۔ واللّٰه أعلم.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا عندی خطا کے ساتھ لفظ "دن" کی طرف اشارہ ہے۔ کثیر روایات میں صرف رات کی نماز کا ذکر ہے، نیز بعض علماء کے نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صرف ایک شاگرد "دن اور رات" دونوں کا ذکر کرتا ہے جس کا نام علی الازدی ہے اور یہ ثقہ ہے، اس لیے یہ کہنا کہ دن کی نماز بھی دو رکعت پڑھنا افضل اور مستحب ہے، درست نہیں لیکن اکثر محققین کے نزدیک روایت میں مذکور "دن" کا اضافہ بھی صحیح ہے کیونکہ حدیث کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دیگر طرق بھی منقول ہیں جن میں مذکورہ اضافے کا ذکر ملتا ہے، نیز کچھ شواہد سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، اس لیے یہ حدیث لفظ [النهار] کے اضافے کے ساتھ صحیح ہے، اسے امام بخاری، احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، بیہقی اور علامہ خطابی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے، اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ کا لفظ نہار کو خطا کہنا محل نظر ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم الحديث:١١٧٢، و جامع الترمذي بتحقيق الشيخ أحمد شاكر: ٢/٤٩٢، حديث:٥٩٧) بنابریں معلوم ہوا کہ دن کے وقت بھی نفل نماز دو دو کر کے پڑھنا افضل ہے، اگرچہ اکٹھی چار پڑھنا بھی جائز ہے۔ یا ان سنن اور نوافل کو چار پڑھنا افضل اور مستحب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے دن کے وقت چار پڑھے ہیں باقی کو دو دو کر کے یا اکٹھے چار پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللّٰه أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٨/١٤-٢٠)

١٦٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ : قَالَ ابْنُ عُمَرَ : سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ :

١٦٦٨- حضرت طاؤس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کا طریقہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: "دو دو کر کے پڑھتے جاؤ۔ جب تجھے صبح کا خطرہ ہو تو ایک

١٦٦٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنٰى مثنٰى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩/ ١٤٦ من حديث طاوس، وأحمد: ٢/ ١٤١ عن جرير بن عبدالحميد به. * حبيب هو ابن أبي ثابت، ومنصور هو ابن المعتمر.

«مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَوَاحِدَةً» . رکعت پڑھ لو۔‘‘

فوائد ومسائل: ① یہ مشہور روایت ہے جس میں صرف رات کی نماز کا ذکر ہے۔ ② ’’دو دو کر کے‘‘ مگر اس طرح واجب نہیں افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اکٹھے تین یا اکٹھے پانچ یا اکٹھے سات اور اکٹھے نو وتر (قیام اللیل) کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۳۷ و ۷۴۶) ③ ’’ایک رکعت پڑھ لو‘‘ گویا ایک رکعت الگ پڑھی جا سکتی ہے۔ (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۵۲) اور اسے معمول بنایا جا سکتا ہے لیکن تنوع افضل ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول گیارہ رکعت ہی تھا۔ اگر وقت کم ہو تو کم بھی پڑھے جا سکتے ہیں کیونکہ کم پڑھنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

١٦٦٩ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ صَدَقَةَ قَالَا : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ» .

۱۶۶۹- حضرت سالم اپنے والد (ابن عمر ؓ) سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تجھے صبح کے طلوع ہونے کا خطرہ ہو تو (صبح طلوع ہونے سے پہلے) ایک رکعت پڑھ لے۔‘‘

١٦٧٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يُسْأَلُ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ: «مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ» .

۱۶۷۰- حضرت ابو سلمہ حضرت ابن عمر ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا جبکہ آپ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ (آپ نے فرمایا:) ’’دو دو کر کے پڑھو۔ جب صبح کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔‘‘

١٦٧١ - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۱۶۷۱- حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت

١٦٦٩ـ أخرجه البخاري، ح:١١٣٧، ومسلم، ح:٧٤٩/١٤٦ من حديث الزهري به (انظر الحديث الآتي، ح:١٦٧٣)، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٣ .

١٦٧٠ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الليل ركعتين، ح:١٣٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا .

١٦٧١ـ أخرجه البخاري، ح:٤٧٢، ومسلم، ح:٧٥١، وانظر الحديث الآتي . * زهير هو ابن معاوية الجعفي أبو خيثمة .

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ: «مَثْنَى مَثْنَى فَإِنْ خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

ابن عمر ؓ نے ہم کو بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''دو دو کر کے پڑھی جائے۔ جب کسی کو صبح کے طلوع ہونے کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔''

١٦٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۷۲- حضرت نافع حضرت ابن عمر ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تجھے صبح کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔''

١٦٧٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَسُولَ اللهِ ﷺ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۷۳- حضرت سالم حضرت ابن عمر ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: رات کی نماز کیسے پڑھی جائے؟ تو آپ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت پڑھی جائے۔ جب تجھے صبح کے طلوع کا قرب محسوس ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔''

١٦٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ:

۱۶۷۴- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے

١٦٧٢ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الحلق والجلوس في المسجد، ح:٤٧٢، ٩٩٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، ح:٧٥١/ ١٥٠ من حديث نافع به، وأخرجه الترمذي، ح:٤٣٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

١٦٧٣ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب: كيف صلاة النبي ﷺ؟ . . . الخ، ح:١١٣٧ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، ح:٧٤٩/ ١٤٦ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به.

١٦٧٤ـ أخرجه مسلم، ح:٧٤٩/١٤٦ من حديث الزهري به (انظر الحديث الآتي)، وهو في الكبرى، ح:١٣٨١.

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تجھے صبح طلوع ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔''

١٦٧٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَاهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۷۵- حضرت سالم اور حمید دونوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے اٹھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! رات کی نماز (پڑھنے کا طریقہ) کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو کر کے پڑھو۔ جب صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔''

فائدہ: اتنی کثیر سندوں سے اس مشہور حدیث کے ہوتے ہوئے احناف کا آخر میں ایک رکعت پڑھنے کو جائز نہ سمجھنا' یا بلا دلیل منسوخ کہنا دلائل سے انحراف کے مترادف ہے جبکہ اس کے علاوہ بھی کئی روایات میں خود رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل یہی بیان کیا گیا ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے' ہاں! ایک سلام کے ساتھ' درمیان میں تشہد کیے بغیر' تین اکٹھے پڑھنا بھی جائز ہے خصوصاً جب وہ عشاء کی نماز کے فوراً بعد ہوں تو بہتر ہے کہ تین اکٹھے پڑھے جائیں' البتہ تراویح یا تہجد میں ایک رکعت کو الگ پڑھا جائے' نبی ﷺ کا عمومی عمل یہی تھا' نیز دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کی یہ بھی ایک صورت ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ (التحفة ٧١٢)

باب: ۲۷- نماز وتر کا حکم دیا گیا ہے

١٦٧٥- أخرجه مسلم، ح: ٧٤٩/١٤٧ (انظر الحديث المتقدم: ١٦٧٣) من حديث حرملة ابن يحيى به.

١٦٧٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمٍ - وَهُوَ ابْنُ ضَمْرَةَ - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ! أَوْتِرُوا، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ».

۱۶۷۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز وتر پڑھی' پھر آپ نے فرمایا: ''اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے اور یہی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲/۴۱۳' و صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۵/۱۵۹' رقم الحديث: ۱۲۷۴' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۸/۲۸ - ۳۳) ② وتر عربی میں طاق عدد کو کہتے ہیں جو دو پر تقسیم نہ ہو۔ اصطلاح میں رات کی نماز کو کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے بارے میں حکم ہے کہ اسے مجموعی طور پر طاق عدد میں پڑھا جائے۔ تین یا پانچ یا سات یا نو یا گیارہ۔ ③ رات کی نماز فرض نہیں بلکہ نفل ہے' اس لیے وتر فرض ہے نہ واجب بلکہ نفلِ مؤکد ہے' نیز رسول اللہ ﷺ سواری پر بھی وتر پڑھ لیا کرتے تھے جبکہ فرائض یا واجبات کی ادائیگی کے لیے نیچے اتر جاتے' اس سے بھی معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں۔ باقی رہا حکم تو حکم ہر جگہ وجوب کے لیے نہیں ہوتا۔ بعض جگہ تاکید یا استحباب کے لیے بھی ہوتا ہے بلکہ جواز کے لیے بھی آ جاتا ہے' مثلاً: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (المآئدة ۵:۲) ''جب تم احرام کھول لو تو شکار کرو'' یعنی شکار کر سکتے ہو۔ کیونکہ کسی فقیہ اور محدث کے نزدیک بھی احرام کے بعد شکار کرنا ضروری بلکہ مستحب بھی نہیں' نیز اسی حدیث کے آخری الفاظ ''پسند فرماتا ہے'' بھی وتر کے استحباب وتاکید پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ ④ ''اے قرآن والو!'' مراد مسلمان ہیں کہ ان کی کتاب قرآن ہے۔ یا قرآن کے حفاظ مراد ہیں' یعنی حفاظ کو رات کی نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ یہ حفظ قرآن کا حق ہے' ورنہ حفظ کا اور کیا فائدہ ہے؟ نیز اس طرح حفظ قائم رہے گا ورنہ بھول جانے کا خدشہ ہے۔ اس صورت میں وتر سے مراد نماز تہجد ہوگی جو تعداد میں زیادہ اور قراءت میں طویل ہوتی ہے اور یہ حفاظ کے لائق ہے۔ باقی رہے کم از کم وتر تو وہ سب مسلمانوں کے لیے مؤکد

١٦٧٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن الوتر ليس بحتم، ح: ٤٥٣، وابن ماجه، ح: ١١٦٩ من حديث أبي بكر بن عياش، وأبوداود، الصلاة، باب استحباب الوتر، ح: ١٤١٦ من طريق آخر عن أبي إسحاق السبيلي به، وقال الترمذي: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٤، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

ہیں۔ ان کی تعداد تین یا ایک ہے۔ ⑤ ''اللہ تعالیٰ وتر (ایک) ہے'' یعنی یکتا ہے جس میں کسی بھی لحاظ سے تجزّی، دوئی یا شراکت نہیں' نہ وہ قابل تقسیم ہے' اس لیے رات کی نماز کو زیادہ محبوب رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی تو دوئی کو قبول نہیں کرتی۔ ⑥ اللہ تعالیٰ کی محبت کو بعض لوگوں نے ثواب کے معنی میں لیا ہے مگر اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔ محبت اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات انسانوں یا کسی بھی مخلوق کی صفات جیسی نہیں کہ ان کے مشابہ قرار دیا جا سکے' بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرح بے مثال ہیں۔ ⑦ وتر پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ خصوصی محبت فرماتا ہے۔

١٦٧٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلٰكِنَّهُ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۱۶۷۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر کی نماز فرض نماز کی طرح واجب نہیں بلکہ یہ سنت (مؤکدہ) ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے تمھارے لیے جاری فرمایا ہے۔

فائدہ: چونکہ وتر رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جسے آپ نے کبھی ترک نہیں کیا' لہٰذا اسے بلا عذر ترک کرنا درست نہیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ (التحفة ٧١٣)

باب:۲۸- سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی تاکید

١٦٧٨- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي شِمْرٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي

۱۶۷۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میرے دلی محبوب رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی نصیحت تاکید کے ساتھ کی ہے: میں وتر پڑھ کر سوؤں' ہر مہینے میں تین روزے رکھوں اور فجر (یا ضحیٰ) کی دو

١٦٧٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/١٠٧ بإسناد صحيح عن أبي إسحاق: سمعت عاصم بن ضمرة به الخ، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٥.

١٦٧٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى . . . الخ، ح: ٧٢١ من حديث شعبة، والبخاري، التهجد، باب صلاة الضحى في الحضر، ح: ١١٧٨ من حديث أبي عثمان النهدي عبدالرحمٰن بن مل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٦. * أبو شمر هو الضبعي.

هُرَيْرَةَ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: اَلنَّوْمِ عَلَى وِتْرٍ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

رکعتوں کی پابندی کروں۔

فوائد ومسائل: ① خَلِیلِی، خلیل وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ دلی لگاؤ اور محبت سب سے بڑھ کر ہو۔ صحابۂ کرام ؓ کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کس سے محبت ہو سکتی ہے؟ لہٰذا مراد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا مگر اللہ کے رسول کو صحابۂ کرام ؓ تو خلیل بنا سکتے ہیں۔ ② ''وتر پڑھ کر'' کیونکہ ابوہریرہ ؓ طالب علم تھے۔ طالب علموں کی، شغل علم وغیرہ کی بنا پر، صبح جلدی آنکھ نہیں کھلتی، لہٰذا وہ وتر پڑھ کر سوئیں تاکہ وتر ضائع نہ ہو جائیں، البتہ جو شخص تہجد کا عادی ہے اور اسے فجر سے قبل جاگنے میں کوئی دقت نہیں، اس کے لیے وتر آخر رات ہی میں مناسب ہیں۔

١٦٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: اَلْوِتْرِ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۱۶۷۹- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے دلی محبوب ﷺ نے تین باتوں کی تاکید فرمائی کہ شروع رات میں وتر پڑھ لیا کروں، فجر کی سنتوں کی پابندی کروں اور ہر مہینے میں تین نفلی روزے رکھوں۔

(المعجم ٢٩) - **بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْوِتْرَيْنِ فِي لَيْلَةٍ** (التحفة ٧١٤)

باب: ۲۹- نبی ﷺ نے ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے

١٦٨٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ

۱۶۸۰- حضرت قیس بن طلق سے روایت ہے کہ میرے والد محترم حضرت طلق بن علی ؓ رمضان المبارک

١٦٧٩_ أخرجه مسلم، ح: ٧٢١ (انظر الحديث السابق) عن محمد بن بشار، والبخاري، ح: ١١٧٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٧.

١٦٨٠_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء لا وتران في ليلة، ح: ٤٧٠ عن هناد به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٠١، وابن حبان، ح: ٦٧١، وحسنه الحافظ في الفتح: ٢/ ٤٨١.

بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ قَالَ: زَارَنَا أَبِي طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَأَمْسٰى بِنَا وَقَامَ بِنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَأَوْتَرَ بِنَا ثُمَّ انْحَدَرَ إِلٰى مَسْجِدٍ فَصَلّٰى بِأَصْحَابِهِ حَتّٰى بَقِيَ الْوِتْرُ ثُمَّ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ [لَهُ] أَوْتِرْ بِهِمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ».

میں ایک دن ہم سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ انھیں شام ہوگئی۔ اس رات انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی اور وتر پڑھائے' پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو نماز پڑھائی' حتی کہ جب وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو اپنی جگہ آگے کیا اور فرمایا: تم انھیں وتر پڑھا دو (کیونکہ میں پڑھ چکا ہوں۔) میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ایک رات میں دو دفعہ وتر نہیں پڑھے جا سکتے۔

فائدہ: جمہور اہل علم کے نزدیک یہی بات صحیح ہے کہ اگر شروع رات میں وتر پڑھ چکا ہو اور دوبارہ موقع مل جائے تو دو دو رکعت پڑھتا رہے' دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں' البتہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حسن سند کے ساتھ منقول ہے کہ اس صورت میں تہجد شروع کرنے سے پہلے ایک رکعت پڑھ کر رات کی طاق نماز کو جفت کرلے' پھر آخر میں ایک رکعت پڑھ لے۔ اس طرح نماز مجموعی طور پر طاق بن جائے گی اور وتر بھی آخر میں ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا عمل اسی طرح تھا۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ۲/ ۱۳۵) یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے اور ذاتی عمل ہے لیکن اس طرح باب کی حدیث میں ذکر کردہ طریقے سے وتر درمیان میں آجائے گا جبکہ آپ نے وتر رات کی نماز کے آخر میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ جمہور نے یہ جواب دیا ہے کہ وتر آخر میں پڑھنا مستحب ہے' واجب نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے' نیز اول رات تو وتر آخر ہی میں پڑھا گیا تھا اگر صبح کے وقت پڑھا جاتا تو آخر ہی میں پڑھا جاتا۔ جمہور اہل علم کی بات زیادہ قوی ہے ورنہ وتر تین دفعہ پڑھا جائے گا اور آپ نے تو دو دفعہ وتر پڑھنے سے بھی روکا ہے' تین دفعہ کیسے جائز ہوگا؟ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۸/ ۳۹-۴۲)

(المعجم ٣٠) - وَقْتُ الْوِتْرِ (التحفة ٧١٥)

باب: ۳۰- وتر نماز کا وقت

١٦٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي

۱۶۸۱- حضرت اسود بن یزید سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (رات

١٦٨١- أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، ح:١١٤٦ من حديث شعبة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح:٧٣٩ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٨٩.

إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ فَإِذَا كَانَ مِنَ السَّحَرِ أَوْتَرَ ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ فَإِذَا كَانَ لَهُ حَاجَةٌ أَلَمَّ بِأَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَثَبَ فَإِنْ كَانَ جُنُبًا أَفَاضَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَإِلَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

کی) نماز کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ شروع رات (یعنی نماز عشاء کے بعد) سو جاتے تھے پھر جاگتے (اور نماز پڑھتے) پھر صبح قریب ہوتی تو وتر پڑھتے پھر اپنے بستر پر تشریف لے آتے۔ اگر آپ کو ضرورت محسوس ہوتی تو اپنی بیوی سے جماع کرتے پھر جب اذان سنتے تو فوراً اٹھ کھڑے ہوتے۔ اگر جنبی ہوتے تو غسل فرماتے ورنہ وضو کرتے۔ (سنتیں پڑھتے) اور نماز کے لیے مسجد میں چلے

١٦٨٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ وَأَوْسَطِهِ وَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ.

۱۶۸۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر اول رات میں بھی پڑھے درمیان رات میں بھی اور آخر رات میں بھی۔ آخری عمر میں آپ کے وتر آخر رات میں (فجر سے پہلے) ہوتے تھے۔

١٦٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِذٰلِكَ.

۱۶۸۳- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رات کو نفل نماز پڑھے تو وہ وتر آخر میں پڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کا حکم دیتے تھے۔

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ وتر عشاء کی نماز کے بعد طلوع فجر تک پڑھے جا سکتے ہیں البتہ جسے تراویح و تہجد پڑھنی ہو تو وہ وتر کو اپنی نفل نماز کے آخر میں پڑھے ابتدا یا درمیان میں نہ پڑھے۔ والله أعلم.

١٦٨٢ـ أخرجه مسلم، ح: ١٣٧/٧٤٥ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، الوتر، باب ساعات الوتر، ح: ٩٩٦ من حديث مسروق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٩٠.

١٦٨٣ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنٰى مثنٰى ... الخ، ح: ٧٥١ عن قتيبة، والبخاري، الوتر، باب: ليجعل آخر صلاته وترًا، ح: ٩٩٨ من حديث نافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٩١. * والليث هو ابن سعد.

(المعجم ٣١) - **بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ قَبْلَ الصُّبْحِ** (التحفة ٧١٦)

باب:٣١-صبح طلوع ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لیے جائیں

١٦٨٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ، وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ ابْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو نَضْرَةَ الْعَوَقِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ الصُّبْحِ».

١٦٨٤-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”صبح سے پہلے وتر پڑھ لو۔“

١٦٨٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْقَنَّادُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ - عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ الْفَجْرِ».

١٦٨٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”فجر طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔“

(المعجم ٣٢) - **اَلْوِتْرُ بَعْدَ الْأَذَانِ** (التحفة ٧١٧)

باب:٣٢-صبح کی اذان کے بعد وتر پڑھنا

١٦٨٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ

١٦٨٦-حضرت محمد بن منتشر سے مروی ہے کہ میں حضرت عمرو بن شرحبیل کی مسجد میں تھا' نماز کی تکبیر ہوگئی (مگر وہ نہ آئے۔) لوگ ان کا انتظار کرنے لگے' پھر وہ آئے تو انھوں نے کہا: میں وتر پڑھ رہا تھا' نیز انھوں نے

١٦٨٤ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى . . . الخ، ح: ٧٥٤/ ١٦١ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٩٢م.

١٦٨٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٩٢ .

١٦٨٦ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٦١٣ ، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٩٣ .

فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَجَعَلُوا يَنْتَظِرُونَهُ فَجَاءَ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أُوتِرُ قَالَ، وَسُئِلَ عَبْدُ اللهِ هَلْ بَعْدَ الْأَذَانِ وِتْرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَبَعْدَ الْإِقَامَةِ، وَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى.

کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا صبح کی اذان کے بعد وتر پڑھے جا سکتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' بلکہ اقامت کے بعد بھی' پھر انھوں نے نبی ﷺ کا واقعہ بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز فجر سوتے میں رہ گئی تھی حتی کہ سورج طلوع ہو گیا تو آپ نے اس وقت نماز پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ فوت شدہ نماز وقت کے بعد بھی پڑھی جائے گی۔ اسی طرح وتر رہ جائیں تو وہ بھی پڑھے جائیں گے' وقت کوئی بھی ہو۔ یہی بات درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دیگر احادیث سے بھی' جو وتر سے متعلق ہیں' اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے وتر سے سویا رہ گیا (اور نہ پڑھ سکا) یا اسے بھول گیا تو جب بھی یاد آئے (یا جاگ آئے) پڑھ لے۔'' (سنن أبي داود' الوتر' حديث: ۱۴۳۱) اس سے وتر کے وجوب اور فرضیت پر استدلال نہیں ہو سکے گا کیونکہ جیسے فرائض و واجبات کی ادائیگی ہوتی ہے ایسے ہی نوافل اور ہر مؤکد عمل کی بھی ہو سکتی ہے' جیسے رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی سنتوں کی قضا عصر کے بعد ادا کی۔ صبح کی سنتیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھیں۔ ظاہر ہے ظہر اور فجر کی سنتیں واجب نہیں مؤکد ہی ہیں۔ اسی طرح وتر باوجود واجب نہ ہونے کے اس کی قضا دی جا سکتی ہے۔ ② بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وتر رہ جائیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا جفت [illegible] میں [illegible] یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت' تین وتر کی جگہ چار رکعات پڑھے لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہو' عام شخص کے لیے وتروں کی قضا' وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٣) - بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ٧١٨)

باب: ۳۳- سواری پر وتر پڑھنا

١٦٨٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ.

۱۶۸۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

١٦٨٧- أخرجه البخاري، الوتر، باب الوتر في السفر، ح: ١٠٩٥ و ١٠٠٠ ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ٧٠٠ من حديث نافع به نحو المعنى.

فائدہ: سواری پر قیام رکوع اور سجدہ اصل طریقے پر نہیں ہوتے 'لہٰذا فرض نماز سواری پر پڑھنے کی اجازت نہیں الا کہ کوئی شرعی عذر ہو' مگر نفل نماز میں وسعت ہے 'وہ سواری پر پڑھی جا سکتی ہے۔ وتر بھی نفل ہیں 'لہٰذا سواری پر پڑھے جا سکتے ہیں۔

١٦٨٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى بَعِيرِهِ وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

۱۶۸۸- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹ پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے اور وہ بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے کیا کرتے تھے۔

١٦٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ لِيَ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ.

۱۶۸۹- حضرت سعید بن یسار نے کہا کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ: احناف وتر کو واجب سمجھتے ہیں 'لہٰذا اسے سواری پر پڑھنے کے قائل نہیں مگر یہ صحیح اور صریح احادیث کی کھلی مخالفت ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: كَمِ الْوِتْرُ (التحفة ٧١٩)

باب: ۳۴- وتر کتنے ہیں؟

١٦٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ:

۱۶۹۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے 'نبی ﷺ نے فرمایا: ''وتر آخر رات میں ایک رکعت ہے۔''

١٦٨٨ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

١٦٨٩ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب الوتر على الدابة، ح:٩٩٩، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة . . . الخ، ح:٧٠٠/ ٣٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيىٰ): ١/ ١٢٤، والكبرىٰ، ح:١٣٩٥.

١٦٩٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى . . . الخ، ح:٧٥٢/ ١٥٣ من حديث أبي التياح يزيد بن حميد به، وهو في الكبرىٰ، ح:١٣٩٦.

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

١٦٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَمُحَمَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا، شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

۱۶۹۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''وتر آخر رات میں ایک رکعت پڑھا جائے۔''

١٦٩٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَفَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ: «مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

۱۶۹۲- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ایک بدوی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''دو دو رکعت کر کے پڑھتے جاؤ اور آخر رات میں ایک رکعت وتر پڑھ لو۔''

فوائد ومسائل: ① اصل وتر ایک رکعت ہے مگر اس سے پہلے کچھ نہ کچھ نوافل پڑھنے چاہییں یہ ایک رکعت ان سب کو وتر (طاق) بنا دے گی۔ باب کی پہلی دو روایات مجمل ہیں۔ تیسری روایت ان کا مطلب واضح کرتی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھنے سے پہلے کم از کم دو رکعت ضرور پڑھے۔ اگر صرف ایک رکعت ہی پر اکتفا کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ صحیح احادیث سے یہ بھی ثابت ہے۔ ② احناف نے وتر کو تین رکعت ہی مقرر کر لیا ہے۔ نہ کم' نہ زیادہ مگر اس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ تحدید صریح روایات کے خلاف ہے' پھر ان کے نزدیک چونکہ یہ واجب ہے' لہٰذا تین رکعات ایک ہی سلام سے ہوں گی' حالانکہ صریح روایات ایک رکعت الگ پڑھنے کو جائز بلکہ مستحب قرار دیتی ہیں۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔

١٦٩١- أخرجه مسلم، ح:٧٥٢/ ١٥٤ عن محمد بن بشار به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٩٧.

١٦٩٢- أخرجه مسلم، ح:٧٤٩/ ١٤٨ (انظر الحديثين السابقين) من حديث عبدالله بن شقيق، وأبوداود، ح:١٤٢١ من حديث همام بن يحيى به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٩٨.

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِوَاحِدَةٍ (التحفة ٧٢٠)

باب:٣٥-ایک وتر کیسے پڑھا جائے؟

١٦٩٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ».

١٦٩٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھو۔ جب تمھارا ارادہ نماز ختم کرنے کا ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔ یہ رکعت تمھاری پڑھی ہوئی پوری نماز کو وتر بنا دے گی۔''

١٦٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ».

١٦٩٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ اور وتر (آخر میں) ایک رکعت ہے۔''

١٦٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى،

١٦٩٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تم میں سے کسی کو صبح کے طلوع ہونے کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔ یہ اس کی ساری نماز کو وتر بنا دے گی۔''

١٦٩٣ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح:٩٩٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٤.

١٦٩٤ـ [إسناده صحيح] وهو متفق عليه كما تقدم، ح:١٦٧٢، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٤.

١٦٩٥ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح:٩٩٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنٰى مثنٰى ... الخ، ح:٧٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٢٣، والكبرٰى، ح:١٣٩٩.

فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلّٰى».

١٦٩٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَنَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا خِفْتُمُ الصُّبْحَ فَأَوْتِرُوا بِوَاحِدَةٍ».

١٦٩٦-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تمھیں طلوع صبح کا خطرہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لو۔''

١٦٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

١٦٩٧-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک رکعت الگ وتر پڑھتے، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فائدہ: مذکورہ اور آئندہ آنے والی روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رات کی نماز ہی کو وتر کہا جاتا ہے، وہ جتنی بھی ہو۔ جب آخر میں ایک رکعت پڑھی جائے گی تو ساری نماز ہی وتر (طاق) بن جائے گی۔

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِثَلَاثٍ (التحفة ٧٢١)

باب:٣٦-تین وتر کیسے پڑھے جائیں؟

١٦٩٦_[صحيح] تقدم، ح: ١٦٧٠.

١٦٩٧_أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٢٠، والكبرى، ح: ٤٤٥، وأخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٤ من حديث الزهري به، بلفظ: "ويركع ركعتين قبل صلاة الفجر، ثم يضطجع على شقه الأيمن حتى يأتيه المؤذن للصلاة"، والمتنان صحيحان محفوظان.

۱۶۹۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهِ عَلَى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي».

۱۶۹۸- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے منقول ہے' انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کیسے ہوتی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ رمضان یا غیر رمضان میں (عموماً) گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ چار رکعات پڑھتے ایسی خوب صورت اور طویل کہ کچھ نہ پوچھ' پھر چار پڑھتے ایسی خوب صورت اور طویل کہ کچھ نہ پوچھ' پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر (تین رکعات) پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں' دل نہیں سوتا۔''

فوائد ومسائل: ① ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعات ایک سلام سے پڑھتے تھے' پھر چار ایک سلام سے' پھر تین ایک سلام سے۔ یہ طریقہ بھی درست ہے' اسی لیے مصنف ؒ نے تین وتر کا باب باندھا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز تہجد کے متعلق مختلف طریقے منقول ہیں۔ صحیح احادیث کی روشنی میں ان میں سے کوئی سا طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ افضل یہ ہے کہ عمل میں تنوع ہو' کبھی یہ' کبھی وہ' اصل اتباع سنت یہی ہے۔ عموماً رسول اللہ ﷺ سے نماز تہجد گیارہ رکعات' دو دو کر کے اور آخر میں وتر ایک رکعت کی صورت میں منقول ہے' اور یہ طریقہ افضل ہے۔ لیکن کبھی آپ علیہ السلام نے نو رکعات اکٹھی اور بعد میں دو رکعات' کبھی سات اور کبھی تیرہ رکعات' آٹھ دو دو کر کے اور پانچ وتر اکٹھے بھی پڑھے ہیں' لہٰذا دو دو رکعات والی عام

۱۶۹۸ـ [صحيح] أخرجه البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره، ح: ۱۱٤۷، ومسلم، ح: ۷۳۸ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۲۰، والكبرٰى، ح: ۳۹۳ (رواية الحارث بن مسكين فقط).

روایات کی روشنی میں ان میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ اسی طرح چار چار رکعات نماز تہجد میں بھی کوئی حرج نہیں، نہ یہ ممنوع ہیں بلکہ مذکورہ بالا حدیث اس کی مشروعیت کے لیے کافی ہے۔ بعض کا یہ کہنا کہ چار چار سے اکٹھی چار چار مراد نہیں بلکہ دیگر احادیث کی روشنی میں دو دو رکعات ہی مراد ہیں لیکن یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ جب احادیث میں ایک ہی نہیں بلکہ کچھ اور طریقے بھی منقول ہیں تو انہیں تسلیم کرنے سے اس طریقے کو بھی ماننے یا عمل میں لانے میں کون سی چیز مانع ہے؟ نماز تہجد کے متعدد طریقوں کے لیے دیکھیے: (صلاة التراويح للألباني، ص: ۸۶-۹۳) ② ''زائد نہیں پڑھتے تھے۔'' رسول اللہ ﷺ کا عام معمول گیارہ رکعات ہی تھا۔ گیارہ سے کم بھی پڑھی جا سکتی ہیں کیونکہ کم پڑھنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ③ ''دل نہیں سوتا'' اور یہ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی خصوصیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے اور وحی ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا دل حالت نیند میں بھی چونکہ بیدار ہوتا تھا، اس لیے آپ کو حدث (بے وضو ہونا) وغیرہ کا پتا چل جاتا تھا۔ گویا نیند صرف خروج ریح کے خطرے کی بنا پر ناقض وضو ہے۔

۱۶۹۹- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوَتْرِ.

۱۶۹۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے شاذ قرار دیا ہے جبکہ علامہ اتیوبی حفظہ اللہ (شارح سنن نسائی) نے امام محمد بن نصر رحمہ اللہ سے درج ذیل مطلب نقل کر کے اس کی تحسین کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے بلکہ سات یا نو رکعات کے بعد سلام پھیرتے تھے کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے یہ طریقہ بھی ثابت ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے، تین رکعات کے بعد پھیرتے تھے، یہ ثابت نہیں بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔ شارح نسائی علامہ اتیوبی حفظہ اللہ نے امام محمد بن نصر مروزی سے یہ مطلب نقل کر کے اس کی تحسین کی ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ۱۸/ ۶۳، ۶۴، و إرواء الغليل، رقم: ۴۲۱)

۱۶۹۹ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرىٰ، ح: ۱۴۰۰، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۴۰۵، ح: ۴۴۷). ✽ قتادة عنعن، تقدم، ح: ۳۴.

(المعجم ٣٧) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢١) - أ

باب:٣٧- وتر کے بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں راویوں کا (لفظی) اختلاف

١٧٠٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ.

١٧٠٠- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے۔ پہلی رکعت میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔ اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے' پھر جب فارغ ہوتے تو فراغت کے وقت تین دفعہ ﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس﴾ "پاک ہے بادشاہ نہایت" پڑھتے۔ آخری مرتبہ لمبا کر کے پڑھتے تھے۔

١٧٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنَ الْوِتْرِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾

١٧٠١- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

١٧٠٠- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القنوت قبل الركوع وبعده، ح: ١١٨٢ عن علي بن ميمون به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٣٢، وأورده الضياء في المختارة. * سفيان الثوري تابعه فطر بن خليفة عند الدارقطني: ٢/ ٣١، ح: ١٦٤٤.

١٧٠١- [صحيح] * قتادة عنعن، والحديث السابق شاهد له.

وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ .

١٧٠٢- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوَتْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِـ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَـدٌ﴾ وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَيَقُولُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» ثَلَاثًا .

١٧٠٢-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر (کی پہلی رکعت) میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور سلام آخر ہی میں پھیرتے تھے۔اور سلام کے بعد تین دفعہ ﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ﴾ پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر صحیح روایات سے حدیث میں مذکور مفہوم کی تائید ہوتی ہے نیز دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف اور معناً صحیح اور قابل عمل ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائي، رقم:١٧٠٠، و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٧٢/١٨) ② وتر پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تین وتر ایک سلام سے پڑھے جائیں۔ (مزید دیکھیے حدیث:١٦٩٩)

(المعجم ٣٨) - اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى أَبِي إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢١) - ب

باب:٣٨-وتر کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اور اس میں ابو اسحاق کے شاگردوں کا اختلاف

١٧٠٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى

١٧٠٣-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

١٧٠٢- [إسناده ضعيف] قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤.

١٧٠٣- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيما يقرأ به في الوتر، ح: ٤٦٢، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما يقرأ في الوتر، ح: ١١٧٢ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٢٧ وتقدم شاهده، ح: ١٧٠٠.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ: يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَـدٌ﴾. أَوْقَفَهُ زُهَيْرٌ.

رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

زہیر (بن معاویہ) نے اسے موقوف بیان کیا ہے۔

١٧٠٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ: بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَـدٌ﴾.

۱۷۰۴- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تین وتر پڑھا کرتے تھے اور ان میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

فائدہ: دونوں میں اختلاف یہ ہے کہ پہلی روایت میں تین وتر اللہ کے رسول ﷺ کا فعل بتلایا گیا ہے اور دوسری حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا فعل۔ اختلاف سے مصنف رحمہ اللہ کی مراد یہی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢١) - ج

باب: ۳۹- وتر کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت اور اس میں حبیب بن ابی ثابت کے شاگردوں کا اختلاف

١٧٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ

۱۷۰۵- محمد بن علی اپنے باپ علی سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو (تہجد کے لیے) اٹھے اور مسواک کی،

١٧٠٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٤٢٨.

١٧٠٥- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣/ ١٩١ من حديث حبيب به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٤٤.

مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَنَّ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَنَّ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى سِتًّا ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

پھر (وضو کے بعد) دو رکعتیں پڑھیں' پھر سو گئے' پھر اٹھے' مسواک کی' وضو فرمایا اور دو رکعتیں پڑھیں' حتی کہ (اس طرح) چھ رکعتیں پڑھیں' پھر تین وتر پڑھے اور پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

۱۷۰۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَاكَ وَهُوَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُو۟لِي ٱلْأَلْبَٰبِ﴾ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ عَادَ فَنَامَ حَتَّى سَمِعْتُ نَفْخَهُ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَاكَ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَاكَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَأَوْتَرَ بِثَلَاثٍ.

۱۷۰۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں (ایک رات) نبی ﷺ کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ آپ اٹھے' وضو کیا اور مسواک فرمائی اور آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾. "یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے ادل بدل میں عقل مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔" حتی کہ آپ ان آیات سے فارغ ہوئے' پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر دوبارہ سو گئے' حتی کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے' پھر اٹھے اور مسواک و وضو فرمایا' پھر دو رکعتیں پڑھیں' پھر سو گئے' پھر اٹھے۔ وضو کیا' مسواک فرمائی اور دو رکعتیں پڑھیں' پھر تین وتر پڑھے۔

۱۷۰۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ مَخْلَدٍ ثِقَةٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۱۷۰۷- محمد بن علی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جاگے اور مسواک کی' پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

۱۷۰۶- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٣، ✽ حصين هو ابن عبدالرحمٰن.

۱۷۰۷- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٠٤ وحديث: ۱۷۰۵ شاهد له.

فَاسْتَنَّ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

فائدہ: اس روایت میں محمد بن علی اپنے باپ کے واسطے کے بغیر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں جبکہ پہلی روایات میں واسطہ تھا اور اختلاف حبیب بن ابی ثابت کے شاگردوں میں ہے۔

۱۷۰۸- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ. خَالَفَهُ عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ فَرَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۷۰۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو آٹھ رکعتیں پڑھتے اور تین وتر پڑھتے، پھر فجر کی نماز سے پہلے (فجر کی سنتیں) دو رکعت پڑھتے۔

عمرو بن مُرّہ نے حبیب بن ابی ثابت کی مخالفت کی ہے اور عن يحي بن الجزّار عن أم سلمة رضی اللہ عنہا کہا ہے۔ (جبکہ حبیب بن ابی ثابت نے عن أم سلمة کے بجائے عن ابن عباس کہا تھا۔)

۱۷۰۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِتِسْعٍ. خَالَفَهُ عُمَارَةُ بْنُ عُمَيْرٍ فَرَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَائِشَةَ.

۱۷۰۹- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے، پھر جب آپ بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو نو پڑھنے لگے۔

عمارہ بن عمیر نے (عمرو بن مُرّہ کی) مخالفت کی ہے اور یہ روایت عن يحي بن الجزّار عن عائشة کی سند سے بیان کی ہے۔ (جبکہ عمرو بن مُرّہ نے عن عائشة کے بجائے عن ام سلمہ کہا تھا۔)

۱۷۰۸- [صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ٤٢٦ عن يحيى بن آدم به، وللحديث شواهد متواترة.

۱۷۰۹- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الوتر بسبع، ح: ٤٥٧ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال: "حسن"، وللحديث شواهد كثيرة.

١٧١٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعًا فَلَمَّا أَسَنَّ وَثَقُلَ صَلَّى سَبْعًا.

١٧١٠-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نو رکعت پڑھتے تھے۔ جب آپ بوڑھے اور بوجھل ہو گئے تو سات پڑھنے لگے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا اکثر معمول گیارہ کا تھا۔ جن روایات میں تیرہ رکعات کا ذکر ہے ان میں عشاء یا فجر کی دو سنتیں یا قیام اللیل سے قبل کی افتتاحی دو رکعتیں شامل ہیں۔ جب آپ کچھ بوڑھے ہوئے تو نو شروع کر دیں۔ مزید بوڑھے ہوئے تو سات پڑھنے لگے۔ اس طرح کوئی اختلاف نہیں۔ ② ان تینوں روایتوں (١٧٠٨، ١٧٠٩ اور ١٧١٠) کا راوی ایک ہے یحییٰ بن جزار۔ ان کے کسی شاگرد نے ابن عباس ؓ ذکر کیا' کسی نے ام سلمہ کا اور کسی نے عائشہ کا۔ یہ اختلاف بتانا مقصود ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ ذِكْرِ الاخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢١) - د

باب: ۴۰- وتر کے بارے میں حضرت ابوایوب ؓ کی حدیث اور اس میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف

١٧١١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي ضُبَارَةُ بْنُ أَبِي السُّلَيْكِ قَالَ: حَدَّثَنِي دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَمَنْ شَاءَ

١٧١١-حضرت ابوایوب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''وتر حق ہے جو چاہے سات پڑھ لے جو چاہے پانچ پڑھ لے جو چاہے تین پڑھ لے اور جو چاہے ایک پڑھ لے۔''

١٧١٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢، ٢٢٥ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٤٨، وللحديث شواهد.

١٧١١- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب: كم الوتر؟، ح: ١٤٢٢، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع، ح: ١١٩٠ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم، والحديث صحيح مرفوعًا وموقوفًا. * عطاء بن يزيد هو الليثي.

أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ.

١٧١٢- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ».

۱۷۱۲- حضرت ابوایوب ؓ سے مروی ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’وتر حق ہے جو شخص پانچ وتر پڑھنا چاہے‘ پانچ پڑھ لے‘ جو تین پڑھنا چاہے تین پڑھ لے اور جو ایک پڑھنا چاہے ایک پڑھ لے۔‘‘

١٧١٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مُعَيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسِ رَكَعَاتٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ.

۱۷۱۳- حضرت ابوایوب ؓ بیان کرتے ہیں کہ وتر حق ہے۔ جو شخص پانچ وتر پڑھنا چاہے‘ پانچ پڑھ لے‘ جو تین پڑھنا چاہے تین پڑھ لے اور جو ایک پڑھنا چاہے ایک پڑھ لے۔

١٧١٤- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي

۱۷۱۴- حضرت ابوایوب ؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہے سات وتر پڑھ لے‘ جو شخص چاہے پانچ وتر پڑھ لے‘ جو شخص چاہے تین وتر پڑھ لے اور جو شخص

١٧١٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٧١٣ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٣ (انظر الحديثين السابقين).

١٧١٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٠٢.

أَيُّوبَ قَالَ: مَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْمَأَ إِيمَاءً.

چاہے ایک وتر پڑھ لے۔ اور جو شخص چاہے (یعنی مجبور ہو) وہ اشارے سے پڑھ لے۔

فوائد ومسائل: ① اختلاف یہ ہے کہ پہلی دو روایات میں مذکورہ الفاظ نبی ﷺ کی طرف منسوب ہیں اور آخری دو روایات میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی طرف۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے نبیٔ اکرم ﷺ سے روایت کیا اور پھر سائلین کو حدیث کے مطابق فتویٰ دیا' لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہیں۔ اس طرح حدیث موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح صحیح ہے۔ ② ''وتر حق ہے'' احناف اس لفظ سے وتر کے وجوب پر استدلال کرتے ہیں جبکہ حق کے معنی مؤکد بھی ہوتے ہیں اور یہاں یہی معنی مناسب ہیں تاکہ دوسری احادیث کے خلاف نہ پڑیں جو پیچھے گزر چکی ہیں' نیز لطیفہ یہ ہے کہ اسی روایت میں وتر کے ایک ہونے کا بھی صریح جواز ہے مگر احناف اس کے قائل نہیں۔ محتمل الفاظ سے استدلال اور صریح الفاظ سے اعراض حق پسندی نہیں۔ ③ ''اشارے سے پڑھ لے'' ایک نسخے میں [مَنْ شَاءَ] کے بجائے [مَنْ غُلِبَ] کے لفظ ہیں' یعنی جو قیام وقعود سے مغلوب ہو' وہ اشارے سے پڑھ لے۔ جمہور علماء اسے مریض پر محمول کرتے ہیں کہ جو کھڑا ہونے اور بیٹھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ والله أعلم. مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۸۶/۱۸)

(المعجم ٤١) - **بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِخَمْسٍ وَذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ الْوِتْرِ** (التحفة ۷۲۲)

باب: ۴۱- پانچ وتر کیسے پڑھے جائیں؟ اور حدیث وتر میں حکم کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

۱۷۱۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِخَمْسٍ وَبِسَبْعٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهَا بِسَلَامٍ وَلَا بِكَلَامٍ.

۱۷۱۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ پانچ یا سات وتر پڑھتے تو درمیان میں نہ سلام پھیرتے تھے اور نہ کلام فرماتے تھے۔

۱۷۱۵- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع، ح: ۱۱۹۲ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱٤۰۳. * الحكم بن عتيبة عنعن، وهو مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ۷/ ۷٤)، وللحديث شواهد كثيرة، راجع تسهيل الحاجة وغيره.

١٧١٦- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ.

۱۷۱۶- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ سات یا پانچ وتر پڑھتے تو درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

١٧١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ قَالَ: اَلْوِتْرُ سَبْعٌ فَلَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: عَمَّنْ ذَكَرَهُ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي قَالَ الْحَكَمُ: فَحَجَجْتُ فَلَقِيتُ مِقْسَمًا فَقُلْتُ لَهُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: عَنِ الثِّقَةِ، عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ مَيْمُونَةَ.

۱۷۱۷- حضرت حکم حضرت مِقْسَم سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: وتر سات ہیں اور پانچ سے کم تو قطعاً نہیں۔ میں نے یہ بات حضرت ابراہیم نخعی سے ذکر کی تو انھوں نے کہا: مِقْسَم نے یہ بات کس سے نقل کی ہے؟ میں نے کہا: مجھے تو علم نہیں۔ حکم کہتے ہیں: میں حج کے لیے گیا تو مِقْسَم سے ملا اور ان سے پوچھا کہ وہ روایت آپ کس سے بیان کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگے: ثقہ اور معتبر اشخاص سے۔ حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما سے۔

فائدہ: حضرت مِقْسَم نے دراصل حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کی روایات سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے نہ کہ یہ ان سے صراحتاً منقول ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات تین اور ایک وتر کی پیچھے گزر چکی ہیں، نیز یہ کسی بھی فقیہ یا محدث کا مسلک نہیں۔ علاوہ ازیں یہ روایت سنداً ضعیف بھی ہے۔ مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ١٨/٨٨-٩١)

١٧١٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۱۷۱۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی

١٧١٦ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٤٠٤، وقال: "خالفه سفيان" يعني ابن حسين، وانظر الحديث السابق.

١٧١٧ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ١٤٠٥. * الثقة لم أعرفه، وله لون آخر عند النسائي في السنن الكبرى، ح: ١٤٠٦.

١٧١٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٧/ ١٢٣ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٠٧.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

ﷺ پانچ وتر پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں (تشہد کے لیے) بیٹھتے تھے۔

فائدہ: باب کی روایات سے معلوم ہوا کہ اگر پانچ رکعت وتر اکٹھے پڑھے جائیں تو آخری رکعت کے سوا کسی میں تشہد کے لیے نہ بیٹھے۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِسَبْعٍ (التحفة ٧٢٣)

باب:۴۲-سات وتر کیسے پڑھیں؟

١٧١٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ صَلَّى سَبْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ، فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ! وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا. مُخْتَصَرٌ. خَالَفَهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ.

۱۷۱۹-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بوڑھے اور فربہ ہو گئے تو آپ سات وتر پڑھتے تھے۔ آخری کے سوا کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھتے تھے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے تھے۔ تو یہ نو رکعات ہو گئیں اے بیٹا! اور رسول اللہ ﷺ جب کوئی نفل نماز شروع کر لیتے تھے تو اس پر ہمیشگی کو پسند فرماتے تھے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

ہشام دستوائی نے اس روایت میں شعبہ کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: متن میں مخالفت مراد ہے۔ شعبہ کی روایت (نمبر ۱۷۱۹) میں سات وتر کی ادائیگی کے وقت صرف آخری رکعت میں بیٹھنے کا ذکر ہے جبکہ ہشام دستوائی نے چھٹی رکعت میں بھی بیٹھنے کا ذکر کیا ہے۔ تطبیق نیچے فائدے میں ہے۔

١٧٢٠- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ:

۱۷۲۰-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

١٧١٩- [حسن] وهو في الكبرى، ح:١٤٠٨، وللحديث شواهد. * وقع في الأصل: "شعبة"، والصواب: "سعيد" كما في السنن الكبرى للنسائي، ح:١٤٠٨، وتحفة الأشراف: ١١/٤٠٧.

١٧٢٠-[صحيح] وهو في الكبرى، ح:١٤٠٩، وقال: "خالفهما حماد بن سلمة"، وانظر الحديث الآتي.

وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَوْتَرَ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَحْمَدُ اللهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي السَّابِعَةَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

ﷺ جب نو رکعت وتر پڑھتے تو (تشہد کے لیے) آٹھویں رکعت سے پہلے کسی رکعت میں نہ بیٹھتے تھے۔ آٹھویں میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے (یعنی تشہد پڑھتے) پھر سلام پھیرے بغیر اٹھ کھڑے ہوتے' پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے' پھر اتنی آواز سے سلام پھیرتے کہ ہمیں سنائی دیتا تھا' پھر بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے' پھر جب بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو سات رکعات پڑھتے تھے اور چھٹی کے سوا کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھتے' پھر (چھٹی میں بیٹھ کر) اٹھ کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے' پھر ساتویں پڑھ کر بیٹھتے' پھر سلام پھیرتے' پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا سات وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ ہر رکعت کے بعد بغیر بیٹھے کھڑا ہوتا رہے' صرف ساتویں میں بیٹھے یا چھٹی اور ساتویں دونوں میں بیٹھے مگر سلام ساتویں ہی پر پھیرے۔ دونوں طریقے جائز ہیں اور یہی ان دو روایتوں میں تطبیق ہے کہ کبھی رسول اللہ ﷺ پہلا طریقہ اختیار فرماتے' کبھی دوسرا۔ ② وتر کے بعد دو رکعت کا مسئلہ دیکھیے حدیث نمبر: ۱۶۵۲ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ٤٣) - كَيْفَ الْوِتْرُ بِتِسْعٍ (التحفة ٧٢٤)

باب: ۴۳-نو وتر کیسے پڑھیں؟

١٧٢١- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ

۱۷۲۱-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے' پھر جب اللہ تعالیٰ پسند فرماتا' رات میں آپ کو اٹھا

١٧٢١- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع، ح: ١١٩١ من حديث سعيد به، كما تقدم، ح: ١٣١٦.

قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا شَاءَ أَنْ يَّبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، وَيَحْمَدُ اللهَ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَيَدْعُو بَيْنَهُنَّ وَلَا يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ وَيَقْعُدُ، وَذَكَرَ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَيَحْمَدُ اللهَ وَيُصَلِّي عَلٰى نَبِيِّهِ ﷺ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ.

دیتا۔ آپ (اٹھ کر) مسواک اور وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں سے کسی کے آخر میں نہ بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت پر بیٹھتے۔ اللہ کی حمد کرتے اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے مگر سلام نہ پھیرتے' پھر نویں (رکعت) پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ کی حمد وثنا فرماتے اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے' پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہمیں سنائی دیتا' پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔

فائدہ: اس میں پہلے تشہد میں بھی درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے' یہ اگرچہ نفلی نماز کا واقعہ ہے لیکن اسے فرضوں میں بھی پڑھا جا سکتا ہے بلکہ مستحب ہے جیسا کہ پہلے بھی اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

١٧٢٢- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفٰى أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ لَمَّا أَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا أَخْبَرَنَا: أَنَّهُ أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ أَوْ أَلَا أُنَبِّئُكَ بِأَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قُلْتُ: مَنْ؟ قَالَ: عَائِشَةُ، فَأَتَيْنَاهَا فَسَلَّمْنَا عَلَيْهَا وَدَخَلْنَا فَسَأَلْنَاهَا فَقُلْتُ: أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ

١٧٢٢- حضرت زرارہ بن اوفی سے منقول ہے' فرماتے ہیں: جب حضرت سعد بن ہشام بن عامر ہمارے پاس آئے تو انھوں نے ہمیں بتایا: میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کے بارے میں پوچھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا میں تمھیں ایسی شخصیت نہ بتاؤں جو رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کو روئے ارض پر بسنے والے تمام لوگوں سے زیادہ جانتی ہیں؟ میں نے کہا: کون؟ فرمایا: حضرت عائشہ ؓ (کیونکہ وہ آپ کی بیوی تھیں اور آپ کی خلوت کی ساتھی تھیں۔) ہم وہاں گئے' انھیں سلام کہا' ان (حضرت عائشہ ؓ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے

١٧٢٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٨، ومصنف عبدالرزاق:٣/ ٣٩ـ٤١، ح:٤٧١٤ بطوله، وحديث النسائي مختصر منه.

فَيَبْعَثُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ فِيهِنَّ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَحْمَدُ اللهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَجْلِسُ فَيَحْمَدُ اللهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ فَتِلْكَ تِسْعًا أَيْ بُنَيَّ! وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا.

سوال کیا۔ میں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کے بارے میں بتایئے۔ فرمانے لگیں: ہم نبی ﷺ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے۔ رات کو جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا' آپ کو جگا دیتا۔ آپ مسواک اور وضو فرماتے' پھر نو رکعتیں اس طرح پڑھتے کہ آٹھویں رکعت کے علاوہ کسی رکعت میں تشہد کے لیے نہ بیٹھتے۔ (آٹھویں رکعت میں بیٹھ کر) اللہ تعالیٰ کی حمد وذکر فرماتے اور دعائیں پڑھتے' پھر بغیر سلام کے اٹھ کھڑے ہوتے اور نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وذکر فرماتے اور دعائیں پڑھتے' پھر اتنی آواز سے سلام پھیرتے کہ ہمیں سنائی دیتا' پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔ تو یہ گیارہ رکعات ہوگئیں' اے بیٹے! پھر جب رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہوگئے اور آپ کو گوشت نے پکڑ لیا (آپ فربہ ہوگئے) تو سات رکعات پڑھ کر سلام پھیرتے اور بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے۔ تو اے بیٹا! یہ نو ہوگئیں۔ اور نبی ﷺ جب کوئی نماز شروع فرما لیتے تو اس پر ہمیشگی اور پابندی کو پسند فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا نو رکعت وتر اکٹھے پڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تشہد صرف آٹھویں میں بیٹھے' پھر اٹھ کر نویں رکعت پڑھے' پھر بیٹھ کر سلام پھیر دے۔ ② پچھلی حدیث میں آٹھویں رکعت والے تشہد میں درود کا بھی ذکر ہے۔ گویا نفل نماز میں درمیانی تشہد میں بھی درود پڑھا جا سکتا ہے اور فرضوں میں بھی۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

١٧٢٣- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا

١٧٢٣-حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ کو فرماتے سنا: تحقیق رسول اللہ

١٧٢٣_[صحيح] تقدم، ح: ١٦٥٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٩، ومصنف عبدالرزاق: ٣/ ٣٩، ح: ٤٧١٣.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَلَمَّا ضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

ﷺ نو رکعات وتر پڑھ کر، پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے۔ اور جب کمزور ہو گئے تو سات رکعات وتر پڑھتے، پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے۔

١٧٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعٍ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۷۲۴-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نو رکعات وتر پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

١٧٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ - يَعْنِي مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ: أَنَّهُ وَفَدَ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِالتَّاسِعَةِ، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. مُخْتَصَرٌ.

۱۷۲۵-حضرت سعد بن ہشام سے منقول ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ رات کو آٹھ رکعات پڑھتے، پھر نویں رکعت وتر پڑھتے اور بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

١٧٢٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي

۱۷۲۶-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

١٧٢٤_[صحيح] تقدم، ح: ١٦٥٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤١٠.

١٧٢٥_[صحيح] تقدم، ح: ١٦٥٢.

١٧٢٦_[صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه، ح: ٤٤٣ عن هناد به، وقال: "حسن [صحيح] غريب"،

الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ أُرَاهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ.

ﷺ رات کو (نفل نماز) نو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً (التحفة ٧٢٥)

باب:۴۴-گیارہ رکعت وتر (تہجد مع وتر) کیسے پڑھیں؟

١٧٢٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

۱۷۲۷-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت (الگ) وتر پڑھتے' پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فوائد ومسائل: ① گیارہ وتر (نماز تہجد مع وتر) پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو دو کر کے پڑھتے جائیں۔ آخر میں ایک رکعت پڑھ لیں۔ سب وتر بن جائے گی۔ ② ''پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔'' شیخ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ وتر کے بعد لیٹنے کا ذکر شاذ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ لیٹنا فجر کی دو سنتوں کے بعد تھا۔ صحیح روایات سے یہی ثابت ہے۔ (جس کی تفصیل حدیث:۱۷۶۳ کے فوائد میں دیکھی جا سکتی ہے۔) اس لیٹنے کی بابت اہل علم میں اختلاف ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے فجر کی دو سنتوں کے بعد اس کو جائز اور درست قرار دیا ہے جبکہ بعض اہل علم اس کو درست نہیں سمجھتے اور اس کی مختلف تاویلیں کرتے ہیں۔ دلائل کی رو سے اقرب الی الصواب یہی رائے معلوم ہوتی ہے کہ سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب اور افضل ہے کیونکہ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم بھی ہے اور آپ کا اپنا ذاتی عمل بھی۔ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعت پڑھ کر اپنے دائیں پہلو پر لیٹا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٢٦' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث:٧٣٦) نیز صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِينِهِ] ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز صبح سے پہلے دو رکعت (سنت) پڑھ لے تو

◀ وهو في الكبرٰى، ح:٤٢٧، وله شواهد عند مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ... الخ، ح:٧٣٠ وغيره.

١٧٢٧-[صحيح] تقدم، ح:١٦٩٧.

وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔" (سنن أبي داود' التطوع' حديث:١٢٦١) بعض اہل علم کہتے ہیں: اگر کوئی شخص گھر میں سنتیں پڑھے تو لیٹ جائے۔ اگر مسجد میں پڑھے تو نہ لیٹے۔ یہ بات محل نظر ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں فضیلۃ الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ صحیح مسلم کی شرح مِنَّةُ الْمُنعِمُ میں رقمطراز ہیں کہ فجر کی سنتوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کا دائیں پہلو پر لیٹنا اس کے مستحب ہونے کی دلیل ہے۔ سنتیں گھر میں پڑھی جائیں یا مسجد میں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آگے فرماتے ہیں: فجر کی سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنے کا حکم مطلق ہے جہاں سنتیں پڑھے گھر میں ہو یا مسجد میں، وہیں لیٹے کیونکہ اس (حکم اضطجاع) کے مطلق ہونے کی وجہ سے گھر اور مسجد ہر دو جگہ میں لیٹنا مستحب ہے۔ دیکھیے: (منة المنعم في شرح صحيح مسلم' صلاة المسافرين:١/٤٦٤' شرح حديث:(١٢٢)-٧٣٤)

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْوِتْرِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً (التحفة ٧٢٦)

باب:۴۵- تیرہ رکعات وتر (نماز تہجد مع وتر) پڑھنا

١٧٢٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِتِسْعٍ.

۱۷۲۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جب بوڑھے اور کمزور ہوگئے تو نو رکعات وتر پڑھنے لگے۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث نمبر: ۱۷۰۹، ۱۷۱۰۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢٧)

باب:۴۶- وتر کی نماز میں قراءت

١٧٢٩- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ

۱۷۲۹- حضرت ابومجلز سے منقول ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (سفر کے دوران میں) مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے تو انھوں نے عشاء کی نماز دو رکعت

١٧٢٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧٠٩.

١٧٢٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٩ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٢٤. * في سماع أبي مجلز من أبي موسى نظر كما قال الحافظ ابن حجر العسقلاني.

أَبِي مِجْلَزٍ: أَنَّ أَبَا مُوسٰى كَانَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَةً أَوْتَرَ بِهَا فَقَرَأَ فِيهَا بِمِائَةِ آيَةٍ مِنَ النِّسَاءِ، ثُمَّ قَالَ: مَا أَلَوْتُ أَنْ أَضَعَ قَدَمَيَّ حَيْثُ وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدَمَيْهِ وَأَنْ أَقْرَأَ بِمَا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

پڑھی' پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت وتر پڑھا اور اس میں سورۂ نساء کی سو آیات پڑھیں' پھر فرمایا: میں نے اس بات میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں کی کہ وہاں پاؤں رکھوں جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے قدم مبارک رکھے اور وہی کچھ پڑھوں جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٨/ ٩٨-١٠٠)

(المعجم ٤٧) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢٨)

باب: ٤٧- وتر میں ایک اور قسم کی قراءت

١٧٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَشْكَابَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

١٧٣٠- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾' ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور جب سلام پھیرتے تھے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] پڑھتے۔

١٧٣١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى قَالَ:

١٧٣١- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

١٧٣٠- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٠٠، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٢٩، وقال النسائي: "خالفه حصين".

١٧٣١- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٠٠.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زُبَيْدٍ وَطَلْحَةَ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَـدٌ﴾.

کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يَآاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورتیں) پڑھا کرتے تھے۔

خَالَفَهُمَا حُصَيْنٌ فَرَوَاهُ عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

حُصَین نے زبید اور طلحہ کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو [عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] کی سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: مخالفت سند میں ہے اور وہ اس طرح کہ حصین نے سند میں حضرت ابی بن کعب کا ذکر نہیں کیا جبکہ زبید اور طلحہ نے ان کا ذکر کیا ہے، یعنی زبید اور طلحہ اسے حضرت ابی بن کعب کی سند سے بناتے ہیں جبکہ حصین عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کی۔ لیکن یہ کوئی تعارض نہیں، ممکن ہے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ نے پہلے ابی بن کعب ؓ کے واسطے سے حدیث لی ہو، پھر براہ راست رسول اللہ ﷺ سے بھی سن لی ہو اور دونوں طریقوں سے بیان کر دی، غرض اس قسم کے ظاہری اختلاف سے صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی۔

١٧٣٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ نُمَيْرٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَـدٌ﴾.

۱۷۳۲- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يَآاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٨) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى شُعْبَةَ فِيهِ (التحفة ٧٢٨) - أ

باب: ۴۸- قراءت وتر کی روایت میں شعبہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

١٧٣٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٦ من حديث ذر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٣٠.

١٧٣٣ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ وَزُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. وَكَانَ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ.

١٧٣٣- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورتیں) پڑھا کرتے تھے۔ اور جب سلام پھیرتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] کہتے اور تیسری دفعہ اپنی آواز کو مزید اونچا کر دیتے تھے۔

فائدہ: ویسے تو تینوں دفعہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے تبھی تو صحابہ کو پتا چلتا تھا کہ تین دفعہ پڑھا ہے مگر تیسری دفعہ اپنی صدائے حیات بخش کو مزید اونچا اور لمبا فرما دیتے تھے۔ (دیکھیے حدیث نمبر: ١٧٠٠ و ١٧٥١)

١٧٣٤ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ وَزُبَيْدٌ عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾، ثُمَّ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» وَيَرْفَعُ بِسُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ. رَوَاهُ مَنْصُورٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

١٧٣٤- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے، پھر جب سلام پھیرتے تو (تین دفعہ) [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] فرماتے اور تیسری دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] مزید بلند آواز سے ادا فرماتے۔ اس روایت کو منصور نے سلمہ بن کُہیل سے بیان کیا ہے اور (راویٔ حدیث) ذَرّ کا ذکر نہیں کیا۔

١٧٣٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٣/٤٠٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٣٥.

١٧٣٤- [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

١٧٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. وَكَانَ إِذَا سَلَّمَ وَفَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا طَوَّلَ فِي الثَّالِثَةِ.

١٧٣٥- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور جب سلام پھیر کر فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] فرماتے اور تیسری دفعہ آواز لمبی کر دیتے۔

وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زُبَيْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

اس روایت کو عبدالملک بن ابوسلیمان نے زبید سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے بھی (راویٔ حدیث) ذرّ کا ذکر نہیں کیا۔

١٧٣٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

١٧٣٦- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ زُبَيْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

اس روایت کو محمد بن جحادہ نے بھی زبید سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے بھی (راویٔ حدیث) ذرّ کا ذکر نہیں کیا۔

١٧٣٧- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى

١٧٣٧- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول

١٧٣٥- [صحيح] انظر الحديث السابق واللذين قبله.

١٧٣٦- [صحيح] انظر، ح: ١٧٣٢ والذي بعده، وهو في الكبرى، ح: ١٤٣٣.

١٧٣٧- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢، وهو في الكبرى، ح: ١٤٣٤.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] پڑھتے۔

وضاحت: مالک بن مِغوَل سے اس روایت کو بیان کرنے والے شعیب بن حرب اور یحییٰ بن آدم ہیں۔ یحییٰ بن آدم نے زُبَید اور ابن ابزیٰ کے درمیان ذَرّ کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ شعیب بن حرب نے یہ واسطہ ذکر نہیں کیا، نیز یحییٰ بن آدم نے اس روایت کو مُرسل بیان کیا ہے، یعنی صحابی عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ کا ذکر نہیں کیا جبکہ شعیب نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(المعجم ٤٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ فِيهِ (التحفة ٧٢٨) - ب

باب:۴۹-قراءت وتر کی روایت میں مالک بن مِغول کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

١٧٣٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۷۳۸-حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

١٧٣٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ أَبْزَى،

۱۷۳۹- یہ روایت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے بیٹے سے ان کے واسطے کے بغیر، یعنی مرسل بھی آئی ہے۔ اور عطاء بن سائب نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے

١٧٣٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢.

١٧٣٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢.

مُرْسَلٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ.

اور انھوں نے اپنے باپ (عبدالرحمٰن) سے یہ روایت بیان کی ہے۔

۱۷۴۰- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكَٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۷۴۰- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ وتر میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

(المعجم ٥٠) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧٢٨) - ج

باب:۵۰- قراءت وتر کی حدیث میں قتادہ کے شاگرد شعبہ پر اختلاف کا ذکر

وضاحت: روایت نمبر:۱۷۴۱ میں شعبہ کے شاگرد ابوداود طیالسی نے قتادہ کا استاد عزرہ بن عبدالرحمٰن بتایا ہے جبکہ روایت نمبر ۱۷۴۲ میں قتادہ کا استاد زُرارہ بن اوفیٰ ذکر کیا گیا ہے۔ تیسری روایت ۱۷۴۳ میں بھی زُرارہ ہی کا ذکر ہے۔ ایک اور فرق ہے کہ پہلی روایت میں سعید بن عبدالرحمٰن کا واسطہ ذکر ہے جبکہ آخری دو روایات میں یہ واسطہ نہیں ہے۔

۱۷۴۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَزْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكَٰفِرُونَ﴾ وَ

۱۷۴۱- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے، پھر جب فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] پڑھتے۔

۱۷۴۰ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۷۳۲، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۳۱.

۱۷۴۱ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۷۳۲، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۴۶.

﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا.

١٧٤٢ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: كَانَ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا وَيَمُدُّ فِي الثَّالِثَةِ.

۱۷۴۲-حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے پھر جب فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] پڑھتے اور تیسری دفعہ آواز کھینچتے (لمبی کرتے) تھے۔

١٧٤٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾

۱۷۴۳-حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ پڑھتے تھے۔

خَالَفَهُمَا شَبَابَةُ فَرَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

(شعبہ کے شاگرد) شبابہ نے دونوں (ابوداود اور محمد) کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو شعبة عن قتادة عن زرارة بن أوفى عن عمران بن حصين کی سند سے ذکر کیا ہے۔

فائدہ: شبابہ نے صحابی کا نام عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے بجائے عمران بن حصین کہا ہے لیکن امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ شبابہ کی غلطی ہے۔

١٧٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٤٧.

١٧٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢.

١٧٤٤- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْتَرَ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾.

۱۷۴۴- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ کے ساتھ وتر پڑھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ شَبَابَةَ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ خَالَفَهُ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی راوی نے اس روایت میں شبابہ کی موافقت کی ہو۔ یحییٰ بن سعید نے شبابہ کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① یحییٰ اور شبابہ کا اختلاف متن کے الفاظ میں ہے۔ شبابہ نے اس روایت میں وتر کا ذکر کیا ہے جبکہ درحقیقت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ظہر کے بارے میں ہے نہ کہ وتر کے بارے میں جیسا کہ یحییٰ بن سعید نے آئندہ حدیث میں بیان کیا ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ شبابہ کو دو وہم ہوئے ہیں: ایک یہ کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کی روایت کو عمران بن حصین کی روایت قرار دیا ہے اور دوسرا یہ کہ عمران بن حصین کی روایت کو صحیح بیان کیا ہے۔ عمران بن حصین کی روایت وتر کے بارے میں نہیں بلکہ ظہر کے بارے میں ہے جیسا کہ یحییٰ بن سعید نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم. ② مؤلف رحمہ اللہ اس روایت کو بار بار (۱۵ بار) سند کے معمولی اختلافات بیان کرنے کے لیے لائے ہیں۔ ان روایات کی اسانید کو بغور دیکھنے سے وہ اختلاف واضح ہو جاتا ہے مثلاً: یہ روایت بعض راویوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بعض نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے اور بعض نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ وَقِسْ عَلٰى هٰذَا. متن میں بھی اختلاف ہے۔ آخری دو روایتوں میں صرف ایک وتر کا ذکر ہے جبکہ باقی تمام میں تین وتر کا۔ ③ بعض روایات میں تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] کہنے کے بعد [رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوحِ] کا اضافہ بھی منقول ہے۔ دیکھیے: (سنن الدار قطني، الوتر، باب مايقرأ في ركعات الوتر والقنوت فيه، حديث: ۱۶۴۴)

١٧٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

۱۷۴۵- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ (آپ کے پیچھے) ایک آدمی نے سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ

١٧٤٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق: ١٧٣٢.

١٧٤٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٩١٨.

قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: مَنْ قَرَأَ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾؟ قَالَ رَجُلٌ: أَنَا. قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَهُمْ خَالَجَنِيهَا.

الْاَعْلٰی﴾ (ہلکی آواز کے ساتھ) پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ کس نے پڑھی؟'' ایک آدمی نے کہا: میں نے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی شخص مجھے اشتباہ میں ڈال رہا ہے۔''

فائدہ: جہری نماز میں اثنائے قراءت امام کے پیچھے فاتحہ کے سوا قراءت کرنا منع ہے۔ سری نماز میں زائد قراءت کی جا سکتی ہے مگر وہ کسی کو سنائی نہ دے ورنہ شور ہو سکتا ہے' نیز ایک آدمی کے اونچا پڑھنے سے امام یا ساتھیوں کو خلجان و اشتباہ ہو سکتا ہے اور دوسروں کو پریشان کرنا قطعاً جائز نہیں۔ قراءت کے علاوہ دیگر اوراد و تسبیحات بھی دوسروں کو سنائی نہیں دینی چاہییں' البتہ نمازی اکیلا ہو تو مناسب آواز سے پڑھ سکتا ہے۔ فرض ہوں یا نفل' نماز سری ہو یا جہری اور قراءت ہو یا تسبیحات و اوراد۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥١) - بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢٩)

باب:۵۱- وتر میں دعائے قنوت

١٧٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ فِي الْقُنُوتِ: «اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ».

۱۷۴۶- حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کچھ کلمات سکھلائے جنھیں میں قنوت وتر میں پڑھا کرتا ہوں: [اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ...... تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ] ''اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے عافیت دے ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے عافیت دی ہے۔ میرا ولی بن جا ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کا تو ولی بنا۔ اور میرے لیے ان چیزوں میں برکت فرما جو تو نے عطا فرمائیں۔ اور مجھے اس فیصلے کے شر سے بچا جو تو نے فرما رکھا ہے۔ یقیناً

١٧٤٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب القنوت في الوتر، ح: ١٤٢٥، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في القنوت في الوتر، ح: ٤٦٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٤٢، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، والنووي في الأذكار.

تو فیصلے کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور یقیناً وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو ولی ہو۔ اے ہمارے رب! تو بڑا بابرکت اور بلند و بالا ہے۔"

١٧٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فِي الْوِتْرِ قَالَ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ».

۱۷۴۷- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات وتر میں پڑھنے کے لیے سکھائے۔ فرمایا: کہہ [اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ ...... وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ] اے اللہ! مجھے راہ راست پر چلا ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے راہ راست پر چلایا اور رکھا۔ اور مجھے عافیت عطا فرما ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے عافیت دی۔ اور میرا ولی ہو ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کا تو ولی ہوا۔ اور میرے لیے ان چیزوں میں برکت فرما جو تو نے عطا فرمائیں۔ اور مجھے اس فیصلے کے شر اور نقصان سے بچا جو تو نے فرمایا کیونکہ تو (جو چاہے) فیصلے فرماتا ہے لیکن تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور بلاشبہ وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو ولی ہو۔ اے ہمارے رب! تو بابرکت اور بلند و بالا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نبیٔ کریم حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں فرمائے۔"

فوائد و مسائل: ① یہ دو روایتیں ایک ہی حدیث ہیں، لہٰذا الفاظ کی کمی بیشی کا تدارک ایک دوسرے سے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس روایت کی اور اسانید بھی ہیں جن میں کچھ مزید الفاظ بھی ہیں، لہٰذا ان میں سے جو الفاظ صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں وہ بھی قبول کیے جائیں گے۔ ② مستدرک حاکم میں صراحت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یہ دعا پڑھوں۔ دیکھیے: (المستدرك للحاكم: ۱۷۲/۳) لیکن ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (أصل صفة صلاة

١٧٤٧- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ١٤٤٣. * عبدالله بن علي لم يدرك الحسن بن علي كما في التهذيب: ٥/ ٢٨٤، وأخرج ابن خزيمة، ح: ١١٠٠ بإسناد صحيح عن أبي بن كعب: كان يقنت في قيام رمضان بأمر عمر رضي الله عنهما، ثم يصلي على النبي ﷺ ... الخ

النبي ﷺ للألباني: ۹۷۱/۳، ۹۷۲) اس روایت کی بنیاد پر بعض علماء قنوتِ وتر کو رکوع کے بعد پڑھنا راجح سمجھتے ہیں جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ روایت میں صراحت ہے کہ آپ نے صرف قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی ہے اور قنوتِ وتر قبل از رکوع' اس لیے دوسروں کے نزدیک قنوت وتر کا رکوع سے پہلے پڑھنا راجح ہے۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الوتر' حديث:۱۰۰۲' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:۶۷۷) ③ دعائے قنوت میں نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ إِلَيْكَ کے الفاظ بھی مشہور ہیں' لیکن یہ الفاظ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (القول المقبول في شرح و تعليق صلاة الرسول' حديث:۵۸۶) اس لیے ان کا پڑھنا صحیح نہیں۔ یہ الفاظ صرف ''حصن حصین'' میں ہیں جو حدیث کی کتاب نہیں ہے۔ ④ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ کے الفاظ کے علاوہ باقی تمام الفاظ اوپر والی روایت (۱۷۴۶) میں بھی موجود ہیں جو کہ سنداً صحیح ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ کے الفاظ مرفوعاً ضعیف ہیں' البتہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے موقوفاً قنوت وتر میں ان کا پڑھنا صحیح سند سے ثابت ہے۔ (صحيح ابن خزيمة' حديث:۱۱۰۰) نیز دوسرے صحابیٔ رسول ابوحلیمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی موقوفاً ان کا ثبوت ملتا ہے۔ (فضل الصلاة على النبي ﷺ' رقم:۱۰۷) لہٰذا ان الفاظ کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاة النبي ﷺ للألباني' ص:۱۸۰)

١٧٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَهِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ وِتْرِهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ».

۱۷۴۸- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی وتر نماز کے آخر میں یہ الفاظ پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ...... أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ] ''اے اللہ! میں تیرے غصے سے بچنے کے لیے تیری رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے بچنے کے لیے تیری معافی اور عافیت کی پناہ چاہتا ہوں اور میں تجھ سے ڈرتے ہوئے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری مکمل تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

١٧٤٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب القنوت في الوتر، ح:١٤٢٧، والترمذي، الدعوات، باب في دعاء الوتر، ح:٣٥٦٦ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح:١٤٤٤، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٣٠٦/١، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ اس دعا کا مقام کیا ہے؟ تشہد کے آخر میں یا سلام کے بعد۔ مؤخر الذکر مفہوم زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آپ سے یہ الفاظ بستر پر لیٹتے وقت پڑھنے بھی منقول ہیں۔ پیچھے حدیث نمبر ۱۱۰۱ میں یہ الفاظ تہجد کے سجدے کے دوران میں بھی آپ سے پڑھنے منقول ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دعا کو قنوت وتر میں سمجھتے ہیں۔ [آخِرِ وِتْرِهِ] کے یہ معنی بھی ممکن ہیں۔ لیکن ابن قیم رحمہ اللہ کی تحقیق میں فِي آخِرِ وِتْرِہِ سے مراد سلام کے بعد ان کلمات کا پڑھنا ہے۔ ان کے بقول سنن نسائی کی ایک روایت میں نماز سے فراغت کی تصریح ملتی ہے۔ دیکھیے: (زادالمعاد: ۳۳۶/۱) ② قنوت وتر سارا سال ہی جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس موضوع سے متعلقہ عام روایات میں دعائے وتر کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر آپ سے اس دعا کے پڑھنے کا بدستور ثبوت ملتا ہوتا تو یقیناً منقول بھی ہوتا، اس سے پتا چلتا ہے کہ دعائے وتر کبھی رہ جائے یا اسے چھوڑ بھی دیا جائے تو جائز ہے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں کیونکہ اس دعا کی حیثیت وجوب کی نہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے قنوت وتر کا ثبوت کبھی کبھار ملتا ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (أصل صفة صلاة النبي ﷺ: ۹۶۸/۳)

(المعجم ٥٢) - تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٣٠)

باب: ۵۲-قنوتِ وتر میں ہاتھ نہ اٹھانا

١٧٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ. قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِثَابِتٍ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! قُلْتُ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ!

۱۷۴۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ استسقاء (بارش کی دعا) کے علاوہ کسی بھی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ (راویٔ حدیث) شعبہ نے کہا کہ میں نے (اپنے استاد) ثابت (بنانی) سے کہا: کیا آپ نے یہ روایت خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: سُبْحَانَ اللّٰه! میں نے پھر کہا: آپ نے ان سے سنی ہے؟ انھوں نے پھر کہا: سُبْحَانَ اللّٰه! (یعنی کیا بغیر سنے بیان کر رہا ہوں؟)

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی اور دعا میں اتنے بلند ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جتنے استسقاء میں اٹھاتے تھے۔ اس میں آپ نے

١٧٤٩_ أخرجه مسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح: ٨٩٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٣٦، وقال النسائي: "خالفه وهب بن جرير".

ہاتھ سر سے بھی اونچے کر لیے تھے جبکہ عام دعا میں ہاتھ سینے کے برابر ہوتے ہیں۔ احادیث میں آپ کا عام دعاؤں میں بھی ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔ ② قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانا نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں' اس لیے افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ قنوت وتر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع سے قبل کی جائے جیسا کہ سنن نسائی کی حدیث (۱۷۰۰) میں ہے' تاہم بعض علماء بعض آثار کے پیش نظر اور قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہوئے قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ قنوت نازلہ میں نبی اکرم ﷺ سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ثابت ہیں۔ والله أعلم. ③ یہاں ہاتھ اٹھانے سے مراد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ہے نہ کہ معروف رفع الیدین جو نماز کے شروع میں کیا جاتا ہے' مگر احناف اسی رفع الیدین کے قائل ہیں۔ اور قنوت وتر میں عملاً رفع الیدین کرتے بھی ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ احناف رکوع جاتے اور اٹھتے وقت تو رفع الیدین کے قائل نہیں (بلکہ اس سے منع کرتے اور نماز کے سکون کے منافی خیال کرتے ہیں) حالانکہ وہ صحیح ترین کثیر احادیث سے ثابت ہے اور وتر کی دعا کے آغاز میں رفع الیدین کے قائل ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ کیا یہ رفع الیدین نماز کے سکون کے منافی نہیں؟

(المعجم ٥٣) - بَابُ قَدْرِ السَّجْدَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ (التحفة ٧٣١)

باب:۵۳- نماز وتر کے بعد سجدے کی مقدار؟

١٧٥٠ - أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ بِاللَّيْلِ سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، وَيَسْجُدُ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً.

۱۷۵۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک رات میں' فجر کی دو سنتوں کے علاوہ' گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور آپ اتنا لمبا سجدہ کرتے تھے کہ تم میں سے ایک شخص پچاس آیات پڑھ سکتا تھا۔

فائدہ: حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ یہ سجدہ وتر سے فراغت کے بعد ہوتا تھا جیسا کہ مصنف ؒ نے سمجھا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رات کی نماز میں کیے جانے والے سجدوں کی طوالت کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری میں یہ

١٧٥٠- أخرجه البخاري، التهجد، باب طول السجود في قيام الليل، ح:١١٢٣، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح:٧٣٦ من حديث الزهري به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح:١٤٤٥.

روایت تفصیل سے آئی ہے۔ اس میں یہ وضاحت ہے کہ یہ قیام اللیل کے سجدوں کی بات ہے نہ کہ وتر کے بعد کی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: [كَانَ يُصَلِّي إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ، يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَايَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَّرْفَعَ رَأْسَهُ......] "نبی اکرم ﷺ (رات کے وقت) گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ کی (رات کی) نماز یہی تھی۔ آپ اس نماز میں سجدہ اتنا (طویل) کرتے کہ آپ کے سر مبارک اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی پچاس آیات پڑھ لے۔" (صحيح البخاري، التهجد، حديث:۱۱۲۳) اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر [بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ] کے نام سے عنوان قائم کیا ہے۔

(المعجم ٥٤) - اَلتَّسْبِيحُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوِتْرِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُفْيَانَ فِيهِ (التحفة ٧٣٢)

باب:۵۴- وتر سے فارغ ہونے کے بعد تسبیح اور اس حدیث میں سفیان پر اختلاف کا ذکر

١٧٥١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَيَقُولُ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

۱۷۵۱- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ بلند آواز سے [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] پڑھتے تھے۔

١٧٥٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ

۱۷۵۲- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے ساتھ وتر پڑھتے تھے اور سلام کے بعد

١٧٥١- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢، ١٧٣٣.

١٧٥٢- [صحيح] انظر الحديث السابق.

أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَيَقُولُ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

تین دفعہ بلند آواز سے [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] فرماتے تھے۔

خَالَفَهُمَا أَبُو نُعَيْمٍ فَرَوَاهُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدٍ.

ابونعیم نے ان دونوں (قاسم اور محمد بن عبید) کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو عن سفیان عن زبید عن ذر عن سعید کی سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں احادیث (۱۷۵۱ اور ۱۷۵۲) میں سفیان ثوری کے شاگرد بالترتیب قاسم اور محمد بن عبید ہیں۔ ان دونوں نے زبید اور سعید کے درمیان ذرّ کا واسطہ ذکر نہیں کیا، مگر آئندہ حدیث میں ابونعیم نے یہ واسطہ ذکر کیا ہے۔ ابونعیم بھی سفیان کے شاگرد ہیں۔

۱۷۵۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

۱۷۵۳- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ وتروں میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾، سورۂ ﴿قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے پھر جب سلام پھیرنے کے بعد اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو تین دفعہ بلند آواز سے [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] پڑھتے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو نُعَيْمٍ أَثْبَتُ عِنْدَنَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ وَمِنْ قَاسِمِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَثْبَتُ أَصْحَابِ سُفْيَانَ عِنْدَنَا - وَاللَّهُ أَعْلَمُ - يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، ثُمَّ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ابونعیم، محمد بن عبید اور امام قاسم بن یزید سے زیادہ ثقہ اور معتبر ہیں۔ ہمارے نزدیک سفیان ثوری کے شاگرد اس حدیث میں ثقاہت کے لحاظ سے یہ

۱۷۵۳- [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثُمَّ وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثُمَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثُمَّ أَبُو نُعَيْمٍ، ثُمَّ الْأَسْوَدُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

ترتیب رکھتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید قطان، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابونعیم اور أسود۔ واللہ أعلم.

وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ زُبَيْدٍ فَقَالَ: يَمُدُّ صَوْتَهُ فِي الثَّالِثَةِ وَيَرْفَعُ.

جریر بن حازم نے بھی اس حدیث کو زبید سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے یوں کہا ہے: تیسری دفعہ آپ ﷺ نے اپنی آواز کو لمبا بھی کیا اور بلند بھی۔

١٧٥٤- أَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ: سَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَمُدُّ صَوْتَهُ فِي الثَّالِثَةِ ثُمَّ يَرْفَعُ.

١٧٥٤- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔ اور جب سلام پھیرتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] فرماتے اور تیسری دفعہ اپنی آواز کو کھینچتے تھے اور مزید بلند فرماتے تھے۔

١٧٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ

١٧٥٥- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تو [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] کہتے۔ (قتادہ کے شاگرد) ہشام نے اس روایت کو مُرسَل بیان کیا ہے

١٧٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٥١ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٤٨.

١٧٥٥- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٥١، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧.

﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَـدٌ﴾ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ». أَرْسَلَهُ هِشَامٌ.

(یعنی براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اس میں صحابی عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کا ذکر نہیں کیا۔)

١٧٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۷۵۶-حضرت سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ وتر (میں یہ تین سورتیں) پڑھتے تھے...... پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

فائدہ: امام نسائی ؒ نے سندوں کا اختلاف ظاہر کرنے کے لیے اس حدیث کو چھ دفعہ ذکر کیا جس کی تفصیل سندیں دیکھ کر ہی معلوم ہو سکتی ہے، مثلاً: آخری سند میں صحابی کا واسطہ نہیں جبکہ باقی سندوں میں صحابی کا واسطہ ہے، وغیرہ۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ بَيْنَ الْوِتْرِ وَبَيْنَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ٧٣٣)

باب:۵۵-وتر اور فجر کی سنتوں کے درمیان اور نماز بھی جائز ہے

١٧٥٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ الصُّورِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، تِسْعَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا يُوتِرُ فِيهَا وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا، فَإِذَا أَرَادَ

۱۷۵۷-حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ کل تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ نو رکعتیں کھڑے ہو کر جن میں ایک رکعت وتر ہوتی تھی۔ دو رکعتیں بیٹھ کر۔ جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو جاتے اور رکوع اور سجدے کرتے۔ ایسا آپ وتر کے بعد کرتے تھے، پھر جب صبح کی اذان سنتے تو اٹھتے اور دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

١٧٥٦ـ [صحيح] انظر، ح: ١٧٥١ والتي بعده.

١٧٥٧ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٨/ ١٢٦ من حديث معاوية بن سلام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٤٩، وأخرجه البخاري، ح: ٦١٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به مختصرًا جدًا.

أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ بَعْدَ الْوِتْرِ، فَإِذَا سَمِعَ نِدَاءَ الصُّبْحِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

فائدہ: وتر کے بعد دو رکعات کا مسئلہ پیچھے گزر چکا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۶۵۲.

(المعجم ٥٦) - اَلْمُحَافَظَةُ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ٧٣٤)

باب:٥٦- نمازِ فجر سے قبل دو رکعت سنت پر پابندی کرنا

١٧٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. خَالَفَهُ عَامَّةُ أَصْحَابِ شُعْبَةَ مِمَّنْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ فَلَمْ يَذْكُرُوا مَسْرُوقًا.

۱۷۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت (سنت مؤکدہ) اور فجر سے قبل دو رکعت سنت نہیں چھوڑتے تھے۔

یہ حدیث بیان کرنے والے شعبہ کے دوسرے شاگردوں نے عثمان بن عمر کی مخالفت کی ہے، یعنی انھوں نے (محمد بن منتشر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان) مسروق کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: امام ابوجعفر طبری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل ظہر سے پہلے چار رکعت کا تھا۔ کبھی کبھار آپ دو رکعت بھی پڑھ لیتے تھے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباري، تحت شرح الحديث: ۱۱۸۲)

١٧٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۱۷۵۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت (سنت) نہیں چھوڑتے تھے۔

١٧٥٨- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٥٠، وانظر الحديث الآتي، وقال النسائي: "هذا الحديث لم يتابعه أحد على قوله عن مسروق".

١٧٥٩- أخرجه البخاري، التهجد، باب الركعتين قبل الظهر، ح: ١١٨٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٥١. * إبراهيم هو ابن محمد بن المنتشر.

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ عِنْدَنَا وَحَدِيثُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ خَطَأٌ وَاللّٰهُ [تَعَالٰى] أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ روایت درست ہے اور عثمان بن عمر کی روایت غلط ہے۔ واللہ أعلم. (اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے کہ اس روایت میں مسروق کا ذکر درست نہیں۔)

فائدہ: اس اختلاف کی مزید تفصیل کے لیے فتح الباری: ۳/۵۹، حدیث: ۱۱۸۲ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

١٧٦٠ - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۱۷۶۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو سنتیں دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہیں۔''

فائدہ: دنیا فانی ہے اور آخرت کا ثواب باقی' لہٰذا ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں' یعنی فجر کی دو سنتوں کا ثواب اس بات سے بہتر ہے کہ اسے ساری دنیا دے دی جائے' لہٰذا انھیں سفر میں بھی نہ چھوڑا جائے۔

(المعجم ٥٧) - بَابُ وَقْتِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ٧٣٥)

باب: ۵۷- فجر کی دو سنتوں کا (مسنون) وقت

١٧٦١ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

۱۷۶۱- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب صبح کی اذان ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرض نماز کے لیے جانے سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

١٧٦٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر . . . الخ، ح: ٧٢٥ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٥٢.

١٧٦١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ.

فائدہ: اصل وقت یہی ہے البتہ اگر کسی وجہ سے رہ جائیں تو فرض نماز پڑھنے کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

١٧٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

۱۷۶۲- حضرت حفصہ ؓ سے منقول ہے کہ جب فجر اچھی طرح روشن ہو جاتی تو نبی ﷺ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٥٨) - اَلْاِضْطِجَاعُ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ (التحفة ٧٣٦)

باب:۵۸- فجر کی دوسنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا

١٧٦٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ أَنْ يَتَبَيَّنَ الْفَجْرُ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

۱۷۶۳- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب مؤذن فجر کی نماز کی اذان سے فارغ ہوتا تو فجر واضح اور روشن ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور فجر کی فرض نماز سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے' پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹنا نبی ﷺ کا معمول تھا۔ اسے بڑھاپے کی وجہ سے محض آرام کر لینا' قرار نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل حدیث: ۱۷۲۷ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔

١٧٦٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

١٧٦٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من انتظر الإقامة، ح: ٦٢٦ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦/ ١٢٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٥٥.

(المعجم ٥٩) - **بَابُ ذَمِّ مَنْ تَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ** (التحفة ٧٣٧)

باب:۵۹-جو شخص قیام اللیل (جس کی اسے عادت تھی) چھوڑ دے اس کی مذمت

١٧٦٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ».

۱۷۶۴-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تو فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو پہلے رات کو (نفل) نماز پڑھا کرتا تھا' پھر اس نے اسے چھوڑ دیا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ ساری ساری رات قیام کرتے تھے۔اس میں خطرہ تھا کہ جسم کمزور ہو جائے گا اور وہ سرے سے عبادت خصوصاً رات کی نماز کے قابل نہ رہے گا' اس لیے فرمایا کہ رات کو سونے کے بعد کچھ دیر کے لیے تہجد پڑھا کرو تاکہ جسم کمزور نہ پڑے۔اس طرح رات کا قیام جاری رہے گا اور ترک کی نوبت نہ آئے گی۔ نیکی شروع کر کے پھر چھوڑ دینا ناپسندیدہ بات ہے۔اس سے بہتر ہے کہ نفل نیکی تھوڑی مقدار میں کی جائے جس پر پابندی اور ہمیشگی آسان ہو۔ ② لوگوں کو کسی عیب یا کمزوری سے بچنے کا درس دینے کے لیے کسی معین شخص کا ذکر نہ کیا جائے جس میں وہ عیب پایا جاتا ہو۔ ③ نیکی کے کام کو چھوڑ دینا مناسب نہیں' اگرچہ وہ وجوب کا درجہ نہ بھی رکھتا ہو۔

١٧٦٥- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۱۷۶۵-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کا قیام (نفل نماز) پڑھا کرتا تھا' پھر اس نے قیام اللیل چھوڑ دیا۔''

١٧٦٤ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه، ح: ١١٥٢ من حديث عبدالله ابن المبارك، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، . . . الخ، ح: ١١٥٩/ ١٨٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به، .

١٧٦٥ـ أخرجه مسلم، ح: ١١٥٩/ ١٨٥ من حديث الأوزاعي به (انظر الحديث السابق).

ﷺ: «لَا تَكُنْ يَا عَبْدَ اللهِ! مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ».

(المعجم ٦٠) - بَابُ وَقْتِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَذِكْرِ الْاخْتِلَافِ عَلَى نَافِعٍ. (التحفة ٧٣٨)

باب:٦٠- فجر کی دو رکعت (سنت) کا (مسنون) وقت اور اس روایت میں نافع سے اختلاف

١٧٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

١٧٦٦- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فجر کی دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٦٧- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ.

١٧٦٧- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كِلَا الْحَدِيثَيْنِ عِنْدَنَا خَطَأٌ، وَاللهُ [تَعَالَى] أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ دونوں روایتیں غلط ہیں۔ واللہ أعلم.

١٧٦٦- أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح: ٦١٨ من حديث مالك عن نافع به، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر، ح: ٧٢٣/ ٨٧ من حديث نافع به.

١٧٦٧- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

فائدہ: دونوں روایتوں سے مراد روایت ۱۷۶۶ اور ۱۷۶۷ ہیں۔ پہلی روایت میں غلطی یہ ہے کہ نافع اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے درمیان صفیہ کی بجائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطہ چاہیے جیسا کہ روایت نمبر ۱۷۶۷ اور مابعد روایات میں ہے، یعنی نافع کے شاگردان میں سے صرف عبدالحمید بن جعفر نافع عن صفية عن حفصة کے طریق سے روایت کرتا ہے۔ باقی تمام تلامذہ، جن کی تعداد تقریباً نو ہے، یہ سب نافع اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطہ ذکر کرتے ہیں، ہاں عن صفية عن حفصة کے بیان میں حضرت سالم بن عبداللہ نافع کی متابعت کرتے ہیں۔ واللہ أعلم. (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:۱۸/۱۵۴) اور دوسری روایت:۱۷۶۷ میں غلطی یہ ہے کہ اس میں اوزاعی کے شاگرد شعیب کے بجائے یحییٰ (بن حمزہ) درست ہیں جیسا کہ آئندہ روایت میں مذکور ہے۔ واللہ أعلم. تاہم جہاں تک مسئلے کا تعلق ہے، وہ صحیح ہے۔

١٧٦٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالصَّلَاةِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۷۶۸- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی اذان اور نماز کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔"

١٧٦٩- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ. قَالَ هُوَ وَنَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

۱۷۶۹- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٧٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۱۷۷۰- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی

١٧٦٨_[صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

١٧٦٩_[صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

١٧٧٠_[صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ حَفْصَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٧١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ: إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ.

١٧٧١-حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ صبح (کی نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْحَكَمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْفُرَاتِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

١٧٧٢-حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب صبح کی نماز کی اذان ہوتی تو رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

١٧٧٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا

١٧٧٣-ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مؤذن (اذان کہہ کر) خاموش ہوتا تو رسول اللہ ﷺ دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٧١_[صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.
١٧٧٢_[صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.
١٧٧٣_[صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

١٧٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ.

۱۷۷۴- مومنوں کی ماں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا: جب مؤذن صبح کی اذان کہہ کر خاموش ہوتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کی اقامت سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُخْتِي حَفْصَةُ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۷۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

١٧٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ ابْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

۱۷۷۶- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب فجر طلوع ہوتی تو رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٧٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۷۷۷- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ

١٧٧٤- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤، وهو في الكبرى، ح: ١٤٥٤.
١٧٧٥- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.
١٧٧٦- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.
١٧٧٧- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

جب فجر طلوع ہوتی تو رسول اللہ ﷺ صرف دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: فجر طلوع ہونے کے بعد عام نوافل سورج بلند ہونے تک منع ہیں۔ صرف صبح کی دو سنتیں ہی مشروع ہیں۔ فرض نماز سے قبل، وہ اگر رہ جائیں تو نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

١٧٧٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۷۷۸- حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے کہ جب صبح کی نماز کی اذان ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرض نماز کو جانے سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

وَرَوَى سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ.

یہ روایت حضرت سالم نے بھی (حضرت نافع کے بجائے) ابن عمر عن حفصة کی سند سے بیان کی ہے۔

فائدہ: اب تک یہ روایت حضرت نافع کے واسطے سے ذکر کی گئی ہے لیکن یہ روایت حضرت نافع کے ساتھی حضرت سالم بھی اسی سند سے بیان کرتے ہیں اب ان کی روایت ذکر کی جا رہی ہے۔

١٧٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ.

۱۷۷۹- حضرت حفصہ ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ (فعل) فجر طلوع ہونے کے بعد ہوتا تھا۔ (یعنی دو رکعتوں کی ادائیگی۔)

١٧٧٨- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

١٧٧٩- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

١٧٨٠- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

۱۷۸۰- حضرت حفصہ ؓ نے بتایا کہ جب فجر روشن ہوجاتی تو رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت حفصہ ؓ کی روایت کا یہ صبر آزما تکرار (۱۵ دفعہ) سند کے کچھ اختلافات ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ محدثین کے لیے یہ چیز بہت اہم اور معلومات افزا ہوتی ہے اگرچہ عام آدمی اسے بے فائدہ سمجھتا ہے۔ سند کے اختلافات سندیں دیکھ کر معلوم ہوسکتے ہیں۔ یاد رہے اس اختلاف سے حدیث کی حیثیت مجروح نہیں ہوتی کیونکہ حدیث صحیح سند سے محفوظ ہوتی ہے۔ تکرار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بعض دوسرے ضعیف راویوں نے سند کے بیان میں جو غلطیاں کی ہیں، وہ واضح ہوجائیں۔ ان کی غلطی سے اصل اور صحیح سند مجروح نہیں ہوتی، لہٰذا عوام الناس کو یہ اختلاف دیکھ کر پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ہر تکرار میں یہ چیز مدنظر رہے۔ ② یہ باب اور مسئلہ چند ابواب قبل گزر چکا ہے۔ یہاں دوبارہ اس باب کا ذکر صرف مذکورہ حدیث کی سند کا اختلاف ظاہر کرنے کے لیے ہے۔

١٧٨١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو عَنْ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ.

۱۷۸۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: تہجد کی لمبی لمبی رکعتوں کے بعد تو یہ رکعتیں واقعتاً ہلکی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ انھیں بھی سکون و اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر ہی پڑھتے تھے مگر آپ قراءت ہلکی کرتے تھے، مثلاً: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔

١٧٨٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۱۷۸۲- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے، انھوں

١٧٨٠_[صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.
١٧٨١_[صحيح] تقدم، ح: ١٧٥٧.
١٧٨٢_[صحيح] تقدم، ح: ١٧٥٧.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ.

نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ پہلے آٹھ رکعات پڑھتے، پھر وتر (ایک رکعت) پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو پڑھتے لیکن جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو کر رکوع فرماتے۔ اور دو رکعتیں صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان پڑھتے تھے۔

١٧٨٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَثَّامُ ابْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا.

١٧٨٣- حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب صبح کی اذان سنتے تو فجر کی دو سنتیں پڑھتے اور انھیں ہلکا پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس ؓ سے درست نہیں بلکہ یہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے چونکہ اس کی سند میں حبیب بن ابی ثابت مدلس ہیں اور مذکورہ روایت عن سے بیان کرتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ قوی اندیشہ ہے کہ سند میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔ یا اس سند کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے یہ حدیث نہیں آتی، کوئی اور آتی ہے۔ (دونوں توجیہات کے فرق کو غور سے سمجھا جائے۔)

١٧٨٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

١٧٨٤- حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے

١٧٨٣ـ [صحيح] وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٧٢٣/ ٨٧ وغيره.

١٧٨٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٩ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٠٥، وصححه الحافظ ابن حجر في الإصابة.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّ شُرَيْحًا الْحَضْرَمِيَّ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْآنَ».

کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت شریح حضرمی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ قرآن کو سرہانہ نہیں بناتا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ الفاظ مدح بھی بن سکتے ہیں اور مذمت بھی۔ مدح اس طرح کہ وہ قرآن کی توہین نہیں کرتا کہ اسے سرہانے کی طرح نیچے پھینک دے یا اس پر سر رکھ لے بلکہ وہ اس کی تعظیم و توقیر کرتا ہے۔ اور مذمت اس طرح کہ وہ قرآن کو سرہانے کی طرح لازم نہیں پکڑتا، یعنی پابندی اور ہمیشگی سے اس کی دلجمعی سے تلاوت نہیں کرتا۔ ② [لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْآنَ] کا ایک ترجمہ یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن اس کے ساتھ سرہانہ نہیں بنتا۔ (اس صورت میں قرآن فاعل ہوگا) اس معنی کو بھی تعریف اور مذمت دونوں پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ تعریف اور مدح اس طرح کہ قرآن حفظ کرنے کے بعد وہ سویا نہیں رہتا کہ قرآن سرہانہ، یعنی نیند کا ذریعہ بن جائے بلکہ وہ قرآن کے ساتھ جاگتا ہے، یعنی اسے پڑھتا ہے اور اسے یاد رکھتا ہے۔ اور مذمت اس طرح کہ اسے قرآن حفظ نہیں اور وہ اسے پڑھتا نہیں کہ جب وہ سوئے تو سرہانے کی طرح قرآن بھی اس کے ساتھ ہو۔ ③ اس روایت کا باب، یعنی فجر کی سنتوں کے وقت سے کوئی تعلق نہیں، البتہ رات کی نماز سے تعلق ہے کہ وہ قابل تعریف چیز ہے اور رات کی نماز سے سوئے رہنا قابل مذمت ہے۔ رات کی نماز تمام گزشتہ نیک لوگوں کا دستور اور معمول رہا ہے۔

(المعجم ٦١) - بَابُ مَنْ كَانَ لَهُ صَلَاةٌ بِاللَّيْلِ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا النَّوْمُ (التحفة ٧٣٩)

باب: ٦١- جو آدمی رات کو تہجد پڑھتا ہو، کبھی اس پر نیند غالب آ جائے اور وہ نہ پڑھ سکے تو؟

١٧٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رِضًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ

١٧٨٥- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ انھیں ان کے نزدیک پسندیدہ شخص نے بتایا کہ ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو رات کو نفل نماز پڑھنے کی عادت ہو،

١٧٨٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من نوى القيام فنام، ح: ١٣١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/١١٧، والكبرى، ح: ١٤٥٧. * قوله: "عن رجل عنده رضاً" يعني الأسود بن يزيد، انظر الحديث الآتي.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنِ امْرِىءٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ».

پھر کسی دن اس پر نیند غالب آ جائے (اور وہ نفل نماز نہ پڑھ سکے) تو اللہ تعالیٰ (اس دن بھی) اس (معمول کی) نماز کا اجر اس کے لیے لکھ دیتا ہے اور اس کی نیند اس کے لیے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) صدقہ بن جاتی ہے۔"

فائدہ: سند میں مذکور "پسندیدہ شخص" حضرت اسود بن یزید ہیں۔ آئندہ حدیث کی سند میں اس کی صراحت ہے۔

(المعجم ٦٢) - إِسْمُ الرَّجُلِ الرِّضَى (التحفة ٧٤٠)

باب: ٦٢- پسندیدہ شخص کا نام

١٧٨٦- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ صَلَاةٌ صَلَّاهَا مِنَ اللَّيْلِ فَنَامَ عَنْهَا كَانَ ذٰلِكَ صَدَقَةً تَصَدَّقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ وَكَتَبَ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ».

١٧٨٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی کی کوئی مقررشدہ نماز ہو جسے وہ لازماً رات کو پڑھتا ہو لیکن کسی دن (اتفاقاً) وہ سویا رہا (اور اسے نہ پڑھ سکا) تو نیند اس کے لیے صدقہ ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کیا ہے اور وہ اس کے لیے اس کی (مقررہ) نماز کا ثواب لکھے گا۔"

فائدہ: سابقہ حدیث کی سند میں حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عائشہ ؓ کے درمیان ایک شخص کا واسطہ تھا جس کا نام ذکر کرنے کے بجائے صرف "پسندیدہ شخص" کہا گیا' مذکورہ حدیث میں اس کا نام مذکور ہے' اور وہ ہے اسود بن یزید' لہٰذا یہ عنوان قائم کیا۔

١٧٨٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ

١٧٨٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اسی طرح بیان کیا جیسے پہلے بیان ہوا ہے۔

١٧٨٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٤٥٨.

١٧٨٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

اللهِ ﷺ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوجعفر رازی ہے جو علم حدیث میں قوی اور معتبر نہیں۔

فائدہ: امام نسائی ؒ گویا ابوجعفر راوی کے واسطے سے منقول اس طریق کی تضعیف فرما رہے ہیں' لیکن اس سے صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی کیونکہ اس کے شواہد ملتے ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٣) - بَابُ مَنْ أَتٰى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي الْقِيَامَ فَنَامَ (التحفة ٧٤١)

باب:٦٣- جو آدمی سوتے وقت قیام اللیل کی نیت رکھتا ہو مگر وہ (گہری نیند) سویا رہا

١٧٨٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتٰى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَقُومَ، يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ حَتّٰى أَصْبَحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوٰى وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ». خَالَفَهُ سُفْيَانُ.

١٧٨٨- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے اور وہ اسے نبی ﷺ تک پہنچاتے تھے' آپ نے فرمایا: ''جو آدمی بستر پر لیٹتے وقت نیت رکھتا ہو کہ رات کو (نماز تہجد کے لیے) اٹھے گا لیکن اسے گہری نیند آ گئی اور وہ صبح تک سویا رہا تو اس کے لیے اس نماز کا ثواب لکھا جائے گا جس کی اس نے نیت کی اور اس کی نیند اس کے رب عزوجل کی طرف سے اس پر نوازش ہو گی۔''
سفیان نے اس روایت میں حبیب بن ابی ثابت کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: حبیب نے یہ روایت مرفوع (فرمان رسول اللہ ﷺ) بیان کی تھی جبکہ سفیان اسے موقوف (صحابی کا فرمان) بیان کرتے ہیں۔ دوسرے سفیان یہ روایت شک کے ساتھ بیان کرتے ہیں' نیز سنن نسائی کے تمام نسخوں میں عن أبي ذر و أبي الدرداء ہے یہ سند میں تصحیف ہے۔ درست بجائے واو کے او ہے' یعنی شک کے ساتھ' جیسا کہ السنن الکبریٰ للنسائی میں ہے: (١/٤٥٧) سنن کبریٰ میں سفیان ثوری کے ساتھ سفیان

١٧٨٨ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن نام عن حزبه، من الليل، ح: ١٣٤٤ عن هارون بن عبدالله الحمّال به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٥٩، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣١١، ووافقه الذهبي. * سليمان هو الأعمش، وتلميذه هو الجعفي.

بن عیینہ بھی ہیں، گویا دونوں ہی حبیب بن ابی ثابت کی مذکورہ مخالفات میں شریک ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۱۸/۱۷۱،۱۷۲) یہ وضاحت تو سندی اختلاف کی تھی۔ رہی صحت حدیث تو بلاشک متن حدیث قابل حجت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ روایت موقوفاً أصح ہے، لیکن چونکہ اس میں راوی کے اجتہاد اور رائے کا دخل نہیں، اس لیے حکماً مرفوع ہے، نیز اس کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (إرواء الغليل للألباني، رقم الحديث:۴۵۴)

۱۷۸۹- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ مَوْقُوفًا.

۱۷۸۹- سفیان ثوری نے اس روایت کو حضرت ابوذر اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کا اپنا قول (یعنی موقوف) بیان کیا ہے۔

(المعجم ٦٤) - **بَابٌ: كَمْ يُصَلِّي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ مَنَعَهُ وَجَعٌ** (التحفة ٧٤٢)

باب:۶۴- جو شخص رات کی معمول کی نماز سے سویا رہا یا کسی تکلیف کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو وہ دن کو کتنی رکعات پڑھے؟

۱۷۹۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ مَنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ نَوْمٌ - غَلَبَتْهُ عَيْنُهُ - أَوْ وَجَعٌ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

۱۷۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نفل نماز نہ پڑھ سکتے، یعنی نیند یا تکلیف کا غلبہ ہو جاتا تو دن کو بارہ رکعات پڑھتے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ عموماً گیارہ رکعات پڑھتے تھے، لیکن جب کبھی مذکورہ وجوہات کی بنا پر رات کو یہ نماز نہ پڑھ سکتے تو دن کے وقت گیارہ کی بجائے ایک رکعت کا اضافہ فرما کر ان کو جفت بنا لیتے اور بارہ رکعات پڑھ لیتے۔ اگر گیارہ کی بجائے دس پڑھتے تو نوافل میں کمی رہ جاتی لیکن آپ نے کمی کو پسند نہیں فرمایا۔

۱۷۸۹- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۱٤۷۰، انظر الحديث السابق.

۱۷۹۰- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض، ح: ۷٤٦/ ۱٤۰ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱٤٦۱.

(المعجم ٦٥) - **بَابٌ: مَتٰى يَقْضِي مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ** (التحفة ٧٤٣)

باب:٦٥- جو شخص رات کو اپنی مقررہ نفل نماز (تہجد) سے سویا رہا تو وہ کب اس کی ادائیگی کرے؟

١٧٩١- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَ اللهِ أَخْبَرَاهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

١٧٩١- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو اپنی مقررشدہ مکمل یا کچھ نماز سے سویا رہا (نہ پڑھ سکا) پھر وہ اسے فجر کی نماز (طلوع شمس) سے نماز ظہر تک پڑھ لے تو اس کا ثواب یوں لکھا جائے گا گویا اس نے رات کو پڑھی۔''

فائدہ: البتہ دو چیزیں ملحوظ رکھے۔ وقت نفل نماز کے لیے مکروہ نہ ہو اور طاق کی بجائے ایک رکعت زائد کر کے جفت پڑھے۔ یہ تب ہے جب رات کے نوافل کی ادائیگی کرنی ہو لیکن اگر صرف وتر کی ادائیگی ہی مقصود ہے تو طاق وتر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم.

١٧٩٢- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: [قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:] «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ» أَوْ قَالَ: «عَنْ جُزْئِهِ، مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَكَأَنَّمَا

١٧٩٢- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو اپنی معمول کی مکمل یا کچھ نفل نماز سے سویا رہا' پھر اس نے اسے صبح کی نماز (کا وقت ختم ہونے اور مکروہ وقت گزرنے کے بعد) سے ظہر کی نماز تک پڑھ لیا تو یوں سمجھو' اس نے رات ہی کو پڑھی۔''

١٧٩١ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٤٧ (انظر الحديث السابق) من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٦٢.

١٧٩٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٦٤.

قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

فائدہ: یعنی ثواب کے لحاظ سے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے' نیز معلوم ہوا کہ رات کو نماز (نفل) پڑھنے کا ثواب دن کو پڑھنے سے بہت زیادہ ہے علاوہ معذور شخص کے۔

١٧٩٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَهُ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ إِلَى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَفُتْهُ أَوْ كَأَنَّهُ أَدْرَكَهُ.

١٧٩٣- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص سے رات کی مقررہ (نفل) نماز رہ گئی اور اس نے زوال شمس سے لے کر ظہر کی نماز تک پڑھ لی تو یوں سمجھو کہ وہ نماز اس سے نہیں رہی بلکہ گویا اس نے بروقت پڑھ لی۔

رَوَاهُ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مَوْقُوفًا.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے حُمید نے اسے موقوف بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مقصود یہ ہے کہ آئندہ روایت میں یہی الفاظ حُمید کی طرف منسوب ہیں۔ حمید تابعی ہیں اور تابعی کے قول وفعل کو مقطوع کہا جاتا ہے' گویا یہاں موقوف سے مقطوع مراد ہے۔ ② ہمارے نسخے کے مطابق عبارت کا بظاہر وہی مفہوم ہے جو ذکر ہوا۔ ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: (١٧٨/١٨) کے نسخے میں حمید بن عبدالرحمٰن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں' اگر یہ اضافہ درست ہے تو پھر موقوف اپنے اصطلاحی معنی میں مستعمل ہے۔ واللّٰہ أعلم. ③ ضروری نہیں نماز ہی مراد ہو بلکہ قرآن مجید یا ذکر و درود بھی مراد ہو سکتا ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے۔ ④ اس روایت میں زوال شمس کا لفظ کسی راوی کی غلطی ہے' طلوع شمس چاہیے جیسے پہلی روایات میں ہے۔ ⑤ باب کے تحت ان تین روایات میں فرق یہ ہے کہ پہلی اور دوسری روایت رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہے اور آخری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اور آئندہ روایت صحابی کی بجائے تابعی (حمید) کی طرف منسوب ہے۔ پہلی کو مرفوع دوسری کو موقوف اور تیسری کو مقطوع کہتے ہیں۔

١٧٩٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

١٧٩٤- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں

١٧٩٣- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٠٠، والكبرٰى، ح: ١٤٦٥.

١٧٩٤- [إسناده صحيح] مقطوع (يعني من قول التابعي)، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٦٦، (انظر الحديث المتقدم، ح: ١٧٩١).

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: مَنْ فَاتَهُ وِرْدُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَقْرَأْهُ فِي صَلَاةٍ قَبْلَ الظُّهْرِ فَإِنَّهَا تَعْدِلُ صَلَاةَ اللَّيْلِ.

کہ جس آدمی کا رات کا مقررہ ورد (ذکر، قرآن یا نماز) رہ جائے تو وہ اسے ظہر کی نماز سے پہلے کسی (نفل) نماز میں پڑھ لے تو یہ نماز بھی رات کی نماز کے برابر ہی متصور ہوگی۔

(المعجم ٦٦) - ثَوَابُ مَنْ صَلّٰى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ فِيهِ لِخَبَرِ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي ذٰلِكَ وَالْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ (التحفة ٧٤٤)

باب: ٦٦- جو آدمی دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے اسے کیا ثواب ملے گا؟ اور اس بارے میں حضرت ام حبیبہ ﷝ کی روایت نقل کرنے والوں کا اختلاف، نیز حضرت عطاء کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: حضرت عطاء نے اس روایت کو کہیں حضرت عائشہ ﷝ سے بیان فرمایا ہے اور کہیں حضرت ام حبیبہ ﷝ سے۔ کبھی اپنے اور ام حبیبہ کے درمیان واسطے کا ذکر مجہول کیا ہے اور کہیں نام لیا ہے۔ یہ اختلاف دراصل ان کے شاگردوں میں ہے۔ کسی نے ایک طرح بیان کیا کسی نے دوسری طرح۔

١٧٩٥- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ ثَابَرَ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ

١٧٩٥- حضرت عائشہ ﷝ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات (سنت) پر پابندی کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ان کی ترتیب یوں ہے:) ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو، مغرب کے بعد دو، عشاء کے بعد دو اور فجر (کی نماز) سے پہلے دو۔“

١٧٩٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعةً . . . الخ، ح: ٤١٤، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في ثنتي عشرة ركعةً من السنة، ح: ١١٤٠ من حديث إسحاق بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٦٧، وقال الترمذي: "غريب"، وله شواهد عند مسلم وغيره. * مغيرة بن زياد حسن الحديث، وثقه الجمهور.

الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ».

فائدہ: انھیں سنن مؤکدہ کہا جاتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے انھیں پابندی سے پڑھا ہے۔ اگر کبھی کچھ رہ گئیں تو ان کی قضا دی ہے، لہٰذا ان میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ سنت مؤکدہ کو بلاعذر چھوڑ دینا قابل ملامت ہے۔ عذر سے مراد سفر، مرض یا شدید مصروفیت وغیرہ ہے۔

١٧٩٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيٰى إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ ثَابَرَ [عَلٰى] اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ».

١٧٩٦- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بارہ رکعات پر پابندی اور ہمیشگی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (ان کی ترتیب یوں ہے:) ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو، مغرب کی نماز کے بعد دو، عشاء کے بعد دو اور فجر کی نماز سے پہلے دو۔“

١٧٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَكَعَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ، بَنَى اللهُ لَهُ بِهَا بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

١٧٩٧- حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

١٧٩٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ

١٧٩٨- حضرت ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں

١٧٩٦- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.
١٧٩٧- [صحيح] وللحديث شواهد، انظر، ح: (١٨٠٢) يأتي بعد قليل، إن شاء الله تعالى.
١٧٩٨- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٦٨، وانظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، مَا بَلَغَكَ فِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْ عَنْبَسَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَكَعَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

نے حضرت عطاء سے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ جمعے سے پہلے بارہ رکعات پڑھتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کو کون سی روایت پہنچی ہے؟ انھوں نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے حضرت عنبسہ بن ابوسفیان کو کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے گا' اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

فائدہ: ان بارہ رکعات سے رسول اللہ ﷺ کی مراد گزشتہ احادیث میں گزر چکی ہے۔ حضرت عطاء نے اسے عام سمجھا مگر یہ درست نہیں۔

١٧٩٩- أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حِبَّانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۷۹۹- حضرت ام حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص ایک دن میں بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا' اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَطَاءٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَنْبَسَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء نے عنبسہ سے نہیں سنا۔ (جیسا کہ آئندہ روایت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ درمیان میں حضرت یعلیٰ بن اُمیّہ کا واسطہ ہے۔)

١٨٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:

۱۸۰۰- حضرت یعلیٰ بن امیہ فرماتے ہیں کہ میں

١٧٩٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٤٦٩.

١٨٠٠- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٤٧٠، وانظر الحديث الآتي، ح: ١٨٠٢.

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ سَعِيدٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قَدِمْتُ الطَّائِفَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ، فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَزَعًا فَقُلْتُ: إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ فَقَالَ: أَخْبَرَتْنِي أُخْتِي أُمُّ حَبِيبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالنَّهَارِ أَوْ بِاللَّيْلِ بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ». خَالَفَهُمْ أَبُو يُونُسَ الْقُشَيْرِيُّ.

طائف میں آیا تو حضرت عنبسہ بن ابوسفیان کے پاس گیا جبکہ وہ قریب الموت تھے۔ میں نے ان میں گھبراہٹ محسوس کی تو میں نے کہا: (مت گھبرائیں) آپ نیکی پر قائم ہیں (یا ان شاء اللہ آپ سے اچھا سلوک ہوگا۔) انھوں نے فرمایا: مجھے میری ہمشیرہ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دن رات میں بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا' اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔''
ابو یونس قشیری نے ان سب کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ابو یونس قشیری حضرت عطاء کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے حضرت عطاء بن ابی رباح کا استاد شہر بن حوشب ذکر کر کے حضرت عطاء کے دوسرے شاگردوں کی مخالفت کی ہے جن کی روایات ابھی گزری ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ ابو یونس نے روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ گویا روایت مرفوع کے بجائے موقوف ذکر کی جبکہ دوسرے شاگرد اسے مرفوع بیان کرتے ہیں۔ ② یعنی وہ جنت میں داخل ہوگا ورنہ گھر کا کیا فائدہ؟ نیز امید ہے کہ اولیں طور پر داخل ہوگا ورنہ مطلق دخول تو محض ایمان کی بنا پر بھی ہے۔ واللہ أعلم.

١٨٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ فَصَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

١٨٠١- حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو آدمی ایک دن میں بارہ رکعات پڑھے۔ ظہر سے پہلے (چار' بعد میں دو' مغرب کے بعد دو' عشاء کے بعد دو اور فجر سے پہلے دو) تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

١٨٠١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٤٧١ . ﷺ عبدالله هو ابن المبارك، وأبويونس هو حاكم بن أبي صغيرة، وشيخه عطاء بن أبي رباح، وانظر الحديث الآتي فإنه شاهد له.

فائدہ: ''ظہر سے پہلے'' یہ معنی اس حدیث کو دوسری حدیث کے مطابق کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

١٨٠٢- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثِنْتَا عَشْرَةَ رَكْعَةً مَنْ صَلَّاهُنَّ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ».

١٨٠٢- حضرت ام حبیبہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بارہ رکعات ایسی ہیں کہ جو شخص انھیں (پابندی سے) پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔ چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو بعد میں' مغرب کی نماز کے بعد دو رکعات' عشاء کی نماز کے بعد دو رکعات اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات۔''

١٨٠٣- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ:

١٨٠٣- حضرت ام حبیبہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی بارہ رکعات (سنت) پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ ظہر سے پہلے چار' بعد میں دو' عصر سے پہلے دو' مغرب کے بعد دو اور صبح کی نماز سے پہلے دو۔''

١٨٠٢- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن وبيان عددهن، ح:٧٢٨ من حديث عمرو بن أوس به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح:١٤٧٢، وقال النسائي: "خالفه زهير، فرواه عن أبي إسحاق عن المسيب بن رافع ولم يرفع الحديث"، وهذه العلة ليست بقادحة، وللحديث شواهد.

١٨٠٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة . . . الخ، ح:٤١٥ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح:١٤٧٩، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن ماجه، ح:١١٤٢ وغيره، وأصل الحديث صحيح دون قوله: "واثنتين قبل العصر". * المسيب هو ابن رافع، وفليح بن سليمان حسن الحديث، وثقه الجمهور، وأبوإسحاق عنعن، تقدم، ح:٩٦.

أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَاثْنَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَاثْنَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَاثْنَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَاثْنَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (سند میں مذکور راوی) فلیح بن سلیمان قوی نہیں۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس روایت میں عشاء کے بعد دو کی بجائے عصر سے پہلے دو کا ذکر راوی کی غلطی ہے اور وہ فلیح بن سلیمان ہے جو ضعیف ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اسے [لَيْسَ بِالْقَوِيِّ] ''وہ قوی نہیں'' کہا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسے متابعات میں قبول کیا ہے۔

١٨٠٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ أَخِي أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَثِنْتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَثِنْتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَثِنْتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ.

١٨٠٤- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص دن اور رات میں فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا: ظہر سے پہلے چار' بعد میں دو' عصر سے پہلے دو' مغرب کے بعد دو اور صبح سے پہلے دو۔''

(المعجم ٦٧) - اَلْإِخْتِلَافُ عَلَى إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ (التحفة ٧٤٤) - الف

باب: ٦٧- اسماعیل بن ابوخالد کی بابت اختلاف

١٨٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

١٨٠٥- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی

١٨٠٤- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٤٧٣.

١٨٠٥- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في ثنتي عشرة ركعةً من السنة، ح: ١١٤١ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٧٤، وقال النسائي: "خالفه يعلى بن عبيد: فوقف الحديث"، وله شواهد عند مسلم: ٧٢٨ وغيره.

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔''

فائدہ: اسماعیل کے شاگرد یزید بن ہارون نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے جبکہ یعلی اور عبداللہ نے اسے موقوف بیان کیا ہے جیسا کہ آئندہ تین روایات سے صاف ظاہر ہے۔

١٨٠٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ.

١٨٠٦- حضرت ام حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص رات اور دن میں فرضوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

١٨٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ وَحِبَّانُ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. لَمْ يَرْفَعْهُ حُصَيْنٌ وَأَدْخَلَ بَيْنَ عَنْبَسَةَ وَبَيْنَ الْمُسَيَّبِ ذَكْوَانَ.

١٨٠٧- حضرت ام حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص دن اور رات میں فرضوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا' اللہ عزوجل اس کے لیے جنت کے اندر گھر بنائے گا۔ حصین نے اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کیا' نیز اس نے عنبسہ اور مسیّب کے درمیان ذکوان کا واسطہ بیان کیا ہے۔

١٨٠٦- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٥، وقال النسائي "أدخل حصين بن عبدالرحمٰن بين المسيب بن رافع وبين عنبسة ذكوان، ولم يرفع الحديث"، وانظر الحديث السابق. * إسماعيل هو ابن أبي خالد.

١٨٠٧- [صحيح] انظر الحديث الآتي.

١٨٠٨ - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّهُ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ.

١٨٠٨- حضرت ام حبیبہ ﷝ بیان کرتی ہیں کہ جو شخص ایک دن میں بارہ رکعات پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

١٨٠٩ - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْفَرِيضَةِ بَنَى اللهُ لَهُ أَوْ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

١٨٠٩- حضرت ام حبیبہ ﷝ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی ایک دن میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔'' یا (فرمایا:) ''اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا۔''

١٨١٠ - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

١٨١٠- حضرت ام حبیبہ ﷝ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایک دن رات میں بارہ رکعات پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔''

١٨١١ - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ:

١٨١١- حضرت ام حبیبہ ﷝ فرماتی ہیں کہ جو آدمی

١٨٠٨ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٦. * وهب هو ابن بقية، وخالد هو ابن عبدالله، وحصين هو ابن عبدالرحمٰن.

١٨٠٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٦ من حديث عاصم بن بهدلة به (وهو ابن أبي النجود)، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٧. * حماد هو ابن زيد، وأبوصالح هو ذكوان السمان.

١٨١٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق. * حماد هو ابن سلمة.

١٨١١ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين. * حماد هو ابن سلمة، والنضر هو ابن شميل، وإسحاق هو ابن راهويه.

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

دن میں بارہ رکعات پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

١٨١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْفَرِيضَةِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

١٨١٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دن میں فرضوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ضَعِيفٌ، هُوَ ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَوْجُهٍ سِوٰى هٰذَا الْوَجْهِ بِغَيْرِ اللَّفْظِ الَّذِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت درست نہیں (یعنی اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر صحیح نہیں ہے بلکہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر صحیح ہے۔ اور اس حدیث کا ایک راوی) محمد بن سلیمان ضعیف ہے۔ وہ ابن الاصبہانی ہے۔ یہ روایت اس سند (مذکورہ) کے علاوہ کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے مگر ان میں مذکورہ الفاظ نہیں ہیں۔

١٨١٣- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

١٨١٣- حضرت حسان بن عطیہ سے منقول ہے کہ

١٨١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في ثنتي عشرة ركعة من السنة، ح: ١١٤٢ من حديث محمد بن سليمان الأصبهاني به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٨.

١٨١٣ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٥ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٨٠. * هشام العطار هو ابن إسماعيل.

عَبْدِالصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الْعَطَّارُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: لَمَّا نُزِلَ بِعَنْبَسَةَ جَعَلَ يَتَضَوَّرُ فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ رَكَعَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَحْمَهُ عَلَى النَّارِ». فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ.

جب حضرت عنبسہ بن ابوسفیان کی وفات قریب ہوئی تو وہ تڑپنے لگے۔ ان سے کہا گیا (یعنی ان کو تسکین دی گئی) تو انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام حبیبہ ؓ کو نبی ﷺ سے یہ بیان فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کا گوشت آگ پر حرام کر دے گا۔“ جب سے میں نے یہ روایت سنی ہے، میں نے یہ رکعات نہیں چھوڑیں۔

١٨١٤ - أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَنِ الْقَاسِمِ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أُخْتِي أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ حَبِيبَهَا أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ أَخْبَرَهَا قَالَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَتَمَسُّ وَجْهَهُ النَّارُ أَبَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ».

۱۸۱۴- حضرت عنبسہ بن ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ اور میری ہمشیرہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے بیان کیا کہ میرے محبوب ابوالقاسم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جو بھی مومن شخص ظہر کے بعد چار رکعات پڑھتا ہے تو ان شاءاللہ کبھی بھی اس کے چہرے کو آگ نہیں چھوئے گی۔“

١٨١٥ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

۱۸۱۵- حضرت ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جو شخص ظہر سے پہلے

١٨١٤ــ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب [منه] آخر، ح: ٤٢٨ من حديث القاسم بن عبدالرحمٰن به، وقال "حسن صحيح غريب"، وانظر الحديث الآتي.

١٨١٥ــ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الأربع قبل الظهر وبعدها، ح: ١٢٦٩ من حديث سليمان بن موسٰى به، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

عَبْدِالْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «مَنْ صَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى النَّارِ».

چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات (پابندی سے) پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دے گا۔"

١٨١٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَ مَرْوَانُ: وَكَانَ سَعِيدٌ إِذَا قُرِيءَ عَلَيْهِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَقَرَّ بِذٰلِكَ وَلَمْ يُنْكِرْهُ وَإِذَا حَدَّثَنَا بِهِ هُوَ لَمْ يَرْفَعْهُ قَالَتْ: مَنْ رَكَعَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ.

١٨١٦-حضرت مروان نے کہا کہ جب یہ روایت [عَنْبَسَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] ہمارے استاد سعید بن عبدالعزیز پر پڑھی جاتی تھی تو وہ اس کا انکار نہیں کرتے تھے بلکہ اسے برقرار رکھتے تھے۔ لیکن جب وہ خود یہ روایت بیان فرماتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہیں فرماتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پڑھے اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دے گا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَنْبَسَةَ شَيْئًا.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مکحول نے حضرت عنبسہ سے کچھ نہیں سنا۔ (یعنی یہ روایت منقطع ہے۔)

١٨١٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسٰى يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

١٨١٧-حضرت سلیمان بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت محمد بن ابوسفیان کو موت آنے لگی تو انھیں بڑی گھبراہٹ اور بے قراری لاحق ہوگئی۔ انھوں نے فرمایا: مجھے میری ہمشیرہ محترمہ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان

١٨١٦_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٤٨١، وقال "خالفه أبوعاصم في إسناده".

١٨١٧_[صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١١٩٠ من حديث أبي عاصم النبيل الضحاك بن مخلد به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٨٢.

قَالَ: لَمَّا نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ أَخَذَهُ أَمْرٌ شَدِيدٌ فَقَالَ: حَدَّثَتْنِي أُخْتِي أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَى النَّارِ».

ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پر پابندی کرے' اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔''

١٨١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الشُّعَيْثِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ».

١٨١٨- حضرت ام حبیبہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد چار رکعات (پابندی سے) پڑھے گا' اسے آگ نہ چھوئے گی۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ مَرْوَانَ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث غلط ہے۔ صحیح حدیث مروان کی ہے جو وہ سعید بن عبدالعزیز سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① بعض محققین نے کہا ہے کہ یہ الفاظ حدیث نمبر ١٨١٧ کے بعد ہونے چاہییں' یعنی حدیث نمبر ١٨١٧ میں محمد بن ابوسفیان کا ذکر درست نہیں ہے' ان کے بجائے عنبسہ بن ابی سفیان درست ہے جیسا کہ مروان کی حدیث (نمبر ١٨١٥، ١٨١٦) میں ہے۔ اگر یہ الفاظ یہیں درست ہوں (یعنی حدیث نمبر ١٨١٨ کے بعد) تو' پھر یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اس حدیث کی مذکورہ سند (عبداللہ شعیثی عن عَنْبَسَہ) کے بجائے مروان والی حدیث کی سند (مکحول عن عنبسہ) ذکر ہونی چاہیے۔ واللّٰہ أعلم. ② امام نسائی ؒ نے حضرت ام حبیبہ ؓ کی روایت کی مختلف (٢٤) سندیں ذکر کی ہیں۔ بعض راویوں کی غلطیاں ظاہر کرنے کے لیے ان کو یہ طویل تکرار کرنی پڑی' مثلاً: بعض راویوں نے اسے بجائے حضرت ام حبیبہ ؓ کے حضرت عائشہ ؓ سے بیان کر دیا' بعض نے حضرت ابوہریرہ ؓ کا ذکر کر دیا۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ یہ روایت حضرت ام حبیبہ ؓ سے ہے۔ اسی طرح

١٨١٨- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب [منه] آخر، ح: ٤٢٧، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن صلى قبل الظهر أربعًا وبعدها أربعًا، ح: ١١٦٠ من حديث محمد بن عبدالله الشعيثي به، وقال الترمذي "حسن غريب".

صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے' یعنی نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ بعض راویوں نے اسے حضرت ام حبیبہ ؓ کا اپنا قول بیان کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی سندوں میں کچھ اختلافات ہیں جو تمام اسانید کو بغور دیکھنے سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں فائدۂ حدیث نمبر ۱۸۰۷ مدنظر رکھا جائے تاکہ کچھ غلط فہمیوں سے بچاؤ ہو سکے۔ ③ سنن مؤکدہ کی پابندی کے ساتھ ادائیگی سے جنت کا دُخولِ اولیں یا آگ کی حرمت مشروط ہے کہ اس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو جو نا قابل معافی ہو' مثلاً: شرک۔ اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد بھی اتنی نیکیاں بچ جائیں جو اولیں طور پر جنت میں لے جائیں' نیز یہ ثواب اس کام کا انفرادی ثواب ہے' جب ساتھ گناہ بھی ہوں تو ظاہر ہے ان کی مقررہ سزا سے بھی مفر نہیں۔ مجموعی طور پر ثواب غالب آ جائے یا عذاب' یہ الگ بات ہوگی۔ بعض گناہ ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے قسم کھا رکھی ہے کہ ضرور جہنم میں لے جائیں گے' لہٰذا آخری فیصلہ تمام نیکیوں اور برائیوں کی جزا و سزا کو ملانے ہی سے ہوگا' نیز کسی ایک حدیث کو باقی احادیث پر غالب نہیں کیا جا سکتا بلکہ تمام احادیث کو ملا کر ہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ④ آخری احادیث میں صرف ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ گویا یہ حدیث پہلی احادیث سے مختلف ہے جن میں بارہ رکعات کا ذکر ہے۔ بارہ رکعات سنن پڑھنے پر دخول جنت کی ضمانت دی گئی ہے اور ظہر کی نماز سے پہلے اور بعد چار چار رکعات پڑھنے پر آگ کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ دونوں الگ الگ معانی ہیں۔ ⑤ عشاء اور عصر کی نمازوں سے قبل چار' چار رکعات کا ذکر بھی بعض روایات میں ہے اور ان کی فضیلت بھی وارد ہے جبکہ عشاء سے قبل چار رکعات سنت کی روایت ضعیف ہے۔ عصر سے قبل چار رکعات کی ادائیگی پر رسول اللہ ﷺ کی خصوصی دعا ہے۔ غرض یہ چار رکعات ضروری یا مؤکد نہیں صرف مستحب ہیں۔ واللہ أعلم. ⑥ امام نسائی ؒ نے تو بارہ رکعات والی روایات ہی ذکر فرمائی ہیں۔ بعض روایات میں بارہ کے بجائے دس رکعات پر یہی ثواب بیان کیا گیا ہے۔ ان میں ظہر سے پہلے چار کے بجائے دو رکعات کا ذکر ہے۔ گویا کبھی کبھار اگر دو ہی پر اکتفا کر لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں' مگر معمول چار رکعات ہی ہونا چاہیے۔

جنازے سے متعلق احکام ومسائل

"اسلام ایک عالمگیر مذہب اور مکمل ضابطۂ حیات ہے جس طرح اس نے زندگی گزارنے کے طور طریقے سمجھائے ہیں، اسی طرح مرنے کے بعد کے احکام بھی سکھلائے ہیں۔ ہر شعبۂ زندگی میں مکمل رہنمائی اور ہر مسئلے کا جامع اور احسن حل اس کی عالمگیریت کی بین دلیل ہے۔ یہ کتاب آدمی کے فوت ہونے کے بعد پیش آنے والے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں امام نسائی رحمہ اللہ نے جنازے کے مسائل تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ تفہیمِ مسائل اور سہولتِ استفادہ کے لیے چند بنیادی احکام اجمالا ابتدا میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

* عیادت: بیمار پرسی ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے۔ یہ بہت فضیلت والا عمل ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے باغوں میں رہتا ہے۔'' (صحيح مسلم، البر والصلة، حديث:٢٥٦٨)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان دوسرے مسلمان کی دن کے اول حصے میں عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصے میں عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں، نیز اس کے لیے بہشت میں باغ ہے۔'' (جامع الترمذي، الجنائز، حديث:

۹۲۹) مذکورہ احادیث سے اور اس موضوع کی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی عیادت کرنی چاہیے کیونکہ یہ باعث اجر ہے' نیز اس سے مریض کو تسلی ملتی ہے۔ عیادت کے موقع پر مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ سے تیمارداری کے موقع پر مختلف دعائیں منقول ہیں' ان میں سے کوئی بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ چند دعائیں پیش خدمت ہیں:

۞ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے الا یہ کہ اس کی موت کا وقت آ چکا ہو۔ [أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ] ''میں بزرگ و برتر اللہ' عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا سے نوازے۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' حديث:۳۱۰۶)

۞ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے: [لَابَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تعالىٰ] ''کوئی حرج نہیں (غم نہ کر) اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (یہی بیماری تجھے گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔'' (صحيح البخاري' المرض' حديث:۵۶۵۶)

۞ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ مریض (کے جسم) پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے: [أَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَاشِفَآءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَايُغَادِرُ سَقَمًا] ''اے انسانوں کے رب! بیماری کو دور کر اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں' ایسی شفا (دے) جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی۔'' (صحيح البخاري' الطب' حديث:۵۷۵۰' و صحيح مسلم' السلام' حديث:۲۱۹۱)

٭ موت کی آرزو کرنا: موت کی آرزو کرنا درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موت کی تمنا نہ کرو۔ اگر تم نیک ہو تو شاید زیادہ نیکی کر سکو اور اگر بدکار ہو تو توبہ کر کے اللہ کو راضی کر سکو۔'' (صحيح البخاري' التمني' حديث:۷۲۳۵)

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''موت کی آمد سے پہلے موت کی تمنا کرو نہ موت کی دعا کرو کیونکہ جب کوئی

شخص مر جاتا ہے تو اس کی (نیکی کرنے کی) امید ختم ہو جاتی ہے اور مومن کی لمبی عمر اسے نیکیوں ہی میں آگے بڑھاتی ہے۔'' (صحیح مسلم' الذکر و الدعاء' حدیث: ۲۶۸۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کو اس مصیبت و تکلیف کی وجہ سے جو اس پر نازل ہوئی ہو' موت کی تمنا ہرگز ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ اور اگر اس کی تمنا ضروری ہو تو پھر اس طرح کہنا چاہیے: [اَللّٰھُمَّ! أَحْیِنِي مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًالِي' وَ تَوَفَّنِي إِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًالِي] ''اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک میری زندگی میرے لیے خیر کا باعث ہو اور جب میرے لیے وفات بہتر ہو تو مجھے وفات دے دے۔'' (صحیح البخاري' المرض' حدیث: ۵۶۷۱' وصحیح مسلم' الذکر و الدعاء' حدیث: ۲۶۸۰)

* خودکشی: خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے' وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص نیزہ چبھو کر اپنی جان دیتا ہے وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔'' (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث: ۱۳۶۵) یعنی اسے اسی صورت میں عذاب ہوتا رہے گا۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک آدمی زخمی تھا' اس نے خودکشی کر لی' اللہ عزوجل نے فرمایا: میرے بندے نے اپنی جان خود لی' اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔'' (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث: ۱۳۶۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث: ۹۷۸)

* تلقین: قریب الموت شخص کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ کی تلقین کرنی چاہیے' یعنی اسے مناسب طریقے سے کلمہ پڑھنے کی ترغیب دی جائے' یا اس کے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے کلمہ پڑھا جائے تاکہ سن کر وہ بھی پڑھ لے۔ غرض جو طریقہ بھی اپنایا جائے اصل مقصود حاصل ہونا چاہیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں' لا إله إلا اللّٰہ کی تلقین کرو۔'' (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث: ۹۱۶) نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: [مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ] ''جس شخص کا آخری کلام لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' حدیث: ۳۱۱۶)

* غسل دینے کا طریقہ: فوت ہونے کے بعد سب سے پہلا مرحلہ غسل کا ہوتا ہے۔ غسل دینے والا نیت کرے اور بسم اللہ پڑھ لے۔ کفن کے ساتھ دو دستانہ نما لفافے بنائے جاتے ہیں' ان میں سے ایک کو اپنے بائیں ہاتھ پر چڑھائے اور میت کو سر کی جانب سے تھوڑا سا اوپر اٹھا کر اس کے پیٹ پر (ناف سے نیچے کی طرف) دبا کر ہاتھ پھیرے تاکہ فضلہ وغیرہ خارج ہونا ہو تو ہو جائے بعد میں کفن کی تلویث کا سبب نہ بنے' پھر اسے استنجا کرایا جائے' بعدازاں اس دستانے کو اتار دے دوسرا دستانہ باقی بدن کے لیے استعمال کرے' پھر اسے غسل دینا شروع کرے اور پہلے اسے وضو کرائے' سر کا مسح اور پاؤں رہنے دیے جائیں۔ کلی اور ناک میں پانی چڑھانا چونکہ ممکن نہیں ہوتا' اس لیے روئی وغیرہ سے حسب امکان ہونٹ' دانت اور ناک پانی لگا کر صاف کر لیے جائیں' یہ کلی اور استنشاق ہی تصور ہوگا۔ اس کے بعد پورے جسم کو ایسے پانی سے دھویا جائے جس میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کا سر دھویا جائے' پھر ڈاڑھی' پھر پورا دایاں پہلو' اس کے بعد پورا بایاں پہلو دھویا جائے' پھر دائیں پہلو کو اٹھا کر پیچھے سے دھویا جائے اور پھر اسی طرح بائیں طرف سے اٹھا کر۔ غرض میت کو الٹا کرنے کی ضرورت نہیں۔ بعد میں پاؤں دھو لیے جائیں۔ آخری بار پانی بہاتے ہوئے اس میں کافور بھی شامل کر لیا جائے جو کہ ایک معروف خوشبو ہے۔ علمائے کرام اس کا فائدہ یہ بتاتے ہیں کہ اس سے جسم سخت ہو جاتا ہے اور کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اگر میت کے جسم پر میل کچیل زیادہ ہو تو اسے زیادہ غسل دیا جا سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان خواتین سے فرمایا تھا جو آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں کہ اسے تین بار یا پانچ بار یا سات بار غسل دو اور اگر ضرورت محسوس کرو تو اس سے زیادہ بھی غسل دے سکتی ہو۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث:۱۲۵۹) غسل کے بعد میت کے جسم سے پانی صاف کر دیا جائے اور اسے کفن پہنا دیا جائے۔ یہ غسل کا مسنون طریقہ ہے۔ جمہور کا موقف بھی یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني:۲/۳۱۸-۳۲۰' و کتاب المجموع شرح المهذب:۵/۱۳۰-۱۳۲)

* تکفین: کفن تین کپڑوں میں دینا مسنون ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سحولیہ بستی کے ساختہ سفید رنگ کے تین ایسے کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سوتی تھے اور ان میں قمیص اور

پگڑی نہیں تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث:۱۲۶۴' وصحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۴۱) تین یکساں چادریں میت کے نیچے بچھا کر انھیں سادہ انداز میں لپیٹ لیا جائے۔آج کل ہمارے ہاں جو طریقہ رائج ہے اس میں اوپر والی چادر کو سر والی جگہ سے چیر کر سر کو اس کے اندر سے گزار کر باہر نکال دیتے ہیں اور چادر کا باقی حصہ سینے پر ڈال دیتے ہیں' پھر دائیں جانب کو موڑ کر میت پر ڈال لیتے ہیں اور پھر بائیں جانب کو' پھر دوسری چادر کو لپیٹ لیتے ہیں اور پھر تیسری کو۔ بعد میں سر کی طرف بڑھے ہوئے کنارے پر ایک بند لگا لیتے ہیں۔اسی طرح ایک بند پاؤں والی طرف اور ایک بند سینے پر لگا لیتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔ مقصد تین اَن سلی چادروں میں کفن دینا ہے۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني:۲/۳۳۳-۳۳۷' و کتاب المجموع شرح المهذب:۵/۱۵۳'۱۵۴)

مستحب ہے کہ کفن سفید رنگ کا ہو۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے کپڑوں میں سے سفید لباس زیب تن کیا کرو کیونکہ یہ تمھارے سب ملبوسات میں سے بہترین اور عمدہ لباس ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اسی میں کفن دیا کرو۔'' (سنن أبي داود' الطب' حدیث:۳۸۷۸' و جامع الترمذي' الجنائز' حدیث:۹۹۴)

کفن صاف ستھرا اور عمدہ ہونا چاہیے' گھٹیا اور بوسیدہ کپڑا نہ ہو اور نہ بہت زیادہ مہنگا ہو۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ] ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے اچھا کفن دینا چاہیے۔'' (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۴۳)

٭ **تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا:** موت کے وقوع کے یقینی ہونے کے بعد میت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہیے' نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ' فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ' وَ إِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ] ''جنازہ لے جانے میں جلدی کیا کرو' اس لیے کہ اگر وہ نیک ہے تو پھر وہ بھلائی ہی ہے جس کی طرف تم اسے لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو پھر شر ہے جسے تم اپنی گردن سے اتار رہے ہو۔'' (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث:۱۳۱۵' و صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۴۴)

اس حدیث میں مذکور لفظ [أَسْرِعُوا] سے بعض علماء نے اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے کہ جنازہ

اٹھا کر چلنے میں جلدی کرو یعنی تیز تیز چلو۔ بنابریں دونوں مفہوم ہی درست ہیں۔ واللہ أعلم.

* سوار ہو کر جانا جائز ہے؟: جنازے کے ساتھ پیدل بھی جایا جا سکتا ہے اور سوار ہو کر بھی۔ سوار ہو کر جانے کی صورت میں آگے چلنے سے احتیاط کی جائے۔ مزید دیکھیے احادیث: ۱۹۴۴، ۲۰۲۸ اور ان کے فوائد۔

* مسجد میں جنازہ پڑھنا: جنازگاہ یا کھلے میدان میں نماز جنازہ پڑھنا افضل ہے لیکن مسجد میں پڑھنا بھی بلا کراہت جائز ہے۔ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ان کا جنازہ مسجد میں پڑھا جائے تاکہ وہ بھی شرکت کر سکیں۔ لوگوں نے کچھ عجیب محسوس کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ کس قدر جلدی بھول گئے ہیں! حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔ (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث: ۹۷۳) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔ (المصنف لعبدالرزاق: ۳/۵۲۶' ۵۲۷) خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں ہی پڑھایا تھا۔ (الطبقات الکبرٰی لابن سعد: ۳/۲۰۶) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ بھی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے مسجد ہی میں پڑھایا تھا۔ (المصنف لعبدالرزاق: ۳/۵۲۶' والسنن الکبرٰی للبیھقي: ۴/۵۲) علی کل حال اگر یہ ناجائز اور مکروہ ہوتا تو خلفائے راشدین اس پر عمل نہ کرتے۔

* نماز جنازہ کا طریقہ: نماز جنازہ رکوع سجود کے بغیر کھڑے کھڑے ہی ادا کی جاتی ہے۔ سنت یہ ہے کہ امام' مرد کے سر کے پاس اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہو۔ نماز جنازہ میں چار سے نو تک تکبیریں جائز ہیں۔ لیکن اکثر عمل چار تکبیروں ہی پر ہے کیونکہ کثیر روایات میں چار تکبیرات ہی کا ذکر ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد تعوذ' سورۂ فاتحہ اور ساتھ کوئی اور سورت پڑھی جائے گی' ثناء پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ نماز جنازہ میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اصولی بات ہے کہ عبادات میں دلیل ضروری ہے' یہاں صرف قیاسات و آراء سے کام نہیں چلتا کہ عام نمازوں میں تو پڑھتے ہیں تو یہاں کیوں نہیں پڑھ سکتے جبکہ معاملات میں اصل اباحت ہے الا کہ کسی نوع کے معاملے کی شریعت میں نفی یا حرمت ثابت ہوتی ہو تو وہ قابل ترک ہوگا' لہٰذا نماز جنازہ میں' کسی صحیح صریح حدیث یا کسی صحابی کے اثر اور عمل سے' دعائے

استفتاح کی مشروعیت ثابت نہیں ہوتی‘ کچھ محتمل اور بے جان سی دلیلیں ہیں‘ اگر طالب حق کچھ غور اور تحقیق سے کام لے تو ان کی کمزوری اور ان سے وجہ استدلال کی قلعی کھل جاتی ہے۔ علمائے محققین نے اس کی بابت سیر حاصل اور ناقدانہ بحث وتحقیق سے کام لیا ہے لیکن راجح اور درست موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں دعائے استفتاح کا پڑھنا ثابت نہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (أحکام الجنائز للألباني‘ ص:۱۵۱)

دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی‘ تیسری تکبیر کے بعد دعائیں اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے۔ اگر زائد تکبیریں کہنی ہوں تو ان میں بھی دعائیں ہی پڑھنی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (أحکام الجنائز و بدعها للألباني‘ ص:۱۴۱-۱۴۶)

تکبیرات جنازہ کے ساتھ رفع الیدین رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں‘ البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ تعلیقًا‘ الجنائز‘ باب سنة الصلاة علی الجنازة‘ قبل الحدیث: ۱۳۲۲‘ و السنن الکبریٰ للبیهقي:۴/۴۴) لہٰذا افضل یہ ہے کہ جنازے کی تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین نہ کیا جائے‘ سوائے پہلی تکبیر کے اور اگر کوئی کرتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ اس معاملے میں تشدد مناسب نہیں۔ واللہ أعلم.

* نماز جنازہ کی دعائیں: تیسری تکبیر کے بعد مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ سب دعائیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

① [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا‘ وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا‘ وَ صَغِيرِنَا وَ كَبِيرِنَا‘ وَ ذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا‘ اَللّٰهُمَّ! مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ‘ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ‘ اَللّٰهُمَّ! لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ] ”اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ کو‘ حاضر اور غائب کو‘ چھوٹے اور بڑے کو‘ مرد اور عورت کو‘ بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے‘ اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو فوت کرے‘ اسے ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی گمراہی (آزمائش) میں نہ ڈال۔“
(سنن أبي داود‘ الجنائز‘ حدیث:۳۲۰۱‘ و سنن ابن ماجه‘ الجنائز‘ حدیث:۱۴۹۸ واللفظ له)

② [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَ عَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَ أَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ نَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ أَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَ أَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَ زَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ] ''الٰہی! اسے معاف فرما' اس پر رحم فرما' اسے عافیت میں رکھ' اس سے درگزر فرما' اس کی بہترین مہمانی فرما' اس کی قبر فراخ فرما' اسے (اس کے گناہ) پانی' برف اور اولوں سے دھو ڈال' اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا ہے۔ اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر' (دنیا کے) لوگوں سے بہتر گھر والے اور اسے رفیق حیات سے بہتر رفیق عطا فرما' اسے بہشت میں داخل فرما اور (فتنۂ قبر) عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا۔'' (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۶۳)

③ [اَللّٰهُمَّ! إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَ حَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ' فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ' إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] ''الٰہی! فلاں کا بیٹا فلاں تیرے سپرد اور تیری حفاظت میں ہے۔ اسے فتنۂ قبر اور آگ کے عذاب سے بچا' تو (اپنے وعدے) وفا کرنے والا اور حق والا ہے۔ (الٰہی!) اسے معاف کر دے اور اس پر رحم فرما' بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' حدیث:۳۲۰۲' و سنن ابن ماجه' الجنائز' حدیث:۱۴۹۹ واللفظ له)

✱ جنازے کے بعد دعا: نماز جنازہ پڑھنے کے بعد وہاں کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر دعا کرنا بدعت ہے۔ قرآن وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں' تاہم مٹی ڈالنے کے بعد میت کی ثابت قدمی کے لیے دعا کرنا ثابت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے باز پرس کی جائے گی۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' حدیث:۳۲۲۱)

✱ قبر کی بناوٹ: قبر دو قسم کی ہوتی ہے: ایک لحد' یعنی بغلی قبر اور دوسری شق' جس میں میت رکھنے کی جگہ قبر کے درمیان میں چھوٹا گڑھا کھود کر بنائی جاتی ہے۔ دونوں طریقے جائز ہیں' البتہ لحد افضل ہے

کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی قبر لحد والی بنائی گئی تھی۔(سنن ابن ماجہ' الجنائز' حدیث:۱۵۵۷)

قبر گہری اور وسیع ہونی چاہیے کیونکہ گہری قبر میں میت زیادہ محفوظ رہتی ہے' نیز وسیع قبر میں دفن کرنا بھی آسان ہوتا ہے۔

پکی قبر بنانا حرام ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے' اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔(صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۷۰)

* طریقۂ تدفین: میت کو قبر کی پاؤں والی جانب سے قبر میں داخل کیا جائے۔سیدنا حارث رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔انھوں نے ان کا جنازہ پڑھایا' پھر انھیں قبر کی پائینتی کی طرف سے قبر میں اتارا اور کہا کہ سنت طریقہ یہی ہے۔(سنن أبي داود' الجنائز' حدیث:۳۲۱۱)

قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:[بِسمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق (تمھیں دفن کرتے ہیں۔'')(سنن أبي داود' الجنائز' حدیث:۳۲۱۳)

میت کو قبر میں لٹاتے وقت اس کا منہ قبلے کی طرف کرنا چاہیے۔اس کی دو صورتیں ہیں: چت لٹا کر صرف قبلہ کی طرف منہ کر دیا جائے' یا دائیں جانب لٹا کر پورا پہلو قبلہ رخ کر دیا جائے۔بہتر ہے کہ دوسری صورت کو اختیار کیا جائے کیونکہ سونے کے وقت اسی حالت کو پسند کیا گیا ہے اور اس حالت پر موت آنے کو فطرت کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔

اس کے بعد قبر کو بند کیا جائے گا جس کے لیے کچی اینٹیں استعمال کرنا بہتر ہے' پھر قبر سے نکالی ہوئی مٹی قبر میں ڈالی جائے اور قبر کو ایک بالشت سے اونچا نہ کیا جائے اگرچہ قبر سے نکالی ہوئی مٹی بچ جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک صرف ایک بالشت اونچی بنائی گئی تھی۔(السنن الکبریٰ للبیهقي:۳/۴۱۰)

* سوگ: موت کی مصیبت ہی چونکہ ایسی اندوہناک ہے کہ اس سے مصیبت زدہ کو غم وحزن کا لاحق ہونا ایک طبعی امر ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تھوڑے سے سوگ کی اجازت دی ہے' یعنی صرف تین دن تک اور اس مدت میں آدمی اپنے غم وحزن کا اظہار کر کے راحت حاصل کر سکتا ہے۔اگر اس سے زیادہ

مدت تک سوگ کا اظہار کیا جائے تو پھر اس میں خرابی کا پہلو راجح ہوگا' لہٰذا اس سے شریعت نے منع کر دیا ہے۔ ہاں' البتہ تین دن تک مُردوں پر سوگ کی اجازت ہے لیکن بیوی اپنے شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت کا سارا عرصہ سوگ میں گزارے گی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا تُحِدُّ امْرَأَةٌ عَلٰی مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰی زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَ لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ] ''کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے' سوائے خاوند کے کہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ (سوگ کی مدت میں) رنگ دار لباس نہ پہنے لیکن (رنگے ہوئے سوت کا) دھاری دار کپڑا پہن سکتی ہے۔ نہ سرمہ لگائے' نہ خوشبو کو چھوئے مگر جب ایام حیض سے پاک ہو تو تھوڑی سی عود ہندی یا اظفار (خوشبو) استعمال کر سکتی ہے۔'' (صحیح البخاري' الطلاق' حدیث:۵۳۴۱' وصحیح مسلم' الطلاق' حدیث:۹۳۸ بعدالحدیث:۱۴۹۱ واللفظ له) اسی طرح زینت اور بناؤ سنگھار کی کوئی اور چیز بھی استعمال نہ کرے' مثلاً: زیور وغیرہ' گھر سے باہر نہ نکلے الا یہ کہ اشد مجبوری ہو' نیز عدت کے ایام خاوند کے گھر ہی میں گزارے۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی فوت ہوگیا' تین دن کے بعد انھوں نے خوشبو منگوائی اور اسے ملا' پھر کہا: مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جو عورت اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہے' اس کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے' سوائے شوہر کے کہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔'' (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث:۱۲۸۲)

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہوگیا۔ تیسرے دن انھوں نے زردی منگوا کر بدن پر ملی اور کہا: ہمارے لیے شوہر کے علاوہ کسی اور کی وفات پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا ممنوع ہے۔ (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث:۱۲۷۹)

* **تعزیت:** موت کی وجہ سے مصیبت زدہ سے تعزیت کرنا شرعاً جائز ہے' اس میں کوئی اشکال نہیں لیکن تعزیت کرنے کے لیے کوئی وقت یا ایام مخصوص نہیں۔ تین دن یا چار ماہ اور دس دن سوگ کے لیے ہیں نہ کہ تعزیت کے لیے۔ بنابریں تعزیت دفن سے پہلے بھی کی جاسکتی ہے اور بعد میں بھی اس میں کوئی

حرج نہیں لیکن مصیبت کے بعد جس قدر جلدی اور قریبی وقت میں تعزیت ہوگی اسی قدر مصیبت کی تخفیف کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ تعزیت سے مراد اہل میت کو صبر کی تلقین' ان کے لیے دعائے خیر اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا ہے۔ تعزیت کے مسنون الفاظ اس طرح ہیں: [إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْئٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى ' فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ] ''یقیناً اللہ کا (مال) ہے جو اس نے لیا ہے اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے' اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے' لہٰذا صبر کر کے اس کا اجر وثواب حاصل کرنا چاہیے۔'' (صحيح البخاري' الجنائز' حديث:١٢٨٤' وصحيح مسلم' الجنائز' حديث:٩٢٣ واللفظ له) غرض تین دن تک چٹائیاں بچھا کر بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ واللہ أعلم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢١) - **كِتَابُ الْجَنَائِزِ** (التحفة ٣)

جنازے سے متعلق احکام ومسائل

جنائز، جنازہ کی جمع ہے۔ جنازہ لغت کے لحاظ سے ہر ڈھانپی ہوئی چیز کو کہہ سکتے ہیں مگر عرف میں چارپائی پر پڑی ہوئی ایسی میت کو کہتے ہیں جسے کفن سے ڈھانپ دیا گیا ہو۔ ایسی حالت میں چارپائی کو بھی جنازہ کہتے ہیں۔ جنازے کی جیم پر کسرہ اور فتحہ دونوں جائز ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ کا مقصد میت کے مسائل بیان کرنا ہے۔ چونکہ موت کا سبب عام طور پر مرض ہوتا ہے' اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ آغاز میں مرض اور موت سے متعلقہ کچھ مسائل ذکر فرماتے ہیں۔

(المعجم ١) - **بَابُ تَمَنِّي الْمَوْتِ** (التحفة ١)

باب:١-موت کی تمنا کرنا (کیسا ہے؟)

١٨١٩- **أَخْبَرَنَا** هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ».

١٨١٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے (کیونکہ) اگر وہ نیک ہے تو ہوسکتا ہے وہ اور نیکیاں کرے اور اگر وہ گناہ گار ہے تو شاید وہ اپنے اللہ کو راضی کرلے۔''

١٨٢٠- **أَخْبَرَنَا** عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:

١٨٢٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ

١٨١٩ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٣ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٤، وصححه ابن حبان. * معن هو ابن عيسى القزاز.

١٨٢٠ـ أخرجه البخاري، المرض، باب تمني المريض الموت، ح: ٥٦٧٣ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٥. * أبوعبيد هو سعد بن عبيد.

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَعِيشَ يَزْدَادُ خَيْرًا وَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ».

ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو شاید مزید زندہ رہ کر اور نیکیاں کرے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر وہ برا ہے تو شاید وہ اپنے اللہ کو راضی کر لے۔“

فائدہ: موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کسی کے مانگنے یا روکنے سے موت آگے پیچھے نہیں ہو سکتی تو پھر کیا فائدہ ایسی چیز مانگنے کا جو مانگنے سے مل نہیں سکتی بلکہ اس کا وقت مقرر ہے۔ اس کے بجائے وہ میسر زندگی کو نیکی کے اضافے اور توبہ و مغفرت کے لیے استعمال کرے کیونکہ یہ چیزیں اس کے اختیار میں ہیں۔ انسان اپنی اختیاری چیزوں کی فکر کرے، غیر اختیاری چیزوں کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

١٨٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

۱۸۲۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص دنیا میں پیش آنے والی کسی مصیبت اور تکلیف کی بنا پر موت کی تمنا اور دعا نہ کرے بلکہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي...... خَيْرًا لِي] ”اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے، مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔“

فائدہ: اس حدیث سے بعض نے یہ استنباط کیا ہے کہ کسی دینی مصیبت یا دین کے نقصان کے خدشے کے پیش نظر موت کی دعا کی جا سکتی ہے (کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی قید لگائی ہے۔) جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفۂ ثانی اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ سے موت کی دعا منقول ہے کیونکہ انھیں دین کا خطرہ تھا۔ دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۱۸/ ۲۱۱-۲۱۳)

١٨٢١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٤ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عند ابن حبان في صحيحه، ح: ٢٤٦٢، والحديث في الكبرى، ح: ١٩٤٦.

١٨٢٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ح: وَأَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا الْمَوْتَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

١٨٢٢-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! تم میں سے کوئی شخص پیش آنے والی تکلیف کی بنا پر موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر اسے لازماً موت کی خواہش کرنی ہے تو یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي...... خَيْرًا لِي] ”اے اللہ! جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔“

(المعجم ٢) - اَلدُّعَاءُ بِالْمَوْتِ (التحفة ٢)

باب:٢-موت کی دعا کرنا

١٨٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ - وَهُوَ الْبَصْرِيُّ - عَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَدْعُوا بِالْمَوْتِ وَلَا تَتَمَنَّوْهُ فَمَنْ كَانَ دَاعِيًا لَا بُدَّ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

١٨٢٣-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”موت کی نہ دعا کرو اور نہ اس کی خواہش ہی کرو۔ جس شخص کو لازماً (اس قسم کی) دعا کرنی ہی ہو تو وہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي] ”اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب وفات میرے لیے بہتر ہو تو مجھے فوت کر دے۔“

١٨٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

١٨٢٤-حضرت قیس بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت

١٨٢٢_ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة، ح: ٦٣٥١، ومسلم، الذكر والدعاء، باب كراهة تمني الموت لضر نزل به، ح: ٢٦٨٠ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٧.

١٨٢٣_ أخرجه البخاري، المرض، باب تمني المريض الموت، ح: ٥٦٧١، ٦٣٥١، ومسلم، الذكر والدعاء، باب كراهة تمني الموت لضر نزل به، ح: ٢٦٨٠/ ١٠ من حديث ثابت البناني به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٨. * يونس هو ابن عبيد.

١٨٢٤_ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة، ح: ٦٣٤٩ من حديث يحيى القطان، ومسلم،

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى خَبَّابٍ وَقَدِ اكْتَوٰى فِي بَطْنِهِ سَبْعًا وَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ دَعَوْتُ بِهِ.

خباب ؓ کے پاس گیا (تو دیکھا کہ) انھوں نے اپنا پیٹ سات جگہ سے آگ سے داغا ہوا ہے۔ انھوں نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے روکا نہ ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔

فوائد ومسائل: ① اس دور میں آگ کے ساتھ داغنا بھی بعض بیماریوں کا علاج سمجھا جاتا تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اسے اچھا نہیں سمجھا کیونکہ یہ انتہائی اذیت ناک ہے۔ انتہائی مجبوری کے وقت ہی جائز ہے۔ ② جس طرح موت کی خواہش، تمنا اور دعا جائز نہیں، اسی طرح موت کی کوشش، یعنی خودکشی بھی جائز نہیں ہے، اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ انسان اپنی زندگی یا جسم وروح کا مالک نہیں بلکہ یہ تو اس کے پاس امانت ہے اور امانت کی حفاظت کی جاتی ہے، اسے ضائع نہیں کیا جاتا۔

(المعجم ٣) - كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ (التحفة ٣)

باب: ٣- موت کو کثرت سے یاد کرنا

١٨٢٥- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو، ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ».

۱۸۲۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لذتوں کو توڑ دینے والی (موت) کو خوب یاد کیا کرو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَالِدُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں: (سند میں مذکور) محمد بن ابراہیم ابوبکر بن ابی شیبہ کے والد ہیں۔

◀◀ ح: ٢٦٨١ (انظر الحديث السابق) من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٩.

١٨٢٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في ذكر الموت، ح: ٢٣٠٧، وابن ماجه، الزهد،▶▶

١٨٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيٰى، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَقُولُوا: خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ» فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: «قُولِي: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً». فَأَعْقَبَنِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ مُحَمَّدًا ﷺ.

١٨٢٦-حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تم میت کے ہاں جاؤ تو اچھی باتیں کرو کیونکہ فرشتے تمھاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔'' جب (میرے پہلے خاوند) حضرت ابوسلمہ ؓ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے دعا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تو کہہ: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَنَا وَلَهُ وَ أَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً] ''اے اللہ! ہمیں اور اسے معاف فرما اور مجھے اس کا اچھا بدل عطا فرما۔'' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بعد حضرت محمد ﷺ عطا فرما دیے۔

فوائد و مسائل: ① یہاں حقیقتاً میت مراد ہے یعنی جب تم کسی فوت شدہ شخص کے ہاں جاؤ تو نوحہ وغیرہ نہ کرو اور اپنے آپ کو بددعائیں نہ دو بلکہ اس کے لیے اچھی دعائیں کرو۔ ② کسی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ! أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَ أَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا] ''ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کی جگہ بہتر بدل عطا فرما۔'' حضرت ام سلمہ ؓ نے حضرت ابوسلمہ ؓ کی وفات پر یہ دعا بھی پڑھی تھی۔ (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:٩١٨)

(المعجم ٤) - بَابُ تَلْقِينِ الْمَيِّتِ (التحفة ٤)

باب:٤-قریب الوفات شخص کو کلمۂ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے

١٨٢٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا

١٨٢٧- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے قریب الموت اشخاص

◄باب ذكر الموت والاستعداد له، ح:٤٢٥٨ من حديث الفضل بن موسٰى به، وقال الترمذي: "غريب حسن"، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٥٠، وصححه ابن حبان، ح:٢٥٥٩-٢٥٦٢، وحسنه المنذري.

١٨٢٦- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، ح:٩١٩ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٥١.

١٨٢٧- [صحيح] أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقين الموتى: لا إله إلا الله، ح:٩١٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٥٢، وأخرجه مسلم أيضًا من حديث بشر بن المفضل به. * عبدالعزيز هو ابن محمد الدراوردي.

عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ».

کو [لا إله إلا اللّٰه] پڑھنے کی تلقین کرو۔"

فوائد و مسائل: ① تلقین سے مراد یہ ہے کہ اسے کلمہ طیبہ پڑھنے کا کہا جائے' دھیمے لب و لہجے میں اس کی ترغیب دی جائے' یا صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر کم از کم اس کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ پڑھا جائے تاکہ سن کر وہ بھی پڑھے لیکن اسے اصرار کے ساتھ کلمہ پڑھنے کو نہ کہا جائے کہ کہیں وہ اکتاہٹ اور تکلیف و گھبراہٹ کی بنا پر انکار نہ کر دے اور جب وہ ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھ لے تو پھر تلقین نہ کی جائے' ہاں اگر بعد میں وہ کوئی دنیوی کلام کرے تو پھر تلقین کی جائے۔ مقصد یہ ہے کہ موت سے پہلے آخری بات کلمہ طیبہ ہو۔ ② بعض لوگ میت کو دفنانے کے بعد قبر پر اسے تلقین کرتے ہیں تاکہ وہ فرشتوں کو کلمہ طیبہ کے ساتھ جواب دے سکے مگر یہ معنی درست نہیں' نہ یہ صحابہ کا معمول تھا۔ اس بارے میں ایک ضعیف روایت بھی وارد ہے۔ سلف کے عمل کے خلاف ضعیف روایت پر عمل جائز نہیں۔

۱۸۲۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ».

۱۸۲۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے قریب مرگ اشخاص کو [لا إله إلا اللّٰه] کی تلقین کرو۔"

(المعجم ٥) - بَابُ عَلَامَةِ مَوْتِ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٥)

باب:۵- مومن کی موت کی نشانی

۱۸۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۱۸۲۹- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ

۱۸۲۸- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٥٣.

۱۸۲۹- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أن المؤمن يموت بعرق الجبين، ح: ٩٨٢ عن محمد بن◀◀

حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَوْتُ الْمُؤْمِنِ بِعَرَقِ الْجَبِينِ».

ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔''

فائدہ: ''پیشانی کا پسینہ'' جبین عربی زبان میں پیشانی کے اطراف کو کہتے ہیں مگر یہاں پوری پیشانی مراد ہے کیونکہ پسینہ پیشانی پر زیادہ آتا ہے۔ اس حدیث میں مومن کی موت کی نشانی پیشانی کا پسینہ بتلایا گیا ہے۔ یا تو یہ پسینہ نزع روح کی شدت کی بنا پر ہوتا ہے تاکہ اس کے باقی گناہ بھی اس شدت کے بدلے میں معاف ہو جائیں اور وہ پاک صاف ہو کر فوت ہو۔ یا یہ پسینہ اس شرمندگی کا نتیجہ ہے جو مومن کو اللہ کی ملاقات کے تصور سے لاحق ہوتی ہے کہ میں گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو کیسے ملوں گا؟ ظاہر ہے ایسا تصور مومن ہی کر سکتا ہے۔ منافق تو اس وقت بھی دنیا کے فکر و غم میں مدہوش ہوتا ہے۔ پسینے کی کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ بہر صورت یہ مومن کی نشانی ہے۔ بعض حضرات نے اسے شدت سے استعارہ قرار دیا ہے، یعنی مومن مشقت و محنت کرتا کرتا فوت ہوتا ہے۔ یا تو نیکی کے لیے یا رزق کے لیے، یعنی مومن آرام و راحت سے زندگی نہیں گزارتا بلکہ کام کرتا رہتا ہے۔ کبھی دین کا، کبھی دنیا کا۔ واللہ أعلم.

١٨٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ [ابْنِ بُرَيْدَةَ]، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ».

۱۸۳۰- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''مومن ماتھے کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔''

(المعجم ٦) - شِدَّةُ الْمَوْتِ (التحفة ٦)

باب: ٦- موت کی سختی

١٨٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ

۱۸۳۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

◀◀بشار به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٦١، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرى، ح: ١٩٥٤. * يحيى هو القطان، وانظر الحديث الآتي.

١٨٣٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، ح: ٩٨٢، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في المؤمن يؤجر في النزع، ح: ١٤٥٢ من حديث عبدالله بن بريدة به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٥٥، وانظر الحديث الآتي برقم: ١٩٣٧.

١٨٣١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٤٦ عن عبدالله بن يوسف به، وهو في◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

ﷺ میری آغوش میں فوت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات دیکھنے کے بعد میں کسی کے لیے موت کی سختی کو ناپسند نہیں کرتی۔

فائدہ: موت بذات خود سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز ہے۔ اس کے مقابلے میں دیگر تکالیف ہیچ ہیں۔ مومن کو اس تکلیف کا بھی ثواب ملتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں' لہٰذا اس کے لیے موت کی سختی رحمت بن جاتی ہے جبکہ وہ کافر ومنافق کے لیے عذاب ہے' لہٰذا موت کی سختی یا نرمی کسی کے ایمان وکفر یا نفاق وفسق کی نشانی نہیں' موت کی سختی یا تکلیف صرف متعلقہ شخص ہی جانتا ہے' دیکھنے والا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ جب موت کا عمل (فرشتوں والا) شروع ہو جاتا ہے تو پھر اس شخص کو ہوش نہیں رہتا کہ وہ موت کی سختی بیان کر سکے۔ (أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)

(المعجم ٧) - اَلْمَوْتُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ (التحفة ٧)

باب:٧- پیر کے دن کی موت

١٨٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَشْفُ السِّتَارَةِ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَرْتَدَّ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ امْكُثُوا وَأَلْقَى السِّجْفَ، وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَذٰلِكَ يَوْمُ

١٨٣٢- حضرت انس ؓ (خادم خاص) بیان کرتے ہیں کہ آخری نگاہ جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی' یوں تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے (دروازے کا) پردہ ہٹایا جبکہ لوگ (صبح کی نماز میں) حضرت ابوبکر ؓ کے پیچھے صفوں میں کھڑے تھے۔ حضرت ابوبکر نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا (کہ شاید آپ تشریف لانا چاہتے ہیں) تو آپ نے سب کو اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ نماز پڑھتے رہو

◀◀ الكبرٰى، ح: ١٩٥٦. * الليث هو ابن سعد، وشيخه يزيد بن عبدالله بن الهاد.

١٨٣٢ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام ـ إذا عرض له عذر من مرض وسفر وغيرهما ـ من يصلي بالناس . . . الخ، ح: ٤١٩/٩٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الأذان، باب هل: يلتفت لأمر ينزل به؟ . . . الخ، ح: ٧٥٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٥٧.

الْاِثْنَيْنِ.

(کیونکہ سب آپ کی طرف دیکھنے لگے تھے) اور آپ نے پردہ گرا دیا اور پھر آپ اسی دن کے آخر میں فوت ہو گئے۔ یہ پیر کے دن کی بات ہے۔

فوائد ومسائل: ① محبوب رب کریم کے چہرۂ انور کی (حالت زندگی میں) آخری زیارت صحابۂ کرام ﷺ کے لیے یادگار بن گئی جسے وہ محبت اور افسوس کے ملے جلے جذبات سے یاد کرتے رہے۔ کس قدر سعادت سے بہرہ ور تھے وہ لوگ جنھیں یہ نادر موقع نصیب ہوا۔ ② مومن کے لیے سوموار کی وفات کی خواہش اس کی نبی ﷺ سے عقیدت ومحبت کی نشانی ہے۔ ③ ضرورت کے تحت دروازوں پر پردے لٹکائے جا سکتے ہیں۔ ④ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا امامت کے لیے تقرر آپ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے' نیز رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت کی طرف اشارہ تھا۔

(المعجم ٨) - اَلْمَوْتُ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ (التحفة ٨)

باب:۸- اپنی پیدائش کے مقام سے باہر فوت ہونا

١٨٣٣ - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا لَيْتَهُ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ». قَالُوا: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلٰى مُنْقَطَعِ أَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ».

۱۸۳۳- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا جو پیدا بھی وہیں ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا' پھر فرمایا: ''کاش کہ یہ اپنی پیدائش والی جگہ سے باہر فوت ہوتا۔'' صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''آدمی جب اپنی پیدائش کی جگہ سے دور فوت ہوتا ہے تو جنت میں اسے اس کی پیدائش گاہ سے موت کی جگہ تک کا فاصلہ ماپ کر جنت دی جاتی ہے۔''

فائدہ: یہ عام بات ہے۔ باقی رہا مدینہ منورہ میں فوت ہونا تو یہ بہت بڑی سعادت ہے جو اس بیان شدہ فضیلت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ مطلب نہیں کہ یہ شخص مدینہ منورہ سے باہر فوت ہوتا بلکہ اس کا

١٨٣٣ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيمن مات غريبًا، ح: ١٦١٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٥٨، وصححه ابن حبان (الموارد)، ح: ٧٢٩.

مطلب یہ ہے کہ کاش یہ مدینہ کا پیدائشی نہ ہوتا۔ کسی اور جگہ پیدا ہو کر یہاں ہجرت کرتا اور پھر مدینہ منورہ میں فوت ہوتا کیونکہ مدینے میں وفات کی فضیلت تو احادیث میں وارد ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' المناسك' حديث:۳۱۱۲' ومسند أحمد:۲/۷۴) اور یہ مومن کے لیے بڑی سعادت ہے۔ یاد رہے کہ ہر سعادت کے حصول کے لیے صحیح ایمان شرط ہے ورنہ ہر چیز بے کار ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ مَا يَلْقَى بِهِ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْكَرَامَةِ عِنْدَ خُرُوجِ نَفْسِهِ (التحفة ٩)

باب:۹-مومن کے ساتھ اس کی روح نکلتے وقت عزت افزا سلوک کیا جاتا ہے

١٨٣٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ قُسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُولُونَ: أُخْرُجِي رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً عَنْكِ إِلَى رَوْحِ اللهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيحِ الْمِسْكِ، حَتَّى أَنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ مَا أَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيحَ الَّتِي جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدَمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُونَهُ: مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ فَيَقُولُونَ: دَعُوهُ، فَإِنَّهُ كَانَ فِي غَمِّ الدُّنْيَا فَإِذَا قَالَ: أَمَا

۱۸۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب مومن کو موت آنے لگتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی لباس لے کر اس کے پاس آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے مومن روح! نکل آ۔ تو اللہ تعالیٰ سے راضی، اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی۔ اور چل اللہ کی رحمت و مہربانی کی طرف اور پہنچ ایسے رب کے پاس جو تجھ پر قطعاً ناراض نہیں ہے۔ تو وہ انتہائی خوشبودار، پاکیزہ کستوری جیسی مہک کے ساتھ نکل آتی ہے حتی کہ فرشتے (خوشی اور سرور سے) اسے ایک دوسرے کو پکڑاتے (ہاتھوں ہاتھ لیتے) ہیں اور اسی طرح وہ اسے آسمان کے دروازے تک لے جاتے ہیں۔ آسمان والے فرشتے کہتے ہیں: کس قدر خوشبودار ہے یہ روح جو تم زمین سے لائے ہو!۔ پھر وہ اسے (پہلے سے فوت شدہ) مومنین کی روحوں کے پاس لے آتے ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ اس کے آنے پر اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ تم

١٨٣٤ـ [صحيح] أخرجه البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٣٤ (بتحقيقي) من حديث معاذ بن هشام به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٥٩، وصححه ابن حبان، ح: ٧٣٣، والحاكم: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣، ووافقه الذهبي، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٨٧٢/ ٧٥، والبيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ١٩، ٣٣ وغيرهما.

أَتَاكُمْ؟ قَالُوا: ذُهِبَ بِهِ إِلٰى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمِسْحٍ فَيَقُولُونَ: أُخْرُجِي سَاخِطَةً مَسْخُوطًا عَلَيْكِ إِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَتَخْرُجُ كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ، حَتّٰى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ الْأَرْضِ فَيَقُولُونَ: مَا أَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيحَ! حَتّٰى يَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْكُفَّارِ».

اپنے کسی غائب شخص کے آنے پر اتنے خوش نہیں ہوتے' پھر وہ (پہلے مومن) اس سے پوچھتے ہیں: فلاں کا کیا حال ہے؟ فلاں کا کیا حال ہے؟ پھر وہ (آپس میں) کہتے ہیں: چھوڑو اسے وہ تو دنیا کے غم و فکر میں تھا۔ جب وہ روح کہتی ہے کہ کیا وہ تمھارے پاس نہیں آیا؟ (یعنی وہ تو کب کا مر چکا ہے) تو وہ کہتے ہیں: اوہو! اسے اس کے جہنمی ٹھکانے کی جانب لے جایا گیا ہے۔ (اس کے مقابلے میں) جب کافر کو موت آتی ہے تو عذاب کے فرشتے گندا بدبودار ٹاٹ لے کر اس کے پاس آجاتے ہیں اور (غصے سے) کہتے ہیں: نکل ادھر' تو بھی ناراض اور تیرا اللہ بھی تجھ پر ناراض۔ چل اللہ عزوجل کے عذاب کی طرف۔ تو وہ انتہائی بدبودار مردار لاش کے بھبو کے کے ساتھ نکلتی ہے حتی کہ وہ اسے زمین کے دروازے پر لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں: کس قدر بدبودار ہے یہ! حتی کہ وہ اسے (پہلے سے مرے ہوئے) کافروں کی روحوں میں لے جاتے ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① "ایک دوسرے کو پکڑاتے ہیں" جس طرح نومولود بچے کو اس کے رشتے دار بڑی خوشی کے ساتھ پکڑ پکڑ کر دیکھتے ہیں۔ معلوم ہوا روح ایک حقیقت ہے اور جسم سے الگ ایک چیز ہے۔ اس کا اپنا وجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ نظر نہیں آتی کیونکہ بہت لطیف ہے۔ اگر ہوا' باوجود اس جہان کی چیز ہونے کے نظر نہیں آتی مگر ایک حقیقت ہے تو روح کے نظر نہ آنے پر کیا تعجب ہے؟ ② "چھوڑو اس کو" اس سے مراد نئی روح بھی ہو سکتی ہے کہ تم اسے زیادہ سوال و جواب سے پریشان نہ کرو۔ ابھی وہ دنیا کے غم میں ہے۔ ③ مومن آدمی کی موت کے وقت رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسے بشارتیں سناتے ہیں۔

(المعجم ١٠) - فِيمَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- جو شخص اپنے رب کی ملاقات کا خواہش مند ہو

١٨٣٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْدِ - وَهُوَ عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» قَالَ شُرَيْحٌ: فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثًا إِنْ كَانَ كَذٰلِكَ فَقَدْ هَلَكْنَا قَالَتْ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» وَلٰكِنْ لَيْسَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَتْ: قَدْ قَالَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَيْسَ بِالَّذِي تَذْهَبُ إِلَيْهِ وَلٰكِنْ إِذَا طَمَحَ الْبَصَرُ وَحَشْرَجَ الصَّدْرُ وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ.

١٨٣٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے‘ اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے‘ اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔“ (حضرت ابو ہریرہ کے شاگرد) حضرت شریح نے کہا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: اے ام المومنین! میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسی حدیث بیان کرتے سنا ہے اگر وہ صحیح ہے تو ہم تو مارے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ کون سی حدیث ہے؟ (میں نے کہا:) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے‘ اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے‘ اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔“ جبکہ ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے؟ (اور موت کے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملاقات ممکن نہیں؟) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حقیقتاً یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے فرمائے ہیں‘ لیکن اس کا وہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے بلکہ یہ اس وقت ہے جب نظر اوپر اٹھ جائے اور سانس سینے میں اٹکنے لگے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور وہ کانپنے لگے۔ (یعنی نزع روح کا عمل شروع ہو جائے) اس وقت جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے‘ اللہ تعالیٰ اس کی

١٨٣٥ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه . . . الخ، ح: ٢٦٨٥ من حديث أبي زبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٦٠ .

ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو شخص اس وقت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔

فوائد ومسائل: ① جب موت کا وقت قریب آ جائے' فرشتے نظر آنے لگیں اور اپنا کام شروع کر دیں تو اس وقت مومن خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی [اَللّٰھُمَّ الرَّفِیقَ الْأَعْلٰی] اور کافر' منافق اس وقت اپنی سابقہ کارگزاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے گھبراتا ہے کیونکہ اس وقت موت کا یقین ہو جاتا ہے۔ ورنہ زندگی میں تو ہر شخص ہی موت کو ناپسند کرتا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت کا مطلب موت کی تمنا کرنا نہیں۔ موت کی تمنا کے بغیر بھی اللہ سے ملاقات کی محبت ممکن ہے۔ موت کی تمنا کا تعلق معمول کی زندگی سے ہے۔ اور اللہ سے ملاقات کی محبت کا تعلق موت کے وقت سے ہے۔

١٨٣٦- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ تَعَالٰى: إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ».

١٨٣٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ میری ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہوں اور جب وہ میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہوں۔''

١٨٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ

١٨٣٧- حضرت عبادہ (بن صامت) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی خواہش کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کی

١٨٣٦ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿يريدون أن يبدلوا كلام الله﴾، ح:٧٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٤٠، والكبرى، ح:١٩٦١.

١٨٣٧ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه . . . الخ، ح:٢٦٨٣ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الرقاق، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ح:٦٥٠٧ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح:١٩٦٢.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ».

خواہش کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔“

۱۸۳۸- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ».

۱۸۳۸- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتا۔“

۱۸۳۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» زَادَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَرَاهِيَةُ لِقَاءِ اللهِ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ؟ كُلُّنَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ: «ذَاكَ عِنْدَ مَوْتِهِ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللهِ وَمَغْفِرَتِهِ

۱۸۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (نزع کے وقت) اللہ تعالیٰ سے ملنا اچھا سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا اچھا سمجھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا برا سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا برا سمجھتا ہے۔“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرنے کا مطلب موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم میں سے تو ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ موت کے وقت کی بات ہے کہ جب مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کی خوش خبری دی جاتی ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے اور جب کافر کو

۱۸۳۸ـ انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۹٦۳، وأخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء فيمن أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ح: ۱۰٦٦ عن أبي الأشعث (أحمد بن المقدام العجلي) به.

۱۸۳۹ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه ... الخ، ح: ۲٦۸٤ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الرقاق، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ح: ٦٥۰۷ تعليقًا من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹٦٤.

أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ».

اللہ کے عذاب کی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔"

فائدہ: موت اگرچہ اذیت ناک چیز ہے مگر مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیدار اور ملاقات کا شوق اور بخشش ورحمت کی بشارت موت کی سختی پر غالب آ جاتی ہے اور کافر کے لیے موت کی اذیت کے علاوہ عذاب وسزا کا تصور بڑا دہشت ناک بن جاتا ہے لہٰذا وہ موت کے وقت بھی مرنا نہیں چاہتا۔

(المعجم ١١) - تَقْبِيلُ الْمَيِّتِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- میت کو بوسہ دینا

١٨٤٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

۱۸۴۰- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی کو) بوسہ دیا۔

١٨٤١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

۱۸۴۱- حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ نے نبی ﷺ کو بوسہ دیا جبکہ آپ فوت ہو چکے تھے۔

١٨٤٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ: قَالَ

۱۸۴۲- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے مجھے خبر دی کہ (جب رسول اللہ ﷺ فوت

١٨٤٠ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٩٦٥، والحديث الآتي شاهد له.

١٨٤١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٥٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٦٦.

١٨٤٢ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت . . . الخ، ح: ١٢٤١ من حديث عبدالله ابن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٦٨.

الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنُحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ فَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَاللهِ! لَا يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَبَدًا أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مِتَّهَا.

ہو گئے تو) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سُنُح مقام پر واقع اپنے گھر سے گھوڑے پر آئے (تاکہ جلدی پہنچ سکیں) یہاں تک کہ وہ گھوڑے سے اترے اور مسجد میں داخل ہوئے اور کسی سے بات چیت نہیں کی حتی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کو ایک دھاری دار یمنی چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ انھوں نے آپ کے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا' پھر جھک کر آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور رونے لگے' پھر کہا: میرا باپ آپ پر قربان! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو دفعہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو موت آپ کے لیے مقدر تھی' وہ آپ کو آ چکی۔

فوائد ومسائل: ① ان الفاظ کا مقصد ان لوگوں کو تنبیہ کرنا تھا جو شدت غم کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ابھی فوت نہیں ہوئے' بے ہوش ہیں۔ یا جو لوگ آپ کی وفات کو عارضی خیال کرتے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں گویا آپ پر ایک اور موت آنی تھی۔ اور یہ ناممکن ہے کہ آپ دو دفعہ فوت ہوں۔ ② باب کا مقصد یہ ہے کہ مومن موت سے پلید نہیں ہو جاتا بلکہ پاک رہتا ہے' لہٰذا اسے بوسہ دینا اور چھونا جائز ہے جبکہ بعض فقہاء میت کو پلید کہتے ہیں لیکن یہ درست نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: [اَلْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَّلَا مَيِّتًا] ''مومن زندہ ہو یا فوت شدہ' پلید نہیں ہوتا۔'' (صحيح البخاري' الجنائز' باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر' بعد الحديث: ۱۲۵۲' ومختصر صحيح البخاري' للألباني' رقم الأثر: ۲۳۹) ہاں کافر مر جائیں تو پلید ہیں۔ ③ میت پر رونا جائز ہے' واویلا' چیخ و پکار اور جاہلیت کی آہ و بکا درست نہیں۔

(المعجم ١٢) - تَسْجِيَةُ الْمَيِّتِ (التحفة ١٢)

باب: ۱۲- میت کو ڈھانپنا

١٨٤٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۱۸۴۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ

١٨٤٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب: (٣٤)، ح: ١٢٩٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله ابن عمرو بن حرام والد جابر رضي الله تعالى عنهما، ح: ٢٤٧١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٦٩.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ سُجِّيَ بِثَوْبٍ فَجَعَلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُفِعَ فَلَمَّا رُفِعَ سَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ؟» فَقَالُوا: هٰذِهِ بِنْتُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو قَالَ: «فَلَا تَبْكِي»، أَوْ: «فَلِمَ تَبْكِي مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ».

احد کے دن میرے باپ کی میت اس حال میں لائی گئی کہ ان کا چہرہ بگاڑ دیا گیا تھا۔ (کافروں نے ان کے چہرے کے اعضاء کاٹ ڈالے تھے۔) تو ان کی میت رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دی گئی اور اسے ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ میں منہ سے کپڑا اٹھانے کی کوشش کرتا تھا تو میری قوم کے لوگ مجھے روکتے تھے۔ آخر نبی ﷺ نے میت اٹھانے کا حکم دیا۔ جب میت اٹھائی گئی تو آپ نے ایک عورت کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ لوگوں نے کہا: یہ عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے۔ آپ نے فرمایا: ”نہ رو“ یا فرمایا: ”کیوں روتی ہے؟ میت کے اٹھائے جانے تک فرشتوں نے اسے اپنے مبارک پروں سے سایہ کیے رکھا۔“

فوائد ومسائل: ① ”عمرو کی بیٹی“ اس صورت میں یہ جابر کے شہید والد کی بہن تھیں اور اگر وہ عمرو کی بہن تھیں تو جابر کے والد کی پھوپھی تھیں۔ پہلی بات صحیح ہے کہ وہ شہید کی بہن تھیں ...... رضی اللہ عنہا ...... دراصل یہ کسی راوی کو شک ہے کہ وہ عمرو کی بیٹی تھی یا عمرو کی بہن۔ ② ”سایہ کیے رکھا“ مطلب یہ ہے کہ اتنے شرف والی شہادت پر آہ وزاری مناسب نہیں، اگرچہ دل اور آنکھیں تو غم کرتے ہیں۔ ③ وفات کے بعد میت کو کپڑے سے ڈھانپ دینا چاہیے تاکہ اگر موت کی وجہ سے اس کے چہرے وغیرہ میں کوئی تغیر آیا ہو تو نظر نہ آئے۔ غسل وتکفین کے بعد جب اسے صاف ستھرا کر کے حتی الامکان خوب صورت بنا دیا جاتا ہے، اس وقت اسے لوگوں کے سامنے چہرہ دیکھنے کے لیے رکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور میں کسی قسم کے تغیر کا امکان نہیں تھا، اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غسل وتکفین سے پہلے بھی آپ کو دیکھا اور بوسہ دیا...... رضی اللہ عنہ ......

(المعجم ١٣) - فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- میت پر رونا

١٨٤٤- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ:

۱۸۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

١٨٤٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٣، والترمذي في الشمائل، ح: ٣٢٥، ٣٠٨ من حديث عطاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٠. * أبوالأحوص تابعه سفيان الثوري، وأبوإسحاق (أحمد: ١/ ٢٦٨)، وإسرائيل (أحمد: ١/ ٢٩٧).

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حُضِرَتْ بِنْتٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ صَغِيرَةٌ فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَضَمَّهَا إِلَى صَدْرِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَقَضَتْ وَهِيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَكَتْ أُمُّ أَيْمَنَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أُمَّ أَيْمَنَ! أَتَبْكِينَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَكِ؟» فَقَالَتْ: مَا لِي لَا أَبْكِي وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَبْكِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَسْتُ أَبْكِي وَلٰكِنَّهَا رَحْمَةٌ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ بِخَيْرٍ عَلَى كُلِّ حَالٍ تُنْزَعُ نَفْسُهُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ».

رسول اللہ ﷺ کی ایک چھوٹی بیٹی کی وفات کا وقت آیا' رسول اللہ ﷺ نے اسے اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا' پھر اپنا دست مبارک اس پر رکھا۔ بالآخر وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے فوت ہو گئیں۔ حضرت ام ایمن ؓ رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام ایمن! تم روتی ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ تمھارے پاس ہیں؟'' انھوں نے عرض کیا: میں کیوں نہ روؤں جبکہ رسول اللہ ﷺ رو رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں (تمھاری طرح) نہیں رو رہا بلکہ میرا رونا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بنا پر ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ہر حال میں بہتر رہتا ہے (حتی کہ) اس کی جان نکل رہی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کر رہا ہوتا ہے۔''

فائدہ: دراصل رسول اللہ ﷺ صرف آنسوؤں سے رو رہے تھے اور حضرت ام ایمن ؓ (آپ کی پرورش کنندہ) آواز کے ساتھ رو رہی تھیں' اس لیے آپ نے انھیں روکا۔ باقی رہا آنسوؤں سے رونا تو یہ تو صدمے کے موقع پر فطری امر ہے۔ انسان کو اتنا کٹھور دل نہیں ہونا چاہیے کہ صدمات خصوصاً موت سے بھی متاثر نہ ہو۔ آنسوؤں سے رونا اس رحمت کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں رکھی ہے۔ اس سے انکار فطرت انسانیہ کا انکار ہے' پھر اس میں شکایت کا پہلو بھی ہے اور مومن رب العالمین کی شکایت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ تو مرتے ہوئے بھی رب العالمین کی تعریفیں کرتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا.

۱۸٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ بَكَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ مَاتَ

۱۸۴۵- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو (آپ کی لخت جگر) حضرت فاطمہ ؓ رونے لگیں۔ ساتھ ساتھ کہہ رہی تھیں: ہائے میرے ابا جان! جو اپنے رب سے کس قدر قریب

۱۸٤٥- أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٦٢ من حديث ثابت بن أسلم البناني به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧١.

فَقَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ! مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ! يَا أَبَتَاهُ! إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ يَا أَبَتَاهُ! جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ.

تھے۔ ہائے میرے ابا جان! جن کی وفات کی اطلاع ہم حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی دیتے ہیں۔ ہائے میرے ابا جان! جن کا ٹھکانا جنت الفردوس بن چکا۔

فوائد ومسائل: ① مصنوعی آواز کے ساتھ رونا اور ہے اور قدرتی آنسوؤں کے ساتھ روتے ہوئے نیک باتیں کرنا کہ میت میں حقیقتاً وہ پائی بھی جاتی ہوں تو یہ اور چیز ہے۔ پہلی بات منع ہے دوسری جائز اور یہ خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنسوؤں سے روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ، جبریل علیہ السلام اور رب تعالیٰ کا ذکر فرما رہی تھیں اور یہ ان کا حق تھا۔ ② جبریل علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع دینا اظہارِ غم ہی کا ایک طریقہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کے بہت قریبی تھے، حضر وسفر، لیل ونہار، عسر ویسر اور خوشی وغمی کے ساتھی تھے۔

١٨٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ وَأَبْكِي وَالنَّاسُ يَنْهَوْنِي وَرَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَنْهَانِي، وَجَعَلَتْ عَمَّتِي تَبْكِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَبْكِيهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ».

۱۸۴۶- حضرت جابر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میرے والد محترم رضی اللہ عنہ اُحد کے دن شہید ہوئے۔ میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تھا اور روتا تھا، لوگ مجھے روکتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ مجھے نہیں روکتے تھے۔ میری پھوپھی محترمہ (آواز سے) رونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر نہ رو۔ تمھارے اٹھانے تک فرشتوں نے برابر اس کو اپنے پروں کے ساتھ سایہ کیے رکھا۔'' (رضي الله عنه وأرضاه)

(المعجم ١٤) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- (میت پر آواز کے ساتھ) رونے کی ممانعت

١٨٤٧- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۸۴۷- حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی

١٨٤٦- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت ... الخ، ح: ١٢٤٤، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن عمرو بن حرام والد جابر رضي الله تعالى عنهما، ح: ٢٤٧١/ ١٣٠ من حديث شعبة بن الحجاج به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٧٢.

١٨٤٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في فضل من مات في الطاعون، ح: ٣١١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٣٣، ٢٣٤، والكبرى، ح: ١٩٧٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٦١٦، ◀◀

عُتْبَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ أَنَّ عَتِيكَ ابْنَ الْحَارِثِ - وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، أَبُو أُمِّهِ - أَخْبَرَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِيكٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَاللهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «قَدْ غُلِبْنَا عَلَيْكَ أَبَا الرَّبِيعِ» فَصِحْنَ النِّسَاءُ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيكٍ يُسَكِّتُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ» قَالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «اَلْمَوْتُ»، قَالَتِ ابْنَتُهُ: إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا قَدْ كُنْتَ قَضَيْتَ جِهَازَكَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَيْهِ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهِ وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟» قَالُوا: اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: اَلْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْهَدَمِ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرَقِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدَةٌ».

ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے تو انھیں موت کی بے ہوشی میں پایا۔ آپ نے انھیں پکارا مگر وہ جواب نہ دے سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے [إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] پڑھا اور فرمایا: ''اے ابوالربیع! ہم تمھارے معاملے میں بے بس ہیں (ورنہ ہم تو تمھاری زندگی کے خواہش مند ہیں)۔'' یہ سن کر عورتیں چیخ پکار کرنے لگیں۔ جابر بن عتیک انھیں چپ کرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو لیکن جب واجب ہو جائے تو پھر کوئی عورت (آواز سے) نہ روئے۔'' لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! واجب ہونا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''موت۔'' ان کی بیٹی کہنے لگی: ابا جان! مجھے تو امید تھی کہ آپ شہید ہوں گے کیونکہ آپ نے اپنا سامانِ جہاد تیار کر رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت کے مطابق ان کا ثواب لکھ دیا ہے۔ (پھر حاضرین سے پوچھا:) تم شہادت کسے سمجھتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے راستے میں مارے جانے کے علاوہ بھی شہادت کی سات صورتیں ہیں: طاعون سے مر جانے والا شہید ہے۔ پیٹ کی تکلیف سے مر جانے والا بھی شہید ہے۔ غرق ہو کر مرنے والا بھی شہید ہے۔ دب کر مر جانے والا بھی شہید ہے۔ اندرونی پھوڑے (کینسر و سرطان وغیرہ) سے مر جانے والا بھی شہید ہے۔ آگ میں جل کر مر جانے والا بھی

◀◀ والحاكم: ۱/ ۳۵۲، ۳۵۳، ووافقه الذهبي، وقال النووي "وهو صحيح باتفاق، وإن لم يخرجه الشيخان".

شہید ہے اور زچگی کے دوران میں مرجانے والی عورت
بھی شہید ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''جب وہ مرجائے تو پھر کوئی نہ روئے'' کیونکہ نوحہ و بین مرنے کے بعد ہوتے ہیں' پہلے نہیں' لہٰذا کسی کی موت سے پہلے گھر والے رو سکتے ہیں کیونکہ رونا منع نہیں بلکہ نوحہ اور شکوہ شکایت منع ہے۔ جو موت کے بعد ہی ہوتے ہیں۔ ② ''شہادت فی سبیل اللہ'' کے علاوہ شہادت کی سات صورتیں اور ہیں جن کی اس حدیث میں صراحت ہے۔ انھیں کس وجہ سے شہادت فی سبیل اللہ کے درجے میں رکھا گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمیں بہرحال اس پر یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ حدیث میں مذکور افراد کو شہداء کے درجے سے سرفراز فرمائے گا۔ ③ ''سات صورتیں'' بعض دیگر احادیث میں انفرادی طور پر شہادت کی اور بھی کئی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔ وہ اس روایت کے منافی نہیں کیونکہ سات میں زائد کی نفی نہیں۔ گویا بطور مثال یہ سات ذکر کی ہیں' ورنہ اور بھی ہیں۔ ④ مریض کی عیادت کرنا ثواب کا کام ہے' نیز اس سے مریض کی دل جوئی ہوتی ہے۔ ⑤ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے' اس لیے اگر آدمی نے کسی کام کی نیت کی ہوئی ہو اور اس کے لیے تیاری مکمل ہے لیکن اسے کرنے کا موقع نہیں ملا' تو اسے اس کی نیت کے مطابق اس کام کے کرنے کا اجر مل جائے گا۔ ⑥ عالم کو چاہیے کہ مسئلہ سمجھانے کا ایسا انداز اپنائے کہ سامعین کے دل میں وہ راسخ ہو جائے' کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔ ⑦ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر فضل عظیم ہے کہ اس نے اس کے لیے شہادت کے کئی اسباب بنائے تاکہ یہ امت ان کی بنا پر بلند درجات حاصل کر سکے۔

١٨٤٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أَتَى نَعْيُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ، جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ

١٨٤٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ' جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ ؓ کی (غزوۂ موتہ میں) شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) بیٹھ گئے۔ آپ کے چہرۂ مبارک پر غم کے آثار ہویدا تھے۔ میں دروازے کی جھری (درز) سے دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: جعفر (کے گھر) کی عورتیں (اونچی اونچی) رو رہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

١٨٤٨ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة، ح: ٩٣٥ من حديث ابن وهب، والبخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، ح: ١٣٠٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٧٤.

صِئْرِ الْبَابِ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ يَبْكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِنْطَلِقْ فَانْهَهُنَّ» فَانْطَلَقَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْتَهِينَ. فَقَالَ: «اِنْطَلِقْ فَانْهَهُنَّ»، فَانْطَلَقَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ، فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْتَهِينَ. فَقَالَ: «فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ». فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَ الْأَبْعَدِ، إِنَّكَ وَاللهِ! مَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ.

نے فرمایا: ''جا انھیں روک۔'' وہ چلا گیا' پھر (کچھ دیر بعد) آ گیا اور کہنے لگا: میں نے انھیں روکا ہے لیکن وہ رک نہیں رہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جا اور انھیں روک۔'' وہ چلا گیا' پھر آ گیا اور کہنے لگا: میں نے پھر روکا ہے مگر وہ پھر بھی باز نہیں آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ ''جا پھر ان کے منہ میں مٹی ڈال دے۔'' حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے (غصے سے) کہا: اللہ تجھے ذلیل کرے۔ اللہ کی قسم! نہ تو تو رسول اللہ ﷺ کو سکون سے بیٹھنے دیتا ہے اور نہ تو کچھ کر سکتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① کسی قریبی کی موت پر انسان گھر سے باہر کسی کھلی جگہ غم کی حالت میں بیٹھ سکتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی افسوس کے لیے آئیں اور اس کے پاس بیٹھیں اور تعزیت کریں۔ ② کسی کی شہادت پر بھی اظہار غم کیا جائے گا اگرچہ یہ اعلیٰ درجے کی موت ہے' مگر ہے تو موت ہی جو غم واندوہ کا موجب ہے۔ ③ ''اللہ اس بے سمجھ کو ذلیل کرے'' انسان کو اسی کام میں دخل دینا چاہیے جو اس کے بس میں ہو۔ ظاہر ہے عورتوں کو ان کا کوئی قریبی ہی چپ کرا سکتا ہے۔ یہ اجنبی کیا کر سکتا تھا؟ لہٰذا اسے اطلاع کرنے کے بعد آرام سے بیٹھ جانا چاہیے تھا تاکہ اللہ کے رسول ﷺ کسی متعلقہ شخص کو بھیجتے مگر اس نے خود آرام کیا نہ آپ کو آرام سے بیٹھنے دیا' حالانکہ یہ غم کا موقع تھا۔ ایسے موقع پر زیادہ شور وغل مناسب نہیں۔ بہرصورت وہ شخص نیک تھا۔ ثابت ہوا میت پر آواز کے ساتھ رونا جائز نہیں' تبھی آپ نے روکنے کا حکم دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ عمل درآمد نہ کرا سکا۔ ④ تاکید کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔

١٨٤٩- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

۱۸۴۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

١٨٤٩ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ٩٢٧ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٦.

١٨٥٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ: ذُكِرَ عِنْدَ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ: اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ، فَقَالَ عِمْرَانُ: قَالَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

١٨٥٠- حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے پاس یہ بات ذکر کی گئی کہ میت کو زندہ لوگوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو عمران رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یہ بات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔

١٨٥١- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ سَالِمٌ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

١٨٥١- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

فائدہ: مندرجہ بالا حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کی گئی تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے نہیں فرمایا۔ حضرت عمر یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو غلطی لگی۔ بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرنے والی یہودی عورت کے گھر کے پاس سے گزرے تھے' اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے' آپ نے فرمایا: ''یہ رو رہے ہیں' اس کو عذاب ہو رہا ہے۔'' آپ کا مطلب تو یہ تھا کہ اس کو اس کے کفر کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے مگر حضرت عمر یا ابن عمر رضی اللہ عنہم کو غلطی لگی۔ انھوں نے سمجھا' رونے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے' حالانکہ کسی کی غلطی اور گناہ سے دوسرے کو عذاب کیوں ہو؟ روتا کوئی ہے' عذاب میت کو۔ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (بني إسرآء يل ١٧:١٥) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات انتہائی معقول ہے مگر صورت حال یہ ہے کہ یہ روایت ایک دو سے نہیں بلکہ بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ کیا سب کو غلطی لگ گئی جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو موقع پر موجود بھی نہ تھیں؟ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے مجتہد اور فقیہ صحابی بھی بات نہ سمجھ سکے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان کردہ

١٨٥٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣٧ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٨٥٥ مختصرا، والكبرٰى، ح: ١٩٧٥، وصححه ابن حبان، ح: ٧٤٢، والحديث السابق شاهد له.

١٨٥١- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية البكاء على الميت، ح: ١٠٠٢ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٧. * صالح هو ابن كيسان، وأخرجه مسلم، ح: ٩٢٧ من حديث ابن عمر به.

واقعہ بھی صحیح ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے الفاظ (يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ ...... الخ) ارشاد نہ فرمائے ہوں۔ باقی رہی بات ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ ''کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔'' (بني إسرآء يل ١٧:١٥) کی تو علماء نے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ عذاب اس میت کو ہوتا ہے جو اپنے گھر والوں کو رونے کا حکم دے کر مرا ہو یا اس نے رونے سے منع نہ کیا ہو جبکہ رونے کا رواج ہو۔ یا جو اپنی زندگی میں ایسے رونے کو اچھا سمجھتا تھا اور اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اس اعتبار سے مرنے والے پر گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب کا ہونا آیت: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ ...... الخ﴾ کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس میں اس کا ایما یا پسندیدگی شامل ہے۔

(المعجم ١٥) - اَلنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵-میت پر نوحہ کرنا

١٨٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ: لَا تَنُوحُوا عَلَيَّ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ. مُخْتَصَرٌ.

۱۸۵۲-حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے (اپنی وفات سے پہلے) فرمایا: مجھ پر نوحہ نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: نوحے سے مراد ہے میت کے (جھوٹے یا سچے) اوصاف ذکر کر کے اونچی اونچی آواز سے رونا' یہ منع ہے کیونکہ عام طور پر اس موقع پر مبالغہ آرائی کی جاتی ہے۔ عرب معاشرے میں تو باقاعدہ پیشہ ور نوحہ کرنے والوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں جو اپنی طرف سے جوڑ جوڑ کر اوصاف ذکر کرتے حتی کہ وہ غم کے بجائے فخر ومباہات اور فصاحت وبلاغت کی مجلس بن جاتی۔ علاوہ ازیں آواز سے رونا بھی منع ہے اور نوحہ بغیر آواز کے ہو ہی نہیں سکتا۔ میت کے مرثیے پڑھ پڑھ کر لوگوں کو رلانا بھی نوحے میں داخل اور حرام ہے۔

١٨٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۱۸۵۳-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

١٨٥٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٦١ من حديث شعبة به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٨، وصححه الحاكم: ١/ ٣٨٢، والذهبي. * قتادة صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٦١، مطرف هو ابن الشخير، وحكيم بن قيس بن عاصم ثقة.

١٨٥٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٧ عن عبدالرزاق، وأبوداود، ح: ٣٢٢٢، والترمذي، ح: ١٦٠١، وابن ماجه، ح: ١٨٨٥ من حديث عبدالرزاق بن همام به مختصرًا ومطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٩، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٦٦٩٠ مطولاً، وصححه ابن حبان، والترمذي وغيرهما، وزاد ابن حبان: ٧٣٨ "ولا جلب ولا جنب ومن انتهب نهبة فليس منا ولا شغار في الإسلام ولا عقر في الإسلام"، وأعل بعلة غير قادحة.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ حِينَ بَايَعَهُنَّ أَنْ لَّا يَنُحْنَ فَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ نِسَاءً أَسْعَدْنَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَفَنُسْعِدُهُنَّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا إِسْعَادَ فِي الْإِسْلَامِ».

اللہ ﷺ نے مسلمان ہونے والی عورتوں سے (زبانی) بیعت لی تو ان سے عہد لیا کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ عورتوں نے دور جاہلیت میں نوحے میں ہماری مدد کی تھی تو کیا ہم ان کی مدد کر لیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں ایسی مدد کرنا جائز نہیں۔''

فائدہ: جاہلیت میں یہ تعاون عام تھا کہ غم کی بنا پر نہیں بلکہ اس بنا پر کسی میت پر نوحہ کرنے جاتی تھیں کہ اس میت کی رشتے دار عورتوں نے ہماری ایک میت پر آ کر نوحہ کیا تھا' حالانکہ یہ گناہ میں تعاون ہے' لہٰذا اس میں بدلہ دینا بھی حرام ہے۔

١٨٥٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِالنِّيَاحَةِ عَلَيْهِ».

۱۸۵۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میت پر نوحہ کرنے سے اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔

١٨٥٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ - هُوَ ابْنُ زَاذَانَ - عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِنِيَاحَةِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا مَاتَ

۱۸۵۵- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میت کو گھر والوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: آپ بتائیں ایک آدمی خراسان میں مرگیا اور اس کے گھر والوں نے اس پر یہاں نوحہ کیا' تو کیا اسے وہاں گھر والوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا؟ (یعنی ایسے نہیں ہو

١٨٥٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت، ح:١٢٩٢، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح:٩٢٧/١٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:١٩٨٠ * يحيى هو القطان.

١٨٥٥ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح:١٩٨١ . * الحسن عنعن، تقدم، ح:٣٦، ولأصل الحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

بِخُرَاسَانَ وَنَاحَ أَهْلُهُ عَلَيْهِ، هٰهُنَا، أَكَانَ يُعَذَّبُ بِنِيَاحَةِ أَهْلِهِ؟ قَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَذَبْتَ أَنْتَ.

سکتا) حضرت عمران نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے تو ہی غلط کہتا ہے۔

فائدہ: تفصیلی بحث دیکھیے حدیث نمبر ۱۸۵۱ اور اس کے فوائد و مسائل۔

۱۸۵۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: وَهِلَ، إِنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ: «إِنَّ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ» ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [فاطر: ١٨].

۱۸۵۶- حضرت ابن عمر ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ یہ بات حضرت عائشہ ؓ سے ذکر کی گئی تو فرمانے لگیں: ابن عمر کو غلطی لگ گئی۔ بات یہ تھی کہ نبی ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اس قبر والے کو (اپنے گناہوں کی وجہ سے) عذاب ہو رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔“ پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ ”کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“ (دیکھیے، حدیث: ۱۸۵۱)

۱۸۵۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَغْفِرُ اللهُ لِأَبِي

۱۸۵۷- حضرت عمرہ ؓ نے کہا کہ حضرت عائشہ ؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں: بلاشبہ میت کو زندہ لوگوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن (ابن عمر ؓ) کو معاف فرمائے انھوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا انھیں

۱۸۵٦- أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح: ٣٩٧٨، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ٩٣١ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٨٢.

۱۸۵۷- أخرجه مسلم، ح: ٩٣٢/ ٢٧ (انظر الحديث السابق) عن قتيبة، والبخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه ... الخ، ح: ١٢٨٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٣٤، والكبرٰى، ح: ١٩٨٣.

عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنْ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ، إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى يَهُودِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ: «إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ».

غلطی لگ گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک فوت شدہ یہودی عورت (کے گھر) کے پاس سے گزرے جس پر رویا جارہا تھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں جبکہ اسے (اپنے کفر اور گناہوں کی بنا پر) عذاب دیا جارہا ہے۔''

۱۸۵۸- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: قَصَّهُ لَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

۱۸۵۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کافر کے لیے اس کے گھر والوں کے اس پر بعض (مخصوص قسم کے) رونے کی وجہ سے عذاب میں اضافہ کر دیتا ہے۔''

۱۸۵۹- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْوَرْدِ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: لَمَّا هَلَكَتْ أُمُّ أَبَانَ حَضَرْتُ مَعَ النَّاسِ، فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ، فَبَكَيْنَ النِّسَاءُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَلَا تَنْهٰى هٰؤُلَاءِ عَنِ الْبُكَاءِ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ» فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضَ ذٰلِكَ، خَرَجْتُ

۱۸۵۹- حضرت ابن ابی ملیکہ نے کہا: جب (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی) ام ابان فوت ہوئیں تو میں بھی لوگوں کے ساتھ (ان کے گھر) گیا۔ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے قریب بیٹھنے کا موقع ملا۔ عورتیں رونے لگیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا آپ انھیں رونے سے نہیں روکتے؟ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر بعض (مخصوص قسم کے) رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' حضرت ابن عباس فرمانے لگے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسی ہی بات کہتے تھے۔ میں ایک

۱۸۵۸ـ أخرجه مسلم، ح: ۹۲۸ بعد، ح: ۹۲۹ (انظر الحديث السابق) من سفيان بن عيينة، والبخاري، ح: ۱۲۸٦ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن عبيدالله بن أبي مليكة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۸٤.

۱۸۵۹ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۸٥.

مَعَ عُمَرَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ رَأٰى رَكْبًا تَحْتَ شَجَرَةٍ فَقَالَ: اُنْظُرْ مَنِ الرَّكْبُ؟ فَذَهَبْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ وَأَهْلُهُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هٰذَا صُهَيْبٌ وَأَهْلُهُ فَقَالَ: عَلَيَّ بِصُهَيْبٍ فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ أُصِيبَ عُمَرُ فَجَلَسَ صُهَيْبٌ يَبْكِي عِنْدَهُ يَقُولُ: وَاأُخَيَّاهُ! وَاأُخَيَّاهُ! فَقَالَ عُمَرُ: يَا صُهَيْبُ! لَا تَبْكِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ» قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَا تُحَدِّثُونَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ كَاذِبَيْنِ مُكَذَّبَيْنِ وَلٰكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ لَمَا يَشْفِيكُمْ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى﴾. وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں نکلا حتی کہ جب ہم بیداء کے مقام پر پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک درخت کے نیچے ایک قافلہ دیکھا تو فرمایا: جاؤ‘ دیکھو یہ قافلے والے کون ہیں؟ میں گیا تو وہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والے تھے۔ میں نے واپس آ کر بتایا: امیر المومنین! وہ صہیب رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والے ہیں۔ فرمایا: صہیب کو میرے پاس لاؤ‘ پھر ہم جب مدینہ منورہ آئے تو (چند دن بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھ کر رونے لگے اور کہنے لگے: ہائے میرے پیارے بھائی! ہائے میرے پیارے بھائی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صہیب! نہ رو‘ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ’’میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر بعض (مخصوص قسم کے) رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے۔‘‘ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی تو فرمانے لگیں: اللہ کی قسم! تم یہ حدیث کسی جھوٹے اور جھوٹ کی طرف منسوب اشخاص سے بیان نہیں کرتے لیکن سننے میں غلطی لگ جاتی ہے۔ تمھارے لیے قرآن مجید میں اس کا شافی حل موجود ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ ’’کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔‘‘ لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا تھا: ’’اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے اضافہ فرماتا ہے۔‘‘

فائدہ: تفصیلی بحث پیچھے حدیث نمبر ۱۸۵۱ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- میت پر رونے کی رخصت

١٨٦٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَزْرَقِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ عَلَيْهِ، فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعْهُنَّ يَا عُمَرُ! فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبَ مُصَابٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ».

١٨٦٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آل میں سے ایک شخصیت فوت ہوگئی تو عورتیں اکٹھی ہوکر رونے لگیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر انھیں روکنے اور ان کو منتشر کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! رہنے دو۔ آنکھوں سے آنسو گرا ہی کرتے ہیں، دل میں صدمہ ہوتا ہی ہے اور ابھی وفات تازہ ہے۔“

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن حدیث میں مذکور مسئلہ دیگر صحیح شواہد کی بنا پر صحیح ہے کہ صدمے کی وجہ سے فطری طور پر جو رونا آ جاتا ہے، وہ جائز ہے، وہ ممنوع رونے کی قسم میں نہیں آتا۔ علامہ اتیوبی حفظہ اللہ نے مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے اور بہت ہی نفیس بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ١٨/٣١٤-٣٢٠)

(المعجم ١٧) - دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- جاہلیت کے دور جیسی آہ وبکا (جائز نہیں)

١٨٦١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا

١٨٦١ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو

١٨٦٠- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في البكاء على الميت، ح: ١٥٨٧ من حديث محمد بن عمرو بن عطاء به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٨٦، وصححه ابن حبان، ح: ٧٤٧. * سلمة مستور، لم أجد من وثقه غير ابن حبان، وقال السندي: "قال (الحافظ ابن حجر) في الفتح: رجاله ثقات".

١٨٦١- أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ١٠٣/١٦٦ عن علي بن خشرم، والبخاري، الجنائز، باب: ليس منا من ضرب الخدود، ح: ١٢٩٧ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٨٧.

الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدُعَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ».

(کسی مصیبت پر) رخساروں پر تھپڑ مارتا ہے' گریبان پھاڑتا ہے یا دور جاہلیت کی پکار پکارتا (نوحہ کرتا) ہے۔''

وَاللَّفْظُ لِعَلِيٍّ، وَقَالَ الْحَسَنُ: بِدَعْوَى.

یہ الفاظ (امام نسائی رحمہ اللہ کے استاد) علی (بن خشرم) نے بیان کیے ہیں جبکہ (امام صاحب کے دوسرے استاد) حسن (بن اسماعیل بِدُعَاءِ کی بجائے) بِدَعْوَى کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔ (جبکہ معنی ومفہوم ایک ہی ہے' صرف الفاظ کا فرق ہے۔)

فوائد ومسائل: ① ''ہم میں سے نہیں'' یعنی وہ ہمارے جاری کردہ طریقے پر نہیں بلکہ اس فعل میں کافروں جیسا ہے' نہ کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو رضامندی سے تسلیم کرنا چاہیے۔ آہ وبکا ناشکری کے زمرے میں آتی ہے۔

(المعجم ١٨) - اَلسِّلْقُ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- سلق (چیخ وپکار کرنا)

١٨٦٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ خَالِدٍ الْأَحْدَبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى أَبِي مُوسَى فَبَكَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: أَبْرَأُ إِلَيْكُمْ كَمَا بَرِيءَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَلَا خَرَقَ وَلَا سَلَقَ».

١٨٦٢- حضرت صفوان بن محرز بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو گھر والے ان پر رونے لگ گئے۔ (ہوش میں آنے کے بعد) انھوں نے فرمایا: میں تمھارے اس فعل سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے اس سے براءت فرمائی تھی: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے موقع پر) بال منڈوائے' کپڑے

١٨٦٢- أخرجه مسلم، ح: ١٠٤ (انظر الحديث السابق) من حديث صفوان، وأحمد: ٤/ ٣٩٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٨٨. * عوف هو الأعرابي.

پھاڑے اور چیخ و پکار کرے۔"

فوائد و مسائل: ① بعض حضرات نے سَلْق کے معنی رخسار پیٹنا بھی کیے ہیں۔ ② اگرچہ گھر والے حضرت ابوموسیٰ ڈاٹٹو کی بے ہوشی پر روئے تھے مگر انھیں خدشہ ہوا کہ یہ میری وفات پر بھی روئیں گے، اس لیے تنبیہ فرمائی...... رضي الله عنه و أرضاه ......

(المعجم ١٩) - ضَرْبُ الْخُدُودِ (التحفة ١٩)

باب: ۱۹- رخسار پیٹنا

١٨٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي زُبَيْدٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

۱۸۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود ڈاٹٹو سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے وقت) رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت جیسی چیخ و پکار کرے۔"

(المعجم ٢٠) - اَلْحَلْقُ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- (مصیبت میں) بال منڈوانا

١٨٦٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ أَبِي صَخْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي بُرْدَةَ قَالَا: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسٰى أَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ تَصِيحُ قَالَا: فَأَفَاقَ، فَقَالَ: [أَلَمْ] أُخْبِرْكِ أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَا:

۱۸۶۴- حضرات عبدالرحمٰن بن یزید اور ابوبردہ فرماتے ہیں کہ: جب حضرت ابوموسیٰ اشعری ڈاٹٹو کی تکلیف (مرض الموت میں) بڑھ گئی تو ان کی بیوی روتی چلاتی ہوئی آئی وہ ہوش میں آئے تو فرمانے لگے: کیا میں تجھے بتا نہ دوں کہ میں ہر شخص سے بری ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ لاتعلق ہیں؟ حضرت ابوموسیٰ اپنی زوجہ محترمہ کو یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ

١٨٦٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب: ليس منا من شق الجيوب، ح: ١٢٩٤ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٨٩. * يحيى هو ابن سعيد القطان.

١٨٦٤ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ١٠٤ من حديث جعفر بن عون به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٩٠. * أبوصخرة هو جامع بن شداد، وأبوالعميس هو عتبة بن عبدالله المسعودي.

وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَخَرَقَ وَسَلَقَ».

ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص سے لاتعلق ہوں جس نے (مصیبت کے موقع پر بطور سوگ) بال منڈوائے' کپڑے پھاڑے یا چیخ وپکار کی۔''

فائدہ: جن بالوں کو مونڈنا جائز ہے' مثلاً: سر کے بال' سوگ کے طور پر انھیں مونڈنا بھی ناجائز ہے اور جن بالوں کو مونڈنا ناجائز ہے' مثلاً: ڈاڑھی اور ابرو وغیرہ' انھیں سوگ سے مونڈنا تو بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ دراصل شریعت کا منشا یہ ہے کہ انسان حوادث سے متاثر تو ہو مگر اس قدر نہیں کہ انسانی وقار مجروح یا ختم ہو جائے' انسانیت قائم رہنی چاہیے۔ مندرجہ بالا کام انسانی وقار کے خلاف ہیں' لہٰذا منع ہیں' البتہ بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا اور اسی طرح غم کا اظہار کرنا جائز ہے کیونکہ یہ فطری چیزیں ہیں بلکہ ایسے موقعوں پر ان فطری چیزوں کا بھی اظہار نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ شخص فطری رحمت سے عاری ہے اور فطرت سے بے نیازی (طبعاً ہو یا تکلفاً) انسانیت کے منافی ہے۔

(المعجم ٢١) - شَقُّ الْجُيُوبِ (التحفة ٢١)

باب:٢١- گریبان پھاڑنا

١٨٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

١٨٦٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے وقت) رخسار پیٹے' گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔''

١٨٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ،

١٨٦٦- حضرت یزید بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو ان کی ایک لونڈی (جو ان کے بچوں کی ماں بھی تھی) رونے

١٨٦٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٦٣، وهو في الكبرى، ح: ١٩٩١.

١٨٦٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٣٩٦ عن محمد بن جعفر غندر، وأبوداود، الجنائز، باب في النوح، ح: ٣١٣٠ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٩٢، وله شاهد متفق عليه، البخاري، ح: ١٢٩٦، ومسلم، ح: ١٠٤.

عَنْ أَبِي مُوسٰى : أَنَّهُ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَبَكَتْ أُمُّ وَلَدٍ لَهُ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَهَا : أَمَا بَلَغَكِ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَسَأَلْنَاهَا فَقَالَتْ : قَالَ : «لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَلَقَ وَحَلَقَ وَخَرَقَ».

گی۔ جب وہ ہوش میں آئے تو اس سے فرمایا: کیا تجھے وہ بات نہیں پہنچی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے؟ (بعد میں) ہم نے اس لونڈی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ (انھوں نے فرمایا تھا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے موقع پر) چیخے چلائے' بال مونڈے اور کپڑے پھاڑے۔''

١٨٦٧- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أُمِّ عَبْدِ اللهِ امْرَأَةِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ».

١٨٦٧- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (سوگ میں) بال مونڈے' چیخے چلائے یا کپڑے پھاڑے۔''

١٨٦٨- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنِ الْقَرْثَعِ قَالَ : لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسٰى صَاحَتِ امْرَأَتُهُ فَقَالَ : أَمَا عَلِمْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ : بَلٰى . ثُمَّ سَكَتَتْ فَقِيلَ لَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ : أَيُّ شَيْءٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ حَلَقَ أَوْ سَلَقَ أَوْ خَرَقَ .

١٨٦٨- حضرت قرثع نے کہا: جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو تکلیف زیادہ ہوگئی تو ان کی ایک زوجۂ محترمہ رونے لگیں' حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا: کیا تجھے پتا نہیں کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگیں' کیوں نہیں؟ پھر وہ چپ ہوگئیں' بعد میں ان سے پوچھا گیا: اللہ کے رسول ﷺ کا وہ فرمان کیا تھا؟ وہ کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو (سوگ کی بنا پر) بال مونڈے یا چیخے چلائے یا کپڑے پھاڑے۔

١٨٦٧ـ أخرجه مسلم، ح: ١٠٤ (انظر الحديث المتقدم: ١٨٦٤) من طريق آخر عن أم عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩٣.

١٨٦٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٠٥ عن أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩٤، وله شاهد تقدم، ح: ١٨٦٦.

(المعجم ٢٢) - اَلْأَمْرُ بِالْاِحْتِسَابِ وَالصَّبْرِ عِنْدَ [نُزُولِ] الْمُصِيبَةِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-مصیبت کی آمد کے وقت ثواب طلب کرنے کی نیت اور صبر کرنے کا حکم

١٨٦٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ أَنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ فَأْتِنَا، فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ اللهِ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ»، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا هٰذَا؟ قَالَ: «هٰذَا رَحْمَةٌ يَجْعَلُهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ».

١٨٦٩- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی بیٹی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب الوفات ہے' آپ تشریف لائیں' آپ نے جوابی پیغام بھیجا' سلام کہا اور فرمایا: ''اللہ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا تھا' اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کی مدت مقرر ہے' لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے اور (اگر کوئی مصیبت پہنچے تو) ثواب طلب کرنے کی نیت کرے۔'' آپ کی بیٹی نے دوبارہ پیغام بھیجا اور آپ کو قسم دی کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آپ اٹھے جبکہ آپ کے ساتھ حضرات سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ (جب آپ پہنچے تو) بچہ رسول اللہ ﷺ کو پکڑایا گیا۔ بچے کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انھی پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔''

١٨٦٩ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه . . . الخ، ح: ١٢٨٤ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: ٩٢٣ من حديث عاصم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩٥ . * أبوعثمان هو عبدالرحمٰن بن مل النهدي.

فوائد ومسائل: ① "صبر" سے مراد شریعت کے حکم کا پابند رہنا ہے' نہ یہ کہ افسوس نہ کرے یا آنسو نہ بہائے' یہ تو فطری چیزیں ہیں جو ممنوع یا ناپسندیدہ نہیں۔ ② بات کو پختہ کرنے کے لیے یا کسی سے مطالبہ منوانے کے لیے قسم ڈال دینا درست ہے۔ ③ اگر کوئی اس طرح قسم ڈال دے تو اس کی قسم کو پورا کرنا چاہیے۔ ④ پہلے سلام پھر کلام ہونا چاہیے۔ ⑤ مریض کی عیادت کرنی چاہیے' خواہ وہ اپنے سے کم تر ہی ہو یا چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو' اس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ ⑥ اہل فضل وصلاح کو مریض یا قریب الوفات شخص کے پاس دعا وغیرہ کے لیے دعوت دی جا سکتی ہے۔ ⑦ آدمی اپنے امام سے کوئی نئی چیز دیکھے تو وضاحت پوچھ سکتا ہے۔ ⑧ سوال میں حسن ادب ملحوظ خاطر رہنا چاہیے۔ ⑨ اللہ کی مخلوق کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ ⑩ آہ و بکا کے بغیر رونا جائز ہے۔

۱۸۷۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى».

۱۸۷۰-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صبر پہلی چوٹ کے وقت ہے۔"

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ سوگ اور جزع فزع ہمیشہ تو نہیں رہ سکتے' آخر کار وہ ختم ہو ہی جائیں گے' مگر اسے صبر نہیں کہتے' صبر تو یہ ہے کہ انسان مصیبت کے ابتدائی وقت میں اپنے آپ کو شرعی احکام اور انسانی وقار کا پابند رکھے' اور یہی مشکل کام ہے' ثواب بھی اسی صبر کا ہے' رو پیٹ کر صبر کیا تو وہ کیا صبر ہے؟ بالآخر تو صبر کرنا ہی پڑتا ہے' لیکن یہ شریعت والا صبر نہیں ہے' یہ تو مجبوری ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اجر و ثواب صرف اسی صبر میں ہے جو آزمائش اور غم کے وقت کیا جائے' نہ کہ اس کے بعد والے صبر پر۔

۱۸۷۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ - وَهُوَ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ -

۱۸۷۱-حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا' اس کے ساتھ اس کا ایک بیٹا تھا۔ آپ نے اس آدمی سے فرمایا: "کیا تو اس سے

۱۸۷۰۔أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصبر عند الصدمة الأولى، ح: ۱۳۰۲، ومسلم، الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، ح: ۹۲۶ من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۹۶.

۱۸۷۱۔[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۴۳۶، ۵/ ۳۴، ۳۵ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۹۷، وصححه ابن حبان، ح: ۷۲۵، والحاكم: ۱/ ۳۸۴، والذهبي.

عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ: «أَتُحِبُّهُ؟» فَقَالَ: أَحَبَّكَ اللهُ كَمَا أُحِبُّهُ فَمَاتَ فَفَقَدَهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ: «مَا يَسُرُّكَ أَنْ لَا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ عِنْدَهُ يَسْعٰى يَفْتَحُ لَكَ».

محبت کرتا ہے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ سے ویسی ہی محبت فرمائے جیسی میں اس سے رکھتا ہوں (یعنی مجھے اس سے انتہا درجے کی محبت ہے۔) ہوا یوں کہ وہ بچہ فوت ہوگیا۔ آپ نے جب کئی دن اس شخص کو نہ دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ (آپ کو بتایا گیا تو آپ نے اسے بلایا' وہ آیا تو) آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تو (قیامت کے دن) جنت کے جس دروازے پر بھی جائے' وہاں اسے پائے' وہ بھاگتا ہوا تیرے لیے دروازہ کھولے؟''

فائدہ: معلوم ہوتا ہے وہ بچہ نابالغ تھا۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق نابالغ بچے پر صبر کا ثواب دخول جنت ہے کیونکہ نابالغ بچے سے پیار زیادہ ہوتا ہے' اس کی وفات کا صدمہ بھی زیادہ ہوتا ہے' نیز وہ معصوم اور بے گناہ ہونے کی وجہ سے اللہ کی رحمت کا زیادہ حق دار ہوتا ہے' اس کی سفارش رد نہیں ہوگی لیکن یہ سب کچھ تب ہے جب صبر کیا ہو اور ثواب کی نیت کی ہو۔

(المعجم ٢٣) - ثَوَابُ مَنْ صَبَرَ وَاحْتَسَبَ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- جو شخص صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے' اس کا اجر

١٨٧٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ يُعَزِّيهِ بِابْنٍ لَهُ هَلَكَ فَذَكَرَ فِي كِتَابِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَا يَرْضٰى لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ، إِذَا ذَهَبَ بِصَفِيِّهِ

۱۸۷۲- حضرت عمرو بن شعیب نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین کو ان کے ایک فوت ہونے والے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے (خط) لکھا کہ میں نے اپنے والد محترم (حضرت شعیب) کو اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کی روایت سے یہ بیان فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کے جگر گوشے کو اپنے پاس بلا لے' اور وہ اس پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس (مصیبت کے

١٨٧٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:١٩٩٨، والزهد لابن المبارك(رواية نعيم بن حماد: ٢/ ٢٧، ح: ١٠٦). * شيخ سويد بن نصر.

مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ وَقَالَ مَا أُمِرَ بِهِ بِثَوَابٍ، دُونَ الْجَنَّةِ».

بدلے) ثواب طلب کرے اور وہی بات منہ سے نکالے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت سے کم کوئی بدلہ اس کے لیے پسند نہیں فرماتا۔"

فائدہ: ظاہر ہے اس سے گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ جنت میں جانے سے پہلے گناہوں کی معافی ضروری ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ ثَوَابِ مَنِ احْتَسَبَ ثَلَاثَةً مِنْ صُلْبِهِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- جو آدمی اپنی اولاد میں سے تین بچوں پر صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو، تو اس کا ثواب

١٨٧٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرٌو قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ احْتَسَبَ ثَلَاثَةً مِنْ صُلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ» فَقَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ: «أَوِ اثْنَانِ». قَالَتِ الْمَرْأَةُ: يَا لَيْتَنِي قُلْتُ وَاحِدًا.

۱۸۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنی اولاد میں سے (فوت ہونے والے) تین بچوں کی وفات پر صبر کرے اور ثواب طلب کرے، وہ جنت میں جائے گا۔" ایک عورت کھڑی ہو کر کہنے لگی: اگر دو بچے ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: "دو ہوں، تب بھی۔" (بعد میں) اس عورت نے کہا: کاش میں (ایک بچہ) بھی کہہ دیتی۔

فوائد و مسائل: ① ثواب تو دراصل صبر کا ہے، ایک بچے کی وفات پر ہو یا دو یا تین بچوں کی وفات پر۔ اگرچہ ثواب میں کمی بیشی تو ہوگی، بہر حال جنت میں جانے کے لیے ایک بچے کی وفات پر صبر کرنا اور ثواب طلب کرنا کافی ہے جیسا کہ روایت نمبر ۱۸۷۲ میں گزرا۔ ② صحابیات رضی اللہ عنہن بھی دین کے مسائل جاننے پر بہت حریص تھیں۔ وہ بڑے ذوق شوق سے مسائل کے بارے میں آگہی حاصل کرتیں۔ مسائل دریافت کرنے میں انھیں کوئی حجاب اور ہچکچاہٹ نہیں تھی۔ ③ اہل اسلام کے سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے فوت ہونے والے بچے جنت میں جائیں گے۔

١٨٧٣- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٦/ ٤٢١ من حديث ابن وهب به، ومن طريقه صححه ابن حبان، ح: ٧٢١، وهو في الكبرى، ح: ١٩٩٩ . * عمرو هو ابن الحارث، وعمران ثقة، وثقه النسائي، وابن حبان.

(المعجم ٢٥) - مَنْ يُتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثَةٌ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں؟

١٨٧٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ».

۱۸۷۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں (پھر وہ ان پر صبر کرے) تو اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کے باعث اس (مسلمان) کو جنت میں داخل فرمائے گا۔“

فوائد ومسائل: ① ”نابالغ“ عربی الفاظ ہیں: [لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ] حِنث گناہ کو کہتے ہیں، یعنی وہ گناہ کی عمر، یعنی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں کیونکہ بلوغت سے پہلے بچے کے گناہ لکھے نہیں جاتے۔ ② یہ ثواب نابالغ کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ وہ بے گناہ ہوتا ہے، اس سے محبت بھی شدید ہوتی ہے اور اس کی وفات کا صدمہ بھی زیادہ ہوتا ہے جبکہ بالغ گناہ گار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ماں باپ کی محبت میں بھی فرق پڑ جاتا ہے کیونکہ ممکن ہے اس سے ماں باپ کے حقوق میں کمی ہو جاتی ہو۔ بعض حضرات نے بالغ کو بدرجۂ اولیٰ اس ثواب میں داخل کیا ہے کہ جب نابالغ کی وفات پر صبر کا ثواب یہ ہے جس سے والدین کو کوئی مفاد حاصل نہیں ہوتا بلکہ والدین کو خود اس پر خرچ کرنا پڑتا ہے اور اس کی خدمت بھی کرنی پڑتی ہے تو بالغ کی وفات پر بدرجہ اولیٰ یہ ثواب ملے گا کیونکہ بالغ تو والدین کا سہارا ہوتا ہے، اس کی وفات کا صدمہ زیادہ ہوگا مگر یہ توجیہ حدیث کے ظاہر اور عرف انسانی کے خلاف ہے، پہلی بات ہی صحیح تر ہے۔ واللہ أعلم.

١٨٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ

۱۸۷۵- حضرت صعصعہ بن معاویہ نے کہا: میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملا اور عرض کیا: مجھے کوئی حدیث بیان فرمائیں! فرمایا: اچھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو

١٨٧٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح:١٢٤٨ من حديث عبدالوارث بن سعيد عن عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرى، ح:٢٠٠١.

١٨٧٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٥١ من حديث يونس بن عبيد به، وتابعه جرير بن حازم: ثنا الحسن به، صحيح ابن حبان (الموارد)، ح:١٦٤٩، وأخرجه مطولاً، وهو في الكبرى، ح:٢٠٠٢. * والحسن البصري صرح بالسماع عند أحمد: ٥/ ١٥٩.

قَالَ: لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: حَدِّثْنِي قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُمَا بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ».

بھی دو مسلمان (ماں باپ) ہوں اور ان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کی وجہ سے ان دونوں (والدین) کے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔"

١٨٧٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ».

١٨٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں (اور وہ ان پر صبر کرے) تو اسے آگ نہیں چھوئے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔"

فائدہ: قسم سے مراد قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْماً مَّقْضِيًّا﴾ (مریم ١٩:٧١) "اور تم میں سے ہر شخص جہنم میں جائے گا' یہ تیرے رب کے ذمے حتمی اور طے شدہ بات ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ ہر شخص کو صراط (پل صراط) پر سے گزرنا پڑے گا جو جہنم کے اوپر ہے تاکہ اس میں گناہوں کے موجود اثرات جہنم کی تپش یا آگ سے ختم ہو جائیں اور وہ پاک صاف ہو کر جنت میں داخل ہو۔ چونکہ انسان طبعاً خطا کار ہے' لہٰذا ہر انسان کا صراط پر سے گزرنا معقول ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ معصوم انسان' مثلاً: انبیاء علیہم السلام بجلی کی طرح گزر جائیں گے۔

١٨٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُلَيَّةَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - وَهُوَ الْأَزْرَقُ - عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

١٨٧٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جن مسلمان ماں باپ کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں' اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے ماں باپ کو بھی جنت

١٨٧٦ـ أخرجه البخاري، الأيمان والندور، باب قول الله تعالى: "وأقسموا بالله جهد أيمانهم"، ح: ٦٦٥٦، ومسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح: ٢٦٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٣٥، والكبرى، ح: ٢٠٠٣.

١٨٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥١٠ عن إسحاق بن يوسف الأزرق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٠٤. * عوف هو ابن أبي جميلة الأعرابي، ومحمد هو ابن سيرين.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ قَالَ: يُقَالُ لَهُمْ: أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَقُولُونَ: حَتَّى يَدْخُلَ آبَاؤُنَا فَيُقَالُ: أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ».

میں داخل فرمائے گا۔ بچوں سے کہا جائے گا: تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے: ہم تب جائیں گے جب ہمارے ماں باپ بھی جنت میں جائیں تو فرمایا جائے گا: تم اور تمھارے ماں باپ سب جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ یہ استحقاق جنت ان والدین کو عطا فرمائے گا جنھوں نے بچوں کی وفات پر صبر و رضا کے ثبوت کے ساتھ ساتھ ایمان و تقویٰ کی زندگی گزاری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ایسے اہل ایمان کے بارے میں ان بچوں کی سفارش قبول فرمائے گا اور انھیں پہلے مرحلے ہی میں جنت میں داخل فرما دے گا۔

(المعجم ٢٦) - مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں

١٨٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَحَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي طَلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا يَشْتَكِي فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخَافُ عَلَيْهِ وَقَدْ قَدَّمْتُ ثَلَاثَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِنَ النَّارِ».

۱۸۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے مریض بیٹے کو لے کر آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھے اس (کی موت) کا خطرہ ہے جبکہ پہلے بھی میرے تین بچے مر چکے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے آگ سے (بچنے کے لیے) مضبوط رکاوٹ تیار کر لی ہے۔“

(المعجم ٢٧) - بَابُ النَّعْيِ (التحفة ٢٧)

باب:۲۷- وفات کی اطلاع کرنا

١٨٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۸۷۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

١٨٧٨ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح:٢٦٣٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٠٠.

١٨٧٩ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٣٠ عن سليمان بن حرب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٠٥.

سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید اور حضرت جعفر ؓ کی وفات کی اطلاع ان کی خبر آنے سے پہلے ہی (بذریعۂ وحی) فرما دی تھی۔ جب آپ نے اطلاع فرمائی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① موت کی اطلاع دینا درست ہے۔ جبکہ ایک حدیث میں نعي سے روکا گیا ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ۳۸۵/۵) دراصل اس سے مراد جاہلیت کے دور کی طرح موت کا اعلان ہے جو صرف فخر و مباہات کے لیے بڑے بڑے جھوٹے سچے القابات کے ذریعے سے کیا جاتا تھا، اس کا مقصد اطلاع کے بجائے فخر تھا اور وہ باقاعدہ پیشہ ور حضرات کے ذریعے سے بڑے اہتمام اور خرچ کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ ② یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ صحابہ شام میں شہید ہوئے اور آپ نے مدینہ میں ان کی خبر دے دی۔ شام سے ان کی شہادت کی خبر بعد میں آئی۔

۱۸۸۰- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ: «اِسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ».

۱۸۸۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی ؒ کی وفات کی اطلاع (بذریعۂ وحی) اسی دن دے دی تھی جس دن وہ فوت ہوئے اور فرمایا: ”اپنے بھائی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔“

فائدہ: نجاشی لقب تھا۔ نام ان کا اَصحَمَہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ صف بندی کے ساتھ ان کا جنازہ بھی پڑھایا تھا۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

۱۸۸۱- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ

۱۸۸۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں

۱۸۸۰- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب موت النجاشي، ح: ۳۸۸۰، ومسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ۹۵۱/ ۶۳ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۰۶.

۱۸۸۱- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في التعزية، ح: ۳۱۲۳ من طريق آخر عن ربيعة بن سيف به، ووثقه الجمهور، وتعديله راجح كما حققته في نيل المقصود: ق۷۱٤/۲، ح: ۳۱۲۳ فهو حسن الحديث، وهو ◀◀

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ - هُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ - ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ سَيْفٍ الْمُعَافِرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ بَصُرَ بِامْرَأَةٍ لَا تَظُنُّ أَنَّهُ عَرَفَهَا، فَلَمَّا تَوَسَّطَ الطَّرِيقَ وَقَفَ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهِ فَإِذَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ لَهَا: «مَا أَخْرَجَكِ مِنْ بَيْتِكِ يَا فَاطِمَةُ؟» قَالَتْ: أَتَيْتُ أَهْلَ هٰذَا الْمَيِّتِ فَتَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ وَعَزَّيْتُهُمْ بِمَيِّتِهِمْ قَالَ: «لَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدٰى؟» قَالَتْ: مَعَاذَ اللهِ أَنْ أَكُونَ بَلَغْتُهَا، وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِي ذٰلِكَ مَا تَذْكُرُ فَقَالَ: «لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَا رَأَيْتِ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَرَاهَا جَدُّ أَبِيكِ».

کہ: ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ آپ نے ایک عورت کو دیکھا۔ وہ عورت یہ نہیں سمجھتی تھی کہ آپ نے اسے پہچان لیا ہے۔ جب آپ راستے کے درمیان میں پہنچے تو رک گئے حتی کہ وہ عورت آپ کے قریب پہنچ گئی تو پتا چلا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ ؓ ہیں۔ آپ نے ان سے کہا: ”فاطمہ! گھر سے کیسے نکلی؟“ انھوں نے کہا: میں فلاں میت کے گھر والوں کے پاس گئی تھی۔ میں نے ان سے اظہار افسوس کیا اور صبر کی تلقین کی اور تسلی دی۔ آپ نے فرمایا: ”کہیں آپ ان کے ساتھ کدیٰ قبرستان میں تو نہیں گئیں؟“ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ کہ میں وہاں جاتی جبکہ میں نے آپ کو اس بارے میں بڑے سخت الفاظ فرماتے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو ان کے ساتھ قبرستان جاتی تو جنت کو دیکھ بھی نہ سکتی (داخل ہونا تو دور کی بات ہے) حتی کہ تیرے والد کے دادا (عبدالمطلب) اسے دیکھیں۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: رَبِيعَةُ ضَعِيفٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) فرماتے ہیں: ربیعہ ضعیف ہے۔

فوائد و مسائل: ① ”اس حدیث کے راوی ربیعہ کے ضعف کی صراحت کر کے امام نسائی ؒ نے گویا اس روایت کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ علمائے محققین کے مابین مذکورہ حدیث کی صحت و ضعف کی بابت اختلاف ہے۔ شیخ البانی ؒ اور شارح سنن النسائی شیخ علی بن محمد اتیوبی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ محققین کتاب نے اس کی سند کو حسن کہا ہے' تاہم اگر مذکورہ روایت کو حسن بھی مان لیا جائے' پھر بھی اس روایت سے عورتوں کا قبرستان میں جانا ممنوع قرار نہیں پاتا کیونکہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابتدائے اسلام میں

◄ في الكبرٰى، ح:٢٠٠٧، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٧٣، ٣٧٤، ووافقه الذهبي، وحسنه المنذري، والهيثمي.

لوگوں کو قبرستان جانے سے روک دیا گیا تھا' پھر جب نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تو پھر مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی قبرستان جانے کا جواز نکل آیا کیونکہ اجازت کے الفاظ عام ہیں جن میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں' البتہ اس عموم سے وہ عورتیں خارج ہوں گی جو صبر وضبط سے عاری اور غیر شرعی حرکتوں کی عادت ہوں۔ ایسی عورتوں کے لیے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ واللہ أعلم. ⑦ اس روایت میں کدیٰ سے مراد مکہ کا مقام کدیٰ نہیں بلکہ مدینہ منورہ کا قبرستان مراد ہے۔ ⑧ عورت تعزیت کے لیے کسی کے گھر جا سکتی ہے۔

(المعجم ٢٨) - غُسْلُ الْمَيِّتِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ (التحفة ٢٨)

باب:۲۸- میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا

١٨٨٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۸۲- حضرت ام عطیہ انصاریہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی کی وفات کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ' اگر ضرورت ہو تو' پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور ڈال دو یا تھوڑا سا کافور شامل کر دو اور فارغ ہو کر مجھے اطلاع دینا۔'' چنانچہ ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہ بند دیا اور فرمایا: ''اسے اس کے بدن پر لپیٹ دو۔''

فوائد ومسائل: ① یہ آپ کی بیٹی حضرت زینب ؓ تھیں۔ اگرچہ بعض نے حضرت ام کلثوم ؓ بھی کہا ہے۔ ② بیری کے پتے صفائی اور نرمی وغیرہ کے لیے ڈالے جاتے تھے۔ یہی مقصد اگر کسی صابن سے پورا ہو جائے تو بیری کے پتے کوئی ضروری نہیں۔ اس وقت صابن وغیرہ نہ تھے۔ یہ چیزیں مقصود نہیں' ذرائع ہیں اور ذرائع بدلتے رہتے ہیں' تاہم بیری کے پتے استعمال کر لینے بہتر ہیں۔ ③ آپ کا اپنا ازار (تہ بند) پہنانے کے لیے دینا بطور تبرک تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ سے متعلقہ اشیاء سے تبرک تو متفقہ مسئلہ ہے' البتہ دوسرے صالحین سے تبرک کے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں۔ صحابہ نے ایسا نہیں کیا۔ ④ میت کو طاق عدد میں غسل دینا چاہیے۔

١٨٨٢- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح:٩٣٩/ ٣٨ عن قتيبة، والبخاري، الجنائز، باب غسل الميت ووضوءه بالماء والسدر، ح:١٢٥٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٢٢، والكبرٰى، ح:٢٠٠٨.

(المعجم ٢٩) - غُسْلُ الْمَيِّتِ بِالْحَمِيمِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩-میت کوگرم پانی سے غسل دینا

١٨٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مَوْلَى أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ: تُوُفِّيَ ابْنِي فَجَزِعْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لِلَّذِي يَغْسِلُهُ: لَا تَغْسِلِ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلَهُ فَانْطَلَقَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهَا، فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ: «مَا قَالَتْ طَالَ عُمْرُهَا» فَلَا نَعْلَمُ امْرَأَةً عُمِّرَتْ مَا عُمِّرَتْ.

١٨٨٣-حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہوگیا۔ مجھے اس پر سخت صدمہ ہوا۔ میں نے غسل دینے والے سے کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا کہ تو اسے مار دے۔ (میرا بھائی) حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور میری یہ بات آپ کو بتائی‘ آپ مسکرائے اور فرمایا: ”کیا کہا اس نے؟ اس کی عمر لمبی ہو۔“ ہم کوئی اور عورت ایسی نہیں جانتے جسے اس جیسی عمر دی گئی ہو۔

فائدہ: ”کہ تو اسے مار دے“ شدت محبت اور پھر شدت غم میں ایسی باتیں عموماً ہو جاتی ہیں۔ تعجب نہیں ہونا چاہیے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ٣٠) - نَقْضُ رَأْسِ الْمَيِّتِ (التحفة ٣٠)

باب:٣٠-میت کے سر کے بال کھولنا

١٨٨٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ أَيُّوبُ: سَمِعْتُ حَفْصَةَ تَقُولُ: حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ: أَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَأْسَ ابْنَةِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ قُلْتُ: نَقَضْنَهُ وَجَعَلْنَهُ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ.

١٨٨٤-حضرت حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا (آپ کے دور کی غاسلہ) نے بیان فرمایا: غسل دینے والی عورتوں نے نبی ﷺ کی بیٹی کے سر کی تین مینڈھیاں بنائی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ بالوں کو کھول کر پھر تین مینڈھیاں بنائی تھیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

١٨٨٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٥٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٠٩ .
* والليث هو ابن سعد، وأبوالحسن لم أجد من وثقه، فهو مستور، وجهله ابن القطان الفاسي.

١٨٨٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب نقض شعر المرأة، ح: ١٢٦٠ من حديث ابن جريج، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩/ ٣٩ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠١٠ .

فائدہ: احناف مینڈھیاں بنانے کے بجائے بالوں کے دو حصے کرنے کے قائل ہیں' پھر دونوں سینے پر دائیں بائیں رکھ دیے جائیں مگر احادیث میں تین مینڈھیوں کا ذکر ہے۔

(المعجم ٣١) - مَيَامِنُ الْمَيِّتِ وَمَوَاضِعُ الْوُضُوءِ مِنْهُ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- میت کے داہنے اعضاء اور وضو والے اعضاء (سے غسل کی ابتدا کرنا)

١٨٨٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ: «اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا».

۱۸۸۵- حضرت ام عطیہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے غسل کے موقع پر فرمایا: ''اس کے داہنے اور وضو والے اعضاء سے غسل شروع کرنا۔''

(المعجم ٣٢) - غُسْلُ الْمَيِّتِ وِتْرًا (التحفة ٣٢)

باب:۳۲- میت کو طاق تعداد میں غسل دینا

١٨٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: مَاتَتْ إِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا

۱۸۸۶- حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہوگئیں۔ آپ نے ہمیں (غسل دینے کے لیے) بلا بھیجا' پھر فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا اور اسے تین مرتبہ یا اگر ضرورت محسوس کرو تو پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ طاق دفعہ غسل دینا اور آخری دفعہ کچھ کافور بھی ڈال لینا' پھر جب تم فارغ ہوجاؤ تو مجھے اطلاع کرنا۔'' ہم جب فارغ ہوئے تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند

١٨٨٥- أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، ح:١٦٧، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح:٩٣٩/ ٤٣ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠١١، والمسند لأحمد:٦/ ٤٠٨.
* حفصة هي بنت سيرين، وخالد هو الحذاء.

١٨٨٦- أخرجه البخاري، الجنائز، باب يُلقى شعر المرأة خلفها، ح:١٢٦٣ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح:٩٣٩/ ٤١ من حديث هشام بن حسان به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠١٢.

حَقْوَهُ وَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ». وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ، وَأَلْقَيْنَاهَا مِنْ خَلْفِهَا.

پھینکا اور فرمایا: ''(کفن سے پہلے) اس کو اس میں لپیٹ دینا۔'' ہم نے ان کے بالوں کی تین مینڈھیاں کنگھی سے بنائیں اور ان کو ان کے پیچھے ڈال دیا۔

فائدہ: ''پیچھے ڈال دیا'' مگر احناف سینے پر ڈالنے کے قائل ہیں۔

(المعجم ٣٣) - غُسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسٍ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- میت کو پانچ سے زائد دفعہ غسل دینا

١٨٨٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي»، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۸۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ اگر ضرورت محسوس کرو تو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ تھوڑا سا کافور بھی شامل کر دو پھر جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کر دینا۔'' چنانچہ جب ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا: ''اس کو اس میں لپیٹ کر پھر کفن دینا۔''

(المعجم ٣٤) - غُسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةٍ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- میت کو سات سے بھی زیادہ دفعہ غسل دینا

١٨٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ [قَالَ]: حَدَّثَنَا [حَمَّادٌ] قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدٰى بَنَاتِ

۱۸۸۸- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں۔ آپ نے ہمیں بلا بھیجا اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد دفعہ

١٨٨٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٠١٣. * يزيد هو ابن زريع.

١٨٨٨ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٠١٤. * حماد هو ابن زيد، ومحمد هو ابن سيرين.

النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي». فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

اگر ضرورت محسوس کرو تو' پانی اور بیری سے غسل دینا۔ اور آخری دفعہ کافور ڈال دینا یا تھوڑا سا کافور (پانی میں) ملا لینا' پھر جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جب ہم فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینکا اور فرمایا: ''(کفن دینے سے پہلے) اس میں اس کو لپیٹ دینا۔''

١٨٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ.

١٨٨٩- حضرت ام عطیہ ؓ سے اس جیسی روایت آتی ہے مگر اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ اگر تم ضرورت محسوس کرو تو غسل دو۔''

١٨٩٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَعْضِ إِخْوَتِهِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَتِ ابْنَةٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَنَا بِغَسْلِهَا فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَو سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّهُ» [قَالَتْ:] قُلْتُ وِتْرًا؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

١٨٩٠- حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں تو آپ نے ہمیں انھیں غسل دینے کا حکم دیا اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے بھی زائد دفعہ' اگر ضرورت محسوس کرو تو غسل دینا۔'' میں نے کہا: جی طاق؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اور آخری دفعہ کافور ڈال لینا۔ یا کچھ کافور (پانی میں) ملا لینا' پھر جب فارغ ہونا تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جب ہم (غسل سے) فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے اپنا تہ بند ہمیں دیا اور فرمایا: ''(سب سے پہلے) اسے اس میں لپیٹو۔''

١٨٨٩- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٣٩/٩٣٩ عن قتيبة، والبخاري، الجنائز، باب: يجعل الكافور في الأخيرة، ح: ١٢٥٨ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٥، انظر الحديث المتقدم: ١٨٨٥.

١٨٩٠- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٦. * محمد هو ابن سيرين، وبعض إخوته هي حفصة بنت سيرين كما سيأتي، ح: ١٨٩٢، وابن سيرين سمع من أم عطية نسيبة أيضًا كما سيأتي، ح: ١٨٩٤.

(المعجم ٣٥) - اَلْكَافُورُ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٣٥)

باب:٣٥-میت کو غسل دیتے وقت کافور ڈالنا

١٨٩١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: «أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

١٨٩١-حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ اگر ضرورت محسوس کرو تو پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دینا اور آخری دفعہ کافور یا کچھ کافور ڈال لینا‘ پھر جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔“ جب ہم فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا: ”اس کو اس میں لپیٹ دینا۔“

قَالَ: وَقَالَتْ حَفْصَةُ: اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا، قَالَ: وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

(راویٔ حدیث) ایوب بیان کرتے ہیں کہ حفصہ بنت سیرین نے کہا: اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ غسل دینا۔ اور ام عطیہ ؓ نے فرمایا: ہم نے ان کی تین مینڈھیاں کنگھی سے بنادیں۔

١٨٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

١٨٩٢-حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان کے سر کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنادیں۔

١٨٩٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

١٨٩٣-حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم

١٨٩١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٧ . * إسماعيل هو ابن علية .

١٨٩٢ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩/ ٣٧ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٩ .

١٨٩٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٨ .

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ: وَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

نے ان کے سر(کے بالوں) کی تین مینڈھیاں بنا دیں۔

فائدہ: ایک ہی باب کے تحت اور ایک ہی حدیث کا تکرار بعض اسنادی باریکیاں ظاہر کرنے کے لیے ہے جیسا کہ کئی دفعہ پیچھے گزرا۔ ان باریکیوں کو سمجھنے کے لیے اسانید کا بغور مطالعہ ضروری ہے۔

(المعجم ٣٦) - اَلْإِشْعَارُ (التحفة ٣٦)

باب:۳۶-کفن سے پہلے ایک کپڑے میں لپیٹنا

١٨٩٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ: كَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَدِمَتْ تُبَادِرُ ابْنًا لَهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ حَدَّثَتْنَا قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» فَلَمَّا فَرَغْنَا أَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ» وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ. قَالَ: لَا أَدْرِي أَيُّ بَنَاتِهِ هِيَ؟ قَالَ قُلْتُ: مَا قَوْلُهُ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ» أَتُؤَزَّرُ بِهِ؟ قَالَ: لَا أُرَاهُ إِلَّا أَنْ يَقُولَ: الْفُفْنَهَا فِيهِ.

۱۸۹۴- حضرت ایوب بن ابی تمیمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت محمد بن سیرین کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ام عطیہ ؓ جو کہ انصار میں سے تھیں' اپنے ایک بیٹے کی خبر لینے کے لیے آئی تھیں مگر اسے (زندہ) نہ پایا۔ انھوں نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ' اگر ضرورت سمجھو تو' پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور بھی ڈال دو یا تھوڑا سا کافور شامل کر دو۔ اور جب غسل سے فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جب ہم فارغ ہوئیں (اور ہم نے آپ کو اطلاع کی) تو آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینکا اور فرمایا: ''اسے اس میں لپیٹ دو۔'' اس سے زائد کچھ نہ فرمایا۔ (راویٔ حدیث) ایوب نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ آپ کی کون سی بیٹی تھیں؟ (راویٔ حدیث) ابن جریج کہتے کہ میں نے (ایوب بن ابی تیمیہ سے) پوچھا: آپ کے فرمان [أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ] کا مطلب کیا

١٨٩٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٨٤، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٢٠.

ہے؟ کیا اسے اس کا ازار بنایا جائے گا؟ انھوں نے فرمایا: میرا خیال ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ اسے اس میں لپیٹ دو۔

فائدہ: عورت کے کفن کے لیے بھی تین کپڑے ہی کافی ہیں۔ اس میں مرد اور عورت کی تفریق کی کوئی صحیح حدیث نہیں۔ مزید دیکھیے: (كتاب الجنائز' للألباني' ص:۸۵)

۱۸۹۵- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَ إِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، وَاغْسِلْنَهَا بِالسِّدْرِ وَالْمَاءِ وَاجْعَلْنَ فِي آخِرِ ذٰلِكَ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» قَالَتْ فَآذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۹۵- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہوگئیں، آپ نے فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ اگر ضرورت سمجھو تو، غسل دو۔ اور اسے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور ڈال دو یا کچھ کافور ڈالو۔ جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔'' ہم نے آپ کو اطلاع کی تو آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا: ''اس کے بدن پر اسے لپیٹ دو۔''

فائدہ: ''پھینکا'' گویا پکڑایا نہیں کیونکہ آپ کا ہاتھ ساری زندگی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ یہ انتہا درجے کی احتیاط ہے جو آپ نے اپنی امت کو سمجھانے کے لیے فرمائی۔ (اس حدیث کے باقی مباحث کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۸۸۲)

(المعجم ۳۷) - اَلْأَمْرُ بِتَحْسِينِ الْكَفَنِ (التحفة ۳۷)

باب: ۳۷- اچھے کفن کا حکم

۱۸۹۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ الْقَطَّانُ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ

۱۸۹۶- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے اپنے ایک صحابی کا

۱۸۹۵ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب: هل تكفن المرأة في إزار الرجل؟، ح:۱۲۵۷ من حديث عبدالله بن عون به، وهو في الكبرٰى، ح:۲۰۲۱. * يزيد هو ابن هارون.

۱۸۹۶ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في تحسين كفن الميت، ح:۹۴۳ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح:۲۰۲۲.

لَهُ - قَالَا : أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَاتَ فَقُبِرَ لَيْلًا ، وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ ، فَزَجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ إِنْسَانٌ لَيْلًا إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ».

ذکر فرمایا جو فوت ہو گیا تھا اور اسے راتوں رات دفن کر دیا گیا تھا اور ناقص کفن پہنایا گیا تھا' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے سے منع فرمادیا مگر یہ کہ انتہائی مجبوری ولاچاری ہو' نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی پر اپنے کسی بھائی (رشتے دار) کے کفن دفن کی ذمہ داری آ پڑے تو وہ اس کے لیے اچھا کفن تیار کرے۔''

فوائد ومسائل: ① کفن اچھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ نیا کپڑا ہو' مستعمل نہ ہو' سفید ہو' رنگ دار نہ ہو (تاکہ پرانے نئے کا اندازہ ہو سکے)' صاف ستھرا ہو' میلا کچیلا نہ ہو۔ درمیانی قیمت کا ہو جو دیکھنے میں نامناسب معلوم نہ ہو اور عوام الناس اسے استعمال کرتے ہوں۔ سادہ ہو' منقش نہ ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ قیمتی اور مہنگا ہو کیونکہ بعض روایات میں مہنگے کفن سے صراحتاً روکا گیا ہے۔ ② مذکورہ حدیث سے اور اس موضوع کی دیگر تمام روایات جمع کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ رات کے وقت مُردوں کو دفن کرنا جائز نہیں الا یہ کہ کوئی مجبوری اور اشد ضرورت پیش آ جائے۔ رات کے وقت تدفین کی ممانعت ممکن ہے اس گمان کی وجہ سے ہو کہ نماز جنازہ میں لوگ کم تعداد میں شریک ہوں گے' نیز کفن دفن میں کوتاہی ہوگی۔ لیکن اگر نماز جنازہ پڑھ لی گئی ہو تو عذر کے پیش نظر رات کو بھی دفن کرنا پڑے تو جائز ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے رات کے وقت میت کو قبر میں دفن کیا تھا۔ (جامع الترمذي' الجنائز' حديث:۱۰۵۷) نیز امام بخاری ؒ نے تعلیقاً بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (صحيح البخاري' الجنائز' قبل الحديث: ۱۳۴۰) مسند احمد میں حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (مسند أحمد:۶/۶۲' ۱۱۰) مصنف ابن أبي شیبہ میں حضرت فاطمہ ؓ کی بابت مروی ہے کہ ان کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (المصنف لابن أبي شيبة:۳/۳۱) مذکورہ روایات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ مجبوری اور عذر کے پیش نظر رات کے وقت دفن کرنا جائز ہے۔ واللّٰه أعلم.

(المعجم ۳۸) - أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ (التحفة ۳۸)

باب:۳۸- کون سا کفن بہتر ہے؟

١٨٩٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ أَبِي عَرُوبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ».

١٨٩٧- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ صاف ستھرے اور عمدہ ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کو بھی انھی میں کفن دیا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① سفید کپڑے میں معمولی سا میل کچیل اور گندگی بھی ظاہر ہوتی ہے، لہٰذا اسے جلدی صاف کیا جاتا ہے اور وہ صاف ستھرا رہتا ہے، رنگ دار کپڑوں میں میل کچیل محسوس نہیں ہوتا، وہ دیر تک دھوئے نہیں جاتے، اس لیے بیماریوں کا سبب بن سکتے ہیں۔ ویسے بھی سفید کپڑے کی ایک شان ہوتی ہے۔ ② مجبوری نہ ہو تو کفن سفید ہی ہونا چاہیے۔ ③ کفن پہنانا واجب ہے۔

(المعجم ٣٩) - كَفَنُ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٩- نبی ﷺ کا کفن کیسا تھا؟

١٨٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُفِّنَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولِيَّةٍ بِيضٍ.

١٨٩٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (علاقۂ یمن کی) سحول بستی کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

١٨٩٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

١٨٩٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

١٨٩٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه معمر عند أحمد، والحديث في الكبرٰى، ح: ٢٠٢٣، وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٨١٠، وابن ماجه، ح: ٣٥٦٧، وصححه الترمذي، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٨٥، ووافقه الذهبي.

١٨٩٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣١ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٢٤، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٦١٧١، وأخرجه البخاري، ومسلم من حديث هشام بن عروة عن أبيه به، انظر الحديثين الآتيين، ورواه مكحول: حدثنا عروة به (أحمد: ٦/ ٢٦٤).

١٨٩٩ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن بلا عمامة، ح: ١٢٧٣ من حديث مالك، ومسلم (انظر الحديث◄◄

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

ﷺ کو سحول بستی کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں کوئی قمیص یا پگڑی نہ تھی۔

۱۹۰۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ يَمَانِيَةٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ، فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ قَوْلُهُمْ: فِي ثَوْبَيْنِ وَبُرْدٍ مِنْ حِبَرَةٍ فَقَالَتْ: قَدْ أُتِيَ بِالْبُرْدِ وَلٰكِنَّهُمْ رَدُّوهُ وَلَمْ يُكَفِّنُوهُ فِيهِ.

۱۹۰۰- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یمن کے بنے ہوئے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفنایا گیا' ان میں کوئی قمیص یا پگڑی نہ تھی۔ حضرت عائشہ سے ذکر کیا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دو کپڑے تھے اور تیسری دھاری دار چادر تھی۔ انھوں نے فرمایا: چادر (دھاری دار) لائی تو گئی تھی مگر غسل اور کفن دینے والوں نے واپس کر دی تھی' اس میں آپ کو کفن نہیں دیا۔

فوائد ومسائل: ① کفن کے لیے تین کپڑے مسنون ہیں' دو میں بھی گزارا ہو سکتا ہے' نہ ملیں تو مجبوری میں ایک بھی کافی ہے' جیسے جنگ احد کے بعض شہداء کے لیے صرف ایک چادر ہی ملی' نبی ﷺ نے اسی ایک چادر ہی میں دفن کر دیے۔ ② ''قمیص اور پگڑی'' کفن میں قمیص اور پگڑی نہیں ہونی چاہیے جیسا کہ اس حدیث میں صراحت ہے' جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ احناف قمیص اور اہم شخصیت کے لیے پگڑی جائز سمجھتے ہیں۔ اس حدیث کے معنی کرتے ہیں کہ قمیص اور پگڑی ان تین کپڑوں میں شامل نہ تھے' ان کے علاوہ تھے' مگر یہ معنی ظاہر کے خلاف ہیں' البتہ بعض ضعیف احادیث میں پگڑی کا ذکر ہے لیکن ترجیح صحیح احادیث ہی کو ہوگی۔

(المعجم ٤٠) - اَلْقَمِيصُ فِي الْكَفَنِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- کفن میں قمیص

۱۹۰۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۱۹۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

◀ الآتي) من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۲۵، والموطأ (يحيى): ۱/ ۲۲۳.

۱۹۰۰- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ۹٤۱/ ٤٦ من حديث حفص بن غياث، والبخاري، انظر الحديث السابق من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۲٦.

۱۹۰۱- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف أو لا يكف، ح: ۱۲٦۹، ومسلم، صفات المنافقين، باب صفات المنافقين وأحكامهم، ح: ۲۷۷٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان عن عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۲۷.

حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَعْطِنِي قَمِيصَكَ حَتَّى أُكَفِّنَهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ، فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ ثُمَّ قَالَ: «إِذَا فَرَغْتُمْ فَآذِنُونِي أُصَلِّي عَلَيْهِ» فَجَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ: قَدْ نَهَاكَ اللهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: «أَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ» قَالَ: ﴿ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ [التوبة: ٨٠] فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ﴾ [التوبة: ٨٤] فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

کہ جب عبداللہ بن ابی (منافقین کا سردار) مرگیا تو اس کے بیٹے (عبداللہ) نبی ﷺ کے پاس آئے اور گزارش کی کہ مجھے اپنی قمیص مبارک عطا فرمائیں تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں۔ آپ اس کا جنازہ بھی پڑھیے اور اس کے لیے بخشش کی دعا بھی کیجیے۔ آپ نے انھیں قمیص دے دی اور فرمایا: ''جب تم غسل اور کفن سے فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا' میں اس کا جنازہ پڑھوں گا۔'' (جب آپ جنازے پر پہنچے تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کیا اور گزارش کی کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''(نہیں) مجھے دو چیزوں میں اختیار دیا گیا ہے کہ ان (منافقین) کے لیے بخشش طلب کرو یا نہ کرو' اللہ انھیں معاف نہیں فرمائے گا۔'' پھر آپ نے جنازہ پڑھ دیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ ...... وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ﴾ ''ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تو کبھی بھی اس کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔'' پھر آپ نے منافقین کا جنازہ پڑھنا چھوڑ دیا۔

فوائد و مسائل: ① عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انتہائی مخلص مسلمان تھے۔ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مندرجہ بالا گزارشات کرنا فطری چیز ہے۔ ہر بیٹا خصوصاً نیک بیٹا ماں باپ کی بھلائی چاہتا ہے۔ چونکہ عبداللہ بن ابی ظاہراً کلمہ گو تھا' اس لیے وہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے شاید اس کی مغفرت ہو جائے' بالخصوص جبکہ ابھی منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کی بابت کوئی واضح حکم بھی نہیں آیا تھا۔ اسی طرح نبی ﷺ کا ان کے مطالبات کو تسلیم فرمالینا دراصل اس مسلمان بیٹے کی دلداری کے علاوہ آپ کی رحمۃ للعالمینی کا بھی مظہر تھا۔ اس واقعے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ممانعت کا حکم نازل فرما دیا۔ ② ''قمیص دے دی'' کہا گیا ہے کہ یہ قمیص دراصل اس قمیص کے بدلے کے طور پر دی تھی جو قمیص عبداللہ بن ابی نے نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بدر کی جنگ کے قیدی کی حیثیت میں دی تھی۔ ③ ''روکا نہیں''؟ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ جب اس کی مغفرت ممکن نہیں تو مطلب یہی ہے کہ جنازہ نہ پڑھو مگر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے انداز بیان میں امید کی کرن دیکھی کیونکہ صراحتاً حکم ممانعت نہ تھا' ہاں مشرک کے لیے استغفار سے صراحتاً روکا گیا تھا مگر عبداللہ بن ابی منافق تھا' مشرک نہ تھا' منافق کا حکم بعد میں اترا۔④ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے کہ قمیص بھی کفن میں شامل ہو سکتی ہے۔لیکن دیگر دلائل واحادیث کی روشنی میں یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ ان میں خود آپ علیہ السلام کے لیے تین کپڑوں کا انتخاب ہوا اور یقیناً جو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے تجویز ہوا وہی افضل ہے۔رہی بات جواز کی تو صورتِ حال کا جائزہ لینے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک اتفاقی واقعہ تھا جو عام جواز کی دلیل نہیں بن سکتا' وہ اس طرح کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس قمیص کا مطالبہ کیا تھا جو آپ علیہ السلام کے وجودِ مسعود پر تھی اور خاص کر آپ کی جلد کے ساتھ لگی تھی' آپ اس کا انکار نہ فرما سکے بلکہ تالیف قلب اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی کی خاطر آپ نے انھیں دے دی بلکہ عبداللہ بن ابی کو خود پہنا دی جیسا کہ صحیح بخاری (حدیث: ۱۲۷۰) میں ہے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس قمیص کا بدلہ تھا جو آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن ابی نے دی تھی جبکہ وہ جنگ بدر کے بعد قیدی بنے کیونکہ ان کی قمیص پھٹی ہوئی تھی اور عام پیمائش کی قمیص انھیں پوری نہیں آئی تھی تب انھیں وہ قمیص مرحمت کی گئی عبداللہ بن ابی قد آور انسان تھا۔ بہرحال اس حدیث سے آپ ﷺ کے خلق عظیم کا پتا چلتا ہے کہ آپ کو اس کے منافق ہونے کا یقین تھا' نبی اکرم ﷺ' اسلام اور دیگر مسلمانوں کے لیے اس کی ایذا بھی ڈھکی چھپی نہیں تھی' اس کے باوجود آپ نے اسے قمیص پہنائی اور اس کا جنازہ پڑھا۔⑤ منافق پر اس کے ظاہر کو مدنظر رکھتے ہوئے دنیا میں اسلام والے احکام جاری ہوں گے۔⑥ آدمی زندہ ہو یا مردہ' اس کی حقیقت کے بارے میں اظہار کیا جا سکتا ہے' جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی کے منافق ہونے کا اظہار کیا ہے' یہ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ (مردوں کو برا بھلا نہ کہو) میں شامل نہیں۔⑦ آدمی صاحب علم وفضل شخصیت کو کوئی ایسا کام کرتے دیکھے جسے وہ خلاف شرع سمجھتا ہے تو وہ استفسار کر سکتا ہے۔⑧ صاحب فضل شخص کو اچھی طرح وضاحت کر کے اس آدمی کا اشکال دور کرنا چاہیے۔

۱۹۰۲- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ وُضِعَ فِي حُفْرَتِهِ فَوَقَفَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ لَهُ فَوَضَعَهُ

۱۹۰۲-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عبداللہ بن ابی کی قبر پر تشریف لائے جبکہ اسے لحد میں رکھا جا چکا تھا' آپ قبر پر کھڑے ہوئے اور اسے نکالنے کا حکم دیا۔اسے (قبر سے) نکالا گیا' پھر آپ نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اسے اپنی قمیص پہنائی اور اس کے

۱۹۰۲_أخرجه البخاري، ح: ۱۲۷۰، ومسلم، ح: ۲۷۷۳ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۲۸.

عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ. وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

منہ میں (یا اس کے جسم پر) اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (حکمت کیا تھی؟)

فائدہ: یہ روایت مشہور روایات سے متعارض معلوم ہوتی ہے جن میں قمیص پہلے دینے، جنازہ پڑھنے اور پھر قبر پر جنازے کے ساتھ آنے کا ذکر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا ایک حل یہ پیش کیا ہے کہ پہلی روایت میں دینے سے مراد دینے کا وعدہ ہے، وعدے پر عطیہ کا لفظ بول دیا گیا ہے۔ دوسرا حل اور تطبیق یہ ہے کہ ممکن ہے دو مرتبہ آپ نے قمیص دی ہو، ایک پہلے اور دوسری مرتبہ جب آپ قبر پر حاضر ہوئے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباري، الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف أولا يكف، حديث: ۱۲۷۰) والله أعلم.

۱۹۰۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: وَكَانَ الْعَبَّاسُ بِالْمَدِينَةِ فَطَلَبَتِ الْأَنْصَارُ ثَوْبًا يَكْسُونَهُ فَلَمْ يَجِدُوا قَمِيصًا يَصْلُحُ عَلَيْهِ إِلَّا قَمِيصَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ فَكَسَوْهُ إِيَّاهُ.

۱۹۰۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مدینہ میں (قید) تھے تو (ان کی قمیص پھٹی ہوئی تھی، لہٰذا) انصار نے ان کے لیے کوئی کپڑا تلاش کیا جو انھیں پہنا سکیں مگر عبداللہ بن ابی کی قمیص کے علاوہ کوئی قمیص ان پر صحیح نہ آتی تھی (کیونکہ وہ قد آور تھے اور وہ بھی قد آور تھا) آخر انھوں نے وہی ان کو پہنا دی۔

فائدہ: یہ روایت ذکر کرنے سے امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ نبی ﷺ کا اس کی وفات کے موقع پر قمیص عطا فرمانا دراصل اس قمیص کا بدلہ تھا جو اس نے آپ کے چچا کو پہنائی تھی کیونکہ آپ احسان کا بدلہ ضرور دیتے تھے۔

۱۹۰۴- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقًا قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۹۰۴- حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے طالب تھے، لہٰذا ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا۔ ہم میں سے کچھ تو اس حالت میں فوت ہوئے کہ انھوں نے اپنے اجر وثواب کا کچھ

۱۹۰۳ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۲۹.

۱۹۰٤ـ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ۳۹۱٤ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ۹٤۰ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۳۰.

خَبَّابٌ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ تَعَالٰى، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً، كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ بِهَا رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ إِذْخِرًا وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. وَاللَّفْظُ لِإِسْمَاعِيلَ.

بھی حصہ دنیا میں وصول نہ کیا تھا۔ ایسے مخلصین میں سے ایک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ہمیں ان کو کفن دینے کے لیے صرف ایک چادر ملی، وہ بھی اتنی (چھوٹی تھی) کہ جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ہم اس سے ان کا سر ڈھانپ دیں اور پاؤں پر گھاس ڈال دیں۔ اور ہم میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کے لیے ان کے ثواب کا پھل اس دنیا میں بھی پک کر تیار ہو گیا۔ وہ اس کو توڑ توڑ کر کھا رہے ہیں۔

حدیث کے یہ الفاظ اسماعیل بن مسعود راوی کے بیان کردہ ہیں۔

فوائد و مسائل: ① ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں آخرت میں ثواب نہیں ملے گا بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان کی ہجرت کے کچھ نتائج دنیا میں بھی حاصل ہو گئے' آخرت میں تو ثواب بہر صورت ملے گا۔ مگر مصعب رضی اللہ عنہ جیسے ساتھیوں کا درجہ بہت اونچا ہو گا۔ ② اس روایت میں قمیص کا ذکر نہیں ہے۔ جس سے بلا قمیص کفن کی مشروعیت پر استدلال ہے' جبکہ آغاز باب میں عبداللہ بن ابی کی روایت سے اس کے جواز کا رجحان معلوم ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب کوئی اور چارہ کار نہ ہو' نیز اسے مذکورہ عنوان کے تحت ذکر کرنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کپڑے میں بھی کفن جائز ہے جبکہ صورت حال اس قسم کی ہو۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٤١) - كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- جو شخص حالت احرام میں مر جائے تو اسے کیسے کفن دیا جائے؟

١٩٠٥- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

۱۹۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محرم کو اس کے انھی دو

١٩٠٥ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم، ح: ١٢٦٨، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ١٢٠٦ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٣١.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِغْسِلُوا الْمُحْرِمَ فِي ثَوْبَيْهِ اللَّذَيْنِ أَحْرَمَ فِيهِمَا، وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُمِسُّوهُ بِطِيبٍ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُحْرِمًا».

کپڑوں میں غسل دو جن میں اس نے احرام باندھا تھا۔ اور اسے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو۔ اس کو انھی دو کپڑوں میں کفن دو اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ وہ قیامت کے دن احرام کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔"

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محرم فوت بھی ہو جائے تب بھی اس کا احرام قائم رکھا جائے یعنی اسے خوشبو لگائی جائے نہ اس کا سر ڈھانپا جائے مگر احناف نے اس خاص اور صریح روایت کو چھوڑ کر ایک عام روایت: "جب انسان مر جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔" (صحیح مسلم' الوصیة' حدیث:۱۶۳۱) سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ محرم کو بھی عام انسان کی طرح غسل اور کفن دیا جائے حالانکہ صحیح مسلم کی اس روایت سے کیسے معلوم ہوتا ہے کہ غسل اور کفن کے خصوصی احکام اس پر لاگو نہیں ہو سکتے؟ جبکہ شہید کے بارے میں خود احناف مانتے ہیں کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا' اسی خون آلود حالت میں اسے دفن کیا جائے گا تو کیا اعتراض ہے اگر محرم کو احرام کی حالت میں دفن کر دیا جائے؟ کیا سب احادیث پر عمل ضروری نہیں؟ اگر شہید کا خاص حکم ہو سکتا ہے تو محرم کا کیوں نہیں؟ جبکہ حدیث صریح اور واضح ہے۔ احناف کہتے ہیں یہ حدیث اس محرم کے ساتھ خاص ہے جس کے بارے میں آپ نے یہ بیان فرمائی تھی' مگر پوچھا جا سکتا ہے کہ حضرت والا! شہید کو غسل نہ دینے والی حدیث شہدائے احد کے ساتھ خاص کیوں نہیں؟ بہر حال واضح حدیث کی موجودگی میں قیاس اور رائے کی کوئی حیثیت نہیں۔

(المعجم ٤٢) - اَلْمِسْكُ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- کستوری

١٩٠٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَشَبَابَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ أَبَا نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَطْيَبُ الطِّيبِ الْمِسْكُ».

۱۹۰۶- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہترین خوشبو کستوری ہے۔"

١٩٠٦- أخرجه مسلم، الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك وأنه أطيب الطيب ... الخ، ح: ٢٢٥٢ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢١٦٩، والسنن الكبرى، ح: ٢٠٣٢.

فائدہ: کستوری کے بارے میں اشکال یہ ہوسکتا ہے کہ کستوری تو دراصل ہرن کا خون ہے جس کا استعمال جائز نہیں، مگر کوئی چیز جب قدرتی طور پر تبدیل ہو جائے اور اس میں پہلے اثرات بالکل ختم ہو جائیں تو اس کا حکم بدل جائے گا۔ کستوری بھی کسی لحاظ سے خون کے اوصاف نہیں رکھتی، لہٰذا اس کا حکم خون سے مختلف ہوگا۔ خون بھی تو خوراک سے بنتا ہے مگر اسے خوراک کا حکم حاصل نہیں۔ اسی طرح غلہ جات اور سبزیاں بھی تو مٹی اور گوبر وغیرہ ہی سے بنتی ہیں مگر ان پر اصل کا حکم نہیں لگتا۔

١٩٠٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الْمُسْتَمِرِ بْنِ الرَّيَّانِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ خَيْرِ طِيبِكُمُ الْمِسْكُ».

۱۹۰۷- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کستوری تمھاری بہترین خوشبو ہے۔“

(المعجم ٤٣) - اَلْإِذْنُ بِالْجَنَازَةِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- جنازے کی اطلاع دینا

١٩٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ مِسْكِينَةً مَرِضَتْ فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَرَضِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُ الْمَسَاكِينَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَاتَتْ فَآذِنُونِي» فَأُخْرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا وَكَرِهُوا أَنْ يُوقِظُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُخْبِرَ بِالَّذِي كَانَ

۱۹۰۸- حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف ؓ سے منقول ہے کہ ایک مسکین عورت بیمار ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی بیماری کی خبر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ مسکین لوگوں کی بیمار پرسی اور خبرگیری فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔“ اس کا جنازہ رات کو لے جایا گیا اور صحابہ نے پسند نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جگائیں۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کی خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمھیں کہا نہیں تھا کہ مجھے اس

١٩٠٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في المسك للميت، ح: ٣١٥٨ من حديث المستمر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٣٣، وأخرجه مسلم، ح: ٢٢٥٢ من طريق آخر عن أبي نضرة به (انظر الحديث السابق).

١٩٠٨- [إسناده صحيح] أخرجه الإمام الشافعي في مسنده، ص: ٣٥٨ عن مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٢٧، والكبرى، ح: ٢٠٣٤. * أبوأمامة صحابي، فالحديث ليس بالمرسل.

مِنْهَا فَقَالَ: «أَلَمْ آمُرْكُمْ أَنْ تُؤْذِنُونِي بِهَا؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ لَيْلًا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلَى قَبْرِهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

کی اطلاع دینا؟'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے رات کے وقت آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا، پھر رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف چلے اور اس کی قبر پر لوگوں کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔ (یعنی جنازہ پڑھا۔)

فوائد و مسائل: ① باب کا مسئلہ ثابت ہونے کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ دوبارہ قبر پر جنازہ پڑھا جا سکتا ہے۔ احناف دوبارہ یا قبر پر جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں الا یہ کہ میت کو بغیر جنازہ پڑھے دفن کر دیا گیا ہو۔ وہ اس حدیث کو بلا دلیل رسول اللہ ﷺ سے خاص سمجھتے ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ میں غایت درجے کی تواضع تھی کہ فقراء اور مساکین کی عیادت کے لیے ان کے گھر جاتے اور بیمار پرسی کرتے ...... ﷺ ③ مرد عورت کی تیمار داری کر سکتا ہے، اسی طرح عورت بھی۔ ④ ایسی حکم عدولی جس میں حکم دینے والے کی بھلائی اور تعظیم و تکریم مقصود ہو، گناہ شمار نہیں ہوگی۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ غیب نہیں جانتے تھے۔ ⑥ رات کو دفن کرنا جائز ہے۔

(المعجم ٤٤) - اَلسُّرْعَةُ بِالْجَنَازَةِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- جنازہ لے کر جلدی چلنا

١٩٠٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي، وَإِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ - يَعْنِي السُّوءَ - عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: يَا وَيْلَتِي! أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِي؟».

۱۹۰۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب نیک شخص چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو، مجھے جلدی لے چلو۔ اور جب برا آدمی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟''

فائدہ: مرنے کے بعد میت عالم برزخ میں داخل ہو جاتی ہے اور اس پر برزخی احکام لاگو ہو جاتے ہیں جو ہماری دنیا کے احکام سے مختلف ہیں، لہٰذا میت کا یہ کہنا برزخی امر ہے جو ہماری دنیا سے متعلق نہیں، اس لیے ہمیں

١٩٠٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٢، ٤٧٤، ٥٠٠ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٣٥، وصححه ابن حبان، ح: ٧٦٤. * عبدالله هو ابن المبارك.

سنائی بھی نہیں دیتا۔ ہوسکتا ہے روح کہتی ہو۔ بہر صورت عالم برزخ ہماری عقل سے بالا ہے۔ اس پر بغیر تفصیل جانے ایمان لانا واجب ہے۔

١٩١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا! إِلَى أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ».

۱۹۱۰- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو مجھے جلدی لے چلو۔ اور اگر وہ نیک نہیں تو کہتا ہے: ہائے افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ اس کی آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔“

فوائد و مسائل: ① یہ کوئی محال بات نہیں کہ جانور اس چیز کا ادراک کر لیں جس کا انسان کو ادراک نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں بڑی بڑی صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں، مثلاً: کتے کی قوت شامہ (سونگھنے والی قوت) حیرت انگیز حد تک انسان سے زیادہ ہے۔ وہ کسی انسان کے خالی کپڑے سونگھ کر اس انسان تک پہنچ جاتا ہے۔ انسان میں یہ صلاحیت مفقود ہے، مثلاً: شکاری اور کھوجی کتے۔ ② ”بے ہوش ہو جائے“ یعنی اس برے انسان (میت) کی خوف ناک آواز سن کر۔ ③ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس کی آواز زندہ لوگوں کو نہیں سناتا۔ ④ جنازہ اٹھانا مردوں کے لیے مشروع ہے، عورتیں نہیں اٹھائیں گی۔

١٩١١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا

۱۹۱۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے، اور وہ اس روایت کو نبی ﷺ تک پہنچاتے تھے، کہ آپ نے فرمایا: ”جنازہ جلدی لے کر چلو۔ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں تو

١٩١٠- أخرجه البخاري، الجنائز، باب كلام الميت على الجنازة، ح: ١٣٨٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٣٦. * الليث هو ابن سعد.

١٩١١- أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح: ١٣١٥، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، ح: ٩٤٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٣٧.

إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

تم ایک شر کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔"

فائدہ: جنازہ جلدی لے جانے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ① جنازہ زیادہ دیر تک گھر میں نہ رکھو بلکہ تکفین و تجہیز میں جلدی کرو۔ ② جنازہ اٹھانے کے بعد تیز تیز چلو۔ بوجھ اٹھانے والا شخص فطری طور پر تیز تیز چلتا ہے' مگر اتنا تیز نہ چلے کہ میت کو جھٹکے لگیں۔

۱۹۱۲- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَدَّمْتُمُوهَا إِلَى الْخَيْرِ، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذٰلِكَ كَانَتْ شَرًّا تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

۱۹۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "میت کو جلدی لے جاؤ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف جلدی لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں تو تم ایک شر کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔"

فائدہ: "گردنوں سے اتار رہے ہو" پہلے معنی کی رو سے اس کا مطلب ہے کہ تم اپنی ذمے داری سے فارغ ہو رہے ہو' دوسرا معنی ظاہر ہے۔

۱۹۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَوْشَنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: شَهِدْتُ جَنَازَةَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَخَرَجَ زِيَادٌ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ السَّرِيرِ، فَجَعَلَ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمَوَالِيهِمْ يَسْتَقْبِلُونَ السَّرِيرَ وَيَمْشُونَ عَلٰى

۱۹۱۳- حضرت عبدالرحمٰن بن جوشن فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کے جنازے میں حاضر ہوا۔ زیاد (گورنر بصرہ) چارپائی کے آگے آگے چلنے لگا۔ حضرت عبدالرحمٰن کے گھریلو رشتے دار اور ان کے غلام (چارپائی کے آگے) چارپائی کی طرف منہ کر کے الٹے پاؤں چلنے لگے۔ اور وہ (جنازہ اٹھانے والوں کو) کہتے تھے: آہستہ آہستہ چلو۔ اللہ تعالیٰ تمھاری نیکی میں

۱۹۱۲- أخرجه مسلم، ح: ٩٤٤/ ٥١ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٣٨. * عبدالله هو ابن المبارك.

۱۹۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، ح: ٣١٨٢ من حديث عيينة بن عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٣٩، وصححه الحاكم: ١/ ٣٥٥، والذهبي، والنووي.

أَعْقَابِهِمْ وَيَقُولُونَ: رُوَيْدًا رُوَيْدًا! بَارَكَ اللهُ فِيكُمْ، فَكَانُوا يَدِبُّونَ دَبِيبًا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ طَرِيقِ الْمِرْبَدِ لَحِقَنَا أَبُو بَكْرَةَ عَلٰى بَغْلَةٍ، فَلَمَّا رَأَى الَّذِي يَصْنَعُونَ حَمَلَ عَلَيْهِمْ بِبَغْلَتِهِ وَأَهْوٰى إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ وَقَالَ: خَلُّوا فَوَالَّذِي أَكْرَمَ وَجْهَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ! لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنَّا لَنَكَادُ نَرْمُلُ بِهَا رَمَلًا فَانْبَسَطَ الْقَوْمُ.

برکت فرمائے۔ تو اس طرح وہ گویا رینگ رینگ کر (یعنی بہت آہستہ) چل رہے تھے حتی کہ جب ہم راستے میں مربد مقام پر پہنچے تو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ خچر پر سوار پیچھے سے ہمیں آ ملے۔ جب انھوں نے ان لوگوں کو ایسا کرتے دیکھا تو ان کی طرف خچر کو دوڑایا اور ان کی طرف کوڑا لہرایا اور فرمایا: راستہ چھوڑ دو۔ (یعنی میت کے آگے سے ہٹ جاؤ) مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے ابوالقاسم ﷺ کے چہرۂ انور کو عزت دی ہے! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں میت کو اٹھا کر تیز تیز چلتے تھے' پھر (یہ بات سن کر) سب لوگ مطمئن ہو گئے۔

فائدہ: ''مطمئن ہو گئے'' یعنی اس وضاحت کے بعد سب لوگ اس بات پر مطمئن ہو گئے کہ جنازے کو اٹھا کر تیز تیز چلنا چاہیے۔

١٩١٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَهُشَيْمٍ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنَّا لَنَكَادُ نَرْمُلُ بِهَا رَمَلًا. وَاللَّفْظُ حَدِيثُ هُشَيْمٍ.

۱۹۱۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے خوب یاد ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں میت کو لے کر تیز تیز چلتے تھے۔ حدیث کے مذکورہ الفاظ ہشیم کے ہیں (نہ کہ اسماعیل کے۔)

فائدہ: معلوم ہوا میت کو اٹھا کر تیز چلنا چاہیے جس طرح بوجھ اٹھانے والا طبعاً تیز چلتا ہے' یہاں بھاگنا مقصود نہیں۔

١٩١٥- أَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ دُرُسْتَ

۱۹۱۵- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٩١٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٤٠.

١٩١٥ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب من تبع جنازةً فلا يقعد حتى توضع ... الخ، ح: ١٣١٠، ومسلم، الجنائز، القيام للجنازة، ح: ٩٥٩/ ٧٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٤٤. * أبوسلمة هو ابن عبدالرحمن، وأبوإسماعيل هو إبراهيم بن عبدالملك القناد.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَحْيٰى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جَنَازَةٌ فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوضَعَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنازہ تمھارے پاس سے گزرے تو کھڑے ہو جاؤ' پھر جو شخص جنازے کے ساتھ جائے' وہ جنازہ (زمین پر) رکھے جانے تک نہ بیٹھے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث اگلے باب کے تحت ذکر ہونی چاہیے۔ پچھلے باب سے اس کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ واللہ أعلم. ② ''کھڑے ہو جاؤ'' ایک اور حدیث میں اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے: [إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا] (مسند أحمد: ۳/۳۵۴) ''موت گھبراہٹ کا باعث ہے۔'' یعنی موت کو دیکھ کر یا سن کر انسان کو گھبرا جانا چاہیے۔ حوادث سے متاثر ہونا فطری چیز ہے۔ اور موت تو سب سے بڑا حادثہ ہے۔ ایک کی موت دوسروں کو بھی ان کی موت یاد دلاتی ہے' لہٰذا جنازہ دیکھیں تو اپنا کام چھوڑ کر کھڑے ہونا چاہیے۔ بعض روایات میں یہ وجہ بھی ذکر ہے کہ یہ قیام فرشتوں کے احترام کے طور پر ہے جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں جنازہ عام ہوگا' مسلم کا ہو یا کافر کا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ کھڑے ہونا تعاون کے امکان کے لیے ہے۔ اس صورت میں یہ حکم صرف مسلم کے جنازے کے لیے ہوگا' یعنی جب تک جنازہ کندھوں پر ہے' ساتھیوں کے تعاون کی ضرورت پڑ سکتی ہے' لہٰذا جنازہ زمین پر رکھنے تک شرکاء مت بیٹھیں لیکن یہ توجیہ کمزور ہے۔ (قیام کی باقی بحث آئندہ باب میں ہے۔)

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ (التحفة ٤٥)

باب:۴۵- جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا حکم

١٩١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا، فَلْيَقُمْ حَتّٰى تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ».

۱۹۱۶- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جنازہ (آتا ہوا) دیکھے اور اس نے جنازے کے ساتھ نہ جانا ہو تو (کم از کم) کھڑا ہو جائے حتی کہ جنازہ اس سے آگے گزر جائے یا گزرنے سے پہلے زمین پر رکھ دیا جائے۔''

١٩١٦ـ أخرجه مسلم، ح:٩٥٨/ ٧٤ (وانظر الحديث السابق)، والبخاري، ح:١٣٠٨ (انظر الحديث الآتي) كلاهما عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤١.

١٩١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ».

۱۹۱۷- حضرت عامر بن ربیعہ عدوی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ (آتا) دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ جنازہ تم سے آگے گزر جائے یا (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

١٩١٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ».

۱۹۱۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ (آتا) دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے حتیٰ کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

١٩١٩- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ قَالَا: مَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ شَهِدَ جَنَازَةً قَطُّ فَجَلَسَ حَتَّى تُوضَعَ.

۱۹۱۹- حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما دونوں نے فرمایا: ہم نے تو کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی جنازے کے ساتھ تشریف فرما ہوں اور جنازہ زمین پر رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے ہوں۔

١٩٢٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا

۱۹۲۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ لے کر گزر رہے

١٩١٧ـ أخرجه مسلم، ح:٩٥٨ من حديث الليث بن سعد (انظر الحديث السابق)، والبخاري، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح:١٣٠٧ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٢.

١٩١٨ـ [صحيح] تقدم، ح:١٩١٥، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٣.

١٩١٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٥، وله شواهد عند البخاري، ح:١٣٠٩، ١٣١٠ وغيره.

١٩٢٠ـ أخرجه أحمد:٣/٥٣ من حديث زكريا بن أبي زائدة، وأيضًا:٣/٤٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٦.

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرُّوا عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ.

تو آپ کھڑے ہو گئے۔

وَقَالَ عَمْرٌو: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ.

عمرو (بن علی کی روایت میں یوں ہے' انھوں) نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔

۱۹۲۱- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ: كَانُوا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَطَلَعَتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامَ مَنْ مَعَهُ فَلَمْ يَزَالُوا قِيَامًا حَتَّى نَفَذَتْ.

۱۹۲۱- حضرت یزید بن ثابت ؓ سے منقول ہے کہ (ایک دفعہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آتا نظر آیا۔ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور جو لوگ آپ کے پاس تھے وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے' پھر سب کھڑے رہے حتی کہ جنازہ آگے گزر گیا۔

فائدہ: مندرجہ بالا قولی اور فعلی' مرفوع اور موقوف روایات سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہو جانا چاہیے۔ فطرت اور عقل بھی اسی بات کا تقاضا کرتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ مگر حضرت علی اور ابن عباس ؓ قیام کے قائل نہیں یا کہیے کہ اسے ضروری نہیں سمجھتے جیسا کہ آگے ایک باب میں احادیث آ رہی ہیں' مگر وہ ان کا استنباط معلوم ہوتا ہے' اس لیے وہ قیام کی روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ زیادہ سے زیادہ ان روایات سے رسول اللہ ﷺ کا بیٹھنا ثابت ہوتا ہے' نیز تطبیق بھی ممکن ہے کہ کھڑے ہونے کا حکم استحباب پر دلالت کرتا ہے مگر بیٹھنا بھی جائز ہے اور یہ اچھی تطبیق ہے۔ (مزید بحث کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۹۱۵)

۱۹۲۱ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٨٨ من حديث عثمان بن حكيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٤٧. * مروان هو ابن معاوية الفزاري.

(المعجم ٤٦) - اَلْقِيَامُ لِجَنَازَةِ أَهْلِ الشِّرْكِ (التحفة ٤٦)

باب:٤٦-مشرکین کے جنازے کے لیے کھڑا ہونا

١٩٢٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمُرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا: إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَا: مُرَّ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ: «أَلَيْسَتْ نَفْسًا»؟.

١٩٢٢-حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرات سہل بن حنیف اور قیس بن سعد بن عبادہ ؓ قادسیہ مقام پر تھے کہ ایک جنازہ گزرا۔ وہ دونوں کھڑے ہوگئے۔ان سے کہا گیا: یہ جنازہ تو اس علاقے والوں (یعنی ذمی کافروں) کا ہے؟ تو ان دونوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہوگئے۔ آپ سے کہا گیا: یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ انسانی جان نہیں تھی؟''

فائدہ: دین سے قطع نظر انسانیت کا بھی احترام ہونا چاہیے' نیز موت میں مسلم کافر سب برابر ہیں' پھر کافروں سے رواداری انھیں اسلام کے قریب لانے کا سبب بنے گی۔ اختلاف دین کی وجہ سے انسانی تقاضوں سے انحراف دین فطرت کے خلاف ہے۔ دین اسلام تو جانوروں تک سے ہمدردی رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

١٩٢٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُولُ

١٩٢٣-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ (بعد میں) میں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ایک یہودی عورت کا جنازہ تھا! آپ نے فرمایا: ''موت گھبراہٹ والی چیز ہے' لہٰذا جب تم کوئی جنازہ

١٩٢٢ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ح:١٣١٢، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح:٩٦١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٨. * خالد هو ابن الحارث.

١٩٢٣ـ أخرجه مسلم، ح:٩٦٠ عن علي بن حجر، والبخاري، الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ح:١٣١١ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٩. * إسماعيل هو ابن علية.

اللهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُودِيَّةٍ فَقَالَ: «إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا». اَللَّفْظُ لِخَالِدٍ.

دیکھوتو کھڑے ہو جاؤ۔"

حدیث کے یہ الفاظ خالد راوی کے بیان کردہ ہیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۱۹۱۵۔

(المعجم ٤٧) - اَلرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ الْقِيَامِ (التحفة ٤٧)

باب:۴۷- کھڑے نہ ہونے کی رخصت

١٩٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَلِيٍّ فَمَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامُوا لَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: أَمْرُ أَبِي مُوسٰى فَقَالَ: إِنَّمَا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجَنَازَةِ يَهُودِيَّةٍ وَلَمْ يَعُدْ بَعْدَ ذٰلِكَ.

۱۹۲۴- حضرت ابومعمر بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ پاس سے گزرا۔ لوگ اس کی وجہ سے کھڑے ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ (تم کیوں کھڑے ہوئے؟) لوگوں نے کہا: یہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہدایت ہے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو صرف ایک یہودی عورت کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوئے تھے' اس کے بعد کبھی کھڑے نہیں ہوئے۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے علم و رؤیت کی بات کر رہے ہیں ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ ﷺ کے کھڑے ہونے کی روایات صراحتاً آئی ہیں۔ قولی روایات اس کے علاوہ ہیں۔ جن میں ہر جنازے کا ذکر ہے۔ ان روایات کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اصول حدیث کی رو سے مرجوح ہے۔ عمل ان روایات ہی پر ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیام واجب نہیں۔

١٩٢٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۹۲۵- حضرت محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ

١٩٢٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٤١، ٤/ ٤١٣ وغيره من حديث مجاهد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٥٠، وله شاهد صحيح، انظر الحديث الآتي: ٢٠٠١.

١٩٢٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠١ من حديث أيوب السختياني عن محمد بن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٥١.

حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ: أَلَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ، ثُمَّ جَلَسَ.

حضرات حسن بن علی اور ابن عباس ﷠ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ حضرت حسن ﷜ کھڑے ہو گئے لیکن حضرت ابن عباس ﷠ کھڑے نہ ہوئے۔ حضرت حسن ﷜ کہنے لگے: کیا رسول اللہ ﷺ ایک یہودی کے جنازے کی وجہ سے کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس ﷠ نے کہا: ٹھیک ہے مگر پھر بیٹھے بھی رہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ﷠ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ پھر ایسا ہی ہوا' کوئی جنازہ گزرا مگر آپ بیٹھے رہے' کھڑے نہیں ہوئے گویا بیٹھے رہنے کا جواز بھی ہے۔

١٩٢٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَمَا قَامَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَامَ لَهَا ثُمَّ قَعَدَ.

١٩٢٦- حضرت ابن سیرین ؒ نے کہا کہ حضرات حسن بن علی اور ابن عباس ﷠ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ حضرت حسن ﷜ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس ﷠ کھڑے نہ ہوئے۔ حضرت حسن ﷜ نے حضرت ابن عباس ﷠ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ جنازے کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس ﷠ نے کہا: کھڑے ہوئے تھے مگر پھر بیٹھے رہے۔

١٩٢٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: مَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَ أَحَدُهُمَا وَقَعَدَ الْآخَرُ فَقَالَ الَّذِي قَامَ: أَمَا وَاللهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ قَامَ، قَالَ لَهُ الَّذِي جَلَسَ: لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ

١٩٢٧- حضرت ابومجلز ؒ سے مروی ہے کہ حضرات ابن عباس اور حسن ﷠ کے قریب سے ایک جنازہ گزرا۔ ان میں سے ایک کھڑے ہو گئے جبکہ دوسرے بیٹھے رہے۔ کھڑے ہونے والے نے کہا: اللہ کی قسم! میں یقیناً جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے۔ بیٹھے رہنے والے نے ان سے کہا۔ اللہ کی قسم! میں بھی یقیناً جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے بھی رہے تھے۔

١٩٢٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ١/ ٣٣٧ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٢.
١٩٢٧- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٣.

اللهِ ﷺ قَدْ جَلَسَ.

١٩٢٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ جَالِسًا فَمُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ النَّاسُ حَتَّى جَاوَزَتِ الْجَنَازَةُ فَقَالَ الْحَسَنُ: إِنَّمَا مُرَّ بِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى طَرِيقِهَا جَالِسًا، فَكَرِهَ أَنْ تَعْلُوَ رَأْسَهُ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَامَ.

۱۹۲۸- حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ گزرا۔ لوگ کھڑے ہو گئے حتی کہ جنازہ آگے چلا گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: بات اتنی تھی کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا اور رسول اللہ ﷺ جنازے کے راستے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ناپسند فرمایا کہ ایک یہودی کا جنازہ آپ کے سر سے اونچا ہو' اس لیے آپ کھڑے ہو گئے۔

فائدہ: یہ روایت سابقہ روایات سے مختلف ہے۔ ان میں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہونے کے قائل و فاعل ہیں' اور اس روایت میں اس کے خلاف ہیں۔ کثرت کی بنا پر ان روایات کو ترجیح ہو گی' نیز یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے کھڑے ہوئے تھے' ورنہ رسول اللہ ﷺ نے تو اور وجہ بتلائی ہے۔ حدیث: ۱۹۲۲ میں أَلَيْسَتْ نَفْسًا اور حدیث نمبر ۱۹۲۳ میں إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا فرمایا۔ اور حدیث: ۱۹۳۱ میں آ رہا ہے کہ ہم فرشتوں کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ وجوہات معتبر ہیں نہ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنا خیال۔ بالفرض یہ وجہ بھی ہو تو مذکورہ بالا وجوہات تو پھر بھی قائم ہیں' لہٰذا صحیح یہی ہے کہ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے' یہ افضل اور مستحب ہے' اگرچہ بیٹھے رہنے کی بھی گنجائش ہے۔ واللہ أعلم.

١٩٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ مَرَّتْ بِهِ حَتَّى تَوَارَتْ.

۱۹۲۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک یہودی کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوئے جو پاس سے گزرا تھا حتی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا (پھر بیٹھے)۔

١٩٢٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق واللذين قبله، وأخرجه أحمد: ١/ ٢٠٠ من حديث محمد بن علي بن الحسين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٥٤.

١٩٢٩ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ٩٦٠/ ٨٠ عن محمد بن رافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٥٦.

١٩٣٠- وَأَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَيْضًا أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ حَتَّى تَوَارَتْ.

۱۹۳۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی ایک یہودی کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوئے (اور پھر کھڑے رہے) حتیٰ کہ وہ اوجھل ہو گیا۔

فائدہ: اگر رسول اللہ ﷺ کے کھڑے ہونے کی وجہ وہ ہوتی جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (حدیث نمبر ۱۹۲۸) میں بیان فرمائی ہے تو پھر اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی کہ نظروں سے اوجھل ہونے تک کھڑے رہے؟ معلوم ہوتا ہے پہلی بیان کردہ وجوہات ہی اصل ہیں۔

١٩٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ فَقِيلَ: إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَالَ: «إِنَّمَا قُمْنَا لِلْمَلَائِكَةِ».

۱۹۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے! آپ نے فرمایا: ''ہم تو فرشتوں (کی تعظیم) کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔''

فائدہ: جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونے کی تین وجوہات صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فائدہ حدیث نمبر ۱۹۲۸. یہ تینوں وجوہات اب بھی قائم ہیں' لٰہذا راجح موقف کے مطابق جنازہ آتا دیکھ کر کھڑا ہونا افضل اور مستحب ہے صرف وجوب منسوخ ہے۔ واللہ أعلم. نیز اس مسئلے کی تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للإتيوبي: ١٩/ ٨٧-٩٢)

(المعجم ٤٨) - اِسْتِرَاحَةُ الْمُؤْمِنِ بِالْمَوْتِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- مومن کا موت کے ذریعے سے راحت پانا

١٩٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ

۱۹۳۲- حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو

١٩٣٠ـ أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٦.

١٩٣١ـ [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٥. * قتادة عنعن، ولحديثه شاهد عند أحمد: ٤/ ٤١٣ (انظر الحديث المتقدم: ١٩٢٤)، إسحاق هو ابن إبراهيم، يعني ابن راهويه، والنضر هو ابن شميل.

١٩٣٢ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ماجاء في مستريح ومستراح منه، ح: ٩٥٠ عن قتيبة، والبخاري، الرقاق، باب سكرات الموت، ح: ٦٥١٢ من حديث محمد بن عمرو بن حلحلة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٧.

كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: «مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ» فَقَالُوا: مَا الْمُسْتَرِيحُ وَمَا الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: «اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ».

آپ نے فرمایا: ''اس نے آرام پالیا یا لوگوں نے اس سے آرام پالیا۔'' صحابہ نے عرض کیا: اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مومن شخص (موت کے ساتھ) دنیا کے رنج و تکلیف سے آرام پا جاتا ہے اور بدکار شخص (کی موت) سے لوگ' شہر' درخت اور جانور آرام پاجاتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''مومن شخص'' یہاں مومن سے متقی شخص مراد ہے جو لوگوں کو بھی ایذا نہیں پہنچاتا اور جانوروں پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی پابندی کرتا ہے۔ ان کاموں میں اسے دنیا میں تکلیف وغیرہ پہنچے تو اس پر صبر کرتا ہے۔ دنیا میں معاش کے سلسلے میں اسے محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے۔ دنیا میں بیماری اور پریشانیاں ''دنیا کے رنج و غم'' سب اس میں داخل ہیں۔ ② ''بدکار شخص'' اس سے مراد صرف کافر ہی نہیں بلکہ وہ اشخاص بھی اس میں داخل ہیں جو لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں' جانوروں کو ایذا پہنچاتے ہیں' آبادیوں کو ویران کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی بھی پروا نہیں کرتے۔ فسق و فجور میں بگٹٹ دوڑے جاتے ہیں' حتی کہ ان کے فسق و فجور کی وجہ سے بارش رک جاتی ہے اور ان کی نحوست سے قحط سالی آ پڑتی ہے۔ بے گناہ جانور اور درخت اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں' البتہ وہ لوگ جن سے گناہ تو صادر ہوتے ہیں (کیونکہ ہر انسان خطا کار ہے) مگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں' معافی مانگتے ہیں تو وہ ''فاجر'' اور ''بدکار'' کے تحت داخل نہیں کیونکہ معافی اور توبہ گناہ کو ختم کر دیتے ہیں' بلکہ توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ رحمتیں فرماتا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ (نوح ۷۱: ۱۰، ۱۱) لہٰذا توبہ اور استغفار کرنے والا انسان' خواہ کتنا ہی گناہ گار ہو' لوگوں' شہروں' جانوروں اور درختوں کے لیے رحمت کا سبب ہے۔

(المعجم ٤٩) - اَلْاِسْتِرَاحَةُ مِنَ الْكُفَّارِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- کافروں سے راحت پانا

١٩٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ

۱۹۳۳- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم

١٩٣٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٥٨. * زيد هو ابن أبي أنيسة، وأبوعبدالرحيم المراني اسمه خالد بن أبي يزيد.

أَبِي كَرِيمَةَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، - وَهُوَ الْحَرَّانِيُّ - عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحِيمِ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ طَلَعَتْ جَنَازَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ، اَلْمُؤْمِنُ يَمُوتُ فَيَسْتَرِيحُ مِنْ أَوْصَابِ الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا وَأَذَاهَا، وَالْفَاجِرُ يَمُوتُ فَيَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ».

رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ نمودار ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آرام پانے والا ہے یا مخلوقات کو اس سے آرام ملا ہے۔ مومن فوت ہوتا ہے تو دنیا کی بیماریوں' تکالیف اور مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے۔ اور بدکار شخص مرتا ہے تو اس سے انسان' علاقے' درخت اور جانور نجات اور آرام پا جاتے ہیں۔''

فائدہ: باب میں کافر کا لفظ ہے اور حدیث میں فاجر کا' اشارہ ہے کہ فاجر سے مراد کافر ہے یا کافروں جیسا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٠) - بَابُ الثَّنَاءِ (التحفة ٥٠)

باب:۵۰-(میت کی) اچھی تعریف

١٩٣٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، فَقَالَ عُمَرُ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقُلْتَ: وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ: وَجَبَتْ؟ فَقَالَ: «مَنْ أَثْنَيْتُمْ

۱۹۳۴-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو اس کی اچھی تعریف کی گئی' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لازم ہوگئی۔'' ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی برائی بیان کی گئی' نبی ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! ایک جنازہ گزرا' اس کی اچھی تعریف ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''لازم ہوگئی۔'' پھر دوسرا جنازہ گزرا' اس کی برائی بیان کی گئی تو آپ نے پھر وہی فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' (کیا مطلب ہے؟) آپ نے فرمایا: ''جس کی

١٩٣٤ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خير أو شر من الموتى، ح: ٩٤٩ من حديث إسماعيل ابن علية، والبخاري، الجنائز، باب ثناء الناس على الميت، ح: ١٣٦٧ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٩.

عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ».

تم نے اچھی تعریف کی تھی اس کے لیے جنت لازم ہوگئی اور جس کی برائی بیان کی اس کے لیے آگ واجب ہو گئی۔ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ''تم نے اچھی تعریف کی۔'' تم سے مراد عام لوگ ہیں۔ جس شخص کو سب لوگ اچھا کہیں' وہ اچھا ہی ہوگا اور جس کو سب برا کہیں (موت کے بعد) وہ برا ہی ہوگا کیونکہ سب لوگ اسی کی تعریف کریں گے جو سب کے ساتھ اچھا رہا اور جس نے سب کو امن میں رکھا۔ جو شخص لوگوں کے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا' وہ بالعموم اللہ تعالیٰ کے حقوق میں بھی کوتاہی نہیں کرے گا۔ اسی طرح برا کہنا ہے۔ لازماً وہ لوگوں سے بدسلوکی کرنے والا ہے ورنہ سب برا نہ کہتے۔ اور جو لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرتا' وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرے گا۔ بعض اہل علم نے تم سے مراد صرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم یا متقی حضرات لیے ہیں کیونکہ وہ اسی کی تعریف کریں گے جو حقیقتاً نیک ہوگا' اور اسی کو برا کہیں گے جو حقیقتاً برا ہوگا مگر یہ تخصیص بلا دلیل ہے' صحیح توجیہ اوپر بیان ہو چکی ہے۔ ② ''اللہ تعالیٰ کے گواہ'' جس طرح عدالت میں فیصلہ گواہوں کے مطابق ہوتا ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کی گواہی کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ [إِنْ خَيراً فَخَيرٌ وَ إِنْ شَرًّا فَشَرٌّ] کیونکہ انسان کے اخلاق کا علم معاملات سے ہوتا ہے۔ ③ اس سے امت کی فضیلت بھی ظاہر ہوئی کہ یہ زمین پر اللہ کی گواہ ہے۔

١٩٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَامِرٍ، وَجَدُّهُ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرُّوا بِجَنَازَةٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، ثُمَّ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ

۱۹۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ لے کر گزرے۔ حاضرین نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' پھر لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے۔ حاضرین نے اس کی برائی بیان کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے پہلے جنازے کے بارے میں بھی فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' اور دوسرے جنازے کے بارے میں بھی فرمایا: ''واجب ہوگئی'' (کیا مطلب

١٩٣٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الثناء على الميت، ح: ٣٢٣٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٠، وسنده حسن، وله شاهد متفق عليه، البخاري، ح: ٢٦٤٢، ومسلم، ح: ٩٤٩/ ٦٠ب من حديث ثابت عن أنس رضي الله عنه به.

اللهِ! قَوْلُكَ الْأُولٰى وَالْأُخْرٰى «وَجَبَتْ»؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اَلْمَلَائِكَةُ شُهَدَاءُ اللهِ فِي السَّمَاءِ، وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ».

ہے؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے آسمان میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں اور تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

فائدہ: فرشتے تحریری نامۂ اعمال پیش کریں گے اور انسان اپنا تجربہ اور معاملہ بیان کریں گے' دونوں کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا۔

١٩٣٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ وَعَبْدُاللهِ ابْنُ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَجَلَسْتُ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰى فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثِ فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ قَالُوا خَيْرًا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ»، قُلْنَا: «أَوْ ثَلَاثَةٌ؟» قَالَ: «أَوْ ثَلَاثَةٌ»، قُلْنَا: أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ: «أَوِ اثْنَانِ!».

١٩٣٦- حضرت ابوالاسود دیلی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میں مدینہ منورہ آیا اور مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ ایک جنازہ گزرا اور اس کی اچھی تعریف کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہو گئی' پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ اس کی بھی اچھی تعریف کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی' پھر تیسرا جنازہ گزرا تو اس کی برائی بیان کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا واجب ہوگئی؟ انھوں نے فرمایا: میں نے تو اسی طرح کہا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جس مسلمان کے لیے چار آدمی نیک ہونے کی گواہی دیں' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' ہم نے کہا: اور تین؟ فرمایا: ''ہاں تین بھی۔'' ہم نے کہا: اور دو؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں دو بھی (یعنی دو کی گواہی بھی معتبر ہوگی)۔''

فائدہ: گواہی کے لیے جو شرائط ضروری ہیں' وہ ان میں پائی جائیں' یعنی وہ عادل مسلمان ہوں۔ عادل

١٩٣٦ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ثناء الناس على الميت، ح:١٣٦٨ من حديث داود به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٦١.

سے مراد کہ وہ شرعی فرائض کے پابند اور کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہوں۔ ظاہر ہے اس قسم کے گواہ ہی سچی گواہی دیں گے۔

(المعجم ٥١) - اَلنَّهْيُ عَنْ ذِكْرِ الْهَلْكٰى إِلَّا بِخَيْرٍ (التحفة ٥١)

باب:۵۱- فوت شدگان کا ذکر خیر ہی کیا جائے

١٩٣٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ هَالِكٌ بِسُوءٍ فَقَالَ: «لَا تَذْكُرُوا هَلْكَاكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ».

۱۹۳۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کسی فوت شدہ شخص کی برائی بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”اپنے فوت شدگان کا ذکر خیر ہی کیا کرو۔“

فائدہ: کسی غائب شخص کی برائی ذکر کرنا تو زندگی میں بھی غیبت بن جاتی ہے جو سخت منع ہے حالانکہ اس کی طرف سے دفاع ممکن ہے تو ایک میت جو اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتا اس کی برائی بیان کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے نیز گناہوں اور کوتاہیوں سے کون پاک ہے؟ لہٰذا فوت شدہ کی برائی بیان نہ کی جائے بلکہ درگزر کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے البتہ امت مسلمہ کے مفاد کے لیے ضرورت کی حد تک کسی زندہ یا فوت شدہ کی برائی بیان ہو سکتی ہے جیسے رجال حدیث کا فن۔

(المعجم ٥٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۲- فوت شدگان کو برا کہنے کی ممانعت

١٩٣٨- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا

۱۹۳۸- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے اعمال (کی جزا و سزا) کی طرف پہنچ چکے ہیں۔“

١٩٣٧ـ [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح:١٨٢٨، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٦٢.

١٩٣٨ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من سب الأموات، ح:١٣٩٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٦٣.

تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوا».

فائدہ: فوت شدگان کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی صحیح ہے۔ ہم کسی ایسے شخص کو برا کہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہو تو اس میں بہت گناہ ہے لہٰذا خاموشی بہتر ہے' البتہ وہ کافر یا منافق یا فاجر جو علانیہ عوام الناس کے نزدیک ان اوصاف میں معروف اور بدنام ہیں' ان کی موت اگر انھی اوصاف پر ہوئی تو انھیں ان اوصاف کے ساتھ ذکر کیا جا سکتا ہے تاکہ لوگ ان کی اقتدا نہ کریں۔ اسی طرح ائمۂ مضلین (اہل بدعت) کی گمراہیوں کی وضاحت کرنی بھی جائز بلکہ ضروری ہے۔

۱۹۳۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى وَاحِدٌ عَمَلُهُ».

۱۹۳۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کے ساتھ تین چیزیں قبر کی طرف جاتی ہیں: اس کے رشتے دار' اس کا مال اور اس کا عمل۔ دو چیزیں' یعنی رشتے دار اور مال تو واپس آ جاتے ہیں اور ایک چیز' یعنی اس کا عمل اس کے پاس رہ جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''اس کا مال'' مراد غلام وغیرہ ہیں۔ جاہلیت میں لوگ فخر کے لیے جنازے کے ساتھ اس کے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ بھی لے جاتے تھے۔ ② انسان کا عمل اس کے ساتھ رہے گا' اس لیے اعمال صالحہ کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور اہل اور مال میں مشغول ہو کر اعمال سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ ③ اس حدیث کا باب سے کوئی ظاہری تعلق سمجھ میں نہیں آ رہا۔

۱۹٤۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

۱۹۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے مومن پر چھ حق ہیں: جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے'

۱۹۳۹_ أخرجه البخاري، الرقاق، باب سكرات الموت، ح: ٦٥١٤، ومسلم، الزهد والرقائق، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر" ح: ٢٩٦٠/ ٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٤.

۱۹٤۰_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في تشميت العاطس، ح: ٢٧٣٧ عن قتيبة بن سعيد به، وقال "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٥، وللحديث شواهد، راجع مجمع الزوائد: ٨/ ١٨٥ وغيره. * محمد بن موسٰى هو ابن أبي عبدالله الفطري، أبوعبدالله المدني حسن الحديث.

«لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ: يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ».

جب وہ فوت ہو جائے تو (اس کے کفن' دفن اور جنازے میں) شریک ہو' جب وہ دعوت دے تو قبول کرے' جب وہ اسے ملے تو سلام کہے' جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے اور اس کی خیر خواہی کرے جب وہ غائب ہو یا موجود۔''

فوائد و مسائل: ① یاد رہے کہ بعض حقوق تعلقات اور ضرورت کی حد تک ہیں' مثلاً: بیمار کی بیمار پرسی دنیا کے ہر مسلمان کا نہیں بلکہ اس کے تعلق داروں کا فرض ہے۔ اسی طرح کفن' دفن اور جنازے میں شرکت کرنا بھی اس کے تعلق داروں اور محلے کے افراد وغیرہ کا فرض ہے' ایسے فرائض کو فرض کفایہ کہتے ہیں' یعنی کوئی بیمار' بیمار پرسی کے بغیر نہ رہے اور کوئی میت تکفین و تجہیز اور جنازے سے محروم نہ رہے ورنہ مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ ہر ایک کی شرکت فرض نہیں۔ ② سلام کا جواب اور چھینک پر دعا (بشرطیکہ وہ الحمدللہ کہے) صرف متعلقہ شخص پر ضروری ہے۔ دعوت کی قبولیت ہر شخص پر ضروری ہے۔ جماعت کی صورت میں چند (خواہ ایک ہی ہو) کی طرف سے ادائیگی کافی ہوگی۔

(المعجم ٥٣) - اَلْأَمْرُ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ (التحفة ٥٣)

باب:۵۳- جنازے کے ساتھ جانے کا حکم

١٩٤١- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، ح: وَأَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ هَنَّادٌ: قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: وَقَالَ سُلَيْمَانُ: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ،

۱۹۴۱- حضرت براء بن عازب ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے روکا۔ ہمیں بیمار کی بیمار پرسی کرنے' چھینکنے والے کو دعا دینے' قسم کھانے والے کی بات کو پورا کرنے (بشرطیکہ وہ جائز ہو)' مظلوم کی مدد کرنے' ہر ملنے والے کو سلام کہنے' بلانے والے کی دعوت قبول کرنے اور جنازے کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے' چاندی کے برتن (میں کھانے

١٩٤١ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة ... الخ، ح: ٥١٧٥ من حديث أبي الأحوص سلام بن سليم الحنفي، ومسلم، اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء ... الخ ح: ٢٠٦٦ من حديث أشعث بن أبي الشعثاء سليم بن أسود به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٦٦.

وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ.

پینے) سے' سرخ ریشمی گدیلوں' قس بستی کے بنے ہوئے ریشمی کپڑے اور موٹے یا باریک ہر قسم کے ریشم کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ''اتباع'' جنازے کے ساتھ نکلنے کے دو درجے ہیں: ○ جب گھر سے جنازہ اٹھایا جائے تو اس کے پیچھے پیچھے رہے یہاں تک کہ نماز جنازہ سے فارغ ہو۔ ○ گھر سے میت کے ساتھ نکلے' یعنی اس کی پیروی کرے یہاں تک کہ نماز جنازہ اور تدفین سے فراغت ہو' یہ دونوں عمل درست اور جائز ہیں لیکن دوسرا درجہ قابل فضیلت اور زیادہ ثواب کا حامل ہے کیونکہ اس صورت میں دو قیراط کے بقدر ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ سے دونوں قسم کے عمل منقول ہیں۔ بہر حال راستے میں ملنے یا سیدھا قبرستان پہنچنے کی نسبت زیادہ ثواب کا حامل اور مسنون عمل یہ ہے کہ جہاں سے میت اٹھائی جائے وہاں سے چلنے کا اہتمام کیا جائے' احادیث میں بظاہر قیراط یا دو قیراط کا ثواب اسی قسم کی قیود کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث میں بصراحت ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا] ''جو گھر سے جنازے کے ساتھ نکلا۔'' تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (أحكام الجنائز للألباني' ص: ۹۸)

(المعجم ٥٤) - فَضْلُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- جنازے کے ساتھ جانے والے کا ثواب

١٩٤٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ بُرْدٍ أَخِي يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قِيرَاطٌ، وَمَنْ مَشَى مَعَ الْجَنَازَةِ

۱۹۴۲- حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جنازے کے ساتھ جائے حتی کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے تو اسے ایک قیراط ثواب ملے گا' اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے حتی کہ اسے دفن کیا جائے تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا' اور قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔''

١٩٤٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٩٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٧، وللحديث شواهد كثيرة. * عبثر هو ابن القاسم.

حَتّٰی تُدْفَنَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قِيرَاطَانِ، وَالْقِيرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ».

فائدہ: یہاں قیراط کی تخصیص کی ضرورت اس لیے پڑی کہ مشہور وزن ''قیراط'' تو انتہائی معمولی ہوتا ہے۔

١٩٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ، فَإِنْ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ».

۱۹۴۳-حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جنازے کے ساتھ جائے اور (دفن سے) فراغت تک ساتھ رہے تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ اور جو شخص فراغت سے پہلے واپس آ جائے تو اسے ایک قیراط ملے گا۔''

(المعجم ٥٥) - مَكَانُ الرَّاكِبِ مِنَ الْجَنَازَةِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۵-سوار شخص (جنازے کے ساتھ) کہاں چلے؟

١٩٤٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ وَأَخُوهُ الْمُغِيرَةُ جَمِيعًا عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا، وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ».

۱۹۴۴-حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار شخص جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جہاں چاہے چلے (آگے یا پیچھے یا برابر) اور بچے کا بھی جنازہ پڑھا جائے۔''

١٩٤٣_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٥٧ من حديث أشعث بن عبدالملك الحمراني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٨، والحديث السابق شاهد له، ومعنى "حتى يفرغ منها" حتى يدفن، انظر المسند: ٤/٨٦ وغيره. * خالد هو ابن الحارث، والحسن البصري تقدم، ح: ٣٦.

١٩٤٤_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في شهود الجنائز، ح: ١٤٨١، ١٥٠٧ من حديث سعيد بن عبيدالله بن جبير بن حيّة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٩، وصححه الترمذي، ح: ١٠٣١ من حديث زياد بن جبير، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، انظر الحديث في نيل المقصود، ح: ٣١٨٠ من حديث زياد بن جبير، إن شئت.

فوائد و مسائل: ① سواری کی صورت میں جنازے کے آگے چلنے سے روکا ہے کیونکہ وہ جنازے کے لیے رکاوٹ بن سکتا ہے' مثلاً: جانور اڑ جائے' انجن بند ہو جائے وغیرہ۔ بنابریں معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانا جائز ہے' البتہ جنازے سے پیچھے رہنا چاہیے۔ ② ''بچے کا جنازہ'' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے عام سمجھا ہے' خواہ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ کیونکہ میت بھی تو پہلے زندہ ہی تھا الا یہ کہ مدت حمل چار ماہ سے کم ہو کیونکہ اس صورت میں وہ مکمل انسانی صورت میں نہ ہوگا اور اس میں روح نہیں پھونکی گئی ہوگی۔ جمہور اہل علم اس بچے کے جنازے کے قائل ہیں جو زندہ پیدا ہو' بعد میں مرے' خواہ اس میں زندگی کی کوئی بھی علامت پائی گئی ہو۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف راجح ہے کیونکہ حدیث میں [اَلسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ] کے الفاظ بھی آتے ہیں جیسا کہ سنن ابی داود (الجنائز' حدیث: ۳۱۸۰) میں ہے۔ یہ حدیث عام ہے۔ ناقص یا ناتمام پیدا ہونے والا بچہ چیخے' یعنی بوقت ولادت اس کے اندر زندگی کے آثار ہوں یا مردہ ہی ہو بشرطیکہ یہ نفخ روح کی مدت کے بعد ہو' تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز اور مشروع ہے۔ مزید دیکھیے: فوائد سنن ابی داود' حدیث: ۳۱۸۰۔

(المعجم ٥٦) - مَكَانُ الْمَاشِي مِنَ الْجَنَازَةِ (التحفة ٥٦)

باب: ۵۶- پیدل (جنازے کے ساتھ) کہاں چلے؟

١٩٤٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَمِّهِ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ».

۱۹۴۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جہاں چاہے چلے۔ اور نومولود بچے کا جنازہ پڑھا جائے گا۔''

١٩٤٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ

۱۹۴۶- حضرت سالم کے والد محترم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور

١٩٤٥ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٠، وانظر الحديث السابق.

١٩٤٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب المشي أمام الجنازة، ح: ٣١٧٩، والترمذي، ح: ١٠٠٧، وابن ماجه، ح: ١٤٨٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧١، وانظر الحديث الآتي.

الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

۱۹۴۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَمَنْصُورٌ وَزِيَادٌ وَبَكْرٌ - هُوَ ابْنُ وَائِلٍ - كُلُّهُمْ ذَكَرُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا مِنَ الزُّهْرِيِّ يُحَدِّثُ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ: رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَمْشُونَ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ. بَكْرٌ وَحْدَهُ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانَ.

۱۹۴۷-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ انھوں نے نبی اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو جنازے کے آگے آگے چلتے دیکھا ہے۔ روایت کے راویوں میں سے اکیلے بکر راوی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

روایت کے راویوں میں سے اکیلے بکر راوی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ مُرْسَلٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ روایت (موصول) غلط ہے اور مرسل صحیح ہے۔

فائدہ: احناف جنازے کے آگے چلنا درست نہیں سمجھتے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے: [اَلْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا] اول تو یہ روایت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوماجدہ ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اسے غیر معروف کہا ہے۔ (سنن أبي داود، حديث:۳۱۸۴) اور امام دارقطنی نے اسے مجہول کہا ہے۔ (هداية الرواة للألباني، حديث:۱۶۱۲) بالفرض اگر یہ صحیح بھی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جنازے کے ساتھ جائیں تاکہ جنازہ اٹھانے میں ضرورت پڑے تو تعاون کر سکیں۔ جنازے سے پہلے علیحدہ ہی قبرستان نہ چلے جائیں ورنہ جنازے کے ساتھ جانے کا ثواب نہ ملے گا۔

(المعجم ۵۷) - اَلْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۵۷)

باب:۵۷-میت پر جنازہ پڑھنے کا حکم

۱۹۴۷ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح:۱۰۰۷ من حديث همام بن يحيى به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح:۲۰۷۲، وللحديث شواهد، وتعليل الحافظ النسائي رحمه الله مرجوح، وليست بعلة قادحة.

۱۹۴۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَعَمْرُو ابْنُ زُرَارَةَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَخَاكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ».

۱۹۴۸- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ (جب نجاشی ؒ فوت ہوئے تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا (اسلامی) بھائی (حبشہ میں) فوت ہوگیا ہے لہٰذا اٹھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔“

فائدہ: امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے یعنی ہر (مسلم) میت کا جنازہ ضرور ہونا چاہیے تھوڑے لوگ پڑھیں یا زیادہ ورنہ سب گناہ گار ہوں گے۔ اس حدیث سے بالتبع جنازۂ غائبانہ بھی ثابت ہوتا ہے امام شافعی اور امام احمد ؒ اس کے قائل ہیں جبکہ حنفی اور مالکی اس کے قائل نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے اور مذکورہ حدیث اس کی دلیل ہے۔

(المعجم ٥٨) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الصِّبْيَانِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- بچوں کا جنازہ

۱۹٤۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ خَالَتِهَا أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَبِيٍّ مِنْ صِبْيَانِ الْأَنْصَارِ فَصَلَّى عَلَيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ طُوبَى لِهٰذَا، عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ، لَمْ يَعْمَلْ سُوءًا وَلَمْ يُدْرِكْهُ، قَالَ: «أَوَ غَيْرُ ذٰلِكَ يَا

۱۹۴۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ انصار کے بچوں میں سے ایک بچے کی میت رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ میں نے کہا: اسے مبارک ہو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔ اس نے کوئی برائی کی نہ برائی کی عمر پائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! کیا پتہ کوئی اور بات ہو جائے؟ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی تو اس میں جانے والے بھی بنا دیے اور انھیں باپوں کی پشتوں میں پیدا

۱۹٤۸ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ۹٥۳ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۷۳.

۱۹٤۹ـ أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ۲٦٦۲/ ۳۱ من حديث طلحة ابن يحيى به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۷٤ . * سفيان هو ابن عيينة، وأخرجه مسلم من حديث سفيان الثوري به، ووقع في الأصول: "عمرو بن منصور"، والصواب: "محمد بن منصور" كما في السنن الكبرٰى، وتحفة الأشراف: ۱۲/ ٤۰۳، ۱۷۸۷۳.

عَائِشَةُ؟ خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَخَلَقَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا، وَخَلَقَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ».

کیا۔اسی طرح آگ بنائی تو اس میں جانے والے بھی بنائے اور انھیں اپنے باپوں کی پشتوں میں پیدا کیا۔''

فوائد ومسائل: ① اگرچہ بچہ بلوغت سے پہلے بے گناہ ہوتا ہے مگر جنازہ مسلم میت کی سنت ہے' نیز بخشش اور دعائے رحمت بچے کے والدین کے لیے ہوگی' اس لیے بچے کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت یا جہنم میں جانے والوں کا قطعی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' کسی فرد واحد کو قطعیت کے ساتھ جنتی یا جہنمی نہیں کہا جا سکتا (جب تک وحی نہ آئے) خواہ وہ نابالغ بچہ ہی ہو' البتہ عمومی حکم یہی ہے کہ مسلمانوں کے بچے (بلوغت سے پہلے فوت ہونے والے) جنت میں جائیں گے۔ ایک دوسری تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب بچوں کے بارے میں کوئی خصوصی حکم نازل نہیں ہوا تھا بعد میں بتا دیا گیا کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جائیں گے۔ کفار کے بچوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کا موقف یہ ہے کہ جب کفار کے بچے سن تمیز سے پہلے فوت ہو جائیں اور ان کے والد کافر ہوں تو دنیا میں ان کا حکم کافروں کا ہوگا کہ نہ انھیں غسل دیا جائے گا نہ کفن دیا جائے گا نہ جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ انھیں مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ کافر ہی ہیں باقی رہا آخرت میں ان کا حال تو یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ بڑے ہوتے تو دنیا میں کس طرح کے عمل کرتے؟ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب مشرکوں کے بچوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے؟'' (صحيح البخاري' القدر' حديث:٦٥٩٧) نیز بعض اہل علم کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا علم قیامت کے دن ظاہر ہوگا اور ان کا بھی اہل فترت کی طرح امتحان ہوگا اگر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کی تو جنت میں داخل ہوں گے اور اگر نافرمانی کی تو جہنم رسید ہوں گے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اہل فترت کا قیامت کے دن امتحان ہوگا۔ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس انبیاء کی دعوت نہیں پہنچی ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں گے مثلاً: کفار اور مشرکین کے بچے' ان کا بھی امتحان ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بني إسرآئيل ١٧:١٥) ''اہل فترت کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ' امام ابن قیم' فضیلۃ الشیخ ابن باز اور فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین ؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ جبکہ بعض اہل علم کے بقول وہ جنت میں جائیں گے کیونکہ وہ بے گناہ ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاوىٰ ابن تيميه:٢٤/٣٧٢، ٣٧٣' و ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي:١٩/١٩٣-١٩٦) ③ جنت اور جہنم کا وجود ہے۔

(المعجم ٥٩) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْأَطْفَالِ (التحفة ٥٩)

باب:٥٩-نومولود بچوں کا جنازہ

١٩٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا، وَالطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ».

١٩٥٠-حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار جنازے کے پیچھے چلے' پیدل جہاں چاہے چلے اور نومولود کا جنازہ پڑھا جائے گا۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث:١٩٤٤ و ١٩٤٧۔

(المعجم ٦٠) - أَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٦٠)

باب:٦٠-مشرکین کی اولاد

١٩٥١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

١٩٥١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا (کہ وہ کہاں جائے گی؟) تو آپ نے فرمایا: ”اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ انھوں نے کیا کام کرنے تھے۔“

فائدہ: گویا اللہ تعالیٰ اپنے علم کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ اس قسم کی احادیث کے پیش نظر بعض علماء اس مسئلے میں سکوت اور توقف کے قائل ہیں۔

١٩٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

١٩٥٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

١٩٥٠ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٩٤٤، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٧٥.

١٩٥١ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، ح: ١٣٨٤، ومسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٥٩ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٧٦ . * إسحاق هو ابن إبراهيم بن مخلد، وسفيان هو ابن عيينة.

١٩٥٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/٣٤٦ من حديث حماد بن سلمة به مطولاً، وهو في الكبرى،◂◂

الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ - هُوَ ابْنُ سَعْدٍ - عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «اَللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔''

١٩٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «خَلَقَهُمُ اللهُ حِينَ خَلَقَهُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۱۹۵۳- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے انھیں پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔''

١٩٥٤- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَرَارِي الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «اَللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۱۹۵۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ (اگر وہ بلوغت کو پاتے) وہ کیا کرنے والے تھے؟''

(المعجم ٦١) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الشُّهَدَاءِ (التحفة ٦١)

باب:۶۱- شہداء کا جنازہ

١٩٥٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۱۹۵۵- حضرت شداد بن ہاد سے روایت ہے کہ

◀◀ ح: ٢٠٧٧.

١٩٥٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، ح: ١٣٨٣ من حديث شعبة، ومسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٦٠ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٨.

١٩٥٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٩.

١٩٥٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ٣/ ٥٤٥، ٥٤٦، ح: ٦٦٥١ عن ابن جريج به، نحوه ◀◀

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي عَمَّارٍ أَخْبَرَهُ عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أُهَاجِرُ مَعَكَ، فَأَوْصَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْيًا فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ، فَأَعْطَى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ وَكَانَ يَرْعَى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: «قَسَمْتُهُ لَكَ» قَالَ: مَا عَلَى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى أَنْ أُرْمَى إِلَى هٰهُنَا - وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ - بِسَهْمٍ فَأَمُوتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ: «إِنْ تَصْدُقِ اللهَ يَصْدُقْكَ» فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَهُوَ هُوَ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «صَدَقَ اللهَ فَصَدَقَهُ»، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ: «اَللّٰهُمَّ! هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ، فَقُتِلَ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ

ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کا متبع بن گیا' پھر وہ کہنے لگا: میں تو آپ کے ساتھ مہاجر بن کر رہوں گا۔ نبی ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو اس (کے قیام وطعام) کا خیال رکھنے کو کہا' پھر ایک جنگ ہوئی تو نبی ﷺ کو غنیمت میں قیدی ملے۔ آپ نے انھیں تقسیم کیا تو اس اعرابی کا حصہ بھی رکھا اور اس کے ساتھیوں کو دے دیا۔ وہ ان کے سواری کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ جب وہ چرا کر واپس آیا تو انھوں نے اس کا حصہ اسے دیا۔ اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ ساتھیوں نے کہا: نبی ﷺ نے تجھے (غنیمت سے) حصہ دیا ہے۔ اس نے اپنا حصہ لیا اور اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے تیرا حصہ دیا ہے۔'' وہ کہنے لگا: میں اس کی خاطر تو آپ کا پیروکار نہیں بنا تھا' میں تو آپ کا پیروکار' اس لیے بنا ہوں کہ مجھے یہاں تیر لگے' اور اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا' اور میں مر کر جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو یہ بات سچے دل سے کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری خواہش پوری فرمائے گا۔'' تھوڑے عرصے کے بعد وہ (صحابہ) پھر دشمن سے لڑائی کے لیے گئے تو اسے نبی ﷺ کے پاس اس حال میں اٹھا کر لایا گیا کہ اسے اسی جگہ تیر لگا ہوا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ وہی اعرابی ہے؟ ''لوگوں نے کہا: جی ہاں' آپ نے فرمایا: ''اس نے

◀◀ رواية عبدالله بن المبارك: ٢٧٦/٥، ح: ٩٥٩٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٠، وأعله النسائي بتفرد ابن المبارك. * وتعليله مرجوح، والله أعلم.

عَلٰى ذٰلِكَ» .

سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی' اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش پوری فرما دی۔'' پھر نبی ﷺ نے اسے اپنی قمیص میں کفن دیا' پھر اسے آگے رکھا اور اس پر نماز پڑھی۔ آپ کی دعا کے یہ الفاظ ظاہر ہوئے: ''اے اللہ! یہ تیرا (سچا) بندہ ہے۔ تیرے راستے میں ہجرت کرتے ہوئے گھر سے نکلا اور شہید ہو گیا۔ میں ان باتوں کا عینی گواہ ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① زہے قسمت! کیا بلند مرتبہ ملا اس اعرابی کو کہ رسول اللہ ﷺ ان زوردار الفاظ سے اس کے حق میں گواہی دے رہے ہیں...... ﷺ...... ع ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟ ② ''نماز پڑھی'' بعض اہل علم نے اس کے بجائے دعا کرنے کے معنی کیے ہیں کیونکہ یہاں صف بندی کا ذکر ہے نہ تکبیروں کا' صرف دعا کا ذکر ہے' لہٰذا ان کے نزدیک یہی معنی مناسب ہیں تا کہ ان صحیح ترین احادیث کی موافقت ہو جائے جن میں شہدائے احد کے جنازہ نہ پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ اس حدیث میں مذکورہ اعمال کے عدم ذکر سے یہ لازم نہیں تھا کہ سرے سے ان امور کا وقوع ہی نہیں ہوا بلکہ یہ اختصار کے پیش نظر بھی ہو سکتا ہے۔ بعض نے اس روایت سے شہید کے جنازے پر استدلال کیا ہے۔ اگر ترجیح دی جائے تو ترجیح اصح روایات ہی کو ہے جن میں جنازہ نہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ تطبیق دی جائے تو اس روایت میں دعا کے معنی کر لیے جائیں۔ یا امام احمد ؒ کے مطابق کہا جائے کہ شہید کا جنازہ پڑھ سکتے ہیں' ضروری نہیں۔ یہی موقف درست اور اقرب الی الصواب ہے۔ حدیث کے ظاہر کا تقاضا بھی یہی ہے۔ باقی سب احتمالات ہیں' نیز غزوۂ اُحد کے شہداء پر ترک جنازہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ شہداء کی نماز جنازہ درست نہیں' نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ کسی اور شہید کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے یا آپ ﷺ نے نہ پڑھی ہو' دونوں طرح جائز ہے' پڑھنا نہ پڑھنا بھی' لیکن چونکہ یہ دعا ہے اور بخشش اور رفع درجات کا ایک ذریعہ ہے جس کا ہر مسلمان' خواہ کتنے ہی بڑے درجے پر فائز کیوں نہ ہو' محتاج رہتا ہے' اس لیے شہید کی نماز جنازہ بجائے ترک کے پڑھ لینا اولی اور افضل ہے۔ واللہ أعلم. ③ نبیٔ اکرم ﷺ اپنے صحابہ خاص کر غرباء کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ④ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ ⑤ شہید کو کفن پہنایا جائے گا۔

١٩٥٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ

۱۹۵۶- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ ایک دن (اپنی زندگی کے آخری دنوں

١٩٥٦ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها، ح: ٦٤٢٦، ومسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ح: ٢٢٩٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨١.

عُقْبَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: «إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ».

میں) احد کی طرف گئے اور احد کے شہداء کے لیے اس طرح (آہ وزاری سے) دعائیں کیں جس طرح میت کے لیے کرتے تھے' پھر واپس آ کر منبر پر چڑھے اور فرمایا: ''میں تمھارا پیش رو ہوں۔ (تمھارا میر سامان ہوں) اور میں تمھارے حق میں (ایمان و نصرت کی) گواہی دوں گا۔''

فوائد و مسائل: ① بعض اہل علم نے ترجمہ یوں بھی کیا ہے: ''آپ نے احد والوں کا جنازہ پڑھا جیسے میت کا پڑھتے ہیں'' مگر یہ معنی محل نظر ہیں۔ اولاً: اس لیے کہ یہ واقعہ ان کی شہادت سے آٹھویں سال کا ہے۔ دفن کے موقع پر جنازہ نہ پڑھنا' سات سال تک نہ پڑھنا پھر آٹھویں سال پڑھنا تعجب کی بات ہے' نیز کوئی بھی آٹھویں سال جنازے کے جواز کا قائل نہیں حتی کہ احناف جو اس روایت سے شہید کے جنازے پر استدلال کرتے ہیں' وہ بھی اتنی دیر بعد جنازے کے قائل نہیں' لہٰذا اس روایت سے شہید کی نماز جنازہ کا استدلال واضح نہیں۔ ثانیاً: اگر آپ نے جنازہ پڑھا تھا تو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی ''جیسے میت کا پڑھتے تھے'' جنازے میں تو صورت ہی ایک ہے۔ کیا میت کے علاوہ بھی جنازہ ہوتا ہے؟ لہٰذا صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بہت الحاح اور گریہ زاری سے دعائیں کیں' گویا کہ جنازہ پڑھ رہے ہیں۔ اس معنی میں کوئی اشکال بھی نہیں اور روایات میں تعارض بھی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم. ② ''پیش رو'' اس میں اپنے مقام عظیم کی طرف اشارہ ہے۔ ''پیش رو'' سے مراد ہے جو قافلے سے آگے آگے انتظامات کرنے' مثلاً: رہائش' پانی اور دیگر ضروریات پر مقرر ہوتا ہے۔ ③ ''گواہی'' اللہ تعالیٰ ہر بات سے بذات خود واقف ہے مگر صحابہ کی تعظیم و تشریف کے لیے رسول اللہ ﷺ سے ان کے حق میں گواہی لی جائے گی جسے سب امتیں سنیں گی ...... رضی اللہ عنہم ...... ④ اس امت کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ ان کا نبی حوض کوثر پر ان کا انتظار کر رہا ہوگا۔ یہ اس امت کے لیے ایک بہت بڑی بشارت ہے۔

(المعجم ٦٢) - تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ (التحفة ٦٢)

باب: ٦٢- شہداء کا جنازہ نہ پڑھنا

١٩٥٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۹۵۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ (کپڑوں کی کمی کی وجہ سے) شہدائے احد

١٩٥٧ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، ح: ١٣٤٣ من حديث الليث بن سعد، والمغازي، باب من قتل من المسلمين يوم أحد، ح: ٤٠٧٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٢.

ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ قَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ»، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا.

میں سے دو دو اشخاص کو ایک ایک کپڑے میں اکٹھا رکھتے تھے' پھر فرماتے: ''ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟'' جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے لحد میں (قبلے کی طرف) آگے رکھتے۔ اور آپ نے فرمایا: ''میں ان کے حق میں گواہی دوں گا۔'' اور آپ نے ان کو (کپڑوں اور جسموں پر) خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ ان کا جنازہ پڑھا اور نہ انھیں غسل دیا۔

فوائد ومسائل: ① ''آگے رکھتے'' تاکہ اس کی فضیلت ظاہر ہو۔ ② ''خون سمیت'' تاکہ ان کی مظلومیت قائم رہے اور قیامت کے دن ان کی فضیلت ظاہر ہو کیونکہ جس حال میں کوئی دفن ہوگا اسی حال میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ ③ شہید کو غسل اور جنازے کے بغیر دفن کرنا اس کی امتیازی شان ہے۔ شہید کے جنازے کی بحث سابقہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٦٣) - بَابُ تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَرْجُومِ (التحفة ٦٣)

باب: ٦٣- رجم شدہ شخص کا جنازہ نہ پڑھنا؟

١٩٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَنُوحُ ابْنُ حَبِيبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ،

١٩٥٨- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو اسلم (قبیلے) کا ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے زنا کرنے کا اعتراف کیا۔ آپ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا۔ آپ نے پھر منہ موڑ لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا۔ آپ نے پھر منہ موڑ لیا حتی کہ اس نے اپنے خلاف چار دفعہ گواہی دی (کہ میں نے زنا کیا ہے) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھے

١٩٥٨_ أخرجه البخاري، الحدود، باب الرجم بالمصلى، ح: ٦٨٢٠، ومسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩١/ ١٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٨٣، ومصنف عبدالرزاق: ٧/ ٣٢٠، ح: ١٣٣٣٧، قوله "ولم يصل عليه"، أي لم يصل عليه ذلك الوقت، ثم صلى عليه كما يدل عليه لفظ البخاري: "وصلى عليه"، وأدلة أخرى، فتخطئة رواية البخاري خطأ.

حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَبِكَ جُنُونٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «أَحْصَنْتَ؟» قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ فَمَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

جنون تو نہیں؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تو شادی شدہ ہے؟" اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ اسے رجم کیا جانے لگا لیکن جب اسے پتھروں نے تکلیف پہنچائی تو وہ بھاگ اٹھا، مگر اسے پکڑ لیا گیا اور پتھر مارے گئے حتی کہ وہ مر گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے بارے میں تعریفی کلمات فرمائے لیکن اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ شخص حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔ ② "منہ موڑ لیا" اس میں اشارہ ہے کہ گناہ ہو جائے اور گواہ نہ ہوں تو اعتراف کے بجائے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی جائے اور توبہ کر لی جائے، توبہ بھی گناہ کو مٹا دیتی ہے، البتہ اگر وہ شخص قاضی کے سامنے زنا کا اعتراف کر لے یا اسے چار آدمی عین حالت زنا میں دیکھ لیں تو اس پر حد نافذ ہوگی۔ ③ "جنون تو نہیں؟" معلوم ہوا مجنون پر حد نہیں ہے۔ ④ "شادی شدہ ہے؟" شادی شدہ نہ ہو تو سزا کوڑے ہیں، رجم نہیں۔ ⑤ "تعریفی کلمات کہے" کیونکہ اس نے سچی توبہ کر لی حتی کہ جان قربان کر دی۔ ⑥ "جنازہ نہیں پڑھا" مگر دیگر روایات میں ہے کہ آپ نے جنازہ پڑھا۔ (صحیح البخاري، حدیث: ۶۸۲۰) دراصل اس وقت نہیں پڑھا تھا، دوسرے دن پڑھا تھا جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابوقرہ کی سنن کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباري، حدیث: ۱۲/۱۳۱-۶۸۲۰) معلوم ہوا اس قسم کے شخص کا جنازہ پڑھا جائے گا مگر اہتمام کے ساتھ نہیں بلکہ چند لوگوں کے ساتھ پڑھ لیا جائے تاکہ مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو اور میت جنازے سے محروم بھی نہ رہے۔ ⑦ جب تک پوری طرح بات واضح نہ ہو جائے، حد قائم نہیں کی جائے گی۔ ⑧ امام اپنی طرف سے کسی کو حد لگانے کی ذمہ داری سونپ سکتا ہے۔

(المعجم ٦٤) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- رجم شدہ کا جنازہ پڑھنا

١٩٥٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ

۱۹۵۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جہینہ (قبیلے) کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں نے زنا کیا ہے۔ اور وہ حاملہ

١٩٥٩ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٦ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٨٤. * خالد هو ابن الحارث.

أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي زَنَيْتُ، وَهِيَ حُبْلَى، فَدَفَعَهَا إِلَى وَلِيِّهَا فَقَالَ: «أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَائْتِنِي بِهَا» فَلَمَّا وَضَعَتْ جَاءَ بِهَا، فَأَمَرَ بِهَا فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ رَجَمَهَا ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَتُصَلِّي عَلَيْهَا وَقَدْ زَنَتْ؟ فَقَالَ: «لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ عَلَى سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ».

بھی تھی' لہٰذا آپ نے اس عورت کو اس کے ولی کے سپرد کر دیا اور فرمایا: ''اس سے حسن سلوک کرنا۔ جب یہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لے آنا۔'' جب اس نے بچہ جن لیا تو وہ اسے لے کر آیا۔ آپ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ اس کے کپڑے اچھی طرح کس کر باندھ دیے گئے (تاکہ بے پردگی نہ ہو)' پھر اسے (آپ کے حکم سے) رجم کیا گیا' پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ اس کا جنازہ پڑھتے ہیں جبکہ اس نے تو زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر وہ مدینے والوں میں سے ستر اشخاص پر تقسیم کر دی جائے تو ان سب کو پوری آ جائے (ان کی نجات کے لیے کافی ہو) اور اس سے افضل توبہ کیا ہوگی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔'' (رضی اللہ عنہا)

فوائد ومسائل: ① ''ولی کے سپرد کر دیا'' کیونکہ حرام کاری سے پیدا ہونے والا بچہ تو بے قصور ہے' لہٰذا اسے ہلاک نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی حفاظت کی جائے گی' نیز یہ طریقہ زنا روکنے میں مد ہوگا کیونکہ بچے کی صورت میں زانیوں کے لیے ابدی عار موجود رہے گی۔ ② ''بچہ جن لیا'' جننے کے فوراً بعد رجم نہیں کیا گیا بلکہ دیگر روایات میں ہے جب بچہ اس کے دودھ سے بے نیاز ہو گیا اور روٹی کھانے لگا۔ قربان جائیں ایسے شفیق و کریم نبی پر...... ﷺ ...... ③ شادی شدہ عورت اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اس کو بھی رجم کیا جائے گا جس طرح مرد کو رجم کیا جاتا ہے۔ ④ حاملہ عورت کو رجم نہیں کیا جائے گا جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور بچہ دودھ کے علاوہ کچھ کھانے پینے لگ جائے۔ ⑤ کپڑے باندھ لینا مستحب ہے تاکہ بے پردگی نہ ہو۔ ⑥ قاضی یا حاکم کا رجم میں شرکت کرنا ضروری نہیں۔ ⑦ گناہ کیے ہوئے زیادہ عرصہ گزر جائے تو اس سے حد ساقط نہیں ہو جاتی بلکہ جب بھی عدالت میں کیس ثابت ہو گیا تو حد قائم کی جائے گی۔ ⑧ حد لگنے کے بعد آدمی کو اس گناہ کا طعنہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ حد گناہ کو ختم کر دیتی ہے' اب وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں۔

(المعجم ٦٥) - اَلصَّلَاةُ عَلٰى مَنْ يَّحِيفُ فِي وَصِيَّتِهِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٥- جو آدمی وصیت میں ظلم کر جائے اس کا جنازہ؟

١٩٦٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ - وَهُوَ ابْنُ زَاذَانَ - عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةً، مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أُصَلِّيَ عَلَيْهِ» ثُمَّ دَعَا مَمْلُوكِيهِ فَجَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً.

١٩٦٠- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مرتے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیے۔ ان کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ اس پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: ”میرا ارادہ ہوا کہ میں اس کا جنازہ نہ پڑھوں۔“ پھر آپ نے اس کے غلام بلائے' ان کے تین حصے کیے' پھر ان میں قرعہ ڈالا۔ دو کو آزاد فرمایا اور چار کو غلام رکھا۔

فوائد ومسائل: ① اس قسم کے شخص کا جنازہ تو پڑھا جائے گا مگر اس کی وصیت کو شریعت کے مطابق درست کر دیا جائے گا۔ ② موت کے قریب کوئی شخص تہائی مال سے زائد میں تصرف کا اختیار نہیں رکھتا' یعنی وہ ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت نہیں کر سکتا۔ ③ ”اس نبوی فیصلے کے برعکس' احناف کا خیال ہے کہ ”سب غلام آزاد ہوں گے۔ ہر ایک کا تہائی حصہ وصیت کی بنا پر اور باقی دو تہائی حصے کی قیمت ہر غلام میت کے ورثاء کو کما کر ادا کرے گا۔“ لیکن یہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے میں تصرف ہے اور کسی امتی کو اس کا قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ ④ غیر وارث قریبی رشتے دار کے علاوہ بھی کسی کو وصیت کی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٦٦) - اَلصَّلَاةُ عَلٰى مَنْ غَلَّ (التحفة ٦٦)

باب:٦٦- خیانت کرنے والے کا جنازہ؟

١٩٦١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

١٩٦١- حضرت زید بن خالد ؓ نے کہا: ایک آدمی

١٩٦٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣٠ عن هشيم به.* والحسن صرح بالسماع عنده: ٤/ ٤٤٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٥، وله طريق آخر عند مسلم، الأيمان، باب: من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٦٦٨.

١٩٦١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في تعظيم الغلول، ح: ٢٧١٠، وابن ماجه، الجهاد، باب الغلول، ح: ٢٨٤٨ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٦، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٨٣٣، وابن الجارود، ح: ١٠٨١، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٢٧، ووافقه الذهبي.*

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ إِنَّهُ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ» فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيهِ خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ مَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

غزوۂ خیبر میں فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) کیونکہ اس نے جہاد کے دوران میں خیانت کی ہے۔'' ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں یہودیوں کے مونگوں میں سے کچھ مونگے پائے جو دو درہم قیمت بھی نہیں رکھتے تھے۔

فائدہ: گویا اس قسم کے لوگوں کا جنازہ چند لوگ پڑھیں' اہتمام نہ کیا جائے اور اہم شخصیات جنازہ نہ پڑھیں تاکہ ایسے مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو اور انھیں خوف رہے۔

(المعجم ٦٧) - اَلصَّلَاةُ عَلَى مَنْ عَلَيْهِ دَيْنٌ (التحفة ٦٧)

باب:٦٧-مقروض شخص کا جنازہ؟

١٩٦٢- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَإِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا»، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: هُوَ عَلَيَّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِالْوَفَاءِ»، قَالَ: بِالْوَفَاءِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

۱۹۶۲- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک انصاری شخص کی میت جنازے کے لیے لائی گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) اس پر تو قرض ہے۔'' میں نے عرض کیا: وہ قرض میرے ذمے رہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو یہ ذمے داری پوری بھی کرے گا؟'' میں نے کہا: ضرور پوری کروں گا تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھ دیا۔

فوائد ومسائل: ① پہلے پہل آپ کا معمول یہی تھا کہ مقروض میت جو ادائیگی کے لیے مال نہ چھوڑ کر فوت ہوتا' اس کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے' البتہ کوئی شخص سچے دل سے قرض ادا کرنا چاہتا تھا مگر ادا نہ کر سکا تو ایسا مجبور شخص

◀◀ أبو عمرة صدوق كما قال الذهبي: "وثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما".

١٩٦٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على المديون، ح:١٠٦٩ عن محمود ابن غيلان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٨٧، وصححه ابن حبان (الموارد)، ح:١١٦١.

اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ گار نہیں۔ بعد میں بیت المال میں وسعت ہوگئی تو آپ جنازہ پڑھ لیتے تھے اور ادائیگی بیت المال سے فرما دیتے تھے۔ جس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: [فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ](صحیح البخاري، الكفالة، حديث:۲۲۹۸، و صحیح مسلم، الفرائض، حديث:۱۶۱۹) بہرحال ہر گناہ گار میت کا جنازہ ضرور ہونا چاہیے۔ ② میت کے ذمے اگر قرض وغیرہ ہو تو کوئی شخص اسے اپنے ذمے لے سکتا ہے، اور اس کی ذمہ داری قبول کی جا سکتی ہے، یہ ناجائز نہیں جیسے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

۱۹٦۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - يَعْنِي ابْنَ الْأَكْوَعِ - قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! صَلِّ عَلَيْهَا. قَالَ: «هَلْ تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ» قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو قَتَادَةَ: صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

۱۹۶۳- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اس کا جنازہ پڑھیے۔ آپ نے فرمایا: ''اس پر کچھ قرض تو نہیں؟'' لوگوں نے کہا: قرض ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑ گیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' انصار میں سے ایک شخص جنھیں ابوقتادہ کہا جاتا تھا، نے کہا: آپ اس کا جنازہ پڑھیے، اس کا قرض میرے ذمے ہے تو آپ نے جنازہ پڑھ دیا۔

۱۹٦٤- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ الْقُومِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا

۱۹۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایسے شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرض ہوتا تھا۔ ایک میت آپ کے پاس لائی گئی۔ آپ نے پوچھا: ''کیا اس پر قرض ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں! اس پر

۱۹٦۳ـ أخرجه البخاري، الحوالات، باب: إذا أحال دين الميت على رجل جاز، ح:۲۲۸۹ من حديث يزيد بن أبي عبيد به، وهو في الكبرى، ح:۲۰۸۸. * يحيى هو القطان.

۱۹٦٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في الدين، ح:۳۳٤۳ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح:۱۵۲۵۷، والكبرى، ح:۲۰۸۹، وصححه ابن حبان، ح:۱۱٦۲، وابن الجارود، ح:۱۱۱۱، وله شواهد عند أحمد: ۳/ ۳۳۰، ومسلم وغيرهما.

يُصَلِّي عَلٰى رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ فَسَأَلَ: «أَعَلَيْهِ دَيْنٌ؟» قَالُوا: نَعَمْ، عَلَيْهِ دِينَارَانِ، قَالَ: «صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ»، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ! فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ».

دو دینار قرض ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ دو دینار میرے ذمے ہیں۔ آپ نے جنازہ پڑھ دیا' پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فتوحات دیں تو آپ نے فرمایا: ''میں ہر مومن کے لیے اس کے نفس سے بھی بڑھ کر قریبی ہوں' لہٰذا جو قرض چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی میرے (یعنی بیت المال کے) ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا۔''

١٩٦٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا تُوُفِّيَ الْمُؤْمِنُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَيَسْأَلُ: هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ؟ فَإِنْ قَالُوا: نَعَمْ، صَلّٰى عَلَيْهِ وَإِنْ قَالُوا: لَا. قَالَ: «صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ» فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ».

١٩٦٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مسلمان فوت ہوتا اور اس کے ذمے قرض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ پوچھتے: ''کیا یہ مرنے والا اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑ گیا ہے؟'' اگر لوگ کہتے: جی ہاں' تو آپ اس کا جنازہ پڑھتے ورنہ آپ فرماتے: ''تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فتوحات سے نوازا تو آپ نے فرمایا: ''میں مسلمانوں کے لیے ان کے نفوس سے بھی زیادہ قریبی ہوں' لہٰذا جو شخص مقروض فوت ہو جائے تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی اور جو شخص مال چھوڑ کر فوت ہو تو وہ مال اس کے ورثاء کو ملے گا۔''

فائدہ: ابتدائی دور میں بھی صرف نبی ﷺ ہی مقروض کے جنازے سے انکار فرماتے تھے (تاکہ لوگ قرض

١٩٦٥ـ أخرجه مسلم، الفرائض، باب من ترك مالاً فلورثته، ح:١٦١٩ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الفرائض، باب قول النبي ﷺ: من ترك مالاً فلأهله، ح:٦٧٣١ من حديث يونس بن يزيد به مختصرًا ومطولاً، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٩٠.

کی ادائیگی میں سستی نہ کریں)، دوسرے لوگ جنازہ پڑھتے تھے۔ ایسی کوئی مثال نہیں کہ کوئی گناہ گار مسلمان بغیر جنازے کے دفن ہوا ہو۔

(المعجم ٦٨) - تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ (التحفة ٦٨)

باب:٦٨-خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھنا

١٩٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَلَا أُصَلِّي عَلَيْهِ».

١٩٦٦-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے تیروں سے خودکشی کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے جنازہ نہیں پڑھا مگر دوسروں کو روکا نہیں، یعنی دوسروں نے پڑھا۔ بلند مرتبہ لوگ نہ پڑھیں۔ اہتمام نہ کیا جائے۔ چند لوگ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں۔ جنازے کے بغیر نہ دفن کیا جائے کیونکہ خودکشی گناہ کبیرہ ہے، کفر نہیں۔

١٩٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ

١٩٦٧-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو پہاڑ (یا کسی اور بلند مقام) سے گر کر خودکشی کرے، وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ (جہنمی پہاڑ) سے گرتا رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر پی کر خودکشی کی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسے پیتا رہے گا۔ اور جو آدمی کسی تیز دھار آلے (تلوار، خنجر، چاقو یا چھری وغیرہ)

١٩٦٦ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه، ح:٩٧٨ من حديث زهير بن معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٩١.

١٩٦٧ـ أخرجه البخاري، الطب، باب شرب السم والدواء به، وما يخاف منه، والخبيث، ح:٥٧٧٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه . . . الخ، ح:١٠٩ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٩٢. * سليمان هو ابن مهران الأعمش.

جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ - ثُمَّ انْقَطَعَ عَلَيَّ شَيْءٌ، خَالِدٌ يَقُولُ - كَانَتْ حَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

سے خودکشی کرے تو اس کا وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔''

فوائد ومسائل: ① انسان اپنے جسم وجان کا مالک نہیں ہے' لہٰذا وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی چیز کو نقصان پہنچایا۔ اپنے آپ کو قتل کرنا دوسروں کو قتل کرنے کی طرح جرم ہے' لہٰذا خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ پر راضی رہنا چاہیے۔ ② ''ہمیشہ ہمیشہ'' یعنی جب تک اپنے جرم کی سزا میں جہنم میں رہے گا' خودکشی والا فعل کرتا رہے گا' اذیت ہوگی' مگر مرے گا نہیں' اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا کیونکہ خودکشی کفر نہیں۔ ہر مومن اپنے گناہوں کی معافی حاصل کر کے (اللہ کے فضل سے یا کچھ سزا بھگت کر) آخر جنت میں ضرور جائے گا۔ اگر ظاہر الفاظ مراد ہوں تو اس روایت کو تغلیظ ومبالغہ پر محمول کیا جائے گا یا یہ سزا صرف اس جرم کی ہے لیکن اس کے ساتھ اس کا کلمۂ طیبہ پڑھنا جنت کو واجب کرتا ہے' لہٰذا جب نیکیاں اور گناہ ملائے جائیں گے تو انفرادی جزا وسزا کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ مجموعی طور پر جو پلڑا بھاری ہوا' اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٩) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ (التحفة ٦٩)

باب:۶۹-منافقین کا جنازہ؟

١٩٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: «لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولٍ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ

۱۹۶۸-حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) مر گیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے بلایا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ (جنازہ پڑھنے کے لیے) کھڑے ہو گئے' میں جلدی سے آپ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ابن ابی کا جنازہ پڑھتے ہیں' حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسی ایسی

١٩٦٨ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من الصلاة على المنافقين والاستغفار للمشركين، ح: ١٣٦٦ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩٣.

عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَثَبْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! تُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا أُعَدِّدُ عَلَيْهِ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ!» فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: «إِنِّي قَدْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ فَلَوْ عَلِمْتُ أَنِّي لَوْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ غُفِرَ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا» فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ فَٰسِقُونَ﴾ [التوبة: ٨٤] فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ، وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

باتیں کیں؟ میں (اس کی شرارتیں) شمار کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے آخر فرمایا: ''عمر! ایک طرف ہٹ جاؤ۔'' جب میں نے اپنی بات پر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے اختیار دیا گیا ہے (کہ استغفار کرو یا نہ کرو اللہ مغفرت نہ کرے گا) تو میں نے استغفار کو اختیار کیا ہے۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ میں ستر دفعہ سے زائد استغفار کروں تو اسے معافی ہو جائے گی تو میں یقیناً ستر دفعہ سے زائد بھی استغفار کر دیتا۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ پڑھ دیا' پھر واپس تشریف لے گئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سورۂ براءت کی دو آیتیں اتریں: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ......الآیۃ﴾ ''اے نبی! ان منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو ہرگز اس کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر (دعائے مغفرت کے لیے) جائیں کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور پھر اسی انکار وفسق کی حالت میں فوت ہوئے۔'' بعد میں مجھے اپنی اس جرأت پر' جو میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کی' بہت تعجب ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کی تفہیم کے لیے مطالعہ فرمائیں فوائد حدیث: ۱۹۰۱۔ مزید باتیں درج ذیل ہیں۔ ② ''سلول'' اس کی ماں کا نام تھا۔ وہ معروف عورت تھی' اس لیے اس کی طرف بھی منسوب ہوتا تھا۔ ③ ''جنازہ نہ پڑھیں'' یہاں منافق سے مراد وہ ہے جو اعتقادی منافق ہو' یعنی جو دل سے ایمان نہ لایا ہو' دل میں کفر ہو۔ صرف زبان سے (دھوکا دینے کے لیے) کلمہ پڑھا ہو۔ اور اس بات کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ وحی نازل فرمائے اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے دور میں ممکن تھا۔ آج ہم کسی کو منافق (اس معنی میں) نہیں کہہ سکتے۔ علامات نفاق پائے جانے سے کوئی آدمی اعتقادی منافق نہیں بن جاتا' عملی منافق بنتا ہے' یعنی دیکھنے میں منافقوں جیسا' حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' لہٰذا اب ہر کلمہ گو مسلمان کا جنازہ پڑھ لیا جائے گا۔ علامات نفاق تو کسی حد تک ہر ایک میں پائی جاتی ہیں۔ واللہ أعلم. ④ ''تعجب ہوا'' دراصل یہ جرأت

بھی انھیں اللہ تعالیٰ ہی نے بخشی تھی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے طور پر چوں بھی نہ کرتے تھے۔ کئی واقعات اس پر دال ہیں۔ اور اس جرأت میں بھی اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔

(المعجم ٧٠) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٧٠)

باب:۷۰-مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

١٩٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

۱۹۶۹-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہیل ابن بیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ”سہیل ابن بیضاء“ بیضاء ان کی والدہ کا نام تھا۔ یہ تین بھائی تھے۔ سہیل، سہل اور صفوان۔ سہیل رضی اللہ عنہ ۹ھ میں فوت ہوئے۔ ② ”مسجد میں پڑھا“ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول تو مسجد سے باہر پڑھنے کا تھا مگر مسجد میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بعد میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے جنازے بھی مسجد نبوی ہی میں پڑھے گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکماً مسجد میں پڑھوایا، لہٰذا ضرورت پڑے تو مسجد میں جنازہ پڑھا جا سکتا ہے۔ چونکہ دفن باہر کیا جاتا ہے، لہٰذا عموماً جنازہ باہر ہی پڑھا جاتا ہے۔ یہ وجہ نہیں کہ مسجد میں کراہت ہے، بلکہ ضرورت نہیں۔ ضرورت ہو تو مسجد میں بلا کراہت درست ہے۔ احناف سرے سے مسجد میں جنازہ درست ہی نہیں سمجھتے کہ ابوداود کی ایک روایت ہے: ”جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا فَلَا شَيْئَ لَهُ ”اسے ثواب نہیں ملے گا۔“ بعض نسخوں میں [فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ] (سنن أبي داود، الجنائز، حديث:٣١٩١) غرض اس میں کوئی حرج نہیں“ کے الفاظ بھی ہیں۔ لیکن پہلے الفاظ ہی درست ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ خاص اجر نہیں ملے گا جیسا کہ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ نے تطبیق دی ہے صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا، مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جا سکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے، اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا، البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل قرار پائے گا۔ (فوائد سنن ابی داود، حدیث:۳۱۹۱) ایسی محتمل روایت کی بنا پر نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے صریح اور متفقہ فعل کی نفی کی

١٩٦٩- أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، ح: ٩٧٣ عن إسحاق بن ابراهيم، وعلي ابن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٩٤.

جارہی ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ حتی الامکان ہر حدیث پر عمل ہو جائے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (السلسلة الصحيحة: ۵/۴۶۵)

۱۹۷۰- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِاللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ.

۱۹۷۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

(المعجم ۷۱) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِاللَّيْلِ (التحفة ۷۱)

باب: ۷۱- رات کو جنازہ پڑھنا

۱۹۷۱- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ قَالَ: اِشْتَكَتِ امْرَأَةٌ بِالْعَوَالِي مِسْكِينَةٌ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْأَلُهُمْ عَنْهَا وَقَالَ: «إِنْ مَاتَتْ فَلَا تَدْفِنُوهَا حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهَا» فَتُوُفِّيَتْ فَجَاؤُوا بِهَا إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَوَجَدُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَامَ فَكَرِهُوا أَنْ يُوقِظُوهُ، فَصَلَّوْا عَلَيْهَا وَدَفَنُوهَا بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَاؤُوا فَسَأَلَهُمْ عَنْهَا فَقَالُوا: قَدْ دُفِنَتْ يَا رَسُولَ

۱۹۷۱- حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک مسکین عورت (مدینے کے مضافات) عوالی میں بیمار ہوگئی تو نبی ﷺ لوگوں سے اس (کی صحت) کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے' نیز آپ نے فرمایا: ''اگر وہ فوت ہو جائے تو اسے دفن نہ کرنا یہاں تک کہ میں اس کا جنازہ پڑھوں۔'' آخر وہ فوت ہوگئی تو لوگ اس کا جنازہ لے کر عشاء کے بعد مدینہ منورہ میں آئے لیکن انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سوتے پایا۔ انھوں نے آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا' خود ہی جنازہ پڑھا اور اسے بقیع غرقد میں دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ

۱۹۷۰- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۹۵.

۱۹۷۱- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۱۹۰۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۹۶.

اللهِ! وَقَدْ جِئْنَاكَ فَوَجَدْنَاكَ نَائِمًا فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ، قَالَ: «فَانْطَلِقُوا» فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَشَوْا مَعَهُ حَتّٰى أَرَوْهُ قَبْرَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفُّوا وَرَاءَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

کے رسول! وہ تو دفن بھی ہو چکی۔ ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تھے مگر ہم نے آپ کو سوتے پایا اور آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ آپ نے فرمایا: ''چلو۔'' آپ چلے۔ وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ چلے حتی کہ انھوں نے آپ کو اس کی قبر دکھائی۔ رسول اللہ ﷺ (قبر کے سامنے) کھڑے ہوئے۔ وہ لوگ (آپ کے حکم سے) آپ کے پیچھے صف میں کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ عورت ام محجن رضی اللہ عنہا تھیں۔ مسجد کی صفائی سے خصوصی شغف رکھتی تھیں۔ ان کی تکریم میں رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا تھا۔ ② ''دفن کر دیا'' اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کا احترام کس قدر تھا کہ آپ کو جگانا بھی ناپسند یا اسے سوء ادب خیال کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ باقی رہا آپ کا فرمان تو اسے انھوں نے معمول پر محمول کیا' نہ کہ خصوصی حکم پر' تبھی تو آپ نے بعد میں ان پر ناراضی کا اظہار نہ فرمایا۔ ③ ''چار تکبیریں کہیں'' اس کا منشا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ جنازہ پڑھا نہ کہ صرف دعا کی ورنہ صَلّٰى کے معنی دعا بھی ہو سکتے ہیں۔ ④ اس حدیث سے امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا جنازہ رات کو پڑھا اور نبی ﷺ نے اس پر انکار بھی نہیں فرمایا۔ ⑤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر جنازہ پڑھا جا سکتا ہے اگرچہ میت کو جنازہ پڑھ کر دفن کیا گیا ہو' نیز دوسرے جنازے میں پہلے جنازے والے لوگ بھی شریک ہو سکتے ہیں ورنہ صحابہ الگ کھڑے رہتے۔ معلوم ہوا دوبارہ جنازہ نبی ﷺ کا خاصا نہیں۔

(المعجم ٧٢) - اَلصُّفُوفُ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٧٢)

باب:۷۲- جنازے پر صفیں باندھنا

١٩٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

۱۹۷۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا (اسلامی) بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو' اس کا جنازہ پڑھو۔'' آپ کھڑے ہوئے

١٩٧٢- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ح: ١٣٢٠، ومسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥٢/ ٦٥ من حديث ابن جريج عن عطاء بن أبي رباح به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٩٧.

«إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ». فَقَامَ فَصَفَّ بِنَا كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْجَنَازَةِ، وَصَلَّى عَلَيْهِ.

اور ہماری صف بندی فرمائی جیسے جنازے میں صف بندی کی جاتی ہے' پھر اس کا جنازہ پڑھا۔

فائدہ: "صف بندی فرمائی" یعنی باقاعدہ جنازہ پڑھا' نہ کہ صرف دعا کی۔ غائبانہ نماز جنازہ کی بحث حدیث نمبر ۱۹۴۸ میں گزر چکی ہے' ملاحظہ فرمائیں۔

١٩٧٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ثُمَّ خَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۱۹۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع ان کی وفات ہی کے دن فرمائی تھی' پھر آپ لوگوں کو ساتھ لے کر جنازہ گاہ میں گئے۔ ان کی صف بندی کی اور ان کا جنازہ پڑھایا۔ اور چار تکبیریں کہیں۔

١٩٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَعَى رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ لِأَصْحَابِهِ بِالْمَدِينَةِ، فَصَفُّوا خَلْفَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

۱۹۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کو نجاشی رحمہ اللہ کی وفات کی خبر دی۔ انھوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں۔ آپ نے جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: ابْنُ الْمُسَيَّبِ [إِنِّي] لَمْ أَفْهَمْهُ كَمَا أَرَدْتُ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن مسیب کا لفظ میں اپنی منشا کے مطابق سمجھ نہیں سکا۔

١٩٧٣_ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه، ح: ١٢٤٥، ومسلم، ح: ٩٥١ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩٨، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٢٦.

١٩٧٤_ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ح: ١٣١٨ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩٩.

فائدہ: اس روایت میں امام زہری کے استاد دو ہیں: ابن مسیب اور ابوسلمہ۔ امام صاحب کا مقصود یہ لگتا ہے کہ مجھے سند میں ابوسلمہ کا ذکر تو صحیح طور پر یاد ہے مگر ابن مسیب کے بارے میں شک ہے کہ اس روایت میں وہ مذکور ہیں یا نہیں، اگرچہ دیگر روایات میں ان کا یقیناً ذکر ہے۔ ممکن ہے جب امام نسائی رحمہ اللہ کے استاد محمد بن رافع نے یہ حدیث بیان کی ہو تو امام صاحب رحمہ اللہ لوگوں کی کثرت یا استاد کی دھیمی آواز کی وجہ سے اچھی طرح نہ سن سکے ہوں۔ واللہ أعلم.

١٩٧٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخَاكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ» فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ صَفَّيْنِ.

۱۹۷۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو! اس کا جنازہ پڑھو۔“ تو ہم نے اس کے جنازے میں دو صفیں بنائیں۔

١٩٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ يَقُولُ: اَلسَّاعَةَ يَخْرُجُ، اَلسَّاعَةَ يَخْرُجُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي يَوْمَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى النَّجَاشِيِّ.

۱۹۷۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت نجاشی رحمہ اللہ کا جنازہ پڑھایا، میں دوسری صف میں تھا۔

١٩٧٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي

۱۹۷۷- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا (اسلامی) بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے، اٹھو اس کا جنازہ پڑھو۔“ ہم

١٩٧٥ــ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٦٦/٩٥٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٠.

١٩٧٦ــ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠١، وعلقه البخاري في صحيحه، ح: ١٣٢٠.
* أبوداود هو الطيالسي، وقوله "الساعة يخرج" أي كنا عند باب أبي الزبير منتظرين بخروجه، ونقول: "الساعة يخرج أبوالزبير من البيت"، والله أعلم، هكذا في حاشية السندي على سنن النسائي.

١٩٧٧ــ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥٣ من حديث أبي المهلب، والترمذي، ح: ١٠٣٩، وابن ماجه، ح: ١٥٣٥ من حديث بشر بن المفضل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٢.

الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ» قَالَ: فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْمَيِّتِ، وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ.

کھڑے ہوئے اور صف بندی کی جیسے میت پر کی جاتی ہے۔ اور اس کا جنازہ پڑھا جیسے میت کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: ''جیسے میت پر کی جاتی ہے'' گویا جنازے میں صف بندی ایک مشہور اور غیر متنازعہ بات ہے۔ ویسے بھی جنازے کے لیے لفظ نماز کا استعمال دلالت کرتا ہے کہ جنازے کے خصوصی احکام کے علاوہ نماز کے تمام احکام اس پر لاگو ہوں گے، مثلاً: قبلے کی طرف منہ کرنا، وضو کرنا، صفیں درست کرنا اور فاتحہ کی قراءت وغیرہ۔

(المعجم ٧٣) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ قَائِمًا (التحفة ٧٣)

باب:۷۳-نماز جنازہ کھڑے ہوکر پڑھنا

١٩٧٨- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فِي وَسَطِهَا.

۱۹۷۸- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ام کعب رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھا جو بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہوگئی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ ان کی کمر کے برابر کھڑے ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① ضمناً یہ معلوم ہوا کہ عورت کے جنازے میں امام کمر کے برابر کھڑا ہوگا۔ ابوداود کی ایک روایت جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کے مطابق مرد کے جنازے میں امام سر کے برابر کھڑا ہوگا۔ (سنن أبي داود، حديث:۳۱۹۴) احناف دونوں صورتوں میں سینے کے برابر کھڑا ہونے کے قائل ہیں۔ وہ اس روایت کو نفاس والی عورت سے خاص کرتے ہیں کہ آپ اسے پردہ کرنے کے لیے پیٹ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے، مگر کسی روایت میں یہ وجہ بیان نہیں کی گئی، نہ عقل اس توجیہ کی تائید کرتی ہے کیونکہ امام کے پیٹ کے سامنے کھڑا ہونے سے پوری صف سے پردہ ممکن نہیں۔ صرف دو چار آدمیوں سے پردہ ہوسکتا ہے اور وہ کسی بھی جگہ کھڑے ہونے سے حاصل ہوسکتا ہے نہ کہ صرف پیٹ کے سامنے کھڑا ہونے سے۔ ویسے بھی پورا جنازہ کفن

١٩٧٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٣.

میں لپٹا ہوا ہوتا ہے، پھر امام کے ذریعے سے پردہ کیسا ہوگا؟ اور اس پردے کی ضرورت کیوں ہے؟ پھر مفصل روایات یا حضرت سمرہ کی اس حدیث کا مکمل جائزہ لیا جائے تو نفاس والی عورت سے اس کی تخصیص بے معنی ٹھہرتی ہے ہر عورت کی میت پر کھڑا ہونے کا یہی طریقہ مسنون ہے۔ علی کل حال. جب رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث یا آپ کا واضح عمل موجود ہو تو محتمل ادھر ادھر کے دلائل یا قیاس آرائیوں سے اسے ٹالنا نہیں چاہیے۔ ② باب والا مسئلہ ظاہر الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ گویا یہ آپ کا معمول تھا۔

(المعجم ٧٤) - اِجْتِمَاعُ جَنَازَةِ صَبِيٍّ وَامْرَأَةٍ (التحفة ٧٤)

باب:۷۴- بچے اور عورت کے جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟

١٩٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: حَضَرَتْ جَنَازَةُ صَبِيٍّ وَامْرَأَةٍ، فَقُدِّمَ الصَّبِيُّ مِمَّا يَلِي الْقَوْمَ وَوُضِعَتِ الْمَرْأَةُ وَرَاءَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِمَا وَفِي الْقَوْمِ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا: اَلسُّنَّةُ.

۱۹۷۹- حضرت عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ ایک عورت اور ایک بچے کے جنازے اکٹھے ہو گئے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے بچے کی میت کو لوگوں کی طرف آگے رکھا اور عورت کو اس کے پیچھے (یعنی قبلے کی طرف) رکھا اور دونوں کا جنازہ (بیک وقت) پڑھا۔ حاضرین میں حضرت ابوسعید خدری، ابن عباس، ابوقتادہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو ان سب نے کہا کہ یہی مسنون طریقہ ہے۔

فائدہ: میت ایک سے زائد ہو تو ان کا جنازہ بیک وقت پڑھا جا سکتا ہے، خواہ وہ ایک صنف سے تعلق رکھتے ہوں یا مختلف اصناف سے، بچے ہوں یا بڑے، البتہ مردوں کو امام کے قریب رکھا جائے گا اور عورتوں کو مردوں سے پیچھے رکھا جائے گا۔ دعا عام میت والی پڑھ دی جائے تو سب کو کفایت کر جائے گی۔

(المعجم ٧٥) - بَابُ اجْتِمَاعِ جَنَائِزِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ (التحفة ٧٥)

باب:۷۵- مردوں اور عورتوں کے (ایک سے زائد) جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟

١٩٧٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب إذا حضر جنائز رجال ونساء من يقدم، ح: ٣١٩٣ من حديث عمار بن أبي عمار مولى الحارث بن نوفل به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٠٤. * سعيد هو ابن أبي أيوب.

١٩٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَزْعُمُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى عَلَى تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيعًا، فَجَعَلَ الرِّجَالُ يَلُونَ الْإِمَامَ وَالنِّسَاءُ يَلِينَ الْقِبْلَةَ فَصَفَّهُنَّ صَفًّا وَاحِدًا وَوُضِعَتْ جَنَازَةُ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنٍ لَهَا يُقَالُ لَهُ زَيْدٌ، وُضِعَا جَمِيعًا وَالْإِمَامُ يَوْمَئِذٍ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ، وَفِي النَّاسِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ وَأَبُو قَتَادَةَ، فَوُضِعَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ فَقَالَ رَجُلٌ فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ فَنَظَرْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي قَتَادَةَ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: هِيَ السُّنَّةُ.

۱۹۸۰-حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نو میتوں کا اکٹھا جنازہ پڑھا۔ مردوں کو امام کی جانب رکھا اور عورتوں کو قبلے کی جانب اور ان سب کو ایک سیدھ میں رکھا۔ اور (اسی طرح) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے جن کا نام زید تھا' کو اکٹھا رکھا گیا۔ اس وقت امام سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔ حاضرین میں ابن عمر' ابو ہریرہ' ابوسعید اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ بچے کو امام کی جانب رکھا گیا۔ ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اس کو درست نہ سمجھا تو میں نے حضرات ابن عباس' ابو ہریرہ' ابوسعید اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور کہا: یہ کیا ہے؟ ان سب نے کہا: یہی مسنون طریقہ ہے۔

فائدہ: جب صحابی کسی کام کو سنت یا مسنون کہے تو اس سے مراد نبی ﷺ کی سنت ہی ہوتی ہے۔

١٩٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُكْتِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَسُولَ

۱۹۸۱- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام فلاں (ام کعب رضی اللہ عنہا) کا جنازہ پڑھا جو بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہوگئی تھیں تو آپ ان کے درمیان میں (یعنی کمر کے برابر) کھڑے ہوئے۔

١٩٨٠ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢١٠٥، ومصنف عبدالرزاق: ٣/ ٤٦٥، ح: ٦٣٣٧ باختلاف يسير، وعنده: "ابن عباس" بدل "ابن عمر". * أم كلثوم بنت علي توفيت بعد الخمسين ٥٤هـ، فالحديث يدل على خطأ قول من زعم أن أبا قتادة توفي ٣٨هـ، بل الحق أنه توفي ٥٤هـ كما حققته في نور العينين، ص: ٨٠، ٨١ عن ابن معين، والبيهقي وغيرهما.

١٩٨١ـ [صحيح] تقدم مطولاً، ح: ٣٩٣، وهو في الكبرى، ح: ٢١٠٦.

اللهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى أُمِّ فُلَانٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ فِي وَسَطِهَا.

فائدہ: حدیث کا باب سے بظاہر کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧٦) - عَدَدُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٧٦)

باب:٧٦- جنازے میں تکبیروں کی تعداد

١٩٨٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ وَخَرَجَ بِهِمْ فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

١٩٨٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع دی۔ انھیں لے کر (باہر) نکلے۔ ان کی صف بندی کی اور جنازے میں چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: بعض روایات میں جنازے کی تکبیرات چار سے زائد یعنی نو تک بھی منقول ہیں۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی بعض صحابہ سے چار سے زائد تکبیریں کہنا ثابت ہے، لہٰذا عمل میں تنوع بہتر ہے، لیکن اگر مذکورہ طریقوں میں سے کسی ایک پر التزام کرنا ہے تو چار پر عمل بہتر اور افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ کا عام معمول یہی تھا۔ تفصیل وتحقیق کے لیے شیخ البانی رحمہ اللہ کی احکام الجنائز، ص:١٤١-١٤٦ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

١٩٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: مَرِضَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ شَيْءٍ عِيَادَةً لِلْمَرِيضِ فَقَالَ: «إِذَا مَاتَتْ فَآذِنُونِي». فَمَاتَتْ لَيْلًا فَدَفَنُوهَا وَلَمْ يُعْلِمُوا النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ سَأَلَ عَنْهَا فَقَالُوا: كَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ يَا رَسُولَ اللهِ!

١٩٨٣- حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ علاقہ عوالی میں ایک عورت بیمار ہو گئی اور نبی ﷺ بیمار کی بیمار پرسی اور عیادت بہت زیادہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے (اس عورت کی عیادت کے موقع پر) فرمایا: ”جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔“ وہ رات کو فوت ہوئی تو انھوں نے (خود ہی جنازہ پڑھ کر) اسے دفن کر دیا اور نبی ﷺ کو اطلاع نہ کی۔ صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے (پوری

١٩٨٢- [صحيح] تقدم، ح: ١٩٧٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٧.
١٩٨٣- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٨.

فَأَتٰى قَبْرَهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعًا .

صورت گوش گزار کی اور) کہا کہ ہم نے آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا' پھر آپ اس کی قبر پر آئے' اس کا جنازہ پڑھا اور چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: ''جب یہ فوت ہو جائے'' گویا آپ کو وحی سے یا اس کی حالت سے اس کی وفات کا یقین ہو چلا تھا' اسی لیے آپ نے ''اگر'' کی بجائے ''جب'' کا لفظ استعمال کیا جو یقین پر دلالت کرتا ہے۔ اس حدیث کی مزید تفصیلات قریب ہی حدیث نمبر ۱۹۷۱ میں گزر چکی ہیں۔

١٩٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى: أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا خَمْسًا وَقَالَ كَبَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ .

۱۹۸۴- حضرت ابن ابی لیلیٰ سے منقول ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ایک میت کا جنازہ پڑھا تو اس پر پانچ تکبیریں کہیں' پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (بعض اوقات) پانچ تکبیریں بھی کہی ہیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' فائدہ حدیث: ۱۹۸۲.

(المعجم ٧٧) - اَلدُّعَاءُ (التحفة ٧٧)

باب: ۷۷- جنازے کی دعائیں

١٩٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ

۱۹۸۵- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک میت کا جنازہ پڑھتے ہوئے یہ کہتے سنا: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ ...... وَقِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ] ''اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ اس سے درگزر فرما اور اسے خیریت سے رکھ۔ اس کی اچھی مہمان نوازی فرما اور اس کا ٹھکانا وسیع فرما۔ اور اسے پانی' برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے اور اسے غلطیوں سے اس طرح

١٩٨٤ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح:٩٥٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢١٠٩.

١٩٨٥ـ [صحيح] تقدم، ح:٦٢، وهو في الكبرٰى، ح:٢١١٠.

وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَقِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ». قَالَ عَوْفٌ: فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِذٰلِكَ الْمَيِّتِ.

صاف فرمادے جس طرح سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اور اسے اس کے (دنیوی) گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اور اس کے (دنیوی) گھر والوں سے بہتر گھر والے عطا فرما۔ اور اس کے جوڑے سے بہتر جوڑا عطا فرما۔ اور اسے قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے بچا۔'' حضرت عوف ؓ فرماتے ہیں: اس میت کے لیے یہ (جامع) دعائیں سن کر مجھے خواہش ہوئی کہ کاش میں یہ میت ہوتا۔

فوائد ومسائل: ① ''سنا'' معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ جنازہ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے' لہٰذا جنازے میں جہر جائز ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ مکمل جنازہ جہراً تھا' مگر کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث سے صرف دعا کا جہر ثابت ہوتا ہے' البتہ یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ قراءت آہستہ ہو مگر دعا جہر کے ساتھ' جبکہ نماز میں تو دعا آہستہ ہونے کے باوجود بعض صورتوں میں قراءت جہراً ہوتی ہے' نیز درود بھی تو دعا ہی ہے' لہٰذا دعا کا جہر قراءت اور درود کے جہر کو بھی مستلزم ہے۔ ② ''سفید کپڑا'' کیونکہ سفید کپڑا اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے ورنہ اس پر داغ دھبے نمایاں ہوں گے۔ اس تمثیل سے مراد معافی میں مبالغہ ہے۔ ③ ''جوڑے'' یہ معنی اس لیے کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے استعمال ہو سکے۔ مرد کے لیے بیوی جوڑا ہے اور عورت کے لیے خاوند۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ عورت کے جنازے میں یہ لفظ: [وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهَا] نہ کہا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے' اس کا دنیوی خاوند ہی آخرت میں بھی اس کا خاوند ہو اور خاوند ایک سے زائد نہیں ہو سکتے جبکہ بیویاں ایک سے زائد ہوں گی مگر یہ غیر ضروری تکلف ہے کیونکہ جنتی خاوند' خواہ سابقہ ہی ہو' دنیوی خاوند سے رتبے اور درجے میں بہرصورت بہتر ہوگا ورنہ دنیوی بیوی بھی جنت میں بیوی نہ بن سکے گی۔ جبکہ احادیث میں نیک دنیوی بیوی کے آخرت میں اسی شخص کی بیوی ہونے کی صراحت ہے۔ ④ جمہور اہل علم کے نزدیک پہلی تکبیر کے بعد ثنا' سورۂ فاتحہ اور قراءت' دوسری کے بعد درود' تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہوگا۔ پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھنے کے متعلق اس کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرما لیا جائے۔ ⑤ بعض اہل علم عید کی زائد تکبیرات کی طرح جنازے کی چاروں تکبیروں کو بھی شروع میں اکٹھا کہنے کے قائل ہیں' یعنی چاروں تکبیرات کہنے کے بعد مسلسل ثنا' سورۂ فاتحہ' قراءت' درود اور دعا وسلام ہوں گے مگر اس طریقے سے نماز جنازہ نماز عید کے مشابہ ہو جائے گی اور نماز جنازہ کا امتیاز ختم ہو جائے گا' لہٰذا پہلا طریقہ ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

١٩٨٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ الْكَلَاعِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَـوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلٰى مَيِّتٍ، فَسَمِعْتُ فِي دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهِ مِنَ النَّارِ». أَوْ قَالَ: «وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

١٩٨٦- حضرت عوف بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک میت کا جنازہ پڑھتے سنا۔ میں نے سنا' آپ دعا میں یوں فرما رہے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهٗ ...... وَ نَجِّهٖ مِنَ النَّارِ] ''اے اللہ! اس (کے گناہوں) کو بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ اسے خیریت کے ساتھ رکھ اور اس سے درگزر فرما۔ اس کی مہمان نوازی اچھی فرما اور اس کی قبر کو کھلا کر دے اور اسے پانی' برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ اور اسے غلطیوں (کے اثرات) سے اس طرح پاک و صاف فرما دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف رکھا ہے۔ اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر' اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کے ساتھی سے بہتر ساتھی عطا فرما۔ اسے جنت میں داخل فرما اور آگ سے دور رکھ۔'' یا آپ نے فرمایا: [وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ] ''اسے عذاب قبر سے بچا۔''

فوائد و مسائل: ① ''تو نے سفید کپڑے کو'' کیونکہ کپڑے کا سفید مادہ تو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا ہے جو ہر قسم کے داغ دھبے سے محفوظ ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بے داغ مادہ پیدا نہ فرماتا تو انسان خالص سفید رنگ کہاں سے حاصل کرتا؟ ② ''ساتھی'' زوج کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں جس میں خاوند بیوی بدرجہ اولیٰ شامل ہیں۔ ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ﴾ (الصّٰفّٰت ٣٧:٢٢) اس معنی کے لحاظ سے یہ دعا غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے جنازے پر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

١٩٨٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

١٩٨٧- حضرت عبداللہ بن ربیعہ سلمی ؓ جو کہ صحابیؓ

١٩٨٦_ [صحيح] تقدم، ح: ٦٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١١.

١٩٨٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في النور يرى عند قبر الشهيد، ح: ٢٥٢٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١٢، وللحديث شواهد كثيرة، وقال الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ١٠٢، ١٠٣ "وكان الرجلان المهاجران المذكوران في الآثار التي رويناها، هاجرا إلى رسول الله ﷺ معًا، فتساويا في ذلك وأقاما عنده باذلين لأنفسهما فيما يصرفهما فيه من جهاد ومن غيره من الأشياء التي يتقرب به إلى الله عزوجل، ويصرف المقتول◀◀

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رُبَيِّعَةَ السُّلَمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ آخَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ أَحَدُهُمَا وَمَاتَ الْآخَرُ بَعْدَهُ فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا قُلْتُمْ؟» قَالُوا: دَعَوْنَا لَهُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ! أَلْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَأَيْنَ صَلَاتُهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ وَأَيْنَ عَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ؟ فَلَمَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ». قَالَ عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ: أَعْجَبَنِي لِأَنَّهُ أَسْنَدَ لِي.

رسول ﷺ ہیں' نے حضرت عبید بن خالد سلمی ؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کو آپس میں بھائی بنا دیا۔ ان میں سے ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس کے کچھ بعد فوت ہوا۔ ہم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے (جنازے میں) اس کے لیے کیا دعا کی؟'' صحابہ نے عرض کیا: ہم نے اس کے لیے یہ دعا کی: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ ...... أَلْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ] ''اے اللہ! اسے معاف فرما۔ اس پر رحم فرما اور اسے اس کے ساتھی (بھائی) کے ساتھ ملا دے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے بعد اس کی نمازیں اور دوسرے نیک اعمال کدھر گئے؟ اللہ کی قسم! ان کے درمیان تو زمین و آسمان کے مابین جیسا فاصلہ ہے۔'' عمرو بن میمون نے کہا: یہ روایت مجھے بہت اچھی لگی کیونکہ انھوں (استاد محترم) نے یہ روایت (بغیر واسطہ گرائے) مجھے بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں حضرت عمرو بن میمون کے استاد صحابی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے صحابی سے بیان کر رہے ہیں۔ ایک صحابی اگر دوسرے صحابی کا واسطہ ذکر نہ بھی کرے تو روایت کی اسنادی حیثیت کمزور نہیں ہوتی' البتہ واسطے کا ذکر بہتر ہے' اسی لیے حضرت عمرو بن میمون نے اس روایت پر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔ ② گویا جنازے میں مطلق مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی جائے۔ کسی شخصیت کا حوالہ یا اس کی طرف نسبت مناسب نہیں کیونکہ ہر شخص کا حقیقی مرتبہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' البتہ صفات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ جیسے ''اے اللہ! اس کو شہداء و صالحین کے ساتھ ملا دے۔'' وغیرہ۔ ③ اعمال صالحہ والی لمبی زندگی مسلمان آدمی کے لیے غنیمت ہے۔ ④ خشوع و خضوع' اخلاص اور تقویٰ کی زیادتی کی بنا پر بسا اوقات آدمی بستر پر فوت ہو کر بھی شہید کے برابر

◀◀ منهما في الجهاد، حتى قيل فيه: ولم يكن تصرفه ذلك إلا بتصرف رسول الله ﷺ إياه، وعسى أن يكون صاحبه، قد كان معه فساواه فيه، وزاد الآخر عليه الشهادة التي قد بذل نفسه بمثلها، فكان بذلك في معنى الشهيد، وإن كان الشهيد يفضله فيما حل به من القتل، فإنه بذل نفسه لذلك، ثم عاش بعده حولاً من هجرته إلى رسول الله ﷺ كذلك من الفضل ماله فيفوق بذلك على صاحبه، وكان في ذلك مصليًا صلوات مدته تلك، وصائمًا شهر رمضان الذي مر عليه، وكذلك من التصدق بماله، فلم يكن في ذلك ما يجب أن ينكر تجاوزه لصاحبه في المنزلة في الثواب عليه، وفي استحقاق سبقه إياه إلى الجنة، ولقد قال رسول الله ﷺ فيمن هو دون مثله" . . . الخ.

یا اس سے بلند درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

١٩٨٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا».

۱۹۸۸-حضرت ابو ابراہیم انصاری اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں انھوں نے نبی ﷺ کو ایک میت کے جنازے میں یوں دعا کرتے سنا: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا ...... وَ كَبِيرِنَا] ”اے اللہ! معاف فرما دے ہمارے فوت شدہ اور زندہ کو اور حاضر و غائب کو اور مذکر و مؤنث کو اور چھوٹے اور بڑے کو۔“

فوائد و مسائل: ① حاضر و غائب سے مراد جنازے کے وقت حاضر و غائب بھی ہو سکتا ہے یعنی جو جنازے میں موجود ہیں یا غائب ہیں۔ اور غائب سے مراد فوت شدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں حاضر سے مراد زندہ ہوگا۔ غائب سے مراد وہ افراد بھی ہو سکتے ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ اس صورت میں حاضر سے مراد زندہ اور پیدا شدہ لوگ ہوں گے۔ حاضر سے مراد موجود جنازہ بھی ہو سکتا ہے اور غائب سے مراد وہ ہوگا جو وہاں موجود نہیں ہے۔ اس سے جنازۂ غائبانہ کی مشروعیت بھی استنباط کی جا سکتی ہے۔ ② صغیر سے مراد نابالغ نہیں کہ وہ تو ویسے ہی مغفور لہ ہے بلکہ جو کسی دوسرے کے مقابلے میں چھوٹا ہے خواہ بالغ ہی ہو۔ اسی طرح کبیر سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کسی دوسرے کے مقابلے میں بڑا ہو۔ ویسے بھی اس قسم کے الفاظ سے ظاہر معانی کے بجائے تعمیم مقصود ہوتی ہے یعنی لائق مغفرت شخص کو بخش دے۔ یا بچے کے لیے رفع درجات کی دعا ہے کیونکہ اس کے گناہ تو ہوتے نہیں۔

١٩٨٩- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ - وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ

۱۹۸۹-حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ کے پیچھے ایک میت کا جنازہ پڑھا۔ انھوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور

١٩٨٨- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما يقول في الصلاة على الميت، ح: ١٠٢٤ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٢١١٣، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٤١، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٣٢٠١، وأحمد: ٥/ ٢٩٩، ٣٠٨ وغيرهما.

١٩٨٩- أخرجه البخاري، الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة، ح: ١٣٣٥ من حديث سعد بن إبراهيم به، وهو في الكبرى، ح: ٢١١٤.

قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَجَهَرَ حَتّٰى أَسْمَعَنَا فَلَمَّا فَرَغَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: سُنَّةٌ وَحَقٌّ.

سورت پڑھی اور (دونوں) بلند آواز سے پڑھیں حتی کہ ہمیں سنائی دیں۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اوران سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ سنت اور حق ہے۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ جنازے میں بھی قراءتِ فاتحہ ضروری ہے۔ سنت سے مراد نبی ﷺ کا مقرر کردہ طریقہ ہے۔ یہاں سنت وجوب کے مقابلے میں نہیں جیسا کہ لفظ "حق" سے صاف ظاہر ہے۔ [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحیح البخاري' الأذان' حديث:٧٥٦' وصحیح مسلم' الصلاة' حديث: ٣٩٤) کا عموم بھی قراءتِ فاتحہ کو واجب کرتا ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ احناف بلاوجہ قراءت کے مخالف ہیں۔ اس حدیث کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت قراءت کی نیت سے نہیں بلکہ دعا کی نیت سے پڑھی ہوں گی۔ مگر اس "ہوں گی" کی کوئی دلیل بھی تو ہونی چاہیے۔ آخر قراءتِ فاتحہ سے مانع کیا ہے؟ کیا جنازے کا دعا ہونا قراءت کی ضد ہے؟ عام نمازوں میں بھی قراءت فاتحہ ہوتی ہے' دعائیں بھی' یہ کون سا جمع بَيْنَ النَّقِيضَيْن ہے؟

١٩٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: تَقْرَأُ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّهُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ.

۱۹۹۰- حضرت طلحہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ کے پیچھے ایک جنازہ پڑھا۔ میں نے انھیں سورۂ فاتحہ پڑھتے سنا۔ جب وہ جنازے سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اوران سے پوچھا کہ کیا آپ (جنازے میں) قراءت کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' یہ حق ہے' اور نبی (ﷺ) کی سنت ہے۔

١٩٩١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۹۹۱- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ نماز

١٩٩٠ـ أخرجه البخاري، ح: ١٣٣٥ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢١١٥.

١٩٩١ـ [صحيح] أخرجه ابن الجارود، ح: ٥٤٠ من حديث ابن شهاب الزهري به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٢١١٦. * والزهري صرح بالسماع، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٧٨٨، والحافظ ابن حجر وغيرهما، وله طريق آخر عند الطحاوي في معاني الآثار: ١/ ٥٠٠ من حديث أبي أمامة عن رجل من أصحاب النبي ﷺ، وصححه الحاكم: ١/ ٣٦٠ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأخرجه من حديث حبيب بن سلمة نحوه.

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ [أَنَّهُ] قَالَ: اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَّقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى بِأُمِّ الْقُرْآنِ مُخَافَتَةً، ثُمَّ يُكَبِّرَ ثَلَاثًا وَالتَّسْلِيمُ عِنْدَ الْآخِرَةِ.

جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھے' پھر تین تکبیریں کہے اور آخری تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔

فوائد و مسائل: ① راویٔ حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ معروف صحابیٔ رسول' ابوامامہ باہلی نہیں ہیں بلکہ یہ اور صحابی ہیں جو انھی کی کنیت سے معروف ہیں انھیں رسول اللہ ﷺ کا شرف رؤیت نصیب ہے' اگرچہ براہ راست انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث نہیں سنی' یہ روایت بھی انھوں نے کسی اور صحابی کے واسطے سے لی ہے لیکن بلاواسطہ بیان فرما دی۔ محدثین کے نزدیک اسے مرسل صحابی کہتے ہیں' اور یہ قابل حجت ہوتی ہے۔ اسے مرفوع روایت ہی کا حکم ملتا ہے۔ مزید دیکھیے: (تعليق أحكام الجنائز للألباني' ص: ۱۴۱) ② ''سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھے'' جبکہ پیچھے حدیث نمبر ۱۹۸۹ میں صراحتاً جہر کا ذکر ہے' لہٰذا دونوں طرح جائز ہے۔ آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے۔ ③ ''پھر تین تکبیریں کہے'' روایت مختصر ہے' یعنی تین تکبیریں اکٹھی نہیں کہی جائیں گی بلکہ تمام مل کر تین ہوں گی' یعنی الگ الگ۔ دوسری کے بعد درود' تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام جیسا کہ تفصیل حدیث: ۱۹۸۵ فائدہ: ۴ میں گزر چکی ہے۔

۱۹۹۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ الدِّمَشْقِيِّ الْفِهْرِيِّ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ الدِّمَشْقِيِّ بِنَحْوِ ذٰلِكَ.

۱۹۹۲- حضرت ضحاک بن قیس دمشقی سے بھی اسی قسم کی (اس کے ہم معنی) روایت آتی ہے۔

(المعجم ۷۸) - فَضْلُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ (التحفة ۷۸)

باب: ۷۸- جس شخص کے جنازے میں سو مسلمان ہوں' اس کی فضیلت؟

۱۹۹۳- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ الدِّمَشْقِيِّ،

۱۹۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت

۱۹۹۲ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۱۷.

۱۹۹۳ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب من صلّى عليه مائة، شفعوا فيه، ح: ۹۴۷ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۱۸.

عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ يَزِيدَ رَضِيعِ عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ أَنْ يَّكُونُوا مِائَةً يَشْفَعُونَ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ».

جنازہ پڑھے جو سو تک پہنچتے ہوں اور وہ اس کی (بخشش) کی سفارش کریں تو لازماً اس میت کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔"

قَالَ سَلَّامٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ شُعَيْبَ بْنَ الْحَبْحَابِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي بِهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

راویٔ حدیث سلام بن ابو مطیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ روایت حضرت شعیب بن حبحاب کو بیان کی تو وہ کہنے لگے: مجھے یہی روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① گویا یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی۔ ② "سفارش قبول کی جاتی ہے" بشرطیکہ وہ انسان قابل مغفرت ہو۔ یہ قید ہر ایسی روایت میں ملحوظ رہنی چاہیے۔

١٩٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعٍ لِعَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَمُوتُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ فَيَبْلُغُوا أَنْ يَّكُونُوا مِائَةً، فَيَشْفَعُوا إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ».

١٩٩٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان فوت ہو جائے' پھر اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت جنازہ پڑھے جو ایک سو تک پہنچتے ہوں اور وہ اس کے لیے سفارش کریں تو لازماً ان کی سفارش اس کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔"

١٩٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ أَبُو الْخَطَّابِ

١٩٩٥- ابو بکار حکم بن فروخ سے روایت ہے کہ حضرت ابوملیح نے ہمیں ایک میت کا جنازہ پڑھایا۔ ہم

١٩٩٤_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١٩.

١٩٩٥_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣١، ٣٣٤ من حديث أبي بكار به باختلاف يسير، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٢٠. * وابن سليط روى عنه اثنان، ووثقه ابن حبان، وذكره بعضهم في الصحابة، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وللحديث شواهد.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكَّارٍ الْحَكَمُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو الْمَلِيحِ عَلَى جَنَازَةٍ فَظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ كَبَّرَ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَلْتَحْسُنْ شَفَاعَتُكُمْ.

قَالَ أَبُو الْمَلِيحِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ سَلِيطٍ - عَنْ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَهِيَ مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَخْبَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ». فَسَأَلْتُ أَبَا الْمَلِيحِ عَنِ الْأُمَّةِ فَقَالَ: أَرْبَعُونَ.

نے سمجھا کہ انھوں نے اللہ اکبر کہہ دیا ہے لیکن (اچانک) انھوں نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اپنی صفیں درست اور سیدھی کرو۔ اور تمھاری سفارش بہترین ہونی چاہیے (کیونکہ) مجھے حضرت عبداللہ بن سلیط نے امہات المومنین میں سے نبی ﷺ کی ایک زوجۂ محترمہ حضرت میمونہ ؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت جنازہ پڑھ دے' اس کے حق میں ان کی سفارش ضرور قبول ہوگی۔'' میں نے حضرت ابوملیح سے پوچھا کہ وہ جماعت کتنی ہو؟ انھوں نے کہا: چالیس افراد۔

فائدہ: بعض روایات میں رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً چالیس افراد کا ذکر آتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث: ۹۴۸) اس لیے حضرت ابوملیح نے اس روایت میں بھی ''امت یعنی جماعت'' کی تفسیر چالیس افراد سے فرما دی۔ ؒ۔

(المعجم ٧٩) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ (التحفة ٧٩)

باب: ۷۹- جنازہ پڑھنے والے کا ثواب

١٩٩٦- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنِ انْتَظَرَهَا

۱۹۹۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی میت کا جنازہ پڑھے' اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جو شخص (جنازے کے بعد) انتظار کرتا رہے حتی کہ اسے لحد میں رکھ دیا جائے تو اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔ اور

١٩٩٦- أخرجه مسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، ح: ٩٤٥ من حديث عبدالرزاق، والبخاري: ١/١٧٧ النسخة الهندية، وتحفة الأشراف: ١٠/٢٤٨ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٢١.

حَتّٰى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ فَلَهُ قِيرَاطَانِ، وَالْقِيرَاطَانِ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ».

دو قیراط دو عظیم پہاڑوں کی طرح ہیں۔"

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۱۹۴۲۔

۱۹۹۷- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَهِدَ جَنَازَةً حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ، قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ».

۱۹۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جنازے میں حاضر ہو اور جنازہ پڑھے جانے تک رہے تو اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو دفن کیے جانے تک رہے تو اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔" پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ قیراط کیسے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: "دو عظیم پہاڑوں جیسے۔"

۱۹۹۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ احْتِسَابًا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدَفَنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ مِنَ الْأَجْرِ».

۱۹۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے' اس کا جنازہ پڑھے اور اسے دفن کرے تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ اور جو شخص جنازہ پڑھ کر دفن سے پہلے واپس آ جائے تو وہ ایک قیراط (ثواب) کے ساتھ پلٹتا ہے۔"

۱۹۹۹- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ:

۱۹۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۹۹۷- أخرجه البخاري، الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن، ح: ۱۳۲۵، ومسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، ح: ۹۴۵ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۲.

۱۹۹۸- أخرجه البخاري، الإيمان، باب اتباع الجنائز من الإيمان، ح: ٤٧ من حديث عوف الأعرابي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۳.

۱۹۹۹- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲٤.

حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَهُ قِيرَاطٌ مِنَ الْأَجْرِ، وَمَنْ تَبِعَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ مِنَ الْأَجْرِ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جنازے کے ساتھ جائے' اس کا جنازہ پڑھے' پھر واپس آ جائے تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے۔ اور جو ساتھ جائے' جنازہ پڑھے' پھر بیٹھا رہے حتی کہ تدفین سے فراغت ہو تو اس کے لیے دو قیراط اجر ہے۔ ہر قیراط احد (پہاڑ) سے بڑا ہوگا۔''

فائدہ: ''بیٹھا رہے'' مراد ٹھہرنا ہے' خواہ بیٹھے یا کھڑا رہے۔

(المعجم ٨٠) - اَلْجُلُوسُ قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ (التحفة ٨٠)

باب:۸۰- جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا

٢٠٠٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا وَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدَنَّ حَتَّى تُوضَعَ».

۲۰۰۰- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے' وہ نہ بیٹھے حتی کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد حدیث: ۱۹۱۵ تا ۱۹۳۱۔

(المعجم ٨١) - اَلْوُقُوفُ لِلْجَنَائِزِ (التحفة ٨١)

باب:۸۱- جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا

٢٠٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ وَاقِدٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ

۲۰۰۱- حضرت علی ؓ کے سامنے جنازہ (زمین پر) رکھے جانے تک کھڑے رہنے کا ذکر کیا گیا تو حضرت

٢٠٠٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٩١٨، وهو في الكبرى، ح: ٢١٢٥.

٢٠٠١ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ٩٦٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٢٦.

جُبَيْرٍ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهُ ذُكِرَ الْقِيَامُ عَلَى الْجَنَازَةِ حَتَّى تُوضَعَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ.

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (پہلے) کھڑے رہتے تھے' مگر بعد میں بیٹھے رہتے تھے۔

فائدہ: یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر: ۱۹۲۴ و مابعد۔

۲۰۰۲- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا وَرَأَيْنَاهُ قَعَدَ فَقَعَدْنَا.

۲۰۰۲-حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوتے دیکھا تو ہم بھی کھڑے رہے' پھر ہم نے آپ کو بیٹھے دیکھا تو ہم بھی بیٹھے رہے۔

۲۰۰۳- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ، فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ.

۲۰۰۳-حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے۔ جب ہم قبر کے پاس پہنچے تو (دیکھا کہ) قبر تیار نہیں ہوئی تھی۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھ گئے (بغیر کسی حرکت و آواز کے) گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① ''بیٹھ گئے'' گویا دفن کرنے سے پہلے بیٹھا جا سکتا ہے بشرطیکہ میت کو زمین پر رکھ دیا گیا ہو۔ ② ''پرندے بیٹھے ہیں۔'' یہ سکون اور خاموشی رسول اللہ ﷺ کے احترام کے ساتھ ساتھ موقع و محل کی مناسبت سے تھی کہ قبر بنائی جا رہی ہے' میت پاس رکھی ہے اور قبر کے کنارے بیٹھے ہیں۔

۲۰۰۲ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۷.

۲۰۰۳ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب: كيف يجلس عند القبر، ح: ۳۲۱۲ وغيره، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس في المقابر، ح: ۱۵٤۸ وغيرهما من حديث المنهال به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۸، وصححه البيهقي في إثبات عذاب القبر، وشعب الإيمان.

(المعجم ٨٢) - مُوَارَاةُ الشَّهِيدِ فِي دَمِهِ (التحفة ٨٢)

باب:۸۲-شہید کو خون سمیت (بغیر غسل دیے اور کپڑے اتارے) دفن کیا جائے

٢٠٠٤- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِقَتْلٰى أُحُدٍ: «زَمِّلُوهُمْ بِدِمَائِهِمْ فَإِنَّهُ لَيْسَ كَلْمٌ يُكْلَمُ فِي اللهِ إِلَّا يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدْمٰى، لَوْنُهُ لَوْنُ الدَّمِ وَرِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ».

۲۰۰۴-حضرت عبداللہ بن ثعلبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کے بارے میں فرمایا تھا: ”انھیں ان کے خون آلود جسموں اور کپڑوں سمیت کفن دو کیونکہ جو زخم بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگا ہو قیامت کے دن اس کی یہ حالت ہوگی کہ رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔“

فوائد و مسائل: ① یہ بات متفق علیہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ اسی خون آلود حالت میں مناسب کپڑے میں کفن دے کر دفن کر دیا جائے گا تاکہ اس پر مظلومیت کے نشان باقی رہیں، نیز قیامت کے دن اس کا امتیاز قائم رہے اور سب حاضرین کے سامنے اس کی فضیلت ظاہر ہو کیونکہ قیامت کے دن ہر میت کو اس حال میں اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت اور دفن ہوا۔ البتہ احناف نے اس کے لیے چند شرطیں لگائی ہیں، مثلاً: اس نے زخمی ہونے کے بعد نہ کچھ کھایا پیا ہو، نہ سایہ حاصل کیا ہو، نہ اس کا علاج کیا گیا ہو حتی کہ نہ اس نے وصیت کی ہو مگر یہ تمام شرطیں بلا دلیل بلکہ باطل ہیں بلکہ شہادت کے ساتھ مذاق اور شہید پر ظلم ہے۔ گویا اسے دھوپ میں پیاسا رکھ کر تڑپا تڑپا کر مارا جائے یا مرنے دیا جائے۔ لطف تو یہ ہے کہ اسے بات کرنے کی بھی اجازت نہ دی جائے۔ أَسْتَغْفِرُاللّٰہ. ② شہید کے جنازے کے بارے میں اختلاف ہے اور یہ بحث تفصیل کے ساتھ احادیث: ۱۹۵۵ تا ۱۹۵۷ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٨٣) - أَيْنَ يُدْفَنُ الشَّهِيدُ (التحفة ٨٣)

باب:۸۳-شہید کو کہاں دفن کیا جائے؟

٢٠٠٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

۲۰۰۵-حضرت عبید اللہ بن مُعَیَّہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: طائف کے دوران میں دو مسلمان شہید

٢٠٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣١ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٢٩. * عبدالله بن ثعلبة صحابي، له رؤية، ولم يثبت له سماع، ولحديثه شواهد، انظر الحديثين الآتيين، ورواه عبدالله بن ثعلبة بن أبي صغير عن جابر بن عبدالله، انظر مسند الإمام أحمد: ٥/ ٤٣١.

٢٠٠٥ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٠، وله شواهد.

السَّائِبِ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَيَّةَ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الطَّائِفِ، فَحُمِلَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ أَنْ يُدْفَنَا حَيْثُ أُصِيبَا، وَكَانَ ابْنُ مُعَيَّةَ وُلِدَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

ہوئے تو ان کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ انھیں وہیں دفن کیا جائے جہاں یہ شہید ہوئے۔ (راویٔ حدیث) حضرت ابن معیہؓ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔

فوائد و مسائل: ① راویٔ حدیث عبیداللہ بن معیہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا دیدار ثابت نہیں' لہٰذا انھیں صحابی نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ وہ جلیل القدر تابعی تھے۔ جب تابعی براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے تو اس روایت کو مرسل کہتے ہیں اور مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے' لیکن چونکہ مابعد کی حدیث جابر اس کی تائید کرتی ہے' یعنی اس کا شاہد ہے' اس لیے صحیح ہے۔ ② یہ ضروری نہیں کہ میت کو عین اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں وہ شہید ہو بلکہ بسا اوقات یہ ممکن بھی نہیں ہوتا' مثلاً: جب اس جگہ دشمن کا قبضہ ہو' لہٰذا شہید کو کسی قریبی جگہ بھی دفن کیا جا سکتا ہے جیسا کہ شہدائے احد اکٹھے ایک جگہ دفن ہیں مگر ضروری نہیں کہ وہ سب کے سب اسی جگہ بلکہ اپنے مدفن میں ہی شہید ہوئے ہوں' البتہ یہ مناسب ہے کہ انھیں میدان شہادت یا اس سے قریب دفن کر دیا جائے۔ عام آبادی میں نہ لے جایا جائے۔ ③ عمومی طور پر بھی اسلام میت کی منتقلی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا' ہاں اشد ضرورت اور مجبوری ہو تو وفات کی جگہ سے منتقل ہو بھی سکتی ہے۔

٢٠٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ ابْنُ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُرَدُّوا إِلَى مَصَارِعِهِمْ، وَكَانُوا قَدْ نُقِلُوا إِلَى الْمَدِينَةِ.

۲۰۰۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ شہدائے اُحد کو ان کی شہادت کے میدان میں واپس لایا جائے کیونکہ ان (میں سے بعض) کو مدینہ منورہ لے جایا گیا تھا۔

٢٠٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۰۰۷- حضرت جابر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ

٢٠٠٦- [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الميت يحمل من أرض إلى أرض وكراهة ذلك، ح: ٣١٦٥، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على الشهداء ودفنهم، ح: ١٥١٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣١، وصححه الترمذي، ح: ١٧١٧، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

٢٠٠٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٢.

الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اِدْفِنُوا الْقَتْلَى فِي مَصَارِعِهِمْ».

نے فرمایا تھا: ''شہداء (احد) کو ان کی شہادت گاہ ہی میں دفن کیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حکم کی توجیہ حدیث نمبر ۲۰۰۵ کے تحت بیان ہو چکی ہے۔ ② جنگ احد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے' اس لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اس فرمان سے خصوصی تعلق تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ کچھ لوگ اپنے قریبی شہداء کی لاشیں مدینہ لے گئے ہیں' جیسا کہ حدیث: ۲۰۰۶ میں ہے' مزید لاشیں لے جانے کا امکان بھی تھا' اس لیے آپ نے یہ حکم جاری فرمایا۔

(المعجم ٨٤) - بَابُ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ (التحفة ٨٤)

باب: ۸۴- مشرک کو بھی دفن کیا جائے

٢٠٠٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ فَمَنْ يُوَارِيهِ؟ قَالَ: «اِذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ، وَلَا تُحْدِثَنَّ حَدَثًا حَتَّى تَأْتِيَنِي». فَوَارَيْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ فَأَمَرَنِي فَاغْتَسَلْتُ وَدَعَا لِي وَذَكَرَ دُعَاءً لَمْ أَحْفَظْهُ.

۲۰۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ (جب میرے والد ابوطالب فوت ہوئے تو) میں نے نبی ﷺ سے گزارش کی کہ آپ کے گم کردہ راہ چچا فوت ہو گئے ہیں۔ اب انھیں کون (زمین میں) چھپائے (دفن کرے) گا؟ آپ نے فرمایا: ''جاؤ' اپنے والد کو (زمین میں) چھپاؤ (دفن کرو)۔ اور میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی اور کام نہ کرنا۔'' میں ان کو دفنانے کے بعد آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا۔ میں نے غسل کیا تو آپ نے میرے لیے (صبر و تحمل کی) دعا کی لیکن وہ دعا مجھے یاد نہیں۔

فوائد و مسائل: ① آپ کے چچا ابوطالب باوجود آپ کی کوششوں کے اسلام قبول کیے بغیر ہی فوت ہو گئے۔ اس بات کا آپ کو اور حضرت علی کو بہت صدمہ تھا۔ جس کا اظہار مندرجہ بالا الفاظ سے ہو رہا ہے۔ ویسے وہ آپ کا بھرپور ساتھ دیتے رہے اور کفار کے سامنے ڈھال بنے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے

٢٠٠٨ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٩٠، وهو في الكبرى، ح: ٢١٣٣.

عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔ ② ''دفن کرو'' کا فرشتہ دار کو بھی دفن کیا جائے گا' خصوصاً جبکہ وہ والد ہو تو پھر احترام کے ساتھ دفن کرنا ہوگا۔ ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان ۳۱:۱۵) البتہ مسنون تکفین وتدفین صرف مسلمان کے لیے ہوگی' نیز کافر کی قبر مسلمانوں کی قبروں سے الگ جگہ ہونی چاہیے۔

(المعجم ۸۵) - اَللَّحْدُ وَالشَّقُّ (التحفة ۸۵)

باب:۸۵- لحد اور شق

۲۰۰۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: أَلْحِدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ نَصْبًا كَمَا فُعِلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۰۰۹- حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (وصیت کے طور پر) فرمایا: میرے لیے لحد بنانا اور پھر اینٹیں لگا دینا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔

فائدہ: ''لحد'' بغلی قبر جس میں میت کو رکھنے کی جگہ قبلے کی دیوار میں بنائی جاتی ہے۔ اور ''شق'' سیدھی قبر جس میں میت کو رکھنے کی جگہ قبر کے درمیان میں کھودی جاتی ہے۔ دونوں طریقے جائز ہیں مگر لحد بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' حديث: ۳۲۰۸) تفصیل متعلقہ حدیث میں آئے گی۔ إن شاء الله.

۲۰۱۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ سَعْدًا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: أَلْحِدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ نَصْبًا كَمَا فُعِلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۰۱۰- حضرت عامر بن سعد سے روایت ہے کہ جب (والد محترم) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے فرمایا: میرے لیے لحد بنانا اور پھر اینٹیں لگا دینا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا۔

۲۰۰۹ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۶۹، ۱۷۳ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۳۴. * عبدالله بن جعفر هو الزهري، وله طريق آخر، انظر الحديث الآتي.

۲۰۱۰ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في اللحد، ونصب اللبن علىٰ الميت، ح: ۹۶۶ من حديث عبدالله بن جعفر الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۳۵.

فائدہ: ’’اینٹیں لگا دینا‘‘ یعنی لحد کا منہ بند کرنے کے لیے۔ اور یہ سستا طریقہ ہے جبکہ شق کو ڈھانپنا مہنگا ہے۔

٢٠١١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَذْرَمِيُّ عَنْ حَكَّامِ بْنِ سَلْمٍ الرَّازِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا».

۲۰۱۱- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اگرچہ اس سند سے ضعیف ہے لیکن دیگر شواہد کی وجہ سے بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے اور یہی بات درست ہے۔ امام ترمذی ؒ نے جامع ترمذی میں ان شواہد کی تصریح فرمائی ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، حدیث: ۱۰۴۵) ② ’’دوسروں کے لیے‘‘ مسند احمد میں جریر بن عبداللہ ؓ کی حدیث میں ہے اور ’’شق اہل کتاب کے لیے ہے۔‘‘ (مسند أحمد: ۳۶۳/۴) لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کے لیے شق جائز نہیں کیونکہ بعض علاقوں میں لحد ممکن ہی نہیں، شق ہی بنانی پڑتی ہے۔ ممکن ہے نبی ﷺ کا مطلب بھی یہ ہو کہ بقیع الغرقد (جنت البقیع) کی زمین سخت ہے، لحد بن سکتی ہے، لہٰذا ہمارے لیے لحد بہتر ہے، ورنہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے لیے بھی دونوں آدمیوں (لحد اور شق والے) کو پیغام بھیجا گیا تھا۔ اتفاقاً لحد بنانے والے صحابی پہلے آ گئے، اس لیے باتفاق صحابہ لحد بنائی گئی۔ (سنن ابن ماجه، الجنائز، حدیث: ۱۵۵۷) ممکن ہے اہل کتاب کے ہاں شق کا رواج ہو۔ آپ نے امتیاز کے لیے مسلمانوں کو لحد بنانے کا مشورہ دیا ہو۔ (نیز دیکھیے، فوائد حدیث: ۲۰۰۹، ۲۰۱۰)

(المعجم ٨٦) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِعْمَاقِ الْقَبْرِ (التحفة ٨٦)

باب: ۸۶- قبر کو گہرا کھودنا مستحب ہے

٢٠١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۲۰۱۲- حضرت ہشام بن عامر ؓ سے روایت ہے

٢٠١١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في اللحد، ح: ٣٢٠٨، والترمذي، ح: ١٠٤٥، وابن ماجه، ح: ١٥٥٤ من حديث حكام به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٦.

٢٠١٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في تعميق القبر، ح: ٣٢١٦ من حديث سفيان الثوري، والترمذي، ح: ١٧١٣، وابن ماجه، ح: ١٥٦٠ من حديث أيوب به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٧، وانظر الحديث الآتي.

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلْحَفْرُ عَلَيْنَا لِكُلِّ إِنْسَانٍ شَدِيدٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِحْفِرُوا وَأَعْمِقُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ»، قَالُوا: فَمَنْ نُقَدِّمُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «قَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا». قَالَ: فَكَانَ أَبِي ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ.

کہ ہم نے جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی اور کہا کہ ہر میت کے لیے الگ الگ قبر کھودنا ہمارے لیے بہت مشکل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبریں کھودو‘ گہری کھودو اور اچھی طرح کھودو۔ اور دو دو‘ تین تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کردو۔“ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم آگے کس میت کو رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو۔“ راوی حدیث حضرت ہشام نے کہا کہ میرے والد سمیت تین آدمی ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ (رضی اللہ عنہم)

فوائد ومسائل: ① ”بہت مشکل ہے۔“ کیونکہ شہداء زیادہ تھے‘ باقی ماندہ لوگ زخموں سے چور اور اس عظیم نقصان سے دل برداشتہ تھے۔ ایسی حالت میں ایک دن میں ستر قبریں نکالنا نہایت مشکل تھا۔ امن کی حالت میں بھی اتنی قبریں بنانا بہت مشکل کام ہے۔ ② ”گہری کھودو“ کیونکہ اس طرح میت جانوروں اور بارش وغیرہ سے بہت محفوظ رہے گی‘ نیز لحد گرنے کا خطرہ نہیں رہے گا۔ ③ ضرورت پڑنے پر ایک سے زائد آدمی بھی ایک قبر میں دفن کیے جاسکتے ہیں مگر کفن الگ الگ ہونا ضروری ہے‘ البتہ عورت کو غیر محرم کے ساتھ دفن نہ کیا جائے‘ ہاں ماں بچے کو اکٹھا دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۸۷) - **بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَوْسِيعِ الْقَبْرِ** (التحفة ۸۷)

باب: ۸۷- قبر کو وسیع بنانا مستحب ہے

۲۰۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أُصِيبَ مَنْ أُصِيبَ مِنَ

۲۰۱۳- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن بہت زیادہ مسلمان شہید ہوگئے۔ (باقی ماندہ) لوگوں کو بہت زخم لگے تو رسول اللہ ﷺ نے (ازراہ شفقت) فرمایا: ”کھودو اور کشادہ کھودو اور دو دو‘ تین تین شہداء کو ایک ایک قبر میں دفن کردو اور جس نے

۲۰۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٠ عن وهب بن جرير به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٣٨، وانظر الحديث السابق.

الْمُسْلِمِينَ، وَأَصَابَ النَّاسَ جِرَاحَاتٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِحْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَادْفِنُوا الاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا اسے آگے رکھو۔"

فائدہ: وسیع قبر میں دفن کرنا آسان ہوگا اور قبر گرنے سے محفوظ رہے گی' اس لیے یہ مستحب ہے۔

(المعجم ٨٨) - وَضْعُ الثَّوْبِ فِي اللَّحْدِ (التحفة ٨٨)

باب:٨٨-لحد میں (میت کے نیچے) الگ کپڑا رکھنا؟

٢٠١٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جُعِلَ تَحْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ دُفِنَ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ.

٢٠١٤-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا گیا تو آپ کے نیچے سرخ رنگ کی ایک چادر بچھائی گئی۔

فائدہ: مسنون کفن تین کپڑے ہی ہیں۔ آج کل عمل بھی اسی پر ہے' البتہ اگر نیچے زائد چادر بچھا لی جائے تو اس حدیث کی رو سے جائز ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٩/٣٦٤-٣٦٩)

(المعجم ٨٩) - اَلسَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنْ إِقْبَارِ الْمَوْتٰى فِيهِنَّ (التحفة ٨٩)

باب:٨٩-وہ اوقات جن میں میت کو دفن کرنا منع ہے

٢٠١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ قَالَ: ثَلَاثُ

٢٠١٥-حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ تین اوقات ایسے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان میں نماز پڑھنے اور میت کے دفن کرنے سے منع فرمایا: جب سورج طلوع ہو رہا ہوحتی کہ کچھ اونچا ہو جائے۔ اور

٢٠١٤- أخرجه مسلم، الجنائز، باب جعل القطيفة في القبر، ح:٩٦٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢١٣٩، وقال الإمام مسلم: "أبوجمرة، اسمه نصر بن عمران".

٢٠١٥-[صحيح] تقدم، ح:٥٦١، وهو في الكبرٰى، ح:٢١٤٠.

سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ.

جب سورج نصف النہار پر ہو حتی کہ ڈھل جائے۔ اور جب سورج غروب ہونے کے عین قریب ہو۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کے ظاہر الفاظ سے ان تین اوقات میں نماز پڑھنے اور میت کو دفن کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اگرچہ اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا منع ہے دفن کیا جا سکتا ہے لیکن یہ تاویل بعید ہے اس لیے بات وہی صحیح ہے جو حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر ان اوقات میں دفنانے کی گنجائش ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ ② اس روایت سے متعلقہ دوسرے مباحث حدیث نمبر ۵۶۱ اور ۱۸۹۶ میں گزر چکے ہیں۔

٢٠١٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الْقَطَّانُ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَاتَ فَقُبِرَ لَيْلًا وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَزَجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ إِنْسَانٌ لَيْلًا إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى ذٰلِكَ.

۲۰۱۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اپنے صحابہ میں سے ایک شخص کا ذکر کیا جو (رات کو) فوت ہو گیا تھا اور اسے رات ہی کو ناقص اور غیر مناسب کفن میں دفن کر دیا گیا تھا' لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے سے منع فرما دیا الا یہ کہ اشد مجبوری ہو۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث صحیح مسلم (۹۴۳) میں بھی ہے' اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت میت کو دفن کرنے پر ڈانٹا سوائے اس صورت کے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھ لی گئی ہو۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس صحابی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی لیکن ایسا ہونا بعید از قیاس ہے' اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کے معنی یہ کیے ہیں: اگر نماز جنازہ دن کے وقت پڑھ لی گئی ہو تو پھر رات کے وقت دفنانا جائز ہے کیونکہ آپ کے فرمان ''سوائے مجبوری کے'' کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ مجبوری کے وقت نماز جنازہ ترک کر دی جائے' بلکہ اس کا مطلب ہے کہ مجبوری کے وقت رات کو دفن کرنا جائز ہے۔ ② رات کے وقت نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں راجح بات یہ ہے کہ افضل تو یہی ہے کہ دن کے وقت نماز جنازہ ادا کی جائے

٢٠١٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢١٤١.

تا کہ زیادہ لوگ شامل ہوسکیں کیونکہ یہ شرعاً مطلوب ہے، البتہ بوقت ضرورت رات کے وقت بھی نماز جنازہ ادا کی جاسکتی ہے جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہے۔

(المعجم ٩٠) - دَفْنُ الْجَمَاعَةِ فِي الْقَبْرِ الْوَاحِدِ (التحفة ٩٠)

باب:٩٠-ایک سے زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا

٢٠١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَصَابَ النَّاسَ جَهْدٌ شَدِيدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِحْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرٍ» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَنْ نُقَدِّمُ؟ قَالَ: «قَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

٢٠١٧- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن لوگوں کو سخت تکلیف پہنچی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”قبریں کھودو، کشادہ کھودو اور دو دو، تین تین شہداء کو ایک ایک قبر میں دفن کرو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس کو آگے (قبلے کی طرف) رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو ان میں سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث:٢٠١٢.

٢٠١٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اِشْتَدَّ الْجِرَاحُ يَوْمَ أُحُدٍ فَشُكِيَ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِحْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا فِي الْقَبْرِ الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

٢٠١٨- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد میں لوگوں کو زخموں کی سخت تکلیف تھی۔ اس بات کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”قبریں کھودو، کشادہ کھودو اور اچھی طرح کھودو اور دو دو، تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کرو۔ اور جو شخص زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو اُسے آگے رکھو۔“

٢٠١٧_[صحيح] تقدم، ح: ٢٠١٢، وأخرجه أحمد: ٤/ ١٩ عن وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٤٢، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٢١٥ من حديث سليمان بن المغيرة به.

٢٠١٨_[صحيح] تقدم، ح: ٢٠١٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٤٣.

٢٠١٩- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اِحْفِرُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

٢٠١٩- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبریں کھودو اور اچھی طرح کھودو اور دو دو' تین تین کو (اکٹھا) دفن کرو۔ اور جو شخص قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا ہوٗ اسے آگے رکھو۔''

(المعجم ٩١) - مَنْ يُقَدَّمُ (التحفة ٩١)

باب:٩١- (ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں) کس میت کو آگے رکھا جائے؟

٢٠٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قُتِلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِحْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا»، فَكَانَ أَبِي ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا فَقُدِّمَ.

٢٠٢٠- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن میرے والد شہید ہو گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قبریں کھودو کشادہ کھودو' اور اچھی طرح کھودو۔ اور دو دو' تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کرو اور جس نے قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا ہو' اسے آگے رکھو۔'' میرے والد تین میں سے ایک تھے (جو ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے' یعنی ان کے ساتھ دو اور آدمی دفن کیے گئے۔) چونکہ وہ (میرے والد) قرآن مجید زیادہ پڑھے ہوئے تھے' لہٰذا انھیں (قبلے کی طرف) آگے رکھا گیا۔

فائدہ: علم انسان کا خاصہ ہے' لہٰذا انسانوں میں فضیلت کی بنیاد علم ہے۔ اور قرآن مجید اصل علم ہے' اس لیے نبی ﷺ نے اسے معیار فضیلت بنایا۔

(المعجم ٩٢) - إِخْرَاجُ الْمَيِّتِ مِنَ اللَّحْدِ بَعْدَ أَنْ يُوضَعَ فِيهِ (التحفة ٩٢)

باب:٩٢- میت کو لحد میں رکھنے کے بعد (کسی وجہ سے) نکالنا

٢٠١٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في حفر القبر، ح: ١٥٦٠ من حديث عبدالوارث به، كما تقدم، ح: ٢٠١٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٤٤.

٢٠٢٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠١٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٤٥.

٢٠٢١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرًا يَقُولُ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ فِي قَبْرِهِ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۲۰۲۱-حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی کو قبر میں رکھے جانے کے بعد نبی ﷺ تشریف لائے اور اسے باہر نکالنے کا حکم دیا' پھر آپ نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور کسی قدر اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا۔ اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔ اللہ تعالیٰ ہی (اس کی مصلحت) جانتا ہے۔

٢٠٢٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ فَأَخْرَجَهُ مِنْ قَبْرِهِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَتَفَلَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ. قَالَ جَابِرٌ: وَصَلَّى عَلَيْهِ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۲۰۲۲-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا تو عبداللہ بن ابی کو اس کی قبر سے نکالا گیا' پھر آپ نے اس کا سر اپنے گھٹنوں پر رکھا۔ اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن تھوکا۔ اسے اپنی قمیص پہنائی اور اس کا جنازہ پڑھا۔ (ان کاموں کی مصلحت) اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۹۰۱، ۱۹۰۲ – ۱۹۶۸.

(المعجم ٩٣) - بَابُ إِخْرَاجِ الْمَيِّتِ مِنَ الْقَبْرِ بَعْدَ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ (التحفة ٩٣)

باب:۹۳-میت کو دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالنا؟

٢٠٢٣- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ

۲۰۲۳-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (شہید احد) کے ساتھ قبر میں ایک اور شہید بھی

٢٠٢١ـ[صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٢، وهو في الكبرى، ح: ٢١٤٦. * سفيان هو ابن عيينة.

٢٠٢٢ـ أخرجه البخاري، ح: ١٢٧٠، ١٣٥٠، ومسلم، ح: ٢٧٧٣ من حديث عمرو بن دينار به انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢١٤٧.

٢٠٢٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب: هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة؟ ح: ١٣٥٢ من حديث سعيد بن عامر به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٤٨.

أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَلَمْ يَطِبْ قَلْبِي حَتّٰى أَخْرَجْتُهُ وَدَفَنْتُهُ عَلٰى حِدَةٍ.

دفنائے گئے تھے مگر میرے دل کو یہ اچھا نہ لگا حتی کہ میں نے ان کو نکال کر علیحدہ دفن کیا۔

فائدہ: یہ دفنانے سے چھ ماہ بعد کی بات ہے' اور ان کی میت بالکل اسی طرح تھی جس طرح رکھی گئی تھی ...... رضي الله عنه وأرضاه...... ثابت ہوا کہ اشد ضرورت ہو تو قبر کشائی کی جاسکتی ہے ورنہ اس سے بچنا بہتر ہے۔

(المعجم ٩٤) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٩٤)

باب:۹۴-قبر پر نماز جنازہ پڑھنا

٢٠٢٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَأَى قَبْرًا جَدِيدًا فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالُوا: هٰذِهِ فُلَانَةُ مَوْلَاةُ بَنِي فُلَانٍ - فَعَرَفَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ - مَاتَتْ ظُهْرًا وَأَنْتَ صَائِمٌ قَائِلٌ فَلَمْ نُحِبَّ أَنْ نُوقِظَكَ بِهَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفَّ النَّاسَ خَلْفَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ: «لَا يَمُوتُ فِيكُمْ مَيِّتٌ مَا دُمْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ إِلَّا - يَعْنِي - آذَنْتُمُونِي بِهِ فَإِنَّ صَلَاتِي لَهُ رَحْمَةٌ».

۲۰۲۴-حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (بقیع کی طرف) نکلے تو آپ نے ایک تازہ قبر دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ قبر کیسی ہے؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فلاں قبیلے کی فلاں لونڈی کی قبر ہے' آپ نے اسے پہچان لیا' یہ ظہر کے وقت فوت ہوئی تھی۔ آپ اس وقت روزے کی حالت میں دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے۔ ہم نے اس کی خاطر آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اللہ کے رسول ﷺ (قبر کے رخ) کھڑے ہوئے' اور اپنے پیچھے لوگوں کی صف بنائی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں (یعنی مکمل جنازہ پڑھا۔) پھر فرمایا: ''جب تک میں تم میں موجود ہوں' کوئی شخص بھی فوت ہو مجھے ضرور اطلاع کیا کرو کیونکہ میرا جنازہ پڑھنا اس کے لیے رحمت کا سبب ہے۔''

٢٠٢٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على القبر، ح:١٥٢٨ من حديث عثمان بن حكيم به، وهو في الكبرٰى، ح:٢١٤٩، وصححه ابن حبان، ح:٧٥٩ـ٧٦١ وانظر الحديث المتقدم، ح:١٩٢١.

فائدہ: کوئی میت بغیر جنازے کے دفن کر دی جائے تو اس صورت میں قبر پر جنازہ پڑھنا متفقہ مسئلہ ہے، البتہ نماز جنازہ کے ساتھ دفن کی جانے والی میت کا قبر پر جنازہ پڑھنا اختلافی مسئلہ ہے۔ یہ حدیث جواز کی دلیل ہے۔ عدم جواز کے قائلین اسے نبی ﷺ کا خاصہ بناتے ہیں مگر آپ کا ہر عمل اس کے مشروع عام ہونے کی دلیل ہوتا ہے جب تک کہ تخصیص کی دلیل نہ ہو اور یہاں تخصیص کی دلیل نہیں۔ علاوہ ازیں صحابہ کا ساتھ کھڑا ہونا تخصیص کے خلاف جاتا ہے، اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ بالتبع کھڑے ہوئے تھے، بہر صورت جواز تو ثابت ہوتا ہے۔ مزید دیکھیے حدیث: ۱۹۷۱۔

٢٠٢٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى قَبْرٍ مُنْتَبِذٍ، فَأَمَّهُمْ وَصَفَّ خَلْفَهُ قُلْتُ: مَنْ هُوَ يَا أَبَا عَمْرٍو؟ قَالَ: اِبْنُ عَبَّاسٍ.

۲۰۲۵- حضرت شعبی سے روایت ہے کہ مجھے اس صحابی نے بتایا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک علیحدہ بنی ہوئی قبر کے پاس سے گزرے تھے، آپ نے امامت فرمائی اور انھوں (ابن عباس اور دوسرے لوگوں) نے آپ کے پیچھے صف بندی کی۔ شعبی سے پوچھا گیا: وہ کون سے صحابی ہیں؟ انھوں نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

٢٠٢٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: اَلشَّيْبَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَبْرٍ مُنْتَبِذٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَصَفَّ أَصْحَابَهُ خَلْفَهُ، قِيلَ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: اِبْنُ عَبَّاسٍ.

۲۰۲۶- حضرت شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس صحابی نے خبر دی جنھوں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک علیحدہ بنی ہوئی قبر کے قریب سے گزرے تو آپ نے اپنے صحابہ کی اپنے پیچھے صف بنائی اور جنازہ پڑھایا۔ (شعبی سے) پوچھا گیا: آپ کو کس صحابی نے بیان فرمایا؟ انھوں نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

٢٠٢٧- أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ - وَهُوَ

۲۰۲۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کی قبر پر اس کے دفن کیے جانے

٢٠٢٥- أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور . . . الخ، ح: ٨٥٧، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٩٥٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٠ . * خالد هو ابن الحارث.

٢٠٢٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥١.

٢٠٢٧- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٢، وإسناده حسن، وللحديث شواهد.

أَبُو أُسَامَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرِ امْرَأَةٍ بَعْدَمَا دُفِنَتْ.

کے بعد جنازہ پڑھا۔

(المعجم ٩٥) - اَلرُّكُوبُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْجَنَازَةِ (التحفة ٩٥)

باب:٩٥- جنازے سے فراغت کے بعد (واپسی پر) سوار ہونا

٢٠٢٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ فَلَمَّا رَجَعَ أُتِيَ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرًى، فَرَكِبَ وَمَشَيْنَا مَعَهُ.

٢٠٢٨- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابن دحداح رضی اللہ عنہ کے جنازے کے لیے نکلے (پیدل تشریف لے گئے)۔ جب واپس ہوئے تو آپ کے پاس بغیر کاٹھی کے گھوڑا لایا گیا۔ آپ سوار ہوگئے۔ ہم آپ کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے۔

فائدہ: جنازہ پڑھنے کے بعد واپسی پر سوار ہو کر آنا جائز ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ جاتے وقت بھی سوار ہو کر جایا جا سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث:١٩٤٤ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ٩٦) - اَلزِّيَادَةُ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٩٦)

باب:٩٦- قبر پر اضافہ کرنا

٢٠٢٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُوسٰى وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ أَوْ يُجَصَّصَ، زَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ

٢٠٢٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر پر کوئی عمارت بنائی جائے یا قبر پر اضافہ کیا جائے یا قبر کو پختہ بنایا جائے۔ راوی سلیمان بن موسیٰ نے یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں: یا اس پر کچھ لکھا جائے۔

٢٠٢٨- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ركوب المصلي على الجنازة إذا انصرف، ح: ٩٦٥ من حديث مالك بن مغول به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٣.

٢٠٢٩- أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، ح: ٩٧٠/ ٩٤ من حديث حفص بن غياث به، ولم يذكر سليمان بن موسٰى، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٤، وصححه الترمذي، ح: ١٠٥٢.

مُوسٰى : أَوْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ .

فوائد ومسائل:① ''عمارت'' یعنی قبر کو عمارت کی طرح اونچا بنانا یا قبر کے اردگرد عمارت بنانا' خواہ قبر کی حفاظت کے لیے ہو یا زائرین کی سہولت کے لیے' بہرصورت منع ہے کیونکہ اس طرح قبر دیر تک باقی رہے گی۔ بعد میں آنے والوں کو تنگی ہوگی' نیز یہ قبر کی پوجا پاٹ کا سبب ہے۔ آج کل ایسی قبریں مجرموں اور نشئی لوگوں کا اڈہ بنی ہوئی ہیں۔② ''اضافہ'' قبر سے نکلنے والی مٹی کے علاوہ اور مٹی ڈالنا منع ہے کیونکہ اس طرح قبر شرعی حد سے بلند ہو جائے گی اور اسے ختم ہونے میں دیر لگے گی۔ یا اس سے مراد ضرورت سے زیادہ لمبی چوڑی قبر بنانا ہے' یہ بھی منع ہے کیونکہ اس سے جگہ تنگ ہوگی اور دوسرے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی' نیز بے مقصد جگہ ضائع ہوگی۔③ تحصیص' یعنی چونے وغیرہ سے پختہ کرنا کیونکہ اس سے مضبوطی اور پائیداری ہوتی ہے جبکہ شریعت کا منشا یہ ہے کہ قبر کچھ دیر کے لیے رہے' پھر ختم ہو جائے تاکہ آنے والوں کے لیے جگہ خالی ہو۔ بعض علماء نے مٹی کے ساتھ قبر لیپنے کی اجازت دی ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مٹی قبر کی مٹی کے علاوہ نہ ہو بلکہ قبر ہی کی مٹی پر پانی ڈال کر ہاتھ پھیر دیا جائے' البتہ اگر کوئی قبر بیٹھ کر گڑھا بن جائے تو اسے الگ مٹی سے پر کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے۔④ ''لکھا جائے'' مثلاً: نام ونسب اور پتہ وغیرہ یا تاریخ وفات یا قرآن مجید کی آیات یا احادیث وغیرہ' گویا کچھ بھی لکھنا منع ہے کیونکہ یہ چیز قبر کو عرصۂ دراز تک باقی رکھنے کا سبب بنے گی۔ قرآن مجید وغیرہ لکھنا' اس لیے بھی منع ہے کہ قبر میں ٹوٹ پھوٹ ہوتی رہتی ہے اور یہ الفاظ مقدسہ کی بے حرمتی کا سبب بنے گی' نیز متعلقین کو تو قبر بغیر کتابت کے بھی معلوم ہوتی ہے اور عوام الناس کو اس اعلان کا کوئی فائدہ نہیں' لہٰذا لکھنا فضول ہے بلکہ ریاکاری ہے۔⑤ عوام الناس میں کسی چیز کا رائج ہو جانا اس کے جواز کی دلیل نہیں جبکہ وہ صریح فرمانِ رسول ﷺ کے خلاف ہو جیسے مندرجہ بالا چیزیں۔ شرک بھی تو ہر دور میں محبوب عوام رہا ہے۔

(المعجم ٩٧) - اَلْبِنَاءُ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٩٧)

باب:٩٧-قبر پر عمارت بنانا

٢٠٣٠- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُورِ،

٢٠٣٠-حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے یا ان پر عمارت بنانے یا ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

٢٠٣٠- أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٥.

أَوْ يُبْنَى عَلَيْهَا، أَوْ يَجْلِسَ عَلَيْهَا أَحَدٌ.

فائدہ: ''بیٹھنے سے منع فرمایا'' کیونکہ اس میں صاحب قبر کی بے حرمتی ہے یا بطور سوگ بیٹھنے سے روکا ہے یا مجاور بن کر بیٹھنا مراد ہے۔ بعض نے اس سے قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا مراد لیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا تمام صورتیں منع ہیں۔ اسی طرح قبر پر ٹیک لگانا بھی منع ہے کیونکہ اس میں بھی صاحب قبر کی بے حرمتی ہے۔

(المعجم ٩٨) - تَجْصِيصُ الْقُبُورِ (التحفة ٩٨)

باب: ٩٨- قبروں کو چونے سیمنٹ سے بنانا

٢٠٣١- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَجْصِيصِ الْقُبُورِ.

٢٠٣١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس زمانے میں جو کام چونے سے لیا جاتا تھا' آج کل وہ کام سیمنٹ سے لیا جاتا ہے' لہٰذا سیمنٹ کا استعمال بھی قبر پر منع ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٠٢٩)

(المعجم ٩٩) - بَابُ تَسْوِيَةِ الْقُبُورِ إِذَا رُفِعَتْ (التحفة ٩٩)

باب: ٩٩- زیادہ بلند بنی ہوئی قبر کو ہموار کرنا

٢٠٣٢- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ شُفَيٍّ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّومِ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا، فَأَمَرَ فَضَالَةُ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٢٠٣٢- حضرت ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رومیوں کے علاقے میں تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ تو حضرت فضالہ نے حکم دیا اور اس کی قبر ہموار کر دی گئی' پھر فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ قبروں کو ہموار کرنے کا حکم دیتے تھے۔

٢٠٣١- أخرجه مسلم، ح: ٩٧٠/ ٩٥ من حديث أيوب به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٦. * عبدالوارث هو ابن سعيد.

٢٠٣٢- أخرجه مسلم، الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ح: ٩٦٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٧.

يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا .

فائدہ: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ قبر کو زمین کے بالکل ہموار بنایا جائے کیونکہ اس طرح تو قبر اور غیر قبر کا پتا ہی نہیں چلے گا' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قبر زیادہ اونچی نہ ہو بلکہ قبر کی اپنی مٹی کو ہموار کر دیا جائے' مزید مٹی نہ ڈالی جائے۔ یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قبر کو زمین کی طرح ہموار' یعنی چپٹی (مُسَطَّح) بنایا جائے' ٹیلے کی طرح نہ بنائی جائے تاکہ قبر اور ٹیلے میں امتیاز ہو سکے اور اس کے آداب ملحوظ رکھے جا سکیں۔ اور اگر ظاہر معنی مراد ہو (یعنی قبر کو زمین کے بالکل ہموار کر دیا جائے) تو یہ اس قبر کی اصلاح ہوگی جسے بہت اونچی بنا دیا گیا ہو یا جہاں شرک کا اندیشہ ہو' تاکہ اس پر غیر شرعی کام نہ ہو سکیں' اس کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ کفار و مشرکین کی قبروں کا نام و نشان مٹایا جا سکتا ہے' جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کے احاطے کی قبروں کو اکھاڑ دیا تھا۔

۲۰۳۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا يَحْيٰى : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ قَالَ : قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : أَلَا أَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ، لَا تَدَعَنَّ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ ، وَلَا صُورَةً فِي بَيْتٍ إِلَّا طَمَسْتَهَا .

۲۰۳۳- حضرت ابو ہیاج سے منقول ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ تو کوئی بلند قبر نہ چھوڑ مگر اسے ہموار کر دے اور نہ کسی گھر میں کوئی بت یا تصویر چھوڑ مگر اسے توڑ پھوڑ دے۔

فوائد و مسائل: ① "بلند قبر" جو خود عمارت کی طرح اونچی ہو یا جس پر عمارت ہو' ورنہ جائز حد تک' یعنی ایک بالشت زمین سے اونچی قبر کو قائم رکھا جائے گا تاکہ اس پر قبر کے احکام و آداب لاگو ہوں کیونکہ قبر اور عام زمین میں امتیاز تو ضروری ہے۔ اس سلسلے میں حدیث: ۲۰۳۲ کا فائدہ ملحوظ خاطر رہے۔ ② "تصویر" یعنی کسی بھی جان دار کی تصویر یا مجسمہ جو پتھر وغیرہ سے بنایا گیا ہو (تبھی اس کے معنی بت کیے گئے ہیں) خواہ اس کی پوجا ہوتی ہو یا نہ۔ اسے بھی اس حد تک توڑ پھوڑ دیا جائے کہ اس کا سر چہرہ وغیرہ قائم نہ رہے بلکہ ایک عام پتھر کی طرح رہ جائے۔ یاد رہے یہاں ذی روح کا مجسمہ مراد ہے' انسان ہو یا حیوان کیونکہ حیوانات کی بھی تو پوجا کی جاتی رہی ہے۔

(المعجم ۱۰۰) - زِيَارَةُ الْقُبُورِ (التحفة ۱۰۰)

باب: ۱۰۰- قبروں کی زیارت

۲۰۳۴- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ

۲۰۳۴- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

۲۰۳۳ـ أخرجه مسلم، ح: ۹٦۹ (انظر الحديث السابق) من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۵۸ .

۲۰۳٤ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه ـ عزوجل ـ في زيارة قبر أمه، ح: ۹۷۷ من حديث ◀◀

فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا' اب تمھیں قبروں کی زیارت کرنے (قبرستان میں جانے) کی اجازت ہے۔ (اسی طرح) میں نے تمھیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا' اب تم رکھ سکتے ہو' جب تک تمھارا دل چاہے۔ (اسی طرح) میں نے تمھیں مشکیزے کے علاوہ کسی اور برتن میں نبیذ بنانے سے روکا تھا' اب تم ہر قسم کے برتن میں نبیذ بنا سکتے ہو' البتہ نشے والا نبیذ نہ پینا۔''

فوائد ومسائل: ① بعض کام ہمیشہ کے لیے حرام ہوتے ہیں۔ ان کے جواز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' مگر کچھ کام بذات خود جائز ہوتے ہیں لیکن کسی وقتی مصلحت کی خاطر انھیں ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے۔ مصلحت گزر جانے کے بعد وہ اپنے اصلی حکم پر آ جاتے ہیں۔ حدیث میں مذکور تینوں کام اسی نوعیت کے ہیں۔ قبروں پر جانا' تین دن سے اوپر قربانی کا گوشت کھانا اور نبیذ پینا جائز کام ہیں' مگر بعض نقصانات سے بچنے کے لیے ان سے روکا گیا جب نقصان کا خطرہ نہ رہا تو جواز کا اعلان فرما دیا گیا۔ ② رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے ابتدائی دور میں شرک عام تھا۔ بتوں اور قبروں کی پوجا کھلے عام تھی' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قبروں پر جانے سے روک دیا تاکہ شرک کی طرف ذہن متوجہ ہی نہ ہو۔ جب توحید عام ہوگئی اور ذہن پختہ ہو گئے' شرک کا امکان نہ رہا تو آپ ﷺ نے قبروں پر جانے کی اجازت دے دی تاکہ موت یاد رہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اب پھر قبروں پر دعا و پکار ہوتی ہے۔ موت کی یاد کی بجائے شرک کی یاد تازہ ہوتی ہے' لہٰذا اس حدیث کی روشنی میں ایسی قبروں پر جانا منع ہے جن کی پوجا ہوتی ہے اور جنھیں آج کی اصطلاح میں ''مزار'' کہا جاتا ہے۔ ③ ''قربانی کا گوشت'' ابتدا میں اکثر صحابہ فقیر تھے۔ خال خال لوگ قربانی کر سکتے تھے' زیادہ تر مسلمان غریب اور مسکین تھے' اس لیے آپ نے تین دن سے اوپر قربانی کا گوشت رکھنے سے روک دیا تھا' پھر جب غنائم کی کثرت ہوگئی اور قربانیاں عام ہوگئیں اور لوگوں کو حاجت نہ رہی تو آپ نے اصلی حکم بحال فرما دیا کہ جب تک چاہو' کھاؤ' البتہ کسی سائل کو محروم نہ رکھا جائے اور نہ پڑوسی ہی محروم رہے۔ ④ ''نبیذ'' ابتدائی دور میں لوگ مے نوشی کے عادی تھے۔ تھوڑا بہت نشہ تو انھیں محسوس ہی نہ ہوتا تھا' اس لیے جب شراب حرام ہوئی تو آپ نے ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے روک دیا جو شراب بنانے کے لیے استعمال ہوتے تھے کیونکہ ان کی ساخت ایسی تھی کہ ان میں جلد نشہ

◀◀ محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٩.

پیدا ہوتا تھا' امکان تھا کہ اگر ان برتنوں میں نبیذ کی اجازت دی گئی تو اولاً شراب کی یاد باقی رہے گی' ثانیاً نبیذ میں نشہ پیدا ہو جائے گا اور انھیں پتا نہیں چلے گا' اس لیے شراب کے برتنوں سے مستقل روک دیا گیا لیکن جب شراب ذہنوں سے محو ہو گئی اور طبائع میں نشے کے اثرات نہ رہے تو رسول اللہ ﷺ نے اصلی حکم بحال فرما دیا کہ کسی بھی برتن میں نبیذ بنائی جا سکتی ہے کیونکہ برتن کسی چیز کو حرام نہیں کرتا۔ حرام کرنے والی چیز تو نشہ ہے' اگر نشہ پیدا نہ ہو تو کسی بھی برتن میں نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ ⑤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت یا مفتی اور قاضی کسی چیز کو جائز ہونے کے باوجود وقتی طور پر ممنوع کر سکتے ہیں جب کسی مفسدے اور خرابی کا حقیقی خطرہ ہو' مگر یہ پابندی عارضی ہوگی۔ جوں ہی خرابی کا خطرہ ختم ہو تو وہ چیز دوبارہ جائز ہو جائے گی۔ شرعاً جائز امر کو مستقل طور پر ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا' ہاں جزوی یا عارضی طور پر پابندی ممکن ہے بشرطیکہ کوئی ٹھوس وجہ موجود ہو۔

۲۰۳۵- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ سُبَيْعٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ إِلَّا ثَلَاثًا، فَكُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا مَا بَدَا لَكُمْ، وَذَكَرْتُ لَكُمْ أَنْ لَّا تَنْتَبِذُوا فِي الظُّرُوفِ: اَلدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ، اِنْتَبِذُوا فِيمَا رَأَيْتُمْ وَاجْتَنِبُوا كُلَّ مُسْكِرٍ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّزُورَ فَلْيَزُرْ وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا».

۲۰۳۵- حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ایسی مجلس میں تھا جس میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا لیکن اب تم کھاؤ' دوسروں کو کھلاؤ اور جب تک چاہو' رکھو۔ (اسی طرح) میں نے تمھیں کہا تھا کہ ان برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ' یعنی کدو کا برتن' تارکول ملا ہوا برتن' کھجور کی جڑ کا برتن اور مسام بند مٹکا' لیکن اب جس برتن میں چاہو نبیذ بناؤ' البتہ ہر نشے والی چیز سے بچو۔ (اسی طرح) میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا لیکن اب جو قبر کی زیارت کے لیے جانا چاہے' جائے مگر (وہاں جا کر) کوئی غلط بات نہ کہو۔''

فائدہ: ''غلط بات'' مثلاً: شرکیہ بات' نوحہ' رونا دھونا وغیرہ۔ عورتیں اتنا ضبط نہیں رکھتیں' لہٰذا وہ کبھی کبھار ہی جا سکتی ہیں' تاہم جن عورتوں سے یہ خطرہ نہ ہو' ان کے لیے قبرستان جانے کی اجازت ہے۔

(المعجم ۱۰۱) - زِيَارَةُ قَبْرِ الْمُشْرِكِ (التحفة ۱۰۱)

باب:۱۰۱- مشرک کی قبر پر جانا

۲۰۳۵- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۱٦۰، وانظر الحديث السابق. * جرير هو ابن عبدالحميد.

٢٠٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ وَقَالَ: «اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ».

۲۰۳۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کی قبر دیکھنے گئے تو خود بھی روئے اور ساتھیوں کو بھی رلایا اور فرمایا: ''میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت طلب کی تھی کہ میں اپنی والدہ کے لیے بخشش کی دعا کروں لیکن مجھے اجازت نہیں دی گئی' پھر میں نے اجازت طلب کی کہ ان کی قبر دیکھنے جاؤں تو مجھے اجازت دے دی گئی۔ تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① امام صاحب رحمہ اللہ نے استغفار کی اجازت نہ ملنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آپ کی والدہ اسلام سے قبل فوت ہو گئی تھیں اور ایسے لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کی ممانعت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ ابھی بچپن کی عمر میں تھے جب آپ کی والدہ کی وفات ہو گئی تھی۔ ماں' باپ کی قبر کی زیارت کی خواہش ایک فطری امر ہے جس پر شرعاً بھی کوئی پابندی نہیں۔ قبر کی زیارت کے موقع پر رونا بھی فطری چیز ہے' خصوصاً جبکہ آپ نے عالم ہوش میں پہلی دفعہ اپنی والدہ کی قبر دیکھی تھی۔ اللہ جانے! کس قسم کے جذبات محبت و پیار آپ کے دل میں امنڈ آئے ہوں گے' ممتا کوئی معمولی چیز نہیں۔ ③ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے لیے ان کا مسلمان ہونا ضروری نہیں' وہ مسلمان ہوں یا کافر ومشرک ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اولاد کا فرض ہے۔

(المعجم ١٠٢) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ (التحفة ١٠٢)

باب:۱۰۲- مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت

٢٠٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا

۲۰۳۷- حضرت مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے پاس (اس وقت) ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے چچا

٢٠٣٦- أخرجه مسلم، ح: ٩٧٦/١٠٨ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٠٣٤) من حديث محمد بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦١.

٢٠٣٧- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب قصة أبي طالب، ح: ٣٨٨٤، ومسلم، الايمان، باب الدليل على صحة إسلام من حضره الموت . . . الخ، ح: ٢٤/ ٤٠ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٢.

طَالِبِ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ: «أَيْ عَمِّ قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ» فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتّٰى كَانَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ، فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ [التوبة: ١١٣] وَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ [القصص: ٥٦].

کلمہ لا إله إلا الله پڑھ لے میں اسے اللہ تعالیٰ کے پاس تیرے لیے بطور حجت پیش کروں گا۔'' ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ اسے کہنے لگے: اے ابوطالب! کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑ دے گا؟ وہ دونوں اس سے اس قسم کی باتیں کرتے رہے حتی کہ آخری بات جو ابوطالب نے ان سے کی' وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں۔ تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میں تیرے لیے استغفار کرتا رہوں گا بشرطیکہ مجھے روکا نہ گیا۔'' پھر یہ آیت اتری: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں۔'' اور یہ آیت بھی اتری: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ ''آپ جسے چاہیں راہ راست پر نہیں لا سکتے۔''

فوائد ومسائل: ① ثابت ہوا کہ ابوطالب نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ کفر ہی پر فوت ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ چونکہ شرک ناقابل معافی جرم ہے' اس لیے مشرک کے لیے استغفار ناجائز ہے۔ ابوطالب کو معذورین میں شامل کرنا بھی مشکل ہے کیونکہ اسے تو دین حق پہنچ گیا تھا مگر وہ بوجوہ قبول نہ کر سکا۔ واللّٰہ أعلم. ② انسان کو قیامت کے دن اس کا عمل کام دے گا' حسب ونسب کام نہ آ سکے گا۔

٢٠٣٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ:

٢٠٣٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٢٠٣٨- **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة التوبة، ح: ٣١٠١ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٣. * والثوري صرح بالسماع عند أبي يعلى: ١/ ٢٨٠، ح: ٣٣٥، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٣٥، ووافقه الذهبي. * أبوالخليل هو عبدالله بن خليل الكوفي، وعبدالرحمٰن هو ابن مهدي، أبوإسحاق عنعن، ولبعض الحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٣٣٥ وغيره، وصححه الحاكم، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ: أَتَسْتَغْفِرُ لَهُمَا وَهُمَا مُشْرِكَانِ؟ فَقَالَ: أَوَ لَمْ يَسْتَغْفِرْ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ؟ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ﴾ [التوبة: ١١٤].

ایک شخص کو سنا جو اپنے مشرک والدین کے لیے استغفار کر رہا تھا تو میں نے کہا: کیا تو ان کے لیے استغفار کرتا ہے‘ حالانکہ وہ مشرک تھے؟ اس نے کہا: کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے استغفار نہیں کی تھی؟ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات آپ سے ذکر کی تو یہ آیت اتری: ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيمَ لِاَبِيهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ﴾ ”ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے والد کے لیے استغفار کرنا اس وعدے کی بنا پر تھا جو انھوں نے اس سے کیا تھا۔“

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد مستدرک حاکم وغیرہ میں ہیں جنھیں امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے موافقت کی ہے لیکن محقق کتاب نے ان شواہد پر خود کوئی حکم نہیں لگایا جبکہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو غالباً انھی شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور دلائل کی رو سے انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن النسائي للألباني: ٢/٦٨، رقم: ٢٠٣٥، و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٢٠/٤٤، ٤٥) ② حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب پتا چل گیا کہ میرا والد کفر ہی پر فوت ہوا ہے تو انھوں نے اس کے لیے استغفار ترک فرما دیا۔ زندگی میں تو مشرک کے لیے مغفرت اور ہدایت کی دعا کی جا سکتی ہے‘ مگر شرک پر مر جانے کے بعد نہیں۔

(المعجم ١٠٣) - اَلْأَمْرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِينَ (التحفة ١٠٣)

باب: ١٠٣- مومنین کے لیے استغفار کرنے کا حکم ہے

٢٠٣٩- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

٢٠٣٩- حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے سنا: کیا میں تم کو اپنے اور نبی ﷺ کے بارے میں ایک واقعہ

٢٠٣٩- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: ٩٧٤/ ١٠٢ من حديث محمد ابن قيس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٤.

مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ قَالَتْ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قُلْنَا: بَلٰى قَالَتْ، لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي هُوَ عِنْدِي - تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - اِنْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرْفَ إِزَارِهِ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَخَرَجَ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي، وَانْطَلَقْتُ فِي إِثْرِهِ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَطَالَ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ، فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ، فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: «مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ حَشْيَا رَابِيَةً؟» قَالَتْ: لَا. قَالَ: «لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ قَالَ: «فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟» قَالَتْ: نَعَمْ فَلَهَزَنِي فِي صَدْرِي لَهْزَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ: «أَظَنَنْتِ أَنْ يَّحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟!» قُلْتُ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللهُ؟ قَالَ: «فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ، وَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ وَقَدْ وَضَعْتِ

بیان نہ کروں؟ ہم نے کہا: ہاں ضرور۔ انھوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میری رات کی باری تھی جس میں آپ میرے ہاں تھے۔ آپ (عشاء کی نماز پڑھ کر) لوٹے تو اپنے جوتے اپنے پاؤں کے پاس اتار کر رکھ لیے اور اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ نے یہ خیال کیا کہ میں سوگئی ہوں (آپ اٹھے) آہستگی سے جوتے پہنے، چپکے سے چادر پکڑی، پھر ہولے سے دروازہ کھولا اور بغیر آواز کیے نکل گئے۔ میں نے فوراً قمیص پہنی، اوڑھنی اوڑھی، تہ بند باندھا اور آپ کے پیچھے چل پڑی حتی کہ آپ بقیع (قبرستان) میں پہنچ گئے اور تین دفعہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر لمبی دعائیں کیں، پھر آپ واپس مڑے تو میں بھی مڑی۔ آپ تیز ہوئے تو میں بھی تیز ہوگئی۔ آپ بھاگنے لگے تو میں بھی بھاگنے لگی۔ آپ نے دوڑ لگا دی تو میں نے بھی دوڑ لگا دی لیکن میں آپ سے (آگے تھی، لہٰذا) پہلے پہنچ گئی اور گھر میں داخل ہو گئی۔ ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ تشریف لے آئے اور آپ نے پوچھا: ''عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ تیرا سانس چڑھا ہوا ہے۔ پیٹ پھولا ہوا ہے؟'' میں نے کہا: جی! کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ مجھے باریک بین اور خبردار ذات بتا دے گی۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! پھر میں نے پوری بات بتا دی۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا ہی وہ وجود تھا جو میں نے آگے آگے دیکھا تھا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے میرے سینے میں اس زور سے مکا مارا کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی، پھر فرمایا: ''کیا تو سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں

ثِيَابَكِ، فَنَادَانِي فَأَخْفٰى مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ، فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ وَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ، وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْبَقِيعَ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ»، قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «قُولِي: اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، يَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ».

گے؟'' میں نے (دل میں) کہا: لوگوں سے جتنا بھی چھپایا جائے' اللہ تعالیٰ تو اسے جانتا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو نے مجھے اٹھتے دیکھا تھا تو جبریل میرے پاس آئے تھے لیکن وہ اندر داخل نہیں ہوئے کیونکہ تو کپڑے اتار چکی تھی۔ انھوں نے مجھے (ہلکے سے) بلایا کہ تجھے پتا نہیں چلنے دیا۔ میں نے بھی (ہولے سے) جواب دیا کہ تجھے پتا نہیں چل سکا۔ میرا خیال تھا کہ تو سو چکی ہے' اس لیے میں نے تجھے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ تو ڈرنے لگے گی۔ تو جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ میں بقیع جاؤں اور ان کے لیے بخشش کی دعا کروں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (مجھے قبرستان جانے کا موقع ملے تو) میں کیسے دعا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تو کہہ: [اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ ...... وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ] اس قبرستان کے مومنین اور مسلمانوں پر سلامتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے آنے والوں اور پیچھے رہنے والوں سب پر رحم فرمائے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تمھیں ملنے والے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① واقعے کی تفصیلات تو حدیث سے واضح ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ آپ میری باری کی رات کسی اور بیوی کے گھر گئے ہیں' حالانکہ آپ جیسی عادل شخصیت کے لیے یہ ممکن نہ تھا کیونکہ یہ تو ظلم ہے اور نبی کی شخصیت اس سے پاک ہوتی ہے۔ غیرت کے جذبات کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دھیان اس حقیقت کی طرف نہ جا سکا۔ تبھی آپ نے ان کے سینے پر مکا مار کر انھیں حقیقت کی طرف توجہ دلائی۔ چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر قدم نہیں اٹھاتے تھے' اس لیے اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بھی ذکر فرمایا [أَنْ يَّحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَ رَسُوْلُهٗ] کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟ ② اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ آپ پر بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنا واجب تھا' ورنہ باری کی خلاف ورزی ظلم نہ ہوتا مگر اس تکلف کی ضرورت نہیں کیونکہ نبی ﷺ جیسی عادل شخصیت وجوب کے بغیر بھی کسی کا دل نہیں دکھا سکتی تھی۔ آپ کے

اخلاق کریمانہ سے بعید تھا کہ آپ کسی کی دل آزاری کرتے۔ ③ معلوم ہوا کہ دعا کے قصد سے قبرستان جانا چاہیے اور لمبی دعا کرنی چاہیے۔ [اَلسَّلَامُ عَلٰی أَھْلِ الدِّیَارِ......] کے علاوہ بھی مزید دعا کرنی جائز ہے۔ علاوہ ازیں ہاتھ اٹھا کر کی جائے یا ویسے ہی کر لی جائے' دونوں طرح جائز ہے۔ ④ حضرت عائشہ ﷞ کے سوال اور نبی ﷺ کے جواب سے معلوم ہوا کہ عورت بھی زیارتِ قبر کے لیے جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم.

٢٠٤٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ قَالَتْ: فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيرَةَ تَتْبَعُهُ، فَتَبِعَتْهُ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَسَبَقَتْهُ بَرِيرَةُ فَأَخْبَرَتْنِي فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتّٰى أَصْبَحْتُ ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «إِنِّي بُعِثْتُ إِلٰى أَهْلِ الْبَقِيعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ».

٢٠٤٠- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: ایک رات رسول اللہ ﷺ اٹھے' اپنے کپڑے پہنے اور پھر نکل گئے۔ میں نے اپنی لونڈی بریرہ ﷞ سے کہا کہ وہ آپ کا پیچھا کرے۔ اس نے آپ کا پیچھا کیا حتی کہ آپ بقیع (جنت البقیع) میں پہنچ گئے اور اس کے ابتدائی حصے میں کھڑے (دعا کرتے) رہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' پھر واپس چل پڑے۔ بریرہ آپ سے پہلے پہنچ گئی اور مجھے سب کچھ بتا دیا۔ (آپ تشریف لائے تو) میں نے آپ سے کچھ نہ کہا حتی کہ جب صبح ہوئی تو پھر میں نے اس بات کا تذکرہ آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: "مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکماً) کہا گیا تھا کہ میں بقیع میں مدفون لوگوں کے لیے دعائے رحمت ومغفرت کروں۔"

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ سابقہ حدیث والے واقعے سے الگ ہے جیسا کہ اس سے اور مابعد والی حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ ② فوت شدگان خود تو دعا کر نہیں سکتے کہ ان کے لیے دعا کا وقت ختم ہو چکا ہے' اس لیے زندہ متعلقین کے لیے ضروری ہے کہ انھیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔

٢٠٤١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا

٢٠٤١- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ جب بھی

٢٠٤٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٩٢ من حديث علقمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٥، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٢، ص: ٤١٦، ح: ٤٠٥ رواية عبدالرحمٰن بن القاسم، وصححه الحاكم: ١/ ٤٨٨، ووافقه الذهبي، ورجاله ثقات، ولم أر لمضعفه حجة قوية.

٢٠٤١- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: ٩٧٤ من حديث إسماعيل بن◀◀

إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ - عَنْ عَطَاءٍ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ فِي آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُونَ غَدًا وَمُتَوَاكِلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ».

رسول اللہ ﷺ کی جانب سے میری باری والی رات ہوتی تو آپ رات کے آخری حصے میں بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے اور یوں فرماتے: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ...... اَللّٰهُمَّ! لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ] ”اے مومنین قبرستان! تم پر سلامتی ہو۔ ہم اور تم کل کو وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہیں اور شفاعت وغیرہ میں ایک دوسرے کا سہارا بننے والے ہیں اور یقیناً جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد میں مدفون مسلمانوں کو معاف فرما۔“

فائدہ: ”سہارا“ کیونکہ قیامت کے دن انبیاء، شہداء، علماء اور صلحاء سفارش کریں گے، نیز ایک دوسرے کے حق میں سچی گواہی بھی دیں گے، ورنہ سہارا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر سفارش ہے، نہ شہادت۔

۲۰۴۲- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَى عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَالَ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ أَسْأَلُ اللهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ».

۲۰۴۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قبرستان جاتے تو فرماتے: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ...... أَسْأَلُ اللهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ] ”اے اس قبرستان کے مسلمان اور مومن باسیو! تم پر سلامتی ہو۔ یقیناً ہم بھی، اللہ نے چاہا تو، تم سے ملنے والے ہیں۔ تم ہم سے پہلے آ گئے ہو۔ ہم تمھارے پیچھے آ رہے ہیں۔ میں اپنے لیے اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ سے خیریت و سلامتی کی دعا کرتا ہوں۔“

فائدہ: فوت شدگان سے خطاب صرف اپنے ذہن میں ان کی یاد تازہ ہونے کے لحاظ سے ہے ورنہ انھیں

جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٦٦.

٢٠٤٢- أخرجه مسلم، ح: ٩٧٥ (انظر الحديث السابق) من حديث علقمة به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٦٧.

سنانا مقصود ہے نہ جواب لینا کیونکہ یہ دونوں چیزیں ناممکن ہیں۔ خصوصاً اس حدیث میں تو صرف ان کے لیے دعا کی جا رہی ہے جس میں خطاب مقصود ہی نہیں۔ انسانی زندگی میں اس کی مثالیں عام مل جاتی ہیں۔ بسا اوقات انسان خود کلامی کے انداز میں خطاب کرتا ہے حالانکہ وہاں کوئی بھی مخاطب موجود نہیں ہوتا' صرف اپنے جذبات کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

٢٠٤٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِسْتَغْفِرُوا لَهُ».

۲۰۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت نجاشی رحمہ اللہ فوت ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان کے لیے بخشش کی دعا کرو۔''

فائدہ: معلوم ہوا کسی کی وفات کی اطلاع ملنے پر ﴿إنا لله و إنا إليه راجعون﴾ پڑھنے کے ساتھ اس کے لیے بخشش کی دعا بھی کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرمائے۔

٢٠٤٤- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعٰى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ: «اِسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ».

۲۰۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن حبشہ کے بادشاہ نجاشی رحمہ اللہ فوت ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے اسی دن ان کی وفات کی اطلاع ہمیں دی اور فرمایا: ''اپنے (اسلامی) بھائی کے لیے استغفار کرو۔''

(المعجم ١٠٤) - اَلتَّغْلِيظُ فِي اتِّخَاذِ السُّرُجِ عَلَى الْقُبُورِ (التحفة ١٠٤)

باب:۱۰۴- قبروں پر چراغ جلانا سخت منع ہے

٢٠٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ [قَالَ]: حَدَّثَنَا

۲۰۴۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

٢٠٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤١، والحميدي، ح: ١٠٢٩ عن سفيان بن عيينة عن الزهري به، وصرحا بالسماع عند الحميدي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٨.

٢٠٤٤- [صحيح] تقدم، ح: ١٨٨٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٩.

٢٠٤٥- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدًا، ح: ٣٢٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٧٠، وأخرجه ابن ماجه، ح: ١٥٧٥ من حديث عبدالوارث، ◄◄

عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ.

رسول اللہ ﷺ نے قبرستان جانے والی عورتوں اور قبروں پر عبادت گاہیں بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے آخری لفظ [وَالسُّرُجَ] ''چراغ'' کے علاوہ باقی روایت کو شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی رو سے انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. نیز زائرات القبور کی بجائے زَوَّارَات القُبُورِ کے الفاظ صحیح ثابت ہیں' یعنی رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو کثرت سے قبرستان جاتی ہیں۔ بنابریں عورتوں کے لیے بھی زیارت قبور ویسے ہی مستحب ہے جیسے مردوں کے لیے۔ عورتوں کا خصوصی ذکر اس لیے کہ ان میں صبر اور حوصلے کی کمی ہوتی ہے۔ جزع فزع زیادہ ہوتی ہے' لہٰذا کبھی کبھار ہی جائیں مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۳۶۳/۴- ۳۶۵' و سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۳۹۳/۱- ۳۹۶' رقم:۲۲۵' و أحكام الجنائز للألباني' ص:۲۲۷- ۲۳۷) ② قبروں پر عبادت گاہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں نماز وغیرہ پڑھے جس میں قبر کی طرف نماز پڑھے جانے کا بھی امکان ہو۔ قبر پر مکان بنا ہو تو اس کا حکم بھی قبر جیسا ہے' یعنی اس کی طرف بھی نماز پڑھنا منع ہے۔ قبر کے قریب مسجد بنانا بھی کراہت سے خالی نہیں۔ یہ ایسے ہے جیسے نجاست کے قریب نماز پڑھی جائے کہ نماز تو ہو جائے گی مگر قبیح چیز ہے۔ قبر' مساجد بلکہ آبادی سے الگ اور دور بنانی چاہیے۔ قبر کے اوپر عمارت' خواہ وہ قبر کی حفاظت کے لیے ہو یا زائر کی سہولت کے لیے' منع ہے۔ اگر قبر پہلے سے ہو تو عمارت ڈھا دینی چاہیے اور اگر عمارت پہلے تھی تو قبر کو اکھاڑ دینا چاہیے۔ نبی ﷺ کی قبر مبارک پر جو عمارت بنی ہوئی ہے' وہ صدیوں بعد سلاطین کی تعمیر کردہ ہے' ورنہ صحابہ وتابعین کے دور میں ایسا نہیں تھا' اس لیے اس سے قبروں پر عمارتیں بنانے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ واللہ أعلم. ③ حدیث کے آخری جملے [وَالسُّرُجَ] یعنی نبی ﷺ نے چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔'' کی تضعیف سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کی ممانعت ثابت نہیں بلکہ عمومی دلائل سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے' مثلاً: كل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے' نیز قبر پر چراغ جلانا یا تو قبر کی تعظیم کے لیے ہوگا تو ایسی تعظیم منع ہے بلکہ یہ تو قبر پر چڑھاوے کی طرح ہے' یا بے فائدہ ہوگا۔ قبروں پر روشنی کی ضرورت نہیں' ان کے اندر روشنی کی ضرورت ہے اور وہ اعمال صالحہ کے ساتھ

◄◄ وأبوداود، ح: ٣٢٣٦ من حديث محمد بن جحادة به. * أبوصالح باذام مولى أم هانىء ضعيف مدلس (تقريب)، وحدث به بعد اختلاطه.

ہے۔ اگر آنے جانے والوں کے لیے روشنی کرنا مقصود ہو تو قبر کے بجائے کسی اور چیز پر روشنی کا انتظام کیا جائے تاکہ تعظیم کا وہم نہ ہو۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ١٠٥) - اَلتَّشْدِيدُ فِي الْجُلُوسِ عَلَى الْقُبُورِ (التحفة ١٠٥)

باب:۱۰۵- قبر پر بیٹھنے کی بابت تشدید

٢٠٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ حَتَّى تَحْرِقَ ثِيَابَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ».

۲۰۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جس سے اس کے کپڑے جل جائیں قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۰۳۰.

٢٠٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ السَّلَمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقْعُدُوا عَلَى الْقُبُورِ».

۲۰۴۷- حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبروں پر مت بیٹھو۔“

(المعجم ١٠٦) - اِتِّخَاذُ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ (التحفة ١٠٦)

باب:۱۰۶- قبروں کو عبادت گاہ بنانا

٢٠٤٦ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، ح: ٩٧١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٧١.

٢٠٤٧ـ [حسن] أخرجه أحمد من حديث سعيد بن أبي هلال به، كما في جامع المسانيد لابن كثير: ٩/ ٥٥٩، ٥٦٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٧٢، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق. * شعيب هو ابن الليث، والليث هو ابن سعد، وخالد هو ابن يزيد، والنضر بن عبدالله السلمي مجهول كما في التقريب وغيره.

٢٠٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ قَوْمًا اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۲۰۴۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں (یہود ونصاریٰ) پر لعنت فرمائے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا۔''

فائدہ: یعنی ان کی طرف نماز پڑھی یا ان پر عبادت گاہ بنائی کیونکہ یہ یا تو قبر کی عبادت ہے یا قبر کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مشابہت ہے اور ممکن ہے کہ اس طرح آہستہ آہستہ قبر ہی کی پوجا شروع ہو جائے جیسے آج کل قبور صالحین کے ساتھ ہو رہا ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۲۰۴۵)

٢٠٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى صَاعِقَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ الْهَادِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۲۰۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت فرمائے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا۔''

(المعجم ١٠٧) - كَرَاهِيَةُ الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ (التحفة ١٠٧)

باب:۱۰۷- قبرستان میں صاف رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے پہن کر چلنے کی کراہت (ممانعت)

٢٠٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۰۵۰- حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٢٠٤٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٦، ٢٥٢ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٧٣، وانظر الحديث الآتي. * وقع في الأصول: "شعبة" والصواب "سعيد" كما في السنن الكبرى للنسائي، وتحفة الأشراف للمزي: ١١/ ٤١٢.

٢٠٤٩ـ أخرجه البخاري، الصلوة، باب: (٥٥)، ح: ٤٣٧، ومسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور .... الخ، ح: ٥٣٠ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٧٤.

٢٠٥٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في خلع النعلين في المقابر، ح: ١٥٦٨ من◀◀

الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ شَيْبَانَ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ أَنَّ بَشِيرَ بْنَ الْخَصَاصِيَةِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَرَّ عَلَى قُبُورِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: «لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ شَرًّا كَثِيرًا، ثُمَّ مَرَّ عَلَى قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا» فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي بَيْنَ الْقُبُورِ فِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ: «يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ! أَلْقِهِمَا».

ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا' آپ چند مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''یہ لوگ (وفات کی وجہ سے) بہت زیادہ شر سے بچ گئے ہیں۔'' پھر آپ کچھ مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''یہ لوگ (اپنی موت کی وجہ سے) بہت زیادہ خیر سے محروم رہے۔'' اچانک آپ نے توجہ فرمائی تو ایک شخص کو قبرستان میں جوتوں سمیت چلتے دیکھا تو فرمایا: ''اوصاف رنگے ہوئے (رنگ کر صاف کیے ہوئے) چمڑے کے جوتے پہننے والے! انھیں اتار دے۔''

فائدہ: اس حدیث سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان میں جوتوں سمیت نہیں چلنا چاہیے تا کہ قبروں کا احترام قائم رہے' آئندہ دو روایات سے امام صاحب رحمہ اللہ نے قبرستان میں جوتوں سمیت چلنے کا جواز نکالا ہے' اس لیے وہ ظاہر الفاظ کی رعایت سے یہ تطبیق دے رہے ہیں کہ رنگ کر صاف کیے ہوئے چمڑے کے جوتے پہن کر چلنا منع ہے' سادہ جوتے پہن کر چل سکتا ہے مگر یہ تطبیق دل کو نہیں لگتی۔ آئندہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور دفنانے والے واپس آ جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔'' اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قبرستان میں جوتوں سمیت جانا اور قبروں کے درمیان پھرنا جائز ہے کیونکہ اس کی کوئی صراحت نہیں۔ قبرستان میں داخل ہوتے وقت جوتے اتار دیے جائیں اور واپسی پر پہن لیے جائیں۔ یہ مفہوم اس حدیث کے مخالف نہیں بلکہ عین موافق ہے' اس لیے راجح بات یہی ہے کہ قبرستان میں جوتے پہن کر نہ جایا جائے' اگر کوئی ایسا عذر ہے کہ جوتوں کے بغیر اندر جانا ممکن نہیں' مثلاً کانٹے یا کنکریاں وغیرہ ہیں یا زمین بہت گرم ہے تو پھر مجبوری کے تحت پہنے جا سکتے ہیں۔ ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ اور ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ کا تقاضا یہی ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ١٠٨) - اَلتَّسْهِيلُ فِي غَيْرِ السِّبْتِيَّةِ (التحفة ١٠٨)

باب:۱۰۸- جوتے صاف چمڑے کے نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں

◄ حديث وكيع ابن الجراح به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٧٥، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٢٣٠ من حديث الأسود بن شيبان به.

۲۰۵۱- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ اللهِ الْوَرَّاقِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ».

۲۰۵۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے دفن کرنے کے بعد واپس آ جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے امام نسائی رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ قبرستان میں جوتوں سمیت چلنا جائز ہے لیکن یہ استدلال قوی نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۰۵۰ کا فائدہ۔ ② ''سن رہا ہوتا ہے۔'' اس سے بعض اہل علم نے سماع موتی پر استدلال کیا ہے۔ دیگر اہل علم قرآن مجید کی صریح آیت: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ﴾ (فاطر۳۵:۲۲) ''یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے' اور آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔'' سے استدلال کرتے ہیں کہ فوت شدگان نہیں سنتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کوئی خاص چیز سنا دے۔ اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ﴾ (النمل۲۷:۸۰) ''یقیناً آپ مردوں کو سنا نہیں سکتے۔'' غرض وہ اس قسم کی احادیث کو خصوصی حالت پر محمول کرتے ہیں اور یہی مسلک زیادہ محتاط اور تمام آیات واحادیث کے موافق ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۱۰۹) - اَلْمَسْأَلَةُ فِي الْقَبْرِ (التحفة ۱۰۹)

باب: ۱۰۹- قبر میں سوال (وجواب)

۲۰۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ قَتَادَةَ: أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي

۲۰۵۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے دفن کر کے واپس آ جاتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں۔ وہ

۲۰۵۱- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ح: ۱۳۳۸، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ... الخ، ح: ۲۸۷۰/ ۷۱ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۷۶.

۲۰۵۲- أخرجه مسلم، ح: ۲۸۷۰/ ۷۰ من حديث يونس بن محمد به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۷۷.

قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، «إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ» قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ [فَيُقْعِدَانِهِ] فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ لَهُ: أُنْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ» قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا».

اسے بٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ مومن شخص تو کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: تو اپنے جہنمی ٹھکانے کو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بجائے جنتی ٹھکانا دے دیا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① فرشتوں کا آنا' اسے بٹھانا اور پھر سوال و جواب کرنا اور دیگر باتیں برزخی احوال ہیں۔ اس کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ برزخی زندگی کی حقیقت تو بیان نہیں کی جا سکتی کہ وہ ہماری عقل وحواس سے ماوراء ہے' البتہ اس کی مثال خواب سے دی جا سکتی ہے کہ خواب دیکھنے والا آدمی اپنے خواب میں بولتا بھی ہے' سنتا بھی ہے' چلتا پھرتا بھی ہے' روتا ہنستا' کھاتا پیتا اور دوڑتا بھاگتا بھی ہے لیکن اس کا جسم بالکل ساکن ہوتا ہے۔ اس کے جسم کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ خواب کی دنیا میں اتنا کچھ کر رہا ہے۔ میت کا حال بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ ② ''اس آدمی'' سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ گویا یہ ذہنی اشارہ ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میت کو رسول اللہ ﷺ دکھائے جاتے ہیں مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بالفرض ایسا ہو تو وہ آپ کا تصور ہوگا جو اس کے ذہن میں ڈالا جائے گا نہ کہ آپ کا حقیقی وجود' جیسے ٹی وی وغیرہ میں ہوتا ہے' یعنی اس سے آپ حاضر و ناظر ثابت نہ ہو سکیں گے۔ ③ ''دونوں کو دیکھتا ہے'' صحیح حدیث ہے کہ ہر شخص کا جنت میں بھی ٹھکانا ہے اور جہنم میں بھی لیکن جہنم میں جانے والا چونکہ جنت میں جانے کا استحقاق کھو بیٹھتا ہے' اس لیے وہ جنتی ٹھکانے سے محروم ہو جاتا ہے اور جنت میں جانے والا اپنے عمل کی وجہ سے جہنم سے بچ جاتا ہے تو وہ جہنمی ٹھکانے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ.

(المعجم ١١٠) - مَسْأَلَةُ الْكَافِرِ (التحفة ١١٠)

باب:۱۱۰- کافر سے سوال کا بیان

٢٠٥٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِاللهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ

۲۰۵۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے لوٹ کر جاتے ہیں تو ابھی وہ ان

٢٠٥٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٥١، وهو في الكبرى، ح: ٢١٧٨.

الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ يُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ، [مُحَمَّدٍ ﷺ؟] فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ لَهُ: أُنْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا خَيْرًا مِنْهُ»، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ كَمَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ».

کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں۔ وہ اسے بٹھا لیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: تو اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ مومن کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اسے کہا جاتا ہے: تو اپنے جہنمی ٹھکانے کو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بجائے اچھا ٹھکانا دے دیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن کافر یا منافق سے کہا جاتا ہے: تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا۔ جس طرح لوگ کہتے تھے' میں بھی کہتا تھا۔ اسے (فرشتوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے: نہ تو نے جاننے کی کوشش کی اور نہ تو نے قرآن پڑھا' پھر اس کے کانوں کے درمیان (یعنی اس کے چہرے پر) سخت ضرب لگائی جاتی ہے تو وہ اس قدر چیختا ہے کہ انسان و جن کے علاوہ ہر قریبی مخلوق اس کی آہ و بکا سنتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''جس طرح لوگ کہتے تھے'' گویا اس کا اپنا ایمان نہیں تھا۔ ایمان کا اثر ہی باقی رہتا ہے۔ زبانی باتیں تو ہوا میں اڑ جاتی ہیں' لہٰذا اس کی سمجھ میں کچھ نہ آئے گا۔ ② ''انسان و جن کے علاوہ'' ورنہ ان کی زندگی برباد ہو جائے اور معاش بگڑ جائے۔ دوسری مخلوقات کا عذاب قبر کو سننا کوئی بعید بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے حیوانات کو بعض صلاحیتیں انسان سے بڑھ کر دی ہیں' جیسے کتے وغیرہ کی سونگھنے کی قوت انسان سے بہت بڑھ کر ہے۔ ﴿ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ (یٰس ۳۶:۳۸) ③ دینی مسائل میں تقلید مذموم چیز ہے' ہر مکلف پر اتباع ضروری ہے۔

(المعجم ۱۱۱) - مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ (التحفة ۱۱۱)

باب: ۱۱۱- جو شخص پیٹ کی تکلیف سے مر جائے

٢٠٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَسَارٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا وَسُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ وَخَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ فَذَكَرُوا أَنَّ رَجُلًا تُوُفِّيَ، مَاتَ بِبَطْنِهِ فَإِذَا هُمَا يَشْتَهِيَانِ أَنْ يَكُونَا شُهَدَاءَ جَنَازَتِهِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مَنْ يَقْتُلْهُ بَطْنُهُ لَمْ يُعَذَّبْ فِي قَبْرِهِ؟» فَقَالَ الْآخَرُ: بَلَى.

٢٠٥٤-حضرت عبداللہ بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو پیٹ کی تکلیف سے فوت ہو گیا تھا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک بزرگ نے خواہش ظاہر کی کہ اس کے جنازے میں شریک ہوں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا: ”جو آدمی پیٹ کی تکلیف سے مر جائے' اسے عذاب قبر نہیں ہوگا؟“ تو دوسرے نے کہا: کیوں نہیں! (آپ نے ضرور فرمایا تھا)۔

فائدہ: پیٹ کی تکلیف سے مراد پیٹ سے متعلقہ بیماری کی کوئی بھی نوعیت ہو سکتی ہے' مثلاً: اسہال یا ہیضہ یا آنتوں کا سرطان وغیرہ۔ حادثاتی موت کو شہادت فرمایا گیا اور پیٹ کی بیماری سے موت کو عذاب قبر سے مانع بتایا گیا۔ چونکہ اس قسم کی اموات زیادہ صدمے اور تکلیف کا موجب ہوتی ہیں' لہٰذا ان کا ثواب واجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ بعض نے پیٹ کی تکلیف سے استسقاء کی بیماری مراد لی ہے جس میں مریض کو انتہائی پیاس محسوس ہوتی ہے۔ وہ خوب پانی پیتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا' نتیجتاً پیٹ پھول جاتا ہے اور خراب ہو جاتا ہے۔ آخر مریض اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ سَيِّءِ الْأَسْقَامِ وَ مِيتَةِ السُّوْءِ.

(المعجم ١١٢) - اَلشَّهِيدُ (التحفة ١١٢)

باب:١١٢-شہید کا بیان

٢٠٥٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا

٢٠٥٥-حضرت راشد بن سعد نبی ﷺ کے ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ اہل ایمان کا ان کی قبروں میں امتحان لیا جاتا ہے مگر شہید کا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس کے سر پر چمکتی تلواریں اس کے لیے امتحان سے

٢٠٥٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٧٩، وأخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الشهداء من هم، ح: ١٠٦٤ من طريق آخر عن سليمان بن صرد به، وقال: "حسن غريب". * عبدالله بن يسار هو الجهني الكوفي.

٢٠٥٥ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٠. * حجاج هو ابن محمد.

رَسُولَ اللهِ! مَا بَالُ الْمُؤْمِنِينَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ إِلَّا الشَّهِيدَ؟ قَالَ: «كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوفِ عَلٰى رَأْسِهِ فِتْنَةً».

کافی ہو گئیں۔"

فوائد و مسائل: ① گویا جہاد اور شہادت کا ثواب اس قدر زیادہ ہے کہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب گناہ ہی نہ رہے تو امتحان کا ہے کا؟ شہید کا تلواروں کے نیچے قائم رہنا بلکہ بے جگری سے لڑنا' جنگ سے نہ بھاگنا' جان کی پروا تک نہ کرنا حتی کہ جان قربان کر دینا اس کے ایمان کی واضح دلیل ہے۔ اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی؟ لہٰذا سوال و جواب کی ضرورت نہ رہی۔ ② مذکورہ حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ صدیقین سے بھی سوال و جواب نہیں ہوگا کیونکہ ان کا مرتبہ شہداء سے بلند ہے۔ انبیاء ﷺ تو ذاتی طور پر اس سے مستثنیٰ ہیں۔

٢٠٥٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: اَلطَّاعُونُ وَالْبَطَنُ وَالْغَرَقُ وَالنُّفَسَاءُ شَهَادَةٌ قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ مِرَارًا وَرَفَعَهُ مَرَّةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

٢٠٥٦- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: طاعون' پیٹ کی تکلیف' غرق اور دردزہ سے آنے والی موت شہادت ہے۔ (راویٔ حدیث سلیمان تیمی نے) کہا: ہم سے یہ حدیث ابوعثمان نے کئی بار بیان کی۔ اور ایک بار اس کو (مرفوع) نبی ﷺ کا فرمان بیان کیا۔

فائدہ: اس قسم کی تکلیف دہ موت قتل سے ملتی جلتی موت ہے' اس لیے اسے بھی شہادت کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے اور اسے شہادت کے مرتبے پر فائز سمجھا جائے گا' البتہ اس پر شہید کے باقی احکام لاگو نہیں ہوں گے جیسے انھی خون آلود کپڑوں میں دفنانا اور غسل نہ دینا وغیرہ۔

(المعجم ١١٣) - ضَمَّةُ الْقَبْرِ وَضَغْطَتُهُ (التحفة ١١٣)

باب: ١١٣- قبر کا میت کو بھینچنا اور زور سے دبانا

٢٠٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

٢٠٥٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٢٠٥٦_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٦٥ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨١، وللحديث شواهد عن النسائي، يأتي، ح: ٣١٦٥، والبخاري، ح: ٦٥٣، ومسلم، ح: ١٩١٤/ ١٦٤ وغيرهم. * التيمي هو سليمان بن طرخان، وأبوعثمان هو النهدي عبدالرحمٰن بن مل.

٢٠٥٧_ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ٢٨ من حديث إسحاق (بن راهويه) به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٢، وللحديث شواهد كثيرة. * عبيدالله هو ابن عمر، وابن إدريس هو عبدالله.

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «هٰذَا الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ».

رسول اللہ ﷺ نے (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت) فرمایا: ''یہ شخص جس کے لیے عرش جھوم گیا' اس (کی روح) کے لیے آسمان کے تمام دروازے کھول دیے گئے اور اس کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے' وہ بھی بھینچ دیا گیا مگر پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔''

فوائد ومسائل: ① ''جھوم گیا'' یعنی ان کے استقبال کی خوشی میں۔ یہ معنی ان کی عظمت وشان پر دلالت کرتے ہیں۔ ② ''بھینچا گیا'' کیونکہ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمی ہوتی ہے (علاوہ انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔) اس بھینچنے سے وہ اس کمی کے اثر سے نجات پالیتا ہے بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ مومن کو صرف ایک دفعہ بھینچا جاتا ہے' پھر چھوڑ دیا جاتا ہے مگر کچھ عجب نہیں کہ کافر پر یہ عذاب بار بار ہوتا ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ قبر ہر ایک کو بھینچتی ہے' اگر اس سے کوئی محفوظ رہتا تو یقیناً حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ محفوظ رہتے۔ (الموسوعة الحديثية مسند الامام أحمد ۴۰/ ۳۲۷' رقم: ۲۴۲۸۳' والصحيحة: ۴/ ۲۶۸' رقم: ۱۶۹۵) ③ اس کی توجیہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ''قبر'' انسان کے لیے ماں کی طرح ہے کیونکہ وہ اسی مٹی سے بنایا گیا تھا۔ عرصۂ دراز کے بعد ملنے والے بیٹے کو ماں خوب زور سے اپنے جسم کے ساتھ بھینچتی ہے' چاہے اسے اس سے تکلیف ہی ہو۔ قبر کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے' البتہ نیک شخص کو وہ محبت سے بھینچتی ہے اور برے شخص کو غصے اور ناراضی سے۔ نیک کے لیے اس میں سرور ہے اور برے کے لیے عذاب۔ واللّٰه أعلم.

(المعجم ١١٤) - عَذَابُ الْقَبْرِ (التحفة ١١٤)

باب: ۱۱۴- عذاب قبر

٢٠٥٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ﴾ [إبراهيم: ٢٧] قَالَ:

۲۰۵۸- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں اتری ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا ...... وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ ''اللہ تعالیٰ مومنین کو دنیا اور آخرت (قبر) میں صحیح بات پر قائم رکھتا ہے۔''

٢٠٥٨ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح: ٢٨٧١/ ٧٤ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٣.

نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ.

فائدہ: عذاب قبر سے دو مختلف معانی مراد ہیں: ① قبر میں سوال و جواب' اسے فتنۂ قبر بھی کہا جاتا ہے۔ ② گناہوں کی وجہ سے قبر میں پہنچنے والی تکالیف' کسی حدیث میں پہلے معنی مراد ہوتے ہیں کسی میں دوسرے۔ مندرجہ بالا آیت میں قبر کا سوال و جواب مراد ہے۔ اسی طرح شہید' طاعون' ہیضہ اور حادثاتی موت وغیرہ سے مرنے والوں سے عذاب قبر کی نفی سے مراد بھی سوال و جواب کی نفی ہے جبکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ والی روایت میں دوسرے معنی مراد ہیں اور یہ بھینچے جانے کی حد تک تو سب کو ہوتا ہے (علاوہ انبیاء علیہم السلام کے۔) اس سے زائد اپنے اپنے گناہوں کے مطابق حتی کہ بعض کو قیامت تک ہوگا۔

٢٠٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ﴾» قَالَ: «نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، يُقَالُ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ﴾».

۲۰۵۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا...... وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت (قبر) میں درست بات پر قائم رکھتا ہے۔'' میت سے پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ مومن کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ مطلب ہے اس فرمان الٰہی کا: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا...... وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت (قبر) میں صحیح بات پر قائم رکھتا ہے۔''

٢٠٦٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ صَوْتًا مِنْ قَبْرٍ فَقَالَ: «مَتٰى مَاتَ

۲۰۶۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے ایک قبر سے آواز سنی تو فرمایا: ''یہ کب فوت ہوا؟'' لوگوں نے بتایا کہ یہ دور جاہلیت میں فوت ہوا تھا۔ تو

٢٠٥٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٢٨٧١ (انظر الحديث السابق)، عن محمد بن بشار، والبخاري، الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ح: ١٣٦٩ من حديث شعبة به، ومن حديث محمد بن بشار تعليقًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٤.

٢٠٦٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٣، ١١٤، ٢٠١ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عنده في الرواية الثانية، وتابعه ثابت البناني عنده: ٣/ ١٥٣، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٥. * عبدالله هو ابن المبارك، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ٢٨٦٨ وغيره.

هٰذَا؟» قَالُوا: مَاتَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَسُرَّ بِذٰلِكَ وَقَالَ: «لَوْلَا أَنْ لَّا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُّسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ».

آپ کو خوشی ہوئی' پھر فرمایا: ''اگر یہ خطرہ نہ ہو کہ تم مردوں کو دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں عذاب قبر سنا دے۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں عذاب قبر سے مراد دوسرے معنی ہیں' یعنی گناہوں کے سلسلے میں پہنچنے والا عذاب۔ ② ''خوشی ہوئی'' کہ یہ مدفون شخص مسلمان نہیں تھا۔ مسلمان کو عذاب ہونے سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی۔ خوشی ہونے سے مراد تکلیف کا نہ ہونا اور فکرمندی کا ختم ہونا ہے' ورنہ نبیٔ کریم ورؤوف ورحیم ﷺ کو عذاب پر کیسے خوشی ہو سکتی ہے؟ ③ ''دفن نہیں کرو گے'' عذاب قبر کے ڈر سے معلوم ہوتا ہے کہ دفن سے پہلے عذاب قبر شروع نہیں ہوتا' البتہ جو لوگ دفن نہیں کرتے' ان کا عذاب مرتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور ان کی قبر سے مراد وہ ٹھکانا ہے جو ان کے جسم یا روح کو مرنے کے بعد دنیا و آخرت (برزخ) میں ملتا ہے۔ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ. (عذاب قبر کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٠٥٢)

٢٠٦١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَوْنُ ابْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: «يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا».

٢٠٦١- حضرت ابو ایوب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غروب شمس کے بعد باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک آواز سنی تو فرمایا: ''یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔''

فائدہ: عذاب قبر سب کو ہوتا ہے۔ کسی کو سوال و جواب کی حد تک' کسی کو اس سے بڑھ کر بھنچنے کی حد تک' کسی کو کچھ دیر کے لیے' کسی کو ہمیشہ کے لیے (قیامت تک۔) غالباً وہاں قریب ہی یہودیوں کا قبرستان تھا۔ یہ نبیٔ اکرم ﷺ کا معجزہ تھا۔

(المعجم ١١٥) - اَلتَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (التحفة ١١٥)

باب: ١١٥- عذاب قبر سے بچاؤ کی دعا کرنا

٢٠٦٢- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ:

٢٠٦٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٢٠٦١- أخرجه البخاري، الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ح: ١٣٧٥، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ... الخ، ح: ٢٨٦٩ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٦.

٢٠٦٢- أخرجه البخاري، الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ح: ١٣٧٧، ومسلم (انظر الحديث الآتي◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ : «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ...... وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ] ''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور آگ کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور (جھوٹے) مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① ''موت کے فتنے'' سے مراد ممکن ہے موت کے وقت شیطان کے بہکاوے میں آنا ہو یا قبر میں سوال و جواب کے وقت صحیح جواب نہ سوجھنا ہو۔ ② اس روایت میں عذاب قبر سے مراد دوسرے معنی ہیں۔ (دیکھیے، حدیث: ٢٠٥٨)

٢٠٦٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٢٠٦٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے بعد عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے سنا۔

فائدہ: ''اس کے بعد'' اشارہ ہے یہودی عورت کی بات کی طرف جس نے عذاب قبر کی بات کی تھی۔ اس کی تفصیل آگے حدیث نمبر ٢٠٦٦ میں آ رہی ہے۔

٢٠٦٤- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ

٢٠٦٤- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

◄◄ برقم: (٥٥٢٠) من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٨٧.

٢٠٦٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر ... الخ، ح: ٥٨٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٨٨.

٢٠٦٤- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ح: ١٣٧٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٨٩.

ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْفِتْنَةَ الَّتِي يُفْتَنُ بِهَا الْمَرْءُ فِي قَبْرِهِ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً حَالَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَنْ أَفْهَمَ كَلَامَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيبٍ مِنِّي: أَيْ بَارَكَ اللهُ لَكَ مَاذَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آخِرِ قَوْلِهِ؟ قَالَ: «قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ».

رسول اللہ ﷺ (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے تو آپ نے اس آزمائش کا ذکر فرمایا جس میں ہر شخص کو قبر کے اندر مبتلا ہونا پڑے گا۔ جب آپ نے یہ ذکر فرمایا تو مسلمان آہ و بکا کرنے لگے حتی کہ میں رسول اللہ ﷺ کا کلام نہ سمجھ سکی۔ جب ان کی آہ و بکا کی آواز رک گئی تو میں نے ایک قریبی شخص سے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت فرمائے! رسول اللہ ﷺ نے آخر میں کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے فرمایا تھا: ''مجھے وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمھاری فتنۂ دجال جیسی آزمائش ہوگی۔''

فائدہ: ''فتنۂ دجال جیسی آزمائش'' سے مراد قبر میں سوال و جواب ہے۔ اسے فتنۂ دجال سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ دونوں پرخطر مقام ہیں۔ دجال کی دہشت، اقتدار و اختیارات کے سامنے کلمۂ حق پر قائم رہنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح قبر کی ہولناکی، فرشتوں کا رعب، دہشت اور قید تنہائی کوئی معمولی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر ''درست بات'' پر قائم رہنا سخت مشکل ہوگا۔

٢٠٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا

٢٠٦٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کی سورت کی طرح سکھاتے تھے۔ فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ...... وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ] اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتے ہیں اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتے ہیں اور (جھوٹے) مسیح دجال کی آزمائش سے بچنے کے لیے

٢٠٦٥- أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٩٠ عن قتيبة به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٥، والكبرى، ح: ٢١٩٠.

وَالْمَمَاتِ». | تیری پناہ چاہتے ہیں اور زندگی اور موت کے فتنے سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتے ہیں۔"

فائدہ: "دجال" کو "مسیح" اس لیے کہا گیا کہ اسے یہودی اپنا مسیح قرار دیتے ہیں' نجات دہندہ سمجھتے ہیں اور اس کے انتظار میں ہیں' حالانکہ اصلی مسیح تو عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو کب کے آ چکے اور قیامت کے قریب ان کا دوبارہ آسمان سے نزول ہوگا۔ گویا طنزاً دجال کو مسیح کہا گیا ہے۔ ایک وجہ دجال کا ممسوح العین ہونا بھی ہے۔

٢٠٦٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَهِيَ تَقُولُ: إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ، فَارْتَاعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُودُ» وَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٢٠٦٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس ایک یہودی عورت بیٹھی تھی اور وہ کہہ رہی تھی کہ قبروں میں تمھارا امتحان لیا جائے گا (یا تمھیں عذاب ہوگا۔) رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے اور فرمایا: "صرف یہود کو عذاب ہوگا۔" کچھ دن گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمھارا امتحان ہوگا۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں امتحان اور عذاب قبر سے مراد ایک ہی چیز ہے' یعنی سوال و جواب۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا مطلب ثابت قدمی اور صحیح جواب کی توفیق ہے۔ ② ابتداءً نبی ﷺ کا خیال تھا کہ قبر کا امتحان یا عذاب صرف کفار کے ساتھ خاص ہے۔ بعد میں پتا چلا کہ یہ سب کے ساتھ ہوگا إلا ماشا اللہ. ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو علم غیب نہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے انکار کر دیا تھا' بعد میں بذریعۂ وحی اللہ تعالیٰ نے خبر دی تو پتا چلا۔

٢٠٦٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

٢٠٦٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

٢٠٦٦_ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر . . . الخ، ح: ٥٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٩١.

٢٠٦٧_ [صحيح] أخرجه البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ١٧٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به مطولاً، ◄◄

عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَقَالَ: «إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ».

ﷺ عذاب قبر اور فتنۂ دجال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے اور نبی ﷺ نے فرمایا: ”قبروں میں تمھارا امتحان ہوگا۔“

۲۰۶۸- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: دَخَلَتْ يَهُودِيَّةٌ عَلَيْهَا فَاسْتَوْهَبَتْهَا شَيْئًا فَوَهَبَتْ لَهَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ: أَجَارَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ».

۲۰۶۸- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت عائشہ ؓ کے پاس آئی اور ان سے کوئی چیز مانگی۔ حضرت عائشہ ؓ نے وہ چیز اسے دے دی۔ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: مجھے اس بارے میں کچھ تردد ہوا حتی کہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہ بات آپ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ”یقیناً ان (یہودیوں) کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے حتی کہ جانور اسے سنتے ہیں۔“

۲۰۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَتَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا، فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ:

۲۰۶۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: مدینے کی دو یہودی عورتیں میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ قبروں والوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ میں نے ان کی تکذیب کی۔ میرا دل ان کی تصدیق پر مطمئن نہ ہوا۔ وہ چلی گئیں تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دو بوڑھی یہودی عورتوں نے کہا ہے کہ فوت شدگان کو قبروں میں

◀◀ وهو في الكبرٰى، ح:۲۱۹۲، وصححه ابن خزيمة، ح:۸۵۱ من حديث يحيى، وهذا طرف من حديث البخاري، ح:۱۰۴۹، ۱۰۵۰. * سفيان هو ابن عيينة.

۲۰۶۸ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، ح:۶۳۶۶، ومسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر . . . الخ، ح:۵۸۶ من حديث شقيق به، وهو في الكبرٰى، ح:۲۱۹۳.

۲۰۶۹ـ [صحيح] من حديث جرير بن عبدالحميد به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح:۲۱۹۴. * أبووائل هو شقيق.

يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ عَجُوزَتَيْنِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ قَالَتَا: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، قَالَ: «صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا» فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

عذاب ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ سچ کہتی ہیں۔ ان کو عذاب ہوتا ہے حتی کہ جانور اسے سنتے ہیں۔'' اس کے بعد میں نے دیکھا کہ جب بھی آپ نے نماز پڑھی' عذاب قبر سے ضرور پناہ طلب کی۔

(المعجم ۱۱٦) - وَضْعُ الْجَرِيدَةِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ۱۱٦)

باب:۱۱۶-قبر پر شاخ رکھنا؟

۲۰۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ مَكَّةَ أَوِ الْمَدِينَةِ سَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ» ثُمَّ قَالَ: «بَلَى! كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَبْرِىءُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ». ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: «لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا» أَوْ: «إِلَى أَنْ يَيْبَسَا».

۲۰۷۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ سے گزرے تو آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جنھیں قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انھیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی چیز کے بارے میں عذاب نہیں ہو رہا۔'' پھر فرمایا: ''کیوں نہیں! (وہ بڑی ہی ہے۔) ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے بچتا نہ تھا اور دوسرا چغلیاں کھایا کرتا تھا۔'' پھر آپ نے ایک چھڑی منگوائی' اس کے دو حصے کیے اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: ''امید ہے ان کے خشک ہونے تک ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔''

فوائد و مسائل: ① ''وہ بڑی ہی ہے۔'' مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے یہ کوئی مشکل اور بھاری کام نہ تھا' جبکہ حقیقتاً تھا وہ کبیرہ گناہ ہی۔ ② ''پیشاب سے نہ بچتا۔'' یعنی وہ شخص چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ ③ ''چغلیاں'' باہمی لڑائی اور فساد ڈالنے کے لیے ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی ادھر پہنچانا' چاہے وہ سچ ہی ہو۔ یہ

۲۰۷۰ـ [صحيح] تقدم، ح: ۳۱، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۹۵.

بھی گناہ کبیرہ ہے کیونکہ فساد سے بری کوئی چیز نہیں۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ ''جس سچ سے فساد بڑھے اس سے وہ مصلحت آمیز جھوٹ' جس سے فساد مٹے' بہتر ہے۔'' ④ نبی ﷺ کا ان قبروں پر چھڑیاں رکھنا آپ کی فعلی شفاعت ہے کہ یا اللہ! ان کے خشک ہونے تک ان سے عذاب رک جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم بھی چھڑیاں رکھنا شروع کر دیں۔ اگر اس طرح چھڑیاں رکھنے سے عذاب رک جاتا ہو تو پھر تو لوگ قبر پر درخت ہی لگا دیا کریں' وہ خشک ہو نہ عذاب شروع ہو۔ یہ تو سب سے آسان طریقہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فعل وحی کی بنیاد پر متعین وقت کے لیے کیا تھا' ورنہ چھڑی کا عذاب کی تخفیف سے کوئی تعلق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس واقعے کے علاوہ کبھی کسی قبر پر چھڑی نہیں رکھی۔ یہ آپ کا خاصہ تھا' سنت نہیں۔ اس حدیث سے بزرگوں کی قبروں پر پھول چڑھانے کے لیے استدلال کرنا عجیب ہے۔ اس استدلال کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ان کا عمل یہ واضح کر رہا ہے کہ ان کے بزرگوں کو یا قبروں میں مدفون لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ورنہ قبروں پر گل پاشی وغیرہ کرنے کا کیا جواز ہے؟

۲۰۷۱- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِىءُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ» ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: «لَعَلَّهُمَا أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا».

۲۰۷۱- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے کام کے بارے میں نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک شخص تو اپنے پیشاب سے بچتا نہ تھا اور دوسرا چغلیاں کھایا کرتا تھا۔'' پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ شاخ لی' اسے چیر کر دو حصے کیے اور پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی' ان سے عذاب میں تخفیف رہے گی۔''

۲۰۷۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۲۰۷۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی

۲۰۷۱- [صحيح] تقدم، ح: ۳۱، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۹٦، وقال النسائي: "بعض حروف أبي معاوية لم أفهمه كما أردت".

۲۰۷۲- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ماجاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ح: ۳۲٤۰ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح: ۲۸٦٦ من حديث نافع ◀◀

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلَا إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنتی ٹھکانا اور اگر وہ جہنمی ہو تو جہنمی ٹھکانا (اور یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن قبر سے اٹھا لے (تو پھر وہ اس میں داخل ہو جائے گا)۔''

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی باب سے مناسبت واضح نہیں کیونکہ اس میں چھڑیوں کے قبر پر رکھنے کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے نساخ سے ترجمۃ الباب ساقط ہو گیا ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: [بَابٌ: اَلْمَيِّتُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ] ''میت پر اس کا (ابدی) ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔''

۲۰۷۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَاللهِ يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُعْرَضُ عَلَى أَحَدِكُمْ إِذَا مَاتَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِيلَ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۰۷۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جہنمی ہو تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا اصل ٹھکانا (لیکن ابھی تو اس میں نہیں جائے گا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے قبر سے اٹھائے۔''

فائدہ: یہ بات ہر جنتی اور جہنمی میت سے کہی جاتی ہے۔ یہاں صرف جہنمی کا ذکر ہے۔ یہ غالباً کسی راوی کا اختصار ہے ورنہ دوسری روایات میں اہل جنت اور اہل نار دونوں کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی بھی باب سے مناسبت واضح نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی چھڑیاں رکھنے کا ذکر مفقود ہے۔

◀◀ به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۹۷.

۲۰۷۳- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ح: ۱۰۷۲، وابن ماجه، الزهد، باب ذكر القبر والبلى، ح: ٤۲۷۰ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۹۸، وهو متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٢٠٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۰۷۴-حضرت ابن عمر ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنتی ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ جہنمی ہو تو جہنمی ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے حتی کہ تجھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اٹھائے۔“

فائدہ: ”یہ تیرا ٹھکانا ہے“ اشارہ اصل ٹھکانے کی طرف ہے یعنی تیرا اصل ٹھکانا تو یہی ہے (جو پیش کیا جاتا ہے) مگر فی الحال تو اس میں نہیں جا سکتا۔

(المعجم ١١٧) - أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ (التحفة ١١٧)

باب:۱۱۷-مومنین کی روحیں

٢٠٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا

۲۰۷۵-حضرت کعب بن مالک ﷺ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی روح (وفات کے بعد) جنت کے درختوں میں اڑتی رہتی ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس کے جسم میں داخل

٢٠٧٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الميت يعرض عليه مقعده بالغداة والعشي، ح: ١٣٧٩، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ... الخ، ح: ٢٨٦٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٣٩، والكبرٰى، ح: ٢١٩٩.

٢٠٧٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في ثواب الشهيد، ح: ١٦٤١، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيما يقال عند المريض إذا حضر، ح: ١٤٤٩، ح: ٤٢٧١ من حديث ابن شهاب الزهري به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٠، والكبرٰى، ح: ٢٢٠٠، وصححه ابن حبان، ح: ٧٣٤. * شيخ الزهري: عبدالرحمٰن بن عبدالله بن كعب، وينسب إلى جده، ولم يسمع هذا الحديث من جده، انظر النهاية بتحقيقي: ١٧٠٧، وله شواهد ضعيفة عند أحمد: ٦/ ٤٢٤، ٤٢٥ وغيره.

نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى جَسَدِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». کرے گا۔"

فائدہ: مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں بعینہ اسی روایت پر سنداً ضعف کا حکم لگانے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس سے سنن ابن ماجہ ہی کی روایت نمبر: ۴۲۷۱ کفایت کرتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت محقق کتاب کے نزدیک بھی قابل حجت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام احمد: ۲۵/۵۵-۵۹، والصحيحة للألباني، رقم: ۹۹۵، و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۲۰/۱۲۳-۱۴۴) اس "جسم" سے مراد برزخی جسم ہے جس پر برزخی زندگی کی کیفیات گزریں گی جس کی اصل حقیقت اللہ ہی جانتا ہے تاہم وہاں اسے جنت اور جہنم کی نعمتوں اور تکلیفوں کا احساس ہوگا۔

۲۰۷۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ -: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ أَخَذَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَيُرِينَا مَصَارِعَهُمْ بِالْأَمْسِ قَالَ: «هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ إِنْ شَاءَ اللهُ غَدًا»، قَالَ عُمَرُ: وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ! مَا أَخْطَأُوا تِيكَ فَجُعِلُوا فِي بِئْرٍ، فَأَتَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادٰى: «يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ! يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللهُ حَقًّا»، فَقَالَ عُمَرُ: تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ فِيهَا؟ فَقَالَ: «مَا أَنْتُمْ

۲۰۷۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ وہ ہمیں بدر کے کافر مقتولین کے بارے میں بتانے لگے کہ اللہ کے رسول ﷺ جنگ سے ایک دن قبل ہمیں ان کے ہلاک ہونے کی جگہیں دکھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "ان شاء اللہ کل یہ فلاں کی ہلاکت گاہ ہوگی۔" حضرت عمر نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! وہ ان جگہوں سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے پھر انھیں ایک کنویں میں پھینک دیا گیا' پھر نبی ﷺ ان کے پاس (اس کنویں پر) گئے اور بلند آواز سے پکارا: "اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے سچ پائی وہ چیز جس کا تم سے تمھارے رب نے وعدہ کیا تھا؟ میں نے تو اللہ کے

۲۰۷۶۔ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ... الخ، ح: ۲۸۷۳، ۱۷۷۹ من حديث ثابت البناني به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۲۰۱.

بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ».

وعدے کو سچ پایا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ایسے اجسام سے باتیں کر رہے ہیں جن میں روح نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم میری باتوں کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① کفار کی ہلاکت گاہوں کا تعین وحی سے تھا' لہٰذا ہر مقتول آپ کی بیان کردہ جگہ ہی میں مرا۔ ② کنویں میں انھیں پھینکنا تعفن سے بچنے کے لیے تھا' نیز اس میں کچھ ان کے جسموں کی حفاظت بھی تھی۔ معلوم ہوا کافر کی لاش کو بھی محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ ③ ''بلند آواز سے پکارا'' روایت کے ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان مقتولین نے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سنے۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مردے سنتے ہیں لیکن ان میں حس و حرکت نہیں ہوتی' یعنی جواب نہیں دے سکتے۔ جو اہل علم اس کے قائل نہیں ہیں' وہ اس حدیث میں سماع کو علم کے معنی میں لیتے ہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تو یہ الفاظ آتے ہیں کہ آپ نے أَسْمَع کے بجائے أَعْلَم کے لفظ ہی ارشاد فرمائے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' المغازي' حديث:۳۹۷۹) یعنی اب ان کو پتا چل چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے تھے۔ ان کے نزدیک أَسْمَع کا لفظ سننے والے صحابی کی غلط فہمی ہے۔ مگر محققین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس توجیہ کو تسلیم نہیں کیا' اس لیے کہ وہ موقع پر موجود نہ تھیں جبکہ راویٔ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ موقع کے گواہ ہیں' البتہ مجازاً ''سماع'' سے علم مراد لیا جا سکتا ہے کیونکہ سماع' علم کا سبب ہے۔ سبب بول کر مُسَبَّب مراد لینا بُلَغاء کے کلام میں عام ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے اصل یہی ہے کہ مردے نہیں سنتے مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انھیں کبھی کبھار کوئی بات سنا سکتا ہے۔ نبی ﷺ کی باتیں بھی اللہ تعالیٰ نے انھیں سنا دیں تاکہ ان کی ندامت' حسرت' افسوس اور عذاب میں اضافہ ہو۔ حضرت قتادہ نے یہی مفہوم مراد لیا ہے۔ (صحيح البخاري' المغازي' حديث:۳۹۷۶) تمام نصوص کو تسلیم کرنے کے لیے یہ توجیہ بہت مناسب ہے۔ ورنہ کسی نہ کسی نص کا انکار لازم آئے گا۔

۲۰۷۷- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ الْمُسْلِمُونَ مِنَ اللَّيْلِ بِبِئْرِ بَدْرٍ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يُنَادِي: «يَا أَبَا جَهْلِ ابْنَ هِشَامٍ! وَيَا شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ! وَيَا عُتْبَةَ

۲۰۷۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے (جنگ بدر کے بعد) رات کو بدر کے کنویں پر رسول اللہ ﷺ کو کھڑے فرماتے ہوئے سنا: ''اے ابوجہل بن ہشام! اے شیبہ بن ربیعہ! اے عتبہ بن ربیعہ! اے امیہ بن خلف! کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچ پایا؟

۲۰۷۷ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۰٤، ۱۸۲، ۲٦۳ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۲۰۲، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق. ✽ عبدالله هو ابن المبارك.

ابْنَ رَبِيعَةَ! وَيَا أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَوَ تُنَادِي قَوْمًا قَدْ جَيَّفُوا؟ فَقَالَ: «مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُّجِيبُوا».

میں نے تو اپنے رب کا وعدہ سچ پایا ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان لوگوں کو پکار رہے ہیں جولاش بن چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے۔''

٢٠٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَفَ عَلٰى قَلِيبِ بَدْرٍ فَقَالَ: «هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟» قَالَ: «إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ الْآنَ مَا أَقُولُ لَهُمْ» فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: وَهِلَ ابْنُ عُمَرَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُمُ الْآنَ يَعْلَمُونَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ»، ثُمَّ قَرَأَتْ قَوْلَهُ ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ [الروم: ٥٢] حَتّٰى قَرَأَتِ الْآيَةَ.

٢٠٧٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (جنگ بدر سے اگلے دن) بدر کے کنویں کے کنارے جا کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو برحق پایا؟'' آپ نے فرمایا: ''اب یہ میری بات کو بخوبی سن رہے ہیں۔'' یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی گئی تو انھوں نے فرمایا: ابن عمر کو غلط فہمی ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ''اب وہ بخوبی جان چکے ہیں کہ میں جو کچھ ان کو کہتا رہا ہوں، وہ بالکل سچ ہے۔'' پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى......﴾ ''یقیناً تو مردوں کو نہیں سنا سکتا۔ انھوں نے پوری آیت پڑھی۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا تاویل پر بحث حدیث نمبر ٢٠٧٦ میں گزر چکی ہے۔ اور اس مسئلے کی مختصر تحقیق بھی۔ باقی رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذکورہ آیت سے استدلال تو جواب یہ ہے کہ نفی آپ کے سنانے کی ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کے سنانے کی ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ﴾ اور آپ کے الفاظ ان کو اللہ تعالیٰ نے سنائے تھے، نیز رسول اللہ ﷺ نے ان کے سننے کی جو تصریح فرمائی ہے تو وہ سماع وقتی تھا جیسا کہ احادیث میں ''الآن'' کی قید آتی ہے یقیناً یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہی ہے۔ بہرحال سماع موتی کا مسئلہ متکلم فیہ ہے۔ اہل علم کا ایک گروہ سماع موتی کا قائل ہے، دوسرا قائل نہیں۔ کچھ محققین معتدل ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ٢٠٧٦ کے فوائد

٢٠٧٨- أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح: ٣٩٨٠ من حديث عبدة بن سليمان، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ٩٣٢ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٠٣.

میں گزرا لیکن یاد رہے! سماع موتی کے قائل ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انھیں عبادت میں پکارنا جائز ہے کیونکہ حاجات میں تو زندوں کو پکارنا بھی جائز نہیں جو کہ سب کے نزدیک سنتے ہیں، پھر مردوں کو پکارنا کس طرح جائز ہوگا؟ واللّٰہ أعلم.

٢٠٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ وَمُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ بَنِي آدَمَ»، وَفِي حَدِيثِ مُغِيرَةَ: «كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ».

۲۰۷۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(مرنے کے بعد) انسان کے تمام اعضاء کو مٹی کھا لیتی ہے سوائے بن دُم کے۔ (ریڑھ کی ہڈی کا آخری سرا) اسی سے انسان کی پیدائش کی ابتدا ہوئی اور اسی سے (دوبارہ) جسم جوڑا جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① ”مٹی کھا لیتی ہے“ یعنی سب اعضاء مٹی بن جاتے ہیں لیکن یہ ہر شخص میں ضروری نہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں صراحت ہے کہ ان کے اجسام مقدسہ جوں کے توں رہتے ہیں، حدیث میں ہے: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة، حديث: ۱۰۴۷، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب في فضل الجمعة، حديث: ۱۰۸۵) ان کے علاوہ بھی کسی کا جسم، اگر اللہ تعالیٰ چاہے، بعینہٖ باقی رہ سکتا ہے۔ ② ”بن دم“ یہ بہت ہی چھوٹا اور لطیف حصہ ہے جو ضروری نہیں کہ الگ نظر آئے۔ ایک اور روایت میں آپ نے اسے رائی کے دانے سے تشبیہ دی ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۷/۳۳۲، حديث: ۱۱۲۳۰) یعنی بہت ہی چھوٹا۔ کہا گیا ہے کہ انسانی جسم میں سب سے پہلے یہ حصہ بنتا ہے اور اخروی جسم بھی اسی سے بنے گا۔ اور یہ محال نہیں کہ یہ حصہ قیامت تک باقی رہے۔ اگرچہ بعض نے اس سے عرصۂ دراز تک باقی رہنا مراد لیا ہے، نہ کہ قیامت تک۔ ان کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب نیا جسم بنے گا تو اس کی ابتدا بھی بن دم سے ہوگی اگرچہ وہ نیا بنایا جائے۔ واللّٰہ أعلم.

٢٠٨٠- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۰۸۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عز و جل نے فرمایا: آدم

٢٠٧٩ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب مابين النفختين، ح: ٢٩٥٥/ ١٤٢ عن قتيبة عن مغيرة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٠٤. وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٣٩.

٢٠٨٠ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ماجاء في قول الله تعالى: ﴿وهو الذي يبدأ الخلق . . . ﴾: ٣١٩٣، ح: ٤٩٧٤ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٠٥.

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُكَذِّبَنِي، وَشَتَمَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتِمَنِي، أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: إِنِّي لَا أُعِيدُهُ كَمَا بَدَأْتُهُ وَلَيْسَ آخِرُ الْخَلْقِ بِأَعَزَّ عَلَيَّ مِنْ أَوَّلِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا وَأَنَا اللهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ».

کا بیٹا میری تکذیب کرتا ہے' حالانکہ اسے میری تکذیب جچتی نہیں۔ (اسی طرح) آدم کا بیٹا مجھے گالی دیتا ہے' حالانکہ اسے جچتا نہیں کہ وہ مجھے گالی دے۔ اس کا میری تکذیب کرنا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کر سکے گا' حالانکہ میں نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اور دوسری دفعہ بنانا میرے لیے پہلی دفعہ سے مشکل نہیں۔ اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے' حالانکہ میں یکتا اللہ ہوں جس کو کسی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ نہ مجھ سے کوئی پیدا ہوا' نہ میں کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''آدم کا بیٹا'' کہنے کا مقصد' انسان کو اس کی اصلیت یاد دلانا ہے کہ اسے شرم آنی چاہیے' وہ مٹی سے بن کر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے انکار کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھتا ہے۔ ② ''میری تکذیب'' یعنی میری قدرت کی تکذیب' نیز جب قدرت کی تکذیب کر دی تو گویا ذات ہی کی تکذیب کر دی۔ ③ ''گالی'' جو چیز کسی کے لائق نہ ہو' اس کی طرف نسبت کرنا گالی ہی ہے' جیسے کسی غیر شادی شدہ کی طرف اولاد کی نسبت کی جائے۔

۲۰۸۱- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَسْرَفَ عَبْدٌ عَلٰى نَفْسِهِ حَتّٰى حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ اذْرُونِي فِي الرِّيحِ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ قَدَرَ اللهُ

۲۰۸۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''ایک آدمی نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا تھا (بہت گناہ کیے تھے) حتی کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا' پھر میری ہڈیوں کو پیس لینا' پھر ہوا والے دن میری راکھ سمندر میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا ہوگا۔

۲۰۸۱- أخرجه مسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه، ح:۲۷۵٦ من حديث محمد بن حرب، والبخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح:۳٤۸۱ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:۲۲۰٦.

عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِهِ، قَالَ: فَفَعَلَ أَهْلُهُ ذٰلِكَ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: لِكُلِّ شَيْءٍ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا أَدِّ مَا أَخَذْتَ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: خَشْيَتُكَ، فَغَفَرَ اللهُ لَهُ».

اس کے گھر والوں نے ایسے ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کو جس میں اس کے جسم کا کوئی حصہ تھا' حکم دیا کہ جو کچھ تجھ میں اس کا حصہ ہے' نکال دے۔ تو ناگہاں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پورے کا پورا کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کچھ تو نے کیا' کس بنا پر کیا؟ اس نے کہا: تیرے ڈر کی بنا پر۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔''

فوائد و مسائل: ① ''مجھے پکڑ لیا'' اس نے سمجھا کہ اس طریقے سے جسم کو بظاہر ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ نہ سکے گا' مگر یہ اس کی نادانی تھی کیونکہ اس طریقے سے بھی جسم کی شکل وصورت تو بدل سکتی ہے کہ وہ گوشت اور ہڈیوں سے راکھ بن گیا مگر ختم تو نہ ہو سکے گا' راکھ تو موجود ہی ہے۔ ② ''معاف کر دیا'' اس کی جہالت کو عذر قرار دیا' نیز اس کی نیت تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے ہی کی تھی اگرچہ طریقہ غلط تھا۔ معلوم ہوا عمل کے بجائے نیت کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے۔ نیت غلط ہو اور عمل صحیح تو عمل غیر معتبر ہوتا ہے' جیسے دکھلاوے کی نماز' لیکن اگر نیت صحیح ہو' عمل غلط ہو جائے تو ثواب مل جاتا ہے' جیسے حق کی تلاش کرنے والے مجتہد کو حق نہ بھی مل سکے تب بھی وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ ③ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر نہ تھا' قابل معافی تھا ورنہ کفر اور شرک تو کسی صورت بھی معاف نہیں ہو سکتا۔ گناہوں کا احساس اور خوف بھی ایمان کی علامت ہے۔ ④ موت کے بعد اٹھنے کا اثبات ہوتا ہے۔ ⑤ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت معلوم ہوتی ہے۔ ⑥ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی فضیلت کا پتا چلتا ہے۔ ⑦ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔

۲۰۸۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ اذْرُونِي فِي الْبَحْرِ فَإِنَّ اللهَ إِنْ يَقْدِرْ عَلَيَّ لَمْ يَغْفِرْ لِي

۲۰۸۲- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی اپنے اعمال کے بارے میں برا گمان رکھتا تھا (کہ وہ قابل معافی نہیں)' لہٰذا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا' پھر پیس کر آٹا کر دینا' پھر میری راکھ کو سمندر میں اڑا دینا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پا

۲۰۸۲ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب الخوف من الله عزوجل، ح: ٦٤٨٠ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٠٧.

قَالَ: فَأَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَلَائِكَةَ فَتَلَقَّتْ رُوحَهُ قَالَ لَهُ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: يَا رَبِّ! مَا فَعَلْتُ إِلَّا مِنْ مَخَافَتِكَ فَغَفَرَ اللهُ لَهُ».

لیا تو مجھے ہرگز معاف نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تو انھوں نے اس کی روح نکال لی' پھر اللہ تعالیٰ نے (اس کا ڈھانچا حاضر کیا اور) فرمایا: جو کچھ تو نے کیا' کیوں کیا؟ اس نے کہا: اے میرے رب! میں نے جو کچھ کیا' تیرے ڈر سے کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔"

فائدہ: دفن کے بعد "روح" کا "جسم" سے اتنا تعلق ہو جاتا ہے کہ سوال و جواب ہو سکیں' مگر یہ دنیوی زندگی سے یکسر مختلف ہے' پھر روح کو ﴿عِلِّيِّين﴾ اور ﴿سِجِّين﴾ میں بھیجا جاتا ہے۔ ﴿عِلِّيِّين﴾ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس ایک مقام ہے اور ﴿سِجِّين﴾ زمین کے نیچے جہنم کے قریب' لیکن اس کا تعلق اپنے جسم' خواہ وہ کسی حال میں ہو' سے ایک حد تک قائم رہتا ہے حتی کہ قیامت کے دن دوبارہ ارواح اجسام میں داخل ہو جائیں گی۔ یاد رہے روح اور جسم کا تعلق (برزخی زندگی میں) ہماری سمجھ میں آنے والی چیز نہیں۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے نہ ہمارے دماغ ایسی چیزیں سمجھنے کے لیے بنائے گئے ہیں' جیسے بھینس ریاضی نہیں سمجھ سکتی' اگرچہ دو اور دو چار ہی ہے۔

(المعجم ١١٨) - اَلْبَعْثُ (التحفة ١١٨)

باب: ۱۱۸- (قیامت کے دن) قبروں سے اٹھایا جانا

٢٠٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا».

۲۰۸۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبے کی حالت میں یہ فرماتے ہوئے سنا: "تم ننگے پاؤں' ننگے جسم اور بغیر ختنوں کے اللہ تعالیٰ سے ملو گے۔"

فائدہ: یعنی جس حالت میں اس دنیا میں آئے تھے اسی حالت میں لوٹا کر آخرت میں لے جایا جائے گا۔ عمل کے علاوہ دنیا کی کوئی چیز ساتھ نہ ہوگی۔ اور عمل بھی روحانی اثرات کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا مطلب اس کے حضور حاضری ہے۔

٢٠٨٣ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٥ عن قتيبة، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٦٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٠٨.

٢٠٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُرَاةً غُرْلًا وَأَوَّلُ الْخَلَائِقِ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ﴾» [الأنبيآء: ١٠٤].

٢٠٨٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگ ننگے جسم اور بغیر ختنوں کے اکٹھے کیے جائیں گے۔ اور انسانوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے‘ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ﴾ جیسے ہم نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا‘ ویسے ہی پھر اسے پلٹائیں گے۔“

فوائد ومسائل: ① حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس مہیا ہونا ان کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اور یہ ان کا ایسا امتیاز ہے جس پر کوئی اور نبی حتی کہ خاتم النبیین ﷺ بھی شریک نہیں۔ یہ ان کی جزوی فضیلت ہے۔ اور یہ کوئی بعید نہیں کہ کسی نبی کو جزوی طور پر خاتم النبیین ﷺ پر فضیلت حاصل ہو‘ البتہ یہ بات قطعی ہے کہ مجموعی طور پر خاتم النبیین ﷺ ہی افضل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ فضیلت اس بنا پر حاصل ہوئی کہ انھیں آگ میں پھینکتے وقت اللہ کے راستے میں ننگا کیا گیا اور انھوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر برداشت کیا اور ثواب کے طالب ہوئے۔ یا‘ اس لیے کہ انھوں نے سب سے پہلے لباس پہنا جو یقیناً پردہ دار لباس ہے۔ اس کا بدلہ ان کو اس فضیلت کی صورت میں دیا جائے گا۔ ② ”ویسے ہی“ یعنی تمام اعضاء اصلی حالت میں ہوں گے حتی کہ ختنہ بھی نہیں ہوگا (کیونکہ یہ بعد کی تبدیلی ہے) البتہ جسامت کے لحاظ سے جسم بڑا ہوگا۔

٢٠٨٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ

٢٠٨٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب لوگ ننگے پاؤں‘ ننگے جسم اور بغیر ختنوں کے (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

٢٠٨٤- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلاً...﴾، ح: ٣٣٤٩ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٦٠/ ٥٨ من حديث المغيرة بن النعمان به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٠٩.

٢٠٨٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٩، ٩٠ من حديث بقية به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١٠، وصححه الحاكم: ٤/ ٥٦٤ على شرط مسلم، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق. * الزهري عنعن، وعروة هو ابن الزبير.

الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا»، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَيْفَ بِالْعَوْرَاتِ؟ قَالَ: ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾ [عبس: ٣٧].

شرم گاہوں کا کیا بنے گا؟ آپ نے فرمایا: ﴿لِكُلِّ امْرِىءٍ مِّنْهُم يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾ "ہر شخص کی اس دن ایسی حالت ہوگی جو اسے (ہر چیز سے) بے نیاز کر دے گی۔"

فائدہ: یعنی اس قدر دہشت اور خوف ہوگا کہ کسی شخص کو اِدھر اُدھر دیکھنے کا ہوش ہی نہ ہوگا جیسے حادثات وغیرہ کے موقع پر ہوتا ہے۔ قیامت تو سب سے عظیم حادثہ ہے جس کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

٢٠٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً» قُلْتُ: اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ؟ قَالَ: «إِنَّ الْأَمْرَ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذٰلِكَ».

٢٠٨٦- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ تمھیں ننگے پاؤں اور ننگے جسم (اللہ تعالیٰ کے سامنے) جمع کیا جائے گا۔" میں نے کہا: مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! صورت حال اتنی ہولناک ہوگی کہ کسی کو اس کا خیال بھی نہ آئے گا۔"

٢٠٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ ابْنُ خَالِدٍ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِينَ رَاهِبِينَ، اِثْنَانِ عَلٰى بَعِيرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيرٍ

٢٠٨٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن لوگ تین حالتوں میں اکٹھے کیے جائیں گے۔ ایک گروہ رحمت کی امید رکھے ہوئے اپنے انجام سے ڈرتا ہوگا۔ (اور دوسرا گروہ) دو آدمی ایک اونٹ پر ہوں گے یا تین آدمی ایک اونٹ پر یا چار ایک اونٹ پر یا دس آدمی ایک اونٹ پر۔ اور باقی لوگوں (تیسرے گروہ) کو آگ اکٹھا کرے

٢٠٨٦- أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٥٩ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٧ من حديث أبي يونس حاتم بن أبي صغيرة القشيري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١١.

٢٠٨٧- أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٢، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٦١ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١٢. * أبوهشام هو المغيرة ابن سلمة المخزومي.

وَعَشْرَةٌ عَلٰى بَعِيرٍ، وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا».

گی۔ جہاں وہ لوگ دوپہر کو آرام کے لیے ٹھہریں گے' آگ بھی وہاں ان کے ساتھ ٹھہرے گی۔ اور جہاں وہ رات گزاریں گے' آگ بھی ان کے ساتھ رات گزارے گی۔ جہاں وہ صبح کریں گے' وہاں آگ بھی ان کے ساتھ صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے' وہیں آگ بھی ان کے ساتھ شام کرے گی۔''

فوائد ومسائل: ① ''قیامت کے دن'' ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حشر قیامت کے دن نہیں بلکہ قیامت سے پہلے ہوگا۔ بہت سے محدثین نے اس قسم کی روایات کو علامات قیامت میں ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں اونٹوں' دوپہر' رات' صبح اور شام کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے یہ چیزیں دنیا میں ہیں نہ کہ قیامت کے روز۔ اگرچہ بعض اہل علم نے اسے قیامت ہی کے دن پر محمول کیا ہے مگر اس میں بہت تکلف ہے۔ قیامت کے دن سے مراد قرب قیامت بھی ہوسکتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ ② ''تین حالتوں میں'' یعنی کچھ خالص نیک' کچھ ملے جلے کاموں والے' کچھ خالص کافر۔ یا حشر کی تین حالتیں مراد ہیں: کچھ لوگ تو وقت ہی پر رغبت اور رہبت کے زیر اثر اپنے آپ محشر میں پہنچ جائیں گے۔ کچھ لوگ تنگ وقت میں بھاگیں گے جب سواریوں کی کمی ہوگی' پھر دو دو' تین تین' چار چار بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر بڑی تنگی کے ساتھ پہنچیں گے۔ کچھ لوگ آگ کے ساتھ زبردستی اکٹھے کیے جائیں گے۔ ③ یہ آگ قیامت سے قبل عدن کے ساحل سے نکلے گی۔ (صحیح مسلم' باب في الآيات التي تكون قبل الساعة' حديث:۲۹۰۱) بعض لوگوں نے اس آگ سے حقیقی آگ کے بجائے فتنہ مراد لیا ہے اور مجازاً فتنے کو بھی آگ کہہ لیا جاتا ہے لیکن پہلی بات ہی درست ہے۔ واللہ أعلم.

۲۰۸۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: إِنَّ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ ﷺ حَدَّثَنِي: «أَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُونَ ثَلَاثَةَ أَفْوَاجٍ: فَوْجٌ رَاكِبِينَ طَاعِمِينَ كَاسِينَ، وَفَوْجٌ

۲۰۸۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی صادق و مصدوق ﷺ نے مجھ سے بیان فرمایا: ''لوگ تین گروہوں کی صورت میں اکٹھے کیے جائیں گے: کچھ تو سوار ہو کر کھاتے پیتے پہنتے (خوش خوش) آئیں گے۔ اور کچھ لوگوں کو فرشتے چہروں کے بل گھسیٹتے ہوئے لائیں گے اور آگ ان کو اکٹھا کرے گی۔ اور کچھ لوگ پیدل چلتے

۲۰۸۸- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٦٤، والحاكم: ٤/ ٥٦٤ من حديث الوليد بن جميع به، وهو حسن الحديث، وثقه الجمهور، والحديث في الكبرٰى، ح: ۲۲۱۳. * ويحيى هو القطان.

تَسْحَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى وُجُوهِهِمْ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ، وَفَوْجٌ يَمْشُونَ وَيَسْعَوْنَ يُلْقِي اللهُ الْآفَةَ عَلَى الظَّهْرِ فَلَا يَبْقَى، حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ لَتَكُونُ لَهُ الْحَدِيقَةُ يُعْطِيهَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا».

اور دوڑتے بھاگتے' گرتے پڑتے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سواری کے جانوروں پر کوئی وبا ڈال دے گا تو وہ ختم ہو جائیں گے (بہت ہی کم رہ جائیں گے) حتی کہ باغ والا آدمی اپنا پورا باغ ایک اونٹنی کے بدلے دینے پر تیار ہو گا مگر اونٹنی نہ لے سکے گا۔"

فوائد ومسائل: ① "صادق ومصدوق" صادق سے مراد خود سچے اور مصدوق سے مراد جن کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سچ بتایا گیا۔ گویا ان کی بات میں جھوٹ کا امکان تک نہیں کیونکہ نہ وہ خود جھوٹ بولتے ہیں' نہ وہ وحی جھوٹی ہے جو ان پر اتری' تو جھوٹ کدھر سے آئے گا۔ ② یہ حشر قیامت سے پہلے ہوگا جیسا کہ اوپر گزرا۔

(المعجم ۱۱۹) - ذِكْرُ أَوَّلِ مَنْ يُكْسَى (التحفة ۱۱۹)

باب: ۱۱۹- سب سے پہلے کس کو لباس پہنایا جائے گا؟

۲۰۸۹- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عُرَاةً»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «حُفَاةً غُرْلًا». وَقَالَ وَكِيعٌ وَوَهْبٌ: «عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ﴾ [الأنبيآء: ۱۰٤] قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِنَّهُ سَيُؤْتَى»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «يُجَاءُ» وَقَالَ وَهْبٌ وَوَكِيعٌ: «سَيُؤْتَى بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ

۲۰۸۹- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ وعظ ونصیحت کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: "اے لوگو! یقیناً تمھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے ننگے جسم' ننگے پاؤں بغیر ختنے کے جمع کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ﴾ "جس طرح ہم نے پہلے پیدا کیا تھا' اسی طرح ہم پلٹائیں گے۔" پھر آپ نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے پھر انھیں بائیں طرف نکال لیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میری امت سے ہیں (یا میرے ساتھی ہیں؟) تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے' انھوں نے آپ کی عدم موجودگی میں کیا کچھ کیا۔ تو میں (اسی طرح)

۲۰۸۹- [صحيح] تقدم، ح: ۲۰۸٤، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۱٤.

فَأَقُولُ: رَبِّ! أَصْحَابِي؟ فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ؟ فَأَقُولُ: كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ﴾ [المآئدة: ۱۱۷، ۱۱۸] الْآيَةَ، فَيُقَالُ: «إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُدْبِرِينَ»، قَالَ أَبُودَاوُدَ: «مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ».

کہوں گا: جس طرح اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام) کا قول ہے: ﴿وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ...... وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ "(اے اللہ!) میں تو ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا' جب تو نے مجھے اپنے قبضے میں لے لیا' پھر تو تو ہی ان پر نگران تھا (لہٰذا تجھے ہی ان کے کاموں کا علم ہے) اور تو ہر چیز پر خوب گواہ ہے' اگر تو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو بے شک تو غالب ہے خوب حکمت والا ہے۔" پھر کہا جائے گا: جب سے آپ ان کو چھوڑ کر (ہمارے پاس) آ گئے یہ اسی وقت سے مرتد ہو گئے تھے اور مرتد ہی رہے۔"

فوائد و مسائل: ① اس روایت کی کچھ باتوں کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۰۸۴) ② "بائیں طرف" یعنی انھیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جہنمیوں کو اصحاب الشمال کہا گیا ہے۔ ③ "اسی وقت مرتد ہو گئے تھے" فتنہ تو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد شروع ہو گیا تھا اور اب تک جاری ہے۔ کوئی نہ کوئی بدنصیب مرتد ہوتا ہی رہتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ممکن ہے صرف وہ لوگ مراد ہوں جو آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد مرتد ہو گئے تھے اور جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ برسر پیکار ہوئے۔ اور ممکن ہے اسلام سے ارتداد کے بجائے سنن سے ارتداد مقصود ہو یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد بدعتی ہو گئے تھے اور اصل اسلامی تعلیمات سے انحراف کر کے اسی بدعتی انحراف پر قائم رہے۔ أَعَاذَ نَا اللّٰهُ مِنَ الْبِدَعِ وَ الْخُرَافَاتِ.

(المعجم ۱۲۰) - فِي التَّعْزِيَةِ (التحفة ۱۲۰)

باب: ۱۲۰- تعزیت کا بیان

۲۰۹۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

۲۰۹۰- حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ بیٹھتے تو آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ میں سے کچھ نہ کچھ لوگ بیٹھا کرتے تھے۔ ان میں ایک شخص

۲۰۹۰- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۱۸۷۱.

مُعَاوِيَةَ بْنَ قُـرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ يَجْلِسُ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ لَهُ ابْنٌ صَغِيرٌ يَأْتِيهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ فَيُقْعِدُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَلَكَ، فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ أَنْ يَحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهِ، فَحَزِنَ عَلَيْهِ فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «مَا لِي لَا أَرٰى فُلَانًا»؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! بُنَيُّهُ الَّذِي رَأَيْتَهُ هَلَكَ، فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ بُنَيِّهِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ هَلَكَ، فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «يَا فُلَانُ! أَيُّمَا كَانَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ تَمَتَّعَ بِهِ عُمُرَكَ أَوْ لَا تَأْتِي غَدًا إِلٰى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ إِلَيْهِ يَفْتَحُهُ لَكَ»؟ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! بَلْ يَسْبِقُنِي إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لِي لَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ، قَالَ: «فَذَاكَ لَكَ».

تھا جس کا ایک معصوم بیٹا تھا۔ وہ پیچھے سے آتا تو باپ اسے اپنے آگے بٹھا لیتا تھا۔ اتفاقاً وہ بچہ فوت ہو گیا تو وہ شخص اپنے بیٹے کی یاد میں (کئی روز تک) آپ کی مجلس میں حاضر نہ ہوا کیونکہ اسے اس (کی وفات) کا شدید غم تھا۔ جب نبی ﷺ نے اسے (کئی دن) نہ دیکھا تو فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ فلاں شخص نظر نہیں آتا؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا وہ چھوٹا سا بچہ جو آپ نے بھی دیکھا تھا' فوت ہو گیا ہے' پھر نبی ﷺ اس شخص سے ملے اور اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ وہ تو فوت ہو چکا ہے۔ آپ نے اسے تسلی دی۔ آپ نے فرمایا: ''اے شخص! تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے کہ تو اپنی ساری عمر اس سے فائدہ اٹھاتا (آنکھیں ٹھنڈی کرتا) یا یہ کہ تو جنت کے جس دروازے کے پاس بھی جائے' اسے وہاں پائے کہ وہ تجھ سے پہلے پہنچ کر اسے تیرے لیے کھول دے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جا کر میرے لیے جنت کا دروازہ کھولے۔ آپ نے فرمایا: ''بس! یہ چیز تجھے مل جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① لیکن یہ تب ہے جب کوئی شخص اپنے نابالغ بچے کی موت پر صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو۔ دراصل یہ صبر کا ثواب ہے جو اسے جنت میں داخل کرنے کا سبب بنے گا۔ اس کا ظہور اس طرح ہوگا کہ وہ بچہ اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول کر اس کا استقبال کرے گا۔ بچہ خود تو معصوم ہونے کی وجہ سے قطعاً جنتی ہے۔ ② چھوٹے بچوں کو بھی مجالس علم میں لے جانا چاہیے۔

(المعجم ١٢١) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ١٢١)

باب:۱۲۱- تعزیت کی ایک اور صورت

٢٠٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ

۲۰۹۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موت

٢٠٩١ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل موسٰى ﷺ، ح: ٢٣٧٢ عن محمد بن رافع، والبخاري،◄◄

عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَفَقَأَ عَيْنَهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ، فَرَدَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ: اِرْجِعْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ. قَالَ: أَيْ رَبِّ! ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: اَلْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، فَسَأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةَ الْحَجَرِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ».

کے فرشتے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف (انسانی صورت میں) بھیجا گیا۔ جب وہ فرشتہ آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ وہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس واپس گیا اور عرض کیا: اے اللہ! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست فرما دی اور فرمایا: اس کے پاس دوبارہ جا اور اسے کہہ کہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پشت پر رکھے۔ اسے ہر بال کے عوض' جو اس کے ہاتھ کے نیچے آئے گا' ایک سال زندگی ملے گی۔ (اس ساری کارروائی کے بعد) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! پھر کیا ہو گا؟ فرمایا: (پھر) موت! انھوں نے کہا: پھر ابھی ٹھیک ہے لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ گزارش کی کہ مجھے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے تک مقدس سرزمین کے قریب کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں وہاں ہوتا تو تمھیں راستے کی ایک جانب سرخ رنگ کے ٹیلے کے نیچے ان کی قبر دکھاتا۔''

فوائد و مسائل: ① بعض بدعقیدہ حضرات نے اس واقعے کا انکار کیا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک نبی ملک الموت کو تھپڑ مار دے اور مرنے سے انکار کرے' حالانکہ یہ ان کی جہالت ہے۔ اس واقعے میں کوئی استبعاد نہیں۔ نقلاً یہ واقعہ بالکل صحیح ہے' عقلاً بھی کوئی اشکال نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ ملک الموت انجانی انسانی صورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے کہ میں تیری جان نکالنے آیا ہوں۔ ظاہر ہے اس طرح تو کوئی بھی شخص کسی بھی انسان کو جان نکالنے نہیں دیتا بلکہ اپنا دفاع کرتا ہے' لہٰذا انھوں نے انسان سمجھ کر ملک الموت کو تھپڑ مارا۔ تھپڑ چہرے پر لگا اور آنکھ کو نقصان پہنچا۔ فرشتہ جب انسانی صورت میں آئے گا تو اس پر انسانی احکام ہی لاگو ہوں گے' لہٰذا آنکھ کے نقصان پر کوئی تعجب نہیں۔ فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آنکھ درست کر

◀◀ الجنائز، باب من أحب الدفن في الأرض المقدسة أو نحوها، ح: ١٣٣٩ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف: ١١/ ٢٧٤، ح: ٢٠٥٣٠، وزاد: (ح: ٣٤١٧) "عن النبي ﷺ"، والحديث صحيح مرفوعًا وموقوفًا.

کے بھیجا تو موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ انسان نہیں فرشتہ ہے (تبھی تو آنکھ فوراً ٹھیک ہوگئی۔) لہٰذا فوراً موت کے لیے تیار ہو گئے اگرچہ انھیں لمبی زندگی کی پیش کش کی گئی تھی۔ بتائیے اس میں کون سا عقلی اشکال ہے جس کی بنا پر صحیح حدیث کا انکار کیا جائے؟ [وَكَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِيحًا وَّ آفَتُهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ] ''کتنے ہی نقص نکالنے والے راست بول کو معیوب سمجھتے ہیں ان (عیب جوؤں) پر یہ سختی کمزور فہم کی وجہ سے ہوئی۔'' ② ''آنکھ پھوڑ دی'' یہ دلیل ہے کہ فرشتہ انسانی صورت میں آیا تھا' ورنہ فرشتے کی تو آنکھ نظر ہی نہیں آتی' پھوٹے گی کیسے؟ ③ ''مرنا نہیں چاہتا'' یہ ملک الموت کا ظاہری حالات سے اندازہ ہے' ورنہ یہ وجہ نہ تھی بلکہ تھپڑ مارنے کی وجہ یہ تھی کہ فرشتہ اس حالت میں نہیں آیا تھا جس حالت میں روح قبض کرتا ہے' اس لیے انھوں نے اسے انسان سمجھا اور اپنا دفاع فرمایا' اور یہ ان کا حق تھا۔ ④ ''بیل کی پشت پر ہاتھ رکھے'' اس بات کا مقصد دراصل فرشتے کو یہ سمجھانا تھا کہ موسیٰ کا تھپڑ مارنا موت سے انکار کی بنا پر نہیں اور واقعتاً ایسا ہی ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو پتا چل گیا کہ یہ فرشتہ ہے تو زندگی کی پیش کش قبول نہیں کی۔ درحقیقت یہ پیش کش نہیں تھی بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی براءت مقصود تھی۔ ورنہ موت کا دن تو مقرر ہے۔ آگے پیچھے نہیں ہو سکتا' پیش کش کیسی؟ ⑤ ''قریب کر دیا جائے'' معلوم ہوا مقدس مقام میں دفن ہونے کی خواہش درست ہے کیونکہ پڑوس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ حضرات ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عائشہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے جوار میں دفن ہونا پسند فرمایا' خواہش کی' اجازت حاصل کی اور پہلے دو بزرگ تو دفن بھی ہوئے۔ ⑥ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' یہ پوری روایت ہی آپ کا فرمان ہے۔ اگرچہ اس سند میں آپ کا ذکر صرف آخر میں ہے۔ ⑦ اس روایت میں تسلی اس طرح ہے کہ جب آخر کار مرنا ہی مقدر ہے تو کسی کی موت پر ضرورت سے زائد گھبراہٹ کیوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی ایف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

مترجم

سنن نسائی

جلد چہارم

سلسلہ اشاعت نمبر 138

نام کتاب	:	مترجم سنن نسائی
نام مولف	:	إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله
نام مترجم	:	فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ
جلد	:	چہارم
طبع اول	:	اپریل ۲۰۱۲ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
طابع	:	محمد اکرم مختار
ناشر	:	دار العلم، ممبئی

دار العلم ممبئی

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

سنن نسائی

مترجم

جلد چہارم

كتاب الصيام ـــ كتاب مناسك الحج. أحاديث: 2092 ـــ 3086

تالیف

امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

فہرست مضامین (جلد چہارم)

٢٢ كتاب الصّيام	روزوں سے متعلق احکام و مسائل	31
١- بَابُ وجُوبِ الصِّيَام	باب: روزے کی فرضیت	31
٢- بَابُ الْفَضلِ وَالْجُودِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ	باب: رمضان المبارک میں احسان اور سخاوت کرنے کا بیان	38
٣- بَابُ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ	باب: ماہ رمضان المبارک کی فضیلت	40
٤- بَابُ ذِكْرِ الْاخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ	باب: اس روایت میں حضرت زہری کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان	41
٥- ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلٰى مَعْمَرٍ فِيهِ	باب: اس روایت میں معمر کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان	44
٦- اَلرُّخْصَةُ فِي أَنْ يُقَالَ لِشَهْرِ رَمَضَانَ رَمَضَانُ	باب: ماہ رمضان کو (صرف) رمضان کہا جاسکتا ہے	47
٧- اِخْتِلَافُ أَهْلِ الْآفَاقِ فِي الرُّؤْيَةِ	باب: مختلف علاقوں کے لوگوں کا چاند دیکھنے میں اختلاف	49
٨- بَابُ قُبُولِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ عَلٰى هِلَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَذِكْرِ الْاخْتِلَافِ فِيهِ عَلٰى سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ سِمَاكٍ	باب: رمضان المبارک کے چاند کے لیے ایک آدمی کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان اور سماک کی حدیث میں سفیان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر	51
٩- إِكْمَالُ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِذَا كَانَ غَيْمٌ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ	باب: بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر	53
١٠- ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: درج ذیل حدیث میں حضرت زہری کے شاگردوں کا اختلاف	54
١١- ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي هٰذَا	باب: اس حدیث میں عبیداللہ بن عمر کے شاگردوں	

الْحَدِيثِ		کا اختلاف	56

١٢- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ	باب: حضرت ابن عباس کی حدیث میں عمرو بن دینار کے شاگردوں کا اختلاف	57

١٣- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَنْصُورٍ فِي حَدِيثِ رِبْعِيٍّ فِيهِ	باب: اس بارے میں ربعی کی حدیث میں منصور کے شاگردوں کا اختلاف	58

١٤- كَمِ الشَّهْرُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ عَنْ عَائِشَةَ	باب: (قمری اور اسلامی) مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے؟ اور حضرت عائشہ کی اس حدیث میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف	61

١٥- ذِكْرُ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ	باب: اس باب میں ابن عباس کی حدیث کا بیان	63

١٦- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى إِسْمَاعِيلَ فِي خَبَرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ	باب: اس بارے میں حضرت سعد بن مالک کی حدیث میں اسماعیل کے شاگردوں کا اختلاف	64

١٧- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي خَبَرِ أَبِي سَلِمَةَ فِيهِ	باب: اس بارے میں حضرت ابوسلمہ کی حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگردوں کا اختلاف	65

١٨- اَلْحَثُّ عَلَى السُّحُورِ	باب: سحری کھانے کی ترغیب	68

١٩- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: اس حدیث میں عبدالملک بن ابی سلیمان کے شاگردوں کا اختلاف	69

٢٠- تَأْخِيرُ السُّحُورِ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى زِرٍّ فِيهِ	باب: سحری تاخیر سے (آخر وقت میں) کھانے کا بیان نیز اس حدیث میں زرّ کے شاگردوں کا اختلاف	71

٢١- قَدْرَ مَا بَيْنَ السُّحُورِ وَبَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ	باب: سحری اور فجر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟	73

٢٢- ذِكْرُ اِخْتِلَافِ هِشَامٍ وَسَعِيدٍ عَلٰى قَتَادَةَ فِيهِ	باب: اس روایت میں قتادہ کے شاگردوں ہشام اور سعید کے اختلاف کا ذکر (کہ ہشام نے اسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت بتایا ہے جبکہ سعید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی)	73

٢٣- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ فِي تَأْخِيرِ السُّحُورِ وَاخْتِلَافِ	باب: تاخیر سحری کی بابت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سلیمان بن مہران کے شاگردوں

عربی عنوان	اردو عنوان	صفحہ
أَلْفَاظِهِمْ	کا اختلاف اور ان کے لفظی اختلاف کا ذکر	74
٢٤- فَضْلُ السُّحُورِ	باب: سحری کھانے کی فضیلت	77
٢٥- دَعْوَةُ السُّحُورِ	باب: سحری کے لیے دعوت دینا	77
٢٦- تَسْمِيَةُ السُّحُورِ غَدَاءً	باب: سحری کو غدا (صبح کا کھانا) کہنا	78
٢٧- فَضْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ	باب: ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق؟	79
٢٨- اَلسُّحُورُ بِالسَّوِيقِ وَالتَّمْرِ	باب: ستو اور کھجوروں کے ساتھ سحری کرنا	79
٢٩- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: کھاؤ اور پیو حتی کہ تمھارے لیے فجر کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح (روشن) ہو جائے۔" کا مطلب	80
٣٠- كَيْفَ الْفَجْرُ	باب: طلوع فجر کیسے ہوگا؟	82
٣١- اَلتَّقَدُّمُ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ	باب: ماہ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنا	83
٣٢- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلَى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ	باب: اس حدیث میں حضرت ابوسلمہ کے دو شاگردوں یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو کا اختلاف	84
٣٣- ذِكْرُ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ فِي ذٰلِكَ	باب: اس بارے میں ابوسلمہ کی حدیث کا بیان	85
٣٤- اَلْاِخْتِلَافُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ فِيهِ	باب: اس روایت میں محمد بن ابراہیم کے شاگردوں کا اختلاف (کہ بعض نے اسے حضرت ام سلمہ ؓ کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے حضرت عائشہ ؓ کی طرف)	86
٣٥- ذِكْرُ اِخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ	باب: حضرت عائشہ ؓ کی حدیث میں راویوں کے اختلاف کا بیان	87
٣٦- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: اس حدیث میں خالد بن معدان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر	91
٣٧- صِيَامُ يَوْمِ الشَّكِّ	باب: شک والے دن کا روزہ رکھنا	92
٣٨- اَلتَّسْهِيلُ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ	باب: شک والے دن (ایک خاص حالت میں) روزہ	

رکھنے کی رخصت 93

٣٩- ثَوَابُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَالْاِخْتِلَافُ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ باب: جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کے مدنظر صیام و قیام کرے اسے کیا ثواب ملے گا؟ اور اس کی بابت وارد حدیث میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف 94

٤٠- ذِكْرُ اِخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَالنَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ فِيهِ باب: اس روایت میں یحیٰ بن ابی کثیر اور نضر بن شیبان کے اختلاف کا ذکر 100

٤١- فَضْلُ الصِّيَامِ وَالْاِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي ذٰلِكَ باب: روزے کی فضیلت اور حضرت علی بن ابی طالب کی حدیث میں ابواسحاق کے شاگردوں کا اختلاف 103

٤٢- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي صَالِحٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ باب: اس حدیث میں ابو صالح کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 105

٤٣- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ فِي حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ باب: روزے دار کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں محمد بن یعقوب کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 109

٤٤- بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ فِي الْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ باب: جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھے اس کا ثواب اور اس بارے میں وارد حدیث کے بیان میں سہیل بن ابی صالح کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 121

٤٥- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فِيهِ باب: اس روایت میں سفیان ثوری کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان 123

٤٦- مَا يُكْرَهُ مِنَ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ باب: سفر میں روزہ رکھنا مکروہ ہے؟ 125

٤٧- اَلْعِلَّةُ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا قِيلَ ذٰلِكَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فِي ذٰلِكَ باب: وہ سبب جس کی بنا پر یہ الفاظ کہے گئے نیز اس بارے میں وارد حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بیان میں محمد بن عبدالرحمٰن کے

شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 127

٤٨- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ باب: علی بن مبارک کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 128

٤٩- ذِكْرُ اسْمِ الرَّجُلِ باب: اس شخص کے نام کا ذکر (جو محمد بن عبدالرحمٰن اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان ہے) 129

٥٠- ذِكْرُ وَضعِ الصِّيَامِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَالْاِخْتِلَافِ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ فِي خَبَرِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ فِيهِ باب: مسافر کو (وقتی طور پر) روزہ معاف ہونے کا ذکر اور اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کی حدیث (کے بیان) میں اوزاعی کے شاگردوں کا اختلاف 132

٥١- ذِكْرُ اِخْتِلَافِ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ وَعَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ باب: اس حدیث کے بیان میں معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک کا اختلاف 134

٥٢- فَضْلُ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ عَلَى الصَّوْمِ باب: سفر میں (بصورت مشقت) روزہ رکھنے سے نہ رکھنا افضل ہے 140

٥٣- ذِكْرُ قَوْلِهِ: اَلصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ باب: اس بات کا بیان کہ سفر میں روزہ رکھنے والا گھر میں رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے 140

٥٤- اَلصِّيَامُ فِي السَّفَرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ باب: سفر میں روزہ رکھنا' نیز اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ناقلین کا اختلاف 142

٥٥- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَنْصُورٍ باب: منصور کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 143

٥٦- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ باب: اس بارے میں حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سلیمان بن یسار کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 145

٥٧- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عُرْوَةَ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ فِيهِ باب: حضرت حمزہ بن عمرو کی حدیث میں عروہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 148

٥٨- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيهِ باب: اس روایت میں ہشام بن عروہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 149

عنوان	باب	صفحہ
٥٩- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ قِطْعَةَ فِيهِ	باب: اس حدیث میں ابونضرہ منذر بن مالک بن قطعہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر	151
٦٠- اَلرُّخْصَةُ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يَّصُومَ بَعْضًا وَيُفْطِرُ بَعْضًا	باب: مسافر کو اجازت ہے کہ کچھ روزے رکھ لے کچھ چھوڑ دے	153
٦١- اَلرُّخْصَةُ فِي الْإِفْطَارِ لِمَنْ حَضَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَصَامَ ثُمَّ سَافَرَ	باب: جو شخص رمضان المبارک میں گھر میں موجود تھا' اس نے روزہ رکھ لیا' پھر سفر شروع کیا تو سفر میں وہ روزہ کھول سکتا ہے	153
٦٢- وَضْعُ الصِّيَامِ عَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ	باب: حاملہ اور مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) کو روزہ معاف ہے	154
٦٣- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ کی تفسیر	155
٦٤- وَضْعُ الصِّيَامِ عَنِ الْحَائِضِ	باب: حیض کی حالت میں (وقتی طور پر) روزہ معاف ہونا	157
٦٥- إِذَا طَهُرَتِ الْحَائِضُ أَوْ قَدِمَ الْمُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ هَلْ يَصُومُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ	باب: رمضان میں دن کے وقت جب عورت حیض سے پاک ہو جائے یا مسافر گھر آ جائے تو کیا باقی دن کا روزہ رکھیں؟	159
٦٦- إِذَا لَمْ يُجْمِعْ مِنَ اللَّيْلِ هَلْ يَصُومُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنَ التَّطَوُّعِ؟	باب: جب رات کو روزے کی نیت نہ ہو تو کیا دن کے وقت نفل روزہ رکھ سکتا ہے؟	160
٦٧- اَلنِّيَّةُ فِي الصِّيَامِ وَالْاِخْتِلَافُ عَلٰى طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ فِي خَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ	باب: روزے کی نیت اور اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (کے بیان کرنے) میں طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ کے شاگردوں کا اختلاف	160
٦٨- ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حَفْصَةَ فِي ذٰلِكَ	باب: اس بارے میں حضرت حفصہ کی حدیث میں ناقلین کا اختلاف	166
٦٩- صَوْمُ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ	باب: اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کے روزے کا بیان	171
٧٠- صَوْمُ النَّبِيِّ ﷺ بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ	باب: نبی ﷺ' آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' کے روزے کا بیان اور اس بارے میں	

وارد روایت کے ناقلین کے اختلاف کا ذکر 171

٧١- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ فِي الْخَبَرِ فِيهِ — باب: اس کے بارے میں وارد حدیث میں حضرت عطاء کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 182

٧٢- اَلنَّهْيُ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فِي الْخَبَرِ فِيهِ — باب: ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت اور اس بارے میں وارد حدیث (کے بیان) میں مطرف بن عبداللہ کے شاگردوں کا اختلاف 185

٧٣- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِيهِ — باب: اس روایت میں غیلان بن جریر کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 186

٧٤- سَرْدُ الصِّيَامِ — باب: لگاتار روزے رکھنا؟ 187

٧٥- صَوْمُ ثُلُثَيِ الدَّهْرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ — باب: دوتہائی دنوں کے روزے اور اس بارے میں واردحدیث کے بیان میں راویوں کے اختلاف کا ذکر 188

٧٦- صَوْمُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ وَذِكْرُ اِخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ فِي ذٰلِكَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ — باب: ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرنے والوں کے الفاظ کے اختلاف کا ذکر 191

٧٧- ذِكْرُ الزِّيَادَةِ فِي الصِّيَامِ وَالنُّقْصَانِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ — باب: اس حدیث میں اس سے کم وبیش روزوں کا ذکر اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر 197

٧٨- صَوْمُ عَشَرَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَاخْتِلَافُ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ — باب: ایک ماہ میں دس دن کے روزے رکھنا اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر 199

٧٩- صِيَامُ خَمْسَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ — باب: مہینے میں پانچ دن روزے رکھنا 203

٨٠- صِيَامُ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ — باب: مہینے میں چار دن روزے رکھنا 204

٨١- صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ | باب: مہینے میں تین دن روزے رکھنا | 205

٨٢- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي عُثْمَانَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ | باب: ہر ماہ تین روزے رکھنے کے بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بیان کرنے میں ابوعثمان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر | 206

٨٣- كَيْفَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَذِكْرُ إِخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ | باب: ہر ماہ تین دن کس طرح روزے رکھے؟ اور اس بارے میں حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر | 209

٨٤- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فِي الْخَبَرِ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ | باب: مہینے کے تین روزوں والی روایت میں موسیٰ بن طلحہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر | 212

٨٥- صَوْمُ يَوْمَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ | باب: مہینے میں دو دن روزہ رکھنا | 219

٢٣- كِتَابُ الزَّكَاةِ | زکاۃ سے متعلق احکام و مسائل | 223

١- بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ | باب: زکاۃ کی فرضیت | 224

٢- بَابُ التَّغْلِيظِ فِي حَبْسِ الزَّكَاةِ | باب: زکاۃ روک لینے پر سخت وعید | 229

٣- بَابُ مَانِعِ الزَّكَاةِ | باب: زکاۃ سے انکار کرنے والے کا حکم | 232

٤- بَابُ عُقُوبَةِ مَانِعِ الزَّكَاةِ | باب: زکاۃ نہ دینے والے کی سزا | 234

٥- بَابُ زَكَاةِ الْإِبِلِ | باب: اونٹوں کی زکاۃ | 235

٦- بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْإِبِلِ | باب: اونٹوں کی زکاۃ نہ دینے والے کی سزا | 241

٧- بَابُ سُقُوطِ الزَّكَاةِ عَنِ الْإِبِلِ إِذَا كَانَتْ رِسْلًا لِأَهْلِهَا وَلِحُمُولَتِهِمْ | باب: جب اونٹ گھر والوں کے دودھ اور سواری وغیرہ کے لیے ہوں تو ان پر زکاۃ نہیں | 243

٨- بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ | باب: گایوں کی زکاۃ | 243

٩- بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ | باب: گایوں کی زکاۃ نہ دینے والے کی سزا | 246

١٠- بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ | باب: بکریوں کی زکاۃ | 247

١١- بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ | باب: بکریوں کی زکاۃ نہ دینے والے کی سزا | 249

١٢- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَالتَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ | باب: علیحدہ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا یا اکٹھے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کرنا (منع ہے) | 250

١٣- بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ عَلٰى صَاحِبِ الصَّدَقَةِ — باب: حاکم کا صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرنا 252

١٤- بَابٌ إِذَا جَاوَزَ فِي الصَّدَقَةِ — باب: جب کوئی صدقہ وصول کرنے والا حد سے تجاوز کرے تو؟ 253

١٥- بَابُ إِعْطَاءِ السَّيِّدِ الْمَالَ بِغَيْرِ اخْتِيَارِ الْمُصَدِّقِ — باب: مالک زکاۃ اپنی مرضی سے دے گا' صدقہ لینے والا اپنی مرضی نہیں کرے گا 254

١٦- بَابُ زَكَاةِ الْخَيْلِ — باب: گھوڑوں کی زکاۃ 257

١٧- بَابُ زَكَاةِ الرَّقِيقِ — باب: غلاموں کی زکاۃ 259

١٨- بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ — باب: چاندی کی زکاۃ 260

١٩- بَابُ زَكَاةِ الْحُلِيِّ — باب: زیورات کی زکاۃ 262

٢٠- بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ مَالِهِ — باب: جو شخص اپنے مال کی زکاۃ نہ دے تو؟ 264

٢١- زَكَاةُ التَّمْرِ — باب: خشک کھجوروں کی زکاۃ 266

٢٢- بَابُ زَكَاةِ الْحِنْطَةِ — باب: گندم کی زکاۃ 266

٢٣- بَابُ زَكَاةِ الْحُبُوبِ — باب: مختلف قسم کے غلوں کی زکاۃ 267

٢٤- اَلْقَدْرُ الَّذِي تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ — باب: کتنی مقدار میں زکاۃ واجب ہوتی ہے؟ 267

٢٥- بَابُ مَا يُوجِبُ الْعُشْرَ وَمَا يُوجِبُ نِصْفَ الْعُشْرِ — باب: کس زمین میں عشر اور کس میں نصف عشر واجب ہے؟ 268

٢٦- كَمْ يَتْرُكُ الْخَارِصُ — باب: اندازہ لگانے والا کتنا چھوڑ دے 271

٢٧- قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ — باب: اللہ کے فرمان: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ کی تفسیر 272

٢٨- بَابُ الْمَعْدِنِ — باب: کان (سے نکلنے والی معدنیات) کا بیان 273

٢٩- بَابُ زَكَاةِ النَّحْلِ — باب: مکھیوں کے شہد میں زکاۃ 276

٣٠- بَابُ فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ — باب: رمضان کی زکاۃ (صدقۃ الفطر) فرض ہے 277

٣١- بَابُ فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمَمْلُوكِ — باب: غلام اور لونڈی پر بھی زکاۃ رمضان (صدقۃ الفطر) فرض ہے 278

٣٢- فَرْضُ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّغِيرِ — باب: زکاۃ رمضان (صدقۃ الفطر) بچے پر بھی فرض ہے 279

٣٣- فَرْضُ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ دُونَ الْمُعَاهِدِينَ	باب: زکاۃ رمضان مسلمانوں پر فرض ہے ذمیوں پر نہیں	279
٣٤- كَمْ فُرِضَ	باب: صدقۃ الفطر کتنا فرض کیا گیا؟	281
٣٥- بَابُ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نُزُولِ الزَّكَاةِ	باب: صدقۂ فطر کی فرضیت زکاۃ کا حکم اترنے سے پہلے تھی	282
٣٦- مَكِيلَةُ زَكَاةِ الْفِطْرِ	باب: صدقۃ الفطر کی مقدار کا بیان	283
٣٧- بَابُ التَّمْرِ فِي زَكَاةِ الْفِطْرِ	باب: صدقۃ الفطر میں کھجور دینا	285
٣٨- اَلزَّبِيبِ	باب: (صدقۂ فطر میں) کشمش (دینا)	286
٣٩- اَلدَّقِيقُ	باب: صدقۂ فطر میں آٹا دینا	287
٤٠- اَلْحِنْطَةُ	باب: گندم دینا	288
٤١- اَلسُّلْتُ	باب: سُلت دینا	289
٤٢- اَلشَّعِيرُ	باب: جو دینا	289
٤٣- اَلْأَقِطُ	باب: پنیر دینا	290
٤٤- كَمِ الصَّاعُ	باب: صاع کتنا ہوتا ہے؟	290
٤٥- بَابُ الْوَقْتِ [الَّذِي] يُسْتَحَبُّ أَنْ تُؤَدّٰى صَدَقَةُ الْفِطْرِ فِيهِ	باب: صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا مستحب وقت	292
٤٦- إِخْرَاجُ الزَّكَاةِ مِنْ بَلَدٍ إِلٰى بَلَدٍ	باب: ایک شہر کی زکاۃ دوسرے شہر لے جانا؟	293
٤٧- بَابٌ إِذَا أَعْطَاهَا غَنِيًّا وَهُوَ لَا يَشْعُرُ	باب: جب کوئی شخص لاعلمی میں زکاۃ کسی غنی کو دے بیٹھے تو؟	294
٤٨- بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ غُلُولٍ	باب: حرام (چوری، خیانت وغیرہ) کے مال سے صدقہ دینا	295
٤٩- جَهْدُ الْمُقِلِّ	باب: کم مال والے کا مشقت سے کمایا ہوا مال	297
٥٠- اَلْيَدُ الْعُلْيَا	باب: اوپر والا ہاتھ	300
٥١- بَابٌ أَيَّتُهُمَا الْيَدُ الْعُلْيَا؟	باب: اوپر والا ہاتھ کون سا ہے؟	301
٥٢- اَلْيَدُ السُّفْلٰى	باب: نیچے والا ہاتھ	302

٥٣- الصَّدَقَةُ عَنْ ظَهْرِ غِنًى	باب: صدقہ ایسا ہونا چاہیے جس کے بعد بھی صدقہ کرنے والا غنی رہے	302
٥٤- تَفْسِيرُ ذٰلِكَ	باب: اس کی تفسیر و وضاحت	303
٥٥- بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ هَلْ يُرَدُّ عَلَيْهِ	باب: جب کوئی محتاج شخص صدقہ کرے تو کیا اسے واپس کر دیا جائے؟	304
٥٦- صَدَقَةُ الْعَبْدِ	باب: غلام کا (مالک کے مال میں سے) صدقہ کرنا؟	305
٥٧- صَدَقَةُ الْمَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا	باب: عورت کا اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کرنا؟	306
٥٨- عَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا	باب: عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ نہ دے	307
٥٩- فَضْلُ الصَّدَقَةِ	باب: صدقے کی فضیلت	307
٦٠- بَابٌ: أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ	باب: کون سا صدقہ افضل ہے؟	308
٦١- صَدَقَةُ الْبَخِيلِ	باب: کنجوس آدمی کا صدقہ	311
٦٢- اَلْإِحْصَاءُ فِي الصَّدَقَةِ	باب: گن گن کر صدقہ کرنا؟	313
٦٣- اَلْقَلِيلُ فِي الصَّدَقَةِ	باب: تھوڑے صدقے کا بیان	315
٦٤- بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ	باب: دوسروں کو صدقہ کرنے کی رغبت دلانے کا بیان	316
٦٥- اَلشَّفَاعَةُ فِي الصَّدَقَةِ	باب: صدقے کے بارے میں سفارش کرنے کا بیان	319
٦٦- اَلْاِخْتِيَالُ فِي الصَّدَقَةِ	باب: صدقے میں فخر کرنا	320
٦٧- بَابُ أَجْرِ الْخَازِنِ إِذَا تَصَدَّقَ بِإِذْنِ مَوْلَاهُ	باب: خزانچی اپنے مالک کی اجازت سے صدقہ کرے تو اسے بھی ثواب ملے گا	321
٦٨- بَابُ الْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ	باب: چھپا کر صدقہ کرنے والا	322
٦٩- اَلْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى	باب: دے کر احسان جتلانے والا	323
٧٠- بَابُ رَدِّ السَّائِلِ	باب: سائل کو (کچھ نہ کچھ دے کر) رخصت کرنا چاہیے	325
٧١- بَابُ مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يُعْطِي	باب: جس شخص سے مانگا جائے اور وہ نہ دے تو؟	325
٧٢- مَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ	باب: جو شخص اللہ عزوجل کے نام پر مانگے	326
٧٣- مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ	باب: جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر مانگے	327

٧٤- مَنْ يَّسْأَلُ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ	باب: جو شخص اللہ کے نام پر مانگے اور خود اس کے نام پر نہ دے؟	328
٧٥- ثَوَابُ مَنْ يُّعْطِي	باب: جو شخص (اللہ تعالیٰ کے نام پر) دے اس کا ثواب؟	329
٧٦- تَفْسِيرُ الْمِسْكِينِ	باب: مسکین کی تفسیر (کہ وہ کون ہے؟)	331
٧٧- اَلْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ	باب: تکبر کرنے والا فقیر	333
٧٨- فَضْلُ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمِلَةِ	باب: بیوہ کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کی فضیلت	334
٧٩- اَلْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ	باب: مؤلفۃ القلوب کا بیان	334
٨٠- اَلصَّدَقَةُ لِمَنْ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ	باب: جو شخص کوئی تاوان اٹھا لے اسے زکاۃ دی جا سکتی ہے	337
٨١- اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْيَتِيمِ	باب: یتیم کو صدقہ دینا	338
٨٢- اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْأَقَارِبِ	باب: قرابت داروں کو صدقہ دینا	340
٨٣- اَلْمَسْأَلَةُ	باب: مانگنا	342
٨٤- سُؤَالُ الصَّالِحِينَ	باب: نیک لوگوں سے مانگنا	343
٨٥- اَلْاِسْتِعْفَافُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ	باب: مانگنے سے پرہیز کرنا	343
٨٦- فَضْلُ مَنْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا	باب: لوگوں سے کچھ نہ مانگنے والے کی فضیلت	345
٨٧- حَدُّ الْغِنٰى	باب: غنیٰ کی تعریف	346
٨٨- بَابُ الْإِلْحَافِ فِي الْمَسْأَلَةِ	باب: اصرار کے ساتھ (چمٹ کر) مانگنا	347
٨٩- مَنِ الْمُلْحِفُ؟	باب: اصرار کے ساتھ مانگنے والا کون ہے؟	348
٩٠- إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ دَرَاهِمُ وَكَانَ لَهُ عِدْلُهَا	باب: جب کسی شخص کے پاس (چالیس) درہم تو نہ ہوں مگر اتنی مالیت کی اور چیز ہو تو؟	349
٩١- مَسْأَلَةُ الْقَوِيِّ الْمُكْتَسِبِ	باب: کمائی کر سکنے والے طاقت ور شخص کے لیے مانگنا جائز نہیں	351
٩٢- مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ ذَا سُلْطَانٍ	باب: حاکم (صاحب اقتدار) سے مانگنا	351
٩٣- مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ	باب: ایسی چیز کا سوال کرنا جس کے بغیر چارہ نہ ہو	352
٩٤- مَنْ آتَاهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مَالًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ	باب: جسے اللہ تعالیٰ مانگے بغیر کوئی مال عطا فرمائے؟	354

٩٥- بَابُ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الصَّدَقَةِ	باب: نبی ﷺ کی آل کو صدقات جمع کرنے پر مقرر کرنا؟	359
٩٦- بَابُ ابْنِ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ	باب: کسی قوم کا بھانجا بھی ان میں شامل ہوتا ہے	360
٩٧- بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ	باب: کسی قوم کا آزاد کردہ غلام بھی اس قوم میں شامل ہے	361
٩٨- اَلصَّدَقَةُ لَاتَحِلُّ لِلنَّبِيِّ	باب: نبی ﷺ کے لیے صدقہ جائز نہیں	362
٩٩- إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ	باب: جب صدقے کی حیثیت بدل جائے (تو حکم بھی بدل جائے گا)	362
١٠٠- شِرَاءُ الصَّدَقَةِ	باب: صدقے کا مال خریدنا	364
٢٤- كتاب مناسك الحج	**حج سے متعلق احکام ومسائل**	369
١- بَابُ وُجُوبِ الْحَجِّ	باب: حج کی فرضیت کا بیان	370
٢- وُجُوبِ الْعُمْرَةِ	باب: عمرے کے واجب ہونے کا بیان	372
٣- فَضْلُ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ	باب: حج مبرور کی فضیلت	373
٤- فَضْلُ الْحَجِّ	باب: حج کی فضیلت	374
٥- فَضْلُ الْعُمْرَةِ	باب: عمرے کی فضیلت	377
٦- فَضْلُ الْمُتَابَعَةِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ	باب: پے در پے حج اور عمرہ کرنے کی فضیلت	377
٧- اَلْحَجُّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ	باب: اس فوت شدہ کی طرف سے حج کرنا جس نے حج کی نذر مانی ہو (مگر پوری نہ کرسکا ہو)	378
٨- اَلْحَجُّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي لَمْ يَحُجَّ	باب: جس میت نے (فرض) حج نہ کیا ہو اس کی طرف سے حج کرنا	379
٩- اَلْحَجُّ عَنِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ	باب: زندہ شخص سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو تو اس کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے	380
١٠- اَلْعُمْرَةُ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي لَا يَسْتَطِيعُ	باب: جو شخص عمرہ نہ کرسکتا ہو اس کی طرف سے عمرہ کرنا	382
١١- تَشْبِيهُ قَضَاءِ الْحَجِّ بِقَضَاءِ الدَّيْنِ	باب: ادائیگی حج، ادائیگی قرض کے مشابہ ہے	382

١٢- حَجُّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ باب: عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا 384
١٣- حَجُّ الرَّجُلِ عَنِ الْمَرْأَةِ باب: مرد کا عورت کی طرف سے حج کرنا 386
١٤- مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَحُجَّ عَنِ الرَّجُلِ أَكْبَرُ وَلَدِهِ باب: مستحب یہ ہے کہ آدمی کی طرف سے اس کا بڑا بیٹا حج کرے 386
١٥- اَلْحَجُّ بِالصَّغِيرِ باب: بچے کو حج کروانا 387
١٦- اَلْوَقْتُ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ لِلْحَجِّ باب: نبی اکرم ﷺ حج کے لیے مدینہ منورہ سے کب چلے؟ 390

اَلْمَوَاقِيتُ — مواقیت کا بیان 391

١٧- مِيقَاتُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ باب: مدینے والوں کا میقات 391
١٨- مِيقَاتُ أَهْلِ الشَّامِ باب: شام والوں کا میقات 392
١٩- مِيقَاتُ أَهْلِ مِصْرَ باب: مصر والوں میقات 393
٢٠- مِيقَاتُ أَهْلِ الْيَمَنِ باب: یمن والوں کا میقات 393
٢١- مِيقَاتُ أَهْلِ نَجْدٍ باب: نجد والوں کا میقات 394
٢٢- مِيقَاتُ أَهْلِ الْعِرَاقِ باب: عراق والوں کا میقات 394
٢٣- مَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ باب: جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہوں 395
٢٤- التَّعْرِيسُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ باب: ذوالحلیفہ میں پڑاؤ ڈالنا 397
٢٥- اَلْبَيْدَاءُ باب: بیداء کا بیان 398
٢٦- اَلْغُسْلُ لِلْإِهْلَالِ باب: احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا 399
٢٧- غُسْلُ الْمُحْرِمِ باب: محرم کا غسل کرنا 401
٢٨- اَلنَّهْيُ عَنِ الثِّيَابِ الْمَصْبُوغَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ فِي الْإِحْرَامِ باب: احرام میں ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت 402
٢٩- اَلْجُبَّةُ فِي الْإِحْرَامِ باب: احرام کی حالت میں جبہ پہننا 403
٣٠- اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْقَمِيصِ لِلْمُحْرِمِ باب: محرم کے لیے قمیص پہننے کی ممانعت 405
٣١- اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيلِ فِي الْإِحْرَامِ باب: احرام میں پاجامہ (اور شلوار وغیرہ) پہننے کی ممانعت 406

٣٢- اَلرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ السَّرَاوِيلِ لِمَنْ لَّا يَجِدُ الْإِزَارَ — باب: جس محرم کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن سکتا ہے — 406

٣٣- اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ تَنْتَقِبَ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ — باب: محرم عورت کے لیے نقاب باندھنے کی ممانعت — 407

٣٤- اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْبَرَانِسِ فِي الْإِحْرَامِ — باب: احرام کی حالت میں ٹوپی دار کرتا (برانڈی) پہننے کی ممانعت — 409

٣٥- اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْعِمَامَةِ فِي الْإِحْرَامِ — باب: احرام کی حالت میں پگڑی پہننے کی ممانعت — 410

٣٦- اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْإِحْرَامِ — باب: احرام میں موزے پہننے کی ممانعت — 411

٣٧- اَلرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْإِحْرَامِ لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ — باب: جس کے پاس جوتے نہ ہوں' اسے احرام کی حالت میں موزے پہننے کی رخصت ہے — 411

٣٨- قَطْعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ — باب: موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹنا — 412

٣٩- اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ تَلْبَسَ الْمُحْرِمَةُ الْقُفَّازَيْنِ — باب: محرم عورت کے لیے دستانے پہننے کی ممانعت — 412

٤٠- اَلتَّلْبِيدُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ — باب: احرام باندھتے وقت بالوں کو گوند (وغیرہ) سے چپکانا — 413

٤١- إِبَاحَةُ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ — باب: احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مباح ہے — 414

٤٢- مَوْضِعُ الطِّيبِ — باب: خوشبو لگانے کی جگہ — 419

٤٣- اَلزَّعْفَرَانُ لِلْمُحْرِمِ — باب: محرم کے لیے زعفران لگانا؟ — 423

٤٤- فِي الْخَلُوقِ لِلْمُحْرِمِ — باب: محرم کے لیے خلوق لگانا؟ — 424

٤٥- اَلْكُحْلُ لِلْمُحْرِمِ — باب: محرم کے لیے سرمہ لگانا؟ — 426

٤٦- اَلْكَرَاهِيَةُ فِي الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ لِلْمُحْرِمِ — باب: محرم کے لیے رنگ دار کپڑے پہننے کی ممانعت — 426

٤٧- تَخْمِيرُ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ — باب: محرم (مرد) کے لیے اپنا چہرہ اور سر ڈھانپنا (درست نہیں) — 428

٤٨- إِفْرَادُ الْحَجِّ — باب: صرف حج کا احرام باندھنا — 430

٤٩- اَلْقِرَانُ — باب: عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھنا — 432

٥٠- اَلتَّمَتُّعُ — باب: تمتع کا بیان — 440

٥١- تَرْكُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْإِهْلَالِ — باب: لبیک کہتے وقت حج یا عمرے کا نام نہ لینا — 447

٥٢- اَلحَجُّ بِغَيْرِ نِيَّةٍ يَقْصِدُهُ الْمُحْرِمُ	باب: محرم کا نیت معین کیے بغیر احرام باندھنا	449
٥٣- إِذَا أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَجْعَلُ مَعَهَا حَجًّا	باب: جب کوئی شخص عمرے کا احرام باندھے تو کیا اس کے ساتھ حج بھی (شامل) کرسکتا ہے؟	452
٥٤- كَيْفَ التَّلْبِيَةُ	باب: لبیک کیسے کہا جائے؟	454
٥٥- رَفْعُ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ	باب: بلند آواز سے لبیک کہنا	459
٥٦- اَلْعَمَلُ فِي الْإِهْلَالِ	باب: احرام کا عمل	459
٥٧- إِهْلَالُ النُّفَسَاءِ	باب: نفاس والی عورت کیسے احرام باندھے؟	462
٥٨- فِي الْمُهِلَّةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضُ وَتَخَافُ فَوْتَ الْحَجِّ	باب: عورت نے عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو اسے حیض شروع ہو جائے اور (انتظار کی صورت میں) حج فوت ہونے کا خطرہ ہو تو؟	464
٥٩- اَلْاِشْتِرَاطُ فِي الْحَجِّ	باب: حج کے احرام میں شرط لگانا	468
٦٠- كَيْفَ يَقُولُ إِذَا اشْتَرَطَ	باب: شرط لگاتے وقت کیا کہے؟	469
٦١- مَا يَفْعَلُ مَنْ حُبِسَ عَنِ الْحَجِّ وَلَمْ يَكُنِ اشْتَرَطَ	باب: جس شخص نے شرط نہیں لگائی' وہ حج سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟	471
٦٢- إِشْعَارُ الْهَدْيِ	باب: قربانی کے اونٹ کو اشعار کرنا	472
٦٣- أَيُّ الشِّقَّيْنِ يُشْعِرُ	باب: (کوہان کی) کس جانب اشعار کیا جائے؟	474
٦٤- بَابُ سَلْتِ الدَّمِ عَنِ الْبُدْنِ	باب: زخم لگانے کے بعد خون پونچھنا	474
٦٥- فَتْلُ الْقَلَائِدِ	باب: قلادے بٹنا (تیار کرنا)	475
٦٦- مَا يُفْتَلُ مِنْهُ الْقَلَائِدُ	باب: قلادے کس چیز سے بٹے جائیں؟	477
٦٧- تَقْلِيدُ الْهَدْيِ	باب: حرم کو جانے والے قربانی کے جانوروں کو قلادے ڈالنا	478
٦٨- تَقْلِيدُ الْإِبِلِ	باب: اونٹوں کو قلادہ ڈالنا	479
٦٩- تَقْلِيدُ الْغَنَمِ	باب: بکریوں کو قلادہ ڈالنا	480
٧٠- تَقْلِيدُ الْهَدْيِ نَعْلَيْنِ	باب: حرم کو جانے والے جانور کے گلے میں دو جوتے لٹکانا	482

٧١- هَلْ يُحْرِمُ إِذَا قَلَّدَ؟	باب: جب کوئی شخص قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالے تو کیا وہ محرم بن جاتا ہے؟	482
٧٢- هَلْ يُوجِبُ تَقْلِيدُ الْهَدْيِ إِحْرَامًا	باب: کیا قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالنا احرام کا موجب ہے؟	483
٧٣- سَوْقُ الْهَدْيِ	باب: قربانی کے جانور کو ہانک کر لے جانا	485
٧٤- رُكُوبُ الْبَدَنَةِ	باب: قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا؟	486
٧٥- رُكُوبُ الْبَدَنَةِ لِمَنْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ	باب: جسے چلنے میں مشقت ہو اس کے لیے قربانی کے جانور پر سوار ہونا	487
٧٦- رُكُوبُ الْبَدَنَةِ بِالْمَعْرُوفِ	باب: قربانی کے جانور پر اچھے طریقے سے سوار ہونا چاہیے	488
٧٧- إِبَاحَةُ فَسْخِ الْحَجِّ بِعُمْرَةٍ لِمَنْ لَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ	باب: جس آدمی کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل سکتا ہے؟	488
٧٨- مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ	باب: محرم کے لیے کون سا شکار کھانا جائز ہے؟	496
٧٩- مَا لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ	باب: کس قسم کا شکار محرم کے لیے کھانا جائز نہیں؟	499
٨٠- إِذَا ضَحِكَ الْمُحْرِمُ فَفَطِنَ الْحَلَالُ لِلصَّيْدِ فَقَتَلَهُ أَيَأْكُلُهُ أَمْ لَا	باب: اگر محرم (شکار دیکھ کر) ہنس پڑے جس سے حلال شخص کو شکار کا پتا چل جائے، پھر وہ اسے شکار کرے تو کیا محرم اسے کھا سکتا ہے؟	502
٨١- إِذَا أَشَارَ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ فَقَتَلَهُ الْحَلَالُ	باب: اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے اور غیر محرم اسے شکار کرے تو؟	505
٨٢- مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ قَتْلُ الْكَلْبِ الْعَقُورِ	باب: محرم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ کاٹنے والے کتے کو قتل کرنا	506
٨٣- قَتْلُ الْحَيَّةِ	باب: سانپ کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)	507
٨٤- قَتْلُ الْفَأْرَةِ	باب: چوہے کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)	508
٨٥- قَتْلُ الْوَزَغِ	باب: چھپکلی کو قتل کرنا	508
٨٦- قَتْلُ الْعَقْرَبِ	باب: بچھو کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)	509

٨٧- قَتْلُ الْحِدَأَةِ	باب: چیل کو قتل کرنا (بھی جائز ہے)	510
٨٨- قَتْلُ الْغُرَابِ	باب: کوے کو قتل کرنا (محرم کے لیے جائز ہے)	510
٨٩- مَا لَا يَقْتُلُهُ الْمُحْرِمُ	باب: وہ جانور جنھیں محرم قتل نہیں کر سکتا	511
٩٠- اَلرُّخْصَةُ فِي النِّكَاحِ لِلْمُحْرِمِ	باب: محرم کے لیے نکاح کرنے کی رخصت	512
٩١- اَلنَّهْيُ عَنْ ذٰلِكَ	باب: (محرم کو) نکاح سے ممانعت	514
٩٢- اَلْحِجَامَةُ لِلْمُحْرِمِ	باب: محرم کے لیے سینگی لگوانا؟	516
٩٣- حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ مِنْ عِلَّةٍ تَكُونُ بِهِ	باب: محرم کسی بیماری اور تکلیف کی وجہ سے سینگی لگوا سکتا ہے	517
٩٤- حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمِ	باب: محرم قدم کی پشت پر سینگی لگوا سکتا ہے	518
٩٥- حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ عَلٰى وَسْطِ رَأْسِهِ	باب: محرم اپنے سر کے درمیان بھی سینگی لگوا سکتا ہے	518
٩٦- فِي الْمُحْرِمِ يُؤْذِيهِ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ	باب: اگر محرم کو سر میں جوئیں تکلیف دیں تو؟	519
٩٧- غُسْلُ الْمُحْرِمِ بِالسِّدْرِ إِذَا مَاتَ	باب: محرم مر جائے تو اسے بیری کے پتوں سے غسل دینا	520
٩٨- فِي كَمْ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ	باب: محرم فوت ہو جائے تو اسے کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے؟	521
٩٩- اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يُحَنَّطَ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ	باب: محرم وفات پا جائے تو اسے حنوط نہ لگائی جائے	522
١٠٠- اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يُخَمَّرَ وَجْهُ الْمُحْرِمِ وَرَأْسُهُ إِذَا مَاتَ	باب: محرم فوت ہو جائے تو اس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنے کی ممانعت	523
١٠١- اَلنَّهْيُ عَنْ تَخْمِيرِ رَأْسِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ	باب: محرم فوت ہو جائے تو اس کا سر نہ ڈھانپا جائے	523
١٠٢- فِيمَنْ أُحْصِرَ بِعَدُوٍّ	باب: دشمن کی وجہ سے جو شخص (حج سے) روک دیا جائے تو؟	524
١٠٣- دُخُولُ مَكَّةَ	باب: مکہ مکرمہ میں داخلہ	527
١٠٤- دُخُولُ مَكَّةَ لَيْلًا	باب: رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونا	528
١٠٥- مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ	باب: مکہ مکرمہ میں کس طرف سے داخل ہو؟	529
١٠٦- دُخُولُ مَكَّةَ بِاللِّوَاءِ	باب: مکہ مکرمہ میں جھنڈا لے کر داخل ہونا	530

١٠٧- دُخُولُ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ	باب: مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا	530
١٠٨- اَلْوَقْتُ الَّذِي وَافَى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ	باب: نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں کس وقت داخل ہوئے؟	532
١٠٩- إِنْشَادُ الشِّعْرِ فِي الْحَرَمِ وَالْمَشْيُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ	باب: حرم میں شعر پڑھنا اور امام کے آگے آگے چلنا	533
١١٠- حُرْمَةُ مَكَّةَ	باب: مکے کی تعظیم کا بیان	534
١١١- تَحْرِيمُ الْقِتَالِ فِيهِ	باب: مکہ مکرمہ میں لڑائی حرام ہے	535
١١٢- حُرْمَةُ الْحَرَمِ	باب: حرم کی حرمت کا بیان	537
١١٣- مَا يُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ مِنَ الدَّوَابِّ	باب: حرم میں کون سے جانور قتل کیے جا سکتے ہیں؟	540
١١٤- قَتْلُ الْحَيَّةِ فِي الْحَرَمِ	باب: حرم میں سانپ مارنا	540
١١٥- قَتْلُ الْوَزَغِ	باب: چھپکلی کو قتل کرنا	542
١١٦- بَابُ قَتْلِ الْعَقْرَبِ	باب: بچھو کو قتل کرنا	543
١١٧- قَتْلُ الْفَأْرَةِ فِي الْحَرَمِ	باب: حرم میں چوہے کو مارنا	543
١١٨- قَتْلُ الْحِدَأَةِ فِي الْحَرَمِ	باب: حرم میں چیل کو مارنا	544
١١٩- قَتْلُ الْغُرَابِ فِي الْحَرَمِ	باب: حرم میں کوے کو مارنا	544
١٢٠- اَلنَّهْيُ أَنْ يُنَفَّرَ صَيْدُ الْحَرَمِ	باب: حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت	545
١٢١- إِسْتِقْبَالُ الْحَاجِّ	باب: حاجیوں کا استقبال کرنا	546
١٢٢- تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ	باب: بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ نہ اٹھانا	547
١٢٣- اَلدُّعَاءُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ	باب: بیت اللہ کو دیکھتے وقت دعا کرنا	548
١٢٤- فَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	باب: مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت	548
١٢٥- بِنَاءُ الْكَعْبَةِ	باب: تعمیر کعبہ کا بیان	550
١٢٦- دُخُولُ الْبَيْتِ	باب: بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کا بیان	555
١٢٧- مَوْضِعُ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ	باب: بیت اللہ میں (رسول اللہ ﷺ کے) نماز پڑھنے کی جگہ	556
١٢٨- اَلْحِجْرُ	باب: حجر یا حطیم کا بیان	558
١٢٩- اَلصَّلَاةُ فِي الْحِجْرِ	باب: حجر میں نماز پڑھنا	559

عنوان	باب	صفحہ
١٣٠- اَلتَّكْبِيرُ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ	باب: کعبے کے کونوں میں تکبیریں کہنا	560
١٣١- اَلذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ فِي الْبَيْتِ	باب: بیت اللہ کے اندر ذکر اور دعا کرنا	560
١٣٢- وَضْعُ الْوَجْهِ وَالصَّدْرِ عَلَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ	باب: کعبے کے دروازے کے سامنے والی دیوار کے ساتھ چہرہ اور سینہ لگانا	561
١٣٣- مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الْكَعْبَةِ	باب: کعبے میں نماز کی جگہ	562
١٣٤- ذِكْرُ الْفَضْلِ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَهُوَ مِنْ كِتَابِ الْمُجْتَبَى مِنَ الْحَجِّ	باب: بیت اللہ کے طواف کی فضیلت (یہ صرف مجتبیٰ میں ہے)	564
١٣٥- اَلْكَلَامُ فِي الطَّوَافِ	باب: طواف میں کلام کرنا	565
١٣٦- إِبَاحَةُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ	باب: طواف میں (ضروری) بات چیت جائز ہے	566
١٣٧- إِبَاحَةُ الطَّوَافِ فِي كُلِّ الْأَوْقَاتِ	باب: طواف کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے	567
١٣٨- كَيْفَ طَوَافُ الْمَرِيضِ	باب: مریض کیسے طواف کرے؟	568
١٣٩- طَوَافُ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَاءِ	باب: مردوں کا عورتوں کے ساتھ طواف کرنا	569
١٤٠- اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ عَلَى الرَّاحِلَةِ	باب: سواری پر بیت اللہ کا طواف کرنا	570
١٤١- طَوَافُ مَنْ أَفْرَدَ الْحَجَّ	باب: حج افراد کرنے والے کا طواف (اسے حلال نہیں کرے گا)	571
١٤٢- طَوَافُ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ	باب: عمرے کا احرام باندھنے والا طواف کے بعد حلال ہو جائے گا؟	572
١٤٣- كَيْفَ يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ	باب: جس شخص نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ رکھا ہو اور وہ قربانی ساتھ نہ لایا ہو وہ کیا کرے؟	573
١٤٤- طَوَافُ الْقِرَانِ	باب: قران کرنے والا کتنے طواف کرے گا؟	574
١٤٥- ذِكْرُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ	باب: حجر اسود کا ذکر	576
١٤٦- إِسْتِلَامُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ	باب: حجر اسود کو چھونا	576
١٤٧- تَقْبِيلُ الْحَجَرِ	باب: حجر اسود کو بوسہ دینا	577
١٤٨- كَيْفَ يُقَبَّلُ	باب: حجر اسود کو کس طرح بوسہ دیا جائے؟	578
١٤٩- كَيْفَ يَطُوفُ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ وَعَلَى أَيِّ شِقَّيْهِ	باب: بیت اللہ کے پاس آتے ہی طواف کیسے کرے؟	

يَأْخُذُ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ	اور حجر اسود کو چھونے کے بعد کس طرف چلے؟	579
١٥٠- كَمْ يَسْعَىٰ	باب: کتنے چکروں میں تیز چلے؟	580
١٥١- كَمْ يَمْشِي	باب: کتنے چکروں میں آہستہ چلے؟	581
١٥٢- اَلْخَبَبُ فِي الثَّلَاثَةِ مِنَ السَّبْعِ	باب: سات میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز تیز چلنا	581
١٥٣- اَلرَّمَلُ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ	باب: حج اور عمرہ (دونوں) میں رمل کرنا	581
١٥٤- اَلرَّمَلُ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ	باب: حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا جائے گا	582
١٥٥- اَلْعِلَّةُ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ	باب: نبی ﷺ نے کس وجہ سے رمل فرمایا تھا؟	583
١٥٦- اِسْتِلَامُ الرُّكْنَيْنِ فِي كُلِّ طَوَافٍ	باب: ہر طواف میں حجر اسود اور رکن یمانی کو (اگر ممکن ہو) چھونا چاہیے	584
١٥٧- مَسْحُ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ	باب: دونوں یمنی کونوں کو ہاتھ لگانا	585
١٥٨- تَرْكُ اِسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْآخَرَيْنِ	باب: دوسرے دو کونوں کو نہ چھونے کا بیان	586
١٥٩- اِسْتِلَامُ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ	باب: حجر اسود کو چھڑی وغیرہ سے چھونا (بھی جائز ہے)	587
١٦٠- اَلْإِشَارَةُ إِلَى الرُّكْنِ	باب: (مجبوری کی حالت میں) حجر اسود کی طرف اشارہ (بھی کافی ہے)	588
١٦١- قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''ہر مسجد میں جاتے وقت زینت اختیار کرو'' کی تفسیر	588
١٦٢- أَيْنَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ	باب: طواف (کے بعد) والی دو رکعات کہاں پڑھے؟	591
١٦٣- اَلْقَوْلُ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ	باب: طواف کی دو رکعتوں کے بعد کیا کہا جائے؟	593
١٦٤- اَلْقِرَاءَةُ فِي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ	باب: طواف کی دو رکعتوں میں قراءت کیا ہوگی؟	595
١٦٥- اَلشُّرْبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ	باب: زم زم کا پانی پینا	596
١٦٦- اَلشُّرْبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ قَائِمًا	باب: زم زم کا پانی کھڑے ہو کر پینا	597
١٦٧- ذِكْرُ خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْهُ	باب: نبی ﷺ صفا پر جانے کے لیے اسی دروازے سے نکلے تھے جس سے (عام طور پر) نکلا جاتا تھا	597
١٦٨- ذِكْرُ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ	باب: صفا اور مروہ کا ذکر	598

١٦٩- مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الصَّفَا	باب: کوہ صفا پر کھڑے ہونے کی جگہ	602
١٧٠- اَلتَّكْبِيرُ عَلَى الصَّفَا	باب: کوہ صفا پر (چڑھ کر) اللہ اکبر کہنا	602
١٧١- اَلتَّهْلِيلُ عَلَى الصَّفَا	باب: کوہ صفا پر لا إله إلا الله پڑھنا	603
١٧٢- اَلذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ عَلَى الصَّفَا	باب: کوہ صفا پر دعائیں اور دیگر ذکر اذکار کرنا	603
١٧٣- اَلطَّوَافُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ	باب: صفا اور مروہ کے درمیان سواری پر چکر لگانا	605
١٧٤- اَلْمَشْيُ بَيْنَهُمَا	باب: صفا اور مروہ کے درمیان چلنا	605
١٧٥- اَلرَّمَلُ بَيْنَهُمَا	باب: صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرنا	606
١٧٦- اَلسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ	باب: صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا	606
١٧٧- اَلسَّعْيُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ	باب: وادی کے پیٹ میں دوڑنا	607
١٧٨- مَوْضِعُ الْمَشْيِ	باب: چلنے کی جگہ	608
١٧٩- مَوْضِعُ الرَّمَلِ	باب: کندھے ہلا کر تیز تیز چلنے کی جگہ	608
١٨٠- مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الْمَرْوَةِ	باب: کوہ مروہ پر کھڑے ہونے کی جگہ	609
١٨١- اَلتَّكْبِيرُ عَلَيْهَا	باب: مروہ پر تکبیریں کہنا	609
١٨٢- كَمْ طَوَافِ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ	باب: قران اور تمتع کرنے والا صفا ومروہ کے کتنے طواف کرے گا؟	610
١٨٣- أَيْنَ يُقَصِّرُ الْمُعْتَمِرُ؟	باب: عمرہ کرنے والا بال کہاں کٹوائے؟	611
١٨٤- كَيْفَ يُقَصِّرُ؟	باب: بال کیسے کاٹے؟	612
١٨٥- مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهْدَى	باب: جو شخص حج کا احرام باندھے اور قربانی کا جانور ساتھ لائے' وہ کیا کرے؟	613
١٨٦- مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى	باب: جو شخص عمرے کا احرام باندھے اور قربانی ساتھ لے جائے' وہ کیا کرے؟	613
١٨٧- اَلْخُطْبَةُ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ	باب: یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے ایک دن قبل خطبہ	615
١٨٨- اَلْمُتَمَتِّعُ مَتَى يُهِلُّ بِالْحَجِّ؟	باب: حج تمتع کرنے والا احرام کب باندھے؟	618
١٨٩- مَا ذُكِرَ فِي مِنًى	باب: منیٰ کی فضیلت کے بارے میں کیا ذکر کیا گیا ہے؟	619
١٩٠- أَيْنَ يُصَلِّي الْإِمَامُ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟	باب: ترویے کے دن امام ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟	621

۱۹۱- اَلْغُدُوُّ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ	باب: منیٰ سے عرفات جانا	621
۱۹۲- اَلتَّكْبِيرُ فِي الْمَسِيرِ إِلَى عَرَفَةَ	باب: عرفات جاتے ہوئے تکبیریں کہنا بھی جائز ہے	622
۱۹۳- اَلتَّلْبِيَةُ فِيهِ	باب: اس دوران میں لبیک کہنا بھی جائز ہے	623
۱۹٤- مَا ذُكِرَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ	باب: یوم عرفہ کی فضیلت کے بارے میں جو ذکر کیا گیا ہے	623
۱۹۵- اَلنَّهْيُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ	باب: عرفے کے دن (عرفہ میں) روزہ رکھنے کی ممانعت	625
۱۹٦- اَلرَّوَاحُ يَوْمَ عَرَفَةَ	باب: عرفے کے دن زوال کے فوراً بعد جلدی عرفات پہنچنا	626
۱۹۷- اَلتَّلْبِيَةُ بِعَرَفَةَ	باب: عرفات میں لبیک کہنا	627
۱۹۸- اَلْخُطْبَةُ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ	باب: عرفات میں خطبہ نماز سے پہلے ہونا چاہیے	628
۱۹۹- اَلْخُطْبَةُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى النَّاقَةِ	باب: عرفات کے دن خطبہ اونٹنی پر دیا جا سکتا ہے	629
۲۰۰- قَصْرُ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ	باب: عرفات میں خطبہ مختصر ہونا چاہیے	629
۲۰۱- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ	باب: عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھنا	630
۲۰۲- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ	باب: عرفات میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا	630
۲۰۳- فَرْضُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ	باب: عرفات میں وقوف فرض ہے	633
۲۰٤- اَلْأَمْرُ بِالسَّكِينَةِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَةَ	باب: عرفات سے واپسی کے وقت سکون و اطمینان اختیار کرنے کا حکم	635
۲۰۵- كَيْفَ السَّيْرُ مِنْ عَرَفَةَ	باب: عرفات سے واپسی کے وقت چال کیسی ہونی چاہیے؟	637
۲۰٦- اَلنُّزُولُ بَعْدَ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ	باب: عرفات سے واپسی پر اترنا	637
۲۰۷- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ	باب: مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا	638
۲۰۸- تَقْدِيمُ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى مَنَازِلِهِمْ بِمُزْدَلِفَةَ	باب: مزدلفہ سے عورتوں اور بچوں کو صبح سے پہلے ہی ان کی منیٰ والی قیام گاہوں میں بھیج دینا	641
۲۰۹- اَلرُّخْصَةُ لِلنِّسَاءِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ الصُّبْحِ	باب: عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ مزدلفہ سے طلوع فجر سے پہلے چل پڑیں	643

٢١٠- اَلْوَقْتُ الَّذِي يُصَلّٰى فِيهِ الصُّبْحُ بِالْمُزْدَلِفَةِ باب: مزدلفہ میں صبح کی نماز کس وقت پڑھی جائے؟ 644

٢١١- فِيمَنْ لَمْ يُدْرِكْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ باب: جو شخص مزدلفہ میں صبح کی نماز امام کے ساتھ نہ پا سکے؟ 645

٢١٢- اَلتَّلْبِيَةُ بِالْمُزْدَلِفَةِ باب: مزدلفہ میں لبیک کہنا 649

٢١٣- وَقْتَ الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ باب: مزدلفہ سے (منیٰ کی طرف) واپسی کا وقت 649

٢١٤- اَلرُّخْصَةُ لِلضَّعَفَةِ أَنْ يُصَلُّوا يَوْمَ النَّحْرِ الصُّبْحَ بِمِنًى باب: کمزور عورتوں اور بچوں کو اجازت ہے کہ وہ یوم نحر کو صبح کی نماز منیٰ میں آ پڑھیں 650

٢١٥- اَلْإِيضَاعُ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ باب: وادیٔ محسر میں سواری کو تیزی کے ساتھ گزارنا 652

٢١٦- اَلتَّلْبِيَةُ فِي السَّيْرِ باب: (مزدلفہ سے منیٰ کو) چلتے وقت لبیک کہنا 653

٢١٧- اِلْتِقَاطُ الْحَصٰى باب: کنکریاں چننا 654

٢١٨- مِنْ أَيْنَ يَلْتَقِطُ الْحَصٰى باب: کنکریاں کہاں سے چنے؟ 655

٢١٩- قَدْرُ حَصَى الرَّمْيِ باب: رمی والی کنکریوں کی مقدار 656

٢٢٠- اَلرُّكُوبُ إِلَى الْجِمَارِ وَاسْتِظْلَالُ الْمُحْرِمِ باب: جمروں کی طرف سوار ہو کر جانا اور محرم کا سایہ حاصل کرنا 657

٢٢١- وَقْتُ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ باب: نحر کے دن جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا وقت 659

٢٢٢- اَلنَّهْيُ عَنْ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ باب: جمرۂ عقبہ کو سورج طلوع ہونے سے پہلے رمی کرنے کی ممانعت 660

٢٢٣- اَلرُّخْصَةُ فِي ذٰلِكَ لِلنِّسَاءِ باب: اس مسئلے (طلوع شمس سے قبل رمی کرنے) میں عورتوں کو رخصت ہے 661

٢٢٤- اَلرَّمْيُ بَعْدَ الْمَسَاءِ باب: شام کے بعد رمی کرنا 662

٢٢٥- رَمْيُ الرُّعَاءِ باب: چرواہوں کی رمی کا بیان 663

٢٢٦- اَلْمَكَانُ الَّذِي تُرْمٰى مِنْهُ جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ باب: وہ جگہ جہاں سے جمرۂ عقبہ کو رمی کی جائے گی 664

٢٢٧- عَدَدُ الْحَصَى الَّتِي يُرْمٰى بِهَا الْجِمَارُ باب: جمروں کو کتنی کنکریاں ماری جائیں گی؟ 667

٢٢٨- اَلتَّكْبِيرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ باب: ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنا 668

٢٢٩- قَطْعُ الْمُحْرِمِ التَّلْبِيَةَ إِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ باب: محرم جب جمرۂ عقبہ کو رمی کرے تو لبیک کہنا
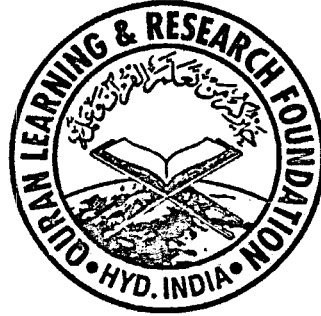
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٢) - كِتَابُ الصِّيَامِ (التحفة ٤)

روزوں سے متعلق احکام ومسائل

الصیام کے لغوی معنی ہیں اَلْإِمْسَاك، یعنی رک جانا' جیسے کہا جاتا ہے: [فُلَانٌ صَامَ عَنِ الْكَلَامِ] فلاں شخص گفتگو سے رک گیا ہے۔ شرعی طور پر اس کے معنی ہیں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے' پینے اور جماع سے شرعی طریقے کے مطابق رک جانا' نیز لغویات' بے ہودہ گوئی اور مکروہ وحرام کلام سے رک جانا بھی اس میں شامل ہے۔

(المعجم ١) - بَابُ وُجُوبِ الصِّيَامِ (التحفة ١)

باب:۱- روزے کی فرضیت

٢٠٩٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - : حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا» قَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ؟ قَالَ: «صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا». قَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ؟ فَأَخْبَرَهُ

۲۰۹۲- حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک بکھرے بالوں والا اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایئے' اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ نے فرمایا: "پانچ نمازیں الا یہ کہ تو خوشی سے مزید پڑھے۔" اس نے کہا: مجھے بتایئے' اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزے کتنے فرض کیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ماہ رمضان کے روزے' مگر یہ کہ تو خوشی سے زائد رکھے۔" اس نے کہا: مجھے بتایئے' اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی زکاۃ فرض کی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام (اور زکاۃ) کے (تفصیلی) احکام بتائے۔ وہ کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ

٢٠٩٢- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٠٠.

رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَرَائِعِ، الْإِسْلَامِ فَقَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ! لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ» أَوْ «دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ».

کو عزت بخشی! میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض سے نہ زائد کچھ کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ اپنی بات پر پکا رہا تو کامیاب ہو جائے گا یا جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① روزے شعبان ۲ ہجری کو فرض ہوئے۔ روزوں کی فرضیت قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ ② ''نہ کمی کروں گا'' یعنی ظاہر گنتی وغیرہ کے لحاظ سے' ورنہ ادائیگی میں نقص نہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ③ ''اگر یہ اپنی بات پر پکا رہا'' یعنی وہ فرائض میں کمی نہ کرے گا۔ (نہ یہ کہ ان سے زیادتی نہ کرے گا کیونکہ نوافل کی ادائیگی تو مطلوب ہے اور بیان میں مذکور بھی ہے۔ اور یہی مشکل چیز ہے۔) یا مطلب یہ ہے کہ وہ فرائض میں اپنی طرف سے اضافہ نہ کرے گا۔

۲۰۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ، فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ الْعَاقِلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْأَلَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَتَانَا رَسُولُكَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ أَرْسَلَكَ، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: «اَللّٰهُ»، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: «اَللّٰهُ»، قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ؟ قَالَ: «اَللّٰهُ»، قَالَ: فَمَنْ جَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ؟ قَالَ:

۲۰۹۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن مجید میں اس بات سے روک دیا گیا تھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سوالات کریں تو ہماری یہ خواہش ہوتی تھی کہ بدوی لوگوں میں سے کوئی سمجھ دار شخص آئے اور آپ سے سوالات کرے۔ اتفاقاً (ایک دن) ایک بدوی آیا اور کہنے لگا: اے محمد! آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' اس (بدوی) نے کہا: تو آسمانوں کو کس نے پیدا کیا؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: زمین کو کس نے بنایا؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: زمین میں پہاڑ کس نے نصب کیے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: زمین میں منافع کس

۲۰۹۳ـ أخرجه البخاري، العلم، باب ماجاء في العلم، ح: ٦٣ تعليقًا، ومسلم، الإيمان، باب السؤال عن أركان الإسلام، ح: ١٢ من حديث سليمان بن المغيرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٠١.

«اَللّٰهُ»، قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَنَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ! آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةَ أَمْوَالِنَا، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي كُلِّ سَنَةٍ، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا أَزِيدَنَّ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ، فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ».

نے رکھے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان و زمین پیدا کیے اور زمین میں پہاڑ نصب کیے اور دوسرے منافع رکھے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو (رسول بنا کر) بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: ''اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر ہمارے مالوں کی زکاۃ بھی واجب ہے۔ فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر ہر سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں؟ فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ جس شخص کو بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت ہو اس پر حج بھی فرض ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: تو پھر اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! میں نہ ان پر اضافہ کروں گا اور

نہ ان میں کمی کروں گا۔ جب وہ واپس مڑا تو آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر یہ اپنی بات پر پکا رہا تو لازماً جنت میں داخل ہوگا۔"

٢٠٩٤- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ فَقَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَّكِيءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، قُلْنَا لَهُ: هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِيءُ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ». فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي سَائِلُكَ يَا مُحَمَّدُ! فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ قَالَ: «سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ». فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنْشُدُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ! آللهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ رَسُولُ

۲۰۹۴-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے اونٹ کو مسجد میں بٹھا دیا' پھر اس کا گھٹنا باندھ دیا اور کہنے لگا: تم میں سے محمد (ﷺ) کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا: یہ سفید چہرے والے شخص جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ تو وہ شخص (آپ سے مخاطب ہو کر) کہنے لگا: اے ابن عبدالمطلب! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بات کر میں تجھے جواب دوں گا۔" (یعنی میں تیری باتیں سن رہا ہوں۔) اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنے لگا ہوں اور میں سخت الفاظ میں پوچھوں گا تو آپ ناراضی محسوس نہ فرمائیے گا۔ آپ نے فرمایا: "جو دل چاہے پوچھ۔" اس نے کہا: میں آپ سے آپ کے اور پہلے تمام لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہاں۔" اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم دن رات میں پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہاں۔" اس نے کہا: تو میں آپ کو

٢٠٩٤ـ أخرجه البخاري، ح:٦٣ (انظر الحديث السابق) من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٠٢.

اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَّرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ ابْنِ بَكْرٍ.

اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سال میں سے اس مہینے (رمضان المبارک) کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مال دار لوگوں سے زکاۃ لے کر ہمارے غریب لوگوں میں بانٹ دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس آدمی نے کہا: میں ان تمام چیزوں پر ایمان لاتا ہوں جو آپ لائے ہیں اور میں اپنی قوم کی طرف سے قاصد و نمائندہ ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میں قبیلہ سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔

خَالَفَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ.

یعقوب بن ابراہیم نے عیسیٰ بن حماد کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ دونوں حضرت لیث کے شاگرد ہیں۔ یعقوب بن ابراہیم نے حضرت لیث اور سعید کے درمیان ابن عجلان وغیرہ کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ عیسیٰ بن حماد نے کوئی ایسا واسطہ ذکر نہیں کیا۔ اور یہی روایت درست ہے۔ واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بہت سمجھ دار شخص تھے کہ آپ کے پاس حاضری اور اظہار ایمان میں جلد بازی نہیں کی۔ تسلی سے اونٹ کو بٹھایا، گھٹنا باندھا، پوری تحقیق و تفتیش کی اور اس میں کسی قسم کی رعایت نہیں کی۔ جب یقین ہو گیا تو پھر اپنے ایمان کا اعلان کیا اور پھر اپنا تعارف کروایا۔ یہ اپنی قوم کے سردار تھے...... ② ”ابن عبدالمطلب“ عرب میں اسی نسبت سے مشہور تھے کیونکہ آپ کے دادا عبدالمطلب مشہور شخصیت تھے جبکہ آپ کے والد شہرت یاب ہونے سے پہلے اور آپ کی پیدائش سے بھی پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اس وقت وہ بالکل نوجوان تھے لہٰذا وہ زیادہ معروف نہ تھے، نیز آپ کی ابتدائی پرورش بھی آپ کے دادا ہی نے کی تھی۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی غزوۂ حنین میں یوں ہی کہا تھا: [أَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ] (صحيح البخاري، الجهاد والسير، حديث: ۲۸۶۴، وصحيح مسلم، الجهاد، حديث: ۱۷۷۶) ③ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کو دین اسلام کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ مزید تصدیق اور اعلان کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ ④ مندرجہ بالا تینوں روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں الگ الگ واقعات ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ دوسرا اور تیسرا ایک ہی واقعہ ہے اور ان میں جو اختلاف ہے یہ

رواۃ کے بیان کا اختلاف ہے۔

٢٠٩٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ وَغَيْرُهُ مِنْ إِخْوَانِنَا عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَهُوَ مُتَّكِيءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْنَا لَهُ: هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِيءُ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ»، قَالَ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ، قَالَ: «سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ»، قَالَ: أَنْشُدُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ! آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ

٢٠٩٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے اسے مسجد میں بٹھا دیا' پھر اس کا گھٹنا باندھا' پھر کہنے لگا: تم میں سے محمد (ﷺ) کون ہیں؟ اس وقت آپ لوگوں کے درمیان ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ تو ہم نے اس سے کہا: یہ روشن چہرے والے شخص جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ وہ آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: اے ابن عبدالمطلب! آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے جواب دیا ہے۔'' (میں تیری بات سن رہا ہوں۔) اس نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں اور وہ سوالات میں سخت الفاظ میں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ''جو جی چاہے پوچھ۔'' اس نے کہا: میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہاں۔'' اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ سال کے اس مہینے کے روزے رکھیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہاں۔'' اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مال دار لوگوں سے زکاۃ لے کر ہمارے

٢٠٩٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٠٣.

أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَّرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ ابْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ.

غریب لوگوں میں بانٹ دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہاں۔'' وہ آدمی کہنے لگا: میں ان احکام پر ایمان لاتا ہوں جو آپ لائے ہیں۔ اور میں اپنی قوم کا قاصد و نمائندہ ہوں۔ اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ میں قبیلہ سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔

خَالَفَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ.

عبیداللہ بن عمر نے لیث بن سعد کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: یہ مخالفت بھی سند میں ہے۔ اس میں عبیداللہ بن عمر لیث بن سعد کی مخالفت یوں کرتے ہیں کہ لیث اسے بواسطہ سعید المقبري شریک بن عبداللہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، یہی روایت راجح ہے، ابوحاتم اور امام دارقطنی نے اسے ہی ترجیح دی ہے۔ جبکہ عبیداللہ بن عمر نے سعيد المقبري عن أبي هريرة کی سند سے روایت کیا ہے۔ بہرکیف اس اختلاف سے متن پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ صحیحین وغیرہ میں یہ روایت اسی طرح آتی ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى: ٢٠/٢٣٥)

٢٠٩٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَارَةَ حَمْزَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ مَعَ أَصْحَابِهِ جَاءَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، قَالَ: أَيُّكُمُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ قَالُوا: هٰذَا الْأَمْغَرُ الْمُرْتَفِقُ، قَالَ حَمْزَةُ: اَلْأَمْغَرُ: اَلْأَبْيَضُ مُشْرَبٌ حُمْرَةً، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشْتَدٌّ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ قَالَ: «سَلْ عَمَّا بَدَا

٢٠٩٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے کہ ایک بدوی شخص آیا اور کہنے لگا: تم میں ابن عبدالمطلب کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ سرخ و سفید (گورے) چہرے والے جو ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ تو اس نے (آپ سے مخاطب ہوکر) کہا کہ میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ سوالات سخت الفاظ میں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ''جو جی چاہتا ہے پوچھ۔'' اس نے کہا: میں آپ سے آپ کے اور آپ سے پہلے اور بعد والے لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم!

٢٠٩٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٠٤. * إسحاق هو ابن أبي إسرائيل، واسمُهُ إبراهيم بن كامجرا، وتلميذه أبوبكر أحمد بن علي بن سعيد المروزي القاضي.

لَكَ»، قَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ وَرَبِّ مَنْ بَعْدَكَ! آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْ أَمْوَالِ أَغْنِيَائِنَا فَتَرُدَّهُ عَلٰى فُقَرَائِنَا؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ يَحُجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَإِنِّي آمَنْتُ وَصَدَّقْتُ، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ.

ہاں۔'' اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہر دن' رات میں پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہاں۔'' اس نے کہا: میں آپ کو اسی ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مال دار لوگوں سے زکاۃ لے کر غریب لوگوں میں تقسیم کر دیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہاں۔'' اس نے کہا: میں آپ کو اسی ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ بارہ مہینوں میں سے اس مہینے (رمضان المبارک) کے روزے رکھا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہاں۔'' اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جو شخص بیت اللہ تک پہنچ سکتا ہو' وہ اس کا حج کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہاں۔'' اس نے کہا: میں ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔

فائدہ: یہ دونوں روایات سابقہ حدیث: ۲۰۹۴ ہی کا بیان ہیں۔ ان کو ذکر کرنے سے مصنف رحمہ اللہ کا مقصد راویوں کا اختلاف بیان کرنا ہے جو سند دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے' مثلاً: تیسری حدیث بجائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے' وغیرہ۔

(المعجم ٢) - بَابُ الْفَضْلِ وَالْجُودِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٢)

باب:۲- رمضان المبارک میں احسان اور سخاوت کرنے کا بیان

٢٠٩٧- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ

۲۰۹۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے

٢٠٩٧- أخرجه البخاري، بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ . . . الخ، ح:٦، ومسلم، الفضائل، باب كان النبي ﷺ أجود الناس بالخير من الريح المرسلة، ح:٢٣٠٨ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح:٢٤٠٥.

ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

تھے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ رمضان المبارک میں زیادہ سخاوت کرتے تھے جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے۔ اور رمضان المبارک کے مہینے میں جبریل علیہ السلام ہر رات آپ سے ملتے اور آپ سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے جبریل علیہ السلام ملتے تو آپ چھوڑی ہوئی (تیز) ہوا سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ''زیادہ سخاوت'' رمضان المبارک میں ہر کام کا ثواب بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے' اس لیے آپ اس مہینے میں زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقات کے وقت اس میں اور اضافہ ہوتا تھا کیونکہ ان کے ساتھ نازل شدہ قرآن کا دور ہوتا تھا۔ قرآن کا نزول اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا' پھر دور کے ذریعے سے اس کی حفاظت اس سے بھی بڑھ کر احسان ہے' لہٰذا شکرانے کے طور پر آپ سخاوت فرماتے تھے' نیز یہ بھی قرآن مجید پر عمل کرنے کی ایک صورت ہے۔ ② ''چھوڑی ہوئی (تیز) ہوا'' یعنی خیر و برکت اور بارش والی ہوا سے بھی زیادہ صاحب خیر و سخاوت ہوتے تھے۔ ظاہر ہے مذکورہ ہوا قریب و بعید کے تمام لوگوں کے لیے بہت مفید ہے۔

٢٠٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَالنُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ لَعْنَةٍ تُذْكَرُ، وَكَانَ إِذَا كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُدَارِسُهُ كَانَ

۲۰۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی لعنت ایسی نہیں کی جو قابل ذکر ہو۔ اور جب حضرت جبریل علیہ السلام سے دور کرنے کا وقت قریب ہوتا تو آپ (تیز) چھوڑی ہوئی ہوا سے بڑھ کر سخاوت فرمایا کرتے تھے۔

٢٠٩٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٠ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٠٦، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَأَدْخَلَ هٰذَا حَدِيثًا فِي حَدِيثٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت غلط ہے' صحیح روایت یونس بن یزید کی ہے۔ اس حدیث کے راوی نے دو حدیثوں کو گڈمڈ کر دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ اس حدیث میں لعنت کا ذکر غلطی ہے بلکہ وہ ایک اور روایت ہے۔ راوی نے غلطی سے اس حدیث میں بھی لعنت والے الفاظ ذکر کر دیے' یونس بن یزید کی روایت میں لعنت کا ذکر نہیں اور یہی درست ہے۔ ② ''قابل ذکر ہو'' مطلب یہ ہے کہ لعنت کرنا نبی ﷺ کی عادت نہ تھی۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ نے شخصی طور پر کبھی کسی پر لعنت کی ہی نہیں۔ بعض انتہائی ناقابل برداشت لوگوں پر ان کی بری صفت ذکر کر کے لعنت کی ہے' مثلاً: [لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ] (صحيح البخاري' الحدود' حديث:٦٧٨٣' و صحيح مسلم' الحدود' حديث:١٦٨٧)

(المعجم ٣) - بَابُ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٣)

باب:٣- ماہ رمضان المبارک کی فضیلت

٢٠٩٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوسُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ».

٢٠٩٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ماہ رمضان المبارک شروع ہو جاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔''

٢١٠٠- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ

٢١٠٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے

٢٠٩٩ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل شهر رمضان، ح:١٠٧٩ عن علي بن حجر، والبخاري، الصوم، باب: هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟، ومن رأى كله واسعًا، ح:١٨٩٨ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٠٧. * أبوسهيل هو نافع بن مالك بن أبي عامر الأصبحي.

٢١٠٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٠٨.

قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ».

تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''جنت کے دروازے'' یعنی آسمانی جنت کے حقیقی دروازے کھول دیے جاتے ہیں' بطور استقبال کے' یہ بھی ممکن ہے کہ مراد وہ کام ہوں جو جنت میں جانے کا سبب ہیں' یعنی ان کاموں کا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ واقعتاً رمضان المبارک میں ہر شخص کے لیے نیکی کے کام بہت آسان ہو جاتے ہیں۔ پہلے معنی حقیقت کے زیادہ قریب ہیں۔ ② آگ کے دروازوں سے مراد بھی وہ دونوں معانی ہو سکتے ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ ③ ''شیطان'' حقیقی شیطان یا گمراہی کے اسباب تقریباً ختم ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں عموماً ہر طرف نیکی کا دور دورہ ہوتا ہے اور برائی کرنا مشکل مگر یہ سب کچھ ایمان والوں کے لیے ہے۔ ایمان نہ ہو تو رمضان اور غیر رمضان برابر ہیں۔ ④ جنت اور جہنم کوئی خیالی چیزیں نہیں بلکہ ان کا وجود حقیقی ہے۔ ان کے دروازے بھی ہیں جو کھولے اور بند کیے جاتے ہیں۔

(المعجم ٤) - بَابُ ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ (التحفة ٣) - أ

باب: ۴- اس روایت میں حضرت زہری کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان

٢١٠١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ،

۲۱۰۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔''

٢١٠١ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٠٩.

وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

٢١٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۲-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان المبارک آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیر بند کر دیے جاتے ہیں۔“

فائدہ: ”رحمت کے دروازے“ لفظ رحمت سے اس تاویل کی گنجائش نکلتی ہے کہ جنت کے دروازوں سے مراد نیکی کے کام ہیں اگرچہ اس لفظ سے حقیقی دروازوں کی نفی بھی نہیں ہوتی نہ کرنے کی ضرورت ہی ہے۔ ممکن ہے دونوں معانی مراد ہوں۔

٢١٠٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ فِي حَدِيثِهِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ». رَوَاهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۲۱۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔“ اس روایت کو زہری سے ابن اسحاق نے بھی بیان کیا ہے (جو آگے آ رہی ہے)۔

٢١٠٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ

۲۱۰۴-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب ماہ رمضان المبارک آتا ہے تو

٢١٠٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٤١٣.

٢١٠٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٤١٠.

٢١٠٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٤١١.

إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیریں لگا دی جاتی ہیں۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا - يَعْنِي حَدِيثَ ابْنِ إِسْحَاقَ - خَطَأٌ وَلَمْ يَسْمَعْهُ ابْنُ إِسْحَاقَ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَالصَّوَابُ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ یعنی ابن اسحاق کی حدیث خطا ہے کیونکہ ابن اسحاق نے یہ حدیث زہری سے نہیں سنی۔ درست وہی ہے جو ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں۔

فائدہ: ابن اسحاق کے عدم سماع پر آئندہ الفاظ دلالت کرتے ہیں جس میں ابن اسحاق نے صرف یہ کہا ہے کہ محمد بن مسلم زہری نے یہ روایت ذکر کی۔ گویا اپنے سماع کی صراحت نہیں کی۔ یاد رہے ابن اسحاق مدلس راوی ہے۔ ایسا راوی جب تک سماع کی صراحت نہ کرے اس کی روایت درست نہیں ہوتی۔ ابن اسحاق نے زہری کا استاد انس بن ابوانس بتایا ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ زہری کے استاد نافع بن ابوانس ہیں نہ کہ انس بن ابوانس، اس لیے امام نسائی نے ابن اسحاق کی روایت کو خطا اور دوسروں کی روایت کو صحیح بتلایا ہے۔ واللہ أعلم.

٢١٠٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أُوَيْسِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَدِيدِ بَنِي تَيْمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «هٰذَا رَمَضَانُ قَدْ جَاءَكُمْ تُفَتَّحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغَلَّقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُسَلْسَلُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رمضان المبارک تمھارے پاس تشریف لا چکا ہے۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔''

٢١٠٥- [صحيح] تقدم، ح:٢٠٩٩، وهو في الكبرى، ح:٢٤١٢ . * عمه يعقوب بن إبراهيم، وعنه رواه أحمد: ٣/ ٢٣٦.

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ : هٰذَا الْحَدِيثُ خَطَأٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث صحیح نہیں۔“ (یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ذکر صحیح نہیں۔)

فائدہ: ابن اسحاق نے یہاں محمد بن مسلم زہری سے بیان کیا اور کہا: [وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أُوَيْسِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ] اور باقی تمام حفاظ کی مخالفت کی ہے' حالانکہ باقی تمام حفاظ [عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ] کہتے ہیں۔ ان میں عُقیل بن خالد' صالح بن کیسان' شعیب بن ابی حمزہ اور یونس بن یزید ایلی ہیں۔ ان سب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بتائی ہے۔ ابن اسحاق مدلس ہیں' یہی وجہ ہے کہ انھوں نے سند میں وذکر محمد بن مسلم کہہ کر روایت بیان کی ہے جو کسی تدلیس کی غماز ہے اور اسی وجہ سے مذکورہ خطا کا صدور ہوا۔ مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:٢٠/٢٦٠)

(المعجم ٥) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَعْمَرٍ فِيهِ (التحفة ٣) - ب

باب:٥- اس روایت میں معمر کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان

٢١٠٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عَزِيمَةٍ وَقَالَ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَسُلْسِلَتْ فِيهِ الشَّيَاطِينُ».

٢١٠٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب دیتے تھے لیکن ضروری قرار نہ دیتے تھے' نیز آپ نے فرمایا: ”جب رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ بھڑکتی آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔“

أَرْسَلَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

(معمر کے شاگرد) ابن مبارک نے اس روایت کو مرسل (منقطع) بیان کیا ہے۔ (یعنی ابوسلمہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

٢١٠٦- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح:٧٥٩/ ١٧٤ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح:٢٤١٤.

۲۱۰۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى خُرَاسَانِيٌّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔''

۲۱۰۸- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ، فَرَضَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ، لِلّٰهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ».

۲۱۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے پاس ایک بابرکت مہینہ رمضان آ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس مہینے کے روزے فرض قرار دیے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو طوق پہنا دیے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ جو اس رات کی نیکی (عبادت) سے محروم رہا' وہ حقیقتاً محروم شخص ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت دیگر شواہد کی روشنی میں اصولی طور پر صحیح ہے' نیز دیگر محققین نے بھی شواہد کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (صحيح الترغيب للألباني' رقم الحديث: ۹۹۹' والموسوعة الحديثيه مسند الامام أحمد: ۵۹/۲) ② ''آسمان کے دروازے'' ماہ رمضان کے استقبال کے لیے' یا اہل ایمان کے اعمال صالحہ کی وصولی کے لیے' یا اس سے اعمال صالحہ کی کثرت مراد ہے کہ سب دروازے کھولنے پڑتے ہیں کیونکہ کمزور سے کمزور

۲۱۰۷_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۲٤۱۵، والحديث السابق شاهد له. * عبدالله هو ابن المبارك.

۲۱۰۸_[إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۳۰، ۳۸۵، ٤۲۵ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲٤۱٦، وقال العلائي في رواية أبي قلابة عن أبي هريرة "والظاهر في ذلك كله الإرسال" (جامع التحصيل، ص: ۲۱۱).

ایمان والا شخص بھی اس میں کچھ نہ کچھ اعمال صالحہ کرتا ہے۔ ③ "جہنم یا آگ کے دروازے" رمضان کے استقبال کے لیے احتراماً' جیسے کسی معزز شخصیت کے آنے پر ناپسندیدہ چیزوں کو ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ یا مراد ہے کہ عذاب قبر موقوف ہو جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ مومنین کے لیے ہے' کفار کے لیے سب کچھ کھلا رہتا ہے۔ ④ "سرکش جن" یعنی بڑے بڑے شیطان جکڑ دیے جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے شتونگڑے کھلے رہتے ہیں' تبھی کچھ نہ کچھ گناہ ہوتے رہتے ہیں۔ ویسے سب گناہ شیاطین ہی کی وجہ سے نہیں ہوتے' انسان کا اپنا نفس بھی تو شیطان بن جاتا ہے' لہٰذا باوجود شیاطین کے جکڑے جانے کے گناہوں کا عادی نفس گناہ میں جاری رہتا ہے۔ ⑤ "ہزار مہینے سے بہتر ہے۔" یعنی اس رات میں عبادت عام دنوں کے ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے' اور یہ مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے۔ اور یہ رات ہمیشہ کے لیے ایک مقررہ رات نہیں بلکہ یہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں بدل بدل کر آتی ہے تاکہ لوگوں میں عبادت کا ذوق بڑھے اور وہ متعدد راتوں میں قیام کریں۔

٢١٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ: عُدْنَا عُتْبَةَ بْنَ فَرْقَدٍ فَتَذَاكَرْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ، فَقَالَ: مَا تَذْكُرُونَ؟ قُلْنَا: شَهْرَ رَمَضَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُغَلُّ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ: يَابَاغِيَ الْخَيْرِ! هَلُمَّ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ! أَقْصِرْ».
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ.

۲۱۰۹- حضرت عرفجہ سے منقول ہے کہ ہم حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے گئے۔ وہاں ہم رمضان المبارک کا تذکرہ کرنے لگے۔ انھوں نے کہا: تم کیا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: ماہ رمضان کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "اس ماہ مبارک میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں اور ہر رات ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گار! ادھر آ۔ اور اے گناہ کے طلب گار! رک جا۔"
ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث غلط ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ مذکورہ روایت کی سند میں خطا ہے۔ سفیان بن عیینہ کا

٢١٠٩ـ [حسن] أخرجه عبدالرزاق في المصنف، ح: ٧٣٨٦ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤١٧، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

اسے عطاء بن سائب، عن عرفجة، عن عتبة بن فرقد کے طریق سے بیان کرنا درست نہیں کیونکہ اس طرح یہ روایت عتبہ بن فرقد کی سند سے شمار ہوگی' جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ روایت عرفجة عن عتبة کے بجائے عرفجة عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ چاہیے کہ عرفجہ ایک صحابیٔ رسول سے روایت کرتا ہے۔ ② ''اعلان کرتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی اس کائنات کا انتظام اللہ تعالیٰ کے حسب ہدایت ہوتا ہے اور فرشتے اس پر عمل درآمد کرتے ہیں' لہٰذا ہمارے سننے' نہ سننے سے اس اعلان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب سچے نبی ﷺ نے بتلا دیا تو ہر مومن کو یہ اعلان اپنے دل کے کانوں سے سننا چاہیے۔

٢١١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتٍ فِيهِ عُتْبَةُ بْنُ فَرْقَدٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَ بِحَدِيثٍ وَكَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَأَنَّهُ أَوْلَى بِالْحَدِيثِ مِنِّي، فَحَدَّثَ الرَّجُلُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي رَمَضَانَ: «تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَيُصَفَّدُ فِيهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ، وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ: يَا طَالِبَ الْخَيْرِ! هَلُمَّ، وَيَا طَالِبَ الشَّرِّ! أَمْسِكْ».

۲۱۱۰- حضرت عرفجہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک گھر میں تھا جس میں حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو میں نے ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا۔ (وہاں) نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب تھے' لہٰذا وہ میری بجائے حدیث بیان کرنے کے زیادہ حق دار تھے۔ انھوں نے نبی ﷺ سے حدیث بیان فرمائی کہ آپ نے رمضان المبارک کے بارے میں بیان فرمایا: ''اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں' ہر سرکش شیطان کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور ہر رات ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گار! آگے آ اور اے شر کے طلب گار! رک جا۔''

فائدہ: ''آگے آ'' یعنی نیکی کر کیونکہ یہ نیکی کا موسم ہے اور اس میں بکثرت نیکیاں کمائی جا سکتی ہیں۔

(المعجم ٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي أَنْ يُقَالَ لِشَهْرِ رَمَضَانَ: رَمَضَانُ (التحفة ٤)

باب:٦- ماہ رمضان کو (صرف) رمضان کہا جا سکتا ہے

٢١١١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۱۱۱- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٢١١٠_[إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٢، ٣١٣ عن محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤١٨، وقال النسائي: "حديث شعبة هذا أولى بالصواب". * والرجل هو صحابي بدليل رواية أحمد: ٤/ ٣١٢.

٢١١١_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب من يقول صمت رمضان كله، ح: ٢٤١٥ من حديث يحيى ◀◀

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُهَلَّبُ بْنُ أَبِي حَبِيبَةَ، ح: وَأَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ صُمْتُ رَمَضَانَ وَلَا قُمْتُهُ كُلَّهُ» وَلَا أَدْرِي كَرِهَ التَّزْكِيَةَ أَوْ قَالَ: «لَا بُدَّ مِنْ غَفْلَةٍ وَرَقْدَةٍ» اَللَّفْظُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ.

نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے پورے رمضان کے روزے رکھے یا میں نے تمام راتوں کا قیام کیا۔'' (راوی کہتا ہے) میں نہیں جانتا کہ آپ نے اپنے منہ تعریف کو برا سمجھا یا اس لیے کہ انسان سے غفلت اور نیند کا ہو جانا لازمی امر ہے۔ یہ الفاظ عبیداللہ (بن سعید) کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ ایک دوسری ضعیف روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان مت کہو کیونکہ رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے' ہاں: رمضان کا مہینہ کہہ سکتے ہو۔'' دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ: ۲۰/۲۶۹، ۲۷۰) ② معلوم ہوا اس قسم کے الفاظ بولنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ حدیث: ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲ اور مابعد کی صحیح حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور جو روایات اس کی ممانعت کے متعلق منقول ہیں' ضعیف ہیں' تاہم یہ بات صحیح ہے کہ نیکی کی نسبت اپنی طرف کرنا مناسب نہیں بلکہ نسبت اللہ تعالیٰ کی توفیق کی طرف کرے' نیز بلاوجہ نیکی کا اعلان نہیں کرنا چاہیے۔ قبولیت کے بغیر نیکی کی کوئی حیثیت نہیں اور قبولیت کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں' لہٰذا تزکیہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

٢١١٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: «إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ

۲۱۱۲- حضرت ابن عباس ؓ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک عورت کو فرمایا: ''جب رمضان المبارک شروع ہو جائے تو اس میں عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان المبارک میں عمرہ حج کے برابر ہے۔''

◀◀ ابن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤١٩، وصححه ابن حبان، ح: ٩١٥، وابن خزيمة، ح: ٢٠٧٥. * الحسن البصري عنعن.

٢١١٢ـ أخرجه البخاري، العمرة، باب عمرة في رمضان، ح: ١٧٨٢، ومسلم، الحج، باب فضل العمرة في رمضان، ح: ١٢٥٦ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٠. * شعيب هو ابن إسحاق، وعمران بن يزيد بن خالد هو عمران بن خالد بن يزيد.

تَعْدِلُ حَجَّةً».

فوائد ومسائل: ① ''حج کے برابر ہے۔'' یعنی حج کے ثواب کے نہ کہ حاجی کے ثواب کے کیونکہ حاجی کے ثواب میں تو اس کے خلوص' مشقت اور نفقہ وغیرہ کا ثواب بھی شامل ہے جو ہر حاجی کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے' نیز اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا عمرہ فرض حج سے کفایت نہیں کر سکتا بلکہ فرض' حج کرنے کے ساتھ ہی ساقط ہوگا۔ ② اجنبی عورت سے مخاطب ہونا جائز ہے کیونکہ عورت کی آواز کا پردہ نہیں۔ لیکن گفتگو ضرورت کے تحت اور اخلاق کے دائرے میں رہ کر ہونی چاہیے۔ نرم ونازک انداز سے اجتناب ضروری ہے۔

(المعجم ٧) - اِخْتِلَافُ أَهْلِ الْآفَاقِ فِي الرُّؤْيَةِ (التحفة ٥)

باب: ۷- مختلف علاقوں کے لوگوں کا چاند دیکھنے میں اختلاف

٢١١٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ - قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ، فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ، فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمْ؟ فَقُلْتُ: رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، وَرَآهُ النَّاسُ فَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: لٰكِنْ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتّٰى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ نَرَاهُ،

۲۱۱۳- حضرت کریب بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام فضل ؓ نے (کسی کام کے لیے) علاقۂ شام میں حضرت معاویہ ؓ (امیر المومنین) کے پاس بھیجا۔ میں شام گیا اور ان کا کام پورا کیا۔ میں ابھی شام ہی میں تھا کہ رمضان المبارک کا چاند طلوع ہو گیا۔ میں نے بذات خود جمعے کی رات چاند دیکھا' پھر میں ماہ رمضان المبارک کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آیا تو حضرت ابن عباس ؓ نے چاند کا ذکر کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہ تم نے (رمضان المبارک کا) چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہم نے جمعۃ المبارک کی رات دیکھا تھا۔ وہ فرمانے لگے: تو نے خود جمعے کی رات دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا تھا' پھر لوگوں نے اور حضرت معاویہ ؓ نے روزہ رکھا۔ آپ نے فرمایا: ہم نے تو ہفتے کی رات دیکھا تھا۔ ہم تو روزے رکھتے

٢١١٣ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن لكل بلد رؤيتهم ... الخ، ح: ١٠٨٧ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢١.

فَقُلْتُ: أَوَ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَأَصْحَابِهِ؟ قَالَ: لَا، هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

رہیں گے حتی کہ تیس پورے ہو جائیں یا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا: کیا آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے چاند دیکھ لینے کو کافی نہیں سمجھتے؟ انھوں نے کہا: نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم دیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① "یہی حکم دیا ہے" کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شخص چاند دیکھے بلکہ کوئی ایک معتبر آدمی بھی چاند دیکھ لے یا کسی اور جگہ چاند نظر آنے کی خبر پہنچ جائے تو اس علاقے کے تمام لوگ روزہ رکھیں گے یا عید کریں گے اور نیا مہینہ شروع ہو جائے گا' البتہ یہ تحقیق ضروری ہے کہ دونوں جگہوں میں اتنا فاصلہ نہ ہو جتنے فاصلے سے چاند دیکھنے میں ایک یا دو دن کا فرق پڑ سکتا ہے۔ جس جگہ چاند نظر آیا ہو' اس کے اردگرد جتنے علاقے میں وہ چاند نظر آ سکتا ہو' اتنے علاقے کے لیے وہ رؤیت معتبر ہوگی۔ اس سلسلے میں علمائے رصد سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ آج کل ہر اسلامی ملک اتنا چھوٹا ہے کہ اس ملک میں کسی جگہ بھی چاند نظر آ جائے تو وہ پورے ملک میں نظر آ سکتا ہے' لہٰذا ایک ملک میں کسی جگہ چاند نظر آنے پر سارے ملک میں روزہ یا عید ہو سکتے ہیں' البتہ مختلف ممالک میں چاند مختلف ہو سکتا ہے' مثلاً: سعودی عرب اور پاکستان ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر ہیں۔ اس سلسلے میں علمائے ہیئت و رصد ہی صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں' لہٰذا رؤیت ہلال کمیٹی میں ان کی شرکت انتہائی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں چند اصول مسلمہ ہیں: ❁ جب ایک شہر میں چاند نظر آئے تو اس سے ملتے جلتے طول بلد پر واقع تمام شہروں میں چاند ہوگا' خواہ ان کا درمیانی فاصلہ ہزاروں میل ہی میں ہو۔ ❁ کسی شہر میں چاند نظر آئے تو اس سے مغرب میں واقع تمام علاقوں میں خواہ مخواہ چاند نظر آ جائے گا' دیکھنے کی ضرورت نہیں' خواہ فاصلہ ہزاروں میل ہو' البتہ اس کے الٹ ضروری نہیں' یعنی مغرب کا چاند مشرق کے لیے معتبر نہیں' الگ دیکھنا ہوگا۔ ❁ بالائی علاقے میں چاند نظر آئے تو نشیبی علاقے میں چاند کا نظر آنا ضروری نہیں' البتہ اس کے الٹ ضروری ہے' یعنی نشیبی علاقے میں چاند نظر آیا تو بالائی علاقے میں لازماً چاند ہوگا' اور یہ اصول بدیہی ہیں' ان میں اختلاف ممکن نہیں۔ ② مدینہ منورہ اور دمشق کے درمیان ویسے تو کافی فاصلہ ہے مگر طول بلد کے لحاظ سے صرف چھ درجے کا فرق ہے۔ گویا طلوع اور غروب میں ۲۴ منٹ کا فرق ہے' اتنے فرق سے چاند کی رؤیت میں فرق نہیں پڑتا۔ دونوں جگہ ایک ہی دن چاند ہونا چاہیے' مگر اس دور میں پیغام رسانی کے تیز ذرائع نہ ہونے کی وجہ سے اتنے فاصلے سے بروقت خبر پہنچنا ناممکن تھا' لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ کے لیے شام (یعنی دمشق جو اس وقت دارالخلافہ تھا) کی رؤیت کو کافی نہ سمجھا۔

(المعجم ٨) - بَابُ قُبُولِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ عَلٰى هِلَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ فِيهِ عَلٰى سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ سِمَاكٍ (التحفة ٦)

باب:٨- رمضان المبارک کے چاند کے لیے ایک آدمی کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان اور سماک کی حدیث میں سفیان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

٢١١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: رَأَيْتُ الْهِلَالَ، فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»؟ قَالَ: نَعَمْ. فَنَادَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ: «صُومُوا».

۲۱۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: ''تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ تو نبی ﷺ نے اعلان کر دیا: ''روزہ رکھو۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوتا ہے چاند کا دیکھنا اور خبر مل جانا برابر ہیں بشرطیکہ مطلع ایک ہو جیسا کہ پچھلی حدیث کے فوائد میں بیان ہوا۔ ② ماہ رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں جمہور اہل علم کا قول یہی ہے کہ ایک مسلمان کی گواہی کافی ہے جیسا کہ حدیث میں واضح ہے اور یہی صحیح ہے' البتہ بعض فقہاء گواہی کے مدنظر دو مسلمانوں کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں' لیکن عید کے بارے میں ائمہ' اربعہ میں اتفاق ہے کہ دو مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے کیونکہ عید میں لوگوں کا اپنا مفاد بھی ہوتا ہے' لہٰذا حقوق العباد کی طرح اس میں بھی دو گواہ ہونے چاہییں جبکہ روزے میں لوگوں کا ذاتی مفاد نہیں' لہٰذا وہاں ایک مسلمان کی خبر کافی ہے کیونکہ یہ خبر ہے شہادت (گواہی) نہیں اور خبر کے لیے ایک معتبر شخص کافی ہے۔ ③ ''تو گواہی دیتا ہے؟'' گویا مسلمان ہونا ضروری ہے' نیز وہ قابل اعتبار بھی ہو' یعنی جھوٹ بولنے میں معروف نہ ہو اور فرائض شرع کا پابند ہو' دین کو مذاق نہ بناتا ہو۔ ④ یہ اور آئندہ تینوں روایات ضعیف ہیں لیکن ابوداود (حدیث: ۲۳۴۲) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی مفہوم کی صحیح حدیث

٢١١٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، ح: ٢٣٤٠، والترمذي، ح: ٦٩١، وابن ماجه، ح: ١٦٥٢ من حديث سماك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٣، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم. ❊ سماك عن عكرمة ضعيف، وتقدم، ح: ٣٢٦ كما حققته في نيل المقصود، ح: ٦٨ يسر الله لنا طبعه.

موجود ہے اس لیے حدیث میں بیان کردہ مسئلہ اور دیگر مستنبط مسائل درست ہیں۔ واللہ أعلم.

٢١١٥- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَبْصَرْتُ الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «يَا بِلَالُ! أَذِّنْ فِي النَّاسِ: فَلْيَصُومُوا غَدًا».

۲۱۱۵- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے آج رات چاند دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کل روزہ رکھیں۔“

٢١١٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ. مُرْسَلٌ.

۲۱۱۶- ابوداود (عمر بن سعد حفری) نے حضرت سفیان سے انھوں نے سماک سے انھوں نے حضرت عکرمہ سے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

٢١١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ مِصِّيصِيٌّ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ. مُرْسَلٌ.

۲۱۱۷- عبداللہ نے حضرت سفیان سے انھوں نے سماک سے انھوں نے حضرت عکرمہ ؒ سے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

٢١١٨- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَبِيبٍ، أَبُو عُثْمَانَ - وَكَانَ شَيْخًا صَالِحًا بِطَرَسُوسَ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ

۲۱۱۸- حضرت حسین بن حارث جدلی سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے اس دن لوگوں کو خطاب کیا جس دن رمضان المبارک ہونا مشکوک تھا۔ انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے

٢١١٥ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٢.

٢١١٦ـ [ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٤.

٢١١٧ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٥.

٢١١٨ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٦، وله علة قادحة عند أحمد: ٤/ ٣٢١، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

* يحيى بن زكريا بن أبي زائدة رواه عن الحجاج (بن أرطاة) عن الحسين بن الحارث به.

الْحَارِثِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّهُ خَطَبَ النَّاسَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ، فَقَالَ: أَلَا إِنِّي جَالَسْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَاءَلْتُهُمْ، وَأَنَّهُمْ حَدَّثُونِي: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَانْسُكُوا لَهَا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَتِمُّوا ثَلَاثِينَ، وَإِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ فَصُومُوا وَأَفْطِرُوا».

صحابۂ کرام ؓ کے پاس بیٹھتا رہا ہوں اور ان سے مسائل بھی پوچھتا رہا ہوں۔ انھوں نے مجھے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا بند کرو۔ اور چاند دیکھ کر ہی حج اور قربانی کرو۔ اگر چاند نظر نہ آئے تو (مہینے کے) تیس دن پورے کرلو۔ اور اگر دو شخص چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو بھی روزے رکھنا شروع یا بند کر دو۔''

فوائد و مسائل: ① ''مشکوک دن'' سے مراد شعبان کا تیسواں دن ہے کیونکہ اس کے بارے میں دونوں امکان ہوتے ہیں' شعبان کی تیسویں ہو یا رمضان المبارک کی یکم' خصوصاً جب چاند کا امکان تھا لیکن مطلع ابر آلود تھا۔ چاند نظر نہ آ سکا۔ ② ''چاند نظر نہ آئے'' بادل' غبار یا دھواں وغیرہ کی وجہ سے۔ ③ ''دو شخص گواہی دیں۔'' دو شخص تب ضروری ہیں جب مطلع بالکل صاف ہو کیونکہ ایسی صورت میں زیادہ اشخاص کے دیکھنے کا امکان ہوتا ہے' البتہ اگر مطلع ابر آلود ہو تو ایک شخص کی گواہی بھی کافی ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں بیان ہوا' کیونکہ ایسی صورت میں عموماً نظر آنے کا امکان نہیں ہوتا' ایک آدھ کو نظر آنا بھی غنیمت ہوتا ہے' اس طرح احادیث میں تطبیق ہو جائے گی اور تطبیق ہی بہتر ہوتی ہے' البتہ عید کے لیے دو گواہ ضروری ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٩) - إِكْمَالُ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِذَا كَانَ غَيْمٌ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (التحفة ٧)

باب: ۹- بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے نقل کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

٢١١٩- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۲۱۱۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزوں کا آغاز چاند دیکھ کر

٢١١٩ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ "إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا"، ح:١٩٠٩، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية هلال . . . الخ، ح:١٠٨١/ ١٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٢٧. ☆ إسماعيل هو ابن علية.

زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ».

کرو اور اختتام بھی چاند دیکھ کر کرو۔ اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو تیس دن پورے کرو۔"

فوائد ومسائل: ① ان میں اختلاف کی صورت یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نیچے کے رواۃ میں شعبہ کے تلامذہ میں اختلاف ہے۔ جب اسماعیل ابن علیہ امام شعبہ سے بیان کرتے ہیں تو فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ لیکن جب ان سے ورقاء بن عمر یشکری بیان کرتے ہیں تو فَاقْدُرُوا ثَلَاثِينَ بنتے ہیں لیکن اس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مزید تفصیل وتحقیق کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۴/۱۲۱، رقم الحديث: ۱۹۰۹) ② مہینہ کوئی بھی ہو، حکم یہی ہے۔ بعض روایات میں شعبان کا لفظ صرف اس لیے ہے کہ روزوں کا تعلق شعبان کے اختتام سے ہے، ورنہ خود رمضان بھی اس صورت حال میں (یعنی جب شوال کا چاند نظر نہ آئے) تیس دن ہی کا شمار کیا جائے گا۔

٢١٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا ثَلَاثِينَ».

۲۱۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنا بند کرو اور اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو مہینہ تیس کا سمجھو۔"

(المعجم ١٠) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧) - أ

باب: ۱۰- درج ذیل حدیث میں حضرت زہری کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: آئندہ احادیث کو دیکھنے سے اختلاف واضح ہے کہ پہلی روایت (۲۱۲۱) میں اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا اور دوسری روایت (۲۱۲۲) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لیکن اس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

٢١٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ

۲۱۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ

٢١٢٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٢٨.

٢١٢١- أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال ... الخ، ح: ١٠٨١ من حديث إبراهيم ابن سعد عن محمد بن مسلم الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٢٩.

عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا».

ﷺ نے فرمایا: ''جب تم (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لوتب روزے رکھنا شروع کرو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھ لو تو روزے رکھنا بند کر دو۔ اگر بادل ہوں (اور تمھیں شوال کا چاند نظر نہ آئے) تو تیس روزے پورے کرو۔''

٢١٢٢- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ».

٢١٢٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا شروع کر دو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھو تو روزے رکھنا بند کر دو۔ اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو اس مہینے کو تیس کا سمجھو۔''

٢١٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: «لَا

٢١٢٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا تو فرمانے لگے: ''جب تک چاند نہ دیکھ لو روزے رکھنا شروع نہ کرو۔ اسی طرح روزے رکھنا بند نہ کرو جب تک (شوال کا) چاند نہ دیکھ لو۔ اگر بادل ہوں (اور چاند نظر

٢١٢٢ـ أخرجه مسلم، ح: ٨/١٠٨٠ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الصوم، باب: هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟ ومن رأى كله واسعًا، ح: ١٩٠٠ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٣٠.

٢١٢٣ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: "إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا"، ح: ١٩٠٦، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال . . . الخ، ح: ٣/١٠٨٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/٨٦، والكبرى، ح: ٢٤٣١.

تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ».

نہ آئے) تو اس مہینے کو تیس دن کا فرض کرو۔"

(المعجم ١١) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧) - ب

باب:١١- اس حدیث میں عبیداللہ بن عمر کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: آئندہ دو احادیث سے یہ اختلاف واضح ہو رہا ہے کہ ان کے شاگرد یحییٰ نے (٢١٢٤) روایت کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ ان کے دوسرے شاگرد محمد بن بشر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف، تاہم دونوں سندیں صحیح ہیں۔

٢١٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ».

٢١٢٤- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "تم روزے رکھنا شروع نہ کرو حتی کہ (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو اور روزے رکھنا بند نہ کرو حتی کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو۔ اگر چاند نظر نہ آئے تو مہینہ تیس کا بناؤ۔"

٢١٢٥- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ صَاحِبُ حِمْصَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْهِلَالَ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ

٢١٢٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند کا ذکر کیا تو فرمایا: "جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا شروع کر دو اور جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا بند کر دو اور اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو تیس دن پورے کرو۔"

٢١٢٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٣ عن يحيى القطان به، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال . . . الخ، ح: ١٠٨٠ من حديث عبيدالله بن عمر به، بألفاظ أخرىٰ نحو المعنى، والبخاري، ح: ١٩٠٦ (انظر الحديث السابق) من طريق آخر عن نافع به.

٢١٢٥- أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال . . . الخ، ح: ١٠٨١/ ٢٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٢٤٣٣.

عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ».

(المعجم ١٢) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ (التحفة ٧) - ج

باب:۱۲-حضرت ابن عباس کی حدیث میں عمرو بن دینار کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: روایت: ۲۱۲۶ میں حضرت عمرو بن دینار کے شاگرد حماد بن سلمہ نے عمرو بن دینار اور ابن عباس کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کیا جبکہ روایت: ۲۱۲۶ میں حضرت سفیان نے محمد بن حنین کا واسطہ بیان کیا ہے تاہم احادیث صحیح ہیں۔

٢١٢٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَوْزَاءِ، وَهُوَ ثِقَةٌ بَصْرِيٌّ أَخُو أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ».

۲۱۲۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ اگر چاند چھپ جائے (نظر نہ آئے) تو اس مہینے کی گنتی تیس دن مکمل کرو۔"

٢١٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: عَجِبْتُ مِمَّنْ يَتَقَدَّمُ الشَّهْرَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ

۲۱۲۷- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو ماہ رمضان شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "جب تم چاند دیکھو تو پھر روزہ رکھو اور جب اگلا چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ دو۔ اگر چاند چھپ جائے

٢١٢٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٣٤.

٢١٢٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢١، والحميدي، ح: ٥١٤ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٣٥، وفي المسند: ١/ ٣٦٧ وغيره. * محمد بن جبير، يعني ابن مطعم، وهو المرجوح، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ». (نظر نہ آئے) تو مہینے کی گنتی تیس دن پوری کرو۔"

فائدہ: "تعجب ہے" یعنی رمضان المبارک کا چاند نظر آنے سے پہلے مشکوک (شعبان کے تیسویں) دن کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے کہ یہ تکلف اور تشدد ہے۔ صحیح روایات میں اس دن کا روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی بتلایا گیا ہے۔ جن اہل علم نے احتیاطاً نفل روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے شاید انھوں نے ان الفاظ کی سختی پر غور نہیں فرمایا۔ باقی رہی فرض اور نفل کی تفریق (کہ فرض منع ہے نفل جائز ہے) تو یہ بات حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاند دکھانے میں احتیاط نہیں فرمائی تو ہمیں خواہ مخواہ اس احتیاط کی کیا ضرورت ہے؟ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا.

(المعجم ١٣) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَنْصُورٍ فِي حَدِيثِ رِبْعِيٍّ فِيهِ (التحفة ٧)- د

باب: ۱۳- اس بارے میں ربعی کی حدیث میں منصور کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: یہ اختلاف صرف اس قدر ہے کہ روایت: ۲۱۲۹ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کرنے کی بجائے "کسی صحابی" کے الفاظ ہیں جبکہ روایت: ۲۱۲۸ میں ان کے نام کی صراحت ہے۔

٢١٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ ابْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَهُ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ، ثُمَّ صُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ قَبْلَهُ».

۲۱۲۸- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ماہ رمضان سے پہلے روزہ نہ رکھو حتی کہ روزہ رکھنے سے پہلے (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو ورنہ (شعبان کے) تیس دن پورے کر کے روزہ رکھو' پھر تم روزے رکھتے رہو حتی کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو یا چاند دیکھنے سے پہلے تیس دن پورے کر لو۔"

فائدہ: اس روایت میں صراحتاً چاند نظر آنے سے پہلے روزہ رکھنے سے روکا گیا ہے۔ اور اسی پر عمل چاہیے۔

٢١٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۲۱۲۹- نبی ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے'

٢١٢٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب إذا أغمي الشهر، ح:٢٣٢٦ من حديث جرير بن عبدالحميد الضبي به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٣٦، وصححه ابن خزيمة، ح:١٩١١، وابن حبان، ح:٨٧٥.

٢١٢٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٣٧. * سفيان هو الثوري، وعبدالرحمٰن هو ابن ◄◄

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حَتّٰى تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ أَوْ تَرَوُا الْهِلَالَ، ثُمَّ صُومُوا وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماہ رمضان المبارک سے پہلے روزے رکھنا شروع نہ کرو حتی کہ (شعبان) کے تیس دن پورے کر و یا (رمضان کا) چاند دیکھ لو' پھر روزے رکھتے رہو اور روزے رکھنے بند نہ کرو حتی کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو یا (رمضان المبارک کے) تیس روزے پورے کرلو۔''

أَرْسَلَهُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ.

حجاج بن ارطاۃ نے اس روایت کو مرسل ذکر کیا ہے (کہ انھوں نے صحابی کا واسطہ ہی ختم کر دیا اور اسے ربعی کی روایت بنا دیا' حالانکہ وہ صحابی نہیں۔)

فائدہ: چونکہ قمری مہینہ تیس دن سے زائد ہوتا ہی نہیں' لہٰذا تیس دن پورے ہونے کے بعد چاند دیکھنا ضروری نہیں۔

٢١٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَتِمُّوا شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِلَّا أَنْ تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ صُومُوا رَمَضَانَ ثَلَاثِينَ إِلَّا أَنْ تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ».

٢١٣٠- حضرت ربعی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو تو روزے شروع کرو اور' جب تم (شوال کا) چاند دیکھ لو تو روزے رکھنا بند کر دو۔ اگر بادل ہوں (اور تمھیں چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرو' الا یہ کہ تم اس سے پہلے چاند دیکھ لو' پھر تیس دن روزے رکھو' الا یہ کہ اس سے پہلے چاند دیکھ لو۔''

٢١٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

٢١٣١- حضرت ابن عباس ﷺ بیان فرماتے ہیں'

◀◀ مهدي.

٢١٣٠_ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٣٨. * عبدالله هو ابن المبارك، وحبان هو ابن موسى، ومحمد بن حاتم هو ابن نعيم المروزي.

٢١٣١_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب من قال: فإن غم عليكم فصوموا ثلاثين، ح: ٢٣٢٧ من ◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابٌ، فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے ختم کرو۔ اگر تمھارے اور چاند کے درمیان بادل حائل ہو جائیں (اور چاند نظر نہ آئے) تو معروف گنتی (تیس دن) پوری کرو اور ماہ رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو۔''

فائدہ: اگرچہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن کثیر شواہد ومتابعات کی وجہ سے متن حدیث صحیح ہے۔

٢١٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَايَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ».

٢١٣٢- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو بلکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنے بند کرو۔ اگر چاند نظر آنے میں بادل رکاوٹ بن جائیں تو تیس دن پورے کرو۔''

فائدہ: اس مفہوم کی روایات کی اس قدر تکرار بعض اسنادی اختلافات ظاہر کرنے کے لیے ہے جن کا علم مذکورہ روایات کی سندوں کے گہرے جائزے سے ہوگا' البتہ اس اختلاف کا حدیث کے متن پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا کیونکہ متن متفق علیہ ہے' بلکہ اس تکرار سے متن کو تقویت حاصل ہوتی ہے کہ وہ کثیر صحابہ اور بہت زیادہ راویوں سے مروی ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اختلاف سے مراد ہر جگہ غلطی نہیں ہوتی بلکہ بہت سے مقامات پر اختلاف کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ حدیث ان تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ سے آتی ہے اور یہ سب سندیں صحیح ہیں۔

◀◀ حديث سماك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٣٩، وصححه الترمذي، انظر، ح: ٣٢٦.

٢١٣٢ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء أن الصوم لرؤية الهلال والإفطار له، ح: ٦٨٨ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٤٠، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد صحيحة.

(المعجم ١٤) - كَمِ الشَّهْرُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ عَنْ عَائِشَةَ (التحفة ٨)

باب:۱۴-(قمری اور اسلامی) مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے؟ اور حضرت عائشہ کی اس حدیث میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف

٢١٣٣- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَقْسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْرًا، فَلَبِثَ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ، فَقُلْتُ: أَلَيْسَ قَدْ كُنْتَ آلَيْتَ شَهْرًا فَعَدَدْتُ الْأَيَّامَ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ».

۲۱۳۳- حضرت عائشہ ﷦ فرماتی ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے (ناراضی کی بنا پر) قسم کھالی کہ اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جاؤں گا۔ آپ انتیس دن تک اسی حال میں رہے۔ (پھر میرے پاس تشریف لائے۔) میں نے (یاددہانی کے طور پر) عرض کیا کہ آپ نے ایک ماہ کی قسم نہیں کھائی تھی میں نے تو انتیس دن شمار کیے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اختلاف یہ ہے کہ زہری کے بعض شاگردوں نے اس حدیث کو حضرت عائشہ ﷦ کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے حضرت ابن عباس ﷟ کی طرف، تاہم یہ اختلاف ضرررساں نہیں، حدیث دونوں سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ ② ”قسم کھالی۔“ اس طرح کی قسم کو شرعی زبان میں ”ایلاء“ کہتے ہیں۔ خاوند بیوی میں اگر کوئی ناچاقی ہو جائے تو خاوند اپنی بیوی سے وقتی طور پر تعلقات منقطع کر سکتا ہے مگر گھر میں رہنا ضروری ہے تاکہ عورت کوئی غلط قدم نہ اٹھائے۔ یہ کیفیت زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک رہ سکتی ہے۔ اگر قسم اس سے زیادہ کی ہو تو قسم توڑنا فرض ہے اور چار ماہ کے بعد فوراً تعلقات قائم کرنا ضروری ہے ورنہ اسے طلاق دینا پڑے گی۔ وہ دونوں میں سے کوئی بھی کام نہ کرے تو قاضی یا حاکم اپنی طرف سے اسے مصاحبت پر مجبور کرے گا یا طلاق نافذ کر دے گا اور وہ عورت اس سے مستقل طور پر جدا ہو جائے گی۔ اگر مدت کم ہو تو قسم پوری کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ کی قسم کھائی تھی، لہٰذا آپ نے قسم پوری کی۔ اس واقعے کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ ③ ”مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“ یعنی قمری مہینہ جو احکام اسلامی میں معتبر ہے، تیس دن کا بھی ہوتا ہے اور انتیس کا بھی، لہٰذا انتیس دن کو بھی کامل مہینہ شمار کیا جائے گا۔ ایک مہینے کی قسم شرعاً انتیس

٢١٣٣_ أخرجه مسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ١٠٨٣ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٤١.

دن کے لیے ہوگی۔ یہ اس جملے کا صحیح مفہوم ہے۔ بعض اہل علم نے یوں معنی کیا ہے کہ ”یہ مہینہ انتیس کا ہے۔“ گویا آپ نے پہلی تاریخ کا چاند دیکھ کر قسم کھائی اور اگلا چاند دیکھ کر داخل ہوئے' مگر یہ بہت بعید بات ہے کہ آپ نے ناراضی کے باوجود چاند دیکھنے تک انتظار کیا اور پھر قسم کھائی اور پھر اگلا چاند دیکھتے ہی آپ داخل ہوئے۔ کیا جھگڑا عین چاند والے دن ہوا تھا؟ کسی حدیث میں اس کی صراحت نہیں۔ نہ یہ معنی دل کو لگتا ہے جبکہ پہلا معنی بالکل واضح ہے۔ والله أعلم.

٢١٣٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ حَدَّثَهُ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللهِ ﷺ اَللَّتَيْنِ قَالَ اللهُ لَهُمَا: ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ [التحريم: ٤] وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: فَاعْتَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ لَيْلَةً، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ قَدْ قَالَ: «مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا» مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ

۲۱۳۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں عرصۂ دراز سے خواہش مند تھا کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ان دو عورتوں کے بارے میں پوچھوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ ”اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تو یہ نہایت مناسب ہے کیونکہ تمھارے دل کج (ٹیڑھے) ہو گئے ہیں۔“ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوری حدیث بیان فرمائی۔ اس تفصیلی حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس بات کی وجہ سے جسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے فاش (ظاہر) کر دیا تھا' انتیس دن تک اپنی بیویوں سے جدا رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ نے (قسم کھا کر) فرمایا تھا: ”میں اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینے تک نہیں آؤں گا۔“ جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہودیوں کی بات بتائی تو آپ ان پر سخت ناراض ہو گئے تھے جب انتیس دن گزر گئے تو سب سے

٢١٣٤ـ أخرجه البخاري، العلم، باب التناوب في العلم، ح: ٨٩ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الطلاق، باب في الإيلاء واعتزال النساء وتخييرهن . . . الخ، ح: ١٤٧٩/ ٣٤ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٤٢.

عَلَيْهِنَّ حِينَ حَدَّثَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَدِيثَهُنَّ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: إِنَّكَ قَدْ كُنْتَ آلَيْتَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّا أَصْبَحْنَا مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِينَ لَيْلَةً نَعُدُّهَا عَدَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ لَيْلَةً».

پہلے آپ حضرت عائشہ ؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ ؓ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس تشریف نہ لائیں گے اور آج تو انتیسویں دن کی صبح ہے۔ ہم نے یہ دن گن گن کر گزارے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ناراضی کے واقعے کی پوری تفصیل تو ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی لیکن اتنا جان لینا کافی ہے کہ آپ نے ایک راز حضرت حفصہ ؓ کے حوالے کیا تھا اور تاکید فرمائی تھی کہ کسی تک یہ راز نہ پہنچے مگر وہ اپنی فطری کمزوری کی بنا پر راز کو راز نہ رکھ سکیں۔ حضرت عائشہ ؓ کو بتا بیٹھیں اور ہوتے ہوتے یہ بات سب ازواج مطہرات ؓ تک پہنچ گئی جس سے آپ ﷺ کو دکھ اٹھانا پڑا۔ ایک دو واقعات اور بھی ہوئے' ان تمام وجوہ سے آپ کی ناراضی شدید ہوگئی۔ ② جب محسوس ہو کہ آدمی قسم توڑ رہا ہے تو اسے یاد کرایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٥) - ذِكْرُ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ (التحفة ٨) - أ

باب: ١٥- اس باب میں ابن عباس ؓ کی حدیث کا بیان

٢١٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ - هُوَ أَبُو بُرَيْدٍ الْجَرْمِيُّ بَصْرِيٌّ - عَنْ بَهْزٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ يَوْمًا».

٢١٣٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس حضرت جبریل ؑ آئے اور بتایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

٢١٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

٢١٣٦- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے'

٢١٣٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٨، ٣٤٠ من حديث شعبة عن سلمة بن كهيل عن أبي الحكم عمران ابن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٤٣، وهو حديث مختصر.

٢١٣٦ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٤٤. ※ محمد هو ابن جعفر غندر.

مُحَمَّدٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ [سَلَمَةُ]: سَمِعْتُ أَبَا الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ يَوْمًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

(المعجم ١٦) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى إِسْمَاعِيلَ فِي خَبَرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ (التحفة ٨) - ب

باب:١٦- اس بارے میں حضرت سعد بن مالک کی حدیث میں اسماعیل کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: حدیث: ٢١٣٧، ٢١٣٨ میں یہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے جبکہ حدیث: ٢١٣٩ میں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں، صرف ان کے بیٹے کا ذکر ہے جو صحابی نہیں جیسا کہ فائدے میں ذکر ہے۔

٢١٣٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَقَالَ: «اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِصْبَعًا.

٢١٣٧- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک دست مبارک کو دوسرے پر مارا اور فرمایا: ”کبھی مہینہ اتنا‘ اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے اور تیسری دفعہ آپ نے ایک انگلی کم کر لی۔“ (یعنی انتیس۔)

٢١٣٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» يَعْنِي تِسْعَةً وَّعِشْرِينَ.

٢١٣٨- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ کبھی اتنا‘ اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے۔“ (یعنی انتیس دن کا۔)

رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ،

یحییٰ بن سعید وغیرہ نے اس روایت کو بواسطہ اسماعیل‘

٢١٣٧ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح:١٠٨٩ من حديث محمد بن بشر به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٤٥.

٢١٣٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٤٦.

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

محمد بن سعد سے (صحابیٔ رسول سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر) نبیٔ اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے یعنی مرسلاً۔

۲۱۳۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَصَفَّقَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بِيَدَيْهِ يَنْعَتُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَبَضَ فِي الثَّالِثَةِ الْإِبْهَامَ فِي الْيُسْرٰى.

۲۱۳۹- حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے۔'' (حدیث کے راوی) محمد بن عبید نے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں کھول کر سامنے کیں۔ تین دفعہ ایسے کیا اور تیسری دفعہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو بند کر لیا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قُلْتُ لِإِسْمَاعِيلَ: عَنْ أَبِيهِ؟ قَالَ: لَا.

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں نے اسماعیل سے پوچھا: کیا محمد بن سعد نے اس روایت کو اپنے باپ (سعد بن ابی وقاص) سے بیان کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں (بلکہ مرسلاً بیان کیا ہے۔)

فائدہ: اس روایت میں تابعی حضرت محمد بن سعد کہہ رہے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ...... الخ' صحابی کا واسطہ نہیں' لہٰذا یہ روایت مرسل ہے۔

(المعجم ۱۷) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي خَبَرِ أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ (التحفة ۸)-ج

باب: ۱۷- اس بارے میں حضرت ابوسلمہ کی حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: بعض شاگردوں نے حضرت ابوسلمہ کا استاد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا ہے اور بعض نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو، حدیث دونوں طریقوں سے صحیح ہے۔

۲۱٤۰- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۱۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۱۳۹ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ۲٤٤۷.

۲۱٤۰ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء لا تقدموا الشهر بصوم، ح: ٦٨٤ من حديث أبي ◀◀

هَارُونُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعَةً وَّعِشْرِينَ، وَيَكُونُ ثَلَاثِينَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔ جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا شروع کرو اور جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا بند کر دو اور اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو (تیس دن کی) گنتی پوری کرو۔''

٢١٤١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ - يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ».

۲۱۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''مہینہ انتیس کا (بھی ہوتا) ہے۔''

٢١٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو،

۲۱۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم امی لوگ ہیں۔ ہم حساب کتاب نہیں جانتے۔ مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔'' تین دفعہ

◀◀ سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٤٨، وصححه ابن خزيمة، ح:١٩٠٨. * هارون هو ابن إسماعيل الخزاز البصري، وأبوداود هو سليمان بن سيف الحراني، ويحيى هو ابن أبي كثير.

٢١٤١ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال ... الخ، ح:١٠٨٠/١١ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٤٩.

٢١٤٢ـ أخرجه مسلم، ح:١٠٨٠/١٥ب (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي عن سفيان الثوري، والبخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: "لا نكتب ولا نحسب"، ح:١٩١٣ من حديث الأسود بن قيس به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٥٠.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ، اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا»، ثَلَاثًا حَتّٰى ذَكَرَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ.

ہاتھوں سے اشارہ فرمایا حتی کہ انتیس ہو گئے۔

فائدہ: ''امی لوگ'' یعنی ہم تو فطری علم سے آشنا ہیں جس میں غلطی کا امکان نہیں۔ ہم نے حساب کتاب نہیں پڑھا' لہٰذا ہم علم ریاضی' علم نجوم و ہیئت وغیرہ سے واقف نہیں۔ نہ ہمارے ماہ و سال ہی کا حساب ان علوم سے ہے بلکہ ہم چاند کو دیکھ کر مہینے کا حساب لگاتے ہیں جو کبھی تیس کا ہوتا ہے' کبھی انتیس کا' اور یہی حقیقی مہینہ ہے۔ بخلاف شمسی مہینے کے کہ وہ فرضی ہے۔ اس میں کوئی ظاہری علامت نہیں۔

٢١٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَحْسِبُ وَلَا نَكْتُبُ، وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ «وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» تَمَامَ الثَّلَاثِينَ.

۲۱۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم امی لوگ ہیں' ہم حساب کتاب نہیں جانتے۔ کبھی مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔'' تیسری دفعہ آپ نے انگوٹھا بند فرما لیا (یعنی انتیس دن کا۔) ''اور کبھی مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔'' یعنی پورے تیس دن کا۔

فائدہ: مہینہ انتیس کا ہو یا تیس کا' بہر صورت وہ کامل ہوتا ہے' احکام میں بھی اور ثواب میں بھی۔

٢١٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ

۲۱۴۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ کبھی اتنا ہوتا ہے۔'' شعبہ نے جبلہ بن سحیم کی نقل کی اور انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ

٢١٤٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٥١. ✽ محمد هو ابن جعفر غندر.

٢١٤٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ "إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا"، ح:١٩٠٨، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال ... الخ، ح:١٠٨٠/١٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٢٤٥٢.

ﷺ قَالَ: «اَلشَّهْرُ هٰكَذَا» وَوَصَفَ شُعْبَةُ عَنْ صِفَةِ جَبَلَةَ عَنْ صِفَةِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ فِيمَا حَكٰى مِنْ صَنِيعِهِ مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِصْبَعًا مِنْ أَصَابِعِ يَدَيْهِ.

مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔ انھوں نے اس طرح سے بیان کیا کہ دو دفعہ آپ نے دونوں ہاتھوں کی پوری انگلیاں کھولیں اور تیسری دفعہ ایک انگلی کم (بند) کر لی۔

٢١٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ - يَعْنِي ابْنَ حُرَيْثٍ - قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ».

٢١٤٥- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔''

فائدہ: لہٰذا ایک مہینے کی قسم انتیس دن میں پوری ہو جاتی ہے۔ (اس قدر تکرار کا فائدہ کیا ہے؟ دیکھیے، حدیث: ٢١٣٢)

(المعجم ١٨) - اَلْحَثُّ عَلَى السُّحُورِ (التحفة ٩)

باب: ١٨- سحری کھانے کی ترغیب

٢١٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

وَقَفَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ.

٢١٤٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو' بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''

عبیداللہ بن سعید نے اس روایت کو موقوف بیان کیا ہے۔

٢١٤٥- أخرجه مسلم، ح: ١٠٨٠/ ١٤ عن محمد بن المثنى به، (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٥٣.

٢١٤٦- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٠/ ١٧٠، ح: ١٠٢٣٥ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٥٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٣٦ عن محمد بن بشار به، وله شواهد، منها الحديث الآتي: ٢١٤٨.

فوائد ومسائل: ① سحری کھانا مستحب ہے کیونکہ اس سے روزہ نبھانا آسان ہوگا' جسمانی قوت برقرار رہے گی اور پھر روزے کی نیت سے کھانے کی وجہ سے ثواب بھی ہوگا' گویا کہ ہم خرما وہم ثواب۔ لیکن یہ روزے کے لیے واجب ہے نہ شرط' البتہ افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے' نیز اہل کتاب کے روزے سے ہمارے روزے کا امتیاز سحری ہی سے ہے۔ سحری کی وجہ سے نیت بروقت ہوگی اور صبح کے وقت جاگنے کا موقع ملے گا جو دعا وتہجد کا وقت ہے۔ غرض بہت سے دنیوی اور اخروی فوائد ہیں۔ برکت سے مراد یہ سب کچھ ہے۔ ② برکت کے لفظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سحری واجب نہیں' مستحب ہے۔

٢١٤٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «تَسَحَّرُوا». قَالَ عُبَيْدُاللهِ: لَا أَدْرِي كَيْفَ لَفْظُهُ.

۲۱۴۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سحری کھاؤ۔ (راویٔ حدیث) عبیداللہ نے کہا: میں نہیں جانتا اس کے (صحیح) الفاظ کیا ہیں؟

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ یہ روایت موقوف بھی آئی ہے' یعنی صحابی کا اپنا قول' رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیے بغیر۔

٢١٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

۲۱۴۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو' یقیناً اس میں برکت ہے۔''

(المعجم ١٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٩) - أ

باب:۱۹- اس حدیث میں عبدالملک بن ابی سلیمان کے شاگردوں کا اختلاف (کہ یہ روایت موقوف ہے یا مرفوع)

٢١٤٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ

۲۱۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٢١٤٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٥٥. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

٢١٤٨ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور ... الخ، ح: ١٠٩٥ عن قتيبة، والبخاري، الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب، ح: ١٩٢٣ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٥٦.

٢١٤٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٧، ٤٧٧ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وهو في الكبرى، ◄◄

جَرِيرٍ نَسَائِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو' بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''

٢١٥٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً» رَفَعَهُ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى.

٢١٥٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سحری کھاؤ' بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے۔

فائدہ: گو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موقوف بھی آتی ہے مگر اس سے اس کے مرفوع ہونے میں کوئی نقص نہ آئے گا۔ نبی ﷺ کے فرمان کو صحابی خود بھی دہرا سکتے ہیں' یہ کوئی بعید نہیں۔

٢١٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

٢١٥١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھاؤ' بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''

٢١٥٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ

٢١٥٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھاؤ' بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''

ح: ٢٤٥٧. * أبو الربيع هو الزهراني.

٢١٥٠- [إسناده صحيح، موقوف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٥٨. * يزيد هو ابن هارون.

٢١٥١- [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٧٧ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ليلى به، ولم ينفرد به، انظر، ح: ٢١٤٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٥٩.

٢١٥٢- [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٧ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٦٠، وانظر الحديث السابق.

عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

٢١٥٣- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

۲۱۵۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھاؤ' یقیناً سحری کھانے میں برکت ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ هٰذَا، إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَهُوَ مُنْكَرٌ، وَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ الْغَلَطُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کی اس حدیث کی سند حسن ہے لیکن یہ روایت منکر (غلط) ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ غلطی محمد بن فضیل سے ہوئی ہوگی۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ اس روایت میں ابوسلمہ کے بجائے عطاء ہی درست ہے۔

(المعجم ٢٠) - تَأْخِيرُ السُّحُورِ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى زِرٍّ فِيهِ (التحفة ١٠)

باب:۲۰- سحری تاخیر سے (آخر وقت میں) کھانے کا بیان' نیز اس حدیث میں زِرّ کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: پہلی روایت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھانے کا ذکر ہے جبکہ دوسری روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ گویا مرفوع اور موقوف کا اختلاف ہے لیکن مرفوعاً یہ روایت ضعیف ہے۔

٢١٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۱۵۴- حضرت زِرّ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ

٢١٥٣ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٦١، وقول النسائي هو المرجوح . * أبوبكر بن خلاد اسمه محمد، وهو الباهلي البصري.

٢١٥٤ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٦٢ . * عاصم هو ابن أبي النجود، سفيان الثوري عنعن، تقدم، ح: ١٠٢٧، وتابعه أبوبكر بن عياش عند ابن ماجه، ح: ١٦٩٥، وتقدم حاله، ح: ٧٨٠.

سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ قَالَ: قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَيَّ سَاعَةٍ تَسَحَّرْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ.

ﷺ کے ساتھ سحری کس وقت کھائی؟ انھوں نے فرمایا: دن شروع ہونے ہی کو تھا' بس سورج طلوع نہ ہوا تھا۔

٢١٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَسْجِدَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا إِلَّا هُنَيْهَةٌ.

٢١٥٥-حضرت زِرّ بن حُبیش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کھائی' پھر ہم نماز کے لیے نکلے۔ جب ہم مسجد میں آئے تو دو رکعتیں پڑھیں۔ اتنے میں جماعت کھڑی ہوگئی۔ سنتوں اور اقامت کے درمیان بالکل معمولی فاصلہ تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے' بشرط صحت اس حدیث میں "دن" سے "شرعی دن" مراد ہوگا جو طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ سحری طلوع فجر کے بالکل قریب کھانی چاہیے تاکہ سحری کے مقاصد مکمل طور پر حاصل ہوں۔ بہت پہلے سحری کھانے سے روزہ نبھانا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر سحری کے بعد نیند آ گئی تو تہجد تو ایک طرف' فرض نماز بھی رہ جائے گی۔ ② سَحُرِي، سَحُر سے ہے جس کے معنی ہیں: رات کا آخری حصہ' لہٰذا سحری ہے ہی وہ جو رات کے آخری حصے' یعنی طلوع فجر سے عین پہلے ہو' زیادہ دیر پہلے کھانا عام کھانا ہوگا' سحری نہ ہوگا۔

٢١٥٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْنَا.

٢١٥٦-حضرت صلہ بن زفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم مسجد کو چلے۔ ہم نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں' اتنے میں نماز فجر کی اقامت ہوگئی تو ہم نے فرض نماز پڑھی۔

٢١٥٥_[إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٦٣. * محمد هو ابن جعفر غندر، وعدي هو ابن ثابت.

٢١٥٦_[صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٦٤، وانظر الحديث السابق.

(المعجم ٢١) - قَدْرُ مَا بَيْنَ السُّحُورِ وَبَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ (التحفة ١١)

باب:۲۱-سحری اور فجر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

٢١٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرَ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً.

۲۱۵۷-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی' پھر ہم نماز کے لیے اٹھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے پوچھا کہ درمیان میں کتنا فاصلہ تھا؟ انھوں نے فرمایا: اتنا کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے۔

فوائد ومسائل: ① سکون کے ساتھ پچاس آیات پڑھنے کے لیے بھی کم سے کم دس منٹ ضروری ہیں۔ ② حسن ادب ہمہ وقت انسان کے پیش نظر رہنا چاہیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ نہیں کہا ہم نے اور رسول اللہ ﷺ نے سحری کھائی بلکہ کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی کیونکہ اس میں تبعیت کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم ٢٢) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ هِشَامٍ وَسَعِيدٍ عَلَى قَتَادَةَ فِيهِ (التحفة ١١) - ألف

باب:۲۲-اس روایت میں قتادہ کے شاگردوں ہشام اور سعید کے اختلاف کا ذکر (کہ ہشام نے اسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت بتایا ہے جبکہ سعید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی)

٢١٥٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: زُعِمَ أَنَّ أَنَسًا الْقَائِلُ: مَا كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: قَدْرَ مَا

۲۱۵۸-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی' پھر ہم نماز کے لیے اٹھے۔ میں نے کہا...... خیال کیا جاتا ہے کہ کہنے والے حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں...... درمیان میں کتنا فاصلہ تھا؟ انھوں (زید رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اتنا کہ آدمی پچاس آیات پڑھ سکے۔

٢١٥٧ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه .... الخ، ح: ١٠٩٧ من حديث وكيع بن الجراح، والبخاري، الصوم، باب قدر كم بين السحور وصلاة الفجر؟، ح: ١٩٢١ من حديث هشام الدستوائي به.

٢١٥٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٦٦. * خالد هو ابن الحارث.

يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً .

٢١٥٩- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: تَسَحَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَزَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ ثُمَّ قَامَا فَدَخَلَا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقُلْنَا لِأَنَسٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: قَدْرَ مَا يَقْرَأُ الْإِنْسَانُ خَمْسِينَ آيَةً .

۲۱۵۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے (اکٹھے) سحری کھائی‘ پھر وہ دونوں کھڑے ہوئے اور صبح کی نماز پڑھنے لگے۔ (قتادہ نے کہا:) میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: سحری سے فارغ ہونے اور نماز شروع کرنے کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ انھوں نے فرمایا: اتنا کہ انسان پچاس آیات پڑھ سکے۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل حضرت قتادہ ہیں اور جواب دینے والے حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ جبکہ پہلی دو روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں اور جواب دینے والے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ‘ مگر بعید نہیں کہ دونوں درست ہوں‘ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگرد حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے۔ دونوں واقعات میں کوئی منافات نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٣) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ فِي تَأْخِيرِ السُّحُورِ وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِهِمْ (التحفة ١١) - ب

باب: ۲۳- تاخیر سحری کی بابت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سلیمان بن مہران کے شاگردوں کا اختلاف اور ان کے لفظی اختلاف کا ذکر

٢١٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: فِينَا رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ

۲۱۶۰-حضرت ابو عطیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: ہم میں نبی ﷺ کے دو صحابی موجود ہیں۔ ان میں سے ایک روزہ جلدی (آفتاب غروب ہوتے ہی) کھولتے ہیں اور سحری تاخیر

٢١٥٩ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر، ح:٥٧٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح:٢٤٦٧، وانظر الحديثين السابقين.

٢١٦٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٦/٤٨ من حديث شعبة عن سليمان الأعمش، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه، . . . الخ، ح:١٠٩٩ من حديث أبي عطية الوادعي الهمداني به، واسمه مالك بن عامر، وهو في الكبرى، ح:٢٤٦٨ . * وخيثمة هو ابن عبدالرحمن.

النَّبِيِّ ﷺ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السَّحُورَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السَّحُورَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السَّحُورَ؟ قُلْتُ: عَبْدُ اللهِ ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ.

سے (آخر وقت میں) کھاتے ہیں اور دوسرے صحابی (احتیاطاً) افطار دیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کھا لیتے ہیں۔وہ فرمانے لگیں: ان میں سے افطار اول وقت اور سحری آخر وقت کرنے والا کون ہے؟ میں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا۔

فائدہ: دوسرے صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔وہ احتیاطاً افطار میں دیر اور سحری میں جلدی فرماتے تھے' مگر احتیاط اتنی لمبی نہیں چاہیے کہ مسنون عمل میں تبدیلی آ جائے' احتیاط تو چند منٹ کی ہوتی ہے' البتہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ سورج غروب ہونے کا یقین کیے بغیر جلدی روزہ کھول لیا جائے یا صبح کی اذان کے دوران میں بھی سحری کھانے کی عادت ڈال لی جائے کیونکہ اس طرح روزہ ضائع ہو سکتا ہے۔بعض جلد باز حضرات غلط سلط کیلنڈروں کو دیکھ کر سیکنڈوں کے حساب سے روزہ کھولتے ہیں' حالانکہ ضروری ہے کہ کیلنڈر محکمۂ موسمیات اور رصدگاہوں کے ماہرین کا تصدیق شدہ ہو یا پھر کیلنڈر کو سورج دیکھ کر مصدقہ بنا لیا جائے۔ کیلنڈروں میں دوسرے شہروں کے اوقات میں فرق یکساں نہیں ہوتا' مثلاً: لاہور سے فیصل آباد کا فرق کسی کیلنڈر میں دس منٹ' کسی میں نو' کسی میں آٹھ' کسی میں چھ' کسی میں پانچ منٹ لکھا ہوتا ہے' لہٰذا کیلنڈر کی رو سے روزہ افطار کرنے والے حضرات غیر معیاری کیلنڈروں سے اپنا روزہ ضائع نہ کریں۔ جب تک غروب کا یقین نہ ہو' روزہ نہیں کھولنا چاہیے۔ یقین سے مراد آنکھوں سے سورج عین افق میں غروب ہوتا دیکھنا ہے' جبکہ مطلع صاف ہو۔ یا پھر سب سے آخری کیلنڈر پر عمل کرنا ہے۔اس طرح تین چار منٹ کی تاخیر سے اول وقت افطار گزر نہیں جائے گا۔ تاخیر (جو مکروہ ہے) سے مراد ستارے نظر آنے کا انتظار ہے جو یہودی کرتے ہیں نہ کہ غروب کے یقین کا انتظار۔ افسوس! کہ آج کل تو مقابلے میں اذانیں کہی جاتی ہیں کہ جلدی اذان کہو' کہیں فلاں مسجد کی اذان ہم سے پہلے یا ہمارے برابر نہ ہو جائے۔اس طرح لوگوں کے روزے خراب کیے جاتے ہیں۔ جو یقیناً گناہ ہے اور جلدی کے شوق میں کیا جاتا ہے۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ.

٢١٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۲۱۶۱- حضرت ابوعطیہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: ہم میں دو حضرات

٢١٦١- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٤٦٩. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري.

عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: فِينَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السَّحُورَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السَّحُورَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السَّحُورَ؟ قُلْتُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ.

ہیں۔ ان میں سے ایک افطاری اول وقت اور سحری آخر وقت کرتے ہیں اور دوسرے صاحب افطاری دیر سے اور سحری جلدی کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان میں سے افطاری اول وقت اور سحری آخر وقت میں کون کرتا ہے؟ میں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

٢١٦٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ أَحَدُهُمَا يُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ وَالْآخَرُ يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ؟ قَالَ مَسْرُوقٌ: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: هٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۲۱۶۲ -حضرت ابو عطیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروق دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مسروق نے ان سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ہیں ان میں سے کوئی بھی نیکی میں کوتاہی نہیں کرتا مگر ان میں سے ایک افطاری اور نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں اور دوسرے صاحب افطاری اور نماز مغرب میں جلدی کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ان میں سے کون نماز مغرب اور افطاری میں جلدی کرتے ہیں؟ حضرت مسروق نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

٢١٦٣- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ

۲۱۶۳- حضرت ابو عطیہ سے مروی ہے کہ میں اور حضرت مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور ہم نے ان سے کہا: اے ام المومنین! اصحاب محمد ﷺ

٢١٦٢ـ [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٠ . * وحسين هو ابن علي الجعفي.

٢١٦٣ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢١٦٠، وأخرجه مسلم، ح: ١٠٩٩ من حديث أبي معاوية محمد بن خازم الضرير به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧١.

عَلٰى عَائِشَةَ، فَقُلْنَا لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ، فَقَالَتْ: أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَالْآخَرُ أَبُو مُوسٰى.

میں سے دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک افطاری اور نماز مغرب جلدی ادا کرتے ہیں اور دوسرے افطاری اور نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں۔ فرمانے لگیں: ان میں سے کون افطاری اور نماز مغرب میں جلدی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل یہی تھا۔ اور دوسرے صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

(المعجم ٢٤) - فَضْلُ السُّحُورِ (التحفة ١٢)

باب:۲۴- سحری کھانے کی فضیلت

٢١٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: «إِنَّهَا بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمُ اللهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهُ».

۲۱۶۴- ایک صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ سحری تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ سحری برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں عطا فرمائی ہے' لہٰذا تم اسے نہ چھوڑو۔''

فائدہ: ''تمھیں عطا فرمائی ہے۔'' یعنی خاص تمھارے لیے رعایت ہے' ورنہ یہودی اور عیسائی اس نعمت سے محروم ہیں' لہٰذا اسے امتیاز سمجھ کر اختیار کرو' امتیازات چھوڑے نہیں جاتے' اس لیے اسے نہ چھوڑو۔ سحری کھائی جائے تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے روزے سے مشابہت نہ ہو۔ مجبوراً سحری چھوٹ جائے تو کوئی حرج نہیں' مثلاً: بیدار نہ ہو سکے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۱۴۶)

(المعجم ٢٥) - دَعْوَةُ السُّحُورِ (التحفة ١٣)

باب:۲۵- سحری کے لیے دعوت دینا

٢١٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٧، ٣٧٠ من حديث شعبة عن عبدالحميد بن دينار الزيادي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٧٢. * عبدالله بن الحارث هو أبوالوليد الأنصاري البصري، وعبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

٢١٦٥ - أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ بَصْرِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ سَيْفٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو إِلَى السَّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ: «هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ».

٢١٦٥- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک میں سحری کی دعوت دیتے سنا۔ آپ فرما رہے تھے: ''آؤ اس مبارک کھانے کی طرف۔''

(المعجم ٢٦) - تَسْمِيَةُ السُّحُورِ غَدَاءً (التحفة ١٤)

باب:٢٦- سحری کو غدا (صبح کا کھانا) کہنا

٢١٦٦ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: أَخْبَرَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السَّحُورِ فَإِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ».

٢١٦٦- حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سحری کا کھانا کھایا کرو کیونکہ یہ بابرکت کھانا ہے۔''

فائدہ: غدا اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو دن کے آغاز میں کھایا جاتا ہے۔ روزے دار کے لیے چونکہ سحری ہی دن کے کھانے کے قائم مقام ہے، لہٰذا اسے حدیث مبارکہ میں غدا بھی کہا گیا ہے، جیسے ہم اپنی زبان میں سحری کو ناشتہ کہہ لیں۔ (مزید دیکھیے، حدیث:٢١٤٦)

٢١٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب من سمى السحور الغداء، ح: ٢٣٤٤ من حديث معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٣، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ٢١٤، ح: ١٩٣٨، وابن حبان، ح: ٨٨٢، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٨٨١ وغيره. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، والحارث بن زياد حسن الحديث، مختلف في صحبته، وتجهيله مرجوح.

٢١٦٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٢ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٤، والحديث السابق شاهد له.

٢١٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ: «هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ - يَعْنِي - السَّحُورَ».

۲۱۶۷-حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”اس بابرکت کھانے یعنی سحری کے لیے آؤ۔“

(المعجم ٢٧) - فَضْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ١٥)

باب:۲۷-ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق؟

٢١٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحُورِ».

۲۱۶۸-حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق سحری کھانا ہے۔“

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث:۲۱۶۴۔

(المعجم ٢٨) - اَلسُّحُورُ بِالسَّوِيقِ وَالتَّمْرِ (التحفة ١٦)

باب:۲۸-ستو اور کھجوروں کے ساتھ سحری کرنا

٢١٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ

۲۱۶۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سحری کے وقت فرمایا: ”اے انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں مجھے کچھ کھلاؤ۔“ میں آپ کے پاس کچھ

٢١٦٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٥.

٢١٦٨ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح: ١٠٩٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٦. * الليث هو ابن سعد، وموسى بن عُلَي بن رباح ثقة، وأبوقيس هو مولى عمرو بن العاص وهو أيضا ثقة.

٢١٦٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٧ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٧. * قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤.

رَسُولُ اللهِ ﷺ وَذٰلِكَ عِنْدَ السَّحُورِ: «يَا أَنَسُ! إِنِّي أُرِيدُ الصِّيَامَ أَطْعِمْنِي شَيْئًا» فَأَتَيْتُهُ بِتَمْرٍ وَإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ، وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أَذَّنَ بِلَالٌ، فَقَالَ: «يَا أَنَسُ! أُنْظُرْ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعِي» فَدَعَوْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَجَاءَ، فَقَالَ: إِنِّي قَدْ شَرِبْتُ شَرْبَةَ سَوِيقٍ وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ» فَتَسَحَّرَ مَعَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

کھجوریں اور ایک پانی کا برتن لے کر آیا اور یہ حضرت بلال ؓ کے اذان (اذان اول) کہنے کے بعد کی بات ہے' پھر آپ فرمانے لگے: "اے انس! کوئی آدمی دیکھو جو میرے ساتھ سحری کھائے۔" میں حضرت زید بن ثابت ؓ کو بلا لایا' وہ آئے اور کہنے لگے: میں نے کچھ ستو پی لیے ہیں اور میرا ارادہ روزہ رکھنے کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا ارادہ بھی روزہ رکھنے کا ہے۔" تو انھوں نے آپ کے ساتھ سحری کھائی' پھر آپ ﷺ اٹھے' دو رکعتیں پڑھیں اور پھر نماز کے لیے نکل گئے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دوسرے معتبر محققین کے نزدیک بعض شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٣٣/٢٠' وذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٧٦/٢٠، ٢٧٧' و صحيح سنن النسائي للألباني: ١٠٨/٢، ١٠٩' رقم: ٢١٦٦) ② حضرت بلال ؓ طلوع فجر سے چند منٹ پہلے اذان کہا کرتے تھے۔ فجر کی اذان حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ کہتے تھے جیسا کہ دیگر احادیث میں صراحت ہے' لہٰذا یہ وہم نہ کیا جائے کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے فجر کی اذان کے بعد سحری کھائی۔ اس حدیث میں دوسری اذان کا ذکر نہیں۔

(المعجم ٢٩) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ [البقرة: ١٨٧] (التحفة ١٧)

باب: ٢٩- اللہ تعالیٰ کے فرمان: کھاؤ اور پیو حتی کہ تمھارے لیے فجر کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح (روشن) ہو جائے۔" کا مطلب

٢١٧٠- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ

٢١٧٠- حضرت براء بن عازب ؓ سے منقول ہے کہ (شروع شروع میں) مسلمانوں میں سے کوئی شخص جب رات کو کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو

٢١٧٠ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول الله تعالى: ﴿أحل لكم ليلة الصيام الرفث إلى نسائكم . . .﴾، ح: ١٩١٥ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع عنده، ح: ٤٥٠٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٧٨ . * زهير هو ابن معاوية.

عَازِبٍ: أَنَّ أَحَدَهُمْ كَانَ إِذَا نَامَ قَبْلَ أَنْ يَتَعَشَّى، لَمْ يَحِلَّ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ شَيْئًا وَلَا يَشْرَبَ لَيْلَتَهُ وَيَوْمَهُ مِنَ الْغَدِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا﴾ إِلٰى ﴿الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ قَالَ: وَنَزَلَتْ فِي أَبِي قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو أَتَى أَهْلَهُ وَهُوَ صَائِمٌ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ وَلٰكِنْ أَخْرُجُ أَلْتَمِسُ لَكَ عَشَاءً، فَخَرَجَتْ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ، فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ فَوَجَدَتْهُ نَائِمًا، وَأَيْقَظَتْهُ، فَلَمْ يَطْعَمْ شَيْئًا، وَبَاتَ وَأَصْبَحَ صَائِمًا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ، فَغُشِيَ عَلَيْهِ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ هٰذِهِ الْآيَةُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ.

اس کے لیے کچھ بھی کھانا پینا جائز نہ ہوتا تھا' نہ اس رات اور نہ اگلے دن حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔ (یہی صورت حال رہی) حتی کہ یہ آیت اتری: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا ...... مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ "کھاؤ اور پیو حتی کہ تمھارے لیے صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح (روشن) ہو جائے۔" یہ آیت حضرت ابوقیس بن عمرو ؓ کے بارے میں اتری۔ وہ مغرب کی نماز کے بعد گھر والوں کے پاس آئے' ان کا روزہ تھا۔ کہنے لگے: کوئی کھانے کی چیز ہے؟ ان کی بیوی نے کہا: کھانے کی کوئی چیز بھی نہیں لیکن میں جا کر کھانا تلاش کرتی ہوں۔ وہ باہر چلی گئیں اور وہ لیٹ گئے' انھیں نیند آ گئی۔ وہ واپس آئیں تو انھیں سوتے ہوئے پایا۔ انھیں جگایا لیکن وہ کچھ نہ کھا سکے' اسی طرح رات گزاری۔ اگلی صبح پھر روزہ تھا حتی کہ دوپہر ہوئی تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ اور یہ اس آیت کے اترنے سے پہلے کی بات ہے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان کے بارے میں اتاری۔

فائدہ: شروع میں مسلمان بھی اہل کتاب کی طرح شام سے شام تک روزہ رکھتے تھے' یا تو ان کی نقل کرتے ہوئے یا شاید رسول اللہ ﷺ نے ایسا حکم دیا ہو۔ جب چند لوگوں کو مندرجہ بالا یا اس سے ملتی جلتی صورت حال پیش آئی تو رعایت کر دی گئی اور روزہ صبح سے شام تک ہو گیا۔ رات کو کھانا پینا اور بیوی سے حق زوجیت ادا کرنا جائز ہو گیا۔

٢١٧١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ،

۲۱۷۱- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

٢١٧١ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿كلوا واشربوا حتى يتبين لكم . . . ﴾، ح: ٤٥١٠ من حديث جرير بن عبدالحميد، ومسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر . . . الخ، ح: ١٠٩٠ من حديث الشعبي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٧٩.

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ قَالَ: «هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ».

﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُم ...... الْأَسْوَدِ﴾ ''حتی کہ تمھارے لیے سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح ہو جائے۔'' کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے۔''

فائدہ: لفظ خَيط کے معنی دھاگا یا دھاری کے ہیں مگر یہاں ظاہر معنی مراد نہیں جیسا کہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سمجھے جب انھوں نے پوچھا تو آپ نے وضاحت فرمادی کہ مطلب یہ ہے کہ رات کے اندھیرے سے صبح کی روشنی نظر آنے لگے اور پھیل جائے۔ اسے طلوع فجر کہا جاتا ہے۔

(المعجم ٣٠) - كَيْفَ الْفَجْرُ (التحفة ١٨)

باب: ۳۰- طلوع فجر کیسے ہوگا؟

٢١٧٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِاللَّيْلِ لِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَيُرْجِعَ قَائِمَكُمْ، وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا» - وَأَشَارَ بِكَفِّهِ - «وَلٰكِنِ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا» وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَتَيْنِ.

۲۱۷۲- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلال رات کو اذان کہتے ہیں تاکہ سوئے ہوؤں کو جگائیں اور جاگے ہوؤں کو لوٹائیں اور فجر اس طرح نہیں ہوتی۔'' اور آپ نے اپنی ہتھیلی سے (اوپر نیچے) اشارہ کیا۔ ''بلکہ فجر اس طرح ہوتی ہے۔'' اور آپ نے اپنی دونوں انگشت شہادت سے دائیں بائیں اشارہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان' فجر سے کچھ پہلے ہوتی تھی تاکہ لوگ جلدی اٹھ کھڑے ہوں اور بروقت مصروفیات سے فارغ ہو کر جماعت میں مل سکیں کیونکہ یہ قضائے حاجت اور غسل وغیرہ کا وقت ہوتا ہے۔ اگر عین طلوع فجر پر اٹھیں تو جماعت سے رہ جائیں گے۔ دوسری اذان عین طلوع فجر کے بعد ہوتی تھی۔ (بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غالباً اسی پر قیاس کرتے ہوئے جمعۃ المبارک کی بھی دو اذانیں جاری فرمائیں۔) ② ''جاگے ہوؤں کو لوٹائیں۔'' یعنی وہ نماز تہجد کو مختصر کر کے کچھ آرام کر لیں تاکہ فجر کی نماز میں سستی لاحق نہ ہو۔ ③ ''فجر ایسے نہیں ہوتی۔'' یعنی جب صرف چند شعاعیں نیچے سے اوپر کو اٹھتی ہوئی محسوس ہوں تو وہ فجر نہیں ہے۔ اسے فجر کاذب کہا جاتا ہے۔ ④ ''فجر ایسے ہوتی ہے'' یعنی جب شعاعیں زیادہ ہو جائیں اور افق پر پھیل

٢١٧٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٤٢، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٨٠. * يحيى هو القطان، والتيمي هو سليمان بن طرخان، وأبوعثمان هو النهدي.

جائیں اور افق واضح طور پر روشن نظر آنے لگے۔ اسے صبح صادق کہتے ہیں۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہتے تھے اور اسی اذان سے نماز فجر اور روزے کا آغاز ہوتا تھا۔

٢١٧٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا سَوَّادَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سَمُرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ، حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا» - يَعْنِي مُعْتَرِضًا - قَالَ أَبُودَاوُدَ: وَبَسَطَ بِيَدَيْهِ يَمِينًا وَّشِمَالًا مَادًّا يَدَيْهِ.

٢١٧٣- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال کی اذان اور اس سفیدی (فجر کاذب) سے تمھیں دھوکا نہ لگے حتی کہ فجر اس طرح دائیں بائیں پھیل جائے۔“ ابوداود (راوی) نے کہا: اور اس (استاد شعبہ) نے اپنے دونوں ہاتھ کھول کر دائیں بائیں کھینچ کر پھیلائے۔

فائدہ: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان نہ تو تہجد کے لیے تھی کیونکہ نفل نماز کے لیے اذان نہیں اور نہ سحری کے لیے کیونکہ اذان نماز کے لیے ہوتی ہے، کھانے پینے کے لیے نہیں، بلکہ فجر کی نماز کے لیے ہی ہوتی ہے لیکن وقت سے کچھ پہلے، البتہ اس اذان سے کوئی شخص تہجد یا سحری کا فائدہ اٹھا سکتا ہے، جیسے مغرب کی اذان سے افطاری کا فائدہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اگرچہ ان دو اذانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا مگر چونکہ یہ فاصلہ مقرر نہیں، لہٰذا یہ زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔

(المعجم ٣١) - اَلتَّقَدُّمُ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ١٩)

باب: ٣١- ماہ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنا

٢١٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

٢١٧٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ماہ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے کوئی روزہ نہ رکھو الا یہ کہ کوئی شخص پہلے

٢١٧٣ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم . . . الخ، ح: ١٠٩٤/ ٤٢ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨١، ومسند الطيالسي، ح: ٨٩٧.

٢١٧٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ١٩١٤، ومسلم، الصيام، باب: "لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين"، ح: ١٠٨٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٢، وانظر الحديث الآتي. * الوليد هو ابن مسلم.

عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقَدَّمُوا قَبْلَ الشَّهْرِ بِصِيَامٍ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا أَتٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ عَلٰى صِيَامِهِ».

خاص دن کا روزہ رکھتا ہو اور وہ دن ایسے موقع پر آ جائے۔"

فائدہ: یہ ہدایت شعبان کے آخری دنوں کے لیے ہے تاکہ نفل روزے فرض روزوں سے متصل نہ ہو جائیں' امتیاز رہے اور رمضان المبارک کی اہمیت اجاگر ہو' نیز شک والے دن (۳۰ شعبان) کا روزہ نہ رکھا جا سکے۔ "خاص دن کا روزہ رکھتا رہا ہو" اس کے ممانعت کے دن میں آ جانے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً: کوئی شخص ہر سوموار کو روزہ رکھتا ہو اور سوموار آخر شعبان کو آ جائے جو مشکوک ہو کہ ۳۰ شعبان ہے یا یکم رمضان' تو اپنی سابقہ عادت کے مطابق اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

(المعجم ٣٢) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ (التحفة ١٩) - أ

باب:۳۲-اس حدیث میں حضرت ابوسلمہ کے دو شاگردوں یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو کا اختلاف

٢١٧٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدٌ الشَّهْرَ بِيَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَحَدٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا قَبْلَهُ، فَلْيَصُمْهُ».

۲۱۷۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص رمضان المبارک سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھے مگر جو شخص پہلے سے کسی خاص دن کا روزہ رکھتا ہے' وہ رکھ سکتا ہے۔"

فائدہ: ابوسلمہ کے شاگردوں کا اختلاف یہ ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے تو اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بتلایا ہے جبکہ محمد بن عمرو نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی۔ محمد بن عمرو کو غلطی لگی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ محمد بن عمرو نے یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت کے موافق بھی روایت کی ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى:۵/۲۱)

٢١٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

۲۱۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٢١٧٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٣، وأخرجه ابن ماجه، ح: ١٦٥٠ من حديث الأوزاعي به.

٢١٧٦ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٤، والحديث السابق شاهد له. * أبوخالد هو سليمان بن حيان◀◀

حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَتَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذٰلِكَ يَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماہ رمضان المبارک سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ اتفاقاً وہ دن آ جائے جس کا کوئی شخص پہلے سے روزہ رکھنے کا عادی ہو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ غلطی ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر راوی کی غلطی ہے۔ اور یہ بات درست ہے۔

(المعجم ٣٣) - ذِكْرُ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٩) - ب

باب:۳۳- اس بارے میں ابوسلمہ کی حدیث کا بیان

٢١٧٧- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

۲۱۷۷- ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو پے در پے دو ماہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا' البتہ آپ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک (کے روزوں) سے ملا لیتے تھے۔

فائدہ: ظاہراً اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکمل شعبان کے روزے رکھتے تھے مگر یہ درست نہیں بلکہ آپ آخر سے چند دن ناغہ فرما لیتے تھے۔ اس بات کی صراحت آگے حدیث نمبر ۲۱۷۹ اور ۲۱۸۰ میں آ رہی ہے۔ چونکہ اکثر دنوں کے روزے رکھتے تھے' لہٰذا کہہ دیا گیا کہ سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ لِلْأَكْثَرِ حُكْمُ الْكُلِّ. عرفاً کلام میں ایسے عام ہو جاتا ہے۔

◀◀ الأحمر.

٢١٧٧- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في وصال شعبان برمضان، ح: ٧٣٦ عن محمد بن بشار عن عبدالرحمٰن بن مهدي عن سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٥، وله شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي.

(المعجم ٣٤) - اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ فِيهِ (التحفة ١٩) - ج

باب:۳۴- اس روایت میں محمد بن ابراہیم کے شاگردوں کا اختلاف (کہ بعض نے اسے حضرت ام سلمہ ؓ کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے حضرت عائشہ ؓ کی طرف)

٢١٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

۲۱۷۸- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک (کے روزوں) کے ساتھ ملا لیتے تھے۔

٢١٧٩- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ: لَا يَصُومُ، وَكَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ أَوْ عَامَّةَ شَعْبَانَ.

۲۱۷۹- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کبھی (نفل) روزے رکھتے حتی کہ ہم کہتے تھے: آپ ناغہ نہیں کریں گے۔ اور کبھی چھوڑے رہتے حتی کہ ہم کہتے: آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ آپ سارا شعبان یا اکثر شعبان روزے رکھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① نفل روزوں کے لیے کوئی ضابطہ مقرر نہیں بلکہ یہ انسان کے نشاط پر موقوف ہے جب جی چاہے رکھے اور جتنے چاہے رکھے اور جب سستی محسوس کرے تو نہ رکھے اور جب تک چاہے ناغہ کرے۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۲۳۵۹) ② شعبان میں زیادہ روزے رکھنے کی وجہ رمضان المبارک کی قربت ہو سکتی ہے۔

٢١٧٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب فيمن يصل شعبان برمضان، ح: ٢٣٣٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٦. ❁ النضر هو ابن شميل.

٢١٧٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٧، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٣٣ عن الربيع بن سليمان به، أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٨ من حديث محمد بن إبراهيم التيمي به، وأخرجه البخاري، ح: ١٩٦٩، ومسلم، ح: ١١٥٦ من حديث أبي سلمة به.

گویا رمضان المبارک کا پڑوسی ہونے کے لحاظ سے شعبان کو بھی خصوصی فضیلت حاصل ہو گئی۔ انبیاء و صلحاء کا جوار بھی عظیم فضیلت کا سبب ہے، دنیا میں ہو، آخرت میں یا قبر میں۔ ③ "سارا شعبان" اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (حدیث: ۲۱۷۷)

٢١٨٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّ ابْنَ الْهَادِ حَدَّثَهُ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ، فَمَا تَقْدِرُ عَلَى أَنْ تَقْضِيَ حَتّٰى يَدْخُلَ شَعْبَانُ، وَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ فِي شَهْرٍ مَا يَصُومُ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ إِلَّا قَلِيلًا، بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ.

۲۱۸۰- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم ازواجِ مطہرات میں سے کسی ایک کو رمضان المبارک کے کچھ روزے (حیض کی بنا پر) چھوڑنے پڑتے تھے، وہ ان کی قضا نہیں دے سکتی تھی حتی کہ ماہ شعبان آ جاتا۔ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں اتنے روزے نہ رکھتے تھے جتنے شعبان میں رکھتے تھے، صرف چند دن چھوڑ کر باقی روزے رکھتے تھے بلکہ (یہی کہہ لیجیے کہ) سارا مہینہ ہی روزے رکھتے تھے۔

فائدہ: "قضا نہیں دے سکتی تھی۔" اس خطرے کی بنا پر کہ ایسا نہ ہو رسول اللہ ﷺ کو ہماری ضرورت محسوس ہو اور ہم روزے سے ہوں کیونکہ آپ ہر روز عصر کے بعد یا کسی اور وقت میں سب ازواج مطہرات ؓ کے گھروں میں جاتے تھے۔ باری کا تعلق تو صرف رات کی حد تک تھا، دن کو آپ کسی گھر میں بھی جا سکتے تھے۔

(المعجم ٣٥) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ (التحفة ١٩) - د

باب: ۳۵- حضرت عائشہ ؓ کی حدیث میں راویوں کے اختلاف کا بیان

٢١٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ

۲۱۸۱- حضرت ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے حضرت عائشہ ؓ سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں بتائیے۔ فرمانے لگیں:

٢١٨٠ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان . . . الخ، ح: ١١٤٦/ ١٥٢ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٨ . * عمه سعيد بن الحكم بن أبي مريم .

٢١٨١ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٦/ ١٧٦ من حديث سفيان ابن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٩ .

عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَخْبِرِينِي عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ، وَلَمْ يَكُنْ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

آپ (کبھی تو اس قدر) روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے: اب روزے ہی رکھتے رہیں گے۔ کبھی اتنے ناغے فرماتے کہ ہم کہتے کہ اب چھوڑ ہی دیے ہیں۔ اور آپ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں (نفلی) روزے نہ رکھتے تھے۔ صرف چند دن چھوڑ کر پورا شعبان روزے رکھتے تھے (یوں کہہ لیجیے کہ) سارا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

۲۱۸۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي شَهْرٍ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

۲۱۸۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ سال کے کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ (نفل) روزے نہ رکھتے تھے۔ (یوں سمجھیے کہ) پورا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

۲۱۸۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَعْبَانَ.

۲۱۸۳- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ شعبان میں (بہت زیادہ) روزے رکھتے تھے۔

۲۱۸٤- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفٰى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ

۲۱۸۴- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ میں تو نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک رات میں مکمل قرآن مجید پڑھا ہو یا کسی رات (شروع سے آخر

۲۱۸۲ـ أخرجه مسلم، ح: ۷۸۲ بعد، ح: ۱۱۵٦ عن إسحاق بن إبراهيم (انظر الحديث السابق)، والبخاري. الصوم، باب صوم شعبان، ح: ۱۹۷۰ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲٤۹۰.

۲۱۸۳ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۲٤۹۱. * أبوداود هو الطيالسي، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۲۱۸٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱٦٤۲، وهو في الكبرٰى: ۲٤۹۲.

-عَائِشَةَ قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ، وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ.

تک) مسلسل نماز پڑھتے رہے ہوں یا رمضان المبارک کے علاوہ کسی مہینے کے مکمل روزے رکھے ہوں۔

فائدہ: صحیح طریقہ اور سنت بھی یہی ہے کیونکہ عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے جسم اور دیگر متعلقات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ فرائض کی مکمل پابندی اور نوافل میں سہولت اور نشاط اور دوسرے فرائض کا لحاظ رکھنا ہی صحیح دین ہے۔ نفلی عبادت میں اعتدال انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرائض میں بھی اعتدال رکھا ہے۔ انتہا پسندی نقصان دہ ہے۔

٢١٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي يُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ حَرَّانِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: سَأَلْتُهَا عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ، وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا تَامًّا مُنْذُ أَتَى الْمَدِينَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانُ.

۲۱۸۵-حضرت عبداللہ بن شقیق سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ﷞ سے رسول اللہ ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے رکھنے لگتے تو ہم کہتے کہ رکھتے ہی رہیں گے اور چھوڑتے تو ہم کہتے: چھوڑے ہی رہیں گے۔ اور آپ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد رمضان المبارک کے علاوہ کبھی مسلسل ایک مہینہ روزے نہیں رکھے۔

فائدہ: ''مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد'' کیونکہ حضرت عائشہ ﷞ کو اس کے بعد کے بارے میں ہی علم ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ مدینہ منورہ آنے سے پہلے آپ مسلسل روزے رکھتے تھے بلکہ پہلے بھی آپ کی عادت مبارکہ یہی تھی۔

٢١٨٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۲۱۸۶-حضرت عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ

٢١٨٥ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٦/ ١٧٤ من حديث هشام ابن حسان به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٩٣.

٢١٨٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى . . . الخ، ح: ٧١٧، والصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٦/ ١٧٣ من حديث كهمس به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٩٤.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحٰى؟ قَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبَةٍ، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ؟ قَالَتْ: لَا، مَا عَلِمْتُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ، وَلَا أَفْطَرَ حَتّٰى يَصُومَ مِنْهُ، حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيلِهِ.

میں نے حضرت عائشہ ؓ سے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ ضحیٰ کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ آپ سفر سے واپس تشریف لائیں۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کسی مہینے کے مکمل روزے رکھتے تھے؟ فرمایا: نہیں۔ میرے علم کے مطابق آپ نے کسی مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھے علاوہ رمضان المبارک کے اور نہ کسی مہینے کے تمام دنوں کا ناغہ کیا بلکہ کچھ نہ کچھ ضرور روزے رکھتے تھے حتی کہ فوت ہو گئے۔

٢١٨٧- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحٰى؟ قَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبَةٍ، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَهُ صَوْمٌ مَعْلُومٌ سِوٰى رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: وَاللهِ! إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوٰى رَمَضَانَ، حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهِ، وَلَا أَفْطَرَ حَتّٰى يَصُومَ مِنْهُ.

٢١٨٧- حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ضحیٰ کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ آپ کسی سفر سے واپس تشریف لائیں۔ میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے علاوہ کسی معین مہینے کے روزے رکھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی معین مہینے کے روزے نہیں رکھے حتی کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور نہ آپ نے کسی مہینے کے مکمل روزے چھوڑے، بلکہ کچھ نہ کچھ روزے رکھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ''سفر سے واپس تشریف لائیں۔'' رسول اللہ ﷺ عموماً دن چڑھے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تھے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے تھے، چاہے اسے نماز ضحیٰ کہہ لیں (وقت کی رعایت سے) یا تحیۃ المسجد (موقع کی مناسبت سے)۔ ② حضرت عائشہ ؓ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نماز ضحیٰ نہیں پڑھتے تھے لیکن یہ جواب ان کے اپنے علم کے مطابق ہے۔ جن لوگوں نے آپ کو نماز ضحیٰ پڑھتے دیکھا، انھوں نے اس کو ثابت کیا ہے، لہٰذا ان کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ ویسے بھی نماز ضحیٰ کی

٢١٨٧- أخرجه مسلم، ح: ١١٥٦/ ١٧٢ من حديث يزيد بن زريع به، انظر الحديث السابق وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٩٥.

فضیلت متعدد قولی احادیث سے ثابت ہے' اس لیے نماز ضحیٰ کے استحباب میں کوئی شک نہیں۔ (صحیح البخاري' التهجد' حديث: ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۸' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث: ۷۲۰۔ ۷۲۲) نہ پڑھنے سے استحباب کی نفی نہیں ہوتی۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۱/۲۳-۲۶)

(المعجم ٣٦) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ١٩) - هـ

باب: ۳۶- اس حدیث میں خالد بن معدان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اس حدیث میں خالد بن معدان کے شاگرد بحیر نے ان کے استاد کا نام جبیر بن نفیر بتایا ہے جبکہ ان کے دوسرے شاگرد ثور نے ان کے استاد کا نام ربیعہ جرشی کہا ہے۔

٢١٨٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ الصِّيَامِ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ، وَيَتَحَرّٰى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۱۸۸- حضرت جبیر بن نفیر سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عائشہ ﷞ سے (نفل) روزوں کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ شعبان کے (تقریباً) سبھی روزے رکھتے تھے اور سوموار اور جمعرات کا روزہ قصداً رکھا کرتے تھے۔

فائدہ: ایک اور روایت میں سوموار اور جمعرات کے روزے کی وجہ نبی ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ان دو دنوں میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصوم' حديث: ۷۴۷)

٢١٨٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ

۲۱۸۹- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان اور رمضان المبارک کے مکمل روزے رکھتے تھے اور سوموار اور جمعرات کا روزہ قصداً رکھتے تھے۔

٢١٨٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٩ من حديث بقية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٩٦، والحديث الآتي شاهد له.

٢١٨٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح: ٧٤٥ من حديث عبدالله بن داود به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٩٧، * ثور هو ابن يزيد.

اللهِ ﷺ يَصُومُ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ وَيَتَحَرَّى الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

(المعجم ٣٧) - صِيَامُ يَوْمِ الشَّكِّ (التحفة ٢٠)

باب:۳۷-شک والے دن کا روزہ رکھنا

٢١٩٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ، فَقَالَ: كُلُوا، فَتَنَحّٰى بَعْضُ الْقَوْمِ، قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

۲۱۹۰-حضرت صلہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان کے پاس بھنی ہوئی (سالم) بکری لائی گئی۔ انھوں نے (حاضرین سے) فرمایا: کھاؤ۔ لیکن کچھ لوگ ایک طرف ہو گئے اور کہنے لگے: ہمارا روزہ ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے شک والے دن کا روزہ رکھا اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے' محققین کی بحث سے راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہو جاتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۱/۳۱-۳۸) ② ''شک والے دن'' سے مراد شعبان کی تیس تاریخ ہے کیونکہ اس دن امکان ہوتا ہے کہ شاید رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہو۔ بعض لوگ اس دن چاند نظر آئے بغیر احتیاطاً روزہ رکھ لیتے ہیں کہ شاید چاند طلوع ہو گیا ہو' مگر یہ احتیاط شریعت حقہ کی نافرمانی ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۲۱۱۸-۲۱۲۷) ③ ''ابوالقاسم'' رسول اللہ ﷺ کی کنیت ہے۔ کبھی کبھار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو نام کے بجائے اس کنیت سے پکارتے تھے۔ عموماً رسول اللہ اور نبی اللہ ﷺ وغیرہ جلیل القدر الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ ④ ''اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔'' جس روایت میں صحابی اس قسم کے الفاظ کہے وہ حکماً مرفوع ہوتی ہے۔

٢١٩١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ

۲۱۹۱-حضرت سماک سے روایت ہے کہ میں حضرت

٢١٩٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية صوم يوم الشك، ح: ٦٨٦ عن الأشج به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٩٨، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، وعلقه البخاري في صحيحه قبل حديث: ١٩٠٦، وللحديث شواهد ضعيفة.

٢١٩١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١٣١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٩٩.

أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِي يُونُسَ، عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عِكْرِمَةَ فِي يَوْمٍ - يَعْنِي قَدْ أُشْكِلَ مِنْ رَمَضَانَ هُوَ أَمْ مِنْ شَعْبَانَ؟ - وَهُوَ يَأْكُلُ خُبْزًا وَبَقْلًا وَلَبَنًا، فَقَالَ لِي: هَلُمَّ، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ وَحَلَفَ بِاللّٰهِ: لَتُفْطِرَنَّ، قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَرَّتَيْنِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ يَحْلِفُ لَا يَسْتَثْنِي، تَقَدَّمْتُ قُلْتُ: هَاتِ الْآنَ مَا عِنْدَكَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابَةٌ أَوْ ظُلْمَةٌ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ عِدَّةَ شَعْبَانَ، وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالًا، وَلَا تَصِلُوا رَمَضَانَ بِيَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ».

عکرمہ کے پاس ایسے دن گیا جس کے بارے میں شک تھا کہ یہ شعبان کا دن ہے یا رمضان المبارک کا؟ آپ روٹی، سبزی اور دودھ تناول فرما رہے تھے۔ مجھے کہنے لگے: آؤ (کھانا کھاؤ)۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ تجھے ضرور روزہ چھوڑنا پڑے گا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! دو دفعہ (میں نے ایسا کہا۔) جب میں نے دیکھا کہ وہ ان شاء اللہ پڑھے بغیر قسم کھا رہے ہیں تو میں آگے بڑھا اور عرض کیا: لائیے! جو آپ کے پاس ہے۔ (کھانا یا دلیل۔) انھوں نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنے بند کرو۔ اگر بادل رکاوٹ بن جائے یا اندھیرا چھا جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ اور رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو اور رمضان المبارک کو شعبان کے دن سے (روزہ رکھ کر) نہ ملاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① ''لائیے جو آپ کے پاس ہے۔'' زیادہ درست یہ ہے کہ جب انھوں نے حضرت عکرمہ کو اتنے جزم ویقین سے قسم کھاتے دیکھا تو وہ کھانا کھانے پر آمادہ ہو گئے کیونکہ انھیں یقین ہو گیا کہ آج واقعتاً روزہ رکھنا درست نہیں، اس لیے کہا: لائیے کھانا۔ دوسرے معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ آپ جو اس قدر پختہ اور تاکیدی قسم کھا رہے ہیں، کوئی دلیل بھی دیجیے۔ واللہ أعلم۔ ② شعبان کی تیس تاریخ کو شک نہ بھی ہو، تب بھی روزہ رکھنا منع ہے۔ اسی طرح انتیس تاریخ کو بھی منع ہے کیونکہ اس طرح رمضان اور شعبان کے روزے مل جائیں گے جبکہ آپ نے منع فرمایا ہے۔ الا یہ کہ کسی شخص کو کسی مخصوص دن، مثلاً: سوموار یا جمعرات کو روزہ رکھنے کی عادت ہو اور وہ دن اس تاریخ کو آ جائے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔

(المعجم ٣٨) - اَلتَّسْهِيلُ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ (التحفة ٢١)

باب: ٣٨- شک والے دن (ایک خاص حالت میں) روزہ رکھنے کی رخصت

٢١٩٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ وَابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «أَلَا لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِيَوْمٍ أَوِ اثْنَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا فَلْيَصُمْهُ».

۲۱۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "خبردار! رمضان المبارک کے شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو، ہاں وہ شخص جو پہلے سے اس دن کا روزہ رکھتا تھا' وہ رکھ لے۔"

(المعجم ٣٩) - ثَوَابُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَالْاِخْتِلَافُ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٢)

باب:۳۹- جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کے مدنظر صیام و قیام کرے' اسے کیا ثواب ملے گا؟ اور اس کی بابت وارد حدیث میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف

٢١٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۱۹۳- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل عبادت کرے (تراویح پڑھے) اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢١٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ:

۲۱۹۴- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

٢١٩٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١٧٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٠٠.

٢١٩٣ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٠١، وللحديث شواهد كثيرة جدًا (انظر الحديث الآتي). * شعيب هو ابن الليث بن سعد، وخالد هو ابن يزيد، وابن أبي هلال هو سعيد.

٢١٩٤ـ أخرجه البخاري، ح: ٩٢٤، ومسلم، ح: ٧٦١ من حديث الزهري به بغير هذا اللفظ، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٠٢، وللحديث شواهد. * موسى هو ابن أعين.

حَدَّثَنَا الْمُعَافَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسٰى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةِ أَمْرٍ فِيهِ، فَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

بیان کرتی ہیں کہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل نماز (تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے' بغیر اس کے کہ انھیں قطعی حکم دیں۔ آپ فرماتے تھے: ''جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل نماز (تراویح) پڑھے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① ''ایمان اور ثواب۔'' یعنی روزہ رکھنے کی بنیاد ایمان ہو نہ کہ لوگوں کی دیکھا دیکھی یا ایک رسم کی پابندی یا صحت کا حصول۔ اور نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت مقصود ہو' تعریف کا حصول اور لوگوں کی مذمت سے بچاؤ مقصود نہ ہو۔ ② ''پہلے سب گناہ۔'' بشرطیکہ وہ قابل معافی ہوں' یعنی حقوق العباد سے متعلق نہ ہوں اور شرک وغیرہ نہ ہو۔ واللہ أعلم. ③ امام زہری رحمہ اللہ کے شاگردوں کا اختلاف یہ ہے کہ آیا یہ حدیث مرسل ہے یا متصل؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ہے یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے؟ پھر زہری کے استاد کون ہیں؟ سعید بن مسیب یا عروہ یا ابوسلمہ؟ ممکن ہے تینوں ہوں۔ بہر کیف اس سے صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی۔

٢١٩٥- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ.

٢١٩٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو گھر سے نکل کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور لوگوں کو (نفل) نماز پڑھائی۔ اور راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے' بغیر اس کے کہ ان کو اس کا قطعی

٢١٩٥_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح: ٧٦١/١٧٨ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٣. * إسحاق هو ابن راهويه عن المخزومي، وتلميذه زكريا السنة. * قوله "فتوفي . . . الخ"، مدرج من قول الزهري كما في المدرج إلى المدرج للسيوطي، ص: ٢٢، ح: ٨ وغيره.

وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ قَالَتْ: فَكَانَ يُرَغِّبُهُمْ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ، وَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» قَالَ: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ.

حکم دیں۔ اور فرماتے تھے: ''جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کی بنیاد پر اور ثواب کی نیت سے نفل عبادت کرے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو صورت حال یہی تھی (کہ لوگ عموماً نفل نماز اکیلے اکیلے پڑھتے تھے۔ کوئی امام مقرر نہ تھا)۔

٢١٩٦- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي رَمَضَانَ: «مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٢١٩٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے بارے میں فرماتے سنا: ''جو شخص ایمان کی بنا پر اور ثواب کے حصول کی نیت سے اس (رمضان المبارک) کا قیام کرے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

٢١٩٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ: وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُهُمْ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةِ أَمْرٍ

٢١٩٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رمضان المبارک کے دوران میں) آدھی رات کو گھر سے نکل کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ اور (راوی نے) پوری حدیث بیان کی' اس میں یہ بھی کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے' بغیر اس کے کہ آپ ان کو اس کا قطعی حکم دیں۔ آپ فرماتے تھے: ''جو شخص ایمان کی بنیاد پر اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں نفل

٢١٩٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٤، وأخرجه البخاري، ح: ٢٠٠٨، ٢٠١٤، ومسلم، ح: ٧٥٩/ ١٧٤ من حديث الزهري به.

٢١٩٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١٩٥، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٥.

فِيهِ، فَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

نماز پڑھے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢١٩٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِرَمَضَانَ: «مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۱۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے بارے میں فرماتے سنا: "جو شخص ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے اس کی راتوں کا قیام کرے گا (یعنی تراویح پڑھے گا) اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢١٩٩- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۱۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کے لیے قیام رمضان کرے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢٢٠٠- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ

۲۲۰۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان میں رغبت دلایا کرتے تھے' بغیر اس کے کہ ان کو اس کا قطعی حکم دیں۔ آپ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک (کی راتوں) میں قیام کرے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔"

٢١٩٨ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢١٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٦.

٢١٩٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٧.

٢٢٠٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١٩٦، وأخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ٧٥٩/ ١٧٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٨.

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٢٢٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کے جذبے سے اور حصول ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل نماز (تراویح) پڑھی اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

٢٢٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے رمضان المبارک کا قیام کرے گا' اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

٢٢٠٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی خاطر قیام رمضان کیا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

٢٢٠٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ

۲۲۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی

٢٢٠١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٠٣، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٩٥، ٢٥٠٩.

٢٢٠٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٠.

٢٢٠٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١١.

٢٢٠٤ـ أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، ح: ٢٠١٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٢، وزاد: "وما تأخر".

عَبْدِاللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ»، وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور قیام کیا' ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے' تو اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جس شخص نے ایمان و احتساب کے ساتھ لیلۃ القدر کا قیام کیا' اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

٢٢٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایمان کی وجہ سے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک کے روزے رکھے' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

٢٢٠٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور حصول ثواب کی خاطر رمضان المبارک کے روزے رکھے' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

٢٢٠٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۲۲۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے گا تو اس کے

٢٢٠٥_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٣.

٢٢٠٦_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٤.

٢٢٠٧_أخرجه البخاري، الإيمان، باب صوم رمضان احتسابًا من الإيمان، ح: ٣٨ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٥.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

(المعجم ٤٠) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَالنَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ فِيهِ (التحفة ٢٢) - أ

باب: ۴۰- اس روایت میں یحییٰ بن ابی کثیر اور نضر بن شیبان کے اختلاف کا ذکر

٢٢٠٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى وَمُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الْأَشْعَثِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالُوا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۸- حضرت ابوسلمہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) کا قیام کرے اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جو شخص ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کرے اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢٢٠٩- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ

۲۲۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کا قیام کرے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جو شخص ایمان و احتساب کے ساتھ لیلۃ القدر کا قیام کرے گا' اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢٢٠٨ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب من صام رمضان إيمانًا واحتسابًا ونيةً، ح: ١٩٠١، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ٧٦٠ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٦.

٢٢٠٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٧.

إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٢٢١٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ: أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهُ: حَدِّثْنِي بِأَفْضَلِ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ يُذْكَرُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَفَضَّلَهُ عَلَى الشُّهُورِ، وَقَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».
قَالَ أَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۲۲۱۰- حضرت نضر بن شیبان حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو ملے اور عرض کیا: مجھے سب سے افضل حدیث بیان کیجیے جو آپ نے اپنے والد محترم سے رمضان المبارک کی فضیلت کے بارے میں سنی ہو۔ انھوں نے فرمایا: مجھ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے دوسرے تمام مہینوں پر فضیلت دی اور فرمایا: ”جو شخص ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں قیام کرے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح صاف ہو جاتا ہے جس طرح وہ اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔“
امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ غلط ہے۔ (یعنی عبدالرحمٰن بن عوف کا ذکر) درست أبو سلمة عن أبي هريرة ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ذکر صحیح نہیں ہے۔ ان کے بجائے حضرت ابوہریرہ کا ذکر درست ہے۔ باب کا بھی یہی مقصد تھا کہ یحییٰ بن ابی کثیر اور نضر بن شیبان کا اختلاف واضح ہو۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے تو اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بتلایا ہے جبکہ نضر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے نضر کی بات کو غلط جبکہ یحییٰ بن ابی کثیر کی بات کو درست قرار دیا ہے۔ واللّٰه أعلم.

٢٢١١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۲۱۱- حضرت ابوسلمہ سے اسی طرح کی روایت آتی

٢٢١٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ح: ١٣٢٨ من حديث نصر بن علي الجهضمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٨. * النضر بن شيبان لين الحديث (تقريب)، وقال ابن معين: "ليس حديثه بشيء".

٢٢١١ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٩.

قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَقَالَ: «مَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا».

ہے جس میں یہ لفظ ہیں: ''جس شخص نے ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے اور (راتوں کا) قیام کیا......الخ۔''

۲۲۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ سَمِعَهُ أَبُوكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْسَ بَيْنَ أَبِيكَ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَدٌ، فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ: نَعَمْ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

۲۲۱۲- حضرت نضر بن شیبان نے کہا: میں نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا: مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے اپنے والد محترم سے سنی ہو اور آپ کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے رمضان المبارک کے بارے میں بلا واسطہ سنی ہو۔ انھوں نے کہا: ہاں مجھے والد محترم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض کیا ہے اور میں نے تمھارے لیے اس (کی راتوں) کا قیام مسنون کیا ہے' لہٰذا جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اس ماہ مقدس میں صیام و قیام کرے گا' وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح اسے اس کی ماں نے گناہوں سے پاک جنا تھا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ تینوں روایات (۲۲۱۰-۲۲۱۲) ضعیف ہیں' اس لیے کہ رمضان کے روزوں اور قیام کی فضیلت تو صحیح روایات سے ثابت ہے لیکن آخری حصہ ''پاک جننے والا'' صحیح نہیں ہے۔ ② رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت تو متفقہ مسئلہ ہے' البتہ راتوں کا قیام نفل ہے' لیکن یہ نفل مؤکد ہیں۔ چونکہ یہ نوافل رمضان المبارک کی خصوصیت ہیں' لہٰذا انھیں ترک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ امتیازات کی پابندی مؤکد ہوتی ہے' البتہ آپ کے دور میں رمضان کے نفلوں میں فرضیت کے ڈر سے مستقل جماعت سے اجتناب کیا گیا' صرف تین دن آپ نے جماعت کروائی۔ ویسے لوگ ٹولیوں کی صورت میں آپ کے دور میں بھی پڑھا کرتے تھے۔

۲۲۱۲- [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲۰.

جب فرضیت کا خطرہ نہ رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ جماعت کا دوبارہ آغاز فرما دیا' لہٰذا اب یہی سنت ہے کیونکہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے' نیز اس پر صحابہ اور مابعد ادوار کا اجماع ہے' لہٰذا کسی مسجد کو تراویح کی جماعت سے محروم نہیں رکھنا چاہیے' البتہ اگر کوئی حافظ قاری جماعت سے الگ پڑھنا چاہے تو وہ الگ بھی پڑھ سکتا ہے۔ عشاء کے فوراً بعد پڑھے یا تہجد کے وقت۔ ہاں' جماعت عشاء کے بعد ہی ہوگی۔ مسنون نماز تراویح گیارہ رکعات ہے کیونکہ جن دنوں آپ نے جماعت کروائی تھی' گیارہ رکعت ہی پڑھائی تھیں' نیز رمضان اور غیر رمضان آپ علیہ السلام اتنی نماز ہی پڑھتے تھے۔ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے نماز تراویح کسی صحیح حدیث یا اثر سے گیارہ رکعات سے زائد ثابت نہیں' اس لیے اسی پر اکتفاء مسنون و مشروع ہے۔ جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کی روشنی میں گیارہ سے زائد نوافل (نماز تراویح) کا دعویٰ کیا جاتا ہے' وہ سب ضعیف اور محدثین کے ہاں ناقابل اعتبار ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (صلاة التراويح للألباني)

(المعجم ٤١) - فَضْلُ الصِّيَامِ وَالْاِخْتِلَافُ عَلٰى أَبِي إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٣)

باب: ۴۱- روزے کی فضیلت اور حضرت علی بن ابی طالب کی حدیث میں ابواسحاق کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: آئندہ دو احادیث کی اسانید دیکھنے سے اختلاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت ابواسحاق کے ایک شاگرد نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت قرار دیا ہے جبکہ دوسرے شاگرد شعبہ نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح سمجھتے ہیں۔ واللہ أعلم.

٢٢١٣- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدٍ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

۲۲۱۳- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بلاشبہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے دار کے لیے دو وقت خوشی کے ہیں: جب وہ روزہ کھولتا ہے اور جب اپنے رب کو ملے گا۔ قسم اس

٢٢١٣ـ [صحيح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٣/ ١٢٩، ح: ٩١٥ عن هلال بن العلاء بن هلال بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٢١، وللحديث شواهد كثيرة، انظر، ح: ٢٢١٥، ٢٢١٦ وغيرهما. * زيد هو ابن أبي أنيسة، وعبيدالله هو ابن عمرو الرقي، وتكلم النسائي في هذا الحديث وكلامه مرجوح.

يَقُولُ: اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: حِينَ يُفْطِرُ وَحِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ اچھی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''روزہ میرے لیے ہے۔'' سب عبادات ہی اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہیں مگر روزے کی تخصیص کی وجہ غالباً یہ ہے کہ روزے میں ریاکاری ممکن نہیں کیونکہ اس کی کوئی ظاہر علامت نہیں جسے کوئی دیکھ سکے روزے کے علاوہ باقی تمام عبادات میں لوگوں کی طرف سے تعریف ممکن ہے مثلاً: نماز اور حج وغیرہ کیونکہ یہ عبادات لوگوں کو نظر آتی ہیں جبکہ روزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہوتا ہے۔ ② ''میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔'' یعنی کوئی دوسرا اس کا بدلہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ اس کا ثواب جانتا ہی نہیں صرف میں ہی جانتا ہوں لہٰذا میں ہی اس کا بدلہ دوں گا جیسا کہ حدیث (نمبر ۲۲۱۷) میں ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک ہے سوائے روزے کے کہ وہ بے حساب ہے نیز روزے کا بدلہ جنت ہے اور جنت کوئی اور نہیں دے سکتا۔ ③ ''جب روزہ کھولتا ہے۔'' اس وقت خوشی اللہ تعالیٰ کے فریضے کی تکمیل کی وجہ سے ہوتی ہے یا طبعی خوشی مراد ہے جو ہر انسان کو کھانے سے حاصل ہوتی ہے۔ ④ ''جب اپنے رب کو ملے گا۔'' اس وقت خوشی ہوگی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور روزے کا ثواب دیکھ کر اور یہی حقیقی خوشی ہے۔ ⑤ ''روزے دار کے منہ کی بو۔'' جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ دنیا میں انسان خوشبو والے شخص کو اپنے قریب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی روزے دار کو اپنے قریب فرمائے گا اور اس سے محبت فرمائے گا گویا یہ بو جو روزے کی حالت میں منہ سے آتی ہے قیامت کے دن کستوری کی خوشبو کا تمثل اختیار کرے گی۔ ممکن ہے دنیا ہی میں روزے کی حالت کی بو اللہ تعالیٰ یا فرشتوں کو کستوری سے بڑھ کر خوشبو دار معلوم ہوتی ہو۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ﴾ (الأنفال ۸:۷۵) ⑥ اللہ کی صفت کلام کا اثبات ہوتا ہے نیز پتا چلتا ہے کہ اللہ کا کلام صرف قرآن مجید ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے کلام فرماتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث حدیث قدسی ہے۔ حدیث قدسی دراصل اللہ ہی کا کلام ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کی بطور عبادت تلاوت نہیں کی جاتی۔

٢٢١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ: قَالَ عَبْدُاللهِ

۲۲۱۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے دار کو دو خوشیاں

٢٢١٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٥٢٢، وأخرجه الطبراني في الكبير: ١٠/ ١٢٠، ح: ١٠٠٧٨ بإسناد صحيح عن شعبة به مرفوعًا، فالحديث صحيح مرفوعًا وموقوفًا، وانظر الحديث السابق.

: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

نصیب ہیں: ایک خوشی جب وہ اپنے رب تعالیٰ سے ملے گا اور دوسری خوشی افطار کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی بڑھ کر خوشبودار ہے۔"

(المعجم ٤٢) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي صَالِحٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٢٣) - أ

باب: ۴۲- اس حدیث میں ابوصالح کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: ابوسنان ابوصالح کا استاد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں' جبکہ ابوصالح کے باقی تمام شاگرد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو۔ جیسا کہ آئندہ احادیث سے صاف ظاہر ہے۔ لیکن اس قسم کا اختلاف صحت حدیث کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کا حل ممکن ہے کہ ابوصالح نے دونوں سے سنا ہو اور یہی بات درست ہے کیونکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابوسعید خدری اور ابوہریرہ دونوں سے یہ حدیث بواسطہ' ابوصالح تخریج کی ہے۔ (صحیح مسلم' الصیام' حدیث: ۱۱۵۱/۱۶۵)

٢٢١٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ: اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ اللهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

۲۲۱۵- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی (حقیقی) جزا دوں گا۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک' جب وہ روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ دوسرا جب وہ اللہ تعالیٰ کو ملے گا' پھر اللہ اسے روزے کا بدلہ دے گا تو وہ خوش ہوگا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی پاکیزہ تر ہے۔"

٢٢١٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ

۲۲۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٢٢١٥ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح: ١١٥١/ ١٦٥ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٢٣.

٢٢١٦ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٢٤. * عمرو هو ابن الحارث، وللحديث طرق كثيرة، انظر الحديث السابق والآتي.

ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ الْمُنْذِرَ ابْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصَّائِمُ يَفْرَحُ مَرَّتَيْنِ: عِنْدَ فِطْرِهِ وَيَوْمَ يَلْقَى اللهَ، وَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے) فرمایا: ”روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے دار دو دفعہ خوش ہوگا: افطار کے وقت اور جب اللہ تعالیٰ کو ملے گا۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے بھی زیادہ اچھی ہے۔“

٢٢١٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ حَسَنَةٍ عَمِلَهَا ابْنُ آدَمَ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي، اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

٢٢١٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان جو نیکی کرتا ہے' وہ اس کے لیے دس گنا سے سات سو گنا تک لکھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دوں گا۔ وہ میری وجہ سے اپنی شہوت اور کھانے پینے سے دست کش ہوتا ہے۔ روزہ ڈھال ہے۔ روزے دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں' ایک تو افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔“

فوائد و مسائل: ① ”دس گنا سے سات سو گنا تک۔“ کم از کم دس گنا تو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ وعدے کی بنا پر ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام٦:١٦٠) ”جو شخص ایک نیکی لائے گا اس کے لیے اس کا دس گنا (ثواب) ہے۔“ اور زائد اپنے اپنے خلوص کی کمی بیشی کے لحاظ سے۔ ② ”ڈھال ہے۔“ یعنی گناہوں سے اور قیامت کے دن آگ سے ڈھال ہوگا۔ گناہوں سے مضبوط ڈھال بنا رہا تو آگ سے بھی

٢٢١٧- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح:١١٥١/١٦٤ من حديث جرير بن عبدالحميد، والبخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿يريدون أن يبدلوا كلام الله﴾، ح:٧٤٩٢ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح:٢٥٢٥.

مضبوط ڈھال ہوگا۔ یہاں کمزور ڈھال ثابت ہوا تو آخرت میں بھی کمزور ڈھال ہوگا' لہٰذا روزے کو ہر قسم کی کمزوری سے محفوظ رکھنا چاہیے۔

٢٢١٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، إِذَا كَانَ يَوْمُ صِيَامِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرِحَ بِصَوْمِهِ».

۲۲۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے) فرمایا: ''انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ جب کسی دن تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ کوئی شہوانی بات کرے' نہ شور و غل مچائے۔ اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ یا لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے دار ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی پاکیزہ تر ہوگی۔ روزے دار کے نصیب میں دو خوشیاں ہیں: جب روزہ کھولتا ہے تو افطار سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب تعالیٰ کو ملے گا تو اپنے روزے (کی جزا) سے خوش ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① ''ہر عمل اس کے لیے ہے۔'' یعنی ہر عمل میں چاہے تو وہ مخلص ہو' چاہے تو اخلاص کو ختم کردے' اس کا مدار اسی پر ہے اور اس کا اس کو مفاد ہو سکتا ہے' مثلاً: لوگ اس کی تعریف کریں یا اس کو کچھ بدلہ و عوض دیں کیونکہ وہ اعمال لوگوں کو نظر آتے ہیں مگر روزہ تو صرف اللہ تعالیٰ کو نظر آتا ہے' لہٰذا اس کا مکمل اجر تو اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ ② ''نہ شہوانی بات کرے۔'' گویا یہ چیزیں روزے کی ڈھال میں سوراخ کرنے والی ہیں جس سے ڈھال ناکارہ ہو جائے گی۔ ③ ''وہ کہہ دے۔'' یعنی لڑائی کرنے والے سے کہے تاکہ اسے شرم آئے۔ یا اپنے دل میں کہے' اپنے آپ کو سمجھانے کے لیے' پہلا مفہوم الفاظ حدیث کے زیادہ قریب ہے۔

٢٢١٨- أخرجه البخاري، الصوم، باب: هل يقول: إني صائم إذا شتم، ح: ١٩٠٤، ومسلم، ح: ١١٥١/ ١٦٣ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٢٦.

٢٢١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ الزَّيَّاتُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

٢٢١٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے فرمایا: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ کوئی شہوانی بات کرے اور نہ شور و غل کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ یا لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے دار ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی ہے۔''

وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سعید بن مسیب نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔

٢٢٢٠- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ

٢٢٢٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے بھی پاکیزہ تر ہے۔''

٢٢١٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٢٧.

٢٢٢٠ـ أخرجه مسلم، ح: ١١٥١/ ١٦١ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٢١٧) من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، اللباس، باب ما يذكر في المسك، ح: ٥٩٢٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٢٨.

بِيَدِهِ! لَخِلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

۲۲۲۱- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا ابْنُ آدَمَ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَّا الصِّيَامَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ».

۲۲۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے بیان فرمایا: ''ہر نیکی جو انسان کرتا ہے وہ اسے (ثواب کے لحاظ سے کم از کم) دس گنا ہو کر ملے گی مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔''

(المعجم ٤٣) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ فِي حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ (التحفة ٢٣) - ب

باب: ۴۳- روزے دار کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں محمد بن یعقوب کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف اس بات میں ہے کہ محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب یہ روایت رجاء بن حَیوۃ سے بلاواسطہ بیان فرماتے ہیں یا درمیان میں ابونصر ہلالی کا واسطہ ہے؟ یہ اختلاف بھی صحت حدیث میں قدح کا باعث نہیں، ممکن ہے محمد بن عبداللہ نے پہلے ابونصر کے واسطے سے سنا ہو پھر براہ راست ان کے شیخ سے بھی سماع کیا ہو۔ واللہ أعلم.

۲۲۲۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَجَاءُ بْنُ حَيْوَةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۲۲۲۲- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے ایسی چیز کا حکم دیجیے جو میں آپ سے خصوصی طور پر حاصل کروں (اس پر عمل کروں۔) آپ نے فرمایا: ''روزہ رکھا کرو کیونکہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔''

۲۲۲۱- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۲۵۲۹، وللحديث طرق أخرى (انظر الحديث السابق). * أحمد ابن عيسى هو المصري، وعمرو هو ابن الحارث، وبكير هو ابن عبدالله بن الأشج.

۲۲۲۲- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٩، ٢٥٥، ٢٥٨ من حديث مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٣٠، وصححه ابن حبان، ح: ٩٢٩، والحافظ ابن حجر في الفتح: ٤/ ١٠٤.

فَقُلْتُ: مُرْنِي بِأَمْرٍ آخُذُهُ عَنْكَ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ».

فائدہ: ''اس جیسی کوئی چیز نہیں۔'' ثواب واجر کے لحاظ سے یا گناہ سے بچنے کے لیے؟ بعض نے اس روایت میں صوم سے مراد ہی تقوٰی لیا ہے کیونکہ صوم کے معنی ہیں 'رک جانا' اور تقوٰی کے معنی بھی تقریباً یہی ہیں لیکن پہلے معنی ہی صحیح ہیں جو کہ مشہور ہیں لیکن یاد رہے کہ روزوں کا مقصد بھی تقوٰی کا حصول ہے۔

٢٢٢٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيَّ حَدَّثَهُ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِأَمْرٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهِ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ».

٢٢٢٣- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسی چیز کا حکم دیجیے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مجھے بہت فائدہ عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''روزے کو معمول بنا کیونکہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔''

٢٢٢٤- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ - شَيْخٌ صَالِحٌ، وَالضَّعِيفُ لَقَبٌ لِكَثْرَةِ عِبَادَتِهِ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ».

٢٢٢٤- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''روزے کی عادت ڈال کیونکہ کوئی اور کام اس کے برابر نہیں۔''

٢٢٢٣- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣١.

٢٢٢٤- [صحيح] أخرجه ابن حبان، ح: ٩٣٠، وابن خزيمة، ح: ١٨٩٣ في صحيحيهما من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٢، وصححه الحاكم: ١/ ٤٢١، والذهبي، وقال: "أبونصر الهلالي هو حميد بن هلال العدوي"، وسنده حسن فقط. * أبونصر ليس بالمجهول، وثقه ابن خزيمة، والحاكم وغيرهما، ولم ينفرد به، ولحديثه شواهد.

فائدہ: اس روایت کے راوی کا لقب ضعیف ہے۔ روایت کے اعتبار سے ضعیف نہیں کیونکہ وہ کثرت عبادت سے کمزور ہو گئے تھے۔

٢٢٢٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ ابْنُ السَّكَنِ أَبُو عُبَيْدِ اللهِ -: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ الْهِلَالِيِّ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ».

۲۲۲۵- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی کام کا حکم دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”روزے رکھا کر کیونکہ اس جیسا کوئی کام نہیں۔“ میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی اور کام کا حکم دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”روزے ہی رکھا کر‘ کوئی اور کام اس کے برابر نہیں۔“

٢٢٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ فِطْرٍ: أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ».

۲۲۲٦- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے۔“

فائدہ: دیکھیے فوائد حدیث: ۲۲۱۷.

٢٢٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي

۲۲۲۷- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال کی طرح بچاؤ کا ذریعہ ہے۔“

٢٢٢٥ـ انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٣.

٢٢٢٦ـ[صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٤، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث المتقدم، ح: ٢٢١٨.

٢٢٢٧ـ[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٥.

ثَابِتٍ وَالْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ».

٢٢٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ النَّزَّالِ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ».

۲۲۲۸-حضرت معاذ ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’روزہ ڈھال ہے۔‘‘

٢٢٢٩- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لِيَ الْحَكَمُ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ قَالَ الْحَكَمُ: وَحَدَّثَنِي بِهِ مَيْمُونُ بْنُ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

۲۲۲۹-حضرت حکم نے کہا کہ مجھے اس (حضرت معاذ ؓ کی) روایت کو اپنے استاد سے سنے چالیس سال ہوگئے ہیں، پھر کہتے ہیں: مجھے یہ روایت معاذ بن جبل سے (عروہ کے علاوہ) میمون بن ابی شبیب نے بھی بیان کی ہے۔

٢٢٣٠- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ».

۲۲۳۰-حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’روزہ بچاؤ کا سامان ہے۔‘‘

٢٢٣١- وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ

۲۲۳۱-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’روزہ ڈھال ہے۔‘‘

٢٢٢٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٣٧ عن محمد بن جعفر غندر به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٦، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٢٢٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٧.

٢٢٣٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢١٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٧.

٢٢٣١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢١٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٨.

جُرَيْجٍ قِرَاءَةً، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ الزَّيَّاتُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ».

٢٢٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ: أَنَّ مُطَرِّفًا - رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ - حَدَّثَهُ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ دَعَا لَهُ بِلَبَنٍ لِيَسْقِيَهُ، فَقَالَ مُطَرِّفٌ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

۲۲۳۲- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت مطرف کے لیے دودھ منگوایا تاکہ وہ اسے پیے تو انھوں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ تو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''روزہ ڈھال ہے جیسے تمھارے پاس جنگ میں ڈھال ہوتی ہے۔''

٢٢٣٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، فَدَعَا بِلَبَنٍ، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

۲۲۳۳- حضرت مطرف کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے میرے لیے دودھ منگوایا۔ میں نے عرض کیا: بلاشبہ میں روزے سے ہوں۔ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''روزہ (جہنم کی) آگ سے (بچاؤ کے لیے) ڈھال ہے جیسے تمھارے پاس جنگ میں (بچاؤ کے لیے) ڈھال ہوتی ہے۔''

٢٢٣٤- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ:

۲۲۳۴- حضرت سعید بن ابی ہند سے بھی یہی واقعہ

٢٢٣٢- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في فضل الصيام، ح: ١٦٣٩ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٢٥، وابن حبان، ح: ٩٣١.

٢٢٣٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٩١، وابن إسحاق صرح بالسماع عنده، والحديث في الكبرى، ح: ٢٥٤٠، وانظر الحديث السابق.

٢٢٣٤- انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٤١.

حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ: دَخَلَ مُطَرِّفٌ عَلَى عُثْمَانَ، نَحْوَهُ مُرْسَلٌ.

منقول ہے مگر وہ روایت مرسل ہے۔

فائدہ: مرسل سے مراد یہاں منقطع بھی ہوسکتی ہے اور موقوف بھی۔ منقطع اس اعتبار سے کہ سعید بن ابی ہند جو کہ واقعہ بیان کر رہے ہیں اس واقعے کے وقت حاضر نہ تھے۔ اور موقوف اس اعتبار سے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا حوالہ نہیں۔ واللہ أعلم.

٢٢٣٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ بَشَّارِ بْنِ أَبِي سَيْفٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ غُطَيْفٍ، قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا».

۲۲۳۵- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''روزہ ڈھال ہے جب تک وہ (روزے دار) اسے پھاڑ نہ لے۔''

فائدہ: ایک دوسری روایت میں غیبت کا لفظ ہے' یعنی غیبت اور اس قسم کے دوسرے گناہ روزے کو اتنا زخمی کر دیتے ہیں کہ وہ آگ سے بچاؤ کے کام نہ آسکے گا' جیسے ڈھال میں سوراخ ہوں تو وہ جنگ میں کام نہیں آتی۔ گویا روزہ جہنم کی آگ سے تبھی ڈھال بنے گا جب روزے دار نے اپنے روزے کے درمیان گناہوں سے اجتناب کیا ہو' ورنہ وہ ضائع ہو سکتا ہے۔

٢٢٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْآدَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ

۲۲۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''روزہ آگ سے ڈھال ہے۔ جو شخص روزے سے ہو' اس دن وہ جہالت (بدتہذیبی) کا کوئی

٢٢٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٥ من حديث واصل مولى أبي عيينة به، ولم يذكر الوليد بن عبدالرحمٰن، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٤٢، وصححه ابن خزيمة، وحسنه المنذري في الترغيب والترهيب: ٢/ ١٤٧، وزاد الدارمي: "بالغيبة"، وفي رواية ضعيفة: "بكذب أو بغيبة" مجمع الزوائد للهيثمي: ٣/ ١٧١. * أبوعبيدة هو ابن الجراح، وبشار هو الجرمي، وحماد هو ابن زيد.

٢٢٣٦ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٢٥٨، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ، فَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلَا يَجْهَلْ يَوْمَئِذٍ، وَإِنِ امْرُؤٌ جَهِلَ عَلَيْهِ فَلَا يَشْتِمْهُ وَلَا يَسُبَّهُ وَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

کام نہ کرے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے جہالت سے پیش آئے تو وہ اس سے گالی گلوچ نہ کرے بلکہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے پاکیزہ تر ہے۔"

٢٢٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا».

٢٢٣٧- حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: روزہ ڈھال ہے بشرطیکہ روزے دار اس کو پھاڑ نہ دے۔

٢٢٣٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِلصَّائِمِينَ بَابٌ فِي الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ: اَلرَّيَّانُ، لَا يَدْخُلُ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ، مَنْ دَخَلَ فِيهِ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا».

٢٢٣٨- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں روزے داروں کے لیے ایک دروازہ مخصوص ہے جسے "ریان" کہا جاتا ہے۔ اس میں ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ جب آخری روزے دار داخل ہو جائے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ جو شخص اس میں داخل ہوگا پیے گا اور جس نے ایک دفعہ پی لیا' کبھی پیاسا نہ ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں روزے داروں سے مراد نفلی روزے کے عادی لوگ ہیں کیونکہ فرض روزے دار تو سب مسلمان ہی ہیں۔ ② مخصوص دروازہ روزے داروں کو امتیاز عطا کرنے کے لیے ہے' جیسے مہمان خصوصی کے داخلے کے لیے دروازہ مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ ③ "ریان" معنی ہیں: سیرابی والا دروازہ۔

٢٢٣٧- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٤٣، وتقدم من طريق آخر، ح: ٢٢٣٥.

٢٢٣٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٥ من حديث سعيد بن عبدالرحمن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٤٤، وأخرجه البخاري، ح: ١٨٩٦، ومسلم، ح: ١١٥٢ من حديث أبي حازم به.

گویا اس دروازے سے داخل ہوتے ہی سیرابی حاصل ہوگی، چاہے دخول سے یا پینے سے۔ جبکہ باقی دروازوں کے ذریعے داخل ہونے والوں کو جنت کے اندر پانی ملے گا۔ ④ "کبھی پیاسا نہ ہوگا۔" بعد میں پانی پینا لذت کے لیے ہوگا نہ کہ پیاس دور کرنے کے لیے۔ ان کی یہ فضیلت اس لیے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پیاسے رہے۔ روزے میں پیاس ہی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

٢٢٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلٌ: أَنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: اَلرَّيَّانُ، يُقَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ هَلْ لَكُمْ إِلَى الرَّيَّانِ مَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَدْخُلْ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ».

٢٢٣٩- حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن اعلان کیا جائے گا: کہاں ہیں روزے دار؟ کیا تمھیں ریان (سیرابی) دروازے کی خواہش ہے؟ جو اس سے جنت میں داخل ہوگا، کبھی پیاس محسوس نہ کرے گا۔ جب روزے دار داخل ہو جائیں گے، وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ ان کے علاوہ کوئی اور اس سے داخل نہ ہوگا۔

٢٢٤٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَيُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الْجِهَادِ،

٢٢٤٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک جنس کی دو دو چیزیں خرچ کرے گا، اسے جنت میں آواز دی جائے گی: اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہت اچھا ہے (اس سے داخل ہو۔) جو شخص نماز سے رغبت رکھنے والا ہوگا، اسے نماز والے دروازے سے آواز دی جائے گی۔ اور جو جہاد کا شائق (جہاد کرنے والا) ہوگا اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو صدقہ کرنے کا عادی (صدقہ دینے والا) ہوگا اسے صدقے والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو

٢٢٣٩ـ انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٤٥.

٢٢٤٠ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل من ضم إلى الصدقة غيرها من أنواع البر، ح: ١٠٢٧ من حديث ابن وهب عن يونس به، والبخاري، الصوم، باب: الريان للصائمين، ح: ١٨٩٧ من حديث مالك عن ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٤٦.

وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا عَلٰى أَحَدٍ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

روزے کا رسیا ہوگا' اسے باب ریان سے دعوت دی جائے گی۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کسی شخص کو ضرورت نہیں کہ اسے ہر دروازے سے آوازیں دی جائیں' مگر کیا کسی کو ان سب دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انھی (لوگوں) میں سے ہوگے۔"

فوائد ومسائل: ① "یہ دروازہ بہت اچھا ہے" گویا اس نیکی کے لیے ایک مخصوص دروازہ ہے جہاں سے اس کے حاملین کو عزت کے ساتھ داخل کیا جائے گا۔ "فی سبیل اللہ" سے مراد ہر اچھی جگہ بھی ہوسکتی ہے اور خاص جہاد بھی کیونکہ قرآن مجید میں فی سبیل اللہ عام طور پر جہاد کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ② اس حدیث میں جن نیکیوں (نماز' جہاد' صدقہ اور روزے) کا ذکر ہے' یہاں نفل مراد ہیں اور نفل بھی کثرت سے حتی کہ وہ شخص اس نیکی میں معروف اور ممتاز ہو' ورنہ کچھ حد تک تو یہ نیکیاں ہر مسلمان میں پائی جاتی ہیں۔ ③ "ہاں" ظاہر ہے جو شخص مجسمۂ نیکی ہے اور نیکی میں ممتاز ہے' اس کا حق ہے کہ اسے ہر طرف سے عزت افزائی کے لیے بلایا جائے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ. اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امت میں کون اس اعزاز کا مستحق ہوگا؟ آخر وہ ثَانِيَ اثْنَيْنِ ہیں۔ ④ نیکی کے تمام اعمال ایک آدمی میں یکساں نہیں ہوتے کسی کی طرف رغبت اور رجحان زیادہ ہوتا ہے اور کسی میں کم۔

٢٢٤١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَا نَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ، قَالَ: «يَا مَعْشَرَ

۲۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ مکرمہ سے) نکلے تو ہم نوجوان تھے اور ہم شادی وغیرہ کی وسعت نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اے نوجوان لوگو! نکاح کرو کیونکہ نکاح نظر کو نیچا اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والی چیز ہے۔ جو شخص (فقر کی وجہ سے) نکاح کی طاقت نہ رکھے'

٢٢٤١_ أخرجه البخاري، النكاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم، ح: ٥٠٦٦، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه . . . الخ، ح: ١٤٠٠/ ٣ من حديث الأعمش، والترمذي، ح: ١٠٨١ عن محمود بن غيلان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٤٧.

الشَّبَابِ! عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَةِ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔''

فائدہ: ''کچل دے گا۔'' وافر اور اچھا کھانا پینا شہوت میں اضافہ کرتا ہے۔ روزہ نام ہے بھوک و پیاس کا۔ خوراک کی کمی شہوت کو توڑتی ہے' اس لیے غیر شادی شدہ نوجوانوں کے لیے روزہ مفید ہے۔ ویسے بھی روزہ گناہ سے بچاتا ہے۔ گویا روزے دار شخص خصی انسان کی طرح پرسکون رہتا ہے۔ گناہ سے بچنا مطلوب ہے۔ اور بعض صحابہ نے اس (گناہ) سے بچنے کے لیے خصی بننے کی اجازت بھی طلب کی تھی' لہٰذا صحیح اور فطری طریق کی رہنمائی کی گئی' یعنی اسلام نے انسانوں کو خصی کرنے سے منع فرمایا مگر ساتھ متبادل بھی مہیا فرمایا۔

٢٢٤٢- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ لَقِيَ عُثْمَانَ بِعَرَفَاتٍ، فَخَلَا بِهِ، فَحَدَّثَهُ، وَأَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ: هَلْ لَكَ فِي فَتَاةٍ أُزَوِّجُكَهَا؟ فَدَعَا عَبْدُ اللهِ عَلْقَمَةَ، فَحَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ».

۲۲۴۲- حضرت علقمہ سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عرفات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملے۔ حضرت عثمان انھیں علیحدہ لے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو خواہش ہے کہ میں کسی نوجوان لڑکی سے آپ کی شادی کر دوں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ کو بھی بلا لیا اور ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص نکاح (کے اخراجات) کی طاقت رکھتا ہو' اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو نیچا اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کی چیز ہے۔ اور جو طاقت نہ رکھے' وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ہے۔ چونکہ اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نکاح کی ضرورت نہ تھی' لہٰذا پیش کش قبول نہ فرمائی بلکہ علقمہ کو بلا لیا کیونکہ یہ کوئی راز کی بات نہ تھی اور حدیث بیان فرمائی۔ ② نکاح اس شخص کے لیے ضروری ہے جو اس کی ضرورت محسوس کرتا ہے' جو ضرورت محسوس نہ کرتا

٢٢٤٢ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم لمن خاف علٰى نفسه العزبة، ح:١٩٠٥، ومسلم، ح:١٤٠٠/١، انظر الحديث السابق، من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٤٨.

ہو اس کے لیے نکاح ضروری نہیں، جیسے بوڑھا شخص۔

٢٢٤٣- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

۲۲۴۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص نکاح (کے اخراجات) کی طاقت رکھے وہ شادی کرے اور جو اتنی وسعت نہ پائے' وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔''

٢٢٤٤- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ وَمَعَنَا عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ وَجَمَاعَةٌ، فَحَدَّثَنَا بِحَدِيثٍ مَا رَأَيْتُهُ حَدَّثَ بِهِ الْقَوْمَ إِلَّا مِنْ أَجْلِي لِأَنِّي كُنْتُ أَحْدَثَهُمْ سِنًّا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ».

قَالَ عَلِيٌّ: وَسُئِلَ الْأَعْمَشُ عَنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ مِثْلَهُ قَالَ: نَعَمْ.

۲۲۴۴- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ہمارے ساتھ علقمہ' اسود اور کچھ دوسرے لوگ بھی تھے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں حدیث بیان کی۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے ان (ہمارے ساتھ والے) لوگوں کو یہ حدیث میری ہی وجہ سے بیان فرمائی کیونکہ میں ہی ان سب سے کم عمر نوجوان تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے نوجوان لوگو! تم میں سے جو شخص نکاح کرنے کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو زیادہ نیچا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کرتا ہے۔''

راوی علی بن ہاشم کہتے ہیں کہ اعمش سے ''ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ'' کی روایت کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا یہ اس (عمارہ عن عبدالرحمٰن) جیسی ہی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔

٢٢٤٣_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٤٩.

٢٢٤٤_[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٥٠.

٢٢٤٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ، فَقَالَ عُثْمَانُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى - يَعْنِي - فِتْيَةٍ، فَقَالَ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهُ وِجَاءٌ».

۲۲۴۵- حضرت علقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کچھ نوجوانوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم میں سے جو مالدار ہو' وہ شادی کرے کیونکہ یہ چیز اس کی نظر کو زیادہ نیچا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کر دے گی۔ اور جو مالدار نہ ہو تو اس کی شہوت کا علاج روزہ ہے۔''

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُومَعْشَرٍ هٰذَا اِسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كُلَيْبٍ وَهُوَ ثِقَةٌ، وَهُوَ صَاحِبُ إِبْرَاهِيمَ رَوٰى عَنْهُ مَنْصُورٌ وَمُغِيرَةُ وَشُعْبَةُ، وَأَبُو مَعْشَرٍ الْمَدِينِيُّ اسْمُهُ نَجِيحٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَمَعَ ضَعْفِهِ أَيْضًا كَانَ قَدِ اخْتَلَطَ، عِنْدَهُ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ، مِنْهَا: مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ» وَمِنْهَا: هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ وَلٰكِنِ انْهَسُوا نَهْسًا».

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو ابومعشر راوی ہے' اس کا نام زیاد بن کلیب ہے' وہ ثقہ ہے اور ابراہیم نخعی کا مصاحب (ساتھی) ہے۔ اس سے منصور' مغیرہ اور شعبہ نے روایت کیا ہے۔ ایک ابومعشر مدینی ہے' اس کا نام نجیح ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ضعیف ہونے کے ساتھ وہ اختلاط کا بھی شکار ہو گیا تھا۔ وہ منکر حدیثیں بھی بیان کرتا تھا۔ اس کی (بیان کردہ) منکر حدیثوں میں سے ایک وہ ہے جو اس نے محمد بن عمرو سے بیان کی' انھوں نے ابوسلمہ سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔'' اور ایک وہ ہے جو اس نے ہشام بن عروہ سے روایت کی' انھوں نے اپنے باپ (عروہ) سے اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''گوشت کو چھری سے مت کاٹو' (بلکہ) اسے دانتوں سے نوچ کر کھاؤ۔''

٢٢٤٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٥١، وأخرجه أحمد: ١/ ٥٨ عن إسماعيل ابن علية به. ✽ يونس هو ابن عبيد.

(المعجم ٤٤) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ فِي الْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٤)

باب:۴۴- جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھے اس کا ثواب اور اس بارے میں وارد حدیث کے بیان میں سہیل بن ابی صالح کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے؟ نیز سہیل بن ابی صالح اور صحابی کے درمیان واسطہ کون سا ہے؟ اس اختلاف کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں میں سے ایک کا ذکر غلط ہے بلکہ زیادہ امکان یہی ہے کہ دونوں کا ذکر صحیح ہے۔ کیونکہ سب راوی ثقہ ہیں۔ اس روایت میں سہیل کے استاد ایک سے زائد ہیں۔

٢٢٤٦- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ زَحْزَحَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے‘ اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی بدولت اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔“

فائدہ: حدیث میں [في سبيل الله] کے الفاظ ہیں ہر اس نیک عمل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے کیا جائے‘ چونکہ قرآن مجید میں ﴿في سبيل الله﴾ سے مراد عموماً جہاد ہوتا ہے‘ لہٰذا ترجمہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے: ”جو شخص جہاد کے دوران میں روزہ رکھے۔“ نیز (في سبيل الله) ”اللہ تعالیٰ کے راستے میں“ کے تحت طلب علم یا حج وعمرہ وغیرہ کے سفر میں روزہ رکھنا بھی آ جاتا ہے۔ واللّٰہ أعلم.

٢٢٤٧- أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۲۲۴۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ایک دن روزہ رکھے‘ اللہ تعالیٰ اس

٢٢٤٦_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٠٠ عن أنس بن عياض به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٥٢.

٢٢٤٧_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٥٤، وقال النسائي: "لا نعلم أحدا تابع أبا معاوية (الضرير) على هذا الإسناد"، والحديث السابق شاهد له.

الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

دن کی وجہ سے اس کے اور آگ کے درمیان ستر سال کا فاصلہ فرما دے گا۔"

٢٢٤٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔"

٢٢٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللهُ وَجْهَهُ مِنْ جَهَنَّمَ سَبْعِينَ عَامًا».

۲۲۴۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔"

٢٢٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنِ ابْنِ

۲۲۵۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص اللہ عزوجل کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ

٢٢٤٨ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٣.

٢٢٤٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥ عن محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٥.

٢٢٥٠ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه... الخ، ح: ١١٥٣ من حديث الليث ابن سعد، والبخاري، الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله، ح: ٢٨٤٠ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٦، وانظر الحديث الآتي.

أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا بَعَّدَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

اس ایک دن (کے روزے) کی وجہ سے اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔"

٢٢٥١- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَهُ اللهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔"

٢٢٥٢- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَاعَدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔"

(المعجم ٤٥) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فِيهِ (التحفة ٢٤) - أ

باب:۴۵- اس روایت میں سفیان ثوری کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان

٢٢٥١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٧.

٢٢٥٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٠، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٨، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٤٠، ومسلم، ح: ١١٥٣ من حديث عبدالرزاق به.

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ اس روایت میں حضرت سفیان ثوری کے استاد سہیل ہیں یا حضرت سُمَيّ؟ دونوں ہی ہو سکتے ہیں لہٰذا صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی۔

٢٢٥٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ نَيْسَابُورِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْعَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَصُومُ عَبْدٌ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا بَاعَدَ اللهُ تَعَالَى بِذٰلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

٢٢٥٣- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے آگ کو اس کے چہرے سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔“

٢٢٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ حَرَّ جَهَنَّمَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

٢٢٥٤- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایک دن اللہ تعالیٰ کے راستے میں روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس دن کی برکت سے جہنم کی تپش کو اس کے چہرے سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔“

٢٢٥٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَبِي: حَدَّثَكُمُ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ

٢٢٥٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس دن کی بنا پر آگ کو اس کے چہرے سے ستر سال کے فاصلے

٢٢٥٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٥٩.
٢٢٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٠.
٢٢٥٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦١.

أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

تک دور رکھے گا۔"

٢٢٥٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ بَاعَدَ اللهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ مِائَةِ عَامٍ».

۲۲۵۶-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ عزوجل کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ جہنم کو اس سے سوسال کی مسافت تک دور فرمادے گا۔"

فوائد و مسائل: ① "سوسال" اس سے ماقبل تمام روایات میں ستر سال کا ذکر ہے۔ معلوم ہوتا ہے دونوں اعداد سے معین عدد مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے' یعنی بہت دور فرمادے گا۔ ستر اور سو کا عدد عرف میں کثرت کے لیے عام بولا جاتا ہے۔ ان دو عددوں کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انسانی عمر عموماً ستر کے قریب ہوتی ہے' بہت کم ہیں جو سو سال تک پہنچیں یا اس سے تجاوز کریں۔ بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ ممکن ہے پہلے اجر کم تھا' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اضافہ فرمادیا' یہ بھی کوئی بعید بات نہیں۔ ② اوپر والی روایات میں سال کو "خریف" کہا گیا ہے کیونکہ سال میں موسم خریف ایک ہی ہے' لہٰذا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس موسم کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عرب میں فصلوں اور پھلوں کے پکنے' کاٹنے اور توڑنے کا موسم تھا' اس لیے عرب لوگ سن ہجری کے رواج سے پہلے تاریخ میں خریف ہی کے حوالے دیا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٦) - مَا يُكْرَهُ مِنَ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٢٥)

باب:۴۶-سفر میں روزہ رکھنا مکروہ ہے؟

٢٢٥٦- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ٣٣٥، ح: ٩٢٧ من حديث محمد بن شعيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٢، وللحديث شواهد. * القاسم أبوعبدالرحمٰن ثبت سماعه من عقبة كما في السنن الكبرٰى للنسائي، ح: ١٠٧٢٥.

٢٢٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۵۷- حضرت کعب بن عاصم ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔''

٢٢٥٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۵۸- حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔''

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ ابْنَ كَثِيرٍ عَلَيْهِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے' درست اس سے پہلی (سند) ہے۔ ہمارے علم میں نہیں ہے کہ اس پر کسی نے ابن کثیر کی متابعت کی ہو۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں سند کی غلطی ہے' یعنی روایت کا سعید بن مسیّب سے مرسلاً مروی ہونا خطا ہے۔ درست صحابی کے ذکر کے ساتھ ہے۔ ② یہ روایت مختصر ہے' لہٰذا غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں' حالانکہ رسول اللہ ﷺ خود سفر میں روزے رکھتے رہے ہیں۔ صحابۂ کرام ؓ بھی آپ کے سامنے سفر میں روزے رکھتے تھے۔ دراصل اس روایت کا ایک خاص محل ہے اور وہ یہ کہ جب روزہ مسافر کے لیے انتہائی مشقت کا باعث ہو اور روزے دار دوسرے کے لیے بوجھ اور مصیبت بن جائے' وہ اسے اور اس کے کام کاج کو سنبھالتے پھریں تو ایسا روزہ واقعتاً نیکی نہیں۔ لیکن اگر مسافر آسانی سمجھتا ہو اور روزہ برداشت کر سکے' اپنا کام خود کرے' دوسرے کے لیے پریشانی اور بوجھ کا سبب نہ بنے تو ایسے شخص کے لیے سفر میں روزہ

٢٢٥٧ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الإفطار في السفر، ح: ١٦٦٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٦٣، وصححه الحاكم: ١/ ٤٣٣، والذهبي، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي: ٢٢٥٩.

٢٢٥٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٦٤.

رکھنا نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔ آئندہ باب وحدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ غرض جو صورت بھی انسان کے لیے باعث سہولت اور آرام دہ ہو اسے ہی اپنانا افضل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۲۱/ ۱۳۳-۱۴۱)

(المعجم ٤٧) - اَلْعِلَّةُ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا قِيلَ ذٰلِكَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فِي حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٦)

باب: ۴۷- وہ سبب جس کی بنا پر یہ الفاظ کہے گئے' نیز اس بارے میں وارد حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی حدیث کے بیان میں محمد بن عبدالرحمٰن کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: محمد بن عبدالرحمٰن کے بعض شاگرد اس روایت میں ان کے اور حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے درمیان واسطہ ذکر نہیں کرتے' بعض ذکر کرتے ہیں۔ دیکھیے احادیث: ۲۲۶۱ اور ۲۲۶۲۔

٢٢٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأٰى نَاسًا مُجْتَمِعِينَ عَلٰى رَجُلٍ فَسَأَلَ، فَقَالُوا: رَجُلٌ أَجْهَدَهُ الصَّوْمُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۵۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایک شخص کے اردگرد جمع دیکھا تو پوچھا (کیا بات ہے؟) لوگوں نے کہا: ایک آدمی ہے جسے روزے کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر کے دوران میں (اس حد تک پہنچانے والا) روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

٢٢٦٠- أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي

۲۲۶۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جسے ایک درخت کے سائے تلے لٹایا گیا تھا اور اس (کے منہ) پر پانی کے چھینٹے مارے جا رہے تھے۔ آپ نے

٢٢٥٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٢ من حديث بكر بن مضر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٥، وأصله متفق عليه كما يأتي، ح: ٢٢٦٤ . * محمد بن عبدالرحمٰن هو ابن أسعد بن زرارة.

٢٢٦٠ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٦، وأعله النسائي بعلة غير قادحة . * محمد بن عبدالرحمٰن هو ابن ثوبان.

كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ يُرَشُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ قَالَ: «مَا بَالُ صَاحِبِكُمْ هٰذَا»؟ قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! صَائِمٌ، قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ، وَعَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللهِ الَّتِي رَخَّصَ لَكُمْ فَاقْبَلُوهَا».

فرمایا: ''تمھارے اس ساتھی کو کیا ہوا ہے؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے روزہ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ نیکی نہیں کہ تم سفر کے دوران میں (اس طرح کے) روزے رکھو بلکہ جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں رخصت دی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اسے قبول کرو۔''

٢٢٦١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا نَحْوَهُ.

٢٢٦١- محمد بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے ایسی ہی حدیث سنائی جس نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔

(المعجم ٤٨) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ (التحفة ٢٦) - أ

باب: ۴۸- علی بن مبارک کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: یعنی مندرجہ بالا اختلاف مراد ہے' بعض شاگرد واسطہ ذکر کرتے ہیں' بعض نہیں کرتے۔

٢٢٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ، عَلَيْكُمْ

٢٢٦٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر کے دوران میں (اس قسم کا) روزہ رکھنا نیکی نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھاؤ اور اسے قبول کرو۔''

٢٢٦١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٧. * محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سمعه من جابر، وسمع من رجل وهو محمد بن عمرو بن الحسن عن جابر، فالطريقان محفوظان.

٢٢٦٢ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٨.

بِرُخْصَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاقْبَلُوهَا» .

٢٢٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ» .

۲۲۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر کے دوران میں (مشقت والا) روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

(المعجم ٤٩) - ذِكْرُ اسْمِ الرَّجُلِ (التحفة ٢٧)

باب:۴۹- اس شخص کے نام کا ذکر (جو محمد بن عبدالرحمٰن اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان ہے)

وضاحت: آئندہ روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس کا نام محمد بن عمرو بن حسن ہے۔

٢٢٦٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَنٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ» .

۲۲۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس پر سفر کے دوران میں سایہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”سفر کے دوران (اس قسم کا) روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

فائدہ: ”اس قسم کا“ روزہ جس سے دوسرے لوگ بھی مصیبت میں پڑے رہیں۔ کوئی کپڑا اتارے کوئی چھینٹے مارے وغیرہ۔

٢٢٦٣_ انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٩.

٢٢٦٤_ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه . . . الخ، ح: ١٩٤٦، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية . . . الخ، ح: ١١١٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٧٠، وقال النسائي: "حديث شعبة هذا هو الصحيح".

٢٢٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ، فَصَامَ النَّاسُ، فَبَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ فَدَعَا بِقَدَحٍ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ، فَأَفْطَرَ بَعْضُ النَّاسِ وَصَامَ بَعْضٌ، فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا، فَقَالَ: «أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ».

۲۲۶۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان المبارک میں مکے کی طرف چلے اور روزے رکھتے رہے حتی کہ کراع غمیم پہنچے۔لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔آپ کو یہ بات پہنچی کہ لوگوں کے لیے روزہ نبھانا مشکل ہو گیا ہے۔یہ عصر کے بعد کی بات ہے۔آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور پیا۔لوگ دیکھ رہے تھے۔کچھ لوگوں نے تو روزہ کھول لیا لیکن کچھ لوگوں نے روزہ قائم رکھا۔آپ کو یہ بات پہنچی کہ کچھ لوگ ابھی تک روزے سے ہیں۔تو آپ نے فرمایا:"یہ لوگ نافرمان ہیں۔"

فوائد ومسائل:① "یہ لوگ نافرمان ہیں۔" اللہ کے رسول ﷺ نے محسوس فرمایا کہ آج روزہ مشقت والا ہے اور مشقت والا روزہ سفر میں جائز نہیں' لہٰذا آپ نے افطار فرما لیا۔اگرچہ آپ کو مشقت نہ تھی' تاکہ آپ کی وجہ سے کسی کو مشقت برداشت نہ کرنی پڑے اسی علت کے پیش نظر ان لوگوں کو بھی افطار کر لینا چاہیے تھا جنھیں زیادہ مشقت نہ تھی' تاکہ ان کی وجہ سے دوسروں کو افطار میں جھجک محسوس نہ ہو۔جس طرح اپنی مشقت کا لحاظ ضروری ہے' اسی طرح دوسروں کی مشقت کا لحاظ بھی ضروری ہے۔اس بنا پر آپ نے افطار فرمایا۔جن حضرات نے اس اصول کا لحاظ نہ رکھا بلکہ آپ کے علانیہ افطار کے باوجود افطار نہ کیا' انھوں نے نافرمانی کی۔② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح آپ کا فرمان واجب الاتباع ہے' اسی طرح آپ کا وہ فعل جو آپ اس لیے کریں کہ لوگ بھی اس کی اقتدا کریں' بعینہٖ واجب الاتباع ہے ورنہ یہ نافرمانی ہو گی۔③ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نیک اور متقی بننا زبردست غلطی ہے۔

٢٢٦٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۲۲۶۶-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٢٢٦٥_ أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان، ح: ١١١٤ من حديث جعفر به.

٢٢٦٦_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٦ عن أبي داود عمر بن سعد الحضري به، وتفرد به كما قال البيهقي: ٤/ ٢٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٧٢، وصححه ابن حبان، ح: ٩١١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٣٣، ووافقه الذهبي، والصحيح أنه مرسل، انظر الحديث الآتي. * سفيان هو الثوري، تقدم، ح: ١٠٢٧، ولم أجد تصريح سماعه.

وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِطَعَامٍ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: «أَدْنِيَا فَكُلَا» فَقَالَا: إِنَّا صَائِمَانِ فَقَالَ: «اِرْحَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ، اِعْمَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ».

نبی ﷺ کے پاس مَرُّ الظَّہران مقام میں کھانا لایا گیا۔ آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''قریب آؤ اور کھاؤ۔'' ان دونوں نے کہا: ہم روزے سے ہیں۔ آپ نے دیگر صحابہ سے فرمایا: ''اپنے ان دو محترم ساتھیوں کے لیے سواریاں تم تیار کرنا اور ان کے دوسرے کام بھی تم کرنا۔''

فائدہ: مذکورہ حدیث کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے صحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم، نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے اگلی دونوں روایتوں کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:۲۱/۱۶۱-۱۶۳، و سلسلة الأحاديث الصحيحة:۱/۱۶۸-۱۷۰، رقم:۸۵ و صحيح سنن النسائي:۲/۱۳۲، ۱۳۳، رقم:۲۲۶۳-۲۲۶۵)

۲۲۶۷- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَغَدّٰى بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ: «اَلْغَدَاءَ»، مُرْسَلٌ.

۲۲۶۷- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ مَرُّ الظَّہران مقام پر کھانا کھا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ آپ نے فرمایا: ''تم بھی کھانا کھاؤ۔'' یہ روایت مرسل ہے۔

۲۲۶۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ

۲۲۶۸- حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مَرُّ الظَّہران مقام پر تھے۔ یہ روایت بھی مرسل ہے۔

۲۲۶۷_[إسناده ضعيف لإرساله] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۳.
۲۲۶۸_[إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۵.

رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ. مُرْسَلٌ.

(المعجم ٥٠) - ذِكْرُ وَضْعِ الصِّيَامِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَالْاخْتِلَافُ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ فِي خَبَرِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ فِيهِ (التحفة ٢٨)

باب:٥٠-مسافر کو (وقتی طور پر) روزہ معاف ہونے کا ذکر اور اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کی حدیث (کے بیان) میں اوزاعی کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: اوزاعی کے استاد یحییٰ بن ابی کثیر اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے درمیان واسطہ ابوسلمہ ہیں یا ابوقلابہ؟ نیز ابوقلابہ کے استاد جعفر بن عمرو ہیں یا ابوالمہاجر؟ یاد رہے عمرو بن امیہ ضمری اور ابوامیہ ضمری ایک ہی شخصیت ہیں۔

٢٢٦٩- أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، فَقَالَ: «اِنْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «تَعَالَ! أُدْنُ مِنِّي حَتَّى أُخْبِرَكَ عَنِ الْمُسَافِرِ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ».

٢٢٦٩-حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر سے واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ”اے ابوامیہ! کھانا آ رہا ہے۔ ذرا ٹھہرو۔“ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ۔ میرے قریب ہوتا کہ میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے فرض روزہ بھی وقتی طور پر معاف فرما دیا ہے، نفل روزے کی تو بات ہی کیا ہے، لہٰذا تو کھانا کھا سکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ سفر میں نفل روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ ② ”روزہ اور نصف نماز۔“ مگر دونوں میں فرق ہے۔ فرض روزہ تو بعد میں رکھنا پڑے گا، اور یہ متفقہ مسئلہ ہے۔ مگر نصف نماز جو معاف ہے، وہ مستقل معاف ہے، یعنی اس کی قضا ادا نہیں کرنی پڑے گی۔ ③ ”معاف ہے۔“ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسافر روزہ رکھ نہیں سکتا یا نماز پوری نہیں پڑھ سکتا بلکہ یہ اس کی

٢٢٦٩ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٥٧٦، وسنده حسن، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٢٤٠٨ وغيره.

مرضی پر موقوف ہے۔ یہ معاف رخصت کے معنی میں ہے۔ ④ ہر نماز نصف معاف نہیں بلکہ صرف وہ نماز جو چار رکعت والی ہے۔ ظہر، عصر اور عشاء، باقی دو نمازیں پوری پڑھنی ہوں گی۔

٢٢٧٠- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!؟» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «تَعَالَ! أُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنْهُ - يَعْنِي - الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ».

۲۲۷۰- حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (سفر سے واپسی پر) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو امیہ! کیا تو کھانا آنے کا انتظار نہیں کرے گا؟“ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ‘ میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

٢٢٧١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوالْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ فَسَلَّمْتُ، عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبْتُ لِأَخْرُجَ، قَالَ: «اِنْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ يَا نَبِيَّ اللهِ! قَالَ: «تَعَالَ! أُخْبِرْكَ

۲۲۷۱- حضرت ابو امیہ ضمری سے مروی ہے‘ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا۔ جب میں اٹھنے لگا تو آپ نے فرمایا: ”اے ابو امیہ! کھانا آنے تک ٹھہرو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں تو روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ”ادھر آؤ‘ میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

٢٢٧٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٧٧، وفيه عمرو بن قتيبة بدل عمرو بن عثمان، وهو الصواب كما في تحفة الأشراف، وتهذيب الكمال، وانظر الحديث السابق. * الوليد هو ابن مسلم، وصرح بالسماع المسلسل عند النسائي في الكبرٰى.

٢٢٧١ـ [صحيح] أخرجه الدارمي: ٢/ ١٠، ح: ١٧١٩ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٧٨، وانظر الحديث المتقدم، ح: ٢٢٦٩.

عَنِ الْمُسَافِرِ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَ نِصْفَ الصَّلَاةِ».

٢٢٧٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْمُهَاجِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَيَّةَ يَعْنِي الضَّمْرِيَّ: أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۲۷۲-حضرت ابوامیہ ضمری سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔اور مذکورہ بالا کی مانند حدیث بیان کی۔

٢٢٧٣- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، فَقَالَ: «اِنْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «أُدْنُ! أُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَ نِصْفَ الصَّلَاةِ».

۲۲۷۳-حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا: ”اے ابوامیہ! ٹھہرو کھانا آ رہا ہے۔“ میں نے عرض کیا: میرا تو روزہ ہے۔آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ' میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

(المعجم ٥١) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ وَعَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٢٨) - ألف

باب:۵۱-اس حدیث کے بیان میں معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک کا اختلاف

٢٢٧٢ـ[صحيح] انظر الحديث السابق، هو في الكبرٰى، ح: ٢٥٧٩.

٢٢٧٣ـ[إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٤/ ٩٢، ح: ٢٨١٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٠.

وضاحت: یہ دونوں بزرگ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگرد ہی ہیں۔ ان میں اختلاف یہ ہے کہ معاویہ بن سلام تو ابو قلابہ اور ابو امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کرتے جبکہ علی بن مبارک واسطہ ذکر کرتے ہیں جیسے کہ سابقہ وضاحت میں بیان ہو چکا ہے۔

٢٢٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَاءَ»؟ قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَالَ! أُخْبِرْكَ عَنِ الصِّيَامِ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصِّيَامَ وَ نِصْفَ الصَّلَاةِ».

۲۲۷۴- حضرت ابو امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں ایک سفر سے (واپسی پر) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ میں روزے سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم کھانے تک نہیں ٹھہرو گے؟'' میں نے عرض کیا: میں تو روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ادھر آؤ' میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور آدھی نماز معاف کر دی ہے۔''

٢٢٧٥- أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ رَجُلٍ: أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ نَحْوَهُ.

۲۲۷۵- حضرت ابو امیہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں سفر سے واپس نبی ﷺ کے پاس آیا۔ مذکورہ بالا روایت کی مانند۔

٢٢٧٦- أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ التَّلِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ:

۲۲۷۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز اور روزہ

٢٢٧٤ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨١.

٢٢٧٥ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٢.

٢٢٧٦ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٣، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٤٠٨، والترمذي، ح: ٧١٥، وابن ماجه، ح: ١٦٦٧، ٣٢٩٩ من طرق عن أنس بن مالك به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٤٤، وله شاهد حسن يأتي، ح: ٢٣١٧.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ - يَعْنِي - نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَعَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ».

معاف کر دیا ہے۔ اور (اسی طرح) حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے مذکورہ حدیث انس کو بھی مذکورہ باب کے تحت ہی ذکر فرما دیا' حالانکہ اس پر الگ سے عنوان قائم کرنا زیادہ مناسب تھا جیسا کہ دیگر صحابۂ کرام ؓ سے مروی احادیث کے اسنادی اختلافات کے بیان میں کرتے ہیں۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ١٧٢/٢١، ١٧٣، ١٧٣) ② حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر بچے کے نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے' بعد میں قضا ادا کرے یا بعض نے کہا ہے کہ فدیہ دے دے' یہی کافی ہے۔ بعض کہتے ہیں قضا کی ضرورت ہے نہ فدیہ کی' گویا کہ حقیقتاً معافی ہے' مگر جمہور اہل علم کے نزدیک پہلی بات ہی صحیح ہے کہ بعد میں قضا ادا کرنی ہوگی۔

٢٢٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ شَيْخٍ مِنْ قُشَيْرٍ، عَنْ عَمِّهِ، حَدَّثَنَا، ثُمَّ أَلْفَيْنَاهُ فِي إِبِلٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو قِلَابَةَ: حَدِّثْهُ، فَقَالَ الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَمِّي: أَنَّهُ ذَهَبَ فِي إِبِلٍ لَهُ، فَانْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَأْكُلُ أَوْ قَالَ: يَطْعَمُ، فَقَالَ: «اُدْنُ فَكُلْ» أَوْ قَالَ: «اُدْنُ فَاطْعَمْ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامَ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ».

٢٢٧٧- حضرت ایوب سے منقول ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ قشیر قبیلے کا ایک بزرگ اپنے صحابی چچا سے حدیث بیان کرتا ہے۔ (ہم گئے تو) ہم نے اس بزرگ کو اس کے اونٹوں میں پایا۔ (میرے ساتھ استاد محترم ابوقلابہ بھی تھے۔) تو حضرت ابوقلابہ نے اس (بزرگ) سے کہا کہ اسے وہ حدیث بیان کیجیے: تو اس بزرگ نے فرمایا کہ مجھے میرے چچا (انس بن مالک قشیری ؓ) نے بیان فرمایا کہ میں اپنے اونٹوں (کے مطالبے) کے سلسلے میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''آؤ اور کھانا کھاؤ۔'' میں نے عرض کیا: میرا روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز اور روزہ معاف کر دیا ہے۔ اسی طرح حاملہ اور مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) کو بھی۔''

٢٢٧٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٨٤.

٢٢٧٨- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِي صَاحِبِ الْحَدِيثِ؟ فَدَلَّنِي عَلَيْهِ، فَلَقِيتُهُ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي قَرِيبٌ لِي يُقَالُ لَهُ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي إِبِلٍ كَانَتْ لِي أُخِذَتْ، فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ يَأْكُلُ، فَدَعَانِي إِلٰى طَعَامِهِ، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «اُدْنُ! أُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ».

٢٢٧٨- حضرت ایوب بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث حضرت ابو قلابہ نے بیان فرمائی' پھر فرمانے لگے: کیا تم اس حدیث کے راوی سے ملنا چاہتے ہو؟ اور مجھے ان کا پتا بتایا۔ میں جا کر انھیں ملا تو انھوں نے فرمایا: مجھ سے میرے ایک رشتے دار' جنھیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے' نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے اونٹوں کے مطالبے کے لیے حاضر ہوا جو (غلط فہمی کی بنا پر) پکڑ لیے گئے تھے۔ میں نے آپ کو کھانا کھاتے پایا۔ آپ ﷺ نے مجھے کھانے کی دعوت دی۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ادھر آؤ' میں تمھیں اس بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ انس بن مالک قشیری ہیں۔ مشہور انس بن مالک خادم رسول اور ہیں...... رضی اللہ عنہما۔ ② ''پکڑ لیے گئے تھے۔'' رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے یہ اونٹ پکڑے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ کفار کے ہیں' حالانکہ یہ اونٹ صحابیٔ رسول حضرت انس بن مالک قشیری رضی اللہ عنہ کے تھے۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں کے مطالبے کے لیے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تھے۔

٢٢٧٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ لِحَاجَةٍ فَإِذَا هُوَ يَتَغَدّٰى قَالَ: «هَلُمَّ! إِلَى الْغَدَاءِ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «هَلُمَّ! أُخْبِرْكَ عَنِ الصَّوْمِ، إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ،

٢٢٧٩- حضرت ابو قلابہ ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس کسی کام کے سلسلے میں حاضر ہوا۔ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''آؤ کھانا کھاؤ۔'' میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ادھر آؤ' میں تمھیں روزے کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز اور روزہ معاف کر دیا ہے۔ اور حاملہ

٢٢٧٨- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٥.
٢٢٧٩- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٦.

وَرَخَّصَ لِلْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ».

اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی رخصت دی ہے۔"

٢٢٨٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ رَجُلٍ نَحْوَهُ.

۲۲۸۰- حضرت ابوعلاء بن شخیر نے بھی ایک شخص سے ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔

٢٢٨١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ هَانِيءِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْحَرِيشِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مُسَافِرًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا صَائِمٌ وَهُوَ يَأْكُلُ قَالَ: «هَلُمَّ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ قَالَ: «تَعَالَ! أَلَمْ تَعْلَمْ مَا وَضَعَ اللهُ عَنِ الْمُسَافِرِ»؟ قُلْتُ: وَمَا وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ؟ قَالَ: «اَلصَّوْمَ وَ نِصْفَ الصَّلَاةِ».

۲۲۸۱- بَلْحَرِیش (بنوالحریش) قبیلے کے ایک شخص نے اپنے والد سے بیان کیا' انھوں نے فرمایا: میں مسافر تھا۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ میں اس وقت روزے سے تھا اور آپ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "تم بھی آؤ۔" میں نے عرض کیا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: "ادھر آؤ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو معافی دی ہے؟" میں نے کہا: کس چیز کی؟ فرمایا: "روزے اور نصف نماز کی۔"

٢٢٨٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ هَانِيءِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْحَرِيشِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَا شَاءَ اللهُ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ: «هَلُمَّ! فَاطْعَمْ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أُحَدِّثُكُمْ عَنِ الصِّيَامِ «إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ

۲۲۸۲- بَلْحَرِیش (بنوالحریش) قبیلے کے ایک شخص نے اپنے والد محترم سے بیان کیا کہ ہم سفر کیا کرتے تھے جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ کھانا کھا رہے تھے۔ فرمایا: "آؤ کھانا کھاؤ۔" میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تمھیں روزے کے بارے میں بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور آدھی نماز معاف کر دی ہے۔"

٢٢٨٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٧.
٢٢٨١ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٨، وللحديث شواهد كثيرة.
٢٢٨٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٩.

الصَّلَاةِ».

٢٢٨٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ هَانِئِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مُسَافِرًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَأْكُلُ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَقَالَ: «هَلُمَّ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ قَالَ: «أَتَدْرِي مَا وَضَعَ اللهُ عَنِ الْمُسَافِرِ»؟ قُلْتُ: وَمَا وَضَعَ اللهُ عَنِ الْمُسَافِرِ؟ قَالَ: «اَلصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ».

۲۲۸۳-حضرت ہانی بن عبداللہ بن شخیر اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں مسافر تھا۔ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے اور میرا روزہ تھا۔ آپ نے فرمایا: ''آ ؤ۔'' میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو کیا معاف کیا ہے؟'' میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مسافر کو کیا معاف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''روزہ اور نصف نماز۔''

٢٢٨٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُوسَى - هُوَ ابْنُ أَبِي عَائِشَةَ - عَنْ غَيْلَانَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قِلَابَةَ فِي سَفَرٍ فَقَرَّبَ طَعَامًا، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فِي سَفَرٍ، فَقَرَّبَ طَعَامًا، فَقَالَ لِرَجُلٍ: «أُدْنُ! فَاطْعَمْ» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ، نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامَ فِي السَّفَرِ، فَادْنُ فَاطْعَمْ» فَدَنَوْتُ فَطَعِمْتُ.

۲۲۸۴-حضرت غیلان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوقلابہ کے ساتھ ایک سفر میں گیا۔ انھوں نے کھانا میرے قریب کیا۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دفعہ) سفر میں نکلے۔ آپ نے کھانا قریب کیا اور ایک آدمی سے فرمایا: ''آؤ! کھانا کھاؤ۔'' اس نے کہا: میں تو روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز اور روزہ سفر میں معاف کر دیا ہے' لہٰذا تم قریب آؤ اور کھاؤ۔'' (غیلان نے کہا:) (یہ حدیث سن کر) میں قریب ہوا اور میں نے کھانا کھایا۔

فوائد ومسائل: ① ایک حدیث کی اس قدر تکرار کی وجوہات اس سے قبل مختلف مقامات پر ذکر ہو چکی ہیں' مثلاً: حدیث: ۲۱۳۲ کے فوائد دیکھ لیں۔ ② روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا واقعہ ایک سے زائد صحابہ

٢٢٨٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٩٠.

٢٢٨٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٩١.

کے ساتھ پیش آیا۔ اور یہ کوئی بعید بات نہیں۔

(المعجم ٥٢) - فَضْلُ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ عَلَى الصَّوْمِ (التحفة ٢٩)

باب:۵۲-سفر میں (بصورتِ مشقت) روزہ رکھنے سے نہ رکھنا افضل ہے

٢٢٨٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، فَنَزَلْنَا فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَاتَّخَذْنَا ظِلَالًا، فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَسَقَوُا الرِّكَابَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ».

۲۲۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ کسی نے روزہ رکھا ہوا تھا' کسی نے نہیں رکھا تھا۔ یہ سخت گرم دن تھے۔ ہم اترے اور سایہ حاصل کیا۔ روزے دار تو لیٹ گئے لیکن روزہ نہ رکھنے والے اٹھے اور انھوں نے ہماری سواریوں کے جانوروں کو پانی پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج تو روزہ نہ رکھنے والے ثواب لے گئے۔''

فوائد ومسائل: ① اتنی مشقت کے ساتھ نفل روزے سفر میں رکھنا کہ روزے دار اپنا کام بھی خود نہ کر سکے بلکہ دوسروں کو اس کا کام کرنا پڑے' بہتر نہیں۔ روزہ رکھنا سفر میں اس وقت بہتر ہے جب انسان عاجز نہ آئے اور لوگوں پر بوجھ نہ بنے۔ ② ''ثواب لے گئے۔'' یعنی خدمت کا ثواب۔ ویسے یہ جملہ ترجیح کے موقع پر بولا جاتا ہے' گویا اس دن روزہ نہ رکھنے والے روزہ رکھنے والوں سے بڑھ گئے۔ واللہ أعلم. ③ جہاد میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا بہت اجر والا کام ہے۔

(المعجم ٥٣) - ذِكْرُ قَوْلِهِ: اَلصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ٣٠)

باب:۵۳-اس بات کا بیان کہ سفر میں روزہ رکھنے والا گھر میں رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے

٢٢٨٥- أخرجه مسلم، الصيام، باب أجر المفطر في السفر إذا تولى العمل، ح:١١١٩ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الجهاد، باب فضل الخدمة في الغزو، ح:٢٨٩٠ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرى، ح:٢٥٩٢.

٢٢٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: يُقَالُ: اَلصِّيَامُ فِي السَّفَرِ كَالْإِفْطَارِ فِي الْحَضَرِ.

۲۲۸۶-حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا گھر میں رہ کر روزہ نہ رکھنے کے برابر ہے۔

٢٢٨٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ الْخَيَّاطِ وَأَبُو عَامِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ: اَلصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْإِفْطَارِ فِي الْحَضَرِ.

۲۲۸۷-حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنے والا گھر رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

٢٢٨٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اَلصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ.

۲۲۸۸- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سفر میں روزہ رکھنے والا گھر رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

فائدہ: یہ روایت زیادہ سے زیادہ موقوف (یعنی صحابی کا قول) ہے‘ علاوہ ازیں تینوں روایات سنداً ضعیف ہیں‘ نیز روایت:۲۲۸۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قول کے قائل کا بھی علم نہیں کہ کون ہے۔ ویسے بھی اس قول کا مطلب مندرجہ بالا مرفوع احادیث کے مخالف نہیں لیا جا سکتا‘ یعنی اگر سفر میں روزہ انتہائی مشقت کا سبب ہو جس سے روزے دار عاجز آ جائے اور دوسروں کے لیے مصیبت کا سبب بنے تب سفر میں روزہ رکھنا مناسب

٢٢٨٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الإفطار في السفر، ح:١٦٦٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٩٣ . * أبوسلمة لم يسمع من أبيه كما قال أحمد، وابن معين وغيرهما، وفي الحديث علة أخرى.

٢٢٨٧ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٩٤ .

٢٢٨٨ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٩٥ . * الزهري عنعن تقدم، ح:١٢٠٧ .

نہیں ورنہ جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فعل سے ثابت ہے۔ کسی قول کا ایسا مطلب نہیں لیا جا سکتا جو صریح حدیث کے خلاف ہو۔

(المعجم ٥٤) - اَلصِّيَامُ فِي السَّفَرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ (التحفة ٣١)

باب:۵۴-سفر میں روزہ رکھنا' نیز اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ناقلین کا اختلاف

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو بیان کرنے والے مِقسم ہیں یا مجاہد یا طاؤس؟ درست یہ ہے کہ یہ روایت بواسطۂ مِقسم معلول ہے' طاؤس اور مجاہد کے واسطے سے صحیح ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۲۱/۱۸۸)

٢٢٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى أَتٰى قُدَيْدًا، ثُمَّ أُتِيَ بِقَدَحٍ مِنْ لَّبَنٍ فَشَرِبَ، وَأَفْطَرَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ.

۲۲۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ رمضان المبارک میں (فتح مکہ کے لیے) نکلے۔ آپ روزے رکھتے رہے حتی کہ قُدَید مقام پر آئے تو آپ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ آپ نے پیا اور صحابہ سمیت روزہ کھول لیا۔

٢٢٩٠- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتّٰى أَتٰى قُدَيْدًا، ثُمَّ أَفْطَرَ حَتّٰى أَتٰى مَكَّةَ.

۲۲۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے چلے تو روزے رکھتے رہے حتی کہ قدید کے مقام پر آ گئے' پھر آپ نے روزے رکھنے بند کر دیے حتی کہ مکہ مکرمہ آ گئے۔''

٢٢٨٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٤، ٣٤١، ٣٤٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٩٦، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي: ٢٣١٥.

٢٢٩٠ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الصوم في السفر، ح: ١٦٦١ من حديث مجاهد به، انظر الحديث الآتي: ٢٢٩٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٩٧.

٢٢٩١- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَ فِي السَّفَرِ حَتّٰى أَتٰى قُدَيْدًا، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ لَّبَنٍ فَشَرِبَ، فَأَفْطَرَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ.

۲۲۹۱-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (فتح مکہ کے) سفر میں روزے رکھتے رہے حتی کہ قدید مقام پر آئے تو دودھ کا پیالہ منگوایا اور پی لیا۔اس طرح آپ نے اور آپ کے صحابہ نے روزہ کھول لیا۔

فائدہ: یہ روایت تفصیل سے پیچھے گزر چکی ہے۔(دیکھیے' روایت:۲۲۶۵) جس میں روزے کے افطار کی وجہ مشقت بیان کی گئی ہے۔اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لانے تک روزہ نہیں رکھا۔اس کی وجہ مشقت کے علاوہ یہ بھی تھی کہ مکہ مکرمہ میں جنگ کا امکان تھا' لہٰذا آپ نے مناسب سمجھا کہ لوگ کچھ جسمانی قوت حاصل کرلیں' اس لیے حکماً روزے رکھنے سے روک دیا۔گویا مخصوص حالت میں سفر کے دوران میں روزہ رکھنے سے روکا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٥٥) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَنْصُورٍ (التحفة ٣١) - أ

باب:۵۵-منصور کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: یعنی مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے براہ راست بیان کرتے ہیں یا بواسطۂ طاؤس؟ دونوں طرح ممکن ہے۔پہلے پہل واسطے کے ساتھ بیان کیا ہو' پھر مزید توثیق کے لیے براہ راست حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی سماع کرلیا ہو' غرض اس قسم کا اختلاف صحت حدیث کے لیے مضر نہیں۔واللہ أعلم.

٢٢٩٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ

۲۲۹۲-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (فتح مکہ کے وقت) مکہ مکرمہ کو چلے تو روزے رکھتے رہے حتی کہ عسفان مقام پر پہنچے تو پیالہ منگوایا اور پی لیا۔اور یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔

۲۲۹۱ـ[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٨٩.

۲۲۹۲ـ[صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الصوم في السفر، ح: ١٦٦١ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٩٨، وانظر الحديث الآتي وهو المحفوظ.

حَتّٰى أَتٰى عُسْفَانَ، فَدَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ، قَالَ شُعْبَةُ: فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

حضرت ابن عباس ﷺ (اس بنا پر) فرمایا کرتے تھے: (سفر میں) جو شخص چاہے روزہ رکھے' جو چاہے نہ رکھے۔

فائدہ: سابقہ روایات میں قُدَید کا ذکر ہے اور یہاں عُسفان کا' اس میں کوئی تضاد نہیں۔ یہ دونوں مقام قریب قریب ہیں۔ ممکن ہے کہ افطار کی تعمیم (لوگوں کی اطلاع) کے لیے دونوں جگہ نبی ﷺ نے پیا ہو۔

٢٢٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا يَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ أَفْطَرَ.

۲۲۹۳- حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں (فتح مکہ کا) سفر کیا۔ روزے رکھتے رہے حتی کہ مقام عسفان میں پہنچے تو برتن منگوایا اور ابھی دن ہی تھا کہ آپ نے پی کر روزہ کھول لیا۔ سب لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا دورانِ سفر میں شدید مشقت ہو تو روزہ کھولا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی کفارہ نہیں' ہاں قضا ادا کرنی ہوگی۔

٢٢٩٤- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ: اَلصَّوْمُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ وَيُفْطِرُ.

۲۲۹۴- حضرت عوام بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مجاہد سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (سفر کے دوران میں) روزہ رکھ بھی لیتے تھے اور چھوڑ بھی دیتے تھے۔

٢٢٩٥- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ

۲۲۹۵- حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ

٢٢٩٣ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الفتح في رمضان، ح: ٤٢٧٩، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر . . . الخ، ح: ١١١٣ من حديث جرير بن عبد الحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٩٩.

٢٢٩٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٠٠.

٢٢٩٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٠١ . * زهير هو ابن معاوية، ولم ينفرد به، وحسين هو ابن علي الجعفي، وأبوإسحاق هو السبيعي.

قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُجَاهِدٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَأَفْطَرَ فِي السَّفَرِ.

ﷺ نے سفر کے دوران میں ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے بھی ہیں اور چھوڑے بھی۔

(المعجم ٥٦) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ٣١) - ب

باب:٥٦- اس بارے میں حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سلیمان بن یسار کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اکثر شاگردوں نے یہ روایت عن سلیمان عن حمزہ بیان کی ہے۔ گویا سلیمان یہ روایت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کر رہے ہیں جبکہ روایت: ٢٢٩٧ کی سند کے سیاق سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ سلیمان بن یسار حضرت حمزہ کا واقعہ بیان کر رہے ہیں، حالانکہ وہ واقعہ کے وقت موجود نہ تھے۔ انھوں نے صراحت نہیں کی کہ انھوں نے یہ واقعہ حضرت حمزہ سے سنا ہے یا کسی اور سے، اسی لیے امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت: ٢٢٩٧ کو منقطع قرار دیا ہے، یہاں مرسل منقطع کے معنی میں ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ روایت: ٢٣٠٤ میں سلیمان بن یسار کے شاگرد عمران بن ابی انس نے ان کے اور حضرت حمزہ کے درمیان ابومراوح کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ باقی روایات بلاواسطہ ہیں۔

٢٢٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، قَالَ: «إِنْ»، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

٢٢٩٦- حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر کے دوران میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو نہ رکھ۔“

٢٢٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٢٩٧- حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے

٢٢٩٦- أخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ١١٢١/ ١٠٤ من طريق آخر عن حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٠٢.

٢٢٩٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٠٤.

اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مِثْلَهُ. مُرْسَلٌ.

کہ حضرت حمزہ بن عمرو نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر اسی کے مثل بیان کیا۔ یہ روایت مرسل (منقطع) ہے۔

۲۲۹۸- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ».

۲۲۹۸- حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوران سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھ۔“

۲۲۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ».

۲۲۹۹- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”تو روزہ رکھنا چاہے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔ نہ رکھنا چاہے تو چھوڑ بھی سکتا ہے۔“

۲۳۰۰- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ فَذَكَرَ آخَرَ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ

۲۳۰۰- حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً میں سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں (تو کیا میں روزہ رکھ لیا کروں۔) آپ نے فرمایا: ”اگر چاہے تو رکھ لے چاہے

۲۲۹۸۔ [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

۲۲۹۹۔ [صحيح] تقدم، ح: ۲۲۹٦، وهو في الكبرى، ح: ۲٦۰٦.

۲۳۰۰۔ [صحيح] تقدم، ح: ۲۲۹٦، وهو في الكبرى، ح: ۲٦۰۳.

ابْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

تو نہ رکھ۔"

٢٣٠١- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۱-حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوران سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اگر روزہ رکھنا چاہے تو رکھ لے اور اگر نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھ۔"

٢٣٠٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَحَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَانِي جَمِيعًا عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ أَسْرُدُ الصِّيَامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَسْرُدُ الصِّيَامَ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۲-حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں لگاتار نفل روزے رکھا کرتا تھا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سفر میں بھی لگاتار روزے رکھ لیتا ہوں (کوئی حرج تو نہیں؟) آپ نے فرمایا: "چاہے تو روزہ رکھ' چاہے تو نہ رکھ۔"

٢٣٠٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ

۲۳۰۳-حضرت حمزہ (اسلمی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

٢٣٠١ـ[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٠.
٢٣٠٢ـ[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٠٧.
٢٣٠٣ـ[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٠٨.

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ حَمْزَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصِّيَامَ، أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ، قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں مسلسل نفل روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی روزہ رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''جی چاہے تو رکھ لے' جی چاہے تو نہ رکھ۔''

٢٣٠٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا مُرَاوِحٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَكَانَ رَجُلًا يَصُومُ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۴- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جو کہ سفر میں روزے رکھا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے (اس بارے میں) پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''چاہے تو روزہ رکھ' چاہے تو نہ رکھ۔''

(المعجم ٥٧) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى عُرْوَةَ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ فِيهِ (التحفة ٣١) - ج

باب: ۵۷- حضرت حمزہ بن عمرو کی حدیث میں عروہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: حضرت عروہ کے شاگرد ابوالاسود نے ان کے اور حضرت حمزہ کے درمیان ابومراوح کا واسطہ ذکر کیا ہے' جبکہ ان کے بیٹے ہشام نے ان کے درمیان واسطہ ذکر نہیں کیا۔

٢٣٠٥- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو

۲۳۰۵- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میں اپنے آپ

٢٣٠٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٠٩.

٢٣٠٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦١١، وأخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ١١٢١/ ١٠٧ من حديث عبدالله بن وهب به.

وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَجِدُ فِيَّ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ؟ قَالَ: «هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ».

میں دوران سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت پاتا ہوں تو کیا روزہ رکھنے میں مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''روزہ نہ رکھنا اللہ عزوجل کی طرف سے رخصت ہے۔ جو رخصت پر عمل کرے تو اچھی بات ہے اور جو روزہ رکھنا چاہے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔''

فائدہ: مندرجہ بالا روایت میں رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً ثابت ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا' نہ رکھنا برابر ہے۔ ہر مسافر اپنے حالات کے لحاظ سے دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کر سکتا ہے۔ اگر مشقت نہ ہو تو فرض روزہ رکھ لینا بہتر اور افضل ہے کیونکہ بعد میں قضا میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ (اگرچہ نہ رکھنا بھی جائز ہے۔) اور اگر مشقت ہو تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے تاکہ روزہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لیے مصیبت نہ بن جائے۔ نفلی روزے میں دونوں باتیں برابر ہیں۔ یہ مندرجہ بالا روایات کا خلاصہ ہے۔ اس طریقے سے تمام روایات پر عمل ہو جائے گا۔

(المعجم ٥٨) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيهِ (التحفة ٣١) - د

باب:۵۸- اس روایت میں ہشام بن عروہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: ہشام بن عروہ کے شاگرد محمد بن بشیر نے عروہ اور حضرت حمزہ کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کیا جبکہ دوسرے شاگرد دونوں کے درمیان حضرت عائشہ ؓ کا واسطہ ذکر کرتے ہیں۔ بعض شاگردوں نے اس روایت کو حضرت عائشہ ؓ کی روایت بیان کیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ کا واقعہ بیان کر رہی ہیں' نہ کہ ان سے بیان کر رہی ہیں۔

٢٣٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو

۲۳۰۶- حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی ؓ سے مروی ہے کہ میں سفر میں روزے رکھا کرتا تھا۔ (اس لیے) میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں دوران سفر

٢٣٠٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٢.

الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔''

٢٣٠٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّانِيُّ بِالْكُوفَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الرَّازِيُّ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ، أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اکثر نفل روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔''

٢٣٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ حَمْزَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: يَارَسُولَ اللهِ! أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ (اسلمی) ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں؟ اور وہ اکثر (نفل) روزے رکھا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر چاہے تو روزہ رکھ لے اور چاہے تو نہ رکھ۔''

٢٣٠٩- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ

۲۳۰۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حمزہ (اسلمی) ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا' کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں؟

٢٣٠٧_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٣.

٢٣٠٨_ أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، ح: ١٩٤٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٤، والموطأ (رواية عبدالرحمن بن القاسم، ح: ٤٦٥)، وللحديث لون آخر في الموطأ (رواية يحيى بن يحيى: ١/ ٢٩٥) رواه عن هشام عن أبيه عن حمزة به.

٢٣٠٩_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٥.

قَالَتْ: إِنَّ حَمْزَةَ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

آپ نے فرمایا: ''اگر جی چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر جی چاہے تو نہ رکھ۔''

٢٣١٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، وَكَانَ رَجُلًا يَسْرُدُ الصَّوْمَ فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

٢٣١٠- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ حضرت حمزہ اسلمی ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دوران سفر روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا اور یہ (اللہ کے بندے) لگاتار نفل روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔''

فائدہ: روایات کی یہ تکرار بعض اسنادی باریکیوں کی وضاحت کے لیے ہوتی ہے اور محدثین کے نزدیک یہ بہت مفید اور دلچسپ چیز ہے۔ اس کی طرف کئی مقامات پر اشارہ ہو چکا ہے۔ (مثلاً: دیکھیے حدیث:٢١٣٢)

(المعجم ٥٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ قِطْعَةَ فِيهِ (التحفة ٣١) - هـ

باب:٥٩- اس حدیث میں ابونضرہ منذر بن مالک بن قطعہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: پہلی دو روایات: ١٢-٢٣١١ میں ابونضرہ کے استاد حضرت ابوسعید خدری ؓ ہیں جبکہ روایت: ٢٣١٣ میں ان کے استاد جابر ؓ بیان کیے گئے ہیں۔ اور روایت: ٢٣١٤ میں دونوں کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے اختلاف، البتہ واضح رہے کہ دونوں قسم کی روایات صحیح ہیں اور دونوں صحابہ ان کے استاد ہیں جیسا کہ آخری روایت میں صراحت ہے۔

٢٣١١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدٍ

٢٣١١- حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رمضان المبارک میں سفر کیا کرتے تھے۔ کوئی ہم میں

٢٣١٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦١٦، وأخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الرخصة في الصوم في السفر، ح:٧١١ من حديث عبدة به، وقال: "حسن صحيح".

٢٣١١- أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر ... الخ، ح:٩٦/١١١٦ من حديث سعيد الجريري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦١٨. * حماد هو ابن زيد.

الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، لَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعِيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

سے روزے دار ہوتا تھا اور کسی کا روزہ نہیں ہوتا تھا۔ نہ روزے دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا تھا اور نہ روزہ چھوڑنے والا روزے دار پر۔

٢٣١٢- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ - عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، وَلَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعِيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

۲۳۱۲- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ ہم میں سے کوئی روزہ رکھتا تھا' کوئی نہیں رکھتا تھا۔ نہ تو روزہ رکھنے والا' نہ رکھنے والے پر اعتراض کرتا تھا اور نہ روزہ نہ رکھنے والا' روزہ رکھنے والے پر کوئی اعتراض کرتا تھا۔

٢٣١٣- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَامَ بَعْضُنَا وَأَفْطَرَ بَعْضُنَا.

۲۳۱۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا۔ ہم میں سے کسی نے روزہ رکھا تھا' کسی نے نہیں۔

٢٣١٤- أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ

۲۳۱۴- حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیے۔

٢٣١٢ـ أخرجه مسلم، ح:١١١٦/ ٩٥ من حديث أبي مسلمة به، وهو في الكبرى، ح:٢٦١٩، انظر الحديث السابق.

٢٣١٣ـ أخرجه مسلم، ح:١١١٧ من حديث عاصم الأحول به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح:٢٦٢٠.

٢٣١٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٦٢١.

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّهُمَا سَافَرَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَصُومُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ، وَلَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

کوئی روزہ رکھتا تھا' کوئی نہیں رکھتا تھا۔ نہ روزے دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا تھا اور نہ روزہ چھوڑنے والا روزے دار پر۔

(المعجم ٦٠) - اَلرُّخْصَةُ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يَّصُومَ بَعْضًا وَيُفْطِرَ بَعْضًا (التحفة ٣٢)

باب:٦٠- مسافر کو اجازت ہے کہ کچھ روزے رکھ لے کچھ چھوڑ دے

٢٣١٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ صَائِمًا فِي رَمَضَانَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْكَدِيدِ أَفْطَرَ.

۲۳۱۵- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال رمضان المبارک میں روزے رکھتے ہوئے گئے' حتی کہ جب مقام کَدِید میں پہنچے تو (اس دن کا) روزہ کھول لیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت مع فائدہ پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث:۲۲۹۱۔ ② اس روایت میں افطار کی جگہ کَدِید بتلائی گئی ہے جو کہ عُسفَان اور قُدَید کے درمیان ہے' لٰہذا یہ روایت دوسری روایات سے مختلف نہیں۔ (دیکھیے' حدیث:۲۲۹۲) ③ باب کا مقصد یہ ہے کہ اگر مسافر سفر میں روزہ رکھنے کو ترجیح دے تو ضروری نہیں کہ وہ سب روزے رکھے بلکہ کچھ رکھ لے' کچھ نہ رکھے۔ بعد میں بھی رکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٦١) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْإِفْطَارِ لِمَنْ حَضَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَصَامَ ثُمَّ سَافَرَ (التحفة ٣٣)

باب:٦١: جو شخص رمضان المبارک میں گھر میں موجود تھا' اس نے روزہ رکھ لیا' پھر سفر شروع کیا تو سفر میں وہ روزہ کھول سکتا ہے

٢٣١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:

۲۳۱۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٢٣١٥ـ أخرجه مسلم، ح:١١١٣ (انظر الحديث المتقدم، ح:٢٣١١) عن قتيبة، والبخاري، الجهاد، باب الخروج في رمضان، ح:٢٩٥٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦٢٢.

٢٣١٦ـ [صحيح] تقدم، ح:٢٢٩٣، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦٢٣.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَشَرِبَ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ فَافْتَتَحَ مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَصَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کا) سفر کیا تو روزے رکھتے گئے حتی کہ عُسفان مقام پر پہنچے تو برتن منگوایا اور دن کھڑے پیا تاکہ لوگ بھی آپ کو دیکھ لیں (اور روزہ کھول لیں)۔ پھر آپ نے روزے نہیں رکھے حتی کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور مکہ فتح کر لیا۔ یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور کبھی نہیں بھی رکھا، لہٰذا جو شخص چاہے روزہ رکھے، جو چاہے نہ رکھے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کا مقصد اس شخص کی تردید کرنا ہے جو اس مسافر کے لیے افطار کی رخصت کا قائل ہے جسے رمضان المبارک سفر کی حالت میں طلوع ہو، یعنی جس شخص کو رمضان المبارک کا آغاز گھر میں ہو جائے، وہ سفر میں روزہ چھوڑنے کا مجاز نہیں، نیز سفر شروع ہونے سے پہلے رکھا جانے والا روزہ سفر کے دوران میں افطار کرنا جائز نہیں۔ مذکورہ حدیث میں دونوں باتوں کا رد ہے۔

(المعجم ٦٢) - وَضْعُ الصِّيَامِ عَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ (التحفة ٣٤)

باب:٦٢- حاملہ اور مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) کو روزہ معاف ہے

٢٣١٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وُهَيْبِ ابْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - رَجُلٍ مِنْهُمْ -: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَغَدَّى، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلُمَّ! إِلَى الْغَدَاءِ» فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ

٢٣١٧- حضرت انس بن مالک قشیری ؓ سے منقول ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آیا۔ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”آؤ کھانا کھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز معاف فرما دی ہے۔ اور حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی کو بھی۔“

٢٣١٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٧٦، وسنده حسن، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٢٤.

الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ».

فائدہ: حاملہ اور مرضعہ کو اگر مشقت محسوس ہو یا اپنے بچے کا خطرہ ہو تو انھیں روزہ چھوڑنے اور اس کی جگہ کفارہ دینے کی رخصت ہے۔ اگرچہ اس مسئلے میں اختلاف ہے لیکن یہ موقف راجح ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر دونوں صحابۂ کرام ؓ کا یہی فتویٰ ہے اور سند بھی صحیح ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني: ۲/۲۰۷، مع التعليق المغني، مزید دیکھیے: سبل السلام مع تعليق الألباني:۲/۴۵۳) روایت کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے دیکھیے احادیث:۲۲۶۹، ۲۲۷۶۔

(المعجم ٦٣) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ (التحفة ٣٥)

باب:۶۳- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ کی تفسیر

٢٣١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ يَزِيدَ - مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ -، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة: ١٨٤] كَانَ مَنْ أَرَادَ مِنَّا أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا.

۲۳۱۸- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ ...... طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ ”جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔“ تو ہم میں سے جو شخص روزے نہ رکھنا چاہتا‘ وہ فدیہ دے دیتا حتی کہ اس کے بعد والی آیت اتری اور اس نے اسے منسوخ کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① فرضیت روزہ کے ابتدائی دور میں روزہ فرض تو تھا مگر کوئی شخص بلا عذر روزہ چھوڑنا چاہتا تو اسے اجازت تھی کہ روزہ نہ رکھے مگر اسے فدیہ دینا پڑتا تھا‘ پھر بعد میں دوسری آیت اتری: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ”تم میں سے جو شخص اس مہینے میں موجود ہو وہ لازماً روزہ رکھے۔“ تو اس سے فدیہ والی رخصت ختم ہو گئی اور ہر تندرست اور گھر میں موجود شخص کے لیے روزہ رکھنا لازم ہو گیا‘ البتہ یہ رخصت اس

٢٣١٨- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ ح:٤٥٠٧، ومسلم، الصيام، باب بيان نسخ قول الله تعالى: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية ...﴾، ح:١١٤٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦٢٥.

شخص کے لیے باقی ہے جو انتہائی ضعیف ہونے کی وجہ سے روزہ نبھا نہیں سکتا اور اس کی قوت وصحت کی بھی کوئی امید نہیں۔ ② قرآن میں نسخ ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ ③ فرضیت روزہ کا تدریجی حکم امت مسلمہ کی آسانی کے لیے تھا۔

٢٣١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ يُطِيقُونَهُ: يُكَلَّفُونَهُ، فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ وَاحِدٍ، فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا طَعَامَ مِسْكِينٍ آخَرَ لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ، وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ، لَا يُرَخَّصُ فِي هٰذَا إِلَّا لِلَّذِي لَا يُطِيقُ الصِّيَامَ أَوْ مَرِيضٌ لَا يُشْفَى.

٢٣١٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ کے بارے میں منقول ہے کہ اس آیت میں ﴿يُطِيْقُوْنَهُ﴾ سے مراد ہے کہ جو لوگ انتہائی مشقت محسوس کریں (یعنی انتہائی بوڑھے جن کی صحت کی امید نہیں) وہ (روزہ رکھنے کے بجائے) ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیں۔ اور اس سے اگلے الفاظ ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَه﴾ "جو شخص خوشی سے نیکی کرے تو اچھی بات ہے۔" سے مراد ہے کہ جو شخص ایک سے زائد مسکین کا کھانا فدیہ میں دے دے تو یہ بہت اچھا ہے۔ تو (اس معنی کے لحاظ سے) یہ آیت منسوخ نہیں۔ اور (انتہائی مشقت کے باوجود) کوئی شخص روزہ رکھے تو بہتر ہے لہٰذا روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے کی رخصت صرف اس شخص کو ہے جو (انتہائی بڑھاپے کی وجہ سے) روزہ برداشت نہیں کر سکتا۔ یا وہ مریض جس کی صحت کی کوئی امید نہیں۔

فوائد ومسائل: ① آیت کا اصل مفہوم تو وہی ہے جو حدیث: ٢٣١٨ کے تحت بیان ہوا مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما چونکہ ذہین شخص تھے' نیز انھیں رسول اللہ ﷺ کی خصوصی دعا بھی تھی' لہٰذا انھوں نے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ [يُطِيْقُوْنَ] سے مراد وہ انتہائی بوڑھے یا دائمی بیمار ہیں جو روزہ برداشت نہیں کر سکتے اور اس کے بعد بھی ان کے لیے قوت اور صحت کی کوئی امید نہیں تو وہ روزہ نہ رکھیں اور فدیہ دے دیں۔ چونکہ یہ مسئلہ شریعت اسلامیہ میں

٢٣١٩- أخرجه البخاري، ح: ٤٥٠٥ من حديث عمرو بن دينار به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٢٦٢٦.

الگ طور پر ثابت ہے اور لغت کی مدد سے یہ معنی اس آیت کے بھی بن سکتے ہیں' لہٰذا یہ معنی مراد لینے میں کوئی حرج نہیں۔ قرآن مجید کی بلاغت کا ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ بعض آیات میں ایک جملے کے دو ایسے معنی مراد لیے جا سکتے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں (لیکن دونوں شرعاً صحیح ہیں) ایک معنی سیاق وسباق کے لحاظ سے اور دوسرے معنی لغت یا کسی اور لحاظ سے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ایسا اس وقت ہوگا جب وہ دونوں معانی الگ طور پر شرعاً ثابت ہوں اور ان کے ثبوت کے لیے قرآن وحدیث میں دلائل موجود ہوں۔ ورنہ صرف لغت یا صرف سیاق وسباق کے لحاظ سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا جبکہ اس تفسیر کا نصوص سے تعارض ہو' تفسیر بالرائے ہے جو انتہائی بڑا گناہ ہے اور اس پر ہمیشہ کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ ② بہر صورت اس آیت کے دونوں معانی کا نتیجہ متفق علیہ ہے کہ جو شخص روزے کی طاقت رکھتا ہے' اب وہ روزہ نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ اگر پہلے معنی مراد ہیں تو یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی صراحت اسی حدیث میں ہے۔ اور اگر دوسرے معنی مراد ہیں تو اس آیت کو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا۔ اب کوئی شخص یہ نہیں کر سکتا کہ ترجمہ تو پہلی حدیث والا کرے اور دوسری حدیث کی بنا پر اسے غیر منسوخ کہے اور ہر شخص کو روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے کی اجازت دے دے کیونکہ یہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے اور بددیانتی ہے۔

(المعجم ٦٤) - وَضْعُ الصِّيَامِ عَنِ الْحَائِضِ (التحفة ٣٦)

باب: ٦٤- حیض کی حالت میں (وقتی طور پر) روزہ معاف ہونا

٢٣٢٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ - يَعْنِي ابْنَ مُسْهِرٍ - عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ: أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ إِذَا طَهُرَتْ، قَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَطْهُرُ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

۲۳۲۰- حضرت معاذہ عدویہ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا حیض والی عورت پاک ہونے کے بعد نماز کی قضا ادا کرے گی؟ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: کیا تو خارجی عورت ہے؟ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کے دور مسعود میں حیض آتا تھا' پھر ہم پاک ہوتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ ہمیں روزوں کی قضا ادا کرنے کا حکم تو دیتے تھے مگر نماز کی قضا ادا کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔

٢٣٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٢٧، وأخرجه البخاري، ح: ٣٢١ من حديث قتادة، ومسلم، ح: ٣٣٥ من حديث معاذة به.

فوائد ومسائل: ① حیض کی حالت میں نماز اور روزے سے شرعاً روک دیا گیا ہے۔ نماز سے تو اس لیے کہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے' البتہ روزے سے روکنے کی کوئی خصوصی وجہ بیان نہیں کی گئی مگر یہ مسئلہ متفق علیہ اور قطعی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ ② حیض ختم ہونے کے بعد فرض روزے کی قضا ادا کرنا بھی قطعی مسئلہ ہے اور متفق علیہ ہے' لہٰذا معافی سے مراد وقتی معافی ہے' البتہ نماز کی قضا نہیں' شاید اس لیے کہ مدت حیض کی تمام نمازوں کی ہر مہینے قضا ادا کرنا عورت کے لیے شدید مشکلات کا سبب بن سکتی ہے جبکہ چند روزوں کی قضا ادا کرنا سارے سال کے دوران میں آسان ہے اور شریعت لوگوں کی آسانی کو مدنظر رکھتی ہے۔ ③ ''کیا تو خارجی عورت ہے؟'' کیونکہ خوارج عورت پر حیض کے دنوں کی نمازوں کی قضا ادا کرنا ضروری خیال کرتے تھے۔ ''خارجی'' فرقہ انتہائی متشدد اور دینی حکمتوں سے بے بہرہ افراد کا گروہ تھا جو صحابہ کے دور میں ظاہر ہوا۔ یہ اپنے آپ کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر دین اسلام کا پابند اور محافظ سمجھتا تھا حتی کہ ان بے وقوف لوگوں کے ہاتھوں کئی صحابہ شہید ہوئے اور انھوں نے کثیر صحابہ پر (جن میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے) کفر کے فتوے لگائے۔ آخر کار امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے جنگ کرنی پڑی' تب ان کا زور ٹوٹا۔ ④ خارجیوں کو ''حروری'' اس لیے کہا جاتا تھا کہ ان کے فتنے کی ابتدا کوفے کے قریب ایک بستی حَرُوراء سے ہوئی۔ مجازاً پورے فرقے کو حروری کہہ لیا جاتا تھا۔

۲۳۲۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَقْضِيهِ حَتّٰى يَجِيءَ شَعْبَانُ.

۲۳۲۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ پر رمضان المبارک کے کچھ روزے (حیض کی وجہ سے) واجب الادا رہ جاتے تھے تو میں ان کی قضا ادا نہیں کر سکتی تھی' یہاں تک کہ شعبان آ جاتا تھا۔

فائدہ: گویا دس ماہ بعد شعبان میں سابقہ رمضان المبارک کے رہ جانے والے روزوں کی قضا ادا کرتی تھیں۔ اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرض روزوں کی قضا ادا کرنا فوراً ضروری نہیں' سارے سال میں کسی بھی وقت قضا ادا کرنا ممکن ہے' لیکن جلدی قضا کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہی افضل ہے بیماری یا موت کا کوئی پتا ہے؟ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ کو قضا ادا کرنا معاف نہیں بلکہ وہ روزے بہر صورت بعد میں رکھنے ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قضا ادا کرنے کی تاخیر کا سبب بھی منقول ہے کہ ایسا نہ ہو نبی اکرم ﷺ

۲۳۲۱۔ أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يقضى قضاء رمضان؟، ح: ١٩٥٠، ومسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان ... الخ، ح: ١١٤٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٢٨. ✱ يحيى بن سعيد هو القطان وهو يروي عن يحيى بن الأنصاري تلميذ أبي سلمة بن عبدالرحمٰن.

کو میری ضرورت محسوس ہو اور میں روزے سے ہوں۔ شعبان میں رسول اللہ ﷺ بھی اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۱۸۰)

(المعجم ٦٥) - إِذَا طَهُرَتِ الْحَائِضُ أَوْ قَدِمَ الْمُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ هَلْ يَصُومُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ (التحفة ٣٧)

باب: ۶۵- رمضان میں دن کے وقت جب عورت حیض سے پاک ہو جائے یا مسافر گھر آ جائے تو کیا باقی دن کا روزہ رکھیں؟

٢٣٢٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ أَبُو حَصِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ: «أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَكَلَ الْيَوْمَ»؟ فَقَالُوا: مِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ لَمْ يَصُمْ، قَالَ: «فَأَتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ، وَابْعَثُوا إِلٰى أَهْلِ الْعَرُوضِ فَلْيُتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ».

۲۳۲۲- حضرت محمد بن صیفی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء (دس محرم الحرام) کے دن فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے آج کھانا کھایا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہے اور کچھ نے نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر باقی دن کچھ نہ کھانا' نیز مدینہ منورہ کے قرب و جوار بستیوں میں پیغام بھیج دو کہ وہ باقی دن کچھ نہ کھائیں پئیں۔''

فوائد ومسائل: ① یوم عاشوراء سے متعلق مجموعی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دن کا روزہ فرض تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے مختلف احادیث میں اس کے متعلق حکم منقول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباري: ۴/ ۲۴۷) یہ اعلان آپ نے دن چڑھے فرمایا' شاید فرضیت کا حکم اسی وقت آیا ہو۔ ② ''باقی دن کچھ نہ کھانا'' خواہ پہلے کھانا کھا ہی چکا ہو۔ اس صورت میں روزہ صحیح ہوگا' اور شرعاً قابل اعتبار' نیز اس کی جگہ بعد میں روزہ رکھنا ضروری نہیں' یہی موقف حق ہے کیونکہ اس کی قضا ادا کرنے کا حکم نہیں' جس روایت میں قضا کا حکم ہے وہ سنداً نا قابل حجت اور ضعیف ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' حدیث: ۲۴۴۷) جیسے بھول کر کھانے پینے والے کا شرعاً مؤاخذہ نہیں اور نہ اس کا روزہ ہی فاسد ہوتا ہے' یہی توجیہ زیر بحث مسئلے میں ہو سکتی ہے۔ واللہ أعلم. امام نسائی ؒ نے حائضہ اور مسافر کو بھی اسی پر قیاس فرمایا ہے کہ اگر دن کے دوران میں ان کا عذر ختم ہو جائے تو وہ باقی دن کچھ نہ کھائیں پئیں' خواہ پہلے کچھ کھایا پیا ہو یا نہ۔ لیکن اب رکنا لازمی ہے۔ ③ ''قرب و جوار بستیوں'' عربی میں لفظ ''عروض'' استعمال ہوا ہے جس سے مراد مکہ' مدینہ اور یمن کا تمام علاقہ

٢٣٢٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب صيام يوم عاشوراء، ح: ١٧٣٥ من حديث حصين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٢٩، وصححه ابن خزيمة: ٣/ ٢٨٩، ح: ٢٠٩١، وابن حبان، ح: ٩٣٢، والبوصيري.

ہے لیکن ظاہر ہے اس وقت یہ اعلان اتنے علاقے میں تو نہیں ہو سکتا تھا' اس لیے مندرجہ بالا معنی کیے گئے کیونکہ اس وقت یہی ممکن تھا۔ ④ طلوع فجر صادق سے قبل روزے کی نیت اس کے لیے ضروری ہے جسے علم ہو کہ صبح کو روزہ ہے۔ جسے پتا ہی دن کے وقت چلے کہ آج روزہ ہے' تو اگر اس نے طلوع فجر کے بعد اس وقت تک کچھ نہیں کھایا' وہ روزے کی نیت کر سکتا ہے اور اس کی دن کی نیت معتبر ہوگی۔

(المعجم ٦٦) - إِذَا لَمْ يُجْمِعْ مِنَ اللَّيْلِ هَلْ يَصُومُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنَ التَّطَوُّعِ؟ (التحفة ٣٨)

باب:٦٦-جب رات کو روزے کی نیت نہ ہو تو کیا دن کے وقت نفل روزہ رکھ سکتا ہے؟

٢٣٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أَذِّنْ - يَوْمَ عَاشُورَاءَ -: مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ».

۲۳۲۳-حضرت سلمہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو عاشوراء کے دن حکم دیا کہ اعلان کرو: ''جس نے کچھ کھا لیا ہے' وہ باقی دن نہ کھائے پیے اور جس نے کچھ نہیں کھایا' وہ روزہ رکھ لے۔''

فائدہ: گویا امام نسائی ؒ کے نزدیک عاشوراء کا روزہ مستحب ہے' تبھی تو انھوں نے اس حدیث سے ترجمۃ الباب کا مسئلہ استنباط کیا ہے کہ دن کے وقت بھی روزے کی نیت کر کے نفلی روزہ شروع کیا جا سکتا ہے (جیسا کہ حدیث: ۲۳۲۴ میں ہے) بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ یہ استنباط تو درست ہے لیکن اس کے لیے مندرجہ بالا حدیث کو محل استشہاد بنانا درست نہیں کیونکہ راجح موقف کے مطابق عاشوراء شروع میں فرض تھا یہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ روزے کی فرضیت کا پتا نہ ہو تو جب بھی اطلاع ملے' اس وقت کچھ کھایا ہو یا نہ' رک جائے اور باقی دن روزے کی تکمیل کرے۔

(المعجم ٦٧) - اَلنِّيَّةُ فِي الصِّيَامِ وَالْاِخْتِلَافُ عَلٰى طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ فِي خَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ (التحفة ٣٩)

باب:٦٧-روزے کی نیت اور اس بارے میں حضرت عائشہ ؓ کی حدیث (کے بیان کرنے) میں طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ کے شاگردوں کا اختلاف

٢٣٢٣ـ أخرجه البخاري، أخبار الآحاد، باب ما كان يبعث النبي ﷺ من الأمراء . . . الخ، ح: ٧٢٦٥ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الصيام، باب من أكل في عاشوراء فليكف بقية يومه، ح: ١١٣٥ من حديث يزيد بن أبي عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٣٠ . * سلمة هو ابن الأكوع رضي الله عنه.

وضاحت: طلحہ کے بعض شاگردان کا استاد مجاہد بتاتے ہیں اور بعض عائشہ بنت طلحہ کو' معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صحیح ہیں جیسا کہ روایت: ۲۳۳۰ میں صراحت ہے۔ غرض طلحة عن مجاهد عن عائشة ﷞ اور طلحة عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ﷞، اسی طرح عن عائشة بنت طلحة و مجاهد كلاهما عن عائشة ﷞ اور طلحة عن مجاهد و أم كلثوم: أن رسول الله ﷺ مُرسلاً، یہ سب طرق صحیح ہیں' ان میں اختلاف اور تضاد نہیں۔

۲۳۲٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى ابْنِ طَلْحَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ شَيْءٍ»؟ فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَإِنِّي صَائِمٌ» ثُمَّ مَرَّ بِي بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَقَدْ أُهْدِيَ إِلَيَّ حَيْسٌ، فَخَبَّأْتُ لَهُ مِنْهُ، وَكَانَ يُحِبُّ الْحَيْسَ، قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَخَبَّأْتُ لَكَ مِنْهُ، قَالَ: «أَدْنِيهِ أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ وَأَنَا صَائِمٌ» فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا مَثَلُ صَوْمِ التَّطَوُّعِ مَثَلُ الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ الصَّدَقَةَ، فَإِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا، وَإِنْ شَاءَ حَبَسَهَا».

۲۳۲۴- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تمھارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''چلو میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔'' پھر کسی اور دن میرے پاس سے گزرے۔ اتفاقاً اس وقت مجھے حیس کا تحفہ آیا ہوا تھا اور میں نے آپ کے لیے کچھ رکھ چھوڑا تھا۔ آپ حیس کو بہت پسند فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس حیس کا تحفہ آیا ہے اور میں نے آپ کے لیے کچھ محفوظ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''لاؤ پیش کرو۔ میں نے تو آج روزے کی نیت کر رکھی تھی۔'' پھر آپ نے وہ حیس کھایا اور فرمایا: ''نفل روزے کی مثال ایسی ہے جیسے آدمی اپنے مال سے صدقہ نکالے' پھر چاہے اسے خرچ کر دے' چاہے اپنے پاس رکھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① حیس یہ عربوں میں ایک معروف کھانا تھا جو کھجور' پنیر اور گھی وغیرہ سے تیار کیا جاتا تھا۔ چونکہ کھانے مختلف ہوتے ہیں اور ہر قوم کے اپنے اپنے کھانے ہوتے ہیں' لہٰذا دوسری زبان میں ہر کھانے کا ترجمہ ممکن نہیں' خصوصاً جبکہ یہ کھانا ہمارے ہاں تیار ہی نہیں کیا جاتا تو اس کا نام کیسے ہوگا؟ ② نفل روزے کو بلا وجہ ختم کیا جا سکتا ہے کیونکہ نفل عبادت انسان کی اپنی مرضی پر موقوف ہوتی ہے۔ ایسے روزے کی قضا ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ جب اصل روزہ ہی نفل ہے تو قضا ادا کرنی کیسے واجب ہو سکتی ہے؟ البتہ جواز میں کوئی شبہ نہیں'

۲۳۲٤_[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣١، وانظر الحديث الآتي.

جیسے وتر کہ نبی اکرم ﷺ ان کی قضا ادا کیا کرتے تھے اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی۔ ③ بعض اہل علم نے نفل روزے کی نیت کو نصف النہار سے قبل ضروری قرار دیا ہے تا کہ اکثر روزہ نیت کے ساتھ ہو اور یہ معقول بات ہے۔ ④ نبی اکرم ﷺ کائنات کے زاہد اور متقی ترین انسان تھے۔ آپ کی نظر دنیاوی ملذات کے بجائے ہمیشہ اخروی نعمتوں پر ہوتی تھی...... ﷺ...... ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم طعام وشراب میں نبی اکرم ﷺ کو یاد رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کو تحفے تحائف بھیج کر اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ رضي الله عنهم و رضوا عنه. ⑥ اچھے واعظ کی نشانی ہے کہ وہ مثالوں سے اپنی بات سامعین کے ذہنوں میں اچھی طرح نقش کر دیتا ہے۔ مثال سے بات اچھی طرح سمجھ میں آ جاتی ہے۔ ⑦ کوئی چیز نفلی صدقے کی نیت سے علیحدہ کرنا اور پھر اسے صدقہ نہ کرنا جائز ہے۔

٢٣٢٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَارَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَوْرَةً قَالَ: «أَعِنْدَكِ شَيْءٌ»؟ قَالَتْ: لَيْسَ عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ: «فَأَنَا صَائِمٌ» قَالَتْ: ثُمَّ دَارَ عَلَيَّ الثَّانِيَةَ وَقَدْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ، فَجِئْتُ بِهِ، فَأَكَلَ فَعَجِبْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! دَخَلْتَ عَلَيَّ وَأَنْتَ صَائِمٌ ثُمَّ أَكَلْتَ حَيْسًا قَالَ: «نَعَمْ يَا عَائِشَةُ! إِنَّمَا مَنْزِلَةُ مَنْ صَامَ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ أَوْ غَيْرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ أَوْ فِي التَّطَوُّعِ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ أَخْرَجَ صَدَقَةَ مَالِهِ فَجَادَ مِنْهَا بِمَا شَاءَ فَأَمْضَاهُ، وَبَخِلَ مِنْهَا بِمَا بَقِيَ فَأَمْسَكَهُ».

۲۳۲۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس چکر لگایا اور فرمایا: ”تمھارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟“ میں نے عرض کیا: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“ پھر (کسی دن) دوبارہ تشریف لائے۔ اتفاقاً ہمارے پاس حیس کا تحفہ آیا تھا۔ میں آپ کے پاس لائی تو آپ نے کھا لیا۔ مجھے اس پر تعجب ہوا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تشریف لائے تو آپ کا روزہ تھا' پھر آپ نے حیس کھا لیا؟ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! ہاں۔ رمضان یا قضائے رمضان کے علاوہ نفل روزے رکھنے والے کی مثال تو اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنے مال کا صدقہ نکالا تو جس قدر چاہا خرچ کر دیا اور اس کا ثواب حاصل کر لیا اور جتنا چاہا کنجوسی کرتے ہوئے رکھ لیا۔“

٢٣٢٥- [حسن] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في فرض الصوم من الليل . . . الخ، ح: ١٧٠١ من حديث شريك بن عبدالله القاضي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٣٢.

٢٣٢٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجِيءُ وَيَقُولُ: «هَلْ عِنْدَكُمْ غَدَاءٌ»؟ فَنَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: «إِنِّي صَائِمٌ» فَأَتَانَا يَوْمًا وَقَدْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ، فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ»؟ قُلْنَا: نَعَمْ، أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ، قَالَ: «أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ أُرِيدُ الصَّوْمَ» فَأَكَلَ.

٢٣٢٦- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ کبھی رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور فرماتے: ”تمھارے پاس کھانا ہے؟“ میں عرض کرتی کہ نہیں۔ آپ فرماتے: ”میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“ آپ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے۔ اتفاقاً ہمارے پاس حیس کا تحفہ آیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی کھانے کی چیز ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ حیس کا تحفہ آیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”آج میری نیت روزے کی تھی۔“ پھر آپ نے (حیس) کھالیا۔

خَالَفَهُ قَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ.

قاسم بن یزید نے (اپنے ساتھی ابوبکر کی) مخالفت کی ہے۔

فائدہ: اس کا بیان پیچھے ہو چکا ہے کہ قاسم نے طلحہ کا استاد مجاہد کے بجائے عائشہ بنت طلحہ بتایا ہے۔ آگے آنے والی ایک حدیث: (٢٣٣٠) میں دونوں مذکور ہیں گویا کہ دونوں کا ذکر صحیح ہے۔ باب: ٦٧ کے تحت مذکور وضاحت ملاحظہ فرمائیے۔

٢٣٢٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ يَحْيٰى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا، فَقُلْنَا: أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ قَدْ جَعَلْنَا لَكَ مِنْهُ نَصِيبًا، فَقَالَ: «إِنِّي صَائِمٌ» فَأَفْطَرَ.

٢٣٢٧- حضرت عائشہ ام المومنین ؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے کہا: ہمارے پاس حیس کا تحفہ آیا ہے۔ میں نے آپ کا حصہ سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تحقیق میں نے روزے کی نیت کی ہوئی تھی۔“ پھر آپ نے روزہ ختم کر دیا۔

٢٣٢٦- [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٣.

٢٣٢٧- أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال ... الخ، ح: ١١٥٤ من حديث طلحة بن يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٤.

٢٣٢٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيهَا وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَ: «أَصْبَحَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ تُطْعِمِينِيهِ»؟ فَنَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: «إِنِّي صَائِمٌ» ثُمَّ جَاءَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ، فَقَالَ: «مَا هِيَ»؟ قَالَتْ: حَيْسٌ، قَالَ: «قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا» فَأَكَلَ.

٢٣٢٨- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے۔ آپ کا روزہ ہوتا۔ آپ فرماتے: ''تمھارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟'' میں کہتی: نہیں۔ آپ فرماتے: ''چلو! میرا روزہ ہے۔'' پھر اس کے بعد ایک دن آئے تو میں نے کہا: آج ہمارے پاس تحفہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا؟'' میں نے کہا: حیس۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے آج صبح روزے کی نیت کی تھی۔'' پھر آپ نے کھالیا۔

٢٣٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ»؟ قُلْنَا: لَا، قَالَ: «فَإِنِّي صَائِمٌ».

٢٣٢٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تمھارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟'' ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔''

٢٣٣٠- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَاهَا فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ»؟ فَقُلْنَا: لَا، قَالَ:

٢٣٣٠- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: ''تمھارے پاس کھانا ہے؟'' ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر میرا روزہ ہے۔'' پھر ایک اور دن تشریف لائے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس حیس کا تحفہ بھیجا گیا ہے۔ آپ نے منگوایا'

٢٣٢٨_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٣٥.

٢٣٢٩_ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٣٦.

٢٣٣٠_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٢٤ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٣٧.

«إِنِّي صَائِمٌ» ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا قَدْ أُهْدِيَ لَنَا هَدْيَةٌ حَيْسٌ، فَدَعَا بِهِ فَقَالَ: «أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا»، فَأَكَلَ.

پھر فرمایا: ''بلا شبہ میں نے آج صبح روزے کی نیت کی تھی۔'' پھر آپ نے کھا لیا۔

٢٣٣١- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ وَ أُمِّ كُلْثُومٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ»؟. نَحْوَهُ.

٢٣٣١- حضرت مجاہد اور ام کلثوم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: ''تمھارے پاس کچھ کھانا ہے؟'' باقی روایت سابقہ روایت کی طرح ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَقَدْ رَوَاهُ سِمَاكُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ سماک بن حرب نے اس روایت کو عن رجل عن عائشة بنت طلحة کے طریق سے بیان کیا ہے۔ (یعنی آدمی کو مبہم رکھا ہے۔ اگلی حدیث سماک ہی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔)

٢٣٣٢- أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ طَعَامٍ»؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: «إِذًا أَصُومُ»

٢٣٣٢- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے اور فرمایا: ''تمھارے پاس کوئی کھانا ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔'' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ پھر ایک اور دفعہ آپ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں حیس کا تحفہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو

٢٣٣١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٨.

٢٣٣٢ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٩. * رجل هو طلحة بن يحيى كما في تقريب التهذيب وغيره.

قَالَتْ: وَدَخَلَ عَلَيَّ مَرَّةً أُخْرٰى، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ، فَقَالَ: «إِذًا أُفْطِرُ الْيَوْمَ وَقَدْ فَرَضْتُ الصَّوْمَ».

پھر آج میں روزہ کھول لیتا ہوں۔ ویسے میں نے روزے کی نیت کی ہوئی تھی۔"

(المعجم ٦٨) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حَفْصَةَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٣٩) - أ

باب:٦٨- اس بارے میں حضرت حفصہ کی حدیث میں ناقلین کا اختلاف

وضاحت: پہلی روایت میں عبداللہ بن ابی بکر اور حضرت سالم کے درمیان زہری کا واسطہ ذکر نہیں جبکہ باقی روایات میں حضرت زہری کا واسطہ ذکر ہے۔ اور یہی درست ہے کہ حضرت سالم سے بیان کرنے والے حضرت زہری ہیں' آگے ان کے شاگرد ہی ہیں۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ پہلی پانچ روایات میں حضرت زہری کے استاد حضرت سالم بیان کیے گئے ہیں جبکہ بعد والی روایات میں حضرت حمزہ بن عبداللہ۔ اس میں کوئی تناقض نہیں کیونکہ سالم اور حمزہ دونوں حضرت ابن عمر ؓ کے بیٹے ہیں۔ دونوں ان سے بیان کرتے ہیں' البتہ روایات ۲۳۴۱ اور ۲۳۴۲ میں حمزہ براہ راست حضرت حفصہ ؓ سے بیان کرتے ہیں۔

٢٣٣٣- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَّمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

۲۳۳۳- حضرت حفصہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص طلوع فجر سے پہلے رات کے وقت روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ نہیں ہوتا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اسی مفہوم کی روایت ۲۳۳۸ کو موقوفاً صحیح قرار دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے محقق کتاب کے نزدیک یہ روایت معناً صحیح ہے' نیز دیگر محققین نے بھی مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ان کی تحقیق سے راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت قابل عمل ہے۔ واللّٰہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن

٢٣٣٣- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في فرض الصوم من الليل . . . الخ، ح: ١٧٠٠ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، ولم يسمعه من سالم، انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٤٠ .

النسائي:۲۱/۲۴۷-۲۵۱، و إرواء الغليل:۴/۲۵-۳۰، رقم:۹۱۴) ② اہل علم نے اس حدیث کو فرض یا اس کی قضا ادا کرنے اور دوسرے واجب روزوں پر محمول کیا ہے اور نفل روزے کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا کثیر روایات سے صاف واضح ہوتا ہے۔ اس طریقے سے تمام احادیث میں تطبیق دی جا سکتی ہے' لہٰذا اگر دن کو پتا چلے کہ آج رمضان المبارک شروع ہو چکا ہے تو اسی وقت روزہ شروع کیا جا سکتا ہے کچھ کھایا پیا ہو یا نہ۔

٢٣٣٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَّمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

۲۳۳۴- حضرت حفصہ ﷞ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص طلوع فجر سے قبل رات کو روزے کی نیت نہ کرے' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔''

٢٣٣٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ أَشْهَبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَذَكَرَ آخَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَلَا يَصُومُ».

۲۳۳۵- حضرت حفصہ ﷞ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی' وہ روزہ نہ رکھے۔''

٢٣٣٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ

۲۳۳۶- حضرت حفصہ ﷞ سے بیان ہے کہ نبی

٢٣٣٤_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، النية في الصوم، ح: ٢٤٥٤ من حديث يحيى بن أيوب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤١ . * الزهري عنعن تقدم، ح: ١٢٠٧ .

٢٣٣٥_[إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٢ . * آخر هو ابن لهيعة كما في سنن أبي داود، ح: ٢٤٥٤ .

٢٣٣٦_[إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٣ .

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَّمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کے وقت روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں۔''

٢٣٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُومُ.

٢٣٣٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: جو شخص رات کے وقت روزے کی نیت نہ کرے وہ روزہ نہ رکھے۔

٢٣٣٨- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ.

٢٣٣٨- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو کہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں انھوں نے فرمایا: اس آدمی کا روزہ نہیں ہوتا جو طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کرے۔

٢٣٣٩- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ.

٢٣٣٩- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس شخص کا روزہ نہیں ہوتا جو فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا۔

٢٣٣٧- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٣٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٤.

٢٣٣٨- [إسناده صحيح موقوف] هو في الكبرى، ح: ٢٦٤٥.

٢٣٣٩- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٦.

۲۳٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۴۰-حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں۔

۲۳٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۴۱-حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے کہ جو شخص فجر سے پہلے روزے کا عزم نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

۲۳٤٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

أَرْسَلَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

۲۳۴۲-حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں: اس شخص کا روزہ نہیں ہوتا جو طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا۔

امام مالک ؒ نے اس روایت کو مرسل (منقطع) بیان کیا ہے۔

فائدہ: انقطاع سے مراد یہ ہے کہ امام مالک ؒ نے یہ روایت زہری عن عائشہ وحفصہ ؓ بیان کی ہے۔ ظاہر ہے کہ امام زہری ؒ کا حضرت عائشہ ؓ سے سماع ہے نہ حضرت حفصہ ؓ سے۔

۲۳٤٣- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ

۲۳۴۳-حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ؓ سے

۲۳٤٠ـ [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٤٧.
۲۳٤١ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۳۳۸، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٤٨.
۲۳٤٢ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۳۳۸، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٤٩.
۲۳٤٣ـ [إسناده ضعيف لانقطاعه] وهو في الكبرى، ح: ۲٦٥٠، وتقدم أصله، ح: ۲۳۳۸.

قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ مِثْلَهُ: لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

اسی کے مثل مروی ہے' انھوں نے فرمایا: وہ شخص روزہ نہ رکھے جس نے طلوع فجر سے قبل روزے کی نیت نہیں کی۔

٢٣٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِذَا لَمْ يُجْمِعِ الرَّجُلُ الصَّوْمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُمْ.

۲۳۴۴- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص رات کو روزے کی نیت نہ کرے تو وہ روزہ نہ رکھے۔

٢٣٤٥- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۴۵- حضرت ابن عمر ؓ فرمایا کرتے تھے: روزے نہ رکھے مگر وہ شخص جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت کر لی۔

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت کبھی حضرت حفصہ ؓ کا اپنا قول بتایا جاتا ہے' کبھی رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور کبھی ابن عمر ؓ کا قول' اس لیے اس حدیث کے بارے میں محدثین مختلف ہیں۔ مشہور ائمۂ حدیث' مثلاً: امام بخاری' امام ابوداود' امام نسائی' امام ترمذی اور امام احمد ؒ اس روایت کو موقوفاً صحیح سمجھتے ہیں' یعنی یہ حضرت حفصہ یا حضرت ابن عمر ؓ کا اپنا قول ہے' رسول اللہ ﷺ سے مروی نہیں' جبکہ امام ابن خزیمہ' امام ابن حبان' امام دارقطنی' امام ابن حزم اور امام حاکم ؒ نے اسے مرفوع بھی صحیح قرار دیا ہے' یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے' بالفرض اگر اسے مرفوعاً صحیح تسلیم نہ بھی کیا جائے تب بھی یہ حکماً مرفوع ہی بنتی ہے کیونکہ حضرت حفصہ ؓ کے اس فتوے کی بنیاد اپنی رائے یا قیاس نہیں' یقیناً اس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کا قول ہی ہو سکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۲۱/۲۲۷-۲۲۹) والله أعلم. ② نفلی روزے کی نیت دن کے وقت بھی کی جا سکتی ہے۔ ③ فرض روزے کی نیت

٢٣٤٤ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٥٢. * عبيدالله هو ابن عمر، والمعتمر هو ابن سليمان.

٢٣٤٥ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٥١، والموطأ(يحيى): ١/ ٢٨٨، وانظر الحديث السابق.

صبح صادق سے پہلے کر لینا ضروری ہے۔ گویا غروب آفتاب کے بعد سے لیکر صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے تک نیت کی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٦٩) - صَوْمُ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (التحفة ٤٠)

باب:٦٩- اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کے روزے کا بیان

٢٣٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؛ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؛ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ».

٢٣٤٦- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ پسندیدہ روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ نفل نماز بھی داود علیہ السلام کی (رات کی) نماز ہے۔ وہ آدھی رات تک سوتے تھے' پھر ایک تہائی رات نماز پڑھتے اور آخری چھٹا حصہ پھر سو جاتے تھے۔''

فائدہ: ''سب سے زیادہ پسندیدہ۔'' کیونکہ حضرت داود علیہ السلام کے روزے اور نماز میں اعتدال تھا۔ جس سے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی فرق نہ آتا تھا۔ اگر کوئی شخص اعتدال سے ہٹ جائے گا' مثلاً: وہ ان سے زیادہ روزے رکھے گا یا ہمیشہ ساری رات قیام کرے گا تو حقوق العباد کا مجرم ہوگا بلکہ وہ اپنے نفس کا بھی مجرم ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس اعتدال سے بڑھنے کی اجازت نہیں دی بلکہ راویٔ حدیث صحابی رضی اللہ عنہ کو صراحتاً فرمایا کہ اس سے افضل روزے ممکن نہیں۔

(المعجم ٧٠) - صَوْمُ النَّبِيِّ ﷺ بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٤١)

باب:٧٠- نبی ﷺ' آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' کے روزے کا بیان اور اس بارے میں وارد روایت کے ناقلین کے اختلاف کا ذکر

٢٣٤٦- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٣١، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٣.

وضاحت: اس اختلاف سے مراد یہ ہے کہ کسی روایت میں صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، کسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور کسی میں کوئی اور۔ یہ اختلاف کوئی مضر نہیں کیونکہ ایک ہی بات کئی کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بیان کر سکتے ہیں بلکہ اس سے روایت کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

٢٣٤٧- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبِيضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ.

۲۳۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایام بیض (چاندنی راتوں والے دنوں) کا روزہ نہیں چھوڑتے تھے خواہ گھر میں ہوتے یا سفر میں۔

فائدہ: ایام بیض سے مراد تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ ہیں کیونکہ ان راتوں میں چاند مکمل نظر آتا ہے اور ساری رات رہتا ہے۔

٢٣٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ، وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا غَيْرَ رَمَضَانَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

۲۳۴۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بسا اوقات نفل) روزے مسلسل رکھتے حتی کہ ہم کہتے تھے کہ آپ چھوڑیں گے نہیں اور پھر چھوڑنا شروع فرماتے حتی کہ ہم کہتے: آپ رکھیں گے نہیں، جب سے آپ مدینہ تشریف لائے آپ نے کبھی بھی رمضان المبارک کے علاوہ ایک ماہ مسلسل روزے نہیں رکھے۔

٢٣٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ

۲۳۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ

٢٣٤٧ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٤، وأورده الضياء المقدسي في المختارة له، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ١٢٦٥. * عبيدالله هو ابن موسى، ويعقوب هو ابن عبدالله القمي، وجعفر هو ابن أبي المغيرة القمي، وسعيد هو ابن جبير.

٢٣٤٨ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان ... الخ، ح: ١١٥٧ عن محمد بن بشار بندار، والبخاري، الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره، ح: ١٩٧١ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٥.

٢٣٤٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب [قراءة سورة بني اسرائيل والزمر قبل النوم ...]، ح: ٢٩٢٠، ٣٤٠٥ من حديث حماد بن زيد به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٦، وصححه ابن

مُسَاوِرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَرْوَانَ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يُفْطِرَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ.

ﷺ روزے رکھتے جاتے حتی کہ ہم کہتے: آپ کسی بھی دن روزہ چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور پھر چھوڑنے لگتے حتی کہ ہم کہتے: آپ کسی بھی دن روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

۲۳۵۰- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ، وَلَا صَامَ شَهْرًا قَطُّ كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ.

۲۳۵۰- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے علم میں نہیں کہ نبی ﷺ نے ایک رات میں سارا قرآن مجید پڑھا ہو یا ساری رات صبح تک نفل نماز پڑھتے رہے ہوں یا رمضان المبارک کے علاوہ کسی مہینے کے مکمل روزے رکھے ہوں۔

۲۳۵۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ، وَمَا صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا رَمَضَانَ.

۲۳۵۱- حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ سے نبی ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: کبھی آپ اس قدر روزے رکھتے کہ ہم کہتے: آپ روزے رکھتے ہی رہیں گے اور کبھی اس قدر ناغے فرماتے کہ ہم کہتے: آپ نے روزے مستقلاً چھوڑ دیے ہیں۔ اور آپ جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے' آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی بھی مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھے۔ ﷺ

◀◀ خزيمة، ح: ١١٦٣.

٢٣٥٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٤٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٥٧.

٢٣٥١ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٦/ ١٧٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٥٨.

٢٣٥٢- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَيْسٍ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ أَحَبَّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْ يَّصُومَهُ شَعْبَانُ، بَلْ كَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ.

٢٣٥٢- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ روزے رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ مہینہ شعبان تھا۔ بلکہ آپ تقریباً اسے رمضان المبارک سے ملا ہی دیتے تھے۔

٢٣٥٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَذَكَرَ آخَرَ قَبْلَهُمَا، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يَصُومُ، وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ.

٢٣٥٣- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے جاتے حتی کہ ہم کہتے: آپ چھوڑیں گے نہیں۔ اور آپ روزے چھوڑنے لگتے تو ہم کہتے: رکھیں گے نہیں۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

٢٣٥٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يَصُومُ شَهْرَيْنِ

٢٣٥٤- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان و رمضان کے علاوہ دو مہینے مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے۔

٢٣٥٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم شعبان، ح: ٢٤٣١ من حديث معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٥٩.

٢٣٥٣ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم شعبان، ح: ١٩٦٩، ومسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان، ح: ١١٥٦/ ١٧٥ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٦٠، والموطأ: ١/ ٣٠٩. * أبوالنضر هو مولٰى عمر بن عبيدالله، وآخر قبلهما: "أظنه ابن لهيعة".

٢٣٥٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١٧٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٦١.

مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ.

فائدہ: شعبان میں روزے رکھنے کے بارے میں پیچھے روایات گزر چکی ہیں۔ ان کو اور اس روایت کو دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں ہی باتوں کا احتمال موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل میں تنوع تھا' کبھی پورا شعبان روزے سے رہتے اور کسی شعبان میں مکمل روزے نہ رکھتے بلکہ اکثر رکھ لیا کرتے۔ ام سلمہ ؓ کی مذکورہ حدیث سے اس تطبیق کی تائید ہوتی ہے۔ المختصر تطبیق ترجیح سے بہتر ہے کہ دونوں قسم کی احادیث معمول بہ رہتی ہیں۔ واللہ أعلم.

٢٣٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًّا إِلَّا شَعْبَانَ وَيَصِلُ بِهِ رَمَضَانَ.

۲۳۵۵- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ شعبان کے علاوہ سال بھر کے کسی مہینے میں مکمل (نفل) روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کو تو آپ تقریباً رمضان المبارک کے ساتھ ہی ملا دیتے تھے۔

٢٣٥٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَامَ لِشَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ لِشَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهُ أَوْ عَامَّتَهُ.

۲۳۵۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کے مہینے میں آپ اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔

٢٣٥٧- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ،

۲۳۵۷- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے۔

٢٣٥٥_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢١٧٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٢.

٢٣٥٦_ [إسناده حسن والحديث صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٣. * عمه يعقوب بن إبراهيم، وعنه رواه أحمد: ٦/ ٢٦٨ به.

٢٣٥٧_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٤، وانظر الحديث السابق.

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا.

صرف چند دن ناغہ فرماتے تھے۔

٢٣٥٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

۲۳۵۸- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ (تقریباً) مکمل شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے۔

٢٣٥٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغُصْنِ - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: «ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ».

۲۳۵۹- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے منقول ہے کہ میں نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنے آپ شعبان میں رکھتے ہیں۔ (کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا: ''یہ وہ مہینہ ہے کہ رجب اور رمضان المبارک کے درمیان آنے کی وجہ سے لوگ اس سے غفلت کر جاتے ہیں' حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں رب العالمین کے ہاں انسانوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① رجب اور رمضان المبارک دونوں مہینوں کا تقدس مسلمہ تھا۔ رجب کا اس لیے کہ یہ حرمت والے مہینوں میں شامل ہے اور رمضان المبارک کا روزوں کی وجہ سے۔ لوگ ان دونوں مہینوں میں نیکی کے کام خوب کرتے تھے۔ شعبان کو خالی مہینہ خیال کیا جاتا تھا' حالانکہ اس کی اپنی فضیلت ہے جو رسول اللہ ﷺ

٢٣٥٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٩ من حديث بقية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٦٥، وللحديث شواهد كثيرة. ✽ بحير هو ابن سعد.

٢٣٥٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠١ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٦٦.

نے بیان فرمائی۔ ② ''اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔'' اعمال تو ہر روز صبح اور عصر کے وقت بھی پیش ہوتے ہیں اور ہر ہفتے میں سوموار اور جمعرات کو بھی پیش ہوتے ہیں۔ گویا یہ سالانہ پیشی ہے اور اجمالی طور پر سارے سال کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ ان پیشیوں کی حکمت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام اعمال سے ذاتی طور پر بخوبی واقف ہے۔ ③ ''میں روزے سے ہوں۔'' کیونکہ روزہ افضل عبادت ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغُصْنِ - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوسَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ تَصُومُ حَتّٰى لَا تَكَادَ تُفْطِرُ، وَتُفْطِرُ حَتّٰى لَا تَكَادَ أَنْ تَصُومَ إِلَّا يَوْمَيْنِ إِنْ دَخَلَا فِي صِيَامِكَ وَإِلَّا صُمْتَهُمَا، قَالَ: «أَيُّ يَوْمَيْنِ»؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ قَالَ: «ذَانِكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيهِمَا الْأَعْمَالُ عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ».

۲۳۶۰- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے منقول ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کبھی اس قدر روزے رکھتے ہیں کہ لگتا ہے آپ چھوڑیں گے نہیں اور کبھی اس قدر چھوڑتے ہیں کہ لگتا ہے رکھیں گے نہیں، مگر دو دنوں کا ضرور رکھتے ہیں۔ آپ کے (عمومی) روزوں میں آ جائیں تو فبہا' ورنہ آپ ان کا روزہ خصوصاً رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کون سے دو دن؟'' میں نے کہا: سوموار اور جمعرات۔ آپ نے فرمایا: ''یہ دو دن ایسے ہیں کہ ان میں رب العالمین کے ہاں اعمال پیش ہوتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔''

٢٣٦١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ الْغِفَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ

۲۳۶۱- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات لگاتار روزے رکھتے تھے حتی کہ کہا جاتا: آپ چھوڑیں گے نہیں اور کبھی چھوڑنے لگتے حتی کہ کہا جاتا: آپ رکھیں گے نہیں۔

٢٣٦٠- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٦٧.

٢٣٦١- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٦٨، وانظر الحديثين السابقين.

يَسْرُدُ الصَّوْمَ، فَيُقَالُ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ، فَيُقَالُ: لَا يَصُومُ.

٢٣٦٢- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۳۶۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ قصداً رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۳۶۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ کوشش سے رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

۲۳۶۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خصوصاً رکھتے تھے۔

٢٣٦٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ

۲۳۶۵- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن روزہ ارادتاً رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٢ـ [حسن] انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٣٥٨ والآتي، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٩.

٢٣٦٣ـ [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٧٠، وانظر الحديث السابق. * ثور هو ابن يزيد.

٢٣٦٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٦، ٨٠ من حديث سفيان الثوري عن ثور بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٧١. * خالد لم يسمع من عائشة، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٢٣٦٥ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٧٢، وانظر الحديث السابق، واللذين قبله.

قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

٢٣٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ ابْنِ رَافِعٍ عَنْ سَوَاءٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

۲۳۶۶-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٧- أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ سَوَاءٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: اَلْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ مِنْ هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَالْاِثْنَيْنِ مِنَ الْمُقْبِلَةِ.

۲۳۶۷-حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے: دو ایک ہفتے میں پیر اور جمعرات کو اور اگلے ہفتے کے پیر کو۔

٢٣٦٨- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَنْبَأَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ سَوَاءٍ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَمِنَ الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ يَوْمَ

۲۳۶۸-حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ہر مہینے جمعرات اور سوموار کو اور دوسرے جمعہ (ہفتے) سے سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔

٢٣٦٦ـ [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢١١٦ عن إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٧٣.

٢٣٦٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٧٤، وانظر الحديث الآتي. * أبونصر التمار هو عبدالملك بن عبدالعزيز.

٢٣٦٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب من قال الاثنين والخميس، ح: ٢٤٥١ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٧٥. * النضر هو ابن شميل.

الْإِثْنَيْنِ.

٢٣٦٩- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ جَعَلَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ وَكَانَ يَصُومُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

۲۳۶۹- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بستر پر لیٹتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ مبارک (ہتھیلی) اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے اور سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

٢٣٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ: قَالَ أَبِي: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ، وَقَلَّمَا يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۲۳۷۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے شروع سے تین دن کا روزہ رکھتے تھے اور جمعۃ المبارک کے دن کم ہی روزہ چھوڑتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ”شروع سے“ یعنی کسی مہینے میں۔ اور بعض او[illegible] میان سے تین دن روزہ رکھتے تھے اور کبھی آخر مہینے سے بھی رکھ لیتے تھے۔ ② ”جمعۃ المبارک کے دن۔“ یعنی جمعرات سمیت‘ ورنہ اکیلے جمعے کے روزے سے تو آپ نے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري‘ الصوم‘ حديث: ۱۹۸۵‘ وصحيح مسلم‘ الصيام‘ حديث: ۱۱۴۴) جمعرات کا روزہ آپ کا معمول تھا۔

٢٣٧١- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

۲۳۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں

٢٣٦٩- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٧٦. * المسيب بن رافع سمعه من سواء الخزاعي كما في السنن الكبرى للنسائي، ح: ١٠٥٩٩.

٢٣٧٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ٢٤٥٠، والترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الجمعة، ح: ٧٤٢، وابن ماجه، الصيام، باب في صيام يوم الجمعة، ح: ١٧٢٥ من حديث عاصم بن أبي النجود به، وقال: الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٧٧.

٢٣٧١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٧٨، ويأتي شاهده، ح: ٢٤٠٦.

عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ لَّا أَنَامَ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ.

ضحیٰ (چاشت) کی دو رکعتیں پڑھا کروں اور بغیر وتر پڑھے نہ سوؤں اور ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔

فائدہ: یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں کیونکہ مذکورہ تینوں کام بالاتفاق مستحبات میں شمار ہوتے ہیں۔

٢٣٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ عَاشُورَاءَ، قَالَ: مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَامَ يَوْمًا يَتَحَرّٰى فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ - يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ -.

۲۳۷۲- حضرت عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا جبکہ حضرت ابن عباس ؓ سے عاشوراء کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا' آپ نے فرمایا: میں تو نہیں جانتا کہ نبی ﷺ نے کسی دن کو دوسرے دنوں سے افضل سمجھ کر اس کا روزہ رکھا ہو' سوائے اس دن کے' یعنی عاشوراء اور ماہ رمضان المبارک کے۔

فائدہ: ماہ رمضان المبارک کی فضیلت کے بارے میں تو کوئی کلام ہی نہیں' اس کے بعد یوم عاشوراء، یعنی دس محرم الحرام افضل ہے۔ اس دن بہت سے اہم کام سرانجام پائے۔

٢٣٧٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ: «إِنِّي صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَّصُومَ فَلْيَصُمْ».

۲۳۷۳- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ ؓ کو عاشوراء کے دن منبر نبوی پر فرماتے سنا: اے مدینے والو! کہاں گئے تمھارے علماء؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس دن کے بارے میں فرماتے سنا: ''میں نے آج روزہ رکھا ہوا ہے' تو جو روزہ رکھنا چاہے' وہ رکھ لے۔''

٢٣٧٢- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح:٢٠٠٦، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح:١١٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦٧٩ .* عبيدالله هو ابن أبي يزيد.

٢٣٧٣- أخرجه مسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح:١١٢٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح:٢٠٠٣ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦٨٠ .

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عاشوراء کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے، مگر عاشوراء کا اکیلا روزہ مناسب نہیں، اس کے ساتھ نویں یا نویں کا چھوٹ جائے تو مشابہت سے بچنے کی خاطر گیارہویں کا رکھنا بھی ان شاء اللہ جائز ہوگا۔

٢٣٧٤ - أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَأَتِهِ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي بَعْضُ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَتِسْعًا مِّنْ ذِي الْحِجَّةِ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيسَيْنِ.

٢٣٧٤ - حضرت ہنیدہ بن خالد کی زوجۂ محترمہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: مجھ سے نبی ﷺ کی کسی زوجۂ محترمہ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ عاشوراءِ محرم، ذوالحجہ کے پہلے نو دن اور ہر مہینے کے تین دن، مہینے کا پہلا سوموار اور دو ابتدائی جمعراتیں روزہ رکھا کرتے تھے۔

فائدہ: مندرجہ بالا اٹھائیس روایات میں رسول اللہ ﷺ فداہ أبي و أمي و نفسي و روحي کے نفل روزوں کی مختلف کیفیات بیان کی گئی ہیں اور ان میں کوئی تضاد نہیں۔ آپ کبھی کسی کیفیت سے روزے رکھتے تھے اور کبھی کسی کیفیت سے۔ اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ نفل روزوں میں سہولت کا خیال رکھنا چاہیے۔ کسی ایک طریقے کو اختیار کر کے اس پر اس طرح جم جانا کہ اس سے نکلنا گناہ سمجھنا، تشدد اور تکلف فی الدین کے زمرے میں آتا ہے، اس لیے نفل کا معاملہ کھلا رکھنا چاہیے کیونکہ نفل کا مدار خوشی اور نشاط پر ہے، البتہ شریعت کی ہدایات ملحوظ خاطر رہیں، مثلاً: روزہ ہمیشہ نہ رکھے۔ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے۔ شک والے دن اور شعبان کی آخری تاریخوں میں نہ رکھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(المعجم ٧١) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ فِي الْخَبَرِ فِيهِ (التحفة ٤١) - أ

باب: ٧١- اس کے بارے میں وارد حدیث میں حضرت عطاء کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ بعض روایات میں صحابی کا نام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (عطاء کا ان سے سماع

٢٣٧٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم العشر، ح: ٢٤٣٧ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٨١. * هنيدة صحابي، وامرأته صحابية كما في فصل المبهمات من النسوة (تقريب التهذيب).

ثابت نہیں) اور بعض میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہے پھر بعض میں حضرت عطاء براہ راست حضرت ابن عمر یا ابن عمرو رضی اللہ عنہم سے بیان کرتے ہیں اور بعض روایات میں کسی مجہول شخص کا واسطہ ہے۔ حدیث: ۲۳۸۰ میں اس مجہول کی تصریح آ گئی ہے کہ وہ ابوالعباس الشاعر ہیں لہٰذا اس طرح سے یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

۲۳۷۵- أَخْبَرَنِي حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَطِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ».

۲۳۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بلاناغہ روزہ رکھا اس کا کوئی روزہ نہیں۔“

فائدہ: صیام داود علیہ السلام سے زائد روزے نہیں رکھنے چاہییں کیونکہ یہ افضل ترین ہیں۔ اگر کوئی زائد رکھے گا تو بھی زائد ثواب حاصل نہ کر سکے گا۔ ایک آدھ ماہ میں ایسے ہو تو الگ بات ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اکثر شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ مسلسل ایسا کرنا منع ہے۔

۲۳۷۶- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۲۳۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا تو (ایسے سمجھو کہ) اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا (وہ بے روزہ رہا)۔“

فائدہ: ”نہ اس نے روزہ رکھا“ یعنی اسے کسی روزے کا ثواب نہ ملا۔ معلوم ہوا عبادات میں غلو کرنا اور حد سے تجاوز کرنا انھیں بے اجر بنا دیتا ہے۔ ”نہ افطار کیا“ یعنی وہ افطار (روزہ نہ رکھنے) کے فوائد سے بھی محروم رہا۔

۲۳۷۷- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَعُقْبَةُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ:

۲۳۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس کا

۲۳۷۵- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲٦۸۷.
۲۳۷٦- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲٦۸۸.
۲۳۷۷- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲٦۸۹.

حَدَّثَنِي عَطَاءٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ».

روزہ نہیں۔"

٢٣٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ».

۲۳۷۸- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمیشہ روزہ رکھا (سمجھو) اس نے روزہ نہیں رکھا۔''

٢٣٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۲۳۷۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہر روز روزہ رکھا' اس نے روزہ رکھا' نہ چھوڑا۔''

٢٣٨٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَطَاءً أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ: بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ،

۲۳۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے کہا: نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ میں لگا تار روزے رکھتا ہوں۔ اور راوی حدیث نے پوری حدیث بیان کی۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ عطاء فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنے والے الفاظ اس قصہ میں کیسے آ گئے (البتہ نبی ﷺ کا یہ فرمان مجھے یاد ہے کہ

٢٣٧٨_[صحيح] تقدم، ح: ٢٣٧٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٩٠.

٢٣٧٩_[صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٩٠.* ومحدثه أبوالعباس الشاعر.

٢٣٨٠_أخرجه البخاري، الصوم، باب حق الأهل في الصوم، ح: ١٩٧٧، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به . . . الخ، ح: ١١٥٩/ ١٨٦ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٩١.

قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ: لَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ: لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ.

آپ نے فرمایا:) ''جس نے ہمیشہ روزہ رکھا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔''

(المعجم ٧٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللهِ فِي الْخَبَرِ فِيهِ (التحفة ٤٢)

باب:٧٢- ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت اور اس بارے میں وارد حدیث (کے بیان) میں مطرف بن عبداللہ کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ مطرف بن عبداللہ کن سے بیان کر رہے ہیں؟ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یا اپنے والد عبداللہ بن شخیر سے؟

٢٣٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَخِيهِ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فُلَانًا لَا يُفْطِرُ نَهَارًا الدَّهْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

٢٣٨١- حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بتلایا گیا: فلاں شخص کبھی بھی روزے سے ناغہ نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: ''نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔''

فائدہ: ہمیشہ روزہ رکھنا فطرت انسانی کے خلاف ہے کیونکہ اس سے حقوق العباد کی ادائیگی میں خرابی پیدا ہوگی' جسمانی کمزوری ہوگی' معاش خراب ہوگا' وغیرہ وغیرہ' لہٰذا ہمیشہ روزہ رکھنا درست نہیں' چاہے وہ عیدین اور ایام تشریق کے روزے چھوڑ بھی دے کیونکہ مذکورہ بالا خرابیاں اس صورت میں بھی بعینہٖ موجود ہیں۔ اگرچہ فقہی طور پر اس کے جواز کی یہ کہہ کر گنجائش نکالی گئی ہے کہ پانچ ناغے ہونے سے حقیقتاً ہمیشہ کا روزہ نہ رہا۔ مگر فقہی موشگافیوں کے بجائے مصالح اور مفاسد کا لحاظ رکھنا اصل ہے۔ شریعت کے احکام میں یہ چیز صاف نظر آتی ہے' مثلاً: کتے کا جوٹھا پلید ہے' بلی کا پاک۔ محفوظ پانی قلیل نجاست سے پلید ہو جاتا ہے' مگر کھلا پانی نہیں' وغیرہ۔

٢٣٨٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ:

٢٣٨٢- حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٢٣٨١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٦ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٨٢، وصححه ابن خزيمة: ٣/ ٣١١، ح: ٢١٥١، وابن حبان، ح: ٩٣٧، والحاكم: ١/ ٤٣٥، والذهبي.

٢٣٨٢ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في صيام الدهر، ح: ١٧٠٥ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٨٣، وانظر الحديث الآتي.

حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ: أَخْبَرَنِي أَبِي: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَذُكِرَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو بلا ناغہ روزے رکھا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“

٢٣٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الشِّخِّيرِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي صَوْمِ الدَّهْرِ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۲۳۸۳- حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ روزہ رکھنے (والے) کے بارے میں فرمایا: ”اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“

فائدہ: ”نہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“ چھوڑا تو حقیقتاً نہیں، رکھا اس لیے نہیں کہ شریعت کی نافرمانی کی، ثواب نہ ملا گویا نہ رکھا۔

(المعجم ٧٣) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِيهِ (التحفة ٤٢) - أ

باب: ۷۳- اس روایت میں غیلان بن جریر کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: غیلان بن جریر کے بعض شاگرد اس روایت کو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت بناتے ہیں، اور بعض شاگرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی، یعنی حضرت ابوقتادہ یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں۔

٢٣٨٤- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوهِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ - وَهُوَ

۲۳۸۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہم ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ شخص

٢٣٨٣_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، ح: ١٧٠٥ من حديث أبي داود الطيالسي به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٨٤، ومسند الطيالسي، ح: ١١٤٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٥٠، وابن حبان، ح: ٩٣٨.

٢٣٨٤_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٨٥، وأخرجه أبويعلى في مسنده: ١/ ١٣٣، ١٣٤ من حديث أبي هلال به، إلا أنه سقط من السند: "عن أبي قتادة"، وانظر الحديث الآتي.

ابْنُ جَرِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيُّ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! هٰذَا لَا يُفْطِرُ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

اتنے عرصے سے روزے کا ناغہ نہیں کر رہا۔ آپ نے فرمایا: ''نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔''

٢٣٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ غَيْلَانَ: سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيَّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهِ فَغَضِبَ، فَقَالَ عُمَرُ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَسُئِلَ عَمَّنْ صَامَ الدَّهْرَ، فَقَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ» أَوْ: «مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ».

۲۳۸۵- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کے روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ناراض ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں' پھر آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو بلاناغہ روزے رکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔''

فوائد و مسائل: ① ''ناراض ہو گئے۔'' کیونکہ آپ نے اپنی نیکی کے اظہار کو مناسب نہ سمجھا' اس لیے ایسے سوال پر ناراض ہوئے۔ یا آپ نے خطرہ محسوس فرمایا کہ اگر میں نے بتا دیا تو سائل یا دوسرے لوگ میری اقتدا کرنے کی کوشش کریں گے اور مشقت میں پڑیں گے۔ یا اس لیے ناراض ہوئے کہ عبادت کے مسئلے' خصوصاً روزے میں آپ کی مماثلت کرنا منع ہے' مثلاً: وصال (کئی دنوں کا روزہ) آپ کا خاصہ ہے' کسی اور شخص کو ایک دن سے زائد کا روزہ (وصال کی صورت میں) رکھنے کی اجازت نہیں۔ واللہ أعلم. ② ''راضی ہیں۔'' یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے آپ پر نازل کردہ دین پر سختی سے کاربند ہیں' لہٰذا ہماری غلطی معاف فرمایئے۔

(المعجم ٧٤) - سَرْدُ الصِّيَامِ (التحفة ٤٣)

باب: ۷۴- لگاتار روزے رکھنا؟

٢٣٨٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ

۲۳۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

٢٣٨٥ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر . . . الخ، ح: ١١٦٢/ ١٩٧ عن محمد ابن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٨٦.

٢٣٨٦ـ أخرجه مسلم، ح: ١١٢١ من حديث حماد بن زيد به كما تقدم، ح: ٢٣٠٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٩٢.

عَرَبِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ، أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «صُمْ إِنْ شِئْتَ، أَوْ أَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ».

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں لگا تار روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔“

فائدہ: یہاں پے درپے روزوں سے پورے سال کے مسلسل روزے رکھنا مراد نہیں کیونکہ احادیث میں اس کی سخت ممانعت ہے' شرعاً ایسے روزے ناقابل اعتبار ہیں۔ مجموعی دلائل کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سرد الصیام سے مراد مسلسل مہینہ دو مہینے روزے رکھنا ہے اور بس۔ واللہ أعلم. اور اس کے جواز میں ان شاء اللہ کوئی تردد نہیں۔

(المعجم ٧٥) - صَوْمُ ثُلُثَيِ الدَّهْرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٤٤)

باب: ۷۵- دوتہائی دنوں کے روزے اور اس بارے میں وارد حدیث کے بیان میں راویوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یوں ہے کہ بعض راوی اس حدیث کو متصل بیان کرتے ہیں اور بعض مرسل' یعنی صحابہ کا ذکر نہیں کرتے۔ عمرو بن شرحبیل صحابی نہیں ہیں۔ پہلی روایت متصل ہے' اگرچہ صحابی نامعلوم ہے اور صحابی کا نامعلوم ہونا مضر نہیں ہوتا۔ دوسری روایت مرسل ہے۔ اس میں صحابی کا ذکر نہیں

٢٣٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يَطْعَمِ الدَّهْرَ» قَالُوا:

۲۳۸۷- نبی ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کہا گیا کہ ایک آدمی ہمیشہ روزے رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کاش وہ کبھی کھانا نہ کھاتا (اور مر جاتا)۔“ لوگوں نے عرض کیا: دوتہائی دنوں کے روزے کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ بھی بہت زیادہ ہیں۔“ انھوں نے کہا: نصف دنوں کے روزے؟

٢٣٨٧ـ [صحيح] أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ٤/ ٢٩٦، ح: ٨٧٦٧ عن سفيان الثوري عن الأعمش به، وعنعنا، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي، ح: ٢٣٨٩، والحديث في الكبرٰى، ح: ٢٦٩٣. * أبو عمار هو الهمداني.

فَثُلُثَيْهِ؟ قَالَ: «أَكْثَرَ» قَالُوا: فَنِصْفَهُ؟ قَالَ: «أَكْثَرَ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ؟ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ».

آپ نے فرمایا: ”یہ بھی زیادہ ہی ہیں۔“ پھر فرمایا: ”میں تمھیں وہ روزے نہ بتاؤں جو سینے کا کینہ (دل کے مفاسد) دور کرنے کے لیے کافی ہیں؟ ہر ماہ میں تین دن کے روزے۔“

فوائد و مسائل: ① ”کاش وہ کبھی نہ کھاتا۔“ یہ اظہار ناراضی ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ یہ تو مرنے والی بات ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ کبھی بھی کھانا نہ کھاتا اور جلدی مر جاتا۔ ظاہر الفاظ مقصود نہیں صرف ڈانٹنا مقصد ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے۔ ② ”بہت زیادہ ہیں۔“ گویا ہر مہینے دوتہائی (یعنی بیس) دنوں کے روزے رکھنا بھی اولیٰ نہیں کہ یہ بھی صیام داود علیہ السلام سے زیادتی ہے۔ اگرچہ یہ جائز ہیں مگر افضل پھر بھی نہیں۔ ③ ”یہ بھی زیادہ ہیں۔“ کیونکہ یہ نفل روزوں کا آخری درجہ ہے البتہ منع نہیں۔ لیکن چونکہ وہ شخص پہلے ہی زیادہ روزے رکھتا تھا، لہٰذا آپ نے اس کے لیے یہ بھی مناسب نہ سمجھے تاکہ اس کا تشدد ختم ہو۔ ④ مہینے میں تین روزے بہترین ہیں کیونکہ ان سے روزے کا مقصد بھی بخوبی پورا ہوتا ہے یعنی دل کی اصلاح ہو جاتی ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی میں خلل بھی واقع نہیں ہوتا اور انسان جسمانی کمزوری سے بھی محفوظ رہتا ہے نیز تین کا ثواب تیس یعنی پورے مہینے کے برابر ہے لہٰذا اسی پر عمل افضل ہے۔

۲۳۸۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يَطْعَمِ الدَّهْرَ شَيْئًا» قَالَ: فَثُلُثَيْهِ؟ قَالَ: «أَكْثَرَ» قَالَ: فَنِصْفَهُ؟ قَالَ: «أَكْثَرَ» قَالَ: «أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ» ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: «صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ

۲۳۸۸- حضرت عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ اس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو چاہتا ہوں کہ وہ کبھی کچھ نہ کھاتا۔“ اس نے کہا: دوتہائی روزے؟ آپ نے فرمایا: ”بہت زیادہ ہیں۔“ اس نے کہا: نصف دنوں کے روزے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ بھی زیادہ ہی ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”میں تمھیں ایسے روزوں کی خبر نہ دوں جو دل کی خرابیوں (اخلاقی کمزوریوں) کو دور کر دیتے ہیں؟“ لوگوں نے کہا:

۲۳۸۸- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٢٦٩٤ .

كُلِّ شَهْرٍ».

کیوں نہیں (ضرور بتائیے) آپ نے فرمایا: ''ہر مہینے میں تین روزے۔''

فائدہ: ''دل کی خرابیوں۔'' بعض اہل علم نے خرابیوں کی بجائے دل کی بے چینی مراد لی ہے یعنی اگر انسان (نیک) عبادت نہ کرے تو دل بے چین رہتا ہے۔ تین روزے ہر ماہ رکھ لینے سے دل کا اضطراب ختم ہو جائے گا اور اطمینان حاصل ہوگا۔

٢٣٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ بِمَنْ يَّصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ» أَوْ «لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ بِمَنْ يَّصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «أَوَ يُطِيقُ ذٰلِكَ أَحَدٌ»؟ قَالَ: كَيْفَ بِمَنْ يَّصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «ذٰلِكَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ» قَالَ: كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنِّي أُطِيقُ ذٰلِكَ» قَالَ: ثُمَّ قَالَ: «ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ هٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ».

٢٣٨٩- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔'' انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو دو دن روزہ رکھتا ہے' ایک دن ناغہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا کوئی شخص (ہمیشہ) اس کی طاقت رکھ سکتا ہے؟'' انھوں نے پھر عرض کیا: اس شخص کے بارے میں کیا فرمان ہے جو ایک دن روزہ رکھتا ہے' ایک دن ناغہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تو حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔'' انھوں نے عرض کیا: اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو ایک دن کا روزہ رکھتا ہے' دو دن افطار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میری خواہش ہے کہ مجھے اس کی طاقت ہوتی۔'' پھر فرمایا: ''ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینا اور ہر رمضان کے روزے رکھ لینا (ثواب کے لحاظ سے) زمانہ بھر کے روزے رکھ لینے کے برابر ہے۔''

فائدہ: ''کیا کوئی شخص اس کی طاقت رکھ سکتا ہے؟'' مقصد کراہت کا اظہار ہے کہ ساری زندگی طاقت نہ

٢٣٨٩ـ أخرجه مسلم، ح: ١١٦٢ عن قتيبة بن سعيد عن حماد بن زيد به (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٣٨٥)، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٩٥.

رکھے گا۔ آخر اس عمل کو چھوڑنا پڑے گا' لہٰذا یہ درست نہیں۔ (مزید دیکھیے حدیث:۲۳۸۷)

(المعجم ٧٦) - صَوْمُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ فِي ذٰلِكَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ٤٥)

باب:۷٦- ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرنے والوں کے الفاظ کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: یہاں سند میں کسی اختلاف کا بیان مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ راویانِ حدیث میں بعض الفاظ کے بیان میں کچھ اختلاف ہے' جیسے بواسطہ' مجاہد مروی روایات میں ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے دن چھوڑنے کو افضل الصیام کہا گیا' ابوسلمہ کے طریق سے منقول روایت میں اس طرح کے روزے کو نصف الدھر کے روزے قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ ابن المسیب اور ابوسلمہ کی روایت میں أعدل الصیام کے الفاظ منقول ہیں۔ غرض مآل ایک ہی ہے۔ متن حدیث پر اس سے کوئی زد نہیں آتی' مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۲۱/۳۰۳)

٢٣٩٠- قَالَ وَفِيمَا قَرَأَ عَلَيْنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصِّيَامِ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

۲۳۹۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل ترین روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے۔''

فائدہ: کہا گیا ہے کہ پابندی کے لحاظ سے یہ سخت ترین روزے ہیں مگر حضرت داود علیہ السلام بڑے طاقت والے تھے۔

٢٣٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو

۲۳۹۱- حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد نے

٢٣٩٠ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم وإفطار يوم، ح:١٩٧٨ من حديث مغيرة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦٩٦.

٢٣٩١ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب: في كم يقرأ القرآن؟، ح:٥٠٥٢ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٦٩٧.

عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَأْتِيهَا فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَقَالَتْ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِئْتِنِي بِهِ» فَأَتَيْتُهُ مَعَهُ، فَقَالَ: «كَيْفَ تَصُومُ»؟ قُلْتُ: كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ وَأَفْطِرْ يَوْمًا» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صَوْمُ يَوْمٍ وَفِطْرُ يَوْمٍ».

ایک صاحب رتبہ (عالی نسب) خاتون سے میرا نکاح کر دیا' پھر وہ (اکثر) اس کے پاس آ کر اس کے خاوند کے (یعنی میرے) بارے میں پوچھتے تو وہ خاتون کہتی: بڑے اچھے آدمی ہیں جو کبھی میرے بستر پر نہیں آئے اور جب سے میں آئی ہوں' کبھی میرا پہلو تلاش نہیں کیا۔ میرے والد نے یہ بات نبی ﷺ کے گوش گزار کی تو آپ نے فرمایا: ''اسے لے کر میرے پاس آنا۔'' میں ان کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''تم روزے (نفل) کیسے رکھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ہر روز۔ آپ نے فرمایا: ''ہر ہفتے سے تین دن روزے رکھو۔'' میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''دو دن روزہ رکھو اور ایک دن ناغہ کرو۔'' میں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''داود علیہ السلام کی طرح روزے رکھو جو افضل ترین روزے ہیں۔ ایک دن روزہ' ایک دن ناغہ۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں سوال اور جواب کی ترتیب صحیح نہیں۔ کسی راوی سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس نے یوں مخل اختصار کر دیا ہے۔ آئندہ روایات سے صحیح ترتیب معلوم ہو رہی ہے۔ ② ''پہلو تلاش نہیں کیا۔'' یعنی کبھی خاوند بیوی والا تعلق قائم نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انتہائی متقی اور پرہیزگار تھے' اس لیے توجہ بیوی کی طرف نہ گئی۔ والد محترم نے خود توجہ دلانے کے بجائے رسول اللہ ﷺ سے رجوع کیا۔

٢٣٩٢- أَخْبَرَنَا أَبُو حَصِينٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: زَوَّجَنِي أَبِي

٢٣٩٢- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد نے ایک خاتون سے میری شادی کر دی' پھر وہ اس سے ملنے آئے تو پوچھا: تیرا خاوند کیسا ہے؟ وہ کہنے لگی: اچھا آدمی ہے جو رات کو سوتا نہیں اور

٢٣٩٢ـ[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٩٨.

امْرَأَةً، فَجَاءَ يَزُورُهَا فَقَالَ: كَيْفَ تَرِينَ بَعْلَكِ؟ فَقَالَتْ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَا يَنَامُ اللَّيْلَ، وَلَا يُفْطِرُ النَّهَارَ، فَوَقَعَ بِي وَقَالَ: زَوَّجْتُكَ امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَعَضَلْتَهَا، قَالَ: فَجَعَلْتُ لَا أَلْتَفِتُ إِلَى قَوْلِهِ مِمَّا أَرَى عِنْدِي مِنَ الْقُوَّةِ وَالْاِجْتِهَادِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لٰكِنِّي أَنَا أَقُومُ وَأَنَامُ وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، فَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ» قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» فَقُلْتُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا» فَقُلْتُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «اِقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ» ثُمَّ انْتَهَى إِلَى خَمْسِ عَشْرَةَ وَأَنَا أَقُولُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذٰلِكَ.

دن کو روزے سے ناغہ نہیں کرتا۔ تو والد محترم نے مجھے سخت سست کہا اور فرمانے لگے کہ میں نے ایک (بہترین) مسلمان عورت سے تیری شادی کی ہے اور تو نے اسے بن بیاہی بنا رکھا ہے؟ لیکن میں ان کے کہنے کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا کیونکہ میں اپنے اندر (عبادت کی) قوت اور شوق پاتا تھا۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”لیکن میں تو رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور ناغے بھی کرتا ہوں‘ چنانچہ تو نماز بھی پڑھ اور سو بھی۔ روزے بھی رکھ اور ناغے بھی کر۔“ آپ نے فرمایا: ”ہر مہینے سے تین روزے رکھ لیا کر۔“ میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر داود علیہ السلام جیسے روزے رکھ۔ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ (مگر آپ نے اجازت نہ دی) پھر آپ نے فرمایا: ”ایک ماہ میں (تہجد کے دوران میں) ایک دفعہ قرآن ختم کیا کر۔“ لیکن پھر (میرے بار بار کہنے پر) آپ پندرہ تک آ گئے۔ میں اب بھی یہی کہہ رہا تھا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی راوی نے اختصار کیا ہے۔ اسی روایت کی دوسری اسانید سے مروی الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بار بار اصرار کرنے پر رسول اللہ ﷺ ایک ماہ‘ پچیس دن‘ پھر بیس‘ پندرہ‘ دس‘ سات‘ پانچ سے گزرتے ہوئے تین دن پر آ گئے تھے‘ یعنی تین راتوں میں قرآن ختم کر لیا کر۔ اس سے زائد کی اجازت نہیں دی تاکہ صحیح تلفظ‘ توجہ اور حضور قلب سے اسے پڑھا جائے۔

٢٣٩٣- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ

۲۳۹۳- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٢٣٩٣ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب حق الضيف في الصوم، ح: ١٩٧٤، ومسلم، الصيام، باب النهي عن◄

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حُجْرَتِي فَقَالَ: «أَلَمْ أُخْبَرْ: أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ، وَتَصُومُ النَّهَارَ»؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: «فَلَا تَفْعَلَنَّ، نَمْ وَقُمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ، فَإِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجَتِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِصَدِيقِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَأَنَّهُ عَسٰى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمُرٌ، وَإِنَّهُ حَسْبُكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثًا، فَذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا» قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ» قُلْتُ: وَمَا كَانَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: «نِصْفُ الدَّهْرِ».

رسول اللہ ﷺ میرے حجرے میں تشریف لائے اور فرمانے لگے: ''کیا مجھے یہ بتایا نہیں گیا کہ تو ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہے اور ہر دن روزہ رکھتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں' آپ نے فرمایا: ''ایسے نہ کر۔ سو بھی اور قیام بھی کر۔ روزہ بھی رکھ اور ناغہ بھی کر۔ یقیناً تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے' تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے' تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے' تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے دوست کا بھی تجھ پر حق ہے۔ امید ہے تیری عمر لمبی ہوگی' لہٰذا تجھے یہ کافی ہے کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھ لیا کر۔ یہ (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے اپنے آپ پر سختی کی تو مجھ پر سختی ڈال دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''ہر ہفتے میں تین روزے رکھ لیا کر۔'' میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ اس طرح میں نے اپنے آپ پر سختی کی تو مجھ پر سختی ڈال دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کی طرح روزہ رکھ لیا کر۔'' میں نے کہا: حضرت داود علیہ السلام کے روزے کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''نصف زمانہ۔ (یعنی ایک دن روزہ ایک دن ناغہ)۔''

فوائد ومسائل: ① ''تجھ پر حق ہے۔'' لہٰذا ہر حق والے کو اس کا حق دے۔ آنکھ کا حق نیند' جسم کا حق آرام و خوراک' بیوی کا حق اس کے ساتھ شب بسری' مہمان کا حق مہمان نوازی اور اس کے ساتھ مل کر کھانا' دوست کا حق اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا وغیرہ ہے۔ ② ''تیری عمر لمبی ہوگی۔'' اور بڑی عمر میں زیادہ عبادت کو قائم نہ رکھ سکے گا' لہٰذا اتنی عبادت شروع کر جسے قائم رکھ سکے۔ مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جوانی اور عبادت کے جوش میں سمجھ نہ سکے اور آخر عمر میں تنگ ہوئے جسے وہ سختی ڈالنے سے تعبیر فرما رہے تھے۔

٢٣٩٤- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يَقُولُ: لَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ وَلَأَصُومَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذٰلِكَ»؟ فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ» قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ يَوْمًا، وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ» فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَصُمْ يَوْمًا، وَأَفْطِرْ يَوْمًا، وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ» قُلْتُ: فَإِنِّي، أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ»، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: لَأَنْ أَكُونَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْأَيَّامَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۲۳۹۴-حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میری بات ذکر کی گئی کہ میں ساری رات عبادت کیا کروں گا اور ہر دن روزہ رکھا کروں گا جب تک بھی زندہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو یہ بات کہتا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً میں نے یہ بات کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکے گا' لہٰذا روزہ رکھ اور ناغہ بھی کر' سو بھی اور عبادت بھی کر۔ اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کر۔ چونکہ نیکی کا بدلہ دس گنا ہے' لہٰذا یہ (ثواب کے لحاظ سے) ہمیشہ روزے رکھنے کی طرح ہو جائیں گے۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ایک دن روزہ رکھ اور دو دن ناغہ کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر۔ اور یہ حضرت داود علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ افضل ترین روزے ہیں۔“ میں نے کہا: میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اس سے افضل کوئی روزہ نہیں۔“ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہ تین روزے ہی قبول کر لیتا جو اللہ کے رسول ﷺ نے میرے لیے تجویز فرمائے تھے تو (اب) یہ مجھے

◄◄ صوم الدهر لمن تضرر به... الخ، ح: ١١٥٩ من حديث يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٩٩. * أبو إسماعيل هو القناد.

٢٣٩٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١١٥٩ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن وهب، والبخاري، ح: ١٩٧٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٠٠.

أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي.

میرے اہل و مال سے زیادہ پسند اور محبوب ہوتا۔

فائدہ: ''میں وہ تین روزے ہی قبول کر لیتا۔'' یہ سوچ انھیں بڑھاپے میں آئی جب اس قدر سخت عبادت کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا' مگر وہ جاری شدہ نیکی کو ختم کرنے یا کم کرنے کو بھی مناسب نہ سمجھتے تھے۔

٢٣٩٥- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ: أَيْ عَمِّ! حَدِّثْنِي عَمَّا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَجْمَعْتُ عَلٰى أَنْ أَجْتَهِدَ اجْتِهَادًا شَدِيدًا حَتّٰى قُلْتُ: لَأَصُومَنَّ الدَّهْرَ وَلَأَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَتَانِي حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ فِي دَارِي، فَقَالَ: «بَلَغَنِي: أَنَّكَ قُلْتَ: لَأَصُومَنَّ الدَّهْرَ وَلَأَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ» فَقُلْتُ: قَدْ قُلْتُ ذٰلِكَ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى عَلٰى أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ مِنَ الْجُمُعَةِ يَوْمَيْنِ: اَلْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ» قُلْتُ: فَإِنِّي أَقْوٰى عَلٰى أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِنَّهُ أَعْدَلُ

٢٣٩٥- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے' میں حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے پاس گیا اور کہا: چچا جان! مجھے وہ بات بیان فرمایئے جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ارشاد فرمائی تھی۔ وہ فرمانے لگے: اے بھتیجے! میں نے یہ عزم کیا تھا کہ میں عبادت میں سخت محنت کروں گا حتی کہ میں نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور ایک دن رات میں پورا قرآن مجید ختم کیا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (کسی سے) یہ بات سن لی تو آپ میرے پاس تشریف لائے حتی کہ میرے گھر میں داخل ہو گئے اور فرمانے لگے: ''مجھے پتا چلا ہے کہ تو نے کہا ہے: میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور (ہر روز) پورا قرآن (نماز میں) پڑھا کروں گا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں نے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسے نہ کرنا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کر۔'' میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ہفتے میں دو دن' یعنی سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھ لیا کر۔'' میں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر حضرت داود ؑ جیسے روزے رکھا کر کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین (اور مناسب ترین)

٢٣٩٥- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٠١، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق غير: إذا وعد لم يخلف . . . الخ.

الصِّيَامِ عِنْدَ اللهِ: يَوْمًا صَائِمًا وَيَوْمًا مُفْطِرًا، وَ إِنَّهُ كَانَ إِذَا وَعَدَ لَمْ يُخْلِفْ، وَإِذَا لَاقَى لَمْ يَفِرَّ».

روزے ہیں۔ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ۔اور حضرت داود علیہ السلام جب وعدہ فرما لیتے تھے تو خلاف ورزی نہ کرتے تھے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھاگتے نہ تھے۔"

فائدہ: "بھاگتے نہ تھے۔" یہ دو اضافی صفات بیان فرمائیں جن کے ساتھ حضرت داود علیہ السلام متصف تھے۔ باوجود اس قدر روزے دار ہونے کے بہت زیادہ قوت کے مالک تھے۔ ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَاالْاَيْدِ﴾ (صٓ ۳۸: ۱۷)

(المعجم ٧٧) - ذِكْرُ الزِّيَادَةِ فِي الصِّيَامِ وَالنُّقْصَانِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ٤٦)

باب: ۷۷- اس حدیث میں اس سے کم وبیش روزوں کا ذکر اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ کسی راوی نے اس حدیث کو مختصر بیان کیا ہے اور کسی نے تفصیل کے ساتھ۔

٢٣٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ: سَمِعْتُ أَبَا عِيَاضٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَفْضَلَ

۲۳۹۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "ایک روزہ رکھ لیا کر، باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "دو دن روزہ رکھ لیا کر، باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "تین دن روزہ رکھ لیا کر، باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "چار دن روزہ رکھ لیا کر، باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے عرض کیا: مجھے اس سے بھی زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو حضرت داود علیہ السلام کے روزے رکھا کر

٢٣٩٦ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، . . . الخ، ح: ١١٥٩/ ١٩٢ عن محمد ابن المثنى به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٠٢ . * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر .

الصِّيَامِ عِنْدَ اللهِ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ترین روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے۔“

فائدہ: ”ایک روزہ رکھ۔“ اگر پورے مہینے میں ایک روزہ مراد ہے‘ پھر یہ کسی راوی کی غلطی ہے کیونکہ کسی دوسری روایت سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اور اگر دس دن میں سے ایک دن کا روزہ مراد ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے تو پھر یہ درست ہے کیونکہ ایک روزے کا ثواب دس کے برابر ہے اور یہی مفہوم صحیح ہے۔ سوال اور جواب کی ترتیب بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

٢٣٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ ابْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: ذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ التِّسْعَةِ» فَقُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ تِسْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ الثَّمَانِيَةِ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ مِنْ كُلِّ ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ السَّبْعَةِ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى قَالَ: «صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا».

۲۳۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے سامنے روزے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھ لیا کر‘ باقی نو دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ہر نو دن میں ایک روزہ رکھ لیا کر‘ تجھے باقی آٹھ دنوں کا ثواب بھی مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھ میں مزید طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہر آٹھ دن میں ایک دن روزہ رکھ لیا کر‘ تجھے باقی سات دن کا ثواب بھی مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ آپ مزید اضافہ فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: ”ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر۔“

فائدہ: دس دن میں ایک دن کا روزہ بھی اتنا ہی ثواب رکھتا ہے جتنا دو دن میں ایک دن کا مگر روزے کے اور بھی تو فوائد ہیں۔ مشقت کا اجر بھی تو روزے کے ثواب سے الگ ملتا ہے۔ ظاہر ہے تین روزوں سے پندرہ روزوں کی مشقت بہر صورت زیادہ ہے‘ البتہ ایک ماہ میں پندرہ سے زائد روزے رکھنے کی مستقل عادت بنا لینا درست نہیں کیونکہ اس میں نقصانات ہیں۔

٢٣٩٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٤ من حديث المعتمر بن سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٠٣. * شيخ مطرف هو الحارث بن عبدالله بن أبي ربيعة المخزومي.

۲۳۹۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح: وَأَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ عَشْرَةٍ» فَقُلْتُ: زِدْنِي، فَقَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ» قُلْتُ: زِدْنِي قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ ثَمَانِيَةٍ». قَالَ ثَابِتٌ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُطَرِّفٍ فَقَالَ: مَا أُرَاهُ إِلَّا يَزْدَادُ فِي الْعَمَلِ وَيَنْقُصُ مِنَ الْأَجْرِ. وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

۲۳۹۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھ۔ تجھے دس روزوں کا ثواب ملے گا۔'' میں نے کہا: اور زیادہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''دو دن روزہ رکھ لے' تجھے نو روزوں کا ثواب ملے گا۔'' میں نے کہا: مزید زیادہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''تین دن کے روزے رکھ لے' تجھے آٹھ روزوں کا ثواب ملے گا۔'' (راویٔ حدیث) ثابت نے کہا: میں نے حضرت مطرف سے یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے کہا: میرا خیال ہے عمل بڑھ رہا ہے' ثواب کم ہو رہا ہے۔ حدیث کے الفاظ محمد (بن اسماعیل) کے بیان کردہ ہیں (زکریا بن یحییٰ کے نہیں)۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں امام نسائی ؒ کے دو استاد ہیں: محمد بن اسماعیل اور زکریا بن یحییٰ- بیان کردہ الفاظ محمد بن اسماعیل کے ہیں۔ واللفظ لمحمد کا مفہوم یہ ہے۔ ② ''ثواب کم ہو رہا ہے۔'' یوں سمجھ لیجیے کہ جتنا ثواب دس دن میں ایک روزے کا ہے' اتنا ہی دس دن میں دو روزوں کا اور اتنا ہی دس دن میں تین روزوں کا۔ مزید تفصیل کے لیے سابقہ حدیث کے فائدے کا مطالعہ کیجیے۔

(المعجم ۷۸) - صَوْمُ عَشَرَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَاخْتِلَافُ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ٤٧)

باب: ۷۸- ایک ماہ میں دس دن کے روزے رکھنا اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کی حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: پہلے وضاحت ہو چکی ہے کہ اختلاف سے مراد اختصار اور تفصیل ہے۔

۲۳۹۸- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۱٦٥ عن يزيد بن هارون عن حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۷۰٤.

٢٣٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ عَنْ أَسْبَاطَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ بَلَغَنِي: أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَرَدْتُ بِذٰلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، وَلٰكِنْ أَدُلُّكَ عَلٰى صَوْمِ الدَّهْرِ، ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ خَمْسَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ عَشْرًا» فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

۲۳۹۹-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو ساری رات قیام کرتا ہے اور ہر روز روزہ رکھتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو نیکی ہی کا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جو ہمیشہ روزہ رکھے' اس کا کوئی روزہ نہیں' لیکن میں تجھے ہمیشہ کے روزے کا ایک طریقہ بتاتا ہوں: مہینے میں تین روزے رکھ۔'' (ثواب پورے مہینے کے برابر ہوگا۔) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''(مہینے میں) پانچ دن روزہ رکھ۔'' میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر دس رکھ۔'' میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''حضرت داود علیہ السلام کے روزے رکھا کر۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے۔''

٢٤٠٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْعَبَّاسِ - وَكَانَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، وَكَانَ شَاعِرًا، وَكَانَ صَدُوقًا - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۲۴۰۰-حضرت ابوالعباس نے جو کہ شام کے رہنے والے شاعر تھے (باوجود شاعر ہونے کے) بہت سچے شخص تھے' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اور پھر حدیث بیان فرمائی۔

٢٣٩٩ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم داود عليه السلام، ح:١٩٧٩، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به ... الخ، ح:١١٥٩/١٨٧ من حديث حبيب بن أبي ثابت به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٧٠٥.

٢٤٠٠ـ[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٧٠٦.

٢٤٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ، هُوَ الشَّاعِرُ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو! إِنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ، وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، صَوْمُ الدَّهْرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى».

٢٤٠١- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عبداللہ بن عمرو! تو ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور ساری ساری رات عبادت کرتا ہے۔ اور جب تو ایسے کرے گا‘ تیری آنکھیں اندر کو دھنس جائیں گی اور طبیعت تھک جائے گی۔ اس شخص کا کوئی روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ ہمیشہ روزہ رکھنے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھا جائے۔ یہ (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کا روزہ بن جائے گا۔“ میں نے کہا: میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”حضرت داود ؑ کے روزے رکھ۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔ اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تھا تو بھاگتے نہ تھے۔“

فائدہ: روزے سے انسانی جسم کے غیر ضروری اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں جس سے انسان جفاکش بن جاتا ہے۔ قوت برداشت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بھوک‘ پیاس‘ تکلیف اور مشقت برداشت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اخلاقی و روحانی طور پر انسان قوی ہو جاتا ہے۔ اور جنگ میں انھی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے‘ البتہ بلا ناغہ روزہ انسان کو کمزور اور عاجز کر دیتا ہے‘ لہٰذا وہ جائز نہیں۔

٢٤٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَيْهِ

٢٤٠٢- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے منقول ہے‘ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینے میں ایک دفعہ قرآن مجید ختم کیا کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں۔ اس طرح میں بار بار آپ سے مزید مطالبہ کرتا رہا حتی کہ آپ نے فرمایا: ”پانچ دن میں ختم کر لیا کر۔“ آپ نے فرمایا: ”مہینے میں تین روزے

٢٤٠١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٠٧. * خالد هو ابن الحارث.

٢٤٠٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٠٨.

حَتّٰى قَالَ: «فِي خَمْسَةِ أَيَّامٍ» وَقَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَيْهِ حَتّٰى قَالَ: «صُمْ، أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ صَوْمَ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

رکھا کر۔'' میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ اس طرح میں آپ سے بار بار مطالبہ کرتا رہا حتی کہ آپ نے فرمایا: ''داود علیہ السلام کی طرح روزے رکھ جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔''

فائدہ: ''پانچ دن میں۔'' حدیث: ٢٣٩٢ کے تحت گزر چکا ہے کہ آخر کار آپ نے تین دن میں ختم قرآن کی اجازت دے دی تھی۔ تفصیل وہاں دیکھی جائے۔

٢٤٠٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: إِنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: بَلَغَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ وَإِمَّا لَقِيَهُ قَالَ: «أَلَمْ أُخْبَرْ: أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ، فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ لِعَيْنَيْكَ حَظًّا، وَلِنَفْسِكَ حَظًّا، وَلِأَهْلِكَ حَظًّا، وَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ، وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ» قَالَ: إِنِّي أَقْوٰى لِذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «صُمْ صِيَامَ دَاوُدَ إِذًا» قَالَ: وَكَيْفَ كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ يَا نَبِيَّ اللهِ؟ قَالَ: «كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى» قَالَ: وَمَنْ لِي

٢٤٠٣- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ میں لگا تار روزے رکھتا ہوں اور ساری ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہوں۔ آپ نے مجھے بلا بھیجا' یا میں آپ کو ملا (یا آپ مجھے ملے)' آپ نے فرمایا: ''کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تو مسلسل روزے رکھتا ہے' کبھی ناغہ نہیں کرتا' اور ساری ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہے؟ ایسے نہ کر۔ تیری آنکھ کو اس کا حق (نیند) ملنا چاہیے اور تیرے جسم کو اس کا حق (آرام وخوراک) ملنا چاہیے اور تیری بیوی کو بھی اس کا حق (شب بسری) ملنا چاہیے۔ روزے بھی رکھ' ناغے بھی کر' نماز بھی پڑھ اور نیند بھی پوری کر۔ ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھ۔ باقی نو دن (کے روزوں) کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تب حضرت داود علیہ السلام کی طرح روزے رکھ۔'' میں نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے

٢٤٠٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٩٩، وهو في الكبرىٰ، ح: ٢٧٠٩.

بِهٰذَا يَا نَبِيَّ اللهِ؟

نبی! حضرت داود علیہ السلام کس طرح روزے رکھتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھاگتے نہ تھے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے لیے اس (آخری) بات کا کون ضامن ہوگا؟ (یعنی یہ بہت مشکل کام ہے' روزہ بھی اور جہاد بھی۔)

فائدہ: ''آپ نے مجھے بلا بھیجا۔'' روایات میں مختلف الفاظ ہیں: کسی میں ہے کہ آپ نے مجھے پیغام بھیجا' میں گیا۔ کسی میں ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ کسی میں ہے کہ مجھے میرے والد نبی ﷺ کے پاس لے کر گئے۔ تطبیق یوں ممکن ہے کہ ان کے والد محترم کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ نے انھیں ساتھ لانے کو کہا' نیز کسی اور کے ذریعے سے آنے کا پیغام بھی بھیج دیا' پھر باپ بیٹا دونوں آپ کے پاس آئے۔ آپ نے مختصری بات کی' پھر ان کے گھر جا کر تفصیلی بات چیت کی کیونکہ علیحدگی میں کوئی جھجک نہیں ہوتی۔

(المعجم ٧٩) - صِيَامُ خَمْسَةِ أَيَّامٍ مِّنَ الشَّهْرِ (التحفة ٤٨)

باب:۷۹- مہینے میں پانچ دن روزے رکھنا

٢٤٠٤- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ الْحَذَّاءُ - عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي، فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةَ أَدَمٍ رَبْعَةً، حَشْوُهَا لِيفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، قَالَ: «أَمَا

۲۴۰۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرے مسلسل روزے رکھنے کا ذکر ہوا۔ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ کے لیے ایک درمیانہ سا چمڑے کا گدا بچھایا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیکن آپ زمین ہی پر بیٹھ گئے اور وہ گدا میرے اور آپ کے درمیان رہ گیا۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے ہر مہینے سے تین روزے کافی نہیں؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (مزید اجازت دیجیے)۔

٢٤٠٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم داود عليه السلام، ح: ١٩٨٠، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، ... الخ، ح: ١١٥٩/ ١٩١ من حديث خالد بن عبدالله عن خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧١٠.

يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ»؟ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «خَمْسًا» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «سَبْعًا» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «تِسْعًا» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «إِحْدٰى عَشْرَةَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ، شَطْرَ الدَّهْرِ: صِيَامُ يَوْمٍ وَفِطْرُ يَوْمٍ».

آپ نے فرمایا: ''پانچ روزے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (مزید)۔ آپ نے فرمایا: ''سات روزے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (کچھ اور)۔ آپ نے فرمایا: ''نو روزے۔'' میں پھر بولا: اے اللہ کے رسول! (کچھ اور)۔ آپ نے فرمایا: ''گیارہ روزے۔'' میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! (کچھ اور)۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''حضرت داود علیہ السلام کے روزوں سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں، یعنی نصف زمانہ کہ ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ۔''

(المعجم ٨٠) - صِيَامُ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ٤٩)

باب: ۸۰- مہینے میں چار دن روزے رکھنا

٢٤٠٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عِيَاضٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُمْ مِنَ الشَّهْرِ يَوْمًا، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «فَصُمْ يَوْمَيْنِ، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ

۲۴۰۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینے میں ایک روزہ رکھ لے، تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ فرمایا: ''پھر دو دن روزہ رکھ لے تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تین دن روزہ رکھ لے تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''چار دن روزہ رکھ لے۔ تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل ترین روزہ حضرت داود علیہ السلام کا

٢٤٠٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٩٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١١.

مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّوْمِ صَوْمُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

روزہ ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔"

(المعجم ٨١) - صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنَ الشَّهْرِ (التحفة ٥٠)

باب:٨١- مہینے میں تین دن روزے رکھنا

٢٤٠٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَوْصَانِي حَبِيبِي ﷺ بِثَلَاثَةٍ لَا أَدَعُهُنَّ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى أَبَدًا، أَوْصَانِي بِصَلَاةِ الضُّحٰى، وَبِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

٢٤٠٦- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے پیارے حبیب ﷺ نے تین باتوں کی نصیحت فرمائی اور ان شاء اللہ تعالیٰ میں انھیں کبھی نہیں چھوڑوں گا: مجھے نصیحت فرمائی کہ صلاۃ ضحیٰ پڑھا کروں، وتر پڑھ کر سوؤں اور ہر مہینے سے تین روزے رکھوں۔

فوائد ومسائل: ① "صلاۃ ضحیٰ۔" چاشت کی نفل نماز تاکہ انسان کے دن کی ابتدا نماز سے ہو۔ ② "وتر پڑھ کر سوؤں۔" تاکہ وتر محفوظ ہو جائیں۔ فجر سے پہلے اٹھنا یقینی نہیں ہوتا خصوصاً نوجوان طالب علم کے لیے۔ ③ "تین روزے۔" تاکہ ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب مل سکے۔ کمزوری بھی نہ ہو اور اخلاقی و روحانی اور جسمانی کمال بھی حاصل ہو۔

٢٤٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَلَاثٍ: بِنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ، وَالْغُسْلِ

٢٤٠٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں کا حکم دیا: وتر پڑھ کر سونا۔ جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنا اور ہر مہینے سے تین دن روزے رکھنا۔

٢٤٠٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٣ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٨٣، ١٢٢١، ١٢٢٢.

٢٤٠٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١٣.

يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

٢٤٠٨- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ لَّا أَنَامَ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۲۴۰۸- حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھا کروں اور وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں اور ہر مہینے سے تین دن کے روزے رکھا کروں۔

٢٤٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِنَوْمٍ عَلٰى وَتْرٍ، وَالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۲۴۰۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وتر پڑھ کر سونے، جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنے اور ہر مہینے سے تین دن روزے رکھنے کا حکم دیا۔

(المعجم ٨٢) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي عُثْمَانَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ (التحفة ٥٠) - الف

باب:۸۲- ہر ماہ تین روزے رکھنے کے بارے میں ابوہریرہ ؓ کی حدیث کے بیان کرنے میں ابو عثمان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ ابوعثمان کے شاگرد ثابت نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہ ؓ کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ ان کے دوسرے شاگرد عاصم احول نے اسے حضرت ابوذر ؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن اس سے صحت حدیث مجروح نہیں ہوتی کیونکہ حدیث دونوں صحابہ (ابوہریرہ اور ابوذر ؓ) سے مروی ہے۔

٢٤٠٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١٥.

٢٤٠٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١٤.

٢٤١٠- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «شَهْرُ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ».

۲۴۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ صبر کا مہینہ (یعنی رمضان المبارک) اور ہر مہینے سے تین روزے (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔

فائدہ: رمضان المبارک کے روزے تو فرض ہیں۔ باقی ہر مہینے سے تین روزے ثواب کے لحاظ سے پورے مہینے کے برابر ہیں۔ رمضان المبارک کو صبر کا مہینہ فرمایا گیا ہے کیونکہ روزہ نام ہی صبر کا ہے۔ کھانے پینے سے صبر، شہوت سے صبر، جھگڑے اور گالی گلوچ سے صبر۔

٢٤١١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّانِيُّ بِالْكُوفَةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ» ثُمَّ قَالَ: «صَدَقَ اللهُ فِي كِتَابِهِ ﴿مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [الأنعام: ١٦٠]

۲۴۱۱- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر مہینے تین روزے رکھے تو یوں سمجھو اس نے زمانہ بھر کے روزے رکھ لیے۔“ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں سچ فرمایا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ ”جو شخص نیکی کرے گا اسے (اس نیکی کا) دس گنا ثواب دیا جائے گا۔“

٢٤١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ:

۲۴۱۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے

٢٤١٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٣، ٢٨٤، ٥١٣ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١٦، وأخرجه البخاري، ح: ١١٧٨، ومسلم، ح: ٧٢١/ ٨٥ من حديث أبي عثمان النهدي عن أبي هريرة قال: أوصاني خليلي ﷺ بثلاث: بصيام ثلاثة من كل شهر، وركعتي الضحٰى، وأن أوتر قبل أن أرقد.

٢٤١١ـ [ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ٧٦٢، وابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ١٧٠٨ من حديث عاصم الأحول به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١٧، وانظر الحديث الآتي. * أبوعثمان سمعه من رجل مجهول عن أبي ذر به.

٢٤١٢ـ [ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١٨.

أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَقَدْ تَمَّ صَوْمُ الشَّهْرِ» أَوْ «فَلَهُ صَوْمُ الشَّهْرِ» شَكَّ عَاصِمٌ.

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص ہر مہینے سے تین روزے رکھے تو گویا مہینے بھر کے روزے ہو گئے (یا اسے مہینے بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا)۔''

فائدہ: ۲۴۱۱ اور ۲۴۱۲ دونوں روایات کو محقق کتاب نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابن ماجہ (۱۷۰۸) کی تحقیق میں روایت: ۲۴۱۱ کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا صحیح شاہد سنن نسائی (حدیث: ۲۴۰۸ اور ۲۴۰۹) میں ہے۔ محقق کتاب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کی محقق کتاب کے نزدیک بھی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے' نیز دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ دونوں روایات قابل عمل اور قابل حجت ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۱/۳۳۳' و إرواء الغليل: ۴/۱۲۰)

۲۴۱۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ مُطَرِّفًا حَدَّثَهُ، أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صِيَامٌ حَسَنٌ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ».

۲۴۱۳- حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اچھے روزے ہر ماہ میں تین روزے ہیں۔''

۲٤۱٤- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُومُصْعَبٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

۲۴۱۴- حضرت سعید بن ابی ہند بھی حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے مذکورہ بالا روایت کی مثل بیان کرتے ہیں۔ یہ روایت مرسل (منقطع) ہے۔

۲٤۱۳ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٢١٧ من حديث الليث بْن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧١٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٢٥.

۲٤۱٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٢٠.

أَبِي هِنْدٍ قَالَ: عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ.
نَحْوَهُ. مُرْسَلٌ.

فائدہ: مرسل سے مراد یہاں منقطع ہے۔ منقطع اس بنا پر ہے کہ سعید اور حضرت عثمان کے درمیان واسطہ ذکر نہیں کیا گیا۔

٢٤١٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۲۴۱۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر ماہ تین دن روزہ رکھتے تھے۔

(المعجم ٨٣) - كَيْفَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٥١)

باب:۸۳- ہر ماہ تین دن کس طرح روزے رکھے؟ اور اس بارے میں حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف کی صورت یہ ہے کہ ابن عمر اور بعض امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی حدیث میں تین روزوں سے مراد مہینے کا پہلا سوموار اور اس کے بعد کی پہلی دو جمعراتیں ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں پہلی جمعرات اور اس کے بعد دو سوموار ہیں' جبکہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایام بیض کے روزے ہیں۔ یہ اختلاف یا تین دنوں کی تعیین میں منقول مختلف روایات ضرر رساں نہیں' نہ اس سے مراد پر کوئی زد آتی ہے' بلکہ یہ جواز کی مختلف صورتیں ہیں کبھی یہ اور کبھی وہ' یہ عمل میں تنوع کی دلیل ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۲۱/۳۳۶)

٢٤١٦- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ

۲۴۱۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ مہینے کی پہلی سوموار اور جمعرات کو اور پھر اگلی جمعرات کو۔

٢٤١٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٩٠ عن حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٢١، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٤١٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٢٢.

أَيَّام مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ، وَالْخَمِيسِ الَّذِي يَلِيهِ، ثُمَّ الْخَمِيسِ الَّذِي يَلِيهِ.

٢٤١٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ زُهَيْرٍ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيَّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ، ثُمَّ الْخَمِيسَ، ثُمَّ الْخَمِيسَ الَّذِي يَلِيهِ.

۲۴۱۷- حضرت ہنیدہ خزاعی سے روایت ہے کہ میں ام المومنین (حضرت حفصہ ؓ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے سنا آپ فرمارہی تھیں: رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن روزہ رکھا کرتے تھے: مہینے کی پہلی سوموار کو' پھر جمعرات کو' پھر اگلی جمعرات کو۔

٢٤١٨- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْأَشْجَعِيُّ، كُوفِيٌّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: أَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ: صِيَامَ عَاشُورَاءَ، وَالْعَشْرَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ.

۲۴۱۸- حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں کہ چار کام نبی ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے: عاشوراء (۱۰ محرم) کا روزہ' ذوالحجہ کے پہلے عشرے (یعنی نو دن) کے روزے' ہر مہینے سے تین دن کے روزے اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں۔"

فائدہ: "ذوالحجہ کے روزے۔" حدیث میں دس دن کا ذکر ہے مگر مراد نو دن ہیں کیونکہ دسواں دن عید کا ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا قطعاً منع ہے۔ تغلیباً نو کو دس دن کہہ دیا جاتا ہے۔ آئندہ حدیث میں نو ہی کا ذکر ہے۔

٢٤١٧ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٧٢٣. * زهير هو أبوخيثمة بن معاوية.

٢٤١٨ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٨٧ عن أبي النضر هاشم بن القاسم به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٢٤. * أبوإسحاق الأشجعي، لم أجد من وثقه، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٤١٩- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ ابْنِ الصَّيَّاحِ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ تِسْعَةً مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ، وَخَمِيسَيْنِ.

۲۴۱۹- نبی ﷺ کی کسی زوجۂ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے نو دن، عاشوراء کے دن اور ہر مہینے سے تین دن (یعنی پہلا سوموار اور اس کے بعد والی دو جمعراتیں) روزہ رکھتے تھے۔

فائدہ: ''ذوالحجہ کے نو دن۔'' حضرت عائشہ ؓ سے صحیح مسلم میں روایت ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دنوں کبھی روزے سے نہیں دیکھا۔ (صحیح مسلم' الاعتکاف' حدیث:۱۱۷۶) مگر اسے تعارض کے بجائے عدم علم پر محمول کیا جائے گا' یعنی حضرت عائشہ ؓ نے اپنے علم کی نفی کی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی ﷺ روزے نہ رکھتے تھے۔ حضرت حفصہ ؓ نے آپ کو روزے سے دیکھا تو روزہ بیان کر دیا۔

٢٤٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ الْعَشْرَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: اَلْإِثْنَيْنِ، وَالْخَمِيسَ.

۲۴۲۰- نبی ﷺ کی کوئی زوجۂ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ عشرۂ ذوالحجہ (یعنی نو دن) اور ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھتے تھے: (پہلا) سوموار کو اور اس کے بعد جمعرات کو (یعنی دو جمعراتیں)۔

٢٤٢١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ

۲۴۲۱- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

٢٤١٩_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٢٥.

٢٤٢٠_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٢٦.

٢٤٢١_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٢٧. * أم هنيدة صحابية كما في التقريب.

الْجَوْهَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ: أَوَّلِ خَمِيسٍ، وَالْاِثْنَيْنِ، وَالْاِثْنَيْنِ».

ﷺ (ہر مہینے میں) تین دن کے روزوں کا حکم دیتے تھے، یعنی مہینے کی پہلی جمعرات اور دو سوموار۔

فوائد ومسائل: ① ”حکم دیتے تھے۔“ یعنی استحباب کے طور پر۔ ② ”پہلی جمعرات“ سابقہ روایات میں پہلے سوموار کا ذکر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ پہلے جمعرات آ جاتی تو جمعرات، سوموار اور پھر اگلے سوموار کا روزہ رکھتے اور اگر مہینے کے شروع میں سوموار پہلے آ جاتا تو سوموار، جمعرات اور پھر اگلی جمعرات کا روزہ رکھ لیتے، یعنی تین روزے سوموار اور جمعرات میں محصور ہوتے تھے۔ ابتدا جمعرات سے ہو یا سوموار سے، کوئی فرق نہیں۔

٢٤٢٢- أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ، وَأَيَّامُ الْبِيضِ صَبِيحَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

٢٤٢٢- حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر مہینے تین روزے رکھنا (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ایام بیض (چمکتی راتوں والے دن) تیرہ، چودہ اور پندرہ ہیں۔“

فائدہ: ان تین راتوں میں چاند پورا ہوتا ہے اور ساری رات رہتا ہے، اس لیے ان کو چمکتی راتیں کہا۔ مقصد مہینے میں تین روزے رکھنا ہے۔ ان دنوں میں رکھے یا سوموار اور جمعرات کے لحاظ سے یا جیسے اتفاق ہو۔

(المعجم ٨٤) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فِي الْخَبَرِ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ٥١) - أ

باب: ٨٤- مہینے کے تین روزوں والی روایت میں موسیٰ بن طلحہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: موسیٰ بن طلحہ کے بعض شاگردوں نے ان کے استاد حضرت ابوہریرہ ؓ بتائے ہیں اور اس

٢٤٢٢- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٢٨. * أبوإسحاق السبيعي عنعن، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

حدیث میں خرگوش کا قصہ ہے۔ اور بعض نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ لیکن اس روایت میں خرگوش کا ذکر نہیں، پھر بعض شاگردوں نے ان کے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے درمیان ابن الحوتکیہ کا واسطہ بیان کیا ہے اور بعض نے واسطہ بیان نہیں کیا۔ بعض شاگردوں نے اس روایت کو مرسل بھی بیان کیا ہے، یعنی کسی صحابی کا ذکر ہی نہیں کیا، جیسے روایت: ۲۴۳۰ اور ۲۴۳۱۔ ان طرق واسانید میں سے صحیح ترین طرق (سند) یحیٰی بن سام عن موسی بن طلحة عن أبي ذر والا طریق ہے۔ باقی تمام طرق ضعیف ہیں۔

۲٤۲۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْنَبٍ قَدْ شَواهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمْ يَأْكُلْ وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا، وَأَمْسَكَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْكُلَ»؟ قَالَ: إِنِّي أَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمِ الْغُرَّ».

۲۴۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بھنا ہوا خرگوش لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا اور اسے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ روک لیا اور نہ کھایا اور لوگوں سے کہا کہ وہ کھالیں۔ اعرابی نے بھی ہاتھ روکے رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کھانے میں کیا رکاوٹ ہے؟“ اس نے کہا کہ میں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر روزے رکھتے ہوں تو چاندنی راتوں (کے دنوں) کے (یعنی چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو) روزے رکھا کر۔“

۲٤۲٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ فِطْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَامٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ

۲۴۲۴- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر مہینے میں ایام بیض (روشن راتوں کے دنوں) کے تین روزے رکھا کریں، یعنی (چاند کی) تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔

۲٤۲۳- [صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۳٦، ۳٤٦ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۷۲۹، وصححه ابن حبان، ح: ۹٤٥ . * عبدالملك بن عمير عنعن، وللحديث شواهد.

۲٤۲٤- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ۷٦۱ من حديث يحيى بن سام به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۷۳۰، وصححه ابن خزيمة: ۳/ ۳۰۲، ۳۰۳، ح: ۲۱۲۸، وابن حبان، ح: ۹٤۳، ۹٤٤.

ﷺ: أَنْ نَصُومَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامِ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

فائدہ: ان تین دنوں میں روزے رکھنے کی حکمت شاید یہ ہو کہ چونکہ ان کی راتیں چاند سے منور ہوتی ہیں' لہٰذا مناسب ہے کہ ان کے دن روزے کے نور سے منور ہوں۔

٢٤٢٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَصُومَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامِ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

۲۴۲۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہر ماہ تین روشن (راتوں کے) دنوں کے روزے رکھنے کا حکم دیا' یعنی تیرہ' چودہ اور پندرہ کو۔

فائدہ: ان دنوں کی راتوں کے روشن ہونے کی وجہ سے ان دنوں کو بھی مجازاً روشن کہہ دیا ورنہ دن تو سارے ہی روشن ہوتے ہیں۔ یا ایام بیض اصل میں أيام الليالي البيض ہے' یعنی روشن راتوں والے تین دن۔

٢٤٢٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صُمْتَ شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

۲۴۲۶- حضرت موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربذہ بستی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو مہینے میں کچھ دنوں کے روزے رکھے تو (چاند کی) تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کو رکھ۔''

٢٤٢٥- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٢٤٢٦- [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣١.

٢٤٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ بَيَانِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «عَلَيْكَ بِصِيَامِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

۲۴۲۷- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: (چاند کی) ''تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کر۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ لَيْسَ مِنْ حَدِيثِ بَيَانٍ، وَلَعَلَّ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا اثْنَانِ فَسَقَطَ الْأَلِفُ فَصَارَ بَيَانَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ غلطی ہے۔ یہ حدیث ''بیان'' کی نہیں ہے' ہوسکتا ہے کہ حضرت سفیان نے حَدَّثَنَا اِثْنَان کہا ہو' الف گر گیا اور کسی راوی نے غلطی سے اسے ''بیان'' پڑھ لیا۔

فائدہ: مذکورہ حدیث کی سند میں حضرت سفیان کا استاد ''بیان'' کہا گیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے آئندہ حدیث میں صراحت ہے کہ سفیان نے کہا: ''مجھے دو آدمیوں نے یہ روایت بیان کی۔'' دو کو عربی میں اِثْنَانِ کہتے ہیں' گویا یہاں بھی اثنان تھا' غلطی سے بیان پڑھ لیا گیا۔ واللہ أعلم.

٢٤٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلَانِ مُحَمَّدٌ وَحَكِيمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا بِصِيَامِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

۲۴۲۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔

٢٤٢٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۲۴۲۹- حضرت ابن حوتکیہ سے روایت ہے کہ میرے

٢٤٢٧- [حسن] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٢١٢٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣٢، وللحديث شواهد.

٢٤٢٨- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣٣، وسيأتي مطولاً، ح: ٤٣١٦.

٢٤٢٩- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣٤. * الحكم هو ابن قتيبة، ومحمد هو ابن عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى، ◄◄

حَكِيمٍ عَنْ بَكْرٍ، عَنْ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ قَالَ: قَالَ أُبَيٌّ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ أَرْنَبٌ قَدْ شَوَاهَا وَخُبْزٌ، فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي وَجَدْتُهَا تَدْمَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «لَا يَضُرُّ كُلُوا» وَقَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: «كُلْ» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «صَوْمُ مَاذَا»؟ قَالَ: صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَعَلَيْكَ بِالْغُرِّ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

والد (ؓ) نے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس کے پاس بھنا ہوا خرگوش تھا اور روٹیاں بھی تھیں۔ اس نے یہ سب کچھ نبی ﷺ کے سامنے رکھ دیا' پھر کہا: میں نے اسے اس حالت میں پایا تھا کہ یہ (اس کا گوشت) خون آلود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں' کھاؤ۔'' اور آپ نے اعرابی سے فرمایا: ''تو بھی کھا۔'' اس نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیسا روزہ؟'' اس نے کہا: مہینے کے تین روزے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو نے یہ روزے رکھنے ہوں تو چاندنی راتوں کے دنوں کے روزے رکھا کر' یعنی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلصَّوَابُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَيُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ وَقَعَ مِنَ الْكُتَّابِ ذَرٌّ فَقِيلَ: أُبَيٌّ.

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی ؒ نے فرمایا: صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت ابن حوتکیہ نے حضرت ابوذر ؓ سے سنی ہے' شاید کسی کاتب سے لفظ ذر (لکھنے سے) رہ گیا ہے اور اس نے أبي کہہ دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت حضرت ابوذر ؓ سے ہے۔ غلطی سے أبي ذر کو کسی راوی نے أبي پڑھ لیا' ذر رہ گیا یا لکھنے سے ذر رہ گیا' صرف أبي لکھا گیا' اور یہ غلطی آگے منتقل ہوگئی۔ ② اکثر اہل علم نے تَدْمٰی کے معنی تحیض (حیض آنے) کے کیے ہیں اور اس بنا پر اس کا گوشت حلال نہیں سمجھتے۔ لیکن اول تو حیض' یعنی خون آنا حرمت کی دلیل نہیں۔ ثانیاً: اگر اس کے معنی گوشت کے خون آلود ہونے کے کر لیے جائیں تو زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس کا گوشت ایسا ہی ہوتا ہے۔ ③ ربذہ، یہ بستی مدینہ منورہ سے کوئی تین میل کے فاصلے پر ہے۔ حضرت ابوذر ؓ اپنی خوشی سے یہاں منتقل ہو گئے تھے اور یہیں فوت ہوئے ...... ؓ یہ حضرت عثمان ؓ کے دور کی بات ہے۔

◀◀ وعيسى هو ابن المختار، وبكر هو ابن عبدالرحمٰن كوفي قاضي.

٢٤٣٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِأَرْنَبٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَدَّ يَدَهُ إِلَيْهَا، فَقَالَ الَّذِي جَاءَ بِهَا: إِنِّي رَأَيْتُ بِهَا دَمًا، فَكَفَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ، وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مُنْتَبِذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا لَكَ»؟ قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «فَهَلَّا ثَلَاثَ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

۲۴۳۰- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس (بھنا ہوا) خرگوش لے کر آیا۔ نبی ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ لانے والے شخص نے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ خون دیکھا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور صحابہ کو کھانے کا حکم دیا۔ وہاں ایک شخص الگ بیٹھا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو کیوں نہیں کھاتا؟'' اس نے کہا: میرا روزہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو چاندنی راتوں: تیرہ، چودہ اور پندرہ (تاریخ) کے روزے کیوں نہیں رکھتا؟''

فائدہ: نبی ﷺ کا ہاتھ روک لینا حرمت کی بنا پر نہیں تھا' ورنہ آپ صحابہ کو کھانے کا حکم نہ دیتے۔ طبعاً آپ نے پسند نہ کیا جیسے رسول اللہ ﷺ کچا لہسن وغیرہ بھی نہیں کھاتے تھے' حالانکہ وہ سب کے نزدیک حلال ہے۔

٢٤٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا رَجُلٌ، فَلَمَّا قَدَّمَهَا إِلَيْهِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ بِهَا دَمًا، فَتَرَكَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَأْكُلْهَا، وَقَالَ لِمَنْ عِنْدَهُ: «كُلُوا، فَإِنِّي لَوِ اشْتَهَيْتُهَا أَكَلْتُهَا» وَرَجُلٌ جَالِسٌ، فَقَالَ

۲۴۳۱- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا جسے ایک شخص نے بھونا تھا۔ جب اس نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا تو کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کے ساتھ خون دیکھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور نہ کھایا' البتہ حاضرین سے فرمایا: ''تم کھاؤ۔ اگر مجھے خواہش ہوتی تو کھا لیتا۔'' ایک آدمی الگ بیٹھا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو بھی قریب ہو کر

٢٤٣٠ـ [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٧٣٥، وتقدم، ح: ٢٤٢٣.

٢٤٣١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٢٣، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٣٦.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُدْنُ فَكُلْ مَعَ الْقَوْمِ» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «فَهَلَّا صُمْتَ الْبِيضَ» قَالَ: وَمَا هُنَّ، قَالَ: «ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

لوگوں کے ساتھ کھا لے۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: "تو نے چاندنی راتوں والے روزے کیوں نہ رکھ لیے۔" اس نے کہا: وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تیرہ، چودہ اور پندرہ (تاریخ کے)۔"

٢٤٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَنْبَأَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: عَبْدُالْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِهٰذِهِ الْأَيَّامِ الثَّلَاثِ الْبِيضِ، وَيَقُولُ: «هِيَ صِيَامُ الشَّهْرِ».

۲۴۳۲- حضرت عبدالملک اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چاندنی راتوں والے تین دنوں کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے: "یہ تین روزے (ثواب کے لحاظ سے) مہینے بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔"

٢٤٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالْمَلِكِ بْنَ أَبِي الْمِنْهَالِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامِ الْبِيضِ قَالَ: «هِيَ صَوْمُ الشَّهْرِ».

۲۴۳۳- حضرت عبدالملک بن ابومنہال اپنے والد سے بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے صحابۂ کرام ﷺ کو چاندنی راتوں والے تین دنوں کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: "یہ مہینے بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔"

٢٤٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ:

۲۴۳۴- حضرت عبدالملک بن قدامہ بن ملحان نے اپنے والد سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں

٢٤٣٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ١٧٠٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣٧، وصححه ابن حبان، ح: ٩٤٦، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٤٤٩ من طريق آخر عن عبدالملك به، ولم يوثقه غير ابن حبان.

٢٤٣٣ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣٨.

٢٤٣٤ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٤٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣٩.

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ مِلْحَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ اللَّيَالِي الْغُرِّ الْبِيضِ، ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

چاندنی راتوں والے دنوں کے روزوں کا حکم دیا کرتے تھے یعنی (چاند کی) تیرہ' چودہ اور پندرہ (تاریخ) کا۔

فوائد ومسائل: ① یہ تینوں روایات ایک ہی صاحب بیان فرماتے ہیں' البتہ ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ علاوہ ازیں یہ تینوں روایات سنداً ضعیف اور معناً صحیح ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ تینوں روایات کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل:۴/۱۰۱، ۱۰۲' رقم الحديث:۹۴۷' و صحيح سنن النسائي:۲/۱۷۰، ۱۷۱ رقم:۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵) ② حکم ہمیشہ وجوب کے لیے نہیں ہوتا' قرائن ساتھ دیں تو حکم استحباب یا جواز کے لیے بھی ہوتا ہے' جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (المآئدة۵:۲) ''جب احرام کھول لو تو شکار کرو۔'' ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ (الجمعة۶۲:۱۰) ''جب جمعے کی نماز پڑھ لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔'' اہل علم میں سے کسی کے نزدیک بھی یہ دونوں کام ضروری نہیں' کوئی بے علم شخص کہہ دے تو الگ بات ہے۔

(المعجم ۸۵) - صَوْمُ يَوْمَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ۵۲)

باب:۸۵- مہینے میں دو دن روزہ رکھنا

۲٤۳۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، مِنْ خِيَارِ الْخَلْقِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ، فَقَالَ: «صُمْ يَوْمًا مِنَ الشَّهْرِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! زِدْنِي زِدْنِي، قَالَ: يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ! زِدْنِي زِدْنِي يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ،

۲۴۳۵- حضرت ابوعقرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نفل روزے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''مہینے میں ایک روزہ رکھ لیا کر۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بڑھایئے' بڑھایئے۔ آپ نے (میری بات دوہراتے ہوئے) فرمایا: ''اے اللہ کے رسول! بڑھایئے بڑھایئے۔ چلو مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کر۔'' میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! بڑھایئے بڑھایئے' میں اپنے آپ

۲٤۳۵ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ۳٤۷ من حديث الأسود بن شيبان به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۷٤۰.

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! زِدْنِي زِدْنِي، إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا فقال: زِدْنِي زِدْنِي أَجِدُنِي قَوِيًّا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيَرُدُّنِي قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ».

کو طاقت ور محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے (میری بات دوہراتے ہوئے) فرمایا: ”اے اللہ کے رسول! بڑھایئے بڑھایئے، میں اپنے آپ کو طاقت ور محسوس کرتا ہوں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے حتی کہ میں نے سمجھا کہ آپ میری درخواست رد کر دیں گے۔ آخر آپ نے فرمایا: ”ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کر۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوعقرب کی بات کو دوہرانا استہزا کے طور پر نہیں بلکہ اظہار کراہت کے لیے تھا، گویا آپ نے ان کے لیے زیادہ نفل روزے رکھنا پسند نہیں فرمایا۔ ممکن ہے وہ حقیقتاً کمزور ہوں یا مشقت والا کام کرتے ہوں۔

٢٤٣٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ، فَقَالَ: «صُمْ يَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»، وَاسْتَزَادَهُ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا، فَزَادَهُ قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا، إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا» فَمَا كَادَ أَنْ يَّزِيدَهُ، فَلَمَّا أَلَحَّ عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ».

٢٤٣٦- حضرت ابوعقرب ؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ سے نفل روزے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”مہینے میں ایک روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے مزید اجازت مانگی اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! میں اپنے آپ کو طاقت ور محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے مزید اجازت دے دی۔ اور فرمایا: ”ہر مہینے دو روزے رکھ لیا کر۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں اپنے آپ کو طاقت ور سمجھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (میری بات دوہراتے ہوئے) فرمایا: ”میں اپنے آپ کو طاقت ور سمجھتا ہوں۔ میں اپنے آپ کو طاقت ور سمجھتا ہوں۔“ امید نہیں تھی کہ آپ مزید اجازت فرمائیں گے۔ جب میں نے اصرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مہینے تین روزے رکھ لیا کر۔“

٢٤٣٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٦٧ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٤١، وانظر الحديث السابق.

فائدہ: گزشتہ تمام روایات سے معلوم ہوا نفل روزے کم سے کم رکھے جائیں تاکہ پابندی ہو سکے اور حقوق العباد اور معاش میں بھی خلل واقع نہ ہو۔ مہینے میں تین روزے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورے مہینے کے روزوں کا ثواب عطا فرما دے گا۔ اس سے زیادہ روزے رکھنا مستحسن نہیں، جائز ہیں۔ نفل روزوں میں اپنی سہولت کا خیال رکھے۔ تینوں روزے اکٹھے رکھنا ضروری نہیں۔ ہر دس دن میں ایک روزہ رکھ لے۔ یا سوموار اور جمعرات کے حساب سے پورے کرے۔ مشقت نہ ہو تو چاندنی راتوں والے دنوں کے تین روزے اکٹھے رکھنا افضل ہے۔ مسلسل روزے رکھنا منع ہے۔ شعبان کے آخری ایک دو دن، عیدین اور ایام تشریق کے روزے رکھنا بھی منع ہے۔ صرف جمعے کے دن روزہ رکھنے سے روکا گیا ہے۔ اسی طرح ہفتے کے دن روزہ رکھنے سے بھی روکا گیا ہے۔ آگے یا پیچھے کوئی اور روزہ بھی رکھا جائے۔ مخصوص روزے، مثلاً: شوال کے چھ روزے اکٹھے رکھے جا سکتے ہیں، ذوالحجہ کے نو روزے اکٹھے رکھے جائیں گے، اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ سارے سال میں ایک ہی دفعہ آتے ہیں۔ سفر میں مشقت نہ ہو تو رمضان المبارک کے روزے رکھ لینا بہتر ہے اور اگر مشقت ہو یا دوسروں کے لیے بوجھ بنے تو نہ رکھنا بہتر ہے۔ جہاد کے دوران میں بھی اگر لڑائی ہو رہی ہے، یا عنقریب ہونے والی ہے تو قوت کے حصول کے لیے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا افضل ہے، بعد میں روزے پورے کر لے۔ اگر لڑائی دور ہے تو روزے رکھنا بہتر ہے۔ دوران سفر میں نفل روزے رکھنا یا نہ رکھنا مرضی پر موقوف ہے مگر دوسروں کے لیے بوجھ نہ بنے۔ مشقت محسوس ہونے پر یا مہمان کی آمد پر یا انتہائی پسندیدہ کھانا میسر آنے پر نفل روزہ ختم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بعد میں نفل روزے کی قضا ادا کی جا سکتی ہے، ضروری نہیں۔ نفل روزہ زوال سے پہلے دن کے وقت بھی رکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ پہلے کچھ کھایا نہ ہو۔ معذور شخص رمضان المبارک کے دوران میں احتراماً سامنے کھانے پینے سے اجتناب کرے۔ واللہ أعلم.
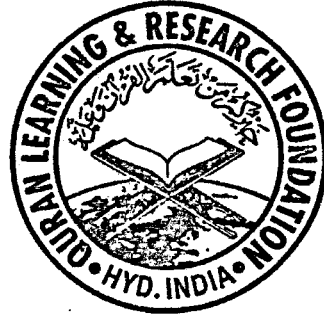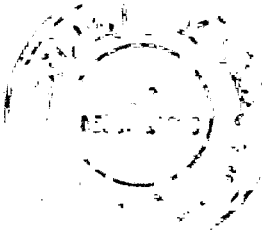
زکاۃ کا مفہوم و معنی

زکاۃ کے لغوی معنی پاکیزگی اور برکت کے ہیں۔ شریعت میں زکاۃ سے مراد نصاب کو پہنچے ہوئے مال کا مقررہ حصہ سال گزرنے پر ثواب کی نیت سے فقراء، مساکین اور دوسرے ضرورت مند افراد کو دینا ہے۔ چونکہ اس فعل سے انسان کے مال میں برکت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ آفات سے بچاتا ہے، دنیا میں مال اور آخرت میں ثواب کو بڑھاتا ہے، مال پاک ہوجاتا ہے اور انسان کا نفس بھی رذائل اور دنیا کی محبت سے پاک ہوجاتا ہے، اس لیے اس فعل کو زکاۃ جیسے جامع لفظ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ اسلام کے ارکان میں سے ہے اور اس کی فرضیت قطعی ہے۔ ویسے تو زکاۃ ہر شرع میں شروع سے رہی ہے اور اسلام میں بھی شروع ہی سے اس کا حکم دیا گیا ہے، مگر اس کے نصاب اور مقدار وغیرہ کا تعین مدنی دور میں ۲ ہجری کو کیا گیا۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں زکاۃ کو صدقہ بھی کہا گیا ہے۔ اور فرض کے علاوہ نفل کو بھی اسی نام سے ذکر کیا گیا ہے جس طرح صلاۃ، فرض اور نفل دونوں کو کہا جاتا ہے۔ صلاۃ بھی زکاۃ کی طرح ہر دین میں شروع سے رہی ہے۔ اور اسلام میں بھی شروع ہی سے اس کا حکم دیا گیا ہے مگر اس کی فرض مقدار اور ضروری اوقات کا تعین ہجرت کے قریب معراج کی رات ہوا۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں ان دونوں فرائض کو عموماً اکٹھا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا مرتبہ شہادتین کے بعد ہے، البتہ صلاۃ کا درجہ زکاۃ سے مقدم ہے کیونکہ صلاۃ خالص عبادت ہے جبکہ زکاۃ عبادت کے ساتھ ساتھ حقوق العباد میں سے بھی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٢٣) - كِتَابُ الزَّكَاةِ (التحفة ٥)

زکاۃ سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ (التحفة ١)

باب:١- زکاۃ کی فرضیت

٢٤٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنِ الْمُعَافَى، عَنْ زَكَرِيَّا ابْنِ إِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمُعَاذٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ - يَعْنِي - أَطَاعُوكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ

٢٤٣٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (مبلغ و حاکم بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا: ''تو وہاں اہل کتاب (یہودیوں) کے پاس جا رہا ہے۔ جب تو ان کے پاس پہنچے تو ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول و پیغمبر ہیں۔ اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ عزوجل نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ عزوجل نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مال دار لوگوں سے لے کر انھی کے محتاج لوگوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اگر وہ تیری یہ بات تسلیم کر لیں تو (زکاۃ کی وصولی اور دیگر انتظامی معاملات میں) مظلوم کی بددعا سے بچنا۔''

٢٤٣٧ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة، ح: ١٣٩٥، ومسلم، الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام، ح: ١٩ من حديث زكريا بن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١٥.

أَطَاعُوكَ بِذٰلِكَ فَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ».

فوائد و مسائل: ① حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یمن جانا ۹ یا ۱۰ ہجری کی بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک وہ وہیں رہے۔ ② ''اہل کتاب۔'' یمن میں یہودیوں کی بڑی تعداد بستی تھی۔ ③ ''اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں۔'' شریعت کے تمام احکام اسلام لانے کے ساتھ ہی لاگو ہو جاتے ہیں مگر نماز دن رات میں پانچ مرتبہ فرض ہے جبکہ زکاۃ سالانہ فرض ہے' اس لیے یوں فرمایا۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی نماز نہ پڑھے تو اس پر زکاۃ فرض نہیں۔ ④ ''انھی کے محتاج۔'' زکاۃ کے اولین حق دار اسی علاقے کے لوگ ہیں الا یہ کہ زکاۃ زائد ہو یا دوسرے لوگ ان سے زیادہ محتاج ہوں۔ ⑤ کافر کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔ ⑥ بچے اور مجنون کے مال میں بھی زکاۃ واجب ہے کیونکہ حدیث عام ہے' تمام مسلمان اغنیاء کو شامل ہے۔ ⑦ ''مظلوم کی بددعا سے بچنا۔'' یعنی کسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ مظلوم بددعا کرے گا اور اس کی بددعا ضرور قبول ہوتی ہے' چاہے وہ خود گناہ گار ہی ہو۔ گویا ظلم سب سے بڑا گناہ ہے جو دوسرے گناہوں کو مات کر دیتا ہے۔ ⑧ اس روایت میں حج اور روزے کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے کسی راوی نے مختصر کر دیا ہو یا انتہائی اہم ارکان بیان کر دیے گئے ہوں۔ نماز کے بغیر اسلام قبول نہیں۔ زکاۃ دینے سے اسلامی حکومت کی اطاعت ثابت ہوتی ہے۔ حج اور روزے کا یہ مقام نہیں کیونکہ وہ شخصی عبادات ہیں۔ قرآن مجید سے بھی تائید ہوتی ہے: ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ (التوبة ٩:٥) ''پھر اگر کافر (اپنے دین سے) توبہ کر لیں' نماز قائم کریں اور زکاۃ دینے لگ جائیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (انھیں کچھ نہ کہو)۔''

٢٤٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! مَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ - لِأَصَابِعِ يَدَيْهِ - أَنْ لَّا آتِيَكَ وَلَا آتِيَ دِينَكَ، وَإِنِّي كُنْتُ امْرَءًا لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَحْيِ اللهِ: بِمَا

۲۴۳۸- حضرت بہز بن حکیم کے دادا سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے (اسلام لاتے وقت) کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے یہاں آپ کے پاس آنے سے پہلے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی تعداد (یعنی دس) سے بھی زیادہ دفعہ قسم کھائی تھی کہ میں نہ آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کا دین قبول کروں گا (لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے تو حاضر ہو گیا ہوں)۔ میں بے سمجھ آدمی ہوں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں مگر جو اللہ عزوجل

٢٤٣٨- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب المرتد عن دينه، ح: ٢٥٣٦ من حديث بهز بن حكيم بن معاوية بن حيدة القشيري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢١٦.

بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا؟ قَالَ: «بِالْإِسْلَامِ». قُلْتُ: وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: «أَنْ تَقُولَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَى اللهِ، وَتَخَلَّيْتُ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ».

اور اس کا رسول مجھے سکھائیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے واسطے سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا دے کر ہماری طرف بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسلام دے کر۔“ میں نے عرض کیا: اسلام کی امتیازی باتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو کہے: میں نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے لیے مطیع کر دیا ہے اور میں ہر قسم کے شرک سے لاتعلق ہو گیا ہوں۔ اور تو نماز (باجماعت) پڑھے اور زکاۃ کی ادائیگی کرے۔“

فوائد و مسائل: ① راوئ حدیث صحابی کا نام معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ ہے۔ ② ”یہ کہ تو کہے۔“ اس سے مراد کلمۂ شہادتین ہے۔ یا توحید پر پختگی مراد ہے کیونکہ کلمۂ شہادتین تو وہ پہلے پڑھ چکا ہوگا۔ آپ کو اللہ کا نبی کہہ کر پکارنا اس بات کی دلیل ہے۔ ③ اسلام مخالف تمام باتوں اور اشیاء سے براءت اور بیزاری ہر مسلمان پر واجب ہے۔

٢٤٣٩- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ أَخِيهِ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ: أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ تَمْلَآنِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ،

٢٤٣٩- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اچھی طرح وضو کرنا نصف ایمان ہے۔ الحمدللّٰہ کہنا میزان (ترازو) کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللّٰہ اور اللّٰہ أکبر کہنا آسمان و زمین کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے زکاۃ (ایمان کی) دلیل ہے صبر روشنی ہے اور قرآن مجید حجت ہے تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔“

٢٤٣٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: الوضوء شطر الإيمان، ح: ٢٨٠ من حديث محمد بن شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١٧، وأخرجه مسلم، ح: ٢٢٣ من حديث زيد عن أبي سلام عن أبي مالك الأشعري به.

وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ».

فوائد ومسائل: ① ''نصف ایمان۔'' کیونکہ نماز ہی اصل دین ہے اور نماز وضو پر موقوف ہے جس نے وضو صحیح کر لیا' سمجھو نصف نماز پڑھ لی۔ یا نصف کی بجائے معنی کیے جائیں: وضو ایمان کا اہم جز ہے۔ ② ''بھر دیتے ہیں۔'' دونوں یا ان میں سے ہر ایک۔ بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ثواب پورا ہے' ناقص نہیں۔ ③ ''ترازو۔'' ہر چیز کا حساب لگانے کے لیے کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے۔ اعمال کا حساب بتلانے کے لیے بھی کوئی آلہ ہونا چاہیے' وہی میزان ہے' اس میں کوئی عقلی اشکال نہیں۔ ④ ''نور ہے۔'' یعنی نماز دل میں نور پیدا کرتی ہے اور بصیرت کو روشن کرتی ہے جس سے انسان زندگی کا صحیح راستہ جان سکتا ہے اور اس پر چل کر جنت تک پہنچ سکتا ہے یا قیامت کے دن نماز کے عوض نور نصیب ہوگا یا قبر میں نور ہوگا۔ ⑤ ''روشنی ہے۔'' یعنی صبر کے ساتھ انسان مصائب سے بحفاظت گزر جاتا ہے۔ گمراہیوں میں بھٹک نہیں جاتا یا آخرت میں روشنی نصیب ہوگی۔ ⑥ ''تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔'' اگر قرآن مجید پر عمل کیا تو حق میں ورنہ خلاف کہ حق کا راستہ معلوم ہونے کے باوجود گمراہ رہا۔

٢٤٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي صُهَيْبٌ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَمِنْ أَبِي سَعِيدٍ يَقُولَانِ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!» - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ أَكَبَّ فَأَكَبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَبْكِي لَا نَدْرِي عَلَى مَاذَا حَلَفَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فِي وَجْهِهِ الْبُشْرٰى، فَكَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، ثُمَّ قَالَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَيَصُومُ

۲۴۴۰- حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے تین دفعہ فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!'' پھر آپ نے سر جھکا لیا۔ ہم میں سے ہر شخص بھی سر جھکا کر رونے لگا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ نے کس چیز پر قسم کھائی ہے؟ پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا تو چہرے میں خوشی کے آثار تھے اور آپ کی خوشی ہمارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب تھی' پھر آپ نے فرمایا: ''جو شخص پانچ فرض نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے' زکاۃ ادا کرے اور سات کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے' اس کے لیے جنت کے سب دروازے کھول دیے جائیں

٢٤٤٠- [إسناده حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٣١٦ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢١٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣١٥، وابن حبان، ح: ١٧، والحاكم: ١/ ٢٠٠، ٢٠١، ٢/ ٢٤٠، ووافقه الذهبي. * خالد هو ابن يزيد، وشيخه سعيد بن أبي هلال.

رَمَضَانَ، وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ، إِلَّا فُتِّحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَقِيلَ لَهُ: اُدْخُلْ بِسَلَامٍ».

گے اور اسے کہا جائے گا: سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔"

فوائد و مسائل: ① "رونے لگا۔" کیونکہ نبی ﷺ کا تین دفعہ قسم کھانا موقع کی اہمیت کو ظاہر کرتا تھا۔ اور نیک شخص کی روحانیت کو متاثر کرنے کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ ② "سرخ اونٹوں سے۔" اس ماحول میں عربوں کے نزدیک سرخ اونٹ سب سے زیادہ اہمیت اور قیمت رکھتے تھے' گویا مراد دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز ہے' یعنی نبی ﷺ کی خوشی ہمارے لیے دنیا کی ہر چیز سے اہم تھی۔ ③ "سات کبیرہ گناہ۔" شرک' جادو' ناحق قتل' سود خوری' یتیم کا مال کھا جانا' جہاد سے بھاگنا اور پاک دامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا ہیں۔ ④ "جنت کے سب دروازے۔" جنت کے کل دروازے آٹھ ہیں جبکہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ⑤ "سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا" کیونکہ کبیرہ گناہوں کے اجتناب سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ ہاں' اگر کبائر سے اجتناب نہ کیا جائے تو صغائر بھی معاف نہیں ہوتے۔

٢٤٤١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ لَكَ، وَ لِلْجَنَّةِ أَبْوَابٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ». قَالَ أَبُو

۲۴۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص کسی چیز کا جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے' اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا' اے اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) تیرے لیے بہتر ہے۔ اور جنت کے بہت سے دروازے ہیں۔ جو شخص نماز کا عادی ہوگا' اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو جہاد کا شائق تھا' اسے جہاد والے دروازے سے آواز دی جائے گی اور جو صدقے سے خصوصی رغبت رکھنے والا ہوگا' اسے صدقے والے دروازے سے دعوت دی جائے گی اور جو روزے کا رسیا ہوگا' اسے باب الریان سے داخل ہونے کو کہا جائے گا۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کسی شخص کو کوئی ضرورت تو نہیں کہ اسے ان سب

٢٤٤١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢١٩.

بَكْرٍ: هَلْ عَلَى مَنْ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ؟ فَهَلْ يُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللهِ!؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ» - يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

دروازوں سے بلایا جائے مگر کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے آوازیں دی جائیں گی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اور مجھے امید ہے' اے ابوبکر! تم انھی میں سے ہوگے۔''

فائدہ: ''کسی بھی چیز کا جوڑا۔'' یعنی ایک جیسی دو چیزیں' مثلاً: دو اونٹ' دو غلام' دو روٹیاں اور دو کپڑے وغیرہ۔ یا دو متقابل چیزیں' مثلاً: روٹی کے ساتھ سالن بھی' وغیرہ۔ گویا مکمل صدقہ کرے' ناقص نہ ہو کیونکہ بالعموم جوڑے سے ہی مکمل چیز بنتی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد حدیث: ٢٢٤٠)

(المعجم ٢) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي حَبْسِ الزَّكَاةِ (التحفة ٢)

باب:٢-زکاۃ روک لینے پر سخت وعید

٢٤٤٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَلَمَّا رَآنِي مُقْبِلًا قَالَ: «هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ»! فَقُلْتُ: مَا لِي لَعَلِّي أُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ، قُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي! قَالَ: «الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا، وَهٰكَذَا، وَهٰكَذَا» حَتّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَمُوتُ رَجُلٌ فَيَدَعُ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ

٢٤٤٢-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ کعبے کے سائے میں بیٹھے تھے۔ جب آپ نے مجھے آتے دیکھا تو فرمانے لگے: ''کعبے کے رب کی قسم! وہ بہت خسارے والے لوگ ہیں۔'' میں نے اپنے دل میں کہا: کیا وجہ ہے؟ شاید میرے بارے میں کوئی وحی اتری ہے۔ میں نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان! وہ کون (بدنصیب) ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''زیادہ مالدار لوگ' مگر جس نے ایسے' ایسے اور ایسے کیا۔'' یعنی آگے' اپنے دائیں اور بائیں خرچ کیا' پھر فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی بھی مرتے وقت اونٹ اور گائیں چھوڑ جائے' جن کی زکاۃ وہ نہ دیتا ہو' اس کے

٢٤٤٢ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، ح: ٩٩٠ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الزكاة، باب زكاة البقر، ح: ١٤٦٠ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٢٠.

يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ».

جانور اس جسامت اور موٹاپے سے بڑھ کر آئیں گے جو (دنیا میں) تھی اور اسے اپنے پاؤں تلے روندیں گے اور اس کو اپنے سینگوں سے ٹکریں ماریں گے۔ جب ان میں سے آخری جانور گزر جائے گا تو پہلے کو دوبارہ اس کے اوپر سے گزارا جائے گا۔ (اس کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلے کر دیے جائیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''آگے' دائیں اور بائیں۔'' یعنی ہر ضروری مصرف میں خرچ کیا' خواہ وہ فرض زکاۃ کے علاوہ بھی ہو۔ ② قیامت کے دن صرف انسان ہی نہیں بلکہ ہر ذی روح چیز اٹھے گی۔

٢٤٤٣- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّ مَالِهِ إِلَّا جُعِلَ لَهُ طَوْقًا فِي عُنُقِهِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ» ثُمَّ قَرَأَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ [آل عمران: ١٨٠].

٢٤٤٣- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کا حق (زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو تو (قیامت کے دن) وہ مال اس کے گلے میں گنجے سانپ کی صورت میں طوق بنا دیا جائے گا۔ وہ اس سے بھاگے گا' مگر وہ اس کے پیچھے دوڑے گا' پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ...... الخ﴾ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں بخل کرتے ہیں' وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ مال ان کے لیے بہتر ہے' بلکہ وہ ان کے لیے بدتر ہے۔ اور جس مال کے ساتھ انھوں نے بخل کیا' قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا طوق بنایا جائے گا۔''

فائدہ: ''گنجا سانپ۔'' سانپ کے جسم پر تو بال ہوتے ہی نہیں' لہٰذا گنجے سے مراد یہ ہے کہ کثرت زہر یا درازی عمر کی وجہ سے اس کے سر پر سے چمڑا تک اڑ چکا ہوگا۔ (النهاية لابن الأثير)

٢٤٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠١٢ وابن ماجه، الزكاة، باب ماجاء في منع الزكاة، ح: ١٧٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٩٣، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٢١، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٢٤٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عُمَرَ الْغُدَانِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا نَجْدَتُهَا وَرِسْلُهَا؟ قَالَ: «فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا، فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَذِّ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنِهِ وَآشَرِهِ، يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، فَتَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، إِذَا جَاءَتْ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ بَقَرٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا، فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَغَذَّ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ وَآشَرَهُ، يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، فَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا، وَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا،

۲۴۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس آدمی کے پاس اونٹ ہوں اور وہ ان کی نَجْدہ اور ان کی رِسْل میں ان کا حق (یعنی زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو۔'' صحابہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! نجدہ اور رِسْل سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تنگی اور خوش حالی میں (ان کی زکاۃ ادا نہ کرتا ہو) تو (قیامت کے دن) وہ انتہائی موٹے، تازے اور پوری مستی کی حالت میں آئیں گے اور اس (مالک) کو ان کے سامنے ایک کھلے ہموار میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا تو وہ اپنے کھروں سے (پاؤں تلے) اسے مسلیں (روندیں) گے۔ جب آخری گزر جائے گا تو پہلے کو پھر لایا جائے گا اور یہ کام اس کے ساتھ قیامت کے پورے دن میں کیا جاتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، حتی کہ لوگوں کے درمیان (جنت اور جہنم کا) فیصلہ کر دیا جائے۔ اور وہ اپنا (جنت یا جہنم والا) راستہ دیکھ لے۔ اور (اسی طرح) جس شخص کے پاس گائیں ہوں اور وہ تنگ حالی اور خوش حالی میں ان کی زکاۃ نہ دیتا ہو تو وہ بھی قیامت کے دن انتہائی موٹی تازی اور پوری مستی کی حالت میں آئیں گی اور اس (مالک) کو ان کے سامنے ایک کھلے ہموار میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا اور ہر سینگ والی اپنے سینگوں سے اس کو ٹکریں مارے گی اور ہر کھر والی اپنے کھروں کے ساتھ اس کو کچلے گی۔ جب ان میں

٢٤٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في حقوق المال، ح: ١٦٦٠ من حديث شعبة عن قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٢٢، وصححه الحاكم: ١/ ٤٠٣، ووافقه الذهبي.

فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَذِّ مَا كَانَتْ وَأَكْثَرِهِ وَأَسْمَنِهِ وَآشَرِهِ، ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا، وَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا، لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ».

سے آخری گزر جائے گی تو پہلی کو پھر لایا جائے گا۔ اور یہ کام اس کے ساتھ قیامت کے پورے دن میں کیا جاتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے' حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے اور وہ اپنا (جنتی یا جہنمی) راستہ دیکھ لے گا۔ اسی طرح جس آدمی کے پاس بکریاں ہوں اور وہ تنگ حالی اور خوش حالی میں ان کی زکاۃ نہ دیتا ہو تو وہ قیامت کے دن انتہائی موٹی تازی اور پوری مستی کی حالت میں آئیں گی' پھر اس (مالک) کو ان کے سامنے ایک کھلے اور ہموار میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا۔ تو ہر کھر والی اپنے کھروں کے ساتھ اس کو مسلے گی اور ہر سینگ والی اپنے سینگوں کے ساتھ اس کو ٹکریں مارے گی۔ ان میں سے کسی کا سینگ نہ مڑا ہوا ہوگا اور نہ ٹوٹا ہوا۔ جب ان میں سے آخری گزر جائے گی تو پہلی کو واپس لایا جائے گا۔ اور اس (مالک) کے ساتھ یہ کام قیامت کے پورے دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی' حتی کہ لوگوں کے درمیان (جنت اور جہنم کا) فیصلہ کر دیا جائے اور وہ اپنا (جنت یا جہنم والا) راستہ دیکھ لے۔''

فوائد و مسائل: ① ''ایسے دن میں۔'' ہمارے لحاظ سے تو دن کی مدت کا تعین سورج کے طلوع اور غروب سے ہوتا ہے مگر ظاہر ہے کہ روز محشر کا تعین سورج سے نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جس طریقے سے چاہے گا دن کا تعین ہوگا۔ ممکن ہے مطلق مدت کو دن کہہ دیا گیا ہو۔ ② ''پہلی کو واپس لایا جائے گا'' گویا جانور اس پر سے دائرے میں گزریں گے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ.

(المعجم ٣) - بَابُ مَانِعِ الزَّكَاةِ (التحفة ٣)

باب:۳- زکاۃ سے انکار کرنے والے کا حکم

٢٤٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

۲۴۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور بہت سے عرب لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا (اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا اعلان فرمایا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے (جو زکاۃ نہیں دیتے) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ لا إلٰه إلّا اللّٰه (کلمہ طیبہ) پڑھ لیں۔ جس شخص نے لا إلٰه إلّا اللّٰه پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنی جان و مال بچا لیا الا یہ کہ اس پر کوئی حق بنتا ہو۔ اور اس کا (اندرونی) حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کریں گے کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے (بالفرض اونٹ کو باندھنے والی) رسی نہ دیں جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر بھی ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بعد میں) فرمایا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں بھی یہ بات آ گئی کہ لڑائی کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی حق ہے۔

فوائد و مسائل: ① ”کفر کا ارتکاب کیا۔“ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کئی قسم کے فتنے اٹھے۔ کچھ لوگ اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ گئے' کچھ لوگ نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کے پیچھے لگ گئے' کچھ لوگ زکاۃ

٢٤٤٥ـ أخرجه البخاري، الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، ح: ٧٢٨٤، ٧٢٨٥، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله . . . الخ، ح: ٢٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٢٣.

کی فرضیت کے منکر ہو گئے اور کچھ لوگ حکومت کو زکاۃ دینے سے رک گئے۔ پہلے تین گروہ تو قطعاً کافر تھے۔ ان سے لڑنے میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اختلاف اس آخری گروہ کے بارے میں تھا کیونکہ وہ کافر نہ تھے۔ حکومت کے باغی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے لڑنے کے حق میں تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تردد تھا۔ ② "لا إله إلا الله پڑھ لیں۔" مراد پورا کلمۂ شہادت ہے۔ اور یہ متفقہ بات ہے ورنہ یہودی اور عیسائی کو بھی مسلمان کہنا پڑے گا۔ ③ "الا یہ کہ اس پر کوئی حق بنتا ہو۔" یعنی اس نے کسی کے جان و مال کا نقصان کیا ہو تو اس کی سزا اسے بھگتنی ہو گی۔ ④ "اندرونی حساب۔" کہ اس نے کلمہ خلوص قلب سے پڑھا ہے یا جان و مال بچانے کے لیے۔ ⑤ "زکاۃ مال کا حق ہے۔" وہ نہ دیں تو ان سے زبردستی وصول کیا جائے گا ورنہ حکومت کا نظام تلپٹ ہو جائے گا اور بغاوت راہ پکڑے گی۔ ⑥ "وہ رسی نہ دیں۔" زور کلام کے لیے مبالغے سے کام لیا گیا ہے اور کلام میں ایسا عموماً ہوتا ہے۔ ورنہ زکاۃ میں رسی دینا لازم نہیں صرف جانور دینا لازم ہے۔ ⑦ منکرین زکاۃ سے بھی کافروں کی طرح قتال کرنے پر صحابہ کا اجماع ہے۔ ⑧ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل اور شجاعت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ آپ نے اس نازک ترین موقع پر کمال ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک بہت بڑے فتنے کو آغاز ہی میں اس کے عبرت ناک انجام تک پہنچا دیا۔ اس وقت ابتداءً عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ سے اتفاق رائے نہ رکھتے تھے کیونکہ اپنے علمی رسوخ کی بنا پر جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے ہوئے تھے وہاں ابھی عمر رضی اللہ عنہ نہ پہنچے تھے۔ یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علمی تفوق کی دلیل ہے۔ اس اور اس جیسے دیگر واقعات کی بنا پر اہل حق کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امت کے افضل ترین آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ⑨ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قیاس جلی کے قائل تھے۔ ⑩ بات کو مؤکد کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے اگرچہ اس کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو۔

(المعجم ٤) - بَابُ عُقُوبَةِ مَانِعِ الزَّكَاةِ (التحفة ٤)

باب:۴- زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

٢٤٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ٱبْنَةُ لَبُونٍ، لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا فَلَهُ أَجْرُهَا،

۲۴۴۶- حضرت بہز بن حکیم کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: "صحرا میں چرنے والے اونٹوں میں سے ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون (دوسالہ اونٹنی) ہے۔ (دوران وصولی) اونٹوں کے حساب و مقدار سے انھیں الگ نہ کیا جائے گا۔ جو شخص

٢٤٤٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٥ من حديث بهز به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٢٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٦٦، والحاكم: ١/ ٣٩٨، والذهبي.

وَمَنْ أَبٰی فَإِنَّا آخِذُوهَا ، وَشَطْرَ إِبِلِهِ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا ، لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْهَا شَيْءٌ».

(خوشی سے) ثواب کی خاطر زکاۃ دے گا' اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو دینے سے انکار کرے گا ہم زکاۃ بھی لیں گے اور (اس کے ساتھ ساتھ) اس کے نصف اونٹ بھی لیں گے (کیونکہ) یہ زکاۃ ہمارے رب کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے خاندان کے لیے کچھ بھی زکاۃ لینا (اپنی ذات کے لیے) جائز نہیں۔

فوائد ومسائل: ① ''چرنے والے۔'' ان جانوروں میں زکاۃ فرض ہے جو سارا سال یا سال کا اکثر حصہ جنگل وغیرہ میں چر کر گزارتے ہوں' ان کو خود چارانہ ڈالنا پڑے الا شاذ ونادر۔ ② ''ہر چالیس اونٹوں میں۔'' یعنی ١٢٠ اونٹوں کے بعد کیونکہ ١٢٠ تک تو اونٹوں کی مخصوص زکاۃ ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔ ③ ''بنت لبون'' اس سے مراد وہ اونٹنی ہے جس کی عمر دو سال ہو چکی ہو اور وہ تیسرے میں شروع ہو۔ ④ ''انھیں الگ نہ کیا جائے گا۔'' یعنی دو شریک زکاۃ کے ڈر سے اپنے اپنے اونٹ الگ نہیں کریں گے' مثلاً: ایک کے تین اور دوسرے کے دو اونٹ ہوں تو اس طرح ایک بکری زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ جدا جدا کر لیے جائیں تو کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔ یا کچھ اونٹ کمزور یا عمر کے لحاظ سے چھوٹے ہوں تو وہ گنتی میں پورے ہی شمار ہوں گے' البتہ زکاۃ میں معین عمر والا اور درمیانہ (موٹاپے کے لحاظ سے) جانور لیا جائے گا۔ ⑤ ''نصف اونٹ بھی لیں گے۔'' یہ اقدام بطور سزا ہے۔ اسلامی حکومت کا اہل کار زبردستی کارندوں کے ذریعے سے زکاۃ کے ساتھ ساتھ جبراً' جس مال میں زکاۃ واجب ہوئی ہو' وہ آدھا مال بھی لے سکتا ہے اور وہ بیت المال میں جمع ہوگا۔ حدیث کی روشنی میں یہی موقف راجح ہے۔ لیکن جمہور علمائے کرام مالی سزا کو غیر مشروع قرار دیتے ہیں' ان کے بقول صرف زکاۃ ہی وصول کی جائے گی' مذکورہ حدیث کو انھوں نے وقتی سزا قرار دیا ہے یا وہ اس حکم کے نسخ کے قائل ہیں لیکن یہ دونوں باتیں ہی محل نظر ہیں جبکہ مذکورہ حدیث مذکورہ سزا کی بین دلیل ہے۔ ⑥ ''جائز نہیں۔'' تاکہ کسی کے ذہن میں یہ خیال تک نہ آئے کہ نبوت کا دعویٰ مال اکٹھا کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

(المعجم ٥) - بَابُ زَكَاةِ الْإِبِلِ (التحفة ٥)

باب:٥-اونٹوں کی زکاۃ

٢٤٤٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

٢٤٤٧- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت

٢٤٤٧ــ أخرجه مسلم، الزكاة، باب: ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة، ح:٩٧٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الزكاة، باب زكاة الورق، ح:١٤٤٧ من حديث مالك عن عمرو بن يحيى به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٤، والكبرٰى، ح: ٢٢٢٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ وَمَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ وسق سے کم غلے میں زکاۃ نہیں' نہ پانچ سے کم اونٹوں میں زکاۃ ہے اور نہ پانچ اوقیے سے کم رقم میں زکاۃ ہے۔''

٢٤٤٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

۲۴۴۸- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ نہیں اور پانچ اوقیے سے کم (چاندی یا رقم) میں زکاۃ نہیں اور پانچ وسق سے کم غلے میں زکاۃ نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''پانچ وسق'' وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ صاع ایک پیمانہ ہے' وزن نہیں۔ اس میں غلے کی ہر قسم کا وزن مختلف ہوگا مگر اوسط وزن 2 سیر 4 چھٹانک اور موجودہ وزن کے مطابق 2.099 کلوگرام ہوتا ہے۔ گویا وسق 3 من 15 سیر اور موجودہ وزن کے مطابق 125.971 کلوگرام اور پانچ وسق 629.855 کلوگرام (تقریباً 16 من) کے ہوتے ہیں۔ اگر زمین کی غلے کی پیداوار اس سے کم ہو تو اس میں زکاۃ (عشر وغیرہ) نہ ہو گی۔ ② ''پانچ اوقیہ'' ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ پانچ اوقیے 200 درہم ہوں گے۔ درہم سکہ بھی تھا اور وزن بھی۔ آج کل اکثر علماء کے نزدیک اس وزن کی چاندی کی قیمت نصاب ہے۔ اس سے کم میں زکاۃ نہیں۔ 200 درہم کا وزن تقریباً ساڑھے باون تولے ہے۔ اور موجودہ وزن کے مطابق 612.360 گرام ہوتا ہے۔ مروجہ کرنسی کی زکاۃ اسی حساب سے ہوگی۔

٢٤٤٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٢٦.

٢٤٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُظَفَّرُ بْنُ مُدْرِكٍ أَبُو كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخَذْتُ هٰذَا الْكِتَابَ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُمْ: إِنَّ هٰذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا رَسُولَهُ ﷺ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِ، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَ ذٰلِكَ فَلَا يُعْطِ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَّعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي كُلِّ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلٰى خَمْسٍ وَّأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلٰى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّسَبْعِينَ فَفِيهَا بِنْتَا لَبُونٍ إِلٰى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ

۲۴۴۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ (خلیفۂ رسول ﷺ) نے ان (عاملین زکاۃ) کو یہ تحریر لکھ بھیجی: یہ وہ مقررشدہ صدقات ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا۔ جس مسلمان سے یہ صدقات مقررہ طریق کار کے مطابق طلب کیے جائیں تو وہ لازماً ادا کرے اور جس سے مقررہ مقدار سے زائد مانگے جائیں' وہ نہ دے۔ (ان کی تفصیل یہ ہے:) اونٹ پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری (زکاۃ) ہے۔ جب اونٹ پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک برس کی اونٹنی) ہے۔ پینتیس تک یہی زکاۃ ہوگی۔ اگر ایک برس کی (مادہ) اونٹنی نہ ہوتو دو برس کا (نر) اونٹ (زکاۃ) ہے۔ جب وہ چھتیس ہو جائیں تو پینتالیس تک ان میں ایک بنت لبون (دو برس کی اونٹنی) ہے۔ جب وہ چھیالیس ہو جائیں تو ساٹھ تک ایک حقہ (تین برس کی اونٹنی) ہے۔ جو نر کی جفتی کے قابل ہو۔ جب اکسٹھ ہو جائیں تو پچھتر تک ایک جذعہ (چار برس کی مادہ اونٹنی زکاۃ) ہے۔ جب وہ چھہتر ہو جائیں تو نوے تک ان میں دو بنت لبون (دو دو برس کی دو اونٹنیاں) زکاۃ ہیں۔ جب وہ اکانوے ہو جائیں تو ایک سو بیس تک دو حقے (تین تین برس کی دو اونٹنیاں) ہیں جو نر کی جفتی کے قابل ہوں۔ جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر

٢٤٤٩- أخرجه البخاري، الزكاة، باب العرض في الزكاة، ح:١٤٤٨ من حديث ثمامة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٢٧.

بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ ، فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ جَذَعَةٌ ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا ، وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ

چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ (زکوۃ) ہے۔ اگر اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں (اور مقررہ عمر کے اونٹ نہ مل سکیں) تو جس آدمی کے ذمے جذعہ ہو اور اس کو جذعہ میسر نہ ہو' البتہ اس کے پاس حقہ ہو تو اس سے حقہ ہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ دو بکریاں لی جائیں گی' اگر اسے میسر ہوں' ورنہ بیس درہم لیے جائیں گے۔ اور جس شخص کے ذمے حقہ زکاۃ ہو مگر اس کے پاس صرف جذعہ ہے تو اس سے وہی لی جائے گی اور زکاۃ وصول کرنے والا اس کو بیس درہم یا اگر میسر ہوں تو دو بکریاں واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی آدمی کے ذمے حقہ زکاۃ بنتی ہو لیکن اس کے پاس حقہ نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت لبون ہو تو وہی اس سے لی جائے گی اور اس کے ساتھ مزید دو بکریاں لی جائیں گی' اگر اسے میسر ہوں' ورنہ بیس درہم لیے جائیں گے۔ اور جس شخص کے ذمے بنت لبون زکاۃ بنتی ہو مگر اس کے پاس صرف حقہ ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا۔ اسی طرح جس شخص کے ذمے بنت لبون زکاۃ بنتی ہو' مگر اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ بنت مخاض ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ مزید دو بکریاں دے گا' اگر اسے میسر ہوں' ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس آدمی کے ذمے بنت مخاض زکاۃ بنتی ہو' مگر اس کے پاس صرف ابن لبون ہو تو اس سے وہی لیا جائے گا اور اس کے ساتھ کوئی اور چیز نہ لی جائے گی۔ اور جس آدمی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں کوئی زکاۃ واجب نہیں مگر مالک خوشی سے دینا

وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ - يَعْنِي وَاحِدَةً - فَفِيهَا شَاتَانِ إِلٰى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلٰى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةَ دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا.

چاہے (تو الگ بات ہے)۔ اور جنگل میں چرنے والی بکریاں ہوں اور چالیس ہو جائیں تو ایک سو بیس تک ایک بکری زکاۃ ہے۔ جب اس سے ایک بھی زائد ہو جائے تو دو سو تک دو بکریاں زکاۃ ہے۔ جب اس سے ایک بھی بڑھ جائے تو تین سو تک تین بکریاں زکاۃ ہے۔ اور جب اس سے بڑھ جائیں تو ہر سو میں ایک بکری زکاۃ ہوگی۔ زکاۃ میں بوڑھا یا کانا (عیب والا) جانور یا نر بکرا نہیں لیا جائے گا۔ ہاں' اگر صدقہ وصول کرنے والا چاہے تو نر بکرا لے سکتا ہے۔ علیحدہ علیحدہ جانوروں کو (زکاۃ کے موقع پر) اکٹھا نہیں کیا جائے گا' اسی طرح اکٹھے رہنے والے جانوروں کو زکاۃ کے ڈر سے الگ الگ نہیں کیا جائے گا۔ اور جو زکاۃ دو شریک مالکوں سے وصول کی جائے' وہ آپس میں اپنے جانوروں کے حساب سے تقسیم کر لیں گے۔ اور اگر جنگل اور صحرا میں چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں' خواہ ایک ہی کم ہو' ان میں کوئی زکاۃ نہیں مگر مالک خوشی سے دینا چاہے (تو الگ بات ہے)۔ اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکاۃ ہے لیکن اگر ایک سو نوے درہم ہوں (یعنی ۲۰۰ درہم سے کم ہوں) تو ان میں کوئی زکاۃ نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ تحریر رسول اللہ ﷺ نے لکھوائی تھی تاکہ سرکاری حکام کو بھیجیں مگر آپ کو موقع نہ مل سکا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے یہ تحریر نقلیں کروا کر تمام حکام کو بھیجی۔ ویسے بھی اس تحریر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا حوالہ دیا ہے' لہٰذا یہ تحریر مرفوع' یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ ② ''وہ نہ دے۔'' یعنی زائد زکاۃ نہ دے یا بالکل زکاۃ نہ دے کیونکہ ظالم حاکم شرعاً معزول ہوتا ہے۔ ③ ''ہر پانچ میں ایک بکری۔'' یعنی پانچ اونٹوں میں ایک بکری' دس میں دو' پندرہ میں تین' بیس میں چار' چوبیس تک۔

④ ''بنت مخاض'' ایک سال کی اونٹنی جو دوسرے سال میں شروع ہو چکی ہو۔ ''بنت لبون'' جو دو سال کی ہو اور تیسرے سال میں داخل ہو۔ ''حقہ'' تین سال کی اونٹنی جو چوتھے سال میں شروع ہو۔ اس عمر کی اونٹنی نر کی جفتی کے قابل ہو جاتی ہے' نیز وہ سواری کے بھی قابل ہو جاتی ہے۔ ''جذعہ'' چار سال کی اونٹنی جو پانچویں سال میں شروع ہو۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اونٹوں کی زکاۃ میں صرف مؤنث' یعنی اونٹنی ہی لی جائے گی کیونکہ مؤنث کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور اس سے سواری' گوشت' دودھ اور نسل کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جبکہ مذکر' یعنی نر اونٹ سے صرف سواری اور گوشت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے' اس لیے اونٹنی میں فقراء کا فائدہ ہے' لہٰذا اگر مجبوراً نر لیا جائے تو وہ مقررہ زکاۃ سے ایک سال بڑی عمر کا لیا جائے گا تا کہ قیمت برابر ہو جائے۔ یا اصل جانور کی قیمت وصول کی جائے گی۔ ⑤ جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں' یعنی ایک سو اکیس ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہوگی' یعنی اس تعداد کو چالیس اور پچاس کے حصوں میں بانٹ لیا جائے' مثلاً: ۱۲۱ سے ۱۲۹ تک تین چالیس حصے بنتے ہیں' لہٰذا تین بنت لبون زکاۃ ہوگی۔ ۱۳۰ سے ۱۳۹ تک دو چالیس اور ایک پچاس بنتے ہیں لہٰذا دو بنت لبون اور ایک حقہ زکاۃ ہوگی۔ ۱۴۰ میں ایک چالیس اور دو پچاس بنتے ہیں' لہٰذا ایک بنت لبون اور دو حقے زکاۃ ہوگی۔ یہ بھی یاد رکھا جائے کہ ان صورتوں میں پچھلی دہائی کی زکاۃ اگلی دہائی تک چلے گی' یعنی ۱۳۰ والی زکاۃ ۱۳۹ تک' ۱۴۰ والی زکاۃ ۱۴۹ تک اور ۱۵۰ کی زکاۃ ۱۵۹ تک چلے گی۔ ⑥ ''اگر مقررہ عمر کے اونٹ نہ مل سکیں۔'' ایسی صورت میں مقررہ اونٹ کی قیمت وصول کی جائے گی یا چھوٹی یا بڑی عمر کا اونٹ لے کر اور مزید کچھ لے دے کر قیمت پوری کر لی جائے گی جس کی چند صورتیں بیان کی گئی ہیں جو اصل قیمت ہے' آپ ﷺ نے دو بکریاں یا بیس درہم قیمت کے حساب سے مقرر فرمائی ہیں۔ مذکورہ کمی پوری کرنے کے لیے دو بکریاں ہی مانی جائیں گی' پھر جہاں ان (دو بکریوں) کی جو قیمت بنتی ہو وہ قیمت مانی جائے گی۔ ⑦ ''ہر سو میں ایک بکری۔'' ظاہر تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰۱ سے ۴۰۰ تک چار بکریاں اور ۴۰۱ سے ۵۰۰ تک پانچ بکریاں مگر جمہور اہل علم نے یہ مفہوم مراد نہیں لیا' بلکہ ان کا خیال ہے کہ چوتھی بکری ۴۰۰ بکریوں میں پڑے گی۔ اس سے کم میں تین بکریاں ہی زکاۃ ہوں گی گویا ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں ہی رہیں گی۔ واللہ أعلم۔
⑧ ''بوڑھا' کانا (عیب والا) جانور۔'' زکاۃ میں صحیح سالم جانور وصول کیا جائے گا اور موٹاپے کے لحاظ سے درمیانہ جانور لیا جائے گا' نہ بہت اچھا اور نہ بہت کمزور۔ اونٹوں میں تو عمر مقرر ہے' بکریوں میں جوان بکری لی جائے گی۔ ⑨ ''مذکر (نر)۔'' جو بکریوں کے لیے رکھا گیا ہو کیونکہ وہ قیمتی ہوتا ہے' اس سے مالک کو نقصان ہوگا۔ یا اس لیے کہ بکری فقراء کے لیے زیادہ مفید ہے' اس سے بچے حاصل ہوں گے' لہٰذا زکاۃ میں مؤنث ہی وصول کی جائے گی۔ الا یہ کہ صدقہ وصول کرنے والا مذکر کی ضرورت محسوس کرے اور مالک دینے پر راضی ہو۔ ⑩ ''اکٹھا نہیں کیا جائے گا۔'' ایک شخص کے پاس پچاس بکریاں ہوں اور دوسرے کے پاس بھی پچاس تو ان کی زکاۃ ایک ایک بکری دینی پڑے گی لیکن اگر وہ دونوں ایک مالک ظاہر کر کے بکریاں اکٹھی ظاہر کر دیں تو کل سو بکریوں میں

صرف ایک بکری زکاۃ ہوگی۔ یہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے کوئی شخص یہ حیلہ کر سکتا ہے' لہٰذا اس سے منع فرمایا تاکہ زکاۃ سے فرار کا رجحان پیدا نہ ہو۔ واجب سے بچنے کے لیے ایسا حیلہ کرنا حرام ہے۔ اسی طرح کبھی اکٹھی بکریوں کو متفرق ظاہر کر کے بھی زکاۃ سے بچنے کا حیلہ ہو سکتا ہے' مثلاً: ایک شخص کے پاس ساٹھ بکریاں ہوں تو وہ اسے دو مالکوں کا مال ظاہر کر کے ۳۰' ۳۰ کے ریوڑ بنا دے تو زکاۃ سے بچ سکتا ہے' مگر اس قسم کے حیلے جو حرام کو حلال کریں یا حلال کو حرام یا اسی طرح واجب کو ساقط کر دیں' شرعاً حرام ہیں اور جرم ہیں۔ اس کے برعکس زکاۃ وصول کرنے والا بھی کر سکتا ہے' لہٰذا اس کے لیے بھی منع ہے' مثلاً: دو شرکاء کے پاس مجموعی طور پر سو بکریاں ہیں' زکاۃ وصول کرنے والا زیادہ وصول کرنے کی خاطر ان سو بکریوں کو الگ الگ کر دے گا تو دو بکریاں زکاۃ مل جائے گی جبکہ یکجا رہنے میں ایک ہی ملے گی۔ یا مثلاً: دو آدمیوں کے پاس الگ الگ ۱۱۵' ۱۱۵ بکریاں ہیں جن میں صرف ایک ایک بکری زکاۃ ہے' وصول کرنے والا آ کر دونوں کو یکجا کر دے تو اس کو تین بکریاں مل جائیں گی' تو اس کے لیے بھی ایسا کرنا جائز نہیں۔ غرض زکاۃ کے خوف سے جمع یا متفرق کرنے کی ممانعت مالک کو بھی ہے اور زکاۃ وصول کرنے والے (عامل) کو بھی۔ ⑪ "دو شریک مالکوں سے زکاۃ۔" اگر دو شخص مشترکہ طور پر جانوروں کے مالک ہیں' وہ کسی بھی تناسب سے مالک ہوں' عائد ہونے والی زکاۃ اسی تناسب سے ان کو دینی پڑے گی بشرطیکہ وہ جانور ایک ہی باڑے میں رہتے ہوں' ان کا چرواہا اور دیگر اخراجات مشترکہ طور پر ہوتے ہوں۔ گویا ظاہراً ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو ان کی زکاۃ مشترکہ وصول کی جائے گی۔ ⑫ چاندی یا کرنسی کی زکاۃ کا مسئلہ حدیث: ۲۴۴۷ کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْإِبِلِ (التحفة ٦)

باب: ٦- اونٹوں کی زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

٢٤٥٠- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ، مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ، مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَأْتِي الْإِبِلُ عَلٰى رَبِّهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا هِيَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ

۲۴۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر اونٹوں کے مالک نے ان کا حق ادا نہیں کیا ہوگا (ان کی زکاۃ نہ دی ہوگی) تو وہ اونٹ (قیامت کے دن) بہترین موٹاپے کی حالت میں اس پر آئیں گے اور اسے اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ اور اگر بکریوں کے مالک نے ان کا حق ادا نہیں کیا ہوگا (ان کی زکاۃ نہ دی ہوگی) تو وہ بکریاں (قیامت کے

٢٤٥٠- أخرجه البخاري، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح: ١٤٠٢ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٢٨.

بِأَخْفَافِهَا، وَتَأْتِي الْغَنَمُ عَلَى رَبِّهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا هِيَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، قَالَ: وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ، أَلَا لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيرٍ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ، أَلَا لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ» قَالَ: «وَيَكُونُ كَنْزُ أَحَدِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ، وَيَطْلُبُهُ: أَنَا كَنْزُكَ، فَلَا يَزَالُ حَتَّى يُلْقِمَهُ أُصْبُعَهُ».

دن) بہترین موٹاپے کی حالت میں اس پر آئیں گی' اسے اپنے کھروں سے مسلیں گی اور اپنے سینگوں سے اسے ٹکریں ماریں گی۔'' فرمایا: ''اور ان جانوروں میں یہ حق بھی ہے کہ جب وہ پانی پینے جائیں تو (وہاں موجود فقراء کو) ان کا دودھ دوہ کر دیا جائے۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کوئی شخص اپنی گردن پر اونٹ اٹھائے ہوئے آئے اور وہ اونٹ بلبلا رہا ہو۔ وہ کہے: اے محمد! (میری مدد فرمایئے) اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں نے تمھیں تبلیغ کر دی تھی۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن اپنی گردن پر بکری اٹھا کر لائے' وہ بکری ممیا رہی ہو اور وہ کہے: اے محمد! (میری مدد فرمایئے) اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں نے تمھیں تبلیغ کر دی تھی' نیز آپ نے فرمایا: ان (لوگوں) کا خزانہ (جس کی زکاۃ نہ دی گئی ہو) قیامت کے دن گنجے سانپ کی صورت اختیار کرے گا۔ اس کا مالک اس سے بھاگے گا لیکن وہ اسے تلاش کرے گا اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔ وہ اسی طرح اس کا پیچھا کرتا رہے گا حتی کہ وہ اپنی انگلیاں اس (سانپ) کے منہ میں ڈال دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ''یہ حق بھی ہے۔'' اور یہ حق زکاۃ کے علاوہ ہے۔ یہ اگرچہ واجب تو نہیں مگر اس کی ادائیگی بھی اہم ہے۔ قیامت کے دن عذاب تو زکاۃ نہ دینے ہی پر ہوگا' مگر اس قسم کے حقوق کو ادا نہ کرنا بھی مروت اور انسانیت کے خلاف ہے جو دنیا میں قابل مذمت ہے' خصوصاً اگر کوئی فقیر اس قدر بھوکا ہو کہ یہ دودھ اس کی مجبوری ہو تو پھر اس کی جان بچانا فرض ہے۔ ایسے موقع پر یہ حق بھی فرض بن جائے گا۔ ② ''خزانہ جس کی زکاۃ ادا نہ کی گئی ہو۔'' اگر زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ رکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ دوسرے ضروری حقوق بھی

پورے کیے جائیں' مثلاً: والدین سے حسن سلوک' مہمان کی خدمت' فقیر کی حاجت برآری وغیرہ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا موقف ہے کہ روزمرہ کی ضروریات سے زائد جمع شدہ بھی کنز ہی ہے جس کے بارے میں مذکورہ بالا وعید نازل ہوئی ہے۔ ان کا اس سلسلے میں تشدد' نصوص اور صحابہ کے اجماعی طرز عمل سے مطابقت نہیں رکھتا' البتہ اسے ورع اور اولیٰ ہونے پر محمول کیا جائے گا۔

(المعجم ٧) - **بَابُ سُقُوطِ الزَّكَاةِ عَنِ الْإِبِلِ إِذَا كَانَتْ رِسْلًا لِأَهْلِهَا وَ لِحُمُولَتِهِمْ** (التحفة ٧)

باب:۷- جب اونٹ گھر والوں کے دودھ اور سواری وغیرہ کے لیے ہوں تو ان پر زکاۃ نہیں

٢٤٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ، لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا لَهُ أَجْرُهَا، وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا، وَشَطْرَ إِبِلِهِ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا، لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْهَا شَيْءٌ».

۲۴۵۱- حضرت بہز بن حکیم کے دادا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''باہر چرنے والے اونٹوں کی زکاۃ ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون (دو برس کی اونٹنی) ہے۔ اونٹوں کو ان کے حساب و مقدار سے ادھر ادھر نہ کیا جائے۔ جو آدمی ثواب حاصل کرنے کے لیے زکاۃ دے گا' اسے اس کا ثواب ملے گا اور جو نہ دے گا' ہم اس سے زکاۃ تو (بہر صورت) وصول کریں گے اور اس کے نصف اونٹ بھی ضبط کر لیں گے۔ زکاۃ ہمارے رب کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور محمد ﷺ کے خاندان کے لیے ذرہ بھر زکاۃ بھی جائز نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے باب والا مسئلہ ''چرنے والے اونٹوں'' سے استنباط کیا ہے کیونکہ جو اونٹ گھریلو ضروریات کے لیے ہوتے ہیں' انھیں گھر میں رکھا جاتا ہے اور انھیں چارا ڈالا جاتا ہے۔ اور ان میں واقعتاً زکاۃ نہیں۔ اونٹوں کے علاوہ بھی جو چیز انسان کی ذاتی ضروریات کے لیے ہو' اس میں زکاۃ نہیں' خواہ وہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو؟ ② ''ادھر ادھر نہ کیا جائے۔'' اس کا دوسرا مفہوم بھی ہو سکتا ہے جو حدیث: ۲۴۴۹ کے فائدہ: ۱۰ میں بیان ہوا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (حدیث: ۲۴۴۶)

(المعجم ٨) - **بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ** (التحفة ٨)

باب:۸- گایوں کی زکاۃ

٢٤٥١ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٤٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٢٩.

٢٤٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ، - وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهَلٍ - عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ، وَمِنَ الْبَقَرِ مِنْ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً».

۲۴۵۲- حضرت معاذ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (مجھے) یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور حکم دیا کہ ہر غیر مسلم بالغ سے ایک دینار (بطور جزیہ) لوں یا اس کے برابر معافری کپڑا۔ اور ہر تیس گایوں میں سے تبیعہ (دوسرے سال میں داخل بچھڑا یا بچھڑی) اور ہر چالیس گایوں میں سے دو دانت والا بچھڑا یا بچھڑی (بطور زکاۃ) وصول کروں۔

فوائد ومسائل: ① چونکہ یمن میں اہل کتاب کی ایک بڑی تعداد رہائش پذیر تھی، لہٰذا ان پر جزیہ لاگو کیا گیا۔ ”جزیہ“ وہ ٹیکس ہے جو مسلمان حکومت غیر مسلم رعایا سے ان کی حفاظت اور دیگر سہولیات کے عوض وصول کرتی ہے۔ ② ”معافری کپڑا“ یہ ایک مخصوص کپڑا تھا جو یمن میں تیار ہوتا تھا۔ دھاری دار ہوتا تھا۔ پہننے کے لیے بہترین چادریں تھیں۔ اگر کوئی جزیہ رقم کی صورت میں نہ دے سکے تو اس کے عوض دینار کی قیمت کی کوئی اور چیز بھی دے سکتا تھا۔ ③ گایوں کی زکاۃ میں مذکر اور مؤنث برابر ہیں کیونکہ دونوں اپنی اپنی خصوصیات کی بنا پر مساوی قیمت رکھتے ہیں۔ مؤنث بچے دیتی ہے تو مذکر کھیتی باڑی کا اہم کام کرتے ہیں۔ مؤنث اس سے عاجز ہے۔ بخلاف اونٹوں اور بکریوں کے کہ ان میں مؤنث بچے اور دودھ دیتے ہیں، علاوہ ازیں کام کاج میں مذکر کے برابر ہیں، لہٰذا مؤنث قیمتی ہیں۔ ④ چالیس گایوں سے اوپر ہوں تو ان کے تیس اور چالیس کے حصے بنائے جائیں گے۔ ہر تیس میں ایک سالہ اور ہر چالیس میں دو سالہ بچھڑا یا بچھڑی زکاۃ ہوگی، مثلاً: ۶۰ میں دو ایک سالہ، ۷۰ میں ایک دو سالہ اور ایک ایک سالہ، ۸۰ میں دو دو سالہ، ۹۰ میں تین ایک سالہ، ۱۰۰ میں دو ایک سالہ اور ایک دو سالہ بچھڑا یا بچھڑی زکاۃ ہوگی۔

٢٤٥٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى - وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ - قَالَ:

۲۴۵۳- حضرت معاذ ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور

٢٤٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح:١٥٧٨، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في زكاة البقر، ح:٦٢٣، وابن ماجه، الزكاة، باب صدقة البقر، ح:١٨٠٣ من حديث الأعمش به، وقال أبوداود: رواه شعبة عن الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٣٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم، وللحديث شاهدان ضعيفان عند البيهقي، وأبي يعلى وغيرهما.

٢٤٥٣ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٣١.

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، وَالْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: قَالَ مُعَاذٌ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ بَقَرَةً ثَنِيَّةً، وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ.

مجھے حکم دیا کہ میں ہر چالیس گایوں میں سے ایک دو سالہ (دو دانتا) اور ہر تیس میں سے ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی زکاۃ وصول کروں، نیز ہر بالغ (یہودی وغیرہ) سے ایک دینار یا اس کے برابر یمنی کپڑا (بطور جزیہ) وصول کروں۔

٢٤٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ.

۲۴۵۴- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں (مجھے) یمن کی طرف بھیجا تو حکم دیا کہ ہر تیس گایوں میں سے ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی اور ہر چالیس گایوں میں سے ایک دو سالہ (دو دانتا) وصول کروں اور ہر (غیر مسلم) بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا (بطور جزیہ) وصول کروں۔

٢٤٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ أَنْ لَّا آخُذَ مِنَ الْبَقَرِ شَيْئًا حَتَّى تَبْلُغَ ثَلَاثِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ ثَلَاثِينَ فَفِيهَا عِجْلٌ تَابِعٌ جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا بَقَرَةٌ

۲۴۵۵- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے یمن بھیجا تو مجھے حکم دیا کہ میں گایوں سے زکاۃ نہ لوں حتی کہ وہ تیس ہو جائیں۔ جب تیس ہو جائیں تو چالیس تک ان میں سے جذعة (دوسرے سال میں داخل) نوجوان بچھڑا یا بچھڑی زکاۃ ہوگی۔ اور جب وہ چالیس ہو جائیں تو ان میں دو سالہ (دودانتا) گائے (مذکر یا مؤنث) زکاۃ ہوگی۔

٢٤٥٤- [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٣٢.

٢٤٥٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٦ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٣٣.

مُسِنَّةً .

فائدہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ چاروں احادیث کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے حسن اور بعض نے صحیح قرار دیا ہے اور انھوں نے اس کے شواہد بھی بیان کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مذکورہ روایات کی اسنادی بحث اور ان میں مذکورہ مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٢/١٠٨-١١٧، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢١/٧-٢٣، و ٣٦/٣٣٩-٣٣، و إرواء الغليل: ٣/٢٦٨-٢٧١، رقم: ٧٩٥)

(المعجم ٩) - بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ (التحفة ٩)

٢٤٥٦- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا وُقِفَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الْأَظْلَافِ بِأَظْلَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقُرُونِ بِقُرُونِهَا، لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَاذَا حَقُّهَا؟ قَالَ: «إِطْرَاقُ فَحْلِهَا، وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا، وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَلَا صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهُ إِلَّا يُخَيَّلُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ يَقُولُ لَهُ: هٰذَا كَنْزُكَ

باب:۹- گایوں کی زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

۲۴۵۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی اونٹوں' گایوں یا بکریوں کا مالک ان کا حق (ان کی زکاۃ) نہیں دے گا' اسے قیامت کے دن ایک ہموار کھلے میدان میں کھڑا کیا جائے گا۔ کھروں والے جانور اسے اپنے کھروں سے کچلیں گے اور سینگوں والے جانور اسے اپنے سینگوں سے ٹکریں ماریں گے۔ ان میں سے کوئی بھی بغیر سینگوں کے نہ ہوگا اور نہ کسی کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں گے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! (زکاۃ کے علاوہ) ان میں اور کیا حق ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نر جفتی کے لیے دینا' پانی نکالنے کے لیے ڈول دینا اور اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے اور فقیر وغیرہ ضرورت مند کو) بوجھ لادنے اور سواری کے لیے دینا۔ اسی طرح روپے پیسے والا اگر ان کی زکاۃ نہیں دے گا تو قیامت کے دن وہ

٢٤٥٦ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح: ٩٨٨/ ٢٨ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٣٤

الَّذِي كُنْتَ تَبْخَلُ بِهِ، فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ».

اس کے لیے ایک گنجا سانپ بنا دیا جائے گا' مالک اس سے بھاگے گا لیکن وہ سانپ اس کے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جس کے ساتھ تو بخل کرتا تھا۔ جب مالک کو یقین ہو جائے گا کہ اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ وہ اس کو اس طرح چبائے گا جس طرح اونٹ چباتا ہے۔"

(المعجم ١٠) - بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ (التحفة ١٠)

باب:١٠-بکریوں کی زکاۃ

٢٤٥٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ: إِنَّ هٰذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللهُ بِهَا رَسُولَهُ ﷺ، فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهِ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَّعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي خَمْسِ ذَوْدٍ شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَّثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ

۲۴۵۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں لکھا کہ یہ وہ مقررہ صدقات ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر لاگو فرمائے ہیں اور جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے۔ جس مسلمان سے زکاۃ صحیح حساب سے طلب کی جائے تو وہ ضرور دے اور جس سے زائد مانگی جائے تو وہ نہ دے۔ پچیس سے کم اونٹوں میں زکاۃ ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہوگی۔ جب اونٹ پچیس ہو جائیں تو پینتیس تک ان میں بنت مخاض زکاۃ آئے گی۔ اگر بنت مخاض میسر نہ ہو تو مذکر ابن لبون دیا جائے۔ جب اونٹ چھتیس ہو جائیں تو پینتالیس تک بنت لبون زکاۃ آئے گی۔ جب چھیالیس ہو جائیں تو ساٹھ تک ایک حقہ زکاۃ ہوگی جو نر کے قابل ہو۔ جب اکسٹھ ہو جائیں تو پچھتر تک جذعہ زکاۃ ہوگی۔ جب چھہتر ہو

٢٤٥٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٣٥.

سِتَّةً وَّثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَّأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسَةٍ وَّسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا جَذَعَةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ

جائیں تو نوے تک دو بنت لبون زکاۃ آئے گی۔ اور جب اکانوے ہو جائیں تو ایک سو بیس تک دو حقے زکاۃ ہوگی جو نر کے قابل ہوں۔ جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں بنت لبون اور ہر پچاس میں حقہ زکاۃ ہوگی۔ اور جب اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں (مقررہ عمر کے اونٹ نہ مل سکیں) تو جس شخص کے ذمے جذعہ زکاۃ بنتی ہے لیکن اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے حقہ ہی لی جائے گی۔ اور وہ اس کے ساتھ دو بکریاں بھی دے گا' اگر اسے میسر ہوں' ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے حقہ زکاۃ بنتی ہے مگر اس کے پاس جذعہ ہی ہے تو اس سے جذعہ ہی لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا۔ اور جس شخص کے ذمے حقہ زکاۃ بنتی ہو مگر اس کے پاس حقہ نہ ہو بلکہ بنت لبون ہو تو وہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ وہ دو بکریاں دے گا' اگر اسے میسر ہوں' ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے بنت لبون بنتی ہو مگر اس کے پاس حقہ ہی ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے بنت لبون زکاۃ بنتی ہو' لیکن اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ بنت مخاض ہو تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور اس کے ساتھ وہ دو بکریاں دے گا' اگر اسے میسر ہوں' ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے بنت مخاض زکاۃ بنتی ہو لیکن اس کے پاس مذکر ابن لبون ہی ہو تو وہی اس سے لیا جائے گا' البتہ اس کے ساتھ

مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ، وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعَةٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَلَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ، وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ، وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، وَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةٌ وَاحِدَةٌ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا.

اسے کچھ نہ ملے گا۔اور جس آدمی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں کوئی زکاۃ نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔اور بکریوں کی زکاۃ جب وہ جنگل میں چرنے والی ہوں اور چالیس ہوں تو ایک سوبیس تک ان میں ایک بکری ہوگی۔اگر ایک بھی زائد ہو جائے تو دوسو تک دو بکریاں ہوں گی۔جب ایک بھی بڑھ جائے تو تین سوتک تین بکریاں ہوں گی۔جب ایک بھی زیادہ ہو جائے تو ہر سو میں ایک بکری ہوگی۔زکاۃ میں بوڑھا یا کانا (عیب والا) جانور نہ لیا جائے گا۔اور مذکر بکرا بھی نہیں لیا جائے گا مگر یہ کہ صدقہ وصول کرنے والا لینا چاہے۔علیحدہ علیحدہ رہنے والے جانوروں کو زکاۃ کے ڈر سے اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور اکٹھے رہنے والے جانوروں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا۔اور جو زکاۃ دو شریک مالکوں سے وصول کی جائے گی' وہ اپنے اپنے جانوروں کے لحاظ سے تقسیم کر لیں گے۔اور جب چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں تو ان میں کوئی زکاۃ نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکاۃ ہے۔اگر رقم صرف ایک سونوے درہم ہو تو اس میں کوئی زکاۃ نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔

فائدہ: تفصیلی مباحث کے لیے دیکھیے فوائد حدیث:۲۴۴۹.

(المعجم ۱۱) - **بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ** (التحفة ۱۱)

باب:۱۱-بکریوں کی زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

٢٤٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا، إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ، تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، وَتَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ».

۲۴۵۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی اونٹوں، گایوں یا بکریوں کا مالک ان کی زکاۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن وہ جانور اس جسامت اور موٹاپے سے بڑھ کر آئیں گے جو (دنیا میں) تھی۔ اپنے سینگوں سے اسے ٹکریں ماریں گے اور اپنے کھروں سے اسے روندیں گے۔ جب ان میں سے آخری گزر جائے گا تو پہلے کو دوبارہ لایا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔“

(المعجم ١٢) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَالتَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ (التحفة ١٢)

باب: ۱۲- علیحدہ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا یا اکٹھے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کرنا (منع ہے)

٢٤٥٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: أَتَانَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَيْتُهُ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ فِي عَهْدِي أَنْ لَا نَأْخُذَ رَاضِعَ لَبَنٍ، وَلَا نَجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا نُفَرِّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ كَوْمَاءَ فَقَالَ: خُذْهَا، فَأَبٰى.

۲۴۵۹- حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے پاس نبی ﷺ کی طرف سے زکاۃ وصول کرنے والا شخص آیا۔ میں اس کے پاس آیا اور بیٹھا۔ میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ ہم دودھ پیتا بچہ یا دودھ والا جانور زکاۃ میں نہیں لیں گے اور علیحدہ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا نہیں کریں گے اور اکٹھے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ نہیں کریں گے۔ ایک شخص ان کے پاس اونچی کوہان والی (بہترین) اونٹنی لایا اور کہنے لگا: یہ زکاۃ میں لے لو۔ اس نے انکار کر دیا۔

٢٤٥٨ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، ح: ٩٩٠ من حديث وكيع، والبخاري، الزكاة، باب زكاة البقر، ح: ١٤٦٠ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٣٦.

٢٤٥٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٩ من حديث هلال به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٣٧، ورواه أبوليلى الكندي عن سويد به عند أبي داود، ح: ١٥٨٠، وللحديث شواهد.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد ہیں، تاہم شواہد پر صحت اور ضعف کا حکم نہیں لگایا جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور بعض نے صحیح اور اس کے متابعات اور شواہد ذکر کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۲۴/۲۲- ۱۲۷، و الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳۲/۳۱، ۱۳۳، و صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم: ۱۴۰۹) ② زکاۃ میں درمیانہ جانور لیا جائے گا تاکہ مالک کا نقصان ہو نہ فقراء کا۔ دودھ پیتا بچہ فقراء کے لیے نقصان دہ ہے اور دودھ دینے والا جانور دینا مالک کے لیے نقصان دہ ہے۔ بعض اہل علم نے یہ معنی کیے ہیں کہ ہم اس جانور کی زکاۃ نہیں لیں گے جو دودھ کے لیے رکھا گیا ہو کیونکہ ایسا جانور چرنے والا نہیں ہوتا بلکہ اسے خصوصی چارا ڈالا جاتا ہے۔ ③ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا کرنا یا اکٹھے جانوروں کو الگ الگ کرنا جس طرح مالک کے لیے جائز نہیں، اسی طرح زکاۃ وصول کرنے والے کے لیے بھی جائز نہیں، مثلاً: دو بھائیوں کی الگ الگ تیس تیس بکریوں کو ملا کر زکاۃ وصول نہیں کی جائے گی۔ ④ ''اس نے انکار کر دیا۔'' کیونکہ ایسی قیمتی چیز زکاۃ میں لینا جائز نہیں۔

٢٤٦٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ يَزِيدَ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي الزَّرْقَاءِ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ سَاعِيًا فَأَتَى رَجُلًا فَآتَاهُ فَصِيلًا مَخْلُولًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَعَثْنَا مُصَدِّقَ اللهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنَّ فُلَانًا أَعْطَاهُ فَصِيلًا مَخْلُولًا، اَللّٰهُمَّ! لَا تُبَارِكْ فِيهِ وَلَا فِي إِبِلِهِ» فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، فَجَاءَ بِنَاقَةٍ حَسْنَاءَ فَقَالَ: أَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى نَبِيِّهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ!

۲۴۶۰- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو زکاۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ ایک شخص کے پاس آیا تو اس نے اسے ایک کمزور سا اونٹ کا بچہ دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا لیکن فلاں شخص نے اسے یہ کمزور سا اونٹ کا بچہ دیا ہے۔ اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت نہ فرمانا۔'' آپ کی یہ بات اس شخص کو پہنچی تو وہ ایک خوب صورت اونٹنی لے کر آیا اور عرض پرداز ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں۔ نبی ﷺ

٢٤٦٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٥٧/٤ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٣٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٧٤، والحاكم على شرط مسلم: ٤٠٠/١، ووافقه الذهبي. * الثوري عنعن تقدم، ح: ١٠٢٧، ولم أجد تصريح سماعه.

بَارِكْ فِيهِ وَفِي إِبِلِهِ».

نے فرمایا: ”اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت فرما۔“

فائدہ: محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سفیان ثوری کی وجہ سے سنداً ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ سفیان ثوری مدلس ہیں جبکہ دیگر ائمہ و محققین نے ان کی تدلیس کے باوجود ان کی روایات کو قبول کیا ہے‘ لہٰذا ان کی تدلیس ضرر رساں نہیں۔ اسی لیے حافظ ابن حجر ؒ نے انھیں طبقات المدلسین میں‘ مدلسین کے دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے۔ دیکھیے: (طبقات المدلسین‘ ص: ۲۱‘ طبعة دارالبیان) بنابریں دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۲۲/۱۲۷-۱۲۹‘ و صحيح سنن النسائي للألباني‘ رقم: ۲۳۵۷)

(المعجم ١٣) - بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ عَلَى صَاحِبِ الصَّدَقَةِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- حاکم کا‘ صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرنا

٢٤٦١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ أَخْبَرَنِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ» فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ، فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى».

۲۴۶۱- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی قوم اپنے مالوں کی زکاۃ لے کر آتی تو آپ فرماتے: ”اے اللہ! فلاں کی آل پر رحمت نازل فرما۔“ میرے والد محترم آپ کے پاس اپنی زکاۃ لے کر گئے تو آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! ابو اوفی کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی دعا چونکہ موجب رحمت تھی‘ اس لیے آپ کو خصوصی حکم دیا گیا کہ جب کوئی زکاۃ لے کر آئے تو اس کے لیے رحمت کی دعا فرمائیں۔ اس سے انھیں دلی سکون حاصل ہوگا۔ اور اللہ کی رحمت مستزاد ہوگی۔ آج کل یہ فریضہ حکام کے بجائے علماء پر لاگو ہوتا ہے کیونکہ حکومت زکاۃ وصول نہیں کرتی۔ ویسے بھی [إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ] ”علماء انبیاء کے وارث ہیں۔“ (صحيح البخاري‘ العلم (معلقًا) باب: ۱۰‘ و سنن أبي داود‘ العلم‘ حديث: ۳۶۴۱)

٢٤٦١ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة . . . الخ، ح: ١٤٩٧، ومسلم، الزكاة، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، ح: ١٠٧٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٣٩.

(المعجم ١٤) - **بَابٌ إِذَا جَاوَزَ فِي الصَّدَقَةِ** (التحفة ١٤)

باب:۱۴- جب کوئی صدقہ وصول کرنے والا حد سے تجاوز کرے تو؟

٢٤٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! يَأْتِينَا نَاسٌ مِنْ مُصَدِّقِيكَ يَظْلِمُونَ، قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ» قَالُوا: وَإِنْ ظَلَمَ؟ قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ» ثُمَّ قَالُوا: وَإِنْ ظَلَمَ؟ قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ». قَالَ جَرِيرٌ: فَمَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ رَاضٍ.

۲۴۶۲- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ کی طرف سے زکاۃ وصول کرنے والے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور وہ ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی کرو۔“ انھوں نے کہا: اگرچہ وہ ظلم کرے؟ آپ نے فرمایا: ”صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی کرو۔“ وہ پھر کہنے لگے: اگرچہ وہ ظلم کرے؟ آپ نے فرمایا: ”صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی کرو۔“ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو میرے پاس سے کوئی صدقہ وصول کرنے والا شخص ناراض ہو کر نہیں گیا، بلکہ خوش خوش گیا۔

فائدہ: عام لوگ زکاۃ کی مقدار کی تفصیلات سے آگاہ نہیں ہوتے، اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ زکاۃ وصول کرنے والا زیادہ لے رہا ہے۔ ویسے بھی زکاۃ دیتے وقت یہ احساس غالب رہتا ہے، اس لیے آپ نے زکاۃ کے تعین کا اختیار عوام الناس کو نہیں دیا بلکہ وصول کرنے والوں کو یہ اختیار دیا کیونکہ وہ زکاۃ کی تفصیلات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کے مطالبے کے مطابق انھیں زکاۃ ادا کریں۔ اگر کوئی شکایت ہو تو حاکم بالا کے پاس جائیں اور فیصلہ حاصل کریں۔ لیکن اگر ہر آدمی کو مزاحمت کا اختیار دے دیا جائے تو انتظامی افراتفری پھیل جائے گی اور ملک ابتری کا شکار ہو جائے گا۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ زکاۃ وصول کرنے والوں کو من مانی کی اجازت ہے۔

٢٤٦٣- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:

۲۴۶۳- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٢٤٦٢ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب إرضاء السعاة، ح: ٩٨٩ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤٠.
٢٤٦٣ـ [صحيح] أخرجه مسلم، الزكاة، باب إرضاء الساعي مالم يطلب حرامًا، ح: ١٧٧/٩٨٩ من حديث ◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زکاۃ وصول کرنے والا (سرکاری آدمی) تمھارے پاس زکاۃ لینے کے لیے آئے تو وہ تم سے خوش خوش واپس جائے۔''

(المعجم ١٥) - بَابُ إِعْطَاءِ السَّيِّدِ الْمَالَ بِغَيْرِ اخْتِيَارِ الْمُصَدِّقِ (التحفة ١٥)

باب:١٥- مالک زکاۃ اپنی مرضی سے دے گا' صدقہ لینے والا اپنی مرضی نہیں کرے گا

٢٤٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ ثَفِنَةَ قَالَ: اسْتَعْمَلَ ابْنُ عَلْقَمَةَ أَبِي عَلٰى عِرَافَةِ قَوْمِهِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُصَدِّقَهُمْ، فَبَعَثَنِي أَبِي إِلٰى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ لِآتِيَهُ بِصَدَقَتِهِمْ، فَخَرَجْتُ حَتّٰى أَتَيْتُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيرٍ يُقَالُ لَهُ: سَعْرٌ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ، قَالَ: ابْنَ أَخِي! وَأَيَّ نَحْوٍ تَأْخُذُونَ؟ قُلْتُ: نَخْتَارُ حَتّٰى إِنَّا لَنَشْبُرُ ضُرُوعَ الْغَنَمِ، قَالَ: ابْنَ أَخِي! فَإِنِّي أُحَدِّثُكَ: أَنِّي كُنْتُ فِي شِعْبٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَابِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَنَمٍ لِي، فَجَاءَنِي رَجُلَانِ عَلٰى بَعِيرٍ فَقَالَا: إِنَّا رَسُولَا رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا

٢٤٦٤- حضرت مسلم بن ثفنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن علقمہ (حاکم) نے میرے والد کو ان کی قوم کا نمبردار (یا سردار) بنایا اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے زکاۃ وصول کریں۔ تو میرے والد نے مجھے ایک قبیلے کی طرف بھیجا تاکہ میں ان کی زکاۃ لے کر آؤں۔ میں گیا حتی کہ ایک بزرگ کے پاس پہنچا جنھیں حضرت سعر کہا جاتا تھا۔ میں نے کہا: مجھے والد محترم نے تمھاری طرف بھیجا ہے تاکہ آپ اپنی بکریوں کی زکاۃ ادا کر دیں۔ وہ فرمانے لگے: اے بھتیجے! تم کس قسم کی بکریاں لیتے ہو؟ میں نے کہا: ہم چن کر لیتے ہیں حتی کہ ان کے تھن بالشت کے ساتھ ماپ کر دیکھتے ہیں۔ وہ فرمانے لگے: اے بھتیجے! میں تجھے بتاتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ان وادیوں میں سے کسی وادی میں رہتا تھا۔ میرے پاس بکریاں ہوتی تھیں۔ میرے پاس دو آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آئے اور کہنے لگے: ہم آپ کی طرف رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں تاکہ آپ اپنی

◀◀ إسماعيل ابن علية به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤١.

٢٤٦٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٨١ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤٢. ☆ مسلم بن ثفنة لم يوثقه غير ابن حبان.

عَلَيَّ فِيهَا؟ قَالَا: شَاةٌ، فَأَعْمِدُ إِلٰى شَاةٍ قَدْ عَرَفْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِئَةً مَحْضًا وَشَحْمًا، فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَ: هٰذِهِ الشَّافِعُ - وَالشَّافِعُ الْحَائِلُ - وَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَأْخُذَ شَافِعًا [قَالَ]: فَأَعْمِدُ إِلٰى عَنَاقٍ مُعْتَاطٍ، وَالْمُعْتَاطُ الَّتِي لَمْ تَلِدْ وَلَدًا وَقَدْ حَانَ وِلَادُهَا، فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَا: نَاوِلْنَاهَا، فَرَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَجَعَلَاهَا مَعَهُمَا عَلٰى بَعِيرِهِمَا، ثُمَّ انْطَلَقَا.

بکریوں کی زکاۃ ادا کریں۔ میں نے کہا: مجھ پر ان بکریوں میں کتنی زکاۃ ہے؟ انھوں نے کہا: ایک بکری۔ ایک ایسی بکری جس کی قدرومنزلت میں جانتا تھا' میں نے وہ خالص دودھ اور چربی سے بھری ہوئی (بہترین موٹی تازی دودھ والی) بکری پکڑی اور ان کے پاس لے آیا۔ وہ کہنے لگے: یہ تو بچے والی ہے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بچے والی بکری لینے سے منع کیا ہے۔ میں ایک سال بھر عمر کی گابھن بکری' جس نے بچہ نہیں جنا تھا جو کہ جننے کے قریب تھی' کو (ریوڑ سے) نکال کر ان کے پاس لایا تو وہ کہنے لگے: یہ ٹھیک ہے۔ ہمیں پکڑا دو۔ انھوں نے اسے اپنے ساتھ اونٹ پر لادا اور چلے گئے۔

٢٤٦٥- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ ثَفِنَةَ: أَنَّ ابْنَ عَلْقَمَةَ اسْتَعْمَلَ أَبَاهُ عَلٰى صَدَقَةِ قَوْمِهِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۲۴۶۵- حضرت مسلم بن ثفنہ سے روایت ہے کہ ابن علقمہ (حاکم) نے میرے والد محترم کو اپنی قوم کی زکاۃ وصول کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔ اور پھر سابقہ روایت بیان فرمائی۔

٢٤٦٦- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ

۲۴۶۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ کی

٢٤٦٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ١٥٨٢ من حديث روح بن عبادة به، وانظر الحديث السابق.

٢٤٦٦ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب قول الله تعالى: ﴿وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله﴾، ح: ١٤٦٨ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الزكاة، باب في تقديم الزكاة ومنعها، ح: ٩٨٣/ ١١ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤٣، وأخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٠ من حديث علي بن عياش به، ولفظ مسلم: "وأما العباس فهي علي ومثلها معها".

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَدَقَةٍ، فَقِيلَ: مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللهُ، وَأَمَّا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا».

ادائیگی کا حکم دیا۔ آپ سے کہا گیا کہ ابن جمیل‘ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عباس بن عبدالمطلب نے زکاۃ نہیں دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن جمیل تو اس لیے ناراض ہے کہ وہ فقیر تھا‘ اللہ تعالیٰ نے اسے مال دار بنا دیا۔ رہا خالد بن ولید تو تم خالد پر ظلم کرتے ہو۔ انھوں نے تو اپنی زرہیں اور دوسرا جنگی ساز وسامان اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقف کر رکھا ہے۔ باقی رہے رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب تو ان کی زکاۃ رسول اللہ ﷺ کے ذمے ہے بلکہ اس کے ساتھ اتنی اور ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ”ابن جمیل“ یہ منافق شخص تھا۔ زکاۃ کو تاوان سمجھتا تھا‘ اس لیے آپ نے اس کے متعلق یہ الفاظ فرمائے۔ کہتے ہیں کہ بعد میں اس نے توبہ کر لی تھی۔ ② ”وقف کر رکھا ہے۔“ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگی ساز وسامان کی زکاۃ طلب کی تھی کہ شاید یہ مال تجارت کے لیے ہے‘ حالانکہ وہ تو فی سبیل اللہ وقف تھا اور وقف مال میں زکاۃ نہیں ہوتی۔ یا نبی اکرم ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ خالد تو اس قدر مخلص ہیں کہ انھوں نے اپنا سارا جنگی سامان وقف کر رکھا ہے‘ وہ زکاۃ سے انکار کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ مطلب بھی تو ہو سکتا ہے کہ انھوں نے زکاۃ کی رقم سے جنگی سامان خرید کر وقف کر دیا ہے‘ لہٰذا ان سے زکاۃ نہ مانگی جائے۔ ③ بعض دوسری روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ دو سال کی زکاۃ کسی ملکی ضرورت کی وجہ سے پیشگی وصول کر چکے تھے‘ لہٰذا یہ صراحت فرمائی ورنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ زکاۃ سے کیسے انکار کر سکتے تھے؟

٢٤٦٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ

۲۴۶۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے صدقے کا حکم دیا۔ سابقہ حدیث کی مانند۔

٢٤٦٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ٢٣، ص: ٧٤، ٧٥ بطوله. * موسى هو ابن عقبة، وعبدالرحمٰن هو ابن هرمز الأعرج.

قَالَ: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَدَقَةٍ - مِثْلَهُ سَوَاءً.

٢٤٦٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هِلَالٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: كِدْتُ أُقْتَلُ بَعْدَكَ فِي عَنَاقٍ أَوْ شَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: «لَوْلَا أَنَّهَا تُعْطَى فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ مَا أَخَذْتُهَا».

۲۴۶۸- حضرت عبداللہ بن ہلال ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: قریب تھا کہ مجھے آپ کی عدم موجودگی میں زکاۃ کی ایک بکری کی وجہ سے قتل کر دیا جاتا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر فقراء اور مہاجرین (اور دوسرے مستحقین) کو زکاۃ نہ دی جاتی (ان لوگوں کو زکاۃ دینے کی مجبوری نہ ہوتی) تو میں زکاۃ وصول ہی نہ کرتا۔''

(المعجم ١٦) - **بَابُ زَكَاةِ الْخَيْلِ** (التحفة ١٦)

باب:۱۶- گھوڑوں کی زکاۃ

٢٤٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

۲۴۶۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے (خدمت والے) غلام اور (سواری والے) گھوڑے میں کوئی زکاۃ نہیں۔''

٢٤٦٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٥/ ٢٦ ت: ٤٢ عن أبي نعيم به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٤٥. * الثوري عنعن، وعبدالله بن هلال مختلف في صحبته.

٢٤٦٩ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: ليس على المسلم في فرسه صدقة، ح: ١٤٦٣ من حديث شعبة، ومسلم، الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده وفرسه، ح: ٩٨٢ من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٤٦.

فائدہ: یہ حدیث اور دوسری احادیث صراحتاً گھوڑوں میں زکاۃ کی نفی کرتی ہیں' لہٰذا صحیح یہی ہے کہ غلام اور گھوڑا اگر خدمت کے لیے ہوں تو ان میں کوئی زکاۃ نہیں۔ تبھی تو ان میں کوئی نصاب بھی مقرر نہیں' نیز جو چیز ذاتی ضروریات کے ضمن میں آتی ہو' اس میں زکاۃ نہ ہونا مسلمہ اصول ہے' مگر احناف نے عمومات یا ضعیف روایت سے استدلال کرتے ہوئے ان صریح احادیث کی نفی کی ہے اور گھوڑے میں (خواہ وہ ایک ہی ہو) زکاۃ ثابت کی ہے جو کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں' البتہ تجارت کے گھوڑے اور غلاموں میں قطعاً زکاۃ ہے کیونکہ وہ تجارتی سامان میں شامل ہیں۔ اسی طرح غلام میں صدقۃ الفطر کا ذکر بھی صحیح روایت میں ہے' البتہ گھوڑے میں زکاۃ کے علاوہ دوسرے حقوق ہو سکتے ہیں' مثلاً: جہاد میں استعمال کرنا' سواری کے لیے عارضی طور پر کسی کو دینا اور جفتی کے لیے چھوڑ دینا وغیرہ۔ دوسری روایات کو انھی حقوق پر محمول کرنا چاہیے۔

٢٤٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، - وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ - عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا زَكَاةَ عَلَى الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ».

۲۴۷۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان آدمی پر اس کے (خدمت والے) غلام اور (سواری والے) گھوڑے میں کوئی زکاۃ نہیں۔''

٢٤٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

۲۴۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں کوئی زکاۃ نہیں۔''

٢٤٧٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤٨.

٢٤٧١- أخرجه مسلم، ح: ٩/٩٨٢ من حديث سفيان بن عيينة به، كما تقدم، ح: ٢٤٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤٧.

٢٤٧٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ خُثَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمَرْءِ فِي فَرَسِهِ وَلَا فِي مَمْلُوكِهِ صَدَقَةٌ».

۲۴۷۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص پر اس کے گھوڑے اور غلام میں کوئی زکاۃ نہیں۔''

(المعجم ١٧) - بَابُ زَكَاةِ الرَّقِيقِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷- غلاموں کی زکاۃ

٢٤٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

۲۴۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے (خدمت والے) غلام اور (سواری والے) گھوڑے میں کوئی زکاۃ نہیں۔''

٢٤٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي غُلَامِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ».

۲۴۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکاۃ نہیں۔''

فائدہ: غلام کے بارے میں تو احناف بھی دیگر جمہور اہل علم کے ساتھ متفق ہیں کہ خدمت والے غلام میں

٢٤٧٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤٩.

٢٤٧٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٠، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٧٧.

٢٤٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥١.

زکاۃ نہیں کیونکہ کسی بھی ذاتی ضروریات کی چیز میں زکاۃ نہیں ہے' البتہ تجارت کے لیے رکھے گئے غلاموں میں زکاۃ ہے کیونکہ وہ تجارتی مال ہیں۔ گھوڑے میں بھی یہی ضابطہ لاگو ہوتا ہے' مگر احناف نے بغیر کسی معقول وجہ کے گھوڑے کا حکم بدل دیا ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- چاندی کی زکاۃ

٢٤٧٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

٢٤٧٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں زکاۃ نہیں۔ نہ پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ ہے۔ اسی طرح پانچ وسق سے کم غلے میں بھی صدقہ (عشر) نہیں۔''

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ٢٤٤٧.

٢٤٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ

٢٤٧٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ وسق سے کم کھجوروں (یا دوسرے غلہ جات) میں کوئی صدقہ (عشر) نہیں اور نہ پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں زکاۃ ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ ہے۔''

٢٤٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٣.

٢٤٧٦ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: ليس فيما دون خمس ذود صدقة، ح: ١٤٥٩ من حديث محمد بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٤، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٤، ٢٤٥.

أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ».

٢٤٧٧- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَدَقَةَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ».

۲۴۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''پانچ وسق سے کم کھجوروں میں کوئی صدقہ (عشر) نہیں اور نہ پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں کوئی زکاۃ ہے۔ اسی طرح پانچ اونٹوں سے کم میں بھی زکاۃ نہیں۔''

٢٤٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ - وَكَانَا ثِقَةً - عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَسَنٍ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ - وَكَانَا ثِقَةً - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ

۲۴۷۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''پانچ اوقیوں (یعنی ۲۰۰ درہم) سے کم چاندی میں زکاۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ ہے۔ اسی طرح پانچ وسق (یعنی ۱۶ من) سے کم غلے میں بھی زکاۃ نہیں۔''

٢٤٧٧_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٥.

٢٤٧٨_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٢.

خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

فائدہ: یہاں بھی امام ابوحنیفہ ؒ نے حدیث کے آخری ٹکڑے کو تسلیم نہیں کیا۔ ان کے قول کے مطابق غلہ تھوڑا پیدا ہوا ہو یا زیادہ (حتی کہ ایک صاع بھی ہو) تو اس میں بھی عشر لاگو ہوگا، مگر صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ صریح حدیث کے خلاف ہے، اسی لیے ان کے شاگردان رشید نے بھی ان کی اس رائے کی تائید نہیں کی۔ والحمدللہ علی ذلك.

٢٤٧٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، فَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً».

۲۴۷۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ معاف کر دی ہے۔ اب تم اپنے مال (سونا، چاندی اور رقم) کی زکاۃ دو سو درہم میں سے پانچ درہم ادا کرو۔''

٢٤٨٠- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ مِائَتَيْنِ زَكَاةٌ».

۲۴۸۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے (سواری کے) گھوڑوں اور (خدمت کے) غلاموں میں زکاۃ معاف کر دی ہے، نیز دو سو درہم سے کم میں زکاۃ نہیں۔''

(المعجم ١٩) - بَابُ زَكَاةِ الْحُلِيِّ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- زیورات کی زکاۃ

٢٤٧٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٤، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في زكاة الذهب والورق، ح: ٦٢٠ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وقال أبوداود: "ورواه شعبة عن أبي إسحاق به موقوفًا"، وصححه البخاري، وابن خزيمة، ح: ٢٢٨٤، وحسنه البغوي، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٥٦، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٤٨٠ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٥٧.

٢٤٨١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَبِنْتٌ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: «أَتُؤَدِّينَ زَكَاةَ هٰذَا»؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: «أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ»؟ قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا، فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: هُمَا لِلّٰهِ وَ لِرَسُولِهِ ﷺ.

۲۴۸۱-حضرت عمرو بن شعیب کے جد امجد (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) سے روایت ہے کہ علاقۂ یمن کی ایک عورت اپنی بیٹی سمیت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو بھاری کنگن تھے۔آپ نے فرمایا: ”تو ان کی زکاۃ ادا کرتی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ عز وجل تجھے (یا تیری بیٹی کو) آگ کے دو کنگن پہنائے؟“ اس عورت نے وہ کنگن فوراً اتار دیے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف پھینک دیے اور کہنے لگی: یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ عمرو بن شعیب کے دادا نہیں بلکہ پردادا ہیں۔ ② ”یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔“ یعنی یہ بیت المال کے ہیں' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین اور مرضی کی راہ میں ہیں تاکہ صحیح مصرف میں صرف کر دیے جائیں۔اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر دیناً اور تبرکاً ہے۔آپ بیت المال کے والی تھے' اس لیے آپ کا ذکر کیا ورنہ زکاۃ اور صدقہ آپ نے نہ صرف اپنے لیے بلکہ پورے خاندان کے لیے حرام کر رکھا تھا...... ﷺ...... ③ کیا زیورات میں زکاۃ ہے؟ اس بارے میں علماء کے دو مشہور قول ہیں' بعض علماء کا کہنا ہے کہ زیورات میں زکاۃ نہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ زیورات میں زکاۃ واجب ہے دونوں اقوال میں سے دوسرا قول دلائل کے لحاظ سے زیادہ قوی ہے اور اس کی تائید چند صحیح روایات سے بھی ہوتی ہے' لہٰذا درست موقف یہی ہے کہ وہ زیورات جو زکاۃ کے نصاب کو پہنچیں ان کی زکاۃ ادا کی جائے گی۔تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۲/۱۷۹-۱۸۱) سونے کا نصاب ۲۰ دینار ہے جیسا کہ مرفوع روایت میں ہے۔ اس دور میں ۲۰ دینار ۲۰۰ درہم کے برابر تھے۔آج کل سونے چاندی کے بھاؤ میں یہ تناسب نہیں رہا۔۲۰ دینار کا وزن تقریباً ساڑھے سات تولے بنتا ہے۔اس کی قیمت چاندی کے نصاب سے بہت زیادہ ہے' اس لیے بعض محققین نے سونے میں بھی چاندی کے نصاب ہی کو معتبر

٢٤٨١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب الكنز ما هو؟ وزكاة الحلي، ح: ١٥٦٣ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٨، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٦٣٧ عن عمرو بن شعيب به. ✽ حسين هو المعلم.

سمجھا ہے یعنی ۲۰۰ درہم یا ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر سونا ہو تو اس میں زکاۃ ہوگی، مگر یہ موقف مرجوح ہے۔ جمہور نے اسے قبول نہیں کیا۔ واللہ أعلم. البتہ ان کے برعکس عصر حاضر کے بعض علماء نے کرنسی کے نصاب میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے بجائے ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کو نصاب بنانے کی رائے ظاہر کی ہے۔ یہ رائے قابل غور ہو سکتی ہے لیکن اس سے زکاۃ کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ زکاۃ کا مقصد تو غرباء و مساکین کی امداد اور جہاد اور مجاہدین کی ضروریات کا پورا کرنا ہے۔ سونے کے نصاب کو کرنسی کی زکاۃ کا نصاب مقرر کرنے سے لاکھوں اصحاب حیثیت زکاۃ سے مستثنیٰ قرار پا جائیں گے، جس کا نقصان دینی اداروں اور معاشرے کے ضرورت مندوں کو ہوگا۔

٢٤٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ حُسَيْنًا قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا بِنْتٌ لَهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ - نَحْوَهُ. مُرْسَلٌ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: خَالِدٌ أَثْبَتُ مِنَ الْمُعْتَمِرِ.

۲۴۸۲- حضرت عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں دو کنگن تھے۔ آگے پوری روایت مذکورہ بالا کی مانند۔ یہ روایت مرسل، یعنی منقطع ہے (کیونکہ عمرو بن شعیب واقعہ کے عینی شاہد نہیں)۔

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: (سابقہ حدیث: ۲۴۸۱ کا راوی) خالد (اس حدیث: ۲۴۸۲ کے راوی) معتمر سے زیادہ ثقہ ہے۔

فائدہ: خالد کی روایت متصل ہے جبکہ معتمر کی روایت منقطع ہے کیونکہ عمرو بن شعیب صحابی ہیں نہ تابعی بلکہ نچلے طبقے کے راوی ہیں، تاہم یہ روایت بھی سابقہ حدیث کی وجہ سے حسن درجے کی ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ مَالِهِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- جو شخص اپنے مال کی زکاۃ نہ دے تو؟

٢٤٨٣- أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ:

۲۴۸۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٢٤٨٢- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٩.

٢٤٨٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٦ عن أبي النضر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٥٧. * عبدالعزيز هو ابن عبدالله بن أبي سلمة الماجشون.

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الَّذِي لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ» قَالَ: «فَيَلْتَزِمُهُ أَوْ يَطَوَّقُهُ» قَالَ: «يَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ، أَنَا كَنْزُكَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال (سونا' چاندی اور رقم) کی زکاۃ ادا نہیں کرتا' قیامت کے دن اس کے مال کو اس کے سامنے گنجے سانپ کی صورت میں لایا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اسے چمٹ جائے گا یا اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔''

٢٤٨٤- أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ آتَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ» ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: «﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ﴾» الآية [آل عمران: ١٨٠].

٢٤٨٤-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے' پھر وہ اس کی زکاۃ نہ دے تو قیامت کے دن اس کے مال کو اس کے سامنے گنجے سانپ کی صورت دی جائے گی جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اس شخص کے منہ کے دونوں کناروں کو پکڑ لے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ......﴾ ''جو لوگ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا ہے (وہ اس (بخل) کو اپنے لیے ہرگز بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے اور قیامت کے دن وہ مال ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا)۔''

٢٤٨٤ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح:١٤٠٣ من حديث عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٦١.

فائدہ: اس قسم کا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے اور اس کا ڈسا ہوا بچتا نہیں۔ ڈراؤنا بھی بہت ہوتا ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۲۴۴۳، ۲۴۵۰۔

(المعجم ٢١) - زَكَاةُ التَّمْرِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- خشک کھجوروں کی زکاۃ

٢٤٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ حَبٍّ أَوْ تَمْرٍ صَدَقَةٌ».

۲۴۸۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ وسق سے کم کسی بھی غلے میں یا کھجور میں زکاۃ نہیں۔“

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۴۷۸ اور ۲۴۸۰۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ زَكَاةِ الْحِنْطَةِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- گندم کی زکاۃ

٢٤٨٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ فِي الْبُرِّ وَالتَّمْرِ زَكَاةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلَا يَحِلُّ فِي الْوَرِقِ زَكَاةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوَاقٍ، وَلَا تَحِلُّ فِي إِبِلٍ زَكَاةٌ حَتَّى تَبْلُغَ خَمْسَ ذَوْدٍ».

۲۴۸۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گندم اور کھجور میں زکاۃ (عشر) واجب نہیں ہوتی حتی کہ وہ پانچ وسق ہو جائیں۔ اور چاندی میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی حتی کہ وہ پانچ اوقیے (دو سو درہم) ہو جائیں۔ اور اونٹوں میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی حتی کہ وہ پانچ ہو جائیں۔“

٢٤٨٥_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٦٢.

٢٤٨٦_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٦٣.

فائدہ: یعنی مذکورہ مقادیر یا ان سے زائد میں زکاۃ واجب ہوگی' ان سے کم میں نہیں۔ اس سے زیادہ صریح روایت کیا ہوگی؟ مگر احناف پھر بھی غلے اور کھجور کے قلیل وکثیر میں زکاۃ کے وجوب کے قائل ہیں۔ وہ اس حدیث کے معنی کرتے ہیں کہ حکومت نہیں لے گی (یعنی قلیل میں) البتہ مالک خود فقراء کو ادا کریں۔ مگر باقی دو' یعنی اونٹوں اور چاندی میں وہ اس مفہوم کے قائل نہیں' لہٰذا یہ مسلک درست نہیں۔ اور یوں زکاۃ کی ادائیگی کی دو شکلیں اختراع کرنا شریعت نہیں' بلکہ ایجاد بندہ ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ زَكَاةِ الْحُبُوبِ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳-مختلف قسم کے غلوں کی زکاۃ

٢٤٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ»

۲۴۸۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی دانے (غلے) اور کھجور میں زکاۃ نہیں حتی کہ وہ پانچ وسق ہو جائیں۔ اور پانچ اونٹوں سے کم میں اور پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں بھی زکاۃ نہیں۔''

فائدہ: مذکورہ مقادیر کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۴۴۷۔

(المعجم ٢٤) - اَلْقَدْرُ الَّذِي تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-کتنی مقدار میں زکاۃ واجب ہوتی ہے؟

٢٤٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۴۸۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٤٨٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٤.

٢٤٨٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة، ح: ١٥٥٩، وابن ماجه، الزكاة، باب الوسق ستون صاعًا، ح: ١٨٣٢ من حديث إدريس الأودي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٥. * أبوالبختري لم يسمع من أبي سعيد الخدري، ولكن للحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي.

الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ الْأَوْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اوقیوں سے کم (چاندی) میں زکاۃ نہیں۔''

٢٤٨٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

٢٤٨٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اوقیوں (٢٠٠ درہم) سے کم چاندی میں زکاۃ نہیں' نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ ہے اور نہ پانچ وسق سے کم غلے میں زکاۃ ہے۔''

(المعجم ٢٥) - بَابُ مَا يُوجِبُ الْعُشْرَ وَمَا يُوجِبُ نِصْفَ الْعُشْرِ (التحفة ٢٥)

باب:٢٥- کس زمین میں عشر اور کس میں نصف عشر واجب ہے؟

٢٤٩٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْهَيْثَمِ أَبُو جَعْفَرٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِي وَالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

٢٤٩٠- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس فصل کو بارش' نہریں یا چشمے سیراب کریں یا وہ نمی والی ہو' اس میں دسواں حصہ زکاۃ واجب ہے۔ اور جس فصل کو اونٹوں اور ڈول (راہٹ وغیرہ) کے ذریعے سے سیراب کیا جائے' اس میں بیسواں حصہ زکاۃ واجب ہے۔''

٢٤٨٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٦.

٢٤٩٠ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري، ح: ١٤٨٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٧.

فوائد ومسائل: ① اس سے ماقبل احادیث میں عشر والی فصل کا نصاب بیان کیا گیا تھا کہ کتنی فصل میں زکاۃ آئے گی؟ اس حدیث میں اس کی مقدار بیان کی گئی ہے کہ کتنی زکاۃ آئے گی؟ ② باقی تمام چیزوں میں زکاۃ سال کے بعد واجب ہوتی ہے' مثلاً: جانور' سونا' چاندی' رقم اور سامان تجارت' مگر غلہ اور پھلوں' یعنی فصل کی زکاۃ اس کی پیداوار کے موقع پر ہوتی ہے' اس کے لیے ایک سال کی قید نہیں۔ عموماً ہر فصل سال میں ایک دفعہ ہی ہوتی ہے' اس لیے گویا اس میں بھی زکاۃ سال بعد ہی ہوئی' البتہ ادائیگی فصل کی کٹائی کے موقع ہی پر واجب ہوتی ہے۔ ③ جانوروں کی زکاۃ مخصوص ہے جو تفصیل سے پیچھے بیان ہوئی۔ سونا' چاندی' رقم اور سامان تجارت کی زکاۃ کل مالیت کا چالیسواں حصہ ہوتی ہے لیکن فصل کی زکاۃ دسواں اور بیسواں حصہ ہوتی ہے اور اسے عموماً عشر کہا جاتا ہے۔ ④ فصل کی زکاۃ پانی کے لحاظ سے ہے۔ چونکہ فصل پانی کے بغیر نہیں ہوتی' لہٰذا پانی کا لحاظ ناگزیر تھا۔ اس سلسلے میں ضابطہ یہ ہے کہ جس پانی کے مہیا کرنے میں کوئی مشقت نہ ہو اور نہ اخراجات کرنے پڑتے ہوں' اس سے سیراب ہونے والی فصل کا دسواں حصہ (عشر) بطور زکاۃ دینا ہوگا' مثلاً: بارش' دریاؤں' اور چشموں کا پانی اپنے آپ نظام کائنات کے تحت فصل تک پہنچتا ہے' صرف پانی کو روکنا' موڑنا اور کھولنا ہی پڑتا ہے' اور یہ کوئی مشقت نہیں' کوئی زیادہ اخراجات بھی نہیں آتے' لہٰذا اس میں زکاۃ کی مقدار زیادہ رکھی گئی۔ اور جس پانی کے مہیا کرنے میں زیادہ مشقت ہو یا اخراجات کرنے پڑتے ہوں' اس سے سیراب ہونے والی فصل میں بیسواں حصہ (نصف عشر) زکاۃ لاگو ہوگی' مثلاً: کنویں سے پانی نکالنا بہت مشقت کا کام ہے' خواہ ڈول کے ذریعے سے نکالا جائے یا جانور کے ذریعے سے یا ٹیوب ویلوں کے ذریعے سے۔ اسی طرح اگر پانی دور سے مشکیزوں یا برتنوں میں لا کر فصل سیراب کرنی پڑے تو بھی بہت مشقت ہے' نیز اس میں اخراجات بھی کرنے پڑتے ہیں اور جانوروں کو استعمال کرنا پڑتا ہے' لہٰذا ان میں زکاۃ کی مقدار کم رکھی گئی ہے۔ ⑤ بعض علاقوں میں نہری پانی ہوتا ہے' اپنے آپ پہنچتا ہے مگر آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح اگر نہری پانی کے ساتھ ساتھ ٹیوب ویل کا پانی بھی لگانا پڑتا ہو جس میں بہت اخراجات آتے ہیں یا فصل صرف ٹیوب ویل کے ذریعے سے سیراب ہوتی ہو تو ان صورتوں میں بیسواں حصہ زکاۃ ہوگی۔ ٹیوب ویل' کنویں اور رہٹ کے حکم میں ہے۔ ⑥ زکاۃ کس فصل میں ہے؟ یہ کافی اختلافی مسئلہ ہے' البتہ غلہ جات پر عشر متفقہ ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے ہر اس فصل پر زکاۃ واجب کی ہے جو خوراک ہو اور اسے ذخیرہ کیا جا سکے۔ احناف نے ماپی اور تولی جانے والی چیز میں زکاۃ واجب کی ہے بشرطیکہ اسے ذخیرہ کیا جا سکے' خوراک ہونا ضروری نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ذاتی طور پر زمین کی ہر پیداوار میں عشر ضروری خیال فرماتے ہیں۔ ذخیرہ ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ جمہور اہل علم نے ذخیرہ ہو سکنے کو شرط مانا ہے۔ باقی رہے وہ پھل اور سبزیاں جو ذخیرہ نہیں ہو سکتے' جمہور کے نزدیک ان میں عشر نہیں' البتہ جن پھلوں کو کسی طریقے سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے' ان میں عشر ہے' مثلاً: انگور کو منقیٰ کی صورت میں محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ خوبانیوں کو بھی خشک کیا جا سکتا ہے۔ کماد کو چونکہ چینی' شکر اور گڑ کی صورت میں محفوظ کیا جا سکتا ہے' لہٰذا اس پر بھی عشر ہے۔

کپاس بھی قابل ذخیرہ چیز ہے' لہٰذا اس میں بھی عشر ہے' البتہ اس کے نصاب میں اختلاف ہے۔ اجتہاد کے ذریعے سے اس کے قلیل و کثیر میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ چارا وغیرہ جو جانوروں کے لیے کاشت کیا جاتا ہے' عشر سے مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ وقتی ضرورت کے لیے ہے۔ ⑥ اس روایت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ زمین کی ہر قلیل اور کثیر پیداوار میں عشر ہے' مگر نصاب کے بارے میں صریح روایات اس استدلال کے خلاف ہیں۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ جب باقی چیزوں' مثلاً: سونے' چاندی اور جانوروں وغیرہ میں نصاب معتبر ہے تو کیا وجہ ہے کہ فصل میں نصاب معتبر نہ ہو؟

٢٤٩١- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

٢٤٩١- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس فصل کو بارش' نہریں اور چشمے سیراب کریں' اس میں دسواں حصہ زکاۃ ہے۔ اور جس فصل کو اونٹوں کے ذریعے سے سیراب کیا جائے' اس میں بیسواں حصہ ہے۔''

٢٤٩٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ عَيَّاشٍ - عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرَ، وَفِيمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي نِصْفَ الْعُشْرِ.

٢٤٩٢- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا تو مجھے حکم دیا کہ میں بارش سے سیراب ہونے والی فصل میں سے دسواں حصہ اور ڈول وراہٹ کے ذریعے سے سیراب ہونے والی فصل سے بیسواں حصہ زکاۃ وصول کروں۔

٢٤٩١ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب ما فيه العشر أو نصف العشر، ح: ٩٨١ عن عمرو بن سواد وأحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٨.

٢٤٩٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٦، ٣٠٣٨ من حديث شقيق أبي وائل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٩. وضعفه النسائي (تحفة الأشراف: ٨/ ٤٠٠)، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

(المعجم ٢٦) - كَمْ يَتْرُكُ الْخَارِصُ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶-اندازہ لگانے والا کتنا چھوڑ دے

٢٤٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ خُبَيْبَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَسْعُودِ بْنِ نِيَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: أَتَانَا وَنَحْنُ فِي السُّوقِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوا، وَدَعُوا الثُّلُثَ، فَإِنْ لَّمْ تَأْخُذُوا أَوْ تَدَعُوا الثُّلُثَ - شَكَّ شُعْبَةُ - فَدَعُوا الرُّبُعَ».

۲۴۹۳-حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود بن نیار سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بازار میں تشریف لائے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تم (عشر وصول کرتے وقت فصل یا پھل کا) اندازہ لگاؤ تو اندازے میں سے تیسرا حصہ چھوڑ دو۔ اگر تیسرا حصہ نہ چھوڑ و تو چوتھا حصہ ضرور چھوڑ دو۔''

فوائد ومسائل: ① حکومت جن فصلوں یا پھلوں کا عشر وصول کرتی تھی' ان میں طریقۂ کار یہ تھا کہ فصل یا پھل پکنے سے پہلے سمجھ دار ماہر لوگ اندازہ لگانے کے لیے بھیجے جاتے جو یہ اندازہ لگاتے کہ فلاں آدمی کی فصل یا پھل اتنا ہونے کی توقع ہے۔ اسے ''خرص'' کہا جاتا تھا۔ ② خرص کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ پھل یا فصل پکنے کے بعد مالک کھانے کھلانے میں آزاد ہوتا تھا۔ جو چاہے کھائے' دوسروں کو کھلائے۔ حکومت کٹائی کے موقع پر اندازے (خرص) کے مطابق عشر وصول کر لیتی تھی۔ اس طریقے سے نہ مالک کو تنگی ہوتی تھی اور نہ حکومت کو اعتراض کا موقع ملتا تھا۔ ③ احناف خرص کے قائل نہیں کہ پتا نہیں اندازہ صحیح ہو یا نہ ہو۔ اس طرح کسی پر ظلم بھی ہوسکتا ہے' لہٰذا یہ سود والی علت کی بنا پر منع ہے' مگر وہ یہ بات نظر انداز کر گئے کہ اس میں فریقین کا فائدہ ہے۔ باقی رہا ظلم کا امکان تو اس کا حل رسول اللہ ﷺ نے اگلے الفاظ میں خود ہی تجویز فرما دیا ہے کہ اندازہ لگانے کے بعد تیسرے یا چوتھے حصے کی رعایت دی جائے' نیز خود رسول اللہ ﷺ اپنی حیات طیبہ میں اور خلفائے راشدین اپنے اپنے ادوار مبارکہ میں اور عام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اگر یہ سود یا جوئے کے مشابہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس قسم کا اقدام نہ فرماتے' اور نہ اس کی اجازت ہی مرحمت فرماتے۔ کیا مانعین رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ دین کے خیر خواہ یا ان سے زیادہ علم والے ہیں؟ دراصل شریعت لوگوں کی تنگی کا بھی لحاظ رکھتی ہے'

٢٤٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في الخرص، ح:١٦٠٥، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في الخرص، ح:٦٤٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٧٠، وصححه ابن خزيمة، ح:٤/ ٤٢، ٢٣١٩، ٢٣٢٠، وابن حبان، ح:٧٩٨، والحاكم: ١/ ٤٠٢، والذهبي.

جیسے بلی کے جوٹھے کا پلید نہ ہونا اس کی واضح دلیل ہے۔ ④ ''تیسرا حصہ چھوڑ دو۔'' کیونکہ ضروری نہیں اندازے کے مطابق ہی پیداوار ہو۔ جانور کھا جاتے ہیں' ناگہانی آفات سے فصل اور پھل کا نقصان ہوسکتا ہے' لوگ اور سائلین بھی کمی کا موجب بن سکتے ہیں' اس لیے مالک کو رعایت چاہیے۔ چونکہ حالات مختلف ہوتے ہیں' لہٰذا تیسرے یا چوتھے حصے یا ان کے مابین کمی کا اختیار دیا تاکہ کسی پر زیادتی نہ ہو۔ اگر زیادہ نقصان ہو جائے تو اس سے زیادہ بھی رعایت دینی پڑے گی۔

(المعجم ٢٧) - قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ [البقرة: ٢٦٧] (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧-اللہ کے فرمان: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ کی تفسیر

٢٤٩٤- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ الْيَحْصَبِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فِي الْآيَةِ الَّتِي قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ قَالَ: هُوَ الْجُعْرُورُ وَلَوْنُ حُبَيْقٍ، فَنَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُؤْخَذَ فِي الصَّدَقَةِ الرُّذَالَةُ.

٢٤٩٤-حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ ''تم (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے وقت ردی چیز نہ دیا کرو۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا مصداق جُعرور اور لَون حُبیق کھجوریں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ میں ردی اور ناقص مال وصول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: جُعرور اور لون حُبَیق کھجوروں کی ردی قسمیں ہیں۔ چھوٹی چھوٹی کھجوریں ہوتی تھیں جن کی کوئی وقعت نہ تھی' البتہ یاد رہے کہ اگر پیداوار ہی اس قسم کی ہے تو ظاہر ہے کہ زکاۃ میں بھی وہی دی جائیں گی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر پیداوار میں اچھی قسم کی یا ملی جلی کھجوریں ہوں تو زکاۃ میں ردی کھجوریں نہ لی جائیں جیسی پیداوار ہو' اس کے مطابق ہی زکاۃ چاہیے تاکہ بیت المال کا نقصان ہو' نہ مالک کا۔

٢٤٩٥- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٤٩٥-حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٢٤٩٤ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٢٧١، وأخرجه أبوداود، ح: ١٦٠٧ من حديث الزهري عن أبي أمامة عن أبيه به مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣١٣.

٢٤٩٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة، ح: ١٦٠٨، وابن ماجه،◄◄

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبِيَدِهِ عَصًا، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قُنْوَ حَشَفٍ، فَجَعَلَ يَطْعَنُ فِي ذٰلِكَ الْقُنْوِ فَقَالَ: «لَوْ شَاءَ رَبُّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْ هٰذَا، إِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ حَشَفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ کوئی شخص (مسجد میں بطور صدقہ) ردی قسم کی کھجور کا ایک خوشہ لٹکا گیا تھا۔ آپ اس خوشے پر اپنی لاٹھی مارنے لگے اور فرمایا: ''اگر اس صدقے والا چاہتا تو اس سے اچھی کھجور کا صدقہ کر سکتا تھا۔ بلاشبہ اس قسم کا صدقہ کرنے والا قیامت کے دن ردی کھجوریں ہی کھائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ صدقہ نفل تھا کیونکہ فرض عشر تو حکومتی عمال خود وصول کرتے تھے۔ ② ''ردی کھجوریں ہی کھائے گا۔'' یعنی اسے ردی کھجوروں ہی کا ثواب ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں کیا جا سکتا۔ یا یہ کہ اسے وہاں کھانے کو ردی کھجوریں ہی ملیں۔ دوسرا مفہوم ظاہر الفاظ کے زیادہ قریب ہے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْمَعْدِنِ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- کان (سے نکلنے والی معدنیات) کا بیان

٢٤٩٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: «مَا كَانَ فِي طَرِيقٍ مَأْتِيٍّ أَوْ فِي قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ فَعَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَلَكَ، وَمَا لَمْ يَكُنْ فِي طَرِيقٍ مَأْتِيٍّ وَلَا فِي قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ فَفِيهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

٢٤٩٦- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جو چیز آمد و رفت والے راستے سے یا آباد بستی سے ملے تو اس کا ایک سال تک اعلان کرو۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تمھارے لیے جائز ہے۔ اور جو چیز آمد و رفت والے راستے سے یا آباد بستی سے نہ ملے تو ایسی چیز اور مدفون خزانہ (ملنے کی صورت)

◀◀ الزكاة، باب النهي أن يخرج في الصدقة شر ماله، ح: ١٨٢١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٧٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٦٧، وابن حبان، ح: ٨٣٧، والحاكم: ٤/ ٤٢٥، ٤٢٦، والذهبي.

٢٤٩٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ١٧١٢ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٧٣ (انظر الحديث الآتي برقم، ح: ٤٩٦١)، وهذا طرف منه.

میں پانچواں حصہ ہے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں کان (معدنی) کا ذکر نہیں۔ شاید امام نسائی ؒ نے کان کو لُقَطَہ کا حکم دیا ہے کیونکہ کان بھی عموماً بے آباد جگہ پر اور راستے سے دور مقامات میں ہوتی ہے۔ اس صورت میں کان سے نکلنے والی معدنیات میں سے پانچواں حصہ بیت المال کا ہوگا' باقی کان دریافت کرنے والے کا ہوگا۔ احناف کا بھی یہی موقف ہے مگر اس کی کوئی صریح دلیل نہیں سوائے قیاس کے۔ لقطہ پر قیاس کیا جائے یا مدفون خزانے پر یا مال غنیمت پر۔ جمہور اہل علم' جیسے مالک' شافعی' احمد اور امام بخاری ؒ نے اسے مال تجارت سمجھ کر اس پر چالیسواں حصہ زکاۃ عائد کی ہے۔ مناسب بھی یہی ہے کیونکہ صریح حکم کے بغیر سخت زکاۃ' یعنی پانچواں حصہ مناسب نہیں جیسا کہ احناف کا خیال ہے۔ ② آمدورفت والے راستے یا آبادبستی کے لقطہ (گری پڑی چیز جو کسی کو مل جائے) میں مالک کے ملنے کا امکان زیادہ بلکہ یقینی ہوتا ہے' اس لیے اعلان کا حکم دیا اور وہ بھی ایک سال تک کیونکہ سال میں عموماً سفر دوبارہ ہو ہی جاتا ہے۔ غیر آباد راستے یا آبادی سے دور ملنے والی چیز کے مالک کے ملنے کا امکان کم ہوتا ہے' لہٰذا اعلان کی ضرورت محسوس نہ فرمائی' البتہ اس میں حکومت کا حصہ پانچواں رکھ دیا کیونکہ یہ مال اسے بغیر محنت کے ملا ہے۔ امام صاحب نے معدنی کان کو بھی اس پر قیاس کر لیا کہ وہ بھی بغیر محنت کے ملتی ہے' حالانکہ کان دریافت کرنے کے لیے بہت محنت بلکہ اخراجات کرنے پڑتے ہیں اور پھر کان سے معدنیات نکالنے میں بھی بہت محنت اور اخراجات کی ضرورت پڑتی ہے' لہٰذا یہ قیاس مناسب نہیں۔ واللہ أعلم. ③ ’’ورنہ تیرے لیے جائز ہے۔‘‘ احناف نے اسے فقیر کے ساتھ خاص کیا ہے' حالانکہ اگر ایسی بات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ضرور بیان فرماتے کیونکہ آپ کا فرمان تو مستقل حجت ہے۔ اس کے لیے صرف یہ امکان کافی نہیں کہ سائل فقیر ہوگا۔ بعض روایات میں آپ نے یہی اجازت حضرت ابی بن کعب ؓ کو فرمائی تھی' حالانکہ وہ مشہور غنی تھے۔

٢٤٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

۲۴۹۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جانور کا کیا ہوا نقصان رائیگاں ہے' کنویں کا نقصان رائیگاں ہے اور معدنی کان کا نقصان بھی رائیگاں ہے۔ اور مدفون خزانے میں پانچواں حصہ ہے۔‘‘

٢٤٩٧ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: في الركاز الخمس، ح: ١٤٩٩، ومسلم، الحدود، باب: جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ١٧١٠ من حديث الزهري عن سعيد بن المسيب وأبي سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٧٤.

الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ».

فوائد و مسائل: ① عجماء کے معنی ہیں: گونگا۔ چونکہ جانور ہمارے لحاظ سے بے زبان ہیں' لہٰذا انھیں عجماء یا گونگے ہی کہا جاتا ہے۔ جانور مالک سے بھاگ جائے یا چرتے پھرتے کوئی نقصان کر دے' مثلاً: کسی کو سینگ مار دے یا ٹانگ لگا دے یا کوئی اس سے گر پڑے اور زخم آ جائے تو جانور کے مالک پر کوئی تاوان نہ ڈالا جائے گا کیونکہ جانوران مسائل میں بے سمجھ ہیں اور مالک پاس نہیں' یا اگر ہو بھی تو اس کا کوئی قصور نہیں' البتہ اگر اس نقصان میں مالک کا کوئی دخل ہو' مثلاً: اس نے خود جانور کو کسی کے پیچھے لگایا یا روکنے کی کوشش ہی نہیں کی یا عادی نقصان پہنچانے والا جانور قصداً کھلا چھوڑا (مثلاً: کاٹنے والا کتا یا کوئی درندہ رکھا اور کھلا چھوڑا) تو اس پر نقصان کا تاوان ڈالا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر جانور رات کو کھلا چھوڑ دے اور وہ کسی کی فصل چر جائے یا دن کے وقت اس کی موجودگی میں جانور کسی کی فصل چر جائے تو وہ نقصان بھی جانور کے مالک کے ذمے ہوگا۔ ② کان یا کنواں کھودتے وقت یا اس میں کام کرتے وقت کوئی شخص کان یا کنواں گرنے سے زخمی ہو جائے یا مر جائے تو مالک پر کوئی تاوان نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص کان یا کنویں میں گر کر زخمی ہو جائے یا مر جائے تو مالک سے کوئی تاوان وصول نہیں کیا جا سکتا الا یہ کہ اس کا کوئی جرم ثابت ہو۔ ③ بعض کا کہنا ہے کہ مدفون خزانہ کسی سرکاری جگہ سے ملے تو بیت المال کو خمس ادا کیا جائے گا' باقی اس کو جسے ملا۔ اگر اپنی ذاتی جگہ سے ملا تو اس میں حکومت کا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن راجح یہ ہے کہ جونسی بھی زمین ہو' مدفون خزانہ ملنے پر خمس ادا کیا جائے گا۔ حدیث میں کسی خاص زمین کا تعین نہیں۔ واللہ أعلم.

٢٤٩٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

٢٤٩٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔

٢٤٩٨- أخرجه مسلم، ح: ١٧١٠/ ٤٥ج من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٧٥.

٢٤٩٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «جَرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

۲۴۹۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جانور کا لگایا ہوا زخم رائیگاں ہے اور کنویں کی وجہ سے ہونے والا نقصان رائیگاں ہے اور معدنی کان کی وجہ سے ہونے والا نقصان بھی رائیگاں ہے اور مدفون خزانہ (ملنے کی صورت) میں پانچواں حصہ (بیت المال کا) ہے۔''

٢٥٠٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهِشَامٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

۲۵۰۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنویں کی وجہ سے ہونے والا نقصان رائیگاں ہے' جانور کا لگایا ہوا زخم رائیگاں ہے اور کان (معدنی) کی وجہ سے ہونے والا نقصان بھی رائیگاں ہے' اور مدفون شدہ خزانہ (مل جائے تو اس میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کا) ہوگا۔''

(المعجم ٢٩) - بَابُ زَكَاةِ النَّحْلِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹- مکھیوں کے شہد میں زکاۃ

٢٥٠١- أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ هِلَالٌ إِلَى

۲۵۰۱- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے شہد کی زکاۃ لے کر آئے اور آپ سے عرض کیا کہ آپ (شہد والی) وادی سَلَبَہ ان کے لیے مخصوص فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

٢٤٩٩ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: في الركاز الخمس، ح: ١٤٩٩، ومسلم، الحدود، باب: جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ١٧١٠/ ٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٦٨، ٨٦٩، والكبرٰى، ح: ٢٢٧٦.

٢٥٠٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٨ عن هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٧٧.

٢٥٠١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب زكاة العسل، ح: ١٦٠٠ من حديث أحمد بن أبي شعيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٧٨.

رَسُولِ اللهِ ﷺ بِعُشُورِ نَحْلٍ لَهُ، وَسَأَلَهُ أَنْ يَّحْمِيَ لَهُ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ: سَلَبَةُ، فَحَمٰى لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ الْوَادِيَ، فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، كَتَبَ سُفْيَانُ بْنُ وَهْبٍ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ، فَكَتَبَ عُمَرُ: إِنْ أَدّٰى إِلَيَّ مَا كَانَ يُؤَدِّي إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ عُشْرِ نَحْلِهِ فَاحْمِ لَهُ سَلَبَةَ ذٰلِكَ، وَإِلَّا فَإِنَّمَا هُوَ ذُبَابُ غَيْثٍ يَأْكُلُهُ مَنْ شَاءَ.

وہ وادی ان کے لیے مخصوص فرما دی' پھر جب حضرت عمر بن خطاب ؓ خلیفہ بنے تو (وہاں کے حاکم) سفیان بن وہب نے حضرت عمر بن خطاب ؓ سے اس بارے میں دریافت کرنے کے لیے خط لکھا تو حضرت عمر ؓ نے جواباً لکھا کہ اگر وہ تجھے اپنے شہد کا عشر ادا کرتے رہیں جو رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو وادیٔ سَلَبَہ ان کے لیے مخصوص رکھو ورنہ یہ بارشی مکھی (کا شہد) ہے' جو چاہے اسے کھائے۔

فوائد و مسائل: ① شہد میں زکاۃ اختلافی مسئلہ ہے۔ امام ابوحنیفہ' امام احمد بن حنبل ؒ شہد میں عشر کے قائل ہیں کیونکہ اس بارے میں کچھ احادیث منقول ہیں' اگرچہ بعض میں کلام ہے مگر مجموعی طور پر قوی ہو جاتی ہیں' لہٰذا وہ قابل حجت ہیں۔ شیخ البانی ؒ وغیرہ نے شہد میں عشر کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل اور طرق و شواہد کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (إرواء الغليل' رقم الحديث: ۸۱۰) امام ابوحنیفہ ؒ تو ہر قلیل و کثیر شہد میں عشر کے قائل ہیں۔ لیکن یہ موقف درست نہیں کیونکہ انھی احادیث میں اس کا نصاب بھی دس مشکیزے بتایا گیا ہے۔ اور یہی راجح ہے۔ امام مالک' امام شافعی اور امام بخاری ؒ شہد میں عشر کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک مذکورہ روایات ضعیف ہیں' نیز اس باب میں مذکور حدیث میں ایک علاقہ حضرت ہلال ؓ کے لیے مخصوص کرنے کے عوض شہد کا ایک حصہ وصول کرنے کا ذکر ہے۔ جس سے لگتا ہے کہ اگر علاقہ مخصوص نہ کیا جاتا تو عشر کا مطالبہ نہ ہوتا جیسا کہ حضرت عمر ؓ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ چونکہ علاقہ مخصوص کرنے کی وجہ سے ان کے پاس شہد کی کثیر مقدار جمع ہو جاتی تھی' لہٰذا ان پر زکاۃ واجب تھی جبکہ معمولی مقدار میں شہد حاصل کرنے والے پر زکاۃ (عشر) واجب نہیں' جس طرح دوسری عشری چیزوں میں ہے۔ بہرحال تجارتی بنیادوں پر شہد کا وسیع کاروبار کرنے والوں پر زکاۃ لاگو ہوگی۔ ② ''بارشی مکھی'' کیونکہ بارش کا اس کی افزائش سے گہرا تعلق ہے' اسی لیے بارشی موسم میں مکھی زیادہ ہوتی ہے' یا جن چیزوں پر اس مکھی کا گزارہ ہوتا ہے' وہ بارش ہی سے اگتی اور بڑھتی ہیں۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- رمضان کی زکاۃ (صدقۃ الفطر) فرض ہے

٢٥٠٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

۲۵۰۲- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا صدقہ (صدقۃ الفطر) ہر آزاد غلام مذکر اور مؤنث پر کھجور اور جو کا ایک صاع مقرر فرمایا تھا۔ بعد میں لوگوں نے اس کی جگہ گندم کا نصف صاع ٹھہرالیا۔

فوائد ومسائل: ① اس صدقے کو زکاۃ رمضان اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ رمضان المبارک کے روزوں کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور صدقۃ الفطر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی ادائیگی افطار یعنی رمضان المبارک کے اختتام پر واجب ہوتی ہے جیسے اس عید کو عید الفطر کہتے ہیں۔ ② غلام پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے البتہ غلام کی طرف سے ادائیگی اس کا مالک کرے گا بشرطیکہ مالک مسلمان ہو۔ اگر مالک ادا نہیں کرتا اور غلام استطاعت رکھتا ہے تو وہ خود ادا کر دے گا۔ اگر مالک کافر ہے اور غلام استطاعت نہیں رکھتا تو پھر اسے معاف ہے کیونکہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ ③ "کھجور اور جو کا ایک صاع" اس دور میں عرب میں عام خوراک یہی دو چیزیں تھیں لہٰذا ان میں ایک صاع مقرر فرما دیا۔ گندم کا عام رواج نہ تھا بعد میں رفاہیت کا دور آیا تو لوگوں نے عموماً گندم کھانی شروع کر دی لیکن گندم کھجور اور جو کی نسبت بہت مہنگی تھی اس لیے قیمت کا حساب لگاتے ہوئے گندم کے نصف صاع کو کھجور اور جو کے ایک صاع کے برابر قرار دیا گیا۔ یہ ایک لحاظ سے گنجائش تھی اور اسے گنجائش ہی سمجھنا چاہیے کیونکہ فی زمانہ ہمارے ہاں گندم کھجور سے کافی سستی ہے اس لیے اب اس کا ایک صاع نکالنا ہی افضل ہے اور یہ حکمت کے عین موافق بھی ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمَمْلُوكِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- غلام اور لونڈی پر بھی زکاۃ رمضان (صدقۃ الفطر) فرض ہے

٢٥٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۲۵۰۳- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر ہر مذکر، مؤنث، آزاد اور

٢٥٠٢_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك، ح: ١٥١١، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤/ ١٤ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٧٩.

٢٥٠٣_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٠.

قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ قَالَ: فَعَدَلَ النَّاسُ إِلَى نِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

غلام پر کھجور یا جو کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔ بعد میں لوگوں نے گندم کے نصف صاع کو اختیار کر لیا۔

فوائد و مسائل: ① صدقۃ الفطر ہر امیر اور غریب پر واجب ہے' جو خود فقیر و نادار ہے وہ اگرچہ لینے کا مستحق ہے لیکن اس کے پاس جو صدقۃ الفطر جمع ہو جائے اس میں سے اپنا صدقہ نکالے' نیز اس کے وجوب کے لیے روزے رکھنا شرط نہیں۔ اگر کسی نے شرعی عذر کی بنا پر روزے نہ رکھے ہوں تو صدقۃ الفطر اس پر بھی واجب ہے حتی کہ نومولود بچے پر بھی اور کھوسٹ بوڑھے پر بھی' مریض پر بھی اور مسافر پر بھی۔ ② ایک صاع 2 کلو 100 گرام ہے جسے تقریباً ڈھائی کلو کہتے ہیں۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے (حدیث: ۲۵۱۵ کے) فوائد میں آئے گی۔

(المعجم ٣٢) - فَرْضُ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّغِيرِ (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- زکاۃ رمضان (صدقۃ الفطر) بچے پر بھی فرض ہے

٢٥٠٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ، حُرٍّ وَعَبْدٍ، ذَكَرٍ وَأُنْثَى، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

۲۵۰۴- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکاۃ (صدقۃ الفطر) ہر چھوٹے' بڑے' آزاد' غلام اور مذکر و مؤنث پر کھجور اور جو کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٣) - فَرْضُ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ دُونَ الْمُعَاهِدِينَ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- زکاۃ رمضان مسلمانوں پر فرض ہے' ذمیوں پر نہیں

٢٥٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا

۲۵۰۵- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا صدقۂ فطر ہر

٢٥٠٤ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤/ ١٢ عن قتيبة، والبخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين، ح: ١٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٤، والكبرى، ح: ٢٢٨١.

٢٥٠٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٢.

أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

آزاد، غلام، مذکر ومؤنث مسلمان پر کھجور اور جو سے ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① صدقۂ فطر ایک عبادت ہے۔ روزوں کی بنا پر واجب ہوتا ہے۔ ادائیگی عید الفطر سے پہلے کی جاتی ہے۔ یہ سب چیزیں مسلمانوں کے ساتھ خاص ہیں، لہٰذا مسلمان ہی پر واجب ہوگا، کسی کافر پر واجب نہ ہوگا۔ مِنَ الْمُسْلِمِين کے الفاظ اس کی واضح دلیل ہیں۔ مگر احناف کے نزدیک کافر غلام پر بھی واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے: [لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ] ''مسلمان پر اس کے غلام میں صرف صدقۂ فطر ہی واجب ہے۔'' (صحيح مسلم، الزكاة، حديث:۹۸۲/۱۰) حدیث میں ''عبد'' عام ہے، خواہ مسلم ہو یا کافر، لیکن یہ حدیث عام ہے اس کا مفہوم دوسری صریح حدیث کی روشنی میں متعین ہوگا اور وہ یہی مذکورہ بالا حدیث ہے جس میں یہ وضاحت ہے کہ جن کی طرف سے نکالا جائے وہ مسلم ہو، اور زیر بحث حدیث خاص بھی ہے، اصول ہے کہ عام کو خاص پر محمول کیا جاتا ہے، اس طرح دونوں احادیث کا مفہوم برقرار رہتا ہے اور ان میں تعارض بھی پیدا نہیں ہوتا۔ امام طحاوی اس مذکورہ بالا حدیث کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ من المسلمین کی شرط کا تعلق مخرجین، یعنی صدقہ نکالنے والوں کے ساتھ ہے، نہ کہ ان سے جن کی طرف سے صدقہ دیا جاتا ہے، لیکن یہ تاویل بلا دلیل اور دیگر دلائل وروایات کی روشنی میں بے معنی ہے، اس لیے کہ اس حدیث میں غلام کا اور ایک دوسری صحیح حدیث میں بچے کا بھی ذکر آتا ہے کیا یہ بھی مخرجین میں شمار ہوتے ہیں، نیز صحیح مسلم کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ من المسلمین کی شرط کا تعلق ان لوگوں سے ہے جن کی طرف سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا۔ [عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، حُرٍّ أَوْعَبْدٍ......] ''مسلمانوں کے ہر فرد پر (فرض کیا ہے) خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔'' (صحيح مسلم، الزكاة، حديث:۹۸۴/۱۶) جب کافر وجوب کا اہل ہی نہیں تو اس کی طرف سے ادائیگی کیسی؟ ② ہر مسلمان کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقیر اور محتاج بھی صدقۂ فطر ادا کرے گا۔ ③ ''رمضان کی زکاۃ۔'' ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر کے دو مقاصد بیان فرمائے ہیں: [طُهْرَةً لِلصِّيَامِ......وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ] (سنن أبي داود، الزكاة، حديث:۱۶۰۹) یعنی یہ ادا شدہ روزوں کو پاکیزہ بنائے گا اور یاوہ گوئی کی آلودگی سے روزے کو صاف کرے گا، نیز مساکین کے لیے کھانے کا انتظام ہو جائے گا، اس لیے صدقۃ الفطر کو روزوں یا رمضان کی زکاۃ کہنا مناسب

ہے۔ یہاں زکاۃ کے معنی پاکیزگی ہیں۔ (باقی مباحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۵۱۰)

٢٥٠٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

۲۵۰۶- حضرت ابن عمر ﷠ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر ہر چھوٹے' بڑے' مذکر' مؤنث' آزاد اور غلام مسلمان پر کھجور اور جو سے ایک صاع مقرر فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اس کی ادائیگی نماز عید کے لیے جانے سے پہلے کی جائے۔

فوائد ومسائل: ① صدقۂ فطر کی ادائیگی نماز عید فطر سے قبل واجب ہے نماز کے بعد ادا کیا ہوا صدقہ، صدقۂ فطر نہیں ہوگا اور تاخیر کرنے والا شخص اس واجب کی ادائیگی سے محروم رہے گا۔ سنن ابوداود میں حدیث ہے کہ جس نے صدقۂ فطر عید سے پہلے ادا کیا تو وہ مقبول ہے اور اگر عید کے بعد ادا کیا گیا تو وہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ متصور ہوگا۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الزكاة' حديث: ۱۶۰۹) ② صدقۃ الفطر وقت سے پہلے بھی دیا جا سکتا ہے کیونکہ مقصد تو فقیر کی حاجت برآری ہے' خصوصاً اگر صدقۃ الفطر اجتماعی طور پر جمع کر کے تقسیم کرنا مقصود ہو تو لازماً وقت سے پہلے ہی اکٹھا کیا جائے گا۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بعض صحابہ سے چند دن قبل صدقۃ الفطر جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(المعجم ٣٤) - كَمْ فُرِضَ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- صدقۃ الفطر کتنا فرض کیا گیا؟

٢٥٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ

۲۵۰۷- حضرت ابن عمر ﷠ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر ہر چھوٹے' بڑے' مذکر'

٢٥٠٦ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب فرض صدقة الفطر، ح: ١٥٠٣ عن يحيى بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٣.

٢٥٠٧ـ أخرجه البخاري، صدقة الفطر، باب صدقة الفطر على الصغير والكبير، ح: ١٥١٢، ومسلم، ح: ٩٨٤/ ١٣ (وانظر الحديث المتقدم، ح: ٢٥٠٤) من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٤.

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى، وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

مؤنث' آزاد اور غلام پر کھجور اور جو سے ایک صاع فرض (مقرر) کیا ہے۔

فائدہ: صدقۃ الفطر کی مقدار کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۵۰۲.

(المعجم ٣٥) - بَابُ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نُزُولِ الزَّكَاةِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- صدقۂ فطر کی فرضیت زکاۃ کا حکم اترنے سے پہلے تھی

٢٥٠٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: كُنَّا نَصُومُ عَاشُورَاءَ وَنُؤَدِّي زَكَاةَ الْفِطْرِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ وَنَزَلَتِ الزَّكَاةُ، لَمْ نُؤْمَرْ بِهِ وَلَمْ نُنْهَ عَنْهُ، وَكُنَّا نَفْعَلُهُ.

۲۵۰۸- حضرت قیس بن سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ ہم عاشوراء (۱۰ محرم الحرام) کا روزہ رکھتے تھے اور صدقۃ الفطر ادا کیا کرتے تھے۔ جب رمضان المبارک کے روزوں اور زکاۃ کی فرضیت نازل ہوئی تو نہ ہمیں اس کا نیا حکم دیا گیا اور نہ اس سے روکا گیا۔ ویسے ہم یہ کام کرتے رہے۔

فائدہ: اس روایت سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ صدقۃ الفطر فرض نہیں رہا' حالانکہ اس قول میں ایسی کوئی صراحت نہیں کیونکہ ایک نئی چیز کی فرضیت سے پرانی چیز کی فرضیت منسوخ نہیں ہو جاتی۔ اور نہ اس کے لیے کسی نئے حکم ہی کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ دوسری صریح روایات میں اس کی فرضیت ثابت ہے۔ زکاۃ کی فرضیت تو ۲ھ کی ہے۔ بعد میں مسلمان ہونے والے حضرات نے اس کی فرضیت ذکر کی ہے' مثلاً: حضرت ابن عباس ؓ (دیکھیے' حدیث: ۲۵۱۰، ۲۵۱۷) لہٰذا صدقۃ الفطر زکاۃ کی فرضیت کے باوجود فرض ہے' البتہ احناف نے اسے واجب کہا ہے مگر عملاً واجب اور فرض میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ باقی رہا عاشوراء کا روزہ تو اس کے بارے میں صراحتاً مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے اسے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دے دیا تھا۔

٢٥٠٨ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٣٤٩، ح: ٨٨٨ من حديث الحكم به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٥، والحديث الآتي شاهد له. * عمرو بن شرحبيل هو أبوميسرة.

٢٥٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ، فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ.

۲۵۰۹- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر (کی ادائیگی) کا حکم زکاۃ (کی فرضیت) اترنے سے پہلے دیا تھا۔ جب زکاۃ (کی فرضیت) نازل ہوئی تو نہ آپ نے اس کا (نیا) حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔ ہم اس (صدقۂ فطر) کو ادا کرتے رہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو عَمَّارٍ اسْمُهُ عَرِيبُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَعَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ يُكَنّٰى أَبَا مَيْسَرَةَ، وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ خَالَفَ الْحَكَمَ فِي إِسْنَادِهِ، وَالْحَكَمُ أَثْبَتُ مِنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابوعمار کا نام عَرِیب بن حمید ہے' عمرو بن شرحبیل کی کنیت ابومیسرہ ہے۔ سلمہ بن کہیل نے اس حدیث کی سند کے بیان میں حکم کی مخالفت کی ہے' لیکن حکم سلمہ بن کہیل سے زیادہ ثقہ ہیں۔

فائدہ: سابقہ روایت میں حضرت حکم نے قاسم بن مخیمرۃ کا استاد عمرو بن شرحبیل بتلایا ہے جبکہ سلمہ بن کہیل نے ابوعمار ہمدانی بتلایا ہے۔

(المعجم ٣٦) - مَكِيلَةُ زَكَاةِ الْفِطْرِ (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- صدقۃ الفطر کی مقدار کا بیان

٢٥١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ - وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ - فِي آخِرِ

۲۵۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے' جب وہ بصرہ کے حاکم تھے ماہ رمضان المبارک کے آخر میں (خطبہ دیا) فرمایا: اپنے روزوں کی زکاۃ (صدقۃ الفطر) نکالو۔ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا:

٢٥٠٩- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب صدقة الفطر، ح: ١٨٢٨ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٨٦، وللحديث شواهد.

٢٥١٠- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٥٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٨٧.

الشَّهْرِ: أَخْرِجُوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ، فَنَظَرَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ، فَقَالَ: مَنْ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ قُومُوا فَعَلِّمُوا إِخْوَانَكُمْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّ هٰذِهِ الزَّكَاةَ فَرَضَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى كُلِّ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى، حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ، صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ، فَقَامُوا. خَالَفَهُ هِشَامٌ فَقَالَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ.

یہاں جو مدینہ منورہ کے لوگ ہیں اٹھیں اور اپنے (بصری) بھائیوں کو تعلیم دیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ ہر مذکر ومؤنث اور آزاد وغلام پر کھجور اور جو کا ایک صاع اور گندم کا آدھا صاع فرض کیا ہے۔ تو لوگ اٹھے۔

ہشام نے حمید کی مخالفت کی ہے‘ اس نے (حسن کے بجائے) ابن سیرین کا نام لیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کی صحت اور ضعف کی بابت تحقیق حدیث: ۱۵۸۱ کے فوائد میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ درست اور صحیح ہے۔ ② بصرے میں سب لوگ اتنے تعلیم یافتہ نہ تھے جبکہ مدینے کے لوگ عالم تھے کیونکہ مدینہ منورہ علم کا مرکز تھا۔ ③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بصرے کے حاکم رہے۔ ④ اس روایت سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گندم سے نصف صاع مقرر فرمایا تھا۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ جبکہ بعض دیگر روایات سے تصدیق ہوتی ہے کہ نصف صاع بھی خود رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا۔ یہ صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کا اجتہاد نہ تھا‘ نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عہد نبوی میں گندم کا وجود نہ تھا‘ نصف صاع گندم کی روایات مجموعی اعتبار سے واقعی قابل استناد ہیں۔ دیکھیے: (الصحیحة: ۱۷۱/۳) لہٰذا نصف صاع گندم کی ادائیگی بھی درست ہے۔ بہرحال اس سب کے باوجود‘ خصوصاً ہمارے خطے پاک و ہند میں‘ ایک صاع گندم دینا ہی اولیٰ وافضل ہے کیونکہ اس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل تھا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور اس کے بعد بھی۔ واللہ أعلم.

٢٥١١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ مَخْلَدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذَكَرَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ

۲۵۱۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صدقۃ الفطر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: صدقۃ الفطر گندم‘ کھجور‘ جو یا سُلت سے ایک صاع ادا کرو۔

٢٥١١- [صحيح موقوف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٤١٥ من حديث هشام بن حسان القردوسي به، وعنعن، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٨. * مخلد هو ابن حسين المصيصي، وللحديث شاهد صحيح عند ابن خزيمة: ٤/ ٨٩، ح: ٢٤١٧.

قَالَ: صَاعًا مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتٍ.

فائدہ: سُلت جو کی ایک قسم ہے جو گندم سے قریب تر ہے۔ اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمام غلہ جات میں صدقۂ فطر ایک صاع ہی فرمایا ہے اور یہی افضل ہے۔

٢٥١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَخْطُبُ عَلَى مِنْبَرِكُمْ - يَعْنِي مِنْبَرَ الْبَصْرَةِ - يَقُولُ: صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ.

٢٥١٢- حضرت ابو رجاء سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تمھارے، یعنی بصرے کے منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے سنا کہ صدقۃ الفطر ہر کھائی جانے والی چیز سے ایک صاع ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَثْبَتُ الثَّلَاثَةِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ (اس حدیث کا راوی ایوب) تینوں میں سے زیادہ قوی ہے۔

فائدہ: یہ روایت تین حضرات نے بیان کی ہے، حمید، ہشام، ایوب۔ حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شاگرد حسن بتلایا ہے، ہشام نے ابن سیرین اور ایوب نے ابو رجاء۔ امام نسائی رحمہ اللہ ایوب کی روایت کو ترجیح دے رہے ہیں کیونکہ وہ زیادہ ثقہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی دو حضرات کی روایات درست نہیں، عجب نہیں تینوں (حسن، ابن سیرین، ابو رجاء) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان سنا اور بیان کیا ہو۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ التَّمْرِ فِي زَكَاةِ الْفِطْرِ (التحفة ٣٧)

باب:٣٧-صدقۃ الفطر میں کھجور دینا

٢٥١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ

٢٥١٣- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر، جو، خشک کھجور یا پنیر سے

٢٥١٢_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٩. * أبورجاء هو عمران بن تيم، ويقال ابن ملحان.

٢٥١٣_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٥/ ٢٠ من حديث الحارث بن عبدالرحمٰن، والبخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاعًا من طعام، ح: ١٥٠٦ من حديث عياض بن عبدالله به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٩٠.

إِسْمَاعِيلَ، - وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ.

ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٨) - اَلزَّبِيبُ (التحفة ٣٨)

باب:۳۸-(صدقۂ فطر میں) کشمش (دینا)

٢٥١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ، إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ.

۲۵۱۴-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے تو ہم صدقۃ الفطر طعام (گندم یا ہر خوراک والا غلہ)' جو' خشک کھجور' کشمش یا پنیر سے ایک صاع دیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① لفظ طعام سے مراد گندم بھی ہو سکتی ہے کیونکہ باقی چیزوں کا الگ بیان ہے مگر لغت کے لحاظ سے ہر مطعوم (خوراک والی چیز) کو طعام کہا جا سکتا ہے۔ اور اس میں گندم بھی داخل ہوگی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ گندم میں ایک صاع ہی کے قائل تھے' نیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے کہ آدھا صاع گندم بھی دی جا سکتی ہے' وہ سخت مخالف تھے مگر یہ صرف سیدنا معاویہ ہی کی رائے نہ تھی بلکہ بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس رائے کے حامل تھے' جیسے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما وغیرہ۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني:٢/٣٤٦' والروضة الندية مع التعليقات الرضية:١/٥٤٩) مزید برآں یہ کہ یہ صرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے یا ان کا اجتہاد ہی نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مروی حدیث بھی ہے جیسا کہ حدیث: ۲۵۱۰ کے فوائد میں گزرا۔ ممکن

٢٥١٤ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاع من شعير، ح:١٥٠٥ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح:٩٨٥ من حديث زيد بن أسلم به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٩١.

ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث معلوم نہ ہو اور یہ بعید از قیاس بھی نہیں۔ جس سے ان کے موقف میں مزید سختی پیدا ہوگئی۔ واللہ أعلم. ② کشمش انگور سے تیار ہوتی ہے۔ چونکہ انگور زیادہ دیر تک رکھا نہیں جا سکتا' لہٰذا صدقۃ الفطر میں انگور دینا درست نہیں بلکہ اسے خشک کر کے کشمش کی صورت میں دیا جائے۔

٢٥١٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ، إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الشَّامِ، وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَ النَّاسَ أَنَّهُ قَالَ: مَا أَرٰى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ إِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ هٰذَا، قَالَ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ.

۲۵۱۵- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف فرما تھے تو ہم صدقۃ الفطر طعام' کھجور' جو یا پنیر سے ایک صاع نکالا کرتے تھے۔ ہم اسی طرح نکالتے رہے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے (مدینہ منورہ) آئے تو جو باتیں انھوں نے لوگوں کو سکھائیں' ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انھوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں شامی گندم کے دو مد قیمت میں کھجور وغیرہ کے صاع کے برابر ہیں۔ تو لوگوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔

فائدہ: صاع چار مد کا ہوتا ہے۔ گویا گندم کا نصف صاع قیمت کے لحاظ سے کھجور وغیرہ کے صاع کے برابر تھا۔ صاع دراصل برتن کی صورت میں ایک پیمانہ ہے' وزن نہیں۔ ظاہر ہے برتن کے اندر ہر جنس برابر وزن کی نہیں ہوتی۔ گندم کا الگ وزن ہوگا' کھجوروں کا الگ' جو کا الگ اور کشمش کا الگ' لہٰذا اصل تو یہی ہے کہ صاع بھر کر غلہ دیا جائے جو بھی ہو' مگر وہ صاع ہر جگہ مہیا نہیں۔ بعض علماء نے حجاز کا پرانا صاع نبوی مہیا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس میں تقریباً ڈھائی کلو گندم آتی ہے۔ (مد کا پیمانہ تو میں نے بھی سعیدی خاندان کے ہاں دیکھا ہے) عام طور پر صاع کا جو وزن کتابوں میں مرقوم ہے' وہ بھی کوئی ڈھائی کلو بنتا ہے کیونکہ رطل نوے مثقال کا ہوتا ہے اور ہر مثقال ساڑھے چار ماشے کا' لہٰذا رطل: $90\times4\frac{1}{2}=405$ ماشے کا ہوا۔ اور ایک صاع: $5\frac{1}{3}$ رطل کا ہوتا ہے' لہٰذا صاع: $405\times5\frac{1}{3}=2160$ ماشے کا ہوا جو 180 تولے بنتے ہیں اور ایک تولہ 11.664 گرام کا ہوتا ہے' لہٰذا $180\times11.664=2099.52$ گرام ہوا' لہٰذا صدقۂ فطر میں احتیاطاً ڈھائی کلو غلہ دیا جائے۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۴۴۷)

(المعجم ٣٩) - اَلدَّقِيقُ (التحفة ٣٩)

باب:۳۹-صدقۂ فطر میں آٹا دینا

٢٥١٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٩٢.

٢٥١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمْ نُخْرِجْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ دَقِيقٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتٍ، ثُمَّ شَكَّ سُفْيَانُ فَقَالَ: دَقِيقٍ أَوْ سُلْتٍ.

٢٥١٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ہم کھجور‘ جو‘ کشمش‘ آٹا‘ پنیر یا سلت وغیرہ سے ایک صاع ہی (صدقۃ الفطر) دیتے تھے‘ پھر راوی سفیان کو شک ہوا اور انھوں نے کہا: آٹا یا سلت۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حدیث میں ”دقیق“ ”آٹے“ کا ذکر درست نہیں۔ متقدمین اکثر محدثین نے بھی اسے غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى‘ شرح سنن النسائي: ٢٢/٣٠٢، ٣٠٣) باقی ساری حدیث حسن صحیح ہے۔ مزید دیکھیے: (إرواء الغليل: ٣/٣٣٨) لیکن چونکہ یہ ہماری عام خوراک ہے‘ نیز حدیث میں گندم کا صریح ذکر بھی آیا ہے‘ اس لیے اس کا صدقۂ فطر میں دینا جائز ہے۔

(المعجم ٤٠) - اَلْحِنْطَةُ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- گندم دینا

٢٥١٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَدُّوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: مَنْ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ قُومُوا إِلَى إِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

٢٥١٧- حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرے میں خطبہ ارشاد فرمایا‘ جس میں کہا: اپنے روزوں کی زکاۃ ادا کرو۔ لوگ (تعجب سے) ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا: یہاں جو لوگ مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ہیں‘ وہ اپنے (بصری) بھائیوں کی طرف اٹھ کر جائیں اور انھیں تعلیم دیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے

٢٥١٦ـ [صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ٧٤٢ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم، ح: ٩٨٥/ ٢١ من حديث محمد ابن عجلان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٩٣ . ٭ ابن عيينة صرح بالسماع.

٢٥١٧ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٥٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٩٤ .

ﷺ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، نِصْفَ صَاعِ بُرٍّ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ، فَقَالَ الْحَسَنُ: فَقَالَ عَلِيٌّ: أَمَّا إِذَا أَوْسَعَ اللهُ فَأَوْسِعُوا، أَعْطُوا صَاعًا مِنْ بُرٍّ أَوْ غَيْرِهِ.

صدقۃ الفطر ہر چھوٹے' بڑے' آزاد' غلام اور مذکر و مؤنث پر گندم کا نصف صاع اور کھجور یا جو کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔ حضرت حسن بصری نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمھیں مال کی وسعت عطا فرمائی ہے تو تم بھی وسعت اختیار کرو' یعنی گندم ہو یا کوئی اور غلہ' سب میں سے پورا صاع ہی دو۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٥١٠۔

(المعجم ٤١) - اَلسُّلْتُ (التحفة ٤١)

باب: ٤١- سُلت دینا

٢٥١٨- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُونَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ سُلْتٍ أَوْ زَبِيبٍ.

٢٥١٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دور مقدس میں لوگ صدقۃ الفطر جو' کھجور' سلت یا کشمش سے ایک صاع دیا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٢) - اَلشَّعِيرُ (التحفة ٤٢)

باب: ٤٢- جو دینا

٢٥١٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيَاضٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ تَمْرٍ، أَوْ زَبِيبٍ، أَوْ أَقِطٍ، فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ

٢٥١٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم (صدقۃ الفطر) جو' کھجور' کشمش یا پنیر سے ایک صاع نکالا کرتے تھے۔ اور (بعد میں بھی) ہم اسی طرح نکالتے رہے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا تو انھوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مد (نصف صاع) جو کے

٢٥١٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب كم يؤدى في صدقة الفطر؟، ح: ١٦١٤ من حديث حسين بن علي الجعفي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٩٥.

٢٥١٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥١٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٩٦.

فِي عَهْدِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: مَا أَرٰى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ إِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

ایک صاع کے برابر ہیں۔

فائدہ: یہ رائے صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی نہ تھی بلکہ کچھ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس رائے کے حامل تھے۔ دیکھیے، حدیث: ۲۵۱۴ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٤٣) - اَلْأَقِطُ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- پنیر دینا

٢٥٢٠- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعْدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، لَا نُخْرِجُ غَيْرَهُ.

۲۵۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں (صدقۃ الفطر) کھجور یا جو یا پنیر سے ایک صاع ہی دیا کرتے تھے۔ ہم ان کے علاوہ اور کوئی چیز نہ دیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری روایت میں کشمش اور طعام کا بھی ذکر ہے، بلکہ سُلت کا بھی ذکر ہے۔ گندم کا صراحتاً ذکر نہیں الا یہ کہ طعام سے گندم مراد لی جائے۔ ② پنیر دودھ کو گرم کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک پنیر بھی ایک صاع دیا جائے گا جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قیمت کے لحاظ سے دیا جائے گا، مگر احادیث میں صراحتاً پنیر کے بھی صاع ہی کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے۔

(المعجم ٤٤) - كَمِ الصَّاعُ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- صاع کتنا ہوتا ہے؟

٢٥٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ - وَهُوَ ابْنُ مَالِكٍ - عَنِ الْجُعَيْدِ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ:

۲۵۲۱- حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں صاع تمھارے آج کل کے حساب سے ایک مد اور ایک تہائی مد کے برابر تھا۔ اب

٢٥٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٩٧.

٢٥٢١- [صحيح] أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وحضّ على اتفاق أهل العلم . . . الخ، ح: ٧٣٣٠ عن عمرو بن زرارة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٩٨. ⁂ زياد رواه عن القاسم به.

كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ، وَقَدْ زِيدَ فِيهِ.

اس (مد کی مقدار) میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدَّثَنِيهِ زِيَادُ ابْنُ أَيُّوبَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث زیاد بن ایوب نے بھی بیان کی ہے۔

فائدہ: پیمانے اور وزن ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں' ایک جیسے نہیں رہتے۔ مد' صاع' درہم اور مثقال بھی چھوٹے بڑے ہوتے رہے ہیں۔ ظاہر ہے شریعت میں معتبر پیمانہ اور وزن تو وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا۔ آپ کے دور میں صاع چار مد کا تھا اور ایک مد وزن کے لحاظ سے ایک اور تہائی رطل ($1\frac{1}{3}$) کا تھا۔ اسی طرح صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا' یعنی $5\frac{1}{3}$ رطل۔ اور رطل 90 مثقال کا۔ اس لحاظ سے صاع کے وزن کی تفصیل حدیث 2515 میں گزر چکی ہے جو تقریباً ڈھائی کلو بنتا ہے۔ بعد میں مد اور صاع بڑا بنا دیا گیا۔ مد بجائے $1\frac{1}{3}$ رطل کے 2 رطل کا کر دیا گیا۔ اسی طرح صاع آٹھ رطل کا ہو گیا۔ احناف نے اس صاع کو اختیار کیا ہے' حالانکہ وہ صاع نبوی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ جب مدینہ منورہ گئے اور ان کا امام مالک رحمہ اللہ سے اس سلسلے میں مباحثہ ہوا تو انھوں نے اپنے مسلک سے رجوع کر لیا کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ نے ان کو مدینہ منورہ کے مختلف گھروں سے رسول اللہ ﷺ کے دور کے صاع منگوا کر دکھائے جو ایک دوسرے کے برابر تھے۔ اور یہ صاع اہل مدینہ نے وراثتاً اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کیے تھے۔ اور یہی صاع صحیح ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ امام ابو یوسف نے فرمایا تھا کہ اگر میرے استاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ صاع دیکھ لیتے تو وہ بھی اس کے قائل ہو جاتے۔ گویا حنفیہ کا صاع شرعی صاع نہیں ہے' لہٰذا عشر اور صدقۃ الفطر میں مدنی صاع ہی معتبر ہوگا نہ کہ حنفیہ والا صاع جو بعد میں بنایا گیا۔

وَ[أَخْبَرَنَا] أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَالْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ».

۲۵۲۱ (ب)- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''معتبر ماپ مدینے والوں کا ہے اور معتبر وزن مکے والوں کا ہے۔''

۲۵۲۱ب - [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في قول النبي ﷺ: "المكيال مكيال المدينة"، ح: ۳۳٤۰ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۲۹۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۰۵، والدارقطني وغيرهما، وللحديث علة قادحة، ألا وهي عنعنة الثوري: ۱۰۲۷.

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' جبکہ دلائل کی رو سے راجح یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابن ملقن' دارقطنی' نووی' ابن دقیق العید اور امام علائی ؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ سفیان ثوری کی تدلیس مضر نہیں ملاحظہ ہو: (طبقات المدلسين لابن حجر' ص:۲۱' طبعه دارالبيان) شارح سنن النسائی اور شیخ البانی ؒ نے اس پر تحقیقی بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل' رقم الحديث:۱۳۴۲' و ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي:۲۲/۳۱۳-۳۱۶) ② ''معتبر ماپ (پیمانہ)'' یعنی مد اور صاع شرع میں وہی معتبر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں مدینے والوں کا تھا اور وزن' یعنی رطل اور درہم' دینار وغیرہ وہ معتبر ہیں جو اہل مکہ میں اس وقت رائج تھے۔ ممکن ہے مکے والوں کا وزن' اس لیے معتبر سمجھا گیا ہو کہ وہ اہل تجارت تھے اور ان کا وزن سے زیادہ واسطہ رہتا تھا۔ اس دور میں چاندی اور سونا وزن کیا جاتا تھا اور تجارت انھی دو چیزوں کے ساتھ ہوتی تھی۔ اور پیمانے مدینے والوں کے معتبر سمجھے جاتے تھے کیونکہ وہ اہل زراعت تھے اور ان کا واسطہ غلے وغیرہ سے تھا اور اس دور میں غلہ تولا نہیں جاتا تھا بلکہ پیمانوں (مد اور صاع وغیرہ) کے ذریعے سے ماپا جاتا تھا' لہٰذا وہ پیمانوں سے زیادہ واقف تھے۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْوَقْتِ [الَّذِي] يُسْتَحَبُّ أَنْ تُؤَدّٰى صَدَقَةُ الْفِطْرِ فِيهِ (التحفة ٤٥)

باب:۴۵-صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا مستحب وقت

٢٥٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُوسٰى، ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسٰى عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

قَالَ ابْنُ بَزِيعٍ: بِزَكَاةِ الْفِطْرِ.

۲۵۲۲- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صدقۃ الفطر عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔

(امام نسائی ؒ کے استاد) محمد بن عبداللہ بن بزیع

٢٥٢٢ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب الأمر بإخراج زكاة الفطر قبل الصلاة، ح:٩٨٦/ ٢٢ من حديث أبي خيثمة زهير بن معاوية، والبخاري، الزكاة، باب الصدقة قبل العيد، ح:١٥٠٩ من حديث موسى بن عقبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٠٠ . * الفضيل هو ابن سليمان، وكان يحيى بن معين يضعفه، وهو حسن الحديث.

نے (اپنی روایت میں بصدقة الفطر کے بجائے) بزكاة الفطر کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے روایت نمبر ۲۵۰۶۔

(المعجم ٤٦) - إِخْرَاجُ الزَّكَاةِ مِنْ بَلَدٍ إِلٰى بَلَدٍ (التحفة ٤٦)

باب:۴۶-ایک شہر کی زکاۃ دوسرے شہر لے جانا؟

٢٥٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ إِلٰى شَهَادَةِ: أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ [قَدِ] افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُوضَعُ فِي فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حِجَابٌ».

۲۵۲۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: ”تو وہاں اہل کتاب (یہودیوں) کی کثیر جماعت کی طرف جا رہا ہے‘ لہٰذا انھیں دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اگر وہ تیری یہ بات مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں ہر دن رات میں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تیری یہ بات بھی مان لیں تو بتانا کہ اللہ عزوجل نے ان پر ان کے مالوں میں زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مال دار لوگوں سے لی جائے گی اور ان کے فقیر لوگوں میں تقسیم کی جائے گی۔ اور اگر وہ تیری یہ بات بھی مان لیں تو ان کے عمدہ مال نہ لینا۔ اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں اس کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں۔“

فائدہ: اصل یہی ہے کہ زکاۃ کو اسی علاقے میں تقسیم کیا جائے الا یہ کہ وہ زائد ہو یا دوسرے لوگ زیادہ مستحق ہوں۔ خصوصاً صدقۃ الفطر تو اپنے علاقے ہی میں تقسیم ہونا چاہیے کیونکہ اس کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اس علاقے

٢٥٢٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٣٧، وهو في الكبرىٰ، ح: ٢٣٠١.

کے مستحقین کی ضروریات کے لیے کافی نہ ہوگا' نیز یہ وقتی صدقہ ہے تاکہ فقراء بھی بے فکر ہو کر عید میں شامل ہو جائیں۔ بخلاف اس کے زکاۃ ایک مستقل فنڈ ہے اور اس کے مصارف بھی زیادہ ہیں' مثلاً: فی سبیل اللہ' لہٰذا اسے منتقل کرنا ہی پڑتا ہے۔ (باقی مباحث کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۴۳۷)

(المعجم ٤٧) - بَابٌ إِذَا أَعْطَاهَا غَنِيًّا وَهُوَ لَا يَشْعُرُ (التحفة ٤٧)

باب:۴۷- جب کوئی شخص لاعلمی میں زکاۃ کسی غنی کو دے بیٹھے تو؟

٢٥٢٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «قَالَ رَجُلٌ: لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: قَدْ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ! لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ! لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ وَعَلٰى سَارِقٍ

۲۵۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(بنی اسرائیل میں سے) ایک آدمی نے کہا: میں آج ضرور صدقہ کروں گا۔ وہ (رات کے وقت) اپنا صدقہ لے کر نکلا اور جا کر ایک چور کے ہاتھ پر رکھ دیا' تو صبح لوگ یہ کہنے لگے کہ چور پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ! تیرا شکر ہے (اگرچہ) چور پر صدقہ ہو گیا۔ آج میں پھر صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا تو کسی زانیہ کے ہاتھ پر رکھ آیا۔ صبح لوگ یہ کہنے لگے کہ رات ایک بدکار عورت پر صدقہ کیا گیا۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ تیرا شکر ہے (اگرچہ) زانیہ' پر صدقہ ہو گیا ہے۔ آج پھر میں صدقہ کروں گا' پھر وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ ایک غنی کو دے آیا۔ صبح لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ (تعجب ہے) مالدار پر صدقہ کیا گیا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا' اے اللہ! تیرا شکر ہے (عجیب بات ہے) کبھی بدکار عورت پر صدقہ ہو جاتا ہے' کبھی چور پر اور کبھی مال دار پر' پھر خواب میں اس سے کہا گیا: تیرا صدقہ تو یقیناً قبول ہو چکا۔ رہی زانیہ! (یعنی

٢٥٢٤ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: إذا تصدق علٰى غني وهو لا يعلم، ح: ١٤٢١ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الزكاة، باب ثبوت أجر المتصدق . . . الخ، ح: ١٠٢٢ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٠٢.

وَعَلَى غَنِيٍّ، فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ تُقُبِّلَتْ، أَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ بِهِ مِنْ زِنَاهَا، وَلَعَلَّ السَّارِقَ أَنْ يَسْتَعِفَّ بِهِ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ أَنْ يَعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا أَعْطَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

اس پر کیا ہوا صدقہ) تو (وہ اس لیے قبول ہے کہ) شاید اس صدقے کی وجہ سے وہ بدکاری سے باز آجائے۔ اور چور! شاید وہ اس (صدقے) کی وجہ سے چوری کرنے سے باز آجائے' اور مال دار! شاید وہ عبرت ونصیحت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال سے خرچ کرنے لگے۔"

فوائد ومسائل: ① مندرجہ بالا واقعہ بنی اسرائیل کا ہے۔ جب تک ہماری شریعت پہلی شریعتوں کی کسی بات کی تردید نہ کرے' اس وقت تک پہلی بات بھی حجت ہے۔ مذکورہ واقعہ بھی نبی ﷺ نے بیان فرما کر تصدیق فرما دی' لہٰذا حجت ہے۔ اسی طرح کسی کا خواب حجت تو نہیں ہوتا مگر نبی ﷺ کی تصدیق سے یہ بھی حجت بن گیا۔ ② اس واقعے سے معلوم ہوا کہ اگر غلطی یا لاعلمی سے زکاۃ کسی ایسے شخص کو دے دی گئی ہو جو مستحق نہیں تھا تو ادا کرنے والے شخص پر کوئی ملامت نہیں' نیز وہ بریٔ الذمہ ہو جاتا ہے' اگرچہ لینے والے کے لیے جائز نہیں' البتہ اس واقعے میں یہ صراحت نہیں کہ وہ صدقہ فرض تھا یا نفل۔ ہاں' اگر جان بوجھ کر غیر مستحق کو ادا کرے تو وہ بریٔ الذمہ نہ ہوگا۔ ③ چور اور زانیہ اگر فقیر تھے تو وہ صدقے کے مستحق تھے۔ ہوسکتا ہے کہ چور فقر کی وجہ سے چوری کرتا ہو اور زانیہ بھی فقر کی وجہ سے زنا کا ارتکاب کرتی ہو۔ اگرچہ اس صورت میں بھی یہ جرائم ان کے لیے جائز نہ تھے مگر ان جرائم کے باوجود وہ فقر کی وجہ سے زکاۃ کے مستحق تھے۔ صدقہ کرنے والے کا اظہار افسوس عرف کے طور پر تھا کیونکہ عموماً جرائم پیشہ لوگوں کو صدقہ نہیں دیا جاتا' مگر شرعاً ایسی کوئی پابندی نہیں۔ ممکن ہے ان سے تعاون ان کی اصلاح کا سبب بن جائے۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ غُلُولٍ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- حرام (چوری' خیانت وغیرہ) کے مال سے صدقہ دینا

٢٥٢٥- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الذَّارِعُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ -

۲۵۲۵- حضرت ابوملیح کے والد سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔"

٢٥٢٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٣٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٠٣.

وَاللَّفْظُ لِبِشْرٍ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ».

فائدہ: قبولیت کا مطلب ثواب ہے' یعنی حرام مال سے صدقہ کرنے والے کو ثواب نہ ملے گا' البتہ اس سے فقیر کو فائدہ ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ حرام مال اس شخص کے لیے ناجائز ہے جس نے ناحق حاصل کیا' تاہم فقیر چونکہ اس بات سے ناواقف ہے کہ صدقہ کرنے والے نے صدقہ حرام مال سے کیا ہے یا حلال مال سے' اس لیے اس کے لیے اس کا استعمال جائز ہوگا۔ لیکن علم رکھتے ہوئے کسی حرام کی کمائی سے صدقہ لینا اس کے لیے جائز نہ ہوگا۔

٢٥٢٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ - وَلَا يَقْبَلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الطَّيِّبَ - إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ عَزَّ وَجَلَّ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً، فَتَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ».

٢٥٢٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کوئی شخص حلال مال سے صدقہ کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ قبول بھی حلال مال ہی فرماتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں وصول کرتا ہے' اگرچہ وہ صدقہ ایک کھجور ہی ہو' پھر وہ کھجور رب رحمان کی ہتھیلی میں بڑھتی رہتی ہے حتی کہ وہ پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے' جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا پوستا ہے۔''

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی صفات جس طرح قرآن وحدیث میں وارد ہیں ان پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے۔ ان میں تشبیہ وتمثیل اور تاویل وتعطیل سے کام لینا جائز نہیں۔ سلف کا اس پر اجماع ہے۔ بعض نے ان صفات کی تاویلات کی ہیں جو کہ قابل التفات نہیں۔

٢٥٢٦ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، ح:١٠١٤ عن قتيبة، والبخاري، الزكاة، باب الصدقة من كسب طيب ... الخ، ح:١٤١٠ معلقًا من حديث سعيد بن يسار به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٠٤.

(المعجم ٤٩) - **جَهْدُ الْمُقِلِّ** (التحفة ٤٩)

باب:۴۹-کم مال والے کا مشقت سے کمایا ہوا مال

٢٥٢٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ لَا شَكَّ فِيهِ، وَجِهَادٌ لَا غُلُولَ فِيهِ، وَحَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ» قِيلَ: فَأَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقُنُوتِ» قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جَهْدُ الْمُقِلِّ» قِيلَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ» قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ» قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ: «مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ».

٢٥٢٧-حضرت عبداللہ بن حُبْشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ایسا ایمان جس میں کوئی شک نہ رہے۔ اور ایسا جہاد جس میں کوئی خیانت نہ کی جائے اور نیکی والا صاف ستھرا حج۔“ پوچھا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”لمبے قیام والی (نفل نماز)۔“ پوچھا گیا: صدقہ کون سا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کم مال والے کا مشقت سے کمایا ہوا مال۔“ پوچھا گیا: ہجرت کون سی افضل ہے؟ فرمایا: ”اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔“ عرض کیا گیا: جہاد کون سا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس شخص کا جس نے اپنے جان و مال کے ساتھ مشرکین سے جہاد کیا۔“ عرض کیا گیا: کون سا قتل (مارا جانا) زیادہ شرف والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس آدمی کی شہادت جس کا اپنا خون بھی بہا دیا گیا اور اس کا گھوڑا بھی مار دیا گیا ہو۔“

فوائد و مسائل: ① ضروری نہیں کہ ایک سوال کا جواب ہر شخص کو ایک سا ہی ملے۔ مخاطب کی حالت اور موقع محل کے لحاظ سے جواب مختلف ہو سکتا ہے، نیز ہو سکتا ہے کہ ایک عمل حقوق اللہ میں سے افضل ہو، دوسرا حقوق العباد میں سے۔ کوئی عبادات میں افضل ہو، کوئی معاملات میں۔ اسی لیے دیگر روایات میں افضل عمل کا جواب اس سے مختلف بھی آیا ہے۔ اس میں کوئی تناقض نہیں۔ ② ”ایمان“ جس میں کوئی تذبذب یا حیص بیص نہ ہو، ورنہ وہ معتبر ہی نہیں، جیسے منافقین کا ایمان۔ ③ خیانت، یعنی مال غنیمت میں۔ ④ ”نیکی والا حج۔“ جس میں کوئی شہوانی بات نہ کی گئی ہو، کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب اور کسی سے جھگڑا وغیرہ نہ کیا گیا ہو۔ ⑤ ”لمبے قیام والی۔“ یعنی

٢٥٢٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب طول القيام، ح:١٤٤٩ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٠٥.

رات کی نفل نماز' ورنہ فرض نماز تو مختصر قیام والی چاہیے۔⑥ ''چھوڑ دے۔'' کیونکہ ہجرت کا مقصد تو اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنا ہے' ورنہ گھر اور شہر چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی؟

٢٥٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ وَالْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ» قَالُوا: وَكَيْفَ؟ قَالَ: «كَانَ لِرَجُلٍ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا، وَانْطَلَقَ رَجُلٌ إِلَى عُرْضِ مَالِهِ، فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا».

٢٥٢٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(کبھی) ایک درہم (کا ثواب) لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک آدمی کے پاس کل دو درہم ہوں' اس نے ان میں سے ایک صدقہ کر دیا۔ اور دوسرا شخص اپنے مال کے ایک کونے میں گیا۔ اس میں سے ایک لاکھ درہم اٹھایا اور صدقہ کر دیا۔''

فائدہ: مذکورہ روایت اور اگلی روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے حسن قرار دیا ہے' بعض نے صحیح اور بعض نے إسناده قوي کا حکم لگایا ہے' نیز انھوں نے ان احادیث پر تحقیقی بحث کرتے ہوئے ان کے شواہد اور متابعات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:٢٢/٣٤٩-٣٥١' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:١٤/٤٩٨' و صحيح سنن النسائي للألباني:٢/٢٠٣' رقم:٢٥٢٦، ٢٥٢٧) علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ گنتی کو نہیں دیکھتا بلکہ خرچ کرنے والے کے جذبے اور اس کے دل کی حالت کو دیکھتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ﴾ (الحج٢٢:٣٧) ''اللہ تعالیٰ کے پاس قربانی کے گوشت اور ان (قربانی والے جانوروں) کے خون نہیں پہنچتے' بلکہ اس کے پاس تمھارا تقویٰ اور خلوص پہنچتا ہے۔'' یاد رہے اجر بھی اسی چیز کا ہے۔

٢٥٢٩- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

٢٥٢٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٢٥٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٠٦ . * ابن عجلان عنعن تقدم، ح: ١٢٧/١ .

٢٥٢٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح:٢٤٤٣، وابن حبان (الموارد)، ح:٨٣٨، والحاكم: ١/ ٤١٦ من حديث صفوان به، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٠٧، وانظر الحديث السابق لعلته.

قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفٍ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ؟ قَالَ: «رَجُلٌ لَهُ دِرْهَمَانِ، فَأَخَذَ أَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهِ، وَرَجُلٌ لَهُ مَالٌ كَثِيرٌ، فَأَخَذَ مِنْ عُرْضِ مَالِهِ مِائَةَ أَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(کبھی) ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک آدمی کے پاس کل دو درہم ہوں اور وہ ان میں سے ایک اٹھائے اور صدقہ کر دے۔ اور دوسرے شخص کے پاس بہت سا مال ہو اس نے اپنے مال کے ایک کنارے سے ایک لاکھ درہم اٹھایا اور صدقہ کر دیا۔''

٢٥٣٠- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ، فَمَا يَجِدُ أَحَدُنَا شَيْئًا يَتَصَدَّقُ بِهِ حَتَّى يَنْطَلِقَ إِلَى السُّوقِ فَيَحْمِلَ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَجِيءَ بِالْمُدِّ فَيُعْطِيَهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، إِنِّي لَأَعْرِفُ الْيَوْمَ رَجُلًا لَهُ مِائَةُ أَلْفٍ مَا كَانَ لَهُ يَوْمَئِذٍ دِرْهَمٌ.

٢٥٣٠- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ کوئی چیز نہ پاتے تھے کہ صدقہ کریں تو وہ بازار جاتے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے (بار برداری کا کام کرتے) اور ایک مد لے کر آتے اور اللہ کے رسول ﷺ کو دے دیتے' لیکن آج میں ایسے لوگ دیکھتا ہوں جن کے پاس لاکھوں درہم ہیں مگر ان دنوں ان کے پاس ایک درہم بھی نہیں ہوتا تھا۔

فائدہ: یقیناً اس دور کا ایک درہم ثواب کے لحاظ سے آج کے ایک لاکھ درہم سے بڑھ جائے گا۔ واللہ أعلم.

٢٥٣١- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ

٢٥٣١- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو

٢٥٣٠- انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٠٨. * الحسين هو ابن واقد.

٢٥٣١- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين في الصدقات﴾، ح: ٤٦٦٨، ومسلم، الزكاة، باب الحمل بأجرة يتصدق بها ... الخ، ح: ١٠١٨ عن بشر بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٠٩. * سليمان هو ابن مهران الأعمش.

أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ، فَتَصَدَّقَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ، وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِشَيْءٍ أَكْثَرَ مِنْهُ، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا، وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً، فَنَزَلَتْ: ﴿ٱلَّذِينَ يَلْمِزُونَ ٱلْمُطَّوِّعِينَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ فِى ٱلصَّدَقَٰتِ وَٱلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ [التوبة: ٧٩].

حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ نے نصف صاع صدقہ کیا۔ ایک اور صحابی اس سے بہت زیادہ مال لے کر آئے۔ منافقین کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اس شخص (حضرت ابوعقیل) کے اس قلیل صدقے سے بے نیاز ہے اور اس دوسرے شخص نے صرف ریاکاری کے لیے صدقہ کیا ہے۔ تو یہ آیت اتری: ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ...... الآية﴾ ''منافق لوگ خوشی سے کثیر صدقہ کرنے والے ایمان والوں کو بھی عیب لگاتے ہیں اور ان غریب مسلمانوں کو بھی جن کے پاس مشقت سے کمایا ہوا تھوڑا سا مال ہے۔''

فائدہ: ''ایک اور صحابی۔'' یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ مال دار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے۔ اس دن یہ چار ہزار اور ایک روایت کے مطابق آٹھ ہزار درہم لے کر آئے تھے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٢٢/٣٥٦) منافقوں نے ان پر ریاکاری کا الزام لگا دیا اور حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ کے نصف صاع صدقہ کرنے کو ویسے مذاق بنا لیا اور تحقیر کی۔

(المعجم ٥٠) - اَلْيَدُ الْعُلْيَا (التحفة ٥٠)

باب: ٥٠- اوپر والا ہاتھ

٢٥٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَعُرْوَةُ سَمِعَا حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ

٢٥٣٢- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال) مانگا' آپ نے مجھے دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دیا۔ ساتھ ہی فرمایا: ''بلاشبہ یہ مال سبز وشیریں ہے۔ جو شخص اسے دل کی پاکیزگی کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت ہوگی اور جو دل کے طمع وحرص کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس

٢٥٣٢- أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ: "هذا المال خضرة حلوة ... الخ"، ح: ٦٤٤١، ومسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى .. الخ، ح: ١٠٣٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١٠.

بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى».

میں برکت نہ ہوگی اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① ’’سبز و شیریں‘‘ سبز چارہ جانوروں کو بہت مرغوب ہوتا ہے اور میٹھی چیز عموماً انسانوں کو بہت پسند ہوتی ہے اس لیے مال کو دو چیزوں سے تشبیہ دی گئی۔ ② ’’دل کی پاکیزگی۔‘‘ یعنی دل میں طمع اور لالچ نہ ہو اور نہ اس نے مانگا ہی ہو۔ یا دینے والے نے اسے خوشی سے دیا ہو نہ کہ مجبوراً یا بغیر مانگے دیا ہو۔ ③ ’’دل کے طمع و حرص۔‘‘ یعنی لینے والے کی یہ حالت ہو یا دینے والے نے طمع اور لالچ سے دیا ہو کہ مجھے زیادہ واپس ملے گا۔ ④ ’’سیر نہیں ہوتا۔‘‘ کیونکہ دل غنی نہیں۔ دل غنی ہو تو تھوڑا بھی کافی محسوس ہوتا ہے ورنہ ڈھیر بھی مطمئن نہیں کر سکتے۔ ⑤ ’’اوپر والا ہاتھ‘‘ یعنی دینے والا کیونکہ وہ بلند رہتا ہے۔ کسی کے سامنے ذلیل نہیں ہوتا۔ ⑥ ’’نیچے والے ہاتھ‘‘ یعنی مانگنے والا۔ وہ حقیقتاً بھی دینے والے کے ہاتھ کے نیچے ہوتا ہے اور رتبے کے لحاظ سے بھی کم ہوتا ہے۔ ⑦ حدیث کا مقصود یہ ہے کہ انتہائی حاجت کے بغیر نہیں مانگنا چاہیے اور اگر خود بخود ملے تو پھر بھی دل میں حرص و طمع نہیں ہونا چاہیے اور جب ضرورت پوری ہو جائے تو مانگنے سے رک جانا چاہیے بلکہ کسی کا دیا بھی قبول نہ کرے۔ اس میں عزت ہے۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ أَيَّتُهُمَا الْيَدُ الْعُلْيَا؟ (التحفة ٥١)

باب: ٥١- اوپر والا ہاتھ کون سا ہے؟

٢٥٣٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُولُ: «يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا، وَابْدَأْ

٢٥٣٣- حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ آپ فرما رہے تھے: ’’دینے والے کا ہاتھ اونچا ہوتا ہے اور سب سے پہلے تو اسے دے جس کا تو ذمے دار ہے۔ اپنی ماں کو دے اپنے باپ کو دے اپنی بہن کو دے اپنے بھائی کو دے پھر اپنے قریبی رشتے دار کو دے پھر اپنے پڑوسی کو

٢٥٣٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٤٣، ٤٤، ح: ٢٩٥٧ من حديث يزيد به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١١، وصححه ابن حبان، ح: ٨١٠، والحاكم: ٢/ ٦١٢، ووافقه الذهبي، ويأتي طرفه: (٤٨٤٣).

بِمَنْ تَعُولُ، أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ». مُخْتَصَرٌ.

دے۔'' یہ حدیث مختصر ہے۔

فائدہ: عقلاً بھی یہی ترتیب ہے کیونکہ جس کا خرچہ ذمے ہو اُس کا تو حق ہے۔ دنیا میں بھی پرسش ہوگی اور آخرت میں بھی، پھر تعلق، رشتہ داری اور قرب کا لحاظ رکھا جائے گا۔

(المعجم ٥٢) - اَلْيَدُ السُّفْلٰى (التحفة ٥٢)

باب:٥٢- نیچے والا ہاتھ

٢٥٣٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ: «اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ، وَالْيَدُ السُّفْلَى السَّائِلَةُ».

٢٥٣٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے اور مانگنے سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ دینے والا ہاتھ ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔''

(المعجم ٥٣) - اَلصَّدَقَةُ عَنْ ظَهْرِ غِنًى (التحفة ٥٣)

باب:٥٣- صدقہ ایسا ہونا چاہیے جس کے بعد بھی صدقہ کرنے والا غنی رہے

٢٥٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

٢٥٣٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی صدقہ کرنے والا غنی رہے۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور سب سے اسے پہلے دے جس کا تو ذمے دار ہے۔''

فائدہ: ''غنی رہے۔'' خواہ وہ قلبی غنا ہو یا مالی۔ ایسا نہ ہو کہ صدقہ کرنے کے بعد وہ خود مانگنا شروع کر دے یا اس کے اہل خانہ محتاج ہو جائیں۔ ہر آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ایمان و یقین اور توکل نہیں رکھتا کہ سارا

٢٥٣٤- أخرجه مسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى ... الخ، ح:١٠٣٣ عن قتيبة، والبخاري، الزكاة، باب: لا صدقة إلا عن ظهر غنًى، ح:١٤٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٩٨، والكبرٰى، ح:٢٣١٢.

٢٥٣٥- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٢٣١٢، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح:١٤٢٦ وغيره.

مال صدقہ کردے۔ یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا۔ بعض اہل علم نے معنی یہ کیے ہیں کہ بہترین صدقہ وہ ہے جس کے ساتھ لینے والا غنی ہو جائے اور سوال کی حاجت نہ رہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٥٤) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٥٤)

باب:۵۴-اس کی تفسیر و وضاحت

٢٥٣٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! عِنْدِي دِينَارٌ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى نَفْسِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى زَوْجَتِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى وَلَدِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى خَادِمِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «أَنْتَ أَبْصَرُ».

۲۵۳۶-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کرو۔'' ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے آپ پر خرچ کر۔'' اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی بیوی پر خرچ کر۔'' اس نے عرض کیا: میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: ''اپنی اولاد پر خرچ کر۔'' وہ عرض پرداز ہوا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے نوکر پر خرچ کر۔'' وہ بولا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو زیادہ جانتا ہے (کہ کہاں خرچ کرے)۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں تَصَدَّقُوا کا لفظ ہے' مگر مراد فرض یا نفل صدقہ نہیں بلکہ مطلق خرچ کرنا مراد ہے۔ اس لفظ میں نکتہ یہ ہے کہ مومن کو اپنے واجب اخراجات پر بھی ثواب ملتا ہے بشرطیکہ حلال مال سے کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ثواب کی نیت رکھے۔ ② بعض احادیث میں اولاد کو بیوی سے پہلے بیان کیا گیا ہے۔ کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کے اخراجات یکساں واجب ہیں۔ ③ بیان کردہ ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک فرض اخراجات پورے نہ ہوں' آگے صدقہ نہیں کرنا چاہیے۔ اول خویش بعد درویش۔ الا یہ کہ اختیار نہ رہے' مثلاً: مہمان گھر آ جائے تو گھر والوں کو بھوکا رکھ کر بھی مہمان نوازی کی جا سکتی ہے۔ گویا یہاں اختیاری صدقے کا بیان ہے۔ ④ ''تو زیادہ جانتا ہے۔'' یعنی پھر تیری مرضی۔ جہاں مناسب سمجھتا ہے خرچ کر۔

٢٥٣٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في صلة الرحم، ح: ١٦٩١ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٢٥١، ٤٧١، وهو في الكبرى، ح: ٢٣١٤، ٢٣١٥، وصححه ابن حبان، ح: ٨٢٨، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٥، ووافقه الذهبي، ولبعض الحديث شواهد عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٥٠ وغيره.

(المعجم ٥٥) - **بَابٌ إِذَا تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ، هَلْ يُرَدُّ عَلَيْهِ؟** (التحفة ٥٥)

باب:۵۵- جب کوئی محتاج شخص صدقہ کرے تو کیا اسے واپس کر دیا جائے؟

٢٥٣٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّانِيَةَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» ثُمَّ قَالَ: «تَصَدَّقُوا» فَتَصَدَّقُوا، فَأَعْطَاهُ ثَوْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: «تَصَدَّقُوا» فَطَرَحَ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى هٰذَا؟ إِنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ، فَرَجَوْتُ أَنْ تَفْطُنُوا لَهُ، فَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِ، فَلَمْ تَفْعَلُوا، فَقُلْتُ: تَصَدَّقُوا، فَتَصَدَّقْتُمْ، فَأَعْطَيْتُهُ ثَوْبَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: تَصَدَّقُوا، فَطَرَحَ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ: خُذْ ثَوْبَكَ» وَانْتَهَرَهُ.

۲۵۳۷- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعے کے دن مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”دو رکعتیں پڑھ۔“ پھر وہ دوسرے جمعے کو آیا تو (اس وقت بھی) رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”دو رکعتیں پڑھ۔“ پھر وہ تیسرے جمعے کو آیا تو (اس وقت بھی آپ خطبہ فرما رہے تھے) آپ نے پھر فرمایا: ”دو رکعتیں پڑھ۔“ پھر فرمایا: ”صدقہ کرو۔“ لوگوں نے صدقہ کیا۔ آپ نے اسے دو کپڑے دیے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”صدقہ کرو۔“ اس نے اپنے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا پھینک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اسے نہیں دیکھتے؟ یہ خراب حالت میں مسجد میں داخل ہوا۔ مجھے امید تھی کہ تم خود ہی سمجھ جاؤ گے اور اس پر صدقہ کرو گے لیکن تم نے نہ دیا تو میں نے خود کہا کہ صدقہ کرو۔ تم نے صدقہ کیا تو میں نے اسے دو کپڑے دیے پھر میں نے کہا: صدقہ کرو تو اس نے بھی اپنا ایک کپڑا پھینک دیا۔ اٹھا اپنا کپڑا۔“ اور آپ نے اسے ڈانٹا۔

فوائد و مسائل: ① ”دو رکعتیں پڑھ۔“ ہر جمعے آپ کا اسے دو رکعات پڑھنے کا حکم دینا دلیل ہے کہ دوران خطبہ میں آنے والا شخص لازماً دو رکعات پڑھے۔ اسے یہ کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے اس لیے نماز

٢٥٣٧- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب الرجل يخرج من ماله، ح: ١٦٧٥، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ٥١١ من حديث ابن عجلان به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٧٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

کا حکم دیا تھا کہ لوگ اس کی حالت دیکھ کر اس پر صدقہ کریں کیونکہ یہ بات تو تیسرے جمعے میں ہوئی۔ اگر پہلے دو جمعوں میں یہ مقصد ہوتا تو آپ موقع پر صدقے کا حکم دیتے جس طرح تیسرے جمعے کو دیا' نیز صدقے کا حکم عام تھا تبھی تو اس آنے والے کو صرف دو کپڑے دیے اور پھر بعد میں بھی صدقے کا حکم دیا گیا۔ گویا یہ صدقہ صرف اس شخص کے لیے نہ تھا۔ ② ''ڈانٹا'' معلوم ہوا محتاج کا صدقہ کرنا ضروری نہیں بلکہ اسے روکا جائے گا۔ محتاج سے صدقہ لینا صدقے کی روح کے خلاف ہے۔

(المعجم ٥٦) - صَدَقَةُ الْعَبْدِ (التحفة ٥٦)

باب:۵۶-غلام کا (مالک کے مال میں سے) صدقہ کرنا؟

٢٥٣٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ: أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَحْمًا، فَجَاءَ مِسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ، فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَدَعَاهُ فَقَالَ: «لِمَ ضَرَبْتَهُ»؟ قَالَ: يُطْعِمُ طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ آمُرَهُ - وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: بِغَيْرِ أَمْرِي - قَالَ: «اَلْأَجْرُ بَيْنَكُمَا».

۲۵۳۸-حضرت عمیر مولیٰ آبی اللحم ؓ سے مروی ہے کہ مجھے میرے مالک نے حکم دیا کہ میں کچھ گوشت تیار کروں۔ اتفاقاً ایک مسکین آ گیا۔ میں نے کچھ اسے کھلا دیا۔ میرے مالک کو اس کا علم ہوا تو اس نے مجھے مارا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اور شکایت کی)۔ آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''تو نے اسے کیوں مارا؟'' اس نے کہا: یہ میری اجازت کے بغیر میرا کھانا (فقراء کو) کھلاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(پھر کیا ہوا؟) ثواب تم دونوں کو ملے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ''آبی اللحم'' یہ ان کا لقب تھا۔ نام خلف بتایا جاتا ہے۔ اور بھی اقوال ہیں۔ اس کے لفظی معنی ہیں: گوشت کا انکار کرنے والا۔ ان کا یہ لقب اس لیے تھا کہ وہ گوشت نہیں کھاتے تھے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دور جاہلیت میں وہ بتوں کے لیے ذبح شدہ گوشت نہیں کھاتے تھے۔ مذکورہ حدیث میں گوشت تیار کرنے کے حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عام گوشت کھاتے تھے۔ ممکن ہے مہمانوں یا اہل خانہ کے لیے تیار کروایا ہو۔ مالک سے مراد یہی ہیں۔ ② ''ثواب دونوں کو ملے گا۔'' البتہ مالک کی اجازت ضروری ہے الا یہ کہ بہت ہی معمولی چیز ہو۔ مالک کو حکم یا رضامندی کا ثواب اور غلام کو ادائیگی کا ثواب' لیکن ضروری نہیں کہ برابر ہو۔

٢٥٣٨_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح: ١٠٢٥/ ٨٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١٧.

٢٥٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ» قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَجِدْهَا، قَالَ: «يَعْتَمِلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ فَيَتَصَدَّقُ» قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَفْعَلْ، قَالَ: «يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ» قِيلَ: فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ، قَالَ: «يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ» قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَفْعَلْ، قَالَ: «يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ».

٢٥٣٩- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان کے ذمے صدقہ (واجب) ہے۔'' پوچھا گیا کہ آپ بتائیں اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ سے کمائی کرے۔ اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔'' کہا گیا: آپ بتائیں اگر وہ ایسے نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ''کسی حاجت مند ستم رسیدہ (مظلوم یا عاجز) کی مدد کر دے۔'' عرض کیا گیا کہ اگر وہ ایسے بھی نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ''پھر نیکی کا حکم دے۔'' عرض کیا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ''برائی سے باز رہے۔ یہ بھی ایک صدقہ ہے۔''

فائدہ: صدقے سے مراد کار خیر یعنی ثواب کا کام ہے کیونکہ مالی صدقے سے مقصود بھی تو ثواب ہی ہے، لہٰذا ہر مسلمان اپنی حیثیت کے مطابق کوئی نہ کوئی نیکی کرتا رہے۔

(المعجم ٥٧) - صَدَقَةُ الْمَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا (التحفة ٥٧)

باب: ٥٧- عورت کا اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کرنا؟

٢٥٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ

٢٥٤٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کرتی ہے تو اسے بھی ثواب ملتا ہے، خاوند کو بھی اور خزانچی کو بھی۔ لیکن ان میں سے کوئی کسی کے ثواب

٢٥٣٩- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: على كل مسلم صدقة . . . الخ، ح: ١٤٤٥، ومسلم، الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ح: ١٠٠٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١٨. * خالد هو ابن الحارث.

٢٥٤٠- **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، ح: ٦٧١ عن محمد ابن المثنى به، وهو قال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١٩، وأخرجه البخاري، ح: ١٤٢٥، ومسلم، ح: ١٠٢٤ من حديث أبي وائل شقيق به نحو المعنى.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَ لَهَا أَجْرٌ، وَلِلزَّوْجِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلَا يَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ أَجْرِ صَاحِبِهِ شَيْئًا، لِلزَّوْجِ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ».

سے کمی نہیں کرتا۔ خاوند کو اس لیے کہ اس نے یہ مال کمایا تھا اور عورت کو اس لیے کہ اس نے خرچ کیا۔"

فوائد ومسائل: ① "کمی نہیں کرتا۔" کیونکہ ہر کسی کو اپنے حصے کا ثواب ملتا ہے' اس لیے ضروری نہیں کہ سب کا ثواب برابر ہو۔ ثواب تو خلوص' محنت ومشقت اور حسن نیت کی بنیاد پر ملتا ہے اور اس میں لوگ مختلف ہوتے ہیں۔ ② عورت اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کر سکتی ہے بشرطیکہ خاوند کی طرف سے صراحتاً یا عرفاً اجازت ہو۔ عرفاً اجازت سے مراد رضامندی ہے۔ اس کے لیے علم ہونا کوئی ضروری نہیں۔

(المعجم ٥٨) - عَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ نہ دے

٢٥٤١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا». مُخْتَصَرٌ.

۲۵۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ﷠ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: "کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی تحفہ یا عطیہ دے۔" یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: اس سے مراد خاوند کے گھر سے عطیہ ہے ورنہ اگر عورت اپنے مال سے عطیہ دے تو خاوند کی اجازت ضروری نہیں۔ لیکن پھر بھی حسن معاشرت اور خاوند کو اعتماد میں لینے کے لیے اس سے صلاح مشورہ کر لینا ہی بہتر ہے۔

(المعجم ٥٩) - فَضْلُ الصَّدَقَةِ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۹- صدقے کی فضیلت

٢٥٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح: ٣٥٤٧ من حديث خالد ابن الحارث به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٢٠.

٢٥٤٢- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ اِجْتَمَعْنَ عِنْدَهُ فَقُلْنَ: أَيَّتُنَا بِكَ أَسْرَعُ لُحُوقًا، فَقَالَ: «أَطْوَلُكُنَّ يَدًا» فَأَخَذْنَ قَصَبَةً فَجَعَلْنَ يَذْرَعْنَهَا، فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَسْرَعَهُنَّ بِهِ لُحُوقًا، فَكَانَتْ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ كَثْرَةِ الصَّدَقَةِ.

۲۵۴۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس اکٹھی ہوئیں اور کہنے لگیں: ہم میں سے کون آپ سے جلدی ملے گی؟ آپ نے فرمایا: ”جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔“ انھوں نے ایک بانس سے ہاتھ ماپنے شروع کر دیے (وہ آپ کی مراد یہی سمجھیں جس کا ہاتھ لمبا ہو)۔ (اس لحاظ سے) حضرت سودہ ؓ آپ سے جلدی ملنے والی تھیں کیونکہ ان کے ہاتھ ان سب سے لمبے تھے۔ (دراصل) اس سے مراد صدقے کی کثرت تھی۔

فوائد و مسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کی بات ہے۔ اور یہ سوال کرنے والی حضرت عائشہ ؓ خود تھیں۔ ② یہ روایت مختصر ہے۔ اصل صورت واقعہ یہ ہے کہ ہاتھ ماپنے سے معلوم ہوا کہ حضرت سودہ ؓ کے ہاتھ لمبے ہیں، لہٰذا سب کا خیال تھا کہ وہی پہلے فوت ہوں گی۔ ویسے بھی وہ عمر کے لحاظ سے سب سے بڑی تھیں، مگر اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت زینب بنت جحش ؓ پہلے فوت ہو گئیں۔ تو غور کرنے سے پتا چلا کہ ہاتھوں کی طوالت سے مراد ظاہری طوالت نہیں بلکہ صدقے کی کثرت تھی۔ (جس طرح ہم سخی شخص کو کھلے ہاتھوں والا کہہ دیتے ہیں) حضرت زینب ؓ انتہائی سخی خاتون تھیں۔ ویسے وہ قد کے لحاظ سے چھوٹی تھیں جبکہ حضرت سودہ ؓ بڑے قد کاٹھ کی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ ترجمے میں قوسین وغیرہ کے ذریعے سے کوشش کی گئی ہے کہ روایت اصل صورت حال کے مطابق ہو جائے ورنہ روایت کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سودہ ؓ سب سے پہلے فوت ہو گئیں، حالانکہ یہ بات تاریخی لحاظ سے غلط ہے۔ حضرت سودہ ؓ تو حضرت معاویہ ؓ کے دور خلافت میں ۵۴ ہجری میں فوت ہوئیں اور حضرت زینب ؓ حضرت عمر ؓ کے دور خلافت میں ۲۰ ہجری میں ازواج مطہرات میں سب سے پہلے فوت ہوئیں۔ یہ بات تاریخی طور پر متفق علیہ ہے اور بعض احادیث میں بھی یہ تفصیل ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابٌ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ (التحفة ٦٠)

باب: ۶۰- کون سا صدقہ افضل ہے؟

٢٥٤٢ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب قبل باب صدقة العلانية، ح: ١٤٢٠ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٢١.

٢٥٤٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَأْمُلُ الْعَيْشَ، وَتَخْشَى الْفَقْرَ».

۲۵۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کا خواہش مند ہو۔ زندگی کی امید رکھتا ہو اور فقر سے ڈرتا ہو۔“

فائدہ: جب انسان خود مال کی خواہش رکھتا ہو' ضرورت مند بھی ہو اور زندگی کی بھی امید ہو تو اس وقت صدقہ کرنا افضل ہے' لیکن جب مال زیادہ ہو یا زندگی کی امید نہ ہو' قریب الوفات ہو تو خرچ کرنے کی وہ فضیلت نہیں۔ گویا اللہ کے نزدیک گنتی کے بجائے وہ دلی حالت معتبر ہے جس کے ساتھ صدقہ کیا جاتا ہے۔

٢٥٤٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ أَنَّ حَكِيمَ ابْنَ حِزَامٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

۲۵۴۴- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور سب سے پہلے اس شخص کو دے جس کا تو ذمے دار ہے۔“

٢٥٤٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ

۲۵۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے'

٢٥٤٣ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الصدقة عند الموت، ح: ٢٧٤٨ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الزكاة، باب بيان أن أفضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، ح: ١٠٣٢ من حديث عمارة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٢٢.

٢٥٤٤ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى . . . الخ، ح: ١٠٣٤ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٢٣.

٢٥٤٥ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: لا صدقة إلا عن ظهر غنًى، ح: ١٤٢٦ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٢٤.

الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے اور پہلے اس شخص کو دے جس کا تو ذمے دار (کفیل) ہے۔''

فائدہ: پہلی حدیث میں افضل صدقے سے پہلی حالت کا بیان ہے اور اس میں افضل صدقے کے بعد والی حالت کا بیان ہے۔

٢٥٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً».

۲۵۴۶- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔''

فائدہ: گھر والوں کی ضروریات کے لیے خرچ کرنا بھی صدقہ ہے یعنی اس سے بھی ثواب حاصل ہوگا بشرطیکہ نیت رکھے۔

٢٥٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ» فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۲۵۴۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ (قبیلے) کے ایک آدمی نے اپنے غلام کو اپنی موت کے بعد آزاد کر دیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے مجھ

٢٥٤٦ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين . . . الخ، ح: ١٠٠٢ عن محمد بن بشار، والبخاري، الإيمان، باب ماجاء: أن الأعمال بالنية والحسبة، ح: ٥٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٢٥.

٢٥٤٧ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة، ح: ٩٩٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٢٦.

«مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي» فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ عَنْ أَهْلِكَ فَلِذِي قَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» يَقُولُ: بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ.

سے کون خریدے گا؟'' تو حضرت نعیم بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور وہ یہ رقم لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے یہ رقم اس شخص کے سپرد کی' پھر فرمایا: ''سب سے پہلے اپنے آپ پر خرچ کر۔ اگر کچھ بچ جائے تو وہ تیرے گھر والوں کے لیے ہے۔ اگر گھر والوں (کی ضروریات) سے کچھ بچ جائے تو وہ تیرے قرابت داروں کے لیے ہے۔ اور اگر تیرے قرابت داروں سے بھی بچ جائے تو پھر تو اسے اپنے آگے اور اپنے دائیں بائیں صدقہ کر۔''

فوائد ومسائل: ① کوئی شخص اپنی زندگی کی حالت میں کہے کہ یہ غلام میرے مرنے کے بعد آزاد ہوگا۔ اسے عربی زبان میں تدبیر کہتے تھے اور اس کا عام رواج تھا۔ شریعت نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں اس کی موت کے بعد واقعتاً وہ غلام آزاد ہوگا' لیکن اس کی حیثیت وصیت جیسی ہے جس کا نفاذ صرف ایک تہائی ملکیت میں ہوسکتا ہے۔ ② مذکورہ شخص کے پاس صرف وہ غلام ہی کل مال تھا۔ ظاہر ہے وصیت ایک تہائی مال سے زائد نہیں ہوسکتی' لہٰذا نبی ﷺ نے اس کے عمل تدبیر کو اپنے حکم سے توڑ دیا بلکہ اس غلام کو فروخت کر دیا تاکہ اس شخص کی موت کی صورت میں وہ آزاد نہ ہو سکے۔ ③ ایسے غلام کو بیچنا جائز نہیں ہوتا مگر مخصوص حالات میں (جب تدبیر غلط ہو) اسے فروخت کیا جاسکتا ہے۔ حکومت بیچے یا وہ شخص خود' مگر اس سے یہ استدلال درست نہیں کہ ہر مدبر کو بیچنا درست ہے۔ تفصیل ان شاءاللہ آگے آئے گی۔ ④ ''آگے اور دائیں بائیں'' یعنی جہاں مناسب سمجھے صدقہ کر۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ ظاہر الفاظ مراد نہیں۔

(المعجم ٦١) - صَدَقَةُ الْبَخِيلِ (التحفة ٦١)

باب:٦١- کنجوس آدمی کا صدقہ

٢٥٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ:

۲۵۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کرنے والے کی اور کنجوس شخص کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن

٢٥٤٨ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب مثل المنفق والبخيل، ح:١٠٢١ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، اللباس، باب جيب القميص من عند الصدر وغيره، ح:٥٧٩٧ من حديث الحسن بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٢٧، ٢٣٢٨.

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنَاهُ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مَثَلَ الْمُنْفِقِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ أَوْ جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَّدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ أَنْ يُنْفِقَ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ الدِّرْعُ أَوْ مَرَّتْ حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتّٰى أَخَذَتْهُ بِتَرْقُوَتِهِ أَوْ بِرَقَبَتِهِ» يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ. قَالَ طَاوُسٌ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ.

کے جسم پر لوہے کے کرتے یا زرہیں ہوں جنھوں نے ان کے سینوں کو ڈھانپ رکھا ہو۔ جب سخی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے اور وسیع ہو جاتی ہے حتی کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے نشانات قدم کو مٹا دیتی ہے۔ اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ سکڑ جاتی ہے اور ہر کڑی اپنی جگہ سمٹ جاتی ہے حتی کہ اس کے حلق یا گلے کو پکڑ لیتی ہے۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا (جیسے) آپ اسے کھول رہے ہیں اور وہ کھلتی نہیں۔ (حضرت ابوہریرہ کے شاگرد) طاؤس نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے ہاتھ سے اسے کھولنے کا اشارہ کرتے تھے لیکن وہ کھلتی نہ تھی۔

فوائد ومسائل: ① ''لوہے کے کُرتے یا زرہیں۔'' زرہ چمڑے کی بھی ہوتی ہے' اس لیے لوہے کی صراحت فرمائی تا کہ آئندہ مثال میں زور پیدا ہو۔ ② ''سینوں کو۔'' ویسے بھی زرہ سینے کے لیے ہوتی ہے۔ یہاں خصوصاً سینے کا ذکر اس لیے ہے کہ انسان کا دل' جس سے سخاوت اور کنجوسی کا تعلق ہے' سینے میں ہوتا ہے۔ اس مثال میں زرہ سے مراد نفس کا شکنجہ ہے جو وہ روح پر چڑھائے رکھتا ہے جو روحانی کمالات کے ظہور سے مانع ہوتا ہے۔ ③ ''کھل جاتی ہے۔'' یعنی سخی کا دل اس شکنجے کو کھول دیتا ہے حتی کہ سخاوت کا اثر پورے جسم پر نمایاں ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ بھی کھل کر سخاوت کرتے ہیں۔ نشانات قدم کو مٹانے سے مراد اس کی غلطیوں کو ختم کرنا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ زرہ اس کے سارے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے' اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ④ ''سکڑ جاتی ہے۔'' یعنی اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے اور وہ صدقہ کرنے کی ہمت نہیں پاتا حتی کہ اس کے لیے صدقہ کرنا اپنا گلا گھونٹنے والی بات بن جاتی ہے۔ جس طرح زرہ اس کے گلے تک سکڑ گئی' اسی طرح اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے اور اسے صدقے کی توفیق نہیں ہو پاتی۔

٢٥٤٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: [حَدَّثَنَا] عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطَرَّتْ أَيْدِيَهُمَا إِلٰى تَرَاقِيهِمَا، فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ، اِتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ، وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَبَّضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلٰى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ [يَدَاهُ] إِلٰى تَرَاقِيهِ» وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ».

۲۵۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنجوس کی اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی زرہیں ہیں اور ان کے ہاتھ ان کے سینے کے اوپر بندھے ہوئے ہیں۔ صدقہ کرنے والا شخص جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے حتی کہ اس کے نشانات قدم تک کو مٹا ڈالتی ہے۔ اور جب بخیل آدمی صدقے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کی ہر کڑی دوسری کڑی سے جڑ جاتی (اس میں پیوست ہو جاتی) ہے اور زرہ سکڑ جاتی ہے اور اس کے ہاتھ سینے سے بندھے رہتے ہیں۔'' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وہ زرہ کو کھولنے کی پوری کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلتی نہیں۔''

فائدہ: سخی آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا دل فراخ ہو جاتا ہے' ہاتھ کھل جاتے ہیں اور تمام رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور کنجوس شخص صدقے کا ارادہ کرے بھی تو اس کا دل مزید تنگ ہو جاتا ہے' گویا کہ ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ وہ زنجیروں میں جکڑے شخص کی طرح لاچار ہو جاتا ہے اور صدقہ نہیں کر پاتا۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْه.

(المعجم ٦٢) - اَلْإِحْصَاءُ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٢)

باب:۶۲- گن گن کر صدقہ کرنا؟

٢٥٥٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ

۲۵۵۰- حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک دن مہاجرین و انصار کی ایک

٢٥٤٩ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب مثل البخيل والمتصدق، ح:١٤٤٣، ومسلم، ح:١٠٢١/ ٧٧، انظر الحديث السابق، من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٢٩.

٢٥٥٠ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح:٢٣٣٠. * الليث هو ابن سعد، وخالد هو ابن يزيد، وشيخه سعيد، أمية روى عنه ثقتان، ووثقه ابن حبان، والحاكم: ٤/ ٢١٥، ٢١٦، والذهبي، وللحديث شواهد.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ هِنْدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسًا وَنَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، فَأَرْسَلْنَا رَجُلًا إِلَى عَائِشَةَ لِيَسْتَأْذِنَ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ سائِلٌ مَرَّةً وَعِنْدِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَمَرْتُ لَهُ بِشَيْءٍ، ثُمَّ دَعَوْتُ بِهِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا تُرِيدِينَ أَنْ لَّا يَدْخُلَ بَيْتَكِ شَيْءٌ وَلَا يَخْرُجَ إِلَّا بِعِلْمِكِ»؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! لَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ».

جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ ہم نے حضرت عائشہ ؓ کے پاس ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ ہمارے لیے (ان کے ہاں حاضر ہونے کی) اجازت طلب کرے۔ (اجازت ملنے پر) ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک سائل میرے پاس آیا۔ میرے پاس رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ میں نے (لونڈی سے) اسے کچھ دینے کو کہا' پھر میں نے وہ چیز منگوا کر دیکھی (کہ وہ کس قدر ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تو چاہتی ہے کہ تیرے گھر میں کوئی چیز تیرے علم کے بغیر نہ آئے اور نہ (وہاں سے) جائے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''عائشہ! ایسے نہ کرو۔ گن گن کر صدقہ نہ کیا کرو' ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دے گا۔''

فائدہ: جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بے حساب رزق دے' اسی طرح ہمیں گنے بغیر صدقات کرتے رہنا چاہیے کیونکہ افعال کا بدلہ ان کی مثل ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے گننے کا ذکر تشاکل کے طور پر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ گننے سے بے نیاز ہے۔ وہ گنے بغیر ہر چیز کو جانتا ہے۔ دراصل یہاں گننے سے مراد کم دینا ہے کیونکہ تھوڑی چیز ہی گنی جاتی ہے۔ زیادہ چیز تو بے حساب ہی دی جاتی ہے۔ یاد رہے یہ نفل صدقے کی بات ہے ورنہ فرض صدقات تو حساب کر کے ہی دیے جاتے ہیں اور وہ حساب خود شریعت نے مقرر کیا ہے۔

٢٥٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: «لَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَزَّ

٢٥٥١- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''گن گن کر اللہ کے راستے میں نہ دے ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دے گا۔''

٢٥٥١ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها، ح:١٤٣٣ من حديث عبدة بن سليمان، ومسلم، الزكاة، باب الحث في الإنفاق وكراهة الإحصاء، ح:١٠٢٩ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٣١. * فاطمة هي بنت المنذر.

وَجَلَّ عَلَيْكِ».

٢٥٥٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ! لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ فِي أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: «اِرْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ، وَلَا تُوكِي فَيُوكِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ».

۲۵۵۲- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے پاس ذاتی مال تو کوئی نہیں مگر جو (میرے خاوند) حضرت زبیر ؓ مجھے لا کر دیتے ہیں' کیا مجھے گناہ ہوگا اگر میں اس سے عطیہ وغیرہ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''جتنی گنجائش ہو عطیے دے اور باندھ باندھ کر نہ رکھ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر باندھ دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① باندھ کر رکھنے سے مراد کنجوسی ہے کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہ دے گی تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے رزق روک لے گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے باندھنے کا ذکر تشاکل (علم معانی کی ایک اصطلاح) کے طور پر ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ ② اس روایت میں عطیات سے مراد وہ چھوٹے چھوٹے عطیات ہیں جن کی عرفاً ہر گھر میں اجازت ہوتی ہے۔ اگر زیادہ مال دینا ہو تو خاوند کی اجازت ضروری ہے کیونکہ وہ مال کا اصل مالک ہے۔ اگرچہ ہر چیز اللہ ہی کی ہے۔

(المعجم ٦٣) - اَلْقَلِيلُ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٣)

باب:۶۳- تھوڑے صدقے کا بیان

٢٥٥٣- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُحِلِّ، عَنْ عَدِيٍّ [بْنِ حَاتِمٍ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ».

۲۵۵۳- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے سے۔''

٢٥٥٢ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع، ح: ١٤٣٤، ومسلم، الزكاة، باب الحث في الإنفاق وكراهة الإحصاء، ح: ١٠٢٩/ ٨٩ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٣٢.

٢٥٥٣ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة قبل الرد، ح: ١٤١٣ من حديث المحل بن خليفة الطائي به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٣٣.

فائدہ: یہ ایک فرضی بات ہے یعنی جو میسر ہے صدقہ کرو۔ غریب اپنے تھوڑے مال سے اور امیر زیادہ مال سے۔ نیز چھوٹی نیکی کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ ممکن ہے وہی نیکی خلوص کی وجہ سے نجات اور کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔

٢٥٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ حَدَّثَهُمْ عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلنَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا. ذَكَرَ شُعْبَةُ: أَنَّهُ فَعَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: «اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ».

٢٥٥٤- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ کا ذکر فرمایا' پھر آپ نے (نفرت وکراہت سے) اپنا منہ پھیرا اور آگ سے اللہ کی پناہ طلب کی۔ شعبہ (راوی) نے کہا کہ آپ نے تین دفعہ ایسے ہی کیا' پھر آپ نے فرمایا: ''(جہنم کی) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے سے۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کر کے (آگ سے بچو)۔''

فوائد و مسائل: ① یعنی جہنم سے بچاؤ اور جنت میں دخول صرف مالداروں ہی کے لیے خاص نہیں۔ فقیر لوگ بھی حسن نیت کے ساتھ معمولی چیز خرچ کر کے سخاوت کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر بالفرض کسی کے پاس کچھ بھی نہ ہو تب بھی اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمت زبان تو ہے ہی۔ اس کے ساتھ بھی یہ مقصود حاصل ہو سکتا ہے۔ نیک کلمہ منہ سے نکالیں' کسی کو برا نہ کہیں' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں' مسکرا کر ملیں' پاکیزہ بات کریں' شر سے زبان بند رکھیں' نجات اور کامیابی میسر ہو گی۔ إن شاء الله. ② راویٔ حدیث حضرت عدی رضی اللہ عنہ عرب کے ایک مشہور اور سخی شخص حاتم طائی کے فرزند تھے۔

(المعجم ٦٤) - بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٤)

باب: ٦٤- دوسروں کو صدقہ کرنے کی رغبت دلانے کا بیان

٢٥٥٥- أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: وَذَكَرَ عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ

٢٥٥٥- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دن کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ کچھ لوگ آئے' ننگے بدن' ننگے پاؤں' تلواریں لٹکائے

٢٥٥٤ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب طيب الكلام، ح: ٦٠٢٣، ومسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة . . . الخ، ح: ١٠١٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٣٤ .

٢٥٥٥ـ أخرجه مسلم، ح: ١٠١٧ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٣٥ .

قَالَ: سَمِعْتُ الْمُنْذِرَ بْنَ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي صَدْرِ النَّهَارِ. فَجَاءَ قَوْمٌ عُرَاةٌ حُفَاةٌ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا، فَأَذَّنَ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ وَ ﴿ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ، مِنْ دِرْهَمِهِ، مِنْ ثَوْبِهِ، مِنْ صَاعِ بُرِّهِ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ، حَتَّى قَالَ: «وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ» فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا».

ہوئے۔ وہ اکثر بلکہ سب کے سب مضر قبیلے سے تھے۔ ان کی تنگ حالی اور بھوک دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور متغیر (مغموم) ہو گیا۔ آپ اندر (گھر) گئے (مگر کچھ نہ ملا تو) پھر باہر تشریف لے آئے اور بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے اذان واقامت کہی۔ آپ نے جماعت کروائی' پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا ...... رَقِيبًا﴾ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کا نام لے کر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے توڑنے سے (بھی) ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔" ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ ...... لِغَدٍ﴾ "اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل (اگلی زندگی) کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔" آدمی اپنے دینار سے صدقہ کرے' اپنے درہم سے صدقہ کرے' اپنے کپڑے سے صدقہ کرے' گندم کا صاع دے' کھجور کا صاع دے۔" حتی کہ آپ نے فرمایا: "چاہے کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کرے۔" انصار میں سے ایک آدمی اتنی بھاری تھیلی اٹھا کر لایا کہ اس کی ہتھیلی اس سے عاجز ہو رہی تھی بلکہ عاجز ہو ہی گئی تھی' پھر تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا حتی کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے۔ ایک غلے کا اور ایک کپڑوں کا' حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور یوں (خوشی سے) دمکنے لگا گویا کہ اس پر سونا چڑھا دیا گیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے اسلام میں

کوئی اچھا طریقہ جاری کیا' اسے اپنا ثواب بھی ملے گا اور جتنے لوگ اسے دیکھ کر وہ کام کریں گے' ان کے اجر میں سے بھی اسے حصہ ملے گا' بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ اسی طرح جو شخص اسلام میں برا کام جاری کر دے' اس پر اس کا اپنا گناہ بھی ہوگا اور ان لوگوں کا بھی جو اسے دیکھ کر وہ کام کریں گے' لیکن اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔''

فائدہ: ''اچھا طریقہ جاری کیا۔'' بشرطیکہ وہ کام شریعت میں موجود ہو' جیسے مندرجہ بالا واقعہ میں انصاری نے نیک کام میں پہل کی اور لوگوں نے اسے دیکھ کر صدقات کیے۔ اور صدقہ شریعت میں مشروع ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کام جاری کرے جو شریعت میں موجود نہ ہو تو یہ بدعت ہوگی' خواہ وہ ظاہر میں نیک کام ہی نظر آئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دین میں ایسا کام رائج کرے جو دین سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔'' (صحيح البخاري، الصلح، حديث:٢٦٩٧ و صحيح مسلم، الأقضية، حديث:١٧١٨) کیونکہ اس طرح دین میں تحریف ہو جائے گی اور دین کی اصل شکل و صورت قائم نہ رہے گی۔

٢٥٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَارِثَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تَصَدَّقُوا، فَإِنَّهُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الَّذِي يُعْطَاهَا: لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ قَبِلْتُهَا، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا».

٢٥٥٦- حضرت حارثہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''صدقہ کرو اس لیے کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی صدقہ لے کر چلے گا (کہ کسی کو دے) مگر جسے وہ صدقہ دیا جائے گا' وہ کہے گا: اگر تو کل لے آتا تو میں قبول کر لیتا' آج نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''ایسا زمانہ'' واقعتاً رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایسا زمانہ آیا۔ قرب قیامت بھی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی کہ دولت عام ہو جائے گی۔ صدقہ تو ایک طرف رہا' کوئی دولت (سونا وغیرہ) نہ اٹھائے گا۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الزكاة، حديث:١٠١٣) ② ''کل'' ضروری نہیں حقیقتاً گزشتہ کل ہی

٢٥٥٦ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة قبل الرد، ح: ١٤١١، ومسلم، الزكاة، باب الترغيب في الصدقة قبل أن لا يوجد من يقبلها، ح: ١٠١١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٣٦.

مراد ہو بلکہ مراد اس سے پہلے کا زمانہ بھی ہو سکتا ہے' چاہے وہ سال دو سال یا اس سے کم و بیش ہی ہو۔

(المعجم ٦٥) - اَلشَّفَاعَةُ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٥)

باب:۶۵-صدقے کے بارے میں سفارش کرنے کا بیان

٢٥٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِشْفَعُوا تُشَفَّعُوا وَيَقْضِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ».

۲۵۵۷-حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سفارش کرو۔تمھاری سفارش قبول کی جائے گی۔اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبانی جو چاہے گا' فیصلہ فرمائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ''سفارش کرو۔'' یعنی جب کوئی حاجت مند مانگنے آئے تو تم اس کے حق میں سفارش کر دیا کرو۔ ② ''تمھاری سفارش قبول ہوگی۔'' اگر وہ قابل تسلیم ہوئی' یا مطلب ہے کہ تمھیں سفارش کا ثواب ملے گا جیسا کہ ایک دوسری روایت میں اس مفہوم کی صراحت ہے: [اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا] (صحیح البخاري' الزکاۃ' حدیث:۱۴۳۲' وصحیح مسلم' البر والصلۃ' حدیث:۲۶۲۷) یہی معنی زیادہ مناسب ہیں۔ ③ ''فیصلہ فرمائے گا۔'' یعنی فیصلہ تو نبی ﷺ کے ہاتھ میں ہے جو وہ الٰہی تعلیمات کی روشنی میں فرمائیں گے۔تم سفارش کر کے ثواب حاصل کر لیا کرو۔

٢٥٥٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْأَلُنِي الشَّيْءَ فَأَمْنَعُهُ حَتّٰى تَشْفَعُوا فِيهِ فَتُؤْجَرُوا»

۲۵۵۸-حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے اور میں انکار کر دیتا ہوں تاکہ تم سفارش کر کے ثواب حاصل کرو۔'' تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفارش کیا کرو' تمھیں ثواب ملے گا۔''

٢٥٥٧_ أخرجه البخاري، الأدب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضًا، ح:٦٠٢٦، ٦٠٢٧ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، البر والصلة، باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام، ح:٢٦٢٧ من حديث أبي بردة ـ واسمه بريد ـ به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٣٧.

٢٥٥٨_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الشفاعة، ح:٥١٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٣٨. * عمرو هو ابن دينار، وشيخه وهب.

وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا».

(المعجم ٦٦) - اَلْاِخْتِيَالُ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٦)

باب:٦٦-صدقے میں فخر کرنا

٢٥٥٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَمِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ، وَالْاِخْتِيَالُ الَّذِي يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اخْتِيَالُ الرَّجُلِ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَعِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَالْاِخْتِيَالُ الَّذِي يُبْغِضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْخُيَلَاءُ فِي الْبَاطِلِ.

٢٥٥٩-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے اور ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ اسی طرح ایک فخر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور ایک فخر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ پسندیدہ غیرت وہ ہے جو تہمت کے مقام پر ہو اور ناپسندیدہ غیرت وہ ہے جو بلاوجہ ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ فخر وہ ہے جو آدمی لڑائی کے وقت کرے یا صدقہ کرتے وقت۔ اور ناپسندیدہ فخر وہ ہے جو باطل میں ہو۔“

فوائد و مسائل: ① ”تہمت کے مقام پر“ یعنی جس کام سے انسان شرعاً یا عرفاً متہم قرار پاتا ہو اس کام کو غیرت کی بنا پر چھوڑ دیا جائے، مثلاً: بدنام لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا۔ مے خانے اور جوا خانے میں بیٹھنا

٢٥٥٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الخيلاء في الحرب، ح: ٢٦٥٩ من حديث يحيى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٣٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٣١٣، ١٦٦٦، وابن حجر في الإصابة: ١/ ٢١٥، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ١٩٩٦ وغيره.

اوراسی طرح غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اور خلوت اختیار کرنا وغیرہ۔ ② ''پسندیدہ فخر'' لڑائی کے وقت فخر یہ ہے کہ اپنی قوت و جرأت کا اظہار کرے تا کہ کفار مرعوب ہوں۔ فخریہ اشعار پڑھنا بھی اس میں داخل ہے۔ اور صدقے کے وقت فخر یہ ہے کہ خوب دل کھول کر صدقہ کرے بلکہ صدقے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھے کبھی کبھار دوسرے کو اپنے سے آگے بڑھنے کا چیلنج کرے۔ یاد رکھیے! اس سے ریا کاری یا وسائل پر فخر کرنا مراد نہیں کہ وہ تو گناہ کبیرہ ہے۔ ناجائز کام پر خرچ کرنا حرام ہے خواہ ایک پیسہ ہو۔

٢٥٦٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا، وَتَصَدَّقُوا، وَالْبَسُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ».

٢٥٦٠- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ اور صدقہ کرو اور لباس پہنو مگر فضول خرچی اور تکبر نہ ہو۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اسے امام بخاری ؒ نے کتاب اللباس سے پہلے معلق بیان کیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد اور متابعات کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ بنابریں دلائل کی رو سے اصولی طور پر یہ روایت حسن درجے کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٣/٥٩، ٦٠، والموسوعة الحديثية مسند الإمام إحمد: ١١/٢٩٤، ٢٩٥، ٣١٢، ٣١٣، و هداية الرواة: ٤/٢١٧، ٢١٨) ② فضول خرچی سے مراد ضرورت سے زائد خرچ کرنا یا حرام میں خرچ کرنا ہے۔ اور تکبر سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کو حقیر سمجھے جو کھانے پینے اور لباس وغیرہ میں اس سے کم درجے میں ہو۔

(المعجم ٦٧) - بَابُ أَجْرِ الْخَازِنِ إِذَا تَصَدَّقَ بِإِذْنِ مَوْلَاهُ (التحفة ٦٧)

باب: ٦٧- خزانچی اپنے مالک کی اجازت سے صدقہ کرے تو اسے بھی ثواب ملے گا

٢٥٦١- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْهَيْثَمِ بْنِ

٢٥٦١- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے

٢٥٦٠- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب: البس ما شئت، ما أخطأك سرف أو مخيلة، ح: ٣٦٠٥ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤٠، وعلقه البخاري في أول كتاب اللباس. * قتادة عنعن.

٢٥٦١- أخرجه البخاري، الإجارة، باب استئجار الرجل الصالح ... الخ، ح: ٢٢٦٠ من حديث سفيان◀◀

عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا» وَقَالَ: «اَلْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبًا بِهَا نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔'' نیز فرمایا: ''امانت دار خازن جو خوش دلی سے وہ چیز (اللہ کے راستے میں) دیتا ہے، جس کا اسے حکم دیا گیا ہو، وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اکیلی اکیلی اینٹ کوئی وقعت نہیں رکھتی مگر جب ایک دوسرے سے مل جائیں تو مضبوط دیوار بن جاتی ہے۔ اور دیواریں مل کر چار دیواری اور چھت کے ساتھ مکمل مکان بن جاتا ہے جو ہر قسم کے طوفانوں کا بلا کھٹکے مقابلہ کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ ایسے ہی ہونا چاہیے۔ ② ''صدقہ کرنے والوں میں۔'' کیونکہ ظاہراً تو صدقہ وہی کر رہا ہے۔ صدقہ کرنے والوں سے مراد سب صدقہ کرنے والے یا یہ دو شخص مالک اور خزانچی ہیں۔ یاد رہے کہ مالک کو اس کی ملکیت کی بنا پر ثواب ملے گا اور خزانچی کو اس کے فعل پر۔ ضروری نہیں کہ دونوں ثواب میں برابر ہوں۔

(المعجم ٦٨) - بَابُ الْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ (التحفة ٦٨)

باب: ٦٨- چھپا کر صدقہ کرنے والا

٢٥٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ».

٢٥٦٢- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنے والا، علانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور آہستہ قرآن پڑھنے والا چھپا کر صدقہ کرنے والے کی طرح۔''

◀◀ الثوري، ومسلم، الزكاة، باب أجر الخازن الأمين . . . الخ، ح: ١٠٢٣ من حديث بريد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٤١.

٢٥٦٢ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٦٦٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٤٢.

فائدہ: قرآن مجید میں چھپا کر صدقہ کرنے کو افضل کہا گیا ہے۔ اگرچہ علانیہ صدقہ کرنے والے کو بھی اچھا کہا گیا ہے کیونکہ دونوں میں الگ الگ فوائد ہیں۔ چونکہ علانیہ میں ریاکاری کا خطرہ قوی ہے' لہٰذا وہ افضل نہیں۔ لیکن بعض اوقات علانیہ صدقہ بھی افضل ہو سکتا ہے' جبکہ اس سے دوسروں کو ترغیب و تشویق دینا مقصود ہو۔ بعض اہل علم نے یوں تطبیق دی ہے کہ فرض صدقہ علانیہ کیا جائے کیونکہ وہ اتہام و الزام سے بچ جائے گا۔ دوسروں کو رغبت بھی ہوگی۔ اس میں ریاکاری کا امکان بھی کم ہے کیونکہ فرض کام تو بہر حال کرنا ہی پڑتا ہے' البتہ نفل صدقہ چھپا کر ہی دیا جائے کیونکہ یہ اللہ اور بندے کا معاملہ ہے۔ اسے پوشیدہ ہی رہنا چاہیے' جبکہ فرض تو پوشیدہ نہیں رہ سکتا' جیسے فرض نماز سب کے سامنے (باجماعت) پڑھنا فرض ہے جبکہ نفل نماز گھر ہی میں افضل ہے تاکہ ریا کا شائبہ نہ رہے۔

(المعجم ٦٩) - اَلْمَنَّانُ بِمَا أَعْطٰى (التحفة ٦٩)

باب:٦٩- دے کر احسان جتلانے والا

٢٥٦٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ، وَالدَّيُّوثُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطٰى».

٢٥٦٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرمان' مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور بے غیرت خاوند' نیز تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: ماں باپ کا نافرمان' ہمیشہ شراب پینے والا اور دے کر احسان جتلانے والا۔''

فوائد و مسائل: ① ''نہیں دیکھے گا۔'' یعنی رحمت اور پیار و محبت سے نہیں دیکھے گا کیونکہ اصل دیکھنا تو یہی ہوتا ہے' ورنہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے چھپا ہوا ہے' نہ چھپ ہی سکتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ سزا بھی اولاً ہے ورنہ آخر کار یہ بھی اگر مومن ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بے کنار میں آ ہی جائیں گے۔ ② ''والدین کا نافرمان'' یعنی ان کے حقوق ادا نہ کرنے والا۔ ③ ''مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت۔'' یعنی ان معاملات میں جو

٢٥٦٣- [إسناده حسن] أخرجه أبويعلى في مسنده: ٩/ ٤٠٨، ٤٠٩، ح: ٥٥٥٦ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٤٣، وصححه ابن حبان، ح: ٥٦، والحاكم: ٤/ ١٤٦، ١٤٧، والذهبي، وللحديث شواهد.

مردوں کے ساتھ خاص ہیں' مثلاً: لباس' حجامت وغیرہ۔ یا مردوں جیسے کام کرے' مثلاً: کھیتوں میں ہل چلانا' حکومت اور سیاست کرنا وغیرہ' جن کاموں میں مردوں سے اختلاط ہو۔④ دَیُّوث بے غیرت جسے اپنی بیوی' بیٹی یا بہن کے غیروں کے ساتھ ناجائز تعلقات پر کوئی اعتراض نہ ہو۔⑤ ''جنت میں نہیں جائیں گے۔'' یعنی اولاً' ورنہ سزا بھگتنے کے بعد تو ہر ایمان والا جنت میں جائے گا۔ صحیح روایات میں صراحت ہے۔⑥ ''ہمیشہ شراب پینے والا۔'' یعنی شراب پیتا رہا اور بغیر توبہ کیے مر گیا' خواہ زندگی کے آخر میں شراب شروع کی ہو۔

٢٥٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُدْرِكِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، خَابُوا وَخَسِرُوا، قَالَ: «اَلْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ».

٢٥٦٤- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے (بدنصیب) ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انھیں (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔ نہ ان سے (رضامندی والا) کلام فرمائے گا اور نہ انھیں پاک فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے آیت کا یہ ٹکڑا قراءت فرمایا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ تو ناکام ہوئے اور خسارے میں پڑ گئے۔ وہ تو ناکام ہوے اور خسارے میں پڑے۔ (وہ کون لوگ ہیں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(وہ یہ ہیں:) اپنے تہبند کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا' جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا اور اپنے عطیے پر احسان جتلانے والا۔''

فوائد ومسائل: ① ''نہ کلام فرمائے گا۔'' البتہ ڈانٹ ڈپٹ ہوگی لیکن عرفاً اسے کلام کرنا نہیں کہتے۔ یہ تو دشمنوں میں بھی ہوتا ہے۔② ''نہ پاک فرمائے گا۔'' سزا یہی ہے مگر اللہ تعالیٰ معاف فرما دے تو کیا اعتراض؟ سزا کے بعد تو ہر مومن کو معافی ہو ہی جائے گی۔

٢٥٦٥- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

٢٥٦٥- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے (بدنصیب) ہیں کہ

٢٥٦٤ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار . . . الخ، ح:١٠٦ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٤٤ . * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر .

٢٥٦٥ـ أخرجه مسلم عن بشر بن خالد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٣٤٥ .

سُلَيْمَانَ - وَهُوَ الْأَعْمَشُ - عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: اَلْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ».

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک فرمائے گا اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے: اپنے عطیے کا احسان جتلانے والا' اپنے تہبند کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔"

(المعجم ٧٠) - بَابُ رَدِّ السَّائِلِ (التحفة ٧٠)

باب:٧٠- سائل کو (کچھ نہ کچھ دے کر) رخصت کرنا چاہیے

٢٥٦٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ» وفِي حَدِيثِ هَارُونَ: «مُحْرَقٍ».

٢٥٦٦- حضرت ابن بجید انصاری کی دادی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوالی کو کچھ نہ کچھ دے کر واپس کرو' خواہ جلا ہوا کھر ہی ہو۔"

فائدہ: مقصد مبالغہ ہے' نیز یہ حکم تب ہے جب سائل حق دار ہو اور مسئول کے پاس گنجائش ہو' ورنہ پیشہ ور گداگروں کو (بشرطیکہ معلوم ہو) دینا تو گناہ ہی کے زمرے میں آ سکتا ہے کیونکہ اس طرح گداگری کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جبکہ اسلام نے اس کی سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے۔

(المعجم ٧١) - بَابُ مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يُعْطِي (التحفة ٧١)

باب:٧١- جس شخص سے مانگا جائے اور وہ نہ دے تو؟

٢٥٦٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٤٦، والموطأ(يحيى):٢/ ٩٢٣، بلفظ: ردّوا المسكين ولو بظلف مخرق، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٤٧٣، وابن حبان، ح:٨٢٤، والحاكم:١/ ٤١٧، والذهبي. * وزيد بن أسلم لم يكن مدلسًا على الراجح، وانظر الحديث الآتي، ح:٢٥٧٦.

٢٥٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَأْتِي رَجُلٌ مَوْلَاهُ يَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلٍ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ، إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِي مَنَعَ».

۲۵۶۷- حضرت بہز بن حکیم کے دادا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب کوئی شخص اپنے مالک کے پاس جائے اور اس سے اس کی ضرورت سے زائد کوئی چیز مانگے اور وہ اسے نہ دے تو اس مالک کے لیے قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بلایا جائے گا جو اس کے زائد مال کو چبائے گا' جو اس نے نہیں دیا۔''

فائدہ: ''چبائے گا۔'' یہ معنی بھی بن سکتے ہیں: ''قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بلایا جائے گا جو اس مالک کو چبائے گا اور یہ سانپ اس کا وہ زائد مال ہوگا جو اس نے مانگنے پر نہیں دیا تھا۔'' بظاہر یہ معنی زیادہ مناسب لگتے ہیں مگر الفاظ ان کا ساتھ نہیں دیتے' اس لیے ظاہر معنی کو متن میں لکھا گیا ہے۔

(المعجم ٧٢) - مَنْ سَأَلَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٧٢)

باب:۷۲- جو شخص اللہ عزوجل کے نام پر مانگے

٢٥٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنِ اسْتَجَارَ بِاللهِ فَأَجِيرُوهُ، وَمَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ

۲۵۶۸- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے اسے پناہ دو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگے' اسے دو۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر امن مانگے' اسے امن دو۔ اور جو شخص تم سے حسن سلوک کرے اسے اس کا بدلہ دو اور اگر تمھیں بدلہ دینے کو کچھ نہ ملے تو اس کے لیے دعا کرو (اور کرتے رہو) حتی کہ

٢٥٦٧_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب المرتد عن دينه، ح: ٢٥٣٦ من حديث بهز به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤٧.

٢٥٦٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب عطية من سأل بالله عزوجل، ح: ١٦٧٢، ٥١٠٩ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤٨، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٧١، ٢٠٧٢، والحاكم: ١/ ٤١٢ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي. * الأعمش عنعن، تقدم، ح: ٣٠، وبينه وبين مجاهد: إبراهيم التيمي (موارد الظمآن)، ح: ٢٠٧٢، وللحديث شواهد ضعيفة كلها.

كَافَأْتُمُوهُ».

تمھیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد اور متابعات کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مسند احمد کے محققین نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي:۲۳/۸۴-۸۷، و الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۹/۲۶۶، ۲۶۷، والصحيحة للألباني:۱/۵۱۰، ۵۱۱، رقم الحديث:۲۵۴) ② اللہ تعالیٰ ہی عزت والا ہے۔ تمام بزرگی اور عظمت اللہ ہی کے لائق ہے۔ اس کی عظمت کا تقاضا ہے کہ جب اس کا مقدس نام آ جائے تو انسان سر تسلیم خم کر دے۔ اور بساط بھر اس نام کی حرمت قائم رکھے، بشرطیکہ وہ غلط مطالبہ نہ ہو، یعنی شریعت کے خلاف نہ ہو اور اس سے کسی پر ظلم نہ ہوتا ہو اور نہ کسی کی حق تلفی۔

(المعجم ۷۳) - مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ۷۳)

باب:۷۳- جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر مانگے

۲۵۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ لِأَصَابِعِ يَدَيْهِ: أَلَّا آتِيَكَ وَلَا آتِيَ دِينَكَ، وَإِنِّي كُنْتُ امْرَءًا لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللهُ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا؟ قَالَ: «بِالْإِسْلَامِ» قَالَ: قُلْتُ: وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: «أَنْ تَقُولَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِي لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَتَخَلَّيْتُ، وَتُقِيمَ

۲۵۶۹- حضرت بہز بن حکیم کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے آپ کے پاس آنے سے قبل اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی تعداد سے بھی زیادہ قسمیں کھائی تھیں کہ نہ میں آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کا دین قبول کروں گا۔ اور میں دین کی کوئی سمجھ نہیں رکھتا مگر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مجھے سکھائیں۔ اور میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا چیز دے کر ہمارے پاس بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسلام دے کر۔" میں نے عرض کیا: اسلام کی علامات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

۲۵۶۹- [إسناده حسن] تقدم، ح:۲۴۳۸، وهو في الكبرٰى، ح:۲۳۴۹.

الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، كُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ، أَخَوَانِ نَصِيرَانِ، لَا يَقْبَلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ مُشْرِكٍ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا، أَوْ يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ».

''یہ کہ تو کہے: میں نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا ہے اور (اس کے علاوہ ہر چیز سے) علیحدہ ہو جائے اور نماز قائم کرے اور زکاۃ ادا کرے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار بھائی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی مشرک سے اس کے اسلام لانے کے بعد بھی کوئی عمل قبول نہیں فرماتا حتی کہ وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں سے آ ملے۔''

فائدہ: ''مسلمانوں سے آ ملے۔'' یعنی ہجرت کر لے۔ نبی ﷺ کے دور میں مسلمانوں کی قوت مجتمع کرنے کی ضرورت تھی' نیز اہل کفر سے اس قدر مخاصمت تھی کہ دونوں کا اکٹھا رہنا اور دین پر عمل کرنا ناممکن تھا' اس لیے ہجرت فرض تھی۔ جب اسلام پھیل گیا اور کفر سکڑ گیا تو آپ نے اعلان فرما دیا کہ اب مکہ سے ہجرت کی ضرورت نہیں رہی۔ گویا ہجرت' لازمۂ اسلام نہیں بلکہ اس کا فیصلہ حالات کے جائزے سے ہوگا۔ نہ ہر دارالکفر میں رہنا جائز ہے اور نہ ہر دارالکفر سے ہجرت واجب ہے۔

(المعجم ٧٤) - مَنْ يَسْأَلُ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ (التحفة ٧٤)

باب: ۷۴- جو شخص اللہ کے نام پر مانگے اور خود اس کے نام پر نہ دے؟

٢٥٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ الْقَارِظِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا»؟

۲۵۷۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ لوگوں میں سے بہترین رتبے والا کون شخص ہے؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں' اے اللہ کے رسول! (ضرور بتائیں!) آپ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا گھوڑا لیے پھرتا ہے حتی کہ اسے موت آ جاتی

٢٥٧٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢٣٧/١، ٣١٩، ٣٢٢ من حديث ابن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٥٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٩٣. * إسماعيل بن عبدالرحمٰن هو ابن ذويب الأسدي المدني، وتابعه بكير بن عبدالله بن الأشج عند الترمذي، ح: ١٦٥٢، وابن حبان، ح: ١٥٩٤ وغيرهما، وللحديث شاهد عند أحمد: ٢٢٦/١، ٣١١.

قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «رَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَمُوتَ أَوْ يُقْتَلَ، وَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيهِ»؟ قُلْنَا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْتَزِلُ شُرُورَ النَّاسِ، وَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ»؟ قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «اَلَّذِي يَسْأَلُ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ».

ہے یا وہ شہید ہو جاتا ہے۔ اور میں تمھیں وہ شخص بتاؤں جو اس کے قریب ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''وہ شخص جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں علیحدہ رہتا ہے' نماز قائم کرتا ہے' زکاۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں کے شر سے علیحدہ رہتا ہے' نیز بتاؤں' بدترین شخص کون ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''جو اللہ کے نام پر خود تو (لوگوں سے) مانگے' لیکن اس کے نام پر (کسی کو) نہ دے۔''

فوائد ومسائل: ① ''گھوڑا لیے پھرتا ہے۔'' یعنی جہاد کرتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ مطلقاً اعلیٰ عمل ہے۔ اور پہاڑ کی گھاٹی میں علیحدہ رہنا صرف اس وقت افضل ہے جب دین کی حفاظت مقصود ہو اور لوگوں میں رہ کر دین پر قائم رہنا انتہائی مشکل ہو جائے' ورنہ لوگوں میں رہنا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا ہی افضل ہے۔ رہبانیت کی اجازت نہیں۔ ② ''لوگوں کے شر سے۔'' یعنی اپنے دین کو محفوظ کر لیتا ہے' یا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھنا بھی بڑی فضیلت ہے۔ ③ [اَلَّذِي يَسْأَلُ بِاللهِ] کو يُسْأَلُ (مجہول) بھی پڑھا گیا ہے' جس کا ترجمہ ہوگا: جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے لیکن وہ نہ دے۔ پہلے مفہوم میں دو قباحتیں جمع ہو جاتی ہیں: لوگوں سے مانگنا بھی اور خود نہ دینا بھی' جبکہ دوسرے مفہوم میں صرف ایک قباحت ہے۔ الفاظ حدیث دونوں مفہوم کے متحمل ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧٥) - ثَوَابُ مَنْ يُعْطِي (التحفة ٧٥)

باب: ٧٥- جو شخص (اللہ تعالیٰ کے نام پر) دے اس کا ثواب؟

٢٥٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظِبْيَانَ رَفَعَهُ إِلٰى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ

٢٥٧١- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے اور تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بغض رکھتا ہے۔ جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے (وہ یہ ہیں:) ایک آدمی کسی قوم کے پاس آیا۔ ان

٢٥٧١ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٦١٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٥١.

وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، أَمَّا الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ، فَتَخَلَّفَهُ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي أَعْطَاهُ، وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ، نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُؤُوسَهُمْ، فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِي وَيَتْلُو آيَاتِي، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَهُزِمُوا، فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتّٰى يُقْتَلَ أَوْ يَفْتَحَ اللهُ لَهُ، وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالْغَنِيُّ الظَّلُومُ».

سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا۔ کسی باہمی قرابت کی بنا پر سوال نہیں کیا' لیکن انھوں نے اسے کچھ نہ دیا۔ ایک شخص (ان میں سے اٹھا اور) ان لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گیا اور اسے خفیہ طور پر دیا۔ اس کے اس عطیے کو اللہ تعالیٰ نے جانا یا اس شخص نے جسے اس نے دیا۔ (دوسرا یہ کہ) کچھ لوگ ساری رات چلتے رہے' حتی کہ جب نیند انھیں ہر اس چیز سے اچھی لگنے لگی جو نیند کے برابر ہو سکتی ہے تو وہ سواریوں سے اتر پڑے اور سو گئے' لیکن ایک شخص (نماز میں) کھڑا ہو کر میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور میری آیات تلاوت کرنے لگا۔ تیسرا وہ شخص جو ایک لشکر میں تھا۔ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ سب بھاگ کھڑے ہوئے مگر وہ ڈٹا رہا' حتی کہ شہید ہو گیا یا اسے فتح مل گئی۔ اور وہ تین شخص جن سے اللہ عزوجل بغض رکھتا ہے یہ ہیں: بوڑھا زناکار' فقیر متکبر اور مال دار ظالم۔''

فوائد ومسائل: ① محبت اور بغض اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جن کا قرآن وحدیث میں بکثرت ذکر ملتا ہے' مگر کچھ لوگ فلسفے کے بعض غیر مسلم اصولوں سے متاثر ہو کر ان صفات کی نفی کرتے ہیں اور ان سے صرف انعام وانتقام مراد لیتے ہیں' حالانکہ یہ الگ دو صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے واقفیت رکھتے ہیں؟ لفظ سے وہی معنی مراد لینے چاہییں جو ایک سادہ سننے والے کی سمجھ میں آتے ہیں' حقیقت ہو یا مجاز۔ اگر ان صفات کا عام مفہوم اللہ تعالیٰ کے لائق نہ ہوتا تو ضرور بیان کر دیا جاتا۔ ② جن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کے محبت فرمانے کا تعلق ہے ان میں ایک قدر مشترک ہے' اور وہ ہے خلوص۔ تینوں ریاکاری سے کوسوں دور ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا مال' آرام اور جان قربان کرتے ہیں۔ ③ زنا' تکبر اور ظلم ہر حال میں کبیرہ گناہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ اور ان کا فاعل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے مگر جب ان کے فاعل کے پاس ذرہ بھر بھی عذر نہ ہو حتی کہ عرفاً بھی نہ ہو تو یہ کام اکبر الکبائر بن جاتے ہیں۔ نوجوان کے پاس شہوت' مالدار کے پاس مال اور فقیر کے ہاں فقر ان جرائم کا عذر عرفاً بن سکتے ہیں مگر بوڑھے کے پاس زنا اور فقیر کے پاس تکبر اور اکڑفوں اور مال دار کے پاس کسی کی حق تلفی کا کیا عذر ہو سکتا ہے؟ جسے شرعاً نہیں تو عرفاً ہی پیش کیا جا سکے۔ أَعَاذَنَا اللهُ عَنْهَا.

(المعجم ٧٦) - تَفْسِيرُ الْمِسْكِينِ (التحفة ٧٦)

باب:۷۶- مسکین کی تفسیر (کہ وہ کون ہے؟)

٢٥٧٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ إِنَّ الْمِسْكِينَ الْمُتَعَفِّفُ، اِقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ:﴿لَا يَسْـَٔلُونَ ٱلنَّاسَ إِلْحَافًا﴾».

۲۵۷۲- حضرت ابوہریرہ ﷛ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسکین وہ نہیں جس کو ایک کھجور' دو کھجوریں یا ایک لقمہ' دو لقمے واپس کر دیں' بلکہ مسکین وہ ہے جو حاجت مند ہونے کے باوجود مانگنے سے پرہیز کرے۔ تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ ”(صدقات کے مستحق وہ لوگ ہیں) جو مانگتے وقت لوگوں کے گلے نہیں پڑ جاتے۔“

فائدہ: ”مسکین وہ نہیں“ کیونکہ اس قسم کے لوگ عموماً پیشہ ور بھکاری ہوتے ہیں اور دوسروں سے زیادہ امیر ہوتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ قابل تعریف مسکین نہیں' اگرچہ مسکین تو ہیں۔ یا یہ اس قدر مستحق نہیں جس قدر سوال نہ کرنے والے حاجت مند لوگ مستحق ہیں۔

٢٥٧٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ» قَالُوا: فَمَا الْمِسْكِينُ؟ قَالَ: «اَلَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلَ النَّاسَ».

۲۵۷۳- حضرت ابوہریرہ ﷛ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ گھومنے پھرنے والا شخص مسکین نہیں جسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں پلٹا دیتی ہیں۔“ صحابہ نے عرض کیا: تو پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ گزارا کر سکے۔ نہ اس (کے فقر) کا کسی کو پتا ہی چلتا ہے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ خود کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے۔“

٢٥٧٢ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب المسكين الذي لا يجد غنى ... الخ، ح: ١٠٣٩ من حديث إسماعيل بن جعفر، وأخرجه البخاري، التفسير، باب:﴿ لا يسألون الناس إلحافًا ﴾، ح: ٤٥٣٩ من حديث شريك بن أبي نمر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٥٢.

٢٥٧٣ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب قول الله عزوجل: ﴿ لا يسألون الناس إلحافًا ﴾، ح: ١٤٧٩ من حديث مالك، ومسلم: ١٠١/١٠٣٩، انظر الحديث السابق من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٢٣، والكبرى، ح: ٢٣٥٣.

٢٥٧٤- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ» قَالُوا: فَمَا الْمِسْكِينُ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: «اَلَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى، وَلَا يَعْلَمُ النَّاسُ حَاجَتَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ».

۲۵۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسکین وہ نہیں جسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں پلٹا دیتی ہیں۔'' لوگوں نے کہا: تو اے اللہ کے رسول! پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اتنا مال نہیں رکھتا جو کفایت کر سکے اور لوگوں کو اس (کے فقر) کا پتا نہیں چلتا کہ اس پر صدقہ ہو سکے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت معناً صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے لکھا ہے کہ بخاری و مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم.

٢٥٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ بُجَيْدٍ - وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ - أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ الْمِسْكِينَ لَيَقُومُ عَلٰى بَابِي فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ لَّمْ تَجِدِي شَيْئًا تُعْطِينَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ».

۲۵۷۵- حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ اور انھیں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کبھی کوئی مسکین سائل میرے دروازے پر آ کھڑا ہوتا ہے مگر میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اسے دینے کے لیے تیرے پاس کچھ بھی نہ ہو سوائے جلے ہوئے کھر کے تو وہی اسے دے دے۔''

٢٥٧٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحدّ الغنى، ح: ١٦٣٢ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٥٤. * الزهري عنعن، وحديث البخاري، ح: ١٤٧٦، ومسلم، ح: ١٠٣٩ يغني عنه.

٢٥٧٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب حق السائل، ح: ١٦٦٧، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في حق السائل، ح: ٦٦٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٥٥، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وتقدم طرفه، ح: ٢٥٦٦.

فائدہ: سائل دروازے سے محروم نہیں جانا چاہیے۔ استحقاق اور عدم استحقاق کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے الا یہ کہ اس کا پیشہ ور ہونا معلوم ہو اور وہ حقیقتاً محتاج نہ ہو۔ (نیز دیکھیے حدیث: ۲۵۶۶)

(المعجم ٧٧) - اَلْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ (التحفة ٧٧)

باب: ۷۷- تکبر کرنے والا فقیر

٢٥٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ، وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ».

۲۵۷۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں فرمائے گا۔ بوڑھا بدکار، مغرور و متکبر فقیر اور جھوٹا بادشاہ۔“

فائدہ: بادشاہ بہر حال حاکم اعلیٰ ہے، اسے کوئی خوف و خطر نہیں کہ جھوٹ بولے، نیز اس کا جھوٹ بہت بڑے فریب پر مبنی ہوگا اور عوام الناس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے گا، نیز وہ پوری رعایا کے لیے نقصان دہ ہے، اس لیے اس کا جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

٢٥٧٧- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ».

۲۵۷۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار اشخاص سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے: جھوٹی قسمیں کھا کر سامان بیچنے والا، مغرور و متکبر فقیر، بوڑھا زنا کار اور ظالم بادشاہ۔“

٢٥٧٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٣ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٥٦، وصححه ابن حبان، ح: ٥٤.

٢٥٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الخطيب في تاريخ بغداد: ٩/ ٣٥٨ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٥٧، ومن طريق حماد صححه ابن حبان، ح: ١٠٩٨.

(المعجم ٧٨) - فَضْلُ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ (التحفة ٧٨)

باب:٧٨- بیوہ کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کی فضیلت

٢٥٧٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدَّيْلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلسَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ».

٢٥٧٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① بیوہ کے لیے بھاگ دوڑ کرنا یقیناً فضیلت والا کام ہے بشرطیکہ ذاتی منفعت مثلاً: نکاح کے لیے مائل کرنا مقصود نہ ہو اور نہ اس کے عوض اس سے اپنے گھریلو کام ہی کروائے۔ ② جہاد فی سبیل اللہ افضل عمل ہے کیونکہ اس میں انسان اپنی جان تک کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اس لیے اس کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اسی طرح بیوہ اور مسکین جیسے بے سہارا افراد سے تعاون بھی عظیم نیکی ہے۔

(المعجم ٧٩) - اَلْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ (التحفة ٧٩)

باب:٧٩- مؤلفۃ القلوب کا بیان

٢٥٧٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ - وَهُوَ

٢٥٧٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب وہ یمن کے امیر تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس غیر صاف شدہ سونے کی ڈلی بھیجی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے چار آدمیوں کے درمیان

٢٥٧٨ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب الساعي على المسكين، ح:٦٠٠٧، ومسلم، الزهد والرقائق، باب فضل الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم، ح:٢٩٨٢ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٥٨ والموطأ(رواية أبي مصعب الزهري المدني): ٢/ ٨٦، ٨٧، ح:١٩١٦.

٢٥٧٩ـ أخرجه مسلم، الزكوة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ح:٦٤/١٠٦٤ عن هناد، والبخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وإلى عاد أخاهم هودا ...﴾، ح:٣٣٤٤ من حديث سعيد بن مسروق به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٥٩.

بِالْيَمَن - بِذُهَيْبَةٍ بِتُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ، وَعُيَيْنَةَ ابْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ فَقَالُوا: تُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا؟ قَالَ: «إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ» فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: اِتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: «فَمَنْ يُطِعِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ عَصَيْتُهُ، أَيَأْمَنُنِي عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي» ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَاسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يَرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ».

تقسیم فرما دیا: اقرع بن حابس حنظلی' عیینہ بن بدر فزاری' علقمہ بن علاثہ عامری جو بنو عامر کی ایک شاخ بنی کلاب میں سے تھے اور زید طائی جو بنو طے کی ایک شاخ بنو نبہان سے تھے۔ اس پر قریش کے (نومسلم) سردار ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: آپ نجد کے (نومسلم) سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں محروم رکھ رہے ہیں (حالانکہ ہم آپ کے قریبی ہیں؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ ان کی تالیف قلب کروں۔ ایک شخص آیا جس کی ڈاڑھی گھنی' رخسار ابھرے ہوئے' آنکھیں گہری' ماتھا آگے کو بڑھا ہوا اور سر مُنڈا ہوا تھا' وہ کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہوں تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ تو مجھے زمین والوں (تمام انسانوں جنوں) پر امین جانتا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے۔'' پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے آپ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی۔ اہل علم کا خیال ہے کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اجازت تو نہ دی مگر) فرمایا: ''یقیناً اس کی نسل (قبیلے) میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے (انھیں کچھ نہیں کہیں گے)۔ وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیز تیر اپنے نشانے کو پھاڑ کر نکل جاتا ہے۔ واللہ! اگر میں نے ان کو پا لیا تو انھیں قوم عاد کی طرح قتل کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① مؤلفۃ القلوب کئی قسم کے ہوتے ہیں: ❁ وہ لوگ جو اپنی قوم میں بااثر سردار ہوں اور ان کے اسلام لانے کی امید ہو۔ انھیں عطیات دیے جائیں تاکہ ان کے دل سے بُعد ختم ہو اور وہ مسلمان ہو جائیں۔ بعد میں اسلام خود بخود ان کے دلوں میں گھر کر جائے گا۔ ان کی وجہ سے ان کی قوم بھی مسلمان ہو جائے گی۔ ❁ وہ نومسلم لوگ جن کے دلوں تک اسلام نہیں پہنچا مگر وہ اپنی قوم کے بااثر سردار ہیں۔ اگر انھیں نہ دیا گیا تو وہ کوئی فتنہ کھڑا کر سکتے ہیں' اس لیے انھیں عطیات دیے جائیں تاکہ وہ اسلام پر پکے ہو جائیں۔ ❁ وہ بااثر لوگ جن کے ساتھ مسلمانوں کے علاقے ملتے ہیں اور وہ مشکل وقت میں مسلمانوں کے محافظ بن سکتے ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو مال دیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی زکاۃ کے مصارف میں ان کا ذکر ہے۔ مگر احناف کا خیال ہے کہ اب اسلام مضبوط ہو چکا ہے۔ ہم ایسے لوگوں کے محتاج نہیں رہے' لہٰذا اب ان کا حصہ ساقط ہو چکا ہے' جبکہ دیگر اہل علم ضرورت پڑنے پر انھیں اب بھی مصرف سمجھتے ہیں اور یہی بات درست ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ اسلام غالب ہی آ چکا ہو۔ بعض علاقوں میں نبی ﷺ کے دور والی صورت حال بھی ہو سکتی ہے۔ ③ جن چار سرداروں کے مابین آپ نے وہ سونا تقسیم کیا تھا' وہ مؤلفۃ القلوب کی دوسری قسم میں داخل تھے۔ ④ ''قریش کے نومسلم سردار'' جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ یہ اطمینان قلب میں مہاجرین وانصار کے درجے میں نہ تھے۔ ⑤ ''ایک شخص'' گویا اس کی ظاہری شکل وصورت بھی قبیح تھی اور بات اس سے بھی قبیح کی۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ کوئی منافق شخص تھا جو صرف مال کے لالچ میں مسلمان ہوا تھا۔ نہ ملنے پر بکواس کرنے لگا۔ ⑥ ''اجازت نہ دی'' کیونکہ وہ ظاہراً مسلمان تھا۔ اور منافقوں کے قتل کی اجازت نہ تھی۔ اس نے صراحتاً کوئی الزام بھی نہ لگایا تھا۔ ⑦ ''اس کی نسل سے۔'' واقعتاً یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ ظاہر ہوئے۔ قرآن بہت پڑھتے تھے مگر پڑھنا اور بات ہے' سمجھنا اور بات۔ ان کی بے وقوفی یہ تھی کہ قرآن مجید صحابہ سے پڑھتے تھے مگر مطلب انھیں بتاتے تھے۔ ⑧ ''حلق سے تجاوز۔'' یعنی قرآن مجید کو سمجھ نہ سکیں گے' لہٰذا ثواب کے بھی حق دار نہ ہوں گے۔ ⑨ ''مسلمانوں کو قتل۔'' واقعتاً انھوں نے بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا۔ خلیفۂ برحق حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو صراحتاً کافر کہا۔ نعوذ باللّٰہ من ذلک. خلیفۂ وقت سے لڑائی کی اور اپنی تمام توانائیاں اہل اسلام کے خلاف صرف کیں۔ یہ لوگ اپنے خیال میں مخلص مسلمان تھے مگر حقیقتاً مسلمانوں کے لیے کافروں سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئے۔ ظاہراً بہت نیک تھے۔ نماز روزے کے سختی سے پابند تھے مگر دین کے صحیح فہم سے نابلد تھے۔ ایسے لوگ کفار اور شیطان کے ہاتھوں آسانی سے کھلونا بن جاتے ہیں۔ انھیں دنیا ''خوارج'' کے نام سے یاد رکھتی ہے۔ ⑩ ''وہ اسلام سے نکل جائیں گے۔'' ظاہراً تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر تھے' کچھ اور نصوص سے بھی ان کے کفر کا اثبات ہوتا ہے۔ اسی لیے محدثین کا ایک گروہ ان کے کافر ہونے کا قائل ہے۔ لیکن فقہاء نے انھیں گمراہ فرقوں میں داخل کیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ بالا الفاظ زجر وتغلیظ پر محمول ہیں۔ واللّٰہ أعلم. ⑪ ''قتل کروں گا۔'' یہ فریضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے سرانجام دیا اوران کا خاتمہ فرمایا۔ اگر چہ وہ بعد میں بھی عرصۂ دراز تک امت مسلمہ کے لیے کسی نہ کسی علاقے میں آفت بنے رہے۔ آہستہ آہستہ وہ سیاسی اور مذہبی طور پر ختم ہو گئے۔ والحمدلله.

(المعجم ٨٠) - اَلصَّدَقَةُ لِمَنْ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ (التحفة ٨٠)

باب:٨٠- جو شخص کوئی تاوان اٹھا لے اسے زکاۃ دی جاسکتی ہے

٢٥٨٠- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ هَارُونَ، عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فِيهَا، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً بَيْنَ قَوْمٍ، فَسَأَلَ فِيهَا حَتَّى يُؤَدِّيَهَا، ثُمَّ يُمْسِكُ».

٢٥٨٠- حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے کہا: میں نے کوئی تاوان اپنے ذمے لے لیا، پھر میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے اس کی (ادائیگی میں تعاون کی) بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”مانگنا صرف تین قسم کے لوگوں کے لیے جائز ہے۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے کسی قوم میں (صلح کروانے کے لیے) کوئی تاوان اپنے ذمے لے لیا۔ وہ اس سلسلے میں لوگوں سے مدد مانگ سکتا ہے حتی کہ تاوان اتار دے اور پھر مانگنے سے رک جائے۔“

فائدہ: قرآن مجید میں بھی اس جیسے لوگوں کو زکاۃ کا حق دار ٹھہرایا گیا ہے: ﴿وَالْغَارِمِينَ﴾ (التوبة٩:٦٠) اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی کی لڑائی ختم کرنے کے لیے متنازعہ رقم اپنے ذمے لے لیتا ہے مگر اتنی وسعت نہیں کہ خود ادا کر سکے۔ وہ زکاۃ کا مال لے کر تاوان ادا کر سکتا ہے۔

٢٥٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً

٢٥٨١- حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مالی بوجھ اپنے ذمے لے لیا، پھر اس کی (ادائیگی میں تعاون کی) بابت سوال کرنے لیے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا:

٢٥٨٠_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب من تحل له المسألة، ح: ١٠٤٤ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٦٠.

٢٥٨١_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٦١.

فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَسْأَلُهُ فِيهَا، فَقَالَ: «أَقِمْ يَا قَبِيصَةُ! حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ»: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا قَبِيصَةُ! إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الصَّدَقَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَشْهَدَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ قَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ؛ فَمَا سِوَى هٰذَا مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ! سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا».

"قبیصہ! ہمارے پاس ٹھہرو۔ کوئی صدقہ آ گیا تو تمھیں دینے کا حکم دیں گے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے قبیصہ! زکاۃ مانگنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے: ایک تو وہ شخص جس نے (جھگڑا نمٹانے کے لیے) کوئی (مالی) بوجھ اپنے ذمے لے لیا' تو اس کے لیے زکاۃ وصدقات لینا جائز ہے' حتی کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے۔ اور دوسرا وہ شخص جس پر کوئی ناگہانی آفت آ گئی جس نے اس کا مال ختم کر دیا۔ اس کے لیے بھی مانگنا جائز ہے حتی کہ اس کا گزارا ہونے لگے' پھر وہ مانگنے سے رک جائے۔ اور تیسرا وہ شخص جسے فاقوں کی نوبت آ گئی حتی کہ اس کی قوم کے تین سمجھ دار (معتبر) آدمی گواہی دیں کہ واقعتاً فلاں شخص فاقہ زدہ ہے' تو اس کے لیے بھی مانگنا جائز ہے حتی کہ وہ زندگی گزارنے کے قابل ہو جائے۔ اے قبیصہ! ان حالات کے علاوہ مانگنا حرام ہے اور مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "ناگہانی آفت" مثلاً: سیلاب' آگ' فصلوں کی بیماری اور طوفان وغیرہ۔ ② "گواہی دیں۔" یہ تب ہے جب وہ کمائی کے قابل ہو اور اس کے باوجود فاقہ زدہ ہو۔ ورنہ اگر وہ کمائی کے قابل ہی نہیں' مثلاً: دائمی مریض وغیرہ تو پھر گواہی کی کیا ضرورت ہے؟ الا یہ کہ وہ لوگ اسے جانتے ہی نہ ہوں' تو پھر گواہی کی ضرورت پڑے گی۔

(المعجم ٨١) - اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْيَتِيمِ (التحفة ٨١)

باب:٨١- یتیم کو صدقہ دینا

٢٥٨٢- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:

٢٥٨٢- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے

٢٥٨٢ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحذير من الاغترار بزينة الدنيا وما يبسط منها، ح: ١٠٥٢/١٢٣ من حديث ابن علية، والبخاري، الزكاة، باب الصدقة على اليتامى، ح: ١٤٦٥ من حديث هشام بن أبي عبدالله الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٦٢ . * هلال هو ابن أبي ميمونة .

حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةٍ» وَذَكَرَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ: مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ؟ فَقَالَ: وَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ يَمْسَحُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ: «أَشَاهِدٌ السَّائِلُ؟ إِنَّهُ - يَعْنِي - لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ، وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ، فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ، ثُمَّ بَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ إِنْ أَعْطَى مِنْهُ الْيَتِيمَ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ، وَإِنَّ الَّذِي يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے تمھارے بارے میں اس بات کا ڈر ہے کہ میرے بعد تمھارے لیے دنیا کی زیب و زینت عام کر دی جائے گی۔'' ایک آدمی نے عرض کیا: کیا خیر بھی شر کو لاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس شخص سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ سے بات کر رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ تجھ سے بات نہیں کر رہے ہیں؟ پھر ہمیں اندازہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اتر رہی ہے۔ حالت وحی ختم ہوئی تو آپ نے پسینہ پونچھتے ہوئے فرمایا: ''کیا وہ شخص موجود ہے جس نے پوچھا تھا؟ واقعتاً خیر شر کو نہیں لاتا مگر موسم بہار کا اگایا ہوا سبزہ بھی کبھی جانور کو مار دیتا ہے یا قریب المرگ کر دیتا ہے۔ مگر وہ جانور جو چارہ کھائے حتی کہ جب اس کی کوکھیں ابھر جائیں (اس کا پیٹ بھر جائے) تو وہ عین سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے (جگالی کرے) گوبر کرے پیشاب کرے پھر (جب بھوک لگے تو) چرنے لگے۔ یقیناً یہ مال سبز اور میٹھا ہے۔ بلاشبہ یہ مومن کا اچھا ساتھی ہے بشرطیکہ وہ اس سے یتیم، مسکین اور مسافر کو دے۔ جو شخص اس مال کو ناحق لیتا ہے وہ اس (بیمار) شخص کی طرح ہے جو کھاتا رہتا ہے، مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور یہ مال قیامت کے دن اس شخص کے خلاف گواہی دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ''مجھے تو اس بات کا ڈر ہے۔'' معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے فقر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: مجھے فقر کا کوئی خطرہ نہیں یعنی اگر تم فقیر رہو تو کوئی خطرے کی بات نہیں بلکہ خطرہ مال دار ہونے میں ہے کہ کہیں فتنے میں نہ پڑ جاؤ۔ یا یہ مطلب ہے کہ مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم فقیر رہو گے بلکہ خطرہ ہے کہ تم مال دار ہو جاؤ

گے۔ ② ''کیا خیر بھی...... الخ'' یعنی مال تو اچھی چیز ہے۔ یہ کون سی خطرناک چیز ہے جو آپ اسے خطرہ قرار دے رہے ہیں۔ ③ ''موسم بہار کا اگایا ہوا سبزہ۔'' حالانکہ یہ جانوروں کے لیے بہترین غذا ہوتا ہے مگر اس کا غلط استعمال موت کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی طرح مال کا غلط حصول یا استعمال بھی دین کے لیے خطرناک ہے۔ ④ ''سبز اور میٹھا ہے۔'' سبزہ جانور کو اور میٹھی چیز انسان کو مرغوب ہوتی ہے' اس لیے ان میں بے اعتدالی ہو جاتی ہے۔ نتیجہ نقصان کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہی حالت مال کی ہے۔ ⑤ ''مگر سیر نہیں ہوتا۔'' یہ بھی ایک بیماری ہوتی ہے حتی کہ وہ شخص زیادہ کھانے کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ ⑥ یتیم صدقے کا حق دار ہے بشرطیکہ وہ فقیر بھی ہو۔ اسی طرح مسافر بھی۔ ⑦ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہے مگر ضرورت سے کم۔

(المعجم ٨٢) - اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْأَقَارِبِ (التحفة ٨٢)

باب:۸۲-قرابت داروں کو صدقہ دینا

٢٥٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى : حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ الرَّائِحِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلٰى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ».

۲۵۸۳- حضرت سلمان بن عامر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسکین آدمی کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے جبکہ قرابت دار کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔''

فائدہ: فقیر قرابت دار اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے' لہٰذا اسے دینے میں دگنا ثواب ہے۔ صدقے کا بھی اور صلہ رحمی کا بھی' مگر جس قرابت دار کے اخراجات کی ذمہ داری زکاۃ دینے والے پر ہے' اسے وہ زکاۃ نہیں دے سکتا' مثلاً: بیوی' بچے' ماں' باپ' البتہ بہن بھائیوں کو' جو الگ رہتے ہوں' زکاۃ دے سکتا ہے۔

٢٥٨٤- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ:

۲۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی بیوی

٢٥٨٣- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب فضل الصدقة، ح:١٨٤٤ من حديث عبدالله بن عون البصري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٦٣، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٠٦٧، وابن حبان، ح:٨٩٢، والحاكم:١/ ٤٣١، ٤٣٢ على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي، ح:٦٥٨ "حسن". * أم الرائح الرباب، وحفصة بنت سيرين، وخالد بن الحارث.

٢٥٨٤- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الزكاة على الزوج والأيتام في الحجر، ح:١٤٦٦، ومسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد... الخ، ح:١٠٠٠ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٦٤.

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ: «تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ» قَالَتْ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ خَفِيفَ ذَاتِ الْيَدِ، فَقَالَتْ لَهُ: أَيَسَعُنِي أَنْ أَضَعَ صَدَقَتِي فِيكَ وَفِي بَنِي أَخٍ لِي يَتَامٰى؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: سَلِي عَنْ ذٰلِكِ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا عَلٰى بَابِهِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا: زَيْنَبُ تَسْأَلُ عَمَّا أَسْأَلُ عَنْهُ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا لَهُ: اِنْطَلِقْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَلْهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ فَانْطَلَقَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَنْ هُمَا»؟ قَالَ: زَيْنَبُ، قَالَ: «أَيُّ الزَّيَانِبِ»؟ قَالَ: زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ وَزَيْنَبُ الْأَنْصَارِيَّةُ، قَالَ: «نَعَمْ لَهُمَا أَجْرَانِ، أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ».

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) عورتوں سے فرمایا: ”صدقہ کرو چاہے زیورات ہی سے ہو۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تقریباً خالی ہاتھ تھے۔ ان کی بیوی زینب ان سے کہنے لگیں: کیا اس بات کی گنجائش ہے کہ میں اپنا صدقہ آپ کو اور اپنے بھائی کے یتیم بچوں کو دے دوں؟ حضرت عبداللہ کہنے لگے: اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھو۔ وہ کہتی ہیں: میں نبی ﷺ کے گھر آئی تو آپ کے دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی تھی۔ اس کا نام بھی زینب تھا۔ اس کا مطلوب بھی وہی تھا جو میرا تھا۔ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نکلے۔ ہم نے ان سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے یہ مسئلہ پوچھیں لیکن آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے (اور پوچھا) تو آپ نے فرمایا: ”وہ کون عورتیں ہیں؟“ انھوں نے کہا: زینب۔ آپ نے فرمایا: ”کون سی زینب؟“ انھوں نے عرض کیا: ایک زینب تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی اور دوسری زینب انصاری عورت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں! انھیں دو اجر ملیں گے: قرابت (صلہ رحمی) کا اجر اور صدقے کا اجر۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کو زکاۃ دے سکتی ہے اگر وہ فقیر ہے تو' کیونکہ خاوند کے اخراجات کی ذمہ دار بیوی نہیں۔ مگر احناف اسے جائز نہیں سمجھتے' وہ اسے نفلی صدقے پر محمول کرتے ہیں لیکن حدیث کے الفاظ سے اس موقف کی تائید نہیں ہوتی۔ حدیث کے الفاظ عام ہیں جو دونوں قسم کے صدقات (نفلی اور فرضی زکاۃ دونوں) کو شامل ہیں۔ ② ”یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟“ یہ ایک روایتی بات تھی ورنہ ممکن نہیں تھا کہ متعلقہ افراد کا تعارف کروائے بغیر سوال کا صحیح جواب لیا جا سکے۔ اسی لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کے پوچھنے پر فوراً بتا دیا کہ وہ کون ہیں' نیز انھوں نے نہ بتانے کا وعدہ بھی نہیں کیا تھا۔ علاوہ ازیں

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عورتوں کی گزارش پر مقدم تھا۔

(المعجم ٨٣) - اَلْمَسْأَلَةُ (التحفة ٨٣)

باب:٨٣- مانگنا

٢٥٨٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَّحْتَزِمَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةَ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ رَجُلًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ».

٢٥٨٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ایک شخص لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھائے اور اسے فروخت کرے (اور منافع حاصل کرے) یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی سے مانگے۔ وہ اسے کچھ دے یا نہ دے۔“

فائدہ: محنت اور مشقت کر کے اپنی عزت نفس محفوظ رکھنا مانگنے کی ذلت سے بدرجہا بہتر ہے۔

٢٥٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةٌ مِنْ لَحْمٍ».

٢٥٨٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی ہمیشہ مانگتا رہتا ہے حتی کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں (لوگوں کے سامنے) آئے گا کہ اس کے چہرے میں گوشت کا ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔“

فائدہ: قیامت کی جزا وسزا دنیوی عمل کے مماثل ہوگی۔ اس شخص نے مانگ مانگ کر اپنے چہرے کو ذلیل کیا حتی کہ کسی کے نزدیک بھی اس کی وقعت نہ رہی اور کوئی شخص اسے احترام سے دیکھنا گوارا نہ کرتا تھا۔ قیامت کے

٢٥٨٥ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ح: ٢٠٧٤، ومسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ١٠٤٢/ ١٠٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٦٥.

٢٥٨٦ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب من سأل الناس تكثرًا، ح: ١٤٧٤، ومسلم، ح: ١٠٤٠/ ١٠٤، وانظر الحديث السابق من حديث الليث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٦٦.

دن بھی اس کا چہرہ اس حال میں ہوگا کہ اس کی عزت ہوگی نہ کوئی اسے دیکھنا گوارا کرے گا۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ. البتہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو پیشہ ور بھکاری ہے۔ جو مجبوری اور ضرورت سے مانگے اور لاچار ہو وہ اس سے معافی ہوگی۔

٢٥٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بِسْطَامِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ عَائِذِ ابْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى أُسْكُفَّةِ الْبَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِي الْمَسْأَلَةِ مَا مَشَى أَحَدٌ إِلَى أَحَدٍ يَسْأَلُهُ شَيْئًا».

۲۵۸۷-حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کچھ مانگنے لگا۔ آپ نے اسے دے دیا۔ جب اس نے اپنا پاؤں دروازے کی دہلیز پر رکھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تم مانگنے کی قباحت (یا سزا و گناہ) جان لو تو تم میں سے کوئی کسی کے پاس کچھ بھی مانگنے نہ جائے۔“

(المعجم ٨٤) - سُؤَالُ الصَّالِحِينَ (التحفة ٨٤)

باب:۸۴-نیک لوگوں سے مانگنا

٢٥٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِيٍّ، عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ: أَنَّ الْفِرَاسِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَسْأَلُ يَا رَسُولَ اللهِ!؟ قَالَ: «لَا، وَإِنْ كُنْتَ سَائِلًا لَا بُدَّ فَاسْأَلِ الصَّالِحِينَ».

۲۵۸۸-ابن فراسی سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت فراسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں کسی سے کچھ مانگ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ اور اگر تجھے مجبوراً مانگنا پڑے تو نیک لوگوں سے مانگ۔“

(المعجم ٨٥) - اَلْاِسْتِعْفَافُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ (التحفة ٨٥)

باب:۸۵-مانگنے سے پرہیز کرنا

٢٥٨٧ـ [حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٢/٣٢٨، ٣٢٩، ح: ١٠٩٤ من حديث أمية بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٦٧. * عبدالله بن خليفة، ويقال خليفة بن عبدالله العنبري كما في رواية روح بن عبادة عند أحمد: ٥/ ٦٥، وثقه ابن حبان وحده: ٤/ ٣١٠، وللحديث شواهد معنوية.

٢٥٨٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في الاستعفاف، ح: ١٦٤٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٦٨. * مسلم وثقه ابن حبان وحده، وابن الفراسي لم أجد من وثقه.

٢٥٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ: «مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ]، وَمَنْ يَّصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ».

٢٥٨٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ انصار نے رسول اللہ ﷺ سے (مال) مانگا۔ آپ نے انھیں عطا کیا۔ انھوں نے پھر مانگا۔ آپ نے پھر دیا حتی کہ جب آپ کے پاس جو کچھ تھا ختم ہوگیا' تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس جو بھی مال ہوگا' میں وہ تم سے چھپا کر نہ رکھوں گا۔ اور جو شخص سوال سے پرہیز کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے مانگنے سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو شخص صبر کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے صابر بنائے گا۔ اور کسی شخص کو صبر سے زیادہ اچھا اور وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔''

فوائد و مسائل: ① ''محفوظ رکھے گا۔'' یعنی جو شخص سوال سے (مانگنے سے) بچنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا موقع ہی نہیں آنے دے گا کہ اسے مانگنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات پوری فرماتا رہے گا مگر وہ حوصلہ رکھے اور لوگوں سے مانگنے میں جلدی نہ کرے۔ ② ''صابر بنائے گا۔'' یعنی صبر کے حصول کے لیے عزم کی بھی ضرورت ہے۔ ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔ ③ ''وسیع عطیہ'' یعنی صبر بہت بڑا عطیہ ہے مگر مصیبت زدہ کے لیے۔ ویسے اللہ تعالیٰ سے صبر کے اسباب نہیں مانگنے چاہییں۔ ہاں' اگر کوئی مصیبت سر پر آن پڑے تو صبر مانگے۔ صبر کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ دین پر پختگی' حرام اور گناہ سے پرہیز' حوصلہ مندی اور مصیبت میں نہ گھبرانا یہ سب صبر ہی کے معانی ہیں۔

٢٥٩٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْنٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!

٢٥٩٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے ایک شخص اپنی رسی پکڑے اور اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا لاد کر لائے (اور

٢٥٨٩ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل التعفف والصبر والقناعة والحث على كل ذلك، ح: ١٠٥٣ عن قتيبة، والبخاري، الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، ح: ١٤٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٩٧، والكبرٰى، ح: ٢٣٦٩.

٢٥٩٠ـ أخرجه البخاري، ح: ١٤٧٠ من حديث مالك به (انظر الحديث السابق)، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٩٨، ٩٩٩، والكبرٰى، ح: ٢٣٧٠.

لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا أَعْطَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَضْلِهِ، فَيَسْأَلُهُ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ».

اسے بیچ کر گزارا کرے) اس بات سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی کے پاس جائے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نواز رکھا ہے اور اس سے جا کر مانگے' پھر وہ اسے دے یا نہ دے۔"

فائدہ: "اپنے فضل" قرآن و حدیث میں عموماً فضل سے مراد دنیوی رزق ہوتا ہے اور رحمت سے مراد اخروی ثواب۔ کسی آدمی سے دنیوی چیز ہی مانگی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٨٦) - فَضْلُ مَنْ لَّا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا (التحفة ٨٦)

باب:٨٦- لوگوں سے کچھ نہ مانگنے والے کی فضیلت

٢٥٩١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَّضْمَنْ لِي وَاحِدَةً وَلَهُ الْجَنَّةُ» قَالَ يَحْيَى هٰهُنَا كَلِمَةً مَعْنَاهَا: أَنْ لَّا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا.

٢٥٩١- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مجھے ایک بات کی ضمانت دے دے' اس کے لیے جنت ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ وہ کسی انسان سے کچھ نہ مانگے گا۔"

فائدہ: جنت کا وعدہ معمولی بات نہیں مگر کسی سے کچھ نہ مانگنے کی پابندی بھی بہت مشکل امر ہے۔ اس کے لیے جس حوصلے اور ضبط و توکل کی ضرورت ہے وہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ خال خال ہی لوگ ایسے مل سکتے ہیں۔

٢٥٩٢- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ أَنَّهُ

٢٥٩٢- حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "مانگنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے: ایک وہ شخص

٢٥٩١- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب كراهية المسألة، ح:١٨٣٧ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٧١، وله شاهد عند أبي داود، ح:١٦٤٣ وغيره، وسنده صحيح.

٢٥٩٢- [صحيح] تقدم، ح:٢٥٨١، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٧٢.

حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَصْلُحُ الْمَسْأَلَةُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ أَصَابَتْ مَالَهُ جَائِحَةٌ فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَيَسْأَلُ حَتَّى يُؤَدِّيَ إِلَيْهِمْ حَمَالَتَهُمْ، ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، وَرَجُلٍ يَحْلِفُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ ذَوِي الْحِجَا بِاللهِ لَقَدْ حَلَّتِ الْمَسْأَلَةُ لِفُلَانٍ، فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ مَعِيشَةٍ ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، فَمَا سِوٰى ذٰلِكَ سُحْتٌ».

جس کے مال پر کوئی ناگہانی آفت آ گئی تو وہ مانگ سکتا ہے حتی کہ گزارا ہو سکے' پھر وہ مانگنے سے باز آ جائے۔ اور ایک وہ شخص جس نے کوئی تاوان اپنے ذمے لے لیا' وہ مانگ سکتا ہے حتی کہ وہ تاوان ادا کرے' پھر وہ مانگنے سے باز آ جائے۔ اور ایک وہ شخص جس کی قوم کے تین سمجھ دار (معزز) اشخاص اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھائیں کہ فلاں شخص (کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ اس) کے لیے مانگنا حلال ہو گیا ہے۔ تو وہ مانگ سکتا ہے حتی کہ مناسب گزارا کر سکے' پھر وہ مانگنے سے باز آ جائے۔ ان تین صورتوں کے علاوہ مانگنا حرام ہے۔"

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۵۸۰، ۲۵۸۱.

(المعجم ۸۷) - حَدُّ الْغِنٰى (التحفة ۸۷)

باب:۸۷- غِنیٰ کی تعریف

۲۵۹۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَتْ خُمُوشًا أَوْ كُدُوحًا فِي وَجْهِهِ يَوْمَ

۲۵۹۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مانگے' حالانکہ اس کے پاس اتنا مال ہے جو اسے کفایت کر سکتا ہے' تو قیامت کے دن اس کا چہرہ نوچا ہوا ہوگا۔" پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کتنا مال ایک شخص کو کفایت کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "پچاس درہم یا اس (کے برابر) مالیت کا سونا۔"

۲۵۹۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنٰى، ح:١٦٢٦، وابن ماجه، ح:١٨٤٠ من حديث يحيى بن آدم به، وحسنه الترمذي (تحفة الأحوذي:٢/١٩، ح:٦٥٠) وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٧٣ . * حكيم ضعيف كما قال النسائي وغيره، وللثوري تدليس عجيب لأنه حدث به عن زبيد عن محمد بن عبدالرحمٰن بن يزيد مقطوعًا أو مرسلاً، ولم يجاوزه.

الْقِيَامَةِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَاذَا يُغْنِيهِ أَوْ مَاذَا أَغْنَاهُ؟ قَالَ: «خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ حِسَابُهَا مِنَ الذَّهَبِ».

قَالَ يَحْيٰى: قَالَ سُفْيَانُ: وَسَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ.

یحییٰ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری نے کہا، میں نے زبید کو سنا وہ اسے محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید سے بیان کر رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد و متابعات کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۹۴/٦- ۱۹۷، و الصحيحة للألباني: ۸۹۹/۱، رقم الحديث: ٤٩٩) ② ''پچاس درہم۔'' یہ تقریباً 5250 روپے کی مالیت کے برابر ہیں، لہٰذا جس شخص کی ملکیت میں اتنا مال ہو اس کے لیے لوگوں سے سوال کرنا درست نہیں۔ بعض روایات میں چالیس درہم کا ذکر ہے، یہ حالات کے مطابق ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۸۸) - بَابُ الْإِلْحَافِ فِي الْمَسْأَلَةِ (التحفة ۸۸)

باب: ۸۸- اصرار کے ساتھ (چمٹ کر) مانگنا

٢٥٩٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ وَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ، وَلَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ».

۲۵۹۴- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اصرار کے ساتھ (چمٹ کر) نہ مانگا کرو۔ تم میں سے جو شخص بھی مجھ سے کچھ مانگے گا جبکہ میں اسے دینا پسند نہ کروں (اور وہ مجھے تنگ کر کے کچھ مال لے جائے) تو اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی جو میں اسے دوں گا۔''

فائدہ: اصرار یعنی چمٹ کر مانگنا یہ ہے کہ سائل مسئول کا پیچھا اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک وہ اس سے مطلوبہ چیز حاصل نہ کر لے۔ جس شخص کے لیے مانگنا جائز ہے، اصرار اس کے لیے بھی منع ہے۔ ''میں اسے

٢٥٩٤ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب النهي عن المسألة، ح: ١٠٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٧٤. * أخو وهب اسمه همام، وهو صاحب "الصحيفة الصحيحة" المشهورة.

دینا پسند نہ کروں۔'' آپ تو سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ آپ کا پسند نہ کرنا دلیل ہے کہ وہ مستحق نہیں ہے' لہٰذا وہ کچھ لے بھی جائے (اصرار کر کے) تو منجانب اللہ اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ غیر مستحق کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ فقیر ہی رہتا ہے۔

(المعجم ۸۹) - مَنِ الْمُلْحِفُ؟ (التحفة ۸۹)

باب:۸۹- اصرار کے ساتھ مانگنے والا کون ہے؟

٢٥٩٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا فَهُوَ الْمُلْحِفُ».

۲۵۹۵- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی چالیس درہم ہونے کے باوجود مانگے تو وہ اصرار کے ساتھ (چمٹ کر) مانگنے والا ہے۔''

فائدہ: تشبیہ کا مقصد عدم جواز ہے' یعنی اس کے لیے مانگنا جائز نہیں۔ اس روایت میں چالیس درہم کو غنیٰ کی حد بتلایا گیا ہے۔ یہ اس وقت کے حالات کے مطابق ہے۔ اس میں حالات کے مطابق کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

٢٥٩٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَرَّحَتْنِي أُمِّي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَقَعَدْتُ فَاسْتَقْبَلَنِي وَقَالَ: «مَنِ اسْتَغْنَى أَغْنَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنِ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنِ اسْتَكْفَى كَفَاهُ اللهُ

۲۵۹۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ مجھے میری والدہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ میں آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا چہرۂ انور میری طرف فرمایا اور گویا ہوئے: ''جو شخص اپنے آپ کو مستغنی ظاہر کرے' اللہ تعالیٰ اسے غنی فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص سوال سے پرہیز کرے' اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بچا لیتا ہے۔ اور جو شخص صرف کفایت کا طالب ہو'

٢٥٩٥ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٤ من حديث ابن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٧٥، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤٨، والحديث الآتي شاهد له.

٢٥٩٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، من يعطٰى من الصدقة وحد الغنى، ح: ١٦٢٨ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٧٦، وزاد أبوداود: "وكانت الأوقية على عهد رسول الله ﷺ أربعين درهمًا"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤٧، وابن حبان، ح: ٨٤٦ مختصرًا. * شيخ قتيبة اسمه عبدالرحمٰن.

عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ» فَقُلْتُ: نَاقَتِي الْيَاقُوتَةُ خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ. فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ.

اللہ تعالیٰ اسے کفایت فرماتا ہے۔اور جو شخص ایک اوقیہ (چالیس درہم) کی مالیت والی چیز کے ہوتے ہوئے مانگے تو گویا وہ اصرار کے ساتھ مانگ رہا ہے۔" (ابوسعید نے فرمایا:) میں نے (دل میں) کہا کہ میری اونٹنی یاقوتہ ایک اوقیے سے زیادہ قیمتی ہے لہٰذا میں آپ سے مانگے بغیر واپس آ گیا۔

فوائد و مسائل: ① "بھیجا" کوئی چیز مانگنے کے لیے جیسا کہ حدیث کے آخر سے معلوم ہوتا ہے۔ ② "مستغنی ظاہر کرے۔" یعنی باوجود فقیر ہونے کے اپنے فقر کا اظہار نہ کرے۔ ③ "کفایت کا طالب ہو۔" یعنی وہ حریص نہیں بلکہ ضرورت کے مطابق طلب کرتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ سے کفایت کی دعا کرے۔ ④ یاقوتہ ان کی اونٹنی کا نام تھا۔

(المعجم ٩٠) - إِذَا لَمْ يَكُنْ لَّهُ دَرَاهِمُ وَكَانَ لَهُ عِدْلُهَا (التحفة ٩٠)

باب:۹۰-جب کسی شخص کے پاس (چالیس) درہم تو نہ ہوں مگر اتنی مالیت کی اور چیز ہو تو؟

٢٥٩٧- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَ: نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَتْ لِي أَهْلِي: اِذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ» فَوَلَّى

۲۵۹۷- بنو اسد کے ایک شخص سے روایت ہے کہ میں اور میری بیوی بقیع الغرقد میں فروکش ہوئے (آئے) تو مجھے میری بیوی کہنے لگی: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور کھانے کی کوئی چیز مانگ لاؤ۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو میں نے آپ کے پاس ایک اور آدمی بیٹھا پایا جو آپ سے مانگ رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: "میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تجھے دے سکوں۔" وہ آدمی غصے کی حالت میں اٹھ کر چلا گیا اور کہنے لگا: میری زندگی کی قسم! جس کو آپ کی مرضی ہو،

٢٥٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح:١٦٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٩٩٩، والكبرى، ح:٢٣٧٧٠ * جهالة الصحابي لا تضر كما هو المقرر في أصول الحديث.

الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ: لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ، مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا» قَالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ: لَلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ، وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ، فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ شَعِيرٌ وَزَبِيبٌ، فَقَسَّمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى أَغْنَانَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

دے دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مجھ پر اس لیے ناراض ہے کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں اسے دے سکوں۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جس شخص نے ایک اوقیہ یا اس کے مساوی دولت کی چیز کا مالک ہونے کے باوجود مانگا تو گویا اس نے اصرار کے ساتھ مانگا (جو کہ مذموم ہے۔'') اسدی شخص نے کہا کہ میں نے (اپنے دل میں) کہا: ہماری دودھ والی اونٹنی یقیناً ایک اوقیے سے بڑھ کر ہے۔ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ تو میں مانگے بغیر اٹھ آیا۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ جو اور کشمش آ گئی۔ آپ نے وہ ہم میں تقسیم فرما دیے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① ''جس کو آپ کی مرضی ہو۔'' یعنی آپ استحقاق کی بنا پر نہیں، اپنی ذاتی پسند کی بنا پر دیتے ہیں۔ ممکن ہے وہ شخص منافق ہو یا شاید جذبات کی رو میں بہہ کر کہہ بیٹھا ہو۔ ② ''بقیع الغرقد'' مدینہ منورہ سے متصل وسیع خالی میدان ہے جہاں قبرستان بھی ہے۔ بیرونی قافلے وہاں اترتے تھے۔ اس حدیث کے راوی اسدی بھی باہر ہی سے آئے تھے۔

٢٥٩٨- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ، وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ».

٢٥٩٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکاۃ وصدقات کسی مال دار شخص یا کسی طاقت ور تندرست شخص کے لیے جائز نہیں۔''

فائدہ: طاقت ور سے مراد وہ ہے جو کمائی کر سکے، نہ کہ پہلوان۔ اور تندرست سے مراد ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں صحیح ہوں، معذور نہ ہو، البتہ ایسا شخص اگر باوجود محنت کے فقیر ہو تو وہ مستحق ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ زکاۃ نکھٹوؤں کے لیے جائز نہیں۔

٢٥٩٨- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب من سأل عن ظهر غنى، ح: ١٨٣٩ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٧٨، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ١٦٣٤ وغيره. * سالم هو ابن أبي الجعد.

(المعجم ٩١) - مَسْأَلَةُ الْقَوِيِّ الْمُكْتَسِبِ (التحفة ٩١)

باب:٩١- کمائی کرسکنے والے طاقت ور شخص کے لیے مانگنا جائز نہیں

٢٥٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّ رَجُلَيْنِ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا أَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْأَلَانِهِ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَلَّبَ فِيهِمَا الْبَصَرَ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ: بَصَرَهُ، فَرَآهُمَا جَلْدَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتُمَا، وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ».

٢٥٩٩- حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زکاۃ وصدقات مانگنے آئے۔ آپ نے انھیں غور سے دیکھا تو انھیں موٹا تازہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم مجبور کرو تو میں تمھیں دے دیتا ہوں لیکن مال دار' کما سکنے والے طاقت ور شخص کا زکاۃ میں کوئی حصہ نہیں۔''

فائدہ: دیکھیے حدیث:٢٦٠٠۔

(المعجم ٩٢) - مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ ذَا سُلْطَانٍ (التحفة ٩٢)

باب:٩٢- حاکم (صاحب اقتدار) سے مانگنا

٢٦٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَسَائِلَ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ كَدَحَ وَجْهَهُ وَمَنْ

٢٦٠٠- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ مانگنا خراشیں ہیں۔ آدمی اپنے چہرے کو ان کے ذریعے سے نوچتا ہے۔ اب جو چاہے اپنا چہرہ نوچے اور جو چاہے رہنے دے۔ الا یہ کہ کوئی شخص صاحب اقتدار سے مانگے یا ایسی چیز مانگے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔''

٢٥٩٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطٰى من الصدقة وحد الغنٰى، ح: ١٦٣٣ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٧٩، وصححه ابن عبدالهادي وغيره.

٢٦٠٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، ح: ١٦٣٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٨٠، وقال الترمذي، ح: ٦٨١ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٨٤٢، ٨٤٣.

شَاءَ تَرَكَ إِلَّا أَنْ يَّسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ شَيْئًا لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا».

فوائد ومسائل: ① ''نوچتا ہے۔'' یعنی دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں تو واقعتاً چہرہ نوچا ہوا ہوگا۔ ② ''اپنا چہرہ نوچے۔'' یہ اجازت نہیں بلکہ ڈانٹ ہے، جیسے قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (الكهف ۱۸:۲۹) ''چنانچہ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔'' روایت نمبر ۲۵۹۹ میں بھی ڈانٹ ہی ہے کہ تم چاہو تو تمھیں زکاۃ دے دیتا ہوں ورنہ تم مستحق نہیں۔ اگرچہ یہاں کہا جا سکتا ہے کہ ان کی وقتی فقیری کے پیش نظر انھیں دیا جا سکتا تھا کیونکہ کمائی تو وہ بعد میں ہی کر سکتے ہیں۔ ③ ''صاحب اقتدار سے مانگے۔'' کیونکہ اس کے پاس مال اپنا ذاتی نہیں بلکہ عوام الناس کا ہے اور اس میں ہر شخص کا حق ہو سکتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس کو ان کی بنیادی ضروریات فراہم کرے۔ ④ ''جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔'' مثلاً: بھوکا آدمی خوراک مانگ سکتا ہے اور مریض علاج کے لیے تعاون لے سکتا ہے۔

(المعجم ۹۳) - مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ (التحفة ۹۳)

باب: ۹۳- ایسی چیز کا سوال کرنا جس کے بغیر چارہ نہ ہو

۲٦۰۱- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمَسْأَلَةُ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ إِلَّا أَنْ يَّسْأَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا، أَوْ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ».

۲٦۰۱- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مانگنا تو اپنے آپ کو زخمی کرنا ہے۔ اس طریقے سے آدمی اپنے چہرے کو نوچتا ہے مگر یہ کہ حاکم سے مانگے یا ایسی چیز مانگے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔''

۲٦۰۲- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ

۲٦۰۲- حضرت حکیم بن حزام ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ سے مانگا، آپ نے دے دیا۔ میں نے پھر مانگا، آپ نے پھر دے دیا، میں نے پھر مانگا، آپ نے پھر دیا مگر ساتھ ہی

۲٦۰۱- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۸۱.
۲٦۰۲- [صحيح] تقدم طرفه، ح: ۲۵۳۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۸۲.

سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى».

فرمایا: ''اے حکیم! بلاشبہ یہ مال سبز وشیریں ہے۔ جو شخص اسے نفس کی پاکیزگی کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ اور جو اسے لالچ اور طمع کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

فائدہ: برکت سے مراد یہ ہے کہ تھوڑا مال بھی کفایت کر جائے گا اور برکت نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ کثیر مال کے باوجود بھی وہ فقیر رہے گا۔ یا تو حقیقتاً کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناگہانی آفات طاری کرتا رہے گا جس سے مال ضائع ہوتا رہے گا یا ظاہراً کہ وہ فقیروں جیسا کردار ظاہر کرے گا' مثلاً: لوگوں کے مال پر نظر رکھے گا' وغیرہ۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٢٥٣٢.)

٢٦٠٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، مَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى».

٢٦٠٣- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال) مانگا' آپ نے دے دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دے دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دیا۔ اور فرمایا: ''اے حکیم! بلاشبہ یہ مال سبز وشیریں ہے۔ جو شخص اسے قناعت قلب کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ اور جو شخص اسے دلی طمع ولالچ کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے (بہر صورت) بہتر ہے۔''

٢٦٠٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٨٣.

٢٦٠٤- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى» قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ.

۲۶۰۴- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ نے دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دیا۔ پھر فرمایا: ''اے حکیم! بلاشبہ یہ مال شیریں (چیز کی طرح اچھا لگتا) ہے لیکن جو شخص اسے بے نیازی سے حاصل کرے گا' اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ اور جو لالچ کے ساتھ حاصل کرے گا' اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں آپ (کے اس فرمان) کے بعد کبھی کسی سے کچھ نہ لوں گا حتی کہ میں دنیا چھوڑ جاؤں۔

فائدہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اس قسم وعہد پر اس قدر پختہ رہے کہ بعد میں خلفائے راشدین انھیں بیت المال سے ان کا وظیفہ دیتے تو اسے بھی قبول نہ فرماتے۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی بنا پر فرمایا تھا: ''اے مسلمانوں (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) کی جماعت! تم گواہ رہو کہ میں حکیم کو ان کا حق دیتا ہوں لیکن وہ اپنا حق لینے سے انکار کرتے ہیں۔'' (صحيح البخاري' الزكاة' حديث: ۱۴۷۲) اسی حال میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

(المعجم ٩٤) - مَنْ آتَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ (التحفة ٩٤)

باب: ۹۴- جسے اللہ تعالیٰ مانگے بغیر کوئی مال عطا فرمائے؟

٢٦٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۶۰۵- حضرت عبداللہ بن ساعدی مالکی سے منقول

٢٦٠٤_[صحيح] تقدم، ح: ٢٥٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٨٤.

٢٦٠٥_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ١٠٤٥/ ١١٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٨٥. * الليث هو ابن سعد، وبكير هو ابن عبدالله بن الأشج، وانظر الحديث الآتي.

اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ قَالَ: اِسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا فَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ، أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَجْرِي عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: خُذْ مَا أَعْطَيْتُكَ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِكَ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ».

ہے کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صدقہ وزکاۃ جمع کرنے پر مقرر فرمایا۔ جب میں اس ذمے داری سے فارغ ہوا اور میں نے (جمع شدہ) مال ان کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مجھے میری خدمت کا معاوضہ دینے کا حکم جاری فرمایا۔ میں نے کہا: میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کیا ہے۔ اس کا معاوضہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ آپ نے فرمایا: جو میں تمھیں دے رہا ہوں' لے لو۔ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں (ایسی ہی) خدمت سرانجام دی تھی اور میں نے بھی آپ سے تیری طرح ہی کہا تھا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تجھے کوئی چیز تیرے مانگے بغیر ملے تو (اسے لے لے اور) کھا۔ اور (چاہے تو) صدقہ کر دے۔“

فائدہ: ہر سرکاری کارندہ اس پوزیشن میں نہیں ہوتا کہ وہ سرکاری کام بلا معاوضہ کر سکے کیونکہ معاشی مجبوریاں ہوتی ہیں' اس لیے ضروری ہے کہ حکومت ہر سرکاری کارندے کو معاوضہ دے اور سرکاری کارندہ اسے وصول کرے کیونکہ اگر بعض وصول کریں' بعض نہ کریں تو وصول کرنے والے شرمندگی سی محسوس کریں گے۔ ہو سکتا ہے وہ احساس کمتری کا شکار ہو جائیں۔ وصول نہ کرنے کی صورت میں اظہار ہوگا جس سے ذہن میں تکبر وفخر پیدا ہو سکتا ہے۔

٢٦٠٦- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عُبَيْدِاللهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُوَيْطِبِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ السَّعْدِيِّ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى

٢٦٠٦- حضرت عبداللہ بن سعدی سے روایت ہے کہ میں علاقۂ شام سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ تم مسلمانوں کے کام (سرکاری خدمات) سرانجام دیتے ہو اور پھر جب تمھیں معاوضہ دیا جاتا ہے تو تم

٢٦٠٦ـ أخرجه البخاري، من حديث الزهري به، انظر الحديث الآتي برقم، ح:٢٦٠٩، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٨٦.

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ الشَّامِ، فَقَالَ: أَلَمْ أُخْبَرْ: أَنَّكَ تَعْمَلُ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ الْمُسْلِمِينَ، فَتُعْطٰى عَلَيْهِ عُمَالَةً فَلَا تَقْبَلُهَا؟ قَالَ: أَجَلْ! إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيدُ أَنْ يَّكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّي أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْمَالَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، وَإِنَّهُ أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ: «مَا آتَاكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هٰذَا الْمَالِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ».

قبول نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میرے پاس بہت سے گھوڑے اور غلام ہیں۔ میں مال دار ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا تھا جس طرح تو نے کرنا چاہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے مال وغیرہ (بصورت معاوضہ) عطا فرماتے تو میں کہہ دیتا کہ یہ کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے کچھ مال عطا فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ یہ ایسے شخص کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو' تو آپ نے فرمایا: ''جو مال تجھے اللہ تعالیٰ تیرے مانگے اور لالچ وطمع کے بغیر دے' اسے لے لیا کر' پھر چاہے تو اپنے پاس رکھ' چاہے صدقہ کر دے۔ اور جو مال اس طرح اپنے آپ نہ ملے اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔''

فوائد ومسائل: ① ''اللہ تعالیٰ دے۔'' انسان کو جو کچھ بھی میسر ہے' وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے' خواہ ظاہراً کسی آدمی کے ہاتھوں ملے کیونکہ ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ دینے والے کے دل میں دینے کا خیال بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ جن صلاحیتوں کی وجہ سے مال ملتا ہے' وہ بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ حساب بھی اللہ تعالیٰ ہی لے گا۔ ② ان احادیث میں تنخواہ اور معاوضے کا ذکر ہے۔ تحفے اور صدقے میں بھی یہی اصول ہے کہ اگر بغیر مانگے حاصل ہو تو انکار نہیں کرنا چاہیے' البتہ صدقے کی صورت میں مستحق زکاۃ ہونا ضروری ہے۔ ③ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے۔

٢٦٠٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ

٢٦٠٧- حضرت عبداللہ بن سعدی نے بتایا کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا یہ

٢٦٠٧- [صحيح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٨٧.

حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فِي خِلَافَتِهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَلَمْ أُحَدَّثْ: أَنَّكَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا، فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ رَدَدْتَهَا؟ فَقُلْتُ: بَلٰى! فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَمَا تُرِيدُ إِلٰى ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ: لِي أَفْرَاسٌ وَأَعْبُدٌ وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْتَ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، مَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ».

بات درست ہے کہ تم سرکاری کام کرتے ہو اور جب تمھیں حق الخدمت دیا جاتا ہے تو تم واپس کر دیتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: تمھارا مقصد کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس بہت سے گھوڑے اور غلام ہیں۔ میں مال دار ہوں۔ (میرے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا بہت کچھ ہے۔) میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو۔ میں نے بھی (رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں) ایسا ہی کرنا چاہا تھا جس طرح تو نے کرنا چاہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی عطیہ وغیرہ دیتے تو میں کہہ دیتا کہ یہ کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لے لیا کر' پھر جی چاہے تو رکھ لے' نہیں تو صدقہ کر دیا کر۔ اس قسم کا مال جو تیرے پاس بغیر تیری طمع اور خواہش کے آئے' وہ لے لیا کر اور جو اس طرح نہ ملے' اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔''

٢٦٠٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي خِلَافَتِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ أُخْبَرْ: أَنَّكَ تَلِي

۲۶۰۸- حضرت عبداللہ بن سعدی نے خبر دی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں آپ کے پاس آیا تو آپ فرمانے لگے: مجھے پتا چلا ہے کہ تو لوگوں کی خدمات سرانجام دیتا ہے لیکن جب تجھے تنخواہ دی جاتی ہے تو تو اسے ناپسند کرتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! (ایسے ہی ہے)۔ تو انھوں نے فرمایا: تمھارا مقصد کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس بہت سے گھوڑے اور

٢٦٠٨- [صحيح] أخرجه البخاري، الأحكام، باب رزق الحكام والعاملين عليها، ح: ٧١٦٣ عن الحكم بن نافع أبي اليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٨٨.

مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا ، فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا؟ قَالَ : فَقُلْتُ : بَلٰى ! قَالَ : فَمَا تُرِيدُ إِلٰى ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ : إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ : أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي ، حَتّٰى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ : أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ» .

غلام ہیں اور میں مال دار ہوں (اچھا گزارا کر رہا ہوں)۔ میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسے نہ کر۔ میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا تھا جس طرح تو نے کرنا چاہا ہے۔ نبی ﷺ مجھے تنخواہ وغیرہ دیتے تو میں کہہ دیتا کہ یہ کسی زیادہ حاجت مند کو دے دیجیے' حتی کہ ایک دفعہ آپ نے مجھے کچھ مال دیا۔ میں نے (حسب عادت) کہہ دیا کہ یہ مجھ سے زیادہ محتاج کو دے دیجیے۔ تو نبی ﷺ فرمانے لگے: ''لے لے' پھر رکھ یا صدقہ کر۔ اس قسم کا مال تیرے پاس آئے جبکہ تجھے نہ لالچ ہو اور نہ تو نے مانگا ہو تو وہ لے لیا کر اور جو خود بخود نہ ملے' اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔''

٢٦٠٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ : حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ : أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي ، حَتّٰى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا ، فَقُلْتُ لَهُ : أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي ، فَقَالَ : «خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ ، وَمَا جَاءَكَ مِنْ

٢٦٠٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ مجھے کوئی عطیہ عنایت فرماتے تو میں کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جسے مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو' حتی کہ ایک دفعہ آپ نے مجھے کچھ مال دیا تو میں نے کہہ دیا: کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جو مجھ سے زیادہ فقیر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''لے لے۔ اسے استعمال بھی کر اور صدقہ بھی کر۔ یہ مال اگر تیرے پاس خود بخود آئے' تجھے نہ تو اس کی طمع ہو اور نہ تو نے مانگا ہو تو

٢٦٠٩ـ أخرجه البخاري، ح: ٧١٦٤ من حديث شعيب بن أبي حمزة (انظر الحديث السابق)، ومسلم، الزكاة، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ١٠٤٥ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٨٩.

هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ».

اسے لے لیا کرا اور جو اپنے آپ نہ ملے اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔"

(المعجم ٩٥) - بَابُ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ٩٥)

باب:٩٥- نبی ﷺ کی آل کو صدقات جمع کرنے پر مقرر کرنا؟

٢٦١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيِّ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: اِئْتِيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُولَا لَهُ: اِسْتَعْمِلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! عَلَى الصَّدَقَاتِ، فَأَتَى عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَالَ لَهُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَا يَسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ أَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ، قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ حَتَّى أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَنَا: «إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ».

٢٦١٠- حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ؓ نے بتایا کہ میرے والد ربیعہ بن حارث نے مجھے اور حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب ؓ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ ہمیں بھی صدقات اکٹھے کرنے کی خدمت پر مقرر فرمائیں۔ ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو صدقات پر مقرر نہیں فرمائیں گے۔ میں اور فضل بن عباس پھر بھی چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا: "یہ زکاۃ و صدقات لوگوں کا میل کچیل ہیں' اس لیے یہ حضرت محمد (ﷺ) اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔"

فوائد و مسائل: ① آل نبی ﷺ صدقات جمع کرنے کی خدمت تو سرانجام دے سکتے ہیں مگر اس کام کی

٢٦١٠- أخرجه مسلم، الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي على الصدقة، ح: ١٠٧٢/ ١٦٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٩٠، ٢٣٩١.

اجرت نہیں لے سکتے کیونکہ اجرت بھی تو زکاۃ وصدقات ہی کا حصہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد چونکہ اجرت ہی تھا' لہٰذا آپ نے انھیں مقرر نہ فرمایا۔ ② صدقات جمع کرنے کی اجرت حقیقتاً صدقہ نہیں ہے' اس لیے اغنیاء بھی یہ خدمت سرانجام دے کر اجرت لے سکتے ہیں مگر آل محمد ﷺ کی رفعت شان اس بات کی متقاضی ہے کہ وہ ایسی چیز بھی نہ لیں جس میں صدقے کا شبہ بھی ہو اور اجرت صدقات میں صدقے کا شبہ تو ہے کیونکہ وہ صدقات کا حصہ ہے۔ ③ رفعت شان کے علاوہ آل محمد ﷺ کے لیے صدقات کی حرمت کا سبب یہ بھی ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ دعوائے نبوت کا مقصد اپنے خاندان کے لیے مال جمع کرنا ہے۔ نعوذ باللہ. ④ زکاۃ وصدقات چونکہ مال کو پاک کرتے ہیں' جس طرح پانی جسم کو پاک کرتا ہے' لہٰذا زکاۃ وصدقات کی حیثیت اس پانی کی سی ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو دھو کر صاف کیا گیا ہو' اس لیے اسے ''لوگوں کا میل کچیل'' کہا گیا۔ اختیاری حالت میں ماء مستعمل کو لینا کوئی پسند نہیں کرتا' اس لیے زکاۃ وصدقات بھی مجبور و مضطر لوگوں ہی کے لیے جائز ہیں۔ ⑤ فرض صدقات تو نبی ﷺ پر اور آپ کی آل پر قطعاً حرام ہیں' البتہ نفل صدقات کے بارے میں جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ وہ آل محمد کے لیے جائز ہیں' البتہ رسول اللہ ﷺ کی مقدس ہستی کے لیے نفل صدقات بھی حرام ہیں کہ آپ کی شان انتہائی بلند ہے۔ ⑥ آل نبی ﷺ سے مراد امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک صرف بنو ہاشم ہیں اور امام شافعی وغیرہ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب دونوں خاندان مراد لیے ہیں۔ بنو ہاشم سے مراد حضرت علی' عقیل' جعفر' عباس اور حارث رضی اللہ عنہم کی نسل ہیں۔

(المعجم ٩٦) - بَابُ ابْنِ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ (التحفة ٩٦)

باب:۹۶-کسی قوم کا بھانجا بھی ان میں شامل ہوتا ہے

٢٦١١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ: أَسَمِعْتَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِبْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ»؟ قَالَ: نَعَمْ.

۲۶۱۱-حضرت شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوایاس معاویہ بن قرہ سے پوچھا: کیا تم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی قوم کا بھانجا بھی اس قوم میں شامل ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ بنو ہاشم کا بھانجا بھی زکاۃ کا مستحق نہیں کیونکہ وہ بھی بنو ہاشم میں شامل ہے۔ اسی طرح اس روایت سے بعض حضرات نے بھانجے کی وراثت پر بھی استدلال کیا ہے' حالانکہ

٢٦١١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٩ عن وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٩٢.

یہاں وراثت کی بحث ہی نہیں۔ آپ کا مطلب تو یہ ہے کہ بھانجے کا اپنے ماموؤں کے ساتھ قوی تعلق ہوتا ہے' لہٰذا اسے ان سے غیر متعلق نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ ارشاد آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب آپ نے صرف انصار کو بلایا تھا۔ آپ کو بتایا گیا کہ آنے والوں میں ان کا بھانجا بھی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، المناقب، حديث:٣٥٢٨)

٢٦١٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اِبْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ».

۲۶۱۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی قوم کا بھانجا بھی ان میں سے ہی ہے۔“

(المعجم ٩٧) - بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ (التحفة ٩٧)

باب:۹۷- کسی قوم کا آزاد کردہ غلام بھی اس قوم میں شامل ہے

٢٦١٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَأَرَادَ أَبُو رَافِعٍ أَنْ يَتْبَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا، وَإِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ».

۲۶۱۳- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مخزوم کے ایک شخص کو صدقات جمع کرنے پر مقرر فرمایا۔ ابو رافع (یعنی میں) نے بھی اس کے ساتھ جانے کی خواہش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صدقات ہمارے لیے حلال نہیں اور کسی خاندان کا آزاد کردہ غلام بھی ان میں شامل ہے۔“

٢٦١٢ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب ابن أخت القوم منهم، ومولى القوم منهم، ح:٣٥٢٨، ومسلم، الزكاة، باب إعطاء المؤلفة قلوبهم على الإسلام وتصبر من قوي إيمانه، ح:١٠٥٩/ ١٣٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٩٣.

٢٦١٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب الصدقة على بني هاشم، ح:١٦٥٠، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ وأهل بيته ومواليه، ح:٦٥٧ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٣٤٤، وابن حبان (الإحسان)، ح:٣٢٨٢، والحديث في الكبرى، ح:٢٣٩٤، وله شواهد عند البخاري: ١٢/ ٤٨ مع الفتح، ومسلم، ح:١٠٦٩ وغيرهما.

فائدہ: یہ ابورافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے' بلکہ انھیں اس نسبت سے ہاشمی بھی کہہ دیا جاتا تھا۔ مذکورہ حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے کہ کسی قوم کے آزاد کردہ غلام یا بھانجے کو ان کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے' اگرچہ وہ نسباً ان سے نہیں کیونکہ محض نسبت کے لیے اتنا تعلق بھی کافی ہے۔ ابورافع کو زکاۃ کا اہل قرار نہ دینے سے بھانجے کے بارے میں امام نسائی رحمہ اللہ کے استنباط کو قوت پہنچتی ہے کیونکہ جب آزاد کردہ غلام بنو ہاشم کا حکم رکھتا ہے تو بھانجا کیوں نہ رکھے گا؟

(المعجم ٩٨) - اَلصَّدَقَةُ لَا تَحِلُّ لِلنَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٩٨)

باب:۹۸- نبی ﷺ کے لیے صدقہ جائز نہیں

٢٦١٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِشَيْءٍ سَأَلَ عَنْهُ: «أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ»؟ فَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، بَسَطَ يَدَهُ.

۲۶۱۴- حضرت بہز بن حکیم کے دادا بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تو آپ اس کے بارے میں پوچھتے کہ یہ تحفہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا: صدقہ ہے' تو آپ نہیں کھاتے تھے اور اگر کہا جاتا: تحفہ ہے' تو آپ تناول فرمالیتے تھے۔

فائدہ: صدقات سے پرہیز میں آپ ہی تو اصل ہیں تاکہ کسی نابکار کے لیے اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔ آل نبی تو آپ کی فرع ہونے کی وجہ سے اس حکم میں داخل ہیں۔ ممکن ہے باب کا مقصد یہ ہو کہ نبی ﷺ کے لیے نفل صدقات بھی حلال نہ تھے' البتہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے نفل صدقات حلال تھے جیسا کہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ٩٩) - إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ (التحفة ٩٩)

باب:۹۹- جب صدقے کی حیثیت بدل جائے (تو حکم بھی بدل جائے گا)

٢٦١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

۲۶۱۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں

٢٦١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ ... الخ، ح: ٦٥٦ من حديث بهز به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٩٥، وله شاهد عند البخاري، ح: ٢٥٧٦ وغيره.

٢٦١٥ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة على موالي أزواج النبي ﷺ، ح: ١٤٩٣، ومسلم، الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ ولبني هاشم وبني المطلب ... الخ، ح: ١٠٧٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى ◄◄

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَتَعْتِقَهَا، وَإِنَّهُمُ اشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِشْتَرِيهَا فَاعْتِقِيهَا، فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ». وَخُيِّرَتْ حِينَ أُعْتِقَتْ، وَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْمٍ، فَقِيلَ: هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ». وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

نے ارادہ کیا کہ بریرہ ؓ کو خرید کر آزاد کر دوں لیکن اس کے مالکوں نے اس کے وَلَا کی شرط لگالی۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''خرید کر آزاد کر دے۔ وَلَا اسی کا حق ہے جو آزاد کرے۔'' (اسی طرح) جب وہ آزاد ہوئی تو اسے (خاوند کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا) اختیار دیا گیا۔ (اسی طرح) رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ اس (گوشت) میں سے ہے جو بریرہ ؓ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ اس کے لیے صدقہ ہے' ہمارے لیے ہدیہ (تحفہ) ہے۔'' (یاد رہے کہ) حضرت بریرہ ؓ کا خاوند آزاد تھا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت بریرہ ؓ کسی اور خاندان کی لونڈی تھیں۔ حضرت عائشہ ؓ کے پاس خدمت کے لیے آتی جاتی رہتی تھیں۔ انھوں نے اپنے مالکوں سے آزادی کا معاہدہ کیا کہ میں قسط وار اپنی قیمت خود ادا کر دوں گی' مجھے آزاد کر دو۔ وہ مان گئے۔ حضرت عائشہ ؓ کو پتا چلا تو انھوں نے پیش کش کی کہ میں پوری قیمت دے کر ابھی خرید لیتی ہوں اور آزاد کر دیتی ہوں۔ مالک راضی ہو گئے مگر کہنے لگے: وَلَا کا حق ہمارا ہوگا' حالانکہ مولیٰ وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہ ؓ نے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے مذکورہ جواب ارشاد فرمایا۔ ② ''وَلَا'' سے مراد وہ حق ہے جو آزاد کرنے والے کو آزاد کردہ غلام پر ہوتا ہے' مثلاً: وہ اس کا مولیٰ کہلاتا ہے۔ اگر غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو مالک کو وراثت ملتی ہے' وغیرہ۔ ③ اگر منکوحہ لونڈی آزاد ہو جائے تو آزادی کے بعد اسے اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو سابقہ خاوند سے نکاح قائم رکھے' چاہے تو نکاح فسخ کر دے۔ لیکن جمہور اہل علم کے نزدیک یہ اختیار تب ہے اگر اس کا خاوند غلام ہو۔ اگر وہ آزاد ہو تو عورت کو باوجود آزاد ہونے کے نکاح ختم کرنے کا اختیار نہیں۔ حضرت بریرہ ؓ کے خاوند غلام تھے' نام ان کا مغیث تھا۔ البتہ احناف کے نزدیک خاوند آزاد ہو یا غلام' آزاد ہونے والی کو نکاح ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ ④ ''گوشت لایا گیا۔'' یہ گوشت صدقے کا تھا۔ کسی نے حضرت بریرہ ؓ کو بھیجا تھا۔ انھوں نے کچھ گوشت بطور تحفہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس بھیج دیا۔ ظاہر ہے گوشت جس کو

◀◀ ح: ٢٣٩٦، قوله: "وكان زوجها حرًا" من كلام الأسود رحمه الله، وهو شاذ خطأ منه، والصواب: "وكان زوجها عبدًا".

صدقے میں دے دیا جائے اس کی ملک ہو گیا' اب وہ جسے صدقے کے طور پر دے' اس کے لیے صدقہ ہے۔ جسے تحفے کے طور پر دے' اس کے لیے تحفہ ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے وہ گوشت تناول فرمایا۔ ⑤ "آزاد تھا۔" دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ حضرت اسود کا قول ہے' نہ کہ حضرت عائشہ ؓ کا۔ اور اسود تابعی ہیں۔ دوسری روایات میں حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس ؓ کا صریح فرمان ہے کہ بریرہ کا خاوند غلام تھا۔ (صحيح البخاري' الطلاق' حديث: ٥٢٨٢' وصحيح مسلم' العتق' حديث:١٥٠٤) اگر وہ غلام نہ ہوتا تو اسے اختیار نہ دیا جاتا کیونکہ عورت آزاد ہونے کے باوجود خاوند سے بلند رتبہ نہیں ہوتی۔ ⑥ تفصیلی روایات میں صراحت ہے کہ حضرت بریرہ ؓ نے باوجود حضرت مغیث کی منت سماجت کے نکاح ختم کر دیا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الطلاق' حديث:٥٢٨٣)

(المعجم ١٠٠) - شِرَاءُ الصَّدَقَةِ (التحفة ١٠٠)

باب:١٠٠- صدقے کا مال خریدنا

٢٦١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، وَأَرَدْتُ أَنْ أَبْتَاعَهُ مِنْهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي [صَدَقَتِهِ] كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

٢٦١٦- حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے (جہاد) میں کسی (مجاہد) کو دیا۔ اس نے گھوڑے (کی خاطر تواضع نہ کی اور اس) کو ضائع (کمزور) کر دیا۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس سے دوبارہ خرید لوں۔ میرا خیال تھا وہ سستا ہی بیچ دے گا۔ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "تو اسے مت خرید۔ چاہے وہ ایک درہم ہی کا تجھے دے کیونکہ جو شخص اپنے صدقے کو (کسی بھی صورت میں) واپس لیتا ہے' وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔"

فائدہ: صدقہ کرنے والے کو اپنا صدقہ قیمتاً بھی لینا منع ہے۔ ممکن ہے وہ شخص اس کا لحاظ کرتے ہوئے

٢٦١٦ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: هل يشتري صدقته؟ ولا بأس أن يشتري صدقته غيره ... الخ، ح: ١٤٩٠، ومسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ح: ١٦٢٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٨٢، والكبرٰى، ح: ٢٣٩٧.

اسے قیمت میں رعایت کرے' البتہ کوئی دوسرا شخص کسی دوسرے کا صدقہ خرید سکتا ہے کیونکہ اس کے لیے یہ صدقہ نہیں بلکہ خریدی ہوئی چیز ہے۔ گویا چیز کی حیثیت بدل جانے سے اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے' جیسے پچھلی حدیث میں ہے۔

٢٦١٧- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَرَآهَا تُبَاعُ، فَأَرَادَ شِرَاءَهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَعْرِضْ فِي صَدَقَتِكَ».

٢٦١٧- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک گھوڑا فی سبیل اللہ صدقہ کیا' پھر انھیں پتا چلا کہ وہ گھوڑا فروخت ہو رہا ہے تو انھوں نے خود ہی خریدنے کا ارادہ کر لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے کیے ہوئے صدقے (کی واپسی) کا خیال بھی نہ کر۔''

فائدہ: کیونکہ بہر صورت یہ اپنے ہی صدقے کو استعمال کرنے والی بات ہے جو مناسب نہیں۔ باقی رہی قیمت تو اس میں بھی رعایت کا احتمال ہے' نیز اس میں حیلہ بھی ممکن ہے' اس لیے اسے حتماً منع فرما دیا۔

٢٦١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَوَجَدَهَا تُبَاعُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهُ، ثُمَّ أَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْمَرَهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

٢٦١٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کیا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ گھوڑا فروخت کیا جا رہا ہے تو انھوں نے ارادہ فرمایا کہ میں ہی اسے خرید لوں' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اس بارے میں آپ سے مشورہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کیا ہوا صدقہ دوبارہ نہ لے۔''

٢٦١٧ـ أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به . . . الخ، ح:١٦٢١ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، (انظر الحديث الآتي) من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٩٨، ومصنف عبدالرزاق: ٩/ ١١٧، ح: ١٦٥٧٢، ورواه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في كراهية العود في الصدقة، ح: ٦٦٨ عن هارون به، وقال: "حسن صحيح".

٢٦١٨ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: هل يشتري صدقته؟ ولا بأس أن يشتري . . . الخ، ح: ١٤٨٩ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، (انظر الحديث السابق) من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٩٩.

«لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ».

فائدہ: اپنا کیا ہوا صدقہ اپنے اختیار سے، مثلاً: خرید کر یا رجوع کر کے تو واپس نہیں لے سکتا، البتہ اگر غیراختیاری طور پر اس کے پاس آ جائے، مثلاً: جسے صدقہ دیا تھا وہ فوت ہو گیا اور یہ صدقہ کرنے والا اس کا وارث بنتا ہے اور وراثت میں وہی صدقہ اسے واپس مل جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الصيام، حديث:۱۱۴۹) بعض اہل علم نے اس حدیث سے یہ استنباط بھی کیا ہے: ''جس لونڈی کو آزاد کرے، اس سے پھر نکاح نہ کرے کیونکہ یہ بھی صدقے میں رجوع ہی کی صورت ہے۔'' حالانکہ یہ تو احسان پر احسان ہے اور حدیث صحیح میں اسے دگنے ثواب کا سبب بھی قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، العلم، حديث:۹۷) خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا، لہٰذا یہ استنباط درست نہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، النكاح، حديث:۵۰۸۶، وصحيح مسلم، النكاح، حديث:۱۳۶۵)

۲۶۱۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ وَيَزِيدُ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ عَتَّابَ بْنَ أُسَيْدٍ أَنْ يَخْرِصَ الْعِنَبَ، فَتُؤَدّٰى زَكَاتُهُ زَبِيبًا كَمَا تُؤَدّٰى زَكَاةُ النَّخْلِ تَمْرًا.

۲۶۱۹- حضرت سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مکہ مکرمہ کے گورنر) حضرت عتاب بن اسید ؓ کو حکم دیا تھا کہ انگوروں کی فصل کا اندازہ لگا کر ان کی زکاۃ کشمش کی صورت میں ادا کی جائے جس طرح کھجوروں کی زکاۃ خشک کھجوروں (چھوہاروں) کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔

فائدہ: زکاۃ کی بحث تو پیچھے گزر چکی ہے کہ عشر وغیرہ اس صورت میں وصول کیا جائے گا جس صورت میں اس کا ذخیرہ کیا جا سکے مگر یہاں بحث طلب امر یہ ہے کہ اس حدیث کا باب سے کیا تعلق ہے، جبکہ اس میں صدقہ خریدنے کا کوئی ذکر نہیں؟ کہا جا سکتا ہے کہ جب کاشتکار نے انگور رکھ کر کشمش کی صورت میں عشر دیا تو گویا اس نے صدقے کے انگوروں کو کشمش سے خرید لیا۔ گویا اپنا صدقہ خریدنا جائز ہو گیا۔ اس صورت میں اوپر والی روایات میں اپنا صدقہ خریدنے سے روکنا تنزیہ اور احتیاط کے طور پر ہو گا۔ واللہ أعلم. مگر یہ نرا استنباط ہی ہے۔ دینے والے نے تو صدقے ہی کے انگوروں کو خشک کر کے کشمش بنا کر دیا۔ اپنے مال سے بدلا نہیں ہے

۲۶۱۹۔ [إسناده ضعيف لإرساله] أخرجه أبوداود، ح:١٦٠٣ من حديث عبدالرحمن بن إسحاق المدني عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن عتاب بن أسيد به، وقال: "سعيد لم يسمع من عتاب شيئًا"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٣١٧، وابن حبان، ح:٧٩٩، ٨٠٠، وقال المنذري: "انقطاعه ظاهر لأنه مولد سعيد في خلافة عمر، ومات عتاب يوم مات أبوبكر".

کہ اس پر بیچنے کے معنی کسی بھی طرح صادق آسکیں۔ کشمش ہی سے صدقے کی ابتدا ہوئی۔ ویسے یہ روایت مرسل ہے۔ حضرت سعید بن مسیب تابعی ہیں۔ انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ انھوں نے یہ روایت کس صحابی سے سنی ہے۔ اس سے روایت کی حیثیت کم ہو جاتی اور ضعیف قرار پاتی ہے' تاہم یہ مسئلہ دیگر صحیح روایات سے بھی ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۳/۲۵۹-۲۶۶)

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION • HYD. INDIA •
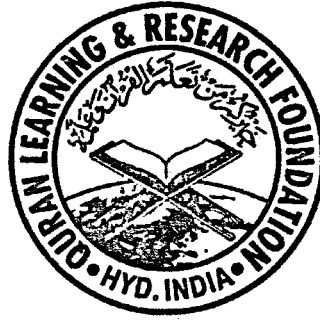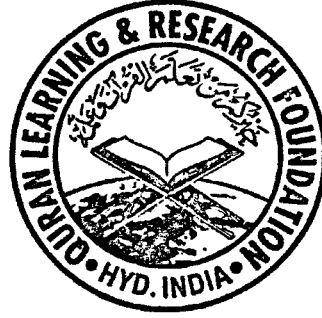
حج کا مفہوم و معنی

حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ان ارکان کے چھوڑنے سے کفر و اسلام میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔حج کے لغوی معنی قصد کرنا ہیں مگر شریعتِ اسلامیہ میں اس سے مراد چند معین ایام میں مخصوص طریقے اور اعمال کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کرنا ہے۔حج کا مقصد بیت اللہ کی تعظیم ہے جو کہ مسلمانوں کا مرکز اور ان کی وحدت کا ضامن ہے۔اس کی طرف تمام مسلمان قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔حج میں مسلمانوں کا عظیم اجتماع ہوتا ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام ادیان و مذاہب قاصر ہیں۔اس سے مسلمانوں میں باہمی ربط و تعاون' آپس میں تعارف و الفت اور محبت و مودت کے جذبات ترقی پاتے ہیں۔ہر علاقہ و ملک کے لوگ' ہر رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے جن کی زبانیں مختلف ہوتی ہیں مگر دلی جذبات ایک سے ہوتے ہیں' ان کی بود و باش مختلف' مگر ان کی زبان پر ایک ہی ترانہ ہوتا ہے۔حج کے ارکان کی ادائیگی کے وقت ان کا لباس بھی ایک ہی ہوتا ہے۔نہ دنگا فساد' نہ لڑائی جھگڑا' نہ گالم گلوچ۔حج زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے۔رسول اللہ ﷺ نے بھی فرضیت حج کے بعد ایک ہی حج ادا فرمایا تھا۔حج کی ادائیگی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام' ان کی زوجۂ محترمہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد تازہ ہوتی ہے جو سب سے پہلے اس عبادت کو ادا کرنے والے تھے۔بیت اللہ بھی انھی دو عظیم شخصیات کا تعمیر کردہ ہے۔حج کا اعلان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی ہوا۔حج خلوص' للّٰہیت' قربانی' صبر اور مسلمانوں کی شان و شوکت کا عظیم مظہر ہے جس کی مثال ناپید ہے۔

(المعجم ٢٤) - كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ (التحفة ٦)

حج سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ وُجُوبِ الْحَجِّ (التحفة ١)

باب:۱-حج کی فرضیت کا بیان

٢٦٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - وَاسْمُهُ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ» فَقَالَ رَجُلٌ: فِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ حَتّٰى أَعَادَهُ ثَلَاثًا، فَقَالَ: «لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَوْ وَجَبَتْ مَا قُمْتُمْ بِهَا، ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالشَّيْءِ فَخُذُوا بِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ».

۲۶۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔'' ایک آدمی کہنے لگا: ہر سال؟ آپ خاموش رہے' حتی کہ اس نے تین دفعہ یہ سوال دہرایا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور اگر ہر سال واجب ہو جاتا تو تم اسے ادا نہ کر سکتے۔ جب تک میں تمھیں چھوڑے رہوں' تم بھی مجھے چھوڑے رہا کرو۔ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے اور زیادہ سوالات کرنے کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے۔ جب میں تمھیں کسی کام کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اس کی پابندی کرو اور جب تمھیں کسی چیز سے روک دوں تو اسے چھوڑ دو۔''

٢٦٢٠_أخرجه مسلم، الحج، باب فرض الحج مرةً في العمر، ح: ١٣٣٧ من حديث الربيع بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٩٨.

فوائد ومسائل: ① حج کی فرضیت تو اجماعی اور قطعی مسئلہ ہے' اختلاف یہ ہے کہ کب فرض ہوا۔ مشہور قول ۵ یا ٦ ہجری کا ہے مگر محقق بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ۹ ہجری میں فرض ہوا' ورنہ آپ ٦ ہجری میں عمرے کی بجائے حج کو جاتے۔ ۸ ہجری میں بھی فتح مکہ کے بعد آپ عمرہ کر کے واپس تشریف لے آئے' حالانکہ حج کے دن قریب تھے۔ ② ''ایک آدمی۔'' یہ حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ تھے۔ ③ ''واجب ہو جاتا۔'' گویا حج کا حکم مطلق اترا تھا۔ اس میں ایک دفعہ یا ہر سال کی صراحت نہیں تھی۔ اس کا فیصلہ مصلحت مسلمین پر موقوف تھا۔ اگر آپ ''ہر سال'' میں مصلحت محسوس فرماتے تو ہر سال فرض ہو جاتا مگر یہ بات مصلحت کے خلاف تھی' اس لیے آپ نے اس شخص کی تائید نہ کی۔ ④ بعض مسائل میں شارع علیہ السلام نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار فرمائی ہے تاکہ مسلمانوں کو سہولت رہے۔ ایسے مسائل میں سوال کے ذریعے سے تنگی پیدا کرنا بری بات ہے۔ اسی طرح شریعت کی عطا کردہ وسعت کو ختم کر دینا بھی بے جا تشدد ہے۔ جن مسائل میں شریعت نے معاملہ کھلا چھوڑا ہے' اسے کھلا ہی رکھنا چاہیے۔ اپنی طرف سے پابندیاں نہ لگائی جائیں' مثلاً: لباس' حجامت' بودوباش اور دیگر عادات۔ اسی طرح نفلی عبادات میں شریعت کے صریح احکام ہی کو کافی سمجھا جائے اور لوگوں کو خواہ مخواہ تنگ نہ کیا جائے۔ کسی قوم کے رسوم ورواج جب تک صراحتاً شریعت کے خلاف نہ ہوں' ان پر پابندی نہ لگائی جائے اور نہ ان کا ثبوت ہی شریعت سے تلاش کیا جائے کیونکہ ثبوت کی ضرورت عبادات میں ہے نہ کہ عادات میں۔ عادات میں پابندی کا نہ ہونا ہی کافی ہے۔ ⑤ ''طاقت کے مطابق'' معلوم ہوا کہ ایک آدمی اپنی بساط اور طاقت کے مطابق ایک مامور بہ کام کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر مکمل طور پر بجا نہیں لا پاتا' تو جتنے کام سے وہ عاجز آ گیا ہو' وہ اس سے ساقط ہو جائے گا۔ یہ بات نیکی کے کاموں کی ہے جنھیں کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے' البتہ جن کاموں سے روکا گیا ہے' ان میں استطاعت کی قید نہیں' ان سے ہر صورت میں مکمل طور پر بچنا ضروری ہے۔ واللہ أعلم. ⑥ امر ہر جگہ تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور نہ ہر جگہ عدم تکرار کا تقاضا کرتا ہے بلکہ موقع محل' سیاق' قرائن یا دلائل سے تعین کیا جائے گا۔

٢٦٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ

۲٦۲۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض فرما دیا ہے۔'' حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے

٢٦٢١- [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب فرض الحج، ح:١٧٢١، وابن ماجه، المناسك، باب فرض الحج، ح:٢٨٨٦ من حديث ابن شهاب الزهري به، وعنعن، وهو في الكبرٰى، ح:٣٥٩٩، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ [تَعَالٰى] كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ» فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ: كُلَّ عَامٍ؟ يَارَسُولَ اللهِ! فَسَكَتَ، فَقَالَ: «لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، ثُمَّ إِذًا لَا تَسْمَعُونَ وَلَا تُطِيعُونَ، وَلٰكِنَّهُ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ».

رسول! کیا ہر سال؟ آپ خاموش ہو گئے' پھر فرمایا: ''اگر میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا' پھر نہ تم سنتے اور نہ اطاعت کرتے۔ حج صرف ایک ہی (دفعہ فرض) ہے۔''

فائدہ: ''نہ سنتے اور نہ اطاعت کرتے۔'' یعنی اس پر عمل کرنا تمھاری طاقت میں نہ ہوتا۔

(المعجم ٢) - وُجُوبُ الْعُمْرَةِ (التحفة ٢)

باب:۲- عمرے کے واجب ہونے کا بیان

٢٦٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ».

۲۶۲۲- حضرت عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ وہ حج وعمرہ بلکہ سفر تک کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا: ''تم اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔''

فوائد ومسائل: ① عمرے کا وجوب مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین' مثلاً: امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ حج کی طرح عمرے کو واجب سمجھتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں حج اور عمرے کا اکٹھا ذکر ہے۔ قرآن مجید میں بھی وہ اکٹھے مذکور ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (البقرۃ ۲:۱۹۶) ''حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکمل کرو۔'' لہٰذا دونوں فرض ہیں۔ مگر احناف اور مالکی حضرات

٢٦٢٢- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الرجل يحج عن غيره، ح: ١٨١٠، والترمذي، ح: ٩٣٠، وابن ماجه، ح: ٢٩٠٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٠٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٤٠، وابن حبان، ح: ٩٦١، والحاكم علٰى شرط الشيخين: ١/ ٣٨١، ووافقه الذهبي، وقواه أحمد بن حنبل رحمه الله.

عمرے کو نفل سمجھتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ارکان اسلام بتاتے وقت حج کا ذکر فرمایا ہے عمرے کا نہیں۔ لیکن یہ دلیل انتہائی کمزور ہے کیونکہ دیگر بہت سے ایسے فرائض وواجبات ہیں جن کی حیثیت ارکان کی نہیں اور نہ وہ اس حدیث کے تحت ذکر ہی ہوئے ہیں جبکہ حقیقت میں وہ واجب ہی ہیں' لہٰذا اس سے ان کی عدم فرضیت یا عدم وجوب لازم نہیں آتا' نیز دونوں کے اعمال ومناسک کا بھی خاصا فرق ہے۔ جب فرق ہے تو ایک کے اس حدیث میں ذکر نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ ④ جو شخص مالی طاقت رکھتا ہو مگر جسمانی طور پر معذور ہو تو وہ کسی کو اپنی جگہ حج کے لیے بھیجے۔ اسی طرح جس شخص پر حج فرض ہو مگر ادائیگی کے بغیر فوت ہو گیا ہو تو اس کی طرف سے اس کے ورثاء حج کریں یا کسی کو بھیجیں۔

(المعجم ٣) - فَضْلُ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ (التحفة ٣)

باب:٣-حج مبرور کی فضیلت

٢٦٢٣- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّفَّارُ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَجَّةُ الْمَبْرُورَةُ لَيْسَ لَهَا جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، وَالْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا».

٢٦٢٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ اور ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں شہوانی باتیں' فسق اور لڑائی جھگڑا نہ ہو جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے حج مبرور کے معنی مقبول حج کے کیے ہیں مگر مقبول مبرور کا معنی نہیں بلکہ لازم ہے' یعنی جو حج ان مفاسد سے پاک ہوگا' وہ لازماً قبول ہوگا۔ حج مبرور کی نشانی یہ بھی ہے کہ حج کرنے والا حج کے بعد پہلے سے بہتر بن جائے اور کبائر کا مرتکب نہ ہو۔ بعض نے حج مبرور سے مراد وہ حج لیا ہے جس میں ریاکاری نہ ہو۔ ② ''جنت'' یعنی وہ اولین طور پر جنت میں جائے گا۔ گویا حج سے اس کے تمام پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ③ ''کفارہ'' یعنی صغائر معاف ہو جائیں گے بشرطیکہ کبائر سے اجتناب

٢٦٢٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح:١٣٤٩ من حديث سهيل بن أبي صالح، والبخاري، أبواب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، ح:١٧٧٣ من حديث سمي به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٠١. * أبوصالح هو السمان، وزهير هو ابن معاوية.

کرے۔ بعض نے صغائر وکبائر دونوں مراد لیے ہیں کیونکہ صرف صغائر تو کبائر کے اجتناب سے بھی معاف ہو جاتے ہیں اور وضو سے بھی' نماز سے بھی' پھر حج کی کیا خصوصیت ہے؟ ④ حج کی فضیلت عمرے سے زیادہ ہے۔ ⑤ ایک سال میں کئی عمرے کیے جاسکتے ہیں لیکن حج سال میں ایک ہی دفعہ کیا جاسکتا ہے۔

٢٦٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَجَّةُ الْمَبْرُورَةُ لَيْسَ لَهَا ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ» مِثْلَهُ سَوَاءً إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «تُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا».

۲۶۲۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔'' باقی روایت تقریباً سابقہ روایت ہی کی طرح ہے۔ مگر اس روایت میں فرق صرف یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔''

(المعجم ٤) - فَضْلُ الْحَجِّ (التحفة ٤)

باب:۴- حج کی فضیلت

٢٦٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «اَلْإِيمَانُ بِاللهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «ثُمَّ الْحَجُّ الْمَبْرُورُ».

۲۶۲۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان۔'' اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد۔'' اس نے پوچھا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''پھر حج مبرور۔''

فوائد ومسائل: ① افضل عمل کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ دراصل احوال واشخاص کے لحاظ سے

٢٦٢٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٦٠٢.

٢٦٢٥- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالىٰ أفضل الأعمال، ح: ٨٣ عن محمد بن رافع، والبخاري، الإيمان، باب من قال: إن الإيمان هو العمل، ح: ٢٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٦٠٣.

افضل کام مختلف ہوسکتا ہے۔ بعض حالات میں ذکر اللہ افضل ہے اور بعض حالات میں جہاد۔ اسی طرح کسی شخص کے لحاظ سے صدقہ افضل ہے اور کسی شخص کے لحاظ سے نماز بروقت پڑھنا وغیرہ' لہٰذا اسے اختلاف نہ سمجھا جائے۔ ② ایمان بھی ایک عمل ہے کیونکہ صحابی نے پوچھا تھا کہ افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔''

٢٦٢٦- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَثْرُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَفْدُ اللهِ ثَلَاثَةٌ: اَلْغَازِي وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ».

٢٦٢٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص اللہ تعالیٰ کے خصوصی مہمان ہیں: جہاد کو جانے والا' حج کے لیے سفر کرنے والا اور عمرے کو جانے والا۔''

فائدہ: ''خصوصی مہمان'' یہ ایک اعزاز ہے جو ان کو اللہ کی راہ میں نکلنے اور مصائب و آلام اٹھانے پر دیا گیا ہے۔

٢٦٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ».

٢٦٢٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بوڑھے' بچے' کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ کرنا ہے۔''

فائدہ: ظاہر ہے یہ چاروں اشخاص جہاد' یعنی قتال نہیں کر سکتے۔ ان کے لیے جہاد کی فضیلت حاصل کرنے کا

٢٦٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٦٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو تفرد به، والحديث في الكبرى، ح: ٣٦٠٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥١١، وابن حبان، ح: ٩٦٥، والحاكم: ١/ ٤٤١، والذهبي. * مخرمة بن بكير بن عبدالله بن الأشج يروي عن كتاب أبيه وجادةً، وهذا ليس بجرح، والرواية بالوجادة صحيحة، وللحديث شاهد عند البيهقي.

٢٦٢٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٥٠ من حديث الليث بن سعد عن خالد بن يزيد عن سعيد بن أبي هلال به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٠٥، وللحديث شواهد. * يزيد هو ابن عبدالله بن الهاد.

طریقہ یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ کریں۔ انھیں جہاد کا ثواب مل جائے گا۔ ہر آدمی اس چیز کا مکلف ہے جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے۔

٢٦٢٨- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

٢٦٢٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اس گھر (بیت اللہ) کا حج کیا اور اس دوران میں کوئی شہوانی بات کی نہ فسق (کبیرہ گناہ کا ارتکاب) کیا' وہ (گناہوں سے) اس طرح (پاک صاف ہوکر) پلٹتا ہے جیسے اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔''

فوائد و مسائل: ① گویا اس کے سب صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں' البتہ حقوق العباد کا مسئلہ مختلف ہے کیونکہ ان کی معافی تو متعلقین ہی کی طرف سے ہو سکتی ہے' لیکن اگر اللہ تعالیٰ متعلقہ شخص کو اپنی طرف سے دے کر راضی کر دے تو اللہ کی رحمت سے بعید نہیں اور نہ اس پر کوئی اعتراض ہی ہے۔ ② فسق ویسے تو ہر حال میں منع ہے لیکن حج میں بطور خاص منع کیا گیا ہے۔

٢٦٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ - عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ قَالَتْ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا نَخْرُجُ فَنُجَاهِدَ مَعَكَ فَإِنِّي لَا أَرٰى عَمَلًا فِي الْقُرْآنِ أَفْضَلَ مِنَ الْجِهَادِ، قَالَ: «لَا، وَلَكُنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ وَأَجْمَلُهُ: حَجُّ الْبَيْتِ حَجٌّ مَبْرُورٌ».

٢٦٢٩- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم عورتیں بھی آپ کے ساتھ جہاد کے لیے نہ جایا کریں؟ کیونکہ میں تو قرآن مجید میں کوئی عمل جہاد سے افضل نہیں پاتی۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں تم عورتوں کے لیے افضل اور خوب صورت ترین جہاد بیت اللہ کا حج مبرور ہے۔''

فائدہ: جہاد کی مشقت عورتوں کے بس کی بات نہیں ہے' اس لیے وہ جہاد نہیں کر سکتیں۔ ویسے بھی خطرہ ہے کہ

٢٦٢٨- أخرجه البخاري، المحصر، باب قول الله عزوجل: "فلا رفث"، ح: ١٨١٩، ومسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح: ١٣٥٠ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٠٦.

٢٦٢٩- [صحيح] أخرجه البخاري، الحج، باب فضل الحج المبرور، ح: ١٥٢٠ من حديث حبيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٠٧.

عورتیں دشمن کے ہاتھوں قید ہو گئیں تو وہ ان کی بے حرمتی کرے گا جو مسلمان مردوں کے لیے ذلت و رسوائی کی بات ہوگی۔ ابتدائی طور پر عورتیں زخمیوں کو پانی پلانے' میدان جنگ سے منتقل کرنے اور ابتدائی مرہم پٹی کرنے کے لیے لشکر کے ساتھ چلی جایا کرتی تھیں مگر جب مرد زیادہ ہو گئے تو مندرجہ بالا مقاصد کے لیے بھی عام طور پر عورتوں کا میدان جنگ میں جانا بند ہو گیا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے جانے کو پسند نہیں فرمایا۔

(المعجم ٥) - فَضْلُ الْعُمْرَةِ (التحفة ٥)

باب:٥- عمرے کی فضیلت

٢٦٣٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ».

٢٦٣٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرے تک (کے درمیانی گناہوں) کے لیے کفارہ بن جاتا ہے' اور حج مبرور کی تو جنت کے سوا کوئی جزا ہی نہیں۔''

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٦٢٣۔

(المعجم ٦) - فَضْلُ الْمُتَابَعَةِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ (التحفة ٦)

باب:٦- پے در پے حج اور عمرہ کرنے کی فضیلت

٢٦٣١- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ».

٢٦٣١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پے در پے حج اور عمرہ کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح زائل کرتے ہیں جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ اور میل کچیل کو دور کرتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''پے در پے'' سے مراد یہ ہے کہ حج کے بعد عمرہ اور عمرے کے بعد حج' یعنی کبھی حج' کبھی

٢٦٣٠- أخرجه مسلم، ح: ١٣٤٩، والبخاري، ح: ١٧٧٣ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٦٢٤) من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٤٦، والكبرى، ح: ٣٦٠٨.

٢٦٣١- [إسناده حسن] هو في الكبرى، ح: ٣٦٠٩، وانظر تسهيل الحاجة، ح: ٢٨٨٧.

عمرہ۔ ② ''گناہوں کو زائل کرتے ہیں۔'' یعنی ان کا ثواب گناہوں کے اثرات ختم کرتا رہتا ہے۔ یا حج اور عمرے کی برکت سے انسان گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ جس قدر زیادہ حج اور عمرے ہوں گے اتنا ہی وہ گناہوں سے زیادہ دور ہوگا۔ ③ فقر دور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان عبادات پر کافی رقم خرچ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص میرے راستے میں خرچ کرے گا' میں اسے زیادہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے رزق کے معنوی دروازے کھول دے گا۔ ممکن ہے فقر سے مراد فقر قلب ہو یعنی حج اور عمرہ پے درپے کرنے سے دل سخی بن جائے گا' دل میں بخل نہیں رہے گا۔ واللہ أعلم.

٢٦٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ أَبُو خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجِّ الْمَبْرُورِ ثَوَابٌ دُونَ الْجَنَّةِ».

٢٦٣٢- حضرت عبداللہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج اور عمرہ مسلسل کرتے رہو۔ یقیناً یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح زائل کر دیتے ہیں جس طرح آگ کی بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کے میل کچیل کو زائل کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا ثواب تو جنت سے کم نہیں۔''

(المعجم ٧) - اَلْحَجُّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ (التحفة ٧)

باب:٧- اس فوت شدہ کی طرف سے حج کرنا جس نے حج کی نذر مانی ہو (مگر پوری نہ کر سکا ہو)

٢٦٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ

٢٦٣٣- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ (حج کیے بغیر) فوت ہوگئی۔ اس کا بھائی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور

٢٦٣٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٧ عن سليمان بن حيان أبي خالد الأحمر به، وصرح بالسماع، ومن طريقه أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في ثواب الحج والعمرة، ح: ٨١٠، والحديث في الكبرٰى، ح: ٣٦١٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥١٢، وابن حبان، ح: ٩٦٧، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

٢٦٣٣ـ [صحيح] أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ح: ٦٦٩٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦١٢.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ، فَأَتَى أَخُوهَا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى أُخْتِكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَاقْضُوا اللهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ».

اس بارے میں پوچھنے لگا۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیری بہن کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا حقوق اللہ کی ادائیگی کا درجہ حقوق العباد کی ادائیگی سے اہم اور بلند ہے اگرچہ حقوق العباد کی معافی مشکل ہے۔ ② میت کے ذمے حج واجب ہو (خواہ شرعاً یا نذراً) اور وہ زندگی میں ادا نہ کر سکا ہو تو اس کے مال سے اس کی طرف سے حج کروایا جائے۔ اسی طرح کفارہ' زکاۃ اور قرض بھی ادا کیا جائے گا' خواہ میت کا سارا مال ہی صرف ہو جائے۔ ثلث کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا کیونکہ ان کی حیثیت محض وصیت کی سی نہیں۔ ③ اس روایت سے قیاس کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ کو تو قیاس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وحی جاری تھی' نیز قیاس تو غیر منصوص چیز میں ہوتا ہے۔ آپ کا فرمان تو خود نص ہے۔ قیاس تو امتی کر سکتا ہے جس کے پاس نص (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا صریح فرمان) نہ ہو۔ ④ آدمی حج کی نذر مان سکتا ہے اگرچہ اس نے فرض حج نہ کیا ہو' پھر جب وہ حج کرے گا تو اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔ بعد میں نذر کا حج کرے گا۔ یہ رائے جمہور کی ہے۔ ایک رائے اس کے برعکس بھی ہے' یعنی اس کا پہلا حج نذر کا شمار ہوگا اور دوسرا فرض اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس کا حج دونوں سے کفایت کر جائے گا' لیکن یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔ ⑤ یہ حدیث جمہور اہل علم کی دلیل ہے کہ اگر آدمی عمداً نماز ترک کر دیتا ہے تو اس پر اس کی قضا ضروری ہے کیونکہ یہ اس پر اللہ کا قرض ہے۔ ⑥ عالم اور مفتی کو مسئلہ سمجھانے کا ایسا انداز اپنانا چاہیے کہ سائل کو پوری طرح سمجھ میں آ جائے اور اسے کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے اور وہ بالکل مطمئن ہو جائے۔

(المعجم ٨) - اَلْحَجُّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي لَمْ يَحُجَّ (التحفة ٨)

باب:٨- جس میت نے (فرض) حج نہ کیا ہو اس کی طرف سے حج کرنا

٢٦٣٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ

۲۶۳۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت سنان بن سلمہ جہنی ؓ سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ اس کی ماں (فرض)

٢٦٣٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٧ من حديث أبي التياح به، وابن خزيمة، ح: ٣٠٣٤ عن عمران به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦١٣.

الْهُذَلِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَتِ امْرَأَةُ سِنَانَ بْنِ سَلَمَةَ الْجُهَنِيِّ أَنْ يَّسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَّ أُمَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ، أَفَيُجْزِىءُ عَنْ أُمِّهَا أَنْ تَحُجَّ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ! لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّهَا دَيْنٌ فَقَضَتْهُ عَنْهَا، أَلَمْ يَكُنْ يُجْزِىءُ عَنْهَا؟ فَلْتَحُجَّ عَنْ أُمِّهَا».

حج کیے بغیر فوت ہوگئی ہے۔ اگر وہ عورت اپنی ماں کی طرف سے حج کر لے تو وہ اسے کفایت کر جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اگر اس کی ماں کے ذمے قرض ہوتا اور وہ عورت اس کی طرف سے ادا کر دیتی تو کیا اسے کفایت نہ کرتا؟ اسے چاہیے کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے۔''

فائدہ: قرض کی مثال مسئلہ سمجھانے کے لیے ذکر فرمائی نہ یہ کہ حج کو قرض پر قیاس فرمایا۔

٢٦٣٥- أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَبِيهَا مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، قَالَ: «حُجِّي عَنْ أَبِيكِ».

٢٦٣٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے اپنے والد کے بارے میں پوچھا جو (فرض) حج کیے بغیر فوت ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تو اپنے والد کی طرف سے حج کر لے۔''

فائدہ: اگر میت پر حج فرض ہو چکا ہو اور وہ نہ کر سکے تو پھر اس کی طرف سے حج کیا جائے گا، ورنہ اگر اس پر حج فرض ہی نہیں تھا تو اس کی طرف سے حج کرنے کی ضرورت نہیں۔

(المعجم ٩) - اَلْحَجُّ عَنِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ (التحفة ٩)

باب:٩- زندہ شخص سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو تو اس کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے

٢٦٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٦٣٦- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے

٢٦٣٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب وجوب الحج وفضله . . . الخ، ح: ١٥١٣، ومسلم، الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما، أو للموت، ح: ١٣٣٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦١٤.

٢٦٣٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦١٥.

سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ! أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

کہ بنو خثعم (قبیلے) کی ایک عورت نے مزدلفہ کی صبح رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں پر فرض کیے گئے حج نے میرے والد کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ انتہائی بوڑھے ہیں' سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے' تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

فوائد و مسائل: ① مزدلفہ کی صبح' یعنی جس صبح حاجی مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہوتے ہیں۔ گویا ١٠ ذی الحجہ۔ یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ ② ''سواری پر نہیں بیٹھ سکتے'' معلوم ہوا کہ وجوب حج کے لیے جسمانی قوت شرط نہیں بلکہ مالی استطاعت (یعنی آنے جانے اور کھانے پینے کا خرچ) کافی ہے ورنہ آپ فرما دیتے کہ تیرے باپ پر حج واجب ہی نہیں۔ مالی استطاعت ہونے کی صورت میں خود حج کرے۔ اگر جسمانی قوت نہ ہو تو کسی سے کروائے۔ ③ ''فرمایا: ہاں۔'' یعنی اگلے سال یا اس سے بعد کیونکہ یہ حج تو وہ اپنی طرف سے کر رہی تھی بلکہ کر چکی تھی کیونکہ یہ وقوف عرفہ سے بعد کی بات ہے اور وقوف عرفہ ہی اصل حج ہے۔ ④ جمہور اہل علم کے نزدیک حج بدل (جو کسی کی طرف سے کیا جائے) صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اپنا حج پہلے کر چکا ہو۔ ابوداود کی ایک روایت میں آپ نے صراحتاً ایک شخص کو اپنا حج کرنے سے پہلے شبرمہ نامی شخص کی طرف سے حج کرنے سے روک دیا تھا۔ ⑤ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں اگرچہ مرد' عورت کے احکام میں کچھ فرق ہے مگر وہ فرق احرام وغیرہ میں ہے۔ افعال حج ایک جیسے ہی ہیں۔ ⑥ عورت کی آواز پردہ نہیں ہے۔ تعلیم و تعلم' استفتا و افتا اور اس قسم کی دیگر ضروریات کے مواقع پر اجنبی عورت کی آواز سننے میں کوئی حرج نہیں لیکن عورت کو چاہیے کہ اجنبی سے بات کرتے وقت اس طرح نرم لہجہ اختیار نہ کرے جس سے فتنے کا اندیشہ ہو۔ ⑦ والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا چاہیے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ اگر ان کی وفات کے بعد ان پر کوئی حج یا قرض وغیرہ کا فریضہ ہو جسے وہ کسی عذر کی بنا پر ادا نہ کر سکے ہوں' تو اولاد کو چاہیے کہ ان کی طرف سے وہ فریضہ انجام دیں۔ واللہ أعلم.

٢٦٣٧- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٦٣٧- حضرت ابن عباس ؓ سے (ایک دوسری سند سے) سابقہ حدیث کی مثل روایت آتی ہے۔

٢٦٣٧- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٦١٦.

سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

(المعجم ١٠) - اَلْعُمْرَةُ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي لَا يَسْتَطِيعُ (التحفة ١٠)

باب:١٠- جو شخص عمرہ نہ کرسکتا ہو اس کی طرف سے عمرہ کرنا

٢٦٣٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَالظَّعْنَ، قَالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ».

٢٦٣٨- حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، حج و عمرہ بلکہ سفر بھی نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا: ''تم اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔''

فائدہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرہ بھی فرض ہے۔ تبھی بیٹے کو عمرہ کرنے کا بھی حکم دیا الا یہ کہ کہا جائے کہ عمرہ نذر وغیرہ کی بنا پر بھی تو واجب ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں نذر کا ادنیٰ ترین اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ حج اور عمرے کو ایک ساتھ ذکر کرنا اور جسمانی معذوری کا عذر کرنا دونوں کو ایک ہی حیثیت دیتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور اہل علم فرضیت ہی کے قائل ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٣/٢٩٣)

(المعجم ١١) - تَشْبِيهُ قَضَاءِ الْحَجِّ بِقَضَاءِ الدَّيْنِ (التحفة ١١)

باب:١١- ادائیگی حج 'ادائیگی قرض کے مشابہ ہے

٢٦٣٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ

٢٦٣٩- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خثعم قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: میرے والد انتہائی بوڑھے ہیں۔

٢٦٣٨- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٢٢، وهو في الكبرى، ح: ٣٦١٧.

٢٦٣٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٥ عن جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦١٨. * يوسف ابن الزبير لم يوثقه غير ابن حبان، وأصل الحديث صحيح، انظر الحديث السابق والآتي.

اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الرُّكُوبَ، وَأَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ، فَهَلْ يُجْزِىءُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ أَكُنْتَ تَقْضِيهِ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْهُ».

وہ سوار نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ کے فریضۂ حج نے انھیں آ لیا ہے۔ کیا ان کی طرف سے حج کرنا ان کو کفایت کر جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تو اس کا سب سے بڑا بیٹا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو بتا اگر تیرے والد کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو اس کی طرف سے حج بھی کر۔''

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل صحیح ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی روایت معناً صحیح ہے، تاہم راجح اور درست بات یہ ہے کہ [أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ] کے علاوہ باقی روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٦/٤٧، ٤٨) ② حج بدل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بڑا بیٹا ہی کرے بلکہ کوئی بیٹا بھی بلکہ بھائی حتی کہ عام قرابت دار بھی حج بدل کر سکتا ہے جیسا کہ اس بارے میں آنے والی دیگر روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ (دیگر مباحث کے لیے دیکھیے، روایات: ٢٦٣٣ تا ٢٦٣٦)

٢٦٤٠- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ تَقْضِيهِ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ».

٢٦٤٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد حج کیے بغیر فوت ہو گئے ہیں، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''بتاؤ! اگر تمھارے والد پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔''

٢٦٤١- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ

٢٦٤١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

٢٦٤٠ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦١٩.

٢٦٤١ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٢٠. * هشيم عنعن وهو مدلس كما قال النسائي، (سير أعلام ◀◀

هُشَيْم، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَنَّ أَبِي أَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَثْبُتُ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَإِنْ شَدَدْتُهُ خَشِيتُ أَنْ يَمُوتَ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ، أَكَانَ مُجْزِئًا»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أَبِيكَ».

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میرے باپ پر حج فرض ہے مگر وہ انتہائی بوڑھے ہیں۔ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اور اگر میں انھیں (پالان پر) باندھ دوں تو خطرہ ہے کہ وہ مر جائیں گے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ”بتاؤ اگر اس پر قرض ہوتا اور تم ادا کرتے تو کیا اسے کفایت کرتا؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تم اپنے باپ کی طرف سے حج بھی کرو۔“

فائدہ: مذکورہ روایت میں ہے کہ سوال کرنے والا مرد تھا جبکہ اس سے قبل حدیث نمبر: ٢٦٣٥، ٢٦٣٦، ٢٦٣٧ اور اس کے بعد حدیث: ٢٦٤٢، ٢٦٤٣ وغیرہ میں مذکور ہے کہ سوال کرنے والی عورت تھی، تاہم راجح اور درست بات یہ ہے کہ سوال کرنے والی عورت ہی تھی اور [الرجل] ”مرد“ کے الفاظ شاذ یا منکر ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن النسائي للألباني، حديث:٢٦٣٩)

(المعجم ١٢) - حَجُّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

٢٦٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ، وَجَعَلَ الْفَضْلُ

٢٦٤٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ (میرے بھائی) فضل بن عباس ؓ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اونٹنی ہی پر سوار تھے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت آکر آپ سے مسئلہ پوچھنے لگی۔ فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ انھیں دیکھنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ وہ عورت کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے فریضۂ حج نے جو اس نے اپنے

◄◄النبلاء:٧/٧٤)، ولحديثه شواهد، منها الحديث السابق، وهذا الحديث، والحديث الآتي صحيحان محفوظان، والله أعلم.

٢٦٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٦ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب حج المرأة عن الرجل، ح: ١٨٥٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٥٩، والكبرى، ح: ٣٦٢١.

يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

بندوں پر عائد کیا ہے' میرے والد کو بہت بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:) یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا اگر جانور طاقتور ہو تو ایک سے زیادہ آدمی اس پر سوار ہو سکتے ہیں لیکن کمزور جانور پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ظلم ہے۔ ② نبیٔ اکرم ﷺ کی تواضع اور شفقت اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت و منقبت معلوم ہوئی۔ ③ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا منع ہے۔ ④ ہر مسلمان پر بالعموم اور عالم و امام پر بالخصوص لازم ہے کہ وہ برائی دیکھ کر ہر ممکن اسے ختم کرنے کی کوشش کرے۔ مزید دیکھیے' روایت: ٢٦٣٦.

٢٦٤٣- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَالْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَوِي عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ». فَأَخَذَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ

٢٦٤٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حجۃ الوداع میں خثعم قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر فریضۂ حج نے میرے والد کو بہت بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ اگر میں ان کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کی طرف سے کفایت ہو جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اس عورت کو دیکھنے لگے (کیونکہ) وہ خوش شکل تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فضل کا چہرہ پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا۔

٢٦٤٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٢٢.

يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً حَسْنَاءَ، وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْفَضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ.

(المعجم ١٣) - حَجُّ الرَّجُلِ عَنِ الْمَرْأَةِ (التحفة ١٣)

باب:١٣-مرد کا عورت کی طرف سے حج کرنا

٢٦٤٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ، وَإِنْ حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمْسِكْ، وَإِنْ رَبَطْتُهَا خَشِيتُ أَنْ أَقْتُلَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أُمِّكَ».

٢٦٤٤-حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ بہت زیادہ بوڑھی ہیں۔ اگر میں انھیں اٹھا کر سواری پر بٹھا بھی دوں تو وہ بیٹھ نہیں سکیں گی اور اگر میں انھیں (پالان کے ساتھ) باندھ دوں تو خطرہ ہے کہ وہ مر جائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو بتا اگر تیری والدہ کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اپنی ماں کی طرف سے تو حج بھی کر لے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت اس سیاق سے شاذ ہے کیونکہ اصح روایات میں ہے کہ سوال کرنے والی عورت تھی اور اس نے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن النسائي للألباني، رقم:٢٦٤٢)

(المعجم ١٤) - مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَحُجَّ عَنِ الرَّجُلِ أَكْبَرُ وَلَدِهِ (التحفة ١٤)

باب:١٤-مستحب یہ ہے کہ آدمی کی طرف سے اس کا بڑا بیٹا حج کرے

٢٦٤٥- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٦٤٥-حضرت ابن زبیر ؓ سے منقول ہے' نبی

٢٦٤٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٢ من حديث يحيى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٢٣. * محمد هو ابن سيرين، وهشام هو ابن حسان، وعنعن، ولحديثه شواهد.

٢٦٤٥ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٦٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٢٤.

الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يُوسُفَ، عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِ أَبِيكَ فَحُجَّ عَنْهُ».

ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''تو اپنے والد کا سب سے بڑا بیٹا ہے لہٰذا تو اس کی طرف سے حج کر۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث میں مذکور مسئلے کی وضاحت حدیث: ۲۶۳۹ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ ② گزشتہ تیرہ روایات جو حج بدل کے بارے میں ہیں' ان میں کسی جگہ سائل مرد ہے کہیں عورت۔ بعض روایات میں زندہ کے بارے میں سوال ہے' بعض میں میت کے بارے میں۔ کسی روایت میں باپ کا ذکر ہے' کسی میں ماں کا اور کسی میں بہن کا' تاہم جن روایات میں شذوذ تھا اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ بنابریں یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں کیونکہ ایک ہی مسئلہ کئی اشخاص کو پیش آ سکتا ہے۔ خصوصاً' اس لیے کہ حجۃ الوداع میں تمام علاقوں کے لوگ موجود تھے۔ فرضیت کے بعد عملاً یہ پہلا حج تھا۔ عموماً لوگ حج کے مسائل سے واقف نہ تھے' لہٰذا بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے حالات کے مطابق سوالات کیے' اس لیے سب روایات اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ کوئی اشکال نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٥) - اَلْحَجُّ بِالصَّغِيرِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- بچے کو حج کروانا

٢٦٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا لَهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

۲۶۴۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنا بچہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہاتھوں پر بلند کیا اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اور ثواب تجھے ملے گا۔''

فوائد و مسائل: ① کم سن اور نابالغ پر فرائض کی ادائیگی ضروری نہیں لیکن اگر وہ کسی فرض کی ادائیگی کرے یا اسے ادائیگی کروا دی جائے تو وہ صحیح اور باعث اجر ہوگی' مثلاً: والدین کا شیرخوار بچے کو حج کروانا' تو ایسی صورت میں حج کا احرام اور اس کی پابندیاں والدین کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ان کا خیال رکھیں' اسی لیے انھیں بچے کے

٢٦٤٦- أخرجه مسلم، الحج، باب صحة حج الصبي وأجر من حج به، ح: ١٣٣٦/ ٤١١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٢٥.

نیک کاموں کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح سات سال کے بچے کا نماز روزہ ادا کرنا' لیکن اسے شرائط کا لحاظ بھی رکھنا ہوگا' مثلاً: نماز کے لیے طہارت اور وضو وغیرہ کا اہتمام کرنا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بچے کو ثواب ملے گا ہی نہیں' بلکہ بچے کو بھی ثواب ملے گا اور اولیاء چونکہ اسے محنت مشقت سے وہ کام کراتے ہیں' اس لیے انھیں اس مشقت کے باعث ثواب ملے گا۔ ④ اس بات پر قریباً اجماع ہے کہ بلوغت سے پہلے کا حج فرض حج کی جگہ کفایت نہیں کرے گا بلکہ وہ بلوغت کے بعد ادا کرنا ہوگا۔ راویٔ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کے فتوے اس کی مضبوط دلیل ہیں۔ ⑤ اس حدیث میں مذکور جس بچے کی بابت سوال کیا گیا ہے وہ بچہ تو بہت ہی چھوٹا معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس عورت نے ہاتھ پر اٹھا لیا تھا۔ بہر حال والدہ کے لیے ثواب تو ہے ہی کیونکہ وہ اسے اٹھائے پھرتی ہے۔

٢٦٤٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا مِنْ هَوْدَجٍ، وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

۲۶۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنا بچہ ہودج سے اٹھایا اور (رسول اللہ ﷺ کو دکھا کر آپ سے) کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اور ثواب تجھے ملے گا۔''

٢٦٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ صَبِيًّا، فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

۲۶۴۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی طرف ایک بچہ اٹھایا اور کہنے لگی: کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اور ثواب تیرے لیے ہے۔''

فائدہ: ''ثواب تجھے ملے گا۔'' بہت ہی چھوٹا ہونے کی صورت میں نیت ثواب بھی ضروری ہے۔ اگر وہ صاحب تمیز ہوگا تو پھر تو افعال بھی ادا کرے گا۔

٢٦٤٧_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٢٦.

٢٦٤٨_ أخرجه مسلم، ح: ١٣٣٦ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٦٤٧) من حديث إبراهيم بن عقبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٢٧ * سفيان هو الثوري.

٢٦٤٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَدَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ لَقِيَ قَوْمًا فَقَالَ: «مَنْ أَنْتُمْ»؟ قَالُوا: اَلْمُسْلِمُونَ، قَالُوا: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: رَسُولُ اللهِ، قَالَ: فَأَخْرَجَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا مِنَ الْمِحَفَّةِ، فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

۲۶۴۹-حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حج سے) واپس (مدینہ منورہ کو) تشریف لا رہے تھے۔ جب مقام روحاء پر پہنچے تو کچھ لوگوں سے ملے۔ آپ نے فرمایا: ”تم کون ہو؟“ انھوں نے عرض کیا: ہم مسلمان ہیں' پھر وہ کہنے لگے: آپ کون ہو؟ حاضرین نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ تو ان کی ایک عورت نے ڈولی سے ایک بچہ اٹھایا اور کہنے لگی: کیا اس کے لیے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور ثواب تیرے لیے ہے۔“

فائدہ: یہ لوگ بھی حج ہی سے واپس آ رہے تھے۔ ”روحاء“ مکہ اور مدینہ کے راستے میں ایک جگہ کا نام ہے جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً چالیس میل کے فاصلے پر ہے۔

٢٦٥٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَخِي رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ أَبُو الرَّبِيعِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي خِدْرِهَا مَعَهَا صَبِيٌّ، فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

۲۶۵۰-حضرت ابن عباس ؓ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حج سے واپسی کے دوران میں) ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ وہ پردے میں تھی اور اس کے ساتھ اس کا ایک بچہ تھا۔ وہ کہنے لگی: کیا اس کے لیے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور ثواب تیرے لیے ہے۔“

٢٦٤٩_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٢٨. * سفيان هو ابن عيينة.

٢٦٥٠_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٢٢، والكبرٰى، ح: ٣٦٢٩.

فائدہ: یہ ایک حدیث پانچ سندوں سے ذکر کی گئی ہے جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تمام سندیں ملانے سے واقعے کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہیں' نیز پتا چل جاتا ہے کہ یہ حدیث شاذ اور غریب نہیں۔

(المعجم ١٦) - اَلْوَقْتُ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ لِلْحَجِّ (التحفة ١٦)

باب:١٦- نبیٔ اکرم ﷺ حج کے لیے مدینہ منورہ سے کب چلے؟

٢٦٥١- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَّحِلَّ.

٢٦٥١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لیے) چلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم (عموماً) حج ہی کی نیت رکھتے تھے مگر جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو آپ نے حکم فرمایا: ''جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں' وہ جب بیت اللہ کا طواف کر چکیں تو احرام ختم کر دیں (حلال ہو جائیں۔)''

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ مدینے سے ہفتے کے دن نکلے جبکہ ماہ ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے اور آپ نے وقوف عرفہ جمعے کے دن فرمایا۔ مختلف تاریخوں کا ذکر ہے لیکن یہی قول اقرب الی الصواب ہے۔ واللہ أعلم. ② ''حج کی نیت رکھتے تھے'' اکثر صحابہ کی نیت یہی تھی مگر بعض صحابہ حتی کہ خود حضرت عائشہ ؓ بھی عمرے کا احرام باندھے ہوئے تھیں۔ ③ ''احرام ختم کر دیں۔'' یعنی عمرہ کر کے حلال ہو جائیں' خواہ احرام حج ہی کا ہو۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا اب بھی ایسے جائز ہے کہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل دیں؟ بظاہر یہ اب بھی جائز ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے اخذ ہوتا ہے۔ اس موقف کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس موقع پر بعض صحابۂ کرام ؓ نے دریافت کیا کہ آیا یہ اس سال کے ساتھ ہی خاص ہے یا یہ اجازت ہمیشہ کے لیے ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں اسے قیامت تک کے لیے جائز قرار دیتے ہوئے فرمایا: [دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَابَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ، لَابَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ] ''تا قیامت عمرہ حج میں داخل ہو گیا' نہیں بلکہ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے' نہیں بلکہ یہ اجازت ہمیشہ ہمیش کے لیے ہے۔'' مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (حجة النبي للألباني' ص:١٥) لیکن جمہور اہل علم اب اس کے جواز کے قائل نہیں۔ ان کے

٢٦٥١ـ أخرجه البخاري، الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير أمرهن، ح:١٧٠٩، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج . . . ، ح:١٢١١/ ١٢٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٣٠.

بقول یہ حکم صرف اس سال کے لیے تھا کیونکہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کی اجازت تازہ تازہ ملی تھی۔ پہلے لوگ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے تھے' اس لیے وضاحت کے لیے آپ نے یہ حکم دیا۔ لیکن صریح حدیث کی روشنی میں یہ توجیہ محل نظر ہے۔ ⑥ ''جب بیت اللہ کا طواف کر چکیں۔'' یعنی مکمل عمرہ کر لیں۔ طواف کے بعد سعی بھی کر چکیں۔ یہ مسئلہ متفقہ ہے۔

اَلْمَوَاقِيتُ — مواقیت کا بیان

وضاحت: بیت اللہ کے چاروں طرف ایسے مقامات مقرر کر دیے گئے ہیں جہاں سے حج اور عمرے کے ارادے سے آنے والے کا بغیر احرام کے گزرنا درست نہیں۔ کچھ مقامات قریب ہیں کچھ بہت دور۔ انھیں میقات کہا جاتا ہے۔ سب سے دور میقات' مدینہ والوں کا ہے جسے ذوالحلیفہ کہتے ہیں۔

(المعجم ١٧) - مِيقَاتُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- مدینے والوں کا میقات

٢٦٥٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ» قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ».

٢٦٥٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینے والے ذُوالْحُلَیْفہ سے' شام والے جُحْفَہ سے اور نجد والے قَرْنُ الْمَنَازِل سے احرام باندھیں۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اور یمن والے یَلَمْلَمُ سے احرام باندھیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''یہ بات پہنچی ہے۔'' گویا یہ ٹکڑا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ لیکن دیگر روایات میں یہ ٹکڑا بھی رسول اللہ ﷺ سے بلاشک وشبہ صحیح وثابت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الحج' حديث:١٥٢٤' وصحيح مسلم' الحج' حديث:١١٨١) ② ذوالحلیفہ مدینے سے چھ میل اور مکہ مکرمہ سے تقریباً ٤٥٠ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے' اسے وادیٔ عقیق بھی کہتے ہیں۔ آج کل اسے بئر علی یا ابیار علی کہتے ہیں۔ یہ میقات تمام مواقیت میں سے مکہ سے زیادہ دور ہے۔ ③ حج کے ارادے سے

٢٦٥٢- أخرجه البخاري، الحج، باب ميقات أهل المدينة ولا يهلون قبل ذي الحليفة، ح:١٥٢٥، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح:١١٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٣٣٠، والكبرى، ح:٣٦٣١.

جانے والوں کے لیے ان جگہوں سے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں۔④ یہ حدیث اعلام نبوت میں سے ہے۔ آپ نے جو میقات مقرر کیے وہ اور ان کے آس پاس کے علاقوں والے ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لیکن آپ نے یہ میقات مقرر فرمائے کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ یہ علاقے مسلمان ہوں گے اور حج کے لیے بیت اللہ کی طرف رخت سفر باندھیں گے اور انھیں احرام باندھنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ ﷺ -⑤ چاروں طرف میقات مقرر کرنا امت کی سہولت کے لیے ہے۔ اگر ایک ہی میقات مقرر کیا جاتا تو یہ بہت زیادہ مشقت کا باعث ہوتا۔

(المعجم ١٨) - مِيقَاتُ أَهْلِ الشَّامِ (التحفة ١٨)

باب:١٨-شام والوں کا میقات

٢٦٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهِلَّ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ» قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ»، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ أَفْقَهْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٦٥٣-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ منورہ والے ذُوالحُلَیفَہ سے' شام والے جُحفَہ سے اور نجد والے قَرنِ مَنَازِل سے احرام باندھیں۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ''یمن والے یَلَملَم سے احرام باندھیں۔'' میں یہ جملہ رسول اللہ ﷺ سے نہیں سمجھ سکا (یعنی براہ راست آپ سے اخذ نہیں کیا بلکہ دوسرے صحابہ سے اخذ کیا ہے۔)

فائدہ: جُحفَہ شام' مصر' ترکی' شمالی افریقہ' یورپ' امریکہ اور ادھر سے گزرنے والوں کا میقات ہے۔ یہ ایک ویران سی آبادی تھی۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً ١٨٧ کلومیٹر کے فاصلے پر رَابِغ کے قریب ہے۔ اس کا اصل نام مَهیَعَہ تھا۔ سیلاب کی تباہ کاری کی وجہ سے اسے جُحفَہ کہنے لگے۔ یہ بھی مدینے سے جانے والوں کی راہ میں پڑتا ہے۔

٢٦٥٣_ أخرجه البخاري، العلم، باب ذكر العلم والفتيا في المسجد، ح: ١٣٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٣٢.

(المعجم ١٩) - مِيقَاتُ أَهْلِ مِصْرَ (التحفة ١٩)

باب:١٩-مصر والوں میقات

٢٦٥٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بَهْرَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ.

٢٦٥٤-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ' شام اور مصر والوں کے لیے جُحفَہ، عراق والوں کے لیے ذات عرق اور یمن والوں کے لیے یلملم میقات مقرر فرمائے۔

فائدہ: مصر والے اگر خشکی کے راستے سے مکہ مکرمہ آئیں تو شام والے راستے سے گزرتے ہیں' لہٰذا ان کا میقات شام والوں کا میقات جُحفَہ ہی ہوگا۔

(المعجم ٢٠) - مِيقَاتُ أَهْلِ الْيَمَنِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠-یمن والوں کا میقات

٢٦٥٥- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ - صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ

٢٦٥٥-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ' شام والوں کے لیے جُحفَہ، نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یَلَمْلَم میقات مقرر فرمائے' نیز فرمایا: ''یہ میقات ان علاقوں (کے لوگوں) کے لیے ہیں اور ان کے لیے بھی جو ان مواقیت سے گزریں' چاہے وہ دوسرے علاقوں سے تعلق

٢٦٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في المواقيت، ح: ١٧٣٩ من حديث هشام بن بهرام به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٣٣، وصححه أبونعيم الأصبهاني في الحلية: ٤/ ٩٤، وللحديث شواهد. * القاسم هو ابن محمد، والمعافى هو ابن عمران.

٢٦٥٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب مهل أهل مكة للحج والعمرة، ح: ١٥٢٤، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ١١٨١/ ١٢ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٣٤.

الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، وَقَالَ: «هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ، فَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ حَيْثُ يُنْشِىءُ حَتّٰى يَأْتِيَ ذٰلِكَ عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ».

رکھتے ہیں۔اور جس شخص کی رہائش ان مواقیت کے اندر ہو تو وہ جہاں سے (عمرے اور حج کا) سفر شروع کریں‘ وہیں سے احرام باندھیں حتی کہ یہ حکم مکے والوں پر بھی لاگو ہو گا‘ یعنی اہل مکہ‘ مکہ مکرمہ ہی سے احرام باندھیں گے۔‘‘

فائدہ: یلملم مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹۲ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اس کا نام سعدیہ ہے۔ پاکستان اور بھارت کے لوگ سمندری یا فضائی راستے سے جاتے ہیں تو یمن کی طرف سے ہو کر گزرتے ہیں اور یَلَمْلَمْ کی سیدھ معلوم کر کے جہاز ہی میں احرام باندھ لیتے ہیں۔

(المعجم ٢١) - مِيقَاتُ أَهْلِ نَجْدٍ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-نجد والوں کا میقات

٢٦٥٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ». وَذُكِرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّهُ قَالَ: «وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ».

۲۶۵۶-حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’مدینے والے ذوالحلیفہ سے‘ شام والے جُحفَہ سے اور نجد والے قرن (المنازل) سے احرام باندھیں۔‘‘ اور مجھے بتایا گیا ہے‘ میں نے خود نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا تھا: ’’یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اہل نجد اور نجد کے راستے سے آنے والوں کا میقات قرن منازل ہے‘ اسے قرن الثعالب بھی کہا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا احادیث میں صرف لفظ قرن آیا ہے۔ بالاتفاق اس سے قرن المنازل مراد ہے۔ قرن المنازل مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف طائف کے قریب تقریباً ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بستی یا وادی ہے۔ پہاڑ بھی کہا گیا ہے۔ کوئی اختلاف نہیں‘ تینوں اسی نام سے مشہور ہیں۔ آج کل اسے اَلسَّیل کہا جاتا ہے۔ ② نجد ہر اونچے علاقے کو کہتے ہیں۔ عرب میں تقریباً دس نجد ہیں۔ یہاں مراد وہ علاقہ ہے جو مکہ مکرمہ سے مشرقی جانب یمن اور تہامہ سے لے کر عراق اور شام تک پھیلا ہوا ہے۔

(المعجم ٢٢) - مِيقَاتُ أَهْلِ الْعِرَاقِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲-عراق والوں کا میقات

٢٦٥٦ـ أخرجه البخاري، الحج، باب مهل أهل نجد، ح: ١٥٢٧، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ١١٨٣/ ١٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٣٥.

٢٦٥٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْمُعَافَى، عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَقَّتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ.

٢٦٥٧-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ' شام اور مصر والوں کے لیے جُحفہ، عراق والوں کے لیے ذات عرق' نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا ہے۔

فائدہ: عراق والوں یا ادھر سے آنے والوں کا میقات ذات عرق ہے اور یہ متفقہ بات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اَلضَّرِیبَۃ (الخریبات) سے احرام باندھتے ہیں۔ بعض روایات میں "عقیق" کا ذکر بھی آیا ہے مگر اس روایت میں کچھ ضعف ہے۔ مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات عرق کو رسول اللہ ﷺ نے عراق کا میقات قرار دیا ہے مگر بعض روایات میں اس تقرر کو حضرت عمر ؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ممکن ہے حضرت عمر ؓ کو مندرجہ بالا روایات نہ ملی ہوں اور انھوں نے اپنے اجتہاد سے ذات عرق کو میقات مقرر فرمایا ہو کیونکہ عراق کے مشہور شہر کوفہ' بصرہ انھی کے دور میں آباد ہوئے۔ ان کا یہ اجتہاد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے موافق ہو گیا جس طرح ان کے دوسرے اجتہادات قرآن مجید کے موافق ہوئے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٣) - مَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہوں

٢٦٥٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ

٢٦٥٨-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ' شام والوں کے لیے جُحفہ، نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا۔ آپ

٢٦٥٧ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٥٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٣٦.

٢٦٥٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٥٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٣٧.

اللهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، قَالَ: «هُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِمَّنْ سِوَاهُنَّ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ بَدَأَ حَتّٰى يَبْلُغَ ذٰلِكَ أَهْلَ مَكَّةَ».

نے فرمایا: ''یہ مواقیت ان (علاقوں کے لوگوں) کے لیے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لیے بھی جو دوسرے علاقوں سے ہوں لیکن ان مواقیت سے گزریں بشرطیکہ وہ حج وعمرہ کے ارادے سے آئیں۔ اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہوں تو وہ ان جگہوں سے احرام باندھیں جہاں سے چلیں' حتی کہ یہ حکم مکے والوں پر بھی لاگو ہوگا (کہ وہ مکے ہی سے حج کا احرام باندھیں)۔''

فوائد ومسائل: ① ''حج وعمرے کے ارادے سے آئیں'' یہی بات صحیح ہے۔ احناف کا خیال ہے کہ جو شخص بھی مکہ جائے' خواہ کسی اور کام سے جائے' اس پر میقات سے احرام لازم ہے جیسے کہ تحیۃ المسجد ہے۔ لیکن الفاظ حدیث سے اس موقف کی تائید نہیں ہوتی، نیز مسجد میں آنے والے ہر شخص کے لیے تحیۃ المسجد ضروری نہیں بلکہ صرف اس شخص کے لیے ہے جو وہاں بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہی بات حج وعمرہ کے ارادے سے آنے والوں کے لیے ہے' اس لیے ہر ہر فرد احرام کا مکلف نہیں۔ ② ''جہاں سے چلیں'' یعنی اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں۔ احناف کا خیال ہے کہ میقات کے اندر رہنے والے لوگ حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے پہلے جہاں سے مرضی ہو' احرام باندھیں لیکن احادیث کی رو سے اپنے گھر ہی سے احرام باندھنا چاہیے۔ ③ ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مواقیت حج اور عمرہ دونوں کے لیے ہیں نہ کہ صرف حج کے لیے' لہٰذا مکے والے عمرے کا احرام بھی اپنے گھر ہی سے باندھیں گے۔ لیکن جمہور اہل علم کے نزدیک مکے والے یا جو فی الوقت مکہ میں ہوں' عمرے کا احرام حدود حرم سے باہر آ کر حل سے باندھیں۔ ان کی دلیل حضرت عائشہ ؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں عمرے کا احرام تنعیم (حرم کی قریب ترین حد مدینہ منورہ کی طرف) سے باندھنے کا حکم دیا تھا' حالانکہ وہ مکے میں تھیں۔ (صحيح البخاري' العمرة' حديث:١٧٨٤' و صحيح مسلم' الحج' حديث:١٢١١) ممکن ہے مکے سے بھی جائز ہو مگر حدود حرم سے افضل ہو۔ واللہ أعلم.

٢٦٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ

٢٦٥٩- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ' شام والوں کے لیے جُحفہ، یمن والوں کے لیے یَلَمْلَمَ

٢٦٥٩- أخرجه مسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح:١١٨١ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب مهل أهل الشام، ح:١٥٢٦ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٣٨. * حماد هو ابن زيد.

ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، فَهُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ حَتَّى إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا.

اور نجد والوں کے لیے قرنِ (منازل) کو میقات مقرر فرمایا۔ یہ مواقیت ان لوگوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جو دوسرے علاقوں سے آ کر یہاں سے گزریں' بشرطیکہ وہ حج یا عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہوں' وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں حتی کہ مکہ مکرمہ والے مکہ مکرمہ ہی سے احرام باندھیں۔

فوائد ومسائل: ① حج یا عمرے کو جانے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ عین ان مواقیت ہی سے گزرے بلکہ کسی اور جگہ سے بھی گزر سکتا ہے مگر جب وہ اپنے قریبی میقات کے برابر سے گزرے تو وہیں سے احرام باندھ لے۔ ② آپ کے مقرر کردہ مواقیت میں سے ذوالحلیفہ مکہ مکرمہ سے شمال کی جانب' جُحفَه بھی شمال کی جانب' یَلَمْلَمْ جنوب کی جانب' قرن المنازل مشرق کی جانب اور ذات عرق بھی مشرق کی جانب ہیں اور جو لوگ دو میقاتوں کے درمیان سے گزریں تو وہ قریب ترین میقات کے برابر سے احرام باندھیں۔

(المعجم ٢٤) - اَلتَّعْرِيسُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- ذوالحلیفہ میں پڑاؤ ڈالنا

٢٦٦٠- **أَخْبَرَنَا** عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَثْرُودٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: بَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مَبْدَأَهُ وَصَلَّى فِي مَسْجِدِهَا.

۲۶۶۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابتداءً ذوالحلیفہ میں رات گزاری اور اس کی مسجد میں نماز پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① یہاں سے احرام کا طریقہ بیان کرنا مقصود ہے۔ مدینہ منورہ والوں کا میقات ذوالحلیفہ ہے' لہٰذا آپ نے وہاں رات گزاری۔ صبح احرام باندھا۔ وہاں رات گزارنا کوئی ضروری نہیں۔ اس زمانے میں سفر کئی دنوں پر محیط ہوتا تھا' اس لیے رات گزارنے کی گنجائش تھی' اب تیز رفتار سفر کا دور ہے۔ ② ابتداءً سے مراد

٢٦٦٠- أخرجه مسلم، الحج، باب الصلاة في مسجد ذي الحليفة، ح:١١٨٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٣٩.

یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے ابتدائے سفر میں' نہ کہ واپسی کے وقت۔ ③ "مسجد" رسول اللہ ﷺ کے دور میں وہاں کوئی مسجد نہیں تھی' بعد میں بنائی گئی۔ عین اسی جگہ جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔

٢٦٦١- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُوَيْدٍ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ - وَهُوَ فِي الْمُعَرَّسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ - أُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ.

٢٦٦١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں اپنے پڑاؤ کی جگہ میں تھے کہ آپ کو خواب آیا۔ آپ سے کہا گیا: آپ ایک بابرکت وادی میں ہیں۔

فائدہ: "بابرکت وادی میں ہیں۔" کیونکہ یہ وادی دوران سفر حج میں بہت سے انبیاء کی فرودگاہ رہی تھی۔ شام اور فلسطین انبیاء علیہم السلام کے علاقے ہیں۔ وہاں سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے یہ وادی راستے میں پڑتی تھی۔

٢٦٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّذِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَصَلَّى بِهَا.

٢٦٦٢- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کی وادئ مقدس میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں نماز پڑھی۔

(المعجم ٢٥) - اَلْبَيْدَاءُ (التحفة ٢٥)

باب: ٢٥- بیداء کا بیان

٢٦٦٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٦٦٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٦٦١- أخرجه البخاري، الحج، باب قول النبي ﷺ: العقيق وادٍ مبارك، ح: ١٥٣٥، ومسلم، الحج، باب استحباب النزول ببطحاء ذي الحليفة والصلاة بها . . . الخ، ح: ١٣٤٦ من حديث موسى بن عقبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٤٠.

٢٦٦٢- أخرجه البخاري، الحج، باب: (١٤)، ح: ١٥٣٢، ومسلم، الحج، باب استحباب النزول ببطحاء ذي الحليفة . . . الخ، ح: ١٢٥٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٥، والكبرى، ح: ٣٦٤١.

٢٦٦٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب وقت الإحرام، ح: ١٧٧٤ من حديث أشعث به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٤٢، وسيأتي، ح: ٢٧٥٧، ٢٩٣٤ * علته عنعنة الحسن البصري، وتقدم حاله في التدليس، ح: ٣٦.

قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ، ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ، فَأَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز بیداء میں پڑھی، پھر سوار ہوئے اور بیداء کے پہاڑ پر چڑھے۔ اور نماز ظہر کے بعد حج وعمرے کا احرام باندھا۔

فائدہ: بیداء کے لفظی معنی تو بے آب وگیاہ میدان ہیں مگر یہاں ایک مخصوص مقام مراد ہے جو ذوالحلیفہ کی وادی سے نکلتے ہی آ جاتا ہے۔ یہ اونچی جگہ ہے، اسی لیے اسے بعض روایات میں ٹیلہ اور بعض میں پہاڑ کہا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

(المعجم ٢٦) - اَلْغُسْلُ لِلْإِهْلَالِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦-احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا

٢٦٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ: أَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِالْبَيْدَاءِ، فَذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتُهِلَّ».

٢٦٦٤-حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے روایت ہے کہ مقام بیداء میں انھوں نے محمد بن ابوبکر صدیق کو جنا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''اسماء سے کہو وہ غسل کرے اور احرام باندھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت اسماء بنت عمیس ؓ حضرت ابوبکر ؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ یہ واقعہ سفر حجۃ الوداع کا ہے۔ احرام سے قبل اسی وادی میں محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔ ② حضرت اسماء ؓ کو غسل کا حکم طہارت کے

٢٦٦٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢٢، والكبرى، ح: ٣٦٤٣، وأخرجه مسلم، ح: ١٢٠٩/ ١٠٩ من طريق آخر عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن أبيه عن عائشة به.

لیے نہیں تھا کیونکہ یہ تو نفاس کا وقت تھا بلکہ یہ غسل احرام کے لیے تھا۔ معلوم ہوا غسل احرام کی سنت ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ نفاس والی عورت کو غسل کا حکم نہ دیتے' البتہ یہ واجب نہیں۔ غسل کی جگہ وضو بھی کفایت کر سکتا ہے مگر افضل غسل ہی ہے۔

٢٦٦٥- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَلَمَّا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَتَى أَبُو بَكْرٍ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ، ثُمَّ تُهِلَّ بِالْحَجِّ وَتَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ.

٢٦٦٥-حضرت ابوبکر ؓ سے روایت ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس ؓ بھی تھیں جن کا تعلق خثعم قبیلے سے تھا۔ جب وہ ذوالحلیفہ میں تھے تو اسماء نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ (یہ دیکھ کر) ابوبکر نبی ﷺ کے پاس آئے اور صورت حال سے مطلع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسماء سے کہو' وہ غسل کرے' پھر حج کا احرام باندھ لے اور جو کچھ لوگ کریں' وہ بھی کرتی رہے مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

فوائد ومسائل: ① ذوالحلیفہ اور بیداء تقریباً ایک ہی مقام ہے' لہٰذا اس روایت میں پیدائش کا مقام بیداء کے بجائے ذوالحلیفہ بتایا گیا ہے۔ مجمع بڑا ہو تو وہ ایک مقام پر پورا بھی نہیں آتا۔ قریبی جگہ میں بھی پڑاؤ ڈال لیا جاتا ہے۔ اصل پڑاؤ ذوالحلیفہ ہی میں تھا۔ ② حیض اور نفاس والی عورت حج کے تمام افعال بجا لا سکتی ہے مگر طواف نہیں کر سکتی۔ البتہ صفا مروہ کی سعی کی بابت اختلاف ہے۔ بعض علماء سعی کے جواز کا فتوی دیتے ہیں' تاہم احوط اور افضل یہی ہے کہ حائضہ اور نفاس والی عورت صفا مروہ کی سعی نہ کرے۔ واللہ أعلم.

٢٦٦٥- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب النفساء والحائض تهل بالحج، ح: ٢٩١٢ من حديث خالد بن مخلد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٤٤، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٦٧، ١٦٨، ح: ٢٦١٠، وللحديث طرق أخرٰى.

(المعجم ٢٧) - غُسْلُ الْمُحْرِمِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٧-محرم کا غسل کرنا

٢٦٦٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ، وَقَالَ الْمِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ رَأْسَهُ، فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ قَرْنَيِ الْبِئْرِ وَهُوَ مُسْتَتِرٌ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ: أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتّٰى بَدَا - يَعْنِي - رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ.

٢٦٦٦-حضرت عبداللہ بن حنین سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا ابواء کے مقام پر اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: محرم اپنا سر دھو سکتا ہے۔ اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ سر نہیں دھو سکتا۔ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے اس بارے میں پوچھوں۔ (میں آیا) تو میں نے انھیں کنویں کی دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے پایا۔ انھوں نے ایک کپڑے کے ساتھ پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے انھیں سلام کیا اور کہا: مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے پوچھوں کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے؟ حضرت ابو ایوب نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا حتی کہ ان کا سر نظر آنے لگا' پھر اس شخص سے کہنے لگے جو ان کے سر پر پانی بہا رہا تھا: پانی بہاؤ' پھر انھوں نے اپنے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے حرکت دی' اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے لائے اور پیچھے لے گئے۔ اور فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: ① محرم احتلام کے علاوہ بھی حسب منشا غسل کر سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے' نیز سر کو اچھی طرح دھویا اور ملا بھی جا سکتا ہے۔ بعض لوگ بال ٹوٹنے یا اترنے کے خدشے سے غسل سے روکتے

٢٦٦٦ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه، ح:١٢٠٥ عن قتيبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم، ح:١٨٤٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٣٢٣، والكبرٰى، ح:٣٦٤٥.

ہیں اور اگر نہاتے ہوئے کوئی بال ٹوٹ یا گر جائے تو دم لازم کرتے ہیں۔ یہ محض احتیاط ہے جو دلیل سے عاری ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی بھی لگوائی ہے' اس کی وجہ سے یقیناً بال بھی کاٹنے پڑتے ہیں لیکن آپ ﷺ سے اس موقع پر دم دینا ثابت نہیں' اگر دیا ہوتا تو دیگر مناسک کی طرح جم غفیر میں سے کوئی نہ کوئی اسے ضرور نقل کرتا۔ بنابریں عدم نقل عدم ثبوت کی دلیل ہے' تاہم اگر بلاوجہ قصداً کچھ بال کاٹے یا سارا سر ہی مونڈھ لے تو پھر دم دینا حدیث سے ثابت ہے۔ ② "سلام کیا۔" وہ ننگے نہیں نہا رہے تھے بلکہ تہبند باندھا ہوا تھا۔ پردے والا کپڑا اس کے علاوہ تھا۔ ③ اختلاف کے وقت نص کی طرف رجوع کرنا چاہیے' اپنا قیاس اور اجتہاد چھوڑ دینا چاہیے۔ ④ خبر واحد حجت ہے۔ صحابۂ کرام ؓ میں اسے قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا عام تھا۔

(المعجم ٢٨) - اَلنَّهْيُ عَنِ الثِّيَابِ الْمَصْبُوغَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٢٨)

باب:٢٨-احرام میں ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت

٢٦٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ.

٢٦٦٧-حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ محرم زعفران یا ورس سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔

فائدہ: محرم کے لیے خوشبو کا استعمال ممنوع ہے۔ زعفران بھی خوشبو ہے' لہٰذا اس سے رنگے ہوئے کپڑے بھی ممنوع ہیں لیکن یہ حکم بحالت احرام ہے۔ احرام سے قبل خوشبو لگائی جا سکتی ہے۔ بعدازاں اس کے اثرات ختم نہ بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ ورس ایک خوشبودار گھاس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محرم رنگین احرام پہن سکتا ہے۔ ویسے احرام کے لیے سادہ اور سفید کپڑے ہی زیادہ مناسب ہیں' البتہ عورت ہر رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے مگر زعفران اور ورس سے نہ رنگے ہوں۔

٢٦٦٧_أخرجه البخاري، اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، ح:٥٨٥٢، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه ... الخ، ح:١١٧٧/٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٣٢٥، والكبرى، ح:٣٦٤٦.

٢٦٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ: «لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ، وَلَا خُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَّا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

٢٦٦٨- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ قمیص' برانڈی (ٹوپی دار کرتا)' شلوار' پگڑی' ایسا کپڑا جسے ورس یا زعفران لگا ہو اور موزے نہیں پہن سکتا مگر یہ کہ اس کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے مگر انھیں ٹخنوں سے نیچے کاٹ (کر جوتوں کی طرح بنا) لے۔''

فوائد ومسائل: ① محرم کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ سر نہ ڈھانپے اور سلا ہوا کپڑا نہ پہنے' خوشبو والا کپڑا بھی نہ پہنے۔ باقی کپڑے پہن سکتا ہے۔ ② ''برانڈی۔'' وہ کوٹ یا کرتا جس کے ساتھ ٹوپی بھی ہوتی ہے۔ ③ ''موزے'' یعنی چمڑے کے موزے۔ صحیح قول کے مطابق موزوں کا پہننا جائز ہے' خواہ وہ کٹے ہوئے نہ بھی ہوں۔ دراصل احرام کی حالت میں موزے پہننے کی بابت دو قسم کی روایات آتی ہیں: ایک یہ کہ انھیں کاٹ کر پہنا جائے اور دوسری یہ کہ موزوں کو ان کی اصل حالت میں پہنا جائے' البتہ جس حدیث میں موزے کاٹنے کا حکم ہے وہ ابتدائے احرام کا ہے جبکہ دوسرا حکم عرفے کے دن کا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کاٹنے کا حکم منسوخ ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (صحيح البخاري' جزاء الصيد' حديث:١٨٤١' و صحيح مسلم' الحج' حديث:١١٧٨) ④ سوال تھا کیا پہنے؟ جواب ملا' فلاں فلاں چیز نہ پہنے۔ کیونکہ نہ پہنی جانے والی چیزیں قلیل ہیں اور پہنی جانے والی کثیر' لہٰذا اختصار کی خاطر ایسے جواب دیا۔ یہ بھی بلاغت کی ایک بہترین صورت ہے کہ جواب کے ساتھ ساتھ سوال کی تصحیح کر دی جائے۔ ﷺ۔ ⑤ حدیث میں مذکور لباس کی ممانعت اور ذو سادہ ان سلے کپڑے پہننے میں حکمت یہ ہے کہ آدمی خشوع و تذلل کی صفت سے متصف اور رفاہیت سے دور رہے تاکہ اسے یاد دہانی رہے کہ وہ محرم ہے' اس لیے وہ کثرت اذکار اور عبادت کی طرف متوجہ رہے اور ممنوعات کے ارتکاب سے باز رہے' نیز اس سے مساوات اور اتحاد کا درس ملے۔

(المعجم ٢٩) - اَلْجُبَّةُ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- احرام کی حالت میں جبہ پہننا

٢٦٦٨_أخرجه البخاري، اللباس، باب العمائم، ح:٥٨٠٦، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح . . . الخ، ح:١١٧٧/ ٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٤٧.

٢٦٦٩- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ الْقُوْمَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، فَبَيْنَا نَحْنُ بِالْجِعِرَّانَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي قُبَّةٍ فَأَتَاهُ الْوَحْيُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ عُمَرُ أَنْ تَعَالَ، فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْقُبَّةَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ قَدْ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بِعُمْرَةٍ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ قَدْ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ؟ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَغِطُّ لِذَلِكَ فَسُرِّيَ عَنْهُ، فَقَالَ: «أَيْنَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَنِي آنِفًا»؟ فَأُتِيَ بِالرَّجُلِ فَقَالَ: «أَمَّا الْجُبَّةُ فَاخْلَعْهَا، وَأَمَّا الطِّيبُ فَاغْسِلْهُ، ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا».

٢٦٦٩- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے کہا: کاش! میں رسول اللہ ﷺ کو نزول وحی کی حالت میں دیکھوں۔ ایک بار ہم (دوران سفر میں) جِعِرّانہ کے مقام پر تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے خیمے میں تھے کہ آپ پر وحی اترنے لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اشارہ فرمایا کہ آ جاؤ۔ میں نے اپنا سر خیمے میں داخل کیا۔ دراصل ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا جس نے جبے میں عمرے کا احرام باندھ لیا تھا۔ اس آدمی نے خوشبو بھی لگائی ہوئی تھی۔ اس نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے جبے ہی میں احرام باندھ لیا ہو؟ تو آپ پر وحی اترنے لگی۔ نبی ﷺ اس کی وجہ سے خراٹے لینے لگے۔ کچھ دیر بعد آپ سے یہ حالت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''کہاں ہے وہ شخص جس نے ابھی مجھ سے سوال کیا تھا؟'' اس آدمی کو لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''جبہ اتار دے اور خوشبو دھو ڈال پھر نئے سرے سے احرام باندھ۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا» مَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَهُ غَيْرَ نُوحِ بْنِ حَبِيبٍ، وَلَا أَحْسِبُهُ مَحْفُوظًا، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ [ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا] ''پھر نئے سرے سے احرام باندھ۔'' کے الفاظ میرے علم کے مطابق نوح بن حبیب کے علاوہ کسی راوی نے بیان نہیں کیے' اس لیے میں ان الفاظ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

٢٦٦٩- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب: نزل القرآن بلسان قريش والعرب، ح: ٤٩٨٥ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة . . .، ح: ١١٨٠ من حديث ابن جريج به دون قوله "ثم أحدث إحرامًا"، والكل صحيح، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٤٨.

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ بیان کرتے ہیں کہ آخری جملہ ”پھر نئے سرے سے احرام باندھ۔“ درست نہیں۔ باقی راوی یہ جملہ بیان نہیں کرتے، یعنی امام صاحب ؒ کے نزدیک یہ اضافہ معلول ہے۔ ② صحیح یہ ہے کہ چونکہ وہ ناواقف تھا، اس لیے اسے معذور سمجھا اور کفارہ نہیں ڈالا۔ آج کل بھی اگر کوئی شخص واقعی عدم علم کی بنا پر سلا ہوا کپڑا پہن لے یا دوران احرام میں خوشبو لگا لے اور پتا چلنے پر فوراً ازالہ کر دے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے اور یہی راجح ہے۔ آخری جملے کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے آپ کو محرم ہی سمجھ۔ ورنہ میقات سے آگے جا کر تو احرام باندھنا درست نہیں اور جِعرّانہ تو کوئی میقات نہیں بلکہ یہاں سے قریب ہی حرم شروع ہوتا ہے۔ ③ جو شخص بھی بھول کر مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام کر لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ یاد آنے پر وہ فوراً اس کا ازالہ کرے۔ ④ میقات سے پہلے حج کا لباس پہنا جا سکتا ہے لیکن نیت میقات ہی سے کی جائے گی، لہٰذا افضل یہی ہے کہ میقات ہی سے حج و عمرے کا احرام باندھا جائے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو، مثلاً: ہوائی جہاز کا سفر۔

(المعجم ٣٠) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْقَمِيصِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠-محرم کے لیے قمیص پہننے کی ممانعت

٢٦٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ».

٢٦٧٠-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قمیص، پگڑی، پاجامہ (شلوار)، ٹوپی دار کرتا (برانڈی) اور موزے نہ پہنے، ہاں اگر اس کے پاس جوتے نہ ہوں تو چمڑے کے موزے پہن سکتا ہے مگر انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔ اور ایسے کپڑے نہ پہنو جنھیں زعفران یا ورس لگی ہوئی ہو۔“

فائدہ: جمہور اہل علم کے نزدیک محرم کے لیے قد اور اعضاء کے مطابق پیمائش کر کے سلے ہوئے کپڑے پہننا منع

٢٦٧٠- أخرجه البخاري، الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، ح:١٥٤٢، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه، وما لا يباح ... الخ، ح:١١٧٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٣٢٤، ٣٢٥، والكبرى، ح:٣٦٤٩.

ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ کپڑے منع ہیں' خواہ سلے ہوئے ہوں یا ان سلے۔ اور ان کے علاوہ چادریں جائز ہیں' خواہ سلی ہوئی ہوں یا ان سلی۔ موزے کاٹنے والا حکم منسوخ ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۶۶۷' ۲۶۶۸)

(المعجم ٣١) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيلِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱-احرام میں پاجامہ (اور شلوار وغیرہ) پہننے کی ممانعت

٢٦٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ إِذَا أَحْرَمْنَا، قَالَ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ» وَقَالَ عَمْرٌو مَرَّةً أُخْرٰى: اَلْقُمُصَ. «وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَّا يَكُونَ لِأَحَدِكُمْ نَعْلَانِ، فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ».

۲۶۷۱- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم احرام باندھیں تو ہم کون سے کپڑے پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ''قمیص' پگڑی' شلوار اور موزے نہ پہنو مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے۔ اور ایسے کپڑے نہ پہنو جن کو ورس یا زعفران لگی ہوئی ہو۔''

(المعجم ٣٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ السَّرَاوِيلِ لِمَنْ لَّا يَجِدُ الْإِزَارَ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-جس محرم کے پاس تہبند نہ ہو' وہ شلوار پہن سکتا ہے

٢٦٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ

۲۶۷۲- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جس شخص کے پاس تہبند نہ ہو' وہ شلوار پہن

٢٦٧١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٤ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٥٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٩٧، ٢٥٩٨، وأصله متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٢٦٧٢- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه، وما لا يباح . . . الخ، ح: ١١٧٨ عن قتيبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد النعلين، ح: ١٨٤١ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٥١ . * حماد هو ابن زيد.

وَهُوَ يَقُولُ: «اَلسَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَّا يَجِدُ الْإِزَارَ، وَالْخُفَّيْنِ لِمَنْ لَّا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ لِلْمُحْرِمِ».

سکتا ہے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں' وہ موزے پہن سکتا ہے۔"

فائدہ: یہ حدیث، حدیث:۲۶۶۸ میں موزے کاٹنے کے حکم کی ناسخ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ اب موزے کاٹے بغیر ہی پہنے جائیں گے۔ جمہور کاٹ کر پہننے کے قائل ہیں۔ وہ اس مطلق حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مقید حدیث پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن مطلق کو مقید پر محمول کرنا یہاں محل نظر ہے کیونکہ حدیث کا مخرج ایک نہیں بلکہ مختلف ہے۔ پہلی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی۔ یہ اصول اس وقت قابل عمل ہے جب مخرج (حدیث بیان کرنے والا صحابی) ایک ہو۔ لیکن اس کے طرق واسانید مختلف ہوں۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قطع کا حکم اباحت پر محمول کیا جائے گا' لہٰذا نہ کاٹنا بھی جائز ہے۔ پہلا موقف راجح معلوم ہوتا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔ واللہ أعلم.

٢٦٧٣- أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَّمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ، وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ».

۲۶۷۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس شخص (محرم) کے پاس تہبند نہ ہو' وہ شلوار پہن سکتا ہے اور جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں' وہ موزے پہن سکتا ہے۔"

(المعجم ٣٣) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ تَنْتَقِبَ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ (التحفة ٣٣)

باب:۳۳- محرم عورت کے لیے نقاب باندھنے کی ممانعت

٢٦٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۶۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٢٦٧٣ـ أخرجه مسلم، ح:١١٧٨/٢٧٩٦ من حديث إسماعيل ابن علية به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح:٣٦٥٢.

٢٦٧٤ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح:١٨٣٨ من حديث الليث ابن سعد به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٥٣، وانظر، ح:٢٦٧١.

اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ، وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ، وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! احرام کی حالت میں آپ ہمیں کن کپڑوں کے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قمیص' شلوار' پگڑی' برانڈی (اوور کوٹ اور ٹوپی دار کرتا) اور موزے نہ پہنو مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے۔ اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس لگی ہو' نیز محرم عورت نہ نقاب باندھے اور نہ دستانے پہنے۔''

فوائد ومسائل: ① ''نقاب نہ باندھے'' اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت اپنا چہرہ ننگا رکھے' بلکہ یہ ایک مخصوص قسم کا نقاب تھا جو اس زمانے میں رائج تھا' اس سے فوری طور پر چہرے کا پردہ کرنا مشکل ہوتا تھا' اس لیے مخصوص نقاب سے روک دیا گیا تاکہ مردوں کے سامنے آتے ہی فوراً پردہ کرنا آسان رہے' چنانچہ حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ مرد سامنے آتے تو ہم فوراً چہرہ ڈھانپ لیتیں۔ اب اس نقاب کا رواج بھی ختم ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں اب مردوں کا ہجوم ہر وقت اور ہر جگہ رہتا ہے' اس لیے اب حجاب کا اہتمام ہر وقت ہی کرنا چاہیے' سوائے ان جگہوں کے جہاں مرد نہ ہوں۔ بعض لوگ عورت کے لیے چہرہ ننگا رکھنے پر سنن دارقطنی کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ ''عورت کا احرام اس کے چہرے میں اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے۔'' اسے سنن دارقطنی میں مرفوعاً بیان کیا گیا ہے لیکن اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے۔ یہ حضرت ابن عمر ؓ کا قول' یعنی موقوف روایت ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني: ٢/٤٥٥- بتحقيق الشيخ عادل و الشيخ علي محمد' دارالمعرفة' بيروت) اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ بشرطِ صحت اس موقوف روایت کا بھی وہی مفہوم لیا جائے گا جس کی وضاحت ہم نے کی ہے۔ ② ''دستانے نہ پہنے'' مقصد یہ ہے کہ وہ ہاتھ ننگے رکھے تاکہ دوران حج وعمرہ میں کوئی تنگی نہ ہو۔ معلوم ہوا اس دور میں خواتین پردے کے لیے دستانے بھی استعمال کرتی تھیں۔ مشہور تو یہی ہے کہ دستانے ہاتھوں کو سردی' گرمی یا پانی سے بچانے کے لیے ہوتے ہیں مگر بعض اہل لغت نے اس سے زیور بھی مراد لیا ہے جس کے ساتھ ہاتھ چھپ جاتے ہیں۔ خیر! احرام میں ہاتھ ننگے رہنے چاہییں۔

(المعجم ٣٤) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْبَرَانِسِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٣٤)

باب:٣٤-احرام کی حالت میں ٹوپی دار کرتا (برانڈی) پہننے کی ممانعت

٢٦٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَـافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَ الْوَرْسُ».

٢٦٧٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قمیص، پگڑی، شلوار (پاجامہ وغیرہ)، ٹوپی دار کرتا اور موزے نہ پہنو، ہاں اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر پہن لے۔ اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جسے زعفران یا ورس لگی ہو۔“

٢٦٧٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ

٢٦٧٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب ہم احرام باندھیں تو کون سے کپڑے پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ”قمیص، شلوار، پگڑی، برانڈی (ٹوپی دار کرتا) اور موزے نہ پہنو مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں سے نیچے موزے پہن لے (یعنی اوپر سے کاٹ دے۔) اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جسے ورس یا زعفران لگی ہو۔“

٢٦٧٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٧٠، وهو في الموطأ، والكبرٰى، ح: ٣٦٥٤.

٢٦٧٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧٧ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٥٥، وقال النسائي: "عبدالله بن نافع ليس بثقة، ونافع مولى عبدالله بن عمر ثقة حافظ".

أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ».

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٦٦٨.

(المعجم ٣٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْعِمَامَةِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- احرام کی حالت میں پگڑی پہننے کی ممانعت

٢٦٧٧- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَادَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا نَلْبَسُ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «لَا تَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَّا تَجِدَ نَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ».

٢٦٧٧- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بلند آواز سے نبی ﷺ کو پکارا اور کہا: جب ہم احرام باندھیں تو کون سے کپڑے پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ''قمیص' پگڑی' شلوار' برانڈی اور موزے نہ پہن' ہاں اگر تمھیں جوتے نہ ملیں تو موزوں کو ٹخنوں سے نیچے نیچے پہن لو۔ (یعنی اوپر سے کاٹ دو)۔''

٢٦٧٨- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَادَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا نَلْبَسُ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «لَا تَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ لَّا يَكُونَ

٢٦٧٨- حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو بلند آواز سے پکارا اور کہا: جب ہم احرام باندھیں تو کیا پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ''قمیص' پگڑی' برانڈی (ٹوپی دار کرتا)' شلوار (پاجامہ وغیرہ) اور موزے نہ پہنو الا یہ کہ جوتے نہ ہوں۔ ایسی صورت میں ٹخنوں سے نیچے موزے پہنے جا سکتے ہیں۔ اور کوئی ایسا کپڑا بھی نہ پہنو جو ورس یا زعفران سے رنگا ہوا ہو۔''

٢٦٧٧ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس القميص، ح: ٥٧٩٤ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٥٦.

٢٦٧٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/٣، ٢٩ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٥٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٨٣.

نِعَالٌ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ نِعَالٌ، فَخُفَّيْنِ دُونَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ، أَوْ مَسَّهُ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ».

فائدہ: یہ پابندی صرف مرد کے لیے ہے کیونکہ دوران احرام مرد کے لیے سر ننگا رکھنا ضروری ہے۔ پگڑی کے تحت ٹوپی، ہیٹ اور رومال وغیرہ بھی آ جائیں گے۔

(المعجم ٣٦) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-احرام میں موزے پہننے کی ممانعت

٢٦٧٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَلْبَسُوا فِي الْإِحْرَامِ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ».

٢٦٧٩-حضرت ابن عمر ﷺ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم احرام کی حالت میں قمیص، شلوار، پگڑی، برانڈی اور موزے نہ پہنو۔“

فائدہ: یہ پابندی بھی صرف مردوں کے لیے ہے، نیز موزوں کے تحت جرابیں وغیرہ بھی داخل ہیں۔

(المعجم ٣٧) - اَلرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْإِحْرَامِ لِمَنْ لَّا يَجِدُ نَعْلَيْنِ (التحفة ٣٧)

باب:٣٧-جس کے پاس جوتے نہ ہوں، اسے احرام کی حالت میں موزے پہننے کی رخصت ہے

٢٦٨٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ

٢٦٨٠-حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جب کوئی شخص (محرم) تہبند نہ پائے تو شلوار پہن سکتا ہے اور

٢٦٧٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤١، ٥٤ من حديث عبيدالله به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٥٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٩٧، ٢٦٨٤.

٢٦٨٠ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٧٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٥٩.

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ، وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

جب جوتے نہ پائے تو موزے پہن سکتا ہے لیکن وہ انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔"

(المعجم ٣٨) - قَطْعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ (التحفة ٣٨)

باب:٣٨- موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹنا

٢٦٨١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

٢٦٨١-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب محرم کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے مگر انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٢٦٧٢.

(المعجم ٣٩) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ تَلْبَسَ الْمُحْرِمَةُ الْقُفَّازَيْنِ (التحفة ٣٩)

باب:٣٩-محرم عورت کے لیے دستانے پہننے کی ممانعت

٢٦٨٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ؟ فَقَالَ

٢٦٨٢-حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں احرام کی حالت میں کس قسم کے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم قمیص، شلوار اور موزے نہ پہنو مگر کسی آدمی کے پاس جوتے نہ ہوں تو

٢٦٨١-[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣ عن هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٦٠.

٢٦٨٢-أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح: ١٨٣٨ من حديث موسى ابن عقبة به معلقًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٦١.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا يَلْبَسْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ، وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ، وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

وہ ٹخنوں سے نیچے موزے پہن لے۔ (اور ٹخنوں سے اوپر والا حصہ کاٹ دے۔) اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنے جسے زعفران یا ورس لگی ہو۔ محرم عورت نقاب نہ باندھے اور دستانے بھی نہ پہنے۔"

فائدہ: احناف نے دستانے نہ پہننے کو مستحب کہا ہے مگر اس کی تائید دلائل سے نہیں ہوتی۔ نقلاً، نہ عقلاً۔ واللہ أعلم. (تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ٢٦٧٤)

(المعجم ٤٠) - اَلتَّلْبِيدُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ٤٠)

باب: ٤٠- احرام باندھتے وقت بالوں کو گوند (وغیرہ) سے چپکانا

٢٦٨٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلَا أُحِلُّ حَتَّى أُحِلَّ مِنَ الْحَجِّ».

٢٦٨٣- ام المومنین حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے لوگ احرام سے حلال ہو گئے ہیں مگر آپ عمرہ کر کے حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: "میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوند سے چپکایا ہے اور قربانی کے جانور کو قلادہ (ہار) پہنا دیا ہے، اس لیے میں حلال نہیں ہو سکتا حتی کہ حج سے حلال ہو جاؤں۔"

فوائد ومسائل: ① بال بڑے ہوں اور احرام لمبے عرصے کے لیے ہو تو بالوں کو مٹی اور جوؤں سے، نیز زیادہ پراگندگی سے بچانے کے لیے کچھ گوند وغیرہ لگا لینا جس سے بالوں کی تہ جم جائے تلبید کہلاتا ہے۔ رسول اللہ

٢٦٨٣- أخرجه البخاري، الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر، ح: ١٦٩٧، ومسلم، الحج، باب بيان أن القارن لا يتحلل إلا في وقت تحلل الحاج المفرد، ح: ١٢٢٩ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٦٢.

ﷺ نے چونکہ عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھا تھا جو دو ہفتے تک جاری رہنا تھا' اس لیے آپ نے تلبید فرمائی۔ اکثر صحابہ کا احرام صرف عمرے کا تھا' لہٰذا انھیں تلبید کی ضرورت نہ تھی۔ ② تلبید' واجب ہے نہ منع' محرم کی مرضی پر موقوف ہے۔ ③ سوال کے جواب میں آپ نے تلبید اور قربانی کا ذکر فرمایا۔ تلبید تو نشانی تھی احرام کے طویل ہونے کی اور قربانی کا جانور اگر ساتھ ہو تو محرم حلال نہیں ہو سکتا' خواہ عمرے کا احرام ہی ہو جب تک وہ جانور ذبح نہیں ہو جاتا۔ قلادہ انھی جانوروں کو ڈالا جاتا تھا جو ساتھ لے جائے جاتے تھے۔ موقع پر خریدے گئے جانوروں کو قلادے کی ضرورت نہیں تھی۔ ④ حج سے حلال ہونے سے مراد قربانی کا ذبح کرنا ہے۔ اس سے احرام ختم ہو جاتا ہے' اگرچہ حج کے بعض افعال بعد میں بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ⑤ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے حج قران کیا ہے۔

٢٦٨٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا.

۲۶۸۴- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبید کی حالت میں لبیک پکارتے دیکھا۔

(المعجم ٤١) - إِبَاحَةُ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مباح ہے

٢٦٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، وَعِنْدَ إِحْلَالِهِ قَبْلَ أَنْ

۲۶۸۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی آپ کے احرام کے وقت جب آپ نے احرام کا ارادہ فرمایا اور حلال ہونے (احرام کھولنے) کے وقت (خوشبو لگائی)

٢٦٨٤ـ أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل ملبدًا، ح: ١٥٤٠، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ٢١/١١٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٦٣.

٢٦٨٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١٠٦/٦، والحميدي، ح: ٢١٥ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٦٤، وزاد الحميدي: "قال سالم: وسنة رسول الله ﷺ أحق أن تتبع". * سالم هو ابن عبدالله بن عمر، وحماد هو ابن زيد، ومن طريقه صححه ابن خزيمة: ٣٠١/٤، ح: ٢٩٣٤.

يُحِلَّ بِيَدَيَّ .

پہلے اس سے کہ آپ مکمل حلال ہوں۔

فوائد ومسائل: ① ''اپنے ہاتھوں سے۔'' یعنی خوشبو اپنے ہاتھوں میں لگا کر وہ خوشبو آپ کے جسم اطہر پر لگا دی۔ ② احرام کے وقت خوشبو لگانے کا مطلب یہ ہے کہ احرام کے غسل کے بعد خوشبو لگائی جائے۔ پھر احرام کا لباس پہن لیا جائے۔ جمہور اہل علم اس کا یہی مفہوم بیان کرتے ہیں' تاہم اہل علم کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ احرام کے غسل سے قبل خوشبو لگائی جائے' پھر غسل کر کے احرام باندھا جائے۔ دلائل کی رو سے جمہور اہل علم کا موقف راجح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى' شرح سنن النسائي: ۲۴/۹۰-۹۳) ③ ''حلال ہونے کے وقت۔'' یعنی قربانی اور حجامت کے بعد کیونکہ اس وقت احرام ختم ہو جاتا ہے' لہٰذا خوشبو جائز ہے مگر طواف زیارت (جو اسی دن کیا جاتا ہے) کرنے سے پہلے جماع جائز نہیں۔ یہی مطلب ہے ان الفاظ کا: ''پہلے اس سے کہ مکمل حلال ہوں۔'' کیونکہ مکمل حلال تو طواف زیارت کی ادائیگی کے بعد ہی ہوں گے۔ وضاحت آئندہ حدیث میں ہے۔

٢٦٨٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

۲۶۸۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی آپ کے احرام کے وقت احرام باندھنے سے پہلے اور آپ کے حلال ہونے (احرام کھولنے) کے وقت طواف زیارت کرنے سے پہلے۔

٢٦٨٧- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ

۲۶۸۷- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کے وقت احرام باندھنے سے پہلے اور حلال ہونے کے وقت خوشبو لگائی۔

٢٦٨٦- أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام وما يلبس إذا أراد ... الخ، ح:١٥٣٩، ومسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح:١١٨٩/ ٣٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٢٨، والكبرٰى، ح:٣٦٦٥.

٢٦٨٧- أخرجه البخاري، اللباس، باب تطييب المرأة زوجها بيديها، ح: ٥٩٢٢ من حديث عبدالله بن نمير به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٦٦.

قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَ لِحِلِّهِ حِينَ حَلَّ.

٢٦٨٨- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عُبَيْدِ اللهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِحِرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ، وَلِحِلِّهِ بَعْدَ مَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوفَ بِالْبَيْتِ.

٢٦٨٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کے وقت خوشبو لگائی جب آپ نے احرام باندھا۔ اور جب آپ جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد حلال ہوئے اس وقت بھی خوشبو لگائی اس سے پہلے کہ آپ بیت اللہ کا طواف فرمائیں۔

فائدہ: ''جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد'' بلکہ قربانی اور حجامت وغیرہ کے بعد' یعنی طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی جیسا کہ روایت میں ہے۔ یہ چیزیں چونکہ عقلاً مفہوم ہیں' لہٰذا ان کا ذکر نہیں فرمایا۔

٢٦٨٩- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عُمَيْرٍ عَنْ ضَمْرَةَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْلَالِهِ، وَطَيَّبْتُهُ لِإِحْرَامِهِ، طِيبًا لَا يُشْبِهُ طِيبَكُمْ هٰذَا تَعْنِي لَيْسَ لَهُ بَقَاءٌ -.

٢٦٨٩- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حلال ہوتے وقت خوشبو لگائی اور آپ کے احرام باندھنے کے وقت بھی ایسی خوشبو لگائی جو تمھاری اس خوشبو کی طرح نہیں تھی' یعنی جو باقی نہیں رہتی۔

فائدہ: ''جو باقی نہیں رہتی۔'' یعنی تمھاری خوشبو سے وہ خوشبو بہت بڑھیا اور اعلیٰ تھی۔ تمھاری خوشبو تو باقی نہیں رہتی مگر آپ کی خوشبو تو تادیر باقی رہتی تھی جیسا کہ آئندہ احادیث میں اس بات کا صراحتاً ذکر ہے۔ بعض لوگوں نے اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی خوشبو لی ہے' یعنی آپ کی خوشبو باقی نہیں رہتی تھی۔ مگر یہ مفہوم آئندہ احادیث کے صریح الفاظ سے متصادم ہے۔ ویسے بھی یہ الفاظ: ''جو باقی نہیں رہتی'' کسی نچلے راوی کے ہیں' حضرت عائشہ ؓ کے نہیں۔ لفظ تعني اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور کسی نچلے راوی کے فہم کو صریح مرفوع روایات پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ والله أعلم.

٢٦٨٨- أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ١١٨٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٦٧.

٢٦٨٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٦٨.

٢٦٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بِأَطْيَبِ الطِّيبِ عِنْدَ حِرْمِهِ وَحِلِّهِ.

٢٦٩٠- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کون سی خوشبو لگائی تھی؟ انھوں نے فرمایا: میں نے آپ کو سب سے بہترین خوشبو لگائی' احرام باندھنے کے وقت بھی اور حلال ہونے کے وقت بھی۔

٢٦٩١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ.

٢٦٩١- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت بہترین خوشبو لگایا کرتی تھی جو میرے پاس ہوتی تھی۔

٢٦٩٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ، لِحُرْمِهِ وَلِحِلِّهِ، وَحِينَ يُرِيدُ أَنْ يَزُورَ الْبَيْتَ.

٢٦٩٢- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت اور حلال ہونے کے وقت اور جب آپ بیت اللہ کا طواف زیارت کرنے چلے' اپنے پاس موجود بہترین خوشبو لگائی۔

٢٦٩٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

٢٦٩٣- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں

٢٦٩٠ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح:١١٨٩/ ٣٦ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، اللباس، باب ما يستحب من الطيب، ح:٥٩٢٨ من حديث عثمان بن عروة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٦٩.

٢٦٩١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٧٠.

٢٦٩٢ـ [صحيح] تقدم، ح:٢٦٨٧، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٧١.

٢٦٩٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح:١١٩١ عن يعقوب به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٧٢.

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ.

نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے سے قبل اور قربانی والے دن طواف بیت اللہ کرنے سے پہلے خوشبو لگائی جس میں کستوری شامل تھی۔

فوائد ومسائل: ① "قربانی والے دن" سے مراد ذوالحجہ کی دس تاریخ ہے۔ ② معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو لگائی جانے والی خوشبو انتہائی اچھی تھی جس کی مہک عرصۂ دراز تک باقی رہتی تھی۔ کستوری بہترین خوشبو ہے۔ ③ کستوری پاک ہے۔

٢٦٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْوَلِيدِ - يَعْنِي الْعَدَنِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي الْأَزْرَقَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ فِي حَدِيثِهِ: وَبِيصِ طِيبِ الْمِسْكِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٦٩٤-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ حالت احرام میں ہیں۔ (استاد) احمد بن نصر کی حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں (دوران احرام) کستوری کی خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

٢٦٩٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ

٢٦٩٥-حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ دوران

٢٦٩٤_أخرجه مسلم: ١١٩٠/ ٤٥، انظر الحديث السابق من حديث سفيان الثوري، والبخاري، الغسل، باب من تطيب ثم اغتسل وبقي أثر الطيب، ح: ٢٧١ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٧٣.

٢٦٩٥_أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام . . . الخ، ١٥٣٨ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، ح: ١١٩٠/ ٣٩ (انظر الحديث السابق) من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٧٤.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ يُرٰى وَبِيصُ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

احرام رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک صاف نظر آتی تھی۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی خوشبو کے اثرات احرام کے دوران میں بھی محسوس ہوتے تھے اگرچہ وہ احرام سے قبل لگائی جاتی تھی۔ یہی بات صحیح ہے۔ مگر بعض حنفی اور مالکی حضرات نے اسے عوام الناس کے لیے جائز نہیں سمجھا کیونکہ خوشبو بھی جماع کے اسباب میں سے ہے اور احرام کے دوران میں جماع کے اسباب بھی منع ہیں۔ مگر شاید وہ اس بات کو نظر انداز کر گئے کہ یہ خوشبو احرام سے قبل کی ہے نہ کہ دوران احرام لگائی گئی۔ خوب صورتی بھی تو جماع کے اسباب سے ہے' تو کیا احرام کے بعد خوب صورتی کا باقی رہنا گناہ ہے؟ ہاں احرام کے دوران میں زیب و زینت منع ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ ہے۔

(المعجم ٤٢) - مَوْضِعُ الطِّيبِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲-خوشبو لگانے کی جگہ

٢٦٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۶۹۶-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ مجھے یوں لگتا ہے کہ میں' جبکہ آپ احرام کی حالت میں ہیں' رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ اس منظر کو بیان فرما رہی ہیں جو انھوں نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا' اس لیے یہ پیرایۂ بیان اختیار فرمایا۔ ② ''خوشبو کی چمک'' گویا خوشبو کو کسی تیل وغیرہ میں شامل کر کے لگایا گیا ہوگا یا پھر کسی خوشبودار پھول کا تیل نکالا گیا ہوگا۔ وہ چمک اس تیل کی تھی جو مکمل طور پر زائل نہ ہوا تھا۔ ظاہر ہے خوشبو بھی آتی تھی۔ ③ ممکن ہے باب کا مقصد یہ ہو کہ ایسی جگہ خوشبو لگائی جائے جو کپڑوں کو نہ لگے یا مقصد یہ ہو کہ خوشبو بدن کو لگائی جائے' کپڑوں کو نہیں۔

٢٦٩٦-[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٦٧٥.

٢٦٩٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي أُصُولِ شَعْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٦٩٧- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی جڑوں میں خوشبو کی چمک دیکھا کرتی تھی جبکہ آپ محرم ہوتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ یہ خوشبو احرام سے قبل لگاتے تھے۔ احرام کے بعد بھی اس کے کچھ اثرات باقی رہ جاتے تھے۔

٢٦٩٨- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٦٩٨- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ احرام کی حالت میں ہیں۔

٢٦٩٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٦٩٩- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھی جبکہ آپ احرام کی حالت میں تھے۔

٢٦٩٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٦.

٢٦٩٨ـ أخرجه البخاري، الغسل، باب من تطيب ثم اغتسل وبقي أثر الطيب، ح: ٢٧١، ومسلم، ح: ١١٩٠/ ٤٢ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٦٩٠) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٧.

٢٦٩٩ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ١١٩٠/ ٤٠ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٨.

٢٧٠٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُهِلُّ.

۲۷۰۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ لبیک پکار رہے تھے۔

٢٧٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ هَنَّادٌ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، ادَّهَنَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُهُ، حَتَّى أَرَى وَبِيصَهُ فِي رَأْسِهِ وَ لِحْيَتِهِ. تَابَعَهُ إِسْرَائِيلُ عَلَى هٰذَا الْكَلَامِ وَقَالَ: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ.

۲۷۰۱- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ، ہناد (راوی) نے (نبی ﷺ کے بجائے) کہا: رسول اللہ ﷺ، جب احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے پاس موجود بہترین خوشبو لگاتے حتی کہ میں اس کی چمک آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں دیکھا کرتی تھی۔

٢٧٠٢- أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا كُنْتُ

۲۷۰۲- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام سے قبل اپنے پاس موجود بہترین خوشبو لگاتی تھی حتی کہ میں اس خوشبو کی چمک آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں دیکھتی تھی۔

٢٧٠٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٧٩.

٢٧٠١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٦ من طريق زكريا عن أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٨٠، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

٢٧٠٢- أخرجه البخاري، اللباس، باب الطيب في الرأس واللحية، ح: ٥٩٢٣ من حديث إسرائيل، ومسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ١١٩٠/ ٤٤ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٨١.

أَجِدُ مِنَ الطِّيبِ، حَتّٰى أَرٰى وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کو خوشبو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی لگاتی تھیں مگر حدیث نمبر ۲۷۰۱ میں مجازاً نسبت آپ کی طرف کردی ہے۔ یہ بھی بلاغت کلام کا ایک انداز ہے۔

٢٧٠٣- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۲۷۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تحقیق میں نے (احرام باندھنے سے) تین دن بعد رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھی۔

٢٧٠٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَرٰى وَبِيصَ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۲۷۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں (احرام باندھنے سے) تین دن بعد بھی رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھا کرتی تھی۔

٢٧٠٥- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، فَقَالَ: لَأَنْ أَطَّلِيَ بِالْقَطِرَانِ

۲۷۰۵- حضرت محمد بن منتشر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احرام باندھتے وقت خوشبو لگانے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اس سے تو اچھا یہ ہے کہ میں گندھک مل لوں۔ میں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی تو وہ

٢٧٠٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/٤١، والحميدي، ح: ٢١٧ عن سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، والحديث في الكبرٰى، ح: ٣٦٨٢، وله شواهد كثيرة جدًا، منها الحديث الآتي.

٢٧٠٤- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الطيب عند الإحرام، ح: ٢٩٢٨ من حديث شريك القاضي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٨٣.

٢٧٠٥- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٨٤.

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: يَرْحَمُ اللهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، لَقَدْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَيَطُوفُ فِي نِسَائِهِ، ثُمَّ يُصْبِحُ يَنْضَحُ طِيبًا.

فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن (ابن عمر رضی اللہ عنہما) پر رحم فرمائے! میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھی' پھر آپ اپنی بیویوں کے پاس جاتے' پھر صبح ہوتی جبکہ آپ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہوتی تھی (اور آپ صبح کو احرام باندھتے)۔

٢٧٠٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَحُ طِيبًا، فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ، فَقَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ، ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

۲۷۰۶- حضرت محمد بن منتشر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ میں گندھک مل لوں تو زیادہ اچھا ہے بجائے اس کے کہ مجھ سے احرام کی حالت میں خوشبو کی مہک آئے۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انھیں یہ بات بتائی تو انھوں نے فرمایا: میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی۔ آپ اپنی بیویوں کے پاس گئے' پھر آپ نے احرام باندھا (اور آپ سے مہک آتی تھی)۔

فائدہ: چونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس حدیث کا علم نہیں تھا' اس لیے وہ اس کے قائل نہیں تھے۔ بسا اوقات جلیل القدر صحابہ کسی مسئلے سے ناواقف ہوتے ہیں' مثلاً: حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمر، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ان کے علاوہ بھی بعض صحابہ سے ایسی مثالیں ملتی ہیں' لہٰذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (یوسف ۱۲:۷۶)

(المعجم ٤٣) - اَلزَّعْفَرَانُ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- محرم کے لیے زعفران لگانا؟

٢٧٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۷۰۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٢٧٠٦- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٨٥.

٢٧٠٧- أخرجه مسلم، اللباس، باب نهي الرجل عن التزعفر، ح: ٢١٠١ من حديث إسماعيل ابن علية، والبخاري، اللباس، باب النهي عن التزعفر للرجال، ح: ٥٨٤٦ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٨٦.

عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

رسول اللہ ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: چونکہ زعفران خوشبو کے ساتھ ساتھ رنگ بھی ہے اور مرد کے لیے رنگ والی چیز بطور زینت لگانا درست نہیں، لہٰذا مرد کے لیے کسی بھی حال میں زعفران استعمال کرنا درست نہیں۔ احرام میں تو بدرجۂ اولیٰ منع ہوگا۔ اسی طرح زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا بھی مرد کے لیے ہر حال میں منع ہیں۔ احرام میں بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوں گے۔ اس بارے میں صریح روایات پیچھے گزر چکی ہیں۔

٢٧٠٨- أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّزَعْفُرِ.

٢٧٠٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرد کو) زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: عورت احرام کے علاوہ زعفران لگا سکتی ہے، جسم کو بھی اور کپڑوں کو بھی۔ احرام کی حالت میں اس کے لیے بھی منع ہے کیونکہ یہ خوشبو ہے اور احرام کی حالت میں مرد اور عورت دونوں کے لیے خوشبو کا استعمال منع ہے۔

٢٧٠٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ. قَالَ حَمَّادٌ: يَعْنِي لِلرِّجَالِ.

٢٧٠٩- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔ حماد راوی کہتے ہیں: یعنی مردوں کو۔

(المعجم ٤٤) - فِي الْخَلُوقِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- محرم کے لیے خلوق لگانا؟

٢٧١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

٢٧١٠- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

٢٧٠٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٧.

٢٧٠٩- أخرجه مسلم، ح: ٢١٠١ عن قتيبة به (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧٠٨)، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٨.

٢٧١٠- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٦٩، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٩.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَقَدْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ، وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِخَلُوقٍ، فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، فَمَا أَصْنَعُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ»؟ قَالَ: كُنْتُ أَتَّقِي هٰذَا وَأَغْسِلُهُ، فَقَالَ: «مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ، فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ».

آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا لیکن اس نے سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور خلوق (خوشبو) لگا رکھی تھی۔ اس نے آپ سے کہا: میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے تو میں کیا کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو حج میں کیا کرتا تھا؟'' اس نے کہا: میں اس (سلے ہوئے کپڑے) سے بچتا تھا اور اس (خوشبو) کو دھو دیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''جو تو حج میں کرتا تھا' وہی عمرے میں کر۔''

فوائد ومسائل: ① اس شخص کا خیال تھا کہ یہ پابندیاں صرف حج میں ہیں' عمرے میں نہیں کیونکہ یہ اس کے مقابلے میں کم مرتبے والا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں کے احرام میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں میں پابندیاں ایک جیسی ہیں۔ احرام' حج اور عمرہ وغیرہ شریعت اسلامیہ سے پہلے بھی عرب میں رائج تھے۔ اور یہ پابندیاں بھی معروف تھیں اور یہ سابقہ انبیاء ؊ کی تعلیمات تھیں۔ ② ''خلوق'' یہ بھی ایک رنگ دار خوشبو ہے زعفران کی طرح' لہٰذا اس کا حکم ہر لحاظ سے زعفران کی طرح ہے' یعنی مردوں کے لیے ہر حال میں منع ہے اور عورتوں کے لیے صرف احرام میں ممنوع ہے۔ اس کے علاوہ جائز ہے۔ ③ ''وہی عمرے میں کر'' یہاں حج اور عمرے کے افعال مراد نہیں بلکہ صرف احرام مراد ہے' یعنی دونوں کا احرام ایک جیسا ہوتا ہے۔ ④ چونکہ وہ شخص شرعی احکام سے ناواقف تھا' اس لیے اسے معذور تصور فرمایا۔ اب بھی کسی سے لاعلمی کی بنا پر اس قسم کی کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ان شاء اللہ معذور ہوگا۔ واللہ أعلم.

٢٧١١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ، وَهُوَ

۲۷۱۱- حضرت یعلی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا جبکہ آپ جِعِرَّانَہ میں تشریف فرما تھے۔ اس آدمی نے جبہ پہنا ہوا تھا اور اپنی ڈاڑھی اور سر کو زرد رنگ کی خوشبو لگا رکھی تھی۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور میری حالت آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

٢٧١١- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٩٠.

مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ، وَأَنَا كَمَا تَرٰى، فَقَالَ: «اِنْزَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ، وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ، وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجَّتِكَ، فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ».

''جبہ اتار دے اور رنگ دار خوشبو دھو دے اور جس طرح تو حج (کے احرام) میں کرتا تھا' اسی طرح عمرے (کے احرام) میں کر۔''

فائدہ: جبہ بھی قمیص ہی کی ایک صورت ہے۔ یہ بھی سلا ہوا ہوتا ہے' لہٰذا محرم کے لیے منع ہے۔

(المعجم ٤٥) - اَلْكُحْلُ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٥)

باب:۴۵- محرم کے لیے سرمہ لگانا؟

٢٧١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمُحْرِمِ إِذَا اشْتَكٰى رَأْسَهُ وَعَيْنَيْهِ: «أَنْ يُضَمِّدَهُمَا بِصَبِرٍ».

۲۷۱۲- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کے بارے میں فرمایا: ''جب اسے سر یا آنکھوں میں تکلیف ہو تو اپنی آنکھوں پر ایلوے کا لیپ کرے۔''

فائدہ: ''لیپ کرے'' یعنی سرمہ ڈالنے کے بجائے ایلوے کا لیپ کرے کیونکہ سرمہ رنگ والی زینت ہے اور احرام میں ہر قسم کی زینت منع ہے۔ ایلوے کے لیپ سے تکلیف دور ہو جائے گی اور زینت سے بھی بچت ہو جائے گی۔

(المعجم ٤٦) - اَلْكَرَاهِيَةُ فِي الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٦)

باب:۴۶- محرم کے لیے رنگ دار کپڑے پہننے کی ممانعت

٢٧١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى

۲۷۱۳- حضرت محمد (باقر) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

٢٧١٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز مداواة المحرم عينيه، ح: ١٢٠٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٩١.

٢٧١٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ١٢١٨ من حديث جعفر الصادق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٩٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُحْلِلْ، وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً». وَقَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْيٍ، وَسَاقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ هَدْيًا، وَإِذَا فَاطِمَةُ قَدْ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مُحَرِّشًا أَسْتَفْتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَاطِمَةَ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ، وَقَالَتْ: أَمَرَنِي بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَدَقَتْ، صَدَقَتْ، صَدَقَتْ، أَنَا أَمَرْتُهَا».

ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور ہم نے ان سے نبی ﷺ کے حج (حجۃ الوداع) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر مجھے اس بات کا پہلے پتا چل جاتا جس کا بعد میں پتا چلا ہے تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور حج کے بجائے عمرے کا احرام باندھتا' لہٰذا جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں' وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل لے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یمن سے قربانی کے جانور لے کر آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور لائے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رنگ دار کپڑے پہنے ہوئے تھے اور سرمہ لگا رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھڑکانے (غصہ دلانے) کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس مسئلہ پوچھنے گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ نے رنگ دار کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرمہ لگا رکھا ہے اور وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کاموں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔ وہ سچ کہتی ہے۔ وہ سچی ہے۔ میں ہی نے اسے حکم دیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''اگر مجھے پہلے پتا چل جاتا'' روایت کا ابتدائی حصہ حذف ہے۔ دراصل حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حج ہی کا احرام باندھا تھا' مگر پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آ گیا کہ حج کے دنوں میں عمرہ بھی کیا جائے۔ دور جاہلیت میں لوگ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ آپ نے اعلان عام فرمایا کہ جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں' وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل لیں اور عمرہ کر کے حلال ہو جائیں۔ حج کے لیے بعد میں نیا احرام باندھیں۔ قربانی کے جانور ساتھ لانے والے چونکہ قربانی ذبح ہونے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتے تھے' اس لیے انھیں ہدایت کی گئی کہ وہ عمرہ تو کریں مگر حج کا احرام قائم رکھیں اور قربانی ذبح ہونے کے بعد حلال ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی قربانی کے جانور تھے' لہٰذا آپ عمرہ کر کے حلال نہ ہوئے۔ دوسرے لوگوں کے لیے جن کے پاس قربانیاں نہیں تھیں'

عمرے کے بعد حلال ہونا بڑا شاق تھا کیونکہ ان کی اصل نیت حج کی تھی۔ حج کے دن بھی قریب تھے۔ صرف تین دن کا فاصلہ تھا' لہٰذا انھیں درمیان میں حلال ہونا پسند نہ تھا۔ اسی لیے آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ ② ''جو بعد میں پتا چلا۔'' یعنی عمرے کا حکم۔ ③ حضرت فاطمہ ؓ کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے' لہٰذا وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئیں۔ انھوں نے رنگ دار کپڑے پہنے اور سرمہ لگایا۔ حضرت علی ؓ کے ساتھ چونکہ قربانی کے جانور تھے' لہٰذا وہ حلال نہ ہوئے' اس لیے انھیں اشکال پیدا ہوا۔ ④ امام نسائی ؒ کا استدلال یہ ہے کہ اگر احرام کی حالت میں رنگ دار کپڑے درست ہوتے یا سرمہ لگانا جائز ہوتا تو حضرت علی ؓ اعتراض کیوں کرتے؟ معلوم ہوا احرام کی حالت میں رنگ دار کپڑے یا سرمہ جائز نہیں' البتہ رنگ دار کپڑوں سے مراد وہ ہیں جنھیں بعد میں رنگا گیا ہو یا زعفران وغیرہ سے رنگے ہوں' ورنہ پہلے سے رنگ والے کپڑے عورت احرام میں استعمال کر سکتی ہے۔ ان کپڑوں کی کراہت کی وجہ زینت یا خوشبو ہے۔ ⑤ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی دینی نقصان پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کلمۂ ''لَوْ'' کہنا جائز ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں جو ممانعت وارد ہے وہ دنیاوی امور کے متعلق ہے۔ ⑥ اپنے اہل خانہ اور بال بچوں کی خوب نگرانی کرنی چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی خلاف شرع کام کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔ ⑦ اگر ممکن ہو تو قربانی کے جانور دور دراز علاقے سے لائے جا سکتے ہیں۔ یہ مشروع ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٤٧) - تَخْمِيرُ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ (التحفة ٤٧)

باب:٤٧- محرم (مرد) کے لیے اپنا چہرہ اور سر ڈھانپنا (درست نہیں)

٢٧١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بِشْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَيُكَفَّنُ فِي ثَوْبَيْنِ خَارِجًا رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ

٢٧١٤- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی (احرام کی حالت میں) اپنی سواری سے گر پڑا۔ اس (سواری) نے اسے فوراً مار ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے (احرام والے) دو کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ سر اور چہرہ ننگا رہے کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔''

٢٧١٤- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح:١٢٠٦/ ١٠١ عن محمد بن بشار، والبخاري، الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم؟ ح:١٢٦٧ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٩٣.

الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

فوائد ومسائل: ① مرد کو احرام کی حالت میں چہرہ ننگا رکھنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۶۷۴. ② روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم فوت ہو جائے تو اس کی احرام والی حالت قائم رکھی جائے۔ اسے یا کفن کو خوشبو نہ لگائی جائے۔ سر اور چہرہ ننگا رکھا جائے۔ وہ قیامت کے دن بھی احرام کی حالت میں اٹھے گا۔ مگر احناف اسے ہر محرم کے لیے درست نہیں سمجھتے کیونکہ موت سے اعمال ختم ہو جاتے ہیں' احرام کیسے باقی رہ گیا؟ لیکن یہ صریح فرمان نبوی کے مقابلے میں قیاس ہے جو بہت بری بات ہے' نیز میت کا ایمان باقی رہ سکتا ہے تو احرام کیوں نہیں؟ احناف اس حکم کو صرف اس شخص کے ساتھ خاص رکھتے ہیں کہ اس کے بارے میں خاص وحی آئی ہو گی۔ مگر یہ بات بلا دلیل ہے۔ ''ہوگا، ہوگی'' سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث کے آخری الفاظ: ''وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا'' بھی اس حکم کو عام کرتے ہیں کیونکہ لبیک کہنا اس شخص کے ساتھ خاص نہیں تھا۔ پھر دیگر احادیث بھی دلالت کرتی ہیں کہ کوئی شخص جس حالت میں فوت ہوگا' اسی حالت میں اٹھے گا' مثلاً: شہید اور خودکشی کرنے والا وغیرہ۔ ③ اس روایت میں سر کے ساتھ چہرہ ننگا رکھنے کا بھی حکم ہے جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں چہرہ ننگا رکھنا مرد کے لیے ضروری ہے' مگر امام شافعی کا خیال ہے کہ چہرہ ننگا رکھنا صرف سر ننگا رکھنے کے لیے ہے ورنہ احرام میں مرد کے لیے چہرہ ننگا رکھنا ضروری نہیں۔ بہر صورت احتیاط یہی ہے کہ چہرہ بھی ننگا رکھا جائے۔ اہل ظاہر اس مسئلے میں امام شافعی ؒ کے ساتھ ہیں مگر میت محرم کی صورت میں چہرہ ننگا رکھنے کے قائل ہیں۔

٢٧١٥- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّفَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ - يَعْنِي الْحَفَرِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثِيَابِهِ، وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

۲۷۱۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک (محرم) آدمی فوت ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کے (احرام کے) کپڑوں ہی میں اسے کفنا دو۔ اور اس کے چہرے اور سر کو نہ ڈھانپو۔ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔''

٢٧١٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٩٤، وأخرجه مسلم، ح: ١٢٠٦/ ٩٨ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، ح: ١٢٦٨ من حديث عمرو بن دينار به.

(المعجم ٤٨) - إِفْرَادُ الْحَجِّ (التحفة ٤٨)

باب:۴۸- صرف حج کا احرام باندھنا

٢٧١٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

۲۷۱۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔

فائدہ: احرام کی تین صورتیں ہیں: ① صرف حج کا احرام۔ ② صرف عمرے کا احرام۔ ③ عمرے اور حج دونوں کا بیک وقت احرام۔ پہلی صورت کو افراد دوسری کو (اگر اس کے بعد الگ احرام سے حج بھی کیا جائے تو) تمتع اور تیسری صورت کو قران کہتے ہیں۔ (اور اگر دوسری صورت میں صرف عمرہ ہی کیا جائے بعد میں حج نہ کیا جائے تو یہ بھی افراد ہی ہے مگر یہ افراد بالعمرہ ہے۔) رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس بات پر تو اتفاق ہے کہ آپ نے فرضیت حج کے بعد صرف ایک ہی حج کیا تھا' البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ نے صرف حج کیا یا حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کیے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کیے ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث سے مفہوم اخذ ہوتا ہے' لیکن مذکورہ روایت میں ہے کہ آپ نے صرف حج کیا یا صرف حج کا احرام باندھا۔ تطبیق یوں ہے کہ ابتدا میں نبی ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا' بعد میں عمرے کا حکم نازل ہوا تو آپ نے حج کے احرام میں عمرے کو بھی داخل فرمالیا لیکن چونکہ آپ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے' لہٰذا آپ عمرے کے بعد حلال نہ ہوئے بلکہ حج کے بعد ہی حلال ہوئے' لہٰذا آپ کے عمرہ کرنے کا پتا نہیں چلا۔ جن لوگوں نے آپ کو آخر وقت میں لبیک پکارتے سنا' انھیں پتا چل گیا کہ آپ حج کے ساتھ عمرے کی لبیک بھی پکار رہے ہیں۔ جنھوں نے صرف اول وقت میں لبیک پکارتے سنا' انھوں نے کہا کہ آپ نے صرف حج کیا۔

٢٧١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ

۲۷۱۷- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کی لبیک کہی۔

٢٧١٦ـ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١١/ ١٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٥، والكبرٰى، ح: ٣٦٩٥.

٢٧١٧ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج . . . الخ، ح: ١٥٦٢، ومسلم، ح: ١٢١١/ ١١٨ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٣٥، والكبرٰى، ح: ٣٦٩٦ . * محمد بن عبدالرحمٰن هو محمد بن عبدالرحمن بن نوفل .

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ.

٢٧١٨- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ».

٢٧١٨- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہونے سے چند دن قبل (حج کو) نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص صرف حج کا احرام باندھنا چاہے وہ حج کا احرام باندھے اور جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے‘ وہ عمرے کا احرام باندھے۔“

فائدہ: ابتدا میں تو ایسے ہی تھا کہ حج اور عمرے کے احرام میں اختیار تھا۔ بعد میں آپ نے وحی کی بنا پر عمرہ لازم فرما دیا کہ جن لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھ رکھا ہے اگر ان کے پاس قربانی کا جانور نہیں تو حج کا احرام عمرے سے بدل کر عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو جائیں اور جن کے ساتھ قربانی کے جانور ہیں‘ وہ حج کے ساتھ عمرہ بھی داخل کر لیں لیکن عمرہ کرنے کے بعد حلال نہ ہوں۔

٢٧١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّبَرَانِيُّ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ.

٢٧١٩- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہمارا ارادہ یہی تھا کہ یہ صرف حج ہے۔

٢٧١٨_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في إفراد الحج، ح: ١٧٧٨ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٩٨، وهو متفق عليه، البخاري، ح: ٣١٧، ومسلم، ح: ١٢١١/ ١١٥-١١٧ من حديث هشام بن عروة به مطولاً.

٢٧١٩_ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ١٥٦١، ومسلم، ح: ١٢١١/ ١٢٨ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧١٨) من حديث منصور، ومسلم، ح: ١٢١١/ ١٢٩ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٩٧.

فائدہ: یہ اکثریت کی بات ہے ورنہ بعض صحابہ کا احرام تو شروع ہی سے عمرے کا تھا جیسا کہ روایت: ۲۷۱۸ میں ہے' نیز یہ بات ابتدا کی ہے' بعد میں عمرے کا حکم آیا تو صورت حال بدل گئی۔ وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔

(المعجم ٤٩) - اَلْقِرَانُ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھنا

٢٧٢٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ الصُّبَيُّ بْنُ مَعْبَدٍ: كُنْتُ أَعْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمْتُ، فَكُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْجِهَادِ، فَوَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِي يُقَالُ لَهُ: هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: اِجْمَعْهُمَا، ثُمَّ اذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْعُذَيْبَ، لَقِيَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَأَنَا أُهِلُّ بِهِمَا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا هٰذَا بِأَفْقَهَ مِنْ بَعِيرِهِ، فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَأَنَا حَرِيصٌ عَلَى الْجِهَادِ، وَإِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُ هُرَيْمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ: يَا هَنَّاهُ! إِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَقَالَ: اِجْمَعْهُمَا، ثُمَّ اذْبَحْ مَا

۲۷۲۰- حضرت صبی بن معبد بیان کرتے ہیں کہ میں اعرابی اور عیسائی تھا' پھر میں مسلمان ہو گیا۔ مجھے جہاد کا بہت شوق تھا۔ لیکن مجھے پتا چلا کہ مجھ پر تو حج اور عمرہ فرض ہیں۔ میں اپنے قبیلے کے ایک آدمی کے پاس آیا جن کا نام ہریم بن عبداللہ تھا۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: دونوں بیک وقت کر لو پھر قربانی کا جو جانور میسر ہو ذبح کر دینا۔ میں نے دونوں کا احرام باندھ لیا۔ جب ہم عذیب مقام پر پہنچے تو مجھے حضرت سلمان بن ربیعہ اور حضرت زید بن صوحان ملے۔ میں حج اور عمرے کی لبیک کہہ رہا تھا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ شخص تو اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ دار معلوم نہیں ہوتا۔ میں حضرت عمر ؓ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اے امیر المومنین! میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ مجھے جہاد کا بہت شوق ہے لیکن میں نے حج اور عمرہ اپنے آپ پر فرض پایا ہے۔ میں ہُرَیم بن عبداللہ کے پاس گیا۔ میں نے کہا: اے وہ (ہُرَیم)! میں نے اپنے آپ پر حج اور عمرہ دونوں کو فرض پایا ہے (تو میں کیا کروں)؟ انھوں نے کہا: دونوں کا

٢٧٢٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الإقران، ح: ١٧٩٨، ١٧٩٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٩٩، وصححه الدارقطني (العلل الواردة، ح: ٢/ ١٦٦)، وابن حبان، ح: ٩٨٥، ٩٨٦. * وأبووائل هو شقيق بن سلمة، ومن طريقه أخرجه ابن ماجه: ٢٩٧٠.

اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا، فَلَمَّا أَتَيْتُ الْعُذَيْبَ، لَقِيَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا هٰذَا بِأَفْقَهَ مِنْ بَعِيرِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ.

احرام اکٹھا باندھ لو' پھر جو قربانی میسر ہو' ذبح کر دینا۔ میں نے دونوں کا احرام باندھ لیا۔ جب میں عذیب مقام پر پہنچا تو مجھے حضرت سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان ملے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: یہ اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ دار نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھیں تمھارے نبی ﷺ کی سنت کی توفیق ملی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''حج اور عمرہ فرض ہیں'' شاید انھوں نے یہ بات ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (البقرہ ۲:۱۹۶) سے اخذ کی ہو یا شاید کسی نے انھیں فتویٰ دیا ہو۔ ② ''جانور ذبح کر دینا'' کیونکہ حج کے ساتھ عمرہ کیا جائے تو ایک جانور ذبح کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ ③ ''اونٹ سے زیادہ سمجھ دار نہیں'' کیونکہ وہ لوگ حج اور عمرے کو اکٹھا کرنا صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ انھیں علم نہیں تھا۔ ④ ''سنت کی توفیق ملی ہے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف تمتع سے روکتے تھے' قران سے نہیں۔ گویا وہ عمرے اور حج کے دوران میں حلال ہونے کو جائز نہیں سمجھتے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ درمیان میں حلال نہیں ہوئے تھے۔ ⑤ مسئلے کا علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لینا چاہیے۔

٢٧٢١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الصُّبَيُّ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ: فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ إِلَّا قَوْلَهُ: يَا هَنَّاهُ!.

٢٧٢١- حضرت صبی نے (مذکورہ بالا) کے مثل حدیث بیان کی۔ کہا: پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' پھر پورا قصہ (واقعہ) بیان کیا لیکن یَا هَنَّاهُ! ''اے وہ ہریم!'' کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

٢٧٢٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، ح: وَأَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ

٢٧٢٢- حضرت شقیق بن سلمہ ابو وائل سے روایت ہے کہ بنو تغلب کے ایک شخص جنھیں صبی بن معبد کہا جاتا تھا اور وہ پہلے عیسائی تھے' پھر وہ مسلمان ہو گئے' اپنے پہلے حج کو آئے تو انھوں نے حج اور عمرے کی بیک وقت لبیک کہی۔ وہ اسی طرح دونوں کی بیک وقت لبیک کہتے

٢٧٢١- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠٠.

٢٧٢٢- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠١.

عَنْ مُجَاهِدٍ، وَغَيْرِهِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهُ: شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ أَبُووَائِلٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَغْلِبَ يُقَالُ لَهُ: الصُّبَيُّ ابْنُ مَعْبَدٍ وَكَانَ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، فَأَقْبَلَ فِي أَوَّلِ مَا حَجَّ فَلَبّٰى بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ جَمِيعًا، فَهُوَ كَذٰلِكَ يُلَبِّي بِهِمَا جَمِيعًا، فَمَرَّ عَلٰى سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ، قَالَ أَحَدُهُمَا: لَأَنْتَ أَضَلُّ مِنْ جَمَلِكَ هٰذَا، فَقَالَ الصُّبَيُّ: فَلَمْ يَزَلْ فِي نَفْسِي حَتّٰى لَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ قَالَ شَقِيقٌ: فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ أَنَا وَمَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ إِلَى الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ نَسْتَذْكِرُهُ، فَلَقَدِ اخْتَلَفْنَا إِلَيْهِ مِرَارًا أَنَا وَمَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ.

جا رہے تھے کہ ان کا گزر سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے قریب سے ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا: تو تو اپنے اس اونٹ سے بھی کم عقل ہے۔ حضرت صبی نے کہا: مجھے اس بات سے بہت پریشانی ہوئی حتی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے یہ ساری بات ان کے گوش گزار کی۔ وہ فرمانے لگے: تمھیں تمھارے نبی ﷺ کی سنت مطہرہ کی توفیق ملی ہے۔ حضرت شقیق نے کہا: میں اور حضرت مسروق بن اجدع حضرت صبی بن معبد کے پاس بکثرت آتے جاتے تھے اور ان سے یہ واقعہ سنانے کی گزارش کرتے تھے۔

فائدہ: حج اور عمرے کی بیک وقت لبیک یوں ہوگی: لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ.

٢٧٢٣- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُثْمَانَ فَسَمِعَ عَلِيًّا يُلَبِّي بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، فَقَالَ: أَلَمْ تَكُنْ تُنْهٰى

٢٧٢٣- حضرت مروان بن حکم سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرے کی اکٹھی لبیک کہتے سنا۔ حضرت عثمان فرمانے لگے: کیا آپ کو علم نہیں کہ اس سے روکا گیا ہے؟ حضرت علی فرمانے لگے: یقیناً علم ہے مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں کی اکٹھی لبیک

٢٧٢٣- أخرجه البخاري، ح: ١٥٦٣ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧١٨) من حديث علي بن حسين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٠٢، ووقع في بعض النسخ: "الأشعث" بدل "الأعمش" وهو خطأ.

عَنْ هٰذَا؟ قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُلَبِّي بِهِمَا جَمِيعًا، فَلَمْ أَدَعْ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِقَوْلِكَ.

کہتے سنا ہے۔ میں تمھارے حکم کی وجہ سے نبی ﷺ کا فرمان نہیں چھوڑ سکتا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح حج وعمرہ اکٹھا کرنے سے روکتے تھے کیونکہ وہ حج افراد کو افضل سمجھتے تھے اور اسی بنا پر اس کا حکم بھی دیتے تھے۔ اور یہ ان کا ذاتی اجتہاد تھا۔ بہر حال اگر کوئی حج قران یا تمتع کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ احادیث کی روشنی میں یہ موقف صحیح ہے۔ واللہ أعلم. ② عالم کو اپنے علم کی اشاعت اور اس کا اظہار کرنا چاہیے۔ امراء سے ڈر کر مسئلے کو چھپانا جائز نہیں، لیکن یہ اظہار مسلمانوں کی اصلاح اور خیر خواہی کی نیت سے ہو نہ کہ کسی فتنے کی بنیاد ڈالنے کے لیے۔ ③ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کو اپنی تقلید یا حمایت پر مجبور نہیں کر سکتا۔

٢٧٢٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ: أَنَّ عُثْمَانَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَأَنْ يَّجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ مَعًا، فَقَالَ عُثْمَانُ: أَتَفْعَلُهَا وَأَنَا أَنْهٰى عَنْهَا؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: لَمْ أَكُنْ لِأَدَعَ سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ.

٢٧٢٤-حضرت مروان سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمتع اور قران سے روکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علانیہ حج اور عمرے کی اکٹھی لبیک پڑھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسا کرتے ہیں جبکہ میں نے اس سے روک رکھا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں میں سے کسی شخص کے کہنے سے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔

فائدہ: ''تمتع'' یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرے کا احرام باندھا جائے' پھر عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور حج کے دنوں میں دوبارہ حج کا احرام باندھا جائے۔ اور ''قران'' یہ ہے کہ میقات ہی سے عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھا جائے' پھر عمرہ اور حج دونوں کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔ دونوں صورتوں میں قربانی واجب ہوگی' نیز حرم میں رہنے والے یہ دونوں صورتیں' یعنی تمتع اور قران نہیں کر سکتے۔ ان کی اجازت صرف ان لوگوں کو ہے جو میقات سے گزریں اور احرام باندھیں۔ یا میقات اور حرم کے درمیان رہنے والے

٢٧٢٤_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٠٣، وأخرجه البخاري، ح: ١٥٦٣ من حديث شعبة به.

اپنی جگہ سے احرام باندھ کر روانہ ہوں۔

٢٧٢٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۷۲۵- نضر نے شعبہ سے اسی سند سے اس جیسی روایت بیان کی ہے۔

٢٧٢٦- أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ أَمَّرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلِيٌّ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ صَنَعْتَ»؟ قُلْتُ: أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِكَ، قَالَ: «فَإِنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ» قَالَ: وَقَالَ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ، وَلٰكِنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ».

۲۷۲۶- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر بنایا تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب وہ (حجۃ الوداع کے موقع پر یمن سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے احرام کیسے باندھا ہے؟“ میں نے عرض کیا: میں نے تو آپ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں تو قربانی کے جانور بھی ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج وعمرے کا اکٹھا احرام باندھا ہے۔“ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا: ”اگر مجھے اس حکم کا پہلے پتا چل جاتا جس کا بعد میں پتا چلا (یعنی عمرے کے وجوب کا) تو میں اسی طرح کرتا جیسے تم نے کیا، لیکن میں تو قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں، لہٰذا میرا حج وعمرہ اکٹھا ہوگا۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کی سند میں ابواسحاق مدلس راوی ہے جو عن سے بیان کر رہا ہے لیکن اس کے صحیح شواہد موجود ہیں۔ جن کا محقق کتاب نے بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک شاہد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث بھی ہے، لہٰذا یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے اور ابواسحاق کا عنعنہ یہاں مضر نہیں۔ واللہ أعلم. تفصیل کے

٢٧٢٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٠٤.

٢٧٢٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الإقران، ح: ١٧٩٧ عن يحيى بن معين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٠٥. * أبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٩٦، ولأصل الحديث شواهد كثيرة. * يونس هو ابن أبي إسحاق، وحجاج هو ابن محمد.

لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٤/١٥٩-١٦٢) ② ''کیسے احرام باندھا ہے؟'' یعنی صرف حج کا یا صرف عمرے کا یا دونوں کا؟ ③ ''آپ کے احرام کی طرح'' یعنی میں نے احرام باندھتے وقت کہا تھا کہ میرا احرام رسول اللہ ﷺ کے احرام کی طرح ہوگا۔ اگرچہ اس وقت انھیں علم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کیسے باندھا ہے لیکن چونکہ ان کے ساتھ بھی قربانی کے جانور تھے' لہٰذا عملاً بھی ان کا احرام رسول اللہ ﷺ کے احرام ہی کی طرح ہو گیا۔ ④ ''میں اسی طرح کرتا'' یعنی قربانی ساتھ نہ لاتا (بلکہ موقع پر خریدتا) اور عمرہ کر کے حلال ہو جاتا۔ ⑤ ثابت ہوا تمتع اور قران شرعاً جائز ہیں' بلکہ تمتع افضل ہے اور آسانی کا باعث بھی۔

٢٧٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يَقُولُ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ، ثُمَّ تُوُفِّيَ قَبْلَ أَنْ يَنْهٰى عَنْهَا، وَقَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ الْقُرْآنُ بِتَحْرِيمِهِ.

٢٧٢٧- حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ اکٹھا کیا' پھر آپ فوت ہو گئے' نہ تو آپ نے (اس سے) روکا اور نہ قرآن میں اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

٢٧٢٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابٌ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُمَا النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ فِيهِمَا رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

٢٧٢٨- حضرت عمران ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج و عمرہ اکٹھا کیا' پھر (اس سے روکنے کے بارے میں) کوئی حکم نازل نہیں ہوا' نہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ (بعد میں) ایک شخص (حضرت عمر ؓ) نے اپنی رائے سے اس کے بارے میں جو چاہا' کیا۔

فوائد ومسائل: ① ایک شخص سے مراد حضرت عمر ؓ ہیں کیونکہ وہ اس صورت سے روکا کرتے تھے۔ باقی بالتبع آتے ہیں۔ ② یہ حدیث دلیل ہے کہ قرآن کا حکم حدیث سے منسوخ ہو سکتا ہے۔

٢٧٢٧_ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح:١٢٢٦/١٦٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٠٦.

٢٧٢٨_ أخرجه مسلم، ح:١٢٢٦/١٦٨ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة، والبخاري، الحج، باب التمتع على عهد رسول الله ﷺ، ح:١٥٧١ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٠٧.

٢٧٢٩- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ ابْنُ حُصَيْنٍ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۷۲۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ، هٰذَا - أَحَدُهُمْ لَا بَأْسَ بِهِ، وَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ شَيْخٌ يَرْوِي عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ لَا بَأْسَ بِهِ، وَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ يَرْوِي عَنِ الزُّهْرِيِّ وَالْحَسَنِ، مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسمٰعیل بن مسلم نام کے تین راویٔ حدیث ہیں۔ان میں سے ایک تو یہی ہیں۔ان پر کوئی اعتراض نہیں۔دوسرے بزرگ وہ ہیں جو ابوالطفیل سے بیان کرتے ہیں۔ان میں بھی کوئی خرابی نہیں۔تیسرے اسمٰعیل بن مسلم حضرت زہری اور حضرت حسن سے بیان کرتے ہیں۔وہ محدثین کے نزدیک متروک الحدیث (غیر معتبر) ہیں۔

فائدہ: اکثر صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تمتع کیا تھا۔خود آپ نے قران فرمایا تھا'لٰہذا دونوں جائز ہیں۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ان میں سے افضل کون سا طریقہ ہے۔(تفصیل ان شاءاللہ آگے آئے گی۔)

٢٧٣٠- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ يَحْيٰى وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٌ الطَّوِيلُ وَيَحْيٰى ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ كُلُّهُمْ عَنْ أَنَسٍ سَمِعُوهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

۲۷۳۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو [لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّ حَجًّا] "اے اللہ! میں تیرے سامنے حج وعمرے کے لیے حاضر ہوں۔" فرماتے ہوئے سنا۔

٢٧٢٩ـ أخرجه مسلم، ح: ١٢٢٦/ ١٧١ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧٢٧) من حديث إسماعيل بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٠٨.

٢٧٣٠ـ أخرجه مسلم، الحج، باب إهلال النبي ﷺ وهديه، ح: ١٢٥١ من حديث هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٠٩.

«لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا، لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا».

فائدہ: معلوم ہوا آپ نے قران کیا تھا اور یہی صحیح ہے۔ آپ اس وقت یہی کر سکتے تھے۔ صرف حج' ابتدا میں تھا۔ تمتع کی ترغیب دی۔

۲۷۳۱- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُلَبِّي بِهِمَا.

۲۷۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ دونوں کی بیک وقت لبیک کہتے سنا۔

۲۷۳۲- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُلَبِّي بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ جَمِيعًا، فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: لَبّٰى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ، فَلَقِيتُ أَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ أَنَسٌ: مَا تَعُدُّونَا إِلَّا صِبْيَانًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا مَعًا».

۲۷۳۲- حضرت بکر بن عبداللہ مزنی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے نبی ﷺ کو عمرہ وحج کی اکٹھی لبیک فرماتے سنا۔ میں نے یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی تو وہ کہنے لگے: آپ نے صرف حج کی لبیک کہی تھی۔ میں پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات بیان کی۔ آپ فرمانے لگے: تم ہمیں بچے ہی سمجھتے ہو۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو [لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّ حَجّاً مَعًا] فرماتے سنا ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ابتدائی حالت بیان کرتے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ آخری۔ ظاہر ہے آخری بات ہی معتبر ہوتی ہے۔ ② ''تم ہمیں بچے ہی سمجھتے ہو'' یعنی گویا ہم نے بچوں کی طرح معاملہ ضبط نہیں کیا۔ ویسے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت انس رضی اللہ عنہ بیس سال کے تھے۔ تقریباً یہی عمر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

۲۷۳۱- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۳۷۱۰. * أبوإسحاق عنعن، وأبوأسماء الصيقل مجهول، ولكن الحديث السابق والآتي شاهدان له.

۲۷۳۲- أخرجه مسلم، الحج، باب في الإفراد والقران، ح: ۱۲۳۲ من حديث هشيم، والبخاري، المغازي، باب: بعث علي بن أبي طالب وخالد بن الوليد رضي الله عنهما إلى اليمن قبل حجة الوداع، ح: ۴۳۵۳، ۴۳۵۴ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ۳۷۱۱.

کی تھی۔ اور بیس سال کی عمر والے کو بچہ نہیں کہتے۔

(المعجم ٥٠) - اَلتَّمَتُّعُ (التحفة ٥٠)

باب: ٥٠- تمتع کا بیان

٢٧٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، وَأَهْدٰى وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْيَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدٰى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لْيُهِلَّ بِالْحَجِّ ثُمَّ لْيُهْدِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ». فَطَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ، وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ، ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ

٢٧٣٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں حج سے پہلے عمرے کا فائدہ اٹھایا تھا اور قربانی بھی کی تھی۔ آپ ذوالحلیفہ ہی سے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے کر چلے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرے کی لبیک پکاری' پھر حج کی لبیک پکاری۔ اور لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج سے پہلے عمرہ کرنے کا فائدہ اٹھایا۔ کچھ لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے' کچھ نہیں لائے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے قریب تھے' آپ نے لوگوں سے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص قربانی لایا ہے' اس پر کوئی حرام چیز حلال نہیں ہوگی (اس کا احرام ختم نہیں ہوگا) حتی کہ وہ اپنا حج پورا کرے۔ اور جو شخص قربانی کا جانور نہیں لایا' وہ بیت اللہ کا طواف کرے' صفا مروہ کی سعی کرے اور بال کٹوا کر حلال ہو جائے' پھر (حج کے دنوں میں) حج کا احرام باندھے۔ اور پھر قربانی بھی ذبح کرے۔ اور اگر وہ قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ دوران حج تین روزے رکھے اور جب اپنے گھر واپس جائے تو سات روزے رکھے۔'' رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ نے طواف فرمایا۔ سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا'

٢٧٣٣- أخرجه البخاري، الحج، باب من ساق البدن معه، ح: ١٦٩١، ومسلم، الحج، باب وجوب الدم على المتمتع وأنه إذا عدمه لزمه صوم . . . الخ، ح: ١٢٢٧ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧١٢.

أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ، وَمَشٰى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ، فَصَلّٰى عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا، فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ، وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ.

پھر طواف کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکر قدرے دوڑ کر پورے کیے اور باقی چار چکر آرام سے چلے' پھر جب بیت اللہ کا طواف پورا فرما لیا تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی' پھر سلام پھیر کر مڑے اور صفا پر آئے اور صفا مروہ کے بھی سات چکر لگائے' پھر آپ کسی حرام چیز سے حلال نہ ہوئے حتی کہ آپ نے اپنا حج پورا فرمایا اور نحر (دس ذی الحجہ) والے دن اپنے قربانی کے جانور ذبح فرمائے اور واپس آ کر بیت اللہ کا طواف فرمایا' پھر آپ پر ہر وہ چیز حلال ہو گئی جو (احرام کی وجہ سے) حرام ہوئی تھی۔ جو لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے انھوں نے بھی ایسے ہی کیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حج تمتع کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع فرمایا یا قران؟ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے قران فرمایا تھا۔ اور "تمتع" قران کو بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ لغوی طور پر تمتع کے معنی فائدہ اٹھانا ہیں۔ تمتع اور قران دونوں میں حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے' لہٰذا دونوں کو لغوی طور پر تمتع کہا جا سکتا ہے ورنہ اصل تمتع یہی ہے کہ عمرہ کر کے حلال ہو' پھر الگ احرام کے ساتھ حج کرے۔ اس حدیث میں بھی تمتع لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ② "پہلے عمرے کی لبیک پکاری" یہ بات مشہور روایات کے خلاف ہے۔ سابقہ روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے بیان ہے کہ آپ نے حج کی لبیک پکاری۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے حج پر عمرہ داخل فرمایا۔ ③ ہر حرام چیز حلال ہونے سے مراد احرام کا ختم ہونا ہے۔

٢٧٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ حَرْمَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

۲۷۳۴- حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما دونوں حج کو گئے۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

٢٧٣٤ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج . . . الخ، ح: ١٥٦٩، ومسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح: ١٢٢٣ من حديث سعيد بن المسيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧١٣.

سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: حَجَّ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ، فَلَمَّا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ نَهٰى عُثْمَانُ عَنِ التَّمَتُّعِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِذَا رَأَيْتُمُوهُ قَدِ ارْتَحَلَ فَارْتَحِلُوا، فَلَبّٰى عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ بِالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَنْهَهُمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَنْهٰى عَنِ التَّمَتُّعِ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَمَتَّعَ؟ قَالَ: بَلٰى!.

(بحیثیت خلیفہ) تمتع سے منع فرما دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: جب تم حضرت عثمان کو کوچ کرتے دیکھو تو تم بھی ساتھ ہی کوچ کرنا۔ حضرت علی اور ان کے دوسرے ساتھیوں نے (کوچ کے وقت) عمرے کی لبیک (بلند آواز سے) کہی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں نہ روکا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے) کہا: مجھے تو بتایا گیا تھا کہ آپ تمتع سے روکتے ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ضرور۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع فرمایا۔ انھوں نے کہا: کیوں نہیں؟

فائدہ: ''تمتع فرمایا'' یعنی اجازت دی یا لغوی معنی میں تمتع فرمایا۔ باقی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جلالت قدر اور اپنی طبعی نرمی کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے حکم پر مجبور نہیں فرمایا ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔ وہ بھی تمتع سے روکتے تھے۔

٢٧٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ - عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ - وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَقَالَ الضَّحَّاكُ: لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللهِ [تَعَالٰى]. فَقَالَ سَعْدٌ: بِئْسَمَا قُلْتَ يَا

٢٧٣٥- حضرت محمد بن عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس کو حج سے پہلے عمرے کا فائدہ اٹھانے کا تذکرہ کرتے سنا۔ یہ اس سال کی بات ہے جس سال حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے تھے۔ ضحاک کہنے لگے: یہ کام (تمتع) تو وہی کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام سے ناواقف ہو۔ حضرت سعد فرمانے لگے: اے بھتیجے! تو نے بری بات کہی ہے۔ ضحاک نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تو اس سے روکا

٢٧٣٥- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في التمتع، ح: ٨٢٣ عن قتيبة به، وقال: "صحيح"، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٤٤، والكبرى، ح: ٣٧١٤ . * محمد بن عبدالله حسن الحديث على الراجح، "قد صنعها" أي أذن فيها وأباحها، قاله ابن عبدالبر في التمهيد: ٨/ ٣٦٠ .

ابْنَ أَخِي! قَالَ الضَّحَّاكُ: فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ سَعْدٌ: قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ.

تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہ اللہ کے رسول نے کیا ہے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انھوں نے اسے شرعی امر سمجھ لیا، مگر صحابہ نے اور بعد میں ائمہ کرام نے وضاحت کی کہ تمتع شرعاً جائز ہے بلکہ بہت سے ائمہ کے نزدیک افضل ہے۔ ② حاکم وقت یا کسی کی بھی بات شریعت کے خلاف ہو اور اس کی تردید مقصود ہو تو احسن انداز میں کرنی چاہیے جو زیادہ مؤثر ہو اور اس میں وہ اپنی ہتک محسوس نہ کرے۔

٢٧٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِي مُوسٰى أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ، حَتّٰى لَقِيتُهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ فَعَلَهُ، وَلٰكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا مُعَرِّسِينَ بِهِنَّ فِي الْأَرَاكِ، ثُمَّ يَرُوحُوا بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُوسُهُمْ.

٢٧٣٦- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تمتع کے جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اس قسم کا فتویٰ دینے سے رک جاؤ۔ شاید آپ کو پتا نہیں کہ تمھارے بعد امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اس کے بارے میں کیا نیا حکم جاری فرمایا ہے۔ (حضرت ابوموسیٰ نے کہا:) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے پوچھا۔ وہ فرمانے لگے: تحقیق! مجھے بھی معلوم ہے کہ نبی ﷺ نے یہ کیا ہے مگر میں نے اچھا نہ سمجھا کہ لوگ رات کو پیلو کے درختوں کے نیچے بیویوں کے ساتھ جماع کرتے رہیں اور پھر حج کو جائیں تو ان کے سروں سے (غسل جنابت کے) پانی کے قطرے گر رہے ہوں۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے حقیقت حال واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے شرعاً جائز سمجھتے تھے مگر مذکورہ علت کی وجہ سے حج تمتع کو بہتر نہ سمجھا جو کہ آپ کی ایک اجتہادی غلطی تھی، تاہم درست یہی ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔ واللہ أعلم. ② ''نبی اکرم ﷺ نے یہ کیا ہے'' یعنی آپ نے یہ حکم دیا تھا ورنہ آپ حلال

٢٧٣٦- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز تعليق الإحرام وهو أن يحرم بإحرام كإحرام فلان ... الخ، ح: ١٢٢٢ عن محمد بن المثنى، ومحمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧١٥.

نہ ہوئے تھے۔ یا لغوی معنی میں آپ نے تمتع کیا ہے۔ اور اس معنی میں تو حضرت عمر بھی تمتع (قران) کو ناپسند نہیں فرماتے تھے۔ ③ ''پیلو کے درختوں کے نیچے'' ان دنوں وہاں یہ درخت عام ہوں گے' اس لیے اتفاقاً ان کا ذکر فرمایا۔

٢٧٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُتْعَةِ، وَإِنَّهَا لَفِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ فَعَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ - يَعْنِي الْعُمْرَةَ فِي الْحَجِّ -

٢٧٣٧- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر ؓ کو فرماتے سنا کہ اللہ کی قسم! میں تمھیں تمتع سے روکتا ہوں' حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اس کا ذکر اللہ کی کتاب میں ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کیا ہے' یعنی حج سے پہلے عمرہ کرنا۔

فائدہ: ''یعنی حج سے پہلے عمرہ کرنا'' یہ وضاحت اس لیے کی گئی کہ لفظ تمتع کے دوسرے معنی عورتوں سے متعہ کرنا ہے اور وہ حرام ہے۔ کوئی شخص وہ معنی مراد لے کر کہیں اسے جائز نہ سمجھ لے یا جواز کی نسبت حضرت عمر یا حضرت ابن عباس ؓ کی طرف نہ کر دے جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔

٢٧٣٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَعَلِمْتَ أَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ قَالَ: لَا، يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذَا مُعَاوِيَةُ يَنْهَى

٢٧٣٨- حضرت طاؤس سے منقول ہے کہ حضرت معاویہ ؓ نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا: کیا آپ کو پتا ہے کہ میں نے مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال کاٹے تھے؟ ابن عباس ؓ نے کہا: نہیں۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ یہ معاویہ ؓ لوگوں کو تمتع سے روکتے ہیں' حالانکہ نبی ﷺ نے تمتع کیا تھا۔

٢٧٣٧_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:٣٧١٦، وقال ابن كثير: إسناده جيد (مسند الفاروق: ١/ ٣٠٤)، وإنما نهى عنه عمر من أجل أنه يراه مخصوصًا بالنبي ﷺ وهذا اجتهاد منه، والمجتهد يخطيء ويصيب. * أبو حمزة هو السكري، ومطرف هو ابن طريف.

٢٧٣٨_ أخرجه مسلم، الحج، باب التقصير في العمرة، ح:١٢٤٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٣٧١٧، وأخرجه البخاري، ومسلم من طريق آخر عن طاوس به، كما سيأتي برقم: ٢٩٩٠.

النَّاسَ عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَدْ تَمَتَّعَ النَّبِيُّ ﷺ.

فوائد و مسائل: ① مروہ پر سر کے بال کاٹنا کسی عمرے ہی کے موقع پر ہو سکتا ہے کیونکہ حجۃ الوداع میں تو آپ نے حجامت منیٰ میں بنوائی تھی' پھر یہ عمرہ جعرانہ کی بات ہوگی جو ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوا۔ امام نووی اور ابن القیم ؒ وغیرہ نے اسے اس پر محمول کیا ہے۔ اس وقت تک حضرت معاویہ ؓ مسلمان ہو چکے تھے۔ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں عمرہ کر کے حلال نہیں ہوئے بلکہ حج کے بعد حلال ہوئے تھے۔ ② ''ابن عباس نے کہا: نہیں۔'' یعنی میں نہیں جانتا۔ لیکن صحیح مسلم کی روایت میں ابن عباس ؓ کے الفاظ یہ ہیں: [لَا أَعْلَمُ هٰذِهِ إِلَّا حُجَّةً عَلَيْكَ] (صحيح مسلم' الحج' حديث:١٢٤٦) میں تو اسے آپ کے موقف کے خلاف سمجھتا ہوں کیونکہ آپ تمتع سے روکتے ہیں۔ اور مروہ پر آپ کا رسول اللہ ﷺ کی حجامت بنانا دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرے کے بعد حلال ہوئے تھے' لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا حج تمتع ہوا تو پھر تم کیوں روکتے ہو؟ باب والی روایت کے آخری الفاظ بھی اسی معنیٰ (صحیح مسلم والی روایت کے معنیٰ) کی تائید کرتے ہیں۔ گویا حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت معاویہ ؓ کے حجامت بنانے والے واقعے کو حجۃ الوداع سے قبل عمرے پر محمول کیا ہے مگر صریح روایات ان کے خلاف ہیں' اس لیے بعض محققین نے مروہ پر حجامت بنانے کو حضرت معاویہ ؓ کی غلط فہمی یا نسیان و خطا پر محمول کیا ہے۔ واللہ أعلم. ③ حضرت معاویہ ؓ کا تمتع سے روکنا حضرت عمر اور حضرت عثمان ؓ کی اقتدا کے طور پر تھا۔ ④ خلاف سنت کام کی تردید ضروری ہے چاہے کرنے والا کوئی بھی ہو کیونکہ حق سب سے بڑا ہے۔

٢٧٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ - وَهُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ -، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ، فَقَالَ: «بِمَا أَهْلَلْتَ؟» قُلْتُ: أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْيٍ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا

٢٧٣٩- حضرت ابو موسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں (یمن سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس (حجۃ الوداع کے موقع پر) بطحاء میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''تو نے کیا احرام باندھا ہے؟'' میں نے کہا: میں نے تو نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''قربانی کا کوئی جانور ساتھ لایا ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر بیت اللہ کا طواف کر اور صفا مروہ کی سعی کر اور حلال ہو جا۔'' میں نے بیت اللہ

٢٧٣٩- أخرجه مسلم، الحج، باب نسخ التحلل من الإحرام والأمر بالتمام، ح:١٢٢١ عن محمد بن المثنٰى، والبخاري، الحج، باب من أهل في زمن النبي ﷺ كإهلال النبي ﷺ، ح:١٥٥٩ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧١٨.

وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حِلَّ»، فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي وَغَسَلَتْ رَأْسِي، فَكُنْتُ أُفْتِي النَّاسَ بِذٰلِكَ فِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَإِمَارَةِ عُمَرَ، وَإِنِّي لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ إِذْ جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ قُلْتُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَّئِدْ، فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَائْتَمُّوا بِهِ، فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَا هٰذَا الَّذِي أَحْدَثْتَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ؟ قَالَ: إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا ﷺ فَإِنَّ نَبِيَّنَا ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَحَرَ الْهَدْيَ.

کا طواف کیا۔ صفا مروہ کی سعی کی، پھر میں اپنی قوم کی ایک عورت کے پاس آیا۔ اس نے میرے سر میں کنگھی کی اور میرا سر دھویا۔ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں یہی فتویٰ دیا کرتا تھا (کہ حج تمتع جائز ہے)۔ ایک دفعہ میں موسم حج میں کھڑا (یہ فتویٰ دے رہا) تھا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: شاید آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین (حضرت عمر) رضی اللہ عنہ نے حج کے بارے میں ایک نیا حکم جاری کر دیا ہے (کہ تمتع نہ کیا جائے)۔ میں نے کہا: اے لوگو! جسے ہم نے (اس قسم کا) کوئی فتویٰ دیا ہے، وہ ذرا ٹھہر جائے (اس پر عمل نہ کرے)، حضرت امیر المومنین تمھارے پاس آنے ہی والے ہیں تو ان کی اقتدا کرنا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: امیر المومنین! کیا (عجیب) حکم ہے جو آپ نے حج کے بارے میں جاری کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے: اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو۔'' (یعنی درمیان میں حلال نہ ہو) اور اگر ہم نبی ﷺ کی سنت کو لیں تو نبی ﷺ حلال نہیں ہوئے تھے حتی کہ آپ نے قربانی ذبح فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① ''نبی ﷺ کے احرام کی طرح'' یعنی میں نے احرام باندھتے وقت کہا تھا کہ میں احرام باندھتا ہوں نبی ﷺ کے احرام کی طرح۔ ورنہ انھیں اس وقت پتا نہ تھا کہ نبی ﷺ نے کیا احرام باندھا ہے۔ ② حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو خود نبی اکرم ﷺ نے یمن بھیجا تھا کیونکہ یہ بھی یمنی تھے، پھر یہ حجۃ الوداع کی اطلاع پر یمن سے مکہ پہنچے۔ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید بھی اتمام کا حکم دیتا ہے۔ ظاہر ہے حج کی نیت رکھنے والے کا عمرہ کر کے حلال ہو جانا حج کے اتمام کے خلاف ہے کیونکہ ابھی حج تو ہوا ہی نہیں، وہ حلال بھی ہو گیا۔ ہاں جو آدمی جائے ہی عمرے کی نیت سے، وہ عمرے کا احرام باندھے اور عمرہ کر کے حلال ہو مگر حج کی نیت

والا عمرے کا احرام کیوں باندھے؟ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی حج ہی کا احرام باندھا تھا۔ باوجود عمرہ داخل ہونے کے پھر بھی حلال حج کی تکمیل کے بعد ہی ہوئے تھے۔ باقی رہا آپ کا صحابہ کو یہ حکم دینا کہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل کر عمرہ کر کے حلال ہو جاؤ' یہ مخصوص حکم تھا جو مخصوص حالت میں وحی کی بنا پر ہنگامی طور پر جاری کیا گیا۔ یہ ہمیشہ کے لیے ہے' لہٰذا اب جو حج کرنا چاہتا ہے' وہ حج ہی کا احرام باندھے یا پھر حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھے اور حج کی تکمیل کے بعد ہی احرام ختم کرے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اجتہاد میں کوئی شک نہیں لیکن صاحب قرآن کا عمل اور تمتع کے لیے آپ کا حکم یقیناً مقدم ہے کیونکہ آپ ہی شارع ہیں' نیز یہ کوئی وقتی حکم نہ تھا جیسا کہ سیدنا عمر وغیرہ نے سمجھا بلکہ یہ استحباب ہمیشہ کے لیے ہے جیسا کہ ایک سائل کے جواب میں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عمرہ حج میں تاقیامت داخل ہو گیا۔ اس سے تخصیص کا موقف کمزور ٹھہرتا ہے۔ واللہ أعلم.

٢٧٤٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ تَمَتَّعَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ، قَالَ فِيهَا قَائِلٌ بِرَأْيِهِ.

۲۷۴۰-حضرت مطرف فرماتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمتع فرمایا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا' پھر ایک کہنے والے نے اپنی رائے سے کہا (کہ تمتع نہیں کرنا چاہیے)۔

(المعجم ٥١) - تَرْكُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْإِهْلَالِ (التحفة ٥١)

باب:۵۱-لبیک کہتے وقت حج یا عمرے کا نام نہ لینا

٢٧٤١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَحَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِينَةِ تِسْعَ حِجَجٍ، ثُمَّ أُذِّنَ فِي

۲۷۴۱-حضرت محمد (باقر) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینے میں رہتے ہوئے نو سال ہو چکے تھے' پھر (دسویں سال) تمام لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اس سال رسول اللہ ﷺ حج کے لیے

٢٧٤٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٢٩، وهو في الكبرى، ح: ٣٧١٩.

٢٧٤١- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢٠.

النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَاجٌّ فِي هٰذَا الْعَامِ، فَنَزَلَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَيَفْعَلُ مَا يَفْعَلُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ، قَالَ جَابِرٌ: وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، عَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ، وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا، فَخَرَجْنَا لَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ.

تشریف لے جائیں گے‘ لہٰذا بہت زیادہ لوگ مدینہ منورہ آ گئے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں حج کرے اور جس طرح آپ حج کریں‘ وہ بھی اسی طرح کرے۔ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے نکلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے۔ آپ پر وحی اترتی تھی اور آپ ہی قرآن مجید کی صحیح تفسیر جانتے تھے‘ لہٰذا جو آپ نے کیا‘ ہم نے بھی کیا۔ ہم (مدینہ منورہ سے) نکلے تو ہماری نیت حج ہی کی تھی۔

فوائد ومسائل: ① ”نو سال“ آپ نے اس دوران میں عمرے تو تین کیے مگر حج نہیں فرمایا۔ ② ”اعلان کروایا گیا“ تاکہ تمام موجود مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت‘ صحابیت اور اقتدا کا شرف حاصل ہو۔ حج کے افعال براہ راست آپ سے سیکھیں۔ آپ سے شریعت کے دیگر مسائل کا علم حاصل کریں اور مسلمانوں کی اجتماعیت اور شان وشوکت کا اظہار ہو۔ ③ ”نیت حج کی تھی“ یعنی مدینے سے نکلتے وقت ورنہ احرام کے وقت تو بعض لوگوں نے عمرے کا احرام بھی باندھا تھا جیسا کہ پیچھے گزرا۔ یا اکثریت کی بات ہے۔ ④ امام نسائی رحمہ اللہ نے شاید نیت کے الفاظ سے یہ استنباط کیا ہے کہ حج یا عمرے کی صراحت ضروری نہیں۔ ویسے اس حدیث میں متعلقہ مسئلے کی وضاحت نہیں۔ بہت سی روایات میں [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَّ حَجَّةٍ] کے الفاظ صراحتاً رسول اللہ ﷺ سے مذکور ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ الحج‘ حدیث: ۱۵۶۳‘ وصحیح مسلم‘ الحج‘ حدیث: ۱۲۳۲) ویسے اس بات پر اتفاق ہے کہ نیت کافی ہے۔ لبیک کے ساتھ حج یا عمرے کی صراحت ضروری نہیں‘ البتہ ابتدائی لبیک میں ذکر ہو تو اچھی بات ہے۔

٢٧٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ

۲۷۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں) نکلے تو ہماری نیت صرف حج کی تھی۔ جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی

٢٧٤٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٩١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢١.

أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا لَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: «أَحِضْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْمُحْرِمُ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ».

تھی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے حیض شروع ہو گیا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''(کوئی بات نہیں) یہ ایسی چیز ہے جو آدم کی بیٹیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے' لہٰذا جو دوسرے محرم کریں' تو بھی کرتی رہ مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔''

فوائد ومسائل: ① ''سرف کے مقام پر پہنچے'' یہاں حدیث میں اختصار ہے کہ ہماری نیت تو حج کی تھی مگر آپ نے قربانی نہ لانے والے افراد کو حج کا احرام عمرے میں تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ میں نے بھی حج کا احرام عمرے میں تبدیل کر لیا مگر اب حیض شروع ہو گیا۔ اس وجہ سے سیدہ عائشہ ؓ کو پریشانی لاحق ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ طریقے کی وضاحت فرما کر پریشانی دور فرما دی۔ ② ''جو دوسرے محرم کریں'' دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو محرم کرتا ہے' وہ تو بھی کر۔

(المعجم ٥٢) - اَلْحَجُّ بِغَيْرِ نِيَّةٍ يَقْصِدُهُ الْمُحْرِمُ (التحفة ٥٢)

باب:٥٢-محرم کا نیت معین کیے بغیر احرام باندھنا

٢٧٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسٰى: أَقْبَلْتُ مِنَ الْيَمَنِ وَالنَّبِيُّ ﷺ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ حَيْثُ حَجَّ فَقَالَ: «أَحَجَجْتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «كَيْفَ قُلْتَ»؟ قَالَ: قُلْتُ: لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ

٢٧٤٣-حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) یمن سے آیا تو نبی ﷺ نے بطحاء (مکہ) میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے احرام باندھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کیسے باندھا ہے؟'' انھوں نے کہا: میں نے کہا تھا: اس احرام کے ساتھ جو نبی ﷺ کا احرام ہے' لبیک کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کی سعی کرو اور حلال ہو جاؤ۔''

٢٧٤٣_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٢٢، وأخرجه البخاري، ح: ١٥٦٥، ومسلم، ح: ١٢٢١ من حديث شعبة به.

قَالَ: «فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَحِلَّ» فَفَعَلْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً فَفَلَتْ رَأْسِي فَجَعَلْتُ أُفْتِي النَّاسَ بِذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا مُوسٰى! رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ، قَالَ أَبُو مُوسٰى: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ فَلْيَتَّئِدْ فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَائْتَمُّوا بِهِ، وَقَالَ عُمَرُ: إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

میں نے اسی طرح کیا' پھر میں (اپنے قبیلے کی) ایک عورت کے پاس آیا تو اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔ میں لوگوں کو اسی بات کا فتویٰ دیا کرتا تھا (کہ تمتع جائز ہے) حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آ گیا تو ایک آدمی نے مجھ سے کہا: اے ابوموسیٰ! اپنا یہ فتویٰ روک لو۔ شاید تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین نے تمھارے بعد حج کے بارے میں کیا نیا حکم جاری کیا ہے؟ میں نے کہا: اے لوگو! جس شخص کو ہم نے یہ فتویٰ دیا ہو وہ ذرا انتظار کر لے (یعنی اس پر عمل نہ کرے)' حضرت امیر المومنین تمھارے پاس تشریف لانے والے ہیں تو تم ان کے حکم کی پابندی کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (آئے تو میرے استفسار پر) کہنے لگے: اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو وہ ہمیں مکمل کرنے کا حکم دیتی ہے اور اگر ہم نبی ﷺ کی سنت مبارکہ کو لیں تو نبی ﷺ حلال نہیں ہوئے تھے حتی کہ قربانیاں ذبح ہو گئیں۔

فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت کوئی ضروری نہیں کہ حج یا عمرے کی معین نیت کی جائے بلکہ کسی دوسرے کی نیت سے انھیں معلق بھی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ افعال شروع کرنے سے قبل تعین ہو جانا ضروری ہے جیسا کہ مذکورہ بالا صورت میں ہوا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ابتداءً تو احرام مبہم رکھا (کَإِھْلَالِ النَّبِيِّ)' پھر افعال شروع ہونے سے قبل آپ نے وضاحت فرما دی کہ عمرہ کر کے حلال ہو جاؤ۔ آئندہ حدیث میں بھی یہی صورت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٧٣٩)

٢٧٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ

٢٧٤٤- حضرت محمد (باقر) رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے ان سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بیان

٢٧٤٤_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٢٣، ٣٧٢٤.

إِبْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَنَا: أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْيٍ وَسَاقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ هَدْيًا، قَالَ لِعَلِيٍّ: «بِمَا أَهْلَلْتَ؟» قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعِيَ الْهَدْيُ، قَالَ: «فَلَا تَحِلَّ».

فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کے جانور لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور لے کر آئے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تم نے کیا احرام باندھا ہے؟'' انھوں نے کہا: میں نے کہا ہے: میں احرام باندھتا ہوں رسول اللہ ﷺ کے احرام کی طرح۔ اور میرے ساتھ قربانی کے جانور بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تم (عمرہ کر کے) حلال نہ ہونا۔''

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے' لہٰذا وہ ان کے ذبح کرنے سے پیشتر حلال نہ ہو سکتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا احرام بھی مبہم اور رسول اللہ ﷺ کے احرام کے ساتھ معلق تھا' یعنی احرام میں جو نیت رسول اللہ ﷺ کی تھی وہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی تھی۔ اس میں حج یا عمرے کی تعیین نہیں تھی۔

٢٧٤٥- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: قَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ؟» قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَاهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ». قَالَ: «وَأَهْدٰى عَلِيٌّ لَهُ هَدْيًا».

٢٧٤٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن کی حکمرانی سے فارغ ہو کر آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! تم نے کیا احرام باندھا ہے؟'' انھوں نے کہا: جو رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''قربانی کے جانور (قربانی والے دن) ذبح کرنا اور اس وقت تک محرم رہو جیسے کہ تم ہو۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لیے قربانی کے جانور لائے تھے۔

٢٧٤٦- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ:

٢٧٤٦- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن پر حاکم مقرر فرمایا تو

٢٧٤٥ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد . . . الخ، ح: ٤٣٥٢، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٦ من حديث ابن جريج به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٢٥.

٢٧٤٦ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٧٢٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٢٦.

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ أَمَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْيَمَنِ فَأَصَبْتُ مَعَهُ أَوَاقِيَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلِيٌّ: وَجَدْتُ فَاطِمَةَ قَدْ نَضَحَتِ الْبَيْتَ بِنَضُوحٍ، قَالَ: فَتَخَطَّيْتُهُ فَقَالَتْ لِي: مَا لَكَ؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَحَلُّوا، قَالَ: قُلْتُ إِنِّي أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: «كَيْفَ صَنَعْتَ؟» قُلْتُ: إِنِّي أَهْلَلْتُ بِمَا أَهْلَلْتَ، قَالَ: «فَإِنِّي قَدْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ».

میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ کچھ اوقیے ملے تھے‘ پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس (یمن سے حجۃ الوداع میں مکہ) آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھر کو خوشبو لگا رکھی تھی۔ میں (حضرت فاطمہ کی طرف توجہ کیے بغیر) گھر سے گزر گیا تو وہ مجھے کہنے لگیں: کیا وجہ ہے؟ (آپ توجہ نہیں فرما رہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو خود حکم دیا ہے اور وہ حلال ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا: میں نے تو نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے‘ پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے کیسے احرام باندھا ہے؟“ میں نے کہا: میں نے آپ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ تفصیل حدیث نمبر: ۲۷۲۶ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ ② ”اوقیے ملے تھے“ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وقتی طور پر زکاۃ وغیرہ اکٹھی کرنے پر مقرر کیے گئے ہوں گے تو اس کام کے عوض انھیں کچھ اوقیے ملے۔ ③ ”خوشبو لگا رکھی تھی“ کیونکہ وہ عمرہ کر کے حلال ہو چکی تھیں اور انھیں توقع تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حلال ہو جائیں گے لیکن چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے لہٰذا وہ یوم نحر سے پہلے حلال نہیں ہو سکتے تھے۔

(المعجم ٥٣) - إِذَا أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَجْعَلُ مَعَهَا حَجًّا (التحفة ٥٣)

باب: ۵۳- جب کوئی شخص عمرے کا احرام باندھے تو کیا اس کے ساتھ حج بھی (شامل) کر سکتا ہے؟

٢٧٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۷۴۷- حضرت نافع سے منقول ہے کہ جس سال

٢٧٤٧ـ أخرجه البخاري، الحج، باب طواف القارن، ح: ١٦٤٠، ومسلم، الحج، باب بيان جواز التحلل بالإحصار وجواز القران . . . الخ، ح: ١٢٣٠/ ١٨٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٢٧.

اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَأَنَا أَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ قَالَ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ إِذًا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً، ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ: مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي، وَأَهْدٰى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ، ثُمَّ انْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيعًا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، فَنَحَرَ وَحَلَقَ فَرَأٰى أَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سال حج کا ارادہ فرمایا۔ ان سے کہا گیا کہ ان (حجاج اور ابن زبیر) کے درمیان لڑائی ہوگی اور خطرہ ہے کہ لوگ آپ کو بیت اللہ سے روکیں۔ انھوں نے فرمایا: (قرآن میں ہے:) ''یقیناً تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل میں بہترین نمونہ ہے۔'' ایسی صورت میں میں اس طرح کروں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے (صلح حدیبیہ کے زمانے میں) کیا تھا۔ میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کا احرام باندھ کر اسے اپنے آپ پر واجب کر لیا ہے' پھر وہ نکلے حتی کہ جب وہ بیداء (مقام) پر پہنچے تو کہنے لگے: حج اور عمرے کا معاملہ (اگر میں بیت اللہ تک نہ پہنچ سکا) تو ایک ہی ہے' لہٰذا میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے (یعنی احرام میں حج کو بھی داخل کر لیا ہے)۔ پھر انھوں نے قربانی کا جانور بھی ساتھ لے لیا' جو انھوں نے قدید سے خریدا تھا' پھر وہ دونوں (حج وعمرہ) کی لبیک کہتے ہوئے چلے حتی کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا مروہ کی سعی کی اور اس سے زائد کچھ نہ کیا۔ (اس وقت) نہ قربانی کی' نہ سر منڈوایا' نہ بال کٹوائے اور نہ کسی حرام چیز سے حلال ہوئے حتی کہ قربانیوں کا دن آ گیا' پھر انھوں نے قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا اور انھوں نے یہ خیال کیا کہ انھوں نے پہلے طواف کے ساتھ اپنے حج وعمرے کا طواف مکمل کر لیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی حکومت کے خلاف مکے میں پناہ لے رکھی تھی، پھر انھوں نے خلافت کا دعویٰ کر دیا۔ اہل اسلام کے بہت سے علاقوں نے ان کی بیعت کر لی۔ ادھر مروان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا عبدالملک خلیفہ بنا تو اس نے آہستہ آہستہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا علاقۂ حکومت کم کرنا شروع کر دیا حتی کہ ان کا تسلط صرف مکے کی حد تک رہ گیا۔ ۷۳ ہجری میں عبدالملک نے حجاج کو ان کا قلع قمع کرنے کے لیے بھیجا۔ حجاج نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ آخر کار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے اور ان کی حکومت ختم ہو گئی۔ رہے نام اللہ کا۔ اس سال خطرہ تھا کہ شاید حج کے دنوں سے پہلے لڑائی ختم نہ ہو اور حج نہ ہو سکے، مگر لڑائی پہلے ہی ختم ہو گئی اور باقاعدہ حج ہوا۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ حج کا ارادہ رکھنے والے کو اگر راستے میں خطرہ ہو تو اس کے باوجود وہ حج کی نیت سے نکل سکتا ہے بشرطیکہ اسے یقین نہ ہو بلکہ بچ جانے کی بھی امید ہو۔ یہ ''اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا'' نہیں ہے۔ ③ ''بہترین نمونہ ہیں'' ان کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی عمرۂ حدیبیہ میں بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تھا، جیسے آپ نے کیا، ہم اسی طرح کریں گے۔ جہاں روک دیے گئے، وہاں قربانیاں ذبح کر دیں گے، حجامت بنوائیں گے اور حلال ہو جائیں گے۔ ④ ''پہلے طواف کے ساتھ'' اس جملے کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ انھوں نے بیت اللہ پہنچتے وقت جو طواف قدوم اور سعی کیے تھے انھیں کافی سمجھا اور مزید طواف نہیں کیا۔ لیکن یہ مفہوم درست نہیں کیونکہ یوم نحر کو طواف کرنا قطعی بات ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں ہوتا، لہٰذا اس جملے کا مفہوم یا تو یہ ہوگا کہ انھوں نے حلال ہونے کے لیے پہلے طواف وسعی ہی کو کافی سمجھا۔ فرض طواف کا انتظار نہیں کیا بلکہ وہ بعد میں کیا۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ یوم نحر میں تو قربانی کے بعد احرام ختم ہو جاتا ہے، طواف حلال ہونے کے بعد کیا جاتا ہے۔ یا طواف سے سعی مراد لی جائے، یعنی انھوں نے پہلی سعی (جو طواف قدوم کے ساتھ کی تھی) ہی کو کافی سمجھا اور یوم نحر کے طواف کے بعد سعی نہیں کی۔ امام شافعی رحمہ اللہ قران (حج وعمرہ اکٹھا کرنا) کی صورت میں اسی کے قائل ہیں کہ اگر پہلے سعی کی ہو تو یوم نحر کو سعی کی ضرورت نہیں۔ اور صرف حج کی صورت میں احناف بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ یہ دو مفہوم مراد ہوں تو یہ جملہ صحیح ہے ورنہ یہ جملہ دیگر کثیر روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔ (سعی کو بھی طواف کہہ لیا جاتا ہے۔)

(المعجم ٥٤) - كَيْفَ التَّلْبِيَةُ (التحفة ٥٤)

باب:۵۴- لبیک کیسے کہا جائے؟

٢٧٤٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

۲۷۴۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لبیک کہتے سنا۔ آپ فرما

٢٧٤٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١٢٨٤/ ٢١ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، اللباس، باب التلبيد، ح: ٥٩١٥ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢٨.

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: إِنَّ سَالِمًا أَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ» وَإِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.

رہے تھے: [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ ...... لَاشَرِيكَ لَكَ] ”میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بلاشبہ تمام تعریفیں اور احسانات تیرے ساتھ خاص ہیں اور حکومت بھی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھتے تھے' پھر جب اونٹنی ذوالحلیفہ کی مسجد میں آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو آپ بلند آواز سے یہ کلمات ادا فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① احرام میں دل کی نیت اصل ہے لیکن اس کے ساتھ زبان سے لبیک کی ادائیگی کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔ صرف دو اَن سلی سادہ چادریں پہننے سے احرام شروع نہیں ہوتا جب تک دل کی نیت اور لبیک کی ادائیگی نہ ہو۔ ② لبیک عام طور پر کسی کے بلانے کے جواب میں کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ لبیک اس اعلان کے جواب میں ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے حج کی فرضیت کے بارے میں بیت اللہ کی تکمیل کے بعد کیا تھا کیونکہ اس اعلان کا تعلق ہر انسان سے اس وقت ہوتا ہے جب وہ حج کرنے جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ یہاں حج سے مراد حج اور عمرہ دونوں ہیں کیونکہ عمرے کو حج اصغر بھی کہا جاتا ہے۔) ③ لبیک مختصر ہے ایک لمبے جملے سے' جس کے معنی ہیں: اے اللہ! میں تیرے حضور بار بار اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی نماز وغیرہ میں بھی ہے لیکن حج کی پیشی ایک خصوصی رنگ رکھتی ہے' لہٰذا لبیک حج ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ④ لبیک پکارنے کو ”اِہلال“ کہا جاتا ہے کیونکہ ”اِہلال“ کے معنی ہیں' آواز بلند کرنا۔ چونکہ لبیک بلند آواز سے پکاری جاتی ہے لہٰذا اسے ”اِہلال“ کہتے ہیں' پھر چونکہ لبیک سے احرام شروع ہوتا ہے' اس لیے ”اِہلال“ احرام کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ⑤ ”جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوتی“ احرام کا طریقہ یہ ہے کہ غسل کر کے اَن سلی اور سادہ دو چادریں تہ بند اور قمیص کی جگہ لپیٹ لی جائیں' پھر فوراً لبیک شروع کر دیا جائے اور پھر وقتاً فوقتاً بلند آواز سے لبیک پکارتے رہیں۔ عمرے والا حرم تک اور حج والا ۱۰ تاریخ کو رمی کی آخری کنکری کے ساتھ تلبیہ بند کرے گا۔ نبی ﷺ نے نماز کے فوراً بعد ہی لبیک کہہ دیا تھا مگر وہ چند قریبی افراد نے سنا' پھر جب آپ سواری پر سوار ہوئے تو پھر لبیک پکارا جو پہلے سے زیادہ لوگوں نے سنا مگر سب نے نہیں' پھر آپ بَیْدَاء کے ٹیلے پر چڑھے تو پھر لبیک پکارا جو تقریباً سب نے سنا۔ جس نے جہاں سنا' بیان کر دیا' کوئی اختلاف نہیں۔ ⑥ تلبیہ آپ نے سب سے پہلے کون سی نماز کے بعد پکارا؟ ایک رائے کے مطابق نماز فجر کے بعد۔ موقف ہذا کی دلیل

میں صحیح بخاری کی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، حدیث:١٥٥١) لیکن اس حدیث میں اس کی کوئی صراحت نہیں۔ صحیح مسلم (حدیث:١٢٤٣) اور سنن نسائی (حدیث:٢٧٥٦) کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز ظہر تھی اور یہی درست ہے کیونکہ نبی ﷺ عصر کے وقت ذوالحلیفہ پہنچے تھے، اور آپ نے عصر کی نماز قصر، یعنی دو رکعت ادا فرمائی تھی، پھر رات آپ نے ذوالحلیفہ ہی میں گزاری اور دوسرے روز نماز ظہر کے فوراً بعد تلبیے کا آغاز فرمایا، پھر جب آپ اونٹنی پر بیٹھ گئے تو تلبیہ پکارا اور اسی طرح بیداء (ٹیلے) پر تلبیہ پکارا۔ ⑥ بعض روایات میں ہے، نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ میں نماز پڑھی (صحیح البخاري، حدیث:١٥٣٢) یہ نماز احرام کی دو رکعتیں تھیں یا عصر کے دو فرض تھے؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ظاہری الفاظ سے دونوں باتیں محتمل ہیں، لیکن دوسری روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے ذوالحلیفہ میں جو دو رکعتیں ادا فرمائی تھیں، وہ عصر کی نماز دوگانہ تھی۔ دیکھیے: (فتح الباری:٣/٤٩٣، مطبوعہ دارالسلام، زیر بحث حدیث:١٥٣٢) اس لیے اسے احرام باندھنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے حکم یا استحباب کے لیے نص قرار نہیں دیا جا سکتا، البتہ بعض دوسری روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی ﷺ آتے جاتے ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اس سے مطلقاً ذوالحلیفہ میں بطور تبرک کے دو رکعت پڑھنے کا جواز یا استحباب تو معلوم ہوتا ہے لیکن احرام کے وقت یا احرام باندھنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کا اثبات نہیں ہوتا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ احرام کی کوئی مخصوص نماز نہیں، البتہ وہ وقت فرض نماز کا ہو تو نماز کے بعد احرام باندھا جائے، رسول اللہ ﷺ کا اسوہ بھی یہی ہے۔ (مناسك الحج و العمرة، للألباني، ص:١٥، ١٦، مكتبة المعارف، الرياض)

٢٧٤٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدًا وَأَبَا بَكْرٍ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ».

٢٧٤٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یوں لبیک کہتے تھے: [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ ...... لَا شَرِيكَ لَكَ] ''میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ یقیناً تمام تعریفیں اور احسانات تیرے ساتھ ہی خاص ہیں اور حکومت بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔''

٢٧٤٩_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣ عن محمد بن جعفر، لقبه غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٢٩.

٢٧٥٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ.

٢٧٥٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی لبیک اس طرح تھی [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ ...... لَاشَرِيكَ لَكَ] ”میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ یقیناً تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں اور انعامات تیرے ساتھ خاص ہیں اور حکومت بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“

٢٧٥١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ. وَزَادَ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

٢٧٥١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی لبیک اس طرح تھی: [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ ...... لَاشَرِيكَ لَكَ] ”حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بلاشبہ تعریف اور احسانات تیرے ساتھ خاص ہیں اور حکومت بھی۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس میں یہ الفاظ (اپنی طرف سے) بڑھائے: [لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] ”حاضر ہوں، حاضر ہوں اور اپنے آپ کو تیرے حضور پیش کرتا ہوں۔ ہر قسم کی بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ ہمارا مانگنا بھی تجھی سے ہے اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہے۔“

فائدہ: الفاظ تلبیہ میں افضل یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیے پر اقتصار کیا جائے لیکن اگر کوئی اس میں اضافہ کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں چونکہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں تلبیہ کے الفاظ میں اضافہ کیا تھا جس پر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، تو ثابت ہوا کہ تلبیہ کے الفاظ میں ایسا اضافہ

٢٧٥٠_ أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية، ح:١٥٤٩، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح:١١٨٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٣١، والكبرى، ح: ٣٧٣٠.

٢٧٥١_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٧٣١.

کیا جا سکتا ہے جو اللہ کی تعظیم پر مبنی ہو، یہی قول جمہور علماء کا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ٢٢٠/٢٢-٢٢١)

٢٧٥٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ».

٢٧٥٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی لبیک یوں تھی: [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ ...... إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ] ''حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں۔ یقیناً تمام تعریفیں اور انعامات تیرے لیے خاص ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے۔ گزشتہ مفصل روایات میں تلبیے کے مکمل الفاظ موجود ہیں۔

٢٧٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ.

٢٧٥٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی لبیک یہ تھی: [لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ] ''میں حاضر ہوں اے معبود برحق۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ إِلَّا عَبْدَالْعَزِيزِ. رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْهُ مُرْسَلًا.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس روایت کو عبدالعزیز کے علاوہ کسی اور نے عبداللہ بن فضل سے مرفوع متصل بیان کیا ہو بلکہ اسماعیل بن امیہ نے ان سے یہ روایت مرسل بیان

٢٧٥٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤١٠ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٣٢، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي برقم: ٣٠٤٩.

٢٧٥٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التلبية، ح: ٢٩٢٠ من حديث عبدالعزيز به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٣٣، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٧٢، ح: ٢٦٢٣، وابن حبان، ح: ٩٧٥، والحاكم علٰى شرط الشيخين: ١/ ٤٤٩، ٤٥٠، ووافقه الذهبي، وللحديث علة مهدرة.

کی ہے۔ (گویا امام نسائی عبدالعزیز کی روایت کو درست نہیں سمجھ رہے۔)

(المعجم ٥٥) - رَفْعُ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۵-بلند آواز سے لبیک کہنا

٢٧٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «جَاءَنِي جِبْرِيلُ وَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أَصْحَابَكَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ».

۲۷۵۴- حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: اے محمد! اپنے ساتھیوں کو حکم دیں کہ لبیک بلند آواز سے کہیں۔“

فائدہ: ذکر اگرچہ آہستہ بہتر ہوتا ہے مگر جو ذکر شعار کا درجہ حاصل کر لے اور ہر کسی پر لازم ہو اسے بلند آواز سے ادا کرنا افضل ہوتا ہے جیسے تکبیرات اور لبیک وغیرہ' تا کہ دوسروں کو بھی رغبت ہو اور جو شخص نہیں جانتا' وہ بھی سیکھ لے' نیز تلبیہ احرام کی خصوصی علامت ہے کیونکہ لباس تو کوئی بھی پہن سکتا ہے' لہٰذا تلبیہ بلند آواز سے کہا جائے تاکہ احرام کا اعلان ہو جیسے قربانی کے جانور (جو بیت اللہ کو بھیجے جائیں) کے گلے میں قلادہ ڈالنا۔

(المعجم ٥٦) - اَلْعَمَلُ فِي الْإِهْلَالِ (التحفة ٥٦)

باب:۵۶-احرام کا عمل

٢٧٥٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۲۷۵۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٢٧٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في رفع الصوت بالتلبية، ح:٨٢٩، وابن ماجه، المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية، ح:٢٩٢٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح:٨٥٥ (بتحقيقي)، وهو في الكبرى، ح:٣٧٣٤، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٦٢٥، ٢٦٢٧، وابن حبان، ح:٩٧٤ وغيرهما.

٢٧٥٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء متى أحرم النبي ﷺ؟، ح:٨١٩ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح:٣٧٣٥ . * خصيف بن عبدالرحمٰن ليس بالقوي كما قال النسائي في كتاب الضعفاء والمتروكين: ١٧٧ .

السَّلَامِ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهَلَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بعد تلبیہ پکارا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے بشرط صحت اس سے احرام کی نماز مراد نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ ظہر کی نماز تھی، جس کے بعد آپ نے تلبیہ کہا، چنانچہ اگلی روایت میں اس کی صراحت ہے۔

٢٧٥٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ، ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ، وَأَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ.

٢٧٥٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز بیداء میں پڑھی، پھر سوار ہوئے اور بیداء کے پہاڑ پر چڑھے اور جب ظہر کی نماز پڑھی تھی، اسی وقت حج اور عمرے کی لبیک کہی تھی۔

٢٧٥٧- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ: فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى وَهُوَ صَامِتٌ حَتَّى أَتَى الْبَيْدَاءَ.

٢٧٥٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے حجۃ الوداع کے بارے میں روایت ہے کہ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھی۔ آپ (لبیک سے) خاموش رہے حتی کہ آپ بیداء میں پہنچے۔

٢٧٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا

٢٧٥٨- حضرت سالم نے اپنے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) کو فرماتے سنا کہ یہ تمھاری بیداء ہے جس کی بابت تم نبی ﷺ پر جھوٹ بولتے (غلط بیانی کرتے)

٢٧٥٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٦٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٣٦، وسنده ضعيف، وهو صحيح بالشواهد.

٢٧٥٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٣٧، انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧١٣.

٢٧٥٨ـ أخرجه البخاري، الحج، باب الإهلال عند مسجد ذي الحليفة، ح: ١٥٤١، ومسلم، الحج، باب أمر أهل المدينة بالإحرام من عند مسجد ذي الحليفة، ح: ١١٨٦/ ٢٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٣٨، والموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٢.

عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا مِنْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

ہو۔ نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ کی مسجد سے لبیک کہہ لیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① عام لوگوں میں مشہور تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیداء کے میدان میں لبیک کہنا شروع فرمایا لیکن یہ درست نہیں۔ اصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں بہ حیثیت مسافر ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور سلام کے بعد وہیں لبیک پکارا مگر وہ صرف چند قریبی ساتھیوں نے سنا' پھر آپ سواری پر تشریف فرما ہوئے تو پھر لبیک پکارا۔ اسے پہلے سے زیادہ لوگوں نے سنا' پھر آپ بیداء میں پہنچے تو آپ نے پھر لبیک پکارا۔ وہ تقریباً سب لوگوں نے سنا۔ جس نے جس جگہ سنا' اسی کے بارے میں بیان کیا۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اپنے اپنے علم کی بات ہے' البتہ احرام کی ابتدا ذوالحلیفہ سے ہوئی اور وہیں آپ نے لبیک کہنا شروع کیا تھا۔ ② ''جھوٹ بولتے ہو'' یعنی تمھیں غلط فہمی ہے کہ آپ نے لبیک کی ابتدا بیداء سے فرمائی۔ عربی میں غلط فہمی کو بھی جھوٹ کہہ لیتے ہیں کیونکہ دونوں خلاف واقعہ ہوتے ہیں۔ ③ ''ذوالحلیفہ کی مسجد'' اس وقت وہاں مسجد نہیں تھی۔ مسجد بعد میں بطور یادگار بنائی گئی۔

۲۷۵۹- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً.

۲۷۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوتے تھے' پھر سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو آپ لبیک فرماتے۔

فائدہ: اصل بات پیچھے گزر چکی ہے کہ آپ نے لبیک کی ابتدا نماز کے فوراً بعد بیٹھے بیٹھے فرمائی تھی۔

۲۷٦۰- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

۲۷٦۰- حضرت ابن عمر ؓ بیان فرمایا کرتے تھے

۲۷۵۹_ أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: "يأتوك رجالاً ... الخ"، ح: ۱۵۱٤، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبعث به راحلته ... الخ، ح: ۲۹/۱۱۸۷ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ۳۷۳۹، وتقدم طرفه، ح: ۲٦۸٤.

۲۷٦۰_ أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل حين استوت به راحلته قائمةً، ح: ۱۵۵۲، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبعث به راحلته متوجها إلى مكة ...، ح: ۲۸/۱۱۸۷ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ۳۷٤۰. * شعيب هو ابن إسحاق، وإسحاق هو الأزرق.

أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ. ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

کہ نبی ﷺ اس وقت لبیک کہتے جب آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی۔

٢٧٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَابْنِ إِسْحَاقَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَأَيْتُكَ تُهِلُّ إِذَا اسْتَوَتْ بِكَ نَاقَتُكَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُهِلُّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ وَانْبَعَثَتْ.

٢٧٦١- حضرت عبید بن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے آپ اس وقت لبیک کہتے ہیں جب سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی ہے (کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے فرمایا: بلاشبہ نبی ﷺ بھی اسی وقت لبیک فرمایا کرتے تھے جب آپ کی سواری آپ کو لے کر اٹھتی اور سیدھی کھڑی ہو جاتی۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے علم کے مطابق بیان فرما رہے ہیں ورنہ حجۃ الوداع وغیرہ کے موقع پر آپ نے نماز کے فوراً بعد لبیک کہنا شروع فرما دیا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا نہیں ہو گا۔

(المعجم ٥٧) - إِهْلَالُ النُّفَسَاءِ (التحفة ٥٧)

باب:٥٧- نفاس والی عورت کیسے احرام باندھے؟

٢٧٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ

٢٧٦٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ منورہ میں) نو سال ٹھہرے

٢٧٦١ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ... الخ، ح:١٦٦، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبعث به راحلته متوجها إلى مكة ...، ح:١١٨٧ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٤١، والموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٣ بطوله.

٢٧٦٢ـ [صحيح] تقدم، ح:٢١٥، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٤٢.

الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ يَقْدِرُ أَنْ يَأْتِيَ رَاكِبًا أَوْ رَاجِلًا إِلَّا قَدِمَ، فَتَدَارَكَ النَّاسُ لِيَخْرُجُوا مَعَهُ حَتَّى جَاءَ ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ ثُمَّ أَهِلِّي» فَفَعَلَتْ. مُخْتَصَرٌ.

مگر آپ نے حج نہیں فرمایا' پھر (دسویں سال میں) آپ نے تمام لوگوں میں حج کا اعلان فرمایا۔ کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا جو سوار یا پیدل آنے کی طاقت رکھتا تھا مگر وہ نہ آیا ہو (یعنی ضرور آیا)۔ سب لوگ جمع ہو گئے تاکہ آپ کے ساتھ حج کو جائیں حتی کہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس ؓ نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا تو آپ نے فرمایا: ”تو غسل کر کے لنگوٹ باندھ لے' پھر لبیک شروع کر دے۔ چنانچہ انھوں نے ایسے ہی کیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں' حدیث: ۲۷۶۴،۲۷۶۵۔ ② نفاس والی عورت کا احرام کے وقت غسل کرنا طہارت کے لیے نہیں صرف احرام کی سنت کے طور پر ہے تاکہ احرام کے دنوں میں سر یا بدن میں جوؤں یا میل کچیل سے بچت ہو سکے۔ یہ غسل حائضہ بھی کرے گی۔ غسل کے بعد لبیک کہا جائے' پھر طواف کے علاوہ باقی ارکان ادا کیے جا سکتے ہیں' خواہ حیض ونفاس کا خون جاری ہو۔ (اسی لیے لنگوٹ باندھنے کا حکم دیا۔) جب یہ حالت ختم ہو تو بعد میں طواف کر لے' خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے۔ ③ حیض اور نفاس والی عورت کی سعی کی بابت اختلاف ہے' تاہم احوط اور افضل یہی ہے کہ وہ صفا مروہ کی سعی بھی نہ کرے۔ واللہ أعلم.

٢٧٦٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ تَسْأَلُهُ كَيْفَ تَفْعَلُ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ

۲۷۶۳- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ میں) محمد بن ابی بکر کو جنم دیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا' وہ آپ سے پوچھ رہی تھیں کہ اب کیا کرے؟ آپ نے انھیں حکم دیا کہ غسل کر کے لنگوٹ باندھ لے اور لبیک کہے۔ (یعنی احرام شروع

٢٧٦٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢١٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٤٣.

وَتَسْتَثْفِرَ بِثَوْبِهَا وَتُهِلَّ.

کر دے۔)

فائدہ: یہ فرض غسل نہیں۔ اگر کوئی مجبوری ہو اور غسل نہ کیا جائے تو بھی گزارا ہو جائے گا' تاہم بلاوجہ نہ چھوڑا جائے۔

(المعجم ٥٨) - فِي الْمُهِلَّةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضُ وَتَخَافُ فَوْتَ الْحَجِّ (التحفة ٥٨)

باب:٥٨-عورت نے عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو'اسے حیض شروع ہو جائے اور (انتظار کی صورت میں) حج فوت ہونے کا خطرہ ہو تو؟

٢٧٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَقْبَلْنَا مُهِلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ مُهِلَّةً بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ، حَتَّى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ: فَقُلْنَا: حِلُّ مَاذَا؟ قَالَ: «اَلْحِلُّ كُلُّهُ» فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ، ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ، ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ: «مَا شَأْنُكِ؟» فَقَالَتْ: شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أُحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ

٢٧٦٤- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف حج کا احرام باندھے (یا حج کی لبیک کہتے ہوئے) جا رہے تھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا۔ جب ہم سرف مقام پر پہنچے تو انھیں حیض شروع ہو گیا حتی کہ جب ہم (مکہ مکرمہ میں) آئے تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لایا' وہ حلال ہو جائے۔ ہم نے کہا: کس قسم کے حلال ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''مکمل حلال ہو جائیں۔'' چنانچہ ہم نے اپنی بیویوں سے جماع کیے' خوشبوئیں لگائیں اور عام کپڑے پہنے حالانکہ ہمارے اور یوم عرفہ کے درمیان صرف چار راتیں باقی تھیں' پھر ہم نے ترویے (٨ ذوالحجہ) کے دن دوبارہ احرام باندھا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

٢٧٦٤- أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح:١٢١٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٤٤.

وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ فَقَالَ: «إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بِالْحَجِّ» فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ حَتّٰى إِذَا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ: «قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجَّتِكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا» فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَجَجْتُ قَالَ: «فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ! فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ» وَذٰلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ.

آئے تو انھیں روتے ہوئے پایا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے کیا ہوا؟“ انھوں نے کہا: ہوا یہ ہے کہ مجھے حیض آ رہا ہے۔ لوگ (عمرہ کر کے) حلال ہو گئے ہیں اور میں حلال نہیں ہو سکی (یعنی عمرہ ہی نہیں کر سکی۔) اب لوگ حج کو جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”(کوئی بات نہیں) یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ رکھی ہے لہٰذا تو غسل کر' پھر حج کا احرام باندھ لے۔“ تو انھوں نے ایسے ہی کیا اور تمام ٹھہرنے کی جگہوں (منیٰ' عرفات اور مزدلفہ) میں ٹھہریں حتی کہ جب وہ حیض سے پاک ہو گئیں تو انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی' پھر آپ نے فرمایا: ”تو اپنے حج اور عمرے دونوں سے حلال (فارغ) ہو گئی ہے۔“ حضرت عائشہ ؓ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں اپنے دل میں کچھ محسوس کر رہی ہوں کیونکہ میں نے حج سے قبل بیت اللہ کا طواف وغیرہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: ”اے عبدالرحمٰن! انھیں لے جاؤ اور انھیں تنعیم سے عمرہ کراؤ۔“ یہ اس رات کی بات ہے جو آپ نے مُحَصَّب میں گزاری تھی۔

فوائد ومسائل: ① ”حضرت عائشہ ؓ نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا“ ان الفاظ سے ظاہراً یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے شروع ہی سے عمرے کا احرام باندھا تھا' مگر یہ درست نہیں۔ اصل بات یوں ہے کہ حضرت عائشہ ؓ اور اکثر لوگوں نے حج ہی کا احرام باندھا تھا۔ راستے میں آپ نے وحی کی بنا پر یہ حکم فرمایا کہ جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں' وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں تبدیل کر لیں اور عمرہ کر کے حلال ہو جائیں۔ حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ بھی قربانی کا جانور نہیں تھا' لہٰذا انھوں نے اپنے حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل لیا۔ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو انھیں حیض شروع ہو گیا' لہٰذا وہ عمرہ نہ کر سکیں۔ یوم تَرْوِیَہ (۸ ذوالحجہ) تک حیض ہی ختم نہ ہوا کہ عمرہ کر کے حج شروع کرتیں۔ اسی لیے انھیں پریشانی ہوئی جس کا تفصیلی ذکر اس حدیث میں ہے۔ ② سَرِف: یہ ایک مقام ہے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر۔ ③ ”کس قسم کی حلت“ چونکہ ابتداءً حج ہی کا احرام باندھا تھا' نیز حج کے افعال شروع ہونے کو صرف تین دن باقی تھے' اس

لیے ان کو حلال ہونے میں تردد تھا۔ ④ "مکمل حِلّت" یعنی تم جماع کر سکتے ہو۔ ⑤ "چار راتیں" آپ چار ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے اور آٹھ ذوالحجہ کو حاجی لوگ منیٰ میں جاتے ہیں۔ درمیان میں یہی تین چار دن تھے۔ ⑥ "حج کا احرام باندھ لے" یعنی عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لے تاکہ دونوں اکٹھے ادا ہو جائیں جیسا کہ آخر میں ہے کہ تو دونوں سے فارغ ہوگئی ہے یعنی دونوں ادا ہوگئے ہیں۔ گویا صرف نیت دونوں کی چاہیے' افعال صرف حج والے ہی ہوں گے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک ہے، جبکہ احناف کے نزدیک قران کی صورت میں عمرہ الگ کرنا ہوگا' حج الگ۔ صرف احرام مشترکہ ہوگا۔ وہ ترجمہ کرتے ہیں: "تو عمرے کا احرام چھوڑ کر صرف حج کا احرام باندھ لے" مگر آخری الفاظ: "تو حج وعمرہ دونوں سے حلال ہوگئی ہے" اس کے خلاف ہیں۔ ⑦ "میں اپنے دل میں کچھ محسوس کر رہی ہوں" یعنی میرا عمرہ حج سے الگ نہیں ہوا' لہٰذا مجھے اطمینان نہیں ہو رہا۔ ⑧ "اے عبدالرحمٰن"! یہ عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ ⑨ "تنعیم" یہ ایک مقام ہے جو مکہ سے تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ حد ہے حل اور حرم کے درمیان۔ مطلب نبی ﷺ کا یہ تھا کہ انھیں وہاں لے جاؤ تاکہ یہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر آئیں اور الگ عمرہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کے لیے ان کو وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ کیونکہ تنعیم یا مسجد عائشہ کوئی میقات نہیں جس سے احرام باندھا جائے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ ایسی ہی حائضہ عورتوں کے لیے عمرے کی اجازت ثابت ہوتی ہے نہ کہ مطلقاً ہر شخص کے لیے وہاں سے احرام باندھ کر بار بار عمرہ کرنے کی' جیسا کہ بہت سے لوگ وہاں ایسا کرتے ہیں اور اسے "چھوٹا عمرہ" قرار دیتے ہیں۔ یہ رواج اور استدلال بے بنیاد ہے۔ ⑩ "مُحَصَّب میں گزاری" یہ چودھویں رات تھی ذوالحجہ کی۔ منیٰ سے واپس آتے ہوئے آپ رات یہاں ٹھہرے تھے۔ احناف کے نزدیک یہ رات محصب میں ٹھہرنا حج کی سنت ہے جبکہ دیگر اہل علم کے نزدیک آپ کا یہاں ٹھہرنا اتفاقاً تھا۔ آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ سارا سامان لے کر مکے جائیں اور پھر وہ سامان لے کر یہاں آئیں' لہٰذا پڑاؤ وہاں ڈال لیا۔ سامان کے بغیر مکہ مکرمہ آئے' طواف وداع کیا اور راتوں رات واپس چلے گئے۔ بعض صحابہ سے یہی بات صراحتاً منقول ہے۔ محصب کو حَصْبَہ، حصباء، ابطح، بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔

٢٧٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ

۲۷۶۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے تو ہم نے عمرے کا احرام باندھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص

٢٧٦٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٤٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا»، فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ» فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ قَالَ: «هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ» فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ، وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

کے ساتھ قربانی کا جانور ہے' وہ عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لے' پھر وہ حلال نہ ہوحتی کہ دونوں سے حلال ہو۔'' میں مکہ میں آئی تو مجھے حیض آ رہا تھا۔ (حیض کی بنا پر) میں نے بیت اللہ کا طواف کیا نہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ میں نے اس بات کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا: ''اپنا سر (یعنی بال) کھول لو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔'' میں نے ایسے ہی کیا۔ جب میں نے حج پورا کر لیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے (میرے بھائی) عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تنعیم کی طرف بھیجا' تو میں نے عمرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرے اس عمرے کی جگہ ہے (جو تجھ سے رہ گیا تھا)۔'' تو جنھوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا' انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی' پھر وہ حلال ہو گئے' پھر انھوں نے منیٰ سے واپس آنے کے بعد اپنے حج کا ایک اور طواف کیا لیکن جنھوں نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا تھا' انھوں نے صرف ایک طواف کیا۔

فوائد و مسائل: ① ''عمرے کا احرام باندھا'' تفصیل سابقہ حدیث میں گزر چکی ہے۔ ② ''اپنا سر کھول لو......'' ان الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام چھوڑ کر صرف حج کا احرام باندھا تھا اور انھوں نے صرف حج کیا تھا جیسا کہ احناف کا خیال ہے۔ لیکن درست بات یہی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج اور عمرہ دونوں کیے تھے جیسا کہ گزشتہ روایت میں اس کی تفصیل ہے۔ ''عمرہ چھوڑ دے'' سے مراد یہ ہے کہ عمرے کے افعال و اعمال چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے کیونکہ عمرے کے اعمال حج کے اعمال میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور نبی ﷺ کا یہ فرمانا: ''تو اپنے حج اور عمرے دونوں سے حلال ہو گئی'' اس بات

کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کا حج اور عمرہ دونوں ہو گئے تھے اور تنعیم والا عمرہ محض حضرت عائشہ ؓ کے اطمینان قلب کے لیے تھا۔ واللہ أعلم. ③ ”سر کے بال کھول لو اور کنگھی کرو“ احرام میں کنگھی کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ احناف ناجائز کہتے ہیں۔ بعض نے عذر کی بنا پر جائز کہا ہے جبکہ جمہور مطلق جائز سمجھتے ہیں۔ راجح بات جمہور اہل علم کی ہے کیونکہ کنگھی نہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا احناف کا ان الفاظ سے عمرہ ختم کرنے کا استدلال درست نہیں۔ واللہ أعلم. ④ ”صرف ایک طواف کیا“ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے منیٰ سے واپس آ کر طواف نہیں کیا' حالانکہ یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ یہ طواف تو فرض ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۷۴۷' فائدہ: ۳)

(المعجم ٥٩) - اَلاِشْتِرَاطُ فِي الْحَجِّ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۹- حج کے احرام میں شرط لگانا

٢٧٦٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ ضُبَاعَةَ أَرَادَتِ الْحَجَّ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۷۶۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ضُباعہ ؓ نے حج کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ (احرام کے وقت) شرط لگا لیں تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ایسے ہی کیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت مجمل ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب ؓ بیمار تھیں۔ انھیں خطرہ تھا کہ بیماری بڑھ سکتی ہے۔ ادھر حج کا وقت قریب تھا۔ انھوں نے یہ اشکال رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: ”تم احرام کے وقت یہ شرط لگا لو کہ یا اللہ! جہاں میں عاجز آ گئی حلال ہو جاؤں گی۔ اگر راستے میں بیماری بڑھ جائے اور تم عاجز آ جاؤ تو احرام کھول لینا۔“ ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر دم یا قضا واجب نہیں ہوگی۔ امام احمد بن حنبل ؒ اور محدثین اسی کے قائل ہیں۔ دیگر اہل علم شرط کے قائل نہیں۔ وہ اس روایت کو حضرت ضباعہ ؓ کے ساتھ خاص کرتے ہیں مگر اس تخصیص کی دلیل چاہیے' خصوصاً جبکہ حضرت عمر، عثمان، علی، ابن مسعود اور عائشہ ؓ جیسے مجتہد صحابہ بھی شرط کے قائل ہیں۔ ② حدیث حج کے متعلق ہے لیکن عمرے کا حکم بھی یہی ہے۔ ③ اس حدیث میں عذر بیماری کا ہے۔ لیکن دوسرے اعذار کا

٢٧٦٦- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوه، ح: ١٢٠٨/١٠٧ عن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٤٦، ومسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢٦٨٥. * حبيب هو ابن يزيد.

حکم بھی یہی ہے۔ ④اگر قربانی کا جانور ساتھ ہو تو وہ وہیں ذبح کر دیا جائے گا' خواہ حِل ہو یا حرم۔

(المعجم ٦٠) - كَيْفَ يَقُولُ إِذَا اشْتَرَطَ (التحفة ٦٠)

باب:٦٠-شرط لگاتے وقت کیا کہے؟

٢٧٦٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ الْأَحْوَلُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ ابْنُ خَبَّابٍ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ الرَّجُلِ يَحُجُّ يَشْتَرِطُ قَالَ: اَلشَّرْطُ بَيْنَ النَّاسِ، فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهُ - يَعْنِي عِكْرِمَةَ - فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: «قُولِي: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ وَمَحِلِّي مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِي فَإِنَّ لَكِ عَلَى رَبِّكِ مَا اسْتَثْنَيْتِ».

٢٧٦٧-حضرت ہلال بن خباب نے کہا: میں نے حضرت سعید بن جبیر سے آدمی کے احرام حج میں شرط لگانے کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگے: شرط تو لوگوں کے درمیان ہوتی ہے (نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ)۔ تو میں نے انھیں حضرت عکرمہ والی روایت بیان کی جو انھوں نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی تھی کہ حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں تو میں کیسے کہوں؟ آپ نے فرمایا: "تو (احرام کے وقت) کہہ: میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میرے حلال ہونے کی جگہ وہ ہوگی جہاں تو مجھے روک لے۔ (یعنی جہاں بیماری مجھے عاجز کر دے۔) پھر جو تو اپنے رب سے شرط لگائے گی' تجھے اس پر عمل کرنے کا حق ہوگا۔"

فائدہ: "شرط لوگوں کے درمیان ہوتی ہے" چونکہ حضرت سعید بن جبیر کو مذکورہ حدیث کا علم نہیں تھا' لہٰذا انھوں نے ایسے کہا۔ جب نبی ﷺ شرط لگوا رہے ہیں تو پھر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

٢٧٦٨- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

٢٧٦٨-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

٢٧٦٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الاشتراط في الحج، ح:١٧٧٦، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الاشتراط في الحج، ح:٩٤١ من حديث هلال به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح:٣٧٤٩، وانظر نيل المقصود، ح:١٤٤٣ لحال هلال ابن خباب.

٢٧٦٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر الموض ونحوه، ح:١٢٠٨ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٤٧. * شعيب هو ابن إسحاق.

أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا وَعِكْرِمَةَ يُخْبِرَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتْ ضُبَاعَةُ بِنْتُ الزُّبَيْرِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أُهِلَّ؟ قَالَ: «أَهِلِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي».

حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں بیمار عورت ہوں اور حج کا ارادہ رکھتی ہوں تو آپ مجھے کس طرح احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''احرام باندھ لو اور شرط لگا لو کہ میرے حلال ہونے کی جگہ وہ ہوگی جہاں (اے اللہ!) تو مجھے روک لے گا۔''

٢٧٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي شَاكِيَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «حُجِّي وَاشْتَرِطِي إِنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي».

٢٧٦٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں بیمار ہوں اور میں حج کا ارادہ بھی رکھتی ہوں۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم حج کو جاؤ لیکن شرط لگا لو کہ میں وہاں حلال ہو جاؤں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔''

قَالَ إِسْحَاقُ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ: كِلَاهُمَا عَنْ عَائِشَةَ، هِشَامٌ وَالزُّهْرِيُّ؟ قَالَ: نَعَمْ!.

اسحاق بن ابراہیم فرماتے ہیں: میں نے (اپنے استاد) عبدالرزاق سے پوچھا: کیا ہشام اور زہری دونوں حضرت عائشہ کا نام لیتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت معمر کے علاوہ کسی نے زہری

٢٧٦٩- [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ١٢٠٧/ ١٠٥ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٤٨.

مَعْمَرٍ.

سے متصل مرفوع بیان کی ہو۔ (مگر اس سے معمر کی روایت کمزور نہیں بنتی کیونکہ معمر بذات خود ثقہ راوی ہیں۔)

(المعجم ٦١) - مَا يَفْعَلُ مَنْ حُبِسَ عَنِ الْحَجِّ وَلَمْ يَكُنِ اشْتَرَطَ (التحفة ٦١)

باب:٦١- جس شخص نے شرط نہیں لگائی' وہ حج سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟

٢٧٧٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنْكِرُ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ: أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا وَيُهْدِي وَيَصُومُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا.

٢٧٧٠- حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ (والد محترم) حضرت ابن عمر ؓ احرام حج میں شرط لگانے کا انکار فرماتے تھے اور کہتے تھے: کیا تمھیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں؟ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے' پھر وہ ہر چیز سے (جو احرام میں ممنوع تھی) حلال ہو جائے حتی کہ آئندہ سال حج کرے اور جانور بھی ذبح کرے۔ اور اگر جانور نہ پائے تو روزے رکھے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عمر ؓ حضرت ضباعہ ؓ کی حدیث سے واقف نہ ہوں گے ورنہ جس نبیٔ اکرم ﷺ کی سنت وہ بتلا رہے ہیں اسی نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''شرط لگا۔'' جس طرح نبی ﷺ کی سنت کافی ہے' اسی طرح نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان بھی چون و چرا کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ اور شرط والی یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں مذکور ہے۔ اس کی متابعات بھی ہیں۔ جلیل القدر صحابۂ کرام حضرت عمر، علی اور ابن مسعود ؓ اسی کے قائل ہیں' لہٰذا شرط لگانا بلاشبہ صحیح ہے۔ ② ''بیت اللہ کا طواف کرے'' بشرطیکہ وہ وہاں تک پہنچ سکے' حضرت ضباعہ والی روایت میں تو عجز کی صورت ہے' ظاہر ہے ایسی صورت میں تو جہاں عجز طاری ہو وہیں حلال ہونا (احرام کھولنا) پڑے گا' البتہ اگر وہ فرض حج کا احرام تھا تو آئندہ سال دوبارہ حج کرنا ہوگا' اگر وہ طاقت پائے' ورنہ اللہ تعالیٰ عذر قبول کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ عمرۂ حدیبیہ میں راستے ہی میں حلال ہو گئے تھے۔ اور کہیں ذکر نہیں کہ آپ نے ان صحابہ کو قضا کا حکم دیا ہو۔

٢٧٧٠- أخرجه البخاري، المحصر، باب الإحصار في الحج: ١٨١٠ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٠.

٢٧٧١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ: مَا حَسْبُكُمْ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ؟ إِنَّهُ لَمْ يَشْتَرِطْ فَإِنْ حَبَسَ أَحَدَكُمْ حَابِسٌ فَلْيَأْتِ الْبَيْتَ فَلْيَطُفْ بِهِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ لْيَحْلِقْ أَوْ لْيُقَصِّرْ ثُمَّ لْيُحْلِلْ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ.

۲۷۷۱-حضرت سالم اپنے والد (ابن عمر) کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ وہ حج کے احرام میں شرط لگانے کا انکار کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: کیا تمھیں تمھارے نبی ﷺ کی سنت کافی نہیں؟ کہ آپ نے شرط نہیں لگائی۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو (جب موقع ملے) بیت اللہ آئے' اس کا طواف کرے' صفا مروہ کے درمیان سعی کرے' پھر سر منڈوائے یا بال کٹوائے' پھر حلال ہو جائے اور اس پر آئندہ سال حج ہوگا۔

فائدہ: ''آپ نے شرط نہیں لگائی'' شاید ان کا اشارہ عمرۂ حدیبیہ کی طرف ہے کہ وہاں دشمن کی طرف سے رکاوٹ کا خطرہ تھا مگر آپ نے شرط نہیں لگائی جبکہ حضرت ضباعہ ؓ والی حدیث بعد کی ہے جس میں آپ نے شرط لگانے کا حکم دیا' دونوں پر عمل چاہیے' جو شرط لگائے وہ شرط والی روایت پر عمل کرے اور جو شرط نہ لگائے وہ حضرت ابن عمر والی روایت پر عمل کرے۔ امام نسائی ؒ نے دونوں باب قائم فرما کر اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ دونوں الگ الگ حالتوں میں قابل عمل ہیں۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ کسی صحیح یا قابل عمل حدیث کو بھی نہ چھوڑا جائے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سابقہ حدیث اور حدیث: ۲۷۶۶)

(المعجم ٦٢) - إِشْعَارُ الْهَدْيِ (التحفة ٦٢)

باب: ۶۲-قربانی کے اونٹ کو اشعار کرنا

٢٧٧٢، ٢٧٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۷۷۲، ۲۷۷۳-حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرۂ حدیبیہ کے وقت ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ (مدینہ منورہ سے) نکلے' حتی کہ جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے قربانی کے اونٹوں کو قلادے ڈالے اور اشعار کیا اور

٢٧٧١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٥١.

٢٧٧٢- ٢٧٧٣- أخرجه البخاري، الحج، باب من أشعر وقلد بذي الحليفة ثم أحرم، ح: ١٦٩٤، ١٦٩٥ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٥٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ. مُخْتَصَرٌ.

عمرے کا احرام باندھا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''ایک ہزار اور چند سو'' دیگر روایات کی تصریح کے مطابق ان کی تعداد ۱۴۰۰ تھی' بعض حضرات نے ۱۵۰۰ بھی کہی ہے۔ پہلی بات زیادہ معتبر ہے۔ ② ''قلادے ڈالے'' قلادہ ان جانوروں کو پہنایا جاتا تھا جنھیں حرم میں ذبح ہونے کے لیے بھیجا جاتا تھا تاکہ یہ نشانی بن جائے اور کوئی شخص ان کی توہین نہ کرے یا ان پر زیادتی نہ کرے۔ قلادہ ایک سادہ سا ''ہار'' ہوتا تھا۔ کسی رسی میں جوتے کا ٹکڑا' درخت کا چھلکا یا ایسی ہی کوئی سادہ چیز ڈال کر جانور کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔ کوئی فخریہ نشانی نہیں ہوتی تھی' لہٰذا یہ سادگی قائم رہنی چاہیے۔ ③ ''اشعار کیا'' یہ بھی قربانی کے اونٹوں کی نشانی ہوتی تھی۔ اونٹوں کے علاوہ دوسرے جانوروں کو نہیں کیا جاتا تھا۔ اشعار یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان کی دائیں جانب نیزے یا برچھے کے ساتھ ہلکا سا زخم کیا جاتا تھا اور نکلنے والے خون کو وہیں مَل دیا جاتا تھا۔ اس سے پتا چل جاتا تھا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ اگر گم ہو جائے تو دوسرے لوگ خود ہی حاجیوں کو پہنچا دیں۔ کوئی چور وغیرہ اسے نہ چرائے اور اگر بالفرض اسے راستے میں ذبح کرنا پڑے تو صرف فقیر ہی اسے کھائیں' وغیرہ۔ یہ کام قلادے سے بھی چل سکتا تھا مگر چونکہ قلادہ گلے سے اتر سکتا ہے' ٹوٹ سکتا ہے وغیرہ' لہٰذا ایسا نشان لگایا گیا جو زائل نہ ہو سکے۔ ④ اشعار سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام بلا کھٹکے کرتے رہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اشعار کو بدعت کہا۔ ان کے بقول یہ مثلہ ہے اور جانور کو بلاوجہ تکلیف دینا ہے' لہٰذا نہیں کرنا چاہیے' مگر حیرانی ہے کہ اس بات کا علم رسول اللہ ﷺ کو ہوا نہ خلفائے راشدین کو اور نہ دیگر صحابۂ کرام و تابعین عظام کو جبکہ یہ بدیہی باتیں ہیں۔ امام صاحب کی طرف سے ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں کفار جانوروں کو لوٹ لیا کرتے تھے اور جب تک انھیں اشعار نہ کیا جاتا' وہ انھیں قربانی کے جانور نہیں سمجھتے تھے اور لوٹنے سے باز نہیں آتے تھے' لہٰذا آپ نے مجبوراً ایسا کیا۔ یہ بات صرف عمرۂ حدیبیہ کی حد تک چل سکتی ہے۔ حجۃ الوداع میں تو پورا علاقہ اسلامی حکومت کے ماتحت آ چکا تھا' پھر بعد میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں تو حکومت

عرب سے باہر نکل کر عجم کے وسیع علاقوں تک محیط ہو چکی تھی۔ اس وقت اشعار کس کے ڈر سے ہوگا؟ بہر حال امام صاحب کا قول درست نہیں۔ اسی وجہ سے ان کے شاگردان رشید بھی اس مسئلے میں ان کے ساتھ متفق نہیں۔ ⑤ اشعار چونکہ کوہان پر کیا جاتا ہے اور یہ چربی والی جگہ ہے، لہٰذا یہ زخم اونٹ کو محسوس نہیں ہوتا۔ جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ زیادہ خون بھی نہیں بہتا۔ اونٹ جیسے عظیم الجثہ جانور کے لیے یہ زخم نہ ہونے کے برابر ہے۔

٢٧٧٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَشْعَرَ بُدْنَهُ.

۲۷۷۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قربانی کے اونٹوں کو اشعار کیا۔

(المعجم ٦٣) - أَيُّ الشِّقَّيْنِ يُشْعِرُ (التحفة ٦٣)

باب:۶۳-(کوہان کی) کس جانب اشعار کیا جائے؟

٢٧٧٥- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَشْعَرَ بُدْنَهُ مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَأَشْعَرَهَا.

۲۷۷۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اونٹوں کو دائیں جانب زخم لگایا، پھر اس سے خون پونچھا۔ اس طرح آپ نے اشعار کیا۔

(المعجم ٦٤) - بَابُ سَلْتِ الدَّمِ عَنِ الْبُدْنِ (التحفة ٦٤)

باب:۶۴-زخم لگانے کے بعد خون پونچھنا

٢٧٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ،

۲۷۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے اپنی

٢٧٧٤ـ أخرجه البخاري، الحج، باب من أشعر وقلد بذي الحليفة ثم أحرم، ح: ١٦٩٦، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦٢ من حديث أفلح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٣.

٢٧٧٥ـ أخرجه مسلم، الحج، باب إشعار البدن وتقليده عند الإحرام، ح: ١٢٤٣ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٤، وزاد: "وقلدها".

٢٧٧٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٥.

عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَمَرَ بِبَدَنَتِهِ فَأُشْعِرَ فِي سَنَامِهَا مِنَ الشِّقِّ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ سَلَتَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ.

اونٹنی کے بارے میں حکم دیا تو اس کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا گیا' پھر آپ نے اس سے خون پونچھا۔ اور دو جوتے (رسی میں ڈال کر) اس کے گلے میں لٹکا دیے۔ جب اونٹنی آپ کو لے کر بیداء پر چڑھی تو آپ نے بلند آواز سے لبیک کہا۔

فوائد ومسائل: ① خون پونچھنے کا مطلب یہ ہے کہ زخم سے نکلنے والا خون ہاتھ وغیرہ سے کوہان کی اشعار والی جانب پھیلا دیا جائے تاکہ دور سے نظر آئے۔ یہ مطلب نہیں کہ خون اس طرح صاف کیا جائے کہ نشان نہ رہے۔ اس طرح تو اشعار کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ ② ''اپنی اونٹنی'' معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے سب اونٹوں کو اشعار نہیں کیا' بعض کو کیا۔ ③ ''بیداء پر چڑھی'' بیداء ذوالحلیفہ سے بلندی پر تھا۔ اسے ٹیلہ یا پہاڑ بھی کہا گیا ہے۔

(المعجم ٦٥) - فَتْلُ الْقَلَائِدِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٥- قلادے بٹنا (تیار کرنا)

٢٧٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

٢٧٧٧- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور مکہ مکرمہ کو بھیجا کرتے تھے۔ میں آپ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے (رسیاں) بٹتی تھی' پھر آپ ان چیزوں سے پرہیز نہیں فرماتے تھے جن سے ایک محرم پرہیز کرتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ بھی قربانی کی ایک صورت ہے کہ خود انسان اپنے گھر میں ٹھہرے اور قربانی کے جانور کسی معتمد شخص کے ہاتھ مکہ مکرمہ بھیج دے کہ وہاں حرم میں ذبح ہوں۔ اور یہ افضل قربانی ہے۔ ② ''پرہیز نہیں فرماتے تھے'' یعنی اس طرح جانور حرم میں بھیج دینے سے بھیجنے والا محرم نہیں بن جاتا کہ اس پر احرام کی پابندیاں لاگو ہوں بلکہ عام کپڑے پہنے گا اور جماع وغیرہ بھی کر سکے گا' البتہ ایک اور روایت میں قربانی کی نیت رکھنے والے شخص کو ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد حجامت (بال اور ناخن کاٹنے) سے روکا گیا ہے۔ (صحیح مسلم'

٢٧٧٧ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم ... الخ، ح: ١٣٢١ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر، ح: ١٦٩٨ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٦.

الأضاحي' حديث:١٩٧٧) مگر اس کا جانور بھیجنے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ حکم تو ہر قربانی کرنے والے کے لیے ہے' یہاں کرے یا حرم میں بھیجے۔ ③ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال ہے کہ جانور حرم کو بھیجنے والا محرم ہو جاتا ہے' مگر یہ خیال درست نہیں۔ واللہ أعلم.

٢٧٧٨- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَبْعَثُ بِهَا، ثُمَّ يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

٢٧٧٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے قلادے بٹتی (تیار کرتی) تھی' پھر آپ انھیں (حرم کے لیے) بھیج دیتے' پھر وہ سب کام کرتے جو ایک حلال شخص کرتا ہے' حالانکہ وہ جانور ابھی تک اپنی جگہ نہیں پہنچے ہوتے تھے۔

فائدہ: ''جو ایک حلال شخص کرتا ہے'' یعنی غیر محرم جو کچھ کرتا ہے' مثلاً: جماع کرنا' سلے ہوئے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا' وغیرہ۔

٢٧٧٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ يُقِيمُ وَلَا يُحْرِمُ.

٢٧٧٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یقیناً میں رسول اللہ ﷺ کے حرم کو بھیجے جانے والے جانوروں کے قلادے تیار کرتی تھی' پھر (انھیں بھیجنے کے بعد) آپ مدینہ منورہ ہی میں ٹھہرتے اور محرم نہیں بنتے تھے۔

٢٧٨٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

٢٧٨٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں

٢٧٧٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٣، ٢٣٨ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٧، وأخرجه مسلم من حديث عبدالرحمٰن بن القاسم به، كما سيأتي، ح: ٢٧٩٧.

٢٧٧٩- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم ... الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٧٠ من حديث إسماعيل بن أبي خالد، والبخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ١٧٠٤ من حديث عامر الشعبي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٨.

٢٧٨٠- أخرجه مسلم، ح: ١٣٢١/ ٣٦٦ من حديث أبي معاوية، والبخاري، ح: ١٧٠٢ (انظر الحديث السابق) من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٩.

الضَّعِيفُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ، ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا، ثُمَّ يُقِيمُ، لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے قلادے بٹتی (تیار کیا کرتی) تھی۔ آپ وہ قلادے ان جانوروں کو پہناتے' پھر انھیں حرم کے لیے بھیج کر خود مدینہ منورہ ہی میں رہتے اور کسی ایسی چیز سے اجتناب نہیں فرماتے تھے جس سے محرم اجتناب کرتا ہے۔

٢٧٨١- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِهَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا.

۲۷۸۱- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے' فرماتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حرم کو بھیجی جانے والی بکریوں کے لیے قلادے تیار کرتی تھی' پھر آپ (انھیں حرم کی طرف بھیجنے کے بعد) حلال رہتے۔

فائدہ: قلادہ حرم کو جانے والے جانور کی خصوصیت ہے۔ حرم کے علاوہ ذبح ہونے والے جانوروں' خواہ وہ قربانی ہی کے ہوں' کو قلادے نہیں پہنائے جاسکتے' ورنہ امتیاز ختم ہو جائے گا۔

(المعجم ٦٦) - مَا يُفْتَلُ مِنْهُ الْقَلَائِدُ (التحفة ٦٦)

باب:٦٦- قلادے کس چیز سے بٹے جائیں؟

٢٧٨٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ - يَعْنِي ابْنَ حَسَنٍ - عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ

۲۷۸۲- حضرت ام المومنین (عائشہ صدیقہ ؓ) نے فرمایا: میں نے وہ قلادے اون سے بٹے تھے جو ہمارے پاس تھی' پھر آپ (قلادے والے جانوروں کو حرم بھیجنے کے بعد) ہم میں رہے۔ وہ تمام کام کرتے

٢٧٨١ـ أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح:١٧٠٣، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه . . . الخ، ح:١٣٢١/ ٣٦٥من حديث منصور بن المعتمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٦٠.

٢٧٨٢ـ أخرجه مسلم، ح:١٣٢١/ ٣٦٤ من حديث حسين بن الحسن (انظر الحديث السابق)، والبخاري، الحج، باب القلائد من العهن، ح:١٧٠٥ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٦١.

الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا، ثُمَّ أَصْبَحَ فِينَا فَيَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ أَهْلِهِ وَمَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ.

تھے جو ایک حلال شخص یا عام آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے۔

فائدہ: عِھن رنگ دار روئی یا اون کو کہتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ قلادہ روئی یا اون ہی سے تیار کیا جائے بلکہ کسی بھی میسر چیز سے تیار کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٦٧) - تَقْلِيدُ الْهَدْيِ (التحفة ٦٧)

باب:٦٧-حرم کو جانے والے قربانی کے جانوروں کو قلادے ڈالنا

٢٧٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ».

٢٧٨٣-حضرت حفصہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں مگر آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے اپنے سر کو گوند لگائی ہے اور جانوروں کو قلادے ڈالے ہیں، لہٰذا میں حلال نہیں ہوں گا حتی کہ میں جانور ذبح کروں۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٢٦٨٣۔

٢٧٨٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَشْعَرَ الْهَدْيَ فِي جَانِبِ

٢٧٨٤-حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا، پھر اس سے خون دور فرمایا اور دو جوتے اس کے گلے میں لٹکائے، پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لے کر

٢٧٨٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٨٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٦٢، والموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٤.

٢٧٨٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب تقليد الهدي وإشعاره عند الإحرام، ح: ١٢٤٣ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٦٣، وانظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧٧٥.

السَّنَام الْأَيْمَنِ، ثُمَّ أَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ وَقَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ لَبّٰى وَأَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَأَهَلَّ بِالْحَجِّ.

بیداء پر چڑھی تو آپ نے لبیک کہا اور ظہر کی نماز کے وقت احرام باندھا۔ اور حج کا لبیک پکارا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٢٧٥٨.

(المعجم ٦٨) - تَقْلِيدُ الْإِبِلِ (التحفة ٦٨)

باب: ٦٨- اونٹوں کو قلادہ ڈالنا

٢٧٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَوَجَّهَهَا إِلَى الْبَيْتِ وَبَعَثَ بِهَا وَأَقَامَ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حَلَالًا.

٢٧٨٥- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے اونٹوں کے قلادے اپنے ہاتھوں سے بٹے، پھر آپ ﷺ نے وہ قلادے ان کے گلوں میں لٹکائے اور انھیں اشعار کیا اور انھیں بیت اللہ کی طرف بھیجا مگر خود (مدینہ منورہ میں) تشریف فرما رہے۔ آپ پر کوئی ایسی چیز حرام نہ ہوئی جو پہلے حلال تھی۔ (یعنی آپ پر احرام کی پابندیاں لاگو نہ ہوئیں۔)

فائدہ: اونٹ کو قلادہ ڈالنا (جب اسے حرم میں ذبح ہونے کے لیے بھیجا جائے) متفقہ بات ہے۔ کسی کو اختلاف نہیں۔ یاد رہے جانور کو قلادہ ڈالنے اور کسی کے ہاتھ حرم بھیجنے سے انسان محرم نہیں ہوتا۔

٢٧٨٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ لَمْ يُحْرِمْ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ.

٢٧٨٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے اونٹوں کے قلادے تیار کیے، پھر آپ (انھیں حرم میں بھیجنے کے باوجود) نہ تو محرم بنے اور نہ کسی قسم کے کپڑے پہننے ترک کیے (جو محرم کو ترک کرنے پڑتے ہیں)۔

٢٧٨٥- [صحيح] تقدم مختصرًا، ح: ٢٧٧٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٦٤.

٢٧٨٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧٧٨، وسيأتي، ح: ٢٧٩٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٦٥، وأخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في تقليد الهدي للمقيم، ح: ٩٠٨ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

(المعجم ٦٩) - **تَقْلِيدُ الْغَنَمِ** (التحفة ٦٩)

باب:٦٩- بکریوں کو قلادہ ڈالنا

٢٧٨٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ: عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ [قَالَتْ]: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَنَمًا.

٢٧٨٧- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے جانوروں کے قلادے تیار کیا کرتی تھی جبکہ وہ جانور بکرے بکریاں تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا بکریوں کو بھی قلادہ ڈالا جائے گا کیونکہ جو علت اونٹوں اور گایوں کو قلادہ ڈالنے کی ہے وہ بکریوں میں بھی موجود ہے مگر مالکیہ اور احناف بکری کو قلادہ ڈالنے کے خلاف ہیں کیونکہ ''بکری چھوٹا اور کمزور جانور ہے'' حالانکہ قلادہ کون سا من' دومن کا ہوتا ہے کہ بے چاری بکری مر جائے گی۔ وہ تو صرف ایک علامت ہے حرم کے جانور کی۔ بکری چھوٹا جانور ہے تو اس کے گلے میں چھوٹا قلادہ ڈال دیا جائے' نیز ایسی عقلی توجیہات وہاں کار آمد ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ کی کوئی قولی' فعلی یا تقریری حدیث موجود نہ ہو۔ صریح روایات کی موجودگی میں ایسی باتیں کرنا رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دینے کے مترادف ہے۔ ممکن ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ ؒ کو یہ روایات نہ پہنچی ہوں' مگر بعد والوں کو تو پہنچ چکی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک ہی حج فرمایا تھا۔ اس میں بکریاں نہیں لے گئے' حالانکہ احادیث میں صراحت ہے کہ آپ قربانی کے جانور حرم بھیجا کرتے تھے اور خود مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہتے تھے۔ اور یہ نبی ﷺ کے حج مبارک سے پہلے کی بات ہے۔

٢٧٨٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُهْدِي الْغَنَمَ.

٢٧٨٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکریاں بھی حرم کو بھیجا کرتے تھے۔

٢٧٨٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

٢٧٨٩- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ

٢٧٨٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٨١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٦.

٢٧٨٨ـ أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ١٧٠١، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦٧ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٧.

٢٧٨٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٨.

أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهْدَى مَرَّةً غَنَمًا وَقَلَّدَهَا.

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بکریاں حرم کو بھیجیں اور انھیں قلادے ڈالے۔

فائدہ: اس سے زیادہ صراحت کیا ہو سکتی ہے؟ نیز یہ روایت بیان کرنے والے حضرت اسود ہیں جو کوفے کے انتہائی ثقہ راوی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بہت معتبر شاگرد ہیں۔ احناف کو ان پر پورا اعتماد ہے۔ فقہائے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔

٢٧٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ.

٢٧٩٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانی کی بکریوں کے قلادے تیار کیا کرتی تھی، پھر (انھیں حرم میں بھیجنے کے باوجود) آپ محرم نہیں ہوتے تھے۔

٢٧٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ.

٢٧٩١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانی (کی حرم) والی بکریوں کے لیے قلادے بٹا کرتی تھی، پھر آپ (انھیں حرم کی طرف بھیجنے کے بعد) محرم نہیں ہوتے تھے۔

٢٧٩٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى - ثِقَةٌ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ

٢٧٩٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم بکریوں کو قلادے ڈالا کرتے تھے، پھر انھیں رسول اللہ ﷺ حرم کی طرف بھیجتے تھے اور خود (مدینہ منورہ میں) حلال رہتے تھے۔ آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوتی تھی۔

٢٧٩٠_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٦٩.

٢٧٩١_[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٧٠.

٢٧٩٢_ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/٣٦٨ من حديث عبدالصمد به، وهو في الكبرٰى: ٣٧٧١.

الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاةَ فَيُرْسِلُ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَلَالًا لَمْ يُحْرِمْ مِنْ شَيْءٍ.

(المعجم ٧٠) - تَقْلِيدُ الْهَدْيِ نَعْلَيْنِ (التحفة ٧٠)

باب:٧٠-حرم کو جانے والے جانور کے گلے میں دو جوتے لٹکانا

٢٧٩٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَشْعَرَ الْهَدْيَ مِنْ جَانِبِ السَّنَامِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ أَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ، ثُمَّ قَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ، ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَأَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَأَهَلَّ بِالْحَجِّ.

٢٧٩٣-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے اونٹ کو کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا' پھر اس سے خون دور کیا' پھر آپ نے اسے دو جوتے گلے میں ڈالے' پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لے کر بیداء پر چڑھی تو آپ نے حج کا لبیک کہا اور ظہر کی نماز کے وقت احرام باندھا۔ اور حج کا لبیک پکارا۔

فائدہ: قلادے میں جوتوں کے علاوہ درخت کا چھلکا وغیرہ بھی ڈالا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٧١) - هَلْ يُحْرِمُ إِذَا قَلَّدَ؟ (التحفة ٧١)

باب:٧١-جب کوئی شخص قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالے تو کیا وہ محرم بن جاتا ہے؟

٢٧٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٧٩٤-حضرت جابر ؓ سے منقول ہے کہ جب

٢٧٩٣ـ[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٨٤ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٧٢.

٢٧٩٤ـ[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٧٣.

اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا كَانُوا حَاضِرِينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ بَعَثَ بِالْهَدْيِ فَمَنْ شَاءَ أَحْرَمَ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ.

صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہوتے تھے تو وہ (بسا اوقات) قربانی کے جانور حرم کو بھیجتے تھے۔ پھر جو چاہتا احرام باندھ لیتا' جو نہ چاہتا نہ باندھتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم کو قربانی کا جانور بھیجنے کے بعد شرعاً احرام کی پابندیاں لاگو نہیں ہوتیں جیسا کہ مندرجہ بالا کئی احادیث سے یہ بات صراحتاً ثابت ہوتی ہے' لیکن اگر کوئی شخص اپنے طور پر یہ پابندیاں اپنے آپ پر لاگو کرنا چاہے تو اس کی مرضی۔ ظاہر ہے کہ شریعت عام اباحت میں کسی کو مجبور نہیں کرتی کہ وہ ضرور سلے ہوئے کپڑے پہنے یا خوشبو لگائے یا حجامت بنوائے' وغیرہ وغیرہ' لہٰذا یہ روایت پہلی روایات کے خلاف نہیں بلکہ یہ تو ان کی صراحتاً تائید کرتی ہے۔

(المعجم ٧٢) - هَلْ يُوجِبُ تَقْلِيدُ الْهَدْيِ إِحْرَامًا (التحفة ٧٢)

باب:٧٢-کیا قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالنا احرام کا موجب ہے؟

٢٧٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ، ثُمَّ يُقَلِّدُهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَا يَدَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا أَحَلَّهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَتَّى يُنْحَرَ الْهَدْيُ.

٢٧٩٥-حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے اپنے ہاتھوں سے بٹا کرتی تھی' پھر رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے وہ قلادے ان کے گلوں میں ڈالتے تھے' پھر انھیں میرے والد محترم کے ساتھ حرم کی طرف بھیجتے تھے' پھر آپ کوئی ایسی چیز ترک نہیں فرماتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر رکھا تھا۔ آپ قربانی کا جانور ذبح ہونے کا انتظار نہیں فرماتے تھے۔

فائدہ: یہ مسئلہ سابقہ احادیث سے بھی صراحتاً ثابت ہو چکا ہے' البتہ وہ شخص جو قلادہ ڈالے ہوئے جانوروں کے ساتھ حرم کو جائے گا' وہ محرم بن جائے گا لیکن یہ احرام میقات سے شروع ہوگا' خواہ قلادے پہلے سے ڈالے

٢٧٩٥_ أخرجه البخاري، الحج، باب من قلد القلائد بيده، ح:١٧٠٠، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح:١٣٢١/٣٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٣٤٠، ٣٤١، والكبرٰى، ح:٣٧٧٤.

ہوئے ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانور بھیجنا ۹ ہجری کی بات ہے۔

٢٧٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

۲۷۹۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حرم جانے والے جانوروں کے لیے قلادے بٹا کرتی تھی' پھر آپ کسی ایسی چیز سے پرہیز نہیں فرماتے تھے جن سے محرم پرہیز کرتا ہے۔

٢٧٩٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا قَالَتْ: وَلَا نَعْلَمُ الْحَاجَّ يُحِلُّهُ إِلَّا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ.

۲۷۹۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حرم کو جانے والے قربانی کے جانوروں کے قلادے خود بٹا کرتی تھی تو آپ (انھیں حرم بھیجنے کے بعد) کسی چیز سے اجتناب نہیں فرماتے تھے۔ فرماتی ہیں: ہمیں معلوم ہے کہ حاجی کو بیت اللہ کا طواف ہی حلال کرتا ہے۔

فائدہ: ''کسی چیز سے اجتناب'' یعنی جماع وغیرہ سے اجتناب نہیں فرماتے تھے۔ اور یہ دلیل ہے کہ آپ محرم نہیں ہوتے تھے ورنہ محرم تو جب تک بیت اللہ کا طواف نہ کرلے' جماع نہیں کرسکتا، عمرے کا احرام ہو یا حج کا۔ حج کا احرام اگرچہ منیٰ میں قربانی ذبح ہونے کے بعد کھولا جاتا ہے مگر بیوی سے جماع جائز نہیں جب تک وہ طواف زیارت نہ کرلے۔ عمرے کے احرام میں تو کوئی اشکال ہی نہیں۔

٢٧٩٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ،

۲۷۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بلاشبہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے حرم جانے والے جانوروں

٢٧٩٦- أخرجه مسلم، ح: ١٣٢١/ ٣٦٠ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٧٦.

٢٧٩٧- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧٧٨، وأخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٧٧.

٢٧٩٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٢، ٢١٨، ٢٣٦ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٧٨، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ لَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَيُخْرِجُ بِالْهَدْيِ مُقَلَّدًا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُقِيمٌ مَا يَمْتَنِعُ مِنْ نِسَائِهِ.

کے قلادے خود بٹا کرتی تھی' پھر انھیں قلادے ڈال کر حرم کی طرف روانہ کیا جاتا جبکہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ منورہ ہی میں) مقیم رہتے تھے اور اپنی عورتوں (کے ساتھ جماع) سے پرہیز نہیں فرماتے تھے۔

٢٧٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يُقِيمُ فِينَا حَلَالًا.

۲۷۹۹- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں' یعنی بکریوں کے لیے قلادے بٹا کرتی تھی' پھر آپ انھیں حرم کی طرف بھیجتے' پھر ہم میں حلال شخص کی طرح رہتے تھے۔

(المعجم ٧٣) - سَوْقُ الْهَدْيِ (التحفة ٧٣)

باب:۷۳-قربانی کے جانور کو ہانک کر لے جانا

٢٨٠٠- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَاقَ هَدْيًا فِي حَجِّهِ.

۲۸۰۰- حضرت محمد (باقر) ؒ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر ؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ حجۃ الوداع میں اپنے قربانی کے جانوروں کو ہانک کر لے گئے۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کے جانور جو حرم کو لے جائے جائیں' انھیں قلادہ ڈالا جائے۔ اونٹ ہوں تو انھیں اشعار بھی کیا جائے اور انھیں ہانک کر لے جایا جائے۔ سواری والے جانور پیچھے پیچھے چلیں۔ اس میں قربانی کے جانوروں کا احترام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شعائر کا اظہار ہے' نیز وہ اپنی مرضی کے مطابق چلیں گے۔ انھیں پیچھے پیچھے بھاگنا نہیں پڑے گا۔ ② باب کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں: ''قربانی کے جانور ساتھ لے کر جانا'' تو پھر باب کا مقصد یہ ہوگا کہ قربانی کا جانور ساتھ لے جانا افضل ہے بجائے وہاں جا کر خریدنے کے کیونکہ اس میں

٢٧٩٩- [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٨١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٧٩.

٢٨٠٠- [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٨٠.

مشقت بھی زیادہ ہے اور شعائر اللہ کا اظہار بھی ہے۔ سنت رسول یہی ہے‘ مگر چونکہ آپ کے سامنے کثیر صحابہ قربانی کے جانور مدینہ منورہ سے ساتھ لے کر نہیں گئے تھے‘ لہٰذا جانور ساتھ لے جانا ضروری نہیں کیونکہ ہر شخص اتنی مشقت اور اخراجات برداشت نہیں کرسکتا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧٤) - رُكُوبُ الْبَدَنَةِ (التحفة ٧٤)

باب:۷۴- قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا؟

٢٨٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً قَالَ: «اِرْكَبْهَا» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «اِرْكَبْهَا وَيْلَكَ». فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

۲۸۰۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے اونٹ کو ہانک کر لے جا رہا تھا (اور خود پیچھے پیدل چل رہا تھا۔) آپ نے فرمایا: ”اس پر سوار ہو جا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”سوار ہو جا تجھ پر افسوس!“ یہ آپ نے دوسری یا تیسری دفعہ فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① اصل تو یہی ہے کہ قربانی کا اونٹ آگے آگے خالی جائے۔ اس پر بوجھ لدا ہوا ہو نہ اس پر سواری کی جا رہی ہو۔ یہ اس کے احترام کا تقاضا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی سواری کی اونٹنی اور تھی‘ قربانی کے اونٹ الگ تھے۔ مگر ممکن ہے کوئی شخص تنگ دست ہو۔ اس کے پاس ایک ہی اونٹ ہو جسے وہ قربانی کے طور پر ذبح کرنا چاہتا ہے۔ سواری کے لیے کوئی الگ اونٹ میسر نہیں۔ فاصلہ بعید ہے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ اس پر سوار ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ حدیث: ۲۸۰۴ سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے۔ احناف قربانی کے جانور پر سوار ہونے کے لیے یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ شخص چلنے سے عاجز آ چکا ہو اور چل نہ سکتا ہو۔ اگر چل سکتا ہو تو پھر وہ سوار نہیں ہو سکتا۔ مگر احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص چل رہا تھا بلکہ آپ کے مجبور کرنے پر سوار ہوا۔ وہ سوار نہ ہونا چاہتا تھا۔ ② پہلی دفعہ فرمانے پر وہ اس لیے سوار نہ ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو علم نہ ہو کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ دوبارہ پھر وہ سوار نہ ہوا کہ ابھی متردّد تھا‘ پھر جب آپ نے سختی سے فرمایا اور اس کو بھی کوئی اشکال باقی نہ رہا تو پھر وہ سوار ہوا۔ ③ ”تجھ پر افسوس!“ ظاہراً تو یہ بددعا ہے

٢٨٠١- أخرجه البخاري، الأدب، باب ماجاء في قول الرجل: ويلك، ح: ٦١٦٠ عن قتيبة، ومسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح: ١٣٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٧٧، والكبرٰى، ح: ٣٧٨١.

مگر عرف عام میں یہ کلمہ ترحم وشفقت ہے۔ آپ کا مقصود بھی بددعا دینا نہ تھا۔ ④ "دوسری یا تیسری دفعہ" آئندہ حدیث میں "چوتھی دفعہ" کا ذکر بھی ہے۔ ⑤ جس طرح مجبوراً سوار ہونا جائز ہے اسی طرح اس پر سامان سفر بھی لادا جاسکتا ہے۔

٢٨٠٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: «اِرْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «اِرْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: «اِرْكَبْهَا وَيْلَكَ».

٢٨٠٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ پیدل ایک اونٹ کو ہانکتا لے جارہا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اس پر سوار ہو جا۔" اس نے کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو سوار ہو جا۔" اس نے پھر کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے چوتھی دفعہ فرمایا: "اس پر سوار ہو جا۔ تجھ پر افسوس!"

(المعجم ٧٥) - رُكُوبُ الْبَدَنَةِ لِمَنْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ (التحفة ٧٥)

باب: ٧٥- جسے چلنے میں مشقت ہو اس کے لیے قربانی کے جانور پر سوار ہونا

٢٨٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً وَقَدْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ قَالَ: «اِرْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «اِرْكَبْهَا وَإِنْ كَانَتْ بَدَنَةً».

٢٨٠٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو قربانی کا جانور ہانک کر لے جارہا تھا۔ وہ بے چارہ بڑی مشقت سے چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اس اونٹ پر سوار ہو جا۔" اس نے کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: "سوار ہو جا اگرچہ یہ قربانی کا ہے۔"

فائدہ: اگر چلنے میں مشقت ہو تو قربانی کے جانور پر سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر سفر لمبا ہو تو یہ بھی مشقت ہی کی ایک صورت ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ بالکل چلنے سے عاجز ہو تب ہی سوار ہو۔ ضرورت کے وقت

٢٨٠٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح: ١٦٩٠، والحديث في الكبرٰى للنسائي، ح: ٣٧٨٢.

٢٨٠٣- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح: ١٣٢٣ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٨٣.

سوار ہوسکتا ہے البتہ اگر الگ سواری موجود ہو تو قربانی کے اونٹ پر سوار نہیں ہونا چاہیے۔ احترام ضروری ہے۔

(المعجم ٧٦) - رُكُوبُ الْبَدَنَةِ بِالْمَعْرُوفِ (التحفة ٧٦)

باب:٧٦-قربانی کے جانور پر اچھے طریقے سے سوار ہونا چاہیے

٢٨٠٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُسْأَلُ عَنْ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا».

٢٨٠٤-حضرت ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ میرے سامنے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”اس پر اچھے طریقے سے سواری کر جب تجھے ضرورت پیش آئے حتی کہ تجھے سواری مل جائے۔“

فائدہ: آخری الفاظ: ”حتی کہ تجھے سواری مل جائے“ سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ ضرورت سے مراد سواری کا نہ ہونا ہے نہ کہ چلنے سے بالکل عاجز آ جانا، لہٰذا سواری نہ ہو، سفر لمبا ہو تو قربانی کے جانور پر سوار ہوسکتا ہے البتہ سواری کرتے وقت بھی اس کا احترام قائم رکھے، یعنی اسے نہ بھگائے، نہ مارے، نہ سب وشتم کرے بلکہ اسے اپنی مرضی کے مطابق چلنے دے۔ جب وہ تھک جائے تو آرام کرنے دے۔ چارے وغیرہ کا بھی خیال رکھے۔

(المعجم ٧٧) - إِبَاحَةُ فَسْخِ الْحَجِّ بِعُمْرَةٍ لِمَنْ لَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ (التحفة ٧٧)

باب:٧٧-جس آدمی کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو، وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل سکتا ہے؟

٢٨٠٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ

٢٨٠٥-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں مدینہ منورہ سے) رسول اللہ ﷺ کے

٢٨٠٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٣٢٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٨٤.

٢٨٠٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ١٥٦١، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح: ١٢١١/ ١٢٨ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٨٥.

الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ، قَالَ: «أَوَ مَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا».

ساتھ چلے۔ ہماری نیت صرف حج کی تھی۔ جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا (اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی)۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے، حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں۔ تو جو شخص قربانی ساتھ نہیں لائے تھے، وہ حلال ہو گئے۔ آپ کی بیویاں بھی قربانی کے جانور ساتھ نہیں لائی تھیں، وہ بھی حلال ہو گئیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: مجھے تو حیض آنے لگا تھا، لہٰذا میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکی تھی۔ جب محصب والی رات (چودھویں) ہوئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ حج اور عمرہ کر کے (اپنے گھروں کو) جائیں گے اور میں صرف حج کر کے جاؤں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہم مکہ مکرمہ آئے تھے تو تم نے ان راتوں میں طواف نہیں کیا تھا؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے بھائی (حضرت عبدالرحمٰن ؓ) کے ساتھ تنعیم کے مقام پر جاؤ اور عمرے کا احرام باندھو، پھر (عمرے کی ادائیگی کے بعد) ہمیں فلاں مقام پر آ ملنا۔''

فائدہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ تفصیلی فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۷۶۴، ۲۷۶۵۔ باقی رہا باب والا مسئلہ کہ کیا ہر حج کے احرام والا جس کے ساتھ قربانی نہ ہو، عمرہ کر کے حلال ہو سکتا ہے؟ حلال ہو سکتا ہے، یہی بات درست ہے۔ امام احمد اور اہل ظاہر اسے اب بھی جائز سمجھتے ہیں بلکہ بعض محققین کے نزدیک احرام حج والا مکہ میں آئے تو لازماً اس کے حج کا احرام عمرے میں بدل جائے گا اور اسے حلال ہونا ہی پڑے گا، وہ چاہے یا نہ چاہے۔ تمتع قیامت تک کے لیے جائز ہے کیونکہ قرآن مجید میں اس کی صریح اجازت ہے اور خطاب بھی عام ہے۔

٢٨٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ

۲۸۰۶- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حجۃ الوداع میں) نکلے تو ہمارا

٢٨٠٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٥١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٨٦.

عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ أَنْ يَحِلَّ».

ارادہ حج ہی کا تھا۔ جب ہم مکہ مکرمہ سے قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ''جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہے وہ (طواف کرنے کے بعد) اپنے احرام پر قائم رہے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ (عمرہ کرنے کے بعد) حلال ہو جائے۔''

٢٨٠٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ خَالِصًا وَحْدَهُ، فَقَدِمْنَا مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَحِلُّوا وَاجْعَلُوهَا عُمْرَةً» فَبَلَغَهُ عَنَّا أَنَّا نَقُولُ: لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ فَنَرُوحَ إِلَى مِنًى وَمَذَاكِيرُنَا تَقْطُرُ مِنَ الْمَنِيِّ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَنَا فَقَالَ: «قَدْ بَلَغَنِي الَّذِي قُلْتُمْ، وَإِنِّي لَأَبَرُّكُمْ وَأَتْقَاكُمْ وَلَوْلَا الْهَدْيُ لَحَلَلْتُ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ» قَالَ: وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: «بِمَا أَهْلَلْتَ؟» قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ»

٢٨٠٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے یعنی نبی ﷺ کے صحابہ نے خالص حج کا احرام باندھا تھا۔ کسی اور چیز کی نیت نہیں تھی۔ صرف حج کی نیت تھی۔ ہم ذوالحجہ کی چار تاریخ کی صبح کو مکہ مکرمہ آئے تو نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا: ''اس احرام کو عمرہ بنا لو اور (عمرہ کر کے) حلال ہو جاؤ۔'' آپ کو یہ بات پہنچی کہ ہم کہہ رہے ہیں: جب ہمارے اور یوم عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن کا فاصلہ رہ گیا ہے تو آپ ہمیں حلال ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔ ہم منیٰ کو جائیں گے تو گویا ہمارے اعضائے تناسل منی بہا رہے ہوں گے۔ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ''جو بات تم نے کہی ہے وہ مجھے پہنچ گئی ہے۔ یقیناً میں تم سب سے بڑھ کر نیک اور پرہیزگار ہوں اور اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں خود حلال ہو جاتا۔ اور اگر مجھے اس بات کا پہلے پتا چل جاتا جس کا بعد میں پتا چلا تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو رسول اللہ ﷺ

٢٨٠٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣١٧ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٨٧، وهو متفق عليه كما سيأتي، ح: ٢٨٧٥.

قَالَ : وَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ : يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ عُمْرَتَنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا هٰذَا أَوْ لِلْأَبَدِ قَالَ : «هِيَ لِلْأَبَدِ» .

نے پوچھا: ''تم نے کیا احرام باندھا ہے؟'' انھوں نے کہا: جو نبی ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تم (یوم نحر کو) جانور ذبح کرنا۔ اور تم محرم رہو جس طرح تم ہو۔'' حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں: کیا اس ہمارے عمرے کی اجازت صرف اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ''ہمیشہ کے لیے۔''

فوائد و مسائل: ① ''کسی اور چیز کی نیت نہیں تھی'' شروع میں ایسا ہی تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ بعض نے عمرے کا احرام باندھا تھا' پھر مکہ مکرمہ کے قریب جا کر عمرے کے لزوم کا حکم اترا تو وہاں سب نے حج کے ساتھ عمرہ بھی داخل کر لیا' پھر قربانیوں والے محرم رہے' دوسرے عمرہ کر کے حلال ہو گئے۔ حج کا احرام الگ باندھا۔ یہ توجیہ بہتر ہے کیونکہ اس طرح تمام احادیث اپنے معنی پر رہتی ہیں۔ ② ''منی بہا رہے ہوں گے'' یہ بطور مبالغہ کہا کہ حج سے اس قدر قریب جماع کرنا مناسب نہیں۔ یہ تقبیح کے لیے الفاظ ذکر کر دیے ورنہ انھیں کوئی بیماری تو نہیں تھی کہ ایسے ہوتا۔ اور حج کو تو احرام باندھ کر جانا تھا۔ ③ ''تم سے بڑھ کر نیک'' یعنی جس کام کا میں حکم دوں' جو کام میں کروں' اس سے پرہیز کرنا حماقت ہے۔ اگر وہ کام قبیح ہوتا تو میں حکم ہی نہ دیتا۔ ④ ''جس کا بعد میں پتا چلا'' کہ عمرہ کرنا لازم ہو جائے گا۔ ⑤ ''ہمیشہ کے لیے'' یعنی تمتع قیامت تک کے لیے جائز ہے۔

٢٨٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ، عَنْ طَاوُسٍ ، عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ ابْنِ جُعْشُمٍ أَنَّهُ قَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ عُمْرَتَنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «هِيَ لِلْأَبَدِ» .

۲۸۰۸- حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں' کیا ہمارا یہ عمرہ (یعنی ایام حج کے دوران میں) صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ''ہمیشہ کے لیے۔''

٢٨٠٨- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التمتع بالعمرة إلى الحج، ح: ٢٩٧٧ من حديث عبدالملك ابن ميسرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٨٨ . * طاوس، تابعه جابر بن عبدالله الأنصاري عن سراقة به، وأخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ١١٩ ، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٦٤٨ فالحديث صحيح .

٢٨٠٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ سُرَاقَةُ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا: أَلَنَا خَاصَّةً أَمْ لِأَبَدٍ قَالَ: «بَلْ لِأَبَدٍ».

۲۸۰۹-حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا' پھر ہم نے کہا: کیا یہ ہمارے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے۔''

٢٨١٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ - وَهُوَ الدَّرَاوَرْدِيُّ - عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ: «بَلْ لَنَا خَاصَّةً».

۲۸۱۰-حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حج کو فسخ کر کے عمرہ بنانا صرف ہمارے لیے ہے یا سب لوگوں کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ صرف ہمارے لیے ہے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لہٰذا حجت نہیں ہے۔ اس کے برعکس وہ موقف درست ہے جو سابقہ صحیح احادیث: ۲۸۰۸، ۲۸۰۹ میں بیان ہوا ہے۔

٢٨١١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَعَيَّاشٍ الْعَامِرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ قَالَ: «كَانَتْ لَنَا رُخْصَةً».

۲۸۱۱-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے تمتع کے بارے میں منقول ہے کہ یہ صرف ہمارے لیے رخصت تھی۔

٢٨٠٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٨٩.

٢٨١٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الرجل يهل بالحج ثم يجعلها عمرةً، ح: ١٨٠٨ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٩٠. * الحارث بن بلال مستور.

٢٨١١ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح: ١٢٢٤/ ١٦١ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، ولم يذكر الأعمش، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٩١، وأخرجه مسلم من طريق آخر عن الأعمش به أيضًا، ح: ١٢٢٤/ ١٦٠.

٢٨١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَارِثِ بْنَ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ: لَيْسَتْ لَكُمْ وَلَسْتُمْ مِنْهَا فِي شَيْءٍ إِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً لَنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۲۸۱۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے تمتع کے بارے میں فرمایا کہ یہ تمھارے لیے نہیں۔ نہ تمھارا اس سے کوئی تعلق ہے۔ یہ تو صرف ہم، یعنی اصحاب محمد ﷺ کے لیے رخصت تھی۔

٢٨١٣- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كَانَتِ الْمُتْعَةُ رُخْصَةً لَنَا.

۲۸۱۳- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمتع، صرف ہمارے لیے رخصت تھی۔

٢٨١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ مُهَلْهَلٍ عَنْ بَيَانٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ فَقُلْتُ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَجْمَعَ الْعَامَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَوْ كَانَ أَبُوكَ لَمْ يَهُمَّ بِذٰلِكَ، قَالَ: وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ لَنَا خَاصَّةً.

۲۸۱۴- حضرت عبدالرحمٰن بن ابوشعثاء سے روایت ہے کہ میں حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت ابراہیم تیمی کے ساتھ تھا۔ میں نے کہا: میرا ارادہ ہے کہ میں اس سال حج اور عمرہ اکٹھا کروں۔ حضرت ابراہیم کہنے لگے: اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ یہ ارادہ نہ کرتا، پھر انھوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا فرمان ذکر کیا کہ (یہ خصوصی) تمتع صرف ہمارے لیے ہی تھا۔

٢٨١٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٩٢.
٢٨١٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٩٣.
٢٨١٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٨١١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٩٤، ومسلم من حديث بيان به.

فائدہ: یہ آثار (اقوال صحابہ) ہیں جو ان کی لاعلمی پر مبنی ہیں' اس لیے احادیث کے مقابلے میں حجت نہیں۔

٢٨١٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْوَبَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ أَوْ قَالَ: دَخَلَ صَفَرْ فَقَدْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ، فَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: «اَلْحِلُّ كُلُّهُ».

٢٨١٥- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ اہل جاہلیت یہ سمجھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین پر سب سے بڑا گناہ ہے۔ وہ محرم کو صفر بنا لیا کرتے تھے اور کہتے تھے: جب اونٹوں کی پشت پر لگنے والے زخم ٹھیک ہو جائیں اور خوب اون اگ آئے اور صفر (محرم) گزر جائے' یا انھوں نے کہا: صفر کا مہینہ شروع ہو جائے تو پھر عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ حلال ہوتا ہے۔ نبی ﷺ (حجۃ الوداع میں) اور آپ کے صحابہ چار ذوالحجہ کی صبح کو حج کی لبیک کہتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ نے انھیں حکم دیا کہ اس حج کے احرام کو عمرہ بنا لیں۔ یہ چیز ان کے نزدیک بڑی شاق تھی (کہ وہ حلال ہو جائیں) تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس قسم کی حلت؟ آپ نے فرمایا: ''پوری حلت۔''

فوائد و مسائل: ① ''سب سے بڑا گناہ ہے'' ان کا خیال تھا کہ حج کے مہینوں میں صرف حج ہی کرنا چاہیے۔ عمرے کے لیے بعد میں الگ سے سفر کیا جائے تاکہ بیت اللہ سارا سال آباد رہے۔ چونکہ اس میں دور سے آنے والے لوگوں کے لیے تنگی تھی' لہٰذا شریعت نے دور سے آنے والوں کے لیے حج سے پہلے عمرے کی اجازت دے دی جبکہ امام شافعی ؒ کے نزدیک اب بھی بہتر یہی ہے کہ حج کے دنوں میں حج ہی کیا جائے۔ عمرہ حج کے علاوہ باقی دنوں میں کیا جائے تاکہ بیت اللہ سارا سال آباد رہے۔ ویسے ان کے نزدیک تمتع بھی جائز ہے' البتہ افضل نہیں۔ ② حج کے مہینوں سے مراد ہیں: شوال' ذوالقعدہ' ذوالحجہ کے پہلے ۹ دن کیونکہ ان دنوں میں حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے۔ بعض نے پورا ذوالحجہ بھی مراد لیا ہے کیونکہ اس کا نام ہی حج کا مہینہ ہے' لہٰذا ان کے نزدیک عمرہ ذوالحجہ کے بعد ہی ہونا چاہیے' الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو جیسے حضرت عائشہ ؓ کو تھی۔ ③ ''محرم کو صفر'' ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم تین مہینے اکٹھے حرمت کے ہیں۔ جب کفار کو مسلسل تین مہینے حرمت کے گزارنے

٢٨١٥- أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ١٥٦٤، ومسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح: ١٢٤٠ من حديث وهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٩٥.

مشکل ہو جاتے تو وہ محرم کو صفر قرار دے لیتے۔ اپنی تنگی دور کرنے کے بعد صفر کو محرم قرار دے لیتے اور حرمت کی پابندیوں پر عمل کرتے تاکہ گنتی پوری ہو جائے' مگر یہ شریعت کے ساتھ مذاق ہے کہ اپنے آپ کو بدلنے کے بجائے شریعت کا حکم بدل دیا جائے۔ اسی لیے قرآن مجید نے اس کے بارے میں بڑے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں: ﴿إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ﴾ (التوبۃ۹:۳۷) عربی میں اس فعل کو نسئی (تاخیر) کہا جاتا ہے۔④ ''زخم ٹھیک ہو جائیں'' حج کے سفر کے دوران میں پالان لگ لگ کر پیٹھ پر زخم بن جاتے تھے۔ ان کا مطلب تھا کہ جب تک وہ زخم ٹھیک نہیں ہو جاتے' عمرے کا سفر شروع نہ کیا جائے۔⑤ ''اون اگ آئے'' پالانوں کی وجہ سے اون جھڑ جاتی تھی' نیز زخموں والی جگہ بھی اون سے خالی ہو جاتی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ دوبارہ اچھی طرح اون اگ آئے' تب عمرے کا سفر شروع کیا جائے۔⑥ ''اور صفر گزر جائے'' مراد محرم ہے کیونکہ وہ محرم کو صفر بنا لیتے تھے' لہٰذا دوسرا جملہ ''یا صفر شروع ہو جائے'' اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس دوسرے جملے میں صفر سے حقیقی صفر مراد ہے' یعنی محرم گزر جائے اور صفر شروع ہو جائے تو پھر وہ عمرہ کرنے کے قائل تھے۔ (باقی مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔)

٢٨١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ - وَهُوَ الْقُرِّيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَأَمَرَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ أَنْ يَحِلَّ وَكَانَ فِيمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَحَلَّا.

٢٨١٦- حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور آپ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں' وہ (عمرہ کر کے) حلال ہو جائیں۔ اور جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے ان میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور ایک اور شخص شامل تھے' لہٰذا وہ دونوں حلال ہو گئے۔

فوائد و مسائل: ① ''عمرے کا احرام باندھا'' یہ الفاظ کثیر روایات کے خلاف ہیں جن میں آپ کے حج کے احرام کا ذکر ہے' اس لیے ان الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیا جائے گا جو دیگر روایات کے مخالف نہ ہو کہ آپ نے عمرے کو حج کے احرام میں داخل فرما لیا اور دونوں کو ایک احرام سے ادا فرمایا۔ ② ''وہ دونوں حلال ہو گئے'' ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہی دو اشخاص تھے جن کے پاس جانور نہیں تھے' لہٰذا صرف یہ دونوں حلال ہوئے' لیکن صورت حال اس سے یکسر مختلف ہے۔ قربانی ساتھ لے جانے والے چند افراد تھے۔ اکثر صحابہ

٢٨١٦- أخرجه مسلم، الحج، باب في متعة الحج، ح:١٢٣٩ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٩٦.

قربانی کے جانور ساتھ نہیں لائے تھے بلکہ صحیح بخاری میں صراحت ہے کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ تو قربانی کا جانور ساتھ لائے تھے اور وہ حلال نہیں ہوئے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الحج، حدیث:١٦٥١) اور یہی بات صحیح ہے۔ اس روایت میں وہم ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٣٥٠-٣٤٩/٢٤)

٢٨١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «هٰذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَاهَا، فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ، فَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ».

٢٨١٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ عمرہ ہے۔ ہم نے (حج کے ساتھ) اس کا فائدہ اٹھایا ہے، لہٰذا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہیں، وہ مکمل طور پر حلال ہو جائے، اور سن لو کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''لہٰذا'' یعنی عمرہ کرنے کی وجہ سے ہمارا حج تمتع بن گیا ہے، لہٰذا عمرے اور حج کے درمیان حلال ہونا چاہیے تاکہ عمرے کی اپنی جداگانہ حیثیت واضح ہو، البتہ شرط یہ ہے کہ ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو۔ ② ''عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے'' اس کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں: ❀ حج کے دنوں میں عمرہ کیا جا سکتا ہے، کوئی پابندی نہیں۔ ❀ حج اور عمرہ اکٹھے ہو گئے، لہٰذا حج کا احرام باندھ کر عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو سکتا ہے۔ ❀ عمرے کے افعال الگ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر حج اور عمرہ اکٹھے (قران کی صورت میں) ادا ہو رہے ہیں تو صرف حج کے افعال کافی ہیں۔ صرف نیت میں عمرہ ہو گا۔ افعال حج ہی کے ہوں گے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے ہے۔ ❀ عمرہ حج میں داخل ہے، لہٰذا حج فرض ہونے کے بعد عمرہ ضروری نہیں رہا۔ حج ہی سے کفایت ہو جائے گی۔ ان چاروں معانی میں سے پہلے معنی متفق علیہ ہیں۔ دوسرے معنی صرف امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک، تیسرے معنی امام شافعی کے نزدیک اور چوتھے معنی صرف احناف کے نزدیک معتبر ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧٨) - مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ٧٨)

باب: ٧٨- محرم کے لیے کون سا شکار کھانا جائز ہے؟

٢٨١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

٢٨١٨- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

٢٨١٧- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح:١٢٤١ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٩٧.

٢٨١٨- أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح:٥٧/١١٩٦ عن قتيبة، والبخاري، الجهاد، باب ما◄◄

أَبِي النَّضْرِ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ وَرَأٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهِ، ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبٰى بَعْضُهُمْ، فَأَدْرَكُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حتی کہ جب وہ مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے تو کچھ ساتھیوں کے ساتھ آپ سے پیچھے رہ گئے۔ وہ ساتھی محرم تھے مگر وہ (ابوقتادہ) محرم نہیں تھے۔ انھوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو وہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے' پھر انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ انھیں ان کا کوڑا پکڑا دیں۔ ان لوگوں نے انکار کیا' پھر انھوں نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو انھوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے (خود اتر کر) اسے (یعنی کوڑا) اٹھایا اور پھر جنگلی گدھے کا پیچھا کیا اور اسے قتل کر دیا۔ نبی ﷺ کے کچھ صحابہ نے اس کا گوشت کھا لیا اور کچھ نے انکار کیا' پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ سے ملے تو آپ سے اس کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ کھانا تھا جو اس نے تمھیں کھانے کے لیے مہیا فرمایا تھا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ عمرے کے سفر کی بات ہے۔ اس عمرے کو عمرۃ الحدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ٦ ہجری میں ہوا۔ ② ''وہ محرم نہیں تھے'' دراصل آپ نے انھیں کسی اور کام پر بھیجا تھا۔ ③ ''انھوں نے انکار کیا'' کیونکہ محرم کے لیے شکار کرنا بھی منع ہے اور کسی شکار میں تعاون کرنا بھی حرام ہے۔ ④ اگر محرم نے خود شکار نہ کیا ہو اور نہ شکار ہی میں کچھ تعاون کیا ہو تو وہ محرم اس شکار کا گوشت کھا سکتا ہے بشرطیکہ شکار کرنے والا اور ذبح کرنے والا حلال ہو' محرم نہ ہو۔ بعض دوسری احادیث میں یہ شرط بھی ہے کہ شکار کرنے والے شخص نے وہ شکار محرم کے لیے نہ کیا ہو بلکہ اپنے لیے کیا ہو' بعد میں وہ بطور تحفہ محرم کو دے تو وہ کھا سکتا ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ٣٠٢/٥' وجامع الترمذي' الحج' حديث:٨٤٩) یہ احادیث صحیح ہیں' لہٰذا یہ شرط بھی ضروری ہے۔ احناف بلاوجہ اس شرط کو ضروری نہیں سمجھتے مگر اس طرز عمل سے بہت سی احادیث عمل سے رہ جائیں گی جو یقیناً غیر مناسب بات ہے۔ ہر صحیح حدیث واجب العمل ہے۔ ⑤ اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ ⑥ مجتہد اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرے گا اگرچہ اس کی رائے کی مخالفت کی گئی ہو۔ ⑦ جب کسی مسئلے میں اختلاف واقع ہو جائے تو نص کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

◀◀ قيل في الرماح، ح: ٢٩١٤ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٩٨، والموطأ(يحيى): ١/ ٣٥٠.

٢٨١٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَأُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَهُوَ رَاقِدٌ فَأَكَلَ بَعْضُنَا وَتَوَرَّعَ بَعْضُنَا فَاسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ فَوَفَّقَ مَنْ أَكَلَهُ وَقَالَ: أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٨١٩- حضرت عبدالرحمٰن تیمی سے روایت ہے کہ ہم حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ہم سب محرم تھے۔ انھیں ایک پرندے کا گوشت بطور تحفہ بھیجا گیا۔ وہ سورہے تھے۔ ہم میں سے کچھ نے وہ گوشت کھا لیا اور کچھ نے پرہیز کیا۔ اتنے میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جاگ پڑے تو انھوں نے ان لوگوں کی تائید کی جنھوں نے گوشت کھایا تھا اور فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی پرندے کا گوشت کھایا تھا۔

٢٨٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عُمَيْرِ ابْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنِ الْبَهْزِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يُرِيدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالرَّوْحَاءِ إِذَا حِمَارُ وَحْشٍ عَقِيرٌ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «دَعُوهُ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ

٢٨٢٠- حضرت (زید بن کعب) بہزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے ارادے سے نکلے۔ آپ احرام باندھے ہوئے تھے حتی کہ جب وہ (لوگ) مقام روحاء میں پہنچے تو انھوں نے ایک زخمی جنگلی گدھا دیکھا۔ اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے کچھ نہ کہو۔ ہوسکتا ہے اسے زخمی کرنے والا آ جائے۔'' اتنے میں وہ بہزی بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا جس نے اسے زخمی کیا تھا۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اس جنگلی گدھے کو آپ اپنی مرضی کے مطابق استعمال فرمایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (تقسیم کرنے کا) حکم دیا تو

٢٨١٩- أخرجه مسلم، ح:١١٩٧ (انظر الحديث السابق) من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٩٩.

٢٨٢٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٣/ ٤٥٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٣٥١، والكبرى، ح:٣٨٠٠، وصححه ابن حبان، ح:٩٨٣، وقال موسى بن هارون: "الصحيح أن الحديث من مسند عمير بن سلمة، ليس بينه وبين النبي ﷺ أحد".

صَاحِبُهُ» فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! شَأْنَكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ فَقَسَّمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْأُثَايَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ إِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِي ظِلٍّ وَفِيهِ سَهْمٌ فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا يَقِفُ عِنْدَهُ لَا يُرِيبُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُجَاوِزَهُ.

انھوں نے اسے تمام ساتھیوں میں تقسیم کر دیا' پھر آپ چل پڑے حتی کہ جب رویثہ اور عرج کے درمیان اُثایہ مقام پر پہنچے تو ایک ہرن سائے میں سر جھکائے کھڑا آرام کر رہا تھا اور اس میں ایک تیر گھسا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا: اس کے پاس کھڑا رہ تاکہ کوئی شخص اسے پریشان نہ کرے حتی کہ قافلہ اس سے آگے گزر جائے۔

فوائد و مسائل: ① "بہزی" یعنی قبیلۂ بہز کا ایک فرد۔ ان کا نام زید بن کعب ہے اور یہ صحابی ہیں۔ ② "جنگلی گدھا" یہ دراصل جنگلی گائے ہوتی ہے لیکن چونکہ اس کا پاؤں گدھے کی طرح خم دار ہوتا ہے' اس لیے اس معمولی مناسبت کی وجہ سے جنگلی گدھا کہہ دیا جاتا ہے ورنہ حقیقتاً وہ گدھا نہیں ہوتا۔ تبھی تو کھانا جائز ہے۔ ③ "اسے کچھ نہ کہو" محرم کو اجازت نہیں کہ وہ کسی جانور کا شکار کرے یا شکار کیے ہوئے کو پکڑے یا ذبح کرے' ہاں کوئی غیر محرم شخص اپنی مرضی سے اسے شکار کر کے بلکہ ذبح کر کے محرم کو دے دے تو وہ کھا سکتا ہے جیسا کہ اس بہزی نے کیا تھا' ورنہ وہ جانور کو اسی طرح رہنے دیں جیسا کہ بعد میں ہرن کے ساتھ ہوا۔ ④ روحاء مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب تیس چالیس میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔ اسی طرح دوسرے مقامات اُثَایَه' رُوَیْثَه اور عَرْج بھی مکہ کو جاتے ہوئے راستے میں آتے ہیں۔ ⑤ "سائے میں" ایک ٹیلے کی اوٹ میں پناہ لیے کھڑا تھا۔

(المعجم ٧٩) - مَا لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ٧٩)

باب:٧٩- کس قسم کا شکار محرم کے لیے کھانا جائز نہیں؟

٢٨٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ،

٢٨٢١- حضرت صعب بن جثامہ لیثی ؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جنگلی گدھا بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ اس وقت ابواء یا

٢٨٢١ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب: إذا أهدى للمحرم حمارًا وحشيًا حيًا لم يقبل، ح: ١٨٢٥، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ١١٩٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٥٣، والكبرٰى، ح: ٣٨٠١.

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ: أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا رَأٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِي قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ».

ودان مقام میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ انھیں واپس کر دیا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے کے غم وتأسف کو ملاحظہ فرمایا تو فرمانے لگے: ''ہم نے یہ صرف اس لیے تجھے واپس کیا ہے کہ ہم محرم ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''پیش کیا'' بعض دوسری روایات میں صراحت ہے کہ وہ زندہ نہیں تھا بلکہ ذبح شدہ کا کچھ حصہ پیش کیا گیا تھا۔ ② ابواء اور ودان' مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان یہ دونوں مقامات قریب قریب ہیں۔ ③ ''واپس کر دیا'' حالانکہ سابقہ روایات کے مطابق آپ نے حضرت ابوقتادہ اور بہزی سے شکار قبول فرما لیا تھا' اس لیے اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہو گیا۔ صحیح اور محقق بات جس سے تمام صحیح احادیث پر عمل ہو جاتا ہے' یہ ہے کہ پہلے دو حضرات نے وہ جانور اپنے لیے شکار کیے تھے۔ بعد میں انھیں خیال آیا تو انھوں نے محرمین کو بطور ہدیہ دے دیے' لہٰذا ان کا کھانا محرمین کے لیے جائز تھا جبکہ حضرت صعب نے وہ جانور شکار ہی نبی ﷺ کے لیے کیا تھا کہ آپ کو تحفتاً پیش کر سکیں' لہٰذا وہ محرمین کے لیے کھانا جائز نہیں تھا۔ یہ تفصیل حدیث نمبر ۲۸۳۰ میں آ رہی ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے' جن میں امام مالک' امام شافعی' امام احمد' امام اسحاق ودیگر محدثین رحمہم اللہ شامل ہیں' جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ غیر محرم کے ہر شکار کو محرم کے لیے جائز سمجھتے ہیں بشرطیکہ اس نے کوئی تعاون نہ کیا ہو۔ قطع نظر اس سے کہ اس نے وہ شکار اپنے لیے کیا ہو یا [illegible] لیے۔ اور بعض نے قرآن مجید کی آیت کے ظاہر ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً﴾ (المآئدة٥:٩٦) اور حضرت صعب والی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے محرم کے لیے شکار کھانا کسی بھی حال میں جائز قرار نہیں دیا' مگر ان دونوں مسلکوں پر عمل کرنے سے بہت سی احادیث عمل سے رہ جاتی ہیں جو یقیناً نامناسب ہے' اس لیے جمہور اہل علم کا مسلک ہی صحیح ہے کیونکہ اس میں سب متعلقہ احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ ④ نبی اکرم ﷺ صدقہ نہیں لیتے تھے' ہدیہ قبول فرما لیتے تھے۔

٢٨٢٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْبَلَ

۲۸۲۲- حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے حتی کہ جب آپ ودان میں پہنچے تو آپ نے ایک جنگلی گدھا (میرے پاس بطور تحفہ) دیکھا۔ آپ نے وہ مجھے واپس فرما دیا اور فرمانے

٢٨٢٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٠٢.

حَتَّى إِذَا كَانَ بِوَدَّانَ رَأَى حِمَارَ وَحْشٍ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: «إِنَّا حُرُمٌ لَا نَأْكُلُ الصَّيْدَ».

لگے: ''ہم محرم ہیں۔ یہ شکار نہیں کھا سکتے (کیونکہ یہ ہمارے لیے شکار کیا گیا ہے)۔''

٢٨٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لِزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: مَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُهْدِيَ لَهُ عُضْوُ صَيْدٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقْبَلْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ:

۲۸۲۳-حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت زید بن ارقم ؓ سے کہا: کیا آپ نہیں جانتے کہ نبی ﷺ کی خدمت عالیہ میں شکار کیے ہوئے جانور کا ایک ٹکڑا پیش کیا گیا تھا جبکہ آپ محرم تھے' لہٰذا آپ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت زید نے کہا: ہاں! (میں جانتا ہوں)۔

فائدہ: یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ وہ جانور زندہ آپ کی خدمت میں پیش نہیں کیا گیا تھا بلکہ ذبح شدہ جانور کا ٹکڑا پیش کیا گیا تھا۔ احناف کہتے ہیں کہ آپ نے اس لیے واپس فرما دیا کہ اس نے زندہ شکار پیش کیا تھا اور ذبح کرنا محرم کے لیے جائز نہیں تھا' حالانکہ اگر یہی بات ہوتی تو آپ فرما سکتے تھے کہ تم ذبح کر کے لاؤ۔ اس روایت سے احناف کی تردید ہوتی ہے۔ صحیح بات حدیث نمبر: ۲۸۲۱ میں گزر چکی ہے۔

٢٨٢٤- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَذْكِرُهُ: كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ حَرَامٌ؟ قَالَ:

۲۸۲۴-حضرت طاوس سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ارقم ؓ تشریف لائے تو حضرت ابن عباس ؓ نے انھیں یاد کرواتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجھے شکار کے گوشت کے بارے میں کیسے بتایا تھا جو رسول اللہ ﷺ کو احرام کی حالت میں پیش کیا گیا تھا؟ وہ فرمانے لگے: ہاں' ہاں! ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں شکار شدہ جانور کے گوشت کا ٹکڑا پیش کیا تھا تو آپ نے

٢٨٢٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب لحم الصيد للمحرم، ح: ١٨٥٠ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٠٣، وصححه ابن حبان، ح: ٩٨١.

٢٨٢٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ١١٩٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٠٤.

نَعَمْ أَهْدٰى لَهُ رَجُلٌ عُضْوًا مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ وَقَالَ: «إِنَّا لَا نَأْكُلُ إِنَّا حُرُمٌ».

اسے واپس فرما دیا تھا' نیز فرمایا: ''ہم یہ نہیں کھا سکتے۔ ہم محرم ہیں۔''

٢٨٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ رِجْلَ حِمَارِ وَحْشٍ تَقْطُرُ دَمًا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ بِقُدَيْدٍ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

٢٨٢٥- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صعب بن جثامہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنگلی گدھے کی ایک ران پیش کی جس سے خون کے قطرے گر رہے تھے۔ آپ اس وقت محرم تھے اور مقام قدید میں فروکش تھے۔ تو آپ نے اسے واپس فرما دیا۔

فائدہ: قدید بھی ایک مقام کا نام ہے۔ پچھلی احادیث میں ودان یا ابواء کا ذکر ہے۔ یہ سب مقامات قریب قریب ہیں۔ کوئی اختلاف نہیں۔ دو شہروں کی درمیانی جگہ کو کسی شہر کی طرف بھی منسوب کیا جا سکتا ہے۔

٢٨٢٦- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ وَحَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي ثَابِتٍ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَهْدٰى لِلنَّبِيِّ ﷺ حِمَارًا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ.

٢٨٢٦- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ حضرت صعب بن جثامہ ؓ نے نبی ﷺ کو ایک جنگلی گدھا بطور تحفہ پیش کیا جبکہ آپ محرم تھے' لہٰذا آپ نے وہ انھیں واپس فرما دیا۔

(المعجم ٨٠) - إِذَا ضَحِكَ الْمُحْرِمُ فَفَطِنَ الْحَلَالُ لِلصَّيْدِ فَقَتَلَهُ أَيَأْكُلُهُ أَمْ لَا (التحفة ٨٠)

باب: ٨٠- اگر محرم (شکار دیکھ کر) ہنس پڑے جس سے حلال شخص کو شکار کا پتا چل جائے' پھر وہ اسے شکار کرے تو کیا محرم اسے کھا سکتا ہے؟

٢٨٢٥ـ [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ١١٩٤/ ٥٤ (انظر الحديث السابق) من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٠٥.

٢٨٢٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٠٦.

٢٨٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: اِنْطَلَقَ أَبِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِي ضَحِكَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَطَعَنْتُهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُرَفِّعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ: أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: تَرَكْتُهُ وَهُوَ قَائِلٌ بِالسُّقْيَا، فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَصْحَابَكَ يَقْرَؤُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ وَبَرَكَاتِهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا أَنْ يُقْتَطَعُوا دُونَكَ فَانْتَظِرْهُمْ، فَانْتَظَرَهُمْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِي مِنْهُ فَقَالَ لِلْقَوْمِ: «كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ».

٢٨٢٧- حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ نے کہا کہ میرے والد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ والے سال گئے۔ ان کے ساتھیوں نے احرام باندھ رکھا تھا مگر انھوں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ (وہ کہتے ہیں کہ) میں ایک دفعہ اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھا تھا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ میں نے (ادھر ادھر) دیکھا تو مجھے ایک جنگلی گدھا نظر آیا۔ میں نے نیزے سے اس پر وار کیا (اور اسے شکار کر لیا' اس سے پہلے) میں نے ان سے (شکار کے سلسلے میں) مدد طلب کی تھی تو انھوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا (کیونکہ وہ محرم تھے) پھر ہم نے اس شکار کا گوشت کھایا۔ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ہمیں دشمن کہیں رسول اللہ ﷺ سے منقطع نہ کر دے۔ میں اپنے گھوڑے کو تیز بھگاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (انھیں مطلع کرنے کے لیے) چلا۔ کبھی میں گھوڑے کو تیز بھگاتا تھا اور کبھی آہستہ چلاتا تھا۔ (راستے میں) میں آدھی رات کو بنو غفار کے ایک آدمی کو ملا۔ میں نے اس سے پوچھا: تم نے رسول اللہ ﷺ کو کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا: میں آپ کے پاس سے چلا تو آپ سقیا مقام پر قیلولہ فرما رہے تھے۔ میں آپ کو جا ملا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے صحابہ آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (سلام ودعا) عرض کرتے ہیں۔ انھیں خطرہ ہے کہ کہیں دشمن (ان پر حملہ کر کے) انھیں آپ سے منقطع نہ کر

٢٨٢٧- أخرجه البخاري، ح: ١٨٢١، ومسلم، ح: ٥٩/١١٩٦ (انظر الحديث المتقدم: ٢٨٢١) من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٠٧.

دے‘ اس لیے آپ رک کر ان کا انتظار فرمائیں۔ آپ نے ان کا انتظار فرمایا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا ہے اور میرے پاس اس کا کچھ گوشت باقی ہے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا: ”کھاؤ۔“ حالانکہ وہ محرم تھے۔

فوائد ومسائل: ① اگر محرم شکاری کے ساتھ کوئی تعاون نہ کرے اور اسے مطلع کرنے کے لیے نہ ہنسے بلکہ اتفاقاً شکار دیکھ کر ہنس پڑے اور اس سے شکاری کو اندازہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایسا شکار جو حلال آدمی نے کیا ہو‘ محرم بھی کھا سکتے ہیں بشرطیکہ شکاری نے خاص ان کے لیے شکار نہ کیا ہو۔ ② روایت تفصیلاً گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے حدیث: ٢٨١٨. ③ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے احرام نہ باندھنے کی ایک اور وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس وقت تک مواقیت مقرر نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت حرم شروع ہونے سے پہلے پہلے کہیں سے بھی احرام باندھا جا سکتا تھا۔ میقات حجۃ الوداع میں مقرر ہوئے‘ مگر یہ وجہ اتنی قوی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہ وجہ تو سب کے لیے برابر تھی جبکہ دوسروں نے احرام باندھ رکھا تھا۔ لازماً کوئی اور وجہ تھی جس کا ذکر ہو چکا۔ و اللہ أعلم.

٢٨٢٨- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الصُّورِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ: فَأَهَلُّوا بِعُمْرَةٍ غَيْرِي فَاصْطَدْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَأَطْعَمْتُ أَصْحَابِي مِنْهُ وَهُمْ مُحْرِمُونَ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاضِلَةً فَقَالَ: «كُلُوهُ» وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

٢٨٢٨- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں گیا۔ سب لوگوں نے عمرے کا احرام باندھ لیا۔ میں نے نہ باندھا‘ پھر میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا اور اپنے محرم ساتھیوں کو اس کا گوشت کھلایا‘ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو بتلایا کہ ہمارے پاس اس کا بچا ہوا گوشت موجود ہے۔ آپ نے (حاضرین سے) فرمایا: ”کھاؤ۔“ حالانکہ وہ محرم تھے۔

٢٨٢٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٣٨٠٨، وأخرجه مسلم، ح:١١٩٦/ ٦٢ من حديث معاوية بن سلام به.

(المعجم ٨١) - إِذَا أَشَارَ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ فَقَتَلَهُ الْحَلَالُ (التحفة ٨١)

باب:٨١-اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے اور غیر محرم اسے شکار کرے تو؟

٢٨٢٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُمْ كَانُوا فِي مَسِيرٍ لَهُمْ بَعْضُهُمْ مُحْرِمٌ وَبَعْضُهُمْ لَيْسَ بِمُحْرِمٍ، قَالَ: فَرَأَيْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَأَخَذْتُ الرُّمْحَ وَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَاخْتَلَسْتُ سَوْطًا مِنْ بَعْضِهِمْ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَأَصَبْتُهُ فَأَكَلُوا مِنْهُ فَأَشْفَقُوا، قَالَ: فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ أَشَرْتُمْ أَوْ أَعَنْتُمْ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَكُلُوا».

٢٨٢٩-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (لوگ) اپنے ایک سفر میں جا رہے تھے۔ ان میں سے کچھ محرم تھے' کچھ غیر محرم۔ ابوقتادہ نے کہا کہ میں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو میں گھوڑے پر سوار ہوا۔ نیزہ پکڑا۔ میں نے ان سے مدد طلب کی مگر انھوں نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے زبردستی ان میں سے کسی سے کوڑا چھینا اور گدھے پر حملہ کر دیا۔ میں نے اسے شکار کر لیا۔ انھوں نے بھی اس سے کھا لیا' پھر انھیں ڈر محسوس ہوا (کہ کہیں یہ ناجائز نہ ہو) تو نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے (شکار کی طرف) اشارہ کیا تھا؟ کیا تم نے کوئی مدد کی تھی؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کھا سکتے ہو۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے سوالات سے معلوم ہوا کہ اگر انھوں نے اشارہ کیا ہوتا یا کچھ مدد کی ہوتی تو ان کے لیے وہ شکار کھانا جائز نہ ہوتا اور یہی باب کا مقصد ہے کیونکہ اشارہ یا تعاون کرنا شکار کرنے کے مترادف ہے۔ اور شکار کرنا محرم کے لیے ناجائز ہے۔

٢٨٣٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

٢٨٣٠-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٢٨٢٩ـ أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح:١١٩٦/ ٦١ من حديث شعبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب: لا يشير المحرم إلى الصيد لكي يصطاده الحلال، ح:١٨٢٤ من حديث عثمان به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٠٩.

٢٨٣٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب لحم الصيد للمحرم، ح:١٨٥١، والترمذي، الحج، باب ماجاء في أكل الصيد للمحرم، ح:٨٤٦ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "المطلب لا نعرف له سماعًا من جابر"، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨١٠، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٦٤١، وابن حبان، ح:٩٨٠، والحاكم على شرط◀◀

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ مَا لَمْ تَصِيدُوهُ أَوْ يُصَادَ لَكُمْ».

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تمھارے لیے خشکی کا شکار کھانا حلال ہے بشرطیکہ تم نے شکار نہ کیا ہو اور نہ تمھارے لیے شکار کیا گیا ہو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ وَإِنْ كَانَ قَدْ رَوٰى عَنْهُ مَالِكٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ راویٔ حدیث عمرو بن ابی عمرو علم حدیث میں قوی نہیں اگرچہ امام مالک نے ان سے روایت لی ہے۔

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کا یہ فرمان محرمین کے لیے ہے۔ خشکی کی قید اس لیے لگائی کہ سمندری شکار قرآن کی رو سے متفقہ طور پر محرم کے لیے بھی کرنا جائز ہے اور کھانا بھی' البتہ خشکی کا شکار محرم نہ خود کر سکتا ہے اور نہ کسی سے اس سلسلے میں تعاون کر سکتا ہے' ہاں کسی حلال شخص نے اپنے لیے شکار کیا ہو' پھر وہ اس سے محرم کو تحفہ دے دے تو وہ کھا سکتا ہے' نیز اگر اس نے شکار محرم کے لیے کیا ہو تو محرم کے لیے وہ کھانا بھی جائز نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۸۲۱) ② امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ایک راوی عمرو بن ابی عمرو کو ضعیف کہا ہے مگر کثیر محدثین نے اسے قوی کہا ہے حتی کہ امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ تو اس کی حدیثیں اپنی صحیحین میں لائے ہیں' لہٰذا یہ راوی ثقہ ہے۔ لیکن دوسری وجوہ سے یہ روایت ضعیف ہے جس کی صراحت تخریج میں ہے' تاہم مسئلہ صحیح ہے۔

(المعجم ٨٢) - مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ، قَتْلُ الْكَلْبِ الْعَقُورِ (التحفة ٨٢)

باب: ۸۲- محرم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ کاٹنے والے کتے کو قتل کرنا

٢٨٣١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ

۲۸۳۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ایسے ہیں کہ محرم کے لیے انھیں قتل کر دینے میں کوئی حرج نہیں: کوا' چیل'

◀◀ الشيخين: ١/ ٤٥٢، ٤٧٦، ووافقه الذهبي. * يعقوب هو الإسكندراني، وعمرو هو ابن أبي عمرو، والمطلب هو ابن عبدالله بن المطلب بن حنطب، ولم يسمع من جابر رضي الله عنه كما قال أبوحاتم الرازي وغيره.

٢٨٣١ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٢٦، ومسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٩/ ٧٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٥٦، والكبرٰى، ح: ٣٨١١.

جُنَاحٌ فَالْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ». | بچھو چوہا اور کاٹنے والا کتا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① محرم کے لیے شکار منع ہے۔ اسی طرح کسی بھی جانور کو مارنا منع ہے لیکن موذی جانور ممکن ہے اس کے لیے مصیبت بن جائیں لہٰذا ان کی ایذا سے بچنے کے لیے انھیں قتل کرنے کی اسے رخصت دے دی گئی ہے خواہ وہ اسے نقصان نہ ہی پہنچائیں بلکہ محض خدشہ ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ایذا کی بجائے ان جانوروں کو مارنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان کو کھایا نہیں جاتا' لہٰذا محرم ہر ایسے جانور کو قتل کر سکتا ہے جس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ لیکن پہلا موقف ہی صحیح ہے۔ ② ’’کاٹنے والا کتا‘‘ بعض اہل علم نے تمام درندوں کو اس میں داخل کیا ہے' مثلاً: شیر' چیتا' بھیڑیا کیونکہ لغوی طور پر یہ سب کتے ہی ہیں اور بدرجۂ اولیٰ کاٹنے والے ہیں۔ یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے ورنہ یہ عجیب بات ہوگی کہ کتا مارنا تو جائز ہو جو کم کاٹتا ہے اور جس سے بچاؤ بھی ممکن ہے مگر شیر' چیتا وغیرہ کو مارنا جائز نہ ہو جس سے جان کا خطرہ ہے اور عموماً بچاؤ بھی ممکن نہیں۔ شریعت کے احکام مصلحت کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور مصلحت کا لحاظ ضروری ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ احناف نے اس جگہ اہل ظاہر کی طرح جمود اختیار کیا ہے کہ ’’صرف کتا ہی مارا جا سکتا ہے' شیر وغیرہ نہیں کیونکہ تعداد پانچ سے بڑھ جائے گی' ‘‘ حالانکہ روایات کو جمع کریں تو مذکورہ جانور ہی پانچ سے بڑھ جائیں گے' مثلاً: اگلی روایت میں سانپ کا بھی ذکر ہے۔

(المعجم ٨٣) - قَتْلُ الْحَيَّةِ (التحفة ٨٣)

باب: ٨٣-سانپ کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)

٢٨٣٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ يَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ: اَلْحَيَّةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

٢٨٣٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ’’پانچ جانور ایسے ہیں جنھیں محرم قتل کر سکتا ہے: سانپ' چوہا' چیل' سفید پیٹ یا پشت والا کوا اور کاٹنے والا کتا۔‘‘

فائدہ: سانپ کا موذی ہونا واضح ہے۔ اوپر والی روایت میں سانپ کے بجائے بچھو کا ذکر ہے۔ دونوں

٢٨٣٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب . . . الخ، ح: ١١٩٨/ ٦٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٢.

حشرات الارض سے ہیں اور زہریلے ہیں' اس لیے دونوں کو ایک نوع میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ایک کا ذکر دوسرے کے ذکر سے مستغنی کرتا ہے۔ دوسرے کاٹنے والے حشرات بھی اس حکم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ٨٤) - قَتْلُ الْفَأْرَةِ (التحفة ٨٤)

باب:٨٤-چوہے کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)

٢٨٣٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذِنَ فِي قَتْلِ خَمْسٍ مِنَ الدَّوَابِّ لِلْمُحْرِمِ: اَلْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ.

٢٨٣٣-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو پانچ قسم کے جانور قتل کرنے کی اجازت دی ہے: کوا' چیل' چوہا' کاٹنے والا کتا اور بچھو۔

فائدہ: چوہا بھی فطرتاً موذی ہے۔ پلید ہونے کے ساتھ ساتھ بعض قیمتی چیزیں کتر دیتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں پلید کر سکتا ہے۔ طاعون وغیرہ کا مبدا بھی یہی بنتا ہے' لہٰذا مارا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٨٥) - قَتْلُ الْوَزَغِ (التحفة ٨٥)

باب:٨٥-چھپکلی کو قتل کرنا

٢٨٣٤- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ امْرَأَةً دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ وَبِيَدِهَا عُكَّازٌ فَقَالَتْ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ: لِهٰذِهِ الْوَزَغِ لِأَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ إِلَّا يُطْفِيءُ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا هٰذِهِ الدَّابَّةُ فَأَمَرَنَا بِقَتْلِهَا،

٢٨٣٤-حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہ ؓ کے پاس آئی جبکہ ان کے ہاتھ میں تیز نوک والی لاٹھی تھی۔ وہ پوچھنے لگی: یہ کس لیے؟ فرمایا: ان چھپکلیوں کے لیے کیونکہ نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ہر جانور حضرت ابراہیم ؑ کے لیے آگ بجھانے میں کوشاں تھا مگر یہ چھپکلی۔ چنانچہ آپ نے ہمیں اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ نے ہمیں گھروں میں رہنے والے باریک سانپوں کو قتل کرنے سے روکا' مگر دو دھاریوں والے اور چھوٹے سانپ کو قتل کیا جا سکتا ہے

٢٨٣٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١١٩٩/ ٧٧ (انظر الحديثين السابقين) عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٣.
٢٨٣٤ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٤، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٢٣١، وأحمد وغيرهما.

وَنَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ إِلَّا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يُطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ.

کیونکہ یہ نظر ختم کر دیتے ہیں اور عورتوں کے حمل گرا دیتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① چھپکلی اور اس نوع کے دوسرے جانور زہریلے ہوتے ہیں۔ کسی کھانے پینے کی چیز میں گر جائیں تو اسے زہریلا کر دیتے ہیں حتی کہ موت کا سبب بن جاتے ہیں' لہٰذا انھیں مارنا بھی جائز ہے۔ اگرچہ اس روایت میں محرم کی صراحت نہیں مگر ایذا کی علت کی بنا پر وہ بھی اسے قتل کر سکتا ہے۔ ② ''آگ بجھانے میں'' یہ دلیل ہے کہ یہ جانور (چھپکلی) طبعاً انسان کے لیے موذی ہے ورنہ اسے کیا پتا تھا کہ یہ آگ کس کو جلانے والی ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ اسے قتل کرنے کی اجازت اس کے طبعی ایذا کی وجہ سے ہے نہ اس لیے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں ممد تھی کیونکہ وہ تو ایک مخصوص چھپکلی کا فعل تھا۔ اس کی سزا پوری نسل کو تو نہیں دی جا سکتی' نیز اس کے لیے تو نبی اور کافر برابر ہیں۔ وہ تو ہر ایک کو ایذا پہنچائے گی۔ ③ چھپکلی میں اسی نوع کے اس سے بڑے جانور' مثلاً: چلپاسہ' یعنی کرلا اور اس جیسے دوسرے موذی جانور بھی آ جائیں گے۔ ④ ''گھروں میں رہنے والے باریک سانپ'' کیونکہ یہ عموماً گھر والوں کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ بچوں تک کو نہیں کاٹتے۔ ان کے بارے میں قتل نہ کرنے کا حکم اس بنا پر بھی ہے کہ شاید یہ ''جن'' کی کوئی قسم ہوں۔ اور جنوں کو مارنا جائز نہیں' نیز قتل کی وجہ ایذا ہے۔ جب وہ ہمیں کچھ نہیں کہتے تو ہم انھیں کیوں کچھ کہیں؟ گھروں میں رہنے والے بڑے سانپ بھی گھر والوں کو کچھ نہیں کہتے بلکہ وہ نوع انسانی سے کچھ مالوف ہو جاتے ہیں' البتہ آبادی سے باہر رہنے والے سانپ موذی ہیں' لہٰذا انھیں فوراً مار دینا چاہیے۔ ⑤ ''دو دھاری'' یہ بہت زہریلا ہوتا ہے۔ اس کی پشت پر یہ دو دھاریاں بھی زہر کی بنا پر ہی ہوتی ہیں۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کے ماتھے پر دو سیاہ نشان ہوتے ہیں وغیرہ۔ ⑥ ''چھوٹا سانپ'' جسم میں چھوٹا مگر سخت زہریلا۔ اچانک حملہ کرتا ہے اور جان سے مار دیتا ہے۔ بعض نے اس کے معنی چھوٹی دم والا سانپ' کیے ہیں مگر سانپ کی الگ دم نہیں ہوتی۔ ویسے آخری حصے کو دم کہا جائے تو الگ بات ہے۔ ⑦ ''نظر ختم کرتے ہیں ...... الخ'' یعنی اگر یہ کاٹ لیں یا ان سے آنکھیں چار ہو جائیں تو نظر ختم ہو جاتی ہے اور عورت کا حمل گر جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨٦) - قَتْلُ الْعَقْرَبِ (التحفة ٨٦)

باب: ٨٦- بچھو کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)

٢٨٣٥ - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

٢٨٣٥- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی

٢٨٣٥_ أخرجه مسلم، ح: ١١٩٩/ ٧٧ تقدم قريبًا، ح: ٢٨٣٣ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٥، وأخرجه أحمد: ٢/ ٥٤ عن يحيى القطان به.

أَبُو قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ أَوْ فِي قَتْلِهِنَّ وَهُوَ حَرَامٌ، اَلْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْغُرَابُ».

ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو شخص بھی انھیں قتل کر دے (خواہ محرم ہی ہو) اس پر کوئی حرج اور گناہ نہیں: چیل' چوہا' کاٹنے والا کتا' بچھو اور کوا۔''

فوائد ومسائل: ① بچھو کا موذی ہونا واضح ہے بلکہ بسا اوقات اس کا زہر سانپ سے بھی خطرناک ہوتا ہے۔ ② ''کوئی گناہ نہیں'' بلکہ گناہ کے علاوہ کوئی تاوان وغیرہ بھی نہیں' خواہ محرم ہی ہو اور حرم ہی میں ہو۔

(المعجم ٨٧) - قَتْلُ الْحِدَأَةِ (التحفة ٨٧)

باب: ٨٧-چیل کو قتل کرنا (بھی جائز ہے)

٢٨٣٦- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا نَقْتُلُ مِنَ الدَّوَابِّ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ: اَلْحِدَأَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

٢٨٣٦- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جب محرم ہوں تو کن جانوروں کو قتل کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ انھیں قتل کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں: چیل' کوا' چوہا' بچھو اور کاٹنے والا کتا۔''

فائدہ: چیل مردار خور اور پلید جانور ہے۔ کھانا پلید کر سکتی ہے۔ گوشت اٹھا کر بلکہ ہاتھوں سے چھین کر لے جاتی ہے۔ چھوٹے گھریلو جانوروں کو اچک لیتی ہے' لہٰذا اسے بھی مارنا جائز ہے۔

(المعجم ٨٨) - قَتْلُ الْغُرَابِ (التحفة ٨٨)

باب: ٨٨-کوے کو قتل کرنا (محرم کے لیے جائز ہے)

٢٨٣٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

٢٨٣٧- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ سے پوچھا گیا: محرم کون سے جانور قتل کر سکتا

٢٨٣٦ـ أخرجه مسلم من حديث أيوب السختياني به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٦.

٢٨٣٧ـ أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٧.

سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ قَالَ: «يَقْتُلُ الْعَقْرَبَ، وَالْفُوَيْسِقَةَ، وَالْحِدَأَةَ، وَالْغُرَابَ، وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ».

ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بچھو' چوہے' چیل' کوے اور کاٹنے والے کتے کو قتل کرسکتا ہے۔''

فائدہ: کوے میں چیل والے سب مفاسد پائے جاتے ہیں' بلکہ قریب رہنے کی وجہ سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ پریشان بھی زیادہ کرتا ہے' لہٰذا اسے قتل کرنا جائز ہے۔ اوپر ایک حدیث (٢٨٣٢) میں أبقع (جس کا پیٹ یا پشت سفید ہوتی ہے) کی قید ہے' لہٰذا مطلق کوے سے مراد بھی یہی ہے۔ گھروں میں یہی آتا جاتا ہے۔ باقی رہا خالص سیاہ کوا تو وہ عموماً فصلوں میں ہوتا ہے۔ اس کا لوگوں کو کوئی نقصان نہیں' لہٰذا اسے مارنے کی ضرورت نہیں۔ وہ گندگی بھی نہیں کھاتا۔ صرف دانوں پر گزارا کرتا ہے۔ واللہ أعلم.

٢٨٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ: اَلْفَأْرَةُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

٢٨٣٨- حضرت سالم کے والد محترم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ایسے ہیں کہ اگر کوئی انھیں احرام کی حالت میں یا حرم کے اندر بھی قتل کر دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں (اور وہ یہ ہیں): چوہا' چیل' کوا' بچھو اور کاٹنے والا کتا۔''

(المعجم ٨٩) - مَا لَا يَقْتُلُهُ الْمُحْرِمُ (التحفة ٨٩)

باب:٨٩- وہ جانور جنھیں محرم قتل نہیں کرسکتا

٢٨٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ

٢٨٣٩- حضرت ابن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ سے بجو کے بارے میں

٢٨٣٨- أخرجه مسلم من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق واللذين قبله، وهو في الكبرى، ح:٣٨١٨، وله طريق آخر عند البخاري، ح:١٨٢٨.

٢٨٣٩- [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الضبع يصيبها المحرم، ح:٨٥١، ١٧٩١ من حديث ابن جريج به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح:٣٨١٩، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٦٤٥، ٢٦٤٦، وابن حبان، ح:٩٧٩، ١٠٦٨، وابن الجارود، ح:٤٣٨، ٤٣٩، والحاكم: ١/ ٤٥٢ على شرط الشيخين.

جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الضَّبُعِ فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهَا قُلْتُ: أَصَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

پوچھا تو انھوں نے مجھے اس کے کھانے کی اجازت بتلائی۔ میں نے کہا کہ وہ بھی شکار ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

فوائد ومسائل: ① بجو مردار خور نہیں۔ اگر یہ مردار خور ہوتا تو اسے حرام کہنے میں کوئی باک نہیں تھا۔ چونکہ یہ حلال جانور ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے لہٰذا یہ شکار کی ذیل میں آتا ہے۔ محرم کے لیے شکار حرام ہے لہٰذا وہ بجو کو نہیں مار سکتا۔ اگر مارے گا تو اسے اس کا فدیہ دینا پڑے گا۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ ان شاء اللہ۔ ② اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ محرم بجو کو قتل یا شکار نہیں کر سکتا، البتہ اس کی حلت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام احمد ؒ اسے کھانا حلال سمجھتے ہیں۔ دیگر اہل علم نے اسے حرام کہا ہے کہ یہ ''ذوناب'' (کچلی والا جانور) ہے۔ مگر شاید وہ اس بات سے غافل رہے کہ یہاں ذوناب کے لغوی معنی مراد نہیں بلکہ ''ذوناب'' سے مراد شکاری جانور ہے جیسے کتا، شیر، چیتا وغیرہ اور بجو بالاتفاق شکاری نہیں۔ ''ناب'' تو وجہ حرمت نہیں۔ اس ناب میں کیا حرج جو شکار نہ کرے۔ (تفصیل ان شاء اللہ آگے بیان ہوگی۔) ③ اس حدیث سے اشارتاً یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ محرم کوئی ایسا جانور شکار نہیں کر سکتا جسے کھایا جاتا یا جو کسی منفعت کی وجہ سے شکار کیا جاتا ہو۔ اگر وہ شکار کرے گا تو اسے جزا دینی پڑے گی۔

(المعجم ٩٠) - اَلرُّخْصَةُ فِي النِّكَاحِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٩٠)

باب: ٩٠- محرم کے لیے نکاح کرنے کی رخصت

٢٨٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ - عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ - قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٨٤٠- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ ؓ سے احرام کی حالت میں شادی کی۔

٢٨٤٠ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح:١٤١٠/٤٧ من حديث داود العطار، والبخاري، النكاح، باب نكاح المحرم، ح:٥١١٤ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٢٠، قوله: "هو محرم" معناه أنه كان داخلاً في الحرم، والله أعلم.

فائدہ: اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ محرم نکاح کر سکتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ روایت سنداً بالکل صحیح ہے مگر اس کا مضمون دوسری صحیح احادیث کے خلاف ہے (دیکھیے روایت: ٢٨٤٥) (اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان تمام روایات کو جن میں حالتِ احرام میں نکاح کرنے کا بیان ہے شاذ قرار دیا ہے۔) نیز حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح حلال حالت میں کیا ہے۔ نکاح کے سفیر حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا بھی یہی بیان ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح سے غیر متعلق فرد ہیں نیز ان کی عمر بھی اس وقت چھوٹی تھی، لہٰذا معلوم یوں ہوتا ہے کہ انھیں غلط فہمی ہوگئی نیز منع والی روایت (٢٨٤٥) قولی ہے یہ فعلی۔ قولی اور فعلی کے تعارض کے وقت قولی راجح ہوتی ہے۔ اسی طرح نہی اور اباحت میں تعارض ہو تو نہی کو ترجیح ہوتی ہے نیز فعلی روایات تو متعارض ہیں۔ قولی صریح ہے اور اس کے مقابل کوئی قولی روایت نہیں لہٰذا قولی روایت پر عمل ہوگا۔ غرض کسی بھی لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت قابل استدلال نہیں۔ یا اس روایت کی تاویل کر لی جائے تاکہ یہ محتمل روایت دوسری صریح روایات کے مطابق ہو جائے مثلاً: ”محرم“ کے معنی ”حرم میں“ یا ”حرمت والے مہینوں میں“ کیے جائیں یعنی نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح حرم میں یا حرمت کے مہینے میں کیا۔ عربی زبان میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ عقلاً بھی نکاح احرام کے منافی ہے۔ اگر خوشبو لگانا، حجامت بنوانا، زینت والے کپڑے پہننا اور شکار وغیرہ کرنا احرام کے خلاف ہیں تو نکاح جو ہر لحاظ سے ان سے بڑھ کر ہے کیونکر احرام میں درست ہو سکتا ہے؟

٢٨٤١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَكَحَ حَرَامًا.

٢٨٤١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ) احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

٢٨٤٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ،

٢٨٤٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو دونوں احرام کی حالت میں تھے۔

٢٨٤١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٢١.

٢٨٤٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٥ عن يونس بن محمد المؤدب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٢٢، وللحديث شواهد كثيرة عن ابن عباس رضي الله عنهما به.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُمَا مُحْرِمَانِ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ آپ احرام باندھ کر گئے تھے' مگر حضرت میمونہ ؓ تو مکے میں تھیں وہ کیسے محرم ہوگئیں' نیز رسول اللہ ﷺ نے مکے پہنچ کر عمرے سے فارغ ہونے تک کچھ نہیں کیا تھا اور عمرے سے فارغ ہوگئے تو احرام بھی ختم ہو چکا تھا' پھر حالت احرام میں نکاح کب کیا؟

٢٨٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاغَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۴۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ ؓ سے نکاح فرمایا تو آپ محرم (حرم میں) تھے۔

٢٨٤٤- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ وَصَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو الْحِمْصِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوالْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۴۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ ؓ سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

فائدہ: یہ ایک ہی روایت کی مختلف اسانید ہیں۔ روایت پر بحث ہو چکی ہے کہ یہ حضرت ابن عباس ؓ کی غلط فہمی اور وہم ہے۔ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔ (صحيح البخاري' جزاء الصيد' حديث:١٨٣٧)

(المعجم ٩١) - اَلنَّهْيُ عَنْ ذٰلِكَ (التحفة ٩١)

باب:۹۱- (محرم کو) نکاح سے ممانعت

٢٨٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۲۸۴۵- حضرت عثمان بن عفان ؓ کا بیان ہے

٢٨٤٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٥ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٣، وانظر الحديث السابق.

٢٨٤٤ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب تزويج المحرم، ح: ١٨٣٧ من حديث أبي المغيرة عبدالقدوس به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٤.

٢٨٤٥ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ١٤٠٩ من حديث مالك به، وهو في◄◄

نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ وَلَا يُنْكِحُ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ نکاح کا پیغام بھیجے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرے۔''

فائدہ: یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے۔ (صحیح مسلم، النکاح، حدیث:۱۴۰۹) لہٰذا قطعاً صحیح ہے، نیز صریح قولی روایت ہے جو اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ اس کی کوئی تاویل بھی نہیں کی جا سکتی، لہٰذا جمہور اہل حدیث وفقہاء نے اسی کو اختیار فرمایا ہے، نیز ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو ظاہر کے مطابق صحیح بھی مان لیا جائے، تب بھی وہ فعلی روایت ہے اور فعل میں کئی احتمالات ہو سکتے ہیں۔ فعل نبی ﷺ کا خاصہ بھی ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ غلط فہمی کا امکان بھی فعل میں زیادہ ہے بجائے قولی روایت کے، نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی تاویل بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ حدیث: ۲۸۴۰ کے فائدے میں وضاحت ہے۔ احناف نے اس مقام میں جمہور اہل علم کے خلاف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے محرم کے لیے نکاح کو جائز قرار دیا ہے اور یہ تاویل کی ہے کہ نہی والی حدیث میں نکاح سے مراد جماع ہے مگر بعد والے الفاظ کے معنی کیا ہوں گے: ''نہ نکاح کا پیغام بھیجے نہ کسی دوسرے کا نکاح کرے۔'' کیا یہاں نکاح کے معنی جماع ہو سکتے ہیں اور کیسے؟ بَيِّنُوا تُؤْجَرُوا. تاویل تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی چاہیے تاکہ سب احادیث پر عمل ہو سکے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں، حدیث: ۲۸۴۰)

٢٨٤٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْرِمُ أَوْ يُنْكِحَ أَوْ يَخْطُبَ.

۲۸۴۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ محرم اپنا نکاح کرے یا کسی اور کا نکاح کرے یا نکاح کا پیغام بھیجے۔

٢٨٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۸۴۷- حضرت نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ

الموطأ (يحيى): ١/ ٣٤٨، ٣٤٩، والكبرى، ح: ٣٨٢٥.

٢٨٤٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٦.

٢٨٤٧- أخرجه مسلم، ح: ١٤٠٩/ ٤٤ من حديث أيوب بن موسى به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٧.

يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَعْمَرٍ إِلٰى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ أَيَنْكِحُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ أَبَانُ: إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ».

حضرت عمر بن عبیداللہ بن معمر نے حضرت ابان بن عثمان کی طرف پیغام بھیجا' وہ پوچھ رہے تھے کہ کیا محرم نکاح کر سکتا ہے؟ تو حضرت ابان نے کہا: مجھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''محرم نہ نکاح کرے نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔''

فائدہ: معلوم ہوا جس طرح احرام کی حالت میں نکاح حرام ہے اسی طرح نکاح کا پیغام یا تجویز یا منگنی کرنا بھی حرام ہے کیونکہ یہ نکاح کے مقدمات ہیں۔ بعض حضرات نے نکاح کے پیغام بھیجنے یا منگنی کرنے کی نہی کو تنزیہ پر محمول کیا ہے (یعنی جائز تو ہے مگر مناسب نہیں) لیکن یہ تاویل بلا دلیل بلکہ بلا وجہ ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک نکاح کا پیغام یا منگنی بھی نکاح ہی کی طرح حرام ہیں اور یہی صحیح ہے۔ حدیث نبوی پر کھلے دل اور خوشی سے عمل کرنا چاہیے۔ بلا وجہ تاویل مومن کی شان کے خلاف ہے۔

(المعجم ٩٢) - اَلْحِجَامَةُ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٩٢)

باب: ٩٢-محرم کے لیے سینگی لگوانا؟

٢٨٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٨٤٨-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔

فائدہ: محرم کے لیے بال مونڈنا منع ہے لیکن اگر جسم کے کسی حصے میں سینگی لگوائی جائے اور کچھ بال زائل کرنا پڑیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر سر میں لگوائی جائے تو یقیناً کچھ بال مونڈنے ہی پڑتے ہیں۔ اس کی شرعاً اجازت ہے۔ سینگی احرام کے خلاف نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی حالت احرام میں سر کے وسط میں سینگی لگوائی تھی لیکن بال مونڈنے کے بدلے میں آپ علیہ السلام سے کہیں فدیے کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر آپ نے فدیہ دیا ہوتا تو اس کا ضرور ذکر ملتا جیسا کہ آپ کے سینگی لگوانے کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے برعکس اگر سارا سر ہی منڈوا دیا جائے تو اس کا حکم سینگی سے مختلف ہے چونکہ منڈوانے کی وجہ اور نوعیت مختلف ہے' اس لیے دونوں کا حکم بھی مختلف ہوگا۔

٢٨٤٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٩٢ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٢٨، وأخرجه البخاري، ح: ١٨٣٥، ومسلم، ح: ١٢٠٢ من حديث عطاء به.

اس کا فدیہ دینا ضروری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، المُحصَر، حديث: ١٨١٤، وصحيح مسلم، الحج، حديث:١٢٠١)

٢٨٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٨٤٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے سینگی لگوائی' حالانکہ آپ محرم تھے۔

٢٨٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِحْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ [يَقُولُ]: إِحْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٨٥٠- عمرو بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عطاء سے سنا' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ فرما رہے تھے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔ بعد ازاں انھوں (عمرو بن دینار) نے کہا کہ مجھے طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی' وہ فرما رہے تھے کہ نبی ﷺ نے حالت احرام میں سینگی لگوائی۔

(المعجم ٩٣) - حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ مِنْ عِلَّةٍ تَكُونُ بِهِ (التحفة ٩٣)

باب:٩٣-محرم کسی بیماری اور تکلیف کی وجہ سے سینگی لگوا سکتا ہے

٢٨٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهِ.

٢٨٥١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی کیونکہ آپ (کے پاؤں) کو موچ آ گئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح

٢٨٤٩_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٢٩.
٢٨٥٠_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٣٠.
٢٨٥١_[إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/٣٦٣ من حديث يزيد بن إبراهيم، وأبوداود، ح: ٣٨٦٣، وابن ماجه،◄◄

لغیرہ قرار دیا ہے اور راجح رائے انھی کی ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٨٢/٢٣) بنابریں بوقت ضرورت سینگی لگوائی جاسکتی ہے۔ دیگر صحیح روایات سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ ② ''موچ'' یعنی ہڈی کو نقصان نہ پہنچے' گوشت اور پٹھوں کو تکلیف ہو' یا ہڈی کو چوٹ تو لگے مگر وہ ٹوٹنے سے بچ جائے۔ سینگی کے جواز وغیرہ کی بحث اوپر حدیث: ٢٨٤٨ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٩٤) - حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ (التحفة ٩٤)

باب: ٩٤-محرم قدم کی پشت پر سینگی لگواسکتا ہے

٢٨٥٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهِ.

٢٨٥٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موچ آ جانے کی وجہ سے احرام کی حالت میں پاؤں مبارک کی پشت پر سینگی لگوائی۔

فوائد ومسائل: ① ''وَثْءٍ'' وہ چوٹ یا تکلیف جو گوشت کو پہنچے' ہڈی بچ جائے' یا چوٹ ہڈی پر آئے لیکن ہڈی ٹوٹنے سے محفوظ رہے' ہمارے ہاں اسے موچ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ② مذکورہ روایت بھی راجح قول کے مطابق صحیح ہے۔

(المعجم ٩٥) - حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ عَلَى وَسْطِ رَأْسِهِ (التحفة ٩٥)

باب: ٩٥-محرم اپنے سر کے درمیان بھی سینگی لگواسکتا ہے

٢٨٥٣- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَثْمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: قَالَ

٢٨٥٣- حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کے راستے میں لحی جمل کے مقام پر اپنے سر مبارک کے درمیان

ح: ٣٠٨٢ من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣١ * أبو الزبير عنعن.

٢٨٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب المحرم يحتجم، ح: ١٨٣٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣٢ * قتادة عنعن، وله شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ٣٨٦٣.

٢٨٥٣ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم، ح: ١٨٣٦، ومسلم، الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، ح: ١٢٠٣ من حديث سليمان بن بلال به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣٣.

عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَسْطَ رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ.

سینگی لگوائی' حالانکہ آپ محرم تھے۔

فوائد ومسائل: ① سینگی لگوانے کا مسئلہ اوپر گزر چکا ہے۔ محرم مجبوری کے موقع پر سینگی لگوا سکتا ہے لامحالہ اس موقع پر بال بھی کاٹنے پڑتے ہیں' ضرورت کے پیش نظر اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ اس پر فدیہ ہی لازم ہے۔ تفصیل کے لیے حدیث: ۲۸۴۸ کا فائدہ ملاحظہ فرمائیے۔ ② "لحی جمل" مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے۔

(المعجم ٩٦) - فِي الْمُحْرِمِ يُؤْذِيهِ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ (التحفة ٩٦)

باب:۹۶- اگر محرم کو سر میں جوئیں تکلیف دیں تو؟

٢٨٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحْرِمًا فَآذَاهُ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ وَقَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ، أَوِ انْسُكْ شَاةً أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ».

۲۸۵۴- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے اور انھیں سر میں جوؤں کی تکلیف ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سر منڈانے کا حکم دیا اور فرمایا: "تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ مساکین کو دو دو مد غلہ دے دو' یا ایک بکری ذبح کر دو۔ ان میں سے جو کام بھی تم کرو گے تمھیں کافی ہوگا۔"

٢٨٥٤- [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (رواية ابن القاسم)، ح: ٤٠٩، ٣٩٧، والكبرٰى، ح: ٣٨٣٤ (وسقط ذكر مجاهد من رواية الموطأ (يحيى): ١/٤١٧، وأخرجه البخاري، ح: ١٨١٤ من حديث مجاهد، ومسلم، ح: ١٢٠١/ ٨٣ من حديث عبدالكريم به.

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ غزوۂ حدیبیہ کا ہے۔ چونکہ نیت عمرے کی تھی' لہٰذا سب نے احرام باندھ رکھا تھا۔ ② معلوم ہوا کسی تکلیف کی وجہ سے محرم کو سر منڈانا پڑے' تو اسے فدیہ دینا ہوگا کیونکہ سر منڈانا احرام کے منافی ہے' کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا سر منڈوانا جوؤں کی وجہ سے تھا' تنگی کا حکم اس سے مختلف ہے۔ ③ ''جو کام بھی تم کرو گے'' گویا ان میں کوئی ترتیب نہیں' جبکہ بعض دوسرے کفارات میں ترتیب ہے۔ ④ حدیث' قرآن کے مجمل احکام کی وضاحت کرتی ہے۔

٢٨٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ - وَهُوَ الدَّشْتَكِيُّ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو - وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَيْسٍ - عَنِ الزُّبَيْرِ - وَهُوَ ابْنُ عَدِيٍّ - عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: أَحْرَمْتُ فَكَثُرَ قَمْلُ رَأْسِي فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَانِي وَأَنَا أَطْبُخُ قِدْرًا لِأَصْحَابِي فَمَسَّ رَأْسِي بِإِصْبَعِهِ فَقَالَ: «اِنْطَلِقْ فَاحْلِقْهُ وَتَصَدَّقْ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ».

۲۸۵۵- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے احرام باندھا تو میرے سر میں جوئیں بہت زیادہ ہو گئیں۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت اپنے ساتھیوں کے لیے سالن پکا رہا تھا۔ آپ نے اپنی انگلی مبارک سے میرے سر کو چھوا' پھر فرمایا: ''بال منڈوا دو اور چھ مساکین پر صدقہ کر دو۔''

فوائد ومسائل: ① ''زیادہ ہو گئیں'' حتی کہ منہ پر گرتی تھیں۔ ② ''تشریف لائے'' یہ آپ کے اخلاق کی عمدہ مثال ہے۔ ③ ''صدقہ کر دو'' یعنی ہر مسکین کو نصف صاع (تقریباً سوا کلو) غلہ دے دو۔ گویا ایک روزے کے بدلے میں دو مسکینوں کو غلہ دیا جائے گا۔

(المعجم ٩٧) - غُسْلُ الْمُحْرِمِ بِالسِّدْرِ إِذَا مَاتَ (التحفة ٩٧)

باب: ۹۷- محرم مر جائے تو اسے بیری کے پتوں سے غسل دینا

٢٨٥٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ

۲۸۵۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ اسے اس کی اونٹنی

٢٨٥٥_[إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/١٠٦، ح: ٢١٣ من حديث عمرو بن أبي قيس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٣٥. * أبو وائل هو شقيق بن سلمة.

٢٨٥٦_[صحيح] تقدم، ح: ٢٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٣٦.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُمِسُّوهُ بِطِيبٍ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی' جبکہ وہ محرم تھا۔ وہ فوت ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے اس کے (احرام والے) دو کپڑوں میں کفن دے دو۔ اسے خوشبو نہ لگاؤ' نہ اس کے سر کو ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔''

فائدہ: بیری کے پتے جسم کی صفائی اور نرمی کے لیے ہوتے ہیں۔ آج کل صابون وغیرہ یہی کام دے سکتے ہیں' لہٰذا بیری کے پتے کوئی ضروری نہیں' ہاں مسنون سمجھتے ہوئے صابن کے استعمال سے قبل یا بعد میں اس کا پانی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ البتہ محرم میت کو چونکہ خوشبو لگانا منع ہے' لہٰذا خوشبودار صابن محرم کے غسل میں استعمال نہ کیا جائے۔ عام میت کے غسل میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حدیث کے باقی متعلقہ مسائل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ٢٧١٤.

(المعجم ٩٨) - فِي كَمْ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ (التحفة ٩٨)

باب: ٩٨- محرم فوت ہو جائے تو اسے کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے؟

٢٨٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مُحْرِمًا صُرِعَ عَنْ نَاقَتِهِ فَأُوقِصَ ذُكِرَ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ» ثُمَّ قَالَ عَلَى إِثْرِهِ خَارِجًا رَأْسُهُ، قَالَ: «وَلَا تُمِسُّوهُ طِيبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا» قَالَ شُعْبَةُ: فَسَأَلْتُهُ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ فَجَاءَ بِالْحَدِيثِ كَمَا كَانَ يَجِيءُ بِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ».

٢٨٥٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک محرم آدمی اپنی اونٹنی سے گر پڑا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو۔'' پھر اس کے بعد فرمایا: ''اس کا سر ننگا رہے اور اسے خوشبو نہ لگانا کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک پڑھتا اٹھے گا۔'' (راویٔ حدیث) شعبہ نے کہا کہ میں نے دس سال بعد اس (استاد ابو بشر) سے پھر یہ حدیث پوچھی تو انھوں نے اسی طرح بیان کیا جس طرح (دس سال پہلے) وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے' صرف اتنا زیادہ کہا: ''اس کے سر اور چہرے کو نہ ڈھانپو۔''

٢٨٥٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٨٣٧.

فائدہ: عام میت کو بھی دو کپڑوں میں کفنایا جا سکتا ہے۔ تیسرا کپڑا ضروری نہیں' مستحب ہے تا کہ اس کا چہرہ وغیرہ ڈھانپا جا سکے' مگر محرم کے لیے چونکہ احرام کی حالت باقی رکھنا ضروری ہے' لہٰذا وہاں تیسرے کپڑے' یعنی لفافے کی ضرورت ہی نہیں تا کہ سر اور چہرہ ننگا رہ سکے۔ ویسے بھی محرم کا احرام دو کپڑوں ہی میں ہوتا ہے' لہٰذا اس کے کفن میں بھی دو کپڑے ہی مسنون ہیں۔

(المعجم ٩٩) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يُّحَنَّطَ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ (التحفة ٩٩)

باب:٩٩- محرم وفات پا جائے تو اسے حنوط نہ لگائی جائے

٢٨٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ أَوْ قَالَ: فَأَقْعَصَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

٢٨٥٨- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرفے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وقوف کر رہا تھا کہ وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا اور اس (سواری) نے اس کی گردن توڑ ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو' اسے دو کپڑوں میں کفن دو' اسے حنوط نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا تو وہ لبیک کہہ رہا ہوگا۔''

فائدہ: حنوط چونکہ خوشبو کی ایک قسم ہے' لہٰذا میت یا اس کے کفن کو حنوط یا کسی بھی قسم کی خوشبو نہیں لگائی جا سکتی تا کہ اس کے احرام کا احترام قائم رہے حتی کہ خوشبودار صابن بھی نہ لگایا جائے۔

٢٨٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَصَتْ رَجُلًا مُحْرِمًا نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ، فَأُتِيَ

٢٨٥٩- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک محرم کو اس کی اونٹنی نے گرا کر مار دیا۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے غسل اور کفن دو مگر اس کا سر نہ ڈھانپو اور نہ خوشبو لگاؤ' یقیناً یہ

٢٨٥٨- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن في ثوبين، ح:١٢٦٥، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح:١٢٠٦/ ٩٤ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح:٣٨٣٨.

٢٨٥٩- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح:١٨٣٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح:٣٨٣٩.

رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تُغَطُّوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ».

لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔“

(المعجم ١٠٠) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يُخَمَّرَ وَجْهُ الْمُحْرِمِ وَرَأْسُهُ إِذَا مَاتَ (التحفة ١٠٠)

باب:۱۰۰-محرم فوت ہو جائے تو اس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنے کی ممانعت

٢٨٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَّهُ لَفَظَهُ بَعِيرُهُ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُغَسَّلُ وَيُكَفَّنُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا يُغَطّٰى رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

۲۸۶۰-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کر رہا تھا۔ اسے اس کے اونٹ نے گرا دیا اور وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے غسل دیا جائے‘ دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور اس کے سر اور چہرے کو نہ ڈھانپا جائے کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔“

فائدہ: یہ حدیث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۲۸۱۴. صحابہ میں سے حضرت عثمان‘ حضرت علی اور حضرت ابن عباس ؓ اسی بات کے قائل ہیں۔ فقہاء میں سے امام شافعی‘ امام احمد اور امام اسحاق ؒ کا مسلک بھی یہی ہے مگر امام مالک‘ امام ابوحنیفہ اور اوزاعی ؒ اس حدیث کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک موت کے ساتھ تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں‘ لہٰذا احرام بھی ختم ہو گیا‘ مگر صریح فرمان کے مقابلے میں قیاس درست نہیں۔ شارع ؑ کو تخصیص کا حق حاصل ہے۔ بہت سی عام ایسی آیات و احادیث ہیں جن کی تخصیص رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اور ان بزرگوں نے قبول فرمائی تو یہاں تخصیص پر اعتراض کیوں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ (الحشر٥٩:٧) ”رسول تمھیں جو دے‘ وہ لے لو۔“

(المعجم ١٠١) - اَلنَّهْيُ عَنْ تَخْمِيرِ رَأْسِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ (التحفة ١٠١)

باب:۱۰۱-محرم فوت ہو جائے تو اس کا سر نہ ڈھانپا جائے

٢٨٦٠ـ[صحيح] تقدم، ح: ٢٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤٠.

٢٨٦١- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَرَّ مِنْ فَوْقِ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَلْبِسُوهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي».

٢٨٦١-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک محرم شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کو) آیا۔ (عرفات میں) وہ اپنے اونٹ سے گر پڑا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مرگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے (کفن میں) اسی کے (احرام والے) دو کپڑے پہنا دو اور اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا آئے گا۔“

فائدہ: محرم کا سر ننگا رکھنے پر تو سب متفق ہیں۔ باقی رہا چہرہ تو امام شافعی ؒ کا خیال ہے کہ چہرہ ننگا رکھنا صرف سر کو ننگا رکھنے کے لیے ہے ورنہ چہرہ ڈھانپنا منع نہیں مگر نبی ﷺ کے ظاہر الفاظ تو اس کے خلاف ہیں، خصوصاً محرم میت کے مسئلے میں۔ ویسے بھی احتیاط بہتر ہے۔

(المعجم ١٠٢) - فِيمَنْ أُحْصِرَ بِعَدُوٍّ (التحفة ١٠٢)

باب:١٠٢-دشمن کی وجہ سے جو شخص (حج سے) روک دیا جائے تو؟

٢٨٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبدِ اللهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ لَمَّا نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ فَقَالَا: لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَّا تَحُجَّ الْعَامَ إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

٢٨٦٢-حضرت عبداللہ بن عبداللہ اور حضرت سالم بن عبداللہ نے (اپنے والد) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے گفتگو کی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب (حجاج کا) لشکر حضرت ابن زبیر ؓ کا محاصرہ کر چکا تھا۔ ابھی انھیں شہید نہیں کیا گیا تھا۔ وہ دونوں کہنے لگے کہ آپ اس سال حج کو نہ جائیں تو آپ کو کوئی نقصان نہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ ہمیں بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ

٢٨٦١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤١.

٢٨٦٢ـ أخرجه البخاري، المحصر، باب: إذا أحصر المعتمر، ح: ١٨٠٧، ١٨٠٨ من حديث جويرية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤٢.

الْبَيْتِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً إِنْ شَاءَ اللهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ، وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَعَلْتُ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: فَإِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَلَمْ يَحْلِلْ مِنْهُمَا حَتَّى أَحَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى.

پڑ جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (عمرہ کرنے کے لیے) گئے تھے۔ کفار قریش نے بیت اللہ تک نہ جانے دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور سر منڈوا دیا۔ میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کا احرام باندھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں جاؤں گا۔ اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ کھلا رہا تو میں طواف (یعنی عمرہ) کرلوں گا اور اگر رکاوٹ پڑ گئی تو میں وہی کچھ کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ پھر کچھ دیر چلنے کے بعد کہنے لگے: عمرہ اور حج دونوں کا معاملہ ایک ہی ہے' لہٰذا میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لیا ہے۔ تو آپ ان سے حلال نہیں ہوئے حتی کہ قربانیوں والے دن قربانی ذبح کی اور پھر حلال ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① حجاج اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۷۴۷ کا فائدہ: ۱۔ ② ''دونوں کا معاملہ ایک ہے'' یعنی اگر بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے اور رکاوٹ پڑ گئی تو پھر' خواہ احرام عمرے کا ہو یا حج کا یا دونوں کا' حلال ہونے کا طریقہ ایک ہی ہے۔ اگر رکاوٹ نہ پڑی تو جس طرح عمرہ ہو سکتا ہے' حج بھی ہو سکے گا' لہٰذا عمرے کے ساتھ حج کا احرام باندھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ③ احصار سے مراد ہے کہ محرم بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے' خواہ دشمن رکاوٹ ڈال دے جیسے عمرۂ حدیبیہ میں ہوا یا کوئی مرض وغیرہ انسان کو لاچار کر دے کہ وہ سفر جاری نہ رکھ سکے۔ ہر دو صورتوں میں اگر ساتھ قربانی کا جانور ہو تو اسے ذبح کر دیا جائے اور اگر اسے حرم بھیجا جا سکتا ہو تو بھیج دیا جائے۔ جانور کے ذبح کرنے کے بعد وہ حجامت وغیرہ کروائے اور حلال ہو جائے۔ اگر وہ حج فرض تھا تو آئندہ پھر کرے' بشرطیکہ استطاعت رکھتا ہو ورنہ معاف ہے۔ یہی حکم عمرے کا ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر وہ عمرے کا احرام تھا یا نفل حج کا تو دوبارہ قضا وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں جیسے عمرۂ حدیبیہ میں ہوا۔ نبی ﷺ نے کسی کو پابند نہیں فرمایا کہ بعد میں اس کی قضا دیں۔ لیکن راجح موقف کے مطابق عمرے کی ادائیگی بھی واجب ہے' اس لیے اگر کسی کا واجب عمرہ رہ جائے یا اس کی تکمیل نہ ہو پائے تو آئندہ سال اسے استطاعت کی صورت میں اس کی قضا ادا کرنا ہوگی۔ رہا یہ موقف کہ مطلقاً عمرے کی دوبارہ قضا

ضروری نہیں اور دلیل میں عمرۂ حدیبیہ سے استدلال کرنا' تو یہ محل نظر ہے۔ اولاً: اس لیے کہ آئندہ سال عمرہ کرنے کا معاہدہ ہو چکا تھا' لہٰذا مزید حکم کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ ثانیاً: راجح موقف کے مطابق حج کی فرضیت تو ۹ ہجری میں ہوئی تو اس سے قبل عمرے کے وجوب کے کیا معنی؟ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حکماً کسی کو پابند نہیں فرمایا۔ واللہ أعلم.

٢٨٦٣- أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ عَرِجَ أَوْ كُسِرَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرٰى» فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا: صَدَقَ.

۲۸۶۳- حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص (دوران احرام میں بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے) لنگڑا ہو جائے یا اس کی ٹانگ وغیرہ ٹوٹ جائے (اور اس کا بیت اللہ تک پہنچنا ممکن نہ رہے) تو وہ حلال ہو گیا اور اس پر دوبارہ حج ہوگا۔'' (راوی نے کہا:) میں نے اس بارے میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت حجاج انصاری نے سچ بیان فرمایا۔

فائدہ: یہ حدیث دلیل ہے کہ ''احصار'' دشمن کے علاوہ مرض وغیرہ کی بنا پر بھی معتبر ہے جیسا کہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے احرام باندھتے وقت شرط لگالی ہو کہ جہاں میں عاجز آ گیا' وہاں حلال ہو جاؤں گا تو وہ بھی عاجز آنے پر بغیر کسی فدیے کے حلال ہو سکتا ہے' جبکہ احصار کی صورت میں جانور ذبح کرنا ہوگا۔

٢٨٦٤- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۸۶۴- حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی ٹانگ وغیرہ ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے (حتی کہ وہ بیت اللہ تک نہیں

٢٨٦٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود (انظر الحديث الآتي)، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الذي يهل بالحج فيكسر أو يعرج، ح: ٩٤٠، وابن ماجه، المناسك، باب المحصر، ح: ٣٠٧٧، ٣٠٧٨ من حديث حجاج الصواف به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤٣، وصححه الحاكم علٰى شرط البخاري: ١/ ٤٧٠، ٤٨٣، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح. * حجاج هو ابن أبي عثمان.

٢٨٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الإحصار، ح: ١٨٦٢ من حديث يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤٤.

يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى» وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَا: صَدَقَ. وَقَالَ شُعَيْبٌ فِي حَدِيثِهِ: وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ.

پہنچ سکتا) تو وہ حلال ہو گیا اور اس پر آئندہ حج ہوگا۔" (عکرمہ نے کہا:) میں نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ ؓ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت حجاج انصاری نے سچ کہا۔ (استاد) شعیب نے اپنی حدیث میں کہا: اس پر آئندہ سال حج ہوگا۔

فائدہ: "آئندہ سال حج ہوگا" یعنی اگر یہ فرض حج تھا اور وہ ابھی تک بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے ورنہ اس پر حج لازم نہیں۔ یہی حکم عمرے کا ہے۔

(المعجم ١٠٣) - دُخُولُ مَكَّةَ (التحفة ١٠٣)

باب: ١٠٣- مکہ مکرمہ میں داخلہ

٢٨٦٥- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى يَبِيتُ بِهِ حَتَّى يُصَلِّيَ صَلَاةَ الصُّبْحِ حِينَ يَقْدَمُ إِلَى مَكَّةَ وَمُصَلَّى رَسُولِ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ خَشِنَةٍ غَلِيظَةٍ.

٢٨٦٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو مقام ذوطویٰ میں رات گزارتے حتیٰ کہ وہیں صبح کی نماز پڑھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے وہاں نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے سے ٹیلے پر تھی۔ اس مسجد والی جگہ میں نہیں جو وہاں بعد میں بنائی گئی بلکہ اس سے کچھ نیچے ایک سخت ٹیلے پر۔

فوائد و مسائل: ① "ذوطویٰ" مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ایک مقام ہے بلکہ اب مکہ مکرمہ ہی میں ہے وہاں آپ رات گزارتے۔ صبح کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے، مگر ایسا کرنا ضروری نہیں بلکہ یہ حالات اور زمانے کے تقاضے کے مطابق ہے۔ وقت فارغ ہے تو آپ بے شک رات وہاں ٹھہریں لیکن اگر وقت کی قلت ہے تو

٢٨٦٥- أخرجه البخاري، الصلاة، باب المساجد التي على طرق المدينة ... الخ، ح: ٤٨٤، ومسلم، الحج، باب استحباب المبيت بذي طوى ... الخ، ح: ١٢٥٩/٢٢٨ من حديث موسى به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٤٥.

ٹھہرنا ضروری نہیں۔ اس سے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ ② ''اس مسجد والی جگہ نہیں'' جس وقت رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرے کیے تھے' اس وقت راستے میں کوئی مسجد نہیں تھی حتی کہ ذوالحلیفہ میں بھی نہیں تھی' پھر جہاں جہاں آپ نے قیام فرمایا اور نمازیں پڑھیں' لوگوں نے تبرکاً وہاں مساجد بنا لیں۔ کوئی مسجد تو عین آپ کی نماز والی جگہ بنائی گئی اور بعض مساجد قریب کی جگہ میں۔ ممکن ہے صحیح جگہ کا پتا نہ چلا ہو یا اصل جگہ مسجد بن نہ سکتی ہو وغیرہ۔

(المعجم ١٠٤) - دُخُولُ مَكَّةَ لَيْلًا (التحفة ١٠٤)

باب:۱۰۴- رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونا

٢٨٦٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُزَاحِمُ بْنُ أَبِي الْمُزَاحِمِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لَيْلًا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ حِينَ مَشَى مُعْتَمِرًا فَأَصْبَحَ بِالْجِعِرَّانَةِ كَبَائِتٍ حَتَّى إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ خَرَجَ عَنِ الْجِعِرَّانَةِ فِي بَطْنِ سَرِفَ حَتَّى جَامَعَ الطَّرِيقَ طَرِيقَ الْمَدِينَةِ مِنْ سَرِفَ.

۲۸۶۶- حضرت محرش کعبی ؓ سے روایت ہے کہ یقیناً نبی ﷺ مقام جِعِرَّانَہ سے رات کے وقت عمرہ کرنے کے لیے نکلے اور صبح سے پہلے واپس جِعِرَّانَہ میں آ گئے۔ گویا کہ رات وہیں رہے ہوں' حتی کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ جِعِرَّانَہ سے نکل کر وادیٔ سرف میں آ گئے اور سرف سے مدینہ منورہ کا راستہ اختیار فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① یہ ذوالقعدہ آٹھ ہجری فتح مکہ کے بعد طائف' حنین اور اوطاس سے واپسی کے وقت کا واقعہ ہے۔ ② جِعِرَّانَہ ایک مقام ہے طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان۔ یہ حرم سے باہر ہے۔ آج کل اس جگہ آ کر عمرے کا احرام باندھنے کو بڑا عمرہ اور تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنے کو چھوٹا عمرہ کہتے ہیں کیونکہ تنعیم مکہ مکرمہ سے قریب ہے اور جِعِرَّانَہ دور۔ تنعیم سے حضرت عائشہ ؓ نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے حکم سے عمرہ کیا تھا۔ ③ معلوم ہوا کہ ذوطویٰ میں رات گزارنا ضروری نہیں بلکہ رات ہی کو عمرہ کر کے واپس جا سکتے ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے کیا۔ ④ ''گویا کہ رات وہاں گزاری ہو'' یعنی عشاء کی نماز کے بعد جِعِرَّانَہ سے نکلے اور صبح کی نماز پھر جِعِرَّانَہ میں پڑھی۔ عام لوگوں کے نزدیک تو آپ رات وہیں جِعِرَّانَہ ہی میں رہے ہوں گے' اس لیے

٢٨٦٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في العمرة من الجعرانة، ح: ٩٣٥ من حديث ابن جريج به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٤٦.

بعض لوگوں کو اس عمرے کا پتا نہیں چل سکا۔

٢٨٦٧- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُزَاحِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ، عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ لَيْلًا كَأَنَّهُ سَبِيكَةُ فِضَّةٍ فَاعْتَمَرَ ثُمَّ أَصْبَحَ بِهَا كَبَائِتٍ.

٢٨٦٧- حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جعرّانہ سے ایسی رات میں نکلے جو پگھلی ہوئی چاندی کی طرح سفید تھی' پھر آپ نے (مکہ مکرمہ پہنچ کر) عمرہ فرمایا اور پھر صبح سے پہلے واپس جعرّانہ میں لوٹ آئے گویا کہ رات یہیں رہے ہوں۔

فائدہ: "پگھلی ہوئی چاندی کی طرح" گویا وہ چودھویں رات تھی جو بہت روشن ہوتی ہے۔ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی صفت بھی ہو سکتے ہیں' یعنی آپ کا چہرہ پگھلی ہوئی چاندی کی طرح روشن اور صاف ستھرا تھا۔ واللہ أعلم. باقی مباحث اوپر گزر چکے ہیں۔

(المعجم ١٠٥) - مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ (التحفة ١٠٥)

باب:١٠٥- مکہ مکرمہ میں کس طرف سے داخل ہو؟

٢٨٦٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى.

٢٨٦٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اونچی گھاٹی سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جو بطحاء کے قریب ہے اور نیچی گھاٹی سے نکلے۔

فوائد و مسائل: ① کسی خاص مقام سے داخل ہونا یا نکلنا ضروری نہیں لیکن جہاں سے رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے یا نکلے' وہاں سے دخول و خروج صاحب فضیلت عمل ہے۔ اونچی گھاٹی مکہ مکرمہ کے قبرستان کے قریب تقریباً شمالی جانب ہے۔ اسے کداء بھی کہتے ہیں۔ چونکہ مدینہ منورہ اسی جانب ہے' لہٰذا اسی مقام سے داخل ہونا مناسب تھا۔ اور اس کے مقابل نیچی گھاٹی ہے' اسے کدیٰ بھی کہتے ہیں۔ آج کل اونچی گھاٹی والے

٢٨٦٧ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤٧.

٢٨٦٨ـ أخرجه البخاري، الحج، باب من أين يخرج من مكة؟، ح: ١٥٧٦، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا . . . الخ، ح: ١٢٥٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤٨.

علاقے کو مَعُلاة کہتے ہیں۔ معلاۃ اونچا علاقہ ہے۔ ننیچی گھاٹی مَعْلاة اور مِسُفَلَه کے بیچ میں ہے۔ حاجی یا مُعْتَمِر کسی طرف سے بھی داخل یا خارج ہوسکتا ہے۔

(المعجم ١٠٦) - دُخُولُ مَكَّةَ بِاللِّوَاءِ (التحفة ١٠٦)

باب:١٠٦- مکہ مکرمہ میں جھنڈا لے کر داخل ہونا

٢٨٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ.

٢٨٦٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔

فائدہ: یہ فتح مکہ کی بات ہے' اس لیے جھنڈا ضروری تھا ورنہ حجۃ الوداع کے موقع پر کوئی جھنڈا وغیرہ نہ تھا۔ بعض روایات میں آپ ﷺ کا جھنڈا سیاہ بتلایا گیا ہے۔ یہ کوئی تعارض نہیں۔ لشکر کا بڑا جھنڈا سیاہ تھا اور آپ کا ذاتی جھنڈا سفید تھا۔ ویسے بھی جنگ میں کئی جھنڈے ہوتے ہیں۔ فتح مکہ میں بھی مہاجرین کا الگ جھنڈا تھا' انصار کا الگ۔ اسی طرح دوسرے گروہوں کے۔

(المعجم ١٠٧) - دُخُولُ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ (التحفة ١٠٧)

باب:١٠٧- مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا

٢٨٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَقِيلَ:

٢٨٧٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ ابن خَطَل کعبہ کے پردوں سے لٹکا

٢٨٦٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرايات والألوية، ح:٢٥٩٢، والترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الألوية، ح:١٦٧٩، وابن ماجه، الجهاد، باب الرايات والألوية، ح:٢٨١٧ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٤٩، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٠٤، ١٠٥، وله شاهد حسن عند ابن ماجه، ح:٢٨١٨ وغيره.

٢٨٧٠ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح:١٣٥٧ عن قتيبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب دخول الحرم ومكة بغير إحرام، ح:١٨٤٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ١/ ٤٢٣، والكبرٰى، ح:٣٨٥٠.

ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ».

ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔''

فوائد و مسائل: ① ''خود تھا'' بعض روایات میں ہے کہ سیاہ پگڑی تھی۔ (صحیح مسلم' الحج' حدیث: ۱۳۵۸) ممکن ہے ایک وقت میں خود ہو' دوسرے وقت میں پگڑی ہو۔ یا خود کے اوپر پگڑی باندھ رکھی ہو یا پگڑی کے اوپر خود ہو۔ جو بھی صورت ہو' یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ محرم نہیں تھے کیونکہ آپ حج یا عمرہ کرنے کی نیت سے نہیں آئے تھے۔ احرام اس شخص پر فرض ہے جو حج یا عمرے کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو جبکہ احناف کا خیال ہے کہ جو شخص بھی مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہے' وہ میقات سے گزرتے وقت لازماً احرام باندھے۔ یہ روایت ان کے موقف کے خلاف ہے۔ ② ''ابن خطل'' نام عبداللہ تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد ایک آدمی کو قتل کر کے مرتد ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجو گوئی شروع کر دی تھی۔ چونکہ قصاصاً یہ شخص واجب القتل تھا' ارتداد کے جرم میں بھی اس کا قتل لازم تھا' رسول اللہ ﷺ کی ہجو گوئی بھی قتل کی سزا کا موجب تھی' اس لیے آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس نے بچنے کے لیے کعبہ کا غلاف پکڑ لیا' مگر ایسے ملعون کو معافی کیسے مل سکتی تھی۔ ③ ''قتل کر دو'' ویسے تو حرم میں قتل منع ہے۔ مجرم کو باہر لے جا کر سزا دینی چاہیے مگر فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے لیے خصوصی طور پر کچھ دیر کے لیے حرم میں قتل کی اجازت تھی' پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

٢٨٧١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

۲۸۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔

٢٨٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ

۲۸۷۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ پگڑی باندھ رکھی تھی اور آپ احرام

٢٨٧١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٥١.

٢٨٧٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ١٣٥٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٥٢.

ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ.

کے بغیر تھے۔

فائدہ: ''احرام کے بغیر'' احناف اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے خصوصی اجازت سمجھتے ہیں مگر اس کی کوئی دلیل نہیں۔ احادیث میں قتل کے سلسلے میں تو خصوصی اجازت کا ذکر ہے مگر احرام کے سلسلے میں نہیں۔ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے روایت نمبر: ۲۸۷۰)

(المعجم ١٠٨) - اَلْوَقْتُ الَّذِي وَافَى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ (التحفة ١٠٨)

باب: ۱۰۸- نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں کس وقت داخل ہوئے؟

٢٨٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ وَهُمْ يُلَبُّونَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَحِلُّوا.

۲۸۷۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چار ذوالحجہ کی صبح کو حج کی لبیک کہتے ہوئے مکہ مکرمہ میں تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ (عمرہ کرنے کے بعد) حلال ہو جائیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۸۰۵۔

٢٨٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ، أَبُوغَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَقَدْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ وَقَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ».

۲۸۷۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو (مکہ مکرمہ) تشریف لائے۔ آپ نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ آپ نے صبح کی نماز بطحاء میں پڑھی اور فرمایا: ''جو شخص حج کے احرام کو عمرے میں بدلنا چاہے وہ بدل دے۔''

٢٨٧٣- أخرجه البخاري، التقصير، باب: كم أقام النبي ﷺ في حجته؟، ح: ١٠٨٥، ومسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح: ١٢٤٠/ ٢٠١ من حديث وهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٣.

٢٨٧٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٤.

٢٨٧٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

٢٨٧٥-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ذوالحجہ کی چار تاریخ کی صبح کو مکہ مکرمہ تشریف لائے۔

فائدہ: اس باب کی احادیث حجۃ الوداع سے متعلق ہیں جبکہ سابقہ باب کی احادیث کا تعلق فتح مکہ سے تھا۔

(المعجم ١٠٩) - إِنْشَادُ الشِّعْرِ فِي الْحَرَمِ وَالْمَشْيُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ (التحفة ١٠٩)

باب:١٠٩-حرم میں شعر پڑھنا اور امام کے آگے آگے چلنا

٢٨٧٦- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَقُولُ:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ
اَلْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ
وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! بَيْنَ يَدَيْ

٢٨٧٦-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمرۂ قضا کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے: ''اے کافروں کی اولاد! آپ کا راستہ چھوڑ دو۔ آج ہم آپ کے حکم سے تمھاری گردنیں ماریں گے اور ایسی ضرب لگائیں گے جو کھوپڑیوں کو گردنوں سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ابن رواحہ! رسول اللہ

٢٨٧٥_ أخرجه البخاري، الشركة، باب الاشتراك في الهدي والبدن . . . الخ، ح: ٢٥٠٥، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٦/ ١٤١ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٥٥.

٢٨٧٦_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في إنشاد الشعر، ح: ٢٨٤٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٥٦، وقال الترمذي: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٢٠، وحسنه البغوي (شرح السنة: ١٢/ ٣٧٥) ح: ٣٤٠٤، وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ٢٠٢١ وغيره، وسنده حسن.

رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي حَرَمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ تَقُولُ الشِّعْرَ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَلِّ عَنْهُ، فَلَهُوَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ».

ﷺ کے سامنے اور حرم پاک میں شعر کہتے ہو؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "عمر! پڑھنے دو۔ یہ شعران کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① "عمرۃ القضاء" ۷ ہجری میں ادا کیا گیا۔ اسے عمرۃ القضاء اس لیے کہا گیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر اس عمرے کا متفقہ طور پر فیصلہ ہو گیا تھا' اور مصالحت ہو گئی تھی کہ آئندہ سال مسلمان عمرہ کرنے آئیں گے اور تین دن تک مکہ مکرمہ میں بلا روک ٹوک رہیں گے' کفار مکہ شہر خالی کر دیں گے۔ اور ایسے ہی ہوا۔ یہاں قضا ادا کے مقابلے میں نہیں کیونکہ اگر یہ عمرۂ حدیبیہ کی قضا ہوتا تو پھر عمرۂ حدیبیہ کو آپ کے عمروں میں شامل نہ کیا جاتا جبکہ اتفاق ہے کہ آپ نے چار عمرے ادا فرمائے۔ ان میں سے ایک حدیبیہ والا عمرہ ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار صرف کفار قریش کو شرمندہ کرنے کے لیے تھے ورنہ نبی ﷺ لڑائی کے لیے گئے تھے' نہ لڑائی ممکن ہی تھی۔ شعراء کو اپنے جذبات کے اظہار کا حق ہوتا ہے اور عموماً شعراء کا کلام حقیقت پر محمول نہیں ہوتا' بلکہ ان کا مقصد اپنے جذبات کو تسکین دینا ہوتا ہے۔ ان میں مبالغہ ہوتا ہے اور انتہا پسندی عام ہوتی ہے۔ اسی لیے کفار مکہ نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا ورنہ سنجیدگی میں ایسے الفاظ صلح کے خلاف تصور کیے جاتے ہیں۔ ③ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے چلنا آپ کے احترام کے لیے تھا۔ کبھی آگے چلنا بھی احترام کی علامت ہوتا ہے خصوصاً خدام آگے ہی چلا کرتے ہیں۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عبداللہ بن رواحہ پر اعتراض شاید اس بنا پر ہو کہ وہ سمجھتے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ شدت استغراق کی وجہ سے عبداللہ بن رواحہ کے اشعار کی طرف توجہ نہیں فرما رہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کے باوجود اعتراض کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

(المعجم ١١٠) - حُرْمَةُ مَكَّةَ (التحفة ١١٠)

باب: ۱۱۰- مکے کی تعظیم کا بیان

٢٨٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ: «هٰذَا الْبَلَدُ حَرَّمَهُ اللهُ

۲۸۷۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: "اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اس دن حرم (حرمت والا) قرار دیا تھا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا' لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ

٢٨٧٧- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل الحرم . . . الخ، ح:١٥٨٧، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها وشجرها . . . الخ، ح:١٣٥٣ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٥٧.

يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ» قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِلَّا الْإِذْخِرَ، فَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا «إِلَّا الْإِذْخِرَ».

کے حرام قرار دینے سے قیامت کے دن تک حرام رہے گا۔ اس کے کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں۔ اور اس کے کسی جانور کو نہ بھگایا جائے اور یہاں کی گری پڑی چیز کو کوئی نہ اٹھائے مگر وہ شخص جو اعلان کرتا رہے۔ اور اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! مگر اذخر کو۔ آپ نے فرمایا: ''مگر اذخر کو (کاٹنے کی اجازت ہے)۔''

فوائد و مسائل: ① ''اس شہر'' یعنی جواب شہر بن چکا ہے ورنہ تحریم کے وقت تو شہر نہ تھا۔ ② ''حرم قرار دیا'' یعنی فیصلہ فرمالیا تھا اگرچہ لوگوں کو اس بات کا علم بعد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی ہوا۔ گویا فیصلہ اللہ تعالیٰ کا تھا اور اعلان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا' لہٰذا تحریم کی نسبت دونوں کی طرف ہو سکتی ہے۔ پہلی حقیقتاً دوسری مجازاً۔ ③ ''کانٹے دار درخت'' یعنی خودرو جنھیں کوئی لگاتا نہیں۔ باقی رہے وہ درخت جو پھل دار ہوں یا جنھیں بیج ڈال کر لگایا گیا ہو' اسی طرح فصلیں وغیرہ' تو انھیں کاٹا جا سکتا ہے اور پھل توڑ کر کھائے جا سکتے ہیں۔ ④ ''نہ بھگایا جائے'' یعنی شکار کے لیے اس کا پیچھا نہ کیا جائے اور اس سے بالکل تعرض نہ کیا جائے حتی کہ سائے میں بیٹھے جانور کو سائے سے بھی نہ اٹھایا جائے۔ ⑤ ''اعلان کرتا رہے'' یعنی ہمیشہ اعلان ہی کرے۔ اپنے استعمال میں نہ لائے ورنہ حرم کی خصوصیت نہیں رہے گی۔ احناف کے نزدیک حرم کے لقطہ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ صرف ایک سال ہی اعلان کا حکم ہے۔ عام لقطہ کی طرح یہاں خصوصی ذکر صرف تاکید اور تنبیہ کے لیے ہے کہ کوئی سستی نہ کرے۔ پہلی بات زیادہ قوی ہے۔ ⑥ اِذْخِر مرچ کے پودے کی بالکل ہم شکل ایک قسم کی گھاس ہے جس کی لوگوں کو اشد ضرورت رہتی تھی' جلانے کے لیے' بچھانے کے لیے وغیرہ' اس لیے اس کے کاٹنے کی اجازت دے دی گئی۔ ⑦ ''مگر اذخر'' اس سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد کر کے حکم جاری فرما دیتے تھے اگر وہ درست نہ ہوتا تو وحی نازل ہو جاتی ورنہ وہ حکم ثابت رہتا۔ دیگر حضرات اسے بھی وحی پر محمول کرتے ہیں۔

(المعجم ١١١) - تَحْرِيمُ الْقِتَالِ فِيهِ (التحفة ١١١)

باب: ١١١- مکہ مکرمہ میں لڑائی حرام ہے

٢٨٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:

٢٨٧٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

٢٨٧٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٨.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: «إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَحِلَّ فِيهِ الْقِتَالُ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأُحِلَّ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا: ’’بلاشبہ یہ شہر حرام ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس شہر میں لڑائی کرنی حلال نہ تھی اور مجھے بھی آج دن میں تھوڑی دیر کے لیے رخصت دی گئی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے حرام قرار دینے کی بنا پر (قیامت تک کے لیے) حرام رہے گا۔‘‘

فائدہ: مکہ مکرمہ میں قتال کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، نبی ﷺ کو مختصر وقت کے لیے قتال کی اجازت دی گئی تھی، پھر بعد میں قیامت تک کے لیے اس میں قتال کو حرام قرار دے دیا گیا، لہٰذا اب کسی صورت میں بھی مکہ مکرمہ میں قتال کرنا درست نہیں، ہاں اگر خارجی دشمن حملہ آور ہو تو ارض مقدسہ کا دفاع کرنا ضروری ہے، حدود حرم میں حدود کا نفاذ مختلف فیہ مسئلہ ہے جس کی وضاحت آئندہ اوراق میں آئے گی۔

٢٨٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَيَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: اِئْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ! أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ، حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضُدَ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ تَرَخَّصَ أَحَدٌ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ

٢٨٧٩- حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے (گورنر مدینہ) عمرو بن سعید سے کہا، جب وہ مکہ مکرمہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا: اے امیر! مجھے اجازت دو کہ میں تمھارے سامنے وہ بات بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ سے اگلے دن ارشاد فرمائی تھی۔ میرے کانوں نے وہ بات سنی، میرے دل نے یاد رکھی اور میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ وہ بات فرما رہے تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی، پھر فرمایا: ’’مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے لوگوں نے نہیں۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ وہاں خون ریزی کرے، اور نہ وہاں کے کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی

٢٨٧٩- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب لا يعضد شجر الحرم، ح: ١٨٣٢، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها وشجرها . . . الخ، ح: ١٣٥٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٥٩.

اللهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ».

شخص رسول اللہ ﷺ کی لڑائی کو حجت بنا کر خود رخصت حاصل کرے تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی، تمھیں اجازت نہیں دی ہے۔ اور مجھے بھی اس (فتح والے) دن میں تھوڑی دیر کے لیے اجازت دی گئی تھی۔ اب پھر یہ اسی طرح حرام ہو گیا ہے جس طرح اس سے پہلے تھا۔ ہر حاضر، غائب کو یہ باتیں پہنچا دے۔"

فوائد و مسائل: ① "عمرو بن سعید" یہ یزید کی طرف سے مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے گئے تھے تاکہ حکومت جبر نہ کر سکے۔ یزید نے عمرو بن سعید کو حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے خلاف کارروائی کے لیے لکھا تھا۔ یہ ۶۱ یا ۶۳ ہجری کی بات ہے۔ ② "لوگوں نے نہیں" بعض اوقات لوگ بھی تو اپنے طور پر ہی کسی علاقے کی حرمت کے قائل ہو جاتے ہیں جیسے آج کل عوام الناس بعض پیروں کی گدیوں اور ان سے ملحقہ علاقوں کو حرم کی طرح سمجھتے ہیں اور کسی قسم کے تصرف کو گناہ سمجھتے ہیں، اسی لیے نفی فرمائی کہ مکہ مکرمہ کی حرمت منجانب اللہ ہے، اس میں لوگوں کا کوئی دخل نہیں، نیز یہ حرمت ازلی و ابدی ہے، کسی ایک ملت یا شریعت کے ساتھ خاص نہیں۔ ③ "تھوڑی دیر کے لیے" حملے کے آغاز سے لے کر تسلط قائم ہونے تک۔ اور یہ وقت طلوع شمس سے عصر تک تھا۔ اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے از خود کسی کو قتل نہیں کیا بلکہ جس نے مزاحمت کی، وہی قتل ہوا۔ یا ان چند مجرموں کو قتل کیا گیا جنھوں نے ناقابل معافی گناہوں کا ارتکاب کیا تھا۔ اور یہ شرعی حکم تھا۔ ④ "ہر حاضر، غائب کو پہنچا دے" تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے حرم کی حرمت کو قائم رکھا ہے۔ ⑤ حلال و حرام کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے، کسی بشر کو اس میں دخل نہیں۔ رسولوں کا کام بھی احکام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اپنی طرف سے چیز حلال و حرام کرنے کا اختیار انھیں بھی نہیں ہے۔ ⑥ امراء کے شریعت کے خلاف دیے گئے اوامر کا انکار اور حق بات کی تبلیغ علمائے کرام کی ذمہ داری ہے۔

(المعجم ۱۱۲) - حُرْمَةُ الْحَرَمِ (التحفة ۱۱۲)

باب: ۱۱۲- حرم کی حرمت کا بیان

۲۸۸۰- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ:

۲۸۸۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے

۲۸۸۰- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۸۶۰. * سحيم هو المدني، وبشر هو ابن شعيب بن أبي حمزة، وعمران هو البراد الحمصي.

حَدَّثَنَا بِشْرٌ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي سُحَيْمٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَغْزُو هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے آئے گا مگر اسے مقام بیداء پر دھنسا دیا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① بیداء سے مراد ایسا بنجر اور بے آباد مقام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ ② سابقہ زمانے میں بعض امراء کا حدود حرم میں جنگ و جدال کرنا درست نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں سے درگزر فرمائے، نیز ان کا مقصد بیت اللہ کی حرمت کی پامالی اور اس پر حملے کا پروگرام نہیں تھا۔

٢٨٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْتَهِي الْبُعُوثُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتّٰى يُخْسَفَ بِجَيْشٍ مِنْهُمْ».

٢٨٨١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے سے باز نہیں آئیں گے حتی کہ ان میں سے ایک لشکر کو دھنسا دیا جائے گا۔''

٢٨٨٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَابِقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنِ الدَّالَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَخِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ

٢٨٨٢- حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لشکر حرم بیت اللہ کی طرف بھیجا جائے گا۔ جب وہ مقام بیداء (ایک چٹیل اور بنجر میدان) میں پہنچیں گے تو ان کے اول و آخر کو دھنسا دیا جائے گا اور ان کے درمیان والے بھی نہیں بچ سکیں گے۔'' میں نے عرض کیا: اگر ان میں کوئی مومن

٢٨٨١ـ [صحيح] أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٣٠ من حديث أبي حاتم الرازي به، وقال: "غريب صحيح"، وقال الذهبي: "صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٦١، تفرد به حفص بن غياث كما في حلية الأولياء: ٧/ ٢٤٤، وللحديث شواهد.

٢٨٨٢ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٦٢، وقال: "غريب والذي قبله غريب". * عبدالسلام هو ابن حرب، والدالاني هو أبوخالد، وهو ضعيف من جهة حفظه، ومدلس، وعنعن، والحديث الآتي يغني عنه.

حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُبْعَثُ جُنْدٌ إِلَى هٰذَا الْحَرَمِ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ». قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِمْ مُؤْمِنُونَ قَالَ: «تَكُونُ لَهُمْ قُبُورًا».

بھی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ علاقہ ان کے لیے بھی (قیامت تک کے لیے) قبرستان بن جائے گا۔ (اور کافروں کے لیے عذاب)۔''

فوائد ومسائل: ① ''درمیان والے بھی نہیں بچ سکیں گے۔'' یعنی اول وآخر سے مراد سب کے سب ہیں نہ کہ دو کنارے۔ ② ''قبرستان بن جائے گا۔'' یعنی ہلاک تو مومن بھی ہو جائیں گے مگر انھیں عذاب نہیں ہوگا اور قیامت کے دن وہ ظاہراً بھی کافروں سے الگ کر لیے جائیں گے۔ ③ یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔

٢٨٨٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، سَمِعَ جَدَّهُ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّهُ قَالَ ﷺ: «لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوْسَطِهِمْ فَيُنَادِي أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمْ فَيُخْسَفُ بِهِمْ جَمِيعًا وَلَا يَنْجُو إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ». فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ مَا كَذَبْتَ عَلَى جَدِّكَ، وَأَشْهَدُ عَلَى جَدِّكَ أَنَّهُ مَا كَذَبَ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَشْهَدُ عَلَى حَفْصَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

٢٨٨٣- ام المومنین حضرت حفصہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے آئے گا حتی کہ جب وہ مقام بیداء (ایک چٹیل میدان) میں ہوں گے تو ان کے درمیان والے دھنسا دیے جائیں گے۔ ان کے اول وآخر (گھبراہٹ میں) ایک دوسرے کو پکاریں گے تو ان سب کو دھنسا دیا جائے گا اور کوئی نہیں بچ سکے گا مگر اکا دکا شخص جو (وہاں سے) بھاگ کر ان کے بارے میں لوگوں کو بتائے گا۔'' ایک شخص نے ان (راویٔ حدیث امیہ بن صفوان) سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اپنے دادا پر جھوٹ نہیں بولا اور تمھارے دادا کی بابت گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے حضرت حفصہ ؓ پر جھوٹ نہیں بولا اور

٢٨٨٣ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب الخسف بالجيش الذي يؤم البيت، ح: ٢٨٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٦٣، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٢٩، ٤٣٠، والذهبي.

حضرت حفصہ ؓ کی بابت گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے نبی ﷺ پر جھوٹ نہیں بولا۔

فائدہ: گویا حرم کی حرمت اللہ تعالیٰ قائم رکھے گا اور خدانخواستہ جب بیت اللہ کی حرمت قائم نہ رہے گی تو دنیا کا بھی خاتمہ کر دیا جائے گا۔

(المعجم ١١٣) - مَا يُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ مِنَ الدَّوَابِّ (التحفة ١١٣)

باب:١١٣-حرم میں کون سے جانور قتل کیے جاسکتے ہیں؟

٢٨٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسُ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: اَلْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ».

٢٨٨٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ موذی جانور حل اور حرم میں (ہر جگہ) قتل کیے جاسکتے ہیں: کوا' چیل' کاٹنے والا کتا' بچھو اور چوہا۔''

فائدہ: یہ مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہاں محرم کا ذکر تھا اور یہاں حرم کا ذکر ہے۔ گویا ان جانوروں کو محرم قتل کرسکتا ہے حل ہو یا حرم۔ اور حرم میں بھی انھیں قتل کیا جاسکتا ہے' خواہ قتل کرنے والا محرم ہو یا حلال۔ ان کے قتل کی وجوہات پیچھے بیان ہو چکی ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر:٢٨٣١ تا ٢٨٣٨) ان کے قتل کے جواز کا مطلب یہ ہے کہ قاتل کو کوئی جزا یا فدیہ یا جرمانہ نہیں دینا پڑے گا۔

(المعجم ١١٤) - قَتْلُ الْحَيَّةِ فِي الْحَرَمِ (التحفة ١١٤)

باب:١١٤-حرم میں سانپ مارنا

٢٨٨٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ

٢٨٨٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور موذی ہیں' انھیں حل اور حرم میں (ہر جگہ) قتل کیا جاسکتا ہے: سانپ'

٢٨٨٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٨/ ٦٨ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦٤.

٢٨٨٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٣٢، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦٥.

الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسُ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: اَلْحَيَّةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ».

کاٹنے والا کتا' سفید پیٹ یا پشت والا کوا' چیل اور چوہا۔"

٢٨٨٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى حَتَّى نَزَلَتْ ﴿وَالْمُرْسَلَٰتِ عُرْفًا﴾ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُقْتُلُوهَا» فَابْتَدَرْنَاهَا فَدَخَلَتْ فِي جُحْرِهَا».

٢٨٨٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں وادیٔ خیف کے مقام پر تھے کہ سورۂ والمرسلات اتری۔ ایک سانپ نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو۔" ہم اس کی طرف لپکے لیکن وہ اپنے بل میں داخل ہو گیا۔

فائدہ: خیف پہاڑ کے دامن کو کہتے ہیں۔ منیٰ کی مسجد کو مسجد خیف اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اور یہ حرم میں داخل ہے' لہٰذا سانپ کو حرم میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ ان سانپوں میں سے نہ ہو جن کے قتل سے روکا گیا ہے۔

٢٨٨٧- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ عَرَفَةَ الَّتِي قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ إِذَا حِسُّ حَيَّةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُقْتُلُوهَا»،

٢٨٨٧- حضرت ابوعبیدہ کے والد (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفے کی رات، جو یوم عرفہ سے پہلے ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (منیٰ میں) تھے کہ اچانک آپ نے ایک سانپ کی آہٹ محسوس کی تو فرمایا: "اسے مار ڈالو۔" لیکن وہ اپنے بل میں گھس گیا۔ ہم نے بل میں لکڑی داخل کی اور بل کو

٢٨٨٦- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٣٠، ومسلم، السلام، باب قتل الحيات وغيرها، ح: ٢٢٣٥ من حديث حفص به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٦٦.

٢٨٨٧- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٥ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٦٧، وله شواهد، منها الحديث السابق.

فَدَخَلَتْ شَقَّ جُحْرٍ فَأَدْخَلْنَا عُودًا فَقَلَعْنَا بَعْضَ الْجُحْرِ فَأَخَذْنَا سَعَفَةً فَأَضْرَمْنَا فِيهَا نَارًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَقَاهَا اللهُ شَرَّكُمْ وَوَقَاكُمْ شَرَّهَا».

کچھ اکھاڑا' پھر اس میں کچھ خشک شاخیں (یا بھوسا) ڈال کر آگ لگا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس کے شر سے بچا لیا اور اسے تمھارے شر سے بچا لیا۔''

فوائد و مسائل: ① ''لکڑی داخل کی'' تاکہ سانپ کو ٹٹولیں مگر وہ نہ ملا تو ہم نے بل کو جلا دیا۔ روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سانپ کو آگ سے بھی نقصان نہ پہنچا۔ ② ''اسے تمھارے شر سے بچا لیا'' یہاں شر کا لفظ سانپ کے لحاظ سے بولا گیا ہے۔

(المعجم ١١٥) - قَتْلُ الْوَزَغِ (التحفة ١١٥)

باب: ١١٥- چھپکلی کو قتل کرنا

٢٨٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ قَالَتْ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْوَزَغِ.

٢٨٨٨- حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

٢٨٨٩- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَيُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوَزَغُ الْفُوَيْسِقُ».

٢٨٨٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھپکلی بھی فاسق جانور ہے۔''

٢٨٨٨ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح: ٣٣٠٧، ومسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٣٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٦٨.

٢٨٨٩ـ أخرجه البخاري، ح: ٣٣٠٦، ومسلم، ح: ٢٢٣٩ من حديث ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب، وأخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٣١ من حديث مالك من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٦٩.

(المعجم ١١٦) - بَابُ قَتْلِ الْعَقْرَبِ (التحفة ١١٦)

باب:١١٦- بچھو کو قتل کرنا

٢٨٩٠- أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ الْقَطَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: اَلْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ».

٢٨٩٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”پانچ (قسم کے) جانور فاسق ہیں۔ ان کو حِل میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے اور حرم میں بھی: کاٹنے والا کتا، کوا، چیل، بچھو اور چوہا۔“

(المعجم ١١٧) - قَتْلُ الْفَأْرَةِ فِي الْحَرَمِ (التحفة ١١٧)

باب:١١٧- حرم میں چوہے کو مارنا

٢٨٩١- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: اَلْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ».

٢٨٩١- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ (قسم کے) جانور فاسق ہیں جنھیں حرم میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے: کوا، چیل، کاٹنے والا کتا، چوہا اور بچھو۔“

٢٨٩٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٨٩٢- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

٢٨٩٠ـ [صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٠.

٢٨٩١ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٢٩، ومسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٨/ ٧١ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧١.

٢٨٩٢ـ أخرجه البخاري، ح: ١٨٢٨، ومسلم، ح: ١٢٠٠ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن وهب به، وهو ◀◀

قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ: اَلْعَقْرَبُ، وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ایسے ہیں جنھیں مار ڈالنے والے پر کوئی حرج نہیں: بچھو، کوا، چیل، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔''

(المعجم ١١٨) - قَتْلُ الْحِدَأَةِ فِي الْحَرَمِ (التحفة ١١٨)

باب: ۱۱۸- حرم میں چیل کو مارنا

٢٨٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: اَلْحِدَأَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ» قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَذَكَرَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَنَّ مَعْمَرًا كَانَ يَذْكُرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۸۹۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور فاسق ہیں، حل اور حرم (ہر جگہ) میں قتل کیے جا سکتے ہیں: چیل، کوا، چوہا، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔''

عبدالرزاق ؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے بتایا کہ معمر اس روایت کو زہری عن سالم عن ابیہ کے طریق سے بھی بیان کرتے ہیں اور مذکورہ طریق سے بھی۔

(المعجم ١١٩) - قَتْلُ الْغُرَابِ فِي الْحَرَمِ (التحفة ١١٩)

باب: ۱۱۹- حرم میں کوے کو مارنا

◀◀ في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٢.

٢٨٩٣- أخرجه مسلم، ح: ١١٩٨/ ٧٠ (انظر الحديثين السابقين) من حديث عبدالرزاق، والبخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ... الخ، ح: ٣٣١٤ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٣.

٢٨٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: اَلْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْحِدَأَةُ».

۲۸۹۴- حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور فاسق ہیں جنھیں حرم میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے: بچھو، چوہا، کوا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔''

(المعجم ١٢٠) - اَلنَّهْيُ أَنْ يُنَفَّرَ صَيْدُ الْحَرَمِ (التحفة ١٢٠)

باب: ۱۲۰- حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت

٢٨٩٥- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «هٰذِهِ مَكَّةُ حَرَّمَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَهِيَ سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ» فَقَامَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا مُجَرِّبًا فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِبُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ: «إِلَّا

۲۸۹۵- حضرت ابن عباس ﷞ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے اس دن ہی حرام قرار دے دیا تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا فرمائے۔ یہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا، نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ میرے لیے بھی دن کے کچھ حصے ہی میں حلال ہوا۔ اور اب یہ پھر اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے کے مطابق قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔ اس کے شکار کو نہ چھیڑا جائے۔ اس کی گمشدہ چیز کسی کے لیے حلال نہیں مگر جو اعلان کرتا رہے۔ حضرت عباس ﷛ نے جو کہ ایک تجربہ کار شخص تھے کھڑے ہو کر کہا: مگر اذخر کیونکہ یہ ہمارے

٢٨٩٤- أخرجه مسلم، ح: ٦٨/١١٩٨ (انظر الحديث المتقدم: ٢٨٩١) من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٤.

٢٨٩٥- أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟، ح: ٢٤٣٣ من حديث عمرو بن دينار به معلقًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٥.

الْإِذْخِرَ».

گھروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”(ٹھیک ہے) مگر اِذْخِر۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۸۷۷۔

(المعجم ١٢١) - إِسْتِقْبَالُ الْحَاجِّ (التحفة ١٢١)

باب: ۱۲۱- حاجیوں کا استقبال کرنا

٢٨٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ زَنْجُويَه قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَابْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَقُولُ:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ
اَلْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تَأْوِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ
وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! أَفِي حَرَمِ اللهِ وَبَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَقُولُ هٰذَا الشِّعْرَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَلِّ عَنْهُ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَكَلَامُهُ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ وَقْعِ النَّبْلِ».

۲۸۹۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے یہ شعر پڑھتے جا رہے تھے: ”اے کافروں کی اولاد! آپ کا راستہ چھوڑ دو۔ آج ہم آپ کے حکم پر تمھیں ایسی ضرب لگائیں گے جو کھوپڑیوں کو گردنوں سے جدا کر دے گی اور دوست کو جگری دوست سے غافل کر دے گی۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے ابن رواحہ! تم اللہ تعالیٰ کے حرم میں اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ اشعار کہتے ہو؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”عمر! رہنے دو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کا کلام ان کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔“

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث اور اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر ۲۸۷۶۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ شاید اس حدیث کو استقبال کے باب میں اس لیے لائے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

٢٨٩٦ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٨٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٧٦.

کا آپ کے آگے آگے چلنا اور اشعار پڑھنا استقبال ہی کی ایک صورت ہے۔ یا ممکن ہے مکے کے لوگ آپ کے استقبال کو آئے ہوں جیسا کہ اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔ ③ ''آپ کا راستہ چھوڑ دو'' ویسے آپ تو اس وقت عمرے کی نیت سے گئے تھے۔ گویا استقبال کے لحاظ سے حج اور عمرہ برابر ہیں۔

٢٨٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ.

٢٨٩٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو بنی ہاشم کے نوجوانوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے ایک کو اپنے آگے اور ایک کو اپنے پیچھے (سواری پر) بٹھا لیا۔

فائدہ: ان نوجوانوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے قثم اور فضل رضی اللہ عنہما تھے جنھیں آپ نے اپنے آگے پیچھے سواری پر بٹھایا تھا۔

(المعجم ١٢٢) - تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ (التحفة ١٢٢)

باب: ١٢٢- بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ نہ اٹھانا

٢٨٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَزَعَةَ الْبَاهِلِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ أَيَرْفَعُ يَدَيْهِ؟ قَالَ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا إِلَّا الْيَهُودَ، حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمْ نَكُنْ نَفْعَلُهُ.

٢٨٩٨- حضرت مہاجر مکی سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو بیت اللہ کو دیکھتا ہے' کیا وہ ہاتھ اٹھائے؟ وہ فرمانے لگے: میں تو نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے علاوہ کوئی شخص یہ کام کرتا ہو۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ ہم تو ایسے نہیں کرتے تھے۔

٢٨٩٧ـ أخرجه البخاري، العمرة، باب استقبال الحاج القادمين والثلاثة على الدابة، ح: ١٧٩٨ من حديث يزيد ابن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٧٧.

٢٨٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رفع اليد إذا رأى البيت، ح: ١٨٧٠ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٧٨. * المهاجر المكي مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده، وضعف حديثه الثوري، وابن المبارك، وأحمد وغيرهم كما في التهذيب.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ یہود بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے کیونکہ وہ تو بیت اللہ جاتے ہی نہیں تھے' وہ تو بیت اللہ کے دشمن تھے۔ ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہو کہ یہودی اپنی عبادت گاہوں یا بیت المقدس کو دیکھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں' ہمیں ان کے طریقے پر عمل نہیں کرنا چاہیے یا پھر یہ مطلب ہوگا کہ غیر موقع محل پر ہاتھ یہودی ہی اٹھاتے ہیں' ہمیں ایسے نہیں کرنا چاہیے۔ ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہودی بیت اللہ کو دیکھ کر تحقیراً ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس سے ان کا مقصود اسے گرانے کے ارادے کا اظہار ہوتا تھا۔ پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال مذکورہ روایت ضعیف ہے۔ اس کے برعکس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً اس کا ثبوت ملتا ہے' اس لیے اگر کوئی بیت اللہ کو دیکھتے وقت دونوں ہاتھ بطور تعظیم اٹھا لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (مناسك الحج و العمرة للألباني' ص:٢٠)

(المعجم ١٢٣) - اَلدُّعَاءُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ (التحفة ١٢٣)

باب:١٢٣- بیت اللہ کو دیکھتے وقت دعا کرنا

٢٨٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَاءَ مَكَانًا فِي دَارِ يَعْلَى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَدَعَا.

٢٨٩٩- حضرت عبدالرحمٰن بن طارق کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب دار یعلیٰ کے مکان میں (ایک مخصوص جگہ پر) پہنچتے تو قبلے کی طرف منہ کرتے اور دعا کرتے۔

ملحوظہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ بیت اللہ کو دیکھ کر کوئی دعا پڑھنا کسی صحیح مرفوع حدیث میں وارد نہیں' لیکن اگر کوئی دعا کرنا چاہتا ہے تو کر بھی سکتا ہے۔ نبی ﷺ سے کوئی مخصوص دعا مروی نہیں۔ البتہ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دعا حسن سند سے منقول ہے۔ اس کے الفاظ درج ذیل ہیں: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ] (سنن البيهقي:٧٣/٥) مذکورالفاظ کے ساتھ دعا کرنا بہتر ہے۔ والله أعلم. ملاحظہ ہو: (مناسك الحج و العمرة للألباني' ص:٢٠)

(المعجم ١٢٤) - فَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (التحفة ١٢٤)

باب:١٢٤- مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت

٢٨٩٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب طواف الوداع، ح:٢٠٠٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرىٰ، ح:٣٨٧٩ . * عبدالرحمٰن بن طارق وثقه ابن حبان وحده، فهو مستور .

٢٩٠٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِاللهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

۲۹۰۰-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا دوسری مساجد میں ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے مگر مسجد حرام میں (اس سے بھی افضل ہے)۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ غَيْرَ مُوسَى الْجُهَنِيِّ وَخَالَفَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ موسیٰ بن عبداللہ جہنی کے علاوہ کسی نے اس حدیث کو بواسطہ نافع' ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہو' بلکہ ابن جریج وغیرہ نے موسیٰ کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ابن جریج کی مخالفت یہ ہے کہ انھوں نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بجائے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی مسند بنایا ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ ''میں نہیں جانتا.....'' محل نظر ہے۔ عبیداللہ اور ایوب نے موسیٰ کی متابعت کی ہے۔ انھوں نے بھی اس روایت کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مسند بنایا ہے' اس لیے صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی' اسی لیے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں دونوں طریق سے یہ روایت نقل کی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الحج' حدیث: ۱۳۹۵) ③ دوسری روایات میں وضاحت ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز عام مساجد کی ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

٢٩٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

۲۹۰۱- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز دوسری

٢٩٠٠- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ١٣٩٥ من حديث موسى الجهني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٨٠.

٢٩٠١- [صحيح] تقدم، ح: ٦٩٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٨١.

حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْكَعْبَةَ».

مساجد میں ہزار نماز سے بہتر ہے' سوائے مسجد کعبہ کے۔ (کہ اسے مسجد نبوی سے بھی زیادہ فضیلت حاصل ہے۔)"

فائدہ: بیت اللہ سب سے قدیم مسجد ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر کیا گیا اور وہ تمام انبیاء ﷺ کا مرکز رہا ہے۔ صرف اسی کا حج اور عمرہ مشروع ہے' لہٰذا وہ مسجد نبوی سے بھی افضل ہے۔ وہ قبلہ بھی ہے۔ اور یہ عظیم فضیلت ہے۔ مسجد نبوی کی فضیلت بھی محتاج وضاحت نہیں۔ مدینے میں یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جو اسلام کی پہلی دینی درس گاہ بھی تھی اور مسلمانوں کا سیاسی وعسکری مرکز بھی۔ خانۂ کعبہ کی طرح اس کے لیے بھی سفر قربت جائز ومستحب ہے۔ اور مسجد نبوی کی زیارت اور سفر میں روضۂ نبوی کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جاتا ہے جو ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے۔

٢٩٠٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْأَغَرَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَ الْأَغَرُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْكَعْبَةَ».

٢٩٠٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نماز سے افضل ہے' علاوہ کعبہ مشرفہ کے۔"

(المعجم ١٢٥) - بِنَاءُ الْكَعْبَةِ (التحفة ١٢٥)

باب: ١٢٥- تعمیر کعبہ کا بیان

٢٩٠٢- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ١٣٩٤/ ٥٠٧ من حديث أبي سلمة ابن عبدالرحمٰن، والبخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ١١٩٠ من حديث الأغر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٨٢.

٢٩٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ»؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: «لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ»! فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أُرَى تَرْكَ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يَتِمَّ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

۲۹۰۳- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے علم نہیں کہ جب تیری قوم (قریش) نے کعبے کی تعمیر کی تو حضرت ابراہیم ؑ کی بنیادوں سے کمی کر دی؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اسے حضرت ابراہیم ؑ کی بنیادوں کے مطابق تعمیر نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تیری قوم کا زمانۂ کفر تازہ نہ ہوتا (تو میں تعمیر کر دیتا)۔“ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ حطیم کی طرف سے دو کونوں کا استلام چھوڑنا اسی بنا پر ہوگا کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم ؑ کی بنیادوں پر نہیں بنایا گیا۔

فوائد و مسائل: ① ”کعبہ“ تقریباً چوکور اور بلند عمارت کو کہا جاتا ہے۔ بیت اللہ بلند بھی ہے اور تقریباً مربع بھی، اس لیے اس کا نام کعبہ پڑ گیا۔ ② ”کعبہ کی تعمیر“ عام مورخین کے نزدیک یہ تعمیر بعثت سے صرف پانچ سال پہلے ہوئی اور عام لوگوں کے ساتھ آپ نے بھی اس کی تعمیر میں حصہ لیا بلکہ حجر اسود کی تنصیب آپ کے مبارک ہاتھوں ہی سے ہوئی اور قریش مکہ خون ریزی سے بچ گئے۔ ③ ”کمی کر دی“ کیونکہ ان کے پاس پاک اور حلال مال کی کمی تھی۔ پوری تعمیر زیادہ اخراجات کی متقاضی تھی اسی لیے انھوں نے شمالی جانب سے تقریباً ایک تہائی حصہ چھوڑ دیا۔ اس حصے کو حِجر یا حَطیم کہا جاتا ہے۔ اس وقت اس حصے پر کندھوں تک دیوار بنی ہوئی ہے۔ اس حصے کے باہر رہنے کا فائدہ یہ ہوگیا کہ جو شخص بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا چاہے وہ اس حصے

٢٩٠٣- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل مكة وبنيانها . . . الخ، ح:١٥٨٣، ومسلم، الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، ح:١٣٣٣/٣٩٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/٣٦٣، ٣٦٤، والكبرٰى، ح:٣٨٨٣.

میں نماز پڑھ لے ورنہ ہر کسی کے لیے بیت اللہ کھولنا ناممکن ہے۔④ ''زمانۂ کفر تازہ نہ ہوتا'' رسول اللہ ﷺ کو خطرہ تھا کہ اگر کعبے کو گرا کر تعمیر کیا گیا تو عرب میں ہر طرف شور مچ جائے گا کہ نئے نبی نے کعبہ ڈھا دیا ہے۔ تعمیر کو کوئی نہیں دیکھے گا' نیز وہ لوگ شاید اس بات پر یقین بھی نہ کرتے کہ واقعتاً یہ عمارت ناقص ہے' بلکہ وہ اسے ''ہر کہ آمد عمارت نو ساخت'' پر محمول کرتے۔ بعد میں خلفائے راشدین ؓ نے بھی تعمیر نو نہ کی۔ انھیں رسول اللہ ﷺ کی خواہش کا علم نہ ہو سکا' یا انھوں نے بھی اسے مصلحت کے خلاف ہی سمجھا۔ بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے اپنے دور اقتدار میں کعبے کی عمارت رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق تیار کر دی مگر تھوڑے عرصے کے بعد ہی حجاج نے خلیفۂ عبدالملک کے حکم پر دوبارہ پہلی عمارت بحال کر دی۔ اور اب تک وہ اسی حالت پر قائم ہے اور ان شاء اللہ قرب قیامت تک رہے گی۔⑤ ''اگر حضرت عائشہ ؓ نے ......الخ'' اس جملے کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ کو حضرت عائشہ ؓ کے سماع میں شک ہے' بلکہ یہ کلام کا ایک انداز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات نقل فرمائی ہے' لہٰذا بیت اللہ کے حطیم کی جانب والے دو کونوں کو نہ چھونے کی ایک معقول وجہ یہ بن سکتی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا یہ اندازہ ٹھیک ہے۔ چونکہ یہ دونوں کونے اپنی اصل جگہ پر نہیں' لہٰذا طواف کے دوران میں ان کونوں کو ہاتھ نہیں لگایا جاتا' جبکہ رکن یمانی کو ہاتھ لگایا جاتا ہے اور حجر اسود (جو عین مشرقی کونے میں ہے) کو منہ یا ہاتھ لگانا مسنون ہے۔ ہاتھ نہ لگ سکے تو اشارہ بھی کافی ہے۔⑥ فتنے اور فساد کے خطرے کے باعث کوئی مباح کام وقتی طور پر ترک کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

٢٩٠٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ [قَالَا]: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ فَبَنَيْتُهُ عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا فَإِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا بَنَتِ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ».

۲۹۰۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیری قوم (قریش) کا دور کفر تازہ نہ ہوتا تو میں بیت اللہ کی عمارت کو توڑ کر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کر دیتا اور اس کا ایک دروازہ پچھلی جانب بنا دیتا کیونکہ قریش نے جب بیت اللہ تعمیر کیا تو انھوں نے اس کی عمارت کو چھوٹا کر دیا تھا۔''

٢٩٠٤- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل مكة وبنيانها . . . الخ، ح: ١٥٨٥ تعليقًا، ومسلم، الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، ح: ١٣٣٣ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٨٥.

فوائد و مسائل: ① ''دروازہ پچھلی جانب'' تاکہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہوں اور دوسری طرف سے نکلتے رہیں اور رش نہ ہو۔ نبی ﷺ کی یہ خواہش بھی تھی کہ بیت اللہ کا دروازہ نیچے زمین کے برابر لگا دیا جائے تاکہ سیڑھی کی ضرورت نہ رہے مگر شاید یہ مصلحت کے خلاف تھا کہ عوام الناس بیت اللہ میں داخل ہوں، لہٰذا آپ کی ان خواہشات پر عمل درآمد نہ ہو سکا، ورنہ کعبہ کی بے احترامی اور شور و غل کا شدید خطرہ تھا۔ جو شخص کعبے میں داخل ہونے کا شوق رکھتا ہو، اس کے لیے حطیم والا کھلا حصہ موجود ہے وہاں وہ اپنی خواہش پوری کر سکتا ہے، جبکہ بیت اللہ کے مقفل ہونے کی وجہ سے اس کا رعب و احترام اور دبدبہ قائم و دائم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر کو مقفل رکھنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ اس کا احترام قائم رہے، شور و غل سے بچت رہے۔ علاوہ ازیں عوام، جن کی اکثریت فسادِ عقیدہ میں مبتلا ہے، مشرکانہ اعمال سے بھی محفوظ رہے۔ باقی رہا صلاۃ و سلام کا مسئلہ، اس کے لیے اندر جانا ضروری نہیں، باہر سے بھی ممکن ہے بلکہ دنیا کے بعید ترین گوشے سے بھی سلام و صلاۃ بھیجا جا سکتا ہے کیونکہ اسے پہنچانے کے لیے فرشتے مقرر ہیں اور وہی آپ کو صلاۃ و سلام پہنچاتے ہیں، آپ خود کہیں سے بھی نہیں سنتے، قریب سے، نہ بعید سے۔

٢٩٠٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ قَوْمِي» وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ: «قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ» فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ.

٢٩٠٥- ام المومنین (حضرت عائشہ) ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میری یا تیری قوم کا دور جاہلیت قریب نہ ہوتا تو میں کعبے کو گرانے کا حکم دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا۔'' جب حضرت ابن زبیر ؓ کو اقتدار ملا تو انھوں نے اس کے دو دروازے بنا دیے۔

فائدہ: مگر حضرت ابن زبیر ؓ کی شہادت کے بعد حجاج نے دوبارہ پہلی حالت بحال کر دی جیسا کہ حدیث نمبر: ٢٩٠٣ میں ذکر ہے۔

٢٩٠٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

٢٩٠٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

٢٩٠٥_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٨٨٤، وأخرجه البخاري، العلم، باب من ترك بعض الاختيار مخافة أن يقصر فهم بعض الناس . . . الخ، ح: ١٢٦ من حديث أبي إسحاق عن الأسود عن ابن الزبير عن عائشة به .

٢٩٠٦_ أخرجه البخاري، الحج، باب فضل مكة وبنيانها . . . الخ، ح: ١٥٨٦ من حديث يزيد بن هارون به، وهو ◄◄

مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهَا: «يَا عَائِشَةُ! لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَأَدْخَلْتُ فِيهِ مَا أُخْرِجَ مِنْهُ وَأَلْزَقْتُهُ بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ: بَابًا شَرْقِيًّا، وَبَابًا غَرْبِيًّا، فَإِنَّهُمْ قَدْ عَجَزُوا عَنْ بِنَائِهِ فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ». قَالَ: فَذٰلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى هَدْمِهِ. قَالَ يَزِيدُ: وَقَدْ شَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ مُتَلَاحِكَةً.

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے عائشہ! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تیری قوم کا دورِ جاہلیت ابھی قریب ہے تو میں کعبے کو گرانے کا حکم دیتا اور اس میں وہ حصہ بھی داخل کر دیتا جو اس سے نکال دیا گیا ہے۔ اور میں اس کا دروازہ زمین کے برابر لگا دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا: ایک مشرقی، ایک مغربی کیونکہ قریش مکہ اس کی مکمل تعمیر سے عاجز آ گئے تھے (کہ ان کا حلال مال ختم ہو گیا تھا)۔ اور میں اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صحیح بنیادوں پر تعمیر کرتا۔“ حضرت عروہ نے کہا: یہی وجہ ہے جس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو آمادہ کیا کہ کعبے کو گرا کر (رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق) تعمیر کریں۔ (راویٔ حدیث) یزید نے کہا: جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبے کو گرایا اور پھر بنایا تو میں حاضر تھا۔ آپ نے اس میں حجر کا کچھ حصہ داخل کر دیا تھا، نیز میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادیں بھی دیکھیں۔ وہ پتھر تھے اونٹوں کی کوہانوں جیسے، جنھیں ایک دوسرے میں پھنسا دیا گیا تھا۔

فائدہ: ”حِجر کا کچھ حصہ“ گویا مکمل حِجر بیت اللہ کا حصہ نہیں۔ کچھ حصہ حقیقتاً باہر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دیوار اس پورے حصے کے اردگرد بنا دی گئی ہے۔ دیوار ہی کی وجہ سے اسے حجر کہتے ہیں۔ آج کل بھی حجر یا حطیم کی دیوار پر اس جگہ نشان لگا دیے گئے ہیں جہاں تک بیت اللہ کا حصہ ہے۔

٢٩٠٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٩٠٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

◀◀ في الكبرٰى، ح: ٣٨٨٦.

٢٩٠٧ـ أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: "جعل الله الكعبة البيت الحرام . . . الخ"، ح: ١٥٩١، ومسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل . . . الخ، ح: ٢٩٠٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٨٧.

سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت کے قریب) دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی بیت اللہ (کعبے) کو ڈھائے گا۔''

فائدہ: شاید یہ وہ وقت ہوگا جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہے گا اور سب لوگ کافر و فاجر ہوں گے کیونکہ قیامت ایسے ہی لوگوں پر قائم ہوگی۔ کعبے کی (خاکم بدہن) تباہی اس دنیا کی تباہی کا لازم ہوگا۔ قرآن مجید میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے: ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ﴾ (المآئدة٥:٩٧) گویا بیت اللہ کی حرمت، زیارت اور حج دنیا کی بقا کا ذریعہ ہے۔

(المعجم ١٢٦) - دُخُولُ الْبَيْتِ (التحفة ١٢٦)

باب: ۱۲۶- بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کا بیان

٢٩٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَجَافَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ فَمَكَثُوا فِيهَا مَلِيًّا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبْتُ الدَّرَجَةَ وَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالُوا: هٰهُنَا وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُمْ كَمْ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْبَيْتِ.

۲۹۰۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کعبۂ مُشَرَّفَہ کے پاس پہنچے تو نبی ﷺ، بلال اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے اندر تشریف لے جا چکے تھے اور عثمان بن طلحہ (کعبے کے حاجب) نے (داخل ہو کر) دروازہ بند کر دیا تھا۔ وہ کچھ دیر تک اندر رہے، پھر (عثمان بن طلحہ حاجب نے) دروازہ کھولا تو نبی ﷺ باہر تشریف لائے۔ میں سیڑھی پر چڑھ کر بیت اللہ میں داخل ہو گیا اور میں نے پوچھا: نبی ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: یہاں، البتہ میں ان سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ نبی ﷺ نے بیت اللہ میں کتنی رکعات پڑھی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① یہ فتح مکہ کی بات ہے۔ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے چابی بردار تھے، اس لیے انھیں بھی نبی ﷺ ساتھ لے گئے تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ آپ نے انھیں معزول نہیں فرمایا۔ اسامہ بن زید اور

٢٩٠٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره . . . الخ، ح: ١٣٢٩/ ٣٩٢ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٨٨، وهو متفق عليه، من حديث نافع به، كما تقدم، ح: ٧٥٠.

بلال ؓ آپ کے خادم تھے۔ ② ''یہاں'' آئندہ حدیث میں وضاحت ہے کہ اگلی صف کے ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ دائیں طرف دو ستون تھے اور بائیں طرف ایک اور پیچھے تین ستون تھے۔ اس وقت کعبے کی چھت چھ ستونوں پر قائم تھی۔ آج کل ستون نہیں ہیں' البتہ آپ کی نماز والی جگہ نشان زدہ ہے جو دروازے کے عین سامنے ہے۔ ③ ''بھول گیا'' حالانکہ آئندہ روایت میں تعداد کا بھی ذکر ہے۔ شاید ابن عمر ؓ بعد میں بھول گئے ہوں یا پہلے بھول گئے ہوں اور بعد میں یاد آیا ہو۔ واللہ أعلم.

٢٩٠٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ وَمَعَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ فِيهِ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ خَرَجَ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ بِلَالًا قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: مَا بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ.

٢٩٠٩- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ فضل بن عباس' اسامہ بن زید' عثمان بن طلحہ اور بلال ؓ بھی تھے۔ انھوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ آپ بیت اللہ میں ٹھہرے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' پھر باہر تشریف لائے۔ حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: میں سب سے پہلے حضرت بلال ؓ سے ملا۔ میں نے کہا: نبی ﷺ نے کہاں نماز پڑھی؟ انھوں نے فرمایا: (اگلی صف کے بائیں جانب والے) دو ستونوں کے درمیان۔

(المعجم ١٢٧) - مَوْضِعُ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ (التحفة ١٢٧)

باب:١٢٧- بیت اللہ میں (رسول اللہ ﷺ کے) نماز پڑھنے کی جگہ

٢٩١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكَعْبَةَ وَدَنَا

٢٩١٠- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ ادھر آپ کے باہر نکلنے کا وقت قریب تھا۔ ادھر مجھے حاجت پیش آ گئی۔ میں قضائے حاجت کے لیے گیا اور پھر جلدی

٢٩٠٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٣٨٨٩، وأخرجه أحمد: ٢/ ٣ عن هشيم به باختلاف يسير.

٢٩١٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٩٠.

خُرُوجُهُ وَوَجَدْتُ شَيْئًا فَذَهَبْتُ فَجِئْتُ سَرِيعًا فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَارِجًا، فَسَأَلْتُ بِلَالًا: أَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ.

جلدی واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لا چکے تھے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبہ مُشَرَّفَہ میں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں (اگلی صف کے بائیں جانب والے) دو ستونوں کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی ہے۔

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ بیت اللہ میں کسی قسم کی نماز پڑھنے کے قائل نہیں مگر یہ حدیث ان کے خلاف دلیل ہے۔ (باقی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۹۰۸)

٢٩١١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ فَقِيلَ: هٰذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَأَقْبَلْتُ فَأَجِدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ: يَابِلَالُ! أَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ.

۲۹۱۱- حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ گھر میں تھے کہ کسی نے آ کر کہا: رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ (ابن عمر نے کہا:) میں آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لا چکے تھے اور بلال ابھی دروازے ہی پر کھڑے تھے۔ میں نے کہا: اے بلال! کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبے میں نماز پڑھی ہے؟ وہ کہنے لگے: ہاں۔ میں نے کہا: کہاں؟ انھوں نے کہا: ان دو ستونوں کے درمیان دو رکعات پڑھیں' پھر آپ نے باہر تشریف لا کر کعبۂ مشرفہ کے دروازے کے عین سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔

٢٩١٢- أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۲۹۱۲- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبے کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ نے کعبے کے اطراف (کونوں) میں تسبیحات و

٢٩١١ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنٰى مثنٰى، ح: ١١٦٧ عن أبي نعيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩١.

٢٩١٢ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩٢. ❋ شيخ حاجب، هو عبدالمجيد بن عبدالعزيز بن أبي رواد.

قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكَعْبَةَ فَسَبَّحَ فِي نَوَاحِيهَا وَكَبَّرَ وَلَمْ يُصَلِّ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «هٰذِهِ الْقِبْلَةُ».

تکبیرات کہیں' نماز نہیں پڑھی' پھر آپ باہر تشریف لائے تو مقام ابراہیم کے پیچھے (کعبہ رخ ہو کر) دو رکعات پڑھیں' پھر فرمایا: ''یہ قبلہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت اسامہ ؓ کی یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے جس میں نماز کی نفی ہے۔ ممکن ہے حضرت اسامہ ؓ کو کسی وجہ سے آپ کے نماز پڑھنے کا پتا نہ چلا ہو۔ لیکن مسند احمد (۵/۲۰۴ وسندہ صحیح) میں حضرت اسامہ ؓ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے بیت اللہ میں نماز پڑھی ہے۔ ممکن ہے انھیں کسی معتبر شخص نے بتلایا ہو' اس لیے انھیں یقین آ گیا ہو۔ پہلی روایت ان کے اپنے علم کے مطابق ہے۔ اصولی طور پر نفی اور اثبات میں مقابلہ ہو تو اثبات کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ ممکن ہے نفی کرنے والے کو پتا نہ چلا ہو یا وہ بھول گیا ہو' وغیرہ۔ ② ''یہ قبلہ ہے'' یعنی کعبہ قبلہ ہے۔ ③ یہ روایات فتح مکہ کے بارے میں ہیں مگر دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور بعد میں افسوس کا بھی اظہار کیا تھا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں اور تنگی میں نہ پڑیں۔

(المعجم ١٢٨) - اَلْحِجْرُ (التحفة ١٢٨)

باب: ۱۲۸- حجر یا حطیم کا بیان

٢٩١٣- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّينِي [عَلَى بِنَائِهِ]، لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ».

۲۹۱۳- حضرت (عبداللہ) ابن زبیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگوں (نو مسلموں) کا دور کفر ابھی تازہ ہے اور میرے پاس اتنے اخراجات بھی نہیں جس سے میں بیت اللہ کی تعمیر اصل بنیادوں پر کر سکوں تو میں حجر میں سے پانچ ہاتھ بیت اللہ میں داخل کر دیتا اور اس کے دو دروازے بنا تا۔ ایک سے لوگ داخل ہوں' دوسرے سے نکلیں۔''

٢٩١٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، ح: ١٣٣٣/ ٤٠٢ عن هناد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٩٣. * ابن أبي سليمان اسمه عبدالملك.

فوائد و مسائل: ① حِجر کے معنی ہیں: وہ جگہ جس کے اردگرد دیوار بنادی گئی ہو۔ بیت اللہ کی شمالی جانب تقریباً چار فٹ اونچی دیوار بنادی گئی ہے۔ اسے حجر کہتے ہیں۔ اسی کو حطیم بھی کہا جاتا ہے۔ حطیم کے معنی ہیں: جدا کیا گیا کیونکہ یہ حصہ بیت اللہ سے جدا کیا گیا ہے لہٰذا اسے حطیم بھی کہتے ہیں۔ ② ”اتنے اخراجات“ گویا کعبے کی تعمیر نو میں دو رکاوٹیں تھیں۔ بعد میں یہ دونوں رکاوٹیں ختم ہو گئیں مگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے کعبے کو جوں کا توں ہی رہنے دیا۔ ③ ”پانچ ہاتھ“ گویا حجر میں سے صرف پانچ ہاتھ جگہ بیت اللہ کی ہے۔ بعض روایات میں چھ اور سات ہاتھ کا ذکر بھی ہے۔ بہر حال یہ تمام روایات صحیح ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک پورا حجر بیت اللہ میں داخل ہے۔ لیکن یہ موقف درست نہیں۔ واللہ أعلم.

٢٩١٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ صَفِيَّةَ [بِنْتِ] شَيْبَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا أَدْخُلُ الْبَيْتَ؟ قَالَ: «أُدْخُلِي الْحِجْرَ فَإِنَّهُ مِنَ الْبَيْتِ».

٢٩١٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”حجر میں داخل ہو جاؤ۔ یہ بیت اللہ کا (اندرونی) حصہ ہی ہے۔“

فائدہ: ”حجر“ اگرچہ بیت اللہ کا (اندرونی) حصہ ہے مگر صرف حجر کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ بعض روایات کے مطابق اس میں کچھ بیرونی جگہ بھی شامل ہے اس لیے بیت اللہ بھی سامنے ہونا چاہیے۔

(المعجم ١٢٩) - اَلصَّلَاةُ فِي الْحِجْرِ (التحفة ١٢٩)

باب: ١٢٩- حجر میں نماز پڑھنا

٢٩١٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ:

٢٩١٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میری خواہش تھی کہ میں بیت اللہ میں داخل ہو کر نماز پڑھوں۔

٢٩١٤- أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج ... الخ، ح: ١٢١١/ ١٣٤ من حديث عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩٤. * اسم جد عبدالحميد: شيبة.

٢٩١٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الصلاة في الحجر، ح: ٢٠٢٨، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلاة في الحجر، ح: ٨٧٦ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩٥.

حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ فَأُصَلِّيَ فِيهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي الْحِجْرَ فَقَالَ: «إِذَا أَرَدْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ فَصَلِّي هٰهُنَا فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ وَلٰكِنَّ قَوْمَكِ اقْتَصَرُوا حَيْثُ بَنَوْهُ».

رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حجر میں داخل کر دیا اور فرمایا: ”جب تمھارا دل بیت اللہ میں داخل ہونے کو چاہے تو یہیں (حجر میں) نماز پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی تو بیت اللہ ہی کا ایک حصہ ہے لیکن تیری قوم (قریش) نے جب بیت اللہ تعمیر کیا تو اسے چھوٹا کر دیا۔“

فائدہ: دیکھیے حدیث نمبر: ۲۹۱۴۔

(المعجم ١٣٠) - اَلتَّكْبِيرُ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ (التحفة ١٣٠)

باب: ۱۳۰- کعبے کے کونوں میں تکبیریں کہنا

٢٩١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يُصَلِّ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ وَلٰكِنَّهُ كَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ.

۲۹۱۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی بلکہ اس کے اطراف میں تکبیریں کہتے رہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ نے یہ بات حضرت اسامہ ؓ سے سن کر بیان فرمائی۔ حدیث نمبر: ۲۹۲۰ اور ۲۹۱۲ میں وضاحت ہو چکی ہے کہ حضرت اسامہ ؓ کو اس سلسلے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی ہے' البتہ کعبے کے اطراف میں تکبیریں کہنا بہرصورت جائز بلکہ مستحب ہے۔

(المعجم ١٣١) - اَلذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ فِي الْبَيْتِ (التحفة ١٣١)

باب: ۱۳۱- بیت اللہ کے اندر ذکر اور دعا کرنا

٢٩١٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۹۱۷- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے مروی ہے

٢٩١٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلاة في الكعبة، ح: ٨٧٤ عن قتيبة به، ومن حديث عمرو بن دينار عن ابن عمر عن بلال به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٩٦، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ٣٩٨، ١٦٠١ وغيره. * حماد هو ابن زيد، وعمرو هو ابن دينار.

٢٩١٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٠ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٩٧، وصححه ابن◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَجَافَ الْبَابَ وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَلٰى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ فَمَضٰى، حَتّٰى إِذَا كَانَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابَ الْكَعْبَةِ جَلَسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ قَامَ حَتّٰى أَتٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهُ وَخَدَّهُ عَلَيْهِ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ أَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهُ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ وَالْمَسْأَلَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: «هٰذِهِ الْقِبْلَةُ، هٰذِهِ الْقِبْلَةُ».

کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے دروازہ بند کر دیا۔ بیت اللہ ان دنوں چھ ستونوں پر قائم تھا۔ آپ (دروازے سے) سیدھے گئے حتیٰ کہ جب ان دو ستونوں کے درمیان پہنچے جو بیت اللہ کے دروازے کے سامنے ہیں تو آپ بیٹھ گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے، دعائیں کرتے رہے اور بخشش طلب فرماتے رہے، پھر آپ اٹھے اور کعبے کی پچھلی دیوار (دروازے والی) کے مقابل سامنے والی دیوار کی طرف گئے، اپنا چہرہ اور رخسار دیوار سے لگائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی، اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور بخشش طلب فرماتے رہے، پھر کعبے کے تمام کونوں میں تشریف لے گئے اور ہر کونے میں تکبیر، تہلیل، تسبیح، ثنا، دعا اور استغفار فرماتے رہے، پھر باہر تشریف لائے اور کعبے کے دروازے کے عین سامنے دو رکعتیں پڑھیں، پھر فارغ ہوئے تو فرمایا: ”یہ قبلہ ہے، یہ قبلہ ہے۔“

فائدہ: ”بلال کو حکم دیا“ پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے دروازہ بند کیا تھا۔ دراصل آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا ہوگا، پھر دونوں نے مل کر بند کر دیا ہوگا کیونکہ حضرت عثمان دربان تھے۔ یہ ان کا منصب تھا۔ ”چھ ستون“ ستونوں کی دو لائنیں تھیں۔ ہر لائن میں تین ستون تھے۔ باقی مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔ دیکھیے، حدیث نمبر: ۲۹۱۲، ۲۹۱۶۔

(المعجم ١٣٢) - وَضْعُ الْوَجْهِ وَالصَّدْرِ عَلٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ (التحفة ١٣٢)

باب: ۱۳۲- کعبے کے دروازے کے سامنے والی دیوار کے ساتھ چہرہ اور سینہ لگانا

خزيمة، ح: ٣٠٠٤، وله طريق آخر تقدم، ح: ٢٩١٢.

٢٩١٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ فَجَلَسَ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ وَهَلَّلَ، ثُمَّ مَالَ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْبَيْتِ فَوَضَعَ صَدْرَهُ عَلَيْهِ وَخَدَّهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَدَعَا، فَعَلَ ذٰلِكَ بِالْأَرْكَانِ كُلِّهَا، ثُمَّ خَرَجَ فَأَقْبَلَ عَلَى الْقِبْلَةِ وَهُوَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ: «هٰذِهِ الْقِبْلَةُ، هٰذِهِ الْقِبْلَةُ».

٢٩١٨- حضرت اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کے اندر داخل ہوا۔ آپ بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تکبیر و تہلیل کرتے رہے' پھر آپ اپنے سامنے والی کعبے کی دیوار کی طرف جھکے' اپنا سینہ' رخسار اور ہاتھ اس پر لگائے' پھر تکبیر اور تہلیل کرتے رہے۔ دعا مانگتے رہے اور یہ کام آپ نے تمام کونوں میں کیا' پھر باہر تشریف لائے۔ آپ ابھی دروازے پر تھے کہ قبلے کی طرف منہ کیا اور فرمایا: ''یہ قبلہ ہے' یہ قبلہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''تکبیر'' اللہ أکبر کہنا' ''تہلیل'' لا إله إلا الله کہنا اور ''تسبیح'' سبحان اللہ کہنا ہے۔ ② ''تمام کونوں میں کیا'' معلوم ہوا بیت اللہ کے کسی بھی کونے اور دیوار کے ساتھ چہرہ' سینہ' ہاتھ وغیرہ لگائے جاسکتے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ احادیث میں حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی کونے کو چھونے کا ذکر نہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان دو کے علاوہ کسی کونے یا دیوار کو چھونا منع ہے۔ خصوصاً جبکہ رسول اللہ ﷺ سے ملتزم اور بیت اللہ کے اندر دیوار اور کونوں کو چھونا بلکہ چمٹنا تک ثابت ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان دو کونوں کے علاوہ (نیز ملتزم کے علاوہ) کسی کونے یا دیوار کو چھونا سنت نہیں' لیکن اس سے جواز کی نفی نہیں ہوتی جیسے رات کو گیارہ رکعت مسنون ہیں مگر اس سے کم و بیش جائز ہیں' منع نہیں جبکہ انھیں سنت نہ سمجھا جائے' بہت سے حضرات ایسے مقامات پر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ سنت نہیں تو جائز بھی نہیں' مگر یہ بات غلط ہے۔

(المعجم ١٣٣) - مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الْكَعْبَةِ (التحفة ١٣٣)

باب: ١٣٣- کعبے میں نماز کی جگہ

٢٩١٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُسَامَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ

٢٩١٩- حضرت اسامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے تو کعبے کے سامنے دو رکعات پڑھیں' پھر فرمایا: ''یہ قبلہ ہے۔''

٢٩١٨- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩٨.

٢٩١٩- [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩٩.

ﷺ مِنَ الْبَيْتِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ قَالَ: «هٰذِهِ الْقِبْلَةُ».

فائدہ: ''یہ قبلہ ہے'' یعنی کعبہ قبلہ ہے جس طرف بھی ہو۔ دروازے کی طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنا کوئی ضروری نہیں۔ کعبے کی تمام جہات قبلہ ہیں۔ کعبہ سامنے نظر آ رہا ہو تو عین کعبہ قبلہ ہے اور اگر نظر نہ آتا ہو تو کعبے کی جہت قبلہ ہے۔ اس صورت میں تھوڑا بہت رخ بدل جانا نقصان دہ نہیں جب تک دوسری جہت شروع نہ ہو جائے، مثلاً: پاکستان میں مغرب کی جہت قبلہ ہے تو جب تک چہرہ شمال یا جنوب کو نہیں جاتا' اس وقت تک نماز جائز ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے اور شریعت لوگوں کی مجبوریوں کی بہت رعایت رکھتی ہے۔

٢٩٢٠- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ.

۲۹۲۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت اسامہ بن زید ؓ نے بتایا کہ نبی ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو اس کے تمام اطراف (چاروں کونوں) میں دعائیں کیں' مگر نماز نہیں پڑھی حتی کہ باہر تشریف لے آئے اور کعبے کے عین سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: کعبے سے باہر عین سامنے نماز پڑھنا تو متنازع فیہ بات نہیں' اختلاف کعبے کے اندر نماز پڑھنے کے بارے میں ہے اور وہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ (دیکھیے' حدیث:۲۹۱۲)

٢٩٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۹۲۱- حضرت عبداللہ بن سائب حضرت ابن عباس ؓ کو پکڑ کر لے جاتے (کیونکہ وہ نابینا ہو گئے تھے) اور انھیں تیسرے حصے کے پاس کھڑا کر دیتے تھے جو اس

٢٩٢٠ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره . . . الخ، ح: ١٣٣٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٠٠.

٢٩٢١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الملتزم، ح: ١٩٠٠ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٠١. ※ السائب بن عمر هو المخزومي، ومحمد بن عبدالله بن السائب مجهول كما في تقريب التهذيب وغيره.

السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُودُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَيُقِيمُهُ عِنْدَ الشُّقَّةِ الثَّالِثَةِ مِمَّا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الْحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَا أُنْبِئْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي هٰهُنَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَتَقَدَّمُ فَيُصَلِّي.

رکن کے پاس ہے جو حجر اسود' جو کہ دروازے کے قریب ہے' سے متصل ہے۔ (یعنی رکن یمانی کے پاس۔) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے: کیا تمھیں یہ نہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ یہاں نماز پڑھا کرتے تھے؟ وہ کہتے تھے ہاں' پھر آپ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) آگے بڑھتے اور نماز پڑھتے۔

فائدہ: ''تیسرے حصے کے پاس'' یعنی بیت اللہ کی مشرقی دیوار کا رکن یمانی والا حصہ۔ یہ دروازے کے سامنے والی جگہ بنتی ہے۔ باقی دیوار دو حصے ہے۔ ممکن ہے اس دور میں فرش یا دیوار پر حصوں کے نشان لگائے گئے ہوں۔ یا ممکن ہے وہ اندازہ لگاتے ہوں۔ واللہ أعلم. یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

(المعجم ١٣٤) - ذِكْرُ الْفَضْلِ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَهُوَ مِنْ كِتَابِ الْمُجْتَبٰى مِنَ الْحَجِّ (التحفة ١٣٤)

باب: ١٣٤- بیت اللہ کے طواف کی فضیلت (یہ صرف مجتبیٰ میں ہے)

٢٩٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَحْمَدُ ابْنُ شُعَيْبٍ مِنْ لَفْظِهِ: أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! مَا أَرَاكَ تَسْتَلِمُ إِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطَّانِ الْخَطِيئَةَ» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَنْ طَافَ سَبْعًا فَهُوَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ».

٢٩٢٢- حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر سے منقول ہے کہ ایک شخص نے (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے) کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں دیکھتا ہوں کہ آپ صرف ان دو کونوں (حجر اسود اور رکن یمانی) ہی کو چھوتے ہیں (کیا وجہ ہے؟) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''ان دو کونوں کو چھونے سے یقیناً گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' نیز میں نے آپ کو فرماتے سنا: ''جو شخص سات چکر لگائے' اسے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔''

٢٩٢٢- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح:٣٩٥١. * حماد هو ابن زيد، وعطاء هو ابن السائب، وأبوعبدالرحمٰن هو عبدالله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما، رواه الترمذي، ح:٩٥٩ من حديث عطاء بن السائب عن ابن عبيد بن عمير عن أبيه . . . الخ، وصححه الحاكم: ١/ ٤٨٩، والذهبي من طريق جرير عن عطاء به، وطريق الترمذي راجح، والله أعلم.

فوائد و مسائل: ① ''یہ صرف مجتبیٰ میں ہے'' امام نسائی رحمہ اللہ نے ''السنن الکبریٰ'' کے نام سے ایک طویل کتاب لکھی ہے۔ اس کی طوالت کے پیش نظر اس کو مختصر کر کے ''مجتبیٰ نسائی'' مرتب کی گئی۔ مرتب کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام نسائی خود یا ان کے کوئی شاگرد؟ بعض ابواب ایسے ہیں جو صرف مجتبیٰ میں ہیں۔ سنن کبریٰ میں نہیں۔ گویا مجتبیٰ میں ان کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ باب بھی ان ابواب میں سے ہے۔ ② ''دو رکن'' اس سے مراد حجر اسود اور رکن یمانی ہیں۔ حجر اسود مشرقی کونہ اور رکن یمانی جنوبی کونہ ہے' چونکہ یہ دو کونے اصلی بنیادوں پر ہیں' اس لیے انھیں چھونا مسنون ہے۔

(المعجم ١٣٥) - اَلْكَلَامُ فِي الطَّوَافِ (التحفة ١٣٥)

باب: ١٣٥- طواف میں کلام کرنا

٢٩٢٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُودُهُ إِنْسَانٌ بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ، فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ.

٢٩٢٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کعبے کے طواف کے دوران میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کی ناک میں نکیل ڈال کر ایک اور شخص اسے لے جا رہا تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے وہ نکیل (رسی) کاٹ دی اور فرمایا: ''اسے ہاتھ سے پکڑ کر چلاؤ۔''

فوائد و مسائل: ① طواف عبادت ہے بلکہ اسے نماز بھی کہا گیا ہے کیونکہ طواف بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے مشروع کیا گیا ہے' لہٰذا اس میں فالتو کلام نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ کا ذکر اور دعا ہو' البتہ کوئی ضروری یا علمی بات کی جا سکتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں ناواقف کو مسئلہ بتایا گیا ہے۔ ② ''نکیل ڈال کر'' نکیل ڈال کر چلنا چلانا بھی زہد اور عبادت کا ایک حصہ سمجھ لیا گیا تھا' مگر نکیل جانور کو ڈالی جاتی ہے' انسان کو نہیں کیونکہ وہ سننے' سمجھنے اور عمل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے زبان سے سمجھایا جائے یا ہاتھ سے پکڑ کر چلایا جائے۔ انسانوں کے لیے جانوروں کی مشابہت فطرت انسانیہ کے خلاف ہے۔ اسلام جو کہ دین فطرت ہے' ایسے برے کام کو عبادت کے نام پر کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ اس لیے آپ نے روکا۔

٢٩٢٣ـ أخرجه البخاري، الحج، باب الكلام في الطواف، ح: ١٦٢٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٣.

٢٩٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَقُودُهُ رَجُلٌ بِشَيْءٍ ذَكَرَهُ فِي نَذْرٍ فَتَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَطَعَهُ فَقَالَ: «إِنَّهُ نَذْرٌ».

۲۹۲۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جسے ایک دوسرا آدمی کسی چیز سے چلا رہا تھا جس کی اس نے نذر مان رکھی تھی۔ نبی ﷺ نے اسے پکڑا اور توڑ دیا اور فرمایا: ”یہ (عجیب) نذر ہے!“

فائدہ: دور جاہلیت میں لوگ عجیب وغریب نذریں مانتے تھے جن سے کسی کو کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا بلکہ وہ انسانی وقار کے خلاف ہوتی تھیں، مثلاً: پیدل حج کو جاؤں گا، دھوپ میں رہوں گا، سر پر اوڑھنی نہیں لوں گی، کسی سے کلام نہیں کروں گا، جوتا نہیں پہنوں گا، ننگا طواف کروں گا وغیرہ۔ ظاہر ہے یہ فضول کام ہیں بلکہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ان کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ ایسے کام اللہ تعالیٰ کی ناراضی کو دعوت دیتے ہیں، لہٰذا ایسی نذر پوری نہ کی جائے بلکہ کفارہ دے دیا جائے۔ (بعض ائمہ کے نزدیک) اس حدیث میں مذکور شخص نے بھی نذر مانی ہوگی کہ میں اپنی ناک میں نکیل ڈال کر طواف کروں گا۔ اس طرح وہ لوگوں کے لیے تماشا بن گیا تھا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اظہار ناراضی فرمایا۔

(المعجم ١٣٦) - إِبَاحَةُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ (التحفة ١٣٦)

باب: ۱۳۶- طواف میں (ضروری) بات چیت جائز ہے

٢٩٢٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ

۲۹۲۵- حضرت طاؤس ایک ایسے شخص سے بیان کرتے ہیں جنھوں نے نبی ﷺ سے فیض صحبت پایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیت اللہ کا طواف نماز (کی طرح عبادت) ہے، لہٰذا اس میں کم ہی کوئی بات کرو۔“

٢٩٢٤- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٢.

٢٩٢٥- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٤٥، لكنه مرفوع، وأخرجه أحمد: ٣/ ٤١٤، ٤/ ٦٤، ٥/ ٣٧٧ بإسناد صحيح عن ابن جريج به مرفوعًا، وله شواهد عند الترمذي، ح: ٩٦٠ وغيره.

رَجُلٍ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ فَأَقِلُّوا مِنَ الْكَلَامِ»

اَللَّفْظُ لِيُوسُفَ خَالَفَهُ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ.

یہ الفاظ یوسف (بن سعید) کے ہیں۔ حنظلہ بن ابوسفیان نے حسن بن مسلم کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اختلاف یہ ہے کہ حسن بن مسلم نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا جبکہ حنظلہ بن ابوسفیان نے موقوف۔ ② ''ایسے شخص سے'' آئندہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ③ ''نماز کی طرح'' دونوں میں اللہ کا ذکر ہے۔ دونوں گناہوں کی معافی کا موجب ہیں۔ طواف بیت اللہ کا تحیہ (ادب) ہے جس طرح نماز تحیۃ المسجد ہے۔ ④ ''کم ہی بات کرو۔'' یعنی بات کرنا جائز تو ہے مگر بہت کم، یعنی مجبوری اور ضرورت کے وقت اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کبھی کبھی قلت عدم کے معنیٰ میں بھی ہوتی ہے، یعنی کلام نہ کرو۔ مراد فالتو کلام ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ طواف بالکل نماز کی طرح نہیں ہے، بلکہ بعض احکام میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں جیسے نماز میں کلام نہیں کیا جا سکتا، لیکن طواف میں جائز ہے۔ اسی طرح طہارت کا مسئلہ ہے۔ نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ پوری نماز پڑھنی پڑے گی، لیکن طواف میں ایسا نہیں ہوگا، بلکہ وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں وضو کر کے دوبارہ وہیں سے طواف کر لے جہاں سے اس نے چھوڑا تھا، یا طواف مکمل کر کے آخر میں وضو کر کے دو رکعت پڑھ لے۔ واللہ أعلم.

٢٩٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا [الشَّيْبَانِيُّ] عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: «أَقِلُّوا الْكَلَامَ فِي الطَّوَافِ وَإِنَّمَا أَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ».

٢٩٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ طواف کے درمیان کلام کم کرو۔ (یوں سمجھو) تم نماز میں ہو۔

فائدہ: اس روایت میں صحابی کا نام ذکر کر دیا گیا ہے جبکہ اوپر والی روایت میں ابہام تھا۔

(المعجم ١٣٧) - إِبَاحَةُ الطَّوَافِ فِي كُلِّ الْأَوْقَاتِ (التحفة ١٣٧)

باب: ١٣٧- طواف کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے

٢٩٢٦- [صحيح موقوف] انفرد به المصنف.

٢٩٢٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهُ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا تَمْنَعُنَّ أَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ».

٢٩٢٧- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عبد مناف کی اولاد! تم کسی کو بیت اللہ کے طواف اور نماز سے نہ روکو جس وقت بھی کوئی کرنا چاہے' دن ہو یا رات۔''

فوائد و مسائل: ① عبد مناف کی اولاد سے مراد رسول اللہ ﷺ کا اپنا خاندان ہے۔ ان کے ذمے بیت اللہ کی بہت سی خدمات تھیں۔ انھیں بیت اللہ کا متولی سمجھا جاتا تھا۔ ② اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بیت اللہ میں طواف اور نماز کے لیے کوئی وقت مکروہ اور ممنوع نہیں۔ طواف کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ یہ ہر وقت جائز ہے مگر نماز کے بارے میں اختلاف ہے۔ احناف کا خیال ہے کہ مکروہ اوقات میں بیت اللہ میں بھی نماز منع ہے' مثلاً: صبح کی نماز سے لے کر سورج اونچا آنے تک اور عصر کی نماز سے غروب شمس تک۔ امام شافعی ؒ نے طواف کی دو رکعتوں کو ہر وقت جائز قرار دیا ہے کیونکہ جب طواف ہر وقت جائز ہے تو اس کا تتمہ بھی ہر وقت جائز ہوگا۔ اور یہ معقول استدلال ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ طواف کی طرح نماز بھی ہر وقت جائز ہے۔ یہ اجازت صرف طواف کی رکعتوں کے بارے میں نہیں بلکہ مطلقاً نفل نماز کے بارے میں ہے۔ ③ معلوم ہوا بیت اللہ کو کسی وقت بند نہیں کیا جا سکتا۔ نماز اور طواف کے لیے ہر وقت کھلا رہنا چاہیے۔ عام مساجد میں بھی یہی ہونا چاہیے بشرطیکہ کسی نقصان وغیرہ کا خطرہ نہ ہو ورنہ مجبوراً تالا لگایا جا سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قیمتی چیزیں یا فالتو اشیاء اندر والے حصے میں ہوں تاکہ ضرورت کے وقت صرف اسے بند کرنا پڑے۔ ایک بیرونی حصہ نماز کے لیے ہر وقت کھلا رہے۔ مساجد اللہ کے گھر ہی رہنے چاہئیں نہ کہ لوگوں کے گھروں کی طرح مقفل' تاکہ نمازی کسی بھی وقت فرض یا نفل پڑھ سکیں' البتہ بیت اللہ کعبہ کو تالا لگایا جائے گا کیونکہ اس کے اندر عموماً نہ نماز پڑھی جاتی ہے اور نہ طواف کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ باہر ہوتا ہے۔

(المعجم ١٣٨) - كَيْفَ طَوَافُ الْمَرِيضِ (التحفة ١٣٨)

باب: ١٣٨- مریض کیسے طواف کرے؟

٢٩٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

٢٩٢٨- حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں

٢٩٢٧- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٨٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٤٦.

٢٩٢٨- أخرجه البخاري، الصلاة، باب إدخال البعير في المسجد للعلة، ح: ٤٦٤، ومسلم، الحج، باب جواز◀◀

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ إِنِّي أَشْتَكِي قَالَ: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ» فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِـ (الطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ).

نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں بیمار ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تم لوگوں کے اوپر اوپر سے (دور سے) سوار ہو کر طواف کرلو۔'' میں نے اس طرح طواف کیا تو رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے قریب نماز پڑھا رہے تھے اور سورۂ طور کی تلاوت فرما رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مریض سوار ہو کر طواف کرسکتا ہے بشرطیکہ سواری کعبے کے تقدس کے خلاف نہ ہو اور نمازیوں اور طواف کرنے والوں کے لیے اذیت کا سبب نہ ہو۔ ② دوران نماز مجبوری کی بنا پر طواف کیا جاسکتا ہے لیکن یہ طواف نمازیوں کے پیچھے رہ کر کیا جائے گا۔ (مزید تفصیل دیکھیے' حدیث نمبر:۲۹۳۱)

(المعجم ١٣٩) - طَوَافُ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَاءِ (التحفة ١٣٩)

باب:۱۳۹- مردوں کا عورتوں کے ساتھ طواف کرنا

٢٩٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللّٰهِ! مَا طُفْتُ طَوَافَ الْخُرُوجِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَطُوفِي عَلٰى بَعِيرِكِ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ». عُرْوَةُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

۲۹۲۹- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے طواف وداع نہیں کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب جماعت شروع ہو جائے تو تم اپنے اونٹ پر سوار ہو کر لوگوں کے اوپر اوپر سے طواف کر لینا۔'' عروہ نے یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا۔

الطواف على بعير وغيره ... الخ، ح:١٢٧٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٣٧٠، ٣٧١، والكبرٰى، ح:٣٩٠٣.

٢٩٢٩- أخرجه البخاري، الحج، باب من صلّى ركعتي الطواف خارجًا من المسجد، ح:١٦٢٦ب من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٩٠٤.

فائدہ: مرد عورتیں طواف تو اکٹھے ہی کرتے ہیں مگر عورتیں ذرا دور دور رہیں۔ مردوں میں نہ پھنسیں۔ بھیڑ ہو تو حجر اسود اور رکن یمانی سے بھی دور رہیں' البتہ حج اور رمضان کے دنوں میں عورتوں کے لیے مردوں سے بالکل الگ تھلگ طواف ممکن نہیں کیونکہ بہت زیادہ رش ہوتا ہے' لہٰذا یہ مجبوری ہے۔ کوئی حرج نہیں کہ اکٹھے طواف کریں' تاہم حتی الامکان دور رہیں۔

٢٩٣٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ مَرِيضَةٌ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ الْمُصَلِّينَ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ» قَالَتْ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ يَقْرَأُ ﴿وَالطُّورِ﴾

٢٩٣٠- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ مکے میں آئیں تو بیمار تھیں۔ انھوں نے اس بات کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم سوار ہو کر نمازیوں کے اوپر اوپر سے طواف کر لینا۔'' میں نے (دوران طواف) رسول اللہ ﷺ کو کعبے کے پاس (نماز میں) سورۂ طور پڑھتے سنا۔

فوائد و مسائل: ① یہ صبح کی نماز تھی۔ ② حضرت ام سلمہ ؓ کو اوپر اوپر سے طواف کرنے کا حکم مردوں سے دور رہنے کی خاطر نہیں بلکہ ان کی بیماری کے پیش نظر دیا گیا تھا۔ باقی عورتوں نے مردوں کے ساتھ ہی طواف کیا تھا۔ اس جگہ کا تقدس ہی ایسا ہے کہ باوجود اکٹھے طواف کرنے کے ذہن ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں سال اکٹھے طواف ہوتے ہوئے گزر چکے ہیں مگر کبھی کسی کو کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی حالانکہ حج کے دنوں میں طواف کے دوران میں مردوں اور عورتوں کا شدید ازدحام ہوتا ہے۔ سچ فرمایا باری تعالیٰ نے: ﴿فِيهِ ايٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إِبْرٰهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾ (آل عمران ٣:٩٧) یقیناً دنیا ایسے عظیم الشان تقدس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(المعجم ١٤٠) - اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ١٤٠)

باب: ١٤٠- سواری پر بیت اللہ کا طواف کرنا

٢٩٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:

٢٩٣١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ

٢٩٣٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٩٢٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٤٣.

٢٩٣١- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٤ من حديث شعيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٢٣.

حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ.

ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر کعبے کے ارد گرد طواف فرمایا اور آپ حجر اسود کو اپنی خم دار چھڑی کے ساتھ چھوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① افضل تو یہی ہے کہ طواف پیدل کیا جائے۔ عذر کی صورت میں لوگ ویل چیئر پر بھی طواف کر لیتے ہیں' اس میں کوئی حرج نہیں' نیز کسی ماکول اللحم جانور جیسے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ پر طواف کی ضرورت ہو تو جائز ہے' لیکن فی زمانہ اس قسم کے جانوروں پر بیت اللہ کا طواف معقول ہے نہ عملاً ممکن ہی۔ ہاں کسی دور میں اس قسم کی صورت ممکن ہو جائے تو شرعاً اس کے جواز میں کوئی اشکال نہیں' نیز رسول اللہ ﷺ کے لیے اس کی تخصیص کا دعویٰ درست نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ کو بھی اونٹ پر طواف کی اجازت دی تھی جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں گزرا ہے۔ واللہ أعلم. ② ''خم دار چھڑی سے چھوتے تھے'' اصل تو یہ ہے کہ حجر اسود کو ہونٹ لگائے جائیں۔ یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو ہونٹوں پر رکھ لیا جائے۔ اگر ہاتھ لگانا بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز جو پاک اور صاف ہو' حجر اسود پر لگائی جائے اور اسے چوما جائے' ورنہ صرف اشارہ کیا جائے۔

(المعجم ١٤١) - طَوَافُ مَنْ أَفْرَدَ الْحَجَّ (التحفة ١٤١)

باب:۱۴۱- حج افراد کرنے والے کا طواف (اسے حلال نہیں کرے گا)

٢٩٣٢- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ -. عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَيَانٌ أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُكَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَأَنْتَ أَعْجَبُ إِلَيْنَا

۲۹۳۲- حضرت وبرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے پوچھتے سنا کہ میں نے حج کا احرام باندھا تھا' تو کیا میں (افعال حج سے پہلے) طواف کر سکتا ہوں؟ انھوں نے فرمایا: تمھیں اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ اس نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ اس سے منع فرماتے ہیں۔ ہمیں آپ پر ان سے زیادہ اعتماد ہے (لہٰذا آپ

٢٩٣٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يلزم من أحرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي، ح: ١٢٣٣/ ١٨٨ من حديث بيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٠٥.

مِنْهُ قَالَ: رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

بتائیں)۔ انھوں نے فرمایا: ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے حج کا احرام باندھا' پھر مکہ مکرمہ آکر آپ نے بیت اللہ کا طواف فرمایا اور صفا مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔

فوائد و مسائل: ① مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص نے میقات سے حج کا احرام باندھا ہو' وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر طواف کر سکتا ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ حاجی طواف قدوم نہیں کرے گا' اگر وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر طواف اور سعی کر لے گا تو اس کا طواف اس کے حج کو عمرہ بنا دے گا' لہٰذا وہ طواف اور سعی کرنے کے بعد حلال ہو جائے اور حج کے دنوں میں حج کا نیا احرام باندھے اور حج کرے۔ اس طرح اس کا حج تمتع بن جائے گا اور اس کے لیے قربانی ذبح کرنی واجب ہوگی۔ ان کا یہ موقف صحیح نہیں تھا۔ ان کے برعکس جمہور کا موقف ہی راجح ہے کہ مفرد طواف قدوم کر سکتا ہے۔ بہرحال حج تمتع کے علاوہ' حج افراد اور حج قران بھی جائز ہیں۔ حج قران کی صورت میں حاجی مکہ جاتے ہی طواف و سعی کرنے کے باوجود حالت احرام ہی میں رہے گا تا آنکہ حج کے افعال سے فارغ ہو جائے۔ اس کے لیے قربانی لازم ہوگی۔ یہ طواف' طواف قدوم ہوگا۔ اس کا حج کا احرام قائم رہے گا۔ حج کے دنوں میں اسی احرام سے حج کرے اور یہ صرف حج ہوگا' قربانی واجب نہیں ہوگی۔ حج تمتع کرنے والا طواف و سعی کے بعد حلال ہو جائے گا اور پھر آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھے گا۔ متمتع کے لیے بھی قربانی ضروری ہے۔ ② ہر مسلمان پر اتباع کتاب و سنت واجب ہے۔ اگر کوئی مفتی یا عالم کوئی ایسا فتویٰ صادر کرے جو قرآن و سنت کے خلاف ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

(المعجم ١٤٢) - طَوَافُ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ (التحفة ١٤٢)

باب: ۱۴۲- عمرے کا احرام باندھنے والا طواف کے بعد حلال ہو جائے گا؟

٢٩٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ

۲۹۳۳- حضرت عمرو (بن دینار) بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو عمرے کے احرام سے آئے' پھر بیت اللہ کا طواف کرے لیکن صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو

٢٩٣٣ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب قول الله تعالى: "واتخذوا من مقام إبراهيم مصلّى"، ح: ٣٩٥، ومسلم، الحج، باب بيان أن المحرم بعمرة لا يتحلل بالطواف قبل السعي . . . الخ، ح: ١٢٣٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩١١. * عمرو هو ابن دينار.

الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي أَهْلَهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَافَ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

کیا وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تھے تو آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے' مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ اور تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ (کے طرز عمل) میں بہترین نمونہ ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عمر ؓ کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کے مطابق عمرہ سعی کے بغیر پورا نہیں ہوتا' لہٰذا سعی سے پہلے احرام ختم نہیں ہو سکتا۔ سعی بھی واجب ہے۔ سعی کے بعد ہی احرام ختم ہوگا۔ چنانچہ جب تک صفا مروہ کی سعی نہ ہو جائے اس وقت تک بیوی سے جماع کرنا درست نہیں' البتہ صفا مروہ کی سعی کے بعد یہ کام جائز ہے۔ یہی بات صحیح ہے' نیز متفق علیہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

(المعجم ١٤٣) - كَيْفَ يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ (التحفة ١٤٣)

باب:۱۴۳- جس شخص نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ رکھا ہو اور وہ قربانی ساتھ نہ لایا ہو وہ کیا کرے؟

٢٩٣٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا فَأَهْلَلْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ وَطُفْنَا أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَحِلُّوا فَهَابَ الْقَوْمُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ

۲۹۳۴- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ (مدینے سے) چلے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ چلے۔ جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی' پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لے کر بیداء کے ٹیلے پر چڑھی تو آپ نے حج اور عمرے دونوں کی لبیک کہی۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرح لبیک کہی۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور ہم نے طواف کر لیا' آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں۔ سب لوگ ڈر گئے (اور ہچکچائے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے

٢٩٣٤- [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٢٦٦٣، ٢٧٥٦، وسنده ضعيف، وهو حديث صحيح.

لَأَحْلَلْتُ» فَحَلَّ الْقَوْمُ حَتّٰى حَلُّوا إِلَى النِّسَاءِ وَلَمْ يَحِلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَمْ يُقَصِّرْ إِلٰى يَوْمِ النَّحْرِ.

ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا۔'' (یہ سن کر) سب حلال ہو گئے حتی کہ انھوں نے اپنی عورتوں (بیویوں) سے جماع کیا لیکن رسول اللہ ﷺ حلال نہیں ہوئے اور یوم نحر تک بال بھی نہیں کٹوائے۔

فائدہ: پیچھے کئی مقامات پر یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ سب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا احرام ایک جیسا نہ تھا۔ کسی کا احرام صرف عمرے کا تھا' کسی کا صرف حج کا۔ مکہ مکرمہ کے قریب رسول اللہ ﷺ نے سب کو عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ جن کا حج کا احرام تھا' انھیں احرام کو عمرے میں تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ لوگ عمرہ کر کے حلال ہو گئے۔ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے' انھوں نے حج کے احرام میں عمرہ بھی داخل کر لیا۔ وہ عمرہ کرنے کے باوجود حلال نہ ہوئے۔

(المعجم ١٤٤) - طَوَافُ الْقِرَانِ (التحفة ١٤٤)

باب:١٤٤-قران کرنے والا کتنے طواف کرے گا؟

٢٩٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ.

٢٩٣٥-حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا اور ایک طواف کیا' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: ''ایک طواف کیا'' اس سے فرض طواف مراد ہے ورنہ یہ بات قطعی ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ جاتے ہی ایک طواف کیا تھا' پھر دس ذوالحجہ کو بھی طواف کیا تھا۔ پہلا طواف' طواف قدوم بھی تھا اور طواف عمرہ بھی۔ دوسرا طواف فرض تھا۔ اسے طواف افاضہ بھی کہا جاتا ہے۔ امام شافعی اور محدثین اسی بات کے قائل ہیں۔ احناف قران والے کے لیے تین طواف اور دو سعی کے قائل ہیں۔ طواف عمرہ' سعی عمرہ' طواف قدوم' طواف زیارت' سعی حج۔ مگر رسول اللہ ﷺ سے صرف دو طواف اور ایک سعی ثابت ہے اور احناف کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کا حج قران تھا۔ بعض محققین نے حدیث مذکور میں ایک طواف سے سعی مراد لی ہے کیونکہ سعی آپ نے واقعتاً ایک ہی کی تھی۔ احناف اس طواف سے طواف تحلل مراد لیتے ہیں' یعنی آپ حج اور عمرے سے طواف زیارت کے

٢٩٣٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١١ عن سفيان بن عيينة به مطولاً، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩١٣، وانظر الحديث الآتي.

بعد ہی حلال ہوئے تھے‘ مگر اس تاویل کے باوجود احناف کا مسلک ثابت نہیں ہوتا کہ قارن تین طواف کرے۔ یہ بحث پیچھے بھی گزر چکی ہے۔ (دیکھیے‘ حدیث:٢٧٤٧)

٢٩٣٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَأَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَلَمَّا أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ فَسَارَ قَلِيلًا فَخَشِيَ أَنْ يُصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ: إِنْ صُدِدْتُّ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: وَاللهِ! مَا سَبِيلُ الْحَجِّ إِلَّا سَبِيلُ الْعُمْرَةِ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِي حَجًّا، فَسَارَ حَتّٰى أَتٰى قُدَيْدًا فَاشْتَرٰى مِنْهَا هَدْيًا، ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ.

٢٩٣٦- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ (مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے) نکلے۔ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو عمرے کا احرام باندھا۔ تھوڑی دور چلے تو انھیں خطرہ ہوا کہ کہیں بیت اللہ سے روک نہ دیے جائیں‘ پھر فرمانے لگے: اگر مجھے روک دیا گیا تو میں ویسے ہی کروں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے (ایسے موقع پر) کیا تھا‘ پھر فرمانے لگے: واللہ! اس مسئلے میں حج اور عمرہ برابر ہی ہیں۔ میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لیا ہے‘ پھر چلتے رہے حتی کہ جب مقام قدید میں پہنچے تو وہاں سے قربانی کا جانور خریدا‘ پھر مکے پہنچے تو بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے‘ حدیث نمبر:٢٧٤٧۔

٢٩٣٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ: أَخْبَرَنِي هَانِئُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ

٢٩٣٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک طواف کیا تھا۔

٢٩٣٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي، ح:٦٧٩ عن سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح:٣٩١٤، وللحديث طرق عند مالك: ١/ ٣٦٠، والبخاري، ومسلم وغيرهم به.

٢٩٣٧ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح:٣٩١٠، وله طرق عند مسلم، ح:١٢١٥، وابن ماجه، ح:٢٩٧٢ وغيرهما.

عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا.

فائدہ: دیکھیے، حدیث نمبر: ٢٩٣٥.

(المعجم ١٤٥) - ذِكْرُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ (التحفة ١٤٥)

باب: ١٤٥- حجر اسود کا ذکر

٢٩٣٨- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ».

٢٩٣٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''حجر اسود جنت سے ہے۔''

فائدہ: حجر اسود (سیاہ پتھر) کعبے کے مشرقی کونے میں نصب ہے۔ ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر جنت سے لایا گیا ہے اور یہ کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ جنت کی کوئی چیز یہاں بھیج دے۔ بعض احادیث میں ہے کہ ابتداءً یہ پتھر دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا مگر لوگوں کی غلطیوں نے اسے سیاہ کر دیا۔ (صحیح الجامع الصغیر و زیادته، حدیث: ٤٤٤٩) رنگ بدل جانا تو اس کائنات میں اتنا عام ہے کہ اس کا انکار کرنا حماقت ہے۔ ''غلطیوں'' سے مراد گناہ ہیں، یعنی اسے بوسہ دینے والوں اور ہاتھ لگانے والوں کے گناہوں سے سیاہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ (آل عمران ٣:١٠٦) ''اس (قیامت کے) دن کچھ (نیک لوگوں کے) چہرے سفید ہوں گے اور کچھ (برے لوگوں کے) چہرے سیاہ۔''

(المعجم ١٤٦) - إِسْتِلَامُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ (التحفة ١٤٦)

باب: ١٤٦- حجر اسود کو چھونا

٢٩٣٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ

٢٩٣٩- حضرت سوید بن غفلہ سے منقول ہے کہ

٢٩٣٨- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في فضل الحجر الأسود والركن والمقام، ح: ٨٧٧ من حديث عطاء بن السائب به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩١٦، وللحديث شواهد كثيرة، راجع الترغيب والترهيب: ٢/ ١٩٤، ١٩٥ وغيره.

٢٩٣٩- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح: ١٢٧١ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٢١.

قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالْأَعْلَى، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ: أَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهُ وَقَالَ: رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس سے چمٹ گئے۔ فرمانے لگے: میں نے حضرت ابوالقاسم (رسول اللہ ﷺ) کو دیکھا' تجھ سے بہت شفقت و محبت فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① حجر اسود پر ہونٹ لگانا مسنون ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے ہاتھ لگانا' اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی پاک چیز اسے لگانا اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف ہاتھ سے اشارہ کرنا بھی مسنون ہے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حجر اسود سے کلام کرنا صرف لوگوں کو سنانے کے لیے تھا' یا اپنے جذبات کے اظہار کے لیے' جیسے کوئی شخص اپنے کسی عزیز کی میت سے باتیں کرتا ہے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ نہیں سن سکتا۔

(المعجم ١٤٧) - تَقْبِيلُ الْحَجَرِ (التحفة ١٤٧)

باب:۱۴۷- حجر اسود کو بوسہ دینا

٢٩٤٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَجَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ، ثُمَّ دَنَا مِنْهُ فَقَبَّلَهُ.

۲۹۴۰- حضرت عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور فرمایا: مجھے یقین ہے کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' پھر اس کے قریب ہوئے اور بوسہ دیا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام کا مقصود یہ ہے کہ ہم حجر اسود کی پوجا نہیں کرتے' نہ اسے نفع نقصان کا مالک سمجھتے ہیں۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں اسے بوسہ دیتے ہیں۔ آپ نے یہ بات عوام الناس کا عقیدہ درست رکھنے کے لیے اور انھیں غلط فہمی سے بچانے کے لیے فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کا حجر اسود کو بوسہ دینا اس کے ''جنتی'' ہونے کی وجہ سے تھا اور اس وجہ سے تھا کہ وہ گناہوں کو ساقط کرنے کا سبب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے ان بزرگوں کے موقف کو تائید حاصل ہوتی ہے جن کا خیال ہے کہ جن چیزوں کو رسول اللہ ﷺ نے بوسہ نہیں دیا' انھیں بوسہ دینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ویسے بھی حجر اسود کے علاوہ دوسری

٢٩٤٠- أخرجه البخاري، الحج، باب ما ذكر في الحجر الأسود، ح:١٥٩٧، ومسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح:١٢٧٠/ ٢٥١ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٩٢٠.

چیزیں جنت سے نہیں آئیں۔ ② امور دین میں شارع علیہ السلام کی اتباع واجب ہے' چاہے ہمیں اس کام کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ③ اگر عوام کا عقیدے کی خرابی میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو امام یا عالم کو اپنے ایسے عمل کی وضاحت کر دینی چاہیے۔

(المعجم ١٤٨) - كَيْفَ يُقَبَّلُ (التحفة ١٤٨)

باب:١٤٨-حجر اسود کو کس طرح بوسہ دیا جائے؟

٢٩٤١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ: رَأَيْتُ طَاوُسًا يَمُرُّ بِالرُّكْنِ فَإِنْ وَجَدَ عَلَيْهِ زِحَامًا مَرَّ وَلَمْ يُزَاحِمْ، وَإِنْ رَآهُ خَالِيًا قَبَّلَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

٢٩٤١- حضرت حنظلہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت طاوس کو حجر اسود کے پاس سے گزرتے دیکھا۔ اگر آپ وہاں بھیڑ محسوس فرماتے تو (اشارہ کر کے) گزر جاتے اور بھیڑ نہ کرتے۔ اگر جگہ خالی دیکھتے تو اسے تین بار بوسہ دیتے' پھر فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے حجر اسود!) بلاشبہ تو ایک پتھر ہے۔ نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا ضروری نہیں۔ اگر بھیڑ ہو تو دھکم پیل کی بجائے اشارہ کر کے گزر جائے۔ اگر آسانی سے بوسہ دے سکے تو بوسہ دے دے۔ یہ حج یا طواف کا رکن نہیں' لہٰذا بوسہ کے لیے مار دھاڑ کرنا یا دھکم پیل کرنا شریعت کے خلاف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انسان گناہوں کی معافی کی بجائے گناہوں کی گٹھڑی اٹھا کر رخصت ہو۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ تین دفعہ بوسہ دینا مسنون ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث:٢٩٣٩ کا فائدہ نمبر:١۔ ③ ''تو ایک پتھر ہے'' باوجود جنت میں سے ہونے کے بہرصورت ہے تو پتھر ہی'

٢٩٤١-[إسناده صحيح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ١/ ٣٢٤، ٣٢٥، ح: ٢٠٨ من حديث الوليد بن مسلم به، وصرح بالسماع عنده، والحديث في الكبرٰى، ح: ٣٩٢٢.

معبود نہیں۔ آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ تمام بت توڑ کر ایک بت باقی رکھ لیا۔ عوام الناس یا نومسلم حضرات ایسا گمان کر سکتے تھے۔ ⑳ ''نفع دے سکتا ہے نہ نقصان'' حدیث میں ہے کہ حجر اسود قیامت کے روز آئے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے بولے گا اور جس جس نے بھی اسے حق کے ساتھ چھوا ہوگا اس کے حق میں گواہی دے گا۔ دیکھیے: (مناسك الحج والعمرة' للألباني' ص:٢١) یہ بھی تو نفع ہی ہے؟ حالانکہ اس قسم کی گواہی تو دنیا کی ہر چیز دے گی' مثلاً: جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے' وہاں تک ہر جن وانس' حجر وشجر اس کے لیے گواہی دیں گے' تو کیا ہر جن وانس' شجر و حجر نافع اور ضار بن گیا؟ ہرگز نہیں! یہ گواہی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں میں قوت گویائی پیدا فرمائے گا۔ اس کا نفع نقصان سے کیا تعلق ہے؟ یہ تو صرف گواہی دیں گے۔ نفع ونقصان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' ورنہ یہ چیزیں گواہی دینے ہی پر کیوں اکتفا کرتیں؟ بلکہ نفع نقصان دیتیں۔

(المعجم ١٤٩) - كَيْفَ يَطُوفُ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ وَعَلٰى أَيِّ شِقَّيْهِ يَأْخُذُ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ (التحفة ١٤٩)

باب:١٤٩- بیت اللہ کے پاس آتے ہی طواف کیسے کرے؟ اور حجر اسود کو چھونے کے بعد کس طرف چلے؟

٢٩٤٢- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضٰى عَلٰى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا ثُمَّ أَتَى الْمَقَامَ فَقَالَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَالْمَقَامُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، ثُمَّ أَتَى الْبَيْتَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا.

٢٩٤٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مسجد میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر دائیں طرف کو چلے۔ تین چکر دوڑ کر (کندھے ہلاتے ہوئے) چلے اور چار چکر آہستہ چلے' پھر مقام ابراہیم کے پاس آئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة ٢:١٢٥) ''تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔'' اور دو رکعات اس طرح پڑھیں کہ مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا۔ دو رکعت پڑھنے کے بعد پھر بیت اللہ کے پاس گئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر صفا کی طرف نکل گئے۔

٢٩٤٢- أخرجه مسلم، الحج، باب ما جاء أن عرفة كلها موقف، ح:١٢١٨/ ١٥٠ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٣٦.

فوائد ومسائل: ① بیت اللہ میں آتے ہوئے سب سے پہلے طواف کیا جاتا ہے اور طواف کی ابتدا حجراسود سے ہوتی ہے۔ بوسہ یا ہاتھ لگ سکے تو اچھی بات ہے ورنہ حجراسود کی طرف اشارہ کر کے طواف شروع کر دے۔ ہر چکر حجراسود پر ختم ہوگا۔ ہر چکر کی ابتدا میں حجراسود کو بوسہ دینا یا چھونا ہوگا ورنہ برابر سے اشارہ کر کے نیا چکر شروع کر دے۔ آخری چکر ختم کر کے پھر حجراسود کے پاس آئے اور پھر دو رکعت تحیۃ الطواف ادا کرے، پھر حجر اسود کے پاس آئے، پھر حج یا عمرے کی صورت میں سعی کرے۔ عام طواف میں صفا مروہ کی سعی نہیں کی جاتی۔ عمرے کے طواف یا حج کے پہلے طواف میں رمل اور اضطباع بھی کیا جاتا ہے۔ رمل سے مراد پہلے تین چکروں میں بھاگنے کے انداز میں کندھے ہلا کر چلنا ہے اور اضطباع سے مراد دائیں کندھے کو ننگا کرنا ہے۔ اضطباع پورے طواف میں ہوگا، البتہ طواف سے پہلے یا بعد میں اضطباع نہیں ہوگا۔ مذکورہ دو طوافوں کے علاوہ کسی طواف میں رمل یا اضطباع نہیں ہوگا۔ ② ''دائیں طرف کو چلے'' حجراسود کی دائیں طرف کیونکہ بیت اللہ کے دروازے کی دائیں طرف، حجراسود والی جانب ہی بنتی ہے، یا اپنی دائیں طرف اگر منہ بیت اللہ کی طرف ہو۔ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

(المعجم ١٥٠) - كَمْ يَسْعٰى (التحفة ١٥٠)

باب: ۱۵۰- کتنے چکروں میں تیز چلے؟

٢٩٤٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمُلُ الثَّلَاثَ وَيَمْشِي الْأَرْبَعَ وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

۲۹۴۳- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ پہلے تین چکروں میں رمل کرتے تھے اور آخری چار چکروں میں آرام سے چلتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: رمل سے مراد بھاگنے کے انداز میں چلنا ہے جس طرح پہلوان اکھاڑے میں فخر سے چلتا ہے۔ بازو بھاگنے کے انداز میں ہوں اور قدم قریب قریب رکھے جائیں۔ رمل کی ابتدا عمرۂ قضا میں ہوئی تھی۔ کفار مکہ نے کہا: مسلمانوں کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں ذرا قوت سے چل کر دکھاؤ۔'' جس طرف کفار پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے (شمالی جانب) اس جانب مسلمان رمل کرتے، جب اوجھل ہو جاتے، یعنی جنوبی جانب پہنچ جاتے تو آہستہ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا ایسی بھائی کہ اسے اللہ تعالیٰ نے حج اور عمرے کا جز بنا دیا، مگر صرف پہلے طواف اور تین چکروں میں تاکہ لوگوں کے لیے مشقت کا باعث نہ ہو۔

٢٩٤٣- أخرجه البخاري، الحج، باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة . . . الخ، ح: ١٦١٧، ومسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة . . . الخ، ح: ١٢٦١/ ٢٣٠ من حديث عبيدالله بن عمر به، بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٣٨.

(المعجم ١٥١) - كَمْ يَمْشِي (التحفة ١٥١)

باب:١٥١- کتنے چکروں میں آہستہ چلے؟

٢٩٤٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعًا ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

٢٩٤٤- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج اور عمرے میں پہلا طواف کرتے تو تین چکروں میں تیز چلتے اور چار چکروں میں آہستہ چلتے' پھر دو رکعتیں پڑھتے' پھر صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگاتے۔

(المعجم ١٥٢) - اَلْخَبَبُ فِي الثَّلَاثَةِ مِنَ السَّبْعِ (التحفة ١٥٢)

باب:١٥٢- سات میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز تیز چلنا

٢٩٤٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ.

٢٩٤٥- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ پہنچتے تو طواف میں سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے۔ سات میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز چلتے۔

(المعجم ١٥٣) - اَلرَّمَلُ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ (التحفة ١٥٣)

باب:١٥٣- حج اور عمرہ (دونوں) میں رمل کرنا

٢٩٤٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ

٢٩٤٦- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت

٢٩٤٤_ أخرجه البخاري، ح:١٦١٦، ومسلم، ح:١٢٦١/ ٢٣١ (انظر الحديث السابق) من حديث موسى به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٣٥، وأخرجه أبوداود، ح:١٨٩٣ عن قتيبة به.

٢٩٤٥_ أخرجه مسلم، ح:١٢٦١/ ٢٣٢ عن أحمد بن عمرو بن السرح (انظر الحديثين السابقين)، والبخاري، الحج، باب استلام الحجر الأسود حين يقدم مكة ... الخ، ح:١٦٠٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٣٩.

٢٩٤٦_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:٣٩٣٧، وتقدم طرفه، ح:٢٩٤٤.

ابْنَا عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَخُبُّ فِي طَوَافِهِ حِينَ يَقْدَمُ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ ثَلَاثًا وَيَمْشِي أَرْبَعًا قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرے میں آتے تو اپنے (پہلے) طواف میں تین چکروں میں بھاگتے تھے اور چار چکروں میں چلتے تھے' نیز انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٥٤) - اَلرَّمَلُ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ (التحفة ١٥٤)

باب:۱۵۴-حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا جائے گا

٢٩٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ.

۲۹۴۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل فرمایا حتی کہ تین چکر پورے ہوگئے۔

فوائد ومسائل: ① ''حجر سے حجر تک'' یعنی پورے چکر میں رمل کرنا ہوگا۔ اگرچہ عمرۃ القضا میں جب رمل کی ابتدا ہوئی تھی' رمل تین جانب کیا گیا تھا۔ جنوبی جانب چونکہ کفار سے اوجھل تھی' لہٰذا وہاں صحابہ رمل نہ کرتے تھے' پھر جب رمل کو شرعی حیثیت دے دی گئی تو اسے پہلے طواف کے پہلے تین مکمل چکروں میں مقرر کر دیا گیا۔ یہ تین چکروں میں کیا جائے گا مگر مکمل چکر میں۔ ② رمل مسنون ہے' لہٰذا حتی الامکان رمل کرنا چاہیے' البتہ اگر اس قدر رش ہو کہ رمل ممکن نہ ہو تو جہاں جگہ ملے' رمل کر لے۔ جہاں جگہ نہ ملے' وہاں مجبوری ہے۔ رمل کی قضا ہے نہ کوئی فدیہ۔ اگر کوئی بھول جائے یا اسے علم نہ ہو یا رش' کمزوری یا بیماری کی وجہ سے نہ کر سکے تو آخری تین چکروں میں یا کسی دوسرے طواف میں قضا نہ کی جائے گی اور نہ اس پر کوئی فدیہ ہی ہوگا۔

٢٩٤٧- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة . . . الخ، ح:١٢٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٦٤، والكبرٰى، ح: ٣٩٤٠.

(المعجم ١٥٥) - اَلْعِلَّةُ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ (التحفة ١٥٥)

باب:۱۵۵- نبی ﷺ نے کس وجہ سے رمل فرمایا تھا؟

٢٩٤٨- أَخبَرَنِي [مُحَمَّدُ] بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ: وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَلَقُوا مِنْهَا شَرًّا فَأَطْلَعَ اللهُ نَبِيَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى ذٰلِكَ فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَرْمُلُوا وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ نَاحِيَةِ الْحِجْرِ فَقَالُوا: لَهٰؤُلَاءِ أَجْلَدُ مِنْ كَذَا.

۲۹۴۸- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ (عمرۃ القضاء میں) مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین کہنے لگے: انھیں یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے اور ان کی حالت بہت پتلی ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس بات کی اطلاع فرما دی تو آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ رمل کریں، البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آہستہ چلیں کیونکہ مشرکین حطیم کی جانب (شمالی جانب) تھے۔ تو مشرکین (انھیں رمل کرتے دیکھ کر) کہنے لگے: یہ تو بہت زیادہ قوی ہیں۔

فوائد ومسائل: ① تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے: حدیث: ۲۹۴۳. اس وقت تو رمل کی یہی وجہ تھی، بعد میں اللہ تعالیٰ کو صحابۂ کرام ؓ کی یہ ادا پسند آ گئی تو اسے مستقلاً حج اور عمرے کے طواف میں داخل کر دیا۔ ② رمل کا یہ انداز اگرچہ فخر اور تکبر کا انداز ہے اور اللہ تعالیٰ کو فخر وتکبر پسند نہیں لیکن کفار کے مقابلے میں میدان جنگ میں اکڑ کر چلنے والا مسلمان اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا لگتا ہے۔ رمل بھی کافروں کو دکھانے بلکہ ڈرانے کے لیے تھا، لہٰذا اس میں بھی اکڑ کر چلنا اللہ تعالیٰ کو پسند آیا۔ بعد میں یہ سنت جاری ہو گئی جس طرح صفا مروہ کے درمیان سعی اور منیٰ میں قربانی بھی حضرت ہاجرہ اور حضرت ابراہیم ؑ کی یادگار ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں اور حج اور عمرے کا حصہ بنا دی گئیں۔ ③ دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہونے کے لیے اہل اسلام کو بھرپور تیاری رکھنی چاہیے اور ہر میدان میں ترقی کی اعلیٰ ترین منازل حاصل کرنی چاہئیں، وہ تعلیم کا میدان ہو یا جدید ٹیکنالوجی اور جدید اسلحے کا۔ اپنے دفاع کے لیے جسمانی تربیت اور جنگی مشقیں کرتے رہنا چاہیے۔ اور دشمن کو مرعوب رکھنے کے لیے ان صلاحیتوں کا گاہے گاہے اظہار کرتے رہنا بھی ضروری ہے تاکہ اس کا دماغ ٹھکانے رہے اور وہ

٢٩٤٨- أخرجه البخاري، الحج، باب: كيف كان بدء الرمل؟، ح: ١٦٠٢، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح: ١٢٦٦ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٤٢.

کوئی حماقت کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

٢٩٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ. فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ عَلَيْهِ أَوْ غُلِبْتُ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اِجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ.

۲۹۴۹- حضرت زبیر بن عدی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کو چھونے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے چھوتے اور بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا: فرمایئے اگر بہت بھیڑ ہو اور میں بے بس ہو جاؤں تو؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اپنا ''فرمایئے'' یمن ہی میں رہنے دے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ حجر اسود کو چھوتے اور بوسہ دیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① سوال کرنے والا شخص یمنی تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دوسرے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔ ② حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصود یہ ہے کہ سنت کی ادائیگی میں بساط بھر کوشش کرنی چاہیے۔ حیلے بہانوں سے اس سے فرار کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ظاہر ہے ہر کام میں کچھ نہ کچھ محنت اور مشقت بلکہ تکلیف لازمی چیز ہے لہٰذا اس سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر اور حوصلے کے ساتھ لگے رہیں، مقصد میں کامیابی ہوگی۔ اس سلسلے میں جو وقت اور تکلیف صرف ہوں گے، اس کا ثواب ملے گا، البتہ حجر اسود کی تقبیل کی خاطر کسی کو ایذا نہ پہنچائے، دھکم پیل نہ کرے بلکہ نرمی اور محنت سے مقصود حاصل کرے، ہاں اگر بغیر دھکم پیل یا مار دھاڑ کے تقبیل ممکن نہ ہو تو رہنے دے۔ یہ کوئی فرض نہیں جیسے کہ حدیث نمبر ۲۹۴۱ میں مذکور ہے۔ ③ اس روایت کا متعلقہ باب سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ یہ روایت دراصل آئندہ باب سے متعلق ہے۔ یہ کسی ناسخ (ناقل) کے تصرف سے ہو گیا ہے۔

(المعجم ١٥٦) - اِسْتِلَامُ الرُّكْنَيْنِ فِي كُلِّ طَوَافٍ (التحفة ١٥٦)

باب: ۱۵۶- ہر طواف میں حجر اسود اور رکن یمانی کو (اگر ممکن ہو) چھونا چاہیے

٢٩٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

۲۹۵۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی

٢٩٤٩- أخرجه البخاري، الحج، باب تقبيل الحجر، ح: ١٦١١ من حديث حماد بن زيد به، وأخرجه الترمذي، ح: ٨٦١ عن قتيبة به.

٢٩٥٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب استلام الأركان، ح: ١٨٧٦ من حديث يحيى القطان به.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِي كُلِّ طَوَافٍ.

ﷺ ہر طواف میں رکن یمانی اور حجر اسود کو چھوتے تھے۔

٢٩٥١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ.

٢٩٥١- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی کونے کو نہیں چھوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگایا جائے گا اور حجر اسود کو اگر ممکن ہو تو بوسہ بھی دیا جائے گا۔ ② ان دو کو چھونا سنت ہے، باقی کونوں یا دیواروں کو چھونا سنت نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٢٩١٨ اور اس کے فوائد)

(المعجم ١٥٧) - مَسْحُ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ (التحفة ١٥٧)

باب: ١٥٧- دونوں یمنی کونوں کو ہاتھ لگانا

٢٩٥٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ.

٢٩٥٢- حضرت سالم کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں یمنی کونوں کے علاوہ بیت اللہ کے کسی حصے کو چھوتے نہیں دیکھا۔

فائدہ: یمن کعبۂ مُشرّفہ کے جنوب میں ہے، لہٰذا جنوب کی جانب دو کونوں کو یمنی کونے کہا جاتا ہے۔ ان

وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٢٨.

٢٩٥١ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف .. الخ، ح: ٢٤٤/١٢٦٧ عن محمد بن المثنى به.

٢٩٥٢ـ أخرجه مسلم، ح: ١٢٦٧ (انظر الحديث السابق) عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب من لم يستلم إلا الركنين اليمانيين، ح: ١٦٠٩ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٢٩.

میں سے ایک حجر اسود والا ہے۔ اس کے لیے تو یہی شناخت کافی ہے۔ دوسرے کونے کو' جو حجر اسود سے بائیں طرف والا ہے' رکن یمانی کہا جاتا ہے۔ کبھی دونوں کو یمانی کہہ لیا جاتا ہے۔

(المعجم ١٥٨) - تَرْكُ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْآخَرَيْنِ (التحفة ١٥٨)

باب: ١٥٨- دوسرے دو کونوں کو نہ چھونے کا بیان

٢٩٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَمَالِكٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَأَيْتُكَ لَا تَسْتَلِمُ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ قَالَ: لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُ إِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ. مُخْتَصَرٌ.

٢٩٥٣- حضرت عبید بن جریج سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ صرف ان دو یمنی کونوں (حجر اسود اور رکن یمانی) ہی کو چھوتے ہیں۔ (کیا وجہ ہے؟) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو کونوں (رکن یمانی اور حجر اسود) کے علاوہ کسی کونے کو چھوتے نہیں دیکھا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

٢٩٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَحْوِ دُورِ الْجُمَحِيِّينَ.

٢٩٥٤- حضرت سالم کے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے کونوں میں سے صرف دو کونوں ہی کو چھوتے تھے۔ ایک حجر اسود اور دوسرا اس کے ساتھ والا جو جُمَحِیِّین کے گھروں (محلے) کی طرف ہے۔

فائدہ: اس دوسرے سے مراد رکن یمانی ہی ہے۔ اس وقت اس کونے کی جانب جمحی قبیلہ رہائش پذیر تھا۔

٢٩٥٣- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين، ح: ١٦٦، ومسلم، ح: ١١٨٧ من حديث مالك به، كما تقدم، ح: ١١٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٣١.

٢٩٥٤- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح: ١٢٦٧/ ٢٤٣ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٣٣.

٢٩٥٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ.

۲۹۵۵- حضرت عبداللہ (بن عمر) ﷠ سے مروی ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دو کونے' حجر اسود اور رکن یمانی' چھوتے دیکھا ہے میں نے کبھی بھی' سختی ہو یا سہولت' ان دونوں کو چھونا ترک نہیں کیا۔

فائدہ: متعلقہ مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر: ۲۹۱۸ اور ۲۹۴۹.

٢٩٥٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ فِي رَخَاءٍ وَلَا شِدَّةٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ.

۲۹۵۶- حضرت ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود کو چھوتے دیکھا ہے' میں نے شدت ہو یا سہولت' کبھی اسے چھونا ترک نہیں کیا۔

(المعجم ١٥٩) - اِسْتِلَامُ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ (التحفة ١٥٩)

باب: ۱۵۹- حجر اسود کو چھڑی وغیرہ سے چھونا (بھی جائز ہے)

٢٩٥٧- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۲۹۵۷- حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف فرمایا۔ آپ حجر اسود کو چھڑی کے ساتھ چھوتے تھے۔

٢٩٥٥ـ أخرجه مسلم، ح:١٢٦٨ (انظر الحديث السابق) عن عبيدالله بن سعيد، والبخاري، الحج، باب الرمل في الحج والعمرة، ح:١٦٠٦ من حديث يحيى القطان به. * عبيدالله هو ابن عمر.

٢٩٥٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٢/٣٣، ٤٠ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح:٣٩١٧.

٢٩٥٧ـ [صحيح] تقدم، ح:٧١٤، وهو في الكبرى، ح:٣٩٢٤.

عَلٰى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

فائدہ: پیچھے یہی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان ہوئی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (حدیث: ۲۹۳۱)

(المعجم ١٦٠) - اَلْإِشَارَةُ إِلَى الرُّكْنِ (التحفة ١٦٠)

باب: ۱۶۰- (مجبوری کی حالت میں) حجر اسود کی طرف اشارہ (بھی کافی ہے)

٢٩٥٨- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَإِذَا انْتَهٰى إِلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ.

۲۹۵۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حجۃ الوداع میں) اپنی سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف فرما رہے تھے۔ جب حجر اسود کے پاس پہنچتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

فائدہ: سابقہ حدیث میں چھڑی سے چھونے کا ذکر ہے اور اس روایت میں اشارہ فرمانے کا۔ گویا کبھی چھڑی بھی نہ پہنچ سکتی تو حجر اسود کی طرف اس کے برابر آ کر اشارہ فرماتے۔ ہاتھ سے اشارہ کرے اور ساتھ تکبیر بھی کہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آغاز تکبیر میں بسم اللّٰہ بھی کہتے تھے یعنی بسم اللّٰہ و اللّٰہ اکبر کہتے تھے۔

(المعجم ١٦١) - قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف: ٣١] (التحفة ١٦١)

باب: ۱۶۱- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''ہر مسجد میں جاتے وقت زینت اختیار کرو۔'' کی تفسیر

٢٩٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ [مُسْلِمًا] الْبَطِينَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ

۲۹۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (دور جاہلیت میں کبھی کبھار) کوئی عورت ننگی بیت اللہ کا طواف کرتی اور یوں کہتی: آج (بغرض طواف) میری کچھ یا پوری شرم گاہ ننگی ہوگی۔ اور (اگر ایسا ہو تو) میں کسی

٢٩٥٩ـ أخرجه مسلم، التفسير، باب في قوله تعالى: "خذوا زينتكم عند كل مسجد"، ح: ٣٠٢٨ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٤٧. * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر، وسلمة هو ابن كهيل.

٢٩٥٨ـ أخرجه البخاري، الحج، باب من أشار إلى الركن إذا أتى عليه، ح: ١٦١٢ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٢٦.

الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ تَقُولُ: اَلْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا أُحِلُّهُ

قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿يَبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف: ٣١].

کے لیے اس کی طرف نظر کرنا مباح قرار نہیں دیتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بنابریں یہ آیت اتری: ﴿يَبَنِيٓ ادَمَ ...... عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ”اے بنی آدم! ہر مسجد میں جاتے وقت زینت اختیار کرو (پورا لباس پہنا کرو)۔“

فوائد ومسائل: ① ننگے طواف کرنا یا تو بطور نذر ہوتا تھا یا اس تصور سے کہ ہم ان کپڑوں میں گناہ کرتے رہے ہیں، لہٰذا ان میں طواف مناسب نہیں، اس لیے وہ اپنے کپڑوں کے بجائے ساکنین حرم کے کپڑوں میں طواف کرتے تھے (کیونکہ وہ انھیں مقدس سمجھتے تھے)۔ اگر ان سے کپڑے نہ ملتے تو رات کے اندھیرے میں یا دوپہر کے وقت آنکھ بچا کر ننگے بدن طواف کر لیتے تھے۔ اور اس کے ساتھ وہ زبان سے مذکورہ بالا اعلان اشعار کی صورت میں کرتے تاکہ اگر کوئی اتفاقاً ادھر آ نکلے تو منہ دوسری طرف پھیر لے اور اس کی نظر نہ پڑے۔ ② ”ہر مسجد میں“ یعنی صرف طواف کے لیے ہی لباس پہننا ضروری نہیں بلکہ نماز میں بھی لباس پہننا فرض ہے۔ چونکہ مسجد نماز ہی کے لیے بنائی گئی ہے، اس لیے مسجد کے لفظ سے نماز کی طرف اشارہ ہے۔ ویسے بھی مسجد میں ننگا ہونا منع ہے کیونکہ یہ مسجد کے تقدس کے خلاف ہے۔ ③ اس آیت مبارکہ میں لباس کے لیے ”زینت“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ گویا عبادات کے دوران میں مکمل اور صاف ستھرا لباس پہننا چاہیے جو حقیقتاً زینت کا سبب ہو اور ساتر ہو نہ کہ اعضائے مستورہ کی نمائش اور ترجمانی کرنے والا۔ ④ زینت کے لفظ سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ نماز میں سر بھی ڈھانپا ہوا ہونا چاہیے کیونکہ لباس، زینت تب ہی بنے گا جب سر بھی ڈھانپا ہوا ہوگا۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ عموماً سر کو ڈھانپ کر رکھتے تھے، اس لیے نماز ہی کی حالت میں سر کا ڈھانپنا سنت کے زیادہ قریب نہیں ہے بلکہ ہر وقت اور ہر جگہ ہی سر کو ڈھانپے رکھنا مسنون عمل ہے۔

٢٩٦٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ

۲۹۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع سے قبل اس حج میں جس میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں امیر حج مقرر فرمایا تھا، مجھے کچھ اور لوگوں کے ساتھ یہ اعلان کرنے کے لیے

٢٩٦٠- أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما يستر من العورة، ح: ٣٦٩ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد، ومسلم، الحج، باب لا يحج البيت مشرك ولا يطوف بالبيت عريان وبيان يوم الحج الأكبر، ح: ١٣٤٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٤٨. ✽ صالح هو ابن كيسان.

بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ : أَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

بھیجا کہ خبردار! اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہیں آئے گا اور نہ کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف کر سکے گا۔

فائدہ: یہ ۹ ہجری کی بات ہے۔ اگرچہ مکہ مکرمہ ۸ ہجری کے حج سے قبل فتح ہو چکا تھا مگر اس سال نہ تو رسول اللہ ﷺ نے خود حج کیا اور نہ کسی کو امیر حج مقرر فرمایا بلکہ آپ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے گورنر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں حج ہوا لیکن یہ حج سابقہ طریقے کے مطابق کیا گیا کیونکہ ابھی حج کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی تفصیل نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ بہت سے محققین کے قول کے مطابق حج کی فرضیت ہی ۹ ہجری میں نازل ہوئی۔ ۹ ہجری میں نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ مسلمانوں نے ان کی سرکردگی میں اسلامی طریقے کے مطابق حج کیا مگر اس سال کافر بھی بڑی تعداد میں حج کرنے آئے تھے۔ انھوں نے اپنے طریقے کے مطابق حج کیا۔ نبی ﷺ کے حکم کے مطابق منیٰ میں جگہ جگہ اعلانات کر دیے گئے کہ آئندہ کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے۔ ۱۰ ہجری میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ تقریباً تمام مسلمان بھی موجود تھے۔ آپ نے خالص اسلامی طریقے کے مطابق حج کروایا۔ اس سال کوئی مشرک موجود نہ تھا۔ یہ نبی ﷺ کی زندگی کا بھی آخری سال تھا۔ تین ماہ بعد آپ اپنے "رفیق اعلیٰ" سے جا ملے۔ فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي وَ أَبِي وَ أُمِّي ﷺ.

٢٩٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جِئْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِبَرَاءَةَ قَالَ: مَا كُنْتُمْ تُنَادُونَ؟ قَالَ: كُنَّا نُنَادِي إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ، وَلَا يَطُوفُ

۲۹۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا جبکہ انھیں رسول اللہ ﷺ نے مکے والوں کی طرف سے براءت کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ شاگرد نے کہا: آپ کیا اعلان فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہم اعلان کرتے تھے کہ مومن کے علاوہ کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا۔ جس شخص کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح کا کوئی

٢٩٦١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٩ عن محمد - هو ابن جعفر - به، وهو في الكبرى: ٣٩٤٩، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦/ ٤٩، ح: ٣٨٠٩، والحاكم: ٢/ ٣٣١، والذهبي.

بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَوْ أَمَدُهُ إِلَى أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ. فَإِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَإِنَّ اللهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ، وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ مُشْرِكٌ، كُنْتُ أُنَادِي حَتّٰى صَحِلَ صَوْتِي.

معاہدہ ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ مشرکین (کے ساتھ ہر قسم کے معاہدۂ صلح) سے لاتعلق ہوں گے اور کوئی مشرک اس سال کے بعد حج کرنے نہیں آئے گا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) میں یہ اعلانات کرتا رہا حتی کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی تفصیل ہے۔ اس موقع پر امیر حج تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے مگر "براءت کا اعلان" حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خصوصی ذمے داری تھی کیونکہ اس قبائلی دور میں عہد کے متعلق کوئی اعلان نبی ﷺ کا خاندانی شخص ہی کر سکتا تھا ورنہ مشرکین اسے معتبر نہ سمجھتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپ کے ساتھ رشتے داری سے سب لوگ واقف تھے' لہٰذا اس اعلان کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا گیا۔ دیگر اعلانات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سے کروائے' لہٰذا سابقہ حدیث اور اس حدیث میں کوئی اختلاف نہیں۔ ② "چار ماہ" ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس اعلان سے چار ماہ شمار ہوں گے لیکن بعض محققین نے براءت کی آیت کے نزول سے چار ماہ شمار کیے ہیں' یعنی شوال' ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم۔ آیت کے آئندہ الفاظ ﴿فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ......﴾ (التوبة٩:٥) اس کی تائید کرتے ہیں اور یہی بات صحیح ہے۔ ③ اس حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہر عہد کی مدت چار ماہ مقرر فرما دی لیکن یہ بات درست نہیں۔ یا تو راوی کو غلطی لگی یا ضرورت سے زیادہ اختصار ہو گیا۔ دیگر احادیث میں وضاحت ہے کہ اعلان یوں تھا: "جس شخص کا اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو چکا ہے تو وہ اپنی مقررہ مدت تک برقرار ہے۔ اور جس کے ساتھ آپ کا کوئی عہد نہیں (یا جس کی مدت مقرر نہیں) وہ چار ماہ تک امن میں ہے۔" دیکھیے: (جامع الترمذي' باب ومن سورة التوبة' حديث:٣٠٩٢) مزید ملاحظہ ہو: (تفسير ابن كثير' سورۂ توبہ' آیت:٢، تحت الآية ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ﴾ یعنی اس کے بعد مشرکین سے عام لڑائی ہے۔ ویسے بھی یہ بعید ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سے کیے ہوئے عہد کو یکطرفہ طور پر ختم کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ تو عہد کی بہت زیادہ پاسداری فرمانے والے تھے۔ ﷺ۔

(المعجم ١٦٢) - أَيْنَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ (التحفة ١٦٢)

باب:١٦٢- طواف (کے بعد) والی دو رکعات کہاں پڑھے؟

٢٩٦٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَحْيٰى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ فَرَغَ مِنْ سُبُعِهِ جَاءَ حَاشِيَةَ الْمَطَافِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّوَّافِينَ أَحَدٌ.

۲۹۶۲- حضرت مطلب بن ابی وداعہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ساتویں چکر سے فارغ ہوئے تو آپ طواف والی جگہ کے (باہر والے) کنارے کے پاس آ گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ (اس وقت) طواف کرنے والوں اور آپ کے درمیان کوئی شخص (بطور سترہ) نہ تھا۔

فوائد ومسائل: ① ''کنارے کے پاس'' تاکہ طواف کرنے والوں کو دقت نہ ہو اور وہ نماز میں خلل نہ ڈالیں۔ معلوم ہوا طواف کی دو رکعتیں اگر مقام ابراہیم کے قریب پڑھنی ممکن نہ ہوں تو طواف کرنے والوں سے باہر آ کر پڑھنی چاہییں۔ بعض لوگ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھنے کے لیے طواف کرنے والوں کے درمیان ہی میں نماز شروع کر دیتے ہیں' اس سے فریقین کو پریشانی ہوتی ہے۔ طواف کرنے والوں کو طواف کرنے میں اور نمازی کو اپنی نماز کی ادائیگی میں' بلکہ بسا اوقات رش کی وجہ سے نماز قطع کرنے تک کی نوبت آ جاتی ہے' یہ درست نہیں بلکہ ایسی صورت میں دو رکعتیں مطاف سے باہر پڑھی جائیں۔ ② ''کوئی شخص نہ تھا'' ابوداود میں ہے کہ آپ کے سامنے کوئی سترہ نہ تھا۔ (سنن أبي داود' المناسك' حديث:۲۰۱۶) اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مسجد حرام میں سترہ ضروری نہیں۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا روایت اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔ مسجد حرام ہو یا کوئی اور جگہ سترے کا اہتمام ضروری ہے جیسا کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: زاد المعاد:۱/ ۳۰۵) البتہ اگر رش کی بنا پر اس کا اہتمام ممکن نہ ہو تو یہ اضطراری حالت ہے' لیکن کسی بھی صحیح حدیث سے اس کا عدم اہتمام ثابت نہیں۔ واللہ أعلم. اس مسئلے کی تفصیل پیچھے حدیث:۷۵۹ میں گزر چکی ہے۔

٢٩٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: - يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ-: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ

۲۹۶۳- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ پھر

٢٩٦٢ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٧٥٩، وهو في الكبرٰى: ٣٩٥٣.

٢٩٦٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٩٣٣.

الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ: ﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ٢١].

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی آیت تلاوت فرمائی: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ......﴾ ''تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ (کے طرز عمل) میں بہترین نمونہ ہے۔''

فائدہ: آیت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی دو رکعتیں پڑھنا ضروری ہے۔ اسی لیے آیت میں مذکور حکم کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے جب بھی طواف کیا تو اس کے بعد دو رکعتوں کا اہتمام فرمایا ہے' گویا آپ کا عمل آیت کے مجمل حکم کی تفصیل اور تفسیر ہے۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ مقام ابراہیم کے پاس ہی ان رکعتوں کا پڑھنا مسنون ہے۔ آیت سے یہی ظاہر ہوتا ہے' ہاں اگر ازدحام ہی اس قدر ہو کہ وہاں نماز پڑھنا مشکل ہو تو پھر اس سے دور ہٹنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٦٣) - اَلْقَوْلُ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ (التحفة ١٦٣)

باب: ١٦٣- طواف کی دو رکعتوں کے بعد کیا کہا جائے؟

٢٩٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسْمِعُ النَّاسَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ». فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ ثَلَاثَ

٢٩٦٤- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ ان میں سے (پہلے) تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں آرام سے چلے پھر مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوئے اور دو رکعات پڑھیں' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ ''تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔'' آپ نے لوگوں کو سنانے کے لیے یہ الفاظ بلند آواز سے ادا فرمائے' پھر آپ (حجر اسود کی طرف) گئے۔ اسے بوسہ دیا' پھر (صفا مروہ کی طرف) چلے اور فرمایا: ''ہم اسی جگہ سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔'' تو آپ نے

٢٩٦٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحروف والقراءات: ١، ح: ٣٩٦٩، والترمذي، ح: ٨٥٦، ٨٦٢، وابن ماجه، ح: ١٠٠٨ من حديث جعفر به، وهو في الكبرى: ٣٩٦٧، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ١٧٥، ح: ٦١، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١٢١٨ وغيره.

مَرَّاتٍ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». فَكَبَّرَ اللهَ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ نَزَلَ مَاشِيًا حَتّٰى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعٰى حَتّٰى صَعِدَتْ قَدَمَاهُ، ثُمَّ مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا، ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ذَكَرَ اللهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ، ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللهُ فَعَلَ هٰذَا حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ.

کو صفا سے ابتدا کی۔ اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا۔ آپ نے تین بار (یہ کلمات) پڑھے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ ...... شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، حکومت اور تعریف اسی کی ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' پھر آپ نے تکبیریں کہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی، پھر آپ نے دعائیں فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر کی تھیں، پھر آپ چلتے ہوئے نیچے اترے حتی کہ جب آپ کے قدم مبارک نشیب میں جا گڑیں ہوئے تو آپ دوڑنے لگے حتی کہ (مروہ کی) چڑھائی شروع ہوگئی تو آپ آرام سے چلنے لگے حتی کہ مروہ پر پہنچ گئے۔ تو اس پر چڑھتے رہے، پھر جب بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے یہ کلمات ادا فرمائے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ...... شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' آپ نے یہ (کلمات) تین بار پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور سبحان اللّٰہ اور الحمد للّٰہ پڑھتے رہے، پھر آپ نے اس پر دعائیں فرمائیں جو اللہ نے چاہیں، (پھر) اسی طرح کیا حتی کہ آپ (صفا مروہ کے) چکروں سے فارغ ہوگئے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی دو رکعتوں کے بعد مذکورہ بالا آیت پڑھنا مسنون ہے اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا یہ آیت پڑھنا بطور استدلال تھا کہ اس سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہیں۔ یہی صحیح ہے۔ اسی لیے علماء نے دو رکعتوں کے بعد اس آیت کے پڑھنے کو مسنون نہیں لکھا، نیز بعض

روایات میں منقول ہے کہ آپ نے یہ آیت دورکعتوں سے پہلے پڑھی تھی۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الحج، حديث:١٢١٨، و سنن النسائي، مناسك الحج، حديث:٢٩٦٥، ٢٩٦٦) یاد رہے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے جاتے ہیں مگر صفا سے مروہ تک آنا ایک چکر شمار ہوتا ہے اور مروہ سے صفا پر آنا دوسرا چکر۔ اس طرح مروہ پر ساتواں چکر پورا ہوگا۔

٢٩٦٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ سَبْعًا رَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ وَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: «إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَابْدَؤُوا بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ».

٢٩٦٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (بیت اللہ کے گرد) سات چکر لگائے۔ تین میں کندھے ہلا کر تیز تیز چلے اور چار میں آرام سے چلے، پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ "تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔" پھر آپ نے دو رکعات پڑھیں اور مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبے کے درمیان رکھا، پھر حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر نکلے اور کہا: "صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامات ہیں۔ چنانچہ وہاں سے شروع کرو جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے (یعنی سعی کا آغاز صفا سے کرو)۔"

(المعجم ١٦٤) - اَلْقِرَاءَةُ فِي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ (التحفة ١٦٤)

باب:١٦٤-طواف کی دو رکعتوں میں قراءت کیا ہوگی؟

٢٩٦٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا انْتَهَى إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ

٢٩٦٦- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام ابراہیم کے پاس پہنچے تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ "تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔" پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور (ان

٢٩٦٥- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

٢٩٦٦- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى: ٣٩٥٤.

قَرَأَ ﴿وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ ثُمَّ عَادَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا.

میں) سورۃ الفاتحہ (کے ساتھ) سورۂ ﴿قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ﴾ اور سورہ ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ پڑھیں' پھر آپ حجر اسود کی طرف گئے۔ اسے بوسہ دیا' پھر کوہ صفا کی طرف نکل گئے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں ہلکی ہونی چاہییں۔ فجر اور مغرب کی سنتوں میں بھی یہی دو سورتیں پڑھنا منقول و مسنون ہے۔

(المعجم ١٦٥) - اَلشُّرْبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ (التحفة ١٦٥)

باب: ۱۶۵- زمزم کا پانی پینا

٢٩٦٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَمُغِيرَةُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ شَرِبَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ.

۲۹۶۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

فوائد و مسائل: ① زمزم مبارک پانی ہے جو دنیا کے ہر پانی سے مختلف ہے۔ خوراک کا فائدہ بھی دیتا ہے اور شفا کا بھی' بلکہ جس نیت کے ساتھ جس مقصد کے لیے بھی پیا جائے' کفایت کرتا ہے۔ (سنن ابن ماجه' المناسك' حديث:٣٠٦٢' ومسند أحمد:٣/٣٥٧،٣٧٢) لہٰذا اسے تبرک سمجھ کر پینا مسنون ہے' بلکہ واپس آتے ہوئے گھروں کو لانا بھی مسنون ہے جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ سے مرفوعاً منقول ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الحج' حديث:٩٦٣) ② بعض کا قول ہے کہ آپ کا کھڑے ہو کر پینا یا تو مجبوراً تھا کہ نیچے کیچڑ تھا' بیٹھنا ممکن نہیں تھا ورنہ کپڑے خراب ہوتے' لہٰذا اگر ایسی صورت حال ہو کہ بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر کھایا پیا جا سکتا ہے۔ بعض کا موقف ہے کہ کھڑے ہو کر پینا جائز ہے اور آپ کا مذکورہ عمل بیانِ جواز کے لیے

٢٩٦٧ـ أخرجه البخاري، الحج، باب ماجاء في زمزم، ح:١٦٣٧، ومسلم، الأشربة، باب في الشرب من زمزم قائمًا، ح:٢٠٢٧ من حديث عاصم الأحول به، ومسلم، ح:٢٠٢٧/١١٩ من حديث هشيم به، وهو في الكبرٰى:٣٩٥٦

تھا' اس کے علاوہ دیگر احادیث میں کھڑے ہو کر پینے سے آپ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ تو حافظ ابن حجر اور دیگر ائمہ کے نزدیک ان احادیث میں مذکور نہی تنزیہ کے لیے ہے' یعنی بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پانی نہ پیا جائے۔ اور اگر پی بھی لیا جائے تو اس میں مطلقاً حرج والی بات نہیں ہے۔ یہی موقف دلائل کی رو سے مضبوط معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (فتح الباري: ١٠/ ١٠٤، ١٠٥)

(المعجم ١٦٦) - اَلشُّرْبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ قَائِمًا (التحفة ١٦٦)

باب: ١٦٦- زم زم کا پانی کھڑے ہو کر پینا

٢٩٦٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ.

٢٩٦٨- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا۔ آپ نے قیام کی حالت میں پیا۔

فائدہ: حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ زم زم کا پانی کھڑے ہو کر بھی پی لیا جائے تو جائز ہے جیسا کہ اباحت والی احادیث اس پر دلالت کناں ہیں' لیکن اسے اس معنی میں سنت قرار دینا کہ یہ مستحب ہے تو یہ اس سے ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ مذکورہ باب میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(المعجم ١٦٧) - ذِكْرُ خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْهُ (التحفة ١٦٧)

باب: ١٦٧- نبی ﷺ صفا پر جانے کے لیے اسی دروازے سے نکلے تھے جس سے (عام طور پر) نکلا جاتا تھا

٢٩٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ

٢٩٦٩- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے' پھر مقام ابراہیم کی اوٹ میں دو رکعتیں پڑھیں' پھر اس دروازے سے کوہ صفا کے لیے نکلے جس سے (عموماً) نکلا جاتا تھا' پھر صفا اور مروہ

٢٩٦٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى: ٣٩٥٧.

٢٩٦٩ـ أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام، ح: ١٦٢٧ من حديث شعبة، ومسلم، الحج، باب بيان أن المحرم بعمرة لا يتحلل بالطواف قبل السعي وأن المحرم بحج لا يتحلل بطواف القدوم وكذلك القارن، ح: ١٢٣٤ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى: ٣٩٥٨.

خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يُخْرَجُ مِنْهُ فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

کے درمیان چکر لگائے۔

قَالَ شُعْبَةُ: وَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: سُنَّةٌ.

شعبہ نے کہا: مجھے ایوب نے بواسطہ عمرو بن دینار ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی ہے کہ یہ (صفا مروہ کے درمیان سعی) سنت ہے۔

فائدہ: ''سنت ہے۔'' یعنی اسلام کا رائج کردہ طریقہ ہے جس کی پابندی لازمی ہے۔ یہ سنت فرض کے مقابلے میں نہیں۔ (تفصیل آگے آرہی ہے۔)

(المعجم ١٦٨) - ذِكْرُ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ١٦٨)

باب:١٦٨-صفا اور مروہ کا ذکر

٢٩٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَائِشَةَ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: ١٥٨] قُلْتُ: مَا أُبَالِي أَنْ لَّا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتْ: بِئْسَمَا قُلْتَ! إِنَّمَا كَانَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨] الْآيَةَ. فَطَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَطُفْنَا مَعَهُ فَكَانَتْ سُنَّةً.

٢٩٧٠-حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ آیت پڑھی: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ''اس (حاجی اور معتمر) پر کوئی حرج نہیں کہ وہ صفا مروہ کے درمیان چکر لگائے۔'' میں نے (اس آیت کی روشنی میں) کہا: مجھے تو کوئی پروا نہیں اگر میں ان کے درمیان چکر نہ لگاؤں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تو نے بہت غلط استدلال کیا۔ اصل بات یہ تھی کہ جاہلیت والے کچھ لوگ صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہیں لگاتے تھے۔ جب اسلام (کا دور) آیا اور قرآن کی یہ آیت اتری: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ......﴾ ''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نشانات ہیں...... الخ۔'' تو

٢٩٧٠- أخرجه البخاري، التفسير: باب ﴿ومنوة الثالثة الأخرى﴾ ح:٤٨٦١، ومسلم، الحج، باب بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به، ح:١٢٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

رسول اللہ ﷺ نے ان کے چکر لگائے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ چکر لگائے' لہٰذا یہ سنت ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عروہ نے آیت کے ظاہری الفاظ سے یہ سمجھا کہ سعی کو ترک کرنا بھی جائز ہے اور یہ کوئی ضروری چیز نہیں لیکن شاید وہ آیت کے سیاق وسباق اور اس کے ابتدائی الفاظ ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ (البقرة ٢:١٥٨) سے غافل رہے کیونکہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ شعائر ہیں تو ان سے روگردانی کیسے ممکن ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو انتہائی صاحب بصیرت خاتون تھیں اور رسول اللہ ﷺ سے براہ راست فیض یافتہ تھیں' اس اہم نکتے سے کیسے غافل ہوسکتی تھیں' نیز کسی بھی آیت کا مفہوم رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل سے الگ کر کے نہیں سمجھا جا سکتا ورنہ گمراہی کا خدشہ ہے۔ جو کام رسول اللہ ﷺ نے تمام عمروں اور حج میں پابندی سے کیا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ہر عمرہ وحج میں اسے پابندی سے کیا' وہ غیر ضروری کیسے ہوسکتا ہے؟ باقی رہا ﴿لَا جُنَاحَ﴾ ''کوئی حرج نہیں'' کا لفظ تو یہ دراصل ان لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہے جو صفا اور مروہ کے طواف کو کافروں کے رسم ورواج پر محمول کرتے تھے کیونکہ ان دونوں پر انھوں نے بت رکھے ہوئے تھے لیکن کسی کی غلطی سے اصل حقیقت تو متروک نہیں ہوسکتی تھی' اس لیے حکم دیا گیا کہ بتوں سے پاک کر کے ان کا طواف کیا جائے کیونکہ ان کا طواف قدیم شرعی حکم ہے۔ ② ''یہ سنت ہے'' یہاں سنت فرض کے مقابلے میں نہیں کہ اس کا کرنا ضروری نہیں کیونکہ اسی مفہوم کا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رد فرما رہی ہیں' بلکہ یہاں سنت سے مراد نبی ﷺ کا جاری کردہ طریقہ ہے جس کی پابندی ضروری ہے۔ فرض' سنت' واجب وغیرہ کے موجودہ مفہوم بعد کی اصطلاحات ہیں۔ بعض روایات میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرما رہے تھے: [اِسْعَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ] (مسند أحمد:٦/٤٢١) ''تم سعی کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سعی کو تم پر فرض کر دیا ہے۔'' اس لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے صفا مروہ کی سعی کو حج وعمرے کا رکن ٹھہرایا ہے۔ جس سے رہ جائے' وہ دوبارہ حج وعمرہ کرے' البتہ احناف اسے واجب قرار دیتے ہیں جسے قصداً تو نہیں چھوڑا جا سکتا اگر بھولے سے یا ناواقفیت سے رہ جائے' پھر قضا ممکن ہو تو قضا دے ورنہ ایک جانور قربان کرے' لیکن راجح بات یہی ہے کہ سعی بین الصفا والمروہ حج کا ایسا رکن ہے کہ اگر وہ رہ جائے تو اس کی تلافی ایک دَم (جانور قربان کرنے) سے نہیں ہوگی' بلکہ اسے حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فقه السنة، للسيد سابق:٢/٢٦٤-٢٦٧)

٢٩٧١- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ

٢٩٧١- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٢٩٧١_أخرجه البخاري، الحج، باب وجوب الصفا والمروة وجُعِل من شعائر الله، ح:١٦٤٣ من حديث شعيب به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٩٦٠، وانظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: ١٥٨] فَوَاللّٰهِ! مَا عَلٰى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَّا يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي! إِن هٰذِهِ الْآيَةَ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا كَانَتْ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، وَلٰكِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمُوا كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ عِنْدَ الْمُشَلَّلِ، وَكَانَ مَنْ أَهَلَّ لَهَا يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَاۚ﴾ [البقرة: ١٥٨] ثُمَّ قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا.

حضرت عائشہ ﷞ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ''اس (حاجی اور معتمر) پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں (صفا اور مروہ) کا طواف کرے'' کے بارے میں پوچھا کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تو اللہ کی قسم! اسے کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عائشہ ﷞ نے فرمایا: اے بھانجے! تو نے بہت غلط بات کہی۔ اگر اس آیت کا مطلب یہ ہوتا جو تو بیان کرتا ہے تو آیت اس طرح ہوتی: ''(حج یا عمرے کرنے والا) اگر وہ صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تو اسے کوئی گناہ نہیں۔'' اصل میں بات یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ اسلام لانے سے پہلے منات بت کے نام پر احرام باندھتے تھے۔ اس کی وہ پوجا کرتے تھے۔ وہ مشلل کے مقام پر نصب تھا۔ جو لوگ اس بت کے نام پر احرام باندھتے تھے' وہ صفا اور مروہ کے چکر لگانے کو گناہ سمجھتے تھے' پھر (اسلام لانے کے بعد) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ......﴾ ''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامات میں سے ہیں' لہٰذا جو شخص حج یا عمرے کا احرام باندھے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کے چکر لگائے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان چکر لگانا جاری فرما دیا' چنانچہ اب کسی کو اجازت نہیں کہ وہ ان میں چکر لگانا چھوڑ دے۔

فائدہ: حضرت عائشہ ﷞ کا استدلال کس قدر مضبوط ہے کہ اگر یہ طواف ضروری نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ صراحتاً بیان فرماتا کہ جو طواف نہ کرے' اسے کوئی گناہ نہیں جبکہ آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ جو طواف کرے' اسے کوئی گناہ نہیں۔ گویا کچھ لوگ ان کے طواف میں گناہ محسوس کرتے تھے۔ ان کا وہم دور کرنے کے لیے یہ آیت اتری۔

اس آیت میں اس طواف کے وجوب واستحباب کی بحث نہیں بلکہ اس کا وجوب اس آیت کے ابتدائی حصے اور رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور فرامین سے معلوم ہوتا ہے۔ (دیکھیے' حدیث نمبر: ٢٩٧٠) صفا مروہ کے طواف میں گناہ محسوس کرنے والے دوگروہ تھے: ایک تو وہ جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے۔ دوسرے وہ جو جاہلیت میں صفا مروہ کا طواف کرتے تھے مگر اسلام لانے کے بعد انھوں نے اسے گناہ سمجھا۔ اس آیت نے ان دونوں قسم کے گروہوں کی غلط فہمی دور کر دی۔ اب سعی کرنا ضروری ہے جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آخری الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ امام شافعی' احمد اور دیگر محدثین رحمہم اللہ سب سعی کو رکن سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر حج وعمرہ نہیں ہوگا۔ احناف کے مسلک کی تفصیل سابقہ حدیث میں دیکھیے۔

٢٩٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيدُ الصَّفَا وَهُوَ يَقُولُ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ».

٢٩٧٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جب آپ مسجد سے نکل کر صفا مروہ کے طواف کے ارادے سے آرہے تھے: ''ہم اس مقام سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے۔''

فائدہ: اس وقت صفا مروہ مسجد سے باہر تھے۔ آج کل تو مسجد کی حدود کے اندر بلکہ بہت اندر آ چکے ہیں۔ (باقی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٩٦٤)

٢٩٧٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الصَّفَا وَقَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ» ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ

٢٩٧٣- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوہ صفا کی طرف نکلے اور فرمایا: ''ہم اس پہاڑی سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے۔'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ ''بلاشبہ صفا

٢٩٧٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٨٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ١/ ٣٧٢، والكبرىٰ، ح: ٣٩٦٣.

٢٩٧٣- [إسناده صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٩٦٢، وانظر الحديث السابق.

﴿اَلصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ١٥٨]. "اور مروہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامات میں سے ہیں۔"

فائدہ: "صفا" سے سعی کی ابتدا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

(المعجم ١٦٩) - مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الصَّفَا (التحفة ١٦٩)

باب:١٦٩- کوہ صفا پر کھڑے ہونے کی جگہ

٢٩٧٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَقِيَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ كَبَّرَ.

۲۹۷۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے حتی کہ جب آپ کی نظر بیت اللہ پر پڑی تو آپ نے اللہ اکبر کہا۔

فائدہ: معلوم ہوا صفا اور مروہ پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے، پھر دعائیں اور تسبیحات و تکبیرات پڑھے، لیکن آج کل صفا یا مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ کو دیکھنا آسان نہیں بلکہ تعمیرات کی وجہ سے مشکل ہو گیا ہے الا یہ کہ صفا کے بعض مخصوص مقامات سے ستونوں کے درمیان سے، کوشش سے اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۹۶۴)

(المعجم ١٧٠) - اَلتَّكْبِيرُ عَلَى الصَّفَا (التحفة ١٧٠)

باب:١٧٠- کوہ صفا پر (چڑھ کر) اللہ اکبر کہنا

٢٩٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۲۹۷۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوہ صفا پر ٹھہرتے تو تین دفعہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ پڑھتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ......] "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر

٢٩٧٤- [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٦٤.

٢٩٧٥- [إسناده صحيح] وهو طرف من الحديث المتقدم برقم: ٢٩٧٢، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٦٥.

كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». يَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

چیز پر خوب قادر ہے۔'' یہ تین دفعہ پڑھتے اور دعا کرتے' پھر مروہ پر بھی ایسے ہی کرتے۔

(المعجم ١٧١) - اَلتَّهْلِيلُ عَلَى الصَّفَا (التحفة ١٧١)

باب:١٧١-کوہ صفا پر لا إله إلا الله پڑھنا

٢٩٧٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا يُهَلِّلُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو بَيْنَ ذٰلِكَ.

٢٩٧٦- حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں سنا کہ آپ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر (بار بار) لا إله إلا الله پڑھتے تھے اور اس ذکر کے دوران میں دعائیں بھی فرماتے تھے۔

(المعجم ١٧٢) - اَلذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ عَلَى الصَّفَا (التحفة ١٧٢)

باب:١٧٢-کوہ صفا پر دعائیں اور دیگر ذکر اذکار کرنا

٢٩٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَيْتِ سَبْعًا رَمَلَ فِيهَا ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا، ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلّٰى

٢٩٧٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ ان میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز تیز چلے اور چار چکر آرام سے چلے' پھر مقام ابراہیم کے پاس آ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''تم

٢٩٧٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٣٣ من حديث ابن جريج به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٦٦.

٢٩٧٧ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٩٦٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٦٧.

رَكْعَتَيْنِ وَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسْمِعُ النَّاسَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ، ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ». فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ وَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». وَكَبَّرَ اللهَ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ نَزَلَ مَاشِيًا حَتَّى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ، فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعَى حَتَّى صَعِدَتْ قَدَمَاهُ ثُمَّ مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا، ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ قَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ذَكَرَ اللهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللهُ فَعَلَ هَذَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ.

مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔" یہ آیت آپ نے لوگوں کو سنانے کے لیے بلند آواز سے پڑھی۔ پھر دوبارہ حجر اسود کے پاس گئے اور اسے بوسہ دیا' پھر (باہر کو) چلے اور فرمایا: "ہم اس (پہاڑی) سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے۔" اس کے بعد آپ پہلے صفا پر گئے۔ اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا: [لا إله إلا الله......] "اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے۔ تمام تعریفات اسی کے لیے ہیں۔ وہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" پھر آپ اللہ أکبر اور الحمد للہ پڑھتے رہے' پھر آپ نے دعائیں فرمائیں جو آپ کے مقدر میں تھیں' پھر نیچے اترنے لگے حتی کہ جب آپ کے قدم مبارک نشیب میں جا گڑیں ہوئے تو آپ دوڑنے لگے' حتی کہ آپ کے قدم (مروہ کی چڑھائی) چڑھنے لگے تو آپ نے پھر چلنا شروع کر دیا حتی کہ مروہ تک پہنچ گئے' پھر آپ اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے تین دفعہ یہ پڑھا: [لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ......] "اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کو زیبا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔" پھر آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے رہے اور تسبیح و تحمید کرتے رہے' پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا' دعائیں فرمائیں۔ سب چکروں میں اسی طرح کرتے رہے حتی کہ (صفا مروہ کے) طواف سے فارغ ہو گئے۔

(المعجم ١٧٣) - اَلطَّوَافُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ١٧٣)

باب:١٧٣-صفااور مروہ کے درمیان سواری پر چکر لگانا

٢٩٧٨- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلْيَسْأَلُوهُ، إِنَّ النَّاسَ غَشُوهُ.

٢٩٧٨-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں بیت اللہ اور صفا مروہ کے طواف اپنی اونٹنی پر کیے تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ ان سے اونچے ہوں اور وہ آپ سے سوال کر سکیں کیونکہ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے پیش نظر طواف پیدل کرنے کی بجائے سواری پر کیا جا سکتا ہے جیسے بوڑھے اور بیمار قسم کے افراد۔ اسی طرح تعلیمی مقاصد وغیرہ کے لیے سواری استعمال کی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٧٤) - اَلْمَشْيُ بَيْنَهُمَا (التحفة ١٧٤)

باب:١٧٤-صفااور مروہ کے درمیان چلنا

٢٩٧٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمْهَانَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ: إِنْ أَمْشِ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْشِي، وَإِنْ أَسْعَ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعَى.

٢٩٧٩-حضرت کثیر بن جمہان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو صفا اور مروہ کے درمیان چلتے دیکھا۔ (میں نے ان سے پوچھا) تو انھوں نے فرمایا: اگر میں چلتا ہوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے دیکھا ہے اور اگر میں دوڑوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑتے بھی دیکھا ہے۔

٢٩٧٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٣ من حديث ابن جريج به.

٢٩٧٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب أمر الصفا والمروة، ح: ١٩٠٤ من حديث عطاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٧١، وقال الترمذي، ح: ٨٦٤ "حسن صحيح"، وللحديث شواهد.

٢٩٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ.

٢٩٨٠- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو دیکھا' پھر انھوں نے مندرجہ بالا روایت کی طرح بیان کیا مگر (آخر میں) کہا کہ حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: میں بوڑھا آدمی ہوں۔

فائدہ: صفا اور مروہ کے درمیان نشیبی جگہ میں دوڑنا سنت ہے' فرض نہیں۔ جو آدمی طاقت نہ رکھے یا رش کی بنا پر دوڑنا ممکن نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابن عمر ؓ بوڑھے ہونے کی وجہ سے دوڑنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے' اس لیے وہ دوڑنے کی جگہ چلا کرتے تھے۔ آج کل دوڑنے کی جگہ کو سبز ٹیوبوں کی مدد سے واضح کر دیا گیا ہے۔ ابتدا میں دوڑنے کی مخصوص وجہ تھی مگر بعد میں اسے مستقلاً طواف کا حصہ بنا دیا گیا۔

(المعجم ١٧٥) - اَلرَّمَلُ بَيْنَهُمَا (التحفة ١٧٥)

باب:١٧٥- صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرنا

٢٩٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَأَلُوا ابْنَ عُمَرَ: هَلْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ فَقَالَ: كَانَ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ فَرَمَلُوا فَلَا أُرَاهُمْ رَمَلُوا إِلَّا بِرَمَلِهِ.

٢٩٨١- امام زہری بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرتے دیکھا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی ایک جماعت میں تھے اور وہ لوگ رمل کر رہے تھے۔ میرا خیال ہے وہ آپ کے رمل کرنے کی وجہ ہی سے رمل کر رہے تھے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس سے باب والا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا' البتہ صرف مِیلَیْن اَخْضَرَیْن بطن وادی کے دونوں کناروں پر لگے ہوئے سبز نشانات پر دوڑنا مسنون ہے۔

(المعجم ١٧٦) - اَلسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ١٧٦)

باب:١٧٦- صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا

٢٩٨٠ـ [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٧٠، وانظر الحديث السابق.

٢٩٨١ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٧٢ . ☆ الزهري لم يسمعه من ابن عمر رضي الله عنهما .

٢٩٨٢- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ.

۲۹۸۲- حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ صفا ومروہ کے درمیان اس لیے دوڑے تھے کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں۔

فائدہ: یہ تفصیل طواف کے بیان میں گزر چکی ہے کہ ابتداءً طواف وسعی میں بھاگنا مشرکین کے سامنے اظہارِ قوت کے لیے تھا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کو مومنین کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اسے مستقلاً طواف کا حصہ بنا دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں بھی دوڑ کر چکر لگائے' حالانکہ اس وقت کوئی مشرک موجود نہیں تھا' لہٰذا صفا اور مروہ کے درمیان نشیبی جگہ میں دوڑنا سنت ہے لیکن رہ جانے کی صورت میں قضا نہیں ہوگی۔

(المعجم ١٧٧) - اَلسَّعْيُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ (التحفة ١٧٧)

باب:۱۷۷-وادی کے پیٹ میں دوڑنا

٢٩٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنِ امْرَأَةٍ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعَى فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ وَيَقُولُ: «لَا يُقْطَعُ الْوَادِي إِلَّا شَدًّا».

۲۹۸۳- ایک صحابیہ ﷺ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی کے پیٹ میں دوڑتے دیکھا ہے۔ آپ فرما رہے تھے: ''اس وادی کو ضرور دوڑ کر طے کیا جائے۔''

فائدہ: وادی کے پیٹ سے مراد صفا اور مروہ کے درمیان سبز روشنیوں کے مابین نشیبی جگہ ہے' یعنی دونوں پہاڑوں کی چڑھائی کے درمیان والی جگہ۔ بارش وغیرہ کی صورت میں اس جگہ پانی بہتا تھا' اس لیے اسے وادی یا مسیل کہا گیا۔ آج کل اسے مِیلَین اَخضَرَین کہا جاتا ہے۔

٢٩٨٢ـ أخرجه البخاري، الحج، باب ماجاء في السعي بين الصفا والمروة، ح:١٦٤٩، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح:١٢٦٦/ ٢٤١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٧٣.

٢٩٨٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب السعي بين الصفا والمروة، ح:٢٩٨٧ من حديث صفية به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٧٤.

(المعجم ١٧٨) - مَوْضِعُ الْمَشْيِ (التحفة ١٧٨)

باب:١٧٨- چلنے کی جگہ

٢٩٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّفَا مَشٰى حَتّٰى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعٰى حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ.

٢٩٨٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا سے اترتے تھے تو آرام سے چلتے تھے حتی کہ جب آپ کے قدم وادی کے پیٹ میں نشیبی جگہ پہنچتے تو آپ دوڑنے لگتے حتی کہ وادی سے نکل جاتے۔

فائدہ: صفا اور مروہ کی چڑھائی اور اترائی آہستہ چل کر طے کی جائے گی جبکہ سبز روشنیوں کے درمیان والی نشیبی جگہ دوڑ کر۔ یہی مسنون ہے۔

(المعجم ١٧٩) - مَوْضِعُ الرَّمَلِ (التحفة ١٧٩)

باب:١٧٩- کندھے ہلا کر تیز تیز چلنے کی جگہ

٢٩٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا تَصَوَّبَتْ قَدَمَا رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَطْنِ الْوَادِي رَمَلَ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ.

٢٩٨٥- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک وادی کے پیٹ میں نشیبی جگہ میں اترتے تو کندھے ہلا کر تیز تیز چلتے حتی کہ وادی سے نکل جاتے۔

٢٩٨٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٩٨٦- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوہ صفا سے اترے حتی کہ جب آپ

٢٩٨٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٨٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٧٤، ٣٧٥، والكبرٰى، ح: ٣٩٧٥.

٢٩٨٥ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٧٦.

٢٩٨٦ـ [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٧٨.

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَزَلَ - يَعْنِي - عَنِ الصَّفَا حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي الْوَادِي رَمَلَ حَتَّى إِذَا صَعِدَ مَشَى.

کے قدم مبارک وادی میں اترے تو آپ نے رمل کیا' حتی کہ جب چڑھنا شروع ہوئے تو پھر چلنے لگے۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۹۸۴.

(المعجم ١٨٠) - مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الْمَرْوَةِ (التحفة ١٨٠)

باب: ۱۸۰- کوہ مروہ پر کھڑے ہونے کی جگہ

٢٩٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ذَكَرَ اللهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَا شَاءَ اللّٰهُ. فَعَلَ هٰذَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ.

۲۹۸۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مروہ کے پاس آئے اور اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے تین دفعہ یہ دعا پڑھی: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ......] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کو زیبا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا' تسبیح وتحمید کی اور پھر جو اللہ نے چاہا آپ نے دعا کی۔ (پھر ہر دفعہ اسی طرح کرتے رہے) حتی کہ (صفا ومروہ کے) طواف (سعی) سے فارغ ہو گئے۔

فائدہ: کثرت تعمیرات کی وجہ سے اب مروہ سے بیت اللہ کا نظر آنا کافی دشوار ہو چکا ہے' لہٰذا مروہ پر پہنچ کر بیت اللہ کی طرف چہرہ کیا جائے اور مذکورہ اذکار کیے جائیں۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٨١) - اَلتَّكْبِيرُ عَلَيْهَا (التحفة ١٨١)

باب: ۱۸۱- مروہ پر تکبیریں کہنا

٢٩٨٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

۲۹۸۸- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

٢٩٨٧_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٩٧٧.
٢٩٨٨_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٩٧٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٧٩.

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى الصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ، ثُمَّ وَحَّدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»، ثُمَّ مَشٰى حَتّٰى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ سَعٰى حَتّٰى إِذَا صَعِدَتْ قَدَمَاهُ مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَيْهَا كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى قَضٰى طَوَافَهُ.

ﷺ کوہ صفا کی طرف گئے۔ اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا' پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی توحید و تکبیر بیان کی اور کہا: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ......] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی اور تعریف ہے۔ وہ زندگی اور موت دیتا ہے۔ اور ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔'' پھر آپ واپس چلے حتی کہ جب آپ کے قدم نشیب میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ جب آپ کے قدم چڑھائی چڑھنے لگے' آپ آہستہ چلنے لگے حتی کہ مروہ پر پہنچے' پھر اس پر بھی آپ نے اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا (پھر اسی طرح کرتے رہے) حتی کہ آپ نے اپنے چکر پورے کر لیے۔

(المعجم ١٨٢) - كَمْ طَوَافُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ١٨٢)

باب:١٨٢- قران اور تمتع کرنے والا صفا و مروہ کے کتنے طواف کرے گا؟

٢٩٨٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا.

٢٩٨٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے صفا و مروہ کا صرف ایک دفعہ طواف کیا۔

فائدہ: یہاں طواف سے سعی مراد ہے۔ صرف حج کرنے والا متفقہ طور پر ایک ہی سعی کرے گا' چاہے طواف

٢٩٨٩ـ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٨٠.

قدوم کے ساتھ کرے یا طواف زیارت کے ساتھ۔ طواف وداع میں سعی نہیں ہوتی۔ تمتع کرنے والے پر جمہور اہل علم کے نزدیک عمرے کی الگ سعی ہے اور حج کی الگ۔ گویا وہ دو دفعہ سعی کرے گا۔ صرف امام احمد کا ایک مختلف فیہ قول بیان کیا گیا ہے کہ متمتع کو بھی ایک سعی ہی کافی ہے۔ لیکن احادیث کی روشنی میں یہ موقف مرجوح ہے۔ اصل اختلاف قارن کے بارے میں ہے۔ احناف کے نزدیک قارن بھی دو دفعہ سعی کرے گا۔ ایک دفعہ عمرے میں اور دوسری دفعہ حج میں' مگر امام مالک' امام شافعی اور امام احمد ﷭ قارن کے لیے ایک سعی ہی کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور یہی بات راجح ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٨٣) - أَيْنَ يَقْصُرُ الْمُعْتَمِرُ؟ (التحفة ١٨٣)

باب:١٨٣-عمرہ کرنے والا بال کہاں کٹوائے؟

٢٩٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّهُ قَصَّرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِشْقَصٍ فِي عُمْرَتِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ.

٢٩٩٠- حضرت معاویہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے عمرے میں آپ کے بال مبارک مروہ پر ایک تیر کے ساتھ کاٹے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ جعرانہ کا ہوسکتا ہے کیونکہ یہ عمرہ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوا۔ اس وقت حضرت معاویہ ؓ مسلمان ہو چکے تھے۔ عمرے کا اختتام چونکہ مروہ پر ہوتا ہے' لہٰذا حجامت بھی وہیں یا اس کے قرب و جوار میں بنوائی جائے گی اگرچہ شرعاً کوئی جگہ مقرر نہیں۔ ② ''تیر کے ساتھ'' لمبے بال تیر کے ساتھ کاٹے جاسکتے ہیں۔ بالوں کو کسی چیز پر رکھ کر اوپر سے تیر پھیر دیا جائے۔ موجودہ دور میں اس کے لیے نت نئے طریقے رائج ہیں۔ غرض اصل مقصود بالوں کا کتروانا یا منڈوانا ہے۔

٢٩٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

٢٩٩١- حضرت معاویہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال مروہ پر ایک اعرابی کے تیر

٢٩٩٠_ [صحيح] تقدم، ح:٢٧٣٨، وأخرجه مسلم، ح:١٢٤٦/ ٢١٠ من حديث يحيى القطان، والبخاري، ح: ١٧٣٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٨١.

٢٩٩١_ [صحيح] تقدم، ح:٢٧٣٨، وهو في الكبرٰى، ح:٣٩٨٢، وأخرجه أبوداود، المناسك، باب في الإقران، ح:١٨٠٣ عن محمد بن يحيى الذهلي به.

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصِ أَعْرَابِيٍّ.

سے کاٹے تھے۔

(المعجم ١٨٤) - كَيْفَ يَقْصُرُ؟ (التحفة ١٨٤)

باب:۱۸۴-بال کیسے کاٹے؟

٢٩٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: أَخَذْتُ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ كَانَ مَعِي بَعْدَ مَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ. قَالَ قَيْسٌ: وَالنَّاسُ يُنْكِرُونَ هٰذَا عَلٰى مُعَاوِيَةَ.

۲۹۹۲-حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ اور صفا ومروہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کے بالوں کے کنارے اپنے ایک تیر سے کاٹے تھے۔ اور یہ ذوالحجہ کے پہلے دہاکے کی بات ہے۔ راوی قیس نے کہا: علماء حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کو درست نہیں سمجھتے۔

فوائد ومسائل: ① علماء کے انکار کا تعلق ذوالحجہ کے پہلے دہاکے سے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حج والے عمرے کے علاوہ تمام عمرے ذوالقعدہ میں کیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آپ کی حجامت بنانا عمرۂ جعرانہ کی بات ہوسکتی ہے جو بالاتفاق ذوالقعدہ میں ہوا۔ ذوالحجہ میں تو آپ نے حج کیا ہے اور حج میں آپ نے منیٰ میں حجامت کروائی تھی کیونکہ حج میں حجامت کے لیے منیٰ مقرر ہے، مروہ نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ نے حج میں تقصیر نہیں حلق کروایا تھا، اس لیے "في أيام العشر" کا اضافہ شاذ ہے کیونکہ ان الفاظ کو بیان کرنے میں قیس بن سعد متفرد ہے۔ یہ روایت طاؤس سے بھی مروی ہے۔ وہ یہ الفاظ ذکر نہیں کرتے، ان الفاظ کو بیان کرنے میں قیس کو غلطی لگی ہے۔ ② محقق کتاب نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے جبکہ فی نفسہٖ اس حدیث کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ عطاء یہاں معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع ثابت نہیں بلکہ انھوں نے اس روایت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں یہ

٢٩٩٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٢ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٨٣. * عطاء هو ابن أبي رباح.

روایت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے جیسا کہ مسند امام احمد: (۴/۹۵) میں اس کی صراحت ہے۔ اور اس کی سند متصل اور صحیح ہے لہٰذا یہ حدیث "في أيام العشر" کے اضافے کے بغیر صحیح لغیرہ ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کا اس کی سند کو صحیح کہنا محل نظر ہے۔ واللہ أعلم. ③ "اپنے تیر سے" اصل میں تیر کسی اعرابی کا تھا۔ جب اس سے لے لیا تو وقتی طور پر ان کا بن گیا، اس لیے اپنا کہا۔

(المعجم ١٨٥) - مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهْدٰى (التحفة ١٨٥)

باب: ۱۸۵- جو شخص حج کا احرام باندھے اور قربانی کا جانور ساتھ لائے، وہ کیا کرے؟

٢٩٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ -، عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ قَالَتْ: فَلَمَّا أَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُقِمْ عَلٰى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ».

۲۹۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ مکرمہ کو) نکلے۔ ہم (میں سے اکثر) صرف حج کی نیت رکھتے تھے۔ جب آپ نے بیت اللہ اور صفا مروہ کے طواف کر لیے تو آپ نے فرمایا: "جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہے، وہ اپنے احرام پر قائم رہے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں، وہ حلال ہو جائے۔"

فائدہ: پیچھے تفصیل گزر چکی ہے کہ قربانی والا شخص قربانی ذبح کرنے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتا۔ جس کے پاس جانور نہ ہو، وہ اپنے احرام کے حساب سے حلال ہوگا۔ حج کا احرام ہو تو حج کرنے کے بعد حلال ہوگا۔ بعض حضرات کے نزدیک آپ کا ایسے صحابہ کو عمرہ کر کے حلال ہو جانے کا حکم صرف اس سال کے ساتھ خاص تھا تاکہ حج کے دنوں میں عمرے کو ناجائز سمجھنے کی عملاً تردید ہو جائے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے جیسا کہ اس سے متعلقہ احادیث سے بالکل واضح پتا چلتا ہے۔

(المعجم ١٨٦) - مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدٰى (التحفة ١٨٦)

باب: ۱۸۶- جو شخص عمرے کا احرام باندھے اور قربانی ساتھ لے جائے، وہ کیا کرے؟

٢٩٩٣- [إسناده صحيح] وأصله متفق عليه كما تقدم، ح: ٢٧٤٢، ٢٩١.

٢٩٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدٰى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدٰى فَلَا يَحِلَّ، وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ». قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ.

۲۹۹۴- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے۔ ہم میں سے کچھ نے حج کا احرام باندھا اور بعض نے عمرے کا۔ بعض قربانی کا جانور بھی ساتھ لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا اور وہ قربانی نہیں لایا تو (عمرہ کرنے کے بعد) وہ حلال ہو جائے۔ اور جس نے عمرے کا احرام باندھا اور وہ قربانی بھی ساتھ لایا ہے تو وہ (قربانی ذبح ہونے سے پہلے) حلال نہ ہو۔ اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہے وہ اپنا حج مکمل کرے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: میں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حجۃ الوداع میں صحابہ کے احرام اور مابعد کے حالات کی تفصیلی بحث متعلقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔ اس روایت میں کچھ اختصار ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے دوسری گزشتہ مشہور روایات کو دیکھا جائے گا۔ ② ”حج مکمل کرے“ یہ اس وقت ہے جب وہ قربانی کا جانور ساتھ لایا ہو۔ صحابۂ کرام ؓ میں سے جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا‘ ایسے اشخاص کو آپ نے عمرہ کر کے حلال ہونے کا حکم دیا‘ خواہ ان کا احرام حج ہی کا تھا۔ بہرحال اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر قربانی کا جانور ساتھ ہو تو جانور کے ذبح ہونے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتا۔

٢٩٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۲۹۹۵- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کی لبیک کہتے ہوئے (مکہ کو) آئے۔ جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں‘ وہ (عمرہ کر کے) حلال ہو

٢٩٩٤_[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٦٥.

٢٩٩٥_أخرجه مسلم، الحج، باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى . . الخ، ح: ١٢٣٦/ ١٩٢ من حديث أبي هشام المغيرة بن سلمة المخزومي به.

مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُقِمْ عَلٰى إِحْرَامِهِ». قَالَتْ: وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ فَأَقَامَ عَلٰى إِحْرَامِهِ وَلَمْ يَكُنْ مَعِي هَدْيٌ فَأَحْلَلْتُ فَلَبِسْتُ ثِيَابِي وَتَطَيَّبْتُ مِنْ طِيبِي، ثُمَّ جَلَسْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ: اِسْتَأْخِرِي عَنِّي فَقُلْتُ: أَتَخْشٰى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ.

جائے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ اپنے احرام پر قائم رہے۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: (میرے خاوند) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا' لہٰذا وہ اپنے احرام پر قائم رہے۔ میرے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' اس لیے میں حلال ہو گئی۔ اور میں نے اپنے عام کپڑے پہن لیے اور خوشبو بھی لگائی' پھر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قریب ہو کر بیٹھی تو وہ کہنے لگے: مجھ سے دور ہو کر بیٹھو۔ میں نے (مذاق میں) کہا: کیا آپ کو خطرہ ہے کہ میں آپ پر زبردستی کود پڑوں گی؟

فائدہ: ''دور ہو کر بیٹھو'' کیونکہ احرام کے دوران میں صرف جماع ہی حرام نہیں بلکہ مقدمات جماع' مثلاً: شہوت سے ہاتھ لگانا اور بوسہ وغیرہ لینا بھی منع ہے۔ خوشبو وغیرہ کی موجودگی میں میلان طبعی چیز ہے' اس لیے دور رہنے کا حکم دیا۔ رضی اللہ عنہ۔

(المعجم ١٨٧) - اَلْخُطْبَةُ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ (التحفة ١٨٧)

باب: ١٨٧- یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے ایک دن قبل خطبہ

٢٩٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى أَبِي قُرَّةَ مُوسَى بْنِ طَارِقٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ رَجَعَ مِنْ عُمْرَةِ الْجِعِرَّانَةِ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ فَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْعَرْجِ ثُوِّبَ بِالصُّبْحِ، ثُمَّ اسْتَوٰى لِيُكَبِّرَ فَسَمِعَ الرَّغْوَةَ خَلْفَ

٢٩٩٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عمرہ جعرانہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ ہم بھی ان کے ساتھ گئے حتی کہ جب آپ عرج مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے تو صبح کی اقامت کہی گئی۔ آپ تکبیر تحریمہ کہنے کے لیے سیدھے ہوئے تو آپ نے اپنے پیچھے سے اونٹ کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ تکبیر کہنے سے رک گئے اور کہنے لگے: یہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی جدعاء

٢٩٩٦_ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ١/ ٦٦، ٦٧، ح: ١٩٢ عن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٨٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٧٤، وعلته عنعنة أبي الزبير، ح: ٥٩٤.

ظَهْرِهِ فَوَقَفَ عَلَى التَّكْبِيرِ فَقَالَ: هٰذِهِ رُغْوَةُ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجَدْعَاءِ، لَقَدْ بَدَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْحَجِّ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنُصَلِّيَ مَعَهُ، فَإِذَا عَلِيٌّ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: أَمِيرٌ أَمْ رَسُولٌ؟ قَالَ: لَا بَلْ رَسُولٌ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَرَآءَةَ أَقْرَأُهَا عَلَى النَّاسِ فِي مَوَاقِفِ الْحَجِّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ قَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَآءَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا، ثُمَّ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَآءَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا، ثُمَّ كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَأَفَضْنَا فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو بَكْرٍ خَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ إِفَاضَتِهِمْ وَعَنْ نَحْرِهِمْ وَعَنْ مَنَاسِكِهِمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَآءَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّلُ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ كَيْفَ يَنْفِرُونَ وَكَيْفَ يَرْمُونَ فَعَلَّمَهُمْ مَنَاسِكَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ بَرَآءَةَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى خَتَمَهَا.

کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کا خیال بھی حج کا ہو گیا ہے اور کہیں رسول اللہ ﷺ تشریف ہی نہ لے آئے ہوں' (ایسی صورت میں) ہم آپ کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے' لیکن (قافلہ آنے پر پتا چلا کہ) اس اونٹنی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ امیر بن کر آئے ہیں یا قاصد ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں بلکہ قاصد ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اعلان براءت کے لیے بھیجا ہے کہ میں وہ آیات (سورۂ براءت) حج (وعمرہ) کے وقوف کی جگہوں پر لوگوں کو پڑھ کر سنا دوں' پھر ہم مکہ آئے' چنانچہ جب یوم ترویہ کو ایک دن رہ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔ انھیں حج کے طریقے بتلائے حتی کہ جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر تک پڑھیں' پھر ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو چلے حتی کہ جب عرفہ (نو ذوالحجہ) کا دن ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں سے خطاب فرمایا اور لوگوں کو حج کی عبادات کے طریقے بتلائے حتی کہ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر تک پڑھیں' پھر قربانیوں والا دن (دس ذوالحجہ) ہوا تو ہم نے طواف افاضہ کیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (طواف سے) واپس لوٹے تو لوگوں سے خطاب فرمایا اور انھیں مزدلفہ سے لوٹنے' قربانیاں کرنے اور دوسری عبادات حج کے طریقے بیان کیے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر

تک پڑھیں۔ جب منیٰ سے واپسی کا پہلا دن ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، لوگوں سے خطاب فرمایا اور انھیں بتایا کہ وہ کیسے واپس جائیں گے اور کیسے رمی کریں گے۔ اسی طرح انھیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر تک پڑھیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اِبْنُ خُثَيْمٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ وَإِنَّمَا أَخْرَجْتُ هٰذَا لِئَلَّا يُجْعَلَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَمَا كَتَبْنَاهُ إِلَّا عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ رَاهَوَيْهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لَمْ يَتْرُكْ حَدِيثَ ابْنِ خُثَيْمٍ وَلَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَّا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ قَالَ: اِبْنُ خُثَيْمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ خُلِقَ لِلْحَدِيثِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن عثمان بن خثیم علم حدیث میں قوی نہیں۔ میں نے ان کی حدیث صرف اس لیے بیان کی ہے کہ کہیں ابن جریج عن ابی الزبیر کی سند کو صحیح نہ سمجھ لیا جائے۔ میں نے یہ حدیث (ابن خثیم کے واسطے والی) صرف اسحاق بن راہویہ بن ابراہیم سے لکھی ہے۔ ویسے یحییٰ بن سعید قطان اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے ابن خثیم کی حدیث کو سرے سے متروک قرار نہیں دیا، البتہ علی بن مدینی نے فرمایا ہے کہ ابن خثیم کی حدیث منکر (ضعیف) ہوتی ہے۔ اور امام علی بن مدینی کا مرتبہ یہ ہے کہ گویا وہ صرف علم حدیث ہی کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① بعض محدثین نے یہ روایت ابن خثیم کے واسطے کے بغیر بیان کی ہے لیکن اس صورت میں یہ روایت منقطع بنتی ہے کیونکہ ابن جریج ابوالزبیر کا نام لے کر ایسی روایات بیان کر دیتے ہیں جو انھوں نے ان سے نہیں سنی ہوتی تھیں۔ اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ واسطے والی روایت بیان کی ہے۔ واسطے والا راوی ابن خثیم متکلم فیہ ہے۔ امام علی بن مدینی جیسے عظیم الشان امام نے ان کے ضعیف ہونے کی صراحت فرمائی ہے، لیکن بعض محققین نے اسے ابن خثیم کی بجائے صرف ابوزبیر کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔ واللہ أعلم. ② ''امیر حج بنا کر بھیجا'' یہ عمرۂ جعرانہ کے فوراً بعد کی بات نہیں بلکہ اگلے سال ۹ ہجری ذوالقعدہ کی بات ہے۔ ③ ''عرج'' مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک بستی یا پہاڑ کا نام ہے۔ ④ ''قاصد'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ براءت کا اعلان ایسا اہم اعلان تھا کہ یا تو

رسول اللہ ﷺ خود فرماتے یا آپ کا کوئی رشتے دار۔ ⑤ ''براءت کی آیات'' اس سے مراد سورۃ التوبہ کا ابتدائی رکوع ہے جس میں مشرکین کو خبردار کیا گیا ہے کہ اب عرب میں تمھارا کردار ختم ہو چکا ہے۔ چار ماہ بلکہ حرمت والے مہینوں کے اختتام تک سوچ سمجھ لو۔ مسلمان ہو جاؤ یا لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ یا عرب خالی کر دو۔ نتیجتاً سب لوگ مسلمان ہو گئے اور عرب شرک سے خالی ہو گیا۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٢٩٦٠، ٢٩٦١) ⑥ ''یوم ترویہ'' ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ۔ یوم ترویہ سے ایک دن قبل خطبہ حج کا حصہ نہیں ہے۔ چونکہ یہ پہلا حج تھا' لوگ ناواقف تھے' اس لیے بار بار خطاب کی ضرورت پڑی۔ حج کا اصل خطبہ یوم عرفہ ہی میں ہے۔ باقی ضرورت پر موقوف ہیں۔ ⑦ یوم عرفہ سے مراد ٩ تاریخ' یوم نحر سے ١٠ تاریخ اور واپسی کے پہلے دن سے مراد ١٢ ذوالحجہ اور واپسی کے دوسرے دن سے مراد ١٣ تاریخ ہے۔ ١١، ١٢، ١٣ کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

(المعجم ١٨٨) - اَلْمُتَمَتِّعُ مَتَى يُهِلُّ بِالْحَجِّ؟ (التحفة ١٨٨)

باب: ١٨٨- حج تمتع کرنے والا احرام کب باندھے؟

٢٩٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَحِلُّوا وَاجْعَلُوهَا عُمْرَةً» فَضَاقَتْ بِذٰلِكَ صُدُورُنَا وَكَبُرَ عَلَيْنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَحِلُّوا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الَّذِي مَعِي لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي تَفْعَلُونَ». فَأَحْلَلْنَا حَتّٰى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ.

٢٩٩٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو (مکہ مکرمہ) پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حلال ہو جاؤ اور حج کے احرام کو عمرے میں بدل لو۔'' ہم اس سے بہت تنگ دل ہوئے اور یہ بات ہم پر بہت شاق گزری۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! حلال ہو جاؤ' اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی اسی طرح کرتا جس طرح تم کرو گے۔'' ہم حلال ہو گئے حتی کہ ہم نے عورتوں سے جماع کیا اور ہم نے وہ سب کام کیے جو ایک حلال شخص کرتا ہے' حتی کہ جب یوم ترویہ ہوا اور ہم مکے سے باہر نکلے تو ہم نے حج کی لبیک پکاری۔

فائدہ: تمتع کرنے والا یوم ترویہ' یعنی آٹھ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ سے احرام باندھے گا اور منیٰ کو روانہ ہو جائے گا۔ آٹھ تاریخ کو یوم ترویہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن لوگ منیٰ کو جاتے وقت اپنے اونٹوں کو خوب پانی پلا لیتے تھے

٢٩٩٧- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٨٥.

تا کہ آئندہ پانچ دنوں میں اونٹوں کو پانی پلانے کی ضرورت نہ رہے۔ عربی زبان میں پانی پلا کر سیر کرنے کو ترویہ کہتے ہیں۔

(المعجم ١٨٩) - مَا ذُكِرَ فِي مِنًى (التحفة ١٨٩)

باب:١٨٩- منیٰ کی فضیلت کے بارے میں کیا ذکر کیا گیا ہے؟

٢٩٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَدَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ: مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ؟ فَقُلْتُ: أَنْزَلَنِي ظِلُّهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَّبَةُ» وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ: يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ بِهِ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا.

٢٩٩٨- حضرت عمران انصاری سے روایت ہے کہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے اترا ہوا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راستے سے ہٹ کر میرے پاس آئے اور فرمانے لگے: اس درخت کے نیچے کیوں اترے ہو؟ میں نے کہا: سائے کی خاطر۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو منیٰ کے دو پہاڑوں (اَخشَبَین) کے درمیان ہو' اور آپ نے اپنا ہاتھ مشرق کی طرف بڑھایا' تو وہاں ایک وادی ہے جسے سربہ...... یا حارث (بن مسکین) کی حدیث کے مطابق، سرر...... کہا جاتا ہے' اس وادی میں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر نبی پیدا ہوئے۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم یہ تو واضح ہے کہ منیٰ بھی ایک متبرک مقام ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں کوئی درخت تلاش کر کے نمازیں پڑھی جائیں اور اسے مرجع خلائق قرار دیا جائے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ وہاں حاجی لوگ چار پانچ دن ٹھہرتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں' تکبیریں پڑھتے ہیں' قربانیاں کرتے ہیں وغیرہ؟ کیا یہ سب کچھ تعظیم کے لیے کافی نہیں؟ کیا ضروری ہے کہ ان سے بڑھ کر خودساختہ تعظیم کی

٢٩٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ١٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٢٣، ٤٢٤، الكبرٰى، ح: ٣٩٨٦، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٢٩، وله شاهد ضعيف في مسند أبي يعلى: ١٠/ ٨٧، ح: ٥٧٢٣.
* محمد بن عمران لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن عبدالبر في التمهيد: ١٣/ ١٢٦٤ "وحسبك بذكر مالك له في كتابه".

جائے؟ خصوصاً جب یہ خطرہ ہو کہ لوگ اس درخت کو ''معبود'' کی طرح سمجھنے لگیں گے۔ اسی بنا پر حضرت عمر ؓ نے بیعت رضوان والا درخت کٹوا دیا تھا' جب لوگ جوق در جوق وہاں جا کر خصوصی نمازیں پڑھنے لگے تھے۔ دیکھیے: (فتح الباري' تحت حديث: ٤١٦٥) خطرہ تھا کہ کہیں لوگ اس درخت کو نفع ونقصان کا مالک ہی نہ سمجھنا شروع کر دیں جیسا کہ بہت سے ''تبرکات صالحین'' کے ساتھ ہوتا ہے۔

٢٩٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ، ثِقَةٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الْأَعْرَجُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى فَفَتَحَ اللهُ أَسْمَاعَنَا حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَسْمَعُ مَا يَقُولُ وَنَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتَّى بَلَغَ الْجِمَارَ فَقَالَ: بِحَصَى الْخَذْفِ، وَأَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ أَنْ يَنْزِلُوا فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَأَمَرَ الْأَنْصَارَ أَنْ يَنْزِلُوا فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ.

٢٩٩٩- حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطاب فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیے حتی کہ ہم آپ کا ہر فرمان بخوبی سن رہے تھے' حالانکہ ہم اپنے اپنے خیموں میں تھے۔ نبی ﷺ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دے رہے تھے حتی کہ رمی والی کنکریوں کی بات آئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ خذف کی کنکریوں جیسی چھوٹی ہیں۔ آپ نے مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ مسجد (خیف) کی اگلی جانب اتریں اور انصار کو حکم دیا کہ وہ مسجد کی پچھلی جانب اتریں۔

فوائد ومسائل: ① ''کان کھول دیے'' یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ کی آواز پورے منیٰ میں سنائی دے رہی تھی' حالانکہ منیٰ کئی مربع میل ہے۔ ② ''کنکریوں کی بات آئی'' اس جملے کا دوسرا ترجمہ یہ ہوگا ''حتی کہ آپ جمروں کے قریب پہنچے اور آپ نے خذف والی کنکریوں سے جمرات کو رمی کیا۔'' دونوں معنوں کی گنجائش ہے۔ ③ ''خذف کی کنکریاں'' یعنی چھوٹی چھوٹی جو کسی کو لگ بھی جائیں تو زخم ہو نہ چوٹ آئے۔ بچے ایسی کنکریوں کے ساتھ نشانہ بازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ یہ دو انگلیوں کے درمیان پکڑ کر آسانی سے پھینکی جا سکتی تھیں۔

٢٩٩٩- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب ما يذكر الإمام في خطبته بمنًى، ح: ١٩٥٧ من حديث عبدالوارث به.

(المعجم ١٩٠) - أَيْنَ يُصَلِّي الْإِمَامُ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ (التحفة ١٩٠)

باب:١٩٠-ترویے کے دن امام ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟

٣٠٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ [قَالَا]: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى، قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالْأَبْطَحِ.

٣٠٠٠- حضرت عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سمجھی ہو۔ مجھے بتائیں کہ آپ نے ترویے کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انھوں نے فرمایا: منیٰ میں۔ میں نے کہا: واپسی (١٣ ذوالحجہ) کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ فرمایا: ابطح میں۔

فوائد ومسائل: ① یوم ترویہ کے دن منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھنا سنت ہے لیکن یہ حج کا فرض نہیں کہ اس کے رہ جانے سے کوئی کفارہ لازم آتا ہو۔ سنت یہ ہے کہ یوم ترویہ کی ظہر سے یوم عرفہ کی صبح تک پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھی جائیں لیکن اگر کوئی شخص براہ راست یوم عرفہ (٩ ذوالحجہ) منیٰ میں ٹھہرے بغیر عرفات پہنچ جائے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ② منیٰ سے واپسی کے موقع پر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ابطح (مکہ مکرمہ سے قریب باہر ایک میدان) میں پڑھنا اور وہاں رات کا کچھ حصہ گزارنا مستحب ہے۔ اس عمل کو تحصیب کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفاء بھی یہاں پڑاؤ کرتے رہے ہیں اور جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی نفی منقول ہے تو اس سے اس کی سنیت یا استحباب کی نفی نہیں بلکہ اس کے لزوم ووجوب کی نفی مراد ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کے رہ جانے سے حج متاثر ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (فتح الباري:٣/٥٩١)

(المعجم ١٩١) - اَلْغُدُوُّ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ (التحفة ١٩١)

باب:١٩١-منیٰ سے عرفات جانا

٣٠٠٠- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر ... الخ، ح:١٣٠٩، والبخاري، الحج، باب: أين يصلي الظهر يوم التروية؟، ح:١٦٥٣ من حديث إسحاق الأزرق به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٩٨٧.

٣٠٠١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

٣٠٠١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ سے عرفات گئے۔ کوئی لبیک کہتا تھا اور کوئی تکبیریں۔

٣٠٠٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى عَرَفَاتٍ فَمِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

٣٠٠٢- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات گئے۔ ہم میں سے کوئی لبیک کہتا تھا اور کوئی تکبیریں کہتا تھا۔

فائدہ: منیٰ سے ۹ ذوالحجہ کو طلوع شمس کے بعد عرفات کی طرف کوچ کیا جاتا ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ جاتے ہوئے لبیک کہنا بھی جائز ہے اور تکبیریں کہنا بھی، مگر اصل لبیک ہے، یعنی لبیک کثرت سے کہی جائے۔ درمیان میں تکبیریں بھی پڑھتے رہیں۔ لبیک کا سلسلہ یوم نحر کو جمرۂ عقبہ کی رمی تک جاری رہے گا۔

(المعجم ١٩٢) - اَلتَّكْبِيرُ فِي الْمَسِيرِ إِلَى عَرَفَةَ (التحفة ١٩٢)

باب: ١٩٢- عرفات جاتے ہوئے تکبیریں کہنا بھی جائز ہے

٣٠٠٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ - يَعْنِي أَبَا نُعَيْمٍ

٣٠٠٣- حضرت محمد بن ابوبکر ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا جبکہ ہم منیٰ سے

٣٠٠١ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٨٩، وأخرجه مسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ١٢٨٤/ ٢٧٢ من حديث يحيى بن سعيد عن عبدالله بن أبي سلمة عن عبدالله بن عبدالله ابن عمر عن أبيه به الخ، وهو الصواب، وانظر الحديث الآتي.

٣٠٠٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣ عن هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٩٠، وانظر الحديث السابق.

٣٠٠٣ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب التكبير أيام منًى وإذا غدا إلى عرفة، ح: ٩٧٠ عن أبي نعيم، ومسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منًى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ١٢٨٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٣٧، والكبرٰى، ح: ٣٩٩١.

الْفَضْلَ بْنَ دُكَيْنٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ: مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي التَّلْبِيَةِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي هٰذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: كَانَ الْمُلَبِّي يُلَبِّي فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

عرفات جا رہے تھے: تم اِس دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کس طرح لبیک کہتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: لبیک کہنے والا لبیک کہتا تھا' اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔ اور تکبیریں کہنے والا تکبیریں کہتا تھا' اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔

(المعجم ١٩٣) - اَلتَّلْبِيَةُ فِيهِ (التحفة ١٩٣)

باب:۱۹۳-اس دوران میں لبیک کہنا بھی جائز ہے

٣٠٠٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ الثَّقَفِيُّ - قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ: مَا تَقُولُ فِي التَّلْبِيَةِ فِي هٰذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: سِرْتُ هٰذَا الْمَسِيرَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَكَانَ مِنْهُمُ الْمُهِلُّ وَمِنْهُمُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَلَى صَاحِبِهِ.

۳۰۰۴-حضرت محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفے کے دن کی صبح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اس دن لبیک کہنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ وہ فرمانے لگے: میں اس دن رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ چلا۔ ان میں سے کوئی تکبیریں کہتا تھا اور کوئی لبیک پڑھتا تھا' لیکن کوئی ایک دوسرے پر اعتراض نہیں کرتا تھا۔

(المعجم ١٩٤) - مَا ذُكِرَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ (التحفة ١٩٤)

باب:۱۹۴-یوم عرفہ کی فضیلت کے بارے میں جو ذکر کیا گیا ہے

٣٠٠٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ،

۳۰۰۵-حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا:

٣٠٠٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٩٢.

٣٠٠٥ـ أخرجه مسلم، التفسير، ح: ٣٠١٧/ ٥٤ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه ... الخ، ح: ٤٥ من حديث قيس بن مسلم به.

عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِعُمَرَ: لَوْ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَاتَّخَذْنَاهُ عِيدًا ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ [المائدة: ٣] قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ الْيَوْمَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي أُنْزِلَتْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِعَرَفَاتٍ.

اگر یہ آیت ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس دن کا بخوبی علم ہے جس دن یہ آیت اتری بلکہ اس رات کا بھی جس رات یہ اتری۔ وہ جمعے کی رات تھی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں تھے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لیے تو یہ دن پہلے ہی سے عید تھا بلکہ دو وجوہ سے کیونکہ اس دن جمعہ بھی تھا اور حج بھی۔ جمعہ تو ہر ہفتہ کی عید ہے اور یوم عرفہ سالانہ، یعنی ہم اس تاریخ کو بھی عید مناتے ہیں (یعنی ۹ ذوالحجہ کو) اور اس دن کو بھی، یعنی جمعۃ المبارک کو، لہٰذا ہمیں الگ طور پر اس آیت کے نزول کا جشن منانے کی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی اسلام کا مزاج جشن منانے والا نہیں بلکہ عبادت کا ہے اور وہ پہلے سے ہو رہی ہے۔ ② ''جمعے کی رات'' ممکن ہے آنے والی رات کو قرب کی بنا پر جمعے کی رات کہہ دیا ہو ورنہ یہ آیت تو جمعے کے دن اتری ہے، ہاں رات قریب تھی، اس لیے نسبت کر دی۔ واللہ أعلم.

٣٠٠٦- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يَعْتِقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْدًا أَوْ أَمَةً مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟».

٣٠٠٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوم عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ زیادہ غلام لونڈیاں آگ سے آزاد کرتا ہو۔ اس دن اللہ تعالیٰ مزید قریب آ جاتا ہے، پھر اپنے ان بندوں (حجاج کرام) کی بنا پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ يُونُسَ بْنَ يُوسُفَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ (سند میں ابن المسیب کے شاگرد)

٣٠٠٦- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل يوم عرفة، ح: ١٣٤٨ من حديث ابن وهب به. * مخرمة هو ابن بكير بن عبدالله بن الأشج.

وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

یونس سے مراد یونس بن یوسف ہوں جن سے امام مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ تعالٰی أعلم.

فوائد و مسائل: ① ''غلام لونڈیاں'' مراد عام مرد و عورت ہیں کیونکہ سب انسان اللہ تعالیٰ کے لیے غلام لونڈیاں ہی ہیں۔ ② ''آگ سے آزاد'' یعنی جن کے لیے گناہوں کی وجہ سے آگ مقدر تھی' اللہ تعالیٰ ان کے لیے معافی فرماتا ہے۔ نتیجتاً وہ قیامت کے دن آگ سے بچ جائیں گے۔ چونکہ معافی یوم عرفہ کو ہوتی ہے' اس لیے آزادی کی نسبت اس کی طرف کر دی ورنہ اصل آزادی تو قیامت کے دن ہوگی۔ ممکن ہے فوت شدگان کو بھی اللہ تعالیٰ اس دن عذاب قبر سے معافی اور آزادی عطا فرماتا ہو۔ ③ ''مزید قریب'' اللہ تعالیٰ اپنے افعال و صفات میں مختار ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کے قریب آنے میں کوئی اشکال نہیں جیسے اس کی شان کو لائق ہے۔ بعض حضرات نے چند مزعومہ اور بے بنیاد اصولوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو اتنا مجبور و بے بس (معاذ اللہ) بنا رکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی کرنے کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ ہمارا اللہ' گناہ گاروں کا رب اور بے بسوں کا رب' سب مخلوق کا رب اتنا بے بس اور مجبور نہیں ہو سکتا کہ نہ وہ کسی پر ترس کھا سکے' نہ کسی سے سرگوشی کر سکے' نہ کلام کر سکے' نہ خوش ہو سکے' نہ قریب آ سکے اور نہ عرش پر فروکش ہو سکے' لہٰذا تاویلات کی کوئی ضرورت نہیں' ہاں جب اللہ تعالیٰ قریب ہوگا تو رحمت الٰہی خواہ مخواہ قریب ہوگی۔ اس کا انکار نہیں۔

(المعجم ١٩٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ (التحفة ١٩٥)

باب:١٩٥- عرفے کے دن (عرفہ میں) روزہ رکھنے کی ممانعت

٣٠٠٧- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُلَيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ».

٣٠٠٧- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوم عرفہ (٩ ذوالحجہ) یوم نحر (١٠ ذوالحجہ) اور ایام تشریق (١١، ١٢، ١٣ ذوالحجہ) ہم مسلمانوں کے لیے عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

٣٠٠٧- **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الصيام، باب صيام أيام التشريق، ح:٢٤١٩ من حديث موسى بن عُلَي به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٩٥، وقال الترمذي، ح:٧٧٣ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:٩٥٨، والحاكم:١/ ٤٣٤، والذهبي، وللحديث شواهد، ❊ عُلَي هو ابن رباح.

فوائد ومسائل: ① ان دنوں میں سے یوم عرفہ تو صرف حاجیوں کے لیے عید ہے کیونکہ وہ اس دن اکٹھے ہو کر عبادات حج ادا کرتے ہیں۔ باقی مسلمان اس دن کچھ نہیں کرتے' لہٰذا یہ ان کے لیے عید نہیں۔ وہ اس دن روزہ رکھ سکتے ہیں بلکہ مستحب اور افضل ہے' البتہ حاجی لوگ اس دن عرفے میں روزہ نہیں رکھ سکتے کیونکہ یہ ان کی عید ہے' نیز اس دن مشکل کام خود کرنے پڑتے ہیں۔ منیٰ سے عرفات کو جانا اور وہاں موسم کی شدت اور اجتماع کی مشقت برداشت کرنا دل گردے کا کام ہے' اس دن روزہ رکھنے سے انھیں تنگی پیش آنے کا غالب امکان ہے' لہٰذا ان کے لیے روزہ رکھنا منع ہے۔ دوسرے لوگ اپنے گھروں میں ہوتے ہیں۔ وہ اس دن روزہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ ان کے لیے خصوصی ثواب کا کام ہوگا۔ بعد والے دن' یعنی یوم نحر اور ایام تشریق سب مسلمانوں کے لیے عید ہیں کیونکہ سب لوگ قربانیاں ذبح کرتے ہیں اور ان دنوں میں اللہ کی ضیافت سے متمتع ہوتے ہیں۔ یہ چار دن اور عید الفطر کا دن تمام اہل اسلام کے لیے کھانے پینے کے دن ہیں' لہٰذا ان تمام ایام میں روزہ رکھنا تمام مسلمانوں کے لیے ہر جگہ ممنوع ہے۔ ② ایام تشریق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان دنوں لوگ قربانی کا گوشت باریک بنا کر دھوپ میں سکھاتے تھے تاکہ خراب نہ ہو اور بعد میں کام آسکے۔ گوشت کو باریک کر کے دھوپ میں سکھانا عربی زبان میں ''تشریق'' کہلاتا ہے۔

(المعجم ١٩٦) - **اَلرَّوَاحُ يَوْمَ عَرَفَةَ** (التحفة ١٩٦)

باب:١٩٦-عرفے کے دن زوال کے فوراً بعد جلدی عرفات پہنچنا

٣٠٠٨- **أَخْبَرَنَا** يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْهَبُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ يَأْمُرُهُ أَنْ لَّا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي أَمْرِ الْحَجِّ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَهُ ابْنُ عُمَرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِهِ: أَيْنَ هٰذَا؟ فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ

٣٠٠٨- حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے (امیر حج) حجاج بن یوسف کو لکھا اور حکم دیا کہ حج کے مسائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرے۔ جب عرفے کا دن ہوا تو سورج ڈھلنے کے وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کی طرف آئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے اس کے خیمے کے پاس آ کر بلند آواز سے کہا: کدھر ہے وہ؟ حجاج باہر نکلا۔ اس نے ایک زرد رنگ میں رنگی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا

٣٠٠٨- أخرجه البخاري، الحج، باب التهجير بالرواح يوم عرفة، ح: ١٦٦٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٣٩٩، والكبرٰى، ح: ٣٩٩٨.

فَقَالَ لَهُ: مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: اَلرَّوَاحَ. إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ، فَقَالَ لَهُ: هٰذِهِ السَّاعَةَ! فَقَالَ لَهُ: نَعَمْ، قَالَ: أُفِيضُ عَلَيَّ مَاءً ثُمَّ أَخْرُجُ إِلَيْكَ، فَانْتَظَرَهُ حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ: صَدَقَ.

بات ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو (خطبے اور نماز کے لیے) چل۔ اس نے کہا: اس وقت؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: میں ذرا جسم پر پانی ڈال لوں، پھر میں آپ کے پاس آتا ہوں۔ آپ اس کا انتظار کرنے لگے حتی کہ وہ نکلا اور میرے اور میرے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا: اگر تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو خطبہ مختصر کرنا اور وقوف جلدی شروع کر دینا۔ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھنے لگا تاکہ ان سے بھی اس کی تصدیق سن لے۔ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ دیکھا تو فرمایا: اس نے درست کہا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ اس سال کی بات ہے جس سال حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کر کے مکے پر قبضہ کیا تھا۔ حج کے دن قریب تھے لہٰذا خلیفۂ وقت عبدالملک نے اسی کو امیر حج بنا دیا لیکن مسائل حج میں اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پابند کر دیا۔ اور یہ چیز اسے ناگوار گزری۔ عبدالملک بہت عالم شخص تھا مگر حکومت نے اس کے علم کو دبا لیا۔ حجاج عبدالملک کا گورنر تھا مگر سخت ظالم اور صالحین کا بے ادب اور گستاخ۔ وہ بھی بڑا عالم تھا، مگر ان خرابیوں نے اسے قیامت تک کے لیے مسلمانوں اور صالحین میں بدنام اور مبغوض بنا دیا۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ② ''اس وقت؟'' بنوامیہ کے اس دور کے گورنر ظہر کی نماز عموماً تاخیر سے پڑھتے تھے، اس لیے اسے تعجب ہوا کہ زوال کے ساتھ ہی خطبہ اور نماز شروع کر دیے جائیں۔ ③ ''ابوعبدالرحمٰن'' یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مشہور کنیت تھی۔ عربوں میں محترم شخص کو اس کی کنیت سے پکارا جاتا تھا۔ ④ خطبے کا مختصر ہونا عقل مندی ہے مگر یہ مطلب نہیں کہ نماز سے مختصر ہو بلکہ عام خطبوں سے مختصر ہونا مراد ہے کیونکہ خطبے اور نماز کے بعد عرفے میں وقوف شروع ہوتا ہے جس میں مغرب تک اذکار، دعائیں اور استغفار ہوتے ہیں، لہٰذا خطبہ مختصر ہونے سے وقوف جلدی شروع ہوگا جو کہ مستحب ہے۔ ⑤ حاکم وقت دین کے معاملے میں اہل علم کی رائے پر عمل کرے گا۔ ⑥ شاگرد استاد کی موجودگی میں فتویٰ دے سکتا ہے۔ ⑦ فاجر حاکم کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔

(المعجم ١٩٧) - اَلتَّلْبِيَةُ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٩٧)

باب:١٩٧- عرفات میں لبیک کہنا

٣٠٠٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ: مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ.

٣٠٠٩-حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو لبیک پکارتے نہیں سنتا؟ میں نے کہا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے نکلے اور بلند آواز سے پکارا: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ. تعجب ہے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی سنت چھوڑ دی ہے۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں لبیک کہنے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قائل تھے۔ ان کے سیاسی مخالفین نے دینی مسائل میں بھی ان کی مخالفت شروع کر دی، حالانکہ سیاسی مخالفت کا اثر مذہب اور مسلک پر نہیں پڑنا چاہیے۔ خیر! لبیک رمی تک وقفے وقفے سے کہتے رہنا چاہیے۔ عرفات ہو یا مزدلفہ۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔ بعض فقہاء، مثلاً: حسن بصری کے نزدیک یوم عرفہ کی صبح کے بعد لبیک نہیں کہنا چاہیے۔ اور بعض کے نزدیک وقوف شروع ہونے کے بعد لبیک ختم کر دیا جائے۔ مسلک جمہور کی تائید صحیح احادیث سے ہوتی ہے، لہٰذا وہی درست ہے، باقی سب اقوال قیاسی ہیں۔

(المعجم ١٩٨) - اَلْخُطْبَةُ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ (التحفة ١٩٨)

باب: ١٩٨-عرفات میں خطبہ نماز سے پہلے ہونا چاہیے

٣٠١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٣٠١٠-حضرت نُبَیط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں نماز سے پہلے ایک سرخ اونٹ پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا۔

٣٠٠٩-[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٩٣.

٣٠١٠-[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الخطبة بعرفة، ح: ١٩١٦ من حديث سلمة به باختلاف السند، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٠٠. * سلمة رواه عن رجل من الحي - مجهول - عن أبيه كما في سنن أبي داود، وله شواهد عند أبي داود، ح: ١٩١٧ وغيره.

يَخْطُبُ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

فائدہ: یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے اور مسئلہ متفق علیہ ہے کہ خطبہ پہلے ہوگا' پھر ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھی جائیں گی۔

(المعجم ١٩٩) - اَلْخُطْبَةُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى النَّاقَةِ (التحفة ١٩٩)

باب:١٩٩-عرفات کے دن خطبہ اونٹنی پر دیا جاسکتا ہے

٣٠١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ.

٣٠١١-حضرت نبیط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفے کے دن سرخ اونٹ پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا۔

فائدہ: مجمع زیادہ ہو تو آواز سب تک پہنچانے کے لیے کسی اونچی چیز پر چڑھ کر خطبہ دینا ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع تقریباً پورے کا پورا اونٹ پر سوار ہو کر سرانجام دیا تھا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ کر مناسک حج سیکھ سکیں۔ خطبے میں تو بدرجۂ اولیٰ اونٹ پر سوار ہونے کی ضرورت ہے۔

(المعجم ٢٠٠) - قَصْرُ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٠٠)

باب:٢٠٠-عرفات میں خطبہ مختصر ہونا چاہیے

٣٠١٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ جَاءَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ يَوْمَ عَرَفَةَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ فَقَالَ: اَلرَّوَاحَ. إِنْ كُنْتَ

٣٠١٢-حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عرفے کے دن' جونہی سورج ڈھلا' حجاج بن یوسف کے پاس آئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ فرمانے لگے: اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو ابھی (خطبے اور نماز کے لیے) چل۔ وہ کہنے لگا: اس وقت؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ حضرت سالم نے

٣٠١١ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٩٩.

٣٠١٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٠٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٠٣.

تُرِيدُ السُّنَّةَ، فَقَالَ: هٰذِهِ السَّاعَةَ! قَالَ: نَعَمْ، قَالَ سَالِمٌ: فَقُلْتُ لِلْحَجَّاجِ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ الْيَوْمَ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلَاةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: صَدَقَ.

کہا: میں نے حجاج سے کہا: اگر تو آج سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو خطبہ مختصر کرنا اور نماز جلد شروع کرنا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (بطور تصدیق) فرمایا: اس نے درست کہا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، روایت نمبر: ۳۰۰۸۔

(المعجم ٢٠١) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٠١)

باب: ۲۰۱- عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھنا

٣٠١٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ.

۳۰۱۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز اس کے وقت پر پڑھتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں (جمع کرتے تھے)۔

فائدہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے ظہر کے وقت پڑھی جائیں گی۔ اسی طرح رات کو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے مزدلفہ میں عشاء کے وقت پڑھی جائیں گی۔ عصر کو ظہر کے ساتھ پڑھنے کا مقصد وقوف میں سہولت ہوگا کیونکہ وقوف کے درمیان لوگوں کو دوبارہ وضو اور جماعت وغیرہ کی تکلیف دینا تنگی کا باعث ہوتا' نیز وقوف بھی سکون سے نہ ہو سکتا۔ ویسے بھی یہ سفر کی حالت ہے۔ سفر میں دو نمازیں ملا کر پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٠٢) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٠٢)

باب: ۲۰۲- عرفات میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

٣٠١٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۰۱۴- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

٣٠١٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٠٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٠٥.

٣٠١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠٩ عن هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٠٧، وصححه ابن خزيمة، ◄◄

عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَاتٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو فَمَالَتْ بِهِ نَاقَتُهُ فَسَقَطَ خِطَامُهَا فَتَنَاوَلَ الْخِطَامَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْأُخْرٰى.

کہ میں (دوران وقوف) عرفات میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے۔ اتنے میں آپ کی اونٹنی ایک طرف کو مڑی تو مہار آپ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ نے ایک ہاتھ سے مہار پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ (دعا کے لیے) اٹھائے رکھا۔

٣٠١٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ تَقِفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَسَائِرُ الْعَرَبِ تَقِفُ بِعَرَفَةَ فَأَمَرَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَقِفَ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعَ مِنْهَا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا۟ مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ﴾ [البقرة: ١٩٩].

٣٠١٥- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: قریش مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو حُمس کہتے تھے۔ اور باقی عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ عرفے میں ٹھہریں پھر وہاں سے واپس لوٹیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ ''تم بھی وہاں سے لوٹا کرو جہاں سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں۔''

فائدہ: قریش اپنے آپ کو باقی عرب سے ممتاز سمجھتے تھے کیونکہ وہ کعبے کے متولی تھے۔ کعبہ کو حمساء بھی کہا جاتا تھا' اس لیے وہ اپنے آپ کو اس مناسبت سے حمس کہتے تھے' یعنی ہم کعبہ والے ہیں' لہٰذا ہم حج کے دوران میں حرم سے باہر نہیں جائیں گے۔ عرفات حرم سے باہر واقع ہے اور مزدلفہ حرم کے اندر' اس لیے وہ مزدلفہ ہی میں ٹھہر جاتے تھے۔ باقی حاجی عرفات جاتے اور وہاں سے وقوف کے بعد واپس لوٹتے۔ اسلام آیا تو اس نے مساوات کا حکم دیا کہ حج میں سب برابر ہیں۔

٣٠١٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

٣٠١٦- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے

◀ ح: ٢٨٢٤، وتقدم أطرافه، ح: ٢٩١٧، ٢٩١٨ وغيرهما.

٣٠١٥- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس"، ح: ٤٥٢٠، ومسلم، الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: "ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس"، ح: ١٢١٩ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠١٣.

٣٠١٦- أخرجه البخاري، الحج، باب الوقوف بعرفة، ح: ١٦٦٤، ومسلم، الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: "ثم أفيضوا . . . الخ"، ح: ١٢٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٠٩.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ بِعَرَفَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ هٰذَا إِنَّمَا هٰذَا؟ مِنَ الْحُمْسِ.

کہ میرا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ میں اسے تلاش کرنے کے لیے عرفہ پہنچ گیا۔ یہ عرفے کا دن تھا۔ میں نے نبی ﷺ کو وہاں وقوف کرتے دیکھا۔ میں نے (دل میں) کہا: آپ کا یہاں کیا کام؟ آپ تو حمس میں سے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① انھوں نے اسی رسم جاہلیت کی بنا پر یہ بات کہی جس کا ذکر سابقہ حدیث میں ہوا۔ انھیں نئے حکم کا علم نہیں ہوگا۔ ② یاد رہے ان دو حدیثوں اور آئندہ احادیث کا مذکورہ باب سے کوئی تعلق نہیں' البتہ ان سے عرفات میں وقوف کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ احادیث الگ باب کے تحت تھیں جو لکھنے سے رہ گیا۔

٣٠١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ شَيْبَانَ قَالَ: كُنَّا وُقُوفًا بِعَرَفَةَ مَكَانًا بَعِيدًا مِنَ الْمَوْقِفِ فَأَتَاهُ ابْنُ مِرْبَعٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكُمْ، يَقُولُ: «كُونُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ فَإِنَّكُمْ عَلَى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

٣٠١٧- حضرت یزید بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفات میں رسول اللہ ﷺ کی جائے وقوف سے بہت دور ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس حضرت ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا: میں تمھاری طرف رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ تم اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وراثت پر قائم ہو۔

فائدہ: عرفات سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے جبل رحمت کے قریب وقوف فرمایا تھا لیکن ہر شخص تو اس جگہ وقوف نہیں کر سکتا' لہٰذا جہاں کسی کو جگہ ملے وہیں ٹھہر جائے' ثواب میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

٣٠١٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٣٠١٨- حضرت محمد باقر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

٣٠١٧- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الوقوف بعرفات والدعاء فيها، ح: ٨٨٣ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠١٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨١٨، والحاكم: ٤٦٢/١، والذهبي. * سفيان بن عيينة صرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٥٧٧.

٣٠١٨- [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٠٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَنَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے پاس گئے اور ان سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''عرفات سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔''

فائدہ: وادیٔ عرنہ مستثنیٰ ہے۔ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ خطبہ اور ظہر و عصر کی نمازیں وادیٔ نمرہ میں ہوتی ہیں جو کہ عرفات سے باہر ہے، پھر وقوف عرفات میں شروع ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٠٣) - فَرْضُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٠٣)

باب:٢٠٣-عرفات میں وقوف فرض ہے

٣٠١٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَتَاهُ نَاسٌ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ أَدْرَكَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ».

٣٠١٩-حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے اور آپ سے حج کے بارے میں سوالات کیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج وقوف عرفہ کا نام ہے۔ جو شخص مزدلفہ میں گزاری جانے والی رات کی صبح طلوع ہونے سے پہلے عرفات (سے ہو کر مزدلفہ) آجائے اس کا حج پورا ہو گیا۔''

فائدہ: وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے۔ اگر کوئی مجبور شخص سیدھا میقات سے عرفات پہنچ جائے، خواہ عرفہ کے دن یا اس سے اگلی رات یا طلوع فجر سے قبل یا طلوع فجر کے وقت اور چند لمحوں کا وقوف کر لے تو اس کا حج ہو جاتا ہے لیکن اگر اس سے بھی لیٹ ہو جائے تو اس کا حج نہیں ہوگا۔ فرض ہو تو دوبارہ کرنا ہوگا ورنہ معاف ہے۔ مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ دراصل وقوف عرفات ہی حج ہے، باقی تو سنن و واجبات ہیں جو عام

٣٠١٩ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من أتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع، ح:٣٠١٥ من حديث وكيع به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨٢٢، والحاكم:١/٢٧٨، ٤٦٣، ٤٦٤، ووافقه الذهبي. * سفيان الثوري صرح بالسماع كما سيأتي، ح:٣٠٤٧، وأخرجه أبوداود، ح:١٩٤٩، والترمذي، ح:٨٨٩، ٨٩٠ من حديث سفيان الثوري به.

حالات میں تو ترک نہیں کی جاسکتیں مگر مجبور و معذور کے لیے کچھ گنجائش ہے۔ وقوف کی قضا وقت کے بعد نہیں ہو سکتی جبکہ دیگر سنن حج کی قضا وقت کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔

٣٠٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ وَرِدْفُهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَالَتْ بِهِ النَّاقَةُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ لَا تُجَاوِزَانِ رَأْسَهُ فَمَا زَالَ يَسِيرُ عَلٰى هَيْنَتِهِ حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى جَمْعٍ.

٣٠٢٠- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ آپ دونوں ہاتھ اٹھائے دعا فرما رہے تھے کہ آپ کی اونٹنی بدک گئی۔ آپ کے ہاتھ مبارک آپ کے سر سے اونچے نہیں ہوتے تھے۔ آپ اسی حالت میں چلتے رہے حتی کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

فائدہ: حج کا سارا سفر سکون سے ہونا چاہیے، نہ کسی کو پکارا جائے نہ راستہ مانگا جائے اور نہ جانور کو تیز کیا جائے، بلکہ جانور کو مارنا بھی منع ہے۔ دوران سفر دعا اور ذکر و اذکار پر توجہ دینی چاہیے۔

٣٠٢١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ: أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ وَأَنَا رَدِيفُهُ فَجَعَلَ يَكْبَحُ رَاحِلَتَهُ حَتَّى أَنَّ ذِفْرَاهَا لَيَكَادُ يُصِيبُ قَادِمَةَ الرَّحْلِ وَهُوَ يَقُولُ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ فِي

٣٠٢١- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفے سے واپس لوٹے تو میں آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ نے اپنی سواری کی مہار کھینچ رکھی تھی حتی کہ اس کے کان کی (جڑ اور) ہڈی پالان کی اگلی لکڑی کو لگ رہی تھی۔ آپ فرما رہے تھے: "اے لوگو! اطمینان اور وقار اختیار کرو، اونٹوں کو تیز بھگانے سے نیکی حاصل نہیں ہوتی۔"

٣٠٢٠- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٧٦، ح: ٦٩٨ من حديث عبدالملك به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٢٥. * عطاء هو ابن أبي رباح، وعبدالله هو ابن المبارك.

٣٠٢١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠١، ٢٠٧ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠١٤، وأخرجه مسلم، ح: ١٢٨٦ من حديث عطاء بن أبي رباح، والبخاري، ح: ١٥٤٣ من حديث ابن عباس

إِيضَاعِ الْإِبِلِ».

فائدہ: آپ نے سواری کی مہار اس لیے کھینچ رکھی تھی کہ سواری تیز نہ چلے اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ مجمع میں جانور بھگانا سنجیدگی اور وقار کے خلاف ہے، البتہ کھلی جگہ ہو اور مزاحمت نہ ہو تو سواری کو تیز چلایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٢٠٤) - اَلْأَمْرُ بِالسَّكِينَةِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ٢٠٤)

باب:٢٠٤-عرفات سے واپسی کے وقت سکون و اطمینان اختیار کرنے کا حکم

٣٠٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - يَعْنِي ابْنَ أُمَيَّةَ -، عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَنَقَ نَاقَتَهُ حَتَّى أَنَّ رَأْسَهَا لَيَمَسُّ وَاسِطَةَ رَحْلِهِ وَهُوَ يَقُولُ لِلنَّاسِ: «اَلسَّكِينَةَ السَّكِينَةَ»! عَشِيَّةَ عَرَفَةَ.

٣٠٢٢-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی، حتی کہ اس کا سر پالان کی درمیانی لکڑی کو لگتا تھا۔ آپ لوگوں سے فرما رہے تھے: ”سکون اختیار کرو سکون!“ یہ عرفے کے دن شام کی بات ہے۔

٣٠٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا: «عَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ»! وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ: «عَلَيْكُمْ

٣٠٢٣-حضرت فضل بن عباس ؓ سے، جو کہ آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے، روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (عرفہ سے مزدلفہ کی طرف) لوٹے تو عرفے کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں کو فرماتے رہے: ”سکون و وقار اختیار کرو۔“ خود آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی حتی کہ جب آپ وادئ محسر میں داخل ہوئے جو کہ منیٰ کا حصہ ہے تو آپ نے فرمایا: ”رمی کے لیے خذف کی کنکریوں جیسی (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں

٣٠٢٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٠١٥.
٣٠٢٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب إدامة الحاج التلبية حتى يشرع . . . الخ، ح: ١٢٨٢ عن قتيبة به.

بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمٰى بِهِ»! فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

اٹھانا۔" رسول اللہ ﷺ مسلسل لبیک کہتے رہے حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی کرنا شروع کر دیا۔

٣٠٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّرْمُوا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ.

٣٠٢٤- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واپسی کا سفر کیا تو اطمینان وسکون سے چلتے رہے اور لوگوں کو سکون واطمینان سے چلنے کا حکم دیا' البتہ وادیٔ محسر میں اپنی سواری کو تیز کر لیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ جمرۂ عقبہ (اور دوسرے جمرات) کو خذف کی کنکریوں جیسی کنکریوں سے رمی کریں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف کہا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے' یعنی مذکورہ روایت محقق کتاب کے نزدیک بھی قابل عمل ہے جبکہ دیگر محققین نے غالباً اسی وجہ سے اسے صحیح کہا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی وجہ سے قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٢/٢١٨' ٢١٩' وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ٦/١٨٩' ١٩٠) ② وادیٔ محسر مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ یہ وہ وادی ہے جہاں ابرہہ کا لشکر تباہ و برباد ہوا تھا۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی جگہ ہے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ اس وادی سے تیزی سے گزرے۔ ہر عذاب والی جگہ سے اسی طرح گزرنے کا حکم ہے' نیز روتے ہوئے یا رونی صورت بنائے ہوئے خاموشی سے گزرنا چاہیے۔ کنکریوں کے سلسلے میں دیکھیے' حدیث نمبر: ٢٩٩٩۔

٣٠٢٥- أَخْبَرَنِي أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

٣٠٢٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عرفات سے واپس چلے تو فرماتے تھے: "اے اللہ

٣٠٢٤ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، المناسك، باب التعجيل من جمع، ح: ١٩٤٤، وابن ماجه، المناسك، باب الوقوف بجمع، ح: ٣٠٢٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠١٦. * أبونعيم هو الفضل بن دكين، وتابعه يحيى بن سعيد القطان كما سيأتي، ح: ٣٠٥٥، أبوالزبير عنعن، وأخرجه مسلم، ح: ١٢٩٩ من حديث أبي الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله به مختصرًا جدًا، وهو يغني عنه.

٣٠٢٥ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٥ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠١٧، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

زَيْدٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ [وَ]جَعَلَ يَقُولُ: «اَلسَّكِينَةَ عِبَادَ اللّٰهِ»! يَقُولُ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَأَشَارَ أَيُّوبُ بِبَاطِنِ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ.

کے بندو! سکون واطمینان اختیار کرو۔'' آپ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرما رہے تھے۔ اور (راویٔ حدیث) ایوب نے اپنی ہتھیلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

(المعجم ٢٠٥) - كَيْفَ السَّيْرُ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ٢٠٥)

باب:۲۰۵-عرفات سے واپسی کے وقت چال کیسی ہونی چاہیے؟

٣٠٢٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَسِيرِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ - وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ -.

۳۰۲۶-حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ (کی سواری) کی چال کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: درمیانی چال چلتے تھے۔ جب خالی جگہ پاتے تو سواری کو مزید تیز فرما دیتے۔

(المعجم ٢٠٦) - اَلنُّزُولُ بَعْدَ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ٢٠٦)

باب:۲۰۶-عرفات سے واپسی پر اترنا

٣٠٢٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشِّعْبِ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ أَتُصَلِّي الْمَغْرِبَ؟ قَالَ:

۳۰۲۷- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عرفات سے واپس لوٹے تو (راستے میں) ایک گھاٹی کی طرف ہو لیے۔ میں نے عرض کیا: (اللہ کے رسول!) مغرب کی نماز پڑھیں گے؟ فرمایا: ''(نہیں) نماز کی جگہ تو آگے (مزدلفہ میں) ہے۔''

٣٠٢٦ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح:٤٤١٣ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة . . . الخ، ح:١٢٨٦/ ٢٨٣ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٠١٩.

٣٠٢٧ـ أخرجه مسلم، ح:١٢٨٠/ ٢٧٩ (انظر الحديث السابق) من حديث إبراهيم بن عقبة، والبخاري، الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ح:١٣٩ من حديث كريب به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٠٢١.

«اَلْمُصَلّٰى أَمَامَكَ».

فائدہ: آپ پیشاب کے لیے اترے تھے۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے کہ کسی ضرورت کے لیے راستے میں ٹھہرا جا سکتا ہے ورنہ نمازیں تو مزدلفہ ہی میں ہوں گی۔

٣٠٢٨- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَزَلَ الشِّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُهُ الْأُمَرَاءُ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! الصَّلَاةَ قَالَ: «اَلصَّلَاةُ أَمَامَكَ» فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ لَمْ يَحُلَّ آخِرُ النَّاسِ حَتّٰى صَلّٰى.

٣٠٢٨- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (عرفات سے واپسی کے دوران میں) اس گھاٹی میں اترے تھے جہاں (آج کل) امراء وحکام اترتے ہیں۔ آپ نے پیشاب کیا' پھر ہلکا سا وضو کیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! نماز پڑھیں گے؟ فرمایا: ''(نہیں) نماز تو آگے (مزدلفہ میں) جا کر پڑھیں گے۔'' جب ہم مزدلفہ میں آئے تو ابھی سب لوگوں نے اونٹوں سے سامان نہیں اتارے تھے کہ آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔

فوائد ومسائل: ① گھاٹی میں اترنا کوئی سنت نہیں' نہ صحابہ اترے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا اترنا ضرورت کے لیے تھا۔ ② ''نماز پڑھیں گے؟'' یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں: ''اے اللہ کے رسول! نماز پڑھ لیں'' یا ''اے اللہ کے رسول! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔'' ③ ''سامان نہیں اتارے تھے'' یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ابھی سب لوگ مزدلفہ میں نہیں پہنچے تھے کہ آپ نے نماز پڑھا دی' مگر پہلے معنی زیادہ صحیح ہیں اور دوسری احادیث سے زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ غور فرمائیں۔

(المعجم ٢٠٧) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ٢٠٧)

باب:٢٠٧- مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا

٣٠٢٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي

٣٠٢٩- حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھا تھا۔

٣٠٢٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٢٠.

٣٠٢٩- [صحيح] تقدم، ح: ٦٠٦، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٢٤. * حماد هو ابن زيد، ويحيىٰ هو ابن سعيد.

أَيُّوبَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ.

فائدہ: یہ مسئلہ بھی متفقہ ہے کہ مغرب کی نماز عرفات یا راستے میں نہیں پڑھی جائے گی بلکہ مزدلفہ میں پڑھی جائے گی خواہ رات نصف ہو جائے' البتہ عرفات سے واپسی سورج غروب ہونے کے بعد ہوگی۔

۳۰۳۰- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ.

۳۰۳۰- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھی تھیں۔

۳۰۳۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ لَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

۳۰۳۱- حضرت سالم کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ پڑھی تھیں۔ ان کے درمیان یا ان کے بعد آپ نے کوئی نوافل ادا نہیں کیے۔

فوائد ومسائل: ① ''ایک اقامت کے ساتھ'' احناف نے اسی کو اختیار کیا ہے بشرطیکہ عشاء کی نماز مغرب سے متصل پڑھ لی جائے اور اگر فاصلہ ہو جائے تو عشاء کے لیے الگ اقامت کہی جائے' البتہ عرفات میں ظہر وعصر دو اقامت سے پڑھی جائیں گی کیونکہ عصر اپنے وقت سے پہلے پڑھی جا رہی ہے۔ لیکن احناف کا یہ موقف صحیح نہیں' اس لیے کہ یہی روایت صحیح بخاری (حدیث نمبر ۱۶۷۳) میں بھی ہے' وہاں دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ اقامت کی تصریح موجود ہے اور محدث کبیر شیخ البانی رحمہ اللہ نے انھیں الفاظ کو ''محفوظ'' قرار دیا ہے' اس لیے راجح اور صحیح موقف یہی ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرنے کی صورت میں اقامت الگ الگ ہی کہی جائے گی۔ جمہور اہل

۳۰۳۰ـ [صحيح] تقدم، ح: ۶۰۹.

۳۰۳۱ـ [صحيح] تقدم، ح: ۶۶۱.

علم کا مسلک بھی یہی ہے' البتہ اذان ایک ہی ہوگی۔ ④ ''نوافل ادا نہیں کیے'' دو نمازیں جمع کر کے پڑھنے کی صورت میں نوافل نہیں پڑھے جائیں گے' خواہ حج میں اکٹھی پڑھی جائیں یا عام سفر میں یا (مجبوراً) گھر میں۔ یہ متفقہ اصول ہے۔ نہ درمیان میں' نہ آخر میں' یعنی نہ پہلی نماز کے بعد نہ دوسری کے بعد۔ جمع تقدیم کی صورت ہو' جیسے عرفات میں تھی یا جمع تاخیر کی' جیسے مزدلفہ میں تھی۔

٣٠٣٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ. وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

٣٠٣٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کیا۔ ان کے درمیان کوئی نوافل نہیں پڑھے۔ مغرب کی تین رکعات پڑھیں اور عشاء کی دو۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بھی اسی طرح جمع کرتے تھے حتی کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔

٣٠٣٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

٣٠٣٣- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ جمع کیا۔

فائدہ: حضرت ابن عمر ؓ کی یہی روایت صحیح بخاری میں ''ہر نماز کے لیے الگ الگ اقامت'' کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الحج' حديث: ١٦٧٣) اور یہی محفوظ ہے۔

٣٠٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ:

٣٠٣٤- حضرت کریب سے منقول ہے کہ میں

٣٠٣٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة . . . الخ، ح: ١٢٨٨ من حديث ابن وهب به.

٣٠٣٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٢٧. * سفيان هو الثوري، وسلمة هو ابن كهيل.

٣٠٣٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة . . . الخ، ح: ١٢٨٠/٢٧٨، ٢٧٩ من حديث إبراهيم بن عقبة به باختلاف يسير.

أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ أَنَّ كُرَيْبًا قَالَ: سَأَلْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقُلْتُ: كَيْفَ فَعَلْتُمْ؟ قَالَ: أَقْبَلْنَا نَسِيرُ حَتَّى بَلَغْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَنَاخَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْقَوْمِ فَأَنَاخُوا فِي مَنَازِلِهِمْ فَلَمْ يَحُلُّوا حَتَّى صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ فَنَزَلُوا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا انْطَلَقْتُ عَلَى رِجْلِي فِي سُبَّاقِ قُرَيْشٍ وَرَدِفَهُ الْفَضْلُ.

نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیونکہ وہ عرفے کی شام (واپسی کے وقت) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے، میں نے کہا: تم نے کیسے کیا؟ انھوں نے فرمایا: ہم چلتے آئے حتی کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔ آپ اترے اور مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ نے لوگوں کو پیغام بھیجا تو انھوں نے اپنے اونٹوں کو اپنی قیام گاہوں میں بٹھایا، لیکن انھوں نے سامان نہیں اتارا حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی، پھر لوگوں نے اپنا سامان وغیرہ اتارا اور اپنی قیام گاہوں میں ٹھہرے۔ جب صبح ہوئی تو میں قریش کے جلد جانے والوں میں پیدل چل پڑا۔ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھ گئے۔

(المعجم ٢٠٨) - تَقْدِيمُ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى مَنَازِلِهِمْ بِمُزْدَلِفَةَ (التحفة ٢٠٨)

باب:٢٠٨- مزدلفہ سے عورتوں اور بچوں کو صبح سے پہلے ہی ان کی منیٰ والی قیام گاہوں میں بھیج دینا

٣٠٣٥- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

٣٠٣٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھیں نبی ﷺ نے مزدلفہ کی رات اپنے کمزوروں (یعنی عورتوں، بچوں، بوڑھوں، مریضوں وغیرہ) کے ساتھ پہلے بھیجا تھا۔

٣٠٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

٣٠٣٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

٣٠٣٥- أخرجه البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بليل ... الخ، ح:١٦٧٨، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة ... الخ، ح:١٢٩٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٤٠٣٥.

٣٠٣٦- أخرجه مسلم، ح:١٢٩٣/٣٠٢ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى،◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھیں نبی ﷺ نے مزدلفہ کی رات اپنے کمزوروں' یعنی عورتوں اور بچوں میں پہلے ہی بھیج دیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① صاحب ذخیرۃ العقبیٰ لکھتے ہیں کہ اکثر نسخوں میں ترجمۃ الباب ایسے ہی ہے لیکن یہ درست نہیں' صحیح ترجمۃ الباب یہ ہے:[تَقْدِيمُ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلٰى مِنًى مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ] امام نسائی رحمہ اللہ کی سنن کبریٰ میں اس طرح ہے۔ اس کا مفہوم درج ذیل ہے: ''مزدلفہ سے منیٰ کی طرف عورتوں اور بچوں کو روانہ کر دینا۔'' ملاحظہ فرمایئے: (شرح النسائي للأتيوبي:٢٥/٣٩١) ② مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد کچھ ذکر اذکار کر کے سورج طلوع ہونے سے کچھ قبل ہونی چاہیے مگر ضعیف عورتیں اور بچے چونکہ رش میں تکلیف محسوس کریں گے' اس لیے انھیں طلوع فجر سے پہلے آدھی رات کے بعد کسی وقت بھی بھیجا جا سکتا ہے مگر وہ رمی سورج طلوع ہونے کے بعد ہی کریں گے' البتہ باقی لوگوں سے پہلے کر لیں گے۔ ③ دین کے معاملات میں ہر ایک کو اس کی بساط کے مطابق مکلف ٹھہرایا گیا ہے۔ دینی اعمال سے مقصود لوگوں کو مشقت وتکلیف میں مبتلا کرنا نہیں بلکہ اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ اور وہ ہر کوئی اپنی طاقت کے مطابق بجالائے گا۔ شریعت نے معذورین کے اعذار کا لحاظ رکھا ہے۔ یہ شریعت محمدیہ کا امتیاز ہے۔ وللہ الحمد.

٣٠٣٧- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَعَفَّانُ وَسُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُشَاشٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ ضَعَفَةَ بَنِي هَاشِمٍ أَنْ يَنْفِرُوا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

٣٠٣٧- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بنی ہاشم کے کمزوروں (عورتوں اور بچوں) کو حکم دیا تھا کہ وہ مزدلفہ سے رات ہی کو چل پڑیں۔

٣٠٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ أَنَّ أُمَّ

٣٠٣٨- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں رات کے اندھیرے میں مزدلفہ سے منیٰ کو چلی جاؤں۔

◄◄ ح:٣٠٣٦، وسيأتي، ح:٣٠٥١ . ✽ عمرو هو ابن دينار، وعطاء هو ابن أبي رباح .

٣٠٣٧ـ[إسناده صحيح] أخرجه أحمد:١/ ٢١٢ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وأبويعلى، ح:٦٧٣٤ .

٣٠٣٨ـ أخرجه مسلم، ح:١٢٩٢ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، انظر الحديث المتقدم:٣٠٣٥ .

حَبِيبَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تُغَلِّسَ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مِنًى.

٣٠٣٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: كُنَّا نُغَلِّسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى.

۳۰۳۹- حضرت ام حبیبہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں رات کے اندھیرے میں مزدلفہ سے منیٰ کو چلے جایا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٠٩) - اَلرُّخْصَةُ لِلنِّسَاءِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ الصُّبْحِ (التحفة ٢٠٩)

باب:۲۰۹-عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ مزدلفہ سے طلوع فجر سے پہلے چل پڑیں

٣٠٤٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا أَذِنَ النَّبِيُّ ﷺ لِسَوْدَةَ فِي الْإِفَاضَةِ قَبْلَ الصُّبْحِ مِنْ جَمْعٍ لِأَنَّهَا كَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً.

۳۰۴۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت سودہ ؓ کو مزدلفہ سے فجر طلوع ہونے سے قبل چل پڑنے کی اجازت اس لیے دی تھی کہ وہ بھاری جسم والی سست رفتار عورت تھیں۔

فائدہ: حضرت سودہ ؓ وہ پہلی معزز خاتون تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی پہلی زوجۂ محترمہ حضرت خدیجہ ؓ کی وفات کے بعد نکاح کیا۔ وہ لمبے قد کاٹھ کی عورت تھیں لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر وہ کبرسنی کی وجہ سے بوجھل ہو چکی تھیں اور تیز نہ چل سکتی تھیں‘ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں چند دیگر خواتین اور بچوں کے ساتھ مزدلفہ سے جلدی چل پڑنے کی اجازت دے دی تھی تاکہ وہ بروقت پہنچ سکیں‘ البتہ انھیں یہ تاکید فرما دی تھی کہ طلوع شمس سے پہلے رمی نہ کریں۔ اس قسم کے ضعیف حضرات کے لیے یہ رخصت اب بھی برقرار ہے۔

٣٠٣٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٠٤٠ـ أخرجه البخاري، ح: ١٦٨٠، ومسلم (انظر الحديث الآتي: ٣٠٥٢) من حديث عبدالرحمن بن القاسم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٣٢.

(المعجم ٢١٠) - اَلْوَقْتُ الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ الصُّبْحُ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ٢١٠)

باب:۲۱۰-مزدلفہ میں صبح کی نماز کس وقت پڑھی جائے؟

٣٠٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى صَلَاةً قَطُّ إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ صَلَّاهُمَا بِجَمْعٍ وَصَلَاةَ الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا.

۳۰۴۱-حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر مغرب وعشاء کی نمازیں جو آپ نے مزدلفہ میں (بہت رات گئے) پڑھیں اور اسی رات فجر کی نماز بھی آپ نے وقت (معتاد) سے پہلے پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن مسعود ؓ کی یہ نفی عام حالات کے اعتبار سے ہے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ سفر میں نمازوں کا جمع کرنا آپ سے صحیح احادیث سے قطعاً ثابت ہے۔ اسی طرح حج میں عرفہ کے دن عصر کو ظہر کے ساتھ پڑھنا بھی متفقہ مسئلہ ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے یہ الفاظ کسی مخصوص پس منظر میں ارشاد فرمائے ہوں جس کی تعیین مشکل ہے' الا یہ کہ دو نمازوں سے مراد یوم عرفہ کی عصر اور مغرب ہوں اور بے وقت پڑھنے کا مطلب یہ ہو کہ انھیں حکماً مقدم یا مؤخر پڑھنا لازم کر دیا گیا ہو کیونکہ یوم عرفہ کی عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھنا لازم ہے اور مغرب کو اپنے وقت سے مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھنا لازم ہے' جبکہ سفر وغیرہ میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی رخصت ہے' لازم نہیں۔ ② ''صبح کی نماز'' اس سے ظاہر الفاظ مراد نہیں کیونکہ کسی کے نزدیک بھی مزدلفہ میں صبح کی نماز طلوع فجر سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں' اس لیے ترجمے میں لفظ ''معتاد'' کا اضافہ کیا گیا ہے' یعنی عموماً رسول اللہ ﷺ طلوع فجر اور نماز صبح کی ادائیگی میں کچھ وقفہ فرماتے تھے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں۔ مزدلفہ میں لوگ پہلے سے موجود اور تیار تھے' لہٰذا جونہی فجر طلوع ہوئی' آپ نے کوئی وقفہ یا فاصلہ کیے بغیر فوراً نماز پڑھائی تاکہ بعد میں ذکر اور وقوف کے لیے زیادہ وقت مل سکے۔ سابقہ معمول کی نسبت یہ نماز بہت جلد ادا کی گئی تھی' اس لیے مبالغے کے طور پر اسے وقت سے پہلے کہا گیا۔ ③ بعض احناف نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ نماز صبح اسفار میں پڑھنی چاہیے کیونکہ مزدلفہ میں آپ نے نماز صبح غلس میں پڑھی تھی۔ اور بقول ابن مسعود ؓ باقی دنوں میں اس وقت نہ پڑھتے تھے۔ گویا اسفار میں پڑھتے تھے۔ یہ بات درست نہیں۔ اس روایت کی صحیح توجیہ اوپر بیان ہوگئی ہے۔ باقی رہا رسول اللہ

٣٠٤١- [صحيح] تقدم، ح: ٦٠٩.

ﷺ کا عموماً صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھنا تو یہ بہت سی صحیح روایات سے قطعاً ثابت ہے۔ کیا صریح الفاظ کے مقابلے میں اس قسم کی مبہم روایت بلکہ اس کے مفہوم سے استدلال درست ہو سکتا ہے؟ ہاں اسفار (روشنی) میں نماز منع نہیں مگر رسول اللہ ﷺ غلس ہی میں پڑھا کرتے تھے لہٰذا یہی افضل ہے۔ (تفصیلی بحث کتاب المواقیت کے ابتدائیے میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(المعجم ٢١١) - فِيمَنْ لَمْ يُدْرِكْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ٢١١)

باب:٢١١- جو شخص مزدلفہ میں صبح کی نماز امام کے ساتھ نہ پا سکے؟

٣٠٤٢- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدَ وَزَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاقِفًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَالَ: «مَنْ صَلَّى مَعَنَا صَلَاتَنَا هٰذِهِ هٰهُنَا ثُمَّ أَقَامَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ».

٣٠٤٢- حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مزدلفہ میں وقوف فرماتے (ٹھہرے) دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے یہ نماز (نماز فجر) اس جگہ ہمارے ساتھ پڑھی' پھر ہمارے ساتھ ٹھہرا رہا اور وہ اس سے قبل دن یا رات کسی وقت عرفات میں وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد جبل قزح کے قریب جا کر یا مزدلفہ میں کسی بھی جگہ ذکر اذکار کرنا وقوف کہلاتا ہے۔ یہ وقوف سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے تک جاری رہے گا۔ سورج طلوع ہونے سے قبل ہی منیٰ کی طرف چل پڑنا مسنون ہے۔ (صحيح البخاري' الحج' حديث: ١٦٨٤) ② روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص عرفات سے واپسی میں اتنا لیٹ ہو جائے کہ مزدلفہ میں امام حج کے ساتھ شریک نہ ہو سکے' اس کا حج نہیں ہو گا۔ البتہ جو شخص عرفات میں وقوف کر چکا ہو اور وہ صبح سے پہلے مزدلفہ آ گیا ہو مگر نیند وغیرہ کی وجہ سے نماز اور وقوف سے لیٹ ہو گیا ہو' اس کا حج پورا ہو جائے گا۔ گویا صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھنا ضروری ہے' جماعت کے ساتھ ہو یا الگ۔ یاد رہے! صحیح قول کے مطابق صبح کی نماز مزدلفہ میں ادا کرنا حج کے ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کے فوت ہونے سے حج نہیں ہوتا۔ مزید تفصیل

٣٠٤٢ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج، ح: ٨٩١ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ٤/٢٥٦، ح: ٢٨٢١، وابن حبان، ح: ١٠١٠، والحاكم: ١/٤٦٣، والذهبي. * سعيد بن عبدالرحمٰن هو ابن حسان القرشي أبوعبيدالله المخزومي المكي، وإسماعيل هو ابن أبي خالد، وداود هو ابن أبي هند، وزكريا هو ابن أبي زائدة.

کے لیے دیکھیے:(الموسوعة الفقهية المُيَسَّرة' لحسين العودة:۳۹۱/۴)

٣٠٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ جَمْعًا مَعَ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ حَتّٰى يُفِيضَ مِنْهَا فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ وَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ مَعَ النَّاسِ وَالْإِمَامِ فَلَمْ يُدْرِكْ».

۳۰۴۳- حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے امام اور لوگوں کے ساتھ مزدلفے کا وقوف پالیا اور پھر وہ منیٰ کو گیا تو اس نے حج پالیا (بشرطیکہ وہ اس سے پہلے عرفات سے ہو آیا ہو)۔ اور جس شخص نے لوگوں اور امام کے ساتھ یہ وقوف نہ پایا (یعنی اتنا لیٹ ہو گیا) تو اس کا حج نہیں ہوا۔''

٣٠٤٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَقْبَلْتُ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ لَمْ أَدَعْ جَبَلًا إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلّٰى هٰذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ».

۳۰۴۴- حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس مزدلفہ آیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بنو طے کے دو پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے کسی ٹیلے یا پہاڑ کو نہیں چھوڑا مگر اس پر وقوف کیا ہے تو کیا میرا حج ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے یہ نماز (فجر کی) ہمارے ساتھ پڑھی جبکہ وہ اس سے پہلے رات یا دن کے کسی حصے میں عرفات میں وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔''

فوائد ومسائل: ① شاید حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ کو بروقت رسول اللہ ﷺ کے اعلانِ حج کا پتا نہ چلا ہو' بعد میں پتا چلا تو چل پڑے۔ چونکہ تاخیر ہو چکی تھی' لہٰذا سیدھے عرفات آئے اور وہاں سے مزدلفہ پہنچے۔ ② ''کسی ٹیلے یا پہاڑ'' یعنی جس کے بارے میں گمان تھا کہ یہاں ٹھہرنا بھی حج کا حصہ ہے کیونکہ حج پہلے سے عربوں میں معروف تھا اور وہ حج کیا کرتے تھے۔ اور وقوف عرفات متفق علیہ مسئلہ تھا' ورنہ یہ مطلب نہیں کہ بنو طے کے علاقے سے شروع ہو کر مزدلفے تک وہ ہر پہاڑ پر وقوف کرتے آئے تھے۔ یہ تو (عملاً) ناممکن بات ہے۔ ③ اگر کوئی شخص مزدلفہ میں رات کو نہ آسکے اور وقوف نہ کر سکے تو بعض علماء کے نزدیک اس کا حج نہیں

٣٠٤٣- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٠٤٤- [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

ہوگا۔ لیکن درست یہ ہے کہ مزدلفہ میں وقوف' وجوب کی حیثیت رکھتا ہے' جیسا کہ بعض محققین کا موقف ہے۔ اور ادھر کم از کم نماز فجر ادا کرنا شرط کی حیثیت جیسا کہ عروہ بن مضرس کی دوسری صریح حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اس میں وقوف عرفات اور پھر مزدلفہ میں نماز فجر پانے کے ساتھ اتمام حج کو مقید کیا گیا ہے جو نماز فجر کی مزدلفہ میں رکنیت کی دلیل ہے۔ جمہور کے نزدیک وقوف واجب ہے لیکن دم سے اس کی تلافی ہو جائے گی' مگر حدیث کے ظاہر الفاظ اس کے خلاف ہیں۔ جمہور کا خیال ہے کہ یہاں نفی جنس کی نہیں بلکہ کمال کی ہے۔ لیکن بلا دلیل اس نفی کو کمال پر محمول کرنا اصول کے خلاف ہے۔ واللہ أعلم. ④ ''میل کچیل دور کر لیا'' یعنی وہ رمی وغیرہ کے بعد عنقریب حلال ہو جائے گا' پھر وہ حجامت وغیرہ کروائے گا اور اچھی طرح نہائے دھوئے گا۔

٣٠٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُضَرِّسِ بْنِ أَوْسِ ابْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَأْمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ: هَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ: مَنْ صَلَّى هٰذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَوَقَفَ هٰذَا الْمَوْقِفَ حَتَّى يُفِيضَ وَأَفَاضَ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ.

٣٠٤٥- حضرت عروہ بن مضرس بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس مزدلفہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس نے یہ نماز (نماز فجر) ہمارے ساتھ (مزدلفہ میں) پڑھی اور ہمارے ساتھ یہ وقوف (وقوف مزدلفہ) کیا حتی کہ منیٰ کو جائے اور اس سے پہلے وہ رات یا دن کو کسی وقت عرفات سے ہو آیا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔''

٣٠٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُضَرِّسٍ الطَّائِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَتَيْتُكَ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ أَكْلَلْتُ مَطِيَّتِي وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي مَا بَقِيَ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ

٣٠٤٦- حضرت عروہ بن مضرس طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس بنو طے کے پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری کو تھکا دیا ہے اور اپنے آپ کو بھی مشقت میں ڈالا ہے۔ جو بھی ٹیلہ یا پہاڑ آیا' میں نے اس پر وقوف کیا ہے' تو کیا میرا حج ہو گیا؟

٣٠٤٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٤٢.

٣٠٤٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٤٢.

عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْغَدَاةِ هٰهُنَا مَعَنَا وَقَدْ أَتَى عَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَضَى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ».

آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے صبح کی نماز یہاں (مزدلفہ میں) ہمارے ساتھ پڑھ لی جبکہ وہ اس سے پہلے عرفات سے ہوآیا ہوتو اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا اور اس کا حج پورا ہوگیا۔''

٣٠٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَعْمُرَ الدِّيلِيَّ قَالَ: شَهِدْتُّ النَّبِيَّ ﷺ بِعَرَفَةَ وَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ نَجْدٍ فَأَمَرُوا رَجُلًا فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ: «اَلْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَاءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَدْ أَدْرَكَ حَجَّهُ، أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ» ثُمَّ أَرْدَفَ رَجُلًا فَجَعَلَ يُنَادِي بِهَا فِي النَّاسِ.

۳۰۴۷- حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس عرفے میں موجود تھا جبکہ آپ کے پاس نجد والوں میں سے کچھ لوگ آئے۔ انھوں نے ایک آدمی سے کہا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے حج کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ''حج وقوف عرفہ کا نام ہے۔ جو شخص (عرفہ سے ہوکر) صبح کی نماز سے پہلے مزدلفہ میں آ گیا' اس نے حج پالیا۔ منیٰ کے دن تین ہیں: جو شخص دو دن ٹھہر کر جلدی آ جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تیسرے دن بھی ٹھہرا رہا' اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔'' پھر آپ نے اپنے پیچھے ایک آدمی بٹھایا جو لوگوں میں یہ اعلان کرتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ''منیٰ کے دن تین ہیں'' ویسے تو چار دن ہیں مگر چونکہ یوم نحر میں دوسرے کام بھی ہوتے ہیں' اس لیے اسے شمار نہیں فرمایا۔ ۱۱، ۱۲، ۱۳ منیٰ کے دن ہیں۔ ان ایام میں تینوں جمروں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں لیکن اگر کوئی شخص ۱۲ تاریخ کو رمی کر کے منیٰ سے چلا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اسے ۱۳ تاریخ کی رمی معاف ہے' لیکن اگر کوئی شخص ٹھہرا رہے تو اسے ۱۳ تاریخ کی رمی بھی کرنی پڑے گی۔ ② ''اس پر بھی کوئی گناہ نہیں'' بلکہ ثواب ہوگا۔ گناہ کی نفی پہلے جملے کی مناسبت سے ہے' ورنہ ٹھہرنا گناہ کا احتمال نہیں رکھتا' البتہ جلدی چلے جانے میں گناہ کا احتمال ہوسکتا تھا۔

٣٠٤٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۰۴۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی

٣٠٤٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٠١٩.

٣٠٤٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح: ١٢١٨/ ١٤٩ من حديث جعفر بن محمد به.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَحَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مزدلفہ سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔“

فائدہ: ممکن نہیں کہ سب لوگ اس جگہ ٹھہریں جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے جبکہ حجاج کی تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔

(المعجم ٢١٢) - اَلتَّلْبِيَةُ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ٢١٢)

باب: ۲۱۲- مزدلفہ میں لبیک کہنا

٣٠٤٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ كَثِيرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُدْرِكٍ -، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ: سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هٰذَا الْمَكَانِ: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ».

۳۰۴۹- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ ہم مزدلفہ میں تھے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس شخصیت کو جس پر سورۂ بقرہ اتاری گئی اس جگہ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پکارتے سنا۔

(المعجم ٢١٣) - وَقْتُ الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ (التحفة ٢١٣)

باب: ۲۱۳- مزدلفہ سے (منیٰ کی طرف) واپسی کا وقت

٣٠٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ:

۳۰۵۰- حضرت عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں فرما رہے تھے: جاہلیت والے سورج طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ

٣٠٤٩ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب إدامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر، ح: ١٢٨٣ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٥٣.

٣٠٥٠ـ أخرجه البخاري، الحج، باب: متى يدفع من جمع، ح: ١٦٨٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٥٤.

سَمِعْتُهُ يَقُولُ: شَهِدْتُ عُمَرَ بِجَمْعٍ فَقَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُولُونَ: أَشْرِقْ ثَبِيرُ وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

سے نہیں چلتے تھے بلکہ کہتے تھے: اے ثبیر! روشن ہو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت فرمائی، پھر وہ طلوع شمس سے پہلے ہی چل پڑے۔

فائدہ: "اے ثبیر! روشن ہو" ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ کی حدود ہی میں واقع ہے۔ ظاہر ہے سورج طلوع ہو تو اس کی روشنی سب سے پہلے پہاڑ ہی پر پڑتی ہے۔ پہاڑ کے روشن ہونے سے سورج کے طلوع ہونے کا پتا چل جاتا ہے۔ اہل جاہلیت کا مقصد یہ تھا کہ پہاڑ روشن ہوگا، یعنی سورج طلوع ہوگا تو پھر چلیں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ سورج طلوع ہونے سے پہلے چل پڑے، اور یہی سنت ہے اگرچہ مزدلفہ میں سورج طلوع ہونے سے حج کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ رش میں ایسا ممکن ہے۔

(المعجم ٢١٤) - اَلرُّخْصَةُ لِلضَّعَفَةِ أَنْ يُّصَلُّوا يَوْمَ النَّحْرِ الصُّبْحَ بِمِنًى (التحفة ٢١٤)

باب: ٢١٤- کمزور عورتوں اور بچوں کو اجازت ہے کہ وہ یوم نحر کو صبح کی نماز منیٰ میں آ پڑھیں

٣٠٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ أَشْهَبَ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُمْ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ فَصَلَّيْنَا الصُّبْحَ بِمِنًى وَرَمَيْنَا الْجَمْرَةَ.

٣٠٥١- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کمزور، عورتوں اور بچوں میں (رات ہی کو) بھیج دیا تھا۔ ہم نے صبح کی نماز منیٰ میں پڑھی اور جمرہ (عقبہ) کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھنا یا بعد میں وقوف کرنا حج کے ارکان میں شامل نہیں۔ اس کے بغیر بھی حج ہو سکتا ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کو رات کے وقت منیٰ جانے کی اجازت نہ دیتے۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ یہ رخصت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کا ذکر

٣٠٥١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٣٦، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٥٥.

حدیث میں ہو چکا ہے' لہٰذا اس حدیث سے مزدلفہ میں نماز فجر ادا کرنے کی عدم رکنیت کی دلیل پکڑنا درست نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے نماز میں قیام رکن کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ضعیف شخص جو اس کا متحمل نہیں وہ اس رکن سے مستثنیٰ ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں نماز فجر کی ادائیگی کا مسئلہ ہے۔ واللہ أعلم.

۳۰۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَدِدْتُ أَنِّي اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ وَكَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهَا فَصَلَّتِ الْفَجْرَ بِمِنًى وَرَمَتْ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ.

۳۰۵۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ سے (مزدلفہ سے رات کو منیٰ چلے جانے کی) اجازت طلب کرتی' جیسے حضرت سودہ ؓ نے اجازت طلب کر لی تھی اور میں بھی فجر کی نماز لوگوں کے آنے سے پہلے منیٰ میں پڑھ لیتی۔ حضرت سودہ ؓ بوجھل اور سست رفتار خاتون تھیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر لی تھی اور آپ نے انھیں اجازت دے دی تھی۔ تو انھوں نے فجر کی نماز منیٰ میں پڑھی اور لوگوں کے آنے سے پہلے پہلے رمی کر لی تھی۔

فائدہ: اگرچہ یہ اجازت ہر معذور شخص کو حاصل ہے کیونکہ شریعت کسی مخصوص دور یا اشخاص کے لیے نہیں' مگر حضرت عائشہ ؓ نے مناسب سمجھا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا' ساری عمر اسی طرح کرتی رہیں' خواہ اس میں مشقت اور تکلیف بھی ہو۔ یہ ان کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا عظیم ثبوت ہے' لیکن معذور شخص رخصت پر عمل کر سکتا ہے۔

۳۰۵۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ مَوْلًى لِأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ

۳۰۵۳- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ کے ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے روایت ہے کہ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ کے ساتھ رات کے اندھیرے ہی میں منیٰ آ گیا تو میں نے ان سے کہا کہ ہم منیٰ میں

۳۰۵۲_ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة ... الخ، ح: ۱۲۹۰/ ۲۹۵ من حديث عبيدالله بن عمر به، وانظر، ح: ۳۰٤٠.

۳۰۵۳_[صحيح] وهو في الموطأ(يحيى): ۱/ ۳۹۱ * مولى لأسماء هو عبدالله بن كيسان كما في التقريب.

قَالَ: جِئْتُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ مِنًى بِغَلَسٍ، فَقُلْتُ لَهَا: لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ، فَقَالَتْ: قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ هٰذَا مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ.

اندھیرے ہی میں آ گئے ہیں۔ وہ فرمانے لگیں: ہم اس شخصیت کے ہوتے ہوئے ایسا کیا کرتے تھے جو تجھ (اور ہم) سے بہت افضل تھی۔

٣٠٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ: كَانَ يُسَيِّرُ نَاقَتَهُ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

۳۰۵۴- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا' جبکہ میں بھی ان کے پاس بیٹھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع میں واپس چلے تو آپ کی رفتار کیسی تھی؟ انھوں نے فرمایا: آپ اپنی اونٹنی کو درمیانی چال سے چلا رہے تھے' البتہ جب خالی جگہ پاتے تو (مزید) تیز فرما دیتے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر: ۳۰۲۱۔

(المعجم ٢١٥) - اَلْإِيضَاعُ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ (التحفة ٢١٥)

باب: ۲۱۵- وادیٔ محسر میں سواری کو تیزی کے ساتھ گزارنا

٣٠٥٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ.

۳۰۵۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وادیٔ محسر میں اونٹنی کو بہت تیز کر دیا تھا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر: ۳۰۲۴۔

٣٠٥٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ

۳۰۵۶- حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم

٣٠٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٢٦.

٣٠٥٥- [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٠٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٥٩.

٣٠٥٦- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٨٦٤ من حديث حاتم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٦٠، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١٢١٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَفَعَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ الْعَبَّاسِ حَتّٰى أَتٰى مُحَسِّرًا حَرَّكَ قَلِيلًا، ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تُخْرِجُكَ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا - حَصَى الْخَذْفِ - رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور میں نے ان سے کہا: ہمیں نبی ﷺ کے حج کے بارے میں بیان فرمائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے چل پڑے اور آپ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا حتی کہ جب وادی محسر میں پہنچے تو سواری کو کچھ تیز کر دیا، پھر اس درمیانی راستے سے چلے جو تجھے بڑے جمرے (جمرۂ عقبہ) پر جا پہنچاتا ہے حتی کہ آپ اس جمرے کے پاس پہنچے جو ''شجرہ'' کے پاس ہے، پھر آپ نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ أکبر کہتے تھے۔ اور وہ کنکریاں خذف کی کنکریوں جیسی (چھوٹی چھوٹی) تھیں۔ آپ نے یہ رمی وادی کے نشیب کی طرف سے کی تھی۔

(المعجم ٢١٦) - اَلتَّلْبِيَةُ فِي السَّيْرِ (التحفة ٢١٦)

باب:٢١٦-(مزدلفہ سے منیٰ کو) چلتے وقت لبیک کہنا

٣٠٥٧- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ -، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جُرَيْجٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ.

٣٠٥٧- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا (یعنی مزدلفہ سے منیٰ تک)۔ آپ لبیک کہتے رہے حتی کہ آپ نے جمرے کی رمی شروع کی۔

٣٠٥٧ـ أخرجه البخاري، باب التلبية والتكبير غداة النحر حتى يرمي الجمرة . . . الخ، ح:١٦٨٥، ومسلم، الحج، باب استحباب إدامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر، ح:١٢٨١/٢٦٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٠٦١.

٣٠٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَبّٰى حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ.

٣٠٥٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ لبیک پڑھتے رہے حتی کہ آپ نے جمرے کو رمی کی۔

فائدہ: جمہور اہل علم کے قول کے مطابق جمرۂ عقبہ کی رمی تک لبیک کہنا چاہیے، یعنی پہلی کنکری کے ساتھ ہی لبیک روک دیا جائے اور تکبیر شروع کر دی جائے۔ ان کی دلیل مذکورہ حدیث ہے۔ امام احمد اور بعض اصحاب شافعی رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ رمی مکمل ہونے تک تلبیہ پکارا جائے، جونہی آخری کنکری ماری جائے، تلبیہ بند کر دیا جائے۔ از روئے دلیل یہی موقف راجح ہے۔ جمہور کی دلیل میں ابہام ہے، جبکہ مؤخر الذکر موقف کے حاملین کی دلیل صریح اور دوٹوک ہے۔ ابن خزیمہ میں بواسطہ ابن عباس فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: [أَفَضْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ، فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ مَعَ آخِرِ حَصَاةٍ] ”میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہی عرفات سے واپس لوٹا، آپ بدستور جمرۂ عقبہ کی رمی تک، تلبیہ پکارتے رہے، آپ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے، پھر آپ علیہ السلام نے آخری کنکری کے ساتھ تلبیہ موقوف کر دیا ہے۔“ اس کے بعد امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور دیگر مبہم روایات کی تفسیر کرتی ہے اور آپ ﷺ کے قول ”حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ“ سے مراد یہ ہے کہ یہاں تک کہ آپ نے رمی کی تکمیل فرمالی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباري: ٣/٥٣٣) بہر حال آخری کنکری مارنے تک تلبیہ کہنے کی ممکنہ صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہہ کر ساتھ تلبیہ بھی پکار لیا جائے۔ اگر صرف تکبیر ہی پر اکتفا کیا جائے اور اس وقت تلبیہ نہ بھی کہا جائے تو جائز ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢١٧) - اِلْتِقَاطُ الْحَصٰى (التحفة ٢١٧)

باب: ٢١٧- کنکریاں چننا

٣٠٥٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٣٠٥٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٣٠٥٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٤٤ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٣٠٣٩ من حديث أيوب عن سعيد بن جبير به، وسنده حسن، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٦٨٥، ومسلم، ح: ١٢٨٠ وغيرهما. * سفيان هو الثوري، وحبيب هو ابن أبي ثابت.

٣٠٥٩- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب قدر حصى الرمي، ح: ٣٠٢٩ من حديث عوف الأعرابي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٦٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٦٧، وابن حبان، ح: ١٠١١.

الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ: «هَاتِ الْقُطْ لِي» فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ قَالَ: «بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ! وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ».

کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی والی صبح (۱۰ ذوالحجہ) کو جبکہ آپ اپنی سواری پر سوار تھے فرمایا: ''میرے لیے کنکریاں چنو۔'' میں نے (چھوٹی چھوٹی کنکریاں چنیں جو خذف کی کنکریوں جیسی تھیں۔ جب میں نے وہ آپ کے ہاتھ میں رکھیں تو آپ نے فرمایا: ''اس قسم کی کنکریوں سے رمی کرنی چاہیے۔ دین میں غلو (حد سے بڑھ جانے) سے بچو کیونکہ تم سے پہلی قوموں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا۔''

فوائد ومسائل: ① مکمل دنوں کی رمی کی کنکریوں کی تعداد ستر بنتی ہے۔ یہ کنکریاں کہیں سے بھی اٹھائی جا سکتی ہیں' البتہ یہ کہنا کہ جمرات کے پاس سے نہیں اٹھانی چاہییں بے دلیل موقف ہے' نیز مزدلفہ ہی سے کنکریاں اٹھانے کو مستحب قرار دینا بھی محل نظر ہے۔ ② کنکریاں چھوٹی چھوٹی ہونی چاہییں جو عموماً بچے نشانہ بازی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جن سے کوئی جانور شکار نہیں کیا جا سکتا' البتہ آنکھ وغیرہ کو زخمی کر سکتی ہیں کیونکہ آنکھ نازک عضو ہے۔ رمی کے لیے چھوٹی کنکریاں اس لیے ضروری ہیں کہ اگر کسی کو لگ جائیں تو نقصان نہ ہو۔ تقریباً چنے کے دانے کے برابر ہوں۔ ③ ''غلو'' یعنی مقررہ حد سے بڑھ جانا۔ مندرجہ بالا مسئلے میں غلو یہ ہے کہ بڑے بڑے ڈھیلے مارے جائیں جس سے کوئی زخمی ہو سکتا ہے۔ ④ ''ہلاک کیا'' یعنی گمراہ کیا جو عذاب کا سبب ہے اور یہ اصل ہلاکت ہے۔

(المعجم ٢١٨) - مِنْ أَيْنَ يَلْتَقِطُ الْحَصٰى (التحفة ٢١٨)

باب: ۲۱۸- کنکریاں کہاں سے چنے؟

٣٠٦٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنْ عَبْدِ

۳۰۶۰- حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو عرفات سے شام کو چلتے وقت اور مزدلفہ کی صبح فرمایا: ''سکون و اطمینان

◀◀ والحاكم: ١/ ٤٦٦، والذهبي.

٣٠٦٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٦٤.

اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ «عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ» وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ مِنًى فَهَبَطَ حِينَ هَبَطَ مُحَسِّرًا قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي تُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ» قَالَ: وَالنَّبِيُّ ﷺ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخْذِفُ الْإِنْسَانُ.

اختیار کرو۔‘‘ خود آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی حتی کہ جب آپ منیٰ میں داخل ہوئے اور وادیٔ محسر میں اترے تو آپ نے فرمایا: ’’خذف کی کنکریوں جیسی کنکریاں چنا جن سے جمرات کو رمی کی جائے۔ نبی ﷺ اپنے ہاتھ سے اشارہ بھی فرما رہے تھے جس طرح کوئی شخص کنکری پھینکتا ہے۔

فائدہ: ’’خذف‘‘ کے مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں مگر مسنون اور سب سے زیادہ آسان طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور تشہد والی انگلی کے سروں کے ساتھ کنکری پکڑ کر رمی کی جائے' تاہم رش کی وجہ سے موجودہ دور میں اس طریقے پر عمل کرنا بھی مشکل ہے۔

(المعجم ٢١٩) - قَدْرُ حَصَى الرَّمْيِ (التحفة ٢١٩)

باب: ۲۱۹-رمی والی کنکریوں کی مقدار

٣٠٦١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى رَاحِلَتِهِ: «هَاتِ الْقُطْ لِي» فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَوَضَعَهُنَّ فِي يَدِهِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِهِنَّ فِي يَدِهِ، وَوَصَفَ يَحْيَى تَحْرِيكَهُنَّ فِي يَدِهِ بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ.

۳۰۶۱-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی والی صبح (۱۰ ذوالحجہ کو) فرمایا' جبکہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے: ’’میرے لیے کنکریاں چن کر لا۔‘‘ میں نے (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں چنیں جو خذف والی کنکریوں کی طرح تھیں۔ آپ نے انھیں اپنے ہاتھ میں پکڑا۔ آپ انھیں اپنے دست مبارک میں ہلا رہے تھے اور فرما رہے تھے: ’’ان جیسی کنکریوں سے رمی کرنی چاہیے۔‘‘

٣٠٦١- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٠٥٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٦٥.

(المعجم ٢٢٠) - اَلرُّكُوبُ إِلَى الْجِمَارِ وَاسْتِظْلَالُ الْمُحْرِمِ (التحفة ٢٢٠)

باب:۲۲۰-جمروں کی طرف سوار ہو کر جانا اور محرم کا سایہ حاصل کرنا

٣٠٦٢- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ حُصَيْنٍ قَالَتْ: حَجَجْتُ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُ بِلَالًا يَقُودُ بِخِطَامِ رَاحِلَتِهِ وَأُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ رَافِعٌ عَلَيْهِ ثَوْبَهُ يُظِلُّهُ مِنَ الْحَرِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَرَ قَوْلًا كَثِيرًا.

۳۰۶۲-حضرت ام حصین ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے حج والے سال حج کیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت بلال ؓ آپ کی سواری کی مہار پکڑ کر آگے آگے چل رہے ہیں اور حضرت اسامہ بن زید ؓ نے آپ پر کپڑا تانا ہوا ہے تاکہ دھوپ سے سایہ ہو سکے۔ اس وقت آپ احرام سے تھے حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی کی' پھر آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔

فوائد ومسائل: ① پیچھے بارہا ذکر ہو چکا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مکمل حجۃ الوداع سواری پر ادا فرمایا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ کر حج کے مسائل سیکھ سکیں' نیز لوگ جی بھر کر آپ کا دیدار کر سکیں۔ لوگ دور دور سے آئے تھے۔ ویسے بھی جمروں کی طرف سوار ہو کر جانے میں کوئی قباحت نہیں' پھر آپ تو مزدلفہ سے تشریف لا رہے تھے۔ ② ''جمرۂ عقبہ'' یہ جمرہ آخری ہے اگر منیٰ سے مکہ کو جائیں۔ یہ جمرہ حقیقتاً منیٰ سے خارج ہے مگر متصل ہے۔ اور یہی وہ جمرہ ہے جہاں اہل مدینہ نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ پہلی بھی' دوسری بھی۔ یوم نحر' یعنی ۱۰ ذوالحجہ کو صرف اسی جمرے کی رمی کی جاتی ہے۔ اسے بڑا جمرہ بھی کہا جاتا ہے۔ لوگ عرف عام میں جمرات کو شیطان بھی کہہ لیتے ہیں لیکن اس کی بجائے اگر یہ کہہ لیا جائے کہ یہ جمرات شیطان ہیں نہ یہاں شیطان رہتا ہے بلکہ انھیں ان مقامات کے تعین یا نشانی کے طور پر قائم کیا گیا جہاں اسے کنکریاں پڑی تھیں' کیونکہ جب شیطان نے حضرت ابراہیم ؑ کو ان کے عزم مصمم سے روکنے کی کوشش کی تھی تو آپ نے اسے کنکریاں مار کر رد کر دیا تھا۔ رمی اسی کی یادگار ہے۔ صحیح حدیث سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب ابراہیم خلیل اللہ عبادات حج کی ادائیگی کے لیے آئے تو جمرۂ عقبہ کے پاس شیطان ان کے

٣٠٦٢- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا . . . الخ، ح:١٢٩٨/ ٣١٢ من حديث محمد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٠٦٦.

سامنے آیا۔ انھوں نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر دوسرے جمرے کے پاس رونما ہوا' انھوں نے پھر اسے سات کنکریاں ماریں' حتی کہ وہ زمین میں دھنس گیا' پھر وہ تیسرے جمرے کے پاس ان کے سامنے آ گیا' انھوں نے پھر اسے سات کنکریاں ماردیں یہاں تک کہ وہ دھنس گیا۔ راویٔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (اب تم گویا) شیطان کو پتھر مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کرتے ہو۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ١/٢٩٧، ٢٩٨' وصحيح الترغيب والترهيب' للألباني' رقم الحديث: ١١٥٦) ③ محرم خیمے یا چھتری وغیرہ کا سایہ حاصل کر سکتا ہے۔

٣٠٦٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ صَهْبَاءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ.

٣٠٦٣- حضرت قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانیوں والے دن اپنی بھورے رنگ کی اونٹنی پر سوار جمرۂ عقبہ کو رمی کرتے دیکھا۔ نہ سواریوں کو مارا جارہا تھا' نہ انھیں بھگایا جارہا تھا اور نہ ہٹو بچو کا شور تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ نبیٔ اکرم ﷺ کے حسن اخلاق کی بڑی شاندار مثال ہے جسے موجودہ حکمران پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ آج کل کے حکمرانوں کی جلسہ گاہوں اور اجتماع گاہوں میں دھکم پیل اور شور شرابا دیدنی ہوتا ہے۔ کوئی ان کے قریب پھٹکنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ جس راستے سے انھوں نے گزرنا ہو وہاں اور اس کے اردگرد دیگر راستوں پر ٹریفک گھنٹوں بلاک رہتی ہے۔ ہر چھوٹا بڑا اس سے متاثر ہوتا ہے اور نظام زندگی معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ ٹریفک میں پھنسی ایمبولینسیں ہوٹر بجا کر اپنی بے بسی پر نوحہ کناں ہوتی ہیں کہ شاید ہمارے حکمرانوں کو کچھ احساس ہو' مگر حکمران' جو اپنے آپ کو انسانوں سے بالاتر کوئی اور مخلوق سمجھتے ہیں اور اس ملک اور اس کی ہر ایک چیز کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں' ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اللہ ہدایت نصیب فرمائے۔ ② رمی جمرات کے وقت دھکم پیل سے لوگوں کو ایذا نہیں دینی چاہیے بلکہ حسن ادب' لحاظ' برداشت' درگزر اور نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

٣٠٦٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

٣٠٦٤- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے

٣٠٦٣_[إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب رمي الجمار راكبًا، ح: ٣٠٣٥ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٦٧، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ٢٧٨، ح: ٢٨٧٨، وقال الترمذي، ح: ٩٠٣ "حسن صحيح".

٣٠٦٤_أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا . . . الخ، ح: ١٢٩٧ من حديث ◀◀

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَهُوَ عَلٰى بَعِيرِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ عَامِي هٰذَا».

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹ پر سوار جمرہ کو رمی کرتے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: ”اے لوگو! مجھ سے حج کی عبادات کے طریقے سیکھ لو۔ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کرسکوں۔“

فائدہ: ”شاید“ دراصل آپ کو بہت سے قرائن کی بنا پر معلوم ہو چکا تھا کہ یہ میری دنیوی زندگی کا آخری سال ہے اور اسے آپ نے اشارات و کنایات میں لوگوں پر ظاہر بھی کر دیا تھا۔ مندرجہ بالا جملہ بھی اسی بات کا اظہار ہے۔ حج نہ کرسکنے کا مطلب بھی وفات ہی ہے۔ ”شاید“ کا لفظ پیغمبرانہ شان ہے کہ باوجود یقین کے امکان ظاہر کیا کیونکہ ایسے معاملات بہرصورت اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں۔ صرف تین ماہ بعد پیارے رسول اللہ ﷺ اپنے مولا و رفیق اعلیٰ کو پیارے ہو گئے۔ فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي وَ أَبِي وَ أُمِّي ﷺ.

(المعجم ٢٢١) - وَقْتُ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ (التحفة ٢٢١)

باب:٢٢١- نحر کے دن جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا وقت

٣٠٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَمٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمٰى بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.

٣٠٦٥-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن چاشت کے وقت (دن چڑھے) رمی کی اور یوم نحر کے بعد جب سورج ڈھلتا‘ اس وقت رمی کرتے۔

فوائد و مسائل: ① ”یوم نحر“ ١٠ ذوالحجہ کو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ قربانی مابعد دنوں میں بھی کی جاسکتی ہے مگر قربانی کا دن ١٠ ذوالحجہ ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک سو اونٹ یوم نحر ہی کو قربان کر دیے تھے۔ ② یوم نحر رمی کا وقت

◀◀ ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٦٨.

٣٠٦٥_ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي، ح: ١٢٩٩/ ٣١٤ من حديث ابن إدريس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٦٩.

طلوع شمس سے شروع ہوتا ہے، جب بھی موقع ملے حتی کہ دن کو نہ کر سکے تو رات کو کرے۔ باقی دنوں میں رمی کا وقت زوال شمس سے شروع ہوتا ہے نیز باقی دنوں میں سب جمروں کو رمی کی جاتی ہے۔

(المعجم ٢٢٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (التحفة ٢٢٢)

باب: ٢٢٢- جمرۂ عقبہ کو سورج طلوع ہونے سے پہلے رمی کرنے کی ممانعت

٣٠٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أُغَيْلِمَةَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى حُمُرَاتٍ يَلْطَحُ أَفْخَاذَنَا وَيَقُولُ: «أُبَيْنِيَّ! لَا تَرْمُوا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

٣٠٦٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں، یعنی خاندان عبدالمطلب کے بچوں کو رسول اللہ ﷺ نے گدھوں پر سوار کر کے (صبح سے پہلے ہی) بھیج دیا تھا۔ آپ ہماری رانوں کو تھپتھپاتے تھے اور فرماتے تھے: ”اے میرے بیٹو! سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرۂ عقبہ کو رمی نہ کرنا۔“

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو انقطاع کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ حسن عرنی، ابن عباس ؓ سے بیان کر رہا ہے جبکہ اس کا ابن عباس ؓ سے سماع ثابت نہیں ہے لیکن یہ روایت دیگر طرق سے آئی ہے جو کہ متصل ہیں، مثلاً: ترمذی میں یہ روایت مقسم عن ابن عباس کے واسطے سے مروی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ٨٩٣) اور عطاء نے مقسم کی متابعت بھی کی ہے، لہٰذا یہ روایت دیگر طرق سے صحیح ثابت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٦/٤١-٤٥)

٣٠٦٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ

٣٠٦٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں (عورتوں اور بچوں) کو صبح سے پہلے ہی بھیج دیا تھا۔ اور آپ نے انھیں

٣٠٦٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب التعجيل من جمع، ح: ١٩٤٠ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٧٠. * والحسن العرني ثقة، أرسل عن ابن عباس (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة عند الطحاوي (مشكل الآثار: ٤/ ٣٨٢ـ٣٨٤ وغيره).

٣٠٦٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ١٩٤١ (انظر الحديث السابق) من حديث حبيب بن أبي ثابت به، وعنعن، والحديث في الكبرى، ح: ٤٠٧١.

عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدَّمَ أَهْلَهُ وَأَمَرَهُمْ أَنْ لَّا يَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

حکم دیا تھا کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو' وہ جمرے کو رمی نہ کریں۔

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو حبیب بن ابی ثابت کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے لیکن یہاں ان کا عنعنہ مضر نہیں کیونکہ اس کی تائید متعدد صحیح طرق سے ہوتی ہے' لہٰذا یہ روایت صحیح ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٦/٤١-٤٥)

(المعجم ٢٢٣) - اَلرُّخْصَةُ فِي ذٰلِكَ لِلنِّسَاءِ (التحفة ٢٢٣)

باب: ٢٢٣- اس مسئلے (طلوع شمس سے قبل رمی کرنے) میں عورتوں کو رخصت ہے

٣٠٦٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ خَالَتِهَا عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ إِحْدٰى نِسَائِهِ أَنْ تَنْفِرَ مِنْ جَمْعٍ لَيْلَةَ جَمْعٍ فَتَأْتِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَتَرْمِيَهَا وَتُصْبِحَ فِي مَنْزِلِهَا - وَكَانَ عَطَاءٌ يَفْعَلُهُ حَتّٰى مَاتَ.

٣٠٦٨- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک زوجۂ محترمہ کو اجازت دی تھی کہ وہ مزدلفہ سے رات ہی کو چلی جائے اور جا کر جمرۂ عقبہ کو رمی کرے اور صبح کے وقت اپنے (منیٰ والے) خیمے میں پہنچ جائے۔ راویٔ حدیث حضرت عطاء بھی اپنی وفات تک اسی طرح کرتے رہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ مختلف روایات میں تطبیق دینا چاہتے ہیں۔ بہت سی روایات میں صراحتاً حکم ہے کہ طلوع شمس سے قبل رمی نہ کی جائے اس روایت میں آپ نے اجازت دی ہے۔ گویا عورتوں کو طلوع شمس سے قبل رمی کی اجازت ہے کیونکہ وہ کمزور ہوتی ہیں' مزاحمت نہیں کر سکتیں۔ بعض نے صرف آپ کی زوجۂ محترمہ کے لیے خصوصی اجازت کا قول ذکر کیا ہے۔ جو علماء طلوع شمس سے قبل بھی رمی کے قائل ہیں ان کی مضبوط ترین ایک دلیل حضرت اسماء ؓ کی حدیث بھی ہے' جس میں ان کے چاند غروب ہونے کے بعد جلد نکلنے کا ذکر ہے۔ نماز فجر سے قبل انھوں نے رمی کی اور پھر فجر کی نماز پڑھی۔ (صحيح البخاري' الحج' حديث: ١٦٧٩) لیکن بعض محققین کے نزدیک یہ دلیل محل نظر ہے کیونکہ یہ عمل ان کی ذاتی رائے یا اجتہاد کے پیش نظر تھا۔ حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ رمی بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت ہی سے کی گئی تھی' لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا طلوع شمس سے قبل

٣٠٦٨- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٧٢.

ہر کسی کو رمی کرنے سے روکنا، پھر یہ کہ آپ کا عمل بھی یہی تھا کہ آپ نے رمی طلوع شمس کے بعد ہی کی، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رمی طلوع شمس کے بعد ہی کرنی چاہیے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک بجائے ترجیح کے تطبیق زیادہ مناسب ہے۔ ان کے نزدیک طلوع شمس کے بعد رمی، مستحب اور اس سے قبل جائز ہے۔ وہ حدیث میں وارد نہی کو نہی تنزیہ پر محمول کرتے ہیں۔ دلائل کی رو سے یہی موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ٣/٥٢٨، ٥٢٩، و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٢٦/٤١-٤٥)

(المعجم ٢٢٤) - اَلرَّمْيُ بَعْدَ الْمَسَاءِ (التحفة ٢٢٤)

باب: ٢٢٤- شام کے بعد رمی کرنا

٣٠٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسْئَلُ أَيَّامَ مِنًى فَيَقُولُ: «لَا حَرَجَ» فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ: «لَا حَرَجَ» فَقَالَ رَجُلٌ: رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: «لَا حَرَجَ».

٣٠٦٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کے دنوں میں مختلف سوالات کیے جاتے تھے تو آپ فرماتے تھے: ”کوئی حرج نہیں۔“ چنانچہ ایک آدمی نے پوچھا: میں نے قربانی ذبح کرنے سے قبل سر منڈا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“ ایک آدمی نے کہا: میں نے شام ہونے کے بعد رمی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

فوائد و مسائل: ① رمی کا وقت تو دن ہے مگر دن میں رمی نہ ہو سکے تو رات کو کرنی پڑے گی، لیکن ایسا کسی مجبوری ہی کی بنا پر ہو سکتا ہے۔ یوم نحر کو چار کام بالترتیب کیے جاتے ہیں: رمی، قربانی، حجامت اور طواف وداع، البتہ اگر ترتیب میں فرق پڑ جائے تو اس روایت کی رو سے کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ ترتیب سنت ہے، فرض نہیں۔ اگرچہ جہالت یا غلطی سے ترتیب قائم نہ رہے تو وہ معذور ہے۔ اس پر کوئی تاوان نہیں۔ بعض فقہاء نے اس روایت کو گناہ کی نفی پر محمول کیا ہے اور بے ترتیبی کی صورت میں وہ جانور ذبح کرنے کے قائل ہیں، مگر کسی مرفوع روایت سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ جمہور اہل علم کسی تاوان کے قائل نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر قارن یا متمتع قربانی ذبح کرنے سے قبل حجامت بنوا لے تو اسے بطور سزا جانور ذبح کرنا ہوگا۔ ﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ﴾ (البقرة ٢:١٩٦) لیکن اس سے مراد تو یہ ہے کہ عمداً ایسے نہیں کرنا چاہیے

٣٠٦٩- أخرجه البخاري، الحج، باب إذا رمى بعد ما أمسى أو حلق . . . الخ، ح: ١٧٣٥ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٧٣.

جیسا کہ "وَلَا تَحلِقُوا" سے اشارہ ملتا ہے۔ وگرنہ سہواً یا لاعلمی کی وجہ سے ایسے ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ شارع ہیں اور قرآن کی غرض کو یقیناً جانتے تھے۔ ② نبیٔ اکرم ﷺ نے کما حقہ دین کے احکام پہنچائے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس قدر اہتمام اور لگن سے سیکھے کہ سیکھنے کا حق ادا کر دیا۔

(المعجم ٢٢٥) - رَمْيُ الرِّعَاءِ (التحفة ٢٢٥)

باب:۲۲۵- چرواہوں کی رمی کا بیان

٣٠٧٠- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ ابْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا.

۳۰۷۰- حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی ہے کہ وہ ایک دن رمی کر لیں اور ایک دن چھوڑ لیں۔

فائدہ: چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس دن کی رمی اگلے دن کریں' مثلاً: ۱۰ تاریخ کو رمی کرنے کے بعد وہ چلے جائیں' پھر چاہیں تو گیارہ تاریخ کو دو دن کی رمی اکٹھی کر لیں۔ چاہیں تو ۱۱ تاریخ کو نہ آئیں' ۱۲ تاریخ کو دو دن کی رمی اکٹھی کر لیں۔ گویا ان کے لیے منیٰ میں رات گزارنا بھی ضروری نہیں۔

٣٠٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ فِي الْبَيْتُوتَةِ

۳۰۷۱- حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو (منیٰ سے) باہر رات گزارنے کی اجازت دی ہے' نیز وہ یوم نحر کو رمی کریں اور بعد والے دو دنوں کی رمی ان میں سے کسی ایک دن اکٹھی ادا کر لیں۔

٣٠٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رمي الجمار، ح:١٩٧٦، والترمذي، ح:٩٥٤ وغيرهما من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح:٤٠٧٤.

٣٠٧١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، ح:١٩٧٥، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاء أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح:٩٥٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/٤٠٨، والكبرٰى، ح:٤٠٧٥، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٩٧٥، وابن حبان، ح:١٠١٥، وابن الجارود، ح:٤٧٨، والحاكم:١/٤٧٨و٣/٤٢٠، ووافقه الذهبي.

يَرْمُونَ يَوْمَ النَّحْرِ وَالْيَوْمَيْنِ اللَّذَيْنِ بَعْدَهُ يَجْمَعُونَهُمَا فِي أَحَدِهِمَا.

(المعجم ٢٢٦) - اَلْمَكَانُ الَّذِي تُرْمٰى مِنْهُ جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ (التحفة ٢٢٦)

باب:۲۲۶-وہ جگہ جہاں سے جمرۂ عقبہ کو رمی کی جائے گی

٣٠٧٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُحَيَّاةٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ - يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ - قَالَ: قِيلَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ: فَرَمٰى عَبْدُاللهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ: مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

۳۰۷۲-حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کچھ لوگ جمرے کو گھاٹی کے اوپر سے رمی کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وادی کے نشیب سے رمی کی اور فرمایا: قسم اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس جگہ سے رمی کی تھی اس شخصیت نے جن پر سورۂ بقرہ اتاری گئی۔

فوائد ومسائل: ① رمی کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں طرف بیت اللہ ہو اور دائیں طرف منیٰ اور منہ جمرے کی طرف ہو۔ اس طرح رمی کرنے والا نشیب میں کھڑا ہوگا۔ یہ مستحب ہے مگر رش کی صورت میں چونکہ سب لوگ اس طرح رمی نہیں کر سکتے' لہٰذا جس طرف سے بھی رمی ہو جائے کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کوئی حکم نہیں دیا' البتہ جس طرح آپ نے کی' وہ مستحب ہے۔ ② ''اس شخصیت نے'' مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ سورۂ بقرہ کا خصوصی ذکر اس لیے کیا کہ اس میں حج کے کافی مسائل ہیں۔ ③ بات کو مؤکد کرنے کے لیے مطالبے کے بغیر بھی قسم کھانا جائز ہے۔ ④ صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل کما حقہ محفوظ کیا۔ اور وہ بحمد اللہ، ہو بہو اسی شکل میں ہم تک پہنچا جس طرح انھوں نے پہنچایا...... رضی اللہ عنہم......

٣٠٧٣- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ وَمَالِكُ بْنُ الْخَلِيلِ قَالَا: حَدَّثَنَا

۳۰۷۳-حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرے کو سات

٣٠٧٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٧٧.

٣٠٧٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي . . . الخ، ح: ١٢٩٦ من حديث أبي المحياة، والبخاري، الحج، باب رمي الجمار من بطن الوادي، ح: ١٧٤٧ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٧٦.

ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ: رَمٰى عَبْدُ اللهِ الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَعَرَفَةَ عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ: هٰهُنَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

کنکریاں ماریں۔ بیت اللہ کو اپنی بائیں جانب اور عرفے کو اپنی دائیں جانب کیا اور فرمایا: یہ ہے اس شخصیت کی رمی کی جگہ جن پر سورۂ بقرہ اتاری گئی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَنْصُورٍ غَيْرَ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ابن ابی عدی کے علاوہ کسی راوی نے اس حدیث میں منصور کا ذکر کیا ہو۔ واللہ تعالٰی أعلم.

٣٠٧٤- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ: هٰهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

۳۰۷۴- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انھوں نے وادی کے پیٹ سے جمرۂ عقبہ کو رمی کی، پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہ اس شخصیت کے رمی کرنے کی جگہ ہے جن پر سورۂ بقرہ اتاری گئی۔

٣٠٧٥- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ: لَا تَقُولُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ قُولُوا السُّورَةَ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللهِ حِينَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

۳۰۷۵- حضرت اعمش سے روایت ہے کہ میں نے حجاج کو یہ کہتے سنا کہ سورۂ بقرہ نہ کہو بلکہ یوں کہو: وہ سورت جس میں گائے کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے یہ بات حضرت ابراہیم نخعی سے ذکر کی۔ وہ فرمانے لگے: مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب انھوں نے جمرہ عقبہ کو رمی کی۔ آپ وادی کے پیٹ میں

٣٠٧٤_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٧٨.

٣٠٧٥_[صحيح] تقدم، ح: ٣٠٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٧٩.

فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ وَاسْتَعْرَضَهَا - يَعْنِي الْجَمْرَةَ - فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَكَبَّرَ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ فَقُلْتُ: إِنَّ أُنَاسًا يَصْعَدُونَ الْجَبَلَ فَقَالَ: هٰهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! رَأَيْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ رَمٰى.

کھڑے ہوئے اور جمرے کی طرف منہ کیا' پھر اسے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ میں نے کہا: کچھ لوگ پہاڑ پر چڑھ کر رمی کرتے ہیں۔ فرمانے لگے: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس جگہ میں نے اس شخصیت کو رمی کرتے دیکھا جن پر سورۂ بقرہ اتاری گئی۔

فائدہ: حجاج کا یہ قول غیر ضروری تکلف ہے۔ سورۂ بقرہ نام بن چکا ہے' لہٰذا اس کا لفظی ترجمہ نہیں کریں گے۔ ناموں میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے ورنہ سورۂ بقرہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ جس سورت میں گائے کا ذکر ہے۔ حجاج نے لفظی ترجمے (گائے کی سورت) کی رو سے اسے سوءِ ادب خیال کیا لیکن یہ درست نہیں۔

٣٠٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ.

٣٠٧٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرے کو خذف کی کنکریوں جیسی (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں ماریں۔

٣٠٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ.

٣٠٧٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جمروں کو خذف کی (چھوٹی چھوٹی) کنکریوں جیسی کنکریوں کے ساتھ رمی کرتے تھے۔

(المعجم ٢٢٧) - عَدَدُ الْحَصَى الَّتِي يُرْمٰى بِهَا الْجِمَارُ (التحفة ٢٢٧)

باب: ٢٢٧- جمروں کو کتنی کنکریاں ماری جائیں گی؟

٣٠٧٦- [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٨٧٥ من حديث عبدالرحيم بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٨٠، وانظر الحديث الآتي.

٣٠٧٧- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب كون حصى الجمار بقدر حصى الخذف، ح: ١٢٩٩ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٨١.

٣٠٧٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا - حَصَى الْخَذْفِ - رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ.

٣٠٧٨-حضرت محمد باقر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس جمرے کو جو درخت کے پاس ہے سات کنکریاں ماریں۔ آپ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ کنکریاں خذف کی کنکریوں جیسی تھیں اور آپ نے یہ رمی وادی کے پیٹ سے کی تھی، پھر آپ قربان گاہ کی طرف گئے اور قربانی کی۔

٣٠٧٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ: قَالَ مُجَاهِدٌ: قَالَ سَعْدٌ: رَجَعْنَا فِي الْحَجَّةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَعْضُنَا يَقُولُ: رَمَيْتُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، وَبَعْضُنَا يَقُولُ: رَمَيْتُ بِسِتٍّ، فَلَمْ يَعِبْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

٣٠٧٩-حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ساتھ لوٹے تو ہم میں سے کچھ لوگ کہہ رہے تھے: ہم نے سات کنکریاں ماری ہیں اور بعض کہہ رہے تھے: ہم نے چھ کنکریاں ماری ہیں، تاہم کسی نے ایک دوسرے پر عیب نہیں لگایا۔

٣٠٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ يَقُولُ:

٣٠٨٠-حضرت ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جمروں کے بارے میں پوچھا تو وہ فرمانے لگے: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ

٣٠٧٨_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٠٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٨٢.

٣٠٧٩_[حسن] أخرجه أحمد: ١/١٦٨ من حديث عبدالله بن أبي نجيح به، وصرح بالسماع في مسند سعد بن أبي وقاص لأحمد بن إبراهيم الدورقي، ح: ١٣٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٨٣، وأورده الضياء في المختارة. * مجاهد لم يدرك سعد بن أبي وقاص، وللحديث شواهد معنوية.

٣٠٨٠_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رمي الجمار، ح: ١٩٧٧ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٨٤.

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجِمَارِ فَقَالَ: مَا أَدْرِي رَمَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسِتٍّ أَوْ بِسَبْعٍ.

ﷺ نے انھیں سات سات کنکریاں ماریں یا چھ چھ۔

فائدہ: کنکریاں تو سات ہی ماری جاتی ہیں جیسا کہ احادیث میں صراحتاً ذکر ہے۔ ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر غلطی یا بھول چوک سے چھ کنکریاں ہی ماری جائیں یا رش وغیرہ کی بنا پر ایک آدھ کنکری رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ شریعت نے بہت سے مسائل میں اکثر کو کل کا حکم دیا ہے' البتہ جان بوجھ کر کمی بیشی جائز نہیں۔

(المعجم ٢٢٨) - اَلتَّكْبِيرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ (التحفة ٢٢٨)

باب:٢٢٨-ہر کنکری مارتے وقت اللّٰہ أکبر کہنا

٣٠٨١- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَخِيهِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ.

٣٠٨١-حضرت فضل بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ لبیک کہتے رہے حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی شروع کر دی۔ آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔

فائدہ: جب قول وفعل دونوں مل جائیں تو اثر انگیزی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے' اسی لیے شریعت نے تقریباً تمام عبادات میں فعل کے ساتھ ساتھ قول کو بھی لازم رکھا ہے۔ حج میں بھی احرام کے ساتھ لبیک کہنا' طواف میں ذکر و دعا کرنا' رمی کے ساتھ تکبیرات کہنا وغیرہ اسی اصول کی بنا پر ہے۔

(المعجم ٢٢٩) - قَطْعُ الْمُحْرِمِ التَّلْبِيَةَ إِذَا رمى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ (التحفة ٢٢٩)

باب:٢٢٩-محرم جب جمرۂ عقبہ کو رمی کرے تو لبیک کہنا بند کر دے

٣٠٨٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

٣٠٨٢-حضرت فضل بن عباس ؓ سے منقول ہے

٣٠٨١- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٨٨١، ٢٨٨٧ من حديث هارون بن إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٨٥. * حفص هو ابن غياث، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٥/ ١٣٧.
٣٠٨٢- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب متى يقطع الحاج التلبية، ح: ٣٠٤٠ عن هناد به، وهو في ◀◀

أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَا زِلْتُ أَسْمَعُهُ يُلَبِّي حَتَّى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَلَمَّا رَمٰى قَطَعَ التَّلْبِيَةَ.

کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں آپ کو مسلسل لبیک پکارتے سنتا رہا حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی شروع کی۔ جب رمی شروع کی تو لبیک کہنا بند کر دیا۔

فائدہ: رمی آخری فعل ہے جو محرم حج کے دوران میں کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کا احرام ختم ہو جاتا ہے لہٰذا لبیک کا وقت بھی رمی تک ہی ہے۔ صحیح صریح حدیث کی روشنی میں راجح یہی ہے کہ رمی کی آخری کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ موقوف کر دیا جائے۔ یہ امام احمد اور بعض اصحاب شافعی کا موقف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: فائدہ حدیث نمبر: ٣٠٥٨۔

٣٠٨٣- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ مُجَاهِدٍ وَعَامِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ.

٣٠٨٣- حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ لبیک فرماتے رہے حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی شروع کی۔

٣٠٨٤- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

٣٠٨٤- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ لبیک پکارتے رہے حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی کی۔

◄◄ الكبرٰى، ح: ٤٠٨٦ * خصيف لم ينفرد به، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق والآتي برقم، ح: ٣٠٨٤.

٣٠٨٣- [صحيح] انظر الحديث الآتي والسابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٨٧.

٣٠٨٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٤ من حديث عبدالكريم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٨٨.

(المعجم ٢٣٠) - اَلدُّعَاءُ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ (التحفة ٢٣٠)

باب:٢٣٠- جمروں کو رمی کرنے کے بعد دعا کرنا

٣٠٨٥- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي تَلِي الْمَنْحَرَ - مَنْحَرَ مِنًى - رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ، ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو يُطِيلُ الْوُقُوفَ، ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ، ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو، ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا.

٣٠٨٥- امام زہری سے مروی ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اس جمرے کو رمی کرتے جو منیٰ کی قربان گاہ کے قریب ہے تو آپ اسے سات کنکریاں مارتے۔ جب بھی کوئی کنکری مارتے' اللہ اکبر کہتے' پھر آگے بڑھتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور بڑی دیر تک کھڑے رہتے' پھر دوسرے جمرے کے پاس آتے اور اسے سات کنکریاں مارتے۔ جب بھی کوئی کنکری مارتے' اللہ اکبر کہتے' پھر بائیں طرف کو نیچے اترتے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیتے اور دعا کرتے' پھر اس جمرے کے پاس آتے جو گھاٹی کے پاس ہے اور اسے سات کنکریاں مارتے' پھر اس کے پاس (دعا کے لیے) نہیں ٹھہرتے تھے۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت سالم سے سنی' انھوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمر ؓ) سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت ابن عمر ؓ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ہر جمرے کی رمی کے بعد دعا نہیں کی جاتی بلکہ اس رمی کے بعد دعا کی جاتی ہے جس کے بعد اور رمی ہو۔ گویا جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد دعا نہیں کی جاتی' خواہ کوئی بھی دن ہو کیونکہ اس کے بعد اور رمی

٣٠٨٥- أخرجه البخاري، الحج، باب: إذا رمى الجمرتين يقوم مستقبل القبلة ويسهل، ح: ١٧٥١، ١٧٥٢ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٨٩.

نہیں ہوتی' البتہ پہلے دو جمروں میں سے ہر ایک کو رمی کرنے کے بعد دو جمروں کے درمیان قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کی جائے گی اور ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ ⑦ بعض احادیث میں جو وادی کے پیٹ یا نشیب وغیرہ کا ذکر ہے' وہ اس دور میں تھا' بعد میں بھی رہا' مگر آج کل تو جمرات کے اردگرد ہر طرف جگہ ہموار ہے' کوئی نشیب وفراز نہیں۔ جمرات کو ستون نما بنا دیا گیا ہے بلکہ آج کل انھیں لمبی دیوار کی شکل دے دی گئی ہے۔ ہر طرف وسیع اور ہموار پختہ سڑکیں پھیلا دی گئی ہیں تاکہ رش پر قابو پایا جا سکے۔ یہ سب حاجیوں کی سہولت کے لیے کیا گیا ہے۔

(المعجم ۲۳۱) - بَابُ مَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ (التحفة ۲۳۱)

باب:۲۳۱- جمروں کو رمی کرنے کے بعد محرم کے لیے کیا کچھ حلال ہو جاتا ہے؟

۳۰۸۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ. قِيلَ: وَالطِّيبُ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَتَضَمَّخُ بِالْمِسْكِ أَفَطِيبٌ هُوَ؟
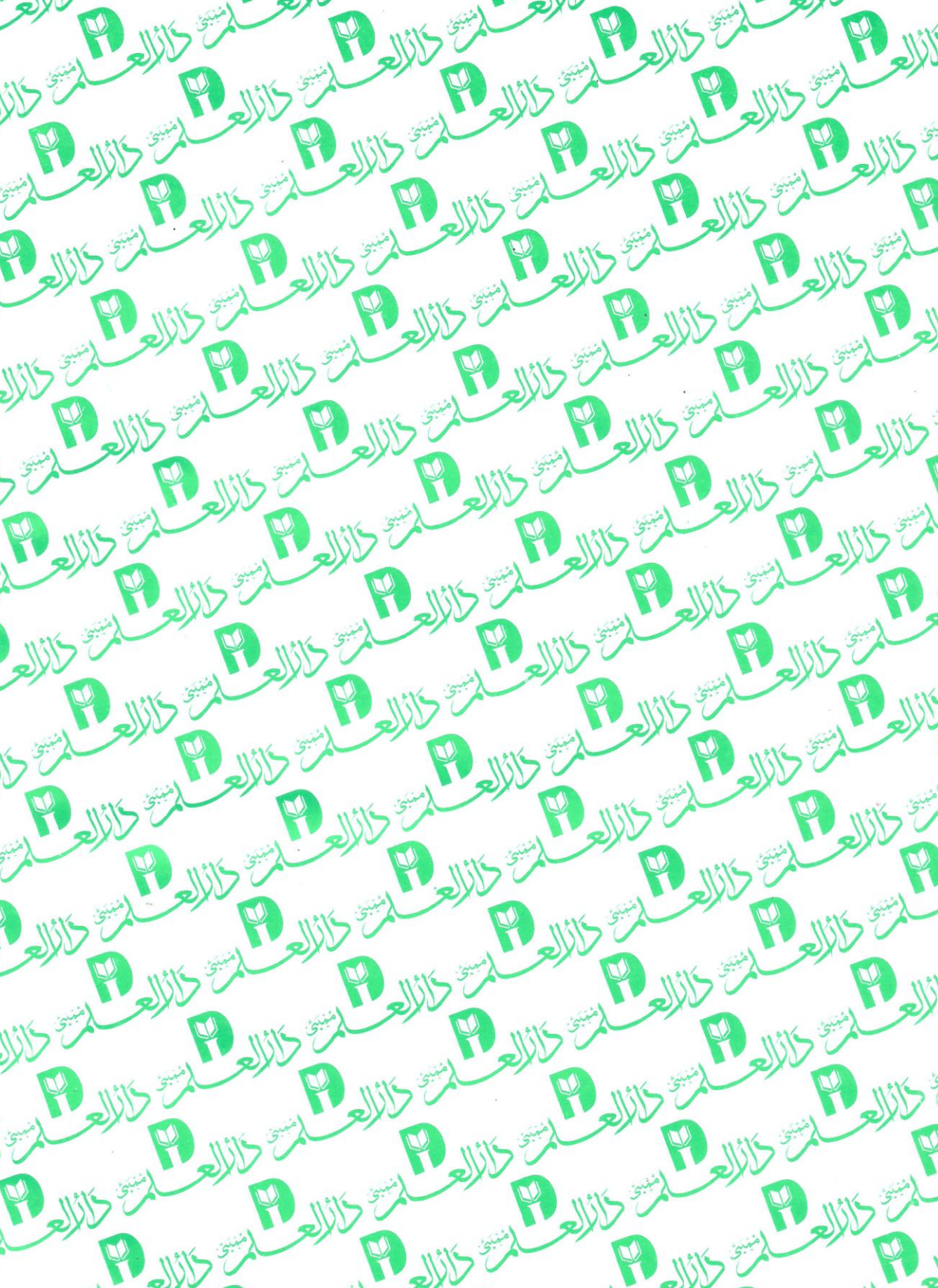
۳۰۸۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب محرم جمرۂ عقبہ کو رمی کر لے تو اس کے لیے عورتوں کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ ان سے پوچھا گیا: خوشبو؟ فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کستوری لگا رکھی تھی۔ کیا یہ خوشبو نہیں؟

فائدہ: یہ ۱۰ ذوالحجہ کی بات ہے۔ مزدلفہ سے منیٰ آتے ہی صرف جمرۂ عقبہ کو رمی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر حاجی کے پاس قربانی کا جانور ہے تو اسے ذبح کیا جائے۔ احرام ختم ہے۔ اب وہ حجامت کروائے' نہائے دھوئے' خوشبو لگائے' سلے ہوئے کپڑے پہنے حتی کہ طواف زیارت (فرض طواف) بھی احرام کے بغیر کرے گا' البتہ طواف زیارت سے پہلے بیوی سے جماع حرام ہے۔ جب طواف زیارت کر لے تو اب اس کے لیے بیوی بھی حلال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر اور ایام تشریق کو کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الصیام' حدیث:۱۱۴۱)

۳۰۸۶-[صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب ما يحل للرجل إذا رمى جمرة العقبة، ح:۳۰۴۱ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح:۴۰۹۰، وانظر، ح:۳۰٦٦ لعلته، وله شواهد عند مسلم، ح:۱۱۸۹ وغيره.

سُنَنِ نسائی

جلد پنجم

تالیف

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دارالعلم ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی یف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبرری ٹیم

مترجم

سُنن نسائی

جلد پنجم

سلسلہ اشاعت نمبر 139

نام کتاب : مترجم سنن نسائی

نام مولف : إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي

نام مترجم : فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین

جلد : پنجم

طبع دوم : اگست ۲۰۱۳ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

طابع : محمد اکرم مختار

ناشر : دار العلم، ممبئی

دار العلم ممبئی

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

سنن نسائی
مترجم

جلد پنجم

کتاب الجهاد ـــ کتاب المزارعة احادیث: 3087 – 3970

تالیف

امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی
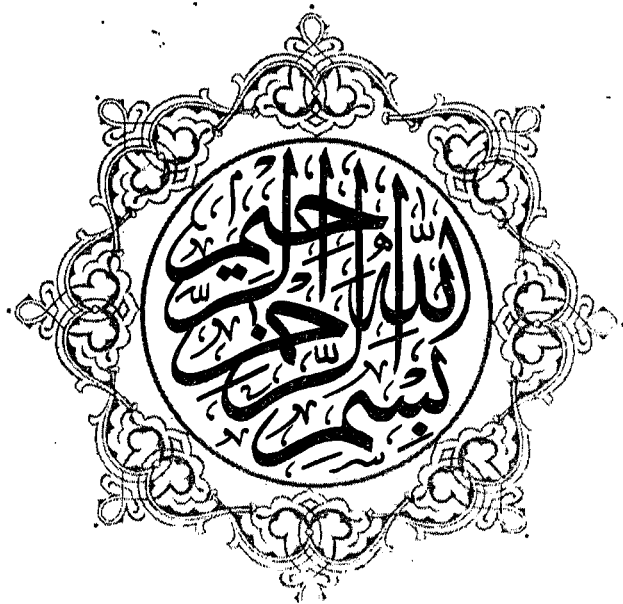
فہرست مضامین (جلد پنجم)

٢٥- كتاب الجهاد	جہاد سے متعلق احکام ومسائل	27
١- بَابُ وُجُوبِ الْجِهَادِ	باب: جہاد فرض ہے	27
٢- اَلتَّشْدِيدُ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ	باب: جہاد چھوڑ نا سخت گناہ ہے	37
٣- اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ السَّرِيَّةِ	باب: لشکر سے پیچھے رہنے کی اجازت	38
٤- فَضْلُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ	باب: (جہاد سے پیچھے) بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدین کی فضیلت کا بیان	39
٥- اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَانِ	باب: جس شخص کے والدین (حاجت مند) ہوں اسے پیچھے رہنے کی اجازت ہے	42
٦- اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ	باب: جس شخص کی والدہ ہو اسے بھی جنگ سے پیچھے رہنے کی اجازت ہے	42
٧- فَضْلُ مَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ	باب: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان ومال کے ساتھ جہاد کرے اس کی فضیلت؟	43
٨- فَضْلُ مَنْ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَلَى قَدَمِهِ	باب: جو شخص پیدل اللہ تعالیٰ کے راستے میں کام کرے اس کی فضیلت	44
٩- ثَوَابُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ	باب: اس شخص کی فضیلت جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں	49
١٠- ثَوَابُ عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: اس آنکھ کا ثواب جو اللہ عزوجل کے راستے میں بیدار رہے	50
١١- فَضْلُ غَدْوَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: اللہ تعالیٰ کے راستے میں صبح کے وقت جانے کی فضیلت	50
١٢- فَضْلُ الرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: اللہ تعالیٰ کے راستے میں شام کے وقت جانے کی فضیلت	51

١٣- بَابٌ: اَلْغُزَاةُ وَفْدُ اللهِ تَعَالٰی	باب: جہاد کو جانے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں	52
١٤- بَابُ مَا تَكَفَّلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ	باب: اللہ تعالیٰ مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے کس چیز کا ضامن ہے؟	52
١٥- بَابُ ثَوَابِ السَّرِيَّةِ الَّتِي تَخْفِقُ	باب: اگر کوئی لشکر غنیمت حاصل نہ بھی کر سکے تو اسے ثواب ضرور ملے گا	54
١٦- مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال	55
١٧- مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: کون سا عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو سکتا ہے؟	56
١٨- دَرَجَةُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ	57
١٩- مَا لِمَنْ أَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ	باب: اس شخص کی فضیلت جس نے اسلام قبول کیا' ہجرت کی اور جہاد کیا	59
٢٠- بَابُ فَضْلِ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: اس شخص کی فضیلت جو اللہ عزوجل کے راستے میں جوڑا خرچ کرے	61
٢١- مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا	باب: جو شخص اس لیے لڑائی لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو	62
٢٢- مَنْ قَاتَلَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ	باب: جو شخص بہادر کہلانے کے لیے لڑے	62
٢٣- مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَمْ يَنْوِ مِنْ غَزَاتِهِ إِلَّا عِقَالًا	باب: جو شخص جہاد کے لیے جائے لیکن اپنے جہاد سے صرف دنیوی مال حاصل کرنا چاہتا ہو	64
٢٤- مَنْ غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ	باب: جو شخص ثواب اور شہرت کمانے کے لیے جہاد کرے	66
٢٥- ثَوَابُ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ	باب: اس شخص کا ثواب جو اللہ کے راستے میں اونٹنی دوہنے کے درمیانی وقفے کے بقدر جہاد کرے	66
٢٦- ثَوَابُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: اس شخص کا ثواب جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلائے	67

٢٧- بَابُ مَنْ كُلِمَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ — باب: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہو جائے — 71

٢٨- مَا يَقُولُ مَنْ يَطْعَنُهُ الْعَدُوُّ — باب: جس شخص کو دشمن نیزہ مارے تو وہ (زخم خوردہ) کیا کہے؟ — 73

٢٩- بَابُ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ — باب: جو شخص اللہ کی راہ میں لڑا اور اس کی تلوار مڑ کر اسی کو لگ گئی اور وہ شہید ہو گیا — 74

٣٠- بَابُ تَمَنِّي الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى — باب: اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت کی خواہش — 76

٣١- ثَوَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ — باب: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارے جانے والے کے ثواب کا بیان — 78

٣٢- مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ — باب: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے اور اس کے ذمے قرض ہو — 79

٣٣- مَا يَتَمَنَّى فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ — باب: اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنے والے کی تمنا — 82

٣٤- مَا يَتَمَنَّى أَهْلُ الْجَنَّةِ — باب: جنت والوں کی خواہش کا بیان — 83

٣٥- مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنَ الْأَلَمِ — باب: شہید (شہادت کے وقت) جس قدر تکلیف محسوس کرتا ہے — 83

٣٦- مَسْأَلَةُ الشَّهَادَةِ — باب: شہادت مانگنے کا بیان — 84

٣٧- اِجْتِمَاعُ الْقَاتِلِ وَالْمَقْتُولِ فِي سَبِيلِ اللهِ فِي الْجَنَّةِ — باب: شہید فی سبیل اللہ اور اس کے قاتل کا جنت میں جمع ہونے کا بیان — 86

٣٨- تَفْسِيرُ ذٰلِكَ — باب: اس کی تفسیر اور وضاحت — 86

٣٩- فَضْلُ الرِّبَاطِ — باب: سرحدوں پر تیار بیٹھنے (پہرا دینے) کی فضیلت — 87

٤٠- فَضْلُ الْجِهَادِ فِي الْبَحْرِ — باب: سمندری جہاد کی فضیلت — 90

٤١- غَزْوَةُ الْهِنْدِ — باب: ہندوستان سے جنگ — 93

٤٢- غَزْوَةُ التُّرْكِ وَالْحَبَشَةِ — باب: ترکوں اور حبشیوں سے جنگ — 94

٤٣- اَلْاِسْتِنْصَارُ بِالضَّعِيفِ — باب: کمزور لوگوں سے (جنگ میں) مدد حاصل کرنا — 98

٤٤- فَضْلُ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا — باب: کسی غازی کو سامان جنگ و سفر مہیا کرنے والے کی فضیلت — 99

عربی عنوان	باب	صفحہ
٤٥- فَضْلُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالٰى	باب: فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی فضیلت	103
٤٦- فَضْلُ الصَّدَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: فی سبیل اللہ صدقہ کرنے کی فضیلت	105
٤٧- حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ	باب: مجاہدین کی عورتوں کے احترام کا بیان	106
٤٨- مَنْ خَانَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ	باب: جو شخص کسی غازی کی بیوی سے خیانت کا ارتکاب کرے	107
٢٦- كِتَابُ النِّكَاحِ	**نکاح سے متعلق احکام و مسائل**	**111**
١- ذِكْرُ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي النِّكَاحِ وَأَزْوَاجِهِ وَمَا أَبَاحَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ ﷺ وَحَظَرِهِ عَلٰى خَلْقِهِ زِيَادَةً فِي كَرَامَتِهِ وَتَنْبِيهًا لِفَضِيلَتِهِ	باب: نکاح اور بیویوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خصوصی حیثیت و شان اور اس چیز کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے حلال کی ہے اور دوسرے لوگوں پر ممنوع قرار دی ہے تاکہ آپ کا عظیم الشان مرتبہ اور فضیلت ظاہر ہو	111
- مَا افْتَرَضَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى رَسُولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَرَّمَهُ عَلٰى خَلْقِهِ لِيَزِيدَهُ إِنْ شَاءَ اللهُ قُرْبَةً إِلَيْهِ	باب: ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام پر فرض فرمائیں اور دوسرے لوگوں پر حرام تاکہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو مزید اپنا قرب نصیب فرمائے' ان شاء اللہ	116
٣- اَلْحَثُّ عَلَى النِّكَاحِ	باب: نکاح کی ترغیب کا بیان	119
٤- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ	باب: ترک نکاح کی ممانعت کا بیان	122
٥- بَابُ مَعُونَةِ اللهِ النَّاكِحَ الَّذِي يُرِيدُ الْعِفَافَ	باب: اللہ تعالیٰ کا اس شخص کی مدد کرنے کا بیان جو پاکبازی کے ارادے سے نکاح کرتا ہے	126
٦- نِكَاحُ الْأَبْكَارِ	باب: کنواری عورتوں سے شادی کرنے کا بیان	126
٧- تَزَوُّجُ الْمَرْأَةِ مِثْلَهَا فِي السِّنِّ	باب: عورت کی شادی اس کے ہم عمر مرد سے مناسب ہے	128
٨- تَزَوُّجُ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةَ	باب: آزاد کردہ غلام کا عربی (آزاد) عورت سے شادی کرنا؟	129

٩- اَلْحَسَبُ	باب: حسب (خاندانی فضائل ومرتبے) کا بیان	133
١٠- عَلٰى مَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ	باب: عورت سے کس بنیاد پر نکاح کیا جائے؟	134
١١- كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الْعَقِيمِ	باب: بانجھ عورت سے شادی کرنے کی کراہت کا بیان	134
١٢- تَزْوِيجُ الزَّانِيَةِ	باب: بدکار عورت سے شادی	135
١٣- بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الزُّنَاةِ	باب: زنا کار عورتوں سے نکاح کی ممانعت کا بیان	138
١٤- أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ	باب: کون سی عورت بہتر ہے؟	139
١٥- اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ	باب: نیک عورت (کی اہمیت) کا بیان	140
١٦- اَلْمَرْأَةُ الْغَيْرَاءُ	باب: غیرت (رشک) والی عورت کا بیان	141
١٧- إِبَاحَةُ النَّظْرِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ	باب: شادی سے پہلے عورت کو دیکھنے کا جواز	141
١٨- اَلتَّزْوِيجُ فِي شَوَّالٍ	باب: شوال میں نکاح کرنا	142
١٩- اَلْخِطْبَةُ فِي النِّكَاحِ	باب: نکاح کے لیے پیغام بھیجنے کا بیان	143.
٢٠- اَلنَّهْيُ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ	باب: کسی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجنے کی ممانعت کا بیان	145
٢١- خِطْبَةُ الرَّجُلِ إِذَا تَرَكَ الْخَاطِبُ أَوْ أَذِنَ لَهُ	باب: جب پہلے پیغام بھیجنے والا ارادہ ترک کر دے یا اجازت دے دے تو کوئی دوسرا پیغام بھیج سکتا ہے	147
٢٢- بَابٌ: إِذَا اسْتَشَارَتِ الْمَرْأَةُ رَجُلًا فِيمَنْ يَخْطُبُهَا هَلْ يُخْبِرُهَا بِمَا يَعْلَمُ	باب: جب کوئی عورت کسی سے پیغام بھیجنے والے کے بارے میں مشورہ کرے تو کیا وہ شخص اس کی معلوم خوبیاں اور عیوب بتلا سکتا ہے؟	149
٢٣- إِذَا اسْتَشَارَ رَجُلٌ رَجُلًا فِي الْمَرْأَةِ هَلْ يُخْبِرُهُ بِمَا يَعْلَمُ	باب: جب کوئی آدمی دوسرے آدمی سے کسی عورت کے بارے میں مشورہ لے تو کیا وہ معلوم خوبیاں اور عیوب بیان کر سکتا ہے؟	151
٢٤- بَابُ عَرْضِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ عَلٰى مَنْ يَرْضٰى	باب: آدمی کا کسی نیک شخص کو اپنی بیٹی سے نکاح کی پیش کش کرنا	152
٢٥- بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلٰى مَنْ تَرْضٰى	باب: عورت کا ازخود کسی نیک آدمی کو نکاح کی پیش	

	کش کرنا	153
٢٦- صَلَاةُ الْمَرْأَةِ إِذَا خُطِبَتْ وَاسْتِخَارَتُهَا رَبَّهَا	باب: جب عورت کو نکاح کا پیغام آئے تو وہ نماز پڑھ کر اپنے رب سے استخارہ کرے	155
٢٧- كَيْفَ الْاِسْتِخَارَةُ	باب: استخارہ کیسے کیا جائے؟	156
٢٨- إِنْكَاحُ الْاِبْنِ أُمَّهُ	باب: بیٹے کا اپنی ماں کا نکاح کروانا	158
٢٩- إِنْكَاحُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الصَّغِيرَةَ	باب: آدمی اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح کر سکتا ہے	160
٣٠- إِنْكَاحُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الْكَبِيرَةَ	باب: بالغ لڑکی کا نکاح بھی اس کا باپ ہی کرے گا	162
٣١- اِسْتِئْذَانُ الْبِكْرِ فِي نَفْسِهَا	باب: کنواری لڑکی سے اس کے نکاح کے بارے میں اجازت لی جائے	163
٣٢- اِسْتِئْمَارُ الْأَبِ الْبِكْرَ فِي نَفْسِهَا	باب: باپ کو چاہیے کہ وہ کنواری بیٹی سے بھی اس کے نکاح کے بارے میں اجازت حاصل کرے	165
٣٣- اِسْتِئْمَارُ الثَّيِّبِ فِي نَفْسِهَا	باب: بیوہ عورت سے بھی (اس کے نکاح کے بارے میں) مشورہ کیا جائے	166
٣٤- إِذْنُ الْبِكْرِ	باب: کنواری لڑکی کی اجازت کا بیان	166
٣٥- اَلثَّيِّبُ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ	باب: بیوہ کا باپ اس کا نکاح کر دے جبکہ وہ ناپسند کرتی ہو تو؟	167
٣٦- اَلْبِكْرُ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ	باب: کنواری لڑکی کا باپ اس کا نکاح کر دے جبکہ وہ ناپسند کرتی ہو تو؟	168
٣٧- اَلرُّخْصَةُ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ	باب: محرم کو (حالت احرام میں) نکاح کرنے کی رخصت؟	169
٣٨- اَلنَّهْيُ عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ	باب: محرم کے لیے نکاح کرنا منع ہے	171
٣٩- مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَلَامِ عِنْدَ النِّكَاحِ	باب: نکاح کے وقت کیا پڑھنا مستحب ہے؟	172
٤٠- مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخُطْبَةِ	باب: کس قسم کا خطبہ مکروہ ہے؟	173
٤١- بَابُ الْكَلَامِ الَّذِي يَنْعَقِدُ بِهِ النِّكَاحُ	باب: اس کلام کا بیان جس سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے	174
٤٢- اَلشُّرُوطُ فِي النِّكَاحِ	باب: نکاح میں شرطوں کا بیان	175

٤٣- اَلنِّكَاحُ الَّذِي تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لِمُطَلِّقِهَا | باب: کس نکاح کے ساتھ تین طلاقوں والی عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہوسکتی ہے؟ 176

٤٤- تَحْرِيمُ الرَّبِيبَةِ الَّتِي فِي حِجْرِهِ | باب: کسی آدمی کے گھر میں پرورش پانے والی پچھ لگ (ربیبہ) لڑکی سے اس کا نکاح حرام ہے 178

٤٥- تَحْرِيمُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُمِّ وَالْبِنْتِ | باب: ماں اور اس کی بیٹی دونوں سے بیک وقت نکاح حرام ہے 179

٤٦- تَحْرِيمُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ | باب: دو بہنوں سے (بیک وقت) نکاح حرام ہے 180

٤٧- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا | باب: ایک عورت اور اس کی پھوپھی سے (بیک وقت) نکاح حرام ہے 181

٤٨- تَحْرِيمُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا | باب: کسی عورت اور اس کی خالہ سے بیک وقت نکاح حرام ہے 184

٤٩- مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ | باب: رضاعت کی وجہ سے کون کون سے رشتے حرام ہوتے ہیں؟ 185

٥٠- تَحْرِيمُ بِنْتِ الْأَخِ مِنَ الرَّضَاعَةِ | باب: رضاعی بھتیجی سے بھی نکاح حرام ہے 187

٥١- اَلْقَدْرُ الَّذِي يُحَرِّمُ الرَّضَاعَةَ | باب: کس قدر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟ 189

٥٢- لَبَنُ الْفَحْلِ | باب: عورت کے دودھ میں خاوند کا بھی دخل ہے 192

٥٣- بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيرِ | باب: بڑی عمر والے کو دودھ پلانے کا بیان 196

٥٤- اَلْغِيلَةُ | باب: دودھ پلانے کی مدت میں جماع کرنا 200

٥٥- بَابُ الْعَزْلِ | باب: عزل کا بیان 201

٥٦- حَقُّ الرَّضَاعِ وَحُرْمَتُهُ | باب: حق رضاعت (کی ادائیگی) اور اس کی حرمت کا بیان 202

٥٧- اَلشَّهَادَةُ فِي الرَّضَاعِ | باب: رضاعت کی بابت گواہی کا بیان 203

٥٨- نِكَاحُ مَا نَكَحَ الْآبَاءُ | باب: آباء کی منکوحہ عورتوں سے نکاح 204

٥٩- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَالْمُحْصَنَتُ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ﴾ | باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَالْمُحْصَنَتُ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَنُكُمْ﴾ کی تفسیر 206

٦٠- بَابُ الشِّغَارِ	باب: شغار کا بیان	207
٦١- تَفْسِيرُ الشِّغَارِ	باب: نکاح شغار کی تفسیر	208
٦٢- بَابُ التَّزْوِيجِ عَلٰى سُوَرٍ مِّنَ الْقُرْآنِ	باب: قرآن مجید کی چند سورتوں (کی تعلیم) کو مہر بنا کر نکاح کرنا (جائز ہے)	210
٦٣- اَلتَّزْوِيجُ عَلَى الْإِسْلَامِ	باب: اسلام لانے کی شرط پر نکاح کرنا	212
٦٤- اَلتَّزْوِيجُ عَلَى الْعِتْقِ	باب: آزادی کو مہر مقرر کر کے نکاح کرنا	213
٦٥- عِتْقُ الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا	باب: آدمی کا اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا	215
٦٦- اَلْقِسْطُ فِي الْأَصْدِقَةِ	باب: مہر مقرر کرنے میں انصاف سے کام لینا	216
٦٧- اَلتَّزْوِيجُ عَلٰى نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ	باب: سونے کے نواۃ کو مہر مقرر کرنا	222
٦٨- إِبَاحَةُ التَّزْوِيجِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ	باب: بغیر مہر کے نکاح کے جواز کا بیان	224
٦٩- بَابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ بِغَيْرِ صَدَاقٍ	باب: عورت کا اپنے آپ کو کسی شخص کے ساتھ بغیر مہر کے نکاح کے لیے پیش کرنا	228
٧٠- بَابُ إِحْلَالِ الْفَرْجِ	باب: کسی کے لیے شرم گاہ (بغیر نکاح کے) حلال کرنا؟	229
٧١- تَحْرِيمُ الْمُتْعَةِ	باب: متعہ کے حرام ہونے کا بیان	232
٧٢- إِعْلَانُ النِّكَاحِ بِالصَّوْتِ وَضَرْبِ الدُّفِّ	باب: نکاح کا اعلان چرچے اور دَف بجانے کے ساتھ کیا جائے	236
٧٣- كَيْفَ يُدْعٰى لِلرَّجُلِ إِذَا تَزَوَّجَ	باب: جب کوئی شخص نکاح کرے تو اسے دعا کیسے دی جائے؟	237
٧٤- دُعَاءُ مَنْ لَمْ يَشْهَدِ التَّزْوِيجَ	باب: اس شخص کے دعا دینے کا بیان جو نکاح کے موقع پر موجود نہ ہو	237
٧٥- اَلرُّخْصَةُ فِي الصُّفْرَةِ عِنْدَ التَّزْوِيجِ	باب: شادی کے وقت (دلھا کے لیے) رنگ دار خوشبو کی رخصت کا بیان	238
٧٦- نَحْلَةُ الْخَلْوَةِ	باب: شب زفاف کے موقع پر تحفہ دینے کا بیان	239

٧٧- اَلْبِنَاءُ فِي شَوَّالٍ — باب: شوال میں رخصتی کا بیان 240

٧٨- اَلْبِنَاءُ بِابْنَةِ تِسْعٍ — باب: نو سال کی (بالغہ) لڑکی کی رخصتی کا بیان 241

٧٩- اَلْبِنَاءُ فِي السَّفَرِ — باب: رخصتی دورانِ سفر میں بھی ہو سکتی ہے 242

٨٠- اَللَّهْوُ وَالْغِنَاءُ عِنْدَ الْعُرْسِ — باب: شادی کے وقت گانے بجانے کا بیان 246

٨١- جِهَازُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ — باب: آدمی کا اپنی بیٹی کو (رخصتی کے موقع پر کچھ) سامان دینا 247

٨٢- اَلْفُرُشُ — باب: بستر بھی دیے جا سکتے ہیں 249

٨٣- اَلْأَنْمَاطُ — باب: قالینوں کا بیان 250

٨٤- اَلْهَدِيَّةُ لِمَنْ عَرَّسَ — باب: شادی کرنے والے کو تحفہ دینا 250

٣٦- كِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ — عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان 253

١- بَابُ حُبِّ النِّسَاءِ — باب: بیویوں سے محبت کرنے کا بیان 253

٢- مَيْلُ الرَّجُلِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ — باب: آدمی کا اپنی کسی ایک بیوی کی طرف دوسری کی نسبت زیادہ جھکاؤ رکھنا 254

٣- حُبُّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ — باب: آدمی کا اپنی کسی ایک بیوی کو دوسری سے زیادہ چاہنا 256

٤- اَلْغَيْرَةُ — باب: رشک اور جلن کا بیان 266

٢٧- كِتَابُ الطَّلَاقِ — طلاق سے متعلق احکام ومسائل 279

١- بَابُ وَقْتِ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ — باب: اس عدت میں طلاق دینے کا وقت جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کے لیے مقرر فرمائی ہے 280

٢- بَابُ طَلَاقِ السُّنَّةِ — باب: طلاق سنت کا بیان 284

٣- بَابُ مَا يَفْعَلُ إِذَا طَلَّقَ تَطْلِيقَةً وَهِيَ حَائِضٌ — باب: حیض کی حالت میں طلاق دے بیٹھے تو کیا کرے؟ 285

٤- بَابُ الطَّلَاقِ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ — باب: غلط وقت کی طلاق (کا حکم) 286

٥- اَلطَّلَاقُ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ وَمَا يُحْتَسَبُ مِنْهُ عَلَى الْمُطَلِّقِ — باب: غلط وقت کی طلاق شمار کی جائے گی 287

٦- اَلثَّلَاثُ الْمَجْمُوعَةُ وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ — باب: تین طلاقیں اکٹھی دینا سخت گناہ ہے 288

٧- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ — باب: تین طلاقیں اکٹھی دینے کی رخصت 289

٨- بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ باب: عورت کے ساتھ شب بسری سے پہلے اسے تین طلاقیں دینا 293

٩- اَلطَّلَاقُ لِلَّتِي تَنْكِحُ زَوْجًا ثُمَّ لَا يَدْخُلُ بِهَا باب: تین طلاقوں والی عورت کسی شخص سے نکاح کرے اور دخول کے بغیر اسے طلاق ہو جائے تو؟ 294

١٠- طَلَاقُ الْبَتَّةِ باب: بتہ (قطعی) طلاق کا بیان 296

١١- أَمْرُكِ بِيَدِكِ باب: (خاوند بیوی سے کہے:) تیرا معاملہ تیرے ہاتھ اختیار میں ہے (تو کیا ہوگا؟) 297

١٢- بَابُ إِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَالنِّكَاحِ الَّذِي يُحِلُّهَا بِهِ باب: تین طلاق والی عورت کس نکاح کے ساتھ (پہلے خاوند کے لیے) حلال ہو سکتی ہے؟ 298

١٣- بَابُ إِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ باب: تین طلاقوں والی کو قصداً پہلے خاوند کے لیے حلال کرنا سخت گناہ ہے 301

١٤- بَابُ مُوَاجَهَةِ الرَّجُلِ الْمَرْأَةَ بِالطَّلَاقِ باب: مرد اپنی بیوی کو بالمشافہ طلاق دے سکتا ہے 302

١٥- بَابُ إِرْسَالِ الرَّجُلِ إِلَى زَوْجَتِهِ بِالطَّلَاقِ باب: آدمی کسی کے ذریعے سے اپنی بیوی کو طلاق بھیجے 303

١٦- تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾ باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اے نبی! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟'' کی تفسیر 304

١٧- تَأْوِيلُ هٰذِهِ الْآيَةِ عَلَى وَجْهٍ آخَرَ باب: اس آیت کی ایک اور توجیہ 305

١٨- بَابٌ: إِلْحَقِي بِأَهْلِكِ وَلَا يُرِيدُ الطَّلَاقَ باب: بیوی کو کہنا ''اپنے گھر چلی جا'' جب کہ ارادہ طلاق کا نہ ہو 306

١٩- بَابُ طَلَاقِ الْعَبْدِ باب: غلام کی طلاق 310

٢٠- بَابٌ: مَتَى يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ باب: بچے کی طلاق کب واقع ہوگی؟ 312

٢١- بَابُ مَنْ لَا يَقَعُ طَلَاقُهُ مِنَ الْأَزْوَاجِ باب: کن (خاوندوں) کی طلاق واقع نہیں ہوتی؟ 314

٢٢- بَابُ مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ باب: جو آدمی اپنے دل میں طلاق دیتا رہے؟ 315

٢٣- اَلطَّلَاقُ بِالْإِشَارَةِ الْمَفْهُومَةِ باب: واضح اشارے سے بھی طلاق ہو سکتی ہے 316

٢٤- بَابُ الْكَلَامِ إِذَا قَصَدَ بِهِ فِيمَا يَحْتَمِلُهُ مَعْنَاهُ باب: جب کلام سے ایسے معنی مقصود ہوں جن کا وہ کلام محتمل ہو تو؟ 317

٢٥- بَابُ الْإِبَانَةِ وَالْإِفْصَاحِ بِالْكَلِمَةِ الْمَلْفُوظِ بِهَا إِذَا قَصَدَ بِهَا لِمَا لَا يَحْتَمِلُهُ مَعْنَاهَا لَمْ تُوجِبْ شَيْئًا وَلَمْ تُثْبِتْ حُكْمًا باب: جب کوئی شخص ایک واضح کلمہ بول کر ایسے معنی مراد لے جن کا وہ احتمال نہیں رکھتا' اس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا اور وہ بے فائدہ ہوگا 318

٢٦- بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْخِيَارِ باب: طلاق کے اختیار میں مدت مقرر ہو سکتی ہے 319

٢٧- بَابٌ فِي الْمُخَيَّرَةِ تَخْتَارُ زَوْجَهَا باب: جس عورت کو طلاق کا اختیار دیا جائے اور وہ اپنے خاوند ہی کو پسند کرے تو؟ 321

٢٨- خِيَارُ الْمَمْلُوكَيْنِ يُعْتَقَانِ باب: غلام خاوند بیوی آزاد ہوں تو اختیار کسے ہوگا؟ 323

٢٩- بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ باب: لونڈی کو (آزادی کے بعد نکاح ختم کرنے کا) اختیار ہے 324

٣٠- بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا حُرٌّ باب: لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند پہلے سے آزاد ہو تو کیا اسے اختیار ہوگا؟ 326

٣١- بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا مَمْلُوكٌ باب: لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند غلام ہو تو اسے (نکاح ختم کرنے کا) اختیار ہے 327

٣٢- بَابُ الْإِيلَاءِ باب: ایلا کے مسائل 331

٣٣- بَابُ الظِّهَارِ باب: ظہار کے مسائل 333

٣٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ باب: عورت کا خاوند سے خلع لینا 336

٣٥- بَابُ بَدْءِ اللِّعَانِ باب: لعان کی ابتدا 340

٣٦- بَابُ اللِّعَانِ بِالْحَبَلِ باب: عورت کو ناجائز حمل ہونے کی صورت میں بھی لعان ہو سکتا ہے 342

٣٧- بَابُ اللِّعَانِ فِي قَذْفِ الرَّجُلِ زَوْجَتَهُ بِرَجُلٍ بِعَيْنِهِ باب: آدمی اپنی بیوی پر کسی معین آدمی کے ساتھ زنا کا الزام لگائے تو لعان کرنا پڑے گا 342

٣٨- كَيْفَ اللِّعَانُ باب: لعان کا طریقہ کیا ہے؟ 343

٣٩- بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ باب: امام کہہ سکتا ہے: اے اللہ! صورت حال واضح

	کر دے	345
٤٠- بَابُ الْأَمْرِ بِوَضْعِ الْيَدِ عَلَى فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ	باب: پانچویں قسم اٹھاتے وقت لعان کرنے والوں کے منہ پر ہاتھ رکھ دینا چاہیے	348
٤١- بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ عِنْدَ اللِّعَانِ	باب: لعان کے وقت امام مرد اور عورت دونوں کو نصیحت کرے	349
٤٢- بَابُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ	باب: لعان کرنے والے خاوند بیوی کے درمیان مستقل جدائی کر دی جائے گی	351
٤٣- إِسْتِتَابَةُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ بَعْدَ اللِّعَانِ	باب: لعان کرنے والے خاوند بیوی سے لعان کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا چاہیے	352
٤٤- إِجْتِمَاعُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ	باب: لعان کرنے والوں کا بعد میں اجتماع (ممکن نہیں)	353
٤٥- بَابُ نَفْيِ الْوَلَدِ بِاللِّعَانِ وَإِلْحَاقِهِ بِأُمِّهِ	باب: لعان کے ساتھ متنازعہ بچے کی نفی ہو جائے گی اور وہ ماں کو مل جائے گا	354
٤٦- بَابٌ: إِذَا عَرَّضَ بِامْرَأَتِهِ وَسَكَتَ فِي وَلَدِهِ وَأَرَادَ الْإِنْتِفَاءَ مِنْهُ	باب: جب کوئی شخص اپنی بیوی پر اشارتاً زنا کا الزام لگائے اور بچے کی نفی سے چپ رہے مگر ارادہ نفی ہی کا ہو؟	354
٤٧- بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنَ الْوَلَدِ	باب: (صرف شک کی بنا پر) بچے کی نفی کرنا بہت بڑا گناہ ہے	357
٤٨- بَابُ إِلْحَاقِ الْوَلَدِ بِالْفِرَاشِ إِذَا لَمْ يَنْفِهِ صَاحِبُ الْفِرَاشِ	باب: اگر بیوی کا خاوند یا لونڈی کا مالک بچے کی نفی نہ کرے تو بچہ (قانونی طور پر) اسی کا ہوگا	358
٤٩- بَابُ فِرَاشِ الْأَمَةِ	باب: لونڈی بھی فراش ہے	361
٥٠- بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْوَلَدِ إِذَا تَنَازَعُوا فِيهِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ فِيهِ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ	باب: جب بچے کے بارے میں تنازع ہو جائے تو قرعہ ڈالا جا سکتا ہے نیز زید بن ارقم کی حدیث میں شعبی پر اختلاف کا ذکر	362
٥١- بَابُ الْقَافَةِ	باب: قیافہ شناسی کا بیان	365

٥٢- إِسْلَامُ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَتَخْيِيرُ الْوَلَدِ	باب: خاوند بیوی میں سے ایک مسلمان ہو جائے تو بچے کو اختیار دیا جائے (کہ وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے)	367
٥٣- عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ	باب: خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت	369
٥٤- مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَاتِ	باب: طلاق والی عورتوں کی عدت میں استثنا بھی ہے	371
٥٥- بَابُ عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا	باب: جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت	372
٥٦- بَابُ عِدَّةِ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا	باب: حاملہ عورت کی عدت جس کا خاوند فوت ہو جائے	375
٥٧- عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا	باب: اس عورت کی عدت جس کا خاوند اسے گھر بسائے بغیر فوت ہو گیا	388
٥٨- بَابُ الْإِحْدَادِ	باب: سوگ کرنا	389
٥٩- بَابُ سُقُوطِ الْإِحْدَادِ عَنِ الْكِتَابِيَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا	باب: یہودی یا عیسائی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس پر سوگ نہیں	390
٦٠- مَقَامُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فِي بَيْتِهَا حَتَّى تَحِلَّ	باب: جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ عدت گزارنے تک گھر ہی میں رہے گی	391
٦١- بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَنْ تَعْتَدَّ حَيْثُ شَاءَتْ	باب: جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اسے رخصت ہے کہ جہاں چاہے عدت گزارے	393
٦٢- عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا مِنْ يَوْمِ يَأْتِيهَا الْخَبَرُ	باب: جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت خبر ملنے کے دن سے شروع ہو گی	394
٦٣- اَلزِّينَةُ لِلْحَادَّةِ الْمُسْلِمَةِ دُونَ الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ	باب: سوگ کرنے والی مسلمان عورت زیب و زینت چھوڑے گی نہ کہ یہودی عیسائی عورت	394
٦٤- مَا تَجْتَنِبُ الْحَادَّةُ مِنَ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ	باب: سوگ کرنے والی عورت شوخ رنگ دار کپڑوں سے پرہیز کرے	396
٦٥- بَابُ الْخِضَابِ لِلْحَادَّةِ	باب: سوگ والی عورت کے لیے مہندی لگانا	398
٦٦- بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْحَادَّةِ أَنْ تَمْتَشِطَ بِالسِّدْرِ	باب: سوگ والی عورت بیری کے پتوں کے ساتھ کنگھی کر سکتی ہے	398

٦٧- اَلنَّهْيُ عَنِ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ — باب: سوگ والی عورت کے لیے سرمہ لگانا منع ہے — 400

٦٨- اَلْقُسْطُ وَالْأَظْفَارُ لِلْحَادَّةِ — باب: سوگ والی عورت قسط اور اظفار خوشبو استعمال کر سکتی ہے؟ — 402

٦٩- بَابُ نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْمِيرَاثِ — باب: جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اسے اخراجات نہیں ملیں گے کیونکہ اس کے لیے وراثت مقرر کر دی گئی ہے — 403

٧٠- اَلرُّخْصَةُ فِي خُرُوجِ الْمَبْتُوتَةِ مِنْ بَيْتِهَا فِي عِدَّتِهَا لِسُكْنَاهَا — باب: جس عورت کو طلاق بائن ہو چکی ہو وہ دوران عدت اپنے گھر سے کسی دوسری جگہ جا سکتی ہے — 404

٧١- بَابُ خُرُوجِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا بِالنَّهَارِ — باب: جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ دورانِ عدت دن کے وقت گھر سے نکل سکتی ہے — 408

٧٢- بَابُ نَفَقَةِ الْبَائِنَةِ — باب: مطلقہ بائنہ (جس سے رجوع نہیں ہو سکتا) کا نان ونفقہ (خاوند کے ذمے نہیں) — 408

٧٣- نَفَقَةُ الْحَامِلِ الْمَبْتُوتَةِ — باب: مطلقہ بائنہ حاملہ ہو تو اس کا نان ونفقہ — 409

٧٤- اَلْأَقْرَاءُ — باب: أقراء کا مفہوم — 410

٧٥- بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ — باب: تین طلاقوں کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا — 411

٧٦- بَابُ الرَّجْعَةِ — باب: رجوع کا بیان — 412

٢٨- كِتَابُ الْخَيْلِ وَالسَّبَقِ وَالرَّمْيِ — گھوڑوں، گھوڑ دوڑ پر انعام اور تیر اندازی سے متعلق احکام ومسائل — 417

١- [بَابٌ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»] — باب: قیامت تک گھوڑے کی پیشانی میں خیر و برکت رکھ دی گئی ہے — 417

٢- بَابُ حُبِّ الْخَيْلِ — باب: گھوڑوں سے محبت کا بیان — 420

٣- مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شِيَةِ الْخَيْلِ — باب: کس رنگ و صورت کے گھوڑے اچھے ہوتے ہیں؟ — 421

٤- اَلشِّكَالُ فِي الْخَيْلِ — باب: گھوڑوں میں شکال — 422

٥- بَابُ شُؤْمِ الْخَيْلِ — باب: کوئی گھوڑا منحوس ہو سکتا ہے؟ — 423

٦- بَابُ بَرَكَةِ الْخَيْلِ | باب: گھوڑوں میں برکت ہوتی ہے | 425
٧- بَابُ فَتْلِ نَاصِيَةِ الْفَرَسِ | باب: گھوڑوں کی پیشانی کے بال بٹنا | 425
٨- تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ | باب: آدمی اپنے گھوڑے کو تربیت دے سکتا ہے | 427
٩- بَابُ دَعْوَةِ الْخَيْلِ | باب: گھوڑے کی دعا | 429
١٠- اَلتَّشْدِيدُ فِي حَمْلِ الْحَمِيرِ عَلَى الْخَيْلِ | باب: گھوڑی کو گدھے سے جفتی کرانا سخت گناہ ہے | 429
١١- عَلَفُ الْخَيْلِ | باب: گھوڑے کا چارہ (وغیرہ بھی ثواب کا موجب ہے) | 431
١٢- غَايَةُ السَّبْقِ لِلَّتِي لَمْ تُضْمَرْ | باب: غیر تضمیر شدہ گھوڑوں کی دوڑ کا فاصلہ | 432
١٣- بَابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ | باب: دوڑ کے لیے گھوڑوں کی تضمیر کرنا | 433
١٤- بَابُ السَّبْقِ | باب: گھوڑ دوڑ پر انعام مقرر کرنا | 433
١٥- اَلْجَلَبُ | باب: (گھوڑ دوڑ میں) جلب کا بیان | 435
١٦- اَلْجَنَبُ | باب: (گھوڑ دوڑ میں) جنب کا بیان | 436
١٧- بَابُ سُهْمَانِ الْخَيْلِ | باب: (مال غنیمت میں) گھوڑے کے حصوں کا بیان | 437

٢٩- كِتَابُ الْإِحْبَاسِ | وقف سے متعلق احکام ومسائل | 439

١- [بَابٌ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهِ] | باب: بوقت وفات رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ چھوڑا' اس کا بیان | 441
٢- اَلْإِحْبَاسُ كَيْفَ يُكْتَبُ الْحَبْسُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى ابْنِ عَوْنٍ فِي خَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ | باب: وقف کی دستاویز کیسے لکھی جائے؟ نیز ابن عمر کی حدیث کی بابت ابن عون پر اختلاف کا ذکر | 442
٣- بَابُ حَبْسِ الْمُشَاعِ | باب: مشترکہ چیز کا وقف | 446
٤- بَابُ وَقْفِ الْمَسَاجِدِ | باب: مساجد بھی وقف ہوتی ہیں | 448

٣٠- كِتَابُ الْوَصَايَا | وصیت سے متعلق احکام ومسائل | 457

١- اَلْكَرَاهِيَةُ فِي تَأْخِيرِ الْوَصِيَّةِ | باب: وصیت میں تاخیر مکروہ ہے | 459
٢- هَلْ أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ ؟ | باب: کیا نبی ﷺ نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ | 463
٣- بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ | باب: وصیت ایک تہائی مال میں ہو سکتی ہے | 466
٤- بَابُ قَضَاءِ الدَّيْنِ قَبْلَ الْمِيرَاثِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ | باب: قرض کی ادائیگی وراثت کی تقسیم سے قبل ہونی

أَلفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِيهِ — چاہیے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے والوں کے اس حدیث میں اختلاف الفاظ کا ذکر 472

٥- بَابُ إِبْطَالِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ — باب: وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں 476

٦- بَابٌ: إِذَا أَوْصَى لِعَشِيرَتِهِ الْأَقْرَبِينَ — باب: جب میت اپنے قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کر دے (تو مراد کون ہوں گے؟) 477

٧- إِذَا مَاتَ الْفَجَاءَةَ هَلْ يُسْتَحَبُّ لِأَهْلِهِ أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ — باب: اگر کوئی اچانک فوت ہو جائے تو کیا گھر والوں کے لیے بہتر ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کریں؟ 481

٨- فَضْلُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ — باب: میت کی طرف سے صدقہ کرنے کی فضیلت 483

٩- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُفْيَانَ — باب: سفیان پر (واقع ہونے والے) اختلاف کا ذکر 487

١٠- اَلنَّهْيُ عَنِ الْوِلَايَةِ عَلَى مَالِ الْيَتِيمِ — باب: یتیم کے مال کی سرپرستی کی ممانعت کا بیان 500

١١- مَا لِلْوَصِيِّ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ — باب: جو شخص (وصیت کے نتیجے میں) یتیم کے مال کی دیکھ بھال کرے اس کا اس میں کیا حق ہے؟ 501

١٢- اِجْتِنَابُ أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ — باب: یتیم کا مال کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے 503

٣١- كِتَابُ النُّحْلِ — عطیہ سے متعلق احکام و مسائل 505

١- ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ فِي النُّحْلِ — باب: عطیہ کرنے کے بارے میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے ناقلین کے لفظی اختلاف کا بیان 505

٣٢- كِتَابُ الْهِبَةِ — ہبہ سے متعلق احکام و مسائل 515

١- هِبَةُ الْمُشَاعِ — باب: مشترک چیز کا ہبہ بھی جائز ہے 515

٢- رُجُوعُ الْوَالِدِ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ — باب: باپ کا اپنے بیٹے کو عطیہ دے کر واپس لینے کا بیان اور اس مسئلے میں ناقلین حدیث کے اختلاف کا ذکر 518

٣- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ — باب: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اختلاف

	کا ذکر	521
٤- ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى طَاوُسٍ فِي الرَّاجِعِ فِي هِبَتِهِ	باب: ہبہ اور تحفے میں رجوع کرنے کے بارے میں طاؤس پر اختلاف کا ذکر	524
٣٣- كِتَابُ الرُّقْبَى	رقبی سے متعلق احکام و مسائل	527
١- ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ فِي خَبَرِ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ فِيهِ	باب: اس مسئلے کی بابت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ابن ابی نجیح پر اختلاف کا ذکر	528
٢- ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى أَبِي الزُّبَيْرِ	باب: (اس حدیث میں) ابو زبیر پر (کیے گئے) اختلاف کا ذکر	529
٣٤- كِتَابُ الْعُمْرَى	عمریٰ سے متعلق احکام و مسائل	533
١- بَابٌ: اَلْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ	باب: (اس کا بیان کہ) عمریٰ ورثاء کے لیے ہوگا	534
٢- ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِي الْعُمْرٰى	باب: عمریٰ کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ناقلین کے اختلاف الفاظ کا ذکر	536
٣- ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ	باب: اس حدیث میں امام زہری پر اختلاف کا ذکر	540
٤- ذِكْرُ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلَى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ	باب: اس حدیث میں ابوسلمہ پر یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو کے اختلاف کا ذکر	545
٥- عَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا	باب: کیا عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دے سکتی ہے؟	547
٣٥- كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ	قسم اور نذر سے متعلق احکام و مسائل	551
١- [بَابٌ: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ]	باب: نبی ﷺ کی قسم کیسے ہوتی تھی؟	552
٢- اَلْحَلِفُ بِمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ	باب: مُصَرِّفُ الْقُلُوب کے ساتھ قسم کھانا	552
٣- اَلْحَلِفُ بِعِزَّةِ اللهِ تَعَالٰى	باب: اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم کھانا	553
٤- اَلتَّشْدِيدُ فِي الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللهِ تَعَالٰى	باب: غیر اللہ کی قسم کھانا سخت گناہ ہے	555
٥- اَلْحَلِفُ بِالْآبَاءِ	باب: آباؤ اجداد کی قسم کھانا	556
٦- اَلْحَلِفُ بِالْأُمَّهَاتِ	باب: ماؤں کی قسم کھانا (بھی ناجائز ہے)	557

عنوان	باب	صفحہ
٧- اَلْحَلْفُ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ	باب: اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم (بھی سخت گناہ ہے)	558
٨- اَلْحَلْفُ بِالْبَرَاءَةِ مِنَ الْإِسْلَامِ	باب: اسلام سے بری ہونے کی قسم (قبیح ہے)	559
٩- اَلْحَلْفُ بِالْكَعْبَةِ	باب: کعبہ کی قسم (درست نہیں)	559
١٠- اَلْحَلْفُ بِالطَّوَاغِيْتِ	باب: بتوں کے نام کی قسم کھانا (مشرکین سے مشابہت ہے)	560
١١- اَلْحَلْفُ بِاللَّاتِ	باب: لات کی قسم کھانا	561
١٢- اَلْحَلْفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى	باب: لات وعزیٰ کی قسم کھانا	561
١٣- إِبْرَارُ الْقَسَمِ	باب: کسی کی قسم پوری کرنا (بھی ضروری ہے)	563
١٤- مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنهَا	باب: جو شخص ایک چیز پر قسم کھالے' پھر وہ کوئی اور چیز بہتر سمجھے (تو کیا کرے؟)	564
١٥- اَلْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ	باب: کفارہ قسم توڑنے سے پہلے بھی دیا جا سکتا ہے	564
١٦- اَلْكَفَّارَةُ بَعْدَ الْحِنْثِ	باب: قسم توڑنے کے بعد کفارہ دینے کا بیان	567
١٧- اَلْيَمِينُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ	باب: غیر مملوکہ چیز کے بارے میں قسم کھانا (غیر معتبر ہے)	570
١٨- مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنٰى	باب: جو شخص قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ پڑھ لے؟	571
١٩- اَلنِّيَّةُ فِي الْيَمِينِ	باب: قسم میں نیت کا اعتبار کیا جائے گا	571
٢٠- تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ	باب: اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرلے تو (قسم والا کفارہ دینا ہوگا)	572
٢١- إِذَا حَلَفَ أَنْ لَّا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ خُبْزًا بِخَلٍّ	باب: جب کوئی شخص قسم کھائے کہ سالن استعمال نہیں کرے گا' پھر سرکے کے ساتھ روٹی کھالے تو؟	573
٢٢- فِي الْحَلْفِ وَالْكَذِبِ لِمَنْ لَّمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِينَ بِقَلْبِهِ	باب: دلی قصد و ارادے کے بغیر قسم یا جھوٹ کے الفاظ زبان سے نکل جائیں تو؟	574
٢٣- فِي اللَّغْوِ وَالْكَذِبِ	باب: فضول باتوں اور (بلا قصد) جھوٹ کا حل؟	575
٢٤- اَلنَّهْيُ عَنِ النَّذْرِ	باب: نذر ماننے کی ممانعت کا بیان	576

٢٥- اَلنَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَايُؤَخِّرُهُ — باب: نذر کسی چیز کو آگے پیچھے نہیں کرتی 577
٢٦- اَلنَّذْرُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ — باب: نذر کے ذریعے سے کنجوس شخص سے مال نکالا جاتا ہے 578
٢٧- اَلنَّذْرُ فِي الطَّاعَةِ — باب: اطاعت اور نیکی کی نذر (پوری کرنے) کا بیان 578
٢٨- اَلنَّذْرُ فِي الْمَعْصِيَةِ — باب: نافرمانی کی نذر (پوری نہ کرنے) کا بیان 579
٢٩- اَلْوَفَاءُ بِالنَّذْرِ — باب: نذر پوری کرنے کا بیان 580
٣٠- اَلنَّذْرُ فِيمَا لَا يُرَادُ بِهِ وَجْهُ اللهِ — باب: جس نذر سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نہ ہو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے 581
٣١- اَلنَّذْرُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ — باب: غیر مملوکہ چیز میں نذر ماننا (غیر معتبر ہے) 582
٣٢- مَنْ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ تَعَالَى — باب: جو شخص بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانے تو (اس کا حکم)؟ 583
٣٣- إِذَا حَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لِتَمْشِيَ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ — باب: جب کوئی عورت ننگے پاؤں اور ننگے سر چلنے کی قسم کھالے تو؟ 584
٣٤- مَنْ نَذَرَ أَنْ يَصُومَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَصُومَ — باب: جو روزے رکھنے کی نذر مانے مگر روزے رکھنے سے پہلے فوت ہو جائے تو؟ 585
٣٥- مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ — باب: جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے نذر باقی ہو تو؟ 585
٣٦- إِذَا نَذَرَ ثُمَّ أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يَفِيَ — باب: جب کوئی شخص نذر مانے، پھر پوری کرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو؟ 587
٣٧- إِذَا أَهْدَى مَالَهُ عَلَى وَجْهِ النَّذْرِ — باب: جب کوئی شخص اپنا مال بطور نذر صدقے کے لیے پیش کرے تو؟ 589
٣٨- هَلْ تَدْخُلُ الْأَرَضُونَ فِي الْمَالِ إِذَا نَذَرَ — باب: اگر مال صدقہ کرنے کی نذر مانے تو کیا زمین بھی اس میں داخل ہوگی؟ 591
٣٩- اَلِاسْتِثْنَاءُ — باب: قسم (یا نذر) میں ان شاء اللہ کہنا 593
٤٠- إِذَا حَلَفَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنْ شَاءَ اللهُ، هَلْ لَهُ — باب: جب کوئی شخص قسم کھائے اور کوئی آدمی

عربی	اردو	صفحہ
اسْتِثْنَاءٌ؟	اسے ان شاء اللہ کہہ دے تو کیا اسے استثنا حاصل ہوگا؟	594
٤١- كَفَّارَةُ النَّذْرِ	باب: نذر کا کفارہ	595
٤٢- مَا الْوَاجِبُ عَلَى مَنْ أَوْجَبَ عَلَى نَفْسِهِ نَذْرًا فَعَجَزَ عَنْهُ؟	باب: جس شخص نے کوئی نذر اپنے آپ پر واجب کر لی لیکن وہ اسے پورا کرنے سے عاجز ہے تو اس پر کیا واجب ہوگا؟	603
٤٣- اَلِاسْتِثْنَاءُ	باب: قسم میں ان شاء اللہ کہنا	604
كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ	**مزارعت سے متعلق احکام و مسائل**	607
٤٤- اَلثَّالِثُ مِنَ الشُّرُوطِ فِيهِ الْمُزَارَعَةُ وَالْوَثَائِقُ	باب: شروط کی تیسری قسم: بٹائی پر زمین دینا اور اس کی دستاویزات	607
٤٥- ذِكْرُ الْأَحَادِيثِ الْمُخْتَلِفَةِ فِي النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ	باب: تہائی یا چوتھائی پیداوار کی شرط پر زمین بٹائی پر دینے سے ممانعت کی مختلف روایات اور اس روایت کے ناقلین کے اختلاف الفاظ کا ذکر	609
٤٦- ذِكْرُ اخْتِلَافِ الْأَلْفَاظِ الْمَأْثُورَةِ فِي الْمُزَارَعَةِ	باب: مزارعت (بٹائی) کے بارے میں منقول الفاظ کے اختلاف کا بیان	655
-- شِرْكَةُ عِنَانٍ بَيْنَ ثَلَاثَةٍ	باب: تین اشخاص کے درمیان شرکت عنان (کی دستاویز)	661
-- شِرْكَةُ مُفَاوَضَةٍ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ عَلَى مَذْهَبِ مَنْ يُجِيزُهَا	باب: چار افراد کے درمیان شرکت مفاوضہ کی دستاویز اس شخص کے مذہب کے مطابق جو اسے جائز سمجھتا ہے	663
٤٧- بَابُ شِرْكَةِ الْأَبْدَانِ	باب: شرکت ابدان	665
-- بَابُ تَفَرُّقِ الشُّرَكَاءِ عَنْ شِرْكَتِهِمْ	باب: شرکاء کے شراکت ختم کرنے کی دستاویز	666
-- بَابُ تَفَرُّقِ الزَّوْجَيْنِ عَنْ مُزَاوَجَتِهِمَا	باب: خاوند اور بیوی کی رشتۂ ازدواج سے علیحدگی کی دستاویز	667
٤٨- اَلْكِتَابَةُ	باب: غلام کا مالک سے معاہدۂ آزادی	670

٤٩- تَدْبِيرٌ — باب: غلام یا لونڈی کو مدبر بنانے کی دستاویز — 671

٥٠- عِتْقٌ — باب: غلام کی آزادی کی دستاویز — 673

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٥) - كِتَابُ الْجِهَادِ (التحفة ٧)

جہاد سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ وُجُوبِ الْجِهَادِ (التحفة ١)

٣٠٨٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ لَيَهْلِكُنَّ فَنَزَلَتْ: ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾ [الحج: ٣٩]. فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَهِيَ أَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقِتَالِ.

باب:١- جہاد فرض ہے

٣٠٨٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مکہ مکرمہ سے نکالے گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان لوگوں (مشرکین مکہ) نے اپنے نبی کو نکال دیا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. اب یہ لوگ ضرور تباہ و برباد ہوں گے، پھر یہ آیت اتری: ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ ...... عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ﴾ ”جن لوگوں سے بلاوجہ لڑائی کی جاتی ہے، انھیں بھی لڑنے (جہاد) کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یقین ہو گیا کہ اب عنقریب کافروں سے لڑائی ہوگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لڑائی کے (جواز کے) بارے میں یہ سب سے پہلی آیت تھی جو اتری۔

٣٠٨٧- [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الحج، ح: ٣١٧١ من حديث إسحاق بن يوسف الأزرق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٢٩٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٨٧، والحاكم: ٢/ ٦٦، ٢٤٦، ٣٩٠.
* سفيان هو الثوري، وتابعه شعبة (المستدرك للحاكم: ٣/ ٧، ٨)، وصححه على شرط الشيخين)، وقيس بن الربيع أيضًا: ٢/ ٢٤٦.

فوائد ومسائل: ① جہاد اسلام کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے مگر یہ دیگر ارکان اسلام سے بعض شرائط میں مختلف ہے: ❀ ارکان خمسہ یعنی توحید ورسالت کی گواہی' نماز' زکاۃ' روزہ اور حج فرض عین ہیں مگر جہاد عام حالات میں فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ ❀ ارکان خمسہ انفرادی عبادات ہیں جب کہ جہاد حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔ ❀ جہاد ضرورت کے مطابق ہے۔ ضرورت نہ پڑے تو جہاد بھی نہیں ہوگا جب کہ دیگر عبادات ضرورت پر موقوف نہیں۔ مکی زندگی میں چونکہ مسلمان کمزور بھی تھے اور تعداد میں بھی بہت تھوڑے' لہٰذا جہاد نہیں ہوا۔ مدینہ منورہ میں بھی جب ضرورت پڑی' جہاد کیا گیا جیسے جنگ بدر' احد اور خندق کے واقعات ہیں۔ یا جب کفار کی شرانگیزی حد سے بڑھ گئی اور اسلامی مملکت کے لیے ناقابل برداشت بن گئی بلکہ اسلامی مملکت کے لیے خطرہ بن گئی تو حملہ کیا گیا جیسے خیبر اور فتح مکہ کے واقعات ہیں' البتہ اگر کفار امن سے رہیں' مسلمانوں پر جنگ مسلط نہ کریں اور نہ ان کی مملکت کے خلاف تباہ کن سازشیں کریں تو ان سے لڑائی نہیں لڑی جائے گی بلکہ ان سے معاہدہ کرکے صلح رکھی جائے گی جیسے یہودیوں کے ساتھ میثاق مدینہ اور قریش کے ساتھ صلح حدیبیہ ہوئی۔ ❀ جہاد کے لیے ہر شخص کا نکلنا ضروری نہیں بلکہ امیر جن لوگوں کی ضرورت سمجھے' ان پر جانا فرض ہو گا۔ اور اگر حکومت نے شعبۂ فوج الگ سے قائم کر رکھا ہے تو انھی پر جہاد فرض ہے۔ دوسرے لوگ اپنے اپنے کام کریں تاکہ معیشت کی گاڑی بھی چلتی رہے' تاہم امیر حسب ضرورت وحالات سب لوگوں کو نکلنے کا لازمی حکم دے سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں غزوۂ تبوک کے موقع پر ہوا۔ ❀ یہ سمجھنا کہ جہاد سے مراد ہر وقت شمشیر بکف رہنا اور بلاوجہ مار دھاڑ کرتے رہنا اور نہ امن سے رہنا نہ رہنے دینا ہے' جہاد کے معنی میں تحریف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے خلاف ہے اور قرآن مجید سے غلط استدلال ہے۔ ② نبی کا کسی قوم سے نکل جانا اس قوم کی بدنصیبی اور اس کے لیے ہلاکت کا پیغام ہے، جب کہ نبی کا وجود رحمتِ الٰہی ہے اور عذاب سے تحفظ کی ضمانت ہے۔ جب تک کوئی نبی اپنی قوم میں رہا' عذاب نہیں آیا' خواہ کفر کتنا ہی عام تھا۔

٣٠٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَأَصْحَابًا لَهُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا

٣٠٨٨- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ اور ان کے کچھ ساتھی مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم کافر مشرک تھے تو عزت والے تھے' جب ہم مسلمان ہوئے تو ذلیل ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ''(فی الحال) مجھے معاف اور درگزر کرنے کا حکم دیا

٣٠٨٨- [إسناده صحيح] أخرجه الطبري في تفسيره: ٥/ ١٠٨ عن محمد بن علي بن الحسن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٢٩٣، وصححه الحاكم: ٢/ ٦٦، ٣٠٧، ووافقه الذهبي.

كُنَّا فِي عِزٍّ وَنَحْنُ مُشْرِكُونَ فَلَمَّا آمَنَّا صِرْنَا أَذِلَّةً فَقَالَ: «إِنِّي أُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوا». فَلَمَّا حَوَّلَنَا اللهُ إِلَى الْمَدِينَةِ أَمَرَنَا بِالْقِتَالِ فَكَفُّوا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوٓا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ﴾ [النساء: ٧٧].

گیا ہے لہٰذا تم لڑائی نہ لڑو۔'' پھر جب ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں لڑنے کا حکم دیا' لیکن بعض مسلمان لڑائی سے رکے رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''(اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ تم اپنے ہاتھ (لڑائی سے) روکے رکھو اور نماز قائم کرو۔''

فائدہ: ''ذلیل ہو گئے'' یعنی ہم کفر کی حالت میں تو ظلم کا بدلہ لے لیا کرتے تھے۔ اب ہمیں ظالم کے سامنے ہاتھ اٹھانے اور ظلم کا بدلہ لینے کی اجازت نہیں۔ اور ظاہرا یہ ذلالت والی حالت ہے کہ انسان دوسروں کے لیے تختۂ مشق بنا رہے' لیکن شریعت کا یہ حکم ایک عظیم مصلحت کی بنا پر تھا۔ اگر اس وقت مسلمانوں کو مزاحمت یا جوابی جارحیت کی اجازت دی جاتی تو اسلام کی نوزائیدہ تحریک اور اس کے قیمتی کارکن ختم ہو جاتے جب کہ صبر وعفو کا حکم دے کر ان کی قوت برداشت کو انتہائی حد تک بڑھا دیا گیا اور وہ آئندہ دور میں جنگوں کی سختی کو حیران کن حد تک برداشت کرنے کے قابل بن گئے اور ان کی اخلاقی تربیت بھی درجۂ کمال کو پہنچ گئی۔

٣٠٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قُلْتُ: عَنْ سَعِيدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ - قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

٣٠٨٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور مجھے رعب دے کر میری مدد کی گئی ہے۔ ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو (دنیا سے) چلے گئے' تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔

٣٠٨٩- أخرجه مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، ح: ٦/٥٢٣ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرى، ح: ٤٢٩٤، ٤٢٩٥.

اللهِ ﷺ: «بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا.

فوائد ومسائل: ① "جامع کلمات" یعنی الفاظ کم ہوں مگر معانی زیادہ ہوں جیسے [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحيح البخاري، بدء الوحي، حديث:١) ② "رعب دے کر" یعنی مخالفین کے دل میں میرا رعب ڈال دیا گیا ہے۔ وہ آپ کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے۔ صرف اپنی عزت رکھنے کے لیے حملے کرتے تھے یا اپنی جان بچانے کے لیے، مگر دلجمعی سے نہیں لڑتے تھے۔ نتیجتاً شکست کھاتے تھے۔ ③ چابیوں کا ہاتھ میں رکھنا اشارہ ہے ان فتوحات کی طرف جو مستقبل قریب میں ہوئیں اور ان سے مسلمانوں کو حیران کن خزانے ملے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ بھی اسی طرف ہے۔ چونکہ یہ فتوحات جہاد کے ذریعے سے ہوئیں، لہٰذا اس روایت کو جہاد کے باب میں لانا مناسب ہے۔

٣٠٩٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ نِزَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُورٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحْوَهُ.

٣٠٩٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی (سابقہ حدیث کی طرح فرماتے سنا۔

٣٠٩١- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «بُعِثْتُ

٣٠٩١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب دے کر میری مدد کی گئی ہے۔ اور ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر

٣٠٩٠- [صحيح] وهو في الكبرى، ح:٤٢٩٦، وانظر الحديث الآتي.
٣٠٩١- أخرجه مسلم من حديث محمد بن حرب به، انظر الحديث المتقدم:٣٠٨٩، وهو في الكبرى، ح:٤٢٩٧.

بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا.

رکھ دی گئیں۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو (دنیا سے) تشریف لے گئے لیکن تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔

٣٠٩٢- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ».

٣٠٩٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی لڑوں حتی کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لیں۔ جس آدمی نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیا۔ الا یہ کہ اس کے ذمے کسی کا حق واجب الادا ہو۔ باقی رہا اس کا حقیقی حساب تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''حتی کہ'' یعنی کسی کے کلمہ طیبہ پڑھ لینے کے بعد اس سے لڑائی جائز نہیں۔ ہم ظاہر کو دیکھیں گے۔ باقی رہا کہ وہ کس نیت سے کلمہ پڑھ رہا ہے تو یہ حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ ہمیں اس میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کام اس کے لیے ہی چھوڑ دیے جائیں۔ دخل اندازی مناسب نہیں۔ ② ''کسی کا حق'' اسلام کسی سابقہ حق کو ختم نہیں کرتا بلکہ اس کی مزید تاکید کرتا ہے۔ اسلام لانے سے سابقہ حقوق اللہ تو معاف ہو جاتے ہیں مگر حقوق العباد کی ادائیگی لازم رہتی ہے۔ ③ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ جب تک کوئی شخص مسلمان نہ ہو' اس سے لڑائی جاری رکھی جائے یا اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا مال لوٹ لیا جائے' کیونکہ یہ مفہوم رسول اللہ ﷺ کی تیئیس سالہ زندگی' نبوت کے طرز عمل کے بالکل خلاف ہے۔ اسلامی مملکت میں ذمیوں کا وجود متفقہ چیز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی اور اس کے بعد کے ادوار میں بھی۔ اس کا انکار ممکن نہیں' لہٰذا اس حدیث سے مراد وہ لوگ ہیں جو خود مسلمانوں سے لڑائی شروع کریں۔ پھر انھیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اور وہ کلمۂ اسلام پڑھ لیں۔

٣٠٩٢- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب دعاء النبي ﷺ إلى الإسلام والنبوة ... الخ، ح:٢٩٤٦، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله .... الخ، ح:٢١ من حديث ابن شهاب به، أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح:٤٢٩٨.

٣٠٩٣- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ! وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَاللّٰهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا، فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

٣٠٩٣- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اور حضرت ابوبکر ؓ خلیفہ بنائے گئے اور بعض عرب لوگوں نے کفر کیا (اور حضرت ابوبکر ؓ نے ان سے لڑائی کا ارادہ فرمایا) تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ ان لوگوں سے کیسے لڑائی لڑیں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لیں؟ جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لے‘ اس نے مجھ سے اپنی جان و مال کو بچا لیا الا یہ کہ اس پر کسی کا حق بنتا ہو۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔'' حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کرتے ہیں کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا بچہ دینے سے انکار کریں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس بات پر بھی ان سے لڑوں گا۔ (حضرت عمر ؓ نے فرمایا:) اللہ کی قسم! مجھے صاف سمجھ میں آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر ؓ کا سینہ لڑائی کے لیے کھول دیا ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہی بات برحق ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث اور اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے‘ حدیث: ٢٤٤٥) البتہ اس حدیث میں عِقَال (رسی) کا لفظ تھا اور یہاں عَنَاق (بکری کا بچہ) آیا ہے۔ مقصود مبالغہ ہے‘ ظاہر مراد نہیں‘ کیونکہ زکاۃ میں نہ عقال دی جاتی ہے نہ عناق بلکہ پوری بکری دینا لازم ہے۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ میں زکاۃ کے مسئلے میں ذرہ بھر کمی بیشی یا تبدیلی کی اجازت نہیں دوں گا۔ اس مفہوم کی ادائیگی کے لیے مندرجہ بالا دو ناممکن صورتیں ذکر کی گئیں۔ عرف عام میں یہ انداز کلام عام استعمال ہوتا ہے۔ ② ابوالعباس مبرد [لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا] کے متعلق

٣٠٩٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٤٢٩٩.

لکھتے ہیں کہ صدقہ وصول کرنے والا اسی مال کی جنس سے وصول کرے جس کی زکاۃ دی جا رہی ہو اور قیمت وصول نہ کرے تو اس وقت کہتے ہیں: أَخَذَ عِقَالًا اور جب اصل چیز کے بجائے قیمت وصول کرے تو بولتے ہیں أَخَذَ نَقْدًا. گویا ان کے نزدیک عقال سے مراد ''زکاۃ'' ہے یعنی اگر وہ مجھ سے کسی قسم کا صدقہ روکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا۔ (الکامل للمبرد: ٢/٥٠٨)

٣٠٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُغِيرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ

٣٠٩٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے اور ابوبکر ؓ کا دور آیا اور بہت سے عرب لوگ کافر بن گئے تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ ان لوگوں سے کیسے لڑائی کریں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لیں۔ جس شخص نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنا جان و مال محفوظ کر لیا' الا یہ کہ اس پر کسی کا حق بنتا ہو۔ باقی رہا اس کا حساب تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔'' حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جنھوں نے نماز اور زکاۃ میں تفریق کر دی ہے کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا بچہ نہ دیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تب بھی میں ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر ؓ کا سینہ لڑائی کے لیے کھول دیا ہے' تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہی بات برحق ہے۔

٣٠٩٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٠٠.

فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ، وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ.

(امام نسائی نے کہا: حدیث کے یہ مذکورہ) الفاظ (استاد) احمد (بن محمد بن مغیرہ) کے ہیں۔ (جبکہ امام نسائی کے دوسرے استاد کثیر بن عبید نے اسے بالمعنی روایت کیا ہے۔)

٣٠٩٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا جَمَعَ أَبُو بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

٣٠٩٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان (مانعین زکاۃ) سے لڑائی کرنے کا عزم کر لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر! آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھ لیں۔ چنانچہ جب وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھ لیں تو انھوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے بچا لیے مگر یہ کہ ان پر کسی کا حق بنتا ہو۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں تفریق کرے گا (یعنی نماز پڑھے گا مگر زکاۃ نہ دے گا)۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا ایک بچہ بھی نہ دیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس بات پر بھی ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ ان لوگوں سے لڑائی کے لیے کھول دیا ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے۔

٣٠٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

٣٠٩٦- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٠٩٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٠١.

٣٠٩٦- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٠٢، وللحديث طرق عن أنس، انظر. ح: ٣٩٧١، ٣٩٧٢، ٥٠٠٦، وغيرها.

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ أَبُو الْعَوَّامِ الْقَطَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ» وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا مِمَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رَأْيَ [أَبِي] بَكْرٍ قَدْ شُرِحَ عَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تو بہت سے عرب مرتد ہو گئے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: ابوبکر! آپ ان عربوں سے کس بنیاد پر لڑیں گے؟ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے لڑائی جاری رکھوں حتیٰ کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔'' اللہ کی قسم! اگر وہ بکری کا ایک بچہ بھی روک لیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیا کرتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: جب میں نے حضرت ابوبکر ؓ کی رائے پر غور کیا (اور دیکھا کہ) ان کا سینہ اللہ کی طرف سے کھول دیا گیا ہے' تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی بات برحق ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عِمْرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ خَطَأٌ، وَالَّذِي قَبْلَهُ الصَّوَابُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ راوی عمران قطان علم حدیث میں قوی نہیں اور یہ حدیث (سند کے لحاظ سے) غلط ہے۔ صحیح روایت پہلی (۳۰۹۳، ۳۰۹۴) ہے' یعنی حدیثِ زہري عن عبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن أبي هريره.

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ یہاں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں عمران ابوالعوام قطان علم حدیث میں قوی نہیں ہیں۔ وہ اس روایت کو حضرت انس کی مسند بناتے ہیں جبکہ دیگر راوی اس حدیث کو ابوہریرہ ؓ کی مسند بناتے ہیں جیسا کہ گزشتہ احادیث: ۳۰۹۳ اور ۳۰۹۴ سے واضح ہے اور درست بھی یہی ہے۔ تاہم اس اختلاف سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا' حدیث دوسری اسناد کے ساتھ بالکل صحیح ہے۔ والله أعلم. ② ''مرتد ہو گئے'' مرتدین کی کئی قسمیں ہیں مگر یہاں اختلاف مانعین زکاۃ کے بارے میں ہے جن کا موقف تھا کہ زکاۃ صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی' کوئی دوسرا وصول نہیں کر سکتا' حالانکہ آپ نے

زکاۃ بطور امیر یا حاکم وصول فرمائی تھی ورنہ آپ کے لیے تو جائز ہی نہ تھی' لہٰذا اب جو نبی ﷺ کا نائب بنے گا وہ بھی بطور حاکم وصول کرے گا ورنہ افراتفری پھیل جائے گی' زکاۃ کا فریضہ ترک ہو جائے گا' حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے نماز اور زکاۃ دونوں کو مسلمان ہونے کے لیے شرط قرار دیا ہے' نیز زکاۃ نہ دینے والا حکومت کا باغی ہے اور باغی سے لڑائی بالاتفاق جائز ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یہ کلمہ گو ہیں۔ ان سے لڑائی جائز نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دلائل سے ان کی سمجھ میں آ گیا کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف کلمہ ہی کافی نہیں کچھ دوسرے امور بھی ضروری ہیں جیسا کہ حدیث مذکور میں وضاحت ہے۔

٣٠٩٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ».

٣٠٩٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کو کہا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لیں۔ جس شخص نے یہ پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنا جان و مال بچا لیا' البتہ اسے حقوق دینے پڑیں گے۔ ہاں! اس کا حقیقی حساب اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے۔''

٣٠٩٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٠٩٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں' ہاتھوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔''

٣٠٩٧ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب دعاء النبي ﷺ إلى الإسلام والنبوة . . . الخ، ح: ٢٩٤٦ من حديث شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٠٣.

٣٠٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب كراهية ترك الغزو، ح: ٢٥٠٤ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٠٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٦١٨، والنووي في رياض الصالحين، والحاكم: ٨١/٢ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي. * حميد الطويل عنعن، تقدم، ح: ٧٢٩، وللحديث شواهد معنوية.

قَالَ: «جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ».

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے مندرجہ بالا (۱۲) احادیث سے جہاد کے وجوب وفرضیت پر استدلال کیا ہے کیونکہ ان میں جہاد کا حکم صراحتاً مذکور ہے' البتہ اس وجوب کی شرعی حیثیت سمجھنے کے لیے حدیث ۳۰۸۷ کی تفصیل وتشریح مدنظر رہنی چاہیے۔ ② جہاد نفس کے ساتھ بھی فرض ہے اور مال کے ساتھ بھی' یعنی ملکی ضروریات کے تقاضے پورے کرنے کے لیے حکومت کے ساتھ مکمل طور پر تعاون کیا جائے تاکہ حکومت دفاع کو مضبوط بنائے' نیز جنگی تیاری قائم رہے جسے دیکھ کر دشمن شرارت سے باز رہے۔ ③ زبان کے ساتھ جہاد یہ ہے کہ کافروں کو تبلیغ کرے' مسلمانوں کو جہاد پر ابھارے' اسلامی فوج کی تعریف کر کے ان کا حوصلہ بڑھائے اور دشمن کی ہجو کر کے ان کو بددل کرے۔ ④ مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے ہی أقرب إلى الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۹/۲۷۲' و صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۷/۲۶۵' رقم: ۲۲۶۲)

(المعجم ٢) - اَلتَّشْدِيدُ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ (التحفة ٢)

باب: ۲- جہاد چھوڑ نا سخت گناہ ہے

٣٠٩٩- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ الْوَرْدِ - قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلَى شُعْبَةِ نِفَاقٍ».

۳۰۹۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ کبھی جہاد کو نہیں گیا' نہ کبھی جہاد کی خواہش کی' تو وہ نفاق کے ایک شعبے پر مرا۔''

فائدہ: اس سے جہاد کی اہمیت واضح ہے' نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو کفر اور کفار کے خلاف دل

٣٠٩٩- أخرجه مسلم، الإمارة، باب ذم من مات ولم يغزو ولم يحدث نفسه بالغزو، ح: ١٩١٠ من حديث عبدالله ابن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٠٥.

میں بغض رکھنا اور یہ جذبہ رکھنا چاہیے کہ جب بھی جہاد کا مرحلہ پیش آیا تو میں جان و مال کی قربانی سے گریز نہیں کروں گا۔

(المعجم ٣) - اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ السَّرِيَّةِ (التحفة ٣)

باب:٣-لشکر سے پیچھے رہنے کی اجازت

٣١٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ عُفَيْرٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنِ ابْنِ الْمُسَافِرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ».

٣١٠٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بہت سے مومن مجھ سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کریں گے اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں ان سب کو سواریاں (اور سامان جنگ) مہیا کرسکوں تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے جاتا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری خواہش ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔“

فوائد و مسائل: ① یہ صرف خواہش ہے مقصد شہادت کی فضیلت بیان کرنا ہے ورنہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ کبھی کوئی شہید زندہ نہیں ہوا۔ شہدائے احد نے اللہ تعالیٰ سے زندگی کی درخواست کی تھی مگر منظور نہ ہوئی۔ (صحيح مسلم، الإمارة، حديث:١٨٨٧) ② شہادت کی خواہش کا فائدہ یہ ہے کہ اسے ثواب مل جائے گا خواہ بستر ہی پر فوت ہو نیز اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا مرتبہ عطا فرما دے گا۔ ③ معلوم ہوا ہر شخص کا میدان جنگ میں جانا ضروری نہیں بلکہ حالات وسائل اور ضرورت کا لحاظ ضروری ہے۔

٣١٠٠- أخرجه البخاري، التمني، باب ماجاء في التمني ومن تمنى الشهادة، ح: ٧٢٢٦ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٠٦.

(المعجم ٤) - فَضْلُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ (التحفة ٤)

باب:۴-(جہاد سے پیچھے) بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدین کی فضیلت کا بیان

٣١٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَفَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِي فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنْ سَتُرَضَّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ [النساء: ٩٥].

۳۱۰۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مروان بن حکم کو بیٹھے دیکھا تو میں بھی آ کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ انھوں نے ہمیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اتری: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''گھروں میں بیٹھ رہنے والے مومن اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے'' تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے جب کہ آپ ﷺ یہ آیت مجھے لکھوا رہے تھے۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر میں جہاد کرنے کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا۔ اللہ عزوجل نے یہ الفاظ اتار دیے: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ''بشرطیکہ وہ معذور نہ ہوں۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک میری ران پر تھی (وحی کی حالت کی وجہ سے) مجھ پر اس قدر بوجھ پڑا کہ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی' پھر آپ سے وحی کی حالت ختم ہوئی تو آپ نے یہ الفاظ پڑھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ هٰذَا لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ إِسْحَاقَ يَرْوِي عَنْهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ النُّعْمَانِ

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ یہ عبدالرحمٰن بن اسحاق (سند میں مذکور امام زہری رحمہ اللہ کا شاگرد) معتبر ہے اس میں کوئی خرابی نہیں اور وہ عبدالرحمٰن بن اسحاق جس سے علی بن مسہر' ابومعاویہ اور

٣١٠١- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب قول الله عزوجل: "لا يستوي القاعدون من المؤمنين غير أولي الضرر . . . الخ"، ح: ٢٨٣٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٠٧.

ابْنِ سَعْدٍ لَيْسَ بِثِقَةٍ .

عبدالواحد بن زیاد روایت کرتے ہیں اور وہ خود نعمان بن سعد سے بیان کرتا ہے، ثقہ اور معتبر نہیں۔

فوائد و مسائل: ① خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالنا بلکہ قربان کر دینا کوئی معمولی نیکی نہیں۔ اسی لیے مجاہدین کو دوسرے نیک لوگوں پر بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے مگر معذور شخص جہاد کی نیت رکھے تو اسے بھی جہاد کا ثواب ملے گا۔ ② حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ عربی زبان میں ''مکتوم'' نابینے کو کہتے ہیں۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثر محققین نے عبداللہ بتلایا ہے۔ بعض نے عمرو بھی کہا ہے۔ واللہ أعلم. ③ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ (النساء ٤:٩٥) کے الفاظ بعد میں اترنے پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اگر یہ الفاظ نہ ہوتے تب بھی شرعی اصول کی رو سے معذور کو رخصت ہے اور نیت کا اجر ملنا بھی قطعی مسئلہ ہے، تاہم جہاد کی اہمیت کے پیش نظر وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی تو وضاحت کر دی گئی۔

٣١٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمْلَى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾ قَالَ: فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمٰى، فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي حَتَّى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِي ثُمَّ

٣١٠٢- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مروان کو مسجد میں بیٹھے دیکھا۔ میں آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا، تو انھوں نے ہمیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت لکھوائی: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ ''جہاد کو نہ جانے والے مومن اور جہاد کرنے والے مومن برابر نہیں ہو سکتے۔'' آپ مجھے یہ آیت لکھوا رہے تھے کہ اس دوران حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر مجھ میں جہاد کی طاقت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا۔ وہ نابینا شخص تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی اتاری جب کہ آپ کی ران مبارک میری ران پر تھی (مجھ پر اس قدر بوجھ پڑا کہ) قریب تھا میری ران ٹوٹ جاتی۔ پھر آپ

٣١٠٢- أخرجه البخاري من حديث إبراهيم بن سعد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٤٣٠٨. ☆ صالح هو ابن كيسان.

سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ﴾ [النساء: ٩٥].

سے کیفیت وحی دور ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ اتارے تھے: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ''بشرطیکہ وہ (جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والے) معذور نہ ہوں۔''

٣١٠٣- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا [مُعْتَمِرٌ] عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالَ: «اِئْتُونِي بِالْكَتِفِ وَاللَّوْحِ فَكَتَبَ ﴿لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النساء: ٩٥] وَعَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ خَلْفَهُ فَقَالَ: هَلْ - يَعْنِي - لِي رُخْصَةٌ؟ فَنَزَلَتْ ﴿غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ﴾.

٣١٠٣- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس کندھے کی ہڈی یا کوئی تختی لاؤ'' پھر آپ نے لکھوایا: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ......﴾ ''(جہاد سے پیچھے) بیٹھ رہنے والے مومن اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔'' حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ کہنے لگے: (اے اللہ کے نبی!) کیا مجھے رخصت ہے؟ پھر یہ الفاظ اترے: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ''جو معذور نہ ہوں۔''

فائدہ: ''کندھے کی ہڈی'' اس دور میں لکھنے کے لیے اس قسم کی چیزیں ہی استعمال ہوتی تھیں۔ کندھے کی ہڈی چونکہ باریک ہوتی ہے' لہٰذا لکھنے کے لیے موزوں تھی۔ ''لوح'' سے مراد پتھر یا لوہے یا لکڑی کی تختی ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود لکھنا نہیں جانتے تھے۔ کاتب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو لکھوایا کرتے تھے۔ آپ خود اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زبانی یاد رکھتے تھے۔

٣١٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ جَاءَ ابْنُ أُمِّ

٣١٠٤- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''(جہاد سے پیچھے) بیٹھ رہنے والے مومن (اور مجاہدین) برابر نہیں ہو سکتے۔'' تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ

٣١٠٣- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في أهل العذر في القعود، ح: ١٦٧٠ عن نصر بن علي الجهضمي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٤٣١٠، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٣١، ٤٥٩٣، ٤٥٩٤، ٤٩٩٠، ومسلم، ح: ١٨٩٨/ ١٤١ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع. * المعتمر هو ابن سليمان التيمي.

٣١٠٤- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٣٠٩. * أبوبكر بن عياش تابعه الثوري وشعبة وغيرهما، انظر الحديث السابق.

مَكْتُومٍ وَكَانَ أَعْمٰى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَكَيْفَ فِيَّ وَأَنَا أَعْمٰى قَالَ: فَمَا بَرِحَ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ [النساء: ٩٥].

ایک نابینا شخص تھے' حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں کیا حکم ہے؟ جبکہ میں تو نابینا ہوں (جہاد نہیں کر سکتا) وہ پوچھتے رہے حتی کہ یہ الفاظ اترے: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ "بشرطیکہ وہ معذور نہ ہوں۔"

(المعجم ٥) - اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَانِ (التحفة ٥)

باب:٥- جس شخص کے والدین (حاجت مند) ہوں اسے پیچھے رہنے کی اجازت ہے

٣١٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: «أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ».

٣١٠٥- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے جہاد کی اجازت طلب کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرے والدین زندہ ہیں؟" اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: "پھر تو ان کی خدمت کر۔ یہی جہاد ہے۔"

فائدہ: باب اور حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جہاد فرض عین نہیں' فرض کفایہ ہے' لہٰذا اگر کسی شخص کا گھر رہنا ضروری ہو' مثلاً: والدین کی خدمت وغیرہ کے لیے' تو وہ جہاد کو نہ جائے۔ گھر رہ کر والدین اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرے۔ اس کے لیے یہی جہاد ہے۔ ہاں جس شخص پر جہاد فرض عین ہو جائے' مثلاً: سرکاری فوجی یا جب امیر سب کو نکلنے کا حکم دے تو پھر اسے بھی جانا پڑے گا۔

(المعجم ٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ (التحفة ٦)

باب:٦- جس شخص کی والدہ ہو' اسے بھی جنگ سے پیچھے رہنے کی اجازت ہے

٣١٠٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ

٣١٠٦- حضرت معاویہ بن جاہمہ سلمی سے روایت

٣١٠٥- أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يجاهد إلا بإذن الأبوين، ح: ٥٩٧٢ من حديث يحيى بن سعيد، ومسلم، البر والصلة، باب بر الوالدين وأيهما أحق به، ح: ٢٥٤٩ عن محمد بن المثنى من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣١١.

٣١٠٦- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب الرجل يغزو وله أبوان، ح: ٢٧٨١ من حديث حجاج بن ◀◀

الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا».

ہے کہ (میرے والد محترم) حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ جنگ کو جانے کا ہے جبکہ میں آپ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری والدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اس کے پاس ہی رہ (اور خدمت کر)۔ جنت اس کے پاؤں تلے ہے۔''

فائدہ: ''جنت اس کے پاؤں تلے ہے'' یہ ایک محاورہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس کی خدمت کرنے سے تجھے جنت حاصل ہوگی' پھر اس کی خدمت تیرا فرض بھی ہے۔ جہاد سے بھی جنت ہی حاصل ہوگی مگر وہ تجھ پر فرض نہیں' لہٰذا اپنا فرض ادا کر کے جنت حاصل کر۔

(المعجم ٧) - فَضْلُ مَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ (التحفة ٧)

باب:٧- جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کرے' اس کی فضیلت؟

٣١٠٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:

٣١٠٧- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! سب لوگوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے نفس و مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے۔'' اس نے

◀◀ محمد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣١٢.

٣١٠٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، ح: ١٨٨٨ من حديث محمد بن الوليد الزبيدي به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣١٣، وعلقه البخاري، ح: ٦٤٩٤ من حديث الزبيدي به، وأخرجه البخاري، الجهاد، باب: أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، ح: ٢٧٨٦ من حديث الزهري به.

«مَنْ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: «ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ».

کہا: اللہ کے رسول! پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''پھر وہ مومن جو کسی پہاڑی وادی میں فروکش ہو گیا ہو' اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہو۔''

فوائد و مسائل: ① ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں'' یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے۔ ریاکاری' شہرت یا دنیوی مقاصد کا حصول مدنظر ہو نہ اس کی بنیاد عصبیت ہو۔ ② ''پہاڑی وادی'' یہ مخصوص حالات کی بات ہے ورنہ عام حالات میں گوشہ نشینی اور مسلم معاشرے سے علیحدگی جائز نہیں۔ نماز با جماعت اور جمعہ فرض ہیں۔ بیماروں کی بیمار پرسی کرنا اور ضعیفوں کی مدد کرنا بھی مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے۔ یہ سب کچھ معاشرے کے اندر رہ کر ہی ممکن ہے۔ اکیلا شخص ان سب فرائض اور حقوق کا تارک ہوگا۔ وہ افضل کیسے ہو سکتا ہے؟ البتہ جب معاشرے میں رہ کر دین کے ضائع ہونے کا قوی امکان اور خطرہ موجود ہو تو گوشہ نشینی بہتر ہے' مگر موہوم خطرات کے پیش نظر جائز نہیں۔ صحابۂ کرام ؓ نے انتہائی تکالیف برداشت کر کے بھی معاشرے کو نہیں چھوڑا بلکہ اصلاح کی کوشش کرتے رہے' نیز تبلیغ بھی تو ایک فریضہ ہے اور یہ معاشرے میں رہ کر ہی ممکن ہے' لہٰذا مندرجہ بالا حدیث انتہائی حالات کے ساتھ مخصوص ہے۔

(المعجم ٨) - فَضْلُ مَنْ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَلٰى قَدَمِهِ (التحفة ٨)

باب:٨- جو شخص پیدل اللہ تعالیٰ کے راستے میں کام کرے' اس کی فضیلت

٣١٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ تَبُوكَ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلٰى رَاحِلَتِهِ فَقَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ؟ إِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلًا

٣١٠٨- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک والے سال لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنی سواری سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں بہترین اور بدترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ بلاشبہ بہترین انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں گھوڑے پر سوار ہو کر یا اونٹ پر سوار ہو کر یا پیدل کام

٣١٠٨ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧، ٤١، ٤٢، ٥٧، ٥٨ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٤، وصححه الحاكم: ٢/ ٦٧، ٦٨، ووافقه الذهبي.

عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِه أَوْ عَلَى ظَهْرِ بَعِيرِهِ أَوْ عَلَى قَدَمِهِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ، وَإِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَاجِرًا يَقْرَأُ كِتَابَ اللهِ لَا يَرْعَوِي إِلَى شَيْءٍ مِنْهُ».

کرتا رہے حتیٰ کہ اسے موت آ جائے۔ اور بے شک لوگوں میں سب سے براوہ فاجر شخص ہے جو اللہ کی کتاب پڑھتا ہے اور اس کی کچھ پروا نہیں کرتا۔"

فوائد ومسائل: ① "فی سبیل اللہ" سے مراد عموماً جہاد ہی ہوتا ہے لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ اس روایت میں "کام" سے مراد جہاد کا کام ہے یعنی وہ پیدل جہاد کرتا ہے یا مجاہدین کی خدمت کرتا ہے' تاہم بعض لوگ فی سبیل اللہ سے ہر نیکی مراد لیتے ہیں' تو اس اعتبار سے اس میں عموم ہو جائے گا اور ہر نیکی کا کام اس میں آ جائے گا۔ واللہ أعلم. ② جس سے مشورہ طلب کیا جائے' اسے خالصتاً خیر خواہی سے مشورہ دینا چاہیے۔

۳۱۰۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «لَا يَبْكِي أَحَدٌ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ فَتَطْعَمَهُ النَّارُ حَتَّى يُرَدَّ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرَيْ مُسْلِمٍ أَبَدًا».

۳۱۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روتا ہے' اسے آگ نہیں لگے گی' حتیٰ کہ (دوہا ہوا) دودھ دوبارہ پستان میں چلا جائے۔ اور یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی مسلمان کے نتھنوں میں اللہ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے زمین سے اڑنے والا) غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع ہو جائیں۔

فائدہ: "حتیٰ کہ دودھ" اور یہ ناممکن بات ہے' عقلاً بھی عادتاً بھی۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والے کا جہنم میں جانا ناممکن ہے۔ اسی طرح خلوص سے جہاد کرنے والا ہرگز جہنم میں نہیں جا سکتا۔

۳۱۱۰- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ

۳۱۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۳۱۰۹ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان: ۱/ ٤۹۰، ح: ۸۰۱ من حديث جعفر بن عون به موقوفًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٤۳۱٥، وأخرجه ابن ماجه، ح: ۲۷۷٤ وغيره من حديث مسعر بن كدام به مرفوعًا، وصححه ابن حبان، ح: ۱٥۹۸، والطريقان صحيحان، وللحديث شواهد كثيرة.

۳۱۱۰ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الغبار في سبيل الله، ح: ۱٦۳۳ عن هناد به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤۳۱٦، وانظر الحديث السابق. * ابن المبارك تابعه جعفر بن عون عند الحاكم، وهو ممن روى عن المسعودي قبل اختلاطه.

ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ نَارِ جَهَنَّمَ».

ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص آگ میں نہیں جائے گا جو اللہ کے ڈر سے رو پڑا حتیٰ کہ (دوہا ہوا) دودھ پستان میں واپس چلا جائے۔ اور دوران جہاد میں پڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔''

٣١١١- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ: مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ، وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي جَوْفِ مُؤْمِنٍ: غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَفَيْحُ جَهَنَّمَ، وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ: اَلْإِيمَانُ وَالْحَسَدُ».

٣١١١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن نہیں کہ مسلمان اس کافر کے ساتھ جہنم میں اکٹھا ہو جسے اس نے قتل کیا ہو بشرطیکہ وہ مسلمان بعد میں درست رہا اور شریعت پر کاربند رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں غبار اور جہنم کی حرارت کسی مومن کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اور کسی مومن کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔''

فائدہ: یعنی مومن اور کافر، جہاد کا غبار اور جہنم کی آگ، ایمان اور حسد متضاد چیزیں ہیں۔ اور متضاد چیزیں نہ دنیا میں جمع ہو سکتی ہیں نہ آخرت میں۔ یہ قطعی اصول ہے۔

٣١١٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

٣١١٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مومن کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہوں گے۔ اسی طرح بخل اور ایمان کبھی بھی کسی

٣١١١- [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٤٠ من حديث ليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٩٧، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٧٢، ووافقه الذهبي. * ابن عجلان عنعن. وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ١٨٩١/ ١٣١ وغيره.

٣١١٢- [حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٧٢ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٨، وانظر الحديث السابق.

«لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا».

انسان کے دل میں جمع نہیں ہوں گے۔''

٣١١٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي وَجْهِ رَجُلٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا».

۳۱۱۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی ایک آدمی کے چہرے میں کبھی جمع نہیں ہوں گے۔اور بخل اور ایمان بھی کسی انسان کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔''

٣١١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي جَوْفِ عَبْدٍ».

۳۱۱۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی آدمی کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتے اور لالچ اور ایمان کسی آدمی کے پیٹ میں جمع نہیں ہوتے۔''

٣١١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۱۱۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

٣١١٣ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٩.

٣١١٤ـ [حسن] تقدم، ح: ٣١١٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٢٠.

٣١١٥ـ [حسن] تقدم، ح: ٣١١٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٢١.

حَدَّثَنَا عَرْعَرَةُ بْنُ الْبِرِنْدِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرَيْ مُسْلِمٍ أَبَدًا».

ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں پڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں کبھی بھی جمع نہیں ہوں گے۔''

٣١١٦- أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرَيْ مُسْلِمٍ، وَلَا يَجْتَمِعُ شُحٌّ وَإِيمَانٌ فِي قَلْبِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ».

٣١١٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں جمع نہیں ہوں گے اور بخل اور ایمان کسی مسلمان آدمی کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔''

٣١١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: لَا يَجْمَعُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ غُبَارًا فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانَ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ، وَلَا يَجْمَعُ اللهُ فِي قَلْبِ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ اَلْإِيمَانَ بِاللّٰهِ

٣١١٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے پیٹ میں جمع نہیں فرمائے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی مسلمان آدمی کے دل میں ایمان اور کنجوسی کو جمع نہیں فرمائے گا۔

٣١١٦ـ [حسن] تقدم، ح: ٣١١٢. وهو في الكبرى، ح: ٤٣٢٢.

٣١١٧ـ [حسن] تقدم، ح: ٣١١٢. وهو في الكبرى، ح: ٤٣٢٣.

وَالشُّحَّ جَمِيعًا .

فائدہ: مندرجہ بالا نو (۹) احادیث میں ایک ہی مضمون تھوڑے بہت لفظی فرق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کسی حدیث میں جہنم کا دھواں ذکر ہے اور کسی میں جہنم کی تپش ذکر ہے۔ دونوں میں کوئی منافات نہیں۔ دھوئیں میں تپش تو ہوتی ہی ہے۔ اسی طرح کسی روایت میں پیٹ کا ذکر ہے، کسی میں نتھنوں کا۔ اس میں بھی کوئی مخالفت نہیں کیونکہ دھواں اور غبار نتھنوں سے گزر کر ہی پیٹ میں پہنچتے ہیں۔ اسی طرح کسی روایت میں ایمان کے ساتھ حسد کا ذکر ہے، کسی میں شح (حرص، بخل) کا۔ ان میں بھی کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ حرص ہی حسد اور بخل کا مبدا ہے۔ اسی طرح کسی روایت میں پیٹ کا ذکر ہے، کسی میں دل کا۔ مقصد دل ہی ہے چونکہ دل پیٹ میں ہوتا ہے، لہٰذا کبھی پیٹ کہہ دیا۔ روایت نمبر ۳۱۱۳ میں نتھنوں کی بجائے چہرے کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے نتھنے چہرے سے جدا نہیں۔ نتھنوں میں جانے والی چیز لازماً چہرے سے چھو کر ہی جائے گی۔ گویا یہ صرف لفظی اختلاف ہے، مفہوم و مقصود میں اتفاق ہے۔ یہ لفظی اختلاف راویوں کے تصرف کا نتیجہ ہے یا سہو کا کیونکہ روایت حقیقتاً ایک ہی ہے اور بیان کرنے والے صحابیٔ رسول بھی ایک ہی ہیں، یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

(المعجم ٩) - ثَوَابُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ٩)

باب: ۹- اس شخص کی فضیلت جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں

٣١١٨- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: لَحِقَنِي عَبَايَةُ بْنُ رَافِعٍ وَأَنَا مَاشٍ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ: أَبْشِرْ، فَإِنَّ خُطَاكَ هٰذِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، سَمِعْتُ أَبَا عَبْسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ حَرَامٌ عَلَى النَّارِ».

۳۱۱۸- حضرت یزید بن ابی مریم بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے لیے پیدل جا رہا تھا کہ مجھے حضرت عبایہ بن رافع آ ملے۔ کہنے لگے: خوش ہو جاؤ کیونکہ تیرے یہ قدم اللہ کے راستے میں اٹھ رہے ہیں اور میں نے حضرت ابو عبس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے قدم اللہ تعالیٰ کے راستے میں غبار آلود ہو جائیں، وہ شخص آگ پر حرام ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں فی سبیل اللہ عام معنی میں استعمال کیا گیا ہے، یعنی ہر نیکی کا کام۔ لغت کے لحاظ سے یہی درست ہے مگر شرعی اصطلاح لغت سے زیادہ معتبر ہوتی ہے اور قرآن و حدیث میں فی سبیل اللہ

٣١١٨- أخرجه البخاري، الجمعة، باب المشي إلى الجمعة، ح: ٩٠٧ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٢٤.

کا لفظ بالعموم جہاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ② ''حرام ہے'' بشرطیکہ اس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو جو قابل معافی نہ ہو یا وہ حقوق العباد میں گرفتار نہ ہو کیونکہ حقوق العباد نیکیوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ ممکن ہے جہاد کا ثواب اس قدر زیادہ ہو کہ وہ تمام حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد بھی نجات اولیں کے لیے کافی ہو۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آگ سے ابدی آگ مراد ہے نہ کہ وقتی اور عارضی جیسے کہ گناہ گار مومنین کے لیے ہے، یعنی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠) - ثَوَابُ عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٠)

باب:١٠- اس آنکھ کا ثواب جو اللہ عزوجل کے راستے میں بیدار رہے

٣١١٩- أَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ شُمَيْرٍ الرُّعَيْنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا عَلِيٍّ التُّجِيبِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا رَيْحَانَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «حُرِّمَتْ عَلَى النَّارِ عَيْنٌ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ».

٣١١٩- حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وہ آنکھ آگ پر حرام کر دی گئی ہے جو اللہ کے راستے (جہاد) میں بیدار رہے۔''

(المعجم ١١) - فَضْلُ غَدْوَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١١)

باب:١١- اللہ تعالیٰ کے راستے میں صبح کے وقت جانے کی فضیلت

٣١٢٠- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْغَدْوَةُ

٣١٢٠- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں ایک دن صبح یا شام کے وقت جانا دنیا اور اس کی ہر چیز سے افضل ہے۔''

٣١١٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٤ عن زيد بن حباب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٢٥، وصححه الحاكم: ٢/ ٨٣، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٦٣٩ وغيره. * أبوعلي هو عمرو بن مالك الهمداني.

٣١٢٠ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب الغدوة والروحة في سبيل الله وقاب قوس أحدكم في الجنة، ح: ٢٧٩٤، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، ح: ١٨٨١ /١١٤ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٢٦.

وَالرَّوْحَةُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

فائدہ: کیونکہ جہاد کو جانے کا ثواب باقی رہنے والی چیز ہے اور دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ ''باقی'' اور ''فانی'' کا کیا مقابلہ؟ خواہ ''باقی'' مقدار کے لحاظ سے قلیل ہو اور ''فانی'' کثیر۔

(المعجم ١٢) - فَضْلُ الرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٢)

باب:١٢- اللہ تعالیٰ کے راستے میں شام کے وقت جانے کی فضیلت

٣١٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ».

٣١٢١- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن صبح یا شام کے وقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جانا (دنیا کی) ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔''

٣١٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُ: اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالنَّاكِحُ

٣١٢٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ پر ضروری ہے: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا' وہ نکاح کرنے والا جو گناہ سے بچنا چاہتا ہے اور وہ غلام جس نے اپنے مالک سے آزادی کا معاہدہ کر رکھا ہے اور اس کی نیت معاہدہ

٣١٢١ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، ح:١٨٨٣ من حديث أبي عبدالرحمن عبدالله بن يزيد المقرىء به، وهو في الكبرى، ح:٤٣٢٧.

٣١٢٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في المجاهد والناكح والكاتب وعون الله إياهم، ح:١٦٥٥، وابن ماجه، العتق، باب المكاتب، ح:٢٥١٨ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد:٢/ ٤٣٧، وهو في الكبرى، ح:٤٣٢٨، وقال الترمذي: "حسن".

الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ، وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ». پورا کرنے کی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① "ضروری ہے" اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کی مدد نہ کرے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ تو کمال رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اور اختیار سے کچھ باتوں کو اپنے لیے ضروری قرار دے لیا ہے۔ ② مالک کے لیے ضروری ہے کہ اگر وہ اپنے غلام میں کمائی کی صلاحیت دیکھے تو رقم طے کر کے اس سے آزادی کا معاہدہ کرے اور پھر اسے کمائی کے لیے کھلا چھوڑ دے۔ جب وہ مقررہ معاہدے کے مطابق رقم ادا کر دے تو اسے آزاد کر دے‘ خصوصاً جب کہ غلام خود ایسے معاہدے کی درخواست کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا حکم دیا ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمٰنُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ﴾ (النور ۲۴: ۳۳) "اور تمھارے جو لونڈی غلام مکاتبت کرنا (آزادی کی تحریر لکھانا) چاہیں تو تم انھیں لکھ کر دے دو۔"

(المعجم ١٣) - بَابٌ: اَلْغُزَاةُ وَفْدُ اللهِ تَعَالٰى (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- جہاد کو جانے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں

٣١٢٣- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَفْدُ اللهِ [عَزَّوَجَلَّ] ثَلَاثَةٌ: اَلْغَازِي، وَالْحَاجُّ، وَالْمُعْتَمِرُ».

۳۱۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین شخص اللہ تعالیٰ کے خصوصی مہ[illegible]: جنگ... کو جا[illegible]نے والا‘ حج کو جانے والا اور عمرے کو جانے والا۔"

فائدہ: چونکہ یہ تینوں خالص اللہ کی رضا کے لیے اپنا پیسہ خرچ کر کے اور لمبے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے جاتے ہیں‘ اس لیے انھیں اللہ تعالیٰ کے مہمان فرمایا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہت خوش ہوتا ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَا تَكَفَّلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- اللہ تعالیٰ مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے کس چیز کا ضامن ہے؟

٣١٢٣ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٢٧، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٢٩

٣١٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ [قَالَ]: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَكَفَّلَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

۳۱۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جو اس کے راستے میں جہاد کرنے جاتا ہے اور اس کے جانے کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور اس کے دین کی تصدیق و تائید کرنا ہے' اس بات کا ضامن ہے کہ (اگر وہ شہید ہو گیا تو) اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا یا (اگر وہ زندہ رہا تو) اسے اس کے گھر میں' جہاں سے وہ گیا تھا' واپس پہنچائے گا' نیز اسے اجر اور غنیمت بھی حاصل ہوں گے۔''

فائدہ: ''اجر اور غنیمت'' یعنی دونوں میں سے ایک چیز تو ضرور حاصل ہوگی۔ دونوں بھی ہو سکتی ہیں کیونکہ اجر تو ہر حال میں حاصل ہوگا' غنیمت مل جائے تو بہتر ورنہ اخروی اجر تو ہر صورت میں ملے گا۔

٣١٢٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي ذُبَابٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «انْتَدَبَ اللهُ لِمَنْ يَخْرُجُ فِي سَبِيلِ اللهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْإِيمَانُ بِي وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِي أَنَّهُ ضَامِنٌ حَتَّى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِأَيِّهِمَا كَانَ، إِمَّا بِقَتْلٍ أَوْ وَفَاةٍ أَوْ أَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي

۳۱۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے جو جہاد کے لیے نکلتا ہے' اس بات کی ضمانت لی ہے کہ اسے میں ہر حال میں جنت میں داخل کروں گا' چاہے وہ جنگ میں قتل ہو یا بستر پر فوت ہو یا میں اسے اس گھر میں واپس لاؤں گا جہاں سے وہ نکلا تھا' قطع نظر اس اجر یا غنیمت کے جو وہ حاصل کرے بشرطیکہ جہاد پر اسے نکالنے والی چیز صرف مجھ پر ایمان

٣١٢٤ـ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب قول النبي ﷺ "أحلت لكم الغنائم"، ح: ٣١٢٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣٠، والموطأ(يحيى): ٢/ ٤٤٣، ٤٤٤.

٣١٢٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٩٤ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣١، وأخرجه ابن منده في كتاب الإيمان: ١/ ٣٩٧ ح: ٢٣٨ من حديث قتيبة بن سعيد به. * سعيد هو ابن أبي سعيد المقبري.

خَرَجَ مِنْهُ نَالَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

اور میری راہ میں جہاد کرنے کا جذبہ ہو۔"

٣١٢٦- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ [قَالَ]: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بِأَنْ يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

٣١٢٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل قیام وصیام میں مشغول رہے۔ ویسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کون اس کے راستے میں جہاد کرتا ہے (اور کون دنیوی اغراض کے لیے)۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں جہاد کرنے والے کے لیے ضامن ہے کہ اسے فوت کرے گا تو جنت میں داخل کرے گا یا اسے صحیح سالم اجر وغنیمت سمیت اس کے گھر واپس لوٹائے گا۔"

فائدہ: "اللہ ہی جانتا ہے" کیونکہ نیت مخفی چیز ہے۔ لوگ تو ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دل کو بھی دیکھتا ہے۔ فضیلت اسی کو حاصل ہوگی جو خالصتاً لوجہ اللہ جہاد کو جاتا ہے۔ اگر کوئی اور آلائش اس میں داخل ہوگئی تو یہ جہاد بجائے جنت کے جہنم کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ ثَوَابِ السَّرِيَّةِ الَّتِي تَخْفِقُ (التحفة ١٥)

باب: ١٥- اگر کوئی لشکر غنیمت حاصل نہ بھی کر سکے تو اسے ثواب ضرور ملے گا

٣١٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُولُ:

٣١٢٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو بھی لشکر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کو جائے اور غنیمت حاصل کرے تو وہ اپنے اخروی اجر کا دو تہائی فوراً حاصل کر

٣١٢٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، ح: ٢٧٨٧ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣٢.

٣١٢٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم، ح: ١٩٠٦ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣٣.

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُصِيبُونَ غَنِيمَةً إِلَّا تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أَجْرِهِمْ مِنَ الْآخِرَةِ وَيَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ فَإِنْ لَّمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ».

لیتا ہے اور ایک تہائی اجر اس کے لیے باقی رہ جاتا ہے، لیکن اگر وہ غنیمت حاصل نہ کرے تو اسے اس کا پورا پورا ثواب ملے گا۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ غنیمت حاصل کرنے والا کم اجر کا مستحق ہے، خواہ اس کی نیت غنیمت کی نہ ہو۔ پورا اجر اسی کو ملے گا جسے کچھ بھی دنیوی مفاد حاصل نہ ہوا ہو۔ دونوں کسی صورت اجر میں برابر نہیں ہو سکتے، البتہ جو شخص غنیمت کے لیے جہاد کرے، اس کو کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا۔ غنیمت ملے یا نہ ملے بلکہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

٣١٢٨- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَحْكِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: «أَيُّمَا عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي خَرَجَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللهِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ضَمِنْتُ لَهُ أَنْ أَرْجِعَهُ بِمَا أَصَابَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ وَإِنْ قَبَضْتُهُ غَفَرْتُ لَهُ وَرَحِمْتُهُ».

٣١٢٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے اپنے رب جلیل سے بیان فرمایا: "میرا جو بندہ بھی میری رضامندی کے حصول کے لیے جہاد فی سبیل اللہ میں نکلا، میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ اسے اجر یا غنیمت کے ساتھ گھر واپس کروں گا۔ اور اگر میں نے اس کی جان قبض کر لی تو اس کے سب گناہ معاف کر دوں گا اور اس پر خصوصی رحمت فرماؤں گا۔"

فائدہ: "اپنے رب جلیل سے" ایسی روایت کو حدیث قدسی کہتے ہیں جس میں صراحتاً اللہ تعالیٰ سے بیان کرنے کا ذکر ہو۔ اگرچہ آپ دوسری احادیث بھی اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے ہی سے ارشاد فرماتے ہیں مگر حدیث قدسی میں ساری گفتگو اللہ کی طرف سے صیغۂ متکلم میں ہوتی ہے۔

(المعجم ١٦) - مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٦)

باب: ١٦- اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال

٣١٢٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

٣١٢٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣١٢٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١١٧ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣٤، وله شواهد كثيرة، منها الحديث السابق: ٣١٢٦.

٣١٢٩ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في كتاب الجهاد: ١/ ١٨٢، ح: ٢٩ من حديث ابن المبارك به، وهو في◀◀

ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّاكِعِ السَّاجِدِ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال' اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے' اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل صیام وقیام کرتا رہے اور خشوع وخضوع کے ساتھ رکوع وسجدہ کرتا رہے۔''

فائدہ: ''مسلسل'' یعنی جب سے وہ جہاد کو نکلا ہے' اس کی واپسی تک کوئی شخص لگا تار روزے اور نماز کی حالت میں رہے۔ ایک لحہ بھی سستی نہ کرے۔ ظاہر ہے یہ ممکن نہیں ہے۔ گویا جہاد کے برابر کوئی اور عمل نہیں۔ یا اس فرضی صورت کا جو ثواب فرض کیا جائے گا' وہ مجاہد کو ملے گا بشرطیکہ خالصتاً لوجہ اللہ جہاد کر رہا ہو۔

(المعجم ١٧) - مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- کون سا عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو سکتا ہے؟

٣١٣٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حُصَيْنٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ: «لَا أَجِدُهُ: هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ تَدْخُلُ مَسْجِدًا فَتَقُومُ لَا تَفْتُرُ وَتَصُومُ لَا تُفْطِرُ» قَالَ: مَنْ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ؟.

٣١٣٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ نے فرمایا: ''میں تو کوئی ایسا کام (قابل عمل) نہیں پاتا۔ کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ جب سے مجاہد (جہاد کے لیے گھر سے) نکلے' تو مسجد میں داخل ہو جائے اور نماز شروع کر دے (اور اس کی واپسی تک) ذرہ بھر سستی نہ کرے' نیز روزے رکھنا شروع کر دے اور کچھ نہ کھائے پیے؟'' اس شخص نے کہا: اس کی کون طاقت رکھ سکتا ہے؟

◄◄ كتاب الجهاد له، ح:١١، والسنن الكبرى للنسائي، ح:٤٣٣٥، وانظر الحديث المتقدم، ح:٣١٢٦، وهذا طرف منه.

٣١٣٠ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب فضل الجهاد والسير . . . الخ، ح:٢٧٨٥ من حديث همام به، وهو في الكبرى، ح:٤٣٣٦.

٣١٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّهُ سَأَلَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

٣١٣١- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد کرنا۔“

٣١٣٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ بِاللّٰهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «حَجٌّ مَبْرُورٌ».

٣١٣٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔“ اس نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔“ اس نے عرض کیا کہ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی بارگاہ میں مقبول حج۔“

(المعجم ١٨) - دَرَجَةُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ

٣١٣٣- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِيءٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَا أَبَا سَعِيدٍ! مَنْ

٣١٣٣- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوسعید! جو شخص اللہ تعالیٰ کی ربوبیت‘ دین اسلام اور حضرت محمد (ﷺ) کی نبوت پر (دل و جان سے) راضی ہو گیا‘ اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“ حضرت ابوسعید کو یہ کلمات

٣١٣١- أخرجه البخاري، العتق، باب أي الرقاب أفضل؟، ح: ٢٥١٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ٨٤ من حديث عروة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣٧.

٣١٣٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٢٥، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣٨.

٣١٣٣- أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان ما أعد الله تعالى للمجاهد في الجنة من الدرجات، ح: ١٨٨٤ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣٩.

رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ» قَالَ: فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ! فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَأُخْرٰى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» قَالَ: وَمَا هِيَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ».

بڑے عجیب لگے۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہ کلمات دوبارہ ارشاد فرمائیے: آپ نے دوبارہ ارشاد فرمائے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک اور چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں سو درجے بلند فرمائے گا۔ ہر دو درجوں کے درمیان آسمان وزمین کے مابین فاصلہ ہے۔'' ابوسعید نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

فائدہ: ''بڑے عجیب لگے'' کیونکہ ظاہراً ایک آسان چیز پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے' اگرچہ حقیقتاً یہ بہت مشکل کام ہے کیونکہ رضا کا علم اعمال سے ہوگا۔ اور عمل سے ایمان کا ثبوت مہیا کرنا ہی مشکل کام ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ''بڑے عمدہ لگے'' کیونکہ مومن کے لیے یہ عظیم خوش خبری ہے۔

٣١٣٤- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَمَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَّغْفِرَ لَهُ هَاجَرَ أَوْ مَاتَ فِي مَوْلِدِهِ» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا نُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا بِهَا؟ فَقَالَ: «إِنَّ لِلْجَنَّةِ مِائَةَ

٣١٣٤- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز قائم کرے' زکاۃ ادا کرے اور اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اس کی بخشش فرمائے' خواہ وہ ہجرت کرے یا اپنی پیدائش ہی کے علاقے میں فوت ہو جائے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہ بات لوگوں کو نہ بتا دیں کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان آسمان وزمین کے مابین کے برابر فاصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ درجے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھے

٣١٣٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٢٠٨، ٢٠٩، ح: ١٢٠٠ من حديث هارون به، هو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٠.

دَرَجَةٍ بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ، وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ».

ہیں۔اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں مسلمانوں پر مشقت ڈال بیٹھوں گا اور میں اتنی سواریاں (اور وسائل) نہیں پاتا کہ میں انھیں سواریاں مہیا کرسکوں اور انھیں یہ بات ہرگز گوارا نہ ہوگی کہ میرے پیچھے بیٹھے رہیں، تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا۔اور میری خواہش ہے کہ میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔پھر شہید کیا جاؤں۔"

(المعجم ١٩) - مَا لِمَنْ أَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ (التحفة ١٩)

باب:١٩-اس شخص کی فضیلت جس نے اسلام قبول کیا، ہجرت کی اور جہاد کیا

٣١٣٥- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِيءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الْجَنْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَنَا زَعِيمٌ - وَالزَّعِيمُ الْحَمِيلُ - لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَهَاجَرَ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ، وَأَنَا زَعِيمٌ لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى غُرَفِ الْجَنَّةِ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَدَعْ لِلْخَيْرِ مَطْلَبًا وَلَا مِنَ الشَّرِّ مَهْرَبًا يَمُوتُ حَيْثُ شَاءَ أَنْ يَمُوتَ».

٣١٣٥-حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص مجھ پر ایمان لایا، مسلمان (مطیع) ہوا اور اس نے ہجرت کی، میں اس کے لیے جنت کے کنارے میں ایک گھر اور جنت کے درمیان میں ایک گھر کا ضامن ہوں۔اور جو شخص مجھ پر ایمان لایا، مسلمان (مطیع) ہوا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس نے جہاد کیا، میں اس کے لیے جنت کے کنارے میں ایک گھر، جنت کے درمیان میں ایک گھر اور جنت کے انتہائی بلند حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں۔جس شخص نے یہ کام کیے، اس نے خیر حاصل کرنے کا کوئی موقع اور شر سے بھاگنے کا کوئی موقع نہ چھوڑا۔وہ جہاں مرضی فوت ہو۔"

٣١٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه سعيد بن منصور في سننه: ٢/ ١١٨، ١١٩، ح: ٢٣٠٤ عن عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤١، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٦٠٠، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٠، ٧١، ووافقه الذهبي.

٣١٣٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَقِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ: تُسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ وَدِينَ آبَائِكَ وَآبَاءِ أَبِيكَ فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدَعُ أَرْضَكَ وَسَمَاءَكَ وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ فَقَالَ: تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ وَيُقْسَمُ الْمَالُ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ» فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ».

٣١٣٦- حضرت سبرہ بن ابوفاکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”شیطان انسان (کو گمراہ کرنے کے لیے اس) کے سب راستوں پر بیٹھتا ہے۔ وہ اس (کو گمراہ کرنے) کے لیے اسلام کے راستے پر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو اسلام لا کر اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دے گا؟ لیکن انسان اس کی نافرمانی کر کے مسلمان ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس کے سامنے ہجرت کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو ہجرت کر کے اپنا وطن اور آسمان چھوڑ دے گا؟ جب کہ مہاجر کی مثال تو ایسے ہے جیسے گھوڑا رسی کے ساتھ باندھ دیا گیا ہو۔ لیکن انسان اس کی نافرمانی کرتا ہے اور ہجرت کر لیتا ہے۔ پھر شیطان اس کے سامنے جہاد کے راستے پر آ کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ تو جہاد کرے گا؟ یہ تو جان و مال کی مشقت کا نام ہے۔ پھر تو لڑائی کرے گا۔ تو مارا جائے گا۔ تیری عورت سے کوئی دوسرا شخص شادی کر لے گا۔ اور تیرا مال وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ لیکن مومن اس کی نافرمانی کرتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص یہ سب کچھ کرے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے‘ اور جو شہید ہو جائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے اور اگر وہ غرق ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔ اور اگر اس (کی سواری) کا جانور اس کو گرا کر

٣١٣٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٣ عن أبي النضر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٠١، والعراقي في تخريج الإحياء، وحسنه الحافظ في الإصابة.

اس کی گردن توڑ دے تو بھی اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔"

فوائد ومسائل: ① "گھوڑا رسی کے ساتھ" یہ شیطان کا کلام ہے یعنی اپنے وطن سے باہر انسان مقید اور محبوس کی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح رسی میں بندھا ہوا گھوڑا آزادانہ نہیں چل پھر سکتا' اسی طرح مہاجر شخص بھی اپنے گھر کا قیدی بن جاتا ہے۔ نہ کام اپنی مرضی سے کر سکتا ہے' نہ کھلا بازاروں میں چل پھر سکتا ہے۔ نہ اسے کوئی پہچانتا ہے کہ اس سے ہمدردی کرے۔ نہ وہ واقف ہوتا ہے کہ لوگوں سے ملے جلے۔ عام معاشرے میں یقیناً ایسا ہی ہوتا ہے مگر اسلامی معاشرے میں مہاجر اور مقامی میں کوئی فرق نہیں ہوتا بلکہ مہاجر عزت واحترام کے لحاظ سے بڑھ جاتا ہے۔ ② "لازم ہو جاتا ہے" اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ کہ مجبوری سے۔ (دیکھیے' حدیث: ٣١٢٢)

(المعجم ٢٠) - **بَابُ فَضْلِ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وجلَّ** (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- اس شخص کی فضیلت جو اللہ عزوجل کے راستے میں جوڑا خرچ کرے

٣١٣٧- **أَخْبَرَنَا** عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا نَبِيَّ اللهِ! مَا عَلَى الَّذِي يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ

٣١٣٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ کے راستے میں جوڑا (جوڑا) خرچ کرے' اسے جنت میں بلایا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ بہت بہتر ہے (ادھر آؤ)۔ جو شخص (نفل) نماز کا عادی ہوگا اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص جہاد کا شائق ہوگا' اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص (نفل) صدقات میں معروف ہوگا' اسے صدقے والے دروازے سے آواز دی جائے گی اور جو شخص (نفل) روزوں کا عادی ہوگا' اسے سیرابی والے دروازے سے بلایا جائے گا۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کسی شخص کو ضرورت تو نہیں کہ اسے جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے لیکن کیا کوئی

٣١٣٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٣.

الْأَبْوَابِ كُلِّهَا مِنْ ضَرُورَةٍ هَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

ایسا بھی ہوگا جسے سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں سے ہوگا۔''

فائدہ: اس حدیث میں فی سبیل اللہ عام ہے، یعنی ہر نیکی کا کام۔ حدیث کا انداز بیان اس پر دلالت کرتا ہے۔ حدیث کی بقیہ تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث نمبر ۲۲۴۰۔

(المعجم ٢١) - مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- جو شخص اس لیے لڑائی لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو

٣١٣٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: اَلرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَيُقَاتِلُ لِيَغْنَمَ، وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۳۱۳۸- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ایک آدمی شہرت کے لیے لڑائی کرتا ہے یا غنیمت حاصل کرنے کے لیے لڑتا ہے یا اپنا مرتبہ ظاہر کرنے کے لیے لڑائی لڑتا ہے، ان میں سے اللہ کے راستے میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اس لیے لڑائی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو تو وہی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کے کلمے سے مراد اللہ تعالیٰ کا پیغام اور دین ہے۔ ② عبادت میں اخلاص شرط ہے۔

(المعجم ٢٢) - مَنْ قَاتَلَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- جو شخص بہادر کہلانے کے لیے لڑے

٣١٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ

۳۱۳۹- حضرت سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں کہ لوگ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اٹھ کر چلے

٣١٣٨- أخرجه البخاري، الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، ح: ٢٨١٠، ومسلم، الإمارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله، ح: ١٩٠٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٤.

٣١٣٩- أخرجه مسلم، الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار، ح: ١٩٠٥ من حديث خالد بن ◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ نَاتِلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ: أَيُّهَا الشَّيْخُ! حَدِّثْنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ] يَقُولُ: «أَوَّلُ النَّاسِ يُقْضَى لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ: مَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ».

گئے تو شام والوں میں سے ناتل نامی ایک شخص نے کہا: بزرگوار محترم! مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سب سے پہلے جن کا فیصلہ قیامت کے دن کیا جائے گا' تین اشخاص ہوں گے: ایک وہ آدمی جو شہید ہوا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے احسانات گنوائے گا۔ وہ انھیں تسلیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کام کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا۔ تو تو اس لیے لڑا تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص بہت بہادر ہے۔ یہ بات (دنیا میں) بہت کہہ دی گئی' پھر حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرا وہ شخص جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اسے بھی لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے احسانات گنوائے گا۔ وہ ان سب کا اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم سیکھا اور سکھایا۔ اور تیری رضامندی کے لیے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے تو اس لیے علم سیکھا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے۔ یہ سب کچھ تو کہہ دیا گیا۔ اس کے بارے میں بھی حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ

◀◀ الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٥.

میں ڈال دیا جائے گا۔ اور تیسرا وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وسعت فرمائی اور اسے ہر قسم کا مال دیا۔ اسے بھی لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا' وہ انھیں تسلیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں تو پسند کرتا ہو۔

- قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَلَمْ أَفْهَمْ تُحِبُّ كَمَا أَرَدْتُ - «أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنْ لِيُقَالَ إِنَّهُ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ فَأُلْقِيَ فِي النَّارِ».

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ میں (اپنے استاد سے) "تُحِبُّ" کا لفظ اس طرح نہیں سمجھ سکا جس طرح میں چاہتا تھا...... کہ خرچ کیا جائے مگر میں نے تیری رضامندی کے لیے اس جگہ خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا' بلکہ تو نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ لوگ کہیں کہ یہ بہت بڑا سخی ہے۔ یہ بات تو (دنیا میں) کہہ دی گئی' پھر اس کے بارے میں بھی حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔"

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اعمال کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں' نیت صحیح نہ ہو تو وہ اعمال ثواب کی بجائے الٹا عذاب کا ذریعہ بن جائیں گے' خواہ لوگ اس کی وقتی طور پر تعریف کریں یا نہ کریں۔ ظاہر الفاظ سے شبہ پڑتا ہے کہ لوگ تعریف کریں تب اسے عذاب ہوگا لیکن یہ مطلب صحیح نہیں۔ عذاب کا تعلق نیت کی خرابی سے ہے نہ کہ لوگوں کے تعریف کرنے سے۔ اگر نیت صحیح ہو تو لوگوں کی تعریف نقصان نہیں پہنچائے گی بلکہ مخلوق کی گواہی اس کی نجات اور رفع درجات کا سبب بنے گی۔ ② "ناتل" یہ سائل کا نام ہے۔ ناتل بن قیس۔ ③ "تو نے جھوٹ بولا" یعنی دعویٰ اخلاص میں' ورنہ ظاہر ہے واقعہ تو درست ہے۔ ④ "آگ میں پھینک دیا جائے گا" کیونکہ دین میں ریاکاری شرک اصغر ہے۔

(المعجم ٢٣) - مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَمْ يَنْوِ مِنْ غُزَاتِهِ إِلَّا عِقَالًا (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- جو شخص جہاد کے لیے جائے لیکن اپنے جہاد سے صرف دنیوی مال حاصل کرنا چاہتا ہو

٣١٤٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَمْ يَنْوِ إِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوٰى».

۳۱۴۰- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کرنے گیا لیکن اس کی نیت صرف دنیوی مال حاصل کرنا تھا تو اسے اس کی نیت ہی کے مطابق ملے گا۔''

فائدہ: ''دنیوی مال'' حدیث میں لفظ [عقال] استعمال فرمایا گیا ہے جس کے معنیٰ اس رسی کے ہیں جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے تاکہ وہ بھاگ نہ جائے۔ ظاہر ہے وہ رسی تو کسی کا بھی مقصود نہیں ہوتی۔ لیکن درحقیقت دنیوی مال ومنال' خواہ وہ کسی قدر پرکشش معلوم ہو' اس رسی کی طرح بے حیثیت ہے اور فنا ہو جانے والا ہے۔ دنیوی مال کی حقارت ظاہر کرنے کے لیے اسے رسی سے تعبیر فرمایا' اس لیے ترجمہ میں اصل مقصود بیان کیا گیا ہے۔

٣١٤١- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَزَا وَهُوَ لَا يُرِيدُ إِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوٰى».

۳۱۴۱- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اونٹ کا گھٹنا باندھنے والی رسی حاصل کرنے کے لیے جہاد کرے گا تو اسے اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔''

فائدہ: ''نیت کے مطابق'' یعنی اسے اخروی ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس نے اس کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ باقی رہا دنیا کا مال' ممکن ہے اسے مل جائے' ممکن ہے وہ بھی نہ ملے' ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ البتہ اگر جہاد خلوص نیت سے کرے' غنیمت مقصود نہ ہو مگر مل جائے' خواہ کتنی ہی مقدار میں ملے' وہ نقصان دہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

٣١٤٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٢٠ عن عبدالرحمن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٦، وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٠٥، والحاكم: ٢/ ١٠٩، والذهبي، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٢٥٢٧ وغيره.

٣١٤١- [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٥/ ٣١٥ عن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٧.

(المعجم ٢٤) - مَنْ غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-جو شخص ثواب اور شہرت کمانے کے لیے جہاد کرے

٣١٤٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ هِلَالٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ عَمَّارٍ، عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ مَا لَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا شَيْءَ لَهُ» فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا شَيْءَ لَهُ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ».

۳۱۴۲-حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ فرمائیں' ایک شخص جنگ کو جاتا ہے۔ ثواب اور شہرت دونوں کا طلب گار ہے۔ اسے کیا ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کچھ نہیں ملے گا۔'' اس شخص نے یہ سوال تین دفعہ دہرایا۔ ہر دفعہ آپ فرماتے تھے: ''اسے کچھ نہیں ملے گا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ صرف اس عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لیے کیا جائے اور صرف اس کی رضامندی مقصود ہو۔''

فائدہ: اللہ تعالیٰ نیک کام میں ''شرکت'' کو بھی پسند نہیں فرماتا۔ شرکت سے مقصود یہ ہے کہ ثواب کی نیت بھی ہو اور ساتھ ساتھ غنیمت اور شہرت بھی مقصود ہو۔ ظاہر ہے یہ ''شرک'' کی طرح ہے۔ شرک میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت تو ہوتی ہی ہے مگر غیر اللہ کی بھی عبادت ہوتی ہے۔ اگر شرک قبول نہیں تو یہ شرکت کیسے قبول ہوگی؟ اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو۔

(المعجم ٢٥) - ثَوَابُ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵-اس شخص کا ثواب جو اللہ کے راستے میں اونٹنی دوہنے کے درمیانی وقفے کے بقدر جہاد کرے

٣١٤٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۳۱۴۳-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٣١٤٢ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٨، وحسنه العراقي في تخريج الإحياء.

٣١٤٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن يكلم في سبيل الله، ح: ١٦٥٧، ١٦٥٤ من حديث ابن جريج به، وقال: 'حسن صحيح'، وهو في 'الكبرٰى'، ح: ٤٣٤٩.

سَمِعْتُ حَجَّاجًا : أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : «مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ سَأَلَ اللهَ الْقَتْلَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فَلَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا كَالزَّعْفَرَانِ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَعلَيْهِ طَابِعُ الشُّهَدَاءِ».

ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اونٹنی دوہنے کے درمیانی وقفے کے برابر لڑائی کرے' اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچے دل کے ساتھ شہادت کا سوال کرے' پھر خواہ فوت ہو جائے یا مارا جائے' اسے شہید کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہو گیا یا اسے کوئی چوٹ لگی تو قیامت کے دن اس سے تیزی سے خون بہہ رہا ہو گا۔ رنگ تو زعفران جیسا ہو گا مگر خوشبو کستوری جیسی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہوا' اس پر شہداء والی مہر لگی ہو گی۔''

فوائد و مسائل: ① اونٹنی کے تھن چھوٹے اور سخت ہوتے ہیں۔ کچھ دودھ دوہنے کے بعد آدمی تھک جاتا ہے۔ ادھر دودھ بھی وقتی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد جب پستان دودھ سے بھر جاتے ہیں' دوبارہ دوہنا شروع کیا جاتا ہے۔ اس طرح کئی وقفوں سے یہ کام مکمل ہوتا ہے۔ اس درمیانی وقفے کو فواق ناقہ کہا جاتا ہے۔ یہ وقفہ چند منٹ کا ہوتا ہے' زیادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ وقت اور مقدار کو نہیں دیکھتا۔ اللہ تعالیٰ تو نیت اور قلبی کیفیت کو دیکھتا ہے۔ ثواب کا مدار بھی یہی چیز ہے۔ ② ''قیامت کے دن'' کوئی شخص جس حالت میں فوت ہو وہ اسی حال میں اٹھایا جائے گا۔ اچھی موت والوں کے لیے یہ چیز فضیلت کا باعث ہو گی' مثلاً: شہید' محرم' نمازی وغیرہ۔ ③ ''شہداء والی مہر'' خواہ وہ اس زخم سے فوت ہو یا کسی اور بنا پر' مگر اس زخم کا نشان اس میں باقی رہے۔ زخم چونکہ موت کا سبب بنتا ہے' لہٰذا جہاد میں زخمی ہونے والا شہید نہیں تو شہداء کا ساتھی تو ضرور ہو گا۔ ممکن ہے زخم کے نشان ہی کو ''شہداء کی مہر'' کہا گیا ہو یا پھر کوئی خصوصی نشانات لگائے جائیں گے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٦) - ثَوَابُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- اس شخص کا ثواب جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلائے

٣١٤٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ صَفْوَانَ [قَالَ]: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ: يَا عَمْرُو! حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالٰى كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالٰى بَلَغَ الْعَدُوَّ أَوْ لَمْ يَبْلُغْ كَانَ لَهُ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ، وَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ لَهُ فِدَاءَهُ مِنَ النَّارِ عُضْوًا بِعُضْوٍ».

٣١٤٤- حضرت شرحبیل بن سمط نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمرو! ہمیں کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس شخص کے بال اللہ تعالیٰ کے راستے میں سفید ہو گئے تو وہ سفید بال اس کے لیے قیامت کے دن نور کا ذریعہ بن جائیں گے۔ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر پھینکا، وہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے اس کے لیے غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اور جو شخص مومن غلام آزاد کرے تو اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کے لیے آگ سے آزادی کا سبب بن جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں'' عرف کا لحاظ رکھیں تو اس سے مراد جہاد ہوگا، یعنی جس نے سیاہ بالوں کے ساتھ جہاد شروع کیا حتیٰ کہ اس کے بال سفید ہو گئے لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس سے مراد ہر نیک کام ہو کیونکہ بہت سی احادیث میں مومن کے سفید بالوں کو اس کے لیے نور قرار دیا گیا ہے جب کہ جہاد کی فضیلت تو سفید بالوں کی محتاج نہیں۔ وہ تو اس کے علاوہ بھی افضل عمل ہے۔ واللہ أعلم. ② نور، یعنی وہ بال ہی نور بن جائیں گے یا اسے اس بنا پر نور حاصل ہوگا۔ ویسے بھی سفید بالوں اور نور میں ظاہری مماثلت پائی جاتی ہے اور جزا بھی مماثل ہی ہوتی ہے۔ ③ ''ہر عضو'' البتہ اس میں مذکر مؤنث کا فرق نہیں، یعنی مذکر، مؤنث کو آزاد کرے یا مؤنث، مذکر کو، اسے یہ ثواب ملے گا۔

٣١٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ

٣١٤٥- حضرت ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت

٣١٤٤- [صحيح] أخرجه أبوداود، العتق، باب أي الرقاب أفضل، ح: ٣٩٦٦ من حديث بقية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٠، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٣١٤٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، العتق، باب أي الرقاب أفضل، ح: ٣٩٦٥ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥١، وصححه الترمذي، ح: ١٦٣٨، وابن حبان، ح: ١٤٧٨، والحاكم: ٢/٩٥، ١٢١، ٣، ٥٠، ٢، والذهبي، وحسنه البغوي. * أبونجيح هو عمرو بن عبسة، وقتادة صرح بالسماع عند ابن المبارك في الجهاد، ح: ٢١٩، والبيهقي: ٩/ ١٦١ وغيرهما.

الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ لَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ». فَبَلَّغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ عِدْلُ مُحَرَّرٍ».

ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر (دشمن تک) پہنچایا' اسے جنت میں ایک درجہ حاصل ہو جائے گا۔'' میں نے اس دن سولہ تیر دشمنوں تک پہنچائے' نیز میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلائے تو اسے ایک غلام کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔''

فائدہ: تیر پہنچانے اور تیر چلانے میں مفہوم کے لحاظ سے بھی فرق ہے اور ثواب کے لحاظ سے بھی۔ تیر چلانے سے مراد تو تیر پھینکنا ہے' خواہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے' کسی کو لگے یا نہ لگے۔ تیر پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ تیر صحیح نشانے پر لگے اور جس مقصد کے لیے چلایا گیا ہے' وہ مقصد پورا ہو۔ ظاہر ہے دونوں میں بہت فرق ہے' لہٰذا اجر وثواب میں بھی بہت فرق ہے۔

٣١٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ: يَا كَعْبُ! حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحْذَرْ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ». قَالَ لَهُ: حَدِّثْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاحْذَرْ قَالَ:

۳۱۴۶-حضرت شرحبیل بن سمط نے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے کعب! ہمیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان فرمائیں اور اس سلسلے میں پوری احتیاط فرمائیں (کہ حدیث میں کوئی کمی بیشی نہ ہو۔) انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس آدمی کے بال اسلام میں اللہ کے راستے میں سفید ہو گئے' وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور بن جائیں گے۔'' انھوں نے پھر کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ایک اور حدیث بیان فرمایئے اور پوری پوری احتیاط

٣١٤٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب العتق، ح: ٢٥٢٢ عن محمد بن العلاء به. وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٢، وقال أبوداود، ح: ٣٩٦٧ 'سالم لم يسمع من شرحبيل، مات شرحبيل بصفين'، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٥٠٩، والحميدي، ح: ٧٦٧ وغيرهما.

سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اِرْمُوا مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ رَفَعَهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً» قَالَ ابْنُ النَّحَّامِ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا الدَّرَجَةُ؟ قَالَ: «أَمَا إِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ أُمِّكَ وَلٰكِنْ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ».

فرمائیے (کہ کمی بیشی نہ ہو۔) انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تیر اندازی کیا کرو۔ جو شخص دشمن تک تیر پہنچائے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا۔“ (یہ سن کر) حضرت ابن نحام رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! درجے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ درجہ تیری ماں کے گھر کی چوکھٹ کے برابر نہیں بلکہ (جنت کے) دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور دلائل کی رو سے یہی بات راجح اور درست معلوم ہوتی ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، نیز محقق کتاب نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس روایت کے بعض حصے کے شواہد صحیح مسلم (۱۵۰۹) میں ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۲۶/۲۱۲-۲۱۴، و صحيح سنن النسائي للألباني: ۲/۳۸۵، رقم: ۳۱۴۴) ② ”تیری ماں“ اگرچہ کسی کے منہ پر اس کی ماں کا ذکر کرنا عرف عام میں معیوب سمجھا جاتا ہے مگر شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ خصوصاً جب کہ متعلقہ شخص اسے محسوس بھی نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا تعلق اپنے صحابہ سے بہت گہرا تھا۔ صحابہ کی مائیں اپنے بیٹوں کی زبانی آپ کو سلام و دعا کا پیغام بھیجتی تھیں، لہٰذا آپ کی زبان پر ایسا ذکر ان کے لیے خوش طبعی کا موجب تھا۔ ہر آدمی اپنی حیثیت کے مطابق کلام کرتا ہے۔ سب پر ایک ہی حکم لاگو نہیں کیا جا سکتا۔

٣١٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ - أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الشَّامِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: قُلْتُ يَا عَمْرُو ابْنَ عَبَسَةَ! حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ

۳۱۴۷- حضرت شرحبیل بن سمط سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمرو! ہمیں کوئی حدیث بیان فرمائیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ اس میں کوئی بھول چوک یا کمی نہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا اور دشمن

٣١٤٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، العتق، باب أي الرقاب أفضل؟، ح: ٣٩٦٦ من حديث شرحبيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٣، وانظر الحديث السابق والذين قبله.

اللهِ ﷺ لَيْسَ فِيهِ نِسْيَانٌ وَلَا تَنَقُّصٌ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَبَلَغَ الْعَدُوَّ أَخْطَأَ أَوْ أَصَابَ كَانَ لَهُ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ، وَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً كَانَ فِدَاءُ كُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

تک پہنچا دیا' (وہ تیرے دشمن کو) لگا یا نہ لگا' وہ اس کے لیے ایک غلام کی آزادی کی طرح ہوگا۔ اور جس شخص نے کوئی مسلمان غلام آزاد کیا تو اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کے بدلے میں جہنم کی آگ سے آزاد ہوگا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں (کام کرتا کرتا) بوڑھا ہو گیا تو اس کے سفید بال قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائیں گے۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣١٤٤.

٣١٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْأَسْوَدِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنَبِّلَهُ».

٣١٤٨- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین اشخاص کو جنت میں داخل فرمائے گا: بنانے والا' جو اسے بناتے وقت نیکی کا ذہن رکھتا ہے' تیر پھینکنے والا اور تیر پکڑانے والا۔"

فائدہ: "تیر پکڑانے والا" عربی میں لفظ مُنَبِّلَ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے معنی تیر مہیا کرنے والا بھی ہو سکتے ہیں' یعنی اپنے مال سے خرید کر دینے والا یا دور گرنے والے تیر لے کر آنے والا۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص کا نیکی میں ذرہ بھر بھی حصہ ہے' اسے اجر وثواب ضرور ملے گا۔ اپنے اپنے حصے کے مطابق۔ کوئی شخص اجر سے محروم نہیں رہے گا۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ مَنْ كُلِمَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہو جائے

٣١٤٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرمي، ح: ٢٥١٣ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٤، وصححه الحاكم: ٣/ ٩٥، والذهبي. * خالد بن زيد وثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما.

٣١٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللهِ - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ - إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا، اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ».

۳۱۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہوتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے...... تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون تیزی سے بہہ رہا ہوگا۔ رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو کستوری کی ہوگی۔“

فوائد ومسائل: ① حدیث نمبر ۳۱۴۳ میں یہ الفاظ تھے: ”رنگ تو زعفران کا ہوگا“ دراصل زعفران کا اپنا رنگ خون کی طرح سرخ ہی ہوتا ہے چونکہ زعفران قیمتی اور خوشبودار چیز ہے لہٰذا بطور اعزاز زعفران کی طرف نسبت کردی اور اس روایت میں اصل حقیقت بیان فرمادی۔ مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔ واللہ أعلم. ② ”اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے“ کیونکہ اس بات کا تعلق نیت سے ہے اور نیت اللہ تعالیٰ ہی جان سکتا ہے۔

٣١٥٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «زَمِّلُوهُمْ بِدِمَائِهِمْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ كَلْمٌ يُكْلَمُ فِي اللهِ إِلَّا أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُرْحُهُ يَدْمٰى لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ».

۳۱۵۰- حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (شہدائے احد کے بارے میں) فرمایا تھا: ”انھیں ان کے خون (آلود جسم اور کپڑوں) سمیت ڈھانپ کر دفن کردو کیونکہ جو زخم بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگتا ہے وہ قیامت کے دن اس حالت میں ہوگا کہ اس سے خون بہہ رہا ہوگا۔ رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو کستوری کی ہوگی۔“

فوائد ومسائل: ① ”کستوری جیسی“ حقیقتاً کستوری بھی خون ہی ہوتی ہے۔ اگر دنیا میں خون اعلیٰ خوشبو میں تبدیل ہوسکتا ہے تو آخرت میں بدرجہ اولیٰ ایسا ہوگا۔ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ ② شہید کو نہ تو غسل دیا جاتا ہے نہ اس کے خون آلود کپڑے اتارے جاتے ہیں تاکہ اس کا خون قیامت کے دن اس کے لیے اعزاز بن جائے۔

٣١٤٩ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، ح: ١٨٧٦/ ١٠٥ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الجهاد والسير، باب من يجرح في سبيل الله عزوجل: ٢٨٠٣ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٥.

٣١٥٠ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٠٠٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٦.

نیز ہر شخص پہچان لے کہ یہ فی سبیل اللہ شہید ہے' البتہ اس کے اوپر ایک کھلی چادر ڈال دی جاتی ہے جو اس کے سر اور پاؤں کو ڈھانپ لے۔ اگر چادر چھوٹی ہو تو سر ڈھانپ دیا جائے۔ پاؤں ننگے رہ جائیں تو کوئی بات نہیں۔

(المعجم ٢٨) - مَا يَقُولُ مَنْ يَطْعَنُهُ الْعَدُوُّ (التحفة ٢٨)

باب:٢٨-جس شخص کو دشمن نیزہ مارے تو وہ (زخم خوردہ) کیا کہے؟

٣١٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَذَكَرَ آخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَوَلَّى النَّاسُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ فِي اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فَأَدْرَكَهُمُ الْمُشْرِكُونَ، فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ لِلْقَوْمِ؟» فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَمَا أَنْتَ»، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «أَنْتَ»، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ: «مَنْ لِلْقَوْمِ؟» فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، قَالَ: «كَمَا أَنْتَ»، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا، فَقَالَ: «أَنْتَ». فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ وَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَيُقَاتِلُ قِتَالَ مَنْ قَبْلَهُ حَتَّى يُقْتَلَ

٣١٥١-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں: جب احد کا دن تھا اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ بارہ انصاریوں کے حصار میں (میدان کے) ایک کنارے میں (ڈٹے ہوئے) تھے۔ ان میں (ایک مہاجر) حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ بھی موجود تھے۔ مشرکوں نے انھیں گھیرا تو رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کون ان دشمنوں کا مقابلہ کرے گا؟'' حضرت طلحہ نے کہا: میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو جس جگہ ہے وہیں ٹھہرا رہ۔'' ایک انصاری نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں مقابلہ کرتا ہوں۔ فرمایا: ''ہاں' تو مقابلہ کر۔'' اس نے لڑائی کی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا۔ آپ نے پھر توجہ فرمائی تو مشرک ابھی تک موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کون دشمنوں کا مقابلہ کرے گا؟'' حضرت طلحہ نے کہا: میں۔ آپ نے فرمایا: ''تو جہاں ہے وہیں رہ۔'' ایک اور انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں۔ فرمایا: ''ہاں' تو مقابلہ کر۔'' اس نے لڑائی لڑی حتیٰ کہ وہ بھی شہید ہو گیا۔ آپ برابر یہی فرماتے رہے اور ایک ایک

٣١٥١ـ [حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٣/ ٢٣٦، ٢٣٧ من حديث يحيى بن أيوب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٧، وللحديث شواهد كثيرة، انظر مجمع الزوائد: ٩/ ١٤٩ وغيره. * أبوالزبير عنعن.

حَتّٰى بَقِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لِلْقَوْمِ؟» فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْأَحَدَ عَشَرَ حَتّٰى ضُرِبَتْ يَدُهُ فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ، فَقَالَ: حَسِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ»، ثُمَّ رَدَّ اللهُ الْمُشْرِكِينَ.

انصاری نکلتا رہا اور اپنے پیشرو کی طرح لڑائی کرتا رہا اور شہید ہوتا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہی باقی رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کون دشمنوں کا مقابلہ کرے گا؟'' حضرت طلحہ نے کہا: میں کروں گا۔ اور انھوں نے لڑائی شروع کر دی۔ اور وہ اپنے پیشرو گیارہ انصاریوں کی طرح لڑے حتیٰ کہ ان کے ہاتھ پر تلوار لگی اور انگلیاں کٹ گئیں۔ تو ان کے منہ سے ''حَسِّ'' (اوئی وغیرہ) نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جب تجھے زخم لگا تھا) اگر تو بسم اللہ کہتا تو تجھے فرشتے اٹھا لیتے۔ اور لوگ دیکھتے رہتے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو پھیر دیا۔

فوائد و مسائل: ① ''بارہ انصاری'' یہ ایک مخصوص وقت کی بات ہے ورنہ بہت سے مہاجرین بھی ثابت قدم رہے تھے۔ گویا وہ میدان احد کے دوسرے اطراف میں داد شجاعت دے رہے تھے، جبکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت انصار کے ایک گروہ میں تھے۔ یہ گیارہ انصاری تھے۔ حضرت طلحہ (مہاجر) کو ملا کر تغلیباً بارہ انصاری کہہ دیا۔ ② ''تو جہاں ہے وہیں رہ'' رسول اللہ ﷺ نے انھیں مشکل وقت کے لیے محفوظ رکھا۔ فوج کے سربراہ کو صحیح علم ہوتا ہے کہ کون کس جگہ صحیح کام کرے گا۔ ③ ''بسم اللہ پڑھتا'' لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر بسم اللہ پڑھنے والے کو فرشتے اٹھا لیں۔ یہ صرف حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھا' البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ چوٹ لگنے کے موقع پر اللہ کا نام لینا چاہیے نہ کہ ہائے وائے پکارتا رہے۔ یہ مروت کے خلاف ہے' نیز اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے قوت برداشت پیدا ہوگی کیونکہ اللہ کا نام روحانیت کو زیادہ کرتا ہے' پھر اس سے انسان کا ایمان ظاہر ہوتا ہے اور مومن و کافر کے درمیان امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ (التحفة ٢٩)

باب: ٢٩- جو شخص اللہ کی راہ میں لڑا اور اس کی تلوار مڑ کر اسی کو لگ گئی اور وہ شہید ہو گیا

٣١٥٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ:

٣١٥٢- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

٣١٥٢_ أخرجه مسلم، الجهاد، باب غزوة خيبر، ح: ١٨٠٢/ ١٢٤ من حديث ابن وهب به، ولم يذكر عبدالله بن◄◄

أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ اللهِ ابْنَا كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَخِي قِتَالًا شَدِيدًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ وَشَكُّوا فِيهِ: رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ، قَالَ سَلَمَةُ: فَقَفَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَرْتَجِزَ بِكَ؟ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اِعْلَمْ مَا تَقُولُ فَقُلْتُ:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقْتَ».

فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

جب خیبر کی لڑائی ہوئی تو میرے بھائی نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خوب لڑائی کی' پھر ان کی تلوار مڑ کر انھی کو لگی اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ کچھ اصحاب رسول (ﷺ) نے اس بارے میں چہ میگوئیاں کیں اور ان کی شہادت کے بارے میں شک کیا (اور کہا) کہ یہ آدمی تو اپنے ہتھیار سے مرا ہے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے واپسی کا سفر شروع فرمایا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کی موجودگی میں کچھ اشعار پڑھ لوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو کہنا ہے غور سے کہنا (کوئی شعر خلاف شرع نہ ہو)۔ میں نے یہ شعر پڑھے: [وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ ...... وَلَا صَلَّيْنَا] ''اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے' نہ صدقے کرتے' نہ نمازیں پڑھتے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے صحیح کہا۔'' (پھر پڑھا:) [فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً ...... وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا] ''اے اللہ! ہم پر سکون و اطمینان نازل فرما اور اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا۔ مشرکوں نے ہم پر ظلم و ستم کیے ہیں۔'' جب میں نے اپنے شعر پورے کیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شعر کس نے کہے ہیں؟'' میں نے کہا: میرے بھائی نے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحم فرمائے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! کچھ لوگ اس کے لیے

◄◄ كعب، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٥٨.

دعائے مغفرت کرنے سے ڈرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو اپنے ہتھیار سے مرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو بڑی کوشش سے جہاد کرتے ہوئے اللہ کو پیارا ہوا ہے۔''

فَلَمَّا قَضَيْتُ رَجَزِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ هٰذَا؟» قُلْتُ: أَخِي، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرْحَمُهُ اللّٰهُ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللّٰهِ! إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ يَقُولُونَ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا». قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنًا لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: حِينَ قُلْتُ: إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَذَبُوا مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ».

(حدیث کے راوی) ابن شہاب (امام زہری) نے کہا کہ میں نے سلمہ بن اکوع ؓ کے بیٹے سے پوچھا تو اس نے اپنے باپ سے اسی (مذکورہ حدیث کی) طرح حدیث بیان کی لیکن یہ بات زیادہ کہی کہ جب میں (سلمہ بن اکوع) نے کہا کہ لوگ اس کے لیے دعائے مغفرت کرنے سے ڈرتے تھے۔ تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں نے غلط کیا' وہ تو بڑی کوشش سے جہاد کرتے ہوئے مرا ہے۔ اسے دگنا اجر ملے گا۔'' (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

فائدہ: جس شخص کی نیت کافروں سے جہاد کرنے کی ہو اور وہ دوران جہاد میں مارا جائے' خواہ دشمن کے ہاتھوں یا اپنے ساتھیوں کی غلطی سے یا اپنی غلطی سے اپنے ہاتھوں' وہ شہید ہی متصور ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نیت کو دیکھتا ہے نہ کہ ظاہری اعمال کو۔ حضرت سلمہ ؓ کے بھائی اگرچہ اپنے ہتھیار ہی سے مارے گئے مگر ان کی نیت خودکشی کی نہیں تھی' لہٰذا ان کے لیے دوہرا اجر ہے۔ جہاد کا بھی اور شہادت کا بھی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

(المعجم ٣٠) - بَابُ تَمَنِّي الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت کی خواہش

٣١٥٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۳۱۵۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣١٥٣ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب الجعائل والحملان في السبيل، ح: ٢٩٧٢ من حديث يحيى القطان.◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ - عَنْ يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا ذَكْوَانُ أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلٰكِنْ لَا يَجِدُونَ حَمُولَةً وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَوَدِدْتُ أَنِّي قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيِيتُ، ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيتُ، ثُمَّ قُتِلْتُ» ثَلَاثًا.

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا' لیکن وہ سواری کے جانور نہیں پاتے اور میں بھی اتنے جانور نہیں پاتا کہ ان سب کو سواری مہیا کر سکوں۔ اور مجھ سے پیچھے رہنا ان پر شاق گزرتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں۔'' تین دفعہ فرمایا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۱۰۰۔

٣١٥٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ بِأَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ».

۳۱۵۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ مومن مجھ سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کریں گے' اور میں اتنی سواریاں نہیں پاتا کہ ان سب کو سوار کر سکوں' تو میں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے جانے والے کسی لشکر سے بھی پیچھے نہ رہتا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری خواہش ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید ہو جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید ہو جاؤں۔''

◄◄ ومسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، ح: ١٨٧٦/ ١٠٦ من حديث يحيى الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٩.

٣١٥٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب تمني الشهادة، ح: ٢٧٩٧ من حديث شعيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٠.

٣١٥٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمِيرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ نَفْسٍ مُسْلِمَةٍ يَقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَأَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا غَيْرُ الشَّهِيدِ». قَالَ ابْنُ أَبِي عَمِيرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَلَأَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي أَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ».

٣١٥٥- حضرت ابن ابی عمیرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بھی مسلمان شخص جسے اس کا رب تعالیٰ اپنے پاس بلا لے‘ یہ خواہش نہیں کرے گا کہ وہ تمھارے پاس (دنیا میں) واپس آ جائے‘ خواہ اسے دنیا کی ہر چیز مل جائے‘ مگر شہید واپسی کی خواہش کرے گا۔“ ابن ابی عمیرہ ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہونا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ سب بدوی اور شہری میرے غلام بن جائیں۔“

فوائد و مسائل: ① ”مسلمان شخص“ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں خوش و خرم ہوگا‘ البتہ کافر منافق تو درخواستیں کرے گا کہ مجھے واپس بھیجا جائے تاکہ اپنے گناہوں کی تلافی کر لوں مگر اس کی یہ درخواست قبول نہیں ہوگی۔ ② ”مگر شہید“ کیونکہ وہ شہادت کا ثواب دیکھ لے گا اور چاہے گا کہ مجھے پھر جانے کا موقع ملے تاکہ میں دوبارہ شہادت پاؤں اور مزید درجہ حاصل کروں۔ شہید کی یہ خواہش دنیوی زندگی کے حصول کے لیے نہیں بلکہ شہادت کے حصول کے لیے ہوگی۔ ③ ”غلام بن جائیں“ گویا اتنے غلاموں کی آزادی کا ثواب بھی شہادت کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا۔ یا اس سے مراد دنیوی بادشاہت ہے‘ یعنی تمام بدویوں اور شہریوں کی بادشاہی مجھے منظور نہیں کیونکہ آخر یہ فانی ہے اور شہادت کا ثواب باقی اور دائم رہے گا۔

(المعجم ٣١) - ثَوَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٣١)

باب: ٣١- اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارے جانے والے کے ثواب کا بیان

٣١٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ:

٣١٥٦- حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ

٣١٥٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١٦ من حديث بقية بن الوليد به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٦١، وله شاهد يأتي، ح: ٣١٦٢.

٣١٥٦ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة أحد، ح: ٤٠٤٦، ومسلم، الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، ح: ١٨٩٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٦٢.

سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ : قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ أُحُدٍ : أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ : «فِي الْجَنَّةِ»، فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ .

مجھے بتائیں اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟ (آپ نے) فرمایا: ''جنت میں۔'' اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھجوریں (جنھیں وہ کھا رہا تھا) پھینک دیں اور (کافروں سے) لڑنے لگا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔

فائدہ: اس روایت میں اللہ کے راستے سے مراد جہاد ہے اگرچہ کسی بھی نیک کام میں موت' شہادت ہی کی موت ہے۔

(المعجم ٣٢) مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ (التحفة ٣٢)

باب: ٣٢- جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے اور اس کے ذمے قرض ہو

٣١٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ : أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ، أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي؟ قَالَ : «نَعَمْ». ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً قَالَ : «أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا؟» فَقَالَ الرَّجُلُ : فَهَا أَنَا ذَا، قَالَ : «مَا قُلْتَ؟» قَالَ : أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ، أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي؟ قَالَ : «نَعَمْ

٣١٥٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ کہنے لگا: آپ فرمائیں اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدمی سے لڑتا ہوا مارا جاؤں جب کہ میری نیت بھی ثواب ہی کی ہو' رخ میدان جنگ کی طرف ہو' پیٹھ نہ ہو' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے سب گناہ معاف فرما دے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا: ''وہ شخص کدھر ہے جس نے ابھی سوال کیا تھا؟'' اس آدمی نے کہا: میں یہ کھڑا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے کیا کہا تھا؟'' اس نے کہا: اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدمی سے لڑتا ہوا مارا جاؤں جب کہ میری نیت

٣١٥٧ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الجهاد: ١٢ من حديث ابن عجلان به، وتابعه عباد بن إسحاق، وأبوصخر حميد بن زياد، وأبومعشر عن سعيد المقبري عن أبي هريرة به، والرواية الآتية هي الراجحة عند الدارقطني، وأبي حاتم الرازي وغيرهما. والحديث في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٣، وله شواهد كثيرة جدًا.

إِلَّا الدَّيْنَ سَارَّنِي بِهِ جِبْرِيلُ آنِفًا».

بھی ثواب کی ہو۔ میرا رخ دشمن کی طرف ہو نہ کہ پیٹھ، تو کیا اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ معاف فرما دے گا؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، لیکن قرض (کسی کا واجب الادا حق معاف نہ ہوگا)۔ جبریل علیہ السلام نے یہ بات مجھے ابھی چپکے سے بتائی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا سب سے بڑی نیکی ”شہادت“ بھی حقوق العباد کی معافی کا ذریعہ نہیں بن سکتی تو دوسری نیکیاں کیونکر حقوق العباد کو ختم کر سکتی ہیں؟ الا یہ کہ حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد نیکیاں بچ جائیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس پر بھی کوئی ”حق“ واجب الادا ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ ممکن ہے وہ حق ادا کرنے کے بعد بھی نیکیاں بچ جائیں، تو اسے کوئی چیز جنت میں جانے سے مانع نہ ہوگی۔ اس حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ شہادت کے باوجود حقوق العباد کی ادائیگی واجب ہے، معاف نہیں ہوگی، نیز یہ بھی تب ہے اگر وہ اس حق کے برابر ترکہ چھوڑ کر نہ جائے۔ اگر وہ اس حق کی ادائیگی کے لیے ترکہ چھوڑ گیا اور اس کی طرف سے دنیا ہی میں ادا کر دیا گیا تو آخرت میں پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ الا یہ کہ اس کا قصور ہو، یعنی وہ اس حق کی ادائیگی سے منع کر کے گیا ہو، وغیرہ۔ ② ”جبریل علیہ السلام نے“ معلوم ہوتا ہے وحی کی معروف صورت کے علاوہ بھی کبھی فرشتہ آپ سے براہ راست کلام کرتا تھا، البتہ قرآنی وحی مخصوص طریقے ہی سے آتی تھی جسے صحابہ پہچانتے تھے۔

٣١٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ،

٣١٥٨- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدمی کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ میری نیت بھی ثواب کی ہو۔ میدان جنگ سے منہ بھی نہ موڑوں تو کیا اللہ تعالیٰ میری تمام غلطیاں معاف فرما دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ جب وہ شخص واپس چلا تو اسے رسول اللہ ﷺ نے آواز

٣١٥٨- أخرجه مسلم، الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلا الدين، ح: ١٨٨٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٦١، والكبرى، ح: ٤٣٦٤.

أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ»، فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ - أَوْ أَمَرَ بِهِ فَنُودِيَ لَهُ - فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ قُلْتَ؟» فَأَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ إِلَّا الدَّيْنَ، كَذٰلِكَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

دی، یا آپ نے کسی کو حکم دیا اور اسے آواز دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے کیسے کہا تھا؟'' اس نے اپنی پوری بات دہرادی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے مگر قرض (یا کسی کا واجب الادا حق) معاف نہیں ہوگا۔ جبریل ؑ نے مجھے ایسے ہی کہا ہے۔''

٣١٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْإِيمَانَ بِاللّٰهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] قَالَ لِي ذٰلِكَ».

٣١٥٩- حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور اللہ تعالیٰ پر ایمان سب کاموں سے افضل کام ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میری غلطیاں معاف فرما دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، بشرطیکہ تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس حال میں مارا جائے کہ تو صبر کا مظاہرہ کرے اور تیری نیت ثواب کی ہو۔ تو دشمن کی طرف بڑھ رہا ہو، پیٹھ پھیر کر بھاگ نہ رہا ہو، مگر قرض (کسی کا واجب الادا حق) معاف نہ ہوگا۔ جبریل ؑ نے مجھے یہ بات کہی ہے۔''

٣١٦٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ

٣١٦٠- حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ منبر پر (خطبہ

٣١٥٩_ أخرجه مسلم، ح: ١٨٨٥/ ١١٧ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٥.

٣١٦٠_ أخرجه مسلم، ح: ١٨٨٥/ ١١٨ من حديث محمد بن قيس به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٦. ﷺ سفيان هو ابن عيينة، وعمرو هو ابن دينار.

مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ ضَرَبْتُ بِسَيْفِي هٰذَا فِي سَبِيلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ حَتّٰى أُقْتَلَ، أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ: «هٰذَا جِبْرِيلُ يَقُولُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْكَ دَيْنٌ».

ارشاد فرما رہے) تھے۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیے اگر میں اپنی اس تلوار کے ساتھ اللہ کے راستے میں ثابت قدمی کے ساتھ لڑائی لڑوں جب کہ میری نیت بھی ثواب حاصل کرنے کی ہو' منہ دشمن کی طرف ہو نہ کہ پیٹھ' حتیٰ کہ میں مارا جاؤں' تو کیا اللہ تعالیٰ میری غلطیاں معاف فرما دے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' جب وہ جانے کے لیے مڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''یہ جبریل علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ غلطیاں تو معاف ہو جائیں گی لیکن تیرے ذمے واجب الادا حقوق ہوئے تو وہ معاف نہیں ہوں گے۔''

فائدہ: ''واجب الادا حقوق'' عربی عبارت میں لفظ دَیْن استعمال فرمایا گیا ہے جس کے معنی عموماً قرض کے کر لیے جاتے ہیں مگر یہ اس کے حقیقی معنی نہیں بلکہ اس کی ایک صورت ہے۔ دَیْن سے مراد وہ حق ہے جو کسی کے ذمے دوسرے کے لیے واجب الادا ہو' خواہ وہ قرض ہو یا کسی کا حق دبایا ہو یا کسی پر زیادتی کی ہو' جب کہ قرض تو یہ ہے کہ کسی سے کوئی چیز عاریتاً لی ہو اور اسے مدت مقررہ پر واپس کرنا ہو۔ ضرورت کے موقع پر قرض لینا جائز ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے لیا ہے' البتہ وقت مقررہ پر' باوجود وسعت کے' ادا نہ کرنا یا لیتے وقت ہی عدم ادائیگی کی نیت رکھنا جرم ہے۔ ادائیگی کی نیت ہو مگر عدم وسعت کی بنا پر ادا نہ کر سکے تو یہ جرم نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۱۵۷.)

(المعجم ٣٣) - مَا يَتَمَنّٰى فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنے والے کی تمنا

٣١٦١- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۳۱۶۱- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر رہنے والا جو بھی شخص فوت ہو اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں خیر ہو' وہ یہ پسند نہیں کرے گا کہ تمھارے پاس واپس آ جائے' خواہ اسے ساری دنیا ہی مل جائے' مگر شہید

٣١٦١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٨، ٣٢٢ من طريق آخر عن كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٧.

قَالَ: «مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ وَلَهَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ تُحِبُّ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَلَهَا الدُّنْيَا إِلَّا الْقَتِيلُ. فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرٰى».

خواہش کرے گا کہ واپس (دنیا میں) آئے اور دوبارہ شہید ہو۔''

(المعجم ٣٤) - مَا يَتَمَنَّى أَهْلُ الْجَنَّةِ (التحفة ٣٤)

باب:٣٤- جنت والوں کی خواہش کا بیان

٣١٦٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُؤْتَى بِالرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! خَيْرَ مَنْزِلٍ. فَيَقُولُ: سَلْ وَتَمَنَّ. فَيَقُولُ: أَسْأَلُكَ أَنْ تَرُدَّنِي إِلَى الدُّنْيَا فَأُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ».

٣١٦٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت والوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! تو نے اپنے جنتی گھر کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: یا اللہ! بہترین گھر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مانگ جو تمنا ہے۔ وہ کہے گا: میں یہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں تیرے راستے میں دس دفعہ قتل کیا جاؤں۔ اور یہ اس بنا پر کہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ لے گا۔''

فائدہ: ''ایک شخص'' یعنی شہید جیسا کہ بعد والے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے اور سابقہ حدیث میں بھی ہے۔ اس صورت میں یہ پہلی حدیث کے موافق ہو جائے گی۔ یا کوئی عام جنتی جس نے کسی شہید کی فضیلت آنکھوں سے دیکھی ہو گی۔ اس صورت میں یہ پہلی حدیث کے متعارض ہو گی۔ تو ان میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے شہید کا معاملہ برزخ کا ہو اور اس آدمی کا جنت میں جانے کے بعد کا۔ و اللّٰہ أعلم.

(المعجم ٣٥) ما يجد الشهيد من الألم (التحفة ٣٥)

باب:٣٥- شہید (شہادت کے وقت) جس قدر تکلیف محسوس کرتا ہے

٣١٦٣- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

٣١٦٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣١٦٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣١، ٢٠٧، ٢٣٩ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٨.

٣١٦٣- [إسناده ضعيف] والحديث حسن لغيره، أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط، ◄◄

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشَّهِيدُ لَا يَجِدُ مَسَّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمُ الْقَرْصَةَ يُقْرَصُهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید شہادت کے وقت تکلیف محسوس نہیں کرتا مگر اتنی جو تم میں سے کوئی شخص کسی کے چٹکی کاٹنے سے محسوس کرتا ہے۔''

فائدہ: شہادت کی خوشی اور جذبۂ ایمان کی شدت قتل کی تکلیف کا احساس ختم کر دیتی ہے۔

(المعجم ٣٦) - مَسْأَلَةُ الشَّهَادَةِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-شہادت مانگنے کا بیان

٣١٦٤- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ».

٣١٦٤-حضرت سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگے گا' اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مرتبے تک پہنچائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر فوت ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ''سچے دل کے ساتھ'' نہ کہ جھوٹ موٹ اظہار خطابت کے لیے جیسا کہ عام رواج ہے۔ ② ''شہادت مانگے گا'' یہ موت کی دعا نہیں بلکہ اچھی موت کی دعا ہے' جب بھی آئے۔ اور یہ مستحب ہے۔

٣١٦٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ

٣١٦٥-حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ حالتیں ایسی ہیں کہ

◀◀ ح: ١٦٦٨، وابن ماجه، ح: ٢٨٠٢ من حديث ابن عجلان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٩، وقال الترمذي: "حسن غريب صحيح". * ابن عجلان عنعن، ولحديثه شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط: ١/ ١٩٨، ٢٨٢.

٣١٦٤ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى، ح: ١٩٠٩ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧٠.

٣١٦٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧١، وله شاهد تقدم، ح: ٢٠٥٦، وأشار المنذري: ٢/ ٣٣٤ إلى أنه حسن. * عبدالله بن ثعلبة لم يوثقه غير ابن حبان.

ابْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ حُجَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ مَنْ قُبِضَ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ فَهُوَ شَهِيدٌ: اَلْمَقْتُولُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ، وَالْمَطْعُونُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ، وَالنُّفَسَاءُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ».

جو شخص بھی ان میں فوت ہو وہ شہید ہوگا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جائے' وہ شہید ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں غرق ہو' وہ شہید ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں پیٹ کی تکلیف سے مر جائے' وہ شہید ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں طاعون سے مر جائے' وہ شہید ہے۔ اور جو عورت اللہ تعالیٰ کے راستے میں زچگی سے مر جائے' وہ بھی شہید ہے۔''

فائدہ: اس روایت میں ہر شہید کے لیے في سبيل الله کی قید لگائی گئی ہے جب کہ دیگر روایات میں یہ قید ذکر نہیں' اس لیے بہتر یہ ہے کہ في سبيل الله کو عام سمجھا جائے' یعنی وہ مسلمان ہو کیونکہ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستے کا راہی ہے۔ البتہ حقیقی شہید وہی ہے جو جہاد کرتا ہوا مارا جائے۔ اس کے علاوہ جنھیں شہید کہا گیا ہے' وہ حکماً شہید ہیں' یعنی ان کی موت انتہائی تکلیف دہ اور اچانک ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے گا۔ اور انھیں شہیدوں والا رتبہ و اجر عطا فرمائے گا۔

٣١٦٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي بِلَالٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ وَالْمُتَوَفَّوْنَ عَلَى فُرُشِهِمْ إِلَى رَبِّنَا فِي الَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُونِ فَيَقُولُ الشُّهَدَاءُ: إِخْوَانُنَا قُتِلُوا كَمَا قُتِلْنَا، وَيَقُولُ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلَى فُرُشِهِمْ: إِخْوَانُنَا مَاتُوا

۳۱۶۶- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہداء اور بستروں پر فوت ہونے والے طاعون سے فوت ہونے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھگڑا کریں گے۔ شہداء کہیں گے: یہ ہمارے بھائی ہیں کیونکہ یہ بھی ہماری طرح قتل ہی ہوئے ہیں۔ اور بستروں پر فوت ہونے والے کہیں گے: یہ ہمارے بھائی ہیں کیونکہ یہ ہماری طرح بستروں پر فوت ہوئے ہیں۔ رب تبارک وتعالیٰ

٣١٦٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٥٠، ح: ٦٢٦ من حديث بقية به، وتابعه إسماعيل بن عياش (أحمد: ٤/ ١٢٨، ١٢٩)، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٧٢، والحديث السابق شاهد معنوي له. * بحير هو ابن سعد، وخالد هو ابن معدان، وعبدالرحمٰن بن أبي هلال وثقه ابن حبان، وحسن له الترمذي، فهو حسن الحديث (نيل المقصود، ح: ٥٠٥٧).

عَلٰى فُرُشِهِمْ كَمَا مُتْنَا، فَيَقُولُ رَبُّنَا: أُنْظُرُوا إِلٰى جِرَاحِهِمْ فَإِنْ أَشْبَهَ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُولِينَ، فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ، وَمَعَهُمْ، فَإِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ أَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ».

فرمائے گا: ان کے زخم دیکھو۔ اگر ان کے زخم مقتولین کے زخموں کی طرح ہیں تو یہ ان میں شمار ہوں گے اور ان کے ساتھ رہیں گے۔ جب دیکھا جائے گا تو ان کے زخم شہداء کے زخموں جیسے ہوں گے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① ظاہر تو یہی ہے کہ یہ جھگڑا جنت میں داخل ہونے سے پہلے رب العالمین کے سامنے ہو گا۔ اس جھگڑے کی بنیاد حسد وغیرہ نہیں بلکہ شہداء چاہیں گے کہ طاعون سے فوت ہونے والوں کا درجہ اونچا کیا جائے‘ وہ ہمارے ساتھ رہیں۔ اور بستروں پر فوت ہونے والے چاہیں گے کہ اگر انھیں شہداء کا مرتبہ مل رہا ہے تو ہمیں بھی ملنا چاہیے کیونکہ یہ موت کے لحاظ سے ہم جیسے ہیں۔ گویا یہ رشک ہے اور رشک جائز ہے۔ ② ’’ان کے زخم دیکھو‘‘ طاعون (أَعَاذَ نَااللّٰهُ مِنْهَا) ایک پھوڑا ہوتا ہے۔ جب وہ پھٹ جاتا ہے تو مریض مر جاتا ہے اور اس پھوڑے کی ظاہری صورت زخم جیسی بن جاتی ہے‘ لہٰذا اسے زخم کہا گیا۔ شہداء بھی زخم سے فوت ہوتے ہیں‘ اس لیے انھیں بھی شہید کہا گیا۔

(المعجم ٣٧) - اِجْتِمَاعُ الْقَاتِلِ وَالْمَقْتُولِ فِي سَبِيلِ اللهِ فِي الْجَنَّةِ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- شہید فی سبیل اللہ اور اس کے قاتل کا جنت میں جمع ہونے کا بیان

٣١٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَعْجَبُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: «لَيَضْحَكُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ ثُمَّ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ».

٣١٦٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ دو آدمیوں سے تعجب کرتا ہے۔ اور راوی نے دوسری بار کہا: ہنستا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے‘ پھر دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔‘‘

(المعجم ٣٨) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- اس کی تفسیر اور وضاحت

٣١٦٧- أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان الرجلين يقتل أحدهما الآخر، يدخلان الجنة، ح: ١٨٩٠ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الجهاد والسير، باب الكافر يقتل المسلم ثم يسلم فيسدد بعد ويقتل، ح: ٢٨٢٦ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٧٣.

٣١٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَضْحَكُ اللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ».

٣١٦٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے' پھر دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (ان میں سے) ایک شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑائی کرتا ہے اور مارا جاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ قاتل کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (وہ مسلمان ہو جاتا ہے) اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مندرجہ بالا روایات میں تعجب کرنے' ہنسنے اور خوش ہونے کا ذکر ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان الفاظ کا استعمال بلا ریب درست ہے۔ مراد جو بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا مسئلہ ہماری عقل سے ماوراء ہے۔ اس کی بحث فضول ہے۔ قرآن وحدیث میں جو الفاظ وصفات اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیے گئے ہیں' ان کا استعمال جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں خود مختار ہے' جو چاہے کرے۔ کسی کو اعتراض کا حق نہیں اور نہ کسی کے لیے جائز ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو لقمے اور ہدایات دے کہ فلاں لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے تھا' فلاں کرنا چاہیے تھا۔ اللہ اور اس کا رسول سب سے بڑھ کر اور بخوبی علم رکھنے والے ہیں۔ ② اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم اور رحمت واسعہ کا ذکر ہے کہ قاتل کی توبہ قبول فرما کر اسے بھی جنت کا حق دار بنا دیا۔ ③ اعمال کا دارومدار خاتمے اور انجام پر ہے۔ اگر خاتمہ بالخیر ہوا ہے تو پہلی زندگی کے گناہ کچھ نقصان نہیں دیں گے۔ اور اگر انجام برائی پر ہوا ہے تو پہلی زندگی کی نیکیاں کچھ کام نہیں آئیں گی۔

(المعجم ٣٩) فَضْلُ الرِّبَاطِ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٩- سرحدوں پر تیار بیٹھنے (پہرا دینے) کی فضیلت

٣١٦٩- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ

٣١٦٩- حضرت سلمان خیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣١٦٨ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب الكافر يقتل المسلم ثم يسلم فيسدد بعد ويقتل، ح: ٢٨٢٦ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧٤، والموطأ (يحيى): ٢/ ٤٦٠.

٣١٦٩ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الرباط في سبيل الله عزوجل، ح: ١٩١٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧٥.

قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَابَطَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطًا أُجْرِيَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْأَجْرِ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ، وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جنگ کے لیے تیار ہو کر ایک دن رات کے لیے سرحد پر بیٹھا رہے' اسے ایک ماہ کے روزوں اور نماز کا ثواب ملے گا۔ اور جو سرحد پر بیٹھا بیٹھا فوت ہو جائے' اس کے لیے مذکورہ ثواب جاری رکھا جائے گا اور اس کا رزق بھی جاری رکھا جائے گا اور وہ امتحان لینے والوں سے محفوظ رہے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ صرف لڑنا ہی جہاد نہیں بلکہ لڑائی کی تربیت حاصل کرنا' لڑائی کی تیاری کرنا اور دشمن سے مقابلے کے لیے تیار رہنا بھی جہاد ہے۔ فوج سرحدوں پر بیٹھی رہے اور اس کے ڈر سے دشمن دبکا رہے تو یہ بھی جہاد ہے۔ اس پر بھی اجر عظیم حاصل ہوگا۔ لڑائی تو آخری چارۂ کار ہے جو بہ امر مجبوری اختیار کیا جائے گا' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کی خواہش کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں جب مجبوراً لڑنا پڑے تو ڈٹ کر لڑیں۔ ② ''ثواب جاری رکھا جائے گا'' جنگی تیاری صدقہ جاریہ کی طرح ہے کیونکہ اس کی برکت سے دشمن کا حوصلہ پست رہتا ہے اور اسلام کی اشاعت میں ترقی ہوتی ہے۔ چونکہ اس کا فائدہ جاری ہے' لہٰذا اس کا ثواب بھی جاری رہے گا۔ باقی رہا رزق' تو مرنے کے بعد وہ کس طرح جاری رہتا ہے؟ اس کی کیفیت صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ ③ ''امتحان لینے والوں'' یعنی قبر میں سوال و جواب والے فرشتے اس کا امتحان نہیں لیں گے کیونکہ اس کا اس نیکی کی حالت میں فوت ہونا ہی اس کے مخلص مسلمان ہونے کی قاطع دلیل ہے' لہٰذا سوال و جواب کی ضرورت ہی نہیں۔ بعض نے اس سے مراد شیاطین لیے ہیں' یعنی شیاطین اسے مرتے وقت گمراہ نہیں کر سکیں گے۔ بعض نے اس سے عذاب والے فرشتے مراد لیے ہیں' یعنی اسے عذاب کا خطرہ نہیں رہے گا۔ دراصل عربی عبارت میں لفظ ''فتان'' استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے یہ تینوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ واللہ أعلم. ④ ''سلمان خیر'' نام تو سلمان تھا جو کہ سلمان فارسی کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی نیک نفسی کی وجہ سے انھیں سلمان خیر کہا گیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

٣١٧٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ

٣١٧٠- حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے' وہ

٣١٧٠_ أخرجه مسلم، ح: ١٩١٣/ ١٦٣ من حديث الليث بن سعد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧٦.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَابَطَ فِي سَبِيلِ اللهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً كَانَتْ لَهُ كَصِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، فَإِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ».

بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص جہاد کے لیے ایک دن رات سرحد پر تیار ہو کر بیٹھا' اسے ایک مہینے کے صیام وقیام (نماز روزے) کا ثواب ملے گا۔ اور جسے سرحد پر بیٹھے بیٹھے موت آ گئی' اس کے لیے اس کا یہ نیک عمل جاری رکھا جائے گا۔ وہ امتحان لینے والوں سے محفوظ رہے گا اور اس کا رزق جاری رکھا جائے گا۔''

فائدہ: مذکورہ حدیث سابقہ حدیث ہی کے مفہوم کی حامل ہے۔

٣١٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ».

٣١٧١- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن سرحد پر تیار ہو کر بیٹھنا (نیکی کے) دوسرے مقامات میں ہزار دن بیٹھنے سے افضل ہے۔''

٣١٧٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنٍ قَالَ:

٣١٧٢- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جہاد میں ایک دن صرف کرنا (نیکی کے) دوسرے کاموں میں

٣١٧١_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط، ح: ١٦٦٧ من حديث الليث بن سعد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧٧، وصححه ابن حبان، والحاكم: ٢/٦٨، ١٤٣، والذهبي، وانظر الحديث الآتي.

٣١٧٢_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧٨، وكتاب الجهاد لعبدالله بن المبارك، ح: ٧٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٩٢. * أبومعن هو محمد بن معن الأنصاري، وأبوصالح اسمه بركان.

حَدَّثَنَا زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ».

ہزار دن لگانے سے بہتر ہے۔''

فائدہ: اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ لیلۃ القدر میں عبادت بھی تو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔

(المعجم ٤٠) - فَضْلُ الْجِهَادِ فِي الْبَحْرِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- سمندری جہاد کی فضیلت

٣١٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوكٌ عَلَى

۳۱۷۳- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء کو جاتے تو حضرت ام حرام بنت ملحان ؓ کے پاس بھی جاتے تھے۔ وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھیں۔ اور ام حرام بنت ملحان حضرت عبادہ بن صامت ؓ کی بیوی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ کو کھانا کھلایا' پھر وہ بیٹھ کر آپ کے سر میں جوئیں تلاش کرنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ پھر جاگے تو آپ ہنس رہے تھے۔ ام حرام کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز آپ کو ہنسا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کو جاتے ہوئے مجھے دکھائے گئے جو سمندر کی موجوں پر سوار جا رہے تھے، جبکہ وہ تختوں پر بادشاہ بنے بیٹھے ہیں یا (یوں فرمایا:) جیسے تختوں پر بادشاہ

٣١٧٣- أخرجه البخاري، الجهاد، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ح: ٢٧٨٨، ٢٧٨٩، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح: ١٩١٢ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧٩، والموطأ (يحيى): ٢/ ٤٦٤، ٤٦٥.

الْأَسِرَّةِ، - أَوْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ». شَكَّ إِسْحَاقُ، - فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ، وَقَالَ الْحَارِثُ: فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَضَحِكَ فَقُلْتُ لَهُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ مُلُوكٌ عَلَى الْأَسِرَّةِ - أَوْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ» - كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ» فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

بیٹھے ہوتے ہیں۔'' اسحاق (راوی) کو شک ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی' پھر آپ سو گئے۔ حارث (راوی) نے کہا: پھر آپ سو گئے' کچھ دیر بعد جاگے تو تبسم کناں تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے تبسم فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ اور لوگ مجھ پر پیش کیے گئے جو اللہ کے راستے میں (سمندر پر سوار) جہاد کو جا رہے ہیں جو تختوں پر بادشاہ بنے بیٹھے ہیں یا (یوں فرمایا:) جیسے تختوں پر بادشاہ بیٹھے ہیں۔'' جیسے آپ نے پہلے فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دعا کریں' اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''تم پہلے لشکر میں شامل ہو گی۔'' (آپ کی اس پیش گوئی کے مطابق) وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں سمندری جہاد میں (اپنے خاوند محترم کے ساتھ) گئیں۔ جب وہ سمندر سے نکلیں تو اپنے سواری کے جانور سے گر پڑیں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ننھیال کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی محرم رشتہ دار تھیں۔ آپ کا ان کے پاس کثرت سے جانا اور سونا اور ان کا آپ کے سر میں جوئیں تلاش کرنا اس پر کافی دلیل ہے۔ ورنہ آپ انصار کے دوسرے گھروں میں اس طرح نہ آتے جاتے تھے۔ بعض حضرات نے اسے آپ کا خاصہ بتلایا ہے مگر پہلی بات ہی درست ہے۔ ② آپ کے سر میں جوئیں نہ ہوتی تھیں۔ آپ انتہائی صاف ستھرے اور خوشبودار رہتے تھے۔ ان کا آپ کے سر میں جوئیں تلاش کرنا عورتوں کی عام عادت پر محمول ہے۔ ③ ''سمندر کی موجوں پر سوار'' یعنی وہ بحری سفر ہو گا۔ بحری جنگ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی۔ امیر لشکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس مہم کا ذکر نبی ﷺ کے پہلے خواب میں ہے۔ دوسرا بحری بیڑہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں روانہ ہوا۔ امیر لشکر ان کا بیٹا یزید تھا۔ اس لشکر میں بہت سے صحابۂ کرام تشریف

لے گئے تھے تاکہ آپ کی پیش گوئی اور نوید مغفرت کا مصداق بن سکیں۔ اس لشکر کا تذکرہ آپ کے دوسرے خواب میں ہے۔ نبی ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا پہلے لشکر میں اپنے خاوند محترم کے ساتھ موجود تھیں اور اسی میں وہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا. ④ ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں'' اس سے مراد ان کا اپنا دور خلافت نہیں بلکہ لشکر کی سربراہی مراد ہے۔

۳۱۷٤- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ عِنْدَنَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي وَأُمِّي مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: «رَأَيْتُ قَوْمًا مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ» قُلْتُ: أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: «فَإِنَّكِ مِنْهُمْ» ثُمَّ نَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ - يَعْنِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ - قُلْتُ: أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ» فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَرَكِبَ الْبَحْرَ وَرَكِبَتْ مَعَهُ، فَلَمَّا خَرَجَتْ قُدِّمَتْ لَهَا بَغْلَةٌ فَرَكِبَتْهَا، فَصَرَعَتْهَا، فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا.

۳۱۷٤- حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ آپ جاگے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے (خواب میں) اپنی امت کے کچھ لوگ دیکھے جو سمندری لشکر میں جا رہے ہیں جیسے تخت پر بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں۔'' میں نے گزارش کی: آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم ان میں سے ہوگی۔'' آپ پھر سو گئے' پھر جاگے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا' تو آپ نے اسی طرح فرمایا جس طرح پہلے فرمایا تھا۔ میں نے گزارش کی: دعا کریں' اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''تم پہلے لشکر میں شامل ہوگی۔'' پھر حضرت ام حرام سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔ وہ بحری لشکر میں گئے تو یہ بھی ان کے ساتھ گئیں۔ چنانچہ جب وہ سمندر سے نکلیں تو ایک خچر لایا گیا۔ وہ اس پر سوار ہونے لگیں تو اس نے انھیں گرا دیا جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی۔

۳۱۷٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب ركوب البحر، ح: ۲۸۹٤، ۲۸۹۵، ومسلم، ح: ۱۹۱۲/ ۱٦۱ (انظر الحديث السابق) من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤۳۸۱.

فوائد ومسائل: ① ''نکاح کر لیا'' گویا اس خواب کے وقت وہ ان کے نکاح میں نہیں تھیں۔ نکاح بعد میں ہوا۔ اور اس غزوے میں وہ اپنے خاوند عبادہ بن صامت ؓ کے ساتھ ہی گئی تھیں، اس لیے سابقہ حدیث کے ترجمے میں قوسین کے ذریعے سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ ② ''سمندر سے نکلیں'' ان کی قبر مبارک جزیرۂ قبرص میں ہے۔ گویا جب وہ اس جزیرے میں پہنچ کر سمندر سے نکلیں تو یہ حادثہ پیش آیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا. ③ ان کا لشکر کے ساتھ جانا اپنے خاوند محترم اور زخمی مجاہدین کی خدمت کے لیے تھا نہ کہ لڑائی میں حصہ لینے کے لیے کیونکہ عورتوں کے لیے لڑائی میں شامل ہونا، پردہ نہ رہنے کی وجہ سے جائز نہیں، نیز کفار کے قبضے میں آنے کا خطرہ ہے۔

(المعجم ٤١) - غَزْوَةُ الْهِنْدِ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- ہندوستان سے جنگ

٣١٧٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ سَيَّارٍ؛ ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبِيدَةَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: عَنْ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَعَدَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي فَإِنْ أُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ أَرْجِعْ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ.

۳۱۷۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں غزوۂ ہند کی پیش گوئی فرمائی۔ اگر میں نے اس غزوے کو پا لیا تو اس میں اپنا جان و مال صرف کر دوں گا‘ پھر اگر میں اس میں مارا گیا تو میں افضل شہداء میں شمار ہوں گا اور اگر زندہ واپس آ گیا تو پھر میں (آپ کی پیش گوئی کے مطابق آگ سے) آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔

٣١٧٦- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبِيدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۳۱۷۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہندوستان پر حملے کی پیش گوئی فرمائی۔ اگر میں نے یہ موقع پا لیا تو میں اس میں اپنا جان و مال خرچ کروں گا‘ پھر اگر میں اس میں شہید ہو گیا تو

٣١٧٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/٢٢٨، ٢٢٩ عن هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٨٢. * جبر بن عبيدة لم يوثقه غير ابن حبان، وقال الذهبي: "بخبر منكر، لا يعرف من ذا؟".

٣١٧٦ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٨٣.

قَالَ: وَعَدَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي وَإِنْ قُتِلْتُ كُنْتُ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ فَإِنْ رَجَعْتُ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ.

میں افضل شہید ہوں گا اور اگر زندہ واپس آ گیا تو میں (آگ سے) آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔

٣١٧٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ الزُّبَيْدِيُّ عَنْ أَخِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي حَرَّزَهُمَا اللهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ».

٣١٧٧- رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد فرما دیا ہے: ایک وہ جماعت جو ہندوستان پر حملہ کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ ؑ کے ساتھ (مل کر دجال کے مقابلے میں صف آرا) ہوگی۔“

فوائد ومسائل: ① حضرت عیسیٰ ؑ کے ساتھ مل کر لڑنے والی جماعت تو ایک ہی ہوگی مگر ہندوستان پر حملہ کرنے والی جماعتیں بہت سی ہیں۔ اس حدیث کا مصداق صرف پہلی جماعت ہوگی یا یہ ہر اس جماعت پر صادق آتی ہے جو ہند پر حملہ کرے؟ حدیث میں دونوں ہی احتمال ہیں، تاہم دوسرا احتمال زیادہ قرین قیاس ہے۔ واللہ أعلم. ② حضرت معاویہ ؓ کے دور خلافت میں ۴۴ھ میں مسلمانوں نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ بعد میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں محمد بن قاسم کا حملہ تو مشہور ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں محمود غزنوی نے زبردست حملے کیے۔ سومنات کا مندر اور بڑے بت کا واقعہ زبان زد عام ہے جس کی بنا پر محمود غزنوی کو بجا طور پر بت شکن کا لقب وخطاب دیا گیا۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً.

(المعجم ٤٢) - غَزْوَةُ التُّرْكِ وَالْحَبَشَةِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- ترکوں اور حبشیوں سے جنگ

٣١٧٧ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٨ من حديث بقية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٨٤ . ﷺ أبوبكر الزبيدي مجهول الحال (تقريب)، تابعه عبدالله بن سالم: "ثقة" عند أحمد، وتابعهما الجراح بن مليح عند البخاري في التاريخ الكبير: ٦/ ٧٢، وابن عدي في الكامل: ٢/ ٥٨٣ من طريقين قويين عنه.

٣١٧٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي سُكَيْنَةَ رَجُلٍ مِنَ الْمُحَرَّرِينَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ عَرَضَتْ لَهُمْ صَخْرَةٌ حَالَتْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْحَفْرِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَخَذَ الْمِعْوَلَ وَوَضَعَ رِدَاءَهُ نَاحِيَةَ الْخَنْدَقِ وَقَالَ: ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ﴾ [الأنعام: ١١٥]. فَنَدَرَ ثُلُثُ الْحَجَرِ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَائِمٌ يَنْظُرُ فَبَرَقَ مَعَ ضَرْبَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَرْقَةٌ، ثُمَّ ضَرَبَ الثَّانِيَةَ وَقَالَ: ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ﴾. فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْآخَرُ فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَرَآهَا سَلْمَانُ، ثُمَّ ضَرَبَ الثَّالِثَةَ وَقَالَ: ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ﴾. فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْبَاقِي وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ وَجَلَسَ، قَالَ سَلْمَانُ: يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْتُكَ حِينَ ضَرَبْتَ مَا تَضْرِبُ ضَرْبَةً إِلَّا كَانَتْ مَعَهَا

٣١٧٨- نبی ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک ایسی چٹان لوگوں کے سامنے آئی جو لوگوں اور (خندق کی) کھدائی کے درمیان رکاوٹ بن گئی۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے' کدال پکڑی اور اپنی چادر خندق کے کنارے رکھ دی اور یہ آیت پڑھ کر ضرب لگائی: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ...... وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف کے لحاظ سے۔ کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں۔ اور وہ خوب سننے جاننے والا ہے۔'' (آپ کی ضرب سے) پتھر کا تیسرا حصہ اڑ گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ضرب کے ساتھ ایک چمک پیدا ہوئی۔ پھر آپ نے دوبارہ ضرب لگائی اور وہی آیت پڑھی: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ...... وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات صدق و انصاف کے لحاظ سے' کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں۔ اور وہ خوب سننے جاننے والا ہے۔'' اور مزید تیسرا حصہ ٹوٹ گیا' پھر ایک چمک پیدا ہوئی جسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی اور یہی آیت پڑھی: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ...... وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''اور پوری

٣١٧٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الملاحم، باب في النهي عن تهييج الترك والحبشة، ح: ٤٣٠٢ من حديث ضمرة بن ربيعة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٥ . * أبوزرعة هو يحيى بن أبي عمرو، وأبو سكينة مختلف في صحبته فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وللحديث شاهد حسن، انظر نيل المقصود، ح: ٤٣٠٩ . يسر الله لنا طبعه.

بَرْقَةٌ، قَالَ [لَهُ] رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا سَلْمَانُ! رَأَيْتَ ذٰلِكَ؟» فَقَالَ: إِي وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَإِنِّي حِينَ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الْأُولٰى رُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ كِسْرٰى وَمَا حَوْلَهَا وَمَدَائِنُ كَثِيرَةٌ حَتّٰى رَأَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ». قَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُولَ اللهِ! اُدْعُ اللهَ أَنْ يَفْتَحَ عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ، وَيُخَرِّبَ بِأَيْدِينَا بِلَادَهُمْ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ، «ثُمَّ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الثَّانِيَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ قَيْصَرَ وَمَا حَوْلَهَا حَتّٰى رَأَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! اُدْعُ اللهَ أَنْ يَفْتَحَ عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ، وَيُخَرِّبَ بِأَيْدِينَا بِلَادَهُمْ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ، «ثُمَّ ضَرَبْتُ الثَّالِثَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ الْحَبَشَةِ وَمَا حَوْلَهَا مِنَ الْقُرٰى حَتّٰى رَأَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ». قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ».

ہوئی تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف کے لحاظ سے۔کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں۔اور وہ خوب سننے جاننے والا ہے'' اور باقی پتھر بھی ریزہ ریزہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ خندق سے نکلے' اپنی چادر اٹھائی اور بیٹھ گئے۔سلمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! جب آپ ضربیں لگا رہے تھے تو میں نے آپ کو دیکھا' جب بھی آپ کوئی ضرب لگاتے تھے تو اس کے ساتھ چمک پیدا ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''سلمان! تو نے وہ (چمک) دیکھی تھی؟'' انھوں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''میں نے جب پہلی ضرب لگائی تھی تو مجھے کسریٰ کے شہر اور اردگرد کے بہت سے دوسرے شہر دکھائے گئے حتیٰ کہ میں نے انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔'' آپ کے پاس موجود صحابہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ یہ شہر ہم پر فتح فرمائے اور ان کے گھر ہمیں غنیمت میں عنایت فرمائے۔ اور ہمارے ہاتھوں ان کے علاقے تاراج فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔ (آپ نے فرمایا:) ''جب میں نے پھر دوسری ضرب لگائی تو مجھے قیصر اور اردگرد کے بہت سے شہر دکھائے گئے حتیٰ کہ میں نے انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ علاقے ہمارے لیے فتح فرمائے۔ ان کے گھر ہمیں غنیمت میں عطا فرمائے اور ان کے علاقے ہمارے ہاتھوں تاراج فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ

دعا بھی فرما دی۔ (آپ نے فرمایا:) ''پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو مجھے حبشہ اور اردگرد کے بہت سے شہر دکھلائے گئے حتیٰ کہ میں نے انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حبشیوں کو اپنے حال پر رہنے دو جب تک وہ تمھیں تمھارے حال پر رہنے دیں اور ترکوں کو کچھ نہ کہو جب تک وہ تمھیں کچھ نہ کہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''ایک صحابی'' معلوم یوں ہوتا ہے کہ وہ صحابی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ واللہ أعلم. ② تینوں ضربیں لگاتے وقت مندرجہ بالا آیت پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ دین اسلام کا غلبہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔ کوئی اسے بدل نہیں سکے گا۔ ③ ''چمک'' بسا اوقات سخت ضرب کی وجہ سے چنگاریاں اڑتی ہیں۔ ظاہر ہے یہاں چمک سے یہ چنگاریاں مراد نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے تعجب فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کو وہ چمک کیسے نظر آ گئی، جب کہ چنگاریاں ہر موجود شخص کو نظر آتی ہیں۔ یہ کوئی غیبی چیز تھی جو رسول اللہ ﷺ کو دکھلائی گئی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو وہ چمک تو نظر آئی مگر اس چمک کا مقصود معلوم نہ ہوا کیونکہ مقصود آپ کے لیے تھا۔ ④ ''کسریٰ'' ایران کے بادشاہ کو خسرو کہتے تھے۔ عربوں نے اسے کسریٰ بنا لیا۔ ⑤ ''قیصر'' رومیوں کے بادشاہ کا لقب تھا۔ ⑥ ''حبشہ'' اس ملک پر آپ نے حملہ کرنے سے روکا' اس کی ایک وجہ بظاہر یہ ہو سکتی ہے کہ اس ملک نے مسلمانوں کو ابتدائی مشکل دور میں پناہ مہیا کی تھی۔ اور اس ملک کا بادشاہ سب سے پہلے مسلمان ہوا۔ دوسری وجہ شارحین نے یہ بیان کی ہے کہ یہ علاقہ بہت دور دراز کا تھا' درمیان میں دشوار گزار جنگلات اور پہاڑ تھے' علاوہ ازیں سمندر بھی حائل تھے۔ اسی طرح ترکوں کا معاملہ تھا' یہ علاقہ ٹھنڈا تھا' جب کہ عرب گرم ملک ہے۔ ان دونوں علاقوں میں جا کر لڑنا مسلمانوں کے لیے شدید مشکلات کا باعث تھا' اس لیے نبی ﷺ نے ان دونوں علاقوں میں جا کر لڑنے سے منع فرما دیا' تاہم اس ممانعت کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ضرورت داعی ہو تب بھی ان سے نہ لڑا جائے' نہ مسلمانوں ہی نے یہ مطلب لیا کیونکہ اس کا مطلب اگر یہ ہوتا تو خود نبی ﷺ اولین غازیانِ قسطنطنیہ کے لیے بشارت سناتے نہ مسلمان ہی کبھی اُدھر کا رُخ کرتے۔ ⑦ چمک میں کسریٰ وقیصر کے شہر اور دیگر شہر دکھائے جانے کا مطلب ان علاقوں کی فتح ہے۔ اور واقعتاً ایسے ہی ہوا۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔

٣١٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ التُّرْكَ قَوْمًا، وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ، يَلْبَسُونَ الشَّعَرَ، وَيَمْشُونَ فِي الشَّعَرِ».

۳۱۷۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مسلمان ترکوں سے لڑائی لڑیں گے۔ وہ ایسے لوگ ہوں گے جن کے چہرے چمڑا چڑھائی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ وہ بالوں کے کپڑے پہنیں گے اور بالوں والے جوتے پہنیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① ''چہرے'' یعنی ان کے چہرے سخت اور موٹے ہوں گے گویا کہ لوہے پر چمڑا چڑھا دیا گیا ہے۔ ② چونکہ ترک سرد علاقوں کے رہنے والے ہیں' لہٰذا انھیں بالوں والے کپڑے اور جوتے پہننے پڑتے ہیں۔ یہ ان کی مجبوری ہے۔ بعض حضرات نے اس سے یہ مراد لیا ہے کہ ان کے جسم پر لمبے لمبے بال ہوں گے جو ان کے لیے لباس اور جوتوں کے قائم مقام ہو جائیں گے لیکن یہ معنی درست نہیں کیونکہ یہ مشاہدے کے خلاف ہے۔ ترکوں کے جسموں پر بہت کم بال ہوتے ہیں بلکہ سرد علاقوں کے رہنے والے سب لوگ کم بالوں والے ہوتے ہیں۔

(المعجم ٤٣) - اَلْاِسْتِنْصَارُ بِالضَّعِيفِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- کمزور لوگوں سے (جنگ میں) مدد حاصل کرنا

٣١٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ ظَنَّ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَنْصُرُ اللهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ

۳۱۸۰- حضرت مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ میرے والد محترم (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے سمجھا کہ شاید مجھے دوسرے صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کمزور لوگوں کی دعاؤں' نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد فرماتا ہے۔''

٣١٧٩ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل . . . الخ، ح: ٢٩١٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٦.

٣١٨٠ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب من استعان بالضعفاء والصالحين في الحرب، ح: ٢٨٩٦ من حديث طلحة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٧.

وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ» .

فوائد ومسائل: ① ”فضیلت حاصل ہے“ کیونکہ وہ اولین مسلمانوں میں سے تھے۔ وہ اپنے آپ کو ثُلُثُ الْإِسْلَام (اسلام کا تیسرا حصہ) کہتے تھے‘ یعنی وہ تیسرے نمبر پر مسلمان ہوئے۔ ② اس حدیث میں ضعیف سے مراد وہ نیک بزرگ لوگ ہیں جو جنگ میں حصہ لینے کی استطاعت نہیں رکھتے‘ جسمانی طور پر معذور یا ضعیف ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کی دعائیں مسلمانوں کی فتح کا موجب بنتی ہیں‘ لہٰذا انھیں نکمے‘ بے کار یا حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔

۳۱۸۱- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَبْغُونِي الضَّعِيفَ فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ» .

۳۱۸۱- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میرے پاس کسی ضعیف شخص کو تلاش کر کے لاؤ کیونکہ ان ضعیف و کمزور لوگوں کی وجہ سے تمھیں رزق ملتا ہے اور تمھاری مدد کی جاتی ہے۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ ان ضعفاء کو رزق دینا چاہتا ہے اور ان کا بھلا کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ وہ تمھارے محتاج ہیں‘ لہٰذا اللہ تعالیٰ انھیں رزق پہنچانے کے لیے تمھیں بھی رزق دے دیتا ہے اور ان کے بھلے کے لیے تمھاری مدد بھی کرتا ہے۔

(المعجم ٤٤) - فَضْلُ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- کسی غازی کو سامان جنگ وسفر مہیا کرنے والے کی فضیلت

۳۱۸۲- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

۳۱۸۲- حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۱۸۱ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الانتصار برذل الخيل والضعفة، ح: ٢٥٩٤ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٨، وقال الترمذي، ح: ١٧٠٢ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٢٠، والحاكم: ٢/ ١٤٥.

۳۱۸۲ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره . . . الخ، ح: ١٨٩٥ من حديث ابن وهب، والبخاري، الجهاد، باب فضل من جهز غازيًا أو خلفه بخير، ح: ٢٨٤٣ من حديث بسر به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٩.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کسی غازی کو سامان مہیا کرے اس نے بھی جہاد میں حصہ لیا۔ اور جو کسی غازی کی عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال کی ضروریات مہیا کرے اس نے بھی جہاد کیا۔''

فائدہ: ہر آدمی جنگ کے لیے جا سکتا ہے نہ اس کی ضرورت ہی ہے لہٰذا چند لوگ (مثلاً: فوجی) جنگ کو جائیں اور باقی لوگ ان کے لیے اور ان کے اہل و عیال کے لیے ضروریات مہیا کریں۔ اس طرح سب لوگ جہاد میں شریک ہو جائیں گے اور ہر شخص اپنی نیت اور کوشش کے مطابق ثواب کا مستحق ہوگا جیسے آج کل کچھ لوگ فوج میں بھرتی ہوتے ہیں اور دشمن کی روک تھام کرتے ہیں۔ باقی شہری ان کی تنخواہوں، اسلحہ و دیگر ضروریات کے لیے ٹیکس دیتے ہیں۔ اس طرح پوری قوم جہاد کا فریضہ سرانجام دیتی ہے اور سب ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔

٣١٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ ابْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا».

۳۱۸۳- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مجاہد فی سبیل اللہ کو سامان جنگ و سفر مہیا کرے اس نے بھی جہاد کیا اور جو شخص غازی کی عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال سے حسن سلوک کرے تو اس نے بھی جہاد میں حصہ لیا۔''

٣١٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۱۸۴- حضرت احنف بن قیس سے روایت ہے

٣١٨٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٩٠، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٤٣ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٣١٨٤ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٢/ ٣٩، ٤٠ عن ابن إدريس به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٩١، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١١٩، ١٢٠، ح: ٢٤٨٧، وابن حبان، ح: ٢٢٠٠، وللحديث شواهد كثيرة. * عمرو بن جاوان وثقه ابن خزيمة وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نُرِيدُ الْحَجَّ، فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا إِذْ أَتَانَا آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزِعُوا، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلٰى نَفَرٍ فِي وَسَطِ الْمَسْجِدِ وَفِيهِمْ عَلِيٌّ وَزُبَيْرٌ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَإِنَّا كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَيْهِ مُلَاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَأْسَهُ، فَقَالَ: أَهٰهُنَا طَلْحَةُ؟ أَهٰهُنَا الزُّبَيْرُ؟ أَهٰهُنَا سَعْدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ فَقَالَ: إِنِّي أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ». فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا أَوْ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: «اِجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ». قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللهُ لَهُ». فَابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدِ ابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا قَالَ: «اِجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ».

کہ ہم حج کرنے کے لیے نکلے۔ ہم مدینہ منورہ پہنچے۔ ابھی ہم اپنے اپنے مقامات میں سامان اتار رہے تھے کہ ایک شخص ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لوگ مسجد نبوی میں جمع ہیں اور وہ گھبرائے ہوئے ہیں۔ ہم مسجد کو چلے تو بہت سے لوگ مسجد کے درمیان میں کچھ لوگوں کے اردگرد جمع تھے۔ ان میں حضرات علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن ابی وقاص ﷺ بھی تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ حضرت عثمان ﷺ بھی آ گئے اور ان پر زرد رنگ کی ایک بڑی چادر تھی۔ انھوں نے اس سے سر کو ڈھانپ رکھا تھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا یہاں طلحہ ہیں، زبیر ہیں، سعد ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمانے لگے: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص فلاں خاندان کا کھلیان خرید (کر مسجد کے لیے وقف) کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔'' میں نے بیس یا پچیس ہزار درہم سے اسے خریدا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ہماری مسجد میں شامل کر دو۔ اس کا ثواب تمھیں ملے گا۔'' ان سب نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عثمان نے فرمایا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص رومہ کا کنواں خرید (کر وقف) کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔'' میں نے وہ کنواں اتنی اتنی (کثیر) رقم سے خریدا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے وہ کنواں اتنی

قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَقَالَ: «مَنْ يُجَهِّزْ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ». - يَعْنِي جَيْشَ الْعُسْرَةِ - فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى لَمْ يَفْقِدُوا عِقَالًا وَلَا خِطَامًا فَقَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ!

رقم سے خرید لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے عام مسلمانوں کے پینے کے لیے وقف کر دے۔ اس کا اجر تجھے ملے گا۔'' ان سب نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے (غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت) لوگوں کے چہروں میں دیکھا اور فرمایا: ''جو شخص ان ...... جیش عسرہ ...... کو سامانِ حرب و سفر مہیا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔'' میں نے ان کے لیے سامان مہیا کیا حتیٰ کہ انھیں اونٹ کا پاؤں باندھنے والی کسی رسی یا اونٹ کی مہار کی بھی کمی محسوس نہ ہوئی؟ ان سب لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں۔ حضرت عثمان کہنے لگے: اے اللہ! گواہ ہو جا۔ اے اللہ! گواہ ہو جا۔ اے اللہ! گواہ ہو جا۔

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور زندگی کے آخری سال کا ہے جب مختلف علاقوں سے باغی اور مفسدین جتھہ بندی کر کے خلافت کا شیرازہ بکھیرنے کے لیے مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے تھے اور انھوں نے خود ساختہ الزامات کے تحت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دست برداری اور استعفیٰ کا مطالبہ کیا تھا ورنہ قتل کی دھمکی دی تھی۔ اور حج سے چند دن بعد حاجیوں کی واپسی سے پہلے ہی انھوں نے اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنا دیا۔ ② ''کچھ لوگوں کے ارد گرد'' یہ باغیوں کے سردار تھے جنھوں نے مسجد نبوی کو اپنا ٹھکانا بنایا ہوا تھا۔ بعد میں انھوں نے مسجد نبوی پر قبضہ کر لیا۔ خود ہی امامت کراتے رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گھر میں محصور کر دیا۔ ③ ''کھلیان'' جہاں کھجوریں خشک کرنے کے لیے پھیلائی جاتی تھیں۔ یہ مسجد سے متصل خالی جگہ تھی۔ غزوۂ خیبر کے بعد مسجد کی توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی تو یہ خالی احاطہ خرید کر مسجد میں شامل کر لیا گیا۔ اس توسیع کے بعد مسجد کی پیمائش 100x100 ہاتھ ہو گئی۔ اس صدقۂ جاریہ کا ثواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تا قیامت ملتا رہے گا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ④ ''بئر رومہ'' میٹھے پانی کا کنواں جو ایک کنجوس یہودی کی ملکیت تھا۔ وہ مسلمانوں کو پانی نہیں لینے دیتا تھا۔

(المعجم ٤٥) - فَضْلُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی فضیلت

٣١٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَلْ عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

۳۱۸۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جوڑا خرچ کرے اسے جنت میں آوازیں دی جائیں گی: اے اللہ کے بندے! یہ جگہ اچھی ہے (ادھر آ جاؤ)۔ جو شخص (فرض اور نفل) نماز کا شوقین ہوگا' اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو شخص جہاد کا شائق ہوگا' اسے جہاد والے دروازے سے آواز دی جائے گی۔ جو شخص (نفلی) صدقات میں معروف ہوگا' اسے صدقے والے دروازے سے پکارا جائے گا۔ اور جو شخص (نفلی) روزوں کا عادی ہوگا' اسے بَابُ الرَّيَّان (سیرابی والے دروازے) سے بلایا جائے گا۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ضرورت تو نہیں کہ کسی شخص کو ان سب دروازوں سے بلایا جائے مگر کیا کسی شخص کو سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں سے ہوگا۔“

فائدہ: یہ روایت تفصیل سے پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ۲۴۴۱۔

٣١٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۱۸۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے

٣١٨٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٢.

٣١٨٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل النفقة في سبيل الله، ح: ٢٨٤١، ومسلم، الزكاة، باب من جمع الصدقة وأعمال البر، ح: ١٠٢٧/ ٨٦ من حديث أبي سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٣. * يحيى هو ابن أبي كثير كما استظهر المزي في تحفة الأشراف.

يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا فُلَانُ! هَلُمَّ فَادْخُلْ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! ذَاكَ الَّذِي لَا تَوٰى عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

میں جوڑا خرچ کرے، اسے جنت کے دربان تمام دروازوں سے بلائیں گے۔ اے فلاں! ادھر آؤ اور (یہاں سے) داخل ہو جاؤ۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کو تو کسی قسم کا خسارہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ تو بھی ان میں سے ہوگا۔''

فائدہ: اس روایت میں فی سبیل اللہ کا لفظ عام معلوم ہوتا ہے، یعنی کسی بھی اچھی جگہ میں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے شاید اسے جہاد سے خاص سمجھا ہے جو اسے کتاب الجہاد میں ذکر کیا ہے، نیز یہ روایت سابقہ روایت سے کچھ مختلف ہے۔ ممکن ہے کسی راوی کو سہو ہو گیا ہو یا یہ دو الگ الگ واقعات ہوں۔ اور یہ کوئی بعید نہیں۔ واللہ أعلم.

٣١٨٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثْنِي، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ كُلِّ مَالٍ لَهُ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوهُ إِلٰى مَا عِنْدَهُ» قُلْتُ: وَكَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَتْ إِبِلًا فَبَعِيرَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرًا فَبَقَرَتَيْنِ».

٣١٨٧- حضرت صعصعہ بن معاویہ سے منقول ہے کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ملا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی حدیث بیان کریں۔ انھوں نے فرمایا: ضرور۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بندہ اپنے ہر مال سے جوڑا جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے اسے جنت کے دربان ملیں گے اور ہر دربان اسے اپنے دروازے میں سے گزرنے کی دعوت دے گا۔'' میں نے کہا کہ جوڑا خرچ کرنے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر اس کے پاس اونٹ ہیں تو دو اونٹ اللہ کے راستے میں دے اور اگر اس کے پاس گائیں ہیں تو دو گائیں دے۔''

٣١٨٧- [صحيح] تقدم طرفه، ح:١٨٧٥، وهو في الكبرٰى، ح:٤٣٩٤، وصححه ابن حبان، ح:١٦٤٩-١٦٥٢.

٣١٨٨- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الرُّكَيْنِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمِيلَةَ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ».

٣١٨٨- حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوئی چیز خرچ کرے، اس کے لیے اسے سات سو گنا تک لکھا جاتا ہے۔''

فائدہ: نیکی کا ثواب دس گنا تو لازمی چیز ہے۔ اس سے زائد ہر متعلقہ شخص کے خلوص کے لحاظ سے ہے۔ کچھ ایسے مخلصین بھی ہیں جو سات سو گنا ثواب حاصل کرتے ہیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ.

(المعجم ٤٦) - فَضْلُ الصَّدَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٤٦)

باب: ٤٦- فی سبیل اللہ صدقہ کرنے کی فضیلت

٣١٨٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ: أَنَّ رَجُلًا تَصَدَّقَ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَبْعِمِائَةِ نَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ».

٣١٨٩- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اللہ کے راستے میں مہار والی ایک اونٹنی صدقہ کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن یہ شخص مہار والی سات سو اونٹنیاں لے کر آئے گا۔''

٣١٩٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:

٣١٩٠- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٣١٨٨ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الجهاد: ٧٢ عن أبي بكر بن ابي النضر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٥، وقال الترمذي، ح: ١٦٢٥ "حسن".

٣١٨٩ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الصدقة في سبيل الله تعالى وتضعيفها، ح: ١٨٩٢ عن بشر بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٦.

٣١٩٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب: فيمن يغزو ويلتمس الدنيا، ح: ٢٥١٥ من حديث بقية به، وهو◀◀

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَأَمَّا مَنِ ابْتَغَى وَجْهَ اللهِ وَأَطَاعَ الْإِمَامَ وَأَنْفَقَ الْكَرِيمَةَ وَيَاسَرَ الشَّرِيكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ كَانَ نَوْمُهُ وَنُبْهُهُ أَجْرًا كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ دو قسم کی ہوتی ہے۔ جو شخص اللہ کی رضامندی کا طالب ہو' امام کی اطاعت کرے اور اچھا مال خرچ کرے اور اپنے ساتھی سے نرمی کرے اور فساد سے بچے تو اس کا سونا اور جاگنا سب کا سب ثواب ہوگا۔ لیکن جو شخص دکھلاوے اور شہرت کے لیے جنگ کرے' امام کی نافرمانی کرے اور زمین میں فساد کرے تو وہ اپنی پہلی حالت کے ساتھ بھی واپس نہیں آئے گا (چہ جائیکہ وہ کوئی ثواب حاصل کرے)۔''

فائدہ: دکھلاوے اور شہرت کے لیے لڑائی لڑنا ثواب کے بجائے عذاب کا سبب ہوگا' لہٰذا وہ پہلی حالت سے بھی گھاٹے میں رہے گا۔

(المعجم ٤٧) - حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ (التحفة ٤٧)

باب:٤٧-مجاہدین کی عورتوں کے احترام کا بیان

٣١٩١- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ - وَاللَّفْظُ لِحُسَيْنٍ - قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَخْلُفُ فِي امْرَأَةِ

٣١٩١- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجاہدین کی عورتیں جنگ میں نہ جانے والوں کے لیے ان کی اپنی ماؤں کی طرح قابل احترام ہیں۔ اور جو آدمی کسی مجاہد کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کرے' اسے قیامت کے دن اس مجاہد کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا کہ وہ اس کی جتنی نیکیاں چاہے لے لے' پھر تمھارا کیا

◄◄ في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٧، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨٥، ووافقه الذهبي. * بحير هو ابن سعد، وخالد هو ابن معدان، وبقية هو ابن الوليد وروايته عن بحير صحيحة لأنها من كتابه، وللحديث شاهد ضعيف عند أبي القاسم إسماعيل بن قاسم الحلبي.

٣١٩١ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب حرمة نساء المجاهدين وإثم من خانهم فيهن، ح: ١٨٩٧ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٨.

رَجُلٍ مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فَيَخُونُهُ فِيهَا إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَخَذَ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ، فَمَا ظَنُّكُمْ».

خیال ہے؟ (کیا وہ اس کی کوئی نیکی چھوڑ دے گا)۔''

(المعجم ٤٨) - مَنْ خَانَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ (التحفة ٤٨)

باب:۴۸- جو شخص کسی غازی کی بیوی سے خیانت کا ارتکاب کرے

٣١٩٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَإِذَا خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ فَخَانَهُ قِيلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: هٰذَا خَانَكَ فِي أَهْلِكَ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ، فَمَا ظَنُّكُمْ!؟».

۳۱۹۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجاہدین کی عورتیں جنگ میں نہ جانے والوں کے لیے ان کی ماؤں کی طرح قابل احترام ہیں۔ جب کوئی شخص کسی مجاہد کے پیچھے رہے اور اس (مجاہد) کے گھر والوں میں خیانت کا ارتکاب کرے تو قیامت کے دن اس مجاہد سے کہا جائے گا: اس نے تیرے گھر والوں میں تیری خیانت کی تھی' لہٰذا تو اس کی جتنی نیکیاں چاہے لے لے۔ تو تمھارا کیا خیال ہے (وہ کچھ چھوڑے گا)؟''

٣١٩٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَعْنَبٌ كُوفِيٌّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ فِي الْحُرْمَةِ كَأُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ إِلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ

۳۱۹۳- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجاہدین کی عورتوں کا احترام' گھروں میں رہنے والوں کے لیے ان کی ماؤں کے احترام کی طرح ہے۔ اور جہاد سے پیچھے (گھروں میں) رہنے والوں میں سے جو شخص کسی مجاہد کی بیوی کے ساتھ خیانت کرے تو اسے قیامت کے دن مجاہد کے سامنے باندھ کر کھڑا کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا: اے فلاں! یہ فلاں شخص ہے' تو اس کی نیکیوں میں سے جتنی چاہے

٣١٩٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٩.

٣١٩٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٠٠.

الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: يَا فُلَانُ! هٰذَا فُلَانٌ خُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ». ثُمَّ الْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «مَا ظَنُّكُمْ تُرَوْنَ يَدَعُ لَهُ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْئًا!؟».

لے لے۔'' پھر نبی ﷺ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تمھارا کیا خیال ہے کہ وہ اس کی کوئی نیکی چھوڑ دے گا؟''

فوائد ومسائل: ① خیانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ان سے بدسلوکی کرنا یا انھیں دھوکا دینا یا اس کی بیوی کو ورغلا کر اپنے پیچھے لگا لینا وغیرہ۔ یہ سب کچھ اس میں داخل ہے۔ ② ''چھوڑ دے گا'' جب ہر شخص کو نیکی کی اشد ضرورت ہوگی اور ایک ایک نیکی قیمتی ہوگی تو ناممکن ہے کہ کوئی شخص نیکی لینے میں سستی کرے خصوصاً جب کہ اسے کھلی چھٹی ہو۔

٣١٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «جَاهِدُوا بِأَيْدِيكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ».

٣١٩٤- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھوں' زبانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کرو۔''

فوائد ومسائل: ① یہ اور بعد والی احادیث سابقہ باب سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ یہ ''متفرقات'' کی ذیل میں آتی ہیں جن کا جہاد سے کچھ نہ کچھ تعلق ہے۔ ہاتھوں سے جہاد' لڑائی کرنا' زبان سے جہاد' تبلیغ کرنا اور مال سے جہاد مجاہدین سے مالی تعاون ہے۔ ② محقق کتاب نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت دیگر محققین کے نزدیک صحیح ہے جس کی تفصیل حدیث نمبر: ٣٠٩٨ کے فوائد میں دیکھی جا سکتی ہے۔

٣١٩٥- أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُوسَى بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ الشَّامِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ الْأَصْبَغِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

٣١٩٥- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سانپ قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''جو شخص ان کے انتقام اور بدلے سے ڈرتا ہے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

٣١٩٤ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٣٠٩٨.

٣١٩٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في قتل الحيات، ح: ٥٢٤٩ من حديث شريك القاضي به، وعنعن كشيخه، وحديث أبي داود، ح: ٥٢٤٨، ٥٢٥٢ يغني عنه.

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ: «مَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنَّا».

فوائد و مسائل: ① اس حکم سے گھریلو سانپ مستثنیٰ ہیں کیونکہ صحیح روایات میں ان کے قتل سے روکا گیا ہے۔ ممکن ہے یہ حدیث پہلے کی ہو۔ جن سانپوں کو قتل کرنے کی اجازت ہے' ان کے انتقام سے نہیں ڈرنا چاہیے' البتہ جن کے قتل سے روکا گیا ہے انھیں قتل نہ کرے' انتقام کا خطرہ ہو یا نہ۔ اس روایت کا کتاب الجہاد سے تعلق یوں ہے کہ دوران سفر میں سانپوں سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔ ② ''وہ ہم میں سے نہیں'' یعنی وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ ہم سانپوں کے انتقام سے نہیں ڈرتے' نہ مسلمانوں کو ڈرنا چاہیے۔ ③ مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس سے سنن ابی داود کی روایت نمبر: ۵۲۴۸ اور ۵۲۵۲ کفایت کرتی ہیں۔ بنابریں مذکورہ روایت ''سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم۔

٣١٩٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَادَ جَبْرًا فَلَمَّا دَخَلَ سَمِعَ النِّسَاءَ يَبْكِينَ وَيَقُلْنَ: كُنَّا نَحْسُبُ وَفَاتَكَ قَتْلًا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَقَالَ: «وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ إِلَّا مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، إِنَّ شُهَدَاءَكُمْ إِذًا لَقَلِيلٌ، اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهَادَةٌ، وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ، وَالْحَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالْمَغْمُومُ - يَعْنِي الْهَدِمَ - شَهَادَةٌ، وَالْمَجْنُوبُ شَهَادَةٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدَةٌ» قَالَ رَجُلٌ: أَتَبْكِينَ وَرَسُولُ اللهِ

٣١٩٦- حضرت عبداللہ بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (میرے والد محترم) حضرت جبر رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ جب آپ (گھر میں) داخل ہوئے تو آپ نے سنا کہ عورتیں رو رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ ہم تو سمجھتی تھیں کہ تم اللہ کے راستے میں شہید ہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مقتول فی سبیل اللہ کے علاوہ کسی کو شہید نہیں سمجھتے؟ پھر تو تمھارے شہداء بہت کم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جانا شہادت ہے' پیٹ کی تکلیف سے فوت ہونا بھی شہادت ہے' آگ میں جل کر مر جانا بھی شہادت ہے' ڈوب کر مر جانا بھی شہادت ہے' کسی چیز کے نیچے دب کر مر جانا بھی شہادت ہے' نمونیا کے ذریعے سے مر جانے والا بھی شہید ہے اور جو عورت زچگی کے دوران

٣١٩٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٩٤٧.

ﷺ قَاعِدٌ؟ قَالَ: «دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ عَلَيْهِ بَاكِيَةٌ».

میں فوت ہو جائے' وہ بھی شہید ہے۔'' ایک آدمی نے ان عورتوں سے کہا: تم روتی ہو جب کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رونے دے البتہ جب یہ فوت ہو جائے تو پھر کوئی نہ روئے۔''

فائدہ: اس حدیث کا مفہوم پیچھے گزر چکا ہے۔ اعادے کی ضرورت نہیں۔ نبی ﷺ کا فرمانا ''رونے دے'' دلیل ہے کہ آواز سے رونا میت پر منع ہے' زندہ پر کوئی حرج نہیں' کیونکہ وہ رونا بطور ہمدردی ہے نہ کہ بطور نوحہ۔ اور نوحہ منع ہے' مطلق رونا نہیں۔

٣١٩٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ - يَعْنِي الطَّائِيَّ - عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَبْرٍ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى مَيِّتٍ فَبَكَى النِّسَاءُ فَقَالَ جَبْرٌ: أَتَبْكِينَ مَا دَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسًا؟ قَالَ: «دَعْهُنَّ يَبْكِينَ مَا دَامَ بَيْنَهُنَّ، فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ».

٣١٩٧- حضرت جبر (حقیقتاً جابر بن عتیک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک قریب المرگ شخص کے ہاں گیا۔ عورتیں رونے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم روتی ہو جب کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''انھیں رونے دے۔ جب تک یہ شخص ان میں زندہ موجود ہے' البتہ جب یہ فوت ہو جائے تو کوئی رونے والی نہ روئے۔''

٣١٩٧- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٨٤٧.

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٦) - **كتاب النّكاح** (التحفة ٨)
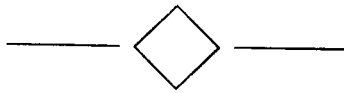
نکاح سے متعلق احکام ومسائل

نکاح سے مراد ایک مرد اور عورت کا اپنی اور اولیاء کی رضامندی سے علانیہ طور پر ایک دوسرے کے ساتھ خاص ہو جانا ہے تاکہ وہ اپنے فطری تقاضے بطریق احسن پورے کر سکیں کیونکہ اسلام دین فطرت ہے' اس لیے اس میں نکاح کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے اور دوسرے ادیان کے برعکس نکاح کرنے والے کی تعریف کی گئی ہے اور نکاح نہ کرنے والے کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔ نکاح سنت ہے اور اس سنت کے بلاوجہ ترک کی اجازت نہیں کیونکہ اس کے ترک سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ علاوہ ازیں نکاح نسل انسانی کی بقا کا انتہائی مناسب طریقہ ہے۔ نکاح نہ کرنا اپنی جڑیں کاٹنے کے مترادف ہے اور یہ جرم ہے' اسی لیے تمام انبیاء علیہم السلام نے نکاح کیے اور ان کی اولاد ہوئی۔

(المعجم ١) - ذِكْرُ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي النِّكَاحِ وَأَزْوَاجِهِ وَمَا أَبَاحَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ ﷺ وَحَظَرِهِ عَلَى خَلْقِهِ زِيَادَةً فِي كَرَامَتِهِ وَتَنْبِيهًا لِفَضِيلَتِهِ (التحفة ١)

باب:١- نکاح اور بیویوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خصوصی حیثیت وشان اور اس چیز کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے حلال کی ہے اور دوسرے لوگوں پر ممنوع قرار دی ہے تاکہ آپ کا عظیم الشان مرتبہ اور فضیلت ظاہر ہو

٣١٩٨- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ:

٣١٩٨- حضرت عطاء سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ

٣١٩٨ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب كثرة النساء، ح:٥٠٦٧، ومسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، ح:١٤٦٥ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٣٠٤.

أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذِهِ مَيْمُونَةُ إِذَا رَفَعْتُمْ جَنَازَتَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوهَا وَلَا تُزَلْزِلُوهَا فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ مَعَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَوَاحِدَةٌ لَمْ يَكُنْ يَقْسِمُ لَهَا.

حضرت میمونہ ؓ کے جنازے میں سرف کے مقام پر حاضر ہوئے۔ حضرت ابن عباس ؓ فرمانے لگے: یہ حضرت میمونہ ہیں۔ جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو اسے (بے ہنگم) حرکت نہ دینا اور نہ اسے زیادہ اوپر نیچے کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں (وفات کے وقت) نو بیویاں تھیں۔ آپ آٹھ کے لیے باری مقرر فرماتے تھے اور ایک کے لیے باری مقرر نہ فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب قدرت ہے کہ حضرت میمونہ ؓ کا نکاح، رخصتی اور وفات تینوں مقام سرف میں ہوئے اور اسی خیمے میں دفن ہوئیں جس میں ان کی رخصتی ہوئی تھی۔ حضرت میمونہ ؓ حضرت ابن عباس ؓ کی خالہ محترمہ تھیں۔ ② ''حرکت نہ دینا'' عام میت کا احترام بھی واجب ہے مگر زوجۂ رسول کا احترام سب سے بڑھ کر ہے۔ زندہ شخص محترم ہو تو فوت ہونے سے اس کا احترام مزید بڑھ جاتا ہے' حتیٰ کہ فوت شدہ کی قبر پر بیٹھنا بھی منع ہے' حالانکہ میت بہت نیچے ہوتی ہے۔ ③ ''نو بیویاں'' ان کے علاوہ دو بیویاں آپ کی زندگی میں فوت ہو گئی تھیں۔ لونڈیاں مزید ان کے علاوہ ہیں۔ نو بیویاں آپ کا خاصہ ہے۔ عام شخص چار سے زائد بیویاں بیک وقت نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ ④ ''باری'' آپ کی ایک بیوی حضرت سودہ ؓ بوڑھی ہو گئی تھیں' اس لیے انھوں نے از خود اپنی باری حضرت عائشہ ؓ کو ہبہ کر دی تھی' لہٰذا نبی ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے پاس دو دن رہتے تھے اور دوسری ازواج کے پاس ایک ایک دن۔ ⑤ چار سے زیادہ بیویوں کی رخصت (آپ کے لیے) اعلیٰ مقاصد کے لیے تھی: (ا) آئندہ خلفاء سے رشتہ داری' مثلاً: حضرت عائشہ اور حفصہ ؓ سے نکاح۔ (ب) بے سہارا بیواؤں کی حوصلہ افزائی جنھوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا تھا۔ خاوند فوت ہونے کے بعد وہ اپنے گھروں کی طرف بھی رجوع نہیں کر سکتی تھیں' مثلاً: ام حبیبہ اور ام سلمہ ؓ۔ (ج) گھریلو مسائل بھی تفصیل سے امت تک پہنچ سکیں۔ ایک دو بیویاں یہ کام خوش اسلوبی سے نہیں کر سکتی تھیں۔ (د) دشمن گروہوں کو رام کرنے کے لیے' مثلاً: حضرت ام حبیبہ ؓ جو کہ مشرکین کے سالار ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ اس نکاح کے بعد ابوسفیان کا جوش و خروش ختم ہو گیا اور بالآخر وہ مسلمان ہو گئے۔ رضي الله عنه و أرضاه. اسی طرح حضرت صفیہ ؓ جو کہ یہودی سردار کی بیٹی تھیں۔ اس نکاح سے یہودیوں کا کانٹا نکل گیا۔ ⑥ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بیویوں کی مقررہ تعداد ۴ سے بالا قرار دینے کی بنیاد شہوت نہیں ہو سکتی کیونکہ جو شخصیت اپنی زندگی کے تجرد والے ۲۵ سال بے عیب گزارتے ہیں اور اگلے ۲۵ سال صرف ایک بیوی' وہ بھی بیوہ کے ساتھ انتہائی عفت و شرافت کے ساتھ گزارتے ہیں اور مزید پانچ سال ایک دوسری بیوہ

(حضرت سودہ ؓ) کے ساتھ ہی گزارتے ہیں' کیا یہ کسی لحاظ سے بھی مانا جا سکتا ہے کہ جب ان کی عمر ۵۵ سال ہو جاتی ہے' جوانی مکمل طور پر رخصت ہو جاتی ہے اور بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے تو اپنی زندگی کے آخری آٹھ سال میں شہوت کی بنا پر زائد شادیاں کرتے ہیں؟ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ حقیقتاً رسول اللہ ﷺ کی زیادہ بیویوں کا عرصہ آخری پانچ سال ہیں۔ کیا کوئی معقول آدمی اسے شہوت پر محمول کر سکتا ہے؟ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً جبکہ وہ شخصیت اپنی راتوں کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں روتے ہوئے گزار دیتی ہو۔ لازماً آپ کے کثرت ازواج کی حکمت کچھ اور تھی جس کی کچھ تفصیل اوپر ذکر ہو چکی ہے۔ فِدَاہ نفسي و روحي و أمي ﷺ.

٣١٩٩- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ يُصِيبُهُنَّ إِلَّا سَوْدَةَ فَإِنَّهَا وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ.

۳۱۹۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔ آپ ان سب کے پاس شب بسری فرماتے تھے' علاوہ حضرت سودہ ؓ کے کہ انھوں نے اپنی باری کا دن رات حضرت عائشہ ؓ کے لیے ہبہ فرما دیا تھا۔

فائدہ: اگر کوئی شخص برضا و رغبت اپنے حق سے دستبردار ہو تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حضرت سودہ ؓ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا' انھوں نے نبی ﷺ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اپنی باری حضرت عائشہ ؓ کو ہبہ فرما دی جو آپ کی تمام بیویوں میں آپ کو سب سے زیادہ عزیز تھیں۔ یاد رہے رسول اللہ ﷺ حضرت سودہ ؓ کے پاس دن کو آتے جاتے تھے۔ ان کی تمام ضروریات کا خیال اور انتظام فرماتے تھے۔ سفر میں انھیں بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ گویا سوائے شب بسری کے ان کے ساتھ بھرپور تعلقات تھے۔

٣٢٠٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۳۲۰۰- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک رات میں اپنی سب عورتوں کے پاس گھوم آتے تھے جب کہ ان دنوں آپ کی نو بیویاں تھیں۔

٣١٩٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٠٧.

٣٢٠٠- أخرجه البخاري، الغسل، باب الجنب يخرج ويمشي في السوق وغيره، ح: ٢٨٤ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٠٥.

فائدہ: اس بات میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر بیویوں میں باری مقرر کرنا لازم تھا یا نہیں؟ مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ باری مقرر فرماتے تھے' لہٰذا ممکن ہے کہ آپ سفر وغیرہ سے واپسی پر باری شروع کرنے سے پہلے ایک رات سب کے لیے مشترکہ رکھتے ہوں یا ایک دفعہ باری مکمل ہونے کے بعد اور دوسری باری شروع ہونے سے پہلے ایک رات مشترکہ رکھتے ہوں۔ واللّٰہ أعلم.

٣٢٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَقُولُ: أَ تَهَبُ الْحُرَّةُ نَفْسَهَا!؟ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِىٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ﴾ [الأحزاب: ٥١]. قُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا أَرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ.

٣٢٠١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں پر غصہ آتا تھا جو اپنے آپ کو نبی ﷺ (سے نکاح) کے لیے خود پیش کرتی تھیں۔ میں کہتی تھی: کوئی آزاد عورت بھی (مرد سے شادی کرنے کے لیے) اپنے آپ کو خود پیش کر سکتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ ......﴾ ''آپ اپنی جس بیوی کو چاہیں دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے قریب کر لیں۔'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب تعالیٰ بھی آپ کی خواہش اور پسند کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''پیش کرتی تھیں۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مباح رکھا تھا کہ اگر کوئی مومن مہاجر عورت اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر نکاح کے لیے پیش کرے تو آپ اولیاء کے بغیر اس سے نکاح فرما سکتے ہیں کیونکہ اولاً تو مہاجر عورتوں کے اولیاء کافر ہوتے تھے جن کی ولایت ساقط ہوتی تھی' دوسرے نسبی اولیاء نہ ہونے کی صورت میں آپ حاکم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے ان کے قانونی ولی ہوتے تھے' لہٰذا عورت کی پیشکش کی صورت میں آپ کا اس سے نکاح کر لینا تمام شرائط پر پورا اترتا تھا' مگر آپ نے کسی ایسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا جس نے خود پیش کش کی ہو تاکہ کوئی نابکار الزام تراشی نہ کر سکے۔ اگرچہ یہ آپ کے لیے شرعاً' قانوناً اور اخلاقاً ہر لحاظ سے جائز تھا۔ ② ''پیش کر سکتی ہے۔'' حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات اپنے حالات کے لحاظ سے فرمائی ورنہ ایک مہاجر' بے آسرا نوجوان عورت جو اپنے خاندان سے منقطع ہو چکی ہے' اگر اپنے آپ کو نکاح کے لیے نبیٔ اکرم ﷺ پر پیش کرے کہ اگر آپ کو ضرورت ہو تو آپ نکاح فرما لیں ورنہ کسی اور سے کر دیں' اس میں ذرہ بھر بھی قباحت نہیں کیونکہ آپ حاکم اعلیٰ تھے اور ایسی بے آسرا نوجوان عورتوں کو سہارا مہیا کرنا آپ کا فرض

٣٢٠١ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ترجي من تشاء منهن . . . الخ"، ح: ٤٧٨٨، ومسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، ح: ١٤٦٤ من حديث أبي أسامة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٠٦.

بنتا تھا۔ ③ "یہ آیت اتاری۔" اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے اپنی بیویوں کے لیے باری مقرر کرنا ضروری نہ تھا مگر قربان جائیے آپ کے اخلاق عالیہ پر کہ آپ نے باوجود اتنی وسعت کے نہ صرف باری مقرر کی بلکہ ان سب سے ہر لحاظ سے مساویانہ سلوک فرمایا۔ فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي وَ أَبِي وَ أُمِّي ﷺ. دیکھیے: (سنن أبي داود، النكاح، حديث: ٢١٣٥ و إرواء الغليل: ٧/٨٥)

٣٢٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَنَا فِي الْقَوْمِ إِذْ قَالَتِ امْرَأَةٌ: إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَرَأْ فِيَّ رَأْيَكَ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: زَوِّجْنِيهَا، فَقَالَ: «اِذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ» فَذَهَبَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَعَكَ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَزَوَّجَهُ بِمَا مَعَهُ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ.

٣٢٠٢- حضرت سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں صحابہ میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت آکر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتی ہوں۔ آپ میرے بارے میں فیصلہ کریں۔ (آپ خاموش رہے تو) ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: (اگر آپ کو ضرورت نہیں تو) مجھ سے اس کا نکاح کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا: "جا کوئی چیز تلاش کر کے لا' اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو (تا کہ مہر میں دے سکے)۔" وہ شخص گیا مگر اسے کوئی چیز نہ ملی حتی کہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہ ملی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تجھے قرآن مجید کی کچھ سورتیں یاد ہیں؟" اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے قرآن مجید کی ان سورتوں (کی تعلیم) کے عوض اس کا اس عورت سے نکاح فرما دیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ عورت بھی شاید بے آسرا تھی اور اولیاء نہ تھے۔ تبھی آپ نے بطور حاکم ولی بن کر اس کا نکاح کر دیا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے پاس مہر کے لیے کوئی رقم یا کوئی چیز نہ ہو تو تعلیم کے عوض بھی نکاح کیا جا سکتا ہے' نیز اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی کوئی حد مقرر نہیں۔ تبھی تو آپ نے فرمایا: "چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی لے آ۔" جن حضرات نے مہر کی حد مقرر سمجھی ہے وہ تاویل کرتے ہیں کہ اصل مہر الگ تھا۔ مگر تعجب ہے کہ اس مہر کا کہیں ذکر ہی نہیں؟ لہٰذا یہ تاویل کمزور ہے۔ مہر کم از کم مقرر ہے نہ

٣٢٠٢ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب التزويج على القرآن وبغير صداق، ح: ٥١٤٩، ومسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك ... الخ، ح: ١٤٢٥/ ٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٠١.

زیادہ سے زیادہ۔ البتہ فریقین کی رضامندی شرط ہے۔ ② ہبہ فی النکاح' یعنی عورت کا نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔ کسی اور شخص کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوسکتا۔ ③ تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے اگرچہ مطالبہ نہ ہو۔ ④ نکاح میں حق مہر ضروری ہے۔ ⑤ مہر مؤجل جائز ہے۔ ⑥ کفو آزادی اور دین داری میں ہوتا ہے' نسب اور مال میں نہیں۔ ⑦ آدمی اپنا پیغام نکاح خود دے سکتا ہے۔

(المعجم ٢) - مَا افْتَرَضَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَرَّمَهُ عَلَى خَلْقِهِ لِيَزِيدَهُ إِنْ شَاءَ اللهُ قُرْبَةً إِلَيْهِ (التحفة ٢)

باب:٢- ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر فرض فرمائیں اور دوسرے لوگوں پر حرام' تاکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مزید اپنا قرب نصیب فرمائے' ان شاء اللہ

٣٢٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَهَا حِينَ أَمَرَهُ اللهُ أَنْ يُخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَدَأَ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تُعَجِّلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ» قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَا يَأْمُرَانِّي بِفِرَاقِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل

٣٢٠٣- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنی بیویوں کو (طلاق لینے کا) اختیار دیں تو رسول اللہ ﷺ (سب سے پہلے) میرے پاس آئے اور فرمایا: ''[illegible] میں تجھ سے ایک بات ذکر کرتا ہوں۔ تو اس (کا جواب دینے) کے بارے میں جلدی نہ کرنا حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لے۔'' کیونکہ آپ جانتے تھے کہ میرے والدین کبھی بھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ آیت پڑھی) ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ......﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمھیں

٣٢٠٣- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: يأيها النبي قل لأزواجك إن كنتن تردن الحياة الدنيا . . . الخ، ح: ٤٧٨٥، ومسلم، الطلاق، باب بيان أن تخييره امرأته لا يكون طلاقًا إلا بالنية، ح: ١٤٧٥ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٢.

لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ﴾ [الأحزاب: ٢٨] قُلْتُ: فِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ! فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ.

کچھ سامان دے کر فارغ کر دوں...... الخ۔" میں نے کہا: میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ طلب کروں؟ بلاشک وشبہ میں تو اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت کی طلب گار ہوں۔

فوائد و مسائل: ① جب مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہونے لگیں اور اس کے نتیجے میں مال غنیمت کی بھی کثرت ہوئی تو مسلمانوں کی مالی حالت بھی پہلے سے قدرے بہتر ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ بھی انسان ہی تھیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ انھیں بھی پہلے کی نسبت کچھ زیادہ سہولتیں حاصل ہوں' جس کا اظہار انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ اس سے آپ پریشان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حل تجویز فرمایا کہ آپ اپنی عورتوں کو صاف بتا دیں کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا کام کر رہا ہوں۔ دنیا کی زیب وزینت سے بہت دور ہوں۔ اگر تم نے میرے ساتھ رہنا ہے تو تمھیں میری طرح جھوٹا موٹا کھا کر ہی گزارہ کرنا ہوگا۔ اگر تم اس طرح درویشانہ طریقے سے زندگی گزار سکو تو بہتر ہے' اور اگر تم میری طرح نہیں رہ سکتیں اور تمھیں زیادہ مال چاہیے تو میں برضا و رغبت بغیر کسی ناراضی کے تمھیں اپنی زوجیت سے فارغ کر دیتا ہوں' جہاں چاہے نکاح کر لو۔ مگر آفرین ہے آپ کی ازواج مطہرات پر کہ کسی نے بھی دنیا کا نام نہ لیا اور پھر کبھی مرتے دم تک درویشی نہ چھوڑی۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت (دنیا و جنت میں) اور اللہ تعالیٰ کے اجر عظیم پر شاداں وفرحاں رہیں۔ کبھی فقر وفاقہ کی شکایت نہ کی۔ رضي الله عنهن و أرضاهن. ② امام نسائی ؒ نے یہ آپ کا خاصہ شمار فرمایا ہے کیونکہ ہمارے لیے فرض ہے کہ بیویوں کو ان کا کھانا' پینا اور لباس ہر صورت مہیا کریں۔ اور یہ ان کا حق ہے' لہٰذا ہم اپنی بیویوں سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمھیں میرے ساتھ بھوکا رہنا ہوگا ورنہ طلاق لے لو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے لیے ایسا اعلان واجب تھا کیونکہ آپ کی شان بہت بلند ہے۔ نبی کے گھر میں نبوی مزاج والی عورتیں ہی مناسب ہیں تاکہ نبی کو پریشانی نہ ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازواج مطہرات کا درجہ بھی بہت بلند رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ﴾ ③ خیر و بھلائی کے کاموں میں سبقت کرنی چاہیے اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دینی چاہیے۔ اس پر اجر عظیم ہے۔

٣٢٠٤- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۲۰۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق کا اختیار دیا تھا تو

٣٢٠٤ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من خير أزواجه وقول الله تعالى: قل لأزواجك إن كنتن . . . الخ، ح: ٥٢٦٢، ومسلم، ح: ١٤٧٧/ ٢٨ (انظر الحديث السابق) من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٣.

شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ أَوَ كَانَ طَلَاقًا؟

کیا یہ طلاق ہوگئی؟

فائدہ: بعض حضرات قائل ہیں کہ اگر خاوند (مندرجہ بالا صورت میں) اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے دے تو عورت کو ہر حال میں طلاق ہو جائے گی' خواہ وہ خاوند کے گھر رہنے ہی کو پسند کرے۔ حضرت عائشہ ؓ نے اس خیال کی تردید فرمائی کہ جب عورت نے خاوند کو ترجیح دی تو پھر طلاق کیسی؟

٣٢٠٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا.

٣٢٠٥- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں طلاق کا اختیار دیا تھا مگر ہم سب نے آپ کو ترجیح دی' لہٰذا یہ اختیار دینا طلاق نہیں بنا۔

٣٢٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى أُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ.

٣٢٠٦- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے آپ کو مزید عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

فائدہ: جب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات مندرجہ بالا اختیار والے امتحان میں سو فیصد کامیاب ثابت ہوئیں تو ان کی عظمت شان کے اظہار کے لیے آپ ﷺ کو منع فرما دیا گیا کہ آپ ان میں سے کسی کو طلاق دیں' یا ان کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کریں' مگر چونکہ مقصد آپ پر پابندی لگانا نہیں تھا بلکہ مقصد تو ازواج مطہرات کی عظمت ظاہر کرنا تھا' لہٰذا کچھ وقت گزرنے کے بعد صراحت فرما دی گئی کہ نکاح و طلاق کے مسئلے میں آپ پر کوئی پابندی نہیں جسے چاہیں رکھیں' جسے چاہیں طلاق دیں اور جس سے چاہیں نکاح فرمائیں۔ مگر رسول

٣٢٠٥ـ أخرجه مسلم، ح: ١٤٧٧/ ٢٧ من حديث عبدالرحمن بن مهدي، والبخاري، ح: ٥٢٦٣ (انظر الحديث السابق) من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٠.

٣٢٠٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأحزاب، ح: ٣٢١٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "حسن صحيح" وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١١.

اللہ ﷺ نے اس اختیار کو استعمال نہیں فرمایا بلکہ ان بیویوں ہی کو قائم رکھا اور ان کی عزت افزائی فرمائی۔ ﷺ۔

٣٢٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - وَهُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى أَحَلَّ اللهُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَاءِ مَا شَاءَ.

٣٢٠٧-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے تو اس سے پہلے آپ کو رخصت دے دی گئی تھی کہ آپ جس عورت سے چاہیں نکاح فرمائیں۔

(المعجم ٣) - اَلْحَثُّ عَلَى النِّكَاحِ (التحفة ٣)

باب:٣-نکاح کی ترغیب کا بیان

٣٢٠٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فقالَ عُثْمَانُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى - يَعْنِي فِتْيَةً - قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: فَلَمْ أَفْهَمْ فِتْيَةً كَمَا أَرَدْتُ، فَقَالَ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهُ وِجَاءٌ».

٣٢٠٨-حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن مسعود ؓ کے ساتھ تھا اور وہ حضرت عثمان ؓ کے پاس تھے۔ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کچھ جوانوں کے پاس تشریف لائے...... امام نسائی نے کہا: جس طرح میں چاہتا ہوں اس طرح میں (اپنے استاد سے) لفظ فِتْيَةً (جوانوں) نہیں سمجھ سکا...... اور فرمایا: ''تم میں سے جو شخص وسعت رکھتا ہو' وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو نیچا اور شرم گاہ کو محفوظ کر دیتا ہے۔ اور جس شخص کے پاس نکاح کی وسعت نہ ہو (وہ روزے رکھا کرے کیونکہ) روزہ رکھنا اس کی شہوت کو کچل دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① وسعت سے مراد مہر اور نکاح کے دیگر اخراجات ہیں۔ اسی طرح بیوی کے کھانے پینے اور

٣٢٠٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٠ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٤.

٣٢٠٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٥.

لباس کے اخراجات۔ ④ ''ضرور نکاح کرے'' ظاہر الفاظ وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ مگر جمہور اہل علم اسے استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ نکاح کا وجوب واستحباب مختلف اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے' مثلاً: جو شخص نکاح کی طاقت بھی رکھتا ہو اور اسے گناہ میں پڑنے کا خدشہ بھی ہو تو اس کے لیے نکاح واجب وفرض ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۲۴۱)

٣٢٠٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ: أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ: هَلْ لَكَ فِي فَتَاةٍ أُزَوِّجُكَهَا؟ فَدَعَا عَبْدُ اللهِ عَلْقَمَةَ فَحَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

۳۲۰۹- حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ میں ایک نوجوان لڑکی سے آپ کی شادی کر دوں؟ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ کو (یعنی مجھے) بلا لیا' پھر بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (نوجوانوں سے) فرمایا تھا: ''تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھے' وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو زیادہ جھکا دینے والا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کر دینے والا ہے۔ اور جو شخص نکاح کی طاقت نہ رکھے' وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔''

فوائد ومسائل: ① ''علقمہ کو بلا لیا'' دراصل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علقمہ اکٹھے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو علیحدگی میں بلا کر مندرجہ بالا پیش کش کی۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ یہ کوئی راز کی بات نہیں تو علقمہ کو دوبارہ بلا لیا تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان سن سکیں۔ ② اس حدیث میں نکاح کی طاقت سے مراد مالی طاقت ہے' نہ کہ جسمانی۔ ورنہ دوسری صورت میں روزے کی کیا ضرورت ہے؟

٣٢١٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ

۳۲۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے (جب ہم جوان تھے) فرمایا: ''تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھے' وہ

٣٢٠٩_[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٨.

٣٢١٠_[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٧.

إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

نکاح کرے اور جو استطاعت نہ رکھے وہ روزے رکھے کیونکہ روزے رکھنا اس کی شہوت کو کچلنے کا ذریعہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْأَسْوَدُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں اسود کا ذکر صحیح نہیں۔ (علقمہ کا ذکر صحیح ہے جیسا کہ سابقہ روایات میں ہے۔)

٣٢١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَنْكِحْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ».

٣٢١١- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: "اے نوجوان لوگو! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھے وہ شادی کرے کیونکہ یہ نظر کو زیادہ جھکا دینے والا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کر دینے والا ہے۔ اور جو شخص طاقت نہ رکھے تو وہ روزے رکھا کرے۔ بلاشبہ روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔"

٣٢١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٣٢١٢- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: "اے نوجوان لوگو! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھے وہ شادی کر لے۔" اور (راوی نے) پوری حدیث بیان کی۔

٣٢١١- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٩.
٣٢١٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٠.

٣٢١٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللهِ بِمِنًى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! أَلَا أُزَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً؟ فَلَعَلَّهَا أَنْ تُذَكِّرَكَ بَعْضَ مَا مَضٰى مِنْكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ».

٣٢١٣- حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انھیں ملے اور کھڑے ہو کر ان سے باتیں کرنے لگے۔ کہنے لگے: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا میں کسی نوجوان لڑکی سے آپ کی شادی نہ کروں؟ شاید وہ آپ کو آپ کی گزشتہ جوانی کی یاد دلا دے۔ حضرت عبداللہ فرمانے لگے: اگر آپ نے یہ بات فرمائی ہے تو بجا فرمایا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ”اے نوجوان لوگو! جو تم میں سے نکاح کی طاقت رکھے وہ نکاح کرے۔“

(المعجم ٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ (التحفة ٤)

باب:۴-ترک نکاح کی ممانعت کا بیان

٣٢١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: لَقَدْ رَدَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى عُثْمَانَ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

٣٢١٤- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ترک نکاح کی اجازت نہ دی۔ اگر آپ انھیں اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

فائدہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نوجوان تھے۔ بہت عبادت گزار تھے۔ انھوں نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی کہ ہم ہر وقت عبادت میں مشغول رہیں اور عورتوں کے جھنجٹ میں نہ پڑیں' لیکن آپ نے اجازت نہ دی کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ انسانی خصائص کو قائم رکھتے ہوئے حقوق اللہ کی ادائیگی کرنا ہی

٣٢١٣_[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٦.

٣٢١٤_أخرجه مسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة . . . الخ، ح: ١٤٠٢ من حديث ابن المبارك، والبخاري، النكاح، باب ما يكره من التبتل والخصاء، ح: ٥٠٧٣، ٥٠٧٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٣.

اصل فضیلت ہے۔

٣٢١٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ.

٣٢١٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترک نکاح سے منع فرمایا۔

٣٢١٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ.

٣٢١٦- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترک نکاح سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَتَادَةُ أَثْبَتُ وَأَحْفَظُ مِنْ أَشْعَثَ، وَحَدِيثُ أَشْعَثَ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ. وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ قتادہ اشعث سے بڑے حافظ اور زیادہ ثقہ ہیں' مگر (یہاں) اشعث کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ أعلم.

فائدہ: حضرت قتادہ نے یہ روایت عن الحسن عن سمرۃ بن جندب کی سند سے بیان کی ہے' یعنی اسے سمرہ کی حدیث بنا دیا ہے۔ لیکن یہ ان کی خطا ہے جو انتہائی ثقہ سے بھی ممکن ہے۔ جبکہ اشعث نے صحیح سند بیان کی ہے۔ گویا یہ حدیث مسند عائشہ ہے۔ واللّٰہ أعلم.

٣٢١٧- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٢١٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نوجوان آدمی ہوں۔ مجھے

٣٢١٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢٥، ٢٥٢، ٢٥٧ من حديث أشعث بن عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٢، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٣٢١٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في النهي عن التبتل، ح: ١٠٨٢ من إسحاق به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢١، وانظر الحديث السابق.

٣٢١٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٣. * حديث يونس بن يزيد عن الزهري أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يكره من التبتل والخصاء، ح: ٥٠٧٦.

الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ قَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ، وَلَا أَجِدُ طَوْلًا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، أَفَأَخْتَصِي؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، حَتَّى قَالَ ثَلَاثًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ، فَاخْتَصِ عَلَى ذٰلِكَ أَوْ دَعْ».

اپنے بارے میں خدشہ ہے کہ کہیں مجھ سے بدکاری نہ ہو جائے‘ جب کہ مجھ میں اتنی وسعت نہیں کہ نکاح کر سکوں۔ تو کیا میں خصی ہو جاؤں؟ نبی ﷺ نے منہ موڑ لیا حتی کہ میں نے تین دفعہ یہ بات کہی۔ آخر نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوہریرہ! جو کچھ تو نے کرنا ہے قلم الٰہی وہ لکھ کر خشک ہو چکا۔ اب چاہے تو خصی ہو یا نہ ہو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْأَوْزَاعِيُّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ قَدْ رَوَاهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی ؒ) فرماتے ہیں: اوزاعی نے یہ حدیث زہری سے نہیں سنی۔ لیکن یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے یونس نے زہری سے روایت کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یعنی یہ روایت اوزاعی کے طریق سے منقطع ہے لیکن یونس کے واسطے سے صحیح ہے۔ ② آپ کے فرمان کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تیرے آئندہ اعمال کا بھی علم ہے جو لامحالہ صادر ہوں گے‘ لہٰذا تجھے خصی جیسا حرام کام کرنے کا کیا فائدہ؟ اس سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے وسعت کی دعا کیا کر اور گناہ سے بچنے کی کوشش کر۔ نبی ﷺ کے آخری الفاظ ”خصی ہو یا نہ ہو“ اجازت کے لیے نہیں بلکہ یہ تو غصہ اور ڈانٹ ظاہر کرتے ہیں اور یہ عام محاورہ ہے۔ آپ کا اعراض فرمانا واضح دلیل ہے۔

٣٢١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ هِشَامٍ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ، قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكِ

٣٢١٨- حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: میں آپ سے ترک نکاح کا مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ فرمانے لگیں: ایسے نہ کر۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا......﴾ ”(اے

٣٢١٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢١٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٥.

عَنِ التَّبَتُّلِ ،فَمَا تَرِينَ فِيهِ؟ قَالَتْ: فَلَا تَفْعَلْ، أَمَا سَمِعْتَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ [الرعد: ٣٨] فَلَا تَبَتَّلْ.

نبی!) ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے۔ ان سب کی بیویاں اور اولاد تھی۔'' لہٰذا ترک نکاح نہ کر۔

فائدہ: گویا نکاح سنت انبیاء ﷺ ہے۔ وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (آئندہ حدیث)۔ انبیاء ﷺ کے متفقہ طریق کار کو چھوڑنا واضح گمراہی ہے اور انبیاء سے قطع تعلقی ہے۔

٣٢١٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَصُومُ فَلَا أُفْطِرُ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا؟ لٰكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ، وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي».

٣٢١٩- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ چند اصحاب نبی ﷺ (اکٹھے ہوئے ان) میں سے ایک نے کہا: میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں گوشت نہیں کھاؤں گا۔ تیسرے نے کہا: میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ چوتھے نے کہا: میں روزے رکھوں گا' کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی' پھر فرمایا: ''کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں۔ حالانکہ میں (نفل) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ (نفل) روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغے بھی کرتا ہوں اور میں نے (ایک سے زائد) عورتوں سے شادی بھی کر رکھی ہے' لہٰذا جو شخص میری سنت اور طریق کار کو ناپسند کرے گا' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث کے آخری الفاظ تہدید کے طور پر ہیں' یعنی گویا کہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ یا اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے طریق کار سے ہٹ چکا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ مسلمان نہیں کیونکہ اسلام کے بعد کسی گناہ یا معصیت کا ارتکاب انسان کو کافر نہیں بناتا۔ بہرصورت مندرجہ بالا امور سخت منع ہیں' خواہ کوئی

٣٢١٩- أخرجه مسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة . . . الخ، ح: ١٤٠١ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٢٤.

شخص انھیں نیکی سمجھ کر کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نیک بننا حماقت ہے۔ آپ کا طریقہ ہی بہترین طریقہ ہے۔ ② نبیٔ اکرم ﷺ کی اتباع پر صحابۂ کرام ﷺ کی حرص کا اندازہ کیجیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اعمال و افعال کے بارے میں بھی پوچھتے تھے جو آپ گھر میں کرتے تھے تاکہ ان اعمال میں بھی وہ آپ کی پیروی کریں، کوئی کام اتباع سے رہ نہ جائے۔ ③ جن مسائل کا علم مردوں سے حاصل ہونا ممکن نہ ہو، وہ خواتین سے دریافت کیے جا سکتے ہیں۔ ④ شرعی حدود قیود میں رہ کر خواتین سے علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ اگر ریاکاری مقصود نہ ہو تو اپنے نیک عمل یا نیک عمل پر عزم کا اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٥) - **بَابُ مَعُونَةِ اللهِ النَّاكِحَ الَّذِي يُرِيدُ الْعِفَافَ** (التحفة ٥)

باب: ٥- اللہ تعالیٰ کا اس شخص کی مدد کرنے کا بیان جو پاکبازی کے ارادے سے نکاح کرتا ہے

٣٢٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُمْ: اَلْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ، وَالْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ».

٣٢٢٠- حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کرنے کا ذمہ لے رکھا ہے: وہ غلام جو اپنی آزادی کا معاہدہ کرے اور اس کی نیت رقم ادا کرنے کی ہو۔ اور وہ شخص جو گناہ سے بچنے (پاکبازی) کی نیت سے نکاح کرے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے۔''

(المعجم ٦) - **نِكَاحُ الْأَبْكَارِ** (التحفة ٦)

باب: ٦- کنواری عورتوں سے شادی کرنے کا بیان

٣٢٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: تَزَوَّجْتُ

٣٢٢١- حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شادی کی تو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ

٣٢٢٠ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣١٢٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٦.

٣٢٢١ـ أخرجه البخاري، النفقات، باب عون المرأة زوجها في ولده، ح: ٥٣٦٧، ومسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح البكر، ح: ٥٦/١٤٦٦ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٧. * عمرو هو ابن دينار.

فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟» فَقُلْتُ: ثَيِّبًا، قَالَ: «فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟».

نے فرمایا: ''جابر! شادی کی ہے؟'' میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا: ''کنواری سے کیوں نہ شادی کی۔ تو اس سے دل لگی کرتا' وہ تجھ سے دل لگی کرتی۔''

فائدہ: کنواری عورت کے ساتھ نکاح کی ترغیب کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شوہر دیدہ عورت سے نکاح کرنا ناپسندیدہ ہے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ کنواری عورت نے پہلے کسی مرد سے ازدواجی تعلق قائم نہیں کیا ہوتا' اس لیے وہ اپنے خاوند سے بھرپور پیار کرے گی جو اس رشتے کے استحکام کی ضمانت ہے۔ جبکہ شوہر دیدہ عورت سے شادی کرنے میں بعض دفعہ اس طرح پیار محبت کا اظہار نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم.

٣٢٢٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا جَابِرُ! هَلْ أَصَبْتَ امْرَأَةً بَعْدِي؟» قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِكْرًا أَمْ أَيِّمًا؟» قُلْتُ: أَيِّمًا، قَالَ: «فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ؟».

٣٢٢٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور کہنے لگے: ''جابر! تو نے میرے بعد (میری عدم موجودگی میں) شادی کر لی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا: ''کنواری سے کیوں نہ شادی کی۔ وہ تجھ سے جی بھر کر پیار کرتی۔''

فوائد و مسائل: ① تفصیلی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیوہ سے شادی کرنے کی وجہ بھی بیان کی ہے کہ والدین فوت ہو چکے تھے اور گھر میں سات یا نو بہنیں تھیں۔ ان کی تربیت اور دیکھ بھال کے لیے تجربہ کار عورت چاہیے تھی۔ اس حسن نیت پر رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ (صحیح البخاري' النفقات' حدیث:٥٣٦٧' وصحیح مسلم' الرضاع' حدیث:٧١٥) رضي الله عنه وأرضاه. ② امام کو اپنے مقتدیوں کی خیر خبر رکھنی چاہیے۔ ③ جب ایک کام میں دو مصلحتیں باہم متضاد ہوں تو ان میں سے جو زیادہ اہم ہو اسے اختیار کرنا چاہیے۔

٣٢٢٢ـ أخرجه البخاري، الوكالة، باب: إذا وكل رجل رجلاً أن يعطي شيئًا ولم يبين . . . الخ، ح:٢٣٠٩ من حديث ابن جريج به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح:٥٣٢٨، وله طريق آخر عند مسلم، ح:٧١٥ بعد، ح:١٤٦٦، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين.

(المعجم ٧) - تَزَوُّجُ الْمَرْأَةِ مِثْلَهَا فِي السِّنِّ (التحفة ٧)

باب:٧- عورت کی شادی اس کے ہم عمر مرد سے مناسب ہے

٣٢٢٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا صَغِيرَةٌ». فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ.

٣٢٢٣- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ (تمھارے مقابلے میں) چھوٹی ہے۔'' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا تو آپ نے ان سے فاطمہ کا نکاح کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام رسول اللہ ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل کرنے کے لیے تھا۔ ② ''چھوٹی ہے'' ویسے تو وہ بالغ تھیں' چھوٹی نہیں تھیں مگر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی عمر کے مقابلے میں بہت چھوٹی تھیں۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر بیس اکیس سال تھی۔ جبکہ ابوبکر پچاس سے اوپر ہو چکے تھے اور حضرت عمر چالیس سے تجاوز فرما چکے تھے۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً پچیس سال تھی۔ اور یہ عمر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تقریباً برابر ہی تھی۔ نکاح میں مرد اور عورت کی عمر میں اتنا فرق کوئی زیادہ نہیں ہے۔ ③ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پچاس سال کی عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا کیسے مناسب تھا جبکہ وہ بہت چھوٹی تھیں بلکہ نابالغ تھیں۔ تین سال بعد رخصتی کے وقت بالغ ہوئیں؟ جواب یہ ہے کہ کسی عظیم مقصد کی خاطر عمر کا یہ تفاوت قابل برداشت ہے۔ نبی ﷺ دراصل خانوادۂ صدیق رضی اللہ عنہ سے خصوصی تعلق جوڑنا چاہتے تھے کیونکہ انھوں نے آپ کی وفات کے بعد خلیفہ منتخب ہونا تھا۔ اس تعلق کی بنا پر انھیں خصوصی تقدس حاصل ہو گیا۔ یہ صرف اتفاق نہیں کہ پہلے دو خلیفے آپ کے سسر اور بعد والے دو خلیفے آپ کے داماد تھے۔ اور بنوامیہ جنھوں نے تقریباً سو سال تک حکومت کی' رسول اللہ ﷺ کے سسرال تھے۔ اور بنوعباس تو خیر آپ کے نسبی رشتے دار تھے۔ مذکورہ خلفاء کی آپ سے مذکورہ نسبتوں نے ان کی حکومت کی مضبوطی میں اہم کردار ادا کیا۔

٣٢٢٣- [إسناده صحيح] أخرجه ابن حبان في صحيحه، ح: ٢٢٢٤ من حديث الحسين بن حريث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٩، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٦٧، ١٦٨، ووافقه الذهبي، وإنما هو على شرط مسلم فقط.

(المعجم ٨) - تَزَوُّجُ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةَ

(التحفة ٨)

باب:٨- آزاد کردہ غلام کا عربی (آزاد) عورت سے شادی کرنا؟

٣٢٢٤- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ، وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ فِي إِمَارَةِ مَرْوَانَ، بِنْتَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ - وَأُمُّهَا بِنْتُ قَيْسٍ - الْبَتَّةَ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ تَأْمُرُهَا بِالْانْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَسَمِعَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنَةِ سَعِيدٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى مَسْكَنِهَا، وَسَأَلَهَا مَا حَمَلَهَا عَلَى الْانْتِقَالِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَعْتَدَّ فِي مَسْكَنِهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا؟ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُخْبِرُهُ أَنَّ خَالَتَهَا أَمَرَتْهَا بِذٰلِكَ، فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصٍ، فَلَمَّا أَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ هِيَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا، وَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَتِهَا، فَأَرْسَلَتْ زَعَمَتْ إِلَى الْحَارِثِ وَعَيَّاشٍ تَسْأَلُهُمَا الَّذِي أَمَرَ لَهَا بِهِ زَوْجُهَا، فَقَالَا:

٣٢٢٤- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے مروان کے دور حکومت میں، جب کہ وہ نوجوان تھے، سعید بن زید کی بیٹی، جس کی والدہ بنت قیس تھیں، کو بتہ طلاق دے دی۔ اس لڑکی کی خالہ حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ عبداللہ بن عمرو (خاوند) کے گھر سے منتقل ہو جائے۔ مروان نے یہ سنا تو سعید کی بیٹی کو پیغام بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اپنے خاوند کے گھر واپس جائے۔ اور اس سے پوچھا کہ وہ اپنے اصل گھر میں عدت مکمل کرنے سے پہلے کیوں منتقل ہوئی؟ تو اس نے واپسی پیغام بھیجا اور بتایا کہ میری خالہ (صحابیہ) نے مجھے حکم دیا تھا۔ (مروان نے انھیں پیغام بھیجا تو) حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے کہا کہ میں ابوعمرو بن حفص ؓ کے نکاح میں تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کو یمن کا امیر مقرر فرمایا تو میرا خاوند بھی ان کے ساتھ گیا اور وہاں سے مجھے آخری طلاق جو (تین طلاقوں میں سے) باقی تھی، بھیج دی اور میرا خرچ دینے کے لیے حضرت حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ ؓ کو کہہ دیا۔ میں نے حارث اور عیاش کو پیغام بھیجا کہ مجھے میرا خرچ بھیجیں جس کا میرے خاوند نے حکم دیا ہے۔ وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! تیرا ہمارے ذمے کوئی خرچ نہیں مگر یہ کہ تو حاملہ ہو۔ اور تو ہماری اجازت کے بغیر

٣٢٢٤- أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤١ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٣٢.

وَاللّٰهِ! مَا لَهَا عِنْدَنَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا، وَمَا لَهَا أَنْ تَكُونَ فِي مَسْكَنِنَا إِلَّا بِإِذْنِنَا، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا، قَالَتْ فَاطِمَةُ: فَأَيْنَ أَنْتَقِلُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «اِنْتَقِلِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى الَّذِي سَمَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ». قَالَتْ فَاطِمَةُ: فَاعْتَدَدْتُ عِنْدَهُ وَكَانَ رَجُلًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَكُنْتُ أَضَعُ ثِيَابِي عِنْدَهُ، حَتّٰى أَنْكَحَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا مَرْوَانُ وَقَالَ: لَمْ أَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَحَدٍ قَبْلَكِ، وَسَآخُذُ بِالْقَضِيَّةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا. مُخْتَصَرٌ.

ہماری رہائش گاہ میں بھی نہیں رہ سکتی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور آپ سے پورا معاملہ ذکر کیا۔ آپ نے ان (کے موقف) کی تصدیق فرمائی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تو میں کہاں رہوں؟ آپ نے فرمایا: ''تو عبداللہ بن ام مکتوم نابینا کے گھر منتقل ہو جا، جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تذکرہ فرمایا ہے۔'' میں نے ان کے ہاں عدت گزاری۔ ان کی نظر ختم ہو چکی تھی۔ میں وہاں (بلا کھٹکے) اپنے کپڑے اتار سکتی تھی۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نکاح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے فرما دیا۔ مروان نے ان کی اس بات کو تسلیم نہ کیا اور کہا: میں نے یہ بات تجھ سے پہلے کسی سے نہیں سنی۔ میں تو اسی طریق پر عمل کروں گا جس پر میں نے پہلے لوگوں کو پایا۔ یہ روایت (اس جگہ) مختصر (بیان ہوئی) ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''بتہ طلاق'' تیسری طلاق بھی بتہ ہے کیونکہ اس کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا کیونکہ بتہ کے معنی منقطع کر دینے والی کے ہیں۔ ② ''تصدیق فرمائی'' کیونکہ جب خاوند رجوع نہیں کر سکتا تو وہ عدت کے دوران میں اخراجات اور رہائش کا ذمہ دار کیوں ہو؟ یہ حدیث اس مسئلے میں بالکل واضح اور صریح ہے کہ مطلقۂ ثلاثہ غیر حاملہ کے لیے نفقہ ہے نہ سکنیٰ۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ حضرت علی، ابن عباس، جابر رضی اللہ عنہم اور عطاء، طاوس، حسن، عکرمہ، اسحاق، ابوثور وغیرہ فقہاء محدثین رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے اور یہی صحیح ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''مرد پر عورت کا نان ونفقہ اور رہائش اس صورت میں ہے جب طلاق رجعی ہو، اور جب طلاق رجعی نہ ہو تو پھر مرد کے ذمے نہ اس کا نان ونفقہ ہے اور نہ رہائش۔'' (مسند أحمد: ٦/٤١٦، ٤١٧) اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ''جب عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کیے بغیر پہلے کے لیے حلال نہ ہو سکتی ہو تو اس عورت کے لیے (پہلے خاوند کے ذمے) نان ونفقہ ہے نہ رہائش۔'' (المعجم الكبير للطبراني: ٢٤/ ٣٨٢، ٣٨٣)
احناف کا موقف ہے کہ اسے نفقہ اور سکنیٰ دونوں ملیں گے۔ حضرت عمر، ابن مسعود رضی اللہ عنہما، ابن ابی لیلیٰ اور سفیان

ثوری کا بھی یہی موقف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات تسلیم نہ کرنا اپنے اجتہاد کی بنا پر تھا۔ مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جانا اچنبھے کی بات نہیں' نیز نبی اکرم ﷺ کے صریح فرامین ان کے اجتہاد پر مقدم ہیں۔ احناف نے اس حدیث کو رد کرنے کے لیے بہت زیادہ تاویلات کی ہیں جو قابل التفات نہیں' مثلاً: یہ کسی راوی کی غلطی ہے۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا خاوند کے رشتہ داروں سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھی' روز روز کی توتکار سے انھیں خاوند کے گھر سے منتقل کیا گیا۔ وہ گھر ویران جگہ تھا اور خطرہ تھا کہ کوئی اوباش دیوار نہ پھلانگ آئے۔ جو نفقہ خاوند نے ان کے لیے متعین کیا تھا' وہ اس سے زائد مانگتی تھیں' اور انکار زائد سے تھا نہ کہ اصل نفقہ سے' رسول اللہ ﷺ کی تصدیق بھی زائد کی نفی سے تعلق رکھتی ہے' وغیرہ۔ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ اسے رہائش ملے گی نفقہ نہیں ملے گا۔ لیکن دلائل کی رو سے صحیح موقف پہلا ہی ہے۔ و اللہ أعلم. ③ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ان محترمہ کے محرم رشتہ دار ہوں گے۔ یا پھر نابینا اور بوڑھے ہونے کی وجہ سے آپ نے فاطمہ بنت قیس کو ان کے ہاں رہنے کی اجازت دی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے مردوں کا دیکھنا جائز ہے' تاہم جہاں فتنے کا امکان ہو' وہاں اس کا جواز نہیں ہوگا۔ ④ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ موالی سے تھے کیونکہ ان کے والد آزاد کردہ غلام تھے۔ ویسے بنیادی طور پر حضرت زید رضی اللہ عنہ آزاد تھے اور خالص عربی تھے مگر دشمنوں نے قید کر کے بیچ دیا۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہی الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا نکاح' جو ایک بلند مرتبہ آزاد خاتون تھیں' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا' اگرچہ وہ مولیٰ تھے۔

٣٢٢٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ - تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ - كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللهِ

٣٢٢٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ جو غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے' نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو متبنیٰ (منہ بولا) بیٹا بنا لیا تھا اور ان کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس سے کر دیا تھا' حالانکہ حضرت سالم ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے' جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو متبنیٰ (منہ بولا) بیٹا بنا لیا تھا۔ اور جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی کو بیٹا بنا لیتا تو لوگ

٣٢٢٥- أخرجه البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح:٥٠٨٨ عن أبي اليمان به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٣٣١، ٥٣٣٣.

ﷺ زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ ابْنَهُ فَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذٰلِكَ: ﴿ٱدْعُوهُمْ لِءَابَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ ٱللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوٓا۟ ءَابَآءَهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَمَوَٰلِيكُمْ﴾ [الأحزاب: ٥] فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ. مُخْتَصَرٌ.

اس کو اسی کا بیٹا کہتے۔ وہ اس کا وارث بھی بنتا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت اتاری: ﴿اُدْعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ......﴾ ”ان (متبناؤں) کو ان کے اصلی باپوں کی طرف منسوب کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات زیادہ قرین انصاف ہے۔ البتہ اگر تم ان کے اصلی باپوں کو نہ جانتے ہو تو انھیں اپنا بھائی یا مولیٰ کہو۔“ لہٰذا جس (متبنیٰ) کا باپ معلوم نہ ہو، وہ (بیٹا بنانے والے کا) مولیٰ یا دینی بھائی ہوگا۔ (یہ حدیث اس جگہ) مختصر (بیان ہوئی) ہے۔

فائدہ: شریعت اسلامیہ میں متبنیٰ (گود لیا ہوا، منہ بولا بیٹا یا لے پالک) نہ تو بیٹا ہوتا ہے نہ وارث۔ وہ اپنے اصلی باپ ہی کا بیٹا ہے اور اسی کا وارث۔ اسی طرح کسی کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا بھی منع اور حرام ہے۔ الا یہ کہ نسبت اجداد کی طرف ہو جس طرح غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو ”ابن عبدالمطلب“ فرمایا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الجهاد والسير، حديث: ٢٨٦٤، وصحيح مسلم، الجهاد، حديث: ١٧٧٦) کیونکہ وہ زیادہ مشہور تھے اور آپ کے والد جوانی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔

٣٢٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ قَالَ: قَالَ يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ -: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ

٣٢٢٦- نبی ﷺ کی دو ازواج مطہرات حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ جو جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ جو انصار کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام تھے، کو بیٹا بنالیا تھا، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بیٹا بنایا تھا، نیز حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ نے حضرت سالم کا نکاح اپنی سگی بھتیجی ہند بنت ولید بن

٣٢٢٦_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب من حرّم به، ح: ٢٠٦١ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٣٤، وأصله في صحيح البخاري، ح: ٤٠٠٠، ٥٠٨٨ من حديث الزهري عن عروة عن عائشة به. * شيخ الزهري هو الحارث بن عبدالله بن أبي ربيعة المخزومي فيما نظن، والله أعلم.

رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ - تَبَنّٰى سَالِمًا - وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ - وَأَنْكَحَ أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ سَالِمًا بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَتْ هِنْدُ بِنْتُ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَفْضَلِ أَيَامٰى قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ: ﴿ٱدْعُوهُمْ لِءَابَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ ٱللَّهِ﴾. رُدَّ كُلُّ أَحَدٍ يَنْتَمِي مِنْ أُولٰئِكَ إِلٰى أَبِيهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ يُعْلَمُ أَبُوهُ رُدَّ إِلٰى مَوَالِيهِ.

عتبہ بن ربیعہ سے کر دیا تھا۔ اور حضرت ہند بنت ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہا اولین مہاجرین میں سے تھیں اور وہ ان دنوں قریش کی بیوہ خواتین میں سے افضل خاتون تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت اتاری: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ﴾ ''متبناؤں کو ان کے اصلی باپوں کی طرف منسوب کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات زیادہ قرین انصاف ہے۔'' تو متبناؤں میں سے ہر ایک کو اس کے اصلی باپ کی طرف منسوب کیا گیا۔ اگر اس کے باپ کا پتہ نہ چل سکا تو اسے متبنیٰ بنانے والوں کا مولیٰ کہا گیا۔

(المعجم ٩) - اَلْحَسَبُ (التحفة ٩)

باب:٩- حسب (خاندانی فضائل ومراتب) کا بیان

٣٢٢٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَابَ أَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِي يَذْهَبُونَ إِلَيْهِ الْمَالُ».

٣٢٢٧- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا والوں کے نزدیک حسب صرف مال کا نام ہے جس کا وہ خیال رکھتے ہیں۔ (رشتہ داری وغیرہ کے وقت)۔''

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود موجودہ اور سابقہ ابواب سے یہ ہے کہ دنیا دار لوگ حسب ونسب کو رشتے کی بنیاد سمجھتے ہیں جبکہ اسلام میں دین، علم اور تقویٰ کو فضیلت کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، لہٰذا دنیوی حسب ونسب کا لحاظ رکھنا نکاح میں ضروری نہیں بلکہ دینی حسب معتبر ہے۔ بعض حضرات نے ''کفو'' کے نام پر حسب ونسب کو بھی معتبر سمجھا ہے مگر اسے ثانوی حیثیت تو دی جا سکتی ہے، اولین نہیں۔ گویا دین اور تقویٰ کے بعد اگر حسب ونسب

٣٢٢٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٣، ٣٦١ من حديث حسين بن واقد به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٣٣٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٣٣، ١٢٣٤، والحاكم: ٢/ ١٦٣، ووافقه الذهبي.

بھی مل جائے تو اچھی بات ہے ورنہ نکاح کی اصل بنیاد دین ہے' لہٰذا آزاد سے غلام کا نکاح ہو سکتا ہے اگر دونوں مسلمان ہوں۔

(المعجم ١٠) - عَلَى مَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ (التحفة ١٠)

باب:١٠- عورت سے کس بنیاد پر نکاح کیا جائے؟

٣٢٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟» قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: «بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟» قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا قَالَ: «فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كُنَّ لِي أَخَوَاتٌ فَخَشِيتُ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُنَّ قَالَ: «فَذَاكَ إِذًا إِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ عَلَى دِينِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ».

٣٢٢٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک عورت سے نکاح کیا۔ نبی ﷺ مجھے ملے اور فرمایا: ''جابر! تو نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے عرض کیا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے کنواری سے کیوں نہ شادی کی؟ وہ تجھ سے دل لگی کرتی۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری کئی بہنیں ہیں۔ میں نے خدشہ محسوس کیا کہ کنواری عورت میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ نہ بن جائے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ٹھیک ہے۔ عورت سے اس کے دین کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے یا مال و جمال کی وجہ سے۔ تو دین والی عورت کو پسند کر۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

فائدہ: ''تیرے ہاتھ'' یہ جملہ محاورے کے طور پر بولا جاتا ہے جس سے مراد بددعا نہیں ہوتی۔ اس طرح کے محاورے ہر زبان ہی میں پائے جاتے ہیں۔ باقی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

(المعجم ١١) - كَرَاهِيَةُ تَزْوِيجِ الْعَقِيمِ (التحفة ١١)

باب:١١- بانجھ عورت سے شادی کرنے کی کراہت کا بیان

٣٢٢٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ

٣٢٢٩- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٣٢٢٨_ أخرجه مسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح: ١٤٦٦/ ٥٤(٧١٥) من حديث عبدالملك ابن أبي سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٣٦.

٣٢٢٩_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، ح: ٢٠٥٠ من◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَمَنْصِبٍ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا؟ فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ، فَقَالَ: «تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ».

کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے ایک خاندانی اور مرتبے والی عورت ملی ہے مگر وہ بانجھ ہے۔ تو کیا میں اس سے شادی کرلوں؟ آپ نے اسے منع فرما دیا' پھر وہ دوبارہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے پھر منع فرمایا' پھر وہ تیسری بار آیا۔ تو آپ نے پھر روک دیا۔ تب آپ نے فرمایا: ''ایسی عورتوں سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی' خوب محبت کرنے والی ہوں۔ یقیناً میں تمھاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① ''مگر وہ بانجھ ہے۔'' بعض باتیں مشہور ہو جاتی ہیں' تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یا ممکن ہے اس کی پہلے شادی ہوئی ہو اور بچے نہ ہوئے ہوں۔ ② ''منع فرما دیا'' کیونکہ نکاح کا مقصد صرف شہوت رانی نہیں بلکہ اولاد ہے۔ البتہ ایک دوسرے کا سہارا بننے کے لیے نکاح جائز ہے لیکن یہ عام طور پر بڑی عمر میں ہوتا ہے۔ نوجوان آدمی کو تندرست عورت ہی سے شادی کرنی چاہیے۔ ③ ''زیادہ بچے جننے والی'' یعنی کنواری لڑکی کیونکہ بیوہ کے مقابلے میں یہ زیادہ بچے جنتی ہے۔ یا اس بات کا پتہ اس کے خاندان اور اس کی قریبی عورتوں سے ہو سکتا ہے۔ ④ ''فخر کروں گا'' یعنی دوسرے انبیاء ﷺ اور امتوں پر جیسا کہ دیگر احادیث میں صراحتاً وارد ہے۔ (إرواء الغليل' حديث: ١٧٨٤)

(المعجم ١٢) - تَزْوِيجُ الزَّانِيَةِ (التحفة ١٢)

باب: ١٢- بدکار عورت سے شادی

٣٢٣٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ مَرْثَدَ

٣٢٣٠- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی ؓ بہت بہادر اور قوی شخص تھے۔ وہ مکہ مکرمہ سے مسلمان قیدی اٹھا کر مدینہ لے آتے تھے۔ انھوں

◀◀ حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٤٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٢٩، ١٢٣٠، والحاكم: ٢/ ١٦٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٢٣٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في قوله تعالى: ﴿الزاني لا ينكح إلا زانية﴾، ح: ٢٠٥١ عن إبراهيم التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٣٨، وقال الترمذي، ح: ٣١٧٧: حسن غريب، وصححه الحاكم: ٢/ ١٦٦، ووافقه الذهبي.

ابْنَ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ - وَكَانَ رَجُلًا شَدِيدًا وَكَانَ يَحْمِلُ الْأُسَارٰى مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ - قَالَ: فَدَعَوْتُ رَجُلًا لِأَحْمِلَهُ، وَكَانَ بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ، وَكَانَتْ صَدِيقَتَهُ، خَرَجَتْ فَرَأَتْ سَوَادِي فِي ظِلِّ الْحَائِطِ فَقَالَتْ: مَنْ هٰذَا؟ مَرْثَدٌ مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا مَرْثَدُ! اِنْطَلِقِ اللَّيْلَةَ فَبِتْ عِنْدَنَا فِي الرَّحْلِ، قُلْتُ: يَا عَنَاقُ! إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّمَ الزِّنَا، قَالَتْ: يَا أَهْلَ الْخِيَامِ! هٰذَا الدُّلْدُلُ [هٰذَا] الَّذِي يَحْمِلُ أُسَرَاءَكُمْ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ، فَطَلَبَنِي ثَمَانِيَةٌ فَجَاؤُوا حَتّٰى قَامُوا عَلٰى رَأْسِي فَبَالُوا [فَطَارَ] بَوْلُهُمْ عَلَيَّ وَأَعْمَاهُمُ اللهُ عَنِّي، فَجِئْتُ إِلٰى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ، فَلَمَّا انْتَهَيْتُ بِهِ إِلَى الْأَرَاكِ فَكَكْتُ عَنْهُ كَبْلَهُ، فَجِئْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْكِحُ عَنَاقَ؟ فَسَكَتَ عَنِّي فَنَزَلَتْ: ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ [النور: ٣] فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: «لَا تَنْكِحْهَا».

نے فرمایا: میں نے ایک مسلمان قیدی سے طے کیا کہ میں تمھیں اٹھا کر لے جاؤں گا۔ مکہ میں ایک بدکار عورت رہتی تھی جس کا نام عناق تھا۔ وہ (دور جاہلیت میں) مجھ سے ''دوستانہ'' تعلقات رکھتی تھی۔ (اس دن) وہ نکلی تو اس نے ایک دیوار کے سائے میں مجھے کھڑا دیکھا۔ کہنے لگی: کون! مرثد ہے؟ خوش آمدید اور مرحبا ہوا ے مرثد! آؤ گھر چلیں' رات ہمارے پاس ٹھہرنا۔ میں نے کہا: اے عناق! رسول اللہ ﷺ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے شور مچا دیا: اے خیموں میں رہنے والو! یہ وہ خار پشت ہے جو تمھارے قیدی مکہ سے اٹھا کر مدینہ لے جاتا ہے۔ میں خندمہ پہاڑ کی طرف بھاگ نکلا (اور ایک غار میں جا چھپا)۔ آٹھ آدمی میرے پیچھے بھاگے۔ وہ آ کر (عین اس غار کے اوپر) میرے سر کی سیدھ میں کھڑے ہو گئے اور پیشاب کرنے لگے۔ حتی کہ ان کا پیشاب میرے اوپر گرتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں مجھ سے اندھا کر دیا (اور وہ ناکام واپس چلے گئے۔) میں پھر اپنے اس ساتھی کے پاس پہنچا اور اسے اٹھایا۔ جب میں اسے اٹھا کر پیلو کے درختوں کے جھنڈ کے پاس پہنچا تو میں نے اس کی بیڑیاں توڑیں۔ پھر میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں عناق سے نکاح کر لوں؟ آپ خاموش رہے' پھر یہ آیت اتری: ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ......﴾ ''زانی عورت سے زانی مرد یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے۔'' آپ نے مجھے بلایا' یہ آیت میرے سامنے تلاوت فرمائی اور فرمایا: ''تو اس سے نکاح مت کر۔''

فوائد ومسائل: ① ”قوی اور بہادر“ اپنے دورِ جاہلیت میں یہ چور اور ڈاکو تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عادت کے پیش نظر انھیں مسلمان قیدی اٹھالانے پر مقرر فرما دیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. انھوں نے یہ خدمت لوجه الله انجام دی۔ ② ”خار پشت“ اردو میں اسے سیہ کہتے ہیں جو اپنے جسم کے کانٹوں سے اپنا دفاع کرتی ہے۔ تشبیہ رات کے وقت آنے میں ہوگی۔ ③ ”نکاح کر لوں“ تاکہ پردہ بھی رہے اور قیدی بھی آزاد ہوتے رہیں۔ وہ شور بھی نہیں مچائے گی۔ ④ معلوم ہوا مومن شخص مشرک زانیہ سے نکاح نہیں کر سکتا، البتہ اگر وہ مسلمان ہو جائے اور زنا سے توبہ کر لے تو اس سے نکاح جائز ہے۔ مسلمان بدکار عورت اگر زنا پر مصر ہو تو اس سے بھی مومن صالح کو نکاح کرنا جائز نہیں۔ توبہ کی صورت میں کوئی حرج نہیں۔ ”زانیہ“ اسی وقت تک کہا جائے گا جب تک وہ زنا پر قائم رہے۔ چھوڑ دے اور توبہ کر لے تو وہ زانیہ نہیں۔

٣٢٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، - عَبْدُ الْكَرِيمِ يَرْفَعُهُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَارُونُ لَمْ يَرْفَعْهُ - قَالَا: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي امْرَأَةً هِيَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَهِيَ لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ، قَالَ: «طَلِّقْهَا» قَالَ: لَا أَصْبِرُ عَنْهَا، قَالَ: «اِسْتَمْتِعْ بِهَا».

٣٢٣١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے نکاح میں ایک عورت ہے جو مجھے سب لوگوں سے زیادہ پیاری ہے مگر وہ کسی چھیڑ چھاڑ کرنے والے کو نہیں روکتی۔ آپ نے فرمایا: ”اسے طلاق دے دے۔“ وہ کہنے لگا: میں اس سے صبر نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا: ”پھر اسی طرح فائدہ اٹھاتا رہ۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِثَابِتٍ، وَعَبْدُ الْكَرِيمِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَهَارُونُ بْنُ رِئَابٍ أَثْبَتُ مِنْهُ وَقَدْ أَرْسَلَ الْحَدِيثَ. وَهَارُونُ ثِقَةٌ وَحَدِيثُهُ أَوْلَى

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ عبدالکریم (راوی) قوی نہیں ہے جبکہ ہارون بن رئاب اس سے زیادہ بہتر ہے۔ اور اس نے اس حدیث کو مرسل بیان کیا ہے۔

٣٢٣١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٣٤٠، وللحديث شاهد سيأتي، ح: ٣٤٩٤، وانظر هناك شرح الحديث.

بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ.

چونکہ ہارون ثقہ ہے لٰہذا عبدالکریم کے بجائے اس کی حدیث صحیح کہلانے کے زیادہ لائق ہے۔

فوائد و مسائل: ① [لَا تَرُدُّ يَدَ لَامِسٍ] اس کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ عورت چھیڑ چھاڑ کو برا محسوس نہیں کرتی تھی اور چھیڑ چھاڑ کرنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ بعض نے اس سے مراد مالی سخاوت لی ہے یعنی وہ عورت بہت زیادہ صدقہ و خیرات کرتی تھی۔ یہ بات تو پکی ہے وہ عورت فاحشہ نہ تھی ورنہ رسول اللہ ﷺ اسے اپنے پاس ٹھہرائے رکھنے کا اختیار کبھی نہ دیتے کیونکہ دینی مسائل میں آپ وحی کے بغیر نہیں بولتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى﴾ (النجم ٥٣: ٣) اور وحی میں فحاشی کی ممانعت ہے اجازت نہیں۔ ﴿وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ﴾ (الأعراف ٧: ٢٨) نیز ایسی بیوی کو اگر خاوند برداشت کرے تو وہ دیوث کہلاتا ہے۔ اور دیوث کے بارے میں وعید ہے۔ سخاوت والا مفہوم بھی معتبر نہیں اس لیے کہ سخاوت مندوب و مطلوب چیز ہے۔ ایسی خاتون کو تنبیہ کی جاسکتی ہے خاوند اس پر پابندی عائد کرسکتا ہے اور اس کا خرچ تو کم کرسکتا ہے لیکن اس وجہ سے طلاق کسی صورت بھی جائز نہیں نہ نبی ﷺ اس کا حکم ہی دے سکتے ہیں نیز اگر یہ معنی ہوتے تو [يَدَ لَامِسٍ] کی بجائے يَدَ مُلْتَمِسٍ ہونا چاہیے تھا کیونکہ سائل کو ملتمس کہتے ہیں لامس نہیں۔ بہرحال اس کا راجح مفہوم یہ ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی کی طبیعت اور مزاج کا علم تھا۔ اس نے قرائن کی رو سے یہ اندازہ لگایا کہ اگر کوئی اسے چھیڑنا چاہے تو یہ اسے روک نہیں سکے گی۔ فی الواقع ایسا ہوا نہیں تھا۔ اس خدشے کا اظہار انھوں نے نبیٔ اکرم ﷺ سے کیا تو اس خدشے سے بچنے کے لیے آپ نے اسے الگ کر دینے کا مشورہ دیا پھر جب اس نے اس سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کیا تو آپ نے اسے عقد میں رکھنے کا مشورہ دیا کیونکہ محض وہم اور اندیشے کی بنا پر اسے الگ کر دینا درست نہ تھا۔ واللہ أعلم.

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اور شیخ اتیوبی ﷾ نے بھی اسی مفہوم کو راجح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ٢٧/١٠٥-١٠٧) ② امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت مرسل صحیح ہے یعنی اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر صحیح نہیں۔ بعض نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔ درست یہ ہے کہ یہ حدیث متصلاً بھی حسن صحیح ہے کیونکہ یہ دیگر صحیح سندوں سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متصلاً ثابت ہے۔ دیکھیے حدیث: ٣٤٩٤، ٣٤٩٥.

(المعجم ١٣) - بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الزُّنَاةِ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- زنا کار عورتوں سے نکاح کی ممانعت کا بیان

٣٢٣٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعَةٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ».

٣٢٣٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے چار وجوہات کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے: مال کی بنا پر' حسب ونسب کی بنا پر' خوب صورتی کی بنا پر اور دین کی بنا پر۔ تو دین والی کو حاصل کر' تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں صراحتاً تو زنا کار عورتوں سے نکاح کا ذکر نہیں' البتہ آپ کا فرمان: ''دین والی کو حاصل کر'' کا نتیجہ یہی ہے کہ زانیہ سے نکاح نہ کیا جائے کیونکہ وہ دین والی نہیں۔ دین والی سے مراد دین کے واجبات ونواہی کی پابند عورت ہے۔ ② ہر معاملے میں دین دار لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے کہ ان کے اخلاق' عادات اور فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا موقع ملتا ہے۔ ③ حسب ونسب' جمال اور مال دار خاتون سے شادی کرنا ممنوع نہیں بلکہ اہم صفت ''دین داری'' کو اہمیت نہ دینا معیوب ہے۔ دین داری کے ساتھ اگر باقی صفات بھی ہوں تو سونے پر سہاگہ ہے۔ لیکن ایک دین دار خاتون کا رشتہ محض اس بنا پر ٹھکرا دینا کہ وہ مال دار یا حسب ونسب والی نہیں' درست نہیں ہے۔ ④ کلمات کا وہی مفہوم مراد لیا جائے گا جو معاشرے میں رائج ہے' وہ اچھا ہو یا برا۔ ظاہری الفاظ کو نہیں دیکھا جائے گا' جیسے تَرِبَتْ يَدَاكَ اور ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وغیرہ۔ بظاہر الفاظ سے بددعائیہ کلمات ہیں مگر ان کا ظاہری مفہوم مراد نہیں۔ ⑤ آدمی کو مستقبل اور انجام کار سوچ کر کسی کام کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ نیک عورت کی وجہ سے آدمی مستقبل میں سعادت مند ہوگا کیونکہ وہ خاوند کے گھر' اہل' مال اور اس کی عزت کی حفاظت کرے گی' نیز اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنی سعادت سمجھے گی۔ اس کے برعکس غیر صالح عورت بہت سی پریشانیوں کا باعث بنے گی۔ ⑥ لوگوں کی اکثریت نکاح کے لیے انتخاب میں غلطی کرتی ہے۔ یہ اکثریت دلیل نہیں بن سکتی۔ درست معیار وہی ہے جو شریعت نے مقرر فرمایا' یعنی دینداری کو ترجیح۔

(المعجم ١٤) - أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ (التحفة ١٤)

باب:١٤- کون سی عورت بہتر ہے؟

٣٢٣٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٢٣٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٣٢٣٢ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح:١٤٦٦/ ٥٣ عن عبيدالله بن سعيد، والبخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح:٥٠٩٠ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٣٣٧.

٣٢٣٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٢ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وهو في ◀◀

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «اَلَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ».

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سی عورت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ عورت کہ جب خاوند اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے۔ اور جب اسے کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اپنے نفس اور مال میں اس کی مخالفت نہ کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔''

فائدہ: خاوند بیوی کی موافقت کے بغیر معاشرہ پرسکون نہیں رہ سکتا۔ اگر دونوں کی مساوی حیثیت ہو تو موافقت کا امکان بہت کم ہے، اس لیے بیوی کو خاوند کے تابع کر دیا گیا کیونکہ مرد بلکہ مذکر کی فضیلت فطرتاً اور عملاً مسلم ہے، لہٰذا بہترین بیوی وہ ہے جو اپنے خاوند کے تابع فرمان رہے تاکہ یہ معاشرہ جنت نظیر بن سکے۔ جس معاشرے میں مرد وزن کی حیثیت مساوی ہے، وہاں معاشرتی بے سکونی اور ازدواجی ابتری عام ہے۔ خاوند، بیوی اور والدین میں محبت واحترام مفقود ہے جو امن واطمینان کی بنیاد ہے۔

(المعجم ١٥) - اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- نیک عورت (کی اہمیت) کا بیان

٣٢٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ - وَذَكَرَ آخَرَ - أَخْبَرَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ».

۳۲۳۴- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سب کی سب وقتی فائدے کی چیز ہے۔ اور دنیا کے سامان میں سے بہترین چیز نیک عورت ہے۔''

فائدہ: دنیا بذات خود مقصود نہیں اور نہ یہ باقی ہی رہنے والی ہے بلکہ وقتی فائدے کے لیے ہے۔ دنیا میں سے بہترین چیز نیک عورت ہے کیونکہ خاوند کا بیوی کے ساتھ ہر وقت کا تعلق ہے۔ اگر وہ اچھی ہے تو پوری دنیوی

◀◀ الكبرٰى، ح: ٥٣٤٣.

٣٢٣٤ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة، ح: ١٤٦٩ من حديث عبدالله بن يزيد المقريء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٤٤.

زندگی امن وسکون سے گزرے گی۔ اور اگر عورت اچھی نہ ہوئی تو ہر وقت جھگڑا رہے گا، پریشانی کا دور دورہ ہوگا اور زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ أعاذنا الله منها.

(المعجم ١٦) - اَلْمَرْأَةُ الْغَيْرَاءُ (التحفة ١٦)

باب:١٦- غیرت (رشک) والی عورت کا بیان

٣٢٣٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسٍ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا تَتَزَوَّجُ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ؟ قَالَ: «إِنَّ فِيهِمْ لَغَيْرَةً شَدِيدَةً».

٣٢٣٥- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ انصاری عورتوں میں سے کسی کے ساتھ شادی نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ان میں غیرت بہت ہے۔''

فائدہ: انصار دھیمے مزاج کے لوگ تھے' اس لیے ان کی عورتیں ان پر غالب تھیں۔ وہ ان سے ڈرتے تھے۔ اس طرح انصاری عورتوں کے مزاج میں کچھ حدت پیدا ہوگئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی پہلے سے بیویاں تھیں۔ تیز مزاج والی عورت کا اپنی سوکنوں اور خاوند سے نباہ نہیں ہوتا بلکہ مستقل سر دردی بن جاتی ہے۔ آپ نے شاید اسی لیے انصار میں نکاح نہیں فرمایا۔

(المعجم ١٧) - إِبَاحَةُ النَّظَرِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- شادی سے پہلے عورت کو دیکھنے کا جواز

٣٢٣٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ - عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَ رَجُلٌ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ

٣٢٣٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت کو شادی کا پیغام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اسے دیکھا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''(پہلے) اسے دیکھ لے۔''

٣٢٣٥- [إسناده صحيح] رواه ابن أبي حاتم من حديث حماد بن سلمة وغيره به، وأعله بعلة غير قادحة. * إسحاق ابن عبدالله هو ابن أبي طلحة.

٣٢٣٦- أخرجه مسلم، النكاح، باب ندب النظر إلى وجه المرأة وكفيها لمن يريد تزوجها، ح: ١٤٢٤/ ٧٥ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٤٥.

نَظَرْتَ إِلَيْهَا؟» قَالَ: لَا، فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا.

فائدہ: عورت کو تَلَذُّذ کی خاطر دیکھنا منع ہے۔ کسی ضرورت کی خاطر منع نہیں۔ نکاح ایک اہم ضرورت ہے' نیز ساری زندگی کا ساتھ ہے' اس لیے کسی ممکنہ بدمزگی سے بچنے کے لیے مناسب ہے کہ پہلے اسے دیکھ لیا جائے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ان کے گھر جا کر مطالبہ کرے' بلکہ کسی حیلے بہانے سے دیکھ لیا جائے۔ یا پھر گھریلو عورتوں کے ذریعے سے دیکھنے دکھانے اور دیگر ضروری معلومات حاصل کرنے کا مسئلہ حل کر لیا جائے۔

٣٢٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: خَطَبْتُ امْرَأَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا».

٣٢٣٧- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک عورت کو شادی کا پیغام بھیجا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے دیکھ لے۔ اس طریقے سے تمھارے درمیان محبت والفت پیدا ہونا زیادہ ممکن ہوگا۔''

(المعجم ١٨) - اَلتَّزْوِيجُ فِي شَوَّالٍ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- شوال میں نکاح کرنا

٣٢٣٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

٣٢٣٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح فرمایا۔ اور شوال ہی میں مجھے آپ نے گھر بسایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پسند فرماتی تھیں کہ ان کی رشتہ دار عورتوں کی رخصتی شوال میں

٣٢٣٧- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء في النظر إلى المخطوبة، ح: ١٠٨٧ من حديث عاصم بن سليمان الأحول به، وقال: "حسن"، وصححه البوصيري، وابن ماجه، ح: ١٨٦٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٤٦.

٣٢٣٨- أخرجه مسلم، النكاح، باب استحباب التزوج والتزويج في شوال واستحباب الدخول فيه، ح: ١٤٢٣ من حديث سفيان الثوري به.

تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ، وَأُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ، - وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَهَا فِي شَوَّالٍ - فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَتْ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي.

ہو۔ (آپ فرماتی تھیں:) رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے کون مجھ سے بڑھ کر آپ کے ہاں خوش نصیب ثابت ہوئی؟

فوائد و مسائل: ① شوال کا لفظی معنی ذرا قبیح ہے' اس لیے جاہلیت کے لوگ اس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے اور اس میں شادی بیاہ کے قائل نہ تھے جیسا کہ آج کل لوگ محرم میں شادی بیاہ کو جائز نہیں سمجھتے کہ یہ سوگ کا مہینہ ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جو جوڑا شوال میں شادی کرتا ہے۔ ان میں باہمی اختلاف' دشمنی اور نفرت پھوٹ پڑتی ہے اور وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ مگر اسلام ایسے توہمات کا قائل نہیں۔ وہ تمام معاملات اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کے سپرد کرتا ہے' لہٰذا ایک مسلمان کو کسی مہینے میں شادی بیاہ سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ ② ''پسند فرماتی تھیں'' حضرت عائشہ ؓ کا یہ پسند فرمانا جاہلیت کے نظریے کی تردید کی بنا پر تھا اور اگلی بات ''کون مجھ سے......'' بھی اسی لیے تھی۔ ③ بعض ایام' اشخاص' اوقات اور مہینوں سے نحوست پکڑنا جاہلیت کا کام ہے۔ کوئی وقت منحوس نہیں۔ سارے وقت اللہ کے بنائے ہوئے ہیں۔ ④ ''گھر بسایا'' یعنی تین سال بعد۔ ⑤ ''خوش نصیب'' رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو محبت' توجہ اور احترام حضرت عائشہ ؓ کو حاصل ہوا' کسی اور ام المومنین کو حاصل نہ ہوا۔ اور اس میں ان کی ذہانت' فطانت' ادب اور خلوص کو زیادہ دخل ہے۔ امت کی تعلیم خصوصاً خانگی امور کے بارے میں انھی کے ساتھ خاص ہے۔ رضي الله عنها و أرضاها.

(المعجم ١٩) - اَلْخُطْبَةُ فِي النِّكَاحِ (التحفة ١٩)

باب: ١٩- نکاح کے لیے پیغام بھیجنے کا بیان

٣٢٣٩- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ -

٣٢٣٩- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے مروی ہے جو کہ اولین مہاجر عورتوں میں سے تھیں' کہتی ہیں: مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور چند دوسرے صحابہ نے شادی کا پیغام بھیجا لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت اسامہ بن زید ؓ کے لیے طلب فرما لیا۔ اور اس سے پہلے میں یہ سن چکی تھی کہ

٣٢٣٩- أخرجه مسلم، الفتن، باب قصة الجساسة، ح: ٢٩٤٢/ ١١٩ عن عبدالصمد به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٥٣.

وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ -. [قَالَتْ]: خَطَبَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَخَطَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى مَوْلَاهُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَقَدْ كُنْتُ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ» فَلَمَّا كَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْتُ: أَمْرِي بِيَدِكَ فَأَنْكِحْنِي مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ: «اِنْطَلِقِي إِلٰى أُمِّ شَرِيكٍ» - وَأُمُّ شَرِيكٍ امْرَأَةٌ غَنِيَّةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَظِيمَةُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ عَلَيْهَا الضِّيفَانُ -. فَقُلْتُ: سَأَفْعَلُ قَالَ: «لَا تَفْعَلِي، فَإِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ كَثِيرَةُ الضِّيفَانِ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ أَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِينَ، وَلٰكِنِ انْتَقِلِي إِلَى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فِهْرٍ». فَانْتَقَلْتُ إِلَيْهِ. مُخْتَصَرٌ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے' وہ اسامہ سے محبت رکھے۔'' چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اس بارے میں بات فرمائی تو میں نے عرض کیا: میرے بارے میں آپ کو کلی اختیار حاصل ہے۔ آپ جس سے پسند فرمائیں' میرا نکاح فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم ام شریک ؓ کے گھر چلی جاؤ۔'' حضرت ام شریک ؓ مال دار انصاری خاتون تھیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں بہت کچھ خرچ کیا کرتی تھیں۔ ان کے ہاں (بہت) مہمان آیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ میں چلی جاؤں گی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تو ایسے نہ کرنا کیونکہ ام شریک کے گھر تو اکثر مہمان آتے رہتے ہیں۔ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ تیرے سر سے اوڑھنی سرک جائے یا تیری پنڈلیوں سے کپڑا ہٹ جائے' پھر لوگ تجھے (کھلے بدن) دیکھیں گے تو تجھے یہ ناپسند ہوگا' اس لیے تو اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے گھر منتقل ہو جا۔ اور وہ بنی فہر قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔'' میں ان کے ہاں منتقل ہوگئی۔ روایت مختصر ہے۔

فوائد و مسائل: ① نکاح کا پیغام بھیجنا کوئی معیوب بات نہیں اور نہ کسی کو اس پر ناراض ہونا چاہیے۔ جب تک کوئی چیز طلب نہ کی جائے' وہ کیسے مل سکے گی؟ البتہ پیغام عورت کے ولی کو بھیجا جائے۔ بیوہ کو براہ راست بھی پیغام بھیجا جا سکتا ہے۔ وہ اپنے اولیاء کے مشورے سے جواب دے گی۔ حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ کو آخری طلاق ہوگئی تھی اور عدت ختم ہو چکی تھی۔ دوران عدت شادی کا پیغام ممنوع ہے۔ حدیث کی ترتیب میں فرق ہے۔ ② ''مال دار خاتون'' یہ ترجمہ ہے غنیة کا۔ بعض نسخوں میں لفظ عتیة ہے' یعنی بوڑھی خاتون تھیں۔ یہ معنی بھی صحیح ہیں۔ تبھی تو ان کے پاس اجنبی مہمان آ کر ٹھہرتے تھے۔ اور وہ انھیں کھانا کھلاتی تھیں۔

(المعجم ٢٠) - اَلنَّهْيُ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠-کسی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجنے کی ممانعت کا بیان

٣٢٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْطُبْ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ بَعْضٍ».

٣٢٤٠-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نکاح نہ بھیجے۔''

فوائد ومسائل: ① کسی کے پیغام پر پیغام بھیجنا اخلاق کے منافی ہے بلکہ حسد اور خود غرضی کا آئینہ دار ہے' اس لیے اسلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔ شریعت اسلامی کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ یہ فرد اور معاشرے کی اصلاح کرتی ہے' باہمی الفت اور مودت کی ترغیب اور اختلاف' دشمنی اور نفرت کا سبب بننے والی ہر چیز سے روکتی ہے۔ ② ہاں اگر پیغام رد ہو جائے یا عورت اور اس کے ولی مزید پیغامات کے خواہش مند ہوں یا پہلے پیغام بھیجنے والا اجازت دے دے یا ایک ہی وقت میں دو تین پیغام آ جائیں تو کوئی حرج نہیں' پیغام بھیجا جا سکتا ہے۔ منع تب ہے جب بات چیت چل رہی ہو اور رجحان ہو چکا ہو' پیغام قبول ہو چکا ہو یا قبولیت کے قریب ہو۔

٣٢٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: - وَقَالَ مُحَمَّدٌ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: - «لَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا

٣٢٤١- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دھوکا دہی کے لیے بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام بھیجے۔ اور نہ کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے کہ اس کے برتن میں جو ہے اسے الٹا دے (اسے حاصل ہونے والے فوائد سے محروم کر دے)۔''

٣٢٤٠- أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح:١٤١٢ عن قتيبة به. وهو في الكبرى، ح:٥٣٥٤، وأخرجه البخاري، ح:٥١٤٢ من حديث نافع به.

٣٢٤١- أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم . . . الخ، ح:٢١٤٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح:١٤١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

لِتَكْتَفِيءَ مَا فِي إِنَائِهَا».

فوائد و مسائل: ① ''بھاؤ نہ بڑھاؤ'' یعنی چیز خریدنے کی نیت نہیں ہوتی' صرف گاہک کو دھوکا دینے کی نیت سے زیادہ بھاؤ لگا دیتا ہے تاکہ وہ پھنس جائے۔ یہ دھوکا دہی اور ظلم ہے' لہٰذا منع ہے۔ ② ''سامان نہ بیچے'' کیونکہ اس طرح مہنگائی بڑھے گی۔ ہاں اس کے لیے سامان خرید سکتا ہے کیونکہ اس میں مہنگائی کا خطرہ نہیں بلکہ مہنگائی میں کمی آئے گی۔ ③ ''سودا نہ کرے'' جب تک پہلا شخص سودا کر رہا ہے' کسی دوسرے کو بھاؤ بگاڑنے کی اجازت نہیں۔ ہاں ان کا سودا نہ ہو سکے تو کوئی دوسرا شخص بھی سودا کر سکتا ہے۔ ④ ''مطالبہ کرے'' یعنی پہلی بیوی کو طلاق دو ورنہ نکاح نہ کروں گی۔ یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ خود غرضی ہے۔

٣٢٤٢- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْطُبْ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

٣٢٤٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے۔''

٣٢٤٣- أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْطُبْ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ

٣٢٤٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے حتی کہ وہ نکاح کر لے یا پیغام چھوڑ دے۔''

٣٢٤٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٦٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٢٣، والكبرى، ح: ٥٣٥٥، وأخرجه البخاري، النكاح، باب: لا يخطب على خطبة أخيه حتى . . . الخ، ح: ٥١٤٣ من حديث جعفر بن ربيعة عن الأعرج به مطولاً.

٣٢٤٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١٤١٣ من حديث ابن وهب به، انظر الحديث الآتي برقم: ٤٥٠٦.

أَخِيهِ حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ».

فائدہ: ''حتی کہ وہ نکاح کرلے'' یعنی دوسرے شخص کو انتظار کرنا چاہیے' دیکھے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اگر ان کی بات چیت کامیاب ہو جائے اور نکاح ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے۔ اور اگر بات طے نہ ہو سکے تو پھر دوسرا شخص بھی پیغام بھیج سکتا ہے۔

٣٢٤٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

۳۲۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے۔''

(المعجم ٢١) - خِطْبَةُ الرَّجُلِ إِذَا تَرَكَ الْخَاطِبُ أَوْ أَذِنَ لَهُ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- جب پہلے پیغام بھیجنے والا ارادہ ترک کر دے یا اجازت دے دے تو کوئی دوسرا پیغام بھیج سکتا ہے

٣٢٤٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ الرَّجُلِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

۳۲۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا کرے یا اس کے پیغام نکاح پر پیغام بھیجے' حتی کہ پہلے پیغام بھیجنے والا ارادہ ترک کر دے یا دوسرے کو اجازت دے دے۔

فائدہ: اگر ایک شخص سودا کر رہا ہے تو کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں کہ وہ سودا شروع کرے' چہ جائیکہ سودا ہو چکا ہو۔

٣٢٤٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح: ٣٨/١٤٠٨ من حديث هشام بن حسان به مطولاً، ويأتي طرفه، ح: ٣٢٩٧. * محمد هو ابن سيرين.

٣٢٤٥ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع، ح: ٥١٤٢ من حديث ابن جريج به.

٣٢٤٦- أَخْبَرَنِي حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ: أَنَّهُمَا سَأَلَا فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ عَنْ أَمْرِهَا، فَقَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَكَانَ يَرْزُقُنِي طَعَامًا فِيهِ شَيْءٌ، فَقُلْتُ: وَاللهِ! لَئِنْ كَانَتْ لِي النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لَأَطْلُبَنَّهَا وَلَا أَقْبَلُ هٰذَا، فَقَالَ الْوَكِيلُ: لَيْسَ لَكِ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «لَيْسَ لَكِ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ فَاعْتَدِّي عِنْدَ فُلَانَةَ» قَالَتْ: وَكَانَ يَأْتِيهَا أَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: «اِعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمٰى فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي» قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ آذَنْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَمَنْ خَطَبَكِ؟» فَقُلْتُ: مُعَاوِيَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَإِنَّهُ غُلَامٌ مِنْ غِلْمَانِ قُرَيْشٍ لَا شَيْءَ لَهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَإِنَّهُ صَاحِبُ شَرٍّ لَا خَيْرَ فِيهِ، وَلٰكِنِ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ» قَالَتْ: فَكَرِهْتُهُ، فَقَالَ لَهَا ذٰلِكَ ثَلَاثَ

٣٢٤٦- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سے روایت ہے کہ ان دونوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ان کے معاملے کے متعلق پوچھا تو حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے میرے خاوند نے تین طلاقیں دے دیں۔ اور مجھے کھانے پینے کے لیے ناکافی خرچہ بھیجا۔ میں نے کہا: اگر تو رہائش اور کھانے پینے کا خرچہ میرا حق بنتا ہے تو اللہ کی قسم! میں پورا پورا خرچہ طلب کروں گی' یہ معمولی سا غلہ نہیں لوں گی۔ (میرے خاوند کے) وکیل نے کہا: تیرے لیے (قانونی طور پر) رہائش یا نفقہ (خرچہ) نہیں ہے۔ میں نبی ﷺ کے پاس گئی اور آپ سے یہ بات ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے (دوران عدت میں) رہائش اور خرچہ نہیں ہے۔ تو فلاں عورت (ام شریک) کے ہاں عدت گزار لے۔'' جبکہ اس عورت کے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تو ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزار۔ وہ نابینا شخص ہے۔ پھر جب تیری عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتلانا۔'' جب میری عدت ختم ہوگئی تو میں نے آپ کو بتلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے شادی کا پیغام کس کس نے بھیجا ہے؟'' میں نے کہا: ایک تو معاویہ نے اور ایک قریشی شخص نے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''معاویہ تو قریش کے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان ہے۔ اس کے پاس کوئی مال وغیرہ نہیں۔ اور

٣٢٤٦- أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/٤٠ من حديث الزهري عن أبي سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٥١.

مَرَّاتٍ فَنَكَحْتُهُ.

دوسرا شخص (ابوجہم) صاحب شر (بیویوں کو بہت زیادہ پیٹنے والا) ہے اس میں بھلائی نہیں ہے۔ لیکن تو اسامہ بن زید سے نکاح کر لے۔'' مجھے یہ بات اچھی نہ لگی لیکن آپ نے تین دفعہ یہی کہا تو میں نے حضرت اسامہ ؓ سے نکاح کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① ''تین طلاقیں دے دیں'' ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں لیکن حقیقت میں ایسے نہیں بلکہ تین طلاقیں علیحدہ علیحدہ دی تھیں جیسا کہ روایات میں اس کی وضاحت ہے۔ یہ حدیث پیچھے (۳۲۲۴ کے تحت) گزر چکی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انھوں نے جو طلاق باقی رہ گئی تھی وہ دی یعنی تیسری طلاق جبکہ اس سے پہلے وہ دو طلاقیں دے چکے تھے۔ ② پچھلی احادیث میں پیغام پر پیغام سے روکا گیا ہے۔ اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے معاویہ اور ابوجہم کے پیغاماتِ نکاح پر اسامہ سے نکاح کا پیغام ارشاد فرمایا۔ دراصل وہ آپ سے مشورہ لینے آئی تھیں۔ آپ نے مخلصانہ مشورہ ارشاد فرمایا۔ واقعتاً حضرت اسامہ ؓ سے ان کا نکاح بابرکت ثابت ہوا۔ ③ آپ حضرت فاطمہ بنت قیس کی طبیعت سے واقف تھے کہ یہ کم مال والے کے ساتھ گزارہ نہ کر سکے گی اس لیے آپ نے معاویہ کے ساتھ نکاح سے روک دیا۔ ورنہ نکاح میں مال کی بجائے خلق اور دین دیکھا جاتا ہے۔ ④ ''صاحب شر ہے'' یہاں شر سے مراد شرارتی نہیں بلکہ اس کی وضاحت بعض دوسری روایات میں آتی ہے کہ وہ سخت ہے مارتا پیٹتا ہے اس کے ساتھ بھی تیرا گزارہ نہ ہوگا۔ ⑤ ''اچھی نہ لگی'' کیونکہ حضرت اسامہ ؓ آزاد کردہ غلام کے بیٹے تھے۔ ان کی والدہ بھی آزاد شدہ لونڈی تھیں نیز رنگ کے سانولے تھے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: إِذَا اسْتَشَارَتِ الْمَرْأَةُ رَجُلًا فِيمَنْ يَخْطُبُهَا هَلْ يُخْبِرُهَا بِمَا يَعْلَمُ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- جب کوئی عورت کسی سے پیغام بھیجنے والے کے بارے میں مشورہ کرے تو کیا وہ شخص اس کی معلوم خوبیاں اور عیوب بتلا سکتا ہے؟

٣٢٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنِ ابْنِ

۳۲۴۷- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے کہ (میرے خاوند) ابوعمرو بن حفص ؓ نے مجھے پکی طلاق دے دی جبکہ وہ میرے پاس موجود نہ تھے۔ تو ان

٣٢٤٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٨٠، ٥٨١، والكبرى، ح: ٥٣٥٢.

الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ فَسَخِطَتْهُ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ» فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ: «تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي وَاعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمٰى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ، فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي» قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ، وَلٰكِنِ انْكِحِي أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ» فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ: «انْكِحِي أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ» فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ.

کے وکیل نے میرے پاس کچھ جو وغیرہ بھیجے۔ میں نے وہ پسند نہ کیے۔ وکیل کہنے لگا: اللہ کی قسم! تیرے لیے تو ہمارے ذمے کچھ بنتا ہی نہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور ساری صورت حال گوش گزار کی۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے خرچہ (خاوند کے ذمے) نہیں بنتا۔'' نیز آپ نے مجھے حضرت ام شریک ؓ کے گھر عدت گزارنے کا مشورہ دیا۔ پھر آپ (خود ہی) فرمانے لگے: ''اس عورت کے پاس میرے (مہمان) صحابہ آتے جاتے رہتے ہیں' لہٰذا تو ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزار لے کیونکہ وہ نابینا شخص ہے۔ تو وہاں اپنے (فالتو) کپڑے اتار سکتی ہے۔ پھر جب تیری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے آپ کو بتایا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم ؓ نے مجھے شادی کا پیغام بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوجہم تو ہر وقت کندھے پر لاٹھی اٹھائے رکھتا ہے' کبھی نہیں اتارتا اور رہا معاویہ! تو وہ فقیر ہے۔ اس کے پاس زیادہ مال نہیں۔ لیکن تو اسامہ سے نکاح کر لے۔'' میں نے ناپسند کیا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''تو اسامہ سے نکاح کر لے۔'' چنانچہ میں نے ان سے نکاح کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں بھلائی اور برکت ڈالی حتی کہ مجھ پر رشک کیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① مشورہ طلب کرنے کی صورت میں متعلقہ شخص کے اچھے اور برے اوصاف بیان کیے جا سکتے ہیں۔ یہ چغلی یا غیبت کے ذیل میں نہیں آتا کیونکہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے' نیز چونکہ نکاح ایک اہم مسئلہ ہے جس پر باقی زندگی کا مدار ہے' لہٰذا خیر خواہی کے جذبے سے صحیح مشورہ دینا اور صحیح معلومات سے آگاہ

کرنا فرض ہے۔ ② "رشک کیا گیا" کہ خاوند ملے تو ایسا۔ حضرت اسامہ بہت حسن خلق کے حامل تھے۔ رضي اللّٰه عنه وأرضاه.

(المعجم ٢٣) - إِذَا اسْتَشَارَ رَجُلٌ رَجُلًا فِي الْمَرْأَةِ هَلْ يُخْبِرُهُ بِمَا يَعْلَمُ (التحفة ٢٣)

باب:-٢٣ جب کوئی آدمی دوسرے آدمی سے کسی عورت کے بارے میں مشورہ لے تو کیا وہ معلوم خوبیاں اور عیوب بیان کرسکتا ہے؟

٣٢٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا نَظَرْتَ إِلَيْهَا؟ فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا».

۳۲۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو نے اسے دیکھا نہیں؟ انصار کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَجَدْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَ، وَالصَّوَابُ أَبُو هُرَيْرَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک اور جگہ یہ حدیث اس طرح پائی ہے کہ یزید بن کیسان نے حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کیا' جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

فائدہ: خرابی سے مراد یا تو بھینگا ہونا ہے یا چھوٹا ہونا یا پھر نیلگوں ہونا۔ واللّٰہ أعلم.

٣٢٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

۳۲۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک (انصاری) عورت سے شادی کرنے

٣٢٤٨ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب ندب النظر إلى وجه المرأة وكفيها لمن يريد تزوجها، ح: ١٤٢٤ من حديث يزيد بن كيسان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٤٨، ٥٣٤٩.

٣٢٤٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٤٧.

كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اُنْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا».

کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے دیکھ لینا' کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ عَرْضِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ عَلَى مَنْ يَرْضَى (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- آدمی کا کسی نیک شخص کو اپنی بیٹی سے نکاح کی پیش کش کرنا

٣٢٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسٍ - يَعْنِي ابْنَ حُذَافَةَ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ، فَلَقِيتُ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ، فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِي ذٰلِكَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَلَقِيتُهُ فَقَالَ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ [عَنْهُ] فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَخَطَبَهَا إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي

۳۲۵۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (میری بیٹی) حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے بیوہ ہوگئیں۔ یہ خنیس نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ بدر میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ مدینہ منورہ میں فوت ہوگئے۔ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انھیں حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی۔ میں نے کہا: اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں؟ وہ کہنے لگے: میں اس بارے میں غور وفکر کروں گا۔ چند دن گزرے تو میں پھر انھیں ملا تو وہ کہنے لگے: آج کل میرا نکاح کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: اگر آپ پسند فرمائیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں؟ انھوں نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ مجھے ان پر حضرت عثمان سے بھی بڑھ کر ناراضی تھی۔ چند دن بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ میں نے (بصد خوشی وخوبی) آپ سے حفصہ کا نکاح کر

٣٢٥٠ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب من قال: لا نكاح إلا بولي . . . الخ، ح: ٥١٢٩، المغازي، باب: ١٢، ح: ٤٠٠٥ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٦٣ . * إسحاق هو ابن راهويه.

أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ شَيْئًا إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُهَا، وَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا نَكَحْتُهَا.

دیا۔ بعد میں مجھے ابوبکر ملے اور کہنے لگے: شاید آپ اس وقت مجھ سے ناراض ہو گئے ہوں گے جب آپ نے مجھے حفصہ کے نکاح کی پیش کش کی تھی اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگے کہ جب آپ نے مجھے پیش کش کی تھی تو آپ کو جواب دینے سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں تھی مگر یہ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان (حفصہ) کا تذکرہ فرماتے سنا تھا۔ اور میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں! اگر آپ ﷺ انھیں پیغام نہ بھیجتے تو میں ان سے نکاح کر لیتا۔

فوائد ومسائل: ① ”رسول اللہ ﷺ کا راز“ جواب دینے کی صورت میں راز فاش ہونے کی نوبت آ سکتی تھی۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے کوئی قطعی فیصلہ نہ فرمایا تھا۔ ممکن تھا آپ کی رائے بدل جاتی۔ ایسی صورت حال میں افشائے راز فریقین کے درمیان کدورت کا ذریعہ بن سکتا تھا' اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ رضي الله عنه وأرضاه. ② یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ خلفائے راشدین ایک دوسرے کے بہت زیادہ خیر خواہ' محبت اور پیار کرنے والے تھے' ان میں کسی قسم کی باہمی منافرت' چپقلش اور دشمنی نعوذ باللہ نہ تھی' ورنہ دشمن کو اپنی بیٹی کوئی نہیں دیتا۔ ③ اگر ولی کو پتہ ہو کہ میرے منتخب کردہ رشتے کو ناپسند نہیں کیا جائے گا تو وہ اپنی زیر ولایت لڑکی سے مشورہ کیے بغیر اس کا نکاح کر سکتا ہے' خواہ وہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ ④ ثیبہ بھی ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ ولی کی اجازت اس کے لیے بھی ضروری ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى مَنْ تَرْضَى (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- عورت کا ازخود کسی نیک آدمی کو نکاح کی پیش کش کرنا

٣٢٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا

۳۲۵۱- حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جبکہ ان کی ایک بیٹی بھی ان کے پاس موجود تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

٣٢٥١- أخرجه البخاري، النكاح، باب عرض المرأة نفسها على الرجل الصالح، ح: ٥١٢٠ من حديث مرحوم به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٦١.

الْبُنَانِيَّ يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ فَقَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَكَ فِيَّ حَاجَةٌ.

فرمایا: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اس نے آپ کو نکاح کی پیش کش کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو مجھ سے نکاح کی ضرورت ہے؟

فوائد و مسائل: ① پیچھے گزر چکا ہے کہ اس دور ہجرت میں بعض خواتین کے نسبی اولیا نہیں تھے (کیونکہ وہ کفر پر قائم تھے) اس لیے وہ اپنے اولیاء کے بجائے خود نکاح کی بات کرنے پر مجبور تھیں۔ ایسے حالات میں یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ حاکم اعلیٰ ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ان کے ''ولی'' تھے۔ احتراماً انھوں نے پہلے آپ کو نکاح کی پیش کش کی ورنہ ان کا مقصد صرف نکاح تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کی ایسی پیش کش کو قبول نہ فرمایا جب تک یہی پیش کش ان کے اولیاء نے نہیں کی۔ ﷺ۔ ② اگر مختلف رشتے آئے ہوں اور ان میں کوئی دین دار رشتہ ہو تو عورت اپنے اولیاء کو اس کی طرف توجہ دلا سکتی ہے۔ اس میں ان شاء اللہ کوئی قلت حیا یا عدم حیا والی بات نہیں' یہ عورت کی اپنی رغبت ہے جو اس کے لیے دنیا و آخرت میں نفع کا سبب ہے۔ ③ ہر معاملے میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینی چاہیے۔

٣٢٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَضَحِكَتِ ابْنَةُ أَنَسٍ فَقَالَتْ: مَا كَانَ أَقَلَّ حَيَاءَهَا! فَقَالَ أَنَسٌ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

٣٢٥٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کو نکاح کی پیش کش کی۔ (یہ سن کر) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی ہنسنے لگی اور کہا: وہ عورت کس قدر کم حیا والے تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: وہ تجھ سے زیادہ بہتر تھی کہ اس نے نبی ﷺ کو نکاح کی پیش کش کی۔

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی محترمہ نے شاید مذکورہ بالا علت پر غور نہیں کیا' ورنہ اپنے نکاح کی بات کرنا ''بے حیائی'' نہیں خصوصاً رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو کہ اس کے قانونی اور شرعی ولی تھے۔ اور پھر نبی اکرم ﷺ سے نکاح کی خواہش تو انتہائی نیک خواہش ہے کہ دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت' آپ سے حصول تربیت اور حرم نبوی میں شمولیت جیسے فوائد و فضائل حاصل ہوں گے اور جنت میں ہمیشہ کے لیے آپ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ اس سے بڑی سعادت اور کیا حاصل ہو سکتی ہے؟ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا.

٣٢٥٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٦٢.

(المعجم ٢٦) - صَلَاةُ الْمَرْأَةِ إِذَا خُطِبَتْ وَاسْتِخَارَتُهَا رَبَّهَا (التحفة ٢٦)

باب:٢٦-جب عورت کو نکاح کا پیغام آئے تو وہ نماز پڑھ کر اپنے رب سے استخارہ کرے

٣٢٥٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِزَيْدٍ: «اُذْكُرْهَا عَلَيَّ» قَالَ زَيْدٌ: فَانْطَلَقْتُ فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ! أَبْشِرِي أَرْسَلَنِي إِلَيْكِ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُكِ، فَقَالَتْ: مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أَسْتَأْمِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ - يَعْنِي - فَدَخَلَ بِغَيْرِ أَمْرٍ.

٣٢٥٣-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت زینب (بنت جحش) رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (ان کے سابق خاوند) زید (بن حارثہ) رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اسے میری طرف سے نکاح کا پیغام دو۔'' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جا کر کہا: زینب! خوش ہو جاؤ' مجھے رسول اللہ ﷺ نے تیرے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ وہ کہنے لگیں: میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی حتی کہ اپنے رب تعالیٰ سے مشورہ کرلوں۔ وہ اپنی نماز گاہ کی طرف اٹھیں اور (نماز استخارہ شروع کر لی۔) ادھر قرآن مجید (کا حکم) اتر آیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کی اجازت کے بغیر (ان کے حجرے میں) داخل ہو گئے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے ہوا تھا مگر ان بن رہی۔ آخر طلاق تک نوبت پہنچ گئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے متبنیٰ (منہ بولے لے پالک بیٹے) تھے۔ اس سے پہلے یہ حکم اتر چکا تھا کہ متبنیٰ بیٹا نہیں ہوتا' نہ وہ وارث ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکم کو عملاً نافذ فرمانا چاہتا تھا' اس لیے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اگر زید طلاق دے دیں تو آپ زینب سے نکاح فرمالیں تا کہ عملاً واضح ہو جائے کہ متبنیٰ' بیٹا نہیں۔ اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ آپ لوگوں کی ملامت سے ڈرتے تھے' اس لیے کوشش فرمائی کہ زید طلاق نہ دے لیکن اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کون ٹال سکتا ہے؟ حضرت زید نے طلاق دے دی۔ عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بہ امر الٰہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت اتار دی کہ اب جبکہ عدت ختم ہو چکی ہے' ہم نے

٣٢٥٣- أخرجه مسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس، ح:١٤٢٨ من حديث سليمان بن المغيرة به. * عبدالله هو ابن المبارك.

تمھارا نکاح اس سے کر دیا۔ دونوں اللہ کی رضا پر راضی تھے۔ خاوند بیوی بن گئے۔ ② ''مشورہ کرلوں'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آپ ﷺ کے عقد میں آنا پسند نہ فرماتی تھیں۔ وہ تو پہلے نکاح سے قبل بھی آپ سے نکاح کی خواہش مند تھیں۔ ان کا استخارہ یا تو پہلے نکاح کی ناکامی کا نفسیاتی اثر تھا یا وہ اس بنا پر متردد تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حقوق صحیح طور پر ادا کر سکیں گی یا نہیں؟ ③ ''قرآن مجید کا حکم اتر آیا'' اور یہ وہ آیت ہے جس میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام نامی صراحتاً ذکر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ (الأحزاب ٣٣:٣٧) اس فضیلت میں کوئی دوسرے صحابی ان کے ساتھ شریک نہیں۔ رضي الله عنه وأرضاه. ④ استخارہ مشروع ہے۔ ⑤ استخارہ کرنا مستحب ہے اگرچہ کام ظاہراً بہتر ہی معلوم ہو رہا ہو۔

٣٢٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْكَحَنِي مِنَ السَّمَاءِ، وَفِيهَا نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ.

٣٢٥٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی دوسری ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمانوں پر فرمایا' نیز ان کے بارے میں پردے والی آیت اتری۔

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کے ظاہر الفاظ ﴿زَوَّجْنٰكَهَا﴾ دلالت کرتے ہیں کہ ان کا نکاح زمین پر نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ سے ہی نکاح کا انعقاد ہو گیا۔ علاوہ ازیں ان کے الگ نکاح کا صراحتاً ذکر بھی نہیں۔ اس اعتبار سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا یہ فخر بجا تھا کہ ان کا نکاح آسمانوں پر ہوا ہے' جبکہ دوسری ازواج کا نکاح ان کے اولیاء نے اپنی مرضی سے کیا۔ اور یہ واقعتاً فخر کی بات ہے۔ ② ''پردے والی آیت'' اس سے سورۂ احزاب کی آیت مراد ہے: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ......﴾ (الأحزاب ٣٣:٥٣)

(المعجم ٢٧) - كَيْفَ الْإِسْتِخَارَةُ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- استخارہ کیسے کیا جائے؟

٣٢٥٤ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب: "وكان عرشه على الماء . . . الخ"، ح: ٧٤٢١ من حديث عيسى بن طهمان به.

٣٢٥٥- أخبرنا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: «إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَعِينُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللَّهُمَّ! إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي، وَآجِلِهِ - فَاقْدُرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ، قَالَ: وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ».

٣٢٥٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ (کی دعا) سکھاتے تھے جس طرح ہمیں قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: ”جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نفل ادا کرے' پھر یوں کہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ ...... ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ ا“ اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے سے تجھ سے خیر کا طالب ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے سے تجھ سے مدد کا طلب گار ہوں۔ اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوالی ہوں (یا تیرے عظیم فضل کی وجہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں) کیونکہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے' میں قدرت نہیں رکھتا اور تو سب کچھ جانتا ہے' میں نہیں جانتا۔ تو تمام غیبوں کو بخوبی جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام کار کے لحاظ سے...... یا آپ نے فرمایا: دنیا و آخرت کے لحاظ سے...... بہتر ہے تو تو اسے میرے لیے مقدر کر دے اور اسے میرے لیے آسان فرما دے' پھر میرے لیے اس میں برکت فرما۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام کار کے لحاظ سے' یا دنیا و آخرت کے لحاظ سے' برا (نقصان دہ) ہے تو اس کام کو مجھ سے دور فرما اور میرا رخ بھی اس سے پھیر دے اور جہاں بھی خیر ہو میرے لیے مقدر فرما۔ اور پھر مجھے اس پر راضی کر

٣٢٥٥- أخرجه البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، ح: ١١٦٢ عن قتيبة به. * ابن أبي الموال اسمه عبدالرحمٰن.

دے۔'' آپ نے فرمایا: وہ (دعا میں) اپنے کام کا بھی ذکر کرے۔''

فوائد و مسائل: ① استخارہ سے مراد اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا ہے۔ اور یہ ایسے کام میں ہوتا ہے جس کا اچھا یا برا ہونا یقینی نہ ہو، یا جس میں تردد ہو، لہٰذا استخارہ کسی فرض، سنت یا حرام کام میں نہیں ہوسکتا کیونکہ فرض و سنت کا خیر ہونا اور حرام کا شر ہونا پہلے سے واضح ہے۔ ② استخارہ کا مقصد تردد ختم کرنا ہے، لہٰذا جب تک تردد ختم اور شرح صدر نہ ہو اور کوئی ایک کام راجح معلوم نہ ہو، اس وقت تک استخارہ جاری رکھنا چاہیے۔ ③ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ استخارے کے بعد سونا چاہیے، نیند میں صحیح راستہ نظر آئے گا، مگر ایسا عمل کسی حدیث میں ذکر نہیں اور نہ کسی میں خواب کا ذکر ہے۔ اسی طرح چوری تلاش کرنے کے لیے استخارے کرنا قرآن و سنت سے خارج بات ہے۔ اس قسم کے کسی استخارے کو حقیقت سمجھنا بھی بے بنیاد ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بہت سے معاملات میں تحقیقات کی ضرورت پڑی مگر آپ نے ایسے استخارے نہیں کیے بلکہ شواہد کی مدد سے تحقیق فرمائی، لہٰذا ایسے استخارے ڈھونگ اور بے بنیاد ہیں۔ ان سے ناجائز بدگمانیاں اور باہمی فساد پیدا ہوتا ہے۔ ④ ''دو رکعت نفل'' یعنی خالص نفل۔ فرض و سنن کے علاوہ۔ ⑤ ''اگر تو جانتا ہے'' یعنی اگر تو اس کام کو میرے لیے بہتر جانتا ہے۔ گویا علم کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ خیر و شر ہونے کے بارے میں سوال کا ایک انداز ہے۔ ⑥ ''اپنے کام کا بھی ذکر کرے'' یعنی هٰذَا الْأَمْرَ کی جگہ اپنی اس حاجت اور کام کا نام لے جس کے بارے میں استخارہ کر رہا ہے۔ ⑦ آدمی کو تمام معاملات میں اپنے رب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ⑧ اللہ رب العزت بندے کو جو انعام و اکرام سے نوازتا ہے، یہ محض اس کا فضل ہے، کسی کا اللہ پر حق نہیں۔ اہل السنۃ کا یہی مذہب ہے۔

(المعجم ٢٨) - إِنْكَاحُ الِابْنِ أُمَّهُ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- بیٹے کا اپنی ماں کا نکاح کروانا

٣٢٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ

٣٢٥٦- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ جب میری عدت ختم ہوگئی تو حضرت ابوبکر ؓ نے میرے پاس اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے قبول نہ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ

٣٢٥٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٥، ٣١٧ عن يزيد بن هارون به. * ابن عمر بن أبي سلمة اسمه سعيد كما قال الحاكم، والذهبي، وقال بعض العلماء: محمد، وذكره ابن حبان في الثقات: ٥/ ٣٦٣، ووثقه الحاكم: ٤/ ١٦، ١٧، والذهبي، وله شاهد في صحيح مسلم، ح: ٩١٨ وغيره.

سَلَمَةَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا بَعَثَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَلَمْ تَزَوَّجْهُ، فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ: أَخْبِرْ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنِّي امْرَأَةٌ غَيْرٰى، وَأَنِّي امْرَأَةٌ مُصْبِيَةٌ، وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِي شَاهِدٌ، فَأَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «اِرْجِعْ إِلَيْهَا فَقُلْ لَهَا: أَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي امْرَأَةٌ غَيْرٰى فَسَأَدْعُو اللهَ لَكِ فَيُذْهِبُ غَيْرَتَكِ، وَأَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي امْرَأَةٌ مُصْبِيَةٌ فَسَتُكْفَيْنَ صِبْيَانَكِ، وَأَمَّا قَوْلُكِ أَنْ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِي شَاهِدٌ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِكِ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْرَهُ ذٰلِكَ» فَقَالَتْ لِابْنِهَا: يَا عُمَرُ! قُمْ فَزَوِّجْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَزَوَّجَهُ. مُخْتَصَرٌ.

۔کو اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں کہ میں بہت غیرت والی عورت ہوں۔ (آپ کی دوسری بیویوں سے نباہ نہ ہو سکے گا۔) پھر میرے (سابقہ خاوند سے میرے) بچے بھی ہیں' نیز اس وقت میرے اولیاء میں سے کوئی یہاں موجود نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ باتیں ذکر کیں۔ آپ نے فرمایا: ''دوبارہ جاؤ اور اسے کہو: تمھارا یہ کہنا کہ ''میں غیرت والی عورت ہوں'' تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ تیری (بے جا) غیرت کو ختم کر دے۔ اور تمھارا یہ کہنا کہ ''میرے بچے ہیں'' تو تجھے ان کی فکر نہیں کرنی چاہیے' انھیں خرچہ وغیرہ دیا جائے گا۔ باقی رہی تمھاری یہ بات کہ ''میرے اولیاء میں سے کوئی حاضر نہیں'' تو سن لے کہ تیرے اولیاء میں سے کوئی شخص بھی خواہ وہ حاضر ہو یا غائب' اس کام کو ناپسند نہیں کرے گا۔'' میں نے اپنے بیٹے سے کہا: اے عمر! اٹھو اور میرا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کر دو۔ چنانچہ اس نے آپ سے میرا نکاح کر دیا۔ یہ حدیث مختصر بیان کی گئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً حسن قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح مسلم میں اس کا شاہد موجود ہے۔ حالانکہ صحیح مسلم میں اس پوری حدیث کا شاہد موجود نہیں بلکہ بعض کا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل محقق کو یہاں سہو ہو گیا ہے' لہٰذا راجح اور درست بات یہ ہے کہ اس روایت کا' شاہد والے حصے کے علاوہ' باقی حصہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابن عمر بن ابی سلمہ مجہول العین ہے۔ شیخ البانی' موسوعہ حدیثیہ کے محققین اور علامہ اتیوبی ﷾ نے اسی علت کی بنا پر اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٢٧/١٨٦' والموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد: ٤٤/١٥١، ٢٩٥) البتہ یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ بیٹا ولی بن سکتا ہے۔ اور اگر دیگر اولیاء موجود نہ ہوں تو نابالغ بیٹا جو سن تمیز کو پہنچ چکا ہو ولی بن سکتا

ہے۔ ② ”عدت ختم ہوگئی“ یہ عالی مرتبت خاتون حضرت ابوسلمہ ؓ کے نکاح میں تھی جو بدری صحابی تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو یہ بیوہ ہوگئیں۔ ③ ”بہت غیرت والی“ عورت میں اپنے خاوند کے بارے میں غیرت ہونی چاہیے مگر اس قدر نہیں کہ شریعت کی خلاف ورزی ہو، مثلاً: سوکن برداشت نہ کرے۔ حضرت ام سلمہ ؓ کا مقصود یہی غیرت تھی جو کہ بے جا ہے۔ ④ ”ناپسند نہیں کرے گا“ گویا نکاح کے لیے ولی کی دلی رضامندی ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ خود نکاح کروائے یا موقع پر موجود ہو یا زبانی اجازت دے، یعنی کم از کم اسے اطلاع اور اس کی رضامندی شامل ہو۔ ⑤ بیٹا ولی ہے مگر اس بات میں اختلاف ہے کہ باپ اور بیٹا دونوں موجود ہونے کی صورت میں باپ مقدم ہوگا یا بیٹا؟ وراثت پر قیاس کریں تو بیٹا مقدم ہوگا۔ اگر مرتبے کا لحاظ رکھیں تو باپ مقدم ہوگا۔ واللہ أعلم. گویا دونوں میں سے کوئی بھی نکاح کروا دے تو نکاح درست ہوگا، تاہم باپ کی موجودگی میں باپ کی رضامندی ہی سے بیٹا ولایت کا فریضہ انجام دے سکتا ہے، محض اپنی مرضی سے نہیں۔

(المعجم ٢٩) - إِنْكَاحُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الصَّغِيرَةَ (التحفة ٤٩)

باب:٢٩- آدمی اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح کرسکتا ہے

٣٢٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ.

٣٢٥٧- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تو وہ چھ سال کی تھیں اور انھیں اپنے گھر بسایا تو نو سال کی تھیں۔

فوائد و مسائل: ① نابالغ بیٹی کا نکاح کرنے میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ بلوغت کے وقت اس بیٹی کو نکاح کے قائم رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ باپ کے علاوہ کوئی اور ولی نابالغ بچی کا نکاح کروائے تو بلوغت کے وقت لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ اس پر اتفاق ہے۔ حدیث کی رو سے پہلی صورت میں بھی اختیار ہے، یعنی جب باپ نے نکاح کروایا ہو۔ ② بعض حضرات کو تعجب ہے کہ نو سال کی بچی کے ساتھ شب بسری کس طرح ممکن ہے؟ اور وہ بھی پچپن سالہ آدمی کی؟ حالانکہ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اگر لڑکی نو سال کی عمر میں بالغ ہو جائے تو اس کے ساتھ شب بسری میں کون سی قانونی یا اخلاقی

٣٢٥٧- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها، ح:٣٨٩٤ وغيره، ومسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح:١٤٢٢/ ٧٠ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٣٦٦، ورواه عبدالرحمن بن أبي الزناد المدني عن هشام به (أحمد: ٦/ ١١٨).

رکاوٹ ہے؟ جسمانی طور پر بیس سالہ جوان یا پچپن سالہ آدمی کے جماع میں کوئی فرق نہیں۔ بلوغت کے لیے کوئی مخصوص عمر مقرر نہیں اس میں آب و ہوا اور خوراک کا بڑا عمل دخل ہے۔ اس بنا پر مختلف علاقوں میں بلوغت کی عمر مختلف ہے' لہٰذا اس پر تعجب کرنے والے خود قابل تعجب ہیں۔ ایسے لوگوں کی بنا پر صحیح احادیث کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

٣٢٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لِسَبْعِ سِنِينَ، وَدَخَلَ عَلَيَّ لِتِسْعِ سِنِينَ.

٣٢٥٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ساتویں سال میں نکاح کیا اور میں نو سال کی ہوئی تو مجھے اپنے گھر بسایا۔

فائدہ: چھ اور سات میں اختلاف نہیں۔ چھ سال عمر ہو چکی تھی اور ساتواں شروع تھا۔ دونوں صحیح ہیں۔

٣٢٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لِتِسْعِ سِنِينَ، وَصَحِبْتُهُ تِسْعًا.

٣٢٥٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نو سال کی عمر میں اپنے گھر آباد فرمایا اور میں نو سال آپ کی مبارک صحبت میں رہی۔

فائدہ: ہجرت کے دوسرے سال رخصتی ہوئی اور آپ مدینہ منورہ میں کل دس سال رہے۔ پھر اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

٣٢٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ

٣٢٦٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے شادی فرمائی تو وہ نو سال کی تھیں۔ آپ ﷺ فوت ہوئے تو وہ اٹھارہ سال کی تھیں۔

٣٢٥٨- [صحيح] من حديث هشام به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٦٧.

٣٢٥٩- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٦٩. * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي.

٣٢٦٠- أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح: ١٤٢٢/ ٧٢ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٦٨.

الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِي عَشْرَةَ.

فائدہ: بعض حضرات جو بزعم خود محقق بنتے ہیں' حضرت عائشہ ﷝ کی عمر کے بارے میں مندرجہ بالا احادیث کو تسلیم نہیں کرتے' حالانکہ یہ احادیث صحیح ہیں۔ خود حضرت عائشہ ﷝ کا اپنا بیان ہے جو ان کے مختلف شاگردوں نے ان سے نقل فرمایا ہے۔ اتنے شاگردوں کو ایک ہی غلطی نہیں لگ سکتی۔ اور پھر ان ''محققین'' کے پاس سوائے چند قیاسی باتوں کے کوئی دلیل نہیں۔ تف ہے ایسی تحقیق پر اور افسوس ہے ایسی عقل پر۔

(المعجم ٣٠) - إِنْكَاحُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الْكَبِيرَةَ (التحفة ٣٠)

باب:٣٠- بالغ لڑکی کا نکاح بھی اس کا باپ ہی کرے گا۔

٣٢٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا قَالَ: - يَعْنِي - تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ - قَالَ عُمَرُ: فَأَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، قَالَ: قُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي

٣٢٦١- حضرت عمر بن خطاب ﷛ سے مروی ہے کہ جب (میری بیٹی) حفصہ بنت عمر اپنے خاوند حضرت خنیس بن حذافہ سہمی ﷛ سے بیوہ ہوگئی... اور یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے... تو میں حضرت عثمان بن عفان ﷛ کے پاس گیا اور انھیں حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی۔ میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ سے کر دوں۔ وہ کہنے لگے: میں غور کروں گا۔ چند دن گزر گئے تو وہ مجھے ملے اور کہنے لگے: میرا خیال ہے کہ میں ان دنوں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر نے کہا: پھر میں حضرت ابوبکر صدیق ﷛ سے ملا اور کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ سے کر دوں۔ ابوبکر چپ ہو گئے۔ مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے عثمان کی نسبت ان پر زیادہ غصہ تھا۔ چند دن گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے نکاح کا

٣٢٦١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٦٤.

هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا، قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ شَيْئًا فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي قَدْ كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، وَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبِلْتُهَا.

پیغام بھیج دیا اور میں نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا' پھر مجھے ابوبکر ملے اور کہنے لگے: شاید اس وقت آپ مجھ پر ناراض ہو گئے تھے جب آپ نے مجھے حضرت حفصہ کے نکاح کی پیش کش کی تھی اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا؟ میں نے کہا: بالکل۔ وہ کہنے لگے: آپ نے جو مجھے پیش کش کی تھی اس کا جواب دینے میں مجھے کوئی چیز مانع نہیں تھی مگر مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کا ذکر فرمایا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ اگر رسول اللہ ﷺ نکاح نہ فرماتے تو میں ضرور نکاح کر لیتا۔

فائدہ: معلوم ہوا بیوہ عورت کا نکاح بھی اس کا ولی ہی کرے گا' وہ خود نہیں کرے گی۔ امام شافعی رحمہ اللہ بیوہ عورت کے نکاح کے لیے ولی کو شرط قرار نہیں دیتے مگر یہ بات درست نہیں۔ ولی ہر عورت کے لیے ضروری ہے۔ فرق یہ ہے کہ بیوہ کے نکاح میں ولی کو رکاوٹ نہیں بننا چاہیے بلکہ عورت کی رائے کو مان لینا چاہیے جبکہ کنواری لڑکی کے مسئلے میں ولی عورت کی مخالفت کر سکتا ہے۔ البتہ نکاح وہیں ہو گا جہاں ولی اور لڑکی دونوں راضی ہوں گے۔ واللہ أعلم. (یہ حدیث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے' دیکھیے حدیث: ۳۲۵۰)

(المعجم ٣١) - إِسْتِئْذَانُ الْبِكْرِ فِي نَفْسِهَا (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- کنواری لڑکی سے اس کے نکاح کے بارے میں اجازت لی جائے

٣٢٦٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۲۶۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٣٢٦٢- أخرجه مسلم، النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤٢١/ ٦٧ عن قتيبة به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٢٤، ٥٢٥، والكبرٰى، ح: ٥٣٧١.

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت اپنے نکاح کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ اختیار رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے بھی اس کے نکاح کے بارے میں اجازت لی جائے۔ اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا (انکار نہ کرنا) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''بیوہ عورت'' تفصیل سابقہ حدیث کے فائدے میں دیکھیے۔ ② ''کنواری لڑکی'' اگرچہ عورت کے لیے ولی کی رضامندی شرط ہے مگر عورت کی اپنی رضامندی بھی ضروری ہے۔ ولی کی رضامندی اس لیے کہ عورت جذبات میں آ کر ایسی جگہ نکاح نہ کر بیٹھے جس میں اولیاء کو عار لاحق ہوتی ہو اور عورت کی رضامندی اس لیے کہ اس نے ساری زندگی گزارنی ہے۔ ③ ''خاموش رہنا'' چونکہ کنواری لڑکی زیادہ شرمیلی ہوتی ہے ضروری نہیں وہ زبان سے اظہار کرے لہٰذا اس کا خاموش رہنا بھی جبکہ اس کے سامنے تفصیل ذکر کر دی جائے رضامندی شمار ہوگی مگر یہ خاموشی خوف اور ناراضی والی نہ ہو۔ ④ اگر کنواری لڑکی زبان سے انکار کر دے تو وہاں اس کا نکاح نہیں کیا جائے گا۔

٣٢٦٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ بَعْدَ مَوْتِ نَافِعٍ بِسَنَةٍ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ حَلْقَةٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا».

٣٢٦٣- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت اپنے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ اختیار رکھتی ہے اور نابالغ یا کنواری لڑکی سے بھی اجازت لی جائے۔ اور اس کا خاموش رہنا اس کی طرف سے اجازت ہوگا۔''

٣٢٦٤- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ:

٣٢٦٤- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اپنے معاملے میں زیادہ

٣٢٦٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٧٢.

٣٢٦٤ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٧٣.

حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَيِّمُ أَوْلَى بِأَمْرِهَا، وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا».

اختیار رکھتی ہے۔ اور کنواری لڑکی سے بھی اس کی ذات کے متعلق مشورہ کیا جائے گا' البتہ اس کی خاموشی اس کی اجازت (کی دلیل) ہے۔"

٣٢٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ، وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا».

۳۲۶۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بیوہ کے مقابلے میں ولی کو اختیار نہیں اور نابالغ یا کنواری سے بھی مشورہ کر لیا جائے۔ اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی طرف سے اقرار اور اجازت ہے۔"

فائدہ: "ولی کو اختیار نہیں" یعنی ولی کو رکاوٹ ڈالنے کا اختیار نہیں بلکہ وہ بیوہ کی بات کو ترجیح دے۔ یہ اس حدیث کے صحیح معنی ہیں جو دیگر احادیث سے بھی مطابقت رکھتے ہیں۔

(المعجم ٣٢) - اِسْتِئْمَارُ الْأَبِ الْبِكْرَ فِي نَفْسِهَا (التحفة ٣٢)

باب:۳۲- باپ کو چاہیے کہ وہ کنواری بیٹی سے بھی اس کے نکاح کے بارے میں اجازت حاصل کرے

٣٢٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ،

۳۲۶۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بیوہ عورت اپنے (نکاح کے) بارے میں زیادہ اختیار رکھتی ہے۔ اور کنواری لڑکی سے

٣٢٦٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٦٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٧٤، وأخرجه أبوداود، ح: ٢١٠٠ من حديث عبدالرزاق به.

٣٢٦٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٦٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٧٥، وأخرجه مسلم، ح: ١٤٢١/ ٦٧ من حديث سفيان بن عيينة به نحوه.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا، وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا أَبُوهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا».

بھی اس کا باپ اجازت حاصل کرے۔ اور اس کی خاموشی اجازت ہی ہے۔''

(المعجم ٣٣) - إِسْتِئْمَارُ الثَّيِّبِ فِي نَفْسِهَا (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- بیوہ عورت سے بھی (اس کے نکاح کے بارے میں) مشورہ کیا جائے

٣٢٦٧- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: «إِذْنُهَا أَنْ تَسْكُتَ».

٣٢٦٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت حاصل کر لی جائے۔ اور کنواری لڑکی کا بھی نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے مشورہ کر لیا جائے۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیسے معلوم ہو گی؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی اجازت یہ ہے کہ وہ خاموش رہے۔''

(المعجم ٣٤) - إِذْنُ الْبِكْرِ (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- کنواری لڑکی کی اجازت کا بیان

٣٢٦٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِسْتَأْمِرُوا النِّسَاءَ فِي أَبْضَاعِهِنَّ» قِيلَ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي وَتَسْكُتُ، قَالَ: «هُوَ إِذْنُهَا».

٣٢٦٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے ان کے نکاح کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔'' کہا گیا کہ کنواری لڑکی تو شرمائے گی اور چپ رہے گی۔ آپ نے فرمایا: ''یہی اس کی اجازت ہے۔''

٣٢٦٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٣٧٨، وهو متفق عليه كما سيأتي، ح: ٣٢٦٩.

٣٢٦٨- أخرجه البخاري، الحيل، باب: في النكاح، ح: ٦٩٧١، ومسلم، النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤٢٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٧٦.

فائدہ: اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لیے اس میں عورت کے حقوق کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کرنے سے روکا گیا ہے۔ اسلام نے یہ حقوق عورت کو اس وقت دیے جب عورتوں کو جانوروں کی طرح سمجھا جاتا تھا بلکہ جانوروں کی طرح اسے باندھا کھولا اور بیچا جاتا تھا۔

٣٢٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَسْكُتَ».

٣٢٦٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے مشورہ لیا جائے اور کنواری لڑکی کا بھی نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت لی جائے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیسے معلوم ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ وہ خاموش رہے۔“

(المعجم ٣٥) - اَلثَّيِّبُ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- بیوہ کا باپ اس کا نکاح کر دے جبکہ وہ ناپسند کرتی ہو تو؟

٣٢٧٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ

٣٢٧٠- حضرت خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد نے اس کا نکاح کر دیا جبکہ وہ بیوہ تھی۔ چنانچہ اس (خنساء) نے اس (نکاح) کو ناپسند کیا، بالآخر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی (اور آپ سے پوری بات گوش گزار کی) تو آپ نے اس (کے والد) کا کیا ہوا نکاح ختم کر دیا۔

٣٢٦٩- أخرجه مسلم، ح: ١٤١٩ (انظر الحديث السابق) من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، النكاح، باب: لا ينكح الأب وغيره البكر والثيب إلا برضاهما، ح: ٥١٣٦ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٧٧.

٣٢٧٠- أخرجه البخاري، النكاح، باب: إذا زوج الرجل ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود، ح: ٥١٣٨، ٥١٣٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٣٥، والكبرٰى، ح: ٥٣٨٠.

الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ : أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

فائدہ: اس دور میں یقیناً یہ بات حیرت انگیز تھی کہ باپ کا کیا ہوا نکاح بیٹی کو پسند نہ ہونے کی وجہ سے رد کر دیا گیا۔ یہ اسلام کا عظیم کارنامہ تھا' نیز شریعت اسلامیہ میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے' بشرطیکہ وہ بالغہ ہو۔

(المعجم ٣٦) - اَلْبِكْرُ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦-کنواری لڑکی کا باپ اس کا نکاح کر دے جبکہ وہ ناپسند کرتی ہو تو؟

٣٢٧١- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا كَهْمَسُ ابْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَتَاةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ لِيَرْفَعَ بِي خَسِيسَتَهُ وَأَنَا كَارِهَةٌ، فَقَالَتْ: اِجْلِسِي حَتّٰى يَأْتِيَ النَّبِيُّ ﷺ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ فَأَرْسَلَ إِلٰى أَبِيهَا فَدَعَاهُ، فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي، وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَعْلَمَ أَلِلنِّسَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ.

٣٢٧١-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان لڑکی ان کے پاس آئی اور کہا: میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے تاکہ میری وجہ سے اس کا مرتبہ اونچا کرے۔ جبکہ میں اسے پسند نہیں کرتی۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: تو نبی ﷺ کے تشریف لانے تک بیٹھ جا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے تو اس نے پوری بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔ آپ نے اس کے والد کو بلایا اور نکاح کا اختیار اس لڑکی کے سپرد کر دیا۔ وہ لڑکی کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے والد محترم کے کیے ہوئے نکاح کو برقرار رکھتی ہوں۔ میں تو یہ جاننا چاہتی تھی کہ عورتوں کو بھی اس (نکاح کے) معاملے میں کچھ اختیار ہے یا نہیں؟

فوائد و مسائل: ① اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کنواری لڑکی کا نکاح بھی اس کا باپ اس کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا اور لڑکی راضی نہ ہو تو اسے نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اگر خاوند رضامند نہیں ہوگا تو پھر فسخ نکاح کے لیے عدالت یا پنچایت کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ ② ''اس کا مرتبہ اونچا کرے'' وہ معاشرے میں کم حیثیت ہوگا یا اچھے کردار کا مالک نہ ہوگا۔ یا مالی مرتبہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ وہ

٣٢٧١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٦ من طريق آخر عن كهمس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٩٠.

فقیر ہوگا جبکہ یہ لڑکی اور اس کا والد امیر ہوں گے۔ ③ ''برقرار رکھتی ہوں'' معلوم ہوتا ہے لڑکی واقعتاً عقل وفضل والی تھی۔ اپنا مقصد بھی ثابت کر دیا اور باپ کی لاج بھی رکھ لی۔ رضي الله عنها وأرضاها.

٣٢٧٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ فِي نَفْسِهَا، فَإِنْ سَكَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا، فَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا».

٣٢٧٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم بچی سے اس کے نکاح کے بارے میں مشورہ کیا جائے۔ اگر وہ چپ رہے تو یہی اس کی اجازت ہے۔ اگر وہ انکار کر دے تو اس پر زبردستی نہیں کی جا سکتی۔''

فائدہ: ظاہر ہے یتیم بچی کے اولیاء اس کے بھائی یا چچا وغیرہ ہوں گے۔ انھیں زبردستی نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ باپ کو نابالغ بچی کا نکاح کرنے کی اجازت ہے' مگر بلوغت کے بعد اسے نکاح ختم کرنے یا برقرار رکھنے کا حق ہے۔

(المعجم ٣٧) - اَلرُّخْصَةُ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- محرم کو (حالت احرام میں) نکاح کرنے کی رخصت؟

٣٢٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ مُحْرِمٌ. وَفِي حَدِيثِ يَعْلَى: بِسَرِفَ.

٣٢٧٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں' حضرت یعلیٰ کی روایت کی رُو سے مقام سرف' میں نکاح فرمایا۔

٣٢٧٢- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الاستيمار، ح:٢٠٩٣، والترمذي، النكاح، باب ماجاء في إكراه اليتيمة على التزويج، ح:١١٠٩ من حديث محمد بن عمرو به، وهو في الكبرى، ح:٥٣٨١، وقال الترمذي: 'حسن'، وصححه ابن حبان، ح:١٢٣٩، ١٢٤٠.

٣٢٧٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/٣٣٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه عبدالوهاب، والحديث في الكبرى، ح:٥٤١٠، وهو متواتر عن ابن عباس رضي الله عنهما.

٣٢٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٣٢٧٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

٣٢٧٥- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، جَعَلَتْ أَمْرَهَا إِلَى الْعَبَّاسِ فَأَنْكَحَهَا إِيَّاهُ.

٣٢٧٥- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔ حضرت میمونہ نے اپنا وکیل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا' لہٰذا انھوں نے آپ سے ان کا نکاح کر دیا۔

٣٢٧٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ مُوسَى - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٣٢٧٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

فائدہ: یہ بات صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جبکہ صاحبِ واقعہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور دیگر حضرات سے اس کے خلاف آتا ہے' یعنی رسول اللہ ﷺ نے جب نکاح فرمایا تو آپ محرم نہ تھے بلکہ حلال تھے۔ یا پھر مطلب ہوگا کہ حرم میں یا حرمت والے مہینے میں نکاح فرمایا لیکن صریح دلیل کے مقابلے میں اس قسم کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ (تفصیل دیکھیے' حدیث: ٢٨٤٠، ٢٨٤٥)

٣٢٧٤- **[صحيح]** تقدم، ح: ٢٨٤٠، ٢٨٤١، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٠٧، وأخرجه البخاري، ح: ٥١١٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٢٧٥- **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٥٣٩٣، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

٣٢٧٦- **[صحيح]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٠٦، والصواب أنه صلى الله عليه وسلم تزوجها وهو حلال، والمراد بالمحرم داخل الحرم، لا أنه كان محرمًا بإحرام الحج.

(المعجم ٣٨) - اَلنَّهْيُ عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ (التحفة ٣٨)

باب:٣٨-محرم کے لیے نکاح کرنا منع ہے

٣٢٧٧- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ: أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ».

٣٢٧٧-حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ کسی کا کرائے اور نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔''

٣٢٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ مَطَرٍ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ».

٣٢٧٨-حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''محرم اپنا نکاح کرے نہ کسی کا کرائے اور نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔''

فائدہ: سابقہ باب میں فعلی روایت اس کے خلاف ہے مگر تعارض کے وقت قول ہی کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ فعل میں کئی احتمالات ممکن ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ آپ کا خاصہ ہو' نیز اس فعلی روایت کے مخالف فعلی روایت بھی موجود ہے۔ جو کہ خود صاحب واقعہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ آپ نے مجھ سے حالت حل میں نکاح کیا تھا' لہٰذا ہر لحاظ سے قولی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ (یا بقول شیخ البانی رحمہ اللہ ان روایات کو شاذ قرار دیا جائے جن میں حالت احرام میں نکاح کرنے کا بیان ہے۔) مگر تعجب ہے احناف پر کہ انھوں نے یہ اصول چھوڑ کر اس

٣٢٧٧_[صحيح] تقدم، ح: ٢٨٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤١٣.

٣٢٧٨_[صحيح] تقدم، ح: ٢٨٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤١٤.

مختلف فیہ فعلی روایت کو ترجیح دی ہے جبکہ اس کی تاویل بھی ممکن ہے، یعنی محرم کے معنی ہیں "حرم میں" یا "حرمت والے مہینے میں" وغیرہ تاکہ تعارض نہ رہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے روایت ۲۸۴۰، ۲۸۴۵)

(المعجم ٣٩) - مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَلَامِ عِنْدَ النِّكَاحِ (التحفة ٣٩)

باب:۳۹-نکاح کے وقت کیا پڑھنا مستحب ہے؟

٣٢٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلتَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ، قَالَ: «اَلتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ: أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلِ اللهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَيَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ».

۳۲۷۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز میں تشہد اور دوسری حاجات (خطبۂ نکاح وغیرہ) میں تشہد سکھلایا۔ حاجت نکاح وغیرہ والا تشہد یہ ہے: [أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ] "سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور ہم اس سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفوس کی شرارتوں سے (بچنے کے لیے) اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔" پھر آپ تین آیات پڑھتے۔

فوائد و مسائل: ① "میں گواہی دیتا ہوں" چونکہ گواہی کسی کی طرف سے نہیں دی جا سکتی، لہٰذا یہاں واحد کا صیغہ ہی مناسب ہے، جبکہ مدد، بخشش اور پناہ اوروں کے لیے بھی طلب کی جا سکتی ہے، لہٰذا پہلے جملوں میں جمع کے صیغے مناسب ہیں۔ ② "تین آیات" اور یہ تین آیات مشہور ہیں۔ ان کے بعد پھر آپ اپنا مقصود بیان فرماتے۔ ③ حدیث کی تضعیف اور تصحیح کی بابت بحث پیچھے کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۱۴۰۵۔

٣٢٧٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في خطبة النكاح، ح: ٢١١٨ من حديث أبي إسحاق به، وعنعن، وانظر، ح: ٩٦، وصححه الترمذي، ح: ١١٠٥ وغيره، وله طريق آخر منقطع.

٣٢٨٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ فِي شَيْءٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ [وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ] وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ».

٣٢٨٠-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کسی مسئلے میں بات چیت کی تو نبی ﷺ نے یوں خطبہ ارشاد فرمایا: [إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ ...... أَمَّا بَعْدُ] ''تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ اکیلا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔حمد وصلاۃ کے بعد......''

(المعجم ٤٠) - مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخُطْبَةِ (التحفة ٤٠)

باب:۴۰-کس قسم کا خطبہ مکروہ ہے؟

٣٢٨١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: تَشَهَّدَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ».

٣٢٨١-حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کی موجودگی میں خطبہ دیا۔ ان میں سے ایک نے کہا: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا' وہ ہدایت یافتہ ہوگا۔اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا' وہ گمراہ ہوگا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو برا خطیب ہے۔''

٣٢٨٠ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٦٨ من حديث داود بن أبي هند به.

٣٢٨١ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٧٠ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان الثوري به. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وعبدالعزيز هو ابن رفيع.

فائدہ: ”تو برا خطیب ہے“ آپ کا اشارہ اللہ اور اس کے رسول کو ایک ضمیر (يَعْصِهِمَا کی هِمَا ضمیر) میں جمع کرنے کی طرف ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس طرح کہہ: [وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ] ”جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے۔“ (صحيح مسلم، الجمعة، حديث:٨٧٠) کیونکہ اس سے وہم پڑتا ہے کہ شاید دونوں ہم مرتبہ ہیں۔ جبکہ خالق و مخلوق میں کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ لیکن صحیح احادیث میں اللہ اور اس کے رسول کو ایک ضمیر میں ذکر بھی فرمایا گیا ہے، مثلاً: صحیحین کی حدیث میں ہے: [أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا] (صحيح البخاري، الإيمان، حديث: ١٦، وصحيح مسلم، الإيمان، حديث: (٦٧)-٤٣) اسی طرح آپ کے ایک خطبے میں بعینہ یہی الفاظ ہیں: [وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى] (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:١٠٩٨) اور [وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ] (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:١٠٩٧) نیز قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَآئِكَتَهُ يُصَلُّونَ﴾ میں بھی ضمیر مشترک ہے، اس کے باوجود آپ نے یہاں تثنیہ کی ضمیر لانے پر اظہار ناراضی فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وعظ و تقریر کے موقع پر ابہام کی بجائے توضیح و تفسیر کی ضرورت ہے۔ اس خطیب نے یہاں ابہام کا مظاہرہ کیا جسے آپ نے ناپسند فرمایا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اختصار بھی اگرچہ جائز ہے لیکن عوام کے سامنے مختصر بات کرنے کی بجائے واضح الفاظ میں بات کی جائے، چاہے اس میں کچھ طوالت ہو، تاکہ عوام کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ مزید دیکھیے: (شرح صحيح مسلم للنووي، حديث: ٨٧٠)

(المعجم ٤١) - بَابُ الْكَلَامِ الَّذِي يَنْعَقِدُ بِهِ النِّكَاحُ (التحفة ٤١)

باب:٤١- اس کلام کا بیان جس سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

٣٢٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ، فَسَكَتَ فَلَمْ يُجِبْهَا النَّبِيُّ ﷺ بِشَيْءٍ، ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا

٣٢٨٢- حضرت سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے ہاں کچھ لوگوں میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے آپ کو آپ کے نکاح کے لیے پیش کرتی ہوں۔ آپ میرے بارے میں جو مناسب سمجھیں فیصلہ فرمائیں۔ آپ چپ ہو گئے اور اسے کچھ جواب نہ دیا۔ وہ دوبارہ کھڑی ہو کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے آپ کو آپ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کرتی ہوں۔

٣٢٨٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٠٢.

رَأْيَكَ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «هَلْ مَعَكَ شَيْءٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَاذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ» فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: لَمْ أَجِدْ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، قَالَ: «هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قَالَ: نَعَمْ مَعِيَ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا، قَالَ: «[قَدْ] أَنْكَحْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

آپ میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ (آپ پھر چپ رہے تو) ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! (اگر آپ کو ضرورت نہیں تو) اس عورت کا نکاح مجھ سے فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس (مہر وغیرہ کے لیے) کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ' تلاش کرو چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔'' وہ گیا' تلاش کے بعد واپس آیا اور کہنے لگا: مجھے کوئی چیز نہیں ملی' لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کچھ قرآن یاد ہے۔'' اس نے کہا: جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورتیں حفظ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے قرآن مجید کی ان سورتوں (کی تعلیم) کے عوض تیرا اس سے نکاح کر دیا۔''

فائدہ: معلوم ہوا جو الفاظ ایجاب وقبول پر دلالت کرتے ہوں' ان سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا: میرا اس سے نکاح فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تیرا نکاح کر دیا۔'' یہ ایجاب وقبول ہے۔ ایجاب خاوند یا بیوی کسی طرف سے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح قبول بھی۔ ایک فریق ایجاب کرے' دوسرا قبول۔ مناسب ہے کہ یہ ایجاب وقبول گواہوں کے سامنے علانیہ کروایا جائے۔ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۲۰۲)

(المعجم ٤٢) - اَلشُّرُوطُ فِي النِّكَاحِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- نکاح میں شرطوں کا بیان

٣٢٨٣- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ يُوَفَّى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

۳۲۸۳- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شرط پوری کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے' وہ ہے جس کے ساتھ تم عورتوں کو اپنے لیے حلال کرتے ہو۔''

٣٢٨٣- أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح، ح: ٢٧٢١ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح، ح: ١٤١٨ من حديث يزيد بن أبي حبيب به.

فائدہ: ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت جو شرطیں عائد کی جائیں انھیں پورا کرنا ضروری ہے ورنہ نکاح قائم نہ رہے گا' بشرطیکہ وہ شرطیں شریعت اور نکاح کے تقاضے کے خلاف نہ ہوں۔ بعض حضرات نے اس ''شرط'' سے مراد صرف مہر لیا ہے کہ اس کی ادائیگی ضروری ہے ورنہ عورت نکاح فسخ کروا سکتی ہے۔ بعض نے اس سے مراد بیوی کے وہ حقوق لیے ہیں جو نکاح کے بعد اسے حاصل ہوتے ہیں' مثلاً: مہر' نفقہ اور حسن سلوک وغیرہ۔ الفاظ کے عموم کی رو سے راجح بات پہلی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

٣٢٨٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُولُ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ: أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ يُوَفَّى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

۳۲۸۴- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شرط کو پورا کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے' وہ ہے جس کے ساتھ تم عورتوں کو اپنے لیے حلال کرتے ہو۔''

(المعجم ٤٣) - اَلنِّكَاحُ الَّذِي تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لِمُطَلِّقِهَا (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- کس نکاح کے ساتھ تین طلاقوں والی عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو سکتی ہے؟

٣٢٨٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي، وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَمَا

۳۲۸۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت رفاعہ ؓ کی (سابقہ) بیوی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: رفاعہ نے مجھے طلاق دی اور طلاق بتہ (تیسری طلاق) دی۔ میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا مگر اس کے پاس تو کپڑے کے پلو (کنارے' یعنی مردانہ کمزوری) کا سا معاملہ ہے۔

٣٢٨٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٢٨٥ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب شهادة المختبىء، ح: ٢٦٣٩، ومسلم، النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح زوجًا غيره ويطأها . . . الخ، ح: ١٤٣٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ».

رسول اللہ ﷺ (اس کی اس تمثیل پر) مسکرائے اور فرمایا: ''شاید تو دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے؟ تو نہیں جا سکتی حتی کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس سے لطف اندوز ہو۔''

فوائد و مسائل: ① ''رفاعہ کی بیوی'' یعنی جو پہلے رفاعہ کی بیوی تھی' ورنہ اس وقت تو وہ عبدالرحمٰن بن زبیر کے نکاح میں تھی۔ ② ''تیسری طلاق'' عربی میں لفظ بَتَّـہ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں: قطعی طلاق' یعنی جس کے بعد رجوع کا امکان نہ ہو۔ اور وہ عام حالات میں تیسری طلاق ہی ہو سکتی ہے۔ ③ ''پلو'' یہ ان کی مردانہ قوت کی کمزوری کی طرف اشارہ ہے۔ کنایات میں عموماً مبالغہ آرائی ہوتی ہے ورنہ وہ کنایہ نہیں ہوتا' لہٰذا ظاہر الفاظ مراد نہیں ہوتے۔ صرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ اس کی یہ شکایت درست نہ تھی کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اسے رد کر دیا تھا۔ صحیح بخاری میں یہ صراحت موجود ہے کہ خاوند کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ اس کی بیوی نبی ﷺ کے پاس شکایت لے کر گئی ہے تو وہ بھی پہنچ گئے۔ اس کے ساتھ (دوسری بیوی سے) ان کے دو بیٹے بھی تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! واللہ یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ میں تو اسے چمڑے کی طرح ادھیڑ کر رکھ دیتا ہوں (یعنی پوری قوت سے بھرپور جماع کرتا ہوں) لیکن یہ مجھے ناپسند کرتی ہے اور رفاعہ کی طرف واپس جانا چاہتی ہے...... پھر نبیٔ اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ ''یہ تیرے بیٹے ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تو اس پر یہ الزام لگا رہی ہے؟ حالانکہ اللہ کی قسم! اس کے بیٹے اپنے باپ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ مشابہت رکھتے ہیں جتنی ایک کوا دوسرے کوے سے رکھتا ہے۔'' (صحیح البخاري' اللباس' حدیث: ٥٨٢٥) وہ عورت اپنے بیان کے مطابق پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں جا سکتی تھی کیونکہ اس کے لیے دوسرے خاوند کا اس کے ساتھ جماع اور اس کے بعد طلاق دینا ضروری تھا۔ ④ ''لطف اندوز ہو'' تیسری طلاق کے بعد خاوند بیوی ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں' الا یہ کہ وہ عورت کسی اور شخص سے نکاح کرے' پھر ان میں بھی ناچاقی ہو جائے تو وہ عورت عدت کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے بشرطیکہ دوسرا خاوند اس سے جماع کر چکا ہو۔ اگر جماع نہ ہوا ہو تو طلاق کے باوجود وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہ ہو گی۔ ''لطف اندوز ہو'' میں اس طرف اشارہ ہے۔ ⑤ آج کل ''حلالہ'' کے نام پر جو بے غیرتی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور عورتوں کو بھینسوں کی طرح کرائے کے ''سانڈ'' کے پاس لے جایا جاتا ہے' یہ امر سراسر شریعت کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں ملوث تمام اشخاص پر لعنت فرمائی ہے۔

(المعجم ٤٤) - تَحْرِيمُ الرَّبِيبَةِ الَّتِي فِي حِجْرِهِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴-کسی آدمی کے گھر میں پرورش پانے والی پچھ لگ (ربیبہ) لڑکی سے اس کا نکاح حرام ہے

٣٢٨٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ - وَأُمُّهَا أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ - أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَ تُحِبِّينَ ذٰلِكِ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ يُشَارِكُنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ أُخْتَكِ لَا تَحِلُّ لِي» فَقُلْتُ: وَاللهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ: «بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: «وَاللهِ! لَوْلَا أَنَّهَا رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ».

٣٢٨٦- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ جن کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ تھیں' نے بتایا کہ مجھے حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان ؓ نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ میری بہن بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اسے پسند کرتی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ میں کون سا آپ کے گھر میں اکیلی ہوں؟ اور میری بہن میرے ساتھ اس خیر (آپ کی زوجیت) میں شریک ہو جائے تو مجھے اس سے بڑھ کر کون سی چیز پسندیدہ ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیری بہن میرے لیے حلال نہیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہم تو آپس میں یہ تبصرے کرتی رہتی ہیں کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ کی بیٹی سے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر وہ میری بیوی کی پچھ لگ بیٹی (میرے گھر میں) نہ بھی (رہ رہی) ہوتی' پھر بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا' لہٰذا تم مجھ سے نکاح کے لیے اپنی بیٹیاں

٣٢٨٦ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب: "وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم"، ح: ٥١٠١ عن أبي اليمان حكم بن نافع به، ومسلم، الرضاع، باب تحريم الربيبة وأخت المرأة، ح: ١٤٤٩/ ١٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤١٧.

اور بہنیں پیش نہ کیا کرو۔"

فوائد ومسائل: ① "میری بہن سے نکاح کر لیں" ان کا خیال تھا کہ محرمات کی تحریم عام مسلمانوں کے لیے ہے' رسول اللہ ﷺ اس پابندی سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ بہت سے مسائل میں آپ دوسروں سے ممتاز ہیں لیکن ان کا یہ خیال درست نہیں تھا۔ بیوی کی بہن عام مسلمانوں کی طرح آپ پر بھی حرام تھی۔ ② "پچھ لگ بیٹی" یعنی بیوی کی ایسی بیٹی جو سابقہ خاوند سے ہو' دوسرے خاوند پر حرام ہے' خواہ وہ اس کے گھر میں اپنی والدہ کے ساتھ رہ رہی ہو یا کہیں الگ رہتی ہو۔ گھر میں پرورش پانے کا ذکر آیت اور احادیث میں غالب احوال کے اعتبار سے ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ گھر میں رہنے یا نہ رہنے کا رشتے کی حرمت وحلت سے کیا تعلق ہے؟ چونکہ عام طور پر بچیاں والدہ کے ساتھ ہی رہتی ہیں' اس لیے یہ الفاظ ذکر فرما دیے گئے' ورنہ یہ حرمت کے لیے شرط نہیں۔ حرمت کے لیے سبب بیوی کی بیٹی ہونا ہی کافی ہے۔ اس حرمت میں بھی رسول اللہ ﷺ عام مسلمانوں کے ساتھ شریک ہیں۔ ③ "ثویبہ" ابولہب کی لونڈی جسے اس نے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ وہ بعد میں بھی بنوعبدالمطلب کے گھروں میں رہی۔

(المعجم ٤٥) - تَحْرِيمُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُمِّ وَالْبِنْتِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- ماں اور اس کی بیٹی دونوں سے بیک وقت نکاح حرام ہے

٣٢٨٧- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْكِحْ بِنْتَ أَبِي - تَعْنِي أُخْتَهَا -، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ يَشْرَكُنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ» قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ!

۳۲۸۷- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بہن سے نکاح کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو یہ بات پسند کرتی ہے؟" انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں کون سا آپ کے گھر میں اکیلی ہوں؟ اور میری بہن اس فضیلت میں میرے ساتھ شریک ہو جائے' اس سے زیادہ پسندیدہ بات کیا ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ حلال نہیں۔" حضرت ام حبیبہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم تو یہ تبصرے کرتی رہتی ہیں کہ آپ درہ بنت

٣٢٨٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الكبرى، ح: ٥٤١٥.

وَاللّٰهِ! لَقَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ تَنْكِحُ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ: «بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ؟» قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَوَاللّٰهِ! لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ، إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ».

ابوسلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ کی بیٹی؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر وہ میری بیوی کی پچھ لگ بیٹی نہ ہوتی تب بھی وہ میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا' لہٰذا تم مجھ پر نکاح کے لیے اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کیا کرو۔''

فائدہ: باب کا مقصود یہ ہے کہ بیوی کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں (بشرطیکہ بیوی سے جماع کر چکا ہو) نیز باب کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے' حالانکہ اگر بیوی فوت ہو جائے' تب بھی اس کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں۔ اسی طرح بیوی کی ماں سے بھی کسی حال میں نکاح جائز نہیں' خواہ بیوی زندہ ہو یا فوت شدہ' نکاح میں باقی ہو یا اسے طلاق دے دی ہو۔

٣٢٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ؟ لَوْ أَنِّي لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ».

٣٢٨٨- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: تحقیق ہم یہ باتیں کرتی رہتی ہیں کہ آپ عنقریب درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح فرمانے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ام سلمہ سے نکاح کے بعد؟ نیز اگر میں نے ام سلمہ سے نکاح نہ بھی کیا ہوتا' تب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ اس (درہ) کا باپ (حضرت ابوسلمہ ؓ) میرا رضاعی بھائی تھا۔''

(المعجم ٤٦) - تَحْرِيمُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ (التحفة ٤٦)

باب:٤٦- دو بہنوں سے (بیک وقت) نکاح حرام ہے

٣٢٨٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

٣٢٨٩- حضرت ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣٢٨٨- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٤١٩.

٣٢٨٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٨٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٤١٨.

عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي؟ قَالَ: «فَأَصْنَعُ مَاذَا؟» قَالَتْ: تَزَوَّجُهَا، قَالَ: «فَإِنَّ ذٰلِكِ أَحَبُّ إِلَيْكِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ يَشْرَكُنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، قَالَ: «إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي» قَالَتْ: فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: «بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: «وَاللهِ! لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ».

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو میری بہن سے کچھ رغبت ہے؟ آپ نے فرمایا: ”میں کیا کروں؟“ میں نے کہا: اس سے نکاح کر لیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ پسند ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، میں پہلے بھی تو آپ کے گھر میں اکیلی نہیں۔ اور میری بہن اس فضیلت میں میرے ساتھ شریک ہو جائے تو مجھے یہ بہت پسند ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ تو میرے لیے حلال نہیں ہے۔“ میں نے کہا: مجھے تو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ درہ بنت ام سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ابوسلمہ کی بیٹی سے؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر وہ میری بیوی کی بیٹی نہ ہوتی تب بھی میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ تم مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں نکاح کے لیے پیش نہ کیا کرو۔“

فائدہ: دو بہنوں سے بیک وقت نکاح حرام ہے مگر یکے بعد دیگرے جائز ہے یعنی ایک مر جائے یا اسے طلاق دے دی جائے تو دوسری بہن سے نکاح ہو سکتا ہے بخلاف بیوی کی بیٹی یا ماں کے کہ ان کے ساتھ بیوی کے مرنے یا طلاق کے باوجود نکاح نہیں ہو سکتا۔

(المعجم ٤٧) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا (التحفة ٤٧)

باب: ٤٧- ایک عورت اور اس کی پھوپھی سے (بیک وقت) نکاح حرام ہے

٣٢٩٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ

٣٢٩٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت اور اس کی

٣٢٩٠- أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح: ٥١٠٩، ومسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح: ١٤٠٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٣٢، والكبرى، ح: ٥٤٢٠.

أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا».

پھوپھی یا کسی عورت اور اس کی خالہ سے (بیک وقت) نکاح نہ کیا جائے۔"

فائدہ: بھتیجی، پھوپھی اور بھانجی، خالہ انتہائی قریبی رشتے ہیں۔ ایسے قریبی رشتوں کو سوکناپے میں بدلنا ظلم عظیم ہے جبکہ یہ رشتے انتہائی محبت اور خلوص کے متقاضی ہیں، لہٰذا انھیں بھی دو بہنوں والا حکم دیا گیا ہے کیونکہ دو بہنوں سے بیک وقت نکاح بھی اسی بنا پر حرام ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ان سے بھی یکے بعد دیگرے نکاح جائز ہے جیسا کہ دو بہنوں سے جائز ہے۔ بیک وقت نکاح کرنا منع ہے۔

٣٢٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ فُلَيْحٍ عَنْ يُونُسَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

٣٢٩١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ایک عورت اور اس کی پھوپھی یا ایک عورت اور اس کی خالہ سے بیک وقت نکاح کیا جائے۔

٣٢٩٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ رَبِيعَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا.

٣٢٩٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر نکاح کیا جائے۔

٣٢٩١_ أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح:٥١١٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح:١٤٠٨ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٢١.

٣٢٩٢_ أخرجه مسلم، ح:١٤٠٨/٣٤ (انظر الحديث السابق) من حديث عراك به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٢٢.

٣٢٩٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ يُجْمَعُ بَيْنَهُنَّ: اَلْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

٣٢٩٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنے سے منع فرمایا: عورت اور اس کی پھوپھی۔ اسی طرح کوئی عورت اور اس کی خالہ۔

فائدہ: ''چار عورتیں'' ظاہر الفاظ سے غلط فہمی ہو سکتی ہے کیونکہ نکاح دو سے بھی بیک وقت حرام ہے جیسا کہ پیچھے تفصیل گزری، مگر چونکہ اس کی دو صورتیں ہیں، اس لیے جمع کر کے چار کہہ دیا۔

٣٢٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا».

٣٢٩٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے نکاح پر نکاح نہ کیا جائے۔''

٣٢٩٥- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ عَلَى خَالَتِهَا.

٣٢٩٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے نکاح پر نکاح کیا جائے۔

٣٢٩٣_ أخرجه مسلم، ح: ١٤٠٨/ ٣٤ من حديث الليث بن سعد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٢٣.

٣٢٩٤_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٤٢٨.

٣٢٩٥_ أخرجه مسلم، ح: ١٤٠٨/ ٤٠ من حديث عمرو بن دينار به، انظر الحديث المتقدم: ٣٢٩١.

٣٢٩٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا».

٣٢٩٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ نکاح ہوتے ہوئے نکاح نہ کیا جائے۔''

(المعجم ٤٨) - تَحْرِيمُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا (التحفة ٤٨)

باب:٤٨- کسی عورت اور اس کی خالہ سے بیک وقت نکاح حرام ہے

٣٢٩٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا».

٣٢٩٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر نکاح نہ کیا جائے۔''

٣٢٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْعَمَّةُ عَلَى بِنْتِ أَخِيهَا.

٣٢٩٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی کے نکاح پر نکاح کیا جائے یا پھوپھی سے اس کی بھتیجی کے نکاح پر نکاح کیا جائے۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ پھوپھی اور بھتیجی سے بیک وقت نکاح حرام ہے، خواہ پہلے پھوپھی سے نکاح کیا گیا ہو یا بھتیجی سے۔ خالہ اور بھانجی کا حکم بھی یہی ہے۔

٣٢٩٦ـ أخرجه مسلم، ح:١٤٠٨/٣٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به. انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٢٤. * أبوإسماعيل هو إبراهيم بن عبدالملك القناد.

٣٢٩٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٢٥، وتقدم طرفه، ح:٣٢٤٤. * هشام هو ابن حسان، ومحمد هو ابن سيرين، ويحيى هو القطان.

٣٢٩٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب ما يكره أن يجمع بينهن من النساء، ح:٢٠٦٥ من حديث داود بن أبي هند به، وعلقه البخاري، النكاح، باب: "لا تنكح المرأة على عمتها"، ح:٥١٠٨.

٣٢٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الشَّعْبِيِّ كِتَابًا فِيهِ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا» قَالَ: سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ جَابِرٍ.

٣٢٩٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح کی موجودگی میں نکاح نہ کیا جائے۔''

٣٣٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا.

٣٣٠٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر نکاح کیا جائے۔''

٣٣٠١- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ عَلَى خَالَتِهَا.

٣٣٠١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر نکاح کرنے سے منع فرمایا۔

(المعجم ٤٩) - مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ (التحفة ...)

باب:۴۹- رضاعت کی وجہ سے کون کون سے رشتے حرام ہوتے ہیں؟

٣٣٠٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ

٣٣٠٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو رشتے پیدائشی نسب کی وجہ سے حرام

٣٢٩٩- [صحيح] انظر الحديث الآتي.

٣٣٠٠- أخرجه البخاري، ح: ٥١٠٨ (انظر الحديث المتقدم برقم: ٣٢٩٨) من حديث ابن المبارك به.

٣٣٠١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٤٣٤، وللحديث طرق كثيرة، منها الحديث السابق.

٣٣٠٢- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب، ح: ١١٤٧ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٠٧، وصححه ابن حبان وغيره.

قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا حَرَّمَتْهُ الْوِلَادَةُ حَرَّمَهُ الرَّضَاعُ».

ہیں' رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔''

فائدہ: شریعت اسلامیہ نے رضاعت کو بھی نسبی رشتے کی طرح تقدس عطا کیا ہے۔ جس طرح نسبی لحاظ سے محترم رشتے نکاح کے لیے حرام قرار دیے گئے ہیں' اسی طرح رضاعت کے لحاظ سے بھی وہی رشتے نکاح کے لیے حرام قرار دیے گئے ہیں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ وہ رشتے دودھ پینے والے بچے ہی پر حرام ہوں گے' اس کے دیگر نسبی رشتہ داروں پر حرام نہیں ہوں گے' مثلاً: دودھ پینے والے بچے پر اس کی رضاعی ماں اور بہن سے نکاح حرام ہے مگر اس بچے کے دیگر بھائیوں پر ان سے نکاح حرام نہیں۔ گویا دودھ پینے والے پر تو اس کی رضاعی والدہ کا پورا خاندان حرام ہے مگر رضاعی ماں اور اس کے خاندان پر بچے کا دیگر خاندان حرام نہیں۔

٣٣٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمَّى أَفْلَحَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ، فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَحْتَجِبِي مِنْهُ، فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

٣٣٠٣- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ ان کا رضاعی چچا جس کا نام افلح تھا' نے ان کے ہاں آنے کی اجازت طلب کی تو انھوں نے اس سے پردہ کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو بتلایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''عائشہ! اس سے پردہ نہ کرو کیونکہ رضاعت کی بنا پر وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہوتے ہیں۔''

فائدہ: یہ حضرت افلح ؓ حضرت عائشہ ؓ کے رضاعی والد کے بھائی تھے۔ حضرت عائشہ ؓ کا خیال تھا کہ رضاعت کی بنا پر دودھ پلانے والی کے ساتھ رشتہ قائم ہونا تو معقول بات ہے مگر اس کے خاوند کے رشتہ داروں سے رشتہ کیسے قائم ہو سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے دودھ میں اس کے خاوند کا بھی دخل ہوتا ہے' لہٰذا عورت کے خاوند اور اس کے رشتے داروں سے بھی دودھ پینے والے بچے کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔

٣٣٠٣- أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ٩/١٤٤٥ عن قتيبة بن سعيد به، والبخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح: ٢٦٤٤ من حديث عراك به.

٣٣٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

۳۳۰۴- حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رضاعت کی بنا پر وہ سب رشتے (نکاح کے لیے) حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں۔''

٣٣٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ».

۳۳۰۵- حضرت عائشہ ﷞ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رضاعت کی وجہ سے وہ سب رشتے (نکاح کے لیے) حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائشی نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔''

(المعجم ٥٠) - تَحْرِيمُ بِنْتِ الْأَخِ مِنَ الرَّضَاعَةِ (التحفة ٥٠)

باب:۵۰- رضاعی بھتیجی سے بھی نکاح حرام ہے

٣٣٠٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِي قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا؟ قَالَ: «وَعِنْدَكَ أَحَدٌ؟» قُلْتُ:

۳۳۰۶- حضرت علی ﷛ سے منقول ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ قریش (کے دیگر قبائل) میں تو فراخ دلی سے رشتے فرما رہے ہیں مگر ہمیں (بنو ہاشم کو) محروم رکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس کوئی (رشتہ) ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں! حمزہ کی بیٹی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ

٣٣٠٤- أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع ... الخ، ح:٢٦٤٦، ومسلم، الرضاع، باب: يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب، ح:١٤٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٠١، والكبرى، ح:٥٤٣٥.

٣٣٠٥- [صحيح] وهو في الكبرى، ح:٥٤٣٦.

٣٣٠٦- أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة، ح:١٤٤٦ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرى، ح:٥٤٤٦.

نَعَمْ! بِنْتُ حَمْزَةَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ».

تو میرے لیے حلال نہیں کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔"

فائدہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی نسبی لحاظ سے تو رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد بہن تھی اور اس سے آپ کا نکاح جائز تھا' اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کی پیش کش کی لیکن چونکہ وہ آپ کی رضاعی بھتیجی بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے بھی دودھ پلایا تھا۔ اس لحاظ سے وہ آپ کے رضاعی بھائی تھے' لہٰذا ان کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں تھا کیونکہ رضاعی بھتیجی بھی نسبی بھتیجی کی طرح ہوتی ہے۔

٣٣٠٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بِنْتُ حَمْزَةَ فَقَالَ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ». قَالَ شُعْبَةُ هٰذَا سَمِعَهُ قَتَادَةُ مِنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ.

٣٣٠٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی (سے نکاح کرنے) کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "بلاشبہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔"

٣٣٠٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُرِيدَ عَلَى بِنْتِ حَمْزَةَ فَقَالَ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، وَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

٣٣٠٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "بلاشبہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور یقیناً رضاعت کی بنا پر وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہوتے ہیں۔"

٣٣٠٧- أخرجه البخاري، النكاح، باب: "وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم"، ح:٥١٠٠، ومسلم، الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة، ح:١٤٤٧/١٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٤٥.

٣٣٠٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٤٧، وأخرجه مسلم، ح:١٤٤٧/١٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

فائدہ: بھتیجی محرمات میں داخل ہے، خواہ حقیقی بھائی کی بیٹی ہو یا رضاعی بھائی کی۔ بہن، بھائی اور ان کی اولاد سے نکاح قطعاً حرام ہے۔

(المعجم ٥١) - اَلْقَدْرُ الَّذِي يُحَرِّمُ الرَّضَاعَةَ (التحفة ٥١)

باب: ۵۱- کس قدر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟

٣٣٠٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَقَالَ الْحَارِثُ: فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ - عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ مِمَّا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

۳۳۰۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو احکام نازل فرمائے، ان میں سے ایک یہ تھا کہ ”بچہ دس دفعہ کسی عورت کا واضح طور پر دودھ پی لے تو ان سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔“ پھر یہ حکم منسوخ کر کے حرمت کا حکم پانچ دفعہ واضح طور پر دودھ پینے پر لاگو کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو یہ حکم قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔

فائدہ: قرآن میں پڑھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ رضعات کا حکم بالکل آخری دور میں نازل ہوا جس کا علم آپ کی وفات کے بعد سب لوگوں کو نہ ہو سکا کہ اس آیت کی تلاوت منسوخ ہے، لہٰذا بعض لوگ کچھ دیر تک یہ آیت پڑھتے رہے۔ آہستہ آہستہ سب کو پتہ چل گیا اور سب نے پڑھنا چھوڑ دیا۔ البتہ اس کا حکم اب بھی موجود ہے کہ پانچ دفعہ دودھ پینے سے رضاعت کا حکم لاگو ہوتا ہے، کم سے نہیں۔ دراصل منسوخ آیات کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ ہیں جن کا حکم بھی منسوخ ہے اور تلاوت بھی، جیسے دس رضعات کا حکم ہے۔ دوسری وہ آیات ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہے لیکن ان کا حکم باقی ہے، جیسے: پانچ رضعات کا حکم، یا الشيخ و الشيخة إذا زنيا فارجموهما. اور تیسری وہ ہیں جن کا حکم منسوخ ہے لیکن قرآن میں وہ آیات موجود ہیں اور ایسی آیات متعدد ہیں، مثلاً: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا...... الآية﴾ اس لیے بعض لوگوں کا آپ کی وفات کے بعد پڑھنا، اطلاع نہ ہونے کی بنا پر تھا، نہ اس لیے کہ اس کا حکم باقی تھا۔

٣٣٠٩- أخرجه مسلم، الرضاع، باب التحريم بخمس رضعات، ح: ١٤٥٢ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٤٨، والموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠٨.

٣٣١٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَأَيُّوبَ، عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الرَّضَاعِ فَقَالَ: «لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ». وَقَالَ قَتَادَةُ: «اَلْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

۳۳۱۰- حضرت ام الفضل ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے رضاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ایک دو گھونٹ یا ایک دو دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت نہیں کرتا۔''

فائدہ: یہ روایت صحیح اور صریح ہے کہ ایک دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی حتی کہ زیادہ دفعہ پیے۔ سابقہ حدیث کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ مراد پانچ دفعہ ہوگا تاکہ سب احادیث پر عمل ہو سکے۔

٣٣١١- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

۳۳۱۱- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک دو دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت نہیں کرتا۔''

٣٣١٢- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

۳۳۱۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دو گھونٹ یا ایک دو دفعہ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتے۔''

٣٣١٠ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب في المصة والمصتان، ح: ١٤٥١/ ٢٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة عن قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٥٤.

٣٣١١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٥٦، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٥١.

٣٣١٢ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب في المصة والمصتان، ح: ١٤٥٠ من حديث إسماعيل بن إبراهيم، وهو ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٥١.

فائدہ: احادیث میں مختلف الفاظ ہیں: [مَصّة، إملاجة، خَطفَة] وغیرہ۔ سب کا مفہوم ایک ہے، یعنی ایک دفعہ پستان منہ میں ڈال کر دودھ چوستے رہنا حتی کہ پستان منہ سے نکال دیا جائے۔ بعض مسائل میں شریعت نے قلیل و کثیر میں فرق کیا ہے، جیسے ماء قلیل اور ماء کثیر، اسی طرح رضاعت کے مسئلے میں بھی قلیل و کثیر کا فرق ہے بایں طور کہ قلیل کو معتبر نہیں سمجھا گیا حتی کہ دودھ پینا باضابطہ ہو۔ یہ طریق کار فطرت انسانیہ سے بھی مناسبت رکھتا ہے۔

٣٣١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كَتَبْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ نَسْأَلُهُ عَنِ الرَّضَاعِ فَكَتَبَ أَنَّ شُرَيْحًا حَدَّثَنَا: أَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُودٍ كَانَا يَقُولَانِ: يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ. وَكَانَ فِي كِتَابِهِ أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيَّ حَدَّثَنَا، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا تُحَرِّمُ الْخَطْفَةُ وَالْخَطْفَتَانِ».

٣٣١٣- حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم بن یزید نخعی کی طرف رضاعت کے بارے میں سوال لکھ بھیجا۔ انھوں نے جواب میں لکھا کہ حضرت شریح نے ہم سے بیان فرمایا کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما تھوڑی یا زیادہ رضاعت سے حرمت کے قائل تھے۔ ان کے تحریری جواب میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہمیں حضرت ابو الشعثاء محاربی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جلد بازی میں ایک دو دفعہ چوسنا حرمت کا سبب نہیں بنتا۔“

٣٣١٤- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ

٣٣١٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ بات آپ پر بہت شاق گزری اور میں نے آپ کے چہرۂ انور پر ناراضی کے اثرات محسوس کیے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ

٣٣١٣- [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٤٥٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه حجاج عند ابن أبي شيبة: ٤/ ٢٨٦ مختصرا، والحديث في الكبرى، ح: ٥٤٦٢. * قتادة كان أعمى، وللحديث شواهد.

٣٣١٤- أخرجه مسلم، الرضاع، باب: إنما الرضاعة من المجاعة، ح: ١٤٥٥ عن هناد، والبخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح: ٢٦٤٧، ح: ٥١٠٢ من حديث أشعث به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٦٣.

وَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَقَالَ: «أُنْظُرْنَ مَا إِخْوَانُكُنَّ» - وَمَرَّةً أُخْرٰى - «أُنْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ؛ فَإِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ».

میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اچھی طرح دیکھ لیا کرو کہ تمھارے رضاعی بھائی کون ہیں؟ کیونکہ رضاعت اس دور میں معتبر ہے جب دودھ ہی بھوک مٹاتا ہو۔''

فائدہ: وہ رضاعت جو رشتے قائم کرتی ہے' اس دور میں ہوتی ہے جب بچہ دودھ ہی پر گزارا کرتا ہو اور دودھ ہی اس کی پوری خوراک ہو۔ اگر کوئی اور چیز کھاتا بھی ہو تو بہت کم' اصل خوراک دودھ ہی ہو۔ اور یہ دو سال پورے ہونے تک ہے۔ اگر کسی نے دو سال کی عمر کے بعد دودھ پیا ہو تو کوئی رضاعی رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے آتا ہے کہ وہ احتیاطاً ڈھائی سال کی عمر تک رضاعت کے قائل ہیں مگر یہ قرآن مجید کی صریح نص ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ کے خلاف ہے' لہٰذا رضاعت دو سال کی عمر تک ہی معتبر ہے۔ البتہ بعض لوگ رضاعت کبیر کے بھی قائل ہیں اور اس کے بھی کچھ دلائل ان کے پاس ہیں' اس کی تفصیل تفسیر ''احسن البیان'' کے ضمیمے ''رضاعت کے ضروری مسائل'' میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٥٢) - لَبَنُ الْفَحْلِ (التحفة ٥٢)

باب: ٥٢- عورت کے دودھ میں خاوند کا بھی دخل ہے

٣٣١٥- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ رَجُلًا يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ

٣٣١٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ میں نے سنا کہ ایک آدمی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی آپ (کی بیوی) کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کر رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے' یہ فلاں شخص ہے' حفصہ کا رضاعی چچا۔'' میں نے ایک رضاعی چچا کا نام لیتے ہوئے کہا:

٣٣١٥- أخرجه البخاري، ح: ٢٦٤٦، انظر الحديث السابق، ومسلم، الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة، ح: ١٤٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠١، والكبرٰى، ح: ٥٤٧٠.

حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ».

اگر فلاں شخص زندہ ہوتا تو وہ میرے گھر آ سکتا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دودھ پینا بھی ان سب رشتوں کو حرام کر دیتا ہے جنھیں نسبی رشتہ حرام کرتا ہے۔''

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ کا خیال یہ تھا کہ رضاعت کے ساتھ بچے کا عورت سے تو رشتہ قائم ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اس کا دودھ پیا ہے لیکن عورت کے خاوند سے کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا کیونکہ بچے کا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ حالانکہ عورت کو دودھ مرد کے جماع اور حمل کے نتیجے میں آتا ہے۔ گویا عورت کے دودھ میں خاوند کا بھی دخل ہے، لہٰذا دودھ پینے والے بچے کا رشتہ عورت اور اس کے خاوند دونوں سے قائم ہوگا۔ عورت بچے کی ماں اور خاوند بچے کا باپ کہلائے گا۔ اسی طرح اس عورت اور اس کے خاوند کے قریبی رشتے داروں سے بھی اس بچے کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۳۰۳)

٣٣١٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي أَبُو الْجَعْدِ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَرَدَدْتُهُ، قَالَ: وَقَالَ هِشَامٌ: هُوَ أَبُو الْقُعَيْسِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ائْذَنِي لَهُ».

۳۳۱۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میرا رضاعی چچا ابوالجعد مجھے ملنے آیا مگر میں نے اسے گھر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اور ہشام نے کہا: وہ ابوالقعیس تھا۔ رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ کو سارا واقعہ بتلایا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے گھر میں آنے کی اجازت دو۔''

فائدہ: رضاعی چچا دو قسم کا ہوسکتا ہے۔ رضاعی باپ کا سگا بھائی یا سگے باپ کا رضاعی بھائی۔ دونوں سے نکاح حرام ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کی ان دو روایتوں میں سے ایک (۳۳۱۶) میں پہلا رضاعی چچا مراد ہوگا اور دوسری (۳۳۱۵) میں دوسری قسم کا ورنہ ایک ہی سوال دو دفعہ کرنے کی ضرورت نہ پیش آتی۔ واللہ أعلم.

٣٣١٦- أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ١٤٤٥/ ٨ من حديث عبدالرزاق به. ※ عطاء هو ابن أبي رباح.

٣٣١٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ بَعْدَ آيَةِ الْحِجَابِ فَأَبَتْ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِئْذَنِي لَه فَإِنَّهُ عَمُّكِ» فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَم يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، فَقَالَ: «إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ».

٣٣١٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ (ان کے رضاعی باپ) ابوالقعیس کا بھائی پردے والی آیت اترنے کے بعد عائشہ کے پاس آیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ نے (ان سے) فرمایا: ''اسے اجازت دو۔ بلاشبہ وہ تمھارا چچا ہے۔'' میں نے عرض کیا: مجھے تو عورت ہی نے دودھ پلایا تھا نہ کہ مرد نے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔ بلاشبہ وہ تیرا چچا ہے۔ تیرے پاس آ سکتا ہے۔''

٣٣١٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَخْبَرَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ وَهُوَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: «اِئْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ.

٣٣١٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ (میرے رضاعی والد) ابوالقعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ جبکہ وہ میرا رضاعی چچا تھا۔ میں نے اسے اجازت دینے سے انکار کر دیا' حتی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو پوری بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دیا کرو بلاشبہ وہ تمھارا چچا ہے۔'' یہ واقعہ پردے کا حکم اترنے کے بعد کا ہے۔

فائدہ: چچا سے نکاح حرام ہے' لہٰذا اس سے پردہ نہیں۔ وہ بھتیجی کے گھر میں آ سکتا ہے مگر اجازت لے کر کیونکہ کسی کے گھر میں کوئی شخص بھی بلا اجازت نہیں داخل ہو سکتا۔ صرف خاوند اپنے گھر میں بلا اجازت جا سکتا ہے۔

٣٣١٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٧١. انظر الحديث السابق، ح: ٣٣٠٣. * جده عبدالوارث بن سعيد.

٣٣١٨- أخرجه البخاري، النكاح، باب لبن الفحل، ح: ٥١٠٣، ومسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ١٤٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠٢، والكبرٰى، ح: ٥٤٧٢.

٣٣١٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِسْتَأْذَنَ عَلَيَّ عَمِّي أَفْلَحُ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ، فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: «اِئْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، قَالَ: «اِئْذَنِي لَهُ تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَإِنَّهُ عَمُّكِ».

٣٣١٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے (رضاعی) چچا افلح نے پردے کے احکام اترنے کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے انھیں اجازت نہ دی۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں اجازت دے دیا کرو۔ وہ تمھارے چچا ہیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے نہ کہ مرد نے۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں اجازت دو۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ وہ تمھارے چچا ہی ہیں۔''

فائدہ: حدیث: ٣٢٣٢ میں عنقریب گزرا ہے کہ ''تمھارے ہاتھ خاک آلود ہوں'' ظاہر الفاظ کے لحاظ سے بددعا ہے مگر یہاں مراد بددعا نہیں بلکہ مشفقانہ ڈانٹ اور تفہیم ہے۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کی بددعا اگر وہ غصے میں نہ ہو تو دعا ہی پر محمول ہوتی ہے۔ عرب میں بلکہ سب اقوام میں ایسا ہوتا ہے کہ لفظ بددعا کے ہوتے ہیں مگر مقصود ترحم وغیرہ ہوتا ہے۔

٣٣٢٠- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَإِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ فَقُلْتُ: لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ قُلْتُ لَهُ: جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، فَقَالَ:

٣٣٢٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میرے رضاعی باپ ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے کہا: میں انھیں اجازت نہیں دوں گی حتی کہ میں اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھ لوں۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے کہا: ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے تھے۔ اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ میں نے انھیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں اجازت دے دیا کرو کیونکہ وہ تمھارے چچا ہیں۔'' میں

٣٣١٩- أخرجه مسلم، ح: ١٤٤٥/ ٤ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة عن الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٦٨.

٣٣٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٠٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٧٣.

«اِئْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ» فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ: «اِئْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ».

نے کہا: مجھے ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے نہ کہ ابوالقعیس نے۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں اجازت دے دیا کرو، وہ تمھارے چچا ہی ہیں۔''

فائدہ: ایک ہی حدیث کو کئی سندوں سے بیان کرنے میں کئی فائدے ہیں۔ سند کے اختلافات واضح ہو جاتے ہیں۔ راویوں کو لگنے والی غلطیوں کا علم ہو جاتا ہے۔ واقعے کی تفصیلات مکمل طور پر معلوم ہو جاتی ہیں وغیرہ۔

(المعجم ٥٣) - بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيرِ (التحفة ٥٣)

باب:۵۳- بڑی عمر والے کو دودھ پلانے کا بیان

٣٣٢١- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ نَافِعٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَأَرٰى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرْضِعِيهِ» قُلْتُ: إِنَّهُ لَذُو لِحْيَةٍ فَقَالَ: «أَرْضِعِيهِ يَذْهَبْ مَا فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ» قَالَتْ: وَاللهِ! مَا عَرَفْتُهُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ بَعْدُ.

۳۳۲۱- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سہلہ بنت سہیل رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! سالم کے میرے پاس آنے جانے کی وجہ سے میں (اپنے خاوند) ابوحذیفہ کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھتی ہوں۔ (کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''تو اسے دودھ پلا دے۔'' میں نے کہا: وہ تو ڈاڑھی والا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''دودھ پلا دے، اس سے ابوحذیفہ کے چہرے کی کراہت ختم ہو جائے گی۔'' وہ فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے کبھی حضرت ابوحذیفہ کے چہرے پر کراہت محسوس نہیں کی۔

فائدہ: حضرت سالم ؓ کو حضرت ابوحذیفہ ؓ نے متبنّیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا رکھا تھا۔ وہ گھر میں بیٹوں کی

٣٣٢١- أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح:١٤٥٣/ ٣٠ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٧٩. * بكير هو ابن عبدالله بن الأشج.

طرح رہتا اور آتا جاتا تھا۔ جب یہ حکم اترا کہ متبنیٰ حقیقتاً بیٹا نہیں بنتا' نہ اس پر بیٹے کے احکام لاگو ہوتے ہیں تو اب اس سے پردہ فرض ہو گیا' اس لیے مندرجہ بالا صورت حال پیدا ہوئی اب بھی جہاں اس قسم کی صورت حال پیش آئے گی' وہاں حضرت عائشہ ؓ' امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی وغیرہم کے نزدیک اس پر عمل کی گنجائش ہے' تاہم اصل یہی ہے کہ رضاعت کا اعتبار صغرسنی' یعنی مدت رضاعت کے اندر ہی ہوگا۔ واللہ أعلم.

٣٣٢٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْنَاهُ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أَرٰى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ، قَالَ: «فَأَرْضِعِيهِ» قَالَتْ: وَكَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟ فَقَالَ: «أَلَسْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟» ثُمَّ جَاءَتْ بَعْدُ فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا! مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ بَعْدُ شَيْئًا أَكْرَهُهُ.

۳۳۲۲- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت سہلہ بنت سہیل ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: میں سالم کے اپنے پاس آنے جانے کی وجہ سے اپنے خاوند ابوحذیفہ کے چہرے پر کراہت کے آثار محسوس کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے دودھ پلا دے۔'' وہ کہنے لگی: اسے کیسے دودھ پلاؤں؟ وہ تو پورا آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں نہیں جانتا کہ وہ پورا آدمی ہے؟'' پھر وہ بعد میں آئی اور کہنے لگی: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! میں نے اس کے بعد ابوحذیفہ کے چہرے میں ذرہ بھر بھی کراہت محسوس نہیں کی۔

٣٣٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى وَرَبِيعَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِمْرَأَةَ أَبِي حُذَيْفَةَ أَنْ تُرْضِعَ سَالِمًا مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ حَتّٰى تَذْهَبَ غَيْرَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ،

۳۳۲۳- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوحذیفہ ؓ کی بیوی کو حکم دیا تھا کہ وہ سالم مولیٰ ابوحذیفہ کو دودھ پلا دے تاکہ ابوحذیفہ کی غیرت (اس کے آنے جانے پر) نہ بھڑکے۔ انھوں نے اسے دودھ پلا دیا' حالانکہ وہ پورا مرد تھا۔ ربیعہ راوی نے کہا: یہ (رخصت) حضرت سالم کے لیے تھی۔

٣٣٢٢ـ أخرجه مسلم، ح: ١٤٥٣/ ٢٦ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق.

٣٣٢٣ـ [إسناده صحيح] وانظر الحديث السابق والآتي. * سليمان هو ابن بلال، ويحيى هو ابن سعيد الأنصاري، وربيعة هو ابن أبي عبدالرحمٰن الرأي.

فَأَرْضَعَتْهُ وَهُوَ رَجُلٌ، قَالَ رَبِيعَةُ: فَكَانَتْ رُخْصَةً لِسَالِمٍ.

فائدہ: یہ ربیعہ راوی کی رائے ہے۔ صحابہ میں سے اکثریت تخصیص ہی کی قائل ہے۔ اس کے برعکس سیدہ عائشہ ؓ کا موقف تخصیص کا نہیں بلکہ اشد ضرورت کے موقع پر جواز کا ہے۔ اب بھی اگر اس قسم کا مسئلہ پیش آئے تو اس رخصت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس سے مسئلہ حل ہو جائے جیسا کہ حضرت ابوحذیفہ کا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔

٣٣٢٤- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَقَدْ عَقَلَ مَا يَعْقِلُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَا يَعْلَمُ الرِّجَالُ، قَالَ: «أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ بِذٰلِكَ».

فَمَكَثْتُ حَوْلًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ وَلَقِيتُ الْقَاسِمَ فَقَالَ: حَدِّثْ بِهِ وَلَا تَهَابُهُ.

٣٣٢٤- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت سہلہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! سالم ہمارے ہاں (بلا روک ٹوک) آتا جاتا رہتا ہے لیکن اب وہ مردوں کی طرح (جنسی معاملات) سمجھنے لگا ہے اور ان باتوں کو جاننے لگا ہے جنھیں مرد سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اسے دودھ پلا دے۔ پھر اس وجہ سے تو اس کے لیے حرام ہو جائے گی۔''

(راویٔ حدیث ابن ابی ملیکہ نے کہا:) میں ایک برس ٹھہرا رہا' یہ حدیث بیان نہیں کرتا تھا۔ میں قاسم سے ملا تو اس نے کہا: یہ حدیث بیان کیا کر اور کسی سے بھی نہ ڈر۔

فوائد ومسائل: ① اس مسئلے کی ضروری وضاحت حدیث: ٣٣٢١ میں بیان ہو چکی ہے۔ ② چھوٹا بچہ جسے ابھی خاص باتوں کا شعور نہ ہو' اجنبی عورتوں کے پاس آ جا سکتا ہے۔

٣٣٢٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ

٣٣٢٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣٣٢٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٤٥٣/ ٢٨ كما تقدم، ح: ٣٣٢١ من حديث ابن جريج به. * عبدالله بن عبيدالله بن أبي مليكة.

٣٣٢٥ـ أخرجه مسلم، ح: ١٤٥٣/ ٢٧ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، انظر الحديث السابق.

الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ، فَأَتَتْ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوهُ وَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا، وَإِنِّي أَظُنُّ فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ» فَأَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ.

سالم مولیٰ ابی حذیفہ (متبنّیٰ ہونے کی وجہ سے) حضرت ابوحذیفہ اور ان کی بیوی کے ساتھ ان کے گھر ہی میں رہتا تھا' پھر (ابوحذیفہ کی بیوی سہلہ) بنت سہیل ﷞ نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: سالم اب پورا مرد بن گیا ہے اور وہ مردوں والی (مخصوص) باتیں سمجھنے لگا ہے۔ وہ ہمارے پاس (اب بھی اسی طرح) آتا جاتا ہے۔ میں اس کی وجہ سے حضرت ابوحذیفہ کے دل میں کچھ کراہت محسوس کرتی ہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے دودھ پلا دے۔ تو اس پر حرام ہو جائے گی۔'' (وہ کہتی ہیں:) میں نے اسے دودھ پلا دیا۔ اس طرح حضرت ابوحذیفہ کے دل کی کراہت ختم ہوگئی۔ میں دوبارہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں نے اسے دودھ پلا دیا تھا۔ اس طرح ابوحذیفہ کے دل کی ناگواری ختم ہوگئی۔

٣٣٢٦- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَمَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: أَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضْعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُرِيدُ رِضَاعَةَ الْكَبِيرِ، وَقُلْنَ: لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ! مَا نُرَى الَّذِي أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ إِلَّا رُخْصَةً فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهُ

٣٣٢٦- حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ﷞ کے علاوہ تمام ازواج النبی ﷺ اس بات سے منکر تھیں کہ لوگوں میں سے کوئی شخص اس قسم' یعنی بڑی عمر کی رضاعت کے رشتے سے ان کے پاس آئے جائے۔ انھوں نے حضرت عائشہ ﷞ سے بھی کہا تھا کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے جو حکم سہلہ بنت سہیل کو دیا تھا' وہ صرف سالم کے ساتھ خاص تھا۔ اور وہ ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خصوصی رخصت

٣٣٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب من حرم به، ح: ٢٠٦١ من حديث يونس بن يزيد عن ابن شهاب الزهري به مطولاً، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٠٥، ٦٠٦، والكبرى، ح: ٥٤٧٧، وأخرجه البخاري، ح: ٥٠٨٨ وغيره من حديث الزهري به، وله طريق أخرى عند مسلم وغيره.

مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاللّٰهِ! لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضْعَةِ وَلَا يَرَانَا .

تھی۔ اللہ کی قسم! اس قسم کی رضاعت کے رشتے سے کوئی شخص نہ ہمارے گھر آ سکتا ہے اور نہ ہمیں بے حجاب دیکھ سکتا ہے۔

٣٣٢٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ، أَنَّ أُمَّهُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُولُ: أَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُدْخَلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ، وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ: وَاللّٰهِ! مَا نُرَى هٰذِهِ إِلَّا رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاصَّةً لِسَالِمٍ، فَلَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا يَرَانَا .

٣٣٢٧- حضرت ام سلمہ نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ فرمایا کرتی تھیں کہ باقی تمام ازواج نبی ﷺ اس بات کی قائل نہ تھیں کہ کوئی شخص اس قسم کی رضاعت کے ساتھ ان کے پاس آ ئے جائے بلکہ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے بھی کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم تو اسے ایسی رخصت سمجھتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول نے خصوصی طور پر حضرت سالم کو عطا فرمائی تھی' لہٰذا کوئی شخص اس جیسی رضاعت کے رشتے سے ہمارے ہاں نہ آئے جائے اور نہ ہمیں دیکھے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں حدیثوں میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ کے نظریے کا اظہار ہے اور جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ لیکن حضرت عائشہ ؓ کا موقف یہ تھا کہ یہ ایک خاص حکم ہے جس پر اس قسم کے خصوصی حالات میں عمل کرنا جائز ہے جس سے حضرت سہلہ ؓ کو سابقہ پیش آیا تھا۔ امام ابن تیمیہ اور دیگر بہت سے علماء بھی خصوصی حالات میں رضاعت کبیر کے قائل ہیں۔

(المعجم ٥٤) - اَلْغِيلَةُ (التحفة ٥٤)

باب:٥٤- دودھ پلانے کی مدت میں جماع کرنا

٣٣٢٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ وَإِسْحَاقُ بْنُ

٣٣٢٨- حضرت جدامہ بنت وہب ؓ کا بیان

٣٣٢٧- أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح:١٤٥٤ عن عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٧٨ .

٣٣٢٨- أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز الغيلة، وهي وطء المرضع، وكراهة العزل، ح:١٤٤٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٦٠٧، ٦٠٨، والكبرٰى، ح:٥٤٨٥ .

مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جُدَامَةَ بِنْتَ وَهْبٍ حَدَّثَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهٰى عَنِ الْغِيلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ أَنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ يَصْنَعُهُ». - وَقَالَ إِسْحَاقُ: «يَصْنَعُونَهُ - فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا ارادہ تھا کہ میں لوگوں کو مدت رضاعت میں جماع کرنے سے روک دوں لیکن مجھے پتہ چلا کہ فارسی اور رومی یہ کام کرتے ہیں اور اس سے ان کے (دودھ پیتے) بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔''

فائدہ: بچہ ابھی دودھ پیتا ہو اور حمل ٹھہر جائے تو بعض دفعہ دودھ بچے کے لیے مضر بن جاتا ہے۔ دودھ چھڑانا پڑتا ہے ورنہ بچے کو اسہال لگ جاتے ہیں۔ اگر حمل نہ ٹھہرے تو صرف جماع سے دودھ کو نقصان نہیں پہنچتا۔ چونکہ ایسی حالت میں جماع حمل کا سبب بن سکتا ہے جس سے نقصان ہوگا' اس لیے اس فعل (غیلہ) سے روکا بھی جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا خیال تھا مگر چونکہ اس پابندی پر عمل کرنا خاوند کے لیے تقریباً ناممکن ہے کہ وہ تقریباً دو سال تک اپنی بیوی سے جماع نہ کرے خصوصاً جبکہ بیوی بھی ایک ہو' اس لیے یہ پابندی مصلحت کے خلاف ہے اور لوگوں کو خواہ مخواہ آزمائش اور فتنے میں ڈالنے والی بات ہے' لہٰذا آپ نے یہ خیال چھوڑ دیا۔ چنانچہ اب مدت رضاعت میں جماع کرنا جائز ہے۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ الْعَزْلِ (التحفة ٥٥)

باب: ٥٥- عزل کا بیان

٣٣٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَرَدَّ الْحَدِيثَ حَتّٰى رَدَّهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ذُكِرَ ذٰلِكَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَمَا ذَاكُمْ» قُلْنَا: اَلرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ فَيُصِيبُهَا وَيَكْرَهُ الْحَمْلَ،

٣٣٢٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ کیا ہوتا ہے؟'' ہم نے کہا: کسی آدمی کے نکاح میں کوئی عورت ہو' وہ اس سے جماع کرتا ہو لیکن حمل کو ناپسند کرتا ہو یا اس کی لونڈی ہو' وہ اس سے جماع کرتا ہو لیکن اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہو۔ آپ نے فرمایا: ''ایسے نہ کرو تو بھی کچھ نہ ہوگا۔ اصل بات تو تقدیر کی ہے۔''

٣٣٢٩ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح:١٤٣٨/ ١٣١ من حديث عبدالله ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٨٦.

وَتَكُونُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ، قَالَ: «لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ».

فوائد و مسائل: ① عزل سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی (یا لونڈی) سے جماع کرے مگر انزال باہر کرے۔ مقصد یہ ہے کہ حمل نہ ٹھہرے۔ ② عزل کا جائز ہونا یا ناجائز ہونا نیت پر موقوف ہے۔ اگر نیت نیک ہو' مثلاً: بچے (دودھ پینے والے) کی صحت متاثر نہ ہو یا عورت کی صحت حمل کی اجازت نہ دیتی ہو تو عزل جائز ہے اور اگر نیت خراب ہو' مثلاً: میں غریب ہوں' بچوں کے اخراجات کہاں سے دوں گا؟ وغیرہ تو عزل ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی سختی سے نہیں روکا' اچھا بھی نہیں سمجھا بلکہ معاملہ بین بین رکھا ہے' نیز ضروری نہیں کہ انزال کے ساتھ حمل ٹھہر ہی جائے اور نہ عزل کی صورت میں حمل کا نہ ٹھہرنا ہی یقینی ہے۔ ممکن ہے وہ عزل کر ہی نہ سکے۔ بے قابو ہو جائے یا قلیل انزال معلوم ہی نہ ہو۔ گویا اصل فیصلہ تو تقدیر (یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلے) کا ہے۔ ہاں' جائز مقام پر نیک نیتی کے ساتھ عزل کو بطور سبب اختیار کیا جا سکتا ہے۔ احادیث میں تطبیق بھی یہی ہے۔ واللہ أعلم.

٣٣٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْفَيْضِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُرَّةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الزُّرَقِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي تُرْضِعُ وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مَا قَدْ قُدِّرَ فِي الرَّحِمِ سَيَكُونُ».

٣٣٣٠- حضرت ابوسعید زرقی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: میری بیوی بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ میں پسند نہیں کرتا کہ اسے حمل ٹھہرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''رحم کے بارے میں جو مقدر ہے' وہ تو ہو کر رہے گا (یا جس چیز کا رحم میں پہنچنا مقدر ہے وہ تو پہنچ کر رہے گی)۔''

فائدہ: اس کے باوجود آپ نے عزل سے منع نہیں فرمایا کیونکہ اور اسباب کی طرح یہ بھی حمل نہ ٹھہرنے کا ایک سبب تو ہے جسے اختیار کیا جا سکتا ہے' اگرچہ اصل فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

(المعجم ٥٦) - حَقُّ الرَّضَاعِ وَحُرْمَتُهُ (التحفة ٥٦)

باب:٥٦- حق رضاعت (کی ادائیگی) اور اس کی حرمت کا بیان

٣٣٣٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥٠ عن محمد وهو ابن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٨٧.
* أبو الفيض الشامي اسمه موسى بن أيوب وهو الحمصي.

٣٣٣١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا يُذْهِبُ عَنِّي مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ؟ قَالَ: «غُرَّةُ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ».

۳۳۳۱- حضرت حجاج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز رضاعت کا حق ادا کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ایک غلام یا لونڈی (رضاعی والدہ کو دے دو)۔“

فوائد ومسائل: ① حقیقی والدہ کا حق تو ادا ہی نہیں ہو سکتا' البتہ جس کا دودھ پیا ہو اسے خدمت کے لیے غلام یا لونڈی دے دیے جائیں تو حق ادا ہو جائے گا۔ جس طرح اس نے اس کی بچپن میں خدمت کی تھی' اسی طرح یہ غلام یا لونڈی اس کی خدمت کریں گے۔ یہ تو صرف خدمت کا معاوضہ ہے۔ باقی رہی شفقت اور محبت جو رضاعی والدہ نے اس کے ساتھ کی تھی' اس کے عوض تاحیات اس کا احترام کرے اور اسے اپنی ایک ماں سمجھے' جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا: [أُمُّ أَيْمَنَ أُمِّي بَعْدَ أُمِّي] (اسد الغابة' رقم: ۷۳۲۱) ② آدمی کو احسان فراموش نہیں ہونا چاہیے بلکہ صاحب احسان کا احسان یاد رکھنا چاہیے اور اگر ممکن ہو تو اسے اس کا بدلہ دینا چاہیے اور اگر استطاعت نہ ہو تو اس کے حق میں دعا گو رہنا چاہیے۔ ③ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین احکام دین سمجھنے پر بہت حریص تھے۔

(المعجم ٥٧) - اَلشَّهَادَةُ فِي الرَّضَاعِ (التحفة ٥٧)

باب: ۵۷- رضاعت کی بابت گواہی کا بیان

٣٣٣٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلٰكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ، قَالَ:

۳۳۳۲- حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک عورت سے شادی کی تو ہمارے پاس ایک کالے رنگ کی عورت آئی اور کہنے لگی: میں نے تو تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ (اس لیے تمھارا نکاح درست نہیں۔) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ

٣٣٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الرضخ عند الفصال، ح: ٢٠٦٤، والترمذي، الرضاع، باب ما يذهب مذمة الرضاع، ح: ١١٥٣ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٨٢، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، وله شواهد كثيرة (مجمع الزوائد: ٤/ ٢٦٢ وغيره).

٣٣٣٢ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب شهادة المرضعة، ح: ٥١٠٤ من حديث إسماعيل بن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٨٤.

تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقُلْتُ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنِي امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَعْرَضَ عَنِّي فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَقُلْتُ: إِنَّهَا كَاذِبَةٌ، قَالَ: «وَكَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا؟ دَعْهَا عَنْكَ».

سے پورا واقعہ بیان کیا اور میں نے کہا: میں نے ایک عورت فلانہ بنت فلاں سے شادی کی ہے۔ میرے پاس ایک کالے رنگ کی عورت آئی اور کہنے لگی: میں نے تو تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ میں پھر آپ کے چہرۂ انور کی جانب آیا اور کہا کہ وہ جھوٹ بولتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو کیسے اس (اپنی بیوی) کے ساتھ رہ سکتا ہے جب کہ وہ کہتی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے؟ اسے چھوڑ دے۔“

فوائد و مسائل: ① روایت کچھ مختصر ہے۔ یہ عقبہ بن عامر مکے میں رہتے تھے۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ یہ مسئلہ پیش آیا تو وہ اطمینان قلب کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور آپ کے فرمان پر عمل کیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. ② ”اسے چھوڑ دے“ کیونکہ رضاعت ایک پوشیدہ چیز ہے۔ اس کے گواہ ممکن نہیں نہ ایسے مواقع پر گواہ بنائے ہی جا سکتے ہیں لہٰذا رضاعت پر گواہی طلب کرنا فضول ہے بلکہ مُرضِعَة کی بات معتبر ہوگی۔ جس طرح پیدائش کے بارے میں دائی کی بات ہی معتبر ہوتی ہے اور اس سے گواہ طلب نہیں کیے جاتے۔ ان مواقع پر گواہی کو ضروری قرار دینا بہت سی یقینی باتوں کو جھٹلانے کے مترادف ہوگا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے وہ نکاح فسخ کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ اس عورت کی تصدیق کسی نے نہیں کی تھی۔ ③ شبہات سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥٨) - نِكَاحُ مَا نَكَحَ الْآبَاءُ (التحفة ٥٨)

باب:٥٨- آباء کی منکوحہ عورتوں سے نکاح

٣٣٣٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَقِيتُ خَالِي

٣٣٣٣- حضرت براء ؓ سے مروی ہے کہ میں اپنے ماموں کو ملا جب کہ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ میں نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس

٣٣٣٣- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب فيمن تزوج امرأة أبيه، ح: ١٣٦٢ من حديث عدي به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٨١، وله طرق عند أبي داود، ح: ٤٤٥٦، وابن حبان، ح: ١٥١٦، والترمذي، والحاكم: ٢/ ١٩١ وغيرهم، وانظر الحديث الآتي.

وَمَعَهُ الرَّايَةُ فَقُلْتُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ أَوْ أَقْتُلَهُ.

نے اپنے والد کی وفات کے بعد اس کی منکوحہ بیوی سے نکاح کر لیا تھا' کہ میں اس کی گردن اتار دوں' یا اسے قتل کر دوں۔

فوائد و مسائل: ① اپنی والدہ سے تو کوئی نکاح نہیں کر سکتا۔ اس سے مراد والد کی منکوحہ (سوتیلی ماں) ہے۔ کوئی جاہل خیال کر سکتا ہے کہ وہ ماں نہیں ہوتی' لہٰذا اس سے نکاح ہو سکتا ہے' اس لیے صراحتاً نفی فرمائی: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَانَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ﴾ (النسآء ٤:٢٢) باپ والا حکم دادا، نانا وغیرہ کو بھی حاصل ہے کیونکہ عرفاً وہ بھی باپ ہی ہیں۔ ② ''گردن اتار دوں'' خواہ اس نے جماع کیا ہو یا نہ۔ صرف نکاح کرنے کی یہ سزا ہے۔ ③ ''گردن اتار دوں یا قتل کر دوں' ایک ہی بات ہے۔ راوی کو شک ہے کہ کون سے الفاظ بیان فرمائے۔ ④ جھنڈے والے صحابی کا نام حضرت ابو بردہ بن نیار تھا۔ رضي الله عنه و أرضاه.

٣٣٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَصَبْتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ فَقُلْتُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ.

٣٣٣٤- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا جان کو ملا تو ان کے پاس جھنڈا تھا۔ میں نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہنے لگے: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن اتار دوں اور اس کا مال چھین لوں۔

فوائد و مسائل: ① ''چچا'' سابقہ روایت میں ''ماموں'' کہا گیا ہے۔ ممکن ہے ایک رشتہ رضاعی ہو' دوسرا نسبی۔ اس دور میں رضاعی رشتے عام تھے کیونکہ دیگر عورتوں سے رضاعت کا بہت رواج تھا۔ ② ''جھنڈا'' یعنی رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا جو کہ علامت تھا کہ انھیں واقعتاً رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے۔ ③ ''اس کا مال چھین لوں'' گویا باپ کی منکوحہ سے نکاح ارتداد کے جرم کے برابر ہے' اس لیے اس کا مال بیت المال میں جمع ہوگا۔ جس طرح مرتد قتل کیا جاتا ہے اور اس کا مال اس کے ورثاء کو دینے کی بجائے بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ [لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ' وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ] ''مسلمان کافر کا وارث ہے نہ کافر مسلمان کا۔''

٣٣٣٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجل يزني بحريمه، ح: ٤٤٥٧ من حديث عبيدالله ابن عمرو به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٨٩. وانظر الحديث السابق. * زيد هو ابن أبي أنيسة.

(صحيح البخاري' الفرائض' حديث:٦٧٦٤' وصحيح مسلم' الفرائض' حديث:١٦١٤) ④ شریعت مطہرہ نے ہر ایک کے حقوق کی کما حقہ حفاظت کی ہے۔ ⑤ معلوم ہوتا ہے کہ ضبط مال کے ساتھ یا مالی جرمانے کے ساتھ بھی سزا دی جا سکتی ہے۔ ⑥ حاکم وقت کسی سنگین جرم کی بنا پر تعزیراً قتل کی سزا دے سکتا ہے۔

(المعجم ٥٩) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ﴾ [النساء: ٢٤] (التحفة ٥٩)

باب: ٥٩- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمٰنُكُمْ﴾ کی تفسیر

٣٣٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا إِلٰى أَوْطَاسٍ فَلَقُوا عَدُوًّا فَقَاتَلُوهُمْ وَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ فَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي الْمُشْرِكِينَ فَكَانَ الْمُسْلِمُونَ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ﴾ [النساء: ٢٤] أَيْ هٰذَا لَكُمْ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ.

٣٣٣٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مقام اوطاس کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ لڑائی ہوئی اور وہ غالب آ گئے۔ اور بہت سی ایسی قیدی عورتیں ان کے ہاتھ لگیں جن کے خاوند مشرکوں میں رہ گئے تھے۔ مسلمانوں نے ان سے جماع کرنے میں گناہ محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا......﴾ ''اور شادی شدہ عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے مگر وہ کافر عورتیں جو (جنگ میں) تمھارے ہاتھ لگیں۔'' یعنی ان سے جماع و نکاح حلال ہے بشرطیکہ ان کی عدت گزر جائے۔

فوائد و مسائل: ① ''گناہ محسوس کیا'' کیونکہ وہ شادی شدہ تھیں۔ ان کے خاوند زندہ تھے۔ ② ''تمھارے ہاتھ لگیں'' یعنی تمھاری لونڈیاں بن جائیں۔ لیکن کسی آزاد عورت کو خرید کر لونڈی نہیں بنایا جا سکتا۔ صرف جنگ میں کافر عورت قبضے میں آئے تو وہ لونڈی بن سکتی ہے۔ اگر کوئی شادی شدہ عورت پہلے سے لونڈی ہے تو اسے خریدنے سے اس کا سابقہ نکاح ختم نہیں ہوگا۔ ③ ''جماع و نکاح'' یعنی مالک کے لیے جماع اور غیر مالک کے لیے نکاح۔ ④ ''عدت گزر جائے'' اور یہ عدت ایک حیض ہے۔ اگر حیض آ جائے تو حیض ختم ہونے کے بعد

٣٣٣٥- أخرجه مسلم، الرضاع، باب جواز وطء المسبية بعد الاستبراء ... الخ، ح: ١٤٥٦ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٩٢. * سعيد هو ابن أبي عروبة، وتابعه شعبة عند مسلم.

جماع جائز ہے اور حیض نہ آئے تو وہ حاملہ ہوگی۔ وضع حمل تک جماع یا نکاح جائز نہیں۔ ⑤ یہ حدیث جمہور علماء کی دلیل ہے کہ جس طرح عجمیوں کو غلام بنایا جا سکتا ہے' عرب مشرکین کو بھی بنایا جا سکتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ہوازن کو قیدی اور غلام بنایا تھا اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں۔ ⑥ اہل کتاب کے علاوہ کفار کی خواتین کو بھی لونڈیاں بنایا جا سکتا ہے اور ان سے جماع کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ الشِّغَارِ (التحفة ٦٠)

باب:٧٠- شغار کا بیان

٣٣٣٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ.

٣٣٣٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: شغار جاہلیت کے نکاحوں میں سے ایک نکاح ہے جسے ہماری زبان میں نکاح وٹہ کہتے ہیں۔ یہ اسلام میں ممنوع ہے۔ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ تفصیلی بحث وہاں ہوگی۔ إن شاء الله۔

٣٣٣٧- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ، وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا».

٣٣٣٧- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں جَلَب، جَنَب اور شِغَار جائز نہیں۔ اور جو شخص لوٹ مار کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① جَلَب اور جَنَب دو اصطلاحات ہیں جو زکاۃ میں بھی استعمال ہوتی ہیں اور گھوڑ دوڑ میں بھی۔ زکاۃ میں جلب یہ ہے کہ زکاۃ لینے والا لوگوں کو مجبور کرے کہ اپنے زکاۃ والے جانور میرے دفتر یا مرکز میں لاؤ تا کہ میں ان کا حساب لگا کر زکاۃ وصول کروں۔ اور جنب یہ ہے کہ زکاۃ لینے والا لوگوں کے ہاں

٣٣٣٦- أخرجه البخاري، الحيل، باب الحيلة في النكاح، ح: ٦٩٦٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه، ح: ١٤١٥/ ٥٨ عن عبيدالله بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٩٤. * يحيى هو القطان.

٣٣٣٧- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب النهي عن النهبة، ح: ٣٩٣٧ عن حميد بن مسعدة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٩٥، وقال الترمذي، ح: ١١٢٣ "حسن صحيح". * بشر هو ابن المفضل، وحميد هو الطويل، - وللحديث شواهد، انظر، ح: ١٨٥٣.

آئے تو وہ اپنے جانور ادھر ادھر چرنے کے لیے بھیج دیں اور انھیں قصداً بکھیر دیں۔ یہ دونوں صورتیں منع ہیں کیونکہ پہلی صورت میں عوام الناس اور دوسری صورت میں زکاۃ لینے والے افسر کو ناحق تکلیف ہوگی۔ بلکہ صحیح صورت یہ ہے کہ زکاۃ لینے والا جانوروں کے پانی اور رہائش کی جگہ پر جا کر ان کا حساب لگا کر زکاۃ وصول کرے اور جانوروں والے اس دن جانوروں کو ان کے باڑوں میں رکھیں تاکہ فریقین میں سے کوئی بھی تنگ نہ ہو۔ گھوڑ دوڑ میں جلب یہ ہے کہ گھوڑ سوار راستے میں کسی آدمی کو مقرر کرے کہ جب میرا گھوڑا تیرے پاس سے گزرے تو تو اسے ڈرا دینا تاکہ یہ مزید تیز ہو جائے اور دوڑ جیت لے۔ جنب یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے ساتھ ایک خالی گھوڑا بھی لے جائے تاکہ دوڑ کے دوران میں اگر ایک گھوڑا سست پڑ جائے تو دوسرے تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو جائے تاکہ دوڑ جیت سکے۔ چونکہ ان دونوں صورتوں (جلب اور جنب) میں دھوکا اور فراڈ ہے، لہٰذا گھوڑ دوڑ میں ان سے روک دیا گیا۔ ② ”شغار جائز نہیں“ یعنی ایسا نکاح (راجح مسلک کے مطابق) منعقد ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ عقد فاسد ہے۔ اسے توڑنا ضروری ہے۔ ③ ”ہم میں سے نہیں“ یعنی اس مسئلے میں اہل ایمان اور اہل اسلام کے طریقے پر نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اب وہ بالکل مسلمان ہی نہیں رہا۔

٣٣٣٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ».

٣٣٣٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں جلب، جنب اور شغار نہیں۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ فَاحِشٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ بِشْرٍ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ شدید غلطی ہے۔ صحیح روایت بشر کی ہے۔

وضاحت: بشر کی روایت یوں ہے: حمید عن حسن عن عمران بن حصین اور یہ صحیح ہے، جبکہ محمد بن کثیر نے حمید عن انس کہا ہے جو کہ غلط ہے۔ دراصل حمید بہت سی روایات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور ان کے مسلمہ شاگرد ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ ہر روایت حضرت انس ہی سے بیان کرتے ہیں۔ محمد بن کثیر کو یہی غلطی لگی کہ انھوں نے یہ روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے خیال کی۔

(المعجم ٦١) - تَفْسِيرُ الشِّغَارِ (التحفة ٦١)

باب: ٦١- نکاح شغار کی تفسیر

٣٣٣٨- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٤٥٦، والحديث السابق شاهد له. * محمد بن كثير هو المصيصي، والفزاري هو إبراهيم بن محمد بن الحارث، وعلي بن محمد هو ابن أبي المضاء.

٣٣٣٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: قَالَ مَالِكٌ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ، وَالشِّغَارُ: أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

٣٣٣٩- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ اور نکاح شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اس شرط پر کہ وہ بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے گا اور ان دونوں نکاحوں میں کوئی مہر نہ ہو۔

فوائد ومسائل: ① ''شغار یہ ہے'' شغار کی یہ تفسیر اگرچہ خود رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی سے منقول نہیں بلکہ یہ حضرت ابن عمر کے شاگرد حضرت نافع سے منقول ہے' تاہم اس تفسیر سے نکاح شغار کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ موجودہ وٹہ سٹہ شغار کی ذیل میں نہیں آتا کیونکہ ان میں الگ الگ مہر مقرر ہوتا ہے' تاہم جہالت کی وجہ سے وٹہ سٹہ کی شادی کے نتائج بالعموم بہت غلط نکلتے ہیں' اس لیے اس سے اجتناب ہی بہتر ہے۔ ② سنن ابوداود میں ایک واقعہ منقول ہے کہ دو شخصوں نے ایک دوسرے کی بیٹی سے نکاح کیا' اس کے بعد اس میں الفاظ ہیں: [وَ كَانَا جَعَلَا صَدَاقًا] ''اور ان دونوں نے حق مہر بھی مقرر کیا تھا۔'' (سنن أبي داود' النكاح' حديث:٢٠٧٥) اس کے باوجود اس روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ ﷜ نے حضرت مروان (اپنے گورنر) کو لکھا کہ وہ ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دیں کیونکہ یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اس روایت کی بنیاد پر بعض علماء نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ حق مہر مقرر ہو' تب بھی اس طرح کا مشروط نکاح (جس میں ایک دوسرے کی بیٹی یا بہن سے نکاح کی شرط ہو) باطل ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ سنن ابوداود کی یہ روایت صحیح ابن حبان (الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان:٦/١٨٠' و موارد الظمآن: ٤/١٩٦) میں [وَ قَدْ كَانَا جَعَلَاهُ صَدَاقًا] کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے' یعنی اس میں جَعَلَ کا مفعول اول بھی مذکور ہے۔ اس عبارت کی رُو سے معنی بنتے ہیں کہ ان دونوں نے اس مشروط نکاح ہی کو حق مہر بنا دیا تھا۔ اس ضمیر کے ساتھ اس روایت کے معنی بالکل صحیح ہو جاتے ہیں اور حضرت معاویہ ﷜ کے تفریق کرانے کی معقول وجہ بھی سامنے آ جاتی ہے کہ یہ نکاح ممنوعہ شغار کا مصداق تھا۔ حضرت معاویہ ﷜ کا حکم تفریق بھی اس امر کا قرینہ ہے کہ یہاں ضمیر مفعول اول محذوف ہے اور روایت کے الفاظ [جَعَلَاهُ] ہی ہیں' نہ کہ [جَعَلَا] (ضمیر

٣٣٣٩- أخرجه البخاري، النكاح، باب الشغار، ح:٥١١٢، ومسلم، النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه، ح:١٤١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٣٥، والكبرى، ح:٥٤٩٧.

مفعول کے بغیر) کیونکہ حق مہر کی ادائیگی کے باوجود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس نکاح کو باطل قرار دینا ناقابل فہم ہے۔ واللہ أعلم.

٣٣٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ. قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: وَالشِّغَارُ: كَانَ يُزَوِّجُ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَهُ أُخْتَهُ.

۳۳۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا۔ راوی عبیداللہ نے کہا: شغار یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی کا نکاح دے اس شرط پر کہ دوسرا اسے اپنی بہن کا نکاح دے گا۔

فائدہ: ''اپنی بہن کا'' یہ تو مثال ہے ورنہ کسی کے بھی نکاح کی شرط ہو، بیٹی ہو یا بہن، بھتیجی ہو یا بھانجی وغیرہ، کوئی فرق نہیں۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ التَّزْوِيجِ عَلٰى سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ (التحفة ٦٢)

باب:۶۲- قرآن مجید کی چند سورتوں (کی تعلیم) کو مہر بنا کر نکاح کرنا (جائز ہے)

٣٣٤١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! جِئْتُ لِأَهَبَ نَفْسِي لَكَ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا

۳۳۴۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے نکاح کی پیش کش لے کر آئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا۔ نظر کو اونچا نیچا کیا اور پھر سر جھکا لیا۔ جب عورت نے دیکھا کہ آپ نے اس کی بابت کوئی فیصلہ نہیں سنایا

٣٣٤٠- أخرجه مسلم، ح:١٤١٦ (انظر الحديث السابق) من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٩٨.

٣٣٤١- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب القراءة عن ظهر القلب، ح:٥٠٣٠، ومسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك ... الخ، ح:١٤٢٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٥٠٥. * يعقوب هو ابن عبدالرحمن القاري.

رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللهِ! إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا، قَالَ: «هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟» فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا، فَقَالَ: «اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ» فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي، - قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ - فَلَهَا نِصْفُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ» فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ، فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: «مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟» قَالَ: مَعِيَ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّدَهَا، فَقَالَ: «هَلْ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ میں سے ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس (خاتون) کی ضرورت نہیں تو اس کا نکاح مجھ سے فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس (مہر دینے کے لیے) کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جا تلاش کر' اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔'' وہ گیا' پھر واپس آیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ البتہ میرے پاس یہ تہبند ہے۔ اس کا نصف اسے بطور مہر دیتا ہوں۔ حضرت سہل نے فرمایا: اس کے پاس اوپر والی چادر بھی نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرے تہبند کو کیا کرے گی؟ اگر تو اسے پہنے گا تو اس عورت پر اس (تہبند) سے کچھ بھی نہ ہوگا اور اگر وہ پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ ہوگا۔'' تب وہ آدمی بیٹھ گیا' حتی کہ کافی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھ کر چل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے جاتا ہوا دیکھ لیا تو آپ نے اس کی بابت حکم دیا اور اسے واپس بلایا گیا۔ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: ''تجھے کتنا قرآن یاد ہے؟'' اس نے کہا: مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے کئی سورتیں شمار کیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو ان سورتوں کو زبانی (بغیر دیکھے) پڑھ سکتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے جو قرآن یاد ہے' میں نے اس کے عوض اس عورت کو تیرے قبضے (نکاح) میں دے دیا۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۲۰۲ اور ۳۲۸۲۔

(المعجم ٦٣) - اَلتَّزْوِيجُ عَلَى الْإِسْلَامِ (التحفة ٦٣)

باب:٦٣-اسلام لانے کی شرط پر نکاح کرنا

٣٣٤٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامُ، أَسْلَمَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ أَبِي طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، فَإِنْ أَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ، فَأَسْلَمَ فَكَانَ صِدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا.

٣٣٤٢-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (میری والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان دونوں کے درمیان (ابوطلحہ کا) اسلام لانا ہی حق مہر قرار پایا۔ (دراصل) ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت ابوطلحہ سے پہلے مسلمان ہوگئی تھیں۔ حضرت ابوطلحہ نے انھیں نکاح کا پیغام بھیجا تو وہ کہنے لگیں: میں تو مسلمان ہو چکی ہوں اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو میں تم سے نکاح کرلوں گی۔ تب وہ مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ وہی (ان کا مسلمان ہونا ہی) ان دونوں کے درمیان حق مہر مقرر ہوا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطلحہ کے اسلام کے علاوہ کوئی اور چیز مہر نہ تھی۔ آئندہ روایت اس کی مزید صراحت کرتی ہے، لہٰذا کوئی بھی منفعت مہر بن سکتی ہے، دینی ہو یا دنیوی۔ جس طرح سابقہ حدیث میں تعلیم قرآن کا ذکر ہے اور یہی بات صحیح ہے۔ مگر موالک واحناف مہر کے لیے ''مال'' ہونا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم﴾ (النسآء٤:٢٤) لہٰذا وہ ایسی احادیث کی تاویل کرتے ہیں کہ وقتی طور پر ان چیزوں کو کافی سمجھ لیا گیا ورنہ اصل مہر بعد میں واجب الادا ہوتا تھا۔ یا یہ چیزیں نکاح کا سبب تھیں نہ کہ مہر، لیکن احادیث کے صریح الفاظ اس تاویل کو قبول نہیں کرتے، اس لیے ضروری ہے کہ مجبوری یا عورت کی رضامندی کے وقت ''غیر مال'' کو بھی مہر مانا جائے تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ احادیث پر بھی عمل ہو۔ قرآن مجید میں گویا عام صورت بیان کی گئی ہے نہ کہ مال کو شرط قرار دیا گیا ہے کیونکہ احادیث قرآن سمجھنے کے لیے بہترین بلکہ ضروری معاون ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے اولین مخاطب تھے اور وہ قرآن مجید ہم سب سے زیادہ سمجھتے تھے۔ ② حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند حضرت مالک انصاری تھے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ ان کی وفات کے بعد مندرجہ بالا صورت حال پیش آئی۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے کچھ عرصہ پہلے کا واقعہ ہے جب مدینہ منورہ میں حضرت مصعب

٣٣٤٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن سعد: ٨/ ٤٢٦ من حديث محمد بن موسى الفطري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٣.

بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے مبلغین کی کوششوں سے اسلام پھیل رہا تھا۔

٣٣٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَطَبَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ: وَاللهِ! مَا مِثْلُكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ! يُرَدُّ، وَلٰكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَأَنَا امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَكَ، فَإِنْ تُسْلِمْ فَذَاكَ مَهْرِي وَلَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، فَأَسْلَمَ فَكَانَ ذٰلِكَ مَهْرَهَا، قَالَ ثَابِتٌ: فَمَا سَمِعْتُ بِامْرَأَةٍ قَطُّ كَانَتْ أَكْرَمَ مَهْرًا مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ الْإِسْلَامَ، فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ.

٣٣٤٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے کہا: اے ابوطلحہ! اللہ کی قسم! تیرے جیسے شخص کا پیغام رد نہیں کیا جا سکتا لیکن تو کافر ہے اور میں اسلام لا چکی ہوں۔ میرے لیے تجھ سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر تو مسلمان ہو جائے تو یہی میرا مہر ہوگا اور میں تجھ سے اس کے علاوہ کوئی مہر نہ مانگوں گی۔ وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام ہی حضرت ام سلیم کا مہر قرار پایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت ثابت نے کہا: میں نے کسی اور عورت کے بارے میں نہیں سنا کہ اس کا مہر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مہر اسلام سے بہتر ہو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ زندگی گزاری اور ان سے ان کے بچے بھی ہوئے۔

فائدہ: یہ حدیث صریح ہے کہ اسلام کے علاوہ کوئی اور مہر نہ تھا۔ گویا عورت راضی ہو تو اس قسم کی دینی منفعت بھی مہر بن سکتی ہے۔ مال ہونا کوئی ضروری نہیں۔

(المعجم ٦٤) - اَلتَّزْوِيجُ عَلَى الْعِتْقِ (التحفة ٦٤)

باب:٦٤- آزادی کو مہر مقرر کر کے نکاح کرنا

٣٣٤٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ - يَعْنِي ابْنَ

٣٣٤٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرمایا اور ان

٣٣٤٣ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٥٥٠٤.

٣٣٤٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥/ ٨٥ عن قتيبة، والبخاري، صلاة الخوف، باب التكبير والغلس بالصبح والصلاة عند الإغارة والحرب، ح: ٩٤٧ من حديث عبدالعزيز، والبخاري، ح: ٥٠٨٦، ومسلم عن قتيبة به بالسند الثاني، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٩٩. * حماد هو ابن زيد، وشعيب هو ابن الحبحاب.

صُهَيْبٍ -، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَهُ صَدَاقَهَا.

کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔

فائدہ: احناف وغیرہ کے نزدیک یہ طریقہ درست نہیں۔ مذکورہ واقعے کو وہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ قرار دیتے ہیں' حالانکہ صحابۂ کرام ؓ نے اس سے تخصیص نہیں سمجھی' نیز آزادی تو عموماً مال ہی سے ہوتی ہے' لہٰذا آزادی کا مہر بننا تو مالی منفعت بھی ہے۔ اس سے انکار عجیب بات ہے۔ خاصے کی نفی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود دوسرے لوگوں کے نکاح تعلیم قرآن کی شرط پر قرار دیے تو آزادی کی شرط پر نکاح کیوں جائز نہیں ہوگا؟ خاصہ بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

٣٣٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسٍ: أَعْتَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا مَهْرَهَا. وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

۳۳۴۵- حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو آزاد (فرما کر ان سے نکاح) فرمایا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔ یہ لفظ محمد (بن رافع) کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① دراصل اس روایت میں امام نسائی ؒ کے دو استاد ہیں: محمد بن رافع اور عمرو بن منصور۔ دونوں کے روایت کردہ الفاظ میں معمولی سا اختلاف ہوگا کیونکہ عمرو بن منصور نے روایت بالمعنی بیان کی ہے۔ بیان شدہ الفاظ محمد بن رافع کے ہیں۔ و اللّٰہ أعلم. ② ام المومنین حضرت صفیہ ؓ غزوۂ خیبر میں یہودیوں کی شکست فاش کے بعد قید ہوگئی تھیں۔ ان کا نکاح تھوڑا عرصہ پہلے ہوا تھا۔ خاوند اسی جنگ میں مارا گیا۔ چونکہ وہ ایک عظیم سردار کی بیٹی اور ایک دوسرے سردار کی بیوی تھیں' لہٰذا لوگوں کے مطالبے پر نبی ﷺ نے انھیں اپنے لیے منتخب فرما لیا۔ چونکہ قیدی غلام بن جاتے ہیں۔ وہ بھی غلام ہی تھیں۔ آپ نے انھیں آزاد فرما کر ان سے نکاح فرما لیا۔ اس طرح یہودیوں کی مخالفت میں زور نہ رہا۔ رضي اللّٰه عنها و أرضاها. حضرت صفیہ ؓ

٣٣٤٥- أخرجه مسلم، ح: ١٣٦٥/ ٨٥ عن محمد بن رافع به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٠. * سفيان هو الثوري، ويونس هو ابن عبيد.

حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل مبارکہ سے تھیں۔

(المعجم ٦٥) - عِتْقُ الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا (التحفة ٦٥)

باب:٦٥- آدمی کا اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا

٣٣٤٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ابْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ: رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، وَعَبْدٌ يُؤَدِّي حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ».

٣٣٤٦- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین اشخاص کو دگنا اجر عطا فرمایا جائے گا: ایک وہ آدمی جس کے پاس اپنی لونڈی ہو وہ اسے علم و ادب سکھائے اور بہترین علم و ادب سکھائے۔ پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے۔ دوسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق (عبادات) بھی ادا کرے اور اپنے مالکوں کے حقوق بھی پورے کرے۔ تیسرا وہ جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① ''دگنا اجر'' کیونکہ انھوں نے دگنی نیکی کی۔ آزادی بھی نکاح بھی۔ اللہ کا حق بھی لوگوں کا حق بھی۔ پہلے نبی پر ایمان اور آخری نبی پر بھی ایمان۔ یا ہر ہر کام پر دگنا اجر' مثلاً: آزاد کرنے کا دگنا ثواب۔ اگرچہ نکاح اپنے مفاد کے لیے کیا۔ اسی طرح غلام کو عبادت کا دگنا ثواب ورنہ مالکوں کی خدمت تو اس کا ذاتی فریضہ تھا۔ اسی طرح آخری نبی ﷺ پر ایمان لانے کا دگنا ثواب۔ پہلی شریعت تو ویسے ہی منسوخ ہو چکی۔ ② ''نکاح کرے'' یعنی اس کی رضامندی سے' پھر اسے مہر دے یا آزادی کو مہر قرار دینے ہی پر اتفاق ہو جائے۔

٣٣٤٧- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي زُبَيْدٍ عَبْثَرَ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى

٣٣٤٧- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے' اسے دہرا ثواب ملے گا۔''

٣٣٤٦- أخرجه البخاري، العلم، باب تعليم الرجل أمته وأهله، ح: ٩٧، ومسلم، الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ إلى جميع الناس و نسخ الملل بملته، ح: ١٥٤/ ٢٤١ من حديث صالح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٢. * عامر هو الشعبي، وابن أبي زائدة هو يحيى.

٣٣٤٧- أخرجه البخاري، العتق، باب فضل من أدب جاريته وعلّمها، ح: ٢٥٤٤، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٥٤/ ٨٦ من حديث مطرف بن طريف به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠١.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ».

فائدہ: کیونکہ آزادی کے بعد نکاح کرنا بھی احسان پر احسان یا تکمیل احسان ہے نیز یہ "صدقۂ زوجین" بھی ہے۔

(المعجم ٦٦) - اَلْقِسْطُ فِي الْأَصْدِقَةِ (التحفة ٦٦)

٣٣٤٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ [النساء: ٣] قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي! هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَتُشَارِكُهُ فِي مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، فَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ، قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدُ فِيهِنَّ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ

باب:٦٦- مہر مقرر کرنے میں انصاف سے کام لینا

۳۳۴۸- حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا: ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوا......﴾ "اور اگر تمھیں خطرہ ہو کہ تم یتیموں کی بابت انصاف نہیں کر سکو گے تو تم (دوسری) عورتوں سے نکاح کرو جو تمھیں پسند ہوں۔" انھوں نے فرمایا: اے میرے بھانجے! اس (آیت میں یتیموں) سے وہ یتیم بچی مراد ہے جو اپنے کسی سرپرست کے ہاں پرورش پا رہی ہو۔ اور اس کے ساتھ اس کے مال میں شریک ہو۔ سرپرست کو اس کے مال و جمال سے دلچسپی ہو اس لیے اس سرپرست کا ارادہ ہو کہ اس (یتیم بچی) سے نکاح کرے (تاکہ اس کے مال پر قبضہ کرے) مگر مہر مقرر کرنے میں انصاف سے کام نہ لے یعنی اُسے اتنا مہر نہ دے جو کوئی دوسرا اسے دے سکتا ہے۔ تو ایسے سرپرستوں کو روک دیا گیا کہ ان سے نکاح کریں الا یہ کہ وہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور انھیں ان کے مرتبے کے مطابق زیادہ مہر دیں ورنہ وہ ان کے علاوہ

٣٣٤٨ـ أخرجه مسلم، التفسير، ح: ٦/٣٠١٨ من حديث ابن وهب، والبخاري، الشركة، باب شركة اليتيم وأهل الميراث، ح: ٢٤٩٤ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥١٤

فِيهِنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ [النساء: ١٢٧] قَالَتْ عَائِشَةُ: وَالَّذِي ذَكَرَ اللهُ تَعَالَى أَنَّهُ يُتْلَى فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَى الَّتِي فِيهَا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ رَغْبَةَ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ الَّتِي تَكُونُ فِي حِجْرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا فِي مَالِهَا [مِنْ] يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

دوسری عورتوں سے نکاح کریں جو انھیں پسند ہوں۔ حضرت عروہ نے کہا: حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: پھر اس کے بعد لوگوں نے ان یتیم بچیوں کی بابت رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری: ﴿وَ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ...... وَ تَرْغَبُونَ اَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ ''یہ آپ سے عورتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں' کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ان کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اور جو کچھ تم پر کتاب میں پڑھا جاتا ہے' وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جنھیں تم وہ نہیں دیتے جو ان کے لیے فرض کیا گیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرلو۔'' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم پر ان کے احکام کتاب اللہ میں پڑھے جاتے ہیں۔ اس سے مراد وہی پہلی آیت ہے: ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى ...... الخ﴾ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ اس سے مراد وہ یتیم بچی ہے جو اپنے سرپرست کے ہاں پرورش پا رہی ہو جب کہ وہ مال و جمال کے لحاظ سے کم ہو۔ (ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے) انھیں اس یتیم بچی کے ساتھ نکاح کرنے سے بھی روک دیا گیا جس کے مال و جمال میں ان کی دلچسپی تھی' مگر انصاف کے ساتھ کیونکہ وہ (مال و جمال کم ہونے کی صورت میں) ان سے کوئی دلچسپی نہ رکھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① راویٔ حدیث حضرت عروہ بن زبیر حضرت عائشہ ؓ کی بڑی ہمشیرہ حضرت اسماء ؓ کے بیٹے تھے۔ رشتے میں ان کے بھانجے تھے۔ ② ''پوچھا'' کیونکہ ظاہراً شرط و جزا میں کوئی تعلق سمجھ میں نہیں آتا۔ حضرت عائشہ ؓ نے ایسی تفصیل بیان فرمائی کہ نہ صرف اس آیت بلکہ دیگر متعلقہ آیات کا مطلب بھی واضح

ہوگیا۔ جزاها الله عنّا خير الجزاء. ③ حضرت عائشہ ؓ کی اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی بچی کا والد فوت ہو جاتا اور اس کے وارث چچا یا اس کے بیٹے ہوتے تو وہ اس یتیم بچی کی بجائے اپنا مفاد مقدم جانتے۔ اگر تو مال و جمال وافر ہوتا تو اس سے نکاح میں پر جوش ہوتے مگر اسے اس کے مرتبے کے مطابق مہر نہ دیتے کیونکہ اصل مقصد تو اس کا مال حاصل کرنا ہوتا تھا۔ اور اگر مال و جمال کی کمی ہوتی تو پھر اس کی طرف منہ بھی نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کسی بھی حال میں یتیم بچیوں سے نکاح نہ کرو' خواہ وہ مال دار ہوں یا فقیر' بلکہ ان کا نکاح گھر سے باہر کرو تا کہ ان کا مال انھیں ملے اور وہ اپنا پورا مہر بھی حاصل کر سکیں۔ ہاں اگر سرپرست اور اولیاء دوسرے لوگوں کے برابر یا ان سے زیادہ مہر دیں تو وہ ان سے نکاح کر سکتے ہیں۔ ④ معلوم ہوا کہ عورتوں کا مہر ان کی ذاتی اور خاندانی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ ہونا چاہیے۔ کم مہر مقرر کرنا ان پر ظلم ہے کیونکہ مہر عورت کا حق ہے نہ کہ اولیاء کا۔ اولیاء اپنے حق میں رعایت کر سکتے ہیں' عورت کے حق میں نہیں۔ اس مسئلے میں انصاف چاہیے۔ نہ تو فخر و ریا کے لیے ان کی حیثیت سے زائد مقرر کیا جائے' نہ اپنے مفاد کے لیے ان کی حیثیت سے کم۔

٣٣٤٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ: فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوْقِيَّةً وَنَشٍّ وَذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ.

٣٣٤٩- حضرت ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے مہر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ساڑھے بارہ اوقیے پر نکاح کیے اور یہ پانچ سو درہم بنتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① ''اوقیہ'' چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ ساڑھے بارہ اوقیے پانچ سو درہم بنتے ہیں۔ ② ''نکاح کیے'' یعنی خود اپنی ازواج مطہرات سے اور اپنی بیٹیوں کے نکاح اپنے دامادوں سے کیے۔ اگر اکثر نکاح اس مہر پر ہوں تو مندرجہ بالا الفاظ بولے جا سکتے ہیں' خواہ سب نکاح اس مہر پر نہ بھی ہوں۔ یہ معقول مہر تھا۔ آج کل ہمارے سکے کے لحاظ سے تقریباً دس ہزار روپے بنتے ہیں' حالانکہ وہ تنگی کا دور تھا۔ یہ جو آج کل سوا بتیس روپے کو شرعی مہر سمجھا جاتا ہے' یہ کس دور کا حساب ہے؟ اللہ جانے! یہ انتہائی غیر معقول مہر ہے چہ جائیکہ

٣٣٤٩- أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك ... الخ، ح: ١٤٢٦ عن إسحق بن راهويه به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥١٣.

شرعی ہو۔

٣٣٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ الصَّدَاقُ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشْرَةَ أَوَاقٍ.

٣٣٥٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف فرما تھے' مہر دس اوقیے ہوتا تھا۔

فائدہ: ''دس اوقیے'' اوپر ساڑھے بارہ اوقیے گزرا ہے۔ ممکن ہے کسر گرادی گئی ہو یا عموماً مہر اتنا ہی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے امتیاز کی وجہ سے آپ کے مہر پانچ صد درہم ہوں۔ دس اوقیے چار سو درہم بنتے ہیں۔ یہ مہر کی مقررہ مقدار نہیں بلکہ اس دور کے لحاظ سے ان کے معاشرے میں یہ ایک مناسب مہر ہوگا۔ ہر دور کے لحاظ سے اس میں کمی بیشی ہوتی رہے گی۔

٣٣٥١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِخِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ وَابْنِ عَوْنٍ وَسَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ - دَخَلَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ - قَالَ سَلَمَةُ: عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: نُبِّئْتُ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ. وَقَالَ الْآخَرُونَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ - قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ

٣٣٥١- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خبردار! عورتوں کے مہر کے مسئلے میں حد سے نہ بڑھو۔ اگر کثیر مہر دنیا میں عزت یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کا سبب ہوتا تو نبی ﷺ اس کے زیادہ لائق تھے' جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو بارہ اوقیے سے زیادہ مہر نہیں دیا' اور نہ آپ کی کسی بیٹی کو اس سے زیادہ مہر دیا گیا۔ بسا اوقات کوئی شخص مہر زیادہ مقرر کر لیتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں اپنی بیوی سے دشمنی ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے کہ میں

٣٣٥٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٧ من حديث داود به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥١٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٦٠ من حديث ابن مهدي، والحاكم: ٢/ ١٧٥، ووافقه الذهبي.

٣٣٥١- [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠، ٤١ عن إسماعيل - هو ابن علية - به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥١١، وأخرجه أبوداود، ح: ٢١٠٦، والترمذي، ح: ١١١٤ من حديث أيوب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٢/ ١٠٩، ١٧٥، ١٧٦، ووافقه الذهبي. * ابن سيرين سمعه من أبي العجفاء ومن ابنه، فالطريقان محفوظان.

الْخَطَّابِ: أَلَا لَا تَغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوٰى عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، مَا أَصْدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أُصْدِقَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُغَالِي بِصَدُقَةِ امْرَأَتِهِ حَتّٰى يَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ، وَحَتّٰى يَقُولَ: كُلِّفْتُ لَكُمْ عِلْقَ الْقِرْبَةِ، - وَكُنْتُ غُلَامًا عَرَبِيًّا مُوَلَّدًا فَلَمْ أَدْرِ مَا عِلْقُ الْقِرْبَةِ - قَالَ: وَأُخْرٰى يَقُولُونَهَا - لِمَنْ قُتِلَ فِي مَغَازِيكُمْ هٰذِهِ أَوْ مَاتَ - قُتِلَ فُلَانٌ شَهِيدًا أَوْ مَاتَ فُلَانٌ شَهِيدًا وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَوْقَرَ عَجُزَ دَابَّتِهِ أَوْ دَفَّ رَاحِلَتِهِ ذَهَبًا أَوْ وَرِقًا يَطْلُبُ التِّجَارَةَ، فَلَا تَقُولُوا ذَاكُمْ، وَلٰكِنْ قُولُوا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ مَاتَ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ».

نے تمھارے لیے مشکیزے کی رسی کی تکلیف برداشت کی (بڑی مصیبت اٹھائی) ایک راویٔ حدیث (ابو العجفاء) نے کہا: میں عربوں میں صرف پیدا ہوا ہوں' خالص عربی نہیں اس لیے مجھے ان الفاظ (عَلَقَ الْقِرْبَةِ) کا مفہوم معلوم نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور ایک (نامناسب) بات تم یہ کہتے ہو کہ جو شخص تمھاری ان جنگوں میں مارا جاتا ہے یا مر جاتا ہے' تم کہتے ہو' فلاں آدمی شہید ہوا یا شہادت کی موت مرا۔ ہوسکتا ہے اس شخص نے اپنے جانور کی پشت یا اس کے پالان اور کاٹھی کو سونے یا چاندی سے لادا ہو اور اس کی نیت تجارت کی ہو' اس لیے تم ایسے نہ کہو بلکہ تم اس طرح کہو جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جائے یا فوت ہو جائے' وہ جنت میں جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① ''حد سے نہ بڑھو'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زیادہ مہر سے منع نہیں فرمایا بلکہ حیثیت سے بڑھ کر مقرر کرنے سے روکا ہے جس طرح کہ بعد والے الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ ② ''بارہ'' مراد ساڑھے بارہ ہی ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں گزرا مگر یہاں کسر گرا دی گئی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' النکاح' حدیث: ١٤٢٦) ③ ''مشکیزے کی رسی'' مشکیزہ عام طور پر رسی کی مدد سے اٹھایا جاتا ہے حتی کہ اس رسی کے نشان جسم پر پڑ جاتے ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ مجھے تیری وجہ سے بہت ذلیل ہونا پڑا ہے اور بڑی مشقت اٹھانی پڑی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ ④ ''ہوسکتا ہے'' یعنی ضروری نہیں میدان جنگ میں ہر مارا جانے والا یا مرنے والا شہید ہی ہو کیونکہ شہادت کا مدار تو نیت پر ہے۔ اور نیتوں کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' لہٰذا تم کسی کو شہید یا جنتی نہ کہو بلکہ اصولی بات کہو کہ جو شخص اللہ کے راستے میں مارا جائے' وہ شہید اور جنتی ہے۔

٣٣٥٢- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، زَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ وَأَمْهَرَهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَجَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ وَلَمْ يَبْعَثْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْءٍ، وَكَانَ مَهْرُ نِسَائِهِ أَرْبَعَمِائَةِ دِرْهَمٍ.

۳۳۵۲- حضرت ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا جبکہ وہ حبشہ میں تھیں۔ ان کا نکاح نجاشی نے کیا تھا اور انھوں نے اپنے پاس سے چار ہزار درہم مہر دیا تھا اور انھیں رخصتی کا سامان (ضرورت) بھی اپنے پاس سے دیا اور انھیں حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (حبشہ میں) کوئی چیز نہیں بھیجی تھی۔ آپ کی دوسری عورتوں کا مہر چار سو درہم تھا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ ابوداود (حدیث:۲۰۸۶) میں اس روایت کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے بہت زیادہ شواہد ہیں۔ لیکن ان شواہد کی صحت وضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ﷾ کے نزدیک بھی اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے، نیز دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت دلائل کی رو سے صحیح قرار پاتی ہے۔ واللہ أعلم. ② ''حبشہ میں تھی'' دراصل یہ اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے گئی تھیں۔ کچھ دیر بعد مالی مفاد کی خاطر عبیداللہ بن جحش عیسائی بن گیا اور اسی ارتداد کی حالت میں فوت ہوا۔ حضرت ام حبیبہ ؓ اسلام پر قائم رہیں۔ آپ کو صورت حال کا پتہ چلا تو آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری ؓ کو ان سے نکاح کا پیغام دے کر حضرت نجاشی شاہ حبش کے پاس بھیجا۔ ③ یہ ٦ یا ٧ ہجری کی بات ہے۔ اس وقت حضرت ام حبیبہ ؓ کے والد ابوسفیان ؓ مسلمان نہ ہوئے تھے بلکہ قریش مکہ کے سردار تھے۔ اس وقت آپ کا حضرت ام حبیبہ ؓ سے شادی کرنا ایک طرف تو ایک غریب الدیار عورت جو اپنے ماں باپ کو مستقلاً آپ کے لیے چھوڑ چکی تھی' واحد سہارا خاوند مرتد ہو کر مر چکا تھا' کی حوصلہ افزائی اور قدر بینی ہے۔ دوسری طرف یہ ایک بہت بڑا سیاسی فیصلہ ہے جس نے کفار قریش کی کمر توڑ دی اور ابوسفیان آپ سے لڑنے کے قابل نہ رہے۔ ④ شادی کے موقع پر بیٹی یا بہن وغیرہ کی تالیف قلب کے لیے بطور تحفہ نیا گھر بسانے کے لیے ضرورت کی کچھ

٣٣٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الولي، ح:٢٠٨٦ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح:٥٥١٢. * الزهري عنعن.

اشیاء دے دینا مستحب ہے۔ بیٹے کی شادی پر خرچ کرنا اور بیٹی کو خالی ہاتھ بھیج دینا مساوات اسلامی کے منافی ہے۔ البتہ اس میں غلو اور تکلف ناجائز ہے' نیز اس سے مروجہ رسم جہیز کے جواز پر استدلال بھی درست نہیں۔ یہ ایک غیر اسلامی رسم ہے جس میں بہت سی قباحتیں ہیں' مثلاً: جہیز نہ لانے پر لڑکی کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آنا' روزانہ کی طعن وتشنیع سے اس کا جینا دوبھر کر دینا' لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا اور اس میں مختلف چیزوں کا مطالبہ کرنا اور نتیجتاً لڑکی کے اولیاء کا قرض کے بارگراں تلے دب جانا وغیرہ جس کی تفصیل حدیث: ۳۳۸۶ کے فائدے میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ⑤ ''چار سو درہم'' پیچھے گزر چکا ہے کہ یہ دس اوقیے کا ترجمہ ہے اور اس میں کسر گرائی گئی ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کا مقرر کردہ عام مہر پانچ صد درہم تھا۔

(المعجم ٦٧) - اَلتَّزْوِيجُ عَلٰى نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ (التحفة ٦٧)

باب: ٦٧- سونے کے نواۃ کو مہر مقرر کرنا

٣٣٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهِ أَثَرُ الصُّفْرَةِ، فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا؟» قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

٣٣٥٣- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو ان پر صفرہ کے نشانات تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے سبب پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے اسے کیا مہر دیا؟'' انھوں نے کہا: سونے کا ایک نواۃ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ''صفرۃ'' یہ ایک رنگ دار خوشبو تھی جسے عورتیں استعمال کرتی تھیں۔ رنگ دار خوشبو مردوں کے لیے جائز نہیں' اس لیے نبی ﷺ کو پوچھنا پڑا۔ ② ''شادی کر لی ہے'' اس کا اندازہ آپ کو رنگ دار خوشبو سے ہو گیا' یہ خوشبو مردوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ انھیں یہ خوشبو بیوی کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے لگی تھی' انھوں نے قصداً نہ لگائی تھی۔ اسی لیے اس پر زیادہ توجہ بھی نہیں دی گئی۔ ③ ''نواۃ'' یہ سونے کا ایک سکہ تھا جس

٣٣٥٣- أخرجه البخاري، النكاح، باب الصفرة للمتزوج، ح: ٥١٥٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٨، والموطأ (يحيى): ٢/ ٥٤٥، وأخرجه مسلم، ح: ١٤٢٧/ ٨١ من حديث حميد وغيره به.

کی قیمت تین یا بقول بعض پانچ درہم تھی۔ گویا اتنا مہر بھی ہوسکتا ہے۔ احناف کے نزدیک کم از کم مہر دس درہم ہے۔ ان کی دلیل دارقطنی کی ایک ضعیف حدیث ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں مطلق مال کا ذکر ہے اور صحیح احادیث میں لوہے کی انگوٹھی تک کو مہر کے لیے کافی قرار دیا گیا ہے۔ تعارض کی صورت میں صحیح احادیث پر عمل کرنا چاہیے۔ امام مالک رحمہ اللہ چوتھائی دینار (تقریباً تین درہم) کو کم از کم مہر مانتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ نہ کم از کم مہر مقرر ہے نہ زیادہ سے زیادہ۔ حالات وحیثیت کے لحاظ سے کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ ④ ''بکری'' یہ معمولی ولیمہ ہے۔ عرب تو کئی کئی اونٹوں سے ولیمہ کرتے تھے مگر وہ تنگی کا دور تھا' لہٰذا اتنا بھی کافی تھا۔ جمہور اہل علم ولیمے کو مستحب سمجھتے ہیں' البتہ اہل ظاہر نے ظاہر الفاظ کی رعایت سے واجب کہا ہے۔ ولیمہ شادی کے بعد دوسرے دن کرنا مسنون ہے' البتہ کسی شرعی مجبوری کی بنا پر تاخیر ہوسکتی ہے۔ شادی سے پہلے ولیمہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ یہ دلہا کی طرف سے شادی کی خوشی کے موقع پر دعوت ہوتی ہے۔ ⑤ حق مہر ضروری ہے۔

٣٣٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ: رَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيَّ بَشَاشَةُ الْعُرْسِ فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: «كَمْ أَصْدَقْتَهَا؟» قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ.

۳۳۵۴- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو مجھ پر شادی کی خوشی کے آثار تھے۔ (آپ نے پوچھا تو) میں نے کہا: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''مہر کتنا دیا؟'' میں نے کہا: سونے کا نواۃ۔

٣٣٥٥- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حدّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَجَّاجًا

۳۳۵۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت کے ساتھ جس مہر پر نکاح کیا جائے یا جو عطیہ یا وعدہ نکاح سے پہلے دیا جائے' وہ سب کچھ عورت کا ہے۔ البتہ عقد نکاح

٣٣٥٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك . . . الخ، ح: ١٤٢٧/ ٨٢ عن إسحاق بن إبراهيم - وهو ابن راهويه - به. وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٧.

٣٣٥٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا، ح: ٢١٢٩ من حديث ابن جريج به. وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٩. * حجاج هو ابن محمد.

يَقُولُ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نُكِحَتْ عَلٰى صَدَاقٍ أَوْ حِبَاءٍ أَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا، وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أَعْطَاهُ، وَأَحَقُّ مَا أُكْرِمَ عَلَيْهِ [الرَّجُلُ] ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ». اَللَّفْظُ لِعَبْدِ اللّٰهِ.

کے بعد ملنے والا تحفہ اسی کا ہوگا جسے دیا جائے گا۔ اور وہ (بہترین) چیز جس کی وجہ سے کسی کی عزت کی جائے' اس کی بیٹی یا بہن ہے (جو وہ کسی کے نکاح میں دے)۔'' یہ الفاظ عبداللہ کے ہیں۔

وضاحت: اس روایت میں امام نسائی ؒ کے دو استاد ہیں: ہلال بن علاء اور عبداللہ بن محمد بن تمیم۔ بیان کردہ الفاظ عبداللہ کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① نکاح سے قبل جو کچھ تحائف دیے جاتے ہیں' وہ عورت کی خاطر ہوتے ہیں' لہٰذا وہ عورت کے لیے شمار ہوں گے' اگرچہ کسی کو بھی ملیں' البتہ نکاح کے بعد چونکہ نئے رشتے قائم ہو جاتے ہیں' لہٰذا جسے تحفہ ملے گا' اسی کا شمار ہوگا۔ ② کسی کو بیٹی یا بہن کا نکاح دینا بہت بڑا احسان ہے' لہٰذا بیوی کے باپ اور بھائی کا احترام لازم ہے کیونکہ نکاح کا اختیار انھیں تھا۔ بیوی کے باپ کو تیسرا باپ کہا گیا ہے۔ پہلا حقیقی والد' دوسرا استاد اور تیسرا سسر۔ اسی طرح بیوی کی والدہ کا بھی احترام ضروری ہے۔ اسی بنا پر تو اس سے نکاح حرام کر دیا گیا اور اس سے پردہ نہیں رکھا گیا۔ ③ ظاہراً اس حدیث کا باب سے کوئی تعلق نہیں بنتا' الا یہ کہ کہا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔

(المعجم ٦٨) - إِبَاحَةُ التَّزْوِيجِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ (التحفة ٦٨)

باب:٦٨-بغیر مہر کے نکاح کے جواز کا بیان

٣٣٥٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَائِدَةَ

٣٣٥٦-حضرت علقمہ اور اسود سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے کسی عورت سے نکاح

٣٣٥٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب فيمن تزوج ولم يسم لها صداقًا حتى مات، ح:٢١١٥، والترمذي، ح:١١٤٥ وغيرهما من حديث منصور بن المعتمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٥١٥، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه البيهقي: ٧/ ٢٤٥. وله شاهد يأتي بعده، ح: ٣٣٥٧، ٣٣٦٠.

ابْنِ قُدَامَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا: أُتِيَ عَبْدُ اللهِ فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا فَتُوُفِّيَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: سَلُوا هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا أَثَرًا؟ قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! مَا نَجِدُ فِيهَا - يَعْنِي أَثَرًا - قَالَ: أَقُولُ بِرَأْيِي فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ، لَهَا كَمَهْرِ نِسَائِهَا، لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ فَقَالَ: فِي مِثْلِ هٰذَا قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِينَا فِي امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ، تَزَوَّجَتْ رَجُلًا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَقَضٰى لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِ صَدَاقِ نِسَائِهَا، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَرَفَعَ عَبْدُ اللهِ يَدَيْهِ وَكَبَّرَ.

کیا مگر مہر مقرر نہ کیا' نیز وہ بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: لوگوں سے پوچھو کیا اس بارے میں کوئی فرمان رسول موجود ہے؟ لوگوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہم اس بارے میں کوئی فرمان نہیں پاتے۔ انھوں نے فرمایا: (اب) میں اپنی رائے سے بات کرتا ہوں۔ اگر میری بات درست ہے تو اللہ کی طرف سے ہوگی۔ (میری رائے یہ ہے کہ) اس عورت کو اس جیسی دوسری عورتوں کے مطابق مہر ملے گا (یعنی مہر مثل) نہ کم نہ زیادہ۔ اسے وراثت بھی ملے گی اور اسے عدت وفات بھی گزارنی ہو گی۔ اتنے میں اشجع قبیلے کا ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: ہمارے قبیلے کی ایک عورت بروع بنت واشق کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا۔ اس عورت نے ایک آدمی سے نکاح کیا تھا اور وہ اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کو اس جیسی دوسری عورتوں کے مطابق مہر ملے گا۔ اسے وراثت بھی ملے گی اور اسے عدت بھی گزارنی ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے (بطور تشکر وخوشی) اپنے ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: اَلْأَسْوَدِ غَيْرَ زَائِدَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ زائدہ کے علاوہ کسی اور راوی نے اس حدیث میں اسود کا ذکر کیا ہو۔

وضاحت: آئندہ روایات کی اسانید دیکھنے سے خود بخود وضاحت ہو جاتی ہے کہ زائدہ کے علاوہ باقی رواۃ صرف علقمہ کا ذکر کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① مہر مقرر کرنے کے بغیر نکاح ہوسکتا ہے مگر مہر کی نفی نہ کی جائے۔ اگر مہر کی نفی کی جائے گی تو نکاح باطل ہوگا۔ مہر کی نفی نہ ہو مگر مقرر نہ کیا گیا ہو تو بعد میں جس پر بھی اتفاق ہو جائے' وہی مہر ہوگا اور اگر اتفاق نہ ہو تو اس عورت کی ذاتی اور خاندانی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مہر مقرر کیا جائے گا' مثلاً: اس کی بہنوں یا پھوپھیوں یا اس جیسی دوسری عورتوں کا عمومی مہر۔ اسے مہر مثل کہا جاتا ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کی بنیاد یہ ہے کہ نکاح صحیح ہے اگرچہ مہر مقرر نہیں ہوا' اور وہ اس کی قانونی بیوی ہے اگرچہ جماع وغیرہ نہیں ہوا' لہٰذا اس پر تمام حقوق وفرائض لاگو ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ معلوم ہو جانے کے بعد تو اس فتویٰ کی صحت یقینی ہوگئی۔ رضي الله عنه و أرضاه. ③ اگر ایک مسئلے میں شرعی نص وارد ہو تو پھر قیاس واجتہاد کی گنجائش نہیں بلکہ اسی پر عمل کیا جائے گا۔ ④ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ورع تقویٰ دیکھیے کہ ایک ماہ تک غور وخوض کیا' پھر فتویٰ دیا جیسا کہ آئندہ روایت میں آ رہا ہے۔ ایک عالم کے یہی لائق ہے کہ وہ فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرے۔ نصوص میں غور وفکر کرے اور پھر کوئی رائے قائم کرے۔ ⑤ عالم دین کو اگر کسی مسئلے کے بارے میں علم نہیں تو فوراً فتویٰ دینے کی بجائے دیگر جید علماء سے اس کی بابت پوری تفصیل معلوم کرے' پھر کوئی رائے قائم کرے۔

٣٣٥٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ أُتِيَ فِي امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا، فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ قَرِيبًا مِنْ شَهْرٍ لَا يُفْتِيهِمْ، ثُمَّ قَالَ: أَرٰى لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَشَهِدَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانَ الْأَشْجَعِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ.

٣٣٥٧- حضرت علقمہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس سے کسی آدمی نے نکاح کیا اور وہ مر گیا۔ ابھی تک نہ تو اس نے مہر مقرر کیا تھا اور نہ اس سے جماع ہی کیا تھا۔ وہ لوگ تقریباً ایک ماہ تک آتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود انھیں کوئی فتویٰ نہیں دے رہے تھے۔ آخرکار فرمایا: میرا خیال ہے کہ اسے اس جیسی عورتوں کے مطابق مہر ملے گا۔ نہ کم نہ زیادہ۔ اسے (خاوند سے) وراثت بھی ملے گی اور اسے عدت بھی گزارنی ہو گی۔ تو حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ کے فیصلے جیسا فیصلہ فرمایا تھا۔

٣٣٥٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، والترمذي من حديث يزيد بن هارون به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥١٦.

٣٣٥٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا قَالَ: لَهَا الصَّدَاقُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ: فَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِهِ فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ.

٣٣٥٨- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مر گیا جب کہ اس نے نہ اس سے جماع کیا اور نہ اس کا مہر ہی مقرر کیا' فرمایا: عورت کو مہر مثل ملے گا۔ اسے عدت گزارنی پڑے گی۔ اسے وراثت بھی ملے گی۔ حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بروع بنت واشق کے بارے میں ایسا ہی فیصلہ فرماتے سنا ہے۔

٣٣٥٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، مِثْلَهُ.

٣٣٥٩- حضرت علقمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی واقعہ بیان کیا ہے۔

٣٣٦٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ أَتَاهُ قَوْمٌ فَقَالُوا: إِنَّ رَجُلًا مِنَّا تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَجْمَعْهَا إِلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ:

٣٣٦٠- حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ ہم میں سے ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی' ابھی اس نے مہر مقرر نہ کیا تھا اور نہ اس سے صحبت ہی کی تھی کہ وہ فوت ہو گیا۔ حضرت عبداللہ کہنے لگے: جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں'

٣٣٥٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ٢١١٤ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥١٧. * سفيان هو الثوري.

٣٣٥٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥١٩. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري.

٣٣٦٠- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥١٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٦٣، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٠١، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

مَا سُئِلْتُ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ هٰذِهِ فَأْتُوا غَيْرِي. فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ فِيهَا شَهْرًا ثُمَّ قَالُوا لَهُ فِي آخِرِ ذٰلِكَ: مَنْ نَسْأَلُ إِنْ لَمْ نَسْأَلْكَ وَأَنْتَ مِنْ جِلَّةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَلَا نَجِدُ غَيْرَكَ، قَالَ: سَأَقُولُ فِيهَا بِجَهْدِ رَأْيِي فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ، وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْهُ بُرَآءُ، أُرٰى أَنْ أَجْعَلَ لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَ: وَذٰلِكَ بِسَمْعِ أُنَاسٍ مِنْ أَشْجَعَ. فَقَامُوا فَقَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَضَيْتَ بِمَا قَضٰى بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي امْرَأَةٍ مِنَّا يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ. قَالَ: فَمَا رُئِيَ عَبْدُ اللهِ فَرِحَ فَرْحَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِإِسْلَامِهِ.

مجھ سے اس سے مشکل مسئلہ نہیں پوچھا گیا۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ وہ لوگ ایک ماہ تک اس کی بابت آپ کے پاس آتے رہے۔ آخر وہ کہنے لگے: اگر ہم آپ سے نہ پوچھیں تو اور کس سے پوچھیں؟ اس شہر میں آپ ہی حضرت محمد ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ کے علاوہ ہمیں کوئی اور شخص نہیں ملتا۔ آپ فرمانے لگے: میں اس کے متعلق انتہائی سوچ بچار سے فتویٰ دیتا ہوں۔ اگر صحیح اور درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اگر وہ غلط ہوا تو اس میں کوتاہی میری ہوگی۔ اور خرابی شیطان کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے بری ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ میں اس کے لیے اس جیسی عورتوں کے مطابق مہر مقرر کروں۔ نہ کم نہ زیادہ۔ اسے وراثت بھی ملے گی اور اسے چار ماہ دس دن عدت بھی گزارنی ہو گی۔ اشجع قبیلے کے کچھ لوگ بھی یہ فتویٰ سن رہے تھے۔ انھوں نے اٹھ کر گواہی دی کہ بلاشبہ آپ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہماری ایک عورت بروع بنت واشق کے متعلق کیا تھا۔ ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام کے علاوہ کسی اور بات پر اتنے خوش ہوئے ہوں جتنے اس دن خوش ہوئے (کہ میرا فتویٰ حدیث رسول کے مطابق ہو گیا)۔

(المعجم ٦٩) - بَابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ نَفْسَها لِرَجُلٍ بِغَيْرِ صَدَاقٍ (التحفة ٦٩)

باب: ٦٩- عورت کا اپنے آپ کو کسی شخص کے ساتھ بغیر مہر کے نکاح کے لیے پیش کرنا

٣٣٦١- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟» قَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا، قَالَ: «اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ». فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قَالَ: نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

٣٣٦١- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے آپ کو آپ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کرتی ہوں۔ وہ کافی دیر کھڑی رہی۔ آخر ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا: اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو اس کا نکاح مجھ سے کر دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس (مہر دینے کے لیے) کوئی چیز ہے۔'' اس نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جا' تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے۔'' اس نے تلاش کیا لیکن اسے کچھ نہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے چند سورتوں کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس قرآن مجید (کی تعلیم) کے عوض جو تمھیں یاد ہے' تیرا اس سے نکاح کر دیا۔''

فائدہ: یہ حدیث کئی دفعہ گزر چکی ہے۔ یہاں مقصود یہ ہے کہ اس عورت نے ہبۃ کا لفظ استعمال کیا تھا اور ہبہ بلا معاوضہ ہوتا ہے' لہٰذا یہ پیش کش بھی بلا مہر ہوگی۔ بعض ائمہ نے بلا مہر پیش کش کو رسول اللہ ﷺ کے لیے جائز قرار دیا ہے مگر صحیح معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ دراصل نکاح ہی کی پیش کش تھی اور نکاح مہر کے ساتھ ہی ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے بعد میں اس کا دوسرے صحابی کے ساتھ مہر والا نکاح ہی پڑھایا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧٠) - بَابُ إِحْلَالِ الْفَرْجِ (التحفة ٧٠)

باب: ٧٠- کسی کے لیے شرم گاہ (بغیر نکاح کے) حلال کرنا؟

٣٣٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

٣٣٦٢- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت

٣٣٦١ـ أخرجه البخاري، الوكالة، باب وكالة المرأة الإمام في النكاح، ح: ٢٣١٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٢٦، والكبرى، ح: ٥٥٢٤.

٣٣٦٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امرأته، ح: ٤٤٥٩ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٥١، وللحديث شواهد عند البيهقي: ٨/ ٢٤٠، وابن ماجه، ح: ٢٥٥٢ وغيرهما.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فِي الرَّجُلِ يَأْتِي جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ قَالَ: «إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ جَلَدْتُهُ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ رَجَمْتُهُ».

ہے کہ نبی ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں جو اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرتا تھا' فرمایا: ''اگر اس (کی بیوی) نے اپنی لونڈی کو اس کے لیے حلال کیا تھا تو میں اسے سو کوڑے ماروں گا اور اگر اس نے لونڈی کو اس کے لیے حلال نہیں کیا تھا تو میں اسے رجم کروں گا۔''

فوائد و مسائل: ① نعمان بن بشیر ؓ کی مذکورہ بالا اور مابعد کی دونوں روایات سنداً ضعیف اور مضطرب ہیں۔ محقق کتاب کا ان تینوں اور ان سے مابعد کی سلمہ بن محبق کی دو روایات کو حسن قرار دینا محل نظر ہے۔ شیخ البانی ؒ وغیرہ نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ اور انھی کی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ تحقیق کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ٣٠/ ٣٤٦-٣٤٨) ② تفہیم مسئلہ کی غرض سے حدیث کی کچھ ضروری توضیح پیش نظر ہے: ناجائز چیز کسی کے حلال کرنے سے جائز نہیں بن جاتی۔ بیوی اپنی لونڈی کو خاوند کے لیے حلال قرار دے تو وہ لونڈی خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس کی لونڈی نہیں' بیوی کی لونڈی ہے۔ اور جماع اپنی لونڈی سے جائز ہے۔ لیکن چونکہ اس میں شبہ ہے کہ بیوی کی لونڈی خاوند کی بھی لونڈی ہے' تو جب بیوی نے اپنی مملوکہ چیز خاوند کے لیے جائز قرار دے دی تو شاید وہ اس کے لیے حلال ہو' اس لیے سزا میں کچھ تخفیف ہے کہ بجائے رجم کے کوڑے مارنے کا ذکر فرمایا' مگر یاد رہے اس شبہ کی بنا پر اس مرد کو بالکل معاف نہیں کیا جا سکتا' سزا ہلکی ہو سکتی ہے۔ ہاں' اگر بیوی اپنی لونڈی خاوند کو ہبہ کر دے اور وہ اس کی لونڈی بن جائے یا اپنی لونڈی کا نکاح خاوند سے کرا دے تو جائز ہے۔

٣٣٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُنَيْنٍ وَيُنْبَزُ قُرْقُورًا أَنَّهُ وَقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَرُفِعَ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فَقَالَ: لَأَقْضِيَنَّ فِيهَا

٣٣٦٣- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی جس کا نام عبدالرحمن بن حنین اور لقب قرقور تھا' نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کر لیا۔ اس شخص کو (گورنر کے) حضرت نعمان بن بشیر کے پاس پیش کیا گیا۔ انھوں نے فرمایا: میں اس کی بابت رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا کہ اگر اس (تیری بیوی) نے اس لونڈی کو تیرے لیے حلال کیا تھا تو تجھے کوڑے ماروں گا

٣٣٦٣ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥٤.

بِقَضِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَكَ جَلَدْتُكَ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ، فَكَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَجُلِدَ مِائَةً. قَالَ قَتَادَةُ: فَكَتَبْتُ إِلَى حَبِيبِ ابْنِ سَالِمٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ بِهٰذَا.

اور اگر اس نے اسے تیرے لیے حلال نہیں کیا تھا تو تجھے پتھروں سے رجم کردوں گا۔ (تحقیق سے پتہ چلا کہ) اس کی بیوی نے اس لونڈی کو اس کے لیے حلال کیا ہوا تھا' اس لیے سو کوڑے مارے گئے۔

قتادہ نے کہا: میں نے حبیب بن سالم کو خط لکھا تو انھوں نے مجھے یہ حدیث لکھ کر بھیجی۔

٣٣٦٤- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ: «إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَأَجْلِدُهُ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَأَرْجُمُهُ».

۳۳۶۴- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرلیا تھا' فرمایا: ''اگر تو اس کی بیوی نے لونڈی کو اس کے لیے حلال کیا تھا تو میں اسے سو کوڑے ماروں گا اور اگر اس نے اسے حلال نہیں کیا تھا تو میں اسے رجم کروں گا۔''

٣٣٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ فِي رَجُلٍ وَطِيءَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ: «إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ

۳۳۶۵- حضرت سلمہ بن محبق ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کیا تھا' فیصلہ فرمایا: ''اگر اس نے اس سے زبردستی جماع کیا ہے تو وہ لونڈی (اس کے مال سے) آزاد ہو جائے گی اور اسے اس کی مالکہ کو اس جیسی لونڈی دینی ہوگی' اور اگر لونڈی

٣٣٦٤ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥٥.

٣٣٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امرأته، ح: ٤٤٦٠ من حديث عبدالرزاق به. * الحسن البصري صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٤٠، وقبيصة ثقة صدوق، ولم يطعن أحد فيه بحجة.

لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا ، وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا» .

کی رضا ورغبت سے جماع کیا ہے تو وہ لونڈی اس کی بن جائے گی۔ البتہ اس مرد کو اس جیسی ایک اور لونڈی بیوی کو دینی ہوگی۔"

فائدہ: یہ حدیث بشرط صحت ممکن ہے حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے ارشاد فرمائی گئی ہو۔ اب تو حدود کا نفاذ ناگزیر ہے۔ ایسی صورت میں اس شخص کو بہر حال رجم کیا جائے گا' خواہ لونڈی راضی تھی یا اس سے جبراً جماع کیا گیا' البتہ جبر کی صورت میں لونڈی کو معافی ہوگی' رضا ورغبت کی صورت میں اسے پچاس کوڑے لگیں گے۔ لیکن اگر بیوی نے اپنی لونڈی کو خاوند کے لیے حلال قرار دیا ہو تو خاوند کو بجائے رجم کے کوڑے مارے جائیں گے جیسا کہ سابقہ احادیث میں گزرا۔

٣٣٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ: أَنَّ رَجُلًا غَشِيَ جَارِيَةً لِامْرَأَتِهِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ مِنْ مَالِهِ وَعَلَيْهِ الشَّرْوَى لِسَيِّدَتِهَا ، وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لِسَيِّدَتِهَا وَمِثْلُهَا مِنْ مَالِهِ» .

٣٣٦٦- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کر لیا۔ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: "اگر اس شخص نے اس سے جبراً جماع کیا ہے تو وہ لونڈی اس کے مال سے آزاد ہو جائے گی اور خاوند کو اس جیسی لونڈی اس کی مالکہ (یعنی اپنی بیوی) کو دینی ہوگی اور اگر وہ راضی اور خوش تھی تو وہ اپنی مالکہ کی رہے گی۔ اور مرد کو اپنے مال سے ایک اور لونڈی بیوی کو دینی ہوگی۔"

فائدہ: یہ حدیث پہلی حدیث سے کچھ مختلف ہے۔ رضا ورغبت کی صورت میں سابقہ حدیث کی رو سے وہ لونڈی خاوند کی بن جائے گی اور اس حدیث کی رو سے وہ لونڈی مالکہ ہی کی رہے گی' لیکن چونکہ یہ حدیث اب قابل عمل نہیں' منسوخ ہے' لہٰذا اس میں اختلاف کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔ ویسے بھی یہ دونوں روایات بہت سے محققین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

(المعجم ٧١) - تَحْرِيمُ الْمُتْعَةِ (التحفة ٧١)

باب: ٧١- متعہ کے حرام ہونے کا بیان

٣٣٦٦- [حسن] أخرجه أبوداود، ح: ٤٤٦١ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٥٧، وانظر الحديث السابق.

٣٣٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِمَا: أَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا لَا يَرَى بِالْمُتْعَةِ بَأْسًا فَقَالَ: إِنَّكَ تَائِهٌ. إِنَّهُ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْهَا وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

٣٣٦٧- محمد ابن حنفیہ ؒ سے روایت ہے کہ حضرت علی ؓ کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی متعہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ آپ اسے فرمانے لگے: تو تو راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر (کی جنگ) کے دن متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے روک دیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① متعہ اس نکاح کو کہتے ہیں جو کچھ مدت کے لیے کیا گیا ہو‘ خواہ وہ گھنٹے ہوں یا دن یا سال۔ اور یہ نکاح‘ مدت ختم ہونے سے خود بخود ہی ختم ہو جاتا ہے‘ طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دوران مدت میں خاوند فوت ہو جائے تو عورت کو وراثت نہیں ملتی اور نہ اس پر عدت ہی لازم ہوتی ہے۔ گویا نکاح والا کوئی حکم بھی لاگو نہیں ہوتا سوائے جماع کے‘ لہٰذا یہ شرعی نکاح نہیں۔ البتہ جاہلیت کے ناجائز نکاحوں میں سے یہ ایک تھا۔ ابتدائے اسلام میں اس سے تعرض نہیں کیا گیا مگر بعد میں (فتح مکہ کے موقع پر) اسے ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا اور اب یہ قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ ایسا نکاح باطل ہوگا اور اگر اسے جاری رکھا جائے تو زنا کے مترادف ہوگا۔ شیعہ حضرات اسے جائز سمجھتے ہیں مگر ان کے ”اولین امام“ حضرت علی ؓ تو جائز کہنے والوں کو راہ راست سے بھٹکے ہوئے کہتے ہیں۔ ② ”ایک آدمی“ اس سے مراد حضرت ابن عباس ؓ ہیں۔ وہ متعہ کو ضرورت اور مجبوری کے وقت جائز سمجھتے تھے جب کہ دیگر صحابہ اسے مطلقاً اور ابدی حرام سمجھتے تھے۔ اور یہی صحیح بات ہے۔ ③ ابن عباس ؓ سے متعہ کے جواز سے حرمت کی طرف رجوع کے متعلق قیل و قال تو موجود ہے لیکن حقیقتاً رجوع ثابت نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ٦/٣١٦-٣١٩) ④ ”گھریلو گدھے“ جنگلی گدھا حلال ہے جو کہ دراصل گائے ہوتی ہے۔ صرف پاؤں گدھے کی طرح ہونے کی وجہ سے اسے جنگلی گدھا کہہ دیا جاتا ہے‘ ورنہ حقیقتاً وہ جنگلی گائے ہے اور حلال ہے۔ ⑤ بڑے بڑے اجل صحابہ پر بعض اہم مسائل مخفی رہ گئے‘ جیسے یہ مسئلہ ابن عباس ؓ پر مخفی رہا۔ اس سے مقلدین حضرات کو سبق سیکھنا چاہیے کہ اجل صحابہ پر جب بعض اہم امور مخفی رہے تو ائمہ کرام کے ساتھ یہ معاملہ کیسے پیش نہیں آ سکتا‘ لہٰذا تقلید ائمہ کی بجائے قرآن و حدیث کو اوڑھنا بچھونا بنانا چاہیے۔ اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ امام صاحب کا یہ فتویٰ قرآن کی آیت یا حدیث

٣٣٦٧- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢١٦ من حديث يحيى القطان، ومسلم، النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ ... الخ، ح: ١٤٠٧ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٤٧.

کے خلاف ہے تو اسے چھوڑ دینا چاہیے اور اس آیت یا حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور امام صاحب کو معذور سمجھنا چاہیے کہ شاید انھیں اس مسئلے کا پتہ نہ چل سکا ہو۔ نہ یہ کہ ان کے قول پر جمے رہیں اور یہ کہتے پھریں کہ امام صاحب کے پاس اس کی کوئی دلیل ہوگی' تبھی انھوں نے یہ فتویٰ دیا۔

٣٣٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

٣٣٦٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ اور انسانوں کے پاس رہنے والے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: گھریلو گدھوں سے مراد بھی وہی گدھے ہیں جو انسان اپنی ضروریات کے لیے رکھتے ہیں' لہٰذا دونوں الفاظ ہم معنی ہیں۔ گدھوں کے بارے میں بھی درست بات یہی ہے کہ وہ بھی ابدی حرام ہیں۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔

٣٣٦٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالُوا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ وَالْحَسَنَ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَخْبَرَاهُ أَنَّ أَبَاهُمَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ

٣٣٦٩- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

٣٣٦٨- أخرجه البخاري، الذبائح، باب لحوم الحمر الإنسية، ح: ٥٥٢٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٤٢، والكبرى، ح: ٥٥٤٨، وانظر الحديث السابق.

٣٣٦٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٤٩. * عبدالوهاب هو الثقفي.

ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: يَوْمَ حُنَيْنٍ وَقَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ مِنْ كِتَابِهِ.

(راویٔ حدیث) ابن مثنیٰ نے (یوم خیبر کی بجائے) یوم حنین کہا (یعنی حنین کے دن منع فرمایا)۔ اور ابن مثنیٰ نے کہا کہ (استاد) عبدالوہاب نے ہمیں اپنی کتاب سے اسی طرح حدیث بیان کی۔

وضاحت: یعنی عبدالوہاب ثقفی نے ''خیبر'' کے بجائے ''حنین'' پڑھا تھا۔ یہ انھیں غلطی لگی تھی کہ تمام رواۃ کی مخالفت کرتے ہوئے انھوں نے ''حنین'' کا لفظ بیان کیا حالانکہ باقی سب ''خیبر'' کے لفظ پر متفق ہیں۔

٣٣٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: أَذِنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَقَالَتْ: مَا تُعْطِينِي؟ فَقُلْتُ: رِدَائِي. وَقَالَ صَاحِبِي: رِدَائِي. وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي. وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ، فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ صَاحِبِي أَعْجَبَهَا وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا، ثُمَّ قَالَتْ: أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِينِي فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ اللَّاتِي يَتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا».

٣٣٧٠- حضرت سبرہ جہنی ؓ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے متعے کی اجازت دی تو میں اور ایک دوسرا آدمی قبیلہ بنو عامر کی ایک عورت کے پاس گئے اور اسے متعے کی پیش کش کی۔ وہ کہنے لگی: مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا: اپنی چادر دوں گا۔ میرے ساتھی نے بھی کہا: اپنی چادر دوں گا۔ میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے عمدہ تھی لیکن میں اپنے ساتھی سے زیادہ جوان تھا۔ جب وہ میرے ساتھی کی چادر دیکھتی تو وہ اسے اچھا لگتا اور جب وہ میرے جسم کو دیکھتی تو میں اسے اچھا لگتا۔ بالآخر وہ کہنے لگی: تو اور تیری چادر میرے لیے ٹھیک ہے۔ میں اس کے ساتھ تین دن رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس اس قسم کی کوئی عورت ہو جس سے وہ متعہ کر رہا ہے تو اسے چھوڑ دے۔''

فائدہ: یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے۔ خود صاحبِ واقعہ حضرت سبرہ جہنی ؓ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے۔ اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: [إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ] یعنی عورتوں کے ساتھ

٣٣٧٠- أخرجه مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ . . . الخ، ح: ١٤٠٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥٠.

متعہ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک حرام کر دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح مسلم، النکاح، باب نکاح المتعة و بیان أنه أبیح ثم نسخ......، حدیث:١٤٠٦)

(المعجم ٧٢) - إِعْلَانُ النِّكَاحِ بِالصَّوْتِ وَضَرْبِ الدُّفِّ (التحفة ٧٢)

باب:٧٢- نکاح کا اعلان چرچے اور دَف بجانے کے ساتھ کیا جائے

٣٣٧١- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ».

٣٣٧١- حضرت محمد بن حاطب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حلال اور حرام نکاح کے درمیان فرق دف بجانے اور اعلان نکاح کرنے کا ہے۔“

فائدہ: حدیث کا مقصد یہ ہے کہ نکاح خفیہ نہ کیا جائے بلکہ علانیہ ہو۔ نکاح کے موقع پر بارات کا آنا، نکاح کا اجتماع میں ہونا اور نکاح کے گواہوں کا موجود ہونا بھی نکاح کو اعلانیہ بنا دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نکاح خوشی کا موقع بھی ہے اور خوشی کے وقت بچے اس موقع کی مناسبت سے شادی بیاہ کے گیت گانے اور دف سے خصوصی شغف رکھتے ہیں، لہٰذا بچوں کو ایسے موقع پر اس کی اجازت دی جائے کہ وہ دف بجائیں اور قومی گانے گائیں تاکہ نکاح کا اچھی طرح چرچا ہو جائے، البتہ یہ ضروری ہے کہ گانے بجانے والے بچے بچیاں ہوں نہ کہ پیشہ ور گانے بجانے والے مدعو کیے جائیں۔ بالغ افراد (مرد ہوں یا عورت) کے لیے گانا بجانا منع ہے۔ دف کے علاوہ دیگر آلات موسیقی کا استعمال حرام ہے۔ دف انتہائی سادہ آلہ ہے۔ آواز بھی ہلکی اور سادہ ہوتی ہے، لہٰذا اس کی اجازت ہے۔ ڈھول وغیرہ حرام ہے۔ واللہ أعلم.

٣٣٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حَاطِبٍ قَالَ: قَالَ

٣٣٧٢- حضرت محمد بن حاطب ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حلال اور حرام نکاح کے درمیان فرق (اعلانِ نکاح کی) آواز سے ہوتا ہے۔

٣٣٧١- [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في إعلان النكاح، ح:١٠٨٨ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع عنده، وقال الترمذي: "حسن"، والحديث في الكبرٰى، ح:٥٥٦٢، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٤، ووافقه الذهبي. * أبوبلج هو يحيى بن أبي سليم، ومحمد بن حاطب هو الجمحي.

٣٣٧٢- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ».

فائدہ: آواز سے مراد نکاح کا اعلان یا گیت اور دف کی آواز ہے۔ چونکہ خاوند بیوی نے باقی ساری زندگی اکٹھے گزارنی ہے لہٰذا کم از کم محلے والے سب لوگوں کو پتا چل جانا چاہیے کہ فلاں کا فلاں سے نکاح ہوا ہے تاکہ بعد میں آنے جانے پر کسی کو اعتراض نہ ہو بلکہ رشتے کی محبت پیدا ہو۔

(المعجم ٧٣) - كَيْفَ يُدْعَى لِلرَّجُلِ إِذَا تَزَوَّجَ (التحفة ٧٣)

باب:٧٣- جب کوئی شخص نکاح کرے تو اسے دعا کیسے دی جائے؟

٣٣٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: تَزَوَّجَ عَقِيلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جُشَمٍ فَقِيلَ لَهُ بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينَ، قَالَ: قُولُوا كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَارَكَ اللهُ فِيكُمْ وَبَارَكَ لَكُمْ».

٣٣٧٣- حضرت حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عقیل بن ابی طالب نے بنوجشم کی ایک عورت سے شادی کی تو انھیں مبارک باد یوں دی گئی: ''تم محبت و پیار سے رہو اور تمھیں بیٹے ملیں۔'' حضرت حسن نے فرمایا: اس کی بجائے اس طرح کہو جیسے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اَبَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمْ وَ بَارَكَ لَكُمْ ا ''اللہ تعالیٰ تم میں اور تمھارے لیے برکت فرمائے۔''

فائدہ: مبارک باد کا پہلا طریقہ جاہلیت کا رواج تھا' لہٰذا اسے بدلا گیا۔ ویسے بھی دعا میں اللہ تعالیٰ کا نام ضرور آنا چاہیے۔ مومن اور کافر میں امتیاز اللہ تعالیٰ کے نام ہی سے ہوتا ہے۔

(المعجم ٧٤) - دُعَاءُ مَنْ لَمْ يَشْهَدِ التَّزْوِيجَ (التحفة ٧٤)

باب:٧٤- اس شخص کے دعا دینے کا بیان جو نکاح کے موقع پر موجود نہ ہو

٣٣٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٣٧٤- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ

٣٣٧٣- [حسن] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب تهنئة النكاح، ح:١٩٠٦ من حديث أشعث بن عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٥٦١، وللحديث شواهد عند أحمد، وأبي داود، ح:٢١٣٠ وغيرهما.

٣٣٧٤- أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد، وغير ذلك ... الخ، ح:١٤٢٧/٧٩ عن قتيبة، والبخاري، النكاح، باب: كيف يدعٰى للمتزوج؟، ح:٥١٥٥ من حديث حماد بن زيد به.

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: «بَارَكَ اللهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جسم پر صفرہ (خوشبو) کا نشان دیکھا تو فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے سونے کا سکہ نواۃ مہر مقرر کر کے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے لیے (اس نکاح میں) برکت فرمائے۔ ولیمہ ضرور کرنا' چاہے ایک بکری کے ساتھ ہی ہو۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٣٥٣.

(المعجم ٧٥) - اَلرُّخْصَةُ فِي الصُّفْرَةِ عِنْدَ التَّزْوِيجِ (التحفة ٧٥)

باب: ٧٥- شادی کے وقت (دلہا کے لیے) رنگ دار خوشبو کی رخصت کا بیان

٣٣٧٥- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ وَعَلَيْهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَهْيَمْ؟» قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، قَالَ: «وَمَا أَصْدَقْتَ؟» قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

٣٣٧٥- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے تو ان (کے جسم یا کپڑوں) پر زعفران کے نشانات تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیسے؟'' انھوں نے کہا: میں نے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا مہر دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: سونے کا سکہ نواۃ۔ آپ نے فرمایا: ''ولیمہ بھی کرنا اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔''

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شادی کے موقع پر دلہا کے لیے رنگ دار خوشبو کا استعمال جائز سمجھتے ہیں۔ شاید اسی حدیث کی بنیاد پر بعض فقہاء نے شادی کرنے والے شخص کے لیے مہندی لگانا جائز قرار دیا ہے لیکن اس حدیث سے یہ دلیل لینا محل نظر ہے کیونکہ انھوں نے یہ خوشبو عمداً نہیں لگائی تھی بلکہ بیوی کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے ان سے لگی تھی' ورنہ وہ جانتے تھے کہ رنگ دار خوشبو کا استعمال مرد کے لیے جائز نہیں۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں منع نہیں فرمایا ورنہ آپ وضاحت ضرور فرماتے۔ واللہ أعلم.

٣٣٧٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب قلة المهر، ح: ٢١٠٩ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥٨، وله طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما. * ثابت هو البناني.

٣٣٧٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيَّ - كَأَنَّهُ يَعْنِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ - أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: «مَهْيَمْ؟» قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

٣٣٧٦-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر صفرہ (زرد خوشبو) کا نشان دیکھا تو فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ولیمہ کرنا‘ چاہے ایک بکری ہی کا ہو۔“

(المعجم ٧٦) - نَحْلَةُ الْخَلْوَةِ (التحفة ٧٦)

باب:٧٦-شب زفاف کے موقع پر تحفہ دینے کا بیان

٣٣٧٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ابْنِهَا بِي، قَالَ: «أَعْطِهَا شَيْئًا» قُلْتُ: مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ، قَالَ: «فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟» قُلْتُ: هِيَ عِنْدِي، قَالَ: «فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ».

٣٣٧٧-حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو (کچھ دنوں کے بعد) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ کی میرے گھر رخصتی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے کچھ دو۔“ میں نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تیری حطمی زرہ کدھر گئی؟“ میں نے کہا: وہ تو میرے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہی اسے دے دو۔“

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذکورہ زرہ کو مہر سے الگ سمجھ رہے ہیں اور اسے رخصتی اور خلوت (علیحدگی) کا خصوصی تحفہ قرار دیتے ہیں جب کہ بہت سے اہل علم کے نزدیک یہ

٣٣٧٦ـ [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٣٥٣، وسيأتي، ح: ٣٣٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٦٠.
٣٣٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٢/ ١١٠، ح: ٤٦١ من حديث هشام بن عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٦٧. * حماد هو ابن سلمة.

مہر ہی ہے جو نکاح کی بجائے رخصتی کے موقع پر دیا گیا۔ واللہ أعلم. ② "حطمی زرہ" بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حُطَمِيَّة، زرہ کی صفت ہے یعنی توڑ دینے والی اور اس سے مراد ہے تلواروں، نیزوں اور تیروں کو توڑ دینے والی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کھلی اور بھاری زرہ کو حُطَمِيَّة کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حُطَمِيَّة قبیلۂ عبدالقیس کی ایک شاخ حطم بن محارب کی طرف منسوب ہے جس کے باشندے یہ زرہیں بناتے تھے۔ اور یہی قول زیادہ معتبر ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (النهاية في غريب الحديث: ١/٤٠٢)

٣٣٧٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْطِهَا شَيْئًا» قَالَ: مَا عِنْدِي، قَالَ: «فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟».

٣٣٧٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے کچھ دو۔" انھوں نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تیری حطمی زرہ کہاں ہے؟"

(المعجم ٧٧) - اَلْبِنَاءُ فِي شَوَّالٍ (التحفة ٧٧)

باب: ٧٧- شوال میں رخصتی کا بیان

٣٣٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ وَأُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي.

٣٣٧٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح فرمایا اور شوال ہی میں آپ کے ہاں میری رخصتی ہوئی۔ (بتاؤ!) پھر آپ کی بیویوں میں سے کون آپ کے ہاں مجھ سے بڑھ کر محبت سے بہرہ ور ہوئی؟

٣٣٧٨- [صحيح] أخرجه البزار: ٢/ ١١٠، ح: ٤٦٢ عن هارون به، وأبوداود، النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا، ح: ٢١٢٥ من حديث عبدة بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٦٨، وصححه ابن حبان، انظر الحديث السابق، وله طرق أخرى ذكرت بعضها في تخريج مسند الحميدي، ح: ٣٨. * سعيد هو ابن أبي عروبة.

٣٣٧٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٣٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٢.

فوائد ومسائل: ① دور جاہلیت میں لوگ شوال کے مہینے کو اس کے معنی کی وجہ سے منحوس قرار دیتے تھے اور اس میں شادی وتعمیر وغیرہ کو مناسب خیال نہ کرتے تھے' حالانکہ یہ صرف توہم ہے' اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ مہینے کے نام کا اس کے دنوں پر کوئی اثر نہیں۔ اسلام ایسے توہمات کے خلاف ہے اور ان کی بنا پر معمولات میں رکاوٹ کو بدعقیدگی سمجھتا ہے۔ افسوس! آج کل مسلمان محرم کے بارے میں بھی ایسے ہی تصورات رکھتے ہیں۔ فإلى الله المشتكى. ② ''شوال میں ہی'' نکاح اور رخصتی میں تین سال کا فاصلہ تھا۔ رضي الله عنها وأرضاها. ③ شوال کے معنی اور دیگر تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۲۳۸ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٧٨) - اَلْبِنَاءُ بِابْنَةِ تِسْعٍ (التحفة ٧٨)

باب: ۷۸- نو سال کی (بالغہ) لڑکی کی رخصتی کا بیان

٣٣٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتٍّ، وَدَخَلَ عَلَيَّ وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ وَكُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ.

۳۳۸۰- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں چھ سال کی تھی اور مجھے اپنے گھر آباد فرمایا تو میں نو سال کی تھی اور گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① موسمی حالات اور اپنی جسمانی عمدگی کی بنا پر نو سال کی عمر میں بالغ ہو چکی تھیں' لہٰذا رخصتی میں کوئی اشکال نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۳۲۵۷ تا ۳۲۶۰) ② [كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ] بعض مترجمین نے اس کا ترجمہ کیا ہے: ''میں لڑکیوں میں کھیلا کرتی تھی'' جب کہ ان الفاظ کا راجح مفہوم وہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے' یعنی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں اسی مفہوم کی تصریح موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' فضائل الصحابة' حدیث: ۲۴۴۰)

٣٣٨١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي

۳۳۸۱- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں چھ سال کی تھی اور مجھے اپنے گھر بسایا تو میں نو سال کی تھی۔

٣٣٨٠- أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح: ١٤٢٢/ ٧٠ من حديث عبدة بن سليمان به. وهو في الكبرى، ح: ٥٥٦٩.

٣٣٨١- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٥٥٧١. وهذا متواتر عن عائشة رضي الله عنها، رواه عروة، وأبوعبيدة بن عبدالله بن مسعود، وابن أبي مليكة، والأسود وغيرهم عنها.

عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

(المعجم ٧٩) - اَلْبِنَاءُ فِي السَّفَرِ (التحفة ٧٩)

باب: ٧٩- رخصتی دورانِ سفر میں بھی ہوسکتی ہے

٣٣٨٢- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا الْغَدَاةَ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ، فَأَخَذَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنِّي لَأَرٰى بَيَاضَ فَخِذِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ» قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلٰى أَعْمَالِهِمْ، قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا - وَالْخَمِيسُ. وَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجَمَعَ السَّبْيَ

٣٣٨٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی لڑائی کے لیے گئے۔ ہم نے صبح کی نماز خیبر (کی بستی) کے قریب اندھیرے (اوّل وقت) میں ادا کی' پھر نبی ﷺ سوار ہوئے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہوئے' جبکہ ان کے پیچھے میں بیٹھا تھا۔ خیبر کی گلیوں میں اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی سواری کو تیز کر دیا۔ (سواری کے دوڑتے وقت) میرا گھٹنا رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک سے چھو جاتا تھا؟ (کہ ہوا کی وجہ سے آپ کی ران سے چادر ہٹ گئی) اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک کی سفیدی نظر آنے لگی۔ جب آپ بستی خیبر میں داخل ہوئے تو آپ نے (آواز بلند) فرمایا: ''اللہ اکبر! خیبر ویران ہوا۔ بلاشبہ ہم جب کسی قوم کے آنگن میں پڑاؤ کرتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بڑی ہولناک ہوتی ہے جو (قبل ازیں) متنبہ کیے گئے ہوں۔'' آپ نے تین دفعہ یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ خیبر کے لوگ

٣٣٨٢- أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ، ح: ٣٧١، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥ بعد، ح: ١٤٢٧ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٦.

فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ، قَالَ: «اِذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً» فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: «ادْعُوهُ بِهَا». فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا» قَالَ: وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! مَا أَصْدَقَهَا؟ قَالَ: نَفْسَهَا، أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، قَالَ: حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا إِلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ عَرُوسًا، قَالَ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِيءْ بِهِ» قَالَ: وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْأَقِطِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ، فَحَاسُوا حَيْسَةً فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

اس وقت اپنے کام کاج کے لیے نکلے۔ عبدالعزیز نے کہا: خیبر والے کہنے لگے: محمد (آ گئے۔) عبدالعزیز نے کہا' اور ہمارے بعض ساتھیوں کے الفاظ ہیں کہ (خیبر والوں نے کہا:) محمد اور اس کا لشکر آ گیا۔ (حضرت انس نے کہا:) اور ہم نے خیبر بزور شمشیر فتح کیا' پھر (قبضے میں آنے والے) قیدی اکٹھے کیے گئے تو دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے ان قیدیوں میں سے ایک لونڈی عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ کوئی لونڈی لے لو۔'' چنانچہ انھوں نے صفیہ بنت حیی کو لے لیا' پھر ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر دونوں قبیلوں کی سردار صفیہ بنت حیی' دحیہ کو دے دی ہے' حالانکہ وہ تو آپ کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دحیہ کو کہو' صفیہ کو لے کر آئے۔'' وہ انھیں لے آئے تو نبی ﷺ نے انھیں دیکھا اور فرمایا: ''قیدیوں میں سے کوئی اور لونڈی لے لو۔'' پھر نبی ﷺ نے حضرت صفیہ کو آزاد فرما کر ان سے نکاح فرما لیا۔ (حضرت انس کے شاگرد) ثابت نے پوچھا: جناب ابوحمزہ! آپ نے انھیں مہر کیا دیا؟ انھوں نے فرمایا: ان کی جان ہی ان کا مہر تھی۔ آپ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح فرما لیا حتی کہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ (ان کی عدت ختم ہو گئی اور میری والدہ) ام سلیم نے انھیں بنایا سنوارا اور رات کو رسول اللہ ﷺ کے خیمے میں بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ رات گزاری۔ صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''جس کے

پاس کھانے کی کوئی چیز ہے وہ لے آئے۔'' آپ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا۔ کوئی آدمی پنیر لاتا تھا' کوئی کھجوریں اور کوئی گھی۔ صحابۂ کرام نے سب چیزوں کو ملا کر ملیدہ بنا دیا۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① دوران سفر دیگر ضروریات پوری کی جا سکتی ہیں تو نکاح اور رخصتی بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ بھی تو ضروریات سے ہیں' خصوصاً اس دور کے سفر جو کئی کئی ہفتے بلکہ مہینے جاری رہتے تھے اور بیوی بچے بھی ساتھ ہی ہوتے تھے۔ ② ''ران'' سواری پر بیٹھے ہوئے ہوا کی وجہ سے کپڑا اہٹ سکتا ہے' لہٰذا ران نظر آ سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ آپ نے قصداً ران ننگی کی ہوئی تھی۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دوران سفر میں انسان اپنے بے تکلف ساتھیوں اور خدام کے سامنے ہواخوری کے لیے ران ننگی کر لیتا ہے۔ مخصوص ساتھیوں کی مجلس میں بھی ایسا ممکن ہے کیونکہ ران شرم گاہ کی طرح تو نہیں' البتہ شرم گاہ سے قریب ہونے کی وجہ سے عموماً اسے بھی ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ نماز میں تو ران فرض ستر میں بالاتفاق داخل ہے۔ ران ننگی ہو تو نماز نہ ہوگی۔ ہاں' نماز کے علاوہ کسی ضرورت کی بنا پر یا اپنے بے تکلف ساتھیوں میں کبھی کبھار ران ننگی ہو جائے یا کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ احادیث میں تطبیق کا یہی طریقہ ہے۔ ③ ''خیبر ویران ہو گیا'' وحی سے فرمایا یا فال کے طور پر۔ بعض اہل علم نے اسے دعا بھی قرار دیا ہے کہ خیبر فتح ہو جائے۔ ④ ''شور مچا دیا'' کیونکہ وہ لوگ آپ اور صحابہ کو پہچانتے تھے۔ اس سے پہلے مدینہ ہی میں رہتے تھے۔ ⑤ ''صفیہ بنت حيي'' بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ان کا نام صفیہ نہیں تھا' نام تو زینب تھا' آپ کے انتخاب فرمانے کی وجہ سے صفیہ (منتخب شدہ) کہا گیا۔ یہ حيي بن اخطب کی بیٹی تھیں جو کہ تمام یہود کا سردار تھا اور ایک دوسرے سردار کے نکاح میں تھیں۔ نکاح بھی تازہ ہی ہوا تھا۔ خاوند جنگ میں مارا گیا۔ یہ قیدی ہو گئیں۔ ظاہر ہے' ایسے مرتبے کی خاتون کسی عام شخص کے لیے مناسب نہ تھیں۔ [أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ] ''لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کرنا چاہیے۔'' نیز اس سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہو رہا تھا' اس لیے آپ نے انھیں دحیہ سے واپس لے کر اپنے لیے پسند فرما لیا۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ نبی کی نسل سے اور نبی کے نکاح میں۔ واہ واہ! کیا شان ہے۔ رضي الله عنها وأرضاها. ⑥ جو عورت لونڈی بننے سے پہلے کسی کے نکاح میں ہو' اس سے فوراً ہم بستری جائز نہیں جب تک اسے ایک ماہواری نہ آ جائے تاکہ یقین ہو جائے کہ اسے سابقہ خاوند سے حمل نہیں۔ اگر حمل ہو تو وضع حمل تک ہم بستری جائز نہ ہوگی۔ حضرت صفیہ قید ہونے کے وقت حیض کی حالت میں تھیں۔ دوران سفر حیض ختم ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ انھیں حمل نہیں کیونکہ حمل ہو تو حیض نہیں آتا' لہٰذا آپ کے لیے ان سے شب بسری جائز ہو گئی۔ ⑦ ''یہ آپ کا ولیمہ ہو گیا'' دوران سفر ایسا ولیمہ ہی ممکن تھا۔ ﷺ۔ ⑨ کفار سے لڑائی کرتے وقت نعرۂ تکبیر لگانا

مستحب ہے نیز اس موقع پر کثرت ذکر بھی مطلوب ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے قرآن میں اس موقع پر ذکر کرنے کا حکم دیا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الأنفال ٨:٤٥)

٣٣٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقَامَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ بِطَرِيقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حِينَ عَرَّسَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ فِيمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ.

٣٣٨٣- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کے راستے میں حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کے ساتھ تین دن (خصوصی طور پر) ٹھہرے جب آپ نے انھیں اپنے گھر بسایا، پھر حضرت صفیہ ؓ ان عورتوں میں شامل تھیں جنھیں پردے میں رکھا جاتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① ''تین دن'' کیونکہ جس آدمی کے گھر پہلے سے بیوی موجود ہو، پھر وہ کسی اور عورت سے شادی کرلے اور وہ بیوہ ہو تو اس کے پاس خصوصی طور پر تین دن رات ٹھہرے گا۔ اور اگر وہ کنواری ہو تو اس کے پاس سات دن رات رہے گا، پھر باری مقرر کرے گا۔ حضرت صفیہ بھی بیوہ تھیں، لہٰذا آپ ان کے پاس تین دن ٹھہرے، پھر باری مقرر فرمائی ...... ﷺ ② ''ان عورتوں میں شامل تھیں'' یعنی وہ آپ کی لونڈی نہیں تھیں بلکہ آپ کی ازواج مطہرات میں شامل ہوئیں کیونکہ آپ نے انھیں آزاد فرما کر ان سے نکاح کیا تھا۔ پردہ آزاد عورت کے ساتھ خاص تھا، اس لیے یہ الفاظ استعمال کیے گئے۔

٣٣٨٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يَبْنِي بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ،

٣٣٨٤- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین دن حضرت صفیہ بنت حیی ؓ کے ساتھ ٹھہرے شب بسری فرماتے تھے۔ میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمے کی دعوت

٣٣٨٣ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢١٢ من حديث عبدالحميد وهو أبوبكر بن أبي أويس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٧. * يحيى هو ابن سعيد الأنصاري.

٣٣٨٤ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب اتخاذ السراري، ومن أعتق جارية ثم تزوجها، ح: ٥٠٨٥ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٨.

فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ، فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ، أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ وَأَلْقَى عَلَيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَقَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

دی۔ آپ کے اس ولیمے میں گوشت تھا نہ روٹی، بلکہ آپ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کچھ کھجوریں، پنیر اور گھی ڈالا۔ یہ آپ کا ولیمہ تھا۔ مسلمان آپس میں کہنے لگے کہ یہ آپ کی زوجۂ محترمہ ہیں یا آپ کی لونڈی؟ پھر وہ خود ہی کہنے لگے: اگر آپ نے انھیں پردے میں رکھا تو پھر وہ ام المومنین (یعنی آپ کی زوجۂ محترمہ) ہوں گی اور اگر پردے میں نہ رکھا تو وہ آپ کی لونڈی ہوں گی، پھر جب آپ نے سفر شروع فرمایا تو (اپنی سواری پر) اپنے پیچھے ان کے لیے جگہ تیار کی اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ لٹکا لیا (تاکہ لوگ انھیں نہ دیکھ سکیں۔)

(المعجم ٨٠) - اَللَّهْوُ وَالْغِنَاءُ عِنْدَ الْعُرْسِ (التحفة ٨٠)

باب:٨٠-شادی کے وقت گانے بجانے کا بیان

٣٣٨٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى قُرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ فِي عُرْسٍ وَإِذَا جَوَارٍ يُغَنِّينَ فَقُلْتُ: أَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمِنْ أَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ! فَقَالَا: اِجْلِسْ إِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا، وَإِنْ شِئْتَ اذْهَبْ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ.

٣٣٨٥-حضرت عامر بن سعد سے منقول ہے کہ میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری ﷺ کے پاس ایک شادی میں گیا تو وہاں بچیاں گا رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ دونوں رسول اللہ ﷺ کے بدری صحابی ہیں۔ آپ کی موجودگی میں یہ کچھ ہو رہا ہے؟ وہ کہنے لگے: جی چاہتا ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ جا اور سن، نہیں تو جا۔ شادی کے موقع پر ہمیں گانے بجانے کی رخصت دی گئی ہے۔

٣٣٨٥-[صحيح] أخرجه الطبراني (الكبير:١٧/ ٢٤٨، ح:٦٩١)، والحاكم:٢/ ١٨٤ من حديث شريك القاضي به، وتابعه إسرائيل عند الطبراني:١٧/ ٢٤٧، ح:٦٩٠، وهو في الكبرٰى، ح:٥٥٦٥، وله شاهد صحيح عند الحاكم:٢/ ١٨٤، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۳۷۱ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ٨١) - جِهَازُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ (التحفة ٨١)

باب:۸۱- آدمی کا اپنی بیٹی کو (رخصتی کے موقع پر کچھ) سامان دینا

٣٣٨٦- أَخْبَرَنَا نَصِيرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَهَّزَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاطِمَةَ فِي خَمِيلٍ وَقِرْبَةٍ وَوِسَادَةٍ حَشْوُهَا إِذْخِرٌ.

۳۳۸۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی پیاری بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک چادر' ایک مشکیزہ اور ایک سرہانہ جس میں اذخر کی گھاس بھری ہوئی تھی' (رخصتی کے موقع پر) ساتھ دیے تھے۔

فائدہ: جَهَّزَ يُجَهِّزُ تَجْهِيزًا کے معنی ہوتے ہیں: (موقع کے مطابق) سامان تیار کرنا۔ تجہیز کی جگہ جَهاز کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ دونوں باب تفعیل کا مصدر ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے یہاں جَهَاز کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں بھی جَهَاز کا لفظ بمعنی سامان آیا ہے۔ ﴿فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِ هِمْ﴾ (یوسف ۱۲: ۷۰) ''جب (یوسف علیہ السلام کے کارندوں نے) برادران یوسف کا (واپسی کا) سامان سفر تیار کر دیا۔'' اسی طرح جَهَازُ العُروس، جَهَاز المَيِّت، جَهازُ السَّفَر، جَهَاز الغَازِي وغیرہ تراکیب ہیں' دلھن کو تیار کرنا' میت کا سامان تیار کرنا' سفر کا سامان اور غازی کا سامان (اسلحہ وغیرہ) تیار کرنا اور میدان جنگ میں انھیں ساتھ لے جانا وغیرہ۔ احادیث میں اس لفظ کا استعمال غالبًا دو مفہوم میں ہوا ہے۔ ایک' رخصتی کے موقع پر باپ کا اپنی بچی کو نیا گھر بسانے کے لیے کچھ سامانِ ضرورت دینا۔ دوسرا' دلھن کو شب زفاف کے لیے تیار کرنا' یا دلھن بنانے کے لیے اسے عمدہ لباس وغیرہ سے آراستہ کرنا۔

احادیث میں سنن نسائی کی ایک حدیث کے علاوہ مزید دو جگہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ ایک اس حدیث میں جس میں ذکر ہے کہ نجاشی (شاہِ حبشہ) کی طرف سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو' ان کا نکاح بذریعہ وکالت نبی ﷺ کے ساتھ کر کے' نبی ﷺ کی طرف ایک صحابی حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا۔ اس حدیث میں آتا ہے: [ثُمَّ جَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَ بَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ...... وَجَهَازُهَا كُلٌّ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ] ''پھر نجاشی نے حضرت ام حبیبہ کو اپنے پاس سے تیار کیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی

٣٣٨٦- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ضجاع آل محمد ﷺ، ح: ٤١٥٢ من حديث عطاء بن السائب به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٧٣، ورواه حماد بن سلمة وغيره عن عطاء به مطولاً (ابن سعد: ٨/ ٢٥)، وللحديث شواهد.

طرف بھیج دیا...... اور ان کی ساری تیاری (یا ان کا سارا سامان) نجاشی کی طرف سے تھا۔" (سنن النسائي، النكاح، حديث:۳۳۵۲، ومسند أحمد:۴۲۷/۶ واللفظ له) یہاں "تجهيز" اور "جَهَاز" دلھن سازی یا حق مہر سمیت دیگر سامان ضرورت کی فراہمی کے مفہوم میں ہے کیونکہ اسی حدیث میں یہ صراحت ہے کہ نجاشی نے چار ہزار درہم بھی بطور حق مہر حضرت ام حبیبہ کو دیے تھے' اس لیے یہاں احتمال ہے کہ یہاں یہ لفظ دونوں مفہوموں کو متضمن ہو۔ الفاظ حدیث دونوں مفہوموں کی تائید کرتے ہیں۔ دوسری جگہ یہ لفظ اس حدیث میں استعمال ہوا ہے جس میں جنگِ خیبر سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمالیا تھا' اس میں آتا ہے: [جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ] "حضرت ام سلیم ؓ نے حضرت صفیہ کو تیار کیا اور رات کو انھیں شب باشی کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔" (صحيح البخاري، الصلاة باب مايذكر في الفخذ، حديث:۳۷۱) یہاں یہ لفظ دلھن سازی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ سنن نسائی کی زیر بحث حدیث میں یہ لفظ پہلے مفہوم میں' یعنی شادی کے موقع پر کچھ سامان ضرورت دے کر رخصت کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔

اس مختصر تفصیل کے پیش کرنے سے اصل مقصود یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو جہیز کا عام رواج ہے' اس کے جواز کے لیے حضرت فاطمہ ؓ کے مذکورہ واقعے سے استدلال کیا جاتا ہے' حالانکہ اس واقعے کی اصل حقیقت صرف اتنی ہی ہے کہ حضرت علی ؓ نبی ﷺ ہی کی زیر کفالت تھے' ان کا نہ گھر بار تھا اور نہ کوئی ذریعۂ آمدنی' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس حالت کے پیش نظر اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ ؓ کو وہ چند چیزیں عنایت فرمائیں جن کا ذکر حدیث میں ہے۔ اس کا کوئی تعلق موجودہ جہیز سے نہیں ہے۔ موجودہ جہیز کی صورت تو یہ ہے کہ بچی کی شادی کے موقع پر جہیز کو لازمی چیز بنالیا گیا ہے' چاہے کسی کے وسائل اس کے متحمل ہوں یا نہ ہوں' پھر ضروریات کے علاوہ تمام تمدنی سہولتوں اور آسائشوں تک اسے وسیع کر دیا گیا ہے۔ تیسرے اسے ہندوؤں کی طرح وراثت کے قائم مقام بنالیا گیا ہے اور اس کی بنیاد پر بہت سے لوگ عورتوں کو وراثت سے حصہ نہیں دیتے۔ چوتھے' جو بچی بغیر جہیز کے سسرال جاتی ہے تو سسرال والے اس کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں۔ جبکہ حضرت فاطمہ ؓ کے واقعے سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بچی جس گھرانے میں جا رہی ہو وہ اتنے غریب اور بے وسائل ہوں کہ وہاں ضروریاتِ زندگی کا بھی فقدان ہو' تو گھر بسانے کے لیے بچی کو وہ سامان دے دینا جس سے نئے گھر کی ضروریات پوری ہو جائیں' یہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور تعاون علی البر والتقوٰی ہے۔ موجودہ رسم جہیز میں تعاون اور ہمدردی کا یہ جذبہ قطعاً نہیں ہوتا۔ اگر یہ جذبہ ہو تو شادی کے موقع پر داماد کو وہ چیزیں دیں جن کی واقعی اسے ضرورت ہو' مثلاً: اس کا کاروبار تسلی بخش نہیں ہے تو اس کو مالی تعاون پیش کیا جائے تاکہ اس کا کاروبار مستحکم ہو سکے' اس کے پاس رہائش نہیں ہے یا ناکافی ہے تو اسے مکان یا کم از کم اپنی حیثیت کے مطابق پلاٹ لے کر دے دیا جائے یا اسی انداز کا کوئی تعاون کیا جائے جس سے اس کو اپنا مستقبل بہتر بنانے میں مدد ملے'

لیکن اس طرح کوئی نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس لاکھوں روپے جہیز کی نذر کر دیے جاتے ہیں جسے بعض اوقات رکھنے اور سنبھالنے کے لیے جگہ بھی نہیں ہوتی۔ اس اعتبار سے جہیز کی موجودہ رسم کا نہ کوئی جواز ہے اور نہ حضرت فاطمہ ﷞ کے واقعے سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ موجودہ صورت میں یہ رسم سراسر غیر شرعی اور ہندوؤں کی نقالی ہے جس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ واللہ هو الموفق والمعين.

اور یہ تو ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ لڑکی والوں سے اپنی پسند اور خواہش کے مطابق جہیز کا مطالبہ کیا جائے' حالانکہ لڑکی کے ماں باپ کا یہ احسان کیا کم ہے کہ وہ بچی کو ناز و نعمت میں پال کے اور اسے تعلیم و تربیت سے آراستہ کر کے اللہ کے حکم کی وجہ سے اپنے دل کے ٹکڑے کو دوسروں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اس احسان مندی کے بجائے ان سے مطالبات کے ذریعے سے احسان فراموشی کا اظہار کیا جاتا ہے جبکہ اللہ کا حکم احسان کے بدلے احسان کرنے کا ہے نہ کہ محسن کے لیے عرصۂ حیات تنگ کرنے کا۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام (عورت کا محافظ' نگران اور بالا دست) بنایا ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ عورت کی مالی ضروریات پوری کرتا ہے' مرد اپنے اس مقام و مرتبہ کو فراموش کر کے عورت سے لینے کا مطالبہ کرتا ہے جو ظاہر بات ہے کہ یہ اللہ کے بتلائے ہوئے سبب فضیلت ﴿وَ بِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ کے بھی خلاف اور اس کے شیوۂ مردانگی کے بھی منافی ہے۔ بہر حال جس حیثیت سے بھی اس رسم کو دیکھا جائے' اس کی قباحت و شناعت واضح ہو جاتی ہے۔

(المعجم ٨٢) - اَلْفُرُشُ (التحفة ٨٢)

باب:٨٢- بستر بھی دیے جا سکتے ہیں

٣٣٨٧- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُولُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِأَهْلِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِـعُ لِلشَّيْطَانِ».

٣٣٨٧- حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بستر آدمی کے لیے' دوسرا اس کی بیوی کے لیے' تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے۔''

٣٣٨٧_ أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة ما زاد على الحاجة من الفراش واللباس، ح: ٢٠٨٤ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٤.

فوائد و مسائل: ① رخصتی کے موقع پر دیا جانے والا سامان مناسب ہونا چاہیے بشرطیکہ دینے کی استطاعت ہو‘ فالتو سامان جو ان کے استعمال میں بھی نہ آئے‘ نہیں دینا چاہیے۔ غلو کسی بھی چیز میں نقصان دہ ہے۔ مروجہ رسم جہیز بہت سی معاشرتی خرابیوں کا سبب بنتی ہے۔ انسان مقروض ہو جاتا ہے‘ رشتے نہیں ہوتے‘ غریب لوگ بے بس ہو جاتے ہیں‘ عورتیں گھروں میں بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہیں‘ بعد میں دنگا فساد بھی ہوتا ہے۔ ② ”شیطان کے لیے“ یعنی جو چیز استعمال میں نہیں آتی‘ وہ رکھنا حرام ہے۔ شیطانی کام ہے۔ اگر بچے ہوں یا دوسرے افراد بھی ہوں تو ان کے لیے خواہ بیس بستر ہوں‘ جائز ہیں کیونکہ وہ تو استعمال ہو رہے ہیں۔ ”چوتھے“ سے مراد غیر ضروری ہیں جو استعمال نہیں ہوتے۔ واللہ أعلم. ③ ممکن ہے اس باب کا مقصود یہ ہو کہ گھر میں ایک سے زائد بستر رکھے جا سکتے ہیں بشرطیکہ وہ گھریلو افراد یا مہمانوں کے استعمال کے لیے ہوں‘ ورنہ ناجائز ہیں۔

(المعجم ٨٣) - اَلْأَنْمَاطُ (التحفة ٨٣)

باب:٨٣-قالینوں کا بیان

٣٣٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ تَزَوَّجْتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا؟» قُلْتُ: وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ؟ قَالَ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ».

٣٣٨٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”تو نے شادی کی ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ”کیا تمھارے پاس قالین ہیں؟“ میں نے کہا: ہمارے پاس قالین کہاں؟ آپ نے فرمایا: ”یقیناً عن قریب تمھارے پاس قالین ہوں گے۔“

فائدہ: نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی بہت جلد پوری ہوگئی۔ باب کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ گھروں میں قالین رکھنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ٨٤) - اَلْهَدِيَّةُ لِمَنْ عَرَسَ (التحفة ٨٤)

باب:٨٤-شادی کرنے والے کو تحفہ دینا

٣٣٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٣٨٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

٣٣٨٨ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الأنماط ونحوها للنساء، ح: ٥١٦١، ومسلم، اللباس، باب جواز اتخاذ الأنماط، ح: ٢٠٨٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٥. * سفيان هو ابن عيينة.

٣٣٨٩ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس، ح: ١٤٢٨/ ٩٤ عن قتيبة، والبخاري، النكاح، باب الهدية للعروس، ح: ٥١٦٣ معلقًا من حديث الجعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٩.

جَعْفَرٌ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ، قَالَ: وَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ لَكَ: إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ، قَالَ: «ضَعْهُ» ثُمَّ قَالَ: «اِذْهَبْ فَادْعُ فُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتَ» وَسَمَّى رِجَالًا، فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى وَمَنْ لَقِيتُهُ، قُلْتُ لِأَنَسٍ: عِدَّةٌ كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: يَعْنِي زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ فَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ». فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا، فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ، قَالَ لِي: «يَا أَنَسُ! اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ» فَمَا أَدْرِي حِينَ رَفَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِينَ وَضَعْتُ!.

رسول اللہ ﷺ نے شادی کی اور اپنی زوجۂ محترمہ کو گھر لائے تو میری والدہ ام سلیم نے ملیدہ بنایا۔ میں وہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور کہا: میری والدہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ ہماری طرف سے آپ کے لیے معمولی سا تحفہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”رکھ دو۔“ پھر فرمایا: ”جاؤ فلاں فلاں کو بلا لاؤ بلکہ جسے بھی ملو (اسے بلا لاؤ)۔“ آپ نے کچھ لوگوں کے نام لیے۔ جن کے آپ نے نام لیے تھے' میں ان سب کو بلا لایا اور جسے بھی ملا' اسے بھی بلا لیا۔ (حضرت انس کے شاگرد نے کہا:) میں نے حضرت انس سے پوچھا: وہ کتنے تھے؟ انھوں نے کہا: تقریباً تین سو افراد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس دس آدمی حلقہ بنا لیں اور ہر شخص اپنے قریب اور سامنے سے کھائے۔“ سب لوگوں نے کھانا کھایا حتی کہ وہ سیر ہو گئے۔ ایک گروہ جاتا رہا' دوسرا آتا رہا۔ (جب سب فارغ ہو گئے تو) آپ نے فرمایا: ”انس! اٹھاؤ۔“ میں نے برتن اٹھایا۔ میں نہیں جانتا کہ جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب اٹھایا' اس وقت زیادہ تھا۔

فائدہ: شادی بیاہ کے موقع پر دلھا دلھن کو تحفہ ہدیہ دینا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے' جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اس حدیث میں جس زوجۂ محترمہ کا ذکر ہے وہ حضرت زینب ؓ ہیں۔ حضرت ام سلیم ؓ نے ملیدہ کا ہدیہ رسول اللہ ﷺ کو بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ ہدیہ قبول فرمایا اور کم وبیش تین سو کے قریب صحابۂ کرام کو بھی اس ہدیے میں شریک فرمایا۔ حدیث شریف سے مطلقاً ہدیہ دینے کا بھی استحباب ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس طرح ایک دوسرے سے محبت والفت پیدا ہوتی ہے' دوریاں کم ہوتی اور قربتیں بڑھتی ہیں۔ اس ذریعے سے اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے جو کہ مطلوب اور محبوب عمل ہے۔ ارشاد گرامی ہے: [تَهَادَوْا تَحَابُّوا] (صحيح الجامع الصغير' حديث:٣٠٠٤) یعنی ایک دوسرے کو تحفے ہدیے دیا کرو' اس سے آپس کی محبتیں پروان چڑھتی ہیں۔ چنانچہ بالخصوص اہل علم اور بالعموم عوام الناس کو اس سنت پر اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔

٣٣٩٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فَآخَى بَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: إِنَّ لِي مَالًا فَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَانِ، وَلِيَ امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ فَأَنَا أُطَلِّقُهَا، فَإِذَا حَلَّتْ فَتَزَوَّجْهَا، قَالَ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي - أَيْ عَلَى السُّوقِ -، فَلَمْ يَرْجِعْ حَتَّى رَجَعَ بِسَمْنٍ وَأَقِطٍ قَدْ أَفْضَلَهُ، قَالَ: وَرَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيَّ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: «مَهْيَمْ؟» فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

٣٣٩٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہجرت کے موقع پر) قریش (مہاجرین) اور انصار کے درمیان بھائی چارہ فرمایا۔ آپ نے حضرت سعد بن ربیع (انصاری) اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (مہاجر) رضی اللہ عنہما کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ چنانچہ حضرت سعد نے ان سے کہا: میرے پاس جو بھی مال ہے وہ میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے۔ میری دو بیویاں ہیں‘ دیکھ جو تجھے اچھی لگے‘ میں اسے طلاق دے دیتا ہوں۔ جب عدت ختم ہو تو اس سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے گھر بار میں برکت فرمائے۔ (میں کچھ نہیں لوں گا) مجھے بتاؤ‘ تجارتی بازار کدھر ہے؟ جب واپس آئے تو وہ (کاروبار کے ذریعے سے) کچھ گھی اور پنیر بچا لائے تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: (چند دن بعد) رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر صفرہ خوشبو کے نشان دیکھے تو فرمایا: ”یہ کیسے؟“ میں نے عرض کیا: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ولیمہ کرنا چاہیے ایک بکری ہی کا ہو۔“

فوائد و مسائل: ① مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا وسیع سلسلہ انسانی تاریخ کا ایک عظیم اور بے مثال کارنامہ ہے۔ کوئی اور دین‘ نظریہ یا تحریک اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس نے غیر رشتہ دار لوگوں کو ماں جائے بھائیوں سے بڑھ کر ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا‘ خصوصاً اس دور میں جب لوگ بلا وجہ ایک دوسرے کے دشمن ہوا کرتے تھے۔ کیا ہے کوئی شخص جو اپنے بھائی کو وہ پیش کش کر سکے جو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کی؟ رضي الله عنهم و أرضاهم. ② ”انصاری عورت“ انھیں ام اوس بنت انس کہا جاتا تھا۔

٣٣٩٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٨٠.

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٦) - كتاب عشرة النّساء (التحفة ٩)

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

(المعجم ١) بَابُ حُبِّ النِّساءِ (التحفة ١)

باب:۱- بیویوں سے محبت کرنے کا بیان

٣٣٩١- حَدَّثَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ قَالَ: أَخبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْقُومَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامٌ أَبُو الْمُنْذِرِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ، وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ».

۳۳۹۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیوی چیزوں میں سے بیوی اور خوشبو مجھے بہت پسند ہیں۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① دنیوی چیزوں میں سے بیوی سب سے اچھی چیز ہے جو دین و دنیا دونوں کی تکمیل کا ذریعہ اور انسانی بقا کا سبب ہے۔ فطری جذبات و میلانات کے اظہار کا انتہائی مناسب محل ہے۔ زندگی بھر کا ساتھ ہے۔ بیوی کے بغیر زندگی اجیرن ہے' لہٰذا دین فطرت پیش کرنے والا نبی رحمت کیوں سب سے بڑھ کر اس سے محبت نہ کرے گا...... ﷺ......اور یہ کوئی شرمانے والی بات نہیں۔ ② خوشبو اس لیے پسند تھی کہ یہ انسانی جسم کے قبائح کو ڈھانپتی ہے۔ ملنے والے انسان کے دل میں اپنے لیے کشش پیدا کرتی ہے۔ دل و دماغ کو خوش اور چست کرتی ہے۔ خصوصاً آپ کا تعلق فرشتوں سے ہر وقت قائم تھا اور فرشتے بدبو سے انتہائی نفرت کرتے ہیں۔ اور آپ کو اپنے سے زیادہ دوسروں کی پسند مقدم تھی۔ ③ ''آنکھوں کی ٹھنڈک۔'' یعنی اصلی خوشی

٣٣٩١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨٥ عن عفان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٨٧، وحسنه الحافظ في التلخيص: ٣/ ١١٦.

اور اطمینان نماز میں ہے جو بیوی اور خوشبو سے بھی حاصل ہونا ناممکن ہے کیونکہ نماز رب العالمین سے گفتگو ہے جو سب سے بڑا محبوب ہے اور محبوب کی یاد ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔

٣٣٩٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ».

٣٣٩٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(دنیوی چیزوں میں) مجھے بیوی اور خوشبو بہت پسند ہیں لیکن میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں مضمر ہے۔''

فائدہ: آنکھوں کی ٹھنڈک ایک محاورہ ہے جس سے مراد حقیقی اور قلبی سرور اور خوشی ہے۔

٣٣٩٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ.

٣٣٩٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیویوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کو کوئی چیز گھوڑوں سے بڑھ کر پسند نہیں تھی۔

(المعجم ٢) - مَيْلُ الرَّجُلِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ (التحفة ٢)

باب:٢- آدمی کا اپنی کسی ایک بیوی کی طرف دوسری کی نسبت زیادہ جھکاؤ رکھنا

٣٣٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ

٣٣٩٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ

٣٣٩٢- [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٦٠ من حديث سيار بن حاتم به، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٨٨، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي. * جعفر هو ابن سليمان.

٣٣٩٣- [ضعيف] سيأتي، ح: ٣٥٩٤، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٨٩.

٣٣٩٤- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في التسوية بين الضرائر، ح: ١١٤١ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٩٠، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي. * قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤، وله شاهد ضعيف عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ٣٠٠.

قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ لِإِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَدُ شِقَّيْهِ مَائِلٌ».

ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتا ہو تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح کہا ہے۔ اور دلائل کی رو سے انھی کی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ١٣/ ٣٢٠، ٣٢١، و إرواء الغليل: ٧/ ٨٠، و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ١٩٦٩، وذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٨/ ١٧٨) ② اعمال کی جزا اعمال کے مشابہ ہی ہوتی ہے کیونکہ اس شخص نے دنیا میں جانبداری کا رویہ قائم رکھا، لہٰذا قیامت کے دن اس کی ایک جانب مفلوج ہوگی۔ اس جھکاؤ سے مراد دلی جھکاؤ نہیں بلکہ ظاہری سلوک (مثلاً: باری، نفقہ وغیرہ) میں جھکاؤ ہے کیونکہ دل کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بہت سے دلی معاملات میں انسان بے بس ہوتا ہے، لہٰذا اس پر گرفت نہیں ہوگی۔

٣٣٩٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ ثُمَّ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! هٰذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ».

٣٣٩٥- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں انصاف کے ساتھ باری مقرر کرتے، پھر فرماتے: "اے اللہ! یہ تو میرا کام ہے جس کا مجھے اختیار ہے۔ جس چیز میں تجھے اختیار ہے اور میں بے بس ہوں، اس بارے میں مجھ پر گرفت نہ فرمانا۔"

٣٣٩٥- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب القسمة بين النساء، ح: ١٩٧١ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩١، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٠٥، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٨٧، ووافقه الذهبي. * أبوقلابة بريء من التدليس كما حققه أبوحاتم الرازي، انظر كتابي: "الكواكب الدرية في وجوب الفاتحة خلف الإمام في الجهرية".

أَرْسَلَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ .

حماد بن زید نے اس روایت کو منقطع سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: ''میں بے بس ہوں۔'' یعنی قلبی محبت کیونکہ اس کا تعلق متعلقہ شخص کی شخصیت' اوصاف اور طرز عمل سے ہوتا ہے۔ ان معاملات میں افراد برابر نہیں ہوتے' لہٰذا محبت بھی سب سے ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔ البتہ ظاہری طرز عمل بیویوں سے ایک جیسا ہونا ضروری ہے کیونکہ بیوی ہونے میں سب برابر ہیں اور ان کے حقوق بھی مساوی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر ان ظاہری امور میں بھی مساوات فرض نہیں تھی مگر آپ نے اپنے طور پر مساوات کو قائم رکھا اور انصاف فرمایا...... ﷺ

(المعجم ٣) - حُبُّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ (التحفة ٣)

باب:٣- آدمی کا اپنی کسی ایک بیوی کو دوسری سے زیادہ چاہنا

٣٣٩٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِي فِي مِرْطِي فَأَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ وَأَنَا سَاكِتَةٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيْ بُنَيَّةُ! أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَنْ أُحِبُّ؟» قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: «فَأَحِبِّي هٰذِهِ».

٣٣٩٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی دوسری ازواج مطہرات نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ انھوں نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب کہ اس وقت آپ میرے ساتھ میری چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے انھیں اجازت دی۔ انھوں نے آ کر کہا: اللہ کے رسول! آپ کی ازواج مطہرات نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ آپ ابوقحافہ کی بیٹی (حضرت عائشہ) کے بارے میں انصاف سے کام لیں۔ میں خاموش تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے بیٹی! کیا تجھے اس سے محبت نہیں جس سے مجھے محبت ہے؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں؟ فرمایا: ''پھر اس (عائشہ) سے محبت رکھ۔'' حضرت

٣٣٩٦ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٢ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد، عم عبيدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩٢، وعلقه البخاري، ح: ٢٥٨١. * صالح هو ابن كيسان.

فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِينَ سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَرَجَعَتْ إِلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِي قَالَتْ وَالَّذِي قَالَ لَهَا، فَقُلْنَ لَهَا: مَا نَرَاكِ أَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَيْءٍ فَارْجِعِي إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُولِي لَهُ: إِنَّ أَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، قَالَتْ فَاطِمَةُ: لَا وَاللّٰهِ! لَا أُكَلِّمُهُ فِيهَا أَبَدًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتْقٰى لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَدَقَةً وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ وَتَقَرَّبُ بِهِ، مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا عَلَى الْحَالِ الَّتِي كَانَتْ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا، فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، وَوَقَعَتْ بِي فَاسْتَطَالَتْ وَأَنَا أَرْقُبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَرْقُبُ طَرْفَهُ هَلْ أَذِنَ لِي فِيهَا، فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتّٰى عَرَفْتُ

فاطمہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو اٹھ کھڑی ہوئیں اور واپس جا کر آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی بات اور آپ کا جواب سب کچھ بتا دیا۔ وہ کہنے لگیں: ہمارے خیال میں تم نے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے کہو کہ آپ کی بیویاں آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں انصاف کی طلب گار ہیں۔ حضرت فاطمہ ؓ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ سے کبھی بھی اس کی بابت کوئی بات نہیں کروں گی۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: پھر نبی ﷺ کی ازواج مطہرات نے حضرت زینب بنت جحش (آپ کی بیوی) کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ اور وہ نبی ﷺ کی واحد بیوی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک میرے برابر مرتبہ رکھتی تھیں اور میں نے کبھی کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو حضرت زینب سے بڑھ کر دینی لحاظ سے نیک، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی، سچ بولنے والی، صلہ رحمی کرنے والی، زیادہ صدقہ کرنے والی اور اپنے آپ کو صدقے اور نیکی کے کام میں کھپا دینے والی ہو۔ البتہ ان کی طبیعت میں کچھ تیزی تھی جو جلد ہی ختم ہو جایا کرتی تھی۔ انھوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کے ساتھ ان کی چادر میں اسی طرح لیٹے ہوئے تھے جس طرح حضرت فاطمہ کے آنے کے وقت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اجازت دی تو انھوں نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی ازواج مطہرات نے مجھے آپ کے پاس بھیجا

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ، فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا بِشَيْءٍ حَتَّى أَثْخَنْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ».

ہے۔ وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کی بابت انصاف کی طلب گار ہیں' پھر وہ مجھے برا بھلا کہنے لگیں اور بہت دیر تک کہتی رہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہی تھی اور منتظر تھی کہ آپ آنکھ کے اشارے ہی سے مجھے جواب دینے کی اجازت دیں لیکن زینب باز نہ آئی حتی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب اگر میں بدلہ لوں تو رسول اللہ ﷺ ناپسند نہیں فرمائیں گے۔ چنانچہ جب میں شروع ہوئی تو میں نے انھیں ایک منٹ بھی نہ بولنے دیا حتی کہ میں نے انھیں دبا لیا اور چپ کرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (مسکراتے ہوئے) فرمایا: ''بلاشبہ یہ ابوبکر ؓ کی بیٹی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① آپ کی ازواج مطہرات کو آپ پر یہ اعتراض تھا کہ آپ حضرت عائشہ ؓ سے محبت زیادہ فرماتے ہیں' ورنہ آپ باری اور نفقہ وغیرہ میں پورا پورا انصاف فرماتے تھے۔ باقی رہی دلی محبت' تو وہ غیر اختیاری چیز ہے۔ اس کے متعلق منجانب اللہ کوئی گرفت ہو سکتی ہے نہ عوام الناس کے نزدیک۔ ازواج مطہرات کو سوکن ہونے کے ناتے زیادہ محسوس ہوتا تھا' ورنہ کوئی اعتراض کی بات نہیں تھی۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' سابقہ حدیث: ۳۳۹۵) ② ''ابوقحافہ کی بیٹی'' یہ بطور کسر شان کہا کیونکہ عرب جب کسی کی حقارت ظاہر کرنا چاہتے تھے تو اسے غیر مشہور باپ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ ابوقحافہ دراصل حضرت ابوبکر ؓ کے والد کا نام تھا جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ باپ کی بجائے دادا کی طرف نسبت کی۔ ③ ''میرے برابر مرتبہ رکھتی تھیں'' کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے تھیں۔ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں' نیز ان سے نکاح اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوا تھا۔ ④ ''بدلہ لوں'' مراد گالی گلوچ نہیں بلکہ الزام تراشی اور نکتہ چینی ہے۔ باوجود ان کے خلاف اس قدر بولنے کے حضرت عائشہ ؓ نے جو تعریف حضرت زینب ؓ کی فرمائی اس سے زیادہ ممکن نہیں اور جب ان کی کمزوری (تیزی وترشی) کا ذکر فرمایا تو ساتھ ہی یہ فرما دیا کہ یہ تیزی بھی جلد ہی ختم ہو جایا کرتی تھی۔ قربان جائیں ام المومنین کے اخلاق عالیہ وفاضلہ پر۔ ان خوبیوں کی بدولت ہی تو رسول اللہ ﷺ کو ان سے اتنی محبت تھی۔ رضي الله عنها وأرضاها. ⑤ ''ابوبکر کی بیٹی ہے'' تعریف فرمائی ان کے حسن خلق' صبر وبرداشت اور جچا تلا کلام کرنے اور فصاحت وبلاغت کی جس نے حضرت زینب ؓ کو چپ کرنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت ابوبکر میں بھی یہ اوصاف بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے' اس لیے ان کی طرف نسبت فرمائی ورنہ یہ بھی فرما سکتے تھے'' یہ

عائشہ ہے۔" ⑥ازواج مطہرات کے یہ اعتراضات اور آپس میں کش مکش ابتدائی دور میں تھی۔ جوں جوں وہ صحبت نبوت سے فیض یافتہ ہوتی گئیں' ان کی قلبی تطہیر وتزیین ہوتی گئی' چنانچہ پھر نہ تو کبھی انھوں نے آپ پر کوئی اعتراض کیا' نہ کوئی مطالبہ کیا اور نہ آپس میں کش مکش رہی۔ رضي الله عنهن وأرضاهن.

٣٣٩٧- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَذَكَرَتْ نَحْوَهُ وَقَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبَ فَاسْتَأْذَنَتْ فَأَذِنَ لَهَا فَدَخَلَتْ، فَقَالَتْ نَحْوَهُ.

٣٣٩٧-حضرت عائشہ ؓ سے اس سے ملتی جلتی روایت آتی ہے کہ ازواج مطہرات نے حضرت زینب ؓ کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ انھوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دی تو انھوں نے اندر آ کر کہا:...... الخ.

خَالَفَهُمَا مَعْمَرٌ، رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

معمر نے ان دونوں (صالح اور شعیب) کی مخالفت کی ہے۔ اس نے یہ روایت عن زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے بیان کی ہے۔

وضاحت: معمر' صالح اور شعیب تینوں زہری کے شاگرد ہیں مگر اس روایت کو صالح اور شعیب نے عن زہری عن محمد بن عبدالرحمٰن عن عائشہ کی سند سے بیان کیا ہے جبکہ معمر نے محمد بن عبدالرحمٰن کے بجائے عروہ کا نام لیا ہے۔ صحیح روایت صالح اور شعیب کی ہے۔ والله أعلم.

٣٣٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِجْتَمَعْنَ أَزْوَاجُ

٣٣٩٨-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی (دوسری) ازواج مطہرات اکٹھی ہوئیں اور انھوں نے حضرت فاطمہ ؓ کو نبی ﷺ کی خدمت عالیہ میں بھیجا اور انھیں کہا: (آپ سے جا کر کہو) آپ کی بیویاں آپ

٣٣٩٧_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩٣.

٣٣٩٨_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٠ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩٤، وانظر الحديثين السابقين.

النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلْنَ فَاطِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَ لَهَا: إِنَّ نِسَاءَكَ، - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ - قَالَتْ: فَدَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ نِسَاءَكَ أَرْسَلْنَنِي وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَتُحِبِّينِي» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَحِبِّيهَا». قَالَتْ: فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ مَا قَالَ، فَقُلْنَ لَهَا: إِنَّكِ لَمْ تَصْنَعِي شَيْئًا فَارْجِعِي إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: وَاللهِ! لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبَدًا وَكَانَتِ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَقًّا، فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيَّ تَشْتِمُنِي فَجَعَلْتُ أُرَاقِبُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنْظُرُ طَرْفَهُ هَلْ يَأْذَنُ لِي مِنْ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا، قَالَتْ: فَشَتَمَتْنِي فَجَعَلْتُ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا فَاسْتَقْبَلْتُهَا فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ أَفْحَمْتُهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمْ أَرَ امْرَأَةً خَيْرًا وَلَا أَكْثَرَ صَدَقَةً وَلَا أَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَبْذَلَ لِنَفْسِهَا فِي كُلِّ شَيْءٍ يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ زَيْنَبَ،

سے ابوقحافہ کی بیٹی کے سلسلے میں انصاف کی دہائی دیتی ہیں۔ حضرت فاطمہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ ان کی چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ انھوں نے آ کر آپ سے کہا: آپ کی بیویوں نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کے سلسلے میں انصاف کی دہائی دیتی ہیں۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ”کیا تجھے مجھ سے محبت ہے؟“ وہ کہنے لگیں: ضرور۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تو اس (عائشہ) سے محبت رکھ۔“ وہ ان کے پاس واپس چلی گئیں اور انھیں آپ کا جواب سنا دیا۔ وہ کہنے لگیں: تم نے کچھ نہیں کیا، دوبارہ جاؤ۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں حضرت عائشہ کے مسئلے میں کبھی بھی آپ کے پاس دوبارہ نہیں جاؤں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح بیٹی تھیں، پھر انھوں نے حضرت زینب بنت جحش ؓ کو بھیجا۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے یہی وہ زوجۂ مطہرہ تھیں جو میرے برابر درجہ رکھتی تھیں۔ وہ آ کر کہنے لگیں: آپ کی بیویوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کی بابت انصاف کی طلب گار ہیں، پھر وہ میری طرف متوجہ ہو کر مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نبی ﷺ کے حکم کا انتظار کرنے لگی۔ میں آپ کی آنکھ کی طرف دیکھ رہی تھی کہ آپ مجھے بدلہ لینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ وہ مجھے برا بھلا کہتی رہیں حتی کہ مجھے اندازہ ہو گیا کہ اب اگر میں ان سے بدلہ لوں تو آپ ناپسند نہیں فرمائیں گے، پھر میں ان کی

مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُوشِكُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ.

طرف متوجہ ہو کر انھیں جواب دینے لگی۔ تھوڑی دیر میں میں نے انھیں چپ کرا دیا۔ نبی ﷺ نے انھیں (چپ دیکھ کر) فرمایا: ''یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔'' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: میں نے کوئی عورت زینب سے بڑھ کر نیک، زیادہ صدقے کرنے والی، صلہ رحمی کرنے والی اور ہر اس کام میں اپنے آپ کو کھپا دینے والی جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکے، نہیں دیکھی مگر ان میں کچھ تیزی وترشی تھی جو جلد ہی ختم ہو جایا کرتی تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت خطا ہے اور صحیح روایت پہلی ہے۔

وضاحت: مطلب یہ ہے کہ معمر کا عن زہری عن عروہ کی سند سے بیان کرنا درست نہیں بلکہ صالح اور شعیب کی روایت صحیح ہے کہ یہ روایت عن زہری عن محمد بن عبدالرحمٰن عن عائشہ کی سند سے ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت فاطمہ ؓ کا حضرت عائشہ ؓ کو ''ابوقحافہ کی بیٹی'' کہنا دراصل ازواج مطہرات ؓ کی طرف سے ہو بہو پیغام رسانی تھی، ورنہ وہ حضرت عائشہ ؓ کی شان میں سوء ادب کی مرتکب نہ ہو سکتی تھیں کیونکہ حضرت عائشہ ؓ تو ان کے لیے والدہ کے قائم مقام تھیں۔ باقی ازواج مطہرات ؓ ان کے برابر کی تھیں، وہ انھیں کہہ سکتی تھیں۔ ② ''آپ کی آنکھ کی طرف'' اس انتظار میں کہ آپ آنکھ سے اشارہ فرمائیں گے مگر نبی ﷺ آنکھ سے خفیہ اشارہ نہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دوسرے فریق کے حق میں دھوکے کے ذیل میں آتا ہے۔ اور آپ اس سے پاک تھے...... ﷺ ③ ''صحیح بیٹی تھیں'' یہ ایک محاورہ ہے، یعنی آپ سے صحیح محبت کرنے والی، آپ کا انتہائی ادب واحترام کرنے والی اور آپ جیسے اخلاق وعادات رکھنے والی۔ رضي الله عنها وأرضاها. (باقی تفصیلات پیچھے حدیث: ٣٣٩٦ میں گزر چکی ہیں۔)

٣٣٩٩ - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ -

٣٣٩٩ - حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ ؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر

٣٣٩٩ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: "وضرب الله مثلاً للذين آمنوا . . . الخ"، ح: ٣٤١١، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها، ح: ٢٤٣١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٩٥.

قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ».

ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر۔"

فائدہ: ثرید جلدی تیار ہونے والا' جلدی ہضم ہونے والا اور لذیذ کھانا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ثرید کی طرح امت کے لیے سہل الحصول' مفید' مسکت اور خوشگوار تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم نے امت کو وہ فائدہ دیا کہ دوسری تمام عورتوں کے علم نے اس کا عشر عشیر بھی فائدہ نہ دیا۔ حافظہ' ذہانت' فطانت' معاملہ فہمی' فصاحت و بلاغت اور تعلیم و خطابت میں مرد بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ رضي الله عنها وأرضاها. البتہ اس روایت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو افضل ثابت نہ کیا جا سکے گا کیونکہ یہ فضیلت جزوی ہے ورنہ ثرید من کل الوجوہ سب کھانوں سے اعلیٰ نہیں۔ دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں میں سے افضل آپ کی پہلی اور محترم بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں جنھیں آپ نے خیر نسائها فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' أحاديث الأنبياء' باب: ﴿وَ إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ﴾' حديث: ٣٤٣٢، وصحيح مسلم' فضائل الصحابة' باب من فضائل خديجة' حديث: ٢٤٣٠) آپ انھیں زندگی کے آخری لمحات تک نہ بھول سکے۔ نبی ﷺ سے وفاداری' حسن سلوک' جاں نثاری اور محبت میں وہ آپ کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بہت آگے تھیں۔ اخلاق عالیہ اور ملکات فاضلہ میں بھی ان کا مقام بہت اونچا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا: [إِنَّهَا كَانَتْ وَ كَانَتْ] "وہ تو وہ تھیں" یعنی ان میں یہ یہ خوبیاں اور کمالات تھے۔ (صحیح البخاري' مناقب الأنصار' باب تزويج النبي ﷺ خديجة و فضلها رضی اللہ عنہا' حديث: ٣٨١٨)

٣٤٠٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ».

٣٤٠٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "دوسری عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسے ہے جیسے دوسرے کھانوں پر ثرید کو فضیلت حاصل ہے۔"

٣٤٠٠- [إسنادہ حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٩ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩٦.

٣٤٠١- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَاذَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أُمَّ سَلَمَةَ! لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ! مَا أَتَانِي الْوَحْيُ فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ إِلَّا هِيَ».

۳۴۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سلمہ! مجھے عائشہ کی بابت تکلیف نہ دے۔ اللہ کی قسم! اس کے علاوہ تم میں سے کسی کے لحاف میں مجھے وحی نہیں آئی۔''

فائدہ: وحی من جانب اللہ ہے لہٰذا اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی تم سب سے بڑھ کر ہے اور یہ حضرت عائشہ کے لیے عظیم فخر کی بات ہے کہ وہ اس وقت موجود ازواج مطہرات میں سے عنداللہ بھی سب سے افضل تھیں' البتہ اس روایت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مقابلہ نہیں کیونکہ وہ اس وقت زندہ نہ تھیں اور آپ نے مِنْکُنَّ فرمایا ہے۔

٣٤٠٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ رُمَيْثَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ كَلَّمْنَهَا أَنْ تُكَلِّمَ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَتَقُولُ لَهُ: إِنَّا نُحِبُّ الْخَيْرَ كَمَا تُحِبُّ عَائِشَةُ، فَكَلَّمَتْهُ فَلَمْ يُجِبْهَا، فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ أَيْضًا فَلَمْ يُجِبْهَا، وَقُلْنَ: مَا رَدَّ عَلَيْكِ؟ قَالَتْ: لَمْ يُجِبْنِي، قُلْنَ: لَا تَدَعِيهِ حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْكِ أَوْ تَنْظُرِينَ مَا

۳۴۰۲- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیویوں نے مجھ سے کہا کہ تم نبی ﷺ سے بات کرو کہ لوگ قصداً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن آپ کو تحفے بھیجتے ہیں۔ آپ سے کہو کہ حضرت عائشہ کی طرح ہم بھی اس فضیلت کی خواہش مند ہیں۔ میں نے اس بارے میں آپ سے بات کی۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب آپ باری کے لحاظ سے میرے پاس آئے تو میں نے پھر بات کی۔ آپ نے پھر جواب نہ دیا۔ ازواج مطہرات نے مجھ سے پوچھا: آپ نے کیا جواب دیا؟ میں نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ وہ کہنے لگیں: تم

٣٤٠١ـ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب من أهدى إلى صاحبه، ... الخ، ح: ٢٥٨١ من حديث هشام به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٩٧.

٣٤٠٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٣ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٩٨. * عوف هو ابن الحارث بن الطفيل، وأخته رميثة، وهي أم عبدالله بن محمد بن أبي عتيق، وللحديث شواهد.

يَقُولُ، فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ، فَقَالَ: «لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ إِلَّا فِي لِحَافِ عَائِشَةَ».

آپ سے بار بار یہ بات کرتی رہو حتی کہ آپ جواب دیں۔ جب آپ دوبارہ میرے پاس آئے تو میں نے پھر یہی بات کی۔ آپ نے فرمایا: ''(ام سلمہ!) مجھے عائشہ کے بارے میں ستایا نہ کرو کیونکہ جب میں تم میں سے کسی کے لحاف میں ہوتا ہوں تو عائشہ کے لحاف کے سوا مجھ پر کبھی وحی نہیں اتری۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَانِ الْحَدِيثَانِ صَحِيحَانِ عَنْ عَبْدَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ راوی عَبْدَہ سے مروی یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

وضاحت: عبدہ سے دو قسم کی روایت ہے: ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور دوسری حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی۔ امام صاحب کے فرمان کے مطابق روایت دونوں طرح درست ہے۔ واللہ أعلم.

فوائد و مسائل: ① یہ تفصیلی حدیث ہے جس سے سابقہ حدیث کا موقع محل معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں کا قصداً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن تحفے بھیجنا دراصل اس بنا پر تھا کہ لوگ جانتے تھے کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زیادہ محبت فرماتے ہیں اور وہاں تحفہ بھیجنے سے آپ زیادہ خوش ہوں گے۔ ازواج مطہرات کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے گھروں میں بھی تحفے آنے چاہییں' اس لیے رسول اللہ ﷺ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ ہر جگہ تحفے بھیجیں۔ یا پھر ہم سب سے مساوی محبت فرمائیں تاکہ لوگ سب گھروں میں تحفے بھیجیں۔ ② ''آپ نے کوئی جواب نہ دیا'' کیونکہ لوگوں کو بذات خود تحفے بھیجنے کے لیے کہنا تو شان نبوت کے منافی تھا۔ شرم و حیا مانع تھی۔ اور مساوی محبت ممکن نہ تھی' اس لیے کہ یہ غیر اختیاری چیز ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔

٣٤٠٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۳۴۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ قصداً اپنے تحفے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن بھیجا کرتے تھے۔ اس سے ان کا مقصود رسول اللہ ﷺ کی خوشی اور رضامندی کا حصول تھا۔

٣٤٠٣ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٤، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤١ من حديث عبدة به، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٩٩.

٣٤٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ هُدَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَوْحَى اللهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فَقُمْتُ فَأَجَفْتُ الْبَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَلَمَّا رُفِّهَ عَنْهُ قَالَ لِي: «يَا عَائِشَةُ! إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ».

۳۴۰۴-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی طرف وحی نازل فرمائی۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھی۔ میں اٹھ گئی اور درمیان والا دروازہ بند کر دیا۔ جب آپ سے وحی کی شدت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! جبریل تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔''

٣٤٠٥- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: «إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ». قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا نَرٰى.

۳۴۰۵-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جبریل ؑ تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔'' میں نے جواباً کہا: [وعليه السلام و رحمة الله وبركاته] ''ان پر بھی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں ہوں۔'' آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں کہ ہم نہیں دیکھتے۔

فوائد ومسائل: ① ''ہم نہیں دیکھتے'' مراد جبریل ؑ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو نظر آ رہے تھے مگر عائشہ ؓ کو نظر نہیں آ رہے تھے۔ وحی کی کیفیت میں بھی ایسے ہی ہوتا تھا کہ آپ کو فرشتہ نظر آ رہا ہوتا تھا اور باقی لوگ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ② اجنبی مرد اجنبی صالحہ عورت کو سلام بھیج سکتا ہے جبکہ کسی مفسدے کا اندیشہ نہ ہو۔ امام بخاری ؒ نے باب باندھ کر اس مسئلے کو ثابت کیا ہے: [بَابُ تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ] حضرت اسماء بنت یزید ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ ہم عورتوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں سلام کیا۔ (سنن أبي داود' الأدب' حديث: ۵۲۰۴) اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت ام ہانی ؓ فرماتی ہیں کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آئی۔ آپ اس وقت غسل فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا۔ (صحيح البخاري' الصلاة' حديث: ۳۵۷)

٣٤٠٤- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني، ومن طريقه المزي في تهذيب الكمال: ٩/ ٢٥ من حديث عبدة بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٠. * صالح بن ربيعة لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٤٠٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٠ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠١، ومصنف عبدالرزاق: ١١/ ٤٢٩، ٤٣٠، ح: ٢٠٩١٧، والحديث الآتي شاهد له.

٣٤٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ! هٰذَا جِبْرِيلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ» مِثْلَهُ سَوَاءٌ.

۳۴۰۶- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! یہ جبریل ہیں اور تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔'' مذکورہ بالا روایت کی طرح۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ وَالَّذِي قَبْلَهُ خَطَأٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے فرمایا: یہ روایت صحیح ہے۔ اس سے پہلی روایت خطا ہے۔

وضاحت: یعنی یہ روایت ابوسلمہ عن عائشہ درست ہے اور عروہ عن عائشہ خطا ہے۔ زہری کے شاگرد معمر نے اس روایت کو بواسطہ عروہ بیان کیا ہے۔ باقی شاگردوں: شعیب بن ابی حمزہ، یونس بن یزید ایلی اور عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے ابوسلمہ بیان کیا ہے۔ اور یہی محفوظ ہے۔ یہ روایت زہری کے طریق کے بغیر (شعبی کے طریق سے) بھی مروی ہے، اس میں بھی ابوسلمہ کا ذکر ہے، لہٰذا یہی محفوظ ہے۔ اور معمر کی روایت غیر محفوظ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۲۸/۲۱۱)

(المعجم ٤) - اَلْغَيْرَةُ (التحفة ٤)

باب: ۴- رشک اور جلن کا بیان

٣٤٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَرْسَلَتْ أُخْرٰى بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُولِ فَسَقَطَتِ

۳۴۰۷- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک ام المومنین کے پاس تھے تو دوسری ام المومنین نے ایک پیالے میں کوئی خوردنی چیز بھیجی۔ چنانچہ اس (پہلی ام المومنین) نے قاصد کے ہاتھ پر ضرب لگائی تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا۔ نبی ﷺ نے دونوں ٹکڑے اٹھائے،

٣٤٠٦_ أخرجه البخاري، الأدب، باب من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفًا، ح: ٦٢٠١ عن أبي اليمان الحكم ابن نافع، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٧/ ٩١ من حديث أبي اليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٢.

٣٤٠٧_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب فيمن أفسد شيئًا يغرم مثله، ح: ٣٥٦٧، وابن ماجه، ح: ٢٣٣٤ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٣، وأخرجه البخاري وغيره من طرق عن حميد الطويل به، وتابعه ثابت البناني عن أنس به (الدارقطني: ٤/ ١٥٤). * خالد هو ابن الحارث.

الْقَصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُمُّكُمْ كُلُوا» فَأَكَلُوا، فَأَمْسَكَ حَتَّى جَاءَتْ بِقَصْعَتِهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا، فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَتَرَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْهَا.

ایک کو دوسرے کے ساتھ جوڑا اور کھانا اکٹھا کر کے اس میں ڈالنے لگے اور فرما رہے تھے: ''تمھاری ماں کو غیرت آ گئی' کھاؤ۔'' سب نے مل کر کھایا' پھر توڑنے والی ام المومنین اپنا پیالہ لائیں۔ آپ نے صحیح پیالہ قاصد کو دے دیا اور ٹوٹا ہوا توڑنے والی کے گھر رہنے دیا۔

فوائد ومسائل: ① سوکنوں میں اس قسم کی غیرت قابل درگزر ہوتی ہے بلکہ یہ غیرت خاوند سے سچی محبت کا ثبوت ہوتی ہے' نیز اپنے حق کے حصول کے لیے غیرت جائز ہے۔ اپنی باری کے دن دوسری بیوی کی مداخلت برداشت نہ کرنا اپنے حق کی حفاظت ہے' لہٰذا مذکورہ واقعہ فطرت کے عین مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ غَارَتْ أُمُّكُمْ فرما کر عذر پیش فرمایا۔ البتہ نقصان پورا کرنا ہوگا۔ ② ممکن ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کو ایک قسم کے پیالے لے کر دیے ہوں جیسا کہ مساوات کا تقاضا ہے' لہٰذا آپ نے پیالہ ٹوٹنے پر اس جیسا پیالہ واپس فرمایا۔ ویسے بھی دونوں پیالے آپ کی ملکیت تھے۔ اپنی ملکیت میں آدمی خود مختار ہوتا ہے۔ ③ آپ کی ہر زوجۂ مطہرہ کو احتراماً ام المومنین (مومنوں کی ماں) کہا جاتا ہے' خواہ وہ عمر میں چھوٹی ہو۔

٣٤٠٨- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا - يَعْنِي أَتَتْ بِطَعَامٍ فِي صَحْفَةٍ لَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ - فَجَاءَتْ عَائِشَةُ مُتَّزِرَةً بِكِسَاءٍ وَمَعَهَا فِهْرٌ فَفَلَقَتْ بِهِ الصَّحْفَةَ، فَجَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ فِلْقَتَيِ الصَّحْفَةِ

٣٤٠٨- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے لیے اپنے پیالے میں کوئی کھانا لے کر (حضرت عائشہ ؓ کے گھر) آئیں۔ حضرت عائشہ ایک چادر اوڑھے ہوئے آئیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پتھر تھا۔ انھوں نے اس پتھر سے پیالہ توڑ دیا۔ نبی ﷺ نے پیالے کے دونوں ٹکڑوں کو جوڑا اور آپ فرما رہے تھے: ''کھانا کھاؤ۔ تمھاری ماں کو غصہ آ گیا۔'' آپ نے دو دفعہ فرمایا۔

٣٤٠٨_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٨٩٠٤.

وَيَقُولُ: «كُلُوا غَارَتْ أُمُّكُمْ». مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَحْفَةَ عَائِشَةَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَأَعْطَى صَحْفَةَ أُمِّ سَلَمَةَ عَائِشَةَ.

پھر آپ نے حضرت عائشہ ﷟ کا پیالہ لے کر حضرت ام سلمہ ﷟ کے گھر بھیج دیا۔ اور حضرت ام سلمہ ﷟ کا (ٹوٹا ہوا) پیالہ حضرت عائشہ ﷟ کو دے دیا۔

فائدہ: ممکن ہے یہ حدیث: ۳۴۰۷ ہی کی تفصیل ہو۔ اس صورت میں حضرت ام سلمہ ﷟ نے قاصد کے فعل کو اپنی طرف سے منسوب کر دیا کیونکہ قاصد انھی کا تھا۔ ممکن ہے یہ الگ واقعہ ہو اور حدیث: ۳۴۰۷ کی تفصیل آئندہ حدیث میں ہو۔

٣٤٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ فُلَيْتٍ، عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دِجَاجَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ، أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ إِنَاءً فِيهِ طَعَامٌ، فَمَا مَلَكْتُ نَفْسِي أَنْ كَسَرْتُهُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ كَفَّارَتِهِ فَقَالَ: «إِنَاءٌ كَإِنَاءٍ وَطَعَامٌ كَطَعَامٍ».

۳۴۰۹- حضرت عائشہ ﷟ فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت حضرت صفیہ ﷟ جیسا کھانا پکانے والی نہیں دیکھی۔ ایک دفعہ انھوں نے کھانا تیار کر کے ایک برتن میں رسول اللہ ﷺ کی طرف (میرے گھر) بھیج دیا۔ میں اپنے آپ پر ضبط نہ کر سکی۔ میں نے وہ برتن توڑ دیا' پھر میں نے نبی ﷺ سے اس (برتن توڑنے) کا کفارہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''برتن جیسا برتن اور کھانے جیسا کھانا۔''

فائدہ: ''کھانے کے بدلے کھانا'' اگر کھانا ضائع ہو گیا ہو۔ بعض کھانے برتن ٹوٹنے سے ضائع ہو جاتے ہیں' بعض ضائع نہیں ہوتے۔ حدیث: ۳۴۰۷، ۳۴۰۸ میں مذکور واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا ضائع نہیں ہوا تھا کیونکہ بعد میں کھانے کا ذکر ہے' نیز وہ کھانا نبی ﷺ کے لیے بھیجا گیا تھا۔ ضائع ہونے کی صورت میں آپ عوض لیں یا نہ لیں' یہ آپ کی مرضی ہے۔ کھانا واپس تو نہیں بھیجنا تھا۔

٣٤١٠- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ

۳۴۱۰- حضرت عائشہ ﷟ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زینب بنت جحش ﷟ کے پاس (کچھ

٣٤٠٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب فيمن أفسد شيئًا يغرم مثله، ح: ٣٥٦٨ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٥، وللحديث شواهد . * فليت هو العامري .

٣٤١٠- سيأتي، ح: ٣٤٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٦.

جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «لَا، بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ». فَنَزَلَتْ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾ [التحريم: ١] ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ﴾ [التحريم: ٤] لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ ٱلنَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا﴾ [التحريم: ٣] لِقَوْلِهِ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا».

زیادہ دیر) ٹھہرتے تھے کہ ان کے پاس شہد پیتے تھے۔ میں نے اور حفصہ نے منصوبہ بنایا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں وہ کہہ دے: میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں۔ آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ پھر آپ ان دونوں میں سے کسی کے گھر تشریف لے گئے تو اس نے یہی کچھ آپ سے کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں‘ میں نے زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے‘ دوبارہ نہیں پیوں گا۔“ پھر آپ پر یہ آیت اتری: [يَآيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ......] ”اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال رکھا ہے۔“ آگے فرمایا: [اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ] ”اگر تم توبہ کرو ......الخ۔“ اس سے عائشہ اور حفصہ مراد ہیں۔ اور: [وَ اِذْ اَسَرَّالنَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا] ”جب نبی (ﷺ) نے ایک بیوی سے راز کی بات فرمائی۔“ اس سے مراد آپ کا فرمان: ”بلکہ میں نے شہد پیا ہے...... الخ“ ہے۔

فوائد ومسائل: ① ”ٹھہرتے تھے“ عصر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے اپنی سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں تشریف لے جایا کرتے تھے تاکہ انھیں کوئی تکلیف ہو یا ضرورت ہو تو معلوم ہو جائے‘ نیز ہر ایک سے روزانہ رابطہ رہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پینے کی وجہ سے زیادہ دیر لگ جاتی تھی جسے آپ کی دوسری بیویوں (عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما) نے محسوس فرمایا اور روکنے کی تدبیر کی۔ یہاں تک تو ٹھیک تھا مگر انھوں نے تدبیر درست نہیں کی جس میں خلاف واقعہ بات کرنا پڑی۔ تبھی تو یہ حکم دیا گیا۔ ② ”مغافیر“ یہ گوندی ایک چیز ہے جو گگل جیسے درخت سے نکلتی ہے۔ اس کا ذائقہ تو میٹھا ہوتا ہے مگر بو قبیح ہوتی ہے۔ کھانے والے کے منہ سے بعد میں بھی بو محسوس ہوتی ہے۔ اور آپ کو بدبو سے سخت نفرت تھی‘ لہٰذا آپ نے شہد نہ پینے کا فیصلہ فرمالیا۔ لیکن چونکہ ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس مقصد کے لیے غلط طریقہ اختیار کیا تھا‘ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہد کا استعمال جاری رکھنے کا حکم فرمایا۔ ③ ”اگر تم توبہ کرو“ غلطی ہر انسان سے

ہوسکتی ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن معصوم نہیں تھیں۔ ان سے یہ غلطی ہوئی، پھر انھوں نے توبہ کر لی اور حدیث شریف میں ہے [اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهُ] (صحيح الجامع الصغير، حديث: ٣٠٠٨) توبہ سے گناہ ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا بلکہ توبہ کر لینا ان کی فضیلت ہے۔ ④ "راز کی بات" آپ نے فرمایا تھا: "میں ان کے ہاں شہد نہیں پیوں گا لیکن تم کسی سے ذکر نہ کرنا۔" مگر حضرت حفصہ سے غلطی ہوگئی کہ انھوں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کر دی۔ اسی لیے انھیں توبہ کرنے کی تلقین کی گئی اور انھوں نے توبہ کر لی۔

٣٤١١- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَرَمِيٌّ - هُوَ لَقَبُهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ يَطَؤُهَا، فَلَمْ تَزَلْ بِهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ حَتَّى حَرَّمَهَا عَلَى نَفْسِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

٣٤١١- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی تھی جس سے آپ صحبت کیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما آپ کو مجبور کرتی رہیں حتی کہ آپ نے اسے اپنے لیے حرام کر لیا تو اللہ عزوجل نے یہ وحی اتاری: [يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ......] "اے نبی! آپ اس چیز کو اپنے لیے کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال رکھا ہے......" مکمل آیت۔

فوائد و مسائل: ① سابقہ حدیث میں اس آیت کا سبب نزول شہد والے واقعے کو قرار دیا گیا ہے اور اس حدیث میں لونڈی کو۔ ممکن ہے دونوں واقعات قریب قریب ہوں، لہٰذا دونوں کو سبب نزول سمجھا جا سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ باقی جزئیات بھی تقریباً ایک جیسی ہیں۔ دونوں واقعات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ دونوں کا سبب غیرت ہے۔ دونوں میں آپ نے راز میں فرمایا تھا کہ میں دوبارہ استعمال نہ کروں گا لیکن کسی کو نہ بتانا، دونوں میں افشائے راز ہوا جیسا کہ تفصیلی روایات سے پتہ چلتا ہے اگرچہ بہت سے محققین نے شہد والے واقعے کو ترجیح دی ہے۔ ② لونڈی کے لیے باری مقرر نہیں ہوتی۔ دل جوئی کے لیے قسم کھائی کہ اب یہ لونڈی مجھ پر حرام ہے۔ اسی طرح کی تفصیل فتح الباری، تفسیر سورۂ تحریم اور کئی دوسری کتب میں بھی موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس لونڈی کو آپ نے اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا، وہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو نبی ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ تھیں۔ ہوا یوں کہ حضرت ماریہ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

٣٤١١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٨٩٠٧، وصححه الحافظ في فتح الباري: ٩/ ٣٧٦، وأخرجه الحاكم: ٢/ ٤٩٣ من طريق سليمان بن المغيرة عن ثابت به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

کے گھر گئی تھیں جبکہ حضرت حفصہ اس وقت خود تو گھر میں موجود نہ تھیں لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں موجود تھے کیونکہ یہ انھی کی باری کا دن تھا۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ماریہ ؓ کے ساتھ خلوت اختیار کیے ہوئے تھے کہ سیدہ حفصہ بھی آ گئیں۔ انھیں نبی ﷺ کا حضرت ماریہ کے ساتھ اپنے گھر میں خلوت میں دیکھنا ناگوار گزرا' اسی بات کو خود رسول اللہ ﷺ نے بھی محسوس فرمایا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے حضرت حفصہ ؓ کی دل جوئی کی خاطر اور انھیں راضی کرنے کے لیے قسم کھائی کہ ماریہ آج سے مجھ پر حرام ہے اور ساتھ ہی حضرت حفصہ کو فرمایا کہ اس بات کی خبر کسی کو نہ دینا۔ لیکن انھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کو اس واقعے سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ اس بات پر انھیں توبہ کرنے کی تنبیہ کی گئی۔ سورۂ تحریم کا ایک سبب نزول یہ واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسیر احسن البیان' تفسیر سورۂ تحریم) ویسے بھی لونڈی کے ساتھ صحبت کرنے پر نہ شرعاً کوئی پابندی ہے اور نہ اخلاقاً ہی یہ کوئی حرج والی اور معیوب بات ہے' اس لیے نبی ﷺ کا یہ فعل قطعاً قابل اعتراض نہیں ہے۔ علاوہ ازیں باری کا تعلق آزاد بیوی سے ہوتا ہے' اگرچہ آپ پر باری کی پابندی شرعاً لازم نہیں تھی لیکن پھر بھی آپ نے اپنے طور پر ازواج مطہرات ؓ کی باریاں مقرر کر رکھی تھیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ ؓ کی تالیف قلب کے لیے لونڈی کو حرام کر لیا مگر یہ شرعاً درست نہ تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ نے اصلاح فرمائی... ﷺ... اور راز افشا کرنے پر دونوں ازواج مطہرات ؓ کو توبہ کی تلقین فرمائی۔

٣٤١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِلْتَمَسْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَدْخَلْتُ يَدِي فِي شَعْرِهِ فَقَالَ: «قَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ». فَقُلْتُ: أَمَا لَكَ شَيْطَانٌ؟ فَقَالَ: «بَلٰى! وَلٰكِنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ».

٣٤١٢- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ (رات کو) میں رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈنے لگی۔ تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کے (سر کے) بالوں میں داخل کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس تیرا شیطان آ گیا؟'' میں نے عرض کیا: کیا آپ کے لیے کوئی شیطان نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں؟ (میرے ساتھ بھی شیطان ہے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی ہے' لہٰذا میں (اس کے اثرات سے) محفوظ رہتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① رات کو گھروں میں اندھیرا ہوتا تھا۔ روشنی کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ کو آپ قریب محسوس نہ ہوئے تو انھوں نے ادھر ادھر ہاتھ مارنے شروع کر دیے تاکہ آپ کو ٹٹولیں۔ انھیں وسوسہ ہوا کہ کہیں آپ اٹھ کر کسی اور بیوی کے گھر نہ چلے گئے ہوں۔ تبھی آپ نے شیطان کا ذکر فرمایا کیونکہ یہ وسوسہ

٣٤١٢- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٨. وللحديث طرق أخرٰى. * الليث هو ابن سعد.

شیطان کی طرف سے تھا۔ ② ''کیوں نہیں؟'' فطری طور پر ہر انسان میں گناہ کا مادہ ہوتا ہے' قرآن کریم میں ہے: ﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا﴾ (الشمس:٩١/٨) وہ شیطانی وساوس کی آماجگاہ ہے اور اس سے غلطی کا صدور ممکن ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے' جیسے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو شیطانی اثرات سے مکمل طور پر محفوظ فرما دیا تھا۔ ان کے معصوم ہونے کا بھی یہی مطلب ہے۔ ③ ''میں محفوظ رہتا ہوں'' بعض حضرات نے ماضی کے معنی کیے ہیں ''میرا شیطان میرا مطیع ہو گیا ہے'' اس لیے وہ مجھے راہ راست سے ہٹانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ والله أعلم.

٣٤١٣- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَتَجَسَّسْتُهُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي! إِنَّكَ لَفِي شَأْنٍ وَإِنِّي لَفِي شَأْنٍ آخَرَ.

٣٤١٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو موجود نہ پایا تو میں نے سمجھا کہ آپ اپنی کسی بیوی کے ہاں چلے گئے ہیں۔ میں نے آپ کو ٹٹولنا شروع کیا تو پتہ چلا کہ آپ تو رکوع یا سجدے کی حالت میں ہیں۔ آپ پڑھ رہے تھے: [سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ] ''اے اللہ! تو اپنی خوبیوں سمیت پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کیسے حال میں ہیں اور میں کن تصورات میں غلطاں ہوں۔

فائدہ: ''غلطاں ہوں'' یعنی آپ اپنے اللہ سے لو لگائے ہوئے ہیں اور میں سمجھ رہی تھی کہ آپ اپنی کسی اور بیوی کے ہاں ہیں۔ یہ بدگمانی تھی جو ممنوع ہے۔

٣٤١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِفْتَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ

٣٤١٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اپنے قریب) موجود نہ پایا تو میں نے سمجھا آپ اپنی کسی اور بیوی کے پاس چلے گئے ہیں۔ میں نے (باہر نکل کر) آپ کو ڈھونڈا' پھر واپس آئی تو آپ رکوع یا سجدے کی حالت

٣٤١٣- [صحيح] تقدم، ح: ١١٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٩.
٣٤١٤- [صحيح] تقدم، ح: ١١٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩١٠.

فَتَجَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي! إِنَّكَ لَفِي شَأْنٍ وَإِنِّي لَفِي شَأْنٍ آخَرَ.

میں تھے اور پڑھ رہے تھے: [سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ] ''اے اللہ! تو اپنی تمام خوبیوں سمیت پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی برحق معبود نہیں۔'' میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کس حال میں ہیں اور میں کس خیال میں۔

فوائد ومسائل: ① ''محسوس نہ کیا'' گویا نیند سے اچانک جاگیں تو آپ پاس نہ تھے۔ آپ نماز آہستہ پڑھ رہے تھے تاکہ ان کی نیند خراب نہ ہو۔ انھوں نے سمجھا کہ آپ کمرے میں نہیں۔ حجرے سے باہر نکل گئیں اور سن گن لی کہ کسی حجرے سے آپ کی آواز سنائی دے۔ ② ''رکوع یا سجدے میں'' گویا ان کی واپسی پر آپ نے سمجھ لیا کہ یہ مجھے تلاش کرتی پھر رہی ہیں' لہٰذا آپ نے اونچی آواز میں پڑھنا شروع کر دیا۔ چونکہ مذکورہ دعا رکوع یا سجدے ہی میں ہوسکتی ہے' اس لیے اندازہ لگایا کہ آپ رکوع یا سجدے میں ہیں۔

٣٤١٥- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرٍ: أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَنِّي؟ قُلْنَا: بَلٰى! قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَبَسَطَ إِزَارَهُ عَلٰى فِرَاشِهِ وَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَخَرَجَ وَأَجَافَهُ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي فَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي وَانْطَلَقْتُ فِي إِثْرِهِ، حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ

۳۴۱۵- محمد بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: کیا میں تمھیں نبی ﷺ کا اور اپنا ایک واقعہ نہ بیان کروں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں؟ (ضرور بیان کریں۔) وہ فرمانے لگیں: ایک رات جب میری باری تھی تو آپ (عشاء کی نماز سے) واپس تشریف لائے تو اپنے جوتے اتار کر اپنے پاؤں کے قریب رکھ لیے' اپنی چادر اتاری اور اپنا تہ بند بستر پر بچھا لیا اور اتنی دیر لیٹے رہے کہ آپ نے سمجھا میں سوگئی ہوں' پھر آپ نے چپکے سے جوتے پہنے اور ہولے سے اپنی چادر اٹھائی اور ہلکے سے دروازہ کھول کر نکل گئے اور بغیر آہٹ کیے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے فوراً قمیص پہنی' اوڑھنی لی' تہبند کسا اور آپ کے پیچھے ہولی۔ یہاں تک کہ آپ بقیع الغرقد میں پہنچ گئے اور تین دفعہ آپ نے

٣٤١٥- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٩، وهو في الكبرى، ح: ٨٩١١.

مَرَّاتٍ وَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ انْحَرَفَ وَانْحَرَفْتُ، فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ، فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ، وَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: «مَا لَكِ يَا عَائِشُ! رَابِيَةً؟» قَالَ سُلَيْمَانُ: حَسِبْتُهُ قَالَ: حَشْيًا قَالَ: لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ قَالَ: «أَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَلَهَدَنِي لَهْدَةً فِي صَدْرِي أَوْجَعَتْنِي قَالَ: «أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ» قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: «فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَنَادَانِي وَأَخْفَى مِنْكِ، فَأَجَبْتُهُ وَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَظَنَنْتُ أَنَّكِ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ» خَالَفَهُ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ.

اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی)' آپ بہت دیر کھڑے رہے' پھر آپ واپس مڑے تو میں بھی مڑی' آپ کچھ تیز ہوئے تو میں بھی تیز چلنے لگی' آپ بھاگنے لگے تو میں بھی بھاگی۔ پھر آپ نے دوڑ لگا دی تو میں نے بھی دوڑ لگا دی۔ اور میں آپ سے پہلے پہنچ گئی۔ میں حجرے میں داخل ہو کر ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ آ پہنچے اور فرمایا: ''عائشہ! تجھے کیا ہوا ہے؟ پیٹ پھولا ہوا ہے اور سانس چڑھا ہوا ہے؟ مجھے بتا دے ورنہ باریک بین اور خبردار (اللہ) مجھے بتا دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' پھر میں نے آپ کو پوری بات بتا دی۔ آپ نے فرمایا: ''تو ہی وہ سایہ تھا جو میں نے اپنے آگے آگے دیکھا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے زور سے میرے سینے میں ہاتھ مارا جس سے مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو سمجھتی تھی کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟'' حضرت عائشہ نے کہا: لوگ جس قدر بھی بات چھپائیں اللہ تعالیٰ جان ہی لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بالکل۔'' آپ نے فرمایا: ''جب تو نے (مجھے اٹھتے) دیکھا تھا اس وقت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے۔ چونکہ تو کپڑے اتار چکی تھی' اس لیے وہ اندر نہیں آ سکتے تھے۔ انھوں نے تجھ سے چھپا کر مجھے آواز دی۔ میں نے بھی تجھ سے چھپا کر انھیں جواب دیا۔ میں سمجھتا تھا کہ تو سو چکی ہے' لہٰذا میں نے تجھے جگانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ مجھے خطرہ تھا کہ تو اکیلی ڈرے گی۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں بقیع والوں کے پاس جاؤں اور ان کے لیے بخشش کی دعا کروں۔''

حجاج بن محمد نے (اس حدیث کے راوی) ابن وہب کی مخالفت کی ہے۔ اس نے سند یوں بیان کی ہے: عن ابن جریج' عن ابن ابی ملیکہ' عن محمد بن قیس۔ (جب کہ ابن وہب نے ابن جریج اور محمد بن قیس کے درمیان عبداللہ بن کثیر کا واسطہ بیان کیا ہے۔)

فائدہ: یہ روایت پیچھے تفصیلاً گزر چکی ہے۔ حدیث نمبر: ۲۰۳۹ دیکھیے۔

٣٤١٦- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ قَالَتْ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قُلْنَا: بَلٰى! قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي هُوَ عِنْدِي - تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - اِنْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَخَرَجَ وَأَجَافَهُ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي فَانْطَلَقْتُ فِي إِثْرِهِ، حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ، فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ،

۳۴۱۶- حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ﷞ کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا' انھوں نے فرمایا: کیا میں تمھیں اپنا اور نبی ﷺ کا ایک واقعہ نہ بیان کروں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں! (ضرور بیان فرمائیں۔) تو انھوں نے فرمایا: ایک رات جب نبی ﷺ نے میرے ہاں رات گزارنی تھی' آپ (عشاء کی نماز پڑھ کر) تشریف لائے' آپ نے اپنے جوتے (اتار کر) اپنے پاؤں کے قریب رکھ لیے' اپنی (اوپر والی) چادر اتاری اور اپنے تہبند کا ایک کنارہ اپنے بستر پر بچھا لیا۔ آپ اتنی دیر لیٹے رہے کہ آپ نے سمجھا میں سو گئی ہوں (حالانکہ میں جاگ رہی تھی)۔ پھر آپ نے چپکے سے جوتے پہنے' آہستہ سے چادر پکڑی' ہولے سے دروازہ کھول کر نکلے اور ہلکے سے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے قمیص پہنی' اوڑھنی لی اور تہبند باندھا اور آپ کے پیچھے چل دی' حتی کہ آپ بقیع میں پہنچ گئے۔ آپ نے تین دفعہ (بار بار دعا کے لیے) اپنے ہاتھ اٹھائے اور بہت دیر تک کھڑے رہے' پھر آپ واپس مڑے

٣٤١٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٩، وهو في الكبرى، ح: ٨٩١٢.

فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ، فَلَيْسَ إِلَّا أَنَّهُ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: «مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ! حَشْيَا رَابِيَةً؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ: «لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللهُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، قَالَ: «فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُهُ أَمَامِي؟» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَلَهَزَنِي فِي صَدْرِي لَهْزَةً أَوْجَعَتْنِي، ثُمَّ قَالَ: «أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟» قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللهُ، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: «فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ، فَنَادَانِي فَأَخْفَى مِنْكِ، فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُ مِنْكِ، فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ» رَوَاهُ عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ.

میں بھی مڑی' آپ کچھ تیز ہوئے تو میں بھی تیز ہو لی' آپ بھاگنے لگے' میں بھی بھاگنے لگی۔ آپ نے دوڑ لگا دی' میں نے بھی دوڑ لگا دی اور میں آپ سے پہلے گھر میں داخل ہوگئی۔ ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ بھی پہنچ گئے اور فرمایا: ''عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ تیرا پیٹ پھولا ہوا ہے اور سانس چڑھا ہوا ہے؟'' میں نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے بتا دے ورنہ باریک بین خبر رکھنے والا (اللہ) مجھے بتا دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' پھر میں نے آپ کو پورا واقعہ بتا دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا تو ہی وہ سایہ تھا جسے میں نے اپنے آگے آگے دیکھا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے میرے سینے میں اس زور سے ہاتھ مارا کہ مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''کیا تو نے سمجھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟'' میں نے کہا: لوگ اللہ تعالیٰ سے جس قدر بھی بات چھپائیں' اللہ جان ہی لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بالکل۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''جب تو نے (مجھے اٹھتے) دیکھا تھا' اس وقت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے لیکن وہ اندر نہیں آ سکتے تھے کیونکہ تو اپنے کپڑے اتار چکی تھی۔ چنانچہ انھوں نے تجھ سے چھپاتے ہوئے مجھے آہستہ سے آواز دی اور میں نے بھی تجھ سے چھپاتے ہوئے آہستہ سے جواب دیا۔ میرا خیال تھا کہ تو سو چکی ہے اور مجھے خطرہ تھا کہ (اگر تجھے جگا دیا تو) تو اکیلی ڈرے گی۔ تو انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں بقیع والوں کے پاس جا کر ان کے لیے بخشش کی دعا کروں۔''

اس روایت کو عاصم نے عن عبداللہ بن عامر عن عائشہ کی سند سے کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

٣٤١٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۴۱۷-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات آپ ﷺ کو موجود نہ پایا۔ (پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔)

فوائد ومسائل: ① یہ دو حدیثیں (۱۶-۳۴۱۵) فصاحت و بلاغت کا شہ پارہ ہیں جو حضرت عائشہ ؓ کی امتیازی خصوصیت ہے۔ حضرت عائشہ کی روایات جس قدر طویل ہوں گی' ان میں فصاحت و بلاغت اسی حساب سے عروج کو پہنچتی جائے گی۔ ایک ادیب شخص حضرت عائشہ ؓ کی روایات کو عبارت سے بخوبی پہچان سکتا ہے۔ رضي الله تعالى عنها. ② غیرت سے متعلقہ روایات تمام کی تمام حضرت عائشہ ؓ سے متعلق ہیں کیونکہ انھیں نبی اکرم ﷺ سے شدید محبت تھی' جیسے آپ کو ان سے تھی۔ ایسی صورت میں غیرت لازمی چیز ہے جو معمولی معمولی باتوں پر بھی ہوتی ہے۔ محبت والے بخوبی اس کو سمجھتے ہیں۔
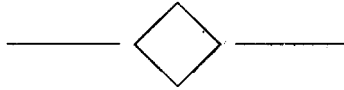
٣٤١٧ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ما جاء فيما يقال إذا دخل المقابر، ح: ١٥٤٦ من حديث شريك ابن عبدالله القاضي به، والحديث السابق شاهد له * عاصم هو ابن عبيدالله.

طلاق کا مفہوم و معنی

طلاق عقد نکاح کی ضد ہے۔ عقد کے معنی ہیں گرہ دینا۔ اور طلاق کے معنی ہیں گرہ کھول دینا۔ اس لحاظ سے نکاح کی مشروعیت کے ساتھ ساتھ طلاق کی مشروعیت بھی ضروری تھی کیونکہ بسا اوقات نکاح موافق نہیں رہتا بلکہ مضر بن جاتا ہے تو پھر طلاق ہی اس کا علاج ہے۔ البتہ بلاوجہ طلاق دینا گناہ ہے۔ اس کے بغیر گزارہ ہو سکے تو کرنا چاہیے۔ یہ آخری چارۂ کار ہے۔ طلاق ضرورت کے مطابق مشروع ہے۔ جہاں ایک طلاق سے ضرورت پوری ہوتی ہو وہاں ایک سے زائد منع ہیں۔ چونکہ طلاق بذات خود کوئی اچھا فعل نہیں، اس لیے شریعت نے طلاق کے بعد بھی کچھ مدت رکھی ہے کہ اگر کوئی جلد بازی یا جذبات یا مجبوری میں طلاق دے بیٹھے تو وہ اس مدت کے دوران میں رجوع کر سکتا ہے۔ اس مدت کو عدت کہتے ہیں۔ البتہ وہ طلاق شمار ہوگی۔ شریعت ایک طلاق سے نکاح ختم نہیں کرتی بشرطیکہ عدت کے دوران میں رجوع ہو جائے بلکہ تیسری طلاق سے نکاح ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد رجوع یا نکاح کی گنجائش نہیں رہتی۔ یاد رہے کہ طلاق اور رجوع خالص مرد کا حق ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٧) - كِتَابُ الطَّلَاقِ (التحفة ١٠)

طلاق سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ وَقْتِ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ (التحفة ١)

٣٤١٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ السَّرَخْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ [بْنِ عُمَرَ] قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاسْتَفْتَى عُمَرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَاللهِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ: «مُرْ عَبْدَ اللهِ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يَدَعْهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا هٰذِهِ، ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرٰى، فَإِذَا طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ فَلْيُفَارِقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا، وَإِنْ شَاءَ فَلْيُمْسِكْهَا، فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ».

باب:۱-اس عدت میں طلاق دینے کا وقت جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کے لیے مقرر فرمائی ہے

۳۴۱۸-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ (ان کے والد محترم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو کہا: (میرے بیٹے) عبداللہ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''عبداللہ سے کہو کہ اس سے رجوع کرے' پھر اسے چھوڑے رکھے حتی کہ وہ اپنے حیض سے پاک ہو جائے' پھر اسے دوسرا حیض آئے' پھر جب وہ حیض سے پاک ہو تو اگر چاہے تو اسے جماع کرنے سے قبل طلاق دے دے اور اگر چاہے تو اسے اپنے نکاح میں رکھے۔ بلا شبہ یہ ہے وہ صحیح وقت جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کے لیے مقرر کیا ہے۔''

٣٤١٨ـ أخرجه مسلم، (انظر الحديث الآتي بعده)، ح: ١٤٧١/ ٢ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٢.

فوائد ومسائل: ① حیض کی حالت بدبو اور گندگی کی حالت ہوتی ہے۔ اس میں جماع منع ہے لہٰذا اس حالت میں مرد کو بیوی سے رغبت نہیں ہوتی۔ ممکن ہے ایسی حالت میں کوئی شخص طلاق دینے میں جلد بازی کرے اس لیے شریعت نے ایسی حالت میں طلاق دینے سے منع فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص اس غلطی کا ارتکاب کرے تو اسے رجوع کرنا ہوگا' البتہ وہ طلاق شمار ہوگی' رجوع کرے یا نہ کرے۔ لیکن اگر وہ تیسری طلاق نہیں تو اس سے نکاح ختم نہیں ہوگا۔ اگر تیسری ہے تو رجوع کی اجازت نہیں ہوگی' نکاح ختم۔ ② معلوم ہوا طلاق دینے کا صحیح وقت طہر کی حالت ہے جس میں جماع نہ کیا گیا ہو۔

٣٤١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ».

۳۴۱۹- حضرت ابن عمر ﷠ سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ حضرت عمر بن خطاب ﷛ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ اس سے رجوع کرے' پھر اسے اپنے پاس رکھے حتی کہ وہ پاک ہو' پھر اسے حیض آئے' پھر وہ پاک ہو۔ اب اس کے بعد اگر وہ چاہے تو اسے رکھے اور چاہے تو جماع سے پہلے طلاق دے دے۔ یہ وہ صحیح وقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔''

٣٤٢٠- أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: سُئِلَ الزُّهْرِيُّ: كَيْفَ الطَّلَاقُ

۳۴۲۰- حضرت زہری سے پوچھا گیا کہ صحیح وقت پر طلاق کا کیا طریقہ ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے حضرت سالم نے (اپنے والد محترم) حضرت عبداللہ بن عمر ﷠

٣٤١٩ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب وقول الله تعالى: "يأيها النبي إذا طلقتم النساء ... الخ"، ح: ٥٢٥١، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ١٤٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٧٦، والكبرٰى، ح: ٥٥٨٣.

٣٤٢٠ـ أخرجه مسلم، ح: ١٤٧١/ ٤ب من حديث محمد بن الوليد الزبيدي به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٤.

لِلْعِدَّةِ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ: «لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً وَتَطْهُرَ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَذَاكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ». قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: فَرَاجَعْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا.

سے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ اس پر غصے ہوئے اور فرمایا: ''وہ اس سے رجوع کرے' پھر اسے اپنے پاس رکھے حتی کہ اسے ایک اور حیض آئے' پھر وہ پاک ہو۔ اب اگر اس کا خیال بنے تو طہر کی حالت میں بغیر جماع کیے اسے طلاق دے دے۔ یہ صحیح وقت پر طلاق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا' اور جو طلاق میں نے اسے (حیض کی حالت میں) دی تھی' وہ طلاق ہی سمجھی۔

فائدہ: جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق اگرچہ گناہ اور ممنوع ہے اور اس سے رجوع ضروری ہے مگر ایسی طلاق کو ایک طلاق شمار کیا جائے گا۔ مزید دو طلاقیں رہ جاتی ہیں۔ البتہ بعض محققین نے ایسی طلاق کو کالعدم قرار دیا ہے کیونکہ اس سے رجوع ضروری ہے' نیز رسول اللہ ﷺ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک کی بجائے دو طلاقوں کا مشورہ نہ دے سکتے تھے۔ عقلاً اگرچہ یہ بات قوی معلوم ہوتی ہے مگر متعلقہ احادیث کے الفاظ اور صحابہ وتابعین کے اقوال' نیز محدثین وفقہاء کے مذاہب اس کے خلاف ہیں۔ شاذ لوگ ہی اس طرف گئے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس عقلی مسلک کے قائل ہیں۔ واللہ أعلم.

٣٤٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَيْمَنَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ: كَيْفَ

٣٤٢١- حضرت ابو زبیر کی موجودگی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی؟ وہ فرمانے لگے: عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حیض

٣٤٢١ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها . . . الخ، ح: ١٤٧١/ ١٤ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٥.

تَرٰى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا؟ فَقَالَ لَهُ: طَلَّقَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيُرَاجِعْهَا» فَرَدَّهَا عَلَيَّ، قَالَ: «إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ» قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ» [الطلاق: ١].

کی حالت میں طلاق دے دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو (یوں) کہا: عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چاہیے کہ وہ اس سے رجوع کرے۔'' اور آپ نے میری بیوی میرے پاس بھیج دی اور فرمایا: ''جب یہ حیض سے پاک ہو تو پھر طلاق دے یا اپنے نکاح میں رکھے۔'' پھر نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ......﴾ ''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انھیں ان کی عدت کے شروع وقت میں طلاق دو۔''

فوائد ومسائل: ① [فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ] یہ جملہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس کی قراءت کے مطابق سورۂ طلاق کی پہلی آیت کا حصہ ہے، یعنی وہ اسے لِعِدَّتِهِنَّ کی جگہ قراءت کرتے تھے۔ لیکن یہ قراءت شاذ ہے، تاہم یہ جملہ نبی ﷺ سے مرفوعاً صحیح ثابت ہے اور حجت ہے، جس سے آیت کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے، یعنی تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انھیں عدت کے آغاز، یعنی طہر میں طلاق دو۔ ② چونکہ عدت حیض سے شمار ہوتی ہے، لہٰذا حیض کی حالت میں طلاق سے عدت صحیح نہیں شروع ہو سکے گی۔ اگر وہ حیض شمار کریں گے تو عدت کم ہو جائے گی اور اگر اسے شمار نہیں کریں گے تو عدت لمبی ہو جائے گی، لہٰذا طلاق طہر میں ہونی چاہیے تاکہ حیض سے عدت شروع ہو سکے۔

٣٤٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ١] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ

٣٤٢٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ میں ﴿لِعِدَّتِهِنَّ﴾ سے مراد قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ ہے، یعنی عدت کے آغاز میں (طلاق دو)۔

٣٤٢٢- [إسناده صحيح] أخرجه الطبري في تفسيره: ٢٨/ ٨٤ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٦.

عَنْهُ : قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ.

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ ہے کہ طلاق عدت سے پہلے پہلے ہونی چاہیے یعنی طہر میں کیونکہ عدت کا آغاز حیض سے ہوتا ہے۔ اگر طلاق حیض میں ہوئی تو وہ عدت کے دوران میں ہوگی جو درست نہیں۔

(المعجم ٢) - بَابُ طَلَاقِ السُّنَّةِ (التحفة ٢)

باب:٢- طلاق سنت کا بیان

٣٤٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: طَلَاقُ السُّنَّةِ تَطْلِيقَةٌ وَهِيَ طَاهِرٌ فِي غَيْرِ جِمَاعٍ، فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرَى، فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرَى، ثُمَّ تَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِحَيْضَةٍ. قَالَ الْأَعْمَشُ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

٣٤٢٣- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ طلاق سنت یہ ہے کہ طہر کی حالت میں جماع کیے بغیر ایک طلاق دی جائے، پھر جب وہ حیض کے بعد پاک ہو تو اسے دوسری طلاق دے دے، پھر جب اسے حیض آئے اور وہ حیض سے پاک ہو جائے تو اسے تیسری طلاق دے دے، پھر اس کے بعد وہ عورت ایک حیض عدت گزارے گی۔ (راویٔ حدیث) حضرت اعمش نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے پوچھا تو انھوں نے بھی ایسے ہی کہا۔

فائدہ: احناف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کی وجہ سے مذکورہ طریقے سے تین طلاقیں دینے ہی کو طلاق سنت سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ عجیب طلاق سنت ہے جس نے یک لخت ایک عورت کو حرام کر کے چھوڑا، نیز طلاق تو ایک بھی ممدوح نہیں چہ جائیکہ بلاضرورت پے در پے تین طلاقیں دے دی جائیں، پھر سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک طلاق سے عورت خاوند سے جدا ہو سکتی ہے تو کیا ضرورت ہے کہ تین سے پہلے بس نہ کی جائے، لہٰذا یہ طلاق سنت نہیں ہو سکتی۔ طلاق سنت یہ ہے کہ بیوی کو طہر کی حالت میں، بغیر جماع کیے، ایک طلاق دی جائے اور پھر عدت گزرنے کا انتظار کیا جائے۔ ممکن ہو تو عدت کے دوران میں رجوع کر لیا جائے ورنہ رہنے دیا جائے تاکہ اگر بعد میں اتفاق ہو جائے تو نیا نکاح ہو سکے۔ یہ قول بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طلاق کو دلائل کے ساتھ طلاق السنہ ثابت کیا ہے، لہٰذا اسی قول کو اخذ کرنا

٣٤٢٣- [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب طلاق السنة، ح: ٢٠٢١ من حديث حفص به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٧، وصححه ابن حزم في المحلٰى: ١٠/ ١٧٢ مسئلة: ١٩٤٩، وللحديث شواهد عند ابن أبي شيبة وغيره. * أبوإسحاق عنعن.

چاہیے تاکہ دوران عدت رجوع اور بعد از عدت نکاح جدید کا راستہ باقی رہے۔ جمہور کا مسلک بھی یہی ہے اور یہی درست ہے۔ ہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پہلے قول میں مذکور صورت کو طلاق سنت کہنے کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ یہ صورت بھی جائز ہے اگرچہ یہ بہتر نہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک تو طلاق پر طلاق واقع ہی نہیں ہوتی کیونکہ یہ بے فائدہ ہے مگر جمہور اہل علم اس کے وقوع کے قائل ہیں۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ واللہ أعلم.

٣٤٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: طَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا فِي غَيْرِ جِمَاعٍ.

۳۴۲۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طلاق سنت یہ ہے کہ عورت کو طہر کی حالت میں بغیر جماع کے (ایک) طلاق دے دے۔

(المعجم ٣) - **بَابُ مَا يَفْعَلُ إِذَا طَلَّقَ تَطْلِيقَةً وَهِيَ حَائِضٌ** (التحفة ٣)

باب:۳- حیض کی حالت میں طلاق دے بیٹھے تو کیا کرے؟

٣٤٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً فَانْطَلَقَ عُمَرُ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ بِذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مُرْ عَبْدَ اللهِ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا اغْتَسَلَتْ فَلْيَتْرُكْهَا حَتّٰى تَحِيضَ، فَإِذَا اغْتَسَلَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا الْأُخْرٰى فَلَا يَمَسَّهَا حَتّٰى يُطَلِّقَهَا، فَإِنْ شَاءَ أَنْ يُمْسِكَهَا

۳۴۲۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو اس کی اطلاع کی۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ''عبداللہ سے کہو اس سے رجوع کرے۔ جب وہ غسل حیض کرے تو اسے اس کی حالت پر رہنے دے حتی کہ اسے دوسرا حیض آئے' پھر جب وہ دوسرے حیض سے پاک ہو کر غسل کرے تو وہ اس سے جماع نہ کرے پھر چاہے تو طلاق دے دے اور چاہے تو اپنے نکاح

٣٤٢٤ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٨، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٢٠٢٠ من حديث يحيى القطان وغيره.

٣٤٢٥ـ [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٤١٨. ❊ المعتمر هو ابن سليمان.

فَلْيُمْسِكْهَا، فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ».

میں رکھے۔ یہ ہے وہ صحیح وقت جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① متعلقہ مسئلہ تو پیچھے واضح ہو چکا ہے کہ حیض کی طلاق سے رجوع ضروری ہے، پھر دوسرا حیض آئے اور عورت پاک ہو کر غسل کرے تو بغیر جماع کیے اسے طلاق دے سکتا ہے۔ ② ’’اس کی حالت پر رہنے دے‘‘ یعنی اسے طلاق نہ دے۔

٣٤٢٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْيُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ أَوْ حَامِلٌ».

۳۴۲۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر ہوئی تو آپ نے فرمایا: ’’اسے کہو کہ اس سے رجوع کرے، پھر طہر یا حمل کی حالت میں اسے طلاق دے۔‘‘

فائدہ: معلوم ہوا حمل کی حالت میں طلاق دینا بھی جائز ہے اگرچہ عموماً ایسی حالت میں طلاق نہیں دی جاتی۔

(المعجم ٤) - بَابُ الطَّلَاقِ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ (التحفة ٤)

باب: ۴- غلط وقت کی طلاق (کا حکم)

٣٤٢٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى طَلَّقَهَا وَهِيَ طَاهِرٌ.

۳۴۲۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیوی کو ان کی طرف لوٹا دیا حتی کہ انھوں نے اسے طہر کی حالت میں طلاق دی۔

٣٤٢٦ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ١٤٧١/ ٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٠.

٣٤٢٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩١. ✽ أبوبشر هو جعفر بن أبي وحشية.

فائدہ: ''لوٹا دیا'' یعنی اس طلاق کو شرعاً درست نہ سمجھا اور رجوع کا حکم دیا۔ یہ مطلب نہیں کہ اس طلاق کو معتبر نہ سمجھا یا اسے شمار نہ فرمایا جیسا کہ بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے۔

(المعجم ٥) - اَلطَّلَاقُ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ وَمَا يُحْتَسَبُ مِنْهُ عَلَى الْمُطَلِّقِ (التحفة ٥)

باب:٥- غلط وقت کی طلاق شمار کی جائے گی

٣٤٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْرِفُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ؟ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا، فَقُلْتُ لَهُ: فَيَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ فَقَالَ: مَهْ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

٣٤٢٨- حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے بیٹھے تو انھوں نے فرمایا: تو عبداللہ بن عمر کو جانتا ہے؟ اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کی بابت پوچھا تو آپ نے اسے رجوع کرنے کا حکم دیا کہ پھر وہ صحیح وقت پر طلاق دے۔ میں نے عرض کیا: کیا وہ طلاق شمار ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اور کیا؟ اگر وہ صحیح وقت پر طلاق دینے سے عاجز رہا اور اس نے یہ نادانی کر لی (تو کیا تیرا خیال ہے وہ شمار نہ ہوگی)؟

٣٤٢٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللهِ بْنَ

٣٤٢٩- حضرت یونس بن جبیر نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ (تو اب کیا کرے؟) فرمانے لگے: کیا تو عبداللہ بن عمر کو جانتا ہے؟ اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے

٣٤٢٨ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها . . . الخ، ح: ١٤٧١/٧ عن قتيبة، والبخاري، الطلاق، باب مراجعة الحائض، ح: ٥٣٣٣، وباب: إذا طلقت الحائض تعتد بذلك الطلاق، ح: ٥٢٥٢ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٢. * حماد هو ابن زيد.

٣٤٢٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٣، وأخرجه مسلم، ح: ١٤٧١/٩ عن يعقوب به. * يونس هو ابن عبيد.

عُمَرَ؟ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا، قُلْتُ لَهُ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ أَيَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ فَقَالَ: مَهْ! وَإِنْ عَجَزَ أَوِ اسْتَحْمَقَ.

دی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر صحیح وقت میں نئے سرے سے طلاق دے۔ میں نے کہا: جب آدمی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دے تو کیا وہ طلاق شمار ہو گی؟ فرمایا: اور کیا؟ اگرچہ وہ صحیح وقت پر طلاق دینے سے عاجز رہا اور اس نے نادانی کا مظاہرہ کیا۔

فائدہ: جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ حیض کی طلاق باوجود جائز نہ ہونے کے شمار ہوگی۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا فرمان ہے کہ میری طلاق کو ایک شمار کیا گیا۔ ”حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ“ اسی طرح نبی ﷺ کا انھیں رجوع کے لیے فرمانا اور درمیان میں ایک طہر انتظار کرنا بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ اگر طلاق واقع ہی نہیں ہوئی تھی تو رجوع اور طہر کا انتظار کیا معنی رکھتا ہے۔ مندرجہ بالا روایات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے شاگردوں کو فتویٰ بھی یہی دیا ہے' لہٰذا یہی مسلک صحیح ہے۔ امام ابن حزم اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول اس مسئلے میں شاذ ہے۔

(المعجم ٦) - اَلثَّلَاثُ الْمَجْمُوعَةُ وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ (التحفة ٦)

باب:٦- تین طلاقیں اکٹھی دینا سخت گناہ ہے

٣٤٣٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ: «أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟» حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا أَقْتُلُهُ؟

٣٤٣٠- حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی تھیں۔ آپ غصے کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کیا میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جاتا ہے؟“ حتی کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟

٣٤٣٠- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٤. * محمود صحابي، وأعل الحديث بعلة غير قادحة، مخرمة عن أبيه كتاب، والرواية عن كتاب صحيحة إذا لم يثبت الجرح فيه.

فوائد ومسائل: ① شریعت نے انسانوں کی کمزوری اور جلد بازی کو مدنظر رکھتے ہوئے طلاق کے تین مواقع رکھے ہیں اور پہلی دو طلاقوں کے بعد رجوع کی رعایت بھی رکھی ہے تاکہ یہ انتہائی مضبوط تعلق کسی انسان کی جلد بازی کا شکار نہ ہو جائے بلکہ پہلی دو طلاقوں کے بعد وہ اچھی طرح سوچ سمجھ لے اور جذبات سے الگ ہو کر فیصلہ کرے۔ جس شخص نے تینوں طلاقیں اکٹھی دے دیں' اس نے یہ تمام مواقع گنوا دیے' اور اس اہم تعلق کو اشتعال اور جلد بازی کی نذر کر دیا حتی کہ اس عورت سے نئے نکاح کا امکان بھی نہ رہا' نیز اس نے اس صریح قرآنی ہدایت کی نافرمانی کی ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ (البقرۃ۲:۲۲۹) ''طلاق دو بار ہے'' یعنی طلاق الگ الگ ہونی چاہیے' لہٰذا یہ شخص سخت سزا کا مستوجب ہے۔ تبھی تو دوسرے آدمی نے اسے قتل کرنے کی اجازت طلب کی کیونکہ کتاب اللہ کو مذاق بنانا' نیز علانیہ مخالفت کرنا ناقابل برداشت ہے۔ تبھی آپ سخت ناراض ہوئے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا خلاف شرع اور بدعت ہے۔ امام مالک اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ اسی کے قائل ہیں مگر امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ اسے حرام نہیں سمجھتے کہ تین طلاقیں مرد کا حق تھا اس نے جیسے چاہا استعمال کر لیا۔ اگر مواقع ضائع کیے ہیں تو اس نے اپنے کیے ہیں۔ البتہ وہ اسے خلاف اولیٰ سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کا مسلک اس حدیث کے خلاف ہے۔ اگر حیض کی طلاق کو حرام اور بدعت کہا جا سکتا ہے تو اس کو کیوں نہیں؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں مقامات پر ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔ ③ اگر کوئی شخص اس حرام کا ارتکاب کرے تو جمہور اہل علم کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔ اس کے برعکس دوسرا موقف یہ ہے کہ یہ ایک طلاق شمار ہو گی۔ اس کی دلیل صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں۔ حضرت عمر نے بطور سزا تین ہی کی تنفیذ فرما دی' اس لیے بعض اہل علم ایسی صورت میں تین کے بجائے ایک کے وقوع کے قائل ہیں کیونکہ اس نے طلاق کا ایک موقع استعمال کیا ہے۔ باقی رہا تین کا لفظ تو وہ خلاف شرع ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان کو تین قرار دینا صرف تعزیر اور سزا تھی' سیاسی و انتظامی مسئلہ تھا۔ شرعی حکم اپنی جگہ برقرار ہے۔ یہ بات عقلاً اور نقلاً زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ مسلک (ایک واقع ہونا) عوام الناس کے لیے مفید ہے، خصوصاً جبکہ ایک صحیح حدیث بھی اس مسلک کی تائید کرتی ہے ورنہ لوگ حلالہ جیسے ذلیل اور غیرت کش فعل کا ارتکاب کرتے ہیں جو شرعاً اور اخلاقاً بہت بڑا جرم ہے۔ حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما جیسے فقہاء صحابہ سے بھی یہ مسلک منقول ہے۔

(المعجم ۷) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ۷)

باب: ۷- تین طلاقیں اکٹھی دینے کی رخصت

٣٤٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ يَا عَاصِمُ! لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ! مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتَ عَنْهَا، فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللّٰهِ! لَا أَنْتَهِي حَتّٰى أَسْأَلَ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ نَزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا» قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ

٣٤٣١- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ (اپنے سردار) حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: عاصم! بتایئے اگر ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ پھر اسے لوگ (قصاص میں) قتل کر دیں گے' یا وہ کیا کرے؟ آپ میرے لیے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں۔ چنانچہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسے سوالات کو ناپسند فرمایا اور انھیں معیوب سمجھا حتی کہ حضرت عاصم پر رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی بات بہت شاق گزری۔ پھر جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو عویمر نے آ کر کہا: عاصم! رسول اللہ ﷺ نے تمھیں کیا کہا ہے؟ عاصم کہنے لگے: تو میرے پاس کوئی اچھی چیز نہیں لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تیرے اس سوال کو ناپسند فرمایا ہے۔ عویمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو باز نہیں آؤں گا حتی کہ میں یہ مسئلہ خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں۔ عویمر آئے تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ اور انھوں نے (آ کر) کہا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کوئی اور آدمی دیکھ لیتا ہے تو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ پھر آپ اسے قتل کر دیں گے' یا وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں وحی اتر چکی ہے لہٰذا تو جا اور اسے لے آ۔'' حضرت سہل

٣٤٣١- أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث ... الخ، ح: ٥٢٥٩، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ٢/ ٥٦٦، ٥٦٧، والكبرى، ح: ٥٥٩٥.

اللهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَ عُوَيْمِرٌ قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

نے کہا: پھر انھوں نے آپس میں لعان کیا۔ اس وقت میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا۔ جب عویمر لعان سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر اب بھی میں اسے اپنے نکاح میں رکھوں تب تو گویا میں نے اس پر جھوٹ باندھا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی انھوں نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔

فوائد ومسائل: ① ''آپ اسے قتل کر دیں گے'' کیونکہ کسی پر حد نافذ کرنا حکومت کا کام ہے۔ کوئی شخص اپنے طور پر حد نافذ نہیں کر سکتا' لہٰذا اگر کوئی اشتعال میں آ کر بیوی کے ساتھ لیٹے ہوئے آدمی کو قتل کر دے تو اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا' ورنہ تو لوگوں کے لیے قتل کا بہانہ بن جائے گا۔ البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اس سے اپنے علم کے مطابق سلوک فرمائے گا' یعنی اگر مقتول واقعتاً جرم زنا کا مرتکب تھا اور شادی شدہ تھا تو قاتل کو معافی مل جائے گی' ورنہ سزا ہوگی۔ ② ''ناپسند فرمایا'' کیونکہ آپ نے خیال فرمایا کہ یہ فرضی سوالات ہیں' کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور فرضی سوالات کرنا قبیح بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو علم تھا کہ حقیقتاً یہ واقعہ ہو چکا ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے وحی اتاری۔ ③ ان شاء اللہ لعان کی تفصیل آگے آئے گی۔ ④ ''تین طلاقیں دے دیں'' اور رسول اللہ ﷺ نے انھیں منع نہیں فرمایا۔ ظاہراً اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا جائز ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ لعان سے تو نکاح خود بخود ہی ختم ہو جاتا ہے' طلاق کی ضرورت باقی نہیں۔ باقی رہا مسئلہ کہ عویمر نے تین طلاقیں دیں' تو ان کا یہ فعل ناواقفیت کی بنا پر تھا' لعان کے بعد اس کی ضرورت ہی نہیں تھی' اس لیے اس واقعے سے بہ یک وقت تین طلاقیں دینے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

٣٤٣٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَحْمَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ

۳۴۳۲- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں آل خالد میں سے ایک عورت ہوں۔ میرے خاوند نے مجھے (آخری) طلاق بھیج دی ہے۔ میں نے

٣٤٣٢ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤٢ من حديث الشعبي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٦.

النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: أَنَا بِنْتُ آلِ خَالِدٍ وَإِنَّ زَوْجِي فُلَانًا أَرْسَلَ إِلَيَّ بِطَلَاقِي، وَإِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَهُ النَّفَقَةَ وَالسُّكْنٰى فَأَبَوْا عَلَيَّ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ قَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهَا بِثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لِلْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ».

خاوند کے گھر والوں سے اپنے لیے رہائش اور اخراجات طلب کیے تو انھوں نے انکار کر دیا ہے۔ انھوں (خاوند کے گھر والوں) نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں بھیج دی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اخراجات و رہائش تو اس (مطلقہ) عورت کو ملتے ہیں جس کے خاوند کو اس سے رجوع کا حق ہے۔''

فائدہ: یہ روایت اس سے پہلے بھی مختلف مقامات پر آ چکی ہے۔ کسی میں ہے: مجھے تین طلاقیں دیں۔ کسی میں ہے: مجھے بتہ طلاق دی۔ کسی میں ہے: مجھے تین طلاقوں میں سے آخری طلاق دی' لہٰذا اس روایت سے تین طلاقیں اکٹھی دینے پر استدلال درست نہیں کیونکہ روایات کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل خاوند نے تیسری طلاق بھیجی تھی۔ دو طلاقیں وہ پہلے دے چکا تھا' اس لیے ظاہراً اس روایت کا باب سے کوئی تعلق نہیں۔ ''اخراجات و رہائش'' کا مسئلہ حدیث: ۳۲۲۴ میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

٣٤٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَيْسَ لَهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ».

۳۴۳۳- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کو تین طلاقیں ہو چکی ہوں اسے دوران عدت میں خرچہ و رہائش نہیں ملیں گے۔''

فائدہ: اس روایت میں بھی تین طلاقیں اکٹھی دینے کا ذکر نہیں ہے' لہٰذا اس کا باب سے کوئی تعلق نہیں۔

٣٤٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ:

۳۴۳۴- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے کہا: مجھے (میرے خاوند) ابو عمرو بن حفص مخزومی نے تین طلاقیں دے دیں۔ حضرت خالد بن ولید ؓ بنو مخزوم کے کچھ

٣٤٣٣- أخرجه مسلم، ح: ١٤٨٠/ ٤٤ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٧
* عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري، وسلمة هو ابن كهيل.

٣٤٣٤- أخرجه مسلم، ح: ١٤٨٠/ ٣٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٨، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ: أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ الْمَخْزُومِيَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَانْطَلَقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فِي نَفَرٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا عَمْرِو ابْنَ حَفْصٍ طَلَّقَ فَاطِمَةَ ثَلَاثًا فَهَلْ لَهَا نَفَقَةٌ؟ فَقَالَ: «لَيْسَ لَهَا نَفَقَةٌ وَلَا سُكْنَى».

دوسرے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوعمرو بن حفص نے اپنی بیوی فاطمہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو کیا اسے دوران عدت اخراجات ملیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے نہ اخراجات ملیں گے اور نہ رہائش۔''

فائدہ: اس روایت میں بھی یہ صراحت نہیں کہ انھیں تین طلاقیں اکٹھی دی گئی تھیں یا الگ الگ۔ الفاظ دونوں معانی کا احتمال رکھتے ہیں۔ دوسری روایات کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل تیسری طلاق دی تھی۔ اسے بتہ بھی کہا گیا ہے۔ پہلی طلاقوں کو ساتھ ملا کر تین کہہ دیا گیا۔ تمام روایات کا ظاہری تضاد ختم کرنے کے لیے یہ تطبیق ضروری ہے، خصوصاً جب کہ تین اکٹھی دینے پر رسول اللہ ﷺ نے سخت ناراضی ظاہر فرمائی تھی۔ (دیکھیے، روایت: ٣٤٣٠)

(المعجم ٨) - بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ (التحفة ٨)

باب:٨-عورت کے ساتھ شب بسری سے پہلے اسے تین طلاقیں دینا

٣٤٣٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الثَّلَاثَ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تُرَدُّ إِلَى الْوَاحِدَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

٣٤٣٥- حضرت طاوس سے منقول ہے کہ حضرت ابوصہباء حضرت ابن عباس ؓ کے پاس آئے اور کہا: اے ابن عباس! کیا آپ نہیں جانتے کہ بیک وقت تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ کے دور مبارک میں نیز حضرت عمر ؓ کے ابتدائی دور میں ایک طلاق سمجھی جاتی تھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

٣٤٣٥_ أخرجه مسلم، الطلاق، باب طلاق الثلاث، ح: ١٤٧٢/ ١٦ من حديث * ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٩٩.

فائدہ: اس حدیث میں دخول سے پہلے یا بعد کی کوئی قید نہیں۔ دراصل امام صاحب نے اس روایت کو جمہور اہل علم کے موقف کے موافق کرنے کے لیے یہ تاویل کی ہے کہ اس حدیث میں اس عورت کی تین طلاقیں مراد ہیں جس سے جماع نہ کیا گیا ہو۔ اس عورت کے لیے تین اور ایک برابر ہیں کیونکہ ایسی عورت جس سے جماع نہ کیا گیا ہو' اس کے لیے ایک طلاق بھی بائن ہوتی ہے' یعنی اس سے رجوع نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر حدیث کو اچھی طرح پڑھا جائے تو یہ تاویل غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ مسئلہ تو شروع سے ہمیشہ کے لیے یہی رہا ہے اور اب بھی ایسے ہی ہے کیونکہ یہ قرآنی حکم ہے۔ اس کے لیے حضرت عمر کے ابتدائی دور کی قید لگانے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاقیں بیک وقت دی جائیں تو وہ ایک طلاق شمار ہوں گی۔ عورت مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بطور سزا تین کو تین ہی نافذ کر دیا۔ ان کے فرمان کی وجہ سے عموماً صحابہ وتابعین نے یہی فتویٰ دینا شروع کر دیا حتی کہ اس حدیث کے راوی صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی فتویٰ دینے لگے جس سے لوگوں نے اس روایت کو مشکوک سمجھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سیاسی اور انتظامی فیصلہ ایسا رائج ہوا کہ بعد کے فقہاء نے بھی اس کی پابندی کی حتی کہ یہ شرعی مسئلہ بن گیا جب کہ حقیقتاً یہ انتظامی اور تعزیری فیصلہ تھا۔ جس طرح انتظامی فیصلے بدلتے رہتے ہیں' یہ بھی بدل سکتا ہے۔ ہر دور میں کچھ نہ کچھ لوگ اس کی صراحت کرتے رہے ہیں کہ شرعی مسئلہ یہی ہے کہ ایک وقت کی تین طلاقیں ایک شمار ہوں گی۔ صحابہ میں سے حضرت علی' حضرت ابن مسعود' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم' تابعین میں سے حضرت طاوس اور عکرمہ اسی کے قائل ہیں۔ امام المغازی محمد بن اسحاق' شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علامہ ابن حزم کا مسلک بھی یہی ہے بلکہ امام مالک سے بھی ایک قول یہی نقل کیا گیا ہے۔ مالکیہ میں سے بہت سے فقہاء اور حنفیہ میں سے محمد بن مقاتل رازی بھی یہی کہتے ہیں۔ اب اسے شاذ مسلک کہنا ائمۂ اربعہ کے لحاظ سے ہے ورنہ ہر دور میں لوگ اس کے قائل رہے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۴۳۰. مزید دیکھیے: ''ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل'' از حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ)

(المعجم ۹) - اَلطَّلَاقُ لِلَّتِي تَنْكِحُ زَوْجًا ثُمَّ لَا يَدْخُلُ بِهَا (التحفة ۹)

باب: ۹- تین طلاقوں والی عورت کسی شخص سے نکاح کرے اور دخول کے بغیر اسے طلاق ہو جائے تو؟

۳۴۳۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

۳۴۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

۳۴۳۶ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب المبتوتة لا يرجع إليها زوجها حتى تنكح زوجًا غيره، ح: ۲۳۰۹ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵٦۰۰ * الأعمش وإبراهيم النخعي مدلسان وعنعنا،◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يُوَاقِعَهَا أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا، حَتَّى يَذُوقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَهَا وَتَذُوقَ عُسَيْلَتَهُ».

ﷺ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں' پھر اس عورت نے کسی اور مرد سے شادی کر لی اور وہ اس کے ساتھ علیحدہ تو ہوا لیکن جماع کیے بغیر طلاق دے دی' کیا یہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' حتیٰ کہ وہ دوسرا (نکاح کرنے والا) شخص اس عورت کا مزا چکھے اور عورت اس مرد کا مزا چکھے (لذت جماع حاصل کریں)۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ حدیث کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ بخاری و مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محقق کتاب کے نزدیک بھی یہ حدیث قابل حجت ہے' نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ② جس عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں' وہ اس خاوند پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے الا یہ کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور وہ دونوں آپس میں خاوند بیوی کی طرح رہیں' جماع وغیرہ کریں' پھر ان دونوں میں نباہ نہ ہو سکے اور دوسرا شخص اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے تو وہ عورت عدت گزرنے کے بعد اپنے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے' لیکن اگر دوسرے خاوند نے جماع کے بغیر طلاق دے دی تو وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ یاد رہے کہ اس سارے عمل میں کوئی ''سازش'' نہیں ہونی چاہیے' یعنی دوسرا نکاح پہلے خاوند کے لیے حلال کرنے کی نیت سے نہ ہو' ورنہ نکاح نہیں ''زنا'' ہوگا۔ اور وہ پہلے خاوند کے لیے بھی حلال نہ ہوگی۔ صحیح حدیث میں اس ''سازش'' کے کرداروں (حلالہ کرنے اور کروانے والے) پر لعنت کی گئی ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۳۲۲۸)

۳۴۳۷- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ

۳۴۳۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت رفاعہ قرظی ؓ کی (سابقہ) بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے (رفاعہ کے تین طلاقیں دینے کے بعد) عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا ہے۔ اللہ کی قسم! اس کے پاس تو صرف

وحديث البخاري، ح: ٥٢٦١، ومسلم، ح: ١١٠/ ١٤٣٣ يغني عنه.

۳۴۳۷- [صحيح] من حديث الزهري به، انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٠١.

إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَكَحْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ، وَاللّٰهِ! مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلٰى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ».

کپڑے کے ان بنے اس کنارے کی طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تو دوبارہ رفاعہ کے نکاح میں جانا چاہتی ہے؟ ہرگز نہیں (جاسکتی) حتی کہ وہ تجھ سے لذت جماع حاصل کرے اور تو اس سے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٣٢٨٥.

(المعجم ١٠) - طَلَاقُ الْبَتَّةِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- بتہ (قطعی) طلاق کا بیان

٣٤٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ، وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ، وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا، وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ بِالْبَابِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَسْمَعُ هٰذِهِ تَجْهَرُ بِمَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: «تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلٰى رِفَاعَةَ؟ لَا،

٣٤٣٨- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت رفاعہ قرظی ؓ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ حضرت ابوبکر ؓ بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں (پہلے) رفاعہ قرظی کے نکاح میں تھی۔ لیکن انھوں نے مجھے بتہ طلاق دے دی۔ میں نے (عدت گزارنے کے بعد) حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر ؓ سے شادی کر لی۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ان کا عضو تو کپڑے کے اس ان بنے کنارے کی طرح ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی چادر کا ایک کنارہ پکڑ کر دکھایا۔ حضرت خالد بن سعید ؓ باہر دروازے پر تھے۔ آپ نے انھیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ وہ کہنے لگے: اے ابوبکر! آپ اس عورت کی بات نہیں سن رہے؟ یہ رسول اللہ ﷺ

٣٤٣٨- أخرجه البخاري، الأدب، باب التبسم والضحك، ح: ٦٠٨٤، ومسلم، النكاح، باب: لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح زوجًا غيره ويطأها ... الخ، ح: ١٤٣٣/ ١١٣ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٠٢.

حَتّٰى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ».

کے پاس بھی وہی کچھ کہہ رہی ہے جو کچھ (باہر) کہتی پھرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو رفاعہ کے نکاح میں جانا چاہتی ہے؟ تو نہیں جا سکتی حتی کہ تو عبدالرحمٰن بن زبیر سے اور وہ تجھ سے لذت جماع حاصل کرے۔“

فائدہ: بتہ طلاق کی تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٣٢٨٥.

(المعجم ١١) - أَمْرُكِ بِيَدِكِ (التحفة ١١)

باب: ١١- (خاوند بیوی سے کہے:) تیرا معاملہ تیرے اختیار میں ہے (تو کیا ہوگا؟)

٣٤٣٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَيُّوبَ: هَلْ عَلِمْتَ أَحَدًا قَالَ فِي - أَمْرُكِ بِيَدِكِ - أَنَّهَا ثَلَاثٌ غَيْرَ الْحَسَنِ؟ فَقَالَ: لَا، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! عَفْوًا إِلَّا مَا حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ كَثِيرٍ مَوْلَى ابْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ». فَلَقِيتُ كَثِيرًا فَسَأَلْتُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ، فَرَجَعْتُ إِلَى قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: نَسِيَ.

٣٤٣٩- حضرت حماد بن زید سے منقول ہے کہ میں نے ایوب سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی نے [أَمْرُكِ بِيَدِكِ] ”تیرا معاملہ تیرے اختیار میں ہے“ کہنے کی صورت میں اسے تین طلاق کہا ہو؟ سوائے حضرت حسن بصری کے؟ انھوں نے کہا: نہیں، پھر کہنے لگے: یا اللہ! معاف فرمانا۔ (ہاں) مگر وہ حدیث جو مجھے قتادہ نے کثیر مولی ابن سمرہ عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(یہ الفاظ کہنا) تین طلاقیں ہیں۔“ (حضرت حماد نے کہا:) میں کثیر کو ملا اور ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اس حدیث سے لاعلمی ظاہر کی، پھر میں حضرت قتادہ کے پاس گیا اور ان سے پوری بات ذکر کی تو انھوں نے کہا: کثیر بھول گئے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ

٣٤٣٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في: أمرك بيدك، ح: ١١٧٨ عن علي بن نصر به، وقال: "غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٠٣. * قتادة عنعن، وأنكر كثير مولى ابن سمرة، المروي المنسوب إليه، وهو صحيح من قول الحسن البصري.

یہ حدیث منکر ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے' یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ مقطوعاً صحیح ثابت ہے' یعنی حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے' مرفوعاً یا موقوفاً صحیح ثابت نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۱۰/۲۳۴-۲۳۶' رقم:۳۷۹) ② خاوند بیوی سے [أَمْرُكِ بِيَدِكِ] کہہ دے' یعنی تجھے طلاق لینے کا اختیار ہے' چاہے تو لے لے۔ عورت کہے کہ میں نے طلاق لے لی تو کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟ بعض حضرات تین کے قائل ہیں' یعنی وہ عورت اس سے مستقلاً جدا ہو جائے گی۔ لیکن جمہور اہل علم کے نزدیک اس عورت کو ایک طلاق واقع ہوگی کیونکہ لفظ طلاق سے ایک ہی طلاق سمجھ میں آتی ہے' نیز بیک وقت تین طلاقیں تو بدعت ہیں۔ البتہ خاوند کو رجوع کا حق نہیں ہوگا۔ عدت کے بعد دونوں رضامند ہوں تو نیا نکاح کر سکتے ہیں۔ ③ ''یا اللہ! معاف فرمانا'' یعنی مجھ سے غلطی ہوگئی اور میں نے جلد بازی میں نہیں کہہ دیا۔ اسی جلد بازی کی معافی طلب کی ورنہ نسیان وخطا تو منجانب اللہ معاف ہیں ہی۔ ④ ''کثیر بھول گئے'' اگر کوئی راوی حدیث بیان کرنے کے بعد بھول جائے لیکن اس کا شاگرد جو وہ حدیث بیان کر رہا ہے' ثقہ ہو اور بالیقین کہے تو روایت معتبر ہوگی۔ نسیان کا روایت کی صحت پر اثر نہیں پڑے گا۔

(المعجم ١٢) - **بَابُ إِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَالنِّكَاحِ الَّذِي يُحِلُّهَا بِهِ** (التحفة ١٢)

باب: ۱۲- تین طلاق والی عورت کس نکاح کے ساتھ (پہلے خاوند کے لیے) حلال ہو سکتی ہے؟

٣٤٤٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي، وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي

۳۴۴۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رفاعہ کی (سابقہ) بیوی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: مجھے میرے خاوند نے طلاق دی۔ اور طلاق بتہ (تیسری طلاق) دی۔ میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا لیکن اس کے پاس تو کپڑے کے پلو (کنارے) کے سوا کچھ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: ''شاید تو دوبارہ رفاعہ کے نکاح میں جانا چاہتی ہے؟ تو نہیں جا سکتی حتی کہ وہ تجھ سے

٣٤٤٠_[صحيح] تقدم، ح: ٣٢٨٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٠٤.

إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ».

(جماع کر کے) لطف اندوز ہو اور تو اس سے لطف اندوز ہو۔"

٣٤٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا، فَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ فَقَالَ: «لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ».

۳۴۴۱- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں' پھر اس عورت نے کسی اور آدمی سے نکاح کر لیا لیکن اس نے اسے جماع کرنے سے پہلے طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کیا وہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں' حتی کہ یہ دوسرا خاوند اس سے (جماع کر کے) لطف اندوز ہو جیسا کہ پہلا خاوند لطف اندوز ہوتا رہا۔"

فائدہ: اس مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۲۸۵۔

٣٤٤٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ [عُبَيْدِاللهِ] بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْغُمَيْصَاءَ أَوِ الرُّمَيْصَاءَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَشْتَكِي زَوْجَهَا أَنَّهُ لَا يَصِلُ إِلَيْهَا، فَلَمْ تَلْبَثْ أَنْ جَاءَ زَوْجُهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هِيَ كَاذِبَةٌ وَهُوَ يَصِلُ إِلَيْهَا وَلٰكِنَّهَا تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى

۳۴۴۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت غُمَیصاء یا رمیصاء نبی ﷺ کے پاس آئی اور اپنے خاوند کی شکایت کرنے لگی کہ وہ جماع نہیں کر سکتا۔ اتنے میں اس کا خاوند بھی آ گیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ جھوٹ بولتی ہے۔ میں اس کے ساتھ جماع کرتا ہوں لیکن یہ اپنے پہلے خاوند کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کے لیے یہ جائز نہیں حتی کہ تو اس سے جماع کرے۔"

٣٤٤١ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث . . . الخ، ح:٥٢٦١ من حديث يحيى به، ومسلم، النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح . . . الخ، ح:١٤٣٣/ ١١٥ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرى، ح:٥٦٠٥.

٣٤٤٢ـ[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٤ عن هشيم به، وفيه: عبيدالله بن عباس، وهو الصواب، وكذا في تحفة الأشراف، ح:٩٧٤٨، والنسخة الخطية من السنن الكبرى للنسائي (الورقة ٧٢ب)، وجاء في المطبوعة، ح:٥٦٠٦ "عبدالله"، وهو وهم.

زَوْجِهَا الْأَوَّلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ ذٰلِكِ لَهَا حَتَّى تَذُوقَ عُسَيْلَتَهُ».

فوائد ومسائل: ① وہ عورت اپنے بیان کے مطابق پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں جا سکتی تھی کیونکہ اس کے بقول خاوند جماع کے قابل نہیں تھا۔ اور جب تک وہ جماع نہ کرے اور طلاق نہ دے' اس وقت تک وہ پہلے خاوند کے پاس نہیں جا سکتی تھی' لہٰذا اس کا بیان اس کے اپنے خلاف پڑ گیا۔ ② رُمَیصاء حضرت انس کی والدہ ام سلیم ؓ کا لقب بھی تھا مگر یہ کوئی اور عورت تھی۔

٣٤٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ زَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ يُطَلِّقُهَا ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا رَجُلٌ آخَرُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَتَرْجِعُ إِلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ؟ قَالَ: «لَا، حَتَّى تَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ».

٣٤٤٣- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں' جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے' پھر کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح کر لیتا ہے لیکن وہ بھی اسے ہم بستری سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے اور وہ عورت پہلے خاوند کے ہاں واپس جانا چاہتی ہے' فرمایا: ''وہ نہیں جا سکتی حتی کہ دوسرا خاوند اس سے جماع کرے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے خاوند سے صرف نکاح کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہم بستری ضروری ہے' علاوہ ازیں باقاعدہ آباد ہونے کی نیت سے نکاح کرنا بھی ضروری ہے۔ ان دو شرطوں کے بغیر وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔

٣٤٤٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ رَزِينِ بْنِ سُلَيْمَانَ

٣٤٤٤- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے' پھر کوئی اور آدمی اس

٣٤٤٣- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يطلق امرأته ثلاثًا فتزوج فيطلقها ... الخ، ح: ١٩٣٣ من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٠٧، وللحديث شواهد كثيرة جدًا. * وسلم مجهول، واسم أبيه رزين كما في السنن الكبرٰى والتعليقات السلفية لشيخنا عطاء الله حنيف الفوجياني رحمه الله.

٣٤٤٤- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٠٨، وانظر الحديث السابق.

الْأَحْمَرِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَيَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ فَيُغْلِقُ الْبَابَ وَيُرْخِي السِّتْرَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، قَالَ: «لَا تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ حَتَّى يُجَامِعَهَا الْآخَرُ».

سے نکاح کر لیتا ہے' پھر وہ دروازہ بند کر کے پردہ لٹکا لیتا ہے لیکن جماع سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اتنے سے وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی حتی کہ دوسرا خاوند اس سے جماع کرے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) فرماتے ہیں: یہ (سفیان والی سند شعبہ کی مذکورہ سند سے) درستی کے زیادہ لائق ہے (لیکن دونوں کا متن شواہد کی رو سے صحیح ہے)۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں خلوت صحیحہ جماع کے قائم مقام نہیں اگرچہ بعض دیگر مسائل میں خلوت صحیحہ کو جماع سمجھا جاتا ہے۔ خلوت صحیحہ یہ ہے کہ خاوند اور بیوی علیحدہ پردے میں ہوں اور جماع سے کوئی شرعی' طبی یا اخلاقی رکاوٹ نہ ہو۔

(المعجم ١٣) - بَابُ إِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- تین طلاقوں والی کو قصداً پہلے خاوند کے لیے حلال کرنا سخت گناہ ہے

٣٤٤٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ، وَالْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَالْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ».

٣٤٤٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جسم میں رنگ بھرنے والی' بھروانے والی' زائد بال ملانے والی اور جسے زائد بال لگائے جائیں' سود کھانے والے اور کھلانے والے' حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے' ان سب پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ لوگ چونکہ فطرت انسانی کی خلاف ورزی کرتے ہیں' اس لیے لعنت کے مستحق ہیں۔ ② ''رنگ بھرنے والی'' جسم کو پہلے سوئی کے ساتھ چھیدا جاتا ہے' پھر ان سوراخوں میں سرمہ یا نیل ڈال دیا جاتا

٣٤٤٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في المحل والمحلل له، ح:١١٢٠ من حديث سفيان الثوري به، وقال "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٠٩، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ٢/ ٣٢٣، وابن الجارود، ح:٦٨٤ وغيرهما.

ہے۔ وہ رنگ بعد میں سبز یا نیلگوں نظر آتا ہے۔ اس کام میں غیر ضروری تکلف ہے۔ صرف حصول حسن کے لیے اپنے آپ کو چھیدنا فطرت کے خلاف ہے۔ حسن اصل نہیں' انسان اصل ہے۔ ③ ''بال ملانے والی'' اصل بالوں کے ساتھ زائد جعلی بال ملانا دھوکا دہی اور جعل سازی ہے جو انسانی فطرت کے خلاف ہے اور غیر ضروری تکلف ہے۔ ④ ''سود لینے دینے والا'' سود کی بنیاد کنجوسی اور خودغرضی ہے جو انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ سود دینے والا چونکہ اس نظام فاسد کو قائم رکھنے میں مدد ہے' اس لیے اسے بھی سود کے حکم میں شریک کر دیا گیا۔ ⑤ ''حلالہ کرنے والا'' یعنی مطلقہ عورت سے اس نیت سے نکاح کرنے والا کہ ایک دو دن جماع کے بعد چھوڑ دوں گا' یہ انسانی فطرت کے بجائے حیوانی فطرت ہے۔ انسانی فطرت تو مستقل نکاح کا تقاضا کرتی ہے جو انتہائی پاکیزہ عمل ہے جب کہ ''حلالہ'' تو سانڈ کی فطرت ہے اور انسانی فطرت کو مسخ کرنے والی چیز ہے' لہٰذا یہ ملعون فعل ہے اور ایسا فعل نکاح کی بجائے زنا ہے۔ اس سے حلت جیسا پاکیزہ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ بعض حیلہ ساز لوگوں نے اسے مشروع بنا دیا ہے۔ افسوس! ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟

(المعجم ١٤) - بَابُ مُوَاجَهَةِ الرَّجُلِ الْمَرْأَةَ بِالطَّلَاقِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- مرد اپنی بیوی کو بالمشافہ طلاق دے سکتا ہے

٣٤٤٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الَّتِي اسْتَعَاذَتْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ الْكِلَابِيَّةَ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ، اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ».

۳۴۴۶- اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری سے اس عورت کے متعلق پوچھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی تھی تو انھوں نے کہا کہ مجھے حضرت عروہ نے حضرت عائشہ ؓ سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی کلابی بیوی جب آپ کے پاس آئی تو کہنے لگی: میں آپ سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو بہت بڑی ذات کی پناہ میں آئی ہے' لہٰذا اپنے گھر چلی جا۔''

فوائد ومسائل: ① ''کلابی بیوی'' ان کا نام فاطمہ بنت ضحاک تھا۔ ان کے والد گرامی نے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ اختلاف یہ ہے کہ انھوں نے یہ لفظ (میں آپ سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں) کیوں کہے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ کسی نے انھیں دھوکا دیتے ہوئے کہا تھا کہ تو یہ لفظ رسول اللہ ﷺ

٣٤٤٦_ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من طلق، وهل يواجه الرجل امرأته بالطلاق؟، ح: ٥٢٥٤ من حديث الوليد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٠.

سے اول ملاقات میں کہے گی تو آپ بڑے خوش ہوں گے۔ وہ اس دھوکے میں آ گئیں کیونکہ یہ لفظ تو طلاق طلب کرنے کے لیے ہیں۔ یا ممکن ہے باپ کے کیے ہوئے نکاح پر راضی نہ ہوں' لہٰذا یہ لفظ کہے۔ بہر حال آپ نے اسے طلاق دے دی۔ ② طلاق چونکہ انتہائی قبیح چیز ہے' اس لیے بہتر ہے کہ عورت کو بالمشافہ طلاق نہ دی جائے بلکہ پیغام یا تحریر کی صورت میں بھیجی جائے۔ لیکن چونکہ اس عورت نے خود مطالبہ کیا تھا' لہٰذا آپ نے اسے بالمشافہ طلاق دی۔ گویا ایسے بھی ہو سکتا ہے۔ ③ ''اپنے گھر چلی جا'' یہ الفاظ اگر طلاق کی نیت سے کہے جائیں تو طلاق ہو جائے گی۔ یہاں ایسے ہی ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ إِرْسَالِ الرَّجُلِ إِلَى زَوْجَتِهِ بِالطَّلَاقِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵- آدمی کسی کے ذریعے سے اپنی بیوی کو طلاق بھیجے

٣٤٤٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي الْجَهْمِ - قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ: أَرْسَلَ إِلَيَّ زَوْجِي بِطَلَاقِي فَشَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «كَمْ طَلَّقَكِ»؟ فَقُلْتُ: ثَلَاثًا قَالَ: «لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ وَاعْتَدِّي فِي بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ ضَرِيرُ الْبَصَرِ تُلْقِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَآذِنِينِي». مُخْتَصَرٌ.

۳۴۴۷- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق لکھ بھیجی تو میں نے اپنے کپڑے پہنے اور نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ نے پوچھا: ''وہ تجھے کتنی طلاقیں دے چکا ہے؟'' میں نے کہا: تین۔ فرمایا: ''پھر تجھے خرچ وغیرہ نہیں ملے گا۔ تو اپنے چچازاد بھائی ابن ام مکتوم کے گھر عدت گزار۔ وہ نابینا شخص ہے۔ تو اس کے ہاں کپڑے بھی اتار سکتی ہے۔ جب تیری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔'' یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: ''کپڑے اتار سکتی ہے'' یعنی فالتو کپڑے نہ کہ سب کپڑے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۴۴۴)

٣٤٤٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ

۳۴۴۸- تمیم مولیٰ فاطمہ نے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

٣٤٤٧_ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤٨ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١١. * سفيان هو الثوري.

٣٤٤٨_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٢.

مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ تَمِيمٍ مَوْلَى فَاطِمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ نَحْوَهُ.

(المعجم ١٦) - تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾ [التحريم: ١] (التحفة ١٦)

باب:١٦-اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”اے نبی! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟“ کی تفسیر

٣٤٤٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي جَعَلْتُ امْرَأَتِي عَلَيَّ حَرَامًا، قَالَ: كَذَبْتَ لَيْسَتْ عَلَيْكَ بِحَرَامٍ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾ [التحريم: ١] عَلَيْكَ أَغْلَظُ الْكَفَّارَةِ: عِتْقُ رَقَبَةٍ.

٣٤٤٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: میں نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا۔ وہ تجھ پر حرام نہیں‘ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ ”اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کی ہے؟“ ہاں تجھ پر سخت ترین کفارہ ہوگا‘ یعنی ایک غلام آزاد کرنا۔

فوائد ومسائل: ① ”تو نے جھوٹ کہا“ یعنی تیرا اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کہنا جھوٹ اور غلط بات ہے کیونکہ بیوی کیسے حرام ہوسکتی ہے؟ ہاں طلاق کی نیت سے کہے تو الگ بات ہے۔ ② ”تجھ پر سخت ترین کفارہ ہوگا“ کیونکہ تو نے انتہائی قبیح بات کہی۔ بیوی تو حرام نہیں ہوگی مگر اس قبیح بات کی سزا تجھے برداشت کرنا ہوگی۔ (دیکھیے‘ حدیث:٣٤١١) ③ ”ایک غلام آزاد کرنا“ قرآن مجید کے ظاہر الفاظ تو ایسی صورت میں کفارۂ یمین ثابت کرتے ہیں جس میں غلام آزاد کرنے کے علاوہ مسکینوں کا کھانا یا لباس یا روزے بھی آتے ہیں۔ ممکن ہے یہ شخص امیر ہو‘ اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے لیے سختی ضروری سمجھی اور غلام آزاد کرنے کا کہا ہو۔ واللّٰہ أعلم.

٣٤٤٩ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٥٠، ٣٥١ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه مطيع بن عبدالله الغزال عند الطبراني في الكبير: ١١/ ٤٤٠، ح: ١٢٢٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٦١٣. * مخلد هو ابن يزيد الحراني. وسالم هو ابن عجلان الأفطس، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٤٩٣، ٤٩٤، ووافقه الذهبي، والحديث في الصحيحين، البخاري، ح: ٤٩١١، ٥٢٦٦، ومسلم، ح: ١٤٧٣/ ١٨، ١٩ بغير هذا اللفظ.

(المعجم ١٧) - تَأْوِيلُ هٰذِهِ الْآيَةِ عَلٰى وَجْهٍ آخَرَ (التحفة ١٧)

باب:١٧-اس آیت کی ایک اور توجیہ

٣٤٥٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ وَحَفْصَةُ أَيَّتُنَا مَا دَخَلَ [عَلَيْهَا] النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، فَدَخَلَ عَلٰى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ» وَقَالَ: «لَنْ أَعُودَ لَهُ» فَنَزَلَ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَۖ﴾ ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ ٱلنَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا﴾ [التحريم: ٣] لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا. كُلُّهُ فِي حَدِيثِ عَطَاءٍ.

٣٤٥٠- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی زوجۂ محترمہ حضرت زینب ؓ کے پاس (زیادہ دیر) ٹھہرتے اور ان کے پاس شہد پیتے تھے۔ میں نے اور حفصہ نے آپس میں منصوبہ بنایا کہ نبی ﷺ ہم میں سے جس کے ہاں بھی تشریف لائیں وہ آپ سے کہے کہ میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں۔ آپ ہم میں سے کسی کے پاس تشریف لائے تو اس نے آپ سے وہی بات کہہ دی۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تو زینب کے ہاں سے شہد پیا ہے‘ دوبارہ نہیں پیوں گا۔“ پھر یہ آیت اتری: ﴿يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ ”اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟“ (آگے آنے والے الفاظ) ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ﴾ میں حضرت عائشہ اور حفصہ ؓ کی طرف اشارہ ہے اور ﴿وَاِذْ اَسَرَّالنَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا﴾ میں بات سے مراد آپ کا یہ فرمان ہے‘ میں نے شہد پیا ہے (دوبارہ نہیں پیوں گا)۔ یہ ساری تفصیل عطاء کی حدیث میں ہے۔

فائدہ: تفصیلات کے لیے دیکھیے‘ حدیث: ۳۴۱۰۔

٣٤٥٠ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب إذا حرم طعامًا ... الخ، ح: ٦٦٩١، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ١٤٧٤ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٤.

(المعجم ١٨) - **بَابٌ: اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ وَلَا يُرِيدُ الطَّلَاقَ** (التحفة ١٨)

باب:١٨- بیوی کو کہنا ''اپنے گھر چلی جا'' جب کہ ارادہ طلاق کا نہ ہو

٣٤٥١، ٣٤٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ - مِصِّيصِيٌّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيِّ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَقَالَ فِيهِ: إِذَا رَسُولُ [رَسُولِ] اللهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَسَاقَ قِصَّتَهُ وَقَالَ: إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْتِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا؟ قَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبْهَا، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي:

٣٤٥١، ٣٤٥٢- حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے (اپنے والد محترم) حضرت کعب بن مالک کو اپنی آپ بیتی بیان کرتے سنا، جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ انھوں نے پورا واقعہ بیان فرمایا۔ پھر فرمایا: اس دوران میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ تجھے حکم دے رہے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ ہو جا۔ میں نے کہا: اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ وہ کہنے لگا: نہیں، صرف اس سے علیحدہ رہ، اس کے قریب نہ جانا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے گھر چلی جا اور ان کے پاس رہ حتی کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ فرمائے۔

٣٤٥١، ٣٤٥٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٤٥٦ من حديث عبدالله بن المبارك بالسند الأول، والبخاري، ح: ٣٨٨٩، ومسلم، التوبة، ح: ٢٧٦٩/٥٣ من حديث يونس به، كما تقدم، ح: ٧٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٥.

اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هٰذَا الْأَمْرِ.

فوائد ومسائل: ① حدیث: ۳۴۵۱ میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب اپنے دادا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں اور ۳۴۵۲ میں اپنے والد عبداللہ بن کعب سے۔ دونوں طرح صحیح ہے کیونکہ عبدالرحمٰن کا سماع اپنے باپ عبداللہ بن کعب اور دادا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ دونوں سے ثابت ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے هدي الساري میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں اس روایت کو اس مذکورہ سند (۳۴۵۱) سے لائے ہیں۔ اس میں عبدالرحمٰن نے اپنے دادا سے سماع کی تصریح کی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجهاد، حدیث: ۲۹۴۸) ② صریح لفظ طلاق بولا جائے تو طلاق ہی مراد ہوگی، نیت ہو یا نہ۔ مگر کچھ ایسے الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد لی جاسکتی ہے اور کوئی اور معنی بھی مراد لیے جاسکتے ہیں۔ ان الفاظ سے طلاق تب واقع ہوگی جب نیت طلاق کی ہو۔ ان کو کنایات طلاق کہتے ہیں۔ حدیث میں مذکورہ الفاظ بھی اسی قبیل سے ہیں۔ چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی نیت طلاق دینے کی نہیں تھی، لہٰذا ان الفاظ (اپنے گھر چلی جا) سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔

٣٤٥٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ قَالَ - وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ - يُحَدِّثُ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَإِلٰى صَاحِبَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْتَزِلُوا نِسَاءَكُمْ، فَقُلْتُ لِلرَّسُولِ: أُطَلِّقُ امْرَأَتِي أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ تَعْتَزِلُهَا فَلَا تَقْرَبْهَا، فَقُلْتُ

۳۴۵۳- حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا: میں نے اپنے والد محترم حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان فرماتے سنا، اور میرے والد ان تین اشخاص میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے دوسرے دو ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ تمھیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی عورتوں سے جدا رہو۔ میں نے قاصد سے کہا: میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ صرف اس سے الگ رہ، اس کے قریب نہ جانا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے میکے چلی جا اور ان کے پاس رہ۔ چنانچہ وہ میکے چلی گئی۔

٣٤٥٣- [صحيح] من حديث الزهري به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٦١٦.

لِامْرَأَتِي : اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي فِيهِمْ فَلَحِقَتْ بِهِمْ.

فوائد ومسائل: ① ''اس کے قریب نہ جانا'' یعنی جماع وغیرہ نہ کرنا۔ بیوی سے بول چال منع نہ تھی۔ حضرت کعب چونکہ نوجوان تھے انھوں نے خطرہ محسوس فرمایا کہ پاس رہنے کی صورت میں کہیں جماع وغیرہ نہ ہو جائے اس لیے انھوں نے ازخود ہی بیوی کو میکے بھیج دیا۔ ② ''جن کی توبہ قبول ہوئی'' غزوۂ تبوک میں جہاد پر جانا فرض عین ہو گیا تھا' لہٰذا جو نہیں گئے' ان سے پوچھ گچھ ہوئی۔ منافقین تو جھوٹ بول کر جان چھڑا گئے مگر جو تین مخلص مسلمان سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے انھوں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی' کوئی عذر نہیں گھڑا اور اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام اسلامی معاشرے کو ان کے بائیکاٹ کا حکم دے دیا' کوئی ان سے سلام دعا تک نہ کرتا تھا حتی کہ ان پر زمین تنگ ہو گئی مگر یہ اللہ اور اس کے رسول کے وفادار رہے۔ آخر پچاس دن کی صبر آزما آزمائش کے بعد ان کی توبہ کی قبولیت کا حکم اترا اور ان کی آزمائش ختم ہوئی۔ ان بزرگوں نے ایسی سخت ترین آزمائش میں صبر عظیم کا مظاہرہ کیا اور جنت کے حق دار قرار پائے۔ ان کے نام یہ ہیں: حضرت کعب بن مالک' حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ۔ رضي الله عنهم وأرضاهم.

٣٤٥٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبًا يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَقَالَ فِيهِ: إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْتِينِي وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ، فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا،

۳۴۵۴- حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کعب ؓ کو اپنی آپ بیتی بیان فرماتے سنا جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے رہ گئے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ اس دوران میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ تجھے اپنی عورت سے الگ رہنے کا حکم ارشاد فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا: اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: بلکہ اس سے جدا رہ' قریب نہ جانا۔ آپ نے میرے دو ساتھیوں کی طرف بھی یہی پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے میکے چلی جا اور ان کے پاس رہ حتی کہ اللہ تعالیٰ

٣٤٥٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه، أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥٩ عن حجاج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٧.

وَأَرْسَلَ إِلٰى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ وَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هٰذَا الْأَمْرِ.

ہمارے بارے میں کوئی فیصلہ فرما دے۔

خَالَفَهُمْ مَعْقِلُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ.

معقل بن عبیداللہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔

وضاحت: یونس بن یزید' اسحاق بن راشد' عقیل بن خالد اور معقل بن عبیداللہ چاروں امام زہری کے شاگرد ہیں۔ یونس' اسحاق اور عقیل نے اس روایت کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب عن ابیہ (عبداللہ بن کعب) کی سند سے بیان کیا ہے جب کہ معقل نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب عن عمہ (عبیداللہ بن کعب) کی سند سے بیان کیا ہے' یعنی انھوں نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن اپنے والد عبداللہ بن کعب کی بجائے اپنے چچا عبیداللہ بن کعب سے بیان کر رہا ہے لیکن یہ اختلاف مضر نہیں کیونکہ یہ روایت دونوں طرق سے ثابت ہے۔ معقل کی روایت اگلی روایت ہے۔

٣٤٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبًا يُحَدِّثُ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَإِلٰى صَاحِبَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْتَزِلُوا نِسَاءَكُمْ، فَقُلْتُ لِلرَّسُولِ: أُطَلِّقُ امْرَأَتِي أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ تَعْتَزِلُهَا وَلَا تَقْرَبْهَا، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي فِيهِمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ، فَلَحِقَتْ بِهِمْ.

۳۴۵۵- حضرت عبیداللہ بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت کعب کو بیان فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے دو ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو اپنی بیویوں سے الگ رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے قاصد سے کہا: میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: طلاق نہیں بلکہ تو اس سے (وقتی طور) پر الگ رہ اور اس کے قریب نہ جانا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے میکے چلی جا اور ان میں رہ حتی کہ اللہ عزوجل کوئی فیصلہ فرمائے۔ چنانچہ وہ اپنے میکے چلی گئی۔

خَالَفَهُ مَعْمَرٌ.

معمر نے (معقل کی) مخالفت کی ہے۔

٣٤٥٥-[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٨.

وضاحت: یونس اور اسحاق وغیرہ کی طرح معمر بھی امام زہری ؒ کا شاگرد ہے۔ وہ اس روایت کو عبدالرحمٰن بن کعب کی سند سے بیان کرتا ہے یعنی معقل کی طرح عبیداللہ بن کعب نہیں کہتا۔

٣٤٥٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ بَصْرِيٌّ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ: إِذَا رَسُولٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ أَتَانِي فَقَالَ: اِعْتَزِلِ امْرَأَتَكَ، فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ لَا تَقْرَبْهَا.

٣٤٥٦- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ اس دوران میں نبی ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اپنی عورت سے علیحدہ رہ۔ میں نے کہا: اسے طلاق دے دوں؟ اس نے کہا: نہیں۔ لیکن اس کے قریب نہ جانا۔

وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ.

اس روایت میں راوی نے اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ ''اپنے میکے چلی جا'' کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

فوائد ومسائل: ① واضح رہے کہ اس روایت کو حضرت کعب بن مالک ؓ سے مختلف لوگ بیان کرتے ہیں۔ ان کے تین بیٹے عبداللہ عبیداللہ اور عبدالرحمٰن اور ان کے پوتے عبدالرحمٰن بن عبداللہ۔ اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کبھی تو اپنے والد عبداللہ کے واسطے سے حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں کبھی اپنے چچا عبیداللہ کے واسطے سے اور کبھی بلا واسطہ لیکن یہ اختلاف کوئی مضر نہیں کیونکہ یہ حدیث ان تمام طرق سے ثابت ہے۔ واللّٰہ أعلم. ② اس روایت کا تکرار سند ومتن کے بعض اختلافات ظاہر کرنے کے لیے ہے جو محدثین کے نزدیک انتہائی اہم چیز ہے۔ روایات کے بغور مطالعہ سے وہ اختلافات واضح ہو جاتے ہیں بلکہ حل بھی ہو جاتے ہیں جیسا کہ اوپر کوشش کی گئی ہے۔ تکرار کے اور بھی کئی فوائد ہیں۔

(المعجم ١٩) - بَابُ طَلَاقِ الْعَبْدِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- غلام کی طلاق

٣٤٥٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

٣٤٥٧- بنو نوفل کے مولیٰ حضرت ابوحسن سے

٣٤٥٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٨٩ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٩، وانظر الحديث السابق والذين قبله.

٣٤٥٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في سنة طلاق العبد، ح: ٢١٨٧ من حديث يحيى بن◀◀

سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ: أَنَّ أَبَا حَسَنٍ مَوْلٰى بَنِي نَوْفَلٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَامْرَأَتِي مَمْلُوكَيْنِ فَطَلَّقْتُهَا تَطْلِيقَتَيْنِ، ثُمَّ أُعْتِقْنَا جَمِيعًا فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنْ رَاجَعْتَهَا كَانَتْ عِنْدَكَ عَلٰى وَاحِدَةٍ، قَضٰى بِذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

مروی ہے کہ میں اور میری بیوی دونوں غلام تھے۔ میں نے اسے دو طلاقیں دے دی تھیں پھر ہم دونوں آزاد کر دیے گئے۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اگر تو اس سے رجوع کر لے تو وہ تیرے پاس لوٹ سکتی ہے اور ایک طلاق باقی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ فرمایا ہے۔

خَالَفَهُ مَعْمَرٌ.

معمر نے (علی بن مبارک کی) مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ مخالفت سند اور متن دونوں میں موجود ہے۔ متن میں مخالفت تو واضح ہے سند میں مخالفت یہ ہے کہ معمر نے عن الحسن مولیٰ بنی نوفل کہا ہے جو کہ وہم ہے۔ صحیح ابوالحسن مولیٰ بنی نوفل ہے جیسا کہ علی بن مبارک کی سابقہ روایت میں ہے۔ ② مذکورہ وہم کی نسبت معمر کی طرف کرنا محل نظر ہے۔ امام مزی رحمہ اللہ تحفۃ الاشراف میں لکھتے ہیں: ''اس وہم کی نسبت معمر یا ان کے شاگرد عبدالرزاق کی طرف کرنا محل نظر ہے کیونکہ امام احمد بن حنبل اور محمد بن عبدالملک بن زنجویہ اور دیگر کئی لوگ اس روایت کو عن عبدالرزاق عن معمر کی سند سے بیان کرتے ہیں لیکن ان تمام نے عن ابي الحسن ہی کہا ہے۔ (جو کہ صحیح ہے صرف نسائی میں عن الحسن ہے لہٰذا یہ سہو یا تو خود امام نسائی رحمہ اللہ کو لگا ہے یا ان کے استاد محمد بن رافع کو۔) و اللّٰه أعلم. دیکھیے: (تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف: ۵/۲۷۴) یعنی معمر کی روایت بھی علی بن مبارک کی طرح عن ابي الحسن ہی ہے۔ معمر نے علی بن مبارک کی مخالفت نہیں کی اور مصنف رحمہ اللہ کا ان کے وہم کی طرف اشارہ درست نہیں بلکہ وہم کسی اور کو لگا ہے امام نسائی رحمہ اللہ کو یا ان کے استاد محمد بن رافع کو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۲۸/۳۳۷، ۳۳۸) ③ آزاد مرد کو تین طلاقوں کا اختیار ہے مگر غلام کو دو طلاقوں کا۔ راویٔ حدیث جب غلام تھے تو وہ دو طلاقیں دے چکے تھے مگر دوران عدت دونوں آزاد کر دیے گئے۔ آزادی سے تیسری طلاق کا حق بھی حاصل ہو گیا لہٰذا وہ رجوع کر سکتے تھے۔ اور اگر عدت گزر چکی ہو تو وہ نیا نکاح بھی کر سکتے تھے۔ ممکن ہے انھوں نے دو طلاقیں اکٹھی دی ہوں۔ اس صورت میں وہ ایک کے قائم مقام تھیں اور انھیں رجوع کا حق حاصل تھا۔ پھر معنی

◀◀ سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۶۲۰ . * عمر بن معتب ضعيف كما في التقريب وغيره، ويدل السند على أن يحيى بن أبي كثير كان يروي عن الضعفاء أيضًا .

ہوں گے" اگر تو اس سے رجوع کرے تو وہ تیرے پاس آ جائے گی اور اسے ایک طلاق پڑ گئی ہے۔" واللہ أعلم.
ویسے یہ اور اگلی دونوں روایات ضعیف ہیں۔

٣٤٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مَوْلَى بَنِي نَوْفَلٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا أَيَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: عَمَّنْ؟ قَالَ: أَفْتَى بِذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۳۴۵۸- بنو نوفل کے مولیٰ حضرت ابوالحسن سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ ایک غلام نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں، پھر وہ دونوں آزاد ہو گئے، کیا اب وہ دوبارہ اس سے شادی کر سکتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ سائل نے پوچھا: آپ یہ کس سے نقل فرماتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ فتویٰ ارشاد فرمایا ہے۔

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لِمَعْمَرٍ: اَلْحَسَنُ هٰذَا مَنْ هُوَ؟ لَقَدْ حَمَلَ صَخْرَةً عَظِيمَةً.

عبدالرزاق نے کہا: (عبداللہ) ابن مبارک نے حضرت معمر سے کہا: یہ حسن کون ہے؟ اس نے بہت بھاری پتھر اٹھایا ہے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث قابل عمل نہیں ہوگی، اس لیے انھوں نے اسے "بھاری پتھر" قرار دیا۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: مَتٰى يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- بچے کی طلاق کب واقع ہوگی؟

٣٤٥٩- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ

۳۴۵۹- حضرت کثیر بن سائب بیان کرتے ہیں کہ مجھے بنو قریظہ کے نوجوان لڑکوں نے بیان کیا کہ ہمیں جنگ قریظہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو جس لڑکے کو احتلام ہوتا تھا یا اس کے زیر

٣٤٥٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب من طلق أمة تطليقتين ثم اشتراها، ح: ٢٠٨٢ من حديث عبدالرزاق به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٢١.

٣٤٥٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤١و٥/ ٣٧٢ بإسناد صحيح عن كثير به، وهو في الكبرٰى، خ: ٥٦٢٢، وانظر الحديث الآتي.

السَّائِبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنَاءُ قُرَيْظَةَ: أَنَّهُمْ عُرِضُوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَمَنْ كَانَ مُحْتَلِمًا أَوْ نَبَتَتْ عَانَتُهُ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مُحْتَلِمًا أَوْ لَمْ تَنْبُتْ عَانَتُهُ تُرِكَ.

ناف بال اگے ہوئے تھے اُسے قتل کر دیا جاتا تھا اور جس کو احتلام نہیں ہوتا تھا یا جسے زیر ناف بال نہیں اگے ہوئے تھے اُسے چھوڑ دیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① بنو قریظہ یہودی قبیلہ تھا جنھوں نے مسلمانوں سے وفاداری کا معاہدہ کر لیا تھا مگر غزوۂ خندق جیسے نازک موقع پر یہ کفار مکہ کے ساتھ مل گئے اور اندرونی بغاوت کر دی۔ غزوۂ خندق ختم ہوتے ہی آپ نے بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا تاکہ انھیں بغاوت کی سزا دی جائے۔ انھوں نے اپنا فیصلہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے فیصلہ فرمایا کہ ان کے تمام بالغ مرد قتل کر دیے جائیں اور نابالغ غلام بنا لیے جائیں۔ چونکہ یہ ان کے منہ مانگے فیصل کا فیصلہ تھا' لہٰذا اس پر عمل درآمد کیا گیا۔ ② اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب نابالغ پر حد نافذ نہیں ہوتی تو اس کی طلاق بھی معتبر نہیں ہوگی۔ جب وہ بالغ ہوگا' پھر طلاق دے سکتا ہے۔ ③ بلوغت کی تین علامات ہیں: احتلام' زیر ناف بال یا عمر پندرہ سال ہو جائے۔ چونکہ عمر کا تعین مشکل ہوتا ہے' دوسری علامات واضح ہیں' لہٰذا ان کا اعتبار کیا گیا۔

٣٤٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ حُكْمِ سَعْدٍ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ غُلَامًا فَشَكُّوا فِيَّ فَلَمْ يَجِدُونِي أَنْبَتُّ فَاسْتُبْقِيتُ، فَهَا أَنَا ذَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ.

۳۴۶۰- حضرت عطیہ قرظی سے مروی ہے کہ جن دنوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ سنایا' میں بچہ تھا۔ انھیں میرے بارے میں شک ہوا (کہ بالغ ہے یا نابالغ) لیکن جب مجھے دیکھا تو میرے شرم گاہ کے بال نہیں اگے تھے تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔ دیکھ لو اب میں تمھارے درمیان موجود ہوں۔

٣٤٦١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ:

۳۴۶۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر میرا جائزہ لیا۔

٣٤٦٠ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من لا يجب عليه الحد، ح: ٢٥٤٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وتابعه سفيان الثوري، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٢٣، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٤٥، وابن حبان، ح: ١٤٩٩ـ١٥٠١.

٣٤٦١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الخندق، وهي الأحزاب، ح: ٤٠٩٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٢٤.

أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ، وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

میں اس وقت چودہ سال کا تھا۔ آپ نے مجھے جنگ میں شرکت کی اجازت نہ دی' پھر غزوۂ خندق کے موقع پر جائزہ لیا تو میں پندرہ سال کا ہو چکا تھا۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

فائدہ: سرکاری دستاویزات میں پندرہ سال کے لڑکے کو بالغ اور اس سے کم کو نابالغ لکھا جائے گا کیونکہ حکومت کے پاس عمر وغیرہ کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ باقی دو علامات میں ہیر پھیر ممکن ہے اگرچہ وہ قطعی علامات ہیں۔

(المعجم ٢١) - بَابُ مَنْ لَا يَقَعُ طَلَاقُهُ مِنَ الْأَزْوَاجِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- کن (خاوندوں) کی طلاق واقع نہیں ہوتی؟

٣٤٦٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتّٰى يَكْبُرَ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَعْقِلَ أَوْ يُفِيقَ».

۳۴۶۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین اشخاص سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: سوتے شخص سے حتی کہ وہ جاگ پڑے' نابالغ سے حتی کہ وہ بالغ ہو جائے اور مجنون و پاگل سے حتی کہ اسے عقل و ہوش آ جائے۔''

فائدہ: ان تین اشخاص کے مرفوع القلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان حالتوں کے دوران میں ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس پر گرفت نہیں ہوتی کیونکہ ان حالتوں میں انسان بے اختیار ہوتا ہے اور اختیار کے بغیر پوچھ گچھ بے معنی ہے۔ البتہ اگر کسی کا مالی نقصان ہو جائے تو وہ بھرنا پڑے گا۔ طلاق کوئی مالی مسئلہ نہیں' لہٰذا ان تین حالتوں میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ ان حالتوں میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔ البتہ نشے والی حالت میں طلاق مختلف فیہ ہے۔ احناف و موالک وقوع اور شوافع و حنابلہ عدم وقوع کے قائل ہیں۔ اصولی لحاظ سے نشے میں طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ قصد و اختیار نہیں۔ اور نشے کی سزا شریعت میں مقرر ہے' وہ اسے دی

٣٤٦٢ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب طلاق المعتوه والصغير والنائم، ح:٢٠٤١ من حديث ابن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٢٥، وصححه ابن حبان، ح:١٤٩٦، والحاكم على شرط مسلم:٢/٥٩، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح:٤٤٠٠ وغيره.

جائے گی۔ بطور سزا طلاق کو نافذ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہم اس کی سزا میں اضافہ یا دو سزائیں جمع کرنے کے مجاز نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٢) - **بَابُ مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ** (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- جو آدمی اپنے دل میں طلاق دیتا رہے؟

٣٤٦٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، - قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ - قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالٰى تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي كُلَّ شَيْءٍ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلْ».

۳۴۶۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کو وہ باتیں معاف فرما دی ہیں جو وہ اپنے دلوں میں کرتے ہیں' جب تک وہ زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔''

فائدہ: اس سے مراد محض شیطانی وسوسے اور گناہ کے خیالات ہیں جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

٣٤٦٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ وَحَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ».

۳۴۶۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کو وسوسے اور دلی خیالات معاف کر دیے ہیں جب تک وہ ان پر عمل نہ کریں یا زبان پر نہ لائیں۔''

فوائد ومسائل: ① جن باتوں کا تعلق ہی دل سے ہے' مثلاً: اعتقادات' ایمان اور کفر وغیرہ' ان پر مؤاخذہ یا

٣٤٦٣- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٢٦، وصححه ابن حبان، ح:١٤٩٨، وللحديث شواهد عند البخاري، ومسلم، والحاكم: ٢/ ١٩٨ وغيرهم.

٣٤٦٤- أخرجه البخاري، العتق، باب الخطأ والنسيان في العتاقة والطلاق ونحوه ... الخ، ح:٢٥٢٨، ومسلم، الإيمان، باب: تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر، ح:١٢٧/ ٢٠٢ من حديث مسعر بن كدام به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٢٧، ورواه يونس بن عبيد عن زرارة به (أبويعلٰى، ح:٦٣٩٠).

ثواب ہوگا' خواہ وہ دل ہی میں رہیں۔ یہاں صرف وسوسے اور خیالات مراد ہیں جو وقتی طور پر دل میں آتے اور نکل جاتے ہیں' نہ کہ ایمان وکفر ونفاق وغیرہ جو دل میں جاگزیں ہوتے ہیں۔ ② یہ امت محمدیہ کا خاصہ ہے۔ باقی امتوں پر اس کا بھی محاسبہ ہوتا تھا۔ اس سے امت محمدیہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلاةُ وَالتَّسْلِيمُ.

٣٤٦٥- أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفٰى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالٰى تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ أَوْ تَعْمَلْ بِهِ».

٣٤٦٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کو دلی وساوس اور وقتی خیالات معاف فرما دیے ہیں جب تک وہ ان کو زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔''

(المعجم ٢٣) - اَلطَّلَاقُ بِالْإِشَارَةِ الْمَفْهُومَةِ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- واضح اشارے سے بھی طلاق ہوسکتی ہے

٣٤٦٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ جَارٌ فَارِسِيٌّ طَيِّبُ الْمَرَقَةِ، فَأَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعِنْدَهُ عَائِشَةُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ أَنْ: تَعَالَ، وَأَوْمَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى عَائِشَةَ - أَيْ: وَهٰذِهِ - فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ الْآخَرُ هٰكَذَا بِيَدِهِ أَنْ: لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

٣٤٦٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک فارسی پڑوسی تھا جو شوربہ بہترین بناتا تھا۔ ایک دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ اس نے آپ کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آئیے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ بھی آئے گی تو اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ دو تین دفعہ ایسے ہی ہوا۔

٣٤٦٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٢٨.

٣٤٦٦- أخرجه مسلم، الأشربة، باب ما يفعل الضيف إذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام . . . الخ، ح: ٢٠٣٧ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٢٩ . * بهز هو ابن أسد العمي، وأبوبكر هو محمد بن أحمد بن نافع العبدي.

فوائد و مسائل: ① گونگے بھی دنیا میں بستے ہیں۔ان کی بھی شادیاں ہوتی ہیں۔انھیں بھی طلاق کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور وہ عموماً اشارے ہی سے بات کرتے ہیں' لہٰذا لازمی بات ہے کہ اشارہ معتبر ہو۔البتہ یہ ضروری ہے کہ اشارہ واضح ہونا چاہیے جس سے مقصود صاف سمجھ میں آئے۔عام آدمی بھی اشاروں سے باتیں کر لیتے ہیں' لہٰذا اشارہ معتبر ہوگا، خواہ گونگا کرے یا کوئی دوسرا فرد بشرطیکہ اشارہ واضح ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ ؓ کو ساتھ لے جانے پر اصرار شاید اس وجہ سے تھا کہ حضرت عائشہ ؓ کو بھی بھوک لگی تھی۔ آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ کھانے میں اپنے آپ کو ان پر ترجیح دیں۔ یہ مکارم اخلاق کی علامت ہے۔کسی شاعر نے کہا ہے: وَ شِبعُ الْفَتٰى لُؤْمٌ إِذَا جَاعَ صَاحِبُهُ ا ''ساتھی بھوکا ہو تو اپنا پیٹ بھرا ہونا قابل ملامت ہے۔'' اور فارسی کا انکار شاید اس وجہ سے تھا کہ شوربہ صرف آپ ہی کو کفایت کر سکتا تھا۔ و اللہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - بَابُ الْكَلَامِ إِذَا قُصِدَ بِهِ فِيمَا يَحْتَمِلُهُ مَعْنَاهُ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- جب کلام سے ایسے معنی مقصود ہوں جن کا وہ کلام محتمل ہو تو؟

٣٤٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: أَخْبرَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَفِي [حَدِيثِ] الْحَارِثِ: أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِىءٍ مَا نَوٰى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

۳۴۶۷- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا اعتبار نیت کے ساتھ ہے۔ ہر آدمی کو اس کی نیت ملے گی۔ چنانچہ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہوگی' اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت ہی کا ثواب ملے گا اور جس شخص کی ہجرت دنیا کے حصول یا کسی عورت (سے شادی) کی خاطر ہوگی تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔''

٣٤٦٧- [صحيح] تقدم، ح: ٧٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٠.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ متکلم اپنے کلام سے جو معنی مراد لے گا' وہی معتبر ہوگا بشرطیکہ کلام ان کا احتمال رکھتا ہو۔ کوئی مخاطب اپنی مرضی کے معنی کسی کلام سے کشید نہیں کر سکتا۔ اپنے کلام کا مقصود بیان کرنا متکلم کا حق ہے نہ کہ مخاطب کا۔ چونکہ نیت اصل ہے اور نیت متکلم ہی بیان کر سکتا ہے' لہٰذا اگر کوئی شخص ایسا لفظ بولے جو طلاق کے معنی کا بھی احتمال رکھتا ہو اور دوسرے معنی کا بھی' تو طلاق تبھی مراد ہوگی اگر متکلم طلاق کے معنی مراد لے ورنہ طلاق نہیں ہوگی' مثلاً: کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: ''میرے گھر سے نکل جا۔'' (یہ حدیث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ۷۵' کتاب الوضو)

(المعجم ٢٥) - بَابُ الْإِبَانَةِ وَالْإِفْصَاحِ بِالْكَلِمَةِ الْمَلْفُوظِ بِهَا إِذَا قَصَدَ بِهَا لِمَا لَا يَحْتَمِلُهُ مَعْنَاهَا لَمْ تُوجِبْ شَيْئًا وَلَمْ تُثْبِتْ حُكْمًا (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- جب کوئی شخص ایک واضح کلمہ بول کر ایسے معنی مراد لے جن کا وہ احتمال نہیں رکھتا' اس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا اور وہ بے فائدہ ہوگا

٣٤٦٨- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: وَقَالَ: «أُنْظُرُوا كَيْفَ يَصْرِفُ اللهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ، إِنَّهُمْ يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ».

۳۴۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! اللہ تعالیٰ قریش کے گالی گلوچ اور لعن طعن کو مجھ سے کیسے دور رکھتا ہے؟ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم کو لعنت کرتے ہیں جب کہ میں تو محمد ہوں۔'' (ﷺ)

فائدہ: قریش مکہ جب اپنے منصوبوں میں ناکام ہوتے تو جلتے بھنتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو برا کہنے لگتے لیکن وہ لعن طعن کے وقت محمد (ﷺ) کے بجائے مذمم کا لفظ بولتے کیونکہ محمد کے معنی تو ہیں وہ شخص جس کی سب تعریفیں کریں۔ اگر وہ آپ کو محمد کہہ کر گالی گلوچ کرتے تو یہ اجتماع نقیضین تھا۔ ویسے بھی وہ آپ کو اتنے اچھے نام کے ساتھ پکارنا نہیں چاہتے تھے' لہٰذا وہ محمد کے لفظ کو مذمم سے بدل دیتے اور گالیاں دیتے۔ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاک نام کو گالی گلوچ سے بچالیا۔ امام رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ کسی لفظ کے ایسے معنی مراد

٣٤٦٨- أخرجه البخاري، المناقب، باب ماجاء في أسماء رسول الله ﷺ ... الخ، ح: ٣٥٣٣ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٣١.

نہیں لیے جا سکتے جس سے وہ معنی کسی بھی لحاظ سے سمجھ میں نہ آتے ہوں' جیسے مذمم کے معنی کسی بھی صورت میں محمد نہیں ہو سکتے۔ یہاں نیت کفایت نہیں کرے گی۔ اسی طرح کوئی ایسا لفظ بول کر طلاق مراد نہیں لی جا سکتی جو کسی لحاظ سے بھی طلاق کے معنی نہ دیتا ہو' خواہ نیت طلاق ہی کی ہو' مثلاً: کوئی کہے: ''میں نے تجھے انعام دیا'' اور طلاق مراد لے تو یہ ممکن نہیں۔

(المعجم ٢٦) - **بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْخِيَارِ** (التحفة ٢٦)

٣٤٦٩- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ ابْنُ يَزِيدَ وَمُوسَى بْنُ عُلَيٍّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ: «إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تُعَجِّلِي حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ» قَالَتْ: قَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَايَ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿جَمِيلًا﴾ [الأحزاب: ٢٨] فَقُلْتُ: أَفِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ حِينَ قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاخْتَرْنَهُ طَلَاقًا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُنَّ

باب:۲۶-طلاق کے اختیار میں مدت مقرر ہو سکتی ہے

۳۴۶۹- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم ہوا تو آپ سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تجھ سے ایک بات کرتا ہوں۔ جواب دینے میں جلدی کی ضرورت نہیں۔ بے شک اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔'' (آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ) آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی بھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ......﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیا کی زندگی اور زیب و زینت کی طالب ہو تو آؤ میں تمھیں اچھے طریقے سے فارغ کر دوں......'' میں نے فوراً کہا: کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ طلب کروں؟ میں تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت ہی کی طلب گار ہوں' پھر دیگر ازواج مطہرات نے بھی اسی طرح کہا جس طرح میں نے کہا تھا۔ تو جب

٣٤٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٠٣، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٣٢.

اخْتَرْنَهُ .

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے یہ کچھ کہا اور انھوں نے آپ ہی کو اختیار کیا تو یہ طلاق نہ بنی کیونکہ انھوں نے (بجائے طلاق کے) آپ کو اختیار کیا۔

فوائد و مسائل: ① خاوند اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے سکتا ہے کہ اگر تو چاہے تو طلاق لے لے۔ اگر عورت جواب میں کہے: میں نے طلاق لے لی تو اسے طلاق ہو جائے گی۔ البتہ اختلاف ہے کہ وہ طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ۔ ② مصنف کا مقصود یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ اختیار ملتے ہی عورت جواب دے۔ اگر خاوند کوئی مدت مقرر کر دے تو اس مدت میں بھی وہ کسی وقت طلاق اختیار کر سکتی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کو مہلت دی کہ فوراً جواب نہ دے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرنے کے بعد جواب دے دینا۔ ③ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ نے ابتدائی دور میں آپ سے اخراجات کے مطالبے کیے تھے جو آپ کی دسترس سے باہر تھے' نیز وہ آپ کے نبوی مزاج کے بھی خلاف تھے' اس لیے آپ کو پریشانی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حل تجویز فرمایا کہ آپ کی بیویوں کا مزاج' نبوی مزاج کے مطابق ہونا چاہیے۔ ہر حال میں تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں۔ توجہ دنیا کی بجائے عقبیٰ کی طرف ہو۔ اگر وہ اس مزاج کو اختیار نہ کر سکیں تو آپ سے طلاق لے لیں اور دنیا کہیں اور تلاش کر لیں۔ آپ نے یہی بات اپنی بیویوں سے ارشاد فرمائی۔ مقصد ان کی تربیت تھا۔ ایک ماہ تک وہ رسول اللہ ﷺ کی جدائی سے بہت کچھ سیکھ چکی تھیں' لہٰذا سب نے رسول اللہ ﷺ اور آخرت کو پسند کیا اور ہر عسر و یسر میں ساتھ دینے کا وعدہ کیا اور پھر آخر زندگی تک ان کی زبان سے کوئی مطالبہ نہ نکلا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ وَأَرْضَاهُنَّ.

٣٤٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ [الأحزاب: ٢٩] دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ بَدَأَ بِي فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تُعَجِّلِي

٣٤٧٠- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہو۔'' تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے عائشہ! میں تجھ سے ایک بات ذکر کرنے لگا ہوں۔ تجھے جواب میں جلدی کی کوئی ضرورت نہیں حتی کہ تو اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لے۔'' آپ جانتے

٣٤٧٠- أخرجه مسلم، الطلاق، باب في الإيلاء واعتزال النساء وتخييرهن . . . الخ، ح: ١٤٧٥ بعد، ح: ١٤٧٩ من حديث معمر به، وعلقه البخاري، ح: ٤٧٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٣.

حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ» قَالَتْ: قَدْ عَلِمَ وَاللّٰهِ! أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، فَقَرَأَ عَلَيَّ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا﴾ فَقُلْتُ: أَفِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ.

تھے کہ اللہ کی قسم! میرے والدین مجھے کبھی بھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ پھر آپ نے مجھ پر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَآَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ......﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیا کی زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو تو۔'' میں نے فوراً کہا: کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ میں تو (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی کی طلب گار ہوں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالْأَوَّلُ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ، یعنی حدیث معمر عن الزہری، عن عروہ، عن عائشہ غلطی ہے۔ اور پہلی، یعنی حدیث یونس و موسیٰ بن علی عن ابن شہاب، عن ابی سلمہ عن عائشہ درست ہے۔ واللہ أعلم.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ یہ حدیث معمر عن الزہری عن عروہ کے طریق سے غیر محفوظ ہے اور یونس و موسیٰ عن الزہری عن ابی سلمہ کے طریق سے محفوظ ہے لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ خیال محل نظر معلوم ہوتا ہے کیونکہ معمر، عروہ سے بیان کرنے میں متفرد نہیں بلکہ ان کی متابعت موجود ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''معمر کی، عروہ سے بیان کرنے میں جعفر بن برقان نے متابعت کی ہے۔ ممکن ہے زہری نے یہ حدیث (عروہ اور ابوسلمہ) دونوں سے سنی ہو تو انھوں نے کبھی ایک سے بیان کر دیا اور کبھی دوسرے سے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۸/۵۲۳) معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طریق محفوظ ہیں اور حدیث دونوں طرق سے صحیح ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٧) - بَابٌ فِي الْمُخَيَّرَةِ تَخْتَارُ زَوْجَهَا (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- جس عورت کو طلاق کا اختیار دیا جائے اور وہ اپنے خاوند ہی کو پسند کرے تو؟

٣٤٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۴۷۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

٣٤٧١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٤

حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَهَلْ كَانَ طَلَاقًا؟.

ﷺ نے ہم کو اختیار دیا تھا اور ہم نے آپ ہی کو پسند کیا تھا تو کیا یہ طلاق بن گئی؟

فائدہ: یعنی اس طرح طلاق نہیں ہوتی۔ طلاق تب ہوتی ہے کہ عورت خاوند کے بجائے طلاق کو پسند کرے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ خواہ عورت خاوند ہی کو پسند کرے، عورت کو طلاق ہو جائے گی مگر یہ انتہائی غیر معقول بات ہے۔ حضرت عائشہ ؓ اسی کا رد فرما رہی ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلاق کا اختیار نہیں دیا تھا بلکہ آپ نے تو ان کی رائے طلب کی تھی کہ تم چاہو تو میں طلاق دے دیتا ہوں، لیکن حضرت عائشہ ؓ نے تو ایسا فرق تسلیم نہیں فرمایا۔

۳٤۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ الشَّعْبِيُّ: عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا.

۳۴۷۲- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تھا لیکن یہ طلاق نہیں بنا۔

۳٤۷۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا.

۳۴۷۳- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تھا لیکن یہ اختیار طلاق نہیں بنا۔

۳٤۷٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى

۳۴۷۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ

۳٤۷۲- [صحيح] تقدم، ح: ۳۲۰۵، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٥.

۳٤۷۳- [صحيح] تقدم، ح: ۳۲۰۵، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٦.

۳٤۷٤- [صحيح] تقدم، ح: ۳۲۰۵، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٧.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ أَفَكَانَ طَلَاقًا؟.

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق کا اختیار دیا تھا تو کیا یہ طلاق بن گیا؟ (جب کہ انھوں نے آپ کو اختیار کیا تھا)۔

٣٤٧٥- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعُدَّهَا عَلَيْنَا شَيْئًا.

۳۴۷۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے طلاق لینے کا اختیار دیا تھا۔ ہم سب نے (طلاق کے بجائے) آپ کو پسند کیا۔ چنانچہ آپ نے اس عمل کو ہمارے خلاف طلاق شمار نہیں فرمایا۔

فائدہ: یہی بات صحیح ہے کہ صرف طلاق کا اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک عورت طلاق پسند نہ کرے۔

(المعجم ٢٨) - خِيَارُ الْمَمْلُوكَيْنِ يُعْتَقَانِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- غلام خاوند بیوی آزاد ہوں تو اختیار کسے ہوگا؟

٣٤٧٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَوْهَبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ لِعَائِشَةَ غُلَامٌ وَجَارِيَةٌ قَالَتْ: فَأَرَدْتُ أَنْ أُعْتِقَهُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِبْدَئِي بِالْغُلَامِ قَبْلَ الْجَارِيَةِ».

۳۴۷۶- حضرت قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس ایک غلام اور ایک لونڈی تھے (جو آپس میں میاں بیوی تھے)۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں نے انھیں آزاد کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''غلام کو پہلے آزاد کرنا' لونڈی کو بعد میں۔''

فوائد ومسائل: ① آزاد ہونے سے حیثیت بڑھ جاتی ہے' لہٰذا اگر کوئی شادی شدہ لونڈی آزاد ہو اور اس کا خاوند غلام ہو تو آزادی کے بعد عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ غلام کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔ البتہ اگر خاوند

٣٤٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٨.

٣٤٧٦ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب من أراد عتق رجل وامرأته فليبدأ بالرجل، ح: ٢٥٣٢ من حديث حماد بن مسعدة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٩. * عبيدالله بن عبدالرحمٰن بن موهب وثقه الجمهور، وقال ابن عدي: "حسن الحديث، يكتب حديثه".

آزاد ہے تو پھر عورت کو آزادی کے بعد یہ حق نہیں ملتا کیونکہ اس کا مرتبہ خاوند سے بلند نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے آپ نے خاوند کو پہلے آزاد کرنے کا حکم دیا تاکہ عورت نکاح ختم نہ کر سکے کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا بہت سے مفاسد کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ جب دونوں کا درجہ ایک جیسا ہے تو نکاح قائم رہنے ہی میں عافیت ہے۔ احناف ہر حالت میں آزاد ہونے والی بیوی کو نکاح ختم کرنے کا اختیار دیتے ہیں لیکن ان کا مسلک واضح طور پر رسول اللہ ﷺ کے اس مذکورہ فرمان کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مرد کی فضیلت کی وجہ سے اسے پہلے آزاد کرنے کا حکم دیا لیکن یہ تاویل کمزور ہے۔ دلائل کی رو سے پہلا موقف قوی ہے۔ ② چونکہ خاوند کو تو ہر حال میں طلاق کا اختیار ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام لہٰذا آزاد ہونے سے اسے کوئی الگ اختیار نہیں ملتا۔ ③ عورت اپنے مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ آزاد کروں یا نہ کروں بلکہ ان کا سوال یہ تھا کہ پہلے کسے آزاد کیا جائے۔ واللہ أعلم. البتہ خاوند سے صلاح مشورہ افضل ہے۔ اس سے باہمی اعتماد اور مودت بڑھتی ہے اور شیطان کو دخل اندازی کا موقع نہیں ملتا۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ (التحفة ٢٠٩)

باب: ٢٩- لونڈی کو (آزادی کے بعد نکاح ختم کرنے کا) اختیار ہے

٣٤٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ: إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ»، وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ؟» فَقَالُوا: بَلٰى! يَا رَسُولَ اللهِ! ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ

٣٤٧٧- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں حضرت بریرہ ؓ کے بارے میں تین شرعی احکام جاری ہوئے: ایک یہ کہ وہ آزاد ہوئی تو اسے اپنے خاوند کی بابت اختیار دیا گیا۔ دوسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حق ولا اسے حاصل ہوگا جو آزاد کرے۔“ تیسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ہنڈیا میں گوشت پک رہا تھا لیکن آپ کو روٹی کے ساتھ گھر والا سالن دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تو ہنڈیا میں گوشت پکتا ہوا دیکھا تھا۔“ گھر والوں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! لیکن یہ تو وہ گوشت تھا جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا اور آپ صدقہ

٣٤٧٧ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الحرة تحت العبد، ح: ٥٠٩٧، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤/ ١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٦٢، والكبرى، ح: ٥٦٤٠.

وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ».

نہیں کھاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کے لیے صدقہ تھا (لیکن جب اس نے ہمیں تحفہ بھیج دیا تو یہ) ہمارے لیے ہدیہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''اختیار دیا گیا'' کیونکہ ان کا خاوند ''مغیث'' ابھی غلام تھا۔ حضرت بریرہ ؓ نے نکاح ختم کر دیا تھا۔ معلوم ہوا عورت کے آزاد ہونے سے طلاق واقع ہوگی نہ فسخ نکاح ہوگا بلکہ اختیار ملے گا۔ ② ''حق ولا'' سے مراد وہ حق ہے جو آزاد کرنے والے کو آزاد شدہ غلام پر ہوتا ہے کہ اسے اس کا مولیٰ کہا جاتا ہے۔ اور یہ آزاد شدہ غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث بھی بنے گا۔ حضرت بریرہ نے اپنی آزادی کے لیے حضرت عائشہ ؓ سے رابطہ کیا تو انھوں نے فرمایا: میں تمھیں یک مشت خرید کر آزاد کر دیتی ہوں۔ مالک بیچنے پر تو راضی ہو گئے مگر ''حق ولا'' اپنے لیے مانگنے لگے، حالانکہ یہ حق تو اسی کا ہے جو غلام کو لوجہ اللہ آزاد کرے۔ ③ ''ہدیہ ہے'' اس سے یہ اصول سمجھ میں آیا کہ جو چیز بذات خود پلید اور حرام نہیں، اس کی حیثیت بدلتی رہتی ہے، مثلاً: رشوت یا سود کا پیسہ اس شخص کے لیے حرام ہے جو رشوت یا سود لے رہا ہے، لیکن اگر رشوت یا سود لینے والا وہ رقم آگے کسی کو بطور اجرت یا قیمت دے تو لینے والے کے لیے جائز ہوگی، حرام نہیں ہوگی کیونکہ رقم بذات خود پلید یا حرام چیز نہیں بلکہ اس کی حیثیت اسے حلال یا حرام بناتی ہے۔ زکاۃ کی رقم مال دار کے لیے حرام مگر فقیر کے لیے حلال ہے۔ یہ اصول بہت اہم ہے۔ ④ میاں بیوی غلام ہوں تو کسی ایک سے مکاتبت کر کے اسے آزاد کیا جا سکتا ہے۔ ضمناً یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ کسی ایک کو آگے بیچا جا سکتا ہے۔ ⑤ اگر کسی غلط اور غیر شرعی کام کا لوگ ارتکاب کر رہے ہوں تو علماء کو اس مسئلے کی وضاحت کرنی چاہیے اور اس کے متعلق شرعی احکام نمایاں کرنے چاہییں، نیز جس غیر شرعی کام اور رسم کا وہ مستقبل میں ارتکاب کرنے والے ہوں اس کے بارے میں بروقت اپنے خطبے میں وضاحت کر دینی چاہیے۔ ⑥ نیک بیوی ہر معاملے میں اپنے خاوند کی خیر خواہ ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے آپ کو گوشت کا سالن نہ دیا کیونکہ انھیں علم تھا کہ آپ صدقے کی چیز نہیں کھاتے، ورنہ آپ ﷺ کو علم نہ تھا کیونکہ آپ عالم غیب نہیں تھے۔ ⑦ صدقے اور ہدیے میں فرق ہے۔ ⑧ آزاد کرنے والا آزاد کردہ سے تحفہ قبول کر سکتا ہے۔ اس سے آزاد کرنے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

٣٤٧٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ:

۳۴۷۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت

٣٤٧٨ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٠٤/ ١٠ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الهبة، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٨ من حديث عبدالرحمٰن بن القاسم به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٤١.

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ: أَرَادَ أَهْلُهَا أَنْ يَبِيعُوهَا وَيَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ»، وَأُعْتِقَتْ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، وَكَانَ يُتَصَدَّقُ عَلَيْهَا فَتُهْدِي لَنَا مِنْهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «كُلُوهُ فَإِنَّهُ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ».

بریرہ ؓ کے بارے میں تین اہم فیصلے ہوئے: اس کے مالکوں نے اسے بیچنے کا ارادہ کیا لیکن ولا کی شرط لگائی۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''اسے خرید لے اور آزاد کر دے۔ ولا تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔'' وہ آزاد ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیا۔ چنانچہ اس نے (خاوند کے بجائے) اپنے آپ کو پسند کیا۔ اس پر صدقہ کیا جاتا تھا تو وہ اس میں سے ہمیں تحفتاً بھیج دیتی تھی۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''کھاؤ یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ۔''

(المعجم ٣٠) - بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا حُرٌّ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند پہلے سے آزاد ہو تو کیا اسے اختیار ہوگا؟

٣٤٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ»، [قَالَتْ:] فَأَعْتَقْتُهَا فَدَعَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا قَالَتْ: لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا

٣٤٧٩- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے بریرہ کو خریدا لیکن اس کے مالکوں نے ولا کی شرط لگا لی۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''تو اسے آزاد کر دے۔ ولا اسی شخص کے لیے ہے جو پیسے دے کر خریدتا ہے۔'' چنانچہ میں نے اُسے آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور اسے اپنے خاوند (کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے) کی بابت اختیار دیا۔ وہ کہنے لگی: وہ مجھے بہت بڑی دولت دے تب بھی میں اس

٣٤٧٩ـ أخرجه البخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح:٢٥٣٦ من حديث جرير بن عبدالحميد، ومسلم، الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ ... الخ، ح:١٠٧٥ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٤٢، وقوله: "كان زوجها حرًا" من قول الأسود، وهو شاذ.

مَا أَقَمْتُ عِنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

کے نکاح میں رہنے کے لیے تیار نہیں' چنانچہ اس نے اپنی علیحدگی کو پسند کرلیا اور اس کا خاوند آزاد تھا۔

فوائد و مسائل: ① ''جو خریدتا ہے'' یعنی خریدنے کے بعد اسے آزاد بھی کرتا ہے ورنہ صرف خریدنے سے حق ولا نہیں ملتا۔ ② ''اس کا خاوند آزاد تھا'' یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ نہیں بلکہ حضرت اسود کے ہیں جو کہ تابعی ہیں اور وہ موقع پر موجود نہیں تھے جب کہ حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اس کے غلام ہونے کی صراحت آتی ہے۔ یہ دونوں موقع کے گواہ ہیں۔ ظاہر ہے ان کی گواہی ہی معتبر ہے۔ حضرت اسود کو غلطی لگی ہے۔ احناف کہہ دیتے ہیں کہ پہلے وہ غلام تھا' پھر بریرہ کی آزادی سے پہلے وہ آزاد ہو گیا تھا لیکن یہ تاویل صحیح نہیں کیونکہ حضرت عائشہ و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بریرہ اور اس کی آزادی کے وقت کی بات کر رہے ہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس واقعے کے بعد وہ بھی آزاد ہو گیا تھا۔ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ واللہ أعلم.

٣٤٨٠- أَخْبَرنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطُوا وِلَاءَهَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ»، وَأُتِيَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ: إِنَّ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ». وَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

٣٤٨٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا مگر اس کے مالکوں نے ولا کی شرط لگا لی۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''تو خرید کر آزاد کر دے۔ ولا تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرتا ہے۔'' نیز آپ کے پاس گوشت لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا (اس نے ہمیں بھیجا ہے۔) آپ نے فرمایا: ''وہ اس کے لیے صدقہ تھا' ہمارے لیے تحفہ ہے۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیا جب کہ اس کا خاوند آزاد تھا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٤٧٦، ٣٤٧٧، ٣٤٧٩.

(المعجم ٣١) - بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا مَمْلُوكٌ (التحفة ٣١)

باب: ٣١- لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند غلام ہو تو اسے (نکاح ختم کرنے کا) اختیار ہے

٣٤٨٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦١٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٤٣.

٣٤٨١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَاتَبَتْ بَرِيرَةُ عَلٰى نَفْسِهَا بِتِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ سَنَةٍ بِأُوقِيَّةٍ فَأَتَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فَقَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَشَاءُوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي، فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ فَكَلَّمَتْ فِي ذٰلِكَ أَهْلَهَا فَأَبَوْا عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَجَاءَتْ إِلٰى عَائِشَةَ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَهَا مَا قَالَ أَهْلُهَا، فَقَالَتْ: لَاهَا اللهِ إِذًا! إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا هٰذَا؟» فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ بَرِيرَةَ أَتَتْنِي تَسْتَعِينُ بِي عَلٰى كِتَابَتِهَا فَقُلْتُ: لَا إِلَّا أَنْ يَشَاءُوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِبْتَاعِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ» ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ يَقُولُونَ: أَعْتِقْ فُلَانًا وَالْوَلَاءُ لِي، كِتَابُ اللهِ عَزَّ

٣٤٨١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہ نے اپنے مالکوں سے اپنی آزادی کا معاہدہ نو اوقیے کی شرط پر کیا تھا۔ ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا تھا۔ چنانچہ وہ میرے پاس مدد لینے کے لیے آئی تو میں نے کہا: اگر تیرے مالک چاہیں تو میں انھیں یک مشت ساری رقم دینے (اور تجھے خریدنے) کو تیار ہوں۔ (پھر میں تجھے آزاد کردوں گی) اور ولا میرے لیے ہوگی۔ بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے اس کے متعلق بات چیت کی۔ انھوں نے (اس طرح بیچنے سے) انکار کر دیا الا یہ کہ ولا ان کو ملے۔ اس نے حضرت عائشہ ؓ کو آ کر بتا دیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی آ گئے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس طرح تو میں نہیں خریدوں گی۔ الا یہ کہ ولا مجھے ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' میں نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! بریرہ میرے پاس اپنی کتابت کے سلسلے میں تعاون کے لیے آئی تھی۔ میں نے کہا: اس طرح تو نہیں لیکن اگر وہ چاہیں تو میں پوری رقم یکمشت دے کر تجھے خرید کر آزاد کر دیتی ہوں' اور ولا مجھے ملے۔ اس نے یہ بات اپنے مالکوں سے کہی تو انھوں نے اس طرح بیچنے سے انکار کر دیا' الا یہ کہ ولا ان کو ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے خرید لے (اور آزاد کر دے) ان کے لیے ولا کی شرط مان لے۔ بے شک ولا تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔'' پھر آپ نے (مسجد میں) کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے اللہ تعالیٰ کی

٣٤٨١- أخرجه مسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤/٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٤٤، وأخرجه البخاري، ح: ٢٥٦٣ من حديث هشام به.

وَجَلَّ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ، وَكُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ» فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا وَكَانَ عَبْدًا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا. قَالَ عُرْوَةُ: فَلَوْ كَانَ حُرًّا مَا خَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

حمد وثنا فرمائی‘ پھر آپ نے فرمایا: ”ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا جواز اللہ کی کتاب میں نہیں۔ وہ کہتے ہیں: فلاں غلام کو آزاد تو کر مگر ولا میرے لیے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب (کا حکم) زیادہ معتبر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جائز کردہ شرط ہی مضبوط ہے اور جس شرط کا جواز اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو وہ غیر معتبر ہے‘ خواہ سو دفعہ لگائی جائے۔“ پھر (آزادی کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اس کے خاوند کی بابت اختیار دے دیا اور وہ غلام تھا۔ چنانچہ بریرہ نے اپنے آپ کو پسند کیا (یعنی نکاح ختم کر لیا)۔ حضرت عروہ نے فرمایا: اگر اس کا خاوند آزاد ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے اختیار نہ دیتے۔

فوائد و مسائل: ① ”نو اوقیے“ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ نو اوقیے تین سو ساٹھ درہم بنتے ہیں۔ ② اس روایت کے ظاہر عربی الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ ؓ بطور مدد بریرہ ؓ کو ساری رقم یک مشت دے کر ولا حاصل کرنا چاہتی تھیں‘ لیکن یہ تأثر درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا خطبہ اور دیگر روایات صراحت کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ انھیں خرید کر آزاد کرنا چاہتی تھیں۔ اگر پہلی صورت ہوتی تو بریرہ کے مالکوں کا موقف درست ہوتا اس لیے ترجمے میں قوسین میں اضافے کیے گئے ہیں۔ ③ ”کتابت“ اس سے مراد معاہدۂ آزادی ہے جو غلام اپنے مالکوں سے طے کرتا ہے۔ طے شدہ رقم کو بھی کتابت کہہ لیتے ہیں۔ ④ ”جن کا جواز نہیں“ یعنی جو کتاب اللہ کی صراحت کے خلاف ہیں‘ ورنہ ہر شرط کا کتاب اللہ میں موجود ہونا ضروری نہیں۔ ⑤ ”اسے اختیار نہ دیتے“ اس قسم کی بات کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اپنے اندازے سے نہیں کہہ سکتا۔ لازماً انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے ایسے سنا ہوگا۔

۳٤۸۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ

۳۴۸۲- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ بریرہ کا خاوند غلام تھا۔

۳٤۸۲ـ أخرجه مسلم، ح: ۱۵۰٤/ ۱۳ من حديث وهيب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٤٥.

رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا.

٣٤٨٣- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ مِنْ أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْوَلَاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ» وَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، وَأَهْدَتْ لِعَائِشَةَ لَحْمًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ وَضَعْتُمْ لَنَا مِنْ هٰذَا اللَّحْمِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ».

۳۴۸۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کچھ انصاریوں سے بریرہ کو خریدا تو انھوں نے ولا کی شرط لگائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولا تو اسی کے لیے ہے جو (آزادی کا) احسان کرے۔“ نیز رسول اللہ ﷺ نے اسے (خاوند کے بارے میں) اختیار دیا اور اس کا خاوند غلام تھا۔ (اسی طرح) بریرہ نے حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں کچھ گوشت بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم ہمارے لیے بھی کچھ گوشت رکھ لیتے (تو کیا ہی اچھا ہوتا)۔“ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: یہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”وہ اس کے لیے صدقہ تھا‘ ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“

٣٤٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ الْكَرْمَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ - قَالَ: وَكَانَ وَصِيَّ أَبِيهِ قَالَ: وَفَرِقْتُ أَنْ أَقُولَ: سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِيكَ؟ - قَالَتْ عَائِشَةُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ بَرِيرَةَ وَأَرَدْتُ أَنْ

۳۴۸۴- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت بریرہ کے بارے میں پوچھا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اسے خرید لوں (اور آزاد کردوں) لیکن اس کے مالکوں نے ولا کی شرط لگا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے خرید لے‘ ولا تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔“ فرمایا: (اسی طرح) بریرہ ؓ کو اختیار دیا گیا جب کہ ان کا خاوند غلام تھا۔ پھر بعد

٣٤٨٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٠٤/ ١١ من حديث حسين بن علي به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٤٧.

٣٤٨٤ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٨، ومسلم، ح: ١٥٠٤/ ١٢ (انظر الحديث السابق من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٤٨. * وصي أبيه هو عبدالرحمٰن، والقائل شعبة.

أَشْتَرِيهَا وَاشْتَرِطَ الْوَلَاءُ لِأَهْلِهَا، فَقَالَ: «اِشْتَرِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ» قَالَ: وَخُيِّرَتْ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ: مَا أَدْرِي وَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَقَالُوا: هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ قَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ».

میں راویٔ حدیث (عبدالرحمٰن) نے کہا: میں نہیں جانتا (کہ وہ غلام تھا یا آزاد)۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ گوشت لایا گیا۔ گھر والوں نے کہا: یہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اس کے لیے صدقہ تھا اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔''

فائدہ: ''میں نہیں جانتا'' کہ وہ آزاد تھا یا غلام۔ راویٔ حدیث عبدالرحمٰن بن قاسم اس بارے میں متردد تھے۔ کبھی انھوں نے آزاد کہا' کبھی غلام اور کبھی کہا کہ پتہ نہیں آزاد تھا یا غلام۔ محفوظ بات یہی ہے کہ وہ غلام تھا۔ عروہ نے ان کی اس بات میں موافقت کی ہے۔ بعد میں واقع ہونے والے شک سے کوئی فرق نہیں پڑتا جبکہ پہلی بات بالجزم ہو اور اس میں اوثق راویوں کی موافقت بھی ہو۔ باقی تفصیلات پچھلے دو تین ابواب میں ذکر ہو چکی ہیں۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ الْإِيلَاءِ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢- ایلا کے مسائل

٣٤٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى قَالَ: تَذَاكَرْنَا الشَّهْرَ عِنْدَهُ فَقَالَ بَعْضُنَا: ثَلَاثِينَ، وَقَالَ بَعْضُنَا: تِسْعًا وَعِشْرِينَ، فَقَالَ أَبُو الضُّحٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ يَبْكِينَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ مَلْآنٌ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

٣٤٨٥- حضرت ابوالضحیٰ کے شاگردوں نے ان کے پاس ''مہینے'' کے بارے میں بحث کی۔ کسی نے کہا: (مہینہ) تیس دن کا ہوتا ہے' کسی نے کہا: انتیس دن کا ہوتا ہے۔ حضرت ابوالضحیٰ کہنے لگے: ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ایک دن صبح ہوئی تو نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رو رہی تھیں۔ ہر زوجۂ مطہرہ کے پاس ان کے گھر والے بیٹھے تھے۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو وہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ وہ نبی ﷺ کے پاس جانے کے لیے اوپر چڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے چوبارے

٣٤٨٥ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب هجرة النبي ﷺ نساءه في غير بيوتهن، ح:٥٢٠٣ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٤٩.

فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي عُلِّيَّةٍ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَرَجَعَ فَنَادَى: بِلَالُ! فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَقَالَ: «لَا وَلٰكِنِّي آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا» فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ.

میں تھے۔ انھوں نے آپ کو سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہ دیا' پھر سلام کہا لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر سلام کہا' پھر کسی نے جواب نہ دیا۔ وہ واپس لوٹ آئے تو بلال رضی اللہ عنہ نے انھیں پکارا' چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں لیکن میں نے ایک مہینہ دور رہنے کی قسم کھالی ہے۔'' آپ انتیس دن اسی طرح رہے۔ پھر اترے اور اپنی بیویوں کے ہاں تشریف لے گئے۔

فوائد ومسائل: ① ''ایلا'' قسم کھانے کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد ہے: بیوی سے جماع نہ کرنے کی قسم کھالینا۔ اگر کبھی خاوند بیوی سے ناراض ہوجائے اور ایسی قسم کھالے تو اس پر کاربند رہ سکتا ہے لیکن چار ماہ تک۔ اس سے زائد کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی شخص چار ماہ سے زیادہ مدت کی قسم کھائے گا تو پھر چار ماہ گزرنے پر اسے یا تو قسم ختم کر کے جماع کرنا ہوگا اور قسم کا کفارہ دینا ہوگا یا پھر طلاق دینی ہوگی۔ اگر وہ دونوں باتوں سے انکار کرے تو حاکم وقت (قاضی وغیرہ) اپنے اختیارات کے تحت عورت پر طلاق لاگو کردے گا۔ اور وہ عورت خاوند سے جدا ہو جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے قسم ہی صرف ایک ماہ کی کھائی تھی۔ اور قسم پوری فرمادی۔ ② ''رو رہی تھیں'' انھیں یہ خیال ہوگیا تھا کہ شاید ایسی قسم کھانے سے طلاق پڑ جاتی ہے۔ یا ممکن ہے آپ کی ناراضی اور جدائی کی بنا پر رو رہی ہوں۔ ③ ''کسی نے جواب نہ دیا'' یعنی اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ سلام کا جواب آہستہ دے لیا ہو گا۔ ④ ''انتیس دن'' کیونکہ مہینہ انتیس کا بھی ہوسکتا ہے' تیس کا بھی۔ شریعت نے انتیس دن کو پورا مہینہ قرار دیا ہے' لہٰذا اگر قسم ایک ماہ کی ہو تو انتیس دن بعد وہ قسم پوری ہوجائے گی' چاہے کسی بھی چیز کے بارے میں ہو۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبیٔ اکرم ﷺ کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اور ہر چھوٹی بڑی پریشانی میں اپنا ہر قسم کا تعاون کرنے کے لیے مسابقت کرتے تھے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ. ⑥ ضرورت کے تحت ایک سے زائد منزلہ عمارت بنائی جاسکتی ہے لیکن اس کی بناوٹ ایسی ہو کہ پڑوسیوں کے گھروں میں نظر نہ پڑے تاکہ انھیں پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ ⑦ قسم کھانے والے کے بارے میں اگر یہ شبہ ہو کہ یہ بھول گیا ہے تو اسے یاد کرا دینا چاہیے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آرہا ہے۔

٣٤٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آلَى النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ آلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ؟ قَالَ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

٣٤٨٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ تک الگ رہنے کی قسم کھا لی اور اپنے چوبارے میں جا ٹھہرے۔ چنانچہ آپ انتیس راتیں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ اتر آئے۔ آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ایک ماہ کی قسم نہیں کھائی تھی؟ آپ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔''

(المعجم ٣٣) - بَابُ الظِّهَارِ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- ظہار کے مسائل

٣٤٨٧- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِي فَوَقَعْتُ قَبْلَ أَنْ أُكَفِّرَ، قَالَ: «وَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ؟» قَالَ: رَأَيْتُ خَلْخَالَهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ فَقَالَ: «لَا تَقْرَبْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

٣٤٨٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ اس نے اپنی بیوی سے ظہار کر رکھا تھا' پھر وہ اس سے جماع کر بیٹھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کر رکھا تھا لیکن کفارہ دینے سے قبل جماع کر بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے! تجھے کس چیز نے اس کام پر مجبور کیا تھا۔'' اس نے کہا: میں نے چاند کی چاندنی میں اس کی پازیب دیکھی (تو ضبط نہ کر سکا)۔ آپ نے فرمایا: ''اب اس کے قریب نہ جانا حتی کہ تو وہ کام کرے جو اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے۔''

٣٤٨٦_ أخرجه البخاري، ح: ٣٧٨، ١٩١١، ٢٤٦٩، ٥٢٠١، ٥٢٨٩، ٦٦٨٤ من حديث حميد الطويل به مطولا، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٠. * خالد هو ابن الحارث.

٣٤٨٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الظهار، ح: ٢٢٢٥، والترمذي، الطلاق، باب ماجاء في المظاهر يواقع قبل أن يكفر، ح: ١١٩٩ عن الحسين بن حريث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥١.

فوائد ومسائل: ① ’’ظہار‘‘ سے مراد ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تو میرے لیے ایسے ہے جیسے میری ماں کی پشت۔ مقصود عورت کو حرام کرنا ہوتا ہے۔ اس کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اگر طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ کفارے کی ادائیگی تک جماع کرنا حرام ہے۔ اگر ماں کے سوا بہن، بیٹی یا کسی اور محرم عورت سے تشبیہ دے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ ② ’’وہ کام کرے‘‘ یعنی کفارہ ادا کرے۔

٣٤٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: تَظَاهَرَ رَجُلٌ مِنِ امْرَأَتِهِ فَأَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟» قَالَ: رَحِمَكَ اللهُ يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْتُ خَلْخَالَهَا أَوْ سَاقَيْهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَاعْتَزِلْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا أَمَرَكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

۳۴۸۸- حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا لیکن کفارہ دینے سے پہلے ہی جماع کر لیا۔ اس نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے اسے فرمایا: ’’تجھے کس چیز نے اس کام پر مجبور کیا؟‘‘ وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں فرمائے! میں نے چاند کی چاندنی میں اس کی پازیب یا پنڈلیاں دیکھیں (اور ضبط نہ کر سکا) آپ نے فرمایا: ’’اب اس سے دور رہنا حتی کہ تو وہ کام کرے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی شخص ظہار کے بعد کفارہ ادا کیے بغیر جماع کا مرتکب ہو تو یہ گناہ ہے لیکن اسے کفارہ ایک ہی دینا ہوگا کیونکہ ظہار تو ایک ہی دفعہ کیا گیا ہے۔ بعض حضرات نے اس پر دگنا کفارہ لازم کیا ہے مگر یہ درست نہیں۔ ② ’’اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے‘‘ سابقہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کے لیے دعا کی تھی، حالانکہ اس نے غلطی کا ارتکاب کیا تھا، مگر رسول اللہ ﷺ بہترین معلم و مربی تھے کہ آپ نے حسن خلق سے غلط کاروں کی اصلاح فرمائی۔ ﷺ۔

٣٤٨٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۴۸۹- حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا، پھر کفارہ ادا کرنے سے

٣٤٨٨- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٢.

٣٤٨٩- [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٣.

الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَكَمَ بْنَ أَبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ: أَتٰى رَجُلٌ نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّهُ ظَاهَرَ مِنَ امْرَأَتِهِ ثُمَّ غَشِيَهَا قَبْلَ أَنْ يَفْعَلَ مَا عَلَيْهِ، قَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟» قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ سَاقَيْهَا فِي الْقَمَرِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَاعْتَزِلْ حَتّٰى تَقْضِيَ مَا عَلَيْكَ». وَقَالَ إِسْحَاقُ فِي حَدِيثِهِ: «فَاعْتَزِلْهَا حَتّٰى تَقْضِيَ مَا عَلَيْكَ»، وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

پہلے میں نے اس سے جماع کر لیا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے کس چیز نے ایسا کرنے پر مجبور کیا؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے چاندنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ”اب علیحدہ رہنا حتی کہ تو اپنے ذمے واجب کفارہ ادا کرے۔“ اسحاق نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ”اب اس سے علیحدہ رہنا حتی کہ تو اپنے ذمے واجب کفارہ ادا کرے۔“

یہ الفاظ استاد محمد بن عبدالاعلیٰ کے ہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْمُرْسَلُ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں روایتیں مسند کے بجائے مرسل ہی صحیح ہیں۔ واللّٰہ أعلم.

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے اس حدیث میں دو استاد ہیں: اسحاق بن ابراہیم اور محمد بن عبدالاعلیٰ۔ امام صاحب نے دونوں سے یہ روایت بیان کی ہے اور جن الفاظ میں دونوں کا اختلاف تھا ان کی نشاندہی بھی کر دی۔ اس لحاظ سے امام صاحب کا نیچے یہ کہنا کہ ”یہ الفاظ محمد بن عبدالاعلیٰ کے ہیں“ محل نظر ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ دونوں اساتذہ کی حدیث کا سیاق باہم مختلف اور متضاد ہے صرف معنی ومفہوم ایک ہے۔ اس طرح امام صاحب کی یہ دونوں وضاحتیں باہم متضاد معلوم ہوتی ہیں۔ واللّٰہ أعلم. افادہ الاتیوبی حفظہ اللہ دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي:٢٩/٦٤) ② یہ دونوں روایات حضرت عکرمہ سے مروی ہیں جو تابعی ہیں۔ گویا وہ موقع پر موجود نہیں تھے۔ ایسی روایت کو مرسل کہا جاتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت کے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے۔ اور مسند (متصل) روایت (٣٤٨٧) کو صحیح تسلیم نہیں کیا' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت متصلاً بھی ثابت ہے اور تعدد طرق اور شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور یہی نتیجہ نکالا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء:٧/١٧٨-١٨٠) و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:٢٩/٦١، ٦٢ و ٦٤، ٦٥)

٣٤٩٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ، لَقَدْ جَاءَتْ خَوْلَةُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ تَشْكُو زَوْجَهَا، فَكَانَ يَخْفَى عَلَيَّ كَلَامُهَا، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا﴾. اَلْآيَةَ [المجادلة: ١].

٣٤٩٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تعریف اس اللہ کی ہے جس کی سماعت نے تمام آوازوں کو گھیر رکھا ہے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے خاوند کی شکایت کرنے آئیں (اور وہ اس قدر آہستہ بول رہی تھیں کہ) ان کی سب باتیں میں بھی نہیں سن رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے وحی اتار دی: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي......﴾ ”اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے اپنے خاوند کے بارے میں بحث کر رہی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کر رہی تھی، اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا......۔“

فائدہ: حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے خاوند نے بھی ان کو ماں سے تشبیہ دے کر حرام کر لیا تھا۔ انھوں نے سمجھا کہ شاید میں خاوند پر حرام ہو چکی ہوں۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں ازدواجی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ بچے الگ ذلیل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے صرف کفارہ لاگو فرمایا۔ بیوی کو حرام نہیں کیا۔ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ.

(المعجم ٣٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- عورت کا خاوند سے خلع لینا

٣٤٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَنْبَأَنَا الْمَخْزُومِيُّ - وَهُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٤٩١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے آپ کو خاوندوں سے چھڑانے والی اور طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں۔“

٣٤٩٠- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فيما أنكرت الجهمية، ح: ١٨٨ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٤، وعلقه البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى: "وكان الله سميعًا بصيرًا" ح: ٧٣٨٦، وللحديث شواهد.

٣٤٩١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤١٤ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٥ * والحسن صرح بالسماع في هذا الحديث، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١١٨٦ وغيره.

أَنَّهُ قَالَ: «اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ».

قَالَ الْحَسَنُ: لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ غَيْرِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

حسن (بصری) کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کو ابو ہریرہ کے علاوہ کسی سے نہیں سنا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ شَيْئًا.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: حسن (بصری) نے ابو ہریرہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔

فوائد ومسائل: ① حسن بصری رحمہ اللہ کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع مختلف فیہ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ ان میں سے ہیں جو ان کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کے قائل نہیں لیکن راجح اور صحیح بات یہ ہے کہ ان کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد بتحقيق أحمد شاكر: ١٢/١٠٧-١١٦، وذخيرة العقبٰى' شرح سنن النسائي: ٢٩/٧٥-٨٢) ② "منافق ہیں" کہ نکاح میں ہونے کے باوجود ان کی ناشکری کرتی ہیں اور اپنے آپ سے خاوندوں کا لباس اتارتی ہیں۔ جس طرح منافق کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلام سے غیر مخلص ہیں اور اسلام کا لباس اتارنے میں کوشاں ہیں' اس لیے عورت کا معقول وجہ کے بغیر طلاق کا مطالبہ کرنا اس کے منافق ہونے کی علامت ہے۔ لیکن عذر کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ جائز ہے۔ ایسی عورت کا یہ حکم نہیں ہوگا۔

٣٤٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ هٰذِهِ؟» قَالَتْ:

٣٤٩٢- حضرت حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے نکلے تو حبیبہ بنت سہل کو اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس کھڑے پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کون ہے؟" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حبیبہ بنت سہل ہوں۔ آپ نے فرمایا: "تم کیسے؟" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نہیں اور ثابت بن قیس نہیں۔ اپنے

٣٤٩٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الخلع، ح: ٢٢٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٦٤، والكبرٰى، ح: ٥٦٥٦، وصححه ابن خزيمة، (فتح: ٩/ ٣٩٩)، وابن حبان، ح: ١٣٢٦.

أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «مَا شَأْنُكِ؟» قَالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ - لِزَوْجِهَا -، فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَذْكُرَ». فَقَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِثَابِتٍ: «خُذْ مِنْهَا». فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا.

شوہر کے متعلق کہا۔ (مطلب یہ تھا کہ اب میں اور میرا خاوند ثابت بن قیس اکٹھے نہیں رہ سکتے۔) جب حضرت ثابت بن قیس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ''یہ حبیبہ بنت سہل (آئی) ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا اس نے (مجھ سے) بیان کیا۔'' حبیبہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انھوں نے جو کچھ (حق مہر) مجھے دیا تھا' میرے پاس موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت سے کہا: ''اپنا مال اس سے واپس لے لے۔'' چنانچہ انھوں نے واپس لے لیا اور حبیبہ اپنے گھر والوں کے ہاں (میکے میں) بیٹھ رہی۔

فوائد ومسائل: ① عورت کا خاوند سے طلاق طلب کرنا خلع کہلاتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر خاوند چاہے تو بیوی کو دیے ہوئے مہر یا دیگر عطیات کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے' البتہ اس سے زائد عورت کا ذاتی مال نہیں لے سکتا۔ مصالحت کے بعد خاوند طلاق دے دے گا جس کے بعد رجوع نہیں ہو سکے گا' البتہ اگر وہ دونوں چاہیں تو عدت کے بعد نکاح ہو سکتا ہے۔ ② خلع کی ظاہری صورت اگرچہ طلاق کے مشابہ ہے کہ عورت کے مطالبے پر خاوند طلاق دیتا ہے' تاہم خلع حقیقت میں فسخ نکاح ہے' اس لیے اس کی عدت تین حیض نہیں بلکہ ایک حیض ہے۔ اس کا مقصد استبرائے رحم ہے' یعنی یہ معلوم ہو سکے کہ کہیں عورت امید سے تو نہیں۔ اگر حیض آ گیا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ حاملہ نہیں' لہٰذا وہ آگے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر حیض نہیں آئے گا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ حمل سے ہے۔ اس صورت میں وہ بچے کی ولادت تک آگے نکاح نہیں کر سکتی۔ دیکھیے: (حدیث: ۳۵۲۷، ۳۵۲۸) احناف کے نزدیک خلع طلاق ہے' اس لیے اس کی عدت تین حیض ہے لیکن یہ موقف درست نہیں۔

٣٤٩٣- أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ

۳۴۹۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس ؓ کی بیوی نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں اپنے خاوند ثابت بن قیس پر دین یا خلق کے لحاظ سے کوئی

٣٤٩٣ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه ... الخ، ح: ٥٢٧٣ عن أزهر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٧.

اللهِ! ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَمَا إِنِّي مَا أَعِيبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً».

عیب نہیں لگاتی لیکن میں مسلمان ہو کر کفر کے کام کرنا ناپسند کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس کا دیا ہوا باغ اسے واپس کر دے گی؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے (ثابت بن قیس سے) فرمایا: ''باغ واپس لے لو اور اسے طلاق دے دو۔''

فائدہ: ''کفر کے کام'' گھر میں رہ کر خاوند سے نفرت کرنا' اس سے لڑتے رہنا اور اسے ناراض رکھنا ایسے کام ہیں جو اسلام میں ممنوع ہیں۔ گویا یہ کفر کے کام ہیں۔ کفر سے مراد خاوند کی ناشکری بھی ہو سکتی ہے۔ عربی میں ناشکری کو بھی کفر کہتے ہیں۔

٣٤٩٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ، قَالَ: «غَرِّبْهَا إِنْ شِئْتَ» قَالَ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَتَّبِعَهَا نَفْسِي قَالَ: «اِسْتَمْتِعْ بِهَا».

٣٤٩٤- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میری بیوی کسی چھونے والے کا ہاتھ نہیں روکتی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو اسے طلاق دے دے۔'' وہ کہنے لگا: مجھے خطرہ ہے کہ میرا دل اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اس سے فائدہ اٹھاتا رہ۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٢٣١۔

٣٤٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ

٣٤٩٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے نکاح میں ایک عورت ہے جو کسی چھیڑ چھاڑ کرنے والے کے

٣٤٩٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، ح: ٢٠٤٩ عن الحسين بن حريث المروزي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٨، وقال أحمد بن حنبل: "ليس هو عندنا إلا على معنى أنها تعطي من ماله ولم يكن النبي ﷺ ليأمره بإمساكها وهي تفجر"، وراجع نيل المقصود.

٣٤٩٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٣١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٩.

رِئَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ تَحْتِي امْرَأَةً لَا تَرُدُّ يَدَ لَامِسٍ، قَالَ: «طَلِّقْهَا» قَالَ: إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنْهَا، قَالَ: «فَأَمْسِكْهَا».

ہاتھ کو نہیں روکتی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے طلاق دے دو۔'' وہ کہنے لگا: میں اس سے جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر رکھے رکھ۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ مُرْسَلٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ خطا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے کلام کا مقصد یہ ہے کہ اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے متصل بیان کرنا خطا ہے۔ صحیح اس کا مرسل یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے کے بغیر ہونا ہے۔ لیکن پیچھے حدیث: ۳۲۳۱ میں بھی بیان ہو چکا ہے کہ یہ حدیث متصل صحیح ہے۔ ایک راوی کے مرسل بیان کرنے سے متصل بیان کرنے والوں کی روایت غلط نہیں ہو جاتی جبکہ متصل بیان کرنے والے ثقہ راوی ہوں۔ ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ اس قسم کی مخالفت مضر نہیں، لہٰذا یہ موصولاً بھی مروی ہے اور مرسلاً بھی۔ ② مندرجہ بالا دونوں روایات کا باب سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے دیکھیے: حدیث: ۳۲۳۱۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ بَدْءِ اللِّعَانِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- لعان کی ابتدا

٣٤٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: جَاءَنِي عُوَيْمِرٌ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْعَجْلَانِ فَقَالَ: أَيْ عَاصِمُ! أَرَأَيْتُمْ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ

۳۴۹۶- حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو عجلان کے ایک شخص عویمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اے عاصم! بتاؤ اگر ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو دیکھ لے تو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ کہ پھر تم اسے قتل کر دو گے۔ آخر وہ کیا کرے؟ اے عاصم! آپ یہ مسئلہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں۔ حضرت عاصم نے اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

٣٤٩٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٧ من حديث عبدالعزيز به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٦٠، وأخرجه البخاري، ح: ٥٣٠٨ وغيره، ومسلم، ح: ١٤٩٢ وغيرهما من حديث الزهري عن سهل به من مسنده.

كَيْفَ يَفْعَلُ؟ يَا عَاصِمُ! سَلْ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَعَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَكَرِهَهَا، فَجَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ يَا عَاصِمُ؟ فَقَالَ: صَنَعْتُ أَنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، كَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا، قَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللّٰهِ! لَأَسْأَلَنَّ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَانْطَلَقَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ أَنْزَلَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَائْتِ بِهَا». قَالَ سَهْلٌ: وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَاءَ بِهَا فَتَلَاعَنَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللّٰهِ! لَئِنْ أَمْسَكْتُهَا لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا، فَفَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِفِرَاقِهَا، فَصَارَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے سوالات پوچھنے کو پسند نہ فرمایا' بلکہ مذمت کی۔ عویمر ؓ دوبارہ حضرت عاصم کے پاس آئے اور کہنے لگے: عاصم! آپ نے کیا کیا؟ عاصم نے کہا: تم میرے پاس کوئی اچھا سوال نہیں لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے سوالات کو ناپسند فرمایا ہے بلکہ مذمت فرمائی ہے۔ عویمر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو ضرور اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تیری بیوی اور تیرے بارے میں وحی نازل فرمادی ہے۔ جا' اسے لے آ۔'' حضرت سہل ؓ نے فرمایا: میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ عویمر اپنی بیوی کو لے کر آئے' پھر دونوں نے لعان کیا۔ عویمر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر اب بھی میں نے اسے اپنے نکاح میں رکھا تو پھر تو (گویا) میں نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔ چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے قبل ہی اسے طلاق دے دی' پھر یہ لعان کرنے والوں کے لیے شرعی طریقہ بن گیا (کہ ان کے درمیان حتمی جدائی ہو جائے گی)۔

فوائد ومسائل: ① خاوند اپنی بیوی کو زنا کی حالت میں دیکھے لیکن اس کے علاوہ موقع کا کوئی گواہ موجود نہ ہو تو شریعت نے خاوند کے لیے رعایت رکھی ہے' ورنہ عام آدمی ایسی حالت میں یہ بات افشا نہیں کر سکتا۔ اسے خاموش رہنا پڑے گا لیکن خاوند کو اجازت ہے کہ وہ عدالت میں پیش ہو۔ عدالت عورت کو بھی طلب کرے گی اور دونوں سے قسمیں لے گی۔ اگر ان میں سے کوئی قسمیں کھانے سے انکار کر دے تو اسے سزا دی جائے گی۔ مرد کو تہمت کی اور عورت کو زنا کی۔ اگر دونوں قسمیں کھائیں تو عدالت ان کا نکاح ختم کر دے گی اور کسی کو کچھ نہیں کہے گی۔ لعان کا طریقہ تفصیلاً آگے آ رہا ہے۔ (باقی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۴۴۱) ② لایعنی سوال کرنے

سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسے مسائل کی حوصلہ شکنی کی جا سکتی ہے۔ ③ بعض امور اگرچہ قبیح ہوتے ہیں لیکن مبتلا آدمی کا اس کے بارے میں سوال کرنا اور حل طلب کرنا مشروع ہے۔ ④ ناگزیر شرعی ضرورت کی بنا پر کسی کے مذموم اوصاف کا ذکر کرنا غیبت کے زمرے میں نہیں آتا۔

(المعجم ٣٦) - **بَابُ اللِّعَانِ بِالْحَبَلِ** (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- عورت کو ناجائز حمل ہونے کی صورت میں بھی لعان ہو سکتا ہے

٣٤٩٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْعَجْلَانِيِّ وَامْرَأَتِهِ وَكَانَتْ حُبْلٰى.

۳۴۹۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (عویمر) عجلانی اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروایا جب کہ وہ (بیوی) حاملہ تھی۔

فوائد ومسائل: ① عورت کو حمل ٹھہر جائے مگر خاوند کو یقین ہو کہ یہ حمل زنا سے ہے، میرا نہیں، تو وہ عدالت میں جا کر دعویٰ کر سکتا ہے۔ عدالت عورت کو بھی بلائے گی اور ان کے درمیان لعان کروائے گی۔ گویا آنکھ سے کسی مرد کے ساتھ دیکھنا ضروری نہیں۔ زنا کا یقین ضروری ہے۔ ② لعان لعنت سے ہے۔ چونکہ قسموں کے دوران میں آدمی جھوٹے پر لعنت ڈالتا ہے، اس لیے اس کارروائی کو لعان کہا جاتا ہے۔ ③ لعان سے حمل کی نفی ہو جائے گی اور بیٹا ماں کی طرف منسوب ہوگا جیسا کہ حدیث: ۳۵۰۷ میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٣٧) - **بَابُ اللِّعَانِ فِي قَذْفِ الرَّجُلِ زَوْجَتَهُ بِرَجُلٍ بِعَيْنِهِ** (التحفة ٣٧)

باب:۳۷- آدمی اپنی بیوی پر کسی معین آدمی کے ساتھ زنا کا الزام لگائے تو لعان کرنا پڑے گا

٣٤٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ: سُئِلَ

۳۴۹۸- حضرت ہشام سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے، تو

٣٤٩٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦١، وهو متفق عليه من حديث أبي الزناد عن القاسم به بأصله.
* محمد هو المقدمي، وعمر عمه.

٣٤٩٨ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٦/١١ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٢. * هشام هو ابن حسان.

هِشَامٌ عَنِ الرَّجُلِ يَقْذِفُ امْرَأَتَهُ، فَحَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ ذٰلِكَ وَأَنَا أَرٰى أَنَّ عِنْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ عِلْمًا، فَقَالَ: إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ بِشَرِيكِ بْنِ السَّحْمَاءِ، وَكَانَ أَخَا الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِأُمِّهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَاعَنَ، فَلَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: «أَبْصِرُوهُ فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا أَحْمَشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ السَّحْمَاءِ» قَالَ: فَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا أَحْمَشَ السَّاقَيْنِ.

انھوں نے حضرت محمد (بن سیرین) سے بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا اور مجھے یقین تھا کہ ان کے پاس اس کی بابت علم ہوگا۔ وہ فرمانے لگے کہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کا الزام لگایا۔ اور یہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے اور انھوں نے سب سے پہلے لعان کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خاوند بیوی کے درمیان لعان کروایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اسے (پیدا ہونے والے بچے کو) دیکھنا۔ اگر اس عورت نے اسے سفید رنگ والا' سیدھے بالوں والا اور خراب سی آنکھوں والا جنا تو وہ ہلال بن امیہ ہی کا ہوگا اور اگر اس نے سرمیلی آنکھوں والا' گھنگرالے بالوں والا اور پتلی پنڈلیوں والا جنا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بتلایا گیا کہ اس عورت نے بچے کو سرمیلی آنکھوں والا' گھنگرالے بالوں والا اور پتلی پنڈلیوں والا جنا۔

فائدہ: معلوم ہوا حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ سچے تھے لیکن چونکہ دونوں (میاں بیوی) مقررہ قسمیں کھا چکے تھے' لہٰذا نبی ﷺ نے عورت کو کوئی سزا نہیں دی کیونکہ سزا گواہوں کی گواہی یا اعتراف کی بنا پر ہی دی جا سکتی ہے۔ یہاں دونوں باتیں موجود نہ تھیں۔ ایسی صورت میں سزا کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ وہ اس بارے میں جو چاہے فیصلہ فرمائے۔

(المعجم ٣٨) - كَيْفَ اللِّعَانُ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- لعان کا طریقہ کیا ہے؟

٣٤٩٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ حُسَيْنٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ:

٣٤٩٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلا لعان یوں ہوا کہ حضرت

٣٤٩٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٣.

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ لِعَانٍ كَانَ فِي الْإِسْلَامِ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ شَرِيكَ بْنَ السَّحْمَاءِ بِامْرَأَتِهِ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَرْبَعَةَ شُهَدَاءَ وَإِلَّا فَحَدٌّ فِي ظَهْرِكَ» يُرَدِّدُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِرَارًا، فَقَالَ لَهُ هِلَالٌ: وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَعْلَمُ أَنِّي صَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنَ الْجَلْدِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ آيَةُ اللِّعَانِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ [النور: ٦] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَدَعَا هِلَالًا فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ دُعِيَتِ الْمَرْأَةُ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ أَنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَوِ الْخَامِسَةِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَقِّفُوهَا فَإِنَّهَا مُوجِبَةٌ» فَتَلَكَّأَتْ حَتَّى مَا شَكَكْنَا أَنَّهَا سَتَعْتَرِفُ ثُمَّ قَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ عَلَى الْيَمِينِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُنْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ آدَمَ جَعْدًا رَبْعًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ

ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کا الزام لگایا' چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو پوری بات بتائی۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''چار گواہ لاؤ ورنہ تیری پشت پر حد لگے گی۔'' یہ بات آپ اسے بار بار فرما رہے تھے۔ حضرت ہلال نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں یقیناً سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ یقیناً آپ پر وحی نازل فرمائے گا جو میری پشت کو حد سے بچالے گی۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر لعان کی آیت اتر نے لگی: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ......﴾ ''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں......'' آپ نے ہلال کو بلایا۔ انھوں نے چار قسمیں کھائیں کہ میں یقیناً (اس الزام میں) سچا ہوں اور پانچویں قسم یہ کھائی کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ پھر عورت کو بلایا گیا۔ اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کی چار قسمیں کھائیں کہ یہ یقیناً جھوٹا ہے۔ جب چوتھی یا پانچویں قسم ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے روک لو کیونکہ یہ (قسم جہنم کو) واجب کر دے گی۔'' وہ ایک دفعہ تو رکی حتی کہ ہمیں ذرہ بھر شک نہ رہا کہ وہ گناہ کا اعتراف کرے گی، لیکن پھر وہ کہنے لگی: میں رہتی دنیا تک اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ آخر اس نے قسم کھا لی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دھیان رکھنا اگر تو اس نے سفید رنگ کا' سیدھے بالوں والا اور خراب آنکھوں والا بچہ جنا' پھر تو وہ ہلال بن امیہ ہی کا ہوگا اور اگر اس نے گندمی رنگ کا' گھنگرالے بالوں والا' درمیانے قد کا اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنا تو وہ شریک

السَّحْمَاءِ» فَجَاءَتْ بِهِ آدَمَ جَعْدًا رَبْعًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا مَا سَبَقَ فِيهَا مِنْ كِتَابِ اللهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

بن سحماء کا ہوگا۔‘‘ اس عورت نے بعد میں گندمی رنگ کا‘ گھنگرالے بالوں والا‘ درمیانے قد کا اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حکم لکھا نہ جا چکا ہوتا تو دنیا دیکھتی‘ میں اس سے کیا سلوک کرتا۔‘‘

قَالَ الشَّيْخُ: وَالْقَضِيءُ الْعَيْنِ: طَوِيلُ شَعْرِ الْعَيْنَيْنِ لَيْسَ بِمَفْتُوحِ الْعَيْنِ وَلَا جَاحِظِهَا، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ.

شیخ (امام نسائی) بیان کرتے ہیں کہ خراب آنکھوں والے سے مراد یہ ہے کہ آنکھوں کے بال لمبے ہوں‘ آنکھیں پوری کھلی نہ ہوں اور نہ وہ موٹی ہوں۔ واللّٰہ سبحانہ و تعالٰی أعلم.

فوائد و مسائل: ① ’’حد لگے گی‘‘ کیونکہ عام افراد کے لیے یہی حکم ہے کہ اگر چار گواہ پیش نہ کیے جا سکیں تو الزام لگانے والے کو قذف کی حد اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ خاوندوں کا خصوصی حکم ابھی نہیں اترا تھا۔ ② ’’پانچویں قسم‘‘ عورت کی پانچویں قسم اس طرح ہوگی کہ اگر یہ (میرا خاوند) سچا ہو تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔ ③ ’’لکھا نہ جا چکا ہوتا‘‘ کہ قسمیں کھانے کے بعد کسی کو کچھ نہیں کہا جائے گا‘ خواہ ان میں سے کسی ایک کا جھوٹ صراحتاً ثابت ہو جائے جب کہ گواہ نہ ہوں۔ ④ میاں بیوی کے علاوہ کسی اور میں لعان نہیں ہو سکتا کیونکہ نص خاص ان کے بارے میں ہے۔ ⑤ جج ظاہری دلائل اور شہادتوں کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ اصل حقیقت اللہ بہتر جانتا ہے۔ وہ ایسے معاملات سے خود نمٹے گا۔ ⑥ لعان قاضی یا جج کی موجودگی میں ہوگا اور اس وقت لوگوں کا ایک مجمع بھی ہو۔ ⑦ لعان مدخول بہا اور غیر مدخول بہا دونوں کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ ابن منذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

(المعجم ۳۹) - بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ: اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ (التحفة ۳۹)

باب:۳۹- امام کہہ سکتا ہے: اے اللہ! صورت حال واضح کر دے

۳۵۰۰- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ

۳۵۰۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لعان کا تذکرہ ہوا تو حضرت

۳۵۰۰- أخرجه مسلم، اللعان، ح:۱۴۹۷/ ۱۲ عن عيسى بن حماد، والبخاري، الطلاق، باب قول النبي ﷺ: "لو كنت راجمًا بغير بينة"، ح:۵۳۱۰ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح:۵٦٦٤

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، قَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيتُ بِهٰذَا إِلَّا بِقَوْلِي. فَذَهَبَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ الرَّجُلُ ذٰلِكَ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَدْلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ»! فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا، فَلَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا. فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ الشَّرَّ.

عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کوئی بات کہی۔ جب وہ (گھر) واپس گئے تو ان کی قوم کا ایک آدمی ان کے پاس آ کر شکایت کرنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک آدمی پایا ہے۔ حضرت عاصم کہنے لگے: میں اس مصیبت میں اپنے اس قول کی وجہ سے مبتلا ہوا ہوں۔ وہ اس شخص کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو اس شخص کے بارے میں بتایا جس کے ساتھ اس نے اپنی بیوی کو دیکھا تھا۔ وہ شخص (شکایت کنندہ) زرد رنگ کا' تھوڑے گوشت والا' سفید بالوں والا تھا۔ اور جس شخص کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ اسے اس نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا ہے' وہ شخص گندمی رنگ کا' موٹی پنڈلیوں والا اور زیادہ گوشت والا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! صورت حال واضح فرما دینا۔'' چنانچہ اس عورت نے اس شخص کے مشابہ بچہ جنا جس کے بارے میں اس کے خاوند نے کہا تھا کہ میں نے اسے اپنی بیوی کے ساتھ (حالت زنا میں) دیکھا ہے۔ خیر! رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان لعان کروا دیا تھا۔ مجلس میں موجود ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے کہا: کیا یہ وہی عورت تھی جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی کو گواہوں کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو کرتا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں' وہ ایک دوسری عورت تھی جو مسلمان ہونے کے باوجود بدکاری میں مشہور تھی (مگر گواہ نہیں ملتے تھے)۔

فوائد ومسائل: ① ''کوئی بات کہی'' فخر یہ بات کہ اگر میرے گھر ایسا مسئلہ ہوتا تو میں لعان تک نوبت ہی نہ

آ نے دیتا بلکہ مرد کو موقع ہی پر مار دیتا۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بات کی تردید کی ہے۔ انھوں نے بالجزم کہا ہے کہ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے قول سے مراد وہی سوال ہے جو عویمر نے انھیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کے لیے کہا تھا' یعنی یہ بات [أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟] وہ فرماتے ہیں کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔ ایک عویمر کا جو عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا مسئلہ لائے تھے اور دوسرا ہلال بن امیہ کا جو سعد بن عبادہ کے پاس اپنا مسئلہ لائے تھے اور کہا تھا کہ ''اگر میں اسے اس حالت میں دیکھ لوں تو فوراً تلوار سے اسے قتل کر دوں'' وہ سعد بن عبادہ تھے اور ان کا یہ قول ہلال بن امیہ والے واقعہ میں آتا ہے جو عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔ اور عاصم رضی اللہ عنہ کا قول عویمر والے واقعہ میں آتا ہے جو قاسم بن محمد' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یا زہری بواسطہ سہل بن سعد' عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں لہٰذا یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔ عاصم کا قول وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔ اس لحاظ سے عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے قول [مَا ابْتُلِيتُ بِهٰذَا إِلَّا بِقَوْلِي] کا مطلب دیگر روایات کی روشنی میں یہ ہوگا کہ میں اس مسئلے میں اس لیے مبتلا ہوا ہوں کہ میں لوگوں کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کر بیٹھا جیسا کہ مقاتل بن حیان کی ابن ابی حاتم سے مرسل روایت کے یہ الفاظ ہیں: [فَقَالَ عَاصِمٌ: إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، هٰذَا، وَاللّٰهِ بِسُؤَالِي عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ بَيْنَ النَّاسِ، فَابْتُلِيتُ بِهِ.] تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۹/ ۴۵۴، ۴۵۵) ② ''میں مبتلا ہوا ہوں'' حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے ابتلا کی نسبت اپنی طرف اس لیے کی کہ عویمر کے عقد میں ان کی بیٹی' بھتیجی یا کوئی اور رشتہ دار تھی یا ممکن ہے اس بنا پر کہا ہو کہ ان کی قوم میں یہ مسئلہ پیدا ہوا۔ واللہ أعلم. ③ بسا اوقات وہی کچھ ہو جاتا ہے جو انسان سوچتا یا کہتا ہے' اس لیے آدمی کو سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے۔ ④ ''موٹی پنڈلیوں والا'' سابقہ حدیث میں باریک پنڈلیوں والا ہے۔ ممکن ہے اوپر سے موٹی ہوں نیچے سے پتلی یا راوی کو غلطی لگ گئی ہو۔ ⑤ ''لعان کروایا'' ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید لعان بچے کی پیدائش کے بعد ہوا' لیکن یہ تأثر صحیح نہیں۔ لعان پہلے ہو چکا تھا' اس لیے ترجمہ میں لفظ ''خیر'' کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ یہ تأثر زائل ہو جائے۔ باقی روایات میں صراحت ہے کہ لعان پہلے ہو گیا تھا۔

۳۵۰۱- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ

۳۵۰۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لعان کا ذکر ہوا تو حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کہی' پھر (گھر) واپس گئے تو ان کی قوم کا ایک آدمی انھیں ملا۔ اس نے

۳۵۰۱- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۵۶۶۵.

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، فَذَهَبَ بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَدْلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطَطًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ» فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا، فَلَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا، فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ الشَّرَّ فِي الْإِسْلَامِ.

کہا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک آدمی کو (حالتِ زنا میں) دیکھا ہے۔ حضرت عاصم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کا ذکر کیا جسے اس نے اپنی بیوی کے ساتھ (حالت زنا میں) دیکھا تھا۔ (شکایت کنندہ) شخص زرد رنگ کا، تھوڑے گوشت والا اور سیدھے بالوں والا تھا۔ اور جس شخص کے بارے میں اس نے دعوٰی کیا تھا کہ اسے اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا ہے، وہ گندمی رنگ کا، موٹی پنڈلیوں والا، زیادہ گوشت والا اور سخت گھنگرالے بالوں والا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! صورت حال واضح فرما۔'' پھر اس عورت نے اس آدمی کے مشابہ بچہ جنا جس کے بارے میں اس کے خاوند نے کہا تھا کہ میں نے اسے اپنی بیوی کے ساتھ (قابل اعتراض حالت میں) پایا ہے۔ (اس سے پہلے) رسول اللہ ﷺ ان میں لعان کروا چکے تھے۔ مجلس میں موجود ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا یہی وہ عورت تھی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے رجم کرتا تو اسے کرتا؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: نہیں، وہ ایک اور عورت تھی جو مسلمان ہونے کے باوجود بدکاری میں معروف تھی (مگر گواہ نہیں ملتے تھے)۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ الْأَمْرِ بِوَضْعِ الْيَدِ عَلٰى فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- پانچویں قسم اٹھاتے وقت لعان کرنے والوں کے منہ پر ہاتھ رکھ دینا چاہیے

٣٥٠٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا حِينَ أَمَرَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يَتَلَاعَنَا أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ عَلَى فِيهِ، وَقَالَ: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ.

٣٥٠٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب لعان کرنے والوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو ایک آدمی سے فرمایا کہ پانچویں قسم کے وقت اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دینا اور فرمایا: ''یہ (عذاب کو) واجب کر دے گی۔''

فائدہ: پانچویں قسم سے پہلے تو رجوع کا امکان ہے' پانچویں کے بعد رجوع ممکن نہیں' پھر ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے' اس لیے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا جائے کہ اگر وہ جھوٹا (یا جھوٹی) ہے تو باز آ جائے۔ عورت کے منہ پر عورت ہاتھ رکھے گی۔

(المعجم ٤١) - بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ عِنْدَ اللِّعَانِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- لعان کے وقت امام مرد اور عورت دونوں کو نصیحت کرے

٣٥٠٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ، فَقُمْتُ مِنْ مَقَامِي إِلَى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اَلْمُتَلَاعِنَيْنِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: نَعَمْ، سُبْحَانَ اللهِ! إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَقَالَ: يَا

٣٥٠٣- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں لعان کرنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ان میں تفریق کر دی جائے گی؟ میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا کہوں۔ میں اسی وقت اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر کی طرف چل پڑا۔ میں نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا لعان کرنے والے خاوند بیوی میں مستقل جدائی کر دی جائے گی؟ آپ کہنے لگے: ضرور۔ سبحان اللہ! (یعنی تعجب ہے کہ تجھے اس مشہور حکم کا علم نہیں۔) سب سے پہلے جس شخص نے لعان کے بارے

٣٥٠٢- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في اللعان، ح: ٢٢٥٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٦٦، ولأصل الحديث شواهد.

٣٥٠٣- أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٣/٤ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٦٧. وأخرجه البخاري، ح: ٥٣٥٠ من حديث سعيد بن جبير به.

رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ - وَلَمْ يَقُلْ عَمْرٌو: أَرَأَيْتَ - الرَّجُلَ مِنَّا يَرٰى عَلَى امْرَأَتِهِ فَاحِشَةً إِنْ تَكَلَّمَ فَأَمْرٌ عَظِيمٌ وَقَالَ عَمْرٌو: أَتٰى أَمْرًا عَظِيمًا، وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ الْأَمْرَ الَّذِي سَأَلْتُكَ ابْتُلِيتُ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ ﴿وَٱلَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَٰجَهُمْ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿وَٱلْخَٰمِسَةَ أَنَّ غَضَبَ ٱللَّهِ عَلَيْهَآ إِن كَانَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ [النور: ٦-٩] فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا كَذَبْتُ، ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْأَةِ فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! إِنَّهُ لَكَاذِبٌ، فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

میں پوچھا تھا' وہ فلاں بن فلاں تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمایئے ایک آدمی اپنی بیوی کو زنا کی حالت میں دیکھتا ہے' اب اگر وہ شور مچاتا ہے تو یہ بھی بہت بے عزتی کی بات ہے' اور اگر وہ چپ رہتا ہے تو ایسی بات پر چپ رہنا بھی بہت مشکل ہے۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے کچھ دن بعد وہ پھر آیا اور کہنے لگا: جو مسئلہ میں نے آپ سے پوچھا تھا' میں واقعتا اس میں مبتلا ہو گیا ہوں' پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں یہ آیات اتار دیں: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ......﴾ ''وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگا دیں...... عورت پانچویں قسم یہ کھائے کہ اگر میرا خاوند سچا ہے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔'' آپ نے پہلے آدمی کو بلایا۔ اسے وعظ ونصیحت کی اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے۔ وہ کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا ہے! میں نے (ذرہ بھر) جھوٹ نہیں بولا' پھر آپ نے عورت کو بلایا۔ اسے بھی وعظ ونصیحت فرمائی۔ وہ بھی کہنے لگی: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا ہے! یقیناً وہ جھوٹا ہے۔ آپ نے پہلے آدمی سے قسمیں لیں' اس نے اللہ کے نام کی چار قسمیں کھائیں کہ یقیناً میں سچا ہوں اور پانچویں قسم یہ کھائی کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ پھر دوسرے نمبر پر آپ نے عورت سے قسمیں لیں۔ اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کی چار قسمیں کھائیں کہ یقیناً یہ جھوٹا ہے اور پانچویں قسم یہ کھائی کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا

غضب نازل ہو۔ اس کے بعد آپ نے ان میں مستقل جدائی ڈال دی۔

فوائد و مسائل: ① ''دنیا کا عذاب'' یعنی اگر مرد جھوٹا ہو تو اس کے لیے الزام تراشی کی حد اسی (۸۰) کوڑے اور اگر عورت جھوٹی ہو یعنی زنا میں ملوث ہو تو اسے زنا کی حد رجم جب کہ آخرت کا عذاب تو جہنم ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ② ''جدائی ڈال دی'' کیونکہ اس قدر الزام تراشی کے بعد ان کا بطور خاوند بیوی رہنا بے غیرتی ہے۔ یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ ③ عالم دین سے مسئلہ پوچھا جائے اور اسے علم نہ ہو تو وہ بڑے عالم سے پوچھ کر بتائے۔ اور اس میں کوئی سبکی محسوس نہ کرے۔ ذاتی اجتہادات کی طرف بعد میں آئے۔ ایک ہی شخص کو ہر چیز کا علم نہیں ہوتا۔ عالم دین کی عزت و توقیر کرنی چاہیے اور مسئلہ پوچھنے کے لیے خود سفر کر کے عالم کی خدمت میں حاضر ہو۔ راہ چلتے یا مسجد میں آتے جاتے گلی میں روک لینا عالم کی شان میں کوتاہی ہے' الا یہ کہ بہت زیادہ بے تکلفی ہو اور آتے جاتے دورانِ گفتگو کوئی مسئلہ پوچھ لیا جائے جیسا کہ استاد شاگرد اکٹھے جا رہے ہوں تو کسی مسئلے پر بحث چھڑ جاتی ہے۔ ④ لعان سے پہلے قاضی کو چاہیے کہ پہلے انھیں وعظ و نصیحت کرے اور سمجھائے۔

(المعجم ٤٢) - بَابُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- لعان کرنے والے خاوند بیوی کے درمیان مستقل جدائی کر دی جائے گی

٣٥٠٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ ابْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: لَمْ يُفَرِّقِ الْمُصْعَبُ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، قَالَ سَعِيدٌ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: فَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ.

۳۵۰۴- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصعب نے لعان کرنے والوں میں تفریق نہ کی۔ میں نے یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کی تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تو بنو عجلان کے لعان کرنے والے خاوند بیوی میں تفریق کر دی تھی۔

فوائد و مسائل: ① مصعب سے مراد مصعب بن زبیر ہیں جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے اور ان کے دور خلافت میں ان کی طرف سے عراق کے گورنر رہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کے دور میں مکہ مکرمہ میں اپنی خلافت کا اعلان فرما دیا تھا۔ ۷۳ ہجری میں عبدالملک کے گورنر حجاج نے انھیں شہید کر کے ان کی خلافت ختم کر دی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ. ② احناف کا موقف ہے کہ لعان سے تفریق واقع نہیں

٣٥٠٤- أخرجه مسلم، اللعان: ١٤٩٣/ ٧ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٦٨.

ہوتی، قاضی تفریق کرے تو تب جدائی واقع ہوگی' پھر اس جدائی میں بھی ان کا اختلاف ہے۔ ابوحنیفہ اور امام محمد ؒ کے نزدیک یہ طلاق بائنہ ہوگی اور اگر خاوند بعد ازاں اپنے آپ کو جھٹلا دے' یعنی الزام واپس لے لے تو دونوں میں دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے جبکہ امام ابو یوسف ؒ کے نزدیک اس تفریق سے وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جائیں گے۔ صحیح موقف جمہور (مالک، شافعی اور امام احمد ؒ) کا ہے کہ محض لعان ہی سے جدائی واقع ہو جائے گی' قاضی کی تفریق کی ضرورت ہے نہ طلاق ہی کی۔ اس کے بعد دونوں ایک دوسرے پر ابدی طور پر حرام ہیں' آپس میں ان کا کبھی نکاح نہیں ہوسکتا' چاہے خاوند اپنے موقف سے پھر بھی جائے کیونکہ قسم جب واقع ہو جائے اور اس کے نتیجے میں احکام لاگو ہو جائیں اور فیصلہ ہو جائے تو وہ قسم واپس نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح لعان بھی ختم نہیں ہوگا' لیکن اس صورت میں خاوند پر حد قذف ضرور لگے گی کیونکہ اس نے صرف تہمت ہی نہیں لگائی بلکہ لعان کر کے اسے سرعام ذلیل بھی کیا' لہٰذا اور کچھ نہیں تو کم از کم حد قذف ضرور لگے گی۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی' شرح سنن النسائي: ٢٩/١٤٨، ١٤٩' و ١٥٢، ١٥٣' وفتح الباري: ٩/٤٥٩، ٤٦٠' و المغني: ١١/١٥٠' طبعة دار عالم الكتب)

(المعجم ٤٣) - إِسْتِتَابَةُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ بَعْدَ اللِّعَانِ (التحفة ٤٣)

باب: ٤٣- لعان کرنے والے خاوند بیوی سے لعان کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا چاہیے

٣٥٠٥- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ، قَالَ: فَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ: «اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟» قَالَ لَهُمَا ثَلَاثًا فَأَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. قَالَ أَيُّوبُ: وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: إِنَّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُ بِهِ، قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: مَالِي، قَالَ: «لَا مَالَ لَكَ إِنْ

٣٥٠٥- حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے کہا: ایک آدمی اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگا دے (اور ان میں لعان ہو جائے تو پھر کیا ہوگا)؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بنو عجلان کے لعان کرنے والے خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی تھی۔ اور آپ نے (بعد میں) فرمایا تھا: "اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟" آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ انھوں نے انکار کیا تو آپ نے ان میں جدائی ڈال دی۔ وہ آدمی کہنے لگا: میرا مال؟ آپ نے

٣٥٠٥- أخرجه البخاري، الطلاق، باب صداق الملاعنة، ح: ٥٣١١ من حديث ابن علية، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٣/٦ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٩.

كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا ، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهِيَ أَبْعَدُ مِنْكَ» .

فرمایا: ''تجھے کوئی مال نہیں ملے گا۔ اگر تو سچا ہے تو تو نے اس سے جماع وغیرہ بھی تو کیے ہیں۔ اور اگر تو جھوٹا ہے تو پھر تو تجھے مال مل ہی نہیں سکتا۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے لعان کے بعد ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے سمجھا ہے لیکن ایک حدیث میں صراحت ہے کہ آپ نے لعان سے قبل ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا۔ تو ان میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے: ایک ہلال بن امیہ کا جو عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔ اس میں لعان سے قبل توبہ کا ذکر ہے۔ اور دوسرا عویمر عجلانی کا' اس میں لعان کے بعد توبہ کا ذکر ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے' لہٰذا ثابت ہوا کہ دونوں طرح صحیح ہے۔ مطالبہ پہلے بھی کیا جا سکتا ہے اور بعد میں بھی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں یہی موقف اپنایا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۹/ ۴۵۸) ② ''میرا مال'' اس کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ یہ نکاح عورت کے جرم کی وجہ سے ختم ہو رہا ہے' لہٰذا مجھے مہر واپس ملنا چاہیے۔ آپ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تمھارے سچ یا جھوٹ کا یقین نہیں۔ ممکن ہے تو سچا ہو اور ممکن ہے وہ بے گناہ ہو' اس لیے مہر واپس نہیں مل سکتا۔ اگر تم سچے بھی ہو تب بھی تم نے اس سے بہت فائدہ اٹھا لیا ہے' لہٰذا مہر کی واپسی کا مطالبہ تمھیں زیب نہیں دیتا۔ ③ عربی متن میں ''قَالَ أَيُّوبُ'' کا ترجمہ سلاست کے پیش نظر نہیں کیا گیا۔ اس کا مفہوم اس طرح سمجھئے کہ یہ روایت سعید بن جبیر سے ایوب سختیانی اور عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں۔ ایوب صرف ''آپ نے ان میں جدائی ڈال دی'' تک بیان کرتے ہیں جبکہ عمرو بن دینار آدمی کا اپنے مال کے بارے میں سوال اور رسول اللہ ﷺ کا جواب بھی ذکر کرتے ہیں۔ ایوب یہ حصہ محفوظ نہ رکھ سکے۔ عمرو بن دینار کی موجودگی میں ایوب نے یہ حدیث بیان کی تو اس وقت عمرو نے یہ کہا تھا کہ اس حدیث کا کچھ حصہ آپ بیان نہیں کر رہے۔ اور پھر وہ حصہ بیان کیا۔ عمرو کی روایت اگلے باب میں آ رہی ہے۔

(المعجم ٤٤) - اِجْتِمَاعُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- لعان کرنے والوں کا بعد میں اجتماع (ممکن نہیں)

٣٥٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ ابْنَ

۳۵۰۶- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والے خاوند بیوی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا:

٣٥٠٦- أخرجه البخاري، الطلاق، باب المتعة للتي لم يفرض لها ... الخ، ح: ٥٣٥٠، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٣/ ٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٠.

عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: «حِسَابُكُمَا عَلَى اللهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، [وَ] لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَالِي، قَالَ: «لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ».

رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والے خاوند بیوی سے فرمایا تھا: ''اب تمھارا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ تم میں سے ایک تو (ضرور) جھوٹا ہے۔ اب تو اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرا مال؟ آپ نے فرمایا: ''تجھے کوئی مال نہیں ملے گا۔ اگر تو سچا ہے تو اس مال کے عوض تو اسے استعمال بھی تو کر چکا ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو پھر تجھے مال سے کیا واسطہ؟''

فائدہ: لعان کرنے والے ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں۔ کسی صورت میں دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ ابدی حرمت کے قائل نہیں۔ صحیح بات پہلی ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ٣٥٠٤ کا فائدہ: ٢۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ نَفْيِ الْوَلَدِ بِاللِّعَانِ وَإِلْحَاقِهِ بِأُمِّهِ (التحفة ٤٥)

باب: ٤٥- لعان کے ساتھ متنازعہ بچے کی نفی ہو جائے گی اور وہ ماں کو مل جائے گا

٣٥٠٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْأُمِّ.

٣٥٠٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خاوند بیوی میں لعان کروایا، پھر انھیں جدا کر دیا اور بچہ ماں کو دے دیا۔

فائدہ: کیونکہ بچے ہی کا تو جھگڑا تھا۔ خاوند نفی کرتا تھا کہ میرا نہیں۔ ماں تو نفی کر ہی نہیں سکتی، لہٰذا اسی کو دیں گے۔ اور وہ ماں کی طرف ہی منسوب ہوگا کیونکہ خاوند تو نفی کر رہا ہے اور زانی سے نسب ثابت نہیں ہو سکتا۔

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: إِذَا عَرَّضَ بِامْرَأَتِهِ وَسَكَتَ فِي وَلَدِهِ وَأَرَادَ الْانْتِفَاءَ مِنْهُ (التحفة ٤٦)

باب: ٤٦- جب کوئی شخص اپنی بیوی پر اشارتاً زنا کا الزام لگائے اور بچے کی نفی سے چپ رہے مگر ارادہ نفی ہی کا ہو؟

٣٥٠٧- أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٤/٨ عن قتيبة، والبخاري، الطلاق، باب: يلحق الولد بالملاعنة، ح: ٥٣١٥ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٧١، والموطأ(يحيى): ٢/ ٥٦٧.

٣٥٠٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي فَزَارَةَ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟» قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟» قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: «فَأَنَّى تَرَى أَتَى ذٰلِكَ؟» قَالَ: عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَهٰذَا عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ».

٣٥٠٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنوفزارہ میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میری بیوی نے سیاہ بچہ جنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کے رنگ کیسے ہیں؟'' اس نے کہا: سرخ۔ آپ نے فرمایا: ''کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں' ان میں خاکستری بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا خیال ہے وہ کدھر سے آ گئے؟'' وہ کہنے لگا: ہوسکتا ہے کسی جدی رگ کا اثر ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس بچے میں بھی کسی جدی رگ کا اثر ہوسکتا ہے۔''

فائدہ: اس آدمی کو بچے کے بارے میں شک تھا کہ کہیں ناجائز نہ ہو؟ مگر چونکہ اس نے صراحتاً نہ تو الزام لگایا نہ بچے کی نفی کی' لہٰذا لعان کی ضرورت نہ پڑی۔ البتہ اس نے اشکال پیش کیا کہ رنگ کے لحاظ سے یہ مجھ سے یکسر مختلف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح مثال بیان فرما کر اشکال دور فرما دیا کہ کبھی کسی دور والے باپ' یعنی دادے وغیرہ سے بھی مشابہت ہوجاتی ہے۔ ممکن ہے تیرا کوئی باپ دادا سیاہ رنگ کا ہو۔

٣٥٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ، - وَهُوَ يُرِيدُ الْإِنْتِفَاءَ مِنْهُ - فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟»

٣٥٠٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنوفزارہ میں سے ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا: میری بیوی نے سیاہ بچہ جنا ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ میرا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کس رنگ کے ہیں؟'' اس نے کہا: سرخ۔ فرمایا: ''کیا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟'' اس نے کہا: جی کئی

٣٥٠٨- أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٨/١٥٠٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٢.
٣٥٠٩- أخرجه مسلم، ح: ١٩/١٥٠٠ من حديث معمر به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٣.

قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «مَا أَلْوَانُهَا؟» قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ. «هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟» قَالَ: فِيهَا ذَوْدُ وُرْقٍ، قَالَ: «فَمَا ذٰلِكَ تُرٰى؟» قَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ نَزَعَهَا عِرْقٌ، قَالَ: «فَلَعَلَّ هٰذَا [أَنْ] يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ» قَالَ: فَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنْهُ.

خاکستری ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اسے تو کیا سمجھتا ہے؟'' وہ کہنے لگا: کسی جدی رگ کا اثر ہوسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس بچے میں بھی کسی جدی رگ کا اثر ہوسکتا ہے۔'' آپ نے اسے بچے کی نفی کی اجازت نہیں دی۔

٣٥١٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيْوَةَ - حِمْصِيٌّ - قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَأَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ؟» قَالَ: مَا أَدْرِي، قَالَ: «فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟» قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «فَهَلْ فِيهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ؟» قَالَ: فِيهَا إِبِلٌ وُرْقٌ، قَالَ: «فَأَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ؟» قَالَ: مَا أَدْرِي يَا رَسُولَ اللهِ! إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ: «وَهٰذَا لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ». فَمِنْ أَجْلِهِ قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذَا: «لَا يَجُوزُ لِرَجُلٍ أَنْ يَنْتَفِيَ مِنْ وَلَدٍ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ إِلَّا أَنْ يَزْعُمَ أَنَّهُ رَأٰى فَاحِشَةً».

٣٥١٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے گھر سیاہ رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیسے ہو گیا؟'' اس نے کہا: مجھے تو کوئی پتہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کا رنگ کیا ہے؟'' اس نے کہا: سرخ۔ آپ نے فرمایا: ''کیا ان میں کوئی خاکستری اونٹ بھی ہے؟ اس نے کہا: جی! بہت سے اونٹ خاکستری ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیسے ہوا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حقیقت تو نہیں جانتا الا یہ کہ کسی رگ کی کشش ہو۔ آپ نے فرمایا: ''اس بچے میں بھی کسی رگ کی کشش ہو سکتی ہے۔'' اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے یہ واضح فیصلہ فرمایا: ''کسی آدمی کو اس بچے کی نفی کی اجازت نہیں جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہو الا یہ کہ وہ دعویٰ کرے کہ میں نے اپنی بیوی کو زنا کی حالت میں دیکھا ہے۔''

٣٥١٠- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٤، وانظر الحديث السابق.

فوائد ومسائل: ① بچے میں کئی قسم کی مشابہتیں پائی جاسکتی ہیں' قریب کے کسی فرد کے ساتھ بھی' بعید کے فرد کے ساتھ بھی اور دوافراد کے ساتھ بھی' لہٰذا رنگ وروپ یا نین نقش کی بنا پر کسی بچے کو مشکوک قرار دے کر اس کی نفی نہیں کی جاسکتی جب تک زنا ہونے کا یقین نہ ہو۔ اگر وہ نفی کرے گا تو اسے لعان کرنا پڑے گا یا حد کا مستحق ہوگا۔ ② ''اس کے بستر پر'' یعنی اس کی بیوی یا لونڈی سے پیدا ہوا ہو۔ بیوی یا لونڈی کو استعارتاً بستر کہہ دیا جاتا ہے۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْانْتِفَاءِ مِنَ الْوَلَدِ (التحفة ٤٧)

٣٥١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ الْمُلَاعَنَةِ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ رَجُلًا لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ، وَلَا يُدْخِلُهَا اللهُ جَنَّتَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ احْتَجَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

باب:٤٧-(صرف شک کی بنا پر) بچے کی نفی کرنا بہت بڑا گناہ ہے

٣٥١١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' جس وقت لعان کی آیت اتری تھی: ''جو عورت کسی قوم میں ایسے بچے کو داخل کر دے جو ان میں سے نہیں تو اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل نہیں فرمائے گا۔ اور جو آدمی اپنے بچے کا (ضد سے یا شک وشبہ سے) انکار کر دے جب کہ بچہ اسے (پیار سے) دیکھ رہا ہو' اللہ تعالیٰ اس سے منہ موڑ لے گا۔ اور قیامت کے دن اسے اگلے پچھلے سب لوگوں کے سامنے ذلیل فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① ''جو ان میں سے نہیں'' یعنی وہ زنا کا نتیجہ ہے مگر منسوب خاوند کی طرف ہی کرے۔ ② ''اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں'' مبالغہ ہے۔ ظاہر الفاظ مقصود نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بہت بڑا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی رحمت سے محرومی کا سبب بن سکتا ہے۔ یا آئندہ آنے والا جملہ ''اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل نہیں فرمائے گا۔'' اس کی تفسیر ہے۔ ③ ''جب کہ وہ بچہ اسے دیکھ رہا ہو'' یہ ترجمہ بھی ہوسکتا ہے: ''جبکہ وہ

٣٥١١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب التغليظ في الانتفاء، ح: ٢٢٦٣ من حديث يزيد بن عبدالله ابن الهاد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٧٥، وصححه الدارقطني، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٢٠٢، ٢٠٣، ووافقه الذهبي. ☆ عبدالله بن يونس حسن الحديث على الراجح.

آدمی بچے کو دیکھ رہا ہو کہ واقعتاً میرا ہے۔" واللہ أعلم.

(المعجم ٤٨) - **بَابُ إِلْحَاقِ الْوَلَدِ بِالْفِرَاشِ إِذَا لَمْ يَنْفِهِ صَاحِبُ الْفِرَاشِ** (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- اگر بیوی کا خاوند یا لونڈی کا مالک بچے کی نفی نہ کرے تو بچہ (قانونی طور پر) اسی کا ہوگا

٣٥١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

۳۵۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بچہ فراش کے مالک کا ہوگا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① شادی شدہ عورت سے جو بچہ پیدا ہوٗوہ خاوند ہی سے متصور ہوگا۔ اسی طرح لونڈی سے جو بچہ پیدا ہوٗ وہ اس کے مالک ہی کا متصور ہوگا جب تک خاوند یا مالک نفی نہ کرے' خواہ اس بچے کے ناجائز ہونے کا کوئی امکانی ثبوت بھی ہو کیونکہ بچے کے جائز یا ناجائز ہونے کا مسئلہ مخفی ہوتا ہے اور اس کی تہ تک پہنچنا مشکل امر ہے۔ ② "پتھر" یعنی زانی کو حد لگے گی۔ جس کی ایک صورت پتھر ہیں۔ یہ محاورہ بھی ہوسکتا ہے' یعنی زانی کے لیے ناکامی ہے۔ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ نسب تو پاکیزہ چیز ہے۔

٣٥١٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

۳۵۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بچہ فراش والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔"

فائدہ: "فراش" یا بستر کنایہ ہے بیوی اور لونڈی سے۔ فراش والے سے مراد خاوند یا مالک ہے۔

٣٥١٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۵۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت

٣٥١٢ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب: الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح:١٤٥٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٥٦٧٦.

٣٥١٣ـ أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٥٦٧٧.

٣٥١٤ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه، ح:٢٢١٨، ومسلم، الرضاع.

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ: هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ! اِبْنُ أَخِي عُتْبَةَ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ، اُنْظُرْ إِلٰى شَبَهِهِ، وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى شَبَهِهِ فَرَأٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ! اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ!» فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ.

سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑ پڑے۔ حضرت سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابو وقاص کا بیٹا ہے۔ اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ ذرا اس کی شکل و شباہت پر غور فرمائیں۔ عبد بن زمعہ کہنے لگا: یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے ہاں اس کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی شکل و شباہت کو دیکھا تو وہ واضح طور پر عتبہ کے مشابہ تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: ”اے عبد! یہ تیرا بھائی ہی ہے کیونکہ بچہ گھر والے کا ہوتا ہے اور زانی کو تو پتھر پڑتے ہیں۔ اے سودہ بنت زمعہ! تو اس سے پردہ کیا کر۔“ اس کے بعد اس نے کبھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① جس بچے کے بارے میں جھگڑا تھا' وہ زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہوا تھا۔ حقیقتاً وہ عتبہ کے ناجائز نطفے سے تھا۔ جاہلیت میں لونڈیوں سے زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کو دعویٰ کرنے والے زانی کی طرف منسوب کر دیا جاتا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا دعویٰ اسی جاہلی رواج کی بنا پر تھا لیکن اسلام نے اس قبیح رسم کو ختم کیا کہ اب زانی کی طرف بچہ منسوب نہیں ہوگا۔ عورت کا خاوند یا مالک انکار نہ کرے تو اسی کا بیٹا ہوگا۔ اگر وہ انکار کر دے تو جننے والی ماں کی طرف منسوب ہوگا۔ ② رسول اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی زمعہ کی بیٹی تھیں۔ اس ناتے وہ بچہ ان کا بھی بھائی بنتا تھا مگر چونکہ حقیقتاً وہ عتبہ کے نطفے سے تھا' لہٰذا قانونی بھائی ہونے کے باوجود اس سے پردے کا حکم دیا کیونکہ وہ حقیقی بھائی نہ تھا۔ یہ جھگڑا فتح مکہ کے موقع پر ہوا تھا۔ ③ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ قیافہ شناسی وہاں معتبر ہوگی جہاں اس کے معارض کوئی اس سے قوی دلیل نہ ہو۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے یہاں مشابہت کا اعتبار نہیں کیا اور نہ لعان میں کیا ہے کیونکہ یہاں اس کے معارض اس سے قوی دلائل موجود ہیں' یعنی یہ شرعی اصول کہ بچہ بستر والے کی طرف منسوب ہوگا' اور لعان کی مشروعیت جبکہ زید بن حارثہ والے واقعے میں اس کا اعتبار کیا ہے کیونکہ وہاں اس کے معارض کوئی اس سے قوی دلیل موجود نہیں۔ واللہ أعلم. ④ حاکم یا جج کا فیصلہ کیس کی حقیقت اور اصلیت کو نہیں بدلے گا

◀◀باب: الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٨ . ٭ الليث هو ابن سعد .

اگر چہ وہ فیصلہ ظاہری دلائل کی روشنی ہی میں کرے گا جیسے کوئی جھوٹی گواہی دے اور جج اس کے مطابق فیصلہ کر دے تو جس کے حق میں کسی چیز کا فیصلہ ہوا ہے اس کے لیے وہ چیز شرعاً حلال نہیں ہوگی۔ آپ نے اس بچے کو عبد بن زمعہ کا بھائی قرار دیا' شرعی اصول کی بنا پر' لیکن سودہ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا' اس لیے کہ حقیقتاً وہ ان کا بھائی نہیں تھا کیونکہ اس کی عتبہ سے واضح مشابہت موجود تھی۔ اس سلسلے میں نبی ﷺ کا واضح فرمان بھی موجود ہے کہ اگر میں ظاہری دلائل کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کسی کے حق میں کر دوں تو اس سے وہ چیز اس کے لیے واقعتاً حلال نہیں ہو جائے گی بلکہ وہ ایسے سمجھے کہ میں اسے جہنم کا ٹکڑا دے رہا ہوں۔ اسے وہ نہیں لینا چاہیے۔

(صحيح البخاري' الشهادات' حديث:٢٦٨٠' و صحيح مسلم' الأقضية' حديث:١٧١٣)

٣٥١٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ مَوْلًى لَهُمْ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَتْ لِزَمْعَةَ جَارِيَةٌ [يَطَؤُهَا] هُوَ، وَكَانَ يُظَنُّ بِآخَرَ يَقَعُ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ شِبْهِ الَّذِي كَانَ يُظَنُّ بِهِ، فَمَاتَ زَمْعَةُ وَهِيَ حُبْلَى، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ سَوْدَةُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ! فَلَيْسَ لَكِ بِأَخٍ».

۳۵۱۵- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ زمعہ کی ایک لونڈی تھی جس سے وہ جماع کیا کرتا تھا۔ لیکن وہ ایک اور شخص کے بارے میں سمجھتا تھا کہ وہ بھی اس سے زنا کرتا ہے۔ بعد میں اس لونڈی نے اس شخص کے مشابہ بچہ جنا جس کے بارے میں اس کا یہ خیال تھا۔ خیر! زمعہ فوت ہوا تو وہ حاملہ تھی۔ حضرت سودہ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ تو گھر والے کی طرف ہی منسوب ہوگا لیکن تو اس سے پردہ کیا کر کیونکہ حقیقتاً وہ تیرا بھائی نہیں۔''

فائدہ: ''منسوب ہوگا'' کیونکہ گھر والا فوت ہو چکا ہے۔ انکار کا امکان نہیں رہا۔ اگر وہ زندہ ہوتا اور انکار کر دیتا تو پھر بچہ اس کی طرف منسوب نہ ہوتا بلکہ اس لونڈی کی طرف ہی منسوب ہوتا۔

٣٥١٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۵۱۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٥١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٩٧ من حديث إسحاق بن إبراهيم به، وصححه، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٧٩. * جرير هو ابن عبدالحميد، و يوسف حسن الحديث، حسن له الحافظ في الفتح: ١٢/ ٣٧، وصحح له ابن التركماني، والحاكم، والذهبي.

٣٥١٦ـ [صحيح] أخرجه ابن حبان، ح: ١٣٣٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٨٠. * مغيرة هو ابن مقسم، تقدم، ح: ١٣٤٤. وللحديث شواهد كثيرة، تقدمت بعضها، ح: ٣٥١٢، ٣٥١٣

قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ گھر والے کا ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں (یا محرومی ہے)۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَلَا أَحْسِبُ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے نہیں آتی۔ (کسی راوی کی غلطی ہے)۔ واللہ تعالی أعلم.

(المعجم ٤٩) - بَابُ فِرَاشِ الْأَمَةِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- لونڈی بھی فراش ہے

٣٥١٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِخْتَصَمَ سَعْدُ ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي ابْنِ زَمْعَةَ، قَالَ سَعْدٌ: أَوْصَانِي أَخِي عُتْبَةُ إِذَا قَدِمْتَ مَكَّةَ فَانْظُرْ إِلَى ابْنِ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَهُوَ ابْنِي، فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: هُوَ ابْنُ أَمَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي، فَرَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ»!.

۳۵۱۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ اور عبد بن زمعہ' زمعہ کے ایک بیٹے کے بارے میں جھگڑ پڑے۔ حضرت سعد نے کہا کہ مجھے میرے بھائی عتبہ نے وصیت کی تھی کہ تو جب بھی مکہ جائے تو زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے بچے کو تلاش کر کے پکڑ لینا کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا: وہ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عتبہ کے ساتھ اس کی واضح مشابہت محسوس فرمائی مگر آپ نے فرمایا: ''بچہ گھر والے ہی کا ہوتا ہے لیکن سودہ! تو اس سے پردہ کیا کر۔''

فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح بیوی کی اولاد خاوند ہی کی شمار ہوتی ہے' اسی طرح لونڈی کی اولاد بھی مالک ہی کی شمار ہوگی بشرطیکہ خاوند یا مالک انکار نہ کرے۔ بیوی بھی فراش ہے لونڈی بھی۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔ احناف لونڈی کو فراش نہیں مانتے۔ اور لونڈی سے بچے کو مالک کا نہیں سمجھتے جب تک وہ دعویٰ نہ کرے۔ لیکن یہ درست نہیں۔ یہ حدیث صراحتاً لونڈی کو فراش ثابت کرتی ہے۔

٣٥١٧- أخرجه البخاري، الخصومات، باب دعوى الوصي للميت، ح: ٢٤٢١، ومسلم، الرضاع، باب: الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به. وهو في الكبرى، ح: ٥٦٨١.

(المعجم ٥٠) - بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْوَلَدِ إِذَا تَنَازَعُوا فِيهِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ فِيهِ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ (التحفة ٥٠)

باب:٥٠-جب بچے کے بارے میں تنازع ہو جائے تو قرعہ ڈالا جا سکتا ہے' نیز زید بن ارقم کی حدیث میں شعبی پر اختلاف کا ذکر

٣٥١٨- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِثَلَاثَةٍ وَهُوَ بِالْيَمَنِ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلَ اثْنَيْنِ أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا: لَا، ثُمَّ سَأَلَ اثْنَيْنِ أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا: لَا، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِي صَارَتْ عَلَيْهِ الْقُرْعَةُ، وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

٣٥١٨-حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس یمن میں تین آدمی لائے گئے جنھوں نے ایک عورت کے ساتھ ایک طہر میں جماع کیا تھا۔ آپ نے ان میں سے دو سے پوچھا: کیا تم اس (تیسرے) کے لیے بچے کا اقرار کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں' پھر دوسرے دو سے پوچھا: تم اس تیسرے کے لیے یہ بچہ تسلیم کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آخر آپ نے ان میں قرعہ ڈالا اور بچہ اسے دے دیا جس کے نام قرعہ نکلا تھا۔ اور اس پر اس بچے کی دو تہائی دیت ڈال دی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ ہنسنے لگے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو فاضل محقق ﷾ نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح کہا ہے اور راجح رائے انھی کی ہے۔ علامہ البانی ؒ نے اس پر مفصل بحث کی ہے اور یہی نتیجہ اخذ کیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن أبي داود (مفصل) للألباني' رقم:١٩٦٤' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٢٣٤٨' و ذخيرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي: ٢٩/١٨٧) ② اصل واقعہ جاہلیت کے دور کا تھا کیونکہ اسلام میں تو ایسا ممکن ہی نہیں کہ تین آدمی ایک طہر میں ایک عورت سے جماع کریں۔ چونکہ جاہلیت کے کاموں پر سزا نہیں دی جا سکتی تھی بلکہ اس دور کے تصرفات کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا گیا تھا کہ جو ہوا سو ہوا' آئندہ کے لیے منع ہے' اس لیے اس واقعہ کا حل بھی ضروری تھا جو حضرت

٣٥١٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من قال بالقرعة إذا تنازعوا في الولد، ح: ٢٢٧٠ عن خشيش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٢. ❊ سفيان الثوري عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد ذہانت سے تجویز فرمایا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ③ ''قرعہ نکلا'' اگر کسی چیز پر کئی افراد کا حق برابر ہو لیکن وہ سب کو نہ مل سکتی ہو تو قرعہ اندازی کے ذریعے سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ احادیث میں اس کا ثبوت ہے مگر احناف قرعہ اندازی کے قائل نہیں' حالانکہ کئی دعوے داروں کو مطمئن کرنے کے لیے قرعہ اندازی کرنا ایک فطری چیز ہے جو ہر معاشرے میں مستعمل ہے اور اس سے فیصلے ہوتے ہیں۔ جھگڑے نپٹ جاتے ہیں۔ ایسی چیز کا عقلی بنیاد پر انکار فطرت انسانیہ کے خلاف ہے۔ ہر چیز کا فیصلہ عقلی بنیاد پر ہی نہیں ہوتا' فطرت اصل ہے۔ ④ ''دو تہائی دیت ڈال دی'' کیونکہ ان کو بچہ نہ مل سکا تھا' لہٰذا انھیں مال دے دیا۔ شرعاً بچے کی قیمت دیت معتبر ہے' اس لیے دیت کے لحاظ سے انھیں مال دے دیا۔ ⑤ ثابت ہوا کہ بچہ ایک آدمی ہی کو ملے گا۔ دو آدمی ایک بچے میں شریک نہیں ہو سکتے' یعنی بچے کا نسب ایک آدمی کے ساتھ ثابت ہوگا۔ ⑥ ''ہنسنے لگے'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت پر یا اس عجیب واقعہ پر۔ واللہ أعلم.

۳۵۱۹- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْخَلِيلِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَمَنِ، فَجَعَلَ يُخْبِرُهُ وَيُحَدِّثُهُ وَعَلِيٌّ بِهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتَى عَلِيًّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَخْتَصِمُونَ فِي وَلَدٍ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۵۱۹- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ آپ کے پاس یمن سے ایک آدمی آیا۔ وہ آپ کو وہاں کی باتیں بیان کرنے لگا۔ حضرت علی بھی ان دنوں یمن میں تھے۔ وہ شخص کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمی آئے جن کا ایک بچے کے بارے میں جھگڑا تھا۔ ان تینوں نے ایک طہر میں ایک عورت سے جماع کیا تھا۔ اور مذکورہ بالا کی مانند ساری حدیث بیان کی۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو محقق کتاب حفظہ اللہ نے اجلح راوی کی بنا پر سنداً ضعیف کہا ہے۔ اجلح پر محدثین نے حافظے کی خرابی کی بنا پر کلام کیا ہے لیکن یہاں صالح ہمدانی اجلح کی متابعت کر رہے ہیں جن کی روایت صحیح ہے۔ دیکھیے سابقہ حدیث (۳۵۱۸)' لہٰذا یہ اور آئندہ روایت دونوں صحیح ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود (مفصل) للألباني' رقم: ۱۹۶۳)

۳۵۱۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ۲۲۶۹ (انظر الحديث السابق) من حديث الأجلح به، وضعفه الجمهور كما حققته في تخريج مسند الحميدي، ح: ۷۸۵، والحديث في الكبرٰى، ح: ۵۶۸۳، وصححه الحاكم: ۳/ ۱۳۵، ۱۳۶، وللحديث طرق كلها ضعيفة.

٣٥٢٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ بِالْيَمَنِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا أُتِيَ فِي ثَلَاثَةِ نَفَرٍ، اِدَّعَوْا وَلَدَ امْرَأَةٍ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَحَدِهِمْ: تَدَعُهُ لِهٰذَا؟ فَأَبٰى، وَقَالَ لِهٰذَا: تَدَعُهُ لِهٰذَا؟ فَأَبٰى، وَقَالَ لِهٰذَا: تَدَعُهُ لِهٰذَا؟ فَأَبٰى، قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَسَأُقْرِعُ بَيْنَكُمْ، فَأَيُّكُمْ أَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ فَهُوَ لَهُ وَعَلَيْهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

٣٥٢٠- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھا۔ ان دنوں حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمیوں کا مقدمہ آیا جنھوں نے ایک عورت کے بچے کے بارے میں دعویٰ کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے کہا: کیا تو یہ بچہ اس کو دیتا ہے؟ اس نے انکار کیا' پھر دوسرے سے کہا: تو یہ بچہ اس کو دیتا ہے؟ اس نے بھی انکار کیا' پھر تیسرے سے کہا: تو یہ بچہ اس کو دیتا ہے؟ اس نے بھی انکار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جھگڑالو شریک ہو۔ میں تم میں قرعہ ڈالوں گا۔ جس کے حق میں قرعہ نکل آیا' بچہ اسے مل جائے گا۔ البتہ اسے دو تہائی دیت ادا کرنا ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنسنے لگے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

٣٥٢١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ حَضْرَمَوْتَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا عَلَى الْيَمَنِ، فَأُتِيَ بِغُلَامٍ تَنَازَعَ فِيهِ ثَلَاثَةٌ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

خَالَفَهُمْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ.

٣٥٢١- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن پر حاکم بنا کر بھیجا۔ ان کے پاس ایک بچہ لایا گیا جس میں تین آدمیوں کا تنازع تھا۔ اور مذکورہ بالا کی مانند ساری حدیث بیان کی۔

سلمہ بن کہیل نے ان کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کو امام شعبی رحمہ اللہ سے بیان کرنے والے حضرات چار ہیں: صالح ہمدانی' اجلح' ابواسحاق شیبانی اور سلمہ بن کہیل۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شعبی کے شاگردوں میں سے سلمہ

٣٥٢٠ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٤.

٣٥٢١ـ [ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٥.

بن کہیل نے باقی تین شاگردوں' یعنی صالح ہمدانی' اجلح اور شیبانی کی مخالفت کی ہے۔ اور وہ مخالفت دوطرح سے ہے: ایک یہ کہ صالح ہمدانی' اجلح اور شیبانی نے سند میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے جب کہ سلمہ بن کہیل نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ان تین حضرات نے تو اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے جب کہ حضرت سلمہ بن کہیل نے اس روایت کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ والله أعلم. ② یہ طریق بھی سابقہ طرق کی بنا پر صحیح ہے۔

٣٥٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ أَوِ ابْنِ أَبِي الْخَلِيلِ: أَنَّ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ اشْتَرَكُوا فِي طُهْرٍ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۳۵۲۲- حضرت ابوخلیل یا ابن ابوخلیل سے منقول ہے کہ تین آدمی ایک عورت کے طہر میں شریک ہوئے۔ باقی حدیث اسی طرح ذکر کی' نیز سلمہ بن کہیل نے (اپنی روایت میں) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ روایت کو مرفوع ہی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا صَوَابٌ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی (سلمہ بن کہیل کی روایت) درست ہے۔ والله سبحانه وتعالى أعلم.

فائدہ: اس روایت میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں اور نہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق یہی درست ہے کیونکہ سلمہ بن کہیل باقی تینوں سے اوثق ہے' لہٰذا ان (تینوں) کی روایت درست نہیں لیکن راجح بات یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع اور متصل بھی ثابت ہے اور صحیح ہے۔ دیکھیے' (حدیث: ۳۵۱۸) کیونکہ صالح ہمدانی ثقہ راوی ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ اوثق راوی کی مخالفت کا اعتبار تب ہوتا ہے جب کوئی وجہ اختلاف بھی ہو لیکن یہاں کوئی وجہ اختلاف سمجھ میں نہیں آتی' اس لیے صالح ہمدانی کی روایت بھی صحیح ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٥١) - بَابُ الْقَافَةِ (التحفة ٥١)

باب:۵۱- قیافہ شناسی کا بیان

٣٥٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۵۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

٣٥٢٢- [ضعيف] تقدم، ح: ٣٥١٩، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٢٧١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٦.

٣٥٢٣- أخرجه البخاري، الفرائض، باب القائف، ح: ٦٧٧٠، ومسلم، الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف◄◄

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ: «أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ فَقَالَ: إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ».

ﷺ ایک دفعہ میرے پاس خوش خوش تشریف لائے۔ آپ کے چہرۂ مبارک کی دھاریاں چمک رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''(عائشہ!) تجھے پتہ چلا کہ مجزز نے زید بن حارثہ اور اسامہ کو (لیٹے ہوئے) دیکھا تو کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے (باپ بیٹے) ہی کے (معلوم ہوتے) ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سفید رنگ کے تھے جب کہ ان کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سیاہ رنگ کے۔ شاید والدہ کا اثر تھا۔ اس بنا پر بعض لوگ ان کے نسب میں شک کرتے تھے۔ انتہائی قریبی تعلق کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں سے تکلیف ہوتی تھی۔ ایک بار ایسا ہوا کہ مجزز مدلجی‘ ایک مشہور قیافہ شناس جس کے قیافے کو پورا علاقہ تسلیم کرتا تھا‘ گزرا تو دونوں باپ بیٹا سوئے پڑے تھے‘ ان کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے مگر پاؤں ننگے تھے۔ اس نے اپنی عادت کے مطابق دونوں کے پاؤں غور سے دیکھ کر کہا کہ یہ دونوں باپ بیٹا ہیں۔ اس کی یہ مبنی برحقیقت اور سچی بات سن کر نبی ﷺ کو خوشی ہوئی کہ اب تو ایک مشہور قیافہ شناس نے تصدیق کر دی ہے۔ اب زبانیں گنگ ہو جائیں گی۔ ② قیافہ شناسی بھی عقلاً قطعی نہ ہونے کے باوجود انسانی ذہن کو مطمئن کرتی ہے۔ عموماً لوگ تسلیم کرتے ہیں‘ لہٰذا کسی مشکل مسئلے میں قیافہ سے بھی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ احناف اس کے بھی قائل نہیں‘ حالانکہ دنیا کے بہت کم کام یقین سے طے ہوتے ہیں۔ عام طور پر ظن غالب ہی کو معتبر مانا جاتا ہے‘ لہٰذا قیافہ کے انکار کی ضرورت نہیں بلکہ بعض متنازعہ مسائل میں قیافہ شناس سے مدد لی جا سکتی ہے۔

٣٥٢٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي أُسَامَةُ بْنُ

٣٥٢٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بڑے خوش خوش میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: ''عائشہ! تجھے علم نہیں کہ ابھی مجزز مدلجی میرے پاس آیا تھا جب کہ اسامہ بن زید میرے قریب (لیٹا ہوا) تھا۔ اس نے اسامہ اور زید دونوں کو دیکھا۔ دونوں کے اوپر چادر تھی اور انھوں نے اپنے

◄◄ الولد، ح: ١٤٥٩/ ٣٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٧.

٣٥٢٤- أخرجه البخاري، الفرائض، باب القائف، ح: ٦٧٧١، ومسلم، الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف الولد، ح: ١٤٥٩/ ٣٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٨.

زَيْدٍ، فَرَأَى أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ وَقَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ: هٰذِهِ أَقْدَامٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

چہرے ڈھانپ رکھے تھے' البتہ ان کے پاؤں ننگے تھے' چنانچہ (یہ دیکھ کر) وہ کہنے لگا: یہ پاؤں تو ایک دوسرے (باپ بیٹے) کے (معلوم ہوتے) ہیں۔"

(المعجم ٥٢) - إِسْلَامُ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَتَخْيِيرُ الْوَلَدِ (التحفة ٥٢)

باب:٥٢- خاوند بیوی میں سے ایک مسلمان ہو جائے تو بچے کو اختیار دیا جائے (کہ وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے)

٣٥٢٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّهُ أَسْلَمَ وَأَبَتِ امْرَأَتُهُ أَنْ تُسْلِمَ، فَجَاءَ ابْنٌ لَهُمَا صَغِيرٌ لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمَ، فَأَجْلَسَ النَّبِيُّ ﷺ الْأَبَ هٰهُنَا وَالْأُمَّ هٰهُنَا ثُمَّ خَيَّرَهُ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اهْدِهِ» فَذَهَبَ إِلٰى أَبِيهِ.

٣٥٢٥- حضرت عبدالحمید بن سلمہ انصاری کے دادا محترم سے روایت ہے کہ میں مسلمان ہو گیا لیکن میری بیوی نے اسلام لانے سے انکار کر دیا۔ ہمارا ایک چھوٹا بچہ آیا جو ابھی بالغ نہیں ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے باپ کو ایک طرف بٹھا لیا اور ماں کو دوسری طرف' پھر آپ نے بچے کو اختیار دیا اور دعا فرمائی: "یا اللہ! اسے ہدایت دے۔" چنانچہ وہ بچہ (اللہ کی توفیق سے) باپ کی طرف چلا گیا۔

فائدہ: خاوند بیوی میں سے ایک مسلمان ہو جائے اور بچہ سن تمیز کو پہنچا ہوا ہو تو اسے کس کی تحویل میں دیا جائے؟ اس میں اختلاف ہے۔ اصحاب الرائے کے نزدیک کافر کے لیے حق حضانت (پرورش) ثابت ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ ولایت ہے۔ اور جب نکاح اور مال میں کافر کی ولایت ثابت نہیں ہوتی تو حضانت میں تو بالاولیٰ ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا نقصان ان دونوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے' اس لیے کہ جب کافر' بچے کی پرورش کرے گا تو ظاہر ہے اس کی خواہش ہو گی کہ بچہ میرے دین پر ہو' اس لیے وہ اس کی اپنے دین کے مطابق پرورش اور تربیت کرے گا اور اپنے دین کی اسے تعلیم دے گا۔ نتیجتاً بچہ کافر ہو جائے گا کیونکہ بچہ وہی بنتا ہے جس کی اسے تربیت دی جائے۔ فرمان نبوی ہے: "بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے' بعد میں اس کے والدین اسے یہودی' عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔" (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث:١٣٥٨' و صحیح

٣٥٢٥ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب تخيير الصبي بين أبويه، ح: ٢٣٥٢ من حديث عثمان البتي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٩، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٦، ٢٠٧، ووافقه الذهبي.

مسلم' القدر' حدیث:٢٦٥٨) بعد میں اس کا اسلام کی طرف آنا بہت مشکل ہوگا کیونکہ بچپن کا علم پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَن يَّجعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ اس لیے بچے کو مسلمان کی تحویل میں دیا جائے گا۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچے کا کافر کے پاس جانا اللہ کی منشا کے خلاف ہے کیونکہ اللہ اپنے بندوں سے ہدایت کا ارادہ رکھتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ نبی ﷺ نے مذکورہ مسئلے میں اختیار کیوں دیا جبکہ ماں کافر تھی؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ نبی ﷺ کو یقین تھا کہ میری دعا قبول ہو جائے گی اور بچہ یقیناً باپ کے پاس جائے گا' اس لیے آپ نے ماں کی دل جوئی کے لیے ایسا کیا۔ اگر اس بات کو درست تسلیم نہ بھی کیا جائے اور مذکورہ صورت میں اختیار ہی کو درست سمجھا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیا تھا' تو بھی کافر کی طرف مائل ہونے کی صورت میں بچہ اس کی تحویل میں اس شرط پر دیا جائے گا کہ وہ بچے کی تربیت اسلام کے مطابق کرے۔ یہ شرط عائد کرنا اس حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ حدیث میں شرط کی نفی نہیں (اس لیے کہ حدیث میں بچے کے کافر کے پاس جانے کی نوبت نہیں آئی۔) بلکہ یہ شرط دینی مصالح کے عین مطابق ہے اور اس سے تمام دلائل میں تطبیق ہو جاتی ہے اور کسی آیت یا حدیث کو (نعوذ باللہ) رد کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ واللہ أعلم.

٣٥٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي! إِنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِي وَقَدْ نَفَعَنِي وَسَقَانِي مِنْ بِئْرِ أَبِي عِنَبَةَ، فَجَاءَ زَوْجُهَا وَقَالَ: مَنْ يُخَاصِمُنِي فِي ابْنِي؟ فَقَالَ: «يَا غُلَامُ! هٰذَا أَبُوكَ وَهٰذِهِ أُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ أَيِّهِمَا شِئْتَ». فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ فَانْطَلَقَتْ بِهِ.

٣٥٢٦- حضرت ابومیمونہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو انھوں نے فرمایا: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! میرا (سابقہ) خاوند میرے بیٹے کو لے جانا چاہتا ہے جب کہ وہ مجھے بہت نفع دیتا ہے' مثلاً: بئر أبی عنبہ سے مجھے پانی لا کر دے دیتا ہے۔ اتنے میں اس کا خاوند بھی آ گیا اور کہنے لگا: میرے بیٹے کے بارے میں کون مجھ سے جھگڑا کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے لڑکے! یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں' جس کا چاہے ہاتھ پکڑ لے۔'' اس نے اپنی والدہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے لے کر چلی گئی۔

٣٥٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من أحق بالولد، ح: ٢٢٧٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٩٠، وقال الترمذي، ح: ١٣٥٧ "حسن صحيح". * زياد هو ابن سعد.

فوائد ومسائل: ① اگر خاوند بیوی دونوں مسلمان ہوں مگر ان میں جدائی ہو جائے تو اس صورت میں اگر بچہ چھوٹا ہے تو وہ اپنی ماں کے پاس رہے گا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اس بیٹے کے لیے میرا پیٹ برتن تھا' میری چھاتی اس کا مشکیزہ تھی اور میری گود اس کی پناہ گاہ تھی۔ اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور وہ اب اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو اس کی زیادہ حق دار ہے جب تک تو آگے نکاح نہیں کرتی۔'' (سنن أبي داود' الطلاق' حديث:۲۲۷۶) اور اگر بچہ سن تمیز کو پہنچا ہوا ہے تو پھر اسے اختیار دیا جائے گا۔ وہ جسے اختیار کر لے گا اس کے پاس رہے گا جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ احادیث میں تطبیق کی یہ بہترین صورت ہے۔ تمام احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ ② بئر أبي عنبه مدینہ منورہ سے کافی باہر تقریباً ۱۲ میل دور ایک کنواں ہے۔

(المعجم ٥٣) - عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ (التحفة ٥٣)

باب:۵۳-خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت

٣٥٢٧- أَخْبَرَنَا أَبُوعَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي شَاذَانُ بْنُ عُثْمَانَ أَخُو عَبْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ضَرَبَ امْرَأَتَهُ فَكَسَرَ يَدَهَا - وَهِيَ جَمِيلَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ - فَأَتَى أَخُوهَا يَشْتَكِيهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ: «خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ وَخَلِّ سَبِيلَهَا» قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَاحِدَةً فَتَلْحَقَ بِأَهْلِهَا.

۳۵۲۷- حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو مارا اور اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ اس کا نام جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی تھا۔ اس کا بھائی یہ شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت کو پیغام بھیج کر بلایا اور (تحقیق کے بعد) فرمایا: ''تو نے جو کچھ اسے دیا ہے' واپس لے لے اور اسے چھوڑ دے۔'' اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جمیلہ کو حکم دیا کہ وہ ایک حیض تک انتظار کرے اور میکے چلی جائے۔

٣٥٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ٢٦٥، ح: ٦٧١ من طريق آخر عن محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان وغيره به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٩١.

فائدہ: خلع چونکہ فسخ نکاح ہے' اس لیے اس کی عدت ایک حیض ہے' وہ بھی صرف استبرائے رحم کے لیے' یعنی پتہ چل جائے کہ عورت حاملہ ہے یا غیر حاملہ۔ اگر حاملہ ہو تو پھر وہ وضع حمل کے بعد آگے نکاح کر سکے گی۔ اور غیر حاملہ ہونے کی صورت میں ایک حیض کے بعد۔ حضرت ابن عباس اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی یہی صراحت منقول ہے۔ امام شافعی' احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ احناف کے نزدیک خلع طلاق ہے' اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اس کی عدت تین حیض ہے لیکن ان کا یہ موقف صحیح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

٣٥٢٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَ: قُلْتُ لَهَا: حَدِّثِينِي حَدِيثَكِ، قَالَتْ: اِخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَأَلْتُهُ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ؟ فَقَالَ: لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِهِ، فَتَمْكُثِي حَتَّى تَحِيضِي حَيْضَةً. قَالَ: وَأَنَا مُتَّبِعٌ فِي ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَرْيَمَ الْمُغَالِيَّةِ، كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ.

٣٥٢٨- حضرت عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے اپنا واقعہ بیان کیجیے۔ وہ کہنے لگی کہ میں نے اپنے خاوند سے خلع لیا' پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ سے پوچھا: مجھ پر کتنی عدت واجب ہے؟ انھوں نے فرمایا: تجھ پر کوئی عدت واجب نہیں مگر یہ کہ تیرے خاوند نے تجھ سے اس طہر میں جماع کیا ہو تو پھر تو ایک حیض انتظار کر۔ انھوں نے فرمایا: اس سلسلے میں میں نے مریم مغالیہ کی بابت رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کی پیروی کی ہے۔ وہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی اور انھوں نے ان سے خلع لے لیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک حیض عدت بھی استبرائے رحم' یعنی رحم کی صفائی معلوم کرنے کے لیے ہے۔ اگر تازہ طہر میں جماع نہ ہوا ہو تو ایک حیض عدت بھی ضروری نہیں۔ لیکن یہ تفصیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اپنی ہے' نبی ﷺ سے جو صحیح ثابت ہے وہ یہی ہے کہ آپ نے ہر خلع والی عورت کو ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا ہے (ماسوا حاملہ کے) خواہ اس سے حالیہ طہر میں جماع ہوا ہو یا نہ۔ آپ نے اس کی تفصیل طلب نہیں کی' نیز چونکہ جماع مخفی چیز ہے' لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ ہر خلع والی عورت ایک

٣٥٢٨- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب عدة المختلعة، ح: ٢٠٥٨ من حديث يعقوب بن إبراهيم ابن سعد، عم عبيدالله به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٩٢.

حیض عدت گزارے تاکہ شک وشبہ نہ رہے۔ ② یہ بات یاد رہے کہ خلع میں رجوع تو نہیں ہوسکتا مگر بعد میں دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے کیونکہ یہ تین طلاق کے حکم میں نہیں۔

(المعجم ٥٤) - مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَاتِ (التحفة ٥٤)

٣٥٢٩- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ أَوْ مِثْلِهَآ﴾ [البقرة: ١٠٦] وَقَالَ: ﴿وَإِذَا بَدَّلْنَآ ءَايَةً مَّكَانَ ءَايَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ﴾ [النحل: ١٠١] اَلْآيَةَ. وَقَالَ: ﴿يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُۥٓ أُمُّ الْكِتَٰبِ﴾ [الرعد: ٣٩] فَأَوَّلُ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ، وَقَالَ: ﴿وَالْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ﴾ [البقرة: ٢٢٨] وَقَالَ: ﴿وَالَّٰٓئِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشْهُرٍ﴾ [الطلاق: ٤] فَنُسِخَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ تَعَالٰى: ﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا﴾ [الأحزاب: ٤٩]

باب: ۵۴- طلاق والی عورتوں کی عدت میں استثنا بھی ہے

۳۵۲۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (نسخ کے دلائل ذکر کرتے ہوئے) یہ آیات پڑھیں: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ...... اَوْ مِثْلِهَا﴾ ''جو آیت ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں، ہم اس سے بہتر آیت لاتے ہیں یا اس جیسی۔'' اور فرمایا: ﴿وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰيَةً ...... بِمَا يُنَزِّلُ﴾ ''جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت لے آتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی اتاری ہوئی آیات کو خوب جانتا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ...... أُمُّ الْكِتَابِ﴾ ''اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہے باقی رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس اصل کتاب ہے۔'' قرآن مجید میں سب سے پہلے قبلہ منسوخ ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ ''طلاق شدہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو (نیا نکاح کرنے سے) روک رکھیں۔'' پھر فرمایا: ﴿وَالّٰٓئِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ ...... ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ﴾ ''وہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہیں، اگر تمھیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔'' (اس آیت کے ذریعے سے) پہلی آیت میں

٣٥٢٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في نسخ ما استثني به من عدة المختلعات، ح: ٢٢٨٢ من حديث علي بن الحسين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٠٤.

سے کچھ حصہ منسوخ کر دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ …… تَعْتَدُّوْنَهَا﴾ ''اگر تم عورتوں کو جماع سے پہلے طلاق دو تو ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو۔''

فائدہ: شاید امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ خلع کی عدت ایک حیض ہو سکتی ہے اگرچہ قرآن مجید میں طلاق کی عدت تین حیض مقرر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں سے کچھ صورتیں مستثنیٰ فرمائی ہیں' مثلاً: وہ عورتیں جن کو حیض آنا بند ہو چکا ہے یا ابھی شروع نہیں ہوا۔ اسی طرح وہ عورت جس کو جماع کیے بغیر طلاق دے دی جائے اس کی عدت ہے ہی نہیں۔ اگر یہ صورتیں مستثنیٰ ہو سکتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ صحیح حدیث کی وجہ سے خلع کو اس سے مستثنیٰ نہ کیا جائے؟ جس حکم سے ایک دفعہ استثنا ہو جائے' مزید استثنا بھی ممکن ہے۔ یہ متفقہ بات ہے۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ عِدَّةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا (التحفة ٥٥)

باب: ۵۵- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' اس کی عدت

٣٥٣٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

۳۵۳۰- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتی ہو' اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے' البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔''

٣٥٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۳۵۳۱- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے ایک عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کا

٣٥٣٠- أخرجه البخاري، الطلاق، باب الكحل للحادة، ح: ٥٣٣٩، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثه أيام، ح: ١٤٨٦/ ٥٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٩٣.

٣٥٣١- أخرجه البخاري، ح: ٥٣٣٨، ومسلم، ح: ١٤٨٨/ ٦٠ من حديث شعبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٩٤.

حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، قُلْتُ: عَنْ أُمِّهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ امْرَأَةٍ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَخَافُوا عَلَى عَيْنِهَا أَتَكْتَحِلُ؟ فَقَالَ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا حَوْلًا ثُمَّ خَرَجَتْ، فَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

خاوند فوت ہو چکا تھا اور اس کی آنکھوں کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا' کیا وہ سرمہ ڈال سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''(دور جاہلیت میں) ایک عورت کو اپنے گھر میں ایک سال تک بدترین ٹاٹ میں رہنا پڑتا تھا' پھر وہ نکلتی تھی۔ تو کیا اب وہ چار مہینے دس دن تک انتظار نہیں کر سکتی؟''

فوائد ومسائل: ① جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ یہ متفقہ بات ہے بشرطیکہ وہ حاملہ نہ ہو۔ اس عدت کے دوران میں عورت کو سوگ کی کیفیت میں رہنا ہوگا' یعنی ہر قسم کی زیب وزینت سے پرہیز کرنا ہوگا۔ سرمہ بھی زینت ہے' لہٰذا سوگ کے دوران میں وہ سرمہ نہیں لگا سکتی۔ اگر آنکھوں میں تکلیف ہو تو کوئی اور دوا استعمال کی جائے جو زینت کا کام نہ دے۔ ② جاہلیت میں دستور تھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جاتا اسے ایک سال الگ تھلگ کمرے میں رکھا جاتا تھا۔ نہانے دھونے تک کی اجازت نہ ہوتی تھی حتی کہ غسل حیض بھی نہیں کر سکتی تھی۔ کپڑے بھی وہی رہتے تھے۔ تبھی حدیث میں ان کو ''بدترین ٹاٹ'' کہا گیا ہے۔ اس دوران وہ اس قدر بدبودار اور زہریلی بن جاتی کہ اگر کوئی جانور اس کے جسم کو چھوتا تو وہ بھی مر جاتا تھا۔ ایک سال کے بعد اسے کمرے سے نکالا جاتا اور اسے اونٹ کی ایک مینگنی دی جاتی جسے وہ اپنے سر کے اوپر سے پیچھے پھینکتی تھی۔ گویا اب اس کی بری حالت ختم ہو چکی ہے' نیز یہ عدت ختم ہونے کی علامت تھی جب کہ اسلام نے صرف زینت سے روکا ہے۔ وہ گھر کے دوسرے افراد کے ساتھ ہی رہے گی' نہائے دھوئے گی' البتہ نئے یا شوخ کپڑوں' زیورات' میک اپ اور دوسری زیب وزینت سے پرہیز کرے گی اور حتی الامکان گھر میں رہے گی۔

٣٥٣٢- أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ قَهْدٍ الْأَنْصَارِيِّ - وَجَدُّهُ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ - عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ

۳۵۳۲- حضرت ام حبیبہ اور ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی: میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ مجھے اس کی آنکھ خراب ہونے کا خدشہ ہے' تو کیا میں اسے سرمہ ڈال دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اس سے پہلے

٣٥٣٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٩٥.

قَالَتَا : جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ : إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا ، وَإِنِّي أَخَافُ عَلَى عَيْنِهَا أَفَأَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَجْلِسُ حَوْلًا ، وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ، فَإِذَا كَانَ الْحَوْلُ خَرَجَتْ وَرَمَتْ وَرَاءَهَا بِبَعْرَةٍ».

جاہلیت میں) عورت کو ایک سال تک گھر میں (بند) رہنا پڑتا تھا جب کہ اب تو صرف چار ماہ دس دن ہیں۔ جب سال پورا ہوتا تھا تو وہ نکلتی تھی اور اپنے پیچھے اونٹ کی مینگنی پھینکا کرتی تھی۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' سابقہ حدیث۔

٣٥٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

۳۵۳۳- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' علاوہ خاوند کے کہ اس پر اسے چار مہینے دس دن سوگ کرنا ہوگا۔"

فائدہ: سوگ سے مراد کسی حلال چیز کو چھوڑ دینا ہے' نہ کہ حرام کا ارتکاب کرنا' مثلاً: چیخنا چلانا' دوہتڑ مارنا' بین کرنا' بال مونڈنا وغیرہ۔ سوگ تین دن سے زائد مردوں کو بھی منع ہے۔ عورتوں کا ذکر خصوصاً اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ زیادہ سوگ کرتی ہیں۔ مرد عموماً حوصلہ رکھتے ہیں۔

٣٥٣٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ

۳۵۳۴- حضرت ام سلمہ اور نبی ﷺ کی ایک اور زوجۂ محترمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے

٣٥٣٣ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام، ح: ١٤٩٠ من حديث نافع به. وهو في الكبرى، ح: ٥٦٩٦.

٣٥٣٤ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٦٩٧. وانظر الحديث السابق. ﷺ سعيد هو ابن أبي عروبة.

بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے علاوہ خاوند کے کہ اس پر وہ چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی۔"

٣٥٣٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا السَّهْمِيُّ - يَعْنِي عَبْدَ اللهِ بْنَ بَكْرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ - وَهِيَ أُمُّ سَلَمَةَ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

٣٥٣٥- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح ہی روایت بیان فرماتی ہیں۔

فائدہ: سوگ والی روایت کا تکرار یہ بتانے کے لیے ہے کہ یہ روایت کہیں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ہے' کہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے' کہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اور کہیں آپ کی کسی اور زوجۂ محترمہ سے۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ عِدَّةِ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا (التحفة ٥٦)

باب:٥٦- حاملہ عورت کی عدت جس کا خاوند فوت ہو جائے

٣٥٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ:

٣٥٣٦- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ کا اس کے خاوند کی وفات سے چند راتیں بعد بچہ پیدا ہو گیا' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور نکاح کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ آپ نے اسے اجازت دے دی اور اس نے نکاح کر لیا۔

٣٥٣٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٩٨.

٣٥٣٦ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب: "وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن"، ح: ٥٣٢٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٩٠، والكبرٰى، ح: ٥٦٩٩.

أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْ أَنْ تَنْكِحَ، فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ.

فائدہ: عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو جمہور اہل علم کے نزدیک اس کی عدت چار ماہ دس دن کے بجائے وضع حمل ہے۔ جب بچہ پیدا ہو جائے تو وہ آزاد ہے۔ چاہے تو آگے نکاح کر سکتی ہے۔ اب اس پر سوگ بھی نہیں رہا لیکن نفاس ختم ہونے تک خاوند اس کے قریب نہیں جا سکتا۔ حضرت ابن عباس ؓ کا خیال تھا کہ دونوں میں سے آخری عدت ہے، یعنی بچہ چار ماہ دس دن سے پہلے پیدا ہو جائے تو چار ماہ دس دن ہے اور اگر چار ماہ دس دن پہلے گزر جائیں تو بچے کی پیدائش عدت ہے۔ گویا ان کا خیال تھا کہ سوگ اپنی جگہ ضروری ہے اور وضع حمل اپنی جگہ۔ وہ دونوں احادیث اور قرآنی آیت پر بیک وقت عمل کرتے ہیں۔ یہ بات اگرچہ معقول ہے مگر مذکورہ حدیث کے خلاف ہے، لہٰذا یہ غیر معتبر ہے۔

٣٥٣٧- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دَاوُدَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ سُبَيْعَةَ أَنْ تَنْكِحَ إِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا.

٣٥٣٧- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سبیعہ ؓ کو اجازت دی تھی کہ جب وہ نفاس سے پاک ہو جائے تو آگے نکاح کر سکتی ہے۔

فائدہ: چونکہ عموماً نکاح نفاس سے پاک ہونے کے بعد ہی کیا جاتا ہے، نیز نکاح کے مکمل فوائد اسی وقت حاصل ہوتے ہیں، اس لیے ایسے فرما دیا ورنہ یہ مطلب نہیں کہ نفاس میں نکاح ہی نہیں ہو سکتا۔ دوران نفاس میں نکاح سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ عدت وضع حمل تھی جو ختم ہو چکی۔ تفصیلی روایت سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ٣٥٤٠، ٣٥٤١۔

٣٥٣٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ

٣٥٣٨- حضرت ابو سنابل ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٣٥٣٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٠٠.

٣٥٣٨- [حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع، ح: ١١٩٣ من حديث منصور بن المعتمر به، وقال: "لا نعرف للأسود شيئًا، عن أبي السنابل"، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٠١، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٢٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به. * الأسود هو ابن يزيد، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ قَالَ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِثَلَاثَةٍ وَعِشْرِينَ أَوْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشَوَّفَتْ لِلْأَزْوَاجِ فَعِيبَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا يَمْنَعُهَا قَدِ انْقَضٰى أَجَلُهَا».

حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کی وفات سے تئیس یا پچیس راتوں کے بعد بچہ جن دیا۔ جب وہ نفاس سے پاک ہوئی تو اس نے نئی شادی کی خواہش کی لیکن اس کی اس بات کو برا جانا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ بات ذکر کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کیا رکاوٹ ہے؟ اس کی عدت ختم ہو چکی ہے۔''

۳۵۳۹- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: اِخْتَلَفَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: تَزَوَّجُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَبْعَدَ الْأَجَلَيْنِ، فَبَعَثُوا إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: تُوُفِّيَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ فَوَلَدَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسَةَ عَشَرَ نِصْفِ شَهْرٍ، قَالَتْ: فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ فَحَطَّتْ بِنَفْسِهَا إِلٰى أَحَدِهِمَا، فَلَمَّا خَشُوا أَنْ تَفْتَاتَ بِنَفْسِهَا قَالُوا: إِنَّكِ لَا تَحِلِّينَ، قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ».

۳۵۳۹- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم میں اس عورت کے بارے میں اختلاف ہو گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا۔ بعد میں اس نے بچہ جن دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آگے شادی کر سکتی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: نہیں' وہ بعد والی عدت پوری کرے' پھر انھوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (فیصلے کے لیے) پیغام بھیجا تو انھوں نے فرمایا: حضرت سبیعہ کا خاوند فوت ہو گیا۔ اس نے وفات سے پندرہ دن' یعنی نصف مہینہ بعد بچہ جن دیا۔ اسے دو آدمیوں نے شادی کا پیغام بھیج دیا۔ وہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو گئی۔ دوسرے شخص اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ وہ اپنی مرضی کرے گی تو وہ کہنے لگے: تیری تو عدت پوری نہیں ہوئی۔ وہ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی تو آپ نے فرمایا: ''تیری عدت پوری ہو چکی ہے۔ جس سے چاہے نکاح کر۔''

۳۵۳۹- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۵۷۰۲. * عبد ربه بن سعيد هو ابن قيس، وأبوسلمة هو ابن عبدالرحمٰن.

٣٥٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ، فَدَخَلَ أَبُو سَلَمَةَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ، فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ، فَحَطَّتْ إِلَى الشَّابِّ، فَقَالَ الْكَهْلُ: لَمْ تَحْلِلْ، وَكَانَ أَهْلُهَا غُيَّبًا فَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُؤْثِرُوهُ بِهَا فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ».

۳۵۴۰- حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ ؓ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو اور وہ حاملہ ہو۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: وہ بعد والی عدت پوری کرے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: جب وہ بچہ جن دے تو اس کی عدت پوری ہو گئی۔ ابوسلمہ حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس گئے اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات سے نصف ماہ بعد بچہ جن دیا تو دو آدمیوں نے اسے شادی کا پیغام بھیجا۔ ان میں سے ایک جوان تھا' دوسرا کچھ بوڑھا۔ وہ جوان کی طرف مائل ہوئی تو وہ بوڑھا کہنے لگا: تیری تو ابھی عدت ہی پوری نہیں ہوئی۔ اصل بات یہ تھی کہ عورت کے گھر والے غائب تھے۔ اسے امید تھی کہ اگر گھر والے آ گئے تو وہ شادی کے معاملے میں اسے ترجیح دیں گے لیکن وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا: ''تیری عدت پوری ہو چکی ہے جس سے پسند کرے نکاح کر۔''

فائدہ: کسی فتوے اور فیصلے میں ذاتی میلان کی بنا پر جانبداری سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اگر جانبداری کا خدشہ ہو تو قاضی اس کیس کی سماعت نہ کرے بلکہ کوئی دوسرا جج جو غیر جانبداری سے فیصلہ کر سکتا ہو' اس کیس کی سماعت کرے۔

٣٥٤١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۳۵۴۱- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے

٣٥٤٠ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٨٩، والكبرى، ح: ٥٧٠٣.

٣٥٤١ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن" ... الخ، ح: ٤٩٠٩ من حديث يحيى بن أبي كثير، ومسلم، الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها وغيرها بوضع الحمل، ح: ١٤٨٥/ ٥٧ من حديث أبي سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٠٥، وفيه علة غير قادحة.

بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي امْرَأَةٍ وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِينَ لَيْلَةً أَيَصْلُحُ لَهَا أَنْ تَزَوَّجَ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، قَالَ: قُلْتُ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَأُوْلَٰتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق: ٤] فَقَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الطَّلَاقِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي - يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ - فَأَرْسَلَ غُلَامَهُ كُرَيْبًا فَقَالَ: اِئْتِ أُمَّ سَلَمَةَ فَسَلْهَا هَلْ كَانَ هٰذَا سُنَّةً مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَجَاءَ فَقَالَ: قَالَتْ: نَعَمْ، سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِينَ لَيْلَةً، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَزَوَّجَ، فَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ يَخْطُبُهَا.

ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے خاوند کی وفات کے بیس راتیں بعد بچہ جن دے' کیا اس کے لیے آگے نکاح کرنا درست ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں' بلکہ اسے دونوں (چار ماہ دس دن اور بچہ جننا) میں سے آخری عدت پوری کرنی ہوگی۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ...... حَمْلَهُنَّ﴾ ''حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جن دیں۔'' آپ فرمانے لگے: یہ طلاق کی صورت میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے (ابوسلمہ) کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو بھیجا اور فرمایا: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو' کیا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی فرمان ہے؟ وہ گیا تو انھوں نے فرمایا: ہاں' سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات سے بیس دن بعد بچہ جن دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔ اور حضرت ابوسنابل نے بھی اسے شادی کا پیغام بھیجا تھا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ سوگ کی مدت تو ہر حال میں ضروری ہے اور وضع حمل بھی۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس سے مختلف تھا' اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے قول سے رجوع فرما لیا تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

٣٥٤٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ:

۳۵۴۲- حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم' نیز

٣٥٤٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٠٦.

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَذَاكَرُوا عِدَّةَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا تَضَعُ عِنْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَعْتَدُّ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: بَلْ تَحِلُّ حِينَ تَضَعُ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي، فَأَرْسَلُوا إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِيَسِيرٍ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ.

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اس عورت کی عدت کا تذکرہ فرمایا جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو اور وہ وفات سے تھوڑا عرصہ بعد بچہ جن دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ دونوں میں سے آخری عدت گزارے۔ حضرت ابوسلمہ نے فرمایا: بلکہ بچہ پیدا ہونے سے اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں۔ پھر انھوں نے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا تو انھوں نے فرمایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات سے تھوڑا عرصہ بعد بچہ جن دیا تھا' پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے اسے نکاح کی اجازت مرحمت فرما دی۔

٣٥٤٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِأَيَّامٍ، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَزَوَّجَ.

۳۵۴۳- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سبیعہ نے اپنے خاوند کی وفات سے چند دن بعد بچہ جن دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے آگے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

٣٥٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

۳۵۴۴- حضرت سلیمان بن یسار سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوسلمہ بن

٣٥٤٣- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٤١، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٠٧.

٣٥٤٤- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٤١، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٩٠، والكبرى، ح: ٥٧٠٨.

سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْأَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِذَا نُفِسَتْ فَقَدْ حَلَّتْ، فَجَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي - يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَجَاءَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «قَدْ حَلَلْتِ».

عبدالرحمٰن کا اس عورت کے بارے میں اختلاف ہوگیا جسے اپنے خاوند کی وفات سے چند دن بعد بچہ پیدا ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: اسے دونوں میں سے بعد والی عدت گزارنی ہوگی۔ حضرت ابوسلمہ نے فرمایا: جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ اتنے میں حضرت ابوہریرہ ؓ آگئے۔ وہ فرمانے لگے: میں اپنے بھتیجے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی تائید کرتا ہوں۔ انھوں نے حضرت ابن عباس کے مولیٰ کریب کو حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا۔ اس نے واپس آ کر بتلایا کہ انھوں نے فرمایا ہے: سبیعہ نے اپنے خاوند کی وفات سے چند دن بعد بچہ جن دیا تھا اور اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”تیری عدت ختم ہوگئی ہے۔“

٣٥٤٥- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِذَا وَضَعَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَإِنَّ عِدَّتَهَا آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَبَعَثْنَا كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَجَاءَنَا مِنْ

٣٥٤٥- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس ؓ اکٹھے بیٹھے تھے۔ حضرت ابن عباس ؓ فرمانے لگے: جب کوئی عورت اپنے خاوند کی وفات کے بعد بچہ جن دے تو اس کی عدت دونوں میں سے آخری ہے۔ حضرت ابوسلمہ نے کہا: ہم نے حضرت کریب کو حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس اس کے بارے میں پوچھنے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس سے ہو کر ہمارے پاس یہ خبر لائے کہ سبیعہ کا خاوند فوت ہوگیا تھا اور

٣٥٤٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٤١، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٠٩.

عِنْدِهَا أَنَّ سُبَيْعَةَ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، فَوَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِأَيَّامٍ، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَزَوَّجَ.

اس نے اپنے خاوند کی وفات کے چند دن بعد بچہ جنم دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

۳۵۴۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا، فَتُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلَى، فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ، فَقَالَ: مَا يَصْلُحُ لَكِ أَنْ تَنْكِحِي حَتَّى تَعْتَدِّي آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، فَمَكَثَتْ قَرِيبًا مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نُفِسَتْ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِنْكِحِي».

۳۵۴۶- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ قبیلۂ اسلم کی ایک عورت جس کا نام سبیعہ تھا' وہ اپنے خاوند کے نکاح میں تھی کہ اس کا خاوند فوت ہو گیا جب کہ وہ حاملہ تھی۔ حضرت ابوسنابل بن بعکک ؓ نے اسے شادی کا پیغام بھیجا لیکن اس نے ان سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے: تیرے لیے تو ابھی نکاح کرنا درست ہی نہیں حتی کہ تو دونوں عدتوں میں سے آخری عدت گزار لے۔ تقریباً بیس راتیں گزریں تو اس نے بچہ جن دیا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا: ''تو نکاح کر سکتی ہے۔''

فائدہ: ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوسنابل نے وفات کے بعد ہی شادی کا پیغام بھیج دیا تھا لیکن یہ تأثر درست نہیں۔ دراصل انھوں نے بچے کی پیدائش کے بعد پیغام بھیجا تھا۔ بیان میں تقدیم و تاخیر ہو گئی۔

۳۵۴۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ

۳۵۴۷- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور حضرت ابوہریرہ ؓ حضرت

۳۵۴۶- أخرجه البخاري، الطلاق، باب: "وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن"، ح: ۵۳۱۸ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۵۷۱۰.

۳۵۴۷- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۵۷۱۱.

جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا وَأَبُو هُرَيْرَةَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ، فَوَلَدَتْ لِأَدْنٰى مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ مِنْ يَوْمِ مَاتَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ جَاءَتْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ، فَوَلَدَتْ لِأَدْنٰى مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَتَزَوَّجَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلٰى ذٰلِكَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: میرا خاوند فوت ہوا تو میں حاملہ تھی۔ میں نے اس کی وفات کے بعد چار ماہ (دس دن) پورے ہونے سے پہلے ہی بچہ جن دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دونوں مدتوں میں سے آخری مدت پوری کرنی ہوگی۔ ابوسلمہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے مجھے خبر دی کہ سبیعہ اسلمیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میرا خاوند فوت ہو گیا۔ میں حاملہ تھی۔ میں نے چار ماہ (دس دن) سے پہلے بچہ جن دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں۔

٣٥٤٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَرْقَمَ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ، فَيَسْأَلُهَا حَدِيثَهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ اسْتَفْتَتْهُ، فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ إِلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ: أَنَّ سُبَيْعَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا

۳۵۴۸- حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم نے حضرت عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ وہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں اور ان سے ان کا واقعہ پوچھیں کہ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے انھیں کیا جواب دیا تھا۔ تو حضرت عمر بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن عتبہ کو لکھا کہ حضرت سبیعہ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ وہ بنوعامر بن لؤی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

٣٥٤٨ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها وغيرها بوضع الحمل، ح: ١٤٨٤ من حديث ابن وهب به، وعلقه البخاري، المغازي، ح: ٣٩٩١ من حديث يونس بن يزيد الأيلي ومن ابن وهب أيضًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٢.

كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ - وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا - فَتُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ، فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ - فَقَالَ لَهَا: مَا لِي أَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً؟ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ النِّكَاحَ، إِنَّكِ وَاللّٰهِ! مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِي ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي، وَأَمَرَنِي بِالتَّزْوِيجِ إِنْ بَدَا لِي.

جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ حجۃ الوداع کے دوران میں وہ فوت ہوگئے۔ اس وقت وہ حاملہ تھی۔ ان کی وفات سے تھوڑا عرصہ بعد اس نے بچہ جن دیا۔ جب وہ نفاس سے پاک ہوئی تو اس نے شادی کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے زیب وزینت کی۔ بنوعبدالدار کے ایک آدمی ابوسنابل بن بعکک اس کے ہاں آئے تو کہنے لگے: کیا وجہ ہے کہ تو نے زینت کر رکھی ہے؟ شاید تو آگے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اللہ کی قسم! تو نکاح نہیں کر سکتی حتی کہ چار ماہ دس دن گزر جائیں۔ حضرت سبیعہ نے فرمایا: جب انھوں نے مجھے یہ بات کہی تو شام کے وقت میں نے اپنے کپڑے پہنے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ نے مجھے فتویٰ دیا کہ جب تو نے بچہ جنا تو تیری عدت پوری ہوگئی تھی۔ اور آپ نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرنے کی اجازت دی۔

فائدہ: ''جب تو نے بچہ جنا'' گویا وضع حمل (بچہ پیدا ہونے) سے عدت پوری ہو جاتی ہے لیکن چونکہ عموماً نفاس کی حالت میں نکاح نہیں کیا جاتا' اس لیے بعض روایات میں ہے کہ ''جب تو پاک ہو جائے...... الخ'' ورنہ نفاس عدت میں شامل نہیں۔

۳۵۴۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ

۳۵۴۹- حضرت زفر بن اوس بن حدثان نصری سے روایت ہے کہ حضرت ابوسنابل بن بعکک بن سباق رضی اللہ عنہ نے حضرت سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تیری عدت ختم نہیں ہوگی حتی کہ چار ماہ دس دن گزر جائیں یعنی دونوں عدتوں میں سے آخری عدت۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ

۳۵۴۹- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۵۷۱۳.

أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ زُفَرَ بْنَ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا السَّنَابِلِ بْنَ بَعْكَكِ بْنِ السَّبَّاقِ قَالَ لِسُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ: لَا تَحِلِّينَ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا؛ أَقْصَى الْأَجَلَيْنِ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْتَاهَا أَنْ تَنْكِحَ إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا، وَكَانَتْ حُبْلٰى فِي تِسْعَةِ أَشْهُرٍ حِينَ تُوُفِّيَ زَوْجُهَا، وَكَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ فَتُوُفِّيَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَنَكَحَتْ فَتًى مِنْ قَوْمِهَا حِينَ وَضَعَتْ مَا فِي بَطْنِهَا.

کے پاس آئیں اور آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فتویٰ دیا کہ میں وضع حمل کے بعد نکاح کر سکتی ہوں۔ جب ان کا خاوند فوت ہوا تو وہ حمل کے نویں مہینے میں تھیں۔ وہ حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں فوت ہو گئے تھے۔ تو جب حضرت سبیعہ نے بچہ جنا تو انھوں نے اپنی قوم کے ایک جوان شخص سے نکاح کر لیا۔

۳۵۵۰- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُتْبَةَ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ أَنِ: ادْخُلْ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ، فَاسْأَلْهَا عَمَّا أَفْتَاهَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَمْلِهَا، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلَهَا، فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ،

۳۵۵۰- حضرت عبید اللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ آپ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں اور ان سے پوچھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ان کے حمل کے سلسلے میں کیا ارشاد فرمایا تھا؟ حضرت عمر بن عبداللہ ان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا تو انھوں نے بتلایا کہ وہ حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ وہ صحابی رسول تھے۔ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ حجۃ الوداع میں فوت ہو گئے تو اس نے ان کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے ہی بچہ جن دیا۔ جب وہ نفاس سے پاک ہوئی تو اس کے پاس

۳۵۵۰- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٧١٤.

فَوَلَدَتْ قَبْلَ أَنْ تَمْضِيَ لَهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا دَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ - فَرَآهَا مُتَجَمِّلَةً فَقَالَ: لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ النِّكَاحَ قَبْلَ أَنْ تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ: فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ أَبِي السَّنَابِلِ جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ حَلَلْتِ حِينَ وَضَعْتِ حَمْلَكِ».

ابوسنابل آئے جو بنوعبدالدار سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے اسے زیب وزینت کی حالت میں دیکھا تو کہا: شاید تو نکاح کا ارادہ رکھتی ہے جب کہ ابھی چار ماہ دس دن نہیں گزرے۔ جب میں نے ابوسنابل سے یہ بات سنی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ سے پورا واقعہ کہہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تجھے بچہ پیدا ہوا تھا' تیری عدت ختم ہو گئی تھی۔“

فائدہ: حضرت سعد بن خولہ مہاجر تھے مگر حجۃ الوداع میں مکہ مکرمہ ہی میں فوت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر اظہار افسوس بھی فرمایا تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

٣٥٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي نَاسٍ بِالْكُوفَةِ فِي مَجْلِسٍ لِلْأَنْصَارِ عَظِيمٍ فِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى، فَذَكَرُوا شَأْنَ سُبَيْعَةَ، فَذَكَرْتُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ فِي مَعْنٰى قَوْلِ ابْنِ عَوْنٍ: حَتّٰى تَضَعَ، قَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى: لٰكِنَّ عَمَّهُ لَا يَقُولُ ذٰلِكَ، فَرَفَعْتُ صَوْتِي وَقُلْتُ: إِنِّي لَجَرِيءٌ أَنْ أَكْذِبَ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ؟ قَالَ: فَلَقِيتُ مَالِكًا قُلْتُ:

٣٥٥١- حضرت محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ شہر میں انصار کی ایک بہت بڑی مجلس میں بیٹھا تھا۔ ان میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی موجود تھے۔ حاضرین نے حضرت سبیعہ ؓ کا واقعہ ذکر کیا۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے ذکر کیا کہ جب بچہ پیدا ہو تو عورت کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ کہنے لگے: لیکن ان کے چچا (حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ) تو اس کے قائل نہیں۔ میں نے ذرا بلند آواز میں کہا: اگر میں حضرت عبداللہ بن عتبہ پر بہتان باندھوں جب کہ وہ کوفہ شہر میں زندہ موجود ہیں' پھر تو میں بہت بے باک ہوں؟ پھر میں اپنے استاد

٣٥٥١- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجًا . . . الخ، ح: ٤٥٣٢ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٥.

كَيْفَ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي شَأْنِ سُبَيْعَةَ؟ قَالَ: أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ؟ لَأُنْزِلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّولٰى.

حضرت مالک سے ملا۔ میں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سبیعہ کے بارے میں کیا فرماتے تھے؟ مالک کہنے لگے کہ انھوں نے فرمایا: کیا تم اس پر سختی کرتے ہو نرمی نہیں کرتے؟ چھوٹی سورۂ نساء (سورۂ طلاق) بڑی سورۂ نساء سے بعد اتری ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''سختی کرتے ہو'' یعنی اگر عورت کو آخری عدت گزارنے کا پابند بنایا جائے تو یہ اس پر بے جا سختی ہے کہ بچہ پہلے پیدا ہو تو چار ماہ دس دن پورے کرے اور اگر چار ماہ دس دن پہلے پورے ہو جائیں تو بچہ پیدا ہونے کا انتظار کرے۔ گویا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس مسلک کو پسند نہیں فرمایا بلکہ وہ حاملہ عورت کے لیے وضع حمل ہی کو عدت قرار دیتے تھے۔ ② ''چھوٹی نساء'' یعنی وہ چھوٹی سورت جس میں عورتوں کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ اس سے مراد سورۂ طلاق ہے جس میں یہ آیت ہے: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق ٦٥:٤) ''حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے۔'' ③ بڑی سورۂ نساء سے مراد وہ بڑی سورت ہے جس میں عورتوں کے مسائل بیان ہوئے' یعنی سورۂ بقرہ جس میں ذکر ہے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' وہ چار مہینے دس دن انتظار کرے۔ ④ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ حاملہ عورتوں کا حکم بعد میں بیان کیا گیا' لہٰذا وہ چار ماہ دس دن کے حکم سے مستثنیٰ ہیں اور یہی صحیح مسلک ہے۔ ⑤ حق بات تک پہنچنے کے لیے اہل علم بیٹھ کر کسی مسئلے کے بارے میں بحث مباحثہ کر سکتے ہیں۔

٣٥٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينِ بْنِ نُمَيْلَةَ - يَمَامِيٌّ - قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي مَيْمُونُ بْنُ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شُبْرُمَةَ الْكُوفِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ

٣٥٥٢- حضرت علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص چاہے میں اس سے مباہلہ کر سکتا ہوں کہ آیت: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ...﴾ ''حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جن دیں'' اس آیت سے بعد اتری ہے جس میں اس عورت کی عدت بیان کی گئی ہے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو' لہٰذا جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' جب اسے بچہ پیدا ہو

٣٥٥٢- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٩/ ٣٨٤، ح: ٩٦٤٢، والبيهقي: ٧/ ٤٣٧ من حديث ابن أبي مريم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٦.

ابْنِ قَيْسٍ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: مَنْ شَاءَ لَاعَنْتُهُ مَا أُنْزِلَتْ ﴿وَأُولَٰتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق: ٤] إِلَّا بَعْدَ آيَةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا، إِذَا وَضَعَتِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَدْ حَلَّتْ. وَاللَّفْظُ لِمَيْمُونٍ.

جائے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ الفاظ میمون بن عباس کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے اس حدیث میں دو استاد ہیں: محمد بن مسکین اور میمون بن عباس۔ یہ الفاظ میمون کے ہیں۔ ② "مباہلہ" یعنی جو جھوٹا' اس پر لعنت۔ گویا ان کو کامل یقین تھا کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔

٣٥٥٣- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ أَعْيَنَ - قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ وَعَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ سُورَةَ النِّسَاءِ الْقُصْرٰى نَزَلَتْ بَعْدَ الْبَقَرَةِ.

٣٥٥٣- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھوٹی سورۂ نساء (سورۂ طلاق) سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی۔

فوائد ومسائل: ① اس سورت (سورۂ طلاق) میں مذکور حکم کے ساتھ سورۂ بقرہ کے حکم کی تخصیص کی جائے گی۔ نتیجتاً حاملہ عورت' جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو' کی عدت وضع حمل' یعنی بچے کی پیدائش ہے۔ ② اس حدیث کا اس قدر تکرار سند کا اختلاف ظاہر کرنے کے لیے ہے' نیز اس سے واقعہ کی تمام جزئیات سامنے آ جاتی ہیں۔ والحمد لله على ذٰلك.

(المعجم ٥٧) - عِدَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا (التحفة ٥٧)

باب: ٥٧- اس عورت کی عدت جس کا خاوند اسے گھر بسائے بغیر فوت ہو گیا

٣٥٥٣- [صحيح] أخرجه الطبراني: ٩/ ٣٨٤، ٣٨٥، ح: ٩٦٤٤ من حديث زهير بن معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٧. وللحديث طرق كثيرة، انظر، ح: ٣٥٥١.

٣٥٥٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتَّى مَاتَ، قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ، فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ فَقَالَ: قَضَى فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنَّا مِثْلَ مَا قَضَيْتَ، فَفَرِحَ ابْنُ مَسْعُودٍ.

۳۵۵۴- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی' مہر مقرر نہیں کیا اور اس سے جماع بھی نہیں کیا کہ مر گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو اس جیسی دوسری عورتوں کی طرح مہر ملے گا' نہ کم نہ زیادہ' اسے عدت وفات بھی گزارنی ہوگی اور اسے وراثت بھی ملے گی۔ اتنے میں حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ نے ہماری ایک عورت بروع بنت واشق کے بارے میں آپ کے فیصلے جیسا فیصلہ فرمایا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

فائدہ: باوجود جماع نہ ہونے کے وہ مکمل بیوی شمار ہوگی کیونکہ نکاح ہو چکا ہے۔ مہر کا مقرر نہ ہونا نکاح کے منافی نہیں' البتہ مہر کی نفی نہیں ہونی چاہیے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۳۵۶)

(المعجم ٥٨) - بَابُ الْإِحْدَادِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- سوگ کرنا

٣٥٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا».

۳۵۵۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ خاوند پر (وہ چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی)۔''

٣٥٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ:

۳۵۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی

٣٥٥٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٥٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٧١٨.

٣٥٥٥ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام، ح: ١٤٩١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧١٩.

٣٥٥٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤٩ من حديث سليمان بن كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٠، وانظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ».

ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے' اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔''

فائدہ: ''ایمان رکھتی ہے'' شریعت کے احکام ایمان والوں ہی کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہ رکھنے والوں کے لیے نیکی' بدی اور گناہ و ثواب کا تصور ہی فضول ہے۔ عورت کا ذکر سیاقِ کلام کے اعتبار سے ہے' ورنہ یہ حکم مردوں کے لیے بھی اسی طرح ہے۔ البتہ ان کے لیے بیوی پر سوگ عام حالات کے برابر ہی ہے اور لازم بھی نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٥٣١)

(المعجم ٥٩) - بَابُ سُقُوطِ الْإِحْدَادِ عَنِ الْكِتَابِيَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا (التحفة ٥٩)

باب: ٥٩- یہودی یا عیسائی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس پر سوگ نہیں

٣٥٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى هٰذَا الْمِنْبَرِ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

٣٥٥٧- حضرت ام حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر فرماتے سنا: ''جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہے' اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ وہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی۔''

فائدہ: باب پر استدلال ظاہر الفاظ سے ہے کیونکہ اسلامی شریعت مسلمانوں کے لیے ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ کا موقف بھی یہی ہے۔ امام شافعی ؒ اور جمہور کا موقف یہ ہے کہ اس پر بھی سوگ واجب ہے لیکن اس حدیث سے پہلے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

٣٥٥٧- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٣٠، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢١.

(المعجم ٦٠) - مَقَامُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فِي بَيْتِهَا حَتَّى تَحِلَّ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ عدت گزارنے تک گھر ہی میں رہے گی

٣٥٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ الْفَارِعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ: أَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ فَقَتَلُوهُ، قَالَ شُعْبَةُ وَابْنُ جُرَيْجٍ: وَكَانَتْ فِي دَارٍ قَاصِيَةٍ، فَجَاءَتْ وَمَعَهَا أَخُوهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ فَرَخَّصَ لَهَا، حَتَّى إِذَا رَجَعَتْ دَعَاهَا فَقَالَ: «اِجْلِسِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ».

۳۵۵۸- حضرت فارعہ بنت مالک ؓ سے روایت ہے کہ میرا خاوند اپنے عجمی غلاموں کی تلاش میں نکلا۔ انھوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس وقت میری رہائش ایک دور دراز گھر میں تھی۔ میں اور میرے دو بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے صورت حال ذکر کی۔ آپ نے مجھے اس گھر سے منتقل ہونے کی اجازت دے دی لیکن جب میں واپس جانے کو مڑی تو آپ نے بلا کر فرمایا: ”اپنے گھر ہی میں رہو حتی کہ عدت پوری ہو جائے۔“

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ عدت وفات میں عورت کے لیے خاوند کے گھر ٹھہرنا ضروری ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے مگر حضرت علی، ابن عباس، عائشہ اور جابر ؓ سے منقول ہے کہ وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے مگر یہ صحیح حدیث صراحتاً وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ شدید ضرورت کے تحت گھر سے نکل سکتی ہے، لیکن کام سے فارغ ہو کر فوراً گھر لوٹے۔ رات باحرمت گزارے۔ والله أعلم. ② ”دور دراز گھر“ آبادی سے یا عورت کے رشتہ داروں سے۔

٣٥٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ يَزِيدَ

۳۵۵۹- حضرت فریعہ بنت مالک ؓ سے روایت ہے کہ میرے خاوند نے کچھ عجمی غلام کسی کام کے لیے

٣٥٥٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المتوفى عنها تنتقل، ح: ٢٣٠٠ من حديث سعد بن إسحاق بن كعب بن عجرة به. وقال الترمذي، ح: ١٢٠٤ "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٢، وصححه الذهلي، والحاكم، والذهبي.

٣٥٥٩ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٣.

ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ، عَنِ الْفُرَيْعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ: أَنَّ زَوْجَهَا تَكَارٰى عُلُوجًا لِيَعْمَلُوا لَهُ فَقَتَلُوهُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَالَتْ: إِنِّي لَسْتُ فِي مَسْكَنٍ لَهُ وَلَا يَجْرِي عَلَيَّ مِنْهُ رِزْقٌ، أَفَأَنْتَقِلُ إِلٰى أَهْلِي وَيَتَامَايَ وَأَقُومُ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: «اِفْعَلِي» ثُمَّ قَالَ: «كَيْفَ قُلْتِ؟» فَأَعَادَتْ عَلَيْهِ قَوْلَهَا، قَال: «اِعْتَدِّي حَيْثُ بَلَغَكِ الْخَبَرُ».

کرائے پر لیے۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی اور عرض کیا کہ میں اپنے خاوند کے ذاتی گھر میں نہیں رہ رہی۔ اور مجھے اس کی طرف سے کوئی نفقہ وغیرہ بھی نہیں ملتا تو کیا میں اور میرے یتیم بچے میرے میکے میں منتقل ہو جائیں؟ میں وہاں ان بچوں کی دیکھ بھال بھی کروں گی۔ آپ نے فرمایا: ''ایسے کرلو۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تو نے کیسے کہا تھا؟'' میں نے دوبارہ پوری بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ''جہاں تجھے وفات کی خبر پہنچی ہے' وہیں عدت پوری کر۔''

فائدہ: ''فریعہ'' سابقہ روایت میں ان کا نام ''فارعہ'' بیان کیا گیا ہے۔ کوئی اختلاف نہیں' ''فریعہ'' ''فارعہ'' کی تصغیر ہے۔ انھیں دونوں طرح پکارا جاتا تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا.

٣٥٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ فُرَيْعَةَ: أَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ لَهُ فَقُتِلَ بِطَرَفِ الْقَدُومِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ النُّقْلَةَ إِلٰى أَهْلِي، وَذَكَرَتْ لَهُ حَالًا مِنْ حَالِهَا، قَالَتْ: فَرَخَّصَ لِي، فَلَمَّا أَقْبَلْتُ نَادَانِي فَقَالَ: «اُمْكُثِي فِي أَهْلِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ».

٣٥٦٠- حضرت فریعہ ؓ سے روایت ہے کہ میرا خاوند اپنے عجمی غلاموں کی تلاش میں نکلا۔ اسے طرف قدوم مقام پر قتل کر دیا گیا۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کے سامنے اپنے میکے منتقل ہونے کا ذکر کیا اور اپنی مجبوری بیان کی۔ آپ نے پہلے تو مجھے رخصت عنایت فرما دی لیکن جب میں واپس چلی تو مجھے بلایا اور فرمایا: ''اپنے اسی گھر میں ٹھہری رہ حتی کہ مقررہ عدت پوری ہو جائے۔''

فائدہ: ''اپنے اسی گھر میں ٹھہری رہ'' وہ گھر اگرچہ خاوند کی ملکیت نہیں تھا مگر اس کو نکالا بھی نہیں جا رہا تھا' البتہ اگر گھر سے نکال دیا جائے یا گھر گر پڑے یا خطرہ ہو تو عورت منتقل ہو سکتی ہے۔ واللہ أعلم بالصواب.

٣٥٦٠- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٤.

(المعجم ٦١) - بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَنْ تَعْتَدَّ حَيْثُ شَاءَتْ (التحفة ٦١)

باب:٦١- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' اسے رخصت ہے کہ جہاں چاہے عدت گزارے

٣٥٦١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ: قَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ، وَهُوَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠].

٣٥٦١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اس آیت نے عورت کے لیے خاوند کے گھر عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ اس آیت سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ 'یعنی عورتوں کو دوران عدت میں گھروں سے نکالا نہ جائے' وہ خود چلی جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: دراصل قرآن مجید میں دو آیات ہیں۔ دونوں سورۂ بقرہ میں ہیں۔ ایک آیت کا مفہوم یہ ہے: ''جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں' وہ چار ماہ دس دن تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔'' دوسری آیت کا مفہوم یہ ہے: ''خاوند فوت ہونے سے پہلے اپنی بیویوں کے بارے میں وصیت کر جائیں کہ ان کو ایک سال تک گھروں سے نکالا نہ جائے' البتہ اگر وہ خود چلی جائیں تو ان کی مرضی۔'' پہلی آیت میں ''روکے رکھیں'' کے الفاظ سے یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ خاوند کے گھر ہی میں رہیں۔ علاوہ ازیں یہی اس عورت کی عدت بھی ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت ناسخ ہے۔ اور اس کے بعد آنے والی آیت جو حضرت ابن عباس ؓ کا مدار استدلال ہے' منسوخ ہے۔ اس سے کسی قسم کا استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ بہر حال حضرت ابن عباس ؓ کے استنباط کے مطابق دوسری آیت میں ان عورتوں کو گھر سے چلے جانے کی اجازت دے دی گئی ہے مگر کثیر صحابہ اور جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ گھروں سے جانے کی رخصت چار ماہ دس دن کے دوران میں نہیں بلکہ سال سے باقی ماندہ مدت' یعنی سات ماہ بیس دن کے دوران میں ہے جو بطور وصیت ان کے لیے رعایت رکھی گئی تھی۔ اور وہ بھی اب منسوخ ہے۔ اب بھی ان کے لیے اصل عدت گزارنا خاوند کے گھر ہی میں واجب ہے۔ احادیث میں اس کی صراحت ہے' اس لیے حدیث' جو قرآن کی صحیح تفسیر اور بذات خود ایک اصل ہے' کی رو سے جمہور اہل علم کا موقف ہی صحیح قرار پاتا ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث:٣٥٥٨)

٣٥٦١ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجًا ... الخ"، ح: ٤٥٣١ـ من حديث ورقاء به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٥.

(المعجم ٦٢) - عِدَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا مِنْ يَوْمِ يَأْتِيهَا الْخَبَرُ (التحفة ٦٢)

باب:٦٢- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' اس کی عدت خبر ملنے کے دن سے شروع ہوگی

٣٥٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ كَعْبٍ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي فُرَيْعَةُ بِنْتُ مَالِكٍ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَتْ: تُوُفِّيَ زَوْجِي بِالْقَدُومِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ دَارَنَا شَاسِعَةٌ، فَأَذِنَ لَهَا، ثُمَّ دَعَاهَا فَقَالَ: «اُمْكُثِي فِي بَيْتِكِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ».

٣٥٦٢- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خاوند قدوم جگہ میں قتل ہو گیا۔ چنانچہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا کہ ہمارا گھر دور دراز جگہ میں ہے (مجھے میکے منتقل ہونے کی اجازت دی جائے)۔ آپ نے اجازت دے دی' پھر بلایا اور فرمایا: ''اپنے گھر ہی میں چار ماہ دس دن ٹھہر حتیٰ کہ مقررہ عدت پوری ہو جائے۔''

فائدہ: اس حدیث میں باب پر دلالت کرنے والے الفاظ نہیں ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ عدت وفات سے شروع ہوگی نہ کہ خبر ملنے سے۔ عقلاً ونقلاً یہی بات صحیح ہے۔ قرآن وحدیث میں وفات کا ذکر ہے نہ کہ خبر ملنے کا۔ ابن عمر' ابن مسعود' ابن عباس رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔ ائمہ میں سے امام مالک' امام شافعی' امام احمد' امام اسحاق رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے وغیرہ کا یہی موقف ہے۔ دوسرا موقف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے' نیز حسن بصری' قتادہ اور عطاء خراسانی وغیرہ کا بھی یہی موقف ہے جو کہ درست نہیں۔

(المعجم ٦٣) - اَلزِّينَةُ لِلْحَادَّةِ الْمُسْلِمَةِ دُونَ الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- سوگ کرنے والی مسلمان عورت زیب وزینت چھوڑے گی نہ کہ یہودی عیسائی عورت

٣٥٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا

٣٥٦٣- حضرت زینب بنت ابی سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے

٣٥٦٢- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٥٥٨، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٦.

٣٥٦٣- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٣٠، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٩٦-٥٩٨، والكبرى، ح: ٥٧٢٧.

أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ، قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

ہاں حاضر ہوئی جب ان کے والد محترم حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے۔ چنانچہ انھوں نے خوشبو منگوائی اور ایک بچی کو لگائی' پھر خوشبو والے ہاتھ اپنے رخساروں پر مل لیے اور فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو لگانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو عورت اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے مگر خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنا ہوگا۔''

قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا وَقَدْ دَعَتْ بِطِيبٍ وَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

حضرت زینب نے کہا: پھر میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوئی جب ان کے بھائی فوت ہوئے۔ انھوں نے بھی خوشبو منگوائی اور لگائی' پھر فرمانے لگیں: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے سن رکھا ہے: ''جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے' البتہ خاوند پر وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے۔''

وَقَالَتْ زَيْنَبُ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ:

حضرت زینب نے کہا کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے

يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَأَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ». قَالَ حُمَيْدٌ: فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ؟ قَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَلَا شَيْئًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ، ثُمَّ تُؤْتَي بِدَابَّةٍ، حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا، وَتُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ.

پاس آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ اب اس کی آنکھ میں تکلیف ہے۔ کیا میں اسے سرمہ ڈال دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں'' پھر آپ نے فرمایا: ''صرف چار ماہ دس دن ہی تو ہیں جب کہ دور جاہلیت میں عورت سال کے بعد مینگنی پھینکا کرتی تھی۔'' (راویٔ حدیث) حضرت حمید نے کہا کہ میں نے حضرت زینب سے پوچھا: سال کے بعد مینگنی پھینکنے کا مطلب کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک تنگ اور گندے سے چھپر میں داخل ہو جاتی اور گندے کپڑے پہن لیتی۔ نہ خوشبو لگاتی' نہ کوئی اور صفائی کی چیز حتی کہ اسے ایک سال گزر جاتا' پھر اس کے پاس کوئی جانور' گدھا' بکری یا کوئی پرندہ لایا جاتا اور وہ (عورت) اس کے ساتھ اپنا جسم ملتی۔ جونہی وہ اس جانور سے اپنا جسم ملتی' وہ جانور مر جاتا' پھر وہ اس چھپر سے باہر نکلتی۔ اسے ایک مینگنی دی جاتی تو وہ اس کو پیچھے سے پھینکتی' پھر وہ اس کے بعد خوشبو وغیرہ جو چاہتی لگاتی۔

قَالَ مَالِكٌ: تَفْتَضُّ تَمْسَحُ بِهِ. فِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ قَالَ مَالِكٌ: اَلْحِفْشُ: اَلْخُصُّ.

حضرت مالک ؒ بیان کرتے ہیں کہ ''تَفْتَضُّ'' کے معنی ہیں: ''وہ ملتی تھی۔'' اور محمد کی حدیث میں مالک ؒ سے مروی ہے کہ ''حِفش'' کے معنی جھونپڑی کے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① مسئلۂ باب کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۵۵۷. ② ''کوئی ضرورت نہ تھی'' کیونکہ میرا خاوند تو فوت ہو چکا ہے' نیز تین دن سوگ کے بعد خوشبو لگانا ضروری بھی نہیں' البتہ سوگ کا شبہ ختم کرنے کے لیے خوشبو وغیرہ لگا لینا مستحب ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۵۳۱، ۳۵۳۲.)

(المعجم ٦٤) - مَا تَجْتَنِبُ الْحَادَّةُ مِنَ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- سوگ کرنے والی عورت شوخ رنگ دار کپڑوں سے پرہیز کرے

٣٥٦٤- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِدُّ امْرَأَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَلَا ثَوْبَ عَصْبٍ، وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمْتَشِطُ، وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا عِنْدَ طُهْرِهَا حِينَ تَطْهُرُ، نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ».

٣٥٦٤- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ نہ کرے' البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن کرے۔ وہ کوئی شوخ رنگ دار کپڑا نہ پہنے۔ نہ دھاری دار کپڑا پہنے۔ نہ سرمہ ڈالے۔ نہ کنگھی کرے۔ نہ خوشبو لگائے مگر جب وہ حیض سے پاک ہو تو کچھ قسط یا اظفار خوشبو لگا سکتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''شوخ رنگ دار'' یعنی جو کپڑا بننے کے بعد رنگا جائے۔ عموماً ایسا رنگ شوخ ہوتا ہے۔ ② ''دھاری دار کپڑا'' اصل عربی لفظ ''ثَوْبَ عَصْبٍ'' استعمال کیا گیا ہے' یعنی وہ کپڑا جسے بننے سے پہلے رنگا جائے' حالانکہ ایسا کپڑا پہننا تو سوگ والی کے لیے جائز ہے جیسا کہ بخاری ومسلم میں صراحت ہے: [إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ] (صحیح البخاري' الحیض' حدیث:٣١٣' وصحیح مسلم' الطلاق' حدیث:٩٣٨' بعد:١٤٩١) تو یہاں ''وَلَا ثَوْبَ عَصْبٍ'' فاش غلطی ہے کہ ''إِلَّا'' کی بجائے ''وَلَا'' ہو گیا جس سے مفہوم بالکل الٹ ہو گیا ہے۔ سنن کبریٰ نسائی میں ''إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ'' ہی ہے۔ موجود الفاظ کا جواز مہیا کرنے کے لیے ترجمہ ''دھاری دار'' کیا گیا ہے کیونکہ دھاری دار کپڑے میں بھی شوخی ہوتی ہے۔ ③ ''کچھ خوشبو لگا سکتی ہے'' یہ خوشبو زینت کے لیے نہیں بلکہ حیض کی بو ختم کرنے کے لیے ہے' نیز یہ خوشبو حیض والی جگہ پر لگائی جائے گی نہ کہ باقی جسم پر۔

٣٥٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ

٣٥٦٥- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت

٣٥٦٤ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب: تلبس الحادة ثياب العصب، ح:٥٣٤٢، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك، إلا ثلاثة أيام، ح:٩٣٨/٦٦، ١٤٩١ من حديث هشام بن حسان به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٧٢٨.

٣٥٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، ح:٢٣٠٤ من حديث يحيى ابن أبي بكير به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٧٢٩، وصححه ابن حبان، ح:١٣٢٨، ورواه بعضهم موقوفًا، وهذا لا يضر.

أَبِي بُكَيْرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي بُدَيْلٌ عَنِ الْحَسَنِ [ابْنِ مُسْلِمٍ]، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ، وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ».

کا خاوند فوت ہو جائے وہ (عدت کے دوران میں) کسنبے سے رنگا ہوا زرد کپڑا اور مشق (گیرو) سے رنگا ہوا سرخ کپڑا نہ پہنے، نہ وہ مہندی لگائے نہ سرمہ۔"

فائدہ: بعد میں رنگا ہوا کپڑا پہننا منع ہے خواہ وہ کسی چیز اور کسی رنگ سے رنگا ہوا ہو۔ "مِشَق" سرخ مٹی (گیرو) کو کہتے ہیں جس سے وہ کپڑا رنگتے تھے۔ آج کل ہر کپڑا عموماً بعد ہی میں رنگا جاتا ہے اس لیے ایسا کپڑا ملنا مشکل ہے جس کا بننے سے پہلے سوت رنگا گیا ہو لہٰذا آج کل ایسے سادہ کپڑے جن میں عموماً زیب و زینت کا اظہار نہیں ہوتا، وہ بھڑکیلے، پھول دار اور شوخ رنگ کے نہیں ہوتے، پہننے چاہئیں، مثلاً: پرانے کپڑے وغیرہ۔ مقصود ترک زینت ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٥) - بَابُ الْخِضَابِ لِلْحَادَّةِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٥- سوگ والی عورت کے لیے مہندی لگانا

٣٥٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ، وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَخْتَضِبُ، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا».

٣٥٦٦- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ (دوران سوگ) وہ (بیوہ عورت) سرمہ نہ لگائے، مہندی نہ لگائے اور بنائی کے بعد رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے۔"

(المعجم ٦٦) - بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْحَادَّةِ أَنْ تَمْتَشِطَ بِالسِّدْرِ (التحفة ٦٦)

باب:٦٦- سوگ والی عورت بیری کے پتوں کے ساتھ کنگھی کر سکتی ہے

٣٥٦٦- أخرجه البخاري، ح: ٣١٣، ٥٣٤١، ٥٣٤٢، ٥٣٤٣، ومسلم، ح: ٩٣٨ من حديث حفصة بنت سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٣٠.

٣٥٦٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ الضَّحَّاكِ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ أَسِيدٍ عَنْ أُمِّهَا: أَنَّ زَوْجَهَا تُوُفِّيَ وَكَانَتْ تَشْتَكِي عَيْنَهَا فَتَكْتَحِلُ الْجَلَاءَ، فَأَرْسَلَتْ مَوْلَاةً لَهَا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَتْهَا عَنْ كُحْلِ الْجَلَاءِ، فَقَالَتْ: لَا تَكْتَحِلُ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ، دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَى عَيْنِي صَبْرًا، فَقَالَ: «مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ؟» قُلْتُ: إِنَّمَا هُوَ صَبْرٌ يَا رَسُولَ اللهِ! لَيْسَ فِيهِ طِيبٌ، قَالَ: «إِنَّهُ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيهِ إِلَّا بِاللَّيْلِ، وَلَا تَمْتَشِطِي بِالطِّيبِ وَلَا بِالْحِنَّاءِ فَإِنَّهُ خِضَابٌ» قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَمْتَشِطُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «بِالسِّدْرِ تُغَلِّفِينَ بِهِ رَأْسَكِ».

٣٥٦٧- حضرت ام حکیم بنت اَسید اپنی والدہ محترمہ سے بیان کرتی ہیں کہ ان کا خاوند فوت ہو گیا اور انھیں آنکھوں میں تکلیف تھی۔ وہ سرمہ ڈال لیا کرتی تھیں' پھر انھوں نے اپنی لونڈی کو حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس بھیجا اور ان سے جلاء سرمہ ڈالنے کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا کہ سوگ والی عورت سرمہ نہیں ڈال سکتی مگر اشد مجبوری کے وقت (جب سرمہ ڈالے بغیر چارہ نہ ہو)۔ جب میرے خاوند حضرت ابوسلمہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ میرے پاس تشریف لائے جب کہ میں نے آنکھوں پر ایلوا لگا رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ! یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ صرف ایلوا ہے۔ اس میں کوئی خوشبو وغیرہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ چہرے کو حسن ورونق بخشتا ہے' لہٰذا رات کے علاوہ اسے نہ لگایا کر اور کسی خوشبودار تیل یا مہندی کے ساتھ کنگھی نہ کیا کر کیونکہ یہ رنگ (والی زینت) ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو کس چیز کے ساتھ کنگھی کیا کروں؟ فرمایا: ''بیری کے پتے سر پر باندھ لیا کر' پھر کنگھی کر لیا کر۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم یہ بات صحیح ہے کہ کوئی ایسی چیز جو رنگ دے' مثلاً: سرمہ یا مہندی یا جو چہرے کو خوب صورت اور بارونق بنائے' مثلاً: ایلوا یا جو چیز خوشبو دے' مثلاً: خوشبودار صابن' سینٹ وغیرہ' سوگ کے دوران میں عورت پر حرام ہیں' البتہ غسل' سادہ کنگھی اور بغیر خوشبو کے صابن استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ بیری کے پتے نہ رنگ دیتے ہیں نہ خوشبو' لہٰذا استعمال ہو سکتے ہیں۔

٣٥٦٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، ح: ٢٣٠٥ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٣١. * المغيرة مستور، وأم حكيم لا يعرف حالها.

(المعجم ٦٧) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ (التحفة ٦٧)

باب:٦٧- سوگ والی عورت کے لیے سرمہ لگانا منع ہے

٣٥٦٨- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ [قَالَ:] حَدَّثَنَا أَيُّوبُ - وَهُوَ ابْنُ مُوسَى - قَالَ حُمَيْدٌ: وَحَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ ابْنَتِي رَمِدَتْ أَفَأَكْحُلُهَا؟ وَكَانَتْ مُتَوَفًّى عَنْهَا زَوْجُهَا، فَقَالَ: «إِلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا» ثُمَّ قَالَتْ: إِنِّي أَخَافُ عَلَى بَصَرِهَا، فَقَالَ: «لَا، إِلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحِدُّ عَلَى زَوْجِهَا سَنَةً، ثُمَّ تَرْمِي عَلَى رَأْسِ السَّنَةِ بِالْبَعْرَةِ».

٣٥٦٨- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک قریشی عورت آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کی آنکھیں دکھنے لگی ہیں تو کیا میں اسے سرمہ ڈال دوں؟ اس کا خاوند فوت ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”چار ماہ دس دن تک نہیں ڈال سکتی۔“ وہ کہنے لگی: مجھے اس کی نظر کا خطرہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہرگز نہیں‘ چار ماہ دس دن میں نہیں۔ جاہلیت میں اس جیسی عورت کو اپنے خاوند پر ایک سال تک سوگ کرنا پڑتا تھا‘ پھر سال کے اختتام پر وہ مینگنی پھینکا کرتی تھی۔“

فائدہ: دیکھیے‘ حدیث:٣٥٣١.

٣٥٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنِ ابْنَتِهَا مَاتَ زَوْجُهَا

٣٥٦٩- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اپنی بیٹی کے بارے میں پوچھا جس کا خاوند فوت ہو گیا تھا اور اسے آنکھوں کی تکلیف تھی۔ آپ نے فرمایا: ”جاہلیت کے دور میں ایسی عورتوں کو ایک سال تک سوگ کرنا پڑتا

٣٥٦٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٣١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٣٢.

٣٥٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٣١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٣٣.

وَهِيَ تَشْتَكِي، قَالَ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَحِدُّ السَّنَةَ ثُمَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ، وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

تھا' پھر سال کے بعد وہ مینگنی پھینکتی تھی۔ اب تو عدت صرف چار ماہ دس دن ہے۔"

فوائد ومسائل: ① چونکہ آنکھوں کی تکلیف کا علاج سرمہ سوگ کے سراسر خلاف ہے' اس لیے اس دوران میں سرمہ لگانا ممنوع ہے۔ ② "صرف چار ماہ دس دن" طلاق کی عدت تین حیض ہے مگر وفات کی عدت چار ماہ دس دن ہے کیونکہ اس میں سوگ کا اضافہ بھی ہے' نیز مدت کی زیادتی سے استبرائے رحم کا یقین حاصل ہو جائے گا کیونکہ چار ماہ کے بعد لازماً بچہ حرکت شروع کر دیتا ہے۔

٣٥٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسَى بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ خِفْتُ عَلَى عَيْنِهَا وَهِيَ تُرِيدُ الْكُحْلَ، فَقَالَ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ، وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا». فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: مَا رَأْسُ الْحَوْلِ؟ قَالَتْ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا هَلَكَ زَوْجُهَا عَمَدَتْ إِلَى شَرِّ بَيْتٍ لَهَا فَجَلَسَتْ فِيهِ، حَتَّى إِذَا مَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ خَرَجَتْ فَرَمَتْ وَرَاءَهَا بِبَعْرَةٍ.

٣٥٧٠- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک قریشی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ مجھے اس کی آنکھوں کا خطرہ ہے۔ اس کا مقصد سرمہ کی اجازت حاصل کرنا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اس سے پہلے تم میں سے ایسی عورت ایک سال کے بعد مینگنی پھینکا کرتی تھی۔ اب تو عدت صرف چار ماہ دس دن ہے۔" راوی نے کہا کہ میں نے حضرت زینب سے پوچھا: سال کے بعد مینگنی پھینکنے کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے فرمایا: جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ اپنے سب سے گندے گھر میں جا کر بیٹھ جاتی حتی کہ جب اسے ایک سال گزر جاتا تو وہ نکلتی اور اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی۔

٣٥٧٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٣١، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٣٤.

٣٥٧١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ وَأُمَّ حَبِيبَةَ [أَ]تَكْتَحِلُ فِي عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا؟ فَقَالَتْ: أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا أَقَامَتْ سَنَةً، ثُمَّ قَذَفَتْ خَلْفَهَا بِبَعْرَةٍ ثُمَّ خَرَجَتْ، وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا حَتّٰى يَنْقَضِيَ الْأَجَلُ».

٣٥٧١- حضرت زینب سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا عورت اپنے خاوند کی عدت وفات کے دوران میں سرمہ ڈال سکتی ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی تھی اور اس نے اس کے متعلق پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: ''دور جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک سال تک ٹھہری رہتی تھی' پھر اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی اور نکلتی۔ اب تو عدت صرف چار ماہ دس دن ہے' لہٰذا وہ سرمہ نہیں ڈال سکتی حتی کہ یہ مدت گزر جائے۔''

(المعجم ٦٨) - اَلْقُسْطُ وَالْأَظْفَارُ لِلْحَادَّةِ (التحفة ٦٨)

باب:٦٨- سوگ والی عورت قسط اور اظفار خوشبو استعمال کر سکتی ہے؟

٣٥٧٢- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ الدُّورِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فِي الْقُسْطِ وَالْأَظْفَارِ.

٣٥٧٢- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس عورت کو جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو' طہر کے وقت قسط اور اظفار خوشبو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

فائدہ: قسط اور اظفار خوشبو کی اقسام ہیں جو اس دور میں استعمال ہوتی تھیں۔ دوسری خوشبوؤں کا بھی یہی حکم ہے۔ عدت کے دوران میں ان کا استعمال منع ہے' البتہ حیض کے اختتام پر جائز ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:٣٥٦٤.)

٣٥٧١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٣١، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٣٥.

٣٥٧٢- [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي، ح: ٢٢٩١ من حديث زائدة به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٣٦، وهو طرف من الحديث المتقدم: ٣٥٦٦، وأصله متفق عليه. * هشام هو ابن حسان.

(المعجم ٦٩) - **بَابُ نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْمِيرَاثِ** (التحفة ٦٩)

باب:٦٩- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' اسے اخراجات نہیں ملیں گے کیونکہ اس کے لیے وراثت مقرر کر دی گئی ہے

٣٥٧٣- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السِّجْزِيُّ خَيَّاطُ السُّنَّةِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: «﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] نُسِخَ ذٰلِكَ بِآيَةِ الْمِيرَاثِ مِمَّا فُرِضَ لَهَا مِنَ الرُّبُعِ وَالثُّمُنِ، وَنَسَخَ أَجَلَ الْحَوْلِ أَنْ جُعِلَ أَجَلُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

٣٥٧٣- حضرت ابن عباس ؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ ...... غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ ”جو لوگ قریب المرگ ہوں اور ان کی بیویاں زندہ ہوں تو وہ مرنے سے پہلے اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ انھیں ایک سال تک اخراجات دیے جائیں' نیز انھیں گھر سے نہ نکالا جائے۔“ کے بارے میں فرمایا کہ یہ حکم وراثت کی آیت سے منسوخ ہے جس میں ان کے لیے چوتھا یا آٹھواں حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور ایک سال کی مدت بھی منسوخ ہے کیونکہ ان کی عدت چار ماہ دس دن تک مقرر کر دی گئی ہے۔

فائدہ: یہ آیت حضرت ابن عباس ؓ کے نزدیک تو منسوخ ہے مگر بعض محققین کے نزدیک یہ حسن سلوک کی ایک صورت ہے کہ خاوند وصیت کر جائے کہ میری بیوی کو ایک سال تک گھر سے نکالا نہ جائے تاکہ اسے پریشانی نہ ہو' جب وہ اپنا انتظام کر لے تو منتقل ہو جائے۔ البتہ یہ واجب نہیں اور نہ لواحقین کے لیے اس پر عمل واجب ہے۔ چونکہ عورت کا حصۂ وراثت مقرر کر دیا گیا ہے' لہٰذا اسے دوران عدت اخراجات دینا لواحقین کے لیے ضروری نہیں۔

٣٥٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ فِي

٣٥٧٤- حضرت عکرمہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ ...... غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ ”جو

٣٥٧٣- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها زوجها بما فرض لها من الميراث، ح: ٢٦٩٨ من حديث علي بن الحسين به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٣٧.

٣٥٧٤- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٧٣٨، انظر الحديث السابق.

قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَٰجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَٰجِهِم مَّتَٰعًا إِلَى ٱلْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] قَالَ: نَسَخَتْهَا ﴿وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَٰجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ [البقرة: ٢٣٤].

لوگ قریب المرگ ہوں اوران کی بیویاں زندہ ہوں تو وہ مرنے سے پہلے اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ انھیں ایک سال تک اخراجات دیے جائیں اور انھیں گھر سے نہ نکالا جائے۔'' کے بارے میں فرمایا کہ اس آیت کو اس (دوسری) آیت نے منسوخ کر دیا: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ ...... اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ ''جو لوگ فوت ہو جائیں اور ان کی بیویاں زندہ ہوں تو بیویاں چار ماہ دس دن تک اپنے آپ کو (ادھر ادھر جانے' زیب و زینت کرنے اور نکاح وغیرہ سے) روک کر رکھیں۔''

(المعجم ٧٠) - اَلرُّخْصَةُ فِي خُرُوجِ الْمَبْتُوتَةِ مِنْ بَيْتِهَا فِي عِدَّتِهَا لِسُكْنَاهَا (التحفة ٧٠)

باب: ٧٠- جس عورت کو طلاق بائن ہو چکی ہو وہ دوران عدت اپنے گھر سے کسی دوسری جگہ جا سکتی ہے

٣٥٧٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَاصِمٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ أَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، وَخَرَجَ إِلَى بَعْضِ الْمَغَازِي وَأَمَرَ وَكِيلَهُ أَنْ يُعْطِيَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ فَتَقَالَّتْهَا، فَانْطَلَقَتْ إِلَى بَعْضِ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ عِنْدَهَا

٣٥٧٥- حضرت عبدالرحمٰن بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ جو کہ بنو مخزوم کے ایک آدمی کے نکاح میں تھی' نے مجھے بتایا کہ میرے خاوند نے مجھے آخری طلاق دے دی۔ وہ کسی جنگ کو گئے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے وکیل کو حکم دیا کہ مجھے کچھ اخراجات وغیرہ ادا کرے۔ میں نے انھیں کم محسوس کیا۔ میں نبی ﷺ کی کسی زوجۂ مطہرہ کے پاس گئی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں ان کے پاس ہی تھی۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ

٣٥٧٥ـ [حسن] إلا قوله: أم كلثوم، والصواب "أم شريك" كما تقدم، ح: ٣٢٤٧، وأخرجه أحمد: ٦/ ٤١٤ من حديث ابن جريج به، وهو صرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٣٩. * عبدالرحمٰن بن عاصم بن ثابت لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد.

فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طَلَّقَهَا فُلَانٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِبَعْضِ النَّفَقَةِ فَرَدَّتْهَا، وَزَعَمَ أَنَّهُ شَيْءٌ تَطَوَّلَ بِهِ، قَالَ: «صَدَقَ». قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَانْتَقِلِي إِلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ فَاعْتَدِّي عِنْدَهَا» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُمَّ كُلْثُومٍ امْرَأَةٌ يَكْثُرُ عُوَّادُهَا، فَانْتَقِلِي إِلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمٰى» فَانْتَقَلَتْ إِلٰى عَبْدِ اللهِ فَاعْتَدَّتْ عِنْدَهُ حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ خَطَبَهَا أَبُو الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَسْتَأْمِرُهُ فِيهِمَا فَقَالَ: «أَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ أَخَافُ عَلَيْكِ قِسْقَاسَتَهُ لِلْعَصَا، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ أَمْلَقُ مِنَ الْمَالِ». فَتَزَوَّجَتْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ بَعدَ ذٰلِكَ.

فاطمہ بنت قیس ہے۔ اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی ہے اور کچھ اخراجات بھی بھیجے ہیں لیکن اس نے (کم سمجھ کر) قبول نہیں کیے جب کہ خاوند کا خیال ہے کہ میں نے یہ بھی بطور احسان بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ درست کہتا ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تو ام کلثوم کے گھر چلی جا اور وہاں عدت گزار۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''ام کلثوم کے پاس آنے جانے والوں کی کثرت رہتی ہے' لہٰذا تو عبداللہ بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جا۔ وہ نابینا شخص ہے۔'' میں ان کے گھر منتقل ہو گئی اور وہیں عدت گزاری۔ جب عدت ختم ہوئی تو ابوجہم اور معاویہ بن ابوسفیان نے مجھے نکاح کے پیغام بھیجے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اس بارے میں مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''ابوجہم کے بارے میں تو مجھے خطرہ ہے کہ اس کی لاٹھی ہر وقت حرکت میں رہے گی۔ باقی رہا معاویہ! تو وہ مالی لحاظ سے فقیر ہے۔'' بعد میں میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

فائدہ: ''ام کلثوم'' یہ درست نہیں۔ دیگر روایات میں ''ام شریک'' ذکر ہے اور یہی درست ہے۔ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے' احادیث: ۳۲۲۴، ۳۲۳۹، ۳۲۴۶، ۳۲۴۷.)

۳۵۷۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ فَاطِمَةَ

۳۵۷۶- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ کے نکاح میں تھی۔ انھوں نے مجھے تین میں سے آخری طلاق بھیج دی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور خاوند کے

۳۵۷٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ۳۲٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٠.

بِنْتِ قَيْسٍ : أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ ، فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْهُ فِي خُرُوجِهَا مِنْ بَيْتِهَا ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى ، فَأَبٰى مَرْوَانُ أَنْ يُصَدِّقَ فَاطِمَةَ فِي خُرُوجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَيْتِهَا . قَالَ عُرْوَةُ : أَنْكَرَتْ عَائِشَةُ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ .

گھر سے منتقل ہونے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے مجھے حضرت ابن ام مکتوم (جو نابینے تھے) کے گھر منتقل ہونے کے لیے فرمایا۔ مروان نے (اپنے دور حکومت میں) حضرت فاطمہ کی اس مسئلے میں تصدیق نہیں کی کہ ایسی مطلقہ خاوند کے گھر سے منتقل ہوسکتی ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ ﷝ نے بھی حضرت فاطمہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

فائدہ: دیکھیے سابقہ حدیث کے حوالہ جات۔

٣٥٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ : حَدَّثَنَا حَفْصٌ قَالَ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ فَاطِمَةَ قَالَتْ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ! زَوْجِي طَلَّقَنِي ثَلَاثًا وَأَخَافُ أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيَّ ، فَأَمَرَهَا فَتَحَوَّلَتْ .

٣٥٧٧- حضرت فاطمہ بنت قیس ﷝ سے منقول ہے کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں (یعنی الگ الگ) مجھے خطرہ ہے کہ کوئی چور چکار دیوار نہ پھلانگ آئے لہٰذا آپ نے مجھے اجازت دے دی اور میں خاوند کے گھر سے منتقل ہوگئی۔

فائدہ: خاوند کا گھر آبادی سے دور تھا۔ خاوند گھر پر نہیں تھا۔ عورت جوان تھی۔ گویا کئی خطرات تھے۔

٣٥٧٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مَاهَانَ - بَصْرِيٌّ - عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا سَيَّارٌ وَحُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ وَدَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ - وَذَكَرَ آخَرِينَ -

٣٥٧٨- حضرت شعبی سے روایت ہے کہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس ﷝ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کی بابت پوچھا تو انھوں نے بتایا: مجھے میرے خاوند نے

٣٥٧٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى ، ح : ٥٧٤١ .

٣٥٧٨ـ [صحيح] تقدم ، ح : ٣٤٣٢ ، وهو في الكبرٰى ، ح : ٥٧٤٢ .

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَاصَمَتْهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةِ، قَالَتْ: فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً، وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ.

آخری طلاق دے دی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی عدالت عالیہ میں اس کے خلاف رہائش و اخراجات (دوران عدت) کا دعویٰ کر دیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے رہائش و اخراجات نہیں دلوائے اور مجھے ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارنے کا حکم دیا۔

٣٥٧٩- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاغَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارٌ - وَهُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي فَأَرَدْتُ النُّقْلَةَ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِنْتَقِلِي إِلٰى بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِّي فِيهِ» فَحَصَبَهُ الْأَسْوَدُ وَقَالَ: وَيْلَكَ لِمَ تُفْتِي بِمِثْلِ هٰذَا؟ قَالَ عُمَرُ: إِنْ جِئْتِ بِشَاهِدَيْنِ يَشْهَدَانِ أَنَّهُمَا سَمِعَاهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَإِلَّا لَمْ نَتْرُكْ كِتَابَ اللهِ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ [الطلاق: ١].

٣٥٧٩- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے' کہتی ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی۔ میں نے خاوند کے گھر سے منتقل ہونے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''اپنے چچا کے بیٹے عمرو بن ام مکتوم کے گھر منتقل ہو جا اور وہاں عدت پوری کر۔'' (یہ سن کر) حضرت اسود نے حضرت شعبی کو کنکر مار کر کہا: تو مرے! ایسا فتویٰ کیوں دیتا ہے؟ حضرت عمر ؓ نے فرمایا تھا: اگر تو دو گواہ لے آئے جو گواہی دیں کہ واقعتاً رسول اللہ ﷺ سے ہم نے یہ بات سنی ہے تو ٹھیک ورنہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا یہ حکم نہیں چھوڑ سکتے: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ...... بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ ''مطلقہ عورتوں کو گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود منتقل ہوں' الا یہ کہ وہ کسی واضح برائی کا ارتکاب کر بیٹھیں۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث پر مکمل بحث اور اس مسئلے کی پوری تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے:

٣٥٧٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٣.

حدیث:۳۲۲۴. ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر حدیث کے لیے یہ ضروری نہیں سمجھتے تھے کہ دو شخص گواہی دیں' تب قبول ہوگی بلکہ وہ اس روایت کو اپنے اجتہاد کے مطابق عقل ونقل کے یکسر خلاف سمجھتے تھے اگرچہ ان کا یہ موقف درست نہ تھا جیسا کہ اوپر گزرا' اس لیے یہ فرمایا' ورنہ بہت سے مقامات پر ایک آدمی کی روایت کو انھوں نے قبول فرمایا ہے اور عمل کیا ہے' مثلاً: مجوس سے جزیہ وصول کرنے اور طاعون کے علاقے سے نکلنے کے بارے میں روایات۔

(المعجم ٧١) - **بَابُ خُرُوجِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا بِالنَّهَارِ** (التحفة ٧١)

باب:۷۱- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' وہ دورانِ عدت دن کے وقت گھر سے نکل سکتی ہے

٣٥٨٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: طُلِّقَتْ خَالَتُهُ فَأَرَادَتْ أَنْ تَخْرُجَ إِلٰى نَخْلٍ لَهَا فَلَقِيَتْ رَجُلًا، فَنَهَاهَا، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اُخْرُجِي فَجُدِّي نَخْلَكِ، لَعَلَّكِ أَنْ تَصَدَّقِي وَتَفْعَلِي مَعْرُوفًا».

۳۵۸۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق ہو گئی۔ انھوں نے اپنے نخلستان میں جانا چاہا۔ ایک آدمی انھیں ملا تو اس نے انھیں روک دیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا: ''تو جا کر اپنی کھجوروں کا پھل توڑ سکتی ہے؟ ہوسکتا ہے تو اس سے صدقہ کرے یا کوئی اور نیک کام کرے۔''

فائدہ: ضرورت ہو تو سوگ والی عورت گھر اور کھیت میں کام کر سکتی ہے۔ ممکن ہے کوئی اور کام کرنے والا نہ ہو۔ شریعت لوگوں کی ضروریات اور مجبوریوں کا بہت لحاظ رکھتی ہے۔

(المعجم ٧٢) - **بَابُ نَفَقَةِ الْبَائِنَةِ** (التحفة ٧٢)

باب:۷۲- مطلقہ بائنہ (جس سے رجوع نہیں ہوسکتا) کا نان ونفقہ (خاوند کے ذمے نہیں)

٣٥٨١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ قَالَ:

۳۵۸۱- حضرت ابوبکر بن حفص نے کہا کہ میں اور حضرت ابوسلمہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ وہ فرمانے لگیں: مجھے میرے خاوند نے

٣٥٨٠ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها، ح: ١٤٨٣ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٤.

٣٥٨١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٥.

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوسَلَمَةَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً، قَالَتْ: فَوَضَعَ لِي عَشْرَةَ أَقْفِزَةٍ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لَهُ: خَمْسَةٌ شَعِيرٌ وَخَمْسَةٌ تَمْرٌ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «صَدَقَ» وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ فُلَانٍ، وَكَانَ زَوْجُهَا طَلَّقَهَا طَلَاقًا بَائِنًا.

آخری طلاق دے دی' مجھے رہائش اور پورا نفقہ نہ دیا بلکہ اپنے ایک چچازاد بھائی کے پاس میرے لیے دس قفیز رکھ چھوڑے: پانچ گندم کے اور پانچ جو کے۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اس بارے میں بات کی تو آپ نے فرمایا: ''وہ درست کہتا ہے۔'' اور مجھے کسی کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا۔ انھیں ان کے خاوند نے طلاق بائنہ (جس کے بعد جماع ممکن نہ ہو) دے دی تھی۔

فائدہ: قفیز ایک پیمانہ ہے جو تقریباً ۲۵ کلو کے برابر ہے۔ (متعلقہ مسئلہ دیکھیے' حدیث: ۳۲۲۴، ۳۵۷۹ میں۔)

(المعجم ٧٣) - نَفَقَةُ الْحَامِلِ الْمَبْتُوتَةِ (التحفة ٧٣)

باب:۷۳- مطلقہ بائنہ حاملہ ہو تو اس کا نان ونفقہ

٣٥٨٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ ابْنَةَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ - وَأُمُّهَا حَمْنَةُ بِنْتُ قَيْسٍ - الْبَتَّةَ، فَأَمَرَتْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ بِالْاِنْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَسَمِعَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى مَسْكَنِهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُخْبِرُهُ: أَنَّ خَالَتَهَا فَاطِمَةَ أَفْتَتْهَا بِذٰلِكَ وَأَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْتَاهَا

۳۵۸۲- حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے سعید بن زید کی بیٹی کو بتہ (تیسری) طلاق دے دی۔ اس کی والدہ کا نام حمنہ بنت قیس تھا۔ چنانچہ اس کی خالہ فاطمہ بنت قیس ؓ نے اسے عبداللہ بن عمرو کے گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا۔ حضرت مروان نے بھی یہ بات سن لی۔ انھوں نے اسے پیغام بھیجا اور عدت ختم ہونے تک واپس اپنے گھر جانے کا حکم دیا۔ اس نے انھیں واپسی پیغام بھیجا کہ مجھے میری خالہ حضرت فاطمہ نے یہ فتویٰ دیا ہے اور بتایا ہے کہ جب انھیں ان کے خاوند ابوعمرو بن حفص مخزومی نے طلاق دے دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں خاوند کے گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا تھا۔

٣٥٨٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٢٤، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٤٦.

بِالْاِنْتِقَالِ حِينَ طَلَّقَهَا أَبُو عَمْرِو بْنُ حَفْصٍ الْمَخْزُومِيُّ، فَأَرْسَلَ مَرْوَانُ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ إِلَى فَاطِمَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرٍو لَمَّا أَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ وَهِيَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا، فَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَتِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَى الْحَارِثِ وَعَيَّاشٍ تَسْأَلُهُمَا النَّفَقَةَ الَّتِي أَمَرَ لَهَا بِهَا زَوْجُهَا، فَقَالَا: وَاللّٰهِ! مَا لَهَا عَلَيْنَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا، وَمَا لَهَا أَنْ تَسْكُنَ فِي مَسْكَنِنَا إِلَّا بِإِذْنِنَا، فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَيْنَ أَنْتَقِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: «اِنْتَقِلِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ» - وَهُوَ الْأَعْمَى الَّذِي عَاتَبَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ - فَانْتَقَلْتُ عِنْدَهُ فَكُنْتُ أَضَعُ ثِيَابِي عِنْدَهُ، حَتّٰى أَنْكَحَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ زَعَمَتْ: أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ.

حضرت مروان نے حضرت قبیصہ بن ذؤیب کو حضرت فاطمہ کی طرف بھیجا اور اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں حضرت ابو عمرو کے نکاح میں تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن میں امیر مقرر فرمایا تو میرا خاوند بھی ان کے ساتھ گیا اور وہاں سے اس نے طلاق بھیج دی اور یہ آخری طلاق تھی جو باقی تھی' نیز اس نے حضرات حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو مجھے نفقہ دینے کو کہا۔ میں نے حضرات حارث وعیاش کو پیغام بھیجا کہ میرے خاوند کا بھیجا ہوا نان ونفقہ مجھے دیں' تو انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے ذمے تیرا کوئی نفقہ نہیں الا یہ کہ تو حاملہ ہو۔ اور تو ہماری اجازت کے بغیر ہماری رہائش گاہ میں بھی نہیں رہ سکتی۔ حضرت فاطمہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے ساری صورتِ حال بیان کی تو آپ نے ان کی تصدیق کی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کہاں منتقل ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''تو ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جا۔'' وہ نابینا شخص ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں رسول اللہ ﷺ پر اظہار ناراضی فرمایا تھا۔ میں ان کے ہاں منتقل ہو گئی۔ میں ان کے ہاں فالتو کپڑے اتار سکتی تھی حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نکاح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

فائدہ: حمل کی حالت میں مطلقہ بائنہ نان ونفقہ کی مستحق ہے اور اس بات پر اتفاق ہے۔ روایت گزر چکی ہے۔

(المعجم ٧٤) - اَلْأَقْرَاءُ (التحفة ٧٤)

باب:۷۴- أقراء کا مفہوم

٣٥٨٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَانْظُرِي إِذَا أَتَاكِ قُرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ قُرْؤُكِ فَلْتَطْهُرِي» قَالَ: «ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقُرْءِ إِلَى الْقُرْءِ».

٣٥٨٣- حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے (بے قاعدہ) خون کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک بیماری ہے۔ غور کیا کر۔ جب تجھے حیض آئے تو نماز نہ پڑھ اور جب تیرا حیض گزر جائے تو پاک ہو اور اگلا حیض آنے تک نماز پڑھتی رہ۔''

فائدہ: لفظ ''قـرء'' لغت کے لحاظ سے طہر کی حالت کو بھی کہتے ہیں اور حیض کو بھی مگر قرآن وحدیث میں یہ جہاں استعمال ہوا ہے حیض کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہی بات محقق ہے۔ یہ حدیث کتاب الطہارہ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٧٥) - بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ (التحفة ٧٥)

باب: ٧٥- تین طلاقوں کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا

٣٥٨٤- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ

٣٥٨٤- حضرت ابن عباس ؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرامین ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ اٰيَةٍ...... اَوْ مِثْلِهَا﴾ ''جو آیت ہم منسوخ کردیں یا بھلا دیں ہم اس سے بہتر یا کم از کم اس جیسی آیت اور لے آتے ہیں'' اور ﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً

٣٥٨٣- [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض، ومن قال تدع الصلاة في عدة الأيام التي كانت تحيض، ح: ٢٨٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٧، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٢٧٤-٢٧٩، ٢٨١ وغيره.

٣٥٨٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ح: ٢١٩٥ من حديث علي بن حسين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٨.

عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ أَوْ مِثْلِهَآ﴾ [البقرة: ١٠٦] وَقَالَ: ﴿وَإِذَا بَدَّلْنَآ ءَايَةً مَّكَانَ ءَايَةٍ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ﴾. اَلْآيَةَ [النحل: ١٠١] وَقَالَ: ﴿يَمْحُوا ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُۥٓ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ﴾ [الرعد: ٣٩] فَأَوَّلُ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ وَقَالَ: ﴿وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِىٓ أَرْحَامِهِنَّ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿إِنْ أَرَادُوٓا إِصْلَٰحًا﴾ [البقرة: ٢٢٨] وَذٰلِكَ بِأَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَنَسَخَ ذٰلِكَ وَقَالَ: ﴿ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌۢ بِإِحْسَٰنٍ﴾ [البقرة: ٢٢٩].

...... بِمَا يُنَزِّلُ﴾ ”جب ہم کسی آیت کی جگہ کوئی اور آیت لے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی اتاری ہوئی آیتوں کو خوب جانتا ہے...... الخ“ اور ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ ...... أُمُّ الْكِتَابِ﴾ ”اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس ہی اصل کتاب ہے۔“ کے بارے میں فرمایا کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے قبلہ منسوخ ہوا۔ اسی طرح فرمایا: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ ...... اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا﴾ ”طلاق شدہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روک رکھیں اور ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا فرمائی ہے۔ (آخر آیت تک) پہلے یہ دستور تھا کہ کوئی آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا تو وہ اس سے رجوع کا حق رکھتا تھا' چاہے تین طلاقیں ہی دے چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس دستور کو منسوخ فرما دیا اور فرمایا: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ... اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ ”رجعی طلاق دو دفعہ ہی ہے۔ رکھنا ہے تو اچھے طریقے سے رکھے ورنہ اچھے طریقے سے چھوڑ دے۔“

فائدہ: طلاق سے رجوع صرف دو دفعہ ہی ممکن ہے' تیسری دفعہ طلاق دینے سے عورت حرام ہو جاتی ہے۔ نہ رجوع نہ نکاح۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ جاہلیت کے رواج میں عورتوں کے لیے بڑی مصیبت تھی۔

(المعجم ٧٦) - بَابُ الرَّجْعَةِ (التحفة ٧٦)

باب:۷۶- رجوع کا بیان

٣٥٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۳۵۸۵- حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے

٣٥٨٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٢٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٩.

قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ عُمَرُ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مُرْهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا. فَإِذَا طَهُرَتْ» - يَعْنِي - فَإِنْ شَاءَ فَلْيُطَلِّقْهَا، قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: فَاحْتَسَبْتَ مِنْهَا؟ فَقَالَ: مَا يَمْنَعُهَا، أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟.

اپنی بیوی کو طلاق دے دی جب کہ وہ حیض سے تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے اور آپ کو یہ بات بتائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ اس سے رجوع کرے۔ جب وہ پاک ہو جائے تو پھر چاہے تو طلاق دے دے۔'' میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا وہ طلاق شمار کی گئی؟ انھوں نے فرمایا: اور کیا! تم بتاؤ کہ اگر طلاق دینے والا صحیح طلاق سے عاجز رہا اور اس نے حماقت کر دی تو کیا طلاق شمار نہیں ہوگی؟

فائدہ: ''جب وہ پاک ہو جائے'' دیگر روایات میں صراحت ہے کہ وہ پاک ہو' پھر دوبارہ حیض آئے' پھر پاک ہو تو اب اگر وہ چاہے تو طلاق دے دے' چاہے تو رکھ لے۔ اور یہ درمیان والا طہر عملی رجوع کے لیے ہے۔ حیض کے دوران میں تو صرف زبانی رجوع ہی ہو سکتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٤١٨)

٣٥٨٦- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالُوا: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى، فَإِذَا طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا، فَإِنَّهُ الطَّلَاقُ الَّذِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ، قَالَ تَعَالَى: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ١].

٣٥٨٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ بات ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ اس سے رجوع کرے حتی کہ اسے ایک حیض اور آئے' پھر جب وہ پاک ہو جائے تو اگر وہ چاہے تو اسے طلاق دے دے' چاہے رکھ لے۔ یہ وہ طلاق ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ ''عورتوں کو ان کے صحیح وقت میں طلاق دو۔''

٣٥٨٦_ [إسناده صحيح] وهو متفق عليه كما تقدم، ح: ٣٤١٨، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٥٠، ٥٧٥١.

٣٥٨٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَيَقُولُ: أَمَّا إِنْ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا، وَأَمَّا إِنْ تُطَلِّقْهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ اللهَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ، وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ.

٣٥٨٧- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب اس شخص کے بارے میں پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو وہ فرماتے: اگر اس نے پہلی یا دوسری طلاق دی ہے تو (وہ رجوع کرے کیونکہ) مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اس سے رجوع کر، پھر اسے اپنے پاس رکھ حتی کہ اسے ایک اور حیض آئے، پھر وہ پاک ہو تو اب چاہے تو اسے جماع سے پہلے طلاق دے دے۔ اور اگر تو نے تیسری طلاق دی ہے تو تو نے عورت کو طلاق دینے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

فائدہ: ''نافرمانی کی ہے'' یعنی حیض کی حالت میں طلاق دے کر لیکن وہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ چونکہ یہ تیسری طلاق ہے، لہٰذا ان میں ابدی جدائی ہو جائے گی۔

٣٥٨٨- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى مَرْوَزِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرَاجَعَهَا.

٣٥٨٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں رجوع کا حکم دیا، لہٰذا انھوں نے رجوع کر لیا۔

٣٥٨٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

٣٥٨٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے

٣٥٨٧- أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ١٤٧١/ ٣ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٥٢.

٣٥٨٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٦١ من حديث حنظلة بن أبي سفيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٥٣.

٣٥٨٩- أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ١٤٧١/ ١٣ من حديث ابن جريج، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٥٤.

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِيهِ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا، فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى تَطْهُرَ، وَلَمْ أَسْمَعْهُ يَزِيدُ عَلَى هٰذَا.

بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی۔ انھوں نے فرمایا: تو عبداللہ بن عمر کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو یہ بات بتائی' چنانچہ آپ نے اسے حکم دیا کہ اس سے رجوع کرے حتی کہ وہ پاک ہو تو پھر چاہے تو طلاق دے دے۔

(راوی' حدیث عبداللہ بن طاوس نے کہا کہ) میں نے اس سے زیادہ' اس (اپنے باپ) سے نہیں سنا۔

۳۵۹۰- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو ابْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ - أَبُو سَعِيدٍ - قَالَ: نُبِّئْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، وَقَالَ عَمْرٌو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۳۵۹۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کو طلاق دے دی تھی' پھر آپ نے رجوع فرما لیا تھا۔ واللّٰہ أعلم.

فوائد ومسائل: ① اس واقعے کی تفصیل کسی حدیث میں ذکر نہیں۔ اغلب گمان یہ ہے کہ ارادۂ طلاق مراد ہے ورنہ طلاق دی ہوتی تو حرم نبوی کے بارے میں ایسی خبر اتنی گمنام نہ رہتی بلکہ مدینہ میں دھوم مچ جاتی۔ آپ

۳۵۹۰- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المراجعة، ح: ۲۲۸۳ من حديث سهل بن محمد بن الزبير به، وصرح بالسماع عند أبي داود، فالعلة غير قادحة، وتابعه جماعة عن يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، والحديث في الكبرٰى، ح: ۵۷۵۵.

نے ایک مہینے کے لیے الگ رہنے کی قسم کھائی تھی تو اسی صبح مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کے در و دیوار لوگوں کی چیخوں سے گونج اٹھے تھے۔ یہ سانحہ تو مخفی رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ کسی حدیث کے معنی متعین کرنے کے لیے واقعاتی شہادت کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ ② باب کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کے بعد رجوع مشروع ہے۔ جس طرح خاوند طلاق کے بارے میں خود مختار ہے' اسی طرح رجوع کے بارے میں بھی خود مختار ہے۔ رجوع کے لیے عورت کی رضامندی ضروری نہیں' البتہ تیسری طلاق' لعان اور خلع کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جس عورت کو جماع سے پہلے طلاق ہو جائے اس سے بھی رجوع ممکن نہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢٨) - كِتَابُ الْخَيْلِ وَالسَّبْقِ وَالرَّمْيِ (التحفة ١١)

گھوڑوں، گھوڑ دوڑ پر انعام اور تیر اندازی سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - [بَابٌ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»] (التحفة ١)

باب:۱- قیامت تک گھوڑے کی پیشانی میں خیر و برکت رکھ دی گئی ہے

٣٥٩١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ صَبِيحٍ الْمُرِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ نُفَيْلٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ وَوَضَعُوا السِّلَاحَ وَقَالُوا: لَا جِهَادَ، قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَجْهِهِ وَقَالَ: «كَذَبُوا اَلْآنَ اَلْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ، وَلَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُونَ عَلَى

۳۵۹۱- حضرت سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں نے گھوڑوں کو اہمیت دینا چھوڑ دی ہے اور انھوں نے ہتھیار رکھ دیے ہیں اور وہ کہنے لگے ہیں: اب جہاد نہیں رہا۔ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا چہرۂ انور لوگوں کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا: ''وہ غلط کہتے ہیں۔ جہاد تو اب فرض ہوا ہے اور میری امت کا ایک عظیم گروہ حق (کو غالب کرنے) کے لیے لڑتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے لڑنے کے لیے بہت سے لوگوں کے دل کفر کی طرف مائل کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ انھیں ان سے رزق عطا فرماتا رہے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا (غلبے والا) وعدہ پورا ہو جائے۔ اور (جہاد کی نیت سے

٣٥٩١- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني: ٧/ ٥٢، ح: ٦٣٥٧ من حديث إبراهيم بن أبي عبلة به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٠١، وللحديث طرق أخرٰى.

الْحَقِّ، وَيُزِيغُ اللهُ لَهُمْ قُلُوبَ أَقْوَامٍ وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، وَحَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللهِ، وَالْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَهُوَ يُوحَى إِلَيَّ أَنِّي مَقْبُوضٌ غَيْرَ مُلَبَّثٍ، وَأَنْتُمْ تَتَّبِعُونِي أَفْنَادًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَعُقْرُ دَارِ الْمُؤْمِنِينَ الشَّامُ».

رکھے گئے) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے۔ مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں دنیا میں رہنے والا نہیں بلکہ عنقریب فوت ہو جاؤں گا' اور تم میرے بعد گروہوں میں بٹ جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹو گے۔ اور (قرب قیامت فتنوں کے دور میں) ایمان والوں کا اصل مرکز شام ہوگا۔

فوائد و مسائل: ① ''جنگ ختم ہو چکی'' کیونکہ جزیرۂ عرب شرک سے پاک ہو گیا ہے اور بیت اللہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا ہے۔ ② ''جہاد تو اب شروع ہوا ہے'' اب تک تو اپنے علاقے میں جہاد تھا۔ اجنبی علاقوں میں جہاد تو اب شروع ہوگا۔ یا معنی یہ ہیں کہ ابھی تو جہاد فرض ہوئے تھوڑی دیر ہوئی ہے اتنی جلدی کیسے ختم ہو سکتا ہے؟ ③ ''خیر'' عزت' دبدبہ' رعب' ثواب اور غنیمت وغیرہ۔ ④ ''شام ہوگا'' بعض دیگر روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت شام کا علاقہ مومنین کے لیے فتح کا مقام ہوگا۔ مکہ مدینہ میں تو لڑائی ہوگی ہی نہیں۔ اس حدیث میں گویا اشارہ ہے کہ اہل اسلام کے لیے فتنوں کے دور میں شام امن اور سلامتی کی جگہ ہوگی۔ ⑤ اس حدیث میں جہاد کے لیے رکھے گئے گھوڑوں کی دوسرے جانوروں پر فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان کے علاوہ کسی جانور کی فضیلت ثابت نہیں' نیز ایسے گھوڑوں کے ذریعے سے حاصل کیا ہوا مال بھی بہترین مالوں میں سے ہے۔ ⑥ اس میں اسلام' جہاد اور اہل اسلام کے قیامت تک باقی رہنے کی خوشخبری ہے اور مسلمانوں کی آپس میں لڑائی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کا بھی ذکر ہے۔

۳۵۹۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - يَعْنِي الْفَزَارِيَّ - عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ

۳۵۹۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت تک کے لیے (جہاد کے لیے رکھے گئے) گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی گئی ہے۔ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں: کچھ تو آدمی کے لیے ثواب کا ذریعہ ہیں' کچھ پردہ پوشی کا کام دیتے ہیں اور کچھ گناہ کا سبب ہیں۔ ثواب تو اس شخص

۳۵۹۲- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ما جاء من ارتبط فرسًا في سبيل الله، ح: ١٦٣٦ من حديث سهيل به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٠٢.

الْقِيَامَةِ. اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي [هِيَ] لَهُ أَجْرٌ فَالَّذِي يَحْتَبِسُهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَتَّخِذُهَا لَهُ، وَلَا تُغَيِّبُ فِي بُطُونِهَا شَيْئًا إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ غَيَّبَتْ فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ، وَلَوْ عَرَضَتْ لَهُ مَرْجٌ». وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

کے لیے ہے جو انھیں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کر دیتا ہے بلکہ وہ انھیں پالتا ہی جہاد کے لیے ہے۔ ایسے گھوڑے جو بھی اپنے پیٹ میں ڈالیں اس کے عوض میں اس شخص کے لیے ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر کوئی چراگاہ سامنے آ جائے......الخ۔"

٣٥٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذٰلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا» وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ: «وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ تُسْقَى كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ، فَهِيَ لَهُ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ

٣٥٩٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑے کسی شخص کے لیے ثواب کا ذریعہ ہیں کسی کے لیے پردہ پوشی کا سبب ہیں اور کسی کے لیے گناہ کا موجب ہیں۔ ثواب اس شخص کے لیے ہیں جس نے انھیں جہاد کے لیے باندھ رکھا ہے اور چراگاہ اور باغیچے میں ان کی رسی فراخ کر رکھی ہے۔ وہ رسی میں بندھے ہوئے اس چراگاہ اور باغیچے سے جو کچھ بھی کھائیں پئیں گے وہ اس کے لیے نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔ اور اگر وہ رسی تڑا کر ایک دو ٹیلے تک ادھر ادھر بھاگ جائیں تو ان کے نشانات قدم حتی کہ ان کی لید بھی اس کی نیکیوں میں اضافے کا سبب ہے اور اگر وہ کسی نہر اور دریا کے پاس سے گزرتے وقت پانی پی لیں خواہ اس نے انھیں پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو تو وہ پانی بھی اس کے لیے نیکیاں بن جائے گا۔ یہ تو ثواب والے گھوڑے ہیں۔ اور جس آدمی نے انھیں اپنے فائدے کے لیے باندھا کہ کسی کے سامنے دست سوال

٣٥٩٣ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب شرب الناس وسقي الدواب من الأنهار، ح: ٢٣٧١ من حديث مالك، ومسلم، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح: ٩٨٧/ ٢٤ من حديث زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٠٣.

عَزَّ وَجَلَّ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا ، فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ؛ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ» وَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحَمِيرِ فَقَالَ : «لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ○ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ [الزلزلة : ٧، ٨]

دراز نہ کرنا پڑے' اس کے ساتھ ساتھ اس نے ان گھوڑوں اوران کی سواری کے مسئلے میں اللہ تعالیٰ کا حق فراموش نہیں کیا' یہ اس شخص کے لیے پردہ پوش ہیں۔اور جس شخص نے فخر' ریاکاری اور اہل اسلام کی مخالفت کی غرض سے گھوڑے باندھے' تو یہ اس کے لیے گناہ کا موجب ہوں گے۔'' نبی ﷺ سے گدھے (پالنے) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ان کے بارے میں مجھ پر کوئی مخصوص وحی تو نہیں اتری' البتہ یہ واحد جامع آیت موجود ہے: ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ ''جو شخص ذرہ بھر نیکی کرے گا' اس کی جزا پالے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا' اس کی سزا پالے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ''نیک نیتی'' معمول کے کاموں کو بھی ثواب کا ذریعہ بنا دیتی ہے' خواہ انسان جزئیات میں ثواب کی نیت نہ بھی کرے۔ اسی طرح بدنیتی نیکی کے کاموں کو بھی عذاب کا ذریعہ بنا دیتی ہے۔ ② ''اللہ تعالیٰ کا حق فراموش نہیں کیا'' اللہ کے حق سے مراد گھوڑے کی مناسب دیکھ بھال کرنا' طاقت سے زیادہ کام نہ لینا' ضرورت مند کو سواری کے لیے دینا' نیز نیکی اور خیر کے دوسرے کاموں کے لیے دینا ہے۔ بعض نے اس سے مراد گھوڑوں کی زکاۃ ادا کرنا بھی لیا ہے' تاہم پہلا مفہوم ہی درست ہے کیونکہ گھوڑوں پر زکاۃ نہیں ہے' بشرطیکہ انھیں تجارتی مقصد کے لیے نہ رکھا ہوا ہو۔ ③ انسان ہو یا جانور' سب سے اچھے طریقے سے پیش آنا چاہیے اور جو کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا بلکہ پورا اجر دیتا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ حُبِّ الْخَيْلِ (التحفة ٢)

باب:۲- گھوڑوں سے محبت کا بیان

٣٥٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ

۳۵۹۴- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بیویوں کے بعد کوئی چیز گھوڑوں سے بڑھ کر محبوب نہیں تھی۔

٣٥٩٤- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٤٤٠٤ . * سعيد بن أبي عروبة تقدم، ح: ١٠٨٦ ، وقتادة تقدم، ح: ٣٤ عنعنا .

قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ.

(المعجم ٣) - مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شِيَةِ الْخَيْلِ (التحفة ٣)

باب:٣- کس رنگ وصورت کے گھوڑے اچھے ہوتے ہیں؟

٣٥٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْبَزَّازُ هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شَبِيبٍ، عَنْ أَبِي وَهْبٍ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَأَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوهَا، وَلَا تُقَلِّدُوهَا الْأَوْتَارَ، وَعَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ أَوْ أَشْقَرَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ أَوْ أَدْهَمَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ».

٣٥٩٥- حضرت ابو وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ......اور وہ صحابی تھے...... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام کے نام اپناؤ۔ اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (جہاد کے لیے) گھوڑے رکھا کرو اور (پیار سے) ان کی پیشانیوں اور پشتوں پر ہاتھ پھیرا کرو۔ ان کے گلے میں ہار ڈالا کرو لیکن تندی نہ ڈالو نیز قرمزی رنگ کے گھوڑے رکھا کرو جن کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں یا اسی طرح کے سرخ یا سیاہ گھوڑے رکھو۔ (یعنی ان کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں)۔''

فوائد ومسائل: ① نام کا بھی شخصیت پر اثر ہوتا ہے لہٰذا نام اچھا رکھنا چاہیے۔ حدیث کا وہ حصہ جس میں انبیاء علیہم السلام کے نام رکھنے کا حکم ہے وہ ضعیف ہے، تاہم انبیاء والے نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے بیٹے کا نام ابراہیم رکھا تھا۔ ذاتی طور پر انبیاء علیہم السلام کے نام افضل ہیں اور اپنے بچوں کے نام ان کے نام پر رکھنا ان سے محبت کی علامت ہے۔ لیکن معنی کے لحاظ سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن افضل ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کیونکہ ان میں اعتراف عبدیت ہے۔ ان جیسے دیگر ناموں، مثلاً: عبدالرحیم، عبدالحمید وغیرہ کا بھی ان شاء اللہ یہی حکم ہے۔ واللہ أعلم. ② ''ہاتھ پھیرا کرو'' دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ انھیں صاف ستھرا رکھا کرو، ان کی خوب دیکھ بھال کیا کرو۔ ③ ''تندی نہ ڈالو'' کیونکہ یہ سخت اور تیز ہوتی ہے، اس سے

٣٥٩٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب فيما يستحب من ألوان الخيل، ح:٢٥٤٣ من حديث هشام بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح:٤٤٠٦. ✱ عقيل مجهول، ولبعض الحديث شواهد.

گلا کٹنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ④ ''قرمزی'' سیاہ وسرخ دونوں رنگوں کے امتزاج سے یہ رنگ بنتا ہے۔ اس قسم کے گھوڑوں کا بہتر ثابت ہونا تجربے کی بنیاد پر تھا نہ کہ وحی سے۔ کسی اور علاقے اور زمانے میں اس کے خلاف بھی ممکن ہے۔ ویسے ان رنگوں کے گھوڑے خوب صورت معلوم ہوتے ہیں۔ ماتھے پر پھول کی طرح سفیدی اور چاروں پاؤں گھٹنوں سے نیچے سفید' کیا ہی بھلے لگتے ہیں!

(المعجم ٤) - اَلشِّكَالُ فِي الْخَيْلِ (التحفة ٤)

باب:۴- گھوڑوں میں شکال

٣٥٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ. وَاللَّفْظُ لِإِسْمَاعِيلَ.

۳۵۹۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ گھوڑے میں شکال کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

الفاظ اسماعیل بن مسعود کے ہیں۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کے اس روایت میں دو استاد ہیں: اسحاق بن ابراہیم اور اسماعیل بن مسعود۔ بیان کردہ الفاظ اسماعیل بن مسعود کے ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم کا سیاق اس سے کچھ مختلف ہے۔

٣٥٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَرِهَ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ.

۳۵۹۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گھوڑے میں شکال کو ناپسند فرمایا ہے۔

٣٥٩٦- أخرجه مسلم، الإمارة، باب ما يكره من صفات الخيل، ح: ١٨٧٥/ ١٠٢ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٠٧.

٣٥٩٧- أخرجه مسلم، ح: ١٨٧٥/ ١٠٢ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٠٨.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلشِّكَالُ مِنَ الْخَيْلِ أَنْ تَكُونَ ثَلَاثُ قَوَائِمَ مُحَجَّلَةً وَوَاحِدَةٌ مُطْلَقَةٌ، أَوْ تَكُونَ الثَّلَاثَةُ مُطْلَقَةً وَرِجْلٌ مُحَجَّلَةٌ، وَلَيْسَ يَكُونُ الشِّكَالُ إِلَّا فِي رِجْلٍ وَلَا يَكُونُ فِي الْيَدِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ شکال یہ ہے کہ تین پاؤں تو سفید ہوں مگر ایک عام رنگ کا ہو۔ یا تین پاؤں عام رنگ کے ہوں اور ایک سفید ہو، نیز شکال پاؤں میں ہوتا ہے، ہاتھوں میں نہیں۔

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کا گھوڑوں میں شکال کو ناپسند کرنا دو وجوہات کی بنا پر ہوسکتا ہے: ❀ ممکن ہے اس دور کا تجربہ شاہد ہو کہ ایسے گھوڑے جنگ میں اتنے مفید نہیں ہوتے۔ ❀ عربی زبان میں شکال گھوڑے کی تین ٹانگوں کو باندھنے کو کہتے ہیں۔ اس طرح لفظ شکال میں کوئی اچھا تفاؤل نہیں پایا جاتا، اس لیے ممکن ہے آپ نے اس ظاہری معنی کی وجہ سے ناپسند فرمایا ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بچے کی پیدائش پر جانور ذبح کرنا سنت ہے لیکن آپ نے اس کے لیے لفظ عقیقہ ناپسند فرمایا کیونکہ اس میں عقوق (نافرمانی) کا معنی متبادر ہے۔ ② ''شکال'' کی اور بھی کئی تعریفیں کی گئی ہیں جن کی تفصیل شروحات حدیث میں موجود ہے۔ آج کل بھی جنگوں میں گھوڑوں کی کافی اہمیت ہے اگرچہ لڑائی کی نوعیت بدل چکی ہے۔

(المعجم ٥) - بَابُ شُؤْمِ الْخَيْلِ (التحفة ٥)

باب:٥-کوئی گھوڑا منحوس ہوسکتا ہے؟

٣٥٩٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: اَلْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ».

٣٥٩٨-حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں میں نحوست ہوسکتی ہے: عورت، گھوڑا اور گھر۔''

فائدہ: بعض روایات میں ہے کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی، اس لیے بعض حضرات نے تو اس پیرایۂ کلام سے نفی مراد لی ہے چونکہ ان تین چیزوں میں نحوست نہیں ہے، لہٰذا نحوست کا کوئی وجود نہیں۔ لیکن بہت سی احادیث میں نحوست ثابت کی گئی ہے۔ ضروری نہیں کہ تمام احادیث ایک ہی معنی کی

٣٥٩٨- أخرجه مسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكرن فيه الشؤم، ح:٢٢٢٥/١١٦ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الجهاد والسير، باب ما يذكر من شؤم الفرس، ح:٢٨٥٨ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٠٩.

ہوں ورنہ ان کے راویوں پر وہم کا الزام لگانا پڑے گا جس کی کوئی دلیل نہیں بنابریں صحیح یہی ہے کہ ان چیزوں میں نحوست ممکن ہے البتہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک نحوست سے کوئی ایسا مخفی وصف مراد ہے جس کی بنا پر وہ عورت گھوڑا یا گھر نقصان کا سبب بنتے رہتے ہیں اور وہ مخفی وصف اللہ تعالیٰ ہی کا پیدا کردہ ہے لہٰذا اس تصور سے عقیدے پر کوئی زد نہیں پڑے گی جبکہ بعض محققین نے نحوست کی توجیہ بعض دوسری احادیث ہی سے بیان کی ہے کہ عورت کے اخلاق اچھے نہ ہوں بدزبان ہو نافرمان ہو جھگڑالو ہو جس سے گھر میں بے چینی اور بے برکتی کی فضا چھائی رہے۔ اسی طرح گھوڑا اڑیل ہو ہدایت کے الٹ کرتا ہو ہر وقت مار پیٹ کی تھکاوٹ برداشت کرنی پڑے وغیرہ جس کی وجہ سے ذہن پریشان رہے۔ اسی طرح گھر کا پڑوس ماحول آب و ہوا اچھے نہ ہوں یعنی گھر تنگ ہو ہوا اور روشنی کا صحیح گزر نہ ہو جس کی بنا پر تفریح طبع حاصل نہ ہو بیماریاں حملہ آور ہوں وغیرہ۔ یہ توجیہ بھی بہت مناسب ہے کیونکہ احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔

٣٥٩٩- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ».

٣٥٩٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھر عورت اور گھوڑے میں نحوست ممکن ہے۔“

٣٦٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ يَكُ فِي شَيْءٍ فَفِي الرَّبْعَةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ».

٣٦٠٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نحوست کا وجود ہے تو وہ گھر گھوڑے اور عورت میں ہو سکتی ہے۔“

٣٥٩٩- أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة . . . الخ، ح: ٥٠٩٣، ومسلم، ح: ٢٢٢٥ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٢، والكبرٰى، ح: ٤٤١٠، ٤٤١١.

٣٦٠٠- أخرجه مسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه الشؤم، ح: ٢٢٢٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤١٢.

(المعجم ٦) - بَابُ بَرَكَةِ الْخَيْلِ (التحفة ٦)

باب:٦- گھوڑوں میں برکت ہوتی ہے

٣٦٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا؛ ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ».

٣٦٠١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت رکھ دی گئی ہے۔''

فائدہ: ان گھوڑوں سے مراد جہاد میں استعمال ہونے والے گھوڑے ہیں۔ برکت کی تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٣٥٩١۔

(المعجم ٧) - بَابُ فَتْلِ نَاصِيَةِ الْفَرَسِ (التحفة ٧)

باب:٧- گھوڑوں کی پیشانی کے بال بٹنا

٣٦٠٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْتِلُ نَاصِيَةَ فَرَسٍ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ وَيَقُولُ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: اَلْأَجْرُ وَالْغَنِيمَةُ».

٣٦٠٢- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے گھوڑے کی پیشانی کے بال اپنی دو انگلیوں کے درمیان بٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے، یعنی ثواب اور غنیمت۔''

٣٦٠١ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب الخيل في نواصيها الخير إلى يوم القيامة، ح: ١٨٧٤ عن محمد بن بشار، والبخاري، الجهاد والسير، باب الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة، ح: ٢٨٥١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤١٣.

٣٦٠٢ـ أخرجه مسلم، ح: ١٨٧٢/ ٩٧، (انظر الحديث السابق) من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤١٤.

فوائد ومسائل: ① اپنے دست مبارک سے گھوڑے کے بال بٹنا گھوڑوں سے محبت، پیار اور لگاؤ کی بنا پر تھا۔ ② "قیامت تک" اس سے یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا، علاوہ ازیں ان الفاظ سے یہ حکم مستفاد ہوتا ہے کہ جہاد کرتے رہنا چاہیے، خواہ حاکم نیک ہو یا برا۔ ③ جہاد میں استعمال ہونے والی ہر چیز کا خصوصی خیال رکھا جائے، وہ گھوڑے ہوں یا دیگر اسلحہ وغیرہ۔

٣٦٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۳۶۰۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت تک کے لیے گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر ہے۔"

٣٦٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۳۶۰۴- حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے۔"

٣٦٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: اَلْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ».

۳۶۰۵- حضرت عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: "گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے، یعنی ثواب اور مال غنیمت۔"

٣٦٠٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١٨٧١ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤١٥.

٣٦٠٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٨٧٣/ ٩٨ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الجهاد والسير، باب الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة، ح: ٢٨٥٠ من حديث حصين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤١٦.

٣٦٠٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤١٧.

٣٦٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: اَلْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ».

٣٦٠٦- حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قیامت تک کے لیے گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی گئی ہے یعنی ثواب اور مال غنیمت۔''

٣٦٠٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُصَيْنٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ أَنَّهُمَا سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ».

٣٦٠٧- حضرت عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی گئی ہے یعنی ثواب اور غنیمت۔''

فائدہ: گھوڑوں کا ذکر خصوصاً اس لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں گھوڑے جہاد کے لیے انتہائی مفید بھی تھے اور ناگزیر بھی اور اب بھی ان کی افادیت سے انکار نہیں۔ آپ کا مقصد مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ہر وقت تیار رہنے کی ترغیب دلانا ہے۔ اب گھوڑوں کے علاوہ جدید جنگی اسلحہ اور ہتھیاروں کی تیاری وفراہمی ضروری ہے۔

(المعجم ٨) - تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ (التحفة ٨)

باب:٨- آدمی اپنے گھوڑے کو تربیت دے سکتا ہے

٣٦٠٨- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

٣٦٠٨- حضرت خالد بن یزید جہنی سے روایت

٣٦٠٦_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح:٤٤١٨.

٣٦٠٧_[صحيح] تقدم، ح:٣٦٠٤، وهو في الكبرى، ح:٤٤١٩.

٣٦٠٨_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرمي، ح:٢٥١٣ من حديث عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرى، ح:٤٤٢٠، وصححه الحاكم:٢/ ٩٥، ووافقه الذهبي. * خالد بن يزيد حسن الحديث كما حققته في

ابْنِ مُجَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَّامٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: كَانَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَمُرُّ بِي فَيَقُولُ: يَا خَالِدُ! أُخْرُجْ بِنَا نَرْمِي، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَبْطَأْتُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا خَالِدُ! تَعَالَ أُخْبِرْكَ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صُنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنَبِّلَهُ، وَارْمُوا وَارْكَبُوا، وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، وَلَيْسَ اللَّهْوُ إِلَّا فِي ثَلَاثَةٍ: تَأْدِيبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتِهِ امْرَأَتَهُ، وَرَمْيِهِ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ، وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ كَفَرَهَا - أَوْ قَالَ -: كَفَرَ بِهَا».

ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرتے تو فرماتے: خالد! آؤ باہر جا کر تیر اندازی کریں۔ ایک دن مجھے ذرا دیر ہو گئی تو فرمانے لگے: خالد! آؤ میں تمھیں وہ بات بتاتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ میں ان کے پاس پہنچا تو فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین اشخاص کو جنت میں داخل فرمائے گا: ایک تو تیر بنانے والا' جو تیر بناتے وقت اچھی (جہاد یا ثواب کی) نیت رکھتا ہے۔ دوسرا تیر پھینکنے والا' اور تیسرا تیر پکڑانے والا۔ تیر اندازی (کی مشق) کیا کرو اور سواری (کی مشق) کیا کرو۔ اور میرے نزدیک تیر اندازی گھوڑ سواری سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ مستحب کھیل صرف تین ہیں: آدمی اپنے گھوڑے کو تربیت دے یا اپنی بیوی سے دل لگی کرے یا اپنے تیر کمان سے تیر اندازی (کی مشق) کرے۔ جس آدمی نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد اسے اہمیت نہ دیتے ہوئے چھوڑ دیا تو اس نے (اللہ تعالیٰ کی) نعمت کی ناشکری کی۔''

فوائد و مسائل: ① ''پسندیدہ ہے'' کیونکہ تیر چلانا نہ آتا ہو تو گھوڑ سواری بے فائدہ ہے' جبکہ تیر اندازی اکیلی بھی مفید ہے۔ ② ''مستحب کھیل'' یعنی ان میں ثواب حاصل ہوتا ہے کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے' جبکہ دوسرے کھیل صرف جسمانی تفریح کا فائدہ دیتے ہیں اور اس جسمانی تفریح کا کیا فائدہ جو کسی کام نہ آئے؟ اگر جسمانی تفریح اور ورزش جہاد وغیرہ میں مفید ہوں تو ثواب کا موجب ہیں۔ ③ ''ناشکری کی'' البتہ اگر اپنی دیگر مصروفیات کی بنا پر چھوڑا تو کوئی حرج نہیں۔ ④ محقق کتاب نے اس روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے خالد بن یزید کی جہالت کی بنا پر اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے' تاہم ''تین کھیل مستحب ہیں'' والا حصہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ' شرح

◄◄ تسهيل الحاجة، ح: ٢٨١١.

سنن النسائي: ١٣/٣٠ وضعيف سنن النسائي، رقم: ٣٥٨٠)

(المعجم ٩) - بَابُ دَعْوَةِ الْخَيْلِ (التحفة ٩)

باب:٩- گھوڑے کی دعا

٣٦٠٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ فَرَسٍ عَرَبِيٍّ إِلَّا يُؤْذَنُ لَهُ عِنْدَ كُلِّ سَحَرٍ بِدَعْوَتَيْنِ: اَللّٰهُمَّ! خَوَّلْتَنِي مَنْ خَوَّلْتَنِي مِنْ بَنِي آدَمَ وَجَعَلْتَنِي لَهُ، فَاجْعَلْنِي أَحَبَّ أَهْلِهِ وَمَالِهِ إِلَيْهِ أَوْ مِنْ أَحَبِّ أَهْلِهِ وَمَالِهِ إِلَيْهِ».

٣٦٠٩- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر عربی گھوڑے کو رات کے آخری حصے میں دو دفعہ اس دعا کی اجازت دی جاتی ہے: اے اللہ! تو نے انسانوں میں سے جس شخص کو میرا مالک بنایا ہے اور مجھے اس کے ساتھ خاص کیا ہے، اس کے ہاں مجھے اس کے اہل ومال میں سے محبوب ترین چیز بنادے۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن وحدیث سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ جانور بھی اپنی زبان میں کلام کرتے ہیں۔ چونکہ ہم ان کی زبان نہیں سمجھ سکتے، لہٰذا ہم انھیں بے زبان سمجھ لیتے ہیں۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ سے تو ہر چیز ہی کلام کرتی ہے، لہٰذا حدیث میں کوئی اشکال نہیں۔ ② ''رات کے آخری حصے میں'' کیونکہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ ③ ''عربی گھوڑے'' یہ الفاظ غالباً اس زمانے کے اعتبار سے ہیں ورنہ عجمی گھوڑا عجمی زبان میں دعا کرتا ہو گا۔ والله أعلم.

(المعجم ١٠) - اَلتَّشْدِيدُ فِي حَمْلِ الْحَمِيرِ عَلَى الْخَيْلِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- گھوڑی کو گدھے سے جفتی کرانا سخت گناہ ہے

٣٦١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

٣٦١٠- حضرت علی بن ابی طالب ؓ بیان کرتے

٣٦٠٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٠ عن يحيى بن سعيد القطان به، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٢، ووافقه الذهبي.

٣٦١٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في كراهية الحمر تنزى على الخيل، ح: ٢٥٦٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢١، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٩.

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُهْدِيَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ لَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک خچر تحفے میں ملا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ میں نے کہا: اگر ہم گھوڑی کو گدھے سے جفتی کروالیں تو ہمارے پاس بھی اس جیسا خچر ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کام تو بے علم اور جاہل لوگ کرتے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① گھوڑی اور گدھے کے ملاپ سے خچر پیدا ہوتا ہے لیکن اس حدیث میں اس ملاپ کو ناپسند کیا گیا ہے، حالانکہ قرآن مجید میں گھوڑے اور گدھے کے ساتھ خچر کا ذکر بھی بطور احسان کیا گیا ہے جس سے خچر کے وجود اور اس کے بطور نسل باقی رہنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، اس لیے علماء نے اس حدیث میں ممانعت یا ناپسندیدگی کے حکم کو تنزیہی قرار دیا ہے یا اسے اس صورت پر محمول قرار دیا جائے گا جب اس کی وجہ سے گھوڑوں کی نسل اور اس کی افزائش متاثر ہو کیونکہ گھوڑا خچر سے زیادہ مفید اور ضروری ہے، اس کی نسل میں کمی نہیں آنی چاہیے۔ ② اس کو بے علموں کا کام قرار دینے سے بھی مطلب خچروں کی افزائش کی حوصلہ شکنی ہی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ خود یہ کام نہ کیا جائے، البتہ خچروں کا استعمال جائز ہے۔

٣٦١١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ؟ قَالَ: خَمْشًا، هٰذِهِ شَرٌّ مِنَ الْأُولٰى، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَبْدٌ أَمَرَهُ اللهُ تَعَالٰى بِأَمْرِهِ فَبَلَّغَهُ، وَاللهِ! مَا اخْتَصَّنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْءٍ

٣٦١١- حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس ؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک آدمی نے ان سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں قراءت فرماتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ اس آدمی نے کہا: ممکن ہے کہ آپ دل میں پڑھتے ہوں؟ وہ کہنے لگے: اللہ کرے تو زخمی ہو۔ یہ تو پہلی سے بری بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو بھی احکام دیے آپ نے آگے پہنچا دیے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ

٣٦١١- [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٢.

دُونَ النَّاسِ إِلَّا بِثَلَاثَةٍ: أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ، وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ، وَلَا نُنْزِيَ الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ.

نے ہم (اہل بیت) کو لوگوں سے الگ کوئی خصوصی حکم نہیں دیا مگر یہ تین چیزیں (ہوں تو ہوں): آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم وضو اچھی طرح کریں، ہم صدقہ نہ کھائیں اور گھوڑی کو گدھے سے جفتی نہ کرائیں۔

فوائد و مسائل: ① ''نہیں'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس خیال میں متفرد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں مطلقاً قراءت نہیں کرتے تھے۔ اونچی نہ آہستہ۔ دیگر صحابہ سے صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر میں بھی آہستہ قراءت فرماتے تھے، لہٰذا اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی غلط فہمی یا لاعلمی پر محمول کیا جائے گا۔ غلطی سے اللہ تعالیٰ ہی پاک ہے۔ ② ''زخمی ہو'' ناراضی سے فرمایا، حالانکہ اس شخص کی بات بجا تھی۔ آپ کے اونچا نہ پڑھنے سے یہ استدلال کیسے کیا جا سکتا ہے کہ آپ بالکل نہیں پڑھتے تھے؟ باقی ساری نماز بھی تو آہستہ ہی پڑھی جاتی ہے۔ تو کیا ساری نماز میں خاموش رہتے تھے؟ اس بات کے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی قائل نہیں تھے۔ درحقیقت یہ ان کی غلطی ہے۔ رضي الله عنه و أرضاه. ③ ''تین چیزیں'' مگر یہ تین چیزیں بھی اہل بیت سے خاص نہیں۔ وضو اچھی طرح کرنا سب کے لیے ضروری ہے۔ صدقہ بھی ہر مال دار پر حرام ہے اور تیسرا کام بھی ہر امتی کے لیے منع ہے، البتہ ''معززین'' کے لیے زیادہ سختی ہے۔ وہ اہل بیت ہوں یا اہل علم۔ والله أعلم.

(المعجم ١١) - عَلَفُ الْخَيْلِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- گھوڑے کا چارہ (وغیرہ بھی ثواب کا موجب ہے)

٣٦١٢- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللهِ إِيمَانًا بِاللهِ وَتَصْدِيقًا لِوَعْدِ اللهِ، كَانَ شِبَعُهُ وَرِيُّهُ وَبَوْلُهُ وَرَوْثُهُ حَسَنَاتٍ فِي

۳۶۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کے راستے میں گھوڑا وقف کیا، اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدۂ ثواب کی تصدیق کرتے ہوئے تو اس گھوڑے کا کھانا پینا، پیشاب و گوبر اس کے ترازو میں نیکیوں کا ذریعہ بن جائیں گے۔''

٣٦١٢ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب من احتبس فرسًا في سبيل الله . . . الخ، ح: ٢٨٥٣ من حديث طلحة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٢٣.

مِيزَانِهِ».

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن اعمال اور ثواب دونوں کا وزن ہوگا۔ ② اللہ کے راستے میں گھوڑے اور دیگر اشیاء کا وقف کرنا مستحب ہے۔ ③ اعمال کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے، اس لیے کافروں کے اچھے عمل قیامت کے دن ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔ انھیں ان کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے۔

(المعجم ١٢) - غَايَةُ السَّبْقِ لِلَّتِي لَمْ تُضْمَرْ (التحفة ١٢)

باب:١٢- غیر تضمیر شدہ گھوڑوں کی دوڑ کا فاصلہ

٣٦١٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ يُرْسِلُهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ؛ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ، وَكَانَ أَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ.

٣٦١٣- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں میں دوڑ کروائی۔ آپ نے ان کو حَفْيَاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا۔ اور جن گھوڑوں کو دوڑ کے لیے تیار نہیں کیا گیا تھا، ان کے درمیان ثنیۃ الوداع سے مسجد بنوزریق تک دوڑ کروائی۔

فوائد ومسائل: ① ''تضمیر شدہ گھوڑے'' اس سے مراد وہ گھوڑے ہیں جنھیں دوڑ کے لیے خصوصی طور پر تیار کیا جاتا تھا۔ طریقہ یہ تھا کہ کچھ عرصے کے لیے انھیں خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کر لیا جاتا تھا، پھر بتدریج خوراک کم کی جاتی تھی اور اسے ایک بند کمرے میں داخل کر دیا جاتا اور اس پر جل وغیرہ دے دیے جاتے، پھر اسے بھوکا رکھا جاتا تاکہ بکثرت پسینہ آنے سے اس کے جسم سے فالتو مواد ختم ہو جائے۔ نتیجتاً وہ مضبوط اور سخت جسم والا بن جاتا۔ خوب دوڑتا اور دوڑنے سے پسینہ نہ آتا تھا اور نہ سانس چڑھتا تھا۔ اور جنگ میں بہت مفید ثابت ہوتا تھا۔ ② حَفْيَاء سے ثنیۃ الوداع تک چھ میل کا فاصلہ تھا اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنوزریق تک ایک میل۔ اتنا فرق ہوتا تھا تضمیر شدہ اور غیر تضمیر شدہ گھوڑوں میں۔ ③ بہترین افادیت کے حصول کے لیے جانوروں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جا سکتا ہے جس میں ان کے لیے زیادہ مشقت اور تکلیف کا پہلو ہو جیسا کہ تضمیر کے لیے بھوکا رکھنا اور کمرے میں بند رکھنا وغیرہ۔ ④ مسجد کی نسبت مسجد بنانے والے کی طرف کی جا سکتی ہے اور یہ نسبت تمیز کے لیے ہوگی نہ کہ تملیک کے لیے۔

٣٦١٣- أخرجه مسلم، الإمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ح:١٨٧٠ عن قتيبة، والبخاري، الجهاد، باب الخيل للسبق، ح:٢٨٦٩ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٢٥.

(المعجم ١٣) - بَابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- دوڑ کے لیے گھوڑوں کی تضمیر کرنا

٣٦١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا.

۳۶۱۴- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تضمیر شدہ گھوڑوں کے درمیان حَفْیَاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کا مقابلہ کروایا اور ان گھوڑوں کو جن کی تضمیر نہیں کی گئی تھی' ثنیۃ الوداع سے بنو زریق کی مسجد تک دوڑایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بھی اس مقابلے میں حصہ لیا تھا۔

(المعجم ١٤) - بَابُ السَّبْقِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- گھوڑ دوڑ پر انعام مقرر کرنا

٣٦١٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلٍ أَوْ حَافِرٍ أَوْ خُفٍّ».

۳۶۱۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیر اندازی' گھوڑ دوڑ اور اونٹ دوڑ کے علاوہ کسی مقابلے میں انعام (مقرر کرنا یا حاصل کرنا) درست نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے مقابلے منعقد کرنے سے جنگی قوت مضبوط ہوگی اور لوگوں

٣٦١٤- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: هل يقال مسجد بني فلان؟، ح: ٤٢٠، ومسلم، الإمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ح: ١٨٧٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٦٧، ٤٦٨، والكبرٰى، ح: ٤٤٢٤.

٣٦١٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في السبق، ح: ٢٥٧٤، والترمذي: ١٧٠٠ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به: وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٦، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٨، وللحديث طرق أخرى.

میں جہاد کی رغبت پیدا ہوگی، اس لیے ان مقابلوں میں شرکت سے ثواب حاصل ہوگا۔ دوسرے کھیلوں میں مقابلے کا کوئی اعلیٰ اور مستقل فائدہ نہیں، لہٰذا ان میں کوئی ثواب نہیں، البتہ اگر کھیل جائز ہو تو اس میں مقابلہ بھی جائز ہوگا۔ ④ ان تین چیزوں کے علاوہ بھی اگر کوئی اور چیز جہاد کے مقصد کو پورا کرتی ہو تو اس میں بھی مقابلہ کار ثواب ہوگا۔

٣٦١٦- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ».

٣٦١٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیر اندازی، گھوڑ دوڑ اور اونٹ دوڑ کے علاوہ کسی چیز میں انعام نہیں رکھا جاسکتا۔“

٣٦١٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ مَوْلَى الْجُنْدُعِيِّينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَا يَحِلُّ سَبَقٌ إِلَّا عَلَى خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ.

٣٦١٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونٹ دوڑ یا گھوڑ دوڑ کے علاوہ کسی مقابلے میں انعام مقرر کرنا حلال اور جائز نہیں۔

٣٦١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ لَا تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ

٣٦١٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جسے عضباء کہا جاتا تھا۔ اس سے کوئی اونٹ آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ایک اعرابی اپنے جوان اونٹ پر آیا اور اس سے مقابلے میں آگے

٣٦١٦_ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٧.

٣٦١٧_ [إسناده حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٩/ ٤٨ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٨. * ابن أبي جعفر هو عبيدالله، وأبوعبدالله ثقة، وثقه العجلي، وابن حبان وغيرهما.

٣٦١٨_ أخرجه البخاري، ح: ٢٨٧١، ٢٨٧٢، ٦٥٠١ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٩.

فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وُجُوهِهِمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ، قَالَ: «إِنَّ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ».

بڑھ گیا۔ یہ بات مسلمانوں کو بہت ناگوار گزری۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہروں کے تأثرات دیکھے جبکہ وہ کہہ رہے تھے: اے اللہ کے رسول! عضباء تو پیچھے رہ گئی! تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ بات لازم قرار دے لی ہے کہ دنیا کی جو چیز بھی بلند مرتبہ ہوگی' اللہ تعالیٰ اسے (کسی نہ کسی وقت) نیچا دکھائے۔''

فوائد ومسائل: ① عضباء، لغوی لحاظ سے اس کے معنی ''کن کٹی'' ہیں مگر آپ کی اونٹنی کن کٹی نہیں تھی بلکہ اس کا عرفی نام عضباء تھا۔ ممکن ہے کان زیادہ چھوٹے ہوں' تشبیهاً عضباء کہہ دیا گیا ہو۔ ② ''نیچا دکھائے گا'' کیونکہ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ (الرحمٰن٥٥:٢٦) ''دنیا کی ہر چیز زوال پذیر ہے۔'' اس لیے یہ ممکن نہیں کہ کوئی چیز ہمیشہ عروج کی حالت میں رہے۔ ہر جوان نے بوڑھا ہونا ہے اور ہر قوی نے کمزور ہونا ہے۔ ہر تیز نے سست ہونا ہے۔ إلا ماشاء اللّٰہ. ③ صحابہ ؓ کے دلوں میں اللہ کے رسول ﷺ کی عزت وعظمت اتنی زیادہ تھی کہ وہ آپ کی اونٹنی پر بھی کسی کی سبقت لے جانا پسند نہیں کرتے تھے جبکہ بدو حضرات میں بے ادبی اور سختی پائی جاتی تھی۔ ④ حدیث تواضع اور انکسار پر ابھارتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تواضع' انکسار اور حسن خلق کی مثال ہے۔

٣٦١٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْحَكَمِ مَوْلٰى لِبَنِي لَيْثٍ، [عَنْ مُحَمَّدٍ]، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا سَبَقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ».

٣٦١٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں اور گھوڑوں کے علاوہ دیگر جانوروں میں دوڑ کا انعامی مقابلہ نہیں کروایا جاسکتا۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٦١٥.

(المعجم ١٥) - اَلْجَلْبُ (التحفة ١٥)

باب: ١٥- (گھوڑ دوڑ میں) جلب کا بیان

٣٦١٩- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب السبق والرهان، ح: ٢٨٧٨ من حديث محمد بن عمرو به. وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٣٠، وله شاهد تقدم، ح: ٣٦١٥.

٣٦٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ، وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا».

٣٦٢٠- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں جلب' جنب اور نکاح شغار کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور جو شخص ڈاکا ڈالے وہ ہم میں سے نہیں۔''

فائدہ: جلب اور جنب کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٣٣٧۔

(المعجم ١٦) - اَلْجَنَبُ (التحفة ١٦)

باب:١٦-(گھوڑ دوڑ میں) جنب کا بیان

٣٦٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ».

٣٦٢١- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں جلب' جنب اور نکاح وٹہ کی اجازت نہیں۔''

فائدہ: نکاح وٹہ سے مراد وہ نکاح ہے جس میں دونوں طرف سے حق مہر نہ ہو۔ اگر دونوں طرف سے حق مہر مقرر ہو تو پھر جائز ہے اگرچہ اس کے نقصانات بھی ڈھکے چھپے نہیں۔

٣٦٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَابَقَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْرَابِيٌّ، فَسَبَقَهُ، فَكَأَنَّ

٣٦٢٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے (اپنے اونٹ پر) رسول اللہ ﷺ (کی اونٹنی) سے دوڑ کا مقابلہ کیا۔ وہ آپ سے آگے بڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم گویا اس بنا پر غمگین وافسردہ سے ہو گئے۔ آپ سے یہ بات کہی

٣٦٢٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٣٧، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٣١.

٣٦٢١ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٤٣٢، وانظر الحديث السابق.

٣٦٢٢ـ [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٦١٨، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٣٣.

أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: «حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْءٌ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ اللهُ».

گئی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ لازم کر لیا ہے کہ جو چیز بھی دنیا میں اپنے آپ کو اونچا کرے گی' آخر کار اللہ تعالیٰ اسے نیچا دکھائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کا جنب سے تو کوئی تعلق نہیں' البتہ اصل باب سے تعلق ہے کہ اونٹ دوڑ کروائی جا سکتی ہے۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث: ٣٦١٨ میں گزر چکی ہے۔ ② ''اونچا کرے گی'' یعنی اپنے آپ کو اونچا سمجھے گی۔ ظاہر ہے جانوروں میں بھی یہ احساس تو موجود ہے۔ تبھی وہ مقابلے میں آگے بڑھنے کی جان توڑ کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو اونچا بھی کرتے ہیں' لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

(المعجم ١٧) - بَابُ سُهْمَانِ الْخَيْلِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- (مال غنیمت میں) گھوڑے کے حصوں کا بیان

٣٦٢٣- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَرْبَعَةَ أَسْهُمٍ: سَهْمًا لِلزُّبَيْرِ، وَسَهْمًا لِذِي الْقُرْبٰى لِصَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أُمِّ الزُّبَيْرِ، وَسَهْمَيْنِ لِلْفَرَسِ.

٣٦٢٣- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر میں والد محترم حضرت زبیر بن عوام ؓ کو چار حصے دیے تھے۔ ایک ان کا اپنا' دوسرا آپ کا رشتے دار ہونے کی وجہ سے کیونکہ عبدالمطلب کی بیٹی حضرت صفیہ ؓ حضرت زبیر ؓ کی والدہ تھیں اور باقی دو حصے گھوڑے کے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت زبیر ؓ آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ شریعت اسلامیہ نے رسول اللہ ﷺ کے رشتے داروں کے لیے خمس میں حق رکھا تھا تاکہ یہ ان کے لیے زکاۃ کا نعم البدل بن سکے' نیز آپ اپنے رشتہ داروں کو تحفے تحائف دے سکیں۔ یہ خمس (پانچواں حصہ) ہر غنیمت سے الگ نکال کر بیت المال میں رکھا

٣٦٢٣- [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٤/ ١١٠، ح: ٤١٤٣، وعنه البيهقي: ٩/ ٥٢، ٥٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٣٤، وفيه علة غير قادحة، ورواه محاضر بن المورع عن هشام بن عروة به، عند الدارقطني.

جاتا تھا جسے آپ اپنی صوابدید کے مطابق اپنی ذات اقدس، اپنے رشتے داروں اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی جنگی قوت کی مضبوطی کے لیے استعمال فرماتے تھے۔ ﷺ۔ ② جمہور اہل علم اسی بات کے قائل ہیں کہ گھوڑے کو مال غنیمت میں سے دو حصے ملیں گے۔ آدمی کو ایک۔ گویا گھوڑ سوار کو تین حصے اور پیدل کو ایک حصہ۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میں گھوڑے کو انسان پر فضیلت نہیں دے سکتا، لہٰذا وہ گھوڑے کے لیے ایک حصے کے قائل ہیں، حالانکہ اس میں فضیلت کی کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی تو گھوڑا انسان سے زیادہ کھاتا ہے تو کیا زیادہ کھانے کی وجہ سے وہ افضل ہو گیا؟ گھوڑے کو دو حصے دینا اسی بنا پر ہے کہ اس پر خرچ زیادہ اٹھتا ہے، نیز وہ جنگ میں آدمی سے زیادہ کام کرتا ہے۔ ایک سوار پیدل سے کئی گنا زیادہ مفید ہے اور یہ فرق صرف گھوڑے کی وجہ سے ہے، لہٰذا انصاف یہی ہے کہ اس کا حصہ آدمی سے زیادہ رکھا جائے۔ احادیث اس بارے میں صریح ہیں۔ مبہم روایات کو صریح روایات پر محمول کیا جائے گا، نیز حدیث کے مقابلے میں رائے اور قیاس کی کوئی اہمیت نہیں۔
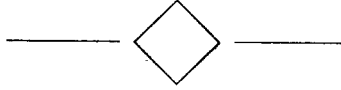
وقف کا مفہوم و معنی

وقف سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز لوجہ اللہ اپنی ملکیت سے نکال دی جائے لیکن کسی دوسرے کی ملک نہ کی جائے بلکہ اسی طرح بغیر مالک کے چھوڑ دی جائے تا کہ نہ وہ بیچی جا سکے' نہ اس کا تبادلہ ہو سکے اور نہ اس میں وراثت جاری ہو۔ وہ قیامت تک اسی طرح رہے گی' البتہ اس سے حاصل ہونے والی آمدنی ان لوگوں پر خرچ کی جائے گی جن کے لیے وہ وقف کی گئی ہو' مثلاً: مسافر یا رشتہ دار یا فقیر یا طلبہ وغیرہ۔ وقف کرنے والا وقف کا ناظم مقرر کرے گا' خواہ اپنے آپ کو یا کسی اور کو یا حکومت کو یا کسی ادارے کو۔

قرون اولیٰ میں وقف کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں' مثلاً: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمین خرید کر مسجد کے لیے وقف کرنا' کنواں خرید کر وقف کرنا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیبر والی زمین وقف کرنا وغیرہ۔ اس سے اسلامی ریاست کا بوجھ کم ہوتا ہے اور اسے استحکام ملتا ہے کیونکہ اس کی آمدنی سے بہت سارے لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔

دورِ حاضر میں مادیت پرستی کا رجحان بڑھ گیا ہے اور سیم و زر کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیوست ہو چکی ہے اور دوسری طرف حکومتیں بھی فلاح و بہبود کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتیں۔ بالخصوص دینی ادارے اور مساجد حکومتی سرپرستی سے محروم ہو چکے ہیں۔ غیر معقول مشاہروں کی وجہ سے قابل اور ذہین لوگ مساجد و مدارس سے اعراض کرنے لگے ہیں۔ دوسری طرف حکومتی اداروں میں پرکشش

مراعات انھیں اپنی طرف مائل کر رہی ہیں۔ ایسے حالات میں جہاں اہل علم کو اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے وہاں اہل ثروت اور مال دار لوگوں کو اس کار خیر میں آگے بڑھنا چاہیے اور اپنی جائیدادوں کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور فی سبیل اللہ وقف کرنا چاہیے۔ یہ ایسی نیکی ہے جو رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔ یہ آخرت کا زادِراہ ہے۔ جتنا زیادہ ہوگا سفر آخرت اسی قدر آسان ہوگا۔ امورِ دین میں نصرت سے اللہ کی مدد نصیب ہوگی۔

حیرت ناک بات یہ ہے کہ جھوٹے نبی قادیانی کے پیروکار اپنے جھوٹ کو پھیلانے کے لیے اپنی جائیدادوں اور آمدنیوں میں سے ایک خاص حصہ وقف کر جاتے ہیں لیکن اہل اسلام ہیں کہ انھیں اپنے دین کے دفاع کی ذرا فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٢٩) - كِتَابُ الْإِحْبَاسِ (التحفة ١٢)

وقف سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - [بَابُ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهِ] (التحفة ١)

باب:١- بوقت وفات رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ چھوڑا' اس کا بیان

٣٦٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً إِلَّا بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ مَرَّةً أُخْرَى: صَدَقَةً.

٣٦٢٤- حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار' نہ غلام نہ لونڈی' البتہ آپ کا سفید خچر جس پر آپ سواری فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا اسلحہ اور آپ کی زمین ترکے میں شامل تھے مگر آپ نے انھیں فی سبیل اللہ وقف فرما دیا تھا۔ قتیبہ بن سعید دوسری مرتبہ ''بطور صدقہ'' کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی جائیداد نہیں بنائی' صرف کھایا پیا اور ضرورت و استعمال کی چیزیں رکھیں جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔ ضرورت و استعمال کی چیزوں کے بارے میں بھی آپ نے صراحت فرما دی تھی کہ میری وفات کے بعد وہ چیزیں بیت المال میں چلی جائیں گی اور ان کا مفاد بھی سب مسلمانوں کو ہوگا۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی طرز عمل رہا ہے تاکہ کوئی نابکار یہ نہ کہہ سکے کہ انبیاء نے نبوت کا کھڑاک مال اکٹھا کرنے کے لیے رچایا تھا۔ نعوذ باللّٰه من ذالك. اسی اصول کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی متروکہ زمین تقسیم نہیں کی گئی بلکہ بیت المال میں رہی۔ فداہ نفسي و روحي و أبي وأمي ﷺ. ② اگر وقف کا کوئی ناظم مقرر نہ کیا گیا ہو تو وہ بیت المال میں داخل ہوگا اور حاکم وقت اس کا ناظم ہوگا۔

٣٦٢٤ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٦١ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٢١.

٣٦٢٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ يَقُولُ: «مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً».

٣٦٢٥- حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے وقت کوئی چیز چھوڑ کر نہیں گئے' علاوہ آپ کے سفید خچر' اسلحہ اور زمین کے جنھیں آپ نے وقف قرار دے دیا تھا۔

٣٦٢٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ يَقُولُ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَا تَرَكَ إِلَّا بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً».

٣٦٢٦- حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے (اپنی وفات کے وقت) اپنے خچر' اسلحہ اور زمین کے علاوہ کچھ ترکہ نہیں چھوڑا اور انھیں بھی آپ (اپنی زندگی میں) صدقہ و وقف قرار دے چکے تھے۔ (ﷺ)

(المعجم ٢) - اَلْإِحْبَاسُ كَيْفَ يُكْتَبُ الْحَبْسُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى ابْنِ عَوْنٍ فِي خَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ (التحفة ٢)

باب:٢- وقف کی دستاویز کیسے لکھی جائے؟ نیز ابن عمر کی حدیث کی بابت ابن عون پر اختلاف کا ذکر

٣٦٢٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ:

٣٦٢٧- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے خیبر کے علاقے میں کچھ زمین ملی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ میرے خیال کے مطابق مجھے اس

٣٦٢٥- أخرجه البخاري، الجهاد، باب بغلة النبي ﷺ البيضاء، ح: ٢٨٧٣ عن عمرو بن علي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٢٢.

٣٦٢٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٢٣.

٣٦٢٧- أخرجه مسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ١٦٣٣ عن إسحاق بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٢٤.

أَصَبْتُ أَرْضًا مِنْ أَرْضِ خَيْبَرَ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا أَحَبَّ إِلَيَّ وَلَا أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهَا، قَالَ: «إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا». فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى أَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوهَبَ فِي الْفُقَرَاءِ وَذَوِي الْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ بِالْمَعْرُوفِ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا وَيُطْعِمَ.

جیسی محبوب اور قیمتی چیز کبھی نہیں ملی۔ (اور میں چاہتا ہوں کہ اسے صدقہ کر دوں۔) آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو اسے (وقف کی صورت میں) صدقہ کر دے۔'' چنانچہ حضرت عمر نے وہ زمین صدقہ کر دی' اس شرط پر کہ وہ زمین نہ بیچی جا سکے گی' نہ کسی کو ہبہ کی جائے گی' البتہ (اس کی آمدنی) فقراء' رشتہ داروں' غلاموں (کی آزادی)' مہمانوں اور مسافروں پر خرچ کی جائے گی۔ جو شخص اس زمین کا انتظام کرے گا' اس کے لیے اجازت ہے کہ اس سے مناسب انداز میں کھا پی لے اور اپنے ملنے جلنے والوں کو کھلا پلا دے' البتہ وہ مال جمع نہ کرے۔

فوائد ومسائل: ① ہر دینی یا دنیوی کام سے پہلے اہل علم وفضلاء سے مشورہ کر لینا مستحب ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ ② اس حدیث سے صدقہ جاریہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ نیکی میں کتنی سبقت لے جانے والے تھے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ③ وقف کی آمدنی غرباء اور اغنیاء دونوں پر خرچ کرنا جائز ہے' اس لیے کہ رشتہ دار اور مہمان کے لیے حاجت مند ہونے کی شرط نہیں لگائی۔

٣٦٢٨- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ [أَيُّوبَ] بْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

٣٦٢٨- (ایک دوسرے طریق سے مروی روایت میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے سابقہ روایت کی طرح نقل فرماتے ہیں۔

٣٦٢٩- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ:

٣٦٢٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی۔ وہ نبی اکرم ﷺ

٣٦٢٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٢٥.

٣٦٢٩ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوقف كيف يكتب؟، ح: ٢٧٧٢ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ١٦٣٢ من حديث عبدالله بن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٢٦.

حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا وَلَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي، فَكَيْفَ تَأْمُرُ بِهِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا». فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلٰى: أَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوهَبَ وَلَا تُورَثَ، فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ، لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ، وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ.

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: میں نے ایسی زمین حاصل کی ہے کہ میرے خیال کے مطابق اس سے قیمتی اور عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا۔ (میرا خیال ہے میں اسے صدقہ کر دوں۔) آپ اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اصل زمین کو وقف کر دو اور اس کی آمدنی صدقہ کر دو۔'' چنانچہ حضرت عمر ڑٹاٹٹؤ نے اس شرط پر اسے صدقہ (وقف) کر دیا کہ اسے نہ تو بیچا جا سکے گا' نہ کسی کو ہبہ کی جا سکے گی اور نہ اس میں وراثت چلے گی' البتہ اس کی آمدنی فقراء' رشتہ داروں' غلاموں (کی آزادی)' مجاہدین' مہمانوں اور مسافروں پر خرچ ہوگی۔ جو شخص اس کا ناظم بنے گا' وہ مناسب مقدار میں اس سے خود بھی کھا پی سکتا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی کھلا پلا سکتا ہے لیکن وہ اس سے مال جمع نہ کرے۔

فوائد ومسائل: ① وقف پر زکاۃ کا حکم نہیں لگتا بلکہ جن کے لیے وقف ہو' وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں' خواہ وہ امیر ہی ہوں۔ ② ''رشتہ داروں'' ممکن ہے اس سے مراد حضرت عمر ڑٹاٹٹؤ کے رشتہ دار ہوں یا رسول اللہ ﷺ کے' یعنی اہل بیت۔ ③ ''ناظم'' وقف کا ناظم اپنی ذمہ داریوں کے مطابق وقف سے تنخواہ لے سکتا ہے جسے حدیث میں لفظ ''معروف'' سے بیان کیا گیا ہے۔ ناظم کا ہاتھ وقف میں کھلا نہیں ہونا چاہیے ورنہ بدعنوانی کا راستہ کھل سکتا ہے۔

٣٦٣٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ؛ ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْمَرَهُ فِيهَا فَقَالَ: إِنِّي

۳۶۳۰- حضرت ابن عمر ڑٹاٹٹنا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عمر ڑٹاٹٹؤ کو خیبر میں زمین ملی۔ وہ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس سلسلے میں مشورہ کیا اور کہا کہ مجھے بہت قیمتی اور لمبی چوڑی زمین ملی ہے۔ میرا خیال ہے اس سے قبل مجھے کبھی اس سے قیمتی اور عمدہ مال نہیں ملا۔ آپ کیا حکم

٣٦٣٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٢٧.

أَصَبْتُ أَرْضًا كَثِيرًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا» فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى: أَنَّهُ لَا تُبَاعُ وَلَا تُوهَبُ، فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ، لَا جُنَاحَ - يَعْنِي عَلَى مَنْ وَلِيَهَا - أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ. اَللَّفْظُ لِإِسْمَاعِيلَ.

فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو اصل زمین کو وقف کر دو اور اس کی آمدنی صدقہ کر دو۔“ چنانچہ انھوں نے زمین کو اس طرح صدقہ کر دیا کہ اسے بیچا نہ جا سکے گا‘ نہ وہ تحفے میں دی جا سکے گی۔ اور اس کی آمدنی فقراء‘ رشتہ داروں‘ غلاموں (کی آزادی)‘ مجاہدین‘ مسافروں اور مہمانوں پر صدقہ کر دی۔ جو شخص اس کا انتظام کرے تو اس کے لیے کوئی گناہ نہیں کہ وہ خود (معروف طریقے کے مطابق) اس سے کچھ کھا پی لے یا اپنے کسی دوست کو کھلا پلا دے‘ البتہ مال جمع نہ کرے۔ الفاظ اسماعیل (بن مسعود) کے ہیں۔

فائدہ: یہ زمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنگ خیبر کی غنیمت کے نتیجے میں حاصل ہوئی تھی۔

٣٦٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَأْمِرُهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا» فَحَبَّسَ أَصْلَهَا أَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوهَبَ وَلَا تُورَثَ، فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي الْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ.

٣٦٣١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر کے علاقے میں کچھ زمین حاصل ہوئی۔ وہ نبی ﷺ کے پاس اس سلسلے میں مشورہ کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو اصل زمین کو وقف کر دو اور منافع صدقہ کر دو۔“ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصل زمین وقف کر دی کہ نہ اسے بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے‘ نہ اس میں وراثت جاری ہو۔ اور اس کی آمدنی فقراء‘ رشتہ داروں‘ غلاموں‘ مساکین‘ مسافروں اور مہمانوں کے لیے صدقہ کر دی۔ جو شخص اس کا انتظام کرے‘ اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ خود معروف طریقے کے مطابق اس سے کھا پی لے یا اپنے کسی دوست کو کھلا پلا دے‘ بشرطیکہ وہ مال جمع نہ کرے۔

٣٦٣١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢٨.

٣٦٣٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢] قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: إِنَّ رَبَّنَا لَيَسْأَلُنَا [عَنْ] أَمْوَالِنَا، فَأُشْهِدُكَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي لِلّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِجْعَلْهَا فِي قَرَابَتِكَ فِي حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ».

۳۶۳۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری: ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ ”تم ہرگز نیکی حاصل نہ کر سکو گے حتی کہ وہ چیز خرچ کرو جسے تم بہت پسند کرتے ہو۔“ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا رب تعالیٰ ہم سے ہمارے مال طلب فرماتا ہے۔ اے اللہ کے رسول! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی زمین اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے وقف کر دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اسے اپنے رشتے داروں حسان بن ثابت اور ابی بن کعب میں تقسیم کر دو۔“

فوائد و مسائل: ① ”اپنی زمین“ دراصل یہ بیرحاء نامی باغ تھا جو مسجد نبوی کے سامنے شمال کی جانب تھا۔ بہت زرخیز اور گھنا تھا۔ ② ”تقسیم کر دو“ معلوم ہوا کہ یہ مشہور معنی میں وقف نہیں تھا ورنہ کسی کو مالک نہ بناتے‘ البتہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی الفاظ: جَعَلْتُ أَرْضِي لِلّٰهِ وقف پر دلالت کرتے ہیں۔ شاید ان الفاظ کی بنا پر ہی اس روایت کو ”وقف“ کے باب میں لایا گیا ہے۔ ممکن ہے رسول اللہ ﷺ نے وقف کے بجائے تقسیم کو مناسب خیال فرمایا ہو‘ لہٰذا یہ حکم فرمایا۔ ③ اقرباء میں سے سب سے زیادہ قرابت دار کو دینا واجب نہیں بلکہ جسے مناسب ہو اسے دے دیا جائے۔ ④ آدمی اپنے باغ کے گرد چار دیواری بنا سکتا ہے۔ نیک اور اہل علم لوگوں کا باغ میں تفریح کرنے اور اس کا پانی اور پھل استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ باغ کے مالک کے لیے نیکیاں شمار ہوں گی۔ ⑤ آدمی مرض الموت میں نہ ہو تو ثلث مال سے زائد کی وصیت کر سکتا ہے کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں پوچھا کہ کتنے مال کا صدقہ کیا ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ حَبْسِ الْمُشَاعِ (التحفة ٣)

باب: ۳- مشترکہ چیز کا وقف

٣٦٣٣- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۳۶۳۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٣٦٣٢ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد والوالدين، ولو كانوا مشركين، ح: ٤٣/٩٩٨ من حديث بهز به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢٩. ✽ حماد هو ابن سلمة.

٣٦٣٣ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب من وقف، ح: ٢٣٩٧ من حديث ابن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٣٠. ✽ وقيل عبدالله العمري، وسنده قوي كما في تسهيل الحاجة، ح: ١٢٩٩،٣٦٦

قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ الْمِائَةَ سَهْمِ الَّتِي لِي بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا، قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِحْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا».

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ وہ سو حصے جو مجھے خیبر میں ملے ہیں، میں نے کبھی بھی ان سے زیادہ عمدہ مال حاصل نہیں کیا۔ میرا ارادہ ہے کہ وہ صدقہ کر دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اصل زمین وقف کر دو اور اس کے پھل اور فصلیں صدقہ کر دو۔''

فائدہ: باب کا مقصود یہ ہے کہ مشترک چیز میں سے ایک آدمی کا حصہ وقف ہو سکتا ہے، خواہ ابھی الگ الگ حد بندی نہ کی گئی ہو۔ امام صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سو حصے ابھی غیر معین تھے۔ ان کی حد بندی نہیں ہوئی تھی۔ ویسے یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس زمین کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اگر ابھی معین ہی نہ ہوئی تھی تو یہ تعریف کیسی؟ واللہ أعلم. خیر! یہ مسئلہ درست ہے کہ مشترکہ چیز میں وقف ہو سکتا ہے۔

٣٦٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصَبْتُ مَالًا لَمْ أُصِبْ مَالًا مِثْلَهُ قَطُّ، كَانَ لِي مِائَةُ رَأْسٍ فَاشْتَرَيْتُ بِهَا مِائَةَ سَهْمٍ مِنْ خَيْبَرَ مِنْ أَهْلِهَا، وَإِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَقَرَّبَ بِهَا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: «فَاحْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلِ الثَّمَرَةَ».

۳۶۳۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا مال حاصل ہوا ہے کہ اس جیسا کبھی حاصل نہیں ہوا۔ میرے پاس سو غلام تھے۔ میں نے ان کے عوض خیبر کے علاقے میں سو حصے زمین خرید لی۔ میرا خیال ہے کہ میں اسے صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا: ''اصل زمین وقف کر دو اور پھل صدقہ کر دو۔''

٣٦٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى بْنِ

۳۶۳۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

٣٦٣٤- [صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣١.

٣٦٣٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٢٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٢.

بَهْلُولٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَالِمٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ أَرْضٍ لِي بِثَمْغٍ، قَالَ: «اِحْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا».

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ثمغ مقام پر اپنی زمین کے بارے میں مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''اصل زمین وقف کردو اور اس کا پھل صدقہ کردو۔''

فائدہ: یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وقف کے قائل نہیں ''کیونکہ اس میں وقف والی چیز بغیر مالک کے رہ جاتی ہے جو مناسب نہیں'' حالانکہ مالک کی کمی ناظم پوری کر رہا ہے اور وہ چیز ملک کی خرابیوں' مثلاً: فروخت' ہبہ اور وراثت سے بھی محفوظ ہو جاتی ہے۔ البتہ امام صاحب مسجد کے لیے وقف کے قائل ہیں کیونکہ وہاں مجبوری ہے۔ مسجد کا کوئی مالک نہیں بن سکتا۔ حالانکہ مناسب تھا کہ مسجد کے وقف سے استدلال کرتے ہوئے عام وقف کے بھی قائل ہو جاتے۔ احادیث کی مخالفت بھی نہ کرنی پڑتی۔ ولكن الله يفعل مايشاء.

(المعجم ٤) - بَابُ وَقْفِ الْمَسَاجِدِ (التحفة ٤)

باب:۴- مساجد بھی وقف ہوتی ہیں

٣٦٣٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ جَاوَانَ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَذَاكَ أَنِّي قُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ اعْتِزَالَ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ مَا كَانَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَحْنَفَ يَقُولُ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَأَنَا حَاجٌّ، فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا إِذْ أَتَى آتٍ فَقَالَ: قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ، فَاطَّلَعْتُ فَإِذَا - يَعْنِي النَّاسَ - مُجْتَمِعُونَ، وَإِذَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ نَفَرٌ

٣٦٣٦- حضرت حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن جاوان سے' جو کہ بنو تمیم میں سے تھے' پوچھا کہ حضرت احنف بن قیس (سیدنا علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کی کشمکش سے) علیحدہ کیوں رہے؟ وہ کہنے لگے: میں نے حضرت احنف کو فرماتے سنا کہ میں ایک دفعہ حج کو جاتے ہوئے مدینہ منورہ گیا۔ ابھی ہم اپنے خیموں میں اپنے پالان ہی اتار رہے تھے کہ کسی آنے والے نے آ کر کہا: لوگ مسجد میں اکٹھے ہو چکے ہیں۔ میں نے جا کر دیکھا تو واقعی لوگ جمع تھے اور ان کے درمیان کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب' زبیر' طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے۔ جب میں ان

٣٦٣٦- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣١٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٣.

قُعُودٌ، فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا قُمْتُ عَلَيْهِمْ قِيلَ: هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَدْ جَاءَ، قَالَ: فَجَاءَ وَعَلَيْهِ مُلَيَّةٌ صَفْرَاءُ، فَقُلْتُ لِصَاحِبِي: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَنْظُرَ مَا جَاءَ بِهِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: أَهٰهُنَا عَلِيٌّ؟ أَهٰهُنَا الزُّبَيْرُ؟ أَهٰهُنَا طَلْحَةُ؟ أَهٰهُنَا سَعْدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ» فَابْتَعْتُهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي ابْتَعْتُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: «فَاجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ»؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللهُ لَهُ». فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدِ ابْتَعْتُ بِئْرَ رُومَةَ، قَالَ: «فَاجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ»؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يُجَهِّزُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ غَفَرَ اللهُ لَهُ» فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى مَا يَفْقِدُونَ عِقَالًا وَلَا خِطَامًا؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ!.

کے پاس کھڑا تھا تو آواز آئی: یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں۔ وہ تشریف لائے تو ان پر ایک بڑی سی زرد چادر تھی۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: ذرا ٹھہرو تاکہ میں دیکھوں آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟ حضرت عثمان فرمانے لگے: کیا یہاں علی ہیں؟ زبیر ہیں؟ طلحہ ہیں؟ سعد ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص فلاں خاندان کا کھجوروں کا باڑہ خرید کر (مسجد میں شامل کر) دے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔'' میں نے وہ باڑہ خرید کر دیا' پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے فلاں خاندان کا باڑہ خرید لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے ہماری مسجد میں شامل کر دو۔ اس کا ثواب تجھے ملے گا؟'' سب نے کہا: بالکل درست ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تمھیں اس کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص رومہ کنواں خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں (اسے خرید کر) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے رومہ کا کنواں خرید لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے مسلمانوں کے پینے کے لیے وقف کر دو۔ اس کا ثواب تمھیں ضرور ملے گا؟'' سب نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو

شخص تنگی والے لشکر کو تیار کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں نے انھیں سارا سامان دیا حتی کہ وہ کوئی رسی یا مہار تک کی کمی محسوس نہ کرتے تھے؟ ان سب نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ حضرت عثمان کہنے لگے: اے اللہ! گواہ ہو جا۔ اے اللہ! گواہ ہو جا۔ اے اللہ! گواہ ہو جا۔

فوائد ومسائل: ① ''تنگی والا لشکر'' مراد غزوۂ تبوک کا لشکر ہے کیونکہ یہ سخت گرمی اور فقر کے دور میں روانہ ہوا تھا۔ (یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۳۱۸۴) البتہ اس میں ابتدائی الفاظ نہیں ہیں۔ حضرت عمر بن جاوان کا مقصد یہ ہے کہ حضرت احنف بن قیس کا حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگوں سے الگ رہنا اس تأثر کی بنا پر ہے جو انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعے سے اخذ کیا کہ ایسی جنگیں عظیم شخصیتوں کی شہادت کا باعث بن جاتی ہیں' لہٰذا ان میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔ کہیں ایمان ضائع نہ ہو جائے اور آدمی کسی مقدس شخصیت کے قتل میں ملوث نہ ہو جائے۔ ② حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسجد کے لیے زمین وقف کرنے کا ذکر ہے جس سے مسجد کے لیے وقف کرنا ثابت ہوتا ہے۔

٣٦٣٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نُرِيدُ الْحَجَّ، فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا إِذْ أَتَانَا آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزِعُوا، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَى نَفَرٍ فِي وَسَطِ الْمَسْجِدِ، وَإِذَا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ

۳۶۳۷- حضرت احنف بن قیس سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم (اپنے گھروں سے) حج کرنے کے ارادے سے نکلے تو مدینہ منورہ بھی گئے۔ ابھی ہم اپنی قیام گاہوں میں اپنے پالان اتار ہی رہے تھے کہ کسی نے آ کر کہا: مسجد نبوی میں بہت سے لوگ جمع ہیں اور وہ کچھ گھبرائے ہوئے سے ہیں۔ ہم سب مسجد کی طرف چلے تو واقعتاً لوگ مسجد کے درمیان میں چند بزرگوں کے اردگرد جمع تھے۔ پتہ چلا کہ وہ علی' زبیر' طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں۔ ابھی ہم اسی طرح کھڑے تھے کہ (امیر المومنین) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی تشریف

٣٦٣٧- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣١٨٤، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٣٤.

وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَإِنَّا لَكَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَيْهِ مُلَاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَأْسَهُ، فَقَالَ: أَهٰهُنَا عَلِيٌّ؟ أَهٰهُنَا طَلْحَةُ؟ أَهٰهُنَا الزُّبَيْرُ؟ أَهٰهُنَا سَعْدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ». فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا أَوْ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «اِجْعَلْهَا فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ»؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ» فَابْتَعْتُهُ بِكَذَا وَكَذَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ: «اِجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ»؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَقَالَ: «مَنْ جَهَّزَ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ» - يَعْنِي جَيْشَ الْعُسْرَةِ - فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى مَا يَفْقِدُونَ عِقَالًا وَلَا خِطَامًا؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ!.

لے آئے۔ ان پر زرد رنگ کی ایک بڑی چادر تھی جس سے انھوں نے اپنے سر کو ڈھانپ رکھا تھا۔ وہ فرمانے لگے: یہاں علی ہیں؟ طلحہ ہیں؟ زبیر ہیں؟ سعد ہیں؟ وہ کہنے لگے: جی ہاں۔ فرمانے لگے: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص فلاں خاندان کا کھلیان خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں نے بیس یا پچیس ہزار (درہم) کا خریدا' پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا: ''اس جگہ کو ہماری مسجد میں شامل کر دو۔ تمھیں اس کا ثواب ضرور ملے گا؟'' وہ سب کہنے لگے: اللہ کی قسم! صحیح ہے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص بئر رومہ خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں نے وہ کنواں اتنی اتنی رقم سے خریدا' پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے وہ کنواں اتنے کا خرید لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے عام مسلمانوں کے پینے کے لیے وقف کر دو۔ اس کا ثواب تمھیں ضرور ملے گا؟'' سب نے (تصدیق کرتے ہوئے) کہا: اللہ کی قسم! درست ہے۔ پھر کہنے لگے: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے چہروں کو دیکھ کر فرمایا تھا: ''جو شخص ان

(لوگوں، یعنی تنگی والے لشکر' مجاہدین تبوک) کو سامان مہیا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں نے ان سب کو سامان مہیا کیا حتی کہ انھیں کسی رسی یا مہار کی بھی کمی محسوس نہ ہوئی؟ ان سب نے کہا: ہاں' اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔

فائدہ: ضرورت کے وقت آدمی اپنی نیکی دوسروں پر ظاہر کر سکتا ہے بشرطیکہ اس میں ریا کا خدشہ نہ ہو۔

٣٦٣٨- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَبِالْإِسْلَامِ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُومَةَ، فَقَالَ: «مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَجْعَلُ فِيهَا دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ». فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَجَعَلْتُ دَلْوِي فِيهَا مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ، وَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي مِنَ الشُّرْبِ مِنْهَا حَتَّى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ، قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ:

٣٦٣٨- حضرت ثمامہ بن حزن قشیری سے منقول ہے کہ میں اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس موجود تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوار کے اوپر سے (محاصرہ کرنے والے باغیوں پر) جھانکا اور فرمانے لگے: میں تم سے اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو بئر رومہ کے سوا وہاں میٹھا پانی نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی شخص بئر رومہ خرید کر اپنا ڈول بھی دوسرے مسلمانوں کے ڈولوں کے برابر قرار دے گا تو اسے اللہ تعالیٰ جنت میں اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔'' میں نے اپنے خالص مال سے وہ کنواں خریدا اور میں نے اس میں اپنے ڈول کو عام مسلمانوں کے ڈولوں کے برابر ہی سمجھا' جبکہ آج تم نے مجھے اس سے پانی پینے سے روک رکھا ہے حتی کہ میں سمندری پانی

٣٦٣٨_ [حسن] دون قوله: "ثبير" أخرجه الترمذي، المناقب، باب في عد عثمان تسميته شهيدًا وتجهيزه جيش العسرة، ح: ٣٧٠٣ من حديث سعيد بن عامر به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٥ * سعيد الجريري اختلط، ولحديثه شواهد كثيرة، منها الحديث السابق والآتي.

فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالْإِسْلَامِ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالْإِسْلَامِ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ» فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَزِدْتُهَا فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْتُمْ تَمْنَعُونِي أَنْ أُصَلِّيَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَبِالْإِسْلَامِ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عَلَى ثَبِيرِ ثَبِيرِ مَكَّةَ، وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا، فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ فَرَكَضَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرِجْلِهِ وقَالَ: «اُسْكُنْ ثَبِيرُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ» قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ، شَهِدُوا لِي شَهِدُوا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! - يَعْنِي أَنِّي شَهِيدٌ -.

(جیسا نمکین پانی) پیتا ہوں؟ حاضرین نے کہا: ہاں' اللہ کی قسم! (یہ بات صحیح ہے)۔ حضرت عثمان نے فرمایا: میں تم سے اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ میں نے (غزوۂ تبوک کا) تنگی والا لشکر اپنے مال سے تیار کیا تھا؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔ پھر فرمایا: میں تم سے اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی نمازیوں کے لیے تنگ ہوگئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فلاں خاندان کا احاطہ خرید کر مسجد میں اضافہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں اس سے بہتر دے گا۔'' میں نے اپنے خالص مال سے وہ احاطہ خریدا اور مسجد میں اضافہ کر دیا۔ آج تم نے مجھے اس مسجد میں دو رکعت پڑھنے سے روک رکھا ہے؟ حاضرین نے کہا: اللہ کی قسم! آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں تم سے اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرات ابوبکر و عمر اور میں بھی تھا۔ پہاڑ میں حرکت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: ''اے ثبیر! سکون سے رہ۔ تجھ پر اس وقت ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں؟'' حاضرین نے کہا: اللہ کی قسم! سچ ہے۔ آپ نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور کہا: رب کعبہ کی قسم! ان لوگوں (میرے مخالفین) نے میرے حق میں گواہی دے دی' انھوں نے میرے حق میں گواہی دی ہے کہ میں شہید ہوں گا۔

فوائد ومسائل: ① ''شہید ہوں گا'' جبکہ یہ قطعی بات ہے کہ شہید مظلوم ہوتا ہے اور اس کے قاتل کم از کم ظالم

ہوتے ہیں۔ گویا یہ خود گواہی دے رہے ہیں کہ ہم خلیفۃ المسلمین کو ظلماً قتل کریں گے۔ ② میٹھا پانی پینا زہد کے منافی نہیں بلکہ میٹھا پانی پینا اور اسے کسی سے طلب کرنا مباح ہے نمکین یا کھارا پانی پینے میں کوئی فضیلت نہیں جیسا کہ صوفیاء کا طریقہ ہے نیز اس حدیث سے لذیذ کھانوں کے تناول کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ③ "ثبیر" وہ پہاڑ ہے جو مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔ منیٰ سے مکہ داخل ہوتے ہوئے دائیں طرف آتا ہے۔ اس روایت میں "ثبیر" کا ذکر ہے جبکہ مشہور روایت میں "اُحد پہاڑ" کا ذکر ہے اور بعض میں "حراء" کا بھی ذکر ہے۔ "اُحد" کا احتمال زیادہ قوی ہے۔ واللہ أعلم.

٣٦٣٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عُثْمَانَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ حِينَ حَصَرُوهُ فَقَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ! رَجُلًا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ الْجَبَلِ حِينَ اهْتَزَّ فَرَكَلَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «أُسْكُنْ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ» وَأَنَا مَعَهُ، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ! رَجُلًا شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ يَقُولُ: «هٰذِهِ يَدُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ». فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ! رَجُلًا سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ يَقُولُ: «مَنْ يُنْفِقُ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً؟» فَجَهَّزْتُ نِصْفَ الْجَيْشِ مِنْ مَالِي، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُ

٣٦٣٩- حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (کے گھر) کا محاصرہ کر لیا اور انھیں (باہر نکلنے سے روک دیا) تو آپ نے ایک دفعہ دیوار کے اوپر سے انھیں جھانکا اور فرمایا: میں اس شخص سے گواہی کا مطالبہ کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو پہاڑ والے دن جب اس نے حرکت کی تھی اور آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا تھا' یہ فرماتے سنا ہے کہ "اے پہاڑ! سکون سے رہ۔ (اس وقت) تجھ پر نبی' صدیق اور دو شہیدوں کے علاوہ کوئی نہیں۔" اس وقت میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ بہت سے حاضرین نے اس کی گواہی دی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر اس شخص سے گواہی کا مطالبہ کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو بیعت الرضوان کے دن فرماتے سنا ہے: "یہ اللہ کا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا۔" بہت سے لوگوں نے اس کی بھی گواہی دی' پھر فرمانے لگے: میں اللہ کی قسم دے کر اس شخص سے گواہی کا مطالبہ کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو تنگی والے لشکر کے

٣٦٣٩- [حسن] أخرجه أحمد: ١/٥٩ من حديث يونس بن أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٣٦ ❊ أبو إسحاق عنعن، ولحديثه شواهد.

بِاللّٰهِ! رَجُلًا سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ يَزِيدُ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ؟» فَاشْتَرَيْتُهُ مِنْ مَالِي، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ! رَجُلًا شَهِدَ رُومَةَ تُبَاعُ، فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَالِيَ فَأَبَحْتُهَا لِابْنِ السَّبِيلِ، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ.

دن یہ فرماتے سنا ہے: آج کون شخص خرچ کرے گا جو یقیناً قبول ہوگا؟'' تو میں نے اپنے مال سے نصف لشکر کو ساز وسامان مہیا کیا۔ اس بات کی بھی بہت سے لوگوں نے گواہی دی' پھر حضرت عثمان نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس شخص کو جس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے' آپ فرماتے تھے: ''کون شخص ہے ایسا جو بڑھا دے اس مسجد (نبوی) کو جنت کے گھر کے بدلے میں؟'' پھر میں نے اس زمین کو اپنے مال سے خرید لیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کی بھی گواہی دی' پھر فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر اس شخص سے گواہی کا مطالبہ کرتا ہوں جس نے بئر رومہ کی فروخت کا واقعہ دیکھا ہے۔ میں نے اسے اپنے مال سے خرید کر مسافروں کے لیے وقف کیا۔ بہت سے لوگوں نے اس کی گواہی دی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عثمان ؓ کا ان شواہد کو پیش کرنے سے مقصد کوئی فخر یا ریا کاری یا حصول تعریف نہیں تھا بلکہ اس نازک موقع پر ثابت فرمانا چاہتے تھے کہ میں حق پر ہوں اور باغی باطل پر ہیں۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے فرامین واضح ہیں۔ مگر باغیوں پر کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ وہ باطناً اسلام کے دشمن تھے اور خلافت کا خاتمہ چاہتے تھے۔ ② پہاڑ پر آپ کا پاؤں مارنا اور اس سے خطاب فرمانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی اعجازی شان کا اظہار ہے جس کا اصل مقصد ان حضرات کو ان کی منقبت وفضیلت سے آگاہ فرمانا تھا' نیز دنیا کے سامنے اعلان مقصود تھا۔ واللّٰه أعلم. ③ ''بیعت الرضوان'' وہ بیعت ہے جس کے نتیجے میں بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوئی اور باقاعدہ قرآن مجید میں اس کا اعلان ہوا۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے دوران میں حضرت عثمان ؓ کی شہادت کی افواہ پھیلنے پر پیش آیا۔ ④ ''یہ اللہ کا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا'' چونکہ حضرت عثمان موقع پر موجود نہ تھے' نیز آپ کو یہ علم بھی نہیں تھا کہ عثمان زندہ ہیں' لہٰذا آپ نے ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے۔ اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور دوسرے کو اللہ تعالیٰ کا کیونکہ یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہی تھی۔ قرآن مجید میں بھی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ (الفتح ۴۸:۱۰) اس میں حضرت عثمان اور خود رسول اللہ ﷺ کی عظمت شان واضح طور پر نمایاں ہے۔ ⑤ ''نصف لشکر'' گویا اس لشکر کی تیاری میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا جس کی تفصیل مذکور نہیں۔

٣٦٤٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ فِي دَارِهِ اجْتَمَعَ النَّاسُ حَوْلَ دَارِهِ، قَالَ: فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۶۴۰- حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں محصور کر دیا گیا تو لوگ ان کے گھر کے باہر جمع ہو گئے۔ آپ نے دیوار سے ان کی طرف جھانکا۔ (پھر راوی نے سابقہ حدیث بیان کی) (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث:۳۱۸۴)

٣٦٤٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه، ح: ٣٦٩٩ من حديث زيد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، والبخاري، الوصايا، باب: إذا وقف أرضًا أو بئرًا أو اشترى لنفسه مثل دلاء المسلمين، ح: ٢٧٧٨ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٧.

وصیت کا مفہوم ومعنی

وصیت سے مراد وہ باتیں ہیں جو کوئی شخص اپنی وفات سے مابعد کے لیے اپنے مال واولاد کے متعلق کرے۔ وصیت کی دو قسمیں ہیں: ۞ مالی وصیت ۞ دیگر امور سے متعلق وصیت۔ وراثت کے احکام نازل ہونے سے پہلے مال کے بارے میں وصیت کرنا فرض تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو اس کا مقرر حصہ دے دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت فرما دی تو وصیت کرنے کا وجوب ساقط ہو گیا' تاہم کسی نادار رشتہ دار کو یا صدقہ کرنے کی وصیت کا جواز برقرار رہا' البتہ اسے ایک تہائی مال کے ساتھ مقید کر دیا گیا۔ اس سے زیادہ کی وصیت سے منع کر دیا گیا ہے۔ اب ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت واجب العمل ہو گی۔ اس سے زائد ورثاء کی مرضی پر موقوف ہے۔ مالی وصیت کسی وارث کے بارے میں نہیں کی جا سکتی' یعنی وصیت کی وجہ سے وارث کا حصہ کم ہو سکتا ہے نہ زیادہ۔

دیگر امور کے بارے میں اگر انسان کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے تو اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہونی چاہیے اور اس بارے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے' مثلاً: کوئی شخص کاروباری معاملات یا لین دین کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہے تو گواہوں کی موجودگی میں یا تحریری طور پر وصیت کرے۔ کوئی شخص اگر سمجھتا ہے کہ اس کے ورثاء اس کے فوت ہونے پر بدعات وخرافات یا غیر شرعی امور کے مرتکب ہوں گے یا خواتین نوحہ کریں گی یا اس کی اولاد کو دین سے برگشتہ کیا جائے گا تو ایسے امور کے بارے

میں وصیت ضروری ہے تا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں بریٔ الذمہ ہو سکے۔

کسی کو وراثت سے محروم کرنا، کسی پر ظلم کرنا یا قطع رحمی کی وصیت کرنا حرام ہے جس کا وبال وفات کے بعد انسان کو بھگتنا پڑے گا، نیز ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی ظالمانہ یا غیر شرعی وصیت کو نافذ نہ کریں۔
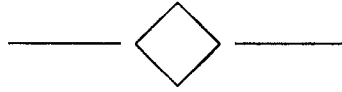
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٠) - كِتَابُ الْوَصَايَا (التحفة ١٣)

وصیت سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - اَلْكَرَاهِيَةُ فِي تَأْخِيرِ الْوَصِيَّةِ (التحفة ١)

باب:ا-وصیت میں تاخیر مکروہ ہے

٣٦٤١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: «أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ، وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ».

۳۶۴۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کون سے صدقے کا ثواب زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تو اس وقت صدقہ کرے جب تو تندرست ہو تجھے مال کی ضرورت ہو فقر کا ڈر ہو اور زندگی کی امید ہو۔ اور صدقہ کرنے میں تاخیر نہ کرحتی کہ جب روح حلق تک آ جائے تو پھر تو کہے: فلاں کو اتنا دے دو۔ اب تو تیرا مال دوسروں کا ہو چکا۔“

فوائد ومسائل: ① افضل صدقہ وہ ہے جو اس وقت کیا جائے جب خود ضرورت ہو کیونکہ یہ صدق نیت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر اس وقت صدقہ کیا جائے جب اپنے آپ کو ضرورت نہ رہے یا زندگی کی امید نہ رہے تو وہ فالتو مال کا صدقہ ہے جس کی کوئی خاص وقعت نہیں۔ ② باب پر دلالت اس طرح ہے کہ صدقہ کرتے رہنے سے وصیت کی ضرورت نہیں رہے گی لہٰذا تاخیر بھی نہیں ہوگی۔ ③ ”دوسروں کا ہو چکا“ تیرے مرتے ہی وارث مالک بن جائیں گے اور ان کا تصرف ہوگا۔ گویا یہ تیرا نہیں رہا۔

٣٦٤١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٤٣، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٣٨.

٣٦٤٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا مِنَّا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ، مَالُكَ مَا قَدَّمْتَ، وَمَالُ وَارِثِكَ مَا أَخَّرْتَ».

۳۶۴۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) فرمایا: ”تم میں سے کس شخص کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے بڑھ کر پیارا ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر شخص کو اپنا مال ہی وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا نہ ہو کیونکہ تیرا مال تو وہ ہے جو تو نے خرچ کر لیا اور جو تو چھوڑ گیا‘ وہ تیرے وارث کا مال ہے۔“

فوائد ومسائل: ① قربان جائیں اس ذات اقدس پر۔ کس خوبی سے اس حقیقت کو واضح فرمایا جس سے سب ہی غافل ہیں۔ إلا ماشاء اللہ۔ ② حدیث میں نیکی کی ترغیب دلائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں جو کچھ بھلائی اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرے گا وہی آخرت میں اس کے لیے نفع بخش ثابت ہو گا۔ موت کے بعد ورثے میں سے اگر کوئی خرچ کرے گا تو اسے اس خرچ کا اجر نہیں ملے گا کیونکہ اب مال ورثاء کا ہے نہ کہ میت کا۔

٣٦٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝﴾ [التكاثر: ١-٢] قَالَ: يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي مَالِي، وَإِنَّمَا مَالُكَ مَا

۳۶۴۳- حضرت مطرف اپنے والد محترم (حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ) سے بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ ”تم کو کثرت کی خواہش وطلب نے (اللہ تعالیٰ اور آخرت سے) غافل رکھا حتی کہ تم نے قبریں دیکھ لیں۔“ کی تفسیر میں فرمایا: ”انسان کہتا ہے: میرا مال‘ میرا مال‘

٣٦٤٢_ أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما قدم من ماله فهو له، ح: ٦٤٤٢ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٩.

٣٦٤٣_ أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٥٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤٠.

أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ».

حالانکہ تیرا مال تو وہ ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ خیرات کر کے اس کا ثواب جاری کر لیا۔''

٣٦٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ: سَمِعَ أَبَا حَبِيبَةَ الطَّائِيَّ قَالَ: أَوْصَى رَجُلٌ بِدَنَانِيرَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَسُئِلَ أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ أَوْ يَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهِ مَثَلُ الَّذِي يُهْدِي بَعْدَ مَا يَشْبَعُ».

۳۶۴۴- حضرت ابوحبیبہ طائی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مرتے وقت چند دینار اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی وصیت کی تو حضرت ابودرداء ؓ سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص مرتے وقت غلام آزاد کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود سیر ہونے کے بعد تحفہ بھیجتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① فاضل محقق کی تحقیق کے مطابق اس روایت کی سند حسن ہے لیکن اس سند کو حسن کہنا محل نظر ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوحبیبہ نامی راوی مجہول ہے تاہم شواہد کی بنا پر بعض علماء نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٣٠/٨٦) ② مقصد یہ ہے کہ موت کے وقت صدقہ ثواب کے لحاظ سے صحت کے وقت کے صدقے سے کمتر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا کوئی ثواب یا فائدہ نہیں کیونکہ نیکی تو ہر وقت ہی مفید ہے۔

٣٦٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصَى فِيهِ أَنْ

۳۶۴۵- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنی کسی چیز کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہے اس کے لیے دو راتیں بھی بغیر وصیت کے گزارنا جائز نہیں بلکہ وصیت اس

٣٦٤٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، العتق، باب في فضل العتق في الصحة، ح: ٣٩٦٨، والترمذي، ح: ٢١٢٣ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٤١، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٢١٩، والحاكم: ٢/ ٢١٣، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح: ٥/ ٣٧٤ . * أبوحبيبة حسن الحديث على الراجح.

٣٦٤٥- أخرجه مسلم، الوصية، باب وصية الرجل مكتوبة عنده، ح: ١٦٢٧/ ١ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٤٢، وأصله متفق عليه، انظر الحديث الآتي. * الفضيل هو ابن عياض اليربوعي.

يَبِيتَ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ». — کے پاس لکھی ہوئی موجود ہونی چاہیے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① کیونکہ زندگی کا کوئی یقین نہیں۔ موت کسی بھی وقت آسکتی ہے لہٰذا مطلوب وصیت فوراً کرنی چاہیے نیز وصیت پر گواہ بھی مقرر کر لیے جائیں تا کہ بعد میں جھگڑا نہ پڑے۔ وصیت بھی تحریری ہونی چاہیے تا کہ اختلاف نہ ہو۔ دو راتوں کے ذکر سے ظاہراً سمجھ میں آتا ہے کہ ایک رات کی تاخیر کر سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ممکن ہے دو کا ذکر اتفاقاً ہو جیسا کہ آئندہ کسی حدیث میں تین کا بھی ذکر ہے۔ گویا بلا ضرورت ایک رات کی تاخیر بھی جائز نہیں۔ ② علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وصیت واجب نہیں ہے صرف اس شخص کے لیے واجب ہے جس کے ذمے حقوق ہوں مثلاً: قرض امانت وغیرہ تاہم مستحب ضرور ہے۔

٣٦٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصَى فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ»

۳۶۴۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کسی مسلمان شخص کے لیے جس کے پاس کوئی چیز ہے جس میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہے یہ مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں بھی گزارے مگر اس حال میں کہ اس کے پاس اس کی وصیت تحریری صورت میں موجود ہونی چاہیے۔‘‘

٣٦٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ.

۳۶۴۷- حضرت نافع نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول بتلایا ہے۔

٣٦٤٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: فَإِنَّ سَالِمًا أَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۳۶۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’کسی مسلمان آدمی کے لیے جائز نہیں کہ اس پر تین راتیں گزریں مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہونی چاہیے۔‘‘

٣٦٤٦ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ٢٧٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٦١، والكبرٰى، ح: ٦٤٤٣.

٣٦٤٧ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤٤.

٣٦٤٨ـ أخرجه مسلم، ح: ١٦٢٧/ ٤ (انظر الحديث المتقدم: ٣٦٤٥) من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤٥.

قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ تَمُرُّ عَلَيْهِ ثَلَاثُ لَيَالٍ إِلَّا وَعِنْدَهُ وَصِيَّتُهُ». قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: مَا مَرَّتْ عَلَيَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ إِلَّا وَعِنْدِي وَصِيَّتِي.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے اس وقت سے میری وصیت (ہروقت) میرے پاس موجود رہتی ہے۔

٣٦٤٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصٰى فِيهِ فَيَبِيتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ».

٣٦٤٩-حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان شخص کے پاس کوئی چیز ہو جس میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین راتیں بھی گزارے مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہونی چاہیے۔''

(المعجم ٢) - هَلْ أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ ؟ (التحفة ٢)

باب:٢-کیا نبی ﷺ نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟

٣٦٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى: أَوْصٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْوَصِيَّةُ؟ قَالَ: أَوْصٰى بِكِتَابِ اللهِ.

٣٦٥٠-حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر مسلمانوں پر وصیت کرنا کیوں ضروری قرار دیا گیا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی۔

٣٦٤٩ـ أخرجه مسلم، ح:١٦٢٧/٤ من حديث ابن وهب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦٤٤٦.

٣٦٥٠ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح:٢٧٤٠، ومسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح:١٦٣٤ من حديث مالك بن مغول به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٤٤٧.

فوائد ومسائل: ① ”نہیں۔“ یعنی کوئی مالی وصیت نہیں فرمائی کیونکہ آپ کا کل ترکہ وقف تھا جو بیت المال میں جمع ہوا۔ یا اس وصیت کی نفی ہے جو بعض بے دین لوگوں نے مشہور کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کی وصیت کی تھی۔ ② ”مسلمانوں پر وصیت“ شاید ان کا اشارہ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ...... الخ﴾ کی طرف ہو حالانکہ یہ آیت تو منسوخ ہے۔ یا ممکن ہے ان احادیث کی طرف اشارہ ہو جن کا تذکرہ گزشتہ اوراق (حدیث: ۳۶۴۵ تا ۳۶۴۹) میں ہوا۔ ان احادیث میں بھی وصیت کے فرض ہونے کی صراحت نہیں بلکہ وصیت میں تاخیر سے روکا گیا ہے کہ اگر کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے تو تاخیر نہ کرے۔ ③ ”کتاب اللہ...... کی وصیت فرمائی“ اور یہی آپ کا ساری زندگی مطلوب ومقصود رہا‘ لہٰذا وصیت بھی اسی سے متعلق فرمائی۔

٣٦٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنِ الْأَعْمَشِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا، وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ.

۳۶۵۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (وفات کے وقت) کوئی دینار، درہم، بکری‘ اونٹ نہیں چھوڑے اور نہ آپ نے (مال یا خلافت سے متعلق) کوئی وصیت فرمائی۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے‘ حدیث: ۳۶۲۴.

٣٦٥٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِرْهَمًا وَلَا

۳۶۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی وفات کے وقت) کوئی درہم، دینار، بکری اور اونٹ وغیرہ نہیں چھوڑ کر گئے۔ اور نہ آپ نے کوئی وصیت کی۔

٣٦٥١ـ أخرجه مسلم، ح: ١٦٣٥ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤٨ .
* المفضل هو ابن مهلهل .
٣٦٥٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤٩ . * مصعب هو ابن المقدام، وداود هو ابن نصير الطائي .

دِينَارًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا ، وَمَا أَوْصَى .

٣٦٥٣- أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُذَيْلِ وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَا : حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا، وَلَا أَوْصَى.

لَمْ يَذْكُرْ جَعْفَرٌ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا .

۳۶۵۳-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی درہم، کوئی دینار، کوئی بکری یا کوئی اونٹ نہیں چھوڑا' اور نہ آپ نے کوئی وصیت ہی فرمائی۔

(راویٔ حدیث) جعفر بن محمد نے (روایت بیان کرتے ہوئے) دینار و درہم کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ یہ روایت اپنے دو اساتذہ جعفر بن محمد اور احمد بن یوسف سے بیان کرتے ہیں۔ آخری جملے میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جعفر بن محمد یہ روایت بیان کرتے وقت [دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا] کے الفاظ ذکر نہیں کرتے جبکہ احمد بن یوسف ان الفاظ کو نقل کرتے ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود صرف دونوں کی روایت کا فرق بتانا ہے' اس سے روایت کی صحت پر کچھ اثر نہیں پڑتا' نیز امام نسائی کے استاد محمد بن رافع بھی ان الفاظ کو بیان کرتے ہیں۔

٣٦٥٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: يَقُولُونَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ يَبُولُ فِيهَا ، فَانْخَنَثَتْ نَفْسُهُ ﷺ وَمَا أَشْعُرُ ، فَإِلَى مَنْ أَوْصَى .

۳۶۵۴-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی ہے (جبکہ حقیقت یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کرنے کے لیے تھال منگوایا۔ اتنے میں آپ کے اعضاء ڈھیلے پڑ گئے (اور آپ اللہ کو پیارے ہو گئے)۔ مجھے (آپ کی وفات کا) پتہ بھی نہیں چلا تو آپ نے کس کو وصیت فرما دی؟

٣٦٥٣ـ[صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٠، وله شواهد، منها الأحاديث السابقة.

٣٦٥٤ـ[صحيح] تقدم، ح: ٣٣، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥١.

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ کا مقصود یہ ہے کہ میں وفات سے قبل ہمہ وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مصروف رہی۔ وفات سے کئی دن پہلے آپ میرے گھر منتقل ہو چکے تھے۔ اگر آپ حضرت علی ؓ کو وصیت فرماتے تو مجھے لازماً علم ہوتا' اور پھر عین وفات کے وقت تو آپ میری گود میں تھے' نیز مالی وصیت تو آپ نے کرنی ہی نہیں تھی کیونکہ آپ نے مال چھوڑا ہی نہیں۔ باقی رہی کتاب وسنت کی وصیت تو وہ سب مسلمانوں کے لیے تھی نہ کہ صرف حضرت علی کے لیے۔ اور اگر خلافت کی وصیت مراد ہو تو حضرت علی ؓ نے کبھی ایسی وصیت کا دعویٰ نہیں فرمایا' لہٰذا یہ صرف پراپیگنڈہ تھا۔

٣٦٥٥- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَيْسَ عِنْدَهُ أَحَدٌ غَيْرِي، قَالَتْ: وَدَعَا بِالطَّسْتِ.

٣٦٥٥- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کے پاس میرے سوا کوئی اور نہ تھا۔ آپ نے تھال منگوایا۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ (التحفة ٣)

باب:٣-وصیت ایک تہائی مال میں ہو سکتی ہے

٣٦٥٦- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ، فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا، وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا بِنْتِي، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالشَّطْرَ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالثُّلُثَ؟

٣٦٥٦-حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اس قدر بیمار ہو گیا کہ موت کو جھانکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں۔ تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: نصف؟ فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ایک تہائی؟ فرمایا: ''ایک

٣٦٥٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣، وهو في الكبرى، ح ٦٤٥٢.

٣٦٥٦- أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث البنات، ح: ٦٧٣٣، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٣.

قَالَ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَتْرُكَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ».

تہائی'ایک تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ کر جائے تو وہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ تو انھیں فقیر بنا کر چھوڑ جائے۔ وہ لوگوں سے (بھیک) مانگتے پھریں۔''

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے فتح مکہ کے موقع پر۔ ② ''بیٹی کے سوا'' یعنی اولاد میں سے' ورنہ عصبات تو تھے۔ ③ ''زیادہ ہی ہے'' اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ ثلث (تہائی) سے بھی کم میں وصیت کرنی چاہیے۔ دیگر حضرات معنی کرتے ہیں: ''ایک تہائی بہت ہے۔'' گویا ایک تہائی میں وصیت ہو سکتی ہے۔ ④ مریض کی عیادت اور اس کے لیے شفا کی دعا کرنا مشروع ہے اور مریض کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بیماری کی شدت کو بیان کرے لیکن اس میں کراہت اور عدم رضا کا پہلو نہ ہو۔

٣٦٥٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَأَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَنِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالشَّطْرَ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالثُّلُثَ؟ قَالَ: «اَلثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، يَتَكَفَّفُونَ فِي أَيْدِيهِمْ».

٣٦٥٧- حضرت سعد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے۔ میں ان دنوں مکہ میں تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: نصف؟ فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: تو پھر تہائی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں تہائی۔ تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ کر مرے تو بہتر ہے بجائے اس کے کہ تو انھیں فقیر چھوڑ کر مرے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔''

٣٦٥٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

٣٦٥٨- حضرت سعد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں نبیٔ اکرم ﷺ اس (سعد) کی

٣٦٥٧- أخرجه البخاري، الوصايا، باب أن يترك ورثته أغنياء خير من أن يتكففوا الناس، ح: ٢٧٤٢ عن أبي نعيم، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٥٤.

٣٦٥٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٥٥.

عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ وَهُوَ بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّذِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ سَعْدَ بْنَ عَفْرَاءَ أَوْ يَرْحَمُ اللهُ سَعْدَ بْنَ عَفْرَاءَ» وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا ابْنَةٌ وَاحِدَةٌ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: اَلنِّصْفَ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالثُّلُثَ؟ قَالَ: «اَلثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ».

بیمار پرسی کو آیا کرتے تھے کیونکہ آپ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی شخص اس جگہ فوت ہو جہاں سے وہ ہجرت کر چکا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سعد بن عفراء پر رحم فرمائے۔'' (کیونکہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے) اس وقت میری ایک بیٹی ہی تھی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: جی! نصف؟ فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: تہائی؟ فرمایا: ''ہاں تہائی بلکہ تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جائے تو بہتر ہے اس بات سے کہ انھیں فقیر چھوڑ جائے۔ وہ لوگوں کے ہاتھ تکتے رہیں۔''

٣٦٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ سَعْدٍ قَالَ: مَرِضَ سَعْدٌ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لَا» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٣٦٥٩- حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آل میں سے کسی نے بیان کیا کہ حضرت سعد بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت سعد نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سارے مال (کو صدقہ کرنے) کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر (راوی نے سابقہ) حدیث بیان کی۔

٣٦٦٠- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَبِيرِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ

٣٦٦٠- حضرت عامر بن سعد اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ میں بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ جب سعد نے آپ کو دیکھا تو رونے لگے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا میں

٣٦٥٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٢ من حديث مسعر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٦، وانظر الحديث السابق.

٣٦٦٠ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٧، وأصله متفق عليه كما تقدم، ح: ٣٦٥٧.

أَبِيهِ: أَنَّهُ اشْتَكَى بِمَكَّةَ فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَآهُ سَعْدٌ بَكَى وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَمُوتُ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا؟ قَالَ: «لَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ» وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: يَعْنِي بِثُلُثَيْهِ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَنِصْفَهُ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَثُلُثَهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَتْرُكَ بَنِيكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ».

اس جگہ فوت ہو جاؤں گا جہاں سے میں نے ہجرت کی تھی؟ فرمایا: ''ان شاء اللہ نہیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے سارے مال کی فی سبیل اللہ صدقہ کرنے کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: دو ثلث وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: نصف کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: پھر ثلث کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: ''ثلث! ثلث بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے بیٹوں کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو فقیر چھوڑ جائے۔ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔''

٣٦٦١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِي، فَقَالَ: «أَوْصَيْتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «بِكَمْ؟» قُلْتُ: بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، قَالَ: «فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ؟» قُلْتُ: هُمْ أَغْنِيَاءُ، قَالَ: «أَوْصِ بِالْعُشْرِ» فَمَا زَالَ يَقُولُ وَأَقُولُ حَتَّى قَالَ: «أَوْصِ بِالثُّلُثِ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ».

٣٦٦١- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میری بیماری کے دوران میں میری بیمار پرسی کو تشریف لائے اور فرمایا: ''تم نے کوئی وصیت کی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کتنے مال کی؟'' میں نے کہا: اپنا تمام مال فی سبیل اللہ صدقہ کرنے کی۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے بچوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟'' میں نے کہا: وہ مال دار ہیں۔ فرمایا: ''صرف دسویں حصے کی وصیت کرو۔'' آپ کی اور میری تکرار جاری رہی حتی کہ آپ نے فرمایا: ''چلو تیسرے حصے کی وصیت کرلو۔ ویسے تیسرا حصہ بھی زیادہ ہی ہے۔''

٣٦٦١- [حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الوصية بالثلث والربع، ح: ٩٧٥ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وقال: "حسن صحيح". ※ جرير تابعه زائدة بن قدامة (أحمد: ١/ ١٧٤)، وأبوالأحوص (الطيالسي)، وخالد بن عبدالله (سنن سعيد بن منصور)، وجعفر بن زياد، وأبوإسحاق الفزاري، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٥٨.

٣٦٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَهُ فِي مَرَضِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَالشَّطْرَ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَالثُّلُثَ؟ قَالَ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ».

٣٦٦٢-حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ میری بیماری کے دوران میں بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: نصف؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: تہائی؟ آپ نے فرمایا: ''تہائی! تہائی بھی بہت ہے۔''

٣٦٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْفَحَّامُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى سَعْدًا يَعُودُهُ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَأُوصِي بِالنِّصْفِ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَأُوصِي بِالثُّلُثِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ فُقَرَاءَ يَتَكَفَّفُونَ».

٣٦٦٣-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میں اپنے دوتہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انھوں نے کہا: نصف کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: ''نہیں۔'' انھوں نے کہا: تو پھر تہائی کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: ''(تہائی کی وصیت کر دو۔) ویسے تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تو انھیں فقیر و نادار چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔''

٣٦٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَوْ غَضَّ النَّاسُ

٣٦٦٤-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر لوگ تہائی سے کم کر کے چوتھائی تک وصیت کریں تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

٣٦٦٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٢ عن وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٥٩.

٣٦٦٣ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦٠.

٣٦٦٤ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصية بالثلث، ح: ٢٧٤٣ عن قتيبة، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٩ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦١.

إِلَى الرُّبُعِ، لِأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ».

''تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔''

٣٦٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِي وَلَدٌ إِلَّا ابْنَةٌ وَاحِدَةٌ، فَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا» قَالَ: فَأُوصِي بِنِصْفِهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا» قَالَ: فَأُوصِي بِثُلُثِهِ؟ قَالَ: «اَلثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ».

٣٦٦٥- حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں بیمار تھا۔ میں نے کہا: میری اولاد صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنا سب مال فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی وصیت کر دوں؟ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: نصف مال کی وصیت کر دوں؟ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: تو تہائی کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''تہائی کی کر دو۔ ویسے تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔''

٣٦٦٦- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا، فَلَمَّا حَضَرَ جُدَادُ النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ، قَالَ: «اِذْهَبْ

٣٦٦٦- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم جنگ اُحد کے دن شہید ہو گئے۔ چھ بیٹیاں اور اپنے ذمے بہت قرض چھوڑ گئے۔ جب کھجوروں کی کٹائی کا وقت آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ جانتے ہیں کہ میرے والد احد کی جنگ کے دن شہید ہو گئے تھے۔ وہ اپنے ذمے کافی قرض چھوڑ گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں (آپ تشریف لائیں تاکہ شاید) قرض خواہ حضرات آپ کا لحاظ رکھیں (اور رعایت کر دیں)۔ آپ نے

٣٦٦٥ـ [صحيح] أخرجه الدارمي: ٢/ ٤٠٧، ح: ٣١٩٨ من حديث همام بن يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٢، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٣٦٦٦ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب: ﴿إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا والله وليهما﴾، ح: ٤٠٥٣ من حديث عبيدالله بن موسى به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٣.

فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ» فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ، فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّمَا أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ، فَلَمَّا رَأٰى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «أُدْعُ أَصْحَابَكَ» فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّى اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي، وَأَنَا رَاضٍ أَنْ يُؤَدِّيَ اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً.

فرمایا: ''تم جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دو۔'' میں ایسا کرنے کے بعد پھر آپ کو بلا لایا۔ جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ مجھ پر بہت بھڑ کے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے طرز عمل کو دیکھا تو آپ (اٹھے اور) سب سے بڑے ڈھیر کے ارد گرد چکر لگانے لگے۔ تین چکر لگانے کے بعد آپ اس پر بیٹھ گئے، پھر فرمایا: ''اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔'' آپ ان سب کو ماپ ماپ کر دیتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا سب قرض اتار دیا۔ میں تو اس بات پر بھی راضی تھا کہ میرے والد محترم کا قرض ادا ہو جائے' خواہ کچھ بھی باقی نہ رہے۔ (مگر قرض کی ادائیگی کے باوجود) ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت کا مندرجہ بالا باب سے کوئی تعلق نہیں' البتہ آئندہ باب سے تعلق ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ بہت جگہ ایسا کرتے ہیں۔ اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ ممکن ہے طویل باب کے آخر میں ایک حدیث باب کی تبدیلی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لاتے ہوں کہ نیا باب آ رہا ہے۔ واللہ أعلم. ② ''چھ بیٹیاں'' بعض روایات میں نو کا ذکر ہے۔ ممکن ہے تین شادی شدہ ہوں' اس لیے یہاں ان کا ذکر نہیں کیا۔ یہ چھ غیر شادی شدہ تھیں جن کی ذمہ داری حضرت جابر کے ذمے تھی۔ واللہ أعلم. ③ ''بھڑ کے'' دراصل وہ یہودی تھے اور یہودی انتہائی خود غرض' سنگ دل اور بے لحاظ قوم ہیں بلکہ ہر سود خور شخص ایسا ہی ہوتا ہے۔ ④ ''چکر لگائے'' برکت کے لیے یا کھجوروں کی مقدار کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے۔ ⑤ ''کم نہیں ہوئی'' یہ نبی ﷺ کی برکت تھی۔ ⑥ حاکم کا اپنی رعایا کی ضرورت پوری کرنے کے لیے خود چل کر جانا اور ان کے حق میں سفارش کرنا تاکہ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جا سکے' مستحب عمل ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ قَضَاءِ الدَّيْنِ قَبْلَ الْمِيرَاثِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِيهِ (التحفة ٤)

باب: ۴- قرض کی ادائیگی وراثت کی تقسیم سے قبل ہونی چاہیے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے والوں کے اس حدیث میں' اختلاف الفاظ کا ذکر

٣٦٦٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، - وَهُوَ الْأَزْرَقُ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: [يَا رَسُولَ اللهِ!] إِنَّ أَبِي تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ، وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ دُونَ سِنِينَ، فَانْطَلِقْ مَعِيَ يَا رَسُولَ اللهِ! لِكَيْ لَا يَفْحَشَ عَلَيَّ الْغُرَّامُ، فَأَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدُورُ بَيْدَرًا بَيْدَرًا فَسَلَّمَ حَوْلَهُ وَدَعَا لَهُ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ، وَدَعَا الْغُرَّامَ فَأَوْفَاهُمْ، وَبَقِيَ مِثْلَ مَا أَخَذُوا.

٣٦٦٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ) فوت ہو گئے۔ ان کے ذمے کافی قرض تھا۔ میں نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گزارش کی: اللہ کے رسول! میرے والد محترم شہید ہو گئے ہیں۔ ان پر کافی قرض ہے۔ انھوں نے (ادائیگی کے لیے) کوئی چیز نہیں چھوڑی سوائے اس کے جو کھجوریں پھل دیں گی' جبکہ کھجوروں کی پوری فصل بھی ان کا قرض نہ چکا سکے گی بلکہ کئی سال لگیں گے' لہٰذا اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ مجھ سے بدسلوکی نہ کریں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر ہر ڈھیر کے گرد گھومتے رہے اور برکت و سلامتی کی دعا فرماتے رہے' پھر اوپر بیٹھ گئے اور قرض خواہوں کو بلایا۔ پھر انھیں پورا پورا قرض ادا کیا۔ پھر بھی اتنی کھجوریں بچ رہیں جتنی ان لوگوں (قرض خواہوں) نے لیں۔

٣٦٦٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ قَالَ: وَتَرَكَ دَيْنًا، فَاسْتَشْفَعْتُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ شَيْئًا، فَطَلَبَ إِلَيْهِمْ فَأَبَوْا، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا، اَلْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ، وَعِذْقَ ابْنِ زَيْدٍ عَلَى

٣٦٦٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میرے والد محترم) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور بہت سا قرض اپنے ذمے چھوڑ گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کے قرض خواہوں سے سفارش فرمائیں کہ وہ ان کے ذمے کچھ قرض معاف کر دیں۔ آپ نے ان سے کہا مگر ان لوگوں نے بات نہ مانی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جاؤ! ہر قسم کی کھجوریں الگ الگ رکھو۔ عجوہ الگ'

٣٦٦٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٤.

٣٦٦٨ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٥.

حِدَةٍ، وَأَصْنَافَهُ، ثُمَّ ابْعَثْ إِلَيَّ» قَالَ: فَفَعَلْتُ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَلَسَ فِي أَعْلَاهُ أَوْ فِي أَوْسَطِهِ، ثُمَّ قَالَ: «كِلْ لِلْقَوْمِ» قَالَ: فَكِلْتُ لَهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمْ، ثُمَّ بَقِيَ تَمْرِي كَأَنْ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ.

عذق ابن زید الگ' اسی طرح دوسری۔ پھر مجھے پیغام بھیجنا۔'' میں نے اسی طرح کیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور ان کے اوپر یا درمیان میں بیٹھ گئے اور فرمایا: ''انھیں ماپ کردو۔'' میں نے انھیں ماپ ماپ کر دینی شروع کر دیں حتی کہ سب کو ان کا قرض پورا پورا ادا کر دیا' پھر بھی میری کھجوریں بچ گئیں گویا کہ ان میں کچھ بھی کمی نہ آئی۔

٣٦٦٩- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَرَمِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ لِيَهُودِيٍّ عَلَى أَبِي تَمْرٌ، فَقُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ حَدِيقَتَيْنِ، وَتَمْرُ الْيَهُودِيِّ يَسْتَوْعِبُ مَا فِي الْحَدِيقَتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ الْعَامَ نِصْفَهُ وَتُؤَخِّرَ نِصْفَهُ؟» فَأَبَى الْيَهُودِيُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا حَضَرَ الْجِدَادُ فَآذِنِّي». فَآذَنْتُهُ، فَجَاءَ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ، فَجَعَلَ يُجَدُّ وَيُكَالُ مِنْ أَسْفَلِ النَّخْلِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِالْبَرَكَةِ، حَتَّى وَفَيْنَاهُ جَمِيعَ حَقِّهِ مِنْ أَصْغَرِ الْحَدِيقَتَيْنِ فِيمَا يَحْسِبُ عَمَّارٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ بِرُطَبٍ وَمَاءٍ فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا، ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ».

٣٦٦٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک یہودی نے میرے والد محترم سے کچھ کھجوریں لینی تھیں۔ وہ جنگ احد کے دن شہید ہو گئے اور دو باغ چھوڑ گئے۔ لیکن (میرے اندازے کے مطابق) اس یہودی کا قرض دونوں باغوں کے پھل کے برابر تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہودی سے کہا: کیا تو اتنی رعایت کرے گا کہ نصف قرض اس سال لے لے اور نصف بعد میں لے لینا۔'' یہودی نے انکار کر دیا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب کھجوروں کی کٹائی پوری ہو جائے تو مجھے بتانا۔'' چنانچہ میں نے وقت پر بتایا تو آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ تشریف لائے۔ نیچے سے کھجوریں ماپ ماپ کر دی جاتی رہیں اور رسول اللہ ﷺ برکت کی دعا فرماتے رہے۔ حتی کہ چھوٹے باغ ہی سے ہم نے اسے اس کا قرض پورا کر دیا' پھر میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے پاس تازہ کھجوریں اور پانی لایا۔ سب نے کھایا اور پیا۔ پھر آپ

٣٦٦٩- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٣٨، ٣٥١، ٣٩١ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦٦، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

نے فرمایا: ”یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔“

٣٦٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: تُوُفِّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا الثَّمَرَةَ بِمَا عَلَيْهِ، فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا فِيهِ وَفَاءً، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، قَالَ: «إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ فَآذِنِّي» فَلَمَّا جَدَدْتُهُ وَوَضَعْتُهُ فِي الْمِرْبَدِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: «اُدْعُ غُرَمَاءَكَ فَأَوْفِهِمْ» قَالَ: فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلٰى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ، وَفَضَلَ لِي ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَضَحِكَ، وَقَالَ: «اِئْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبِرْهُمَا ذٰلِكَ» فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُمَا، فَقَالَا: قَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا صَنَعَ أَنَّهُ سَيَكُونُ ذٰلِكَ.

٣٦٧٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے والد محترم فوت ہوئے تو ان کے ذمے بہت سا قرض تھا۔ میں نے ان کے قرض خواہوں کو پیش کش کی کہ وہ اپنے قرض کے عوض اس سال کا سارا پھل لے لیں۔ وہ نہ مانے۔ ان کا خیال تھا کہ اس پھل سے قرض پورا نہیں ہوگا' چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوری بات کہہ سنائی۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو کھجوریں کاٹ کر کھلیان میں رکھ لے تو مجھے اطلاع کرنا۔“ جب میں نے کھجوریں کاٹ کر کھلیان میں رکھ لیں تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' چنانچہ آپ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تشریف لائے اور کھلیان پر بیٹھ کر برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا: ”اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ اور انھیں ان کا قرض پورا پورا دیتے جاؤ۔“ جس کسی کا بھی میرے والد مرحوم کے ذمے قرض تھا' میں نے ان سب کو ادا کر دیا' پھر بھی تیرہ وسق بچ گئے۔ میں نے آپ سے تذکرہ کیا تو آپ مسکرائے اور فرمایا: ”جا کر ابوبکر اور عمر کو بھی بتاؤ۔“ میں نے انھیں بتایا تو وہ کہنے لگے: جب رسول اللہ ﷺ نے وہاں دعا کی تھی تو ہمیں اسی وقت یقین ہوگیا تھا کہ ایسے ہی ہوگا۔

٣٦٧٠ـ أخرجه البخاري، الصلح، باب الصلح بين الغرماء وأصحاب الميراث والمجازفة في ذلك، ح: ٢٧٠٩ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦٧.

فوائد ومسائل: ① کسی بھی لمبے واقعے کی تمام تفصیلات ایک حدیث میں ذکر نہیں ہوسکتیں۔ کچھ باتیں ایک راویت میں ہوتی ہیں، کچھ دوسری میں، وھکذا، اس لیے مختلف روایات ذکر فرمائیں تاکہ واقعے کی تمام تفصیلات واضح ہوجائیں۔ اگر ظاہراً تعارض نظر آئے تو عقلی دلالت سے تطبیق دی جائے گی، اسی لیے بعض مقامات میں قوسین میں اضافے کیے گئے ہیں۔ ② اگر ضرورت مند کی حاجت پوری کرنے کی قدرت نہ ہو تو دعا کے ذریعے سے اس کی مدد کی جاسکتی ہے۔

(المعجم ٥) - **بَابُ إِبْطَالِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ** (التحفة ٥)

باب:٥- وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں

٣٦٧١- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

٣٦٧١- حضرت عمرو بن خارجہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ”اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا اب وارث کے لیے وصیت نہیں کی جاسکتی۔“

فائدہ: ابتدائی دور میں اولاد وارث بنتی تھی۔ ماں باپ اور دیگر رشتے داروں کے لیے وصیت کی جاتی تھی۔ ان کا حق مقرر نہیں تھا۔ اسی دور میں یہ آیت اتری: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ...... بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرة ٢:١٨٠) ”تم پر فرض کردیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت آنے لگے تو، اگر وہ مال چھوڑے جارہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں والدین، اولاد، خاوند، بیوی اور بہن بھائیوں کے حصے مقرر فرمادیے، لہٰذا اب وصیت کی ضرورت نہ رہی۔ شاذ ونادر طور پر اگر کسی کے لواحقین میں کوئی نادار شخص غیر وارث ہے تو وہ اس کے لیے وصیت کرسکتا ہے لیکن وارث کے حق میں نہ مقررہ حد سے زائد کی وصیت کی جاسکتی ہے نہ کم کی۔ جو مقرر کردیا گیا ہے، وہی ملے گا۔ اس بات کو اس حدیث نے بیان کردیا۔ اب چاہے یوں کہہ لیں کہ اس حدیث نے پہلی آیت کو منسوخ کردیا اور چاہے تو یوں کہہ لیں کہ پہلی آیت کو منسوخ تو مقررہ حصوں والی آیت نے کیا ہے لیکن نسخ کا بیان اس حدیث میں ہے۔ بہرحال مسئلہ متفق علیہ ہے کہ نہ وارث کا حصہ بڑھایا جاسکتا ہے، نہ کم کیا جاسکتا ہے۔ محروم کرنا تو دور کی بات ہے۔

٣٦٧١- [حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء لا وصية لوارث، ح: ٢١٢١ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦٨، وسنده ضعيف، وللحديث شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٣٥٦٥.

٣٦٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ: أَنَّ ابْنَ غَنْمٍ ذَكَرَ أَنَّ ابْنَ خَارِجَةَ ذَكَرَ لَهُ: أَنَّهُ شَهِدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَإِنَّهَا لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا، وَإِنَّ لُعَابَهَا لَيَسِيلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي خُطْبَتِهِ: «إِنَّ اللهَ قَدْ قَسَّمَ لِكُلِّ إِنْسَانٍ قِسْمَةً مِنَ الْمِيرَاثِ، فَلَا تَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ».

٣٦٧٢-حضرت ابن خارجہ ؓ نے ذکر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی سواری پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا اور سنا ہے' جبکہ سواری جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب (میرے کندھوں کے درمیان) گر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو وراثت میں سے حصہ دے دیا ہے' لہٰذا وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''لعاب گر رہا تھا'' گویا یہ اونٹنی کی گردن کے نیچے کھڑے تھے۔ ممکن ہے ادباً مہار پکڑ رکھی ہو۔ ② ''ہر شخص کو'' یعنی جسے وراثت کا اہل سمجھا۔ اکثر ورثاء کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ بعض ورثاء کے حصوں کا ذکر احادیث میں ہے' مثلاً: دادی' نانی کا حصہ۔ ان سب حصوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے کیونکہ حدیث بھی تو وحی ہے۔

٣٦٧٣- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ اسْمُهُ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

٣٦٧٣-حضرت عمرو بن خارجہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے' لہٰذا کسی وارث کے بارے میں (کمی یا بیشی کی) وصیت نہیں کی جا سکتی۔''

(المعجم ٦) - بَابٌ: إِذَا أَوْصَى لِعَشِيرَتِهِ الْأَقْرَبِينَ (التحفة ٦)

باب:٦-جب میت اپنے قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کر دے (تو مراد کون ہوں گے؟)

٣٦٧٢ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٩.

٣٦٧٣ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٠.

٣٦٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: ٢١٤] دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا، فَعَمَّ وَخَصَّ، فَقَالَ: «يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! يَا بَنِي مُرَّةَ ابْنِ كَعْبٍ! يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ! وَيَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! وَيَا بَنِي هَاشِمٍ! وَيَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ، وَيَا فَاطِمَةُ! أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا».

۳۶۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ﴾ ’’اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔‘‘ تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو دعوت دی۔ آپ نے عمومی طور پر بھی سب کو ڈرایا اور خاص خاص نام لے کر بھی۔ آپ نے فرمایا: ’’اے کعب بن لوی کی اولاد! اے مرہ بن کعب کی اولاد! اے عبد شمس کی اولاد! اے عبد مناف کی اولاد! اے ہاشم کی اولاد! اے عبدالمطلب کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔ اے فاطمہ! تو بھی اپنے آپ کو آگ سے بچالے۔ میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ البتہ میری تم سے رشتہ داری ہے۔ میں اس کے تقاضے پورے کرتا رہوں گا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قریبی رشتہ داروں سے مراد پورا قبیلہ ہے‘ خواہ مسلم ہوں یا کافر۔ وراثت میں چونکہ کفر مانع ہے‘ لہٰذا رشتہ داروں کے لیے وصیت کی صورت میں کافر رشتہ داروں کو نہیں شامل کیا جائے گا۔ ② ’’آگ سے بچالو‘‘ یعنی جہنم کی آگ سے بچالو۔ کفر وشرک کو چھوڑ کر اور میری اطاعت کر کے۔ ③ ’’اختیار نہیں رکھتا‘‘ کہ تمھیں اللہ کی رحمت دے سکوں یا تم سے اس کے عذاب کو روک لوں۔ باقی رہی شفاعت تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ مقید ہے‘ لہٰذا اس میں بھی ’’مختار کل‘‘ نہیں۔ ④ رشتہ داری کے تقاضوں سے مراد دنیوی لین دین‘ ہمدردی اور تبلیغ وغیرہ ہیں۔ ⑤ تبلیغ میں رشتہ داری کو مقدم کرنے کا مقصد بھی ان کی قرابت کا حق ادا کرنا اور ان پر حجت قائم کرنا ہے تاکہ غیر قرابت داروں کو اعتراض کا موقع نہ مل سکے۔

٣٦٧٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۳۶۷۵- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ

٣٦٧٤ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب في قوله تعالى: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾، ح: ٢٠٤ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧١.

٣٦٧٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْرَائِيلُ عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ، إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ، إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، وَلٰكِنْ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ رَحِمٌ أَنَا بَالُّهَا بِبِلَالِهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبد مناف کی اولاد! اپنے آپ کو رب تعالیٰ (کے عذاب) سے بچا لو۔ میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے عبدالمطلب کی اولاد! اپنے آپ کو اپنے رب کریم (کے عذاب) سے چھڑا لو۔ میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ لیکن میرا تم سے رشتہ ہے جس کا حق میں ادا کرتا رہوں گا۔''

٣٦٧٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: حِينَ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ اللهِ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ! لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ! سَلِينِي مَا شِئْتِ، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا».

٣٦٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ''اور (اے پیغمبر!) اپنے قریبی رشتہ داروں کو (عذاب الٰہی سے) ڈرائیے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''اے جماعتِ قریش! اپنے آپ کو (توحید کے ذریعے سے) اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے چھڑا لو۔ میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے عبدالمطلب کی اولاد! میں تمھارے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تیرے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ! میں تجھے بھی اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے محمد کی بیٹی فاطمہ! (دنیا میں) مجھ سے

٣٦٧٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين واخفض جناحك﴾، ح: ٤٧٧١ معلقًا، ومسلم، ح: ٢٠٦ (انظر الحديث المتقدم: ٣٦٧٤) من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٧٣.

جو چاہے مانگ لے مگر اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے میں تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔“

فائدہ: ”فائدہ نہ دے سکوں گا“ یعنی اگر تم مسلمان نہ ہوئے‘ نیز اپنے اختیار سے تمھیں فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔

٣٦٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ﴾ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ! لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا فَاطِمَةُ! سَلِينِي مَا شِئْتِ، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا».

٣٦٧٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ ”اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔“ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اے جماعت قریش! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے چھڑا لو۔ میں اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے تمھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ اے عبد مناف کی اولاد! میں تمھیں اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے کوئی کفایت نہیں کر سکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ! تو (دنیا میں) مجھ سے جو چاہے مانگ لے میں تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔“

٣٦٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ

٣٦٧٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت اتری: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ

٣٦٧٧- أخرجه البخاري، الوصايا، باب: هل يدخل النساء والولد في الأقارب؟، ح: ٢٧٥٣ من حديث شعيب ابن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٧٤.

٣٦٧٨- أخرجه مسلم، ح: ٢٠٥/ ٣٥٠ (انظر الحديث المتقدم: ٣٦٧٤) من حديث هشام بن عزوة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٧٥.

- وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: ٢١٤] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا فَاطِمَةُ ابْنَةَ مُحَمَّدٍ! يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَّالِي مَا شِئْتُمْ».

الْأَقْرَبِينَ﴾ ''اپنے قریبی رشتہ داروں کو (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈرائیے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ بنت عبدالمطلب! اے عبدالمطلب کی اولاد! میں تمھیں اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ دنیاوی مال میں سے مجھ سے جو چاہو مانگ لو۔''

(المعجم ٧) - إِذَا مَاتَ الْفَجَاءَةَ هَلْ يُسْتَحَبُّ لِأَهْلِهِ أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ (التحفة ٧)

باب: ۷- اگر کوئی اچانک فوت ہو جائے تو کیا گھر والوں کے لیے بہتر ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کریں؟

٣٦٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَإِنَّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ» فَتَصَدَّقَ عَنْهَا.

۳۶۷۹- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میری والدہ کی جان اچانک نکل گئی۔ اگر اسے بات چیت کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرتی۔ کیا میں اب اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' چنانچہ اس شخص نے اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا۔

فائدہ: یہ شخص حضرت سعد بن عبادہ ؓ تھے۔ یہ خود اور ان کی والدہ محترمہ انتہائی سخی تھے۔ وہ نیک اور سخی خاتون ان کی عدم موجودگی میں اچانک فوت ہوگئی تھیں۔ تفصیل آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

٣٦٨٠- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ -

۳۶۸۰- حضرت سعید بن عمرو بن شرحبیل بن سعید

٣٦٧٩- أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة أن يتصدقوا عنه، وقضاء النذور عن الميت، ح: ٢٧٦٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٦٠، والكبرٰى، ح: ٦٤٧٦.

٣٦٨٠- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٢٥٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٦٠، والكبرٰى، ح: ٦٤٧٧، وصححه ابن حبان، ح: ٨٥٧، وللحديث شواهد كثيرة.

قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ وَحَضَرَتْ أُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ، فَقِيلَ لَهَا: أَوْصِي، فَقَالَتْ: فِيمَ أُوصِي؟ اَلْمَالُ مَالُ سَعْدٍ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ سَعْدٌ، فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدٌ ذُكِرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ» فَقَالَ سَعْدٌ: حَائِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا - لِحَائِطٍ سَمَّاهُ -.

بن سعد بن عبادہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا حضرت سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (میرے والد محترم) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں گئے ہوئے تھے کہ مدینہ منورہ میں ان کی والدہ محترمہ کی وفات کا وقت آ گیا۔ ان سے کہا گیا: کوئی وصیت فرمائیے۔ وہ کہنے لگیں: میں کیا وصیت کروں؟ مال تو سعد کا ہے۔ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے واپس آنے سے پہلے ہی فوت ہوگئیں۔ پھر جب سعد آئے تو ان سے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' چنانچہ وہ (رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوکر) کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انھیں فائدہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' سعد کہنے لگے: میرا فلاں فلاں باغ ان کی طرف سے صدقہ (جاریہ) ہے۔

فوائد ومسائل: ① پچھلی روایت میں ذکر تھا کہ ''ان کی جان اچانک نکل گئی۔'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں بالکل بات چیت کا موقع نہیں ملا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زیادہ دیر بیمار نہ رہیں بلکہ تھوڑی دیر ہی میں فوت ہو گئیں' ورنہ انھوں نے کچھ نہ کچھ بات چیت کی ہے۔ یا ممکن ہے وفات کے قریب ان کی زبان بند ہوگئی ہو اور وہ کلام نہ کرسکی ہوں جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بات چیت پہلے کی ہو۔ ② ''ہاں'' معلوم ہوا میت کی طرف سے مالی صدقہ کیا جا سکتا ہے اور میت کو اس کا فائدہ ہوگا۔ ③ مالی صدقے کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ میت کی طرف سے کیا جا سکتا ہے مگر بدنی عبادات' مثلاً: قراءت قرآن' نماز' وغیرہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ یہ میت کی طرف سے ادا نہیں کیے جا سکتے' نہ ایصال ثواب کی نیت ہی سے انھیں ادا کرنا جائز ہے' البتہ روزے کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے: [مَن مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ] ''جو شخص فوت ہوگیا اور اس کے ذمے روزے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔'' اسی طرح اگر میت ترکہ چھوڑ گئی ہے اور اس کے ذمے حج تھا یا نذر وغیرہ تو اس کے ورثاء اس کی طرف سے ادا کریں گے۔ ویسے اولاد کے بدنی و مالی ہر نیک کام کا اجر والدین کو ملتا رہتا ہے' خواہ وہ نیت کریں یا نہ کریں کیونکہ اولاد والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ واللہ أعلم. (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۶۹۶)

(المعجم ٨) - فَضْلُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ٨)

باب:٨-میت کی طرف سے صدقہ کرنے کی فضیلت

٣٦٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، وَعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، وَوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ».

٣٦٨١-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان مر جاتا ہے تو تین صورتوں کے علاوہ اس کے سب عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔(اور وہ یہ ہیں:) صدقہ جاریہ وہ علم جس سے (بعد میں بھی) فائدہ اٹھایا جاتا رہے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''صدقہ جاریہ'' یعنی ایسا صدقہ جس کا فائدہ لوگوں کو صدقہ کرنے والے کی وفات کے بعد بھی تادیر پہنچتا رہے۔ جب تک اس کا فائدہ جاری رہے گا' تب تک ثواب بھی جاری رہے گا۔ لیکن اس سے مراد وہ صدقہ ہے جو میت نے اپنی زندگی میں خود کیا ہو نہ کہ وہ جو میت کی طرف سے اس کی وفات کے بعد کیا جائے۔ باب کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ دوسرا صدقہ مراد لے رہے ہیں لیکن یہ درست نہیں کیونکہ یہاں میت کے اعمال کا ذکر ہے۔ ② ''وہ علم'' مثلاً: تصنیف شدہ کتابیں یا تربیت شدہ شاگرد یا کیسٹیں وغیرہ۔ ③ ''نیک اولاد'' جس کی اس نے صحیح تربیت کی ہو اور اسے اچھے کاموں کا عادی بنایا ہو۔ (مزید تفصیل سابقہ حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔)

٣٦٨٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوصِ، فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

٣٦٨٢-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: میرے والد محترم فوت ہو گئے ہیں۔ وہ کافی مال چھوڑ گئے ہیں لیکن انھوں نے کوئی وصیت وغیرہ نہیں کی۔ اگر میں ان کی طرف سے (اپنے طور پر) صدقہ کر دوں تو کیا ان کی یہ غلطی معاف ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

٣٦٨١ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، ح: ١٦٣١ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٨. * إسماعيل هو ابن جعفر.

٣٦٨٢ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت، ح: ١٦٣٠ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٩. * إسماعيل هو ابن جعفر.

فائدہ: ''یہ غلطی'' یعنی کثرت مال ہونے کے باوجود صدقہ اور وصیت نہ کرنے کی۔ اسے گناہ اس تناظر میں شمار کیا ہے کہ یہ ایک ایسے اجر عظیم سے محرومی ہے جس کا حصول بالکل ممکن تھا۔ یا مراد عام غلطیاں ہیں' یعنی میرے صدقہ کرنے سے کیا ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے؟

٣٦٨٣- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ أَنْ تُعْتَقَ عَنْهَا رَقَبَةٌ، وَإِنَّ عِنْدِي جَارِيَةً نُوبِيَّةً أَفَيُجْزِىءُ عَنِّي أَنْ أُعْتِقَهَا عَنْهَا؟ قَالَ: «اِئْتِنِي بِهَا» فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ رَبُّكِ؟» قَالَتْ: اَللهُ، قَالَ: «مَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، قَالَ: «فَأَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

۳۶۸۳- حضرت شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ نے (وفات کے وقت) وصیت کی تھی کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کیا جائے۔ میرے پاس ایک حبشی لونڈی ہے۔ اگر میں اسے آزاد کر دوں تو کیا میری ذمہ داری ادا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لے کر آ۔'' میں لے کر آیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''تیرا رب کون ہے؟'' اس نے کہا: اللہ۔ آپ نے فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دے۔ یہ مومن ہے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا مومن کو آزاد کرنا افضل ہے' نیز غلام' لونڈی کی آزادی برابر ہے۔ ② جو شخص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرے تو اس کے اقرار کو تسلیم کیا جائے گا۔ اس سے مزید کسی دلیل کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

٣٦٨٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، [عَنْ] عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ سَعْدًا سَأَلَ

۳۶۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ کوئی وصیت نہیں کر سکی' تو کیا میں

٣٦٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب في الرقبة المؤمنة، ح: ٣٢٨٣ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨٠.

٣٦٨٤ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب: إذا وقف أرضًا ولم يبين الحدود فهو جائز: وكذلك الصدقة، ح: ٢٧٧٠ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨١.

النَّبِيَّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَلَمْ تُوصِ، أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

(اپنے طور پر) اس کی طرف سے صدقہ کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

٣٦٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ أَفَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَإِنَّ لِي مَخْرَفًا فَأُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

٣٦٨٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہوگئی ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا اسے فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس آدمی نے کہا: میرے پاس ایک باغ ہے۔ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے وہ اس کی طرف سے صدقہ (وقف) کردیا ہے۔

٣٦٨٦- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، أَفَيُجْزِىءُ عَنْهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ قَالَ: «أَعْتِقْ عَنْ أُمِّكَ».

٣٦٨٦- حضرت سعد بن عبادہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ ان کے ذمے ایک نذر تھی۔ اگر میں ان کی طرف سے غلام آزاد کردوں تو کیا ان سے (نذر کی) ادائیگی ہو جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کر سکتے ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے باقی روایات' جن میں مطلق نذر کا ذکر ہے' کا ابہام دور ہو جاتا ہے کہ وہ نذر غلام آزاد کرنا تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ ممکن ہے نذر کچھ اور ہو لیکن چونکہ نذر قسم کے برابر ہوتی ہے اور قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے' اس لیے نذر کی جگہ غلام آزاد کیا گیا ہو۔ لیکن پہلی بات ہی راجح معلوم ہوتی ہے۔

٣٦٨٥- أخرجه البخاري، ح: ٢٧٧٠ من حديث روح بن عبادة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨٢.

٣٦٨٦- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/٦، ح: ٥٣٦٨ من حديث سليمان بن كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨٣، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، ح: ٢٧٦١، ومسلم، ح: ١٦٣٨ وغيرهما.

④ پچھلی روایات میں صرف وصیت کا ذکر تھا۔ اس روایت میں نذر کا ذکر ہے۔ ممکن ہے دونوں باتیں ہوں۔ نذر بھی نہ پوری کرسکی ہوں اور وصیت بھی نہ کرسکی ہوں۔ حضرت سعد نے دونوں کام کر دیے۔ رضي الله عنه وأرضاه.

٣٦٨٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو يُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ عَنْ عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَهُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

٣٦٨٧- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبیٔ اکرم ﷺ سے اس نذر کے بارے میں سوال کیا جوان کی والدہ کے ذمے تھی۔ اور وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم یہ نذر اس کی طرف سے پوری کردو۔“

٣٦٨٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَدَقَةَ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

٣٦٨٨- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبیٔ اکرم ﷺ سے اس نذر کے بارے میں پوچھا جوان کی والدہ کے ذمے تھی اور وہ نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہوگئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم یہ نذر اپنی والدہ کی طرف سے پوری کردو۔“

٣٦٨٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٦٨٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ

٣٦٨٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨٤.

٣٦٨٨ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨٥.

٣٦٨٩ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة أن يتصدقوا عنه ... الخ، ح: ٢٧٦١، ومسلم، النذر، باب الأمر بقضاء النذر، ح: ١٦٣٨ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨٦.

الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِسْتَفْتَى سَعْدٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِقْضِهِ عَنْهَا».

سے اس نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمے تھی اور وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کی طرف سے ادا کر دو۔“

(المعجم ٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُفْيَانَ (التحفة ٨)

باب:٩- سفیان پر (واقع ہونے والے) اختلاف کا ذکر

٣٦٩٠- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ: «إِقْضِهِ عَنْهَا».

٣٦٩٠- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے نبی اکرم ﷺ سے اس نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمے تھی لیکن وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کی طرف سے تم اسے پورا کر دو۔“

٣٦٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ: مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَهُ عَنْهَا.

٣٦٩١- حضرت سعد ؓ سے روایت ہے کہ میری والدہ محترمہ فوت ہو گئیں جبکہ ان کے ذمے ایک نذر تھی۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے مجھے وہ نذر ان کی طرف سے ادا کرنے کا حکم دیا۔

٣٦٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ

٣٦٩٢- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری ؓ نے رسول اللہ ﷺ

٣٦٩٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦٤٨٧، وأخرجه مسلم، ح:١٦٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٦٩١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٦٤٨٨.

٣٦٩٢- [صحيح] تقدم، ح:٣٦٨٩، وهو في الكبرٰى، ح:٦٤٨٩.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

سے اس نذر کے بارے میں پوچھا جوان کی والدہ محترمہ کے ذمے تھی لیکن وہ اس کی ادائیگی سے پہلے ہی فوت ہو گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی طرف سے ادا کردو۔''

فائدہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ انصار کے مشہور قبیلے بنوخزرج کے سردار تھے۔ رضي الله عنه وأرضاه.

٣٦٩٣- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ - هُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ وَلَمْ تَقْضِهِ، قَالَ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

۳۶۹۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: میری والدہ محترمہ فوت ہوگئی ہیں۔ ان کے ذمے ایک نذر تھی جسے وہ پورا نہ کرسکیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے تم پوری کردو۔''

٣٦٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَقْيُ الْمَاءِ».

۳۶۹۴- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ محترمہ فوت ہوگئی ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے عرض کیا: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پانی پلانا۔''

٣٦٩٣- [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٨٩، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٩٠.

٣٦٩٤- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب فضل صدقة الماء، ح: ٣٦٨٤ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٩١، وصححه ابن حبان، ح: ٨٥٨، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤١٤ فرده الذهبي بقوله: "لا، إنه غير متصل"، يعني سعيد بن المسيب لم يدرك سعد بن عبادة، ولبعض الحديث شاهد، تقدم، ح: ٣٦٨٠. * هشام هو الدستوائي.

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت اور مابعد کی دو روایات کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے ان روایات کو شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ راجح یہی ہے کہ یہ روایت شواہد کی بنا پر حسن ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۷/۱۲۳-۱۲۵، و صحيح سنن أبي داود للألباني (مفصل): ۵/۳۶۶-۳۶۹، رقم: ۱۴۷۴-۱۴۷۶) ② وقت وقت کی بات ہے۔ اس وقت پانی کی قلت تھی، اس لیے آپ نے پانی پلانے کو افضل قرار دیا۔ ضروری نہیں کہ ہر جگہ اور ہر وقت یہی افضل ہو۔ جسے بھوک ہے، ظاہر ہے اسے کھانا کھلانا افضل ہوگا۔ اسی طرح میت کے حق میں دعا کرتے رہنا ان صدقات سے بھی افضل ہے۔ ممکن ہے آپ نے پانی پلانے کو اس لیے افضل قرار دیا ہو کہ اس پر انسانی اور حیوانی زندگی موقوف ہے۔ پانی پلانے سے مراد کنواں کھدوا دینا یا نلکا لگانا وغیرہ ہے۔

٣٦٩٥- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَقْيُ الْمَاءِ».

۳۶۹۵- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پانی پلانا۔“

٣٦٩٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ، أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَقْيُ الْمَاءِ». فَتِلْكَ سِقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ.

۳۶۹۶- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی والدہ فوت ہوگئیں تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میری والدہ فوت ہوگئی ہیں تو کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ انھوں نے کہا: افضل صدقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پانی پلانا۔“ اسی بنا پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں سبیل قائم کردی تھی (تاکہ مسافر وغیرہ کسی تنگی کے بغیر ہر وقت پانی پی سکیں)۔

فوائد ومسائل: ① سبیل مخفف ہے فی سبیل اللہ سے۔ جہاں پانی کا ذخیرہ ہو اور وہ عام لوگوں کے لیے ہو،

٣٦٩٥- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٩٢.

٣٦٩٦- [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٩٣.

اسے سبیل کہتے ہیں۔ ⑥ ایصال ثواب یا اہدائے ثواب کے مسئلے میں بالعموم لوگ افراط وتفریط کا شکار ہیں' ایک گروہ تو مطلقاً ایصال ثواب کا قائل نہیں اور کچھ دوسرے لوگوں نے اسے بہت عام کر دیا ہے اور ہر طرح کی عبادات کا ثواب فوت شدگان کو پہنچانے کے قائل اور عامل ہیں' ہمارے نزدیک دونوں گروہ کا موقف صحیح نہیں ہے۔
اس کی عدم مشروعیت کے قائل منکرین حدیث ہیں' وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی﴾ (النجم ۵۳:۳۹) "اور انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے کوشش کی ہوگی۔" یہ نص قرآن ہے جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو روز قیامت اسی عمل کی جزا ملے گی جو اس نے خود کیا ہوگا۔ اچھے عمل کی اچھی جزا اور برے عمل کی بری جزا۔ یہ نہیں ہوگا کہ برائیوں کے مرتکب شخص کی جزا' اس کے مرنے کے بعد' ایصال ثواب کی نیت سے کیے گئے عملوں سے تبدیل ہو جائے۔ قرآن کریم کی یہ آیت اور اس کا یہ مفہوم بالکل صحیح ہے۔ لیکن قرآن کریم کی یہ آیت عام ہے۔ اس سے وہ چیزیں مستثنیٰ ہوں گی جن کا اثبات احادیث صحیحہ سے ہوتا ہے' اس لیے کہ قرآن کے عموم کی تخصیص احادیث سے ثابت ہے' قرآن کے بہت سے عموم کی تخصیص یا اس کے اجمال کی تفصیل احادیث سے کی گئی ہے' اس لیے دین وہ ہے جو دونوں کے مجموعے سے ثابت ہے' احادیث کو نظر انداز کر کے محض قرآن کے عموم یا اجمال سے کسی مسئلے کا اثبات گمراہی ہے' اس لیے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ قرآن کے زیر بحث عموم کو احادیث میں کس طرح مخصوص کیا گیا ہے' وہ مخصوص یا مستثنیٰ چیزیں یقیناً جائز اور مستحب بلکہ بعض حالات میں واجب ہوں گی۔

○ میت کے لیے دعا واستغفار: ان میں ایک دعا واستغفار ہے' یعنی فوت شدگان کے لیے مغفرت اور رفع درجات کی دعا والتجا کرنا۔ یہ احادیث سے بلکہ خود قرآن سے بھی ثابت ہے' قرآن کریم میں والدین کے لیے مغفرت وطلب رحمت کی دعا سکھلائی گئی ہے: ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی إسرآئیل ۱۷: ۲۴) "اے اللہ ان پر اس طرح رحمت فرما' جیسے بچپن میں انھوں نے مجھے شفقت سے پالا۔"
یہ دعا صرف زندگی ہی کے لیے نہیں بلکہ جب تک انسان زندہ ہے' اسے حکم ہے کہ وہ والدین کے لیے یہ دعا کرتا رہے' اب اگر دعا کا فائدہ ہی میت کو نہ ہو تو اس دعا کے کرنے کا کیا مطلب؟ اگر فوت شدگان کے لیے دعا کی افادیت ہی نہ ہو تو قرآن کریم کا یہ حکم (نعوذ باللہ) عبث فعل قرار پائے گا۔ اسی طرح عام مومنوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کا حکم ہے: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ (الحشر ۵۹:۱۰) "اے اللہ ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جنھوں نے ایمان لانے میں ہم سے سبقت کی۔"
اس میں تمام مومنین سابقین آ گئے' جس میں زندہ مردہ سب شامل ہیں حتیٰ کہ صدیوں قبل کے فوت شدہ مسلمان بھی' اللہ تعالیٰ نے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کی بابت فرمایا ہے کہ وہ اہل ایمان' ان کے آباء واجداد اور ان کی ازواج وذریات کے لیے مغفرت ورحمت اور دخول جنت کی دعا کرتے ہیں۔ (المومن ۴۰:۷) فرشتوں کی یہ دعا صرف زندہ مسلمانوں ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ ایمان پر مرنے والے سب مسلمانوں کے لیے بھی ہے۔

قرآن کریم کی مذکورہ اور دیگر بعض آیات سے واضح ہے کہ دعا کا فائدہ جس طرح زندہ کو پہنچتا ہے' اسی طرح مردہ کو بھی پہنچتا ہے' اسی لیے سب کے لیے بلاتخصیص دعا کرنے کا حکم ہے اور فرشتے بھی سب ہی کے لیے دعا کرتے ہیں نہ کہ صرف زندہ کے لیے۔ اور حدیث میں بھی نبی ﷺ نے فوت شدگان کے لیے نہایت خلوص سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے' نماز جنازہ بجائے خود کیا ہے؟ یہ میت کے لیے مغفرت ہی کی دعا ہے۔ قبرستان جا کر جو دعا پڑھی جاتی ہے جس کے الفاظ نبی ﷺ نے بیان فرمائے ہیں' اس میں بھی اپنے اور فوت شدگان کے لیے مغفرت' سلامتی اور عافیت کی دعا ہے' اگر دعا کا فائدہ فوت شدہ لوگوں کو نہ ہوتا تو نبی ﷺ خود یہ دعائیں پڑھتے نہ اپنی امت کو پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ اور اسی طرح نماز جنازہ پڑھنا بھی غیر ضروری ہوتا۔ علاوہ ازیں شفاعت سے بھی مومنوں کو قیامت کے دن فائدہ ہوگا جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ بھی از قبیل دعا ہی ہے' اس لیے فوت شدگان کے لیے دعائے مغفرت' ایک مفید عمل ہے۔

تاہم دعا کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ دعا میں درج ذیل آداب وشرائط کو ملحوظ رکھا جائے:

- خلوص دل اور پوری توجہ اور نہایت الحاح وزاری سے دعا کی جائے۔
- دعا کرنے والے کا ذریعۂ آمدن حلال ہو' اس کی کمائی حرام کی نہ ہو۔
- دعا میں پہلے حمد وثنا اور درود شریف کا اہتمام کیا جائے' وغیرہ۔

○ انسان کے اچھے یا برے عمل کا صلہ اور صدقات جاریہ: انسان نے زندگی میں ایسے کام کیے ہوں جن کے اثرات وفوائد اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہیں' ان فیوضات جاریہ کا ثواب بھی اسے پہنچتا رہے گا' اسی طرح اگر ایسے برے کام کیے ہوں گے جو محض اس کی کوششوں کی وجہ سے جاری ہوئے ہوں گے تو ان کا گناہ بھی مسلسل اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوتا رہے گا' جیسے حدیث میں ہے کہ جو بھی قتل ناحق ہوتا ہے تو قاتل کے ساتھ ساتھ اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) کو بھی ملتا ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی (ہابیل) کو ناحق قتل کر کے اس ظالمانہ رسم کا آغاز کیا۔ (صحیح البخاري' الدیات' باب: ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾' حدیث:۶۸۶۷)

مشہور حدیث ہے: [إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُولَهُ] ''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزیں جاری رہتی ہیں: ○ صدقۂ جاریہ ○ ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے ○ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔'' (صحیح مسلم' الوصیة' باب مایلحق الإنسان مِن الثّواب بعد وفاته' حدیث:۱۶۳۱)

اس حدیث کی بنیاد بھی یہی ہے کہ زندگی میں اس نے ایسے عمل کیے ہوں جس کا سلسلۂ فیض اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہے تو اس کا اجر بھی اسے برابر ملتا رہے گا' صدقۂ جاریہ (مسجد ومدرسہ کی تعمیر' کنواں یا پانی کی

سبیل یا پانی کی موٹر وغیرہ لگوانا) اس کا اپنا عمل ہے لیکن ایسا عمل، جو مرنے کے ساتھ ہی ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی جاری ہے۔ دینی علوم کی تعلیم وتدریس یا ان کی توضیح وتشریح اس کا اپنا عمل ہے' جب تک اس کے شاگرد یا کتابیں موجود ہیں اور ان سے لوگ فیض یاب ہو رہے ہوں گے' اسے اجر وثواب ملتا رہے گا۔ اولاد کی صحیح تربیت کر کے انھیں صالح بنانا' اس کی کوششوں کا نتیجہ ہے' جب تک اس کی کاوشوں کی وجہ سے اولاد نیک رہے گی' نیکی کے کاموں میں حصہ لیتی رہے گی' اسے بھی اجر وثواب ملے گا۔ اولاد کی بابت رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان بھی ہے' فرمایا: إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ''سب سے پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تم اپنی کمائی سے کھاؤ اور تمھاری اولاد بھی تمھاری ہی کمائی کا حصہ ہے۔'' (جامع الترمذي' أبواب الأحكام' باب ماجاء أن الوالد يأخذ من مال ولده' حديث:١٣٥٨) اس لیے اولاد کی تمام نیکیوں کا اجر علی الاطلاق (ماں) باپ کو ملے گا' اولاد ان کے لیے دعا کرے یا نہ کرے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ''دعا کرے'' کے الفاظ ترغیب کے لیے ہیں' شرط کے طور پر نہیں۔

سنن ابن ماجہ کی درج ذیل حدیث سے مذکورہ امور کی مزید وضاحت ہوتی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو اس کی موت کے بعد اس کے اعمال اور حسنات کا جو صلہ ملتا ہے ان میں: ٭ وہ علم ہے جو اس نے لوگوں کو سکھلایا اور اسے پھیلایا۔ ٭ وہ نیک اولاد جو وہ چھوڑ گیا۔ ٭ قرآن پاک کا نسخہ کسی کو (پڑھنے کے لیے) دے گیا۔ ٭ کوئی مسجد بنا گیا۔ ٭ کوئی مسافر خانہ تعمیر کر گیا۔ ٭ کوئی نہر کھدوا گیا۔ ٭ صدقہ جو اس نے اپنی زندگی اور صحت میں دیا۔ یہ بھی اس کو اس کی موت کے بعد اس کو ملے گا۔ (سنن ابن ماجه' المقدمة' باب ثواب معلم الناس الخير' حديث:٢٤٢)

○ صدقہ وخیرات کرنا: مرنے کے بعد اس کے اقارب کی طرف سے ایصال ثواب کی نیت سے صدقہ و خیرات کرنا' اس میں اگرچہ مرنے والے کا کوئی حصہ نہیں ہے لیکن چونکہ یہ احادیث سے ثابت ہے' اس لیے ایصال ثواب کا یہ طریقہ بھی جائز اور مشروع ہے۔ اس میں بعض علماء نے اقارب یا صرف وارث کی شرط عائد کی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ موقف زیادہ صحیح اور قرآن کریم کے بیان کردہ اصول: ﴿وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى﴾ کے مطابق ہے۔ اور اولاد حدیث کی رو سے خود انسان کی اپنی کمائی (کسب وسعی) ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں' وہ بھی قریبی رشتے داروں ہی کے ہیں اور یہ ایک فطری چیز ہے کہ مرنے والے کے لیے صدقہ وخیرات کا اہتمام بالعموم اقرباء ہی کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں' اس لیے اولاد میں سے جو بھی کسی میت کے ایصال ثواب کے لیے کوئی صدقہ کرے گا' میت کو اس کا ثواب پہنچے گا (بشرطیکہ حلال و طیب مال سے ہو اور عنداللہ قبول ہو جائے)' تاہم تیجہ' ساتواں' دسواں یا چہلم وغیرہ کا ثواب نہیں پہنچے گا کیونکہ یہ بدعات ہیں جو ہندوؤں کی نقالی میں مسلمانوں نے اپنائی ہوئی ہیں اور ان میں رشتے داروں ہی کی لذت کام ودہن کا سامان ہے' صدقہ وخیرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

○ **صدقے کا مطلب:** صدقہ' اللہ کی رضا کے لیے بغیر کسی دن کی تعیین کے' غرباء و مساکین کی ضروریات کو پورا کرنے کا نام ہے' انھیں اگر کھانے کی ضرورت ہے تو انھیں کھانا مہیا کیا جائے' لباس کی ضرورت ہے تو ان کی تن پوشی کا اہتمام کیا جائے' وہ علاج کے ضرورت مند ہیں تو ان کے لیے دوا دارو کا انتظام کیا جائے' انھیں شادی کی ضرورت ہے تو اس میں ان کے ساتھ تعاون کیا جائے' کاروباری مشکلات ہیں تو ان میں ان کو سہارا دیں' دین کی نشر و اشاعت میں حصہ لیا جائے وغیرہ۔

○ **میت کے ذمے قرض کی ادائیگی ضروری ہے:** ورثاء' یعنی اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے اگر میت کے ذمے قرض ہے' تو اس کی ادائیگی کا اہتمام کرے۔ اگر اولاد اس کی استطاعت نہیں رکھتی تو کوئی بھی شخص یہ کام کرسکتا ہے' احادیث میں اس کی صراحت ملتی ہے اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے ورنہ اس کی مغفرت کا معاملہ قرض کی ادائیگی تک معلق رہتا ہے' حتی کہ شہید کے ذمے بھی جو قرض ہے' جب تک اسے ادا نہ کردیا جائے' اس کی مغفرت غیر یقینی ہے۔

○ **میت کی طرف سے روزہ رکھنے کا مسئلہ:** روزہ رکھنے کی روایات دو طرح سے مروی ہیں' ایک میں مطلقاً روزے کی بابت سوال کیا گیا' پوچھنے والے نے پوچھا کہ میت کے ذمے ایک مہینے یا پندرہ دن کے روزے ہیں؟ کیا وہ رکھے جائیں؟ نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''اگر اس کے ذمے کسی کا قرض ہوتا تو تم ادا کرتے؟'' اس نے کہا: ہاں' تو آپ نے فرمایا: ''میت کے ذمے اگر روزے ہیں تو یہ اللہ کا قرض ہیں' انھیں ادا کرنا دنیاوی قرضوں سے زیادہ اہم ہے۔'' اور بعض روایات میں ہے کہ میت کے ذمے نذر کے روزے ہیں۔ آپ نے انھیں پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ (صحیح البخاري' الصوم' باب من مات وعلیه صوم' حدیث: ۱۹۵۲' ۱۹۵۳' و صحیح مسلم' الصیام' باب قضاء الصوم عن المیت' حدیث: ۱۱۴۷' ۱۱۴۸)

بعض علماء نے ان احادیث کی بنا پر میت کی طرف سے اس کے قضا شدہ یا نذر کے روزے رکھنے کا جواز تسلیم کیا ہے اور بعض علماء کے خیال میں اس سے مراد صرف نذر کے روزوں کی قضا ہے' یعنی انھوں نے روزوں کی قضا سے متعلق روایت کو نذر کی صراحت والی روایت کے ساتھ خاص کردیا ہے' چنانچہ شیخ البانی ؒ حضرت عائشہ ؓ سے مروی روایت: [مَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ] ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں' تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔'' (صحیح البخاري' الصوم' باب من مات وعلیه صوم' حدیث: ۱۹۵۲)

اس حدیث کی تعلیق میں لکھتے ہیں: [وَالْأَرْجَحُ أَنَّ ذٰلِكَ فِي صَوْمِ النَّذْرِ' وَأَمَّا صَوْمُ رَمَضَانَ فَلَا] ''زیادہ راجح بات یہ ہے کہ قضا کا یہ حکم نذر کے روزوں سے متعلق ہے نہ کہ رمضان کے روزوں سے۔'' (تعلیقات ریاض الصالحین' ص: ۶۲۷)

شیخ البانی ؒ کا یہ موقف زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے' اس لیے کہ روزہ بدنی عبادت ہے' اس میں نیابت جائز

نہیں' جب زندگی میں نیابت کی گنجائش نہیں ہے تو مرنے کے بعد اس کا جواز کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ اس موقف کی بنیاد پر صرف نذر کے روزے میت کی طرف سے رکھنے جائز ہوں گے کیونکہ یہ نص صریح (صحیح حدیث) سے ثابت ہیں۔

اور دوسرے علماء کے نزدیک قضا شدہ اور نذر' دونوں قسم کے روزے رکھنے جائز ہیں' تاہم ان کے نزدیک بھی صرف روزوں ہی کا جواز ہے' کوئی اور بدنی عبادت میت کی طرف سے نہیں کی جا سکتی' چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لِأَنَّ الْأَصلَ عَدَمُ النِّيَابَةِ فِي الْعِبَادَةِ' وَلِأَنَّهَا عِبَادَةٌ لَا تَدْخُلُهَا النِّيَابَةُ فِي الْحَيَاةِ فَكَذٰلِكَ فِي الْمَوْتِ إِلَّامَاوَرَدَ فِيهِ الدَّلِيلُ فَيُقْتَصَرُ عَلٰى مَاوَرَدَ فِيهِ وَ يَبْقَى الْبَاقِي عَلَى الْأَصْلِ وَ هٰذَا هُوَ الرَّاجِحُ] ''بدنی عبادت میں اصل یہ ہے کہ اس میں نیابت نہیں ہو سکتی اور روزہ عبادت ہے' اس میں زندگی میں نیابت کی گنجائش نہیں ہے' اسی طرح موت میں (مرنے کے بعد) بھی نہیں ہو سکتی' سوائے اس صورت کے جس کی بابت کوئی دلیل ہو' چنانچہ جس کی بابت دلیل وارد ہو گی' نیابت اس صورت تک ہی محدود ہو گی اور باقی عبادات اپنی اصل پر باقی رہیں گی (ان میں نیابت جائز نہیں ہو گی) یہی بات راجح ہے۔'' (فتح الباري' الصوم' باب من مات و عليه صوم: ۴/۲۴۷' مطبوعة دارالسلام' الرياض)

اس اصول کی رو سے میت کی طرف سے صرف نذر کے روزے یا زیادہ سے زیادہ اس کے ذمے رمضان کے فرض روزوں کی قضا جائز ہو گی' اس کے علاوہ میت کی طرف سے کوئی اور بدنی عبادت کرنی جائز نہیں ہو گی اور یہ کہنا صحیح نہیں ہو گا کہ چونکہ ایک عبادت کا میت کی طرف سے کرنا ثابت ہے تو دوسری عبادات بھی اس کی وجہ سے صحیح ہوں گی۔ عبادات میں اس قسم کے قیاس کی گنجائش نہیں۔ عبادات توقیفی ہیں' یعنی شریعت کی طرف سے مقرر ہیں ان میں اپنی طرف سے کمی بیشی کرنا جائز نہیں ہے۔

ملحوظہ: خیال رہے کہ روزے صرف اس کی طرف سے رکھنے ضروری ہوں گے جو قدرت رکھنے کے باوجود روزے نہ رکھ سکا ہو۔ اگر شدید بیماری کی وجہ سے کسی کے فرضی روزے رہ گئے ہوں اور وہ اسی بیماری کی حالت میں فوت ہو جائے تو ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ کے تحت اللہ اس کو ویسے ہی معاف فرما دے گا۔ روزے اس کے ذمے متصور ہی نہیں ہوں گے۔ (المحلى لابن حزم' مسالة:۷۷۱' حديث:۱/۳۹۸)

○ میت کی طرف سے حج کرنا: دوسری چیز جس کا ذکر حدیث میں ہے۔ میت کی طرف سے حج کرنے کا ہے' یعنی صاحب استطاعت ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے حج نہیں کر سکا اور فوت ہو گیا یا اس نے حج کی نذر مانی تھی لیکن اس نے ابھی نذر پوری نہیں کی تھی کہ اس کا وقت آخر آ گیا' ان دونوں صورتوں میں میت کی طرف سے حج کرنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اسے اللہ کا ایسا حق قرار دیا جس کا قرض کی طرح ادا کرنا ضروری ہے۔ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے فوت ہو گئی' کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ

نے فرمایا: ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ بھلا یہ بتلا اگر تیری ماں پر قرض کا بوجھ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟ (اسی طرح) اللہ کا قرض ادا کرؤ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کا حق پورا کیا جائے۔'' (صحیح البخاري' جزاء الصید' باب الحج والنذور عن المیت...... مع فتح الباري: ۸۴/۴)

اسی طرح حدیث میں اس شخص کی طرف سے بھی حج کرنے کا حکم ہے جو صاحب استطاعت ہونے کے باوجود زیادہ بڑھاپے یا کسی اور عذر کی وجہ سے خود حج کرنے پر قادر نہ ہو۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے حج کرنا ہو تو اس کے وارث پر واجب ہے کہ اس کے مال میں سے اس کی طرف سے حج کا انتظام کرے' جیسے اس کے ذمے قرض ہو تو اسے ادا کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ آدمی کا قرض اس کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے' اسی طرح اور بھی قضا کے اعتبار سے جو اس کے مشابہ حق ہیں' (ان کی ادائیگی بھی ضروری ہے) اور حج کے ساتھ ہر وہ حق بھی اس حکم میں شامل ہوگا جو مرنے والے کے ذمے ہو' جیسے کوئی کفارہ یا نذر یا زکاۃ وغیرہ۔'' (فتح الباري: ۸۵/۴)

حج ایسی عبادت ہے جو بدنی کے ساتھ ساتھ مالی عبادت بھی ہے' اسی طرح کفارہ اور زکاۃ وغیرہ بھی اسی قبیل سے ہے' یہ مالی عبادات اگر میت کے ذمے ہوں تو ان کا ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ احادیث میں اس کی صراحت آگئی ہے' تاہم ان کے علاوہ کسی اور عبادت کا میت کی طرف سے کرنا جائز نہیں ہوگا۔

روزے اور حج کی بابت مذکورہ احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس کے ذمے یہ فرائض رہ گئے ہوں' یعنی وہ اپنی زندگی میں کسی معقول وجہ سے ادا نہ کر سکا ہو۔ روزے (نذر یا بقول بعض علماء رمضان کے) رہ گئے' صحت مند یا قادر ہونے کے باوجود اس نے نہیں رکھے تو ان کا ادا کرنا ورثاء کے لیے ضروری ہوگا۔ اس سے ایک تو یہ اصول معلوم ہوا کہ میت کے ذمے کوئی فرض رہ جائے تو وہ اللہ کا ایک قرض ہے جس کی ادائیگی کا اہتمام (دوسرے قرضوں کی طرح) کیا جانا چاہیے' چنانچہ حافظ ابن حزم نے اسی بنیاد پر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی تھی' لیکن وہ یہ نذر پوری کرنے سے قبل ہی فوت ہو گیا' تو اس کی طرف سے اس نذر کا پورا کیا جانا ضروری ہے۔ (المحلّٰی' کتاب الاعتکاف مسئلہ:۶۳۵) بلکہ ہر نذر طاعت کا پورا کرنا ضروری ہے (حوالۂ مذکور) اسی طرح امام ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک اگر کسی شخص کی نماز بھول جانے یا نیند کی وجہ سے رہ گئی اور وہ اسے نہیں پڑھ سکا اور اسے موت آگئی تو یہ نماز بھی اس کے ذمے اللہ کا قرض ہے جس کی ادائیگی کے ورثاء مکلف ہیں۔ (المحلّٰی' کتاب الصیام' مسئلہ:۷۷۵) تاہم نیابت کے مذکورہ اصول کی رو سے ورثاء کی یہ ذمہ داری نہیں' البتہ کفارہ اور مالی واجبات' زکاۃ وغیرہ کی ادائیگی ضروری ہے۔

دوسرا اصول یہ معلوم ہوا کہ جس کے ذمے شرعاً کوئی حق واجب نہ ہو تو ورثاء اس کی ادائیگی کے ذمہ دار نہیں ہیں' جیسے ایک شخص غربت میں فوت ہو گیا' اس پر حج فرض ہی نہیں ہوا تو اس کے ورثاء صاحب استطاعت ہونے

کے باوجود اس کی طرف سے حج کرنے کے مکلّف نہیں ہیں' تاہم ایصال ثواب کے نقطۂ نظر سے حج کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو اس کی گنجائش ابوداود کی ایک حدیث سے معلوم ہوتی ہے جو آگے آ رہی ہے۔

○ میت کی طرف سے قربانی کرنا: میت کی طرف سے ایصال ثواب کے لیے قربانی کرنا کیسا ہے؟ اس میں علماء کی دو رائے ہیں' ایک رائے یہ ہے کہ یہ بھی چونکہ صدقے کی ایک صورت ہے اور میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا ثبوت موجود ہے' اس لیے یہ جائز ہے۔ اسی لیے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے کی گئی قربانی کا سارا گوشت غرباء ومساکین ہی میں تقسیم کیا جائے اور اس میں سے کوئی حصہ اپنے لیے نہ رکھے' جیسے قربانی کے گوشت میں ہوتا ہے کہ انسان کچھ اپنے لیے رکھ لیتا ہے اور کچھ رشتے داروں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔

اور دوسری رائے یہ ہے کہ فوت شدہ کی طرف سے قربانی کرنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ وہ روایت بھی سنداً ثابت نہیں ہے جس میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ دو جانوروں کی قربانی کیا کرتے تھے' ایک اپنی طرف سے اور دوسری رسول اللہ ﷺ کی طرف سے' البتہ خود رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے جو قربانی کی وہ آپ نے اپنی اور اپنی امت کے ان لوگوں کی طرف سے کی جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے اور بعض روایات میں دو جانور قربان کرنے کا ذکر ہے' ایک اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کے غیر مستطیع لوگوں کی طرف سے لیکن علماء کے ایک گروہ کی رائے ہے کہ نبی ﷺ کا یہ فعل آپ کی خصوصیات میں سے ہے جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔ حافظ ابن حجر وغیرہ اسی بات کے قائل ہیں۔ محدث عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے' چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ''احادیث میں جو آیا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی امت کے ان لوگوں کی طرف سے قربانی کی جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے تھے تو یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۵۱۴/۹) میں اہل علم سے نقل کیا ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے' اس لیے کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کی اقتدا میں امت کی طرف سے قربانی کرے' زیادہ لائق بات یہی ہے کہ اس قربانی پر دوسری عبادات کا قیاس نہ کیا جائے' جیسے نماز' روزہ' تلاوت اور اس جیسی دیگر طاعات ہیں کیونکہ نبی ﷺ سے اس کی بابت کوئی چیز منقول نہیں' لہٰذا کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نماز پڑھے نہ کوئی کسی اور کی طرف سے روزہ رکھے نہ کوئی کسی دوسرے شخص کی طرف سے قرآن پڑھے' اور اس کی اصل قرآن کی یہ آیت ہے کہ ''انسان کو اسی کی جزا ملے گی جس کی اس نے کوشش کی ہو گی۔'' تاہم اس اصل سے وہ امور مستثنیٰ ہیں جن کی بابت نص میں صراحت آ گئی ہے۔ (إرواء الغلیل: ۳۵۴/۴)

○ میت کے لیے قرآن خوانی: اب رہ گیا مسئلہ قرآن خوانی کا کہ اس طرح ایصال ثواب صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مذکورہ دلائل کی روشنی میں واضح ہے کہ قرآن خوانی بدنی عبادت ہے' جیسے نماز' روزہ بدنی عبادات ہیں' اور عبادات' بالخصوص بدنی عبادات ایک دوسرے کی طرف سے ادا نہیں کی جا سکتیں۔ کوئی شخص نماز پڑھ کر

روزہ رکھ کر کسی فوت شدہ کو ثواب نہیں پہنچا سکتا' اس لیے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے' محض ہمارے مفروضے پر کسی کو ثواب نہیں پہنچ سکتا' فوت شدہ کے ذمے کچھ فرائض رہ گئے ہوں تو ان کو نیابتاً ادا کرنا اور بات ہے۔ اگر اس کی ادائیگی کے لیے شرعی دلیل موجود ہے تو ان کا ادا کرنا صحیح ہوگا (جیسا کہ پہلے تفصیل گزری) لیکن محض اپنی طرف سے نیکی کے کچھ کام کر کے کسی فوت شدہ کو اس کا ثواب پہنچانا' ایک الگ صورت ہے' اس کے لیے شرعی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ یہ دونوں ہی صورتیں ﴿وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ کے خلاف ہیں' لیکن پہلی صورت کو چونکہ احادیث نے اس عموم سے مستثنیٰ کر دیا ہے' اس لیے ان کے جواز اور بعض دفعہ وجوب میں کوئی شک نہیں' لیکن دوسری صورت اس قرآنی عموم کی رو سے ممنوع ہوگی' جب تک کہ اس کے لیے کوئی صحیح دلیل شرعی موجود نہ ہو۔

اور قرآن خوانی کے لیے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اور قیاس سے کسی ملتی جلتی شکل کا حکم تو معلوم کیا جا سکتا ہے لیکن عبادات میں قیاس کر کے اپنے طور پر کسی کام کو ثواب کا باعث قرار نہیں دیا جا سکتا' قرآن خوانی کی حیثیت ایسی ہی ہے' اسے لوگوں نے اپنے طور پر مردوں کے لیے ثواب رسانی کا ذریعہ سمجھ لیا ہے' کسی شرعی دلیل سے اس کا اثبات نہیں ہوتا یا پھر بعض عبادات پر انھوں نے قیاس کیا ہے حالانکہ عبادات میں قیاس کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

قرآن خوانی کی رسم قوم کو بے عمل اور بدعمل بنانے کی ایک بُری بنیاد ہے۔

قرآن خوانی کی رسم ایک تو اس لیے صحیح نہیں ہے کہ دلائل شرعیہ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون (عہد رسالت' عہد صحابہ و تابعین) میں اس کا کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔ اگر یہ کار خیر یا ایک جائز عمل ہوتا تو صحابہ و تابعین بھی اسے ضرور کرتے۔ اگر انھوں نے نہیں کیا اور یقیناً نہیں کیا تو اسے کسی لحاظ سے بھی مستحسن اور جائز عمل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ رسم قوم کو بے عمل اور بدعمل بنانے کی ایک سازش ہے' جب ایک شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ میرے مرنے کے بعد لوگ مجھے قرآن پڑھ پڑھ کر بخشیں گے جس سے میری نجات ہو جائے گی تو ظاہر بات ہے کہ وہ زندگی میں احکام و فرائض اسلام کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھے گا' ساری زندگی قرآنی اصولوں کے خلاف گزارے گا' نماز' روزوں کا اہتمام اور اسلام کے حلال و حرام کے درمیان تمیز ہی نہیں کرے گا۔ کیا واقعی قرآن کریم مردے بخشوانے ہی کے لیے نازل ہوا تھا؟ زندوں کی رہنمائی کے لیے نازل نہیں ہوا تھا؟ قابلِ غور امر یہ ہے کہ جس شخص نے ساری عمر قرآن کریم سے رہنمائی حاصل نہیں کی بلکہ قرآنی تعلیمات سے بے نیاز ہو کر زندگی گزاری' اب مرنے کے بعد اس کے لیے قرآن خوانی کیا واقعی منفعت بخش ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر قرآن کریم پر عمل کرنے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ ہر بے عمل اور بدعمل مسلمان کو مرنے کے بعد دو چار چھ قرآن پڑھ کر بخش دو۔ بس اس کی نجات کے لیے کافی ہے۔ آہ

فلیبك علی الإسلام من کان باکیا

بخشش کا کتنا آسان نسخہ ہے جو عقل و قیاس کی بنیاد پر گھڑ لیا گیا ہے۔ مَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ.

* بعض ضعیف احادیث سے استدلال: دارقطنی کی دو روایات سے استدلال کر کے ہر قسم کی عبادات کا ثواب بخشنے کا جواز ثابت کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہیں:

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنے والد کی خدمت ان کی زندگی میں تو کرتا ہوں' ان کے مرنے کے بعد کیسے کروں؟ فرمایا: ''یہ بھی ان کی خدمت ہی ہے کہ ان کے مرنے کے بعد تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے بھی روزے رکھے۔''

ایک دوسری روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا قبرستان پر گزر ہوا اور وہ گیارہ مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھ کر اس کا اجر مرنے والوں کو بخش دے تو جتنے مردے ہیں' اتنا ہی اجر اسے عطا کر دیا جائے گا۔'' (تفهيم القرآن:۲۱٦/۵)

لیکن یہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہی نہیں' من گھڑت ہیں' علاوہ ازیں سنن دارقطنی میں یہ روایات ہمیں نہیں ملیں' اس لیے ان سے استدلال صحیح نہیں۔ اس طرح کی بعض اور روایات بھی بیان کی جاتی ہیں لیکن وہ بھی سخت ضعیف ہونے کی بنا پر ناقابل استدلال ہیں۔ مزید دیکھیے: (أحكام الجنائز للألباني' ص:۲۴۵)

○ ایصال ثواب کی تین صورتوں کا جواز: البتہ اس ضمن میں ایک اور حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے دادا عاص بن وائل نے زمانۂ جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی' ان کے چچا ہشام بن عاص نے ان کی وفات کے بعد اپنے حصے کے پچاس اونٹ (اپنے باپ کی طرف سے) ذبح کر دیے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (عاص کے دوسرے بیٹے) نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تمھارے باپ نے توحید کا اقرار کر لیا تھا تو تم ان کی طرف سے روزہ رکھو' یا صدقہ کرو' وہ ان کے لیے نافع ہوگا۔'' (تفهيم القرآن:۲۲۱/۵)

یہ روایت مسند احمد کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔ اور سنن ابوداود میں بھی موجود ہے۔ (سنن أبي داود' الوصايا' باب ماجاء في وصية الحربي يسلم وليه' أيلزمه أن ينفذها' حديث:۲۸۸۳)

ابوداود میں ہے کہ سو گردنیں آزاد کرنے کی انھوں نے وصیت کی تھی' چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد ان کے ایک بیٹے ہشام نے پچاس گردنیں آزاد کر دیں اور دوسرے بیٹے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کے بعد باقی پچاس گردنیں آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے اس کی بابت رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تمھارے باپ نے اسلام قبول کر لیا تھا تو تم اس کی طرف سے جو غلام آزاد کرو گے یا صدقہ کرو گے' یا حج کرو گے' تو وہ اسے پہنچے گا۔''

یہ روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے جس کی صحت کے بارے میں محدثین کے درمیان اختلاف ہے' تاہم اکثر محدثین نے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے' اس لیے یہ روایت تو یقیناً قابل استدلال

ہے لیکن اس سے صرف وہی امور ثابت ہوں گے جن کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ اور وہ تین ہیں غلام آزاد کرنا' صدقہ کرنا اور حج کرنا۔ روزوں کا ذکر اس میں نہیں ہے اور یہ تینوں چیزیں مالی عبادات سے تعلق رکھتی ہیں جن کی اجازت صدقہ کرنے والی روایات سے بھی نکلتی ہے' علاوہ ازیں روایت میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ نے ان تینوں کاموں کی اجازت میت کے بیٹے کو دی' اس لیے اولاد کی طرف سے میت کے ایصال ثواب کے لیے یہ تینوں کام جائز ہوں گے۔ اس سے میت کی طرف سے ہر قسم کی عبادت کرنے کا جواز ثابت کرنا صحیح نہیں۔ اس لیے کہ عبادات توقیفی ہیں' ان میں قیاس ورائے کا دخل نہیں۔

* مروجہ قرآن خوانی کی قباحتیں: بہرحال قرآن خوانی کی رسم جو بہت عام ہوگئی ہے' اس کا جواز محل نظر ہی ہے' شرعی دلائل سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اس کی اور بھی متعدد قباحتیں ہیں جنھیں دیکھتے ہوئے اس کا جواز تسلیم کرنا بہت مشکل ہے' مثلاً: قرآن کریم زندوں کے لیے آیا ہے کہ وہ اس سے روشنی حاصل کریں اور اس کے سانچے میں اپنی زندگی ڈھالیں' اس کے مطابق اپنا لائحہ عمل تیار کریں اور اسے اپنی زندگی کا دستور بنائیں۔ لیکن ایک مسلمان قرآن کریم کو اپنا دستور حیات تو نہ بنائے۔ اس سے ہدایت ورہنمائی تو حاصل نہ کرے — بلکہ ساری زندگی اس کے اصول وضوابط کو پامال کرتے ہوئے گزار دے لیکن مرنے کے بعد اسی قرآن کو کرائے پر پڑھوا کر اس کو نجات کا ذریعہ سمجھا جائے؟ یہ قرآن کریم کا احترام ہے یا اس کے ساتھ استہزا و مذاق؟

اس طرح گویا قرآن کریم سے بے اعتنائی کا سبق دیا جاتا ہے' جب قرآن خوانی ہی کے ذریعے سے نجات ہو جائے گی تو پھر اس کے حلال وحرام کی پابندی کیا ضروری ہے؟ اس کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ قرآن خوانی کا رواج بالعموم انھی لوگوں میں زیادہ ہے جو زندگی میں قرآن کے احکام وقوانین کو ذرا اہمیت نہیں دیتے اور ساری زندگی اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گزار دیتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کو باور کرایا جا رہا ہے کہ قرآن کریم حیات بخش کتاب نہیں بلکہ مردہ بخش کتاب ہے' یہ زندوں کی رہنمائی کے لیے نہیں آئی بلکہ صرف مردے بخشوانے کے لیے نازل ہوئی ہے۔ یوں قرآن خوانی کی رسم سے قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد لوگوں کے ذہنوں سے نکالا جا رہا ہے۔

اس اعتبار سے یہ رسم مسلمانوں کو بے عمل اور بد عمل بننے اور بنانے کا ذریعہ ثابت ہو رہی ہے' اس کا یہ نتیجہ ہی اس کے غیر شرعی اور غیر صحیح ہونے کے لیے کافی ہے' تاہم مذکورہ دلائل سے بھی اس کا عدم جواز واضح ہے۔

* مذکورہ مباحث کا خلاصہ: بہرحال ایصالِ ثواب (فوت شدگان کو اجر وثواب پہنچانے کی نیت سے بعض نیکی کے کام کرنا) تو احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن اس مقصد کے لیے صرف وہی کام اسی حد تک مشروع (جائز) ہیں جس کی صراحت احادیث میں ملتی ہے' جیسے نذر کے یا بقول بعض علماء' رمضان المبارک کے روزے رہ گئے۔ یا صاحب استطاعت ہونے کے باوجود کوئی حج نہیں کر سکا' یا کسی اور نیکی کے کام کی نذر مانی لیکن پوری نہ کر سکا۔ یہ تمام اعمال مرنے والے کے ذمے باقی رہ گئے۔ ان کا میت کی طرف سے ادا کرنا اسی طرح ضروری ہے' جیسے

اس کے ذمے بندوں کا قرض ہو تو اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔

لیکن یہ ادائے فرض کی وہ صورتیں ہیں جو ادائے قرض کی طرح ہیں' ان کو اللہ کا قرض قرار دیا گیا ہے' اس لیے ان کی ادائیگی ضروری ہے۔

دوسری صورت ادائے فرض کی نہیں ہے۔ صرف میت کے ورثاء اپنے مرنے والے کو ثواب پہنچانا چاہتے ہیں جس کو ایصال ثواب کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے آپ نفلی نماز پڑھ کر' نفلی روزے رکھ کر ان کا ثواب میت کو نہیں پہنچا سکتے' اسی طرح قرآن خوانی کے ذریعے سے ثواب نہیں پہنچا سکتے کیونکہ ان کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے' البتہ میت کی طرف سے غلام آزاد کر کے صدقہ وخیرات کر کے اور حج کر کے ان کو ثواب پہنچا سکتے ہیں کیونکہ ان کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے۔

اسی طرح مرحومین کے لیے دعائیں کی جاسکتی ہیں' اس سے بھی انھیں فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کا ہمیں زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ وما علینا إلا البلاغ المبین. اَللّٰھم أرنا الحقَّ حقًّا وارزقنا اتباعه و أرِنَا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه. آمین.

(المعجم ١٠) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْوِلَايَةِ عَلٰى مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ٩)

باب:١٠-یتیم کے مال کی سرپرستی کی ممانعت کا بیان

٣٦٩٧- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا، وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي، لَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ، وَلَا تَوَلَّيَنَّ عَلَى مَالِ يَتِيمٍ».

٣٦٩٧- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابوذر! میں تجھے کمزور سمجھتا ہوں اور میں تیرے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تو دو آدمیوں کا بھی امیر نہ بننا اور نہ کسی یتیم کے مال کا سرپرست بننا۔''

فوائد ومسائل: ① یتیم کے مال کی سرپرستی چونکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جس میں فریق ثانی کی طرف سے کسی مزاحمت یا نگرانی کا خطرہ نہیں ہوتا' لہٰذا یہ انتہائی ہمدردی' اللہ کے ڈر بلکہ ایثار کی متقاضی ہے۔ ہر آدمی

٣٦٩٧- أخرجه مسلم، الإمارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة، ح:١٨٢٦ من حديث عبدالله بن يزيد المقري به، وهو في الكبرى، ح:٦٤٩٤.

اس مرتبے کا نہیں ہوتا' لہٰذا اس میں جلد بازی یا پیش کش سے روکا گیا ہے' البتہ اگر کسی پر یہ ذمہ داری مجبوراً آن پڑے تو اسے سرانجام دینی ہوگی۔ جو شخص اس کے تقاضے پورے نہ کر سکے' وہ اس سے انکار کر دے۔
② ''کمزور'' یعنی تجھ میں امارت و سیادت اور سربراہی کے اوصاف کمزور ہیں۔ بعد کے واقعات نے اس کا ثبوت مہیا کر دیا' مثلاً: تمام صحابہ سے اختلاف رائے' خلیفۂ راشد سے اختلاف' مال رکھنے اور بیت المال قائم کرنے کے مسئلے میں ان کا مسلک تمام صحابہ سے جداگانہ تھا۔ اسی بنا پر انھیں زندگی کے آخری دن ربذہ میں گزارنے پڑے۔ اگرچہ وہ انتہائی زاہد اور نیک شخص تھے مگر امارت اس سے مختلف چیز ہے۔ ضروری نہیں کہ جو شخص انتہائی نیک ہو' وہ امارت و سیادت کا بھی اتنا ہی اہل ہو' لہٰذا آپ نے انھیں امارت سے منع فرما دیا۔
③ ''سرپرست نہ بنتا'' کیونکہ جو شخص مطلقاً مال جمع رکھنے کا قائل نہ ہو' ممکن ہے وہ اسی جوش میں یتیم کا مال بھی صدقہ کر دے۔ رضي الله عنه وأرضاه.

(المعجم ١١) - مَا لِلْوَصِيِّ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ (التحفة ١٠)

باب:۱۱- جو شخص (وصیت کے نتیجے میں) یتیم کے مال کی دیکھ بھال کرے' اس کا اس میں کیا حق ہے؟

٣٦٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ، قَالَ: «كُلْ مِنْ مَّالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَاذِرٍ وَلَا مُتَأَثِّلٍ».

۳۶۹۸- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں فقیر ہوں۔ میرے پاس کچھ نہیں' ہاں میرے پاس ایک یتیم ہے (جس کے مال کا میں سرپرست ہوں۔) آپ نے فرمایا: ''تو اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے لیکن نہ تو فضول خرچی اور اسراف ہو' نہ (اس کا مال) ضائع کرنے والا اور نہ (اس یتیم کے مال سے) کوئی جمع پونجی بنانے والا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① گویا محتاج شخص یتیم کے مال سے اپنی نگرانی اور انتظام کی اجرت لے سکتا ہے اور وہ بھی انتہائی مناسب۔ لیکن جو شخص کھاتا پیتا ہے اس کے لیے اپنی نگرانی وغیرہ کا معاوضہ نہ لینا ہی بہتر ہے۔

٣٦٩٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء في ما لولي اليتيم أن ينال من مال اليتيم، ح: ٢٨٧٢ من حديث عمرو بن شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٩٥، وصححه ابن خزيمة، وابن الجارود، ح: ٩٥٢ وغيرهما.

(٢) يتیم کے مال سے تجارت اگر اس نیت سے کرے کہ اس سے حاصل شدہ منافع خود حاصل کر لے تو یہ تجارت جائز نہیں۔

٣٦٩٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كُدَيْنَةَ عَنْ عَطَاءٍ - وَهُوَ ابْنُ السَّائِبِ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [الأنعام: ١٥٢] وَ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا﴾ [النسآء: ١٠] قَالَ: اِجْتَنَبَ النَّاسُ مَالَ الْيَتِيمِ وَطَعَامَهُ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لَأَعْنَتَكُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٠].

٣٦٩٩- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت اتری: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ ''اور تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر انتہائی اچھے انداز سے۔'' اور ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا﴾ ''جو لوگ ظلم کے ساتھ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں.....الخ'' تو لوگوں نے یتیموں کے مال اور کھانے پینے سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس سے مسلمانوں کے لیے مشقت پیدا ہوئی' چنانچہ انھوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ ...... لَأَعْنَتَكُمْ﴾ ''لوگ آپ سے یتیم بچوں (کے ساتھ رہنے) کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے: ان کی اصلاح کرنا بہت بہتر ہے...... (اور اگر اللہ چاہتا تو) تمھیں تکلیف میں ڈال دیتا۔''

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ معجم کبیر کی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے کیونکہ اس کی سند حسن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث محقق کتاب کے نزدیک بھی قابل عمل اور قابل حجت ہے' نیز دیگر محققین نے بھی شواہد و متابعات کی بنا پر اس روایت کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى' شرح سنن النسائي: ٣٠/١٨١).

٣٦٩٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب مخالطة اليتيم في الطعام، ح: ٢٨٧١ من حديث عطاء به، واختلط، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٩٦، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٧٨، ٢٧٩، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد ضعيفة عند الطبراني في تفسيره: ٢/ ٣٧١، ٣٧٢ وغيره، وحديث الطبراني في المعجم الكبير: ٤/ ١٤، ح: ٣٥٠٢ يغني عنه، وسنده حسن.

٣٧٠٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ ابْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلْيَتَٰمَىٰ ظُلْمًا﴾ قَالَ: كَانَ يَكُونُ فِي حَجْرِ الرَّجُلِ الْيَتِيمُ، فَيَعْزِلُ لَهُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَآنِيَتَهُ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٠] [فِي الدِّينِ]، فَأَحَلَّ لَهُمْ خُلْطَتَهُمْ.

٣٧٠٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿اِنَّ الَّذِينَ يَاْكُلُوْنَ ......﴾ ''یقیناً جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں...... الخ'' کے بارے میں مروی ہے' انھوں نے فرمایا: یتیم جن لوگوں کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے (یہ آیت سن کر) انھوں نے یتیم کا کھانا پینا الگ کر دیا حتی کہ برتن بھی۔ لیکن اس سے مسلمانوں کے لیے مشقت پیدا ہوئی' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ﴾ ''اگر تم یتیموں کے ساتھ مل جل کر رہو تو کوئی حرج نہیں۔ وہ تمھارے (دینی) بھائی بند ہیں۔'' گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ مل کر رہنا جائز قرار دے دیا۔

فائدہ: ہر معاشرے میں یتیم بچے' اگر ایک دو ہوں' تو وہ دوسرے گھر والوں کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ ان کا کھانا پینا بھی مشترکہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں ان کا بھی فائدہ ہے۔ اگر ان کا کھانا پینا الگ ہو تو زیادہ اخراجات آتے ہیں۔ عرب میں بھی ایسے ہی تھا۔ جب یہ آیت اتری تو لوگ ڈر گئے کہ کہیں یتیم بچوں کی کوئی چیز ہمارے پیٹ میں نہ چلی جائے' لہٰذا انھوں نے بطور تقویٰ یتیم بچوں کا کھانا پینا الگ کر دیا' حالانکہ شریعت کا منشا یہ نہیں تھا۔ اس سے معاشرے میں بہت سی مشکلات پیدا ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت کے ذریعے سے صراحت فرما دی کہ نیت خیر خواہی اور ہمدردی کی ہو تو انھیں اپنے ساتھ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اصل مقصد تو یتیموں کا بھلا ہی ہے جیسے بھی ممکن ہو۔

(المعجم ١٢) - اِجْتِنَابُ أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ١١)

باب:١٢- یتیم کا مال کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے

٣٧٠١- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ

٣٧٠١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣٧٠٠ـ [حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٢/ ٣٩٥، ح: ٢٠٨١ من حديث عمران به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٩٧، وانظر الحديث السابق.

٣٧٠١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح: ٨٩ من حديث ابن وهب، والبخاري، الوصايا، باب قول الله تعالى: ﴿إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلمًا ...﴾ ح: ٢٧٦٦ من حديث سليمان بن بلال به، وهوفي◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا هِيَ؟ قَالَ: «اَلشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات مہلک کاموں سے بچو۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' جادو کرنا' جس جان کو اللہ تعالیٰ نے محترم بنایا ہے اسے قتل کر ڈالنا سوائے اس کے کہ حق کے ساتھ ہو' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' جنگ کے دن بھاگ جانا اور پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔''

◀◀ الكبرى، ح: ٦٤٩٨.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٣١) - كِتَابُ النَّحْلِ (التحفة ١٤)

عطیہ سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ فِي النَّحْلِ (التحفة . . .)

باب:۱-عطیہ کرنے کے بارے میں حضرت نعمان بن بشیر ؓ کی روایت کے ناقلین کے لفظی اختلاف کا بیان

٣٧٠٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ غُلَامًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يُشْهِدُهُ، فَقَالَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

۳۷۰۲-حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے منقول ہے کہ میرے والد نے مجھے ایک غلام بطور عطیہ دیا‘ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کو گواہ بنانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم نے اپنے تمام بچوں کو عطیہ دیا ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر اسے بھی واپس لے لو۔“

یہ سیاق محمد بن منصور کا ہے۔ (قتیبہ بن سعید بالمعنی بیان کرتے ہیں۔)

فوائد و مسائل: ① باپ اور اولاد کا باہمی رشتہ بہت قریبی ہے۔ اس میں ذرہ بھر خرابی بھی بہت سے مفاسد کا موجب ہے‘ لہٰذا شریعت کی طرف سے ہدایت ہے کہ بچوں میں مساوات سے کام لیا جائے تاکہ کسی کو

٣٧٠٢- أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، ح:١٦٢٢٣/١١ عن قتيبة، والبخاري، الهبة، باب الهبة للولد، ح:٢٥٨٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى؛ ح:٦٤٩٩.

احساس محرومی نہ ہو۔ صرف ایک بیٹے کو عطیہ دینا دوسرے بیٹوں میں اس بھائی اور باپ کے خلاف نفرت پیدا کرسکتا ہے جس کے نتائج خطرناک ہو سکتے ہیں' اس لیے اس سے روک دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ عطیہ دینا ہے تو سب کو دیا جائے۔ ایسی صریح روایت کی موجودگی میں احناف کا یہ کہنا تعجب خیز ہے کہ ''اولاد میں مساوات کوئی ضروری نہیں۔'' ② یہ مساوات صرف تحفہ اور عطیہ میں ہے۔ باقی رہے نفقات تو اس میں حصہ بقدر جثہ ہوگا' مثلاً: کھانے پینے' پہننے' تعلیم' نکاح وغیرہ کے اخراجات سب کے برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ ضرورت کے مطابق ہوں گے۔

٣٧٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يُحَدِّثَانِهِ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَارْجِعْهُ».

٣٧٠٣- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے منقول ہے کہ ان کے والد انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام بطور عطیہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے بھی واپس کرو۔''

فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ تحفہ دے کر واپس لینا منع ہے مگر باپ اپنی اولاد سے واپس لے سکتا ہے۔

٣٧٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ بَشِيرَ بْنَ سَعْدٍ

٣٧٠٤- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت بشیر بن سعد ؓ اپنے بیٹے نعمان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام بطور عطیہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا

٣٧٠٣_ أخرجه البخاري، ح: ٢٥٨٦، ومسلم، ح: ١٦٢٣/ ٩ من حديث مالك به، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٧٥١، ٧٥٢، والكبرٰى، ح: ٦٥٠٠.

٣٧٠٤_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠١.

جَاءَ بِابْنِهِ النُّعْمَانِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْجِعْهُ».

تو نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسے بھی واپس کرو۔''

٣٧٠٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ النُّعْمَانِ وَحُمَيْدَ ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَاهُ عَنْ بَشِيرِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُنْفِذَهُ أَنْفَذْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

٣٧٠٥- حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نعمان بن بشیر کو لے کر نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام عطیہ کیا ہے۔ اگر آپ اسے مناسب سمجھتے ہیں تو میں اس عطیے کو نافذ کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسے بھی واپس کرو۔''

٣٧٠٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ نُحْلًا، فَقَالَتْ لَهُ أُمُّهُ: أَشْهِدِ النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى مَا نَحَلْتَ ابْنِي، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَكَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَشْهَدَ لَهُ.

٣٧٠٦- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میرے والد نے مجھے ایک (غلام کا) عطیہ دیا۔ میری والدہ ان سے کہنے لگیں: میرے بیٹے کے عطیے پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنا لیں۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور پوری بات آپ سے ذکر کی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس پر گواہ بننا پسند نہیں فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① ''گواہ بنالیں'' کہیں کل کو دوسرے بیٹے جھگڑا نہ کریں۔ ② ''پسند نہیں فرمایا'' کیونکہ یہ ظلم تھا اور ظلم پر گواہ بننا ظلم میں شرکت کے مترادف ہے۔

٣٧٠٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠٢. * الوليد هو ابن مسلم.

٣٧٠٦- أخرجه مسلم، ح: ١٢/١٦٢٣ من حديث هشام به، انظر الحديث المتقدم: ٣٧٠٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠٤.

٣٧٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ - يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ بَشِيرٍ: أَنَّهُ نَحَلَ ابْنَهُ غُلَامًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَأَرَادَ أَنْ يُشْهِدَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ ذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

٣٧٠٧- حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے ایک بیٹے کو ایک غلام تحفے میں دیا۔ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے کہ نبی ﷺ کو اس تحفے پر گواہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے پوری اولاد کو ایسے تحفے دیے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا' پھر اسے بھی واپس کر۔''

٣٧٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ بَشِيرًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! نَحَلْتُ النُّعْمَانَ نِحْلَةً، قَالَ: «أَعْطَيْتَ لِإِخْوَتِهِ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

٣٧٠٨- حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے نعمان کو ایک تحفہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کے بھائیوں کو بھی دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسے بھی واپس کر۔''

٣٧٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ: اِنْطَلَقَ بِهِ أَبُوهُ يَحْمِلُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: اِشْهَدْ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ مِنْ مَالِي كَذَا وَكَذَا، قَالَ: «كُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِي نَحَلْتَ

٣٧٠٩- حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد محترم اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں لے گئے اور عرض کیا: آپ گواہ ہو جائیے کہ میں نے نعمان کو اپنے مال سے اتنا اتنا تحفہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اس طرح کا تحفہ دیا ہے جیسا نعمان کو دیا ہے؟''

٣٧٠٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٢، ٣٧٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠٣.

٣٧٠٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠٥. * عبدالله هو ابن المبارك.

٣٧٠٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب الرجل ينحل ولده، ح: ٢٣٧٥ من حديث يزيد بن زريع به، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٢٣/ ١٧ (انظر الحديث المتقدم: ٣٧٠٢) من حديث داود بن أبي هند به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠٦، وأخرجه البخاري، ح: ٢٥٨٧، ٢٦٥٠ من حديث الشعبي به.

النُّعْمَانَ؟».

٣٧١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ: أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ يُشْهِدُ عَلَى نُحْلٍ نَحَلَهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِي نَحَلْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَا أَشْهَدُ عَلَى شَيْءٍ، أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟» قَالَ: بَلَى، قَالَ: «فَلَا إِذًا».

۳۷۱۰- حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد انھیں نبی اکرم ﷺ کے پاس لے گئے۔ ان کا مقصد آپ کو اس عطیہ پر گواہ بنانا تھا جو انھوں نے اسے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تو نے اپنے سب بچوں کو اس جیسا تحفہ دیا ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں ایسی کسی چیز پر گواہ نہیں بن سکتا۔ کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ وہ سب تجھ سے حسن سلوک میں برابر ہوں؟“ انھوں نے کہا: ضرور۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر صرف ایک کو تحفہ نہ دے۔“

٣٧١١- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ: أَنَّ أُمَّهُ ابْنَةَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْ أَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ مِنْ مَالِهِ لِابْنِهَا فَالْتَوٰى بِهَا سَنَةً، ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لَهُ، فَقَالَتْ: لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمَّ هٰذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ قَاتَلَتْنِي عَلَى الَّذِي وَهَبْتُ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بَشِيرُ! أَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا؟» قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُمْ مِثْلَ الَّذِي

۳۷۱۱- حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ بنت رواحہ نے ان کے والد محترم سے مطالبہ کیا کہ میرے بیٹے کو اپنے مال میں سے کوئی عطیہ دیں۔ وہ ایک سال تک ٹال مٹول کرتے رہے۔ آخر ان کے جی میں آیا تو انھوں نے اسے (نعمان کو) عطیہ دے دیا۔ تو اس کی والدہ کہنے لگی: میں اس وقت تک راضی نہیں جب تک تم رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہیں بناتے۔ وہ آپ کے پاس جا کر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس کی ماں بنت رواحہ (ایک سال سے) مجھ سے اس عطیے کی خاطر جھگڑ رہی ہے جو میں نے اس (نعمان) کو دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے بشیر! کیا اس کے علاوہ بھی تیرے بچے ہیں؟“

٣٧١٠ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠٧. * عامر هو الشعبي، وداود هو ابن أبي هند، وعبدالوهاب هو الثقفي.

٣٧١١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٢، ٣٧٠٣ وغيرهما. وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠٨. * أبوحيان هو التيمي.

وَهَبْتَ لِابْنِكَ هٰذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا، فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ».

انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے ان میں سے ہر ایک کو اس جیسا تحفہ دیا ہے جو تو نے اپنے اس بیٹے کو دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر مجھے (اس پر) گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔''

فائدہ: ''گواہ نہ بناؤ'' یہ مطلب نہیں کہ کسی اور کو بنالو بلکہ یہ ڈانٹنے کا ایک انداز ہے کہ ایسا مت کرو جیسے کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (الكهف ۱۸:۲۹) تبھی تو اسے ظلم کہا گیا ہے۔ اور ظلم حرام ہے۔

۳۷۱۲- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ: سَأَلَتْ أُمِّي أَبِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ فَوَهَبَهَا لِي، فَقَالَتْ: لَا أَرْضٰى حَتّٰى أُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: فَأَخَذَ أَبِي بِيَدِي وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمَّ هٰذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ طَلَبَتْ مِنِّي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ، وَقَدْ أَعْجَبَهَا أَنْ أُشْهِدَكَ عَلٰى ذٰلِكَ، قَالَ: «يَا بَشِيرُ! أَلَكَ ابْنٌ غَيْرُ هٰذَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَوَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ مَا وَهَبْتَ لِهٰذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا، فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ».

۳۷۱۲- حضرت نعمان ؓ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے میرے لیے میرے والد سے کسی عطیے کا مطالبہ کیا۔ انھوں نے مجھے عطیہ دے دیا۔ تو وہ کہنے لگیں: میں تو تب راضی ہوں گی جب رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنایا جائے۔ میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا' میں ابھی بچہ تھا' اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس کی والدہ بنت رواحہ نے اس کے لیے مجھ سے کسی عطیے کا مطالبہ کیا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ میں آپ کو اس عطیے کا گواہ بناؤں۔ آپ نے فرمایا: ''اے بشیر! کیا اس کے علاوہ تیرے اور بیٹے بھی ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے انھیں بھی ایسا عطیہ دیا ہے جیسا اسے دیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔''

۳۷۱۲- [صحيح] انظر الحديث السابق، ح: ۳۷۰۹، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠٩. * أبوداود هو الحراني، ويعلٰى هو ابن عبيد.

٣٧١٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّ بَشِيرَ ابْنَ سَعْدٍ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ امْرَأَتِي عَمْرَةَ بِنْتَ رَوَاحَةَ أَمَرَتْنِي أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهَا نُعْمَانَ بِصَدَقَةٍ، وَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ عَلَى ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ لَكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَعْطَيْتَهُمْ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَ لِهٰذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ».

۳۷۱۳- حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے بتایا گیا کہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی عمرہ بنت رواحہ نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے نعمان کو کوئی عطیہ دوں اور پھر آپ کو اس (عطیے) پر گواہ بھی بناؤں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ بھی تیرے بیٹے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے ان کو بھی اس جیسا تحفہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔''

٣٧١٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ؛ ح: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ - فَقَالَ: إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى ابْنِي بِصَدَقَةٍ فَاشْهَدْ، فَقَالَ: «هَلْ لَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:

۳۷۱۴- حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے۔ آپ گواہ ہو جائیے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ بھی تیری اولاد ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس کی طرح انھیں بھی عطیات دیے ہیں؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو کیا میں ظلم پر گواہ بنوں؟''

٣٧١٣- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٥ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١٠. * عامر هو الشعبي، وإسماعيل هو ابن أبي خالد، ومحمد بن عبيد هو الطنافسي.

٣٧١٤- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١١، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٦٥٠ وغيره، وانظر الأحاديث السابقة.

«أَعْطَيْتَهُمْ كَمَا أَعْطَيْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَأَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ؟!».

٣٧١٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ فِطْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: ذَهَبَ بِي أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُشْهِدُهُ عَلَى شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ، فَقَالَ: «أَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، وَصَفَّ بِيَدِهِ بِكَفِّهِ أَجْمَعَ كَذَا: «أَلَا سَوَّيْتَ بَيْنَهُمْ».

۳۷۱۵- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: میرے والد محترم مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ وہ آپ کو اس عطیے پر گواہ بنانا چاہتے تھے جو انھوں نے مجھے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ تیری اور اولاد بھی ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے پوری ہتھیلی کھول کر ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''تو نے ان میں برابری کیوں نہ کی؟''

٣٧١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ فِطْرٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَقُولُ وَهُوَ يَخْطُبُ: انْطَلَقَ بِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُشْهِدُهُ عَلَى عَطِيَّةٍ أَعْطَانِيهَا، فَقَالَ: «هَلْ لَكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «سَوِّ بَيْنَهُمْ».

۳۷۱۶- حضرت نعمان رضی اللہ عنہ خطبے میں فرما رہے تھے: مجھے میرے والد محترم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ وہ آپ کو اس عطیے پر گواہ بنانا چاہتے تھے جو انھوں نے مجھے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ بھی تیرے بیٹے ہیں؟'' وہ کہنے لگے: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ان میں برابری کرو۔''

٣٧١٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ

۳۷۱۷- حضرت مفضل بن مہلب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو خطبے کے دوران میں فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٣٧١٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٢٦٨، ٢٧٦ من حديث فطر بن خليفة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١٢.

٣٧١٦- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١٣. * عبدالله هو ابن المبارك.

٣٧١٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يفضل بعض ولده، ح: ٣٥٤٤ من حديث سليمان بن حرب به، وأصله متفق عليه، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١٤.

الْمُهَلَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ ابْنَ بَشِيرٍ يَخْطُبُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ، اِعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ».

''اپنے بیٹوں کے درمیان انصاف کرو۔ اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا بعض روایات میں مطلق اولاد کا ذکر ہے۔ لفظ اولاد مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے' اس لیے اگر آدمی اپنی زندگی میں اولاد کو ہبہ کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی تمام اولاد (مذکر و مؤنث) میں برابری کرے۔ وراثت کی تقسیم میں مذکر ومؤنث کا فرق کیا جائے گا ہبہ اور عطیہ میں نہیں۔ والله أعلم. ② جمہور اہل علم نے بیٹوں میں برابری کو مستحب قرار دیا ہے' واجب نہیں' مگر ایسی صحیح اور صریح روایات کی موجودگی میں یہ موقف درست نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣٢) - كِتَابُ الْهِبَةِ (التحفة ١٥)

ہبہ سے متعلق احکام ومسائل

کوئی چیز بلا عوض کسی کی ملک میں دے دینا ہبہ کہلاتا ہے' چاہے اس سے ثواب مقصود نہ ہو۔ اگر ثواب مقصود ہو تو اسے صدقہ کہا جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو جاتے ہیں۔

(المعجم ١) - هِبَةُ الْمُشَاعِ (التحفة ١)

باب:١- مشترک چیز کا ہبہ بھی جائز ہے

٣٧١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ أَتَتْهُ وَفْدُ هَوَازِنَ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا أَصْلٌ وَعَشِيرَةٌ، وَقَدْ نَزَلَ بِنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ، فَامْنُنْ عَلَيْنَا مَنَّ اللهُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: «إِخْتَارُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ أَوْ مِنْ نِّسَائِكُمْ وَأَبْنَائِكُمْ» فَقَالُوا: [قَدْ] خَيَّرْتَنَا بَيْنَ أَحْسَابِنَا وَأَمْوَالِنَا بَلْ نَخْتَارُ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا مَا

٣٧١٨- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس قبیلۂ ہوازن کا وفد حاضر ہوا اور انھوں نے کہا: اے محمد! ہم ایک اصل عربی قبیلہ ہیں اور ہم پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے آپ اس سے بخوبی واقف ہیں' لہٰذا آپ ہم پر احسان فرمائیں' اللہ تعالیٰ آپ پر احسان فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''تم مال لینا پسند کرلو یا اپنی عورتیں اور اپنے بچے۔'' وہ کہنے لگے: آپ نے ہمیں مال اور خاندان میں سے ایک چیز پسند کرنے کو فرمایا ہے تو ہم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو پسند کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میرے اور عبدالمطلب کے خاندان

٣٧١٨_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في فداء الأسير بالمال، ح: ٢٦٩٤ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١٥. * ابن إسحاق صرح بالسماع عند ابن الجارود، ح: ١٠٨٠ وغيره، والحديث في السيرة لابن هشام، ح: ٢٠٣ بتحقيقي.

كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ، فَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُومُوا فَقُولُوا: إِنَّا نَسْتَعِينُ بِرَسُولِ اللهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَوِ الْمُسْلِمِينَ فِي نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا» فَلَمَّا صَلَّوُا الظُّهْرَ قَامُوا فَقَالُوا ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ». فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ: وَمَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو تَمِيمٍ فَلَا، وَقَالَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو فَزَارَةَ فَلَا، وَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو سُلَيْمٍ فَلَا، فَقَامَتْ بَنُو سُلَيْمٍ فَقَالُوا: كَذَبْتَ مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! رُدُّوا عَلَيْهِمْ نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ، فَمَنْ تَمَسَّكَ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ فَلَهُ سِتُّ فَرَائِضَ مِنْ أَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيئُهُ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] عَلَيْنَا» وَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَرَكِبَ النَّاسُ، اِقْسِمْ عَلَيْنَا فَيْأَنَا، فَأَلْجَأُوهُ إِلَى شَجَرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! رُدُّوا عَلَيَّ رِدَائِي، فَوَاللّٰهِ! لَوْ أَنَّ لَكُمْ شَجَرَ تِهَامَةَ نَعَمًا قَسَمْتُهُ عَلَيْكُمْ، ثُمَّ لَمْ تَلْقَوْنِي بَخِيلًا وَلَا جَبَانًا وَلَا كَذُوبًا» ثُمَّ أَتَى بَعِيرًا فَأَخَذَ مِنْ سَنَامِهِ وَبَرَةً بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «هَا إِنَّهُ لَيْسَ

کے حصے میں آئے ہیں' وہ میں نے تمھیں دے دیے۔ جب میں ظہر کی نماز سے فارغ ہوں تو تم کھڑے ہو کر کہنا: ہم مومنین سے اپنے بیوی بچے واپس لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے مدد کے خواستگار ہیں۔'' جب لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو انھوں نے کھڑے ہو کر یہی بات کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میرے اور عبدالمطلب کے خاندان کے حصے میں آیا ہے' وہ تو تمھارا ہو گیا۔'' مہاجرین کہنے لگے: جو ہمارے حصے میں آئے ہیں ان کا اختیار بھی رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ انصار نے بھی کہا: جو کچھ ہمارے حصے میں آیا ہے' اس کا اختیار بھی رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ اقرع بن حابس نے کہا: میں اور بنوتمیم تو کسی کو اختیار نہیں دیتے۔ عیینہ بن حصن نے کہا: میں اور (میرا قبیلہ) بنوفزارہ بھی اپنے حصے میں کسی کو اختیار نہیں دیتے۔ عباس بن مرداس نے کہا: میں اور (میرا قبیلہ) بنوسلیم بھی اختیار نہیں دیتے۔ بنوسلیم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: تو غلط کہتا ہے۔ جو کچھ ہمارے حصے میں آیا ہے اس کا اختیار بھی رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! انھیں ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دو۔ البتہ جو شخص اس غنیمت سے اپنے حصے کو برقرار رکھنا چاہے تو اسے (اس حصے کے عوض) چھ چھ اونٹ مل جائیں گے' اس مال میں سے جو پہلے پہل اللہ عزوجل ہمیں عطا فرمائے گا (لیکن اب وہ اپنا حصہ چھوڑ دے)۔'' پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو لوگ بھی سوار ہوئے (اور آپ کو گھیرے میں لے لیا) کہ ہمیں غنیمت تقسیم کر دیجیے حتی کہ انھوں نے اس دھکم پیل میں آپ کو ایک درخت تک پہنچا دیا۔ آپ کی چادر

لِي مِنَ الْفَيْءِ شَيْءٌ وَلَا هٰذِهِ إِلَّا خُمُسٌ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ فِيكُمْ» فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ بِكُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخَذْتُ هٰذِهِ لِأُصْلِحَ بِهَا بَرْدَعَةَ بَعِيرٍ لِي، فَقَالَ: «أَمَّا مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ» فَقَالَ: أَوَ بَلَغَتْ هٰذِهِ!؟ فَلَا أَرَبَ لِي فِيهَا، فَنَبَذَهَا وَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ، فَإِنَّ الْغُلُولَ يَكُونُ عَلٰى أَهْلِهِ عَارًا وَشَنَارًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

درخت کے کانٹوں میں پھنس گئی۔ آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! مجھے میری چادر تو واپس کر دو۔ اللہ کی قسم! اگر تمھارے لیے (میرے پاس) تہامہ کے درختوں کے برابر اونٹ ہوتے تو میں وہ سب تم میں تقسیم کر دیتا' پھر تم مجھے بخیل یا بزدل یا جھوٹا نہ پاتے۔'' پھر آپ ایک اونٹ کے پاس آئے۔ اس کے کوہان سے کچھ اون اکھاڑی اور اپنی دو انگلیوں کے درمیان پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''سنو! اے لوگو! میرے لیے مال فے میں سے کچھ بھی نہیں' اتنا بھی نہیں' علاوہ خمس (پانچویں حصے) کے اور وہ بھی واپس تمھیں ہی مل جاتا ہے۔'' (یہ سن کر) ایک آدمی بالوں کا ایک گچھا لے کر اٹھا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے اونٹ کا نمدہ درست کرنے کے لیے یہ گچھا لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس میں جو تو میرا اور عبدالمطلب کے خاندان کا حصہ تھا وہ تجھے معاف ہے (باقی کو تو جانے)۔ وہ شخص کہنے لگا: اس معمولی سی چیز کا یہ مرتبہ ہے؟ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور اس نے اسے پھینک دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! سوئی اور دھاگے تک (مال غنیمت) میرے پاس پہنچا دو کیونکہ خیانت قیامت کے دن خیانت کرنے والے کے لیے عیب اور عار بن جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① ''مصیبت نازل ہوئی ہے'' یہ غزوۂ حنین کی بات ہے۔ فتح مکہ کے بعد نبی ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنو ہوازن وغیرہ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آپ نے ان سے مقابلے کا فیصلہ فرمایا۔ جنگ ہوئی تو ہوازن وغیرہ کو شکست ہوئی اور ان کے بیوی' بچے' اونٹ' بکریاں غرضیکہ ہر چیز مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی۔ آپ نے تقسیم کرنے سے چودہ دن تک احتراز فرمایا کہ اگر یہ قبیلہ مسلمان ہو کر آ جائے تو ان کا اہل و مال انھیں واپس کر دیا جائے۔ لیکن وہ ڈرتے نہ آئے۔ آخر آپ نے ان کا مال و اہل تقسیم فرما دیا۔ تقسیم

کے بعد وہ لوگ وفد کی صورت میں آئے۔ اپنے اسلام کا بھی اعلان کیا اور اپنے اہل و مال کی واپسی کی درخواست بھی کی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمھارا بہت انتظار کیا۔ اگر تم پہلے آ جاتے تو سب کچھ تمھیں مل جاتا۔ مگر اب تقسیم ہو چکی ہے۔ سب کچھ واپس لینا مشکل ہوگا' لہٰذا اہل و مال میں سے ایک چیز کو پسند کر لو۔'' ② اقرع بن حابس' عیینہ بن حصن اور عباس بن مرداس اور ان کے قبیلے نومسلم تھے۔ ان میں ابھی ایمانی خصائل پوری طرح جاگزیں نہیں ہوئے تھے اور نہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی تربیت سے فیض یاب ہونے کا موقع ہی ملا تھا' اس لیے انھوں نے اس قسم کے الفاظ استعمال کیے ورنہ مخلص صحابہ تو ایسے انداز کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ③ ''چھ چھ اونٹ مل جائیں گے'' آپ کا مقصد یہ تھا کہ میں ان کے بیوی بچوں کی واپسی کا فیصلہ کر چکا ہوں' لہٰذا سب کو واپس کرنے پڑیں گے' البتہ جو اپنا حصہ برقرار رکھنا چاہتا ہے' اسے ہم آئندہ ملنے والی کسی غنیمت سے اس کے اس حصے کے عوض چھ اونٹ دے دیں گے۔ اب وہ ان کے بیوی بچے انھیں واپس کر دے۔ ④ ''لوگوں نے گھیر لیا'' یہ غالباً اسلامی لشکر میں شامل لوگ نہیں تھے کیونکہ انھیں تو حصہ مل چکا تھا' بلکہ یہ اردگرد کے اعراب ہوں گے جو غنیمت کی خبر سن کر دوڑے آئے ہوں گے اور بلاوجہ مانگ رہے تھے' جبکہ غنیمت تقسیم ہو چکی تھی۔ اس کے باوجود آپ نے تحمل اور صبر کا مظاہرہ کیا اور گستاخی پر ان کا مواخذہ بھی نہیں کیا۔ ﷺ۔ ⑤ ''تہامہ'' حجاز کے نشیبی علاقے کو کہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں بالائی علاقے کو نجد کہتے ہیں۔ ⑥ ''تمھیں ہی مل جاتا ہے'' کیونکہ خمس بیت المال میں جمع ہوتا تھا۔ آپ اپنی ضروریات کے مطابق اس سے لے لیتے تھے اور باقی مسلمانوں کے مصالح ہی پر صرف ہوتا تھا۔ ⑦ ''میرا اور خاندان عبدالمطلب کا حصہ'' ان لفظوں سے باب کے مسئلہ پر دلالت ہوتی ہے کہ آپ اور خاندان عبدالمطلب کا حصہ الگ نہیں تھا بلکہ کل کے اندر ہی شامل تھا اور وہی آپ نے ہبہ یا معاف کیا ہے' لہٰذا مشترک چیز کا ہبہ کرنا جائز ہے۔ ⑧ اگر امام مسلمانوں کی مصلحت کی خاطر قیدیوں پر احسان کرتے ہوئے انھیں آزاد کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۲) - رُجُوعُ الْوَالِدِ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ۲)

باب:۲- باپ کا اپنے بیٹے کو عطیہ دے کر واپس لینے کا بیان اور اس مسئلے میں ناقلین حدیث کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: یہ اختلاف سند میں ہے۔ وہ یہ کہ بعض نے اسے عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کی مسند بنایا ہے' بعض نے ابن عمر ؓ اور بعض نے ابن عباس ؓ کی۔ پھر بعض نے موصول بیان کیا ہے اور بعض نے مرسل۔ لیکن اس اختلاف سے حدیث کی صحت متاثر نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے کئی بار بیان ہو چکا ہے۔

٣٧١٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَرْجِعُ أَحَدٌ فِي هِبَتِهِ إِلَّا وَالِدٌ مِنْ وَلَدِهِ، وَالْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۱۹- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص ہبہ کر کے واپس نہیں لے سکتا مگر والد اپنی اولاد سے واپس لے سکتا ہے۔ اور ہبہ کر کے واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوتے ہیں: ○ ہبہ میں رجوع حرام ہے۔ ○ والد کے لیے رجوع جائز ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ احناف نے ان دونوں میں معاملہ الٹ دیا ہے۔ ان کے نزدیک ہبہ میں رجوع جائز ہے مگر باپ یا محرم رشتہ دار رجوع نہیں کر سکتا۔ دلیل یہ ہے کہ محرم رشتہ دار کا ہبہ صلہ رحمی ہے اور صلہ رحمی کو قطع کرنا جائز نہیں، بخلاف اجنبی شخص کے، کہ اس کا ہبہ تو اس کی خوشی پر موقوف ہے، لہٰذا جب چاہے واپس لے سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث کے خلاف کس دھڑلے سے عقلی ڈھکوسلے گھڑے جاتے ہیں، حالانکہ یوں بھی کہا جا سکتا تھا کہ جب کوئی چیز کسی کو ہبہ کر دی جاتی ہے تو وہ اس کی ملک بن جاتی ہے۔ کسی کی ملک سے کوئی چیز اس کی مرضی کے بغیر چھیننا جائز نہیں، لہٰذا ہبہ میں رجوع درست نہیں، البتہ والد اپنی اولاد کی ملک سے کسی وقت بھی کوئی چیز بلا اجازت لے سکتا ہے، لہٰذا اس کے لیے رجوع بھی جائز ہے۔ یہ عقلی توجیہ اس حدیث کے بھی موافق ہے: [أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ] ”تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے۔“ (سنن ابن ماجه، التجارات، باب ما للرجل من مال ولده، حديث: ۲۲۹۱) (مزید دیکھیے، حدیث: ۳۷۳۲) ② ”اس کتے کی طرح ہے“ اور کتے سے مشابہت حرام ہے، لہٰذا یہ کام بھی حرام ہے۔ چونکہ احناف رجوع کو جائز سمجھتے ہیں، لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ کتے کے لیے قے چاٹنا کون سا حرام ہے کہ رجوع حرام ہو۔ یہ تو صرف تقبیح کے لیے ہے، حالانکہ آئندہ حدیث میں صراحتاً لَا يَحِلُّ کے الفاظ ہیں۔ حدیث پر عمل کرنا ہی نجات دے گا۔ تاویلیں کسی کام نہیں آئیں گی۔ ③ ایسی چیز جو شریعت میں منع ہے اس سے نفرت دلانے کے لیے کسی قبیح چیز کی مثال دینا جائز ہے۔

٣٧١٩- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب من أعطى ولده ثم رجع فيه، ح: ٢٣٧٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه عبدالوارث عن عامر به، والبيهقي: ٦/ ١٧٩، وعبدالأعلى عند ابن ماجه، وهو في الكبرى، ح: ٦٥١٦. * إبراهيم هو ابن طهمان.

٣٧٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُعْطِي عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢٠-حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی کو عطیہ دے تو پھر اس کے لیے جائز نہیں کہ اسے واپس لے مگر والد اپنی اولاد کو جو عطیہ دے' اسے واپس لے سکتا ہے۔ اور جو شخص تحفہ دے کر واپس لیتا ہے' وہ کتے کی طرح ہے جو کھاتا ہے حتی کہ جب ضرورت سے زیادہ سیر ہو جاتا ہے تو قے کرتا ہے' پھر اپنی قے کو چاٹنے لگتا ہے۔“

٣٧٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ الْمَقْدِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ - وَهُوَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ - عَنْ وُهَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢١-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہبہ کر کے واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے' پھر اپنی قے چاٹنے لگتا ہے۔“

٣٧٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ

٣٧٢٢-حضرت طاوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کے لیے جائز نہیں کہ

٣٧٢٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية الرجوع في الهبة، ح: ١٢٩٩ من حديث محمد بن أبي عدي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١٧، ٦٥١٨، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٩٤، والحاكم: ٤/٤٦، والذهبي. * حسين هو المعلم.

٣٧٢١ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها، ح: ٢٥٨٩، ومسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض إلا ما وهبه لولده وإن سفل، ح: ١٦٢٢ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢١.

٣٧٢٢ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٢، وللحديث شواهد كثيرة، منها الأحاديث السابقة. * عبدالله هو ابن المبارك.

إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَهَبَ هِبَةً ثُمَّ يَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا مِنْ وَلَدِهِ» قَالَ طَاوُسٌ: كُنْتُ أَسْمَعُ وَأَنَا صَغِيرٌ: عَائِدٌ فِي قَيْئِهِ فَلَمْ نَدْرِ أَنَّهُ ضَرَبَ لَهُ مَثَلًا قَالَ: «فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ، ثُمَّ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

کوئی چیز ہبہ کرے' پھر اسے واپس لے۔ مگر باپ اپنی اولاد سے واپس لے سکتا ہے۔'' حضرت طاوس نے کہا: جب میں بچہ تھا تو میں سنا کرتا تھا کہ ''قے چاٹنے والا'' لیکن اس وقت مجھے یہ علم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ایسے شخص کی مثال بیان کی ہے اور فرمایا ہے: ''جو شخص ایسے کرے' اس کی مثال کتے کی طرح ہے جو کھاتا ہے' پھر قے کرتا ہے' پھر اپنی قے چاٹتا ہے۔''

(المعجم ٣) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ (التحفة ٢) - أ

باب: ٣- عبداللہ بن عباس ؓ کی حدیث میں اختلاف کا ذکر

وضاحت: یہ اختلاف الفاظ حدیث میں ہے جو کہ واضح ہے۔ سعید بن میسب جن الفاظ سے بیان کرتے ہیں عکرمہ ان سے مختلف بیان کرتے ہیں۔

٣٧٢٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ».

٣٧٢٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صدقہ (یا تحفہ) دے کر واپس لیتا ہے' وہ کتے کی طرح ہے جو اپنی قے میں لوٹ جاتا ہے' یعنی اسے کھالیتا ہے۔''

٣٧٢٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٧٢٤- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صدقہ کر کے واپس لیتا

٣٧٢٣- أخرجه مسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض ... الخ، ح: ١٦٢٢ من حديث الأوزاعي، والبخاري، الهبة، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته، ح: ٢٦٢١ من حديث سعيد بن المسيب به، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٢٣.

٣٧٢٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٢٤.

حَرْبٌ - وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو - هُوَ الْأَوْزَاعِيُّ -: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ بِالصَّدَقَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ قَاءَ، ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ فَأَكَلَهُ».

ہے' اس کی مثال کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اس میں لوٹ جاتا ہے' یعنی اسے چاٹنے لگتا ہے۔"

٣٧٢٥- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صدقہ کر کے اسے واپس لے لیتا ہے' اس کی مثال کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹتا ہے۔"

قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَطَاءَ ابْنَ أَبِي رَبَاحٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

امام اوزاعی ؒ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن علی بن حسین سے سنا' وہ یہ حدیث عطاء بن ابی رباح کو بیان کر رہے تھے۔

٣٧٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٧٢٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہبہ کر کے رجوع

٣٧٢٥- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٥. * يحيى هو ابن حمزة.

٣٧٢٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٦.

شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

کرنے والا اپنی قے چاٹنے والے کی طرح ہے۔"

٣٧٢٧- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تحفے میں رجوع کرنے والا اپنی قے چاٹنے والے کی طرح ہے۔"

٣٧٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ - وَهُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمیں بری مثال کا مصداق نہیں بننا چاہیے۔ تحفہ دے کر واپس لینے والا اپنی قے چاٹنے والے (کتے) کی طرح ہے۔"

٣٧٢٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم پر بری مثال صادق نہیں آنی چاہیے۔ ہبہ کر کے رجوع کرنے والا کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔"

٣٧٢٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٧.

٣٧٢٨ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته، ح: ٢٦٢٢ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٨.

٣٧٢٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٩، وأخرجه أحمد: ١/ ٢١٧ عن إسماعيل ابن علية به.

٣٧٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، اَلرَّاجِعُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بری مثال ہمارے لیے مناسب نہیں۔ ہبہ واپس لینے والے کی مثال کتے اور اس کی قے جیسی ہے۔''

(المعجم ٤) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى طَاوُسٍ فِي الرَّاجِعِ فِي هِبَتِهِ (التحفة ٢) - ب

باب:۴- ہبہ اور تحفے میں رجوع کرنے کے بارے میں طاوس پر اختلاف کا ذکر

٣٧٣١- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۳۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحفہ دے کر واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے، پھر اس قے کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔''

٣٧٣٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ کر کے واپس لینے والا اپنی قے چاٹنے والے (کتے) کی طرح ہے۔''

٣٧٣٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

۳۷۳۳- حضرت ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے

٣٧٣٠- أخرجه البخاري، من حديث عكرمة به، كما تقدم، ح: ٣٧٢٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣٠.

٣٧٣١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣١.

٣٧٣٢- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣٢.

٣٧٣٣- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣٣، ٦٥٣٤.

مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ: حَدَّثَنَا بِهِ حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعُ فِيهَا، كَالْكَلْبِ يَأْكُلُ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ، ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِي قَيْئِهِ».

روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ عطیہ دے کر واپس لے مگر والد اپنی اولاد کو عطیہ دے کر واپس لے سکتا ہے۔ اور جو شخص عطیہ دے کر واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو کھاتا ہے حتی کہ جب (ضرورت سے زیادہ) سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے پھر دوبارہ اسے چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔''

فائدہ: تفصیل حدیث: ۳۷۱۹ میں گزر چکی ہے۔ والد کے لیے رجوع اس لیے بھی جائز ہے کہ اسے تادیب کے لیے اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اور اولاد کو ادب سکھانا عطیہ سے بہت افضل ہے۔

٣٧٣٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَهَبُ هِبَةً، ثُمَّ يَعُودُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ» قَالَ طَاوُسٌ: كُنْتُ أَسْمَعُ الصِّبْيَانَ يَقُولُونَ: يَا عَائِدًا فِي قَيْئِهِ! وَلَمْ أَشْعُرْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَرَبَ ذٰلِكَ مَثَلًا، حَتَّى بَلَغَنَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «مَثَلُ الَّذِي يَهَبُ الْهِبَةَ، ثُمَّ يَعُودُ فِيهَا - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا - كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ قَيْئَهُ».

۳۷۳۴- حضرت طاوس ؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ تحفہ دے کر رجوع کرے البتہ والد کر سکتا ہے۔'' حضرت طاوس نے کہا: میں بچوں کو یوں کہتے سنتا تھا' وہ کہہ رہے ہوتے: اوئے اپنی قے چاٹنے والے! لیکن مجھے یہ علم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بطور مثال بیان فرمایا ہے حتی کہ مجھے یہ حدیث پہنچی: ''جو شخص ہبہ کر کے واپس لے' اس کی مثال کتے جیسی ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔''

٣٧٣٤- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣٥.

٣٧٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَنْظَلَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: أَخْبَرَنَا بَعْضُ مَنْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَهَبُ فَيَرْجِعُ فِي هِبَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَيَقِيءُ، ثُمَّ يَأْكُلُ قَيْئَهُ».

٣٧٣٥- حضرت طاوس ؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایسی شخصیت نے بتایا جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہبہ کر کے رجوع کرتا ہے اس کی مثال اس کتے جیسی ہے جو کھاتا ہے پھر قے کرتا ہے پھر اپنی قے چاٹتا ہے۔''

٣٧٣٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٣٦.
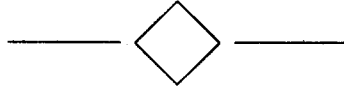
رقبیٰ کا مفہوم ومعنی

رقبیٰ بھی تحفہ اور عطیہ کی ایک صورت ہے۔ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز بطور تحفہ دے اور کہے: اگر میں تجھ سے پہلے مر گیا تو یہ تحفہ تیرے پاس ہی رہے گا اور اگر تو مجھ سے پہلے مر گیا تو یہ تحفہ واپس آ جائے گا' مثلاً: گھر وغیرہ۔ اسے رقبیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا انتظار کرتا ہے۔ اور رقبیٰ بھی انتظار کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ کوئی اچھی صورت نہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا انتظار بلکہ خواہش کرے' لہٰذا شریعت نے اس شرط کو باطل قرار دیا ہے۔ اب جو شخص کسی کو عطیہ کرے گا اور وہ عطیہ اس کے آخری سانس تک اس کے پاس رہے تو وہ مرنے کے بعد بھی واپس نہیں آئے گا بلکہ اس کا ترکہ شمار ہو گا اور اس کے ورثاء کو ملے گا' ہاں جو چیز کسی کو کچھ عرصے کے لیے دی جائے' مثلاً: سال' دو سال' دس سال وغیرہ' وہ وقت مقررہ کے بعد واپس آ جائے گی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(المعجم ٣٣) - كِتَابُ الرُّقْبٰى (التحفة ١٦)

رقبیٰ سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ فِي خَبَرِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِيهِ (التحفة ١)

باب:۱-اس مسئلے کی بابت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ابن ابی نجیح پر اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ عبیداللہ بن عمرو حضرت طاوس اور زید بن ثابت کے درمیان واسطہ بیان نہیں کرتے' محمد بن یوسف فریابی درمیان میں ''کسی آدمی'' کا واسطہ بیان کرتے ہیں اور عبدالجبار بن علاء اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بیان کرتے ہیں' یعنی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند مضطرب ہے لیکن اس کا متن حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے جیسا کہ آگے یہ احادیث آ رہی ہیں۔

٣٧٣٦- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلرُّقْبٰى جَائِزَةٌ».

۳۷۳۶- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رقبیٰ نافذ ہو جائے گا۔''

فائدہ: ''نافذ ہو جائے گا۔'' یعنی کسی بھی صورت میں دینے والے کو واپس نہیں ملے گا۔

٣٧٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ

۳۷۳۷- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے رقبیٰ مستقلاً اسی شخص کے لیے بنا دیا

٣٧٣٦- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣٧، وفيه علل، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٧٣٧- [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٦، ١٨٩ من حديث ابن أبي نجيح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣٨. * سفيان هو الثوري، والرجل مجهول، وللحديث شواهد.

يُوسُفَ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ رَجُلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ الرُّقْبَى لِلَّذِي أُرْقِبَهَا.

جسے وہ دیا گیا تھا۔

٣٧٣٨- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ طَاوُسٍ، لَعَلَّهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا رُقْبَى، فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ.

۳۷۳۸- شاید حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: رقبیٰ واپس نہیں آئے گا' چنانچہ جو شخص کسی کو کوئی چیز رقبیٰ دے گا تو وہ چیز اس شخص کی میراث بن جائے گی۔

فوائد ومسائل: ① "رقبیٰ واپس نہیں آئے گا۔" یعنی رقبیٰ کی رائج صورت معتبر نہیں۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ رقبیٰ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ عطیہ کی اچھی صورت نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص کرے گا تو واپسی کی شرط غیر معتبر ہوگی بلکہ جسے دے دیا گیا تھا' اس کے ورثاء کو اس کی وفات کے بعد مل جائے گا۔ ② "شاید" عبدالجبار بن علاء کو شک ہے۔

(المعجم ٢) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى أَبِي الزُّبَيْرِ (التحفة ١) - أ

باب:۲- (اس حدیث میں) ابوزبیر پر (کیے گئے) اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ بعض نے مرفوع بیان کیا ہے' بعض نے موقوف اور بعض نے مرسل۔ لیکن حدیث متصل اور مرفوع ثابت ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔

٣٧٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ

۳۷۳۹- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے مال رقبیٰ کی صورت میں نہ دو (کیونکہ وہ واپس نہیں ملیں گے) لیکن اگر کسی شخص نے کوئی چیز رقبیٰ کے طور پر دی تو وہ اسی کی رہے

٣٧٣٨- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٦٥٣٩. وللحديث شواهد.

٣٧٣٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٠ من حديث أبي الزبير به. وللحديث شواهد. وهو في الكبرى، ح: ٦٥٤٠. وللحديث شواهد.

رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُرْقِبُوا أَمْوَالَكُمْ، فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِمَنْ أُرْقِبَهُ».

گی جس کو اس نے دی۔"

٣٧٤٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُعْمِرَهَا، وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُرْقِبَهَا، وَالْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۴۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ اسی شخص کے لیے مستقل ہو جائے گا جسے دیا گیا۔ اور رقبیٰ بھی مستقلاً اسی شخص کو ملے گا جسے دیا گیا۔ اور ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے چاٹنے والے کی طرح ہے۔"

فائدہ: "عمریٰ" کی تفصیل آئندہ آ رہی ہے۔ عمریٰ اور رقبیٰ ہبہ کی دو صورتیں ہیں۔ ہبہ میں رجوع جائز نہیں لہٰذا ان دو صورتوں میں بھی رجوع جائز نہیں۔ واپسی کی شرط باطل ہے۔

٣٧٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَلْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى سَوَاءٌ.

۳۷۴۱- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ عمریٰ اور رقبیٰ برابر ہیں (واپس نہیں آئیں گے۔)

٣٧٤٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا تَحِلُّ الرُّقْبٰى وَلَا الْعُمْرٰى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ.

۳۷۴۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رقبیٰ اور عمریٰ حلال نہیں۔ جسے کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی' وہ اسی کی رہے گی اور جس شخص کو کوئی چیز بطور رقبیٰ دی گئی' وہ بھی اسی کی رہے گی۔

فائدہ: "حلال نہیں۔" یعنی رائج صورت میں۔ ویسے بھی یہ عطیہ کی کوئی اچھی صورتیں نہیں۔ دیکھیے' حدیث: ۳۷۳۸۔

٣٧٤٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤١.

٣٧٤١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٢.

٣٧٤٢- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٣.

٣٧٤٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا تَصْلُحُ الْعُمْرٰى وَلَا الرُّقْبٰى، فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا أَوْ أَرْقَبَهُ فَإِنَّهُ لِمَنْ أُعْمِرَهُ وَأُرْقِبَهُ حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ.

۳۷۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمریٰ اور رقبیٰ درست نہیں۔ جس شخص کو عمریٰ دیا گیا یا رقبیٰ دیا گیا' وہ اسی کے پاس رہے گا جسے عمریٰ یا رقبیٰ دیا گیا۔ اس کی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ (یعنی اس کے ورثاء کو منتقل ہو جائے گا)۔

أَرْسَلَهُ حَنْظَلَةُ.

اس حدیث کو حنظلہ بن ابی سفیان جمحی نے مرسل بیان کیا ہے۔

٣٧٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَنْظَلَةَ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِلُّ الرُّقْبٰى، فَمَنْ أُرْقِبَ رُقْبٰى فَهُوَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ».

۳۷۴۴- حضرت طاوس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رقبیٰ حلال نہیں۔ جس شخص کو رقبیٰ دیا جائے گا تو اس میں وراثت جاری ہوگی (اور وہ واپس نہیں آئے گا)۔''

٣٧٤٥- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى مِيرَاثٌ».

۳۷۴۵- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ وراثت بن جائے گا۔''

٣٧٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدٍ

۳۷۴۶- حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ ورثاء کو مل جائے گا' (دینے والے کو واپس نہیں ملے گا)۔''

٣٧٤٣- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٤.

٣٧٤٤- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٥.

٣٧٤٥- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٦، وتقدم طرفه، ح: ٣٧٣٦.

٣٧٤٦- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٧، وانظر الحديث الآتي، وهذا طرف منه.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰی لِلْوَارِثِ».

٣٧٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

۳۷۴۷-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ مستقلاً نافذ ہو جائے گا۔''

٣٧٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ».

۳۷۴۸-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ وارثوں کو مل جائے گا۔''

فائدہ: یعنی جس کو عمریٰ دیا گیا تھا' اس کی وفات کی صورت میں اس کے ورثاء کو ملے گا' دینے والے کو واپس نہیں ملے گا۔

٣٧٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ» وَاللهُ أَعْلَمُ.

۳۷۴۹-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ وارثوں کو مل جائے گا۔'' واللہ أعلم.

٣٧٤٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرقبى، ح:٣٥٥٩ من حديث طاوس به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥٤٨، وصححه ابن حبان، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح:٣٩٩ بتحقيقي.

٣٧٤٨- [صحيح] تقدم، ح:٣٧٤٥، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥٤٩.

٣٧٤٩- [صحيح] تقدم، ح:٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥٥٠.

عمریٰ کا مفہوم ومعنیٰ

عمریٰ بھی ہبہ کی ایک صورت ہے جس میں عمر کی قید لگائی جاتی ہے۔عطیہ دینے والا کہتا ہے: میں نے یہ چیز تجھے عمر بھر کے لیے دی۔کبھی کبھار یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب تو مرجائے گا تو واپس مجھے مل جائے گی۔لیکن چونکہ یہ شرط شریعت کے خلاف ہے' لہٰذا غیر معتبر ہے کیونکہ جو چیز کسی شخص کے پاس زندگی بھر آخری سانس تک رہی' وہ اس کا ترکہ شمار ہوگی اور اس کے ورثاء کو ملے گی۔اس کی واپسی کی شرط غلط ہے اور غلط شرط فاسد ہوتی ہے' نیز یہ ہبہ ہے اور ہبہ میں رجوع کرنا شرعاً حرام ہے۔اس لحاظ سے بھی یہ شرط ناجائز ہے۔یہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٣٤) - كِتَابُ الْعُمْرٰى (التحفة ١٧)

عمریٰ سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَابٌ: «اَلْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ»] (التحفة ١)

باب:۱-(اس کا بیان کہ) عمریٰ ورثاء کے لیے ہوگا

٣٧٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى هِيَ لِلْوَارِثِ».

۳۷۵۰-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ ورثاء ہی کو ملے گا۔''

٣٧٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ».

۳۷۵۱-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ (معمرلہ کے) ورثاء کو ملے گا۔''

٣٧٥٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥١.

٣٧٥١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٣.

٣٧٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ.

۳۷۵۲- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عمریٰ ورثاء کو ملے گا۔

٣٧٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ.

۳۷۵۳- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عمریٰ (معمرلہ کی وفات کے بعد اس کے) ورثاء کو مل جائے گا۔

٣٧٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ عَرَضَ عَلَيَّ مَعْقِلٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهِ مَحْيَاهُ وَمَمَاتَهُ، وَلَا تُرْقِبُوا، فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ لِسَبِيلِهِ».

۳۷۵۴- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کوئی چیز بطور عمریٰ دی تو وہ اسی کی ہوگی جس کو دی گئی۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ اور رقبیٰ نہ دیا کرو۔ جس شخص کو کوئی چیز بطور رقبیٰ دی گئی تو اپنے راستے ہی پر جائے گی' (یعنی جسے دی گئی اسی کی ہو جائے گی' واپس نہیں آئے گی)۔''

٣٧٥٥- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ الْحَجُورِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ

۳۷۵۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ نافذ ہو جائے گا (واپس نہیں آئے گا)۔''

٣٧٥٢- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٢.

٣٧٥٣- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٤.

٣٧٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٥.

٣٧٥٥- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٦، وانظر الحديث السابق.

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

٣٧٥٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ - عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

۳۷۵۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ نافذ ہو جائے گا۔''

٣٧٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَكْحُولٌ عَنْ طَاوُسٍ: بَتَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى.

۳۷۵۷- حضرت طاوس ؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ اور رقبیٰ کو قطعی قرار دیا ہے (وہ واپس نہیں ہوں گے)۔

(المعجم ٢) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِي الْعُمْرٰى (التحفة ١) - ألف

باب:۲-عمریٰ کے بارے میں حضرت جابر ؓ کی حدیث کے ناقلین کے اختلاف الفاظ کا ذکر

وضاحت: یہ اختلاف سند اور متن دونوں میں ہے۔ سند میں اختلاف یہ ہے کہ بعض نے اسے متصل بیان کیا ہے اور بعض نے مرسل، نیز بعض نے اسے ابن عباس ؓ کی مسند بنایا ہے اور بعض نے ابن عمر ؓ کی۔ لیکن ابن عمر ؓ کی مسند بنانا درست نہیں۔ متن میں اختلاف واضح ہے کہ مختلف راویوں نے مختلف الفاظ بیان کیے ہیں۔ لیکن یہ اختلاف نقصان دہ نہیں کیونکہ مفہوم سب روایات کا ایک ہی ہے۔ وہ یہ کہ عمریٰ اور رقبیٰ نہیں دینا چاہیے، لیکن اگر دے دیا گیا تو واپس نہیں ہوگا بلکہ دینے والے ہی کا ہو جائے گا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کو ملے گا۔

٣٧٥٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۷۵۸- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ

٣٧٥٦- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٧.

٣٧٥٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٨.

٣٧٥٨- أخرجه البخاري، ح: ٢٦٢٦ من حديث عطاء بن أبي رباح به، كما سيأتي، ح: ٣٧٦٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٩.

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِسْطَامُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَهُمْ يَوْمًا فَقَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن انھیں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا: ''عمریٰ نافذ ہو جائے گا۔''

٣٧٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى، قُلْتُ: وَمَا الرُّقْبٰى؟ قَالَ: يَقُولُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: هِيَ لَكَ حَيَاتَكَ، فَإِنْ فَعَلْتُمْ فَهُوَ جَائِزَةٌ.

۳۷۵۹- حضرت عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ اور رقبیٰ سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: رقبیٰ کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے: یہ چیز تیری زندگی تک تیرے لیے ہے۔ ویسے اگر تم عمریٰ یا رقبیٰ کرو گے تو وہ نافذ ہو جائیں گے۔

فائدہ: ''تیری زندگی تک'' یہ عمریٰ کی تفسیر ہے نہ کہ رقبیٰ کی۔ یہ دونوں تحفے کی اچھی صورتیں نہیں، لہٰذا ان سے روکا گیا ہے۔

٣٧٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

۳۷۶۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ جاری ہو جائے گا (واپس نہیں آئے گا)۔''

٣٧٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ

۳۷۶۱- حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو کوئی چیز زندگی بھر کے لیے دی گئی، وہ اسی کی ہے۔ زندگی میں بھی اور

٣٧٥٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦١. * عبيدالله هو ابن موسٰى.

٣٧٦٠ـ أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥/ ٣٠ عن محمد بن المثنٰى، والبخاري، الهبة، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٦ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٠. * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر، وهو رواية شعبة.

٣٧٦١ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٢، وله شواهد كثيرة جدًا.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُعْطِيَ شَيْئًا حَيَاتَهُ، فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ».

موت کے بعد بھی (یعنی اصل شخص کی موت کے بعد اس کے ورثاء کی ہوگی)۔"

٣٧٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُرْقِبُوا وَلَا تُعْمِرُوا، فَمَنْ أُرْقِبَ أَوْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ».

۳۷۶۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رقبیٰ اور عمریٰ نہ دو۔ جس شخص کو کوئی چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ دی گئی' وہ (اس کی وفات کے بعد) اس کے ورثاء کی ہوگی۔"

٣٧٦٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ: أَخْبَرَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا عُمْرٰى وَلَا رُقْبٰى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا أَوْ أُرْقِبَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ».

۳۷۶۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ اور رقبیٰ نہیں لوٹیں گے' لہٰذا جس شخص کو کوئی چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ دی گئی' وہ اسی کی ہے۔ زندگی میں بھی' مرنے کے بعد بھی۔"

٣٧٦٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ - وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عُمْرٰى وَلَا رُقْبٰى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا أَوْ أُرْقِبَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ». قَالَ عَطَاءٌ:

۳۷۶۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمریٰ اور رقبیٰ مناسب نہیں۔ جس شخص کو کوئی چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ دی گئی' وہ اسی کی ہے۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔" عطاء کہتے ہیں کہ یہ دوسرے شخص (جسے عمریٰ یا رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہے اس) کے لیے ہے۔

٣٧٦٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب من قال فيه ولعقبه، ح: ٣٥٥٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٣، وصححه ابن حبان وغيره، وله طرق عند مسلم وغيره، انظر الحديث المتقدم: ٣٧٦٠.

٣٧٦٣ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٤.

٣٧٦٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٥.

«هُوَ لِلآخَرِ».

٣٧٦٥- أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرُّقْبَى، وَقَالَ: «مَنْ أُرْقِبَ رُقْبَى فَهُوَ لَهُ».

۳۷۶۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رقبیٰ سے منع فرمایا ہے' نیز فرمایا: ''جس شخص کو کوئی چیز بطور رقبیٰ دی گئی' وہ اسی کی رہے گی۔''

٣٧٦٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ».

۳۷۶۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی' وہ زندگی اور موت ہر حال میں اسی کی رہے گی۔''

٣٧٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ - يَعْنِي أَمْوَالَكُمْ - لَا تُعْمِرُوهَا، فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَإِنَّهُ لِمَنْ أُعْمِرَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ».

۳۷۶۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے جماعت انصار! اپنے مال اپنے پاس رکھو۔ انھیں بطور عمریٰ نہ دو کیونکہ جو شخص کوئی چیز بطور عمریٰ دے گا (وہ اسے واپس نہیں ملے گی بلکہ) وہ اسی شخص کی رہے گی جسے دی گئی۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔''

٣٧٦٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٦٦.

٣٧٦٦ـ أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرى، ح: ١٦٢٥/٢٨ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٦٧.

٣٧٦٧ـ أخرجه مسلم، ح: ١٦٢٥/٢٧ من حديث الحجاج الصواف به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٦٨.

٣٧٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَلَا تُعْمِرُوهَا؛ فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَبَعْدَ مَمَاتِهِ».

۳۷۶۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مال اپنے پاس رکھو اور انھیں بطور عمریٰ نہ دو کیونکہ جس شخص کو کوئی چیز عمر بھر کے لیے دی گئی' وہ اسی کی رہے گی۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔''

٣٧٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلرُّقْبٰى لِمَنْ أُرْقِبَهَا».

۳۷۶۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رقبیٰ اسی کا ہے جسے دیا گیا۔''

٣٧٧٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا، وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا».

۳۷۷۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اس کے پاس رہے گا جسے دیا گیا اور رقبیٰ بھی اسی کے پاس رہے گا جسے دیا گیا۔''

(المعجم ٣) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ (التحفة ١) - ب

باب:۳- اس حدیث میں امام زہری پر اختلاف کا ذکر

وضاحت: یہ اختلاف الفاظ کا ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ کے شاگرد ان سے مختلف الفاظ بیان کرتے ہیں۔ کوئی عمریٰ کی ممانعت کی علت کے بغیر مطلق الفاظ بیان کرتا ہے' کوئی علت کا تذکرہ کرتا ہے' پھر کوئی علت مرفوعاً بیان کرتا ہے' کوئی مدرج اور کوئی ابوسلمہ کا قول۔ لیکن یہ اختلاف مضر نہیں۔ مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔ اسی لیے امام

٣٧٦٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٤ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٩، وانظر الحديث السابق. * خالد هو ابن الحارث.

٣٧٦٩- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرقبٰى، ح: ٣٥٥٨ من حديث داود بن أبي هند به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٠، وقال الترمذي، ح: ١٣٥١ "حسن"، وله شواهد، انظر الحديث، ح: ٣٧٦٧.

٣٧٧٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧١.

مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ تمام الفاظ بیان کیے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممانعت کی علت' حدیث میں مدرج ہے اور یہ ابوسلمہ کا قول ہے۔ واللہ أعلم۔

٣٧٧١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُعْمِرَ عُمْرٰى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

٣٧٧١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی' وہ اسی کی ہے اور (اس کی وفات کے بعد) اس کی اولاد کی۔ جو بھی اس کے لواحقین میں سے اس کا وارث بنے گا' وہ اس کا مالک ہوگا۔''

٣٧٧٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى لِمَنْ أُعْمِرَهَا هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

٣٧٧٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اسی کا ہے جسے دیا گیا' (اس کی زندگی میں۔) اور (اس کی وفات کے بعد) اس کی اولاد کا ہے۔ اولاد میں سے جو اس کا وارث بنے گا' وہ عمریٰ کا وارث بھی بنے گا۔''

٣٧٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

٣٧٧٣- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اسی کا رہے گا جسے دیا گیا۔ وہ (زندگی میں تو) اس کا ہے اور (اس کی وفات کے بعد) اس کی اولاد کا ہے۔ اس کی اولاد میں سے جو

٣٧٧١- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في العمرٰى، ح: ٣٥٥١، ٣٥٥٢ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٢، وللحديث شواهد.

٣٧٧٢- أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥ من حديث ابن شهاب الزهري، والبخاري، الهبة، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٥ من حديث أبي سلمة بن عبدالرحمن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٣.

٣٧٧٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٤.

ﷺ: «اَلْعُمْرٰى لِمَنْ أُعْمِرَهَا هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

بھی اس کا وارث بنے گا' وہ اس کا بھی وارث ہوگا۔''

٣٧٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي [عُمَرَ] الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ، فَهِيَ لَهُ وَلِمَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ مَوْرُوثَةٌ».

۳۷۷۴-حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی دوسرے شخص کو کوئی چیز اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دے دے تو وہ اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے ہوگی۔ اس میں وراثت چلے گی۔''

فائدہ: اولاد کے لیے نہ بھی کہے تب بھی وہ چیز اولاد کو بطور وراثت ملے گی۔ سابقہ احادیث میں اس کی صراحت ہے۔

٣٧٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ، فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ، وَهِيَ لِمَنْ أُعْمِرَ وَلِعَقِبِهِ».

۳۷۷۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص کسی کو کوئی چیز اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دے تو اس کی اس بات نے اس کا حق اس چیز سے ختم کر دیا۔ اب وہ اسی کی ہوگی جسے دی گئی اور بعد میں اس کی اولاد کو ملے گی۔''

٣٧٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا

۳۷۷۶-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کوئی چیز اس کے

٣٧٧٤_[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٦٥٧٥. * أبو عمر الصنعاني هو حفص بن ميسرة.

٣٧٧٥_[صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٧٦.

٣٧٧٦_[صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٧٧.

أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا، لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا، لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ».

لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دی گئی' وہ اسی کے پاس رہے گی جسے دی گئی۔ دینے والے کے پاس واپس نہیں جائے گی کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت واقع ہو چکی ہے۔

٣٧٧٧- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى: «أَنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي أُعْمِرَهَا، يَرِثُهَا مِنْ صَاحِبِهَا الَّذِي أَعْطَاهَا مَا وَقَعَ مِنْ مَوَارِيثِ اللهِ وَحَقِّهِ».

٣٧٧٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ''جس شخص نے کسی کو کوئی تحفہ اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے دیا' وہ اسی کے پاس رہے گا جسے اس نے دیا ہے اور اس سے آگے اس کے ورثاء میں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ وراثت اور حق کے مطابق وراثت چلے گی۔''

٣٧٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِيمَنْ أُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ: «فَهِيَ لَهُ بَتْلَةٌ لَا يَجُوزُ لِلْمُعْطِي مِنْهَا شَرْطٌ وَلَا ثُنْيَا».

قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: لِأَنَّهُ أَعْطَاهَا عَطَاءً

٣٧٧٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فیصلہ فرمایا جسے کوئی چیز اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دی گئی: ''وہ مستقل طور پر اس کی ہو چکی۔ دینے والا اس میں نہ کوئی شرط لگا سکتا ہے نہ کوئی استثنا کر سکتا ہے۔''

(راویٔ حدیث) حضرت ابوسلمہ نے کہا: اس کی وجہ

٣٧٧٧- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٨.

٣٧٧٨- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٩.

وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ، فَقَطَعَتِ الْمَوَارِيثُ شَرْطَهُ.

یہ ہے کہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت واقع ہوگی' لہٰذا میراث نے اس کی ہر قسم کی شرط ختم کر دی ہے۔

٣٧٧٩- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ. قَالَ قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا وَعَقِبَكَ مَا بَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ، فَإِنَّهَا لِمَنْ أُعْطِيَهَا، وَإِنَّهَا لَا تَرْجِعُ إِلٰى صَاحِبِهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أَعْطَاهَا عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ».

٣٧٧٩- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی دوسرے شخص کو کوئی چیز اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دی اور کہا کہ میں نے یہ چیز تجھے اور تیری اولاد کو دی جب تک تم میں سے کوئی ایک باقی ہے۔ تو وہ اسی کے پاس رہے گی جسے دی گئی اور دینے والے کو واپس نہیں ملے گی کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت واقع ہوگئی۔''

٣٧٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى بِالْعُمْرٰى أَنْ يَهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ وَلِعَقِبِهِ الْهِبَةَ وَيَسْتَثْنِيَ إِنْ حَدَثَ بِكَ حَدَثٌ وَبِعَقِبِكَ فَهُوَ إِلَيَّ وَإِلٰى عَقِبِي، «إِنَّهَا لِمَنْ أُعْطِيَهَا وَلِعَقِبِهِ».

٣٧٨٠- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ جب کوئی شخص دوسرے کو اس کی اولاد تک کے لیے کوئی ہبہ کر دے اور پھر یہ استثنا کرے کہ اگر تجھے اور تیری اولاد کو کوئی حادثہ پیش آ گیا تو یہ ہبہ مجھے اور میری اولاد کو مل جائے گا (آپ نے فیصلہ فرمایا:) ''وہ ہبہ اسی کا ہے جسے دیا گیا اور اس کی اولاد کا ہے۔''

فائدہ: حدیث: ٣٧٧٤ سے اس حدیث تک عمریٰ کی یہ صورت بیان کی گئی ہے کہ یہ چیز تیرے اور تیری اولاد کے لیے ہے۔ ظاہر ہے یہ چیز تو واپس آنے سے رہی کیونکہ دینے والا خود ''اولاد'' کی صراحت کر چکا ہے۔ اس قسم کی احادیث سے امام مالک ؒ نے استدلال فرمایا ہے کہ اگر عمریٰ دینے والا ''اولاد'' کی صراحت نہ کرے تو

٣٧٧٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٠.

٣٧٨٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨١.

وہ چیز معمرلہ کی وفات کے بعد دینے والے کو واپس مل جائے گی۔ مگر یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ اس کی صراحت نہیں کی گئی۔ صرف ان احادیث سے ایسے مفہوماً سمجھ میں آتا ہے جبکہ دیگر احادیث میں صراحتاً صرف عمریٰ کا لفظ کہنے پر بھی واپسی کی نفی کی گئی ہے۔ چاہے اس نے اولاد کا ذکر نہ بھی کیا ہو۔ جب منطوق (صراحت) اور مفہوم میں مقابلہ ہو تو منطوق (صراحت) ہی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ٤) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلَى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ (التحفة ١) - ج

باب:۴- اس حدیث میں ابوسلمہ پر یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو کے اختلاف کا ذکر

٣٧٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ».

۳۷۸۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اسی کے پاس رہے گا جسے دیا گیا۔''

٣٧٨٢- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ نَبِيِّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ».

۳۷۸۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اسی کا ہے جسے دیا گیا (واپس نہیں آئے گا)۔''

٣٧٨٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۳۷۸۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ (مروجہ شکل میں) درست نہیں۔ اب جسے کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی' وہ

٣٧٨١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٢.

٣٧٨٢ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٣.

٣٧٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب العمرٰى، ح: ٢٣٧٩ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٤.

قَالَ: «لَا عُمْرٰى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ».

اسی کے پاس رہے گی (واپس نہیں جائے گی)۔"

٣٧٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ».

۳۷۸۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی' وہ اسی کی رہے گی۔"

٣٧٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

۳۷۸۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ نافذ ہو جائے گا (واپس نہیں آئے گا)۔"

٣٧٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ هِشَامٍ عَنِ الْعُمْرٰى فَقُلْتُ: حَدَّثَ مُحَمَّدُ ابْنُ سِيرِينَ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ: قَضٰى نَبِيُّ اللهِ ﷺ أَنَّ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ.

۳۷۸۶- حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن ہشام نے مجھ سے عمریٰ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: مجھے حضرت محمد بن سیرین نے قاضی شریح سے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عمریٰ مستقلاً جاری ہو جائے گا۔

قَالَ قَتَادَةُ: وَقُلْتُ: حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

قتادہ نے کہا کہ مجھے (باسند) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پہنچا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ نافذ ہو جائے گا۔"

٣٧٨٤- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٥.

٣٧٨٥- أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٦ عن محمد بن المثنّى، والبخاري، الهبة، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٦ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٦. * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر.

٣٧٨٦- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٧، وللحديث شواهد كثيرة.

قَالَ قَتَادَةُ: وَقُلْتُ: كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ.

حضرت قتادہ نے کہا کہ حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے: عمریٰ واپس نہیں ہوگا۔

قَالَ قَتَادَةُ: فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا الْعُمْرٰى إِذَا أُعْمِرَ وَعَقِبُهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَإِذَا لَمْ يَجْعَلْ: عَقِبَهُ مِنْ بَعْدِهِ كَانَ لِلَّذِي يَجْعَلُ، شَرْطُهُ.

حضرت قتادہ نے کہا کہ حضرت زہری نے کہا: عمریٰ اس وقت مستقل ہوگا جب عمریٰ اس (کی وفات کے بعد اس) کی اولاد کے لیے بھی کیا جائے۔ لیکن اگر وہ اس کے بعد اس کی اولاد کے لیے عمریٰ نہ کرے تو عمریٰ کرنے والے کے لیے اس کی شرط معتبر ہوگی۔

قَالَ قَتَادَةُ: فَسُئِلَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

حضرت قتادہ نے کہا کہ عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ جاری ہو جائے گا (واپس نہیں ہوگا)۔''

قَالَ قَتَادَةُ: فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: كَانَ الْخُلَفَاءُ لَا يَقْضُونَ بِهٰذَا.

قتادہ نے کہا: حضرت زہری نے کہا کہ خلفاء اس حدیث کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تھے۔

قَالَ عَطَاءٌ: قَضٰى بِهَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ.

حضرت عطاء نے کہا کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اس حدیث کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

فائدہ: یہ تمام اقوال حضرت قتادہ نے اس مسئلے کی تفہیم کے لیے بیان فرمائے ہیں۔ کسی خلیفہ کا صحیح حدیث کے مطابق فیصلہ نہ کرنا اس حدیث کو کمزور نہیں بناتا' البتہ ان اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ تفصیل سے بیان ہو چکا۔

(المعجم ٥) - عَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٢)

باب: ٥-کیا عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دے سکتی ہے؟

٣٧٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ:

٣٧٨٧-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم

٣٧٨٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح:٣٥٤٦ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥٨٩، ٦٥٩٠، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٧، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح:٢٣٨٨ عن عمرو بن شعيب به.

حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح: وَأَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ - وَحَبِيبِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ هِبَةٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا». اَللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مال میں سے ہبہ کرے کیونکہ اس کا خاوند اس کی عصمت کا مالک ہے۔''

الفاظ محمد بن معمر کے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے بھی عطیہ نہیں دے سکتی۔ اگر یہ مفہوم ہو تو پھر یہ حکم استحبابی ہوگا تا کہ خاوند بیوی میں بدمزگی پیدا نہ ہو کیونکہ بہت سی احادیث صحیحہ میں خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ کرنے کا ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بارہا آپ کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف فرمایا' جیسے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بتائے بغیر اپنی لونڈی آزاد کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بتائے بغیر بریرہ کو خریدنے کا پروگرام بنایا وغیرہ۔ یا اس روایت میں ''اپنے مال'' سے مراد خاوند کا مال ہوگا جو عورت کے تصرف میں ہوتا ہے۔ اس میں لازماً اجازت ہونی چاہیے۔ تمام دلائل کا لحاظ رکھنا ضروری ہے نہ کہ صرف ایک روایت کا۔

٣٧٨٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ: أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو؛ ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ

٣٧٨٨- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو آپ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے' چنانچہ آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا: ''کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر (خاوند کے مال سے) عطیہ دے۔''

٣٧٨٨- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٥٤١، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٩١، ٦٥٩٢.

خَطِيبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا».

فائدہ: محقق کتاب نے یہاں اس حدیث کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ پیچھے حدیث: ۲۵۴۱ میں اس کی سند کو حسن اور سنن ابوداود (حدیث: ۳۵۴۷) میں مطلقاً حسن کہا ہے۔ محقق کتاب کا یہاں اس حدیث کی سند کو ضعیف کہنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ دلائل کی رو سے راجح بات یہ ہے کہ حدیث حسن اور قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم.

٣٧٨٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ ثَقِيفٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهُمْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ: «أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟» فَإِنْ كَانَتْ هَدِيَّةٌ فَإِنَّمَا يُبْتَغَى بِهَا وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ، وَإِنْ كَانَتْ صَدَقَةٌ فَإِنَّمَا يُبْتَغَى بِهَا وَجْهُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالُوا: لَا بَلْ هَدِيَّةٌ فَقَبِلَهَا مِنْهُمْ، وَقَعَدَ مَعَهُمْ يَسْأَلُهُمْ وَيَسْأَلُونَهُ حَتَّى صَلَّى الظُّهْرَ مَعَ الْعَصْرِ.

۳۷۸۹- حضرت عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی سے منقول ہے کہ بنوثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے ساتھ تحفے تحائف بھی تھے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تحفہ ہیں یا صدقہ؟ اگر تحفے ہیں تو ان سے رسول اللہ ﷺ کی رضامندی مقصود ہوگی اور اپنا کوئی مقصد پورا کرنا مطلوب ہوگا اور اگر صدقہ ہیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہوگی۔'' انھوں نے کہا: یہ تحفے ہیں۔ آپ نے ان سے تحائف قبول فرمائے اور ان کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے۔ آپ ان سے حال احوال پوچھتے تھے' وہ آپ سے پوچھتے رہے' حتی کہ آپ نے ظہر کی نماز عصر کے ساتھ پڑھی۔

٣٧٩٠- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

۳۷۹۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں

٣٧٨٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٥/ ٢٥٠، ٢٥١ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٩٣. * أبوحذيفة وعبدالملك مجهولان، وأبوبكر بن عياش تقدم حاله، ح: ٧٨٠.

٣٧٩٠ـ [صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ١٠٥٧ من حديث محمد بن عجلان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٩٤، ومصنف عبدالرزاق: ١١/ ٦٥، ح: ١٩٩٢١. * ابن عجلان تابعه أيوب (الترمذي، ح: ٣٩٤٥)، وأبومعشر، وصححه الحاكم: ٢/ ٦٢، ٦٣ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١١٤٥، ١١٤٦ وغيره.

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ».

کسی قریشی‘ انصاری‘ ثقفی یا دوسی شخص کے علاوہ کسی سے تحفہ قبول نہیں کروں گا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اس فرمان کا سبب یہ ہوا کہ ایک اعرابی نے آپ کو ایک اونٹ تحفے میں دیا۔ اس کا مقصد معاوضہ لینا تھا۔ آپ نے اسے چھ اونٹ دے دیے‘ پھر بھی وہ راضی نہ ہوا‘ اس لیے آپ نے یہ ارشاد فرمایا کیونکہ لوگوں نے آپ کو عام بادشاہوں کی طرح سمجھ رکھا تھا کہ جن سے حیلے بہانوں سے پیسے بٹورے جاتے ہیں۔ ② قریشی‘ انصاری‘ ثقفی‘ دوسی چونکہ آپ کے تربیت یافتہ اور آپ کی حیثیت سے واقف تھے‘ وہ آپ کو تحفہ تبرک کی غرض سے دیتے تھے‘ اس لیے آپ نے ان قبیلوں کو مستثنیٰ قرار دیا۔ ③ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر تحفہ دینے والا لالچی شخص ہو اور جو عوض دیا جائے اس پر راضی نہ ہوتا ہو تو تحفہ قبول کرنے سے انکار بھی کیا جا سکتا ہے۔ ④ تحفہ دینے والے کو اس کے تحفے کے مقابل عوض دینا جائز ہے۔

٣٧٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلَحْمٍ فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» فَقِيلَ: تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ».

۳۷۹۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا۔ آپ نے پوچھا: ’’یہ کیسا ہے؟‘‘ عرض کی گئی کہ یہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا (اور اس نے اس میں سے کچھ ہمیں بھیجا ہے)۔ آپ نے فرمایا: ’’یہ اس کے لیے صدقہ تھا‘ ہمارے لیے تحفہ اور ہدیہ ہے۔‘‘

فائدہ: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ صدقے کے مال سے کوئی غریب شخص ہدیہ بھیج سکتا ہے۔ اور اسے ہر شخص قبول کر سکتا ہے‘ امیر ہو یا غریب کیونکہ اب اس کی حیثیت تحفے کی ہے‘ صدقے کی نہیں۔ گویا جو چیز بذات خود حرام نہ ہو تو دینے والے اور لینے والے کی نیت اور حیثیت کے لحاظ سے اس کی حیثیت بدلتی رہتی ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے‘ حدیث: ۳۲۷۷۔

٣٧٩١- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: إذا تحولت الصدقة، ح: ١٤٩٥، ومسلم، الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ . . . الخ، ح: ١٠٧٤ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٩٥.

قسم اور نذر کا مفہوم ومعنی

عربی میں قسم کو یمین کہا جاتا ہے۔ یمین کے لغوی معنی دایاں ہاتھ ہیں۔ عرب لوگ بات کو اور سودے یا عہد کو پکا کرنے کے لیے اپنا دایاں ہاتھ فریق ثانی کے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ قسم بھی بات کو پختہ کرنے کے لیے ہوتی ہے' اس لیے کبھی قسم کے موقع پر بھی اپنا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ اس مناسبت سے قسم کو یمین کہا جاتا ہے۔

نذر سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی ایسے فعل کو اپنے لیے واجب قرار دے لے جو جائز ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ضروری قرار نہیں دیا' وہ بدنی کام ہو یا مالی۔ دونوں کا نتیجہ ایک ہی ہے' یعنی قسم کے ساتھ بھی فعل مؤکد ہو جاتا ہے اور نذر کے ساتھ بھی' لہٰذا انھیں اکٹھا ذکر کر کیا' نیز شریعت نے قسم اور نذر کا کفارہ ایک ہی رکھا ہے۔ قسم اور نذر دونوں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو سکتی ہیں ورنہ شرک کا خطرہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٥) - كِتَابُ الأَيمَانِ وَالنُّذُورِ (التحفة ١٨)

قسم اور نذر سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَابٌ: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ] (التحفة ١)

باب:١- نبی ﷺ کی قسم کیسے ہوتی تھی؟

٣٧٩٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرُّهَاوِيُّ وَمُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ يَمِينٌ يَحْلِفُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا، وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ!».

٣٧٩٢- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (عموماً) یوں قسم کھایا کرتے تھے: ''قسم اس ذات کی جو دلوں کو پھیرنے والی ہے! بات ایسے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ان الفاظ کی مناسبت یہ ہے کہ قسم پر قائم رہنا دل کی مضبوطی اور استقامت پر موقوف ہے اور دل اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ گویا قسم کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو قائم رکھے۔ ② معلوم ہوا کہ قسم میں لفظ اللہ ذکر ہو یا اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات میں سے کوئی ایک صفت، دونوں برابر ہیں۔

(المعجم ٢) - اَلْحَلْفُ بِمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ (التحفة ٢)

باب:٢- مُصَرِّفُ الْقُلُوب کے ساتھ قسم کھانا

٣٧٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ

٣٧٩٣- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ

٣٧٩٢- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟، ح: ٦٦٢٨ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٠٣.

٣٧٩٣- **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب يمين رسول الله ﷺ التي كان يحلف بها، ح: ٢٠٩٢ ◄◄

عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ عَبَّادِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللهِ ﷺ اَلَّتِي يَحْلِفُ بِهَا: «لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ!».

بن عمر ؓ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی قسم، جو آپ عموماً اٹھایا کرتے تھے، یہ تھی: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی جو دلوں کو پھیرنے والی ہے! معاملہ ایسے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''لا'' یہ گزشتہ کلام کی نفی ہے۔ گویا یہ قسم کسی کلام کی نفی کے لیے کھائی گئی ہے۔ ممکن ہے یہ صرف تاکید کے لیے آیا ہو جیسے: ﴿لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (القيمة٧٥:١) میں ہے۔ اس صورت میں یہ زائد ہوگا، یعنی اس کا ترجمہ نہیں کیا جائے گا۔ البتہ تاکید حاصل ہوگی۔ ② ان الفاظ کے ساتھ قسم کھانا مستحب ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کے افعال کے ساتھ قسم کھانا جائز ہے۔ ④ راجح قول کے مطابق یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی کہا ہے کہ سابقہ حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔

(المعجم ٣) - اَلْحَلْفُ بِعِزَّةِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٣)

باب:٣- اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم کھانا

٣٧٩٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ أَرْسَلَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْجَنَّةِ فَقَالَ: أُنْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَرَجَعَ فَقَالَ: وَعِزَّتِكَ! لَا يَسْمَعُ بِهَا

٣٧٩٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا: جاؤ، جنت اور اس میں جنتیوں کے لیے بنائی ہوئی چیزوں کو دیکھو۔ انھوں نے جا کر دیکھا، پھر واپس آئے تو کہنے لگے: تیری عزت کی قسم! جو شخص بھی جنت کے بارے میں سنے گا، ضرور اس میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو جنت کو سختیوں اور طبع کو ناگوار

◄◄ من حديث عبدالله بن رجاء المكي به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٠٤، والحديث السابق يغني عنه.

٣٧٩٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، السنة، باب في خلق الجنة، ح: ٤٧٤٤، والترمذي، ح: ٢٥٦٠ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٠٢، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٦، ٢٧، ووافقه الذهبي.

أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا، وَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ: اِذْهَبْ إِلَيْهَا فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ: وَعِزَّتِكَ! لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَّا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ قَالَ: اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَى النَّارِ وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَرَجَعَ فَقَالَ: وَعِزَّتِكَ! لَا يَدْخُلُهَا أَحَدٌ، فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَقَالَ: اِرْجِعْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَرَجَعَ وَقَالَ: وَعِزَّتِكَ! لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَّا يَنْجُوَ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا».

گزرنے والی چیزوں سے گھیر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب پھر جاؤ اور دیکھو کہ میں نے جنت میں اپنے بندوں کے لیے کیا کچھ بنایا ہے۔ انھوں نے جا کر دیکھا تو جنت کے اردگرد سختیوں اور مشکلات کی باڑ لگی ہوئی تھی۔ وہ آ کر کہنے لگے: تیری عزت کی قسم! مجھے خطرہ ہے کہ کوئی شخص بھی اس میں داخل نہیں ہو (سکے) گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ آگ (جہنم) کو دیکھو اور جو کچھ میں نے اہل جہنم کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ انھوں نے جا کر دیکھا تو آگ کے شعلے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ وہ واپس آ کر کہنے لگے: تیری عزت کی قسم! کوئی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو اس کے اردگرد طبع کی مرغوب چیزوں کی باڑ لگا دی گئی۔ فرمایا: اب جا کر دیکھو۔ انھوں نے دیکھا تو اس کے اردگرد خوشنما چیزوں کی باڑ لگ چکی تھی۔ وہ واپس آ کر کہنے لگے: تیری عزت کی قسم! مجھے خطرہ ہے کوئی شخص اس سے نہیں بچ سکے گا۔ ضرور داخل ہو جائے گا۔"

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ کی عزت اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی الگ چیز نہیں بلکہ وصف لازم ہے' لہٰذا اس وصف کے ساتھ قسم کھائی جا سکتی ہے۔ ② جبریل علیہ السلام کا قسم کھا کر مندرجہ بالا تبصرے فرمانا ان کا اپنا اندازہ ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندے جہنم سے دور رہ کر جنت میں داخل ہوں گے اور وہ مکروہات کو لذیذ سمجھ کر اپنائیں گے اور شہوات کو دشمن سمجھ کر ان سے دور رہیں گے۔ ③ جنت اور جہنم کے گرد مکروہات وشہوات کی باڑ لگائی جانی عالم بالا کی ایک حقیقت بھی ہو سکتی ہے اور محض تمثیل بھی کہ مکروہات (مثلاً: نماز' روزے اور جہاد جیسے مشکل کاموں) کو اپنائے بغیر جنت کے لذائذ حاصل نہیں کیے جا سکتے اور شہوات کو اختیار کرنے کا لازمی نتیجہ جہنم کی آگ ہے۔ واللہ أعلم. ④ جنت اور جہنم دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور حقیقتاً موجود ہیں' معتزلہ کا یہ دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ انھیں قیامت کے دن پیدا کرے گا' بالکل درست نہیں۔

(المعجم ٤) - اَلتَّشْدِيدُ فِي الْحَلْفِ بِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٤)

باب:۴- غیر اللہ کی قسم کھانا سخت گناہ ہے

٣٧٩٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ -، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ». وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ».

۳۷۹۵- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھانا چاہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے۔'' قریش اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھایا کرتے تھے' لہٰذا آپ نے فرمایا: ''اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھایا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① قسم انتہائی معظم ذات کی کھائی جاتی ہے۔ اور حقیقتاً معظم اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے' لہٰذا قسم اسی کے نام کی ہونی چاہیے۔ آباؤ اجداد اگرچہ قابل تعظیم ہیں مگر وہ حقیقتاً صاحب عظمت نہیں' لہٰذا ان کے نام کی قسم کھانا جائز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق حتیٰ کہ انبیاء' ملائکہ اور کعبہ وغیرہ کی قسم بھی ممنوع ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں۔ گویا قسم بھی عبادت ہے۔ ② قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوقات کی قسمیں کھائی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قسم تعظیم کی خاطر نہیں ہوتی بلکہ استدلال کی خاطر ہوتی ہے' یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات شرعی اصولوں کی صحت وصداقت پر گواہ ہیں۔ ③ غیر اللہ کے نام پر کھائی گئی قسم کا انعقاد نہیں ہوگا کیونکہ یہ حرام ہے۔ ایسی قسم کھانے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب سے استغفار کرے۔

٣٧٩٦- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِّنْ بَنِي غِفَارٍ فِي مَجْلِسِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِاللهِ سَمِعْتُ عبدَاللهِ - يَعْنِي ابْنَ

۳۷۹۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھاؤ۔''

٣٧٩٥- أخرجه مسلم، الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى، ح: ١٦٤٦/ ٤ عن علي بن حجر، والبخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح: ٣٨٣٦ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٠٥.

٣٧٩٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٨ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٠٦. * رجل من بني غفار أقره سالم عليه، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

عُمَرَ - وَهُوَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ».

(المعجم ٥) - اَلْحَلْفُ بِالْآبَاءِ (التحفة ٥)

باب:٥- آباؤ اجداد کی قسم کھانا

٣٧٩٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَ مَرَّةً وَهُوَ يَقُولُ: وَأَبِي! وَأَبِي! فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ» فَوَاللهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

٣٧٩٧- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر ؓ کو ایک دفعہ کہتے سنا: میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھیں آباؤ اجداد کے نام کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے۔'' (حضرت عمر ؓ نے فرمایا:) اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی بھی ایسی قسم نہیں کھائی۔ نہ اپنے طور پر' نہ کسی کی نقل کرتے ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① ''اپنے طور پر'' یعنی خود قصداً قسم کھائی ہو۔ اور ''نقل کرتے ہوئے'' یعنی فلاں نے یہ قسم کھائی۔ ② حضرت عمر ؓ کو جو مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا وہ اسی اطاعت اور فرمانبرداری کی بنا پر تھا۔ دوبارہ کبھی اس بات کو نہ دہرایا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمادیا۔

٣٧٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ» قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ

٣٧٩٨- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھیں آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔'' حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی ایسی قسم نہیں کھائی۔ نہ اپنے طور پر' نہ کسی سے نقل کرتے ہوئے۔

٣٧٩٧- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: لا تحلفوا بآبائكم، ح: ٦٦٤٧ تعليقًا، ومسلم، الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله، ح: ١٦٤٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٠٧.

٣٧٩٨- أخرجه البخاري، ح: ٦٦٤٧، ومسلم، ح: ١٦٤٦/ ٢ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٠٨.

ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا .

٣٧٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ حَرْبٍ - عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ». قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا .

٣٧٩٩- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھیں آباؤ اجداد کی قسمیں کھانے سے روکتا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے اس کے بعد کبھی آباؤ اجداد کی قسم نہیں کھائی۔ نہ اپنے طور پر' نہ کسی سے نقل کرتے ہوئے۔

(المعجم ٦) - اَلْحَلْفُ بِالْأُمَّهَاتِ (التحفة ٦)

باب:٦- ماؤں کی قسم کھانا (بھی ناجائز ہے)

٣٨٠٠- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا بِاللهِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ».

٣٨٠٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ تم آباؤ اجداد کی قسم کھاؤ' نہ ماؤں کی اور نہ بتوں کی' بلکہ صرف اللہ کی قسم کھاؤ اور صرف اسی وقت کھاؤ جب تم سچے ہو۔''

فوائد ومسائل: ① لفظ ''انداد'' استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد وہ چیزیں ہیں جنھیں لوگ معبود سمجھتے ہیں یا معبود جیسا سلوک کرتے ہیں' خواہ زندہ ہوں یا مردہ' جاندار ہوں یا بے جان۔ چونکہ اس وقت عام بتوں کی پوجا ہوتی تھی' اس لیے یہ معنی کیے گئے ہیں' نیز یاد رہنا چاہیے کہ بت دراصل کچھ نیک لوگوں کے مجسمے تھے ورنہ مشرک صرف پتھروں کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ ② اگرچہ ہر غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے مگر بتوں یا معروف معبودوں کی

٣٧٩٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٠٩.

٣٨٠٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب كراهية الحلف بالآباء، ح: ٣٢٤٨ عن عبيدالله ابن معاذ به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧١٠، وصححه ابن حبان، ح: ١١٧٦.

قسم کھانا تو شرک ہے' اس لیے کہ یہ مشرکین سے مشابہت ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی قسم کھانا بھی اس میں داخل ہے۔ ③ جھوٹی قسم کھانا حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں ذکر ہے۔

(المعجم ۷) - اَلْحَلْفُ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ (التحفة ۷)

باب: ۷- اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم (بھی سخت گناہ ہے)

۳۸۰۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ خَالِدٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ» قَالَ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ: «مُتَعَمِّدًا» وَقَالَ يَزِيدُ: «كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ».

۳۸۰۱- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جھوٹا ہونے کے باوجود عمداً اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ ایسے ہی ہوگا جیسے اس نے کہا۔ اور جس شخص نے کسی چیز سے خودکشی کر لی' اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں اسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دیتا رہے گا۔''

فوائد و مسائل: ① اس قسم کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کہے: اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میں یہودی یا عیسائی وغیرہ ہو جاؤں' حالانکہ اس نے وہ کام کیا ہے اور اسے یاد بھی ہے۔ یا اگر میں یہ کام کروں تو میں یہودی یا عیسائی' جب کہ اس کی نیت وہ کام کرنے کی ہے' صرف دھوکا دہی کے لیے قسم کھاتا ہے۔ ظاہر ہے اس شخص نے یہودی یا عیسائی ہونے کو پسند کیا ہے۔ گویا وہ یہودی یا عیسائی ہی ہے۔ ② ''عذاب دیتا رہے گا'' یعنی اس کی موت سے لے کر حشر تک۔ اس کے بعد اس کے مجموعی اعمال کی بنیاد پر اس کے جنت یا جہنم میں جانے کا فیصلہ ہوگا۔ یہ اس کی قسمت ہے۔

۳۸۰۲- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ

۳۸۰۲- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

۳۸۰۱ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في قاتل النفس، ح: ۱۳٦۳ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه ... الخ، ح: ۱۱۰/۱۷۷ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ٤۷۱۱.

۳۸۰۲ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤۷۱۲.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عَنْ يَحْيٰى، أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي الْآخِرَةِ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے جھوٹا ہونے کے باوجود کسی اور دین کی قسم کھائی تو وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا۔ اور جو شخص اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کر ڈالے اسے آخرت میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔“

فائدہ: انسان کا نفس اس کی ملکیت نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ اس میں ایسا تصرف جائز نہیں جو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف ہو جیسا کہ اپنے آپ کو قتل کرنا یا بھوکا پیاسا رکھنا وغیرہ۔

(المعجم ۸) - اَلْحَلْفُ بِالْبَرَاءَةِ مِنَ الْإِسْلَامِ (التحفة ۸)

باب:۸- اسلام سے بری ہونے کی قسم (قبیح ہے)

٣٨٠٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِّنَ الْإِسْلَامِ: فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا لَمْ يَعُدْ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا».

۳۸۰۳- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کہے: (اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو) میں اسلام سے لاتعلق ہوں۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو پھر وہ واقعتاً اسلام سے لاتعلق ہے۔ اور اگر وہ سچا ہے تو پھر بھی وہ صحیح سالم اسلام کی طرف نہیں لوٹے گا۔“

فائدہ: ”نہیں لوٹے گا۔“ یعنی وہ الفاظ کہنے کی بنا پر گناہ گار ہوگا اور اس کے ایمان میں کمی واقع ہوگی کیونکہ یہ انتہائی قبیح الفاظ ہیں۔ گویا اس نے اسلام کو معمولی چیز خیال کیا۔ سچا ہو تب بھی ایسے لاابالی پن کی کوئی گنجائش نہیں۔

(المعجم ۹) - اَلْحَلْفُ بِالْكَعْبَةِ (التحفة ۹)

باب:۹- کعبہ کی قسم (درست نہیں)

٣٨٠٣- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من حلف بملة غير الإسلام، ح: ٢١٠٠ من حديث الفضل بن موسٰى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٣، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٢٩٨، ووافقه الذهبي.

٣٨٠٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ قُتَيْلَةَ امْرَأَةٍ مِّنْ جُهَيْنَةَ: أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّكُمْ تُنَدِّدُونَ وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ: تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ، وَتَقُولُونَ: وَالْكَعْبَةِ! فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَّحْلِفُوا أَنْ يَّقُولُوا: وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! وَيَقُولُ أَحَدٌ: مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ شِئْتَ.

٣٨٠٤- جہینہ قبیلے کی ایک عورت حضرت قتیلہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی شخص نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: تم بھی شرک کرتے ہو اور غیر اللہ کو معبود بناتے ہو کیونکہ تم کہتے ہو: جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں۔ اور تم کعبہ کی قسم کھاتے ہو۔ تو نبیٔ اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب وہ قسم کھانے لگیں تو کہیں: رب کعبہ کی قسم! اور کہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے' پھر آپ چاہیں۔

فوائد ومسائل: ① کعبہ مخلوق ہے اور مخلوق کی قسم کھانا جائز نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی اور کی مشیت کو شریک کرنا بھی ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی جگہ صحیح الفاظ سکھلا دیے۔ کعبہ کی بجائے رب کعبہ کی قسم اور 'شِئْتَ' کی بجائے 'ثُمَّ شِئْتَ'، یعنی غیر اللہ کی مشیت کو اللہ تعالیٰ کی مشیت (مرضی) کے تابع اور اس سے مؤخر رکھا اور سمجھا جائے۔ ② حدیث سے پتا چلتا ہے کہ یہودیت اور عیسائیت میں بھی شرک ایک معروف جرم تھا اور وہ اس کے نقصانات سے واقف تھے مگر اس معرفت کے باوجود وہ اس میں واقع ہو گئے۔

(المعجم ١٠) - اَلْحَلْفُ بِالطَّوَاغِيْتِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- بتوں کے نام کی قسم کھانا (مشرکین سے مشابہت ہے)

٣٨٠٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا

٣٨٠٥- حضرت عبدالرحمن بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے آباؤ اجداد اور بتوں کی قسمیں نہ کھاؤ۔''

٣٨٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧١ من حديث معبد الجدلي القيسي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٤، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٩٧، ووافقه الذهبي. * عبدالله بن يسار هو الجهني الكوفي.

٣٨٠٥ـ أخرجه مسلم، الأيمان، باب من حلف باللات والعزى فليقل: "لا إله إلا الله"، ح: ١٦٤٨ من حديث هشام بن حسان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٥. * يزيد هو ابن هارون.

بِالطَّوَاغِيتِ».

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۸۰۰

(المعجم ١١) - اَلْحَلْفُ بِاللَّاتِ (التحفة ١١)

باب:۱۱-لات کی قسم کھانا

٣٨٠٦- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ: بِاللَّاتِ فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ».

۳۸۰۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص لات کی قسم کھائے' وہ کہے: لا إله إلا الله (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آ' میں تم سے جوا کھیلوں تو اسے صدقہ کرنا چاہیے۔''

فوائد ومسائل: ① ''لات'' ایک بت کا نام ہے جو صفا پہاڑی پر رکھا ہوا تھا۔ جو شخص جان بوجھ کر تعظیماً ''لات'' وغیرہ کی قسم کھاتا ہے وہ کافر ہے۔ اس کے کفر میں کسی کو اختلاف نہیں۔ وہ خارج از اسلام ہوگا۔ اسے تجدید ایمان کے لیے دوبارہ کلمۂ اسلام کا اقرار کرنا ہوگا۔ اور جو شخص جہالت (عدم علم) یا بھول کر قسم کھالے تو وہ لا إله إلا الله کہے۔ اس کلمے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے اس نقصان کی تلافی فرما دے گا۔ ② ''صدقہ کرنا چاہیے'' جوا قبیح چیز ہے جو انسان کو مادہ پرست' کنجوس' خودغرض اور پتھر دل بنا دیتا ہے' لہٰذا اس قبیح لفظ کا علاج صدقہ بتلایا گیا جو انسان کو اللہ پرست' سخی' ہمدرد اور نرم دل بناتا ہے۔ ③ صدقہ کتنا ہو؟ بعض کے نزدیک جو میسر ہو اور بعض کے نزدیک وہ رقم صدقہ کرے جس میں جوا کھیلنا چاہتا تھا۔ کم ہو یا زیادہ۔

(المعجم ١٢) - اَلْحَلْفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى (التحفة ١٢)

باب:۱۲-لات وعزیٰ کی قسم کھانا

٣٨٠٧- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۸۰۷- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

٣٨٠٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿أفرأيتم اللات والعزى﴾، ح: ٤٨٦٠، ومسلم، الأيمان، باب من حلف باللات والعزى فليقل: "لا إله إلا الله"، ح: ١٦٤٧ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٦.

٣٨٠٧ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب النهي أن يحلف بغير الله، ح: ٢٠٩٧ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٧، وانظر الحديث الآتي.

الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نَذْكُرُ بَعْضَ الْأَمْرِ وَأَنَا حَدِيثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَحَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَقَالَ لِي أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، اِئْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ، فَإِنَّا لَا نَرَاكَ إِلَّا قَدْ كَفَرْتَ، فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِي: «قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَاتْفُلْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَا تَعُدْ لَهُ».

نے فرمایا: ہم ایک دفعہ کسی معاملے میں بحث کر رہے تھے۔ میرا دور جاہلیت ابھی تازہ تھا۔ میں لات وعزیٰ کی قسم کھا بیٹھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کہنے لگے: تو نے بری بات کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ کو یہ بات بتاؤ۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ تو نے کلمۂ کفر کہا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو پوری بات بتائی۔ آپ نے مجھے فرمایا: ''تین دفعہ کہہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ اور تین دفعہ شیطان سے (بچنے کے لیے) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اور تین دفعہ اپنے بائیں طرف تھوک دے اور دوبارہ ایسی بات نہ کہنا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت سعد رضی اللہ عنہ بالکل ابتدائی دور کے مسلمان ہیں۔ سابقون اولون میں شامل ہیں۔ چند بزرگ ہی آپ سے قبل مسلمان ہوئے تھے۔ خود ان کے بیان کے مطابق وہ تیسرے نمبر پر مسلمان ہوئے۔ عشرۂ مبشرہ میں داخل ہیں۔ رضي الله عنه وأرضاه. ② عزیٰ بھی ایک بت تھا جس کی پوجا عام تھی۔ جاہلیت میں بتوں کی قسمیں کھانے کا رواج تھا۔ انھوں نے بھی بلا قصد عادتاً ایسی قسم کھا لی۔ (تفصیل سابقہ حدیث میں دیکھیے۔) ③ کسی شخص سے گناہ ہو جائے تو اس پر استغفار کرنا واجب ہے اور دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب بھی نہ کرے کیونکہ یہ توبہ کی شروط میں سے ہے۔

٣٨٠٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُصْعَبُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَقَالَ لِي أَصْحَابِي: بِئْسَ مَا قُلْتَ قُلْتَ هُجْرًا! فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ

٣٨٠٨- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں لات وعزیٰ کی قسم کھا بیٹھا تو مجھے میرے ساتھی کہنے لگے: تو نے بہت برا کلمہ کہا اور بہت قبیح بات کی ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات آپ سے ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ''تین دفعہ کہہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا

٣٨٠٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٧١٨، وصححه ابن حبان، ح: ١١٧٨، وانظر الحديث السابق.

ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَانْفُثْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا، وَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، ثُمَّ لَا تَعُدْ».

کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے۔ اسی کے لیے تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور تین دفعہ اپنے بائیں جانب تھوک دے اور شیطان سے بچاؤ کے لیے اللہ کی پناہ طلب کر اور پھر دوبارہ ایسی بات نہ کرنا۔''

فائدہ: گویا یہ شیطانی وسوسہ تھا جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے علاج تجویز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ اور شیطان سے نفرت کرتے ہوئے تھوک دے۔ اور زبان سے بھی أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھ۔

(المعجم ١٣) - إِبْرَارُ الْقَسَمِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- کسی کی قسم پوری کرنا (بھی ضروری ہے)

٣٨٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ: أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَرَدِّ السَّلَامِ.

۳۸۰۹- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا: جنازوں کے ساتھ جانا' مریض کی بیمار پرسی کرنا' چھینکنے والے کو دعا دینا' دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا' مظلوم کی مدد کرنا' قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا اور سلام کا جواب دینا۔

فائدہ: ''قسم پوری کرنا'' یعنی اگر کسی بھائی نے تیرے بارے میں کوئی قسم کھا لی ہے' مثلاً: ''اللہ کی قسم! تو میرے ساتھ چلے گا۔'' تو تجھے چاہیے کہ اس کے ساتھ چلے تاکہ اس کی قسم کو گزند نہ پہنچے بشرطیکہ اس کام میں گناہ یا ظلم نہ ہو۔ اگر گناہ ہے اور خوف وضرر کا اندیشہ ہے یا کسی پر ظلم ہوتا ہے تو پھر وہ کام نہیں کرنا چاہیے۔ وہ خود ہی کفارہ دے گا۔

٣٨٠٩- [صحيح] تقدم، ح: ١٩٤١ وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٩.

(المعجم ١٤) - مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا (التحفة ١٤)

باب:١٤- جوشخص ایک چیز پر قسم کھالے پھر وہ کوئی اور چیز بہتر سمجھے (تو کیا کرے؟)

٣٨١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ زَهْدَمٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَى الْأَرْضِ يَمِينٌ، أَحْلِفُ عَلَيْهَا، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُهُ».

٣٨١٠- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں اس زمین کی جس چیز پر بھی قسم کھالوں‘ پھر اس کے علاوہ کسی اور چیز کو بہتر دیکھوں تو میں وہ بہتر کام کروں گا۔“

فائدہ: زمین سے شاید اشارہ ہو کہ دنیوی چیزوں میں میرا یہ طریق کار ہے۔ باقی رہے دینی کام تو وہ سب کے سب بہتر ہوتے ہیں۔ انھیں چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دنیوی کاموں میں اگر کسی غیر بہتر چیز پر قسم کھائی گئی تو اسے چھوڑ کر بہتر کام کر لینا چاہیے‘ قسم کا کفارہ دے دیا جائے‘ البتہ اگر کسی جائز کام پر فریقین کے درمیان وعدہ یا معاہدہ طے پا گیا ہے اور آدمی نے اسے پورا کرنے کی قسم کھالی ہے مگر بعد میں وہ دیکھتا ہے کہ فائدہ یا نفع فریق ثانی کے حق میں جا رہا ہے‘ مجھے اس میں نقصان ہے‘ تو اس صورت میں وہ قسم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں فریق ثانی کا بھی حق ہے جو مجروح ہوتا ہے۔ گویا حدیث میں مذکور طریق کار ذاتی افعال میں ہوگا نہ کہ کسی دوسرے کے حق میں‘ ورنہ یہ خود غرضی ہوگی۔

(المعجم ١٥) - اَلْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ (التحفة ١٥)

باب:١٥- کفارہ قسم توڑنے سے پہلے بھی دیا جا سکتا ہے

٣٨١١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ

٣٨١١- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں کچھ اشعری افراد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم آپ سے

٣٨١٠ـ أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح:١٦٤٩/ ١٠ من حديث سليمان التيمي، والبخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين . . . الخ، ح:٣١٣٣ من حديث زهدم بن مضرب به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٢٠ . ✽ أبوالسليل هو ضريب بن نقير.

٣٨١١ـ أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب الاستثناء في الأيمان، ح:٦٧١٨، ومسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح:١٦٤٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٢١ . ✽ حماد هو ابن زيد.

رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي - يَعْنِي رَهْطٍ - مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: «وَاللهِ! لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ» ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللهُ، فَأُتِيَ بِإِبِلٍ، فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: لَا يُبَارِكُ اللهُ لَنَا، أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا، قَالَ أَبُو مُوسٰى: فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللهُ حَمَلَكُمْ، إِنِّي وَاللهِ! لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي، وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

(جہاد کے سلسلے میں) سواریاں مانگنے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں تمھیں سواریاں نہیں دوں گا اور نہ میرے پاس سواریاں ہیں۔“ پھر ہم ٹھہرے رہے جتنی دیر اللہ نے چاہا کہ (بعد میں) آپ کے پاس کچھ اونٹ لائے گئے۔ آپ نے ہمیں تین اونٹ دینے کا حکم دیا۔ جب ہم اونٹ لے کر چل پڑے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا: اللہ تعالیٰ ہمارے لیے ان اونٹوں میں برکت نہیں فرمائے گا کیونکہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سواریاں مانگنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ میں تمھیں سواریاں نہیں دوں گا۔ (اب شاید آپ قسم بھول گئے ہیں۔ یہ سوچ کر) ہم دوبارہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ساری بات ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمھیں سواریاں نہیں دیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں کسی چیز پر قسم کھالوں، پھر میں اس کی بجائے کوئی اور چیز بہتر سمجھوں تو میں قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور بہتر کام کر لیتا ہوں۔“

فوائد ومسائل: ① اشعر ایک قبیلہ تھا جس کی بنا پر حضرت ابوموسیٰ کو اشعری کہا جاتا تھا۔ جب یہ لوگ نبی ﷺ کے پاس پہنچے تھے تو اس وقت آپ کسی بنا پر غصے کی حالت میں تھے۔ ویسے آپ کے پاس اس وقت سواریاں تھی بھی نہیں۔ ② ”میں نے نہیں دیں“ یعنی اب اللہ تعالیٰ نے اونٹ بھیج دیے جو میں نے تم کو دے دیے۔ باقی رہی قسم تو اس کا جواب آگے ذکر ہے۔ ③ اس حدیث میں قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے کا ذکر ہے۔ جمہور اس کے قائل ہیں، البتہ احناف اسے درست نہیں سمجھتے کہ جب کفارہ کا سبب ہی واقع نہیں ہوا تو کفارہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ جب نیت قسم توڑنے کی ہوگئی تو بہتر ہے کہ کفارہ پہلے دے دیا جائے تاکہ کفارہ لازم ہی نہ آئے اگرچہ بعد میں کفارہ ادا کرنا بھی درست ہے۔

٣٨١٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

٣٨١٢- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم ؓ

٣٨١٢- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٢ من حديث عبيدالله به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢٣. ◀◀

حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی چیز پر قسم کھائے' پھر اس کی بجائے کوئی اور چیز بہتر سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور بہتر کام کر لے۔''

٣٨١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَىٰ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَنْظُرِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، فَلْيَأْتِهِ».

٣٨١٣- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کسی کام کی قسم کھائے' پھر کوئی اور کام اس سے بہتر سمجھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور جسے وہ بہتر سمجھ رہا ہے اس کام کو عمل میں لائے۔''

٣٨١٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ، ثُمَّ ائْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

٣٨١٤- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: ''جب تو کسی کام کی قسم کھائے (اور پھر کوئی اور کام بہتر سمجھے) تو (پہلے) اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور بہتر کام کر لے۔''

٣٨١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى

٣٨١٥- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول

◄◄ وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١١٨٠ وغيره.

٣٨١٣ـ أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ١٦٥٢ من حديث المعتمر بن سليمان، والبخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى: ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم﴾، ح: ٦٦٢٢ من حديث الحسن البصري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٢٤ .

٣٨١٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٢٥ .

٣٨١٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٢٦ .

الْقُطَعِيُّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا : حَدَّثَنَا - سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ وَائْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کسی کام کی قسم کھالے پھر تو کوئی اور کام زیادہ اچھا سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور جو کام زیادہ اچھا ہے وہ کر لے۔''

(المعجم ١٦) - اَلْكَفَّارَةُ بَعْدَ الْحِنْثِ (التحفة ١٦)

باب:١٦-قسم توڑنے کے بعد کفارہ دینے کا بیان

٣٨١٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِهِ».

٣٨١٦- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی چیز پر قسم کھا لے پھر کسی دوسری چیز کو اس سے بہتر خیال کرے تو بہتر چیز پر عمل کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔''

فائدہ: سابقہ احادیث میں کفارے کا ذکر قسم توڑنے سے پہلے تھا اور اس حدیث (اور آئندہ احادیث) میں قسم توڑنے کا ذکر پہلے ہے اور کفارے کا بعد میں۔ گویا دونوں جائز ہیں۔ کسی ایک کے ضروری ہونے کی صراحت نہیں۔ اگر کوئی ایک صورت ضروری ہوتی تو آپ صراحتاً اسے اختیار کرنے کی تلقین فرما دیتے، لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ بہرحال یہ مسلک جمہور اہل علم کا ہے اور یہی درست ہے۔ احادیث صحیحہ پر عمل کرنا قیاسات پر عمل کرنے سے کہیں بہتر ہے۔

٣٨١٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥٦، ٣٧٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢٧. * عبدالله بن عمرو مستور، والحديث الآتي شاهد له.

٣٨١٧- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيَدَعْ يَمِينَهُ وَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَلْيُكَفِّرْهَا».

٣٨١٧- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کوئی کام کرنے کی قسم کھائے' پھر کسی اور کام کو اس سے بہتر خیال کرے تو اپنی قسم کو چھوڑ دے اور وہ کام کرے جو بہتر ہو' البتہ کفارہ دے دے۔''

٣٨١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ: سَمِعْتُ تَمِيمَ بْنَ طَرَفَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَلْيَتْرُكْ يَمِينَهُ».

٣٨١٨- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کام کی قسم کھا لے' پھر کسی دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھے تو بہتر کام کر لے اور اپنی قسم چھوڑ دے۔''

٣٨١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزَّعْرَاءِ عَنْ عَمِّهِ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِي: أَتَيْتُهُ أَسْأَلُهُ فَلَا يُعْطِينِي وَلَا يَصِلُنِي، ثُمَّ يَحْتَاجُ

٣٨١٩- حضرت ابوالاحوص اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس جاتا ہوں اور اس سے کچھ مانگتا ہوں تو وہ مجھے نہیں دیتا اور مجھ سے صلہ رحمی نہیں کرتا' پھر کبھی وہ میرا محتاج ہو جاتا ہے اور میرے

٣٨١٧- أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها ... الخ، ح: ١٦٥١ من حديث عبدالعزيز به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢٨.

٣٨١٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢٩.

٣٨١٩- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من حلف على يمين فرأى غيرها خيرًا منها، ح: ٢١٠٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣٠، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٨٨٥ بتحقيقي.

إِلَيَّ فَيَأْتِينِي فَيَسْأَلُنِي، وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَّا أُعْطِيَهُ وَلَا أَصِلَهُ، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَأُكَفِّرَ عَنْ يَّمِينِي.

پاس آ کر مجھ سے مانگتا ہے جبکہ میں قسم کھا چکا ہوں کہ میں اسے نہیں دوں گا اور اس سے صلہ رحمی نہیں کروں گا۔ فرمائیے میں کیا کروں؟ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں وہ کام کروں جو بہتر ہے (یعنی اس سے صلہ رحمی کروں) اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں احسان کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ اگر کوئی کسی سے برائی کرے تو اسے چاہیے کہ وہ جواباً برائی کرنے والے کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ ② اگر کسی نے قطع رحمی کی قسم کھائی ہے تو وہ اس کا کفارہ دے گا اور صلہ رحمی کرے گا۔

٣٨٢٠- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَيُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا آلَيْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ».

٣٨٢٠- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تو کسی کام کی قسم کھا لے پھر کوئی اور کام اس سے بہتر سمجھے تو بہتر کام کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔''

٣٨٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ - يَعْنِي رَسُولَ اللهِ - ﷺ: «إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا، وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ».

٣٨٢١- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: ''جب تو کسی کام کو کرنے کی قسم کھا لے پھر تو اس کی بجائے کوئی اور کام اس سے بہتر سمجھے تو جو کام بہتر ہے وہ کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔''

٣٨٢٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ فِي

٣٨٢٢- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

٣٨٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣١.

٣٨٢١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣٢.

٣٨٢٢- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣٣.

حَدِيثِهِ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تو کوئی کام کرنے کی قسم کھا لے' پھر تو کوئی اور کام اس سے بہتر سمجھے تو جو بہتر ہے اسے عمل میں لے آ اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔''

(المعجم ١٧) - اَلْيَمِينُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ (التحفة ١٧)

باب:١٧- غیر مملوکہ چیز کے بارے میں قسم کھانا (غیر معتبر ہے)

٣٨٢٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ وَلَا يَمِينَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا فِي مَعْصِيَةٍ، وَلَا قَطِيعَةِ رَحِمٍ».

٣٨٢٣- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز ملکیت میں نہیں' اس میں نہ نذر مانی جا سکتی ہے' نہ قسم کھائی جا سکتی ہے۔ اور (اسی طرح اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی اور قطع رحمی کی نذر اور قسم بھی معتبر نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ان چیزوں میں نذر اور قسم نہیں ماننی چاہیے' منع ہے۔ اور اگر کوئی ان چیزوں کے بارے میں قسم کھا لے یا کوئی نذر مان لے تو وہ پوری نہیں کرنی چاہیے کیونکہ نذر یا قسم کے ساتھ ممنوع کام جائز نہیں ہو سکتا' البتہ ایسی قسم کے کفارے کے بارے میں اختلاف ہے۔ راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ یہ سزا ہے اس بات کی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا معظم و مقدس نام ایسی چیز میں کیوں استعمال کیا جو شرعاً ممنوع ہے۔ گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کی ہے' لہٰذا ان چیزوں میں نذر اور قسم کے معتبر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نذر اور قسم کے باوجود وہ کام جائز نہیں ہوگا بلکہ ایسی نذر یا قسم کو توڑنا واجب ہے۔ اور اس غلطی کا وہ کفارہ ادا کرے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ایسی نذر یا قسم منعقد ہی نہیں ہوتی' لہٰذا کفارے کی ضرورت نہیں مگر یہ بات کمزور معلوم ہوتی ہے۔ ② مباح چیزوں میں نذر ماننا جائز ہے' اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نذر ماننا جائز نہیں۔

٣٨٢٣_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان، باب اليمين في قطيعة الرحم، ح: ٣٢٧٤ من حديث عبيدالله بن الأخنس به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٣٤.

(المعجم ١٨) - مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنَى

(التحفة ١٨)

باب:١٨- جو شخص قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ پڑھ لے؟

٣٨٢٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنَى: فَإِنْ شَاءَ مَضَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حَنِثٍ».

٣٨٢٤- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دے' وہ چاہے تو قسم کو پورا کرے اور چاہے تو چھوڑ دے۔ اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① ان شاء اللہ کے معنی ہیں: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ ان لفظوں سے صاف ظاہر ہے کہ قسم کھانے والے نے حتمی قسم نہیں کھائی۔ گویا اگر یہ کام کر سکا تو کرے گا ورنہ سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا' لہٰذا یہ کام نہ ہو سکا۔ ظاہر ہے اس پر گناہ کیونکر آئے گا؟ البتہ وعدہ وغیرہ میں ان شاء اللہ کو وعدہ خلافی کے لیے بہانہ نہیں بنایا جا سکتا بلکہ صرف تبرکاً ہی پڑھنا چاہیے ورنہ وعدے کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔ ② ''ان شاء اللہ'' ان الفاظ کا ظاہراً کہنا مقصود ہے۔ اگر کوئی نیت میں ''ان شاء اللہ'' کہے گا تو اس کا اعتبار نہیں کیونکہ قسم کا انعقاد ظاہری الفاظ سے ہوتا ہے نیت سے نہیں۔

(المعجم ١٩) - اَلنِّيَّةُ فِي الْيَمِينِ

(التحفة ١٩)

باب:١٩- قسم میں نیت کا اعتبار کیا جائے گا

٣٨٢٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِيءٍ مَّا نَوَى،

٣٨٢٥- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی' چنانچہ جس شخص کی (نیت) ہجرت (کرتے وقت) اللہ اور اس کے رسول (کی رضامندی اور حکم کی تعمیل) کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے

٣٨٢٤- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح: ١٥٣١ من حديث عبدالوارث بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣٥، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان. * أيوب تابعه كثير بن فرقد كما سيأتي، ح: ٣٨٥٩.

٣٨٢٥- [صحيح] تقدم، ح: ٧٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣٦.

فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

لیے ہی سمجھی جائے گی لیکن جس شخص کی ہجرت (کا مقصود) دنیا کا حصول اور کسی عورت سے نکاح وغیرہ تھا تو اس کی ہجرت انھی چیزوں کے لیے سمجھی جائے گی جو اس کا مقصود تھیں۔"

فائدہ: یہ اصولی اور جامع حدیث ہے جس کا تعلق شرعی امور سے بھی ہے اور دنیوی امور سے بھی۔ اگر شرعی امور سے اس کا تعلق ہو تو اس کے شرعی معنی مراد ہوں گے، یعنی خلوص لوجہ اللہ۔ اور اگر اس کا تعلق امور دنیا سے ہو تو اس کے لغوی معنی مراد ہوں گے، یعنی قصد وارادہ۔ قسم بھی دنیوی امور سے ہے، لہٰذا جس نیت سے قسم کھائی جائے گی، وہی نیت معتبر ہوگی۔ یا قسم کا مفہوم وہی معتبر ہوگا جو قسم کھانے والے کا مقصود تھا۔ (یہ حدیث اور اس کی تفصیلی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۷۵)

(المعجم ۲۰) - تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کر لے تو (قسم والا کفارہ دینا ہوگا)

۳۸۲٦- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ! أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ» فَنَزَلَتْ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾ إِلَى

۳۸۲٦- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ (اپنی ایک بیوی) حضرت زینب بنت جحش ؓ کے ہاں زیادہ دیر ٹھہرتے تھے کیونکہ آپ وہاں سے شہد پیتے تھے۔ میں نے اور حفصہ نے آپس میں اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس نبی اکرم ﷺ تشریف لائیں تو وہ کہے: بلاشبہ میں آپ سے مغافیر کی بو محسوس کر رہی ہوں۔ آپ نے مغافیر (گوند) کھائی ہے؟ آپ ہم میں سے کسی ایک کے ہاں تشریف لائے تو اس نے یہ لفظ کہہ دیے۔ آپ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے۔ دوبارہ ہرگز نہیں پیوں گا۔" تو پھر یہ آیات اتریں: ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ "اے نبی! آپ اس

۳۸۲٦- [صحيح] تقدم، ح: ۳٤٥۰، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٣٧.

﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ﴾ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ ٱلنَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا﴾ لِقَوْلِهِ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا».

چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال قرار دیا ہے؟'' آگے حضرت عائشہ اور حفصہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور (اپنی غلطی سے) توبہ کرو (تو تمھیں لائق ہے)۔'' ﴿وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا﴾ ''جب نبیٔ اکرم (ﷺ) نے اپنی ایک بیوی سے راز کی بات کہی'' اس میں اشارہ ہے آپ کے فرمان کی طرف کہ ''میں نے تو شہد پیا ہے (آئندہ نہیں پیوں گا)۔''

فائدہ: کسی حلال چیز کو اپنے لیے حرام قرار دے لینا' نذر اور قسم کی طرح ہے۔ حلال کو حرام کرنا بھی صحیح نہیں' لہٰذا اس چیز کو استعمال کرنا ہوگا اور کفارہ دینا ہوگا۔ اگرچہ ظاہراً قسم یا نذر کے الفاظ نہ ہوں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٤١٠)

(المعجم ٢١) - إِذَا حَلَفَ أَنْ لَّا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ خُبْزًا بِخَلٍّ (التحفة ٢١)

باب: ٢١- جب کوئی شخص قسم کھائے کہ سالن استعمال نہیں کرے گا' پھر سرکے کے ساتھ روٹی کھا لے تو؟

٣٨٢٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْتَهُ فَإِذَا فِلَقٌ وَخَلٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلْ، فَنِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

٣٨٢٧- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کے کسی گھر میں داخل ہوا تو آپ کو روٹی کے ٹکڑے اور سرکہ پیش کیے گئے۔ آپ نے مجھے فرمایا: ''کھاؤ' سرکہ بہترین سالن ہے۔''

فائدہ: سالن کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ جس چیز سے بھی روٹی تر ہو جائے یا گلے سے بآسانی گزر جائے' خواہ وہ شوربہ اور مائع کی شکل میں ہو یا جامد شکل میں جیسا کہ گوشت' انڈا وغیرہ' اسے سالن ہی کہیں گے۔ سرکہ بھی

٣٨٢٧- أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح: ٢٠٥٢/١٦٧ من حديث المثنى بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٣٨.

روٹی کو تر کر کے اپنے ذائقے کی مدد سے گلے سے گزرنے میں مدد دیتا ہے بلکہ ہضم میں بھی مد ہے۔یہی سالن کے اوصاف ہیں' لہٰذا سرکہ بھی سالن ہے۔سالن استعمال نہ کرنے کی قسم کھانے والا سرکہ استعمال کرے تو اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ اس کی قسم ٹوٹ گئی۔

(المعجم ۲۲) - فِي الْحَلِفِ وَالْكَذِبِ لِمَنْ لَّمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِينَ بِقَلْبِهِ (التحفة ۲۲)

باب:۲۲-دلی قصد وارادے کے بغیر قسم یا جھوٹ کے الفاظ زبان سے نکل جائیں تو؟

۳۸۲۸- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَبِيعُ، فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنَ اسْمِنَا فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحِلْفُ وَالْكَذِبُ، فَشُوبُوا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ».

۳۸۲۸-حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں (تاجروں کو) دلال کہا جاتا تھا۔رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (بازار میں) تشریف لائے۔ہم خرید وفروخت کر رہے تھے۔آپ نے ہمارے نام سے بہتر نام ہمارے لیے مقرر فرمایا۔آپ نے فرمایا: ”اے تاجروں کی جماعت! بیچتے وقت (بسااوقات بلاقصد) قسم اور جھوٹ صادر ہو جاتے ہیں' لہٰذا تم فروخت کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی کیا کرو۔“

فوائد ومسائل: ① سَمَاسِرَہ، سِمْسَارٌ کی جمع ہے۔یہ عجمی لفظ ہے۔اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی چیزیں اجرت لے کر بیچتے ہیں۔عجمی لوگ تجارت کا کام زیادہ کرتے تھے' لہٰذا یہ لفظ سب تاجروں کے لیے استعمال ہونے لگا۔آپ نے اس لفظ کو پسند نہیں فرمایا اور اسے تجار سے بدل دیا۔② اس حدیث کا یہ مقصود نہیں کہ تاجر لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر اور جھوٹ بول کر تجارت کرتے رہیں اور بعد میں کچھ صدقہ کر دیا کریں۔اللہ اللہ خیر سلا' بلکہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس حدیث کا مفہوم متعین فرمایا کہ یہاں قسم اور جھوٹ سے مراد بلا ارادہ قسم اور جھوٹ کے الفاظ صادر ہونا ہے' جن کا متکلم کو احساس بھی نہیں ہوتا۔چونکہ اس بات کا تجارت میں زیادہ امکان ہے' اس لیے صدقے کا حکم دیا ورنہ جھوٹی قسم کے ذریعے سے سامان بیچنا بہت بڑا گناہ ہے جو حقوق العباد کی ذیل میں آتا ہے۔صدقہ بھی اسے نہیں مٹا سکتا لیکن عموماً صدقہ کرتے رہنا چاہیے کیونکہ صدقہ گناہوں کو مٹاتا

۳۸۲۸۔[صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو، ح:۳۳۲۷ من حديث سفيان ابن عيينة عن عبدالملك بن أعين وغيره به، وقال الترمذي، ح:۱۲۰۸ "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٣٩، وصححه ابن الجارود، ح:٥٥٧، والحاكم: ٢/ ٥، ووافقه الذهبي.

ہے۔③ مخاطب کو اچھے نام سے پکارنا مستحب ہے۔

٣٨٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَعَاصِمٍ وَجَامِعٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا نَبِيعُ بِالْبَقِيعِ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَكُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ»! فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنَ اسْمِنَا ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحِلْفُ وَالْكَذِبُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

٣٨٢٩- حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم بقیع کے بازار میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمیں اس وقت سمسار (دلال) کہا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت!'' تو آپ نے ہمارے سابقہ نام سے بہتر نام رکھا۔ پھر فرمایا: ''خرید وفروخت کرتے وقت (بلاقصد) قسم اور جھوٹ صادر ہو جاتے ہیں لہٰذا ساتھ ساتھ صدقہ بھی کیا کرو۔''

(المعجم ٢٣) - فِي اللَّغْوِ وَالْكَذِبِ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- فضول باتوں اور (بلاقصد) جھوٹ کا حل؟

٣٨٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ فَقَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ فِي السُّوقِ فَقَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ السُّوقَ يُخَالِطُهَا اللَّغْوُ وَالْكَذِبُ، فَشُوبُوهَا بِالصَّدَقَةِ».

٣٨٣٠- حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم بازار میں (تجارت کررہے) تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اس بازار میں فضول باتوں اور جھوٹ کی آمیزش ہوتی رہتی ہے لہٰذا صدقہ کرتے رہو۔''

٣٨٣١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ قُدَامَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ نَبِيعُ الْأَوْسَاقَ

٣٨٣١- حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم مدینہ منورہ میں غلے کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو سمسار کہا کرتے تھے۔ لوگ بھی ہمیں یہی کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک

٣٨٢٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٠.
٣٨٣٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤١.
٣٨٣١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٢.

وَنَبْتَاعُهَا، وَكُنَّا نُسَمِّي أَنْفُسَنَا السَّمَاسِرَةَ وَيُسَمِّينَا النَّاسُ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنَ الَّذِي سَمَّيْنَا أَنْفُسَنَا وَسَمَّانَا النَّاسُ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّهُ يَشْهَدُ بَيْعَكُمُ الْحِلْفُ وَالْكَذِبُ، فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

دن ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ہمیں ہمارے اور لوگوں کے رکھے ہوئے نام سے بہترین نام دیا۔ آپ نے فرمایا: ”اے تاجروں کی جماعت! تمھارے سودوں میں (بلاقصد و ارادہ) جھوٹ اور قسموں کی ملاوٹ ہوتی رہتی ہے لہٰذا تم اپنے سودوں کے ساتھ ساتھ صدقے کی بھی ملاوٹ کیا کرو۔“

فائدہ: امام صاحب رحمہ اللہ نے اس باب سے اشارہ فرمایا کہ تجارت کے علاوہ بھی جس کام (مثلاً: کھیل وغیرہ) میں لغو شور وغل بلاوجہ قسموں وغیرہ کا امکان ہو تو وہاں بھی صدقہ ہونا چاہیے۔ اسی طرح جس شخص سے بلاقصد قسم صادر ہو جاتی ہو یا اسے فالتو اور لایعنی گفتگو کی عادت ہو اسے بھی صدقہ کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ٢٤) - اَلنَّهْيُ عَنِ النَّذْرِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-نذر ماننے کی ممانعت کا بیان

٣٨٣٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: «إِنَّهُ لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ، إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ».

۳۸۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا ہے اور فرمایا: ”اس کا کوئی فائدہ نہیں، البتہ اس کے ساتھ بخیل آدمی سے کچھ مال نکل آتا ہے۔“

فائدہ: جائز نذر ماننا گناہ اور معصیت تو نہیں مگر مستحسن چیز بھی نہیں کیونکہ اس میں صدقے اور نیکی کو مشروط کیا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر میں صحت یاب ہو گیا تو پھر نیکی یا صدقہ کروں گا۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ سے شرطیں لگانا اچھی بات نہیں لیکن نفل نیکی یا صدقے کے لیے شرط لگانا منع بھی نہیں، لہٰذا اسے مستحسن قرار نہیں دیا گیا مگر پورا کرنا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ نذر کی بجائے صحیح طریقہ یہ ہے کہ از خود بغیر کسی شرط کے صدقہ یا نیکی کر کے اپنی حاجت کے لیے دعا مانگے کیونکہ دعا تو تقدیر کو بھی بدل سکتی ہے مگر نذر سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ سخی آدمی صدقہ کرنے میں جلدی کرتا ہے اور بغیر عوض کے صدقہ کرتا ہے جبکہ بخیل شخص ویسے صدقہ نہیں کرتا

٣٨٣٢ـ أخرجه مسلم، النذر، باب النهي عن النذر، وأنه لا يرد شيئًا، ح:١٦٣٩ من حديث شعبة، والبخاري، القدر، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر، ح:٦٦٠٨ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٤٣.

بلکہ کسی چیز کے عوض میں صدقہ کرتا ہے اس لیے نذر مان کر اسے چاروناچار صدقہ کرنا پڑتا ہے۔ اشارتاً معلوم ہوا نذر ماننا کنجوس اور بخیل شخص کا کام ہے۔ ظاہر ہے یہ کوئی اچھی مثال نہیں۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ نذر ماننے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے بعد میں پوری نہ ہو سکے۔ گویا دراصل یہ نذر پوری کرنے کی تاکید ہے۔ والله أعلم.

٣٨٣٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: «إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيحِ».

٣٨٣٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا: ”نذر کسی تقدیر کو رد نہیں کرتی البتہ اس طریقے سے کنجوس آدمی سے کچھ نہ کچھ مال نکالا جاتا ہے۔“

(المعجم ٢٥) - اَلنَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهُ (التحفة ٢٥)

باب: ٢٥- نذر کسی چیز کو آگے پیچھے نہیں کرتی

٣٨٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلنَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهُ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيحِ».

٣٨٣٤- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نذر کسی چیز کو آگے پیچھے نہیں کرتی البتہ یہ ایسی چیز ہے جس کے ساتھ کنجوس آدمی سے کچھ نہ کچھ مال نکالا جاتا ہے۔“

٣٨٣٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

٣٨٣٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣٨٣٣_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٤.

٣٨٣٤_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٥.

٣٨٣٥_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٢ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٦، وأخرجه البخاري، الأيمان، باب الوفاء بالنذر، وقول الله تعالى: ﴿يوفون بالنذر﴾، ح: ٦٦٩٤ من حديث أبي الزناد به، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ١٦٤٠/ ٧.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَأْتِي النَّذْرُ عَلَى ابْنِ آدَمَ شَيْئًا لَمْ أُقَدِّرْهُ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ، أُسْتُخْرِجَ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) نذر انسان کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں لاتی جو میں نے اس کے لیے مقدر نہ کی ہو' البتہ اس کے ذریعے سے بخیل شخص سے کچھ مال نکالا جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① عام لوگوں کا ذہن یہ ہے کہ نذر ماننے سے شاید تقدیر یا مصیبت ٹل جاتی ہے' حالانکہ نذر سے کچھ بھی نہیں ہوتا' نہ یہ شرعاً مستحسن ہے۔ اس کی بجائے صدقہ مصیبت کو رد کرتا ہے اور دعا بھی تقدیر کو ٹال سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دعا کی برکت سے اپنا کوئی فیصلہ بدل سکتے ہیں۔ اسے کوئی روک سکتا ہے' نہ مجبور کر سکتا ہے اور نہ کوئی اس سے پوچھ ہی سکتا ہے۔ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ﴾ (الأنبياء ٢١:٢٣) وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔ لہٰذا نذر کی بجائے صدقے' نیکی اور دعا کی طرف رغبت کرنی چاہیے۔ ② یہ حدیث' احادیث قدسیہ میں شمار کی گئی ہے۔

(المعجم ٢٦) - اَلنَّذْرُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- نذر کے ذریعے سے کنجوس شخص سے مال نکالا جاتا ہے

٣٨٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْذِرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ [بِهِ] مِنَ الْبَخِيلِ».

٣٨٣٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نذر نہ مانا کرو کیونکہ نذر تقدیر کو رد نہیں کر سکتی۔ اس کے ساتھ تو بخیل سے کچھ مال نکالا جاتا ہے۔''

(المعجم ٢٧) - اَلنَّذْرُ فِي الطَّاعَةِ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- اطاعت اور نیکی کی نذر (پوری کرنے) کا بیان

٣٨٣٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

٣٨٣٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

٣٨٣٦ـ أخرجه مسلم، النذر، باب النهي عن النذر وأنه لا يرد شيئًا، ح: ١٦٤٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٧.

٣٨٣٧ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة ﴿وما أنفقتم من نفقة أو نذرتم من نذر﴾، ح: ٦٦٩٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٧٦، والكبرٰى، ح: ٤٧٤٨.

طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَّذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَّذَرَ أَنْ يَّعْصِيَ اللهَ فَلَا يَعْصِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی اطاعت کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔''

فائدہ: نیکی چونکہ مطلوب ہے' لہٰذا وہ جس طور پر بھی ممکن ہو کرنی چاہیے۔ اگرچہ نذر ماننا اتنا اچھا کام نہیں مگر نیکی چونکہ اچھا کام ہے' اس لیے وہ لازماً کی جائے۔ نیکی تو نذر کے بغیر بھی کرنی چاہیے۔ نذر کے ساتھ مزید مؤکد ہو گئی ہے۔

(المعجم ٢٨) - اَلنَّذْرُ فِي الْمَعْصِيَةِ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- نافرمانی کی نذر (پوری نہ کرنے) کا بیان

٣٨٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نَّذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَّذَرَ أَنْ يَّعْصِيَ اللهَ فَلَا يَعْصِهِ».

٣٨٣٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے وہ اطاعت کرے' اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ ہرگز نافرمانی نہ کرے۔''

فائدہ: نافرمانی ہر حال میں بہت بری ہے اور نذر مان کر نافرمانی کرنا مزید قبیح ہے۔ نذر ماننے سے کوئی برائی نیکی نہیں بن سکتی' لہٰذا نذر کے بہانے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ مزید گناہ ہوگا' اس لیے نافرمانی کی نذر پوری نہ کی جائے بلکہ اس کا کفارہ دے دیا جائے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٨٢٣)

٣٨٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٣٨٣٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ

٣٨٣٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٩.

٣٨٣٩- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٠. وقال النسائي: "طلحة ثقة ثقة ثقة".

يَقُولُ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ فَلَا يَعْصِهِ».

کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اس کی نافرمانی (بالکل) نہ کرے۔"

(المعجم ٢٩) - اَلْوَفَاءُ بِالنَّذْرِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-نذر پوری کرنے کا بیان

٣٨٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يَذْكُرُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»، فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ مَرَّتَيْنِ بَعْدَهُ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ ذَكَرَ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُوفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ.

۳۸۴۰- حضرت عمران بن حصین ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین لوگ میرے دور کے ہیں' پھر جو لوگ ان کے بعد آئیں گے اور پھر جو ان کے بعد آئیں گے اور پھر جو ان کے بعد آئیں گے۔" (راوئ حدیث نے کہا:) مجھے یاد نہیں کہ آپ نے یہ لفظ دو دفعہ فرمائے یا تین دفعہ۔ پھر آپ نے ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا جو خیانت کریں گے حتی کہ ان کے پاس امانت نہیں رکھی جائے گی۔ گواہیاں دیں گے جبکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ نذریں مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ أَبُو جَمْرَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ نصر بن عمران کی کنیت ابو جمرہ ہے (ابوحمزہ نہیں)۔

فوائد ومسائل: ① "میرے دور کے" یعنی صحابۂ کرام ؓ امت میں سب سے افضل ہیں اور یہ بات متفق علیہ ہے کیونکہ انھیں براہ راست نبوی فیضان حاصل ہوا ہے۔ "ان کے بعد" سے مراد تابعین اور "ان کے بعد" سے مراد تبع تابعین ہیں۔ یہ لفظ دو دفعہ ہی صحیح ہے۔ تین دفعہ صحیح نہیں کیونکہ یہ تین دور ہی مشہود بالخیر ہیں۔ ویسے بھی راوی کو تیسری دفعہ کے بارے میں شک ہے۔ اس لحاظ سے بھی وہ صحیح نہیں۔ اگر بالفرض تین دفعہ یہ لفظ ہوں تو آپ کے دور سے مراد صرف آپ کی حیات طیبہ تک کا دور ہوگا اور "ان کے بعد" سے مراد صحابہ ہوں گے جو آپ کے بعد زندہ رہے۔ صحابہ ؓ کا دور ۱۱۰ھ تک رہا ہے۔ دوسرے دور سے مراد تابعین اور تیسرے

٣٨٤٠ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب: لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، ح: ٢٦٥١، ومسلم، فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ح: ٢٥٣٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥١.

سے مراد تبع تابعین ہوں گے۔ واللہ أعلم. ② ''گواہیاں دیں گے'' یعنی جھوٹی' تبھی تو ان سے گواہی نہیں لی جائے گی اور اگر زبردستی دیں گے تو مانی نہیں جائے گی۔ ③ ''موٹاپا عام ہو جائے گا'' یعنی اکثر لوگ موٹے ہوں گے اور موٹا ہونے کو پسند کریں گے بلکہ موٹا ہونے کی کوشش کریں گے' یعنی عیش پرست ہوں گے۔ سہل پسند ہوں گے۔ کھانے پینے اور سونے پر خوب زور دیں گے۔ پست ہمت ہوں گے۔ غرض ناکارہ بن جائیں گے کیونکہ موٹاپے کو یہ سب چیزیں لازم ہیں۔ آپ کا مقصود بھی یہی چیزیں بتانا ہے نہ کہ صرف موٹاپا۔ واللہ أعلم.
④ ''ابوجمرہ ہے'' امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ وضاحت اس لیے پیش کی تاکہ التباس کا خطرہ دور ہو جائے کیونکہ امام شعبہ رحمہ اللہ سات ایسے آدمیوں سے روایت کرتے ہیں جن کی کنیت ابوحمزہ ہے اور ایک ایسے آدمی سے بھی روایت کرتے ہیں جن کی کنیت ابوجمرہ ہے' اس سند میں یہی آدمی ہے' اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ نے وضاحت فرما دی کہ یہ ان آدمیوں سے الگ شخص ہے جن کی کنیت ابوحمزہ ہے۔ اس کی کنیت ابوجمرہ ہے اور نام نصر بن عمران ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٠) - اَلنَّذْرُ فِيمَا لَا يُرَادُ بِهِ وَجْهُ اللهِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- جس نذر سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہ ہو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے

٣٨٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَقُودُ رَجُلًا فِي قَرَنٍ، فَتَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَطَعَهُ قَالَ: إِنَّهُ نَذْرٌ.

۳۸۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک دوسرے آدمی کو رسی باندھ کر کھینچ رہا تھا۔ آپ نے وہ رسی پکڑ کر کاٹ دی۔ وہ کہنے لگا: میں نے یہ نذر مانی تھی۔

فائدہ: ایسے کام کی نذر پوری کرنا ضروری ہے جو نیکی اور تقرب والا ہو۔ اس قسم کی فضول نذر جس سے سوائے مشقت اور ذلت کے کچھ حاصل نہ ہو' نہ نذر ماننے والے کو کوئی فائدہ ہو اور نہ کسی دوسرے کو' یہ لایعنی نذر ہے۔ اسے پورا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بے فائدہ ہے۔

٣٨٤٢- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۳۸۴۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٣٨٤١- [صحيح] تقدم، ح: ٢٩٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٢.
٣٨٤٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٩٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٣.

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ، أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ - يَعْنِي بِرَجُلٍ - وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ يَقُودُهُ إِنْسَانٌ بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ، أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَإِنْسَانٌ قَدْ رَبَطَ يَدَهُ بِإِنْسَانٍ آخَرَ بِسَيْرٍ لَهُ أَوْ خَيْطٍ أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرَ ذٰلِكَ، فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: «قُدْهُ بِيَدِكَ».

کہ نبیٔ اکرم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ اسے ایک اور انسان اس کی ناک میں نکیل ڈال کر کھینچ رہا تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اسے کاٹ دیا اور اسے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے چلا۔ اس روایت میں یہ لفظ بھی آتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ طواف کے دوران میں ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے اپنا ہاتھ کسی دوسرے آدمی کے ساتھ رسی یا دھاگے وغیرہ کے ساتھ باندھ رکھا تھا' چنانچہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس رسی کو کاٹ دیا اور فرمایا: ''اسے ہاتھ پکڑ کر چلا۔''

فائدہ: گلے' ناک یا ہاتھ کو رسی باندھ کر آدمی کو کھینچنا جانوروں کے ساتھ تشبیہ ہے۔ ان کے عاقل نہ ہونے کی وجہ سے ان کے گلے یا ناک وغیرہ میں رسی ڈالنی پڑتی ہے تاکہ انھیں قابو کیا جا سکے' جبکہ انسان عاقل ہے۔ اسے زبان یا زیادہ سے زیادہ ہاتھ سے سمجھایا جا سکتا ہے' لہٰذا رسی یا نکیل کی ضرورت نہیں بلکہ یہ جانوروں کے ساتھ مشابہت ہے اور انسانیت کی توہین ہے جسے دینِ فطرت کے آخری نبی کیسے گوارا فرما سکتے تھے؟ فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي وَ أَبِي وَ أُمِّي ﷺ. دورِ جاہلیت میں لوگ ایسی نذریں مان لیا کرتے تھے جن سے سوائے مشقت' تکلیف یا ذلت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ شریعتِ اسلامیہ نے ایسی تمام نذروں کو کالعدم قرار دیا' یعنی نہ وہ مانی جائیں گی اور نہ ان پر عمل کیا جائے گا' البتہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

(المعجم ٣١) - اَلنَّذْرُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ (التحفة ٣١)

باب: ٣١- غیر مملوکہ چیز میں نذر ماننا (غیر معتبر ہے)

٣٨٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ

٣٨٤٣- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

٣٨٤٣_ أخرجه مسلم، النذر، باب: لا وفاء لنذر في معصية الله، ولا فيما لا يملك العبد، ح: ١٦٤١ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٥٤.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

اور انسان کی غیر مملوکہ چیز میں نذر ماننا غیر معتبر ہے۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۸۲۳.

٣٨٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ».

۳۸۴۴- حضرت ثابت بن ضحاک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم کھائے اور ہو بھی جھوٹا تو وہ اسی طرح ہوگا جس طرح اس نے (اپنے آپ کو) کہا۔ اور جو شخص دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کرے قیامت کے دن اسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ اور کسی شخص کے لیے اس نذر کو پورا کرنا جائز نہیں جو اس نے اپنی غیر مملوکہ چیز کے بارے میں مانی ہو۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۸۰۱.

(المعجم ٣٢) - مَنْ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- جو شخص بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانے تو (اس کا حکم)؟

٣٨٤٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ

۳۸۴۵- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ میری بہن نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی' پھر اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے استفسار کروں' چنانچہ میں نے اس کے لیے

٣٨٤٤- أخرجه البخاري، الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ح: ٦٠٤٧، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه ... الخ، ح: ١١٠ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٥٥.

٣٨٤٥- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب من نذر المشي إلى الكعبة، ح: ١٨٦٦، ومسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٤/ ١٢ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٥٦.

عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ».

نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو۔''

فوائد ومسائل: ① پیدل جانے کا کوئی فائدہ تو نہیں مگر یہ منع بھی نہیں اور پیدل جانا ممکن بھی ہے' لہٰذا یہ نذر پوری کرنی چاہیے ورنہ کفارہ ادا کرے۔ اس روایت میں کفارے کا ذکر نہیں مگر بعض دیگر روایات سے کفارے کا اثبات ہوتا ہے' مثلاً: روایت: ۳۸۴۶۔ ② ''پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو'' ایک مفہوم تو یہ ہے کہ وہ پیدل چلے جہاں تک چل سکے۔ جب عاجز آ جائے تو سوار ہو جائے۔ اور ممکن ہے آپ کا مقصود یہ ہو کہ چاہے پیدل چلے' چاہے سوار ہو' البتہ سواری کی صورت میں کفارہ دینا ہوگا۔ گویا ایسی نذر بے فائدہ ہونے کی وجہ سے پوری کرنا ضروری نہیں' کفارہ دے سکتا ہے۔ پہلے معنی کی رو سے اسے طاقت کی حد تک چلنا ضروری ہے۔ واللہ أعلم. ③ ایسی نذر کی صورت میں کہاں سے پیدل چلے؟ بعض فقہاء کے نزدیک گھر ہی سے پیدل چلے اور بعض کے نزدیک میقات سے احرام باندھنے کے بعد۔ پہلے معنی متبادر ہیں مگر بسا اوقات یہ ممکن نہیں' مثلاً: پاکستان والوں کے لیے۔

(المعجم ٣٣) - إِذَا حَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لِتَمْشِيَ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- جب کوئی عورت ننگے پاؤں اور ننگے سر چلنے کی قسم کھا لے تو؟

٣٨٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ - وَقَالَ عَمْرٌو: إِنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زَحْرٍ أَخْبَرَهُ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عُقْبَةَ ابْنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ

۳۸۴۶- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنی ایک بہن کے بارے میں پوچھا جس نے نذر مانی تھی کہ وہ ننگے پاؤں' ننگے سر اور پیدل جائے گی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ سر ڈھانپے اور سوار ہو جائے اور تین دن کے روزے رکھ لے۔''

٣٨٤٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأيمان، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ٣٢٩٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان عن يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٥٧، وقال الترمذي، ح: ١٥٤٤ "حسن". * عبيدالله بن زحر ضعيف، ضعفه الجمهور، وله متابعة ضعيفة عند أحمد: ٤/ ١٤٧.

أُختٍ لَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مُرْهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ».

(المعجم ٣٤) - مَنْ نَّذَرَ أَنْ يَّصُومَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَّصُومَ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- جو روزے رکھنے کی نذر مانے مگر روزے رکھنے سے پہلے فوت ہو جائے تو؟

٣٨٤٧- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَكِبَتِ امْرَأَةٌ الْبَحْرَ فَنَذَرَتْ أَنْ تَصُومَ شَهْرًا، فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَصُومَ فَأَتَتْ أُخْتُهَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَصُومَ عَنْهَا.

۳۸۴۷- حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک عورت سمندری سفر پر گئی۔ اس نے نذر مانی کہ (صحیح سلامت واپسی کی صورت میں) وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ لیکن وہ روزے رکھنے سے قبل ہی فوت ہوگئی۔ اس کی بہن نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ صورت حال آپ سے ذکر کی تو آپ نے حکم دیا کہ تو اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔

فائدہ: معلوم ہوا میت کے ذمے نذر کے (یا فرضی) روزے ہوں تو اس کے لواحقین اس کی طرف سے روزے رکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ میت کو روزے رکھنے کا موقع ملا ہو لیکن وہ رکھ نہ سکا ہو۔ احناف کے نزدیک میت کی طرف سے روزے نہیں رکھے جا سکتے بلکہ روزوں کا فدیہ دیا جائے گا۔ مگر یہ اس صریح روایت کی خلاف ورزی ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی طرف سے روزے رکھنا فرض نہیں' فدیہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٥) - مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ (التحفة ٣٥)

باب:۳۵- جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے نذر باقی ہو تو؟

٣٨٤٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ

۳۸۴۸- حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت ہے

٣٨٤٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/٣٣٨ عن محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٥٤، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٣٠٨ من حديث سعيد بن جبير به.

٣٨٤٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٨٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٩.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ [سُفيَانَ]، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جوان کی والدہ کے ذمے تھی لیکن وہ اس کی ادائیگی سے پہلے فوت ہوگئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تم اس کی طرف سے ادا کردو۔''

فائدہ: کسی روایت میں صراحت نہیں کہ وہ نذر کیا تھی؟ بعض حضرات نے ایک روایت سے استنباط کیا ہے کہ وہ نذر غلام آزاد کرنے کی تھی مگر اس روایت میں بھی صراحت نہیں کہ نذر آزاد کرنے کی تھی۔ اس میں صرف غلام آزاد کرنے کا ذکر ہے۔ ممکن ہے وہ غلام نذر کے کفارے میں آزاد کیا گیا ہو نہ کہ بطور نذر۔ بعض نے روزے کہا ہے۔ واللہ أعلم. بہر صورت اگر میت نذر پوری کرنے کی وصیت کر جائے تو نذر پوری کرنا ورثاء پر فرض ہوگا ورنہ مستحب۔

٣٨٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ، كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

٣٨٤٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جوان کی والدہ کے ذمے تھی مگر وہ اس کی ادائیگی سے پہلے فوت ہوگئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی طرف سے ادا کردو۔''

٣٨٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ وَهَارُونُ ابْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ سَعْدُ بْنُ

٣٨٥٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: میری والدہ فوت ہوگئی ہے۔ اس کے ذمے ایک نذر تھی جسے وہ ادا نہیں کر سکی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تم اس کی طرف سے

٣٨٤٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٨٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٠.

٣٨٥٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٨٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦١.

عُبَادَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَلَمْ تَقْضِهِ قَالَ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

ادا کردو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے‘ حدیث: ٣٦٨٠‘٣٦٩٦۔

(المعجم ٣٦) - إِذَا نَذَرَ ثُمَّ أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يَفِيَ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- جب کوئی شخص نذر مانے‘ پھر پوری کرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو؟

٣٨٥١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ [عَنْ عُمَرَ]: أَنَّهُ كَانَ عَلَيْهِ لَيْلَةٌ، نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ.

٣٨٥١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے ذمے جاہلیت میں ایک رات اعتکاف بیٹھنے کی نذر تھی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے انھیں (ایک رات) اعتکاف بیٹھنے کا حکم دیا۔

فائدہ: یہ نذر نیکی کی تھی‘ اس لیے آپ نے اسے پورا کرنے کا حکم فرمایا ورنہ کفر کے دوران میں احکام واجب نہیں ہوتے۔

٣٨٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ عَلَى عُمَرَ نَذْرٌ فِي اعْتِكَافِ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ.

٣٨٥٢- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذمے (دور جاہلیت میں) ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھنے کی نذر تھی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے انھیں اعتکاف بیٹھنے کا حکم دیا۔

٣٨٥١ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب من لم ير عليه إذا اعتكف، صومًا، ح: ٢٠٤٢، ومسلم، الأيمان، بابِ نذر الكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح: ١٦٥٦ من حديث نافع به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٧٦٢.

٣٨٥٢ـ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة قلوبهم . . . الخ، ح: ٣١٤٤، ومسلم، ح: ١٦٥٦/ ٢٨ (انظر الحديث السابق) من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٧٦٣.

٣٨٥٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ كَانَ جَعَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا يَعْتَكِفُ - فِي الْجَاهِلِيَّةِ - فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَهُ.

٣٨٥٣- حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے دور جاہلیت میں ایک دن اعتکاف بیٹھنے کی نذر مانی تھی۔ (مسلمان ہونے کے بعد) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انھیں اعتکاف بیٹھنے کا حکم دیا۔

فائدہ: ایسی نذر جو کفر کی حالت میں مانی ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو تو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی وہ نذر پوری کی جائے گی۔

٣٨٥٤- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ تِيبَ عَلَيْهِ - يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَّالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ».

٣٨٥٤- حضرت کعب بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے کل مال کو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق صدقہ کرتے ہوئے اس سے لاتعلق ہونا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کچھ مال رکھ لے۔ یہ تیرے لیے بہتر ہوگا۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ وَمِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْهُ. فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ تَوْبَةُ كَعْبٍ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) ﷫ بیان کرتے ہیں کہ ممکن ہے زہری نے یہ حدیث عبداللہ بن کعب سے بھی سنی ہو اور ان سے (ان کے بھائی) عبدالرحمٰن بن کعب کے واسطے سے بھی۔ اس لمبی حدیث میں حضرت کعب بن مالک ﷺ کی توبہ کا ذکر ہے۔

٣٨٥٣ـ أخرجه مسلم من حديث محمد بن جعفر به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٤.
٣٨٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من نذر أن يتصدق بماله، ح: ٣٣١٨ من حديث ابن وهب به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٥، وهو متفق عليه في حديث طويل، وصححه البيهقي وغيره.

فوائد ومسائل: ① امام زہری رحمہ اللہ یہ حدیث چار طرق سے بیان کرتے ہیں: ایک طریق میں وہ عبداللہ بن کعب سے بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ اس حدیث کی سند میں ہے۔ دوسرے طریق میں عبدالرحمٰن بن کعب سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ حدیث: ٣٨٥٥ میں ہے۔ تیسرے طریق میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے بیان کرتے ہیں' اور وہ اپنے والد عبداللہ بن کعب سے جیسا کہ حدیث: ٣٨٥٦ میں ہے اور چوتھے طریق میں بھی وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب ہی سے بیان کرتے ہیں' لیکن یہاں عبدالرحمٰن آگے اپنے والد کی بجائے اپنے چچا عبیداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ حدیث: ٣٨٥٧ میں ہے۔ واللہ أعلم. اس واقعے کا تعلق غزوۂ تبوک سے تھا۔ اس جنگ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے سستی ہوگئی۔ وہ شامل نہ ہو سکے۔ ان سے بائیکاٹ کیا گیا جو پچاس دن تک جاری رہا پھر ان کی توبہ کی قبولیت کا قرآن مجید میں اعلان کیا گیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. ② یہ حدیث مذکورہ باب سے نہیں بلکہ آئندہ باب سے متعلق ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے بہت سے مقامات پر ایسے کیا ہے۔ جب ایک باب کے تحت بہت سی احادیث ہوں تو آخر میں ایک حدیث ایسی لاتے ہیں جو آئندہ باب سے تعلق رکھتی ہے۔ شاید یہ اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ آگے نیا باب آرہا ہے۔ یہ اسلوب صرف امام نسائی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔

(المعجم ٣٧) - إِذَا أَهْدٰى مَالَهُ عَلٰى وَجْهِ النَّذْرِ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- جب کوئی شخص اپنا مال بطور نذر صدقے کے لیے پیش کرے تو؟

٣٨٥٥- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَدِيثِهِ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ: فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُولِهِ، قَالَ

٣٨٥٥- حضرت عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ انھوں نے (اپنے والد محترم) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا' جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انھوں نے فرمایا: جب میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنے مال کو اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کے لیے صدقہ کرتے ہوئے اپنے مال سے لاتعلق ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا

٣٨٥٥- [صحيح] تقدم أطرافه، ح: ٧٣٢، ٣٤٥١-٣٤٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٦، وانظر الحديث السابق.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ» فَقُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ. مُخْتَصَرٌ.

کچھ مال رکھ لے۔ یہ تیرے لیے بہتر ہے۔'' میں نے کہا: میں اپنی خیبر والی جائیداد رکھ لیتا ہوں۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''آپ کے سامنے بیٹھا'' یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کی توبہ کی قبولیت کا اعلان ہو گیا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات وزیارت کو بے تابانہ حاضر ہوئے تھے۔ آخر پچاس دن بیت چکے تھے۔ ② ''میری توبہ میں سے ہے'' گویا انھوں نے جب توبہ کی تھی تو ساتھ نذر بھی مانی تھی کہ اگر میری توبہ قبول ہوگئی تو میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں گا۔ اب آپ کے سامنے ذکر کیا تو آپ نے اصلاح فرما دی کہ سارا مال صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ کچھ مال اپنے پاس بھی رکھنا چاہیے تاکہ نذر ماننے والا محتاج ہی نہ ہو جائے۔ اس طرح یہ آئندہ کے لیے بھی دستور بن گیا کہ اگر کوئی شخص اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مان لے تو وہ اپنی ضرورت کے مطابق مال رکھ سکتا ہے بلکہ اسے رکھنا چاہیے۔ اور اس حدیث کو مذکورہ باب کے تحت ذکر کرنے کی یہی وجہ ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٥٦- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ مَالَكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ» قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ عَلَيَّ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ.

٣٨٥٦- حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے (اپنے والد محترم) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنا واقعہ بیان فرماتے ہوئے سنا، جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کرتے ہوئے اس سے لاتعلق ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کچھ مال رکھ لے یہ تیرے لیے بہتر ہوگا۔'' میں نے کہا: میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

٣٨٥٦- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٦٧.

فوائد ومسائل: ① ”اللہ اور اس کے رسول کے لیے“ کیونکہ اس موقع پر اللہ اور اس کا رسول دونوں ناراض ہو گئے تھے‘ لہٰذا دونوں کو راضی کرنا مقصود تھا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو راضی کرنا منع نہیں‘ مثلاً: والدین کی رضامندی کا حصول۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضامندی اور ناراضی اکٹھی ہی ہوتی ہے۔ اللہ راضی تو رسول بھی راضی۔ اللہ ناراض تو رسول بھی ناراض‘ البتہ کسی عبادت‘ مثلاً: نماز‘ روزہ وغیرہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا وثواب ہی مقصود ہونا چاہیے۔ ② صدقہ وصول کرنے والے کو صدقہ دینے والے کی طاقت بھی مدنظر رکھنی چاہیے‘ اس پر اتنا بوجھ ڈالا جائے جتنا وہ اٹھا سکے۔

٣٨٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُولِهِ، فَقَالَ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ» قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ.

۳۸۵۷- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے‘ نیز میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کی خاطر صدقہ کرتے ہوئے اس سے لاتعلق ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنا کچھ مال رکھ لے‘ یہ تیرے لیے بہتر ہو گا۔“ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① ”خیبر والا حصہ“ یعنی غزوۂ خیبر کی غنیمت سے جو مجھے میرا حصہ ملا تھا۔ اور وہ زمین وباغ کی صورت میں تھا۔ ② اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دی گئی رخصت کو قبول کرنا چاہیے‘ خواہ وہ رخصت سفری نمازوں میں ہو یا دیگر معاملات میں‘ اسی میں سعادت ہے۔

(المعجم ٣٨) - هَلْ تَدْخُلُ الْأَرَضُونَ فِي الْمَالِ إِذَا نَذَرَ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- اگر مال صدقہ کرنے کی نذر مانے تو کیا زمین بھی اس میں داخل ہو گی؟

٣٨٥٧- أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح: ٢٧٦٩/ ٥٥ من حديث الحسن بن أعين به بشطره الأخير، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٧.

٣٨٥٨- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالْمَتَاعَ وَالثِّيَابَ فَأَهْدٰى رَجُلٌ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ - يُقَالُ لَهُ: رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ - لِرَسُولِ اللهِ ﷺ غُلَامًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ، فَوَجَّهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى وَادِي الْقُرٰى حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرٰى بَيْنَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَهُ سَهْمٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَكَ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا» فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذٰلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ».

٣٨٥٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم غزوۂ خیبر والے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہمیں غنیمت میں صرف مال' گھریلو سامان اور کپڑے وغیرہ ہی ملے تھے۔ بنوضبیب کے ایک آدمی حضرت رفاعہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک کالا غلام بطور تحفہ دیا۔ اس کا نام مدعم تھا۔ رسول اللہ ﷺ وادیٔ قریٰ کی جانب چلے۔ جب ہم وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو مدعم رسول اللہ ﷺ (کی سواری) کا پالان وغیرہ اتار رہا تھا کہ ایک تیر آیا۔ اسے لگا اور اسے ختم کر دیا۔ لوگ کہنے لگے: اسے جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ وہ چادر جو اس نے غزوۂ خیبر کے دن (میری اجازت کے بغیر) مال غنیمت سے اٹھائی تھی' اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔'' جب لوگوں نے یہ بات سنی تو کوئی آدمی ایک تسمہ' کوئی دو تسمے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک دو تسمے بھی آگ کا سبب بن سکتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں زمینیں تو قطعاً ملی تھیں جبکہ اس حدیث میں زمین کا صراحتاً ذکر نہیں بلکہ لفظ ''اموال'' ذکر ہے۔ لازمی بات ہے کہ اموال سے مراد زمین ہی ہوگی اور یہی باب کا مقصود ہے کہ اگر مال کی نذر مانے تو زمین بھی اس میں داخل ہوگی۔ سابقہ روایات جن میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی نذر کا ذکر ہے' وہ بھی اس مقصود پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ ان میں مال صدقہ کرنے ہی کی نذر تھی' بعد

٣٨٥٨- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: هل يدخل في الأيمان والنذور الأرض والغنم والزرع والأمتعة؟، ح: ٦٧٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٥٩، والكبرٰى، ح: ٤٧٦٨.

میں حضرت کعب نے خیبر کی زمین کو اس سے مستثنیٰ کیا تھا۔ معلوم ہوا مال کی نذر میں زمین بھی شامل تھی۔ ② ''جنت مبارک ہو'' بظاہر کیونکہ وہ سفر جہاد کے دوران میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت کرتے ہوئے کسی کافر کے تیر سے شہید ہوا تھا۔ ③ ''سبب بن سکتے ہیں'' اگر خیانت کے ساتھ حاصل کیے جائیں اور بیت المال میں جمع نہ کرائے جائیں، یعنی معمولی اشیاء میں خیانت عذاب کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

(المعجم ٣٩) - اَلْإِسْتِثْنَاءُ (التحفة ٣٩)

باب:٣٩- قسم (یا نذر) میں ان شاء اللہ کہنا

٣٨٥٩- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ كَثِيرَ بْنَ فَرْقَدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَقَدِ اسْتَثْنٰى».

٣٨٥٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دیا، اس نے اختیار حاصل کرلیا۔''

فائدہ: یعنی اب چاہے اسے پورا کرے یا نہ کرے جیسا کہ آگے حدیث میں آرہا ہے۔ (تفصیل دیکھیے، حدیث: ٣٨٢٤ میں۔)

٣٨٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَقَدِ اسْتَثْنَى».

٣٨٦٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دیا، اس نے قسم پورا کرنے سے استثنا حاصل کرلیا۔''

٣٨٦١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

٣٨٦١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی چیز پر قسم کھائی اور ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ دیا تو اسے اختیار

٣٨٥٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٤/ ٣٠٣ من حديث ابن وهب به، وصححه، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٩، تقدم طرفه، ح: ٣٨٢٤ من حديث نافع به، وانظر الحديث الآتي.

٣٨٦٠ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٧٠.

٣٨٦١ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٧١.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَهُوَ بِالْخِيَارِ: إِنْ شَاءَ أَمْضَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

ہے۔ چاہے تو اسے پورا کرے چاہے پورا نہ کرے۔''

(المعجم ٤٠) - إِذَا حَلَفَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنْ شَاءَ اللهُ، هَلْ لَهُ اسْتِثْنَاءٌ؟ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- جب کوئی شخص قسم کھائے اور کوئی آدمی اسے ان شاءاللہ کہہ دے تو کیا اسے استثنا حاصل ہوگا؟

٣٨٦٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ، مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ، مِمَّا ذَكَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً، كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَايْمُ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ فُرْسَانًا أَجْمَعِينَ».

۳۸۶۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام نے فرمایا: میں رات کو اپنی نوّے (۹۰) عورتوں کے پاس ضرور جاؤں گا۔ ان میں سے ہر ایک شہسوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ آپ کے ساتھی نے آپ سے (بطور تلقین) کہا: ان شاء اللہ' لیکن آپ نے ان شاء اللہ نہ کہا' پھر آپ ان سب عورتوں کے پاس گئے لیکن ان میں سے کسی کو بھی حمل نہ ٹھہرا سوائے ایک عورت کے۔ اس نے بھی ناقص بچہ جنا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر وہ ان شاء اللہ کہہ دیتے تو سب بچے شہسوار بن کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے۔''

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ ساتھی کے ''ان شاءاللہ'' کہنے سے قسم کھانے والے کو استثنا کا فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اور یہ بات حدیث سے ظاہر ہے۔ ② مولانا مودودی اور دیگر کئی حضرات نے اس روایت کو عقل کی سان پر چڑھا کر مشکوک ٹھہرایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نوّے عورتوں کے ساتھ

٣٨٦٢_ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟، ح: ٦٦٣٩ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٧٢.

مباشرت کیسے ممکن ہے؟ ان کا یہ اعتراض سراسر باطل ہے کیونکہ انبیاء ﷤ کو عام انسانوں سے کہیں زیادہ قوت ودیعت ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے اوقات میں بھی برکت ڈالتا ہے' نیز یہ ان کا معجزہ ہی تسلیم کر لیا جائے جو واقعتاً خرق عادت ہی ہوتا ہے' پھر قیاسی طور پر بھی ایسا ناممکن نہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے ایک غسل کے ساتھ تمام بیویوں سے مباشرت ثابت ہے' اس لیے یہ حدیث بلاریب صحیح ہے۔ ③ ''نوے عورتوں'' بعض روایات میں ساٹھ' ستر' ننانوے' سو کا بھی ذکر ہے۔ ساٹھ بیویاں ہوں گی' باقی انتالیس لونڈیاں۔ نوے میں مجموعہ سے کسر حذف کر دی گئی ہے۔ سو میں کسر پوری کر دی گئی ہے اور ستر سے مطلق کثرت مراد ہے کیونکہ یہ عدد کثرت کے اظہار کے لیے عموماً استعمال ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ④ ''ان شاء اللہ نہ کہا'' ساتھی کے کہنے کو کافی سمجھا یا کسی اور طرف توجہ تھی ورنہ قصداً اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہو سکتے تھے۔ کبھی کبھی امت کو مسئلہ سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قصداً سہو طاری کر دیا جاتا ہے۔ ⑤ ''جہاد کرتے'' یہ خاص ان کے حق میں ہے ورنہ ضروری نہیں کہ ہر ان شاء اللہ کہنے والے کی قسم لازماً پوری ہو جائے۔

(المعجم ٤١) - كَفَّارَةُ النَّذْرِ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- نذر کا کفارہ

٣٨٦٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَعْبِ ابْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۶۳- حضرت عقبہ بن عامر ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر کا کفارہ (وہی ہے جو) قسم کا کفارہ ہے۔''

فائدہ: قسم کا کفارہ قرآن مجید میں صراحتاً مذکور ہے اور وہ ہے: دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا غلام کی آزادی۔ اگر ان تینوں میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو پھر تین روزے رکھنا ہوں گے۔ اور یہی نذر کا کفارہ ہے۔ کفارے میں ترتیب ضروری نہیں بلکہ جونسا عمل آسانی کا باعث ہو کیا جا سکتا ہے۔ اگر نیک کام کی نذر ہو اور اسے پورا کرنے کی استطاعت ہو تو نذر ہی پوری کرنی ہوگی۔ کفارہ اس صورت میں ہے جب نذر پوری کرنا ممکن نہ ہو یا نذر معصیت کی ہو۔

٣٨٦٣- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٧٣، وله طريق آخر عند مسلم، النذر، باب في كفارة النذر، ح: ١٦٤٥ عن كعب بن علقمة عن عبدالرحمن بن شماسة عن أبي الخير مرثد بن عبدالله عن عقبة به.

٣٨٦٤- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ».

۳۸۶۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گناہ والی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔“

٣٨٦٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۶۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی نافرمانی والی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔ ایسی نذر کا کفارہ قسم کے کفارے کی طرح ہے۔“

٣٨٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

۳۸۶۶- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی نافرمانی والی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔“

٣٨٦٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

۳۸۶۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معصیت والی نذر پوری نہ کی جائے (بلکہ اس کا کفارہ دیا جائے) اور اس کا کفارہ قسم

٣٨٦٤ـ [صحيح] وللحديث شواهد كثيرة، منها الأحاديث الآتية.

٣٨٦٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ٣٢٩١ وغيره من حديث عبدالله بن وهب به. * يونس هو ابن يزيد الأيلي، وللحديث شواهد.

٣٨٦٦ـ [صحيح] وانظر الحديث السابق.

٣٨٦٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٦٥.

عَائِشَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

والا ہے۔"

٣٨٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۶۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معصیت کی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے کی طرح ہے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : وَقَدْ قِيلَ : إِنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ امام زہری نے حضرت ابوسلمہ سے یہ روایت نہیں سنی۔

فائدہ: اس روایت کی سند میں جیسا کہ امام صاحب نے فرمایا' انقطاع ہے لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔

٣٨٦٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى الْفَرَوِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۶۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ کی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے (بلکہ اس میں کفارہ ہے) اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔"

٣٨٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۳۸۷۰- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی نافرمانی والی نذر پوری

٣٨٦٨- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٦٥.

٣٨٦٩- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٨٦٥.

٣٨٧٠- [صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ٣٢٩٢ من حديث أيوب بن سليمان به، وقال الترمذي، ح: ١٥٢٥ "غريب"، وانظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَ، أَنَّ يَحْيَى ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ الَّذِي كَانَ يَسْكُنُ الْيَمَامَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

نہ کی جائے (بلکہ اس کا کفارہ دیا جائے) اور ایسی نذر کا کفارہ قسم کے کفارے جیسا ہے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ وَاللهُ أَعْلَمُ، خَالَفَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (راویٔ حدیث) سلیمان بن ارقم متروک الحدیث ہے۔ واللہ أعلم. اس حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر کے کئی ایک شاگردوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔

وضاحت: مخالفت یہ ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر کے باقی شاگرد اسے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی مسند بناتے ہیں جبکہ سلیمان بن ارقم نے اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسند بنایا ہے۔ سلیمان بن ارقم متروک الحدیث ہے جس کی بنا پر یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن شواہد کی بنا پر صحیح اور قابل عمل ہے۔

٣٨٧١- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ - وَهُوَ عَلِيٌّ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

٣٨٧١- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ کی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے کے برابر ہے۔"

٣٨٧٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:

٣٨٧٢- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٨٧١ـ [صحيح] محمد بن الزبير ضعيف جدًا، ولكن لحديثه شواهد.

٣٨٧٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معصیت کی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔''

٣٨٧٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ الْحَنْظَلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۷۳- حضرت عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غصے میں آ کر مانی ہوئی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے کی طرح ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ ضَعِيفٌ لَا يَقُومُ بِمِثْلِهِ حُجَّةٌ، وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ فرماتے ہیں: (راویٔ حدیث) محمد بن زبیر ضعیف ہے ایسا شخص حجت نہیں ہوتا' ویسے بھی اس حدیث میں اس پر اختلاف کیا گیا ہے۔

٣٨٧٤- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۷۴- حضرت عمران بن حصین ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غصے کی حالت میں نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ کفارۂ قسم ہے۔''

٣٨٧٣ـ [سنده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

٣٨٧٤ـ [إسناده ضعيف] تقدم طرفه، ح: ٣٨٧١.

٣٨٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: قَالَ - يَعْنِي رَسُولَ اللهِ ﷺ -: «لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ» وَقِيلَ: إِنَّ الزُّبَيْرَ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ.

۳۸۷۵- حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غصے کی حالت میں نذر درست نہیں' البتہ اس کا کفارہ قسم والا ہے۔'' کہا گیا ہے کہ زبیر نے یہ حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی۔

٣٨٧٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: صَحِبْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ: فَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي طَاعَةِ اللهِ فَذٰلِكَ لِلّٰهِ وَفِيهِ الْوَفَاءُ، وَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَيُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِينَ».

۳۸۷۶- اہل بصرہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے اس نے کہا: میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''نذر دو طرح کی ہوتی ہے: جو نذر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بارے میں ہو' وہ تو اللہ کے لیے معتبر ہو گی اور اسے پورا کرنا چاہیے اور جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں ہو' وہ شیطانی کام ہے۔ اسے پورا نہیں کیا جائے گا' البتہ اس کا کفارہ قسم کے کفارے کی طرح ہو گا۔''

٣٨٧٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ نَذْرًا

۳۸۷۷- ایک آدمی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے نذر مان لی تھی کہ میں اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاؤں گا۔ حضرت عمران نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''غصے کی حالت میں نذر معتبر

٣٨٧٥- [سنده ضعيف] تقدم طرفه، ح: ٣٨٧١.

٣٨٧٦- [صحيح] وللحديث شواهد.

٣٨٧٧- [إسناده ضعيف] انفرد به النسائي. * محمد بن الزبير تقدم حاله، ح: ٣٨٧١، ٣٨٧٣.

لَا يَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَالَ عِمْرَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

نہیں' البتہ اس کا کفارہ کفارۂ قسم ہے۔"

٣٨٧٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا غَضَبٍ، وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

٣٨٧٨- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غصے اور نافرمانی کی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے جیسا ہے۔"

٣٨٧٩- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سُلَيْمٍ - وَهُوَ عُبَيْدُ بْنُ يَحْيَى - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

٣٨٧٩- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نافرمانی والی نذر درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے جیسا ہے۔"

خَالَفَهُ مَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ فِي لَفْظِهِ.

الفاظ حدیث میں منصور بن زاذان نے محمد بن زبیر کی مخالفت کی ہے۔

٣٨٨٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ:

٣٨٨٠- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "انسان اس چیز میں نذر نہیں مان سکتا جس کا وہ مالک نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی

٣٨٧٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٤٣ من حديث سفيان الثوري به، وانظر الحديث السابق.

٣٨٧٩- [صحيح] تقدم شاهده، ح: ٣٨٦٩.

٣٨٨٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٩ عن هشيم به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

قَالَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ -: «لَا نَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

نافرمانی کی نذر مان سکتا ہے۔"

خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ - فَرَوَاهُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ -.

علی بن زید نے منصور بن زاذان کی مخالفت کی ہے' اس نے یہ روایت بواسطۂ حسن' حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

فائدہ: البتہ اگر نذر مان لے تو دونوں صورتوں میں نذر پوری کرنا منع ہے۔ کفارہ دینا پڑے گا جس طرح پیچھے گزرا۔

٣٨٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

٣٨٨١- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: "نافرمانی کی نذر معتبر نہیں اور نہ اس چیز کی جس کا وہ مالک نہیں۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ ضَعِيفٌ وَهٰذَا الْحَدِيثُ خَطَأٌ وَالصَّوَابُ: عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں علی بن زید ضعیف راوی ہے۔ اور (اس کی بیان کردہ) یہ حدیث خطا ہے' جبکہ درست (عبدالرحمٰن بن سمرہ کے بجائے) عمران بن حصین ہی ہے' نیز حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ایک اور سند سے بھی بیان کی گئی ہے۔

٣٨٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ

٣٨٨٢- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نافرمانی کی نذر پوری نہ

٣٨٨١- [صحيح] انفرد به النسائي، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٨٨٢- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٤٣.

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

کی جائے اور نہ اس چیز کی جس کا وہ انسان مالک نہیں۔"

(المعجم ٤٢) - مَا الْوَاجِبُ عَلَى مَنْ أَوْجَبَ عَلَى نَفْسِهِ نَذْرًا فَعَجَزَ عَنْهُ؟ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- جس شخص نے کوئی نذر اپنے آپ پر واجب کر لی لیکن وہ اسے پورا کرنے سے عاجز ہے تو اس پر کیا واجب ہوگا؟

٣٨٨٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ قَالَ: «إِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ، مُرْهُ فَلْيَرْكَبْ».

۳۸۸۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جسے دو شخصوں کے سہارے چلایا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "ایسے کیوں؟" لوگوں نے کہا: حضور! اس نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ تک چل کر جائے گا۔ فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت کہ یہ شخص اپنے آپ کو عذاب میں ڈالے؟ اسے کہو سوار ہو جائے۔"

فائدہ: جو شخص اپنی نذر پوری کرنے سے عاجز آ جائے تو اسے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، روایت: ۳۸۴۵۔

٣٨٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْخٍ يُهَادَى بَيْنَ اثْنَيْنِ فَقَالَ: «مَا بَالُ هٰذَا؟» فَقَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ: «إِنَّ

۳۸۸۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک بزرگ آدمی کے پاس سے گزرے جسے دو آدمی سہارا دے کر چلا رہے تھے۔ فرمایا: "اسے کیا ہوا؟" لوگوں نے کہا: اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو کوئی

٣٨٨٣- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب من نذر المشي إلى الكعبة، ح: ١٨٦٥، ومسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٢ من حديث حميد الطويل به.

٣٨٨٤- [صحيح] انظر الحديث السابق.

اللهَ غَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ، مُرْهُ فَلْيَرْكَبْ». فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ.

ضرورت نہیں کہ یہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالے۔ اسے کہو سوار ہو جائے۔'' تو مخاطب نے اسے سوار ہونے کو کہا۔

٣٨٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ يُهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ: «مَا شَأْنُ هٰذَا؟» فَقِيلَ: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يَصْنَعُ بِتَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ شَيْئًا». فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ.

٣٨٨٥- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایسے شخص پر سے ہوا جسے اس کے دو بیٹے پکڑ کر سہارے سے چلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کیا ہوا؟'' کہا گیا: اس نے کعبہ تک پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں کہ یہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالے۔'' چنانچہ آپ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا۔

فائدہ: ''حکم دیا'' کیونکہ وہ چلنے سے عاجز تھا۔ جو چل سکے' وہ چلے' عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے اور کفارہ دے۔

(المعجم ٤٣) - اَلْاِسْتِثْنَاءُ (التحفة ٤٣)

باب:٤٣- قسم میں ان شاء اللہ کہنا

٣٨٨٦- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَقَدِ اسْتَثْنَى».

٣٨٨٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہا' وہ قسم پوری کرنے سے مستثنیٰ ہو گیا۔''

٣٨٨٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء فيمن يحلف بالمشي ولا يستطيع، ح:١٥٣٧ من حديث حميد به. * وهو متفق عليه من حديث حميد عن ثابت عن أنس به، وانظر الحديث السابق.

٣٨٨٦- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح:١٥٣٢، وابن ماجه، الكفارات، باب الاستثناء في اليمين، ح:٢١٠٤ من حديث عبدالرزاق به، وصححه ابن حبان، ح:١١٨٥، وله شواهد.

٣٨٨٧- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ «قَالَ سُلَيْمَانُ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً، تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَقِيلَ لَهُ: قُلْ: إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ، فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ». فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، لَمْ يَحْنَثْ، وَكَانَ دَرَكًا لِحَاجَتِهِ».

٣٨٨٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں رات کو نوے بیویوں کے پاس ضرور جاؤں گا۔ ان میں سے ہر ایک عورت ایسا لڑکا جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ آپ سے کہا گیا: ان شاء اللہ کہیں لیکن انھوں نے نہ کہا' چنانچہ آپ ان سب کے پاس گئے لیکن صرف ایک عورت نے بچہ جنا' وہ بھی ناقص۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ان شاء اللہ کہہ دیتے تو ان کی قسم نہ ٹوٹتی اور ان کی دلی مراد بر آتی۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٨٢٤ اور ٣٨٦٢۔

٣٨٨٧ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب قول الرجل: لأطوفن الليلة على نسائي، ح: ٥٢٤٢، ومسلم، الأيمان، باب الاستثناء في اليمين، ح: ١٦٥٤/ ٢٤ من حديث عبدالرزاق بن همام به.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم . . .) - [كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ] (التحفة ١٩)

مزارعت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ٤٤) - اَلثَّالِثُ مِنَ الشُّرُوطِ فِيهِ الْمُزَارَعَةُ وَالْوَثَائِقُ (التحفة ١)

باب:۴۴-شروط کی تیسری قسم: بٹائی پر زمین دینا اور اس کی دستاویزات

وضاحت: امام نسائی ؒ نے قسم اور نذر کو شروط میں داخل کیا ہے کیونکہ عموماً ان میں کوئی نہ کوئی شرط ہوتی ہے۔ بٹائی پر زمین دینے میں بھی شرطیں لگائی جاتی ہیں' اس لیے بٹائی کو بھی شروط میں داخل کیا ہے اور قسم و نذر کے ذکر کے بعد تیسرے نمبر پر اسے ذکر کیا ہے۔ چونکہ شروط کی بنا پر معاملہ طویل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے' اس لیے ایسے معاملات کی دستاویزات کے نمونے بھی پیش فرما دیے ہیں۔ جزاه الله أحسن الجزاء.

بٹائی پر زمین دینا مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک یہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی ظالمانہ شرط نہ لگائی جائے' خصوصاً ایسی شرط جس سے مزارع کو نقصان ہو کیونکہ عموماً وہ غریب ہوتا ہے اور خطرہ ہوتا ہے کہ اس بے چارے کی سال بھر کی محنت ضائع نہ چلی جائے۔ امام ابوحنیفہ ؒ بٹائی کو درست نہیں سمجھتے۔ شاید اس لیے کہ اس میں عامل کی اجرت مجہول ہوتی ہے اور الگ نہیں ہوگی۔ حالانکہ مضاربت (کہ ایک شخص کی رقم سے دوسرا شخص تجارت کرے اور منافع دونوں تقسیم کرلیں) میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے اور مضاربت سب کے نزدیک جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ سے بٹائی پر زمین دینا قطعاً ثابت ہے۔ جو چیز عام رائج ہو اور اس میں عموماً لوگوں کا نفع ہو' تنازعات قائم نہ ہوتے ہوں' شریعت نے ان کو جائز رکھا۔ اگرچہ ان میں تھوڑی بہت کوئی خرابی بھی ہو کیونکہ مقصد تو عوام الناس کی بھلائی ہے۔ ایسے مسائل میں مسامحت سے کام لیا جاتا ہے' مثلاً: بلی کے جوٹھے کا استعمال' کتے کا شکار وغیرہ۔ ہاں' اگر کسی رواج سے ظلم راہ پاتا ہو یا معاشرے میں مفاسد پیدا ہوتے ہوں تو اسے ممنوع قرار دیا جاسکتا ہے۔

٣٨٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ:

۳۸۸۸- حضرت ابو سعید ؓ نے فرمایا: جب تو

٣٨٨٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود في المراسيل، ح: ١٨١ من حديث حماد بن أبي سليمان به. * إبراهيم هو النخعي، ولم يسمع من أبي سعيد الخدري كما في تحفة الأشراف: ٣/ ٣٢٦.

حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: إِذَا اسْتَأْجَرْتَ أَجِيرًا فَأَعْلِمْهُ أَجْرَهُ.

کسی مزدور سے مزدوری کرانا چاہے (کسی شخص کو نوکر اور ملازم رکھے) تو اسے اس کی اجرت صاف بتا دے۔

٣٨٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَسْتَأْجِرَ الرَّجُلَ حَتَّى يُعْلِمَهُ أَجْرَهُ.

٣٨٨٩-حضرت حسن بصری سے مروی ہے، انھوں نے ناپسند فرمایا کہ کسی شخص کو اس کی اجرت اور مزدوری بتائے بغیر مزدور رکھا جائے۔

٣٨٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ حَمَّادٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ -: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا عَلَى طَعَامِهِ قَالَ: لَا حَتَّى تُعْلِمَهُ.

٣٨٩٠-حضرت حماد بن ابی سلیمان سے پوچھا گیا: کیا کسی کو نوکر رکھا جا سکتا ہے اس شرط پر کہ اسے کھانا ملے گا؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ اسے بتلا دیا جائے۔

٣٨٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ حَمَّادٍ وَقَتَادَةَ: فِي رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ: أَسْتَكْرِي مِنْكَ إِلَى مَكَّةَ بِكَذَا وَكَذَا فَإِنْ سِرْتُ شَهْرًا أَوْ كَذَا وَكَذَا - شَيْئًا سَمَّاهُ - فَلَكَ زِيَادَةُ كَذَا وَكَذَا، فَلَمْ يَرَيَا بِهِ بَأْسًا وَكَرِهَا أَنْ يَقُولَ: أَسْتَكْرِي مِنْكَ بِكَذَا وَكَذَا فَإِنْ سِرْتُ أَكْثَرَ مِنْ شَهْرٍ

٣٨٩١-حضرت حماد اور حضرت قتادہ سے منقول ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں تجھ سے مکہ تک کے لیے سواری اتنے کرایہ پر لیتا ہوں، اگر پورا مہینہ یا اتنی مدت (جس کی وہ صراحت کرے) سفر میں رہا تو تجھے اتنے روپے مزید دوں گا۔ تو ان دونوں بزرگوں نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ البتہ انھوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ وہ کہے: میں تجھ سے یہ سواری اتنے کرایہ پر لیتا ہوں اور اگر میں ایک ماہ سے زیادہ سفر

٣٨٨٩ـ [إسناده ضعيف] انفرد به النسائي. *يونس هو ابن عبيد، وهو مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤)، وعنعن. * عبدالله هو ابن المبارك.

٣٨٩٠ـ [إسناده حسن] انفرد به النسائي. *جرير بن حازم، رماه البيهقي: ٥/ ٢٣٠ وغيره بالتدليس، ولكنه بريء من التدليس، انظر طبقات المدلسين بتحقيقي (٧/ ١)، والله أعلم.

٣٨٩١ـ [إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

نَقَصْتُ مِنْ كِرَائِكَ كَذَا وَكَذَا .

میں رہا تو تجھے اتنا کرایہ کم دوں گا۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ سواری تیز چلی اور وقت کم لگا تو میں تجھے زیادہ رقم دوں گا اور اگر سواری تیز نہ چلی اور وقت زیادہ لگا تو میں تجھے کم کرایہ دوں گا۔ پہلی صورت اس لیے جائز ہے کہ اس میں انعام دینے کی صورت ہے۔ اور ظاہر ہے انعام دینا تو جائز ہے۔ دوسری صورت اس لیے منع ہے کہ اس میں سواری وا۔۔۔ ظلم ہے۔ ایک تو وقت زیادہ لگا اور دوسرا کرایہ بھی کم۔ اور ظلم جائز نہیں۔

٣٨٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: عَبْدٌ أُؤَاجِرُهُ سَنَةً بِطَعَامِهِ وَسَنَةً أُخْرٰى بِكَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ وَيُجْزِئُهُ اشْتِرَاطُكَ حِينَ تُؤَاجِرُهُ أَيَّامًا، أَوْ آجَرْتَهُ وَقَدْ مَضٰى بَعْضُ السَّنَةِ، قَالَ: إِنَّكَ لَا تُحَاسِبُنِي لِمَا مَضٰى .

٣٨٩٢-حضرت ابن جریج نے کہا: میں نے حضرت عطاء سے پوچھا: میں ایک غلام کو ایک سال کے لیے صرف خوراک کی شرط پر اور ایک سال کے لیے اتنی (معین) رقم پر نوکر رکھتا ہوں (کیا یہ جائز ہے؟) انھوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں' اور نوکر رکھتے وقت جو تو شرط لگالے' وہ درست ہے۔ (میں نے کہا:) اگر میں اسے نوکر رکھوں جبکہ سال کا کچھ حصہ گزر چکا ہو؟ وہ فرمانے لگے: تو گزشتہ دنوں کا حساب نہیں کرے گا۔

فائدہ: مندرجہ بالا روایات ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نوکر کی اجرت معلوم اور معین ہونی چاہیے یا تو نقد' یعنی روپے پیسے کی صورت میں' یا خوراک وغیرہ کی صورت میں' نیز کوئی ایسی شرط نہ لگائی جائے جو نوکر کے لیے نقصان دہ ہو۔ مزارعت، یعنی بٹائی میں بھی یہی صورت ہے کہ اگر مزارع کی اجرت معین ہو جائے' مثلاً: تجھے پیداوار کا نصف یا تہائی وغیرہ ملے گا اور کوئی ایسی شرط نہ لگائی جائے جو مزارع کے لیے نقصان دہ ہو تو مزارعت (بٹائی) درست ہوگی۔ ہاں اگر اجرت واضح نہ ہو یا مزارع کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ ظلم ہوگا۔ یاد رہے پیداوار کے نصف یا تہائی وغیرہ کو مجہول اجرت نہ سمجھا جائے۔ اس طرح تو خوراک والی اجرت بھی مجہول ہوگی کیونکہ کسی کی خوراک کم ہوتی ہے کسی کی زیادہ۔ ایک ہی شخص کبھی کم کھاتا ہے کبھی زیادہ۔ اس کے باوجود یہ سب کے نزدیک جائز ہے۔

(المعجم ٤٥) - ذِكْرُ الْأَحَادِيثِ الْمُخْتَلِفَةِ فِي النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ (التحفة ٢)

باب: ٤٥-تہائی یا چوتھائی پیداوار کی شرط پر زمین بٹائی پر دینے سے ممانعت کی مختلف روایات اور اس روایت کے ناقلین کے اختلاف الفاظ کا ذکر

٣٨٩٢-[إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

٣٨٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ - هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ رَافِعِ بْنِ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ: أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى قَوْمِهِ إِلَى بَنِي حَارِثَةَ فَقَالَ: يَا بَنِي حَارِثَةَ! لَقَدْ دَخَلَتْ عَلَيْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا: مَا هِيَ؟ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِذًا نُكْرِيهَا بِشَيْءٍ مِّنَ الْحَبِّ قَالَ: «لَا». قَالَ: وَكُنَّا نُكْرِيهَا بِالتِّبْنِ فَقَالَ: «لَا» وَكُنَّا نُكْرِيهَا بِمَا عَلَى الرَّبِيعِ السَّاقِي قَالَ: «لَا، اِزْرَعْهَا أَوِ امْنَحْهَا أَخَاكَ».

۳۸۹۳- حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم بنو حارثہ کی طرف گیا اور انھیں کہا: اے بنو حارثہ! تم پر ایک نئی مصیبت نازل ہوگئی ہے۔ وہ کہنے لگے: وہ کیا؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے روک دیا ہے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم معین غلے کے عوض بٹائی پر دے سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: ہم معین توڑی کے عوض زمین کرایہ پر دیتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ (میں نے عرض کی:) ہم پانی والے نالوں کے قریب اگنے والی فصل کے عوض زمین بٹائی پر دیتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ خود کاشت کرو یا اپنے (دینی) بھائی کو بطور عطیہ (کچھ مدت کے لیے) دے دو۔“

خَالَفَهُ مُجَاهِدٌ.

حضرت مجاہد نے حضرت رافع بن اسید کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① رافع بن اسید نے اسید بن ظہیر کا واقعہ بنایا ہے جبکہ مجاہد نے اسے اسید بن ظہیر کے واسطے سے رافع بن خدیج سے بیان کیا ہے، یعنی انھوں نے رافع بن خدیج کا واقعہ بنایا ہے۔ ② یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم دیگر روایات کی روشنی میں مسئلے کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ مالک اپنی زمین جیسے چاہے بٹائی یا ٹھیکے پر دے سکتا ہے۔ شریعت کے اصول اسی بات کی تائید کرتے ہیں مگر چند شرائط ہیں کہ مزارع پر ظلم نہ ہو اور معاشرے میں خرابی پیدا نہ ہوتی ہو۔ نبی ﷺ کی تشریف آوری کے وقت مدینہ منورہ کے لوگ ظالمانہ شرائط پر مزارعت کرتے تھے، مثلاً: اچھی زمین کی پیداوار اپنے لیے اور ناقص زمین کی پیداوار مزارع کے لیے۔ یا اس سے معین فصل (گندم یا جو وغیرہ کی معین مقدار) وصول کر لیتے تھے، اسے کچھ بچے یا نہ بچے۔ ظاہر ہے اس

٣٨٩٣- [إسناده ضعيف] انفرد به النسائي، والمحفوظ هو الحديث الآتي أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ٢١٠، ح: ٥٧١ من حديث خالد بن الحارث به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٨٩. * رافع بن أسيد لم يوثقه غير ابن حبان.

طریقے سے مزارعت ظلم ہے' لہٰذا آپ نے ایسی مزارعت سے منع فرمایا ہے۔ یا بڑے جاگیرداروں کو منع فرمایا جن کے پاس فالتو زمینیں تھیں حتی کہ وہ انھیں آباد نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے انھیں رغبت دلائی کہ تم زائد از ضرورت زمینیں اپنے مسلمان غریب بھائیوں کو ایک دو سال کے لیے دے دیا کرو کہ وہ ان سے پیداوار حاصل کر لیں اور اپنا گزارا کر لیں۔ تمھارا گزارا تو بخوبی ہو رہا ہے۔ گویا یہ وقتی پابندی تھی جس کا حکومت کو اختیار ہوتا ہے' نیز یہ سب کے لیے نہیں تھی بلکہ صرف بڑے بڑے جاگیرداروں کے لیے تھی۔ خصوصاً جبکہ اس دور میں مدینہ منورہ میں غریب مہاجرین بکثرت تھے۔ اب بھی اگر حکومت ضرورت محسوس کرے تو بڑے جاگیرداروں پر پابندی لگا سکتی ہے کہ وہ اتنی زمین اپنے پاس رکھیں جسے وہ خود بخوبی کاشت کر سکیں۔ باقی زمین غریب مزارعین میں تقسیم کر دیں یا حکومت خود یہ کام کرے خصوصاً جبکہ یہ جاگیریں بھی حکومت وقت کی خوشامد اور ناجائز حمایت کر کے حاصل کی گئی ہوں۔ اگر ایک حکومت کسی کو جاگیر دے سکتی ہے تو بعد میں آنے والی حکومت ان جاگیرداروں کو عوام الناس کے مفاد میں ختم بھی کر سکتی ہے اور محدود بھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو کہ صحیح معنی میں ایک مجتہد خلیفہ تھے' سے ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ اور جہاں ایسے مفاسد نہ ہوں' وہاں بٹائی یا ٹھیکے پر زمین دینا صحیح ہے۔ خیبر کا علاقہ جو آپ کے قبضے میں آ گیا تھا' یہودیوں کو بٹائی پر دیا گیا۔ زمیندار صحابہ و تابعین اپنی زمینیں بٹائی وغیرہ پر دیتے تھے' لہٰذا یہ عمل صحیح ہے۔ بہر حال آپ کا منع فرمانا یا تو زمینداروں کی ظالمانہ شرائط لگانے کی بنا پر تھا یا انتظامی طور پر وقتی حکم یا مصلحت عامہ یا فقراء کی مواخاۃ کے پیش نظر تھا۔ یہ انتہائی مناسب تطبیق ہے جس سے سب روایات پر عمل ممکن ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ مُهَلْهَلٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ: جَاءَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ، وَالْحَقْلُ: اَلثُّلُثُ وَالرُّبُعُ. وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ: شِرَاءُ مَا فِي رُءُوسِ النَّخْلِ بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ.

٣٨٩٤- حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمھیں تہائی یا چوتھائی پر زمین بطور بٹائی دینے سے روک دیا ہے۔ اسی طرح آپ نے مزابنہ سے بھی روک دیا ہے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت کے اوپر لگے ہوئے پھل کو خشک کھجوروں کی معین مقدار کے عوض خریدا یا بیچا جائے۔

٣٨٩٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ٣٣٩٨ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٩٠.

فائدہ: مزابنہ سے منع فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کسی ایک فریق کو نقصان کا احتمال ہے۔ نہ معلوم درخت پر موجود پھل خشک معین پھل کے برابر ہو یا نہ۔ اس احتمال کی بنا پر اس سے منع فرما دیا گیا تا کہ کسی پر ظلم نہ ہو۔

٣٨٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قال: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ. سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ: أَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَاعَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيْرٌ لَكُمْ، نَهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَمْنَحْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا» وَنَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ: الرَّجُلُ يَكُونُ لَهُ الْمَالُ الْعَظِيمُ مِنَ النَّخْلِ فَيَجِيءُ الرَّجُلُ فَيَأْخُذُهَا بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ.

٣٨٩٥- حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ایسے کام سے منع فرما دیا ہے جو ہمارے لیے مفید تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی تمھارے لیے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے تمھیں مزارعت (بٹائی) سے روک دیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے: ''جس شخص کے پاس فالتو زمین ہے' وہ کسی کو بطور عطیہ دے دے یا اسے ایسے ہی رہنے دے۔'' اسی طرح آپ نے مزابنہ سے بھی منع فرما دیا ہے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس بہت سے کھجور کے درخت ہوں۔ کوئی دوسرا شخص آئے اور درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں کو معین خشک کھجوروں کے عوض خرید لے۔

فائدہ: البتہ مزابنہ کی یہ صورت غریب لوگوں کے لیے تھوڑی مقدار میں (پندرہ بیس من تک) کھانے پینے کے لیے جائز ہے کیونکہ یہ ان کی مجبوری ہے اور شریعت مجبوریوں کا لحاظ رکھتی ہے۔ لیکن تجارتی بنیاد پر کثیر مقدار میں جائز نہیں۔

٣٨٩٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ: أَتٰى عَلَيْنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: وَلَمْ أَفْهَمْ

٣٨٩٦- حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور کہا...... لیکن میں (ممانعت کی وجہ) نہیں سمجھ سکا...... رسول اللہ ﷺ نے تمھیں ایسے کام سے منع فرما

٣٨٩٥- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٩١.

٣٨٩٦- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٩٢.

فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ يَنْفَعُكُمْ، وَطَاعَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيْرٌ لَكُمْ مِمَّا يَنْفَعُكُمْ، نَهَاكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَقْلِ، وَالْحَقْلُ: اَلْمُزَارَعَةُ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَمَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَاسْتَغْنَى عَنْهَا، فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدَعْ، وَنَهَاكُمْ عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ: اَلرَّجُلُ يَجِيءُ إِلَى النَّخْلِ الْكَثِيرِ بِالْمَالِ الْعَظِيمِ فَيَقُولُ: خُذْهُ بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِنْ تَمْرِ ذٰلِكَ الْعَامِ.

دیا ہے جو تمھارے لیے مفید تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس مفید کام سے تمھارے لیے بہت بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمھیں حَقْل سے روک دیا ہے۔ اور حَقْل سے مراد زمین کو تہائی یا چوتھائی حصے کے عوض بٹائی پر دینا ہے، لٰہذا جس شخص کے پاس فالتو زمین ہے، جس کی اسے ضرورت نہیں تو وہ اپنے کسی (مسلمان غریب) بھائی کو دے دے یا پھر چھوڑ دے۔ اسی طرح آپ نے مزابنہ سے بھی منع فرمایا ہے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ ایک شخص کھجور کے بہت سے درختوں کے پاس بہت سی خشک کھجوریں لے کر آئے اور کہے: یہ اتنے اتنے (یعنی معین) وسق کھجوروں کے عوض لے لے۔

٣٨٩٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَيْدُ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَافِعُ ابْنُ خَدِيجٍ: نَهَاكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَاعَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْفَعُ لَنَا قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا، فَإِنْ عَجَزَ عَنْهَا فَلْيُزْرِعْهَا أَخَاهُ»

٣٨٩٧- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھیں (یعنی بڑے زمیندار انصار کو) ایک ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے فائدہ مند تھا مگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہمارے لیے ہر چیز سے بڑھ کر مفید ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جس شخص کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے، اگر وہ خود کاشت نہ کر سکے تو اپنے کسی مسلمان بھائی کو (بلاعوض) کاشت کے لیے (وقتی طور پر) دے دے۔“

خَالَفَهُ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكٍ.

عبدالکریم بن مالک نے سعید بن عبدالرحمٰن کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ظاہری طور پر تو دونوں حدیثوں کی سندوں میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا کیونکہ اس

٣٨٩٧- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٨٩٤، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٣.

روایت میں بھی ابن ابی رافع' رافع بن خدیج سے بیان کر رہا ہے اور آئندہ حدیث میں بھی۔ تحفۃ الاشراف میں اس حدیث کی سند اس طرح ہے: أسيد بن (أخي) رافع بن خديج' قال: قال رافع بن خديج يعني درمیان میں "أخي" کے لفظ کا اضافہ ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا تبصرہ: خالفه عبدالكريم بن مالك بھی اسی صورت میں صحیح بنتا ہے' ورنہ مخالفت نظر نہیں آتی۔ اس صورت میں گویا سعید بن عبدالرحمٰن بواسطۂ مجاہد' رافع بن خدیج کے بھتیجے اسید سے بیان کرتے ہیں اور وہ رافع بن خدیج سے۔ جبکہ عبدالکریم بن مالک' رافع بن خدیج کے بھتیجے سے نہیں بلکہ بیٹے سے بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ رافع سے۔ بہرحال صحیح بات یہ ہے کہ رافع بن خدیج سے ان کا بیٹا ہی بیان کرتا ہے' بھتیجا نہیں کیونکہ عبدالکریم بن مالک زیادہ ثقہ اور اثبت ہیں۔ والله أعلم. ② "دے دے" یعنی اگر اس کے پاس فالتو ہے ورنہ اگر وہ خود غریب ہے اور کسی عذر کی بنا پر کاشت نہیں کر سکتا (مثلاً وہ بیمار ہے یا بیوہ یا یتیم ہے وغیرہ) تو بلاریب بٹائی پر کاشت کے لیے دے سکتا ہے۔

٣٨٩٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ - يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو - عَنْ عَبْدِالْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: أَخَذْتُ بِيَدِ طَاوُسٍ حَتَّى أَدْخَلْتُهُ عَلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، فَحَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَأَبَى طَاوُسٌ فَقَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا.

٣٨٩٨- حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت طاوس کا ہاتھ پکڑا اور انھیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے کسی بیٹے کے پاس لا کھڑا کیا تو اس نے انھیں اپنے والد کے واسطے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین بٹائی پر دینے سے منع کیا ہے۔ لیکن حضرت طاوس نے تسلیم نہ کیا۔ وہ فرمانے لگے: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خود سنا ہے' وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

وَرَوَاهُ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ عَنْ رَافِعٍ. مُرْسَلًا.

یہ روایت ابوعوانہ نے ابوحصین سے' انھوں نے مجاہد سے اور مجاہد نے ابورافع سے مرسل بیان کی ہے۔

فائدہ: گویا رسول اللہ ﷺ کا حضرت رافع کو منع فرمانا ان جیسے بڑے زمینداروں یا ظالمانہ شرائط پر زمین بٹائی پر دینے والوں کے ساتھ خاص تھا' عام نہ تھا' ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی وفات کے بعد زمین بٹائی پر نہ دیتے۔ اور یہ صحیح استدلال ہے۔

٣٨٩٨- أخرجه مسلم، البيوع، باب الأرض تمنح، ح:١٥٥٠ من حديث مجاهد به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٩٤.

٣٨٩٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَأَمْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ، نَهَانَا أَنْ نَتَقَبَّلَ الْأَرْضَ بِبَعْضِ خَرْجِهَا.

تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرٍ.

٣٨٩٩- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع فرما دیا جو ہمارے لیے مفید تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان سر اور آنکھوں پر (بسر وچشم تسلیم کیا ہے۔) آپ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم زمین کو اس کی کچھ پیداوار کے عوض کرایہ پر دیں۔

ابراہیم بن مہاجر نے (ابوحصین کی) متابعت کی ہے (اسی طرح حکم اور عبدالملک نے بھی)۔

فائدہ: ابراہیم بن مہاجر کی یہ متابعت مرسل بیان کرنے میں ہے۔

٣٩٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَرْضِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ عَرَفَ أَنَّهُ مُحْتَاجٌ فَقَالَ: «لِمَنْ هٰذِهِ الْأَرْضُ؟» قَالَ: لِفُلَانٍ، أَعْطَانِيهَا بِالْأَجْرِ فَقَالَ: «لَوْ مَنَحَهَا أَخَاهُ» فَأَتَى رَافِعٌ الْأَنْصَارَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا وَطَاعَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْفَعُ لَكُمْ.

٣٩٠٠- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک انصاری آدمی کی زمین کے پاس سے گزرے۔ آپ جانتے تھے کہ وہ شخص محتاج ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ زمین کس کی ہے؟'' اس نے کہا: فلاں کی ہے۔ اس نے مجھے کرائے (بٹائی یا ٹھیکے) پر دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ اپنے اس (غریب) بھائی کو (وقتی طور پر عطیے کے طور پر) دے دیتا (تو کیا ہی خوب ہوتا)۔ تو حضرت رافع انصار کے پاس آئے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے تمھیں ایسے کام سے منع فرما دیا ہے جو تمھارے لیے مفید تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تمھارے لیے ہر چیز سے بڑھ کر مفید ہے۔

٣٨٩٩ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب من المزارعة، ح: ١٣٨٤ من حديث أبي حصين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٩٥، وانظر، ح: ٣٨٩٧. * مجاهد سمعه من أسيد.

٣٩٠٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٩٦.

٣٩٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَقْلِ.

٣٩٠١- حضرت رافع بن خدیج ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مزارعت سے منع فرمایا ہے۔

٣٩٠٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَهَانَا عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا فَقَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ يَمْنَحْهَا أَوْ يَذَرْهَا».

٣٩٠٢- حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں ایسے کام سے منع فرما دیا جو ہمارے لیے نفع مند تھا۔ آپ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا کسی بھائی کو بطور عطیہ (کاشت کے لیے) دے دے یا پھر پڑی رہنے دے۔''

فائدہ: ''پڑی رہنے دے'' یہ اظہار ناراضی ہے نہ کہ اختیار و اجازت۔

٣٩٠٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَهَانَا عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَأَمْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيْرٌ لَنَا قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَذَرْهَا، أَوْ لِيَمْنَحْهَا»

٣٩٠٣- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں ایسے کام سے منع فرمایا جو ہمارے لیے مفید تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہی ہمارے لیے سب سے بڑھ کر بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس (فالتو) زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا پڑی رہنے دے یا کسی بھائی کو بطور وقتی عطیہ کے دے دے۔''

٣٩٠١_[صحيح] تقدم، ح: ٣٨٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٧.
٣٩٠٢_[صحيح] تقدم، ح: ٣٨٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٨.
٣٩٠٣_[صحيح] تقدم، ح: ٣٨٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٩.

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ طَاوُسًا لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَافِعٍ.

یہ حدیث (۳۹۰۴) دلالت کرتی ہے کہ طاوس نے یہ حدیث حضرت رافع سے نہیں سنی۔

٣٩٠٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: كَانَ طَاوُسٌ يَكْرَهُ أَنْ يُؤَاجِرَ أَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا يَرَى بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ بَأْسًا فَقَالَ لَهُ مُجَاهِدٌ: إِذْهَبْ إِلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَاسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَهُ فَقَالَ: إِنِّي وَاللّٰهِ! لَوْ أَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ مَا فَعَلْتُهُ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِي مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ، اِبْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا قَالَ: «لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَعْلُومًا».

۳۹۰۴-حضرت عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ حضرت طاوس اپنی زمین سونے چاندی (یعنی رقم) کے عوض ٹھیکے پر دینا ناپسند کرتے تھے لیکن تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض بٹائی پر دینا جائز سمجھتے تھے۔ حضرت مجاہد نے ان سے کہا: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے ہاں جائیے اور ان سے ان کی حدیث سنیے۔ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر مجھے علم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تو میں ہرگز یہ کام نہ کرتا لیکن مجھے ان سے بڑے عالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو اپنی (فالتو) زمین بطور عطیہ کے دے دے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے بجائے اس بات کے کہ وہ اس سے مقررہ پیداوار وصول کرلے۔''

وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلَى عَطَاءٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَافِعٍ، وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ، وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ.

اس حدیث میں عطاء پر اختلاف کیا گیا ہے (عطاء کے شاگردوں نے اس پر اختلاف کیا ہے اور وہ اس طرح کہ) عبدالملک بن میسرہ نے (جب بیان کیا تو) کہا: عن عطاء، عن رافع. اس کا ذکر ہم سابقہ حدیث میں کر آئے ہیں۔ اور عبدالملک بن ابی سلیمان نے (جب بیان کیا تو) کہا: عن عطاء، عن جابر.

٣٩٠٤ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب الأرض تمنح، ح: ١٥٥٠ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب(١٠)، ح: ٢٣٣٠ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٠.

فوائد و مسائل: ① حضرت طاوس مقررہ رقم کے ٹھیکے کو شاید اس لیے ناپسند فرماتے ہوں گے کہ اس میں مزارع کے نقصان کا احتمال ہے۔ مالک زمین نے تو مقررہ رقم وصول کر لی۔ زمین میں اتنی فصل ہو یا نہ ہو۔ البتہ بٹائی میں ایک فریق کے نقصان کا خطرہ نہیں۔ نقصان ہوگا تو دونوں کا، نفع ہوگا تو دونوں کا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ مزارع کے لیے بٹائی ٹھیکے سے بہتر ہے، البتہ ٹھیکہ بھی مجبوری کی بنا پر جائز ہے۔ ٹھیکہ دراصل زمین کا کرایہ ہے۔ جب دوسری چیزوں کا کرایہ جائز ہے تو زمین کا کرایہ بھی جائز ہے، نیز بٹائی میں تنازع کا امکان ہے۔ ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی بھی ہو سکتی ہے، جبکہ ٹھیکہ کی صورت میں تنازع اور بدگمانی کا خطرہ نہیں رہتا۔ ② ''مقررہ پیداوار'' یعنی نصف یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ، نہ کہ وزن کے لحاظ سے معین کیونکہ یہ تو قطعاً جائز نہیں۔ ③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خیال کے مطابق یہ آپ نے بطور ہمدردی نصیحت فرمائی ہے نہ کہ شرعی قانون بیان فرمایا ہے۔ اور یہ صحیح بات ہے۔

٣٩٠٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا، فَإِنْ عَجَزَ أَنْ يَزْرَعَهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُزْرِعْهَا إِيَّاهُ».

٣٩٠٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس (فالتو) زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے۔ اگر وہ خود کاشت نہ کر سکتا ہو تو اپنے مسلمان بھائی کو بطور وقتی عطیہ کے دے دے۔ بٹائی یا ٹھیکے پر نہ دے۔''

٣٩٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا».

٣٩٠٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو وقتی طور پر بطور عطیہ دے دے لیکن اسے کرایہ (بٹائی یا ٹھیکے) پر نہ دے۔''

تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ.

اس حدیث کو (عن عطاء عن جابر سے) بیان

٣٩٠٥ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٣٦/ ٩١ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠١.

٣٩٠٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٢.

کرنے میں عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی نے عبدالملک بن ابی سلیمان کی متابعت کی ہے۔

فائدہ: ''وقتی عطیہ'' یعنی ایک دوسال کے لیے اسے دے دے تاکہ وہ پیداوار حاصل کر لے۔ زمین اصل مالک ہی کی رہے گی۔ مقررہ مدت گزرنے پر مالک اسے واپس لے لے گا۔

٣٩٠٧- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ لِأُنَاسٍ فُضُولُ أَرْضِينَ يُكْرُونَهَا بِالنِّصْفِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ يُزْرِعْهَا أَوْ يُمْسِكْهَا».

٣٩٠٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں کے پاس فالتو زمینیں تھیں۔ وہ انھیں نصف یا تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض بٹائی پر دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس فالتو زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا کسی اسلامی بھائی کو بلامعاوضہ کاشت کے لیے دے دے یا پھر سنبھالے رکھے۔''

وَافَقَهُ مَطَرُ بْنُ طَهْمَانَ.

مطر بن طہمان نے اس (اوزاعی) کی موافقت کی ہے۔ (مطر نے بھی اپنی روایت میں عن عطاء عن جابر کہا ہے نہ کہ عن ابن عباس۔)

٣٩٠٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ أَبُو عُمَيْرِ بْنُ النَّحَّاسِ - وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ - هُوَ الْفَاخُورِيُّ - قَالَا: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَطَبَنَا

٣٩٠٨- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ''جس شخص کے پاس (فالتو) زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا کسی کو بلامعاوضہ کاشت کے لیے دے دے۔ اسے کرایہ پر نہ دے۔''

٣٩٠٧ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح: ٢٣٤٠، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ٨٩/١٥٣٦ قبل، ح: ١٥٤٤ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٣.

٣٩٠٨ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٨/١٥٣٦، انظر الحديث السابق، من حديث مطر بن طهمان الوراق به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٤. * عطاء هو ابن أبي رباح المكي، وابن شوذب هو عبدالله، وضمرة هو ابن ربيعة.

رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا وَلَا يُؤَاجِرْهَا».

٣٩٠٩- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَفَعَهُ: نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

۳۹۰۹- حضرت جابر ڈاٹنٹؤ سے مرفوعاً روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے) زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

وَافَقَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ عَلَى النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

زمین کرائے یا ٹھیکے پر دینے کی ممانعت کے مسئلے میں عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے مطر بن طہمان کی موافقت کی ہے۔ واللہ أعلم۔

فائدہ: کرایہ کی دو صورتیں ہیں: مقررہ رقم' یا پیداوار میں سے مقرر حصہ' مثلاً: نصف' تہائی یا چوتھائی وغیرہ۔ پہلی صورت کو عرف عام میں ٹھیکہ اور دوسری صورت کو بٹائی کہتے ہیں۔ منع کا مفہوم شروع میں بیان ہو چکا ہے۔

٣٩١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يُطْعَمَ إِلَّا الْعَرَايَا.

۳۹۱۰- حضرت جابر ڈاٹنٹؤ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مخابرہ' مزابنہ' محاقلہ اور کچے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا ہے مگر عرایا کی بیع ہو سکتی ہے۔

تَابَعَهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ.

یونس بن عبید نے ابن جریج کی متابعت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مخابرہ بٹائی پر زمین دینے کو کہا جاتا ہے۔ منع کی تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ ② مزابنہ'

٣٩٠٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٧/١٥٣٦ (انظر الحديثين السابقين) من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٠٥.

٣٩١٠ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ٢٣٨١، ومسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة . . . الخ، ح: ٨١/١٥٣٦، ٨٢ بعد، ح: ١٥٤٣ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٠٦.

درخت پر لگے ہوئے پھل کی بیع معین مقدار میں خشک پھل کے عوض کرنا اور محاقلہ کھیت میں اُگی ہوئی فصل کی بیع معین مقدار میں خشک غلے کے عوض کرنا۔ (ان دو کی ممانعت کی وجہ دیکھیے' فائدۂ حدیث: ۳۸۹۴ میں۔) ③ کچے پھل کی بیع اس لیے منع ہے کہ اس کے پکنے تک کئی آفات نازل ہو سکتی ہیں۔ بعد میں جھگڑے کا احتمال ہے' نیز اس میں خریدار کو نقصان کا قوی احتمال ہے جبکہ بیچنے والا اپنی رقم لے چکا۔ ہو سکتا ہے پھل ضائع ہو جائے۔ خریدار رقم کہاں سے اور کیوں دے گا؟ ④ عرایا' عرية کی جمع ہے۔ یہ مزابنہ سے استثنا ہے۔ عریہ سے مراد وہ درخت ہے جو کوئی باغ والا کسی غریب آدمی کو بطور تحفہ دے دیتا ہے کہ اس سال اس درخت کا پھل تو استعمال کر۔ درخت اصل مالک ہی کا رہتا ہے' جبکہ پھل کی دیکھ بھال اور نگہداشت وغیرہ کے لیے اس غریب شخص کو باغ میں آنا جانا پڑے گا۔ ممکن ہے اس کے آنے جانے سے باغ والے کو تکلیف ہو یا وہ غریب شخص اتنی دیر تک پھل کے پکنے کا انتظار نہ کر سکتا ہو' لہٰذا شریعت نے فریقین کی مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے اجازت دی ہے کہ وہ اس درخت پر موجود پھل کی بیع خشک معین پھل کے ساتھ کر لیں۔ اس غریب شخص کو خشک پھل مل جائے گا۔ درخت پھل سمیت باغ والے کو واپس چلا جائے گا۔ یہ بھی مزابنہ ہی ہے مگر غریب شخص کے لیے تھوڑی مقدار میں (تقریباً بیس من تک) اس کی خصوصی اجازت دی گئی ہے۔

٣٩١١- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ، وَالْمُخَابَرَةِ، وَعَنِ الثُّنْيَا إِلَّا أَنْ تُعْلَمَ.

۳۹۱۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ اور مجہول استثنا کرنے سے منع فرمایا ہے' ہاں استثنا معلوم ہو تو کیا جا سکتا ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى كَالدَّلِيلِ عَلَى: أَنَّ عَطَاءً لَمْ يَسْمَعْ مِنْ جَابِرٍ حَدِيثَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ «مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا».

ہمام بن یحییٰ کی روایت گویا دلیل کی طرح ہے اس پر کہ عطاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے بیان کردہ یہ حدیث نہیں سنی: ''جس کی زمین ہو اسے چاہیے کہ وہ خود اسے کاشت کرے۔''

٣٩١١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في النهي عن الثنيا، ح: ١٢٩٠ عن زياد بن أيوب به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٧.

فوائد ومسائل: ① لیکن امام صاحب کا یہ تبصرہ محل نظر ہے کیونکہ صحیح بخاری ومسلم میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اس میں بھی عطاء جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع کی صریح دلیل ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الحرث والمزارعة، حديث:٢٣٤٠، و صحيح مسلم البيوع، حديث: ١٥٣٦، بعد حديث:١٥٤٣) ② "مجہول استثنا" مثلاً: کوئی شخص باغ کا پھل فروخت کرتے وقت کہے کہ اس میں سے دس پودوں کا پھل میں لوں گا۔ مگر پودے معین نہ کرے۔ اس قسم کا مجہول استثنا بعد میں جھگڑے کا سبب بنتا ہے اس لیے منع ہے، نیز خریدار پر ظلم کا بھی خطرہ ہے کہ باغ کا مالک بہترین پودے اپنے لیے خاص کر لے، البتہ اگر پودے شروع ہی میں متعین کر دیے جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ سودا واضح ہے۔

٣٩١٢- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: سَأَلَ عَطَاءٌ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَ جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا أَخَاهُ».

٣٩١٢- حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے پاس (فالتو) زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو بلا معاوضہ کاشت کے لیے دے دے لیکن اسے کرایہ پر نہ دے۔"

وَقَدْ رَوَى النَّهْيَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ يَزِيدُ بْنُ نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

محاقلہ سے ممانعت (کی حدیث) یزید بن نعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

٣٩١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَقْلِ وَهِيَ الْمُزَابَنَةُ.

٣٩١٣- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حقل سے منع فرمایا ہے اور اس سے مراد مزابنہ ہے۔

٣٩١٢_ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٣٦/ ٩٢ من حديث همام به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٠٨.

٣٩١٣_ أخرجه مسلم، ح:١٥٣٦/ ١٠٣ بعد، ح: ١٥٤٤ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي توبة الربيع بن نافع به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٠٩.

خَالَفَهُ هِشَامٌ، وَرَوَاهُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ.

ہشام بن ابی عبداللہ نے معاویہ بن سلام کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① معاویہ بن سلام' یحییٰ بن ابی کثیر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان یزید بن نعیم کا واسطہ ذکر کرتے ہیں اور ہشام بن ابی عبداللہ ابوسلمہ کا واسطہ بیان کرتے ہیں۔ لیکن یہ اختلاف مضر نہیں۔ صحیح مسلم میں یہ حدیث ان دونوں طرق سے مروی ہے۔ ② حقل کے یہ معنی معروف نہیں۔ پیچھے (حدیث: ۳۸۹۴، ۳۸۹۵ میں) گزر چکا ہے کہ حقل سے مراد زمین بٹائی پر دینا ہے۔ البتہ حقل کو محاقلہ کے معنی میں لیں تو یہ معنی بن سکتے ہیں کیونکہ محاقلہ اور مزابنہ ایک ہی چیز ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ محاقلہ کھیتی میں ہوتا ہے اور مزابنہ پھلوں میں۔ ویسے دونوں منع ہیں۔

٣٩١٤- أَخْبَرَنَا الثِّقَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَقَالَ: اَلْمُخَاضَرَةُ: بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَزْهُوَ وَالْمُخَابَرَةُ: بَيْعُ الْكَرْمِ بِكَذَا وَكَذَا صَاعًا.

۳۹۱۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے مزابنہ اور مخاضرہ سے منع فرمایا ہے۔ اور مخاضرہ یہ ہے کہ پھل پکنے سے قبل اس کی بیع کی جائے۔ اور مخابرہ یہ ہے کہ درخت پر لگے انگوروں کی بیع مقررہ وزن کے منقیٰ (خشک انگوروں) سے کی جائے۔

خَالَفَهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ: عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

عمر بن ابوسلمہ نے یحییٰ بن ابوکثیر کی مخالفت کی ہے کہ انھوں نے عن أبيه عن أبي هريرة کہا ہے (جبکہ یحییٰ نے عن أبي سلمة عن جابر کہا ہے۔)

فائدہ: مخاضرہ اور مخابرہ کی تفسیر درست نہیں بلکہ مخاضرہ سے مراد کچی کھیتی کا سودا ہے اور مخابرہ سے مراد بٹائی پر زمین دینا ہے۔

٣٩١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۹۱۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣٩١٤ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٠، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٣٩١٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٨٤ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١١. * سفيان هو الثوري. وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

خَالَفَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

محمد بن عمرو لیثی نے یحییٰ بن ابوکثیر اور عمر بن ابوسلمہ کی مخالفت کی ہے۔ اور اسے ابوسلمہ کے واسطے سے ابوسعید سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۹۱۰.

۳۹۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۳۹۱۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

خَالَفَهُمُ الْأَسْوَدُ بْنُ الْعَلَاءِ فَقَالَ: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

اسود بن علاء نے ان (تینوں، یعنی محمد بن عمرو، عمر بن ابوسلمہ اور یحییٰ بن ابوکثیر) کی مخالفت کی ہے۔ اور (اس نے اپنی سند میں) کہا ہے: عن أبي سلمة، عن رافع ابن خديج.

وضاحت: محمد بن عمرو، عمر بن ابوسلمہ اور یحییٰ بن ابوکثیر نے بالترتیب ابوسعید خدری، ابوہریرہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا نام لیا ہے جبکہ اسود بن علاء نے ان مذکورہ کے بجائے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہا ہے۔

۳۹۱۷- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ:

۳۹۱۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۹۱۶ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ٦٧ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٢.
* عبدالرحيم هو ابن سليمان.

۳۹۱۷ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٣.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ. رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

یہ روایت قاسم بن محمد نے بھی حضرت رافع بن خدیج سے بیان کی ہے۔

وضاحت: امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ بات اسود کی بیان کردہ روایت کی تائید میں فرمائی ہے۔

٣٩١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُرَّةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْقَاسِمَ عَنِ الْمُزَارَعَةِ، فَحَدَّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

٣٩١٨- عثمان بن مرہ نے کہا کہ میں نے قاسم (بن محمد) سے مزارعت (مضاربت) کے متعلق پوچھا تو انھوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَرَّةً أُخْرَى.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ نے ایک دوسری بار یوں فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① مرة أخرى کے بارے میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ یہ امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد کا قول ہے اور وہ امام صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ انھوں نے ہمیں دوبارہ بیان کیا۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ امام نسائی رحمہ اللہ کا اپنا قول ہے اور وہ اپنے استاد عمرو بن علی کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ انھوں نے ہمیں دوبارہ بیان کیا۔ سنن الکبریٰ کے الفاظ دوسرے مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کی عبارت ہے: [أخبرنا عمرو بن علي مرة أخرى] یہاں ترجمہ پہلے مفہوم کے مطابق کیا گیا ہے۔ دونوں ممکن ہیں۔ والله أعلم. مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ١٤٤/٣١) ② راویوں کا اختلاف بیان کیا جا رہا ہے۔ کسی نے کسی صحابی کا نام لیا' کسی نے کسی کا۔ ممکن ہے سب سے روایت آتی ہو۔

٣٩١٨- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٤٦١٤. * القاسم هو ابن محمد بن أبي بكر الصديق، وأبوعاصم هو الضحاك بن مخلد.

٣٩١٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْقَاسِمَ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقَالَ: قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

وَاخْتُلِفَ عَلٰى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِيهِ.

۳۹۱۹- حضرت عثمان بن مرہ نے کہا کہ میں نے حضرت قاسم سے زمین کرائے پر دینے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرائے (بٹائی یا ٹھیکے) پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث میں سعید بن میّب پر اختلاف کیا گیا ہے۔

وضاحت: ''اختلاف کیا گیا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سعید بن میّب کے شاگردوں نے ان پر اختلاف کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ سعید نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا ہے' کوئی کہتا ہے کہ سعد بن ابی وقاص کا ذکر کیا ہے۔ کوئی شاگرد سعید کی مرسل روایت بیان کرتا ہے کہ سعید نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کی ہے' کسی صحابی کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔ اور کسی شاگرد نے عن سعید بن المسیب عن رافع بن خدیج کہا ہے۔ یہ ساری تفصیل ان مذکورہ احادیث کی اسناد دیکھنے سے واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔ الفاظ کا اختلاف واضح ہے۔ واللہ أعلم.

٣٩٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ - وَاسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ - قَالَ: أَرْسَلَنِي عَمِّي وَغُلَامًا لَهُ إِلٰى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمُزَارَعَةِ، فَقَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا حَتّٰى بَلَغَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ فَلَقِيَهُ، فَقَالَ رَافِعٌ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَنِي حَارِثَةَ فَرَأٰى زَرْعًا فَقَالَ:

۳۹۲۰- حضرت ابوجعفر عمیر بن یزید خطمی سے روایت ہے کہ میرے چچا نے مجھے اور اپنے ایک غلام کو حضرت سعید بن میّب رحمہ اللہ کے پاس بٹائی کے بارے میں پوچھنے کے لیے بھیجا۔ تو وہ فرمانے لگے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے حتی کہ ان کے پاس حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث پہنچی تو وہ ان سے جا کر ملے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ بنو حارثہ کے ہاں تشریف لائے تو

٣٩١٩- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٥.

٣٩٢٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ٣٣٩٩ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٦.

«مَا أَحْسَنَ زَرْعَ ظُهَيْرٍ» فَقَالُوا: لَيْسَ لِظُهَيْرٍ فَقَالَ: «أَلَيْسَ أَرْضُ ظُهَيْرٍ؟» قَالُوا: بَلٰى وَلٰكِنَّهُ أَزْرَعَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا زَرْعَكُمْ وَرُدُّوا إِلَيْهِ نَفَقَتَهُ». قَالَ: فَأَخَذْنَا زَرْعَنَا وَرَدَدْنَا إِلَيْهِ نَفَقَتَهُ.

آپ نے ایک کھیت دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ''ظہیر کی کھیتی کس قدر اچھی ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ کھیتی ظہیر کی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا یہ ظہیر کی زمین نہیں؟'' لوگوں نے کہا: ضرور یہ زمین اسی کی ہے مگر اس نے آگے کرائے پر دے رکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی کھیتی لو اور اسے اس کا خرچہ واپس کر دو۔'' حضرت رافع نے فرمایا: ہم نے اپنی کھیتی (فصل) لے لی اور مزارع کو اس کا خرچہ اور محنت واپس کر دی۔

وَرَوَاهُ طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيهِ.

طارق بن عبدالرحمٰن نے اس روایت کو سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے لیکن راویوں نے اس حدیث میں ان پر اختلاف کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس مسئلے کی تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں۔ (دیکھیے، حدیث: ۳۸۹۳) ② ''خرچہ واپس کر دو'' گویا اس فاسد عقد کی بنا پر یہ ایسے ہو گیا جیسے کسی کی زمین بلا اجازت کاشت کر دی۔ اور بلا اجازت کاشت کا یہی حکم ہے کہ زمین زمین والے کی اور بلا اجازت کاشت کرنے والے کو اس کا خرچہ واپس کیا جائے گا۔

٣٩٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقَالَ: «إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا، أَوْ رَجُلٌ مُنِحَ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِحَ، أَوْ رَجُلٌ اسْتَكْرٰى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ»

۳۹۲۱- حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ حضرت سعید نے فرمایا: کاشت کار تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ جس کی اپنی زمین ہے اور وہ اس میں کاشت کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جسے کچھ عرصے کے لیے زمین کاشت کے لیے (بطور عطیہ) دے دی جاتی ہے اور وہ اس میں کاشت کرتا ہے۔ تیسرا وہ جو زمین سونے چاندی کے عوض کرائے (ٹھیکے) پر لیتا ہے۔

٣٩٢١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، ح: ٣٤٠٠، انظر الحديث السابق، وابن ماجه، الرهون، باب المزارعة بالثلث والربع، ح: ٢٤٤٩ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٧. * طارق هو ابن عبدالرحمٰن، وثقه الجمهور.

مَيَّزَهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ طَارِقٍ فَأَرْسَلَ الْكَلَامَ الْأَوَّلَ، وَجَعَلَ الْأَخِيرَ مِنْ قَوْلِ سَعِيدٍ.

(امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ) اسرائیل نے اس روایت کو طارق سے سن کر جدا کیا' چنانچہ اس نے پہلے کلام کو مرسل کیا اور آخری کلام (إنما یزرع ثلاثة......) کے متعلق کہا کہ یہ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا قول ہے' حدیث رسول نہیں۔

فائدہ: ''سونے چاندی کے عوض'' ٹھیکے اور بٹائی میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں جائز ہیں بلکہ بٹائی ٹھیکے کے مقابلے میں مزارع کے لیے زیادہ مفید ہے۔ جس میں مزارع کو صرف کام کرنا پڑتا ہے' جبکہ ٹھیکے میں رقم بھی پہلے دینی پڑتی ہے اور فصل پر خرچ بھی کرنا پڑتا ہے۔ گویا ٹھیکہ امیروں کا کام ہے اور بٹائی غریبوں کا۔ اور شریعت غریبوں کی حامی ہے۔

٣٩٢٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ طَارِقٍ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، قَالَ سَعِيدٌ: فَذَكَرَهُ نَحْوَهُ.

٣٩٢٢- حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ سعید نے کہا...... اور آگے اس (سعید) نے اسی (مذکورہ روایت) کی طرح ذکر کیا (یعنی إنما یزرع ثلاثة)۔

رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ طَارِقٍ.

سفیان ثوری نے بھی طارق سے یہ حدیث روایت کی ہے (جس طرح کہ اسرائیل نے طارق سے روایت کی ہے)۔

٣٩٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ - وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: لَا يُصْلِحُ الزَّرْعَ

٣٩٢٣- حضرت طارق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ کاشتکاری تین قسم ہی کی ہو سکتی ہے: اپنی مملوکہ زمین میں کاشت کی جائے۔ وقتی عطیے کے طور پر ملی ہوئی زمین میں کاشت کی

٣٩٢٢ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٨.

٣٩٢٣ـ [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٩. * سفيان هو الثوري، ومحمد هو ابن يوسف الفريابي.

غَيْرُ ثَلاثٍ: أَرْضٍ يَمْلِكُ رَقَبَتَهَا، أَوْ مِنْحَةٍ، أَوْ أَرْضٍ بَيْضَاءَ يَسْتَأْجِرُهَا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ.

جائے یا خالی زمین سونے چاندی (یعنی روپے پیسے) کے عوض ٹھیکے پر لے کر کاشت کی جائے۔

وَرَوَى الزُّهْرِيُّ الْكَلَامَ الْأَوَّلَ عَنْ سَعِيدٍ فَأَرْسَلَهُ.

زہری نے کلام اول کو سعید بن میتب سے روایت کیا اور اس نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔

٣٩٢٤- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۳۹۲۴- حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.

محمد بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ نے اسے سعید بن میتب سے روایت کیا اور انھوں نے کہا کہ یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

٣٩٢٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِكْرِمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ الْمَزَارِعِ يُكْرُونَ فِي زَمَانِ

۳۹۲۵- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فالتو زمین رکھنے والے اپنی زمینیں پانی کے نالوں کے قریب اگنے والی فصل کے عوض بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ پھر (بسا اوقات) لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اس کی بابت آپس میں لڑتے جھگڑتے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان

٣٩٢٤ـ [صحيح]وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٢٥، والكبرٰى، ح: ٤٦٢٠، ٤٦٢١، وللحديث شواهد، منها الحديث المتقدم: ٣٩٢١.

٣٩٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المزارعة، ح: ٣٣٩١ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٢٢، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث السابق. * عم عبيدالله هو يعقوب بن إبراهيم ابن سعد، ومحمد بن عكرمة هو ابن عبدالرحمٰن بن الحارث بن هشام، ولم يوثقه غير ابن حبان.

رَسُولِ اللهِ ﷺ مَزَارِعَهُمْ بِمَا يَكُونُ عَلَى السَّاقِي مِنَ الزَّرْعِ، فَجَاءُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاخْتَصَمُوا فِي بَعْضِ ذٰلِكَ، فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُكْرُوا بِذٰلِكَ، وَقَالَ: «أَكْرُوا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ»

کو اس طرح بٹائی پر دینے سے منع کر دیا اور فرمایا: ''سونے چاندی (روپے پیسے) کے عوض ٹھیکے پر دیا کرو۔''

وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ سُلَيْمَانُ عَنْ رَافِعٍ، فَقَالَ: عَنْ رَجُلٍ مِنْ عُمُومَتِهِ.

سلیمان نے رافع سے یہ حدیث بیان کی تو کہا: عن رجل من عمومته (ان کے چچاؤں میں سے ایک صاحب سے)۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن شواہد کی بنا پر حدیث میں مذکورہ مسئلہ صحیح ہے۔ محقق کتاب نے بھی اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے' نیز سنن ابی داود کی حدیث: ۳۳۹۱ کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم ابوداود ہی کی حدیث: ۳۳۹۵ اس سے کفایت کرتی ہے۔ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ والله أعلم. ② ''منع فرما دیا'' کیونکہ اس قسم کی بٹائی سے مزارع کو نقصان ہوتا ہے۔ محنت وہ کرتا مگر اچھی اچھی فصل مالک زمین لے جاتا اور اس کو ردی فصل پر گزارا کرنا پڑتا تھا' لہٰذا آپ نے اس سے منع فرما دیا۔ البتہ اگر مطلقاً حصہ (مثلاً: کل پیداوار کا نصف یا تہائی وغیرہ) کی بنیاد پر بٹائی ہو تو نہ جھگڑا پیدا ہوگا نہ مزارع پر ظلم ہوگا' اس لیے بٹائی کی یہ صورت جائز ہے۔ ٹھیکہ بھی جائز ہے۔

٣٩٢٦- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُحَاقِلُ بِالْأَرْضِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنُكْرِيهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى، فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُومَتِي فَقَالَ: نَهَانِي

۳۹۲۶- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی زمینیں پیداوار کی تہائی یا چوتھائی یا مقررہ مقدار میں غلے کے عوض بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ ایک دن میرے چچاؤں میں سے کوئی صاحب آئے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے بہت مفید تھا' جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ

٣٩٢٦ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح: ١٥٤٨/ ١١٣ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٢٣، وأخرجه البخاري من حديث رافع به، كما سيأتي، ح: ٣٩٢٩.

رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَوَاعِيَةُ اللهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا، نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالْأَرْضِ، وَنُكْرِيهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى، وَأَمَرَ رَبَّ الْأَرْضِ أَنْ يَّزْرَعَهَا، أَوْ يُزْرِعَهَا، وَكَرِهَ كِرَاءَهَا وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ».

کی اطاعت ہمارے لیے ہر چیز سے بڑھ کر مفید ہے۔ آپ نے ہمیں زمینیں پیداوار کے تہائی یا چوتھائی حصے یا معین غلے کے عوض بٹائی پر دینے سے منع فرما دیا ہے۔ اور آپ نے زمین کے مالک کو حکم دیا ہے کہ وہ خود کاشت کرے یا کسی (مسلمان بھائی) کو بلامعاوضہ کاشت کے لیے دے دے۔ آپ نے بٹائی ٹھیکے وغیرہ کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔

أَيُّوبُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ يَعْلٰى.

ایوب نے یعلی بن حکیم سے یہ حدیث نہیں سنی۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی بلکہ اپنے کسی چچا کے واسطے سے سنی ہے۔ کبھی چچا کا ذکر نہیں بھی کیا۔ ممکن ہے بعد میں خود بھی جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیا ہو۔ واللہ أعلم.

٣٩٢٧- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ أَنِّي سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: «كُنَّا نُحَاقِلُ الْأَرْضَ نُكْرِيهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى»

۳۹۲۷-ایوب بیان کرتے ہیں کہ یعلی بن حکیم نے مجھے لکھا کہ میں نے سلیمان بن یسار سے سنا' وہ حضرت رافع بن خدیج سے حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ نے فرمایا: ہم اپنی فالتو زمینیں پیداوار کی تہائی یا چوتھائی یا معین غلے کے عوض بٹائی پر دیا کرتے تھے۔

رَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ.

سعید نے یہ روایت یعلی بن حکیم سے بیان کی ہے۔

فائدہ: تہائی یا چوتھائی کے عوض بٹائی پر زمین دینا تو جائز ہے' البتہ معین مقدار غلہ کے عوض جائز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے اس زمین میں اتنا غلہ پیدا ہی نہ ہو۔ ہاں' مقررہ رقم لی جا سکتی ہے کیونکہ رقم زمین سے الگ چیز ہے۔

٣٩٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۳۹۲۸-حضرت رافع بن خدیج ؓ سے مروی ہے

٣٩٢٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٢٤.

٣٩٢٨ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٢٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُحَاقِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَزَعَمَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِهِ أَتَاهُمْ فَقَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَوَاعِيَةُ اللهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا، قُلْنَا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا، أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ، وَلَا يُكَارِيهَا بِثُلُثٍ وَلَا رُبُعٍ وَلَا طَعَامٍ مُسَمًّى».

کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ پھر میرے ایک چچا آئے اور کہنے لگے: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے مفید تھا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہمارے لیے ہر چیز سے بڑھ کر مفید ہے۔ ہم نے پوچھا: وہ کون سا کام ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس شخص کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو (بطور تحفہ) کاشت کے لیے دے دے اور اسے پیداوار کے تہائی یا چوتھائی یا معین غلے کے عوض کرایہ پر نہ دے۔''

رَوَاهُ حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ رَافِعٍ فَاخْتَلَفَ عَلَى رَبِيعَةَ فِي رِوَايَتِهِ.

اس حدیث کو حنظلہ بن قیس نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (اور حنظلہ سے ربیعہ نے روایت کیا ہے) تو ربیعہ پر اس حدیث کی روایت میں (اس کے شاگردوں کی طرف سے) اختلاف کیا گیا ہے۔

فائدہ: ربیعہ کے شاگردوں میں سے جب ان کے شاگرد لیث بیان کرتے ہیں تو وہ رافع بن خدیج کے بعد ان کے چچا کا ذکر کرتے ہیں اور مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔ جب اوزاعی ربیعہ سے بیان کرتے ہیں تو وہ رافع سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں لیکن رافع کے بعد ''عمہ'' کا ذکر نہیں کرتے۔ مالک بھی اوزاعی کی طرح ہی بیان کرتے ہیں لیکن انھوں نے متن میں اوزاعی کی مخالفت کی ہے جیسا کہ حدیث: ۳۹۳۱ میں ہے۔ سفیان ثوری جب ربیعہ سے بیان کرتے ہیں تو وہ رافع سے موقوفاً بیان کرتے ہیں اور ان کے چچا کا ذکر نہیں کرتے۔ لیکن یہ اختلاف مضر نہیں کیونکہ مرفوع بیان کرنے والے راوی ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے لہٰذا اس روایت کا مرفوع ہونا راجح ہے۔ رہا رافع بن خدیج کے چچا کا مسئلہ تو ممکن ہے پہلے انھوں نے چچا سے سنا ہو پھر نبی اکرم ﷺ سے براہ راست سن لیا ہو۔ اسی لیے صحیحین میں یہ حدیث دونوں طرح مروی ہے۔ صحیح بخاری (حدیث: ۲۳۳۹) میں ''عمہ'' کے ذکر کے ساتھ ہے اور صحیح مسلم (حدیث: ۱۵۴۸) میں ''عمہ'' کے ذکر کے ساتھ بھی اور ''عمہ'' کے ذکر کے بغیر بھی۔ واللہ أعلم.

٣٩٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي: أَنَّهُمْ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَشَيْءٍ مِّنَ الزَّرْعِ يَسْتَثْنِي صَاحِبُ الْأَرْضِ، فَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِرَافِعٍ: فَكَيْفَ كِرَاؤُهَا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ: لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ.

۳۹۲۹- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بیان فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں نالوں کے قریب اگنے والی کھیتی یا متعین غلہ جسے زمین والا خود مستثنیٰ کرتا تھا' کے عوض زمین کرائے پر دیتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کام سے منع فرما دیا۔ (راوی کہتا ہے:) میں نے حضرت رافع سے پوچھا: دینار اور درہم (روپے پیسے) کے عوض ٹھیکے پر زمین دینا کیسا ہے؟ تو حضرت رافع نے فرمایا: سونے چاندی (روپے پیسے) کے عوض ٹھیکے پر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

خَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ.

امام اوزاعی ؒ نے اس (لیث) کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''اوزاعی نے مخالفت کی ہے۔'' یہ مخالفت اس طرح ہے کہ لیث اور اوزاعی دونوں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے بیان کرتے ہیں' ربیعہ بیان کرتے ہیں حنظلہ بن قیس سے اور وہ حضرت رافع بن خدیج ؓ سے' لیکن لیث اپنی روایت میں حضرت رافع کے چچا کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا' جبکہ اوزاعی اپنی روایت میں ''چچا'' کا ذکر نہیں کرتے۔ ② ''کوئی حرج نہیں۔'' حرج تو بٹائی میں بھی کوئی نہیں اگر اس میں کوئی ظلم والی شرط نہ ہو' البتہ فالتو زمین والے کے لیے بہتر ہے کہ وہ فالتو زمین ٹھیکے یا بٹائی کی بجائے کسی غریب بھائی کو سال دو سال کے لیے ویسے ہی کاشت کرنے کے لیے دے دے۔

٣٩٣٠- أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ

۳۹۳۰- حضرت حنظلہ بن قیس انصاری سے روایت

٣٩٢٩۔ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب كراء الأرض بالذهب والفضة، ح: ٢٣٤٦، ٢٣٤٧ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ١٥٤٧/ ١١٥ بعد، ح: ١٥٤٨ من حديث ربيعة الرأي به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٢٦.

٣٩٣٠۔ أخرجه البخاري، ح: ٢٣٤٦ من حديث ربيعة، ومسلم، ح: ١٥٤٧/ ١١٦ من حديث عيسى بن يونس به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٢٧.

الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالدِّينَارِ وَالْوَرِقِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ، إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُؤَاجِرُونَ عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ فَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا، فَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هٰذَا، فَلِذٰلِكَ زُجِرَ عَنْهُ، فَأَمَّا شَيْءٌ مَّعْلُومٌ مَّضْمُونٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

ہے کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سونے چاندی (روپے پیسے) کے عوض زمین کرائے پر دینے سے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ اصل بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگ اپنی زمینیں نالوں کے ساتھ ساتھ اور نالوں (موگھوں) کے سامنے اگنے والی فصل کے عوض بٹائی پر دیتے تھے۔ کبھی اس حصے کی فصل محفوظ رہتی اور دوسرے حصے کی ضائع ہو جاتی۔ کبھی دوسرے حصے کی فصل محفوظ رہتی اور اس حصے کی فصل ضائع ہو جاتی۔ اس وقت زمین کے کرائے کی یہ شکل ہی رائج تھی، اس لیے آپ نے اس سے منع فرما دیا۔ لیکن کوئی اور معلوم اور معین چیز (رقم) مقرر کر لی جائے جن کا کوئی ضامن بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

وَافَقَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَلٰى إِسْنَادِهِ، وَخَالَفَهُ فِي لَفْظِهِ.

مالک بن انس نے اس (اوزاعی) کی سند میں موافقت کی ہے اور اس (اوزاعی) کے الفاظ میں اس کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''موافقت کی ہے۔'' اس سند میں موافقت اس طرح سے ہے کہ جس طرح امام اوزاعی نے اپنی سند میں رافع بن خدیج کے چچا کا ذکر نہیں کیا اسی طرح امام مالک بن انس نے بھی سند میں رافع بن خدیج کے چچا کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن دونوں کے الفاظ حدیث میں کچھ فرق ہے اگرچہ الفاظ کے اس فرق کی وجہ سے حدیث کے معنی اور مفہوم میں کوئی فرق یا اثر نہیں پڑتا۔ واللہ أعلم. ② گویا منع فرمانے کی وجہ وہ ظالمانہ شرائط تھیں جن کی بنا پر مزارع کو سراسر نقصان ہوتا تھا کہ زمین میں سے اچھے حصوں کی فصل مالک اپنے لیے خاص کر لیتے تھے اور ناکارہ حصوں کی فصل پر مزارع کو ٹرخا دیا جاتا تھا۔ چونکہ یہ ظلم تھا، لہٰذا شریعت نے اس سے منع فرما دیا۔ اگر کوئی ظالمانہ شرط نہ ہو تو بٹائی میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (دیکھیے، حدیث: ۳۹۲۵)

٣٩٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ فَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، قُلْتُ: بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ: لَا، إِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا بِمَا تُخْرِجُ الْأَرْضُ مِنْهَا، فَأَمَّا الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ فَلَا بَأْسَ.

۳۹۳۱- حضرت حنظلہ بن قیس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کرائے پر دینے کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے (بٹائی) پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: سونے چاندی (دینار درہم یعنی روپے پیسے) کے ساتھ بھی؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے تو صرف زمین کی پیداوار کے عوض دینے سے منع فرمایا تھا۔ سونے چاندی کے عوض تو کوئی حرج نہیں۔

رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَبِيعَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بھی یہ روایت ربیعہ سے بیان کی ہے لیکن انھوں نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ (لیکن اس کا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ اکثر لوگوں نے اسے مرفوع بیان کیا ہے۔)

٣٩٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ؟ فَقَالَ: حَلَالٌ لَا بَأْسَ بِهِ، ذٰلِكَ فَرْضُ الْأَرْضِ.

۳۹۳۲- حضرت حنظلہ بن قیس سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے خالی زمین سونے چاندی کے عوض ٹھیکے پر دینے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ منع تو تب ہے جب زمین کی پیداوار کے حصے کے عوض دی جائے۔

رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ وَرَفَعَهُ، كَمَا رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ.

یحییٰ بن سعید نے بھی یہ روایت حنظلہ بن قیس سے بیان کی ہے اور انھوں نے اسے مرفوع بیان کیا ہے۔

٣٩٣١- أخرجه مسلم من حديث مالك به، انظر الحديث المتقدم: ٣٩٢٩، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧١١، والكبرى، ح: ٤٦٢٩.

٣٩٣٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٣٠.

جس طرح کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے ربیعہ سے مرفوع بیان کیا ہے۔

فائدہ: معلوم یوں ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے عوض جائز قرار دینا حضرت رافع بن خدیج کا اپنا اجتہاد ہے جیسا کہ آئندہ حدیث سے واضح ہو رہا ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ نے جس انداز سے بٹائی سے منع فرمایا ہے اس انداز کے مطابق تو سونے چاندی کے عوض بھی درست نہ ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے غرباء سے ہمدردی کے طور پر بٹائی سے روکا ہے جیسا کہ سابقہ احادیث میں صراحت ہے لہٰذا سونے چاندی کے عوض بھی منع ہونا چاہیے کیونکہ یہ بھی غریب سے ہمدردی کے خلاف ہے بلکہ غریب کے لیے بٹائی ٹھیکے سے بہتر ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۳۹۲۱)

٣٩٣٣- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ أَرْضِنَا، وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ ذَهَبٌ وَلَا فِضَّةٌ، فَكَانَ الرَّجُلُ يُكْرِي أَرْضَهُ بِمَا عَلَى الرَّبِيعِ وَالْأَقْبَالِ وَأَشْيَاءَ مَعْلُومَةٍ. وَسَاقَهُ.

۳۹۳۳- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زمینیں بٹائی پر دینے سے منع فرمایا۔ ان دنوں سونے چاندی کے عوض زمین دینے کا رواج نہ تھا بلکہ آدمی اپنی زمین نالوں کے قریب اگنے والی فصل اور معین غلے کے عوض بٹائی پر دیتا تھا' پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

رَوَاهُ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ.

یہ حدیث سالم بن عبداللہ بن عمر نے رافع بن خدیج سے بیان کی ہے اور اس حدیث میں امام زہری پر اختلاف کیا گیا ہے۔ (زہری کے شاگردوں نے اختلاف کیا ہے۔ زہری کی بیان کردہ روایات کو دیکھنے سے یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے۔)

٣٩٣٣- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٣١.

٣٩٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ.

تَابَعَهُ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ.

۳۹۳۴- حضرت سالم بن عبداللہ نے بھی یہ حدیث اسی طرح بیان فرمائی ہے۔

عقیل بن خالد نے اس (امام مالک) کی متابعت کی ہے۔

فائدہ: یہ روایت امام زہری سے بیان کرنے والے کئی لوگ ہیں، مثلاً: امام مالک، عقیل بن خالد اور شعیب بن ابوحمزہ وغیرہ۔ امام مالک اور عقیل بن خالد دونوں نے یہ روایت موصول بیان کی ہے، جبکہ شعیب بن ابوحمزہ نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔ لیکن اس اختلاف سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ موصول بیان کرنے والے راوی ثقہ ہیں۔ واللہ أعلم.

٣٩٣٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: أَخْبَرَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي أَرْضَهُ حَتَّى بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ كَانَ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ خَدِيجٍ! مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ لِعَبْدِ اللهِ:

۳۹۳۵- حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین بٹائی پر دیتے تھے حتی کہ انھیں معلوم ہوا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بٹائی سے روکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ان سے ملے اور کہا: اے ابن خدیج! زمین کی بٹائی کے متعلق آپ رسول اللہ ﷺ سے کیا بیان کرتے ہیں؟ تو حضرت رافع نے کہا: میں نے اپنے دو چچاؤں سے سنا ہے اور وہ دونوں بدری صحابی تھے، وہ اپنے گھر والوں کو بتا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے

٣٩٣٤ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب(١٢)، ح:٤٠١٢، ٤٠١٣ عن عبدالله بن محمد بن أسماء به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٣٢، والموطأ(يحيى):٢/ ٧١١، وهو متفق عليه من حديث الزهري به، وانظر الحديث الآتي.

٣٩٣٥ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٤٧/ ١١٢ عن عبدالملك بن شعيب به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٣٣، انظر الحديث السابق.

سَمِعْتُ عَمِّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَلَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرٰى، ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللهِ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَحْدَثَ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ، فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ.

سے منع کیا ہے جبکہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں زمینیں بٹائی پر دی جاتی تھیں (اور آپ منع نہیں فرماتے تھے)۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو خدشہ محسوس ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کوئی حکم جاری فرمایا ہو مگر مجھے پتا نہ چلا ہو، اس لیے انھوں نے زمین بٹائی پر دینی چھوڑ دی۔

أَرْسَلَهُ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ.

شعیب بن ابوحمزہ نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔

فائدہ: بارہا گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کی مروجہ بٹائی سے روکا تھا جس میں معاوضہ مخصوص مقامات کی فصل یا معین مقدار میں غلہ طے پاتا تھا۔ یا آپ نے بڑے بڑے زمینداروں کو ازراہ ہمدردی مفت زمین دینے کی رغبت دلائی تھی ورنہ بٹائی صحیح شرائط کے ساتھ آپ کے دور میں جاری تھی۔ خیبر کو آپ نے خود بٹائی پر دیا۔ خلفائے راشدین کے دور میں ایسے ہوتا رہا۔ بڑے بڑے مجتہد صحابہ بٹائی پر دیتے رہے، لہٰذا محقق بات یہی ہے کہ بٹائی پر زمین دینا درست ہے۔

٣٩٣٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا - يَزْعُمُ - شَهِدَا بَدْرًا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

٣٩٣٦- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے دو چچا جو بدری صحابی تھے، بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

رَوَاهُ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعَيْبٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ عَمَّيْهِ.

(جس طرح بشر بن شعیب نے یہ روایت اپنے باپ شعیب سے بیان کی ہے اسی طرح) عثمان بن سعید نے (بھی) یہ روایت شعیب سے بیان کی ہے۔ لیکن (بشر

٣٩٣٦- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٣٤.

کے برعکس) اس (شعیب) نے رافع بن خدیج کے دو چچاؤں کا ذکر نہیں کیا۔

٣٩٣٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعَيْبٍ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: كَانَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: لَيْسَ بِاسْتِكْرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بَأْسٌ، وَكَانَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ.

۳۹۳۷-حضرت زہری سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسیب فرماتے تھے کہ سونے چاندی کے بدلے میں زمین کرائے پر دینا منع نہیں لیکن حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

وَافَقَهُ عَلٰى إِرْسَالِهِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ الْحَارِثِ.

(امام زہری کے شاگردوں میں سے) عبدالکریم بن حارث نے اس (شعیب بن ابوحمزہ) کی موافقت میں اس حدیث کو مرسل بیان کیا ہے۔ (اور شعیب کی طرح عبدالکریم نے بھی امام زہری اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے درمیان حضرت سالم کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

٣٩٣٨- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوخُزَيْمَةَ عَبْدُاللهِ بْنُ طَرِيفٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ. فَسُئِلَ رَافِعٌ بَعْدَ ذٰلِكَ، كَيْفَ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: بِشَيْءٍ مِّنَ الطَّعَامِ

۳۹۳۸-حضرت ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ ابن شہاب (امام زہری) نے کہا کہ اس کے بعد حضرت رافع سے پوچھا گیا کہ اس دور میں لوگ زمین کرائے پر کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: یا تو معین غلے کے عوض' یا یہ شرط لگاتے تھے کہ جو فصل پانی کے نالوں کے ساتھ ساتھ یا پانی کے موگھے کے سامنے

٣٩٣٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٣٥.

٣٩٣٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٣٦ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٣٦.

مُسَمًّى، وَيُشْتَرَطُ أَنَّ لَنَا مَا تُنْبِتُ مَاذِيَانَاتُ الْأَرْضِ وَأَقْبَالُ الْجَدَاوِلِ.

سامنے اگے گی' وہ ہماری ہوگی۔

رَوَاهُ نَافِعٌ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيهِ.

یہ روایت نافع نے حضرت رافع بن خدیج ؓ سے بیان کی ہے اور اس حدیث میں نافع پر اختلاف کیا گیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''اختلاف کیا گیا ہے۔'' وہ اختلاف - واللہ اعلم - یہ ہے کہ حضرت نافع کے کئی شاگردوں نے ان سے یہ روایت بیان کی' مثلاً: موسیٰ بن عقبہ' ابن عون' ایوب' کثیر بن فرقد' عبیداللہ بن عمر اور جویریہ بن اسماء وغیرہ۔ لیکن ان تمام شاگردوں میں سے کوئی تو اپنے استاد حضرت نافع سے یہی روایت بیان کرتے ہوئے ''عمومته'' کے الفاظ بیان کرتا ہے اور کوئی ''بعض عمومته'' کے' جب کہ کوئی ان الفاظ کے بغیر ہی یہ روایت بیان کرتا ہے۔ ② یہ صورتیں تو قطعاً منع ہیں کیونکہ ایسی شرائط صریح ظلم ہیں اور ان میں مزارع کا واضح طور نقصان ہے جسے شریعت جائز قرار نہیں دے سکتی تھی' البتہ زمین عام بٹائی پر دینا جائز ہے۔

٣٩٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ: أَنَّ عُمُومَتَهُ جَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ رَجَعُوا فَأَخْبَرُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَقَالَ عَبْدُاللهِ: قَدْ عَلِمْنَا أَنَّهُ كَانَ صَاحِبَ مَزْرَعَةٍ يُكْرِيهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَلَى أَنَّ لَهُ مَا عَلَى الرَّبِيعِ السَّاقِي الَّذِي يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْمَاءُ، وَطَائِفَةٌ مِّنَ التِّبْنِ لَا أَدْرِي كَمْ هِيَ؟

٣٩٣٩- حضرت رافع بن خدیج ؓ نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کو بتایا کہ میرے چچا رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ پھر واپس آئے تو انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرما دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرمانے لگے: ہم قطعاً جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں زمین والا پانی کے نالوں' جہاں سے پانی فصل کو لگتا تھا' کے قریب اگنے والی فصل کے عوض یا معین توڑی وغیرہ کے عوض بٹائی پر دیتا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ اس (معین توڑی) کی مقدار کتنی تھی۔ (اور آپ نے اسی سے منع فرمایا ہے نہ کہ عام بٹائی سے۔)

رَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ فَقَالَ: عَنْ بَعْضِ

یہ روایت ابن عون نے حضرت نافع سے بیان کی

٣٩٣٩- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٩٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٣٧. * فضيل هو ابن سليمان اليمزي.

عُمُومَتِهِ .

ہے تو انھوں نے "عن بعض عمومته" کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

فائدہ: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث میں بیان کردہ بٹائی کی صورت کو جائز سمجھتے تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے کیونکہ ان کو نہی کا علم نہ تھا' بعد میں ان کو حضرت رافع بن خدیج نے نہی کے بارے میں بتایا تو وہ اس سے رک گئے۔ جیسا کہ حدیث: ۳۹۳۵ میں ذکر ہے۔

٣٩٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَأْخُذُ كِرَاءَ الْأَرْضِ، فَبَلَغَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ شَيْءٌ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشٰى إِلٰى رَافِعٍ وَأَنَا مَعَهُ، فَحَدَّثَهُ رَافِعٌ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَتَرَكَ عَبْدُ اللهِ بَعْدُ.

۳۹۴۰- حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما زمین کا کرایہ لیا کرتے تھے' پھر انھیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت پہنچی تو انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور حضرت رافع کے پاس چلے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ حضرت رافع نے انھیں اپنے کسی چچا کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے' پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ نے کرایہ لینا چھوڑ دیا۔

٣٩٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ كِرَاءَ الْأَرْضِ، حَتّٰى حَدَّثَهُ رَافِعٌ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَتَرَكَهَا بَعْدُ.

۳۹۴۱- حضرت نافع سے منقول ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما زمین کا کرایہ لیا کرتے تھے حتی کہ انھیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی چچا سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کا کرایہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کرایہ لینا چھوڑ دیا۔

رَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ، وَلَمْ

یہ روایت ایوب نے بھی نافع عن رافع کی سند

٣٩٤٠ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٤٧/ ١١١ (انظر الحديث المتقدم: ٣٩٢٦، ٣٩٣٥) من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٣٨.

٣٩٤١ـ أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن عون به، انظر الحديث السابق. وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٣٩.

يَذْكُرْ عُمُومَتَهُ.

سے بیان کی ہے لیکن انھوں نے "عمومته" یعنی حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے چچا کا ذکر نہیں کیا۔

٣٩٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ حَتَّى بَلَغَهُ فِي آخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ، أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُخْبِرُ فِيهَا بِنَهْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَتَاهُ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ، فَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْهَا قَالَ: زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْهَا.

۳۹۴۲- حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دنوں میں ان کو معلوم ہوا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے نہی بیان کرتے ہیں' چنانچہ وہ ان کے پاس گئے' میں بھی ان کے ساتھ تھا' اور ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ زمینوں کے کرائے سے منع فرماتے تھے' اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے بعد یہ کام چھوڑ دیا۔ پھر جب ان سے اس کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو وہ فرماتے تھے کہ رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا۔

وَافَقَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَكَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَجُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ.

عبیداللہ بن عمر' کثیر بن فرقد اور جویریہ بن اسماء نے اس (ایوب) کی موافقت کی ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایوب نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے "کسی چچا" کا ذکر نہیں کیا اسی طرح اس کی موافقت کرتے ہوئے مذکورہ تینوں حضرات نے بھی چچے کا ذکر نہیں کیا۔

٣٩٤٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ عَبْدِالْحَكَمِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۹۴۳- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمینیں کرائے پر دیا کرتے تھے۔

٣٩٤٢- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٤٧/ ١٠٩ من حديث يزيد بن زريع، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح:٢٣٤٤ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٤٠.

٣٩٤٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٤١.

شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي الْمَزَارِعَ، فَحُدِّثَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَأْثُرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ نَافِعٌ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ عَلَى الْبَلَاطِ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: نَعَمْ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَتَرَكَ عَبْدُ اللهِ كِرَاءَهَا.

انھیں بتایا گیا کہ حضرت رافع بن خدیج ﷺ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حضرت نافع نے کہا کہ حضرت ابن عمر بلاط میں ان کے پاس گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ نے ان سے (اس کے متعلق) پوچھا تو انھوں نے کہا: ہاں' واقعتاً رسول اللہ ﷺ نے زمینوں کا کرایہ لینے سے منع فرمایا ہے' اس لیے حضرت عبداللہ نے زمینوں کا کرایہ لینا چھوڑ دیا۔

فوائد ومسائل: ① کرائے کی دو صورتیں ہیں: ایک زمین کی پیداوار کا حصہ' دوسری رقم۔ اگر زمین پیداوار کے حصے کے عوض دی جائے تو اسے بٹائی کہتے ہیں اور اگر رقم کے عوض کاشت کے لیے دی جائے تو اسے ٹھیکہ کہتے ہیں۔ عربی زبان میں دونوں کو کراء کہتے ہیں۔ ② بلاط، مسجد نبوی اور بازار کے درمیان ایک جگہ کا نام تھا جہاں لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔

٣٩٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَأْثُرُ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ حَدِيثًا فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ أَنَا وَالرَّجُلُ الَّذِي أَخْبَرَهُ حَتّٰى أَتٰى رَافِعًا، فَأَخْبَرَهُ رَافِعٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، فَتَرَكَ عَبْدُ اللهِ كِرَاءَ الْأَرْضِ.

۳۹۴۴- حضرت نافع سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ کو بتلایا کہ حضرت رافع بن خدیج ﷺ زمین کرائے پر دینے کے متعلق ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔ میں اور وہ آدمی جس نے آپ کو یہ بتایا تھا' آپ کے ساتھ چلے حتی کہ آپ حضرت رافع ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے روکا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینا چھوڑ دی۔

٣٩٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۳۹۴۵- حضرت نافع سے منقول ہے کہ حضرت

٣٩٤٤- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٤٢.

٣٩٤٥- أخرجه البخاري، الاجارة، باب: إذا استأجر أرضًا فمات أحدهما، ح: ٢٢٨٦ من حديث جويرية بن ◄◄

يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ.

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمینیں کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

٣٩٤٦- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكْرِي أَرْضَهُ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَبَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَزْجُرُ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ: كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ قَبْلَ أَنْ نَعْرِفَ رَافِعًا، ثُمَّ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى مَنْكِبِي حَتّٰى دُفِعْنَا إِلٰى رَافِعٍ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ: أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُكْرُوا الْأَرْضَ بِشَيْءٍ».

٣٩٤٦- حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین اس کی کچھ پیداوار کے عوض بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ ان کو معلوم ہوا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اس سے روکتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: ہم تو رافع کو پہچاننے سے بھی پہلے زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے اپنے دل میں شک سا محسوس کیا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھا حتی کہ ہم حضرت رافع کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ انھیں کہنے لگے: کیا آپ نے نبیٔ اکرم ﷺ کو زمین بٹائی پر دینے سے منع فرماتے سنا ہے؟ حضرت رافع نے فرمایا: میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''زمین کو کسی بھی چیز کے عوض کرائے پر نہ دو۔''

٣٩٤٧- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ وَنَافِعٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

٣٩٤٧- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

◀◀ أسماء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٤٣.

٣٩٤٦_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٤٤. ❊ حفص بن غياث عنعن، تقدم، ح: ١٦٦٢، وللحديث شواهد.

٣٩٤٧_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٤٥.

رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَى عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.

اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (اور عبداللہ بن عمر سے عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں) تو عمرو بن دینار پر اختلاف کیا گیا ہے۔

فائدہ: عمرو بن دینار سے یہ حدیث بیان کرنے والے اس کے کئی ایک شاگرد ہیں، مثلاً: سفیان بن عیینہ، ابن جریج، حماد بن زید اور محمد بن مسلم۔ کسی شاگرد نے حدیث بیان کرتے ہوئے عمرو بن دينار عن ابن عمر کہا ہے، کسی نے عمرو بن دينار عن جابر کہا ہے اور کسی نے دونوں حدیثوں کو ملا دیا ہے اور عمرو بن دينار عن ابن عمر و جابر کہہ دیا ہے۔ والله أعلم.

٣٩٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا، حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ.

۳۹۴۸- حضرت عمرو بن دینار نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ ہم زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے حتی کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بٹائی سے منع فرمایا ہے۔

٣٩٤٩- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ يَقُولُ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْخِبْرِ فَيَقُولُ مَا كُنَّا نَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا، حَتّٰى أَخْبَرَنَا عَامَ الْأَوَّلِ ابْنُ خَدِيجٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الْخِبْرِ.

۳۹۴۹- حضرت عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا، جبکہ ان سے بٹائی کے بارے میں پوچھا گیا تھا: ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے حتی کہ رافع بن خدیج نے ہمیں پہلے سال بتلایا کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو بٹائی سے منع فرماتے سنا ہے۔

وَافَقَهُمَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ.

حماد بن زید نے ان دونوں (سفیان بن عیینہ اور

٣٩٤٨ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٠٧/١٥٤٧ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٤٦.

٣٩٤٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٤٧. * حجاج هو ابن محمد الأعور.

ابن جریج) کی موافقت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ”موافقت کی ہے۔“ وہ موافقت اس طرح سے ہے کہ جس طرح حضرت سفیان بن عیینہ اور ابن جریج نے اپنی روایت میں حضرت جابر ؓ کے بجائے کہا ہے کہ عمرو بن دینار نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کیا ہے‘ اسی طرح حماد بن زید نے بھی‘ اس روایت میں جابر کے بجائے کہا ہے کہ عمرو بن دینار نے حضرت ابن عمر ؓ سے بیان کیا ہے۔ ② ”پہلے سال“ حدیث: ۳۹۴۲ میں گزر چکا ہے کہ حضرت معاویہ ؓ کی خلافت کے آخری دنوں کی یہ بات ہے‘ لہٰذا یہاں پہلے سال سے مراد یہ ہوسکتا ہے کہ یزید کی حکومت کا پہلا سال ہو یا حضرت ابن زبیر ؓ کی حکومت کا۔ واللہ أعلم.

۳۹۵۰- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا لَا نَرٰى بِالْخِبْرِ بَأْسًا، حَتّٰى كَانَ عَامَ الْأَوَّلِ، فَزَعَمَ رَافِعٌ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ.

۳۹۵۰- حضرت عمرو بن دینار سے منقول ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو فرماتے سنا کہ ہم بٹائی میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے حتی کہ (یزید یا حضرت ابن زبیر کی خلافت کا) پہلا سال ہوا تو رافع کہنے لگے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

خَالَفَهُ عَارِمٌ فَقَالَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ.

عارم نے اس (یحییٰ بن حبیب) کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے: عن حماد‘ عن عمرو‘ عن جابر.

فائدہ: اس کی وضاحت یہ ہے کہ اس سے پہلے یہ بات بیان ہوئی تھی کہ حماد بن زید نے اپنی روایت میں سفیان اور ابن جریج کی موافقت کی ہے اور حضرت جابر ؓ کے بجائے حضرت ابن عمر ؓ کہا ہے‘ جبکہ اس روایت میں حضرت جابر کا ذکر کیا گیا ہے۔ دراصل یہ اختلاف حماد کے شاگردوں میں ہے۔ یحییٰ بن حبیب اور عارم دونوں حماد کے شاگرد ہیں۔ یحییٰ بن حبیب جب بیان کرتا ہے تو ابن عمر کا ذکر کرتا ہے‘ اور عارم‘ ابن عمر کے بجائے حضرت جابر کا ذکر کرتا ہے۔ واللہ أعلم.

۳۹۵۱- حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ

۳۹۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

۳۹۵۰- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٤٨.

۳۹۵۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۳۸، ۳۳۹ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٤٩.

النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ.

محمد بن مسلم طائفی نے اس (حماد بن زید) کی متابعت کی ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس طرح سابقہ روایت میں ''حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن جابر بن عبداللہ'' ہے اسی طرح اس روایت میں بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بجائے حضرت جابر ہی مذکور ہے۔ الفاظ یہ ہیں: محمد بن مسلم عن عمرو بن دينار عن جابر. والله أعلم.

٣٩٥٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا [سُرَيْجٌ] قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ، وَالْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ.

٣٩٥٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخابرہ، محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

جَمَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الْحَدِيثَيْنِ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

سفیان بن عیینہ نے (دونوں صحابہ کی) دو حدیثوں کو جمع کر دیا ہے اور کہا ہے: ''عن ابن عمر، و جابر۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٣٩١٠۔

٣٩٥٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا [ابْنُ الْمِسْوَرِ] قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ

٣٩٥٣- حضرت ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کی فروخت سے منع فرمایا ہے حتی کہ وہ پک جائے۔ اور آپ نے مخابرہ سے بھی منع فرمایا ہے کہ زمین کو پیداوار کے تہائی یا چوتھائی حصے کے عوض بٹائی پر دیا جائے۔

٣٩٥٢- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٤٦٥٠، وله شواهد كثيرة، انظر، ح: ٣٩٤٨ وغيره. * شريح هو ابن النعمان.

٣٩٥٣- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٣٦/ ٩٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٥١، ٤٦٥٢. * عبدالله بن محمد بن عبدالرحمن بن المسور بن مخرمة يروي عن سفيان بن عيينة كما في الكبرى وتحفة الأشراف، وقوله: "ثنا ابن المسور" خطأ، فليصحح.

وَنَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ، كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ.

رَوَاهُ أَبُو النَّجَاشِيِّ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ وَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيهِ.

اسے ابوالنجاشی عطاء بن صہیب نے روایت کیا ہے اور اس حدیث میں اس پر اختلاف کیا گیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''اختلاف کیا گیا ہے۔'' اختلاف یہ ہے کہ یحییٰ بن ابوکثیر جب ابوالنجاشی سے بیان کرتے ہیں تو وہ اس روایت کو رافع بن خدیج کی مسند بناتے ہیں' لیکن اوزاعی جب ابوالنجاشی سے بیان کرتے ہیں تو وہ اسے رافع کے چچا ظہیر بن رافع کی مسند بناتے ہیں جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ دونوں طرح صحیح ہے جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔ یہ حدیث صحیحین میں دونوں طرح مروی ہے۔ ② کچے پھل کی فروخت سے روکنے کی وجہ حدیث: ۳۹۱۰ میں ذکر ہو چکی ہے' البتہ وہ پھل اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جنھیں استعمال ہی کچا کیا جاتا ہے۔ ③ پکنے سے مراد بھی بالکل کھانے کے لیے تیار ہو جانا نہیں بلکہ رنگ بدل جانا مراد ہے' یعنی جو پھل زرد ہو جائیں' اور جو سرخ ہو کر پکتے ہیں' وہ سرخ ہو جائیں اور جو رنگ نہیں بدلتے' وہ کچھ نرم ہو جائیں۔ واللہ أعلم.

٣٩٥٤- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّبَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بَحْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَافِعُ ابْنُ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَافِعٍ: «أَتُؤَاجِرُونَ مَحَاقِلَكُمْ»؟ قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ! نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ وَعَلَى الْأَوْسَاقِ مِنَ الشَّعِيرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَفْعَلُوا، اِزْرَعُوهَا أَوْ أَعِيرُوهَا أَوْ أَمْسِكُوهَا»

۳۹۵۴- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تم اپنی فالتو زمینیں بٹائی پر دیتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! ہم انھیں پیداوار کے چوتھائی حصے یا چند وسق جو کے عوض بٹائی پر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کرو' خود کاشت کرو یا کسی کو ایک دو سال کے لیے (عاریتاً) بلا معاوضہ کاشت کے لیے دے دو' ورنہ رکھے رکھو۔''

٣٩٥٤_ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح:١٥٤٨/ ١١٤ من حديث أبي النجاشي به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٥٣.

خَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ فَقَالَ: عَنْ رَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ، عَنْ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ.

اوزاعی نے اس (یحییٰ بن ابوکثیر) کی مخالفت کی ہے اور اس نے کہا ہے: عن رافع عن ظهير بن رافع.

فائدہ: ''مخالفت کی ہے۔'' یہ مخالفت مسند بنانے میں ہے جیسا کہ پچھلی حدیث میں بیان ہوا ہے۔ دیکھیے' حدیث: ۳۹۵۳ کا فائدہ: ۱۔

۳۹۵۵- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ عَنْ رَافِعٍ قَالَ: أَتَانَا ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ فَقَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقًا قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: أَمْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ حَقٌّ، سَأَلَنِي كَيْفَ تَصْنَعُونَ فِي مَحَاقِلِكُمْ؟ قُلْتُ: نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ وَالْأَوْسَاقِ مِنَ التَّمْرِ أَوِ الشَّعِيرِ، قَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا، إِزْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا أَوْ أَمْسِكُوهَا».

۳۹۵۵- حضرت رافع سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت ظہیر بن رافع آئے اور فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے مفید تھا۔ میں نے کہا: وہ کیا؟ وہ فرمانے لگے: اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہی صحیح اور برحق ہے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: ''تم اپنی (زائد) زمینوں کو کیا کرتے ہو؟'' میں نے کہا: ہم انھیں پیداوار کے تہائی یا چوتھائی حصے اور چند وسق کھجوروں یا جو کے عوض بٹائی پر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو ایسے نہ کرو۔ انھیں خود کاشت کرو یا کسی کو بلا معاوضہ کاشت کے لیے دے دو یا اسی طرح رہنے دو۔''

رَوَاهُ بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ رَافِعٍ فَجَعَلَ الرِّوَايَةَ لِأَخِي رَافِعٍ.

یہ روایت بکیر بن عبداللہ بن اشج نے اسید بن رافع سے بیان کی ہے تو اسے (حضرت رافع بن خدیج کے بجائے) حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے بھائی کی روایت بنایا ہے۔ (دیکھیے آئندہ روایت)

فائدہ: ''وسق'' ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع سوا دو کلو کا ہوتا ہے۔ گویا وسق تقریباً تین من پندرہ کلو کا ہوتا ہے اور یہ وزن نہیں بلکہ پیمانہ تھا۔ مد اور صاع دو برتن تھے جن میں وہ غلہ ماپتے تھے۔

۳۹۵۵- أخرجه مسلم، ح: ١٥٤٨/ ١١٤، انظر الحديث السابق من حديث يحيى بن حمزة، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح: ٢٣٣٩ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٥٤.

٣٩٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ لَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ أَخَا رَافِعٍ قَالَ لِقَوْمِهِ: قَدْ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ كَانَ لَكُمْ رَافِقًا، وَأَمْرُهُ طَاعَةٌ وَخَيْرٌ. نَهَى عَنِ الْحَقْلِ.

٣٩٥٦- (حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے بیٹے) اسید سے روایت ہے کہ (والد محترم) رافع کے بھائی نے اپنی قوم سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آج ایک ایسی چیز سے روک دیا ہے جو تمھارے لیے مفید تھی۔ ویسے آپ کے حکم ہی کی اطاعت کی جائے گی اور وہی سب سے بہتر ہے۔ آپ نے زمین بٹائی پر دینے سے روک دیا ہے۔

٣٩٥٧- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: سَمِعْتُ أُسَيْدَ بْنَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ الْأَنْصَارِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُمْ مَنَعُوا الْمُحَاقَلَةَ، وَهِيَ أَرْضٌ تُزْرَعُ عَلَى بَعْضِ مَا فِيهَا.

٣٩٥٧- حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز نے کہا: میں نے اسید بن رافع بن خدیج انصاری کو یہ ذکر کرتے سنا کہ ان کو محاقلہ سے روک دیا گیا تھا۔ اور محاقلہ سے مراد یہ ہے کہ زمین اپنی پیداوار کے کچھ حصے کے عوض کاشت کے لیے دے دی جائے۔

رَوَاهُ عِيسَى بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعٍ.

یہ روایت عیسیٰ بن سہل بن رافع نے بیان کی ہے۔

فائدہ: محاقلہ کے ایک معنی حدیث: ٣٩١٠ میں بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرے معنی اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔ حقل کے معنی بھی یہی ہیں۔

٣٩٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي شُجَاعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

٣٩٥٨- حضرت عیسیٰ بن سہل بن رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں یتیم تھا اور اپنے دادا محترم حضرت رافع بن خدیج کے ہاں پرورش پا رہا تھا۔ میں بالغ ہوا تو ان

٣٩٥٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥٥. * الليث هو ابن سعد.

٣٩٥٧ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥٦.

٣٩٥٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ٣٤٠١ من حديث سعيد بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥٧، ولأصل الحديث شواهد. * عيسى وثقه ابن حبان وحده.

عِيسَى بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: إِنِّي لَيَتِيمٌ فِي حَجْرِ جَدِّي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَبَلَغْتُ رَجُلًا وَحَجَجْتُ مَعَهُ، فَجَاءَ أَخِي عِمْرَانُ بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَقَالَ: يَا أَبَتَاهُ إِنَّهُ قَدْ أَكْرَيْنَا أَرْضَنَا فُلَانَةَ بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ! دَعْ ذَاكَ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيَجْعَلُ لَكُمْ رِزْقًا غَيْرَهُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

کے ساتھ حج کو گیا۔ میرا بھائی عمران بن سہل آیا اور کہنے لگا: ابا جان! ہم نے اپنی فلاں زمین دو سو درہم کے عوض کرائے پر دے دی ہے۔ وہ کہنے لگے: بیٹا! اسے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اس کی بجائے اور جگہ سے رزق عطا فرمائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

٣٩٥٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَا وَاللهِ! أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ، إِنَّمَا كَانَا رَجُلَيْنِ اقْتَتَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ كَانَ هٰذَا شَأْنُكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ». فَسَمِعَ قَوْلَهُ: «لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ».

٣٩٥٩- حضرت زید بن ثابت ؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت رافع بن خدیج ؓ کو معاف فرمائے' اللہ کی قسم! اس حدیث (یعنی بٹائی سے متعلقہ حدیث) کو میں ان سے زیادہ جانتا ہوں۔ بات یہ تھی کہ دو آدمی (مالک زمین اور مزارع) جھگڑ پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھارا یہ حال ہے تو زمینیں کرائے پر مت دو۔'' حضرت رافع نے صرف اتنی بات سنی کہ ''زمینیں کرائے پر مت دو۔''

فوائد و مسائل: ① گویا اس دور کی مروجہ بٹائی کو روکنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ تنازعات کا باعث تھی۔ اور آپ جھگڑے کو سخت ناپسند فرماتے تھے' لہٰذا اگر بٹائی کی ایسی صورت ہو جو تنازع اور جھگڑے کا سبب نہ بنے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ آج کل بٹائی کا رواج ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ ② امام نسائی ؒ نے بٹائی کے بارے میں حضرت رافع بن خدیج ؓ کی روایت کو مختلف اسانید کے ساتھ تفصیل سے نقل فرمایا ہے تاکہ تمام

٣٩٥٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المزارعة، ح: ٣٣٩٠ من حديث عبدالرحمن بن إسحاق المدني به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٥٨.

جزئیات معلوم ہو جائیں۔ ان تمام روایات کو پڑھنے سے وہی نتیجہ نکلتا ہے جو کتاب المزارعۃ کے شروع میں ہے' نیز احادیث: ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۸، ۳۹۰۴، ۳۹۲۱، ۳۹۲۵، ۳۹۳۳ اور ۳۹۴۳ میں متفرق طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ بعض مختصر احادیث غلط فہمی کا موجب بنتی ہیں مگر یہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ فتویٰ کی بنیاد کوئی ایک آدھ روایت نہیں بن سکتی بلکہ اس مسئلے سے متعلق تمام واردشدہ احادیث کو ملا کر نتیجہ نکالا جائے اور پھر اس کی روشنی میں مختلف روایات کو حل کیا جائے۔ ③ سابقہ تفصیلی روایات سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت جو اس باب میں مدار ہے' سخت اضطراب کی حامل ہے۔ سند کے لحاظ سے بھی اور متن کے لحاظ سے بھی لیکن تطبیق ممکن ہے' لہٰذا روایت اصلاً صحیح ہے۔ اضطراب اس وقت روایت کی صحت کے خلاف ہوتا ہے جب اس کا حل ممکن نہ ہو۔

(بٹائی کی دستاویز)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كِتَابَةُ مُزَارَعَةٍ عَلٰى أَنَّ الْبَذْرَ وَالنَّفَقَةَ عَلٰى صَاحِبِ الْأَرْضِ، وَلِلْمُزَارِعِ رُبُعُ مَا يُخْرِجُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ مزارعت کا معاملہ لکھنا اس شرط پر ہو کہ بیج اور دیگر اخراجات' زمین کے مالک کے ذمے ہوں اور مزارع کے لیے پیداوار کا چوتھا حصہ ہو۔

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ، لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ إِنَّكَ دَفَعْتَ إِلَيَّ جَمِيعَ أَرْضِكَ الَّتِي بِمَوْضِعِ كَذَا فِي مَدِينَةِ كَذَا مُزَارَعَةً، وَهِيَ الْأَرْضُ الَّتِي تُعْرَفُ بِكَذَا، وَتَجْمَعُهَا حُدُودٌ أَرْبَعَةٌ يُحِيطُ بِهَا كُلِّهَا، وَأَحَدُ تِلْكَ الْحُدُودِ بِأَسْرِهِ لَزِيقُ كَذَا وَالثَّانِي وَالثَّالِثُ وَالرَّابِعُ، دَفَعْتَ إِلَيَّ جَمِيعَ أَرْضِكَ هٰذِهِ الْمَحْدُودَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، بِحُدُودِهَا الْمُحِيطَةِ بِهَا، وَجَمِيعِ حُقُوقِهَا وَشِرْبِهَا وَأَنْهَارِهَا وَسَوَاقِيهَا، أَرْضًا بَيْضَاءَ فَارِغَةً

یہ وہ تحریر ہے جو فلاں بن فلاں بن فلاں نے فلاں بن فلاں کے لیے اپنی صحت اور اختیار کی حالت میں لکھی ہے۔ تو نے فلاں شہر میں فلاں جگہ واقع اپنی پوری زمین بٹائی کے طور پر میرے سپرد کر دی ہے اور یہ زمین فلاں نام سے مشہور ہے اور اس کی یہ حدود اربعہ ہیں جنھوں نے اس کو گھیر رکھا ہے۔ اس کی ایک حد پوری کی پوری فلاں جگہ سے ملی ہوئی ہے۔ اسی طرح دوسری' تیسری اور چوتھی۔ تو نے اپنی وہ تمام زمین جس کی یہاں حدود بیان کر دی گئی ہیں' تمام حقوق سمیت میرے سپرد کر دی ہے جن میں اس کے پانی کی باری' نہر نالے اور رہٹ وغیرہ داخل ہیں۔ یہ خالی زمین ہے جس میں نہ کوئی درخت ہے اور نہ فصل۔ مکمل سال کے لیے جس کی ابتدا

لَا شَيْءَ فِيهَا مِنْ غَرْسٍ وَلَا زَرْعٍ، سَنَةً تَامَّةً أَوَّلُهَا مُسْتَهَلُّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، وَآخِرُهَا انْسِلَاخُ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، عَلَى أَنْ أَزْرَعَ جَمِيعَ هٰذِهِ الْأَرْضِ الْمَحْدُودَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، الْمَوْصُوفُ مَوْضِعُهَا فِيهِ، هٰذِهِ السَّنَةَ الْمُؤَقَّتَةَ فِيهَا مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا، كُلَّ مَا أَرَدْتُ وَبَدَا لِي أَنْ أَزْرَعَ فِيهَا مِنْ حِنْطَةٍ وَشَعِيرٍ وَسَمَاسِمَ وَأُرْزٍ وَأَقْطَانٍ وَرِطَابٍ، وَالْبَاقِلّٰى وَحِمَّصٍ وَلُوبِيَا وَعَدَسٍ وَمَقَاثِي وَمَبَاطِيخَ وَجَزَرٍ وَشَلْجَمٍ، وَفُجْلٍ وَبَصَلٍ وَثُومٍ وَبُقُولٍ وَرَيَاحِينَ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ جَمِيعِ الْغَلَّاتِ، شِتَاءً وَصَيْفًا، بِبُزُورِكَ وَبَذْرِكَ، وَجَمِيعُهُ عَلَيْكَ دُونِي، عَلَى أَنْ أَتَوَلّٰى ذٰلِكَ بِيَدِي وَبِمَنْ أَرَدْتُ مِنْ أَعْوَانِي وَأُجَرَائِي وَبَقَرِي وَأَدَوَاتِي وَآلَتِي [إِلَى] زِرَاعَةِ ذٰلِكَ وَعِمَارَتِهِ وَالْعَمَلِ بِمَا فِيهِ نَمَاؤُهُ وَمَصْلَحَتُهُ، وَكِرَابُ أَرْضِهِ وَتَنْقِيَةُ حَشِيشِهَا، وَسَقْيِ مَا يُحْتَاجُ إِلَى سَقْيِهِ مِمَّا زُرِعَ وَتَسْمِيدِ مَا يُحْتَاجُ إِلَى تَسْمِيدِهِ، وَحَفْرِ سَوَاقِيهِ وَأَنْهَارِهِ، وَاجْتِنَاءِ مَا يُجْتَنٰى مِنْهُ، وَالْقِيَامِ بِحَصَادِ مَا يُحْصَدُ مِنْهُ، وَجَمْعِهِ وَدِيَاسَةِ مَا يُدَاسُ مِنْهُ، وَتَذْرِيَتِهِ، بِنَفَقَتِكَ عَلَى ذٰلِكَ كُلِّهِ دُونِي، وَأَعْمَلَ فِيهِ كُلِّهِ بِيَدِي وَأَعْوَانِي دُونَكَ، عَلَى أَنَّ لَكَ

فلاں سال کے فلاں مہینے سے ہوگی اور اس کا اختتام فلاں سال کے فلاں ماہ کے گزرنے پر ہوگا۔ میں اس تمام زمین کو جس کا حدود اربعہ اور مقام ومحل اس دستاویز میں بیان کر دیا گیا ہے اس مقررہ سال میں اول سے آخر تک کاشت کروں گا۔ جو کچھ بھی میں مناسب سمجھوں گا' اس میں گندم' جو' تل' چاول' روئی (کپاس)' چارہ' باقلا' چنے' لوبیا' مسور' ککڑیاں' تربوز' گاجریں' شلجم' مولی' پیاز' لہسن اور دیگر سبزیاں' پھول اور سردیوں' گرمیوں کے تمام غلے کاشت کروں گا۔ ان کے بیج وغیرہ کے اخراجات تیرے ذمے ہوں گے مجھ پر نہیں' خواہ یہ کام میں خود سرانجام دوں یا اپنے ساتھیوں' نوکروں سے کرواؤں۔ بیل اور کاشت کاری کے آلات مہیا کرنا میری ذمہ داری ہوگی۔ میں کاشت بھی کروں گا' زمین کو آباد بھی کروں گا اور ہر وہ کام کروں گا جس سے فصل کی پرورش اور اصلاح ہو۔ زمین میں ہل چلاؤں گا' گھاس پھوس صاف کروں گا اور کاشت شدہ رقبے میں جسے پانی لگانے کی ضرورت ہوگی' پانی لگاؤں گا اور جہاں راکھ و گوبر ڈالنے کی ضرورت ہوگی' وہ بھی ڈالوں گا۔ پانی کے نالے' نالیاں کھودوں گا اور پھل توڑنے کے وقت پھل توڑوں گا۔ اور کٹائی کے وقت کٹائی کروں گا۔ پھر فصل کو اکٹھا کروں گا اور اس کی گہائی کروں گا اور صفائی واڑائی کروں گا لیکن ان کاموں کے تمام اخراجات تیرے ذمے ہوں گے' میرے ذمے نہیں۔ میں یہ تمام کام بذات خود یا اپنے ساتھیوں کی مدد سے کروں گا۔ تیرے ذمے کچھ نہ ہوگا۔ اور پھر اس مقررہ مدت میں جو اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے' اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ

مِنْ جَمِيعِ مَا يُخْرِجُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ الْمَوْصُوفَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا، فَلَكَ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعِهِ بِحَظِّ أَرْضِكَ وَشِرْبِكَ وَبَذْرِكَ وَنَفَقَاتِكَ، وَلِيَ الرُّبُعُ الْبَاقِي مِنْ جَمِيعِ ذٰلِكَ بِزِرَاعَتِي وَعَمَلِي وَقِيَامِي عَلٰى ذٰلِكَ بِيَدِي وَأَعْوَانِي، وَدَفَعْتَ إِلَيَّ جَمِيعَ أَرْضِكَ هٰذِهِ الْمَحْدُودَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ بِجَمِيعِ حُقُوقِهَا وَمَرَافِقِهَا، وَقَبَضْتُ ذٰلِكَ كُلَّهُ مِنْكَ يَوْمَ كَذَا، مِنْ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، فَصَارَ جَمِيعُ ذٰلِكَ فِي يَدِي لَكَ لَا مِلْكَ لِي فِي شَيْءٍ مِنْهُ وَلَا دَعْوٰى وَلَا طِلْبَةَ، إِلَّا هٰذِهِ الْمُزَارَعَةَ الْمَوْصُوفَةَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ الْمُسَمَّاةِ فِيهِ، فَإِذَا انْقَضَتْ فَذٰلِكَ كُلُّهُ مَرْدُودٌ إِلَيْكَ وَإِلٰى يَدِكَ، وَلَكَ أَنْ تُخْرِجَنِي بَعْدَ انْقِضَائِهَا مِنْهَا، وَتُخْرِجَهَا مِنْ يَدِي وَيَدِ كُلِّ مَنْ صَارَتْ لَهُ فِيهَا يَدٌ بِسَبَبِي، أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَكُتِبَ هٰذَا الْكِتَابُ نُسْخَتَيْنِ.

جو پیداوار فرمائے گا' اس تمام میں سے تجھے تیری زمین' تیرے پانی' تیرے بیج اور دیگر اخراجات کرنے کی وجہ سے تین چوتھائی حصہ ملے گا اور مجھے اپنی کاشت کاری' کام کاج' اپنے ہاتھوں اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے ان تمام انتظامات کے عوض ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ تو نے اپنی وہ تمام زمین جس کی حدود اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہیں' اس کے تمام حقوق ومنافع سمیت میرے سپرد کر دی ہے اور میں نے اس تمام زمین پر فلاں سال کے فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو قبضہ کر لیا ہے۔ اب یہ تمام زمین میرے قبضے میں ہے' البتہ میں اس کے کسی حصے کا بھی مالک نہیں۔ نہ میرا کوئی دعویٰ یا مطالبہ ہوگا سوائے کاشت کاری کے جو فلاں سال کے لیے اس دستاویز میں بیان کر دیا گیا ہے۔ جب یہ سال پورا ہو جائے گا تو یہ تمام تجھے واپس کر دی جائے گی۔ تیرے قبضے میں ہو گی اور تجھے حق ہوگا کہ یہ مدت ختم ہونے کے بعد مجھے اس زمین سے نکال دے اور اس زمین کو میرے قبضے سے یا ہر اس شخص کے قبضے سے جسے میری وجہ سے قبضہ حاصل ہوا ہو' نکال لے۔ فلاں (مالک زمین) اور فلاں (مزارع) ان تمام باتوں کا اقرار کرتے ہیں' نیز اس تحریر کے دو نسخے (ایک زمین کے مالک کے لیے اور دوسرا مزارع کے لیے) تیار کیے گئے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ بالا دستاویز اس صورت میں ہے جب بیج اور اخراجات مالک زمین کے ذمے طے کر لیے گئے ہوں اور پیداوار میں ۱:۳ کی نسبت طے کر لی گئی ہو لیکن ضروری نہیں کہ ہر بٹائی میں ایسے ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیج اور اخراجات دونوں کے ذمے ہوں اور حصہ نصف نصف ہو جیسے کہ ہمارے یہاں رواج ہے۔ یا بیج اور اخراجات سب مزارع کے ذمے ہوں اور اس کا حصہ پیداوار میں مالک زمین سے زیادہ ہو۔ غرض وہ جن شرائط پر بھی اتفاق کر لیں' وہی معتبر ہوگی بشرطیکہ ان میں کسی ایک فریق پر ظلم یا دباؤ نہ ہو۔

(المعجم ٤٦) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ الْأَلْفَاظِ الْمَأْثُورَةِ فِي الْمُزَارَعَةِ (التحفة ٣)

باب:۴۶-مزارعت (بٹائی) کے بارے میں منقول الفاظ کے اختلاف کا بیان

٣٩٦٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: كَانَ مُحَمَّدٌ يَقُولُ: اَلْأَرْضُ عِنْدِي مِثْلُ مَالِ الْمُضَارَبَةِ، فَمَا صَلُحَ فِي مَالِ الْمُضَارَبَةِ صَلُحَ فِي الْأَرْضِ، وَمَا لَمْ يَصْلُحْ فِي مَالِ الْمُضَارَبَةِ لَمْ يَصْلُحْ فِي الْأَرْضِ، قَالَ: وَكَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّدْفَعَ أَرْضَهُ كُلَّهَا إِلَى الْأَكَّارِ، عَلٰى أَنْ يَّعْمَلَ فِيهَا بِنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَأَعْوَانِهِ وَبَقَرِهِ، وَلَا يُنْفِقَ شَيْئًا، وَتَكُونَ النَّفَقَةُ كُلُّهَا مِنْ رَبِّ الْأَرْضِ.

۳۹۶۰-حضرت محمد بن سیرین فرماتے تھے کہ میرے نزدیک زمین مضاربت کے مال کی طرح ہے۔ جو کچھ مالِ مضاربت میں درست ہے وہ زمین میں بھی درست ہے اور جو مال مضاربت میں درست نہیں وہ زمین میں بھی درست نہیں۔ اور وہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ زمین مزارع کے سپرد کر دے اور وہ (مزارع) اس میں خود یا اپنی اولاد اور اپنے ساتھیوں اور اپنے بیلوں وغیرہ کے ساتھ کام کرے اور خرچ کچھ نہ کرے بلکہ اخراجات سب کے سب مالک زمین کی طرف سے ہوں۔

فائدہ: حضرت ابن سیرین ؒ کا مزارعت (بٹائی) کو مضاربت پر قیاس کرنا بالکل صحیح ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ مضاربت میں ایک شخص دوسرے کو رقم حوالے کرتا ہے کہ اس کے ساتھ تجارت کرو۔ وقت مقررہ کے بعد اس کا نفع فلاں نسبت سے تقسیم کرلیں گے اور مزارعت میں ایک شخص اپنی زمین دوسرے کے سپرد کرتا ہے کہ اس میں کاشت کاری کرو۔ پیداوار کو فلاں نسبت سے تقسیم کرلیں گے۔ اصل رقم اور زمین مالکوں کو واپس مل جاتی ہے۔ دونوں میں سرمو فرق نہیں البتہ حضرت ابن سیرین کا یہ فرمانا کہ ''مزارع صرف کام کرے اخراجات سب کے سب مالک زمین کے ذمہ ہوں'' ضروری نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ایسی شرائط صراحتاً مذکور نہیں لہٰذا فریقین جو بھی طے کرلیں جائز ہونا چاہیے البتہ کسی پر ظلم نہ ہو۔ (دیکھیے سابقہ حدیث)

٣٩٦١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - يَعْنِي

۳۹۶۱-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی کھجوریں

٣٩٦٠- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٦٦٢.

٣٩٦١- أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ١٥٥١/ ٥ من حديث الليث ابن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٦٣.

ابْنَ غَنَجٍ - عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَعْمَلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَأَنَّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَطْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

(درخت) اور زمین اس شرط پر سپرد کر دی تھیں کہ وہ اپنے مال سے ان درختوں اور زمین میں کام کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو کل پیداوار کا نصف (بطور مالک زمین) ملے گا۔

فوائد ومسائل: ① ''اپنے مال سے'' معلوم ہوا کہ یہودی اپنے اخراجات سے زمین میں کاشت کرتے تھے اور پیداوار برابر تقسیم ہوتی تھی۔ ② ''سپرد کر دی تھی'' گویا خیبر فتح کرنے کے بعد زمین کے مالک رسول اللہ ﷺ اور مسلمان تھے اور یہودی مزارع۔ اور یہ بٹائی کے جواز کی صریح دلیل ہے۔ بعد میں یہودیوں کو وہاں سے نکالا گیا تو ان کو زمینوں کا معاوضہ نہیں دیا گیا کیونکہ وہ مالک نہیں مزارع تھے۔ [نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ] ''جب تک ہماری مرضی ہوگی، ہم تمھیں رکھیں گے۔'' یہ صریح حدیث ہے۔ مالکان کو تو ایسے نہیں کہا جاتا، لہٰذا جن لوگوں نے بٹائی کو ممنوع قرار دینے کے لیے خیبر کی زمین کے بارے میں تاویلات کی ہیں، وہ تار عنکبوت سے بھی کمزور ہیں۔

٣٩٦٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَعْمَلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَأَنَّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَطْرَ ثَمَرَتِهَا.

٣٩٦٢- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی زمین اور کھجوروں کے درخت اس شرط پر دیے تھے کہ وہ اپنے مالوں کے ساتھ ان میں کام کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو (بحیثیت مالک ہونے کے) اس زمین کا نصف پھل ملے گا۔

فائدہ: کھجوروں یا کسی بھی پھل کے درخت کسی شخص کے سپرد کر دیے جائیں کہ وہ انھیں پانی لگائے، درختوں کی دیکھ بھال اور خدمت کرے حتی کہ جب وہ پھل دیں گے تو نصف (یا کوئی اور حصہ) پھل اسے مل جائے گا۔ اسے عربی زبان میں مُسَاقات کہتے ہیں۔ اور اگر کسی کو خالی زمین دے دی جائے کہ وہ اس میں کاشت کرے، محنت کرے اور پیداوار کا ایک معین حصہ (مثلاً تہائی، چوتھائی یا نصف) اسے ملے گا، اسے مُخَابَرَت یا مُزَارعت

٣٩٦٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٦٤. * محمد بن عبدالرحمٰن هو ابن غنج.

یا بٹائی کہا جاتا ہے۔ گویا آپ ﷺ نے یہودیوں سے مساقات بھی کی اور مزارعت بھی۔ اور یہ دونوں جائز ہیں۔ بعض لوگ جو بٹائی کو جائز نہیں سمجھتے' وہ مساقات کو جائز سمجھتے ہیں اور مساقات کے بالتبع مزارعت کو بھی' یعنی اگر کھجور یا کسی بھی پھل دار درختوں والی زمین بھی درختوں کے ساتھ دے دی جائے اور وہ درختوں کی خدمت اور نگہبانی کے ساتھ ساتھ اس زمین میں کاشت بھی کرے تو اسے پھلوں کے ساتھ ساتھ فصل سے بھی حصہ دیا جا سکتا ہے' حالانکہ مساقات اور مزارعت میں کوئی فرق نہیں۔ اگر جائز ہیں تو دونوں جائز ہیں ورنہ دونوں ناجائز۔ کسی ایک کو دوسرے کے بالتبع جائز قرار دینا بھی عجیب بات ہے۔ اگر بٹائی ناجائز ہے تو مساقات کے بالتبع کیونکر جائز ہوگئی؟ دراصل دونوں جائز ہیں۔ اکٹھے بھی اور الگ الگ بھی۔ ہر مسلک کے محقق علماء اسی کے قائل ہیں۔ محدثین تو تمام کے تمام جائز سمجھتے ہیں۔ والحمد لله على ذلك.

٣٩٦٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: كَانَتِ الْمَزَارِعُ تُكْرٰى عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلٰى أَنَّ لِرَبِّ الْأَرْضِ مَا عَلٰى رَبِيعِ السَّاقِي مِنَ الزَّرْعِ وَطَائِفَةً مِّنَ التِّبْنِ لَا أَدْرِي كَمْ هُوَ.

۳۹۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں زمینیں کرائے پر دی جاتی تھیں۔ اس شرط پر کہ پانی کے نالوں کے قریب اگنے والی فصل اور کچھ معین توڑی' نہ معلوم وہ کتنی ہوتی تھی' مالک زمین کو ملے گی (اور باقی مزارع کو)۔

فائدہ: روایت مختصر ہے' یعنی آپ نے بٹائی کی اس صورت سے منع فرمادیا کیونکہ اس میں ناجائز شرط ہے کہ اچھی زمین کی فصل مالک لے جائے گا اور ردی زمین کی فصل مزارع کو ملے گی' نیز مالک تو معین مقدار میں توڑی لے جائے گا' مزارع کو اتنی بچے یا نہ بچے یا بالکل ہی نہ بچے۔ یہ مزارع پر ظلم ہے' لہٰذا آپ نے اس قسم کی خاص صورت سے منع فرمایا ہے نہ کہ عام بٹائی سے۔ (اس حدیث کا دوسرا مفہوم حدیث: ۳۹۳۹ کے فائدے میں دیکھیے۔)

٣٩٦٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ

۳۹۶۴- حضرت عبدالرحمٰن بن اسود نے فرمایا کہ میرے دو چچا تہائی یا چوتھائی حصے کے عوض کاشت کیا

٣٩٦٣- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٦٥، انظر الحديث السابق، وسيأتي طرفه، ح: ٤٦١١.

٣٩٦٤- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٦٦، أبوإسحاق، تقدم، ح: ٩٦، وشريك تقدم، ح: ١٠٩٠ عنعنا.

الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: كَانَ عَمَّايَ، يَزْرَعَانِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَأَبِي شَرِيكُهُمَا، وَعَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ يَعْلَمَانِ فَلَا يُغَيِّرَانِ.

کرتے تھے اور میرے والد بھی ان کے ساتھ شریک ہوتے تھے اور حضرت علقمہ اور اسود اس بات کو جانتے تھے لیکن روکتے نہیں تھے۔

٣٩٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ ابْنُ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ خَيْرَ مَا أَنْتُمْ صَانِعُونَ، أَنْ يُؤَاجِرَ أَحَدُكُمْ أَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

٣٩٦٥- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بہترین طریق کار یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی (زائد) زمین سونے چاندی (رقم) کے عوض ٹھیکے پر دے دے۔

فائدہ: پیچھے گزر چکا ہے کہ غریب آدمی کے لیے ٹھیکے کی بجائے بٹائی پر زمین لینا زیادہ مفید ہے' اگرچہ زمین دینے والے کے لیے ٹھیکہ مفید رہتا ہے۔ اور شریعت غریبوں کی حامی ہے۔ (دیکھیے' حدیث:٣٩٢١)

٣٩٦٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بَأْسًا بِاسْتِئْجَارِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ.

٣٩٦٦- حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ وہ خالی زمین کو کرائے (بٹائی یا ٹھیکے) پر دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

٣٩٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: لَمْ أَعْلَمْ شُرَيْحًا كَانَ يَقْضِي فِي الْمُضَارِبِ إِلَّا بِقَضَاءَيْنِ، كَانَ رُبَّمَا قَالَ لِلْمُضَارِبِ: بَيِّنَتَكَ عَلَى مُصِيبَةٍ تُعْذَرُ بِهَا،

٣٩٦٧- حضرت محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق حضرت قاضی شریح مضارب کے بارے میں دو فیصلے فرماتے تھے: کبھی تو وہ مضارب سے کہتے کہ تجھے پہنچنے والی مصیبت پر کوئی گواہ یا دلیل پیش کرو تاکہ تمھیں معذور قرار دیا جائے اور کبھی مال

٣٩٦٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٦٧.

٣٩٦٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٦٩.

٣٩٦٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٧٠.

وَرُبَّمَا قَالَ لِصَاحِبِ الْمَالِ: بَيِّنَتَكَ أَنَّ أَمِينَكَ خَائِنٌ، هُوَ وَإِلَّا فَيَمِينُهُ بِاللهِ مَا خَانَكَ.

والے کو کہتے کہ تم دلیل اور گواہ پیش کرو جس کے پاس تم نے امانت رکھی ہے' اس نے خیانت کی ہے ورنہ اس سے قسم لی جائے گی کہ اس نے تجھ سے خیانت نہیں کی۔

فوائد ومسائل: ① ایک شخص دوسرے کو کچھ رقم دے کر کہے کہ تم اس سے کاروبار کرو' نفع ہم دونوں تقسیم کر لیں گے۔ اسے مضاربت کہتے ہیں۔ رقم دینے والا تو مالک مال ہے اور لینے والے کو مضارب کہتے ہیں جو اس رقم سے کاروبار کرتا ہے۔ اگر مضارب آ کر کہہ دے کہ جناب! اصل مال سب یا کچھ چوری ہو گیا یا گم ہو گیا تو کیا فیصلہ ہوگا؟ مذکورہ حدیث میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ قاضی شریح جو کہ خلفائے راشدین کے دور کے قاضی القضاۃ تھے' کے سامنے ایسا مسئلہ پیش ہوتا تھا تو وہ اندازہ لگاتے تھے کہ مضارب مشکوک ہے یا نہیں۔ اگر وہ مشکوک نظر آتا تو اسے کہتے: اپنی بات کا ثبوت پیش کرو ورنہ تمھاری بات نہیں مانی جائے گی اور اگر وہ بے گناہ نظر آتا تو مالک مال سے فرماتے کہ تم اس کی خیانت کا ثبوت پیش کرو' ورنہ اس کا حلفیہ بیان تسلیم کر لیا جائے گا۔ گویا وہ کبھی اسے مدعی قرار دیتے اور کبھی مدعی علیہ کیونکہ اس لحاظ سے کہ وہ نقصان کا دعوی کر رہا ہے' مدعی بن سکتا ہے اور اس لحاظ سے کہ مالک مال نے اسے عدالت میں پیش کیا ہے کہ یہ میرا مال نہیں دیتا' مدعی علیہ بھی بن سکتا ہے۔ حالات کے تقاضے کے مطابق کہ کسی فریق پر زیادتی نہ ہو' اسے دونوں میں سے کوئی ایک بنایا جا سکتا ہے۔ ② مزارعت کے باب میں اس حدیث کا تعلق یہ ہے کہ مزاعت بھی مضاربت کی طرح ہے اور اسی پر قیاس ہے' لہٰذا اگر مالک زمین اور مزارع کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو عدالت قاضی شریح رحمہ اللہ کے انداز فیصلہ سے رہنمائی حاصل کر سکتی ہے' یعنی مزارع کو مدعی بھی بنایا جا سکتا ہے اور مدعی علیہ بھی۔

٣٩٦٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ طَارِقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: لَا بَأْسَ بِإِجَارَةِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ.

٣٩٦٨- حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں کہ صاف زمین سونے چاندی (نقد رقم) کے عوض کرائے (ٹھیکے) پر دے دی جائے۔

(مضاربت کی دستاویز)

وَقَالَ: إِذَا دَفَعَ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَأَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کو کچھ مال بطور مضاربت دے اور اس کی

٣٩٦٨- [إسناده ضعيف] شريك القاضي تقدم، ح: ١٠٩٠ . * طارق هو ابن عبدالرحمٰن الاحمسي، وهو حسن الحديث .

كِتَابًا ، كَتَبَ :

تحریر لکھنا چاہے تو اسے یوں لکھنا چاہیے۔ (لکھنے والا وہ شخص ہوگا جسے مال مضاربت دیا جائے۔)

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ طَوْعًا مِّنْهُ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرِهِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، أَنَّكَ دَفَعْتَ إِلَيَّ مُسْتَهَلَّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا عَشْرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وُضْحًا جِيَادًا وَزْنَ سَبْعَةٍ قِرَاضًا ، عَلٰى تَقْوَى اللهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، عَلٰى أَنْ أَشْتَرِيَ بِهَا مَا شِئْتُ مِنْهَا كُلَّ مَا أَرٰى أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَأَنْ أُصَرِّفَهَا وَمَا شِئْتُ مِنْهَا فِيمَا أَرٰى أَنْ أُصَرِّفَهَا فِيهِ مِنْ صُنُوفِ التِّجَارَاتِ، وَأَخْرُجَ بِمَا شِئْتُ مِنْها حَيْثُ شِئْتُ، وَأَبِيعَ مَا أَرٰى أَنْ أَبِيعَهُ مِمَّا اشْتَرِيهِ بِنَقْدٍ رَأَيْتُ أَمْ بِنَسِيئَةٍ وَبِعَيْنٍ رَأَيْتُ أَمْ بِعَرْضٍ، عَلٰى أَنْ أَعْمَلَ فِي جَمِيعِ ذٰلِكَ كُلِّهِ بِرَأْيِي، وَأُوَكِّلَ فِي ذٰلِكَ مَنْ رَأَيْتُ، وَكُلُّ مَا رَزَقَ اللهُ فِي ذٰلِكَ مِنْ فَضْلٍ وَرِبْحٍ بَعْدَ رَأْسِ الْمَالِ الَّذِي دَفَعْتَهُ - الْمَذْكُورِ - إِلَيَّ، اَلْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، فَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ نِصْفَيْنِ، لَكَ مِنْهُ النِّصْفُ بِحَظِّ رَأْسِ مَالِكَ وَلِيَ فِيهِ النِّصْفُ تَامًّا بِعَمَلِي فِيهِ، وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ وَضِيعَةٍ فَعَلٰى رَأْسِ الْمَالِ، فَقَبَضْتُ مِنْكَ هٰذِهِ الْعَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ الْوُضَحَ الْجِيَادَ مُسْتَهَلَّ شَهْرِ

یہ وہ تحریر ہے جو فلاں بن فلاں نے اپنی خوشی سے صحت اور اختیار کی حالت میں فلاں بن فلاں کے لیے لکھی ہے۔ تو نے مجھے فلاں سال کے فلاں مہینے کے آغاز میں صحیح (کھرے) اور عمدہ دس ہزار درہم بطور مضاربت سپرد کیے ہیں۔ جس میں ہر دس درہم (وزن کے لحاظ سے) سات مثقال کے برابر ہوتے ہیں۔ اس شرط پر کہ میں ظاہری اور پوشیدہ معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہوں گا اور بہرصورت امانت ادا کروں گا' نیز میں ان کے ساتھ جو چیز خریدنا مناسب سمجھوں گا' خریدوں گا اور جس قسم کی تجارت میں بھی ان کو صرف کرنا بہتر سمجھوں گا' صرف کروں گا۔ اور میں جہاں کا سفر مناسب سمجھوں گا' کروں گا اور ان سے خریدی ہوئی اشیاء میں سے جو چیزیں بیچنا مناسب سمجھوں گا' انھیں نقد یا ادھار اور رقم کے عوض یا سامان کے عوض بیچوں گا۔ میں ان تمام معاملات میں اپنی رائے پر عمل کروں گا۔ اور اگر میں مناسب سمجھوں تو کسی بھی شخص کو وکیل بناؤں گا اور اصل مال جو تو نے مجھے دیا ہے اور جس کی مقدار اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے کے علاوہ جو بھی اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ اور نفع عطا فرمائے گا' وہ میرے اور تیرے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ نصف تجھے ملے گا کیونکہ اصل مال تیرا ہے اور باقی نصف مجھے اپنی محنت اور کام کی وجہ سے ملے گا۔ اور اگر (اللہ نہ کرے) اس کاروبار میں نقصان ہوا تو وہ اصل مال سے شمار ہوگا۔ تو میں نے تجھ

كَذَا فِي سَنَةِ كَذَا، وَصَارَتْ لَكَ فِي يَدِي قِرَاضًا عَلَى الشُّرُوطِ الْمُشْتَرَطَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ.

سے یہ دس ہزار صحیح (کھرے) اور عمدہ درہم فلاں سال کے فلاں مہینے کے شروع میں وصول کر لیے ہیں اور یہ تیری رقم میرے پاس بطور مضاربت ہے۔ ان شرائط کے مطابق جو اس تحریر میں لکھ دی گئی ہیں۔

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُطْلِقَ لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ وَيَبِيعَ بِالنَّسِيئَةِ كَتَبَ. وَقَدْ نَهَيْتَنِي أَنْ أَشْتَرِيَ وَأَبِيعَ بِالنَّسِيئَةِ.

فلاں (رقم لینے والا) اور فلاں (رقم دینے والا) اس تحریر کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اگر مال کا مالک ادھار خرید وفروخت کی اجازت نہ دینا چاہتا ہو تو تحریر میں یوں لکھا جائے گا اور تو نے مجھے ادھار خرید وفروخت سے روک دیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① مزارعت کے ساتھ چونکہ مضاربت کا گہرا تعلق ہے اور دونوں ایک سے ہیں' اس لیے مزارعت کے ساتھ مضاربت کا ذکر فرمایا۔ ② امام نسائی ؒ نے مضاربت کے لیے لفظ ''قراض'' استعمال فرمایا ہے کیونکہ مضاربت میں قراض پایا جاتا ہے۔ ③ مضاربت پر دیا گیا مال مضارب (کاروبار کرنے والا) کے ہاتھ میں بطور امانت رہے گا۔ اگر وہ مال ..... اللہ نہ کرے ..... چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے' مثلاً: گم ہو گیا یا آگ لگ گئی وغیرہ تو مضارب ذمہ دار نہ ہوگا' البتہ اس سے ثبوت یا حلفیہ بیان (جو بھی مناسب ہو) لیا جائے گا۔ ④ اگر کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو وہ اصل مال سے متصور ہوگا۔ مضارب کو حصہ نہ دینا پڑے گا۔ مالک کا مال گیا اور مضارب کی محنت گئی۔ اللہ اللہ خیر سلا۔

(المعجم . . .) - شِرْكَةُ عَنَانٍ بَيْنَ ثَلَاثَةٍ (التحفة ٤)

باب: ..... تین اشخاص کے درمیان شرکت عنان (کی دستاویز)

هٰذَا مَا اشْتَرَكَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فِي صِحَّةِ عُقُولِهِمْ وَجَوَازِ أَمْرِهِمْ، اِشْتَرَكُوا شَرِكَةَ عَنَانٍ لَا شَرِكَةَ مُفَاوَضَةٍ بَيْنَهُمْ، فِي ثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وُضْحًا جِيَادًا وَزْنَ سَبْعَةٍ، لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ، خَلَطُوهَا جَمِيعًا فَصَارَتْ

یہ وہ تحریر ہے جس میں فلاں' فلاں اور فلاں صحت عقل اور اختیار کے ساتھ شریک ہیں۔ وہ تینوں صحیح (کھرے) اور عمدہ تیس ہزار درہم میں آپس میں شرکت عنان کے طور پر نہ کہ شرکت مفاوضہ کے طور پر شریک ہیں۔ ان دراہم میں سے ہر دس درہم سات مثقال کے وزن کے برابر ہیں۔ ہر ایک شخص نے دس دس ہزار

هٰذِهِ الثَّلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فِي أَيْدِيهِمْ مَخْلُوطَةً بِشَرِكَةٍ بَيْنَهُمْ أَثْلَاثًا، عَلٰى أَنْ يَّعْمَلُوا فِيهِ بِتَقْوَى اللهِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ إِلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ، وَيَشْتَرُونَ جَمِيعًا بِذٰلِكَ وَبِمَا رَأَوْا مِنْهُ اشْتِرَاءَهُ بِالنَّقْدِ، وَيَشْتَرُونَ بِالنَّسِيئَةِ عَلَيْهِ مَا رَأَوْا أَنْ يَّشْتَرُوا مِنْ أَنْوَاعِ التِّجَارَاتِ، وَأَنْ يَّشْتَرِيَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى حِدَتِهِ دُونَ صَاحِبِهِ بِذٰلِكَ، وبِمَا رَأٰى مِنْهُ مَا رَأٰى اشْتِرَاءَهُ مِنْهُ بِالنَّقْدِ وَبِمَا رَأٰى اشْتِرَاءَهُ عَلَيْهِ بِالنَّسِيئَةِ، يَعْمَلُونَ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ مُجْتَمِعِينَ بِمَا رَأَوْا، وَيَعْمَلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُّنْفَرِدًا بِهِ دُونَ صَاحِبِهِ بِمَا رَأٰى، جَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ عَلٰى نَفْسِهِ وَعَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ صَاحِبَيْهِ، فِيمَا اجْتَمَعُوا عَلَيْهِ وَفِيمَا انْفَرَدُوا بِهِ مِنْ ذٰلِكَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ دُونَ الْآخَرِينَ، فَمَا لَزِمَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِي ذٰلِكَ مِنْ قَلِيلٍ وَمِنْ كَثِيرٍ فَهُوَ لَازِمٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ صَاحِبَيْهِ، وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا، وَمَا رَزَقَ اللهُ فِي ذٰلِكَ مِنْ فَضْلٍ وَرِبْحٍ عَلٰى رَأْسِ مَالِهِمُ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، فَهُوَ بَيْنَهُمْ أَثْلَاثًا، وَمَا كَانَ فِي ذٰلِكَ مِنْ وَضِيعَةٍ وَتَبِعَةٍ فَهُوَ عَلَيْهِمْ أَثْلَاثًا عَلٰى قَدْرِ رَأْسِ مَالِهِمْ، وَقَدْ كُتِبَ هٰذَا الْكِتَابُ ثَلَاثَ نُسَخٍ مُتَسَاوِيَاتٍ

درہم شامل کیے ہیں، چنانچہ اس طرح یہ تیس ہزار درہم ہو گئے اور وہ ان میں تہائی تہائی کے شریک ہیں۔ اس شرط پر کہ وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کام کریں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک شخص دوسرے کو اس کی امانت ادا کرے گا۔ اس رقم کے ساتھ وہ جو چیز چاہیں گے نقد خریدیں گے اور جو چاہیں گے ادھار خریدیں گے۔ اور جس قسم کی تجارت وہ مناسب سمجھیں، کریں گے۔ اور ان تینوں میں ہر ایک اپنے ساتھیوں کے بغیر جو مناسب سمجھے گا، خریدے گا۔ چاہے نقد، چاہے ادھار۔ اس میں وہ چاہیں تو اکٹھے مل کر کام کریں اور چاہیں تو الگ الگ کریں۔ مگر دونوں صورتوں میں جو بھی وہ کام کریں گے، وہ سب پر نافذ ہوگا۔ کرنے والے پر بھی اور دوسروں پر بھی۔ اور جو چیز ایک کو لازم ہوگی، تھوڑی ہو یا زیادہ، وہ اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی لازم ہوگی اور ان سب پر واجب ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے اس رأس المال (اصل مال) جس کی تفصیل اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے، جو اضافہ اور نفع عطا فرمائے گا، وہ ان تینوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ اور جو اس میں نقصان اور تاوان ہوگا، وہ بھی ان تینوں کے ذمے ان کے اصل مال کے مطابق ہوگا۔ اس تحریر کے بعینہٖ انھی الفاظ کے ساتھ تین نسخے تیار کیے گئے ہیں اور مذکورہ تینوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک نسخہ دے دیا گیا ہے جو ہر ایک کے لیے سند رہے گا۔

بِأَلْفَاظٍ وَّاحِدَةٍ، فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَفُلَانٍ وَاحِدَةٌ وَثِيقَةٌ لَهُ.

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ.

فلاں' فلاں اور فلاں اس تحریر کا اقرار کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① چند اشخاص مل کر کاروبار کریں تو اسے شرکت کہا جاتا ہے۔ جمہور فقہاء نے اس کی چار قسمیں بنائی ہیں: ① شرکت عنان۔ ② شرکت مفاوضہ۔ ③ شرکت صنائع۔ ④ شرکت وجوہ۔ یہاں شرکت عنان کی بحث ہے۔ اس میں ہر شریک دوسرے کا وکیل تو ہوتا ہے' کفیل نہیں۔ اس شرکت میں وسعت ہے۔ سب شرکاء کا مال برابر بھی ہو سکتا ہے' کم وبیش بھی۔ اسی طرح منافع میں بھی برابری ضروری نہیں' خواہ مال برابر بھی ہو۔ اسی طرح مال برابر نہ ہو تب بھی منافع میں برابری ہو سکتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کے دینار ہوں' دوسرے کے درہم۔ باقی تفصیلات مذکورہ دستاویز میں ذکر ہیں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ شرکت دو افراد میں بھی ہو سکتی ہے اگرچہ مذکورہ دستاویز میں اتفاقاً تین افراد کا ذکر ہے۔ ② شرکت مفاوضہ جس کا ذکر آئندہ دستاویز میں ہے' اس شرکت عنان سے خاص ہے۔ اس میں ہر شریک دوسرے کا وکیل بھی ہوتا ہے' کفیل بھی' یعنی ایک کے ذمے میں مال دوسرے سے بھی طلب کیا جا سکتا ہے' نیز اس میں سب شرکاء اصل مال' تصرف اور قرض وغیرہ میں برابر ہوتے ہیں۔ دستاویز میں چار شرکاء کا ذکر ہے مگر یہ شرکت دو افراد میں بھی ہو سکتی ہے۔

(المعجم . . .) - شِرْكَةُ مُفَاوَضَةٍ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ عَلَى مَذْهَبِ مَنْ يُجِيزُهَا (التحفة ٥)

باب: چار افراد کے درمیان شرکت مفاوضہ کی دستاویز اس شخص کے مذہب کے مطابق جو اسے جائز سمجھتا ہے

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَوْفُواْ بِٱلْعُقُودِ﴾ [المآئدة: ١]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَوْفُواْ بِٱلْعُقُودِ﴾ ''اے ایمان والو! باہمی عہد و پیمان پورے کیا کرو۔''

هٰذَا مَا اشْتَرَكَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بَيْنَهُمْ شَرِكَةَ مُفَاوَضَةٍ فِي رَأْسِ مَالٍ جَمَعُوهُ بَيْنَهُمْ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ وَنَقْدٍ وَاحِدٍ، وَخَلَطُوهُ وَصَارَ فِي أَيْدِيهِمْ مُمْتَزِجًا لَا يُعْرَفُ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ، وَمَالُ

یہ وہ دستاویز ہے جس کی رو سے فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں باہم بطور شرکت مفاوضہ شریک ہیں۔ ان سب نے ایک ہی قسم اور ایک ہی نقدی جمع کر لی ہے اور وہ اصل مال ان سب کے ہاتھ میں ملا جلا ہے۔ کسی کے مال کا کوئی الگ امتیاز نہیں۔ ان میں سے ہر فرد اصل

كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِي ذٰلِكَ وَحَقُّهُ سَوَاءٌ، عَلٰى أَنْ يَّعْمَلُوا فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ وَفِي كُلِّ قَلِيلٍ وَكَثِيرٍ، سِوَاهُ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ وَالْمُتَاجَرَاتِ نَقْدًا وَنَسِيئَةً بَيْعًا وَشِرَاءً، فِي جَمِيعِ الْمُعَامَلَاتِ وَفِي كُلِّ مَا يَتَعَاطَاهُ النَّاسُ بَيْنَهُمْ مُجْتَمِعِينَ بِمَا رَأَوْا، وَيَعْمَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلَى انْفِرَادِهِ بِكُلِّ مَا رَأٰى وَكُلِّ مَا بَدَا لَهُ جَائِزٌ أَمْرُهُ فِي ذٰلِكَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، وَعَلٰى أَنَّهُ كُلُّ مَا لَزِمَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الشَّرِكَةِ الْمَوْصُوفَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ وَمِنْ دَيْنٍ، فَهُوَ لَازِمٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ أَصْحَابِهِ الْمُسَمَّيْنَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، وَعَلٰى أَنَّ جَمِيعَ مَا رَزَقَهُمُ اللهُ فِي هٰذِهِ الشَّرِكَةِ الْمُسَمَّاةِ فِيهِ، وَمَا رَزَقَ اللهُ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِيهَا عَلٰى حِدَتِهِ مِنْ فَضْلٍ وَرِبْحٍ، فَهُوَ بَيْنَهُمْ جَمِيعًا بِالسَّوِيَّةِ، وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ نَّقِيصَةٍ فَهُوَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا بِالسَّوِيَّةِ بَيْنَهُمْ، وَقَدْ جَعَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَفُلَانٍ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ الْمُسَمَّيْنَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مَعَهُ وَكِيلَهُ فِي الْمُطَالَبَةِ بِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَهُ وَالْمُخَاصَمَةِ فِيهِ وَقَبْضِهِ، وَفِي خُصُومَةِ كُلِّ مَنِ اعْتَرَضَهُ بِخُصُومَةٍ وَكُلِّ مَنْ يُّطَالِبُهُ بِحَقٍّ وَجَعَلَهُ وَصِيَّهُ فِي شَرِكَتِهِ مِنْ بَعْدِ

مال اور حقوق میں برابر ہے۔ اس شرط پر کہ وہ سب اس میں کام کریں گے اور اس کے علاوہ دوسرے چھوٹے بڑے لین دین اور تجارت کریں گے، خواہ نقد کریں یا ادھار خریدیں یا بیچیں۔ جس طرح لوگ کرتے ہیں، پھر خواہ وہ اکٹھے ہو کر کام کریں، اگر مناسب سمجھیں یا الگ الگ۔ جیسے وہ مناسب سمجھیں اور جو ان کے جی میں آئے۔ اس صورت میں بھی ہر شخص کا تصرف دوسرے شرکاء پر نافذ ہوگا اور اس شرکت میں، جس کی وضاحت اس تحریر میں ہو چکی ہے، جو حق یا قرض وغیرہ ایک کو لازم آئے گا، وہ اس کے شرکاء جن کا نام اس تحریر میں بیان کیا جا چکا ہے، میں سے ہر ایک کو لازم آئے گا، نیز اللہ تعالیٰ اس شرکت میں جو اضافہ یا نفع ان سب کو یا ان میں سے کسی ایک کو الگ طور پر عطا فرمائے گا، وہ ان سب میں برابر تقسیم ہوگا۔ اسی طرح اگر کمی آ جائے تو وہ بھی ان سب کے ذمے برابر ہوگی۔ اور فلاں، فلاں، فلاں اور فلاں میں سے ہر ایک نے دوسرے شرکاء، جن کا اس تحریر میں نام لے کر ذکر کیا گیا ہے، میں سے ہر ایک کو اپنا وکیل بنایا ہے کہ وہ اس کی طرف سے اس کے کسی حق کا مطالبہ کرے اور اس کے حق کے بارے میں مقدمہ بازی کرے اور اسے قبضے میں لے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سلسلے میں کوئی جھگڑا کرے تو وہ اسے اس کی طرف سے جواب دے۔ یا جو شخص اس کا مطالبہ کرے، اس کو مناسب جواب دے۔ اسی طرح ہر شخص نے اپنے ہر شریک کو اپنی وفات کے بعد اس شرکت میں اپنا وصی مقرر کیا ہے کہ وہ اس کے قرضے ادا کرے اور اس کی وصیت کو کماحقہ نافذ کرے، نیز ان میں سے ہر ایک نے

وَفَاتِهِ وَفِي قَضَاءِ دُيُونِهِ وَإِنْفَاذِ وَصَايَاهُ وَقَبِلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ مَا جَعَلَ إِلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ.

دوسرے شریک پر جو ذمہ داری ڈالی ہے تو ہر شریک اس ذمہ داری کو قبول کرتا ہے۔

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ

فلاں، فلاں، فلاں اور فلاں اس تحریر کا اقرار کرتے ہیں۔

فائدہ: شرکت مفاوضہ کی اجمالی تعریف تو سابقہ حدیث کے تحت ذکر کر دی گئی ہے اور اس کی تفصیل اس دستاویز میں بیان کی گئی ہے۔ شروع میں آیتِ کریمہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ چند افراد آپس میں جو عہد کر لیں' اسے وہ پورا کریں۔ اور یہ شرکت مفاوضہ بھی ایک عہد اور وعدہ ہے۔ اسے بھی پورا کرنا چاہیے بشرطیکہ کوئی شرکت شریعت کی نصوص کے خلاف نہ ہو۔ امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ شرکت مفاوضہ یا اور بھی شرکت میں کوئی حرج نہیں' لہٰذا جن فقہاء نے شرکت مفاوضہ کو درست قرار نہیں دیا' ان کا موقف کمزور ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ہر شخص اپنا خود ذمہ دار ہے۔ ایک کے قرض کا مطالبہ دوسرے سے کیسے کیا جا سکتا ہے؟ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (بني إسرآئيل ١٧:١٥) مگر باہمی معاہدے کے بعد کوئی حرج نہیں۔ البتہ یہ شرکت صرف مالی معاملات میں ہوگی۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ شِرْكَةِ الْأَبْدَانِ (التحفة ٦)

باب: ۴۷- شرکت ابدان

٣٩٦٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَجَاءَ سَعْدٌ بِأَسِيرَيْنِ وَلَمْ أَجِئْ أَنَا وَلَا عَمَّارٌ بِشَيْءٍ.

۳۹۶۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن میں' عمار اور سعد شریک بن گئے۔ سعد دو قیدی لائے' جبکہ میں اور عمار کوئی قیدی نہ لا سکے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم شرکت ابدان کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ دو (یا زیادہ) آدمی ایک

٣٩٦٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الشركة على غير رأس مال، ح: ٣٣٨٨ من حديث يحيى بن سعيد القطان به. * أبوعبيدة لم يدرك أباه كما تقدم، ح: ٦٢٣، وفيه علة أخرى.

کام مل کر کریں اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی آپس میں برابر تقسیم کر لیں اگرچہ ممکن ہے ایک آدمی زیادہ کام کرے دوسرا کم' جیسے مذکورہ روایت میں ذکر ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دو غلام ملے' دوسرے دو کو کچھ نہ مل سکا مگر انھوں نے دو قیدی تینوں میں برابر بانٹ لیے۔ (یعنی ان کی قیمت یا ان کا فدیہ) اسی طرح دو مستری یا مزدور یا دو درزی اکٹھے کام کریں اور مزدوری برابر بانٹ لیں۔ اسے شرکت صنائع بھی کہتے ہیں۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ اس کی بنیاد ہمدردی اور مروت ہے کہ کوئی بھائی کمزور ہونے کی بنا پر معیشت سے محروم نہ رہے۔

٣٩٧٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ: فِي عَبْدَيْنِ مُتَفَاوِضَيْنِ كَاتَبَ أَحَدُهُمَا قَالَ: جَائِزٌ إِذَا كَانَا مُتَفَاوِضَيْنِ يَقْضِي أَحَدُهُمَا عَنِ الْآخَرِ.

٣٩٧٠- حضرت زہری سے مروی ہے کہ جن دو غلاموں نے آپس میں شرکت مفاوضہ کر رکھی ہو اور ان میں سے ایک اپنے آقا سے آزادی کا معاہدہ کرے تو دوسرا بھی اس کی طرف سے ادائیگی کرے گا۔

فائدہ: شرکت مفاوضہ میں دو شخص اپنے تمام مال اور فوائد و منافع میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے وکیل اور کفیل ہوتے ہیں حتی کہ ایک کے قرض کا مطالبہ دوسرے سے کیا جا سکتا ہے' لہٰذا ایسی صورت میں جب ایک اپنی آزادی کی قیمت اپنے مالک سے طے کرے تو دوسرا بھی اس کے ساتھ تعاون اور حصہ داری کرے گا۔

(المعجم . . .) - بَابُ تَفَرُّقِ الشُّرَكَاءِ عَنْ شِرْكَتِهِمْ (التحفة ٧)

باب: ...... شرکاء کے شراکت ختم کرنے کی دستاویز

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بَيْنَهُمْ وَأَقَرَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ الْمُسَمَّيْنَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، بِجَمِيعِ مَا فِيهِ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ، أَنَّهُ جَرَتْ بَيْنَنَا مُعَامَلَاتٌ وَمُتَاجَرَاتٌ وَأَشْرِيَةٌ وَبُيُوعٌ وَخُلْطَةٌ وَشَرِكَةٌ

یہ تحریر فلاں، فلاں، فلاں اور فلاں نے (مشترکہ طور پر) لکھی ہے اور ان میں سے ہر ایک اس تحریر میں ذکر کیے گئے افراد میں سے ہر ایک کے لیے اپنی صحت و اختیار کی حالت میں ان تمام باتوں کا اقرار کرتا ہے جو اس تحریر میں ذکر کی گئی ہیں۔ شراکت کے دوران میں ہمارے درمیان معاملات (لین دین)' تجارت' خرید و

٣٩٧٠- [إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

فِي أَمْوَالٍ وَفِي أَنْوَاعٍ مِّنَ الْمُعَامَلَاتِ، وَقُرُوضٌ وَمُصَارَفَاتٌ وَوَدَائِعُ وَأَمَانَاتٌ وَسَفَاتِجُ وَمُضَارَبَاتٌ وَعَوَارِي وَدُيُونٌ وَمُؤَاجَرَاتٌ وَمُزَارَعَاتٌ وَمُؤَاكَرَاتٌ، وَإِنَّا تَنَاقَضْنَا عَلَى التَّرَاضِي مِنَّا جَمِيعًا بِمَا فَعَلْنَا، جَمِيعَ مَا كَانَ بَيْنَنَا مِنْ كُلِّ شَرِكَةٍ وَمِنْ كُلِّ مُخَالَطَةٍ كَانَتْ جَرَتْ بَيْنَنَا فِي نَوْعٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْمُعَامَلَاتِ، وَفَسَخْنَا ذٰلِكَ كُلَّهُ فِي جَمِيعِ مَا جَرٰى بَيْنَنَا فِي جَمِيعِ الْأَنْوَاعِ وَالْأَصْنَافِ، وَبَيَّنَّا ذٰلِكَ كُلَّهُ نَوْعًا نَوْعًا، وَعَلِمْنَا مَبْلَغَهُ وَمُنْتَهَاهُ، وَعَرَفْنَاهُ عَلٰى حَقِّهِ وَصِدْقِهِ، فَاسْتَوْفٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا جَمِيعَ حَقِّهِ مِنْ ذٰلِكَ أَجْمَعَ وَصَارَ فِي يَدِهِ، فَلَمْ يَبْقَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا قِبَلَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ الْمُسَمَّيْنَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، وَلَا قِبَلَ أَحَدٍ بِسَبَبِهِ وَلَا بِاسْمِهِ حَقٌّ وَلَا دَعْوٰى وَلَا طِلْبَةٌ، لِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنَّا قَدِ اسْتَوْفٰى جَمِيعَ حَقِّهِ وَجَمِيعَ مَا كَانَ لَهُ مِن جَمِيعِ ذٰلِكَ كُلِّهِ، وَصَارَ فِي يَدِهِ مُوَفَّرًا.

فروخت، مالی طور پر اور لین دین، قرض، بیوع، عہد، امانت، ہنڈی، مضاربت، ادھار، کرایہ جات، مزارعت اور ٹھیکے وغیرہ میں شراکت رہی ہے۔ اب ہم نے باہمی رضامندی سے ہر اس شراکت کو ختم کر دیا ہے جو ہمارے درمیان مالی معاملات اور لین دین میں جاری تھی اور ہر قسم کی شراکت کو فسخ (ختم) کر دیا ہے جو ہمارے درمیان رائج تھی۔ اور ہم نے تفصیل کے ساتھ اس کی تمام اقسام کا اوپر اس تحریر میں ذکر کر دیا ہے۔ ہم اس کی مدت اور اس کی انتہا کو جانتے ہیں۔ اور ہم نے اس کا صحیح صحیح کما حقہ حساب کر لیا ہے۔ اور ہم میں سے ہر شخص نے اس میں سے اپنا پورا پورا حق وصول کر لیا ہے اور اپنے قبضے میں کر لیا ہے، چنانچہ ہم میں سے کسی کا اس تحریر میں ذکر کردہ ساتھیوں میں سے کسی کے ذمے کچھ بھی باقی نہیں، اور نہ ان میں سے کسی کی وجہ سے کسی اور شخص پر کوئی حق یا دعویٰ یا مطالبہ ہوگا کیونکہ ہم میں سے ہر شخص نے اس تمام کاروبار سے اپنا پورا پورا حق وصول کر لیا ہے اور وہ صحیح سلامت اس کے قبضے میں جا چکا ہے۔

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ.

فلاں، فلاں، فلاں اور فلاں اس تحریر کا اقرار کرتے ہیں۔

(المعجم . . .) - بَابُ تَفَرُّقِ الزَّوْجَيْنِ عَنْ مُزَاوَجَتِهِمَا (التحفة ٨)

باب: ...... خاوند اور بیوی کی رشتۂ ازدواج سے علیحدگی کی دستاویز

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا۟ مِمَّآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ شَيْـًٔا إِلَّآ أَن يَخَافَآ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا ٱفْتَدَتْ بِهِۦ﴾ [البقرة: ٢٢٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ لا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ ''تمھارے لیے جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ اپنی بیویوں کو دے رکھا ہے' اس میں سے کوئی چیز واپس لو' الا یہ کہ ان دونوں (میاں بیوی) کو خطرہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں کہ عورت مہر (پورا یا کچھ) واپس کر کے اپنے آپ کو (نکاح کی قید سے) آزاد کرا لے۔''

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَتْهُ فُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فِي صِحَّةٍ مِّنْهَا وَجَوَازِ أَمْرٍ، لِفُلَانِ ابْنِ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، إِنِّي كُنْتُ زَوْجَةً لَّكَ وَكُنْتَ دَخَلْتَ بِي فَأَفْضَيْتَ إِلَيَّ ثُمَّ إِنِّي كَرِهْتُ صُحْبَتَكَ وَأَحْبَبْتُ مُفَارَقَتَكَ عَنْ غَيْرِ إِضْرَارٍ مِّنْكَ بِي وَلَا مَنْعِي لِحَقٍّ وَّاجِبٍ لِي عَلَيْكَ، وَإِنِّي سَأَلْتُكَ عِنْدَ مَا خِفْنَا أَنْ لَّا نُقِيمَ حُدُودَ اللهِ أَنْ تَخْلَعَنِي فَتُبِينَنِي مِنْكَ بِتَطْلِيقَةٍ بِجَمِيعِ مَا لِي عَلَيْكَ مِنْ صَدَاقِي، وَهُوَ كَذَا وَكَذَا دِينَارًا جِيَادًا مَثَاقِيلَ، وَبِكَذَا وَكَذَا دِينَارًا جِيَادًا مَثَاقِيلَ أَعْطَيْتُكَهَا عَلٰى ذٰلِكَ سِوٰى مَا فِي صَدَاقِي، فَفَعَلْتَ الَّذِي سَأَلْتُكَ مِنْهُ، فَطَلَّقْتَنِي تَطْلِيقَةً بَائِنَةً بِجَمِيعِ مَا كَانَ بَقِيَ لِي عَلَيْكَ مِنْ صَدَاقِي الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِي

یہ وہ دستاویز ہے جسے فلانہ بنت فلاں بن فلاں نے' فلاں بن فلاں بن فلاں (اپنے خاوند) کے لیے صحت اور اختیار کی حالت میں لکھا ہے۔ میں تیری بیوی رہی۔ تو نے مجھے اپنے گھر بسایا اور مجھ سے جماع وغیرہ بھی کرتا رہا۔ اب میں تیرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی بلکہ تجھ سے جدا ہونا چاہتی ہوں کہ تو نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا' اور نہ میرا کوئی حق' جو تجھ پر واجب تھا' مجھے دینے سے انکار کیا۔ جب ہمیں اس بات کا خطرہ پیدا ہو گیا کہ ہم (خاوند بیوی کی حیثیت سے) اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے تو میں نے تجھ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ مجھے خلع دے دو' یعنی اس مہر کے عوض جو تیرے ذمہ واجب الادا ہے' ایک طلاق دے کر مجھے علیحدہ کر دو۔ وہ مہر اعلیٰ قسم کے اتنے دینار ہیں اور وزن کے لحاظ سے ان میں سے سات مثقال دس درہم کے برابر ہوتے ہیں۔ مزید میں تجھے اتنے اسی قسم کے اعلیٰ

هٰذَا الْكِتَابِ، وَبِالدَّنَانِيرِ الْمُسَمَّاةِ فِيهِ سِوٰى ذٰلِكَ، فَقَبِلْتُ ذٰلِكَ مِنْكَ مُشَافَهَةً لَكَ عِنْدَ مُخَاطَبَتِكَ إِيَّايَ بِهِ، وَمُجَاوَبَةً عَلٰى قَوْلِكَ مِنْ قَبْلِ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا ذٰلِكَ، وَدَفَعْتُ إِلَيْكَ جَمِيعَ هٰذِهِ الدَّنَانِيرِ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ الَّذِي خَالَعْتَنِي عَلَيْهَا وَافِيَةً سِوٰى مَا فِي صَدَاقِي، فَصِرْتُ بَائِنَةً مِّنْكَ مَالِكَةً لِّأَمْرِي بِهٰذَا الْخُلْعِ الْمَوْصُوفِ أَمْرُهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، فَلَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيَّ وَلَا مُطَالَبَةَ وَلَا رَجْعَةَ، وَقَدْ قَبَضْتُ مِنْكَ جَمِيعَ مَا يَجِبُ لِمِثْلِي مَا دُمْتُ فِي عِدَّةٍ مِّنْكَ، وَجَمِيعَ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ بِتَمَامِ مَا يَجِبُ لِلْمُطَلَّقَةِ الَّتِي تَكُونُ فِي مِثْلِ حَالِي عَلٰى زَوْجِهَا الَّذِي يَكُونُ فِي مِثْلِ حَالِكَ، فَلَمْ يَبْقَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا قِبَلَ صَاحِبِهِ حَقٌّ وَلَا دَعْوٰى وَلَا طِلْبَةٌ، فَكُلُّ مَا ادَّعٰى وَاحِدٌ مِّنَّا قِبَلَ صَاحِبِهِ مِنْ حَقٍّ وَمِنْ دَعْوٰى وَمِنْ طِلْبَةٍ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ فَهُوَ فِي جَمِيعِ دَعْوَاهُ مُبْطِلٌ، وَصَاحِبُهُ مِنْ ذٰلِكَ أَجْمَعَ بَرِيءٌ، وَقَدْ قَبِلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا كُلَّ مَا أَقَرَّ لَهُ بِهِ صَاحِبُهُ، وَكُلَّ مَا أَبْرَأَهُ مِنْهُ مِمَّا وُصِفَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، مُشَافَهَةً عِنْدَ مُخَاطَبَتِهِ إِيَّاهُ قَبْلَ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا، وَافْتِرَاقِنَا عَنْ مَجْلِسِنَا الَّذِي جَرٰى بَيْنَنَا فِيهِ.

دینار مہر کے علاوہ اپنی طرف سے دوں گی۔ تو نے میرا مطالبہ پورا کر دیا۔ اور مجھے میرے باقی ماندہ مہر کی رقم جس کی تفصیل اس تحریر میں ذکر کی گئی ہے' اور اس کے علاوہ دوسرے دینار جن کا ذکر بھی کیا گیا ہے' کے عوض ایک بائن طلاق دے دی۔ اور جب تو نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے طلاق دی تو میں نے اسے بالمشافہ قبول کیا' پہلے اس سے کہ ہم کوئی اور بات شروع کریں۔ اور میں نے تجھے یہ دینار' جن کا ذکر اس تحریر میں کیا گیا ہے اور جن پر تو نے مجھے خلع دیا ہے' مہر کے علاوہ پورے کے پورے ادا کر دیے ہیں اور اب میں تجھ سے الگ ہو چکی ہوں۔ اور اس خلع کی بنا پر' جس کی تفصیل اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے' اپنے معاملات کی خود مالک بن چکی ہوں۔ اب تیرا مجھ پر کوئی اختیار نہیں رہا اور نہ تجھے کسی مطالبے یا رجوع کا حق حاصل ہے۔ اور میں نے تجھ سے وہ سب وصول کر لیا ہے جو دوران عدت میں مجھ جیسی (خلع والی) عورت کے لیے واجب ہے۔ یا جس کی مجھ جیسی مطلقہ کو تجھ جیسے خاوند سے ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اب ہم دونوں میں سے کسی کا کسی کے ذمے کوئی حق یا دعویٰ یا مطالبہ باقی نہیں رہا۔ اب اگر ہم دونوں میں سے کوئی ایک' دوسرے کے خلاف کسی حق' دعویٰ یا مطالبے کا تقاضا کرے تو وہ جھوٹا ہو گا اور فریق ثانی اس قسم کے ہر تقاضے سے بری ہو گا۔ ہم میں سے ہر ایک نے اس بات کو قبول کیا ہے جس کا فریق ثانی نے اس کے لیے اقرار کیا ہے یا جس سے اس کو بری کیا ہے۔ جس کی تفصیل اس تحریر میں ذکر کر دی گئی ہے۔ جبکہ ہم

اس معاملے میں ایک دوسرے سے بالمشافہ بات کر رہے ہیں۔ پہلے اس سے کہ ہم یہ بات ختم کریں یا مجلس برخاست کریں' جو اس سلسلے میں ہمارے درمیان منعقد ہوئی تھی۔

أَقَرَّتْ فُلَانَةُ وَفُلَانٌ.

فلانہ (بیوی) اور فلاں (خاوند) نے اس تحریر کا اقرار کیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ تحریر خلع کی ہے جس میں بیوی اپنے خاوند سے کچھ دے دلا کر طلاق طلب کرتی ہے۔ تفصیل پیچھے کتاب الطلاق میں گزر چکی ہے۔ ② جمہور اہل علم کے نزدیک خاوند خلع میں مہر کے علاوہ کوئی چیز عورت سے نہیں لے سکتا جیسا کہ آیت کریمہ سے واضح ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ شاید مہر کے علاوہ بھی عورت سے اس کا ذاتی مال لینے کے قائل ہوں گے۔ تبھی تحریر میں زائد رقم کا بھی ذکر ہے۔

(المعجم ٤٨) - اَلْكِتَابَةُ (التحفة ٩)

باب: ۴۸- غلام کا مالک سے معاہدۂ آزادی

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَٱلَّذِينَ يَبْتَغُونَ ٱلْكِتَٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ [النور: ٣٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ ''تمھارے مملوکوں میں سے جو مکاتبت کرنا چاہیں تو ان سے مکاتبت کر لو' اگر تمھیں ان کے اندر بھلائی محسوس ہو۔''

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ، لِفَتَاهُ النُّوبِيِّ الَّذِي يُسَمَّى فُلَانًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مِلْكِهِ وَيَدِهِ، إِنِّي كَاتَبْتُكَ عَلٰى ثَلَاثَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ وُضَّحٍ جِيَادٍ وَزْنِ سَبْعَةٍ مُّنَجَّمَةٍ عَلَيْكَ سِتَّ سِنِينَ مُتَوَالِيَاتٍ أَوَّلُهَا مُسْتَهَلُّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، عَلٰى أَنْ تَدْفَعَ إِلَيَّ هٰذَا الْمَالَ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ فِي

یہ تحریر فلاں بن فلاں نے اپنی صحت اور اختیار کی حالت میں اپنے حبشی غلام' جس کا نام فلاں ہے' کے لیے لکھی ہے اور وہ اس وقت اس کی ملکیت اور قبضے میں ہے۔ میں نے تجھ سے تین ہزار صحیح (کھرے) اور عمدہ درہم پر آزادی کا معاہدہ کیا ہے جن میں سے ہر دس وزن کے لحاظ سے سات مثقال کے برابر ہوں گے جو تجھ سے قسط وار پے در پے چھ سالوں میں وصول کیے جائیں گے۔ اس مدت کی ابتدا فلاں سال کے فلاں

نُجُومِهَا ، فَأَنْتَ حُرٌّ بِهَا ، لَكَ مَا لِلْأَحْرَارِ وَعَلَيْكَ مَا عَلَيْهِمْ، فَإِنْ أَخْلَلْتَ شَيْئًا مِّنْهُ عَنْ مَحِلِّهِ بَطَلَتِ الْكِتَابَةُ، وَكُنْتَ رَقِيقًا لَا كِتَابَةَ لَكَ، وَقَدْ قَبِلْتُ مُكَاتَبَتَكَ عَلَيْهِ عَلَى الشُّرُوطِ الْمَوْصُوفَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ قَبْلَ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا ، وَافْتِرَاقِنَا عَنْ مَجْلِسِنَا الَّذِي جَرٰى بَيْنَنَا ذٰلِكَ فِيهِ .

مہینے سے ہوگی' اس شرط پر کہ تو یہ مقرر شدہ رقم جس کی مقدار اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے' مقررہ قسطوں میں مجھے ادا کر دے گا تو تو ان کے عوض آزاد ہوگا۔ تجھے آزاد لوگوں کے حقوق حاصل ہوں گے اور تجھ پر انھی جیسے فرائض لاگو ہوں گے۔ اور اگر تو نے بروقت قسطیں ادا نہ کیں تو آزادی کا معاہدہ باطل ہو جائے گا اور تو غلام رہے گا۔ تجھے اس معاہدے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اور میں نے اس مقصد کے لیے منعقد ہونے والی مجلس میں' مجلس کے برخاست ہونے اور کوئی نئی بات شروع ہونے سے پہلے تیرے معاہدۂ آزادی کو ان شروط کے مطابق جو اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہیں' قبول کر لیا ہے۔

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ .

فلاں (مالک) اور فلاں (غلام) نے اس معاہدے کا اقرار کیا۔

فائدہ: شریعت اسلامیہ غلامی کو اچھا نہیں سمجھتی بلکہ اسے ختم کرنے کی رغبت دلاتی ہے' اس لیے شریعت نے غلاموں کو آزاد کرنا افضل عمل گردانا ہے۔ بہت سے شرعی مسائل میں غلام کی آزادی کو کفارے کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ جو غلام کمائی کے قابل ہو اور وہ اپنی کمائی سے اپنی آزادی کی قیمت ادا کر سکتا ہو' اس کے مالک کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس سے آزادی کا معاہدہ کرے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے واضح ہوتا ہے۔ ﴿فَكَاتِبُوهُمْ﴾ (النور ۲۴:۳۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے مالدار غلام حضرت سیرین رحمہ اللہ سے معاہدۂ آزادی پر مجبور کیا تھا بلکہ انکار پر سزا دی تھی۔ اس معاہدے میں طے شدہ رقم اس غلام سے بیک وقت وصول نہیں کی جائے گی بلکہ قسطیں مقرر کی جائیں گی تاکہ وہ آسانی سے ادا کر سکے۔ اس مدت کے دوران میں مالک کو یہ حق نہیں ہوگا کہ اس غلام کو بیچے' الا یہ کہ غلام خود چاہے۔

(المعجم ۴۹) تَدْبِيرٌ (التحفة ۱۰)

باب: ۴۹- غلام یا لونڈی کو مدبر بنانے کی دستاویز

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ لِفَتَاهُ الصَّقَلِّيِّ الْخَبَّازِ الطَّبَّاخِ الَّذِي يُسَمّٰى

یہ تحریر فلاں بن فلاں بن فلاں نے اپنے صقلی (صیقل گر) غلام کے لیے لکھی ہے جو کہ روٹیاں اور سالن

فُلَانًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مِلْكِهِ وَيَدِهِ، إِنِّي دَبَّرْتُكَ لِوَجْهِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجَاءِ ثَوَابِهِ، فَأَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ مَوْتِي لَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ بَعْدَ وَفَاتِي إِلَّا سَبِيلَ الْوَلَاءِ، فَإِنَّهُ لِي وَلِعَقِبِي مِنْ بَعْدِي، أَقَرَّ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِجَمِيعِ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ طَوْعًا فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ مِّنْهُ، بَعْدَ أَنْ قُرِىءَ ذٰلِكَ كُلُّهُ عَلَيْهِ بِمَحْضَرٍ مِّنَ الشُّهُودِ الْمُسَمَّيْنَ فِيهِ، فَأَقَرَّ عِنْدَهُمْ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ وَفَهِمَهُ وَعَرَفَهُ وَأَشْهَدَ اللهَ عَلَيْهِ وَكَفَى بِاللهِ شَهِيدًا، ثُمَّ مَنْ حَضَرَهُ مِنَ الشُّهُودِ عَلَيْهِ أَقَرَّ فُلَانٌ الصَّقَلِّيُّ الطَّبَّاخُ فِي صِحَّةٍ مِّنْ عَقْلِهِ وَبَدَنِهِ أَنَّ جَمِيعَ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ حَقٌّ عَلَى مَا سُمِّيَ وَوُصِفَ فِيهِ.

پکانے کا کام کرتا ہے اور اس کا نام فلاں ہے اور وہ آج اس کی ملکیت اور قبضے میں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے لیے اور اس کے ثواب کی امید کرتے ہوئے تجھے مدبر کرتا ہوں' لہٰذا تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ میری وفات کے بعد کسی کا تجھ پر کوئی اختیار نہیں ہوگا' البتہ حق ولا مجھے اور میری اولاد کو تجھ پر حاصل رہے گا۔ میں' فلاں بن فلاں نے اپنی خوشی کے ساتھ صحت اور اختیار کی حالت میں اس تحریر کے مندرجات کا اقرار کیا ہے' جبکہ یہ ساری تحریر فلاں فلاں گواہوں کی موجودگی میں مجھے پڑھ کر سنائی گئی تو میں نے ان کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں نے اسے سن کر سمجھ لیا ہے اور اس کا مفہوم اچھی طرح جان لیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کو اس پر گواہ بناتا ہوں' اور اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے' پھر حاضرین کو اس پر گواہ بناتا ہوں۔ فلاں صقلی باورچی (غلام) نے اپنی بدنی اور عقلی صحت کی حالت میں اقرار کیا ہے کہ جو کچھ اس تحریر میں لکھا گیا ہے' وہ بالکل درست اور صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① مدبر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مالک اپنے کسی غلام یا لونڈی کو فی الوقت نہیں بلکہ اپنی وفات کے بعد کے لیے آزاد کرے۔ جونہی مالک فوت ہوگا' غلام آزاد ہو جائے گا۔ ایسے غلام کو مدبر کرنے کے بعد بیچا نہیں جا سکتا ورنہ عہد کی خلاف ورزی ہوگی اور عہد کی خلاف ورزی کبیرہ گناہ ہے' الا یہ کہ کوئی خاص حقیقی وجہ ہو' مثلاً: اس غلام کے علاوہ مالک کی کوئی اور جائیداد نہ ہو اور وہ مرتے وقت مدبر کرے کیونکہ مرض الموت میں غلام کو مدبر کرنا وصیت کے مرتبے میں ہے اور وصیت صرف تہائی مال میں ہو سکتی ہے' لہٰذا اس کا یہ فعل درست نہ ہوگا۔ ایسے غلام کو بیچا جا سکتا ہے۔ عام حالات میں مدبر کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔ یہی محقق مسلک ہے۔ واللہ أعلم. ② ''صحت واختیار کی حالت میں'' یہ الفاظ ہر دستاویز میں لکھے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا یہ دونوں چیزیں صحت اور اختیار ہر مالی عقد کے لیے شرط ہیں۔ بیماری کی حالت میں' جب وہ مرض الموت کی

: حالت میں ہو' مالی معاملات میں کامل اختیار نہیں رہتا۔ اختیار سے مراد اپنی مرضی ہے' یعنی اس سلسلے میں مجھ پر کوئی جبر نہیں۔

(المعجم ٥٠) - عِتْقٌ (التحفة ١١)

باب: ٥٠- غلام کی آزادی کی دستاویز

.هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ طَوْعًا فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ، وَذٰلِكَ فِي شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، لِفَتَاهُ الرُّومِيِّ الَّذِي يُسَمَّى فُلَانًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مِلْكِهِ وَيَدِهِ، إِنِّي أَعْتَقْتُكَ تَقَرُّبًا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَابْتِغَاءَ لِجَزِيلِ ثَوَابِهِ، عِتْقًا بَتًّا لَا مَثْنَوِيَّةَ فِيهِ وَلَا رَجْعَةَ لِي عَلَيْكَ، فَأَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ وَالدَّارِ الْآخِرَةِ لَا سَبِيلَ لِي وَلَا لِأَحَدٍ عَلَيْكَ إِلَّا الْوَلَاءَ، فَإِنَّهُ لِي وِلِعَصَبَتِي مِنْ بَعْدِي.

یہ تحریر فلاں بن فلاں نے خوشی کے ساتھ اپنی صحت اور اختیار کی حالت میں اپنے رومی غلام کے لیے جس کا نام فلاں ہے' فلاں سال کے فلاں مہینے میں لکھی ہے۔ وہ آج اس کی ملکیت اور قبضے میں ہے۔ میں نے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کے لیے اور اس کے عظیم ثواب کی غرض سے تجھے آزاد کر دیا ہے۔ اس میں نہ کوئی استثنا ہے اور نہ مجھے تجھ پر رجوع کا حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور آخرت کی نیکی کی غرض سے آزاد ہے۔ اب مجھے یا کسی اور کو تجھ پر کوئی اختیار نہیں رہا' البتہ مجھے اور میرے بعد میرے عصبہ کو تجھ پر حق ولا حاصل ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''استثنا'' یعنی کوئی شرط نہیں لگائی تھی۔ تو غیر مشروط طور پر آزاد ہے۔ شرط کو استثنا بھی کہا جا سکتا ہے۔ ② ''حق ولا'' آزاد کرنے والے شخص کو آزاد کردہ غلام پر اس کی آزادی کے بعد جو حق حاصل ہوتا ہے' اسے حق ولا کہا جاتا ہے۔ یہ ایک نسبت ہے۔ آزاد کردہ غلام کو اس کا مولیٰ کہا جاتا ہے۔ اس نسبت میں تبدیلی کبیرہ گناہ ہے' بعینہٖ اسی طرح جیسے کوئی اپنے اصل باپ کو چھوڑ کر کسی اور کو باپ کہنا شروع کر دے۔ نسبت کے علاوہ آزاد کرنے والے کو وراثت کا حق بھی حاصل ہو جاتا ہے بشرطیکہ آزاد کردہ غلام کا کوئی نسبی رشتہ دار وارث موجود نہ ہو۔ ③ آزاد کرنے والے کو حق ولا لازماً حاصل ہوگا' خواہ اس نے ثواب حاصل کرنے کے لیے غلام کو آزاد کیا ہو یا معاوضہ لے کر' خواہ فوراً آزاد کیا ہو' خواہ مدبر کیا ہو۔ ④ ''مولیٰ'' آزاد کردہ غلام کو بھی کہا جاتا ہے اور آزاد کرنے والے کو بھی۔ گویا دونوں ایک دوسرے کے مولیٰ ہیں' البتہ آزاد کرنے والا ''مولیٰ اعلیٰ'' ہے اور آزاد کردہ غلام ''مولیٰ اسفل۔''

سُنَنِ نسائی

جلد ششم

تالیف

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

مترجم

سُنن نَسائی

جلد ششم

سلسلہ اشاعت نمبر 140

نام کتاب : مترجم سنن نسائی

نام مولف : إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي ؒ

نام مترجم : فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

جلد : ششم

طبع دوم : اگست ۲۰۱۳ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

طابع : محمد اکرم مختار

ناشر : دارالعلم، ممبئی

دار العلم ممبئی

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (-91 22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

سنن نسائی
مترجم

جلد ششم

كتاب المحاربة... كتاب القسامة... أحاديث: 3971 — 4873

تالیف

إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی
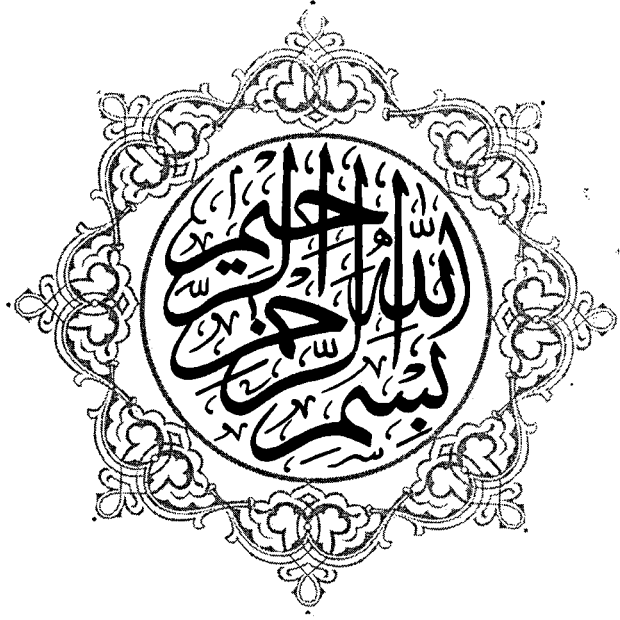
فہرست مضامین (جلد ششم)

عربی عنوان	اردو عنوان	صفحہ
٣٧- كتابُ المحاربة [تَحْرِيمُ الدَّمِ]	کافروں سے لڑائی اور جنگ کا بیان	25
١- تَحْرِيمُ الدَّمِ	باب: ناحق خون بہانا حرام ہے	25
٢- تَعْظِيمُ الدَّمِ	باب: مومن کا خون انتہائی قابل تعظیم ہے	38
٣- ذِكْرُ الْكَبَائِرِ	باب: کبیرہ گناہوں کا ذکر	51
٤- ذِكْرُ أَعْظَمِ الذَّنْبِ وَاخْتِلَافِ يَحْيٰى وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ فِيهِ	باب: سب سے بڑے گناہ کا ذکر اور واصل عن ابی وائل عن عبداللہ کی حدیث میں یحیٰی اور عبدالرحمٰن کے سفیان پر اختلاف کا بیان	55
٥- ذِكْرُ مَا يَحِلُّ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ	باب: کن جرائم کی وجہ سے مسلمان کا خون بہانا جائز ہے؟	57
٦- قَتْلُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ فِيهِ	باب: جو آدمی (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے اسے قتل کرنا' اور عرفجہ کی حدیث میں' زیاد بن علاقہ پر (راویوں کے) اختلاف کا بیان	60
٧- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ﴾ وَفِيمَنْ نَزَلَتْ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ ...... مِنَ ٱلْأَرْضِ﴾ کی تفسیر' یعنی ''جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں' ان کی سزا یہ ہے کہ وہ بری طرح قتل کر دیے جائیں یا انھیں بری طرح سولی پر لٹکا دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے بری طرح کاٹ دیے جائیں یا انھیں جلاوطن کر دیا جائے۔'' اور (اس کا بیان کہ) یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی' نیز حضرت	

	انس ﷜ کی اس حدیث کے ناقلین کے اختلاف الفاظ کا ذکر	63
٨- ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ	باب: حمید کی حضرت انس بن مالک ﷜ سے مروی حدیث میں ناقلین کے اختلاف کا ذکر	69
٩- ذِكْرُ اخْتِلَافِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَلَى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: اس حدیث میں یحییٰ بن سعید پر طلحہ بن مصرف اور معاویہ بن صالح کے اختلاف کا ذکر	74
١٠- اَلنَّهْيُ عَنِ الْمُثْلَةِ	باب: مثلہ کرنے کی ممانعت کا بیان	82
١١- اَلصُّلْبُ	باب: سولی پر لٹکانے کا بیان	83
١٢- اَلْعَبْدُ يَأْبِقُ إِلٰى أَرْضِ الشِّرْكِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَرِيرٍ فِي ذٰلِكَ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ	باب: (مسلمانوں کا) غلام مشرکوں کے علاقے میں بھاگ جائے تو؟ نیز شعبی سے مروی جریر کی حدیث میں ناقلین حدیث کے الفاظ کے اختلاف کا ذکر	84
١٣- اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى أَبِي إِسْحَاقَ	باب: ابواسحٰق (کی روایت) پر (راویوں کے) اختلاف کا بیان	86
١٤- اَلْحُكْمُ فِي الْمُرْتَدِّ	باب: مرتد کا حکم	88
١٥- تَوْبَةُ الْمُرْتَدِّ	باب: مرتد کی توبہ (قبول ہوسکتی ہے)	96
١٦- اَلْحُكْمُ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ	باب: جو شخص نبیٔ اکرم ﷺ کو گالی دے اس کے لیے کیا حکم ہے؟	99
١٧- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: اس حدیث میں اعمش پر (اس کے شاگردوں کے) اختلاف کا بیان	102
١٨- اَلسِّحْرُ	باب: جادو کا بیان	107
١٩- اَلْحُكْمُ فِي السَّحَرَةِ	باب: جادوگروں کے بارے میں کیا حکم ہے؟	112
٢٠- سَحَرَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ	باب: اہل کتاب کے جادوگروں کا بیان	113
٢١- مَا يَفْعَلُ مَنْ تُعُرِّضَ لِمَالِهِ	باب: جس شخص کا مال چھیننے کی کوشش کی جائے، وہ کیا کرے؟	115

٢٢- مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ	باب: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے	118
٢٣- مَنْ قَاتَلَ دُونَ أَهْلِهِ	باب: جو شخص اپنے گھر والوں کے دفاع میں مارا جائے؟	122
٢٤- مَنْ قَاتَلَ دُونَ دِينِهِ	باب: جو شخص اپنے دین کو بچانے کے لیے لڑائی کرے؟	122
٢٥- مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ	باب: جو آدمی اپنے حق کی خاطر لڑائی کرے؟	123
٢٦- مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي النَّاسِ	باب: جو شخص تلوار ننگی کر کے لوگوں پر چلائے؟	124
٢٧- قِتَالُ الْمُسْلِمِ	باب: مسلمان سے (مسلح) لڑائی لڑنا (کفر کی بات ہے)	132
٢٨- اَلتَّغْلِيظُ فِيمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ	باب: جو شخص کسی مبہم جھنڈے کے نیچے لڑے اس کی بابت شدید وعید	137
٢٩- تَحْرِيمُ الْقَتْلِ	باب: مسلمان کا قتل حرام ہے	139
٣٨- أَوَّلُ كِتَابِ قِسْمِ الْفَيْءِ	**مال فے اور مال غنیمت کی تقسیم کے مسائل**	149
٣٩- كِتَابُ الْبَيْعَةِ	**بیعت سے متعلق احکام ومسائل**	171
١- اَلْبَيْعَةُ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ	باب: سمع وطاعت کی بیعت	174
٢- بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى أَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ	باب: یہ بیعت کہ ہم حاکم سے حکومت نہیں چھینیں گے	175
٣- بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْحَقِّ	باب: حق بات کہنے کی بیعت	176
٤- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْقَوْلِ بِالْعَدْلِ	باب: عدل وانصاف کی بات کہنے پر بیعت کرنا	177
٥- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْأَثَرَةِ	باب: اطاعت کی بیعت کرنا اگرچہ دوسروں کو ترجیح دی جائے	177
٦- اَلْبَيْعَةُ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ	باب: ہر مسلمان کے لیے خلوص وخیر خواہی کی بیعت	179
٧- اَلْبَيْعَةُ عَلَى أَنْ لَّا نَفِرَّ	باب: میدان جنگ سے نہ بھاگنے کی بیعت	180
٨- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْمَوْتِ	باب: موت پر بیعت (بھی درست ہے)	181
٩- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْجِهَادِ	باب: جہاد کی بیعت	181
١٠- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْهِجْرَةِ	باب: ہجرت پر بیعت	184
١١- شَأْنُ الْهِجْرَةِ	باب: ہجرت کا معاملہ	185
١٢- هِجْرَةُ الْبَادِي	باب: دیہاتی وبدوی کی ہجرت	186
١٣- تَفْسِيرُ الْهِجْرَةِ	باب: ہجرت کی ایک تشریح	187

١٤- اَلْحَثُّ عَلَى الْهِجْرَةِ	باب: ہجرت کی ترغیب	188
١٥- ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ فِي انْقِطَاعِ الْهِجْرَةِ	باب: انقطاع ہجرت کی بابت اختلاف کا ذکر	188
١٦- اَلْبَيْعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ	باب: ہر پسندو ناپسند حکم کی اطاعت کی بیعت	192
١٧- اَلْبَيْعَةِ عَلَى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ	باب: مشرکین سے علیحدگی کی بیعت	193
١٨- بَيْعَةُ النِّسَاءِ	باب: عورتوں سے بیعت لینا	195
١٩- بَيْعَةُ مَنْ بِهِ عَاهَةٌ	باب: آفت زدہ شخص کی بیعت	197
٢٠- بَيْعَةُ الْغُلَامِ	باب: بچے کی بیعت	198
٢١- بَيْعَةُ الْمَمَالِيكِ	باب: غلام کی بیعت	199
٢٢- اِسْتِقَالَةُ الْبَيْعَةِ	باب: بیعت کی واپسی کا مطالبہ کرنا	200
٢٣- اَلْمُرْتَدُّ أَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ	باب: جو شخص ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ اعرابی بن جائے	201
٢٤- اَلْبَيْعَةُ فِيمَا يَسْتَطِيعُ الْإِنْسَانُ	باب: بیعت ان امور میں ہے جو انسان کی استطاعت میں ہوں	202
٢٥- ذِكْرُ مَا عَلَى مَنْ بَايَعَ الْإِمَامَ وَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمْرَةَ قَلْبِهِ	باب: جو شخص امام کی بیعت کرے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور اسے خلوص کا یقین دلائے تو (اس پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے)؟	204
٢٦- اَلْحَضُّ عَلَى طَاعَةِ الْإِمَامِ	باب: امام (امیر) کی اطاعت کا شوق دلانا اور اس پر ابھارنا	206
٢٧- اَلتَّرْغِيبُ فِي طَاعَةِ الْإِمَامِ	باب: اطاعت امام کی ترغیب دینا	207
٢٨- قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ کی وضاحت	208
٢٩- اَلتَّشْدِيدُ فِي عِصْيَانِ الْإِمَامِ	باب: امام (شرعی حکمران) کی نافرمانی پر سخت وعید	209
٣٠- ذِكْرُ مَا يَجِبُ لِلْإِمَامِ وَمَا يَجِبُ عَلَيْهِ	باب: امام کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟	210
٣١- اَلنَّصِيحَةُ لِلْإِمَامِ	باب: امام کے ساتھ خلوص کا برتاؤ کیا جائے	211
٣٢- بِطَانَةُ الْإِمَامِ	باب: امام کے مشیر اور راز دان (اچھے ہونے چاہییں)	214

٣٣- وَزِيرُ الْإِمَامِ	باب: امام کا وزیر (بھی نیک اور مخلص ہونا چاہیے)	215
٣٤- جَزَاءُ مَنْ أَمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَأَطَاعَ	باب: اگر کسی کو گناہ کا حکم دیا جائے اور وہ اطاعت کرے تو......؟	217
٣٥- ذِكْرُ الْوَعِيدِ لِمَنْ أَعَانَ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ	باب: ظلم پر امیر کی مدد کرنے والے شخص کے لیے وعید	218
٣٦- مَنْ لَمْ يُعِنْ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ	باب: جو شخص ظلم کے معاملے میں امیر کا ساتھ نہ دے؟	219
٣٧- فَضْلُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْحَقِّ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ	باب: جو شخص ظالم امیر (حکمران) کے سامنے کلمۂ حق کہے اس کی فضیلت	220
٣٨- ثَوَابُ مَنْ وَفَّى بِمَا بَايَعَ عَلَيْهِ	باب: جو شخص اپنی بیعت کا وفادار رہے اس کا ثواب	221
٣٩- مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ	باب: امارت (اور عہدے) کی حرص و خواہش ناپسندیدہ ہے	222
٤٠ كتاب العقيقة	**عقیقہ سے متعلق احکام ومسائل**	223
١- بَابٌ: عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ	باب: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں (ذبح کرنے کا بیان)	223
٢- اَلْعَقِيقَةُ عَنِ الْغُلَامِ	باب: لڑکے کا عقیقہ	225
٣- اَلْعَقِيقَةُ عَنِ الْجَارِيَةِ	باب: لڑکی کا عقیقہ	226
٤- كَمْ يُعَقُّ عَنِ الْجَارِيَةِ	باب: لڑکی کی طرف سے کتنے جانور ذبح کیے جائیں؟	226
٥- مَتَى يُعَقُّ؟	باب: عقیقہ کب کیا جائے؟	228
٤١ كتاب الفرع والعتيرة	**فرع اور عتیرہ سے متعلق احکام ومسائل**	231
١- [بَابٌ: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ]	باب: (اس کا بیان کہ) فرع اور عتیرہ درست نہیں	231
٢- تَفْسِيرُ الْعَتِيرَةِ	باب: عتیرہ کی تفسیر	235
٣- تَفْسِيرُ الْفَرَعِ	باب: فرع کی تفسیر	238
٤- جُلُودُ الْمَيْتَةِ	باب: مردار کا چمڑا	239
٥- مَا يُدْبَغُ بِهِ جُلُودُ الْمَيْتَةِ	باب: مردار کے چمڑے کو کس چیز سے دباغت دی جائے؟	245
٦- اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ	باب: جب مردار جانور کے چمڑے کو رنگ دیا جائے	

	تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے	247
٧- اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِجُلُودِ السِّبَاعِ	باب: درندوں کے چمڑے سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت	248
٨- اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِشُحُومِ الْمَيْتَةِ	باب: مردار کی چربی سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت	249
٩- اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِمَا حَرَّمَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ	باب: اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز سے (کسی بھی طرح) فائدہ اٹھانے کی ممانعت	250
١٠- بَابُ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ	باب: چوہا گھی میں گر جائے تو......؟	251
١١- اَلذُّبَابُ يَقَعُ فِي الْإِنَاءِ	باب: مکھی برتن میں گر جائے (تو کیا کیا جائے؟)	253
٤٢- كتاب الصيد والذبائح	**شکار اور ذبیحہ سے متعلق احکام و مسائل**	255
١- اَلْأَمْرُ بِالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الصَّيْدِ	باب: شکار کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم	255
٢- اَلنَّهْيُ عَنْ أَكْلِ مَالَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ	باب: وہ جانور کھانا حرام ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو	257
٣- صَيْدُ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ	باب: سدھائے ہوئے کتے کا شکار	257
٤- صَيْدُ الْكَلْبِ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ	باب: اس کتے کا شکار جسے سدھایا نہ گیا ہو	258
٥- إِذَا قَتَلَ الْكَلْبُ	باب: اگر کتا شکار کو قتل کر دے تو؟	259
٦- إِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهِ كَلْبًا لَمْ يُسَمَّ عَلَيْهِ	باب: اگر اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پائے جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی گئی تو؟	260
٧- إِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهِ كَلْبًا غَيْرَهُ	باب: جب کوئی شخص اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پائے تو؟	260
٨- اَلْكَلْبُ يَأْكُلُ مِنَ الصَّيْدِ	باب: کتا شکار سے کھانا شروع کر دے تو؟	263
٩- اَلْأَمْرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ	باب: کتے قتل کرنے کا حکم	264
١٠- صِفَةُ الْكِلَابِ الَّتِي أُمِرَ بِقَتْلِهَا	باب: کس قسم کے کتے مارنے کا حکم دیا گیا تھا؟	266
١١- اِمْتِنَاعُ الْمَلَائِكَةِ مِنْ دُخُولِ بَيْتٍ فِيهِ كَلْبٌ	باب: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (ناجائز) کتا ہو	268
١٢- اَلرُّخْصَةُ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْمَاشِيَةِ	باب: جانوروں (کی حفاظت) کے لیے کتا رکھنے کی رخصت	270

١٣- بَابُ الرُّخْصَةُ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ	باب: شکار کے لیے کتا رکھنے کی رخصت	271
١٤- اَلرُّخْصَةُ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ	باب: کھیتی کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی رخصت	272
١٥- اَلنَّهْيُ عَنْ ثَمنِ الْكَلْبِ	باب: کتے کی قیمت (لینے دینے) کی ممانعت	274
١٦- اَلرُّخْصَةُ فِي ثمنِ كَلْبِ الصَّيْدِ	باب: شکاری کتے کی قیمت (لینے دینے) کی رخصت	275
١٧- اَلْإِنْسِيَّةُ تَسْتَوْحِشُ	باب: گھریلو جانور وحشی بن جائے (جنگلی جانور کی طرح بھاگ جائے) تو؟	278
١٨- فِي الَّذِي يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقَعُ فِي الْمَاءِ	باب: کوئی شخص شکار پر تیر چلائے اور وہ پانی میں گر جائے تو؟	279
١٩- فِي الَّذِي يَرْمِي الصَّيْدَ فيَغِيبُ عَنْهُ	باب: جو شخص جانور کو تیر مارے، پھر وہ اس سے غائب ہو جائے تو؟	281
٢٠- اَلصَّيْدُ إِذا أَنْتَنَ	باب: شکار بدبودار ہو جائے تو؟	282
٢١- صَيْدُ الْمِعْرَاضِ	باب: معراض تیر کا شکار	283
٢٢ مَا أَصَابَ بِعَرْضِ الْمِعْرَاضِ يُعَدُّ بِعَرْضِ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ	باب: جس جانور کو معراض تیر عرض کے بل لگے؟	284
٢٣- ما أصاب بحدٍّ منْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ	باب: جس جانور کو معراض کی نوک لگے؟	284
٢٤- اِتِّبَاعُ الصَّيْدِ	باب: شکار کے پیچھے چلتے جانا	285
٢٥- اَلْأَرْنَبُ	باب: خرگوش (کی حلت) کا بیان	286
٢٦- اَلضَّبُّ	باب: سانڈے کا بیان	289
٢٧- اَلضَّبُعُ	باب: لگڑ بگڑ کا بیان	296
٢٨- تَحْرِيمُ أَكْلِ السِّبَاعِ	باب: درندوں کو کھانا حرام ہے	297
٢٩- اَلْإِذْنُ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ	باب: گھوڑے کا گوشت کھانا حلال ہے	299
٣٠- تَحْرِيمُ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ	باب: گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے؟	300
٣١- تَحْرِيمُ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ	باب: گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے	302
٣٢- بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ لُحُومِ حُمُرِ الْوَحْشِ	باب: جنگلی گدھوں کا گوشت کھانا جائز ہے	306
٣٣- بَابُ إِبَاحَة أَكْلِ لُحُومِ الدَّجَاجِ	باب: مرغ کا گوشت کھانا بھی جائز ہے	308

٣٤- إِبَاحَةُ أَكْلِ الْعَصَافِيرِ	باب: چڑیا کا گوشت کھانا بھی حلال ہے	310
٣٥- بَابُ مَيْتَةِ الْبَحْرِ	باب: سمندری مردہ جانوروں کا حکم	311
٣٦- اَلضِّفْدِعُ	باب: مینڈک کا حکم	317
٣٧- اَلْجَرَادُ	باب: ٹڈی کا بیان	318
٣٨- قَتْلُ النَّمْلِ	باب: چیونٹی کو قتل کرنے کا بیان	319
٤٣ كتاب الضحايا	قربانی سے متعلق احکام و مسائل	323
١- [بَابٌ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهِ ...]	باب: جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو' وہ اپنے بال نہ کاٹے	331
٢- بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْأُضْحِيَّةَ	باب: جو شخص قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو	333
٣- ذَبْحُ الْإِمَامِ أُضْحِيَّتَهُ بِالْمُصَلّٰى	باب: امام اپنی قربانی عیدگاہ میں ذبح کرے	334
٤- ذَبْحُ النَّاسِ بِالْمُصَلّٰى	باب: دوسرے لوگ بھی قربانی عید گاہ میں ذبح کر سکتے ہیں	335
٥- مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ: اَلْعَوْرَاءِ	باب: جن جانوروں کی قربانی منع ہے' ان کا بیان: کانے جانور کی (قربانی منع ہے)	336
٦- اَلْعَرْجَاءُ	باب: لنگڑے جانور کا بیان	337
٧- اَلْعَجْفَاءُ	باب: انتہائی کمزور جانور کی قربانی (بھی درست نہیں)	338
٨- اَلْمُقَابَلَةُ وَهِيَ مَا قُطِعَ طَرْفُ أُذُنِهَا	باب: جس جانور کے کان کا اگلا کنارہ کٹا ہو (اس کی قربانی جائز نہیں)	339
٩- اَلْمُدَابَرَةُ وَهِيَ مَا قُطِعَ مِنْ مُؤَخَّرِ أُذُنِهَا	باب: جس جانور کے کان کا پچھلا کنارہ کٹا ہو	340
١٠- اَلْخَرْقَاءُ وَهِيَ الَّتِي تُخْرَقُ أُذُنُهَا	باب: جس جانور کے کان میں سوراخ ہو	340
١١- اَلشَّرْقَاءُ وَهِيَ مَشْقُوقَةُ الْأُذُنِ	باب: جس جانور کا کان چرا ہوا ہو	340
١٢- اَلْعَضْبَاءُ	باب: ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور (کی قربانی) کا بیان	341
١٣- اَلْمُسِنَّةُ وَالْجَذَعَةُ	باب: مسنہ اور جذعہ جانور (کی قربانی) کا بیان	342
١٤- اَلْكَبْشُ	باب: مینڈھے کی قربانی کا بیان	346

١٥- بَابُ مَا تُجْزِىءُ عَنْهُ الْبَدَنَةُ فِي الضَّحَايَا	باب: قربانی میں اونٹ کتنے افراد کی طرف سے کفایت کرسکتا ہے؟	348
١٦- بَابُ مَا يُجْزِىءُ عَنْهُ الْبَقَرَةُ فِي الضَّحَايَا	باب: قربانی میں گائے کتنے افراد کی طرف سے کفایت کرسکتی ہے؟	350
١٧- ذَبْحُ الضَّحِيَّةِ قَبْلَ الْإِمَامِ	باب: امام سے پہلے قربانی ذبح کرنا	351
١٨- بَابُ إِبَاحَةِ الذَّبْحِ بِالْمَرْوَةِ	باب: تیز دھار پتھر کے ساتھ ذبح کرنا بھی جائز ہے	355
١٩- إِبَاحَةُ الذَّبْحِ بِالْعُودِ	باب: (تیز دھار) لکڑی سے بھی ذبح کیا جاسکتا ہے	356
٢٠- اَلنَّهْيُ عَنِ الذَّبْحِ بِالظُّفُرِ	باب: ناخن کے ساتھ ذبح کرنے کی ممانعت کا بیان	357
٢١- بَابٌ: فِي الذَّبْحِ بِالسِّنِّ	باب: دانت کے ساتھ ذبح کرنا (منع ہے)	358
٢٢- اَلْأَمْرُ بِإِحْدَادِ الشَّفْرَةِ	باب: (ذبح کے لیے) چھری تیز کرنے کا حکم	359
٢٣- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي نَحْرِ مَا يُذْبَحُ وَذَبْحِ مَا يُنْحَرُ	باب: ذبح والے جانور کو نحر اور نحر والے کو ذبح کرنے کی رخصت کا بیان	360
٢٤- بَابُ ذَكَاةِ الَّتِي قَدْ نَيَّبَ فِيهَا السَّبُعُ	باب: جس جانور میں درندے نے دانت گاڑ دیے ہوں اسے ذبح کرنا	361
٢٥- ذِكْرُ الْمُتَرَدِّيَةِ فِي الْبِئْرِ الَّتِي لَا يُوصَلُ إِلٰى حَلْقِهَا	باب: جانور کنویں میں گر جائے اور اس کے حلق تک نہ پہنچا جائے تو کیسے ذبح کیا جائے؟	362
٢٦- بَابُ ذِكْرِ الْمُنْفَلِتَةِ الَّتِي لَا يَقْدِرُ عَلٰى أَخْذِهَا	باب: کوئی جانور چھوٹ جائے اور قابو میں نہ آسکے تو؟	362
٢٧- بَابُ حُسْنِ الذَّبْحِ	باب: ذبح اچھی طرح کرنا چاہیے	364
٢٨- وَضْعُ الرِّجْلِ عَلٰى صَفْحَةِ الضَّحِيَّةِ	باب: قربانی کے جانور کے ایک پہلو پر پاؤں رکھنا	366
٢٩- تَسْمِيَةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الضَّحِيَّةِ	باب: قربانی ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا	367
٣٠- اَلتَّكْبِيرُ عَلَيْهَا	باب: قربانی ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا	367
٣١- ذَبْحُ الرَّجُلِ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ	باب: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا	368
٣٢- ذَبْحُ الرَّجُلِ غَيْرَ أُضْحِيَّتِهِ	باب: کوئی شخص کسی دوسرے کی قربانی بھی ذبح کر سکتا ہے	368
٣٣- نَحْرُ مَا يُذْبَحُ	باب: ذبح والا جانور نحر کرنا	369

عربی عنوان		اردو عنوان	صفحہ
٣٤- مَنْ ذَبَحَ لِغَيرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ	باب:	جو شخص غیر اللہ کی خاطر ذبح کرے؟	370
٣٥- اَلنَّهْيُ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي بَعدَ ثَلَاثٍ وَعَنْ إِمْسَاكِهَا	باب:	تین دن سے زائد قربانیوں کا گوشت کھانے یا رکھنے کی ممانعت	371
٣٦- اَلْإِذْنُ فِي ذٰلِكَ	باب:	اس کی اجازت کا بیان	373
٣٧- اَلْاِدِّخَارُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ	باب:	قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کا بیان	376
٣٨- بَابُ ذَبَائِحِ الْيَهُودِ	باب:	یہودیوں کا ذبح شدہ جانور	379
٣٩- ذَبِيحَةُ مَنْ لَمْ يُعْرَفْ	باب:	غیر معروف شخص کا ذبح شدہ جانور؟	380
٤٠- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾	باب:	اللہ تعالیٰ کے فرمان ''جس ذبیحے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ'' کی تفسیر	381
٤١- اَلنَّهْيُ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ	باب:	مجثمہ کی ممانعت کا بیان	382
٤٢- مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا بِغَيْرِ حَقِّهَا	باب:	جو شخص چڑیا (یا کسی اور حلال جانور) کو ناحق مارے	384
٤٣- اَلنَّهْيُ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ	باب:	گندگی کھانے والے جانور کا گوشت کھانے کی ممانعت کا بیان	386
٤٤- اَلنَّهْيُ عَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ	باب:	جلالہ کا دودھ پینے کی ممانعت کا بیان	387
٤٤- كِتَابُ الْبُيُوعِ		**خرید و فروخت سے متعلق احکام و مسائل**	389
١- بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْكَسْبِ	باب:	کمانے (محنت کرنے) کی ترغیب	391
٢- بَابُ اِجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ فِي الْكَسْبِ	باب:	کمائی کے دوران مشتبہ چیزوں سے بچنا	393
٣- بَابُ التِّجَارَةِ	باب:	تجارت کا بیان	396
٤- مَا يَجِبُ عَلَى التُّجَّارِ مِنَ التَّوقِيَةِ فِي مَبَايِعِهِمْ	باب:	تاجروں کو خرید و فروخت میں کس چیز سے پرہیز کرنا چاہیے؟	397
٥- اَلْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ	باب:	جو شخص اپنے سامان کو جھوٹی قسم کھا کر بیچے؟	399
٦- اَلْحَلْفُ الْوَاجِبُ لِلْخَدِيعَةِ فِي الْبَيْعِ	باب:	سودے میں دھوکا دینے کے لیے قسم کھانا	401
٧- اَلْأَمْرُ بِالصَّدَقَةِ لِمَنْ لَمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِينَ بِقَلْبِهِ فِي حَالِ بَيْعِهِ	باب:	اس شخص کو صدقہ کرنے کا حکم جو خرید و فروخت کے وقت قصداً قسم نہیں کھاتا (اتفاقاً قسم نکل	

	جاتی ہے)	403
٨ وُجوبُ الْخيار لِلْمُتبايِعَيْن قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا	باب: خرید وفروخت کرنے والوں کو جدا ہونے سے پہلے بیع کی واپسی کا اختیار ہے	403
٩ ذِكْرُ الْاخْتلافِ عَلٰى نافِعٍ فِي لَفْظِ حَدِيثِهِ	باب: نافع کی حدیث کے الفاظ میں (راویوں کے) اختلاف کا بیان	404
١٠- ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ فِي لَفْظِ هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: اس حدیث کے الفاظ میں عبداللہ بن دینار پر (راویوں کا) اختلاف	409
١١- وُجُوبُ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا بِأَبْدَانِهِمَا	باب: سودا کرنے والے دو شخص جب تک جسمانی طور پر ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے، ان کو واپسی کا اختیار باقی رہتا ہے	412
١٢- اَلْخَدِيعَةُ فِي الْبَيْعِ	باب: سودے میں دھوکا لگتا ہو تو؟	413
١٣- اَلْمُحَفَّلَةُ	باب: وہ جانور جس کا دودھ دوہنا (دھوکا دینے کے لیے) روک دیا جائے	414
١٤- اَلنَّهْيُ عَنِ الْمُصَرَّاةِ وَهُوَ أَنْ يُرْبَطَ أَخْلَافُ النَّاقَةِ أَوِ الشَّاةِ وَتُتْرَكَ مِنَ الْحَلْبِ يَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ حَتّٰى يَجْتَمِعَ لَهَا لَبَنٌ فَيَزِيدَ مُشْتَرِيهَا فِي قِيمَتِهَا لِمَا يَرٰى مِنْ كَثْرَةِ لَبَنِهَا	باب: تصریہ منع ہے، وہ یہ ہے کہ اونٹنی یا بکری کے تھن باندھ دیے جائیں اور دو تین دن دودھ دوہنا چھوڑ دیا جائے تاکہ دودھ جمع ہو جائے اور خریدنے والا دودھ زیادہ سمجھ کر جانور کی زیادہ قیمت لگائے	415
١٥- اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ	باب: نفع اس کو ملے گا جو چیز کا ضامن ہو	418
١٦- بَيْعُ الْمُهَاجِرِ لِلْأَعْرَابِيِّ	باب: شہری آدمی کا اعرابی کی چیز بیچنا	419
١٧- بَيْعُ الْحَاضِرِ لِلْبَادِيّ	باب: شہری کے لیے دیہاتی کا مال بیچنا جائز نہیں	420
١٨- اَلتَّلَقِّي	باب: تجارتی قافلے کو منڈی سے باہر جا کر ملنا	422
١٩- سَوْمُ الرَّجُلِ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ	باب: اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ کرنا	424
٢٠- بَابُ بَيْعِ الرَّجُلِ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ	باب: اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا کرنا	425
٢١- اَلنَّجْشُ	باب: نجش، یعنی بھاؤ بڑھانے کا حیلہ کرنا	426

٢٢- اَلْبَيْعُ فِيمَنْ يَزِيدُ	باب: نیلامی والی بیع	427
٢٣- بَيْعُ الْمُلَامَسَةِ	باب: بیع ملامسہ کا بیان	428
٢٤- تَفْسِيرُ ذٰلِكَ	باب: اس (ملامسہ) کی تفسیر	429
٢٥- بَيْعُ الْمُنَابَذَةِ	باب: بیع منابذہ کا بیان	430
٢٦- تَفْسِيرُ ذٰلِكَ	باب: اس (منابذہ) کی تفسیر	431
٢٧- بَيْعُ الْحَصَاةِ	باب: کنکریوں والی بیع کا بیان	433
٢٨- بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ	باب: پھل پکنے سے پہلے اس کی بیع کا بیان	435
٢٩- شِرَاءُ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا عَلٰى أَنْ يَقْطَعَهَا وَلَا يَتْرُكَهَا إِلٰى أَوَانِ إِدْرَاكِهَا	باب: صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس شرط پر پھل خریدنا کہ خریدار انھیں (درختوں سے) کاٹ اور توڑ لے گا، پکنے تک (درختوں پر) باقی نہیں رکھ چھوڑے گا	438
٣٠- وَضْعُ الْجَوَائِحِ	باب: ناگہانی آفات سے پہنچنے والے نقصان کی تلافی	439
٣١- بَيْعُ الثَّمَرِ سِنِينَ	باب: کئی سال کے لیے پھل بیچنا	442
٣٢- بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ	باب: کھجور کے (درخت پر لگے ہوئے) تازہ پھل کا خشک کھجوروں سے سودا کرنا	442
٣٣- بَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ	باب: تازہ انگور منقیٰ کے بدلے بیچنا	444
٣٤- بَابُ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا	باب: عرایا (عطیہ کے درختوں) کا پھل اندازاً ان کے برابر خشک کھجوروں کے عوض بیچنا	445
٣٥- بَيْعُ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ	باب: عطیہ کے درختوں کا پھل تازہ کھجوروں کے عوض بھی فروخت کرنا	446
٣٦- اِشْتِرَاءُ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ	باب: خشک کھجوروں کو تازہ کھجوروں کے عوض خریدنا	448
٣٧- بَيْعُ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ	باب: کھجوروں کے ایک ڈھیر کا سودا، جس کا ماپ معلوم نہیں، مقرر ماپ کی کھجوروں کے ساتھ کرنا	450
٣٨- بَيْعُ الصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ بِالصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ	باب: غلے کے ڈھیر کا سودا غلے کے ڈھیر سے کرنا	451

٣٩- بَيْعُ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ | باب: کھیتی کی خشک غلے (اناج) کے عوض بیع | 451
٤٠- بَيْعُ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ | باب: سفید ہونے سے پہلے بٹے اور بالی کی بیع (کی ممانعت کا بیان) | 452
٤١- بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ مُتَفَاضِلًا | باب: کھجور کی بیع کھجور کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ (جائز نہیں) | 453
٤٢- بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ | باب: کھجوروں کی کھجوروں کے ساتھ بیع (کیسے ہونی چاہیے؟) | 457
٤٣- بَيْعُ البُرِّ بِالْبُرِّ | باب: گندم کی گندم کے ساتھ بیع (کیسے ہونی چاہیے؟) | 458
٤٤- بَيْعُ الشَّعِيرِ بِالْشَّعِيرِ | باب: جو کی جو سے بیع (کم وبیش نہیں ہونی چاہیے) | 462
٤٥- بَيْعُ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ | باب: دینار کو دینار کے بدلے فروخت کرنا | 467
٤٦- بَيْعُ الدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمِ | باب: درہم کا سودا درہم سے کرنا | 468
٤٧- بَيْعُ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ | باب: سونے کی بیع سونے کے ساتھ کرنا | 468
٤٨- بَيْعُ الْقِلَادَةِ فِيهَا الخَرَزُ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ | باب: ایسے ہار کو سونے کے عوض خریدنا جس میں سونے کے علاوہ موتی اور نگینے بھی ہوں | 470
٤٩- بَيْعُ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً | باب: چاندی کو سونے کے عوض ادھار فروخت کرنا | 471
٥٠- بَيْعُ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ وَبَيْعُ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ | باب: چاندی کی سونے کے عوض اور سونے کی چاندی کے ساتھ بیع کرنا | 473
٥١- أَخْذُ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ وَالذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ | باب: سونے کی جگہ چاندی لینا اور چاندی کی جگہ سونا لینا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے ناقلین کے الفاظ کے اختلاف کا ذکر | 477
٥٢- أَخْذُ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ | باب: سونے کی جگہ چاندی لینا | 479
٥٣- الزِّيَادَةُ فِي الْوَزْنِ | باب: تولتے وقت زیادہ دینا (چاہیے) | 480
٥٤- الرُّجْحَانُ فِي الْوَزْنِ | باب: تولتے وقت جھکا کر دینا | 481
٥٥- بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفَى | باب: غلہ قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا (منع ہے) | 483
٥٦- اَلنَّهْيُ عَنْ بَيْعِ مَا اشْتُرِيَ مِنَ الطَّعَامِ بِكَيْلٍ حَتَّى | باب: ماپ کر خریدا ہوا غلہ قبضے میں لینے سے پہلے

يُسْتَوْفٰى — بیچنے کی ممانعت کا بیان 487

٥٧- بَيْعُ مَا يُشْتَرٰى مِنَ الطَّعَامِ جِزَافًا قَبْلَ أَنْ يُنْقَلَ مِنْ مَكَانِهِ — باب: اندازاً خریدا ہوا غلہ (پہلی جگہ سے) منتقل کیے بغیر بیچنے کی ممانعت کا بیان 488

٥٨- اَلرَّجُلُ يَشْتَرِي الطَّعَامَ إِلٰى أَجَلٍ وَيَسْتَرْهِنُ الْبَائِعُ مِنْهُ بِالثَّمَنِ رِهْنًا — باب: کوئی شخص ایک مدت تک غلہ ادھار خریدے اور بیچنے والا اس کی قیمت کی جگہ کوئی اور چیز گروی رکھ لے (تو جائز ہے) 490

٥٩- اَلرَّهْنُ فِي الْحَضَرِ — باب: گھر (حالت اقامت) میں ہوتے ہوئے (کوئی چیز) گروی رکھنا 491

٦٠- بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَ الْبَائِعِ — باب: جو چیز بیچنے والے کے پاس نہ ہو اس کی بیع 492

٦١- اَلسَّلَمُ فِي الطَّعَامِ — باب: غلے میں بیع سلم کرنا 494

٦٢- اَلسَّلَمُ فِي الزَّبِيبِ — باب: منقیٰ میں بیع سلم کرنا 495

٦٣- بَابُ السَّلَمِ فِي الثِّمَارِ — باب: پھلوں میں بیع سلم کرنا 496

٦٤- اِسْتِسْلَافُ الْحَيَوَانِ وَاسْتِقْرَاضُهُ — باب: کسی سے حیوان قرض لینا 497

٦٥- بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً — باب: حیوان کی حیوان کے بدلے ادھار بیع (ناجائز ہے) 500

٦٦- بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ يَدًا بِيَدٍ مُتَفَاضِلًا — باب: حیوان کے بدلے حیوان کی نقد' کم وبیش بیع کرنا 501

٦٧- بَيْعُ حَبَلِ الْحَبَلَةِ — باب: حمل کے حمل کی بیع (ناجائز ہے) 502

٦٨- تَفْسِيرُ ذٰلِكَ — باب: اس بیع کی تفسیر 503

٦٩- بَيْعُ السِّنِيْنَ — باب: (پھل وغیرہ کی) کئی سال کے لیے بیع کرنا 504

٧٠- اَلْبَيْعُ إِلَى الْأَجَلِ الْمَعْلُومِ — باب: معین مدت تک ادھار سودا (جائز ہے) 505

٧١- سَلَفٌ وَبَيْعٌ. وَهُوَ أَنْ يَبِيعَ السِّلْعَةَ عَلٰى أَنْ يُسْلِفَهُ سَلَفًا — باب: قرض اور بیع' اس سے مراد یہ ہے کہ قرض کی شرط پر سامان بیچے 506

٧٢- شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ إِلٰى شَهْرٍ بِكَذَا وَإِلٰى شَهْرَيْنِ بِكَذَا — باب: ایک بیع میں دو شرطیں لگانا اور اس سے مراد یہ ہے کہ بیچنے والا کہے کہ ایک ماہ کے ادھار پر یہ بھاؤ ہوگا اور دو ماہ کے ادھار پر بھاؤ دوسرا ہوگا 507

٧٣- بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ. وَهُوَ أَنْ يَّقُولَ أَبِيعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ نَقْدًا وَبِمَائَتَيْ دِرْهَمٍ نَسِيئَةً باب: ایک سودے میں دو سودے کرنا اور اس سے مراد یہ ہے کہ بیچنے والا کہے کہ میں تجھے یہ سامان نقد سو درہم میں اور ادھار دو سو درہم میں بیچتا ہوں 508

٧٤- اَلنَّهْيُ عَنْ بَيْعِ الثُّنْيَا حَتّٰى تُعْلَمَ باب: بیع میں استثنا کرنا منع ہے الا یہ کہ وہ معلوم ہو 509

٧٥- اَلنَّخْلُ يُبَاعُ أَصْلُهَا وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي ثَمَرَهَا باب: کھجور کے درخت بیچے جائیں اور خریدنے والا ان کا پھل مستثنیٰ کرے تو؟ 510

٧٦- اَلْعَبْدُ يُبَاعُ وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي مَالَهُ باب: غلام بیچا جائے اور خریدار اس کے مال کی شرط لگا لے (تو مال خریدار کا ہوگا) 511

٧٧- اَلْبَيْعُ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَالشَّرْطُ باب: بیع میں کوئی شرط لگا لی جائے تو بیع اور شرط دونوں درست ہوں گے 511

٧٨- اَلْبَيْعُ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ الْفَاسِدُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَيَبْطُلُ الشَّرْطُ باب: اگر بیع میں کوئی فاسد شرط لگا لی جائے تو بیع صحیح ہوگی' البتہ وہ شرط غیر معتبر ہوگی 518

٧٩- بَيْعُ الْمَغَانِمِ قَبْلَ أَنْ تُقْسَمَ باب: مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے بیچنا 523

٨٠- بَيْعُ الْمُشَاعِ باب: مشترکہ چیز کی بیع کا بیان 524

٨١- اَلتَّسْهِيلُ فِي تَرْكِ الْإِشْهَادِ عَلَى الْبَيْعِ باب: بیع کے وقت گواہ نہ بنائے جائیں تو اس کی گنجائش ہے 525

٨٢- خِلَافُ الْمُتَبَايِعَيْنِ فِي الثَّمَنِ باب: بیچنے اور خریدنے والے میں قیمت کا اختلاف ہو جائے تو؟ 527

٨٣- مُبَايَعَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ باب: اہل کتاب سے لین دین اور سودے کرنا 528

٨٤- بَيْعُ الْمُدَبَّرِ باب: مدبر غلام کی بیع 529

٨٥- بَيْعُ الْمُكَاتَبِ باب: مکاتب غلام کو فروخت کرنا 531

٨٦- اَلْمُكَاتَبُ يُبَاعُ قَبْلَ أَنْ يَقْضِي مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْئًا باب: مکاتب نے اپنی کتابت سے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو تو اسے بیچا جا سکتا ہے 532

٨٧- بَيْعُ الْوَلَاءِ باب: ولا کی بیع (منع ہے) 533

عربی عنوان	اردو عنوان	صفحہ
٨٨- بَيْعُ الْمَاءِ	باب: پانی کی بیع	534
٨٩- بَيْعُ فَضْلِ الْمَاءِ	باب: زائد اور فالتو پانی بیچنا	536
٩٠- بَيْعُ الْخَمْرِ	باب: شراب بیچنا	537
٩١- بَابُ بَيْعِ الْكَلْبِ	باب: کتے کی بیع	539
٩٢- مَا اسْتُثْنِيَ	باب: کیا کوئی کتا مستثنیٰ ہے؟	540
٩٣- بَيْعُ الْخِنْزِيرِ	باب: خنزیر کی بیع	540
٩٤- بَيْعُ ضِرَابِ الْجَمَلِ	باب: اونٹ کی جفتی کی بیع	541
٩٥- اَلرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْبَيْعَ فَيُفْلِسُ وَيُوجَدُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ	باب: ایک آدمی کوئی چیز خریدتا ہے، پھر مفلس ہو جاتا ہے اور وہ چیز بعینہٖ اس کے پاس پائی جاتی ہے تو؟	544
٩٦- اَلرَّجُلُ يَبِيعُ السِّلْعَةَ فَيَسْتَحِقُّهَا مُسْتَحِقٌّ	باب: ایک شخص کوئی سامان بیچتا ہے، بعد میں اس سامان کا مالک کوئی اور نکل آتا ہے تو؟	546
٩٧- اَلْاِسْتِقْرَاضُ	باب: قرض لینے کا بیان	549
٩٨- اَلتَّغْلِيظُ فِي الدَّيْنِ	باب: قرض کی بابت شدید وعید	550
٩٩- اَلتَّسْهِيلُ فِيهِ	باب: قرض لینے کی گنجائش بھی ہے	552
١٠٠- مَطْلُ الْغَنِيِّ	باب: مال دار شخص کا ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا	553
١٠١- اَلْحَوَالَةُ	باب: حوالہ (مقروض کا قرض خواہ کو کسی مالدار شخص کے حوالے کرنا جائز ہے)	554
١٠٢- اَلْكَفَالَةُ بِالدَّيْنِ	باب: قرض کی کفالت (کوئی شخص مقروض کی طرف سے ادائیگی کا ذمہ دار بن سکتا ہے)	555
١٠٣- اَلتَّرْغِيبُ فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ	باب: ادائیگی اچھے طریقے سے کرنی چاہیے	556
١٠٤- حُسْنُ الْمُعَامَلَةِ وَالرِّفْقِ فِي الْمُطَالَبَةِ	باب: لین دین اور قرض کی واپسی کا مطالبہ اچھے طریقے اور نرمی سے کرنا چاہیے	556
١٠٥- اَلشِّرْكَةُ بِغَيْرِ مَالٍ	باب: مال کے بغیر شراکت کا بیان	558
١٠٦- اَلشِّرْكَةُ فِي الرَّقِيقِ	باب: غلام میں شرکت	559

١٠٧- الشِّرْكَةُ فِي النَّخْلِ — باب: کھجور کے درختوں میں شرکت کا بیان 560

١٠٨- اَلشِّرْكَةُ فِي الرِّبَاعِ — باب: احاطے میں شرکت کا بیان 560

١٠٩- ذِكْرُ الشُّفْعَةِ وَأَحْكَامِهَا — باب: شفعہ اور اس کے احکام 561

٤٥- كتاب القسامة والقود والديات — قسامت' قصاص اور دیت سے متعلق احکام و مسائل 565

١- [ذِكْرُ الْقَسَامَةِ الَّتِي كَانَتْ فِي الجَاهِلِيَّةِ] — باب: زمانۂ جاہلیت' یعنی قبل از اسلام کی قسامت کا بیان 567

٢- الْقَسَامَةُ — باب: قسامت کا بیان 571

٣- تَبْدِئَةُ أَهْلِ الدَّمِ فِي الْقَسَامَةِ — باب: قسامت میں پہلے مقتول کے ورثاء سے قسمیں لینے کا بیان 573

٤- ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ سَهْلٍ فِيهِ — باب: سہل کی اس حدیث کی روایت میں راویوں کے اختلاف کا ذکر 576

٥،٦- بَابُ الْقَوَدِ — باب: قصاص کا بیان 585

٦،٧- ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ فِيهِ — باب: علقمہ بن وائل کی روایت میں راویوں کے اختلاف کا بیان 588

٧،٨- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ﴾ — باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ کی تفسیر 596

٨،٩- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عِكْرِمَةَ فِي ذٰلِكَ — باب: اس روایت میں عکرمہ پر اختلاف کا بیان 596

٩،١٠- بَابُ الْقَوَدِ بَيْنَ الْأَحْرَارِ وَالْمَمَالِيكِ فِي النَّفْسِ — باب: آزاد اور غلام کے درمیان قصاص کا بیان؟ 598

١٠،١١- اَلْقَوَدُ مِنَ السَّيِّدِ لِلْمَوْلٰى — باب: مالک سے غلام کا قصاص لینے کا بیان 601

١١،١٢- قَتْلُ الْمَرْأَةِ بِالْمَرْأَةِ — باب: عورت کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا 602

١٢،١٣- اَلْقَوَدُ مِنَ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ — باب: عورت کے بدلے مرد کو قصاصاً قتل کرنے کا بیان 603

١٣،١٤- سُقُوطُ الْقَوَدِ مِنَ الْمُسْلِمِ لِلْكَافِرِ — باب: مسلمان سے کافر کا قصاص نہ لینے کا بیان 604

١٤،١٥- تَعْظِيمُ قَتْلِ الْمُعَاهِدِ — باب: ذمی کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے 607

١٥،١٦- سُقُوطُ الْقَوَدِ بَيْنَ الْمَمَالِيكِ فِيمَا دُونَ النَّفْسِ — باب: غلاموں میں جان سے کم میں قصاص نہ ہونے کا بیان 609

عربی عنوان	اردو عنوان	صفحہ
١٦، ١٧- اَلْقِصَاصُ فِي السِّنِّ	باب: دانت ٹوٹ جانے کی صورت میں قصاص	610
١٧، ١٨- اَلْقِصَاصُ مِنَ الثَّنِيَّة	باب: ثنیہ (دانت) میں قصاص	612
١٨، ١٩- اَلْقَوَدُ مِنَ الْعَضَّةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَينٍ فِي ذٰلِكَ	باب: دانت کاٹنے کے قصاص اور عمران بن حصین کی روایت میں ناقلین حدیث کے اختلاف الفاظ کا بیان	614
١٩، ٢٠- بَابُ الرَّجُلِ يَدْفَعُ عَنْ نَفْسِهِ	باب: آدمی اپنا دفاع کرے (اور اس سے فریق ثانی کا نقصان ہو جائے تو کوئی قصاص اور تاوان نہیں)	617
٢٠، ٢١- ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: اس روایت میں (راویوں کا) عطاء پر اختلاف	618
٢١، ٢٢ اَلْقَوَدُ فِي الطَّعْنَةِ	باب: چھڑی چبھونے میں قصاص	622
٢٢، ٢٣- اَلْقَوَدُ مِنَ اللَّطْمَةِ	باب: تھپڑ میں قصاص	623
٢٣، ٢٤- اَلْقَوَدُ مِنَ الْجَبْذَةِ	باب: کھینچنے (اور گھسیٹنے) میں قصاص	624
٢٤، ٢٥- اَلْقِصَاصُ مِنَ السَّلَاطِينِ	باب: بادشاہوں سے قصاص لینے کا بیان	626
٢٥، ٢٦- اَلسُّلْطَانُ يُصَابُ عَلٰى يَدِهِ	باب: حاکم وقت کے ہاتھوں کسی پر زیادتی ہو جائے تو؟	626
٢٦، ٢٧- اَلْقَوَدُ بِغَيْرِ حَدِيدَةٍ	باب: تیز دھار آلے کی بجائے کسی اور چیز سے قصاص لینا	627
٢٧، ٢٨- تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ م بِالْمَعْرُوفِ وَ اَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ﴾ کی تفسیر	629
٢٨، ٢٩- اَلْأَمْرُ بِالْعَفْوِ عَنِ الْقِصَاصِ	باب: قصاص معاف کرنے کا مشورہ دینے کا بیان	631
٢٩، ٣٠- هَلْ يُؤْخَذُ مِنْ قَاتِلِ الْعَمْدِ الدِّيَةُ إِذَا عَفَا وَلِيُّ الْمَقْتُولِ عَنِ الْقَوَدِ	باب: جب مقتول کا وارث قصاص معاف کر دے تو کیا قاتل عمد سے دیت لی جائے گی؟	632
٣٠، ٣١- عَفْوُ النِّسَاءِ عَنِ الدَّمِ	باب: کیا عورت قصاص معاف کر سکتی ہے؟	633
٣١، ٣٢- بَابُ مَنْ قُتِلَ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ	باب: جو شخص پتھر یا کوڑے سے قتل کر دیا جائے تو؟	634

٣٢، ٣٣- كَمْ دِيَةُ شِبْهِ الْعَمَدِ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَيُّوبَ فِي حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ فِيهِ	باب:	قتل شبہ عمد کی دیت کا بیان اور قاسم بن ربیعہ کی حدیث میں ایوب پر راویوں کا اختلاف	636
٣٣، ٣٤- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى خَالِدِ الْحَذَّاءِ	باب:	خالد الحذاء پر راویوں کا اختلاف	637
٣٤، ٣٥- ذِكْرُ أَسْنَانِ دِيَةِ الْخَطَأَ	باب:	قتل خطا کی دیت کے اونٹوں کی عمروں کی تفصیل	643
٣٥، ٣٦- ذِكْرُ الدِّيَةِ مِنَ الْوَرِقِ	باب:	چاندی سے دیت کا بیان	643
٣٦، ٣٧- عَقْلُ الْمَرْأَةِ	باب:	عورت کی دیت	645
٣٧، ٣٨- كَمْ دِيَةُ الْكَافِرِ	باب:	کافر کی دیت کتنی ہے؟	645
٣٨، ٣٩ دِيَةُ الْمُكَاتِبِ	باب:	مکاتب غلام کی دیت	646
٣٩، ٤٠- بابُ دِيَةِ جَنِينِ الْمَرْأَةِ	باب:	عورت کے پیٹ کے بچے کی دیت	648
٤٠، ٤١- صِفَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ وعَلٰى مَنْ دِيَةُ الْأَجِنَّةِ وشِبْهُ الْعَمْدِ وذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ	باب:	قتل شبہ عمد کا بیان اور اس کا کہ پیٹ کے بچے اور قتل شبہ عمد کی دیت کس کے ذمے ہوگی؟ نیز ابراہیم عن عبید بن نضیلہ کی حضرت مغیرہ سے مروی روایت پر راویوں کے اختلافِ الفاظ کا ذکر	655
٤١، ٤٢ هَلْ يُؤْخَذُ أَحَدٌ بِجَرِيرَةِ غَيْرِهِ	باب:	کیا کسی شخص کو دوسرے کے جرم میں پکڑا جا سکتا ہے؟	661
٤٢، ٤٣- اَلْعَيْنُ الْعَوْرَاءُ السَّادَّةُ لِمَكَانِهَا إِذَا طُمِسَتْ	باب:	اپنی جگہ قائم کانی آنکھ اگر پھوڑ دی جائے تو؟	665
٤٣، ٤٤- عَقْلُ الْأَسْنَانِ	باب:	دانتوں کی دیت	666
٤٤، ٤٥- بابُ عَقْلِ الْأَصَابِعِ	باب:	انگلیوں کی دیت	668
٤٥، ٤٦- اَلْمَوَاضِحُ	باب:	ہڈی کو ننگا کر دینے والے زخموں کی دیت	671
٤٦، ٤٧- ذِكْرُ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُولِ وَاخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لَهُ	باب:	دیت کے مسائل کے بارے میں حضرت عمرو بن حزم کی حدیث اور راویوں کا اختلاف	671
٤٧، ٤٨- بَابُ مَنِ اقْتَصَّ وَأَخَذَ حَقَّهُ دُونَ السُّلْطَانِ	باب:	جو شخص حاکم تک مقدمہ لے جائے بغیر خود ہی بدلہ لے لے یا اپنا حق لے لے	678

٤٩،٤٨- مَا جَاءَ فِي كِتَابِ الْقِصَاصِ مِنَ الْمُجْتَبٰى مِمَّا لَيْسَ فِي السُّنَنِ. تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾

باب: قصاص سے متعلقہ روایات جو صرف مجتبیٰ نسائی میں ہیں، سنن کبریٰ میں نہیں، نیز اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے، اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا'' کا بیان 680

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣٧) - كِتَابُ الْمُحَارَبَةِ [تَحْرِيمُ الدَّمِ] (التحفة ٢٠)

کافروں سے لڑائی اور جنگ کا بیان

(المعجم ١) - تَحْرِيمُ الدَّمِ (التحفة ١)

٣٩٧١- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَإِذَا شَهِدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَأَكَلُوا ذَبَائِحَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا».

باب:۱- ناحق خون بہانا حرام ہے

۳۹۷۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مشرکین سے لڑائی کروں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جب وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں نیز وہ ہماری طرح نماز پڑھیں اور ہمارے قبلے کی طرف (دوران نماز میں) منہ کریں اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائیں تو اس کے بعد ان کے جان و مال ہم پر حرام ہو جاتے ہیں الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔“

فوائد ومسائل: ① اس مفہوم کی روایات کتاب الزکاۃ اور کتاب الجہاد میں گزر چکی ہیں اور ان کی تفصیل بھی بیان ہو چکی ہے۔ ② ”مجھے حکم دیا گیا ہے“ مقصود یہ ہے کہ کافروں سے لڑائی لڑنے کی اجازت ہے لیکن اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان سے لڑنا جائز نہیں بشرطیکہ وہ اسلام کے اہم احکام پر بھی عمل کریں اور مسلمانوں کی طرح رہیں۔ ③ ”اسلام کا کوئی حق بنتا ہو“ یعنی انھوں نے کسی کے جان و مال کا نقصان کیا ہو تو اس میں ماخوذ ہوں گے۔ ④ لوگوں کے معاملات ظاہر پر محمول کیے جائیں گے۔ اگر دینی اعمال ظاہر کریں گے تو ان پر

٣٩٧١ـ أخرجه البخاري من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٢٨، وانظر الحديث الآتي.

مسلمانوں کے احکامات جاری کیے جائیں گے اگرچہ وہ باطن میں کوئی اور عقائد رکھتے ہوں۔ یہ احکامات اس وقت تک جاری رہیں گے جب تک وہ اسلام کے خلاف اپنا کوئی عمل ظاہر نہ کر دیں۔ ⑤ جو اسلام میں داخل ہو گا اس کے لیے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو دیگر مسلمانوں پر ہیں۔

۳۹۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، فَإِذَا شَهِدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَّا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَّا عَلَيْهِمْ».

۳۹۷۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کریں، ہمارا ذبح شدہ جانور کھائیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں تو ہم پر ان کے جان و مال حرام ہو جاتے ہیں الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ ان کو وہ حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں اور ان پر وہ فرائض لاگو ہوں گے جو مسلمانوں پر لاگو ہوتے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① کفار سے لڑائی لڑنا ضروری نہیں بلکہ یہ حالات کے تقاضے پر موقوف ہے۔ اگر کفار مسلمانوں کے فرماں بردار ہو کر رہیں اور عائد کردہ ٹیکس ادا کریں تو ان سے لڑنے کی بجائے انھیں بطور ذمی رکھا جائے۔ اگر کوئی غیر اسلامی حکومت قائم ہو تو ان کے ساتھ برابری کی بنیاد پر صلح کے ساتھ بھی رہا جا سکتا ہے۔ ② حدیث سے قبلے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر نماز میں اپنا رخ قبلے کی جانب نہیں کرے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔ (دیکھیے حدیث: ۳۰۹۲۔ اس مسئلے کی پوری تفصیل کتاب الجہاد میں ملاحظہ فرمائیں۔)

۳۹۷۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

۳۹۷۳- حضرت میمون بن سیاہ نے حضرت انس

۳۹۷۲ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، ح: ۳۹۲ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في مسنده، ح: ۲۵۵، والكبرٰى، ح: ۳٤۲۹، وسيأتي، ح: ۵۰۰٦.

۳۹۷۳ـ أخرجه البخاري، ح: ۳۹۳، انظر الحديث السابق من حديث حميد به تعليقًا، وهو في الكبرٰى، ح: ۳٤۳۰.

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سَأَلَ مَيْمُونُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! مَا يُحَرِّمُ دَمَ الْمُسْلِمِ وَمَالَهُ؟ فَقَالَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلَاتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَهُوَ مُسْلِمٌ، لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ.

بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابوحمزہ! مسلمان کی جان و مال کو کون سی چیز قابل احترام بناتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جو شخص گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے' ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارا ذبح شدہ جانور کھائے' وہ مسلمان ہے۔ اس کو مسلمانوں والے تمام حقوق حاصل ہوں گے اور اس پر مسلمانوں والے تمام فرائض لاگو ہوں گے۔

فائدہ: کسی شخص کے مسلمان ہونے کی علامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہو کیونکہ اہل کتاب اور دوسرے غیر مسلم مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے کو ناپسند کرتے ہیں۔

٣٩٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ أَبُو الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِرْتَدَّتِ الْعَرَبُ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ». وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا مِمَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ. قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رَأْيَ أَبِي بَكْرٍ قَدْ شُرِحَ عَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

٣٩٧٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تو بہت سے عرب مرتد ہو گئے۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا عزم فرمایا تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابوبکر! آپ ان عربوں سے کیسے لڑیں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔'' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا ایک بچہ نہ دیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس بنا پر ان سے ضرور لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں نے اچھی طرح غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے ہی واضح

٣٩٧٤- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣١.

اور برحق ہے۔

فائدہ: مانعین زکاۃ سے قتال کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہ عدم ادائیگی پر اصرار کریں اور اس کی خاطر قتال کے لیے تیار ہو جائیں۔ اگر لڑائی نہ کریں تب بھی زبردستی ان سے زکاۃ وصول کی جائے گی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۲۴۴۵۔

٣٩٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ، قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ اللهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

۳۹۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ کو پیارے ہو گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور بعض عرب (دوبارہ) کافر بن گئے (اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کرنے کا عزم فرمایا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ لا إله إلا الله......الخ پڑھ لیں۔ جس شخص نے کلمہ لا إله إلا الله پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنا مال و جان محفوظ کر لیا الا یہ کہ اس کے ذمے (اسلام کا) کوئی حق بنتا ہو اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جنھوں نے نماز اور زکاۃ میں تفریق کر دی ہے کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے ایک رسی دینے سے انکار کریں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے ضرور لڑوں گا۔ حضرت عمر نے کہا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں آ گیا کہ لڑائی کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اللہ تعالیٰ نے کھولا ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہی بات برحق ہے۔

٣٩٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٢.

٣٩٧٦- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا فَقَدْ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ» فَلَمَّا كَانَتِ الرِّدَّةُ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: أَتُقَاتِلُهُمْ؟ وَقَدْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: وَاللهِ! لَا أُفَرِّقُ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَلَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَقَاتَلْنَا مَعَهُ فَرَأَيْنَا ذٰلِكَ رُشْدًا.

٣٩٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ لا إله إلا الله پڑھ لیں۔ جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں تو انھوں نے مجھ سے اپنا جان و مال بچالیا‘ الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق ہو۔ اور ان کا (اندرونی) حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“ جب فتنۂ ارتداد برپا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ان سے لڑیں گے؟ جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں یوں فرماتے سنا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نماز اور زکاۃ میں تفریق نہیں کرنے دوں گا‘ بلکہ جو تفریق کرے گا‘ میں اس سے ضرور لڑوں گا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) پھر ہم نے حضرت ابوبکر کے ساتھ مل کر (منکرین زکاۃ سے) لڑائی کی اور اسے درست مسلک پایا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: سُفْيَانُ فِي الزُّهْرِيِّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَهُوَ سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زہری کی بابت سفیان قوی نہیں۔ (مطلب یہ کہ سفیان زہری سے جو روایت بیان کرتا ہے وہ ضعیف ہوتی ہے۔) اور یہ سفیان بن حسین ہے۔

فوائد و مسائل: ① فتنۂ ارتداد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز ہی میں برپا ہوا جسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پورے عزم اور دانش مندی کے ساتھ فرو فرمایا۔ رضي الله عنه و أرضاه. ② ”تفریق کرے گا“ یعنی نماز کو تو فرض سمجھے گا لیکن زکاۃ کو فرض نہ سمجھے گا۔ یا حکومت کو زکاۃ ادا نہ کرے کیونکہ یہ بغاوت کے مترادف ہے۔ ③ اگر کوئی شخص کلمۂ توحید کا اقرار کر لے تو اس کی جان و مال محفوظ ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ اقرار قتل کے خوف ہی سے کیا ہو۔

٣٩٧٦_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٣٣.

٣٩٧٧- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ»

۳۹۷۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے لوگوں سے لڑائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ لا إله إلا الله...... الخ پڑھ لیں۔ جس شخص نے لا إله إلا الله پڑھ لیا‘ اس نے مجھ سے اپنی جان و مال بچا لیے الا یہ کہ اس پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“

جَمَعَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا.

شعیب بن ابوحمزہ نے (مذکورہ بالا) دونوں ہی روایتوں (۳۹۷۶، ۳۹۷۷) کو (دو مختلف سندوں سے) جمع کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① جمع سے مراد دونوں حدیثوں ہی کو روایت کرنا ہے۔ یہ مقصد نہیں کہ ایک ہی سند سے دونوں احادیث کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ ② ”لا إله إلا الله پڑھ لیا“ یہ مختصر ہے ورنہ صرف اتنا پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ توحید کے ساتھ ساتھ رسالت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ نماز قائم کریں‘ مسلمانوں کا قبلہ اختیار کریں‘ ان کا ذبیحہ کھائیں‘ زکاۃ ادا کریں اور ہر اس چیز پر ایمان لائیں جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں جیسا کہ دیگر احادیث میں صراحتاً ذکر ہے۔ لا إله إلا الله پڑھنا اسلام قبول کرنے سے کنایہ ہے۔ (مزید دیکھیے‘ حدیث: ۳۰۹۲)

٣٩٧٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ

۳۹۷۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد خلیفہ بنے اور بعض عرب کافر بن گئے‘ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ لوگوں سے

٣٩٧٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٩٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٣٤.

٣٩٧٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٣٥.

رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، فَوَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

کیسے لڑائی کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ لا إله إلا الله پڑھ لیں۔ جس شخص نے کلمہ لا إله إلا الله پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنا مال و جان بچا لیا' الا یہ کہ اس پر (اسلام کا) کوئی حق بنتا ہو۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہر اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں تفریق کرے گا۔ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا ایک بچہ بھی دینے سے انکار کریں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس وجہ سے ان سے لڑائی کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے سمجھ آ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑائی کے لیے کھول دیا ہے' نیز مجھے یقین ہو گیا کہ یہی بات برحق ہے۔

فوائد و مسائل: ① ”بکری کا ایک بچہ“ بکری کا بچہ زکاۃ میں نہیں لیا جاتا۔ مقصد تقلیل کا اظہار ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اس کا اظہار رسی کے ذکر سے کیا ہے۔ ② ”اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے“ کہ اس نے کلمہ صدق دل سے پڑھا ہے یا جان بچانے کے لیے۔ ③ اگر صرف ظاہری معنیٰ لیے جائیں تو اہل کتاب سے بھی قتال جائز نہیں کیونکہ وہ بھی لا إله إلا الله کا اقرار کرتے ہیں' اس لیے تفصیل ضروری ہے۔

٣٩٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى

٣٩٧٩- سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انھیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ لا إله إلا الله پڑھ لیں۔ جو شخص یہ کلمہ پڑھ لے' اس نے مجھ سے اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیا

٣٩٧٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٦.

يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَهَا: فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ».

الا یہ کہ اس پر (اسلام کا) کوئی حق ہو۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔''

خَالَفَهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ.

ولید بن مسلم نے اس (عثمان) کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: ولید بن مسلم نے اسے مسند عمر بنایا ہے۔ جبکہ عثمان بن سعید نے جب اسی سند سے بیان کیا ہے تو انھوں نے اسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند بنایا ہے۔

٣٩٨٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: فَأَجْمَعَ أَبُو بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا: عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

٣٩٨٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان (منکرین زکاۃ) سے لڑائی کرنے کا پختہ فیصلہ کر لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابوبکر! آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ لا إله إلا الله پڑھ لیں؟ جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو مجھ سے اپنے خون و مال بچا لیں گے الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں تفریق کرے گا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا ایک بچہ بھی نہیں دیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس پر ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑائی کے لیے کھول دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ یہی بات برحق ہے۔

٣٩٨٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٧.

فوائد ومسائل: ① "سینہ کھول دیا ہے" یعنی وہ دلائل کی بنا پر اس واضح نتیجے پر پہنچے ہیں اور انھیں کوئی شک و شبہ نہیں۔ ② اگر صرف زکاۃ ادا نہ کریں تو وہ باغیوں میں شمار ہوں گے اور ان سے قتال واجب ہے۔

٣٩٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

٣٩٨١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی لڑوں حتی کہ وہ لا إله إلا الله کہہ دیں۔ جب وہ یہ کہہ دیں گے تو مجھ سے اپنے خون و مال محفوظ کر لیں گے الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ اور ان کا حساب اللہ عزوجل کے ذمے ہے۔"

فائدہ: اگر کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ائمہ اور علماء کو اجتہاد اور اصول دین کی طرف رجوع کرنا چاہیے، پھر مناظرے اور بحث و مباحثے کے بعد جس کی بات حق ہو اسے بغیر کسی بغض و عناد کے تسلیم کر لینا چاہیے۔

٣٩٨٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ».

٣٩٨٢- حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتی کہ وہ لا إله إلا الله کہہ دیں۔ جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو مجھ سے اپنے خون و مال بچا لیں گے الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔"

٣٩٨١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله ... الخ، ح: ٢١/ ٣٥ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٨، وقال الترمذي، ح: ٢٦٠٦ "حسن صحيح".

٣٩٨٢ـ أخرجه مسلم من حديث الأعمش به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٩.

٣٩٨٣- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِيَادِ ابْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «نُقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ».

۳۹۸۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم لوگوں سے لڑیں گے حتی کہ وہ لا إلٰه إلا اللّٰه پڑھ لیں۔ جب وہ لا إلٰه إلا اللّٰه پڑھ لیں گے تو ہم پر ان کے خون اور مال حرام ہو جائیں گے الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ باقی رہا ان کا اندرونی حساب تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“

٣٩٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» ثُمَّ قَالَ: «أَيَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، وَلٰكِنَّمَا يَقُولُهَا تَعَوُّذًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقْتُلُوهُ، فَإِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ».

۳۹۸۴- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے خفیہ طور پر بات چیت کی۔ آپ نے پوچھا: ”اسے قتل کر دو۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”کیا وہ لا إلٰه إلا اللّٰه کی گواہی دیتا ہے؟“ اس شخص نے کہا: جی ہاں! لیکن وہ جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر اسے قتل نہ کرو کیونکہ مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کی اجازت ہے جب تک وہ کلمہ نہ پڑھ لیں۔ اگر وہ یہ کلمہ پڑھ لیں تو انھوں نے اپنے خون و مال مجھ سے محفوظ کر لیے الا یہ کہ ان پر اسلام کا حق بنتا ہو۔ ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ”خفیہ بات چیت کی“ یعنی کسی اور شخص کے بارے میں کہ اس نے یہ کام کیا ہے یا یہ کام

٣٩٨٣ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤٠. * شيبان هو ابن عبدالرحمن التميمي، وعاصم هو ابن بهدلة، وزياد لم يوثقه غير ابن حبان، ولحديثه شواهد.

٣٩٨٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤١، وقال النسائي: "حديث الأسود بن عامر هذا خطأ، والصواب الذي بعده".

کیا ہے۔ واللہ أعلم. ② ''اسے قتل کر دو'' اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی شکایت کی گئی تھی' لیکن پھر پتا چلا کہ اس نے کلمہ پڑھ لیا ہے اور مسلمان ہو چکا ہے تو آپ نے اپنا پہلا حکم واپس فرما لیا کیونکہ مسلمان کا قتل ناجائز ہے۔ ③ اس میں ان لوگوں کے لیے تنبیہ ہے جو مسلمانوں کو ان کے بعض تاویلی عقائد کی وجہ سے کافر سمجھتے ہیں اور ان کے قتل کو جائز بلکہ کار ثواب جانتے ہیں۔ یاد رہے حدود اللہ کا نفاذ حکومت کا کام ہے افراد کا نہیں اور اسلام میں مقررہ حدود کے علاوہ کسی مسلمان کو کسی عقیدے یا عمل کی وجہ سے قتل کرنا عظیم گناہ ہے۔ قاتل جہنمی ہوگا' خواہ وہ کتنے ہی خوش نما نعرے کی بنیاد پر قتل کرے۔ ④ ''حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے'' کیونکہ یہ اس کا منصب ہے' ہمارا منصب نہیں۔ حدود شرعیہ کے علاوہ باقی عقائد اور گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ ہم اس میں دخل نہیں دے سکتے۔ ⑤ اگر کوئی مسلمان شرک یا کفر کا ارتکاب کرے تو اسے اسلام کی دعوت دے کر اس پر حجت قائم کی جائیگی اور اگر وہ اپنے شرک و کفر پر اصرار کرے تو شرعی عدالت اس کے قتل کا حکم جاری کر دے۔

٣٩٨٥- قَالَ عُبَيْدُ اللهِ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ قَالَ : دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي قُبَّةٍ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، وَقَالَ فِيهِ : «إِنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» نَحْوَهُ.

۳۹۸۵- حضرت نعمان بن سالم ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے' جبکہ ہم مدینہ منورہ کی مسجد کے قبہ میں تھے: ''مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتی کہ وہ لا إلٰه إلا اللّٰه کہہ دیں۔'' باقی روایت سابقہ روایت کی طرح ہے۔

٣٩٨٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ : حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَوْسًا يَقُولُ : دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي قُبَّةٍ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۹۸۶- حضرت نعمان بن سالم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' جبکہ ہم اس وقت مسجد کے قبہ میں تھے۔ پھر سابقہ حدیث پوری بیان کی۔

٣٩٨٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الكف عمن قال: لا إله إلا الله، ح: ٣٩٢٩ من حديث النعمان بن سالم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٤٢، وصححه البوصيري. * الرجل هو أوس رضي الله عنه.

٣٩٨٦ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٤٣.

٣٩٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَوْسًا يَقُولُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ، فَكُنْتُ مَعَهُ فِي قُبَّةٍ، فَنَامَ مَنْ كَانَ فِي الْقُبَّةِ غَيْرِي وَغَيْرُهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ: «إِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ» فَقَالَ: «أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» قَالَ: يَشْهَدُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَرْهُ» ثُمَّ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا حَرُمَتْ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا» قَالَ مُحَمَّدٌ: فَقُلْتُ لِشُعْبَةَ: أَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ «أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ» قَالَ: أَظُنُّهَا مَعَهَا وَلَا أَدْرِي.

٣٩٨٧-حضرت نعمان بن سالم نے کہا: میں نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بنو ثقیف کے وفد میں حاضر ہوا۔ میں آپ کے ساتھ قبہ میں تھا۔ میرے اور آپ کے علاوہ قبے میں موجود سب لوگ سو گئے' چنانچہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے کوئی خفیہ بات کی۔ آپ نے فرمایا: ''جا' اسے قتل کر دے۔ پھر آپ نے پوچھا: ''کہیں وہ یہ گواہی تو نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے کہا: یہ گواہی تو وہ دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر رہنے دے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ لا إلـه إلا الله پڑھ لیں۔ جب وہ یہ پڑھ لیں تو ان کے جان و مال قابل احترام ہو جاتے ہیں مگر یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔'' محمد (ابن اعین) نے کہا: میں نے شعبہ سے پوچھا: کیا حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں: [أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ]؟ انھوں نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ (یہ الفاظ) ہیں' جبکہ میں نہیں جانتا۔

٣٩٨٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَوْسًا

٣٩٨٨-حضرت نعمان بن سالم سے روایت ہے کہ مجھے عمرو بن اوس نے بیان کیا کہ میرے والد محترم حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ

٣٩٨٨ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٩٨٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤٥.

٣٩٨٧ـ [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤٤.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ تَحْرُمُ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا».

وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں...... الخ. پھر ان کے جان و مال قابل احترام ہو جاتے ہیں الا یہ کہ ان کے ذمے اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔''

فائدہ: ''قابل احترام ہو جاتے ہیں'' نہ انھیں قتل کیا جا سکتا ہے نہ زخمی' نہ ان کی بے عزتی کی جا سکتی ہے اور نہ ان کا مال ان کی مرضی کے بغیر لیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر ان کے ذمے کسی کا حق بنتا ہو تو وہ انھیں ادا کرنا ہوگا' مثلاً: انھوں نے کسی کو قتل یا زخمی کیا ہو تو انھیں قصاص یا دیت دینی پڑے گی۔ اسی طرح ان کے ذمے کسی کا مالی حق واجب الادا ہے تو وہ حکومت زبردستی بھی دلائے گی۔

٣٩٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ وَكَانَ قَلِيلَ الْحَدِيثِ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَخْطُبُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللهُ أَنْ يَّغْفِرَهُ إِلَّا الرَّجُلُ يَقْتُلُ الْمُؤْمِنَ مُتَعَمِّدًا، أَوِ الرَّجُلُ يَمُوتُ كَافِرًا».

۳۹۸۹- حضرت ابوادریس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ ؓ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا' اور وہ اللہ کے رسول ﷺ سے بہت کم روایات بیان کرتے تھے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبے میں ارشاد فرماتے سنا: ''امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف فرما دے مگر یہ کہ کوئی شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے یا کفر کی حالت میں فوت ہو جائے۔''

فائدہ: مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اس کی سزا ہمیشہ کے لیے جہنم' اللہ کا غصہ' لعنت اور عذاب عظیم بتائی گئی ہے۔ کسی اور گناہ کی یہ سزا نہیں بتلائی گئی' اس لیے حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ ایسے شخص کی توبہ بھی قبول نہیں۔ اسے مندرجہ بالا سزائیں بھگتنا ہوں گی۔ یا دنیا میں وہ قصاص دے دے' یعنی قصاصاً مار دیا جائے تو حد گناہ کو مٹا دیتی ہے ورنہ معاف نہ ہوگا۔ ویسے بھی یہ حقوق العباد میں سب سے اہم حق ہے۔ اور حقوق العباد اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ اس حدیث میں بھی اسے کفر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ گویا مومن کو جان بوجھ کر بے گناہ قتل کرنا کفر کے مترادف ہے۔ أعاذنا الله. دوسرے گناہ تو نیکیوں

۳۹۸۹- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٩ عن صفوان به. وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤٦. وله شاهد صحيح عند أبي داود، ح: ٤٢٧٠ وغيره. * ثور هو ابن يزيد، وأبو عون هو الأنصاري، وأبو إدريس هو الخولاني عائذ الله بن عبدالله.

کے تبادلے میں ختم ہو سکتے ہیں مگر یہ ایسا گناہ ہے کہ نیکیوں کے تبادلے میں بھی ختم نہ ہو سکے گا۔ إلا من رحم الله. کفر و شرک اور نفاق بھی ایسے ہی ہیں۔ البتہ کوئی شخص کفر کی حالت میں کسی دوسرے شخص کو قتل کر دے تو اسلام لانے سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔)

٣٩٩٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ».

٣٩٩٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی شخص ناحق مارا جاتا ہے اس کے قتل کا بوجھ حضرت آدم کے بیٹے (قابیل) جو سب سے پہلا قاتل تھا، پر بھی ہو گا کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کو جاری کیا تھا۔“

فائدہ: قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق قتل کر دیا تھا اور یہ دنیا میں پہلا قتل تھا۔ اس سے پہلے یہ کام نہیں ہوا تھا۔ گویا قتل کا تعارف قابیل کی بدولت ہوا۔ اب ہر قاتل اس کا پیروکار ہے، لہٰذا اس کا حصہ ہر قتل میں ہوتا ہے۔ لازماً گناہ میں بھی اسے حصہ ملے گا اگرچہ اس سے قاتل کے گناہ میں کوئی کمی نہ آئے گی کیونکہ اسے گناہ اور سزا فعل قتل کی ہے اور قابیل کو قتل کے رواج کی۔ دونوں الگ الگ جرم ہیں۔

(المعجم ٢) - تَعْظِيمُ الدَّمِ (التحفة ٢)

باب: ٢- مومن کا خون انتہائی قابل تعظیم ہے

٣٩٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَالَجَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَتْلُ مُؤْمِنٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا».

٣٩٩١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! البتہ مومن کا (ناحق) قتل اللہ تعالیٰ کے ہاں ساری دنیا کی تباہی سے زیادہ ہولناک ہے۔“

٣٩٩٠ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم وذريته، ح: ٣٣٣٥ من حديث الأعمش، ومسلم، القسامة، باب بيان إثم من سن القتل، ح: ١٦٧٧ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٤٧.

٣٩٩١ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٤٨. * ابن إسحاق عنعن، وللحديث شواهد كثيرة.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: (اس حدیث کا ایک راوی) ابراہیم بن مہاجر قوی نہیں (ضعیف) ہے۔

فائدہ: یعنی اگر دنیا مومنین کے بغیر فرض کر لی جائے تو دنیا و مافیہا کی تباہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کی جان ناحق ضائع ہونے سے ہلکی ہے۔ یا کوئی بالفرض ساری دنیا جو مومنین سے خالی فرض کر لی جائے، کو ہلاک کر دے تو اس کا گناہ ایک مومن کے ناحق قتل کے گناہ سے بہت کم ہے۔ مقصد مومن اور ایمان کی اہمیت کو ظاہر کرنا ہے جسے اس فرضی صورت سے ظاہر کر دیا گیا ہے۔ عرف میں یہ انداز عام ہے۔

٣٩٩٢- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عِنْدَ اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ».

٣٩٩٢- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے (ناحق) قتل کے مقابلے میں بہت معمولی ہے۔''

٣٩٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: «قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا».

٣٩٩٣- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کی تباہی سے زیادہ بڑا ہے۔

٣٩٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: «قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا».

٣٩٩٤- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی تباہی سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

٣٩٩٢- [حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في تشديد قتل المؤمن، ح: ١٣٩٥ من حديث محمد بن أبي عدي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤٩. ※ عطاء العامري الطائفي وثقه ابن حبان، ولحديثه شواهد.

٣٩٩٣- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٥٠.

٣٩٩٤- [حسن] وانظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٥١.

٣٩٩٥- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ ثِقَةٌ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا».

۳۹۹۵- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کی تباہی سے بڑھ کر ہے۔“

٣٩٩٦- أَخْبَرَنَا سَرِيعُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ الْخَصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ، وَأَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ».

۳۹۹۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا‘ وہ نماز ہے۔ اور لوگوں کے درمیان سب سے پہلے فیصلہ قتل کے بارے میں ہوگا۔“

فوائد و مسائل: ① بعض نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قیامت کے دن فیصلے صرف لوگوں کے درمیان ہوں گے جبکہ درست یہ ہے کہ پہلے لوگوں کے درمیان فیصلے ہوں گے‘ پھر حیوانات کے درمیان بھی فیصلہ فرمایا جائے گا۔ ② یہ قیامت کے دن کی بات ہے۔ حقوق اللہ میں سب سے اہم نماز ہے‘ لہٰذا پہلے اسی کا حساب لیا جائے گا۔ اگر اس میں کامیابی حاصل ہوگئی تو امید ہے باقی حقوق اللہ میں بھی رعایت حاصل ہو جائے گی اور اگر نماز ہی میں ناکام ہوگیا تو باقی حقوق اللہ کا حساب لینے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ یا ان میں کامیابی نہ ہوگی۔ حقوق العباد میں سب سے اہم جان کی حرمت ہے۔ اگر کسی نے یہ حق ضائع کر دیا‘ یعنی کسی کو ناحق قتل کر دیا تو باقی حقوق کی ادائیگی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اور اگر کوئی شخص اس حق میں گرفتار نہ ہوا تو باقی حقوق میں بھی نجات کی توقع کی جاسکتی ہے۔ معلوم ہوا‘ ان دو چیزوں کے فیصلے پر ہی نجات کا دارومدار ہے۔ یا ان دو چیزوں کی اہمیت مقصود ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں سے قتل کا فیصلہ سب سے پہلے ہوگا۔ باقی حساب کتاب اور فیصلے بعد میں ہوں گے۔ لیکن پہلے معنی زیادہ مؤثر ہیں۔ واللہ أعلم.

٣٩٩٥- [إسناده حسن] أخرجه ابن عدي: ٢/ ٤٥٤ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٥٢.

٣٩٩٦- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا، ح: ٢٦١٧ من حديث الأزرق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٥٣، وانظر الحديث الآتي: ٣٩٩٨.

٣٩٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ».

۳۹۹۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے لوگوں میں قتل وغیرہ کے فیصلے کیے جائیں گے۔''

٣٩٩٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ: أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ.

۳۹۹۸- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے قتل کے فیصلے کیے جائیں گے۔

٣٩٩٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ.

۳۹۹۹- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے قتل وغیرہ کے فیصلے ہوں گے۔

٤٠٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: قَالَ

۴۰۰۰- حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان قتل وغیرہ کے فیصلے کیے

٣٩٩٧ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب المجازاة بالدماء في الآخرة ... الخ، ح:١٦٧٨ من حديث شعبة، والبخاري، الديات، باب قول الله تعالى: ﴿ومن يقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاءه جهنم﴾، ح:٦٨٦٤ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٤٥٤.

٣٩٩٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٣٤٥٤-٣٤٥٦.

٣٩٩٩ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٣٤٥٧.

٤٠٠٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٣٤٥٨، وهو مرسل، وله شواهد كثيرة، تقدمت بعضها.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُقْضَى فِيهِ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ». جائیں گے۔"

٤٠٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ.

۴۰۰۱- حضرت عبداللہ بن ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے لوگوں کے درمیان قتل کے فیصلے ہوں گے۔

فائدہ: یعنی قاتلین کو جہنم رسید کیا جائے گا بشرطیکہ انھیں دنیا میں قصاصاً قتل نہ کیا گیا ہو۔ یا مقتولین کو ان کے قاتلین کی نیکیاں دے کر جنت میں بھیج دیا جائے گا اور قاتلین پر مقتولین کے گناہ لاد دیے جائیں گے۔ واللہ أعلم.

٤٠٠٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَجِيءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! هٰذَا قَتَلَنِي، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُولُ: قَتَلْتُهُ لِتَكُونَ الْعِزَّةُ لَكَ، فَيَقُولُ: فَإِنَّهَا لِي، وَيَجِيءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: إِنَّ هٰذَا قَتَلَنِي، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُولُ لِتَكُونَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ، فَيَقُولُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ لِفُلَانٍ، فَيَبُوءُ بِإِثْمِهِ».

۴۰۰۲- حضرت عبداللہ بن مسعود ‌عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "(قیامت کے دن) ایک آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا اور دہائی دے گا: اے میرے رب! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قاتل سے فرمائے گا: تو نے اس کو کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا: یا اللہ! میں نے اس لیے قتل کیا تا کہ تیرے دین کو غلبہ حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ تو میرا حق ہے۔ ایک اور آدمی ایک دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا اور کہے گا: مولا! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا: اس لیے کہ فلاں کی عزت اور غلبہ قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: عزت تو اسے نہیں مل سکتی،

٤٠٠١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٥٩.

٤٠٠٢- [صحيح] أخرجه أبونعيم في حلية الأولياء: ٤/ ١٤٧ من حديث إبراهيم بن المستمر به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٠، وللحديث شواهد. * معتمر هو ابن سليمان التيمي.

پھر وہ قاتل اپنے گناہ سمیت لوٹے گا۔ (اپنے کیے کی سزا پائے گا)۔"

فوائد و مسائل: ① "اپنے گناہ سمیت لوٹے گا" یعنی قاتل اپنے کیے کی سزا پائے گا۔ اس کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ پھر قاتل پر مقتول کے گناہ لاد دیے جائیں گے جو کہ قتل کا عوض ہوگا۔ نتیجے کے لحاظ سے دونوں معانی میں کوئی فرق نہیں۔ واللہ أعلم. ② اس حدیث میں دو قسم کے قاتلوں کا ذکر ہے: ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی خاطر کسی کافر کو قتل کرتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر یہ قتل جائز ہے بلکہ اس سے ثواب حاصل ہوگا، مثلاً: جہاد کے دوران میں یا حدود کے نفاذ کی خاطر۔ دوسرا قتل جو حکومت، سرداری، انا اور عزت کی خاطر کیا جاتا ہے (اپنی ہو یا کسی کی)۔ یہ قتل جرم ہے۔ اس قاتل کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی ہوگی۔

٤٠٠٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ قَالَ: قَالَ جُنْدُبٌ: حَدَّثَنِي فُلَانٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِقَاتِلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِي؟ فَيَقُولُ: قَتَلْتُهُ عَلٰى مُلْكِ فُلَانٍ» قَالَ جُنْدَبٌ: «فَاتَّقِهَا».

۴۰۰۳- حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے فلاں شخص نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو لے کر (اللہ تعالیٰ کے حضور) پیش ہوگا اور کہے گا: اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا: میں نے اسے فلاں کی حکومت کی خاطر قتل کیا تھا۔" حضرت جندب نے فرمایا: ایسے کام سے بچو۔

فائدہ: "ایسے کام سے بچو" یعنی کسی کو اپنی یا کسی کی دنیا کی خاطر قتل نہ کرو ورنہ قیامت کو کوئی جواب نہ سوجھے گا اور قتل کی سزا برداشت کرنی پڑے گی۔ اور وہ "فلاں" وہاں کام نہ آئے گا۔

٤٠٠٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَمَّنْ قَتَلَ

۴۰۰۴- حضرت سالم بن ابوالجعد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی مومن کو جان بوجھ کر (ناحق) قتل کر دے،

٤٠٠٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٦٣ عن حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٦١. * فلان لعله صحابي بدليل رواية جندب الصحابي عنه، وأورده أحمد في مسنده، وانظر الحديث الآتي.

٤٠٠٤ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب: هل لقاتل مؤمن توبة، ح: ٢٦٢١ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٦٢، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٨٥٥، ومسلم، ح: ٣٠٢٣ وغيرهما.

مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ! سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ: «يَجِيءُ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ تَشْخُبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِي؟» ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ! لَقَدْ أَنْزَلَهَا اللهُ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا.

پھر توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرنے لگے اور راہ راست پر آ جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کے لیے توبہ کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے کہ میں نے تمھارے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر لائے گا۔ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! اس سے پوچھ اس نے مجھے کس جرم میں قتل کیا؟'' پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً یہ آیت اللہ تعالیٰ ہی نے اتاری ہے مگر پھر اسے منسوخ فرمادیا۔

فوائد و مسائل: ① بحث طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مومن کو جان بوجھ کر ناحق قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے قائل نہیں کیونکہ اس کے بارے میں سورۂ نساء کی ایک مخصوص آیت اتر چکی ہے کہ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النسآء ۴:۹۳) ''اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر (ناحق) قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت ہے۔ اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔'' آیت کے ظاہر الفاظ حضرت ابن عباس کی تائید کرتے ہیں، نیز یہ حقوق العباد میں سے سب سے بڑا حق ہے، لہٰذا مقتول کی رضامندی کے بغیر معافی کیسی؟ مگر دیگر اہل علم اس کی توبہ کے بھی قائل ہیں۔ استدلال سورۂ فرقان کی آیت سے ہے: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الفرقان ۲۵:۷۰) ''مگر جو توبہ کرلے، ایمان لے آئے اور نیک کام کرنے لگے، اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' اس سے پہلی آیت میں کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے اور ان میں قتل بھی مذکور ہے۔ حضرت ابن عباس کا موقف یہ ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے، یعنی جو شخص کفر کی حالت میں قتل کر بیٹھے، پھر توبہ کرے اور اسلام قبول کرلے تو اسلام کی برکت سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے جن میں قتل بھی شامل ہے، مگر ایمان لانے کے بعد کسی بے گناہ مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کے لیے سورۂ نساء والی آیت ہے جس میں توبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مسئلے میں اکیلے ہیں۔ جمہور اہل علم توبہ کے قائل ہیں کیونکہ آخر یہ ہے تو کبیرہ گناہ ہی، کفر تو نہیں، لہٰذا قابل معافی ہے۔ ﴿وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النسآء ۴:۴۸) ''باقی رہا اس کا حقوق العباد سے متعلق ہونا، تو کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو

معاف فرمانا چاہے' تو اس کے مقتول کو اپنی طرف سے راضی فرما دے' مثلاً: اسے اپنے فضل سے جنت میں بھیج کر خوش کر دے اور وہ معاف کر دے وغیرہ۔ ② "منسوخ فرما دیا" اس آیت سے مراد سورۂ فرقان والی آیت ہے جس میں توبہ کا ذکر ہے۔ اس کا منسوخ ہونا اس لیے قرین قیاس ہے کہ یہ مکی آیت ہے اور دوسری آیت سورۂ نساء والی مدنی ہے مگر مندرجہ بالا تطبیق کی صورت میں کسی کو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں۔ واللّٰه أعلم. (نیز دیکھیے' حدیث: ۳۹۸۹ اور حدیث: ۴۰۱۳)

٤٠٠٥- قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ [النساء: ٩٣] فَرَحَلْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَتْ فِي آخِرِ مَا أُنْزِلَ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

۴۰۰۵- حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اہل کوفہ کا آیت: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ "جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے......" میں اختلاف ہو گیا' تو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ آیت آخری دور میں نازل ہوئی ہے' پھر اسے کسی اور آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

فائدہ: واقعتاً یہ آیت منسوخ نہیں' مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ سزائیں تب ہیں جب وہ توبہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ فرمائے' جیسے اگر قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا جائے تو بالاتفاق اسے سزا نہیں ملے گی۔

٤٠٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لَا، وَقَرَأْتُ

۴۰۰۶- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا اس شخص کی توبہ قبول ہو سکتی ہے جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دیا ہو؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے انھیں سورۂ فرقان والی آیت پڑھ کر سنائی: ﴿وَالَّذِينَ

٤٠٠٥- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿ومن يقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاءه جنهم﴾، ح: ٤٥٩٠، ومسلم، التفسير، ح: ٣٠٢٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٦٣.

٤٠٠٦- أخرجه مسلم، التفسير، ح: ٣٠٢٣/ ٢٠ من حديث يحيى القطان، والبخاري، التفسير، باب قوله: ﴿والذين لا يدعون مع الله إلٰهًا آخر . . . الخ﴾، ح: ٤٧٦٢ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٦٤.

عَلَيْهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ [الفرقان: ٦٨] قَالَ: هٰذِهِ الْآيَةُ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ [النساء: ٩٣].

لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔'' انھوں نے فرمایا: یہ مکی آیت ہے۔ اس کو دوسری مدنی آیت نے منسوخ کر دیا: ﴿وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ ''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے......الخ۔''

فائدہ: منسوخ کا مطلب وہ بھی ہوسکتا ہے جو اوپر بیان ہوا کہ سورۂ فرقان والی آیت کفار کے بارے میں ہے جو بعد میں مسلمان ہو جائیں اور یہ دوسری آیت مسلمان قاتل عمد کے بارے میں ہے۔

٤٠٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾. فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾. قَالَ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ.

۴۰۰۷- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے بارے میں پوچھوں۔ ایک تو یہ آیت ہے: ﴿وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ ''جو شخص کسی مومن کو قصداً قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے۔'' میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس آیت کو کسی اور آیت نے منسوخ نہیں کیا اور دوسری آیت ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔''

٤٠٠٧_ أخرجه مسلم، التفسير، ح: ١٨/٣٠٢٣ عن محمد بن المثنى، انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البخاري، ح: ٤٧٦٤ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٥.

فرمایا: یہ کفار کے بارے میں ہے۔

فائدہ: گویا دونوں میں سے کوئی بھی منسوخ نہیں' پہلی آیت مسلمانوں کے بارے میں ہے اور یہ دوسری آیت کفار کے بارے میں ہے۔ اس تخصیص کو بھی نسخ کہہ لیتے ہیں' اس لیے پچھلی حدیث میں اس دوسری آیت کو منسوخ بھی کہا گیا ہے۔ نتیجے میں کوئی فرق نہیں۔

٤٠٠٨- أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى التَّغْلَبِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ قَوْمًا كَانُوا قَتَلُوا فَأَكْثَرُوا، وَزَنَوْا فَأَكْثَرُوا، وَانْتَهَكُوا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾ إِلَى ﴿فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾. قَالَ: يُبَدِّلُ اللّٰهُ شِرْكَهُمْ إِيمَانًا، وَزِنَاهُمْ إِحْصَانًا، وَنَزَلَتْ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ﴾ [الزمر: ٥٣]

۴۰۰۸- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (دور جاہلیت میں) بعض لوگوں نے قتل کیے تھے اور بہت زیادہ کیے تھے' زنا کیے تھے اور بہت زیادہ کیے تھے اور حرمتوں کو پامال کیا تھا۔ وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد! جو بات آپ کرتے ہیں اور جس کی آپ دعوت دیتے ہیں' بہت اچھی ہے بشرطیکہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ ہمارے گزشتہ اعمال کا کفارہ ممکن ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ...... الخ﴾ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے ...... اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔'' یعنی اللہ تعالیٰ ان کے شرک کو ایمان اور ان کے زنا کو پاک دامنی سے بدل دے گا۔ اور یہ آیت بھی اتری: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾ ''کہہ دیجیے: اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے...... الخ۔''

فوائد و مسائل: ① کفر کے دور میں کیے گئے گناہ اسلام لانے سے ختم ہو جاتے ہیں' عملاً بھی گناہ چھوٹ جاتے ہیں اور نیکیوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے اور سابقہ گناہوں کی سزا سے بھی بچ جاتا ہے۔ ② گناہوں کی

٤٠٠٨- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٦. * ابن جريج مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤)، وعنعن. وعبدالأعلى الثعلبي تقدم، ح: ٢٠١١، والحديث الآتي شاهد له. * ابن أبي روّاد هو عبدالمجيد بن عبدالعزيز بن أبي روّاد.

زندگی میں تنگی اور بے چینی جبکہ اسلام کے مطابق زندگی گزارنے میں راحت وسلامتی ہے۔

٤٠٠٩- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَهْلِ الشِّرْكِ أَتَوْا مُحَمَّدًا فَقَالُوا: إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ﴾ وَنَزَلَتْ: ﴿قُلْ يَٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ﴾.

۴۰۰۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرک لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: جو بات آپ فرماتے ہیں اور جس بات کی آپ دعوت دیتے ہیں، وہ بہت اچھی ہے بشرطیکہ آپ ہمیں بتائیں کہ ہمارے گزشتہ اعمال کا کفارہ ممکن ہے؟ تو یہ آیت اتری: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ "اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے...... الخ" اور یہ آیت اتری: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾ "کہہ دیجیے: اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے (یعنی گناہ کیے ہیں)...... الخ"

٤٠١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَأْسُهُ فِي يَدِهِ، وَأَوْدَاجُهُ تَشْخُبُ دَمًا، يَقُولُ: يَا رَبِّ! قَتَلَنِي حَتَّى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ». قَالَ: فَذَكَرُوا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ

۴۰۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو سر کے اگلے بالوں سے پکڑ کر لائے گا جبکہ اس کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! اس نے مجھے قتل کیا تھا حتی کہ وہ اسے عرش سے قریب کر دے گا۔" لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی توبہ کا ذکر کیا تو انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا﴾ "جو

٤٠٠٩ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة والحج، ح: ١٢٢ من حديث حجاج، وأخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ياعبادي الذين أسرفوا على أنفسهم... الخ﴾، ح: ٤٨١٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٧.

٤٠١٠ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة النساء، ح: ٣٠٢٩ من حديث شبابة به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٨. * ورقاء هو ابن عمر، وعمرو هو ابن دينار.

مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾. قَالَ: مَا نُسِخَتْ مُنْذُ نَزَلَتْ، وَأَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ.

شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے......الخ" اور فرمایا: جب سے یہ آیت اتری ہے' منسوخ نہیں ہوئی۔ اس کے لیے توبہ کیسے ممکن ہے؟

٤٠١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾. اَلْآيَةُ كُلُّهَا بَعْدَ الْآيَةِ الَّتِي نَزَلَتْ فِي الْفُرْقَانِ بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ.

۴۰۱۱- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا﴾ "جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے' اس کی سزا جہنم ہے۔ اس میں ہمیشہ رہے گا......الخ" سورۂ فرقان والی آیت سے چھ ماہ بعد اتری ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عمرو نے یہ روایت ابوالزناد سے نہیں سنی۔ (اس طرح یہ سند منقطع ہوگئی۔)

فائدہ: یہ انقطاع صحت حدیث میں مضر نہیں کیونکہ درمیان والا واسطہ معروف ہے۔ اور وہ موسیٰ بن عقبہ ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ تو ممکن ہے انھوں نے پہلے بواسطۂ موسیٰ، ابوالزناد سے بیان کیا ہو اور پھر بلا واسطہ خود بھی ابوالزناد سے سن لیا ہو' اس لیے وہ کبھی واسطے کے ساتھ بیان کر دیتے ہوں اور کبھی بغیر واسطے کے۔ محدثین کی روایات میں ایسا عام ہے' لہٰذا اس سے حدیث کی صحت متاثر نہیں ہوئی۔ حدیث صحیح اور قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۲۷۸/۳۱)

٤٠١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو

۴۰۱۲- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ

٤٠١١- [حسن] أخرجه أبوداود، الفتن، باب في تعظيم قتل المؤمن، ح: ٤٢٧٢ من حديث أبي الزناد به، انظر الحديث الآتي: ٤٠١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٦٩.

٤٠١٢- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٧٠.

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾. قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ بَعْدَ الَّتِي فِي تَبَارَكَ الْفُرْقَانِ بِثَمَانِيَةِ أَشْهُرٍ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾.

جَهَنَّمُ﴾ ''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر (ناحق) قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے......الخ'' سورۂ فرقان والی (آئندہ) آیت سے آٹھ ماہ بعد نازل ہوئی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ......الخ''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَدْخَلَ أَبُو الزِّنَادِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَارِجَةَ مُجَالِدَ بْنَ عَوْفٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اگلی روایت میں) ابوالزناد نے اپنے اور خارجہ کے درمیان (انقطاع ختم کرنے کے لیے) مجالد بن عوف داخل کر دیا ہے۔

فائدہ: لگتا ہے اس میں انقطاع نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ابوالزناد نے مجاہد سے سنا ہو اور پھر خارجہ سے بھی سن لیا ہو۔ محدثین کے ہاں یہ عام ہوتا ہے پھر طبرانی کی روایت سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خارجہ نے اسے روایت بیان کی ہے۔ واللہ أعلم. (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ٣١/٢٧٩)

٤٠١٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُجَالِدِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: نَزَلَتْ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾.

۴۰۱۳- حضرت خارجہ بن زید بن ثابت اپنے والد محترم (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) سے بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا﴾ ''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔'' تو ہم بہت ڈرے۔ پھر وہ آیت اتری جو سورۂ فرقان میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ

٤٠١٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، عن مسلم بن إبراهيم به، انظر الحديث المتقدم: ٤٠١١، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٤٧١.

أَشْفَقْنَا مِنْهَا فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾.

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ......الخ''

فوائد و مسائل: ① ''بہت ڈرے'' کیونکہ اس آیت میں سخت وعید ہے کہ قاتل ابدی جہنمی ہے' مغضوب و ملعون ہے' عذاب عظیم کا مستحق ہے۔ جبکہ یہ حالت تو کفار کی ہوگی۔ سورۂ فرقان والی آیت میں شرک و قتل کے بعد توبہ کا ذکر ہے' اس لیے اس آیت میں لوگوں کے لیے سہولت ہے۔ ② حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سابقہ دو روایات میں صراحت ہے کہ سورۂ فرقان والی آیت پہلے اتری ہے اور سورۂ نساء والی آیت بعد میں۔ لیکن اس روایت میں بالکل الٹ ہے کہ سورۂ نساء والی آیت پہلے اتری اور سورۂ فرقان والی آیت بعد میں۔ یہ صریح تعارض ہے' اس لیے محققین نے اس روایت کو منکر (ضعیف) قرار دیا ہے۔ ممکن ہے غلط فہمی ہو کہ سورۂ نساء والی پہلے اتری۔ بعد میں پتا چل گیا ہو کہ سورۂ فرقان والی پہلے اتری ہے کیونکہ انھوں نے صراحت فرمائی ہے کہ سورۂ نساء والی آیت چھ یا آٹھ ماہ بعد اتری ہے۔ قریب قریب اترنے والی آیات میں ایسی غلط فہمی ممکن ہے۔ خیر! حضرت ابن عباس والی روایات قطعی ہیں کہ سورۂ فرقان والی آیت پہلے اتری ہے' نیز سورۂ فرقان مکی ہے اور سورۂ نساء مدنی۔ اس لحاظ سے بھی حضرت ابن عباس والی روایات کو ترجیح ہوگی۔ سنداً بھی وہ قوی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ان روایات کا مفاد یہ ہے کہ توبہ والی آیت کفار کے ساتھ خاص ہے اور سزا والی مومنین کے ساتھ' یا پھر توبہ والی آیت منسوخ ہے کیونکہ وہ متقدم ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ جمہور توبہ کے قائل ہیں۔ سزا والی آیت تب لاگو ہوگی جب وہ توبہ نہ کرے یا اس سے قصاص نہ لیا جائے یا اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ کرنا چاہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس گناہ کی انفرادی سزا ہے۔ جب اس گناہ کے ساتھ نیکیاں بھی ملیں گی تو پھر ہر گناہ کی سزا اور ہر نیکی کا ثواب ملانے سے جو مرکب نتیجہ حاصل ہوگا' اس کے مطابق اس سے سلوک ہوگا۔ واللّٰہ أعلم. (دیکھیے' حدیث: ۳۹۸۹-۴۰۰۳)

(المعجم ٣) - ذِكْرُ الْكَبَائِرِ (التحفة ٣) باب: ۳- کبیرہ گناہوں کا ذکر

وضاحت: گناہوں کا چھوٹا بڑا ہونا فطری امر ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ان کی تعداد متعین نہیں۔ ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس پر کتاب وسنت میں جہنم کی وعید سنائی گئی ہو یا اس پر حد مقرر کر دی گئی ہو یا اس کے مرتکب کو ملعون قرار دیا گیا ہو یا اسے دین سے نکلنے کے مترادف قرار دیا گیا ہو یا اسے صراحتاً کبیرہ کہہ دیا گیا

ہو یا وہ کسی کبیرہ گناہ کے برابر ہو یا اس سے بڑا ہو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بار بار کرنے سے صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٠١٤ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ أَبَا رُهْمٍ السَّمَعِيَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللهَ وَلَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ، كَانَ لَهُ الْجَنَّةُ» فَسَأَلُوهُ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ: «اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ، وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ».

۴۰۱۴- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا ہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا ہو' نماز پابندی کے ساتھ پڑھتا رہا ہو' زکاۃ (پوری کی پوری) دیتا رہا ہو اور کبیرہ گناہوں سے بچا رہا ہو' اس کے لیے جنت ہے۔'' لوگوں نے آپ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کون کون سے ہیں؟) تو آپ نے (بطور مثال) ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا' مسلمان شخص کو قتل کرنا اور لڑائی کے دن بھاگ جانا۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں دین کے بنیادی اصول اور ان کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ ان امور پر قائم رہنا اور ان کے منافی امور سے بچنا ہی جنت میں دخول کا سبب بن سکتا ہے۔ ② ''اس کے لیے جنت ہے'' کیونکہ یہ نیکیاں باقی گناہوں پر غالب آ جائیں گی اور فیصلہ غالب کی بنیاد پر ہوگا ورنہ غلطی سے پاک تو کوئی شخص بھی نہیں۔ إلا ماشاء اللہ. ③ اس حدیث میں صرف تین گناہوں کو کبیرہ کہا گیا ہے جبکہ قرآن وسنت کے دیگر دلائل سے اور بھی بہت سے گناہ کبیرہ قرار پاتے ہیں۔ یہ تین گناہ بطور مثال بیان کیے گئے ہیں بطور حصر نہیں' کیونکہ کبیرہ گناہ صرف یہی نہیں۔ کبیرہ گناہوں کی بابت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے صرف مذکورہ تین گناہوں کا ذکر فرمایا ہے' اس موقع پر ان کے علاوہ اور کسی گناہ کا آپ نے نام نہیں لیا' ممکن ہے کہ اس جواب سے اس وقت آپ کا مقصد اسی بات کی طرف اشارہ فرمانا ہو کہ کبیرہ گناہ کسی خاص قسم یا کسی ایک صفت میں محصور نہیں بلکہ کسی معاملے میں حقوق اللہ کی تلفی کبیرہ گناہ ہوتی ہے تو کسی معاملے

٤٠١٤ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٧٢ . * بقية يدلس تدليس التسوية، ولم يصرح بالسماع المسلسل، ولحديثه شواهد كثيرة، منها ما أخرجه ابن حبان، ح: ٢٠، والحاكم: ١/ ٢٣ وغيرهما بإسناد صحيح عن أبي أيوب به .

میں مسلم معاشرے کے مسلمان افراد کی حق تلفی کبیرہ گناہ ہوتی ہے اور اسی طرح کبھی کافروں کے ساتھ کوئی معاملہ درپیش ہو تو اس میں بھی آدمی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے' اس لیے ہر حال میں اور ہر موقع پر ایک مسلمان شخص کو انتہائی محتاط زندگی بسر کرنی چاہیے۔ ④ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی وجہ سے صغیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ واللہ أعلم.

٤٠١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَبَائِرُ: اَلشِّرْكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّورِ».

۴۰۱۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی شخص کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔''

فائدہ: کبیرہ گناہوں کی تین قسمیں ہیں: ① أکبر الکبائر، مثلاً: شرک یا کسی قطعی شرعی امر کا انکار۔ ② جن سے حقوق العباد ضائع ہوتے ہیں' مثلاً: قتل۔ ③ حقوق اللہ میں خرابی' مثلاً: زنا اور شراب نوشی وغیرہ۔

٤٠١٦- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ،

۴۰۱۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بڑے گناہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہیں۔''

٤٠١٥ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح:٨٨ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور، ح: ٢٦٥٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٧٣.

٤٠١٦ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب اليمين الغموس: ﴿ولا تتخذوا أيمانكم دخلاً . . . الخ﴾، ح: ٦٦٧٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٧٤.

وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ».

فائدہ: ”جھوٹی قسم کھانا“ عربی میں اس کے لیے لفظ ”اليمين الغموس“ استعمال کیا گیا ہے یعنی گناہ میں ڈبو دینے والی قسم یا آگ میں داخل کرنے والی قسم۔ جس قسم کھانے کا یہ انجام ہو ظاہر ہے کہ وہ قسم جھوٹی ہی ہو سکتی ہے۔ اور یہ وہ قسم ہوتی ہے جس سے کسی کا مال ناحق حاصل کیا جائے' یا کسی کو ناحق نقصان پہنچایا جائے یا اس کے ذریعے سے کسی کو ناجائز فائدہ پہنچایا جائے وغیرہ۔ واللہ أعلم.

٤٠١٧- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِيءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَبُوهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: «هُنَّ سَبْعٌ أَعْظَمُهُنَّ إِشْرَاكٌ بِاللهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَفِرَارٌ يَوْمَ الزَّحْفِ». مُخْتَصَرٌ.

۴۰۱۷- حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد محترم نے بیان فرمایا' اور وہ نبی ﷺ کے صحابی تھے' کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ سات ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔ (دیگر یہ ہیں:) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا اور جنگ کے دن میدان سے بھاگ جانا وغیرہ۔“ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین' مثلاً: محدث العصر علامہ البانی اور علامہ اتیوبی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے اور دلائل کی رو سے انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۳۱/ ۲۹۶- ۲۹۸) ② اس کی تفصیل دوسری روایت میں ہے۔ صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! گناہ کبیرہ کتنے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ نو ہیں۔ ان میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے اور (دیگر یہ ہیں:) کسی مومن کو ناحق قتل کرنا' جنگ کے دن میدان سے بھاگ جانا' پاکدامن خاتون پر گناہ کی تہمت لگانا' جادو کرنا' یتیم کا مال کھانا' سود کھانا' مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا' بیت اللہ میں

٤٠١٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء في التشديد في أكل مال اليتيم، ح: ٢٨٧٥ من حديث معاذ بن هانيء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٧٥، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٥٩، والذهبي، وله شاهد ضعيف عند البيهقي. * يحيى بن أبي كثير عنعن.

قتال کرنا...... روایت کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المستدرك للحاكم: ١/٥٩، والسنن الكبرى للبيهقي: ١٠/١٨٦)

(المعجم ٤) - ذِكْرُ أَعْظَمِ الذَّنْبِ وَاخْتِلَافِ يَحْيَى وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلَى سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ فِيهِ (التحفة ٤)

باب: ۴- سب سے بڑے گناہ کا ذکر اور واصل عن ابی وائل عن عبداللہ کی حدیث میں یحییٰ اور عبدالرحمٰن کے سفیان پر اختلاف کا بیان

٤٠١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ» قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ».

۴۰۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے‘ حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اپنے بچے کو اس لیے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔“ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔“

فوائد و مسائل: ① بسا اوقات ایک عام گناہ مخصوص حالات میں بہت بڑا بن جاتا ہے‘ مثلاً: محسن سے بدسلوکی اور بے وفائی کرنا بری بات ہے مگر اللہ تعالیٰ جیسے محسن و منعم حقیقی سے بے وفائی اور اس کی نافرمانی کرنا‘ جو کہ تنہا خالق و رازق ہے‘ انتہائی قبیح بات ہے۔ ② قتل ناحق کبیرہ گناہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے اہل علم نے قتل ناحق کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ یقیناً قتل ناحق کبیرہ گناہ ہے‘ پھر اپنی اولاد کو قتل کرنا صرف کھانے کی وجہ سے‘ یہ انتہائی کبیرہ گناہ ہے۔ ③ زنا بذات خود کبیرہ گناہ ہے مگر پڑوسی کی بیوی سے! جو انتہائی اعزاز و اکرام اور اعتماد کی جگہ ہے‘ یہ کام انتہائی قباحت کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کرنے والا اگر کوئی عالم ہو تو اس کے گناہ کی شدت کئی گنا بڑھ جاتی ہے‘ نیز زمان و مکان کے اعتبار سے بھی گناہ کی شدت و

٤٠١٨- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿والذين لا يدعون مع الله إلهًا آخر... الخ﴾، ح: ٤٧٦١ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الشرك أقبح الذنوب وبيان أعظمها بعده، ح: ٨٦ من حديث شقيق أبي وائل به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٧٦.

شناعت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

٤٠١٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ».

۴۰۱۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''(پھر) یہ کہ تو اپنے بچے کو اس بنا پر قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔'' میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: ''(پھر) یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔''

٤٠٢٠- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «اَلشِّرْكُ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا، وَأَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ، وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ الْفَقْرِ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ» ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُاللهِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ﴾

۴۰۲۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''شرک' کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے۔ اور یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ اور یہ کہ تو اپنے بچے کو فقر کے ڈر سے مار دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔'' پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ (''اللہ کے بندے وہ ہیں) جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے ......الخ۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ، وَحَدِيثُ يَزِيدَ هٰذَا خَطَأٌ، إِنَّمَا هُوَ وَاصِلٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت (عاصم عن ابی وائل) غلط ہے جبکہ صحیح روایت اس سے پہلی (واصل عن ابی وائل) ہے۔ یزید کی یہ روایت

٤٠١٩- أخرجه البخاري، من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٧٧.

٤٠٢٠- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٧٨. * عاصم هو ابن بهدلة، ويزيد هو ابن هارون.

(جس میں اس نے واصل کی بجائے عاصم کہا ہے) غلط ہے۔اصل میں (عاصم نہیں بلکہ) واصل ہے۔

(المعجم ٥) - ذِكْرُ مَا يَحِلُّ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ (التحفة ٥)

باب:۵-کن جرائم کی وجہ سے مسلمان کا خون بہانا جائز ہے؟

٤٠٢١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: اَلتَّارِكُ لِلْإِسْلَامِ مُفَارِقُ الْجَمَاعَةِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ».

۴۰۲۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کسی مسلمان آدمی کا' جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' خون بہانا جائز نہیں' سوائے تین آدمیوں کے: (ایک) وہ جو اسلام چھوڑ کر کافر بن جائے اور مسلمانوں کی جماعت چھوڑ جائے' اور (دوسرا) وہ جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے' اور (تیسرا) وہ جو کسی جان کو ناحق قتل کرے۔''

قَالَ الْأَعْمَشُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ إِبْرَاهِيمَ، فَحَدَّثَنِي عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ.

اعمش نے کہا: میں نے یہ روایت ابراہیم نخعی سے بیان کی تو انھوں نے مجھے اسود عن عائشة (کی سند) سے اس جیسی روایت بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں قتل کا ذکر ہے' قتال کا نہیں۔ قتل سے مراد حد کے طور پر قتل کرنا ہے اور ان تین اصولوں ہی میں جائز ہے' لیکن قتال' یعنی لڑائی تو باغیوں اور منکرین زکاۃ وغیرہ سے بھی لڑی جا سکتی ہے۔ ② ''کافر بن جائے'' یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو اسے حد کے طور پر قتل کیا جائے گا۔ البتہ اگر وہ حد سے پہلے توبہ کر لے تو اسے معافی مل جائے گی۔ ③ ''جماعت چھوڑ جائے'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ مرتد ہونے کے بعد مسلمانوں ہی میں رہے تو اسے حد نہ لگائی جائے کیونکہ یہ دراصل ارتداد کی تفسیر ہے'

٤٠٢١_ أخرجه مسلم، القسامة، باب ما يباح به دم المسلم، ح: ١٦٧٦/ ٢٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، والبخاري، الديات، باب قول الله تعالى: ﴿إن النفس بالنفس والعين بالعين﴾، ح: ٦٨٧٨ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٧٩.

یعنی مرتد ہو جانا مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جانا ہے۔ احناف کے نزدیک مرتد عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے قید کیا جائے گا لیکن یہ صریح روایات کے خلاف ہے۔ ④ قاتل خواہ آزاد آدمی ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا' البتہ آزاد آدمی کو غلام کے بدلے قتل کرنے میں اختلاف ہے جس کی تفصیل حدیث:۴۸۳۸ کے فوائد میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ⑤ ''اس جیسی روایت'' ابراہیم نخعی کے پاس یہ روایت حضرت عائشہ ؓ سے تھی جبکہ اعمش کے پاس عبداللہ بن مسعود ؓ سے۔ اعمش نے ابراہیم نخعی کو عبداللہ بن مسعود کی روایت سنائی تو ابراہیم نے انھیں یہ روایت حضرت عائشہ ؓ سے سنائی۔ گویا دونوں نے ایک دوسرے سے استفادہ کیا۔

٤٠٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ».

وَقَّفَهُ زُهَيْرٌ.

۴۰۲۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان شخص کا خون بہانا جائز نہیں مگر (تین آدمیوں کا:) وہ آدمی جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا اور وہ شخص جس نے اسلام لانے کے بعد کفر کیا یا قاتل کو قصاص میں مارا جائے گا۔''

اس روایت کو زہیر نے موقوف بیان کیا ہے۔

فائدہ: غلام اگر زنا کرے' اگرچہ وہ شادی شدہ بھی ہو' اسے رجم نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس پر نصف حد ہے۔ اور وہ ہے پچاس کوڑے' رجم نصف نہیں ہو سکتا۔

٤٠٢٣- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: «يَا عَمَّارُ! أَمَا إِنَّكَ

۴۰۲۳- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اے عمار! کیا تو نہیں جانتا کہ تین اشخاص کے علاوہ کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں: جان کے بدلے جان' یا (اس آدمی کو رجم کیا جائے گا) جس نے شادی شدہ ہونے

٤٠٢٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨٠، وأخرجه أحمد: ٦/ ١٨١، ٢٠٥، ٢١٤ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨١، وله شواهد كثيرة جدًا.

٤٠٢٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨١.

تَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا ثَلَاثَةٌ : اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ ، أَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ مَا أُحْصِنَ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

کے بعد زنا کیا۔ پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

٤٠٢٤- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَا : كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ ، وَكُنَّا إِذَا دَخَلْنَا مَدْخَلًا نَسْمَعُ كَلَامَ مَنْ بِالْبَلَاطِ ، فَدَخَلَ عُثْمَانُ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ : إِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونِي بِالْقَتْلِ ، قُلْنَا : يَكْفِيكَهُمُ اللهُ ، قَالَ : فَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ : رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ ، أَوْ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ» فَوَاللهِ! مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ ، وَلَا تَمَنَّيْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِيَ اللهُ ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا ، فَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟

۴۰۲۴- حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے تو ہم ان کے پاس بیٹھے تھے۔ جب ہم (کسی جگہ سے) وہاں جاتے تو بلاط والوں کی باتیں سنتے تھے۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس جگہ گئے' پھر ہماری طرف نکلے اور فرمایا: یہ لوگ مجھے قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے کفایت فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا: آخر یہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کسی مسلمان آدمی کا خون تین (جرائم) میں سے کسی ایک کے بغیر جائز نہیں: (ایک) وہ شخص جس نے اسلام لانے کے بعد کفر کیا۔ (دوسرا) وہ جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا۔ (تیسرا) وہ شخص جس نے کسی کو ناحق قتل کیا۔'' اللہ کی قسم! میں نے نہ کفر کی حالت میں زنا کیا ہے نہ اسلام کی حالت میں۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے' میں نے کبھی سوچا تک نہیں کہ مجھے میرے دین کے علاوہ کوئی اور دین ملے۔ اور میں نے کبھی کسی (مسلمان) کو قتل نہیں کیا۔ تو پھر وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟

٤٠٢٤- **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٥٠٢ من حديث حماد ابن زيد به، وقال الترمذي، ح: ٢١٥٧: "هذا حديث حسن"، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٨٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٣٦.

فوائد و مسائل: ① "بلاط" مسجد نبوی سے باہر ایک چبوترہ سا بنا ہوا تھا جس پر لوگ عموماً بیٹھتے اور باتیں کرتے تھے تاکہ مسجد نبوی کا تقدس بحال رہے۔ اس حدیث میں بلاط والوں سے مراد وہ فسادی لوگ ہیں جو دوسرے علاقوں سے اکٹھے ہو کر خلافت کو مٹانے آئے تھے۔ آخر کار انھوں نے اپنی دھمکیوں پر عمل کر ہی دیا۔ لعنهم الله. ② اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان فضیلت و منقبت کا بیان ہے۔ وہ اس طرح کہ زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام میں ہمیشہ مکارم اخلاق آپ کی فطرت سلیمہ کا جزو لاینفک رہے۔ آپ ہمیشہ برائی اور بے حیائی سے دور اور کنارہ کش ہی رہے۔ ③ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو زیادتی اور سرکشی کرتے ہوئے قتل کیا انھوں نے بہت بڑا ظلم کیا کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کوئی جرم ہی نہیں کیا تھا جس کی بنا پر ایک مسلمان کو قتل کرنا جائز ہوتا ہے۔ رضي الله تعالى عنه و أرضاه.

(المعجم ٦) قَتْلُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ فِيهِ (التحفة ٦)

باب:٦- جو آدمی (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے اسے قتل کرنا' اور عرفجہ کی حدیث میں' زیاد بن علاقہ پر (راویوں کے) اختلاف کا بیان

٤٠٢٥- أَخْبرنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَرْدَانُبَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ: «إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ رَأَيْتُمُوهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، أَوْ يُرِيدُ يُفَرِّقُ أَمْرَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ كَائِنًا مَّنْ كَانَ فَاقْتُلُوهُ، فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ يَرْكُضُ».

۴۰۲۵- حضرت عرفجہ بن شریح اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا' آپ نے فرمایا: ''میرے بعد بہت سے فتنہ و فساد برپا ہوں گے۔ جس شخص کو تم دیکھو کہ وہ (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو گیا ہے یا محمد (ﷺ) کی امت میں پھوٹ ڈالنا چاہتا ہے' جو بھی ہو اسے قتل کر دو۔ بلاشبہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور شیطان اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جو جماعت سے جدا ہوا' وہ اسے لات مار کر ہانکتا ہے۔''

٤٠٢٥_ أخرجه مسلم، الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين وهو مجتمع، ح: ١٨٥٢ من حديث زياد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٨٣.

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی بعینہٖ اسی طرح فتنے اور فساد ظاہر ہوئے اور یہ سلسلۂ شر تا حال جاری ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ② یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ امت مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے والا ہر شخص واجب القتل ہے' خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں: [فَاقْتُلُوهُ] یعنی امت محمدیہ میں پھوٹ ڈالنے والے کو قتل کر دو۔ یہ الفاظ صیغۂ امر پر مشتمل ہیں اور جب تک کوئی قرینۂ صارفہ موجود نہ ہو' امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ چونکہ یہاں کوئی بھی قرینۂ صارفہ نہیں ہے' لہٰذا یہ حکم وجوبی ہے' اس لیے اسلامی حکومت کے سربراہ کے لیے ضروری ہے کہ ایسا مجرم اگر اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو اسے قتل کی سزا دے۔ یاد رہے اسلامی حدود کا نفاذ ہر مسلم ملک کے سربراہ کی ذمہ داری ہے۔ ③ اس حدیث سے اللہ جل شانہ کی صفت "ید" کا اثبات ہے' یعنی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس کی ارفع واعلیٰ ذات کے لائق اور شایان شان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ نہ تو مخلوق کے ہاتھ کے مشابہ ہے اور نہ اس کے کوئی دوسرے معنی' یعنی قدرت وغیرہ ہی مراد ہیں جیسا کہ مؤولین کرتے ہیں ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ ارشاد باری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا اثبات قرآن مجید سے بھی ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملك٦٧:١) ''ذات بڑی بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہی ہے۔'' ④ اس حدیث سے جماعت کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اور اس کی مدد ونصرت کبھی بھی جماعت سے الگ نہیں ہوتی' اور جماعت سے مراد دھڑے گروپ اور جماعتیں نہیں بلکہ مسلمانوں کی وہ جماعت مراد ہے جو ایک خلیفہ پر متحد ہو' نیز اس حدیث شریف سے امت مسلمہ کے اندر تفرقہ بازی' پھوٹ اور ان کے نقصان دہ اختلاف کی مضرت اور مذمت بھی واضح ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ کا ہاتھ اور اس کی مدد جماعت کے ساتھ خاص ہے۔ جب جماعت پھوٹ اور اختلاف کا شکار ہو گی تو پھر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس جماعت پر سے اٹھ جائے گا اور شیطان کو اس پر غلبہ حاصل ہو جائے گا' پھر وہی ان کا ہاتھ بن جائے گا۔ اور جس کا ساتھی شیطان بن جائے تو وہ بہت ہی برا ساتھی ہے۔ ﴿وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا﴾ (النسآء٤:٣٨) والله أعلم. ⑤ اس شخص سے مراد یا تو مرتد ہے یا باغی۔ مرتد تو وہ ہے جو مسلمان ہونے کے بعد اسلام سے نکل جائے۔ ایسا شخص اسلام کا دشمن بن جائے گا اور وہ مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرے گا۔ تجربہ یہی بتاتا ہے' لہٰذا اگر وہ توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔ اور باغی سے مراد وہ ہے جو مسلمانوں کے ایک امیر پر متفق ہو جانے کے بعد الگ جتھہ بندی کر لے۔ چونکہ ایسا شخص بھی امت مسلمہ کا دشمن ہے اور ان کو آپس میں لڑا کر تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے' لہٰذا وہ بھی واجب القتل ہے تاکہ امت مسلمہ اس کے شر سے محفوظ رہے۔ اسی طرح جو شخص امت مسلمہ سے نکل کر کفار کے ساتھ مل جائے' وہ بھی باغی اور مرتد ہے اور اسے بھی قتل کیا جائے گا' خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا رہے۔ ⑥ باغی کی سزا کے بارے میں تو تمام دنیا متفق ہے کہ اس کے فتنے سے بچنے کے لیے اسے سزائے موت دی جا سکتی ہے مگر مرتد کی سزائے موت پر بعض

بزعم خویش ''روشن خیال'' حضرات کو اعتراض ہے کہ یہ تنگ نظری ہے اور آزادئ فکر پر قدغن ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ ایک ملک کے باغی کو سزائے موت دینا تو تنگ نظری نہیں اور نہ اس سے آزادئ فکر پر کوئی قدغن عائد ہوتی ہے مگر مذہب کے باغی کو سزائے موت دینا تنگ نظری اور تشدد ہے۔ کیا یہ روشن خیالی ہے؟ انصاف ہے؟ یا تو ہر کسی کو مادر پدر آزاد کر دیجیے کہ وہ مذہب اور ملک کے بارے میں جو مرضی کرے۔ چاہے وہ لوگوں کو قتل کرتا پھرے یا ڈاکے مارتا پھرے، اسے کچھ نہ کہیے کیونکہ یہ تنگ نظری اور آزادئ فکر پر پابندی ہے۔ ظاہر ہے یہ ممکن نہیں۔ تو پھر لازماً ہر شخص کو، جو کوئی دین اختیار کرتا ہے یا کسی ملک کی شہریت اختیار کرتا ہے، کسی نہ کسی ضابطۂ اخلاق کا پابند ہونا پڑے گا۔ اسی میں امن وسکون اور عزت وعافیت بلکہ انسانیت کی بقا ہے۔

٤٠٢٦- أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ» وَرَفَعَ يَدَيْهِ «فَمَنْ رَأَيْتُمُوهُ يُرِيدُ تَفَرُّقَ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ [ﷺ] وَهُمْ جَمِيعٌ فَاقْتُلُوهُ كَائِنًا مَّنْ كَانَ مِنَ النَّاسِ».

۴۰۲۶- حضرت عرفجہ بن شریح ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد بہت سی خرابیاں اور شر وفساد ہوگا...... پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے...... جس شخص کو تم دیکھو کہ وہ امت محمد (ﷺ) میں تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے جبکہ امت متفق اور متحد ہے تو اسے قتل کر دو، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔''

فوائد ومسائل: ① امت کا اتفاق واتحاد ہر چیز سے زیادہ اہم ہے۔ معمولی معمولی باتوں پر امت میں پھوٹ ڈالنا، ان میں تفریق پیدا کرنا اور انھیں حق وباطل کا معیار قرار دینا بہت بڑا جرم ہے۔ اگر امت کسی ایک امیر پر متفق ہو تو خواہ مخواہ امیر پر اعتراضات کر کے امت میں فساد پیدا کرنا بغاوت کی ذیل میں آتا ہے۔ امیر آخر انسان ہے فرشتہ نہیں، اس میں خامیاں ہو سکتی ہیں، وہ غلطی کر سکتا ہے مگر خامیاں اور غلطیاں بغاوت اور فساد کو جائز نہیں کر سکتیں۔ کیا کوئی امیر خامیوں اور غلطیوں سے پاک ممکن ہے؟ لہٰذا جب تک امیر واضح کفر کا ارتکاب نہ کر لے، اس کے خلاف بغاوت جائز نہیں۔ البتہ اس پر جائز تنقید ہو سکتی ہے مگر تخریب جائز نہیں۔

٤٠٢٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨٤. * عبدالله بن عثمان هو عبدان، وأبوحمزة هو المسكري، ومحمد بن علي هو ابن حمزة المروزي، وجاء في الكبرٰى وتحفة الأشراف: "محمد بن يحيى"، وهو وهم.

٤٠٢٧ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «سَتَكُونُ بَعْدِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ أُمَّةِ [مُحَمَّدٍ ﷺ] وَهُمْ جَمْعٌ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ».

۴۰۲۷- حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میرے بعد بہت سی خرابیاں اور فساد ہوں گے۔ جو شخص امت محمد ﷺ میں پھوٹ ڈالنا چاہے جبکہ امت (ایک شخص پر) متفق ہو تو اسے تلوار سے مار دو۔''

٤٠٢٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ يُفَرِّقُ بَيْنَ أُمَّتِي فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ».

۴۰۲۸- حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری امت میں پھوٹ ڈالنے کے لیے نکلے اس کی گردن اڑا دو۔''

فائدہ: امت سے الگ ہونے والا یا امت میں پھوٹ ڈالنے والا مرتد اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہے۔ اس کا قتل جائز ہے مگر اسے قتل کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے' عوام الناس اپنے طور پر قتل نہیں کر سکتے کیونکہ فتنہ وفساد کا خطرہ ہے۔ اسی طرح حدود کا نفاذ بھی حکومت ہی کر سکتی ہے۔

(المعجم ٧) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَـٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ﴾

باب:۷- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ الَّذِينَ ...... مِنَ الْأَرْضِ﴾ کی تفسیر' یعنی ''جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں' ان کی سزا یہ ہے

٤٠٢٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨٥.

٤٠٢٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ١٨٦، ح: ٤٨٧ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨٦، وله شواهد، منها الحديث السابق. * زيد بن عطاء وثقه الترمذي، وابن حبان، وهو حسن الحديث.

[المآئدة: ٣٣] وَفِيمَنْ نَزَلَتْ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ (التحفة ٧)

کہ وہ بری طرح قتل کر دیے جائیں یا انھیں بری طرح سولی پر لٹکا دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے بری طرح کاٹ دیے جائیں یا انھیں جلاوطن کر دیا جائے۔'' اور (اس کا بیان کہ) یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی' نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے ناقلین کے اختلاف الفاظ کا ذکر

فائدہ: ان سے مراد مرتدین' باغی اور مفسدین ہیں جو علانیہ ڈاکے ڈالتے اور بلا دریغ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ معاشرے کے لیے ناسور ہوتے ہیں' لہٰذا ان کا قلع قمع کرنا ضروری ہے۔ ان پر ترس کھانا یا انھیں شک کا فائدہ دینا معاشرے پر ظلم ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ ان کے ساتھ سختی سے نمٹے اور مذکورہ سزاؤں میں سے جو سزا ان کے جرم سے مناسبت رکھتی ہو' بلا دریغ نافذ کرے' مثلاً: اگر کوئی شخص اسلحے کے زور پر لوگوں کو لوٹے' انھیں قتل کرے اور ان کی عزتیں تار تار کرے تو ان لوگوں کو قتل کر کے لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انھیں دوسروں کے لیے عبرت بنا دے۔ یا ان کے اعضاء ایک ایک کر کے کاٹ دے اور ان کو تڑپا تڑپا کر بھوکا پیاسا مارا جائے۔ اگر باغیوں یا مفسدین نے صرف قتل کیے ہوں یا صرف ڈاکا ڈالا ہو تو انھیں سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اور اگر انھوں نے اسلحے کے ساتھ لوگوں کو صرف خوف زدہ کیا ہو یا ڈرایا دھمکایا ہو تو انھیں اس علاقے سے نکال دیا جائے یا انھیں جیل میں ڈال دیا جائے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر کے آئندہ کے لیے توبہ کر لیں۔ بعض حضرات نے اس آیت کو منسوخ بنانے کی کوشش کی ہے کہ اب حدود نازل ہو چکی ہیں مگر یہ بات درست نہیں۔ عقل سلیم بھی ان کے لیے الگ سزا کا تقاضا کرتی ہے۔ اس آیت کو آیت محاربہ کہا جاتا ہے۔

٤٠٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي

۴۰۲۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عکل قبیلے کے آٹھ آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (اور قبول اسلام ظاہر کیا)۔ پھر انھوں نے مدینہ کی

٤٠٢٩ـ أخرجه البخاري، الديات، باب القسامة، ح:٦٨٩٩، ومسلم، القسامة، باب حكم المحاربين والمرتدين، ح: ١٦٧١/ ١٠ من حديث حجاج الصواف به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨٧.

قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ وَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ، فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِينَا فِي إِبِلِهِ فَتُصِيبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا؟» قَالُوا: بَلٰى، فَخَرَجُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوا، فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَبَعَثَ فَأَخَذُوهُمْ، فَأُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ، وَنَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوا.

آب وہوا کو موافق نہ پایا اور ان کے جسم کمزور پڑ گئے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ''تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اس کے (باہر رہنے والے) اونٹوں میں کیوں نہیں چلے جاتے کہ تم ان اونٹوں کے دودھ اور پیشاب پیو؟'' انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ وہ وہاں چلے گئے اور (اونٹوں کا) دودھ اور پیشاب پیتے رہے۔ وہ تندرست ہو گئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں پکڑنے کے لیے آدمی بھیجے۔ انھوں نے ان لوگوں کو جا پکڑا، چنانچہ ان کو آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں، پھر ان کو دھوپ میں پھینک دیا حتی کہ وہ مر گئے۔

فوائد ومسائل: ① سنن نسائی کی مذکورہ روایت، نسائی شریف کے علاوہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے ساتھ ساتھ مسند احمد میں بھی موجود ہے۔ صحیحین سمیت دیگر تمام کتب مذکورہ میں یہ روایت ہر کتاب میں، ایک سے زیادہ مقامات میں بیان کی گئی ہے۔ یہاں نسائی شریف میں اس مقام پر ہے کہ قبیلۂ عکل کے آٹھ افراد نبئ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ سنن نسائی ہی کی دوسری روایات میں، کسی میں تو حاضر ہونے والے لوگوں کو قبیلۂ عرینہ کے لوگ کہا گیا ہے اور کسی روایت میں انھیں عکل اور عرینہ دونوں قبیلوں کے لوگ بیان کیا گیا ہے۔ (دیکھیے مذکورہ باب کے تحت واردشدہ احادیث) مزید برآں یہ کہ خود صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بیان کی گئی احادیث کی صورت حال بھی یہی ہے کہ کسی روایت میں انھیں عکل قبیلے کے افراد بتلایا گیا ہے، کسی میں عرینہ کے اور کسی میں عکل اور عرینہ دونوں کے۔ ملاحظہ فرمائیے: (صحيح البخاري، الجهاد، الزكاة، باب استعمال إبل الصدقة و ألبانها......، حديث:١٥٠١، و صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب إذا حرق المشرك المسلم هل يحرق؟ حديث:٣٠١٨، وصحيح مسلم، القسامة والمحاربين، باب حكم المحاربين والمرتدين، حديث:١٦٧١ ومابعد) بظاہر ان احادیث میں تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن ان میں تضاد قطعاً نہیں، اصل حقیقت یہ ہے کہ آنے والے، عکل اور عرینہ دونوں قبیلوں کے لوگ تھے۔ ان کی تعداد آٹھ تھی۔ چار افراد قبیلۂ عرینہ میں سے تھے اور تین عکل میں سے اور

ایک شخص ان دونوں قبیلوں کے علاوہ کسی اور قبیلے میں سے تھا۔ چونکہ یہ سارے کے سارے آٹھوں افراد اکٹھے ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے' اس لیے کسی حدیث میں انھیں عکل قبیلے کے افراد کہا گیا ہے' کسی میں عرینہ کے اور کسی میں عکل اور عرینہ دونوں کے۔ واللہ أعلم. ② ''موافق نہ پایا'' چونکہ وہ لوگ دوسرے علاقے سے آئے تھے' آب و ہوا کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئے جیسا کہ عموماً مسافروں کو کسی دوسرے ملک میں جانے سے صحت کی خرابی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض کچھ مدت بعد ٹھیک ہو جاتے ہیں اور بعض کو طویل مدت تک بھی ادھر کی آب و ہوا موافق نہیں آتی۔ ③ ''دودھ اور پیشاب پیو'' دودھ تو ان کی مرغوب غذا تھی۔ پیشاب پیٹ کے علاج کے لیے تجویز فرمایا۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے' ان کا پیشاب پاک ہے۔ تبھی آپ نے پینے کا حکم دیا۔ جو لوگ اس کے قائل نہیں' وہ اسے علاج کی مجبوری بتلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک علاج پلید چیز کے ساتھ بھی جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اس کے قائل نہیں۔ وہ اس کو صرف انھی لوگوں کے ساتھ خاص قرار دیتے ہیں۔ یہ بحث پیچھے کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔ ④ ''قتل کر دیا'' دراصل یہ لوگ ڈاکو تھے۔ ممکن ہے آئے ہی بری نیت سے ہوں یا اظہار اسلام دھوکا دہی کے لیے ہو۔ ہوسکتا ہے اسلام لاتے وقت نیت صحیح ہو مگر چونکہ وہ اصلاً ڈاکو تھے' اس لیے جب انھوں نے اتنے اونٹوں میں صرف دو چرواہے دیکھے تو ان کی نیت میں فتور آ گیا' چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلتے بنے۔ بعض تاریخی روایات میں ان اونٹوں کی تعداد پندرہ مذکور ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ ''انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا'' سنن نسائی کی اس روایت (۴۰۲۹) میں اسی طرح مفرد کے الفاظ ہیں جبکہ سنن نسائی ہی کی ایک دوسری روایت (۴۰۴۰) میں جمع کے الفاظ ہیں' یعنی انھوں نے ''چرواہوں کو قتل کر دیا'' نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات میں بھی مفرد اور جمع دونوں طرح کے الفاظ موجود ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ روایت چودہ مقامات پر بیان فرمائی ہے۔ تیرہ مقامات پر مفرد کے الفاظ مذکور ہیں جبکہ ایک جگہ جمع کے الفاظ لائے گئے ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الحدود' باب ا کتاب المحاربین...... حدیث:۶۸۰۲) اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت امام مسلم رحمہ اللہ بھی مفرد اور جمع' دونوں طرح کے الفاظ لائے ہیں۔ جمع کے الفاظ کے لیے دیکھیے: (صحیح مسلم' القسامة والمحاربین' باب حکم المحاربین والمرتدین' حدیث:۱۶۷۱) اس واقعے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ چرواہے صرف دو تھے۔ اس کی صراحت صحیح ابوعوانہ میں ہے۔ ایک وہ جسے رسول اللہ ﷺ کا چرواہا کہا گیا ہے اور اسے ہی ان لوگوں نے قتل کیا تھا۔ اس کا نام یسار تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ خوبصورت انداز میں نماز ادا کرتے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد فرما دیا تھا۔ دوسرا چرواہا یہ سب کچھ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا' اور مدینہ طیبہ پہنچ کر اس نے یہ اطلاع دی کہ ان لوگوں نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے اور اونٹنیاں ہانک لے گئے ہیں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے' ان کی تلاش میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک

جماعت روانہ فرمائی' انھوں نے ان بدقماش لوگوں کو راستے ہی میں جا لیا اور انھیں پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا' چنانچہ آپ نے چرواہے کے قصاص میں اس کے سب قاتلوں کے ساتھ جو کہ ڈاکو اور لٹیرے بھی تھے' وہی سلوک کیا جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کے ساتھ کیا تھا' یعنی آپ نے ان کے ہاتھ سختی کے ساتھ کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا کر انھیں دھوپ میں پھینک دیا گیا۔ اس طرح وہ تڑپ تڑپ کر پیاسے مر گئے۔ مقتول چرواہے کا نام یسار بن زید ابو بلال تھا' دوسرے' اطلاع دینے والے کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اس حدیث کے بیان کرنے والے اکثر راویوں کا اتفاق ہے کہ مقتول صرف نبی ﷺ ہی کا چرواہا تھا' اس کے ساتھ دوسرا کوئی چرواہا قتل نہیں ہوا' جن اِکا دُکا راویوں نے جمع کے الفاظ بولے ہیں وہ مجازاً ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ جمع کے کم از کم افراد (أقل الجمع) دو ہوتے ہیں' چرواہے بھی دو ہی تھے اور وہ لوگ بھی ان دونوں کو قتل کرنا چاہتے تھے' ایک جان بچا کر بھاگ نکلا تھا' اس لیے بعض رواۃ نے جمع کے الفاظ بیان کر دیے ہیں۔ راجح اور درست بات یہی ہے کہ صرف ایک چرواہا ہی قتل ہوا تھا۔ اس کی تائید اصحاب مغازی کی بیان کردہ ان تاریخی روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں انھوں نے صرف ایک چرواہے یسار کے قتل ہی کا ذکر کیا ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۴۴۱/۱، ۴۴۲) ⑨ ''حتی کہ وہ مر گئے'' آپ نے ان کو یہ سخت سزا بلاوجہ نہیں دی بلکہ ان کے جرائم ایک سے زیادہ تھے۔ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ چرواہے کو قتل کیا۔ صرف قتل ہی پہ اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے' آنکھوں میں سلائیاں پھیریں' پھر اس بے گناہ کو بھوکا پیاسا دھوپ میں گرم پتھروں پر پھینک دیا' اور خون نچڑ نچڑ کر وہ اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اونٹ اور دیگر سامان لوٹ کر لے گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جوان کو سزا دی' وہ تو صرف چرواہے کے ساتھ سلوک کا بدلہ تھا۔ باقی جرائم کی سزائیں اس کے تحت ہی آ گئیں۔ جب مجرم جرم کرتے وقت ترس نہ کھائے تو قصاص لیتے وقت اس پر بھی ترس نہیں کھانا چاہیے' ورنہ جرائم نہ رک سکیں گے۔ مجرم کو اس کے جرم کے مماثل سزا دی جانی چاہیے۔ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کا مفاد بھی یہی ہے۔ جن فقہاء نے اس قسم کی سزا کو لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ جیسی ضعیف روایت کی وجہ سے منسوخ کہا ہے' درست نہیں' کیونکہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ﴾ کے مفہوم سے اس موقف کی تردید ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا آیت (آیت محاربہ) تو اس بارے میں صریح ہے اور باب والی حدیث اس کی واضح تائید کرتی ہے۔ واللہ أعلم. (یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔) ⑩ اگر قابو آنے سے پہلے مجرم سچی توبہ کر لے تو ان شاء اللہ معافی کی امید کی جا سکتی ہے' اگرچہ حقوق العباد ہی کیوں نہ ہوں۔ واللہ أعلم.

۴۰۳۰- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ　　　　۴۰۳۰- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ عُکل

۴۰۳۰- [صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الكبرٰى، ح: ۳۴۸۸. * الوليد هو ابن مسلم.

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَّأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوا، فَقَتَلُوا رَاعِيَهَا وَاسْتَاقُوهَا، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ، قَالَ: فَأُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ، وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ، وَتَرَكَهُمْ حَتَّى مَاتُوا، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ اَلْآيَةَ.

قبیلے کے کچھ لوگ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور مسلمان ہو گئے)۔ پھر انھوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں میں چلے جائیں۔ اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں۔ انھوں نے ایسے کیا (تو صحت مند ہو گئے)۔ پھر انھوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ نبیٔ مکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ انھیں پکڑ کر لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے۔ اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں، پھر آپ نے ان کے زخموں (کو داغ لگا کر ان) کا خون بند نہیں کیا بلکہ ان کو (اسی طرح) چھوڑ دیا حتی کہ وہ مر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ......﴾ ”بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے......الخ۔“

٤٠٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ مِّنْ عُكْلٍ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ: لَمْ يَحْسِمْهُمْ، وَقَالَ: قَتَلُوا الرَّاعِيَ.

۴۰۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عکل قبیلے کے آٹھ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس کے بعد راوی نے سابقہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔ آخر میں ہے: آپ نے ان کے زخموں کا خون بند نہ کیا۔ راوی نے یہ بھی کہا کہ انھوں نے چرواہے کو قتل کر دیا تھا۔

٤٠٣١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٨٩.

٤٠٣٢ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ، فَأَمَرَ لَهُمْ - وَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ - بِذَوْدٍ أَوْ لِقَاحٍ يَشْرَبُونَ أَلْبَانَهَا وَأَبْوَالَهَا، فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۳۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکل یا عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مدینہ منورہ کی آب و ہوا انھیں راس نہ آئی تو آپ نے ان کو اپنے اونٹوں میں جانے کا حکم دیا کہ وہ ان کے دودھ اور پیشاب پئیں۔ انھوں نے (صحت مند ہونے کے بعد) چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ آپ نے ان کی تلاش میں اپنے آدمی بھیجے' پھر آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں تختی کے ساتھ کاٹ دیے اور ان کی آنکھیں (گرم سلائیوں سے) بری طرح پھوڑ دیں۔

(المعجم ٨) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ (التحفة ٧) - أ

باب:۸-حمید کی' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ناقلین کے اختلاف کا ذکر

٤٠٣٣ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى ذَوْدٍ لَّهُ، فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَلَمَّا صَحُّوا ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوا رَاعِيَ

۴۰۳۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور اسلام قبول کیا)' پھر انھوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو اپنے اونٹوں میں بھیج دیا۔ انھوں نے (چند دن تک) ان کا دودھ اور پیشاب پیا۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو وہ اسلام سے مرتد ہو گئے' رسول اللہ ﷺ کے صاحب ایمان چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک کر چلتے

٤٠٣٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٣٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٩٠.

٤٠٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٧، وابن ماجه، ح: ٢٥٧٨، ٣٥٠٣ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٩١. * قوله: "وصلبهم" ضعيف من أجل عبدالله بن عمر وغيره، وباقي الحديث صحيح.

رَسُولِ اللهِ ﷺ مُؤْمِنًا، وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آثَارِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ وَصَلَبَهُمْ.

بنے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ وہ پکڑ کر لائے گئے۔ آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے۔ ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر کر ان کو چھوڑ دیا اور انھیں سولی پر لٹکا دیا۔

فوائد و مسائل: ① ترجمۃ الباب میں جس اختلاف کا ذکر ہے' اس باب کے تحت مذکور احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اختلاف دو قسم کا ہے: ایک اختلاف تو یہ ہے کہ حمید سے یہ روایت ان کے کئی شاگرد بیان کرتے ہیں' مثلاً: عبداللہ بن عمر العمری' اسماعیل بن ابوکثیر' خالد بن حارث الھجیمی اور محمد بن ابوعدی۔ لیکن صَلَبَهُمْ ''آپ نے انھیں سولی پر لٹکا دیا'' کے الفاظ صرف عبداللہ بن عمر العمری بیان کرتا ہے' حمید کے مذکورہ دوسرے شاگردوں میں سے کوئی بھی یہ الفاظ بیان نہیں کرتا' اس لیے اس روایت میں مذکور الفاظ ''صَلَبَهُمْ'' کا اضافہ درست نہیں بلکہ یہ اضافہ منکر ہے کیونکہ عبداللہ العمری دوسرے ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہے جبکہ وہ خود ضعیف ہے۔ ② اس میں دوسرا اختلاف یہ ہے کہ اس روایت میں أَبْوَالِهَا کے جو الفاظ ہیں وہ اگرچہ درست ہیں لیکن یہ الفاظ حمید کے دو شاگرد عبداللہ بن عمر العمری اور اسماعیل بن ابوکثیر بیان کرتے ہیں تو وہ حمید عن أنس کی سند سے بیان کرتے ہیں جبکہ حمید کے شاگرد خالد الھجیمی اور محمد بن ابوعدی أَبْوَالِهَا کے الفاظ حمید عن قتادۃ عن أنس کی سند سے بیان کرتے ہیں۔ ترجیح بھی انھی کی روایت کو ہے کیونکہ یہ العمری اور اسماعیل سے اثبت ہیں۔ واللہ أعلم. ③ کسی مجرم کو سزا کے طور پر سولی پر لٹکانا اگرچہ جائز ہے تاکہ لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو' لیکن اس روایت میں مذکور سولی پر لٹکانے کے الفاظ کا اضافہ منکر ہے کیونکہ اس میں عبداللہ عمری نے' جو کہ ضعیف راوی ہے' ثقات کی مخالفت کی ہے۔

٤٠٣٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أُنَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدِنَا فَسَكَنْتُمْ فِيهَا فَشَرِبْتُمْ مِّنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا». فَفَعَلُوا، فَلَمَّا صَحُّوا قَامُوا إِلَى رَاعِي رَسُولِ اللهِ ﷺ

۴۰۳۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اگر تم ہمارے اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو تمھاری صحت کے لیے بہتر ہوگا)۔'' انھوں نے اسی طرح کیا' پھر جب وہ تندرست ہو گئے تو اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور دوبارہ کافر

٤٠٣٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٩٢. * إسماعيل هو ابن جعفر.

فَقَتَلُوهُ وَرَجَعُوا كُفَّارًا، وَاسْتَاقُوا ذَوْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَرْسَلَ فِي طَلَبِهِمْ، فَأُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

بن گئے اور نبی ﷺ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ انھیں لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

٤٠٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ نَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدِنَا فَشَرِبْتُم مِّنْ أَلْبَانِهَا» قَالَ: وَقَالَ قَتَادَةُ: «وَأَبْوَالِهَا». فَخَرَجُوا إِلَى ذَوْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا صَحُّوا كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُؤْمِنًا، وَاسْتَاقُوا ذَوْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَانْطَلَقُوا مُحَارِبِينَ، فَأَرْسَلَ فِي طَلَبِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۳۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ انھوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو موافق نہ پایا۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اگر تم ہمارے (صحرا میں چرنے والے) اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو تمھاری صحت کے لیے بہتر ہو گا)۔'' وہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں میں جا کر رہنے لگے۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو باوجود اسلام قبول کرنے کے کافر بن گئے' رسول اللہ ﷺ کے صاحب ایمان چرواہے کو قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے اونٹ ہانک کر چلتے بنے۔ گویا ان کی رسول اللہ ﷺ سے جنگ ہو گئی۔ آپ نے ان کی تلاش میں کچھ آدمی بھیجے۔ انھیں پکڑ کر لایا گیا۔ آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں۔

٤٠٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَسْلَمَ يَعْنِي:

۴۰۳۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہوئے' پھر انھوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو موافق نہ پایا تو رسول اللہ ﷺ نے

٤٠٣٥- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٣. * خالد هو ابن الحارث.

٤٠٣٦- [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٩٤، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٧١ من حديث عبدالعزيز بن صهيب وحميد عن أنس به، وللحديث طرق كثيرة.

أُنَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلٰى ذَوْدٍ لَّنَا فَشَرِبْتُمْ مِّنْ أَلْبَانِهَا» قَالَ حُمَيْدٌ: وَقَالَ قَتَادَةُ: عَنْ أَنَسٍ: «وَأَبْوَالِهَا». فَفَعَلُوا، فَلَمَّا صَحُّوا كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُؤْمِنًا، وَاسْتَاقُوا ذَوْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهَرَبُوا مُحَارِبِينَ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَتٰى بِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ، وَتَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوا.

انھیں فرمایا: ''اگر تم ہمارے اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو یہ تمھاری صحت کے لیے بہتر ہوگا)۔'' انھوں نے اسی طرح کیا۔ چنانچہ جب وہ تندرست ہو گئے تو وہ اسلام سے کفر کی طرف لوٹ گئے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے مسلمان چرواہے کو قتل کیا' رسول اللہ ﷺ کے اونٹ ہانک لیے اور علانیہ بغاوت کرتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے تو وہ لوگ پکڑے گئے' چنانچہ (انھیں پکڑ کر) آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے' ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں اور ان کو پتھریلے میدان میں چھوڑ دیا حتی کہ وہ (ایڑیاں رگڑتے پیاسے) مر گئے۔

فائدہ: مدینہ منورہ کے مشرق اور مغرب میں دو وسیع پتھریلے میدان ہیں' ان میں سے ہر ایک کو حـــرہ کہا جاتا ہے۔

٤٠٣٧ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ نَاسًا أَوْ رِجَالًا مِّنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا أَهْلُ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ، فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذَوْدٍ

۴۰۳۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکل یا عرینہ قبیلے میں سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم دودھ پر گزارا کرنے والے لوگ ہیں' ہم کاشت کار نہیں۔ (وجہ یہ تھی کہ) انھیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا راس نہ آئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ ہمارے اونٹوں اور چرواہے کے پاس رہو اور اونٹوں کے دودھ اور پیشاب پیو۔ وہ حرہ کے ایک کنارے میں

٤٠٣٧ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب استعمال إبل الصدقة وألبانها لأبناء السبيل، ح: ١٥٠١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٩٥، ٣٤٩٦.

وَرَاعٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّخْرُجُوا فِيهَا فَيَشْرَبُوا مِنْ لَبَنِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَلَمَّا صَحُّوا وَكَانُوا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ، وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ، فَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ، وَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، ثُمَّ تَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ عَلٰى حَالِهِمْ حَتّٰى مَاتُوا.

رہتے تھے پھر جب وہ تندرست ہو گئے تو اسلام سے مرتد ہو کر کافر بن گئے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر چلتے بنے۔ آپ نے ان کے پیچھے تلاش کرنے والے بھیجے۔ انھیں پکڑ لایا گیا' چنانچہ آپ نے ان کی آنکھیں (گرم سلائیوں سے) پھوڑ دیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے' پھر انھیں اسی حالت میں حرہ (گرم پتھریلے میدان) میں چھوڑ دیا حتی کہ وہ مر گئے۔

فائدہ: "کنارے میں رہتے تھے" مقصد یہ ہے کہ وہ مدینہ سے الگ تھلگ جگہ تھی۔ کافی اونٹ تھے۔ چرواہے ایک دو تھے۔ ان حالات نے ان کی "ڈاکو یانہ فطرت" کو جگا دیا اور وہ اسلام بھول گئے۔

٤٠٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى نَحْوَهُ.

۴۰۳۸- محمد بن مثنیٰ نے بھی عبدالاعلیٰ سے اسی (مذکورہ بالا روایت کی) طرح بیان کیا ہے۔

وضاحت: سنن نسائی کی مذکورہ بالا روایت (۴۰۳۷) کی سند سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن عبدالاعلیٰ یزید بن زریع سے اور وہ شعبہ سے بیان کرتے ہیں' یعنی یزید کا استاد شعبہ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استاد محمد بن مثنیٰ نے بھی عبد الأعلى عن شعبة بیان کیا ہے۔ یہ سند سنن نسائی (المجتبیٰ) میں اسی طرح ہے جبکہ سنن نسائی (الکبریٰ) میں "شعبہ" کے بجائے "سعید" ہے اور "سعید (بن ابی عروبہ)" ہی درست ہے جبکہ "شعبہ" تصحیف ہے۔ اس کی تائید صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود متفق علیہ روایت سے بھی ہوتی ہے کیونکہ ان میں "شعبہ" کے بجائے "سعید" ہی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' المغازي' باب قصة عكل و عرينة' حديث: ۴۱۹۲' و صحيح مسلم' القسامة والمحاربين' باب حكم المحاربين والمرتدين' حديث: ۱۶۷۱)

٤٠٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ:

۴۰۳۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ حرہ کے میدان میں اترے' پھر وہ

٤٠٣٨- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٠٣٩- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب ماجاء في المحاربة، ح: ٤٣٦٧، والترمذي، ح: ٧٢ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٩٧.

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُرَيْنَةَ نَزَلُوا بِالْحَرَّةِ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَكُونُوا فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَأَنْ يَّشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آثَارِهِمْ، فَجِيءَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ، وَأَلْقَاهُمْ فِي الْحَرَّةِ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكْدُمُ الْأَرْضَ بِفِيهِ عَطَشًا حَتّٰى مَاتُوا.

نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ انھوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو موافق نہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ صدقے کے اونٹوں میں رہیں اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں' پھر انھوں نے چرواہے کو قتل کیا' اسلام سے مرتد ہو گئے اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے۔ ان کو پکڑ لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے' ان کی آنکھوں کو پھوڑ دیا اور انھیں گرم پتھریلے میدان میں چھوڑ دیا۔ (حضرت انس نے فرمایا:) اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ وہ پیاس کی بنا پر زمین پر دانت مار رہے تھے حتی کہ اسی طرح مر گئے۔

فائدہ: ''دانت مار رہے تھے'' شاید یہ الفاظ پڑھ کر کسی کی ''حقوق انسانی کی حس'' جوش مارے کہ یہ انسانیت کی توہین ہے' لیکن کیا یہ معلوم ہے کہ ان کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبیٔ رحمت ﷺ نے ان کے ساتھ یہ سلوک عین قرآنی حکم کے مطابق' قصاص کے طور پر کیا تھا۔ انھوں نے بے گناہ چرواہے کی بڑی بے دردی سے جان لی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بڑے ڈاکو' مرتد اور احسان فراموش بھی تھے' پھر کسی چیز کی کسر باقی رہ گئی تھی؟ لہٰذا یہ مثلہ تھا نہ ان پر ظلم و تشدد ہی بلکہ ان کے کیے کرتے کا بدلہ تھا۔ جو امن عامہ کے قیام کے لیے ضروری ہوتا ہے' نیز شر پسند عناصر' ظلم و تعدی اور قتل و بغاوت کی روک تھام کے لیے امر لابدی ہوتا ہے۔ آج کے نام نہاد انسانیت کے خیر خواہوں کو ایسے سفاک مجرموں پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس قسم کے کردار کے حاملین قابل ترس ہوتے تو سب سے پہلے ان لوگوں پر نبیٔ رحمت ﷺ ترس کھاتے۔ جن فقہاء نے اس کو مثلہ قرار دے کر منسوخ کہا ہے انھیں رجم کی سزا کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیے۔ کیا رجم مثلہ کی اس مرفوع تفسیر کے تحت نہیں آتا؟ حالانکہ وہاں تو مجرم نے کسی بے گناہ کے ساتھ ایسا سلوک بھی نہیں کیا ہوتا۔ یقیناً ان لوگوں کا جرم زنا کے جرم سے بدرجہا زیادہ تھا۔

(المعجم ٩) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَلٰى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧) - ب

باب:٩- اس حدیث میں یحییٰ بن سعید پر طلحہ بن مصرف اور معاویہ بن صالح کے اختلاف کا ذکر

٤٠٤٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ أَعْرَابٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمُوا، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ حَتَّى اصْفَرَّتْ أَلْوَانُهُمْ وَعَظُمَتْ بُطُونُهُمْ، فَبَعَثَ بِهِمْ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِلَى لِقَاحٍ لَهُ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَحُّوا، فَقَتَلُوا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ، فَبَعَثَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ. قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِأَنَسٍ وَهُوَ يُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ: بِكُفْرٍ أَوْ بِذَنْبٍ؟ قَالَ: بِكُفْرٍ.

۴۰۴۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ بدو نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا' پھر انھیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی حتی کہ ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور پیٹ بڑھ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے ان کو اپنے اونٹوں میں بھیج دیا اور انھیں ان کے دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا حتی کہ وہ تندرست ہو گئے۔ بعد ازاں انھوں نے اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ انھیں لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرما رہے تھے تو امیر المومنین عبدالملک نے ان سے پوچھا کہ ان کے ساتھ یہ سلوک ان کے کفر کی وجہ سے کیا یا ان کے گناہ کی وجہ سے؟ فرمایا: کفر کی وجہ سے۔

فوائد و مسائل: ① ترجمۃ الباب میں جس اختلاف کا ذکر ہے اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ طلحہ بن مصرف نے یہ روایت بیان کی تو عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ کہا' یعنی اسے متصل اور موصول بیان کیا' جبکہ معاویہ بن صالح (اور یحییٰ بن ایوب) نے بیان کی تو عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ کہا' یعنی مرسل بیان کی۔ واللہ أعلم. ② ''کفر کی وجہ سے'' مقصود یہ ہے کہ انھوں نے کفر کا ارتکاب بھی کیا تھا ورنہ ہاتھ پاؤں کاٹنا اور آنکھوں میں سلائیاں پھیرنا کفر کی وجہ سے نہ تھا بلکہ قصاصاً تھا کیونکہ ارتداد کی سزا تو سادہ قتل ہے۔ ③ ''عبدالملک'' بنوامیہ کا ایک عالم بادشاہ جس نے بنوامیہ کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو سنبھالا دیا اور مضبوط حکومت کی اور اس کے بعد اس کی اولاد نے ڈٹ کر حکومت کی مگر اس کے علم کو اس کی حکومت نے دبا لیا۔ اور یہ دونوں شاذ و نادر ہی اکٹھے چلتے ہیں۔

٤٠٤٠_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٩٨.

٤٠٤١ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمُوا، ثُمَّ مَرِضُوا، فَبَعَثَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى لِقَاحٍ لِيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا، فَكَانُوا فِيهَا، ثُمَّ عَمَدُوا إِلَى الرَّاعِي غُلَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَتَلُوهُ وَاسْتَاقُوا اللِّقَاحَ، فَزَعَمُوا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! عَطِّشْ مَنْ عَطَّشَ آلَ مُحَمَّدٍ اللَّيْلَةَ». فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۴۱- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ کچھ عرب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا' پھر وہ بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اونٹوں میں بھیج دیا تا کہ وہ ان کے دودھ پئیں۔ وہ ان میں رہے' پھر انھوں نے منصوبہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کے غلام چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اس شخص کو پیاسا مار جس نے آل محمد کو رات پیاسا رکھ کے مارا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ وہ پکڑے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سختی کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ اور ان کی آنکھوں کو (گرم سلائیوں سے) پھوڑ دیا۔

وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: اِسْتَاقُوا إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ.

بعض استاد دوسروں سے زیادہ بیان کرتے ہیں' معاویہ نے اس حدیث میں کہا کہ وہ اونٹوں کو مشرکین کے علاقے کی طرف ہانک کر لے گئے۔

٤٠٤٢ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَغَارَ قَوْمٌ عَلَى لِقَاحِ رَسُولِ اللهِ

۴۰۴۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیوں کو لوٹ لیا تھا۔ آپ نے ان کو گرفتار کیا' پھر سختی کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں کو پھوڑ دیا۔

٤٠٤١ـ **[إسناده ضعيف لإرساله]** وهو في الكبرى، ح: ٣٤٩٩، والحديث صحيح بشواهده دون قوله: "اللهم عطش . . . الليلة".

٤٠٤٢ـ **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠٠.

ﷺ، فَأَخَذَهُمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

فائدہ: یہ روایت مندرجہ بالا واقعہ ہی کا اختصار ہے ورنہ آپ نے یہ سزا صرف اونٹنیاں لوٹنے پر نہ دی تھی۔ ویسے بالجبر ڈاکا ڈالنے والوں کے ایک سے زیادہ ہاتھ پاؤں کاٹے جا سکتے ہیں جیسا کہ محاربہ والی آیت میں ہے۔

٤٠٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ قَوْمًا أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَطَّعَ النَّبِيُّ ﷺ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

اَللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى.

۴۰۴۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹ لیں، چنانچہ انھیں (پکڑ کر) نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے سختی کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں کو (گرم سلائیوں سے) پھوڑ دیا۔

یہ الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں۔

فائدہ: امام نسائی ؒ نے یہ روایت دو استادوں محمد بن مثنیٰ اور محمد بن بشار (بندار) سے سنی ہے۔ الفاظ میں کچھ فرق ہے، مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔ یہ الفاظ استاد محمد بن مثنیٰ کے ہیں۔

٤٠٤٤- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ قَوْمًا أَغَارُوا عَلَى إِبِلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۴۴- حضرت ہشام کے والد (حضرت عروہ بن زبیر) سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لوٹ لیے تھے۔ آپ نے سختی کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

٤٠٤٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من حارب وسعى في الأرض فسادًا، ح: ٢٥٧٩ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠١.

٤٠٤٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠٢.

٤٠٤٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: - يَعْنِي - وَأَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ: أَغَارَ نَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ عَلَى لِقَاحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاسْتَاقُوهَا، وَقَتَلُوا غُلَامًا لَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آثَارِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۴۵- حضرت عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹ لیں اور انھیں ہانک لے گئے۔ اور آپ کے ایک غلام (چرواہے) کو بھی قتل کر دیا۔ آپ نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے چنانچہ وہ (قاتل) پکڑ لیے گئے۔ آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور آنکھیں پھوڑ دیں۔

٤٠٤٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: وَنَزَلَتْ فِيهِمْ آيَةُ الْمُحَارَبَةِ.

۴۰۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بھی یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمائی ہے۔ اس میں یہ لفظ بھی ہیں کہ ان کے بارے میں محاربہ والی آیت اتری۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن یہ روایت شواہد کی بنا پر حسن بن جاتی ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی شواہد کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک روایت کا حوالہ دیا ہے اور اس پر سنداً حسن ہونے کا حکم لگایا ہے نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائي للألباني، رقم: ۴۰۵۲، و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۱/۳۵۳، ۳۵۴) ② محاربہ والی آیت

٤٠٤٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٠٣.

٤٠٤٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب ما جاء في المحاربة، ح: ٤٣٦٩ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٠٤. * عبدالله بن عبيدالله لم يوثقه غير ابن حبان، ولأصل الحديث شواهد كثيرة، منها، ح: ٤٠٥١.

سے مراد وہی آیت ہے جو ان احادیث سے پہلے ذکر کی گئی ہے یعنی: ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اس سزا کا ذکر ہے جو عرینہ کے لوگوں کو دی گئی۔

٤٠٤٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَطَّعَ الَّذِينَ سَرَقُوا لِقَاحَهُ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّارِ عَاتَبَهُ اللهُ فِي ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ اَلْآيَةَ كُلَّهَا.

۴۰۴۷- حضرت ابوالزناد سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ہاتھ کاٹے جنھوں نے آپ کی دودھ والی اونٹنیاں چرائی تھیں اور ان کی آنکھیں آگ (پر گرم کی ہوئی سلائیوں) کے ساتھ پھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ پر اظہار ناراضی فرمایا اور یہ پوری آیت اتری: ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر اظہار ناراضی کے لیے نازل نہیں ہوئی بلکہ صحیح وہی ہے جو دوسری روایات میں ذکر ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں اس لیے پھوڑ دیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا' قصاصاً ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٠٤٨- أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْيُنَ أُولٰئِكَ، لِأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرِّعَاءِ.

۴۰۴۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی آنکھیں اس لیے پھوڑی تھیں کہ انھوں نے چرواہوں کی آنکھیں پھوڑی تھیں۔

فائدہ: ''چرواہوں'' ذکر کردہ بیس روایات میں سے ایک دو میں جمع کا لفظ آیا ہے۔ باقی تمام روایات میں

٤٠٤٧ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٠٥، وفيه علتان: الإرسال، وتدليس محمد بن عجلان، انظر، ح: ١٢٧١.

٤٠٤٨ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب حكم المحاربين والمرتدين، ح: ١٦٧١/ ١٤ عن الفضل بن سهل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٠٦.

ایک چرواہے کا ذکر ہے۔ یہی صحیح ہے۔ اختلاف کے وقت راجح دلائل کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ امام نسائی ؒ نے اس روایت کو بیس دفعہ ذکر فرمایا ہے تاکہ واقعے سے متعلق تمام تفصیلات کا علم ہو جائے اور کوئی بات اوجھل نہ رہے' نیز اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ بھی واضح ہو جائے۔ اگرچہ امام صاحب کا اصل مقصد سند کے اختلافات بیان کرنا ہوتا ہے جن کو جاننے کے لیے سند کا دقت سے جائزہ لینا پڑتا ہے۔ بعض راوی متصل بیان کرتے ہیں بعض منقطع وغیرہ۔ بعض ایک صحابی کا نام لیتے ہیں اور بعض دوسرے کا۔ حقیقت حال کا جائزہ لیتے ہوئے ترجیح وتقدیم کا فیصلہ ہوتا ہے۔

٤٠٤٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُودِ قَتَلَ جَارِيَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلٰى حُلِيٍّ لَهَا، وَأَلْقَاهَا فِي قَلِيبٍ، وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ، فَأُخِذَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُّرْجَمَ حَتّٰى يَمُوتَ.

۴۰۴۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی آدمی نے انصار کی ایک لڑکی کو اس کے زیورات لوٹنے کے لیے قتل کر دیا۔ اور اس کا سر پتھر سے کچل کر اسے ایک پرانے کنویں میں پھینک دیا۔ اس یہودی کو پکڑ کر لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے پتھر سے کچلا جائے حتی کہ وہ مر جائے۔

فوائد ومسائل: ① ترجمۃ الباب جس آیت کریمہ پر مشتمل ہے اس آیت میں ان لوگوں کے متعلق شریعت مطہرہ کا حکم بیان کیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کرتے ہیں' زمین میں شر وفساد پھیلاتے اور بغاوت کا ارتکاب کرتے ہیں' ڈاکے ڈالتے اور لوٹ مار کرتے ہیں۔ حدیث میں جس یہودی کی سزا کا ذکر ہے اس نے بھی فساد فی الارض کے جرم کا ارتکاب کیا۔ ایک معصوم جان کو ناحق قتل کر کے اس کا مال لوٹا وغیرہ' لہٰذا حدیث کی باب سے مناسبت بہت واضح اور صریح ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کو مجرم لوگوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا حق ہے' نیز یہ بھی کہ وہ نرمی اور میٹھے پن سے مجرموں سے حقیقت حال اور ان کے بھید معلوم کرے جیسا کہ نبی ﷺ نے پہلے اس لڑکی سے مجرم کے بارے میں معلوم کیا' پھر اسے پکڑوایا اور اس سے حقیقت واقعہ معلوم کی۔ ③ جب کوئی مجرم -بلا اکراہ- اپنے جرم کا اقرار کرے تو اس پر حد

٤٠٤٩ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره . . . الخ، ح:١٦٧٢/١٦ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٥٠٧.

لگانا حاکم پر واجب ہو جاتا ہے۔ ④ ایسا اشارہ جس کی مطلوب پر دلالت واضح ہو وہ قابل حجت ہے۔ ⑤ عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے، جمہور کا یہی مذہب ہے۔ ⑥ یہ روایت اس بات کی بھی تائید کرتی ہے کہ قاتل جس طریقے اور جس آلے سے مقتول کو قتل کرے، قاتل کو اسی طریقے سے قتل کیا جائے گا خصوصاً جبکہ وہ سفا کانہ طریقے سے قتل کرے۔ لفظ قصاص کا تقاضا بھی یہی ہے۔ جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ قصاص صرف تلوار سے لیا جائے ان کی بات درست نہیں کیونکہ اس مفہوم کی کوئی بھی روایت صحیح نہیں جیسا کہ اس کی بابت حدیث: ۴۰۲۹ کے فوائد میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

٤٠٥٠ - **أَخْبَرَنَا** يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ جَارِيَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا، ثُمَّ أَلْقَاهَا فِي قَلِيبٍ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ.

۴۰۵۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے انصار کی ایک لڑکی کو اس کے زیورات کی خاطر قتل کر دیا، پھر اسے پرانے کنویں میں پھینک دیا۔ (دراصل) اس نے اس کا سر پتھر سے کچل دیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اسے پتھر کے ساتھ کچلا جائے حتی کہ وہ مر جائے۔

فائدہ: اصل واقعہ یوں ہے کہ اس یہودی نے بچی کا سر کچل کر اس کے زیورات اتار لیے اور اسے ایک کنویں میں پھینک دیا اور سمجھا کہ وہ مر چکی ہے لیکن اس میں ابھی کچھ جان باقی تھی۔ بچی کو آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے چند مشکوک افراد کے نام لے کر بچی سے پوچھا کہ کیا ان میں سے کسی نے اسے قتل کیا ہے؟ بچی ہر نام پر نفی میں سر ہلاتی رہی (کیونکہ وہ بول نہ سکتی تھی) حتی کہ جب اس یہودی کا نام لیا گیا تو بچی نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس یہودی کو پکڑ کر تفتیش کی گئی تو وہ مان گیا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ اتنے میں بچی فوت ہوگئی تو آپ نے حکم دیا کہ اس کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کچلا جائے۔ یہاں تک کہ مر جائے۔ اس حدیث میں اسے رجم کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے کیونکہ رجم بھی پتھروں سے ہوتا ہے۔

٤٠٥١ - **أَخْبَرَنَا** زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي

۴۰۵۱ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آیت مبارکہ: ﴿إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ

٤٠٥٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠٨.

٤٠٥١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب ماجاء في المحاربة، ح: ٤٣٧٢ من حديث علي بن حسين به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠٩.

عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ اَلْآيَةَ، قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْمُشْرِكِينَ، فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَبِيلٌ، وَلَيْسَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ، فَمَنْ قَتَلَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ وَحَارَبَ اللهَ وَرَسُولَهُ ثُمَّ لَحِقَ بِالْكُفَّارِ قَبْلَ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ، لَمْ يَمْنَعْهُ ذٰلِكَ أَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ الَّذِي أَصَابَ.

رَسُولَهٗ ......الخ﴾ مشرکین کے بارے میں اتری ہے۔ ان میں سے اگر کوئی شخص پکڑے جانے سے پہلے پہلے توبہ کر لے تو اس پر سزا نافذ کرنے کی اجازت نہیں' لیکن یہ آیت مسلمان شخص کے لیے نہیں ہے' لہٰذا اگر کوئی مسلمان کسی کو قتل کر دے یا زمین میں فساد کرے (ڈاکا ڈالے یا بغاوت کرے) یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ سے جنگ کرے (مرتد ہو جائے) پھر وہ کافروں سے جا ملے اور اسے پکڑا نہ جا سکے تو یہ چیز اس پر متعلقہ حد قائم کرنے سے مانع نہ ہوگی۔

فائدہ: آیت محاربہ کے آخر میں یہ لفظ ہیں: ''مگر جو لوگ پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لیں تو تم جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔'' اس سے کوئی شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ مندرجہ بالا جرائم کرنے کے بعد گرفت میں آنے سے پہلے وہ توبہ کر لے تو اسے معافی مل جائے گی' حالانکہ یہ بات مطلقاً صحیح نہیں کیونکہ ڈاکا زنی' آبروریزی اور قتل جیسے گناہ توبہ سے معاف نہیں ہو سکتے۔ صرف ارتداد سے توبہ ہو سکتی ہے' اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت فرمائی کہ اس قسم کی معافی اس کافر کے لیے ہے جو ان جرائم کے بعد اسلام قبول کر لے کیونکہ اسلام پہلے جرائم کو ختم کر دیتا ہے' مگر اسلام کی حالت میں کوئی شخص ان جرائم کا ارتکاب کرے تو اسے توبہ کے نام پر معافی نہیں مل سکتی۔ صرف مرتد اگر نادم ہو کر توبہ کرے اور دوبارہ اسلام قبول کر لے تو اسے ارتداد کی سزا معاف کر دی جائے گی کیونکہ یہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتی ہے جبکہ دیگر جرائم تو حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ وہ توبہ سے معاف نہ ہو سکیں گے۔

(المعجم ١٠) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْمُثْلَةِ (التحفة ٨)

باب: ۱۰- مثلہ کرنے کی ممانعت کا بیان

٤٠٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

۴۰۵۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

٤٠٥٢- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٠، وأخرجه البخاري، المغازي، باب قصة عكل وعرينة، ح: ٤١٩٢ من حديث قتادة به مرسلاً بلاغًا. وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٢٦٦٧، وأحمد: ٥/ ١٢، ٢٠ وغيرهما.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحُثُّ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ.

ﷺ اپنے خطبے میں صدقہ کرنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مثلہ سے مراد مقتول کے اعضاء (کان، ناک، شرم گاہ وغیرہ) کاٹنا ہے تاکہ لاش کی تذلیل کی جائے۔ جنگوں میں اس کا عام رواج تھا۔ کفار اس کو فخر سے کرتے تھے۔ اسلام ایک سنجیدہ دین ہے، اس لیے آپ نے جنگوں میں بھی اور دشمنوں کے ساتھ بھی مثلہ سے روک دیا، البتہ اگر کسی قاتل نے اپنے مقتول کے ساتھ قتل سے پہلے یا بعد میں ایسا سلوک کیا ہو تو اس کے ساتھ بھی وہی سلوک اسی طرح کیا جائے گا تاکہ قصاص کا حق ادا ہو اور اس فعل کی حوصلہ شکنی ہو۔ ② بعض لوگوں نے مثلہ کرنے کی ممانعت والی حدیث کی وجہ سے حدیث عرنیین کو منسوخ کہا ہے۔ امام نسائی ؒ کی تبویب سے ظاہراً یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے سابقہ ترجمۃ الباب کے بعد النهي عن المثلة کا باب باندھا ہے۔ اس سے یوں لگتا ہے گویا کہ انھی لوگوں کی رائے کو ترجیح دی گئی ہے لیکن یہ بات درست نہیں جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے، بلکہ راجح بات یہ ہے کہ حدیث عرنیین منسوخ نہیں کیونکہ عرنیین کا مثلہ رسول اللہ ﷺ نے ہرگز ہرگز نہیں کیا تھا، ان کے ساتھ جو کچھ بھی کیا گیا وہ بطور قصاص ہی تھا۔ چونکہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کے ساتھ اسی طرح کیا تھا، اس لیے قصاصاً ان کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا۔ حضرت انس ؓ سے مروی، سنن نسائی کی حدیث: ۴۰۴۸ اور حضرت انس ؓ سے مروی صحیح مسلم کی حدیث: ۱۶۷۱ میں یہ صراحت موجود ہے کہ [إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ أَعْيُنَ أُولٰئِكَ، لِأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرِّعَاءِ] "نبی ﷺ نے ان لوگوں کی آنکھیں محض اس لیے پھوڑیں کہ انھوں نے چرواہوں کی آنکھیں پھوڑی تھیں۔" یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام نسائی ؒ نے قبیلۂ عکل اور عرینہ کے لوگوں اور یہودی کی سزا والی احادیث کے بعد یہ روایت یہ اشارہ کرنے کے لیے ہی ذکر کی ہو کہ مندرجہ بالا احادیث اس حدیث کے خلاف نہیں ورنہ صحابہ ضرور تنبیہ فرماتے خصوصاً جبکہ ان تینوں قسم کی احادیث، یعنی حدیث عرنیین، انصاری لڑکی کے قصاص میں یہودی کو قتل کرنے اور مثلہ کرنے کی ممانعت والی حدیث کے راوی حضرت انس ؓ ہیں۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ۴۰۳۹)

(المعجم ۱۱) - اَلصُّلْبُ (التحفة ۹)　　باب: ۱۱- سولی پر لٹکانے کا بیان

٤٠٥٣- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ

۴۰۵۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

٤٠٥٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن ارتد، ح: ٤٣٥٣ من حديث إبراهيم بن ◀◀

الدُّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: زَانٍ مُحْصَنٌ يُرْجَمُ، أَوْ رَجُلٌ قَتَلَ رَجُلًا مُتَعَمِّدًا فَيُقْتَلُ، أَوْ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ يُحَارِبُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ فَيُقْتَلُ أَوْ يُصْلَبُ أَوْ يُنْفٰى مِنَ الْأَرْضِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان شخص کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین جرائم میں سے کسی ایک جرم کی بنا پر: شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے گا۔ یا جو شخص کسی دوسرے شخص کو جان بوجھ کر قتل کر دے' اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ یا جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول سے جنگ کرے اسے بھی قتل کیا جائے گا یا سولی پر لٹکایا جائے گا یا اسے جلاوطن کیا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے۔ ② معلوم ہوا ڈاکو' باغی اور مرتد کے سلسلے میں حاکم کو مندرجہ بالا سزاؤں میں سے کسی ایک کا اختیار ہے' یعنی وہ جرم کی مناسبت سے سزا کم و بیش کر سکتا ہے۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ١٢) - اَلْعَبْدُ يَأْبِقُ إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَرِيرٍ فِي ذٰلِكَ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ (التحفة ١٠)

باب: ١٢- (مسلمانوں کا) غلام مشرکوں کے علاقے میں بھاگ جائے تو؟ نیز شعبی سے مروی' جریر کی حدیث میں ناقلینِ حدیث کے الفاظ کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: ترجمۃ الباب میں مذکور اختلاف دو طرح کا ہے۔ رواۃ حدیث کے مابین واقع ہونے والے ایک اختلاف کا تعلق تو الفاظ حدیث' یعنی متن سے ہے۔ اس باب کے تحت مذکور احادیث کے متن پر غور کرنے سے ہی الفاظ کا اختلاف واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے' جبکہ دوسرے اختلاف کا تعلق سند سے ہے۔ اور وہ اس طرح کہ بعض راوی اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے ہیں اور بعض موقوف۔ لیکن اس حدیث کا مرفوع ہونا ہی راجح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں اس کی صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الإیمان' باب تسمیة العبد الآبق کافرًا' حدیث: ٦٨، ٦٩، ٧٠)

◀◀ طهمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥١١، وسيأتي، ح: ٤٧٤٧.

٤٠٥٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ حَتَّى يَرْجِعَ إِلٰى مَوَالِيهِ».

۴۰۵۴- حضرت جریر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام بلا اجازت بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی حتی کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس لوٹ آئے۔''

فوائد ومسائل: ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ اگر کوئی غلام بھاگ کر مشرکوں اور کافروں کے علاقے میں چلا جائے اور انھی سے مل جائے تو وہ محارب کے حکم میں ہوگا' چنانچہ اس کا حکم یہ ہے کہ جب وہ گرفت میں آ جائے تو اسے قتل کر دیا جائے جس طرح کہ حضرت جریر نے کیا تھا۔ باب مذکور کی دوسری حدیث میں اس واقعے کی صراحت موجود ہے۔ ② نماز قبول نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسے نماز کا ثواب نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل نہ ہوگی اگرچہ ویسے نماز کفایت کر جائے گی' یعنی اس کے ذمے سے نماز کا فریضہ ساقط ہو جائے گا اور اسے اس کی قضا نہیں دینی پڑے گی۔ کہا جاتا ہے: [القبول أخص من الإجزاء] ''کسی عمل کی قبولیت اس کے محض کفایت کرنے سے خاص ہے۔'' چونکہ کسی بھی نیک صالح عمل کی قبولیت اجر وثواب' اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضامندی کے حصول کا سبب ہوتی ہے جبکہ اجزا (کفایت) کا مطلب صرف یہ ہے کہ جو ذمہ داری فرض تھی اور جس چیز کا انسان مکلّف تھا وہ فرض اس سے ساقط ہو گیا ہے اور بس۔ مزید کوئی اجر وثواب یا اللہ تعالیٰ کا قرب ورضا اس سے حاصل نہیں ہوتا۔ جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر اسے چھوڑ کر کافروں اور مشرکوں کے علاقے میں چلا جائے تو اس طرح وہ اپنے مالک کا نقصان کرتا ہے' چنانچہ سزا کے طور پر اس کی نماز' باوجود ادا کرنے کے' بارگاہِ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔ البتہ اس کے ذمے جو فرض تھا وہ ساقط ہو جائے گا کیونکہ نماز کی ذاتی شرائط اس میں موجود ہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اس غلام کا مقصد صرف ادھر سے بھاگنا ہو' ان کافروں سے مل جانا مقصد نہ ہو۔ اگر اس غلام کا مقصد محض ادھر سے بھاگ کر ادھر جانا نہیں بلکہ ان کے دین کو ترجیح دینا اور پسند کرنا ہو تو پھر یہ غلام مرتد اور کافر ہو جائے گا۔ اب اگر بالفرض نماز پڑھے بھی سہی تو نہ وہ نماز صحیح ہوگی اور نہ قبول ہی ہوگی۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جن کے کر لینے سے' ادائیگی کے باوجود' فرائض قبول نہیں ہوتے۔ ④ کفر وشرک پر راضی اور خوش ہونا بھی کفر ہے۔

٤٠٥٤ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب تسمية العبد الآبق كافرًا، ح:٦٨ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح:٣٥١٢.

٤٠٥٥ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: كَانَ جَرِيرٌ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ، وَإِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا». وَأَبَقَ غُلَامٌ لِجَرِيرٍ فَأَخَذَهُ فَضَرَبَ عُنُقَهُ.

۴۰۵۵-حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا:) ''جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر وہ مرجائے تو کفر کی حالت میں مرے گا۔'' حضرت جریر کا ایک غلام بھاگ گیا تھا۔ وہ ان کی گرفت میں آیا تو انھوں نے اس کی گردن اتار دی۔

فائدہ: یہاں ایک خاص صورت کا ذکر ہے کہ جب غلام بھاگ کر کفار کے پاس چلا جائے جیسا کہ باب کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے۔ اس صورت میں وہ یا تو مرتد ہوگا یا کم از کم باغی۔ پہلی صورت میں وہ وجوباً اور دوسری صورت میں جوازاً قتل کیا جائے گا۔ کافروں سے جاملنا بھی کافر بننے کے لیے ہی ہے۔ تبھی فرمایا کہ اگر وہ اس حال میں مرگیا تو کافر مرے گا۔ چاہے وہ علانیہ مرتد نہ ہی ہوا ہو۔ آئندہ احادیث کا مقصود یہی ہے۔

٤٠٥٦ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلٰى أَرْضِ الشِّرْكِ فَلَا ذِمَّةَ لَهُ».

۴۰۵۶-حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی غلام بھاگ کر مشرکین (اور کفار) کے علاقے میں چلا جائے تو اس کے لیے مسلمانوں کی امان اور پناہ نہیں رہتی (یعنی اسے قتل کیا جاسکتا ہے)۔

(المعجم ١٣) - اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى أَبِي إِسْحَاقَ (التحفة ١٠) - أ

باب:۱۳-ابواسحٰق (کی روایت) پر (راویوں کے) اختلاف کا بیان

٤٠٥٧ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي

۴۰۵۷- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام بھاگ کر مشرکین

٤٠٥٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥١٣، وانظر الحديث السابق. * مغيرة بن مقسم عنعن، وللحديث شواهد.

٤٠٥٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥١٤.

٤٠٥٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن ارتد، ح: ٤٣٦٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥١٥، وللحديث شواهد.

إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ».

کے علاقے میں چلا جائے تو اس کا خون بہانا جائز ہو جاتا ہے۔"

٤٠٥٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ».

۴۰۵۸-حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی غلام بھاگ کر کفار کے علاقے میں چلا جائے تو اس کا خون بہانا حلال ہو جاتا ہے۔"

٤٠٥٩- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: «أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ».

۴۰۵۹-حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو غلام بھاگ کر کافروں کے علاقے میں چلا جائے۔ اس کا خون حلال ہو جاتا ہے۔

٤٠٦٠- أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: «أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ».

۴۰۶۰-حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو غلام بھاگ کر مشرکوں کے علاقے میں چلا جائے، اس کا خون بہانا جائز ہو جاتا ہے۔

٤٠٦١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: «أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ مِنْ

۴۰۶۱-حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو غلام اپنے مالکوں سے بھاگ کر دشمنانِ اسلام سے جا ملے، اس نے اپنا خون (مسلمانوں کے لیے) حلال کر دیا۔

٤٠٥٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٦.

٤٠٥٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٥٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٧.

٤٠٦٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٥٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٨.

٤٠٦١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٥٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٩. * عامر هو الشعبي.

مَوَالِيهِ وَلَحِقَ بِالْعَدُوِّ، فَقَدْ أَحَلَّ بِنَفْسِهِ».

(المعجم ١٤) - اَلْحُكْمُ فِي الْمُرْتَدِّ (التحفة ١١)

باب:١٤- مرتد کا حکم

٤٠٦٢- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ، أَوْ قَتَلَ عَمْدًا فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ، أَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ».

۴۰۶۲- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کسی مسلمان شخص کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین جرائم میں سے کسی ایک کی بنا پر: جو شخص شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے اس پر رجم کی سزا ہے۔ جو شخص کسی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کر دے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔“

فوائد ومسائل: ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مطابقت بالکل واضح ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ ② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات ان بلوائیوں سے فرمائی تھی جنھوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا اور بالآخر ان لوگوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ ③ مرتد اپنے ارتداد پر قائم رہے تو اتفاق ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے خلاف جنگ لڑی اور انھیں بلا دریغ قتل کیا۔ کسی صحابی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ گویا صحابہ کا اس سزا پر اجماع ہے۔ البتہ مرتد اسے کہا جائے گا جو صراحتاً جان بوجھ کر کفریہ اعمال کا ارتکاب کرے یا اسلام چھوڑنے کا اعلان کر دے یا کافروں سے مل جائے یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دے وغیرہ۔ اسلامی مذاہب کے باہمی فقہی اختلافات کی بنا پر کسی کو مرتد نہیں کہا جائے گا جب تک وہ اصول دین پر قائم ہے۔

٤٠٦٣- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِهَابٍ قَالَ:

۴۰۶۳- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی

٤٠٦٢- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٦٣ عن إسحاق بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٠، وللحديث شواهد.

٤٠٦٣- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢١، ومصنف عبدالرزاق: ١٠/ ١٦٧، ح: ١٨٧٠٢، وللحديث شواهد كثيرة. * أبوالنضر هو سالم، وتلميذه: عبدالملك بن عبدالعزيز بن جريج.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا بِثَلَاثٍ: أَنْ يَّزْنِيَ بَعْدَ مَا أُحْصِنَ، أَوْ يَقْتُلَ إِنْسَانًا فَيُقْتَلُ، أَوْ يَكْفُرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ فَيُقْتَلُ».

ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تین جرائم کے بغیر کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں: وہ شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے یا کسی انسان کو قتل کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ یا مسلمان ہونے کے بعد کافر بن جائے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔''

٤٠٦٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا دین بدلے (اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اختیار کر لے) اسے قتل کر دو۔''

فوائد و مسائل: ① دین سے مراد دین حق، یعنی اسلام ہے۔ یہ سزا صرف اس شخص کے لیے ہے جو اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ کافر ہو جائے۔ مرتد بھی صرف اسی شخص کو کہا جائے گا کیونکہ آپ کا خطاب مسلمانوں سے متعلق ہے۔ ② دین اسلام سے منحرف ہو کر دوسرا دین اختیار کر لینے پر قتل کیے جانے کا حکم مرد و عورت سب کو شامل ہے۔ احناف مرتد عورت کے قتل کے قائل نہیں الا یہ کہ وہ اس درجے کی ہو کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکے۔ گویا ان کے نزدیک قتل ارتداد کی سزا نہیں بلکہ محاربہ کی سزا ہے حالانکہ حدیث میں دین تبدیل کرنے کی سزا بیان کی گئی ہے نہ کہ محاربہ کی۔

٤٠٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ نَاسًا ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ

۴۰۶۵- حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں آگ میں جلا دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر میں سزا دیتا تو میں انھیں آگ میں نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ

٤٠٦٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب: لا يعذب بعذاب الله، ح: ٣٠١٧ من حديث أيوب السختياني به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٢.

٤٠٦٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٣. * أبوهشام هو المخزومي، ومحمد بن عبدالله هو المخرمي.

فَحَرَّقَهُمْ عَلِيٌّ بِالنَّارِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ أَحَدًا» وَلَوْ كُنْتُ أَنَا لَقَتَلْتُهُمْ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

نے فرمایا ہے: ''تم کسی کو اللہ والا عذاب نہ دو۔'' اگر میں انھیں سزا دیتا تو انھیں صرف قتل ہی کر دیتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو شخص اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

فائدہ: اللہ والے عذاب سے مراد آگ میں جلانا ہے۔ یہ عذاب صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کسی حیوان کو بھی آگ میں جلایا نہیں جا سکتا۔

٤٠٦٦- **أَخْبَرَنَا** مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۶- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

٤٠٦٧- **أَخْبَرَنِي** هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۷- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

٤٠٦٦ـ **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٣٥٢٤. * إسماعيل هو ابن علية، ومحمد بن بكر ثقة، وثقه الجمهور، وحديثه حسن لذاته، وتابعه أبوقرة موسى بن طارق عن ابن جريج، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦/ ٣٢٣، ح: ٤٤٥٩.

٤٠٦٧ـ **[صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٣٥٢٥، وانظر، ح: ٤٠٦٥.

٤٠٦٨ - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۸- حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (مسلمان ہونے کے بعد) اپنا دین بدل لے اُسے قتل کر دو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ عَبَّادٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث عباد کی حدیث سے زیادہ درست ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ سعيد عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس والی محمد بن بشر کی روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن یہ عباد بن عوام کی سعيد عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس کی موصول روایت کے مقابلے میں زیادہ صحیح اور درست ہے' اس لیے کہ محمد بن بشر خود عباد بن عوام سے احفظ (زیادہ حافظ) ہے۔ عباد بن عوام بھی اگرچہ ثقہ راوی ہے لیکن اس کی سعید بن ابی عروبہ سے مروی روایت میں اضطراب ہوتا ہے۔ عباد کی مذکورہ روایت موصولاً بھی صحیح ہے جیسا کہ دوسری صحیح اسانید سے موصولاً یہ روایت مروی ہے' تاہم امام احمد رحمہ اللہ کا قول یہی ہے کہ عباد' سعید بن ابی عروبہ سے مضطرب الحدیث ہے۔ واللہ أعلم.

٤٠٦٩ - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

٤٠٧٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عَلِيًّا أُتِيَ بِنَاسٍ مِّنَ الزُّطِّ يَعْبُدُونَ وَثَنًا فَأَحْرَقَهُمْ.

۴۰۷۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ سوڈانی (یا ہندوستانی) لوگ لائے گئے جنھوں نے (اسلام لانے کے بعد) ایک بت کی پوجا شروع کر دی تھی۔ آپ نے انھیں آگ میں جلا دیا۔

٤٠٦٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٦.

٤٠٦٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٢٢ عن عبدالصمد بن عبدالوارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٧. * هشام هو ابن أبي عبدالله الدستوائي.

٤٠٧٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد عن عبدالصمد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٨.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ''جو مسلمان اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

٤٠٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنِي حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ ابْنُ خَالِدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، ثُمَّ أَرْسَلَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ إِلَيْكُمْ ﷺ، فَأَلْقَى لَهُ أَبُو مُوسٰى وِسَادَةً: لِيَجْلِسَ عَلَيْهَا، فَأُتِيَ بِرَجُلٍ، كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ كَفَرَ، فَقَالَ مُعَاذٌ: لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ، قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَلَمَّا قُتِلَ قَعَدَ.

۴۰۷۱- حضرت ابوبردہ اپنے والد محترم (حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ) سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا۔ پھر اس کے بعد حضرت معاذ بن جبل ؓ کو بھیجا۔ جب وہ آئے تو کہنے لگے: اے لوگو! میں تمھاری طرف رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے ان کے لیے تکیہ یا گدا رکھا تا کہ وہ اس پر بیٹھیں۔ اتنے میں ایک آدمی لایا گیا جو پہلے یہودی تھا' پھر مسلمان ہو گیا' پھر کافر بن گیا۔ حضرت معاذ ؓ نے فرمایا: میں نہیں بیٹھوں گا حتی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔ تین مرتبہ فرمایا' پھر جب اسے قتل کر دیا گیا تو آپ بیٹھے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت بالکل واضح ہے کہ مرتد اگر اپنے ارتداد سے توبہ نہ کرے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنا تعارف کرا سکتا ہے' چاہے وہ صاحب مرتبہ ہو یا کوئی عام آدمی ہو جیسا کہ حضرت معاذ ؓ نے اہل یمن کو اپنا تعارف کرایا۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علماء' امراء اور مسلمان بھائی ایک دوسرے کی زیارت کے لیے جا سکتے ہیں۔ ④ اکرام ضیف' یعنی مہمان کی عزت افزائی کرنے پر بھی یہ حدیث دلالت کرتی ہے' جس طرح کہ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے معزز مہمان حضرت معاذ ؓ کے لیے تکیہ یا گدا وغیرہ بچھایا تھا۔ ⑤ حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی منکر اور غیر شرعی کام کے انکار میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ⑥ جس شخص پر' اس کے کسی جرم کی وجہ سے' حد واجب ہو چکی ہو اس پر حد قائم کرنا ضروری ہے۔ ⑦ یہ حدیث دلیل ہے کہ شرعی حد کی تنفیذ' حاکم وقت کی

٤٠٧١ـ أخرجه البخاري، ح: ٦٩٢٣، ٧١٥٧، ومسلم، ح: ١٧٣٣/ ١٥ قبل ح: ١٨٢٥ من حديث قرة بن خالد به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٩.

شرعی ذمہ داری ہے، اس میں سستی، غفلت اور اپنی صوابدید پر معافی دینا درست نہیں۔ واللّٰہ أعلم.

٤٠٧٢- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ قَالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلنَّاسَ، إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ: «اُقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ» عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ خَطَلٍ وَمِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَأَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّارًا وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ، وَأَمَّا مِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ، وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ: أَخْلِصُوا فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هٰهُنَا، فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللهِ! لَئِنْ لَّمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ، لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اَللّٰهُمَّ! إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ

۴۰۷۲- حضرت مصعب بن سعد اپنے والد محترم (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) سے بیان فرماتے ہیں: جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا، رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم ان کو کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکا ہوا پاؤ، تب بھی قتل کر دو۔'' (وہ چار مرد یہ تھے:) عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبداللہ بن خطل کعبے کے پردوں سے لٹکا ہوا پایا گیا۔ حضرت سعید بن حریث اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اس کی طرف لپکے۔ سعید عمار سے پہلے پہنچ گئے کیونکہ وہ عمار کی نسبت جوان تھے۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پکڑ لیا اور قتل کر دیا۔ عکرمہ بھاگ کر سمندر میں کشتی پر سوار ہو گیا۔ بہت تیز ہوا چل پڑی۔ (کشتی طوفان میں پھنس گئی۔) کشتی والے کہنے لگے: اب خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو کیونکہ تمھارے معبود (بت وغیرہ) یہاں (طوفان میں) تمھیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ عکرمہ نے کہا: اگر سمندر میں خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے علاوہ نجات نہیں تو خشکی میں بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکارے بغیر نجات نہیں مل سکتی۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے اس مصیبت سے، جس

٤٠٧٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب قتل الأسير ولا يعرض عليه الإسلام، ح: ٢٦٨٣، ٤٣٥٩ من حديث أحمد بن مفضل به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٠. * أسباط هو ابن نصر.

آتِيَ مُحَمَّدًا ﷺ حَتّٰى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ فَلَأَ جِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا، فَجَاءَ فَأَسْلَمَ، وَأَمَّا عَبْدُ اللهِ [بْنُ سَعْدِ] بْنِ أَبِي سَرْحٍ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلنَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتّٰى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! بَايِعْ عَبْدَ اللهِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَأْبٰى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلٰى هٰذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلَهُ؟» فَقَالُوا: وَمَا يُدْرِينَا يَا رَسُولَ اللهِ! مَا فِي نَفْسِكَ؟ هَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ».

میں میں پھنس چکا ہوں، بچا لے تو میں ضرور حضرت محمد ﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں انھیں بہت زیادہ معاف کرنے والا اور احسان کرنے والا پاؤں گا۔ پھر وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ باقی رہا عبداللہ بن ابی سرح! تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو حضرت عثمان اسے لے کر آئے حتی کہ اسے بالکل آپ کے پاس کھڑا کر دیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیں۔ آپ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگے۔ تین بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہی گزارش کی۔ آپ ہر دفعہ (عملاً) انکار فرما رہے تھے۔ آخر تیسری بار کے بعد آپ نے بیعت لے لی، پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم میں کوئی سمجھ دار شخص نہیں تھا کہ جب تم دیکھ رہے تھے کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے ہاتھ روک رکھا ہے تو کوئی شخص اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا۔“ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ آنکھ سے ہلکا سا اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ”نبی کے لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بیت اللہ میں حدود قائم کی جا سکتی ہیں لیکن یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مساجد میں حدود قائم کرنے سے روکا ہے۔ (سنن أبي داود، حدیث: ۴۴۹۰) جب عام مساجد میں حدود قائم کرنا منع ہے تو بیت اللہ میں بالاولیٰ منع ہوگا، تاہم اگر کوئی مجرم وہاں چھپتا ہے تو اس کو وہاں سے نکال کر اس پر حد قائم کی جا سکتی ہے۔ جہاں تک ابن خطل کے قتل کا تعلق ہے تو اس کا جواز اسی وقت سے مقید ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بیت اللہ کو محدود وقت کے لیے میرے

لیے حلال کیا گیا تھا' البتہ حدود حرم کے اندر شرعی حد قائم کی جا سکتی ہے۔ ② توحید خالص' اللہ کی بارگاہ میں التجا اور عجز و نیاز کی وجہ سے دنیوی مصیبتیں بھی ٹل جاتی ہیں اور انسان مشکلات سے صحیح سلامت بچ نکلتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ خلق عظیم کے مالک تھے۔ ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ﴾ (القلم ۶۸:۴) مکارم اخلاق میں آپ درجۂ کمال پر فائز تھے۔ معاف کرنا' درگزر سے کام لینا' نیز اپنی باکمال شفقت و رحمت سے شاد کام کرنا' آپ کے ایسے عالی شان اور عمدہ فضائل و خصائل ہیں کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی ان کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ ابوجہل ملعون کے بیٹے' جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا اقرار اس کی واضح دلیل ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرے' اسے وہ بھلائی اور خیر مل کر ہی رہتی ہے۔ اللہ عزوجل کے ارادے کے مقابلے میں کسی کا ارادہ' خواہش اور چاہت پوری ہوتی ہے نہ رکاوٹ ہی بن سکتی ہے۔ ⑤ قرائن قویہ پائے جانے کی وجہ سے کسی بھی عمل کی گنجائش نکلتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا بیعت نہ لینا ایک قوی قرینہ تھا کہ اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی اس قرینے کو سمجھتے ہوئے عبداللہ بن سعد کو قتل کر دیتا تو جائز تھا۔ ⑥ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کمال درجے کے مؤدب رسول تھے کہ آپ کا صریح حکم نہ ملنے کی وجہ سے انھوں نے ایک بہت بڑے مجرم کو بھی قتل نہیں کیا۔ ⑦ انبیاء و رسل علیہم السلام انتہائی ارفع و اعلیٰ شان کے مالک ہوتے ہیں بخلاف ملوک و سلاطین' امراء و وزراء اور عوام الناس کے' کہ وہ خفیہ ذریعے' اشارے اور طریقے سے لوگوں کے ساتھ قطعاً کوئی معاملہ نہیں کرتے۔ ⑧ آنکھ وغیرہ سے مخفی اشارہ کرنے کو خیانت قرار دیا گیا ہے' لہٰذا کسی بھی دین دار اور اچھے انسان کے لیے یہ روا نہیں کیونکہ یہ بہت بڑا عیب ہے۔ ⑨ ''چار مرد' دو عورتیں'' دیگر روایات میں اور مرد و عورتوں کا بھی ذکر ہے' مثلاً: وحشی بن حرب اور مقصد وغیرہ' البتہ کسی اور مرد اور عورت کو قتل نہیں کیا گیا۔ ان چار مرد اور دو عورتوں میں سے بھی بعض کو معافی مل گئی۔ ⑩ ان چار مردوں میں سے تین عبداللہ بن خطل' مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن ابی سرح مسلمان ہو کر بعد میں مرتد ہو گئے تھے۔ عبداللہ بن ابی سرح دوبارہ مسلمان ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش پر ان کو معافی مل گئی۔ عبداللہ بن خطل اور مقیس بن صبابہ دونوں پر قتل کا جرم بھی ثابت تھا۔ دونوں نے ایک ایک مسلمان قتل کیا تھا اور بھاگ کر مکہ آ گئے اور مرتد ہو گئے تھے' لہٰذا ان کو قتل اور ارتداد کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ قتل کی وجہ سے ان کو معافی نہ مل سکتی تھی۔ البتہ عکرمہ بن ابی جہل کا کوئی ایسا جرم نہ تھا بلکہ ان کو اللہ کے دشمن ابوجہل کا بیٹا ہونے اور کفار قریش کا سردار ہونے کی وجہ سے قتل کا مستحق ٹھہرایا گیا۔ لیکن ان کی بیوی ام حکیم بنت حارث رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے امان حاصل کی اور ان کو یمن سے واپس لے آئیں اور وہ مسلمان ہو گئے اور خوب مسلمان ہوئے حتی کہ فی سبیل اللہ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ رضي الله عنه وأرضاه. ⑪ دو عورتیں عبداللہ بن خطل کی لونڈیاں تھیں جن کو اس نے مرتد ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور توہین کے لیے مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی توہین بھی سزائے موت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ مگر ایک لونڈی کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے اس کو معاف کر دیا گیا اور دوسری کو قتل کر دیا گیا۔ ⑫ ان مرد و عورت کے علاوہ

حویرث بن نقید کو بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو وتوہین کی سزا میں قتل کر دیا گیا۔ باقی سب مکہ والوں کو معافی مل گئی۔ ⑬ ''اس کی آنکھ خائن ہو'' آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے قتل کا حکم نہیں دے رہے تھے لیکن اگر کوئی قتل کر دیتا تو آپ روکتے بھی نہ کیونکہ اس کے قتل کا فرمان تو جاری ہو چکا تھا۔ اس بات کو کوئی سمجھ لیتا تو اسے قتل کر دیتا۔ آپ کے بیعت نہ لینے میں بھی اس طرف اشارہ تھا کہ قتل کا فرمان قائم ہے۔ آنکھ سے اشارۂ قتل آپ نہیں فرما سکتے تھے کیونکہ جو بات زبان سے نہیں کہہ رہے تھے' اسے آنکھ سے کہنا خیانت کی ذیل میں آ سکتا ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے چھپا کر قتل کا حکم دیتے۔ یہ نبی کی شان کے لائق نہ تھا۔ کوئی شخص خود سے نہیں اٹھا' لہٰذا آخر آپ نے بیعت لے لی۔ ﷺ۔ ⑭ ثابت ہوا مرتد توبہ کرے اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کرے تو اس کی سزا کی معافی حاکم وقت کا اختیار ہے۔

(المعجم ١٥) - تَوْبَةُ الْمُرْتَدِّ (التحفة ١٢)

٤٠٧٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ ثُمَّ تَنَدَّمَ، فَأَرْسَلَ إِلٰى قَوْمِهِ: سَلُوا لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ هَلْ لِّي مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَجَاءَ قَوْمُهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ فُلَانًا قَدْ نَدِمَ، وَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نَّسْأَلَكَ هَلْ لَّهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَنَزَلَتْ: ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [آل عمران: ٨٦] فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَسْلَمَ.

باب: ۱۵- مرتد کی توبہ (قبول ہو سکتی ہے)

۴۰۷۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی مسلمان ہو گیا' پھر مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا۔ بعد ازاں وہ شرمندہ ہوا تو اس نے اپنی قوم کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھو' کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس کی قوم کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ فلاں شخص نادم ہے اور اس نے ہمیں پیغام دیا ہے کہ ہم آپ سے پوچھیں' کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ چنانچہ یہ آیت اتری: ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ...... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جو اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے' جبکہ وہ گواہی دے چکے کہ بے شک رسول اللہ (ﷺ) برحق ہیں اور ان کے پاس واضح نشانیاں آ چکیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ ان لوگوں کی سزا یہی ہے

٤٠٧٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٧ من حديث داود بن أبي هند به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣١، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٢٨، والحاكم: ٢/ ١٤٢، ٤/ ٣٦٦، والذهبي.

کہ ان پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ اس (لعنت) میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے عذاب نہ تو ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت ہی دی جائے گی۔ مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی، بے شک اللہ تعالیٰ بہت درگزر اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔" پھر اسے پیغام بھیجا گیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت واضح ہے کہ مرتد کی توبہ قابل قبول ہے۔ (توبہ نہ کرنے کی صورت میں اس کی سزا قتل ہے۔) ② حدیث شریف سے بعض آیاتِ قرآنی کا سببِ نزول معلوم ہوتا ہے۔ ③ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ارتداد کی وجہ سے سابقہ تمام اعمالِ صالح باطل اور ضائع ہو جاتے ہیں۔ ④ خالص توبہ کرنے سے تمام برے اعمال اور کفریہ و شرکیہ عقائد مٹ جاتے ہیں، خواہ جس نوعیت ہی کے ہوں۔ ⑤ یہ حدیث شریف اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی، وافر فضل و کرم اور وسعتِ معافی پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ رب العزت سے عمداً اعراض کرتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے تو اسے بھی معافی مل جاتی ہے۔ واللہ أعلم.

٤٠٧٤- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي سُورَةِ النَّحْلِ: ﴿مَن كَفَرَ بِٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ إِيمَـٰنِهِۦٓ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ النحل: ١٠٦] فَنُسِخَ، وَاسْتَثْنٰى مِنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ

۴۰۷۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ نحل کی آیت: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ ......﴾ "جو شخص اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کرے، سوائے اس کے جس پر جبر کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا، لیکن جس نے کفر کے لیے اپنا سینہ کھول دیا (راضی خوشی کفر کیا) تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔" کے بارے میں فرمایا کہ پھر اسے منسوخ کر دیا گیا، یعنی اس سے یہ مستثنیٰ کر لیا گیا۔ ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

٤٠٧٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن ارتد، ح: ٤٣٥٨ من حديث علي بن حسين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٣٢.

لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَـٰهَدُوا وَصَبَرُوٓا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٠﴾﴾ [النحل : ١١٠] وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ الَّذِي كَانَ عَلٰى مِصْرَ، كَانَ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ، فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

هَاجَرُوا ......﴾ ''پھر تیرا رب ان لوگوں کو جنھوں نے آزمائش میں پڑنے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر کیا (ثابت قدم رہے) بے شک آپ کا رب ان (آزمائشوں) کے بعد (ان لوگوں کو) بہت معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' اس سے مراد عبداللہ بن سعد بن ابوسرح ہیں جو (بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں) مصر کے گورنر رہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے (وحی وخطوط وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ شیطان نے انھیں پھسلا دیا اور وہ کافروں سے جا ملے۔ فتح مکہ کے دن آپ نے ان کے قتل کا حکم جاری فرما دیا لیکن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے پناہ مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں پناہ دے دی (اور ان کا اسلام قبول کر لیا)۔

فوائد و مسائل: ① باب سے حدیث شریف کی مطابقت بالکل واضح ہے کہ مرتد کی توبہ بھی قبول ہے۔ ② آیات واحکام الٰہی کا نسخ شرعاً ثابت ہے اور اس مسئلے کی بابت اہل اسلام کا اجماع ہے کہ دین میں کئی احکام پہلے دیے گئے' بعد ازاں انھیں منسوخ کر دیا گیا۔ پھر کبھی تو ان سابقہ احکام کی مثل عطا فرمایا گیا اور کبھی ان سے بھی بہتر۔ ارشاد باری ہے: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا﴾ (البقرۃ ٢:١٠٦) ''جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں' اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں۔'' ③ تشریع و تنسیخ احکام میں محض اللہ عزوجل کی حکمت بالغہ کارفرما ہے۔ وہ ہر چیز کو خوب جانتا اور ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔ جب' اور جب تک وہ چاہتا ہے کسی چیز کی بابت اسے بجا لانے کا حکم فرماتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے اسے ختم فرما دیتا ہے۔ وہ ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ ہے۔ ④ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی کو زبردستی کفر کرنے پر مجبور کر دیا جائے جبکہ اس شخص کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو وہ شخص قابل مؤاخذہ نہیں۔ ⑤ اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ جب زبردستی کرائے جانے والے کفر پر گرفت نہیں تو جو...... کفریہ اعمال...... اس سے کم تر درجے کے ہیں' ان پر بطریق اولیٰ کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ بندوق کے زور پر یا کسی اور طریقے سے زبردستی کی جانے والی طلاق بھی نافذ نہیں ہوگی۔ ⑥ کسی بھی معاملے میں جائز سفارش' حاکم یا غیر حاکم کے پاس کی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابوسرح رضی اللہ عنہ کی سفارش رسول اللہ ﷺ سے کی تھی۔ ⑦ حاکم چاہے تو

کسی کی جائز سفارش قبول کر لے چاہے تو رد کر دے اسے اس کا اختیار ہے۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ کے ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عظیم مقام و مرتبہ بھی اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایک بہت بڑے مجرم کی بابت ان کی سفارش قبول فرمائی' حالانکہ قبل ازیں نبی ﷺ اسے قتل کرنے کا حکم صادر فرما چکے تھے اور حرم شریف کے اندر بھی اس کا خون بہانا جائز اور حلال ہو چکا تھا۔ وَلِلّٰهِ دَرُّهٗ. ⑨ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کمال درجے کے مہربان، شفیق انسان، تھے۔ مرتد ہو جانے والے انتہائی ایذا رساں شخص کو معاف کر دینا' آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا عجیب مظہر ہے۔ صلی اللّٰہ علیه وسلم - فداه أبي و أمي و عرضي. ⑩ اس بات پر اتفاق ہے کہ مرتد مرد اور مرتد عورت اگر توبہ کر لیں اور دوبارہ اسلام قبول کر لیں تو ان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت ارشاد فرمائی تھی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں تو انھیں بے دریغ قتل کر دیا جائے گا' مرد ہو یا عورت۔ احناف عورت کو ارتداد کی سزا میں قتل کرنے کے قائل نہیں مگر ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔

(المعجم ١٦) - اَلْحُكْمُ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ (التحفة ١٣)

باب:١٦- جو شخص نبیٔ اکرم ﷺ کو گالی دے' اس کے لیے کیا حکم ہے؟

٤٠٧٥- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْرَائِيلُ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ رَجُلًا أَعْمٰى فَانْتَهَيْتُ إِلٰى عِكْرِمَةَ فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمٰى كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ وَكَانَ لَهُ مِنْهَا ابْنَانِ، وَكَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيعَةَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَتَسُبُّهُ، فَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ذَكَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَوَقَعَتْ فِيهِ،

٤٠٧٥- حضرت عثمان شحام سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں ایک نابینا شخص کو لیے جا رہا تھا کہ میں حضرت عکرمہ کے پاس پہنچا تو وہ بیان فرمانے لگے کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک نابینا شخص تھا۔ اس کی ایک لونڈی تھی جس سے اس کے دو بیٹے بھی تھے لیکن وہ اکثر رسول اللہ ﷺ کی عیب جوئی کیا کرتی اور آپ کو گالیاں بکتی تھی۔ وہ (نابینا شخص) اسے ڈانٹتا تھا مگر وہ باز نہ آتی تھی' وہ اسے روکتا تھا مگر وہ رکتی نہ تھی۔ (وہ نابینا شخص کہتے ہیں:) ایک رات میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کا ذکر کیا تو اس نے آپ کو پھر برا بھلا کہنا شروع کر دیا تو میں صبر نہ کر

٤٠٧٥_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، ح: ٤٣٦١ من حديث عباد ابن موسى الختلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٣٣.

فَلَمْ أَصْبِرْ أَنْ قُمْتُ إِلَى الْمِغْوَلِ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا فَاتَّكَأْتُ عَلَيْهِ فَقَتَلْتُهَا، فَأَصْبَحَتْ قَتِيلًا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَجَمَعَ النَّاسَ وَقَالَ: أَنْشُدُ اللهَ! رَجُلًا لِي عَلَيْهِ حَقٌّ فَعَلَ مَا فَعَلَ إِلَّا قَامَ، فَأَقْبَلَ الْأَعْمٰى يَتَدَلْدَلُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ أُمَّ وَلَدِي وَكَانَتْ بِي لَطِيفَةً رَفِيقَةً، وَلِيَ مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَلٰكِنَّهَا كَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيعَةَ فِيكَ وَتَشْتُمُكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، فَلَمَّا كَانَتِ الْبَارِحَةَ ذَكَرْتُكَ فَوَقَعَتْ فِيكَ، فَقُمْتُ إِلَى الْمِغْوَلِ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، فَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ».

سکا۔ میں نے ایک خنجر پکڑا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر اوپر سے پورا بوجھ ڈال دیا اور اسے قتل کر دیا۔ صبح ہوئی تو اس کے قتل کا شور مچ گیا۔ نبی ﷺ سے بھی اس (کے قتل) کا تذکرہ کیا گیا' چنانچہ آپ نے سب لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا: ''میں اس شخص کو جس پر میرا حق ہے اور اس نے یہ کام کیا ہے' اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے۔'' چنانچہ وہ نابینا شخص لڑکھڑاتا ہوا آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے قتل کیا ہے۔ یہ میری لونڈی تھی اور میرے ساتھ بہت شفقت اور محبت کرنے والی تھی اور اس سے میرے موتیوں جیسے دو بیٹے بھی ہیں لیکن وہ اکثر آپ کی عیب جوئی کیا کرتی تھی اور آپ کو گالیاں بکتی تھی۔ میں اسے روکتا تھا' وہ رکتی نہ تھی۔ میں اسے ڈانٹتا تھا' وہ سمجھتی نہ تھی۔ گزشتہ رات میں نے آپ کا ذکر کیا تو وہ آپ کو برا بھلا کہنے لگی۔ (میں صبر نہ کر سکا۔) میں نے خنجر پکڑا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر پورا بوجھ ڈال دیا حتی کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! گواہ رہو کہ اس کا خون ضائع ہے۔ (اس کے قتل کا قصاص ہے نہ دیت)۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت بالکل صریح ہے کہ نبی ﷺ کو گالی بکنے والے کی سزا قتل ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اور نبی ﷺ کی پاکیزہ ذات کی بابت اس قسم کی زبان درازی کرنے سے ذمی شخص کا ذمہ اور مسلمان کا اسلام ختم ہو جاتا ہے۔ ③ اس حدیث سے معلوم ہوا نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والا واجب القتل ہے' خواہ مرد ہو یا عورت۔ وہ اگر مسلمان تھا تو گالی دینے سے کافر و مرتد بن گیا کیونکہ رسالت کی تصدیق نہ رہی' اور ایک مسلمان کے لیے توحید و رسالت کی تصدیق ضروری چیز ہے' لہٰذا اسے ارتداد والی سزا دی جائے گی۔ اور اگر وہ ذمی تھا تو آپ ﷺ کو گالی دینے سے اس کا ذمہ ختم ہو گیا کیونکہ اسلامی حکومت کے تحت کافروں کے لیے ذمہ اور پناہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے' اور آپ کو گالی دینا ذمہ سے دست بردار

ہونے کے مترادف ہے' اس لیے اس کا خون معصوم و محفوظ نہ رہا' چنانچہ اسے قتل کیا جائے گا۔ مذکورہ حدیث اس معنی میں صریح ہے۔ وہ لونڈی بھی کافر اور ذمی تھی' مسلمان نہ تھی۔ کعب بن اشرف کا قتل بھی اس مسئلے کی واضح دلیل ہے۔ الا یہ کہ وہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائے کیونکہ اسلام پہلے کے ہر گناہ کو ختم کر دیتا ہے۔ ائمۂ کرام میں سے صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ''ذمیوں کو اس جرم میں قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ ان کے دوسرے عقائد جو خالص کفر و شرک ہیں' ان کے خون کو مباح نہیں کرتے تو یہ جرم کیسے مباح کر دے گا؟'' حالانکہ ان کو اپنے عقائد و اعمال پر کاربند رہنے کی اجازت ہے مگر علانیہ نہیں۔ نبی ﷺ کو گالی بکنا کوئی مخفی چیز نہیں بلکہ یہ علانیہ ہوگا' نیز جس طرح انھیں یہ اجازت نہیں کہ کسی کو قتل کریں' اسی طرح ان کو یہ بھی اجازت نہیں کہ آپ ﷺ کو گالی دیں۔ آپ ﷺ کو گالی دینا یقیناً ایک مسلمان کو قتل کرنے سے بڑھ کر ہے۔ ان کا ذمی ہونا انھیں ہر من مانی کی اجازت نہیں دیتا۔ عام آدمی کو بھی گالی دینے کی اجازت نہیں چہ جائیکہ مسلمانوں کے جان و ایمان سے بڑھ کر محترم نبیٔ اکرم ﷺ کو (خاکم بدہن) گالی دینے کی اجازت ہو۔ ④ آفریں صد آفریں ہے اس نابینا صحابی کی ایمانی غیرت اور دینی حمیت پر کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ایسے ڈوبے ہوئے تھے جس کی مثال ناپید ہے۔ ہر چند وہ ظاہری بصارت سے محروم تھے' مگر اس کی تلافی ان کی بصیرت اور حب رسول کی معراج سے ہوگئی۔ اس غیور شخص نے اپنے معصوم بچوں کی ماں' اپنی کورچشمی کی لاٹھی اور جاں نثار رفیقۂ زندگی کو آپ کی گستاخی پر موت کے گھاٹ اُتار دیا' اس لیے کہ وہ اس کی متاعِ ایمان و دین کی غارتگر تھی۔ اس بے ادب لونڈی کا جرم اس قدر سنگین تھا کہ جس میں مداہنت کرنا اور چشم پوشی سے کام لینا مومن کی دینی غیرت و حمیت کے منافی اور اس کی شانِ اسلام کے خلاف ہے۔ ⑤ اس حدیث شریف سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اس قلبی الفت و محبت اور شعوری و بابصیرت عقیدت کی نشاندہی بھی ہوتی ہے کہ جس کے مقابلے میں وہ لوگ افرادِ مخلوق میں سے کسی قریبی سے قریبی عزیز اور تعلق دار کی محبت کو خاطر میں لاتے نہ کسی قسم کی مصلحت ہی کو آڑے آنے دیتے تھے۔ رضي الله تعالى عنهم أجمعين.

٤٠٧٦- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُدَامَةَ بْنِ عَنَزَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: أَغْلَظَ رَجُلٌ لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقُلْتُ: أَقْتُلُهُ

۴۰۷۶- حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بکواس بکا۔ میں نے کہا: میں اسے قتل کر دوں؟ انھوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کا حق نہیں۔

٤٠٧٦ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٤. وأخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، ح: ٤٣٦٣ من طريق آخر عن أبي برزة الأسلمي به.

فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: لَيْسَ هٰذَا لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

فوائد و مسائل: ① خلیفۂ بلافصل، یعنی خلیفۂ اوّل کے فرمان سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو گالی بکنے والا واجب القتل ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کو یا کسی مسلمان حکمران کو گالی دینے والا قتل کا مستحق نہیں کیونکہ نبی ﷺ کے فرمان کی رو سے وہ فاسق ہے، کافر نہیں۔ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ. اسے کوئی اور سزا دی جائے گی، مثلاً: قید، کوڑے، جلاوطنی وغیرہ۔ ③ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتہائی متحمل مزاج، باحوصلہ اور بہت زیادہ درگزر کرنے اور معاف کرنے والے انسان تھے۔ ④ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول کی محبت میں اس قدر سرشار تھے کہ ان کی ذات کے متعلق سوءِ ادبی کے مرتکب شخص کا سرتن سے جدا کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔

(المعجم ١٧) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ١٣)

باب:١٧- اس حدیث میں اعمش پر (اس کے شاگردوں کے) اختلاف کا بیان

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ جب ابومعاویہ یہ روایت اعمش سے بیان کرتے ہیں تو وہ عمرو بن مرہ اور ابوبرزہ کے درمیان سالم بن ابی جعد کا واسطہ بیان کرتے ہیں جبکہ یعلی بن عبید جب اعمش سے بیان کرتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان میں عبید ابوالبختری کا واسطہ بیان کرتے ہیں۔ یہ اختلاف حدیث کی صحت کو متاثر نہیں کرتا کیونکہ ممکن ہے اعمش نے دونوں سے سنا ہو۔ واللہ أعلم.

٤٠٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: تَغَيَّظَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ، فَقُلْتُ: مَنْ هُوَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ؟ قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَضْرِبَ عُنُقَهُ إِنْ أَمَرْتَنِي بِذٰلِكَ، قَالَ: أَفَكُنْتَ فَاعِلًا؟

٤٠٧٧- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک آدمی پر ناراض ہوئے (کیونکہ اس نے آپ کو گالی دی تھی)۔ میں نے کہا: اے خلیفۂ رسول! یہ کون شخص ہے؟ فرمایا: کیوں؟ میں نے کہا: تاکہ میں اس کی گردن اتار سکوں بشرطیکہ آپ مجھے حکم دیں۔ انھوں نے فرمایا: تو ایسے کر گزرے گا؟ میں نے کہا: ہاں۔ حضرت ابوبرزہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! جو

٤٠٧٧- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٥.

قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! لَأَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِي الَّتِي قُلْتُ غَضَبَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا كَانَ لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

بات میں نے کہی تھی اس کی عظمت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم کر دیا۔ پھر انھوں نے فرمایا: یہ حق رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کو حاصل نہیں۔

٤٠٧٨- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: مَرَرْتُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَتَغَيَّظُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ! مَنْ هٰذَا الَّذِي تَغَيَّظُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: وَلِمَ تَسْأَلُ عَنْهُ؟ قُلْتُ: أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ: فَوَاللّٰهِ! لَأَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِي غَضَبَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۴۰۷۸- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی آدمی پر غصے ہو رہے تھے۔ میں نے عرض کی: اے خلیفۂ رسول اللہ! یہ کون شخص ہے جس پر آپ اس قدر ناراض ہو رہے ہیں؟ فرمانے لگے: تم اس بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے کہا: میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبرزہ نے کہا: اللہ کی قسم! میری اس بات نے ان کا غصہ ختم کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ حضرت محمد ﷺ کے بعد (آپ کے علاوہ) کسی کا حق نہیں۔

٤٠٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: تَغَيَّظَ أَبُو بَكْرٍ عَلٰى رَجُلٍ فَقَالَ: لَوْ أَمَرْتَنِي لَفَعَلْتُ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۴۰۷۹- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی آدمی پر بہت ناراض ہوئے۔ میں نے کہا: اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں کر گزروں (اسے قتل کر دوں)۔ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں۔

فائدہ: ''یہ حق حاصل نہیں'' کہ اس کے کہنے سے کسی کو قتل کر دیا جائے' بغیر تحقیق کے کہ وہ قتل کا مستحق ہے یا نہیں۔ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی شان ہے کہ آپ جو بھی فرمائیں' اس پر بلا تحقیق عمل کیا جائے گا۔ دوسرے ہر شخص کی بات کی تحقیق کی جائے گی۔ صحیح ہو تو عمل کیا جائے گا ورنہ چھوڑ دیا جائے گا' خواہ وہ خلیفہ اور حاکم ہو یا

٤٠٧٨- [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٣٦.

٤٠٧٩- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٣٧.

کوئی کمانڈر۔ دوسرے معنی پیچھے گزر چکے ہیں کہ صرف رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے کی سزا قتل ہے کسی اور کا یہ مرتبہ نہیں خواہ وہ صحابی ہی ہو۔

٤٠٨٠- أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: غَضِبَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، قُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ! وَاللهِ! لَئِنْ أَمَرْتَنِي لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ، فَكَأَنَّمَا صُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ بَارِدٌ، فَذَهَبَ غَضَبُهُ عَنِ الرَّجُلِ، قَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ أَبَا بَرْزَةَ! وَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۰۸۰- حضرت ابو برزہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ ایک آدمی پر بہت زیادہ ناراض ہوئے حتی کہ ان کا رنگ بدل گیا۔ میں نے عرض کی: اے خلیفۂ رسول اللہ! اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ (میری اس بات سے) گویا ان پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا گیا' چنانچہ اس شخص پر سے ان کا غصہ ختم ہو گیا۔ اور فرمانے لگے: اے ابو برزہ! تیری ماں تجھے گم پائے! رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کا یہ مرتبہ اور حق نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ أَبُو نَصْرٍ وَاسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، خَالَفَهُ شُعْبَةُ.

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ درست ابونصر ہے اور اس (ابونصر) کا نام حمید بن ہلال ہے۔ شعبہ نے زید بن ابوانیسہ کی مخالفت کی ہے (یعنی عمرو بن مرہ سے اس کی روایت میں مخالفت کی ہے)۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ عمرو بن مرہ سے مذکورہ حدیث زید نے بیان کی تو عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ کہا۔ لیکن عمرو بن مرہ سے یہی روایت امام شعبہ نے بیان کی تو فرمایا: عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَصْرٍ، یعنی ابونضرہ (بالضاد) کے بجائے ابونصر (بالصاد) کہا' نیز اس میں ۃ، یعنی جو حالت وقف میں "ھ" پڑھی جاتی ہے' وہ بھی بیان نہیں کی' صرف ابونصر کہا اور بس۔ امام نسائی ؒ کا مقصد یہ ہے کہ شعبہ نے زید کی مخالفت کی ہے اور وہ زید سے احفظ و اتقن ہے' اس لیے شعبہ کی بات درست ہے اور صحیح لفظ ابونصر ہے' جبکہ زید کی بات مبنی بر خطا ہے۔ واللہ أعلم۔ ② "رنگ بدل گیا" حضرت ابوبکر صدیق ؓ

٤٠٨٠- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٨.

انتہائی بردبار اور متحمل مزاج شخص تھے۔ جلدی اور زیادہ غصے میں نہیں آتے تھے۔ اس شخص نے کوئی بڑی غلطی یا گستاخی کی ہوگی جس پر اس قدر غصہ آ گیا۔ رضي الله عنه و أرضاه. ③ ''ٹھنڈا پانی'' قربان جایئے خلیفۂ رسول پر کہ غلط بات سن کر حالت بدل گئی' حالانکہ ظاہراً یہ بات ان کے حق میں تھی۔ اگر کوئی خوشامد پسند بادشاہ ہوتا تو اس کا پارہ اور چڑھتا مگر یہ خلیفۂ رسول تھے۔ فوراً ناراضی کا اظہار فرمایا کہ میرے بارے میں غلو کیوں کیا؟ یاد رہے خلیفۂ رسول کا لقب صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھا' باقی تمام خلفاء راشدین کو امیرالمومنین کہا جاتا تھا۔ اور حق یہ ہے کہ انھوں نے خلافت رسول کا حق ادا کر دیا۔ جب تک اُس ''کمزور جان'' میں جان رہی' رسول اللہ ﷺ کے دین میں ذرہ بھر تبدیلی برداشت نہ کی۔ ④ ''تیری ماں تجھے گم پائے'' یعنی تو مر جائے۔ یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے اور اہل عرب میں اس کا استعمال عام ہے۔ اس جگہ اس کا مقصد اظہار ناراضی ہے نہ کہ بددعا۔ عرف عام میں ایسا ہوتا ہے۔ ⑤ ''یہ مرتبہ اور حق نہیں'' کہ اس کی ناراضی کسی کے قتل کا موجب ہو۔ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی شان ہے کہ جس پر ناراض ہو جائیں' اسے قتل کرنے کی اجازت طلب کی جا سکتی ہے اور اجازت ملنے پر اسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ میری تیری ناراضی کا یہ درجہ نہیں۔

٤٠٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَصْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: أَتَيْتُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَقَدْ أَغْلَظَ لِرَجُلٍ فَرَدَّ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ فَانْتَهَرَنِي فَقَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۰۸۱- حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ کسی شخص پر سخت ناراض ہو رہے تھے۔ اس نے جواباً آپ کو کچھ کہا (بدتمیزی کی)۔ میں نے کہا: میں اس کی گردن نہ اتار دوں؟ آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو نَصْرٍ حُمَيْدُ ابْنُ هِلَالٍ، وَرَوَاهُ عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ فَأَسْنَدَهُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابونصر کا نام حمید بن ہلال ہے' اور اس سے یہ حدیث یونس بن عبید نے بیان کی تو اس نے اس کو مسند' یعنی متصل بیان کیا ہے۔

٤٠٨١- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٣٩.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ دراصل اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ اس میں یونس بن عبید نے عمرو بن مرہ کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ ابونصر سے یہ حدیث عمرو بن مرہ نے بیان کی تو کہا: سَمِعْتُ أَبَا نَصْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، اس طرح یہ روایت منقطع بنتی ہے۔ اور یہی حدیث یونس بن عبید نے بیان کی تو کہا: عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، یعنی یونس بن عبید نے حمید بن ہلال (ابونصر) اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے درمیان عبداللہ بن مطرف کا واسطہ بیان کیا ہے لہٰذا اس طرح سند متصل قرار پاتی ہے۔

٤٠٨٢ - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَغَضِبَ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ عَلَيْهِ جِدًّا، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ! أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الْقَتْلَ أَضْرَبَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ أَجْمَعَ إِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ النَّحْوِ، فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ! مَا قُلْتَ؟ وَنَسِيتُ الَّذِي قُلْتُ، قُلْتُ: ذَكِّرْنِيهِ، قَالَ: أَمَا تَذْكُرُ مَا قُلْتَ؟ قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ! قَالَ: أَرَأَيْتَ حِينَ رَأَيْتَنِي غَضِبْتُ عَلَى رَجُلٍ فَقُلْتَ: أَضْرِبُ عُنُقَهُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ؟ أَمَا تَذْكُرُ ذٰلِكَ؟ أَوَكُنْتَ فَاعِلًا ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ وَاللّٰهِ! وَالْآنَ إِنْ أَمَرْتَنِي فَعَلْتُ، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا هِيَ

۴۰۸۲- حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ کسی مسلمان آدمی پر ناراض ہوئے اور انتہائی زیادہ ناراض ہوئے۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میں نے کہا: اے خلیفۂ رسول! میں اس کی گردن اتار دوں؟ جب میں نے قتل کا ذکر کیا تو اس بات کو آپ نے مکمل طور پر چھوڑ دیا اور ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ جب ہم متفرق ہو گئے تو آپ نے مجھے پیغام بھیجا اور فرمایا: ابوبرزہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں اس وقت تک بھول چکا تھا کہ میں نے کیا کہا تھا۔ میں نے آپ سے کہا: مجھے یاد دلا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: کیا تجھے یاد نہیں تو نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تو نے مجھے ایک آدمی پر ناراض ہوتے دیکھا تو تو نے کہا تھا: اے خلیفۂ رسول! میں اس کی گردن اتار دوں؟ کیا تجھے یہ بات یاد نہیں؟ کیا تو (واقعی) ایسے کر دیتا (یعنی اسے قتل کر دیتا؟) میں نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔ اب بھی اگر آپ حکم دیں تو میں یہ کام کر گزروں

٤٠٨٢ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٠.

لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ رتبہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی کا بھی نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ أَحْسَنُ الْأَحَادِيثِ وَأَجْوَدُهَا.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث میں یہ حدیث سب سے بہتر اور احسن ہے۔

فائدہ: یہ تفصیلی روایت ہے جس سے اوپر والی احادیث کے تمام ابہامات دور ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ باب کی وضاحت اس سے قبل ہو چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۴۰۷۵) اس مسئلے کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ایک مستقل کتاب موجود ہے۔ "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" یہ بہت مفید اور لائق مطالعہ کتاب ہے۔ اس میں حضرت امام نے تفصیلی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی بکنے والا واجب القتل ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ ذمی کو تو حکومت علانیہ قتل کرے گی اور غیر مسلم ملک کے کافر کو خفیہ قتل کروایا جائے گا۔ یا جیسے بھی ممکن ہو۔ حکومت کرے یا کوئی عام مسلمان۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٨) - اَلسِّحْرُ (التحفة ١٤)

باب: ۱۸- جادو کا بیان

جادو اس چیز کو کہتے ہیں جس کا سبب مخفی ہو۔ یہ عموماً شیاطین و جنات کی مدد سے ہوتا ہے۔ وہ مخفی ہی ہیں۔ اس میں چونکہ غیر اللہ کو پکارنا پڑتا ہے اور بسا اوقات خلاف شرع کام کرنے پڑتے ہیں لہٰذا جادو کفر اور شرک بھی ہو سکتا ہے اس لیے یہ حرام ہے گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی کے کرتب جس میں خلاف شرع کوئی کام نہ کرنا پڑے جائز ہیں جبکہ ان سے مقصود مالی تعاون کا حصول ہوتا ہے کسی کو دھوکا دینا مقصد نہیں ہوتا۔ یہ صرف اپنے فن اور چالا کی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں البتہ کمائی کے لیے یہ طریقہ اختیار کرنا مستحسن نہیں۔ جادو ایک حقیقت ہے لیکن اس سے نقصان ہی کیا جا سکتا ہے نفع نہیں اس لیے کہ شیاطین انسان کے دشمن ہیں وہ اس کا بھلا نہیں کر سکتے۔ اور شیاطین سے تعلق رکھنے والا انسان بھی شیطان صفت بن جاتا ہے۔ توڑ پھوڑ لڑائی جھگڑا بدگمانی جسمانی و مالی نقصان حتی کہ موت تک کے عمل کر گزرتا ہے اس لیے بعض احادیث میں جادوگر کو کافر کہا گیا ہے۔ بعض حضرات جادو یا اس کے اثرات کے منکر ہیں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں سوائے ذہنی تخیلات کے جس سے کم عقل لوگ متاثر ہوتے ہیں اور بس۔ لیکن یہ بات ایک حقیقت ثابتہ کا انکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ باوجود کامل روحانی قوت اور مضبوط ذہن کے جادو سے متاثر ہوئے۔ اس کا ذکر صحیح ترین احادیث میں آتا ہے۔ قرآن مجید میں جادو اور اس کے عاملین کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اگر اس کی کوئی حقیقت نہ ہوتی تو اس کے شر سے پناہ مانگنے

کی کیا ضرورت تھی؟ صرف عقیدے کی اصلاح کر دی جاتی کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر شیاطین اور جنوں کا وجود بغیر دیکھے مانا جا سکتا ہے تو جادو کون سی ایسی انہونی چیز ہے کہ اس کا انکار کیا جائے۔ اس دنیا میں اربوں کھربوں جراثیم ہر وقت زندگی اور موت میں دخیل رہتے ہیں، نہ وہ نظر آتے ہیں اور نہ ان کا عمل، مگر سائنس کی دنیا ان کو تسلیم کرتی ہے۔ اگر اس سے کوئی خلاف عقل بات لازم نہیں آتی تو جادو یا جن و شیاطین کو تسلیم کرنے سے کون سا استحالہ لازم آ جائے گا؟

٤٠٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اِذْهَبْ بِنَا إِلَى هٰذَا النَّبِيِّ، قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: لَا تَقُلْ نَبِيٌّ، لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ، فَقَالَ لَهُمْ: «لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا الْمُحْصَنَةَ، وَلَا تَوَلَّوْا يَوْمَ الزَّحْفِ، وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً يَهُودُ أَنْ لَّا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ» فَقَبَّلُوا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ، قَالَ: «فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي؟» قَالُوا: إِنَّ دَاوُدَ دَعَا

۴۰۸۳- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: آ اس نبی کے پاس چلیں۔ اس کے ساتھی نے اس سے کہا: اسے نبی نہ کہو۔ اگر اس نے تیری بات سن لی تو اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے ''نو واضح آیات'' کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ چوری نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ کسی قابل احترام جان کو ناحق قتل نہ کرو۔ کسی بے گناہ شخص کو (ناحق سزا دلوانے کے لیے) صاحب اقتدار کے پاس نہ لے جاؤ۔ جادو نہ کرو۔ سود نہ کھاؤ۔ کسی پاک دامن پر الزام نہ لگاؤ اور جنگ کے دن میدانِ جنگ سے نہ بھاگو۔ اور اے یہودیو! خاص تمھارے لیے یہ حکم ہے کہ تم ہفتے کے دن (کی تعظیم) کے بارے میں (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) تجاوز نہ کرو۔'' چنانچہ ان دونوں نے (یہ سن کر) آپ کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ

٤٠٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الإستئذان، باب ماجاء في قبلة اليد والرجل، ح: ٢٧٣٣ عن محمد بن العلاء أبي كريب به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤١.

بِأَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِنِ اتَّبَعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا يَهُودُ.

نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تمھیں میرا متبع بننے سے کون سی چیز مانع ہے؟'' انھوں نے کہا: حضرت داود علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی کہ ہمیشہ نبی ان کی نسل سے آئے‘ نیز ہم ڈرتے ہیں کہ اگر ہم نے آپ کی پیروی کی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کی صحت اور ضعف میں اختلاف ہے‘ تاہم بغرض تفہیم حدیث چند ضروری وضاحتیں حاضر خدمت ہیں: ''اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی'' یعنی وہ بہت خوش ہوں گے کیونکہ خوشی انسان کی قوتوں میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ ② ''وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے ''نو واضح آیات'' کے بارے میں پوچھا۔'' ان آیات بینات سے کیا مراد ہے؟ آیات جمع ہے آیۃ کی۔ اس کے کئی ایک معانی ہیں‘ مثلاً: کسی چیز کی ظاہری علامت‘ نشان‘ خاص نشان‘ عبرت‘ سامانِ عبرت‘ ذات‘ جماعت‘ قرآن مقدس کا ایک جملہ یا چند جملے جن کے آخر میں وقف (گول دائرہ) ہوتا ہے۔ اسی طرح معجزہ بھی آیۃ کہلاتا ہے اور ہر وہ کلام جو لفظاً دوسرے کلام سے منفصل اور جدا ہوتا ہے اس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ محسوسات پر بھی بولا جاتا ہے اور معقولات پر بھی جس طرح کہ علامۃ الطریق اور الحکم الواضح وغیرہ۔ اس جگہ حدیث میں اس سے کیا مراد ہے‘ احکام یا معجزے؟ اگر تسع آیات بینات سے مراد احکام ہوں‘ پھر تو حدیث میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا کیونکہ ان یہودیوں کو سوال کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شرک نہ کرو، چوری نہ کرو، کسی کو ناحق قتل نہ کرو، جادو نہ کرو، زنا نہ کرو، سود نہ کھاؤ‘ کسی بے گناہ پر ظلم و زیادتی یا اسے قتل کرانے کے لیے حاکم و سلطان کے پاس نہ لے جاؤ وغیرہ‘ یعنی آپ نے ان کے سوال کے جواب میں احکام ذکر فرمائے ہیں۔ چونکہ سوال و جواب میں مطابقت ہے‘ لہٰذا کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

لیکن یہاں آیات بینات سے مراد احکام نہیں بلکہ معجزات ہیں۔ ایک تو اس لیے کہ مسند احمد اور جامع ترمذی کی روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ان دونوں (یہودیوں) نے آیت مبارکہ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ﴾ (بني إسرآئيل الإسراء ۱۷:۱۰۱) کے بارے میں سوال کیا۔ جامع ترمذی کی روایت میں بھی اس قسم کی تصریح ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية‘ مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳۰/۲۲‘ حديث: ۱۸۰۹۲‘ و جامع الترمذي‘ تفسير القرآن‘ بني إسرائيل‘ حديث: ۳۱۴۴) بہر حال اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا سوال احکام کی بابت نہیں تھا بلکہ ان نو معروف اور اہم معجزات کے متعلق تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرما کر فرعون اور

اس کی فاسق و فاجر قوم کی طرف بھیجا گیا تھا اور ان معجزات سے مراد ہیں: عصا' یدبیضا وغیرہ۔ ایک مقام پر قرآن مجید میں اس کی صراحت کچھ یوں فرمائی گئی ہے۔

ارشاد باری ہے: ﴿وَ اَلْقِ عَصَاكَ ...... فِي تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾ (النمل ۲۷: ۱۰-۱۲)

اس مقام پر نو میں سے صرف دو معجزے مذکور ہیں' باقی مفصل طور پر سورۂ اعراف میں بیان فرمائے گئے ہیں۔

ارشاد باری ہے: ﴿وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ ...... فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ﴾ (الأعراف ۷: ۱۳۰-۱۳۳) ویسے موسیٰ علیہ السلام کو ان نو معجزات کے علاوہ اور بھی کئی معجزے دیے گئے تھے' مثلاً: پتھر پر مارنے سے پانی کے چشمے جاری ہونا' بادلوں کا سایہ کرنا اور من وسلویٰ نازل کرنا وغیرہ جو مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل کو دیے گئے۔ اس تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سوال معجزات ہی کے بارے میں تھا' نہ کہ احکام کے بارے میں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف ہی بھیجا گیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی واضح طور پر تصریح موجود ہے۔ اگر ان نو واضح آیات سے مراد احکام ہوں تو اس سے فرعون اور اس کی قوم پر کوئی حجت ہی ثابت نہیں ہوتی۔ اصل بات تو فرعون اور اس کی قوم سے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت تسلیم کرانا' اور انھیں ان پر ایمان لانے پر آمادہ کرنا تھا۔ اگر ان سے مراد احکام ہوں تو اس سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا' یعنی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا اثبات اور منکرین کی تردید۔

اب رہا یہ اشکال کہ سوال تو تھا معجزات کی بابت جبکہ جواب میں احکام ارشاد فرما دیے گئے۔ اس کی کیا وجہ؟ علامہ سندھی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہودیوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان مشہور و معروف نو معجزات ہی کا ذکر فرمایا تھا' کسی وجہ سے راوی نے ان کا ذکر نہیں کیا' بلکہ اس کے بعد ان عام احکام کا ذکر کر دیا جو تمام اقوام و ملل کے لیے واجب العمل ہیں۔ تورات میں بھی یہ سب احکام مذکور ہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے ایک راوی عبداللہ بن سلمہ کے حافظے میں خرابی ہے جس کی وجہ سے اس پر جواب خلط ملط ہو گیا ہے اور اس نے نو معجزات ان دس کلمات کو بنا دیا ہے جو تورات میں مذکور ہیں لیکن یہ فرعون پر حجت قائم کرنے اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و صداقت کی دلیل نہیں بن سکتے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسیر ابن کثیر' تفسیر سورة بني إسرائيل' تحت آیة:۱۰۱' و ذخيرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي' المحاربة' حديث:۴۰۸۳' والتعليقات السلفية على سنن النسائي' المحاربة' حديث: ۴۰۸۳)

بلاشبہ مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ''نو واضح آیات'' سے مراد: عصا، ید بیضا، قحط، پھلوں کی کمی، طوفان، جوئیں، ٹڈیاں، مینڈک اور خون ہیں۔ ویسے ان کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور معجزے بھی دیے گئے تھے مگر ان کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے نہ کہ آلِ فرعون سے۔

یہ تفصیل تو تھی نو واضح آیات کی بابت۔ اب باقی رہ گئی دسویں چیز' یعنی جو صرف یہودیوں کے ساتھ خاص ہے' دوسرا کوئی بھی اس میں ان کا شریک نہیں' تو اس سے مراد' جیسا کہ قرآن و حدیث سے واضح ہوتا ہے' ہفتے کی تعظیم کرنا ہے اور وہ تعظیم بھی صرف اسی حد تک معلوم ہوتی ہے کہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں اور بس۔ چونکہ باقی نو احکام تمام ملل واقوام میں مشترک ہیں جبکہ یہ دسواں حکم صرف یہودیوں کے لیے تھا' اس لیے فرمایا گیا کہ ''اے یہودیو! یہ تمھارے ساتھ خاص ہے' دوسرا کوئی اس میں تمھارا شریک نہیں۔ واللہ أعلم.

③ ''صاحب اقتدار کے پاس نہ لے جاؤ'' تاکہ اسے کسی جھوٹے مقدمے میں پھنسا کر ناحق سزا دلواؤ یا اسے قتل کرا دو' یا اس پر کسی قسم کی زیادتی اور ظلم کراؤ۔ ④ ''تجاوز نہ کرو'' یعنی اس دن مچھلی کا شکار نہ کرنے کے متعلق۔ ⑤ ''ہاتھ اور پاؤں چومے'' محبت اور پیار میں یا بطور احترام بوسہ دینا ایک فطری امر ہے۔ بچوں اور بزرگوں کو بوسے دیے جاتے ہیں' البتہ پاؤں کے بوسے میں سجدے سے مشابہت ہوتی ہے' لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔ ⑥ ''نبی ان کی نسل سے آئے'' اس بات سے ان کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہنا چاہتے تھے کہ داود علیہ السلام نے اس کی بابت دعا کی تھی کہ ان کی نسل ہی سے نبی آئیں' چونکہ آپ نبی ہیں' لہٰذا آپ کی یہ دعا قبول ہوگی' اس لیے ہم اسی نبی کے آنے کے منتظر ہیں اور پھر ہم اسی کی اتباع کریں گے۔ لیکن یہودیوں کا یہ صریح جھوٹ ہے' اس لیے کہ یہ ناممکن ہے کہ سیدنا داود علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی اس قسم کی کوئی دعا کریں جبکہ انھیں یہ بھی علم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا تاج حضرت محمد کریم ﷺ کے سر پر سجانا ہے۔ سیدنا داود علیہ السلام پر یہودیوں کا یہ محض افترا ہے کیونکہ وہ تو تورات و زبور میں یہ پڑھ چکے تھے کہ حضرت محمد ﷺ بطور خاتم النبیین مبعوث ہوں گے' نیز یہ بھی کہ آپ سابقہ ادیان و شرائع کو منسوخ کریں گے۔ اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے داود علیہ السلام ایسی دعا کیونکر فرما سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ دعا اللہ تعالیٰ کی اس اطلاع کے بھی خلاف ہے جو کہ اس نے حضرت محمد ﷺ کی شان و مرتبے کے متعلق اپنے انبیاء و رسل کو دی ہے۔ واللہ أعلم. مذکورہ بات یہودیوں میں غلط مشہور کر دی گئی تھی ورنہ یہ بات عقلاً صحیح ہے نہ نقلاً۔ حضرت داود علیہ السلام سے پہلے بھی انبیاء مختلف نسلوں سے آئے' بعد میں بھی۔ ممکن نہ تھا کہ ساری دنیا کے لیے انبیاء صرف ایک ہی نسل سے آئیں۔ یہ بات نبی کی بصیرت سے مخفی نہیں رہ سکتی تھی' لہٰذا وہ یہ دعا نہیں کر سکتے تھے۔ ⑦ ''قتل کر دیں گے'' رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لانے کی دوسری وجہ ان یہودیوں نے یہ بیان کی کہ آپ پر ایمان لانے کی وجہ سے ہمیں جان کا خطرہ ہے' لہٰذا ہم ایمان نہیں لاتے۔ ان کا یہ بہانہ بھی بالکل بھونڈا اور غلط تھا کیونکہ اگر وہ ایمان لے آتے تو وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہتے' اس لیے باقی یہودیوں کو یہ جرأت ہی نہ ہو سکتی کہ وہ انھیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قتل کرتے؟ پھر یہ بات بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی تو مومن بن گئے تھے' کیا انھیں قتل کیا گیا تھا جو انھیں کیا جاتا؟ یہ بھی ان کا صریح جھوٹ تھا۔

(المعجم ١٩) - اَلْحُكْمُ فِي السَّحَرَةِ (التحفة ١٥)

باب:۱۹- جادوگروں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

٤٠٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْمِنْقَرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِّلَ إِلَيْهِ».

۴۰۸۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گرہ باندھی اور اس میں (پڑھ کر) پھونکا' اس نے جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا' اس نے شرک کیا اور جس شخص نے کوئی (شرکیہ) چیز گلے میں لٹکائی' اسے اسی کے سپرد کیا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ روایت تعلیق والے جملے کے علاوہ ضعیف ہے لیکن مسئلے کی تفہیم کے لیے کچھ ضروری وضاحت درج ذیل ہے۔ ''جس نے گرہ باندھی'' جادوگر عموماً گرہیں باندھ کر جادو کیا کرتے ہیں' اس لیے گرہ کا ذکر فرمایا' ورنہ جادو کسی بھی طریقے سے کیا جائے' وہ جادو ہی ہے۔ اگر جن وشیطان سے مدد طلب نہ کی جائے اور ایسے کلمات استعمال نہ کیے جائیں جن کے معنی ومفہوم معلوم نہ ہوں تو وہ جادو نہیں' خواہ کوئی گرہ بھی باندھے۔ ② ''جس نے جادو کیا' اس نے شرک کیا'' کیونکہ جادو میں لازماً غیر اللہ' مثلاً: جن وشیطان سے مدد حاصل کی جاتی ہے۔ انھیں پکارا جاتا ہے۔ اس لیے جادو شرک کو مستلزم ہے۔ ③ ''جس نے کوئی چیز لٹکائی'' اس دور میں کاہن کوئی چیز پڑھ پھوک کر دے دیتے تھے کہ اسے گلے میں لٹکا لو فائدہ ہوگا۔ چونکہ کاہن مشرک تھے اور شرکیہ کلمات ہی پڑھتے تھے' لہٰذا اس سے روک دیا گیا۔ ایسا دم بھی منع ہے اور ایسا تعلیق بھی۔ لیکن کیا قرآن مجید یا دعاؤں یا اچھے کلمات کو علاج کے لیے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یقیناً یہ جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید اور اچھے کلمات کو اپنے اور دوسروں کے لیے بطور علاج استعمال کرنا ثابت ہے۔ لیکن دم کی صورت میں۔ رہا مسئلہ قرآن وحدیث پر مبنی ادعیہ سے تحریر کردہ تعویذ یا تعلیق کا کہ آیا وہ بھی مسنون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے تعویذ لکھنا ثابت نہیں۔ البتہ محققین اہل حدیث وفقہاء کا موقف ہے کہ جس طرح کلام اللہ اور منقول ادعیہ اور غیر شرکیہ کلمات کے ساتھ دم جائز ہے' اسی طرح ان سے تعویذ لکھنا بھی جائز ہے۔ لیکن ان دونوں کے مابین یہ فرق ضرور رہے گا کہ دم کرنا مسنون اور تعویذ لکھنا غیر مسنون ہوگا' اس لیے اس مسئلے میں افراط وتفریط درست نہیں۔ نہ تو مطلقاً قرآنی آیات پر مشتمل تعویذ کو لٹکانا حرام اور شرک کہا جائے اور نہ

٤٠٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل في الضعفاء: ٤/ ١٦٤٨ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤٢.

مجہول المعنی اور مشکوک عبارات یا غیر اللہ کو پکارنے والے کلمات پر مشتمل تعویذ لکھے جائیں‘ لہٰذا دم کرنا اگرچہ عمل مسنون اور قرآنی آیات وادعیہ ماثورہ کے ساتھ تعویذ لکھنا مشروط طور پر جائز ہے‘ تاہم احوط اور اقرب الی الحق یہی بات ہے کہ تعویذ لکھنے اور لٹکانے سے احتیاط کی جائے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٠) - سَحَرَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ١٦)

باب: ۲۰- اہل کتاب کے جادوگروں کا بیان

٤٠٨٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ ابْنِ حَيَّانَ - يَعْنِي يَزِيدَ - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ، فَاشْتَكَى لِذٰلِكَ أَيَّامًا، فَأَتَاهُ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُودِ سَحَرَكَ، عَقَدَ لَكَ عُقَدًا فِي بِئْرِ كَذَا وَكَذَا، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتَخْرَجُوهَا فَجِيءَ بِهَا، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِذٰلِكَ [الْيَهُودِيِّ] وَلَا رَآهُ فِي وَجْهِهِ قَطُّ.

۴۰۸۵- حضرت زید بن ارقم ؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی شخص نے نبی ﷺ پر جادو کر دیا۔ آپ اس کی وجہ سے کچھ دن بیمار سے رہے۔ پھر حضرت جبریل ؑ آپ کے پاس آئے اور فرمایا: ایک یہودی نے آپ پر جادو کر دیا ہے۔ اس نے کچھ گرہیں دے کر فلاں کنویں میں رکھ چھوڑی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ صحابہ بھیجے۔ انھوں نے ان گرہوں کو نکالا اور ان کو آپ کے پاس لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی اونٹ کا گھٹنا کھول دیا جائے۔ پھر نہ تو آپ نے اس یہودی سے اس کا ذکر کیا اور نہ اس (یہودی) نے کبھی آپ کے چہرے پر اس کا کچھ اثر پایا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت مختصر ہے۔ صحیح بخاری میں یہ روایت حضرت عائشہ ؓ سے تفصیل کے ساتھ مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' بدء الخلق' باب صفة إبليس و جنوده' حديث:٣٢٦٨) ② یہ جادو ایک مشہور یہودی جادوگر لبید بن اعصم ملعون نے یہودیوں کے پرزور اصرار پر تین دینار کے عوض کیا تھا۔ اور یہ ماہ محرم ۷ھ کی بات ہے۔ اس نے آپ کی کنگھی اور آپ کے بال ایک یہودی لڑکے کی معرفت حاصل کیے اور ان کو جادو کے لیے استعمال کیا۔ اس کا مقصد (خاکم بدہن) آپ کو ختم کرنا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ ③ ”کچھ دن بیمار سے رہے“ اس جادو کا اثر آپ پر غیر مرئی رہا‘ یعنی عام لوگوں کو محسوس نہ ہوتا تھا لیکن آپ پر اس کے

٤٠٨٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٧ عن أبي معاوية الضرير به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٣، وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

اثرات یوں ظاہر ہوئے کہ آپ بعض امور میں متردد ہونے لگے' آیا میں نے یہ کام کیا ہے یا نہیں وغیرہ؟ حصول وحی یا ابلاغ شریعت میں قطعاً آپ پر یہ جادو اثر انداز نہ ہوا' جیسا کہ مختلف روایات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے' نیز آپ ذرا پریشان سے رہنے لگے تھے۔ دراصل آپ کی روحانی قوت جادو کی قوتوں کا مقابلہ کرتی تھی۔ اور مقابلہ کی صورت میں مندرجہ بالا اثرات لازمی تھے۔ ④ ''کچھ صحابہ بھیجے'' دیگر روایات میں صراحت ہے کہ آپ خود بھی تشریف لے گئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے اپنے کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور پھر خود آپ بھی تشریف لے گئے۔ اس کنویں سے جادو والی چیزیں نکالی گئی اور آپ نے معوذتین ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھ کر جادو کی گرہوں کو کھولا۔ گیارہ گرہیں تھیں اور ان دونوں سورتوں کی آیات بھی گیارہ ہیں۔ آپ ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تھے اور گرہیں کھلتی جا رہی تھیں۔ گرہوں کا کھلنا تھا کہ آپ بالکل تندرست ہو گئے۔ ⑤ ''گھٹنا کھول دیا جائے'' تو وہ بڑی چستی سے کھڑا ہو جاتا اور اِدھر اُدھر بھاگتا دوڑتا ہے۔ ⑥ آپ نے اس یہودی یا دوسرے یہودیوں سے اس کا تذکرہ نہ فرمایا بلکہ عام لوگوں میں بھی مشہور نہ کیا گیا تا کہ یہودی یہ سمجھیں کہ ہمارے سخت ترین جادو کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ ناامید ہو کر آپ کا پیچھا چھوڑ دیں۔ اگر آپ اس بات کو اچھالتے تو ان کو پتا چل جاتا کہ آپ پر کچھ نہ کچھ اثر ہوا ہے' لٰہذا وہ مزید سرگرمی کے ساتھ اس سے بھی بڑا جادو کرنے کی کوشش کرتے۔ ⑦ باب کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے جادو کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے: یہ اس لیے کہ وہ مسلمان نہیں تھا بلکہ یہودی تھا۔ اور حدود مسلمانوں کے لیے ہیں۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر جادوگر کے جادو کا کوئی ثبوت مل جائے اور اس نے کسی کا نقصان کیا ہو تو اسے سزا دی جائے گی' خواہ کافر' یعنی یہودی ہو یا کوئی اور۔ ⑧ جادو کو کتاب المحاربہ میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جادو کفر ہے۔ اگر کوئی مسلمان کرے گا تو وہ مرتد سمجھا جائے گا اور اس پر سزائے ارتداد نافذ کی جائے گی' یعنی اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ غیر مسلم اگر جادو کرے اور اس سے کسی کو قتل کر دے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے کسی کا صرف نقصان کیا ہو تو اس سے وصولی کی جائے گی' نیز اسے قید وغیرہ بھی کیا جائے گا تا کہ معاشرہ اس کے مضر اثرات اور مفاسد سے محفوظ رہ سکے۔ ⑨ بعض حضرات نے رسول اللہ ﷺ پر جادو والی روایت کو رد کیا ہے' حالانکہ یہ روایت صحیحین میں قطعاً ثابت ہے۔ کسی محدث یا فقیہ نے اس کی سند یا متن میں کوئی خرابی نہیں سمجھی۔ نہ اسے عقل' قرآن یا شان رسول ﷺ کے خلاف سمجھا ہے۔ بعض متکلمین اور منکرین حدیث کو یہ خلجان ہوا کہ ''یہ حدیث شان نبوت کے منافی ہے۔'' حالانکہ طبیعت کا ڈھیلا پڑ جانا وغیرہ کسی لحاظ سے بھی شانِ نبوت کے خلاف نہیں۔ آپ کو بخار چڑھتا تھا' سر درد ہوتا تھا' بڑھاپا طاری ہوا۔ اگر یہ جسمانی عوارض شانِ نبوت کے منافی نہیں تو مذکورہ بالا اثرات کیوں منافی ہوں؟ بعض سمجھتے ہیں کہ اگر آپ پر جادو کا اثر مانا جائے تو گویا آپ پر کافروں کو غلبہ حاصل ہو گیا' حالانکہ کافروں کے ہاتھوں آپ زخمی ہوئے' زہر کھلایا گیا۔ اگر اس سے کفار کو غلبہ حاصل نہیں ہوا تو مندرجہ بالا اثرات سے کیسے غلبہ

حاصل ہو گیا؟ غلبہ تو تب ہوتا اگر یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے۔ بعض حضرات نے آپ پر جادو کو آیت کریمہ ﴿اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا﴾ (بني إسرآئيل ۱۷:۴۷) کے خلاف خیال کیا ہے کیونکہ یہ تو کافروں کا دعویٰ تھا کہ آپ جادو زدہ ہیں۔ اور کفار کا آپ کو جادو زدہ کہنے سے مطلب یہ تھا کہ آپ جو دین پیش کر رہے ہیں' یہ کسی جادو کا اثر ہے جبکہ اس حدیث میں جس جادو کا ذکر ہے' وہ کسی کافر شخص نے کیا تھا اور اس نے آپ پر صرف جسمانی اثر کیا تھا جو کہ عام آدمی کو محسوس بھی نہیں ہوتا تھا۔ اس سے نہ آپ کے دماغ پر کوئی اثر پڑا اور نہ کوئی تعلیمات متاثر ہوئیں۔ ایسے اثرات تو بیماری کی بنا پر بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر بیماری طاری ہو سکتی ہے تو ان اثرات میں کیا حرج ہے؟ بلکہ آپ پر جادو کا اثر ہونے سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ جادو گر نہیں کیونکہ جادو گر پر جادو کا اثر نہیں ہوتا' لہٰذا کافروں کے اس الزام کی تردید ہو گئی کہ آپ جادو گر ہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ جادو کا اثر کسی پر بھی ہو سکتا ہے' البتہ جادو کفر ہے اور اگر کوئی خاص مصلحت نہ ہو تو جادو کرنے والا واجب القتل ہے۔ یہی اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۲۱) - مَا يَفْعَلُ مَنْ تُعُرِّضَ لِمَالِهِ (التحفة ۱۷)

باب:۲۱- جس شخص کا مال چھیننے کی کوشش کی جائے' وہ کیا کرے؟

۴۰۸۶- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ قَابُوسَ بْنِ مُخَارِقٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَسَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اَلرَّجُلُ يَأْتِينِي فَيُرِيدُ

۴۰۸۶- حضرت قابوس کے والد محترم حضرت مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور میرا مال چھیننا چاہتا ہے۔ (تو میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''اسے اللہ تعالیٰ سے نصیحت کر (اس کی وعید سے ڈرا)۔'' اس نے کہا: اگر وہ نصیحت نہ مانے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے آس پاس کے مسلمانوں سے مدد حاصل کر۔'' اس نے کہا: اگر میرے آس پاس کوئی مسلمان نہ ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''حاکم سے مدد طلب کر۔'' اس نے کہا: اگر حاکم بھی مجھ سے دور ہو؟ فرمایا:

۴۰۸۶۔ [صحيح] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۹۴ وغيره من طرق عن سماك به، وهو في الكبرٰى، ح: ۳۵۴۴. * قابوس هو ابن مخارق بن سليم، وللحديث شواهد عند مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من قصد أخذ مال غيره بغير حق ...الخ، ح: ۱۴۰ وغيره.

مَالِي؟ قَالَ: «ذَكِّرْهُ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ لَّمْ يَذَّكَّرْ؟ قَالَ: «فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ» قَالَ: فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ حَوْلِي أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: «فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ السُّلْطَانَ» قَالَ: فَإِنْ نَأَى السُّلْطَانُ عَنِّي؟ قَالَ: «قَاتِلْ دُونَ مَالِكَ حَتّٰى تَكُونَ مِنْ شُهَدَاءِ الْآخِرَةِ، أَوْ تَمْنَعَ مَالَكَ».

''پھر اپنے مال کی حفاظت کے لیے لڑائی کر حتی کہ تو (مارا جائے اور) آخرت میں شہید بن جائے یا اپنے مال کو بچا لے۔''

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے وہ اس طرح کہ جس شخص سے اس کا مال چھینا جا رہا ہو اُس کے لیے دفاع کرنا جائز ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دفاع کرنا اگرچہ درست ہے تاہم یہ کام تدریجاً کرنا زیادہ بہتر ہے یعنی پہلے ڈاکو وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ اس کے مؤاخذے اور عذاب سے ڈرایا جائے۔ اگر اس کا اثر نہ ہو تو آس پاس کے مسلمانوں سے اس کے خلاف مدد لی جائے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو حاکم وقت سے مدد طلب کی جائے۔ جب کوئی اور چارۂ کار نہ ہو تو لڑنا اور اسے قتل کرنا یا اس کے ہاتھوں شہید ہونا جائز ہے۔ ہاں اس مقابلے میں اگر ڈاکو اور لٹیرا مارا جائے تو اس کا خون ضائع ہے۔ اپنا دفاع کرنے والے شخص سے نہ تو قصاص لیا جائے گا اور نہ اس پر کسی قسم کی کوئی دیت وغیرہ ہی آئے گی۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث شریف سے واضح طور پر یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑائی کرنا آخری چارۂ کار ہے۔ اس سے پہلے ہر ممکن ذرائع سے لڑائی سے بچا جائے کیونکہ لڑائی نقصان والی چیز ہے البتہ اگر کوئی چارۂ کار نہ رہے تو اپنا مال بچانے کے لیے لڑائی کی جا سکتی ہے۔ اس دوران میں اگر وہ خود مارا جائے تو شہید ہوگا یعنی عظیم ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر وہ ڈاکو کو مار دے تو اس پر کوئی قصاص دیت یا تاوان عائد نہ ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے بھی یہ بیان ہو چکا ہے۔ لیکن لڑائی سے پہلے یہ دیکھ لے کہ میں اس کا ہم پلہ بھی ہوں؟ یعنی میرے پاس بھی اسلحہ وغیرہ ہے۔ خالی ہاتھ مسلح آدمی سے لڑنا حماقت ہے۔ جان یقیناً مال سے زیادہ قیمتی ہے اور قرآن مجید کا حکم ہے کہ ''اپنے آپ کو خواہ مخواہ ہلاکت میں نہ ڈالو'' گویا لڑائی واجب نہیں جائز ہے بشرطیکہ وہ ڈاکو کا مقابلہ بھی کر سکتا ہو۔ پھر زندگی موت اللہ کے سپرد ہے۔ البتہ عزت بچانے کے لیے بے دریغ بھی لڑ پڑے تو اجر کا مستحق ہوگا اور مارے جانے کی صورت میں شہید ہوگا۔ ④ اس حدیث میں جو شہید کہا گیا ہے اس سے مراد شہید معرکہ نہیں بلکہ آخرت میں ثواب کے اعتبار سے اسے شہید قرار دیا گیا ہے چنانچہ ایسے شخص کو غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

٤٠٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قُهَيْدٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عُدِيَ عَلَى مَالِي؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ». قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَقَاتِلْ، فَإِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ».

۴۰۸۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! فرمائیے اگر میرے مال پر حملہ کر دیا جائے (تو کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''انھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ نہ مانیں تو؟ فرمایا: ''پھر اللہ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟ فرمایا: ''پھر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی مصر رہیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''پھر ان سے لڑ۔ اگر تو مارا گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے انھیں مار دیا تو وہ آگ میں جائیں گے۔''

فائدہ: ''وہ آگ میں جائے گا'' مقصود یہ ہے کہ اس کے قتل پر کوئی تاوان نہیں دینا پڑے گا بلکہ اس کا خون رائیگاں ہوگا۔

٤٠٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ قُهَيْدِ بْنِ مُطَرِّفٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عُدِيَ عَلَى مَالِي؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَقَاتِلْ، فَإِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ

۴۰۸۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! فرمائیے اگر میرے مال پر حملہ کر دیا جائے تو؟ آپ نے فرمایا: ''ان کو اللہ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ (ڈاکو) نہ مانیں؟ آپ نے فرمایا: ''پھر اللہ عزوجل کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''تو پھر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''پھر ان سے لڑ۔ اگر تو قتل ہو گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے ان کو مار دیا تو وہ جہنمی ہوں گے۔''

٤٠٨٧_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٥، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق والآتي.

٤٠٨٨_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٦. وانظر الحديث السابق.

قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ».

فائدہ: ''جہنمی ہوں گے'' ڈاکو محاربین (اللہ اور اس کے رسول سے جنگ لڑنے والے) میں داخل ہیں۔ اس کی سزا قتل بھی ہوسکتی ہے۔ جب وہ لڑائی میں مارا گیا تو سزا پوری ہوگئی۔ آخرت میں بھی جہنمی ہوگا کیونکہ بغیر توبہ علانیہ شریعت کی مخالفت کرتا ہوا' بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرتا ہوا مارا گیا' اس لیے بعض علماء اس کے جنازے کے بھی قائل نہیں کیونکہ اس کا جہنمی ہونا قطعی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٢) - مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ (التحفة ١٨)

باب:٢٢- جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے

٤٠٨٩ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۸۹- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو اپنے مال کو (ڈاکوؤں وغیرہ سے) بچانے کے لیے لڑائی کرے اور مارا جائے تو وہ شہید ہے۔''

فائدہ: ''شہید ہے'' یعنی شہید کی طرح اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ اسے اجر عظیم حاصل ہوگا کیونکہ وہ مظلوم مارا گیا۔ شہید بھی مظلوم مارا جاتا ہے۔ البتہ اس پر شہید فی سبیل اللہ والے احکام لاگو نہ ہوں گے' مثلاً: اسے عام میت کی طرح غسل دیا جائے گا اور اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ میدان جنگ کے علاوہ جن کو شہید کہا گیا ہے' ان کا حکم بھی یہی ہے۔ حضرت عمر ؓ مظلوم شہید ہوئے تھے مگر انھیں غسل دیا گیا تھا اور ان کا جنازہ بھی پڑھا گیا تھا۔ حضرت علی اور حضرت عثمان ؓ کا معاملہ بھی یہی ہوا۔

٤٠٩٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ

۴۰۹۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں لڑتا ہوا مارا جائے' وہ شہید ہے۔''

٤٠٨٩_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٧، وانظر الحديث الآتي.

٤٠٩٠_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٨. * أبويونس هو حاتم بن أبي صغيرة.

قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ».

٤٠٩١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ قَالَ: ثَنَا أَبُوالْأَسْوَدِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ مَظْلُومًا فَلَهُ الْجَنَّةُ».

۴۰۹۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے مال کی حفاظت میں مظلوم مارا جائے' اس کے لیے جنت ہے۔''

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۴۰۸۹.

٤٠٩٢- أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُذَيْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُعَيْرُ بْنُ الْخِمْسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے' وہ شہید ہے۔''

٤٠٩٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ حَسَنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو

۴۰۹۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا مال ناحق چھیننے کی کوشش کی جائے اور وہ لڑتا ہوا مارا جائے تو وہ شہید ہوگا۔''

٤٠٩١ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب من قاتل دون ماله، ح: ٢٤٨٠ من حديث عبدالله بن يزيد أبي عبدالرحمٰن المقريء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤٩. ✽ سعيد هو ابن أبي أيوب.

٤٠٩٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٠.

٤٠٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في قتال اللصوص، ح: ٤٧٧١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥١، وقال الترمذي، ح: ١٤٢٠ "حسن صحيح".

يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ» هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ حَدِيثُ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ.

(امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا:) یہ (روایت) غلط ہے۔ سعیر بن خمس کی (اس سے پہلی) روایت درست ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد ہے کہ یہ روایت بواسطہ عبداللہ بن حسن، عکرمہ سے صحیح ہے جیسا کہ سعیر بن خمس نے بیان کیا ہے، نہ کہ بواسطہ عبداللہ بن حسن عن ابراہیم بن محمد جیسا کہ سفیان ثوری نے بیان کیا ہے۔ لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کا سفیان کی حدیث کو خطا کہنا محل نظر ہے کیونکہ ثوری ثقہ اور حافظ ہیں اور پھر وہ منفرد بھی نہیں بلکہ عبدالعزیز بن مطلب نے ان کی متابعت کی ہے۔ اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ گویا اس روایت میں عبداللہ بن حسن کے دو استاد ہیں: عکرمہ اور ابراہیم بن محمد۔ اور روایت دونوں طریق سے صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۷۳/۳۲)

٤٠٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے، وہ شہید ہے۔“

٤٠٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ - وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ - قَالَا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ». مُخْتَصَرٌ.

۴۰۹۵- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے، وہ شہید ہے۔“ یہ (حدیث) مختصر ہے۔

٤٠٩٤- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٢.

٤٠٩٥- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من قتل دون ماله فهو شهيد، ح: ٢٥٨٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٣، وللحديث طرق أخرٰى عند البخاري وغيره، راجع مسند الحميدي بتحقيقي، ح: ٨٣.

٤٠٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۶- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا لڑائی لڑے (اور مارا جائے) وہ شہید ہے۔''

٤٠٩٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُؤَمَّلُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۷- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کو (ڈاکوؤں سے) بچاتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہے۔''

٤٠٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ»

۴۰۹۸- حضرت ابوجعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ظالم کے مقابلے میں مارا جائے' وہ شہید ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ الْمُؤَمَّلِ خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مؤمل کی (سابقہ) حدیث غلط ہے جبکہ عبدالرحمٰن کی (یہی) حدیث درست ہے۔

فائدہ: مؤمل متکلم فیہ راوی ہے جبکہ عبدالرحمٰن بن مہدی ثقہ اور متقن ہیں۔ عبدالرحمٰن نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے اور مؤمل نے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ یقیناً مؤمل کی روایت کے مقابلے میں عبدالرحمٰن کی

٤٠٩٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٤.

٤٠٩٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٥. * سفيان هو الثوري، ومؤمل هو ابن إسماعيل، وللحديث شواهد.

٤٠٩٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٦. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

مرسل روایت محفوظ ٹھہرتی ہے۔ گویا اس روایت کا مؤمل کی سند سے متصل ہونا درست نہیں۔ ویسے (ابوجعفر کی) یہ روایت (۴۰۹۸) صحیح ہے اور موصولاً بھی ثابت ہے اور آگے (۴۱۰۱ میں) آرہی ہے۔

(المعجم ٢٣) - مَنْ قَاتَلَ دُونَ أَهْلِهِ (التحفة ١٩)

باب: ۲۳- جو شخص اپنے گھر والوں کے دفاع میں مارا جائے؟

٤٠٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قَاتَلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قَاتَلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۹- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے‘ وہ شہید ہے۔ اور جو اپنی جان بچاتے ہوئے مارا جائے‘ وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے گھر والوں کے دفاع میں مارا جائے‘ وہ بھی شہید ہے۔“

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جو ظلماً مارا جائے‘ خواہ اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے یا مال کی حفاظت کرتے ہوئے یا عزت کی حفاظت کرتے ہوئے یا اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے یا دین کی حفاظت کرتے ہوئے‘ وہ شہید ہے‘ یعنی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ وہ جنتی ہوگا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - مَنْ قَاتَلَ دُونَ دِينِهِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۴- جو شخص اپنے دین کو بچانے کے لیے لڑائی کرے؟

٤١٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ

۴۱۰۰- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کو (لٹیروں سے) بچاتے ہوئے مارا جائے‘ وہ شہید ہے۔ اور جو شخص

٤٠٩٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في قتال اللصوص، ح: ٤٧٧٢ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٧، وانظر، ح: ٤٠٩٥، وقال الترمذي، ح: ١٤٢١: "حسن صحيح".

٤١٠٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، من حديث سليمان بن داود الهاشمي به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٨.

- قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

اپنے گھر والوں کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہے۔ اور جو شخص اپنے دین کی خاطر مارا جائے' وہ بھی شہید ہے۔ اور جو شخص اپنی جان بچاتے ہوئے مارا جائے' وہ بھی شہید ہے۔''

فائدہ: ''دین کی خاطر''، یعنی کسی نے اسے دھمکی دی کہ اپنا دین (اسلام) چھوڑ دے ورنہ تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے دین نہ چھوڑا' قتل ہونا قبول کر لیا' تو وہ شہید ہے۔ اس کی شہادت میں کیا شک ہے جبکہ اسے شرعاً اجازت تھی کہ وہ ایسی حالت میں کلمۂ کفر کہہ سکتا ہے بشرطیکہ دلی طور پر ایمان اسلام پر پکا رہے لیکن اس نے رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کیا۔ رضي الله عنه وأرضاه.

(المعجم ٢٥) - مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۵- جو آدمی اپنے حق کی خاطر لڑائی کرے؟

٤١٠١- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ سَوَادَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۱۰۱- حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے حق کی خاطر (لڑتا ہوا) مارا جائے' وہ شہید ہے۔''

فائدہ: کوئی ظالم کسی مظلوم کا حق چھیننا چاہتا ہے اور مال حوالے نہ کرنے کی صورت میں اسے قتل کی دھمکی دیتا ہے۔ مظلوم کو اجازت ہے کہ اس سے لڑ کر اپنا حق بچا لے اور اگر اس کوشش میں وہ مارا جائے تو وہ عنداللہ شہید

٤١٠١- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٨٦، ٨٧، ح: ٦٤٥٤ من حديث سعيد بن عمرو به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٥٩. * عبثر هو ابن القاسم، ومطرف هو ابن طريف، وسوادة مستور، وأبوجعفر مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد.

ہوگا اور اگر ظالم مارا جائے تو اس کا خون ضائع ہے۔

(المعجم ٢٦) - مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي النَّاسِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٦- جو شخص تلوار ننگی کر کے لوگوں پر چلائے؟

٤١٠٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ».

۴۱۰۲- حضرت ابن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تلوار میان سے نکال کر لوگوں پر چلانی شروع کر دے' اس کا خون ضائع ہے۔'' (اس کا قتل جائز ہے۔ اس کی کوئی دیت ہو گی نہ قصاص۔)

فائدہ: کسی بھی مذہبی' سیاسی یا معاشرتی اختلاف کی وجہ سے کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلح کارروائی کرے۔ اسی طرح کوئی شخص کسی گناہ گار کو بھی قتل نہیں کر سکتا' خواہ حالت گناہ میں پکڑ لے کیونکہ حدود کا نفاذ حکومت کا اختیار ہے' افراد کا نہیں۔ اگر کوئی از خود ایسی کارروائی کرے گا' اسے قتل کر دیا جائے گا' خواہ وہ سچا ہی ہو۔ اس کے بعد اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ آج کل مذہبی اختلافات کی بنا پر آپس میں قتل و غارت کرنے والوں کو یہ حدیث مدنظر رکھنی چاہیے' خواہ وہ کتنا ہی خوش نما نعرہ کیوں نہ لگاتے ہوں' مثلاً: عصمت صحابہ و ازواج مطہرات یا اہل بیت وغیرہ۔ واللہ أعلم.

٤١٠٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۴۱۰۳- عبدالرزاق سے بھی یہ حدیث انھی الفاظ سے مروی ہے مگر اس نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

٤١٠٤- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۱۰۴- حضرت ابن زبیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٤١٠٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ١١٧ من حديث الفضل بن موسى السيناني به، وتابعه وهيب بن خالد عند الحاكم: ٢/ ١٥٩، وصححه على شرط الشيخين. ووافقه الذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٠، وللحديث شواهد، وهو في حلية الأولياء لأبي نعيم: ٤/ ٢١ من حديث إسحاق بن راهوية به، وقال: "تفرد به الفضل عن معمر مجردًا".

٤١٠٣ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦١، وانظر الحديث السابق.

٤١٠٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٢.

أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: مَنْ رَفَعَ السِّلَاحَ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ.

جس نے (لوگوں پر) اسلحہ سونتا' پھر اسے چلانا شروع کر دیا تو اس کا خون ضائع ہے۔ (کوئی معاوضہ ہوگا نہ اس کا قصاص ہی لیا جائے گا۔)

فائدہ: ''چلانا شروع کر دیا'' خواہ کوئی قتل ہو یا نہ مگر اسلحہ چلانے والے کی شرعی سزا قتل ہے کیونکہ وہ لوگوں کے قتل کے درپے ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٠٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَأُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

۴۱۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھائے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فائدہ: ''وہ ہم میں سے نہیں'' یعنی ظاہراً کیونکہ مسلمانوں کو قتل کرنا کافروں کا کام ہے' نیز اگر وہ علانیہ مسلمانوں کو قتل کرتا پھرتا ہے جیسے ڈاکو یا باغی تو وہ محاربین میں داخل ہے۔ البتہ اگر جذبات میں آ کر نادانستہ اس سے اسلحہ کے ساتھ قتل صادر ہو جائے تو وہ کافر نہ بنے گا بلکہ اس پر حالات کے مطابق قصاص یا دیت کا حکم لاگو ہوگا۔ سزا ملنے کے بعد معافی ممکن ہے کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٠٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا، فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ،

۴۱۰۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے' جب وہ یمن کے حاکم تھے' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جو ابھی مٹی سے الگ نہیں کیا گیا تھا۔ آپ نے وہ سارا سونا تقسیم فرما دیا' اقرع بن حابس حنظلی کو' جو کہ بنو مجاشع سے تھے' عیینہ بن بدر فزاری کو' علقمہ بن علاثہ عامری کو' جو کہ

٤١٠٥_ أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: ٧٠٧٠، ومسلم، الإيمان، مثل بب البخاري، ح: ٩٨ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٣.

٤١٠٦_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٧٩، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٤.

ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ، وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، قَالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَقَالُوا: يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا فَقَالَ: «إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ» فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، نَاتِيءُ الْوَجْنَتَيْنِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِتَّقِ اللهَ، قَالَ: «مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُهُ؟ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي». فَسَأَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: «إِنَّ مِنْ ضِئْضِيءِ هٰذَا قَوْمًا يَخْرُجُونَ يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ».

بنوکلاب میں سے تھا اور زید خیل طائی کو جو کہ بنونبہان میں سے تھا۔ اس بات سے قریش اور انصار کو غصہ آ گیا۔ وہ کہنے لگے: آپ نجدی سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں۔“ اتنے میں ایک آدمی آیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی‘ رخسار ابھرے ہوئے‘ ڈاڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا‘ وہ کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈر۔ آپ نے فرمایا: ”اگر میں ہی اللہ کا نافرمان ہوں تو کون اللہ کی اطاعت کرے گا؟ اس (اللہ تعالیٰ) نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے (تبھی تو مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے) لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے؟“ چنانچہ حاضرین میں سے ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کی نسل سے کچھ ایسے لوگ نمودار ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ دین سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے صاف نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ بت پرستوں کو کچھ نہیں کہیں گے۔ (اللہ کی قسم!) اگر میں نے انھیں پایا تو انھیں قوم عاد کی طرح قتل کر دوں گا۔“

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھانے والا واجب القتل ہے۔ ② اسلام کی طرف مائل کرنے‘ نیز اسلام کا گرویدہ کرنے کے لیے مؤلفۃ القلوب لوگوں کو زکاۃ دی جاسکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تالیف قلب کے لیے انھی چار افراد میں سارا سونا تقسیم فرما دیا۔ چونکہ وہ چاروں افراد بڑے بڑے قبیلوں کے سردار تھے۔ نومسلم تھے۔ ابھی یہ رسول اللہ ﷺ کی تربیت سے فیض یاب نہیں ہوئے تھے۔ ایمان دل میں جاگزین نہ ہوا تھا۔ اس قسم کے لوگوں کو مال مل جائے تو بڑے

خوش ہوتے ہیں اور وفادار بن جاتے ہیں۔ مال نہ ملے تو فتنہ کھڑا کر دیتے ہیں۔ ارتداد کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ (جیسے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا۔) اس لیے آپ نے انھیں خوب عطیات دیے۔ حنین کی غنیمت سے بھی انھیں سو سو اونٹ دیے اور دیگر عطیات سے بھی نوازا۔ آپ کا مقصد ان کی تالیف قلب تھا تاکہ ان کے دلوں میں ایمان جاگزین ہو جائے اور وہ پکے مومن بن جائیں۔ قریش و انصار چونکہ ایمان میں پختہ تھے‘ ان سے اس قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا‘ اس لیے آپ نے انھیں کچھ نہ دیا۔ ③ ''غصہ آ گیا'' یہ غصہ بھی بعض نوجوانوں کو آیا تھا ورنہ سابقون اولون مہاجرین و انصار سے تو اس کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ ④ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ محض قرآن مجید کی تلاوت کسی شخص کے مومن صادق ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی جبکہ وہ قرآن مقدس کے عملی تقاضے پورے نہ کرے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ انتہائی متحمل مزاج اور عفو و درگزر سے کام لینے والے عظیم انسان تھے۔ بڑے بڑے بے ادب اور گستاخ لوگوں سے بھی صرف نظر فرما جایا کرتے تھے‘ بالخصوص اپنی ذات کی خاطر کسی سے بھی انتقام نہ لیتے تھے۔ ⑥ اس حدیث سے خوارج کے ساتھ قتال کرنے کی مشروعیت بھی ثابت ہوتی ہے‘ خواہ انھیں مرتد سمجھ کر ان سے قتال کیا جائے یا امام عادل کا باغی سمجھ کر کیا جائے۔ ⑦ اس حدیث سے خارجیوں کی کچھ نشانیاں بھی معلوم ہوتی ہیں‘ مثلاً: ظاہراً وہ عام مسلمانوں کی نسبت بہت زیادہ عبادت گزار ہوتے ہیں‘ نیز یہ بھی کہ وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں مسلمانوں سے بہت زیادہ عداوت بھی رکھتے ہیں۔ ⑧ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ بغیر قصد و ارادہ کے دین اسلام سے نکل جاتے ہیں‘ حالانکہ وہ دین اسلام پر کسی بھی دوسرے دین و مذہب کو قطعاً ترجیح نہیں دے رہے ہوتے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کرنے والے شخص کا نام حدیث میں ذوالخویصرہ مذکور ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ المناقب‘ حدیث: ۳۶۱۰) بلاشبہ معترض کا یہ اعتراض غلط اور ایمان کے تقاضوں کے منافی ہے بلکہ اس سے نفاق مترشح ہوتا ہے۔ ⑩ اس معترض کو قتل کرنے کی اجازت طلب کرنے والے حضرات جناب خالد بن ولید اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ہیں۔ صحیح بخاری میں ان دونوں کے ناموں کی تصریح ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۴۳۴۴، ۳۶۱۰) ⑪ اس حدیث پاک سے عمر بن خطاب اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی عظیم فضیلت و منقبت بھی معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو قتل کرنے پر تیار ہو گئے۔ ⑫ ''حلق سے نیچے نہ جائے گا'' یعنی قرآن کی سمجھ حاصل نہ ہوگی۔ صرف پڑھنے سے علم و حکمت کا حصول نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ⑬ ''صاف نکل جاتا ہے'' جس طرح تیز تیر اپنے شکار سے بالکل صاف نکل جاتا ہے۔ خون یا گوبر کی آلودگی سے صاف رہتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ قرآن مجید سے کورے نکل جائیں گے اور انھیں دین کا فہم حاصل نہیں ہوگا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کافر ہوں گے کیونکہ خوارج بہرصورت مسلمانوں کا ایک فرقہ تھے جو دین کے مبادی کا اقرار کرتے تھے مگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ چھوڑ دینے کی وجہ سے گمراہ ہو گئے۔ ⑭ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ظاہر ہوئے تھے۔ پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامی تھے‘ پھر بغاوت کر دی۔ بغاوت کی

وجہ سے انھیں خارجی یا خوارج کہا گیا۔ (عربی میں خروج بغاوت کو کہہ دیتے ہیں۔) یہ لوگ حد سے زیادہ نیک تھے لیکن کم عقلی کی وجہ سے اپنے علاوہ کسی کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ انتہا پسند تھے۔ ہر گناہ کو کفر کہتے تھے اور ہر گناہ گار کو کافر۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو کافر کہہ کر اکثر قتل کرتے تھے اور کافروں کو معذور سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے۔ انتہا پسندی کا نتیجہ ہمیشہ ایسا ہی نکلتا ہے' اس لیے انتہا پسندی' تشدد اور تکلف کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے۔ ⑮ "قتل کر دوں گا" کیونکہ وہ امت مسلمہ کے لیے ناسور کی حیثیت رکھتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تک کو کافر کہنے اور قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ ان کا قتل ان کے شر سے بچنے کے لیے تھا نہ اس لیے کہ وہ کافر تھے۔ حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں لڑ کر شکست دی۔ ہزاروں مارے گئے مگر عرصۂ دراز تک امت مسلمہ کے لیے فتنہ بنے رہے۔ معلوم ہوا' ہدایت کا معیار صرف نیکی نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاء راشدین کی پیروی بھی ہے جو کہ اصل دین اسلام ہے۔ اسلام کی وہی تعبیر صحیح ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کی۔ اگر ان کا اتفاق ہو تو اس کی پیروی لازم ہے اور اگر ان میں اختلاف ہو تو پھر بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے باہر نہیں جانا چاہیے۔ ⑯ خوارج صرف اس دور کے ساتھ خاص نہیں تھے بلکہ بعد میں بھی اس ذہنیت کے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ⑰ جو شخص بھی انتہا پسند ہو' بات بات پر کفر کے فتوے لگاتا ہو' مسلمانوں کو کافر کہہ کر ان کے قتل کا قائل ہو' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو گمراہ یا بدعتی کہتا ہو اور اپنے آپ کو صحابہ سے بڑھ کر دین کا محافظ سمجھتا ہو' وہ خارجی ہے چاہے کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ واللہ أعلم. ⑱ خارجیوں کی بابت اہل علم کے مابین شدید اختلاف ہے۔ بعض اہلِ علم انھیں کافر قرار دیتے ہیں جبکہ اکثر اہلِ علم انھیں کافر نہیں بلکہ فاسق و فاجر اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔ کافر قرار دینے والوں کی دلیل مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث ہیں کہ جن میں ان کے متعلق اس قسم کے الفاظ بیان فرمائے گئے ہیں' مثلاً: يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وغیرہ۔ لیکن خارجیوں کو بدعتی اور فاسق و فاجر قرار دینے والوں کا کہنا ہے کہ خارجی لوگ شہادتین (کلمۂ شہادت) کا اقرار کرتے ہیں اور ارکانِ اسلام پر بھی ان کی مواظبت اور ہمیشگی ہے' لہٰذا وہ کافر نہیں۔ چونکہ اہل اسلام کے متعلق ان کا نقطۂ نظر درست نہیں' اس لیے وہ مبتدع اور فاسق و فاجر ہیں۔ شاید احادیث میں ان کی بابت مذکورہ بالا قسم کے شدید الفاظ بول کر انھیں سخت تنبیہ کرنا اور راہِ مستقیم پر لانا مقصود ہو۔ واللہ أعلم.

٤١٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: ۴۱۰۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٤١٠٧ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ح: ١٠٦٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي، والبخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦١١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٥.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''آخر زمانے میں کچھ نوعمر' کم عقل لوگ ظاہر ہوں گے۔ وہ مخلوق میں سے بہترین شخص (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی باتیں کریں گے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح شکار (کے جسم) سے تیر (صاف) نکل جاتا ہے۔ جب تمھاری ان سے ملاقات ہو تو انھیں (بے دریغ) قتل کرو کیونکہ ان کا قتل قتل کرنے والے کے لیے قیامت کے دن اجر و ثواب کا ذریعہ ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ اہل اسلام کے خلاف تلوار اٹھانے والا واجب القتل ہے (الا یہ کہ وہ تائب ہو جائے)۔ ② اس حدیث سے ایسے لوگوں کو زجر و توبیخ کرنا بھی ثابت ہوتا ہے جو قرآنِ مقدس کی ان تمام آیات اور ان احادیث رسول کے' صرف ظاہری معنی مراد لیتے ہیں' نیز یہ بھی کہ ان کے ظاہری معنی اجماعِ اسلاف کے خلاف ہوتے ہیں۔ ③ دین میں غلو کرنے والوں کو تنبیہ کرنا بھی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح اس انداز کی عبادات سے بچنے کا درس بھی ملتا ہے جس کی اجازت شریعت نے نہیں دی اور جس میں شدت اور سختی کا پہلو نمایاں اور غالب ہو' حالانکہ شارع علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت انتہائی آسان' سہل اور ہر ایک مرد و زن کے لیے قابل عمل ہے۔ ④ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں پر سختی کرنا اور ان کے ساتھ عداوت و نفرت رکھنا مستحب بلکہ ضروری ہے۔ ⑤ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی عظیم دلیل بھی ہے کہ آپ نے ایسے لوگوں کی اطلاع (بذریعۂ وحی) ان کے ظہور سے بھی پہلے دے دی تھی۔ ⑥ خارجیوں میں پائی جانے والی خرابیاں اگر آج بھی لوگوں میں پائی جائیں تو مذکورہ بالا شروط کے تحت انھیں قتل کرنا جائز ہوگا اور ان کے قاتل کے لیے روزِ قیامت اجر بھی ثابت ہوگا بشرطیکہ یہ کام امام عادل اور حاکم وقت کرے۔ ⑦ خارجی لوگ امتِ محمدیہ کے بدعتی گروہوں میں سے گندا اور بدترین بدعتی فرقہ ہیں۔ ⑧ اعتقادِ فاسد کی بنا پر امام عادل کے خلاف بغاوت کرنے والے' اس سے جنگ کرنے والے اور زمین میں شر اور فساد کرنے والے' نیز اسی طرح کے قبیح افعال کے مرتکب لوگوں کے خلاف قتال کرنا جائز ہے۔ واللہ أعلم. ⑨ ''نوعمر اور کم عقل'' عموماً نوعمری میں عقل کم ہی ہوتی ہے۔ علم بھی پختہ نہیں ہوتا' جذبات غالب ہوتے ہیں۔ تجربہ وسیع نہیں ہوتا جبکہ علم عمر اور تجربہ و مطالعہ سے پختہ ہوتا ہے' اس لیے

''نوعمر'' عالم کو فتویٰ بازی سے پرہیز کرنا چاہیے' خصوصاً جبکہ اس کے فتاویٰ جمہور اہل علم اور اہل فتویٰ سے مختلف ہوں۔ نوعمر اور نوآموز لوگ شیطان کے جال میں جلدی پھنستے ہیں اور امت میں فتنے کا سبب بنتے ہیں۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ⑩ ''مخلوق میں سے بہترین'' احادیث میں دو طرح کے الفاظ آئے ہیں: مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ اور مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ۔ ترجمہ میں تو فرق ہے مگر نتیجہ ایک ہی ہے۔ اوپر حدیث میں ترجمہ پہلے الفاظ کے لحاظ سے کیا گیا ہے' دوسرے الفاظ کا ترجمہ یوں ہوگا: ''لوگوں کی بہترین باتیں۔'' اس سے مراد قرآن و احادیث ہی ہیں' یعنی وہ بات تو صحیح کریں گے مگر اس کا مفہوم غلط سمجھیں گے۔ قرآن مجید کا صحیح مفہوم احادیث کی مدد سے اور احادیث کا صحیح مفہوم صحابہ کے طرز عمل اور فتاویٰ کی مدد سے سمجھنا چاہیے ورنہ گمراہی کا خطرہ ہے۔ واللّٰه أعلم.

٤١٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَصْرِيُّ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ! سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأُذُنِي وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي، أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ ومَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ وَرَائِهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ

۴۱۰۸- حضرت شریک بن شہاب سے منقول ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو ملوں اور ان سے خارجیوں کے بارے میں پوچھوں' چنانچہ عید المبارک کے دن حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ ان کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ میں نے ان سے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو خارجیوں کا ذکر فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ (کے فرمان) کو اپنے کانوں سے سنا اور میں نے (اس وقت) آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے پاس کچھ مال لایا گیا۔ آپ نے اسے تقسیم فرما دیا۔ اپنی دائیں بائیں طرف والے لوگوں کو دیا لیکن اپنے پیچھے والے لوگوں کو کچھ نہ دیا۔ آپ کے پیچھے سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے محمد! آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ وہ آدمی کالے رنگ کا' منڈے ہوئے سر

٤١٠٨ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ٣٢٠، ٣٢١، وأحمد: ٤/ ٤٢١، ٤٢٤، ٤٢٥ من حديث حماد ابن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٤٦، ١٤٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: «وَاللهِ! لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي» ثُمَّ قَالَ: «يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هٰذَا مِنْهُمْ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ».

والا تھا۔ اس پر دو سفید کپڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو (یہ سن کر) شدید غصہ آیا اور آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! تم میرے بعد کوئی آدمی مجھ سے بڑھ کر انصاف کرنے والا نہیں پاؤ گے۔'' پھر فرمایا: ''اخیر زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے' اور یہ بھی مجھے انھی سے لگتا ہے' جو قرآن پڑھیں گے' مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے (صاف) نکل جاتا ہے۔ ان کی خصوصی علامت سر منڈوانا ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ (بار بار) نکلتے رہیں گے حتی کہ ان میں سے آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان سے ملو تو انھیں (بے دریغ) قتل کرو۔ وہ تمام مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہیں۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: شَرِيكُ بْنُ شِهَابٍ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْمَشْهُورِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ شریک بن شہاب (راویٔ حدیث) کوئی معروف آدمی نہیں۔ (بلکہ مجہول ہے کیونکہ ازرق بن قیس کے علاوہ دوسرے کسی شخص نے اس سے روایت بیان نہیں کی۔)

فوائد ومسائل: ① ''نہیں پاؤ گے'' نبی سے بڑھ کر کوئی انصاف کرنے والا نہیں ہو سکتا' چاہے وہ کتنا بھی انصاف پسند ہو۔ ② ''سر منڈوانا'' سر منڈوانا اگرچہ جائز ہے اور حج میں مستحب ہے مگر کسی جائز چیز کو لازم کر لینا اور اسے شرعی مسئلہ سمجھ لینا اور اسے خواہ مخواہ مستحب بنا لینا قطعاً ناجائز ہے۔ وہ لوگ بھی سر مونڈنے کو اپنا شعار بنا لیں گے اور اسے لازم سمجھیں گے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے اسے صرف بطور علامت بیان فرمایا ہے۔ اس کی مذمت نہیں فرمائی کیونکہ اگر کسی جائز چیز کو مستقلاً اختیار کر لیا جائے مگر اسے شرعی مسئلہ اور افضل خیال نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بسا اوقات انسان اپنی سہولت کے لیے ایک جائز چیز کو مستقلاً اختیار کر لیتا ہے' جیسے کوئی شخص ہمیشہ قمیص پہنے یا بند جوتا پہنے۔ ظاہر ہے اس میں کوئی قباحت نہیں اور اگر وہ کام افضل اور مستحب ہے تو پھر اس پر دوام بدرجۂ اولیٰ مستحب ہے' جیسے اشراق کی دو رکعتیں وغیرہ۔ ③ ''آخری گروہ'' گویا خوارج والی ذہنیت قیامت تک رہے گی۔ ④ ''مسیح دجال'' یعنی جھوٹا اور دغا باز مسیح۔ جس طرح ہم اب کسی مدعی نبوت کو

جھوٹا نبی کہیں۔ چونکہ وہ مسیح ہونے کا دعویٰ کرے گا بلکہ اس وقت کے یہودی اسے ''مسیح'' تسلیم کر کے اس کی پیروی کریں گے۔ اب بھی یہودی مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ (حالانکہ مسیح علیہ السلام تو کب کے آ چکے) اس لیے اسے مسیح دجال کہا گیا۔ دجال صفت کا صیغہ ہے' کسی کا نام یا لقب نہیں۔ اس کے معنی ہیں: انتہائی دغاباز' جھوٹا اور فراڈی۔ گویا ان الفاظ سے اس کا مسیح ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے' جیسے ''جھوٹا نبی'' کہنے سے کسی کی نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ ⑤ ''بدترین لوگ'' کیونکہ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور مسلمانوں کا قاتل بدترین جہنمی ہے۔

(المعجم ٢٧) - قِتَالُ الْمُسْلِمِ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٧- مسلمان سے (مسلح) لڑائی لڑنا (کفر کی بات ہے)

٤١٠٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قِتَالُ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ».

۴۱۰۹- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان سے لڑنا کفر اور اسے گالی دینا فسق (کبیرہ گناہ) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ مسلمان کے ساتھ لڑائی کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ اور کفریہ عمل ہے۔ ② اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کی عزت و حرمت اور اس کا وقار بہت زیادہ ہے' لہٰذا جو شخص کسی مسلمان کی بے عزتی اور توہین کرتا یا اسے ستاتا ہے' وہ ایمان کے تقاضے پامال کرتا ہے' چنانچہ اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے اس پر لازم ہے کہ وہ ہر مسلمان کی تعظیم و تکریم کرے' نیز اسے بے عزت کرنے سے احتراز کرے اور گالی گلوچ جیسے قبیح عمل سے کنارہ کشی کرتے ہوئے محتاط رویہ اپنائے۔ یہ کام کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب عام مسلمان کو گالی گلوچ دینا کبیرہ گناہ اور ناجائز عمل ہے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو تمام امت سے افضل و اکرم اور اعلیٰ و ارفع درجے کے مسلمان ہیں' ان کو سب و شتم کا نشانہ بنانا کس قدر گندا' قبیح و غلیظ عمل اور گھناؤنا جرم ہوگا۔ أَعَاذَنَا اللّٰه منه.
④ یہ حدیث مرجئہ فرقے کے اس باطل عقیدے کا صریح طور پر رد کرتی ہے کہ انسان کے لیے ایمان کے ساتھ گناہ نقصان دہ نہیں ہوتے' نیز ان کے اس عقیدے کا بھی اس حدیث سے رد ہوتا ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ نہیں۔ ⑤ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی از حد ضروری ہے۔ ایک کامل مومن کے لیے

٤١٠٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٦ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٧، وللحديث شواهد.

ضروری ہے کہ سرتاپا اپنے تمام اعضاء کو سوچ سمجھ کر استعمال کرے' بالخصوص ہاتھ اور زبان سے کسی بھی مسلمان کو معمولی سے معمولی نقصان اور تکلیف تک نہ دے۔ ⑥ ''لڑائی لڑنا'' اس سے مسلح لڑائی مراد ہے۔ زبانی یا دستی یا لاٹھی کی لڑائی کو عربی زبان میں قتال نہیں کہتے کیونکہ اس قسم کی لڑائی میں کسی کے قتل ہونے کا غالب امکان نہیں ہوتا۔ (قتال قتل سے بنا ہے۔) ⑦ ''کفر ہے'' یہاں کفر سے مراد کفر دون کفر ہے' وہ کفر مراد نہیں جس کی وجہ سے مسلمان مسلمان ہی نہیں رہتا' یعنی یہاں کفر اکبر مراد نہیں بلکہ کفر یہ عمل کی نشاندہی مراد ہے' نیز مسلمان سے لڑائی کی شدید قباحت کا بیان مقصود ہے۔ والله أعلم. ⑧ فسق سے مراد کبیرہ گناہ ہے۔ جس کے کرنے سے انسان کافر تو نہیں بنتا مگر صحیح مومن بھی نہیں رہتا۔ گالی گلوچ اس لیے فسق ہے کہ یہ لڑائی کا پیش خیمہ ہے۔ عام طور پر گالی گلوچ قتل و قتال کا سبب بن جاتے ہیں' نیز گالی گلوچ کرنا فاسقین کا کام ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ جن کاموں کو کفر و فسق یا جاہلیت کے کام کہا گیا ہے' ان سے بچنا بہت ضروری بلکہ واجب ہے کیونکہ ایسے کام کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتے اور نہ کسی مومن کے لائق ہی ہیں۔

٤١١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۴۱۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

٤١١١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فِسْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ» فَقَالَ لَهُ أَبَانُ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ! مَا سَمِعْتَهُ إِلَّا مِنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ: بَلْ سَمِعْتُهُ مِنَ الْأَسْوَدِ وَهُبَيْرَةَ.

۴۱۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق (کبیرہ گناہ) ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

ابان نے (ابو اسحاق سے) پوچھا: ابو اسحاق! آپ نے یہ حدیث صرف ابوالاحوص سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: (نہیں) بلکہ اسود اور ہبیرہ سے بھی میں نے یہ

٤١١٠- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٨، وانظر الحديث الآتي.

٤١١١- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٩.

حدیث سنی ہے۔

٤١١٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

۴۱۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

فائدہ: یہ معنی پہلے معنی سے مختلف ہیں، تاہم عربی ترکیب کے لحاظ سے یہ معنی بھی بن سکتے ہیں کہ مسلمان کو یہ کام نہیں کرنے چاہییں۔

٤١١٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۴۱۱۳- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

٤١١٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: قُلْتُ لِحَمَّادٍ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا وَسُلَيْمَانَ وَزُبَيْدًا يُحَدِّثُونَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

۴۱۱۴- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی گلوچ کرنا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔''

٤١١٢ـ [صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٠.

٤١١٣ـ [صحيح مرفوع] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء سباب المسلم فسوق، ح: ٢٦٣٤ من حديث عبدالملك بن عمير به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧١. وللحديث شواهد كثيرة.

٤١١٤ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، ح: ٤٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر، ح: ٦٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٤. * حماد هو ابن أبي سليمان، وكان مرجئًا من أهل البدعة، وحديثه حسن.

«سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

مَنْ تَتَّهِمُ؟ أَتَتَّهِمُ مَنْصُورًا؟ أَتَتَّهِمُ زُبَيْدًا؟ أَتَتَّهِمُ سُلَيْمَانَ؟ قَالَ : لَا ، وَلٰكِنِّي أَتَّهِمُ أَبَا وَائِلٍ.

(امام شعبہ نے اپنے استاد حماد سے کہا:) تم کس پر تہمت لگاتے ہو؟ کیا تم منصور پر تہمت لگاتے ہو؟ کیا تم زبید پر تہمت لگاتے ہو؟ کیا تم سلیمان پر تہمت لگاتے ہو؟ حماد نے کہا: نہیں (میں ان میں سے کسی پر بھی تہمت نہیں لگاتا) لیکن میں (ان سب کے استاد) ابووائل پر تہمت لگاتا ہوں۔ (کہ آیا اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے یا نہیں۔)

فائدہ: مذکورہ بالا مسئلے کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ حماد، جس سے امام شعبہ نے منصور وغیرہ پر تہمت لگانے کی بابت پوچھا تھا، غالبًا یہ حماد بن ابوسلیمان ہے۔ وہ امام شعبہ کا شیخ تھا اور مرجئہ میں سے تھا۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ مرجئہ فرقے کا عقیدہ ہے کہ اعمال، ایمان کا جز نہیں اور یہ بھی کہ جب کوئی شخص کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو پھر ایمان کے ساتھ اس کے لیے کوئی گناہ نقصان دہ نہیں ہوسکتا اور یہ عقیدہ قطعاً باطل ہے۔ حماد کا ابووائل کو متہم کرنا غلط ہے۔ اس سے ان کا مقصد اپنے باطل عقیدے کا دفاع کرنا ہے۔ ابووائل سے مراد حضرت شقیق بن سلمہ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے معروف شاگرد اور مخضرم تابعی ہیں۔ مرجئہ کے ظہور کے بعد، حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے جب ان (مرجئہ) کے متعلق پوچھا گیا تو سائل کے جواب میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہی حدیث بیان فرمائی کہ [سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ] (صحيح البخاري، الإيمان، باب خوف المؤمن......، حديث:٤٨، و صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ......، حديث:٦٤) چونکہ اس متفق علیہ حدیث شریف سے مرجئہ کے مذکورہ باطل عقیدے کا صریح طور پر رد ہوتا ہے، اس لیے اس حدیث کے بنیادی راوی حضرت ابووائل رحمہ اللہ ہی کو متہم کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہوئے یہ کہا گیا کہ معلوم نہیں ابووائل نے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی بھی ہے کہ نہیں؟ لیکن اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے جماعت اصحاب الحدیث پر کہ جنھوں نے مبتدعین کے فرار کی تمام راہیں بند کر دیں، صحیح مسلم میں اس بات کی قطعی صراحت موجود ہے کہ ابووائل رحمہ اللہ نے جو حدیث بیان فرمائی ہے، لاریب! وہ رسول اللہ ﷺ ہی کا سچا فرمان ہے۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں۔ حضرت ابووائل سے بیان کرنے والے ان کے شاگرد زبید نے کہا کہ میں نے حضرت ابووائل سے، یہ حدیث شریف سن کر پوچھا: کیا آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان فرماتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے

ہیں۔) دیکھیے: (صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان قول النبي ﷺ: سباب المسلم فسوق و قتاله کفر، حدیث: (١١٦)-٦٤)

٤١١٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ»

۴۱۱۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا گالی دینا فسق اور اس کا (دوسرے مسلمانوں سے) لڑائی کرنا کفر ہے۔''

قُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ: سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

زبید کہتے ہیں: میں نے ابو وائل سے پوچھا: کیا آپ نے اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (سنا ہے)۔

٤١١٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۴۱۱۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔''

٤١١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

۴۱۱۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

٤١١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ

۴۱۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

٤١١٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٥.

٤١١٦- [صحيح] تقدم، ح: ٤١١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٦.

٤١١٧- [صحيح] تقدم، ح: ٤١١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٧.

٤١١٨- [صحيح] تقدم، ح: ٤١١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٨.

أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قِتَالُ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ.

مومن سے لڑائی لڑنا کفر اور اس کو گالی دینا فسق ہے۔

فائدہ: تکرار سے مقصود یہ ہے کہ بعض راویوں نے اس روایت کو مرفوع (رسول اللہ ﷺ کا فرمان) بیان کیا ہے اور بعض نے موقوف (صحابی رضی اللہ عنہ کا قول)۔ یہ اختلاف نقصان دہ نہیں کیونکہ موقوف سے مرفوع کی نفی نہیں ہوتی' اور روایت کا دونوں طرح مروی ہونا درست ٹھہرتا ہے۔ بشرطیکہ اسنادی ضعف سے پاک ہوں۔ گویا اللہ کے رسول ﷺ نے بھی فرمایا اور صحابی نے بھی وہی بات کہہ دی۔

(المعجم ٢٨) - اَلتَّغْلِيظُ فِيمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۸- جو شخص کسی مبہم جھنڈے کے نیچے لڑے' اس کی بابت شدید وعید

٤١١٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُّؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّي، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَدْعُو إِلٰى عَصَبِيَّةٍ أَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقُتِلَ فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ»

۴۱۱۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (تسلیم شدہ امیر کی) اطاعت سے نکل جائے اور جماعت سے جدا ہو جائے' اگر وہ اسی حال میں مرا تو جاہلیت کی موت مرا۔ جو شخص میری امت کے خلاف (مسلح ہو کر) نکلا اور ہر نیک و بد کو بلا امتیاز قتل کرنے لگا' وہ نہ مومن کی پروا کرتا ہے نہ کسی ذمی کے عہد کا لحاظ رکھتا ہے تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جو شخص (کسی قسم کے حزبی' قومی یا مذہبی و گروہی تعصب میں آ کر) کسی مبہم اور اندھے جھنڈے کے نیچے لڑا' کسی ایک جماعت کی طرف دعوت دیتا ہے یا کسی جماعت کی خاطر وہ غصے میں آ کر لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔''

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ جو شخص اندھا دھند گروہی اور حزبی

٤١١٩- أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن . . . الخ، ح: ١٨٤٨ من حديث أيوب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٩.

تعصب کا شکار ہو کر اندھے اور مبہم جھنڈے کے نیچے لڑتا ہوا مرا' وہ حرام موت ہی مرا۔ ② اس حدیث شریف کا تقاضا ہے کہ تمام اہل اسلام کو شرعی طور پر بااختیار حاکم و امیر مقرر کر کے اس کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہییں اور اس کی ہدایات کے مطابق دشمنانِ اسلام کے خلاف برسرِ پیکار ہونا چاہیے۔ ③ بااختیار شرعی حاکم و امیر کی اطاعت واجب ہے' نیز مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لزوم بھی ضروری ہے۔ ④ اہل اسلام جس شخص کو اپنا امام و حاکم مقرر کر دیں' شرعی تقاضوں کے مطابق اس کی اتباع واجب اور سبیل المومنین کی مخالفت حرام ہے۔ ⑤ مذکورہ صفات کے حامل شرعی امیر کی اطاعت نہ کرنے والا اہل جاہلیت کے مشابہ ہے' اور اسی حالت میں مر جانے والا جاہلیت کی موت مرے گا۔ ⑥ ایسے شرعی حاکم کی مخالفت کرنا' اس کی اطاعت نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ⑦ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فسق و فجور اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب' ملتِ اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ صریح کفر کا ارتکاب کرے یا مرتد ہو کر دین اسلام سے کنارہ کش ہو جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ⑧ ''تسلیم شدہ امیر'' اس سے مراد وہ مسلمان حاکم ہے جو یا تو منتخب شدہ ہو یا ویسے لوگ اس پر متفق ہوں' وہ امن و امان قائم کرتا ہو' مجرمین کو سزائیں دیتا' (شرعی حدود ہوں یا دیگر سزائیں) اور امت مسلمہ کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیتا ہو' نہ کہ وہ کاغذی امیر جن کو ٹڈی دل تنظیمیں اپنا امیر بنا لیتی ہیں اور وہ بیک وقت ایک دوسرے کے مخالف بھی ہوتی ہیں۔ ایسے امیر سوائے دفتری سہولتوں کے استعمال کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ ملکی انتظام میں ان کا کوئی دخل ہوتا ہے اور نہ ملکی دفاع میں۔ نہ ان کی اطاعت کا معاشرے کو کوئی فائدہ ہے نہ ان کی نافرمانی کا نقصان۔ وہ تنظیمیں سیاسی ہوں یا مذہبی' ہر شہر میں وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ ایک پولیس اہل کار ان کے امیروں سے زیادہ اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔ ایسے امیر اور ایسی تنظیمیں یہاں مراد نہیں۔ جب تک کسی کا جی کرے' ان تنظیموں میں رہے اور جب جی کرے' انھیں چھوڑ جائے۔ ان میں داخل ہونے کا کوئی ثواب نہیں اور انھیں چھوڑنے میں کوئی عذاب نہیں' البتہ اگر اس نے کوئی عہد اور وعدہ کیا ہو تو اس کی پابندی ضروری ہے بشرطیکہ وہ وعدہ اور عہد شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ⑨ ''جماعت سے جدا ہو جائے'' جماعت سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے جو ایک امام و حاکم پر متفق ہو یا اکثریت اس پر متفق ہو۔ ایسی صورت میں اقلیت کو بھی حاکم ہی کی اطاعت کرنا ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایسی جماعت سے نکل جائے' یعنی امیر سے باغی ہو جائے اور جماعت میں تفرقہ کی کوشش کرے تو خواہ وہ طبعی موت مرے یا حکومت اسے بغاوت کی سزا میں مار دے' اس کی موت غیر اسلامی ہوگی۔ ⑩ ''جاہلیت کی موت'' یعنی جاہلیت میں لوگ بغیر کسی امارت اور نظم کے رہتے تھے۔ کوئی کسی کا ماتحت نہ تھا۔ اسی طرح یہ بھی نظم اور جماعت سے باہر مرا' گویا کافروں جیسی موت مرا اگرچہ وہ کافر نہیں۔ یہ تب ہے اگر وہ بغاوت نہ کرے اور فتنہ پیدا نہ کرے۔ اگر وہ بغاوت کرے' فتنہ پیدا کرے یا امت مسلمہ میں تفریق پیدا کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ ⑪ ''اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں'' کیونکہ وہ باغی کے حکم میں ہے۔ اس سے خارجیوں والا سلوک ہوگا۔ (دیکھیے حدیث: ۴۱۰۴، ۴۱۰۶، ۴۱۰۸) ⑫ ''مبہم اور اندھے جھنڈے'' مبہم

سے مراد جس کا حق یا باطل ہونا واضح نہ ہو۔ اور اندھے سے مراد کہ وہ لڑائی کسی فرقے، گروہ یا نسل کی خاطر ہو۔ اس کی بنیاد تعصب پر ہو۔ ایسی جنگ میں مارا جانے والا حرام موت مرے گا جس طرح لوگ دور جاہلیت میں اپنے قبیلے، گروہ یا ساتھی اور دوست کے لیے لڑتے تھے۔ حق ناحق کا کوئی ایسا امتیاز نہ تھا اور حرام موت مرتے تھے۔ صرف اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر لڑنے والا ہی شہادت کی موت مرے گا نہ کہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے والا، خواہ وہ کیسا ہی خوش نما نعرہ لگا کر کیوں نہ لڑے، مثلاً: حب اہل بیت یا حب صحابہ وغیرہ۔ یہ اس لیے کہ باہمی لڑائی بہر حال حرام ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يُقَاتِلُ عَصَبِيَّةً وَيَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ».

۴۱۲۰- حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (اندھا دھند تعصب میں آ کر) کسی مبہم اور اندھے جھنڈے کے تحت لڑا، وہ صرف اپنے گروہ کی حمایت میں لڑتا اور اسی کی حمایت میں غضب ناک ہوتا ہے، (وہ مارا جائے) تو اس کی موت جاہلیت کی (حرام) موت ہوگی۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عِمْرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (اس حدیث کا راوی) عمران القطان قوی نہیں ہے۔

(المعجم ٢٩) - تَحْرِيمُ الْقَتْلِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۹- مسلمان کا قتل حرام ہے

٤١٢١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْصُورٌ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَشَارَ الْمُسْلِمُ عَلَى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ

۴۱۲۱- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی طرف اسلحے کے ساتھ اشارہ کرے (ایک مسلمان دوسرے پر ہتھیار اٹھا لے اور دوسرا بھی اٹھا لے) تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ اور جب ایک،

٤١٢٠- أخرجه مسلم، ح: ١٨٥٠ من حديث أبي مجلز به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٠.

٤١٢١- أخرجه البخاري، الفتن، باب: إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٧٠٨٣ تعليقًا، ومسلم، الفتن، باب: إذا تواجه المسلمان بِسَيْفَيْهِمَا، ح: ٢٨٨٨/ ١٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨١.

بِالسِّلَاحِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا قَتَلَهُ خَرًّا جَمِيعًا فِيهَا».

دوسرے کو قتل کر دے تو دونوں اکٹھے جہنم میں گر پڑتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کو ناحق قتل کرنا کبیرہ گناہ اور حرام ہے' نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا جہنم کی آگ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ② اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی بھی (اچھے یا برے) کام کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے لیکن کسی وجہ سے اس پر عمل نہیں کر سکتا تو بھی اپنے عزم کے مطابق وہ شخص مؤاخذے یا اجر کا مستحق بن جاتا ہے۔ ③ مرتکب کبیرہ' ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا بلکہ وہ مومن اور مسلم ہی رہتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی انھیں مومن کہا گیا ہے: ﴿وَ اِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ اور مذکورہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے بھی انھیں مسلمان کہا ہے۔ ④ ''گر پڑتے ہیں'' یہ تب ہے جب دونوں کی نیت لڑائی کی ہو۔ دونوں ننگے مسلح ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہوں' البتہ داؤ ایک کا لگ گیا' تو قاتل و مقتول دونوں یکساں جہنمی ہوں گے کیونکہ دونوں کی نیت قتل کی تھی۔ اس حدیث سے مراد بھی یہی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھا لیں' جس طرح کہ اگلی احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٢٢ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: إِذَا حَمَلَ الرَّجُلَانِ الْمُسْلِمَانِ السِّلَاحَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَهُمَا فِي النَّارِ.

۴۱۲۲- حضرت ابوبکرہ ؓ سے مروی ہے کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے پر اسلحے کے ساتھ حملہ کریں' وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ پھر جب ان میں سے کوئی ایک' دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو دونوں آگ میں جاتے ہیں۔ (قاتل تو مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے اور مقتول اس لیے کہ اس کی نیت بھی مسلمان کو قتل کرنے ہی کی تھی۔)

٤١٢٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ،

۴۱۲۳- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواریں

٤١٢٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٢.

٤١٢٣- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب: إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٣٩٦٤ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٣، انظر الحديث الآتي.

عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَهُمَا فِي النَّارِ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

لے کر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں' پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں جہنم میں جائیں گے۔'' پوچھا گیا: اللہ کے رسول! قاتل کا جہنم میں جانا تو سمجھ میں آتا ہے مگر مقتول کے جہنم میں جانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا ارادہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا تھا۔''

٤١٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَهُمَا فِي النَّارِ مِثْلَهُ سَوَاءً».

۴۱۲۴- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں' پھر ان میں سے کوئی دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں آگ میں جائیں گے۔'' یہ روایت بھی بالکل پہلی روایت کی طرح ہے۔

٤١٢٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا يُرِيدُ قَتْلَ صَاحِبِهِ فَهُمَا فِي النَّارِ». قِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ».

۴۱۲۵- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر آمنے سامنے آ جائیں جبکہ ان میں سے ہر ایک' دوسرے کو قتل کرنا چاہتا ہو (پھر خواہ کوئی کسی کو قتل کر دے) تو دونوں آگ میں جائیں گے۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! قاتل تو ٹھیک ہے مگر مقتول کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے پر حریص تھا۔''

٤١٢٤- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، من حديث يزيد بن هارون به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٤. * قتادة تابعه يونس بن عبيد كما سيأتي، ح: ٤١٢٩.

٤١٢٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٤٦، ٤٧، ٥١ من طريقين عن الحسن البصري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٥، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي برقم: ٤١٢٧.

٤١٢٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ».

۴۱۲۶- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان تلواریں لے کر مقابلہ کرنے لگیں، پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔“

٤١٢٧ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

۴۱۲۷- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب دو مسلمان اپنی تلواریں (یا کوئی بھی اسلحہ) لے کر آمنے سامنے آ جائیں، پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔“ صحابہ نے عرض کی: قاتل تو جہنم میں جائے مگر مقتول کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”اس نے بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔“

٤١٢٨ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ وَالْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا

۴۱۲۸- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے سے لڑنے لگیں، پھر ان میں سے ایک دوسرے کو مار دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں

٤١٢٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٦.

٤١٢٧ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٧٠٨٣ من حديث معمر بن راشد معلقًا، ومسلم، الفتن، باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، ح: ٢٨٨٨ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٧.

٤١٢٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٨.

إِلْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ».

جائیں گے۔"

٤١٢٩- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

۴۱۲۹- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب دو مسلمان تلواروں سے مسلح ہو کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجائیں (اور لڑنے لگیں) پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے (یا دونوں ایک دوسرے کو قتل کر دیں) تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔" ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول قاتل کا جہنم میں جانا تو صحیح ہے مگر مقتول کیوں آگ میں جائے گا؟ آپ نے فرمایا: "اس کا ارادہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے ہی کا تھا۔"

٤١٣٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۱۳۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔"

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں سے لڑنا کافروں کا کام ہے۔ اگر مسلمان مسلمانوں سے لڑنے لگیں تو کافروں کے مشابہ ہو گئے' نیز اس سے کافروں کا مقصد پورا ہو گیا۔ انھیں لڑنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ جو شخص باہمی اختلافات کی بنا پر لڑائی کو جائز سمجھتا ہے' وہ حقیقتاً کافر ہے کیونکہ وہ ایک حرام کام کو حلال قرار دیتا ہے۔ اگر ویسے

٤١٢٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٩.

٤١٣٠ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: "لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض، ح: ٦٦/ ١٢٠ من حديث محمد بن جعفر غندر، والبخاري، الديات، باب: "ومن أحياها"، ح: ٦٨٦٨، ٦١٦٦، ٧٠٧٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٩٠.

ہی جذبات میں آ کر لڑائی لڑنے لگا تو پھر کافر تو نہ ہوگا مگر اس کا یہ کام کافروں کے مشابہ ہوگا۔ ایسے میں وہ اگر کسی کو قتل کرے گا تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ ② کبھی کبھی غلط فہمی کی بنا پر جنگ چھڑ جاتی ہے یا شر پسند عناصر فریقین میں لڑائی بھڑکا دیتے ہیں تو اس سے فریقین کافر نہ ہوں گے جیسے جنگ جمل اور صفین میں ہوا۔ حضرت عائشہ، زبیر، طلحہ، معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق قتل کا قصاص چاہتے تھے مگر قاتلین عثمان اپنی گردن بچانے کے لیے جنگ برپا کر دیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس انداز سے قتل کے مطالبے کو بغاوت سے تعبیر کرتے تھے۔ اور بغاوت فرو کرنے کو سرکاری فریضہ سمجھتے تھے مگر معاملہ اتنا سادہ نہ تھا۔ غیر مسلموں کی سازشیں کافی گہری تھیں۔ فریقین میں ایسی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی تھیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان میں لڑائی ہوتی گئی اگرچہ فریقین نیک نیت تھے۔ ان کی نیک نیتی کے لیے ان کا صحابی ہونا ہی کافی ہے۔ صحابہ عام لوگ نہیں تھے بلکہ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ﴾ (الحجرات ۴۹:۳) وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب شدہ افراد تھے، اس لیے ان کے بارے میں انتہائی اچھا گمان رکھنا ضروری ہے، ورنہ اپنے ایمان کا خطرہ ہے۔ وہ لوگ یقیناً جنتی ہیں۔ ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی نام بنام بشارتیں موجود ہیں۔ ان سے بدگمانی رکھنے والا ایمان سے بے بہرہ ہے۔ رضي الله عنهم و أرضاهم. ③ "کافر نہ بن جانا" کافر کے ایک معنی ناشکرا بھی ہیں۔ آپس میں لڑنا نعمت ایمان کی ناشکری ہے۔

٤١٣١ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، لَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجِنَايَةِ أَبِيهِ وَلَا جِنَايَةِ أَخِيهِ».

۴۱۳۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ۔ کسی شخص کو اس کے باپ یا بھائی کے جرم میں نہ پکڑا جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ مُرْسَلٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ (مذکورہ روایت متصل بیان کرنا) غلط ہے۔ درست (یہ ہے کہ یہ) روایت مرسل ہے۔

٤١٣١_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩١، وللحديث شواهد كثيرة. * أبوالضحى هو مسلم بن صبيح، وشريك هو القاضي.

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے قول کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے کہ مذکورہ روایت بعض رواۃ نے متصل بیان کی ہے اور بعض نے مرسل۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا متصل ہونا درست نہیں بلکہ درست بات یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہی ہے' اس لیے کہ متصل بیان کرنے والے راوی شریک اور ابوبکر بن عیاش ہیں اور وہ دونوں اعمش سے بیان کرتے ہیں۔ اعمش سے یہ روایت ابوبکر بن عیاش اور شریک کے علاوہ ابومعاویہ اور یعلیٰ نے بھی بیان کی ہے اور ان دونوں نے اسے مرسل ہی بیان کیا ہے' اور ان کی بات ہی معتبر ہے' لہٰذا یہ روایت مرسل ہی درست ہے۔ ایک تو اس لیے کہ شریک کثیر الخطاء (بہت غلطیاں کرنے والا) راوی ہے' دوسرے یہ کہ اس نے اور ابوبکر بن عیاش نے ابومعاویہ کی مخالفت کی ہے' حالانکہ ابومعاویہ' اعمش کے تمام شاگردوں میں سے اثبت راوی ہے' سوائے سفیان ثوری کے۔ ابومعاویہ نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ یعلیٰ بن عبید نے (اس کے مرسل بیان کرنے میں) ابومعاویہ کی متابعت بھی کی ہے۔ ② ''کافر نہ بن جانا'' یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ تم میرے بعد مرتد ہو کر کافر نہ بن جانا ورنہ تمھاری حالت وہی ہو جائے گی جو اسلام سے پہلے تھی کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ گے اور آپس میں قتل و قتال کا دور دورہ ہو گا۔ واللہ أعلم. ③ ''نہ پکڑا جائے گا'' یہ اسلام کا سنہری اصول ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ خود ہے۔ کسی کے جرم میں اس کے بھائی' باپ یا بیٹے کو نہیں پکڑا جا سکتا الا یہ کہ ان کا اس جرم میں دخل ثابت ہو۔ جاہلیت میں یہ عام دستور تھا کہ قاتل کی بجائے اس کے کسی رشتے دار بلکہ اس کے قبیلے کے کسی بھی فرد کا قتل جائز سمجھا جاتا تھا۔ ایک شخص کے جرم کی وجہ سے اس کا پورا قبیلہ مجرم بن جاتا تھا' اس لیے قتل و قتال عام تھا۔ اور ایک قتل پر بسا اوقات سینکڑوں قتل ہو جاتے تھے۔ اسلام نے اس بے اصولی کی نفی اور مذمت فرمائی۔

٤١٣٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَلَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ، وَلَا بِجَرِيرَةِ أَخِيهِ».

۴۱۳۲- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اتارنے لگو۔ کسی آدمی کو اس کے باپ یا بھائی کے جرم میں نہیں پکڑا جا سکتا۔''

فائدہ: البتہ قتل خطا میں قاتل کے نسبی رشتے دار بلکہ پورا قبیلہ اس کے ساتھ مل کر دیت ادا کریں گے۔ یہ اس

٤١٣٢_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٢.

روایت کے خلاف نہیں کیونکہ خطأً قتل جرم نہیں اور مقتول کی دیت بھرنا رشتے داروں کے لیے سزا نہیں بلکہ یہ تو صرف اس شخص کے ساتھ تعاون ہے جس سے بلا قصد وارادہ قتل صادر ہو گیا۔ اور مسلمان مقتول کا خون رائیگاں نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں، اگر قاتل نے جان بوجھ کر قتل کیا ہو تو اس کا قصاص اسی سے لے لیا جائے گا اور اگر دیت پر معاملہ طے ہو جائے تو وہ دیت بھی خود ہی ادا کرے گا۔ رشتے داروں پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہو گی کیونکہ وہ مجرم ہے اور مجرم سے تعاون کیسا؟

٤١٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا أُلْفِيَنَّكُمْ تَرْجِعُونَ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَلَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ، وَلَا بِجَرِيرَةِ أَخِيهِ» هٰذَا الصَّوَابُ.

۴۱۳۳- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں اس حال میں نہ پاؤں کہ تم میرے بعد کافر بن جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹو۔ کسی شخص کو اس کے باپ یا بھائی کے جرم میں گرفتار نہ کیا جائے گا۔''

یہ (مرسل روایت، موصول کی نسبت) درست ہے۔

٤١٣٤- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا» مُرْسَلٌ.

۴۱۳۴- حضرت مسروق سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جاؤ۔'' (یہ روایت) مرسل ہے (اور یہی صحیح ہے)۔

٤١٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ

۴۱۳۵- حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔''

٤١٣٣- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٣.

٤١٣٤- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٣١، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٤.

٤١٣٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٥.

تَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

٤١٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصَتَ النَّاسَ، قَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۱۳۶- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن لوگوں کو چپ کرایا اور فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اتارنے لگو۔''

٤١٣٧- أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ» ثُمَّ قَالَ: «لَا أُلْفِيَنَّكُمْ بَعْدَ مَا أَرٰى تَرْجِعُونَ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۱۳۷- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''لوگوں کو چپ کراؤ۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''(اے لوگو!) تمھیں مسلمان دیکھنے کے بعد میں تمھیں اس حال میں نہ پاؤں کہ تم میرے بعد کافر بن جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔''

فائدہ: ''میں تمھیں نہ پاؤں'' یعنی قیامت کے دن کیونکہ اس وقت سب راز کھل جائیں گے اور امت کے اعمال رسول اللہ ﷺ پر ظاہر ہو جائیں گے یا جب تم مرنے کے بعد میرے پاس آ ؤ گے تو تمھاری یہ حالت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ کلام ظاہراً تو اپنے آپ سے خطاب ہے مگر حقیقتاً مخاطب کو سمجھانا مقصود ہے کہ تمھاری یہ حالت نہیں ہونی چاہیے۔ والله أعلم.

٤١٣٦ـ أخرجه البخاري، الديات، باب: 'ومن أحياها'، ح: ٦٨٦٩، ومسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: "لا ترجعوا بعدي كفارًا . . . الخ"، ح: ٦٥ عن محمد بن بشار بندار به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٦.

٤١٣٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٦ عن عبدالله بن نمير به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٧، والحديث السابق شاهد له.

مال غنیمت اور مال فے کی تقسیم کے مسائل

مسلمانوں کو کافروں سے جو مال ملتا ہے' اسے مال غنیمت کہتے ہیں' خواہ وہ مال جنگ کے دوران میں حاصل ہو یا بعد میں یا کسی بھی طریقے سے' البتہ عربی میں مال غنیمت کے حصول کے مختلف طریقوں کے مختلف نام ہیں' مثلاً: جنگ کے دوران میں جو مال کفار سے حاصل ہو' خواہ وہ اسلحہ ہو یا مال و دولت' بھیڑ بکریاں اور اونٹ ہوں یا مرد و عورتیں' اس کو مال غنیمت کہتے ہیں۔ اور اگر لڑائی کے بغیر کوئی مال حاصل ہو' مثلاً: صلح کے نتیجے میں یا کسی معاہدے کے نتیجے میں یا ان کی کوئی چیز ویسے مسلمانوں کے قابو میں آ جائے' اسے مال فے کہتے ہیں۔ فے مکمل طور پر بیت المال کا حق ہوتا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا' البتہ لڑائی کے دوران یا نتیجے میں حاصل ہونے والی غنیمت میں سے اگر امام چاہے تو فوجیوں کو حصہ دے سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اور مابعد ادوار میں مال غنیمت سے خمس بیت المال میں رکھا جاتا تھا' باقی لڑنے والوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ کبھی آپ یہ خمس بھی نہیں لیتے تھے اور اعلان فرما دیتے تھے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے' اس کا سامان وہ خود ہی لے سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مال غنیمت دراصل بیت المال کا حق ہے' البتہ لڑنے والوں کو امام وقت کے تقاضے کے مطابق کچھ دے سکتا ہے۔ اس کا معین حق نہیں۔ اسی طرح جنگ کے دوران میں اگر کسی علاقے پر قبضہ ہو تو زمین بھی بیت المال کی ہو گی' البتہ امام مناسب سمجھے تو فوجیوں کو ضرورت کے مطابق زمین بھی تقسیم کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اس کی زرخیز زمین فوجیوں میں تقسیم فرما دی' مگر باقی علاقے فتح کیے تو زمین تقسیم نہ

فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین تقسیم کرنے سے انکار کر دیا کہ اس طرح تو کچھ لوگ بڑے بڑے جاگیردار بن جائیں گے جبکہ بعد والے ایک انچ سے بھی محروم رہیں گے۔ گویا مال غنیمت کے بارے میں حاکم مختار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چونکہ مجاہدین کی تنخواہیں مقرر نہیں تھیں' اس لیے ان کو غنیمت سے حصہ دیا جاتا تھا' بعد میں باقاعدہ فوج تشکیل دی گئی اور تنخواہیں مقرر ہوگئیں جیسا کہ آج کل ہے۔ تو اب فوجیوں کو مال غنیمت سے حصہ دینے کی ضرورت نہیں' ہاں حاکم مناسب سمجھے تو ان کو انعامات وغیرہ دے سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدین کو حصہ دینا شرعی مسئلہ نہیں بلکہ انتظامی مسئلہ تھا۔ اور انتظامی مسائل میں ہر حکومت تبدیلی کا اختیار رکھتی ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا طرز عمل سے پتا چلتا ہے۔ باقی رہی قرآن مجید کی آیت: ﴿وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ﴾ (الأنفال ۸:۴۱) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جمیع غنیمت مجاہدین کا حق نہیں بلکہ اس میں سے بیت المال کا بھی حق ہے۔ جو خمس سے زائد حتی کہ کل بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آیت میں خمس نے زائد کی نفی نہیں' نیز آیت میں باقی مال کو مجاہدین کا حق نہیں بتلایا گیا کہ اس میں کمی بیشی نہ ہو سکے بلکہ خمس کے علاوہ باقی مال غنیمت کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی گئی ہے۔ گویا وہ حکومت وقت کی صوابدید کے مطابق تقسیم ہوگا۔ حکومت چاہے تو اسے مجاہدین میں تقسیم کرے' چاہے تو اسے بیت المال میں داخل کر دے۔

عبادات کے علاوہ دین میں جمود نہیں کہ اس میں سرمو تبدیلی نہ ہو سکے' خصوصاً انتظامی و معاشی مسائل میں جو بدلتے رہتے ہیں۔ ایسے معاملات میں حالات وظروف کا لحاظ نہ رکھنا دین کی حقیقی روح سے بیگانہ ہو جانے والی بات ہے۔ شریعت کا مقصد لوگوں کے مسائل مناسب طریقے سے حل کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ ہر دور کے مناسبات مختلف ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسی انداز فکر ہی کو اجتہاد کہا جاتا ہے جس کے قیامت تک جاری اور جائز رہنے کے محققین قائل ہیں۔ واللہ أعلم.
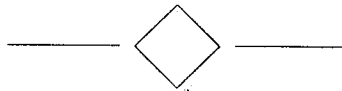
(المعجم ٣٨) - أَوَّلُ كِتَابِ قِسْمِ الْفَيْءِ (التحفة ٢١)

مال فے اور مال غنیمت کی تقسیم کے مسائل

٤١٣٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ: أَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُورِيَّ حِينَ خَرَجَ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ تَرَاهُ؟ قَالَ: هُوَ لَنَا، لِقُرْبٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَسَمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَهُمْ، وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ عَلَيْنَا شَيْئًا رَأَيْنَاهُ دُونَ حَقِّنَا فَأَبَيْنَا أَنْ نَقْبَلَهُ، وَكَانَ الَّذِي عَرَضَ عَلَيْهِمْ أَنْ يُعِينَ نَاكِحَهُمْ، وَيَقْضِيَ عَنْ غَارِمِهِمْ، وَيُعْطِيَ فَقِيرَهُمْ، وَأَبٰى أَنْ يَزِيدَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ.

۴۱۳۸- حضرت یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ حروری (خارجی) جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شورش کے دوران میں آیا تو اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام نامہ بھیجا اور پوچھا کہ آپ کی رائے میں (خمس میں سے) قرابت داروں کا حصہ کسے ملے گا؟ انھوں نے فرمایا: ہمیں، یعنی رسول اللہ ﷺ کے رشتے داروں کو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حصہ ان (بنی ہاشم اور بنی مطلب) کے لیے تقسیم کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ہمیں (خمس میں سے) کچھ مال پیش کیا جسے ہم نے اپنے حق سے کم سمجھا تو ہم نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں پیش کش کی تھی کہ وہ ان میں سے نکاح کرنے والے کی مدد کریں گے۔ ان کے مقروض کا قرض ادا کریں گے اور ان سے محتاج لوگوں کو عطیات دیں گے۔ اس سے زائد دینے سے انھوں نے انکار کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ اس میں مال فے کی تقسیم کا مسئلہ

٤١٣٨- أخرجه مسلم، الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم ... الخ، ح: ١٨١٢ من حديث يزيد بن هرمز به.

بیان کیا گیا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خط کتابت کے ذریعے سے علم حاصل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ نجدہ حروری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف ایک تحریر لکھ کر چند ایک مسائل کا جواب معلوم کیا تھا۔ صحیح مسلم میں اس بات کی صراحت ہے کہ اس نے پانچ سوالوں کا جواب طلب کیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم......، حديث:١٨١٢) ③ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی مصلحت ہو یا کسی قسم کے فساد کا خطرہ ہو تو عالم شخص کو اہل بدعت کو بھی فتویٰ دے دینا چاہیے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نجدہ حروری کو تحریری جواب لکھ بھیجا تھا۔ ④ "حروری" یہ نسبت ہے بستی "حروراء" کی طرف۔ یہاں خارجیوں کا اولین اجتماع ہوا تھا۔ اس نسبت سے ہر خارجی کو حروری کہا جاتا ہے چاہے وہ حروراء بستی سے تعلق نہ بھی رکھتا ہو۔ اس حوالے سے دیکھیے: حدیث:٨، ٧، ٤١٠٧) ⑤ "قرابت داروں کا حصہ" قرآن مجید میں غنیمت کے علاوہ خمس کے مصارف میں "قرابت داروں" کا ذکر ہے۔ اس کے تعین میں اختلاف ہے۔ مشہور بات تو یہی ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کے رشتے دار مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ امام شافعی اور دیگر اکثر اہل علم کے نزدیک قرابت داروں سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حاکم وقت کے رشتے دار مراد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے دور میں حاکم بھی تھے۔ اس لحاظ سے آپ کے رشتہ دار مَصرَف تھے۔ یہ نہیں کہ اب بھی (آپ کی وفات سے قیامت تک) آل رسول خمس کا مصرف ہیں۔ یہ قول معقول ہے مگر کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ آل رسول کے لیے زکاۃ حرام ہے، خواہ غریب ہی ہوں، اس لیے زکاۃ کے عوض ان کا حصہ خمس میں رکھ دیا گیا لیکن اس صورت میں صرف زکاۃ کے مستحق آل رسول ہی خمس کا مصرف ہوں گے نہ کہ عام اہل بیت۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی موقف تھا جیسا کہ مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور یہی بات درست معلوم ہوتی ہے۔ باقی رہے حاکم وقت اور اس کے رشتہ دار تو وہ کوئی حصہ دار نہیں بلکہ آج کل کے رواج کے مطابق حاکم وقت کی مناسب تنخواہ مقرر کی جائے گی جیسا کہ خلفائے راشدین کے دور میں ہوا۔ اس تنخواہ کو وہ خود خرچ کرے گا اور رشتے داروں کو بھی اسی سے دے گا جس طرح رشتے داروں میں عام لین دین ہوتا ہے۔ ان کی کوئی خصوصی حیثیت نہیں۔ ⑥ "حق سے کم سمجھا" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اہل بیت کا خیال تھا کہ ہمارا بیت المال میں خصوصی حق ہے۔ بعض کے نزدیک پورا خمس اور بعض کے نزدیک خمس کا خمس (خمس سے مراد مال غنیمت کا پانچواں حصہ ہے جو بیت المال میں جمع ہوتا ہے) جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ اہل بیت میں سے فقیر اور حاجت مند لوگ زکاۃ کی بجائے بیت المال سے ضرورت کے مطابق مال لے سکتے ہیں۔ اہل بیت کا کوئی مستقل حصہ مقرر نہیں، البتہ حاکم عام شہریوں کی طرح اہل بیت کو بھی عطیات دے سکتا ہے بلکہ ان کو زیادہ بھی دے سکتا ہے کیونکہ ان کی شان بلند ہے، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقة النبي (ﷺ) والی زمین عارضی طور پر حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی زیر نگرانی دے دی تھی کہ وہ اس کی آمدن سے اپنی اور دیگر اہل بیت کی

ضروریات پوری کریں۔ باقی آمدن بیت المال کی ہوگی اور زمین بھی حکومت ہی کی رہے گی۔⑤ آج کل تو یہ مسئلہ خود بخود طے ہو چکا ہے، نہ مال غنیمت آتا ہے اور نہ خمس ہی کی صورت بنتی ہے۔ صرف بیت المال، یعنی سرکاری خزانہ ہوتا ہے جس سے حاجت منداور فقیر لوگوں کی حاجات پوری کی جائیں گی۔ وہ اہل بیت سے ہوں یا عام مسلمان۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی اور یہی درست ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

٤١٣٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ؟ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هُرْمُزَ: وَأَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى نَجْدَةَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ: كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ؟ وَهُوَ لَنَا، أَهْلَ الْبَيْتِ، وَقَدْ كَانَ عُمَرُ دَعَانَا إِلَى أَنْ يُنْكِحَ مِنْهُ أَيِّمَنَا، وَيُحْذِيَ مِنْهُ عَائِلَنَا، وَيَقْضِيَ مِنْهُ عَنْ غَارِمِنَا، فَأَبَيْنَا إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَهُ لَنَا وَأَبٰى ذٰلِكَ، فَتَرَكْنَاهُ عَلَيْهِ.

۴۱۳۹- حضرت یزید بن ہرمز سے منقول ہے کہ نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تحریری طور پر پوچھا کہ ”قرابت داری“ کا حصہ کس کو ملے گا؟ یزید بن ہرمز نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے نجدہ کو جواب میں نے تحریر کیا تھا۔ میں نے لکھا تھا کہ تم نے مجھ سے ”قرابت داروں“ والے کے حصے کے متعلق پوچھا ہے کہ کس کو ملے گا؟ یہ حصہ دراصل ہم اہل بیت کا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ پیش کش کی تھی کہ اس حصے میں سے میں، تم میں سے غیر شادی شدہ کی شادی کروں گا اور فقیر کو عطیہ دوں گا اور مقروض کا قرض ادا کروں گا، لیکن ہم نے (اسے قبول کرنے سے) انکار کر دیا الا یہ کہ وہ ہمارا خمس پورے کا پورا ہمیں دے دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا تو ہم نے یہ انھی پر چھوڑ دیا (اور تھوڑا لینے سے انکار کر دیا)۔

٤١٤٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

۴۱۴۰- حضرت اوزاعی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عمر بن ولید کو لکھا کہ تیرے باپ (ولید بن عبدالملک بن مروان) نے تجھے پورا خمس دے دیا تھا، حالانکہ درحقیقت تیرے باپ کا حصہ ایک

٤١٣٩- أخرجه مسلم، ح: ١٨١٢/ ١٣٨ من حديث محمد بن علي به، انظر الحديث السابق.

٤١٤٠- [إسناده صحيح] وهو في كتاب السير للفزاري (ص: ٢٩٣، رقم: ٥٣٦ ملحق من المحقق).

إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ كِتَابًا فِيهِ: وَقَسْمُ أَبِيكَ لَكَ الْخُمُسَ كُلَّهُ، وَإِنَّمَا سَهْمُ أَبِيكَ كَسَهْمِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، وَفِيهِ حَقُّ اللهِ وَحَقُّ الرَّسُولِ، وَذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ، فَمَا أَكْثَرَ خُصَمَاءَ أَبِيكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ! فَكَيْفَ يَنْجُو مَنْ كَثُرَتْ خُصَمَاؤُهُ، وَإِظْهَارُكَ الْمَعَازِفَ وَالْمِزْمَارَ بِدْعَةٌ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَبْعَثَ إِلَيْكَ مَنْ يَجُزُّ جُمَّتَكَ جُمَّةَ السُّوءِ.

عام مسلمان کے حصے کے برابر تھا۔ اس (خمس) میں تو اللہ تعالیٰ کا حق تھا' رسول اللہ ﷺ کا' رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کا' یتامیٰ و مساکین اور مسافروں کا حق تھا۔ قیامت کے دن تیرے باپ سے جھگڑا کرنے والے لوگ کس قدر ہوں گے! وہ شخص کیسے نجات پائے گا جس سے حق وصول کرنے والے اس قدر زیادہ ہوں؟ پھر تیرا اعلانیہ آلات موسیقی استعمال کرنا اور بنسری بجانا اسلام کے اندر ایک بدعت ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں تیرے پاس ایسا شخص بھیجوں جو تیرے لمبے لمبے قبیح بالوں کو کاٹ دے۔ (یا تیرے لمبے قبیح بالوں سے پکڑ کر تجھے گھسیٹ لائے۔)

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ خمس صرف ان کا حق ہے جن کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے اور یہ انھی پر خرچ ہوگا۔ اس میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا' چنانچہ مطلق العنان حکمران اور ملوک و سلاطین اس میں جو من مانے تصرف کرتے ہیں وہ صریح ظلم اور لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانا ہے' لہٰذا ایسے شخص کی نجات ایک سوالیہ نشان ہی ہے۔ ② عمر بن ولید خلیفہ ولید بن عبدالملک کا بیٹا تھا۔ یہ شہزادے محلوں میں اور سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوئے تھے۔ عیش و عشرت ان کی گھٹی میں پڑ چکی تھی' اس لیے اس کے قبیح کاموں پر اس کو ڈانٹ پلائی۔ رَحِمَهُ اللهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً. ③ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ بھی اگرچہ شہزادے ہی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی کایا پلٹ دی تھی۔ خلیفہ بننے کے بعد تو وہ ''حضرت عمر ؓ'' ہی بن گئے تھے حتی کہ تاریخ نے ان کو ''عمر ثانی'' کا لقب دیا اگرچہ ان کو صرف اڑھائی سال حکومت کا موقع ملا اور وہ صرف سینتیس (۳۷) سال کی عمر میں اپنے مولا کو پیارے ہو گئے۔ صحابی نہ ہونے کے باوجود ان کے لیے رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ کہنے کو جی کرتا ہے۔ ④ ''لمبے لمبے قبیح بال'' لمبے بال رکھنا منع نہیں۔ ممکن ہے اس نے لمبے بالوں کو تکبر کا ذریعہ بنالیا ہو۔ اور لمبے بال اس کے لیے یا دوسروں کے لیے فتنہ بن گئے ہوں جیسا کہ حضرت عمر ؓ نے ایک شخص کا سر منڈا دیا تھا جس کی زلفیں دوسروں کے لیے فتنے کا باعث تھیں۔ (تاریخ دمشق الكبير: ۳۳/۱۷، ۲۰) اس صورت میں یہ انتظامی مسئلہ بن جاتا ہے جو قابل گرفت ہوتا ہے' نیز لڑکوں اور لڑکیوں کا حد سے زیادہ زیب و زینت کی طرف توجہ دینا ہلاکت کا باعث ہے۔

٤١٤١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يُونُسَ ابْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ جَاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُكَلِّمَانِهِ فِيمَا قَسَمَ مِنْ خُمُسِ حُنَيْنٍ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ! قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا مِثْلُ قَرَابَتِهِمْ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَرٰى هَاشِمًا وَالْمُطَّلِبَ شَيْئًا وَاحِدًا». قَالَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: وَلَمْ يَقْسِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِّنْ ذٰلِكَ الْخُمُسِ شَيْئًا، كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ.

۴۱۴۱- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمارا مقصد آپ سے غزوۂ حنین کی غنیمت بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کرنے کے بارے میں بات چیت کرنا تھا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنو مطلب بن عبد مناف کو (خمس میں سے) حصہ دیا مگر ہمیں کچھ نہیں دیا جبکہ آپ سے ہماری اور ان کی رشتے داری ایک جیسی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ایک ہی چیز سمجھتا ہوں۔'' حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو اس خمس میں سے کچھ نہیں دیا جیسے آپ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حصہ دیا۔

فائدہ: آپ کے جد امجد عبد مناف کے چار بیٹے تھے: ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل۔ رسول اللہ ﷺ ہاشم کی نسل سے تھے۔ مطلب، عبد شمس اور نوفل کی اولاد آپ کے چچا زاد تھے۔ غزوۂ حنین میں بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا۔ اس کے خمس کی مقدار بھی بہت زیادہ تھی۔ آپ نے اس سے بڑے بڑے عطیات دیے۔ اپنے رشتہ داروں میں سے آپ نے اپنے خاندان بنو ہاشم اور اپنے چچا زاد بنو مطلب کے لوگوں کو عطیات دیے مگر بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو کچھ نہیں دیا، حالانکہ وہ بھی آپ کے چچا زاد تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنو عبد شمس میں سے تھے اور حضرت جبیر بن مطعم بنو نوفل میں سے تھے۔ وہ دونوں صورت حال کی وضاحت کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بنو ہاشم تو آپ کا خاندان ہے ان کو حصہ دینا بجا مگر بنو مطلب اور ہم

٤١٤١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٩ من حديث يونس بن يزيد به.

آپ کے برابر کے رشتہ دار ہیں۔ بنو مطلب کو دینا اور ہمیں نہ دینا سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔ چونکہ مکہ مکرمہ میں جب رسول اللہ ﷺ ابتلاء کا شکار تھے تو بنو ہاشم کے ساتھ ساتھ بنو مطلب نے بھی آپ کی بھرپور مدد کی تھی لیکن بنو عبد شمس اور بنو نوفل مجموعی طور پر آپ سے لاتعلق رہے اور آپ کا ساتھ نہ دیا' اس لیے آپ نے عطیات دیتے وقت بنو مطلب کو اپنے ساتھ رکھا اور بنو نوفل اور بنو عبد شمس کو الگ رکھا۔ اور آپ اس سلسلے میں حق بجانب تھے۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے سے امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رشتے داروں کو خمس میں سے دیا۔ معلوم ہوا آپ کے رشتہ داروں کا خمس میں حصہ ہے لیکن حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اب بھی اہل بیت کا یہ حق قائم ہے اور کیا پورا خمس ان کا ہے؟ بحث گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۳۸)

٤١٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: لَمَّا قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَهْمَ ذِي الْقُرْبَى بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ أَتَيْتُهُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا يُنْكَرُ فَضْلُهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِي جَعَلَكَ اللهُ بِهِ مِنْهُمْ، أَرَأَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَعْطَيْتَهُمْ وَمَنَعْتَنَا، فَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُمْ لَمْ يُفَارِقُونِي فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ». وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

۴۱۴۲- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قرابت داری کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم فرمادیا تو میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بنو ہاشم کی فضیلت کا تو ہم انکار نہیں کرتے کیونکہ وہ آپ کا خاندان ہے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں سے بنایا ہے لیکن بنو مطلب کو آپ نے دیا اور ہمیں نہیں دیا' حالانکہ درحقیقت آپ سے ہمارا اور ان کا تعلق ایک جیسا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دور جاہلیت میں بھی مجھ سے جدا نہیں رہے اور اسلام میں بھی ہمارے ساتھ رہے' لہٰذا بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک چیز ہیں۔'' (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسایا۔

٤١٤٢- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤١٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى - أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَبَرَةً مِّنْ جَنْبِ بَعِيرٍ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِي مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكُمْ قَدْرُ هٰذِهِ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ».

۴۱۴۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن ایک اونٹ کے پہلو سے اون کا ایک بال لیا اور فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمھیں عطا فرمایا ہے اس میں سے میرے لیے خمس کے علاوہ اتنا بھی جائز نہیں اور خمس بھی پھر تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اِسْمُ أَبِي سَلَّامٍ مَمْطُورٌ وَهُوَ حَبَشِيٌّ، وَاسْمُ أَبِي أُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ (راویٔ حدیث) ابوسلام کا نام ممطور ہے اور وہ حبشی ہے۔ اور (صحابیٔ رسول ﷺ) ابوامامہ کا نام صدی بن عجلان ہے۔

فائدہ: ''تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے'' کیونکہ یہ خمس دراصل بیت المال میں جمع ہو جاتا ہے اور وہاں سے یہ مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتا ہے۔ ان الفاظ سے امام صاحب رحمہ اللہ نے استدلال فرمایا ہے کہ خمس صرف اہل بیت کا حق نہیں بلکہ یہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ وہاں سے ضرورت کے مطابق اہل بیت پر بھی خرچ ہوگا اور دوسرے عوام الناس پر بھی۔ اور یہ استدلال صحیح ہے اور یہی صحیح مسلک ہے۔ واللہ أعلم۔

٤١٤٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

۴۱۴۴- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم

٤١٤٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣١٩/٥ من حديث الفزاري به، وهو في كتاب السير للفزاري، ح: ٥١٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٩٣، وأصله عند الترمذي، ح: ١٥٦١، وحسنه ابن ماجه، ح: ٢٨٥٢، والحاكم: ١٣٥/٢، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ٢٧٥٥ وغيره.

٤١٤٤- [صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في فداء الأسير بالمال، ح: ٢٦٩٤ من حديث حماد بن سلمة به◀◀

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتٰى بَعِيرًا فَأَخَذَ مِنْ سَنَامِهِ وَبَرَةً بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنَ الْفَيْءِ شَيْءٌ وَلَا هٰذِهِ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ فِيكُمْ».

(حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس آئے اور اپنی دو انگلیوں کے درمیان اس کے کوہان سے اون پکڑی' اور فرمایا: ''میرے لیے مال غنیمت سے اتنا بھی جائز نہیں علاوہ خمس کے اور وہ خمس بھی تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔''

٤١٤٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو - يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى نَفْسِهِ مِنْهَا قُوتَ سَنَةٍ، وَمَا بَقِيَ جَعَلَهُ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللهِ.

۴۱۴۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنونضیر کا مال ان مالوں میں سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جنگ کے بغیر عطا فرمایا تھا' مسلمانوں نے اس کے حصول کے لیے اس پر اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے (لڑائی کے بغیر ہی حاصل ہوا)۔ آپ اس میں سے اپنے لیے (اور اپنے گھر والوں کے لیے) ایک سال کی خوراک رکھ لیتے تھے اور باقی مال کو جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کے لیے گھوڑے اور اسلحہ خریدنے میں خرچ فرما دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① بنونضیر ایک یہودی قبیلہ تھا جس کو ان کی بدعہدی کی سزا میں مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا۔ وہ اپنا سامان وغیرہ تو ساتھ لے گئے تھے' البتہ ان کی زمینیں مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی تھیں لیکن وہ بیت المال کی ملکیت تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ذاتی اور گھریلو اخراجات چونکہ بیت المال کے ذمے تھے' اس لیے آپ اپنے اہل بیت کی سالانہ خوراک اس میں سے رکھ لیتے اور باقی مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ

* ابن إسحاق صرح بالسماع عند ابن الجارود، ح: ١٠٨٠ وغيره، وسنده حسن، وهو في العقد التمام في تخريج السيرة لابن هشام بتحقيقي، ح: ٢٠٣. يسر الله لنا طبعه.

٤١٤٥ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، ح: ٢٩٠٤، ومسلم، الجهاد، باب حكم الفيء، ح: ١٧٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

فرماتے تھے۔ ② جائز اسباب کا حصول توکل کے خلاف نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ جنگی اسلحہ اور ہتھیار وغیرہ خریدا کرتے تھے، نیز اسی طرح اپنے لیے اور اہل وعیال کے لیے سال بھر کا خرچہ جمع کر رکھنا بھی توکل علی اللہ کے منافی نہیں۔

٤١٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - هُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ صَدَقَتِهِ وَمِمَّا تَرَكَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ».

۴۱۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ کو پیغام بھیجا جبکہ وہ ان سے نبی ﷺ کے صدقہ اور خمس خیبر سے اپنی وراثت طلب کرتی تھیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”ہمارے ترکے میں وراثت نہیں چلتی۔“

فوائد و مسائل: ① پیچھے گزر چکا ہے کہ اہل بیت خمس کو اپنا حق سمجھتے تھے جبکہ دیگر صحابہ کے نزدیک خمس بیت المال کی ملکیت ہوتا ہے، البتہ اس میں سے اہل بیت کے محتاج لوگوں سے تعاون کیا جائے گا۔ حضرت فاطمہ ؓ نے اپنے خیال کے مطابق خیبر کے خمس، بنونضیر کی زمینوں، فدک کی زمین اور صدقۃ النبی ﷺ سے وراثت طلب کی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے وضاحت فرمائی کہ یہ زمینیں آپ کی ذاتی نہیں بلکہ بیت المال کی ملکیت تھیں، لہٰذا ان میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔ ② ”نبی ﷺ کے صدقہ سے“ یہ زمین بعد میں اس نام سے مشہور ہوئی ورنہ اگر اسی وقت یہ صدقہ کے نام سے معروف تھی تو حضرت فاطمہ ؓ اس سے وراثت طلب نہ فرماتیں۔ بعض دیگر روایات میں آتا ہے کہ یہ زمین ایک یہودی شخص (مخیریق) نے بطور وصیت آپ کے لیے ہبہ کی تھی۔ ③ ”وراثت نہیں چلتی“ کیونکہ نبی ﷺ نے اپنی جائیداد نہیں بنائی، نہ غنیمت سے حصہ لیا بلکہ آپ غنیمت سے خمس وصول فرماتے تھے جس سے اپنے اخراجات پورے کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کے مصالح میں صرف ہوتا تھا۔ گویا آپ نے خمس سے صرف ضروریات پوری کی تھیں، اسے اپنی ملکیت نہیں بنایا تھا بلکہ وہ دراصل بیت المال

٤١٤٦- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ... الخ"، ح: ٣٧١١ من حديث شعيب، ومسلم، الجهاد، باب قول النبي ﷺ: "لا نورث ما تركنا فهو صدقة"، ح: ١٧٥٩ من حديث الزهري به، وهو في كتاب السير للفزاري أبي إسحاق، ح: ٥٣٩.

ہی کی ملکیت تھا۔ آپ کا یہ طرز عمل اس لیے تھا کہ کوئی نابکار منافق یا کافر یہ نہ کہہ سکے کہ آپ نے دعوائے نبوت صرف مال جمع کرنے کے لیے کیا ہے۔ جب آپ نے اپنی زندگی میں کوئی جائیداد ہی نہیں بنائی بلکہ جو کچھ آتا تھا، وہ بیت المال میں جمع فرماتے تھے، صرف اپنے ضروری اخراجات وصول فرماتے تھے تو پھر وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاتون ہونے کی وجہ سے اس حقیقت سے واقف نہ تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی آخری دور میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے، لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں اگر ان حضرات کو یہ بات معلوم نہ ہو سکی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کہ راز دار نبوت تھے، اس حقیقت سے مطلع تھے۔ یہ حدیث (ہمارے متروکہ مال میں وراثت نہیں چلتی) حضرت ابوبکر کے علاوہ بعض دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے۔ سب سے بڑی دلیل رسول اللہ ﷺ کا اپنی زندگی میں طرز عمل تھا کہ آپ نے نہ کبھی غنیمت میں اپنا حصہ لیا، نہ خمس کو اپنا ذاتی مال سمجھا۔ صرف ضرورت کے لیے استعمال فرمایا۔ وراثت تو اس مال میں ہوتی ہے جو مملوکہ ہو۔ جب یہ مال (زمینیں وغیرہ) آپ کی ملکیت ہی نہیں تھا تو وراثت کیسے جاری ہوتی؟

٤١٤٧ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَىْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ﴾ [الأنفال: ٤١] قَالَ: خُمُسُ اللهِ وَخُمُسُ رَسُولِهِ وَاحِدٌ. كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحْمِلُ مِنْهُ، وَيُعْطِي مِنْهُ، وَيَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ، وَيَصْنَعُ بِهِ مَا شَاءَ.

۴۱۴۷- حضرت عطاء سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ ...... الآية﴾ ”تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو، اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول (ﷺ) اور رشتے داروں کے لیے ہے۔“ کے بارے میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ ایک ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس حصے میں سے (مفلس اور تنگ دست لوگوں کو جہاد کے لیے) سواریاں مہیا کرتے اور اس میں سے ضرورت مندوں اور محتاجوں کو دیتے۔ جہاں چاہتے خرچ فرماتے اور اس سے جو چاہتے کرتے۔

فائدہ: ”ایک ہی ہے“ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو بطور تبرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی الگ حصہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ خمس میں کلیتًا با اختیار تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حصہ بیت اللہ پر خرچ کیا جائے۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ خمس مکمل طور پر رسول اللہ ﷺ کی صوابدید کے سپرد تھا۔ اس میں کسی کا حصہ مقرر نہیں تھا۔ آپ کی وفات کے بعد یہی اختیار حاکم وقت کو تھا۔

٤١٤٧ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٨، ٣٣٩ من حديث عبدالملك به مختصرًا، وهو في السير للفزاري أبي إسحاق، ح: ٥٣٥.

٤١٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ﴾. قَالَ: هٰذَا مَفَاتِحُ كَلَامِ اللهِ، اَلدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ لِلّٰهِ، قَالَ: اِخْتَلَفُوا فِي هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، سَهْمِ الرَّسُولِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى، فَقَالَ قَائِلٌ: سَهْمُ الرَّسُولِ لِلْخَلِيفَةِ مِنْ بَعْدِهِ، وَقَالَ قَائِلٌ: سَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى لِقَرَابَةِ الرَّسُولِ [ﷺ]، وَقَالَ قَائِلٌ: سَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى لِقَرَابَةِ الْخَلِيفَةِ، فَاجْتَمَعَ رَأْيُهُمْ عَلٰى أَنْ جَعَلُوا هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ فِي الْخَيْلِ وَالْعُدَّةِ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَكَانَا فِي ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

۴۱۴۸- حضرت قیس بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حسن بن محمد سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ﴾ ”جان لو کہ تم جو بھی غنیمت حاصل کرو' اس کا خمس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔“ کے (مفہوم کے) بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا آغاز کلام کا انداز ہے ورنہ دنیا اور آخرت سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں' البتہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ اور قرابت داروں کے دو حصوں میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ کے بعد آپ کا حصہ خلیفہ اور حاکم وقت کے لیے ہوگا۔ اسی طرح بعض نے کہا کہ رشتے داروں کا حصہ اب بھی رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے لیے ہے۔ اور بعض نے کہا: اب رشتے داروں کا حصہ خلیفۂ وقت کے رشتے داروں کے لیے ہوگا' پھر بالآخر انھوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ یہ دونوں حصے جہاد کے لیے گھوڑے اور اسلحہ خریدنے میں خرچ کیے جائیں' چنانچہ حضرات ابوبکر و عمر ؓ کے دور خلافت میں یہ دونوں حصے اسی مصرف میں خرچ ہوتے رہے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا جو حصہ تھا' آپ کے بعد اس کے حق دار خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اور صدیق اکبر کے بعد خلیفۂ ثانی امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ؓ تھے لیکن ان دونوں محترم بزرگوں نے ہرگز وہ حصہ نہ لیا۔ یہ حدیث ان کی حقانیت اور بے نیازی و غناء کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ② جیسا کہ پہلے بھی پیچھے گزر چکا ہے کہ خمس دراصل بیت المال کا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حصہ مقرر نہیں۔ جہاں ضرورت ہو

٤١٤٨_ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٨ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه أبونعيم وأبوسامة عن قيس به، عند ابن أبي حاتم في تفسيره: ٥/ ١٧٠٤، ح: ٩٠٩١، وللحديث شواهد، وهو في السير للفزاري: ٥٣٧.

خرچ کیا جائے' مثلاً: حاکم وقت اور دیگر ملازمین کی تنخواہ' ضرورت مند اور محتاج حضرات کے وظائف' جہاد کی تیاری اور مسلمانوں کی بہبود کے دوسرے کام۔ رسول اللہ ﷺ نے خمس میں جو تصرف فرمایا' وہ اللہ کے حکم کے مطابق فرمایا اور یہی رسول کی ذمہ داری ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۴۱۳۸)

٤١٤٩ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ الْجَزَّارِ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَىْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ﴾. قَالَ: قُلْتُ: كَمْ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْخُمُسِ قَالَ: خُمُسُ الْخُمُسِ.

۴۱۴۹- موسیٰ بن ابو عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن جزار سے اس آیت: ﴿وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ ''تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔'' کے (مفہوم کے) بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا خمس میں کتنا حصہ تھا؟ انھوں نے کہا: خمس کا پانچواں حصہ۔

فائدہ: آیت کے ظاہر الفاظ سے استدلال کیا گیا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ پانچ مصارف ذکر ہیں' لہٰذا ہر مصرف میں خمس کا پانچواں حصہ صرف کیا جائے گا لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ آیت میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ ہر ایک کو برابر رکھو بلکہ یہ تو حالات وحاجات پر موقوف ہے۔ جس مصرف میں زیادہ کی ضرورت ہے' وہاں زیادہ صرف کیا جائے اور جس میں کم ضرورت ہے' وہاں کم خرچ کیا جائے۔ کسی ایک کا حصہ مقرر نہیں۔ روایت میں مذکور یحییٰ بن جزار کو غالی شیعہ کہا گیا ہے۔ واللہ أعلم۔ ویسے وہ سچا تھا۔

٤١٥٠ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: سُئِلَ الشَّعْبِيُّ عَنْ سَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَفِيِّهِ، فَقَالَ: أَمَّا سَهْمُ النَّبِيِّ ﷺ فَكَسَهْمِ رَجُلٍ

۴۱۵۰- حضرت مطرف سے منقول ہے کہ حضرت شعبی سے نبیٔ اکرم ﷺ کے حصے اور آپ کے صَفِيّ (خاص حصے) کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: نبی ﷺ کا (عام) حصہ تو ایک عام مسلمان آدمی کے حصے کے برابر تھا' البتہ صَفِيّ (خصوصی حصے) کے

٤١٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٨ من حديث موسٰى به، وهو في السير للفزاري: ٥٣٨.

٤١٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الخراج والفيء والإمارة، باب ماجاء في سهم الصفي، ح: ٢٩٩١ من حديث مطرف بن طريف به، وهو مرسل.

مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا سَهْمُ الصَّفِيِّ فَغُرَّةٌ يُخْتَارُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ شَاءَ.

بارے میں آپ کو اختیار تھا کہ جو بھی پسندیدہ اور نفیس چیز آپ پسند فرماتے' لے سکتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① "صفي" اس خصوصی حصے کو کہا جاتا ہے جو امام ورئیس مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اپنی ذات کے لیے چن لے' مثلاً: لونڈی' غلام' اونٹ اور گھوڑا وغیرہ۔ ② گویا آپ کو خمس میں مکمل اختیار تھا۔ آپ کسی بھی چیز کو اپنے لیے خصوصی طور پر پسند فرما سکتے تھے جیسے آپ نے خیبر کے قیدیوں سے حضرت صفیہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو پسند فرمایا اور ان کو آزاد فرما کر ان سے نکاح فرما لیا۔ ③ دلائل کی رو سے مذکورہ روایت مرسل صحیح ہے۔

٤١٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ مُطَرِّفٍ بِالْمِرْبَدِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مَعَهُ قِطْعَةُ أُدْمٍ، قَالَ: كَتَبَ لِي هٰذِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَهَلْ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَقْرَأُ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَقْرَأُ، فَإِذَا فِيهَا مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ لِبَنِي زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ، أَنَّهُمْ إِنْ شَهِدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، وَفَارَقُوا الْمُشْرِكِينَ، وَأَقَرُّوا بِالْخُمُسِ فِي غَنَائِمِهِمْ، وَسَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَفِيِّهِ، فَإِنَّهُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللهِ وَرَسُولِهِ.

۴۱۵۱-حضرت یزید بن شخیر سے مروی ہے کہ میں (بصرہ کے محلّہ) مربد میں حضرت مطرف کے ساتھ تھا کہ ایک آدمی آیا۔ اس کے پاس سرخ چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے کہا: یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے لکھ کر دیا تھا۔ تم میں سے کوئی پڑھ سکتا ہے؟ میں نے کہا: میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں لکھا تھا: ''یہ دستاویز نبیٔ اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے بنو زہیر بن اقیش کے لیے لکھی گئی ہے کہ اگر وہ "لا إله إلا الله محمد رسول الله" کی گواہی دیں' مشرکین سے الگ تھلگ ہو جائیں اور اپنی حاصل کردہ غنیمتوں میں سے خمس (حکومت کو) دینے کا اقرار کریں' نیز وہ نبی ﷺ کا عام حصہ اور خصوصی حصہ (صَفِيّ) بھی ادا کریں تو (وہ بے خوف ہو کر رہیں)۔ ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے پروانۂ امن حاصل ہوگا۔''

فائدہ: صحیح بات یہی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا عمومی وخصوصی حصہ بھی خمس میں شامل ہے' اگرچہ ظاہر الفاظ

٤١٥١ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، ح: ٢٩٩٩ من حديث يزيد بن عبدالله بن الشخير به، انظر الحديث السابق، وهو في الملحق من السير للفزاري، ح: ٥٣٣، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٩٩، وابن حبان، ح: ٩٤٩.

ان حصوں کو خمس سے الگ ظاہر کر رہے ہیں۔ باقی روایات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ (دیکھیے فوائد حدیث: ۴۱۴۳، ۴۱۴۴)

٤١٥٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: اَلْخُمُسُ الَّذِي لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَقَرَابَتِهِ، لَا يَأْكُلُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ شَيْئًا، فَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُمُسُ الْخُمُسِ، وَلِذِي قَرَابَتِهِ خُمُسُ الْخُمُسِ، وَلِلْيَتَامٰى مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلِلْمَسَاكِينِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلِابْنِ السَّبِيلِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

۴۱۵۲- حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ وہ خمس جو اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے تھا' وہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے رشتے داروں کے لیے تھا کیونکہ وہ صدقہ نہیں لیتے تھے' لہٰذا خمس کا پانچواں حصہ نبی اکرم ﷺ کے لیے تھا۔ اور خمس کا ایک اور پانچواں حصہ آپ کے رشتے داروں کے لیے تھا۔ یتیموں کے لیے بھی اسی قدر (پانچواں حصہ) تھا۔ مساکین کے لیے بھی (پانچواں حصہ) تھا۔ اور مسافروں کے لیے بھی پانچواں حصہ تھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ اللهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ ﴿وَٱعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لِلَّهِ﴾. اِبْتِدَاءُ كَلَامٍ لِأَنَّ الْأَشْيَاءَ كُلَّهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. وَلَعَلَّهُ إِنَّمَا اسْتَفْتَحَ الْكَلَامَ فِي الْفَيْءِ وَالْخُمُسِ بِذِكْرِ نَفْسِهِ لِأَنَّهَا أَشْرَفُ الْكَسْبِ، وَلَمْ يَنْسُبِ الصَّدَقَةَ إِلٰى نَفْسِهِ عَزَّ وَجَلَّ لِأَنَّهَا أَوْسَاخُ النَّاسِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ﴾ ''تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ' اس کے رسول ﷺ' آپ کے رشتے داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔'' اللہ تعالیٰ کا فرمانا ﴿لِلّٰهِ﴾ یہ تو آغاز کلام (تبرک) کے لیے ہے۔ کیونکہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے غنیمت اور خمس کے مسئلے میں اپنا ذکر پہلے اس لیے فرمایا ہو کہ یہ انتہائی عمدہ کمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ

٤١٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ١٠/ ٥ من حديث شريك القاضي به، وهو في السير للفزاري (ملحق، ح: ٥٣٤) * خصيف تقدم حاله، ح: ٢٧٥٥.

نے صدقے کی نسبت اپنی طرف نہیں فرمائی کیونکہ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے۔ واللہ أعلم.

وَقَدْ قِيلَ: يُؤْخَذُ مِنَ الْغَنِيمَةِ شَيْءٌ فَيُجْعَلُ فِي الْكَعْبَةِ وَهُوَ السَّهْمُ الَّذِي لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَسَهْمُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْإِمَامِ يَشْتَرِي الْكُرَاعَ مِنْهُ وَالسِّلَاحَ، وَيُعْطِي مِنْهُ مَنْ رَأَى مِمَّنْ [رَأَى] فِيهِ غَنَاءً وَمَنْفَعَةً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، وَمِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَالْقُرْآنِ، وَسَهْمُ الَّذِي لِذِي الْقُرْبٰى وَهُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ بَيْنَهُمُ الْغَنِيُّ مِنْهُمْ وَالْفَقِيرُ، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّهُ لِلْفَقِيرِ مِنْهُمْ دُونَ الْغَنِيِّ كَالْيَتَامٰى وَابْنِ السَّبِيلِ، وَهُوَ أَشْبَهُ الْقَوْلَيْنِ بِالصَّوَابِ عِنْدِي وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ وَالذَّكَرُ وَالْأُنْثٰى سَوَاءٌ، لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ ذٰلِكَ لَهُمْ، وَقَسَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهِمْ، وَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ فَضَّلَ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، وَلَا خِلَافَ نَعْلَمُهُ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي رَجُلٍ لَوْ أَوْصٰى بِثُلُثِهِ لِبَنِي فُلَانٍ أَنَّهُ بَيْنَهُمْ وَأَنَّ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى فِيهِ سَوَاءٌ إِذَا كَانُوا يُحْصَوْنَ، فَهٰكَذَا كُلُّ شَيْءٍ صُيِّرَ لِبَنِي فُلَانٍ أَنَّهُ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ إِلَّا أَنْ يُبَيِّنَ ذٰلِكَ الْآمِرُ بِهِ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ، وَسَهْمٌ لِلْيَتَامٰى مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَسَهْمٌ لِلْمَسَاكِينِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَسَهْمٌ لِابْنِ السَّبِيلِ مِنَ

یہ بھی کہا گیا ہے کہ غنیمت سے کچھ مال لے کر بیت اللہ پر صرف کیا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ والا حصہ ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کا حصہ اب امام وقت، یعنی حاکم اعلیٰ کو ملے گا۔ وہ اس سے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ خریدے گا اور جن کو وہ مناسب سمجھے ان کو اس میں سے عطیات دے گا، مثلاً: جن لوگوں نے مسلمانوں کے لیے کوئی کارنامے سرانجام دیے ہوں اور جن سے مسلمانوں کا فائدہ ہو۔ محدثین، فقہاء، حفاظ اور دیگر اہل علم وغیرہ (بھی اس میں شامل ہیں)۔ ''قرابت داری'' کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم ہوگا، خواہ وہ مالدار ہوں یا فقیر۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں سے صرف فقراء کو ملے گا، اغنیاء کو نہیں، جیسے یتیموں اور مسافروں میں سے صرف فقراء کو ملتا ہے۔ اور میرے نزدیک یہ قول زیادہ درست ہے۔ واللہ أعلم. چھوٹے، بڑے، مرد اور عورت سب اس میں برابر ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حصہ ان کے لیے مقرر فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان میں تقسیم فرمایا۔ کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آپ نے ان میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ دیا ہو۔ (اس کی دلیل یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص کسی خاندان کے لیے اپنی متروکہ جائیداد کے تیسرے حصے کی وصیت کر جائے تو علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ ان کے درمیان برابر تقسیم ہو گا۔ مذکر مونث گنتی کے وقت ایک سے ہوں گے (یعنی کم وبیش نہیں دیا جائے گا)۔ اسی طرح جو بھی چیز کسی

الْمُسْلِمِينَ، وَلَا يُعْطَى أَحَدٌ مِّنْهُمْ سَهْمُ مِسْكِينٍ وَسَهْمُ ابْنِ السَّبِيلِ، وَقِيلَ لَهُ خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، وَالْأَرْبَعَةُ أَخْمَاسٍ يَقْسِمُهَا الْإِمَامُ بَيْنَ مَنْ حَضَرَ الْقِتَالَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْبَالِغِينَ.

قبیلے کو دی جائے' وہ ان میں برابر تقسیم ہوتی ہے الا یہ کہ وضاحت کر دی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ اور یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے حصے ان میں سے مسلمانوں کو ملیں گے (کافروں کو نہیں)۔ اور ان میں سے کسی کو دو حصے نہیں دیے جائیں گے' مثلاً: مسکین کا بھی' مسافر کا بھی (بلکہ ایک حصہ دیا جائے گا) اسے کہا جائے گا۔ ان میں سے جونسا چاہو لے لو۔ اور باقی چار حصے (یعنی خمس کے علاوہ غنیمت) امام وقت (حاکم اعلیٰ یا اس کا نمائندہ) جنگ میں حاضر ہونے والے بالغ مسلمانوں میں تقسیم کر دے گا۔

فائدہ: غنیمت اور خمس کے بارے میں تفصیلی بحث سابقہ حدیث میں ہو چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہا امام صاحب کا فرمانا کہ خمس میں فلاں فلاں کے حصے مقرر ہیں اور برابر ہیں۔ یہ فرمانا درست نہیں بلکہ خمس کا اور خمس کے مستحقین کا تعین ہے مقدار کا تعین نہیں۔ جس مصرف میں ضرورت ہو' خرچ کرے اور جس قدر ضرورت ہو' خرچ کرے۔ یہ نہیں کہ فقراء و مساکین اور قرابت داروں کو عین برابر حصے دے بلکہ ان کو ان کی حاجت کے مطابق ملے گا' یعنی اللہ تعالیٰ نے خمس' یعنی بیت المال کے مصارف بیان فرمائے ہیں نہ کہ ان کے حصے بیان کیے ہیں کہ سب کے برابر ہیں یا کم و بیش۔ یہ کہیں منقول نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رشتے داروں یا دوسرے مستحقین میں عین برابر مال تقسیم کیا ہو بلکہ غزوۂ حنین کے خمس سے آپ نے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ دیے تھے اور بعض کو کچھ بھی نہیں دیا تھا' نیز یہ بھی تو ممکن ہے کہ کسی علاقے میں اہل بیت ہی نہ ہوں۔ تو پھر ان کا حصہ کن کو دیا جائے گا؟ اصل یہی ہے کہ مستحقین متعین ہیں لیکن حصہ متعین نہیں جو بھی مستحق پایا جائے گا اس کی حاجت کے مطابق اسے دیا جائے گا۔ والعلم عنداللہ۔

٤١٥٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ - عَنْ

۴۱۵۳- حضرت مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہ حضرت علی اور حضرت عباس ؓ حضرت

٤١٥٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٩ عن إسماعيل ابن علية به، أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح: ٣٠٩٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح: ١٧٥٧/ ٤٩ من حديث مالك بن أوس به.

أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ إِلَى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: اِقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا، فَقَالَ النَّاسُ: اِفْصِلْ بَيْنَهُمَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَفْصِلُ بَيْنَهُمَا، قَدْ عَلِمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» قَالَ: فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: «وَلِيَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخَذَ مِنْهَا قُوتَ أَهْلِهِ، وَجَعَلَ سَائِرَهُ سَبِيلَهُ سَبِيلَ الْمَالِ، ثُمَّ وَلِيَهَا أَبُوبَكْرٍ بَعْدَهُ، ثُمَّ وُلِّيتُهَا بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَصَنَعْتُ فِيهَا الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ، ثُمَّ أَتَيَانِي فَسَأَلَانِي أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْهِمَا عَلَى أَنْ يَلِيَاهَا بِالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ أَبُوبَكْرٍ، وَالَّذِي وُلِّيتُهَا بِهِ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا وَأَخَذْتُ عَلَى ذٰلِكَ عُهُودَهُمَا، ثُمَّ أَتَيَانِي يَقُولُ هٰذَا: اِقْسِمْ لِي بِنَصِيبِي مِنِ ابْنِ أَخِي، وَيَقُولُ هٰذَا: اِقْسِمْ لِي بِنَصِيبِي مِنِ امْرَأَتِي، وَإِنْ شَاءَا أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْهِمَا عَلَى أَنْ يَلِيَاهَا بِالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَالَّذِي وُلِّيتُهَا بِهِ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا، وَإِنْ أَبَيَا كُفِيَا ذٰلِكَ. ثُمَّ قَالَ: ﴿وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّمَا غَنِمۡتُم مِّن شَيۡءٖ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِ﴾ [الأنفال: ٤١]

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اور اس (علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان فیصلہ فرمائیے۔ حاضرین نے بھی کہا: ان کے درمیان ضرور فیصلہ فرمائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن میں ان کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا جبکہ انھیں علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں' وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ ان (متنازعہ) زمینوں کے سرپرست اور متولی تھے۔ آپ ان سے اپنے اہل بیت کی خوراک لیتے اور باقی آمدن بیت المال میں رکھتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد ان کے سرپرست اور متولی بنے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد میں ان کا سرپرست اور متولی بنا اور میں نے ان میں وہی کچھ کیا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے' پھر یہ دونوں (حضرات علی و عباس رضی اللہ عنہما) میرے پاس آئے اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ یہ زمین ان کے سپرد کی جائے اس شرط پر کہ وہ اسی طریقے سے اس کا انتظام کریں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور میں کرتا رہا ہوں۔ میں نے اس شرط پر ان کو زمین دے دی اور ان سے عہد و پیمان لے لیا۔ پھر یہ دوبارہ میرے پاس آئے۔ یہ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ اتنی زمین میرے انتظام میں دے دیجیے جو مجھے میرے بھتیجے (رسول اللہ ﷺ) سے بطور وراثت ملتی۔ اور یہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ اتنی زمین میرے انتظام میں دے دیجیے جو میری بیوی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو وراثت میں

هٰذَا لِهٰؤُلَاءِ، ﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ ٱللَّهِ﴾ [التوبة: ٦٠] هٰذِهِ لِهٰؤُلَاءِ، ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر: ٦] قَالَ الزُّهْرِيُّ: هٰذِهِ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاصَّةً قُرًى عَرَبِيَّةً فَدَكُ كَذَا وَكَذَا فَ ﴿مَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾ وَ﴿لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ﴾ ﴿وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ﴾ ﴿وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعْدِهِمْ﴾ [الحشر: ٧-١٠] فَاسْتَوْعَبَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ النَّاسَ، فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا لَهُ فِي هٰذَا الْمَالِ حَقٌّ، أَوْ قَالَ: حَظٌّ إِلَّا بَعْضَ مَنْ تَمْلِكُونَ مِنْ أَرِقَّائِكُمْ، وَلَئِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللهُ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقُّهُ، أَوْ قَالَ: حَظُّهُ.

ملتی۔ اگر تو یہ چاہیں کہ میں ان کو اس شرط پر زمین سپرد کر دوں کہ وہ اس میں اس طرح انتظام کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور میں کرتا رہا ہوں پھر تو میں اس شرط پر زمین ان کے سپرد کرتا ہوں ورنہ میں انتظام سنبھال لیتا ہوں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ......﴾ ''تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ رشتے داروں (اہل بیت) یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔'' خمس تو ان کے لیے ہو گیا۔ ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ ''بلاشبہ صدقات فقراء مساکین صدقات جمع کرنے والے ملازمین مؤلفۃ قلوب غلاموں مقروضوں اور مجاہدین کے لیے ہیں''۔ یہ (صدقات) ان کے لیے ہو گئے۔ ﴿وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ......﴾ ''اور جو مال غنیمت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو ان سے (بنونضیر) سے عطا فرمایا ہے اس کے لیے تم نے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔'' حضرت زہری بیان کرتے ہیں کہ یہ زمینیں خالص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھیں۔ اسی طرح کچھ عربی بستیاں جیسے فدک وغیرہ بھی آپ کے لیے خاص تھیں۔ ''جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم (ﷺ) کو ان بستیوں سے دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول (ﷺ) اہل بیت یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے''۔ نیز ''یہ ان فقراء مہاجرین کے لیے ہے جن کو ان کے گھر بار سے نکال دیا گیا اور ان انصار کے

لیے جو دارالاسلام (مدینہ منورہ) کے رہنے والے ہیں اور مہاجرین کی آمد سے قبل ہی مسلمان ہو چکے تھے اور ان لوگوں کے لیے بھی جو ان کے بعد آئے (یا آئیں گے)۔'' یہ آیت تمام مسلمانوں کو شامل ہے۔ کسی مسلمان کو بھی باہر نہیں رہنے دیا۔ سب کا اس مال میں حق ہے' البتہ وہ غلام جو تمھاری ملکیت میں ہیں (ان کا کوئی حق نہیں)۔ اور اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ ہر مسلمان کو اس کا حق لازماً مل کے رہے گا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان زمینوں کی ملکیت نہیں مانگتے تھے بلکہ ان کا انتظام ہی مانگتے تھے لیکن چونکہ دونوں کا آپس میں اتفاق نہیں رہتا تھا' مزاج مختلف تھے' اس لیے عام لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ چونکہ ان کا مطالبہ تھا کہ آپ ہمیں ان کا انتظام تقسیم فرما دیں' یعنی نصف ایک کو نصف دوسرے کو۔ (یا جتنا حصہ بنتا اگر وراثت ملتی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ تقسیم کرنے سے یہ تصور پیدا ہوگا (خصوصاً حصہ وراثت کے مطابق تقسیم کرنے سے) کہ شاید ان کی ملکیت ہے جبکہ یہ تصور صحیح نہیں' لہٰذا میں تقسیم نہیں کرتا۔ دونوں مل کر انتظام کریں۔ اگر وہ اس سے عاجز ہیں تو میرے سپرد کر دیں۔ میں خود انتظام کرتا رہوں گا۔ صحیح بخاری میں اس کی تفصیل صراحت سے ہے۔ ② ''بطور وراثت ملتی'' یعنی اگر وراثت جاری ہوتی اور حصے تقسیم ہوتے۔ یہ مطلب نہیں کہ اب ہمیں بطور وراثت تقسیم کر دیں۔ ③ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک خمس خیبر' بنونضیر کی زمینیں' فدک اور صدقۃ النبی ﷺ وغیرہ (جنھیں اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی ذاتی جائیداد سمجھتے تھے اور بطور وراثت اپنا حق سمجھتے تھے) دراصل بیت المال کی ملکیت تھے اور اس میں رسول اللہ ﷺ' اہل بیت اور مہاجرین و انصار بلکہ تمام (موجودہ و آئندہ) مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے' یعنی جو بھی ضرورت مند اور محتاج ہوا اسے دے دیا جائے گا' خواہ وہ اہل بیت سے ہو یا دیگر مسلمانوں سے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے قرآن مجید کے مختلف مقامات سے یہ آیات و اجزاء پڑھے جن سے ان کا مدعی ثابت ہوتا ہے۔ یقیناً اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ان لوگوں سے زیادہ معتبر ہے' جنھوں نے خمس میں باقاعدہ حصے دار بنا دیے ہیں کہ ان کے حصے سے سرمو کمی بیشی نہیں ہو سکتی بلکہ تقسیم میں بھی برابری فرض کر دی ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے خیالات اوپر گزرے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد ہیں۔ تجربہ کار حکمران ہیں۔ مالی معاملات کی نزاکتوں سے خوب واقف ہیں' نیز شریعت سے بھی کماحقہ واقف ہیں۔ مجتہد صحابہ میں داخل ہیں بلکہ ان کے سرخیل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خصوصاً ان کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ ان کی بات عقل اور اصول کے بھی بہت موافق ہے۔ واللہ أعلم.

بیعت کا مفہوم و معنی

یہ کتاب بیعت کے مسائل پر مشتمل ہے۔اس سے ماقبل کتاب 'تقسیم فے کے مسائل کے متعلق ہے۔ ان دونوں کے مابین مناسبت یہ ہے کہ مال فے اور مال غنیمت اس وقت تقسیم ہوگا جب اسے کوئی تقسیم کرنے والا بھی ہو۔ چونکہ تقسیم کی نازک اور گرانبار ذمہ داری امام اور امیر ہی کی ہوتی ہے' اس لیے امیر کا تعین مسلمانوں پر واجب ہے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب امیر کا تعین ہوگا تو لامحالہ اس کی بیعت بھی ہوگی۔ لیکن مسلمانوں کا امام اور امیر ایسا شخص ہونا چاہیے جو اس حساس اور نازک ذمہ داری کا اہل ہو کیونکہ مسلمانوں کے تمام امور کی انجام دہی کا انحصار امیر و خلیفہ ہی پر ہوتا ہے' قوم و ملت کی ترقی' فلاح و بہبود اور ملکی انتظام و انصرام کا محور و مرکز اس کی ذات ہوتی ہے۔ حدود و تعزیرات کی تنفیذ ملک میں قیام امن کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ صرف خلیفہ ہی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب وہ شرعی طور پر شرائط خلیفہ کا حامل ہو' لہٰذا جب اس منصب کے حامل شخص کا انتخاب ہوگا تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہوگا کہ اس کی بیعت کرے۔ یہ بیعت دراصل اس قلبی اعتماد کا اظہار ہوتی ہے جس کی بنیاد پر کسی کو امیر اور امام تسلیم کیا جاتا ہے' نیز یہ عہد بھی ہوتا ہے کہ ہم اس وقت تک آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت بجا لائیں گے جب تک آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے متلاشی اور اس کے قرب کے حصول کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں گے۔ جب تک آپ اللہ کی اطاعت پر کاربند رہیں گے

ہم بھی خلوص نیت کے ساتھ آپ کے اطاعت گزار رہیں گے۔ اگر آپ نے اللہ سے وفا نہ کی تو ہم سے بھی وفا کی امید نہ رکھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [لَا طَاعَةَ لِمَنْ لَّمْ يُطِعِ اللّٰهَ] ''اللہ کے نافرمان کی قطعاً کوئی اطاعت نہیں۔'' (مسند أحمد: ۲۱۳/۳)

بیعت بَيْعٌ (سودا) سے ماخوذ ہے۔ بیع کرتے وقت لوگ عموماً ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔ بیعت (معاہدہ) میں بھی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے۔ اس مناسبت سے معاہدے اور عہد کو بھی بیعت کہہ دیتے ہیں۔ بیعت دراصل ایک عہد ہوتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے تاکہ خلاف ورزی نہ ہو۔ بیعت کا دستور اسلام سے پہلے بھی تھا۔ اسلام نے بھی اس کو قائم رکھا۔ رسول اللہ ﷺ سے تین قسم کی بیعت ثابت ہے: اسلام قبول کرتے وقت بیعت' جہاد کے وقت بیعت اور شریعت کے اوامر ونواہی کے بارے میں بیعت۔ بعض اوقات آپ نے تجدید عہد کے وقت بھی بیعت لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلفاء نے بیعت خلافت لی' یعنی نئے خلیفہ کے انتخاب کے بعد اہم عہدیداران اور معاشرے کے اہم افراد نئے خلیفہ سے بیعت کرتے تھے کہ ہم آپ کی خلافت کو تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی حتی الامکان اطاعت کریں گے۔ بیعت جہاد بھی قائم رہی جو عام طور پر امام کا نائب کسی بہت اہم موقع پر لیتا تھا۔ بیعت اسلام (اسلام قبول کرتے وقت) اور بیعت اطاعت (شریعت کے اوامر ونواہی کی پابندی) ختم ہوگئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے ان دو بیعتوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص سمجھا۔ اگرچہ صحابہ سے یہ بات صراحتاً ثابت نہیں مگر ان کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے' لہٰذا بہتر ہے کہ ان دو بیعتوں (بیعت اسلام اور بیعتِ اطاعت) سے پرہیز کیا جائے۔ البتہ بیعت خلافت اور بیعت جہاد مشروع اور باقی ہیں۔ لیکن بیعت اسلام اور بیعت اطاعت کو بھی قطعاً ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔ بعض صوفیاء نے جو بیعتِ سلسلہ ایجاد کی ہے کہ جب کوئی شخص ان کا مرید بنتا ہے تو وہ اس سے بیعت لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب یہ ہمارے سلسلے میں داخل ہوگیا ہے' مثلاً: سلسلۂ چشتیہ' سلسلۂ نقش بندیہ، سلسلۂ قادریہ، سلسلۂ سہروردیہ اور پنج پیریہ وسلسلۂ غوثیہ وغیرہ' تو یہ بیعت ایجاد بندہ اور خیر القرون کے بعد کی خودساختہ چیز ہے۔ اس کا ثبوت صحابۂ کرام' تابعین عظام' ائمہ دین اور محدثین وفقہاء سے نہیں ملتا' اس لیے اس سے پرہیز واجب ہے خصوصاً جب کہ ایسی بیعت کرنے والا

سمجھتا ہے کہ اب مجھ پر اس سلسلے کی تمام پابندیوں پر عمل کرنا لازم ہے' خواہ وہ شریعت کے مطابق ہوں یا اس سے ٹکرا رہی ہوں جب کہ قرآن وحدیث کی رو سے انسان کسی بھی انسان کی غیر مشروط اطاعت نہیں کر سکتا بلکہ اس میں شریعت کی قید لگانا ضروری ہے' یعنی میں تیری اطاعت کروں گا بشرطیکہ شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی نہ ہو مگر بیعت سلاسل میں یہ پابندی ناپید ہوتی ہے بلکہ اسے نامناسب خیال کیا جاتا ہے۔ بیعت سلسلہ کو بیعت اسلام پر قطعاً قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسلام دین الٰہی ہے اور سلسلہ ایک انسانی خلقۂ فکر وعمل۔ باقی رہی بیعت اطاعت تو وہ بھی دراصل بیعت اسلام ہی کی تجدید ہے کیونکہ اطاعت سے مراد شریعت اسلامیہ ہی کی اطاعت ہے' لہٰذا بیعت سلسلہ کو اس پر بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا' نیز اس بیعت سلسلہ سے امت میں گروہ بندی اور تفریق پیدا ہوتی ہے جس سے روکا گیا ہے۔ واللہ أعلم.
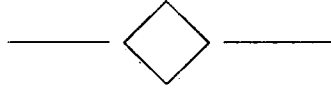
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٣٩) - كِتَابُ الْبَيْعَةِ (التحفة ٢٢)

بیعت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ (التحفة ١)

باب:۱-سمع وطاعت کی بیعت

٤١٥٤- أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ مِنْ لَفْظِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَّقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا، لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

۴۱۵۴-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر آسانی و تنگی اور خوشی و ناخوشی میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور ہم حاکم سے اس کی حکومت نہیں چھینیں گے۔ اور ہم حق پر قائم رہیں گے جہاں بھی ہوں۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ سمع و طاعت پر امام کی بیعت مشروع ہے۔ ② شرعی امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ہر مسلمان پر ہر حالت میں واجب ہے۔ حالت تنگی کی ہو یا آسانی کی، خوشی کی ہو یا ناخوشی کی۔ بات پسند ہو یا ناپسند، یعنی اختلاف احوال سے وجوب اطاعت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بقدر استطاعت ہر حال میں اطاعت کرنی پڑے گی الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو۔ ③ شرعی

٤١٥٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٤ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في "الكبرٰى"، ح: ٧٧٧٠.
انظر الحديث الآتي برقم: ٤١٥٦.

امیر جب تک خود اطاعت الٰہی پر کاربند رہے گا' اس وقت تک اسے معزول کیا جا سکتا ہے نہ اس کی اطاعت ہی سے دست کش ہوا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر کسی امیر وامام میں ظاہر کفر دیکھا جائے تو اس کی اطاعت وفرمانبرداری واجب نہیں رہے گی بلکہ اسے معزول کرنے کی اگر طاقت ہو تو اسے معزول بھی کیا جائے گا یا کم از کم اس کی معزولی کی کوشش کی جائے گی۔ ④ حق پر قائم رہنا' نیز حق کا اظہار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے طور پر کرنا' ہر شخص کے لیے ہر جگہ ضروری ہے۔ اس میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ⑤ ''آسانی وتنگی'' یعنی امیر کے حکم میں ہم پر تنگی آئے یا آسانی' ہم اس پر خوش ہوں یا ناخوش' اسے پسند کریں یا ناپسند' اس کی اطاعت کریں گے بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ⑥ ''نہیں چھینیں گے'' یعنی کسی ناراضی کی بنا پر یا امیر کی کسی غلطی کی بنا پر اس کے خلاف بغاوت نہیں کریں گے الا یہ کہ اس سے صریح کفر صادر ہو جائے تو پھر اس کی امارت شرعاً ختم ہو جائے گی۔ بغاوت نہ کرنے کا حکم ہر امیر کے بارے میں ہے' خواہ وہ منتخب ہو یا منتخب امیر کا نامزد کردہ۔ ⑦ ''نہیں ڈریں گے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی ملامت اور ناراضی کے ڈر سے حق بات کہنے سے نہیں رکیں گے ورنہ گناہ کے مسئلے میں تو لوگوں کی ملامت سے ڈرنا چاہیے تاکہ انسان گناہوں سے بچ سکے۔

٤١٥٥- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۴۱۵۵- حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہر آسانی اور تنگی میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور باقی روایت حسب سابق ذکر کی۔

(المعجم ٢) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى أَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ (التحفة ٢)

باب:۲- یہ بیعت کہ ہم حاکم سے حکومت نہیں چھینیں گے

٤١٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۴۱۵۶- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے مروی

٤١٥٥_ [صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٧١.

٤١٥٦_ أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟، ح: ٧١٩٩، ٧٢٠٠ من حديث مالك، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ٤١/١٧٠٩ بعد، ح: ١٨٤٠.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُولَ أَوْ نَقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر تنگی و آسانی اور ہر پسند و ناپسند میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور ہم حاکم سے اس کی حکومت کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں' حق پر قائم ودائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

فائدہ: حاکم' امیر یا امام کی کسی غلطی کی بنا پر اس کے خلاف بغاوت نہیں کی جاسکتی کیونکہ غلطی سے پاک تو کوئی بھی نہیں۔ کیا اس شخص کے بعد پھر کسی فرشتے کو حاکم یا امام بنائیں گے؟ نیا حاکم یا امام بھی تو انسان ہی ہوگا' نیز بغاوت کرنے والے کیا خود غلطی سے پاک اور معصوم ہیں؟ البتہ اگر حاکم یا امام سے صریح کفر صادر ہو جائے تو اس کو بزور برطرف کر دیا جائے گا۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْحَقِّ (التحفة ٣)

باب:۳- حق بات کہنے کی بیعت

٤١٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ

۴۱۵۷- حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر تنگی و آسانی اور خوشی و ناخوشی میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے' خواہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے۔ اور ہم حاکموں سے ان کی حکومت نہیں چھینیں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں' حق بات ڈنکے کی چوٹ کہیں گے۔

◄◄من حديث يحيى بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٢، والموطأ (رواية عبدالرحمٰن بن القاسم، ص: ٥٢٣، ح: ٥٠٥).

٤١٥٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٥٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٤، وأخرجه مسلم من حديث ابن إدريس به، انظر الحديث السابق.

وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ والْأَثَرَةِ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا.

فائدہ: ''جہاں بھی ہوں'' گھر میں ہوں یا باہر بازار میں ہوں یا دربار میں حتیٰ کہ ظالم وجابر سلطان وحاکم کے سامنے بھی حق بات کہیں گے۔

(المعجم ٤) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْقَوْلِ بِالْعَدْلِ (التحفة ٤)

باب:۴- عدل وانصاف کی بات کہنے پر بیعت کرنا

٤١٥٨- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَنَّ أَبَاهُ الْوَلِيدَ حَدَّثَهُ عَنْ جَدِّهِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعَلَى أَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْعَدْلِ أَيْنَ كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

۴۱۵۸- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی کہ ہم اپنے عسر ویسر اور اپنی پسند وناپسند میں (آپ کی) بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور ہم کسی صاحب اقتدار سے اس کے اقتدار کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں عدل وانصاف پر قائم رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ (کی اطاعت) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(المعجم ٥) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْأَثَرَةِ (التحفة ٥)

باب:۵- اطاعت کی بیعت کرنا اگرچہ دوسروں کو ترجیح دی جائے

٤١٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُبَادَةَ بْنَ الْوَلِيدِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَمَّا سَيَّارٌ فَقَالَ:

۴۱۵۹- حضرت عبادہ بن ولید کے دادا محترم (حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم اپنی تنگی وآسانی اور اپنی پسند وناپسند میں (ہر حال میں) آپ کی بات سنیں

٤١٥٨- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٥٥، ٤١٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٧٣.

٤١٥٩- أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد به، كما تقدم، ح: ٤١٥٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٧١٥.

عَنْ أَبِيهِ، وَأَمَّا يَحْيٰى فَقَالَ: عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَّقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كَانَ، لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

گے اور اطاعت کریں گے، خواہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے۔ اور ہم صاحبان اقتدار سے ان کا اقتدار نہیں چھینیں گے۔ اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں، حق بات پر قائم رہیں گے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ (کی اطاعت) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔

قَالَ شُعْبَةُ: سَيَّارٌ لَمْ يَذْكُرْ هٰذَا الْحَرْفَ حَيْثُ مَا كَانَ وَذَكَرَهُ يَحْيٰى، قَالَ شُعْبَةُ: إِنْ كُنْتُ زِدْتُ فِيهِ شَيْئًا فَهُوَ عَنْ سَيَّارٍ أَوْ عَنْ يَحْيٰى.

شعبہ نے کہا: حيث ما كان کے الفاظ سیار نے ذکر نہیں کیے، یحییٰ نے ذکر کیے ہیں۔ (سیار نے صرف وأن نقول بالحق کے الفاظ کہے ہیں۔) شعبہ نے کہا: اگر میں نے اس میں کچھ زیادتی کی ہے تو وہ سیار یا یحییٰ کی طرف سے ہے۔

فائدہ: ''ترجیح دی جائے'' ظاہر ہے سب لوگوں کو عہدے نہیں دیے جا سکتے، خواہ وہ اہل ہی ہوں، پھر امیر سے غلطی بھی ممکن ہے کہ وہ ہر شخص سے اس کے مرتبے کے مطابق سلوک نہ کر سکے۔ ایسی صورت میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ فلاں کو مجھ پر ترجیح دی گئی ہے اور مجھ سے میرے مقام و مرتبے کے مطابق سلوک نہیں کیا گیا۔ لیکن اتنی بات سے امیر سے بغاوت یا اس کی نافرمانی کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا، لہٰذا ایسے حالات میں بھی امیر سے وفادار رہنا ہوگا اور اس کی اطاعت کرنا ہوگی ورنہ وہ شرعاً سزا کا حق دار ہوگا۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد امارت وحکومت قریش مہاجرین ہی کو ملی، انصار محروم رہے مگر آفرین ہے ان مخلص ترین لوگوں پر کہ انھوں نے اپنے شہر میں اور اکثریت میں ہونے کے باوجود قریش کی امارت کو دل و جان سے تسلیم کیا اور کبھی مخالفت کا نہیں سوچا۔ رضي الله عنهم وأرضاهم.

٤١٦٠ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،

۴۱۶۰ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اے ابوہریرہ!) تو اپنی پسند

٤١٦٠ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية، وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٧٦.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَعُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ».

وناپسند اور ہر تنگی و آسانی میں امیر کی اطاعت پر کار بند رہنا اگرچہ تجھ پر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔‘‘

(المعجم ٦) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (التحفة ٦)

باب:٦- ہر مسلمان کے لیے خلوص و خیر خواہی کی بیعت

٤١٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۴۱۶۱- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔

فوائد ومسائل: ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث مبارکہ کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ ہر شرعی امیر کی بیعت مشروع ہے اور شرعی امیر پر اعتماد کا اظہار بھی‘ لہٰذا مقدور بھر اس عہد کی وفا انسان پر واجب ہے۔ ہاں! البتہ استطاعت سے زیادہ ایفائے عہد کا کوئی شخص مکلّف نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة٢:٢٨٦) ② لفظ ’’مسلم‘‘ کے عموم کی وجہ سے ہر چھوٹے بڑے‘ امیر غریب‘ عالم جاہل‘ مرد عورت‘ کالے گورے‘ آقا و ملازم‘ استاد و شاگرد‘ عربی عجمی اور عزیز و اقارب‘ نیز غیر رشتہ دار کی خیر خواہی کرنا اور اسے نصیحت کرنا فرض ہے۔ ③ معلوم ہوا کسی بھی مسلمان کے لیے دھوکا دینا‘ ملاوٹ کرنا‘ بددیانتی اور خیانت کرنا‘ دوسرے مسلمان سے کینہ و بغض اور حسد وعناد رکھنا‘ کسی کی غیبت کرنا اور چغلی کھانا‘ نیز اس کی بابت کسی بھی قسم کے نقصان کا سوچنا قطعاً ناجائز اور حرام بلکہ تقاضائے ایمان کے بھی منافی ہے۔ ایک اور فرمان رسول ہے: [لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ] ’’تم میں سے کوئی شخص (اس وقت تک) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔‘‘ (صحيح البخاري‘ الإيمان‘ حديث:١٣‘ وصحيح مسلم‘ الإيمان‘ حديث:٤٥) ④ دنیا و آخرت کو کار آمد اور قیمتی بنانے‘ نیز ابدی اور لازوال زندگی کو پرسکون اور آرام دہ گزارنے

٤١٦١ـ أخرجه البخاري، الشروط، باب ما يجوز من الشروط في الإسلام والأحكام والمبايعة، ح: ٢٧١٤، ومسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح: ٥٦/ ٩٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٧٧.

کے لیے ضروری ہے کہ انسان تمام انسانوں کا خیر خواہ رہے اور اس نصیحت و خیر خواہی کا دامن کسی بھی وقت نہ چھوڑے بلکہ تا حیات اس کو حرز جاں بنائے رکھے۔ وفقنا اللّٰہ جمیعًا.

٤١٦٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو ابْنِ جَرِيرٍ، قَالَ جَرِيرٌ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَأَنْ أَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۴۱۶۲- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ آپ کی بات سنوں گا اور مانوں گا اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کروں گا۔

فائدہ: خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مسلمان سے بھلا کروں گا اور اسے فائدہ پہنچاؤں گا' خواہ اپنا نقصان ہو جائے۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٧) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى أَنْ لَّا نَفِرَّ (التحفة ٧)

باب:۷- میدان جنگ سے نہ بھاگنے کی بیعت

٤١٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: لَمْ نُبَايِعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمَوْتِ، إِنَّمَا بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَّا نَفِرَّ.

۴۱۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت موت (کے الفاظ) پر نہیں کی تھی' ہم نے صرف اس بات کی بیعت کی تھی کہ (میدانِ جنگ سے) بھاگیں گے نہیں۔

فائدہ: موت پر بیعت کرنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ ہم ثابت قدم رہیں گے' بھاگیں گے نہیں' خواہ موت والے حالات پیدا ہو جائیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے بیعت کرتے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ اگرچہ مر جائیں۔ صرف یہ کہا تھا کہ بھاگیں گے نہیں۔ ویسے مفہوم اور نتیجے میں کوئی فرق نہیں۔ بعض لوگوں نے موت کا لفظ بھی بولا ہے کہ بھاگیں گے نہیں' خواہ موت بھی آ جائے جیسا کہ آئندہ روایت میں اس کی صراحت ہے۔

٤١٦٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في النصيحة، ح: ٤٩٤٥ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧١١، وأصله متفق عليه من حديث الشعبي عن جرير به.

٤١٦٣ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب مبايعة الإمام الجيش عند إرادة القتال ... الخ، ح: ١٨٥٦/ ٦٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧١٩.

(المعجم ٨) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْمَوْتِ (التحفة ٨)

باب:٨-موت پر بیعت (بھی درست ہے)

٤١٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ.

۴۱۶۴-حضرت یزید بن ابی عبید سے منقول ہے کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حدیبیہ کے دن تم (یعنی صحابہ) نے کس بات پر نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی؟ انھوں نے فرمایا: موت پر۔

فائدہ: موت پر بیعت کا مفہوم سابقہ روایت میں بیان ہو چکا ہے اور دونوں روایات میں تطبیق بھی کہ بعض صحابہ نے بیعت کے موقع پر موت کے لفظ بولے تھے اور بعض نے نہیں۔ یہ واقعہ بیعت رضوان کا ہے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر لی گئی۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے جسے آج کل شمیسیہ کہا جاتا ہے۔ آپ نے صلح کی بات چیت کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تھا مگر مشہور ہو گیا کہ انھیں شہید کر دیا گیا ہے۔ اس وقت یہ بیعت لی گئی تھی۔ رضي الله عنهم وأرضاهم.

(المعجم ٩) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْجِهَادِ (التحفة ٩)

باب:٩-جہاد کی بیعت

٤١٦٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ أَخِي يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَبِي أُمَيَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!

۴۱۶۵-حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں فتح مکہ کے دن اپنے والد حضرت امیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد سے ہجرت کی بیعت لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان سے جہاد کی بیعت لیتا ہوں۔ ہجرت تو اب ختم ہو چکی۔''

٤١٦٤ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية . . . الخ، ح:٤١٦٩، ومسلم، الإمارة، باب استحباب مبايعة الإمام الجيش عند إرادة القتال . . . الخ، ح:١٨٦٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٧٨٠.

٤١٦٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٧٨٢. * عمرو بن عبدالرحمٰن وثقه ابن حبان وحده، وللحديث شواهد عند الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ٢٥٢ـ٢٥٤ وغيره.

بَايِعْ أَبِي عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ».

فائدہ: ''ختم ہو چکی'' مراد مکہ مکرمہ سے ہجرت ہے کیونکہ مکہ مکرمہ فتح کے بعد دارالاسلام بن گیا تھا۔ اب وہاں سے ہجرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی' البتہ اگر کوئی اور علاقہ کافروں کے قبضے میں ہو اور وہ مسلمانوں کو اپنے دین پر آزادی سے عمل نہ کرنے دیں تو وہاں سے مسلمانوں کے لیے دارالاسلام کی طرف ہجرت کر جانا اب بھی ضروری ہے۔

٤١٦٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ [سَعْدِ] بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ - وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ -: «تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ، فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ».

۴۱۶۶- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اردگرد صحابۂ کرام کی ایک جماعت تھی کہ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' کسی پر اپنی طرف سے گھڑ کر جھوٹ و بہتان نہیں باندھو گے اور کسی نیکی کے کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے' پھر جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا' اس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اور تم میں سے جس شخص نے ان میں سے کوئی کام کر لیا اور اس کو (دنیا میں) اس کی سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے گناہ کو مٹا دے گی۔ اور جس شخص نے ان میں سے کوئی کام کیا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے' چاہے معاف فرمائے' چاہے سزا دے۔''

٤١٦٦ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب(١١)، ح:١٨، ومسلم، الحدود، باب: الحدود كفارات لأهلها، ح:١٧٠٩ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح:٧٧٨٤. * عمه يعقوب، وصالح هو ابن كيسان.

خَالَفَهُ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ.

احمد بن سعید نے (عبیداللہ بن سعد کی) مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ جس بیعت پر دلالت کرتی ہے وہ بیعت اسلام ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی اب کسی سے یہ بیعت لینا جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی سے یہ بیعت لینا منقول نہیں ہے۔ اس سے بیعت تصوف کا فلسفہ کشید کرنا قطعی طور پر غلط اور ناجائز ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص پر دنیا میں اس کے جرم کی حد قائم ہو جائے (اسے اپنے جرم کی شرعی سزا مل جائے) تو یہ سزا اس مجرم کے لیے کفارہ بن جاتی ہے۔ جمہور اہل علم کا بھی یہی قول ہے البتہ بعض اہل علم اقامت حد کے ساتھ ساتھ کفارے کے لیے توبہ بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔ لیکن جمہور کا قول ہی قابل حجت اور دلائل کے اعتبار سے مضبوط ہے۔ ③ یہ روایت امام نسائی رحمہ اللہ نے دو استادوں یعنی عبیداللہ بن سعد اور احمد بن سعید سے بیان کی ہے۔ استاد احمد بن سعید نے اپنی روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دوسرے استاد عبیداللہ بن سعد کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ جب عبیداللہ بن سعد یہ روایت بیان کرتے ہیں تو وہ ابن شہاب (امام زہری) اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے درمیان ابوادریس خولانی کا واسطہ ذکر کرتے ہیں اور جب احمد بن سعید یہ روایت بیان کرتے ہیں تو وہ ابوادریس خولانی کا واسطہ ذکر نہیں کرتے بلکہ وہ ابن شہاب رحمہ اللہ کو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا شاگرد بناتے ہیں حالانکہ امام زہری (ابن شہاب) نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ اس طرح یہ روایت منقطع بھی ہے۔

٤١٦٧- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونِي عَلَى مَا بَايَعَ عَلَيْهِ النِّسَاءُ، أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي

۴۱۶۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم ان کاموں کی مجھ سے بیعت نہیں کرتے جن کی عورتوں نے بیعت کی ہے؟ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے چوری نہیں کرو گے زنا نہیں کرو گے اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے کسی پر اپنی طرف سے گھڑ کر بہتان نہیں باندھو گے اور کسی اچھے کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟ (ہم بیعت کریں گے) پھر ہم نے ان کاموں پر رسول اللہ ﷺ

٤١٦٧- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٨٥، وانظر الحديث السابق.

مَعْرُوفٍ؟» قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُولَ اللهِ! فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَنْ أَصَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا فَنَالَتْهُ عُقُوبَةٌ فَهُوَ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ لَّمْ تَنَلْهُ عُقُوبَةٌ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ».

کی بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بعد جس نے ان میں سے کوئی کام کیا اور اس کو سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے گناہ کو مٹا دے گی اور جس کو (دنیا میں) سزا نہ ملی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے' چاہے وہ اسے معاف فرما دے' چاہے سزا دے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ روایت اور سابقہ روایت متعلقہ باب سے تعلق نہیں رکھتیں کیونکہ ان میں جہاد کا کوئی ذکر نہیں' البتہ اصل باب' یعنی بیعت کے مسائل سے تعلق ہے۔ الا یہ کہ کہا جائے کہ ''اچھے اور نیکی کے کام'' میں جہاد بھی داخل ہے۔ ② ''عورتوں نے بیعت کی'' جب کوئی عورت مکہ سے ہجرت کر کے آپ کے پاس پہنچتی اور مسلمان ہوتی تو آپ اس سے مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ بیعت لیتے تھے۔ سورۂ ممتحنہ' آیت نمبر:۱۲ میں آپ کو ان الفاظ کے ساتھ عورتوں سے بیعت لینے کا حکم دیا گیا تھا مگر یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت سے معروف بیعت (دست مبارک سے) نہیں لی بلکہ آپ عورتوں سے صرف زبانی بیعت لیتے تھے۔ ساری زندگی آپ کا دست مبارک کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ فداه أبي و أمي' ثم نفسي و روحي ﷺ. ③ ''کسی اچھے کام میں'' یہ لفظ عرفاً آ گئے ہیں ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی برے کام کا حکم دیں۔ ④ ''مٹا دے گی'' معلوم ہوا کہ دنیا میں ملنے والی شرعی سزا گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی پوچھ گچھ نہیں فرمائے گا۔ احناف کے نزدیک گناہ کی معافی کے لیے توبہ بھی ضروری ہے۔ سزا تو صرف آئندہ روکنے اور عبرت کے لیے ہے لیکن حدیث کے ظاہر الفاظ اس کے خلاف ہیں۔ ⑤ ''اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے'' پردہ پوشی کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید یہی ہے کہ معاف فرما دے گا بشرطیکہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا پردہ پوشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سچی توبہ کرے۔ اللهم اجعلنا منهم.

(المعجم ١٠) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْهِجْرَةِ (التحفة ١٠)

باب:۱۰- ہجرت پر بیعت

٤١٦٨- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ

۴۱۶۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور

٤١٦٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرجل يغزو وأبواه كارهان، ح:٢٥٢٨، وابن ماجه، ح:٢٧٨٢ من حديث عطاء بن السائب به، ورواه شعبة، والثوري وغيرهما عنه به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٧٨٦، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طرق أخرى، فالحديث صحيح.

ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي جِئْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَقَدْ تَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ، قَالَ: «اِرْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا».

کہنے لگا کہ میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنے آیا ہوں جبکہ میں اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کے پاس واپس جا اور جیسے تو نے انھیں رلایا ہے اسی طرح انھیں ہنسا۔''

فوائد ومسائل: ① ہجرت پر بیعت لینا مشروع نہیں رہا' ہاں دار کفر سے دار اسلام کی طرف ہجرت باقی ہے لیکن بغیر بیعت کے۔ ② ترجمۃ الباب' یعنی ہجرت پر بیعت' کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ ہجرت پر بیعت کی نیت سے آنے والے شخص سے رسول اللہ ﷺ نے' اس کے والدین کی عدم رضامندی کی وجہ سے بیعت نہیں لی۔ اگر اس کے والدین کا مسئلہ نہ ہوتا تو آپ بیعت لے لیتے۔ واللہ أعلم. ③ والدین کی نافرمانی اور ان کو ایذا پہنچانا حرام اور ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر جہاد کی فرضیت کے حالات بھی نہ ہوں تو اجازت کے بغیر جانا درست نہیں۔ ④ ہر دار کفر سے ہجرت کرنا فرض نہیں اگر قبضہ کافروں کا ہو مگر وہ دینی امور میں رکاوٹ نہ ڈالتے ہوں تو وہاں سے ہجرت فرض نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو خود حبشہ بھیجا' حالانکہ وہاں عیسائیوں کی حکومت تھی۔

(المعجم ١١) - شَأْنُ الْهِجْرَةِ (التحفة ٢١١)

باب: ١١- ہجرت کا معاملہ

٤١٦٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: «وَيْحَكَ، إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:

۴۱۶۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم کرے! ہجرت بہت مشکل کام ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو ان کی زکاۃ دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''بستیوں سے باہر رہ کر نیکی کے کام کرتا رہ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (ہجرت نہ کرنے کی بنا پر) تیرے عمل کے ثواب میں کوئی کمی نہیں

٤١٦٩- أخرجه البخاري، الزكاة، باب زكاة الإبل، ح: ١٤٥٢، ومسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الإسلام والجهاد والخير . . . الخ، ح: ١٨٦٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٨٧.

«فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا».

کرے گا۔''

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ ہجرت کرنا انتہائی مشکل اور عزیمت وعظمت والا کام ہے' ایسے لوگ بھی عظیم اور جلیل القدر ہیں' تاہم یہ ہر ایک کے بس کا معاملہ نہیں بلکہ بسا اوقات راہ ہجرت میں پیش آمدہ مشکلات سے انسان گھبرا جاتا ہے اور اپنی ہجرت پر نادم ہوتا ہے جس سے اس کی ہجرت یقیناً متاثر ہوتی ہے۔ ② اونٹوں کی زکاۃ ادا کرنا فضیلت والا عمل ہے۔ ③ مذکورہ حدیث سے صحرانشینوں اور اعرابیوں کے لیے نرمی کا پہلو بھی نکلتا ہے کہ ان کی استطاعت کو مدنظر رکھ کر انھیں کسی چیز کا پابند کیا جائے۔ اسی لیے ان پر ہجرت فرض نہیں تھی جبکہ مکہ شہر والوں پر ہجرت فرض تھی۔

(المعجم ١٢) - هِجْرَةُ الْبَادِي (التحفة ١٢)

باب:١٢- دیہاتی وبدوی کی ہجرت

٤١٧٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ هِجْرَةُ الْحَاضِرِ وَهِجْرَةُ الْبَادِي، فَأَمَّا الْبَادِي فَيُجِيبُ إِذَا دُعِيَ وَيُطِيعُ إِذَا أُمِرَ، وَأَمَّا الْحَاضِرُ فَهُوَ أَعْظَمُهُمَا بَلِيَّةً وَأَعْظَمُهُمَا أَجْرًا».

۴۱۷۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہجرت کون سی افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو ان کاموں کو چھوڑ دے جنھیں تیرا رب تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو شہری کی ہجرت' دوسری بدوی (اعرابی) کی ہجرت۔ بدوی کا کام یہ ہے کہ جب اسے بلایا جائے تو وہ آجائے اور جب اسے حکم دیا جائے تو وہ اطاعت کرے لیکن شہری کو مشقت بھی زیادہ ہے اور ثواب بھی۔''

فوائد ومسائل: ① ''ان کاموں کو چھوڑ دے'' ہجرت کے لغوی معنی چھوڑ دینے کے ہیں۔ معروف ہجرت میں گھر بار' رشتہ دار اور مال ومنال چھوڑا جاتا ہے۔ آپ نے اس لحاظ سے فرمایا کہ افضل ہجرت گناہوں کو چھوڑنا

٤١٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٩، ١٦٠ من حديث شعبة به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٨٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٨٠، ١٥٨١، والحاكم: ١/ ١١، ولِلْحديث شواهد عند الحسن بن عرفة(٤٠٤) وغيره.
* أبو كثير ثقة، اسمه زهير بن الأقمر الزبيدي.

ہے کیونکہ ہجرت بھی تو دین کے تحفظ کے لیے کی جاتی ہے۔ گناہوں کے چھوڑنے سے بھی دین محفوظ ہو جاتا ہے۔ اگر گناہ نہ چھوڑے جائیں تو خالی ہجرت کا کیا فائدہ؟ گناہوں کو چھوڑنے والی ہجرت ہی اصل ہجرت ہے کیونکہ گناہ چھوڑنا' وطن چھوڑنے سے بہتر ہے اور ہجرت میں بھی وطن چھوڑنے کا اصل مقصد تو گناہ چھوڑنا اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہی ہے۔ ② ''جب اسے بلایا جائے'' یعنی جب اسے جہاد کے لیے بلایا جائے تو وہ آ جائے۔ اور اپنے گھر میں رہ کر شریعت پر عمل کرتا رہے۔ گاؤں اور قبائل کے رہنے والوں پر ہجرت فرض نہیں تھی جبکہ مکہ شہر میں رہنے والے مسلمانوں پر ہجرت فرض تھی' لہٰذا شہری کے لیے مشقت بھی زیادہ اور اس کا اجر بھی زیادہ تھا۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٣) - تَفْسِيرُ الْهِجْرَةِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- ہجرت کی ایک تشریح

٤١٧١- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لِأَنَّهُمْ هَجَرُوا الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ مُهَاجِرُونَ لِأَنَّ الْمَدِينَةَ كَانَتْ دَارَ شِرْكٍ، فَجَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ.

۴۱۷۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس لیے مہاجر تھے کہ انھوں نے مشرکین (اور ان کے علاقے) کو چھوڑ دیا تھا۔ اور انصار میں سے بھی کچھ لوگ مہاجر تھے کیونکہ مدینہ بھی (آپ کی تشریف آوری سے پہلے) شرک اور مشرکین کا علاقہ تھا' چنانچہ کچھ انصار عقبہ کی رات رسول اللہ ﷺ کے پاس (مکہ مکرمہ) چلے آئے تھے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما انتہائی ذہین شخص تھے۔ انھوں نے یہ لطیف نکتہ پیدا کیا کہ اگر گھر بار چھوڑ کر جانے کی وجہ سے کوئی شخص مہاجر بن سکتا ہے تو وہ انصار جو بیعت کرنے کے لیے مکہ مکرمہ پہنچے تھے' وہ بھی مہاجر تھے کیونکہ وہ مدینہ چھوڑ کر آپ کے پاس گئے تھے اور آپ کے حکم سے دوبارہ مدینہ آئے تھے۔ اسی طرح مہاجرین کو بھی انصار کہا جا سکتا ہے کیونکہ انھوں نے ہر موقع پر آپ کا ساتھ دیا اور آپ کی مدد کی۔ اور مدد کرنے والوں کو لغت کے لحاظ سے انصار کہا جا سکتا ہے۔ یہ صرف ایک نکتہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مہاجرین وہی تھے جنھوں نے ہمیشہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑ دیے۔ حتیٰ کہ مکہ فتح ہونے پر باوجود دارالاسلام بن جانے کے وہاں ٹھہرنا پسند نہ کیا۔ اور انصار وہی تھے جنھوں نے اپنا شہر' اپنے گھر' اپنی زمینیں' اپنی جائیدادیں حتیٰ کہ اپنی

٤١٧١_[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٨٩.

جائیں رسول اللہ ﷺ کو پیش کر دیں۔ رضي الله عنهم و أرضاهم. ④ ''عقبہ کی رات'' یہ رات دراصل دو راتیں تھیں۔ ایک ۱۲ نبوت میں جسے لیلہ عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے اور دوسری ۱۳ نبوت میں جسے لیلہ عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ عقبہ منیٰ سے مکہ کی طرف آخری جمرے کا نام ہے۔ اس جمرے کے پاس رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ یہ ۱۱ نبوت کی بات ہے۔ وہ چھ آدمی تھے۔ انھوں نے آئندہ سال آپ سے ملنے کا وعدہ کیا اور مدینہ جا کر آپ کی دعوت مدینہ والوں کے سامنے پیش کی۔ ۱۲ نبوت میں حج کے بعد بارہ آدمی اس جمرے کے پاس آپ کو ملے' اسلام قبول کیا اور آپ کی بیعت کی۔ آپ نے ان کے ساتھ مبلغ بھی بھیج دیا۔ اگلے سال ۱۳ نبوت میں حج کے بعد اسی جمرے کے پاس ستر (۷۰) سے زیادہ انصار نے آپ کی بیعت کی اور آپ سے مدینہ چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے اسے قبول فرمایا اور مناسب وقت پر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

(المعجم ١٤) - اَلْحَثُّ عَلَى الْهِجْرَةِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- ہجرت کی ترغیب

٤١٧٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ عِيسَى بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ أَبَا فَاطِمَةَ - يَعْنِي - حَدَّثَهُ: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! حَدِّثْنِي بِعَمَلٍ أَسْتَقِيمُ عَلَيْهِ وَأَعْمَلُهُ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكَ بِالْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهَا».

۴۱۷۲- حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جس پر میں قائم رہوں اور اسے جاری رکھوں۔ آپ نے فرمایا: ''ہجرت کر۔ (اس وقت' تیرے حق میں) اس کے برابر کوئی اور کام نہیں۔''

فائدہ: وقت وقت کی بات ہے۔ کسی وقت ہجرت افضل ہے' کبھی جہاد اور کبھی کوئی اور کام۔ اسی طرح آدمی آدمی کا فرق ہوتا ہے۔ کسی آدمی کے لیے ہجرت افضل ہے' کسی کے لیے کوئی اور کام' جیسے آپ نے اعرابی کو ہجرت سے روک دیا تھا۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۶۸، ۴۱۶۹)

(المعجم ١٥) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ فِي انْقِطَاعِ الْهِجْرَةِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵- انقطاع ہجرت کی بابت اختلاف کا ذکر

٤١٧٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كثرة السجود، ح: ١٤٢٢ من طريق آخر عن كثير بن مرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٠.

٤١٧٣- أخبرنا عبدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ عنْ أبيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عن ابْنِ شهابٍ، عنْ عَمْرِو ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى قَالَ: جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِأَبِي يوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بَايِعْ أَبِي عَلَى الْهِجْرَةِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ، وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ».

۴۱۷۳- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن اپنے والد محترم کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد سے ہجرت کی بیعت لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان سے جہاد کی بیعت لیتا ہوں۔ ہجرت تو اب ختم ہو چکی ہے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۱۶۵.

٤١٧٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حدَّثَنَا مُعلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنا وُهَيْبُ ابْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ: يارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا مُهَاجِرٌ، قَالَ: «لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

۴۱۷۴- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگ کہتے ہیں کہ مہاجرین کے علاوہ کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد (مکہ سے) ہجرت (کی کوئی ضرورت) نہیں رہی لیکن جہاد کرو اور نیت رکھو (کہ اگر کبھی ہجرت کرنا پڑی تو کریں گے) اور جب تم سے جہاد کے لیے نکلنے کو کہا جائے تو نکلو۔''

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مستقلاً گھر بار چھوڑنے کی ضرورت نہیں' البتہ جہاد اور دوسرے نیک کاموں کے لیے وقتی طور پر گھروں سے نکلو۔

٤١٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۱۷۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٤١٧٣_[حسن] تقدم، ح: ٤١٦٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩١.

٤١٧٤_[صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠١، ٦/ ٤٦٦ من حديث وهيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٢.

٤١٧٥_أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل الجهاد والسير . . . الخ، ح: ٢٧٨٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان، ومسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة . . . الخ، ح: ١٣٥٣/ ٨٥ بعد، ح: ١٨٦٣ من حديث

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ: «لَا هِجْرَةَ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ''اب (مکہ سے) ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں' البتہ جہاد کرو اور نیت رکھو۔ جب تم سے جہاد کے لیے گھروں سے نکلنے کو کہا جائے تو نکلو۔''

فوائد و مسائل: ① لَا هِجرَةَ، اس کے یہ معنی لینا درست نہیں کہ اب ہجرت بالکل ختم ہو چکی ہے' کوئی مسلمان دارالکفر میں' خواہ کسی بھی حالت میں ہو' اس کے لیے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا جائز نہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارے اصحاب اور دیگر علماء نے کہا ہے: دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا قیامت تک باقی ہے' چنانچہ انھوں نے مذکورہ حدیث مبارکہ [لَا هِجرَةَ ...... الخ] کی دو توجیہیں بیان فرمائی ہیں: ایک تو یہ کہ فتح مکہ کے بعد' مکہ سے ہجرت نہیں کیونکہ مکہ دارالاسلام بن چکا ہے' اس لیے وہاں سے ہجرت کرنے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اور دوسری توجیہ یہ کہ وہ فضیلت والی اہم ہجرت جو (ابتدائے اسلام میں) مطلوب تھی اور جس کے فاعل ممتاز حیثیت کے حامل بن گئے' اب مکہ سے وہ ہجرت ختم ہو چکی ہے۔ اس ہجرت کا اعزاز جس جس کے مقدر میں تھا' وہ ہر اس شخص کو مل چکا ہے جس نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کر لی۔ اب (فتح مکہ کے بعد) ہجرت کرنے کا وہ اعزاز کسی اور کو نہیں مل سکتا' اس لیے کہ فتح مکہ کے بعد اسلام معزز اور مضبوط ہو چکا ہے۔ دیکھیے: (شرح مسلم: ١٣/١٢، ١٣) ہجرت کے متعلق مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٣٢/٢٣٧) ② اس حدیث میں ہے کہ اب ہجرت نہیں رہی جبکہ بعد والی احادیث میں ہے کہ ہجرت ختم نہیں ہو سکتی۔ ظاہراً ان احادیث میں تضاد معلوم ہوتا ہے' حالانکہ ان میں کوئی تضاد نہیں بلکہ ان احادیث میں تطبیق ممکن ہے اور وہ اس طرح کہ جن احادیث میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہو چکی' اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ہجرت فتح مکہ سے پہلے' یعنی ابتدائے اسلام میں فرض تھی' وہ اب ختم ہو گئی ہے کیونکہ مکہ دارالاسلام بن چکا ہے' لہٰذا وہاں سے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور جن احادیث میں ہے کہ ہجرت ختم نہیں ہو سکتی تو اس کا مطلب ہے کہ ہر دارالحرب سے' دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا باقی ہے۔ اس صورت میں دارالحرب سے ہر زمانے میں ہجرت کی جائے گی اور ایسی ہجرت قیامت تک باقی ہے۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے' چنانچہ جب کچھ لوگوں کے کرنے سے کفایت ہو جائے تو پھر باقی لوگوں سے جہاد ساقط ہو جائے گا' ہاں! اگر تمام لوگ جہاد کرنا چھوڑ دیں تو اس صورت میں سب گناہ گار ہوں گے۔ ④ اس

سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٣.

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب امام جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دے تو ہر اس شخص کے لیے نکلنا ضروری ہو گا جسے امام حکم دے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس مسئلے کے متعلق اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔⑤ یہ حدیث ہر خیر اور بھلائی کے قول وعمل کا شوق دلاتی ہے' نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نیت خیر پر اجر وثواب ہے' نیز ہر برائی اور عمل شر سے اجتناب اور اجتناب کی نیت بھی باعث اجر ہے۔

٤١٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِئٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ دِجَاجَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: لَاهِجْرَةَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۱۷۶- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہجرت کی ضرورت نہیں رہی۔

فائدہ: غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود رسول اللہ ﷺ کا قول ہی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں' ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کی وفات فتح مکہ کے زمانے کے قریب ہی تھی۔ واللہ أعلم.

٤١٧٧- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَلَاءِ ابْنِ زَبْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَقْدَانَ السَّعْدِيِّ قَالَ: وَفَدْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلُّنَا يَطْلُبُ حَاجَةً، وَكُنْتُ آخِرَهُمْ دُخُولًا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي تَرَكْتُ مَنْ خَلْفِي وَهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، قَالَ: «لَاتَنْقَطِعُ

۴۱۷۷- حضرت عبداللہ بن وقدان سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم میں سے ہر شخص آپ سے کوئی نہ کوئی سوال کرتا تھا۔ میں سب کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے پیچھے بہت سے لوگ چھوڑ آیا ہوں جو کہتے ہیں کہ اب ہجرت ختم ہو چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جب تک کفار سے لڑائی جاری ہے' ہجرت ختم نہیں ہو سکتی۔''

٤١٧٦- [صحيح] أخرجه أبويعلى: ١/ ١٦٧، ح: ١٨٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٤، وللحديث شواهد صحيحة، ومعناه: لا هجرة من دار الإسلام بعد إقامتها بدون عذر شرعي.

٤١٧٧- [صحيح] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ٢٥٨ من حديث الوليد بن مسلم به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٥، وصححه أبوزرعة الدمشقي وغيره، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١٥٧٩ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ».

فائدہ: ''ختم نہیں ہوسکتی'' کیونکہ جب تک اسلام وکفر میں آویزش (چپقلش) قائم ہے' کسی نہ کسی علاقے میں مسلمان مظلوم ومقہور رہیں گے' لہٰذا دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف سفر جاری رہے گا اور یہی ہجرت ہے' یا اس سے مراد ہے کہ جہاد کے لیے مسلمان اپنے گھر بار وقتی طور پر چھوڑتے رہیں گے۔ ان دو معانی کی مدد سے ہجرت کے ختم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں مروی روایات میں تطبیق ممکن ہوگی۔

٤١٧٨- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الضَّمْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ السَّعْدِيِّ قَالَ: وَفَدْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ أَصْحَابِي فَقَضَى حَاجَتَهُمْ، وَكُنْتُ آخِرَهُمْ دُخُولًا، فَقَالَ: «حَاجَتُكَ؟» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَتَى تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ».

۴۱۷۸- حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ میرے ساتھی (اپنی اپنی باری پر) داخل ہوئے۔ آپ نے ان کی مطلوبہ حاجتیں پوری کیں۔ میں سب سے آخر میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا کام ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہجرت کب ختم ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک کافروں سے لڑائی جاری ہے' ہجرت ختم نہیں ہوگی۔''

(المعجم ١٦) - اَلْبَيْعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ (التحفة ١٦)

باب:١٦- ہر پسند وناپسند حکم کی اطاعت کی بیعت

٤١٧٩- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَالشَّعْبِيِّ

۴۱۷۹- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے

٤١٧٨ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه الطحاوي في المشكل: ٣/ ٢٥٧ من حديث ابن زبر به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٦.

٤١٧٩ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟، ح: ٧٢٠٤، ومسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح: ٥٦/ ٩٩ من حديث الشعبي به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٧. * جرير هو ابن عبدالله البجلي.

قَالَا: قَالَ جَرِيرٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: أُبَايِعُكَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيمَا أَحْبَبْتُ وَفِيمَا كَرِهْتُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَ تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَا جَرِيرُ؟ أَوَ تُطِيقُ ذٰلِكَ؟» قَالَ: «قُلْ فِيمَا اسْتَطَعْتُ» فَبَايَعَنِي وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

عرض کی کہ میں آپ سے بیعت کرتا ہوں کہ ہر پسند و ناپسند میں آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جریر! تو اس کی طاقت بھی رکھتا ہے؟'' اور فرمایا: ''تو کہہ اپنی طاقت کے مطابق۔'' پھر آپ نے مجھ سے بیعت لی اور فرمایا کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔

فائدہ: ''اپنی طاقت کے مطابق'' قربان جائیں آپ کی شفقت و رحمت پر کہ خود آسانی کی راہ دکھائی۔
(دیکھیے: ۶۲-۴۱۶۱)

(المعجم ١٧) - اَلْبَيْعَةِ عَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- مشرکین سے علیحدگی کی بیعت

٤١٨٠- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، وَعَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ.

۴۱۸۰- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے، ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے اور مشرکین سے علیحدہ رہنے پر۔

٤١٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي نُخَيْلَةَ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۴۱۸۱- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ پھر راوی نے سابقہ روایت کی طرح بیان کیا۔

٤١٨٠ـ[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٨، وانظر الحديث الآتي.

٤١٨١ـ[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٩. * أبونخيلة صحابي.

٤١٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي نُخَيْلَةَ الْبَجَلِيِّ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُبَايِعُ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! اُبْسُطْ يَدَكَ حَتَّى أُبَايِعَكَ وَاشْتَرِطْ عَلَيَّ، فَأَنْتَ أَعْلَمُ، قَالَ: «أُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ، وَتُنَاصِحَ الْمُسْلِمِينَ، وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ».

۴۱۸۲- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اپنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ اور شرطیں آپ خود بتا دیجیے کیونکہ آپ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں تجھ سے بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ وحدہ کی عبادت کرے گا' نماز قائم کرے گا' زکاۃ ادا کرے گا' ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے گا اور مشرکین سے جدا رہے گا۔''

٤١٨٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي رَهْطٍ فَقَالَ: «أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفّٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِيهِ فَهُوَ طَهُورُهُ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللهُ فَذَاكَ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ».

۴۱۸۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چند لوگوں کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: ''میں تم سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے اور اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر بہتان طرازی نہیں کرو گے اور کسی نیک کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ تم میں سے جو شخص اس عہد پر قائم رہا' اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور جس نے ان میں سے کوئی کام کر لیا' پھر اس کو اس کام کی سزا مل گئی تو اس کا گناہ دھل جائے گا۔ اور جس شخص کی اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی کی' تو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ چاہے اسے عذاب دے' چاہے تو اسے معاف فرما دے۔''

٤١٨٢ـ [إسناده صحيح] تقدم قبله برقم، ح: ٤١٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠٠.

٤١٨٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٦٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠١.

فائدہ: اس روایت کا متعلقہ باب سے تو کوئی تعلق نہیں' البتہ اصل باب (بیعت) سے تعلق ہے۔ یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے۔(دیکھیے' حدیث:۴۱۶۷)

(المعجم ١٨) - بَيْعَةُ النِّسَاءِ (التحفة ١٨)

باب:۱۸-عورتوں سے بیعت لینا

٤١٨٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُبَايِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ امْرَأَةً أَسْعَدَتْنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَذْهَبُ فَأُسْعِدُهَا ثُمَّ أَجِيئُكَ فَأُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «اِذْهَبِي فَأَسْعِدِيهَا» يَعْنِي قَالَتْ: فَذَهَبْتُ فَسَاعَدْتُهَا ثُمَّ جِئْتُ فَبَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

۴۱۸۴- حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک عورت نے دور جاہلیت میں نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی۔ میں جا کر اس کی مدد کر کے آتی ہوں' پھر آ کر آپ کی بیعت کروں گی۔ آپ نے فرمایا: ''جا' اس کی مدد کر آ۔'' میں گئی اور میں نے اس کی مدد کا اسے بدلہ دیا' پھر میں آئی اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

فوائد ومسائل: ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ عورتوں سے بیعت لینا مشروع ہے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تھی۔ ② حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا حرام اور ناجائز ہے' لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔ شرعاً یہ بہت قبیح کام ہے' اس لیے اس سے روکنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ اگر اس سلسلے میں ڈانٹ ڈپٹ سے کام لینا پڑے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت عمر ؓ کی بابت منقول ہے کہ وہ کسی کی وفات پر اگر کسی کو غلط انداز میں اور غیر شرعی رونا روتے دیکھتے تو اسے پتھر وغیرہ مارتے اور اس رونے والے شخص کے منہ میں مٹی ٹھونستے۔ دیکھیے: (عون الباري:۲/۳۱۵) حرمت نوحہ کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں' مثلاً: یہ جاہلیت کے کاموں میں سے ہے' غم زیادہ اور صبر نہ کرنے کا سبب بنتا ہے' نیز نوحہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کی مخالفت اور اس پر عدم رضا لازم آتی ہے۔ واللہ أعلم. ③ حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شارع ؑ کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ جب چاہیں اور جس کے لیے چاہیں عام قانون میں تخصیص فرما دیں جس طرح کہ ام عطیہ ؓ کے لیے تخصیص کی گئی۔ ④ ''ایک عورت نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی'' جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ اگر کسی گھر کوئی میت ہوتی تو دوسری عورتیں باری باری اس کے گھر کی عورتوں سے مل کر جھوٹ موٹ نوحہ کرتیں اور زبانی رونا روتیں۔ حضرت ام عطیہ ؓ جب بیعت کرنے لگیں تو آپ نے بیعت کے وقت نوحہ نہ کرنے کا بھی ذکر فرمایا۔ ان کو خیال آیا کہ فلاں عورت نے

٤١٨٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٠٨ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٢.

تو نوحہ میں میری مدد کی تھی۔ اور جاہلیت میں اس مدد کو بھی لین دین کی طرح سمجھا جاتا تھا اور اس کا باقاعدہ مطالبہ ہوتا تھا۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو خطرہ ہوا کہ کل کلاں وہ عورت آ کر مجھ سے بدلے کا مطالبہ کرے گی، اس لیے مجھے بیعت سے پہلے ہی بدلہ چکا دینا چاہیے۔

٤١٨٥- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ [قَالَتْ]: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْعَةَ عَلَى أَنْ لَّا نَنُوحَ.

۴۱۸۵- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔

٤١٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ نُبَايِعُهُ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَكَ فِي مَعْرُوفٍ، قَالَ: «فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ». قَالَتْ: قُلْنَا: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا، هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَارَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

۴۱۸۶- حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کچھ انصاری عورتوں کی معیت میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ہم آپ سے بیعت ہونا چاہتی تھیں۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گی اور کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ آپ نے فرمایا: "اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق (تم پابند ہو گی)۔" ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہم پر (ہم سے بھی) زیادہ مہربان

٤١٨٥_ أخرجه مسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة، ح: ٩٣٦ من حديث أبي الربيع، وأخرجه البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، ح: ١٣٠٦ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٣.

٤١٨٦_ [صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في بيعة النساء، ح: ١٥٩٧ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٤، وهو في الموطأ: ٢/ ٩٨٢ عن ابن المنكدر به.

ﷺ: «إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، أَوْ مِثْلَ قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ».

اور رحم فرمانے والے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! اجازت دیجیے کہ ہم آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میرا زبانی طور پر سو عورتوں سے (بیعت کی) بات چیت کرنا ایسے ہی ہے جیسے ہر ہر عورت سے الگ طور پر بات چیت کروں۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا ہے کہ عورتوں اور مردوں سے بیعت لینے میں فرق ہے۔ دونوں کی بیعت ایک جیسی نہیں ہے، یعنی بیعت کے وقت عورتوں سے ہاتھ ملانا حرام اور ناجائز ہے جبکہ مردوں سے حلال اور جائز ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ ملا کر صحابۂ کرام ؓ سے بیعت لی تھی۔ قرآن وحدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے اگرچہ ضرورت کا تقاضا بھی ہوتا جیسا کہ آپ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت صرف زبان سے بیعت لینے پر اکتفا فرمایا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت لیتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک کبھی کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ (صحيح البخاري، التفسير، حديث:٤٨٩١) بنابریں کسی بھی نیک و پارسا اور برادری وغیرہ کے معزز اور بڑے شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی غیر محرم عورت کے سر پر ہاتھ پھیرے یا کسی سے مصافحہ وغیرہ کرے۔ ④ نبی ﷺ کا جو حکم امت کے کسی ایک مرد یا ایک عورت کے لیے ہوتا ہے وہ امت کے تمام مردوں اور عورتوں کو شامل ہوتا ہے الا یہ کہ نبی ﷺ کسی کے لیے خود تخصیص فرما دیں۔ ⑤ ''عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا'' نبی ﷺ کے اس طرز عمل میں ان نام نہاد پیروں کے لیے درس عبرت ہے جو مردوں عورتوں سے بلا امتیاز دستی بیعت لیتے ہیں۔ اگر یہ جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس سے پرہیز نہ فرماتے۔ اسی طرح مجالس وعظ و سماع میں عورتوں کا مردوں کے سامنے بلا حجاب بیٹھنا بھی شرعی مزاج سے متصادم ہے۔ ⑥ ''الگ الگ بات چیت کروں'' مقصود یہ ہے کہ زبانی بیعت بھی الگ الگ عورت سے نہیں ہوگی بلکہ تمام عورتوں سے بیک وقت زبانی عہد لیا جائے گا۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ١٩) - بَيْعَةُ مَنْ بِهِ عَاهَةٌ (التحفة ١٩)

باب:١٩- آفت زدہ شخص کی بیعت

٤١٨٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:

۴۱۸۷- آل شرید کے ایک شخص عمرو کے والد سے

٤١٨٧- أخرجه مسلم، السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوه، ح:٢٢٣١ من حديث هشيم به، وهو في الكبرى، ح:٧٨٠٥. ⁕ عمرو هو ابن شريد.

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ الشَّرِيدِ يُقَالُ لَهُ عَمْرٌو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: «اِرْجِعْ فَقَدْ بَايَعْتُكَ».

روایت ہے کہ بنوثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی شخص بھی آیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے پیغام بھیجا: ''واپس چلے جاؤ (میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں) میں نے تیری بیعت قبول کر لی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ مجذوم شخص سے بیعت لینا مشروع ہے' تاہم ایسے شخص سے صرف زبانی کلامی بیعت بھی ہو سکتی ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خطرناک بیماری میں مبتلا شخص سے دوری اختیار کرنا جائز ہے' تاہم ایسے شخص کو بالکل نظرانداز کرنا اور کلی طور پر اسے حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا درست نہیں۔ اس کا علاج کرانا چاہیے۔ ضرورت کے مطابق اس سے میل جول اور اس کی معاونت ہو سکتی ہے۔ ③ آفت زدہ شخص سے مراد وہ شخص ہے جو انتہائی قبیح مرض میں گرفتار ہو۔ لوگ اس سے بہت نفرت کرتے ہوں۔ دوسرے لوگوں کے متاثر ہونے کا خدشہ ہو' مثلاً: جذام (کوڑھ) یہ انتہائی قبیح اور خوفناک مرض ہے۔ طبعاً ہر آدمی اس سے دور بھاگتا ہے۔ اس مرض کا مواد مریض کے جسم پر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ قریب آنے سے دوسرے شخص کو لگ سکتا ہے جس سے اس کے متاثر ہونے کا خدشہ ہے' اس لیے نبی ﷺ نے اسے مجلس میں آنے سے منع فرما دیا۔ ایسے مریض کو خود بھی حتی الامکان مجالس میں آنے سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس مرض سے بچائے۔ آمین. ④ ''بیعت قبول کر لی ہے'' کیونکہ اصل اعتبار تو دلی عہد کا ہے۔ زبان و ہاتھ تو صرف تاکید کے لیے ہیں' ضروری نہیں۔

(المعجم ٢٠) - بَيْعَةُ الْغُلَامِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- بچے کی بیعت

٤١٨٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنِ الْهِرْمَاسِ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ: مَدَدْتُ يَدِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ لِيُبَايِعَنِي فَلَمْ يُبَايِعْنِي

۴۱۸۸- حضرت ہرماس بن زیاد ؓ سے روایت ہے کہ میں نے (بیعت کے لیے) اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھایا جبکہ میں اس وقت (نابالغ) بچہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے بیعت نہیں لی۔

فائدہ: بیعت دراصل عظیم الشان عہد ہوتا ہے جو پوری عقل وحواس اور بصیرت سے کیا جاتا ہے۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں اور نہ کوئی بے فائدہ رسم ہے جو صرف تبرک کے لیے ہر کس وناکس سے پوری کروائی جائے۔ آج

٤١٨٨_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠٦.

کل بعض حضرات بیعت کو تبرک سمجھ کر کرتے ہیں کہ ہم فلاں بزرگ سے بیعت ہیں اور وہ اسے آخرت میں کوئی مفید شے سمجھتے ہیں جبکہ حقیقت میں یہ غیر اسلامی عمل ہے۔ بیعت امام کی ہو سکتی ہے یا اس کے مقرر کردہ نائب کی۔ اسلامی بیعت تو عہد کا نام ہے جو ایک ذمہ داری ہے جس کی فکر کرنا پڑتی ہے نہ کہ بیعت انسان کو ذمہ داریوں سے آزاد کرتی ہے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ ''فلاں بزرگ سے بیعت ہو جاؤ بس نجات ہو جائے گی۔ شرعی فرائض کی ادائیگی کوئی ضروری نہیں'' گویا ہر قسم کی ذمہ داری بیعت لینے والے پر ڈال دی جاتی ہے۔ اسلام ایسی خرافات کا قائل نہیں۔

(المعجم ٢١) - بَيْعَةُ الْمَمَالِيكِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-غلام کی بیعت

٤١٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ عَبْدٌ، فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِعْنِيهِ» فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ، ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا حَتَّى يَسْأَلَهُ «أَعَبْدٌ هُوَ؟»

۴۱۸۹-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام آیا اور اس نے ہجرت پر نبی اکرم ﷺ کی بیعت کر لی۔ نبی اکرم ﷺ کو علم نہیں تھا کہ وہ غلام ہے۔ کچھ دیر بعد اس کا مالک آ گیا' وہ اسے لے جانا چاہتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ غلام مجھے بیچ دے۔'' پھر آپ نے دو کالے غلام دے کر اس کو خریدا۔ اس کے بعد آپ کسی سے بیعت نہ لیتے حتی کہ پوچھ لیتے: ''وہ غلام تو نہیں؟''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کی اجازت کے بغیر غلام کی بیعت ناجائز ہے۔ ② یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے عظیم مکارم اخلاق اور عام لوگوں کے ساتھ احسان کرنے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ آپ نے غلام کو واپس کرنا پسند نہیں فرمایا تاکہ وہ آزردۂ خاطر نہ ہو' نیز جس غرض کے لیے وہ آیا تھا اس میں بھی خلل واقع نہ ہو' چنانچہ آپ نے احسان عظیم فرماتے ہوئے اسے خرید لیا تاکہ اس کا مقصد پورا ہو جائے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ دو غلاموں کے بدلے ایک غلام کی بیع جائز ہے' خواہ قیمت ایک جیسی ہو یا قیمت کا فرق ہو۔ تمام جانوروں اور حیوانات کا حکم بھی یہی ہے۔ جمہور اہل علم اس بیع کے جواز کے قائل ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ④ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت

٤١٨٩ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلاً، ح: ١٦٠٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠٧.

ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ عالم الغیب تھے اور نہ آپ کو عطائی علم غیب حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس غلام کی بیعت قبول فرمالی جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر آ گیا تھا۔ اسی طرح اس واقعے کے بعد آپ بیعت کی خاطر آنے والے ہر شخص سے پوچھا کرتے تھے کہ وہ غلام تو نہیں ہے؟⑤ رسول اللہ ﷺ احتیاط پسند تھے' اسی لیے آپ بیعت کے لیے آنے والوں سے پوچھتے تھے۔⑥ غلام اپنی مرضی کا مالک نہیں ہوتا۔ وہ مالک کے حکم کا پابند ہوتا ہے' لہٰذا غلام کا اسلام تو معتبر اور مقبول ہے مگر ہجرت اور جہاد وغیرہ کی بیعت معتبر نہیں۔ ممکن ہے مالک اسے اجازت نہ دے جیسا کہ مندرجہ بالا واقعہ میں ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ نے اس کی بیعت ہجرت کی لاج رکھتے ہوئے اسے خرید لیا مگر ہر غلام کے ساتھ ایسے ممکن نہ تھا۔

(المعجم ٢٢) - إِسْتِقَالَةُ الْبَيْعَةِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- بیعت کی واپسی کا مطالبہ کرنا

٤١٩٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعَكٌ بِالْمَدِينَةِ، فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبٰى، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبٰى، فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا».

۴۱۹۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر قبول اسلام کی بیعت کی' پھر اس اعرابی کو مدینہ منورہ میں تپ چڑھ گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری بیعت واپس فرما دیجیے۔ آپ نے انکار کر دیا۔ وہ دوبارہ آیا اور پھر کہنے لگا: میری بیعت واپس فرما دیجیے۔ آپ نے پھر انکار فرمایا۔ آخر وہ اعرابی (بلا اجازت) چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے۔ میل کچیل کو نکال تار ہتا ہے اور خالص چیز کو باقی رکھتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت واضح ہے۔ باب کا مطلب ہے کہ بیعت توڑنے کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہوا کہ یہ کام ناجائز اور حرام ہے۔ کسی شخص نے اسلام پر بیعت کی ہو یا ہجرت پر دونوں صورتوں میں بیعت توڑنا درست نہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے مدینہ طیبہ کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بھٹی کی طرح بنایا ہے جو شر پسند لوگوں کو نکال باہر پھینکتا ہے جبکہ

٤١٩٠ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة الأعراب، ح: ٧٢٠٩، ومسلم، الحج، باب المدينة تنفي خبثها وتسمى طابة وطيبة، ح: ١٣٨٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠٨، والموطأ(يحيى): ٢/ ٨٨٦.

ابرار واخیار لوگ اس میں سکون وقرار حاصل کرتے ہیں۔ ③ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ سے نکل جانے والے لوگ مذموم ہیں۔ لیکن کلی طور پر یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی تعداد نے مدینہ کو خیر باد کہہ کر دوسرے مقامات پر بسیرا کر لیا تھا۔ بعد میں بھی کئی اصحاب العلم فضلاء نے مدینہ چھوڑا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا مدینہ سے نکلنا مذموم ومکروہ ہے جنھیں مدینہ میں رہنا پسند نہیں، یعنی مدینہ سے کراہت اور بے رغبتی کرتے ہوئے اس سے نکل جائیں جیسا کہ اس اعرابی نے کیا تھا، تاہم جن لوگوں نے صحیح اور درست مقاصد کی خاطر مدینے کو خیر باد کہا، جیسے تبلیغ دین اور علم کی نشر واشاعت کے لیے، کفار ومشرکین کے علاقے فتح کرنے، سرحدوں کی حفاظت کرنے اور دشمنان دین واسلام کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور نہ یہ اعمال حدیث میں وارد مذمت کے مصداق ہی ہیں۔ ④ جب اسلام پھیل گیا تو بعض لوگ مالی مفادات کے حصول کے لیے بھی اسلام قبول کرنے لگے۔ اسلام لانے کے بعد اگر مال حاصل ہوتا رہتا تو اسلام پر قائم رہتے اور اگر کوئی تکلیف آ جاتی یا مال نہ ملتا تو دین سے برگشتہ ہو جاتے۔ شاید یہ اعرابی بھی اسی قسم کا تھا۔ ممکن ہے اس نے ہجرت کی بھی بیعت کی ہو پھر بخار سے گھبرا کر مدینہ چھوڑنا چاہتا ہو نہ کہ اسلام۔ ⑤ ''بھٹی کی طرح'' مدینہ منورہ میں رہ کر بہت سی جسمانی تکلیفیں برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ آب و ہوا کی ناموافقت، فقر وفاقہ، اجنبیت، ہر وقت حملے اور لڑائی کا خطرہ اور وقتاً فوقتاً جنگوں میں شرکت جبکہ اسلحہ اور حفاظتی سامان بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔ یہ ایسی چیزیں تھیں جنھیں ناقص اور کمزور ایمان والا شخص برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اولوالعزم اور پختہ ایمان والے ہی ان آزمائشوں پر پورا اترتے تھے۔ ⑥ میل کچیل سے مراد ناقص الایمان اور منافق لوگ ہیں۔ ایسے لوگ مدینہ میں نہیں رہ سکتے مدینہ انھیں باہر نکال دیتا ہے۔

(المعجم ٢٣) - اَلْمُرْتَدُّ أَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- جو شخص ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ اعرابی بن جائے

٤١٩١ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ! اِرْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ، وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا، وَبَدَوْتَ،

۴۱۹۱- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ حجاج کے پاس تشریف لے گئے۔ اس نے کہا: اے ابن اکوع! تم مرتد ہو گئے ہو اور ایک کلمہ کہا جس کے معنی تھے کہ (مدینہ چھوڑ کر) بادیہ میں رہنے لگے ہو؟ انھوں نے فرمایا: نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (اپنے بعد) بادیہ میں رہنے کی

٤١٩١ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب التعرب في الفتنة، ح: ٧٠٨٧، ومسلم، الإمارة، باب تحريم رجوع المهاجر إلى استيطان وطنه، ح: ١٨٦٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠٩.

قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذِنَ لِي فِي الْبُدُوِّ.

اجازت دی تھی۔

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ ہجرت کرنے کے بعد بادیہ نشینی نبی ﷺ کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کے صبر اور ان کی جرأت پر بھی دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے حجاج کی بے ادبی پر صبر کیا' اور پھر اسے جواب بھی دیا۔ حجاج بنوامیہ کے دور کا ایک ظالم اور گستاخ گورنر تھا۔ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ جیسے جلیل القدر صحابی سے اس کا انداز تخاطب اس کے تکبر اور گستاخی کی واضح دلیل ہے۔ اسے اقتدار کے نشے نے چھوٹے بڑے کی تمیز بھلا دی تھی۔ نتیجہ یہ ہے کہ کوئی بھی اسے اچھے لفظوں سے یاد نہیں کرتا بلکہ لعنت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ بے ادبی انسان کی خوبیوں کو چھپا دیتی ہے۔ ③ "بادیہ" مراد صحرائی علاقہ ہے' یعنی آبادیوں سے باہر کھلے اور آزاد علاقے۔ ان میں رہنے والے کو بدوی یا اعرابی کہتے ہیں۔ ④ حجاج کا اعتراض فضول تھا۔ کوئی شخص کسی بھی جگہ رہائش اختیار رکھ سکتا ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کوئی مہاجر نہیں تھے کہ مدینہ چھوڑ کر اپنے سابقہ گھر چلے گئے ہوں اور ان پر اعتراض ہو سکے۔ بہت سے مہاجر صحابہ بھی مدینہ چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں آباد ہو گئے تھے۔ خیر انھوں نے تو نبی ﷺ سے اجازت بھی لے رکھی تھی اور پھر وہ فوت بھی مدینہ منورہ ہی میں ہوئے۔ رضي الله عنه وأرضاه.

(المعجم ٢٤) - اَلْبَيْعَةُ فِيمَا يَسْتَطِيعُ الْإِنْسَانُ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- بیعت ان امور میں ہے جو انسان کی استطاعت میں ہوں

٤١٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، ثُمَّ يَقُولُ: فِيمَا اسْتَطَعْتَ وَقَالَ عَلِيٌّ: فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ.

۴۱۹۲- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیعت کیا کرتے تھے کہ آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے کہ اپنی طاقت کے مطابق۔

٤١٩٢ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع، ح:١٨٦٧ عن علي بن حجر وغيره به، وهو في الكبرى، ح:٧٨١٠، وانظر الحديث الآتي.

فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ بیعت کرتے وقت طاقت کی قید بھی ذکر کرنی چاہیے۔ یہ مقصد بھی ہوسکتا ہے کہ بیعت میں طاقت و وسعت کی قید ملحوظ ہوتی ہے' خواہ لفظاً ذکر نہ کی جائے۔ طاقت سے بڑھ کر کوئی اطاعت کا مکلف نہیں بن سکتا۔

٤١٩٣- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا حِينَ نُبَايِعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، يَقُولُ لَنَا: فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ.

۴۱۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم سمع و طاعت پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرتے تو آپ ہمیں فرماتے تھے کہ تمھاری طاقت کے مطابق۔

٤١٩٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَلَقَّنَنِي: «فِيمَا اسْتَطَعْتَ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ».

۴۱۹۴- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سمع اور اطاعت پر رسول اللہ کی بیعت کی تو آپ نے مجھے (یہ کہنے کی) تلقین فرمائی: ''اپنی طاقت کے مطابق اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کروں گا۔''

٤١٩٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا: «فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ».

۴۱۹۵- حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم چند عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ آپ نے ہمیں فرمایا: ''تمھاری استطاعت اور طاقت کے مطابق (یہ بیعت تم پر لاگو ہوگی)۔''

٤١٩٣ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟، ح: ٧٢٠٢، ومسلم، (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨١١.

٤١٩٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٧٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨١٢.

٤١٩٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨١٣.

(المعجم ٢٥) - ذِكْرُ مَا عَلَى مَنْ بَايَعَ الْإِمَامَ وَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمْرَةَ قَلْبِهِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- جو شخص امام کی بیعت کرے' اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور اسے خلوص کا یقین دلائے تو (اس پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے)؟

٤١٩٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ عَلَيْهِ مُجْتَمِعُونَ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ إِذْ نَزَلْنَا [مَنْزِلًا]، فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشْرَتِهِ، إِذْ نَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعْنَا، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَنَا فَقَالَ: «إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلٰى مَا يَعْلَمُهُ خَيْرًا لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ مَا يَعْلَمُهُ شَرًّا لَهُمْ، وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَتْ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا وَإِنَّ آخِرَهَا سَيُصِيبُهُمْ بَلَاءٌ وَأُمُورٌ يُنْكِرُونَهَا، تَجِيءُ فِتَنٌ فَيُدَقِّقُ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ، فَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ

۴۱۹۶- حضرت عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا۔ وہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے اور لوگ ان کے اردگرد جمع تھے۔ میں نے انھیں فرماتے سنا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم ایک منزل میں اترے۔ ہم میں سے کوئی شخص ابھی خیمہ لگا رہا تھا' کوئی (بطور مشق) تیراندازی کر رہا تھا اور کوئی اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے نکال رہا تھا کہ اتنے میں نبی ﷺ کے منادی نے اعلان کیا: نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ' چنانچہ ہم سب اکٹھے ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے (خطبہ کے دوران میں) فرمایا: ''جو بھی نبی مجھ سے پہلے گزرے ہیں' ان پر ضروری تھا کہ اپنی امت کی ان باتوں کی طرف رہنمائی فرمائیں جنھیں وہ ان کے لیے بہتر سمجھتے تھے۔ اور انھیں ان چیزوں سے ڈرائیں جنھیں وہ ان کے لیے برا سمجھتے تھے۔ اور تمھاری اس امت کی خیر و بھلائی اس کے ابتدائی لوگوں میں رکھ دی گئی ہے۔ بعد میں آنے والوں پر بڑی آزمائشیں آئیں گی اور

٤١٩٦- أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الأول فالأول، ح: ١٨٤٤ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨١٤.

تَنْكَشِفُ، ثُمَّ تَجِيءُ فَيَقُولُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِفُ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتُدْرِكْهُ مَوْتَتُهُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ مَا يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ، وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمْرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا رَقَبَةَ الْآخَرِ» فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ: سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ، مُتَّصِلٌ.

ایسے حالات طاری ہوں گے جنھیں وہ ناپسند کریں گے۔ بے شمار فتنے آئیں گے جو ایک دوسرے کے مقابلے میں ہلکے معلوم ہوں گے۔ (ایک سے بڑھ کر ایک ہوگا۔) ایک فتنہ آئے گا' مومن سمجھے گا کہ یہ مجھے ہلاک کر ڈالے گا' پھر وہ فتنہ ٹل جائے گا اور اس کی جگہ اور بڑا فتنہ آئے گا۔ مومن کہے گا: یہ ہلاک کن ہے (اس سے تو میں بچ ہی نہیں سکتا)' پھر وہ بھی ٹل جائے گا' چنانچہ تم میں سے جو شخص چاہتا ہے کہ اسے آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے تو اس کو موت اس حال میں آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرے جو وہ خود پسند کرتا ہے کہ میرے ساتھ کیا جائے۔ جو شخص کسی امام (امیر) کی بیعت کرے' اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے اور اس سے دلی طور پر (خلوص کا) عہد کرے تو جہاں تک ہو سکے' وہ اس کی اطاعت کرے' پھر اگر کوئی دوسرا شخص (مسلمہ) امیر سے حکومت چھیننے کی کوشش کرے تو اس کی گردن مار دو۔'' (راوی نے کہا:) میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے قریب ہو کر پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سب باتیں فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (یقیناً)

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت یوں بنتی ہے کہ جو شخص کسی امیر اور امام برحق کی بیعت کر لیتا ہے اور اسے اپنا تمام تر خلوص ومحبت پیش کر دیتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ شخص حسب استطاعت وفا کے تقاضے پورے کرے اور اس پر جو اطاعتِ امیر لازم ہے اسے پورا کرے۔ اگر کوئی دوسرا شخص آ کر پہلے امیر کی خلافت چھیننا چاہے تو وہ پہلے امیر کے ساتھ مل کر دوسرے سے لڑائی کرے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے انبیاء کے ذمے ان فرائض کی وضاحت بھی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر عائد کیے تھے' یعنی اخلاص کے ساتھ انھیں

خیر و شر کے متعلق خبردار کرنا' انھیں ان کی دنیوی و اخروی بھلائیوں کی رہنمائی کرنا اور انھیں ان کے دینی و دنیوی شر اور نقصان سے ڈرانا اور اس پر متنبہ کرنا۔ ③ موت تک ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت پر پکا رہنا' نیز لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا' آگ سے نجات اور جنت میں داخلے کا سبب ہے۔ ④ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ ویسا سلوک اور برتاؤ کرے جیسا وہ اپنے لیے لوگوں سے چاہتا ہے۔ یہ حدیث اس بات پر صریح نص ہے۔ نبی ﷺ کے ان کلمات کو آپ کے جوامع الکلم میں سے شمار کیا گیا ہے۔ یہ شریعت مطہرہ کا اہم قاعدہ ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت کو اس کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ ⑤ ''ابتدائی لوگوں میں'' معلوم ہوا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم افضل امت تھے۔ ان کا دین محفوظ تھا۔ دنیوی فتنوں کا بہت کم شکار ہوئے۔ ⑥ ''ہلکے معلوم ہوں گے'' یعنی بعد والا فتنہ پہلے فتنے سے بڑا ہوگا' لہٰذا پہلا فتنہ دوسرے کے مقابلے میں ہلکا محسوس ہوگا' حالانکہ وہ حقیقتاً بہت بڑا ہوگا جیسا کہ حدیث ہی میں تفصیل مذکور ہے۔ ⑦ ''گردن ماردو'' اسلام میں بغاوت بہت بڑا جرم ہے۔ لوگ ایک امیر پر متفق اور مطمئن ہوں تو اس کے خلاف افراتفری پیدا کرنے والا امن و امان کو درہم برہم کرنے والا بڑا مجرم ہے۔ اس کی سزا قتل ہے۔ گویا بغاوت ارتداد کے جرم کے برابر ہے۔ گزشتہ صفحات (حدیث: ۴۰۲۶) میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ٢٦) - اَلْحَضُّ عَلٰى طَاعَةِ الْإِمَامِ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- امام (امیر) کی اطاعت کا شوق دلانا اور اس پر ابھارنا

٤١٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَدَّتِي تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللهِ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا».

۴۱۹۷- حضرت یحییٰ بن حصین سے روایت ہے کہ میں نے اپنی دادی سے سنا' وہ فرماتی تھیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں فرماتے سنا: ''اگر تم پر ایک حبشی غلام امیر بنا دیا جائے جو تمھیں اللہ تعالیٰ کی کتاب (شریعت اسلامیہ) کے مطابق چلائے تو تم اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔''

٤١٩٧- أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨١٥.

فوائد و مسائل: ① چونکہ عام طور پر معاشرے میں غلام کو کم تر خیال کیا جاتا ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مبالغے کی حد تک تاکیدی حکم فرمایا کہ اگر خلیفۃ المسلمین کسی غلام اور وہ بھی حبشی غلام جو کہ عموماً پر کشش اور جاذب نظر نہیں ہوتا' کو ماتحت امیر و امام مقرر کر دے تو اس کی اطاعت و فرماں برداری بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح کہ ایک آزاد مرد کی۔ اس اطاعت میں حریت و عبدیت کی وجہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام و امیر بننے کے لیے حریت اور آزادی شرط نہیں ہے کہ صرف آزاد شخص ہی امام اور امیر بن سکے۔ آقا و مولا کی اجازت سے غلام بھی امام و امیر بن سکتا ہے۔ اس صورت میں غلام' صرف غلام ہی نہیں بلکہ امام برحق بھی ہوگا' لہٰذا اس کی اطاعت بھی واجب ہوگی۔ ③ یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی بھی امام و امیر یا خلیفۃ المسلمین صرف اس صورت میں واجب الطاعۃ ہے جب تک وہ کتاب و سنت کے مطابق احکام دے' لوگوں کو شریعت اسلامیہ کے مطابق چلائے اور خود بھی پابند شریعت بن کر رہے' ہاں! اگر کوئی امیر کتاب و سنت کے مخالف' محض اپنی خواہش نفس کی اطاعت کرانا چاہے تو اس صورت میں وہ قطعاً اطاعت کا حق دار نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ] (مسند أحمد: ۹۴/۱) ④ نیز اس حدیث مبارکہ سے تقلید شخصی کا مکمل طور پر رد ہوتا ہے۔ غیر مشروط اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے جو کسی دوسرے کو نہیں دیا جا سکتا۔

(المعجم ۲۷) - اَلتَّرْغِيبُ فِي طَاعَةِ الْإِمَامِ (التحفة ۲۷)

باب: ۲۷- اطاعت امام کی ترغیب دینا

٤١٩٨- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ زِيَادَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ

۴۱۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے میری اطاعت کی' درحقیقت اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس شخص نے میری نافرمانی کی' اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ (اسی طرح) جس شخص نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی' اس نے درحقیقت میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی

٤١٩٨- أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٥ من حديث ابن جريج، والبخاري، الأحكام، باب قول الله تعالى: ﴿أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم﴾، ح: ٧١٣٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨١٦.

عَصٰى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي».

کی اس نے درحقیقت میری نافرمانی کی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مطابقت واضح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے امیر کی اطاعت کی ترغیب اس طرح دی ہے کہ اس کی اطاعت کو اپنی اور اللہ عزوجل کی اطاعت ہی قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی طرف سے کئی صحابہ کو امیر مقرر فرمایا جیسا کہ اہل یمن کی طرف حضرت معاذ بن جبل‘ حضرت علی اور حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کو مقرر فرمایا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے جس اطاعت کی ترغیب دلائی ہے وہ مشروط ومقید اطاعت ہے‘ یعنی صرف معروف میں اطاعت‘ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں‘ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ] یعنی خالق کی نافرمانی کی صورت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

(المعجم ٢٨) - قَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَأُوْلِي ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ (التحفة ٢٨)

باب:۲۸- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ کی وضاحت

٤١٩٩- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ﴾ [النساء: ٥٩] قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ ابْنِ عَدِيٍّ بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ.

۴۱۹۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ ’’اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو‘‘ حضرت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی ؓ کے بارے میں اتری۔ انھیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں (امیر بنا کر) بھیجا تھا۔

فوائد ومسائل: ① آیت میں ﴿اُولِی الْاَمْرِ﴾ سے مراد امراء اور حکام ہیں۔ بعض ائمہ کے نزدیک اس سے مراد علماء بھی ہیں‘ خواہ علماء ہوں یا امراء وحکام سب کی اطاعت قرآن وسنت کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر ان کا کوئی حکم شریعت کے مخالف ہو اس میں ان کی اطاعت بجالانا ناجائز اور حرام ہے۔ ② اس آیت سے بعض لوگوں نے تقلید شخصی کا مسئلہ کشید کرنے کی جسارت کی ہے۔ حالانکہ آیت مبارکہ سے تو تقلید شخصی کا رد ہوتا ہے‘ بالخصوص منصوص امور میں تو کسی کی قطعاً کوئی تقلید جائز ہی نہیں‘ چاہے کوئی شخص کتنا ہی محترم‘ بزرگ‘ فقیہ اور بڑا

٤١٩٩- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿أطيعوا الله وأطيعوا الرسول...﴾، ح: ٤٥٨٤، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٤ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨١٧.

کیوں نہ ہو' نص کے مقابلے میں تو ہر شخص ہی چھوٹا ہے۔ یہی حال امراء کا بھی ہے کہ ان کی اطاعت بھی صرف معروف میں ہے' نہ کہ منکر میں جیسا کہ متعدد بار سابقہ احادیث کے فوائد میں ذکر ہو چکا ہے۔③ یہ حدیث متفق علیہ' یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ صحیح بخاری میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دستہ بھیجا اور ایک شخص (حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ) کو اس دستے کا امیر مقرر فرمایا۔ امیر دستہ نے کسی وجہ سے ناراض ہو کر اپنے معمورین کو حکم دیا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے اسے آگ لگاؤ اور اس آگ میں کود جاؤ' چنانچہ کچھ لوگ تو آگ میں کودنے پر تیار ہو گئے جبکہ کچھ نے کہا کہ آگ سے بچنے کے لیے تو ہم مسلمان ہوئے ہیں اور نبی ﷺ کی طرف دوڑ کر آئے ہیں اور وہ آگ کے اندر جانے پر تیار نہ ہوئے۔ بالآخر نبی ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے اس وقت فرمایا: [لَوْ دَخَلُوهَا مَاخَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ] ''اگر یہ لوگ آگ میں داخل ہو جاتے تو روز قیامت تک اسی میں رہتے' اس سے نکل نہ سکتے۔'' اور آپ نے مزید فرمایا: [اَلطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ] ''اطاعت تو صرف معروف (شریعت مطہرہ کے عین مطابق) کاموں میں ہے۔'' (صحيح البخاري' المغازي' حديث:۴۳۴۰) تقلید شخصی کے لیے اس آیت کو پیش کرنے والوں کو بہت بڑی ٹھوکر لگی ہے کیونکہ نزول قرآن کے وقت تو موجودہ دور کے مقلدین کے مجتہدین کا وجود تک دنیا میں نہیں تھا۔ پھر ان کی تقلید کیسی؟ ان مجتہدین کے زمانے میں بھی ان کی تقلید کا قطعاً کوئی رواج تھا اور نہ اس کا تصور ہی۔ بلکہ بدعت تقلید تو ہجرت نبوی کے چار سو سال بعد رائج ہوئی جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ دین اسلام میں تو اس بات کی قطعاً کوئی گنجائش ہی نہیں ہے کہ تمام دینی معاملات میں کسی ایک متعین امتی مجتہد کی تقلید کی جائے چہ جائیکہ اس کو واجب قرار دیا جائے۔

(المعجم ٢٩) - اَلتَّشْدِيْدُ فِي عِصْيَانِ الْإِمَامِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹- امام (شرعی حکمران) کی نافرمانی پر سخت وعید

٤٢٠٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ فَأَمَّا مَنِ ابْتَغٰى

۴۲۰۰- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ دو قسم کی ہوتی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی نیت کرے امام کی اطاعت کرے اور قیمتی مال (جہاد میں) صرف کرے اور فساد سے بچے تو اس کا سونا جاگنا سب اس

٤٢٠٠- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٣١٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨١٨.

وَجْهَ اللهِ وَأَطَاعَ الْإِمَامَ وَأَنْفَقَ الْكَرِيمَةَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ، فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنُبْهَتَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ، فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ».

کے لیے ثواب کا ذریعہ ہیں۔لیکن جو شخص ریا کاری اور شہرت کے لیے لڑائی کرے' امام کی نافرمانی کرے اور زمین میں فساد پھیلائے' وہ تو پہلی حالت میں بھی واپس نہیں لوٹے گا۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے سابقہ نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ② اس حدیث سے ریا کاری' شہرت اور فساد فی الارض کی مذمت ثابت ہوتی ہے' نیز ان کاموں سے نہ صرف نیکیاں برباد ہوتی ہیں بلکہ اس کا مرتکب شخص گناہوں کا بہت بڑا بوجھ بھی اٹھالیتا ہے۔ ③ وہ مجاہد جو حدیث میں مذکور صفات کا حامل ہوگا وہی جہاد کے فضائل حاصل کر سکے گا وگرنہ جو امیر کا نافرمان ہوگا وہ جہاد کی فضیلت حاصل نہیں کر پائے گا۔ ④ ''فساد سے بچے'' باہمی فساد مراد ہے' یعنی آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرے اس سے مسلمانوں میں آپس میں پھوٹ پڑے گی اور کافروں پر ان کا رعب ختم ہو جائے گا۔ ⑤ ''پہلی حالت میں بھی واپس نہیں لوٹے گا'' یعنی جہاد سے پہلے والے اعمال بھی برقرار نہیں رہیں گے بلکہ اس قسم کے جہاد کا گناہ پہلے سے کیے ہوئے بہت سے اعمال کے ثواب کو بھی ضائع کر دے گا' چہ جائیکہ اس جہاد کا ثواب ملے جبکہ صحیح نیت اور طریقے کے ساتھ جہاد کرنے سے جہاد کے علاوہ عادی امور کا بھی ثواب ملے گا' مثلاً: سونا' چلنا' پھرنا اور کھانا' پینا وغیرہ۔

(المعجم ٣٠) - ذِكْرُ مَا يَجِبُ لِلْإِمَامِ وَمَا يَجِبُ عَلَيْهِ (التحفة ٣٠)

باب:٣٠- امام کے حقوق وفرائض کیا ہیں؟

٤٢٠١- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ:

۴۲۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ڈھال ہے۔اس کی آڑ میں لڑا جائے اور اس کی مدد کے ساتھ دشمن سے بچا جائے۔اگر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حکم دے اور انصاف کرے تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اگر وہ اس

٤٢٠١ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب: يقاتل من وراء الإمام ويتقى به، ح:٢٩٥٧ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح:١٨٣٥/ ٣٢ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٢٩.

«إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهِ وَيُتَّقٰى بِهٖ، فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذٰلِكَ أَجْرًا وَإِنْ أَمَرَ بِغَيْرِهٖ فَإِنَّ عَلَيْهِ وِزْرًا».

طرح حکم نہ دے تو اسے گناہ ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① امیر وامام کے حقوق وفرائض کی تعیین وتبیین کے بعد جو بھی اس سے عدول اور تجاوز کرے گا' گناہ گار ہوگا۔ امام اپنے فرائض عدل وانصاف سے ادا کرے گا تو وہ اجر عظیم کا مستحق ہوگا اور اگر ظلم و بے انصافی کرے گا تو اللہ کے ہاں گناہ گار ٹھہرے گا۔ ② حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ امام کو ڈھال بنایا جائے' شر اور فتنہ وفساد سے امام کے ذریعے سے بچا جائے۔ تمام معاملات میں اس کے مبنی برانصاف فیصلے تسلیم کیے جائیں' اور اس کی اطاعت کی جائے' اسے کسی بھی صورت میں اپنے تعاون سے محروم نہ کیا جائے اور نہ اسے کسی حالت میں بے یارومددگار چھوڑا جائے۔ اپنی ہلاکت کے ڈر سے اسے تنہا نہ چھوڑا جائے وغیرہ۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ شرعی امیر و حاکم لوگوں کے لیے اس طرح ڈھال ہوتا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی شخص دوسرے پر ظلم نہیں کرتا' نیز دشمن بھی اس سے خوف زدہ رہتا ہے' لہٰذا اس ڈھال کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں کا فرض ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ''اس کی آڑ میں لڑا جائے'' کے معنی ہیں کہ امام کو محفوظ جگہ رکھا جائے' یعنی فوج کی اگلی صفوں میں امام کو نہ رکھا جائے' اس کی رائے اور منصوبہ بندی کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کیا جائے' دوسرے معنی یہ ہیں کہ امام خود مجاہدین کی اگلی صفوں میں ہو اور بہادری سے دشمن کے ساتھ قتال کرے۔ دونوں معانی درست ہیں کیونکہ بعض مقامات پر نبی ﷺ کے لیے محفوظ جگہ بنائی گئی۔ جہاں سے آپ میدان جنگ کا مشاہدہ کرتے اور اس کے مطابق اوامر جاری فرماتے اور بعض مقامات میں نبی ﷺ کا اگلی صفوں میں رہ کر قتال کرنا بھی ثابت ہے' جب جنگ کی شدت ہوتی تو صحابہ آپ کو اپنے لیے ڈھال بناتے۔

(المعجم ٣١) - اَلنَّصِيحَةُ لِلْإِمَامِ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- امام کے ساتھ خلوص کا برتاؤ کیا جائے

٤٢٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَأَلْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قُلْتُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِيكَ قَالَ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنَ

۴۲۰۲- حضرت تمیم داری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین تو بس خلوص وخیر خواہی کا نام ہے۔'' صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کس سے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے' اس کی

٤٢٠٢- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح: ٥٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٢٠.

الَّذِي حَدَّثَ أَبِي حَدَّثَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قَالُوا: لِمَنْ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ»

کتاب سے اس کے رسول سے مسلمانوں کے حکام سے اور عوام الناس سے۔"

فائدہ: دین اخلاص کا نام ہے۔ اخلاص نہ ہو تو شرک نفاق ریاکاری دغابازی اور دھوکا دہی جیسے قبیح اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اخلاص یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرے اسی کو پکارے اسی پر بھروسا کرے اور اسی سے ڈرے۔ کتاب سے اخلاص یہ ہے کہ اس پر عمل کرے اور اس کا احترام کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے اخلاص یہ ہے کہ آپ کی اطاعت کرے ہر چیز سے بڑھ کر محبت رکھے آپ کے فرمان پر مر مٹے۔ آپ کے مقابلے میں کسی کی پروا نہ کرے۔ حکام سے اخلاص یہ ہے کہ ان کی بیعت کر کے ان سے وفادار رہے اور حتی الامکان شرعی حدود کے اندر ان کی اطاعت کرے۔ ان کے خلاف بغاوت نہ کرے۔ اور عام مسلمانوں سے اخلاص یہ ہے کہ ان کا خیر خواہ رہے ان کو دھوکا نہ دے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور دوسروں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

٤٢٠٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قَالُوا: لِمَنْ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ».

۴۲۰۳- حضرت تمیم داری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دین تو ہے ہی اخلاص کا نام۔" صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کس کے ساتھ اخلاص؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی کتاب کے ساتھ اس کے رسول کے ساتھ اور مسلمانوں کے حکام کے ساتھ اور عام مسلمانوں کے ساتھ۔"

٤٢٠٣_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٢١.

٤٢٠٤- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ» قَالُوا: لِمَنْ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ».

۴۲۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً دین خیر خواہی کو کہتے ہیں۔ بلاشبہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ بے شک دین خیر خواہی سے عبارت ہے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس کی (خیر خواہی۔) آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی' اس کی کتاب کی' اس کے رسول کی' مسلمان حاکموں کی اور عام مسلمانوں کی۔''

٤٢٠٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْكَبِيرِ بْنِ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، وَعَنْ سُمَيٍّ، وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلدِّينُ النَّصِيحَةُ» قَالُوا: لِمَنْ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ».

۴۲۰۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین خلوص کا نام ہے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کس سے (خلوص۔) آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے' اس کی کتاب سے' اس کے رسول سے' مسلمانوں کے حکام اور رعایا سے۔''

٤٢٠٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في النصيحة، ح:١٩٢٦ من حديث محمد بن عجلان به، وعنعن، وقال محمد بن نصر المروزي "حديثه غلط" (الصلاة، ح:٧٥٠)، وهو في الكبرى، ح:٧٨٢٢، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وله شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٤٢٠٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٧٨٢٣، وأخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٢/١٨٨ عن النسائي به.

(المعجم ٣٢) - **بِطَانَةُ الْإِمَامِ** (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-امام کے مشیر اور راز دان (اچھے ہونے چاہئیں)

٤٢٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ يَعْمُرَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ وَّالٍ إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا، فَمَنْ وُّقِيَ شَرَّهَا فَقَدْ وُقِيَ وَهُوَ مِنَ الَّتِي تَغْلِبُ عَلَيْهِ مِنْهُمَا».

۴۲۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر حاکم کے مشیر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مشیر وہ جو اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور دوسرا مشیر وہ جو اس کو خراب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ جو حاکم برے مشیروں سے بچ گیا' وہ حقیقتاً بچ گیا۔ اور اس کا شمار ان میں سے ہوگا جو اس پر غالب آئے رہے۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ امیر یا حاکم کی کامیابی اور ناکامی اس کے مشیروں پر موقوف ہے۔ اگر مشیر اچھے ہوں گے تو حاکم اچھا رہے گا۔ اور اگر مشیر برے ہوں گے تو حاکم بھی برا ہوگا' خواہ بذات خود اچھا ہو۔ یہی مطلب ہے آخری جملے کا کہ حاکم پر جس قسم کے مشیروں کا غلبہ ہو' حاکم کو اسی قسم میں شمار کیا جائے گا۔ اس کی اپنی ذات کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔ تجربہ بھی اس بات کا شاہد ہے کہ بعض برے حاکموں کو اچھے مشیروں کی وجہ سے نیک نامی حاصل ہوگئی' جیسے سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھوں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی نامزدگی ایک اچھے مشیر کا کارنامہ ہے۔

٤٢٠٧- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَّسُولِ اللهِ

۴۲۰۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا اور جسے بھی خلیفہ مقرر فرمایا' اس کے دو قسم کے مشیر ہوتے ہیں۔ ایک مشیر اسے نیکی کا حکم دیتے تھے

٤٢٠٦ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب بطانة الإمام وأهل مشورته، ح: ٧١٩٨ من حديث معاوية بن سلام به معلقًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٢٤.

٤٢٠٧ـ أخرجه البخاري، القدر، باب: المعصوم من عصم الله، ح: ٦٦١١ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٢٥.

ﷺ قَالَ: «مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

اور دوسرے مشیر اسے برائی کا مشورہ دیتے تھے اور برائی کی ترغیب دلاتے تھے۔ اور محفوظ وہی رہتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔‘‘

فائدہ: یہ بات صرف نبی وخلیفہ ہی سے خاص نہیں‘ ہر شخص کو اسی صورت حال سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس کو اچھے ساتھی بھی ملتے ہیں اور برے بھی۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جس پر غلبہ اچھے ساتھیوں اور مشیروں کا ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر ممکن نہیں۔ اور بدنصیب ہے وہ شخص جو برے ساتھیوں اور مشیروں کے زیر اثر رہا۔

٤٢٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا بُعِثَ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا كَانَ بَعْدَهُ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا، فَمَنْ وُقِيَ بِطَانَةَ السُّوءِ فَقَدْ وُقِيَ».

۴۲۰۸- حضرت ابو ایوب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ’’جو بھی نبی مبعوث ہوئے یا جو ان کے بعد خلیفہ بنے‘ ان کے مشیر دو قسم کے ہوتے تھے۔ ایک مشیر تو ان کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور برائی سے روکتے تھے اور دوسرے ان کو خراب کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔ جو شخص برے مشیر سے بچ گیا‘ وہ حقیقتاً بچ گیا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ’’مشیر‘‘ عربی میں لفظ بطانة استعمال ہوا ہے۔ اس کے لفظی معنی رازدان اور مشیر کے ہیں۔ گہرے دوست کو بھی بطانة کہہ لیا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی راز دان ہوتا ہے۔ ② ’’حقیقتاً بچ گیا‘‘ دنیا میں خرابی‘ ذلت اور رسوائی سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب سے۔ خلق بھی راضی‘ خالق بھی راضی۔

(المعجم ٣٣) - وَزِيرُ الْإِمَامِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- امام کا وزیر (بھی نیک اور مخلص ہونا چاہیے)

٤٢٠٨- أخرجه البخاري، الأحكام، باب بطانة الإمام وأهل مشورته، ح: ٧١٩٨ من حديث عبيدالله بن أبي جعفر به معلقًا، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٢٦.

٤٢٠٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّتِي تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ عَمَلًا فَأَرَادَ اللهُ بِهِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرًا صَالِحًا إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ».

۴۲۰۹- حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے اپنی پھوپھی (حضرت عائشہ ؓ) کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص کسی کام کا ذمہ دار بنے' پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہتری کا ارادہ فرمائے تو اس کے لیے اچھا وزیر مہیا فرما دیتا ہے۔ جو اس کو بھول جانے کی صورت میں اس کی ذمہ داری یاد دلاتا ہے اور اگر اسے یاد ہو تو اس کی (ذمہ داری کی ادائیگی میں) مدد کرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ امام اور حاکم کے لیے اچھا' لائق و مخلص وزیر بنانا مشروع ہے تاکہ امارت کے اہم معاملات میں وہ امیر کا معاون و مددگار بنے اور امیر سے امارت کا کچھ بوجھ ہلکا کرے۔ ② بعض امراء و حکام پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور اس کی خصوصی عنایت و رحمت ہوتی ہے کہ وہ ان کو سچے، سچے، خالص اور کھرے وزیر عطا فرماتا ہے جو اس کے مخلص معاون اور ہمدرد و خیر خواہ ہوتے ہیں۔ امیر و امام اگر کوئی اہم بات بھول جائے تو وہ اسے یاد کراتے ہیں' اور اگر اسے یاد ہو تو اس سلسلے میں اس کا تعاون کرتے ہیں۔ ③ امیر و حاکم کو مطلق العنان قطعاً نہیں ہونا چاہیے کہ بغیر کسی کے صلاح و مشورے کے من مانے فیصلے کرے' محض اپنی رائے اور پسند کو ترجیح دے' اپنے آپ کو عقل کل سمجھے اور اپنی مرضی کی سیاست و سیادت اور حکمرانی کرے۔ ایسا کرنے سے رعایا کے بہت سے حقوق ضائع اور پامال ہوتے ہیں' بلکہ امیر و حاکم کو چاہیے کہ امین و دیانت دار' دین پر کاربند' پختہ فکر اور باعمل صاحب بصیرت و صاحب کردار وزیر و مشیر اپنائے جو اچھے مشوروں اور مثبت صلاحیتوں سے اس کی رہنمائی کریں۔ یہ معاملہ اس قدر اہم اور سنجیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو تمام تر اعلیٰ و افضل انسانی کمالات کے حامل' ذہانت و فطانت اور شرافت و نجابت کے بادشاہ تھے' نیز آپ کو وحی الٰہی کی تائید بھی حاصل تھی' اس کے باوجود آپ ﷺ کو ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ کے امر سے حکماً مشاورت کا پابند کر دیا گیا۔ اس کے بعد تو اس مسئلے کی اہمیت کی بابت کسی مزید بات کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ ④ ''وزیر'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی بوجھ اٹھانے والے کے ہیں۔ مراد اس سے ساتھی اور معاون ہے۔ اچھا ساتھی اور معاون بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ صرف حاکم کے لیے ہی نہیں بلکہ ہر ذمہ دار کے لیے حتیٰ کہ خاوند کے لیے اچھی بیوی بھی۔

٤٢٠٩ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١١١ من حديث بقية به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٢٧، وله شاهد عند البخاري، ح: ٧١٩٨. ※ عمته عائشة رضي الله عنها.

(المعجم ٣٤) - جَزَاءُ مَنْ أَمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَأَطَاعَ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- اگر کسی کو گناہ کا حکم دیا جائے اور وہ اطاعت کرے تو......؟

٤٢١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ الْأَيَامِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا فَقَالَ: اُدْخُلُوهَا، فَأَرَادَ نَاسٌ أَنْ يَدْخُلُوهَا وَقَالَ الْآخَرُونَ: إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا: «لَوْ دَخَلْتُمُوهَا لَمْ تَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» وَقَالَ لِلْآخَرِينَ خَيْرًا -وَقَالَ أَبُو مُوسٰى فِي حَدِيثِهِ -: قَوْلًا حَسَنًا وَقَالَ: «لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ».

۴۲۱۰- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر فرمایا۔ اس نے آگ جلائی اور کہنے لگا: اس میں چھلانگیں لگا دو۔ کچھ لوگوں نے چھلانگیں لگانے کا ارادہ کر لیا۔ دوسرے کہنے لگے: ہم آگ سے بچنے کے لیے تو مسلمان ہوئے ہیں (لہٰذا ہم آگ میں چھلانگ نہیں لگائیں گے)۔ پھر (واپسی پر) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے ان لوگوں کو جنھوں نے چھلانگ لگانے کا ارادہ کیا تھا (مخاطب کر کے) فرمایا: ''اگر تم آگ میں چھلانگیں لگا دیتے تو قیامت تک آگ ہی میں رہتے۔'' اور دوسروں کے لیے خیر کا کلمہ کہا۔ (استاد) ابوموسیٰ (محمد بن مثنیٰ) نے اپنی حدیث میں کہا: اور آپ نے دوسرے لوگوں کے بارے میں اچھی بات فرمائی۔ اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ صرف اطاعت اچھے کاموں میں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی امام وامیر ایسا حکم دے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی پر مبنی ہو تو ایسا حکم اور امیر قطعاً واجب الطاعۃ نہیں۔ اور اگر کوئی شخص ایسے کسی حکم کو مانے گا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ ② حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ غصہ بڑے بڑے عقیل وفہیم اور جلیل القدر عظماء کی عقل کو بھی ماؤف کر دیتا ہے جیسا کہ اس صحابیٔ رسول کا معاملہ ہے کہ جسے خود رسول اللہ ﷺ

٤٢١٠- أخرجه البخاري، أخبار الآحاد، باب ماجاء في إجازة خبر الواحد الصدوق في الأذان والصلاة . . . الخ، ح: ٧٢٥٧ عن محمد بن بشار، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية، وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٤٠ عن محمد بن المثنى من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٢٨.

نے امیر سریہ مقرر فرمایا اور کسی بات پر ناراض ہو کر وہ غصے میں آ گئے اور اپنے ساتھیوں کو آگ جلا کر اس میں کود جانے کا حکم دے دیا۔④ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ساری امت ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی جیسا کہ صحابۂ کرام ؓ کی ایک جماعت نے اپنے امیر کے غیر شرعی حکم کی اطاعت نہیں کی۔⑤ رسول اللہ ﷺ نے سریہ میں جانے والے تمام صحابۂ کرام ؓ کو حکم دیا تھا کہ اپنے امیر کی اطاعت کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حالت ناراضی میں بھی انھیں امیر نے آگ میں کودنے کا حکم دیا تو کچھ لوگ اس پر تیار ہو گئے کیونکہ انھوں نے اطاعت امیر والے مطلق حکم کو عام، یعنی ہر قسم کے حالات کو شامل سمجھا، لیکن اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حکم مطلق کا اطلاق عام اور ہر قسم کے حالات پر ضروری نہیں بلکہ وہاں اطلاق ہوگا جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ کے لیے اس کی وضاحت فرما دی۔⑥ ''آگ ہی میں رہتے'' یعنی ان کو قبر میں عذاب ہوتا۔ برزخی زندگی میں جہنم سے تعلق ہی کو عذاب قبر کہا جاتا ہے اور جنت سے تعلق کو ثواب قبر۔ اور جہنم میں غالب آگ ہی ہے۔

٤٢١١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ».

۴۲۱۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان شخص پر ضروری ہے کہ وہ امیر کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے، خواہ پسند کرتا ہو یا نہ۔ الا یہ کہ اسے (اللہ اور اس کے رسول کی) نافرمانی اور گناہ والا حکم دیا جائے۔ ایسی صورت میں نہ وہ امیر کی بات سنے، نہ اس کی اطاعت کرے۔''

(المعجم ٣٥) - ذِكْرُ الْوَعِيدِ لِمَنْ أَعَانَ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- ظلم پر امیر کی مدد کرنے والے شخص کے لیے وعید

٤٢١٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي

۴۲۱۲- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نو

٤٢١١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٨٢٩، وأخرجه مسلم، الإمارة، الباب السابق، ح: ٣٨/١٨٣٩ عن قتيبة به.

٤٢١٢- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب في التحذير عن موافقة أمراء السوء، ح: ٢٢٥٩ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٣٠.

حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ فَقَالَ: «إِنَّهُ سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ».

ساتھی تھے۔ آپ نے فرمایا: ”میرے بعد کچھ ایسے امیر ہوں گے کہ جو شخص ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے گا تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اس سے میرا کوئی تعلق ہے۔ اور اسے میرے پاس حوض کوثر پر آنا نصیب نہیں ہوگا۔ اور جو شخص ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہ کرے اور ان کے ظلم میں ان کا ساتھ نہ دے وہ مجھ سے تعلق رکھتا ہے اور میں اس سے تعلق رکھتا ہوں اور وہ لازماً میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا۔“

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت واضح ہے کہ جو شخص کسی بھی طریقے سے حاکم وامیر کے ظلم پر اس کی حمایت واعانت کرے گا اس کے لیے یہ خطرناک وعید ہے کہ وہ حوض کوثر پر آنے اور جام کوثر نوش کرنے کی عظیم سعادت سے محروم ہو جائے گا لہٰذا اس وعید شدید کو مدنظر رکھتے ہوئے ظالم حکمرانوں کے حضور اپنی بزرگانہ ومشفقانہ نیز عالمانہ وفاضلانہ خدمات پیش کرنے کے عوض اسمبلی کی ممبری پرمٹ وپلاٹ اور دیگر عارضی وفانی اور زوال پذیر مراعات حاصل کرنے اور ان ”کامیابیوں“ کو اپنا کمال ہنر سمجھنے والے متلاشیانِ قربِ شاہی درباری ملاؤں اور اصحاب جبہ ودستار کو بھی اپنی ”سنہری خدمات“ کا ازسرنو جائزہ ضرور لینا چاہیے۔ ظلم وناانصافی والے معاملے میں حاکم وامیر کی مدد کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ② ظالم حکمرانوں اور بے انصاف امراء سے فاصلہ رکھنا چاہیے تاکہ ان کے شر سے اپنے دین وایمان کو سلامت رکھا جا سکے۔ ان سے قرب کی صورت میں یا تو ان کے ظلم وزیادتی پر کسی بھی انداز سے انھیں تعاون ملے گا یا ان کی تائید ہوگی یا پھر ظلم وزیادتی پر خاموشی اور سکوت کرنا پڑے گا اور اصلاح کی صورت میں اپنے دین وایمان کے فساد یا اپنی جان ومال کے اتلاف کا خطرہ ہے اس لیے عافیت اور سلامتی ان لوگوں سے دور رہنے ہی میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر سلف صالح حکمرانوں سے دور ہی رہا کرتے تاکہ ان کے شر سے اپنے آپ کو اور اپنے دین کو محفوظ رکھ سکیں۔ ③ ”تصدیق نہ کرے“ یعنی ان کے پاس جائے تو سہی مگر حق پر قائم رہے اور انھیں بھی حق کی طرف دعوت دیتا رہے۔ واقعتاً یہ بلند مرتبہ ہے۔

(المعجم ٣٦) - مَنْ لَّمْ يُعِنْ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۶- جو شخص ظلم کے معاملے میں امیر کا ساتھ نہ دے؟

٤٢١٣- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ -يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ- قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ: خَمْسَةٌ وَأَرْبَعَةٌ، أَحَدُ الْعَدَدَيْنِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْآخَرُ مِنَ الْعَجَمِ فَقَالَ: «إِسْمَعُوا، هَلْ سَمِعْتُمْ أَنَّهُ سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ؟ وَمَنْ لَّمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ».

۴۲۱۳- حضرت کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نو آدمی تھے۔ پانچ عربی' چار عجمی یا چار عربی اور پانچ عجمی۔ آپ نے فرمایا: ''سنو! کیا تم سن رہے ہو؟ یقیناً میرے (فوت ہونے کے) بعد کچھ ایسے امیر ہوں گے کہ جو شخص ان کے پاس جائے گا' پھر ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق کرے گا' اور ان کے ظلم میں ان کا ساتھ دے گا' نہ اس کا مجھ سے تعلق ہے اور نہ میرا اس سے۔ اور وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہیں آ سکے گا۔ اور جو شخص ان کے پاس نہ گیا (یا گیا لیکن) ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی اور ظلم میں ان کا ساتھ نہ دیا' وہ میرا ہے۔ میں اس کا ہوں اور وہ ضرور میرے پاس حوض کوثر پر حاضری کی سعادت حاصل کرے گا۔''

(المعجم ٣٧) - فَضْلُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْحَقِّ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ (التحفة ٣٧)

باب:۳۷- جو شخص ظالم امیر (حکمران) کے سامنے کلمۂ حق کہے' اس کی فضیلت

٤٢١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ:

۴۲۱۴- حضرت طارق بن شہاب ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا' جبکہ آپ ﷺ اپنا پاؤں مبارک رکاب میں رکھ چکے تھے:

٤٢١٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، عن هارون بن إسحاق به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٣١.

٤٢١٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٥ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٣٤، وأورده الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة. ✽ سفيان الثوري عنعن، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٤٠١٢، وأبي داود، ح: ٤٣٤٤ وغيرهما.

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ».

کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ اس لیے افضل جہاد ہے کہ اس میں جان کا جانا یقینی ہوتا ہے' پھر میدان جنگ میں تو آدمی اپنا دفاع بھی کرسکتا ہے جبکہ یہاں وہ بھی ممکن نہیں۔ ہر لحاظ سے ہاتھ بندھے ہوتے ہیں۔ اور پھر برے طریقے سے مارا جاتا ہے۔ ایسے شخص کی حوصلہ افزائی کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ ملامت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ ② ''رکاب میں پاؤں رکھ چکے تھے'' یعنی اونٹ پر سوار ہو رہے تھے۔ ③ ''ظالم بادشاہ'' جو کلمۂ حق کہنے والے کو برداشت نہ کرتا ہو۔

(المعجم ۳۸) - ثَوَابُ مَنْ وَفَّى بِمَا بَايَعَ عَلَيْهِ (التحفة ۳۸)

باب: ۳۸- جو شخص اپنی بیعت کا وفادار رہے اس کا ثواب

٤٢١٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ: «تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا» وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْآيَةَ «فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ».

۴۲۱۵- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے مروی ہے کہ ہم ایک مجلس میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے' چوری نہیں کرو گے۔ زنا نہیں کرو گے۔'' (آپ نے پوری آیت تلاوت فرمائی۔) ''تم میں سے جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا' اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے لیکن جس شخص نے ان میں سے کوئی کام کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ چاہے اس کو عذاب دے' چاہے معاف فرمائے۔''

فوائد ومسائل: ① ''پوری آیت'' اس سے مراد سورۂ ممتحنہ کی آیت ہے جس میں عورتوں سے مذکورہ بالا دیگر امور پر بیعت لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ آیت عورتوں کے بارے میں ہے اور الفاظ بھی عورتوں والے ہیں۔ ظاہر تو یہی ہے کہ آپ نے مردوں والے الفاظ کے ساتھ پڑھی ہوگی۔ لیکن اگر اصل الفاظ کے ساتھ پڑھی ہو'

٤٢١٥- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٦٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٣٥.

تب بھی کوئی بعد نہیں کیونکہ مقصد تو امور بیعت کی نشان دہی ہے۔ ② "پردہ ڈال دیا" اس کے گناہ کا کسی کو پتا نہ چلنے دیا۔ گواہ ایسا مہیا نہ ہو سکے جن سے سزا نافذ ہو سکتی۔ یا سزا نہ ملی۔

(المعجم ٣٩) - مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ (التحفة ٣٩)

باب:٣٩- امارت (اور عہدے) کی حرص وخواہش ناپسندیدہ ہے

٤٢١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَإِنَّهَا سَتَكُونُ نَدَامَةً وَحَسْرَةً، فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ».

۴۲۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: "عن قریب تم لوگ امارت (اقتدار وسرداری) کی حرص کرو گے اور بلاشبہ یہ (قیامت کے دن) ندامت وشرمندگی اور حسرت و افسوس (کا سبب) ہوگی۔ یہ دودھ پلاتے اچھی لگتی ہے مگر دودھ چھڑاتے ہوئے بری محسوس ہوتی ہے۔" (اس کی ابتدا اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن انجام برا ہوگا۔)

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ امارت' یعنی اقتدار وسرداری کی حرص و ہوس شرعاً ناپسندیدہ اور مذموم ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اپنے مذکورہ بالا فرمان سے امت کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس کام کے انجام میں دکھ' تکلیف اور رنج والم ہو' اسے معمولی اور زوال پذیر لذت وراحت کی خاطر ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ دنیوی لذات کے بجائے اخروی سعادت کے حصول اور آخرت کے عذاب سے خلاصی کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اصل مقصدِ حیات اور کامیابی دنیا کی لذتوں کا حصول نہیں بلکہ عذاب آخرت سے بچاؤ اور جنت میں داخلہ ہے۔ ④ "ندامت وشرمندگی اور حسرت وافسوس" آخرت میں یا دنیا ہی میں کیونکہ جب اقتدار چھن جاتا ہے تو عموماً عذاب سہنا پڑتا ہے۔ تخت یا تختہ۔ ⑤ "دودھ پلاتے ہوئے" حدیث میں مذکور اس مثال میں امارت کو ماں سے تشبیہ دی گئی ہے اور حریصِ امارت کو بچے سے۔ ماں جب تک دودھ پلاتی ہے' بچہ ماں سے خوب خوش رہتا ہے اور جب وہ دودھ چھڑا دیتی ہے تو کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔ اقتدار کا بھی یہی حال ہے۔

٤٢١٦- أخرجه البخاري، الأحكام، باب ما يكره من الحرص على الإمارة، ح: ٧١٤٨ من حديث ابن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٣٦.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٠) - كِتَابُ الْعَقِيقَةِ (التحفة ٢٣)

عقیقہ سے متعلق احکام ومسائل

عقیقہ اس جانور کو کہا جاتا ہے جو بچے کی پیدائش کے ساتویں دن بچے کی طرف سے بطور شکرانہ ذبح کیا جائے۔ یہ مسنون عمل ہے۔ جو صاحب استطاعت ہو اسے ضرور عقیقہ کرنا چاہیے ورنہ بچے پر بوجھ رہتا ہے۔ استطاعت نہ ہو تو الگ بات ہے۔ اس کے مسنون ہونے پر امت متفق ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عقیقے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ عقیقے کو امر جاہلیت، یعنی قبل از اسلام کی ایک رسم قرار دیتے تھے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ عقیقے کی بابت وارد فرامین رسول ان کے علم میں نہ آ سکے ہوں۔ واللّٰه أعلم.

(المعجم ١) - [بَابٌ: عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ . . .] (التحفة ١)

باب:۱- لڑکے کی طرف سے دو بکریاں (ذبح کرنے کا بیان)

٤٢١٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ: «لَا يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْعُقُوقَ» - وَكَأَنَّهُ كَرِهَ الْاسْمَ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّمَا يَنْسُكُ أَحَدُنَا يُولَدُ لَهُ، قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَنْسُكْ عَنْهُ،

۴۲۱۷- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ عقوق کو ناپسند فرماتا ہے۔“ (معلوم ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے لفظ عقیقہ کو اچھا نہیں سمجھا۔) اس سائل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: جب ہم میں سے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ جانور ذبح کرتا ہے۔ (ہم تو اس کے متعلق پوچھ رہے ہیں) آپ نے فرمایا: ”جو

٤٢١٧- [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٤٢ من حديث داود به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٣١، وللبعضه شاهد في الموطأ: ٢/ ٥٠٠.

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

شخص اپنے بچے کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہے تو وہ لڑکے کی طرف سے دو پوری بکریاں ذبح کرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔''

قَالَ دَاوُدُ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ عَنِ الْمُكَافَأَتَانِ قَالَ: اَلشَّاتَانِ الْمُشَبَّهَتَانِ تُذْبَحَانِ جَمِيعًا.

(راویٔ حدیث) داود نے کہا کہ میں نے زید بن اسلم سے اَلْمُکَافَأَتَانِ کی بابت پوچھا تو انھوں نے کہا: اس سے مراد دو ایک جیسی بکریاں ہیں جو بیک وقت ذبح کی جائیں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے عقیقے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ شریعت مطہرہ نے لڑکے اور لڑکی کے عقیقے میں یہ فرق کیا ہے کہ لڑکے کی طرف سے ایک جیسی دو بکریاں جبکہ لڑکی کی طرف سے ایک بکری بطور عقیقہ ذبح کی جائے گی' تاہم اگر استطاعت نہ ہو تو لڑکے کی طرف سے بھی ایک بکری کفایت کر جائے گی۔ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنا متفقہ مسئلہ ہے اور اس میں کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ وراثت میں بھی تو لڑکے اور لڑکی کے حصوں میں فرق ہے۔ ویسے بھی عموماً لوگ لڑکے کی پیدائش پر زیادہ خوشی مناتے ہیں' لہٰذا اس کا شکرانہ بھی زیادہ ہی ہونا چاہیے۔ ② ''ناپسند فرماتا ہے'' یعنی لفظ عقوق کو' جیسا کہ راوی نے وضاحت کی ہے۔ عقوق کے معنی نافرمانی کے ہیں۔ یہ لفظ اچھا نہیں' لہٰذا بہتر ہے کہ بجائے عقیقہ کے نسیکة (اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذبح ہونے والا جانور) کہا جائے لیکن یہ بھی ضروری نہیں۔ بعض احادیث میں صراحتاً لفظ عقیقہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں لے سکتے کہ اللہ تعالیٰ فعل عقیقہ کو ناپسند فرماتا ہے کیونکہ آئندہ الفاظ میں تو آپ خود عقیقے کی سنیت ذکر فرما رہے ہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عقیقہ نہ کرنے کو ناپسند فرماتا ہے کیونکہ عقوق کے معنی قطع رحم کے بھی ہیں' جیسے کہ نافرمان اولاد کو عاق کہا جاتا ہے۔ جو والد اپنے بچے کا عقیقہ نہ کرے' گویا اس نے اس رشتے کا حق ادا نہیں کیا' لہٰذا اسے بھی عاق کہا جائے گا کیونکہ اس نے عقوق کیا۔ لیکن یہ معنی ذرا پیچیدہ ہیں۔ ③ ''ذبح کرنا چاہے'' ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کرنا ضروری نہیں۔ لیکن دوسری روایات کو ساتھ ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ عقیقہ سنت ہے اور سنت کو بلا وجہ چھوڑنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ ④ ''دو پوری بکریاں'' یعنی عمر میں بھی پوری ہوں اور اوصاف میں بھی۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ عقیقے کا جانور کم از کم قربانی کے جانور کی طرح ہو اور اس میں کوئی عیب نہیں ہونا چاہیے ورنہ وہ پورا نہیں ہوگا۔ اس لفظ کا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے: ''دو بکریاں جو قربانی کے جانور کے برابر ہوں۔'' تیسرا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ ایک جیسی دو بکریاں۔ تینوں ترجمے صحیح ہیں۔ ⑤ عقیقہ میں بکرا' بکری' مینڈھا' بھیڑ برابر ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔

٤٢١٨ - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ.

۴۲۱۸- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا۔

(المعجم ٢) - اَلْعَقِيقَةُ عَنِ الْغُلَامِ (التحفة ٢)

باب:۲- لڑکے کا عقیقہ

٤٢١٩ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَحَبِيبٌ وَيُونُسُ وَقَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ سَلْمَانَ ابْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى».

۴۲۱۹- حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچے کی طرف سے عقیقہ ہونا چاہیے' لہٰذا جانور ذبح کرو اور بچے سے میل کچیل دور کرو۔“

فوائد و مسائل: ① ”ذبح کرو“ حکم ہے' نیز عقیقہ آپ کا فعل ہے' لہٰذا کم از کم سنت تو ہے اگرچہ بعض اہل علم نے امر کی وجہ سے واجب کہا ہے۔ ② ”میل کچیل دور کرو“ مراد سر کے بال ہیں۔ گویا عقیقے کے ساتھ بچے کا سر بھی مونڈا جائے گا بلکہ ایک روایت کے مطابق اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ بعض نے اس سے ختنہ مراد لیا ہے۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ جانور ذبح کرنے کے بعد اس کا خون بچے کے سر پر نہ ملا جائے جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔

٤٢٢٠ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۴۲۲۰- حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

٤٢١٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٥، ٣٦١ من حديث الحسين بن واقد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣٩ * الفضل هو ابن موسى.

٤٢١٩ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٤٠، وعلقه البخاري، العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبي في العقيقة، ح: ٥٤٧١، وله طرق عنده.

٤٢٢٠ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ١/ ٤٥٨ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٤١، وانظر الحديث الآتي: ٤٢٢٢. * مجاهد هو ابن جبر.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ وَفِي الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے دو کامل بکرے ذبح کیے جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔''

فائدہ: عقیقہ یا قربانی کے جانور میں نر یا مادہ کی تخصیص کی شرط نہیں۔

(المعجم ٣) - اَلْعَقِيقَةُ عَنِ الْجَارِيَةِ (التحفة ٣)

باب:۳-لڑکی کا عقیقہ

٤٢٢١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

۴۲۲۱- حضرت ام کرز ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے دو کامل بکرے ذبح کیے جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔''

(المعجم ٤) - كَمْ يُعَقُّ عَنِ الْجَارِيَةِ (التحفة ٤)

باب:۴-لڑکی کی طرف سے کتنے جانور ذبح کیے جائیں؟

٤٢٢٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي يَزِيدَ - عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَسْأَلُهُ عَنْ لُحُومِ الْهَدْيِ

۴۲۲۲-حضرت ام کرز ؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس (حدیبیہ میں) حاضر ہوئی تاکہ آپ سے قربانی کے گوشت کے بارے میں پوچھوں۔ میں نے آپ کو فرماتے سنا: ''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور

٤٢٢١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٤ من حديث سفيان بن عيينة به، —— الحميدي، ح: ٣٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٤٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٦٠ . * عمرو هو ابن دينار، وعطاء هو ابن أبي رباح، وأم كرز هي الخزاعية.

٤٢٢٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٣٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٤٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٥٩، والحاكم، والذهبي.

فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «عَلَى الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَلَى الْجَارِيَةِ شَاةٌ، لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَوْ إِنَاثًا».

لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔کوئی حرج نہیں' وہ مذکر ہوں یا مؤنث۔"

فائدہ: "فرماتے سنا" یعنی اپنے سوال کے جواب کے علاوہ عقیقے کا مسئلہ فرماتے ہوئے سنا۔"مذکر ہوں یا مؤنث" لڑکے کی طرف سے مؤنث اور لڑکی کی طرف سے مذکر یا ملے جلے جانور ذبح کیے جا سکتے ہیں۔ثواب میں کوئی فرق نہیں۔

٤٢٢٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ، لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَوْ إِنَاثًا».

۴۲۲۳- حضرت ام کرز ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقہ میں) ذبح کی جائے۔ وہ (عقیقے کے جانور) نر ہوں یا مادہ (بکرے ہوں یا بکریاں) کوئی حرج نہیں۔"

٤٢٢٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ - عَنِ الْحَجَّاجِ ابْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: عَقَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ.

۴۲۲۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین ؓ کی طرف سے دو دو مینڈھے عقیقے میں ذبح فرمائے۔

فائدہ: روایات میں بکری' بھیڑ اور مینڈھے کا ذکر آیا ہے' لہٰذا عقیقے میں یہی جانور ذبح کرنے چاہئیں۔ گائے اور اونٹ کو عقیقہ میں ذبح کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے' نیز عقیقے کو قربانی پر قیاس کرنے کی

٤٢٢٣- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٤٤، وأخرجه الترمذي، ح: ١٥١٦ من حديث ابن جريج به، وقال: "حسن صحيح".

٤٢٢٤- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٣١١، ح: ١١٨٣٨ من حديث أحمد بن حفص به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٤٥، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٢٨٤١ عن عكرمة به، وسنده صحيح، وصححه ابن الجارود، ح: ٩١٢.

بھی کوئی وجہ نہیں کیونکہ قربانی سب لوگ معین دنوں میں کرتے ہیں جبکہ عقیقہ ہر گھرانہ اپنے بچے کی پیدائش سے ساتویں دن کرتا ہے۔ عقیقہ کی وضع ہی قربانی سے مختلف ہے۔ لڑکے کے عقیقے میں صراحتاً دو بکریاں ذبح کرنے کا ذکر ہے اس لیے عقیقے میں بکرا' بکری' بھیڑ اور مینڈھے وغیرہ ذبح کیے جائیں اور گائے' اونٹ ذبح نہ کیے جائیں۔

(المعجم ٥) - مَتٰى يُعَقُّ؟ (التحفة ٥)

باب:۵- عقیقہ کب کیا جائے؟

٤٢٢٥ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ غُلَامٍ رَهِينٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمّٰى».

۴۲۲۵- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ اپنے عقیقے کے عوض گروی ہوتا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے' سر منڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① ''گروی ہوتا ہے'' جس طرح گروی شدہ چیز کو معاوضہ دے کر چھڑانا ضروری ہوتا ہے' اسی طرح بچے کی آزادی کے لیے عقیقہ کرنا ضروری ہے' البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ''آزادی'' کا کیا مطلب ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ گروی شدہ بچہ اگر فوت ہو گیا تو وہ ماں باپ کی سفارش نہیں کرے گا کیونکہ گروی شدہ چیز سے مالک فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسے چھڑانے کے بعد ہی فائدہ حاصل کر سکتا ہے جبکہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے شیطان کے چنگل سے چھڑانا مراد لیا ہے۔ واللہ أعلم. ② ''ساتویں دن'' گویا اس سے پہلے عقیقہ نہیں ہو سکتا۔ بالفرض اگر ساتویں دن عقیقہ نہ ہو سکے تو امام مالک کا خیال ہے کہ بعد میں نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کا وقت گزر گیا' جیسے قربانی کا وقت گزر جائے تو بعد میں قربانی نہیں کی جا سکتی۔ دیگر ائمہ کا خیال ہے کہ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ ہو سکے تو اگلے ساتویں دن' یعنی چودھویں دن عقیقہ کیا جائے۔ اگر اس دن بھی عقیقہ نہ ہو سکے تو اکیسویں دن عقیقہ کیا جائے۔ اس مفہوم کی ایک مرفوع حدیث بیہقی میں آتی ہے مگر اس کا راوی ضعیف ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی اسی مفہوم کے ساتھ مستدرک حاکم (۴/ ۲۳۸، ۲۳۹) میں آتا ہے' لیکن وہ بھی انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء' حدیث: ۱۱۷۰) اس لیے سنت ساتویں دن ہی ہے' تاہم اگر اس روز ممکن نہ ہو تو بعد میں کسی روز بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کا حکم بھی

٤٢٢٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٤٦، وقال الترمذي، ح: ١٥٢٢ "حسن صحيح"، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

قربانی والا ہوگا' یعنی اس سے سب کھا سکتے ہیں۔ گھر والے بھی اور دوسرے بھی۔ امیر بھی اور فقیر بھی۔ واللہ أعلم. ③ ''نام رکھا جائے'' ساتویں دن نام رکھنا مستحب ہے' البتہ ساتویں دن سے پہلے اور بعد میں بھی رکھا جاسکتا ہے۔ ④ اگر بچہ ساتویں دن سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو ظاہر بات یہی ہے کہ اس کا عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ عقیقے کے وقت تک زندہ نہیں رہا۔

٤٢٢٦ - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: سَلِ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَهُ فِي الْعَقِيقَةِ؟ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ سَمُرَةَ.

۴۲۲۶- حضرت حبیب بن شہید بیان کرتے ہیں کہ مجھے محمد بن سیرین نے کہا کہ حضرت حسن بصری سے پوچھو انھوں نے عقیقے کے بارے میں یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے یہ روایت حضرت سمرہ (بن جندب) ؓ سے سنی ہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ نے یہ صراحت اس لیے فرمائی ہے کہ حضرت حسن بصری کے حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے سماع میں اختلاف ہے کہ انھوں نے حضرت سمرہ سے براہ راست احادیث سنی ہیں یا کسی واسطے سے۔ بعض محدثین کے نزدیک ان کا سماع حضرت سمرہ سے درست نہیں' بعض درست سمجھتے ہیں۔ یہ امام بخاری اور امام ترمذی ؒ کا خیال ہے۔ بعض محدثین صرف اس روایت میں ان کا سماع درست سمجھتے ہیں' باقی میں نہیں۔
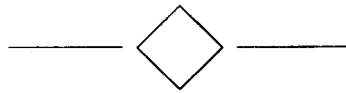
٤٢٢٦ـ أخرجه البخاري، العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبي في العقيقة، ح: ٥٤٧٢ من حديث قريش بن أنس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٤٧.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٤١) - كِتَابُ الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ (التحفة ٢٤)

فرع اور عتیرہ سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَابٌ: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ] (التحفة ١)

باب:۱-(اس کا بیان کہ) فرع اور عتیرہ درست نہیں

٤٢٢٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ».

۴۲۲۷-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرع اور عتیرہ درست نہیں۔''

فائدہ: یہ دوقسم کی قربانیاں تھیں جو جاہلیت میں رائج تھیں۔ اونٹنی سے پیدا ہونے والا پہلا بچہ بتوں کے نام پر بطور تشکر ذبح کر دیا جاتا تھا۔ اسے فرع کہتے تھے۔ یا جس کے پاس سو اونٹ پورے ہو جاتے تو وہ ہر سال ایک جوان اونٹ بتوں کے نام پر ذبح کر دیتا تھا۔ اسے بھی فُرع کہتے تھے۔ ماہ رجب کے شروع میں مشرکین ایک بکری ذبح کرتے تھے' اسے عتیرہ کہا جاتا تھا۔ اسلام نے جہاں جاہلیت کی دوسری رسمیں ختم کر دیں' ان کو بھی ختم کر دیا' البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور کا پہلا بچہ یا سوواں جانور بطور تشکر ذبح کر کے مساکین کو صدقہ کر دے تو اسے صدقہ کا ثواب مل جائے گا جبکہ قربانی کی بجائے مسلمانوں کے لیے ذوالحجہ میں قربانی مشروع کی گئی ہے' لہٰذا وہی کرنی چاہیے۔ ہاں' کوئی ویسے ہی صدقہ کرنا چاہے تو جب مرضی ہو' گوشت بنا کر صدقہ کر دے۔ کوئی پابندی نہیں۔ حدیث میں فرع اور عتیرہ کی نفی بتوں کے نام پر قربانی دینے میں ہے ورنہ اللہ کے نام پر کسی بھی وقت قربانی دینا مستحب عمل ہے۔

٤٢٢٧ـ أخرجه البخاري، العقيقة، باب العتيرة، ح:٥٤٧٤، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة، ح:١٩٧٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٤٨.

٤٢٢٨- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنْ مَعْمَرٍ وَسُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَحَدُهُمَا: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ وَقَالَ الْآخَرُ: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ.

۴۲۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا ہے۔

٤٢٢٩- **أَخْبَرَنَا** عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ - وَهُوَ ابْنُ مُعَاذٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَمْلَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مِخْنَفُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ وُقُوفٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ عَلٰى أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَضْحَاةً وَعَتِيرَةً»

۴۲۲۹- حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عرفہ میں وقوف کر رہے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! ہر گھر والوں پر ایک سال بعد قربانی بھی ہے اور عتیرہ بھی۔''

قَالَ مُعَاذٌ: كَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَعْتِرُ، أَبْصَرَتْهُ عَيْنِي فِي رَجَبٍ.

(راویٔ حدیث) معاذ کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے دیکھا کہ (عبداللہ) ابن عون رجب میں عتیرہ (جانور) ذبح کرتے تھے۔

فائدہ: قربانی سے مراد تو ذوالحجہ والی قربانی ہے جو سنت مؤکدہ ہے' البتہ عتیرہ صدقے کے طور پر دیگر دلائل کی رو سے مستحب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نام پر۔

٤٢٣٠- **أَخْبَرَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ

۴۲۳۰- حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ

٤٢٢٨_ أخرجه البخاري، العقيقة، باب الفرع، ح: ٥٤٧٣، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة، ح: ١٩٧٦ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٤٩.

٤٢٢٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب الأضاحي واجبة هي أم لا؟، ح: ٣١٢٥ من حديث معاذ به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٠، وحسنه الترمذي، ح: ١٥١٨، والحديث الآتي يغني عنه.

٤٢٣٠_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٤٢ من حديث داود به، وهو في◄◄

إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ ابْنُ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ الْفَرَعَ؟ قَالَ: «حَقٌّ، فَإِنْ تَرَكْتَهُ حَتَّى يَكُونَ بَكْرًا وَتَحْمِلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ تُعْطِيَهُ أَرْمَلَةً خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذْبَحَهُ فَيَلْصَقَ لَحْمُهُ بِوَبَرِهِ فَتُكْفَأَ إِنَاءَكَ وَتُوَلِّهَ نَاقَتَكَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ فَالْعَتِيرَةُ؟ قَالَ: «اَلْعَتِيرَةُ حَقٌّ».

لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرع کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''(اللہ کے نام پر) ٹھیک ہے لیکن اگر تو اسے (ذبح کرنے کی بجائے) چھوڑ دے (بڑا ہونے دے) حتی کہ وہ جوان اونٹ ہو جائے' پھر تو اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی کو سواری کے لیے دے یا کسی بیوہ کو دے دے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تو اسے (پیدا ہوتے ہی) ذبح کر ڈالے جبکہ اس کا گوشت اس کے بالوں ہی سے لگا ہوا ور تو اپنے (دودھ کے) برتن کو اوندھا کر دے اور اپنی اونٹنی (اس کی ماں) کو بلاوجہ پریشان کرے۔'' لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! عتیرہ؟ آپ نے فرمایا: ''عتیرہ بھی حق ہے۔ (وہ بھی ٹھیک ہے)۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ هُمْ أَرْبَعَةُ إِخْوَةٍ، أَحَدُهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَبِشْرٌ وَشَرِيكٌ وَآخَرُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: (راویٔ حدیث) ابو علی حنفی (اور اس کے بھائی) وہ چار ہیں۔ ان میں سے ایک ابوبکر ہے' ایک بشر ہے اور ایک شریک ہے' نیز ایک اور ہے (اس کا نام عمیر ہے۔)

فوائد و مسائل: ① آپ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا تو ٹھیک ہے مگر وہ کام کرنا چاہیے جس کے کرنے سے زیادہ فائدہ ہو۔ لوگ بچہ پیدا ہوتے ہی اسے ذبح کر دیتے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ گوشت صرف چھیچھڑوں کی صورت میں ہوتا تھا جو کھانے کے قابل بھی نہیں ہوتا تھا۔ اور اس قدر قلیل کہ گوشت پوست میں امتیاز مشکل سے ہوتا تھا۔ اونٹنی غم کی وجہ سے دودھ سے بھی جواب دے دیتی تھی۔ گویا کسی کو بھی فائدہ نہ ہوا۔ الٹا گھر کا نقصان ہو گیا' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اسے بڑا ہونے دیا جائے حتی کہ جب وہ سواری کے قابل ہو جائے تو پھر جہاد فی سبیل اللہ میں سواری کے لیے دیا جائے' یا کسی بیوہ کو دے دیا جائے' یا وہ جانور کسی محتاج و مسکین کو دے دیا جائے تا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ ② فرع' یعنی جانور کا پہلا بچہ پیدا ہونے یا سو جانور پورے ہونے پر جانور ذبح کرنا' درست ہے۔ اسلام سے پہلے اس قسم کا جانور بتوں اور معبودانِ باطلہ کی

الکبریٰ، ح: ٤٥٥١.

خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اور انھی کی خاطر ذبح کیا جاتا۔ لیکن اسلام میں اس تصور کو جڑ سے اکھیڑ دیا گیا۔ غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا حرام قرار دیا گیا جبکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے بطور صدقہ جانور ذبح کرنا مستحب ٹھہرایا گیا۔ یہ اب بھی مستحب اور حصولِ ثواب و دفع مصیبت کا بہترین ذریعہ ہے۔ واللّٰه أعلم. ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کرنا صرف یہ نہیں کہ جانور ذبح کر کے اس کا گوشت لوگوں کو کھلا دیا جائے بلکہ فی سبیل اللہ کا مفہوم بہت وسیع ہے اور اس میں بہت سی بہتر صورتیں موجود ہیں جو صدقہ کرنے والے کے لیے کہیں زیادہ اجر و ثواب کا سبب ہیں۔ ④ جانوروں کے نوزائدہ بچوں کو ذبح کرنا یا انھیں ان کی ماؤں سے جدا کرنا قطعاً پسندیدہ نہیں۔ ایک تو اس لیے کہ اس سے ماں کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ بے چین و بے قرار ہوتی ہے اور دوسرا اس لیے بھی کہ ایسا کرنے سے اس بچے کی ماں کا دودھ بھی کم ہو جاتا ہے۔

٤٢٣١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَحْيٰى -وَهُوَ ابْنُ زُرَارَةَ بْنِ كُرَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو الْبَاهِلِيُّ- قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ الْحَارِثَ ابْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ: أَنَّهُ لَقِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ فَأَتَيْتُهُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، اِسْتَغْفِرْ لِي فَقَالَ: «غَفَرَ اللهُ لَكُمْ» ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ أَرْجُو أَنْ يَخُصَّنِي دُونَهُمْ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! اِسْتَغْفِرْ لِي فَقَالَ بِيَدَيْهِ: «غَفَرَ اللهُ لَكُمْ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: يَارَسُولَ اللهِ! الْعَتَائِرُ وَالْفَرَائِعُ؟ قَالَ: «مَنْ شَاءَ عَتَرَ وَمَنْ

۴۲۳۱- حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں ملا۔ آپ اپنی عضباء اونٹنی پر سوار تھے۔ میں ایک جانب سے آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم سب کو معاف فرمائے۔'' پھر میں دوسری جانب سے آپ کے پاس اس امید کے ساتھ آیا کہ آپ میرے لیے خصوصی دعا فرمائیں گے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم سب کو معاف فرمائے۔'' لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! عتیرہ اور فرع کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو چاہے عتیرہ ذبح کرے جو چاہے نہ

٤٢٣١- [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٣/ ٢٦١، ح: ٣٣٥٠ من حديث يحيى بن زرارة به، وهو مستور، وتابعه مستور مثله عند أبي داود، ح: ١٧٤٢، وللحديث شواهد، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٥٢.

شَاءَ لَمْ يَعْتِرْ، وَمَنْ شَاءَ فَرَّعَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يُفَرِّعْ فِي الْغَنَمِ أُضْحِيَّتُهَا». وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ إِلَّا وَاحِدَةً.

کرے۔ جو شخص چاہے فرع ذبح کرے جو چاہے نہ کرے البتہ بکریوں میں قربانی ضروری ہے۔'' آپ نے اشارہ فرماتے وقت اپنی سب انگلیاں بند کر لیں مگر ایک کھلی رکھی۔

٤٢٣٢- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زُرَارَةَ السَّهْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي الْحَارِثِ ابْنِ عَمْرٍو؛ ح: وَأَخْبَرَنَا هَارُونُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ زُرَارَةَ السَّهْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّهِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ لَقِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَارَسُولَ اللهِ وَأُمِّي! إِسْتَغْفِرْ لِي، فَقَالَ: «غَفَرَ اللهُ لَكُمْ» وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ ثُمَّ اسْتَدَرْتُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۴۲۳۲- حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو ملا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرے لیے بخشش کی دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم سب کو معاف فرمائے۔'' اس وقت آپ اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے' پھر میں دوسری جانب سے گھوم کر آیا۔ پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

(المعجم ٢) - تَفْسِيرُ الْعَتِيرَةِ (التحفة ٢)

باب:۲-عتیرہ کی تفسیر

٤٢٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَمِيلٌ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ: ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا نَعْتِرُ فِي

۴۲۳۳- حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ذکر کیا گیا کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں (ماہ رجب میں) جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرو جس مہینے میں بھی

٤٢٣٢- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٥٣.

٤٢٣٣- [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العتيرة، ح: ٢٨٣٠ من حديث أبي المليح به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٥٤.

الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: «اِذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَطْعِمُوا».

ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے نیکی کرو۔ اور (غریبوں کو) کھانا کھلایا کرو۔"

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ نیکی کے لیے کسی مہینے کی قید نہیں' کسی بھی وقت غریبوں کو کھلایا جا سکتا ہے۔ رجب کی قید مناسب نہیں۔ اپنی طرف سے کسی مہینے' دن یا وقت کو متعین کر لینا اور پھر اس کو واجب یا افضل خیال کرنا صحیح نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی نیکی کے لیے خاص اوقات وایام اور ماہ وسال مقرر کرنا کسی انسان کا حق ہے نہ اس کی ذمہ داری' بلکہ نیکی کے لیے وقت کی تعیین صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اس میں تصرف کا اختیار کسی اور کو نہیں۔ مزید برآں یہ بھی ضروری ہے کہ نیکی کی کیفیت اور مقدار وہی معتبر ہوگی جو شریعت نے مقرر کر دی ہے۔ اس سے تجاوز بدعات اور ایجادِ بندہ قرار پائیں گی۔

٤٢٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - عَنْ خَالِدٍ، وَرُبَّمَا قَالَ: عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، وَرُبَّمَا ذَكَرَ أَبَا قِلَابَةَ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ: نَادٰى رَجُلٌ وَهُوَ بِمِنًى فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَأْمُرُنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «اِذْبَحُوا فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَطْعِمُوا» قَالَ: إِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ حَتّٰى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ».

۴۲۳۴-حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے منیٰ میں بآواز بلند کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں ماہ رجب میں جانور ذبح کیا کرتے تھے تو اے اللہ کے رسول! آپ اب ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "جو بھی مہینہ ہو (اللہ تعالیٰ کے لیے) ذبح کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے نیکی کرو۔ اور (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ۔" اس آدمی نے کہا: ہم فرع بھی ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہر قسم کے چرنے والے جانوروں میں سے کوئی جانور ذبح کرنا چاہیے (مگر اس طرح کہ) بچے کو اس کی ماں دودھ پلائے حتیٰ کہ جب وہ سواری کے قابل ہو جائے (پورا اونٹ بن جائے) تو پھر اس کو ذبح کر اور اس کا گوشت صدقہ کر۔"

٤٢٣٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۴۲۳۵-حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٢٣٤_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٥٥

٤٢٣٥_[صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب ادخار لحوم الأضاحي، ح: ٣١٦٠ من حديث خالد الحذاء

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، وَأَحْسَبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ كَيْمَا تَسَعَكُمْ، فَقَدْ جَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْخَيْرِ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا، وَإِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ». فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَطْعِمُوا» فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نُفَرِّعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي كُلِّ سَائِمَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَرَعٌ تَغْذُوهُ غَنَمُكَ حَتّٰى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ عَلَى ابْنِ السَّبِيلِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ».

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم کو تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے روکا تھا تاکہ سب لوگ کھا سکیں لیکن اب اللہ تعالیٰ نے صورت حال بہتر فرما دی ہے۔ اب کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کر کے بھی رکھ لو۔ یہ (عید کے) دن کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ہیں۔'' ایک آدمی نے کہا: ہم زمانۂ جاہلیت میں رجب کے دوران میں جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرو، جس مہینے میں بھی ممکن ہو۔ اور خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نیکی کرو اور (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں فرع بھی ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چرنے والی بکریوں میں سے کوئی بھی بکری ذبح کرنی چاہیے لیکن (اس طرح کہ) تو اسے اپنی بکریوں میں رکھ کر پالے پوسے حتیٰ کہ جب وہ جوان ہو جائے تو تو اسے ذبح کرے، پھر اس کا گوشت مسافروں وغیرہ پر صدقہ کر دے۔ یہ طریقہ (جاہلیت کی رسم سے) بدرجہا بہتر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ ② ایام تشریق کی بابت بھی مسئلہ واضح ہو رہا ہے کہ یہ کھانے، پینے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے دن ہیں، اس لیے ان دنوں میں ایام عید کی طرح روزے رکھنا حرام اور ناجائز ہے۔ ③ مذکورہ احادیث میں اس مسئلے کی مکمل طور پر وضاحت موجود ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ جب ایسا کرنے سے معبودانِ باطلہ اور غیر اللہ کی رضا اور

◀◀ به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٥٦، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١١٤١ وغيره.

خوشنودی مطلوب ہو، یا خاص وقت کے ساتھ اس کی تخصیص ہو جیسا کہ وہ لوگ ماہِ رجب کے ابتدائی ایام میں جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ ہاں، جب جانور ذبح کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو اور کسی خاص دن، مہینے اور وقت کا تعین بھی نہ ہو تو ایسا کرنا صرف جائز نہیں مستحب بھی ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے چھوٹے اور نوزائیدہ بچے ذبح نہ کیے جائیں بلکہ انھیں پال پوس کر بڑا کیا جائے، جب ان کا گوشت پختہ اور کھانے کے قابل ہو جائے تب ذبح کیے جائیں اور ان کا گوشت صدقہ کیا جائے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣) - تَفْسِيرُ الْفَرَعِ (التحفة ٣)

باب: ٣-فرع کی تفسیر

٤٢٣٦- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ: نَادَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً -يَعْنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ - فِي رَجَبٍ فَمَاذَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اِذْبَحُوهَا فِي أَيِّ شَهْرٍ كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَطْعِمُوا» قَالَ: إِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: «فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ حَتَّى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ».

۴۲۳۶- حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بآواز بلند نبیٔ اکرم ﷺ کو پکار کر کہا: ہم دور جاہلیت میں ماہ رجب کے دوران میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ذبح کرو جس مہینے میں بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے نیکی کرو اور لوگوں کو کھلاؤ۔'' اس نے کہا: ہم جاہلیت میں فرع بھی ذبح کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ہر چرنے والے جانوروں میں سے جانور ذبح کرنا چاہیے لیکن اس وقت جب وہ جوان ہو جائے، پھر تو اسے ذبح کرے اور اس کا گوشت صدقہ کر دے۔ یقیناً یہ بہتر ہے۔''

٤٢٣٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، فَلَقِيتُ أَبَا الْمَلِيحِ فَسَأَلْتُهُ: فَحَدَّثَنِي عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ:

۴۲۳۷- حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرو۔ جون سا

٤٢٣٦- [صحيح] أخرجه أبوداود، من حديث أبي المليح به، انظر الحديث المتقدم: ٤٢٣٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٧.

٤٢٣٧- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٢٣٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٨.

قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اِذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَطْعِمُوا».

مہینہ بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ (کی رضامندی کے حصول) کے لیے نیکی کرو اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔"

٤٢٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نَذْبَحُ ذَبَائِحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَنَأْكُلُ وَنُطْعِمُ مَنْ جَاءَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا بَأْسَ بِهِ» قَالَ وَكِيعٌ: اِبْنُ عُدُسٍ فَلَا أَدَعُهُ.

۴۲۳۸- حضرت ابو رزین لقیط بن عامر عقیلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم دور جاہلیت میں ماہ رجب کے دوران میں کچھ جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ ہم خود بھی کھاتے تھے' اپنے پاس آنے والوں (اور ملنے ملانے والوں) کو بھی کھلاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس میں کوئی حرج نہیں۔" (راویٔ حدیث) وکیع بن عدس نے کہا: میں تو یہ نیکی نہیں چھوڑوں گا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے یا اپنے پکانے کھانے کے لیے کسی وقت بھی جانور ذبح کیا جا سکتا ہے' اوروں کو بھی کھلایا جا سکتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۲۲۷)

(المعجم ٤) - جُلُودُ الْمَيْتَةِ (التحفة ٤)

باب: ۴- مردار کا چمڑا

٤٢٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَى شَاةٍ مَيِّتَةٍ مُلْقَاةٍ فَقَالَ: «لِمَنْ هٰذِهِ؟» فَقَالُوا: لِمَيْمُونَةَ، فَقَالَ: «مَا

۴۲۳۹- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے جسے باہر پھینک دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "یہ کس کی ہے؟" لوگوں نے کہا: (ام المومنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی۔ آپ نے فرمایا: "اگر وہ اس کے چمڑے سے فائدہ

٤٢٣٨- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٢، ١٣ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٦٧. * وكيع بن عدس حسن الحديث (نيل المقصود، ح: ٢٧٣١).

٤٢٣٩- أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٦٠، وانظر الحديث الآتي.

عَلَيْهَا لَوِ انْتَفَعَتْ بِإِهَابِهَا؟» قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ! فَقَالَ: «إِنَّمَا حَرَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَكْلَهَا».

اٹھا لیتی تو کیا حرج ہوتا؟'' لوگوں نے کہا: یہ تو مردہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے صرف اس کا (گوشت وغیرہ) کھانا حرام کیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ مردہ جانور کے چمڑے کا حکم یہ ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے بشرطیکہ اسے رنگ دیا جائے جیسا کہ دیگر احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ ② حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی امام یا ذمہ دار شخص کی بات کا مفہوم سمجھ میں نہ آئے تو اس سے پوچھا جا سکتا ہے' یہ اس کے احترام کے منافی نہیں جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیا تھا کہ مردار جانور کے چمڑے سے کس طرح نفع اٹھایا جا سکتا ہے؟ ③ قابل احترام اور ذی وقار شخصیت کو بھی سوال' بحث وتحقیق کے وقت برہم نہیں ہونا چاہیے اور نہ وہ اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا بہترین اسوہ ہے کہ آپ نے لوگوں کے پوچھنے پر بلا تامل بتا دیا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کے عموم کی تخصیص حدیث شریف سے ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید میں مطلق طور پر فرمایا گیا ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ مردار کی حرمت کا حکم اس کے ہر ہر جز کو شامل ہے اور ہر حال میں شامل ہے۔ حدیث اور سنت نے اس عام حکم میں یہ تخصیص کر دی ہے کہ مردار جانور کا چمڑا رنگ لیا جائے تو اس کا استعمال حلال ہو جاتا ہے۔

٤٢٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ-وَاللَّفْظُ لَهُ-عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ كَانَ أَعْطَاهَا مَوْلَاةً لِمَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا مَيْتَةٌ!

۴۲۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک مردار بکری کے پاس سے ہوا جو آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی کو دی تھی' تو (اسے دیکھ کر) آپ نے فرمایا: ''تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھا لیا؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو مردار ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردار (بکری) کا صرف کھانا حرام کیا گیا ہے۔''

٤٢٤٠- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة على موالي أزواج النبي ﷺ، ح: ١٤٩٢، ومسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٣ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٩٨، والكبرى، ح: ٤٥٦١.

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا.

٤٢٤١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ - يَعْنِي يَزِيدَ - عَنْ حَفْصِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ: أَبْصَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَاةً مَيِّتَةً لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ وَكَانَتْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ: «لَوْ نَزَعُوا جِلْدَهَا فَانْتَفَعُوا بِهِ» قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ! قَالَ: «إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا».

۴۲۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی اہلیہ) میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کی مردار بکری کو دیکھا جو صدقے کے مال سے اس کو دی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ اس کی کھال اتار لیتے اور پھر اس سے فائدہ اٹھاتے تو (بہتر ہوتا)۔'' انھوں نے کہا: وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا صرف کھانا حرام کیا گیا ہے۔''

٤٢٤٢- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الْقَطَّانُ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ مُذْ حِينٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ: أَنَّ شَاةً مَاتَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَّا دَبَغْتُمْ إِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ».

۴۲۴۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ ایک بکری مر گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کی کھال کو رنگ کیوں نہیں لیا کہ اس سے فائدہ اٹھاتے؟''

٤٢٤٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ:

۴۲۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ کا گزر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی مردار بکری کے پاس سے

٤٢٤١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٦٢.

٤٢٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٦٣.

٤٢٤٣ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٣/ ١٠٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٦٤.

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِشَاةٍ لِمَيْمُونَةَ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: «أَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمْ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ».

ہوا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اس کی کھال لے کر اسے رنگ کیوں نہیں لیا کہ اس سے فائدہ اٹھاتے؟''

٤٢٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: «أَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا».

۴۲۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا گزر ایک مردار بکری کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھالیا؟''

٤٢٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: «مَاتَتْ شَاةٌ لَنَا فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا فَمَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيهَا حَتَّى صَارَتْ شَنًّا».

۴۲۴۵- نبی اکرم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہماری ایک بکری مرگئی تو ہم نے اس کی کھال کو رنگ لیا' پھر ہم اس میں نبیذ بناتے رہے حتی کہ وہ مشک بن گئی۔

٤٢٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِـغَ فَقَدْ طَهُرَ».

۴۲۴۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کچی کھال کو بھی رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہوجاتی ہے۔''

٤٢٤٤ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٥٦٥، وللحديث شواهد كثيرة جدًا. * جرير هو ابن عبدالحميد.

٤٢٤٥ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: إذا حلف أن لا يشرب نبيذًا فشرب طلاءً أو سكرًا ... الخ، ح: ٦٦٨٦ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٦٦.

٤٢٤٦ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٦٧.

٤٢٤٧- أَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ -: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْخَيْرِ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنَّا نَغْزُو هٰذَا الْمَغْرِبَ وَإِنَّهُمْ أَهْلُ وَثَنٍ وَلَهُمْ قِرَبٌ يَكُونُ فِيهَا اللَّبَنُ وَالْمَاءُ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَلدِّبَاغُ طَهُورٌ. قَالَ ابْنُ وَعْلَةَ: عَنْ رَأْيِكَ أَوْ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۲۴۷- حضرت ابن وعلہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم ان مغربی لوگوں سے جنگ کرنے جاتے ہیں جو کہ بت پرست ہیں۔ان کے پاس مشکیزے ہوتے ہیں جن میں دودھ یا پانی ہوتا ہے۔(تو کیا ہم وہ استعمال کر سکتے ہیں؟) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دباغت چمڑے کو پاک کر دیتی ہے۔میں نے کہا: یہ آپ کی رائے ہے یا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا اگرچہ بت پرست کا ذبیحہ تو حلال نہیں مگر وہ چمڑے کو دباغت دے تو چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔

٤٢٤٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَوْنِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ عِنْدِ امْرَأَةٍ قَالَتْ: مَا عِنْدِي إِلَّا فِي قِرْبَةٍ لِي مَيْتَةٍ، قَالَ: «أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا» قَالَتْ بَلٰى! قَالَ: «فَإِنَّ دِبَاغَهَا ذَكَاتُهَا».

۴۲۴۸- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے غزوۂ تبوک (کے سفر) میں ایک عورت کے پاس سے پانی منگوایا۔وہ کہنے لگی: میرے پاس پانی تو ہے مگر مردار کے چمڑے سے بنے ہوئے مشکیزے میں ہے۔آپ نے فرمایا: ''تو نے اسے دباغت نہیں دی تھی؟'' اس نے کہا: جی! دباغت تو دی تھی۔آپ نے فرمایا: ''تو دباغت (رنگنے) سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔''

٤٢٤٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ

۴۲۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم

٤٢٤٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٦٨.

٤٢٤٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في أهب الميتة، ح: ٤١٢٥ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٦٩، وللحديث شواهد. * الحسن البصري عنعن.

٤٢٤٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٤، ١٥٥ عن الحسين بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٧٠.

جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ: «دِبَاغُهَا طَهُورُهَا».

ﷺ سے مردار کے کچے چمڑے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''دباغت (رنگنے) سے پاک ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: دباغت کسی بھی ایسی چیز سے دی جاسکتی ہے جو چمڑے کی رطوبت کو ختم کر دے اور بدبو کو زائل کر دے۔

٤٢٥٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ: «دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا».

۴۲۵۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مردار کے چمڑے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''دباغت چمڑے کو پاک کر دیتی ہے۔''

٤٢٥١- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ذَكَاةُ الْمَيْتَةِ دِبَاغُهَا».

۴۲۵۱- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دباغت سے مردار کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔''

٤٢٥٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۲۵۲- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردار کا چمڑا دباغت سے

◄◄ وللحديث شواهد كثيرة.

٤٢٥٠_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧١، وانظر الحديث السابق والآتي.

٤٢٥١_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٤ عن حجاج به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٢، وانظر الحديث السابق.

٤٢٥٢_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٥٠، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٣.

إِسْرَائِيلُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَكَاةُ الْمَيْتَةِ دِبَاغُهَا».

پاک ہوجاتا ہے۔''

(المعجم ٥) - مَا يُدْبَغُ بِهِ جُلُودُ الْمَيْتَةِ (التحفة ٥)

باب:٥-مردار کے چمڑے کو کس چیز سے دباغت دی جائے؟

٤٢٥٣- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَالِكِ بْنِ حُذَافَةَ حَدَّثَهُ عَنِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ: أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهَا أَنَّهُ مَرَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا» قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ».

۴۲۵۳-حضرت عالیہ بنت سبیع سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ ؓ نے مجھے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے کچھ قریشی گزرے۔ وہ اپنی ایک مری ہوئی بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹ کر لے جا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اگر تم اس کا چمڑا اتار لیتے (تو اچھا ہوتا)۔'' انھوں نے کہا: یہ تو مری ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اسے پانی اور کیکر کا چھلکا پاک کر دیتا ہے۔''

فائدہ: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مردار جانور کے کچے چمڑے کو رنگنے کے لیے پانی اور کیکر کی چھال ضروری ہے یا اسی قسم کی صلاحیت رکھنے والا ایسا کیمیکل جو چمڑے کی بو اور رطوبت کو ختم کر دے' اس کا استعمال بھی جائز ہے۔ مقصود دباغت ہے۔

٤٢٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ-

۴۲۵۴-حضرت عبداللہ بن عکیم سے مروی ہے کہ میں اس وقت جوان لڑکا تھا جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کا

٤٢٥٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في أهب الميتة، ح: ٤١٢٦ من حديث ابن وهب به. وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٤. وصححه ابن حبان، والحاكم، وابن السكن (التلخيص الحبير: ١/ ٤٩).

٤٢٥٤ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب من روى أن لا يستنفع بإهاب الميتة، ح: ٤١٢٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٥. وحسنه الترمذي، ح: ١٧٢٩، والبيهقي: ١/ ١٨، وصححه ابن حبان. ※ الحكم ابن عتيبة صرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٣١١، وانظر نيل المقصود.

قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ: «أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

خط پڑھ کر سنایا گیا کہ ”تم مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔“

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن عکیم صحابی نہیں لیکن آپ کے دور میں موجود تھے اور مسلمان تھے مگر آپ کی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔ ایسے شخص کو محدثین کی اصطلاح میں مُخَضرَم کہتے ہیں۔ مخضرم کے معنی ہیں: ”صحابہ سے الگ کیا گیا باوجود اس زمانے میں ہونے کے۔“ ② یہ روایت سابقہ روایات کے خلاف ہے مگر وہ اس سے صحیح تر ہیں، نیز تطبیق بھی ممکن ہے کہ دباغت کے بغیر چمڑے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔ دباغت کے بعد فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ یہ اشارہ احادیث میں موجود ہے، لہٰذا جن حضرات نے اس حدیث کے ساتھ جواز کی احادیث کو منسوخ قرار دیا ہے، وہ درست نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ”یہ حدیث متأخر ہے کیونکہ یہ آپ کی وفات سے صرف ایک ماہ قبل کی ہے۔“ مگر نسخ تو آخری حربہ ہے۔ اگر تطبیق ممکن ہے تو نسخ کی کیا ضرورت ہے؟ جمہور تطبیق ہی کے قائل ہیں۔

٤٢٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

۴۲۵۵- حضرت عبداللہ بن عکیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ تحریر لکھ کر بھیجی: ”تم مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔“

فائدہ: ”لکھ کر“ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود یہ تحریر لکھی لیکن یہ صحیح نہیں۔ آپ لکھنا یا لکھا ہوا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ یہ بات قطعی دلائل سے ثابت ہے، لہٰذا اس حدیث میں مجاز ہے، یعنی تحریر لکھوائی۔

٤٢٥٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

۴۲۵۶- حضرت عبداللہ بن عکیم سے منقول ہے کہ

٤٢٥٥- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٦.

٤٢٥٦- [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٧.

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: كَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى جُهَيْنَةَ: «أَنْ لَّا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

رسول اللہ ﷺ نے جہینہ قبیلے کی طرف یہ تحریر لکھ کر بھیجی: ''تم مردار کے (غیر مدبوغ) چمڑے اور پٹھے کو استعمال نہ کرو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَصَحُّ مَا فِي هٰذَا الْبَابِ فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے فرمایا: اس مسئلے میں صحیح ترین روایت وہ ہے جس میں دباغت سے چمڑے کے پاک ہونے کا ذکر ہے یعنی زہری عن عبیداللہ عن ابن عباس عن میمونہ والی روایت۔ واللہ أعلم.

فائدہ: گویا امام صاحب اس روایت کو ترجیح دے رہے ہیں۔ دونوں روایات میں تطبیق پیچھے گزر چکی ہے۔

(المعجم ٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ (التحفة ٦)

باب:٦- جب مردار جانور کے چمڑے کو رنگ دیا جائے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے

٤٢٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ.

۴۲۵۷- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جب مردار کے چمڑے کو رنگ دیا جائے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

٤٢٥٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في أهب الميتة، ح: ٤١٢٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٩٨، والكبرى، ح: ٤٥٧٨. * قوله عن أبيه غلط، والصواب عن أمة، وهي أم محمد، لم يوثقها غير ابن حبان، وقال الأثرم: غير معروفة (الجوهر النقي: ١/ ١٧).

فوائد و مسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۰/۵۰۴ و ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۴۴/۳۳، ۴۶) ② ”حکم دیا“ یعنی اجازت اور رخصت دی۔ ممکن ہے حکم ہی مراد ہو کیونکہ مال ضائع کرنے کی اجازت نہیں۔

(المعجم ٧) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِجُلُودِ السِّبَاعِ (التحفة ٧)

باب: ۷- درندوں کے چمڑے سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت

٤٢٥٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيٰى، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ.

۴۲۵۸- حضرت ابوالملیح کے والد محترم (حضرت اسامہ ؓ) سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے درندوں کے چمڑے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: درندوں کے چمڑے عموماً متکبر لوگ استعمال کرتے ہیں، اس لیے ان کے استعمال سے منع فرمایا جس طرح مسلمان مردوں کو سونے اور ریشم کے استعمال سے منع فرمایا گیا ہے۔ شیر اور چیتے وغیرہ کا چمڑا عام استعمال میں تھا۔ ممکن ہے دباغت کے بغیر استعمال کیا گیا ہو لیکن یہ مرجوح احتمال ہے۔ صحیح بات پہلی ہی ہے۔ واللہ أعلم.

٤٢٥٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ وَمَيَاثِرِ النُّمُورِ.

۴۲۵۹- حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کو) ریشم، سونے اور چیتوں کے چمڑے سے بنے ہوئے گدیلوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

٤٢٥٨ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في جلود النمور والسباع، ح: ٤١٣٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٧٩، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٧٥، والحاكم: ١/١٤٨، والذهبي، وله شاهد حسن عند البيهقي: ١/ ٢١.

٤٢٥٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود، ح: ٤١٣١ (انظر الحديث السابق) عن عمرو بن عثمان بن سعيد الحمصي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٨٠، وللحديث شواهد. * بحير هو ابن سعد، وبقية صرح بالسماع من شيخه، وهذا النهي من الذهب والحرير للرجال فقط دون النساء.

٤٢٦٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبُوسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ.

۴۲۶۰- حضرت خالد سے روایت ہے کہ حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے چمڑے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں۔

(المعجم ٨) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْانْتِفَاعِ بِشُحُومِ الْمَيْتَةِ (التحفة ٨)

باب:۸- مردار کی چربی سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت

٤٢٦١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ، يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ». فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدَّهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا، هُوَ حَرَامٌ» فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ جَمَّلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».

۴۲۶۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں فرماتے سنا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول (ﷺ) نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔'' عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ کشتیوں کو ملی جاتی ہے اور چمڑوں کو لگائی جاتی ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ حرام ہے۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت فرمائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کا استعمال حرام فرمایا تو انھوں نے چربی کو پگھلا کر بیچ دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔''

٤٢٦٠ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٨١.

٤٢٦١ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ح: ٢٢٣٦، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح: ١٥٨١ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٨٢.

فوائد و مسائل: ① مردار جانور کی چربی انواعِ استعمال میں سے کسی بھی نوع میں استعمال نہیں ہو سکتی۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ حیلہ جو کسی حرام چیز کو حلال کرنے کی خاطر اختیار کیا جائے' باطل ہے۔ ایسا حیلہ بھی باطل ہے جو حرام چیز کی حلت تک لے جائے اور اسی طرح اس کے برعکس بھی۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی ہیئت اور اس کے نام کی تبدیلی سے اس چیز کا حکم نہیں بدلتا' مثلاً: یہودیوں نے جامد چربی کو پگھلا کر اسے مائع میں تبدیل کر کے استعمال کیا' اس کے باوجود ان پر لعنت کی گئی۔ یہی حکم دیگر اشیاء کا ہے۔ نیز اس مسئلے کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ جو کوئی حرام چیزوں کو حلال کرنے کی خاطر کسی قسم کا حیلہ تراشتا ہے' وہ ملعون ہے کیونکہ وہ بھی اس سلسلے میں یقیناً ان یہودیوں کی راہ پر چلا ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرنے کے لیے حیلے بہانے گھڑ لیے تھے۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ. ④ مذکورہ تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ جو چیز فی نفسہٖ حرام ہے' اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا حرام ہے نیز اس کا کاروبار بھی حرام ہے۔ اس کو کسی حیلے سے حلال نہیں کیا جا سکتا' مثلاً: شراب کو سرکہ بنا کر بیچا نہیں جا سکتا۔ حرام چیز کی قیمت بھی حرام ہے۔

(المعجم ٩) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِمَا حَرَّمَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ (التحفة ٩)

باب:۹- اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز سے (کسی بھی طرح) فائدہ اٹھانے کی ممانعت

٤٢٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَعَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُبْلِغَ عُمَرُ أَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا، قَالَ: قَاتَلَ اللهُ سَمُرَةَ، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَّلُوهَا، قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي أَذَابُوهَا.

۴۲۶۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے شراب بیچی ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سمرہ کو ہلاک کرے' اسے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت فرمائے کہ ان پر چربی حرام ہوئی تو انھوں نے اِسے پگھلایا (اور بیچ دیا)۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے فائدہ اٹھانا درست نہیں۔ ② یہ حدیث ناجائز حیلے کے بطلان پر بھی واضح طور پر دلالت کرتی ہے اور یہ بھی کہ شریعت کی حرام کردہ اشیاء کو کسی بھی حیلے بہانے سے یا کسی

٤٢٦٢- أخرجه مسلم، ح: ١٥٨٢ عن إسحاق بن إبراهيم (وهو ابن راهويه)، انظر الحديث السابق، والبخاري، البيوع، باب: لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه، ح: ٢٢٢٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٨٣.

چیز کی آڑ لے کر حلال نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی قبیح حرکت کے مرتکب لعنت کے مستحق قرار پا سکتے ہیں۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ شراب کی خرید و فروخت ناجائز اور حرام ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی چیز فی نفسہٖ حرام ہو تو اس کی قیمت بھی حرام ہی ہوتی ہے۔ ④ یہ حدیث مبارکہ سگریٹ' تمباکو' بیڑی' نسوار اور دیگر مسکرات و مفترات کی تجارت کی ممانعت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠) - بَابُ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- چوہا گھی میں گر جائے تو......؟

٤٢٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ».

۴۲۶۳- حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک چوہیا گھی میں گری اور مر گئی۔ نبیٔ اکرم ﷺ سے (اس کے متعلق) سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”چوہیا اور اس کے ارد گرد کے گھی کو پھینک دو اور باقی کھا لو۔“

٤٢٦٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ جَامِدٍ فَقَالَ: «خُذُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَأَلْقُوهُ».

۴۲۶۴- حضرت میمونہ ؓ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ جمے ہوئے گھی میں چوہا گر گیا ہے۔ (اسے کیا کیا جائے؟) آپ نے فرمایا: ”چوہے اور اس کے ارد گرد کے گھی کو نکال پھینکو۔“

٤٢٦٥- أَخْبَرَنَا خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ:

۴۲۶۵- حضرت میمونہ ؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم

٤٢٦٣ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: إذا وقعت الفأرة في السمن الجامد أو الذائب، ح:٥٥٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٨٤.

٤٢٦٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٧١، ٩٧٢، والكبرٰى، ح:٤٥٨٥.

٤٢٦٥ـ [إسناده ضعيف] رواه أبوداود، ح:٣٨٤٣ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٨٦. * الزهري عنعن.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ بُوذُوَيْهِ: أَنَّ مَعْمَرًا ذَكَرَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ».

ﷺ سے پوچھا گیا: چوہا گھی میں گر جائے تو (کیا کیا جائے؟) آپ نے فرمایا: ''اگر (گھی) جما ہوا ہو تو چوہا اور اس کے اردگرد والا گھی باہر پھینک دو۔ (اور باقی کو استعمال کرلو) لیکن اگر وہ پگھلا ہوا ہے تو اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔''

فائدہ: چوہا مرنے سے پلید ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی وہ حرام جانور ہے لیکن اگر گھی جما ہوا ہو تو اس کی نجاست سارے گھی میں سرایت نہیں کرے گی' لہٰذا چوہے کے قریب والا گھی جو اس سے متأثر ہوا ہے' مثلاً: اس میں آلودگی وغیرہ ہے تو چوہے سمیت باہر پھینک دیا جائے' باقی گھی پاک صاف ہے۔ اس حد تک تو اتفاق ہے لیکن اگر گھی مائع حالت میں ہے تو جمہور اہل علم کے نزدیک اس حدیث کے مطابق اسے ضائع کر دیا جائے گا کیونکہ وہ پلید ہو چکا ہے مگر بعض اہل علم نے اس میں بھی پہلے طریقے پر عمل کیا ہے کہ چوہا اور اس کے اردگرد والا گھی پھینک دیا جائے اور باقی گھی استعمال کر لیا جائے۔ ان کے نزدیک مائع چیز اس وقت تک پلید نہیں ہوتی جب تک اس کا رنگ یا بو یا ذائقہ نجاست کے ساتھ بدل نہیں جاتا' لہٰذا اگر چوہے کے مرنے سے گھی (مائع) میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تو وہ پلید نہیں' استعمال ہو سکتا ہے۔ اس حدیث کو وہ ضعیف کہتے ہیں (شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے شاذ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: ضعيف سنن النسائي للألباني' رقم:۴۲۷۱) لیکن امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ بہر صورت مائع میں امکان ہے کہ چوہا مرنے کے بعد اس میں تیرتا رہا ہو۔ اس صورت میں پورا گھی اس کا ماحول قرار دیا جائے گا' اس لیے سارا گھی ہی ضائع کرنا ہوگا۔ ویسے بھی مائع میں چوہے کے قریبی گھی کا تعین مشکل ہے' اس لیے جمہور اہل علم کا مسلک ہی احتیاط کے قریب ہے' اسے ہی اختیار کرنا چاہیے۔ والله أعلم.

٤٢٦٦- أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سُلَيْمِ بْنِ عُثْمَانَ الْفَوْزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَدِّي الْخَطَّابُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ قَالَ:

۴۲۶۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر اس بکری کے مالک اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھا لیتے تو کیا حرج تھا؟''

٤٢٦٦- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب جلود الميتة، ح:٥٥٣٢ عن خطاب بن عثمان به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٨٧.

سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: «مَا كَانَ عَلَى أَهْلِ هٰذِهِ الشَّاةِ لَوِ انْتَفَعُوا بِإِهَابِهَا».

فائدہ: اس حدیث کا متعلقہ باب سے تو کوئی تعلق نہیں، البتہ گزشتہ ابواب سے تعلق ہے۔ ممکن ہے قریبی باب ضمنی ہو۔ اصل باب سابقہ ہی ہو۔ قریبی باب جملہ معترضہ کی طرح ہوگا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١) - اَلذُّبَابُ يَقَعُ فِي الْإِنَاءِ (التحفة ١١)

باب:١١- مکھی برتن میں گر جائے (تو کیا کیا جائے؟)

٤٢٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَمْقُلْهُ».

۴۲۶۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کے (کھانے پینے کے) برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر نکال دیا جائے۔“

فوائد و مسائل: ① کھانے پینے والی کسی چیز یا برتن میں مکھی گر جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز اور برتن پلید نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مکھی کی بابت حکم فرمایا ہے کہ اس کو ڈبو دیا جائے اور پھر ڈبو کر نکال پھینکا جائے۔ ② اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مکھی زندہ ہو یا مردہ، وہ پاک ہوتی ہے۔ ③ ”ڈبو کر“ ڈبونے سے اس کے مرنے کا امکان ہے۔ معلوم ہوا مکھی وغیرہ (جن میں خون کثیر مقدار میں نہیں ہوتا) کے مرنے سے مشروب پلید نہیں ہوگا۔ ④ رسول صادق و مصدوق ﷺ سے دیگر روایات میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ مکھی کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔ اور مکھی کسی چیز میں گرتے وقت وہ پر پہلے لگاتی ہے جس میں بیماری ہے، لہٰذا تم دوسرا پر بھی ڈبو دو تاکہ بیماری کا علاج ساتھ ہی ہو جائے۔ (صحيح البخاري، بدء الخلق، حديث: ۳۳۲۰، وسنن أبي داود، الأطعمة، حديث: ۳۸۴۴) ⑤ بعض حضرات نے اس حدیث پر

٤٢٦٧ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب الذباب يقع في الإناء، ح: ٣٥٠٤ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٨٨، وحسنه البوصيري.

اعتراض کیا ہے کہ مکھی تو گندی چیزوں پر بیٹھتی ہے۔ پھر کھانے پینے والی چیزوں کو خراب کرتی ہے' لہٰذا مکھی کو ڈبونے سے تو مزید خرابی پیدا ہوگی۔ ان معترض حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود مکھی سے نہیں بچ سکتے اور نہ اس کی خرابی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے اس کا علاج تجویز فرمایا ہے تو کیا برا کیا ہے؟ باقی رہی یہ چیز کہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ شہد کی مکھی میں شہد بھی ہے اور زہر بھی۔ جانوروں میں دودھ بھی ہے اور گوبر بھی' نیز یہ عملی تجربہ ہے کہ بھڑ وغیرہ کاٹ لے تو اس کو وہیں جسم پر مسل دینے سے زہر ختم ہو جاتا ہے۔ کیوں نہ ایک سچے نبی کی بات کو صدق دل سے مان لیا جائے؟ فداہ نفسي و روحي ﷺ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٢) - كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ (التحفة ٢٥)

شکار اور ذبیحہ سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - اَلْأَمْرُ بِالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الصَّيْدِ (التحفة ١)

٤٢٦٨- أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ بِمِصْرَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ، فَإِنْ أَدْرَكْتَهُ لَمْ يَقْتُلْ فَاذْبَحْ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ، وَإِنْ أَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ فَقَدْ أَمْسَكَهُ عَلَيْكَ، وَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَطْعَمْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَ كَلْبُكَ كِلَابًا فَقَتَلْنَ فَلَمْ يَأْكُلْنَ فَلَا تَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ».

باب:١- شکار کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم

۴۲۶۸- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنا کتا (شکار کے پیچھے) چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چھوڑ' پھر اگر تو شکار کو اس حال میں پالے کہ کتے نے اسے قتل نہیں کیا تو اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کر لے۔ اور اگر شکار کو اس حال میں پائے کہ کتا اسے قتل کر چکا ہے لیکن اس نے کچھ نہیں کھایا تو وہ شکار تو کھا سکتا ہے کیونکہ اس نے اسے تیرے لیے پکڑا ہے اور اگر تو دیکھے کہ کتے نے اس میں سے کچھ کھا لیا ہے تو تو اس میں سے کچھ بھی نہ کھا کیونکہ کتے نے تو اسے اپنے لیے پکڑا ہے۔ اور اگر تیرے کتے کے ساتھ اور کتے بھی مل جائیں' پھر وہ مل کر کسی جانور کو قتل کر دیں' پھر خواہ وہ اسے نہ بھی کھائیں تو بھی تو اس

٤٢٦٨_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح:١٩٢٩/٧ من حديث ابن المبارك، والبخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثةً، ح:٥٤٨٤ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٧٤.

سے کچھ نہ کھا کیونکہ تجھے علم نہیں کہ ان میں سے کس کتے
نے اسے قتل کیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جب شکاری کتا شکار کے لیے چھوڑا جائے تو اس وقت بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ یہی حکم تیر اور دوسرے آلاتِ شکار کا ہے کہ ان کے ذریعے سے بھی بسم اللہ پڑھ کر ہی شکار کیا جائے۔ ② حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اس طریقے سے شکار کرنا جس کا حدیث شریف میں ذکر ہے' مباح اور جائز کام ہے۔ یہ اس لہو ولعب کی قسم سے نہیں جس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر شکار کرنا ممنوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کی قطعاً اجازت نہ دیتے۔ ③ شوقیہ طور پر کتے پالنا جائز نہیں' تاہم بغرض شکار اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح کتوں کی خرید وفروخت ویسے تو ممنوع ہے البتہ ایسے ''سدھائے ہوئے'' کتے کی خرید وفروخت کی بعض فقہاء اجازت دیتے ہیں۔ ④ سکھلایا ہوا کتا اگر بسم اللہ پڑھ کر شکار پر چھوڑا جائے اور وہ مالک کی خاطر ہی شکار کرے اور اس اثنا میں شکار ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو بھی اس کو کھانا درست ہے۔ ہاں' البتہ شکار اگر زندہ حالت میں مل جائے تو اسے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنا ضروری ہے۔ یاد رہے کہ شکاری اور تربیت یافتہ کتے کے جھوٹے کا بھی وہی حکم ہے جو غیر تربیت یافتہ کتے کے جھوٹے کا حکم ہے کہ وہ حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے اس شکار کے کھانے کی اجازت نہیں دی جسے کتے نے کھایا ہو' خواہ تھوڑا سا حصہ ہی سہی۔ حکمت اس کی یہی معلوم ہوتی ہے کہ امت اور مخلوق کے حقیقی خیر خواہ انھیں کتے کے زہریلے جراثیم کے خطرناک نتائج سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں ...... ﷺ ...... مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن نسائی (اُردو) ج:۱' ص:۳۱۸-۳۲۲ طبع دار السلام) ⑤ اس حدیث سے ضمناً یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک جانور کو شکار کرنے کے لیے کتا چھوڑا جائے لیکن کتا اس کے علاوہ کوئی دوسرا جانور مالک کی خاطر شکار کر لے تو اس کو کھانا بھی جائز ہے کیونکہ کتے نے اسے اپنے مالک کے لیے شکار کیا ہے۔ ⑥ کتے کا شکار جائز ہے مگر اس کے لیے دو شرطیں ہیں: بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑا جائے اور اس کے ساتھ کوئی ایسا کتا شریک نہ ہو جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو' کتا شکار کے لیے سدھایا گیا ہو' یعنی وہ شکار کو مالک کے لیے پکڑے نہ کہ اپنے لیے' اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ شکار کو صرف پکڑے' کھائے نہ۔ اگر کھا لے تو وہ سدھایا ہوا شمار نہ ہوگا۔ بعض علماء نے یہ بھی ضروری قرار دیا ہے کہ وہ کتا شکار کو بھنبھوڑ کر نہ مار دے بلکہ دانت لگائے اور جانور خون نکلنے سے ختم ہو ورنہ بھنبھوڑنے سے مرنے والا جانور حلال نہ ہوگا۔ ⑦ جس شخص کا ذبیحہ حلال ہے' اسی کے چھوڑے ہوئے کتے کا شکار حلال ہے' مثلاً: مسلمان' یہودی' عیسائی۔ اور جس شخص کا ذبیحہ حلال نہیں' اس کے چھوڑے ہوئے کتے کا شکار بھی حلال نہیں' مثلاً: بت پرست' مجوسی' آتش پرست وغیرہ۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَكْلِ مَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ (التحفة ٢)

باب:۲-وہ جانور کھانا حرام ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو

٤٢٦٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «مَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَمَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ» وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَأَخَذَ وَلَمْ يَأْكُلْ، فَكُلْ، فَإِنَّ أَخْذَهُ ذَكَاتُهُ، وَإِنْ كَانَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبٌ آخَرُ فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَ مَعَهُ فَقَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ».

۴۲۶۹-حضرت عدی بن حاتم ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض تیر کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جو جانور تو تیر کی نوک سے شکار کرے وہ تو کھا لے اور جو جانور اس کے پہلو سے شکار کرے (وہ نہ کھا کیونکہ) وہ چوٹ سے مرا ہے۔“ میں نے آپ سے کتے (کے شکار) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تو اپنا کتا چھوڑے اور وہ جانور کو جا پکڑے لیکن خود نہ کھائے تو تو اسے کھا سکتا ہے کیونکہ کتے کا پکڑنا بھی ذبح ہی ہے۔ اور اگر تیرے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا مل جائے اور تجھے خطرہ ہو کہ شاید اس کے ساتھ اس نے بھی پکڑا ہے اور مار دیا ہے تو تو نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے کتے پر نہیں۔“

فائدہ: معراض ایک خاص قسم کا تیر ہوتا تھا جس کے نہ تو پر ہوتے تھے نہ نوک۔ بس ایک چھڑی سمجھ لیجیے۔ اس کی چوٹ سے شکار مر جاتا تھا جبکہ تیر کے شکار میں ضروری ہے کہ تیر کی نوک لگے تاکہ جانور خون نکل کر ختم ہو۔ اگر تیر بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا گیا ہو تو خون نکل کر ختم ہونے کی وجہ سے یہ ذبح کے قائم مقام ہے لہٰذا اس کا کھانا جائز ہے البتہ چوٹ لگے تو پھر ذبح شرط ہے ورنہ وہ جانور حرام ہوگا۔ بندوق سے کیے گئے شکار کا بھی یہی حکم ہے۔

(المعجم ٣) - صَيْدُ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ (التحفة ٣)

باب:۳-سدھائے ہوئے کتے کا شکار

٤٢٦٩ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب التسمية على الصيد ... الخ، ح:٥٤٧٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح:١٩٢٩/ ٤ من حديث زكريا بن أبي زائدة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٧٥. ※ عبدالله هو ابن المبارك.

٤٢٧٠ - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أُرْسِلُ الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ فَيَأْخُذُ، فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَأَخَذَ فَكُلْ» قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلَ». قُلْتُ: أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ، قَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

۴۲۷۰-حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنا سدھایا ہوا کتا شکار پر چھوڑتا ہوں' وہ اسے پکڑ لے تو؟ آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑے اور بسم اللہ بھی پڑھے' پھر وہ پکڑ لے تو تو کھا سکتا ہے۔'' میں نے کہا: اگرچہ وہ قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ قتل کر دے۔'' میں نے کہا: میں معراض تیر چلاتا ہوں تو پھر؟ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ نوک کے بل لگے تو تو کھا سکتا ہے اور اگر وہ کسی اور جانب سے لگے تو پھر نہ کھا۔''

فوائد ومسائل: ① سدھائے ہوئے اور تربیت یافتہ کتے سے شکار کرنا جائز ہے' نیز سدھائے اور غیر سدھائے کتوں کے شکار کا فرق ہے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ تیر اور اس قسم کی دیگر چیزوں' مثلاً: بندوق وغیرہ کے ذریعے سے شکار کرنا بھی جائز ہے' تاہم اس کے لیے شرط یہ ہے کہ تیر یا بندوق کی گولی شکار کیے جانے والے پرندے یا جانور کا خون نکال دے' اسے محض چوٹ کے انداز پہ نہ مار ڈالے' یعنی ان کے ذریعے سے بھی اس طرح سے شکار کیا جائے جس طرح دھار دار چیز سے کیا جاتا ہے۔ اگر تیر یا بندوق وغیرہ بسم اللہ پڑھ کر چلائی جائے اور شکار مر جائے تو وہ شکار حلال ہے بصورت دیگر ناجائز ہوگا' تاہم اگر بندوق چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لینا بھول جائے تو ایسی صورت میں اس شکار کو کھانا جائز ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بھول چوک معاف فرما دی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤) - صَيْدُ الْكَلْبِ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ (التحفة ٤)

باب:۴- اس کتے کا شکار جسے سدھایا نہ گیا ہو

٤٢٧١ - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ

۴۲۷۱- حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٤٢٧٠ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما أصاب المعراض بعرضه، ح:٥٤٧٧، ومسلم، ح:١٩٢٩ (انظر الحديث السابق) من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٧٦.

٤٢٧١ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما جاء في التصيد، ح:٥٤٨٨، ومسلم، الصيد والذبائح، باب ◀◀

مُحَمَّدٍ الْكُوفِيُّ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا بِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَقَالَ: «مَا أَصَبْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ وَكُلْ، مَا أَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَكُلْ، وَمَا أَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ».

کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم شکار والے علاقے میں رہتے ہیں۔ میں تیر سے بھی شکار کرتا ہوں‘ اپنے سدھائے ہوئے اور ان سدھائے کتوں کے ساتھ بھی۔ آپ نے فرمایا: ”جو تو اپنے تیر سے شکار کرے‘ اسے کھا سکتا ہے بشرطیکہ تو نے (چھوڑتے وقت) بسم اللہ پڑھی ہو۔ اسی طرح جو شکار سدھائے ہوئے کتے سے کرے‘ وہ بھی کھا سکتا ہے بشرطیکہ تو نے کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی ہو‘ البتہ جو شکار تو ان سدھائے (غیر تربیت یافتہ) کتے سے کرے‘ اگر اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے‘ تب کھا سکتا ہے۔“

فائدہ: یہ باب اَن سدھائے اور غیر تربیت یافتہ کتے کے ذریعے سے کیے ہوئے شکار کے متعلق ہے‘ یعنی ایسے شکار کو کھانے کی بابت شریعت کا حکم کیا ہے؟ اَن سدھائے‘ کتے کے ذریعے سے کیا ہوا شکار مطلقاً حرام ہے نہ مطلقاً حلال‘ بلکہ اس میں تفصیل ہے کہ اگر ایسے کتے کے ذریعے سے کیا ہوا شکار زندہ حالت میں مل جائے اور اسے ذبح کر لیا جائے تو اس کو کھانا جائز ہوگا۔ اور اگر شکار مر چکا ہو‘ خواہ کتے نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا ہو تو بھی اس کو کھانا حرام ہے اگرچہ کتے کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام بھی لیا گیا ہو۔

(المعجم ٥) - إِذَا قَتَلَ الْكَلْبُ (التحفة ٥)

باب: ۵- اگر کتا شکار کو قتل کر دے تو؟

٤٢٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ أَبُو صَالِحٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أُرْسِلُ كِلَابِي

۴۲۷۲- حضرت عدی بن حاتم (طائی) ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سدھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑتا ہوں۔ وہ شکار کو میرے لیے پکڑ کر رکھتے ہیں تو کیا میں کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تو سدھائے ہوئے کتے

الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٣٠ من حديث ابن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٧٧.

٤٢٧٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٧٠، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٧٨.

الْمُعَلَّمَةَ فَيُمْسِكْنَ عَلَيَّ، فَآكُلُ؟ قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ فَأَمْسَكْنَ عَلَيْكَ فَكُلْ» قُلْتُ: فَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلْنَ». قَالَ: «مَالَمْ يَشْرَكْهُنَّ كَلْبٌ مِنْ سِوَاهُنَّ» قُلْتُ: أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ فَيَخْزِقُ، قَالَ: «إِنْ خَزَقَ فَكُلْ وَإِنْ أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

چھوڑے اور وہ تیرے لیے شکار پکڑے رکھیں (خود نہ کھائیں) تو کھالے۔'' میں نے کہا: اگر وہ قتل کر دیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''خواہ قتل کر دیں' البتہ ان کے ساتھ کوئی اور کتا شریک نہ ہو۔'' میں نے کہا کہ میں معراض تیر پھینکتا ہوں جو شکار کو پھاڑ دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تو تیر پھاڑ دے تو کھالے لیکن اگر وہ جانور کو نوک کی بجائے کسی اور جگہ سے لگے تو نہ کھا۔''

(المعجم ٦) - إِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهِ كَلْبًا لَمْ يُسَمَّ عَلَيْهِ (التحفة ٦)

باب:٦-اگر اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پائے جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی گئی تو؟

٤٢٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَخَالَطَتْهُ أَكْلُبٌ لَمْ تُسَمِّ عَلَيْهَا فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَهُ».

۴۲۷۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنے (سدھائے ہوئے) کتے کو چھوڑے' پھر اس کے ساتھ اور کتے مل جائیں جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو تو اسے نہ کھا کیونکہ تو نہیں جانتا کہ ان میں سے کس کتے نے قتل کیا ہے۔''

فائدہ: معلوم ہوا اگر ان کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو' خواہ کسی دوسرے نے پڑھی ہو تو شکار حلال ہے۔

(المعجم ٧) - إِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهِ كَلْبًا غَيْرَهُ (التحفة ٧)

باب:٧-جب کوئی شخص اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پائے تو؟

٤٢٧٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٨، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٧٩.

٤٢٧٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا - وَهُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَسَمَّيْتَ فَكُلْ، وَإِنْ وَجَدْتَ كَلْبًا آخَرَ مَعَ كَلْبِكَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ».

۴۲۷۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کتے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو اپنا کتا چھوڑے، بسم اللہ پڑھے تو اس کا شکار کھا لے۔ اور اگر تو اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پائے تو پھر نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی تھی نہ کہ دوسرے پر۔“

٤٢٧٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَكَانَ لَنَا جَارًا وَدَخِيلًا وَرَبِيطًا بِالنَّهْرَيْنِ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا قَدْ أَخَذَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ؟ قَالَ: «لَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ».

۴۲۷۵- حضرت شعبی نے کہا کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جو کہ نہرین شہر میں ہمارے پڑوسی تھے، ملنے جلنے والے اور اللہ لوگ (زاہد) آدمی تھے، نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنا کتا شکار پر چھوڑتا ہوں، پھر اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پاتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کس نے شکار پکڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تو نہ کھا کیونکہ تو نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی تھی نہ کہ دوسرے پر۔“

٤٢٧٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنِ الشَّعْبِيِّ،

۴۲۷۶- حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت آتی ہے۔

٤٢٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٨٠.

٤٢٧٥ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/ ٥ من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٨١.

٤٢٧٦ـ أخرجه مسلم من حديث محمد بن جعفر به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٨٢.

عَنْ عَدِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ .

٤٢٧٧ - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو الْغَيْلَانِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ : أُرْسِلُ كَلْبِي قَالَ : «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَسَمَّيْتَ فَكُلْ ، وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ، وَإِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَوَجَدْتَ مَعَهُ غَيْرَهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ» .

۴۲۷۷- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں شکار کے لیے اپنا کتا چھوڑتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنا کتا چھوڑے اور بسم اللہ پڑھے تو اس کا شکار کھا سکتا ہے۔ اگر کتا اس میں سے کچھ کھا لے تو پھر تو نہ کھا کیونکہ اس نے وہ شکار اپنے لیے پکڑا ہے۔ اور جب تو اپنا کتا چھوڑے' پھر اس کے ساتھ کوئی اور کتا پائے تو اس کا شکار نہ کھا کیونکہ تو نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے نہ کہ دوسرے پر۔''

٤٢٧٨ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ وَعَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ : أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا آخَرَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ؟ قَالَ : «لَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ» .

۴۲۷۸- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں' پھر اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا بھی پاتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کس نے شکار پکڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہ کھا کیونکہ تو نے صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے دوسرے پر نہیں۔''

٤٢٧٧ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعًا، ح: ١٧٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٨٣ .

٤٢٧٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٨٤ .

(المعجم ٨) - اَلْكَلْبُ يَأْكُلُ مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ٨)

باب:٨- کتا شکار سے کھانا شروع کر دے تو؟

٤٢٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ -: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا وَعَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ» قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنْ كَلْبِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ» قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلَ، فَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ، وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَهُ كَلْبًا غَيْرَ كَلْبِكَ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْ عَلَى غَيْرِهِ».

۴۲۷۹- حضرت عدی بن حاتم ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض کے تیر کے شکار کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”جسے تیر نوک کے بل لگا ہوا سے کھالے اور جسے عرض کے بل (یا کسی اور طرف سے) لگا ہو وہ چوٹ سے مرنے والا جانور ہے۔“ میں نے آپ سے شکاری کتے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو کتا چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو اس کا شکار کھالے۔“ میں نے کہا: اگر وہ قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا: ”خواہ وہ قتل کر دے۔ لیکن اگر وہ اس میں سے کھانے لگے تو پھر نہ کھا۔ اور اگر تو اس کے ساتھ کوئی اور کتا پائے جبکہ جانور ختم ہو چکا ہو تو اسے نہ کھا کیونکہ تو نے اللہ کا نام صرف اپنے کتے پر لیا ہے نہ کہ دوسرے کتے پر۔“

٤٢٨٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ

۴۲۸۰- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تو اپنا کتا چھوڑے اور اس پر بسم اللہ پڑھے' پھر وہ قتل بھی کر دے لیکن خود نہ کھائے تو وہ شکار تو کھالے۔ اور اگر وہ کھانا شروع کر دے تو پھر نہ کھا کیونکہ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ) اس

٤٢٧٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٨٥.

٤٢٨٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٨، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٨٦.

فَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَقَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ، وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ».

نے شکار اپنے لیے پکڑا ہے نہ کہ تیرے لیے۔"

فائدہ: "نہ کہ تیرے لیے" مقصد یہ ہے کہ وہ کتا سدھایا ہوا نہیں، لہٰذا اس کا شکار جائز نہیں۔ حدیث کا اس قدر تکرار تمام تفصیلات بتانے کے لیے ہے، نیز یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ یہ حدیث غریب (ایک آدھ سند والی) نہیں۔

(المعجم ٩) - اَلْأَمْرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ (التحفة ٩)

باب:٩- کتے قتل کرنے کا حکم

٤٢٨١- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الصَّغِيرِ.

۴۲۸۱- حضرت میمونہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا: ......لیکن ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اس دن آپ نے صبح کے وقت کتے مارنے کا حکم دیا حتی کہ آپ چھوٹے چھوٹے کتے مارنے کا بھی حکم دیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ضرورت پڑنے پر کتوں کو قتل کرنا جائز ہے۔ ② "داخل نہیں ہوتے" یعنی رحمت کے فرشتے ورنہ کاتب، محافظ اور موت کے فرشتے تو ہر گھر میں جاتے ہیں۔ ③ "تصویر" مراد ذی روح کی تصویر ہے، خواہ وہ آدمی کی ہو یا حیوان کی، مجسم ہو یا نقش و نگار کی صورت میں ہو یا کپڑے پر بنائی گئی ہو یا وہ شمسی تصویر ہو، یہ سب اقسام حرام ہیں۔ صحیح احادیث کی روشنی میں فرشتے ان گھروں میں داخل نہیں ہوتے جن میں تصویریں ہوں۔ ہاں! صرف ان تصویروں کی رخصت ہے جو ناگزیر مقاصد کے لیے ہوں اور ان کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، جیسے پاسپورٹ، شناختی کارڈ یا لائسنس وغیرہ کے لیے انھیں بھی محفوظ یا بند مقام میں رکھا جائے، آویزاں نہ کیا جائے۔ اسی طرح کسی کپڑے پر بنی تصاویر کو پھاڑ کر بستر یا تکیے بنا لیے جائیں اور استعمال میں لایا جائے تو جائز ہے۔ بالفاظ دیگر اگر اس قسم کی صورت میں ان کی پامالی ہوتی ہے تو جائز ہیں۔ ④ "کتے مارنے کا حکم"

٤٢٨١_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٧٨٧.

رسول اللہ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے آغاز میں کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم عام تھا جو ہر قسم کے کتے کے قتل کو شامل تھا' اس لیے کسی قسم کے کتے کو پالنا جائز نہ تھا' پھر آپ نے کالے کتے کے علاوہ باقی کتوں کے قتل سے منع فرما دیا اور شکاری' کھیتی باڑی اور جانوروں کی حفاظت کے لیے کتے پالنے کی اجازت دے دی۔ ان اقسام کے علاوہ تمام کتوں کو ضرورت کے تحت خصوصاً اس وقت قتل کرنا جائز ہے جب وہ ضرر رساں بھی ہوں۔ واللہ أعلم.

٤٢٨٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ غَيْرَ مَا اسْتُثْنِيَ مِنْهَا .

۴۲۸۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مستثنیٰ شدہ کتوں کے علاوہ کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔

فائدہ: مستثنیٰ کتوں کا ذکر آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

٤٢٨٣- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَافِعًا صَوْتَهُ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، فَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْتَلُ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ .

۴۲۸۳- حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز کے ساتھ کتوں کے قتل کا حکم دیتے سنا' پھر کتے مارے جاتے تھے مگر شکاری یا جانوروں (اور کھیتوں) کی حفاظت کی خاطر رکھے ہوئے کتوں کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

٤٢٨٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۴۲۸۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شکاری اور جانوروں (یا کھیتوں) کی

٤٢٨٢_ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ٣٣٢٣، ومسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧٠/ ٤٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٦٩، والكبرى، ح: ٤٧٨٨ .

٤٢٨٣_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب قتل الكلاب إلا كلب صيد أو زرع، ح: ٣٢٠٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٨٩ .

٤٢٨٤_ أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧١ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٩٠ . * عمرو هو ابن دينار .

أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ.

حفاظت کے لیے رکھے گئے کتوں کے علاوہ دوسرے کتے مارنے کا حکم دیا۔

(المعجم ١٠) - صِفَةُ الْكِلَابِ الَّتِي أُمِرَ بِقَتْلِهَا (التحفة ١٠).

باب:۱۰-کس قسم کے کتے مارنے کا حکم دیا گیا تھا؟

٤٢٨٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا، فَاقْتُلُوا مِنْهَا الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ، وَأَيُّمَا قَوْمٍ اتَّخَذُوا كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

۴۲۸۵-حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی ایک مخلوق ہیں تو میں ان سب کے قتل کا حکم دیتا۔ اب تم خالص سیاہ کتے کو قتل کرو۔ جو لوگ بھی ایسا کتا رکھیں جو نہ تو کھیتی یا جانوروں کی حفاظت کے لیے ہو اور نہ شکار کے لیے تو ان کی نیکیوں سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔“

فوائد ومسائل: ① کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لیے اور شکار کرنے کی خاطر کتا رکھا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں انسان گناہ گار نہیں ہوگا۔ اسی طرح اشد ضرورت کی بنا پر گھر کی رکھوالی کے لیے بھی اس کی اجازت ہو سکتی ہے۔ جس نے مذکورہ ضرورتوں کے علاوہ کتا رکھا تو وہ شخص بہت گناہ گار اور نہایت خسارے میں ہے' اس لیے کہ بلاضرورت کتا رکھنے والے شخص کے نیک اعمال میں سے روزانہ ایک قیراط وزن کم کر دیا جاتا ہے۔ ذرا سوچیے کہ یہ کس قدر عظیم نقصان ہے۔ ② انسان کو نیک اعمال کر کے ان کی حفاظت کرتے رہنا چاہیے' اور ایسے برے اعمال سے گریز کرنا چاہیے جن کی وجہ سے اعمال صالحہ کی بربادی لازم آتی ہو۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے بچنے کی ترغیب بھی اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔ ③ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس عظیم لطف وکرم کی طرف بھی اشارہ ہے جو وہ اپنی معزز مخلوق انسان پر فرماتا ہے' یعنی جس چیز سے لوگوں کو کسی قسم کا فائدہ ہو سکتا ہے اسے ان کے لیے مباح اور جائز

٤٢٨٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصيد، باب اتخاذ الكلاب للصيد وغيره، ح: ٢٨٤٥ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٩١، وقال الترمذي، ح: ١٤٨٦، ١٤٨٩: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد كثيرة.
* يونس هو ابن عبيد.

فرما دینا۔ سبحان اللہ و بحمدہ، سبحان اللہ العظیم. ④ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے ان کی معاش و معاد کے تمام امور‘ جن کے وہ محتاج اور ضرورت مند تھے‘ بیان فرما دیے۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ اصول اور قاعدہ معلوم ہوا کہ نفع و نقصان دونوں کی حامل چیز میں اگر مصلحت راجح ہو تو اسے ترجیح حاصل ہوگی‘ یعنی مصلحتِ راجحہ کا لحاظ رکھا جائے گا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کتے میں نفع و نقصان کی دونوں صفات پائی جاتی ہیں۔ عام طور پر اس میں نقصان و فساد والی صفت کا غلبہ ہوتا ہے‘ اس لیے کتا رکھنے سے احتراز کا حکم دیا گیا ہے‘ تاہم جہاں اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچنا راجح تھا‘ وہاں عام حکم سے استثنا فرما دیا گیا۔ واللہ أعلم. ⑥ ”ایک مخلوق“ عربی میں أُمَّةٌ مِّنَ الْأُمَمِ، یعنی امتوں میں سے ایک امت‘ کے الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو بے فائدہ نہیں بنایا‘ خواہ وہ وقتی طور پر کسی کے لیے نقصان دہ ثابت ہو مگر مجموعی طور پر ہر مخلوق انسان کے لیے بلا واسطہ یا بالواسطہ مفید ہے‘ مثلاً: کتے حفاظت کا کام دیتے ہیں۔ شکار بھی کرتے ہیں۔ بعض ایسے مقامات ہوتے ہیں جہاں کتوں کے علاوہ شکار کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اور بھی بہت سے فوائد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جو خالق و رازق ہے‘ اس لیے کسی بھی مخلوق کو مکمل طور پر ختم کر دینا حکمت الٰہیہ کے منافی ہے‘ نیز یہ انسانی بقا کے بھی خلاف ہے‘ لہٰذا صرف موذی کو ختم کیا جائے‘ مثلاً: باؤلا کتا‘ بہت کاٹنے والا کتا یا آوارہ اور فالتو کتا وغیرہ۔ ⑦ ”خالص سیاہ کتا“ یہ بہت ڈراؤنا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ”کالا کتا شیطان ہے“ جس طرح برے اور شرارتی انسان کو شیطان کہہ دیا جاتا ہے‘ اسی طرح ڈراؤنے اور موذی کتے کو بھی شیطان کہا جا سکتا ہے۔ شیطان کسی کا نام نہیں بلکہ یہ وصف ہے۔ جس میں بھی پایا جائے‘ وہ شیطان ہے۔ ⑧ ”ایک قیراط“ ایک قیراط سے مراد کیا ہے؟ اس میں تفصیل ہے اور وہ اس طرح کہ قیراط کا اطلاق دو طرح کے وزن پر ہوتا تھا۔ ایک انتہائی معمولی وزن پر اور دوسرے انتہائی غیر معمولی وزن پر۔ معمولی وزن پر اس طرح کہ ایک دینار بیس قیراط کا ہوتا ہے‘ اور دینار ساڑھے چار ماشے‘ یعنی ۴.۳۷۴ گرام کا ہوتا ہے۔ گویا ایک قیراط کا وزن تقریباً ۲۲۰ ملی گرام بنتا ہے۔ دوسری قسم کا قیراط وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے احد پہاڑ کے برابر قرار دیا ہے۔ اس کی مقدار کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہاں اس حدیث میں قیراط سے مراد کون سا قیراط ہے؟ تو اس کی بابت اہل علم کی آراء مختلف ہیں۔ بعض اہل علم نے اس سے معمولی وزن مراد لیا ہے جبکہ بعض نے غیر معمولی وزن۔ ہمارا رجحان پہلی رائے کی طرف ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا مزاج نرمی کرنا ہے‘ سختی اور شدت نہیں اور نرمی پہلی صورت میں ہے نہ کہ دوسری میں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مطلقاً قیراط فرمایا ہے‘ کسی قسم کا تعین نہیں کیا‘ یہ تو معلوم بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت‘ اس کے غصے اور سزا سے کہیں زیادہ وسیع ہے‘ اس لیے سزا میں تخفیف اور فضل میں تکثیر والے ضابطے کی بنیاد پر بھی یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ قیراط سے مراد پہلی صورت ہوگی اور یہی ارحم الراحمین کے فضل و کرم اور اس کی رحمت و مہربانی کا تقاضا ہے۔ ﴿وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الأعراف:٧

١٥٦) اس سب کچھ کے باوجود حتمی اور یقینی طور پر صرف ایک بات کہی جا سکتی ہے کہ اللہ ہی کے علم میں ہے کہ اس حدیث میں قیراط سے مراد کونسا قیراط ہے؟ بہرحال ایک مومن شخص کو اس سے بھی بچنا چاہیے کہ وہ کسی ایسے کام کا مرتکب ہو کہ جس کی وجہ سے اس کے نیک اعمال میں سے ذرہ بھر کمی کر دی جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.

⑨ ''کمی ہوتی رہے گی'' یعنی ہر روز کی ہوئی نیکیوں میں سے اتنی مقدار ضائع ہوتی رہے گی کیونکہ ضرورت کے بغیر کتا گھر والوں کے لیے بھی نقصان دہ ہے اور گزرنے والوں کے لیے بھی۔ مزید برآں یہ کہ کتے میں باؤلا ہونے کے امکانات بھی ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ لوگوں کے لیے خوف ناک اذیت اور موت کا سبب بھی بنے گا۔ بہرحال بے فائدہ کتا رکھنے والے کے لیے یہ حدیث بہت بڑی وعید ہے۔

(المعجم ١١) - اِمْتِنَاعُ الْمَلَائِكَةِ مِنْ دُخُولِ بَيْتٍ فِيهِ كَلْبٌ (التحفة ١١)

باب:١١- فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (ناجائز) کتا ہو

٤٢٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَلَائِكَةُ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ».

۴۲۸۶- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو۔''

فائدہ: بلاضرورت جنبی رہنا بھی قبیح بات ہے۔ جب جنابت طاری ہو جائے تو فوراً نہانا چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ تاخیر ہو تو آئندہ فرض نماز تک لازمی نہا لینا چاہیے۔ اس سے زائد تاخیر کرنا گناہ کا موجب ہے۔ اصل یہی ہے کہ فوراً نہائے شرعی اور طبی اعتبار سے یہی بہتر ہے۔

٤٢٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَإِسْحَاقُ بْنُ

۴۲۸۷- حضرت ابوطلحہ ؓ سے روایت ہے کہ

٤٢٨٦ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٦٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٩٢.

٤٢٨٧ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ... الخ، ح: ٣٣٢٢، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ... الخ، ح: ٢١٠٦/ ٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٩٣.

مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

٤٢٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا فَقَالَتْ لَهُ مَيْمُونَةُ: أَيْ رَسُولَ اللهِ، لَقَدِ اسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذُ الْيَوْمَ، فَقَالَ: «إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ وَعَدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِي، أَمَا وَاللهِ! مَا أَخْلَفَنِي». قَالَ: فَظَلَّ يَوْمَهُ كَذٰلِكَ ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ نَضَدٍ لَنَا فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ بِهِ مَكَانَهُ، فَلَمَّا أَمْسٰى لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ كُنْتَ وَعَدْتَنِي أَنْ تَلْقَانِي الْبَارِحَةَ؟ قَالَ أَجَلْ! وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ». قَالَ: فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

۴۲۸۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بڑے افسردہ سے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج صبح سے آپ کی حالت عجیب سی محسوس ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھ سے آج رات ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ ملے نہیں۔ اللہ کی قسم! انھوں نے کبھی مجھ سے وعدہ خلافی نہیں کی۔'' آپ سارا دن اسی طرح رہے' پھر آپ کو خیال آیا کہ ہماری بستروں والی چارپائی کے نیچے کتے کا ایک پلا بیٹھا ہے۔ آپ نے حکم دیا اور اسے نکال دیا گیا' پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے وہاں کچھ پانی چھڑک دیا۔ جب شام ہوئی تو جبریل علیہ السلام آپ سے ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''آپ نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ گزشتہ رات مجھ سے ملیں گے؟'' وہ کہنے لگے: ہاں' لیکن ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اس دن سے رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

فوائد و مسائل: ① مسئلہ واضح ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو۔ لیکن

٤٢٨٨_ أخرجه مسلم، ح: ٢١٠٥ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٩٤.

یہ بات ضرور یاد رہنی چاہیے کہ جس گھر میں بوجہ ضرورت کتا رکھا جائے وہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کی اجازت شارع علیہ السلام نے خود دی ہے۔ اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا ہر کام منشائے الٰہی کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم ٥٣: ٣، ٤) ② اس حدیث مبارکہ سے وعدہ وفا کرنے کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ وعدہ وفائی ضروری ہے۔ جس سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ وعدے کا منتظر رہتا ہے۔ اندازہ لگائیے ایک بار جبریل امین علیہ السلام وعدے کے مطابق نہیں آئے تو رسول اللہ ﷺ سارا دن پریشان رہے۔ ③ معلوم ہوا فرشتے بھی قوانین الٰہی کے پابند ہیں' نیز انبیاء کے لیے بھی قانون بدلا نہیں جاتا ورنہ رسول اکرم ﷺ کے لیے قانون بدل دیا جاتا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْمَاشِيَةِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- جانوروں (کی حفاظت) کے لیے کتا رکھنے کی رخصت

٤٢٨٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ إِلَّا ضَارِيًا أَوْ صَاحِبَ مَاشِيَةٍ».

۴۲۸۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کتا رکھے' اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم کیے جائیں گے' الا یہ کہ وہ شکاری ہو یا جانوروں کی حفاظت کے لیے رکھا گیا ہو۔''

فائدہ: یہ تفصیلی بحث حدیث: ۴۲۸۵ میں گزر چکی ہے' البتہ وہاں ایک قیراط کا ذکر تھا یہاں دو قیراط کا ذکر ہے ممکن ہے کتے' کتے کا فرق ہو' یعنی جو زیادہ نقصان دہ ہو' وہاں دو قیراط کی کمی ہوتی ہے اور کم نقصان دہ پر ایک قیراط کی۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کا سبب جگہ کا فرق ہو' یعنی شہری آبادی میں دو قیراط اور بادیہ اور کھلی جگہ میں ایک قیراط وغیرہ۔ بعض لوگوں نے اس فرق کا سبب مدینہ اور غیر مدینہ میں کتا رکھنے کو قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٢٨٩- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب من اقتنى كلبًا ليس بكلب صيد أو ماشية، ح: ٥٤٨١، ومسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه ... الخ، ح: ١٥٧٤/ ٥٤ من حديث حنظلة بن أبي سفيان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٩٥.

٤٢٩٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِجِ بْنِ خَالِدٍ السَّعْدِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ خُصَيْفَةَ - قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ وَفَدَ عَلَيْهِمْ سُفْيَانُ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَائِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ» قُلْتُ: يَاسُفْيَانُ، أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ!.

۴۲۹۰- حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس سفیان بن ابوزہیر شنائی ؓ آئے اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا کتا رکھا جو نہ کھیتی کی حفاظت کرتا ہو اور نہ جانوروں کی (اور نہ وہ شکاری ہو) تو اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط ثواب کم کیا جائے گا۔'' میں نے کہا: اے سفیان! کیا آپ نے یہ فرمان رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' اس مسجد کے رب کی قسم!

(المعجم ١٣) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- شکار کے لیے کتا رکھنے کی رخصت

٤٢٩١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ ضَارِي أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ».

۴۲۹۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شکار یا جانوروں کے لیے کتے کے علاوہ کتا رکھے تو اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم کیے جائیں گے۔''

٤٢٩٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ

۴۲۹۲- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت ابن

٤٢٩٠ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٧٦، انظر الحديث السابق، عن علي بن حجر، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب اقتناء الكلب للحرث، ح: ٢٣٢٣ من حديث يزيد بن خصيفة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٩٦.

٤٢٩١ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب من اقتنى كلبًا ليس بكلب صيد أو ماشية، ح: ٥٤٨٢، ومسلم، المساقاة، الباب السابق، ح: ١٥٧٤ من حديث مالك عن نافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٩٧.

٤٢٩٢ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧٤ من حديث سفيان بن◀◀

عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ».

عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے شکار یا جانوروں (اور کھیتی) کے کتے کے علاوہ کتا رکھا' اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم کیے جائیں گے۔''

(المعجم ١٤) - اَلرُّخْصَةُ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴-کھیتی کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی رخصت

٤٢٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زَرْعٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

۴۲۹۳- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کتا رکھا جو نہ شکاری ہو اور نہ جانوروں یا کھیتی کی حفاظت کے لیے ہو تو اس کے ثواب سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔''

فائدہ: ممکن ہے نیکیوں میں کمی یا تو لوگوں کی تکلیف کی بنا پر ہو یا فرشتوں کے گھر میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے کیونکہ فرشتوں کی آمد سے اہل خانہ میں نیکیوں کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ یا شرعی حکم کی نافرمانی کی وجہ سے' یا اس لیے کہ وہ کتا گھر کے برتنوں میں منہ مارتا رہے اور صاحب خانہ کو پتا نہ چلے وغیرہ۔ الغرض اس کی وجہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی۔

٤٢٩٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اتَّخَذَ

۴۲۹۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے شکار یا کھیتی یا جانوروں کے کتے کے علاوہ کوئی کتا رکھا' اس کے اعمال صالحہ سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔''

عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٩٨.

٤٢٩٣ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٢٨٥، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٩٩.

٤٢٩٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٧٥، انظر الحديث المتقدم: ٤٢٩٢ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٠٠.

كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

٤٢٩٥- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا أَرْضٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ».

۴۲۹۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایسا کتا رکھے جو نہ شکاری ہو اور نہ جانوروں یا کھیتی کی حفاظت کے لیے ہو' اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔''

٤٢٩٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَيْدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ» قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ.

۴۲۹۶- حضرت عبداللہ (بن عمر ؓ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جانوروں کی حفاظت یا شکار کرنے والے کتے کے علاوہ کتا رکھا' اس کے نیک اعمال سے ہر روز ایک قیراط کی کمی کی جائے گی۔'' حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے یہ الفاظ بھی بیان فرمائے کہ کھیتی کی حفاظت والا کتا بھی رکھ سکتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① شکار کے کتے سے مراد وہ کتا ہے جو عملاً شکار کے لیے استعمال ہو' یعنی اس کے ساتھ شکار کیا جائے نہ کہ وہ صرف شکاری نسل سے ہو جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے۔ شرعاً ہر وہ کتا شکاری ہو سکتا ہے جسے شکار کی تربیت و تعلیم دی جائے۔ یہ بات بہرصورت یاد رہنی چاہیے کہ جس شکار کی تربیت دے کر کتے کو سدھانا ہے' وہ شوقیہ خنزیر وغیرہ کا شکار نہیں بلکہ حلال جانوروں کا شکار ہے۔ ② دوڑ کے لیے کتا رکھنا بھی گناہ ہے کیونکہ

٤٢٩٥_ أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٠١.

٤٢٩٦_ أخرجه مسلم، ح: ١٥٧٤/ ٥٣ عن علي بن حجر به، انظر الحديث المتقدم: ٤٢٩٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٠٢.

اللہ تعالیٰ نے کتے کو دوڑنے کے لیے پیدا نہیں کیا۔ کتے کے دوڑنے سے بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ③ کھیتی کی حفاظت کرنے والا کتا کھیت میں ہی رہنا چاہیے۔ اسی طرح جانوروں کی حفاظت کرنے والا کتا بھی جانوروں ہی میں رہے۔ گھر میں ان کا کوئی کام نہیں۔ شکار والا کتا بھی ممکن حد تک گھر سے باہر ہی رکھا جائے تو بہتر ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ (التحفة ١٥)

باب:١٥- کتے کی قیمت (لینے دینے) کی ممانعت

٤٢٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ عُقْبَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۴۲۹۷- حضرت ابو مسعود عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شیرینی (نذر و نیاز) سے منع فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① جمہور اہل علم کے نزدیک کتے کی خرید و فروخت منع ہے، خواہ اس کا رکھنا جائز ہو یا ناجائز، اور یہی بات صحیح ہے کیونکہ کتا خریدنے یا بیچنے والی چیز نہیں کہ اس کو کمائی کا ذریعہ بنایا جائے، البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کتے کی خرید و فروخت کو جائز سمجھتے ہیں کیونکہ اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ چونکہ ہر کتے سے شکار اور حفاظت کا کام لیا جا سکتا ہے، لہٰذا ہر کتے کی خرید و فروخت جائز ہے، خواہ وہ سدھایا ہوا ہو یا نہ، جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک شکار کرنے والے کتے کی خرید و فروخت جائز ہے، عام کی نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بات صریح حدیث کے مقابلے میں قابل تسلیم نہیں۔ وہ اس حدیث کو اس دور سے متعلق بتاتے ہیں جب آپ نے کتے مارنے کا حکم دیا تھا۔ گویا یہ وقتی پابندی تھی۔ لیکن یہ صرف ایک احتمال ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ ② ''زانیہ کی اجرت'' چونکہ زنا جرم ہے، لہٰذا اس کی اجرت بھی حرام ہے اور یہ متفقہ بات ہے۔ ③ ''کاہن کی نذر و نیاز'' کاہن سے مراد غیب کی خبریں بتلانے والا ہے۔ ان لوگوں کے جنات وشیاطین سے روابط ہوتے ہیں، لہٰذا یہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ چونکہ یہ کام منع ہے، اس لیے اس پر ملنے والی چیز بھی منع ہے۔ شریعت اسلامیہ میں نہ کسی سے غیب کی خبریں پوچھنا جائز ہے اور نہ بتانا کیونکہ جنات وشیاطین ایک سچ کے ساتھ کئی جھوٹ بھی بولتے ہیں، لہٰذا ان کی بات کا یقین نہیں کیا جا سکتا۔

٤٢٩٧_ أخرجه البخاري، البيوع، باب ثمن الكلب، ح: ٢٢٣٧، ومسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن . . . الخ، ح: ١٥٦٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٠٣.

٤٢٩٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْرُوفُ بْنُ سُوَيْدٍ الْجُذَامِيُّ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ، وَلَا حُلْوَانُ الْكَاهِنِ، وَلَا مَهْرُ الْبَغِيِّ».

۴۲۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کتے کی قیمت' کاہن کی نذر و نیاز اور زانیہ کی اجرت حلال نہیں۔''

٤٢٩٩- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شَرُّ الْكَسْبِ مَهْرُ الْبَغِيِّ وَثَمَنُ الْكَلْبِ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ».

۴۲۹۹- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زانیہ کی اجرت' کتے کی قیمت اور حجام کی کمائی بہت بری کمائی ہے۔''

فائدہ: ''حجام'' اس دور میں سنگی لگانے والے کو حجام کہتے تھے۔ چونکہ سنگی لگانے والے کو گندا خون چوسنا پڑتا ہے' اس لیے آپ نے اس پیشے کو کمائی کے لیے مناسب خیال نہیں فرمایا۔ کمائی کے لیے کوئی اچھا پیشہ اختیار کیا جائے۔ ہاں' ہمدردی کے طور پر سنگی لگائے تو مفت لگائے تاکہ ثواب حاصل ہو۔ جمہور اہل علم کے نزدیک حجام کی اجرت مکروہ تنزیہی ہے' حرام نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود سنگی لگانے والے کو اجرت دی ہے۔ اگر حرام ہوتی تو آپ نہ دیتے۔ کسی مسئلے کا فیصلہ کرتے وقت متعلقہ تمام روایات کو دیکھنا ضروری ہے نہ کہ کسی ایک کو دیکھ کر حکم لگانا درست ہے۔

(المعجم ١٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- شکاری کتے کی قیمت (لینے دینے) کی رخصت

٤٢٩٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في أثمان الكلب، ح: ٣٤٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٠٤.

٤٢٩٩- أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن ... الخ، ح: ١٥٦٨ من حديث يحيى ابن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٠٥.

٤٣٠٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَالْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ.

۴۳۰۰-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی اور کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے مگر شکاری کتے کی قیمت لی جاسکتی ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدِيثُ حَجَّاجٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ حجاج کی حماد بن سلمہ سے مروی (بیان کردہ) روایت صحیح نہیں۔

فائدہ: امام صاحب کی بات کی تائید دوسرے محدثین نے بھی کی ہے کیونکہ یہ روایت شکاری کتے کے استثنا کے بغیر صحیح سندوں کے ساتھ آتی ہے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت موجود ہے مگر شکاری کتے کا استثنا مذکور نہیں۔ اس روایت کے الفاظ ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَ حُلْوَانِ الْكَاهِنِ] ''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شیرینی (نذر ونیاز) سے منع کیا ہے۔'' (صحيح مسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب......، حديث:١٥٦٧)

٤٣٠١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ سَوَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي كِلَابًا مُكَلَّبَةً فَأَفْتِنِي فِيهَا؟ قَالَ: «مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ كِلَابُكَ فَكُلْ» قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ:

۴۳۰۱-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس سدھائے ہوئے کتے ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں بتائیے؟ آپ نے فرمایا: ''جو جانور وہ تیرے لیے پکڑ رکھیں، تو کھا سکتا ہے۔'' میں نے کہا: اگرچہ وہ اسے قتل کر دیں؟ آپ نے فرمایا:

٤٣٠٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/٦،٧، والدارقطني قبله: ٣/ ٧٢ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٠٦، وسيأتي، ح:٤٦٧٢.* أبوالزبير عنعن، تقدم، ح:٥٩٤، وفيه علة أخرى، وله شواهد ضعيفة، وأخرج مسلم، ح:١٥٦٩/ ٤٢ عن أبي الزبير، قال: "سألت جابرًا عن ثمن الكلب والسنور؟ فقال: زجر النبي ﷺ عن ذلك"، وهو المحفوظ.

٤٣٠١ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٠٧. * ابن سواء هو محمد، وشيخه سعيد بن أبي عروبة.

«وَإِنْ قَتَلْنَ» قَالَ: أَفْتِنِي فِي قَوْسِي؟ قَالَ: «مَا رَدَّ عَلَيْكَ سَهْمُكَ فَكُلْ» قَالَ: وَإِنْ تَغَيَّبَ عَلَيَّ قَالَ: «وَإِنْ تَغَيَّبَ عَلَيْكَ، مَا لَمْ تَجِدْ فِيهِ أَثَرَ سَهْمٍ غَيْرَ سَهْمِكَ أَوْ تَجِدْهُ قَدْ صَلَّ يَعْنِي قَدْ أَنْتَنَ»

''خواہ وہ اسے قتل کر دیں۔'' اس آدمی نے کہا: مجھے میرے تیر کمان کے بارے میں بتائیے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا تیر جو کچھ شکار کرے' وہ تو کھا سکتا ہے۔'' اس نے کہا: اگرچہ وہ شکار مجھ سے غائب ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ تجھ سے غائب ہو جائے۔ جب تک تو اس میں اپنے تیر کے علاوہ کسی اور تیر کا نشان نہ پائے یا وہ بدبودار نہ ہو جائے۔''

قَالَ ابْنُ سَوَاءٍ: وَسَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي مَالِكٍ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ابن سواء نے کہا: میں نے یہ حدیث (جس طرح سعید کے واسطے سے سنی ہے' اسی طرح واسطے کے بغیر' براہ راست بھی) ابو مالک عبید اللہ بن اخنس سے سنی ہے۔

فوائد و مسائل: ① سکھلائے اور سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرنا درست ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جو شکار کتے نے مالک کے لیے پکڑا ہوا اور اسے مار ڈالا ہو لیکن خود اس میں سے نہ کھایا ہو تو شکاری کتے کا مارا ہوا جانور کھایا جا سکتا ہے اگرچہ اسے ذبح نہ کیا جا سکا ہو بلکہ وہ ذبح کیے جانے سے پہلے ہی مر گیا ہو' البتہ اس میں یہ شرط ضروری ہے کہ کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو۔ ③ یہ حدیث تیر کے ساتھ کیے ہوئے شکار اور اس کے علاوہ آلات شکار کے ذریعے سے کیے ہوئے شکار کی حلت پر دلالت کرتی ہے بشرطیکہ شکار اس آلہ شکار کی دھار سے قتل ہوا ہو نہ کہ اس کی چوٹ سے۔ مزید برآں یہ بھی ضروری ہے کہ تیر وغیرہ چلاتے وقت اللہ کا نام بھی لیا گیا ہو جیسا کہ پہلے بھی اس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ ④ اگر شکاری شخص اپنے زخمی شکار کو چند دن بعد مردہ حالت میں پاتا ہے جبکہ اس میں ابھی بو پیدا نہ ہوئی ہو تو وہ اسے کھا سکتا ہے' البتہ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس شکار کو کسی اور شکاری نے زخمی نہ کیا ہو۔ یہ اس لیے کہ اس صورت میں یہ بات معلوم ہی نہیں ہو سکتی کہ دوسرے شکاری نے تیر وغیرہ چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں' لہٰذا ایسے شکار کو کھانا' جو مشکوک ہو' کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ ⑤ ''غائب ہو جائے'' یعنی تیر کھانے کے بعد وہ جانور بھاگ جائے اور پھر کسی اور جگہ بے جان ملے تو کیا اسے کھایا جا سکتا ہے؟ ⑥ ''بدبودار نہ ہو جائے'' ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بدبودار ہو جائے تو اسے نہیں کھایا جا سکتا' حالانکہ بدبو کسی جانور یا گوشت کو حرام نہیں کرتی لیکن چونکہ بدبودار چیز میں طبی طور پر مفاسد پیدا ہو جاتے ہیں' لہٰذا اسے کھانا مناسب نہیں' سوائے اشد ضرورت کے ایسی چیز استعمال نہ کی جائے۔ ⑦ اس حدیث کا متعلقہ باب سے تو کوئی تعلق نہیں' البتہ اصل کتاب سے تعلق ہے۔ ممکن ہے یہ باب ضمنی ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٧) - اَلْإِنْسِيَّةُ تَسْتَوْحِشُ (التحفة ١٧)

باب:۱۷-گھریلو جانور وحشی بن جائے (جنگلی جانور کی طرح بھاگ جائے) تو؟

٤٣٠٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَابُوا إِبِلًا وَغَنَمًا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجَّلَ أَوَّلُهُمْ فَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُورَ، فَدُفِعَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَسَّمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ عَشْرًا مِنَ الشَّاءِ بِبَعِيرٍ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ نَدَّ بَعِيرٌ وَلَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا».

۴۳۰۲-حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تہامہ کے ذوالحلیفہ میں تھے۔لوگوں کو کچھ اونٹ اور بکریاں ملیں۔رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آخر میں تھے۔لشکر کے ابتدائی لوگوں نے جلدی کرتے ہوئے ان جانوروں کو ذبح کیا اور ہانڈیاں (یا دیگیں) چڑھا دیں۔ جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ دیگیں الٹ دی جائیں' پھر آپ نے غنیمت ان میں تقسیم فرمائی اور دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔ اس دوران میں ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا۔لوگوں کے پاس خال خال گھوڑے تھے۔لوگوں نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ قابو نہ آ سکا۔ایک آدمی نے اس کو تیر مارا تو وہ رک گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ان گھریلو جانوروں میں بھی بعض کبھی کبھی وحشی بن جاتے (جنگلی جانوروں کی طرح انسانوں سے بھاگنے لگتے) ہیں' لہٰذا اگر کوئی جانور قابو نہ آئے تو تم اس سے یہی سلوک کرو۔''

فوائد و مسائل: ① گھریلو جانور جب وحشی بن جائے اور انسانوں سے متنفر ہو کر بھاگ کھڑا ہو تو اس پر وحشی (جنگلی) جانور والا حکم لگے گا۔ایسی صورت میں جب اس قسم کے جانور پر قابو پانا اور اسے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو اسے خشکی کے شکار کی طرح زخمی کیا جا سکتا ہے۔پھر ذبح کرنے سے پہلے مر جانے کی صورت میں اس پر

٤٣٠٢_أخرجه مسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم إلا السن وسائر العظام، ح:١٩٦٨/٢٢ من حديث حسين بن علي، والبخاري، الشركة، باب قسمة الغنم، ح:٢٤٨٨ من حديث سعيد بن مسروق به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٠٩.

جنگلی شکاری جانوروں والا حکم ہی لاگو ہوگا' یعنی زخمی ہونے کے بعد زندہ قابو آنے کی صورت میں اسے ذبح کرنا ضروری ہوگا جبکہ اس سے پہلے مر جانے کی صورت میں' اگر اسے اللہ کا نام لے کر تیر یا گولی وغیرہ ماری گئی ہو تو وہ حلال سمجھا جائے گا اور اس کا گوشت کھانا درست ہوگا۔ جمہور اہل علم کا یہی قول ہے۔ واللہ أعلم. ② مشترکہ مال میں' اجازت کے بغیر انفرادی اور شخصی تصرف ناجائز ہے اگرچہ وہ مال تھوڑا ہی ہو' خواہ ضرورت کا تقاضا یہی کیوں نہ ہو۔ ③ یہ حدیث صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے کمال درجے کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی واضح دلیل ہے کہ سخت بھوکے ہونے کے باوجود انھوں نے ابلتی ہانڈیاں الٹا دیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے حکم سے سرمو انحراف نہیں کیا۔ ④ شرعی مصلحت کا تقاضا ہو تو حاکم وقت رعایا کو سزا دے سکتا ہے' خواہ اس صورت میں مال ضائع ہی کیوں نہ ہوتا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ شرعی مصلحت ہی غالب ہو۔ محض اپنی اَنا کی تسکین کے لیے سزا دینا مقصود نہ ہو۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مخلوط اور ملے جلے مالِ غنیمت میں ہر چیز کی الگ الگ تقسیم ضروری نہیں بلکہ تعدیل و تقویم (مختلف اشیاء میں کمی بیشی کر کے انھیں قیمتاً ایک دوسرے کے برابر قرار دینا) بھی جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا تھا۔ ⑥ اصول یہ ہے کہ گھریلو جانوروں کو قابو کر کے حلق سے ذبح کیا جائے۔ چھوٹے جانوروں کو لٹا کر ذبح کیا جائے اور اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا بایاں گھٹنا باندھ کر اس کے حلق میں چھری کی نوک یا نیزہ وغیرہ مار کر اسے نحر کیا جائے۔ گھریلو جانوروں کو شکار کی طرح تیر مار کر ذبح نہیں کرنا چاہیے' البتہ جنگلی جانور چونکہ انسانوں کے قابو میں نہیں آتے' لہٰذا ان کے لیے یہی طریقہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تیر پھینکا جائے' جہاں بھی جا لگے۔ جب وہ خون نکلنے سے کمزور ہو جائے تو اس کو پکڑ لے اور ذبح کر لے لیکن اگر وہ اسی تیر سے بے جان ہو جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ ⑦ ''تہامہ کا ذوالحلیفہ'' اشارہ ہے کہ یہاں وہ ذوالحلیفہ مراد نہیں جو مدینہ کا میقات ہے اور جہاں احرام باندھا جاتا ہے۔ بلکہ یہ اور ذوالحلیفہ ہے۔ ⑧ ''ذبح کیا'' نبی ﷺ کی اجازت کے بغیر' حالانکہ مال غنیمت امیر کی معرفت تقسیم ہونا چاہیے۔ ⑨ ''دس بکریاں'' معلوم ہوا دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر ہیں' لہٰذا اونٹ کی قربانی میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ ⑩ ''خال خال گھوڑے تھے'' یعنی اونٹ کا تعاقب کرنے اور اسے پکڑنے کے لیے گھوڑے مہیا نہ ہو سکے۔ اور گھوڑوں کے بغیر اسے پکڑا نہیں جا سکتا تھا۔ ⑪ ''بھاگنے لگتے ہیں'' یعنی وحشت محسوس کرتے ہیں۔ عربی میں لفظ أَوَابِد استعمال ہوا ہے جو آبِدَۃ کی جمع ہے۔ اس کے معنی غیر مانوس' وحشی' بدکنے اور بھاگنے والے جانور کے ہیں۔ چونکہ جنگلی جانور انسان سے غیر مانوس ہوتے ہیں اور دیکھتے ہی بھاگتے ہیں' اس لیے انھیں اوابد کہا جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٨) - فِي الَّذِي يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقَعُ فِي الْمَاءِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- کوئی شخص شکار پر تیر چلائے اور وہ پانی میں گر جائے تو؟

٤٣٠٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ قُتِلَ فَكُلْ إِلَّا أَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِي مَاءٍ وَلَا تَدْرِي، الْمَاءُ قَتَلَهُ أَوْ سَهْمُكَ».

۴۳۰۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''جب تو تیر چلائے تو بسم اللہ پڑھ لے۔ اگر وہ تیر جانور کو قتل بھی کر دے تو بھی کھا لے الا یہ کہ تو اسے پانی میں گرا ہوا پائے۔ تجھے کیا علم کہ اسے پانی نے مارا ہے یا تیرے تیر نے؟''

فائدہ: کسی زخمی جانور یا پرندے کے محض پانی میں گرنے سے وہ شکار حرام نہیں ہو جاتا بلکہ حرام اس صورت میں ہوگا جب پانی میں گرنے ہی سے اس کی موت واقع ہوئی ہو۔ اگر پانی میں اس انداز میں گرے کہ اسے زندہ حالت میں پالیا جائے تو اسے ذبح کر کے کھانا درست ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پانی کے اندر ڈوب کر نہ مرا ہو۔

٤٣٠٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ سَهْمَكَ وَكَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَقَتَلَ سَهْمُكَ فَكُلْ» قَالَ: فَإِنْ بَاتَ عَنِّي لَيْلَةً يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنْ وَجَدْتَ

۴۳۰۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''جب تو بسم اللہ پڑھ کر اپنا تیر چلائے یا کتا چھوڑے اور تیرا تیر (شکار کو) قتل کر دے تو تو شکار کھا سکتا ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ شکار مجھ سے ایک رات تک غائب رہا تو؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تو اس جانور میں اپنا تیر پالے اور اس کے علاوہ کسی اور زخم کا نشان نہ ہو تو اسے کھا سکتا ہے البتہ اگر وہ پانی میں گر گیا (اور مر گیا) ہو تو اسے مت کھا۔''

٤٣٠٣ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/٧ من حديث ابن المبارك، والبخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ٥٤٨٤ من حديث عاصم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨١٠.

٤٣٠٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨١١.

سَهْمَكَ وَلَمْ تَجِدْ فِيهِ أَثَرَ شَيْءٍ غَيْرَهُ فَكُلْ، وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ».

(المعجم ١٩) - فِي الَّذِي يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنْهُ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- جو شخص جانور کو تیر مارے' پھر وہ اس سے غائب ہو جائے تو؟

٤٣٠٥- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا أَهْلُ الصَّيْدِ وَإِنَّ أَحَدَنَا يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنْهُ اللَّيْلَةَ وَاللَّيْلَتَيْنِ فَيَبْتَغِي الْأَثَرَ فَيَجِدُهُ مَيِّتًا وَسَهْمُهُ فِيهِ؟ قَالَ: «إِذَا وَجَدْتَ السَّهْمَ فِيهِ وَلَمْ تَجِدْ فِيهِ أَثَرَ سَبُعٍ وَعَلِمْتَ أَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهُ فَكُلْ».

۴۳۰۵- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم شکاری لوگ ہیں۔ کبھی ہم میں سے کوئی شخص شکار پر تیر چلاتا ہے اور وہ (شکار) اس سے ایک دو راتیں غائب رہتا ہے۔ شکاری اس کی کھوج لگاتا ہوا پہنچتا ہے تو اسے بے جان پاتا ہے جبکہ اس کا تیر اس میں پیوست ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنا تیر اس میں لگا ہوا پہچان لے اور جانور میں کسی درندے کے زخم لگانے کا کوئی نشان نہ ہو اور تجھے یقین ہو کہ تیرے تیر ہی نے اسے قتل کیا ہے تو تو اسے کھا سکتا ہے۔''

فائدہ: البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ بدبودار نہ ہو چکا ہو اور نہ کسی درندے نے اسے کھایا ہو۔

٤٣٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتَ سَهْمَكَ فِيهِ وَلَمْ تَرَ

۴۳۰۶- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنا تیر اس میں لگا ہوا پہچان لے اور کوئی دوسرا نشان اس میں نہ ہو اور تجھے یقین ہو کہ تیرے تیر ہی نے اسے قتل کیا ہے تو تو اسے کھا سکتا ہے۔''

٤٣٠٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في الرجل يرمي الصيد فيغيب عنه، ح: ١٤٦٨ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٤٨١٢، وله شواهد، منها الحديث السابق.

٤٣٠٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٨١٣.

فِيهِ أَثَرًا غَيْرَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ قَتَلَهُ فَكُلْ».

٤٣٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرْمِي الصَّيْدَ فَأَطْلُبُ أَثَرَهُ بَعْدَ لَيْلَةٍ، قَالَ: «إِذَا وَجَدْتَ فِيهِ سَهْمَكَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ سَبُعٌ فَكُلْ».

۴۳۰۷- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں شکار کو تیر مارتا ہوں' پھر اس کا کھوج لگاتے ہوئے ایک رات کے بعد اسے پاتا ہوں (تو کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''جب تو اس میں اپنا تیر پہچان لے۔ تو اسے کھا سکتا ہے بشرطیکہ کسی درندے نے اس میں سے کچھ نہ کھایا ہو۔''

(المعجم ٢٠) - اَلصَّيْدُ إِذَا أَنْتَنَ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- شکار بدبودار ہو جائے تو؟

٤٣٠٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْخَلَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ -وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فِي الَّذِي يُدْرِكُ صَيْدَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَلْيَأْكُلْهُ إِلَّا أَنْ يُنْتِنَ.

۴۳۰۸- حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے شکار کو تین دن بعد بھی پا لے تو اسے کھا سکتا ہے الا یہ کہ وہ بدبودار ہو جائے۔''

٤٣٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُرِّيَّ بْنَ قَطَرِيٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ

۴۳۰۹- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں' وہ کسی شکار کو پکڑ لیتا ہے لیکن میں کوئی ایسی چیز نہیں

٤٣٠٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٨١٤.

٤٣٠٨ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب: إذا غاب عنه الصيد ثم وجده، ح: ١٩٣١/ ١٠ من حديث معن بن عيسى به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨١٥.

٤٣٠٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الذبيحة بالمروة، ح: ٢٨٢٤ من حديث سماك بن حرب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨١٦، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٤٠، ووافقه الذهبي، ورواه شعبة والثوري عن سماك به.

حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! أُرْسِلُ كَلْبِي فَيَأْخُذُ الصَّيْدَ وَلَا أَجِدُ مَا أُذَكِّيهِ بِهِ فَأُذَكِّيهِ بِالْمَرْوَةِ وَالْعَصَا قَالَ: «أَهْرِقِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

پاتا جس کے ساتھ اسے ذبح کر سکوں تو میں کسی تیز دھار پتھر یا لکڑی سے اسے ذبح کر لیتا ہوں (تو کیا یہ درست ہے)؟ آپ نے فرمایا: ”خون بہا جس چیز سے بھی ہو سکے۔ (اور ذبح کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لے۔“

فائدہ: ”خون بہا“ جانور کے ذبح ہونے کے لیے خون کا مکمل بہہ جانا ضروری ہے‘ چاہے کسی چیز سے بہایا جائے‘ یعنی لوہا‘ پتھر‘ لکڑی وغیرہ۔ مگر اس کا تیز دھار ہونا لازمی ہے تاکہ جانور کو ناجائز تکلیف نہ ہو‘ نیز جانور کو چوٹ نہ لگے‘ دباؤ نہ پڑے ورنہ جانور چوٹ یا دباؤ سے بھی ختم ہو سکتا ہے یا مکمل خون بہنے سے رک سکتا ہے۔ اس طرح جانور حرام ہو جائے گا۔ اس روایت کا باب سے کوئی تعلق نہیں‘ البتہ کتاب الصید سے تعلق ہے۔ سنن نسائی میں ایسے بہت ہے۔ کیوں؟ واللہ أعلم. ممکن ہے کسی ناسخ کی غلطی ہو یا لفظ باب چھوٹ گیا ہو۔ کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ٢١) - صَيْدُ الْمِعْرَاضِ (التحفة ٢١)

باب:٢١-معراض تیر کا شکار

٤٣١٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَتُمْسِكْنَ عَلَيَّ فَآكُلُ مِنْهُ، قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ الْكِلَابَ - يَعْنِي الْمُعَلَّمَةَ - وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَأَمْسَكْنَ عَلَيْكَ فَكُلْ» قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مِنْهَا» قُلْتُ: وَإِنِّي أَرْمِي الصَّيْدَ بِالْمِعْرَاضِ فَأُصِيبُ فَآكُلُ قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ وَسَمَّيْتَ فَخَزَقَ فَكُلْ وَإِذَا

۴۳۱۰- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سدھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑتا ہوں اور وہ اسے میرے لیے پکڑ رکھتے ہیں تو کیا میں اسے کھا لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تو سدھائے ہوئے کتے اللہ کا نام لے کر چھوڑے اور وہ شکار کو تیرے لیے پکڑ رکھیں (خود نہ کھائیں) تو تو اسے کھا سکتا ہے۔“ میں نے کہا: خواہ اسے قتل کر دیں؟ آپ نے فرمایا: ”خواہ قتل کر دیں بشرطیکہ ان کے ساتھ کوئی اور کتا شریک نہ ہو۔“ میں نے کہا: میں معراض تیر پھینکتا ہوں اور کوئی جانور شکار کرتا ہوں تو کیا اسے کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تو

٤٣١٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٧٠، وهو في الكبرى، ح: ٤٨١٧.

أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

معراض تیر پھینکے اور بسم اللہ پڑھے' پھر وہ تیر شکار کو نوک کے ساتھ پھاڑے تو اسے کھا سکتا ہے۔ اور اگر وہ تیر چوڑائی کے بل جا کر لگے تو پھر اسے نہ کھا۔"

(المعجم ٢٢) - مَا أَصَابَ بِعَرْضِ الْمِعْرَاضِ يُعَدُّ بِعَرْضِ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- جس جانور کو معراض تیر عرض کے بل لگے؟

٤٣١١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقُتِلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ».

۴۳۱۱- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض تیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "جب وہ جانور کو نوک کے بل لگے تو اسے کھا سکتا ہے اور جب وہ عرض کے بل لگے اور جانور کو قتل کر دے تو وہ چوٹ سے مرا ہے۔ اسے مت کھا۔"

(المعجم ٢٣) - مَا أَصَابَ بِحَدٍّ مِنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- جس جانور کو معراض کی نوک لگے؟

٤٣١٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ [الذَّارِعُ] قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مِحْصَنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ

۴۳۱۲- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "جب وہ نوک کے بل لگے تو شکار کھا لے اور جب عرض کے بل لگے تو

٤٣١١ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح:١٩٢٩/٣ من حديث محمد بن جعفر غندر به، والبخاري، البيوع، باب تفسير المشبهات، ح:٢٠٥٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨١٨.

٤٣١٢ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٤٨١٩، وسنده حسن. ✽ حصين هو ابن عبدالرحمٰن السلمي، وأبومحصن هو حصين بن نمير.

الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

مت کھا۔"

٤٣١٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَغَيْرُهُ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «مَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ».

۴۳۱۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "جس جانور کو تو اس کی نوک سے شکار کرے' اسے تو کھا لے اور جس جانور کو وہ عرض کے بل لگے' وہ چوٹ سے مرنے والا جانور ہے۔"

(المعجم ٢٤) - إِتِّبَاعُ الصَّيْدِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- شکار کے پیچھے چلتے جانا

٤٣١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنِ اتَّبَعَ السُّلْطَانَ افْتُتِنَ» وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى.

۴۳۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صحرا میں رہے گا' سخت طبیعت ہو جائے گا۔ اور جو شخص شکار کے پیچھے لگ گیا' وہ (ہر چیز سے) غافل ہو گیا۔ اور جو شخص بادشاہ کا دم چھلہ بنا' وہ آزمائش میں پڑ گیا۔" الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے بادیہ نشینی اور صحرا نشینی کی مذمت کا پہلو نکلتا ہے' اور وہ اس طرح کہ ایسا شخص زیادہ تر اہل علم کی مجلس سے دور ہی رہتا ہے' اسی طرح وہ اخلاق فاضلہ سے بھی دور ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ صحرا نشین شخص جمعہ و جماعت اور اس قسم کی دیگر خیر و برکات اور فہم دین کی مجالس و محافل سے بھی

٤٣١٣- [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٢٠.

٤٣١٤- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب من أتى أبواب السلطان افتتن، ح: ٢٢٥٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٢١، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب". * سفيان الثوري صرح بالسماع عند أبي داود، ح: ٢٨٥٩.

اکثر و بیشتر الگ تھلگ رہتا ہے۔ ② شرعاً ایک حد تک شکار کرنے کی اجازت ہے' تاہم یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کی وضاحت بھی کرتی ہے کہ کسی انسان کا محض شکار کا ہو کر رہ جانا انتہائی مذموم ہے' اس لیے کہ ایسا شخص اپنے دینی اور دنیوی واجبات و فرائض سے غافل ہو جاتا ہے۔ شکار کے لیے جانا بالکل ممنوع نہیں۔ اگر شکار ممنوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ حضرت عدی بن حاتم اور ابو ثعلبہ خشنی ﷠ کو اس کی اجازت نہ دیتے۔ المختصر اعتدال میں رہتے ہوئے شکار کرنا درست ہے' افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ ③ حدیث مذکور سے حکمرانوں اور صاحبِ اختیار و اقتدار لوگوں کی کاسہ لیسی کرنے اور ان کے دروازوں پر حاضری دینے کی مذمت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ ملوک و سلاطین کا قرب اچھے بھلے انسان کو فتنوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہ فتنے کئی طرح کے ہو سکتے ہیں جسمانی بھی اور روحانی بھی۔ جسمانی فتنے تو اس طرح ہو سکتے ہیں کہ حکمرانوں کی ہاں میں ہاں نہ ملانے کی وجہ سے اور ان کے اختیار کردہ منکرات و فواحش کا انکار کرنے سے جسمانی سزائیں بھگتنا پڑ سکتی ہیں جیسا کہ دنیا دار' نفس پرست بادشاہوں اور اصحابِ اقتدار کی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے۔ جبکہ اس کے برعکس ان کے دین کو خطرہ ہوتا ہے' یعنی حکمرانوں کی موافقت کرنے سے یا ان کی بے راہ روی اور منکرات پر خاموش رہنے سے دین سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ أعاذنا الله منه. ④ ''وہ غافل ہو گیا'' کیونکہ شکار پتا نہیں کہاں کہاں بھاگتا پھرے۔ ایک کھیت سے دوسرے کھیت میں' دوسرے سے تیسرے میں وهلم جرا' لہٰذا اس کے پیچھے پیچھے پھرنے والا شخص اپنے گھر بار سے دور ہو جائے گا۔ گھریلو کام پڑے رہ جائیں گے۔ ایسا شخص نماز روزے کا پابند بھی نہیں رہ سکتا۔ پھر شکار ملے یا نہ ملے۔ گویا وہ دنیا سے بھی گیا اور آخرت سے بھی۔

(المعجم ٢٥) - اَلْأَرْنَبُ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- خرگوش (کی حلت) کا بیان

٤٣١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ - وَهُوَ ابْنُ هِلَالٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ،

۴۳۱۵- حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس خرگوش بھون کر لایا اور آپ کے آگے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ نہ بڑھایا اور نہ کھایا لیکن آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ کھائیں۔ اعرابی نے بھی نہ کھایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تو کیوں نہیں کھاتا؟'' اس نے کہا: میں

٤٣١٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٢٣.

فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَأْكُلْ وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا وَأَمْسَكَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْكُلَ؟» قَالَ: إِنِّي أَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمِ الْغُرَّ».

ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھتا ہوں (آج میرا روزہ ہے)۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو نے نفل روزے رکھنے ہوں تو چاندنی راتوں کے روزے رکھا کر۔''

٤٣١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَنْ حَاضِرُنَا يَوْمَ الْقَاحَةِ؟ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: أَنَا، أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَرْنَبٍ، فَقَالَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ بِهَا: إِنِّي رَأَيْتُهَا تَدْمَى فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَأْكُلْ، ثُمَّ إِنَّهُ قَالَ: «كُلُوا» فَقَالَ رَجُلٌ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «وَمَا صَوْمُكَ؟» قَالَ: مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، قَالَ: «فَأَيْنَ أَنْتَ عَنِ الْبِيضِ الْغُرِّ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

۴۳۱۶- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا: قاحہ کے دن ہمارے ساتھ کون حاضر تھا؟ حضرت ابوذر کہنے لگے: میں' وہاں نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا۔ لانے والے شخص نے یہ بھی کہا کہ میں نے اسے حیض آتے دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے نہ کھایا' پھر آپ نے (حاضرین سے) کہا: تم کھاؤ۔ وہ آدمی کہنے لگا: میرا روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیسا روزہ؟'' اس نے کہا: ہر مہینے سے تین روزے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو چاندنی راتوں تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کے کیوں نہیں رکھتا؟''

فوائد ومسائل: ① ''قاحہ'' یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ ② ''نہ کھایا'' رسول اللہ ﷺ بہت لطیف اور حساس مزاج والے تھے۔ حیض کے خون کا نام سن کر آپ کی لطیف طبع نے کھانا گوارا نہ فرمایا اگرچہ حیض کے خون کا جانور کی حلت اور حرمت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر جانور سے نجاست خارج ہوتی ہے' حلال ہو یا حرام۔ اگر کسی سے حیض کا خون خارج ہو گیا تو کیا قباحت ہے؟ تبھی تو آپ نے دیگر حاضرین کو کھانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا خرگوش نہ حرام ہے نہ مکروہ بلکہ مستحب کہا جا سکتا ہے کیونکہ آپ نے کھانے

٤٣١٦ـ [حسن] تقدم، ح: ٢٤٢٨ مختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٢٣ . * الثوري صرح بالسماع من اثنين غير عمرو بن عثمان.

کا حکم دیا ہے' بلکہ جب ایک شخص نے نہ کھایا تو آپ نے اس سے وضاحت طلب فرمائی۔ ④ ''چاندنی راتیں'' گویا ان دنوں کا روزہ افضل ہے۔ کیوں؟ واللہ أعلم. ممکن ہے ان راتوں اور دنوں میں چاند کے کامل ہونے کی بنا پر طبع انسانی میں چستی اور نشاط کامل ہوتے ہوں' جیسے سمندر۔ یہاں ذکر تو راتیں ہیں مگر مراد دن ہیں کیونکہ روزہ تو دن کا ہوتا ہے نہ کہ رات کا۔ ہاں' ابتدا اندھیرے میں ہوتی ہے۔

٤٣١٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامٍ - وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ - قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَأَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، فَبَعَثَنِي بِفَخِذَيْهَا وَوَرِكَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَبِلَهُ.

۴۳۱۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مقام مرالظہران میں ہم ایک خرگوش کے پیچھے بھاگے۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے لے کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انھوں نے اسے ذبح کیا' پھر اس کی چاروں ٹانگیں مجھے دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے انھیں قبول فرمالیا۔

فوائد و مسائل: ① خرگوش حلال ہے۔ امام ابن قدامہ فرماتے ہیں: ''خرگوش مباح ہے' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی خرگوش کا گوشت کھایا ہے۔ ابوسعید، عطاء، سعید بن مسیب، لیث، امام مالک، امام شافعی، ابوثور اور ابن منذر رحمہ اللہ سے خرگوش کا گوشت کھانے کی رخصت منقول ہے۔ ہمیں خرگوش کو حرام قرار دینے والا ایک شخص بھی معلوم نہیں' ہاں! عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کچھ اختلاف منقول ہے' لیکن دیگر نے ان کی مخالفت بھی کی ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبیٰ: ۳۳/۱۷۴، ۱۷۵) ② حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کئی لوگ ایک شکار کو پکڑنے کے لیے اس کا پیچھا کریں تو پکڑے جانے کی صورت میں اس کو پکڑنے والا شخص ہی اس کا مالک ہوگا' دوسرا شخص اس کا مالک نہیں ہوگا۔ ہاں' اگر وہ سارے لوگ ہی مشترکہ طور پر شکار کر رہے ہوں تو وہ تمام اس میں شریک ہوں گے اور باہمی رضامندی سے اپنا اپنا حصہ لیں گے۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شکار کا ہدیہ دینا اور لینا دونوں جائز ہیں جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے شکار کیا ہوا خرگوش ہدیہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے وہ ہدیہ قبول فرمایا۔ ④ چھوٹے بچے کا سرپرست اس کی مملوکہ چیز میں' کسی مصلحت کے تحت جائز تصرف کر سکتا ہے۔ سرپرست کو شرعاً ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی شرعی اختیار کے تحت ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کیے ہوئے شکار میں سے کچھ گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیتاً پیش کیا اور آپ نے بلاتردد وہ ہدیہ قبول فرمالیا۔ ⑤ ''مرالظہران'' مکہ مکرمہ سے تقریباً سولہ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔

٤٣١٧ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب قبول هدية الصيد، ح:٢٥٧٢، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الأرنب، ح:١٩٥٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٤٨٢٤.

⑥ ''ابوطلحہ'' یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کے دوسرے خاوند تھے۔ ⑦ ''چاروں ٹانگیں'' حدیث میں فَخِذَیْن اور وَرِکَیْن کا لفظ ہے۔ فَخِذَیْن رانوں کو کہتے ہیں مگر جانور کے فَخِذَیْن اگلی ٹانگوں کو کہتے ہیں۔ اسی طرح وَرِکَیْن چوتڑوں کو کہتے ہیں مگر جانور کے وَرِکَیْن اس کی پچھلی ٹانگیں ہوتی ہیں۔ ⑧ ''قبول فرمایا'' یہ خرگوش کے حلال ہونے کی واضح دلیل ہے۔

٤٣١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا [حَفْصٌ] عَنْ عَاصِمٍ وَدَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ صَفْوَانَ قَالَ: أَصَبْتُ أَرْنَبَيْنِ فَلَمْ أَجِدْ مَا أُذَكِّيهِمَا بِهِ فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهِمَا.

۴۳۱۸- حضرت ابن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دو خرگوش شکار کیے لیکن مجھے کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے میں انھیں ذبح کر سکتا تو میں نے انھیں ایک تیز دھار پتھر سے ذبح کر دیا، پھر میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے ان کے کھانے کا حکم دیا (کھانے کی اجازت دی)۔

(المعجم ٢٦) - اَلضَّبُّ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- سانڈے کا بیان

وضاحت: ''ضب'' جنگلی چوہے کے مشابہ ایک جانور ہے لیکن اس سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی مادہ کو ''ضَبّۃ'' کہا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ایک قبیلے کا نام بھی ضبہ ہے۔ منیٰ کے قریب وادیٔ خیف میں ایک پہاڑ کو بھی ''ضب'' کہا جاتا ہے۔ اونٹ کے پاؤں میں ایک بیماری ہوتی ہے اس کا نام بھی ''ضَب'' ہے۔ ماہرین حیوانات نے ضب، یعنی سانڈے کے متعلق بڑی عجیب وغریب باتیں بھی کی ہیں، مثلاً: یہ کہا جاتا ہے کہ ضب (سانڈا) سات سو برس زندہ رہتا ہے، وہ پانی نہیں پیتا اور چالیس دنوں میں ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے۔ اور اس کا کوئی دانت نہیں گرتا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سانڈے کے دانت (الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ) ایک ہی قطعہ ہوتے ہیں۔ سانڈے کا گوشت کھانے سے پیاس ختم ہو جاتی ہے۔ اہل عرب کے ہاں یہ ضرب المثل بھی معروف ہے کہ جب کسی شخص نے کوئی کام نہ کرنا ہو تو وہ کہتا ہے: (لَا أَفْعَلُ كَذَا حَتّٰى يَرِدَ الضَّبُّ) ''میں یہ کام نہیں کروں گا یہاں تک کہ ضب پانی (پینے کے لیے گھاٹ) پر آئے۔'' یہ ضرب المثل اس لیے بولی جاتی ہے کہ سانڈا پانی پینے کے لیے گھاٹ، تالاب یا چشمے وغیرہ پر نہیں آتا بلکہ اسے بادِنسیم، زمین کی نمی اور ٹھنڈی ہوا کافی ہو جاتی ہے اور اس کو پانی پینے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ سردیوں میں تو سانڈا اپنی بل سے نکلتا ہی نہیں۔ مزید دیکھیے: (فتح الباري:٩/٨٢٠)

٤٣١٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الذبيحة بالمروة، ح:٢٨٢٢ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرى، ح:٤٨٢٥، وصححه ابن حبان، ح:١٠٦٩، والحاكم، والذهبي. * داود هو ابن أبي هند.

٤٣١٩ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ سُئِلَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ: «لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ».

۴۳۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ سے سانڈے کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں نہ تو اسے کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں۔“

فوائد ومسائل: ① سانڈا حلال ہے۔ حدیث میں مذکور الفاظ [وَلَا أُحَرِّمُهُ] اس کی صریح دلیل ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے بھی صریح ہے کہ انھوں نے ضب، یعنی سانڈے کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: [أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟] ”اے اللہ کے رسول! کیا سانڈا حرام ہے؟“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ] ”نہیں (سانڈا حرام نہیں) لیکن یہ میری قوم کے علاقے میں نہیں تھا' اس لیے میں اس سے (طبعی طور پر) کراہت محسوس کرتا ہوں۔“ (صحيح البخاري' الأطعمة' حديث:۵۳۹۱' و صحيح مسلم' الصيد والذبائح' حديث: ۱۹۴۵) ② معلوم ہوا حلال وطیب چیز جو طبعاً ناپسند ہو اسے کھانا ضروری نہیں۔ اس سے اس کی حلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ طبی لحاظ سے دیکھا جائے تو ناپسند چیز کھانے سے ناخوش گوار اور منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ ③ حدیث میں لفظ ”ضب“ استعمال ہوا ہے۔ ہمارے ہاں عموماً اس کے معنی ”گوہ“ کیے جاتے ہیں لیکن جو اوصاف ضب کے بیان کیے گئے ہیں' وہ تمام کے تمام سانڈے میں بھی پائے جاتے ہیں' اس لیے درست بات یہی ہے کہ اس سے مراد سانڈا ہے' گوہ نہیں۔ واللّٰه أعلم. ④ معلوم ہوا ضب حرام نہیں ورنہ آپ کھانے سے منع فرما دیتے' بلکہ آپ کے دسترخوان پر آپ کے سامنے اسے کھایا گیا۔ باقی رہا آپ کا اسے نہ کھانا تو یہ آپ کی طبع لطیف کا تقاضا تھا۔ آپ بہت سی ایسی چیزوں سے پرہیز فرماتے تھے جو قطعاً حلال ہیں' مثلاً: لہسن' پیاز وغیرہ۔ حلت اور حرمت الگ چیز ہے اور طبعی کراہت و ناپسندیدگی الگ چیز ہے۔

٤٣٢٠ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا تَرٰى فِي الضَّبِّ قَالَ: «لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا مُحَرِّمِهِ».

۴۳۲۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! سانڈے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہ میں اسے کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔“

٤٣١٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل الضب، ح:١٧٩٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٦٨، والكبرٰى، ح:٤٨٢٦.

٤٣٢٠ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٢٧.

٤٣٢١- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ فَأَهْوَى إِلَيْهِ بِيَدِهِ لِيَأْكُلَ مِنْهُ، قَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَرَفَعَ يَدَهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيدِ: يَارَسُولَ اللهِ! أَحَرَامٌ الضَّبُّ؟ قَالَ: «لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ» فَأَهْوَى خَالِدٌ إِلَى الضَّبِّ فَأَكَلَ مِنْهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ.

۴۳۲۱-حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بھنا ہوا ضب لایا گیا اور آپ کو پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا کہ حاضرین میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ضب کا گوشت ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ضب حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ لیکن یہ میری قوم کے علاقے (میرے وطن) میں نہیں پایا جاتا‘ اس لیے مجھے اس سے کچھ کراہت سی محسوس ہوتی ہے۔“ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ضب کی طرف بڑھے اور اس سے کھایا جبکہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① کسی حلال چیز سے مطلقاً نفرت کرنا یا طبیعت کو اس کا اچھا نہ لگنا اس کی حرمت کو لازم نہیں‘ تفصیل گزشتہ حدیث کے فوائد میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ② کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ اس کے سوا کوئی شخص طبعی کراہت یا کسی اور وجہ سے کسی حلال چیز کو حرام قرار نہیں دے سکتا۔ ③ حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کھانے پر عیب نہیں لگاتے تھے جبکہ اس حدیث میں ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ بظاہر تعارض ہے‘ دونوں میں کیا تطبیق ہے؟ تعارض والی کوئی بات نہیں کیونکہ کسی چیز کی ناپسندیدگی اور چیز ہے اور اس پر عیب لگانا اور ہے۔ عیب لگانا تو یہ ہے کہ کوئی شخص یا اہل خانہ آپ کے لیے چیز پکائیں اور آپ اس پکی پکائی چیز میں کیڑے نکالنا شروع کر دیں۔ وغیرہ۔ ④ حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اچھے لوگوں کی طبیعتیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سانڈے کا گوشت کھانے سے کراہت محسوس فرمائی جبکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے کھالیا۔

٤٣٢١ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ لا يأكل حتى يسمى له فيعلم ما هو؟، ح: ٥٣٩١، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ١٩٤٦/ ٤٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٢٨.

٤٣٢٢- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِيَ خَالَتُهُ، فَقُدِّمَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَحْمُ ضَبٍّ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَأْكُلُ شَيْئًا حَتَّى يَعْلَمَ مَا هُوَ؟ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ: أَلَا تُخْبِرْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَأْكُلُ؟ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَتَرَكَهُ، قَالَ خَالِدٌ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: «لَا، وَلٰكِنَّهُ طَعَامٌ لَيْسَ فِي أَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ» قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ إِلَيَّ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ،

۴۳۲۲-حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (آپ کی زوجۂ محترمہ) حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا۔ وہ میری خالہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سانڈے کا گوشت پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاتے تھے جب تک پتا نہ چل جاتا کہ یہ کیا ہے؟ اس لیے ایک عورت نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کو بتا کیوں نہیں دیتے کہ آپ کیا کھانے لگے ہیں؟ پھر اس نے آپ کو بتا دیا کہ یہ سانڈے کا گوشت ہے۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔ لیکن یہ میری قوم کے علاقے (میرے وطن) میں نہیں پایا جاتا' اس لیے مجھے اس سے کچھ کراہت سی محسوس ہوتی ہے۔'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے برتن اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے کھا لیا جبکہ رسول اللہ ﷺ مجھے (کھاتے ہوئے) دیکھ رہے تھے۔

وَحَدَّثَهُ ابْنُ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ وَكَانَ فِي حِجْرِهَا.

اور (یزید) ابن الاصم نے (یہ روایت اپنی خالہ ام المومنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس (ابن شہاب امام زہری رحمہ اللہ) کو بیان کی۔ اور وہ (ابن اصم) حضرت میمونہ کی پرورش میں تھے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کی بیوی کے رشتہ دار اس کے خاوند کی اجازت اور رضامندی سے اس کے گھر آ جا سکتے ہیں جیسا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی رضامندی اور اجازت سے اپنی خالہ ام المومنین کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی کام ہوتا دیکھ کر خاموش رہیں تو وہ کام شرعاً جائز اور حجت ہوتا

٤٣٢٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٢٩.

ہے اور یہ صرف نبی ﷺ کا مقام ومرتبہ ہے۔ اسے محدثین کرام کی اصطلاح میں حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔

٤٣٢٣- أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَهْدَتْ خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ مِنَ الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الْأَضُبَّ تَقَذُّرًا، وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

۴۳۲۳- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: میری خالہ محترمہ نے رسول اللہ ﷺ کو پنیر، گھی اور سانڈے پیش کیے۔ آپ نے پنیر اور گھی تو کھا لیا لیکن سانڈے ناپسند کرتے ہوئے چھوڑ دیے (نہ کھائے)، البتہ وہ آپ کے دسترخوان پر کھائے گئے۔ اگر یہ حرام ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھائے جاتے اور نہ آپ ان کے کھانے کا حکم دیتے۔

٤٣٢٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَكْلِ الضِّبَابِ فَقَالَ: أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَالْأَقِطِ وَتَرَكَ الضِّبَابَ تَقَذُّرًا لَهُنَّ، فَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ

۴۳۲۴- حضرت ابن عباس ؓ سے سانڈے (کا گوشت) کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ام حفید ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی، پنیر اور سانڈے بھیجے۔ آپ نے گھی اور پنیر تو کھا لیے لیکن سانڈے ناپسند کرتے ہوئے چھوڑ دیے۔ اگر یہ حرام ہوتے تو نہ آپ کے دسترخوان پر کھائے جاتے اور نہ آپ ان کے کھانے کی اجازت دیتے۔

فائدہ: یہ ام حفید حضرت میمونہ ؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ اور یہ دونوں حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن ولید ؓ کی خالہ تھیں۔ ان روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ضب حرام نہیں، البتہ آپ اس میں رغبت نہیں رکھتے تھے۔

٤٣٢٥- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۳۲۵- حضرت ثابت بن یزید انصاری ؓ نے

٤٣٢٣ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٥، ومسلم، الصيد، باب إباحة الضب، ح: ١٩٤٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٣٠.

٤٣٢٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٣١.

٤٣٢٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الضب، ح: ٣٧٩٥ من حديث حصين به، وهو في ◄◄

الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ ابْنُ سُلَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَأَصَابَ النَّاسُ ضِبَابًا فَأَخَذْتُ ضَبًّا فَشَوَيْتُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخَذَ عُودًا يَعُدُّ بِهِ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابًّا فِي الْأَرْضِ وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ»؟ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكَلُوا مِنْهَا، قَالَ: «فَمَا أَمَرَ بِأَكْلِهَا وَلَا نَهَى».

فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگ ایک منزل میں اترے تو انھیں بہت سے سانڈے مل گئے۔ میں نے ایک سانڈا پکڑا' اسے بھونا اور نبی ٔاکرم ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے ایک لکڑی پکڑی اور اس کے ساتھ اس کی انگلیاں گننے لگے' پھر فرمایا: ''بنی اسرائیل کی ایک قوم کو زمین کے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون سے جانور تھے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں نے تو اسے کھا بھی لیا ہے۔ لیکن آپ نے نہ تو اس کے کھانے کا حکم دیا اور نہ (اس کے کھانے سے) روکا۔

٤٣٢٦ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِضَبٍّ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيُقَلِّبُهُ وَقَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مُسِخَتْ لَا يُدْرٰى مَا فَعَلَتْ، وَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلَّ هٰذَا مِنْهَا».

۴۳۲۶- حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سانڈا لے کر آیا۔ آپ اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے' پھر فرمایا: ''ایک قوم کی شکلیں بگاڑ دی گئی تھیں۔ معلوم نہیں اس کا کیا بنا؟ مجھے معلوم نہیں' شاید یہ بھی انھی میں سے ہو۔''

٤٣٢٧ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۳۲۷- حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ سے منقول

◀◀ الكبرٰى، ح:٤٨٣٢، وصححه الحافظ في الفتح: ٩/ ٦٦٣، وانظر الحديث الآتي: ٤٣٢٧، وله شواهد عند مسلم، ح: ١٩٤٩، ١٩٥١ وغيره.

٤٣٢٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٣٣.

٤٣٢٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٣٤.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِضَبٍّ فَقَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مُسِخَتْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ».

ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس ضب لے کر آیا۔ آپ نے فرمایا: ''ایک امت کو مسخ کر دیا گیا تھا' (یہ ان میں سے نہ ہو) واللہ أعلم.''

فوائد ومسائل: ① اس باب کے تحت آنے والی روایات سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ ضب حلال ہے۔ اسے بلاشک وشبہ کھایا جا سکتا ہے' البتہ آپ اس سے مالوف نہیں تھے' لہٰذا آپ کو طبعاً اچھا نہیں لگتا تھا ورنہ آپ کے سامنے کھایا گیا' اگر حرام یا مکروہ ہوتا تو آپ کھانے نہ دیتے' البتہ آخری تین روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس کے بارے میں شک تھا کہ کہیں یہ مسخ شدہ نسل نہ ہو۔ لیکن ایک صحیح روایت میں آپ نے فرمایا ہے کہ مسخ شدہ نسل تین دن سے زائد زندہ نہیں رہتی۔ معلوم ہوتا ہے' پہلے آپ کو شک تھا' پھر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتا دیا گیا کہ یہ مسخ شدہ نسل نہیں کیونکہ مسخ شدہ نسل تین دن سے زائد زندہ نہیں رہتی' اس لیے ان روایات میں ذکر کردہ شک کا ضب کی حلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا' البتہ سنن ابوداود کی ایک روایت' جس کی سند کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے اور شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اسے سلسلة الأحاديث الصحيحة (۲۳۹۰) میں لائے ہیں۔ اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضب کھانے سے منع فرمایا۔ بلاشبہ حلت کی روایات اعلیٰ درجے کی صحیح اور صریح ہیں' اس لیے اس روایت کو اس دور پر محمول کیا جائے گا جب آپ کو اس کے بارے میں مسخ شدہ نسل ہونے کا شک تھا۔ اس بنا پر آپ علیہ السلام اس سے کنارہ کش رہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اسے کھانے کا حکم دیا نہ اس سے روکا۔ بعدازاں جب آپ کو اس کی حلت سے آگاہ کر دیا گیا تو آپ نے صراحتاً اسے حلال قرار دیا' البتہ خود طبعاً اسے پسند نہیں فرماتے تھے' اس لیے نہیں کھایا۔ لہٰذا ممانعت اور اباحت وحلت کی روایات کے مابین تطبیق ہی بہتر ہے کہ ممانعت وکراہت کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے اول دور سے ہے جبکہ اباحت واجازت کا تعلق بعد کے دور سے ہے۔ ہاں! جو طبعاً اسے ناپسند کرتا ہو اس کے حق میں یہ کراہت تنزیہ پر محمول ہوگی۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے حوالۂ مذکور دیکھیے۔ ② عام مترجمین "ضب" کے معنی ''گوہ'' کرتے ہیں لیکن یہ قطعاً صحیح نہیں' ''ضب'' سانڈا ہی ہے' گوہ یا سوسمار نہیں۔ اگرچہ ان کی شکل وصورت ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے۔ ان میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ گوہ' مینڈک اور چھپکلیاں وغیرہ کھاتی ہے جبکہ سانڈا گھاس کھاتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ گوہ جسامت میں سانڈے سے بڑی ہوتی ہے۔ حدیث میں سانڈے کا گوشت کھانے کا ذکر ہے لیکن گوہ کا کوئی ذکر نہیں۔

(المعجم ٢٧) - اَلضَّبُعُ (التحفة ٢٧) باب:۲۷-لگڑ بگڑ کا بیان

وضاحت: اَلضَّبُع لگڑ بگڑ، لگڑ بھگا، لگڑ بھگڑ اور لکڑ بھگا وغیرہ، یہ سارے نام اسی کے ہیں۔ یہ ذوناب کچلیوں والا جانور ہے۔ یہ جانور انسانی گوشت کھانے کا شوقین ہوتا ہے' اس لیے یہ قبریں اکھیڑ کر مدفون لاشوں کا گوشت کھا جاتا ہے۔ کچلی والا جانور ہونے کے باوجود عموماً درندگی کا مظاہرہ کم ہی کرتا ہے' البتہ کبھی کبھار چوہے' خرگوش اور اسی قسم کے چھوٹے چھوٹے جانوروں پر حملہ آور ہو کر انھیں کھا جاتا ہے لیکن یہ عادی' یعنی چیر پھاڑ کرنے والا درندہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی حلت وحرمت کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔ کچھ اہل علم اسے حلال کہتے ہیں' اس لیے وہ اس کا گوشت کھانا جائز قرار دیتے ہیں جبکہ بعض لوگ اس کی حرمت کے قائل ہیں۔

صحابۂ کرام ؓ میں سے لگڑ بگڑ کو حلال کہنے والوں میں حضرت سعد' حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ ؓ کے اسمائے گرامی معروف ہیں جبکہ تابعین عظام میں حضرت عروہ بن زبیر' عکرمہ وغیرہ وہ نمایاں اصحاب العلم ہیں جو لگڑ بگڑ کا گوشت حلال قرار دیتے ہیں۔ حضرت عروہ بن زبیر ؒ فرماتے ہیں کہ اہل عرب ہمیشہ سے لگڑ بگڑ کھاتے چلے آرہے ہیں اور وہ اس کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ امام شافعی اور احمد بن حنبل ؒ کا موقف بھی یہی ہے۔ لگڑ بگڑ کو حرام قرار دینے والوں میں سرفہرست امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور امام مالک ؒ ہیں' نیز جلیل القدر تابعی جناب سعید بن مسیب بھی اسے حرام ہی کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ لگڑ بگڑ کچلی والا جانور ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کچلی والے جانور کا گوشت کھانا حرام قرار دیا ہے' لہٰذا اس کا گوشت کھانا بھی حرام ہے۔ جو صحابۂ کرام اور دیگر اہل علم حضرات اسے حلال کہتے ہیں ان کی دلیل اسی باب کے تحت مروی حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی حدیث ہے۔ اس حدیث میں واضح طور پر لگڑ بگڑ کو شکار قرار دیا گیا ہے اور اس کا گوشت کھانے کی اجازت خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ بظاہر حلت وحرمت والی دونوں حدیثیں ایک دوسری کے مخالف ہیں لیکن درحقیقت ان دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے جس کی وجہ سے ان کا تضاد ختم ہو جاتا ہے اور اپنی اپنی جگہ صحیح اور قابل عمل ٹھہرتی ہیں۔

تطبیق یہ ہے کہ اصل قانون اسی طرح ہے کہ کچلی والے درندے حرام ہیں لیکن شارع ؑ نے اس عام قانون میں سے لگڑ بگڑ کو مستثنیٰ قرار دے دیا ہے' اور اصول بھی ہے کہ عام پر خاص کو تقدیم حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس کا گوشت کھانا از روئے حدیث حلال ہے۔

دلائل کے اعتبار سے لگڑ بگڑ کو حلال سمجھنے والے اہل علم کا موقف ہی مضبوط ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٢٠٢/٢٣-٢٠٣' و سنن أبوداود مترجم' مطبوعه دارالسلام: ٩٤٣/٣، ٩٤٤)

٤٣٢٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الضَّبُعِ فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهَا، فَقُلْتُ: أَصَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۴۳۲۸- حضرت ابن ابی عمار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے لگڑ بگڑ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے اس کے کھانے کو کہا۔ میں نے کہا: کیا وہ شکار میں داخل ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ کہنے لگے: ہاں؟

فوائد و مسائل: ① مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ لگڑ بگڑ شکار ہے' اس لیے محرم شخص اس کا شکار کرے گا تو اسے اس کی مثل' یعنی مینڈھا بطور فدیہ دینا پڑے گا۔ ② اسلاف میں یہ سوچ شعوری طور پر کارفرما تھی کہ وہ اپنے سوال کا مدلل و محکم جواب حاصل کرنے کے لیے دلیل ضرور طلب کیا کرتے تھے جیسا کہ ابن ابوعمار نے حضرت جابر ؓ سے پوچھا کہ آپ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ اور انھوں نے فرمایا: ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ③ کسی بڑے سے بڑے عالم سے بھی دلیل طلب کی جا سکتی ہے۔ ④ دلیل طلب کرنا اس عالم کی توہین نہیں اور نہ اسے اپنی توہین ہی سمجھنا چاہیے بلکہ اسے بخوشی دلیل بیان کر دینی چاہیے۔

(المعجم ٢٨) - تَحْرِيمُ أَكْلِ السِّبَاعِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- درندوں کو کھانا حرام ہے

٤٣٢٩ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ».

۴۳۲۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر کچلی والا درندہ حرام ہے۔''

فوائد و مسائل: ① لگڑ بگڑ کے علاوہ باقی تمام درندوں کا یہی حکم ہے۔ لگڑ بگڑ کو خود رسول اللہ ﷺ نے اس عام حکم سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ ہر درندے کو کچلی (نوکیلا دانت) لازم ہے۔ اور شکار میں اس کا بہت دخل ہے۔ یہ

٤٣٢٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٣٥.

٤٣٢٩ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع . . . الخ، ح: ١٩٣٣ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٩٦، والكبرٰى، ح: ٤٨٣٦.

اوپر نیچے دونوں طرف کل چار ہوتی ہیں۔ درمیان والے چار دانتوں سے آگے اور کچلیوں کے بعد ڈاڑھیں ہوتی ہیں۔ ④ درندے کو حرام قرار دینے کی وجہ شاید یہ ہو کہ درندے کا گوشت کھانے سے انسان میں بھی درندگی پیدا ہونے کا امکان ہے، پھر یہ درندے جانور کو مار کر اس کا خون بھی پی لیتے ہیں جو کہ حرام ہے۔ گویا ان کی اصل غذا حرام ہے۔ واللہ أعلم.

٤٣٣٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۴۳۳۰- حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

٤٣٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا [تَحِلُّ] النُّهْبٰى وَلَا يَحِلُّ مِنَ السِّبَاعِ كُلُّ ذِي نَابٍ وَلَا يَحِلُّ الْمُجَثَّمَةُ».

۴۳۳۱- حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ڈاکا ڈالنا حلال نہیں اور کوئی کچلی والا درندہ بھی حلال نہیں۔ اور باندھ کر نشانوں سے مارا ہوا جانور بھی حلال نہیں۔''

فائدہ: ''باندھ کر نشانوں سے مارا ہوا جانور'' اس سے مراد وہ جانور ہے جس کو پکڑ کر اس طرح باندھ دیا جائے کہ وہ بھاگ نہ سکے بلکہ حرکت بھی نہ کر سکے اور پھر تیروں وغیرہ کے ساتھ نشانے باندھ باندھ کر اسے تڑپا تڑپا کر مارا جائے۔ یہ طریقہ ظالمانہ ہونے کے ساتھ ساتھ ذبح اور شکار کے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ اصول یہ ہے کہ جو جانور پکڑا ہوا ہے، خواہ وہ گھریلو ہو یا جنگلی، اسے لٹا کر ذبح کیا جائے یا کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ اور اگر وہ جانور قابو میں نہ رہے، جیسے جنگلی جانور ہوتے ہیں تو اسے بسم اللہ پڑھ کر تیر یا کتے کے ساتھ شکار کیا جائے۔ ان دو طریقوں کے علاوہ مارا گیا جانور حرام ہوگا۔ اس کا حکم مردار کا ہوگا۔

٤٣٣٠ـ أخرجه البخاري، الطب، باب ألبان الأتن، ح: ٥٧٨٠، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع . . . الخ، ح: ١٩٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٣٧.

٤٣٣١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٤ من حديث بقية به مطولاً، وهو في الكبرٰى؛ ح: ٤٨٣٦، ويأتي، ح: ٤٣٤٨، ٤٤٤٣، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي، ح: ٤٤٥٣. * بحير هو ابن سعد، وخالد هو ابن معدان.

(المعجم ٢٩) - اَلْإِذْنُ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-گھوڑے کا گوشت کھانا حلال ہے

٤٣٣٢ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى - وَذَكَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ - يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَأَذِنَ فِي الْخَيْلِ.

۴۳۳۲- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

فائدہ: جمہور اہل علم اسی بات کے قائل ہیں کہ گھوڑا حلال جانور ہے کیونکہ اس کی حلت کی روایات صریح ہیں اور اعلیٰ درجے کی صحیح ہیں۔ ائمہ میں سے صرف امام ابوحنیفہ ؒ گھوڑے کی حرمت کے قائل ہیں لیکن ان کے شاگرد امام ابویوسف اور امام محمد اس مسئلے میں ان کے ساتھ نہیں' مانعین کی طرف سے یہ معذرت پیش کی گئی ہے کہ وہ گھوڑے کو پلید نہیں سمجھتے' بلکہ قابل احترام ہونے کی وجہ سے حرام سمجھتے ہیں کیونکہ وہ جہاد میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر گھوڑے ذبح کر کے کھائے جائیں تو جہاد کے لیے گھوڑوں کی قلت ہو جائے گی۔ ان کی طرف سے ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ گھوڑا جنسی لحاظ سے گدھے اور خچر کا ساتھی ہے۔ قرآن مجید میں بھی ان تینوں کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل١٦:٨) ان کا مقصد زینت اور سواری بیان کیا گیا ہے نہ کہ کھانا' لہٰذا گھوڑے کو کھانا نہیں چاہیے لیکن یہ بات محل نظر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو کھائے جانے والے جانوروں میں ذکر کیا ہے جبکہ اسے خوراک کی بجائے سواری اور بار برداری میں بھی یکساں استعمال کیا جاتا ہے' اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ گھوڑا حلال ہے۔ اگر ضرورت پڑ جائے تو اسے کھایا جا سکتا ہے۔ ہاں' جہاد کے لیے قلت کا خطرہ ہو تو پھر گھوڑے نہ کھائے جائیں لیکن آج کل تو جہاد میں گھوڑوں کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے' لہٰذا وہ وجہ بھی ختم ہو گئی جس کی بنا پر امام صاحب اس کے نہ کھانے کے قائل تھے۔ گویا اب تو اس کی حلت پر ''اجماع'' ہو گیا ہے۔

٤٣٣٣ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۳۳۳- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٤٣٣٢ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤١ عن قتيبة، والبخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢١٩، ح: ٥٥٢٠، ٥٥٢٤ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٣٩.

٤٣٣٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الخيل، ح: ١٧٩٣ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٤٠، وانظر الحديث السابق.

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھانے دیا اور گدھے کے گوشت سے روک دیا۔

٤٣٣٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ - وَهُوَ ابْنُ وَاقِدٍ - عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، وَعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

۴۳۳۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی جنگ کے دن ہمیں گھوڑے کا گوشت کھانے دیا اور گدھے کے گوشت سے روک دیا۔

٤٣٣٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ لُحُومَ الْخَيْلِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۳۳۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں گھوڑے کا گوشت کھایا کرتے تھے۔

(المعجم ٣٠) - تَحْرِيمُ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے؟

٤٣٣٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۳۳۶- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٣٣٤ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٨٤١، وانظر الحديثين السابقين.

٤٣٣٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب لحوم البغال، ح: ٣١٩٧ من حديث عبدالكريم الجزري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٤٢.

٤٣٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل لحوم الخيل، ح: ٣٧٩٠، وابن ماجه، ح: ٣١٩٨ من حديث بقية به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٤٣، وضعفه موسى بن هارون الحافظ والبيهقي وغيرهما. ※ صالح لين (تقريب)، وقال البخاري فيه: "فيه نظر"، وأبوه مستور.

قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ أَكْلُ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ».

ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''گھوڑے خچر اور گدھے کا گوشت کھانا جائز نہیں۔''

فائدہ: علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے سنن کبریٰ میں فرمایا ہے: اس سے پہلے آنے والی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ اگر یہ صحیح بھی ہو تو یہ منسوخ ہے کیونکہ جواز کی روایت میں اجازت دینے کے الفاظ اس کے منسوخ ہونے کی تائید کرتے ہیں۔ دیکھیے: (التعليقات السلفية على سنن النسائي: ۲۰۳/۴) یہ حدیث کسی بھی لحاظ سے جواز کی روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

٤٣٣٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۴۳۳۷- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے گھوڑے، خچر، گدھے اور کچلی والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا۔

فائدہ: یہ روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ ان کے نزدیک گھوڑا جہاد میں استعمال ہونے کی وجہ سے حرام ہے، اس لیے اس کا گوشت نہیں کھایا جائے گا مگر اس حدیث میں گھوڑے کو خچر، گدھے اور درندوں کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ گویا یہ پلید ہے۔ دونوں باتوں میں بہت فرق ہے۔ حدیث کی حیثیت پر سابقہ حدیث میں بھی بحث ہو چکی ہے۔

٤٣٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ

۴۳۳۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم گھوڑے کا

٤٣٣٧- [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٤٤.

٤٣٣٨- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٣٣٥، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٤٥.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ لُحُومَ الْخَيْلِ، قُلْتُ: اَلْبِغَالَ قَالَ: لَا.

گوشت کھاتے تھے۔ عطاء (شاگرد) نے کہا: خچر کا بھی؟ فرمایا: نہیں۔

(المعجم ٣١) - تَحْرِيمُ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱-گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے

٤٣٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَبْدِ اللهِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِمَا قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

۴۳۳۹-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۳۶۷.

٤٣٤٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَمَالِكٌ وَأُسَامَةُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۴۳۴۰-حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ نکاحِ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے روک دیا تھا۔

٤٣٣٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٦٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٤٦.

٤٣٤٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٦٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٤٧.

٤٣٤١ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

۴۳۴۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں سے منع فرما دیا تھا۔

٤٣٤٢ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَقُلْ خَيْبَرَ.

۴۳۴۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی حدیث ذکر فرمائی ہے مگر اس میں خیبر کا ذکر نہیں کیا۔

٤٣٤٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ نَضِيجًا وَنِيئًا.

۴۳۴۳- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے روک دیا تھا۔ بھنا ہوا ہو یا کچا۔

٤٣٤٤ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۳۴۴- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

٤٣٤١- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب لحوم الحمر الإنسية، ح: ٥٥٢٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٤٨.

٤٣٤٢- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢١٨ من حديث محمد بن عبيد، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح: ٥٦١/٢٤ بعد، ح: ١٩٣٦ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٤٩.

٤٣٤٣- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٦، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح: ١٩٣٨/ ٣١ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٠.

٤٣٤٤- أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح: ٣١٥٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح: ١٩٣٧ من حديث الشيباني به، وهو في الكبرٰى◄◄

يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: أَصَبْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرًا خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ فَطَبَخْنَاهَا، فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ حَرَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ فَأَكْفِئُوا الْقُدُورَ بِمَا فِيهَا فَأَكْفَأْنَاهَا.

ہم نے خیبر کے دن بستی سے باہر کچھ گدھے پکڑ لیے اور ان کا سالن پکایا' پھر نبیٔ اکرم ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گدھے کے گوشت کو حرام قرار دے دیا ہے' لہٰذا گدھے کے گوشت والی ہانڈیاں الٹ دو۔ ہم نے الٹا دیں۔

فوائد ومسائل: ① گھریلو گدھے حرام ہیں' نیز معلوم ہوا کہ جس جانور یا پرندے کا گوشت کھانا حرام ہے' اس جانور یا پرندے پر اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تب بھی وہ حرام ہی رہتا ہے کیونکہ صحابۂ کرام ؓ نے جو گدھوں کا گوشت پکانا شروع کیا ہوا تھا انھیں اللہ کے نام پر ہی ذبح کیا گیا تھا۔ ② اگر کوئی پلید چیز' کسی پاک چیز کے ساتھ لگ جائے تو اس کی نجاست صرف ایک بار دھونے سے زائل ہو جاتی ہے۔ ہاں' اگر شریعت ایک سے زیادہ بار دھونے کا مطالبہ کرے تو' پھر شریعت مطہرہ کا تقاضا پورا کرنا ضروری ہوگا۔ ③ اشیاء میں اصل اباحت (حلال اور جائز ہونا) ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام ؓ نے بلا تأمل گدھے ذبح کر کے ان کا گوشت پکانا شروع کر دیا' حالانکہ رسول اللہ ﷺ بھی ان میں موجود تھے لیکن انھوں نے اس سلسلے میں آپ سے کوئی بات کی نہ مشورہ ہی لیا کیونکہ ان کے ذہنوں میں یہی بات راسخ تھی کہ چیزیں دراصل حلال ہی ہوتی ہیں' البتہ حرمت کی دلیل ہوا کرتی ہے۔ ⑤ امیر' مسئول اور ذمہ دار شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ماتحت اور مامورین کے حالات معلوم کرے' ان کے مسائل اور ان کی مشکلات حل کرے۔ مزید برآں یہ کہ اگر ان میں کوئی غیر شرعی معاملہ دیکھے تو خود اس کی اصلاح کرے یا اپنے کسی نمائندے کے ذریعے اس کی اصلاح کرائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ غیر شرعی معاملے پر خاموشی کو لوگ جائز سمجھنا شروع کر دیں اور اس طرح ایک ناجائز کام محض غفلت سے جائز قرار پائے۔ ⑥ ''ہم نے الٹا دیں'' یعنی ہم نے وہ گوشت باہر پھینک دیا اور ضائع کر دیا۔ اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جن کا خیال ہے کہ گدھے بذات خود حرام نہیں مگر چونکہ لوگوں نے آپ کی اجازت اور تقسیم کے بغیر گدھے ذبح کر لیے تھے جبکہ ان میں سے خمس بھی نہیں دیا گیا تھا' اس لیے آپ نے بطور سزا ہانڈیاں الٹانے کا حکم دیا تھا' حالانکہ اگر یہ بات ہوتی تو گوشت ضائع نہ کیا جاتا بلکہ اسے بحق سرکار ضبط کر لیا جاتا۔ حلال چیز کو ضائع کرنا حرام ہے۔

◄◄ ح: ٤٨٥١.

٤٣٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَبَّحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ فَخَرَجُوا إِلَيْنَا وَمَعَهُمُ الْمَسَاحِي، فَلَمَّا رَأَوْنَا قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، وَرَجَعُوا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ». فَأَصَبْنَا فِيهَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

۴۳۴۵- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کے وقت خیبر پر حملہ کیا جبکہ وہ اپنی کدالیں لے کر (کام کاج کے لیے) ہماری طرف آ رہے تھے۔ جونہی انھوں نے ہمیں دیکھا' شور مچا دیا: محمد (ﷺ) اور اس کا لشکر آ گیا۔ اور وہ مڑ کر قلعے کی طرف بھاگے۔ رسول اللہ ﷺ نے (ازراہ تشکر و دعا) اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اللہ اکبر! اللہ اکبر! خیبر تباہ ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے علاقے میں آ دھمکتے ہیں تو ان ڈرائے ہوئے لوگوں کا بہت برا حال ہوتا ہے۔'' ہم نے وہاں گدھے پکڑ لیے اور ان کو پکا لیا تو نبی اکرم ﷺ کے منادی نے اعلان کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم (ﷺ) تمھیں گدھوں کے گوشت سے روکتے ہیں کیونکہ وہ پلید (حرام) ہیں۔

فوائد و مسائل: ① ''شور مچا دیا'' کیونکہ انھوں نے مدینہ منورہ میں نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا ہوا تھا۔ ② ''ہاتھ اٹھائے'' ممکن ہے نعرۂ تکبیر (اللہ اکبر) لگانے کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوں' جیسے نماز کے شروع میں اٹھائے جاتے ہیں یا اس سے اوپر۔ ③ ''خیبر تباہ ہو گیا'' یا ''خیبر تباہ ہو جائے'' دونوں معانی ہو سکتے ہیں بطور فال فرما دیا یا بطور پیش گوئی یا یہ دعا ہے کہ خیبر تباہ ہو جائے۔ ④ ''وہ پلید ہیں'' مطلب یہ کہ گدھوں کا گوشت حرام ہے۔ ویسے ان پر سواری کرنا جائز ہے' البتہ گدھے کے پسینے' لعاب اور جوٹھے وغیرہ کی بابت حدیث میں کسی قسم کی کوئی صراحت نہیں ملتی۔ ظن غالب یہی ہے کہ یہ چیزیں پلید نہیں مزید برآں یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ نے بکثرت گدھے اور خچر پر سواری کی ہے۔ اگر ان کا پسینہ' لعاب اور جھوٹا وغیرہ پلید ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور اس کی وضاحت فرماتے۔ واللہ أعلم. اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن النسائي' مترجم: ۱/۳۱۹، ۳۲۰' مطبوعہ دارالسلام)

٤٣٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ:

۴۳۴۶- حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ نے بیان

٤٣٤٥- [صحيح] تقدم، ح: ٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٢.

٤٣٤٦- [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٣١، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٣.

أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُمْ غَزَوْا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَوَجَدُوا فِيهَا حُمُرًا مِنْ حُمُرِ الْإِنْسِ، فَذَبَحَ النَّاسُ مِنْهَا فَحُدِّثَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ: أَلَا إِنَّ لُحُومَ الْحُمُرِ الْإِنْسِ لَا تَحِلُّ لِمَنْ شَهِدَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ.

فرمایا: لوگ جہاد کرنے کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف گئے۔ لوگوں کو اس وقت بہت بھوک لگی تھی۔ وہاں لوگوں نے گھریلو گدھے پائے تو انھوں نے ان کو ذبح کر لیا۔ یہ بات نبیٔ اکرم ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو حکم دیا اور انھوں نے لوگوں میں اعلان کیا: خبردار! گھریلو گدھوں کا گوشت کسی ایسے شخص کے لیے حلال نہیں جو میری رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

٤٣٤٧ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۴۳۴۷- حضرت ابو ثعلبہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: گھریلو گدھوں سے مراد وہ گدھے ہیں جنھیں لوگ گھروں میں رکھتے ہیں۔ گھریلو کی صراحت اس لیے کہ جنگلی گدھا حرام نہیں جیسا کہ آئندہ باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٣٢) - **بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ لُحُومِ حُمُرِ الْوَحْشِ** (التحفة ٣٢)

باب:۳۲- جنگلی گدھوں کا گوشت کھانا جائز ہے

٤٣٤٨ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ - هُوَ ابْنُ فَضَالَةَ - عَنِ ابْنِ

۴۳۴۸- حضرت جابر ؓ نے فرمایا: ہم نے خیبر کے دن گھوڑوں اور جنگلی گدھوں کا گوشت کھایا' البتہ

٤٣٤٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٣٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٤.

٤٣٤٨ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤١/ ٣٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٥.

جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَكَلْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُومَ الْخَيْلِ وَالْوَحْشِ وَنَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحِمَارِ.

نبیٔ اکرم ﷺ نے ہمیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا۔

فائدہ: جنگلی گدھا صرف نام کا گدھا ہوتا ہے۔ اس کے صرف کھر گدھے کی طرح ہوتے ہیں۔ ورنہ حقیقتاً وہ جنگلی گائے ہے۔ شکل وصورت کے لحاظ سے بھی گائے ہوتی ہے۔ صرف کھروں کی وجہ سے اسے جنگلی گدھا کہہ دیا جاتا ہے۔ جنگلی گائے ایک خوب صورت جانور ہے بلکہ خوب صورتی میں ضرب المثل ہے۔ یہ قطعاً حلال ہے۔

٤٣٤٩ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ هُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِبَعْضِ أَثَايَا الرَّوْحَاءِ وَهُمْ حُرُمٌ إِذَا حِمَارُ وَحْشٍ مَعْقُورٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعُوهُ فَيُوشِكُ صَاحِبُهُ أَنْ يَأْتِيَهُ» فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَهْزٍ هُوَ الَّذِي عَقَرَ الْحِمَارَ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! شَأْنَكُمْ هٰذَا الْحِمَارُ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ يُقَسِّمُهُ بَيْنَ النَّاسِ.

۴۳۴۹- حضرت عمیر بن سلمہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ روحاء کے کسی مقام پر تھے۔ سب لوگ محرم تھے۔ انھوں نے ایک زخمی جنگلی گدھا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کچھ نہ کہوحتی کہ اس کو شکار کرنے والا آ جائے۔'' تھوڑی دیر بعد بہز قبیلے کا وہ آدمی بھی آ گیا جس نے اسے زخمی کیا تھا۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ اس گدھے کو جو چاہیں کیجیے! رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے لوگوں میں تقسیم کردیں۔

فوائد ومسائل: ① شکاری شخص ہی اپنے مارے یا زخمی کیے ہوئے شکار کا مالک ہوتا ہے۔ حدیث میں مذکور رسول اللہ ﷺ کے الفاظ: دَعُوهُ فَيُوشِكُ صَاحِبُهُ أَنْ يَأْتِيَهُ اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔ ② احرام والے شخص کے لیے شکار کی طرف اشارہ کرنا' شکار کو دوڑانا یا شکار کرنا وغیرہ سب کچھ ناجائز ہے۔ ہاں' اگر غیر محرم شخص نے اپنے لیے شکار کیا ہو' جبکہ اس شکار کرنے کرانے میں اس (محرم) کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو وہ اسے کھا سکتا ہے۔ اور اگر کوئی عمل دخل ہو تو پھر کھا بھی نہیں سکتا۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ کئی

٤٣٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن حبان في صحيحه، ح: ٩٨٢ من حديث قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٦ * ابن الهاد هو يزيد بن عبدالله بن أسامة، ومحمد بن إبراهيم هو التيمي، ورواه مالك: ١/ ٣٥١ عنه مطولاً.

لوگوں کو مشترکہ طور پر ایک چیز ہبہ کی جا سکتی ہے جیسا کہ اس ''بہزی'' شخص نے ایک جنگلی گدھا' رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کو مشترکہ طور پر ہبہ کیا تھا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسے لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

٤٣٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: أَصَابَ حِمَارًا وَحْشِيًّا فَأَتَى بِهِ أَصْحَابَهُ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ حَلَالٌ فَأَكَلْنَا مِنْهُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَوْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْهُ، فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: «قَدْ أَحْسَنْتُمْ» فَقَالَ لَنَا: «هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟» قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: «فَاهْدُوا لَنَا» فَأَتَيْنَاهُ مِنْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۴۳۵۰- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا۔ میں اسے لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ وہ سب محرم تھے۔ صرف میں محرم نہیں تھا۔ ہم سب نے اس میں سے کچھ گوشت کھا لیا' پھر ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے: اگر ہم اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیں (تو بہتر ہے)۔ ہم نے آپ سے پوچھا: آپ نے فرمایا: ''تم نے اچھا کیا۔'' پھر فرمایا: ''کیا تمھارے پاس اس کا کچھ گوشت باقی ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کچھ ہمیں بھی بھیجو۔'' ہم نے آپ کو بھیجا۔ آپ نے اسے کھایا' حالانکہ آپ محرم تھے۔

فائدہ: غیر محرم کا اپنے لیے کیا ہوا شکار محرم کے لیے کھانا جائز ہے بشرطیکہ اس نے کوئی تعاون نہ کیا ہو حتی کہ اشارہ تک نہ کیا ہو' نیز شکار کرتے وقت غیر محرم کی نیت محرمین کے لیے شکار کی نہ ہو۔ بلکہ وہ شکار اپنے لیے کرے' پھر بے شک وہ اس میں سے کچھ گوشت کسی محرم کو دے دے۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ لُحُومِ الدَّجَاجِ (التحفة ٣٣)

باب:۳۳-مرغ کا گوشت کھانا بھی جائز ہے

٤٣٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۳۵۱- حضرت زہدم سے روایت ہے کہ حضرت

٤٣٥٠ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب من استوهب من أصحابه شيئًا، ح: ٢٥٧٠، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ١١٩٦/ ٦٣ من حديث أبي حازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٧.

٤٣٥١ـ أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ١٦٤٩/ ٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين . . . الخ، ح: ٣١٣٣ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ: أَنَّ أَبَا مُوسَى أُتِيَ بِدَجَاجَةٍ فَتَنَحَّى رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهَا تَأْكُلُ شَيْئًا قَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: اُدْنُ فَكُلْ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْ يَمِينِهِ.

ابوموسیٰ ؓ کے پاس ایک مرغ لایا گیا۔ ایک شخص ایک طرف کو ہٹ گیا (باقی لوگ کھانے لگے)۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ کہنے لگے: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا ہے' اس لیے مجھے اس سے نفرت ہوگئی ہے۔ تو میں نے قسم کھالی تھی کہ مرغ کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ فرمانے لگے: قریب آ کر کھا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کھاتے دیکھا ہے' پھر آپ نے اسے اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے کو کہا۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے خود مرغ کا گوشت کھایا ہے' اس لیے اس کا گوشت کھانے میں قطعاً کوئی حرج نہیں۔ بعض لوگ' اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمتوں کے استعمال سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہیں کیونکہ وہ اس کو تقویٰ کے منافی خیال کرتے ہیں۔ یاد رہے اللہ تعالیٰ کو ایسا ''اندھا'' تقویٰ قطعاً مطلوب نہیں جو اسوۂ رسول ﷺ سے ٹکراتا ہو' بلکہ اصل تقویٰ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فیض یاب اور مستفید ہوکر' کماحقہ اس کا شکر ادا کیا جائے۔ ② اگر کوئی جانور یا پرندہ اس قدر زیادہ گندگی کھاتا ہو کہ اس کا اثر اس جانور کے دودھ اور گوشت میں محسوس ہو تو ایسا جانور اس وقت تک استعمال میں نہ لایا جائے جب تک اس سے گندگی کا اثر (بو وغیرہ) زائل نہ ہو جائے۔ جب گندگی کا اثر زائل ہو جائے تو ایسے جانور یا پرندے کا گوشت اور دودھ، بلا تردد، استعمال کرنا مباح اور جائز ہے۔ ہاں' البتہ جو جانور تھوڑی بہت گندگی کھاتے رہتے ہوں اور اس کا اثر ان میں نہ ہو تو اس کو کھا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کا عمل اس کی واضح دلیل ہے۔ ③ صاحب طعام کو چاہیے کہ آنے والے شخص کو کھانا کھانے کی دعوت دے' اسے اپنے قریب بٹھائے اور کھانا پیش کرے' خواہ کھانا تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ جب زیادہ لوگ کھانا کھائیں گے تو اس میں زیادہ برکت ہوگی' اس لیے کہ اجتماعی طور پر کھانا کھانے میں برکت ہی ہوتی ہے۔ ④ ''میں نے اسے'' مراد وہ خاص مرغ نہیں جو بھون کر لایا گیا تھا بلکہ عام مراد ہے' یعنی مرغ گندگی کھاتے ہیں' لہٰذا میں اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ کا مقصد یہ تھا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ مرغ کچھ نہ کچھ گندگی کھاتے ہی ہیں۔ اس کے باوجود میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ معلوم ہوا' اتنی گندگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا' البتہ اگر کوئی جانور اس قدر گندگی کھاتا ہو کہ اس کے گوشت یا دودھ میں گندگی کا رنگ' بو یا ذائقہ محسوس ہو تو پھر اس جانور کا گوشت کھانا یا اس کا دودھ پینا حرام ہے۔ اس سے کم میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم.

٤٣٥٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ زَهْدَمِ الْجَرْمِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسٰى فَقُدِّمَ طَعَامُهُ وَقُدِّمَ فِي طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللهِ، أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مَوْلًى فَلَمْ يَدْنُ، فَقَالَ لَهُ أَبُومُوسٰى: اُدْنُ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ.

۴۳۵۲- حضرت زہدم جرمی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا کھانا پیش کیا گیا اور ان کے کھانے میں مرغ کا گوشت تھا۔ حاضرین میں بنو تیم اللہ کے قبیلے میں سے ایک سرخ رنگ کا شخص تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ غلام ہو۔ وہ کھانے کے قریب نہ آیا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (کھانے کے) قریب ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

٤٣٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ بِشْرٍ - هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ وَعَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۴۳۵۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے خیبر کے دن پنجے کے ساتھ شکار کرنے والے پرندے اور کچلی والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: ظاہراً تو اس حدیث کا باب سے تعلق نہیں بنتا بلکہ اس کے لیے الگ باب ہونا چاہیے تھا، تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرغ پنجے کے ساتھ شکار کرنے والا پرندہ نہیں، لہٰذا حلال ہے۔

(المعجم ٣٤) - إِبَاحَةُ أَكْلِ الْعَصَافِيرِ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- چڑیا کا گوشت کھانا بھی حلال ہے

٤٣٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۳۵۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٣٥٢_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٩.

٤٣٥٣_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب ماجاء في أكل السباع، ح: ٣٨٠٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦١، وحديث مسلم: ١٩٣٤ يغني عنه.

٤٣٥٤_ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٦، والحميدي، ح: ٥٨٧ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٠، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٣٣، والذهبي، وله شاهد حسن يأتي، ح: ٤٤٥١ ـ * عمرو هو ابن دينار.

يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ إِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا إِلَّا سَأَلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: «يَذْبَحُهَا فَيَأْكُلُهَا وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا يَرْمِي بِهَا».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چڑیا یا اس سے بھی چھوٹے جانور کو ناحق قتل کرے' اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس سے اس کے بارے میں پوچھے گا۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے ذبح کر کے کھائے۔ اس کا سر کاٹ کر نہ پھینک دے۔''

فوائد و مسائل: ① ''اس سے بھی چھوٹا جانور'' مثلاً ٹڈی۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے ''چڑیا یا اس سے بڑا جانور'' مثلاً: مرغی' کبوتر وغیرہ۔ فَمَا فَوْقَهَا میں یہ دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں اور دونوں ہی صحیح ہیں۔ ② بعض لوگ شغلاً شکار کرتے ہیں۔ کھانا مقصد نہیں ہوتا بلکہ یا تو کتے بھگانے کا شوق ہوتا ہے یا نشانہ بازی کا اور وہ اپنے شوق کو شکار کی صورت میں پورا کرتے ہیں' یہ شرعاً گناہ ہے۔ کسی بھی جاندار چیز کو بلاوجہ قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ حلال جانور ہے تو اسے صرف کھانے کے لیے شکار یا ذبح کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ حرام جانور ہے تو اس کے نقصان سے بچنے کے لیے ہی اسے مارا جا سکتا ہے۔ یا دوسری معاشی ضروریات کے لیے' مثلاً: کاروبار جیسے ہاتھی کے دانت۔ صرف شوق پورا کرنے کے لیے کسی جاندار کو ضائع نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ مَيْتَةِ الْبَحْرِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- سمندری مردہ جانوروں کا حکم

٤٣٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَاءِ الْبَحْرِ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، اَلْحَلَالُ مَيْتَتُهُ».

٤٣٥٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سمندر کے پانی کے بارے میں فرمایا: ''سمندر کا پانی طاہر و مطہر ہے اور اس کا جانور بلا ذبح حلال ہے۔''

٤٣٥٥ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٩. وهو في الكبرى، ح: ٤٨٦٢.

فوائد و مسائل: ① سمندر کا پانی ذائقے کے لحاظ سے عام پانی سے مختلف ہوتا ہے۔ اس میں رہنے والے جانوروں اور سفر کرنے والے انسانوں کی گندگی پانی ہی میں رہتی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو وہ بھی پانی میں ہی گلتا سڑتا ہے۔ اس سے یہ شبہ پڑ سکتا ہے کہ شاید وہ پاک نہ ہو' اس لیے آپ نے یہ ارشاد فرمایا کیونکہ اولاً تو وہ انتہائی کثیر پانی ہے۔ ثانیاً اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ نہ تو پانی متعفن ہوتا ہے اور نہ کوئی آلودگی اپنا اثر چھوڑتی ہے۔ واللہ عزیز حکیم. ② ''طاہر و مطہر'' عربی میں لفظ طهور استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں' خود بھی پاک' دوسری چیزوں کو بھی پاک کرنے والا۔ ③ ''بلا ذبح حلال ہے'' عربی میں لفظ مَيْتَة استعمال ہوا ہے' یعنی جو بغیر ذبح کیے مر جائے' مثلاً: جسے شکار کیا جائے یا جو طبعی موت پانی میں مر جائے۔ احناف طبعی موت والے آبی جانور کی حلت کے قائل نہیں لیکن حدیث کے الفاظ عام ہیں۔ اسی طرح یہ حدیث ہر آبی جانور کو شامل ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں جبکہ امام مالک صرف ان آبی جانوروں کو حلال سمجھتے ہیں جن کے نام کے جانور خشکی میں حلال ہیں۔ اور احناف صرف مچھلی کو حلال سمجھتے ہیں' کیونکہ بعض روایات میں مچھلی کا لفظ مذکور ہے لیکن قرآن و حدیث کے الفاظ عام ہیں۔ قرآنِ مجید کے الفاظ اس مفہوم کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔ ارشاد باری ہے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ (المآئدة٥:٩٦) ④ آبی جانور کو ذبح کرنے کی ضرورت اس لیے نہیں کہ اس میں خون نہیں ہوتا۔ اور ذبح خون نکالنے کے لیے ہوتا ہے۔ باقی رہا وہ سرخ محلول جو مچھلی وغیرہ سے زخم کے وقت نکلتا ہے تو اس میں خون کی خصوصیات نہیں پائی جاتیں' مثلاً: اسے دھوپ میں رہنے دیا جائے تو وہ سفید ہو جائے گا جبکہ خون تو سیاہ ہو کر جم جاتا ہے۔ اور حرام خون ہی ہے' لہٰذا اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔

٤٣٥٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا، فَفَنِيَ زَادُنَا حَتَّى كَانَ يَكُونُ لِلرَّجُلِ مِنَّا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ، فَقِيلَ لَهُ: يَاأَبَا عَبْدِ اللهِ! وَأَيْنَ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا

۴۳۵۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ نے ہمیں (ساحل سمندر پر) بھیجا۔ ہم تین سو آدمی تھے۔ ہم نے اپنا زادِ راہ اپنی گردنوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ وہ بھی ختم ہو گیا حتی کہ ہم میں سے ہر آدمی کو ایک دن میں ایک کھجور ملتی تھی۔ ان سے پوچھا گیا: اے ابوعبداللہ! ایک کھجور آدمی کا کیا گزارا کرتی ہو گی؟ انھوں نے فرمایا: جب کھجوریں بالکل ختم ہو گئیں تو ہمیں

٤٣٥٦_ أخرجه البخاري، الجهاد، باب حمل الزاد على الرقاب، ح: ٢٩٨٣ من حديث عبدة بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٦٣.

حِيْنَ فَقَدْنَاهَا فَأَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا بِحُوتٍ قَذَفَهُ الْبَحْرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا .

اس ایک کھجور کی بھی قدر معلوم ہوتی تھی۔ ہم ساحل سمندر پر پہنچے تو ہم نے ناگہاں وہاں ایک بڑی مچھلی دیکھی جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا۔ ہم نے اس میں سے اٹھارہ دن کھایا۔

فائدہ: اس حدیث کی مزید تفصیل آئندہ حدیث میں آ رہی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مچھلی حلال ہے، خواہ وہ شکار کی گئی ہو یا اسے سمندر کی لہروں نے باہر پھینک دیا ہو۔ یا وہ سمندر پر بے جان تیر رہی ہو۔ کیونکہ سمندر عموماً بے جان مچھلی کو باہر ہی پھینک دیتا ہے۔ زندہ مچھلیاں تو پانی کے ساتھ واپس چلی جاتی ہیں، پھر اتنی بڑی مچھلی کہ جسے تین سو آدمی اٹھارہ دن تک کھاتے رہے ہوں اور وہ پھر بھی ختم نہ ہوئی ہو، زندہ حالت میں ساحل کے قریب نہیں آتی بلکہ گہرے سمندر میں رہتی ہے۔ لازماً اس کی لاش پانی پر تیرتی ہوئی کنارے پر آئی ہوگی۔

٤٣٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيرَ قُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ، قَالَ: فَأَلْقَى الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا [الْعَنْبَرُ]، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ فَثَابَتْ أَجْسَامُنَا وَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَظَرَ إِلَى أَطْوَلِ جَمَلٍ وَأَطْوَلِ رَجُلٍ فِي الْجَيْشِ فَمَرَّ تَحْتَهُ، ثُمَّ جَاعُوا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ جَاعُوا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ جَاعُوا فَنَحَرَ رَجُلٌ

٤٣٥٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم تین سو اونٹ سواروں کو (ساحل کی طرف) بھیجا۔ ہمارے امیر حضرت ابو عبیدہ بن جراح تھے۔ ہم قریش کے ایک قافلے کی گھات میں تھے۔ ہم ساحل پر جا ٹھہرے۔ ہمیں سخت بھوک کا سامنا تھا حتی کہ ہم پتے کھانے لگے، پھر سمندر (کی لہروں) نے ایک آبی جانور (ساحل پر) پھینک دیا۔ اس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ ہم اس سے تقریباً نصف ماہ کھاتے رہے۔ ہم نے اس کی چربی کو بھی خوب استعمال کیا تو ہمارے جسم پہلے کی طرح موٹے تازے ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کو کھڑا کیا، پھر لشکر میں سے سب سے اونچا اونٹ اور سب سے لمبا آدمی تلاش کیا۔ وہ آدمی اس اونٹ پر سوار ہو کر پسلی کے نیچے سے صاف

٤٣٥٧ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة سيف البحر . . . الخ، ح: ٤٣٦١، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ميتات البحر، ح: ١٩٣٥/ ١٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٤ .

ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَهَاهُ أَبُو عُبَيْدَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: فَسَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟» قَالَ: فَأَخْرَجْنَا مِنْ عَيْنَيْهِ كَذَا وَكَذَا قُلَّةً مِنْ وَدَكٍ وَنَزَلَ فِي حِجَاجِ عَيْنِهِ أَرْبَعَةُ نَفَرٍ وَكَانَ مَعَ أَبِي عُبَيْدَةَ جِرَابٌ فِيهِ تَمْرٌ فَكَانَ يُعْطِينَا الْقَبْضَةَ ثُمَّ صَارَ إِلَى التَّمْرَةِ فَلَمَّا فَقَدْنَاهَا وَجَدْنَا فَقْدَهَا.

گزر گیا۔ (اسی سفر کا واقعہ ہے کہ) پھر لوگ بھوک میں مبتلا ہوئے تو ایک آدمی نے تین اونٹ نحر کیے' پھر انھیں بھوک لگی تو مزید تین اونٹ نحر کر دیے' وہ پھر بھوک کا شکار ہوئے تو اسی نے مزید تین اونٹ نحر کیے' پھر حضرت ابوعبیدہ ؓ نے (بحیثیت امیر) اسے روک دیا۔ (راویٔ حدیث) سفیان نے ابوزبیر سے' انھوں نے حضرت جابر ؓ سے بیان کیا (انھوں نے فرمایا کہ جب ہم نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس واپس پہنچے اور) ہم نے نبی ﷺ سے (اس کے متعلق) پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمھارے پاس اس جانور کا کچھ گوشت باقی ہے؟'' (حضرت جابر نے فرمایا:) ہم نے اس آبی جانور کی آنکھوں سے بہت سے مٹکے چربی کے نکالے۔ اور اس کی آنکھ کے گڑھے میں چار آدمی با آسانی اتر گئے۔ اور (اسی سفر کا واقعہ ہے کہ) حضرت ابوعبیدہ ؓ کے پاس ایک کھجوروں کی تھیلی تھی جس میں سے وہ ہمیں مٹھی مٹھی دیا کرتے تھے' پھر نوبت ایک ایک کھجور تک آ گئی۔ جب کھجوریں بالکل ختم ہو گئیں تو (اس وقت) ہمیں ایک کھجور کی قدر و قیمت معلوم ہوتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① "ميتة البحر" (دریائی اور سمندری مردار) کے متعلق شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔ سابقہ اور اس حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ وہ مچھلی سمندری لہروں نے باہر پھینکی تھی' یعنی صحابۂ کرام ؓ میں سے کسی نے اسے شکار نہیں کیا تھا۔ مزید برآں یہ بھی کہ اسے ذبح بھی نہیں کیا گیا تھا بلکہ ویسے ہی استعمال کیا تھا۔ تین سو صحابۂ کرام ؓ اٹھارہ دن تک مسلسل اسے کھاتے رہے' بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے بھی اس میں سے کھایا۔ ② حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ ہر چھوٹے بڑے لشکر پر امیر مقرر کرنا چاہیے جو اس لشکر کے لیے درست انتظام کرے' ان کی ضروریات وغیرہ کا خیال رکھے اور انھیں پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ امیر کے لیے یہ بھی مستحب ہے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی

برتے۔ ③ امیر لشکر ان میں سے افضل اور بہتر شخص کو بنانا چاہیے۔ اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر ان کے بہترین اور اچھے لوگوں میں سے کسی کو امیر بنایا جائے۔ لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے امیر کے احکام کی تعمیل کریں۔ ہاں، اگر وہ انھیں غیر شرعی حکم دے تو پھر اس کی اطاعت قطعاً جائز نہیں جیسا کہ معروف حدیث ہے: [لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى] ''اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کر کے کسی کی اطاعت جائز نہیں۔'' (سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث:١٧٩-١٨١) ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک دنیاوی مال و متاع اور اس کی آسائشوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور حصول جنت کے لیے ہر قسم کے مصائب کو برداشت کیا...... رضی اللہ عنہم...... ⑤ بھوک، غربت، افلاس اور تنگ دستی کے وقت ہمدردی اور ایثار سے بہت سی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ اس حدیث سے اس کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے۔ ⑥ انسان اپنے قریبی احباب اور دوستوں سے ان کا مال و متاع مانگ سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا: ''اگر تمھارے پاس عنبر مچھلی میں سے کچھ باقی ہو تو مجھے بھی دو۔'' ⑦ یہ حدیث مبارکہ دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ دور میں بھی اجتہاد جائز تھا جیسا کہ آج کے دور میں جائز ہے۔ اگلی حدیث: ۴۳۵۹ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ: [لَا تَأْكُلُوهُ، ثُمَّ قَالَ: جَيْشُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ نَحْنُ مُضْطَرُّونَ، كُلُوا بِاسْمِ اللّٰهِ] احکام میں اجتہاد کی بہت واضح اور کھلی دلیل ہیں۔ ⑧ ''اپنی گردنوں پر اٹھایا ہوا تھا'' اس میں اشارہ ہے کہ ہمارے پاس زادراہ بہت کم مقدار میں تھا۔ اسے اٹھانے کے لیے جانور کی ضرورت نہیں تھی۔ ⑨ اس روایت میں واقعات کی ترتیب آگے پیچھے ہے، مثلاً: لشکر کے ساحل پر پہنچنے سے پہلے وہ آبی جانور موجود تھا۔ اس طرح اونٹوں کو نحر کرنے کا واقعہ آبی جانور کے ملنے سے پہلے کا ہے۔ کھجوریں بانٹنے کا واقعہ بھی آبی جانور ملنے سے پہلے کا ہے اگرچہ ذکر آخر میں ہے۔ آبی جانور سے چربی وغیرہ نکالنے کے واقعات بھی ساحل سمندر سے تعلق رکھتے ہیں نہ کہ مدینہ منورہ سے جیسا کہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔ ⑩ اونٹ نحر کرنے والے شخص بنوخزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ جو بہت سخی تھے اور سخی باپ کے بیٹے تھے۔ مذکور ہے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا پتا چلا تو بیٹے سے کہا: تم نے اور جانور کیوں نہ ذبح کیے؟ انھوں نے بتایا کہ امیر صاحب نے روک دیا تھا، مبادا تیرے والد محترم ناراض ہوں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصے میں آ گئے اور فوراً ایک بہت بڑا باغ بیٹے کے نام منتقل کر دیا تاکہ کل کو کوئی شخص سخاوت سے نہ روک سکے۔ رضي الله عنهما و أرضاهم. ⑪ ''نحر کیے'' نحر کرنا اس طرح ہوتا ہے کہ اونٹ کا بایاں گھٹنا رسی وغیرہ کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے اور پھر چھری کی نوک اس کے لیے (گردن کی نچلی طرف انتہائی نرم گڑھے) میں چبھو دی جاتی ہے۔ اونٹ کو دوسرے جانوروں کی طرح ذبح نہیں کیا جاتا۔

٤٣٥٨- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ ﷺ مَعَ أَبِي عُبَيْدَةَ فِي سَرِيَّةٍ فَنَفِدَ زَادُنَا فَمَرَرْنَا بِحُوتٍ قَدْ قَذَفَ بِهِ الْبَحْرُ فَأَرَدْنَا أَنْ نَأْكُلَ مِنْهُ، فَنَهَانَا أَبُو عُبَيْدَةَ ثُمَّ قَالَ: نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي سَبِيلِ اللهِ، كُلُوا، فَأَكَلْنَا مِنْهُ أَيَّامًا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ بَقِيَ مَعَكُمْ شَيْءٌ فَابْعَثُوا بِهِ إِلَيْنَا».

۴۳۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت ایک لشکر میں بھیجا۔ ہمارے زاد ختم ہو گئے۔ ہم ایک مچھلی کے پاس سے گزرے جسے سمندر نے (ساحل پر) پھینک دیا تھا۔ ہم نے اس میں سے کھانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں روک دیا، پھر خود ہی کہنے لگے: ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں آئے ہیں، اس لیے کھا لو۔ ہم کئی دن تک اس میں سے کھاتے رہے۔ جب ہم واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے آپ کو اس بات سے مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تمھارے پاس کچھ گوشت باقی ہے تو ہمارے پاس بھی بھیجو۔''

٤٣٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ أَبِي عُبَيْدَةَ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ فَأَعْطَانَا قَبْضَةً قَبْضَةً فَلَمَّا أَنْ جُزْنَاهُ أَعْطَانَا تَمْرَةً تَمْرَةً، حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ الصَّبِيُّ وَنَشْرَبُ عَلَيْهَا الْمَاءَ، فَلَمَّا فَقَدْنَاهَا وَجَدْنَا فَقْدَهَا حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَخْبِطُ الْخَبَطَ

۴۳۵۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا۔ ہم تین سو دس سے زائد تھے۔ آپ نے ہمیں کھجوروں کی ایک بوری بطور زاد راہ دی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ ہمیں روزانہ ایک ایک مٹھی کھجوریں دیتے تھے۔ جب ہم نے انھیں تقریباً ختم کر دیا تو وہ ہمیں ایک ایک کھجور دینے لگے حتی کہ ہم اسے بچوں کی طرح چوستے رہتے۔ اوپر سے پانی پی لیتے۔ جب کھجوریں بالکل ختم ہو گئیں تو ایک کھجور کا نہ ملنا بھی ہم کو محسوس ہوتا تھا حتی کہ ہم اپنی لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑ لیتے اور

٤٣٥٨ـ أخرجه مسلم، ح: ١٧/١٩٣٥، انظر الحديث السابق من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٦٥.

٤٣٥٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٦٦.

بِقِسِيِّنَا وَنَسَفُهُ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى سُمِّينَا جَيْشَ الْخَبَطِ، ثُمَّ أَجَزْنَا السَّاحِلَ فَإِذَا دَابَّةٌ مِثْلُ الْكَثِيبِ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ لَا تَأْكُلُوهُ، ثُمَّ قَالَ: جَيْشُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَحْنُ مُضْطَرُّونَ، كُلُوا بِاسْمِ اللهِ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ وَجَعَلْنَا مِنْهُ وَشِيقَةً وَلَقَدْ جَلَسَ فِي مَوْضِعِ عَيْنِهِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، قَالَ: فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَرَحَلَ بِهِ أَجْسَمَ بَعِيرٍ مِنْ أَبَاعِرِ الْقَوْمِ فَأَجَازَ تَحْتَهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا حَبَسَكُمْ؟» قُلْنَا: كُنَّا نَتَّبِعُ عِيرَاتِ قُرَيْشٍ وَذَكَرْنَا لَهُ مِنْ أَمْرِ الدَّابَّةِ فَقَالَ: «ذَاكَ رِزْقٌ رَزَقَكُمُوهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، أَمَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟» قَالَ: قُلْنَا: نَعَمْ.

انھیں پھانک لیتے‘ پھر اوپر سے پانی پی لیتے حتی کہ ہمارے اس لشکر کا نام ہی پتوں والا لشکر رکھ دیا گیا‘ پھر ہم ساحل پر پہنچے تو وہاں ٹیلے جیسا ایک آبی جانور پڑا تھا جسے عنبر کہا جاتا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا: یہ مرا ہوا ہے‘ لہٰذا اسے نہ کھاؤ‘ پھر خود ہی کہنے لگے: ہم اللہ کے رسول ﷺ کی فوج ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جا رہے ہیں‘ پھر ہم لاچار بھی ہیں‘ اس لیے اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم نے کچھ تو کھایا‘ کچھ سکھا لیا۔ اس جانور کی آنکھ کے گڑھے میں تیرہ آدمی (آرام سے) بیٹھ گئے‘ پھر حضرت ابوعبیدہ نے اس کی پسلی لی‘ پھر ایک موٹے اونچے اونٹ پر پالان کس کر (ایک لمبا تڑنگا آدمی بٹھا کر) اسے پسلی کے نیچے سے گزارا تو وہ صاف گزر گیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”تم اتنے دن کہاں رکے رہے؟“ ہم نے عرض کی: ہم قریش کے تجارتی قافلوں کو تلاش کرتے رہے‘ پھر ہم نے آپ کے سامنے اس آبی جانور کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے مہیا فرمایا۔ کیا تمھارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے؟“ ہم نے کہا: جی ہاں۔

فوائد و مسائل: ① تین سو دس سے زائد‘ یعنی تین سو بیس سے کم۔ معلوم ہوا سابقہ روایات میں کسر گرا کر تین سو کہا گیا ہے۔ ② ”تیرہ آدمی“ پچھلی روایت میں ”چار“ کا ذکر ہے لیکن چار میں تیرہ کی نفی نہیں۔ چار چلتے پھرتے ہوں گے اور تیرہ جڑ کر بیٹھے ہوں گے۔ واللہ أعلم. ③ ”عنبر“ یہ عظیم الشان مچھلی ہوتی ہے جو جہاز کو ٹکر مار دے تو اسے بھی توڑ دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ سمندر میں کیسی کیسی عظیم الشان مخلوقات پوشیدہ ہیں۔ وہیل مچھلی بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ.

(المعجم ٣٦) - اَلضِّفْدِعُ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- مینڈک کا حکم

٤٣٦٠ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ: أَنَّ طَبِيبًا ذَكَرَ ضِفْدَعًا فِي دَوَاءٍ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِهِ.

۴۳۶۰-حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی دوائی میں مینڈک ڈالنے کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مینڈک کے قتل سے منع فرما دیا۔

فوائد ومسائل: ① مینڈک کے متعلق حکم شریعت یہ ہے کہ وہ حرام ہے۔ بوقت ضرورت بھی رسول اللہ ﷺ نے اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی۔ آپ کا اجازت نہ دینا ہی اس کی حرمت کی دلیل ہے۔ ② مینڈک اگرچہ آبی جانور ہے لیکن یہ پانی سے باہر بھی زندہ رہ سکتا ہے بلکہ عرصۂ دراز تک باہر پھرتا رہتا ہے، لہٰذا اسے آبی جانوروں والا حکم نہیں دیا جا سکتا، یعنی اسے حلال نہیں کہا جائے گا۔ ③ ''منع فرما دیا'' مقصد یہ ہے کہ مینڈک کو دوا کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قتل کیے بغیر تو اسے دوا میں ڈالنے سے رہے۔ جب قتل حرام ہے تو اس کو بطور دوا استعمال کرنا بھی حرام ہے کیونکہ یہ پلید جانور ہے یا کم از کم قابل نفرت تو ضرور ہے۔ تبھی آپ نے اس کے قتل سے منع فرمایا۔ قتل سے نہی بھی حرمت کی علامت ہے۔

(المعجم ٣٧) - اَلْجَرَادُ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۷- ٹڈی کا بیان

٤٣٦١ - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

۴۳۶۱-حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم سات جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ ہم (آپ کے ساتھ رہتے ہوئے) ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس ٹڈی سے مراد وہ ٹڈی نہیں جو عام گھروں میں ہوتی ہے بلکہ اس سے مراد وہ ٹڈی ہے جسے مکڑی

٤٣٦٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الأدوية المكروهة، ح: ٣٨٧١ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٧، وصححه الحاكم: ٤/ ٤١١، ووافقه الذهبي.

٤٣٦١ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل الجراد، ح: ٥٤٩٥ من حديث شعبة، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الجراد، ح: ١٩٥٢ من حديث أبي يعفور العبدي وقدان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٨.

بھی کہا جاتا ہے' وہ جو فصلوں کو بھی چٹ کر جاتی ہے۔ یہ حلال جانور ہے' اس کو ذبح کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَ دَمَانِ: اَلْجَرَادُ وَالْحِيتَانُ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ] ''ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ دو مردار (جنھیں ذبح نہ کیا گیا ہو) ٹڈی (مکڑی) اور مچھلی ہیں۔ اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔'' (مسند أحمد: ٢/ ٩٧ و سنن الكبرىٰ للبيهقي: ١/ ٢٥٤) اس میں بھی مچھلی کی طرح دم مسفوح (بہنے والا خون) نہیں ہوتا۔

٤٣٦٢ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ -وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنْ قَتْلِ الْجَرَادِ فَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

۴۳۶۲- حضرت ابو یعفور نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے ٹڈی کو قتل کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں چھ جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا۔ ہم ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔

فائدہ: ''چھ جنگوں میں'' سابقہ روایت میں سات جنگوں کا ذکر ہے۔ چھ' سات کے منافی نہیں ہے۔

(المعجم ٣٨) - قَتْلُ النَّمْلِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- چیونٹی کو قتل کرنے کا بیان

٤٣٦٣ - أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «أَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ أَنْ قَدْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ».

۴۳۶۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تو انھوں نے چیونٹی کی اس پوری آبادی کو آگ لگانے کا حکم دیا۔ انھیں جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تجھے ایک چیونٹی نے کاٹ لیا' تو نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والی مخلوق کو ہلاک کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① چیونٹی کے متعلق حکم شریعت یہ ہے کہ اگر وہ تکلیف پہنچائے تو اسے مارا جا سکتا ہے۔ ہر تکلیف دینے والی مخلوق کو قتل کیا جا سکتا ہے' البتہ اس بات کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے کہ صرف اسے قتل کیا

٤٣٦٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٨٦٩.

٤٣٦٣ـ أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن قتل النمل، ح: ٢٢٤١ من حديث ابن وهب، والبخاري، الجهاد، باب (١٥٣)، ح: ٣٠١٩ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٨٧٠.

جائے جس نے تکلیف پہنچائی ہو۔ مذکورہ حدیث میں ایک نبی کا قصہ اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔ اصول یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سابقہ شریعتوں میں سے کسی شریعت کی کوئی بات بتائیں تو وہ ہمارے لیے بھی شریعت ہی ہوتی ہے۔ ہاں! اگر ہماری شریعت میں اس کے منافی حکم آ جائے تو پھر سابقہ شریعت کی بات ہمارے لیے حجت نہیں ہوگی۔ ② معلوم ہوا حیوان بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے تو اس حد تک تصریح فرمائی ہے کہ ساتوں آسمان و زمین اور جو مخلوق ان (آسمانوں اور زمین) میں ہے، وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہیں۔ مطلب بالکل واضح ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد سمیت اس کی تسبیح کرتی ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ (بنيٓ إسرآئيل ١٧:٤٤) اور یہ حقیقت ہے کہ ہر مخلوق ہی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ بعض لوگوں نے حیوانات وغیرہ کی تسبیح کو مجازی معنی پر محمول کرنے کی کوشش کی ہے، یہ قطعاً درست نہیں۔ ③ حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام ﷺ کو بھی عام انسانوں کی طرح درد اور موذی چیزوں کے کاٹنے سے تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صرف ذوی العقول یعنی صاحب شعور مخلوق ہی سے ظلم کا بدلا نہیں لیا جائے گا بلکہ غیر ذوی العقول سے بھی اس کے ظلم و زیادتی کا بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ شاید آگ سے جلانا ان کی شریعت میں جائز ہوگا، ہماری شریعت میں منع ہے۔ ⑥ چیونٹی کے قتل سے نہی اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔

٤٣٦٤ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ: «نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِبَيْتِهِنَّ فَحُرِّقَ عَلَى مَا فِيهَا، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً».

۴۳۶۴- حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ (سابقہ) انبیاء ﷺ میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے۔ ایک چیونٹی نے انھیں کاٹ لیا۔ انھوں نے حکم دیا تو ان کے پورے بل کو تمام چیونٹیوں سمیت جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی۔ کیوں نہ آپ نے صرف ایک چیونٹی کو مارا؟ (آخر یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔)

وَقَالَ الْأَشْعَثُ: عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مِثْلَهُ وَزَادَ: «فَإِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ».

اور اشعث نے ابن سیرین سے، انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے نبی ﷺ سے اسی (سابقہ) حدیث کی مثل بیان کیا۔ اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:

٤٣٦٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٧١، ٤٨٧٢ . ※ الأشعث هو ابن عبدالملك الحمراني.

[فَإِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ] ”بلاشبہ یہ (چیونٹیاں اللہ تعالیٰ کی) تسبیح بیان کرتی ہیں۔“

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اشعث نے یہ روایت دو شیوخ سے بیان کی ہے: ایک حسن بصری سے اور دوسرے محمد بن سیرین سے۔ حسن بصری سے جو روایت ہے وہ موقوف ہے جبکہ دوسری یعنی محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کردہ روایت مرفوع ہے۔ دونوں روایتیں یعنی موقوف اور مرفوع صحیح ہیں البتہ دوسری مرفوع روایت میں فَإِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ کے الفاظ زیادہ ہیں۔ موقوف یعنی حسن بصری رحمہ اللہ والی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

٤٣٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۴۳۶۵- اسی قسم کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مگر وہ مرفوع نہیں (بلکہ ان کا اپنا قول ہے)۔

٤٣٦٥ـ [صحيح] تقدم قبله، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٨٧٣، ورواه حبيب بن الشهيد وسلمة بن علقمة عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة به موقوفًا، فالطريقان المرفوع والموقوف صحيحان، والله أعلم.

قربانی سے متعلق احکام و مسائل

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن نسائی کی ترتیب اس طرح فرمائی ہے کہ کتاب الصید و الذبائح (شکار اور ذبیحوں کے مسائل بیان کرنے) کے بعد کتاب الضحایا یعنی قربانی کے احکام و مسائل بیان فرمائے ہیں۔ ان دونوں کتابوں (الصید و الذبائح اور الضحایا) میں مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ ان میں ماکول اللحم حیوانات یعنی جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا خون بہانے اور انھیں ذبح کرنے کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ ایسے تمام حلال جانور اور پرندے وغیرہ جن کا شکار شریعت نے مباح اور جائز قرار دیا ہے جب وہ زندہ حالت میں پکڑے جائیں تو ان کا گوشت کھانے کے لیے ضروری ہے کہ انھیں ذبح کیا جائے بصورت دیگر ان کا گوشت کھانا حرام اور ناجائز ہے۔ یہی حکم دوسرے جانوروں اور پرندوں کا ہے انسان انھیں ذبح کرے اور ان کا گوشت کھالے وگرنہ ذبح نہ کرنے کی صورت میں انھیں کھانا حلال نہیں۔ البتہ شکار کیے جانے والے جانور کو اگر تکبیر پڑھ کر شکار کیا جائے اور وہ مر بھی جائے تب بھی حلال ہوگا۔ المختصر خشکی کا جو بھی حلال جانور بغیر ذبح کیے اپنی موت آپ مر جائے اس کا گوشت کھانا حرام ہے سوائے مکڑی کے۔ یہی وجہ ہے کہ جس جانور کو ذبح کیا جائے اسے ''مردار'' نہیں کہا جاتا جبکہ ذبح کے بغیر مرنے والا جانور مردار ہی کہلاتا ہے اور مردار جانور کا گوشت کھانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ قرآن و حدیث میں اس مسئلے کی پوری وضاحت موجود ہے۔

بوقت ضرورت حلال جانور ذبح کیے جاتے ہیں اور ان کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے الصید والذبائح کے متعلق مسائل کو اسی لیے پہلے بیان فرمایا ہے کیونکہ شکار کے لیے کوئی وقت مخصوص نہیں۔ شکار کرنا سارا سال جائز اور مباح ہے لیکن قربانی کا جانور چونکہ عام دنوں میں ذبح نہیں کیا جاتا بلکہ صرف خاص دنوں یعنی دس ذوالحجہ اور ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ) میں ذبح کیا جا سکتا ہے اس لیے یہ ذبح' عام ذبح نہیں بلکہ خاص ہے' اس لیے عام ذبیحوں کے مسائل بیان کرنے کے بعد اس خاص ذبیحہ کے مسائل ذکر کیے گئے ہیں جسے قربانی کہا جاتا ہے' نیز یہ جانور محض گوشت کھانے کے لیے نہیں بلکہ قربِ الٰہی کے حصول کی خاطر ذبح کیا جاتا ہے۔

* لغوی معنی: [الأضحية: اِسْمٌ لِمَا يُذْبَحُ أَيَّامَ الْأَضْحٰى] اضحیہ لغت میں اس جانور کو کہتے ہیں جسے یوم الاضحیٰ میں ذبح کیا جاتا ہے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یوم الاضحیٰ کے متعلق کہا گیا ہے کہ اسے یوم الاضحیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قربانی چاشت' یعنی ضحیٰ کے وقت کی جاتی ہے' اس لیے اسی مناسبت سے قربانی کے دن کو بھی یوم الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔

* اصطلاحی معنی: [هِيَ ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَّخْصُوصٍ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ أَوْ مَا يُذْبَحُ مِنَ النَّعَمِ تَقَرُّبًا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِي أَيَّامِ النَّحْرِ] (الفقه الإسلامي و أدلته: ۵۹۴/۳) (اصطلاحِ شریعت میں) قربانی سے مراد' وہ مخصوص جانور ہے جسے ایک خاص وقت پر' قربِ الٰہی کے حصول کے لیے ذبح کیا جائے یا قربانی سے مراد وہ مخصوص چوپائے ہیں جو قربانی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیے جائیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قربانی سے مراد شریعت کی متعین کردہ خاص صفات کا حامل وہ جانور ہے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے' قربانی کے دنوں میں ذبح کیا جائے۔

* قربانی کی مشروعیت: زکاۃ اور نماز عیدین کی طرح قربانی کا حکم بھی سن ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ دیکھیے: (الفقه الإسلامي وأدلته: ۵۹۴/۳) قربانی کی مشروعیت قرآن کریم' حدیث رسول اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ ''المغنی'' میں فرماتے ہیں: [اَلْأَصْلُ فِي مَشْرُوعِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ] (المغني لابن قدامة: ۳۶۰/۱۳) ''قربانی کی مشروعیت

کتاب وسنت اوراجماع سے ثابت ہے۔"

قرآن کریم سے قربانی کی مشروعیت بڑی واضح ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر ۱۰۸:۲) "(اے پیغمبر!) آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔"

حدیث رسول ﷺ سے بھی قربانی کی مشروعیت واضح طور پر ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: [أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، وَ يَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى صَفْحَتِهِمَا وَ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ] "بلاشبہ نبی ﷺ چتکبرے' سینگوں والے دو مینڈھے قربانی کیا کرتے تھے اور آپ ان کے پہلوؤں پر اپنا پاؤں مبارک رکھتے اور اپنے ہاتھ مبارک سے انھیں ذبح کرتے تھے۔" (صحیح البخاري' الأضاحي' حدیث: ٥٥٦٤' وصحیح مسلم' الأضاحي' حدیث:١٩٦٦)

قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ قربانی اجماعِ امت سے بھی ثابت ہے۔ نبی ﷺ کے عہدِ مبارک سے لے کر آج تک ساری امتِ مسلمہ قربانی کرتی چلی آ رہی ہے اور ان شاء اللہ یہ زریں سلسلہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔

* قربانی کی حکمتیں: یوں تو قربانی کی بہت سی حکمتیں ہیں لیکن ذیل میں ہم چند ایک اہم حکمتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ قربانی کی سب سے بڑی حکمت تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ ایک مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے خالق و مالک کی خوشنودی کا خواہاں اور متلاشی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الأنعام ٦:١٦٢) "(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے' بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت (سب) اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔"

قربانی سے معاشرے کے ناداروں' فقراء ومساکین' بیواؤں اور یتیموں' نیز ضرورت مندوں اور محتاج افراد کی مدد ہوتی ہے۔ ان کے دکھ درد کا کچھ نہ کچھ ازالہ ہوتا ہے اور اس سے کچھ وقت کے لیے ان کے راحت وسکون کا سامان پیدا ہو جاتا ہے۔ قربانی سے جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی عظیم' انوکھی اور بے لوث سنت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے آنے والے بہت سے مصائب و

مشکلات کو ہم سے ٹال دیتا ہے' نیز ہمیں سکون اور قرار کی دولت عطا فرماتا ہے۔قربانی کرنے سے انسان کے اندر قناعت اور ایثار کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ وسائل کو اس کی رضا کے حصول کی خاطر خرچ کرنے سے اس کا شکر ادا ہوتا ہے۔ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری اور دنبہ چھترا وغیرہ چوپائے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور انعام ہیں' لہٰذا شریعت کے متعین کردہ چوپایوں میں سال بعد کم از کم ایک مخصوص صفات وخصوصیات کا حامل چوپایہ' اللہ کو خوش کرنے کے لیے ذبح کرنے سے جانوروں کی شکل میں عطا کی ہوئی نعمت کا شکر ادا ہو جاتا ہے' اس لیے اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے قربانی کرنی چاہیے۔

* قربانی کے چند اہم احکام ومسائل: ① قربانی کے لیے مسنہ (دودانتا) جانور ضروری ہے' یعنی جس کے دودھ کے دانت گر کر دو نئے دانت آ گئے ہوں' تاہم اگر دودانتا جانور نہ مل سکے تو صرف بھیڑ کا ''کھیرا'' بھی قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے' البتہ دودانتا افضل ضرور ہے۔

② رسول اللہ ﷺ چتکبرے' سینگوں والے اور خصی کیے ہوئے دو مینڈھے ذبح فرمایا کرتے تھے' اس لیے اتباع سنت کے کما حقہ تقاضے پورے کرنے کے لیے اسی قسم کے مینڈھے تلاش کرنا مستحب ہے۔

③ خصی جانور کی قربانی درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ایسے جانور کی قربانی کی ہے۔مزید برآں یہ کہ خصی جانور' غیر خصی جانور کی نسبت زیادہ موٹا تازہ اور صحت مند ہوتا ہے۔

④ ایسا جانور جو لنگڑا لولا' اندھا کانا' بیمار و لاغر' کان کٹا یا چرا ہو' نیز کان میں سوراخ والا اور اسی طرح جس جانور کا تھن ضائع ہو چکا ہو یا اس کا سینگ ٹوٹ گیا ہو یا کسی بھی قسم کا واضح عیب زدہ جانور قربانی کا اہل نہیں ہوگا۔

⑤ دس ذوالحجہ کے دن قربانی کرنے سے افضل اور کوئی بھی عمل نہیں' تاہم ایام تشریق' یعنی گیارہ' بارہ اور تیرہ کو بھی قربانی ہو سکتی ہے۔کوشش کرنی چاہیے کہ عید کے روز ہی قربانی کی جائے اگرچہ باقی تین دنوں میں بھی جائز ہے۔

⑥ قربانی کا جانور' نماز عید کے بعد ذبح کیا جانا ضروری ہے۔عید کی نماز سے پہلے ذبح کیے ہوئے جانور

کی قربانی' اللہ تعالیٰ کے ہاں قطعاً قابل قبول نہیں' اس لیے جو لوگ صبح سویرے' نماز عید سے قبل ہی جانور ذبح کر لیتے ہیں وہ صرف گوشت والا جانور ہی ذبح کرتے ہیں۔ اس سے فریضۂ قربانی ادا نہیں ہوتا۔

⑦ تمام اہل خانہ (سارے گھر والوں) کی طرف سے ایک ہی جانور، یعنی بکرا، بکری، دنبہ، مینڈھا، چھترا یا چھتری کافی ہوتا ہے۔ زیادہ جانور قربان کرنا یا ایک بڑا چوپایہ ذبح کرنا افضل اور زیادہ اجر وثواب' یعنی سات قربانیاں کرنے کے برابر ہے۔

⑧ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مسنون اور افضل عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک ہی سے قربانی کے جانور ذبح فرمایا کرتے تھے' حتی کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے خود تریسٹھ اونٹ نحر کیے تھے۔

⑨ قربانی کا جانور موٹا تازہ اور حسب استطاعت قیمتی ہونا چاہیے اور اسے ذبح کرتے وقت قبلہ رخ کرنا چاہیے' نیز قربانی کا جانور تیز چھری ہی سے ذبح کرنا چاہیے۔

⑩ قربانی کرنے والے شخص کے لیے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے ناخن اور بال وغیرہ نہ اتارے۔ تمام اہل خانہ کو اس حکم کی پابندی کرنی چاہیے کیونکہ قربانی تمام گھر والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔

⑪ قربانی کا گوشت خود کھانا' غرباء' فقراء ومساکین اور محتاجوں کو کھلانا' نیز اپنے عزیز واقارب کو ہدیہ کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے' تاہم قربانی کا گوشت اور اس کی کھال یا چمڑا قصاب کو بطور اجرت دینا ناجائز ہے۔ قصاب اگر مستحق ہو تو اسے بھی قربانی کا گوشت دیا جا سکتا ہے' اسی طرح چمڑا اور کھال بھی اسے دی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ اس کا مستحق ہو۔

⑫ اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات گھرانے شریک ہو سکتے ہیں جبکہ اونٹ میں دس افراد بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

⑬ حاملہ (گابھن) جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔ ایسے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اگر اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو قربانی کرنے والا شخص اگر چاہے تو اسے ذبح کر لے اور اگر چاہے تو ذبح نہ

کرے بلکہ اسے زندہ رہنے دے۔ اس کو "قربان کرنا" ضروری نہیں کیونکہ قربانی کرنے والے شخص نے اس بچے کی ماں کو قربانی کے لیے متعین کیا تھا اس بچے کو نہیں۔ ہاں، البتہ اگر ذبح کرنے کے بعد حاملہ کے پیٹ سے مردہ بچہ برآمد ہو تو ذبح کیے بغیر ہی اس کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ اس کی ماں کو ذبح کرنا ہی اس بچے کو کفایت کر جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ] "بچے کا ذبح کرنا اس کی ماں کے ذبح کرنے میں ہے۔" (مسند أحمد: ۳۹/۳، و سنن أبي داود، الضحايا، حديث: ۲۸۲۸) اور اگر طبعی کراہت وغیرہ کی وجہ سے کوئی شخص اس کا گوشت نہ کھانا چاہے تو بھی کوئی حرج نہیں ہوگا۔

⑭ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہیے:

[إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ أُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] (مسند أحمد: ۳۷۵/۳، و سنن أبي داود، الضحايا، حديث: ۲۷۹۵، واللفظ له)

دعا میں مذکور الفاظ میں عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ أُمَّتِهِ کے بجائے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا نام لے، یعنی یوں کہے: عَنِّي وَأَهْلِ بَيْتِي یا جس کی طرف سے ذبح کر رہا ہے اس کا نام لے۔ دعا کا مفہوم درج ذیل ہے: "میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔ میں یکسو ہو کر ملت ابراہیم (علیہ السلام) پر ہوں، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! (یہ قربانی) تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے۔ اسے محمد (ﷺ) اور اس کی امت کی طرف سے قبول فرما۔ اللہ کے نام سے (ذبح کرتا ہوں) اور اللہ سب سے بڑا ہے۔" [عَنِّي وَأَهْلِ بَيْتِي] کا مفہوم ہوگا: (یہ قربانی) میری اور میرے گھر والوں کی طرف سے ہے۔

اسلام میں ذوالحجہ کی دس تاریخ کو قربانی کرنا عام مسلمانوں پر واجب یا کم ازکم سنت مؤکدہ ہے۔لیکن سہولت کے لیے ایک گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کفایت کر جاتی ہے۔حج کو جانے والے حضرات کے لیے بھی قربانی سنت ہے مگر جو شخص حج کے ساتھ عمرہ بھی حج کے دنوں میں ہی کرے' اس کے لیے قربانی واجب ہے۔قربانی کے دنوں کے علاوہ بھی اگر کسی دن کوئی شخص نفلی قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔اسے صدقہ کہا جاتا ہے' البتہ اس میں پابندی ہے کہ اسے صرف مستحقین صدقہ کھا سکتے ہیں جبکہ دس ذوالحجہ والی قربانی امیر وغریب سب لوگ بلا امتیاز کھا سکتے ہیں۔قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:﴿فَكُلُوا مِنهَا وَ اَطعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيرَ﴾ (الحج ٢٢:٢٨) ''تم (خود) ان میں سے کھاؤ اور فاقہ کش وتنگ دست فقیر کو (بھی) کھلاؤ۔'' اور یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی کرم نوازی ہے۔پہلی امتوں میں خود کھانے کی اجازت نہیں تھی۔

قربانی ہر امت میں رہی ہے۔اس کا راز یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔اس کا عملی اظہار ہر سال قربانی کی صورت میں ہوتا ہے۔اس کی سنیت پر صحابہ سے لے کر ہر دور کے علماء اور عوام کا اجماع رہا ہے۔البتہ ماضی قریب کے بعض ملحدین نے قربانی پر اعتراضات کیے ہیں کہ ہر سال ایک دن میں اتنے جانور ضائع کر دیے جاتے ہیں۔اس کی بجائے یہی رقم اکٹھی کر کے مستحقین پر خرچ کرنی چاہیے۔حالانکہ قربانی میں صرف رقم ہی خرچ نہیں ہوتی بلکہ قربانی کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے جسے اللہ کے نام پر چھری چلانے والا ہی محسوس کر سکتا ہے' پھر یہ ممکن ہی نہیں کہ قربانی پر خرچ ہونے والی رقم ہر شخص کسی ادارے کو جمع کروا دے حتیٰ کہ یہ لوگ بھی خود کوئی ایسا ادارہ قائم نہ کر سکے۔یہ خطیر رقم عبادت اور قربانی کے تصور ہی سے خرچ ہو سکتی ہے اور پھر یہ لوگ نہیں جانتے کہ قربانی کے ساتھ کتنے لوگوں کا معاش وابستہ ہے جو سب غریب ہیں۔ہر آدمی اپنے اپنے گھر بیٹھ کر اس ذریعے سے اپنا معاش حاصل کر رہا ہے' مثلاً: غریب دیہاتی لوگ اور بیوہ عورتیں جو قربانی کے لیے جانور پالتے ہیں اور لوگ ان سے مہنگے داموں لے جاتے ہیں۔جانوروں کا کاروبار کرنے والے لوگ' چرم کا کاروبار کرنے والے لوگ' غریب لوگ جو جانور ذبح کرتے ہیں' غریب لوگ جن پر چرم کی رقم تقسیم ہوتی ہے' دینی' تعلیمی اور جہادی ادارے وغیرہ۔اور پھر قربانی کے دن سال میں اس لحاظ سے یادگار ہیں

کہ ان دنوں ہر غریب اور امیر خوب سیر ہو کر گوشت کھاتا ہے۔ وہ لوگ بھی جنھیں شاید عام دنوں میں اپنی جسمانی ضرورت کے مطابق گوشت مل ہی نہیں سکتا بلکہ کئی لوگ کئی کئی دنوں کے لیے گوشت محفوظ کر لیتے ہیں اور ضرورت کے مطابق کھاتے رہتے ہیں۔ یہ سب قربانی ہی کی برکتیں ہیں' پھر قربانی کی کوئی چیز ضائع نہیں جاتی حتی کہ آنتیں تک بھی کام میں لائی جاتی ہیں' لہٰذا ضیاع والا اعتراض فضول ہے' پھر ان معترضین کو ہندوؤں کی رسم ''بلی دان'' نظر نہیں آتی جس میں انتہائی سفا کی کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ ہر سال لاکھوں جانوروں کو بڑی سنگ دلی اور بے رحمی سے تیز دھار آلے سے قتل کیا جاتا ہے۔ زور دار واروں سے ان کی گردنیں تن سے جدا کی جاتی ہیں۔ وہ یہ سب کچھ گہی مائی (Gahhimai) دیوی کے تقرب کی خاطر کرتے ہیں۔ کیا اس میں ضیاع مال نہیں؟ یہ لاکھوں جانور ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان کا گوشت کھایا جاتا ہے نہ ان کی چربی اور کھال کام میں آتی ہے' نہ آنتیں اور نہ دیگر اعضائے جسم ہی' مقصود صرف نذرانہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد سب کچھ بیکار لیکن سبحان اللہ اس کے برعکس عید قربان میں ایک حکمت ہے۔ ایک مقدس فرض کی تکمیل اور ہر سال ایک عظیم عہد کی تجدید ہوتی ہے' نیز اسلام نے ذبیحہ کے ساتھ حسن سلوک اور انتہائی رحم دلی کا درس دیا ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ. لہٰذا اگر ہر چیز میں مادی نقطہ نظر اپنایا جائے تو کل کلاں حج کو بھی موقوف کرنا پڑے گا کیونکہ اس میں بھی اربوں کھربوں روپے صرف ہوتے ہیں۔ روزہ بھی چھوڑنا ہو گا کیونکہ اس میں خواہ مخواہ جسمانی کمزوری برداشت کرنا پڑتی ہے اور قوت کار میں کمی واقع ہوتی ہے۔ نماز کو بھی طلاق دینا ہو گی کہ اس میں بھی چوبیس میں سے دو تین گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں جن کا کوئی معاوضہ نہیں ملتا۔ زکاۃ دینے کی بھی ضرورت نہ ہو گی کیونکہ کمائی ہوئی دولت میں سے کسی کو بلاوجہ کیوں دیا جائے؟ گویا دمڑی نہ جائے' چمڑی بے شک چلی جائے' یعنی دین' اخلاق اور انسانیت کا شمہ بھی باقی نہ رہے گا۔ تو بتائیے اس سودے میں کیا منافع ہوا؟ کیا پیسہ ہی کل کائنات ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٤٣) - **كِتَابُ الضَّحَايَا** (التحفة ٢٦)

قربانی سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَابٌ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهِ...] (التحفة ١)

باب:۱- جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو وہ اپنے بال نہ کاٹے

٤٣٦٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَأَى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ فَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ حَتَّى يُضَحِّيَ».

۴۳۶۶- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھ لے اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے حتی کہ قربانی کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے قربانی کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو وہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے بال اور ناخن وغیرہ کاٹے نہ تراشے۔ ③ ''چاند دیکھ لے'' مقصد یہ ہے کہ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہو جائے ورنہ یہ ضروری نہیں کہ ہر آدمی اسے دیکھے۔ ④ ''ارادہ رکھتا ہو'' گویا جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس پر یہ پابندی نہیں مگر اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ قربانی کے دن ہی حجامت بنوائے۔

٤٣٦٦ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة وهو يريد التضحية أن يأخذ من شعره وأظفاره شيئًا، ح: ١٩٧٧/ ٤١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥١.

٤٣٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَقْلِمْ مِنْ أَظْفَارِهِ وَلَا يَحْلِقْ شَيْئًا مِنْ شَعْرِهِ فِي عَشْرِ الْأُوَلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ».

۴۳۶۷- نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نہ اپنے ناخن کٹوائے اور نہ بال۔ یہ حکم ذوالحجہ کے پہلے دس دن کے لیے ہے۔''

فائدہ: ''دس دن'' یعنی دسویں دن قربانی ذبح کرنے تک۔ قربانی ذبح کرنے کے بعد حجامت بنوالینی چاہیے۔

٤٣٦٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ الْأَحْلَافِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَدَخَلَتْ أَيَّامُ الْعَشْرِ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا أَظْفَارِهِ، فَذَكَرْتُهُ لِعِكْرِمَةَ فَقَالَ: أَلَا يَعْتَزِلُ النِّسَاءَ وَالطِّيبَ.

۴۳۶۸- حضرت سعید بن مسیب ؒ سے مروی ہے کہ جو آدمی قربانی ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور ذوالحجہ شروع ہو جائے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ میں نے عکرمہ سے اس کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے: کیا وہ عورت اور خوشبو سے بھی الگ نہ رہے؟

فائدہ: حضرت عکرمہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر حجامت نہیں بنوائی تو پھر عورت اور خوشبو کا استعمال بھی منع ہونا چاہیے کیونکہ محرم سے مشابہت تو تب ہی مکمل ہوگی۔ شاید انھوں نے اسے حضرت سعید بن مسیب کا اپنا قول سمجھا ہوگا۔ اور ان کو مرفوع روایت نہیں پہنچی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر تو اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ شریعت نے جتنی پابندی مناسب سمجھی' لگا دی' جیسے وضو اور غسل کا فرق ہے۔ جنبی کے لیے غسل مشروع فرما دیا اور محدث (بے وضو) کے لیے وضو۔ اسی طرح محرم کے لیے زیادہ پابندیاں لگا دیں اور صرف قربانی کرنے والے کے لیے کم۔ یہ کون سی قابل اعتراض بات ہے؟

٤٣٦٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٢.

٤٣٦٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٦٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٣.

٤٣٦٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ فَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ بَشَرِهِ شَيْئًا».

۴۳۶۹- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ذوالحجہ شروع ہو جائے تو جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال یا جسم کا کوئی اور حصہ (مثلاً ناخن وغیرہ) نہ کاٹے۔''

(المعجم ٢) - بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْأُضْحِيَّةَ (التحفة ٢)

باب:۲- جو شخص قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو

٤٣٧٠- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ وَذَكَرَ آخَرِينَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحٰى عِيدًا جَعَلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ» فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِيحَةً أُنْثٰى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ: «لَا، وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَتُقَلِّمُ أَظْفَارَكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۳۷۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''مجھے قربانیوں والے دن کو عید بنانے کا حکم دیا گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے مقرر فرمایا ہے۔'' اس شخص نے عرض کی: اگر میرے پاس دودھ والی بکری کے علاوہ کوئی اور جانور قربانی کے لیے نہ ہو تو فرمایئے کیا میں اسے ہی ذبح کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔ لیکن تو (قربانی والے دن) اپنے بال کاٹ لے ناخن اور مونچھیں تراش لے اور زیر ناف بال صاف کر لے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری طرف سے یہی مکمل قربانی شمار ہوگی۔''

٤٣٦٩_[صحيح] تقدم، ح: ٤٣٦٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٤.

٤٣٧٠_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ماجاء في إيجاب الأضاحي، ح: ٢٧٨٩ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٤٣، والحاكم: ٤/ ٢٢٣، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت واضح ہے کہ جو شخص قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا' اس کے لیے شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی جسمانی صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام کرے۔ عید والے دن اپنے بال اور ناخن تراشے۔ اپنی مونچھیں کاٹے اور زیر ناف بالوں کی صفائی کرے۔ یہ اہتمام اس کے لیے قربانی کرنے کے قائم مقام ہوگا۔ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ. ② عید کے دن بننا سنورنا اور صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا مستحب ہے چونکہ یہ لوگوں کے اجتماع کا دن ہے' اس لیے اس دن کی خاطر خاص طور پر نہانا دھونا' اچھا لباس پہننا' خوشبو لگانا اور شریعت کے بتلائے ہوئے دیگر امور بجالانا مطلوب اور شریعت مطہرہ کی نظر میں پسندیدہ عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قربانی نہ کر سکنے کے باوجود مذکورہ امور کو کما حقہ بجالانا' اجر وثواب میں مکمل قربانی کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ قربانی کرنے کی خصوصی اہمیت بھی اجاگر کرتی ہے کیونکہ قربانی کرنے کا اس قدر تاکیدی اور پختہ حکم ہے کہ استطاعت قربانی نہ رکھنے کے باوجود جسمانی اور بدنی ہیئت قربانی کرنے والوں جیسی بنانا مستحب قرار دیا گیا ہے تاکہ قربانی کرنے والے لوگوں کے ساتھ بدنی مشابہت ہو جائے۔ ④ معلوم ہوا قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے شخص کو قربانی معاف ہے۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾

(المعجم ٣) - ذَبْحُ الْإِمَامِ أُضْحِيَّتَهُ بِالْمُصَلّٰى (التحفة ٣)

باب: ٣- امام اپنی قربانی عیدگاہ میں ذبح کرے

٤٣٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَذْبَحُ أَوْ يَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى.

۴۳۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں قربانی ذبح یا نحر فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں شوق پیدا ہو۔ آپ کو قربانی ذبح کرتے دیکھنے کے بعد کوئی شخص سستی نہیں کر سکتا تھا بشرطیکہ وہ طاقت رکھتا ہو۔ اب بھی امام کے لیے یہ طریقہ مستحب ہے' ضروری نہیں۔ امام مالک نے اسے ضروری خیال کیا ہے مگر وجوب کی کوئی دلیل نہیں۔ ② ''ذبح یا نحر'' گائے' بکری اور دنبہ' چھترا وغیرہ کو ذبح کیا جاتا ہے جبکہ اونٹ کو نحر۔

٤٣٧١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٥٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٦.

٤٣٧٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحَرَ يَوْمَ الْأَضْحَى بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ إِذَا لَمْ يَنْحَرْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلَّى.

۴۳۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدالاضحیٰ کے دن مدینہ منورہ میں اونٹ نحر فرمایا۔ اور اگر (کسی سال) اونٹ نحر نہ فرماتے تو قربانی کو عیدگاہ میں ذبح فرماتے۔

فائدہ: گویا اونٹ کو عیدگاہ میں نہ لے جاتے بلکہ اسے شہر ہی میں ذبح کر دیتے۔ چھوٹا جانور ہوتا تو ساتھ لے جاتے کیونکہ بڑے جانور کو ذبح کرنے میں دیر بھی لگتی ہے اور معاون بھی زیادہ چاہییں' اس لیے گھر ہی بہتر ہے۔

(المعجم ٤) - ذَبْحُ النَّاسِ بِالْمُصَلَّى (التحفة ٤)

باب:۴- دوسرے لوگ بھی قربانی عیدگاہ میں ذبح کر سکتے ہیں

٤٣٧٣- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ: شَهِدْتُ أَضْحًى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ رَأَى غَنَمًا قَدْ ذُبِحَتْ فَقَالَ: «مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ شَاةً مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۳۷۳- حضرت جندب بن سفیان ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدالاضحیٰ میں حاضر ہوا۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپ نے نماز ادا کر لی تو آپ نے دیکھا کہ کچھ بکریاں ذبح ہو چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کر دی ہے' وہ اس کی جگہ اور بکری ذبح کرے اور جو ذبح نہیں کر چکا تو وہ اللہ عزوجل کا نام لے کر ذبح کرے۔''

٤٣٧٢ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٤٤٥٧، وأخرجه البخاري، ح: ٩٨٢، ١٧١٠، ٥٥٥٢ من حديث نافع به مختصرًا، فالحديث صحيح. ※ عبدالله بن سليمان هو الطويل أبوحمزة المصري، والمفضل بن فضالة هو ابن عبيد القتباني، وسعيد بن عيسى هو ابن سعيد بن تليد.

٤٣٧٣ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦٠ من حديث أبي الأحوص، والبخاري، العيدين، باب كلام الإمام والناس في خطبة العيد . . . الخ، ح: ٩٨٥ من حديث الأسود به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٥٨.

فوائد ومسائل: ① مصنف رحمہ اللہ نے اس حدیث پر جو باب باندھا ہے وہ عام لوگوں کے عیدگاہ میں قربانی کے جانور ذبح کرنے کے متعلق ہے۔ ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے نماز عید ادا کرنے کے بعد دیکھا تو کچھ بکریاں ذبح کی جا چکی تھیں' ظاہر ہے کہ آپ نے نماز عید' عیدگاہ ہی میں پڑھائی تھی' لہٰذا ذبح کی ہوئی بکریاں بھی آپ نے وہاں ہی دیکھی ہوں گی۔ ② مسجد سے الگ' باہر کھلے میدان میں نماز عید ادا کرنا سنت ہے۔ عام حالات میں باہر' عیدگاہ ہی میں عید ادا کی جائے گی' تاہم بوقت ضرورت' یعنی بارش' آندھی اور سخت سردی وغیرہ کی صورت میں نماز عید' مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ ③ نماز عید کی ادائیگی سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح کرے گا تو اس کی قربانی ہرگز ہرگز نہیں ہوگی' لہٰذا اس پر قربانی کے لیے دوسرا جانور ذبح کرنا ضروری ہوگا' بشرطیکہ دوسرے جانور کی استطاعت ہو۔ یہ اس لیے کہ قربانی کا وقت مقرر ہے۔ اس سے پہلے قربانی غیر معتبر ہے' جیسے نماز کا وقت مقرر ہے۔ وقت سے پہلے پڑھی ہوئی نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ اسی طرح عید کی نماز کے اختتام سے قبل قربانی کا وقت نہیں ہوتا' لہٰذا قربانی دوبارہ کرنا ہوگی۔

(المعجم ٥) - مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ: اَلْعَوْرَاءِ (التحفة ٥)

باب:٥- جن جانوروں کی قربانی منع ہے' ان کا بیان: کانے جانور کی (قربانی منع ہے)

٤٣٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِي أَسَدٍ، عَنْ أَبِي الضَّحَّاكِ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزٍ مَوْلٰى بَنِي شَيْبَانَ قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ: حَدِّثْنِي عَمَّا نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَضَاحِي قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِهِ فَقَالَ: «أَرْبَعٌ لَا يَجْزِينَ: اَلْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ

۴۳۷۴- حضرت ابوضحاک عبید بن فیروز مولی بنی شیبان سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے عرض کی: مجھے بتایئے رسول اللہ ﷺ نے کن جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے اٹھے اور (اپنے ہاتھ مبارک کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ویسے میرا ہاتھ ہر لحاظ سے آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوتاہ ہے۔ ''چار جانور قربانی میں کفایت نہیں کرتے: کانا جانور جس کا کانا پن واضح ہو' بیمار جانور جس

٤٣٧٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٢ من حديث شعبة به، وقال الترمذي، ح: ١٤٩٧ "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩١٢، وابن حبان، ح: ١٠٤٦، ١٠٤٧، وابن الجارود، ح: ٩٠٧، والنووي، والحاكم: ١/ ٤٦٧، ٤٦٨، والذهبي وغيرهم.

ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي» قُلْتُ: إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي الْقَرْنِ نَقْصٌ وَأَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ قَالَ: «مَا كَرِهْتَهُ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلَى أَحَدٍ».

کی بیماری واضح ہو‘ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور وہ جانور جو ہڈی ٹوٹنے سے اتنا کمزور ہو چکا ہو کہ اس میں گودا نہ رہا ہو۔“ میں نے کہا: میں تو یہ بھی ناپسند کرتا ہوں کہ سینگ میں کوئی نقص ہو یا دانت میں کوئی نقص ہو۔ وہ فرمانے لگے: جسے تو ناپسند کرتا ہے‘ اس کی قربانی نہ کر لیکن کسی پر حرام نہ کر۔

فوائد ومسائل: ① جس جانور کا کانا پن واضح ہو‘ اس کی قربانی جائز نہیں۔ یہی حکم دوسرے عیوب ونقائص‘ یعنی بیمار‘ لنگڑے اور انتہائی لاغر وکمزور جانور کا ہے کہ اگر ان کے یہ عیوب واضح ہوں تو ان کی قربانی بھی درست نہیں ہوگی۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کمال درجے رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے فعل کی نقل کرتے ہوئے جب اپنے ہاتھ کی چار انگلیوں سے قربانی کے ممنوعہ جانوروں کی بابت اشارہ کیا تو یہ بھی فرما دیا کہ میرے ہاتھ (اور انگلیوں) کا رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ سے کوئی موازنہ ہی نہیں۔ میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے‘ ہر لحاظ سے چھوٹا ہے۔ ③ تقرب الی اللہ کے حصول کے لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تندرست اور فربے جانور اور دوسری قیمتی اور پسندیدہ اشیاء ہی خرچ کرنے کو ترجیح دیا کرتے تھے‘ خواہ اس کے متعلق حکم شریعت نہ بھی ہو۔ ④ حدیث مذکور اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ کسی کی ذاتی پسند اور ناپسند کا دین وشریعت میں کوئی عمل دخل نہیں بلکہ شریعت خالصتاً منصوص (کتاب وسنت) سے ثابت امور کا نام ہے۔ اسی لیے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے عبید بن فیروز سے فرمایا کہ تجھے جو جانور ناپسند ہے تو اس کی قربانی نہ کر لیکن کسی اور کو مت روک۔ یہ تیرا نہیں‘ شریعت مطہرہ کا کام ہے‘ اس لیے جس عیب کے متعلق شریعت کی نص (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ممانعت) نہیں‘ اس عیب کے ہوتے ہوئے بھی جانور کی قربانی جائز ہے۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ ”کسی پر حرام نہ کر“ یعنی کسی کو حرمت کا فتویٰ نہ دے۔ معمولی نقص جو محسوس نہ ہوتا ہو‘ قابل درگزر ہے‘ البتہ قربانی کرنے والا اپنی طرف سے بہترین جانور ذبح کرے۔ سینگ اور کان کے بارے میں روایات آگے آ رہی ہیں اس لیے بحث بھی وہاں ہوگی۔ إن شاء الله.

(المعجم ٦) - اَلْعَرْجَاءُ (التحفة ٦)

باب:٦- لنگڑے جانور کا بیان

٤٣٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۴۳۷۵- حضرت عبید بن فیروز سے منقول ہے کہ

٤٣٧٥- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٦٠.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَأَبُو دَاوُدَ وَيَحْيٰى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَأَبُو الْوَلِيدِ قَالُوا: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوزٍ قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: حَدِّثْنِي مَا كَرِهَ أَوْ نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَضَاحِي، قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: هٰكَذَا بِيَدِهِ، وَيَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «أَرْبَعَةٌ لَا يَجْزِينَ فِي الْأَضَاحِي: اَلْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي» قَالَ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ نَقْصٌ فِي الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ، قَالَ: «فَمَا كَرِهْتَ مِنْهُ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى أَحَدٍ».

میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے بیان فرمائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے کن جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا ہے یا ناپسند فرمایا ہے؟ وہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے یوں اشارہ فرمایا:...... اور میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے چھوٹا ہے...... ''چار جانور قربانی میں کفایت نہیں کرتے: کانا جس کا کانا پن واضح ہو' بیمار جس کی بیماری واضح ہو' لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور وہ جانور جس کی ہڈی ٹوٹ چکی ہو اور وہ اتنا کمزور ہو چکا ہو کہ اس میں گودا باقی نہ رہا ہو۔'' میں نے کہا: میں تو کان اور سینگ کے نقص کو بھی ناپسند کرتا ہوں۔ وہ فرمانے لگے: جس کو تو ناپسند کرتا ہے اسے قربان نہ کر لیکن اسے دوسروں کے لیے حرام قرار نہ دے۔

فائدہ: معلوم ہوا تھوڑا بہت لنگڑا پن جو غور کیے بغیر محسوس نہ ہوتا ہو یا صرف بھاگتے ہوئے محسوس ہوتا ہو' قربانی میں عیب نہیں ہے۔ اسی طرح دوسرے عیوب غیر محسوس حد تک معاف ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧) - اَلْعَجْفَاءُ (التحفة ٧)

باب:۷- انتہائی کمزور جانور کی قربانی (بھی درست نہیں)

٤٣٧٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَذَكَرَ آخَرَ وَقَدَّمَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ عَنْ عُبَيْدِ

۴۳۷۶- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ اپنی مبارک انگلیوں کے ساتھ اشارہ بھی فرما رہے تھے:...... اور میری انگلیاں رسول اللہ ﷺ کی مقدس انگلیوں سے

٤٣٧٦- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٦١.

ابْنِ فَيْرُوزٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُشِيرُ بِأَصْبُعِهِ يَقُولُ: «لَا يَجُوزُ مِنَ الضَّحَايَا الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ عَرَجُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي».

کوتاہ ہیں...... ”چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں: کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو' لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو' مریض جس کا مرض واضح ہو اور اتنا کمزور جانور کہ اس میں گودا تک نہ ہو۔“

(المعجم ٨) - اَلْمُقَابَلَةُ وَهِيَ مَا قُطِعَ طَرْفُ أُذُنِهَا (التحفة ٨)

باب:٨- جس جانور کے کان کا اگلا کنارہ کٹا ہو (اس کی قربانی جائز نہیں)

٤٣٧٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ -وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ- عَنْ زَكَرِيَّا ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا بَتْرَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ.

۴۳۷۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی والے جانور کے) آنکھ اور کان کو غور سے دیکھیں اور ہم کوئی ایسا جانور ذبح نہ کریں جس کا کان آگے سے کٹا ہو یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا دم کٹی ہوئی ہو یا کان میں سوراخ ہو۔

فائدہ: جانور کی خوب صورتی اس کے کان آنکھ ہی سے ہوتی ہے' اس لیے آپ نے ان میں ہلکا سا عیب بھی قبول نہیں فرمایا' خصوصاً اس لیے بھی کہ مشرکین بتوں کے نام پر جانوروں کے کان کچھ حد تک کاٹ دیتے تھے۔ چونکہ کن کٹے جانور کے بارے میں یہ شبہ قائم ہے کہ شاید وہ کسی بت کے لیے نامزد ہو' لہٰذا اس قسم کے ہر جانور کو قربانی میں ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ دم بھی جانور کی خوبصورتی میں اصل ہے' لہٰذا دم کٹا جانور بھی ممنوع ہے۔

٤٣٧٧_ [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٤ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وسمعه من ابن أشوع عن شريح به، في رواية قيس بن الربيع (المستدرك)، وللحديث شاهد حسن يأتي، ح: ٤٣٨١، وقال الترمذي، ح: ١٤٩٨ "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٢، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٤، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٩) - اَلْمُدَابَرَةُ وَهِيَ مَا قُطِعَ مِنْ مُؤَخَّرِ أُذُنِهَا (التحفة ٩)

٤٣٧٨- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ ابْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ - وَكَانَ رَجُلَ صِدْقٍ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ.

باب:۹-جس جانور کے کان کا پچھلا کنارہ کٹا ہو

۴۳۷۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی والے جانور کے) آنکھ اور کان کو اچھی طرح دیکھیں۔ اور ہم کوئی ایسا جانور ذبح نہ کریں جو کانا ہو یا اس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا وہ درمیان سے چرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو۔

(المعجم ١٠) - اَلْخَرْقَاءُ وَهِيَ الَّتِي تُخْرَقُ أُذُنُهَا (التحفة ١٠)

٤٣٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شُرَيْحِ ابْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ أَوْ مُدَابَرَةٍ أَوْ شَرْقَاءَ أَوْ خَرْقَاءَ أَوْ جَدْعَاءَ.

باب:۱۰-جس جانور کے کان میں سوراخ ہو

۴۳۷۹-حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ایسا جانور قربانی میں ذبح کیا جائے جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا یا چرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو۔ یا اس کا کوئی عضو کٹا ہوا ہو۔

فائدہ: ''کوئی عضو کٹا ہوا ہو'' مثلاً ناک' کان یا ہونٹ وغیرہ۔ عربی میں اسے جَدْعَاء کہتے ہیں۔

(المعجم ١١) - اَلشَّرْقَاءُ وَهِيَ مَشْقُوقَةُ الْأُذُنِ (التحفة ١١)

باب:۱۱-جس جانور کا کان چرا ہوا ہو

٤٣٧٨ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٣.

٤٣٧٩ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٤.

٤٣٨٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُضَحَّى بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا عَوْرَاءَ».

۴۳۸۰-حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا جانور قربانی میں ذبح نہ کیا جائے جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا یا چرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو یا وہ آنکھ سے کانا ہو۔''

٤٣٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ سَلَمَةَ - وَهُوَ ابْنُ كُهَيْلٍ - أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ حُجَيَّةَ بْنَ عَدِيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ.

۴۳۸۱-حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم قربانی کے جانور کے کان اور آنکھ غور سے دیکھیں (کہ ان میں کسی قسم کی کوئی خرابی نہ ہو)۔

فائدہ: ''غور سے دیکھیں'' بعض حضرات نے معنی کیے ہیں کہ ہم بہترین کانوں اور آنکھوں والا جانور پسند کریں۔ مفہوم اس کا بھی یہی ہے کہ آنکھوں اور کانوں میں کسی قسم کا' معمولی سا بھی کوئی عیب گوارا نہیں۔ مزید برآں یہ بھی کہ آنکھ اور کان وہی خوبصورت اور بہترین ہوں گے جو نقص اور عیب سے پاک ہوں' عیب والی آنکھ کان تو بہترین نہیں ہو سکتے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٢) - اَلْعَضْبَاءُ (التحفة ١٢)

باب:۱۲-ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور (کی قربانی) کا بیان

٤٣٨٢- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ

۴۳۸۲-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

٤٣٨٠ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٣٧٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٥.

٤٣٨١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن والأذن، ح: ١٥٠٣ من حديث سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٦، وصححه الحاكم.

٤٣٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٥ من حديث قتادة به، وقال الترمذي، ح: ١٥٠٤: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٧.

سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جُرَيِّ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُضَحّٰى بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: نَعَمْ، اَلْأَعْضَبُ: النِّصْفُ وَأَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ.

نے ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔ یہ بات حضرت سعید بن مسیب سے ذکر کی گئی تو انھوں نے فرمایا: اس سے مراد وہ جانور ہے جس کا نصف یا نصف سے زیادہ سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔

فائدہ: عربی میں لفظ أَعْضَب استعمال ہوا ہے۔ حضرت سعید بن مسیب نے اسی لفظ کی تشریح فرمائی ہے کہ معمولی ٹوٹے ہوئے سینگ کی وجہ سے جانور کو اعضب نہیں کہا جاتا' بلکہ نصف یا اس سے زائد ٹوٹا ہو تب اس کی قربانی منع ہوگی۔ گویا سینگ کی حیثیت کان کی سی نہیں۔ اس میں تھوڑا بہت نقص معاف ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٣) - اَلْمُسِنَّةُ وَالْجَذَعَةُ (التحفة ١٣)

باب:١٣- مسنہ اور جذعہ جانور (کی قربانی) کا بیان

٤٣٨٣- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ أَعْيَنَ - وَأَبُو جَعْفَرٍ - يَعْنِي النُّفَيْلِيَّ - قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ».

۴۳۸۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم قربانی میں صرف مسنہ جانور ہی ذبح کروالا یہ کہ تمھیں مسنہ ملنا مشکل ہو تو پھر تم بھیڑ کا جذعہ ذبح کر سکتے ہو۔''

فوائد ومسائل: ① دودانتا جانور قربان کرنا مستحب ہے۔ مسنہ نہ ملنے یا عدم استطاعت کی صورت میں بھیڑ کا جذعہ بھی جائز ہے۔ اس کی عمر کے متعلق اہل علم کے مختلف اقوال ہیں کہ کتنی عمر کا جذعہ قربانی کے قابل ہوگا۔ جمہور اہل علم اور محدثین کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس کی عمر سال یا اس کے قریب قریب ہونی چاہیے۔ نیز معلوم ہوا کہ جذعہ یعنی پکا کھیرا صرف بھیڑ کا قربان ہو سکتا ہے۔ بکری' گائے یا اونٹ وغیرہ کا نہیں۔ حدیث کے الفاظ [فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ] اس کی صریح اور ٹھوس دلیل ہیں۔ اہل علم محدثین وغیرہ کا یہی قول

٤٣٨٣ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح:١٩٦٣ من حديث زهير بن معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٦٨. * أبوالزبير صرح بالسماع عند أبي عوانة.

ہے۔ ② جس جانور کے دانت گر جائیں' اسے عربی زبان میں مُسِنَّة یاثَنِيّ کہا جاتا ہے۔ اردو میں اسے ''دو دانتا'' اور پنجابی میں ''دوندا'' کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے مسنہ کے معنی ''ایک سال'' کا کیا ہے' حالانکہ یہ معنی لغت کے لحاظ سے صحیح ہیں نہ عرف کے لحاظ سے کیونکہ مسنہ لفظ سِنٌّ سے بنا ہے' جس کے معنی دانت ہوتے ہیں' نہ کہ سَنَةٌ سے' جس کے معنی سال کے ہوتے ہیں۔ عرفاً بھی بکرا ایک سال میں دو دانتا نہیں ہوتا' اکثر بعد میں ہوتا ہے۔ شاذ و نادر طور پر ایک سال کا بھی ہوسکتا ہے مگر عموماً نہیں۔ حکم عموم کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جبکہ اصل مقصد دانت کا گرنا ہے نہ کہ عمر' اس لیے کہ دانت گرنے کے لیے کوئی عمر معین نہیں' نیز عمر کا تعین بھی مشکل ہے۔ اس میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ کوئی شخص بیچنے کے لیے جھوٹ بھی بول سکتا ہے' مگر دانت گرنا اور اس کی جگہ نیا دانت آنا ایک واضح اور یقینی علامت ہے جس میں فراڈ ممکن نہیں' لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ قربانی کا جانور دو دانتا (دوندا) ہو' بکرا ہو یا گائے یا اونٹ اور یہ سب جانور مختلف عمروں میں دو دانتے ہوتے ہیں' البتہ اگر یہ نہ مل سکے یا اس کی استطاعت نہ ہو تو بھیڑ کے جذعہ کی بھی اجازت ہے مگر ضروری ہے کہ وہ موٹا تازہ اور دو دانتے سے قریب ہو۔ بعض لوگوں نے تحدید کی کوشش کی ہے۔ چھ ماہ سے لے کر ایک سال تک کے اقوال ہیں۔ شک و شبہ سے بچنے کے لیے ایک سال سے کم بھیڑ یا دنبہ نہیں کرنا چاہیے۔ لغت میں ایک سال کا قول ہی زیادہ مشہور ہے' جمہور اہل علم نے اسے ہی اختیار کیا ہے۔ عقلاً بھی یہی بات درست ہے کیونکہ دو دانتا نہ ہونے کی صورت میں کوشش یہی ہونی چاہیے کہ اس سے ملتا جلتا جانور ہی ذبح کیا جائے نہ کہ چھ ماہ کا جو دو دانتے سے بہت کم ہوتا ہے۔

٤٣٨٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يُقَسِّمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «ضَحِّ بِهِ أَنْتَ».

۴۳۸۴- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کچھ بکریاں دیں کہ صحابہ میں تقسیم کر دے۔ آخر میں ایک جذعہ (بکری کا ایک سالہ بچہ' یعنی میمنا) بچ گیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''چلو! تم اس کی قربانی کر دو۔''

فوائد ومسائل: ① امام اور حاکم وقت کو چاہیے کہ جب رعایا کے پاس قربانی کرنے کے لیے جانور نہ ہوں تو وہ قربانی کے جانور ان میں تقسیم کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام ؓ میں بکریاں تقسیم

٤٣٨٤- أخرجه البخاري، الشركة، باب قسمة الغنم والعدل فيها، ح: ٢٥٠٠، ومسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ١٩٦٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٦٩.

فرمائیں۔ ② حدیث مبارکہ سے مسئلۂ توکیل (کسی کو اپنا وکیل بنانا) بھی ثابت ہوتا ہے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام ﷺ میں بکریاں تقسیم کرنے کے لیے حضرت عقبہ بن عامر ﷺ کو وکیلِ تقسیم بنایا۔ ③ ایک بکری بھی قربانی کے لیے کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مقصد کی خاطر صحابۂ کرام ﷺ میں ایک ایک بکری ہی تقسیم کرائی تھی۔ ④ جذعہ، حدیث میں لفظ عَتُود آیا ہے اور اس سے مراد بکری کا نوجوان بچہ ہے جو ماں کے بغیر چرتا پھرتا ہے اور ایک سال کا ہو جائے۔ جذعہ بھی اسی طرح کا ہوتا ہے لہٰذا معروف لفظ کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں یہ بھی ہے کہ دیگر صحیح احادیث میں بھی یہی لفظ "جذعہ" مذکور ہے جیسا کہ امام نسائی ﷫ نے خود بھی وہ احادیث بیان کی ہیں۔ سابقہ اور آنے والی احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ ⑤ "اس کی قربانی کر دو" بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ تیرے علاوہ کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔ معلوم ہوا انھیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خاص اجازت ملی اس لیے اب کسی فرد کے لیے اس کا جواز نہیں خواہ تنگ دست ہی کیوں نہ ہو۔

٤٣٨٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ الْقَنَّادُ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَسَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا، فَصَارَتْ لِي جَذَعَةٌ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! صَارَتْ لِي جَذَعَةٌ، فَقَالَ: «ضَحِّ بِهَا».

۴۳۸۵- حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے۔ میرے لیے ایک جذعہ رہ گیا۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے لیے جذعہ بچا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو وہی قربان کر دے۔"

٤٣٨٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ أَضَاحِيَّ، فَأَصَابَنِي جَذَعَةٌ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!

۴۳۸۶- حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے۔ مجھے ایک جذعہ ملا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے جذعہ ملا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو یہی ذبح کر دے۔"

٤٣٨٥- أخرجه البخاري، الأضاحي، باب قسمة الإمام الأضاحي بين الناس، ح: ٥٥٤٧، ومسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ١٦/١٩٦٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٧٠.

٤٣٨٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٧١.

أَصَابَتْنِي جَذَعَةٌ فَقَالَ: «ضَحِّ بِهَا».

٤٣٨٧- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِجَذَعٍ مِنَ الضَّأْنِ.

۴۳۸۷-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانی میں بھیڑ کے جذعے ذبح کیے۔

٤٣٨٨- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحٰى فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا يَشْتَرِي الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ هٰذَا الْيَوْمُ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطْلُبُ الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْجَذَعَ يُوفِي مِمَّا يُوفِي مِنْهُ الثَّنِيُّ».

۴۳۸۸-حضرت عاصم بن کلیب کے والد محترم نے فرمایا: ہم ایک سفر میں تھے۔ قربانیوں کا وقت آ گیا تو ہم میں سے کوئی شخص دو دو' تین تین جذعے دے کر مسنہ خریدتا تھا۔ مزینہ قبیلے کا ایک شخص ہمیں کہنے لگا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ یہ دن (عید الاضحیٰ) آ گیا تو لوگ دو دو' تین تین جذعے دے کر مسنہ خریدنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جذعہ کفایت کر سکتا ہے جہاں دو دانتا کفایت کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مسنہ اور بوقت ضرورت بھیڑ کے جذعہ کی قربانی جائز ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں بھی قربانی کرنا مشروع ہے۔ ③ جانوروں کی' جانوروں کے بدلے خرید وفروخت جائز ہے' نیز اس میں کمی بیشی بھی جائز ہے' یعنی ایک جانور کے بدلے میں دو یا زیادہ جانور لیے اور دیے جا سکتے ہیں۔ ④ اس اور دیگر روایات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسنہ کی قربانی افضل ہے۔

٤٣٨٧ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ٣٤٦، ح: ٩٥٣ من حديث عمرو بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٢ . * بكير هو ابن عبدالله بن الأشج.

٤٣٨٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يجوز في الضحايا من السن، ح: ٢٧٩٩، وابن ماجه، ح: ٣١٤٠ من حديث عاصم بن كليب به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٣ . * ورجل من مزينة اسمه مجاشع بن مسعود كما في سنن أبي داود وابن ماجه وغيرهما.

٤٣٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ الْأَضْحٰى بِيَوْمَيْنِ نُعْطِي الْجَذَعَتَيْنِ بِالثَّنِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْجَذَعَةَ تُجْزِئُ مَا تُجْزِئُ مِنْهُ الثَّنِيَّةُ».

۴۳۸۹- ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عیدالاضحیٰ سے دو دن قبل نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم دو دانتے کے عوض دو دو جذعے دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو دانتے کی جگہ جذعہ بھی کفایت کر سکتا ہے۔''

(المعجم ١٤) - اَلْكَبْشُ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- مینڈھے کی قربانی کا بیان

٤٣٩٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ- وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ- عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ. قَالَ أَنَسٌ: وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ.

۴۳۹۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو مینڈھے قربان کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھے ہی قربان کرتا ہوں۔

فائدہ: دیگر روایات میں ہے کہ ایک مینڈھا اپنی طرف سے اور دوسرا مینڈھا اپنی امت کے ان غریب لوگوں کی طرف سے قربان کرتے تھے جو خود قربانی نہیں کر سکتے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا خاصا ہے کیونکہ عام امتی کی قربانی صرف اپنے اہل خانہ کی طرف سے کفایت کرتی ہے' اس لیے اس حدیث سے صرف فوت شدہ کے لیے قربانی کرنے کا جواز کشید کرنا' جبکہ قربانی کرنے والا خود اس قربانی میں شریک نہ ہو' محل نظر ہے۔ واللّٰہ أعلم.

٤٣٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ

۴۳۹۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٤٣٨٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٨ من حديث شعبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٤٧٤.

٤٣٩٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠١ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٤٧٥، والبخاري، الأضاحي، باب أضحية النبي ﷺ بكبشين أقرنين ... الخ: ٥٥٥٣ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به.

٤٣٩١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٨ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٤٧٦، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ.

رسول اللہ ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھے قربان کیے۔

٤٣٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمَّى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا.

۴۳۹۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے دو چتکبرے، سینگوں والے مینڈھے قربان کیے۔ آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔ بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا اور اپنا پاؤں ان کی گردن کے پہلو پر رکھا۔

فائدہ: ترتیب الٹ ہے۔ آپ نے جانور کو لٹایا۔ اپنا پاؤں اس کی گردن کے پہلو پر رکھا۔ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا اور اپنے دست مبارک سے اسے ذبح فرمایا۔ گردن کے پہلو پر پاؤں رکھنے کی وجہ اسے قابو کرنا تھا تاکہ چھری چلنے کے دوران میں وہ اٹھ کھڑا نہ ہو، نیز چھری تیزی اور قوت سے چل سکے۔ سر ادھر ادھر نہ حرکت کرے۔ اور زیادہ تکلیف نہ ہو۔

٤٣٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أَضْحٰى وَانْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا. مُخْتَصَرٌ.

۴۳۹۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا، پھر دو سیاہ و سفید مینڈھوں کی طرف بڑھے اور ان کو ذبح فرمایا۔ (یہ روایت) مختصر ہے۔

٤٣٩٤- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ فِي

۴۳۹۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٤٣٩٢- أخرجه البخاري، الأضاحي، باب التكبير عند الذبح، ح: ٥٥٦٥، ومسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرةً بلاتوكيل، والتسمية والتكبير، ح: ١٩٦٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٧.

٤٣٩٣- [صحيح] تقدم، ح: ١٥٨٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٨.

٤٣٩٤- أخرجه مسلم، القسامة، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، ح: ٣٠/١٦٧٩ من حديث يزيد ◀◀

حَدِيثِهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفَ كَأَنَّهُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَإِلٰى جُذَيْعَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَقَسَمَهَا بَيْنَنَا.

پھر نبی ٔ اکرم ﷺ قربانی والے دن دو سیاہ و سفید مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں ذبح فرمایا' نیز آپ نے کچھ بکریاں صحابہ میں تقسیم فرمائیں (تاکہ وہ بھی قربانی کرسکیں)۔

٤٣٩٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُوسَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: ضَحّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ يَمْشِي فِي سَوَادٍ وَيَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ.

۴۳۹۵-حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک نر' سینگوں والا مینڈھا قربان فرمایا جس کی ٹانگیں سیاہ تھیں' منہ اور پیٹ بھی سیاہ تھا اور آنکھیں بھی سیاہ تھیں۔ (باقی سفید تھا۔)

فوائد ومسائل: ① مینڈھے' دنبے اور چھترے وغیرہ کی قربانی جائز ہے۔ ② سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کرنا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بذات خود سینگوں والے مینڈھے قربان فرمایا کرتے تھے۔ ③ حدیث مبارکہ سے سینگوں والے' چتکبرے اور نر مینڈھوں کی قربانی کا استحباب معلوم ہوتا ہے' نیز خصی جانور کو قربان کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آتا ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ مَا تُجْزِيءُ عَنْهُ الْبَدَنَةُ فِي الضَّحَايَا (التحفة ١٥)

باب:۱۵-قربانی میں اونٹ کتنے افراد کی طرف سے کفایت کرسکتا ہے؟

٤٣٩٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

۴۳۹۶- حضرت رافع بن خدیج ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غنیمت تقسیم فرماتے وقت دس بکریوں کو

◀◀ ابن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٩.

٤٣٩٥ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في ما يستحب من الأضاحي، ح: ١٤٩٦ عن عبدالله ابن سعيد الأشج به، وقال: "حسن صحيح غريب لا نعرفه إلا من حديث حفص"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٠، وله شاهد في مسلم، ح: ١٩٦٧ وغيره، وبه صح الحديث.

٤٣٩٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٠٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨١.

قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْعَلُ فِي قَسْمِ الْغَنَائِمِ عَشْرًا مِنَ الشَّاءِ بِبَعِيرٍ.

ایک اونٹ کے برابر رکھا کرتے تھے۔

قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنِّي سَمِعْتُهُ مِنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ وَحَدَّثَنِي بِهِ سُفْيَانُ عَنْهُ.

(راویٔ حدیث امام) شعبہ نے یہ حدیث حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ کی سند سے بیان کی ہے یعنی شعبہ یہ حدیث سفیان ثوری سے اور وہ اپنے باپ (سعید بن مسروق) سے بیان کرتے ہیں، تاہم امام شعبہ فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ میں نے یہ حدیث (سفیان ثوری کے واسطے کے بغیر) اس (سفیان) کے والد محترم سعید بن مسروق سے بھی سنی ہے۔

فائدہ: قربانی اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ کی ہو سکتی ہے۔ چونکہ ہر آدمی بڑے جانور کی استطاعت نہیں رکھتا، لہٰذا چھوٹے جانور، یعنی بھیڑ بکری کی قربانی کرنا بھی درست ہے جبکہ گائے اور اونٹ کی قربانی مستحب۔ جس طرح ایک قربانی واجب ہے، زائد مستحب۔ گائے، بکری سے بہت بڑی ہوتی ہے اور اونٹ گائے سے کافی بڑا، اس لیے گائے کو سات افراد کی طرف سے کافی سمجھا گیا ہے اور اونٹ کو دس کی طرف سے۔ جمہور اہل علم اونٹ اور گائے کو برابر سمجھتے ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے مگر اونٹ اور گائے کا فرق واضح ہے جسے بچہ بھی محسوس کر سکتا ہے۔ دونوں کو برابر سمجھنا عجیب بات ہے۔ باب والی حدیث اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دے رہی ہے۔ باقی رہی سات والی حدیث تو اس میں سات سے زائد کی نفی نہیں جبکہ آئندہ حدیث دس کے بارے میں صریح ہے، لہٰذا اس کو ترجیح ہونی چاہیے۔ بعض علماء نے یوں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے کہ دس والی روایت عام قربانیوں کے بارے میں ہے جبکہ سات والی روایت حرم میں ذبح ہونے والی قربانیوں کے بارے میں ہے۔ بعض اہل علم نے سفر میں اونٹ کو دس قربانیوں کے برابر قرار دیا ہے جبکہ حضر میں سات کے برابر لیکن یہ سارے کے سارے اپنے اپنے انداز اور تخمینے ہی ہیں۔ واللہ أعلم.

٤٣٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ غَزْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حُسَيْنٍ - يَعْنِي ابْنَ وَاقِدٍ - عَنْ عِلْبَاءَ ابْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ النَّحْرُ فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَعِيرِ عَنْ عَشْرَةٍ وَالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ.

۴۳۹۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ قربانیوں کا وقت آ گیا تو ہم اونٹ میں دس اور گائے میں سات افراد شریک ہوئے۔

فائدہ: معلوم ہوا سفر میں بھی قربانی کی جائے گی جس طرح گھر میں۔ یاد رہنا چاہیے کہ پورے ایک گھر پر ایک قربانی ہی واجب ہے' نہ کہ ہر ہر فرد پر۔ گائے سات گھروں کی طرف سے اور اونٹ دس گھروں کی طرف سے کافی ہے۔ گھر سے مراد خاوند' بیوی بچے ہیں یا وہ افراد جو ایک سربراہ (باپ) کی کفالت میں رہتے ہوں جبکہ شادی شدہ مرد الگ گھرانہ ہوگا' بشرطیکہ وہ خود کفیل ہوں۔ اگر خود کفیل نہیں بلکہ باپ ہی کے زیر دست ہوں تو پھر وہ سب ایک ہی فیملی شمار ہوں گے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ مَا يُجْزِىءُ عَنْهُ الْبَقَرَةُ فِي الضَّحَايَا (التحفة ١٦)

باب:١٦- قربانی میں گائے کتنے افراد کی طرف سے کفایت کر سکتی ہے؟

٤٣٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَنَشْتَرِكُ فِيهَا.

۴۳۹۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا تو ہم گائے سات افراد کی طرف سے ذبح کرتے تھے اور اس میں شریک ہوتے تھے۔

فائدہ: یہ شرکت قربانی ہی میں ہو سکتی ہے عقیقے میں نہیں کیونکہ قربانی کا ایک ہی دن معین ہے جبکہ عقیقہ ہر بچے کی پیدائش کے حساب سے کیا جاتا ہے۔

٤٣٩٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الاشتراك في البدنة والبقرة، ح: ٩٠٥، ١٥٠١ من حديث فضل بن موسٰى به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٢.

٤٣٩٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي، وإجزاء البدنة والبقرة كل واحدة منهما عن سبعة، ح: ١٣١٨/ ٣٥٥ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٦.

(المعجم ١٧) - ذَبْحُ الضَّحِيَّةِ قَبْلَ الْإِمَامِ (التحفة ١٧)

باب:١٧-امام سے پہلے قربانی ذبح کرنا

٤٣٩٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ، فَذَكَرَ أَحَدُهُمَا مَا لَمْ يَذْكُرِ الْآخَرُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْأَضْحٰى فَقَالَ: «مَنْ وَجَّهَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يُصَلِّيَ» فَقَامَ خَالِي فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي عَجَّلْتُ نُسُكِي لِأُطْعِمَ أَهْلِي وَأَهْلَ دَارِي أَوْ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعِدْ ذَبْحًا آخَرَ» قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي عَنَاقَ لَبَنٍ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، قَالَ: «اِذْبَحْهَا، فَإِنَّهَا خَيْرُ نَسِيكَتَيْكَ وَلَا تَقْضِي جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

٤٣٩٩-حضرت براء بن عازب ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ کے دن (خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”جو شخص ہمارے قبلے کی طرف منہ کرتا ہے ہماری طرح نماز پڑھتا ہے اور ہماری طرح قربانی کرتا ہے تو وہ اپنی قربانی ذبح نہ کرے حتی کہ نماز عید پڑھ لے۔“ میرے ماموں کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میں نے تو اپنی قربانی جلدی ذبح کر لی تا کہ میں اپنے گھر والوں اور محلے دار پڑوسیوں کو (جلدی) گوشت کھلاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور قربانی ذبح کر۔“ انھوں نے کہا: میرے پاس بکری کا ایک مادہ بچہ ہے جو مجھے گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بھی اچھا لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے ہی ذبح کردے۔ وہ تیری دو قربانیوں میں سے اچھی قربانی ہوگی۔ لیکن تیرے علاوہ کسی کی طرف سے جذعہ قربانی میں کفایت نہیں کرے گا۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ جس شخص نے قربانی کا التزام کیا ہوا گر وہ قربانی اس سے ضائع ہو جائے بایں طور کہ وہ نماز عید سے پہلے قربانی کر دے یا قربانی کا جانور مر جائے یا اسی طرح کا کوئی مسئلہ بن جائے تو اس کے بدلے اس پر دوسری قربانی واجب اور ضروری ہوگی۔ بشرطیکہ وہ قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اگر وہ شخص دوسری قربانی کی استطاعت ہی نہیں رکھتا تو اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ ارشاد باری ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة ٢:٢٨٦) ”اللہ کسی نفس کو نہیں تکلیف دیتا مگر اس کی وسعت کے مطابق ہی۔“ اسی طرح یہ بھی ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن ٦٤:١٦)

٤٣٩٩_[صحيح] تقدم، ح: ١٥٦٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٦.

''اللہ سے ڈرو جتنی طاقت رکھتے ہو۔'' یاد رہے طاقت اور وسعت کے باوجود اگر کوئی قربانی نہیں کرتا تو وہ گناہ گار ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ احکام ومسائل میں مرجع صرف نبی ﷺ کی ذات مبارک ہے۔ یہ حیثیت آپ ہی کی ہے کہ افرادِ امت میں سے کسی کو کسی حکم کے ذریعے سے خاص کر دیں اور دوسرے لوگوں کو روک دیں جیسا کہ آپ نے حضرت براء بن عازب کے ماموں حضرت ابوبردہ بن نیار کے ساتھ کیا۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نماز عید کی ادائیگی سے پہلے قربانی کرنا قطعی طور پر ناجائز ہے' خواہ نیت نیکی اور ثواب کمانے ہی کی ہو جیسا کہ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کی نیت اپنے اہل و عیال اور محلے دار (غریب) ہمسایوں کو گوشت کھلانے کی تھی۔ ④ حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو چاہیے خطبۂ عید میں قربانی سے متعلق احکام ومسائل بیان کرے۔ ⑤ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ شارع علیہ السلام کا ایک شخص کو خطاب تمام لوگوں کے لیے خطاب ہوتا ہے' لہٰذا دیگر لوگ بھی اس حکم کے مکلف اور پابند ہوتے ہیں حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو بکری کا بچہ ذبح کرنے کی اجازت دی تو ساتھ ہی یہ بھی بیان فرما دیا کہ تیرے بعد اور کسی کے لیے' قربانی میں' اس عمر کا بکری کا بچہ کفایت نہیں کرے گا۔ اگر نبی ﷺ یہ الفاظ نہ فرماتے تو پھر ہر شخص کے لیے یہ اجازت ہوتی۔ ⑥ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نیک نیتی سے کیا جانے والا صالح عمل بھی اس وقت تک اللہ کے ہاں صحیح اور قابل قبول نہیں ہو سکتا جب تک وہ شریعت مطہرہ کے مطابق سرانجام نہ دیا جائے۔ ⑦ اس حدیث میں یہ ذکر تو نہیں کہ امام سے پہلے قربانی نہیں کرنی چاہیے لیکن چونکہ اس دور میں نبی ﷺ نماز عید کے بعد سب لوگوں کے سامنے وہیں قربانی کر دیتے تھے۔ باقی لوگ بعد میں کرتے تھے' لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ امام کے بعد قربانی کرنی چاہیے لیکن اگر امام قربانی نہ کرے یا وہ عیدگاہ میں خطبہ کے فوراً بعد نہ کرے تو لوگوں پر کوئی ایسی پابندی نہیں کہ وہ لازماً امام صاحب سے بعد ہی کریں' البتہ نماز عید سے پہلے قطعاً نہیں ہونی چاہیے۔ امام مالک رحمہ اللہ تو ایسے امام کی امامت عید ہی درست نہیں سمجھتے جو قربانی نہ کرے' نیز ان کے نزدیک امام کو قربانی عیدگاہ میں سب سے پہلے کرنی چاہیے۔ خیر یہ امام مالک رحمہ اللہ کی رائے اور اجتہاد ہے جس سے اتفاق ضروری نہیں۔ ⑧ ''اچھی قربانی ہو گی'' کیونکہ وہ بروقت ہوئی اور قبول ہوئی' بخلاف پہلی قربانی کے کہ وہ وقت سے پہلے ذبح ہونے کی وجہ سے قبولیت سے محروم رہی۔ ⑨ ''کفایت نہیں کرے گا'' رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصود یہ تھا کہ تیرے جیسا لاچار شخص بھی' مثلاً: جو غلطی سے قربانی بے وقت ذبح کر چکا ہو یا اس کی قربانی کا جانور مر گیا ہو' یا گم ہو گیا ہو اور وہ مزید خریدنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو' تو وہ بکری کا جذعہ ذبح نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے ظاہر الفاظ کا خیال رکھتے ہوئے اب کسی کو بھی' خواہ وہ معذور و مجبور ہی ہو' جذعہ (بکرا) قربان کرنے کی اجازت نہیں دی۔ واللہ أعلم.

٤٤٠٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ». فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ» قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي عَنَاقًا جَذَعَةً خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تُجْزِيءُ عَنِّي قَالَ: «نَعَمْ، وَلَنْ تُجْزِيءَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

۴۴۰۰-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن نماز عید کے بعد ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: ''جو شخص ہم جیسی نماز پڑھتا ہے اور ہم جیسی قربانی کرتا ہے اس نے تو صحیح قربانی کی اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے ہی قربانی کر دی تو وہ گوشت والی بکری ہے (وہ صرف گوشت کے لیے ذبح کیا گیا جانور متصور ہوگا۔ قربانی نہیں ہوگی)۔'' حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے تو نماز کے لیے آنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی تھی۔ میں نے سمجھا کہ یہ سارا دن ہی کھانے پینے کے لیے ہے اس لیے میں نے جلد بازی کی۔ خود بھی گوشت کھایا اور گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو گوشت والی بکری ہوگئی (قربانی نہیں ہوئی)۔'' انھوں نے عرض کی: میرے پاس ایک جذعہ بکری ہے جو گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بھی بہتر ہے تو کیا وہ مجھ سے کفایت کر جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ لیکن وہ تیرے علاوہ کسی اور سے کفایت نہیں کرے گی۔''

٤٤٠١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا [ابْنُ عُلَيَّةَ] قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ: «مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ

۴۴۰۱-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانیوں کے دن فرمایا: ''جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے وہ دوبارہ ذبح کرے۔'' ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا: اے اللہ

٤٤٠٠_[صحيح] تقدم، ح: ١٥٦٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٧.

٤٤٠١_ أخرجه البخاري، العيدين، باب الأكل يوم النحر، ح: ٩٥٤، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٨.

الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ». فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيهِ اللَّحْمُ - فَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيرَانِهِ كَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَدَّقَهُ - قَالَ: عِنْدِي جَذَعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَرَخَّصَ لَهُ فَلَا أَدْرِي أَبَلَغَتْ رُخْصَتُهُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا.

کے رسول! یہ دن ایسا ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے' پھر اس نے اپنے پڑوسیوں کی حالت شاقہ (محتاجی اور فقر و فاقے) کا ذکر کیا۔ ایسے لگتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کی تصدیق فرما رہے ہیں۔ اس نے کہا: میرے پاس ایک جذعہ (بکری کا چھوٹی عمر کا بچہ) ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بھی مجھے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے اسے وہی جذعہ ذبح کرنے کی رخصت دی۔ میں نہیں جانتا کہ یہ رخصت اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی پہنچی یا نہیں' پھر آپ دو مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں ذبح کیا۔

فوائد و مسائل: ① عنوان کے ساتھ حدیث کی مناسبت بظاہر تو معلوم نہیں ہوتی۔ امام نسائی ؒ نے غالباً رسول اللہ ﷺ کے فرمان: [مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَلْيُعِدْ] ''جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی' وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے۔'' کو امام کے ذبح کرنے پر محمول کیا ہے۔ امام مالک ؒ اور بعض دیگر اہل علم کا یہی قول ہے۔ لیکن راجح بات یہی ہے کہ امام کے ذبح کرنے سے پہلے بھی قربانی ذبح کی جا سکتی ہے بشرطیکہ نماز عید کے بعد ہو۔ ظاہراً تو حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ② افضل یہ ہے کہ انسان اپنی قربانی کا جانور خودًا اپنے ہاتھوں ہی سے ذبح کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں مینڈھے خود ہی ذبح کیے تھے۔ اس پر اجماع ہے' تاہم اگر کوئی دوسرا شخص بھی ذبح کر دے تو قربانی جائز ہوگی۔ ③ پورے گھرانے کی طرف سے ایک جانور (بھیڑ، بکری، بکرا، چھترا، چھتری اور مینڈھے وغیرہ) کی قربانی کفایت کر جاتی ہے' تاہم دو یا زیادہ جانور ذبح کرنا افضل اور پسندیدہ عمل ہے۔

٤٤٠٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيٰى؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ،

۴۴۰۲- حضرت ابو بردہ بن نیار ؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنی قربانی نبیٔ اکرم ﷺ سے پہلے ذبح کر دی تھی تو نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے کہا: میرے پاس ایک

٤٤٠٢_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٦٦ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٨٤. ※ وشيخ القطان هو يحيى بن سعيد الأنصاري.

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ: أَنَّهُ ذَبَحَ قَبْلَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ، قَالَ: عِنْدِي عَنَاقُ جَذَعَةٍ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مُسِنَّتَيْنِ، قَالَ: «اِذْبَحْهَا» - فِي حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ - فَقَالَ: إِنِّي لَا أَجِدُ إِلَّا جَذَعَةً فَأَمَرَهُ أَنْ يَذْبَحَ.

جذعہ بکری ہے جو میرے نزدیک (گوشت کے لحاظ سے) دو مسنوں سے بھی بہتر ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے ذبح کردو۔''

٤٤٠٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ ابْنِ سُفْيَانَ قَالَ: ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَضْحَى ذَاتَ يَوْمٍ، فَإِذَا النَّاسُ قَدْ ذَبَحُوا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُمْ ذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ: «مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى، وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۴۰۳- حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانیاں ذبح کیں تو دیکھا کہ کچھ لوگ نماز سے پہلے ہی اپنی قربانیاں ذبح کر چکے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ کو پتا چلا کہ وہ نماز سے پہلے ہی ذبح کر چکے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے قربانی نماز سے پہلے ذبح کی ہے' وہ اس کی جگہ اور قربانی ذبح کرے اور جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح نہیں کی' وہ اب اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔''

فائدہ: کسی ایک حدیث میں پوری تفصیلات ذکر نہیں ہوتیں' اس لیے اسے مختلف سندوں سے ذکر کیا جاتا ہے تاکہ تمام تفصیلات معلوم ہو جائیں۔ فیصلہ کرتے وقت تمام تفصیلات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ إِبَاحَةِ الذَّبْحِ بِالْمَرْوَةِ (التحفة ١٨)

باب:۱۸- تیز دھار پتھر کے ساتھ ذبح کرنا بھی جائز ہے

٤٤٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ:

۴۴۰۴- حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے دو خرگوش پکڑے لیکن ان کو ذبح کرنے کے لیے انھیں کوئی چھری وغیرہ نہ ملی تو انھوں نے ان کو

٤٤٠٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٧٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٥.

٤٤٠٤ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٣١٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٩. * عامر هو الشعبي.

أَنَّهُ أَصَابَ أَرْنَبَيْنِ وَلَمْ يَجِدْ حَدِيدَةً يَذْبَحُهُمَا بِهِ فَذَكَّاهُمَا بِمَرْوَةٍ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي اصَّدْتُ أَرْنَبَيْنِ فَلَمْ أَجِدْ حَدِيدَةً أُذَكِّيهِمَا بِهِ فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ أَفَآكُلُ؟ قَالَ: «كُلْ».

ایک تیز دھار پتھر سے ذبح کر دیا' پھر وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے دو خرگوش شکار کیے تھے لیکن مجھے کوئی چھری وغیرہ نہیں ملی جس سے ذبح کرتا۔ تو میں نے ایک تیز دھار پتھر سے ان کو ذبح کر دیا۔ کیا میں ان کو کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' کھا لے۔''

فائدہ: ذبح کرنے کا مقصد خون بہانا ہے' جس چیز کے ساتھ بھی بہا دیا جائے جائز ہے' بشرطیکہ وہ تیز دھار ہو اور یکبارگی ذبح کرے۔ گلے پر دباؤ نہ ڈالے بلکہ تیزی سے کاٹ دے تاکہ مذبوح کو کم سے کم تکلیف ہو۔

٤٤٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاضِرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ ذِئْبًا نَيَّبَ فِي شَاةٍ فَذَبَحُوهَا بِالْمَرْوَةِ، فَرَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَكْلِهَا.

۴۴۰۵- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری میں دانت گاڑ دیے۔ لوگوں نے (اس کو چھڑانے کے بعد) اسے ایک تیز دھار پتھر سے ذبح کر دیا۔ تو نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت دی۔

فائدہ: اگر کسی جانور کو درندہ کاٹ کھائے اور اس میں روح باقی ہو تو اسے ذبح کر دیا جائے' وہ حلال ہوگا۔ ہاں' اگر وہ ذبح ہونے سے پہلے بے جان ہو تو خواہ سارا خون نکل چکا ہو' وہ جانور حرام ہوگا۔

(المعجم ١٩) - إِبَاحَةُ الذَّبْحِ بِالْعُودِ (التحفة ١٩)

باب:١٩-(تیز دھار) لکڑی سے بھی ذبح کیا جا سکتا ہے

٤٤٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ

۴۴۰۶- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنا کتا چھوڑتا

٤٤٠٥- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب ما يذكى به، ح:٣١٧٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٩٠، وصححه ابن حبان، ح:١٠٧٦، والحاكم:٤/ ١١٣، ١١٤، ووافقه الذهبي، ورواه زيد بن أبي عتاب عن سليمان بن يسار به، والبيهقي:٩/ ٢٥٠.

٤٤٠٦- [إسناده حسن] تقدم، ح:٤٣٠٩، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٩١.

شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُرِّيَّ بْنَ قَطَرِيٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي فَآخُذُ الصَّيْدَ فَلَا أَجِدُ مَا أُذَكِّيهِ بِهِ فَأَذْبَحُهُ بِالْمَرْوَةِ وَبِالْعَصَا، قَالَ: «أَنْهِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

ہوں اور شکار کو پکڑ لیتا ہوں لیکن مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے ذبح کر سکوں تو کیا میں اسے تیز دھار پتھر یا لکڑی سے ذبح کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''جس چیز سے بھی ہو سکے' خون بہا دے' البتہ اللہ عزوجل کا نام ضرور لے۔''

٤٤٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، فَلَقِيتُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَحَدَّثَنِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ نَاقَةٌ تَرْعَى فِي قِبَلِ أُحُدٍ، فَعُرِضَ لَهَا فَنَحَرَهَا بِوَتَدٍ، فَقُلْتُ لِزَيْدٍ: وَتَدٌ مِنْ خَشَبٍ أَوْ حَدِيدٍ؟ قَالَ: لَا بَلْ خَشَبٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا.

۴۴۰۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری کی اونٹنی احد کی طرف چر رہی تھی کہ وہ قریب المرگ ہو گئی۔ اس انصاری نے اسے ایک نوک دار کھونٹے کے ساتھ نحر (ذبح) کر دیا۔ (راویٔ حدیث ایوب یا جریر نے کہا) میں نے پوچھا کہ وہ کھونٹا لکڑی کا تھا یا لوہے کا؟ استاد نے کہا: نہیں' وہ لکڑی کا تھا' پھر وہ انصاری نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اسے کھانے کا حکم دیا۔

فائدہ: ''حکم دیا'' یعنی اجازت دی یا حقیقتاً حکم مراد ہے کیونکہ شریعت کی رو سے حلال چیز کو ضائع کرنا جائز نہیں۔

(المعجم ٢٠) - اَلنَّهْيُ عَنِ الذَّبْحِ بِالظُّفُرِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- ناخن کے ساتھ ذبح کرنے کی ممانعت کا بیان

٤٤٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۴۰۸- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٤٠٧- [إسناده صحيح] أخرجه ابن الجارود في المنتقى، ح: ٨٩٦ من حديث حبان بن هلال به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٩٢، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٢٨٢٣ وغيره، وسنده صحيح.

٤٤٠٨- أخرجه مسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم إلا السن وسائر العظام، ح: ١٩٦٨ من ◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلْ، إِلَّا بِسِنٍّ أَوْ ظُفُرٍ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز خون بہا دے اور اللہ کا نام لیا گیا ہو تو (وہ ذبیحہ) کھالے مگر دانت اور ناخن کا ذبح نہیں۔''

فائدہ: دانت اور ناخن ذبح کرنے کے لیے نہیں بلکہ اور مقاصد کے لیے ہیں' اس لیے دانتوں اور ناخنوں سے ذبح کرنا وحشیانہ فعل ہے جیسا کہ آپ نے ایک ارشاد فرمایا کہ ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ (صحيح البخاري' الشركة' حديث:٢٤٨٨' و صحيح مسلم' الأضاحي' حديث:١٩٦٨) یعنی یہ غیر مہذب قوموں کا شیوہ ہے۔ وہ لوگ چھوٹے موٹے جانوروں کی گردن منہ میں داخل کر کے دانتوں سے کاٹ دیتے تھے۔ اسی طرح بڑے بڑے ناخن رکھتے تھے۔ ذبح کرنے کے لیے ان کو استعمال کرتے تھے۔ ظاہر ہے شریعت اس ظالمانہ طریقے کو جائز قرار نہیں دے سکتی' البتہ دانت اور ناخن جسم سے الگ ہو چکے ہوں تو احناف کے نزدیک ان سے ذبح کیا جا سکتا ہے۔ بعض احادیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ جو چیز بھی خون بہا دے' اس سے ذبح کرنا جائز ہے' اس لیے بظاہر ان کی یہ بات معقول لگتی ہے مگر احادیث رسول کا تقاضا یہی ہے کہ ناخن اور دانت سے کسی بھی صورت ذبح نہ کیا جائے کیونکہ ایک دوسری روایت میں دانت سے ذبح نہ کرنے کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ ہڈی ہے۔ ظاہر ہے دانت الگ بھی ہو تو وہ ہڈی ہی رہتا ہے۔ ناخن بھی ہڈی ہی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الذَّبْحِ بِالسِّنِّ (التحفة ٢١)

باب:٢١- دانت کے ساتھ ذبح کرنا (منع ہے)

٤٤٠٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا

۴۴۰۹- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم کل دشمن سے ملیں گے (اور وہاں جانور بھی بطور غنیمت ملیں گے) اور ہمارے پاس چھریاں وغیرہ نہ ہوں تو

◀◀ حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الشركة، باب قسمة الغنم، ح: ٢٤٨٨ من حديث أبي عمر سعيد بن مسروق به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٤٩٢م.

٤٤٠٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٤٩٣، وأخرجه البخاري، ح: ٥٥٤٣ من حديث أبي الأحوص به.

نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلُوا مَا لَمْ يَكُنْ سِنًّا أَوْ ظُفُرًا وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ».

(ہم جانور کیسے ذبح کریں)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز بھی خون بہادے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو (ذبیحہ حلال ہے) کھا سکتے ہو بشرطیکہ وہ چیز ناخن یا دانت نہ ہو۔ اور میں تمھیں اس کی وجہ بھی بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ایک ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔''

فائدہ: حبشی لوگ ناخنوں سے چھری کا کام لیتے ہیں۔ ایک تو وہ کافر ہیں' اس لیے ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے اور دوسرا یہ کہ یہ ذبح کرنے کا غیر مہذب طریقہ ہے۔

(المعجم ٢٢) - اَلْأَمْرُ بِإِحْدَادِ الشَّفْرَةِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲-(ذبح کے لیے) چھری تیز کرنے کا حکم

٤٤١٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: اِثْنَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

۴۴۱۰- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے خوب یاد رکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے کہ ہر چیز پر احسان کیا جائے' لہٰذا جب تم (کسی انسان کو قصاص میں یا کسی موذی جانور اور درندے وغیرہ کو) قتل کرنے لگو تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔ اور جب تم ذبح کرنے لگو (کسی پرندے یا حلال جانور کو) تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ اور ذبح کرتے وقت چھری تیز کرلیا کرو اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔''

فوائد و مسائل: ① جانور کو ذبح کرنے کے لیے چھری کو تیز کرنا چاہیے تاکہ ذبح ہونے والے جانور کو تکلیف کم ہو۔ ② امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث قواعد اسلام کی جامع ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم بشرح النووي: ۱۳/۱۵۷) ③ یہ حدیث مبارکہ اللہ تعالیٰ کے' اپنی تمام مخلوق کے ساتھ' بے پناہ لطف و کرم پر دلالت کرتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت ہی ہے کہ اس نے ضروری قرار دیا ہے کہ ہر چیز کے ساتھ

٤٤١٠_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل، وتحديد الشفرة، ح: ١٩٥٥ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٩٤.

احسان کیا جائے بلکہ اس نے جانوروں تک کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔اسی طرح غلاموں اور مجرموں کے ساتھ بھی' مثلاً: اگر کسی مجرم کو قصاصاً قتل بھی کرنا ہو تو اسے اچھے طریقے سے قتل کرنے کا حکم ہے' نہ کہ اسے ایذائیں دے دے کر قتل کیا جائے۔مزید برآں یہ بھی کہ قتل کے مجرم کو بھی کھانے' پینے' پہننے اور زندگی کی دیگر لذتوں سے جو جائز اور مناسب ہوں' محروم نہیں کرنا ④ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: [إِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ] ''جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔'' کی بابت امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ذبح کرنے میں جانور کے ساتھ احسان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جانور کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔ذبح کرنے کی خاطر اسے سختی' اور بے دردی سے نہ گرائے اور نہ اسے گھسیٹتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے' تیز چھری کے ساتھ اسے ذبح کرے۔(نیز جانور کے سامنے چھری تیز نہ کرے۔) جانور کو ذبح کرتے ہوئے اسے حلال کرنے اور اس سے تقرب الٰہی حاصل کرنے کی نیت کرے۔اسے قبلہ رخ لٹائے۔اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔جلدی جلدی ذبح کرے۔جانور کا گلا اور اس کی گردن کی رگیں کاٹے۔اسے آرام پہنچائے اور (ذبح کرنے کے فوراً بعد اس کا چمڑا اور کھال اتارنا شروع نہ کرے بلکہ) ٹھنڈا ہونے دے۔(اس کا تڑپنا ختم ہو تو تب اس کی کھال اور چمڑا اتارے۔) اور (اس کے ساتھ ساتھ) اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہو کر اس کے احسان اور فضل وکرم کا اعتراف واقرار کرے' نیز اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام واحسان پر کہ اس نے یہ جانور (جسے اس نے ذبح کیا ہے) اس کے لیے مسخر کر دیا تھا' اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔اگر اللہ چاہتا تو (اسے مسخر نہ فرماتا بلکہ) ہم پر مسلط کر دیتا۔اسی طرح اگر وہ چاہتا تو اس جانور کو ہمارے لیے حلال کرنے کی بجائے ہم پر حرام کر دیتا (پھر ہم اس کا کیا بگاڑ سکتے تھے؟) اور ربیعہ کہتے ہیں کہ ذبح میں احسان یہ ہے کہ اسے دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے (تاکہ دیکھنے والے کو تکلیف محسوس نہ ہو)۔امام قرطبی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان: [إِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ] ''جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو'' کو ہر چیز کی بابت عموم پر محمول کیا جائے گا' خواہ کسی جانور کو ذبح کرنا ہو یا کسی انسان کو حدود وقصاص میں قتل کرنا اور مارنا ہو۔(کسی جانور کو ذبح کرنا ہو یا کسی انسان کو قصاص میں قتل کرنا' ہر صورت میں) جلدی جلدی ذبح یا قتل کر دیا جائے اور انھیں تکلیف اور عذاب دے کر نہ مارا جائے۔دیکھیے: (المفهم:٥/٢٤٠، ٢٤١) ⑤ اگر کسی شخص نے مقتول کو برے طریقے سے قتل کیا ہو تو اسے بھی برے طریقے سے قتل کیا جائے گا کیونکہ قصاص کا تقاضا یہی ہے۔یہ بحث' المحاربہ میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٣) - **بَابُ الرُّخْصَةِ فِي نَحْرِ مَا يُذْبَحُ وَذَبْحِ مَا يُنْحَرُ** (التحفة ٢٣)

باب:٢٣-ذبح والے جانور کو نحر اور نحر والے کو ذبح کرنے کی رخصت کا بیان

٤٤١١- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ الْعَسْقَلَانِيُّ - عَسْقَلَانَ بَلْخٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَكَلْنَاهُ.

۴۴۱۱- حضرت اسماء بنت ابو بکر ؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں گھوڑا نحر کیا، پھر اسے کھایا۔

فوائد ومسائل: ① جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں انھیں نحر اور جو نحر کیے جاتے ہیں انھیں ذبح کیا جا سکتا ہے۔ ② اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا حلال جانور ہے۔ جن لوگوں نے مکروہ کہا ہے انھیں ٹھوکر لگی ہے' اس کی کراہت پر کوئی مستند صحیح دلیل موجود نہیں۔ صحابۂ کرام ؓ کے یہ الفاظ کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں اس طرح کیا' مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے۔ اسی طرح مِنَ السُّنَّةِ كَذَا" "اس طرح کرنا سنت سے ہے۔" نیز "ہمیں اس طرح کرنے کا حکم دیا گیا" اور "ہمیں اس سے روکا گیا" یا ان سے ملتے جلتے مفہوم والے دوسرے الفاظ' ان کے متعلق' محدثین کرام ؒ کا فیصلہ یہی ہے کہ ان کا حکم مرفوع حدیث ہی کا حکم ہے۔ ③ اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے اور باقی جانوروں کو ذبح۔ ذبح کا طریقہ معروف ہے' نحر' کھڑے جانور کو گلے میں چھرا وغیرہ گھونپ کر کیا جاتا ہے۔ جب خون کافی حد تک بہہ جاتا ہے تو جانور گر پڑتا ہے' پھر اسے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اونٹ میں مسنون عمل نحر ہی ہے' تاہم بوقت ضرورت ذبح میں بھی کوئی حرج نہیں۔ مذکورہ حدیث میں یا تو نحر ذبح کے معنی میں ہے اور عرب لوگ اکثر ایک لفظ اس سے ملتے جلتے لفظ کی جگہ استعمال کر لیتے ہیں۔ یا وہ گھوڑا قوی ہوگا اور قابو نہ آتا ہوگا' اس لیے اس کے ساتھ اونٹ والا سلوک کیا گیا۔ والله أعلم.

(المعجم ٢٤) - بَابُ ذَكَاةِ الَّتِي قَدْ نَيَّبَ فِيهَا السَّبُعُ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- جس جانور میں درندے نے دانت گاڑ دیے ہوں' اسے ذبح کرنا

٤٤١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

۴۴۱۲- حضرت زید بن ثابت ؓ سے مروی ہے

٤٤١١ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب النحر والذبح، ح: ٥٥١٠ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤٢ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٩٥.

٤٤١٢ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٤٠٥، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٩٦.

مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ حَاضِرَ بْنَ الْمُهَاجِرِ الْبَاهِلِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ ذِئْبًا نَيَّبَ فِي شَاةٍ فَذَبَحُوهَا بِمَرْوَةٍ، فَرَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَكْلِهَا.

کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری میں دانت گاڑ دیے۔ لوگوں نے (اس سے چھڑا کر) اس کو ایک تیز دھار پتھر سے ذبح کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو کھانے کی اجازت دے دی۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۴۴۰۵.

(المعجم ٢٥) - ذِكْرُ الْمُتَرَدِّيَةِ فِي الْبِئْرِ الَّتِي لَا يُوصِلُ إِلَى حَلْقِهَا (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- جانور کنویں میں گر جائے اور اس کے حلق تک نہ پہنچا جائے تو کیسے ذبح کیا جائے؟

٤٤١٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَمَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ قَالَ: «لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَكَ».

۴۴۱۳- حضرت ابو العشراء کے والد محترم بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا ذبح صرف حلق اور سینے کے گڑھے ہی میں ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تو اس کے ران میں نیزہ یا برچھی وغیرہ مار دے تو بھی کفایت کر جائے گا۔''

فائدہ: اصل تو یہی ہے کہ حلق میں ذبح کیا جائے اور سینے کے گڑھے میں نحر کیا جائے کیونکہ اس طریقے سے خون تیزی سے نکل جائے گا۔ یہاں بڑی رگیں ہوتی ہیں۔ مگر کبھی مجبوری بن جاتی ہے جیسا کہ باب میں بیان کی گئی ہے تو جہاں بھی زخم لگایا جا سکے' لگا دیا جائے تاکہ خون نکل جائے۔ یہ جائز ہے مگر یہ مجبوری کے وقت ہی ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ ذِكْرِ الْمُنْفَلِتَةِ الَّتِي لَا يُقْدَرُ عَلَى أَخْذِهَا (التحفة ٢٦)

باب: ۲۶- کوئی جانور چھوٹ جائے اور قابو میں نہ آسکے تو؟

٤٤١٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في ذبيحة المتردية، ح: ٢٨٢٥، وابن ماجه، ح: ٣١٨٤، والترمذي، ح: ١٤٨١ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٩٧ ‡ * أبوالعشراء حسن الحديث ولكن قال البخاري: "في حديثه واسمه وسماعه من أبيه نظر"، وله شاهد ضعيف عند الهيثمي (مجمع الزوائد: ٤/ ٣٤).

٤٤١٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، قَالَ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ [عَزَّ وَجَلَّ] فَكُلْ مَا خَلَا السِّنَّ وَالظُّفُرَ» قَالَ: فَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَهْبًا فَنَدَّ بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ: «إِنَّ لِهٰذِهِ النَّعَمِ أَوْ قَالَ: الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَافْعَلُوا بِهِ هٰكَذَا».

۴۴۱۴- حضرت رافع ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا۔ ہمارے پاس چھری قسم کی چیز نہیں (تو ذبح کیسے کریں؟) آپ نے فرمایا: ”جو چیز بھی خون بہا دے اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کر دیا جائے تو (ایسا ذبیحہ) کھایا جا سکتا ہے۔ علاوہ دانت اور ناخن کے۔“ رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں اونٹ حاصل ہوئے۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا۔ ایک آدمی نے اس کو (پیچھے سے) تیر مارا جس سے وہ رک گیا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ گھریلو جانور یا اونٹ بھی کبھی جنگلی جانوروں کی طرح بے قابو ہو جاتے ہیں، لہٰذا جو جانور تم سے بے قابو ہو جائے، اس سے یہی سلوک کرو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۴۳۰۲۔

٤٤١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى، قَالَ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ» وَأَصَبْنَا نُهْبَةَ غَنَمٍ أَوْ إِبِلٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ

۴۴۱۵- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کل دشمن سے ہماری ملاقات ہوگی اور ہمارے پاس چھری (وغیرہ کچھ) نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو چیز بھی خون بہا دے بشرطیکہ اللہ کا نام لیا گیا ہو، اسے کھا سکتے ہو۔ علاوہ دانت اور ناخن کے۔ اور اس کی وجہ بھی میں تمھیں بیان کرتا ہوں: دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔“ ہمیں اس جنگ میں اونٹ اور بکریاں مال غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا تو

٤٤١٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٠٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٩٨.

٤٤١٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٠٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٩٩.

بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوا بِهِ هٰكَذَا».

ایک آدمی نے تیر مار کر اسے روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ اونٹ بھی کبھی جنگلی جانوروں کی طرح بھاگ اٹھتے ہیں۔ جب وہ تم سے بے قابو ہو جائیں تو تم ان سے یہی سلوک کرو۔"

فائدہ: ابتدائی حصے کی تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۴۴۰۸۔

٤٤١٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ إِذَا ذَبَحَ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

۴۴۱۶- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک فرض قرار دیا ہے، لہٰذا جب تم کسی کو (قصاص وغیرہ میں) قتل کرنے لگو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ اور ذبح کرتے وقت اپنی چھری کو تیز کر وا اور اپنے ذبیحہ کو جلدی نجات دو۔"

فائدہ: اس حدیث کا تعلق متعلقہ باب کی بجائے آئندہ باب سے ہے اور سنن نسائی میں بہت جگہ ایسے ہی ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ حُسْنِ الذَّبْحِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- ذبح اچھی طرح کرنا چاہیے

٤٤١٧- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ،

۴۴۱۷- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر چیز سے حسن سلوک

٤٤١٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٠٠.

٤٤١٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٠١.

عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

کرنا اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے' اس لیے جب تم کسی کو قتل کرنے لگو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ ذبح کرنے والا شخص اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے مذبوح جانور کو راحت پہنچائے۔"

٤٤١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اِثْنَتَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ ثُمَّ لِيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

۴۴۱۸-حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے دو باتیں سنیں۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے حسن سلوک ضروری قرار دیا ہے' لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے کرو اور جب کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ ذبح کرنے والا شخص اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔"

فائدہ: "دو باتیں سنیں" ان سے مراد آئندہ باتیں ہی ہیں' یعنی اچھے طریقے سے قتل کرنا اور اچھے طریقے سے ذبح کرنا۔

٤٤١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ:

۴۴۱۹-حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد رکھیں: (آپ نے فرمایا:) "یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے حسن سلوک ضروری قرار دیا ہے' لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرنے لگو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ ذبح کرنے

٤٤١٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٠٢.

٤٤١٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٠٣.

ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَةَ، لِيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

والا اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے ذبح ہونے والے جانور کو کم سے کم تکلیف پہنچائے۔ (مطلب یہ کہ یکبارگی ذبح کرے دیر نہ لگائے۔)

فائدہ: ان مذکورہ احادیث کے تفصیلی احکام جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیں حدیث: ۴۴۱۰ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٢٨) - وَضْعُ الرِّجْلِ عَلَى صَفْحَةِ الضَّحِيَّةِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸-قربانی کے جانور کے ایک پہلو پر پاؤں رکھنا

٤٤٢٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ: أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ يُكَبِّرُ وَيُسَمِّي، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَاضِعًا عَلَى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهُ.

۴۴۲۰- حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دو چتکبرے (سیاہ وسفید)، سینگوں والے مینڈھے قربانی فرمائے۔ ذبح فرماتے وقت آپ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھتے تھے۔ میں نے آپ کو اپنے دست مبارک سے انھیں ذبح فرماتے دیکھا جبکہ آپ نے اپنا قدم مبارک ان کے پہلو پر رکھا ہوا تھا۔

قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

(شعبہ نے کہا) میں نے (قتادہ سے) کہا: کیا آپ نے ان (حضرت انس رضی اللہ عنہ) سے سنا؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت جانور کے پہلو پر اپنا پاؤں رکھنا جائز ہے۔ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جانور کو بائیں پہلو کے بل لٹایا جائے۔ اور اس صورت میں پاؤں اس کے دائیں پہلو پر رکھا جائے گا۔ ② قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت تسمیہ (بسم اللہ) پڑھنا مشروع ہے۔ اسی طرح تمام جانور ذبح کرتے وقت تسمیہ پڑھنی چاہیے۔ اس پر اجماع ہے۔ تسمیہ کے ساتھ ساتھ تکبیر (اللہ اکبر) پڑھنا بھی مشروع

٤٤٢٠- أخرجه مسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية والتكبير، ح: ١٨/١٩٦٦ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الأضاحي، باب من ذبح الأضاحي بيده، ح: ٥٥٥٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٠٤.

ہے جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ③ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کی مشروعیت بھی معلوم ہوتی ہے، تاہم بوقت ضرورت کسی اور کو بھی وکیل بنایا جاسکتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھے ذبح فرمائے، اس سے ایک سے زیادہ جانور قربان کرنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سینگوں والے خوبصورت جانور کی قربانی کرنا افضل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا، تاہم بغیر سینگوں والے جانور کی قربانی بھی درست ہے۔ ⑥ جانور کو لٹانے کے بعد اس کے پہلو پر پاؤں رکھ لینا چاہیے تاکہ وہ قابو میں رہے۔ چھری قوت سے چل سکے اور وہ سر کو حرکت دے کر ذبح میں رکاوٹ نہ بنے، نیز اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔ یہ حکم قربانی سے خاص نہیں۔

(المعجم ٢٩) - تَسْمِيَةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الضَّحِيَّةِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-قربانی ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا

٤٤٢١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَكَانَ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَاضِعًا رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا.

۴۴۲۱- حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دو سیاہ وسفید، سینگوں والے مینڈھے ذبح کرتے تھے۔ آپ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھتے تھے۔ میں نے آپ کو اپنے دست مبارک سے انھیں ذبح کرتے دیکھا۔ آپ نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلو پر رکھا ہوا تھا۔

فائدہ: ویسے تو ہر ذبیحہ پر بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا چاہیے مگر قربانی پر پڑھنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اسے ذبح کرنے سے پہلے تو باقاعدہ نیت کی جاتی ہے۔ دلی طور پر بھی اور لفظی طور پر بھی۔ ذبیحہ پر اگر اللہ کا نام لینا بھول جائے تو وہ ذبیحہ حلال ہوگا، البتہ جان بوجھ کر نہیں چھوڑنا چاہیے۔

(المعجم ٣٠) - اَلتَّكْبِيرُ عَلَيْهَا (التحفة ٣٠)

باب:۳۰-قربانی ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا

٤٤٢٢- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ

۴۴۲۲- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ دو سیاہ وسفید، سینگوں

٤٤٢١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٠٥.

٤٤٢٢- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٠٦.

الْحَسَنِ - يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَاضِعًا عَلَى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهُ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ.

والے مینڈھوں کو بسم اللہ واللہ اکبر پڑھتے ہوئے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمارہے تھے اور اپنا قدم مبارک ان کے پہلو پر رکھا ہوا تھا۔

(المعجم ٣١) - ذَبْحُ الرَّجُلِ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ (التحفة ٣١)

باب:٣١-قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا

٤٤٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ يَطَؤُ عَلَى صِفَاحِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا وَيُسَمِّي وَيُكَبِّرُ.

۴۴۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سینگوں والے سیاہ وسفید دو مینڈھے بسم اللہ واللہ اکبر پڑھتے ہوئے قربان فرمائے جبکہ آپ نے ان کے پہلو پر پاؤں مبارک رکھا ہوا تھا۔

(المعجم ٣٢) - ذَبْحُ الرَّجُلِ غَيْرَ أُضْحِيَّتِهِ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢-کوئی شخص کسی دوسرے کی قربانی بھی ذبح کرسکتا ہے

٤٤٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحَرَ

۴۴۲۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی کے کچھ اونٹ خود نحر فرمائے اور کچھ اونٹ کسی اور نے نحر کیے۔

٤٤٢٣ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها . . . الخ، ح:١٩٦٦/١٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح:٤٥٠٧.

٤٤٢٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:٤٥٠٨، والموطأ (يحيى):١/٣٩٤، وأخرجه مسلم، ح:١٢١٨ من حديث جعفر به مطولاً.

بَعْضَ بُدْنِهِ بِيَدِهِ وَنَحَرَ بَعْضَهَا غَيْرُهُ.

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ آپ نے سو اونٹ قربانی کیے تھے۔ ان میں سے تریسٹھ (۶۳) آپ نے اپنے دست مبارک سے نحر کیے اور باقی سینتیس (۳۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نائب بن کر نحر کیے۔

(المعجم ٣٣) - نَحْرُ مَا يُذْبَحُ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- ذبح والا جانور نحر کرنا

٤٤٢٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَكَلْنَاهُ.

۴۴۲۵- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں گھوڑا نحر کیا اور پھر اس کا گوشت کھایا۔

وَقَالَ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ: فَأَكَلْنَا لَحْمَهُ. خَالَفَهُ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ.

قتیبہ (استاد) نے کہا: فَأَكَلْنَا لَحْمَهُ پھر ہم نے اس کا گوشت کھایا۔ عبدہ بن سلیمان نے اس کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبدہ بن سلیمان نے اس روایت میں سفیان بن عیینہ کی مخالفت کی ہے۔ اگلی روایت میں اس مخالفت کی پوری وضاحت موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ سفیان نے ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہوئے ذَبَحْنَا کے الفاظ بیان کیے ہیں جبکہ عبدہ بن سلیمان نے نَحَرْنَا کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ مزید برآں یہ بھی کہ عبدہ بن سلیمان نے وَ نَحْنُ بِالْمَدِينَةِ کے الفاظ بھی زیادہ بیان کیے ہیں۔

٤٤٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: ذَبَحْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ فَأَكَلْنَاهُ.

۴۴۲۶- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں مدینہ میں رہتے ہوئے گھوڑا ذبح (نحر) کیا اور پھر اسے کھایا۔

٤٤٢٥- [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١١، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٠٩.

٤٤٢٦- [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١١، وهو في الكبرى، ح: ٤٥١٠.

(المعجم ٣٤) - مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٣٤)

باب:٣٤-جوشخص غیراللہ کی خاطر ذبح کرے؟

٤٤٢٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ - عَنِ ابْنِ حَيَّانَ - يَعْنِي مَنْصُورًا - عَنْ عَامِرِ ابْنِ وَاثِلَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَلِيًّا: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسِرُّ إِلَيْكَ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ؟ فَغَضِبَ عَلِيٌّ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ: مَا كَانَ يُسِرُّ إِلَيَّ شَيْئًا دُونَ النَّاسِ، غَيْرَ أَنَّهُ حَدَّثَنِي بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَأَنَا وَهُوَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ».

۴۴۲۷-حضرت عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ آپ کو لوگوں سے الگ کوئی پوشیدہ باتیں بتلایا کرتے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے حتی کہ ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا: آپ مجھے لوگوں سے الگ کوئی پوشیدہ بات نہیں بتلاتے تھے‘ البتہ ایک دفعہ آپ نے مجھے یہ چار باتیں ارشاد فرمائیں جبکہ اس وقت گھر میں‘ میں اور آپ ہی تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو اپنے باپ کو لعنت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو کسی بدعتی یا باغی کو ٹھکانا مہیا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر بھی لعنت کرے جو زمین کی علامات کو تبدیل کرتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مؤلف رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مقصد ذبح لغیر اللّٰہ کی مذمت ہے‘ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور ہستی (پیر‘ پیغمبر‘ نبی‘ قطب‘ ابدال‘ نیک صالح اور بزرگ وغیرہ) کے لیے‘ ان کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کی خاطر جانور ذبح کرتا ہے‘ وہ ملعون ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ لعنتی شخص‘ اللہ عزوجل کی رحمت سے دور اور محروم ہوتا ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ اعمال کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ لعنت‘ مرتکب کبیرہ پر ہی کی جاتی ہے‘ مرتکب صغیرہ پر نہیں‘ نیز ان کے مرتکب کو لعنتی بھی قرار نہیں دیا گیا۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے شیعہ‘ روافض اور امامیہ وغیرہ کے عقیدے کی کھلی تردید ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خاص کوئی وصیت فرمائی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مبتدعین جن دیگر من گھڑت باتوں اور خرافات پر اپنے عقائد وافکار کی بنیاد رکھتے ہیں اس کی عمارت بھی‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

٤٤٢٧ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى ولعن فاعله، ح: ١٩٧٨ من حديث منصور بن حيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١١.

مذکورہ فرمان کی وجہ سے دھڑام سے زمین بوس ہوجاتی ہے۔ ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ فَلِلّٰه الحمدُ علٰی ذٰلِك. بعض بے دین لوگوں نے عجیب عجیب باتیں مشہور کر رکھی تھیں جن میں ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اصل وحی کی تعلیم صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی ہے جو کہ اس قرآن سے بہت زیادہ ہے۔ یہ بات خالص احمقانہ ہے، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. پھر آپ نے بتایا کہ خصوصی تعلیم تو کوئی نہیں دی، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی فرمان کے موقع پر میں اتفاقاً آپ کے پاس اکیلا تھا۔ مگر وہ فرمان بھی سب امت کے لیے ہے نہ کہ صرف میرے لیے۔ ④ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے، اسی طرح جو شخص غیر اللہ کی رضا کی خاطر جانور ذبح کرتا ہے، خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لے، وہ بھی ذبح لغیر اللہ ہی ہے اور ایسا شخص ملعون ہے۔ ⑤ ''زمین کی علامات'' ان علامات سے مراد یا تو صحرائی راستوں کی علامات ہیں جن کی مدد سے مسافر بھٹکنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ ان علامات کو مٹانے سے ان کی موت کا خطرہ ہے، لہٰذا یہ سخت گناہ ہے۔ یا وہ علامات مراد ہیں جن کے ساتھ لوگوں کی ملکیت کی حد بندی ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٥) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي بَعدَ ثَلَاثٍ وَعَنْ إِمْسَاكِهَا (التحفة ٣٥)

باب:۳۵- تین دن سے زائد قربانیوں کا گوشت کھانے یا رکھنے کی ممانعت

٤٤٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۴۴۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زائد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① فقر وفاقہ کے مارے ہوئے لوگوں کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے وقتی طور پر رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے اور ذخیرہ کرنے سے منع فرمادیا تھا، بعدازاں جب حالات بہتر ہوگئے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ پابندی ختم کردی۔ آگے آنے والی احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ مذکورہ پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے انسان کی

٤٤٢٨ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث . . . الخ، ح:١٩٧٠/ ٢٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥١٢.

مصلحت کا خوب خوب لحاظ رکھا ہے، لہٰذا اب بھی اگر حالات کی تنگی کی وجہ سے ایسی مشکلات کا سامنا ہو تو مذکورہ لائحہ عمل اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ② اگلے باب میں امام نسائی رحمہ اللہ جو احادیث لائے ہیں ان میں تین دن سے زیادہ قربانیوں کے گوشت کھانے اور ذخیرہ کرنے کی رخصت ہے، اس لیے اب تین دن سے زائد گوشت کھایا بھی جا سکتا ہے، اور ذخیرہ بھی کیا جا سکتا ہے، البتہ فقراء کو دینا لازم ہے۔

٤٤٢٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ - مَوْلَى ابْنِ عَوْفٍ - قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ - كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ - فِي يَوْمِ عِيدٍ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ صَلَّى بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى أَنْ يُمْسِكَ أَحَدٌ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

۴۴۲۹- حضرت ابو عبید سے روایت ہے کہ میں نے عید کے دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید پڑھی۔ آپ نے خطبے سے پہلے نماز عید پڑھائی۔ اذان ہوئی نہ اقامت، پھر فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ خطبۂ عید کی مشروعیت پر واضح دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ عید پر مداومت اور ہمیشگی فرمائی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبۂ عید اور خطبۂ جمعۃ المبارک ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ خطبۂ عید، نماز عید کے بعد ہوتا ہے جبکہ خطبۂ جمعہ، نماز جمعہ سے پہلے ہوتا ہے، البتہ عید اور جمعہ دونوں کے خطبے کھڑے ہو کر دینا مشروع ہے الا کہ کوئی معقول شرعی عذر ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے عید اور جمعۃ المبارک کا خطبہ ہمیشہ کھڑے ہو کر دیا ہے۔ ③ نماز عیدین کے لیے اذان ہے نہ اقامت۔

٤٤٣٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ

۴۴۳۰- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھیں تین دن سے زائد اپنی قربانیوں کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے۔

٤٤٢٩ـ أخرجه البخاري، الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي وما يتزود منها، ح:٥٥٧٣، ومسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي ... الخ، ح:١٩٦٩ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥١٣. * والزهري صرح بالسماع، وأبوعبيد اسمه سعد بن عبيد مولى ابن أزهر.

٤٤٣٠ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥١٤، ومسلم، ح:١٩٦٩ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به.

أَبِي طَالِبٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

(المعجم ٣٦) - اَلْإِذْنُ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-اس کی اجازت کا بیان

٤٤٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ قَالَ: كُلُوا وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا.

۴۴۳۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا' پھر آپ نے فرمایا: ''اب کھاؤ۔ سفر میں بھی ساتھ لے جاؤ اور ذخیرہ بھی کرو۔''

فائدہ: حدیث مبارکہ کے الفاظ سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب قربانی کا گوشت کھانے اور ذخیرہ کرنے کا حکم ہے' یعنی ایسا کرنا ضروری ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں: [كُلُوا وَ تَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا] یعنی کھاؤ' زادِ راہ بناؤ اور ذخیرہ کرو۔ یہ تینوں صیغے امر کے ہیں لیکن جب کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو تو پھر امر استحباب' رخصت اور جواز وغیرہ پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اس جگہ امر استحباب اور رخصت کے معنی میں ہے کیونکہ صحابۂ کرام ؓ نے اس سے رخصت ہی سمجھی ہے۔ بعض روایات میں الفاظ یہ ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَأْكُلَهُ وَ نَدَّخِرَهُ] ''بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا' پھر آپ نے ہمیں اس کے کھانے اور ذخیرہ کرنے کی رخصت دے دی۔'' (دیکھیے حدیث:۴۴۳۴)

٤٤٣٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ

۴۴۳۲- حضرت عبداللہ بن خباب سے روایت

٤٤٣١ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث . . . الخ، ح: ١٩٧٢ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٥ . والموطأ (يحيى): ٢/ ٤٨٤ .

٤٤٣٢ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب: (١٢)، ح: ٣٩٩٧ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٦ .

قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ - هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ خَبَّابٍ - أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَقَالَ: مَا أَنَا بِآكِلِهِ حَتَّى أَسْأَلَ، فَانْطَلَقَ إِلَى أَخِيهِ لِأُمِّهِ قَتَادَةَ ابْنِ النُّعْمَانِ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَقْضًا لِمَا كَانُوا نُهُوا عَنْهُ، مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

ہے کہ ابوسعید خدری ڈٹاٹنڈ ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو ان کے گھر والوں نے ان کو قربانی کا گوشت پیش کیا۔ وہ فرمانے لگے: میں تو نہیں کھاؤں گا حتی کہ میں یہ مسئلہ پوچھوں' پھر وہ اپنے اخیافی (مادری) بھائی حضرت قتادہ بن نعمان ڈٹاٹنڈ جو بدری صحابی تھے کے پاس گئے اور ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتایا: آپ کے بعد ایک نیا حکم جاری ہو چکا ہے' اس حکم کو ختم کرنے کے لیے جس میں انھیں (صحابۂ کرام کو) تین دن کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا گیا تھا۔ (مطلب یہ ہے کہ تمھارے بعد ایک نیا حکم جاری ہو چکا ہے۔ جس سے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھانے کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔)

٤٤٣٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَقَدِمَ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَكَانَ أَخَا أَبِي سَعِيدٍ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَقَدَّمُوا إِلَيْهِ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ فِيهِ أَمْرٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَأْكُلَهُ وَنَدَّخِرَهُ.

۴۴۳۳- حضرت ابوسعید خدری ڈٹاٹنڈ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت قتادہ بن نعمان ڈٹاٹنڈ آئے جو حضرت ابوسعید خدری ڈٹاٹنڈ کے اخیافی (مادری) بھائی اور بدری صحابی تھے۔ گھر والوں نے انھیں گوشت پیش کیا تو وہ فرمانے لگے: کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا؟ حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا: اس کی بابت نیا فرمان جاری ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا' پھر اجازت فرما دی کہ ہم کھا بھی سکتے ہیں اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہیں۔

٤٤٣٣- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٥١٧. ✽ يحيى هو ابن سعيد القطان، وانظر الحديث السابق، وهو المحفوظ.

فائدہ: یہ روایت اوپر والی روایت کے مخالف ہے کہ اُس میں رخصت والی روایت حضرت ابوقتادہ بیان فرما رہے ہیں اور حضرت ابوسعید کھانے سے انکاری ہیں اور اِس روایت میں حضرت ابوقتادہ کھانے سے انکاری ہیں اور رخصت کی روایت کے راوی حضرت ابوسعید ہیں۔ پہلی روایت صحیح ہے کیونکہ وہ صحیح بخاری کے موافق ہے۔ اس روایت میں ''قلب'' ہو گیا ہے یعنی یہ روایت مقلوب ہے۔

٤٤٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ النُّفَيْلِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُبَيْدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَلْتَزِدْكُمْ زِيَارَتُهَا خَيْرًا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَمْسِكُوا مَا شِئْتُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فِي الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِي أَيِّ وِعَاءٍ شِئْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا»

وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدٌ: وَأَمْسِكُوا.

۴۴۳۴- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں تین باتوں سے روکا تھا: (ایک تو میں نے تمھیں) قبروں پر جانے سے (روکا تھا)۔ اب جایا کرو لیکن قبروں پر جانا تمھاری نیکی میں اضافے کا ذریعہ بننا چاہیے۔ (دوسرا) میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا' اب کھاؤ جب تک چاہو۔ اور رکھو جب تک چاہو۔ اور (تیسرا) میں نے تمھیں چند برتنوں میں (پانی یا نبیذ) پینے سے روکا تھا' اب تم جس برتن میں چاہو پی سکتے ہو لیکن کوئی نشے والی چیز نہ پینا۔''

محمد (ابن معدان) نے وَأَمْسِكُوا کے الفاظ بیان کیے۔ (مطلب یہ کہ یہ الفاظ استاد عمرو بن منصور نے بیان کیے ہیں۔)

٤٤٣٥- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ

۴۴۳۵- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

٤٤٣٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٤٥١٨.

٤٤٣٥ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٥١٩. * أبوإسحاق هو عمرو بن عبدالله السبيعي، وابن بريدة هو عبدالله، وله شاهد، تقدم قبله، ح: ٤٤٣٤، ٢٠٣٤.

الْعَنْبَرِيُّ عَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ جَوَّابٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، [عَنِ] الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ: وَعَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ، وَعَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي مَا بَدَا لَكُمْ وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا، وَمَنْ أَرَادَ زِيَارَةَ الْقُبُورِ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ، وَاشْرَبُوا وَاتَّقُوا كُلَّ مُسْكِرٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے روکا تھا' اور مشکیزے کے علاوہ کسی برتن میں نبیذ بنانے سے بھی روکا تھا۔ اسی طرح قبروں پر جانے سے بھی منع کیا تھا۔ اب تم جب تک چاہو' قربانی کا گوشت کھا سکتے ہو۔ سفر میں ساتھ بھی لے جا سکتے ہو اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔ اور جو شخص چاہے' قبروں پر جا سکتا ہے کیونکہ وہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔ اسی طرح اب تم ہر برتن میں نبیذ بنا کر پی سکتے ہو لیکن ہر نشے والی چیز سے بچو۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا احادیث اس بات پر صریح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ پہلے قبروں کی زیارت کے لیے جانا ممنوع تھا' بعدازاں اس کی اجازت دے دی گئی۔ اب عورتیں اور مرد' سب جا سکتے ہیں۔ جن احادیث میں عورتوں پر' قبرستان جانے کی صورت میں' لعنت کی گئی ہے ان کا مفہوم یہ ہے کہ جو عورتیں شرعی تقاضے پامال کریں اور ان کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے قبروں کی زیارت کے لیے جائیں ان پر لعنت ہے' مثلاً: کثرت سے قبرستان جائیں' بے پردہ جائیں' خوشبو لگا کر جائیں' نیز اسی طرح خاوندوں کے حقوق کا خیال کیے بغیر ان کا قبرستان آنا جانا لگا رہے تو وہ لعنت کی حق دار ٹھہریں گی۔ حدیث میں اجازت کے الفاظ اگرچہ مذکر کے صیغے سے مروی ہیں' تاہم عام احکام میں عورتیں بھی مردوں کے تابع ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن وحدیث کے دیگر بہت سے احکام میں ایسے ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کی طرف بھی واضح رہنمائی کرتی ہے کہ احکام میں نسخ ہوتا ہے جیسا کہ زیارتِ قبور کی ممانعت کا حکم منسوخ کر دیا گیا اور قبرستان جانے کی رخصت دے دی گئی' اسی طرح پہلے چند مخصوص قسم کے برتنوں میں مشروبات پینے سے روکا گیا تھا' پھر بعد میں اس ممانعت والے حکم کو مکمل طور پر منسوخ کر کے ان برتنوں میں مشروبات پینے کی اجازت دے دی گئی اور وہ اجازت تا حال باقی ہے۔ ہاں' البتہ نشہ آور مشروب' خواہ تھوڑی مقدار میں استعمال کیا جائے یا زیادہ مقدار میں' ہر دو صورت میں اس کا پینا حرام اور ناجائز ہے۔ اور یہ حرمت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

(المعجم ٣٧) - اَلْاِدِّخَارُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ٣٧)

باب:٣٧-قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کا بیان

٤٤٣٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا وَادَّخِرُوا ثَلَاثًا» فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَنْتَفِعُونَ مِنْ أَضَاحِيهِمْ يَجْمِلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ، قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالَ: الَّذِي نَهَيْتَ مِنْ إِمْسَاكِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ، قَالَ: «إِنَّمَا نَهَيْتُ لِلدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ كُلُوا وَادَّخِرُوا وَتَصَدَّقُوا».

۴۴۳۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اعرابیوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ آیا۔ ادھر قربانیوں کا وقت آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قربانیوں کا گوشت) تین دن رکھ کر کھا سکتے ہو (زائد نہیں)۔'' اس کے بعد (آئندہ سال) لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگ اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ ان کی چربی پگھلا لیا کرتے تھے اور چمڑوں سے مشکیزے بنا لیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا مطلب؟'' لوگوں نے کہا: آپ نے جو قربانی کا گوشت وغیرہ رکھنے سے روک دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تو اس قافلے کی وجہ سے روکا تھا جو (دیہات سے) آیا تھا۔ اب تم کھاؤ، جمع بھی رکھو اور صدقہ بھی کرو۔''

فائدہ: گویا پہلے سال آپ کا روکنا مخصوص حالات کی وجہ سے تھا جو اس قافلے کی آمد سے پیدا ہوئے تھے ورنہ اصولی طور پر قربانی کی ہر چیز، مثلاً: گوشت، چربی اور چمڑے وغیرہ سے دیر تک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، البتہ فقراء اور سائلین کو دینا بھی ضروری ہے۔

٤٤٣٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَصَابَ النَّاسَ شِدَّةٌ فَأَحَبَّ رَسُولُ اللهِ

۴۴۳۷- حضرت عابس سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ ؓ کے ہاں حاضر ہوا اور پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ قربانی کا گوشت تین دن سے زائد کھانے سے روکتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، لوگ بہت تنگ تھے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بہتر سمجھا کہ مالدار لوگ فقیروں کو کھلائیں، پھر فرمانے لگیں: میں نے

٤٤٣٦_ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث . . . الخ، ح: ١٩٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٨٤، ٤٨٥، والكبرٰى، ح: ٤٥٢٠.

٤٤٣٧_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان السلف يدخرون في بيوتهم وأسفارهم من الطعام واللحم وغيره، ح: ٥٤٢٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٢١ . * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

ﷺ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ، ثُمَّ [قَالَتْ]: لَقَدْ رَأَيْتُ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ يَأْكُلُونَ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ، قُلْتُ: مِمَّ ذَاكَ؟ فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزٍ مَأْدُومٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

دیکھا ہے کہ آل محمد ﷺ پندرہ پندرہ دن کے بعد قربانی کے جانوروں کے پائے کھاتے تھے۔ میں نے کہا ایسے کیوں؟ ہنس کر فرمانے لگیں: حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں نے تین دن مسلسل سالن والی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ حتی کہ آپ اللہ عزوجل کے پاس تشریف لے گئے۔

فائدہ: آغاز میں تنگ دستی تھی' بعدازاں بے انتہا سخاوت کی وجہ سے آپ کے گھریلو حالات اسی طرح سادہ رہتے تھے۔

٤٤٣٨- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي قَالَتْ: كُنَّا نَخْبَأُ الْكُرَاعَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَهْرًا ثُمَّ يَأْكُلُهُ.

۴۴۳۸- حضرت عابس نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے قربانی کے گوشت کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: ہم ایک ایک ماہ تک قربانی کے پائے رسول اللہ ﷺ کے لیے رکھ چھوڑتے تھے۔ اور آپ کھا لیا کرتے تھے۔

٤٤٣٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ إِمْسَاكِ الْأُضْحِيَّةِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، ثُمَّ قَالَ: «كُلُوا وَأَطْعِمُوا».

۴۴۳۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرما دیا تھا' پھر آپ نے فرمایا: ''(جب تک چاہو) کھاؤ اور (فقراء و مساکین کو بھی) کھلاؤ۔''

٤٤٣٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٢٢.

٤٤٣٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٥٧ من طريق آخر عن محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٢٣، وله شواهد عند الحاكم: ٤/ ٢٣٢ وغيره. ٭ عبدالله هو ابن المبارك.

(المعجم ٣٨) - **بَابُ ذَبَائِحِ الْيَهُودِ** (التحفة ٣٨)

باب:٣٨-یہودیوں کا ذبح شدہ جانور

٤٤٤٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُغِيرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُغَفَّلٍ قَالَ: دُلِّيَ جِرَابٌ مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَالْتَزَمْتُهُ، قُلْتُ: لَا أُعْطِي أَحَدًا مِنْهُ شَيْئًا، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ.

۴۴۴۰-حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن چربی کا ایک تھیلا (قلعہ سے) باہر پھینکا گیا۔ میں اس سے چمٹ گیا۔ میں نے (اپنے آپ سے) کہا: میں اس سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ اچانک میں مڑا تو رسول اللہ ﷺ (مجھے دیکھ سن کر) مسکرا رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اہل کتاب، یعنی یہودی اور عیسائی لوگوں کے ذبیحے کے متعلق حکم شریعت یہ ہے کہ اُسے کھایا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ (المآئدة٥:٥) ''اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کا طعام تمھارے لیے حلال ہے۔'' مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں: [طَعَامُهُمْ، ذَبَائِحُهُمْ] یعنی اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے طعام سے مراد ان کے ذبح شدہ جانور ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري الذبائح والصيد، قبل حديث:٥٥٠٨) ② ترجمۃ الباب (عنوان) کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ پھینکے گئے تھیلے میں جو چربی تھی وہ یقیناً کسی ذبح شدہ جانور ہی کی تھی اور ظاہر ہے اسے کسی یہودی ہی نے ذبح کیا تھا۔ اگر ان کا ذبح شدہ جانور حلال نہ ہوتا تو اس جانور کی چربی بھی حلال نہ ہوتی، اور صحابیٔ رسول بھی اسے نہ اٹھاتے، رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے، وہ بھی منع فرما دیتے، لیکن بجائے روکنے کے آپ علیہ السلام اسے دیکھ کر مسکرا دیے جس سے اس چربی کے حلال ہونے کا پتا چلتا ہے، نیز معلوم ہوا کہ اہل کتاب کے ساتھ جنگ ہو رہی ہو تب بھی ان کا ذبیحہ اور اس کے تمام اجزاء حلال ہیں۔ ③ یہودیوں کی بدکرداری کی وجہ سے گائے اور بکری کی کچھ چربی ان کے لیے حرام کر دی گئی تھی، اس کے باوجود حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ نے اسے اٹھا لیا کیونکہ وہ یہودیوں کے لیے حرام تھی، نہ کہ مسلمانوں کے لیے، اور رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر ان کے اس عمل کی توثیق فرما دی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو دیکھا تو مجھے حیا آ گئی، یعنی میں شرمندہ سا ہو گیا۔ دیکھیے (صحيح البخاري، فرض

٤٤٤٠- أخرجه مسلم، الجهاد، باب جواز الأكل من طعام الغنيمة في دارالحرب، ح:١٧٧٢ من حديث سليمان ابن المغيرة، والبخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح:٣١٥٣ من حديث حميد بن هلال به، وهو في الكبرى، ح:٤٥٢٤.

الخمس، حدیث:۳۱۵۳، و صحیح مسلم، الجهاد، حدیث:۱۷۷۲) ④ ''مسکرا رہے تھے'' میری حرص دیکھ کر۔ اسے تقریری حدیث کہا جاتا ہے۔ اور یہ بالاتفاق حجت شرعی ہے۔ یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ شرعاً ایک کام ناجائز اور حرام ہو اور نبی ﷺ اسے دیکھ کر مسکرائیں یا خاموش رہیں۔

(المعجم ٣٩) - ذَبِيحَةُ مَنْ لَمْ يُعْرَفْ (التحفة ٣٩)

باب:۳۹- غیرمعروف شخص کا ذبح شدہ جانور؟

٤٤٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَعْرَابِ كَانُوا يَأْتُونَا بِلَحْمٍ وَلَا نَدْرِي أَذَكَرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكُلُوا».

۴۴۴۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے تھے اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا تھا انھوں نے (ذبح کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھا لیا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں اور اہل کتاب میں سے کسی بھی شخص کا ذبح کیا ہوا جانور حلال سمجھا جائے گا اور شک وشبہ ہونے کی صورت میں گوشت کھاتے ہوئے اللہ کا نام لے لینے سے شک وشبہ بھی زائل ہو جائے گا۔ لیکن سکھ، مجوسی اور مشرک وغیرہ کا ذبیحہ کھانا قطعاً جائز نہیں۔ ② مسلمانوں کے شہروں اور بازاروں وغیرہ میں پائی جانے والی اشیاء حلال سمجھی جائیں گی الا یہ کہ ان کی حرمت کی کوئی صریح دلیل موجود ہو، محض شک کی بنا پر کسی چیز کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس مسئلے کی مزید وضاحت سعودی عرب کے مفتئ اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ؒ کے کلام سے ملاحظہ فرمایے۔ وہ فرماتے ہیں: ''غیر اسلامی ملکوں کے بازاروں میں جو گوشت بک رہا ہوتا ہے، اگر اس کی بابت یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اہل کتاب (یہودیوں یا عیسائیوں) کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت ہے تو وہ مسلمانوں کے لیے (اس وقت تک) حلال ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ (جس جانور کا وہ گوشت ہے) اس کو غیر شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا تھا۔ یہ اس لیے کہ قرآنی نص کی رو سے تو اس کی اصل یہ ہے کہ وہ حلال ہے، لہٰذا اس صورت میں، قرآن کریم کی بیان کردہ اصل (حلت) سے اس وقت تک عدول

٤٤٤١ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب من لم ير الوساوس ونحوها من الشبهات، ح:٢٠٥٧، ٥٥٠٧، ٧٣٩٨ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح:٤٥٢٥ روي مرسلاً وليس بعلة.

نہیں کیا جائے گا جب تک کوئی ایسی پختہ دلیل نہ مل جائے جو اس (گوشت) کے حرام ہونے کا تقاضا کرتی ہو۔ اور اگر وہ گوشت (یہود و نصاریٰ کے علاوہ) دیگر کافروں کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کا ہو تو وہ مسلمانوں پر حرام ہے اور بوجہ نص اور اجماع امت اس گوشت کو کھانا ناجائز ہے۔ ایسا گوشت محض کھاتے وقت اللہ کا نام لے لینے سے حلال نہیں ہوگا۔" واللہ أعلم. دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٥١/٣٤)

(المعجم ٤٠) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ (التحفة ٤٠)

باب: ٤٠- اللہ تعالیٰ کے فرمان "جس ذبیحے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ" کی تفسیر

٤٤٤٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ أَبِي وَكِيعٍ - وَهُوَ هَارُونُ بْنُ عَنْتَرَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام ٦:١٢١] قَالَ: خَاصَمَهُمُ الْمُشْرِكُونَ فَقَالُوا: مَا ذَبَحَ اللَّهُ فَلَا تَأْكُلُوهُ، وَمَا ذَبَحْتُمْ أَنْتُمْ أَكَلْتُمُوهُ!.

٤٤٤٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ "وہ جانور نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔" کے بارے میں فرمایا: مشرکین نے مسلمانوں سے حجت بازی کی تھی کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ ذبح کرے اسے تم نہیں کھاتے اور جسے تم خود ذبح کرتے ہو اسے کھا لیتے ہو؟

فائدہ: معلوم ہوا آیت کریمہ میں وہ جانور مراد ہے جو خود بخود مر گیا ہو اور اسے ذبح کرنے کا موقع نہ ملا ہو۔ اسی طرح جس جانور کو اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح جس جانور کو مشرک نے ذبح کیا ہو وہ بھی حرام ہے خواہ اللہ یا غیر اللہ کا نام لے یا نہ کیونکہ اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں۔ البتہ موحد شخص ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو متفقہ طور پر اس کا ذبیحہ حلال ہے کیونکہ نسیان عذر ہے۔ ہاں! اگر موحد جان بوجھ کر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو اکثر اہل علم کے نزدیک ذبیحہ حرام ہے کیونکہ اس آیت میں وہ جانور کھانے سے منع کیا گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو مگر امام شافعی اور بعض دوسرے علماء نے ایسے ذبیحے کو حلال کہا ہے کیونکہ اللہ کا نام مومن کے دل میں قائم رہتا ہے۔ زبان

٤٤٤٢- [إسناده حسن] أخرجه الطبري في تفسيره: ١٣/٨ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٢٦. * يَحيَى هو القطّان، وحديثه عن الثوري محمول بسماع الثوري من شيخه.

سے ذکر کرے یا نہ کرے۔ سنن ابوداود کی ایک مرسل روایت بھی اس مفہوم میں آتی ہے۔ ان کے نزدیک مندرجہ بالا آیت: ﴿مَالَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ سے مردار جانور مراد ہے یا وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ واللہ أعلم. لیکن جمہور اہل علم کی بات راجح ہے۔

(المعجم ٤١) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- مجثمہ کی ممانعت کا بیان

٤٤٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِلُّ الْمُجَثَّمَةُ».

۴۴۴۳- حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجثمہ حلال نہیں۔''

فائدہ: مجثمہ سے مراد وہ جانور ہے جسے باندھ کر دور سے تیروں وغیرہ کا نشانہ بنایا جائے اور وہ مر جائے۔ یہ حرام ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۳۳۱)

٤٤٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ - يَعْنِي ابْنَ أَيُّوبَ - فَإِذَا أُنَاسٌ يَرْمُونَ دَجَاجَةً فِي دَارِ الْأَمِيرِ، فَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

۴۴۴۴- حضرت ہشام بن زید سے منقول ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا تو کچھ لوگ امیر کے گھر میں ایک مرغی کو نشانہ بنا کر تیر مار رہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنایا جائے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کسی بھی جاندار کو (جیسا کہ حدیث: ۴۴۴۶ وغیرہ میں آ رہا ہے) خواہ وہ انسان ہو یا حیوان اور پرندہ یا درندہ وغیرہ اس کو بلاوجہ عذاب اور تکلیف دینا حرام ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری ہے۔ اس میں کسی ملامت گر کی ملامت یا کسی صاحب اقتدار و اختیار شخص کا خوف نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کیا۔ انھوں نے حجاج بن

٤٤٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٣١، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٢٧.

٤٤٤٤ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ١٩٥٦ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح: ٥٥١٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٢٨.

یوسف کے چچیرے بھائی، اس کے نائب اور حاکم بصرہ حکم بن ایوب جیسے ظالم اور سفاک حکمران کے سامنے یہ فریضہ، کماحقہ، ادا فرمایا۔ حکم بن ایوب کے متعلق معروف ہے کہ وہ بھی ظلم و جور میں اپنے چچا زاد حجاج بن یوسف کی طرح تھا۔ واللہ أعلم.

٤٤٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ الْهَادِ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أُنَاسٍ وَهُمْ يَرْمُونَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَقَالَ: «لَا تَمْثُلُوا بِالْبَهَائِمِ».

۴۴۴۵- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو ایک مینڈھے کو نشانہ بنا کر تیر مار رہے تھے۔ آپ نے اس کو سخت ناپسند کیا اور فرمایا: ''جانوروں کا مثلہ نہ کرو۔''

فائدہ: مثلہ سے مراد ہے کسی کی شکل بگاڑنا یا زندہ سے کچھ گوشت الگ کرنا۔ ظاہر ہے کسی جاندار (حیوان یا پرندے) کو باندھ کر تیروں کے ساتھ نشانہ بنانے سے شکل بھی بگڑے گی کیونکہ تیر چہرے پر بھی لگ سکتے ہیں اور تیر لگنے سے گوشت بھی الگ ہو سکتا ہے۔

٤٤٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا.

۴۴۴۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار کو نشانہ بنائے۔

٤٤٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۴۴۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

٤٤٤٥- [إسناده حسن] أخرجه أبويعلى: ١٢/ ١٦٢، ح: ٦٧٩٠ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٢٩.

٤٤٤٦- أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ١٩٥٨ من حديث هشيم، والبخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح: ٥٥١٥ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣٠.

٤٤٤٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣١، وأخرجه البخاري، ح: ٥٥١٥ من حديث شعبة به تعليقًا.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَعَنَ اللهُ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جو کسی جاندار کا مثلہ کرے۔''

٤٤٤٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا».

۴۴۴۸-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی چیز جس میں روح ہو اسے نشانہ نہ بناؤ۔''

٤٤٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَنْ تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا.

۴۴۴۹-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جاندار چیز کو نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: جاندار چیز کو نشانہ بنانا ظلم ہے اور ظلم حرام ہے۔ انسان پر ہو یا حیوان پر۔ حتی کہ بے جان چیزوں پر بھی۔ ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک فرض ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۴۳۱)

(المعجم ٤٢) - مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا بِغَيْرِ حَقِّهَا (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- جو شخص چڑیا (یا کسی اور حلال جانور) کو ناحق مارے

٤٤٤٨- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح:٥٥١٥ تعليقًا، ومسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح:١٩٥٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٣٢.

٤٤٤٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٣٣.

٤٤٥٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ صُهَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْفَعُهُ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَأَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: «حَقُّهَا أَنْ يَذْبَحَهَا فَيَأْكُلَهَا، وَلَا تَقْطَعْ رَأْسَهَا فَيُرْمٰى بِهَا».

۴۴۵۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''جس شخص نے چڑیا یا اس سے بڑے کسی جانور کو ناحق قتل کیا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اس کے متعلق پوچھے گا۔'' پوچھا گیا: اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا حق یہ ہے کہ اسے ذبح کر کے کھائے' اس کا سر کاٹ کر پھینک نہ دے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۳۵۴ کے فوائد و مسائل۔

٤٤٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعُبَيْدَةَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ خَلَفٍ - يَعْنِي ابْنَ مِهْرَانَ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ عَنْ صَالِحِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّرِيدَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا عَبَثًا عَجَّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: يَا رَبِّ! إِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي عَبَثًا وَلَمْ يَقْتُلْنِي لِمَنْفَعَةٍ».

۴۴۵۱- حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس شخص نے ایک چڑیا کو بھی بے فائدہ قتل کیا' قیامت کے دن چڑیا اس شخص کے خلاف با آواز بلند اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے کہے گی: اے میرے پروردگار! فلاں شخص نے مجھے بے فائدہ قتل کیا۔ کسی فائدے کے لیے ذبح نہیں کیا۔''

فائدہ: ''بے فائدہ'' نہ کھانے کے لیے' نہ کسی دوائی میں ڈالنے کے لیے بلکہ شغل اور کھیل کے طور پر۔ یہ فریاد خالی فریاد نہیں ہوگی بلکہ اس پر دادرسی بھی ہوگی۔ اور اس شخص کو سزا بھی ملے گی۔

٤٤٥٠ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٣٥٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣٤.

٤٤٥١ـ [حسن لغيره] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٣١٧، ح: ٧٢٤٥ من حديث عبدالواحد بن واصل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣٥، والمسند لأحمد: ٤/ ٣٨٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧١، وله شاهد ضعيف في مشكل الآثار: ١/ ٣٧٢. ※ صالح بن دينار وثقه ابن حبان، وأشار المنذري إلى تحسين حديثه.

(المعجم ٤٣) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-گندگی کھانے والے جانور کا گوشت کھانے کی ممانعت کا بیان

٤٤٥٢- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ مَرَّةً: عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ مَرَّةً: عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْجَلَّالَةِ، وَعَنْ رُكُوبِهَا وَعَنْ أَكْلِ لَحْمِهَا.

۴۴۵۲- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر (کی جنگ) کے دن گھریلو (پالتو) گدھوں کے گوشت سے نیز گندگی کھانے والے جانوروں کے گوشت اور سواری سے منع فرمایا تھا۔

فوائد و مسائل: ① جس جانور کی اکثر خوراک گندگی ہو اس جانور (حیوان یا پرندے) کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جَلاَّ لَة، یعنی گندگی کھانے پر گزارا کرنے والے جانور پر سواری کرنا ممنوع ہے۔ ③ گھریلو یعنی پالتو گدھے کا گوشت تو مطلقاً حرام ہے خواہ وہ گندگی کھائے یا نہ البتہ اس پر سواری کرنا جائز ہے کیونکہ اسے پیدا ہی سواری اور بار برداری کے لیے کیا گیا ہے۔ اس کا پسینہ وغیرہ پاک ہے لیکن گندگی کھانے والا جانور خواہ کوئی بھی ہو اگر گندگی اس قدر کھائے کہ اس کے اثرات اس کے گوشت میں محسوس ہوں مثلاً: گوشت سے گندگی کی بدبو آئے یا ذائقہ خراب ہو یا رنگ بدل جائے تو اسے نہ صرف کھانا حرام ہے بلکہ ایسے جانور پر سواری بھی منع ہے کیونکہ اس کے پسینے میں بھی گندگی کے اثرات ہوں گے لہٰذا پسینہ پلید ہو گا۔ سوار کے کپڑے لازماً جانور کے پسینے سے آلودہ ہو جائیں گے۔ وہ بھی پلید ہو جائیں گے۔ کپڑے جسم کو لگتے ہیں لہٰذا سوار کا جسم بھی پلید ہو جائے گا اس لیے سواری بھی منع ہے۔ پسینہ تو گوشت ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ گوشت پلید تو پسینہ بھی پلید۔ البتہ معمولی گندگی کھانے والے جانور کا یہ حکم نہیں کیونکہ جانوروں کو خالص اور پاک خوراک کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔ معمولی گندگی کے اثرات گوشت وغیرہ تک نہیں پہنچتے۔

٤٤٥٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل لحوم الحمر الأهلية، ح: ٣٨١١ عن سهل بن بكار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣٦.

(المعجم ٤٤) - اَلنَّهْيُ عَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴-جلالہ کا دودھ پینے کی ممانعت کا بیان

٤٤٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَلَبَنِ الْجَلَّالَةِ وَالشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

۴۴۵۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجثمہ‘ گندگی کھانے والے جانور کے دودھ اور مشکیزے کے منہ سے (اس کے منہ سے منہ لگا کر) پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① عنوان کا مقصد بالکل واضح ہے کہ جس جانور کی ساری یا اکثر خوراک گندگی کھانا ہی ہے‘ اس جانور کا دودھ پینا ممنوع ہے۔ ② ممانعت کی وجہ وہی ہے جو سابقہ حدیث کے فوائد ومسائل میں بیان ہو چکی ہے کہ گندگی کے اثرات‘ گندگی کھانے والے جانور کے دودھ میں سرایت کر جاتے ہیں۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشکیزے کے منہ سے‘ منہ لگا کر پانی پینا ممنوع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اگر مشکیزے کے اندر کوئی کیڑا وغیرہ یا کوئی اور مضر چیز ہوگی تو وہ پینے والے کے منہ میں چلی جائے گی۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔ ہاں مجبوری کی صورت میں پیا جا سکتا ہے۔ عام اجازت نہیں۔
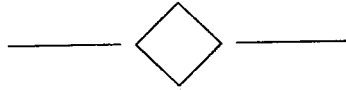
٤٤٥٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الجلالة وألبانها، ح: ١٨٢٥ من حديث هشام الدستوائي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٦٣، وابن دقيق العيد، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٣٤، ووافقه الذهبي، وله شواهد عند البخاري، والترمذي، ح: ١٧٩٥ وغيرهما.

بیع کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

اَلْبُـيُـو ع، جمع ہے اَلْـبَيْـعُ کی۔ اس کے معنی ہیں: خرید، فروخت، فروختگی۔ (دیکھیے: القاموس الوحید، مادہ [بیع]) البیع، دراصل مصدر ہے: باعه يبيعه بيعًا، و مَبِيعًا، فَهُوَ بَائِعٌ و بَيِّعٌ - البیوع کو جمع لایا گیا ہے جبکہ مصدر سے تثنیہ اور جمع نہیں لائے جاتے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی انواع واقسام بہت زیادہ ہیں، اس لیے اسے جمع لایا گیا ہے۔

البیع اضداد میں سے ہے جیسا کہ اَلشِّرَاء اضداد میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں، یعنی البیع اور الشراء ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اسی لیے متعاقدین، یعنی خرید وفروخت کرنے والے دونوں اشخاص پر لفظ بائع کا اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ جب البائع کا لفظ بولا جائے تو متبادر الی الذہن (فوری طور پر ذہن میں آنے والا) فروخت کنندہ ہی ہوتا ہے، تاہم بیچنے اور خریدنے والے، دونوں پر اس لفظ کا اطلاق درست ہے۔ عربی میں لفظ البیع کا اطلاق اَلْمَبِيع پر بھی کیا جاتا ہے، مثلاً: کہا جاتا ہے: بَيْعٌ جَيِّدٌ، بمعنی مَبِيعٌ جَيِّدٌ یعنی یہ مبیع (فروخت شدہ چیز) بہترین اور عمدہ ہے۔

امام ابوالعباس قرطبی ؒ فرماتے ہیں: البیع لغۃً بَاعَ کا مصدر ہے۔ کہا جاتا ہے: بَاعَ كَذَا بِكَذَا، یعنی اس نے فلاں چیز فلاں کے عوض بیچی۔ مطلب یہ کہ اس نے مُعَوَّض دیا اور اس کا عوض لیا۔ جب کوئی شخص ایک چیز دے کر اس کے بدلے میں کوئی چیز لیتا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ کوئی بائع

ہو جو اس چیز کا اصل مالک ہوتا ہے یا مالک کا قائم مقام۔ اسی طرح اس کا یہ بھی تقاضا ہے کہ کوئی مُبْتَاع (خریدار) بھی ہو۔ مُبتاع وہ شخص ہوتا ہے جو ثمن خرچ کر کے مبیع حاصل کرتا ہے اور یہ مبیع چونکہ ثمن کے عوض لی جاتی ہے' اس لیے یہ مثمون ہوتی ہے۔ اس طرح ارکان بیع چار ہوئے ہیں: اَلْبَائِع (بیچنے والا) اَلْمُبْتَاع (خریدار) اَلثَّمَن (قیمت)، اور اَلْمَثْمُون (قیمت کے عوض میں لی ہوئی چیز)۔ دیکھیے: (المفهم: ۳۶۰/۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: البیوع جمع ہے بیع کی۔ اور جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی مختلف انواع ہیں۔ البیع کے معنی ہیں: نَقْلُ مِلْكٍ إِلَى الْغَيْرِ بِثَمَنٍ ثمن، یعنی قیمت کے بدلے میں کسی چیز کی ملکیت دوسرے کی طرف منتقل کرنا اور اس قبولیت ملک کو شراء کہتے ہیں' تاہم البیع اور الشراء دونوں کا اطلاق ایک دوسرے پر بھی ہوتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا خرید و فروخت کے جواز پر اجماع ہے۔ حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کسی انسان کے پاس ہوتی ہے اور کوئی دوسرا شخص اس کا ضرورت مند ہوتا ہے جبکہ پہلا شخص' یعنی مالک اپنی چیز (بلا معاوضہ) دوسرے پر خرچ کرنے (یا دینے) کے لیے تیار نہیں ہوتا' لہٰذا شریعت نے بذریعہ بیع اس چیز تک پہنچنے کا ایسا جائز ذریعہ مہیا کر دیا ہے جس میں قطعاً کوئی حرج نہیں۔ اس (بیع) کا جواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرة ۲:۲۷۵) ''اللہ نے بیع (خرید و فروخت) کو حلال فرما دیا ہے اور سود کو حرام ٹھہرا دیا۔'' (فتح الباري: ۳۶۴/۴، طبع دارالسلام، الرياض)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی چیز کا مالک بننے یا کسی اور کو مالک بنانے کے لیے مال کے بدلے مال کا تبادلہ بیع کہلاتا ہے۔ بیع، کتاب و سنت اور اجماع کی رو سے جائز ہے۔ قرآنِ کریم کی رو سے تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ﴾ (البقرة ۲:۲۷۵) ''اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے۔'' سنت، یعنی حدیث کی رو سے بھی بیع جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: [اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا] ''دونوں سودا کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے الگ اور جدا نہ ہوں (اس وقت تک) انھیں (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہے۔'' (صحيح البخاري' البيوع' حديث: ۲۱۰۹' ۲۱۱۰' وصحيح مسلم' البيوع' حديث: ۱۵۳۲) نیز تمام مسلمانوں کا اس کے جائز ہونے پر اجماع ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۶۷/۳۴-۷۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٤) - كِتَابُ الْبُيُوعِ (التحفة ٢٧)

خرید وفروخت سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْكَسْبِ (التحفة ١)

باب:۱-کمانے (محنت کرنے) کی ترغیب

٤٤٥٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو قُدَامَةَ السَّرْخَسِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ، وَإِنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ».

۴۴۵۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی بہترین خوراک وہ ہے جو وہ اپنی محنت سے کما کر کھائے۔ اور اولاد بھی آدمی کی اپنی کمائی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① محنت سے کما کر کھانے کو رسول اللہ ﷺ نے بہترین اور پاکیزہ کمائی قرار دیا ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کی کمائی میں والد کو' اولاد کی اجازت کے بغیر بھی' تصرف کرنے کا حق اور اختیار ہے۔ امام خطابی ؒ فرماتے ہیں کہ اگر اولاد صاحب استطاعت ہو تو ان پر والدین کا نان ونفقہ واجب ہے۔ تمام فقہاء نے اولاد پر والدین کا خرچہ واجب اور ضروری قرار دیا ہے۔ ③ ''اولاد بھی آدمی کی اپنی کمائی ہے'' گویا انسان کو یا تو اپنی محنت سے کما کر کھانا چاہیے یا اپنی اولاد کی کمائی سے کیونکہ وہ بھی غیر نہیں۔ اور اپنی اولاد کا مال کھانا عار بھی نہیں جبکہ اور کسی سے لے کر کھانا عار ہے' خواہ وہ سگا بھائی ہی ہو۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ کوئی شخص مفت خور یا منگتا نہیں ہونا چاہیے الا یہ کہ کوئی معذور ہو۔ کمائی کے قابل نہ ہو ورنہ کسی پر

٤٤٥٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب الرجل يأكل من مال ولده، ح: ٣٥٢٨ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٤٣، وقال الترمذي، ح: ١٣٥٨ "حسن صحيح"، وصححه الذهبي.

بوجہ بنا صدقہ لینے کے مترادف ہے۔ واللہ أعلم.

٤٤٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمَّةٍ لَهُ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ».

۴۴۵۵-حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تمھاری اولاد تمھاری بہترین کمائی ہے لہٰذا تم اپنی اولاد کی کمائی کھا سکتے ہو۔“

فائدہ: ”کھا سکتے ہو“ لیکن ضرورت کے مطابق۔ یہ نہیں کہ اولاد کے مال کو ضائع کرتا پھرے یا انھیں بلاوجہ تنگ کرے۔ احادیث میں ”کھانے“ کا لفظ ہے۔ مراد تمام ضروریات ہیں‘ خواہ وہ خوراک سے متعلق ہوں یا لباس سے۔ علاج سے متعلق ہوں یا رہن سہن سے لیکن ضرورت اور احتیاج کے وقت اور مطابق۔ چونکہ خوراک انسان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے‘ اس لیے اس کا خصوصاً ذکر فرمایا۔

٤٤٥٦- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ».

۴۴۵۶- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی بہترین خوراک وہ ہے جو وہ اپنی محنت سے کما کر کھائے۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہی ہے۔“

فائدہ: بہترین محنت اور کمائی کیا ہے؟ علماء نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے اس کا تعین کیا ہے۔ بعض نے تجارت کو افضل پیشہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ صاف ستھرا اور معزز پیشہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار فرمایا تھا۔ بعض علماء نے ہاتھ کی محنت کو افضل کہا ہے کیونکہ انبیاء ؑ عموماً ہاتھ کی کوئی نہ کوئی محنت فرماتے تھے۔ بعض نے زراعت کو بہترین کمائی کہا ہے کیونکہ زراعت سے تمام مخلوقات اپنی اپنی خوراک حاصل کرتی ہیں۔ ظاہر ہے ان

٤٤٥٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٤٤.

٤٤٥٦ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الحث على المكاسب، ح: ٢١٣٧ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٤٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٩٢، ١٠٩٣، وله شواهد كثيرة جدًا.

کی خوراک کا ثواب زراعت کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کی کمائی سے پرندے، جانور، کیڑے مکوڑے اور غریب انسان مفت خوراک حاصل کرتے ہیں۔ بعض نے مال غنیمت کو افضل کمائی سمجھا ہے مگر یہ تو صرف فوج کو حاصل ہو سکتی ہے۔ آج کل کے دور میں فوج کے لیے بھی ممکن نہیں، لہٰذا یہ قول کمزور ہے۔ نہ ہر وقت لڑائی ہو سکتی ہے، نہ ہر شخص لڑ سکتا ہے اور نہ ہر لڑائی سے غنیمت حاصل ہو سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر شخص اپنی ذہنی استعداد اور رجحان کے ساتھ کوئی بھی پیشہ اختیار کر سکتا ہے۔ اُس سے حلال کمائے تو وہی اس کے لیے افضل ہے۔

٤٤٥٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عُمَرَ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ».

۴۴۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کی پاکیزہ ترین خوراک وہ ہے جو وہ اپنی کمائی سے کھائے۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہی ہے۔''

فائدہ: ''اس کی کمائی ہے'' کیونکہ اس نے بڑی محنت اور مشقت سے ان کو پال پوس کر جوان کیا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ فِي الْكَسْبِ (التحفة ٢)

باب:۲- کمائی کے دوران مشتبہ چیزوں سے بچنا

٤٤٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ

۴۴۵۸- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، اور اللہ کی قسم! میں آپ کے بعد کسی سے نہ سنوں گا، آپ فرما رہے تھے: ''حلال واضح ہے، حرام بھی واضح ہے لیکن ان

٤٤٥٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٤٦.

٤٤٥٨ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات، ح: ٢٠٥١ من حديث عبدالله ابن عون، ومسلم، المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح: ١٥٩٩ من حديث عامر الشعبي به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٤٠.

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَوَاللهِ! لَا أَسْمَعُ بَعْدَهُ أَحَدًا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَاتٍ، وَرُبَّمَا قَالَ: وَإِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَةً قَالَ: وَسَأَضْرِبُ لَكُمْ فِي ذٰلِكَ مَثَلًا، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَمٰى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَرَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَرْتَعُ حَوْلَ الْحِمٰى يُوشِكُ أَنْ يُخَالِطَ الْحِمٰى، وَرُبَّمَا قَالَ: إِنَّهُ مَنْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوشِكُ أَنْ يُرْتِعَ فِيهِ وَإِنَّ مَنْ يُخَالِطُ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ».

کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں بھی ہیں۔ اس سلسلے میں' میں تمھیں ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے کچھ علاقہ ممنوعہ قرار دیا ہے اور وہ علاقہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ جو شخص اس ممنوعہ علاقے کے قریب قریب (جانور) چرائے گا' بہت ممکن ہے کہ وہ اس ممنوعہ علاقے میں چرنے لگے۔ اسی طرح جو شخص مشتبہ کام کرتا ہے' بہت ممکن ہے کہ وہ حرام کام پر بھی جرأت کر بیٹھے۔''

فوائد و مسائل: ① کسب معاش میں شبہات سے بچنا چاہیے' یعنی انسان کی کمائی بالکل صاف ستھری اور حلال طیب ہونی چاہیے نہ کہ مشکوک ومشتبہ۔ ② حلال اور حرام، دونوں واضح ہیں لیکن اس شخص کے لیے جسے شرعی نصوص کا علم ہو۔ ہر کہ مہ کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔ یہ مرتبہ اور بصیرت راسخ فی العلم اہل علم کو حاصل ہو سکتا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ. ③ یہ حدیث بہت زیادہ قدر ومنزلت والی ہے۔ اکثر محدثین کرام نے اسے ''کتاب البیوع'' میں بیان فرمایا ہے کیونکہ زیادہ تر شکوک وشبہات معاملات ہی میں ہوتے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ اس حدیث کا تعلق نکاح وطلاق' مطعومات ومشروبات اور شکار وغیرہ کے ساتھ بھی ہے۔ جو شخص غور وفکر کرے گا' اسے یہ سب کچھ بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ ④ حلال وحرام کے درمیان ایک ایسا درجہ ہے جس کی معرفت اور پہچان ضروری ہے اور اس سے بچنا بھی۔ اور وہ ایسے شبہات اور ایسی مشکوک ومشتبہ اشیاء کا درجہ ہے جن کی حلت وحرمت دونوں غیر واضح ہیں' اس لیے ایک عقل مند شخص کے لیے اس درجے کی معرفت بہت ضروری ہے۔ ⑤ کسی مسئلے اور شرعی حکم کی وضاحت کے لیے مثال بیان کی جا سکتی ہے تاکہ وہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مثال بیان فرمائی۔ ⑥ جو شخص شبہات کا شکار ہوتا ہے' اس کا دین اور اس کی عزت داغ دار ہو جاتے ہیں۔ ⑦ احکام کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم ایسے احکام کی ہے کہ قرآن و حدیث میں انھیں بجا لانے کا تقاضا ہے اور نہ کرنے پر وعید ہے۔ دوسری قسم ایسے احکام کی ہے کہ ان کے نہ کرنے کی نص ہو اور کرنے پر وعید ہو۔ اور تیسری قسم ایسے احکام کی ہے جن کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کوئی نص نہ ہو۔ پہلی قسم کے احکام واضح طور پر حلال ہیں اور دوسری قسم کے احکام واضح طور پر حرام جبکہ تیسری قسم کے

احکام واضح طور پر حلال ہیں نہ واضح طور پر حرام بلکہ وہ مشتبہ ہیں۔ جن احکام کی صورت حال اس طرح ہو ان سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ انسان حرام کا مرتکب نہ ہو۔ ⑧ ''ممنوعہ علاقہ'' عرب میں عام رواج تھا کہ بادشاہ اور سردار کچھ علاقہ اپنے جانوروں کے چرنے کے لیے مخصوص قرار دے دیتے تھے۔ عام لوگ وہاں جانور نہیں چرا سکتے تھے بلکہ لوگ ڈرتے ہوئے اس علاقے کے قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے کہ کہیں غلطی ہی سے جانور اس علاقے میں داخل نہ ہو جائیں اور بادشاہ کے کارندوں کے ظلم وستم کا نشانہ بن جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی مثال حرام' حلال اور مشتبہ چیزوں کے لیے بیان فرمائی۔ مخصوص علاقہ ''حرام ہے'' قریبی علاقہ ''مشتبہ'' ہے۔ اور دور کا علاقہ ''حلال'' ہے۔ محفوظ وہی شخص ہے جو صرف حلال علاقے میں رہے۔ مشتبہ علاقے میں جانے والے کے لیے خطرہ ہے کہ وہ کسی وقت بھی حرام کے علاقے میں داخل ہو سکتا ہے۔ عموماً مشتبہ کام کرنے والا حرام سے نہیں بچ سکتا۔

٤٤٥٩- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ مَا يُبَالِي الرَّجُلُ مِنْ أَيْنَ أَصَابَ الْمَالَ مِنْ حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ».

۴۴۵۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ آدمی پروا نہیں کرے گا کہ مال کہاں سے آ رہا ہے؟ حلال (طریقے) سے یا حرام سے؟''

فوائد ومسائل: ① اس باب کے قائم کرنے سے امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد' کمائی میں شبہات سے بچنے کا شوق دلانا ہے کیونکہ جب انسان شبہات سے نہیں بچتا بلکہ ان کا شکار ہو جاتا ہے تو پھر مشتبہ اشیاء میں پڑنا اسے محرمات (اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء) کی طرف گھسیٹ لے جاتا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کا کھلا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے جس بات کی پیشین گوئی اپنے عہد مبارک میں فرمائی تھی وہ آج من وعن پوری ہو رہی ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی زمانے میں حلال' ساری دنیا سے مکمل طور پر' ختم نہیں ہوگا بلکہ کسی نہ کسی جگہ یہ موجود رہے گا' لہٰذا ضروری ہے کہ ہر مسلمان شخص کسب حلال کی کوشش کرے۔ جب وہ طلب حلال میں مخلص ہوگا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرمائے گا۔ ④ ان تمام باتوں کا لب لباب یہ ہے کہ لوگوں کا مقصود صرف مال ہوگا۔ مال ملے جہاں سے بھی ملے۔ حلال وحرام کی تمیز نہیں رہے

٤٤٥٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب قول الله عزوجل: "يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربا . . . الخ، ح: ٢٠٨٣ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٤١ . * سفيان هو الثوري.

گی۔ آج ہمارے ملک میں عموماً یہی فضا ہے۔ ہر شخص' ہر ادارہ' ہر جماعت' ہر تنظیم حصول مال کو اولیں مقصد قرار دے رہے ہیں۔ حلال وحرام بعد کی بات ہے' حتی کہ مذہبی ادارے اور تنظیمیں بھی کوئی خاص احتیاط کا ثبوت نہیں دے رہے۔ إلاّ ماشاء اللّٰه.

٤٤٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْكُلُونَ الرِّبَا فَمَنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ».

۴۴۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ عموماً لوگ سود خور ہوں گے۔ جو شخص براہ راست سود خور نہ ہوگا' اسے سود کا غبار تو ضرور پہنچے گا۔''

(المعجم ٣) - بَابُ التِّجَارَةِ (التحفة ٣)

باب:۳- تجارت کا بیان

٤٤٦١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَفْشُوَ الْمَالُ وَيَكْثُرَ، وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ، وَيَظْهَرَ الْعِلْمُ، وَيَبِيعَ الرَّجُلُ الْبَيْعَ فَيَقُولُ: لَا، حَتَّى أَسْتَأْمِرَ تَاجِرَ بَنِي فُلَانٍ وَيُلْتَمَسَ فِي الْحَيِّ الْعَظِيمِ الْكَاتِبُ فَلَا يُوجَدُ».

۴۴۶۱- حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک یہ بھی قیامت کی نشانیاں ہیں کہ مال عام اور بہت زیادہ ہو جائے گا۔ تجارت پھیل جائے گی۔ علم (دیکھنے میں) عام ہوگا (مگر) آدمی کوئی سودا کرے گا تو کہے گا: میں سودا پکا نہیں کرتا حتی کہ میں فلاں قبیلے کے تاجر سے مشورہ کرلوں۔ اور ایک بہت بڑے قبیلے میں کاتب تلاش کیا جائے گا تو نہیں ملے گا۔''

٤٤٦٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في اجتناب الشبهات، ح: ٣٣٣١ من حديث داود بن أبي هند به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٤٢. * الحسن البصري لم يصرح بالسماع.

٤٤٦١ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٣/ ٢٨٤، ح: ١٦٦٤ من حديث وهب بن جرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٤٨، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٧ * الحسن عنعن، وللحديث شواهد كثيرة، والمراد بالكاتب، الكاتب العادل الذي لا يطمع في مال بغرض.

فوائد ومسائل: ① ترجمة الباب کا مقصد تجارت اور سوداگری کی بابت فرامینِ رسول بیان کرنا ہے اور باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ اس میں تجارت کے عام ہونے اور علاماتِ قیامت میں سے ہونے کا ذکر ہے۔ ② کثرتِ مال قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ مال' انسان کے لیے خیر بھی ہو سکتا ہے اور شر بھی' تاہم دوسرا امکان بہت زیادہ ہے۔ اور یہ اس لیے کہ عام انسانوں کے انداز تجارت اور مال کمانے سے بخوبی یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھیں صرف مال کمانے کی فکر ہے' اور وہ آخرت کی فکر سے بالکل عاری اور غافل ہو چکے ہیں۔ ہاں' البتہ جسے اللہ توفیق عطا فرمائے تو وہ اپنے مال کے ذریعے سے جنت ہی خریدتا ہے۔ اَللّٰهم اجعلنا منهم. ③ یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ دنیوی علم کا ظہور اور امت مسلمہ میں اس کا پھیلاؤ علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ اور اس میں بھی امت کے لیے کوئی زیادہ خیر اور بھلائی نہیں ہے الا یہ کہ افرادِ امت اس کے ساتھ ساتھ شرعی علم حاصل کریں اور وہ احکام شریعت سے، کماحقہ، آگاہ ہوں۔ لیکن عام مشاہدہ اس کے برعکس ہی ہے' تاہم جو شخص علم دین حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی' صحیح طور پر حاصل کرتا ہے تو یہ سونے پہ سہاگا ہے اور یہ بہت زیادہ خیر و بھلائی والا عمل ہے۔ ④ یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا کھلم کھلا اور صریح معجزہ ہے کہ آپ نے بہت عرصہ پہلے جن امور کی خبر دی تھی' وہ من وعن اسی طرح وقوع پذیر ہوئے جس طرح آپ نے بیان فرمایا تھا۔ ⑤ ''علم ہوگا'' بعض نسخوں میں علم کی بجائے جہالت کا لفظ ہے اور وہ آئندہ کلام سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے کہ اس قدر جہالت ہوگی کہ سوجھ بوجھ رکھنے والا اور دستاویز لکھنے والا خال خال ہی ملے گا۔ اگر یہاں لفظ علم ہی ہو تو پھر مناسبت یوں ہوگی کہ دیکھنے میں تو علم بہت ہوگا مگر لیاقت نہیں ہوگی حتی کہ نہ تجارت کی سوجھ بوجھ ہوگی نہ دستاویز لکھنی آئے گی۔ آج کل بھی کچھ ایسی ہی صورت حال پیدا ہو چکی ہے کہ سکول عام ہیں' استاد بھی بہت ہیں مگر نہ اساتذہ خلوص سے پڑھاتے ہیں نہ طلبہ محنت سے پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ پڑھے لکھے جاہل بڑھ رہے ہیں۔

(المعجم ٤) - مَا يَجِبُ عَلَى التُّجَّارِ مِنَ التَّوْقِيَةِ فِي مَبَايِعِهِمْ (التحفة ٤)

باب:۴- تاجروں کو خرید وفروخت میں کس چیز سے پرہیز کرنا چاہیے؟

٤٤٦٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ

۴۴۶۲- حضرت حکیم بن حزام ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو خرید و فروخت

٤٤٦٢ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب الصدق في البيع والبيان، ح: ١٥٣٢ عن عمرو بن علي الفلاس، والبخاري، البيوع، باب: إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ح: ٢٠٧٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٤٩. * يحيى هو القطان.

عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا».

کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں' انھیں سودا ختم کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ اگر وہ دونوں سچ بولیں اور ہر بات وضاحت سے بیان کر دیں تو ان کے سودے میں برکت ہوگی۔ اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور صورت حال چھپالیں تو ان کے سودے سے برکت اٹھ جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے' اس کا مقصد یہ ہے کہ تاجروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خرید وفروخت کرتے وقت شرعی تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے معاملات طے کریں۔ ایک دوسرے سے نہ تو جھوٹ بولیں اور نہ ایک دوسرے کو دھوکا دینے کی کوشش کریں بلکہ سچ کا دامن تھامے رکھیں اور ہر صورت میں سچی بات کریں اور سچ پر پہرہ دیتے رہیں۔ بائع اور مشتری دونوں کی یہ شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کی خیرخواہی کریں۔ بائع پر واجب ہے کہ وہ اپنی مبیع (جو چیز وہ بیچ رہا ہے) کے متعلق درست معلومات دے۔ اگر اس میں کوئی نقص اور عیب وغیرہ ہو تو خریدار کو اس سے مطلع کرے۔ داؤ نہ لگائے۔ ایک مسلمان تاجر کے لیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ عیب اور نقص والی یا دو نمبر چیز' بتائے بغیر فروخت کرے۔ یہ حرام ہے۔ ② حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ برکت تب ہوگی جب تجارت سچ پر مبنی ہوگی' اس لیے ضروری ہے کہ حصول برکت کے لیے تاجر لوگ سچ بول کر ہی اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ تجارت میں جھوٹ بولنے اور سودے کا عیب چھپانے سے نہ صرف برکت حاصل نہیں ہوتی بلکہ الٹا نقصان ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ضمیر کی خلش الگ بے چین کرتی رہتی ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دنیوی فوائد کا حقیقی اور بھرپور حصول بھی عمل صالح سے ہوتا جبکہ گناہوں کی نحوست سے دنیا وآخرت' دونوں کی خیر وبرکت تباہ وبرباد ہو جاتی ہے' اس لیے اس زریں قانون فطرت کو ہمیشہ مدنظر رکھ کر اپنے تمام معاملات ترتیب دینے چاہئیں۔ ④ ''اختیار رہتا ہے'' اسے خیار مجلس کہا جاتا ہے' یعنی جب تک فریقین سودے والی جگہ میں بیٹھے ہیں' وہ چاہیں تو ان میں سے کوئی بھی سودا واپس کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ فریق ثانی کے لیے اسے ماننا لازم ہوگا' البتہ اگر مجلس بدل جائے تو پھر دونوں کی رضامندی ہی سے سودا واپس ہو سکتا ہے۔ احناف و موالک خیار مجلس کے قائل نہیں کہ خیار مجلس کی کوئی حد نہیں' نیز یہ اختیار اصول کے خلاف ہے کیونکہ طے شدہ سودے کو ایک فریق ختم نہیں کر سکتا۔ اس حدیث کی وہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں ''جدا ہونے'' سے مراد سودے کی بات چیت کا طے ہونا ہے' حالانکہ یہ بات بیان کرنے کی تو ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو بدیہی بات ہے' نیز اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ نے اسے ظاہری معنی پر ہی محمول کیا ہے۔ بعض دیگر احادیث میں صراحت

ہے کہ واپسی کے ڈر سے کوئی جگہ نہ بدلے۔ گویا یہ معنی قطعی ہے کہ جب تک مجلس نہ بدلے اختیار قائم رہتا ہے۔ باقی رہی اصول کی بات تو اصول بھی احادیث ہی سے ثابت ہوتے ہیں، نیز حدیث بھی تو اصول شرع میں سے ایک بنیادی اصل ہے، لہٰذا اصول کا نام لے کر کسی صحیح اور صریح حدیث کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ ⑤ ''وضاحت سے بیان کریں'' یعنی اپنی اپنی چیز کے عیوب ونقائص وغیرہ۔ ⑥ ''برکت اٹھ جائے گی'' یعنی مال حرام ہو جائے گا اور کثیر ہونے کے باوجود ضروریات پوری نہیں کرے گا اور ضائع ہوتا رہے گا۔ پریشانی الگ ہوگی۔

(المعجم ٥) - اَلْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ (التحفة ٥)

باب:۵- جو شخص اپنے سامان کو جھوٹی قسم کھا کر بیچے؟

٤٤٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، قَالَ: «اَلْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ».

۴۴۶۳- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا، نہ انھیں دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔'' رسول اللہ ﷺ نے یہ (مذکورہ) جملے ارشاد فرمائے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ تو ناکام ہو گئے اور خسارے میں رہے۔ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا تہ بند (زمین پر یا اپنے ٹخنوں سے نیچے) لٹکاتا ہے، جو شخص اپنا سامان جھوٹی قسم کھا کر بیچتا ہے اور جو شخص اپنے عطیے کا احسان جتلاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مؤلف رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد جھوٹ بول کر سودا بیچنے کی قباحت و شناعت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرنا بھی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے اللہ تعالیٰ کی کئی ایک صفات معلوم ہوتی ہیں، مثلاً: کلام کرنا، دیکھنا اور تزکیہ کرنا وغیرہ۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اس کی ذات ہی کے شایانِ شان ہیں۔ مخلوق میں پائی جانے والی صفات کے مشابہ ہرگز ہرگز نہیں جیسا کہ ایک گمراہ فرقے مُشَبِّهہ کا عقیدہ ہے، نیز اس سے دیگر گمراہ فرقوں مُعَطِّلہ اور مُمَثِّلہ وغیرہ کا بھی مکمل طور پر رد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر ہیں یا وہ اس کی صفات تو مانتے ہیں لیکن انھیں

٤٤٦٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٦٥، ويأتي بعده، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٥٠.

مخلوق کی صفات جیسا قرار دیتے ہیں۔ ③ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے مومن بندوں پر نظر کرم فرمائے گا۔ وہ انھیں محبت بھری نظر سے دیکھے گا' ان کا تزکیہ کرے گا اور انھیں عذاب سے بھی نجات عطا فرمائے گا۔ ④ شلوار' تہ بند' پینٹ اور پائجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا' مردوں کے لیے بالکل حرام ہے۔ اور یہ سنگین جرم ہے۔ بعض لوگ جب نماز کے لیے مسجدوں میں آتے ہیں تو اس وقت ٹخنے ننگے کر لیتے ہیں اور نماز کے بعد پھر اسی پہلی حالت میں آ جاتے ہیں۔ یہ دورنگی ہے۔ ⑤ جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنا' تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا نیز کسی کے ساتھ نیکی اور احسان کر کے جتلانا کبیرہ گناہ ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے حدیث میں مذکور شدید وعید بیان فرمائی ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.
⑥ ''نہ کلام کرے گا'' یعنی محبت اور پیار سے باتیں نہیں کرے گا۔ رحمت وشفقت کی نظر سے نہیں دیکھے گا اور انھیں گناہوں کی معافی دے کر پاک نہیں کرے گا۔ مقصود ان باتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض اور غضب ناک رہے گا۔ غصے کی جھڑک اور ڈانٹ کو عرف عام میں کلام کرنا نہیں کہتے۔ اسی طرح غصے اور غضب کی نظر سے دیکھنے کو دیکھنا نہیں کہتے۔ ⑨ ''تہ بند لٹکاتا ہے'' ایک دوسری روایت میں ہے جو شخص تکبر سے اپنا ازار زمین پر گھسیٹتا پھرتا ہے۔ ایک حدیث میں ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے کو تکبر کہا گیا ہے۔ ہاں اگر باوجود اہتمام اور خیال رکھنے کے بھی کبھی کبھار کپڑا ٹخنوں سے نیچے چلا جاتا ہے تو مذکورہ بالا وعید' ان شاء اللہ' اس پر صادق نہیں آتی۔

٤٤٦٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: اَلَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْكَذِبِ».

۴۴۶۴- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو (نظر رحمت ومحبت سے) نہیں دیکھے گا' اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ وہ شخص جو اپنے عطیے پر احسان جتلاتا ہے۔ جو شخص اپنا تہ بند لٹکاتا ہے اور جو شخص جھوٹ بول کر اپنا سامان بیچتا ہے۔''

٤٤٦٥- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۴۴۶۵- حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی

٤٤٦٤ـ [صحيح] تقدم قبله، ح: ٢٥٦٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٥١.

٤٤٦٥ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع، ح: ١٦٠٧ من حديث أبي أسامة، حماد بن ◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ - يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ - عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ».

ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سودا کرتے وقت زیادہ قسمیں نہ کھایا کرو کیونکہ (جھوٹی) قسم سے سامان تو بک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔''

٤٤٦٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ».

۴۴۶۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قسم اٹھانے سے سامان تو فروخت ہو جاتا ہے مگر کمائی (کی برکت) ختم ہو جاتی ہے۔''

فائدہ: سامان بیچنے کے لیے جھوٹی قسم تو ایک طرف رہی' سچی قسمیں بھی نہیں کھانی چاہئیں کیونکہ جب قسم کھانے کی عادت بن جائے تو سچ جھوٹ کا امتیاز نہیں رہتا' نیز اس طرح اللہ تعالیٰ کے نام کی حرمت ختم ہو جاتی ہے۔ قسم اسی وقت کھائی جائے جب اس کے بغیر چارہ نہ رہے۔ برکت اٹھ جانے کا مفہوم دیکھیے حدیث نمبر: ۴۴۶۲ میں۔

(المعجم ٦) - اَلْحَلْفُ الْوَاجِبُ لِلْخَدِيعَةِ فِي الْبَيْعِ (التحفة ٦)

باب: ٦- سودے میں دھوکا دینے کے لیے قسم کھانا

٤٤٦٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي

۴۴۶۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ

أسامة به وهو في الكبرى، ح: ٦٠٥٣.

٤٤٦٦ـ أخرجه مسلم، ح: ١٦٠٦ (انظر الحديث السابق) عن أحمد بن عمرو بن السرح، والبخاري، البيوع، باب: "يمحق الله الربا ويربي الصدقات . . . الخ"، ح: ٢٠٨٧ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٥٢.

٤٤٦٧ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب اليمين بعد العصر، ح: ٢٦٧٢، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية . . . الخ، ح: ١٠٨ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٥٤.

صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ ابْنَ السَّبِيلِ مِنْهُ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لِدُنْيَا إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَّى لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ، وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا عَلٰى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ! لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الْآخَرُ».

تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں فرمائے گا' نہ ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو پاک ہی کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ آدمی جس کے ہاں گزرگاہ کے پاس (اس کی ضرورت سے) فالتو پانی ہے لیکن وہ مسافر کو پانی لینے سے روک دے۔ دوسرا وہ آدمی جو صرف دنیوی مفاد کی خاطر کسی امام سے بیعت کرتا ہے۔ اگر امام اس کو اس کی منشا کے مطابق دیتا رہے تو وہ بیعت پر قائم رہتا ہے اور اگر نہ دے تو توڑ دیتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی آدمی سے عصر کے بعد سامان کا بھاؤ کرتا ہے اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس سامان کے بدلے اسے اس قدر رقم ملتی تھی (حالانکہ اسے اتنی رقم نہیں ملتی تھی) دوسرا اس کی تصدیق کر دیتا ہے (اور سامان خرید لیتا ہے)۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ میں اس شخص کی بابت سخت ترین وعید ہے جو محض ذاتی مفاد کی خاطر حاکم وقت کی مخالفت کرتا ہے' اس کے ساتھ کی ہوئی بیعت توڑتا اور اس کے خلاف خروج وغیرہ کرتا ہے۔ اس جرم کے مرتکب کے لیے اس قدر شدید وعید کیوں ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ امام وقت کی مخالفت کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کا اتفاق پارا پارا ہو جائے گا اور امت میں شر' فساد اور ظلم پھیلے گا۔ یہ یاد رہے کہ وفائے عہد میں عزت وعفت' مال اور خون' سب چیزوں کی حفاظت شامل ہے۔ ② ہر وہ عمل جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اگر اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول نہ ہو بلکہ اس سے صرف دنیوی فائدے کا حصول مطلوب ہو تو وہ انسان کے لیے وبال اور اس کی آخرت کی تباہی و بربادی کا سبب ہوتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ ''تین شخص'' حدیث میں جن تین اشخاص کا ذکر ہے' حدیث نمبر: ۴۴۶۳ میں ان میں سے صرف ایک شخص کا ذکر ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر پانچ شخص بن گئے۔ گویا تین کا لفظ حصر کے لیے نہیں بلکہ یادداشت کے لیے ہے۔ ویسے بھی تین میں زائد کی نفی نہیں۔ احادیث میں کئی مقامات پر ایسے ہے۔ اسے اختلاف پر محمول نہیں کرنا چاہیے بلکہ جو آپ کے ذہن میں تھے یا جن کو آپ نے موقع محل کے مناسب سمجھا' ذکر فرما دیا۔ اس سے باقی کی نفی نہیں ہو گی۔ ④ ''پانی سے روک دے'' پانی زندگی کی بقا کے لیے اشد ضروری چیز ہے۔ اس کے نہ ملنے سے موت

بھی واقع ہوسکتی ہے' نیز یہ اللہ تعالیٰ نے مفت مہیا کیا ہے' لہٰذا زائد پانی روکنے کا کوئی جواز نہیں' البتہ اگر اپنی ضرورت سے زائد نہ ہو تو روکا جاسکتا ہے لیکن پینے سے نہیں روکا جاسکتا الا یہ کہ اپنے پینے کے لیے رکھا گیا ہو۔
⑤ ''عصر کے بعد'' ممکن ہے یہ قید اتفاقی ہو کیونکہ عصر کے بعد خرید وفروخت زیادہ ہوتی ہے اور ہوسکتا ہے' یہ قید قصداً ذکر کی گئی ہو کیونکہ عصر دن کا آخروقت ہے جو انسان کو موت اور قیامت کی یاد دلاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ توبہ واستغفار کا وقت ہے۔ ایسے وقت میں جھوٹی قسمیں کھانا انتہائی قبیح کام ہے۔

(المعجم ٧) - اَلْأَمْرُ بِالصَّدَقَةِ لِمَنْ لَمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِينَ بِقَلْبِهِ فِي حَالِ بَيْعِهِ (التحفة ٧)

باب:٧-اس شخص کو صدقہ کرنے کا حکم جو خرید وفروخت کے وقت قصداً قسم نہیں کھاتا (اتفاقاً قسم نکل جاتی ہے)

٤٤٦٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ نَبِيعُ الْأَوْسَاقَ وَنَبْتَاعُهَا وَنُسَمِّي أَنْفُسَنَا السَّمَاسِرَةَ وَيُسَمِّينَا النَّاسُ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ لَنَا مِنَ الَّذِي سَمَّيْنَا بِهِ أَنْفُسَنَا فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّهُ يَشْهَدُ بَيْعَكُمُ الْحَلِفُ وَاللَّغْوُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

۴۴۶۸-حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ منورہ میں غلے وغیرہ کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے اور ہم اپنے آپ کو سمسار کہا کرتے تھے۔ لوگ بھی ہمیں اسی لفظ سے موسوم کرتے تھے حتی کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں (بازار میں) تشریف لائے اور ہمیں ایسے نام سے پکارا جو ہمارے رکھے ہوئے نام سے بدرجہا بہتر تھا: آپ نے فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت! تمھارے سودوں میں بلا قصد قسمیں اور فضول باتیں واقع ہوتی رہتی ہیں' لہٰذا تم صدقہ کیا کرو۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۸۲۸۔

(المعجم ٨) - وُجُوبُ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا (التحفة ٨)

باب:٨-خرید وفروخت کرنے والوں کو جدا ہونے سے پہلے بیع کی واپسی کا اختیار ہے

٤٤٦٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٥٥.

٤٤٦٩- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ بَيَّنَا وَصَدَقَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا».

۴۴۶۹- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرید وفروخت کرنے والے دو شخص جدا ہونے سے پہلے بیع کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں۔ اگر وہ ہر بات واضح بیان کر دیں اور سچ بولیں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی۔ اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور صورت حال کو چھپائیں تو ان کی بیع سے برکت اٹھ جائے گی۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۴۶۲۔

(المعجم ٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى نَافِعٍ فِي لَفْظِ حَدِيثِهِ (التحفة ٨) - أ

باب:۹- نافع کی حدیث کے الفاظ میں (راویوں کے) اختلاف کا بیان

وضاحت: اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت نافع رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کرنے والے ان کے سات شاگرد ہیں اور ان ساتوں کے بیان کردہ الفاظ میں کچھ نہ کچھ فرق ہے۔ امام نافع رحمہ اللہ سے مذکورہ روایت بیان کرنے والے' ان کے درج ذیل سات شاگرد ہیں: ○ پہلی سند میں (امام) مالك عن نافع۔ ○ دوسری میں عبیداللّٰه عن نافع۔ ○ تیسری میں إسماعیل (ابن أميّة) عن نافع۔ ○ چوتھی میں ابن جريج قال: أملى عَلَيّ نافع۔ ○ پانچویں میں أيوب عن نافع، پھر ليث عن نافع اور ○ ساتویں سند میں يحيى بن سعيد عن نافع۔ ان سات شاگردوں کی بیان کردہ روایات کو سرسری طور پر دیکھنے سے ہی' ان کے بیان کردہ الفاظ کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔

٤٤٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ

۴۴۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرید وفروخت کرنے والے دو اشخاص میں سے ہر ایک کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ

٤٤٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤٦٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٥٦.

٤٤٧٠ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب البيعان بالخيار مالم يتفرقا، ح: ٢١١١، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٧١، والكبرى، ح: ٦٠٥٧.

قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

جدا ہونے سے قبل سودا واپس کرے البتہ بیع خیار میں ایسے نہیں ہوتا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے خرید وفروخت کرنے والوں کے اختیار کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ بائع اور مشتری، دونوں کو اس وقت تک سودا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار حاصل ہے جب تک کہ وہ اس مجلس سے الگ نہ ہو جائیں۔ جب وہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو اختیار ختم ہو جائے گا، تاہم اگر وہ کچھ وقت تک ایک دوسرے کو سوچنے سمجھنے اور سودا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دے دیں تو پھر مقررہ وقت تک اختیار باقی رہے گا۔ وہ وقت گزر جانے کے بعد سودا پکا ہو جائے گا اور اختیار بھی ختم ہو جائے گا۔ ② اس حدیث سے بیع خیار کا، یعنی ایک دوسرے کو یا کسی ایک کا دوسرے کو اختیار دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ③ بیع خیار سے مراد وہ بیع ہے جس میں دونوں میں سے ہر ایک نے بیع کرتے وقت واپسی کا اختیار ختم کر دیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ اگر واپس کرنا ہے تو ابھی کرلو ورنہ واپسی نہیں ہوگی۔ ایسی صورت میں مجلس بیع قائم رہنے کے باوجود اختیار نہیں رہے گا۔ بیع خیار کے ایک دوسرے معنی بھی ہیں: وہ بیع جس میں زیادہ مدت (مثلاً: تین دن وغیرہ) تک واپسی کا اختیار رکھ لیا گیا ہو تو ایسی بیع میں مجلس برخاست ہونے کے باوجود مقررہ وقت تک واپسی کا اختیار رہے گا۔ دونوں مفہوم صحیح ہیں۔

٤٤٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ خِيَارًا».

۴۴۷۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’خرید وفروخت کرنے والے دو اشخاص جب تک جدا نہ ہوں، واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ بیع خیار ہو۔‘‘

٤٤٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ

۴۴۷۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

٤٤٧١- أخرجه مسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح:١٥٣١ من حديث يحيى القطان، والبخاري، البيوع، باب كم يجوز الخيار؟، ح:٢١٠٧ من حديث نافع به، وهو في الكبرى، ح:٦٠٥٨. * عبيدالله هو ابن عمر، ويحيى هو القطان.

٤٤٧٢- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:٦٠٥٩، انظر الحديثين السابقين. * إسماعيل هو ابن أمية بن عمرو ابن سعيد بن العاص.

حَرْبِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْبَيْعُ كَانَ عَنْ خِيَارٍ، فَإِنْ كَانَ الْبَيْعُ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو سودا کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں' واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ سودا خیار والا ہو۔ اگر سودے میں اختیار ختم کر دیا گیا ہو تو بیع پکی ہو گئی۔ (اب واپسی کا اختیار نہیں رہے گا' خواہ مجلس قائم بھی ہو)۔''

٤٤٧٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَمْلَى عَلَيَّ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَبَايَعَ الْبَيِّعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ، فَإِنْ كَانَ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ».

۴۴۷۳- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو شخص سودا کریں تو ان میں سے ہر ایک کو اپنی بیع کی واپسی کے بارے میں ایک دوسرے کے جدا ہونے تک اختیار حاصل ہے۔ یا ان کی بیع میں اختیار ختم کر دیا گیا ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو بیع پکی ہو گئی۔ (اب واپسی نہیں ہو گی)۔''

٤٤٧٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَقُولَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: اِخْتَرْ».

۴۴۷۴- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سودا کرنے والے دو شخص واپسی کا اختیار رکھتے ہیں جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں' یا پھر ان میں سے ایک دوسرے کو بیع کے دوران ہی میں کہہ دے کہ اب پسند کر لو۔ (بعد میں واپسی نہیں ہو گی۔ ایسی صورت میں اختیار نہیں رہے گا)۔''

٤٤٧٣_ أخرجه مسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١/ ٤٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٠ .

٤٤٧٤_ أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا لم يوقت الخيار هل يجوز البيع؟، ح: ٢١٠٩، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦١ .

٤٤٧٥- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعَ خِيَارٍ» وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ: «أَوْ يَقُولَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: اِخْتَرْ».

۴۴۷۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیع کرنے والے دو افراد ایک دوسرے سے جدا ہونے تک بیع کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ بیع خیار ہو'' اور کبھی نافع نے کہا (آپ نے فرمایا تھا): ''یا ان میں سے ایک دوسرے کو (بیع کرتے وقت) کہہ دے: اب پسند کر لے (بعد میں واپسی نہیں ہوگی)۔''

٤٤٧٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعَ خِيَارٍ» وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ: «أَوْ يَقُولَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: اِخْتَرْ».

۴۴۷۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سودا کرنے والے دو شخص ایک دوسرے سے جدا ہونے تک سودے کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ اختیار والا سودا ہو۔'' اور کبھی نافع نے کہا (آپ نے فرمایا تھا): ''یا (سودا کرتے وقت) ایک نے دوسرے سے کہہ دیا ہو: ابھی پسند کر لے۔''

٤٤٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ حَتَّى يَفْتَرِقَا» وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: «مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيِّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ،

۴۴۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو شخص سودا کریں تو ان میں سے ہر ایک کو واپسی کا اختیار رہتا ہے حتی کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہوں۔'' ایک اور مرتبہ (نافع نے ان الفاظ سے) بیان کیا کہ (آپ نے فرمایا): ''ان دونوں کو اختیار ہے) جب تک وہ دونوں جدا نہ ہوں اور

٤٤٧٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٢، ومسلم، ح: ١٥٣١ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٤٤٧٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب إذا خير أحدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع، ح: ٢١١٢، ومسلم، (انظر الحديث السابق)، ح: ١٥٣١/ ٤٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٣.

٤٤٧٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٤.

فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ ، فَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ».

اکٹھے رہیں الا یہ کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو (بیع کے وقت ہی) اختیار دے دے۔ اگر بیع کے وقت ہی ان دونوں میں سے ایک دوسرے کو اختیار دے دے اور وہ دونوں اس پر سودا کر لیں تو بیع پکی ہو گئی۔ اور اگر سودا کرنے کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اس وقت تک کسی نے بیع واپس نہیں کی تو بیع پکی ہو گئی (اب واپس نہیں ہو گی)۔''

٤٤٧٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِي بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْبَيْعُ خِيَارًا» قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ.

۴۴۷۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو سودا کرنے والے ایک دوسرے سے جدائی تک اپنی بیع کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ بیع خیار والی ہو۔'' نافع نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی چیز خریدتے اور وہ چیز ان کو اچھی لگتی تو (سودا کرتے ہی) اپنے ساتھی سے جدا ہو جاتے (تاکہ وہ واپس نہ کر سکے)۔

فائدہ: ''جدا ہو جاتے'' ویسے ایک دوسری روایت میں اس سے روکا گیا ہے' دیکھیے: (سنن أبي داود، البيوع، حديث:۳۴۵۶، و سنن النسائي، البيوع، حديث:۴۴۸۸) شاید حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس حدیث کا علم نہیں ہو گا۔ واللہ أعلم.

٤٤٧٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُتَبَايِعَانِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ

۴۴۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو سودا کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' ان کا سودا پکا نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ سودا کرتے وقت اختیار ختم

٤٤٧٨- أخرجه مسلم من حديث عبدالوهاب الثقفي به، انظر الحديث المتقدم:٤٤٧٦، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٦٥.

٤٤٧٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٦٦.

الْخِيَارِ».

کرلیں۔“

(المعجم ١٠) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ فِي لَفْظِ هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٨) - ب

باب:۱۰-اس حدیث کے الفاظ میں عبداللہ بن دینار پر (راویوں کا) اختلاف

وضاحت: مذکورہ عنوان کا مطلب واضح ہے کہ عبداللہ بن دینار کے شاگرد اس سے مروی روایت کے الفاظ میں اختلاف کرتے ہیں۔ یاد رہے یہ اختلاف رواۃ' سابقہ حدیث عبداللہ بن عمر کے راویوں کے اختلاف جیسا ہرگز نہیں بلکہ اس سے مختلف ہے۔ پہلی سند میں اسماعیل (ابن جعفر) دوسری میں ابن الہاد' تیسری میں سفیان ثوری' چوتھی میں یزید بن عبداللہ' پانچویں میں شعبہ اور چھٹی سند میں سفیان بن عیینہ' عبداللہ بن دینار سے بیان کرتے ہیں۔ عبداللہ بن دینار کے تمام شاگرد [كُلُّ بيعين فلا بيع بينهما حتى يتفرقا إلا بيع الخيار] کے الفاظ کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں' سوائے سفیان بن عیینہ کے' کہ وہ [البيعان بالخيار مالم يتفرقا' أو يكون بيعُهُمَا عن خيار] کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ اختلاف الفاظ واضح ہے۔

٤٤٨٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۰- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سودا کرنے والے دو اشخاص میں سے ہر ایک کے لیے سودا پکا نہیں ہوتا حتی کہ وہ جدا ہو جائیں مگر اختیار والا سودا۔“

٤٤٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ فَلَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سودا کرنے والے دو اشخاص کے درمیان بیع مستقل نہیں ہوتی حتی کہ وہ الگ الگ ہو جائیں علاوہ اختیار والی بیع کے۔“

٤٤٨٠ـ أخرجه مسلم، ح: ٤٦/١٥٣١ عن علي بن حجر به، انظر الحديث المتقدم: ٤٤٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٧. * إسماعيل هو ابن جعفر بن أبي كثير المدني.

٤٤٨١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، والحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٨، وانظر الحديث الآتي برقم: ٤٤٨٣.

٤٤٨٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ [عَبْدِاللهِ] بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیع کرنے والے دو افراد کے درمیان بیع پکی نہیں ہوتی حتی کہ وہ الگ الگ ہو جائیں علاوہ بیع خیار کے۔''

٤٤٨٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سودا کرنے والے دو افراد کے درمیان سودا مستقل نہیں ہوتا حتی کہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں مگر خیار والی بیع (کا حکم الگ ہے)۔''

٤٤٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ عَنْ بَهْزِ ابْنِ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ فَلَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو سودا کرنے والوں کے درمیان سودا پکا نہیں ہوتا حتی کہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں مگر خیار والی بیع (کا حکم الگ ہے)۔''

٤٤٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۴۴۸۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

٤٤٨٢ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا كان البائع بالخيار هل يجوز البيع؟، ح: ٢١١٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٩ . * مخلد هو ابن يزيد، وقوله: "عمرو بن دينار" تحريف، والصواب "عبدالله بن دينار" كما في السنن الكبرٰى، وتحفة الأشراف وغيرهما.

٤٤٨٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧١ . * بكر هو ابن نصر، وشيخه هو يزيد بن عبدالله بن الهاد.

٤٤٨٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥١، ٥٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧٠، وهو متفق عليه، انظر الأحاديث السابقة: ٤٤٨٠، ٤٤٨٢ وغيرهما.

٤٤٨٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٩ عن سفيان بن عيينة به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧٢.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سودا کرنے والے دو شخص جب تک جدا نہ ہوں' سودے کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ بیع خیار والی ہو۔''

٤٤٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا أَوْ يَأْخُذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْبَيْعِ مَا هَوِيَ وَيَتَخَايَرَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ».

۴۴۸۶- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''سودا کرنے والے دو شخص ایک دوسرے سے جدا ہونے تک سودے کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں' یا پھر ان میں سے ہر ایک اپنی پسند کی بیع کرے۔ اور وہ دونوں تین دفعہ ایک دوسرے کو اختیار دے دیں۔''

فائدہ: ''یا پھر ان میں سے ہر ایک'' اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کو کہہ دے' کہ ابھی پسند کر لو' تمھیں اختیار ہے۔ بعد میں واپس نہیں ہو سکے گی۔ دونوں تین دفعہ اس بات کی صراحت کر لیں' پھر باوجود مجلس قائم ہونے کے واپسی کا اختیار نہیں رہے گا۔ اسی مفہوم کو سابقہ روایات میں بیع خیار کہا گیا ہے۔ بیع خیار کا دوسرا مفہوم حدیث نمبر: ۴۴۷۰ میں بیان ہو چکا ہے۔

٤٤٨٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَيَأْخُذْ أَحَدُهُمَا مَا رَضِيَ مِنْ صَاحِبِهِ أَوْ هَوِيَ».

۴۴۸۷- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سودا کرنے والے دو شخص ایک دوسرے سے جدا ہونے تک بیع کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں۔ یا ان میں سے کوئی اپنے ساتھی سے اس کی حتمی رضامندی معلوم کر لے۔''

فائدہ: ''حتمی رضامندی'' یعنی واپسی کا اختیار ختم کر لے جیسا کہ بیع خیار کے مفہوم میں گزرا۔

٤٤٨٦_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب البيعان بالخيار مالم يتفرقا، ح: ٢١٨٣ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧٣.

٤٤٨٧_ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧٤.

(المعجم ١١) - وُجُوبُ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا بِأَبْدَانِهِمَا (التحفة ٩)

باب:۱۱-سودا کرنے والے دو اشخاص جب تک جسمانی طور پر ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے' ان کو واپسی کا اختیار باقی رہتا ہے

٤٤٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَفْقَةَ خِيَارٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ».

۴۴۸۸- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سودا کرنے والے دونوں شخص (بائع اور مشتری) جدا ہونے تک سودے کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ سودے کے دوران میں اختیار ختم کر چکے ہوں۔ اور کسی ایک فریق کو اجازت نہیں کہ وہ سودے کی واپسی کے ڈر سے اپنے ساتھی سے جدا ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث تفرق بالابدان' یعنی ایک دوسرے سے جسمانی اور بدنی طور پر الگ ہونے کی صریح دلیل ہے۔ بعض لوگوں کا مسلک ہے کہ کسی مجلس میں سودا طے ہو جانے کے بعد مجلس کے اندر دوسری باتیں شروع ہو جائیں تو اختیار ختم ہو جاتا ہے' یعنی یہ حضرات تفرق بالاقوال کے قائل ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث سے واضح طور پر ان کے اس مسلک کا' جو خالصتاً رائے پر مبنی ہے' رد ہو رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ تفرق بالاقوال والا مسلک از روئے دلائل مرجوح ہے اور صریح حدیث کے خلاف بھی۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر اسی مجلس میں ایک فریق نے دوسرے کو یہ اختیار دیا ہے کہ جو فیصلہ کرنا ہے ابھی اور اسی وقت کر لو' پھر سودا ہو جاتا ہے تو اب ان کا اختیار ختم ہو جائے گا' خواہ وہ مجلس کتنی دیر ہی برقرار رہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ بائع اور مشتری دونوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں' لہٰذا دونوں میں سے کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ سودا پکا کرنے کے لیے جلدی کرے اور طے ہوتے ہی دونوں میں سے کوئی ایک اس مجلس سے فوراً چلا جائے اور دوسرے فریق کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ دے۔

٤٤٨٨- [حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في خيار المتبايعين، ح: ٣٤٥٦، والترمذي، ح: ١٢٤٧ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧٥، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٢٠، ورواه بكير بن عبدالله بن الأشج عن عمرو بن شعيب به، عند الدارقطني: ٣/ ٥٠ وغيره.

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص اپنے فیصلے پر نادم ہوگا اور پچھتائے گا' اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے دوسرے ساتھی کو غور وفکر کی مہلت دے۔ ④ ''واپسی کے ڈر سے'' کسی کو دھوکے میں رکھنا جائز نہیں چونکہ مجلس برقرار رکھنے تک واپسی کا حق ہے۔ اس حق کو زائل کرنے کی کوشش بھی حق تلفی میں آتی ہے۔ فریق ثانی سے خیر خواہی اور خلوص کا تقاضا یہ ہے کہ اسے اس کا حق استعمال کرنے کا پورا موقع دیا جائے۔ حدیث کے آخری الفاظ اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ یہاں خیارِ مجلس ثابت کیا جا رہا ہے اور جب تک وہ جسمانی طور پر اکٹھے ہیں' یہ حق باقی رہتا ہے ورنہ جدا ہونے سے روکنے کے کیا معنی؟

(المعجم ١٢) - اَلْخَدِيعَةُ فِي الْبَيْعِ (التحفة ١٠)

باب:١٢- سودے میں دھوکا لگتا ہو تو؟

٤٤٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا بِعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ» فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَاعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ.

۴۴۸۹- حضرت ابن عمر ﷜ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ (اکثر و بیشتر) اس کے ساتھ سودے میں دھوکا اور فریب کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو سودا کرنے لگے تو کہہ دیا کر: دھوکا نہیں چلے گا۔'' پھر وہ آدمی جب بھی سودا کرتا تو کہہ دیا کرتا تھا کہ دھوکا نہیں چلے گا۔

فائدہ: سنن بیہقی (۵/۲۷۳) کی روایت میں ہے: ''پھر تجھے تین دن تک سودے کی واپسی کا اختیار ہوگا۔'' گویا جب سودے میں تنبیہ کر دی جائے کہ دھوکا نہیں چلے گا' یعنی دھوکا نہ کرنا' میں سادہ آدمی ہوں۔ اس کے باوجود فریق ثانی چالاکی دکھا جائے تو اس سادہ شخص کو تین دن تک واپسی کا اختیار رہے گا۔ بعض فقہاء نے یہ رعایت صرف اسی شخص سے خاص کی ہے جس سے یہ مسئلہ صادر ہوا تھا' حالانکہ اس تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔ کیا سادہ لوگوں کو اس دنیا میں رہنے کا حق نہیں؟ یا ان کو دھوکا دینا شرعاً جائز ہے؟ اسلام تو ایسی خود غرضی کی اجازت نہیں دیتا' لہٰذا چالاک لوگوں کی بجائے سادہ مومنوں کی حمایت کرنی چاہیے اور دھوکا دینے والوں کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اور وہ مندرجہ بالا صورت ہی میں ہے۔

٤٤٨٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يكره من الخداع في البيع، ح:٢١١٧ من حديث مالك، ومسلم، البيوع، باب من يخدع في البيع، ح:١٥٣٣ من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٨٥، والكبرى، ح:٦٠٧٦.

٤٤٩٠- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ فِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ كَانَ يُبَايِعُ، وَأَنَّ أَهْلَهُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! أُحْجُرْ عَلَيْهِ، فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَنَهَاهُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ، قَالَ: «إِذَا بِعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ».

۴۴۹۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی کی سوجھ بوجھ میں کچھ کمی تھی۔ وہ سودے کیا کرتا تھا (اور نقصان اٹھاتا تھا) اس کے گھر والوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس پر سودے کرنے کی پابندی لگا دیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اسے سودے کرنے سے منع فرمایا۔ اس شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں سودا کرنے سے نہیں رک سکوں گا۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو سودا کرے تو کہہ دیا کر: دھوکا نہیں ہونا چاہیے۔ (ورنہ سودا واپس ہو جائے گا)۔“

فوائد ومسائل: ① تجارت اور سوداگری میں دھوکا دینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ایسا تاجر جو لوگوں کو خرید وفروخت میں دھوکا دیتا ہے وہ ان کا مال باطل طریقے سے کھاتا ہے اور یہ حرام ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک فریق کی طرف سے بھی کوئی ایسی شرط ہو جو شرعاً جائز ہو تو وہ معتبر ہو گی۔ نہ صرف شرط معتبر ہوگی بلکہ اس کی وجہ سے سودا فسخ اور ختم کرنے کا اختیار بھی اسے حاصل ہوگا۔ ③ یہ حدیث اس اہم مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ خبر واحد قطعی طور پر حجت ہے۔ ④ معقول عذر کی وجہ سے بالغ شخص پر تجارت نہ کرنے کی پابندی عائد کی جا سکتی ہے۔ ⑤ ”دھوکا نہیں ہونا چاہیے“ گویا کہا جا رہا ہے: اگر دھوکا ہوگا تو سودا واپس ہوگا۔ اگر صراحتاً واپسی کی شرط لگانے سے واپسی ہو سکتی ہے تو کنایۃً واپسی کی شرط سے واپسی میں کیا حرج ہے؟

(المعجم ١٣) - اَلْمُحَفَّلَةُ (التحفة ١١)

باب: ۱۳- وہ جانور جس کا دودھ دوہنا (دھوکا دینے کے لیے) روک دیا جائے

٤٤٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۴۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٤٩٠- [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء فيمن يخدع في البيع، ح: ١٢٥٠ عن يوسف بن حماد البصري به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧٧، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٦٨، والحاكم: ٤/ ١٠١ علٰى شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما، انظر الحديث السابق. ※ سعيد هو ابن أبي عروبة، وعبدالأعلى هو ابن عبدالأعلى.

٤٤٩١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧٣ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه: ٨/ ١٩٨، ح: ١٤٨٦٤، والكبرٰى، ح: ٦٠٧٨. ※ أبوكثير هو يزيد بن عبدالرحمٰن بن أذنية، ثقة.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو كَثِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا بَاعَ أَحَدُكُمُ الشَّاةَ أَوِ اللَّقْحَةَ فَلَا يُحَفِّلْهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص بکری یا دودھ والی اونٹنی بیچنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اس کا دودھ دوہنا بند نہ کرے۔''

فائدہ: ''بیچنے کا ارادہ رکھتا ہو'' تاکہ خریدنے والے کو دھوکا نہ لگے' البتہ اگر بیچنے کا پروگرام نہ ہو اور دودھ تھوڑا ہو تو ناغہ کر کے دودھ دوہا جا سکتا ہے کیونکہ اس سے کسی کو دھوکا دینا مقصود نہیں۔ بعض کا خیال ہے دودھ پستانوں میں جمع رکھنے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے' لہٰذا دودھ دوہتے رہنا چاہیے لیکن یہ شرعی کی بجائے طبی مسئلہ ہے۔

(المعجم ١٤) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْمُصَرَّاةِ وَهُوَ أَنْ يُرْبَطَ أَخْلَافُ النَّاقَةِ أَوِ الشَّاةِ وَتُتْرَكَ مِنَ الْحَلْبِ يَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ حَتَّى يَجْتَمِعَ لَهَا لَبَنٌ فَيَزِيدَ مُشْتَرِيهَا فِي قِيمَتِهَا لِمَا يَرَى مِنْ كَثْرَةِ لَبَنِهَا (التحفة ١٢)

باب:۱۴- تصریہ منع ہے' وہ یہ ہے کہ اونٹنی یا بکری کے تھن باندھ دیے جائیں اور دو تین دن دودھ دوہنا چھوڑ دیا جائے تاکہ دودھ جمع ہو جائے اور خریدنے والا دودھ زیادہ سمجھ کر جانور کی زیادہ قیمت لگائے

٤٤٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، مَنِ ابْتَاعَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، فَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَرُدَّهَا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعُ تَمْرٍ».

۴۴۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''غلے والے قافلوں کو (منڈی سے باہر جا کر) خرید وفروخت کے لیے نہ ملو اور اونٹنی یا بکری کا دودھ نہ روکو۔ جو شخص ایسا جانور خرید لے تو اسے (دودھ دوہنے کے بعد) دو چیزوں میں سے بہتر کا اختیار ہے۔ اگر چاہے تو جانور رکھ لے اور اگر واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔''

٤٤٩٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٢، ٢٤٣ عن سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٧٩، وهو متفق عليه، أخرجه البخاري، ح: ٢١٥٠، ومسلم، ح: ١٥١٥/ ١١ من حديث مالك عن أبي الزناد به.

فوائد ومسائل: ① بیع المصراۃ، ناجائز اور حرام ہے کیونکہ اس میں دھوکا اور فریب ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ ② اس حدیث کی بابت امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دھوکا دہی سے ممانعت، عیب کا پتا چلنے کے بعد خریدار کو چیز واپس کرنے کے اختیار اور مدتِ اختیار کے تعین میں اصل ہے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ اصل بیع حرام نہیں (الا یہ کہ خریدار اس سے راضی نہ ہو، مطلب یہ کہ پوشیدہ عیب کا علم ہو جانے کے بعد بھی اگر خریدار سودا واپس نہ کرنا چاہے، یعنی سودا فسخ نہ کرنا چاہے تو اسے، اس کا اختیار حاصل ہے کہ وہ سودا فسخ نہ کرے۔) ③ جانور کے تھنوں میں دودھ، اس لیے روکا جاتا ہے تاکہ خریدار کو یہ معلوم ہو کہ جانور دودھیل (بہت دودھ دینے والا) ہے۔ اس طرح کے فریب کی وجہ سے خریدار زیادہ قیمت دینے پر تیار ہو جاتا ہے۔ ④ تصریہ کی تفسیر باب میں بیان ہو چکی ہے۔ چونکہ اس کا مقصد خریدار کو دھوکا دینا ہے اور ایسا دھوکا لگنا بہت ممکن ہے، لہٰذا شریعت نے خریدار کو سودے کی منسوخی کا اختیار دیا ہے۔ اور اس میں کوئی اشکال نہیں۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں، البتہ احناف کو یہ بات اصول کے خلاف معلوم ہوتی ہے کہ طے شدہ سودے کو ایک فریق کیسے منسوخ کر سکتا ہے؟ حالانکہ دھوکا ایک بہت بڑا سبب ہے جو کسی بھی عقد کو فسخ کر سکتا ہے۔ خود احناف عیب کی بنا پر سودے کے فسخ کے قائل ہیں۔ اگر عیب معلوم ہونے سے سودا فسخ ہو سکتا ہے تو دھوکا معلوم ہونے سے سودا فسخ کیوں نہیں ہو سکتا؟ ⑥ ''کھجوروں کا ایک صاع'' اس دودھ کا معاوضہ جو پہلے مالک کے پاس ہوتے ہوئے جانور کے تھنوں میں جمع ہو چکا تھا اور خریدار نے وہ دودھ استعمال کیا۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ دودھ تو کم و بیش ہو سکتا ہے، معاوضہ متعین کیوں کر دیا گیا؟ تو یہ دراصل قطع نزاع کے لیے ہے ورنہ قیمت کے تعین میں باہمی اختلاف ہو سکتا ہے۔ شریعت اس مسئلے میں ہم سے زیادہ سمجھ دار ہے۔ تبھی پیٹ کا بچہ ضائع کر دینے کی صورت میں شریعت نے ایک غلام یا گھوڑا معاوضہ مقرر کیا ہے۔ وہ بچہ پانچ ماہ کا بھی ہو سکتا ہے، نو ماہ کا بھی۔ اور یہ ضروری نہیں کہ غلام اور گھوڑے کی قیمت برابر ہو۔ بلکہ غلام اور غلام، نیز گھوڑے اور گھوڑے کی قیمت بھی برابر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح شریعت نے ہاتھوں اور پاؤں کی ہر ہر انگلی کی دیت دس دس اونٹ مقرر کر رکھی ہے، خواہ وہ چھنگلی ہو یا انگوٹھا، خواہ ہاتھ سے ہو یا پاؤں سے، حالانکہ سب کی جسامت اور مفاد برابر نہیں۔ اور اونٹوں کی قیمت بھی ایک جیسی نہیں۔ صاع کیوں مقرر کیا گیا؟ حتی کہ انھوں نے اپنا غصہ راویٔ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر بھی جھاڑا ہے کہ وہ فقیہ نہیں تھے۔ پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر چار سال تک صبح و شام رسول اللہ ﷺ سے فیض یاب ہونے والے وہ صحابی فقیہ نہیں بنے تو آپ حضرات کی فقاہت کی سند کیا ہے؟ چاند پر نہیں تھوکنا چاہیے ورنہ اپنا منہ بھی دکھانے کے قابل نہیں رہتا۔ چاند کا کچھ نہیں بگڑتا، نیز یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فتویٰ نہیں کہ ان پر اعتراض کیا جائے بلکہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جسے انھوں نے نقل فرمایا ہے، نیز یہ روایت تو احناف کے مسلمہ فقیہ صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی آتی ہے۔ اب اپنے گھر کو تو ڈھانے سے رہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ صحیح سند سے ثابت فرمان رسول کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے اور شریعت کی باریکیوں کو شارع علیہ السلام کی بصیرت کے

حوالے کر دیا جائے کہ رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔ مختصراً یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے جانور کے ساتھ ایک صاع کھجوریں دینے کا حکم اس لیے دیا ہے کہ اس جانور سے حاصل ہونے والے دودھ کا معاوضہ ہو جائے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب خریدار نے وہ جانور خریدا تھا تو کچھ دودھ اس کی ملکیت میں آنے سے پہلے پیدا ہو چکا تھا اور کچھ دودھ ملکیت میں آنے کے بعد پیدا ہوا ہے لیکن یہ قطعاً معلوم نہیں ہو سکتا کہ کتنے دودھ کی قیمت خریدار نے ادا کی ہے اور کتنا دودھ نیا ہے' اس لیے دودھ یا اس کی قیمت واپس کرنا ممکن ہی نہیں تھا' لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس دودھ کے مقابلے میں ایک صاع کھجوریں مقرر فرما دیں تاکہ مشتری اور بائع کے درمیان اختلاف پیدا نہ ہو۔ خریدنے والے شخص کو جو دودھ حاصل ہوا ہے یہ صاع اس کا معاوضہ بن جائے گا۔ اس معاملے میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ دودھ' معاوضے سے زیادہ تھا یا تھوڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ دودھ کم تھا یا زیادہ' اس کو معلوم کرنے کا کوئی آلہ اور پیمانہ وجود میں آیا ہے نہ آ ہی سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ جن علاقوں میں کھجور فراواں نہیں ہوتی' وہاں اس علاقے کی عام خوراک دی جا سکتی ہے' مثلاً: ہمارے علاقے میں گندم دی جا سکتی ہے۔ یہاں تو کھجوروں کا صاع بہت مہنگا ہوگا۔ کھجور کا تعین عرب علاقے کی مناسبت سے ہے کہ وہاں کھجور عام خوراک تھی اور بآسانی اور بہ افراط ملتی تھی' جیسے ہمارے ہاں گندم ہے۔ لیکن اس میں بھی مستحب یہی ہے کہ پورا صاع گندم دی جائے۔ اور اسی طرح جس علاقے کی خوراک چاول ہو' وہاں ایک صاع چاول دیے جا سکتے ہیں۔ واللہ أعلم.

٤٤٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اشْتَرٰى مُصَرَّاةً فَإِنْ رَضِيَهَا إِذَا حَلَبَهَا فَلْيُمْسِكْهَا، وَإِنْ كَرِهَهَا فَلْيَرُدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ».

۴۴۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایسا جانور خریدا جس کا دودھ روکا گیا تھا تو (اس دھوکے کا پتا چل جانے پر) وہ (خریدار) چاہے تو اسے رکھ لے' چاہے واپس کر دے (لیکن واپسی کی صورت میں) اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دینا ہوگا۔''

٤٤٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۴۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٤٤٩٣ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب حكم بيع المصراة، ح: ١٥٢٤ من حديث داود به، وعلقه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقر والغنم وكل محفلة، ح: ٢١٤٨ من حديث موسى بن يسار به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٨٠.

٤٤٩٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٢٤/ ٢٦ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ مُحَفَّلَةً أَوْ مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِنْ شَاءَ أَنْ يُمْسِكَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَرُدَّهَا رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ».

ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایسا جانور خریدا جس کا دودھ تھنوں میں جمع کیا گیا تھا' اسے تین دن تک اختیار رہتا ہے' چاہے تو رکھ لے' چاہے واپس کر دے اور ساتھ کھجوروں کا ایک صاع دے دے۔ گندم کا نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''ابوالقاسم'' یہ رسول اللہ ﷺ کی کنیت تھی' یا تو آپ کے بڑے بیٹے قاسم کی نسبت سے یا اس لیے کہ آپ اللہ کے حکم سے علم اور مال تقسیم فرماتے تھے۔ تقسیم کرنے والے کو بھی قاسم کہا جاتا ہے۔ عربوں میں کنیت کا عام رواج تھا۔ جب کسی کا احترام مقصود ہوتا تھا تو اسے کنیت سے پکارا جاتا تھا۔ ② ''تین دن تک'' کیونکہ اتنے دنوں میں اصل دودھ کا پتا چل جاتا ہے اور دھوکا واضح ہو جاتا ہے۔ ③ ''گندم کا نہیں'' کیونکہ اس وقت عرب میں گندم بہت مہنگی تھی۔ خال خال کسی کے پاس تھوڑی بہت ہوتی تھی جیسے آج کل ہمارے ہاں کھجوریں ہیں' لہٰذا گندم کی نفی اس علاقے کے لحاظ سے ہے نہ کہ ہمارے علاقے کے لحاظ سے جہاں کی عام خوراک گندم ہے بلکہ یہاں گندم دی جائے گی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٥) - اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ (التحفة ١٣)

باب:۱۵- نفع اس کو ملے گا جو چیز کا ضامن ہو

٤٤٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَوَكِيعٌ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ.

۴۴۹۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کسی چیز کا نفع اس کو ملے گا جو اس چیز کا ضامن ہوگا۔

فائدہ: مثلاً: کسی شخص نے کوئی جانور خریدا' چند دن کے بعد اس میں عیب یا دھوکے کا انکشاف ہوا تو بیع واپس ہوگئی مگر جتنے دن وہ جانور خریدار کے پاس رہا' اس سے حاصل ہونے والا دودھ وغیرہ اسی کا ہوگا کیونکہ ان دنوں

٤٤٩٥- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الخراج بالضمان، ح: ٢٢٤٢ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨١، وقال الترمذي، ح: ١٢٨٥ "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٢٧، وابن حبان، ح: ١١٢٥ وغيرهما. ☆ مخلد حسن الحديث (نيل المقصود، ح: ٣٥٠٨).

اگر اس جانور کا نقصان ہو جاتا تو خریدار کے ذمے پڑتا۔ اسی طرح ان دنوں کے دوران میں خوراک وغیرہ بھی اسی کی ذمہ داری تھی۔

(المعجم ١٦) - بَيْعُ الْمُهَاجِرِ لِلْأَعْرَابِيِّ (التحفة ١٤)

باب:١٦- شہری آدمی کا اعرابی کی چیز بیچنا

٤٤٩٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّي، وَأَنْ يَبِيعَ مُهَاجِرٌ لِلْأَعْرَابِيِّ، وَعَنِ التَّصْرِيَةِ وَالنَّجْشِ، وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ، وَأَنْ تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا.

۴۴۹۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی تاجر تجارتی قافلے کو منڈی سے باہر جا کر ملے‘ یا کوئی شہری کسی اعرابی (دیہاتی) کی کوئی چیز بیچے‘ یا کوئی اپنے جانور کا دودھ روکے‘ یا کوئی شخص ناجائز بھاؤ بڑھائے یا کوئی شخص کسی دوسرے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ کرے۔ یا کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے۔

فوائد و مسائل: ① ”باہر جا کر ملے“ یہ ایک طریقہ تھا تجارتی قافلے کو دھوکے میں رکھنے کا کہ منڈی میں داخل ہونے سے پہلے آگے جا کر تجارتی قافلے کے ساتھ سودے کر لیے جائیں تاکہ قافلے والوں کو منڈی کے بھاؤ کا علم نہ ہو سکے اور ان سے سستا مال خرید لیا جائے۔ دراصل اس میں دھوکا مقصود ہے‘ لہٰذا شریعت نے اس سے منع فرما دیا بلکہ قافلے کو منڈی میں آنے دیا جائے‘ پھر ان سے سودے کیے جائیں۔ ② ”کوئی شہری کسی اعرابی“ حدیث میں لفظ مہاجر استعمال ہوا ہے کیونکہ اس وقت اکثر مہاجر ہی تجارت کرتے تھے‘ انصار تو زمیندار تھے۔ فرمان کا مقصد یہ ہے کہ شہری آدمی دیہاتی کا سامان نہ بیچے کیونکہ اس سے مہنگائی پیدا ہوگی۔ آخر شہری نے اپنا کمیشن بھی تو نکالنا ہے۔ اگر دیہاتی خود اپنا سامان بیچے گا تو ظاہر ہے‘ وہ سستا بیچے گا کیونکہ اس نے اسی دن بیچ کر گھر واپس جانا ہوتا ہے جبکہ شہری اسے کہتا ہے کہ سامان میرے پاس رکھ چھوڑ و‘ جب بھاؤ تیز ہوگا تو میں بیچ دوں گا۔ اس طریقے سے مہنگائی بڑھتی ہے‘ اس لیے منع فرمایا۔ ہاں‘ اگر شہری دیہاتی کے لیے کوئی چیز خریدے تو اجازت ہے کیونکہ اس سے مہنگائی نہیں ہوگی بلکہ وہ سستی چیز خریدے گا تاکہ کچھ اپنے لیے بھی بچا سکے۔

٤٤٩٦ـ أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في الطلاق، ح:٢٧٢٧، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه وسومه على سومه ... الخ، ح:١٥١٥/١٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٨٢.

③ ''بھاؤ بڑھانے'' کسی آدمی کی نیت چیز خریدنے کی نہیں لیکن وہ جان بوجھ کر ایک چیز کا بھاؤ زیادہ لگاتا ہے تاکہ اصل خریدار کو دھوکا دیا جا سکے اور وہ مہنگی خریدے۔ عام طور پر ایسے لوگ دکاندار کے ایجنٹ ہوتے ہیں جو کمیشن لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی دھوکا ہے' اس لیے منع کیا گیا ہے۔ ④ ''طلاق کا مطالبہ کرے'' کوئی عورت نکاح کے موقع پر یا بعد میں یہ شرط لگائے کہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے۔ یا پہلی بیوی دوسری بیوی کی طلاق کا مطالبہ کرے یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں بھی خود غرضی اور حسد کارفرما ہے۔ ہر عورت کا اپنا اپنا نصیب ہے جس پر اسے قناعت کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٧) - بَيْعُ الْحَاضِرِ لِلْبَادِيِّ (التحفة ١٥)

باب:١٧- شہری کے لیے دیہاتی کا مال بیچنا جائز نہیں

٤٤٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَبَاهُ أَوْ أَخَاهُ.

۴۴۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال بیچے اگرچہ وہ اس کا باپ یا بھائی ہو۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۴۴۹۶ کا فائدہ نمبر: ۲۔

٤٤٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ نُوحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ.

۴۴۹۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں منع فرمایا گیا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے سامان بیچے اگرچہ وہ اس کا باپ یا بھائی ہو۔

٤٤٩٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في النهي أن يبيع حاضر لباد، ح: ٣٤٤٠ من حديث يونس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨٣. وانظر الحديث الآتي فإنه شاهد له.

٤٤٩٨ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ٢١/١٥٢٣ من حديث يونس بن عبيد، والبخاري، البيوع، باب: يشتري حاضر لباد بالسمسرة، ح: ٢١٦١ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨٤.

٤٤٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

۴۴۹۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں روکا گیا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان بیچے۔

٤٥٠٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ».

۴۵۰۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے بلکہ لوگوں کو خود بیچنے دو تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک دوسرے سے رزق عطا فرمائے۔''

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ معاملات فطری طریقے سے جاری رہنے چاہییں۔ مصنوعی طریقے سے قلت پیدا کر کے یا ذخیرہ اندوزی کے ذریعے سے مہنگائی پیدا نہیں کرنی چاہیے بلکہ جوں جوں پیداوار آتی جائے، بازار میں فروخت ہوتی جائے اور ضرورت مند لوگوں تک پہنچتی رہے۔ ظاہر ہے اگر شہری دیہاتی کا مال بیچے گا تو ذخیرہ اندوزی کرے گا اور مصنوعی قلت پیدا کرے گا تا کہ پیداوار مہنگی فروخت ہو اور اس کا اپنا فائدہ ہو۔

٤٥٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ».

۴۵۰۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سودے کرنے کے لیے تجارتی قافلوں کو منڈی سے باہر جا کر نہ ملو۔ اور کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اور ناجائز بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ اور شہری دیہاتی کا مال نہ بیچے۔''

٤٤٩٩ـ أخرجه البخاري، السابق، ومسلم، ح: ١٥٢٣/ ٢ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨٥ . * محمد هو ابن سيرين.

٤٥٠٠ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢٢ من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨٦ .

٤٥٠١ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقر والغنم وكل محفلة، ح: ٢١٥٠، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه ... الخ، ح: ١٥١٥/ ١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٣، ٦٨٤، والكبرٰى، ح: ٦٠٨٧ .

٤٥٠٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ ابْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّلَقِّي، وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

۴۵۰۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھاؤ بڑھانے، تجارتی قافلوں کو آگے جا کر ملنے اور شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: تفصیلات حدیث:۴۴۹۶ میں بیان ہو چکی ہیں۔

(المعجم ١٨) - اَلتَّلَقِّي (التحفة ١٦)

باب:۱۸- تجارتی قافلے کو منڈی سے باہر جا کر ملنا

٤٥٠٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّلَقِّي.

۴۵۰۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی تاجر منڈی سے باہر جا کر تجارتی قافلے کو ملے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث:۴۴۹۶ فائدہ:۱۔

٤٥٠٣ب- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ حَتّٰى يَدْخُلَ بِهَا السُّوقَ؟ فَأَقَرَّ بِهِ أَبُو أُسَامَةَ وَقَالَ: نَعَمْ.

۴۵۰۳ (ب)- اسحاق بن ابراہیم نے ابو اسامہ سے پوچھا: کیا آپ کو (مندرجہ ذیل حدیث) عبیداللہ نے بواسطہ نافع ابن عمر سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تجارتی قافلوں کو آگے جا کر ملنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ بازار میں (غلہ لے کر) پہنچ جائیں؟ تو

٤٥٠٢- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٨٨، وأصله متفق عليه، انظر الحديث الآتي.

٤٥٠٣- أخرجه البخاري، ح:٢١٦٧ بألفاظ أخرٰى، وأخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم تلقي الجلب، ح:١٥١٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٨٩ . أخرجه البخاري، ح:٢١٦٦ من حديث نافع به * عبيدالله هو ابن عمر.

٤٥٠٣ب- أخرجه مسلم من حديث عبيدالله بن عمر به، (انظر الحديث السابق) وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٩٠.

ابواسامہ نے اس کا اقرار کیا اور فرمایا: جی ہاں۔

٤٥٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.

۴۵۰۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی تاجر منڈی اور بازار سے باہر ہی تجارتی قافلے کو ملے یا کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال بیچے۔ (راویٔ حدیث جناب طاؤس نے کہا کہ) میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے سے روکنے کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے فرمایا: وہ اس کا دلال نہ بنے۔

فائدہ: ”دلال نہ بنے“ یعنی کمیشن لے کر اس کی چیز نہ بیچے کیونکہ اس طرح مہنگائی ہوگی۔ کمیشن کی رقم بھی تو اس چیز کی قیمت میں شامل ہوگی۔ ہاں، اگر وہ ازراہ ہمدردی دیہاتی کا سامان بیچے تاکہ اسے اپنی سادگی کی بنا پر کوئی نقصان نہ ہو اور اس سے کمیشن وصول نہ کرے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طرح مہنگائی کا خطرہ نہیں۔ کمیشن ہی مہنگائی کا سبب ہے۔ دلال کو آج کل کمیشن ایجنٹ کہا جاتا ہے۔

٤٥٠٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ الْقُرْدُوسِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ سِيرِينَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ، فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ، فَإِذَا أَتٰى سَيِّدُهُ السُّوقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ».

۴۵۰۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”تجارتی قافلوں کو منڈی سے باہر جا کر نہ ملو۔ اگر کوئی تاجر منڈی سے باہر جا کر ملے گا اور قافلے سے کوئی چیز خریدے گا تو جب قافلہ بازار میں پہنچے گا، مالک کو اختیار ہوگا کہ وہ سودا واپس کر لے۔“

فائدہ: ”واپس کر لے“ کیونکہ تاجر نے اس سے دھوکا کیا ہے اور دھوکا شریعت میں جائز نہیں، لہٰذا وہ بیع فسخ

٤٥٠٤- أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢١ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، البيوع، باب: هل يبيع حاضر لباد بغير أجر؟ . . . الخ، ح: ٢١٥٨ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٩١.

٤٥٠٥- أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم تلقي الجليب، ح: ١٧/١٥١٩ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٩٢.

ہوسکتی ہے بشرطیکہ مالک کو یہ محسوس ہو کہ مجھے دھوکا دے کر مال بازار سے کم قیمت پر خریدا گیا ہے۔

(المعجم ١٩) - سَوْمُ الرَّجُلِ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ (التحفة ١٧)

باب:۱۹- اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ کرنا

٤٥٠٦- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبِيعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يُسَاوِمِ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِيءَ مَا فِي إِنَائِهَا وَلْتُنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللهُ لَهَا».

۴۵۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے' دھوکے سے بھاؤ نہ بڑھاؤ' کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ کرے اور نہ اس کے پیغام نکاح پر پیغام بھیجے اور نہ کوئی عورت اپنی (سوکن) بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تاکہ اس کے برتن کو انڈیل دے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ بھی نکاح کرے جو اس کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے' اسے مل جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مصنف رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرے۔ یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ سودے میں خرید وفروخت' دونوں چیزیں ہی آتی ہیں۔ تفصیل اس طرح ہے کہ کوئی شخص خریدار سے یہ کہے کہ اس سے یہ چیز نہ خرید۔ میں تجھے اس سے سستی دیتا ہوں اور نہ کوئی بیچنے والے سے یہ کہے کہ اسے نہ بیچ' میں یہ چیز اس سے زیادہ قیمت میں تجھ سے خریدلوں گا۔ یہ دونوں کام حرام ہیں۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس سے بھی روکتی ہے کہ کسی دیہاتی شخص کی چیز کوئی شہری بیچے' اس لیے کہ شہری کے لیے حرام ہے کہ وہ دیہاتی سے کہے کہ تو اپنا مال میرے پاس رکھ دے جب قیمت زیادہ ہو جائے گی' میں تیری چیز مہنگے داموں بیچ دوں گا۔ ہاں' اگر دیہاتی شخص کو منڈی وغیرہ کے بھاؤ کا کوئی علم نہیں یا یہ خطرہ ہے کہ خریدار اسے ''پینڈو'' سمجھتے ہوئے دھوکا دے کر اس کی چیز سستے داموں اس سے خرید لے گا اور اسے لاعلمی کی وجہ سے اپنی چیز کی اصل اور مناسب قیمت بھی نہیں ملے گی اور کوئی شہری ازراہِ ہمدردی اس کا سودا' کماحقہ' مناسب قیمت کے عوض بیچ دے تو یہ عمل قابل تعریف ہے اور ایسا شخص

٤٥٠٦- أخرجه البخاري، الشروط، باب ما لا يجوز من الشروط في النكاح، ح: ٢٧٢٣، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٣/ ٥٣ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٩٣، وتقدم طرفه، ح: ٣٢٤٣.

عند اللہ اجر وثواب کا حق دار ہے۔ ممانعت وہاں ہے جہاں شہری اپنا اُلو سیدھا کرنے کے چکر میں ہو' دیہاتی کی خیر خواہی سرے سے مطلوب ہی نہ ہو۔ ③ یہ حدیث مبارکہ بیع نجش کی حرمت کی بھی دلیل ہے۔ بیع نجش کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص کا مقصد چیز خریدنا بالکل نہیں ہوتا لیکن دو سودا کرنے والوں کے پاس آ کر وہ بکنے والی چیز کی زیادہ قیمت لگا دیتا ہے تاکہ خریدار دھوکا کھا جائے اور ایک کم قیمت چیز' زیادہ قیمت میں خرید لے۔ ایسے عموماً دکانداروں کے ''پالتو'' ایجنٹ ہی ہوتے ہیں' وہ اپنی اس ناجائز حرکت اور غیر شرعی کام کے باقاعدہ پیسے لیتے ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہر وہ صورت ناجائز اور حرام ہے جس سے دوسرے مسلمان کو نقصان پہنچانا مقصود ہو اور وہ صورت جائز اور ممدوح ہے جس میں دوسرے مسلمان کی خیر خواہی مطلوب ہو اور اس سے شریعت کا کوئی تقاضا بھی مجروح نہ ہوتا ہو۔ واللہ أعلم. ④ یہ حدیث مبارکہ اس اہم اصول کی بھی صریح دلیل ہے کہ شریعت نے ہر اس سبب اور ذریعے کو قطعی طور پر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے جو باہمی بغض وعناد کی طرف لے جانے والا ہو یا بخیلی' حسد اور کینے وغیرہ تک پہنچا دینے والا ہو۔ الغرض! شریعت مطہرہ نے ہر وہ دروازہ مسدود کر دیا ہے جو مذکورہ یا ان جیسی دیگر اشیاء کی طرف کھلتا ہو۔ ⑤ ''برتن انڈیل دے'' یعنی اس کو نکاح کے فوائد سے محروم کر دے۔ باقی دیکھیے روایت: ۴۴۹۶۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ بَيْعِ الرَّجُلِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ (التحفة ١٨)

باب: ۲۰- اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا کرنا

٤٥٠٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ وَاللَّيْثُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَبِيعُ أَحَدُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ».

۴۵۰۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔''

٤٥٠٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ

۴۵۰۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع

٤٥٠٧ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو يترك، ح: ٢١٣٩، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه . . . الخ، ح: ١٤١٢ بعد، ح: ١٥١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٨٣، والكبرى، ح: ٦٠٩٤ .

٤٥٠٨ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٠٩٥، وأخرجه مسلم، ح: ١٤١٢/ ٥٠ من حديث عبيدالله بن عمر به مختصرًا .

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ حَتَّى يَبْتَاعَ أَوْ يَذَرَ».

پر بیع نہ کرے حتی کہ وہ خرید لے یا چھوڑ دے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۴۴۹۶' فائدہ:۴

(المعجم ٢١) - اَلنَّجْشُ (التحفة ١٩)

باب:۲۱-نجش' یعنی بھاؤ بڑھانے کا حیلہ کرنا

٤٥٠٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: نَهٰى عَنِ النَّجْشِ.

۴۵۰۹- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حیلے کے ساتھ بھاؤ بڑھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث:۴۴۹۶' فائدہ:۳۔

٤٥١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَزِيدُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ الْأُخْرٰى لِتَكْتَفِيَءَ مَا فِي إِنَائِهَا».

۴۵۱۰- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے۔ بھاؤ بڑھانے کا حیلہ نہ کرو۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے طے شدہ سودے سے زیادہ کا لالچ نہ دے اور کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کے برتن کو انڈیل دے۔''

٤٥٠٩ـ أخرجه البخاري، الحيل، باب ما يكره من التناجش، ح: ٦٩٦٣ عن قتيبة، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه، وسومه على سومه . . . الخ، ح: ١٥١٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٦٨٤/٢، والكبرٰى، ح: ٦٠٩١.

٤٥١٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٤/ ١٧١، ح: ٣٠٢٨ من حديث بشر بن شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٩٦، ٦٠٩٧، انظر الحديث المتقدم: ٤٥٠٦.

٤٥١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَزِيدُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِيءَ بِهِ مَا فِي صَحْفَتِهَا».

۴۵۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے۔ بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے طے شدہ سودے پر اضافے کا لالچ نہ دے اور کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کے برتن کو انڈیل دے۔''

فائدہ: ''اضافے کا لالچ نہ دے'' یعنی ایک شخص سودا طے کر چکا ہے۔ اب کوئی اور شخص دکان دار کو زیادہ قیمت کا لالچ دے کر سابقہ سودا منسوخ کرنے اور اپنے ساتھ نیا سودا کرنے کی ترغیب دے' یہ منع ہے کیونکہ اس میں پہلے شخص کی حق تلفی ہے جو سودا کر چکا ہے۔ ایسی صورت میں دوسرا سودا معتبر نہیں ہوگا بلکہ کالعدم ہوگا۔

(المعجم ٢٢) - اَلْبَيْعُ فِيمَنْ يَزِيدُ (التحفة ٢٠)

باب:۲۲- نیلامی والی بیع

٤٥١٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَنَفِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَاعَ قَدَحًا وَحِلْسًا فِيمَنْ يَزِيدُ.

۴۵۱۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ اور ایک ٹاٹ نیلامی کے ذریعے سے بیچا تھا۔

فوائد ومسائل: ① اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک انصاری آدمی آپ کے پاس کچھ مانگنے آیا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمھارے گھر میں کوئی چیز (موجود) ہے؟'' اس نے کہا: ہاں' ایک کمبل ہے۔ ہم آدھا اوڑھ لیتے ہیں اور آدھا نیچے بچھاتے ہیں۔ اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔'' وہ شخص دونوں چیزیں لے آیا تو نبی ﷺ نے دو درہم میں بیچ کر رقم اس انصاری کو دے دی اور

٤٥١١- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٠٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٩٨.

٤٥١٢- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، ح: ١٦٤١، وابن ماجه، ح: ٢١٩٨ من حديث عيسى بن يونس به، وقال الترمذي، ح: ١٢١٨: "حسن".

فرمایا: ایک درہم کا کھانے پینے کا سامان خرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کا کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آؤ۔“ اس شخص نے اسی طرح کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس (کلہاڑے) میں اپنے ہاتھ مبارک سے دستہ ٹھونک دیا اور فرمایا: ”جاؤ‘ لکڑیاں کاٹو اور بیچو۔ پندرہ دن تک میں تمھیں نہ دیکھوں۔“ وہ شخص چلا گیا‘ لکڑیاں کاٹتا اور فروخت کرتا رہا۔ اس کے بعد پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم (جمع ہو چکے) تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کچھ رقم سے کھانے پینے کی چیزیں خرید لو اور کچھ رقم کا کپڑا خرید لو۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”یہ (محنت مزدوری کر کے کمانا) تیرے لیے اس سے بہت بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن آئے اور (لوگوں سے) مانگنے کی وجہ سے تیرا چہرہ داغ دار ہو...... الخ. (سنن أبي داود‘ الزكاة‘ حديث:١٦٤١‘ و سنن ابن ماجه‘ التجارات‘ حديث:٢١٩٨) ② ”نیلامی کے ذریعے بیچا“ اسی مذکورہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”انھیں کون خریدے گا؟“ ایک شخص نے کہا: میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اس سے زیادہ کون دے گا؟“ ایک دوسرے شخص نے کہا: میں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے اسے بیچ دیا۔ (سنن أبي داود‘ الزكاة‘ حديث:١٦٤١‘ و سنن ابن ماجه‘ التجارات‘ حديث:٢١٩٨) ایسی بیع کو نیلامی کی بیع کہا جاتا ہے جس میں بیچنے والا پہلی پیش کش پر راضی نہیں ہوتا‘ لہٰذا وہ نئے شخص سے نئے بھاؤ کا مطالبہ کرتا ہے‘ خواہ اسے دس مرتبہ ایسا کرنا پڑے۔ جس شخص کے بھاؤ کو وہ پسند کرے گا‘ اسے بیچ دے گا۔ اس بیع میں اصولی طور پر کوئی خرابی نہیں کیونکہ بیچنے والے نے پہلے خریدار کا بھاؤ رد کر دیا‘ لہٰذا نئے خریدار کے لیے نیا بھاؤ لگانا جائز ہے۔ بھاؤ پر بھاؤ اس وقت منع ہے جب خریدار اور بیچنے والا آپس میں بھاؤ کی بحث کر رہے ہوں اور رد وقبول کا فیصلہ نہ ہوا ہو‘ یا بھاؤ طے ہو گیا ہو اور دونوں نے قبول کر لیا ہو۔ نیلامی میں یہ خرابی نہیں‘ لہٰذا یہ بیع جائز ہے‘ البتہ اس سے مہنگائی پیدا ہونے کا امکان ہے کیونکہ بسا اوقات خریدار حضرات ضد میں بھاؤ بڑھانا شروع کر دیتے ہیں‘ اس لیے بلاضرورت یہ طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو اس فقیر کے مفاد کی خاطر یہ طریقہ اختیار فرمایا تھا۔ یہ بیع اس وقت ہی ہونی چاہیے جب چیز فروخت کرنا مقصود ہو۔ اگر مقصد چیز فروخت کرنا نہ ہو بلکہ نیلامی صرف قیمت بڑھانے کے لیے ہو تو پھر نیلامی کی بیع ناجائز ہے۔ ہاں‘ اگر نیلامی سے مہنگائی نہ بڑھتی ہو تو اس بیع میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٢٣) - بَيْعُ الْمُلَامَسَةِ (التحفة ٢١)

باب:٢٣- بیع ملامسہ کا بیان

٤٥١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۴۵۱۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٥١٣ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الملامسة، ح:٢١٤٦، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح:١٥١١ باختلاف في السند من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/٦٦٦، والكبرٰى، ح:٦١٠٠.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ وَأَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① بیع ملامسہ حرام ہے کیونکہ اس میں نرا دھوکا ہی دھوکا ہے' جبکہ شرعاً اور اخلاقاً کسی کو دھوکا دینا قطعی طور پر ناجائز ہے۔ ② حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیع منابذہ بھی حرام ہے۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ لطیف سا اشارہ بھی نکلتا ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگوں کے مابین جو ناجائز معاملات رواج پذیر تھے اور ان کی وجہ سے ان میں باہمی کش مکش اور قطع تعلقی کی فضا بنی رہتی تھی' شارع علیہ السلام اس بات کے بے حد حریص تھے کہ اپنی امت کو ایسے تمام معاملات سے دور کر دیں جو ان کے باہمی تعلقات کے بگاڑ کا سبب بن سکتے تھے اور جس کی وجہ سے ان کے مابین منافرت اور بغض وعناد پیدا ہو سکتے تھے۔ بیع ملامسہ ومنابذہ اور دیگر ممنوع بیوع بھی اسی قبیل سے ہیں۔ لیکن باوجود ایں ہمہ' روپے پیسے اور مال ودولت کی حرص وہوس نے لوگوں کی اکثریت کو اندھا کر دیا ہے' دولت اکٹھی کرنے ہی کو اصل مقصد حیات سمجھ لیا گیا ہے اور اس میں حلال وحرام کی بھی تمیز نہیں کی جاتی۔

(المعجم ٢٤) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٢٢)

باب:۲۴- اس (ملامسہ) کی تفسیر

٤٥١٤- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ لَمْسِ الثَّوْبِ لَا

۴۵۱۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ یہ ہے کہ کپڑے کو چھوا جائے' کھول کر نہ دیکھا جائے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ بیچنے والا کپڑے کو خریدار کی طرف پھینک دے اور سودا ہو جائے بغیر اس کے کہ وہ اس کپڑے کو الٹ پلٹ کر دیکھے۔

٤٥١٤- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الملامسة، ح: ٢١٤٤ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح: ١٥١٢ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٠١.

يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ إِلَى الرَّجُلِ بِالْبَيْعِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ أَوْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں اہل جاہلیت دھوکے والے سودے کرتے تھے۔ آپ نے ان سب کو ممنوع قرار دے دیا۔ یہ ملامسہ اور منابذہ بھی اسی قسم کے جاہلی سودے تھے جن میں صاف دھوکا ہوتا تھا' مثلاً: بیچنے والا خریدنے والے کو کہتا کہ جس کپڑے کو تمھارا ہاتھ لگ گیا' وہ اتنے میں تجھے فروخت' خواہ کسی کپڑے کو ہاتھ لگ جاتا' خواہ وہ اندر سے بالکل پھٹا ہوتا۔ صرف ہاتھ لگنے سے بیع پکی ہو جاتی تھی۔ کھول کر دیکھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور بعد میں وہ واپس بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اسے ملامسہ کہتے تھے۔ اسی طرح بیچنے والا خریدنے والے کی طرف کوئی چیز (کپڑا یا کچھ اور) پھینکتا' اتنے سے وہ سودا پکا ہو جاتا۔ اس چیز کو پرکھنے اور جانچنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ بعد میں وہ چیز بھی واپس نہیں ہو سکتی تھی' خواہ وہ کتنی ہی عیب دار کیوں نہ ہوتی۔ اسے منابذہ کہتے تھے۔ ظاہر ہے شریعت اس قسم کے مبہم سودے اور دھوکے بازی کو کیسے جائز قرار دے سکتی تھی' لہٰذا سختی کے ساتھ ان سے روک دیا گیا۔ منابذہ کی ایک اور تفسیر بھی کی گئی ہے کہ خریدار کنکری پھینکتا' کنکری جس چیز پر جا گرتی' اس کا سودا ہو جاتا تھا بغیر تحقیق کیے کہ وہ چیز کیسی ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَيْعُ الْمُنَابَذَةِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۵- بیع منابذہ کا بیان

٤٥١٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ.

۴۵۱۵- حضرت ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ قسم کی بیوع سے منع فرمایا۔

٤٥١٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

۴۵۱۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا:

٤٥١٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٠٢.

٤٥١٦ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر، ح: ٦٢٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٠٣.

الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے سودوں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔

(المعجم ٢٦) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٢٤)

باب:۲۶-اس (منابذہ) کی تفسیر

٤٥١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى بْنِ بُهْلُولٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدًا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ، وَالْمُلَامَسَةُ أَنْ يَتَبَايَعَ الرَّجُلَانِ بِالثَّوْبَيْنِ تَحْتَ اللَّيْلِ يَلْمِسُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمَا ثَوْبَ صَاحِبِهِ بِيَدِهِ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ الثَّوْبَ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ إِلَيْهِ الثَّوْبَ فَيَتَبَايَعَا عَلَى ذٰلِكَ.

۴۵۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منابذہ اور ملامسہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ یہ ہے کہ دو آدمی رات کے اندھیرے میں دو کپڑوں کا اس طرح سودا کریں کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ سے چھوئے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی طرف کپڑا پھینکے اور دوسرا اس کی طرف کپڑا پھینکے۔ بس اتنے میں سودا ہو جائے۔

فائدہ: کپڑا تو بطور مثال ذکر کیا گیا ہے ورنہ کوئی بھی چیز اس طریقے سے بیچی جائے یا خریدی جائے' اسے ملامسہ اور منابذہ کہا جائے گا۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ دونوں طرف ایک ہی جنس کی چیزیں ہوں جیسا کہ تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے بلکہ نقدی کے ساتھ سودا ہو' تب بھی یہی حکم ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جس سودے میں بھی ابہام ہو یا دھوکا دہی کا امکان ہو' وہ منع ہے کیونکہ اس قسم کا سودا بعد میں لڑائی جھگڑے کا سبب بنتا ہے' نیز اس کی بنیاد خود غرضی اور دھوکا دہی پر ہے اور یہ دونوں انسانیت اور اسلام کے خلاف ہیں۔

٤٥١٨- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۵۱۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

٤٥١٧- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٣/ ٢١، ح: ١٧٢١ من حديث محمد بن المصفى به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ٦١٠٤. * الزبيدي هو محمد بن الوليد.

٤٥١٨- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦١٠٥. * صالح هو ابن كيسان.

يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُلَامَسَةِ، وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ، وَالْمُنَابَذَةُ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ إِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ.

رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ یہ ہے کہ کپڑے کو صرف چھوا جائے۔ (اچھی طرح کھول کر) دیکھا نہ جائے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی طرف کپڑا وغیرہ پھینکے لیکن الٹ پلٹ کرنے کی اجازت نہ ہو۔

٤٥١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ، أَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ إِذَا نَبَذْتُ هٰذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ - يَعْنِي الْبَيْعَ -، وَالْمُلَامَسَةُ أَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ وَلَا يَنْشُرُهُ وَلَا يُقَلِّبُهُ إِذَا مَسَّهُ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.

۴۵۱۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس اور دو قسم کے سودوں سے منع فرمایا ہے۔ سودے تو ملامسہ اور منابذہ ہیں۔ منابذہ یہ ہے کہ بیچنے والا کہے کہ جب میں یہ کپڑا پھینک دوں گا' بیع پکی ہو جائے گی۔ اور ملامسہ یہ ہے کہ خریدنے والا کپڑے کو صرف ہاتھ سے چھوئے اور اسے کھول کر الٹ پلٹ کر نہ دیکھے۔ جب چھو لیا تو سودا پکا ہو گیا۔

٤٥٢٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ [زَيْدِ] بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ: بَلَغَنِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ

۴۵۲۰- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس سے منع فرمایا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو قسم کے سودوں سے منع فرمایا: ملامسہ اور منابذہ۔ اور یہ چند

٤٥١٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المنابذة، ح: ٢١٤٧، ٦٢٨٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٠٦، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٣٧٨ من حديث عبدالرزاق به.

٤٥٢٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب الجلوس على مائدة عليها بعض ما يكره، ح: ٣٧٧٤ من حديث جعفر بن برقان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٠٧، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

ﷺ عَنْ لُبْسَتَيْنِ، وَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ: عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ، وَهِيَ بُيُوعٌ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

سودے تھے جو دور جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے۔

٤٥٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ عَنْ خُبَيْبٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ، أَمَّا الْبَيْعَتَانِ: فَالْمُنَابَذَةُ وَالْمُلَامَسَةُ، وَزَعَمَ أَنَّ الْمُلَامَسَةَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: أَبِيعُكَ ثَوْبِي بِثَوْبِكَ وَلَا يَنْظُرَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا إِلٰى ثَوْبِ الْآخَرِ وَلٰكِنْ يَلْمِسُهُ لَمْسًا، وَأَمَّا الْمُنَابَذَةُ: أَنْ يَقُولَ: أَنْبُذُ مَا مَعِي وَتَنْبُذُ مَا مَعَكَ لِيَشْتَرِيَ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَلَا يَدْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا كَمْ مَعَ الْآخَرِ وَنَحْوًا مِنْ هٰذَا الْوَصْفِ.

۴۵۲۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دو قسم کی بیوع سے منع فرمایا۔ اور وہ ملامسہ اور منابذہ ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ ملامسہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے: میں تجھے اپنا کپڑا تیرے کپڑے کے عوض بیچتا ہوں اور ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے کپڑے کو نہ دیکھے بلکہ صرف چھوئے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: میں اپنی چیز پھینکتا ہوں، تو اپنی چیز پھینک تاکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے اس کی چیز خریدے اور ان میں سے کسی کو معلوم نہ ہو کہ دوسرے کے پاس کیا ہے اور کتنا ہے۔

فائدہ: ملامسہ اور منابذہ کی تفسیریں مختلف ہوسکتی ہیں مگر ان میں ایک چیز مشترک ہے کہ چھونے اور پھینکنے کے علاوہ مزید تسلی وتشفی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ ابہام ہی دراصل اس قسم کی بیوع کے منع ہونے کی وجہ ہے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ ان تمام صورتوں میں دھوکا دہی کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَيْعُ الْحَصَاةِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۷- کنکریوں والی بیع کا بیان

٤٥٢٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۴۵۲۲- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٤٥٢١_ أخرجه البخاري، اللباس، باب اشتمال الصماء، ح: ٥٨١٩، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح: ١٥١١ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٠٨. * خبيب هو ابن عبدالرحمن.

٤٥٢٢_ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع الحصاة ... الخ، ح: ١٥١٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٠٩.

قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں والی بیع اور ہر دھو کے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① بیع الحصاة، لفظ بَیْع، بَاعَ یَبِیعُ کا مصدر ہے اور اَلْحَصَاۃ جمع ہے اَلْحَصٰی کی۔ یہ مصدر کی اضافت اپنے مفعول کی طرف ہرگز نہیں بلکہ مصدر کی اضافت نوع کی طرف ہے' اس لیے باب کے معنی ہیں: ''کنکریوں والی بیع۔'' اس کی کئی صورتیں ہوا کرتی تھیں' مثلاً: بائع مشتری سے کہتا کہ تو کنکری مار' وہ جس کپڑے کو یا دوسری اشیاء' جو وہ بیچنا چاہتا' کو کنکری جا لگے گی تو اتنی رقم میں وہ چیز تیری۔ اس میں نہ تو واپسی کا کوئی اختیار ہوتا اور نہ خیارِ مجلس ہی ہوتا اور نہ کپڑے وغیرہ کے کسی نقص اور عیب کی بابت کچھ معلوم ہوتا' اس لیے یہ بیع دراصل غرر اور دھوکے ہی کی بیع تھی جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔

ایک صورت یہ ہوتی کہ بائع مشتری سے کہتا کہ کنکری پھینکو جہاں تک وہ پہنچے گی وہاں تک اپنی زمین تجھے اتنی رقم کے عوض بیچوں گا۔ یہ مجہول چیز کی بیع ہے' اس لیے ناجائز ہے۔

یہ صورت بھی ہوتی تھی کہ بیچنے والا شخص مٹھی میں کنکریاں بند کر لیتا اور کہتا کہ جتنی کنکریاں میری مٹھی سے نکلیں گی' اتنی چیزیں مبیع سے میری ہوں گی۔ یا وہ کوئی سودا فروخت کرتا اور کنکریاں مٹھی میں بند کر کے کہتا کہ میری مٹھی میں جتنی کنکریاں ہوں گی اتنے ہی درہم یا دینار لوں گا' یعنی جو بھی طے ہوتا۔ کبھی وہ لوگ اس طرح بھی کیا کرتے کہ خرید وفروخت کرنے والوں میں سے کوئی ایک اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیتا اور کہتا کہ جب بھی کنکریاں گریں گی' بیع واجب ہو جائے گی۔

کبھی وہ لوگ سودا کرتے اور کنکری پھینکنے ہی کو بیع کا واجب ہونا قرار دیتے۔ یہ تمام اقوال امام نووی اور امام ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ نے (شرح صحیح مسلم، البیوع، باب بطلان بیع الحصاۃ و البیع الذي فیه الغرر: ۱۰/۲۲۰ میں) بیان فرمائے ہیں۔

② حدیث کے آخر میں ہر دھوکے والی بیع سے منع کر دیا گیا ہے' مثلاً: پانی کے اندر موجود مچھلی یا فضا کے اندر اڑتے پرندے کی بیع جسے ابھی تک شکار نہیں کیا گیا۔ اللہ جانے وہ شکار ہو سکے یا نہ' اسی طرح بھاگے ہوئے غلام کی بیع۔ نہ معلوم وہ مل سکے یا نہ۔ جو چیز ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی' اس کی بیع بھی اسی کے تحت آتی ہے وغیرہ وغیرہ' البتہ اگر تھوڑا بہت ابہام ہو جس سے بچنا ممکن نہیں تو اس کی گنجائش ہے' مثلاً: ماہانہ یا یومیہ کرائے پر کوئی چیز لینا' حالانکہ سب مہینے' اسی طرح سب دن برابر نہیں ہوتے۔ ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن یہ مجبوری ہے' لہٰذا بلا تکلف جائز ہے' نیز ان میں دھوکا دہی کا تصور نہیں جو کہ منع کی اصل بنیاد ہے۔

(المعجم ٢٨) - بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ (التحفة ٢٦)

باب:۲۸- پھل پکنے سے پہلے اس کی بیع کا بیان

٤٥٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ» نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

۴۵۲۳- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھلوں کا سودا نہ کرو حتی کہ ان کی صلاحیت معلوم ہو جائے۔ آپ نے بیچنے والے کو بھی روکا اور خریدنے والے کو بھی۔“

فوائد ومسائل: ① پھل سے مقصود تو اسے پکنے کے بعد کھانا ہے نہ کہ کچے کو۔ اگر کچا پھل خریدا جائے گا تو پکنے تک اس پر کئی آفتیں آ سکتی ہیں۔ وہ سوکھ سکتا ہے اسے کیڑا لگ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا کل کلاں کو تنازع پیدا ہو سکتا ہے کہ جناب پھل تو ضائع ہو گیا۔ رقم کس چیز کی دوں؟ اس قسم کے سودے میں رقم عموماً پھل کی کٹائی کے وقت ہی دی جاتی ہے لہٰذا ان تنازعات کے پیش نظر اس قسم کی بیع سے منع فرما دیا گیا جیسا کہ حضرت زید بن ثابت ؓ نے یہ بات صراحتاً فرمائی ہے البتہ اگر تنازع کا خطرہ نہ ہو مثلاً: کچا پھل ہی توڑ کر استعمال کرنا ہو جیسے کچے آم اچار کے لیے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ کچا بھی پکے کے قائم مقام ہے۔ اس کے نقصان کا بھی کوئی خطرہ نہیں۔ اسی طرح غلے والی فصل کو پکنے سے پہلے نہیں بیچا جا سکتا مگر چارے والی فصل کو کچا ہی بیچا جا سکتا ہے کیونکہ اسے کچا ہی کاٹنا ہوتا ہے۔ ② یہاں پھل پکنے سے مراد اس کی وہ کیفیت ہے جس کے بعد اس پر آفت کا احتمال نہیں رہتا نہ یہ کہ وہ بالکل کھانے والی حالت میں ہو مثلاً: آم جب جسامت میں پورا ہو جاتا ہے تو اسے توڑ کر کچھ مسالا لگایا جاتا ہے جس سے وہ پک جاتا ہے اور کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تو ایسی کیفیت میں آموں کی خرید وفروخت درست ہے اگرچہ وہ کھانے کے قابل تو مسالا لگانے سے ہوں گے۔ یہی مطلب ہے ان کی صلاحیت ظاہر ہونے کا۔ گویا پھل آفت سے محفوظ ہو تو پکنے سے پہلے بھی فروخت ہو سکتا ہے۔

٤٥٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ،

۴۵۲۴- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ

٤٥٢٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ٢٢١٤ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١١٠، وهو متفق عليه من حديث نافع عن ابن عمر به.

٤٥٢٤ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر . . . الخ، ح: ١٥٣٤/ ٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١١١.

عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

ﷺ نے پھل کی فروخت سے روکا حتی کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو جائے۔

٤٥٢٥- أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ».

۴۵۲۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل کا سودا نہ کرو حتی کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو جائے اور تازہ پھل (تازہ کھجوریں) خشک کھجوروں کے عوض نہ خریدو۔''

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ... مِثْلَهُ سَوَاءً.

ابن شہاب (امام زہری) نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی سالم بن عبداللہ نے اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا...... پھر اسی (حدیث ابوہریرہ) کی مثل پوری حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری رحمہ اللہ یہ حدیث تین اساتذہ، یعنی حضرت سعید بن مسیب، ابوسلمہ اور حضرت سالم رحمہم اللہ سے بیان فرماتے ہیں لیکن پہلے دونوں استاد (سعید بن مسیب اور ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ سے جبکہ استاد سالم رحمہ اللہ یہ حدیث اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ابن شہاب دونوں سندوں سے یہ روایت موصولاً بیان فرماتے ہیں۔ پہلی صورت میں حدیث مسند ابوہریرہ ہے اور دوسری صورت میں مسند عبداللہ بن عمر۔ ② ''تازہ کھجوریں خشک کھجوروں کے عوض نہ خریدو'' کیونکہ جب دونوں طرف ایک جنس ہو تو کمی بیشی درست نہیں ہوتی بلکہ اس صورت میں برابری ضروری ہے مگر خشک اور تازہ کھجوروں میں برابری ممکن نہیں کیونکہ تازہ کھجوریں خشک ہو کر وزن میں کم ہو جاتی ہیں، لہٰذا انھیں الگ الگ خریدا اور بیچا جائے۔

٤٥٢٥_ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح:٥٨/١٥٣٨ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح:٦١١٢، والبخاري، البيوع، باب: إذا باع الثمار قبل أن يبدو صلاحها ... الخ، ح:٢١٩٩ من حديث ابن شهاب الزهري به تعليقًا.

٤٥٢٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ».

۴۵۲۶-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''پھل نہ بیچو حتی کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہوجائے۔''

٤٥٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ، وَأَنْ يُبَاعَ الثَّمَرُ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَأَنْ لَا يُبَاعَ إِلَّا بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

۴۵۲۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مخابرہ' مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔ اور اس بات سے کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کیا جائے یا تازہ پھل کو خشک پھل کے عوض بیچا جائے بلکہ ان کو دینار و درہم (روپے پیسے) کے عوض بیچا جائے' البتہ آپ نے عطیہ کے درختوں میں اس بیع کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

فائدہ: ان بیوع کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۹۱۰.

٤٥٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يُطْعَمَ إِلَّا الْعَرَايَا.

۴۵۲۸-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مخابرہ' مزابنہ' محاقلہ اور پکنے سے پہلے پھل بیچنے سے منع فرمایا ہے' البتہ عطیہ کے درختوں میں مزابنہ کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

٤٥٢٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٦١، ٨٠ من حديث حنظلة بن أبي سفيان الجمحي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١١٣.

٤٥٢٧- [صحيح] تقدم، ح: ٣٩١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١١٤.

٤٥٢٨- [صحيح] تقدم، ح: ٣٩١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١١٥.

فائدہ: مخابرہ: زمین بٹائی پر دینا' مزابنہ: تازہ درخت پر لگے ہوئے پھل کی بیع خشک پھل کے بدلے' محاقلہ: غلے والی کھیتی کی خشک غلے کے عوض خرید وفروخت' تفصیل حدیث نمبر: ۳۹۱۰ وغیرہ میں دیکھیے۔

٤٥٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُطْعَمَ.

۴۵۲۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا حتی کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں۔

(المعجم ٢٩) - شِرَاءُ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا عَلٰى أَنْ يَقْطَعَهَا وَلَا يَتْرُكَهَا إِلٰى أَوَانِ إِدْرَاكِهَا (التحفة ٢٧)

باب: ۲۹- صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس شرط پر پھل خریدنا کہ خریدار انھیں (درختوں سے) کاٹ اور توڑ لے گا' پکنے تک (درختوں پر) باقی نہیں رکھ چھوڑے گا

٤٥٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا تُزْهِيَ؟ قَالَ: «حَتّٰى تَحْمَرَّ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ».

۴۵۳۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل پکنے سے پہلے ان کو بیچنے سے منع فرمایا۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! پکنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ سرخ ہو جائیں (پکنے کے قریب ہو جائیں اور کسی قسم کی آفت کا احتمال نہ رہے۔'') رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ پھل روک لے تو تم میں سے کوئی کس بنا پر اپنے بھائی سے رقم لے گا؟''

٤٥٢٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٧، ٣٧٢ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١١٦، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٤٨٧، ٢١٨٩، ومسلم، ح: ١٥٣٦/ ٥٣ وغيرهما.

٤٥٣٠ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا باع الثمار قبل أن يبدو صلاحها . . . الخ، ح: ٢١٩٨، ومسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ١٥٥٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦١٨، والكبرٰى، ح: ٦١١٧.

فوائد ومسائل: ① اس باب سے مؤلف رحمہ اللہ کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ فوراً کاٹ لینے کی شرط پر‘ پکنے سے پہلے پھلوں کی خرید وفروخت جائز ہے لیکن اس صورت میں جب اس سے انتفاع ممکن ہو۔ امام شافعی‘ احمد اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔ ہمارے ہاں عموماً اچار کے لیے آم پکنے سے پہلے ہی کاٹ لیے جاتے ہیں۔ ② ہمارے ہاں جو یہ رواج ہے کہ لوگ اپنے باغ کا پھل کئی سال کے لیے بیچ دیتے ہیں تو یہ عمل اس حدیث کی رو سے ناجائز اور حرام ہے۔ جب موجودہ پھل‘ جو ابھی تک کھانے کے قابل نہیں ہوا‘ اس کی خرید و فروخت ممنوع ہے تو آئندہ سال یا کئی سالوں کا ٹھیکہ‘ جو کہ بالکل معدوم پھلوں کا ہوتا ہے‘ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اس ممانعت کی وجہ بالکل واضح ہے کہ اس میں نرا دھوکا ہی دھوکا ہے‘ نیز یہ مجہول چیز کی بیع ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ یہ ایک ایسی چیز کی بیع ہے جو بیچنے والے کے پاس نہیں ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: [لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ] ”جو چیز تیرے پاس نہیں وہ مت بیچ۔“ (جامع الترمذي‘ البيوع‘ باب ماجاء في كراهية بيع ما ليس عنده‘ حديث:١٢٣٢‘ وسنن النسائي‘ البيوع‘ باب بيع ما ليس عند البائع‘ حديث:٤٦١٧) ③ ”سرخ ہو جائیں“ یعنی پھل رنگ بدلنا شروع کر دیں‘ خواہ وہ سرخ ہونے لگیں یا زرد۔ اس سے معلوم ہوا کہ پکنے سے مراد مکمل پکنا نہیں بلکہ آفت سے محفوظ ہونا ہے ورنہ صرف رنگ بدلنے سے تو پھل مکمل پک نہیں جاتا۔ ہاں‘ پکنا شروع ہو جاتا ہے۔ گویا پکنے کا آغاز کافی ہے۔ ④ ”کس بنا پر رقم لے گا؟“ گویا اگر اس نے فوراً پھل کاٹ لینا ہو تو رقم لے سکتا ہے کیونکہ آپ نے پھل پکنے سے رک جانے کی صورت میں رقم لینے سے روکا ہے۔ اگر فوراً کاٹ لیے جائیں تو پکنے کا مسئلہ ہی نہیں بنتا۔ باب پر اسی سے استدلال ہے اور یہی صحیح ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٣٠) - وَضْعُ الْجَوَائِحِ (التحفة ٢٨)

باب:٣٠- ناگہانی آفات سے پہنچنے والے نقصان کی تلافی

٤٥٣١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ».

٤٥٣١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اپنے (مسلمان) بھائی کو پھل بیچے‘ بعد میں پھل پر کوئی ناگہانی آفت آ جائے تو تیرے لیے اس کی قیمت لینا حلال نہیں۔ تو کس بنا پر اپنے بھائی کا مال ناحق لے گا؟“

٤٥٣١- أخرجه مسلم، ح: ١٥٥٤ من حديث ابن جريج به. انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١١٨.

فوائد ومسائل: ① مقصود یہ ہے کہ اگر پھل کسی ناگہانی آسمانی یا زمینی آفت وغیرہ کا شکار ہو جائے تو بیچنے والے کو چاہیے کہ وہ اس آفت کی تلافی کرے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ساری رقم ہی واپس کر دے ورنہ حتی المقدور بھرپور تعاون کرے' بصورت دیگر وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال باطل طریقے سے کھانے کا مصداق قرار پائے گا۔ ② اس حدیث سے ہر قسم کے پھلوں کی خرید وفروخت کا جواز ثابت ہو رہا ہے' خواہ وہ جس مرحلے میں بھی ہوں' حالانکہ گزشتہ احادیث سے کچے' یعنی ایسے پھلوں کی خرید وفروخت ممنوع قرار پائی ہے جو کھانے کے قابل نہ ہوں' تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ حدیث سے بھی وہی پھل مراد ہیں جو کھانے کے قابل ہوں' انھی کی خرید وفروخت جائز ہوگی' ہاں ضرورت کے تحت اگر کچے پھلوں کی ضرورت ہو تو پھر اسی وقت کاٹنے کی شرط لازمی ہے' ورنہ اس کی اجازت نہیں' جمہور اہل علم کی رائے یہی ہے۔ ③ کسی بھی مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان بھائی کا مال ناحق اور باطل طریقے سے کھانا منع ہے۔ قرآن وحدیث کے دیگر دلائل کے علاوہ یہ حدیث بھی اس کی صریح دلیل ہے۔ ④ انسانیت اور اسلام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو پھل آسمانی آفت سے ضائع ہو گیا' اس کی قیمت وصول نہ کی جائے کیونکہ اگر یہ پھل مالک کے ہاں آسمانی آفت سے ضائع ہو جاتا تو پھر بھی تو اسے برداشت کرنا ہی پڑتا۔ اب بھی برداشت کرنا چاہیے۔ اگر وہ خریدار سے اس پھل کی قیمت وصول کرے گا تو یہ ناحق اور ناجائز ہوگا۔ امام احمد اور محدثین ﷭ اسی کے قائل ہیں کہ ناگہانی آفات کا نقصان معاف کرنا ضروری ہے۔ دیگر حضرات نے اسے مستحب قرار دیا ہے کیونکہ طے شدہ سودے سے دستبردار ہونے پر کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ظاہر حدیث اس کے خلاف ہے کیونکہ انسانیت اور اسلامی اخوت کا تقاضا ہر اصول سے مقدم ہے۔ ان اصولی حضرات نے اپنے اصول کو قائم رکھنے کے لیے اس حدیث کی دور از کار تاویلات کی ہیں جو ان کی مجبوری ہے لیکن انسانیت اور اخوت اس حدیث پر عمل کرنے ہی میں ہے۔

٤٥٣٢- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَاعَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ أَخِيهِ، وَذَكَرَ شَيْئًا عَلَى مَا يَأْكُلُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ».

۴۵۳۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پھل بیچے' پھر اس کو کوئی آفت پہنچ جائے اور وہ ضائع ہو جائے تو وہ اپنے بھائی سے اس کی قیمت نہ لے۔'' اور آپ نے لفظ شیئاً فرمایا' وہ کس بنا پر اپنے مسلمان بھائی کا مال کھائے گا؟

٤٥٣٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١١٩.

فائدہ: آپ نے لفظ شیئًا فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: [فَلَا يَأْخُذُ مِنْ أَخِيهِ شَيْئًا] ''وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے کوئی چیز نہ لے۔'' (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٢٦٨/٣٤)

٤٥٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ - وَهُوَ الْأَعْرَجُ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ الْجَوَائِحَ.

۴۵۳۳- حضرت جابر ؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ناگہانی آفات سے پہنچنے والے نقصانات کی تلافی کا حکم فرمایا ہے۔

٤٥٣٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ» فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ».

۴۵۳۴- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک آدمی کا پھل ضائع ہو گیا جو اس نے خریدا تھا۔ اس طرح وہ بہت مقروض ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر صدقہ کرو۔'' لوگوں نے اس پر صدقہ کیا لیکن اس سے اس کا پورا قرض ادا نہیں ہوسکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کے قرض خواہوں سے) فرمایا: ''جو تمھیں ملے وہ لے لو۔ اس کے علاوہ تمھیں کچھ نہیں ملے گا۔''

فوائد ومسائل: ① جس شخص کا خریدا ہوا پھل بوجہ آفت ضائع ہو گیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے اس پر نہ صرف صدقہ کرنے کا حکم دیا بلکہ موجود مال کے علاوہ اس سے مزید کچھ لینے سے بھی روک دیا۔ حدیث کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ بلکہ پوری امت پر انتہائی مہربان تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ان کے معاملات کی اصلاح اور ان کی تدبیر فرماتے رہتے' فقراء اور محتاجوں کی بھرپور مدد کرتے۔ آپ کے ہاں اگر کچھ مال وغیرہ ہوتا تو وہ ضرورت مندوں کو دیتے اور کچھ پاس نہ ہوتا تو خوش حال صحابۂ کرام ؓ سے تعاون اور صدقہ خیرات کرنے کا حکم فرماتے۔ ③ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص کا مال یا پھل وغیرہ کسی ارضی یا سماوی آفت سے تباہ ہو جائیں' اس کے لیے بقدر ضرورت سوال کرنا درست ہے۔ اس سے زیادہ کا سوال

٤٥٣٣- أخرجه مسلم، ح: ١٥٥٤/١٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٢٠، انظر الحديثين السابقين.

٤٥٣٤- أخرجه مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، ح: ١٥٥٦/١٨ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٢١.

کرنا جائز نہیں' نیز کنگال اور آفت زدہ شخص سے اس کے ذمہ قرض کا مطالبہ کیا جائے نہ اسے قید میں ڈالا جائے اور نہ ہمہ وقت اس کے تعاقب ہی میں رہا جائے۔ امام مالک' شافعی اور جمہور اہل علم کا یہی قول ہے لیکن ضروری ہے کہ تنگ دست شخص لوگوں سے قرض لے کر ضائع کرنے والا نہ ہو۔ ⑤ ظاہر یہ ہے کہ یہ پھل کچا خریدا گیا ہو گا۔ پکنے سے پہلے آفت آ گئی۔ اس وقت تک آپ نے ابھی کچے پھل کے سودے سے منع نہیں فرمایا ہو گا۔ یا ممکن ہے پھل تو وقت ہی پر خریدا گیا ہو مگر آفت آتے دیر نہیں لگتی۔ بارش اور آندھی وغیرہ بھی تو پھل کو ضائع کر دیتی ہے۔ نقصان کی معافی کا حکم بھی تو ایسے ہی پھل کے بارے میں ہو گا جو وقت پر خریدا گیا مگر پھر بھی نقصان ہو گیا۔

(المعجم ٣١) - بَيْعُ الثَّمَرِ سِنِيْنَ (التحفة ٢٩)

باب:۳۱-کئی سال کے لیے پھل بیچنا

٤٥٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيكٍ، قَالَ قُتَيْبَةُ: عَتِيكٌ بِالْكَافِ وَالصَّوَابُ: عَتِيقٌ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِينَ.

۴۵۳۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے کئی سال کے لیے پھل بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: کسی باغ یا مخصوص درختوں کے پھل کئی سال کے لیے پیشگی فروخت کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سراسر دھوکا ہے' نیز یہ ایک مجہول چیز کی بیع ہے۔ مزید برآں یہ کہ بائع ایک ایسی چیز کا سودا کر رہا ہے جس کا کوئی وجود نہیں اور خریدار بھی ایک ایسی چیز خرید رہا ہے جو معدوم ہے' پھر اس کی کوئی ضمانت بھی نہیں ہوتی کہ واقعی پیداوار ہو گی' لہٰذا فروخت کس چیز کی؟ لیکن اس حدیث نے بیع الصفات مستثنیٰ ہے۔ اس میں چیز کی جنس اور مدت کا تعین ہوتا ہے۔ وزن یا مقدار بھی معلوم ہوتی ہے۔ اور یکمشت رقم کی ادائیگی کر دی جاتی ہے۔ اسے بیع سلم یا سلف بھی کہتے ہیں۔ احادیث کی روشنی میں یہ جائز ہے۔ اس طریقے سے اختلاف اور دھوکے کی نوبت نہیں آتی۔

(المعجم ٣٢) - بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ (التحفة ٣٠)

باب:۳۲-کھجور کے (درخت پر لگے ہوئے) تازہ پھل کا خشک کھجوروں سے سودا کرنا

٤٥٣٥- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٤٣/ ١٠١ من حديث سفين بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٦١٢٢.

٤٥٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: «نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ».

۴۵۳۶-حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے خشک کھجوروں کے بدلے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کے سودے سے منع فرمایا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عطیے کے درختوں میں اس سودے کی رخصت دی ہے۔

فوائد ومسائل: ① تازہ اور خشک کھجور کی آپس میں خرید وفروخت ممنوع ہے کیونکہ تازہ کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جائے گی اور ہم جنس چیز میں کمی بیشی جائز نہیں۔ ہاں بیع عرایا میں تازہ کھجور کا خشک کھجور کے ساتھ سودا کرنا درست ہے' اس لیے کہ اس میں فریقین' یعنی عطیہ دینے اور قبول کرنے والوں کے لیے سہولت اور آسانی ہے۔ اگر عرایا میں اس سودے کا جواز ختم ہو جائے تو پھر غریب اور ضرورت مند لوگوں کے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی کیونکہ عطیہ کرنے والے' عطیہ نہ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ② یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب ایک ہی جنس کا تازہ پھل خشک ہو کر وزن میں کم ہو جاتا ہو تو اس جنس کے خشک اور تر (تازہ) پھل کی باہمی بیع حرام ہے اگرچہ سودا کرتے وقت دونوں (پھل) وزن اور کیل (ماپ) میں برابر ہی ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تساوی' یعنی باہمی برابری کا اعتبار اس وقت معتبر اور صحیح ہوتا ہے جب وہ اشیاء حالت کمال کو پہنچ کر بھی برابر ہی رہیں اور ادھر یہ بات نہیں کیونکہ کھجور جب خشک ہو جاتی ہے تو اس کا وزن بہرصورت تازہ حالت کی نسبت کم ہو جاتا ہے اور پھر اس کا تعین بھی ناممکن ہے کہ وزن کتنا کم ہوتا ہے' البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وزن اور ماپ برابر برابر ہونے کی صورت میں خشک اور تازہ کھجور کے باہمی سودے کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ صاحبین (امام صاحب کے شاگردان امام محمد بن حسن اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ) اس مسئلے میں اپنے استاد محترم کی مخالفت کرتے ہیں اور اس مسئلے میں ممانعت کی بابت وارد صحیح احادیث کی بنیاد پر انھوں نے حدیث رسول کو قبول اور اپنے استاد صاحب کی بات کو رد کر دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ۳۴/۲۷۵) ③ اس قسم کی بیع کو مزابنہ کہا جاتا ہے۔ یہ عموماً تو منع ہے مگر عریہ (عطیہ میں دیے گئے درخت) میں غرباء کی سہولت کے لیے رخصت دی گئی ہے جیسا کہ تفصیل فائدہ نمبر ا میں بیان ہو چکی ہے۔

٤٥٣٦- أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٣٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٢٣، وهو متفق عليه، أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام، ح: ٢١٧٣، وأخرجه مسلم، ح: ١٥٣٩/ ٦٠ من حديث ابن عمر عن زيد بن ثابت به.

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۳۹۱۰)

٤٥٣٧- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ مَا فِي رُءُوسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى، إِنْ زَادَ لِي وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ.

۴۵۳۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگا ہوا پھل (کھجور) معین وزن (یا ماپ) کی خشک کھجوروں کے بدلے بیچا جائے کہ اگر کھجور کا پھل زیادہ ہوا تو اس کا فائدہ بھی مجھے ہے اور اگر پھل کم ہوا تو اس کا نقصان بھی مجھے ہوگا۔

فائدہ: ''کہ اگر کھجور کا پھل'' یہ جملہ پھل کے خریدار کی زبانی ہے کیونکہ اس کا فائدہ نقصان اسی کو ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ (التحفة ٣١)

باب:۳۳- تازہ انگور منقی کے بدلے بیچنا

٤٥٣٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا.

۴۵۳۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ تازہ کھجوریں (درخت پر لگی ہوئیں) تولی ماپی ہوئی خشک کھجوروں کے بدلے اور درخت پر لگے ہوئے انگور ماپے ہوئے منقی کے بدلے بیچے جائیں۔

فائدہ: مزابنہ کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی ایک فریق کو نقصان کا احتمال ہے۔ ممکن ہے درخت سے کم کھجوریں اتریں۔ ویسے بھی کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں۔

٤٥٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۴۵۳۹- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٤٥٣٧ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام، ح: ٢١٧٢ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٢٤.

٤٥٣٨ـ أخرجه البخاري، ح: ٢١٧١، انظر الحديث السابق، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٢٤، والكبرٰى، ح: ٦١٢٥.

٤٥٣٩ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣٩٢١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٢٦.

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیت میں اگی ہوئی فصل کی بیع خشک غلے سے اور درخت پر لگے ہوئے پھل کی بیع خشک پھل کے ساتھ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٤٥٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

۴۵۴۰- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عطیہ کے درختوں میں مزابنہ کی اجازت دی ہے۔

٤٥٤١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ.

۴۵۴۱- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عطیہ کے درختوں میں رخصت عطا فرمائی کہ ان پر لگا ہوا پھل خشک یا تازہ کھجوروں کے عوض بیچا یا خریدا جا سکتا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، فوائد ومسائل حدیث: ۳۹۱۰.

(المعجم ٣٤) - بَابُ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا (التحفة ٣٢)

باب: ۳۴- عرایا (عطیہ کے درختوں) کا پھل اندازاً ان کے برابر خشک کھجوروں کے عوض بیچنا

٤٥٤٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۴۵۴۲- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٤٥٤٠- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٦، وهو في الكبرى، ح: ٦١٢٧.

٤٥٤١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في بيع العرايا، ح: ٣٣٦٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٢٨، وهو متفق عليه من طرق أخرى عن زيد بن ثابت به.

٤٥٤٢- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٦، وهو في الكبرى، ح: ٦١٢٩.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا تُبَاعُ بِخَرْصِهَا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رخصت عطا فرمائی کہ عطیہ کے درختوں کا پھل اندازاً ان کے برابر خشک کھجوروں کے عوض بیچا یا خریدا جاسکتا ہے۔

فائدہ: عرایا عریہ کی جمع ہے۔ عریہ اس درخت کو کہتے ہیں جسے باغ والا کسی غریب شخص کو پھل کھانے کے لیے دے دے۔ درخت اصل مالک ہی کا رہتا ہے۔ اس ایک درخت کی دیکھ بھال وغیرہ کے لیے غریب شخص کو بار بار باغ میں جانا پڑے گا۔ اس سے اس غریب شخص یا باغ والے کے لیے مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں، لہٰذا شریعت نے اجازت دی کہ وہ باغ والا اس درخت پر لگے ہوئے پھل کے عوض اس غریب شخص کو اندازاً اتنی خشک یا تازہ کھجوریں دے دے اور درخت واپس لے لے۔ یہ ہے تو مزابنہ کی صورت جو عموماً ممنوع ہے مگر شریعت لوگوں کی مجبوریوں کا بھی لحاظ رکھتی ہے، اس لیے غریب کے مفاد کی خاطر تھوڑی مقدار (پانچ وسق، یعنی پندرہ بیس من) میں اس بیع کی اجازت دی لیکن اس سے زائد تجارتی مقاصد کے لیے یہ بیع جائز نہیں۔ (مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے، فوائد ومسائل حدیث: ۳۹۱۰)

٤٥٤٣- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا.

۴۵۴۳- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عطیہ کے درخت کے پھل کے بارے میں رخصت عطا فرمائی کہ اسے اندازاً پھل کے برابر خشک کھجوروں کے عوض بیچا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٣٥) - بَيْعُ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۵- عطیہ کے درختوں کا پھل تازہ کھجوروں کے عوض بھی فروخت کرنا

٤٥٤٤- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ

۴۵۴۴- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اجازت عطا فرمائی کہ عطیہ کے درختوں کا پھل خشک یا تازہ کھجوروں کے عوض بیچا جاسکتا

٤٥٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣٠.

٤٥٤٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣١.

أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ وَبِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِ ذٰلِكَ.

ہے البتہ آپ نے اس کے علاوہ (اس کی عام) اجازت نہیں دی۔

٤٥٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ مَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ.

۴۵۴۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عطیہ کے درختوں کے بارے میں رخصت عطا فرمائی کہ ان کا پھل اندازاً اس کے برابر کھجوروں پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم تک بیچا جا سکتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور صاع ایک پیمانہ ہوتا تھا جو تقریباً سوا دو یا اڑھائی کلو کا ہوتا تھا۔ اس لحاظ سے وسق پندرہ یا اٹھارہ من کا ہوگا۔ گویا پندرہ بیس من تک (پرانے سیر کے حساب سے) اس بیع کی اجازت ہے کیونکہ اتنی کھجوریں کھانے کے لیے ہوتی ہیں جبکہ زیادہ تجارت کے لیے رکھی جاتی ہیں۔ یہ رخصت چونکہ غرباء کی مجبوری کے پیش نظر ہے اس لیے زیادہ مقدار میں اس کی اجازت نہیں۔ ② ''پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم'' مقصد یہ ہے کہ پانچ وسق سے زائد میں اس رخصت سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

٤٥٤٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

۴۵۴۶- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پکنے سے پہلے پھل کی

٤٥٤٥- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح: ٢١٩٠، ح: ٢٣٨٢، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ٢/ ٦٢٠، والكبرٰى، ح: ٦١٣٢.

٤٥٤٦- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح: ٢١٩١، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣٣. * يحيى هو ابن سعيد الأنصاري.

يَحْيٰى، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا.

فروخت سے روکا ہے۔ اور عطیہ کے درختوں کے بارے میں اجازت عطا فرمائی ہے کہ ان کا پھل اندازاً اس کے برابر خشک پھل کے عوض فروخت کر دیا جائے تا کہ ان درختوں والے غریب لوگ (جلدی) تازہ کھجوریں کھا سکیں۔

فائدہ: ”تازہ کھجوریں کھا سکیں“ کیونکہ درخت والی کھجوریں تو دیر سے حاصل ہونا شروع ہوں گی۔ غریب کے لیے انتظار مشکل ہے۔

٤٥٤٧- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ: بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا لِأَصْحَابِ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ.

۴۵۴۷- حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا' یعنی درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کا سودا خشک کھجوروں سے کیا جائے' البتہ آپ نے عطیہ والے درختوں کے مالکوں کو (پانچ وسق تک) اس بیع کی اجازت دی۔

٤٥٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا.

۴۵۴۸- حضرت بشیر بن یسار نے بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عطیہ کے درختوں کے پھل کو اندازاً ان کے برابر خشک کھجوروں کے عوض فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

(المعجم ٣٦) - اِشْتِرَاءُ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۶- خشک کھجوروں کو تازہ کھجوروں کے عوض خریدنا

٤٥٤٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣٤.

٤٥٤٨- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣٥.

٤٥٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ: «أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَنَهٰى عَنْهُ.

۴۵۴۹- حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے تازہ کھجوروں کے عوض خشک کھجوریں خریدنے یا بیچنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے حاضرین سے فرمایا: ''کیا تازہ کھجور خشک ہو کر وزن میں کم ہو جاتی ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں' پھر آپ نے ایسے سودے سے منع فرما دیا۔

فوائد ومسائل: ① چونکہ تازہ کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے' اس لیے ایک فریق کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ یہ سود ہی کی ایک صورت ہے' لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ شارع علیہ السلام محض اشیاء کی حرمت بیان نہیں فرماتے تھے بلکہ بسا اوقات حرمت کی وجہ بھی بیان فرما دیتے تھے تاکہ لوگ علی وجہ البصیرت ممنوعہ چیز سے رک جائیں' نیز انھیں ممنوعہ چیز کی بابت مکمل طور پر انشراح صدر ہو جیسا کہ مذکورہ مسئلے میں آپ نے حاضرین ہی سے پوچھا: ''کیا خشک ہو کر تازہ کھجور کا وزن کم ہو جاتا ہے؟'' انھوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ یقیناً! اس حقیقت کا علم رسول اللہ ﷺ کو بھی تھا لیکن آپ نے ان سے پوچھا تاکہ ان کے سامنے حرمت کی وجہ بالکل واضح ہو جائے۔ ③ لوگوں کے مال کسی بھی باطل طریقے سے کھانا حرام ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (النساء ۴:۲۹) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے مال آپس میں باطل اور ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔''

٤٥٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ زَيْدٍ،

۴۵۵۰- حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے خشک کھجوروں کے عوض تازہ کھجوریں خریدنے بیچنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تازہ کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی

٤٥٤٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الثمر بالتمر، ح: ٣٣٥٩، والترمذي، ح: ١٢٢٥، وابن ماجه، ح: ٢٢٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٢٤، والكبرٰى، ح: ٦١٣٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٥٧، والحاكم: ٢/ ٣٨، ٣٩، ووافقه الذهبي.

٤٥٥٠- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣٧.

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَقَالَ: «أَيَنْقُصُ إِذَا يَبِسَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَنَهَى عَنْهُ.

ہیں؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں' پھر آپ نے اس سودے سے منع فرما دیا۔

(المعجم ٣٧) - بَيْعُ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمَّى مِنَ التَّمْرِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۷- کھجوروں کے ایک ڈھیر کا سودا' جس کا ماپ معلوم نہیں' مقرر ماپ کی کھجوروں کے ساتھ کرنا

٤٥٥١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمَّى مِنَ التَّمْرِ.

۴۵۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کھجوروں کے اس ڈھیر کا سودا' جس کا وزن معلوم نہ ہو' مقررہ وزن کی کھجوروں کے ساتھ کیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ کھجوروں وغیرہ کا ایسا ڈھیر جس کی مقدار یعنی اس کا وزن یا ماپ معلوم نہ ہو تو اسے معلوم مقدار والے ڈھیر کے عوض نہیں بیچا جا سکتا کیونکہ اس طرح ایک فریق کی حق تلفی ہوگی اور شرعاً یہ حرام ہے' نیز معلوم ہوا کہ ایک ہی جنس کی دو چیزوں کی خرید وفروخت کمی بیشی کے ساتھ نہیں ہو سکتی بلکہ اس میں تساوی اور ہاتھوں ہاتھ لینے دینے کی شرط ضروری ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ کے مفہوم سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ اگر دونوں ڈھیروں کی جنس مختلف ہو تو نامعلوم ماپ یا وزن والی ڈھیری کا سودا' معلوم ومعین ماپ یا وزن والی ڈھیری سے کر دیا جائے تو یہ درست بیع ہوگی۔ اشارۃ النص سے اس کی تائید ہو رہی ہے۔ ③ عرب لوگ اس دور میں کھجوروں کو تولنے کی بجائے ماپا کرتے تھے جبکہ آج کل لوگ وزن کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عربی میں اصل لفظ ''کیل'' استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ماپنے کے ہیں۔

٤٥٥١ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع صبرة التمر المجهولة القدر بتمر، ح: ١٥٣٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٣٨.

(المعجم ٣٨) - بَيْعُ الصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ بِالصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ٣٦)

باب:۳۸-غلے کے ڈھیر کا سودا غلے کے ڈھیر سے کرنا

٤٥٥٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُبَاعُ الصُّبْرَةُ مِنَ الطَّعَامِ بِالصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ وَلَا الصُّبْرَةُ مِنَ الطَّعَامِ بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ الطَّعَامِ».

۴۵۵۲-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلے کا ایک ڈھیر دوسرے ڈھیر کے عوض یا معین وزن کے غلے کے عوض خریدا بیچا نہ جائے۔''

فائدہ: یہ ممانعت تب ہے جب دونوں طرف ایک ہی جنس کا غلہ ہو کیونکہ اس صورت میں کمی بیشی سے لینا دینا منع ہے۔ اگر جنس بدل جائے' مثلاً: ایک طرف گندم اور دوسری طرف کھجور وغیرہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے' نیز اس وقت ناپی تلی اور غیر معین غلے کی خرید وفروخت میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ سودا ہاتھوں ہاتھ ہو۔ ادھار درست نہیں۔

(المعجم ٣٩) - بَيْعُ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ (التحفة ٣٧)

باب:۳۹-کھیتی کی خشک غلے (اناج) کے عوض بیع

٤٥٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ: أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَإِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا، وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا، وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ، نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ.

۴۵۵۳-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ (کوئی شخص) اپنے باغ کا پھل (مثلاً) تازہ کھجوریں خشک تولی ہوئی کھجوروں کے عوض بیچے۔ اسی طرح انگوروں کو تولے ہوئے منقیٰ کے عوض بیچے اور اگر کھیتی ہو تو اسے معین غلے کے عوض بیچے۔ آپ نے ان تمام صورتوں سے منع فرمادیا۔

٤٥٥٢_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٣٩.

٤٥٥٣_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الزرع بالطعام كيلاً، ح: ٢٢٠٥، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤٢/ ٧٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٤٠.

فائدہ: ان بیوع کو مزابنہ اور محاقلہ کہا جاتا ہے۔ حرمت کی وجہ حدیث نمبر: ۴۵۳۸ میں گزر چکی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد ومسائل' حدیث: ۳۹۱۰)

٤٥٥٤- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ، وَعَنْ بَيْعِ التَّمْرِ قَبْلَ أَنْ يُطْعَمَ، وَعَنْ بَيْعِ ذٰلِكَ إِلَّا بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ.

۴۵۵۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ' مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔ اور پھل کھانے کے قابل ہونے سے پہلے اس کی بیع سے بھی روکا۔ مزابنہ اور محاقلہ کی بجائے ان کو الگ الگ دینار اور درہم (روپے پیسے) سے خریدا بیچا جائے۔

(المعجم ٤٠) - بَيْعُ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ (التحفة ٣٨)

باب: ۴۰- سفید ہونے سے پہلے سٹے اور بالی کی بیع (کی ممانعت کا بیان)

٤٥٥٥- **أَخْبَرَنَا** عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلَةِ حَتّٰى تَزْهُوَ، وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

۴۵۵۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ درخت کے پھل کی بیع کی جائے حتی کہ وہ رنگ بدل جائے۔ اور سٹے کی بیع کی جائے حتی کہ وہ سفید ہو جائے اور آفت سے محفوظ ہو جائے۔ آپ نے بیچنے والے کو بھی روکا اور خریدنے والے کو بھی۔

فائدہ: منع کی وجہ پیچھے بیان ہو چکی ہے کہ اس میں خریدار کو نقصان کا احتمال ہے کیونکہ رنگ بدلنے سے پہلے پھل اور فصل کے بارے میں کوئی یقینی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی۔ ناگہانی آفات کا بھی احتمال رہتا ہے۔ پھل اور فصل کی اصل صورت حال رنگ بدلنے کے بعد ہی واضح ہوتی ہے' اس لیے اس سے پہلے خریدنا منع ہے' نیز نقصان کی صورت میں تنازعات پیدا ہوں گے۔ بیچنے والا رقم کا تقاضا کرے گا۔ خریدار اپنا عذر پیش کرے گا' لہٰذا اس بکھیڑے میں پڑنے کا کیا فائدہ؟ (تفصیلات ملاحظہ فرمائیں' حدیث: ۴۵۲۳' ۴۵۳۰ میں)

٤٥٥٤_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٩١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٤١.

٤٥٥٥_ أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع، ح: ١٥٣٥ عن علي ابن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٤٣.

٤٥٥٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَهُ: قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا لَا نَجِدُ الصَّيْحَانِيَّ وَلَا الْعِذْقَ بِجَمْعِ التَّمْرِ حَتَّى نَزِيدَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِعْهُ بِالْوَرِقِ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ».

۴۵۵۶- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے منقول ہے انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں صیحانی اور عذق کھجوریں ردی اور ملی جلی کھجوروں کے برابر نہیں مل سکتیں جب تک کہ ہم زیادہ نہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ردی کھجوریں چاندی (رقم) کے عوض بیچ اور پھر اس (رقم) کے ساتھ (عمدہ کھجوریں) خرید۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت کا مندرجہ بالا باب سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق آئندہ باب سے ہے۔ سنن نسائی میں کئی مقامات پر ایسے ہوا ہے' کیوں؟ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ممکن ہے امام صاحب آئندہ باب کی طرف اشارہ فرما رہے ہوں یا کسی کاتب کے تصرف سے اس طرح ہوگیا ہو۔ ② مسئلہ یہ ہے کہ کیا ردی کھجوریں زیادہ مقدار میں دے کر اعلیٰ کھجوریں تھوڑی مقدار میں لینا جائز ہے؟ جائز نہیں کیونکہ جب دونوں طرف جنس ایک ہو تو کمی بیشی سود کا سبب ہے' لہٰذا دونوں کو الگ الگ رقم کے عوض خریدا بیچا جائے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فرق کیا پڑا؟ صرف رقم کا واسطہ آ گیا۔ کھجوریں تو پھر بھی دو کلو کے بدلے ایک کلو ہی ملیں۔ (مثلاً) کیونکہ زیر بحث مسئلے میں تو واقعتاً کوئی فرق نہیں پڑا مگر بہت سے دیگر مسائل میں ہم جنس چیزوں کی کمی بیشی کے ساتھ بیع میں بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ اصول اصول ہوتا ہے۔ جب مسئلے کا آسان حل موجود ہے تو اصول توڑنے کا کیا فائدہ؟ ③ صیحانی اور عذق بہترین قسم کی کھجوریں تھیں۔

(المعجم ٤١) - بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ مُتَفَاضِلًا (التحفة ٣٩)

باب: ۴۱- کھجور کی بیع کھجور کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ (جائز نہیں)

٤٥٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا

۴۵۵۷- حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں

٤٥٥٦- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٦١٤٤، وله شواهد معنوية عند البخاري، ح: ٢٢٠١، ٢٢٠٢، ومسلم وغيرهما.

٤٥٥٧- أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا أراد بيع تمر بتمر خير منه، ح: ٢٢٠١، ٢٢٠٢، ومسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح: ١٥٩٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٢٣، والكبرى، ح: ٦١٤٥.

أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟» قَالَ: لَا [وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللهِ!] إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِصَاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا».

(کھجوروں کی وصولی کے سلسلے میں) ایک آدمی مقرر فرمایا۔ وہ جنیب (عمدہ) کھجوریں لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی (اعلیٰ) ہوتی ہیں؟'' اس نے کہا: نہیں' اے اللہ کے رسول! ہم ملی جلی اور ردی کھجوروں کے دو صاع دے کر اس کا ایک صاع اور تین صاع دے کر اس قسم کے دو صاع خریدتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کرو۔ ردی اور ملی جلی کھجوروں کو رقم کے ساتھ الگ بیچو اور پھر رقم کے ساتھ جنیب کھجوریں خریدو۔''

فوائد ومسائل: ① کھجور کے عوض کھجور کا کمی بیشی کے ساتھ سودا کرنا' حرام ہے خواہ کھجور کی ایک قسم کتنی ہی عمدہ واعلیٰ اور دوسری کتنی ہی ردی ہو۔ ② یہ حدیث صراحتاً دلالت کرتی ہے کہ سودی کاروبار کرنا قطعاً حرام ہے۔ ایسا کیا ہوا سودا صحیح نہیں ہوگا۔ ③ بعض معاملات میں حرام کام کا مرتکب اس وقت تک معذور سمجھا جائے گا جب تک اسے اس کام کی حرمت کا علم نہ ہو۔ یہ یاد رہے کہ عذر بالجہل مطلقاً قابل قبول نہیں' تاہم بعض معاملات' جن کا شریعت مطہرہ اور عرف عام لحاظ رکھیں' ان میں ایسا عذر قابل قبول ہوگا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے خود ساختہ صوفیوں کے اس خشک زہد کا رد ہوتا ہے جو اچھی اشیاء کے استعمال سے گریز کرتے اور اپنے باطل زعم میں اسے تقویٰ سمجھتے ہیں' اپنے آپ کو مشقت میں مبتلا کر کے اسے نفس کشی کا نام دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑا عابد وزاہد بھلا کون ہوسکتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود انھوں نے اپنے استعمال کے لیے' ردی کھجور کے عوض اچھی اور عمدہ کھجور پسند کی ہے اور اسے خریدا ہے۔ ⑤ امام اور دینی و مذہبی ذمہ دار شخص کو خصوصی طور پر دین کے معاملات کو اہمیت دینی چاہیے۔ جن لوگوں کو ان کا علم نہ ہو انھیں تعلیم دینی چاہیے اور انھیں ناجائز وحرام امور سے متنبہ کر کے جائز ومباح اور حلال امور کی طرف ان کی راہنمائی کرنی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی کی رہنمائی فرماتے ہوئے اسے حرام کام سے ہٹا کر حلال کی طرف راستہ دکھایا۔ ⑥ یہ حدیث ربوا بالفضل کی حرمت کی صریح دلیل ہے۔ ⑦ شکوک وشبہات میں مبتلا شخص کی تلاش حق میں اس وقت تک مدد کرنی چاہیے جب تک کہ اس کے لیے حق واضح نہ ہو جائے۔ ⑧ جنیب، اعلیٰ قسم کی کھجور تھی اور ''جمع'' ردی کھجور جس میں گٹھلی نہیں ہوتی تھی۔ یا جمع سے مراد ملی جلی کھجوریں ہیں۔ کوئی کسی قسم کی کوئی کسی قسم کی جیسا کہ صدقہ وعشر میں عام ہوتا ہے۔ چونکہ خیبر میں بھی ہر قسم کی کھجوروں سے حصہ وصول کیا گیا تھا'

لہٰذا وہ ملی جلی تھیں۔

٤٥٥٨- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِتَمْرٍ رَيَّانٍ وَكَانَ تَمْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْلًا فِيهِ يُبْسٌ، فَقَالَ: «أَنَّى لَكُمْ هٰذَا؟» قَالُوا: اِبْتَعْنَاهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ مِنْ تَمْرِنَا، فَقَالَ: «لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ هٰذَا لَا يَصِحُّ وَلٰكِنْ بِعْ تَمْرَكَ وَاشْتَرِ مِنْ هٰذَا حَاجَتَكَ».

۴۵۵۸- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موٹی تازی کھجوریں لائی گئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی کھجوریں خود رو قسم کی تھیں جن میں کچھ خشکی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تمھیں کہاں سے مل گئیں؟'' لوگوں نے کہا: ہم نے اپنی کھجوروں کے دو صاع دے کر یہ ایک صاع کے حساب سے خریدی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ایسے نہ کرو۔ یہ درست نہیں بلکہ اپنی کھجوریں الگ رقم کے عوض فروخت کرو اور پھر اپنی ضرورت کے مطابق ان کو الگ رقم کے ساتھ خریدو۔''

فائدہ: ''موٹی تازی کھجوریں'' مراد ان درختوں کی کھجوریں ہیں جن کو پانی وافر ملتا تھا۔ ظاہر ہے وہ ایسی ہی ہوں گی اور جن درختوں کو پانی نہیں ملتا' وہ زمین کے پانی ہی سے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ان کی کھجوریں خشک ہی ہوں گی۔

٤٥٥٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَبِيعُ الصَّاعَيْنِ بِالصَّاعِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلَا صَاعَيْ

۴۵۵۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ملی جلی کھجوریں دی جاتی تھیں۔ ہم ان کے دو صاع دے کر عمدہ کھجور کا ایک صاع لے لیتے تھے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''کھجور کے ایک صاع کے بدلے دو صاع نہیں لیے جا سکتے اور نہ گندم کے ایک صاع کے بدلے دو صاع لیے جا سکتے ہیں۔ اور نہ ایک

٤٥٥٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٤٦.

٤٥٥٩- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الخلط من التمر، ح: ٢٠٨٠، ومسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلا بمثل، ح: ١٥٩٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٤٧.

حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمًا بِدِرْهَمَيْنِ».

درہم کا سودا دو درہم سے ہوسکتا ہے۔“

٤٥٦٠- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نَبِيعُ - يَعْنِي - تَمْرَ الْجَمْعِ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلَا صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ».

۴۵۶۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ردی کھجوروں کے دوصاع دے کر ایک صاع عمدہ کھجور لے لیا کرتے تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دوصاع کھجور کا سودا ایک صاع کے بدلے نہیں ہوسکتا۔ نہ دو صاع گندم کا سودا ایک صاع سے ہوسکتا ہے اور نہ دو درہم کو ایک درہم کے بدلے فروخت کیا جاسکتا ہے۔“

٤٥٦١- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْغَافِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: أَتٰى بِلَالٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالَ: اِشْتَرَيْتُهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا لَا تَقْرَبْهُ».

۴۵۶۱- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس برنی کھجوریں لے کر آئے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کیسے؟“ وہ کہنے لگے: میں نے عام کھجوروں کے دوصاع دے کر یہ ایک صاع لی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اوہو! اوہو! یہ تو عین سود ہے۔ اس کے قریب مت جانا۔“

فوائد ومسائل: ① کھجور کو کھجور کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچنا حرام ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت کو اپنی رعایا اور متعلقہ لوگوں کے حالات سے باخبر رہنا چاہیے اسے ان کے مفادات کا خیال رکھنا چاہیے اور ان کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ امام اور ذمہ دار شخص جب کوئی ایسی بات سنے جو شرعاً ناجائز ہو یا ایسی چیز اور معاملہ دیکھے جو شرعاً حرام ہو تو اسے حرام کام کرنے والوں کو نہ صرف روکنا چاہیے بلکہ حق کی طرف ان کی رہنمائی بھی کرنی چاہیے۔ ③ یہ حدیث

٤٥٦٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٤٨.

٤٥٦١- أخرجه البخاري، الوكالة، باب: إذا باع الوكيل شيئًا فاسدًا فبيعه مردود، ح: ٢٣١٢، ومسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح: ١٥٩٤/ ٩٦ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٤٩.

مبارکہ اس اہم مسئلے کی صریح دلیل ہے کہ خبر واحد شرعی حجت ہے۔ ④ ''عین سود'' یعنی خالص سود کیونکہ دونوں طرف ایک ہی جنس ہو تو سودے میں کمی بیشی سود ہے۔

٤٥٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ - يَعْنِي - بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۴۵۶۲- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کا سودا چاندی کے ساتھ سود ہے الا یہ کہ نقد ہو۔ کھجوروں کا سودا کھجوروں کے ساتھ سود ہے مگر نقد سود نہیں۔ گندم کا سودا گندم کے ساتھ سود ہے الا یہ کہ نقد ہو۔ اور جو کا سودا جو کے ساتھ سود ہے الا یہ کہ سودا نقد ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں وہ سود بیان کیا گیا ہے جس کا تعلق خرید وفروخت سے ہوتا ہے۔ سود کی دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق لین دین، یعنی تھوڑی چیز قرض دے کر زیادہ چیز لینے کی شرط لگانا۔ اسے قرض کا سود کہتے ہیں۔ خرید وفروخت میں سود یہ ہے کہ دونوں طرف ایک ہی جنس ہو مگر ان میں کمی بیشی کی جائے یا ادھار ہو، سودا نقد نہ ہو، جیسے مندرجہ بالا روایت میں مثالیں دے کر واضح کر دیا گیا ہے، یا پھر جنس تو مختلف ہو مگر سودا ادھار ہو، جیسے کہ پہلی مثال میں صراحت ہے کہ سونا چاندی کے عوض بھی سود ہے جبکہ سودا نقد نہ ہو کیونکہ چیزوں اور جنسوں کے بھاؤ بدلتے رہتے ہیں، لہٰذا جب دونوں طرف ایک ہی جنس ہو یا مختلف جنسیں ہوں، ادھار قطعاً نہیں ہونا چاہیے، البتہ اگر اجناس مختلف ہوں تو کمی بیشی جائز ہے۔ اگر سودا روپے پیسے کے ساتھ کسی جنس کا ہو، مثلاً: کھجور، گندم، جو وغیرہ کا تو اس میں ادھار بھی جائز ہے۔ ② ''مگر نقد'' عربی میں لفظ ہیں: إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، یعنی دونوں ایک دوسرے سے کہیں، لے بھئی اپنا مال۔ جب دونوں یہ کہیں تو لازماً سودا نقد ہوگا، اس لیے لازم معنی کیا گیا ہے۔

(المعجم ٤٢) - بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ (التحفة ٤٠)

باب:۴۲- کھجوروں کی کھجوروں کے ساتھ بیع (کیسے ہونی چاہیے؟)

٤٥٦٢- أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام والحكرة، ح: ٢١٣٤، ومسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٥٠.

٤٥٦٣ - أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ يَدًا بِيَدٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى إِلَّا مَا اخْتَلَفَتْ أَلْوَانُهُ».

۴۵۶۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھجور کا سودا کھجور کے ساتھ‘ گندم کا گندم کے ساتھ‘ جو کا جو کے ساتھ اور نمک کا نمک کے ساتھ سودا نقد (اور برابر) ہونا چاہیے۔ جو زیادہ دے یا زیادہ لے‘ اس نے سود کا لین دین کیا۔ الا یہ کہ جنسیں بدل جائیں۔“

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ کھجور کا کھجور کے عوض سودا جائز ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے نقد بہ نقد اور برابری ہو۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکورہ اشیاء کی ایک دوسرے کے عوض بیع جائز ہے بشرطیکہ وہ اشیاء برابر مقدار میں ہوں‘ سودا نقد ہو اور اسی مجلس میں دونوں فریق چیز کو اپنے اپنے قبضے میں لے لیں۔ ③ سود لینے سے صرف لینے والا ہی گناہ گار نہیں ہوتا بلکہ دینے والا بھی مجرم ہوتا ہے‘ لہٰذا سود لینے والے اور دینے والے دونوں کو اس سے بچنا چاہیے۔ ④ حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنس بدل جائے تو کمی بیشی جائز ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنس کے مختلف ہونے کی صورت میں بھی تقابض (دونوں فریقوں کا چیز قبضے میں لینا) ضروری اور واجب ہے۔ اس پر تقریباً تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔ ⑤ ”جنسیں بدل جائیں“ مثلاً: کھجور کا سودا گندم کے ساتھ‘ گندم کا جو کے ساتھ‘ جو کا نمک کے ساتھ۔ ایسی صورت میں کمی بیشی جائز ہے‘ مثلاً: دو کلو گندم دے کر نصف کلو کھجور لے تو کوئی حرج نہیں‘ البتہ سودا نقد ہونا چاہیے۔

(المعجم ٤٣) - بَيْعُ الْبُرِّ بِالْبُرِّ (التحفة ٤١)

باب: ۴۳- گندم کی گندم کے ساتھ بیع (کیسے ہونی چاہیے؟)

٤٥٦٤ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۴۵۶۴- حضرت مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عتیک سے روایت ہے کہ ایک منزل میں حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما جمع ہوئے تو حضرت

٤٥٦٣ـ أخرجه مسلم، ح:١٥٨٨ عن واصل بن عبدالأعلى به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٥١.

٤٥٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الصرف وما لا يجوز متفاضلاً يدًا بيد، ح:٢٢٥٤ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٥٢، وللحديث طرق أخرى عند مسلم وغيره.

سِيرِينَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَتِيكٍ قَالَا: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ، وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ، إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ، وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ، وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ، يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا. قَالَ أَحَدُهُمَا: فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى.

عبادہ ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے کے بدلے سونے' چاندی کے بدلے چاندی' گندم کے بدلے گندم' جو کے بدلے جو' کھجوروں کے بدلے کھجوریں...... ان دونوں استادوں (مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عتیک) میں سے ایک نے (یہ بھی) کہا' جبکہ دوسرے نے یہ الفاظ نہیں کہے...... اور نمک کے بدلے نمک کے سودے سے منع فرمایا الا یہ کہ وہ دونوں برابر اور نقد ہوں' البتہ ہمیں اجازت عطا فرمائی کہ ہم سونے کو چاندی کے بدلے' چاندی کو سونے کے بدلے' گندم کو جو کے بدلے اور جو کو گندم کے بدلے جیسے چاہیں کم وبیش خرید وفروخت کر سکتے ہیں بشرطیکہ سودا نقد ہو۔ (جنس ایک ہونے کی صورت میں) جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے' اس نے سودی لین دین کیا۔

فوائد ومسائل: ① گندم کے بدلے گندم بیچنی شرعاً جائز ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے گندم برابر ہو' نیز فریقین اسے اسی مجلس میں اپنے اپنے قبضے میں بھی لے لیں۔ ② اس حدیث مبارکہ کے مختلف طرق (سندیں) دیکھنے سے بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے جو عہد وفا باندھا تھا اسے نہ صرف نبھایا بلکہ وفا کا حق ادا کر دیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر جو بیعت کی تھی اس کے تقاضے پورے کیے' خواہ اس ایفائے عہد سے ان کے کسی امیر کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو یا ناگواری محسوس ہوتی ہو۔ حضرت عبادہ بن صامت ؓ بھی انھی جلیل القدر عظماء میں سے تھے جنھوں نے نبی ﷺ سے اس بات پر بیعت کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔ سیدنا عبادہ بن صامت ؓ کے اس حدیث بیان کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ایک غزوے میں لوگوں کو بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ غنیمتوں میں چاندی کے برتن بھی تھے۔ اس وقت ان لوگوں کے امیر حضرت معاویہ ؓ تھے اور انھوں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو' وہ چاندی کے برتن جو بطور غنیمت ملے تھے' وہ برتن بیچ دے اور لوگوں کو بیت المال سے جو عطایا ملتے تھے جب وہ ملیں گے تو اس وقت ان چاندی کے برتنوں کی قیمت ان سے وصول کر لی جائے گی۔ لوگوں نے دھڑا دھڑ یہ سودا کرنا شروع کر دیا۔ سیدنا عبادہ بن صامت تک یہ بات پہنچی تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ حدیث سنا دی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے

سونے اور چاندی کی بیع ادھار پر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ان کی خرید وفروخت نقد کی صورت میں ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔ یہ سن کر لوگوں نے چاندی کے جو برتن ان سے خرید لیے تھے واپس کر دیے اور سودا ختم کر دیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو ہم نے آپ سے نہیں سنی ہوتیں' حالانکہ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں۔سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر پھر کھڑے ہو گئے اور وہی حدیث مبارکہ دوبارہ سنا دی جو انھوں نے پہلے سنائی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ ہم نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ ضرور بیان کریں گے' خواہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتنا ہی ناگوار گزرے یا فرمایا کہ اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی ذلت محسوس کریں اور ساتھ ہی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مسئلہ بیان کرنے کی وجہ سے اگر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ایک رات بھی نہ رہ سکوں تو مجھے اس کی قطعاً کوئی پروا نہیں۔ میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا ہے' وہ ضرور بیان کروں گا' خواہ آج کا کوئی حکمران اسے پسند کرے یا نہ کرے۔تفصیل کے لیے دیکھیے:(صحیح مسلم' المساقاۃ' باب الصرف و بیع الذھب بالورق نقدًا' حدیث:۱۵۸۷)اس تفصیل سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم لا یخافون لومۃ لائم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علمائے حق پر جو بھاری ذمہ داری عائد کی ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق کھل کر بیان کریں' حق کو قطعاً نہ چھپائیں' نیز عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے والے بن جائیں اور دنیا میں شُھَدَاءُ اللّٰہ بن کر رہیں۔ ③ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنن کی تبلیغ کا خصوصی اہتمام کیا جائے' علم رسول پھیلایا جائے' چاہے کوئی بڑے سے بڑا شخص اس کو ناپسند ہی کرتا ہو۔ حق بات برملا اور سب کے سامنے کہنی چاہیے۔ ④ حدیث مبارکہ سے مذکورہ اشیاء کی باہمی خرید وفروخت کا جواز بھی نکلتا ہے۔ہم جنس اشیاء میں برابری اور تقابض کی شرط ہے۔لیکن اگر جنس مختلف ہو جائے تو ان میں کمی بیشی تو جائز ہے لیکن سودے کا ہاتھوں ہاتھ ہونا شرط ہے۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو گندم اور جو' کو ایک ہی جنس شمار کرتے ہیں۔ یہ دونوں ایک جنس نہیں بلکہ دو مختلف جنسیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ الفاظ اس کی صریح دلیل ہیں' آپ نے فرمایا: ''گندم کے عوض جَو اور جَو کے عوض گندم بیچ سکتے ہو جس طرح چاہو بشرطیکہ سودا نقد بہ نقد ہو' یعنی ادھار کسی طرف سے نہ ہو۔'' ⑥ مذکورہ چھ چیزوں میں کمی بیشی تو واقعی سود ہے' البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ان چھ کے علاوہ دوسری کون سی اشیاء میں کمی بیشی سود میں شمار ہوگی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تمام مکیلات وموزونات (جن چیزوں کو ماپا تولا جا سکے) کو اس حکم میں داخل کیا ہے۔امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ان کے علاوہ تمام ماکولات (جو چیزیں کھانے اور خوراک کے کام آتی ہیں) اس حکم کے تحت داخل ہیں بشرطیکہ ان کو ذخیرہ کیا جا سکے۔امام شافعی رحمہ اللہ نے دونوں قیود کو ملحوظ رکھا ہے' یعنی وہ مکیل و موزون بھی ہوں اور خوراک بھی ہوں۔اہل ظاہر کا موقف ہے کہ سود صرف ان مذکورہ چھ چیزوں میں منحصر

ہے۔ان کے علاوہ کسی بھی چیز میں کمی بیشی سود شمار نہیں ہوگی' مگر یہ بات عقلی طور پر قابل قبول نہیں کیونکہ شریعت کے احکام کسی نہ کسی مقصد کی خاطر لاگو ہوتے ہیں۔ مذکورہ چیزوں کی بیع کی بیشی کے ساتھ روکنے میں ایک مقصد سادگی اور قناعت پسندی بھی ہے۔ ظاہر ہے اچھی گندم ناقص گندم کے مقابلے میں ملنے سے تو رہی۔ کوئی شخص بھی ردی کھجوروں کے مقابلے میں اعلیٰ قسم کی کھجوریں نہیں دے گا۔ مذکورہ قسم کی بیع سے روکنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ لوگ اپنے پاس موجود گندم' جو' کھجوروں پر ہی قناعت کریں گے اور ذائقے کی تلاش میں سرگرداں نہیں ہوں گے۔ اس سے مہنگائی ختم ہوگی۔ عموماً لوگوں کے پاس جنس ہی ہوتی ہے۔ پیسے کم ہی ہوتے ہیں' لہٰذا وہ اعلیٰ سے اعلیٰ کے حصول کے چکر میں نہیں پڑیں گے اور سادگی اور قناعت کا دور دورہ ہوگا۔ معاشرہ افراتفری سے محفوظ رہے گا۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھا جائے تو امام مالک ﷫ کی بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ حکم ان تمام چیزوں کے بارے میں ہے جو بطور خوراک استعمال ہوتی ہوں اور ان کو ذخیرہ بھی کیا جا سکے۔ جبکہ اہل ظاہر کا مسلک اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے جس میں بیل پر لگے انگوروں کی بیع معین منقیٰ سے کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ایسی بیع میں بھی کمی بیشی کا خطرہ ہو سکتا ہے' حالانکہ منقیٰ یا انگور اس حدیث میں مذکور چھ چیزوں میں داخل نہیں۔ امام ابوحنیفہ ﷫ کے مسلک کی رو سے لوہا' پیتل وغیرہ بھی اس حکم میں آ جائیں گے' حالانکہ یہ چیزیں بذات خود فروخت ہونے کی بجائے عموماً ان کی مصنوعات ہی فروخت ہوتی ہیں اور مصنوعات میں یہ حکم جاری کرنا تقریباً ناممکن ہے کیونکہ وہاں سودا صرف مادے کا نہیں بلکہ کاریگری اور مہارت کا بھی ہوتا ہے۔ واللّٰه أعلم. ⑥ ''ایک منزل میں'' ان الفاظ سے ظاہراً گھر بھی مراد ہو سکتا ہے اور سفر کی منزل بھی' یہ دوسرا معنی ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی مذکورہ بالا تفصیلی حدیث: ۱۵۸۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دشمنوں کے ساتھ ایک لڑائی کے موقع پر پیش آیا اور وہ یقیناً سفر میں تھے۔

٤٥٦٥- أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدٍ وَقَدْ كَانَ يُدْعَى ابْنَ هُرْمُزَ قَالَ: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَهُمْ

۴۵۶۵-حضرت مسلم بن یسار اور حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ ﷺ ایک جگہ اکٹھے تھے تو حضرت عبادہ ﷺ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونا سونے کے بدلے' چاندی چاندی کے بدلے' کھجوریں کھجوروں کے بدلے' گندم گندم کے بدلے' جو جو کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا۔ ایک استاد نے' نمک

٤٥٦٥ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٥٣، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٢٢٥٤ من حديث إسماعيل ابن علية به.

عُبَادَةُ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ، وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ، إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ. قَالَ أَحَدُهُمَا: مَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى، وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ، وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ، يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا.

نمک کے بدلے کے الفاظ بیان کیے جبکہ دوسرے نے یہ الفاظ نہیں بیان کیے الا یہ کہ وہ (دونوں طرف سے مقدار میں) برابر ہوں (اور نقد سودا ہو)۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا' اس نے سودی لین دین کیا۔ یہ الفاظ (زیادہ دیا یا زیادہ لیا) بھی ایک ہی استاد نے بیان کیے تھے' دوسرے نے نہیں کیے' البتہ آپ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم سونے کو چاندی کے بدلے یا چاندی کو سونے کے بدلے اور گندم کو جو کے بدلے اور جو کو گندم کے بدلے جیسے چاہیں کم وبیش بیچ خرید سکتے ہیں بشرطیکہ سودا نقد ہو۔

فائدہ: سونے اور چاندی کو اللہ تعالیٰ نے تجارت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اور یہ قیمت بنتے ہیں۔ جب سونے کے مقابلے میں سونا یا چاندی کے مقابلے میں چاندی ہو تو ان میں کمی بیشی منع ہے' لہٰذا جو چیزیں قیمت بنتی ہوں' ان میں بھی کمی بیشی منع ہوگی' مثلاً: کرنسی نوٹ' بانڈ اور سرٹیفکیٹ وغیرہ۔ سو روپے کا بانڈ یا سرٹیفکیٹ سو روپے سے زائد میں خریدا یا بیچا نہیں جا سکتا ورنہ سود بن جائے گا۔ اگر لوہے یا تانبے کے سکے بنائے جائیں یا لوہے تانبے کو بطور قیمت استعمال کیا جائے تو ان کی بیع یا تبادلے میں بھی کمی بیشی منع ہوگی' مثلاً: سو روپے کا کرنسی نوٹ تبادلے میں سو روپوں کے سکوں کے برابر تصور کیا جائے گا۔ کمی بیشی منع ہوگی۔ آج کل مروجہ شیئرز (حصص) بھی اپنی اصل مالیت سے کم وبیش فروخت نہیں کیے جا سکتے۔

(المعجم ٤٤) - بَيْعُ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۴- جو کی جو سے بیع (کم وبیش نہیں ہونی چاہیے)

٤٥٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ

۴۵۶۶- حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ ؓ ایک منزل میں اکٹھے ہوئے تو حضرت عبادہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم سونا سونے کے بدلے' چاندی چاندی کے بدلے' گندم گندم کے بدلے' جو جو کے بدلے' کھجوریں کھجوروں کے

٤٥٦٦- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٥٤.

مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ عُبَادَةُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ، وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ، وَلَمْ يَقُلِ الْآخَرُ، إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ. قَالَ أَحَدُهُمَا: مَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى، وَلَمْ يَقُلِ الْآخَرُ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ، وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ، وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ، يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا، فَبَلَغَ هٰذَا الْحَدِيثُ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ فَقَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَدْ صَحِبْنَاهُ وَلَمْ نَسْمَعْهُ مِنْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقَامَ فَأَعَادَ الْحَدِيثَ فَقَالَ: لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَاهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنْ رَغِمَ مُعَاوِيَةُ.

بدلے..... دونوں میں سے ایک استاد نے یہ الفاظ (جن میں نمک کا ذکر ہے) بیان کیے تھے جبکہ دوسرے نے بیان نہیں کیے..... اور نمک نمک کے بدلے بیچیں مگر جبکہ دونوں ایک دوسرے کے برابر ہوں (اور بیع نقد ہو)۔ جو شخص زیادہ دے گا یا لے گا' اس نے سودی کاروبار کیا..... یہ الفاظ (جو شخص زیادہ دے گا یا لے گا اس نے سودی کاروبار کیا) بھی دونوں میں سے ایک استاد نے بیان کیے تھے' دوسرے نے بیان نہیں کیے..... البتہ آپ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم سونے کو چاندی کے بدلے' چاندی کو سونے کے بدلے' گندم کو جو کے بدلے اور جو کو گندم کے بدلے جیسے چاہیں بیچیں بشرطیکہ سودا نقد ہو۔ یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ کہنے لگے: عجیب بات ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو ہم نے تو نہیں سنیں اگرچہ ہم بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں۔ یہ بات حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو کھڑے ہو کر دوبارہ حدیث پڑھی اور فرمانے لگے: ہم نے جو بات رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنی ہے' ضرور بیان کریں گے اگرچہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) اسے ناپسند ہی کرے۔

خَالَفَهُ قَتَادَةُ، رَوَاهُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ عُبَادَةَ.

(امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) قتادہ نے اس (محمد بن سیرین) کی مخالفت کی ہے۔ انھوں نے یہ روایت مسلم بن یسار سے بواسطۂ أبو الأشعث' عبادۃ سے بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت میں سلمہ بن علقمہ کے دو استاد ہیں: ایک محمد بن سیرین اور دوسرے قتادہ۔ محمد بن سیرین نے جب یہ روایت بیان کی تو فرمایا: [عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ] اور

جب قتادہ نے یہ روایت بیان کی تو فرمایا: [عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ] مطلب یہ ہے کہ قتادہ نے مسلم بن یسار اور حضرت عبادہ ؓ کے درمیان ابوالاشعث صنعانی کا واسطہ بھی بیان کیا ہے جیسا کہ اگلی روایت: ۴۵۶۷ کی سند سے واضح ہوتا ہے۔ ② حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیعت عقبہ کے نقباء میں سے ہیں۔ انصار کے اولیں مسلمانوں میں شامل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ ان کا دور تعلیم و تربیت حضرت معاویہ ؓ سے بہت زیادہ ہے۔ حضرت معاویہ ؓ تو صلح حدیبیہ کے بعد اگلے سال ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔ انھیں ان کی نسبت آپ سے فیض حاصل کرنے کا موقع کم ملا ہے، لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حضرت معاویہ ؓ نے یہ فرمان رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نہ سنا ہو۔ یہ فرمان حضرت ابوہریرہ، حضرت عمر اور دیگر صحابہ ؓ سے بھی مروی ہے۔ اور بلاشک وشبہ صحیح ہے۔

٤٥٦٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ بَدْرِيًّا، وَكَانَ بَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ لَّا نَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، أَنَّ عُبَادَةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ قَدْ أَحْدَثْتُمْ بُيُوعًا لَا أَدْرِي مَا هِيَ، أَلَا إِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَإِنَّ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ يَدًا بِيَدٍ وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُهُمَا، وَلَا تَصْلُحُ النَّسِيئَةُ، أَلَا إِنَّ الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ مُدْيًا بِمُدْيٍ، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الشَّعِيرِ بِالْحِنْطَةِ يَدًا بِيَدٍ وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُهُمَا، وَلَا يَصْلُحُ نَسِيئَةً، أَلَا وَإِنَّ

۴۵۶۷- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے، وہ بدری صحابی تھے اور انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ (کی شریعت) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں رکھیں گے۔ تو حضرت عبادہ ؓ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! تم نے کچھ ایسی خرید وفروخت کی صورتیں شروع کر لی ہیں کہ میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں؟ خبردار! سونا سونے کے بدلے تول کر برابر دیا جائے ڈلی ہو یا سکہ، چاندی چاندی کے بدلے تول کر برابر دی جائے ڈلی ہو یا سکہ، البتہ چاندی سونے کے بدلے ہو تو کوئی حرج نہیں کہ چاندی زیادہ ہو جبکہ سودا نقد ہو۔ ادھار درست نہیں۔ خبردار! گندم گندم کے بدلے اور جو جو کے بدلے ماپ کر برابر دیے جائیں، البتہ جو کو گندم کے بدلے نقد فروخت کیا جائے تو کوئی حرج نہیں کہ جو زیادہ ہوں لیکن ادھار درست نہیں۔

٤٥٦٧- أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٧ من حديث مسلم بن يسار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٥٥.

التَّمْرَ بِالتَّمْرِ مُدْيًا بِمُدْيٍ، حَتّٰى ذَكَرَ الْمِلْحَ مُدْيًا بِمُدْيٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبٰى.

خبردار! کھجور کھجور کے عوض ماپ کر برابر دی جائے حتی کہ آپ نے نمک کا بھی ذکر فرمایا کہ وہ بھی ماپ کر برابر دیا جائے۔ جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے اس نے سودی لین دین کیا۔

٤٥٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ[إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ] قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ مُسْلِمٍ [الْمَكِّيِّ]، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى» وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ، لَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوبُ: وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ.

۴۵۶۸- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونا سونے کے بدلے تول کر عین برابر دیا جائے' ڈلی ہو یا سکہ۔ چاندی چاندی کے برابر تول کر عین برابر دی جائے' ڈلی ہو یا سکہ۔ اسی طرح نمک نمک کے برابر' کھجور کھجور کے برابر' گندم گندم کے برابر اور جو جو کے برابر خریدے بیچے جائیں۔ جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے' اس نے سودی کاروبار کیا۔ مذکورہ الفاظ محمد بن مثنیٰ کے ہیں' یعقوب نے ”جو جو کے برابر“ والے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے یہ روایت دو استادوں سے بیان کی: ایک محمد بن مثنیٰ اور دوسرے یعقوب بن ابراہیم۔ دونوں استاذ ساری روایت ایک جیسی بیان کرتے ہیں لیکن یہ جملہ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ صرف استاد محمد بن مثنیٰ بیان کرتے ہیں' دوسرے استاد نے یہ جملہ بیان نہیں کیا۔ ② مذکورہ روایت بیان کرنے والے ایک استاد کا نام سنن نسائی میں یعقوب بن ابراہیم بیان کیا گیا ہے۔ سنن النسائی (المجتبیٰ) کے تمام نسخوں میں یہی نام مذکور ہے لیکن یہ غلط ہے۔ درست نام ”ابراہیم بن یعقوب الجوز جانی“ ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ امام نسائی ؒ کے ایک استاد یعقوب بن ابراہیم الدورقی بھی ہیں لیکن مذکورہ روایت ان کی بیان کردہ

٤٥٦٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٥٦.

نہیں بلکہ یہ ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی کی بیان کردہ ہے۔ یہ تمام تر وضاحت حافظ مزی ؒ نے تحفۃ الاشراف میں بیان کی ہے۔ دیکھیے: (تحفة الأشراف: ۴/۴۵۰) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي للأتيوبي: ۳۴/۳۶۲)

٤٥٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ مَرَّ بِهِمْ فِي السُّوقِ فَقَامَ إِلَيْهِ قَوْمٌ أَنَا فِيهِمْ قَالَ: قُلْنَا: أَتَيْنَاكَ لِنَسْأَلَكَ عَنِ الصَّرْفِ؟ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَيْرُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ؟ قَالَ: لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ غَيْرُهُ، قَالَ: فَإِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ قَالَ سُلَيْمَانُ: أَوْ قَالَ: وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ، فَمَنْ زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى، وَالْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَاءٌ.

۴۵۶۹-حضرت سلیمان بن علی سے روایت ہے کہ حضرت ابوالمتوکل ہمارے پاس سے بازار میں گزرے۔ بہت سے لوگ ان کی طرف اٹھے۔ ان میں میں بھی شامل تھا۔ ہم نے کہا کہ ہم آپ سے سونے چاندی کے تبادلے کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں۔ وہ فرمانے لگے: میں نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے سنا۔ اتنے میں ایک آدمی نے کہا: کیا آپ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان حضرت ابوسعید خدری ؓ کے علاوہ اور کوئی واسطہ نہیں؟ تو ابوالمتوکل نے کہا: نہیں' میرے اور آپ کے درمیان ان کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ انھوں نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے' چاندی چاندی کے بدلے' گندم گندم کے بدلے' جو جو کے بدلے' کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے عین برابر سودا کیا جائے۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا' اس نے سودی کاروبار کیا۔ لینے دینے والا برابر کے گناہ گار ہیں۔

٤٥٧٠- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ جَابِرٍ؛ ح:

۴۵۷۰-حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سونا سونے کے بدلے بالکل برابر وزن کے ساتھ بیچا جائے۔''

٤٥٦٩ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٤ من حديث أبي المتوكل الناجي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٥٨.

٤٥٧٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٩ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٥٩. * إسماعيل هو ابن أبي خالد.

أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلذَّهَبُ الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ» وَلَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوبُ: «اَلْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ» فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: إِنَّ هٰذَا لَا يَقُولُ شَيْئًا. قَالَ عُبَادَةُ: إِنِّي وَاللهِ! مَا أُبَالِي أَنْ لَّا أَكُونَ بِأَرْضٍ يَكُونُ بِهَا مُعَاوِيَةُ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ.

(راویٔ حدیث) یعقوب نے الکفة بالکفة کے الفاظ ذکر نہیں کیے (بلکہ اس کے بدلے کوئی اور الفاظ کہے جیسا کہ تفصیلی روایات سے معلوم ہوتا ہے)۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یہ کوئی معتبر بات نہیں کہہ رہے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! مجھے کوئی پروا نہیں کہ میں اس علاقے میں نہ رہوں جس میں معاویہ رہتے ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے (خود) رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔

فائدہ: ''معتبر بات نہیں کہہ رہے'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنے علم کے مطابق کہی لیکن چونکہ انداز مناسب نہیں تھا' اس لیے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اظہار ناراضی فرمایا۔ اور یہ ان کا حق بھی بنتا ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ أَرْضَاهُمْ.

(المعجم ٤٥) - بَيْعُ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۵- دینار کو دینار کے بدلے فروخت کرنا

٤٥٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي تَمِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا».

۴۵۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دینار کا سودا دینار سے کرنا ہو اور درہم کا درہم سے تو کمی بیشی جائز نہیں۔''

٤٥٧١- أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح:١٥٨٨/ ٨٥ من حديث مالك به. وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٣٢، والكبرى، ح: ٦١٦٠.

فائدہ: پرانے زمانے میں دینار سونے سے بنایا جاتا تھا اور درہم چاندی سے۔ جو حکم سونے کا وہی دینار کا اور جو حکم چاندی کا' وہی درہم کا۔

(المعجم ٤٦) - بَيْعُ الدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۶- درہم کا سودا درہم سے کرنا

٤٥٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: اَلدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا ﷺ إِلَيْنَا.

۴۵۷۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دینار کا سودا دینار سے ہو یا درہم کا درہم سے تو کمی بیشی جائز نہیں ہوسکتی۔ ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہمیں یہ تاکید ہے۔

٤٥٧٣- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى».

۴۵۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا سونے کے بدلے میں تول کر برابر دیا جائے اور چاندی چاندی کے بدلے تول کر برابر دی جائے۔ جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے اس نے سود کا لین دین کیا۔''

(المعجم ٤٧) - بَيْعُ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۷- سونے کی بیع سونے کے ساتھ کرنا

٤٥٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۴۵۷۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٥٧٢_ [إسناده صحيح] أخرجه الشافعي في الرسالة، ص:٢٧٧ فقرة:٧٦٠ عن مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٣٣ بطوله، والكبرٰى، ح: ٦١٦١.

٤٥٧٣_ أخرجه مسلم، ح:١٥٨٨/ ٨٤ (انظر الحديث المتقدم:٤٥٧١) عن واصل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٦١.

٤٥٧٤_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الفضة بالفضة، ح:٢١٧٧، ومسلم، المساقاة، باب الربا، ح: ١٥٨٤/ ٧٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٣٢، ٦٣٣، والكبرٰى، ح: ٦١٦٢.

نَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر۔ کسی ایک کو دوسرے سے زیادہ نہ کرو۔ اور چاندی چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر اور ان میں سے کسی غائب کا نقد سے سودا نہ کرو۔''

فائدہ: ''سودا نہ کرو'' یعنی ادھار سودا جائز نہیں کیونکہ سونے چاندی کا بھاؤ اور باہمی تناسب بدلتا رہتا ہے۔ ایسی صورت میں جھگڑے کا امکان ہے۔ شریعت تنازع کو پسند نہیں کرتی۔

٤٥٧٥- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَصُرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «فَذَكَرَ النَّهْيَ عَنِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تَبِيعُوا غَائِبًا بِنَاجِزٍ، وَلَا تُشِفُّوا أَحَدَهُمَا عَلَى الْآخَرِ»

۴۵۷۵- حضرت ابو سعید خدری ؓ نے فرمایا: میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور میرے کانوں نے آپ کے منہ مبارک سے سنا: ''آپ نے سونے کی سونے کے بدلے اور چاندی کی چاندی کے بدلے خرید وفروخت سے منع فرمایا مگر جب (دونوں طرف سے) برابر ہوں۔ اور فرمایا کہ تم ان میں سے موجود کا غیر موجود سے سودا نہ کرو اور کسی ایک کو دوسرے سے زائد نہ کرو۔''

٤٥٧٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بَاعَ سِقَايَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ.

۴۵۷۶- حضرت عطاء بن یسار سے منقول ہے کہ حضرت معاویہ ؓ نے سونے یا چاندی کا ایک برتن اس کے وزن سے زیادہ سونے یا چاندی کے عوض خریدا۔ حضرت ابوالدرداء ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جیسے سودے سے منع فرماتے سنا الا یہ کہ

٤٥٧٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٦٣.

٤٥٧٦- [إسناده صحيح] أخرجه الشافعي في الرسالة، ص: ٤٤٦ فقرة: ١٢٢٨ عن مالك به مطولاً، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٣٤، والكبرٰى، ح: ٦١٦٤.

دونوں کا وزن برابر ہو۔

فوائد ومسائل: ① سونے کی خرید وفروخت سونے یا چاندی کی چاندی کے عوض درست ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے برابری ہو اور سودا نقد بہ نقد ہو۔ اگر ایسا نہیں تو وہ بیع فاسد اور حرام ہے۔ ② "برتن" عربی میں لفظ سِقَايَةً استعمال کیا گیا ہے، یعنی پانی وغیرہ پینے کا برتن۔ ویسے شریعت اسلامیہ میں سونے یا چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے روکا گیا ہے۔ ممکن ہے انھوں نے زینت اور آرائش کے لیے خریدا ہو، یا کوئی اور مقصد بھی ہو سکتا ہے، الختصر وہ پینے کے لیے نہیں خرید سکتے۔ ③ "وزن سے زیادہ" کیونکہ برتن میں سونے کے علاوہ اس کے بنانے کی اجرت بھی تو شامل ہے لیکن شریعت میں سونے کے بدلے سونے کی بیع میں کمی بیشی منع ہے، لہٰذا اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر سونے کا برتن سونے کے ساتھ ہی خریدنا ہے تو برتن کے برابر سونا دیا جائے اور اجرت الگ چاندی وغیرہ کی صورت میں دی جائے، یا ایسے برتن کا سودا چاندی کے ساتھ کیا جائے اور چاندی کے برتن کا سونے سے تاکہ اجرت بھی وصول ہو جائے اور شرعی ضابطہ بھی برقرار رہے۔ سونے اور چاندی کی باہم بیع میں کمی بیشی کی کوئی حد مقرر نہیں، اس لیے اجرت کو بھی قیمت میں آسانی سے شامل کیا جا سکتا ہے۔ آج کل کرنسی نوٹوں نے ایسے مسائل حل کر دیے ہیں۔

(المعجم ٤٨) - بَيْعُ الْقِلَادَةِ فِيهَا الْخَرَزُ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۸- ایسے ہار کو سونے کے عوض خریدنا جس میں سونے کے علاوہ موتی اور منکے بھی ہوں

٤٥٧٧ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: اِشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا، فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ».

۴۵۷۷- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ دینار کا خریدا جس میں سونے کے علاوہ موتی اور منکے بھی تھے۔ جب میں نے سونے اور موتی منکوں کو الگ الگ کیا تو اس سے بارہ دینار سے زائد سونا نکل آیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا: "اس قسم کی چیز کو نہ بیچا جائے حتی کہ سونے وغیرہ کو الگ الگ کر لیا جائے۔"

٤٥٧٧ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع القلادة فيها خرز وذهب، ح:١٥٩١/ ٩٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٦٥.

فوائد ومسائل: ① مؤلف ؒ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد سونے کے ایسے ہار کی سونے کے عوض خرید وفروخت کا مسئلہ بیان کرنا ہے جس میں سونے کے علاوہ موتی' نگینے اور منکے وغیرہ بھی ہوں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ سونے کے ایسے ہار کی سونے کے عوض خرید وفروخت اس وقت تک حرام ہے جب تک اسے الگ الگ کر کے سونے کا وزن معلوم نہ کر لیا جائے۔ جب سونے کا وزن معلوم ہو جائے تو پھر اس سونے کے برابر سونا دیا جائے اور موتی نگینے اور منکے وغیرہ الگ کر کے ان کی قیمت دی جائے' یا جو بھی معاملہ طے ہو' اس کے مطابق کیا جائے۔ ② اگر تو ہار وغیرہ اس قسم کا ہو کہ اسے خراب کیے بغیر سونے کو موتیوں سے الگ کیا جا سکتا ہو تو الگ کرنے کے بعد ہر چیز کا الگ الگ سودا کیا جائے تا کہ سود کے شبہ سے حتی الامکان بچاؤ ہو سکے۔ اور اگر الگ الگ کرنے سے ہار خراب ہوتا ہو تو پھر سونے کے ہار کو چاندی' یعنی درہم کے عوض خریدا جائے اور چاندی کے ہار کو سونے' یعنی دینار کے عوض خریدا جائے جیسا کہ حدیث نمبر ۴۵۷۶ میں گزر چکا ہے۔ آج کل قیمت کرنسی نوٹوں کی صورت میں دی جاتی ہے' لہٰذا کوئی مسئلہ پیدا ہی نہیں ہونا چاہیے' اور نہ الگ کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض حضرات نے ایسے ہار کو الگ الگ کیے بغیر کسی بھی صورت میں بیچنے کی نفی کی ہے اور ظاہر الفاظ کو پیش کیا ہے مگر یہ تکلیف مالا یطاق ہے۔ اس طرح تو زیورات کا بیچنا ایک لَا یَنْحَل مسئلہ ہو گا۔ الفاظ کے ساتھ ساتھ شریعت کے مقاصد کو بھی نگاہ میں رکھنا چاہیے ورنہ کبھی کبھی مضحکہ خیز نتائج حاصل ہو جاتے ہیں۔

٤٥٧٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ ابْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهَا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِفْصِلْ بَعْضَهَا مِنْ بَعْضٍ ثُمَّ بِعْهَا».

۴۵۷۸- حضرت فضالہ بن عبید ؓ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر کے دن مجھے ایک ایسا ہار ملا جس میں سونے کے علاوہ موتی اور منکے بھی تھے۔ میں نے اسے بیچنے کا ارادہ کیا۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا: ''اس کے اجزا الگ الگ کر کے بیچ۔''

(المعجم ٤٩) - بَيْعُ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً (التحفة ٤٧)

باب:۴۹- چاندی کو سونے کے عوض ادھار فروخت کرنا

٤٥٧٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٦٦.

٤٥٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: بَاعَ شَرِيكٌ لِي وَرِقًا بِنَسِيئَةٍ، فَجَاءَنِي فَأَخْبَرَنِي فَقُلْتُ: هٰذَا لَا يَصْلُحُ، فَقَالَ: قَدْ وَاللّٰهِ! بِعْتُهُ فِي السُّوقِ وَمَا عَابَهُ عَلَيَّ أَحَدٌ فَأَتَيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ اَلْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَبِيعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ: «مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ، وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَهُوَ رِبًا» ثُمَّ قَالَ لِي: اِئْتِ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۴۵۷۹- حضرت ابومنہال سے روایت ہے کہ میرے ایک شریک نے چاندی کا سودا ادھار کر لیا' پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھے بتایا۔ میں نے کہا: یہ تو درست نہیں۔ وہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں نے یہ سودا بازار میں کیا ہے اور کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہم اس قسم کی بیع کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''جو (خرید وفروخت) نقد ہو' اس میں کوئی حرج نہیں اور جو ادھار ہو' وہ سود ہے۔'' پھر انھوں نے مجھے کہا: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھو۔ میں ان کے پاس گیا اور پوچھا تو انھوں نے بھی اسی طرح فرمایا۔

٤٥٨٠- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَا: كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ، وَإِنْ كَانَتْ نَسِيئَةً فَلَا يَصْلُحُ».

۴۵۸۰- حضرت ابومنہال سے روایت ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سونے چاندی کے تبادلے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر یہ تبادلہ نقد ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر ادھار ہو تو پھر یہ جائز نہیں۔''

٤٥٧٩_ أخرجه مسلم، المساقاة، باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينًا، ح:١٥٨٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، البيوع، باب التجارة في البز وغيره، ح:٢٠٦١ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٦٧.

٤٥٨٠_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٦٨، وأخرجه البخاري، ح:٢٠٦٠، ٢٠٦١ من حديث حجاج بن محمد به.

فائدہ: سونے چاندی کے تبادلے سے مراد سونا دے کر چاندی لینا اور چاندی دے کر سونا لینا ہے۔ دوسرے لفظوں میں دینار کے بدلے درہم لینا یا درہم کے بدلے دینار لینا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سونے چاندی کے باہمی تناسب میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور بھاؤ بدلتے رہتے ہیں' اس لیے نقد تبادلہ تو جائز ہے مگر ادھار جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے ادائیگی تک بھاؤ میں فرق پڑ جائے' پھر تنازع کا امکان پیدا ہو جائے گا۔

٤٥٨١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ: سَلْ زَيْدَ ابْنَ أَرْقَمَ، فَإِنَّهُ خَيْرٌ مِنِّي وَأَعْلَمُ، فَسَأَلْتُ زَيْدًا فَقَالَ: سَلِ الْبَرَاءَ فَإِنَّهُ خَيْرٌ مِنِّي وَأَعْلَمُ، فَقَالَا جَمِيعًا: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا.

۴۵۸۱- حضرت ابومنہال نے فرمایا: میں نے حضرت براء بن عازب ؓ سے سونے اور چاندی کے تبادلے کے بارے میں پوچھا تو وہ فرمانے لگے: حضرت زید بن ارقم ؓ سے پوچھو۔ وہ مجھ سے بہتر اور زیادہ علم والے ہیں۔ میں نے حضرت زید ؓ سے پوچھا۔ وہ فرمانے لگے: حضرت براء سے پوچھو۔ وہ مجھ سے بہتر اور زیادہ علم والے ہیں۔ پھر ان دونوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے چاندی کے ادھار تبادلے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایک صاحب علم کو فتویٰ دیتے وقت اپنے سے بڑے یا دیگر اصحاب العلم سے ضرور مشورہ کرنا چاہیے' نیز ان سے مدد لے اور تعاون حاصل کرے تاکہ بعد ازاں کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہو جیسا کہ حضرت براء بن عازب ؓ نے مسئلہ بتلانے کے بعد سائل کو حضرت زید بن ارقم ؓ سے یہی مسئلہ پوچھنے کی تلقین فرمائی۔ اہل علم کی یہی شان ہوا کرتی ہے۔ ② ''وہ مجھ سے بہتر ہیں'' یہ صحابۂ کرام ؓ کی کسر نفسی اور تواضع ہے کہ دوسرے کو اپنے سے بہتر اور بڑا عالم خیال کرتے تھے۔ کاش! آج علماء و فضلاء اور اہل علم میں یہ عظیم جذبہ پیدا ہو جائے اور خود نمائی و خود پسندی کی بیماری سے ''صحت یاب ہو جائیں۔'' آمین. اہل علم کو یہی رویہ اپنانا چاہیے' اس میں برکت اور احترام ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَيْعُ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ وَبَيْعُ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ (التحفة ٤٨)

باب: ۵۰- چاندی کی سونے کے عوض اور سونے کی چاندی کے ساتھ بیع کرنا

٤٥٨١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦١٦٩، وأخرجه مسلم، ح: ١٥٨٩/ ٨٧، والبخاري، ح: ٢١٨٠، ٢١٨١ من حديث شعبة به. * محمد هو ابن جعفر غندر.

٤٥٨٢- وَفِيمَا قَرَأَ عَلَيْنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ. وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا.

۴۵۸۲- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی چاندی کے بدلے اور سونا سونے کے بدلے لینے سے منع کیا ہے الا یہ کہ وہ (باہم) برابر ہوں' البتہ ہمیں اجازت دی کہ ہم چاندی کے بدلے سونا یا سونے کے بدلے چاندی جس طرح چاہیں' کم وبیش لے سکتے ہیں۔

فائدہ: ایسی بیع جس میں سونا چاندی کے بدلے یا سونا سونے کے بدلے خریدا بیچا جائے یا اس کے برعکس' یعنی چاندی سونے کے بدلے یا چاندی کے بدلے خریدی بیچی جائے' بیع الصرف کہلاتی ہے۔ اس میں نقد ادائیگی اور برابری ضروری ہے جبکہ مختلف اشیاء کے باہمی تبادلے میں برابری کی شرط نہیں' البتہ نقد ادائیگی' اس میں بھی ضروری ہے۔

٤٥٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَبِيعَ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَلَا نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَبَايَعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ

۴۵۸۳- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چاندی کو چاندی کے عوض بیچنے سے منع فرمایا مگر جب وہ آپس میں برابر اور نقد ہو۔ اسی طرح سونے کو سونے کے عوض بیچنے سے منع فرمایا الا یہ کہ وہ آپس میں برابر اور نقد ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کو چاندی کے عوض جیسے چاہو (کم وبیش) خرید و بیچو اور چاندی کو سونے کے بدلے جیسے چاہو (کم وبیش) خرید و بیچو۔''

٤٥٨٢ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الذهب بالورق يدًا بيد، ح:٢١٨٢، ومسلم، المساقاة، باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينًا، ح: ١٥٩٠ من حديث عباد بن العوام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٠.

٤٥٨٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧١.

وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ».

٤٥٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا رِبًا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ».

۴۵۸۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت اسامہ بن زید ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود صرف ادھار میں ہے۔''

فائدہ: یاد رہے یہ تب ہے جب دونوں طرف جنس مختلف ہو' مثلاً: سونا چاندی کے بدلے یا چاندی سونے کے بدلے ورنہ اگر جنس ایک ہو تو کمی بیشی بھی سود ہے جیسا کہ روایات میں صراحتاً ثابت ہے۔

٤٥٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي صَالِحٍ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَرَأَيْتَ هٰذَا الَّذِي تَقُولُ؟ أَشَيْئًا وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ أَوْ شَيْئًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلٰكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ».

۴۵۸۵- حضرت ابو صالح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری ؓ کو فرماتے سنا کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے کہا: یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کیا آپ نے اسے کتاب اللہ میں پایا ہے یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہ میں نے یہ بات اللہ عزوجل کی کتاب میں پائی ہے نہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے بلکہ مجھے تو حضرت اسامہ بن زید ؓ نے بتلایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود صرف ادھار میں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① چاندی کو سونے کے عوض یا سونے کو چاندی کے عوض خرید ا بیچا جا سکتا ہے بشرطیکہ فریقین (دونوں) کی طرف سے نقد ادائیگی ہو۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم دین کو دینی مسئلے کی بابت دوسرے عالم دین سے دلیل کے ساتھ بات کرنی چاہیے اور ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عالم

٤٥٨٤ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح:١٥٩٦/ ١٠٢ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، من طريق آخر (انظر الحديث الآتي) من حديث عبدالله بن عباس به، وهو في الكبرى، ح:٦١٧٢.

٤٥٨٥ـ أخرجه مسلم، ح:١٥٩٦/ ١٠١ من حديث سفيان بن عيينة، انظر الحديث السابق، والبخاري، البيوع، باب بيع الدينار بالدينار نساء، ح:٢١٧٨، ٢١٧٩ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح:٦١٧٣.

دین سے معلوم کرے کہ آپ نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے یہ قرآن مجید میں ہے یا حدیث رسول سے ثابت ہے (کیونکہ احکام شریعت کا اصل مأخذ قرآن وسنت ہے)۔ مزید برآں مسئول عنہ (جس سے ایسا سوال کیا جائے) کو اس قسم کے سوال یعنی دلیل طلب کرنے کو اپنی "شان میں گستاخی" نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ بلا تاخیر جواب دے دینا چاہیے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فوراً جواب دیا کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے یہ خبر دی ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ عالم دین کا فرض ہے کہ وہ اجتماعیت سے ہٹے ہوئے شخص کو اجتماعیت کی طرف لائے اور یہ فریضہ کتاب وسنت کے دلائل کے ذریعے سے سرانجام دیا جانا چاہیے۔ ④ "یہ جو آپ کہہ رہے ہیں" دراصل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے کم وبیش بھی خریدا بیچا جا سکتا ہے بشرطیکہ ادھار نہ ہو، حالانکہ یہ حدیث ایک مخصوص صورت کے بارے میں ہے، یعنی جب طرفین کی جنس مختلف ہو، مثلاً: چاندی سونے کے بدلے ہو جیسا کہ اس کی طرف اوپر والی حدیث (۴۵۸۴) میں اشارہ ہو چکا ہے۔ کسی ایک روایت سے ایسے معنی اخذ نہیں کیے جا سکتے جو دیگر صریح، مفصل اور کثیر روایات کے خلاف ہوں۔ بعض احادیث مختصر ہوتی ہیں۔ ان کے معنی سمجھنے کے لیے دیگر تفصیلی روایات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

٤٥٨٦- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ، إِنِّي أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ، قَالَ: «لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ».

۴۵۸۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں بقیع میں اونٹوں کا کاروبار کیا کرتا تھا۔ (کبھی) سودا دیناروں سے کرتا تو درہم وصول کر لیتا تھا۔ میں (اپنی بہن) حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں بقیع میں اونٹوں کا سودا کرتا ہوں۔ سودا دیناروں سے کرتا ہوں اور ان کی جگہ درہم وصول کر لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "اس دن کے بھاؤ کے مطابق ہو تو کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے وقت کوئی لین دین باقی نہ ہو۔"

٤٥٨٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ح: ٣٣٥٤ من حديث حماد ابن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٠، وصححه ابن حبان، ح: ١١٢٨، وابن الجارود، ح: ٦٥٥، والحاكم: ٢/ ٤٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

فائدہ: دینار سونے کا ہوتا تھا اور درہم چاندی کا۔ جب سونے اور چاندی کی بیع جائز ہے تو دینار کی جگہ اس کی قیمت کے مطابق درہم وصول کیے جا سکتے ہیں اور درہموں کی جگہ دینار وصول کیے جا سکتے ہیں۔ آج کل مختلف ممالک کی کرنسیوں کی یہی حیثیت ہے۔ سودا روپوں میں ہو تو ان کی جگہ روپوں کی قیمت کے مطابق ڈالر یا ریال یا پونڈ وصول کیے جا سکتے ہیں لیکن اسی وقت' بعد میں نہیں کیونکہ کرنسی کی قیمت میں اتار چڑھاؤ رہتا ہے۔ جس کرنسی میں سودا طے ہوا ہے' وہ اصل ہوگی باقی کرنسیاں ادائیگی کے وقت کے لحاظ سے وصول کی جائیں گی۔

(المعجم ٥١) - أَخْذُ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ وَالذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ (التحفة ٤٩)

باب:٥١-سونے کی جگہ چاندی لینا اور چاندی کی جگہ سونا لینا اور حضرت ابن عمر ﷺ کی روایت کے ناقلین کے الفاظ کے اختلاف کا ذکر

٤٥٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ أَوِ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: «إِذَا بَايَعْتَ صَاحِبَكَ فَلَا تُفَارِقْهُ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ».

۴۵۸۷-حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں سونے کا چاندی کے ساتھ اور چاندی کا سونے کے ساتھ سودا کیا کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ بات بتلائی تو آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنے ساتھی سے (اس قسم کا) سودا کرے تو اس سے ایسی حالت میں جدا نہ ہو کہ تیرے اور اس کے درمیان کوئی شبہات والی چیز باقی ہو۔''

فائدہ: ''شبہات والی چیز باقی ہو'' یعنی نقد ادائیگی ہونی چاہیے' ادھار نہ ہو جیسا کہ پیچھے تفصیل سے گزرا۔

٤٥٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْخُذَ الدَّنَانِيرَ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّرَاهِمَ مِنَ الدَّنَانِيرِ.

۴۵۸۸-حضرت سعید بن جبیر کے بارے میں مروی ہے کہ وہ دراہم کی جگہ دینار اور دینار کی جگہ دراہم لینا پسند نہیں کرتے تھے۔

٤٥٨٧ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٥.

٤٥٨٨ـ [سنده حسن] وانظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٦.

فائدہ: ان کے ناپسند کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں جب کہ نبی ﷺ سے صراحتاً اس کا جواز ثابت ہے۔ ہاں، قرض کی صورت میں ان کے قول کی معقول وجہ ہو سکتی ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

٤٥٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا -يَعْنِي- فِي قَبْضِ الدَّرَاهِمِ مِنَ الدَّنَانِيرِ، وَالدَّنَانِيرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ.

۴۵۸۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ دینار کی جگہ درہم اور درہم کی جگہ دینار لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

٤٥٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الْهُذَيْلِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي قَبْضِ الدَّنَانِيرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ: أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُهَا إِذَا كَانَ مِنْ قَرْضٍ.

۴۵۹۰- حضرت ابراہیم نخعی دراہم کی جگہ دینار لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے مگر جب وہ قرض کے ہوں۔

فائدہ: یہ اس لیے کہ قرض کی صورت میں امکان ہے کہ قرض خواہ قیمت کی صورت میں کچھ مفاد حاصل کرے گا اور جب قرض سے کوئی مفاد حاصل کیا جائے تو وہ سود بن جاتا ہے لیکن یہ صرف ایک امکان ہے۔ اس کی وجہ سے دراہم کی جگہ دینار لینے سے منع نہیں کیا جا سکتا بشرطیکہ کوئی مفاد حاصل نہ کیا جائے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ذکر ہے۔

٤٥٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسٰى أَبِي شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ:

۴۵۹۱- حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ وہ (دراہم کی جگہ دینار اور دینار کی جگہ دراہم لینے میں) کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اگرچہ وہ قرض کے ہی کیوں

٤٥٨٩ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٧. * مؤمل هو ابن إسماعيل، وسفيان هو الثوري، وله شاهد تقدم، ح: ٤٥٨٦.

٤٥٩٠ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٨. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري، وعنعن، وأبوالهذيل هو غالب بن الهذيل.

٤٥٩١ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٩. * سفيان هو الثوري، وتابعه وكيع عن موسى أبي شهاب به، وانظر الحديث الآتي.

أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا وَإِنْ كَانَ مِنْ قَرْضٍ.

نہ ہوں۔

٤٥٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ بِمِثْلِهِ.

۴۵۹۲- حضرت سعید بن جبیر سے اسی قسم کا قول منقول ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كَذَا وَجَدْتُهُ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ اس جگہ میں نے ایسا ہی پایا ہے۔

فائدہ: التعلیقات السلفیہ میں ہے کہ شاید امام نسائی رحمہ اللہ اس قول کا ضعف ظاہر فرما رہے ہیں کیونکہ اس سے پہلے روایت نمبر ۴۵۸۸ میں تو گزرا ہے کہ وہ عام حالات میں بھی دراہم کی جگہ دینار اور دینار کی جگہ دراہم لینا پسند نہیں فرماتے تھے چہ جائیکہ وہ قرض کی صورت میں یہ جائز قرار دیں۔ واللہ أعلم. صاحب ذخیرۃ العقبی فرماتے ہیں کہ یہ سند تین احادیث پہلے گزر چکی ہے۔ اس جگہ سابقہ اور اس روایت کی باہمی مخالفت کی طرف اشارہ ہے۔ سابقہ روایت میں تھا کہ سعید بن جبیر دراہم کی جگہ دینار اور دیناروں کی جگہ درہم لینا ناپسند کرتے تھے جبکہ اس روایت میں ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اگرچہ وہ قرض ہی کے کیوں نہ ہوں۔ شارح فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس میں اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا گیا' سابقہ روایت کی نسبت زیادہ راجح ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ روایت' امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت کے موافق ہے جس میں عدم کراہت کا بیان ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (ذخيرة العقبى، شرح سنن النسائي للأتيوبي:٣٥/٢٠)

(المعجم ٥٢) - أَخْذُ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ (التحفة ٥٠)

باب:۵۲- سونے کی جگہ چاندی لینا

٤٥٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: رُوَيْدَكَ أَسْأَلُكَ، إِنِّي أَبِيعُ

۴۵۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ذرا سنیے! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں مقام بقیع میں دیناروں کے ساتھ اونٹ کی قیمت طے کرتا ہوں، پھر میں دیناروں کی بجائے دراہم لے لیتا ہوں۔ (کیا یہ

٤٥٩٢ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٩ * موسى بن نافع هو أبوشهاب الحناط.

٤٥٩٣ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٥٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨١.

الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ، قَالَ: «لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَ بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ».

جائز ہے؟) آپ نے فرمایا: ''تو اس دن کے بھاؤ کے حساب سے لے لے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ جدا ہوتے وقت تمھارا آپس میں کچھ لین دین باقی نہ ہو۔''

فائدہ: مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۵۸۶ کا فائدہ۔

(المعجم ٥٣) - اَلزِّيَادَةُ فِي الْوَزْنِ (التحفة ٥١)

باب: ۵۳- تولتے وقت زیادہ دینا (چاہیے)

٤٥٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْمَدِينَةَ دَعَا بِمِيزَانٍ فَوَزَنَ لِي وَزَادَنِي.

۴۵۹۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ترازو منگوایا۔ مجھے (اونٹ کی قیمت) تول کر دی اور کچھ زیادہ دی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دوران سفر میں ایک اونٹ خریدا تھا۔ قیمت چالیس درہم طے پائی تھی۔ ادائیگی مدینہ منورہ آ کر کی گئی۔ ② ''ترازو منگوایا'' اس دور میں عرب میں درہم اور دینار کے سکے موجود تھے لیکن بہت کم بلکہ عام سونے' چاندی سے سودے ہوتے تھے اور تول کر سونا چاندی دیتے تھے۔ ③ ''زیادہ دی'' کسی کو اس کے حق سے کچھ زائد دینا اچھی اور مستحب بات ہے' خواہ وہ قرض ہی ہو۔ سود تب بنتا ہے جب زیادہ کی شرط ہو یا قرض خواہ اس کا مطالبہ کرے یا کم از کم خواہش رکھے۔ اگر مقروض اپنی خوشی سے اس کے قرض کے علاوہ اس سے زیادہ بھی دے دے تو یہ اچھی بات ہے کیونکہ پورا پورا دینے میں تول کی کمی بھی ممکن ہے' اس لیے زیادہ دے تاکہ کمی کا احتمال نہ رہے۔ تولتے وقت زیادہ دینا اعلیٰ ظرفی ہے۔

٤٥٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ

۴۵۹۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قیمت ادا کی اور زائد بھی دیا۔

٤٥٩٤ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب الهبة المقبوضة وغير المقبوضة . . . الخ، ح: ٢٦٠٤، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين في المسجد لمن قدم من سفر أول قدومه، ح: ٧١٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٢.

٤٥٩٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٣.

قَالَ: قَضَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَزَادَنِي.

(المعجم ٥٤) - اَلرُّجْحَانُ فِي الْوَزْنِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۴-تولتے وقت جھکا کر دینا

٤٥٩٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ بِمِنًى وَوَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ، فَاشْتَرٰى مِنَّا سَرَاوِيلَ، فَقَالَ لِلْوَزَّانِ: «زِنْ وَأَرْجِحْ».

۴۵۹۶-حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مخرفہ عبدی علاقۂ ہجر سے (بیچنے کے لیے) کپڑے لائے۔ رسول اللہ ﷺ مقام منیٰ میں ہمارے پاس تشریف لائے اور ایک تولنے والا اجرت پر تول رہا تھا۔ آپ نے ہم سے ایک شلوار خریدی، پھر تولنے والے سے فرمایا: ''(قیمت) تول اور جھکا کر دے۔''

فوائد ومسائل: ① سودا دیتے وقت کچھ نہ کچھ زیادہ دینا چاہیے، یعنی تولتے وقت ترازو جھکتا ہونا چاہیے۔ باہمی خیرخواہی، ہمدردی اور اسلامی بھائی چارے کا تقاضا یہی ہے چہ جائیکہ ڈنڈی ماری جائے، یہ حرام ہے۔ اس طرح برکت اٹھ جاتی ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ② حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ کپڑے کی تجارت شرعاً جائز ہے اور یہ حلال روزی کمانے کا بہترین ذریعہ بھی ہے، نیز دوسرے ممالک سے مال منگوانے کی مشروعیت پر بھی دلالت کرتی ہے، یعنی درآمد و برآمد کا کاروبار شرعاً درست ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ جس طرح جھکتا تول کر دینے کے استحباب پر دلالت کرتی ہے بعینہ اسی طرح کم تول کر دینے کی کراہت اور اس کے غیر مشروع ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ اس طرح انسان کی حق تلفی ہوتی ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ ④ ''اجرت پر تول رہا تھا'' یعنی قیمت میں سونا چاندی تول رہا تھا اور وہ تولنے کے پیسے لیتا تھا۔ اس سے خریدار کو ادائیگی کی سہولت ہوتی تھی کیونکہ قیمت کا تول خریدار کے ذمہ ہوتا ہے جبکہ سامانِ فروخت کا تول بیچنے والے کے ذمے۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تولنے والا قیمت تول تول کر لے رہا تھا۔ اس صورت میں بیچنے والوں نے اسے مقرر کیا ہوگا۔ ⑤ ''شلوار خریدی'' ظاہر ہے پہننے کے لیے خریدی ہوگی، تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ گھر کے کسی اور فرد کے

٤٥٩٦ـ[صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر، ح: ٣٣٣٦، والترمذي، ح: ١٣٠٥، وابن ماجه، ح: ٢٢٢٠ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه قيس بن الربيع، وللحديث شواهد كثيرة. وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٤٤، وابن الجارود، ح: ٥٥٩.

لیے خریدی ہو۔ آپ سے شلوار کی تعریف ثابت ہے کہ یہ پردے والا لباس ہے۔ ⑥ ''جھکا کر دے'' تاکہ کمی کا احتمال نہ رہے۔ اور یہ حکم وزن کے علاوہ ماپ اور پیمائش میں بھی لاگو ہوتا ہے۔ دینے والے کو چاہیے کہ ان میں بھی کچھ زائد ہی دے۔

٤٥٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَفْوَانَ قَالَ: بِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَرَاوِيلَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ فَأَرْجَحَ لِي.

۴۵۹۷- حضرت ابوصفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو ایک شلوار بیچی۔ آپ نے مجھے قیمت تولتے وقت جھکا کر (زیادہ) دی۔

٤٥٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْمُلَائِيِّ عَنْ سُفْيَانَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمِكْيَالُ عَلَى مِكْيَالِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَالْوَزْنُ عَلَى وَزْنِ أَهْلِ مَكَّةَ» وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ.

۴۵۹۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماپ مدینے والوں کے مطابق ہونا چاہیے اور وزن مکے والوں کے مطابق۔'' یہ الفاظ اسحاق کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں: ایک اسحاق بن ابراہیم اور دوسرے محمد بن اسماعیل۔ روایت کے مذکورہ الفاظ استاد اسحاق (بن راہویہ) کے ہیں۔ دوسرے استاد محمد بن اسماعیل (ابن علیہ) کے بیان کردہ الفاظ ان سے قدرے مختلف ہیں۔ ② عرب میں باقاعدہ حکومت نہیں تھی کہ ایک ہی وزن اور ایک ہی ماپ رائج ہو بلکہ مختلف وزن اور ماپ رائج تھے۔ شریعت میں زکاۃ، عشر، کفارات و دیگر ضروریات کے احکام نازل ہوئے تو وزن اور ماپ معین کرنا ضروری تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک منظم حکومت بھی وجود میں لا چکے تھے، لہٰذا انتظامی لحاظ سے بھی وزن اور ماپ کے پیمانے معین کرنا ضروری تھے، اس لیے آپ نے وزن مکے

٤٥٩٧_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٥.

٤٥٩٨_[صحيح] تقدم، ح: ٢٥٢١ب، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٦.

والوں کا اور ماپ مدینے والوں کا سرکاری اور شرعی طور پر معین فرما دیا۔ اس دور میں وزن عموماً سونے چاندی اور دیگر دھاتوں کا ہوتا تھا۔ غلے میں ماپ رائج تھا۔ مدینہ منورہ کے لوگ زمیندار تھے۔ وہاں غلہ وافر ہوتا تھا' اس لیے آپ نے ماپ' یعنی مُد' صاع اور وسق وغیرہ مدینہ منورہ کے رائج فرمائے۔ مکے والوں کے ہاں دس درہم سات دینار کے وزن کے برابر ہوتے تھے اور دینار ساڑھے چار ماشے کا ہوتا تھا۔ اب زکاۃ و دیت وغیرہ میں یہی وزن معتبر ہوگا۔ اور عشر و صدقۃ الفطر اور کفارات میں مدینے والوں کا مد و صاع معتبر ہوگا۔ مدینے والوں کا صاع چار مد کا ہوتا تھا۔ وزن میں یہ ⅓ ۵ رطل کے برابر تھا۔ مد اور صاع برتن تھے جن میں وہ غلہ اور کھجوریں ڈال کر ماپا کرتے تھے۔ آج کل غلے اور کھجوروں کا وزن کیا جاتا ہے' اس لیے مد اور صاع کے وزن میں اختلاف ہو گیا ہے۔ ویسے بھی ایک ہی برتن میں ڈالی جانے والی اشیاء کا وزن ایک نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک کا وزن الگ الگ ہوگا' مثلاً: پانی، دودھ، پارہ، شربت، کھجور، گندم، چینی وغیرہ اپنا الگ الگ وزن رکھتے ہیں۔ درہم' دینار اور مد و صاع بعد میں بھی بدلتے رہے ہیں۔ مختلف حکومتوں نے اپنے اپنے حساب سے کمی بیشی کی مگر شریعت میں آپ کے دور کے درہم' دینار اور مد و صاع ہی وزن اور ماپ میں معتبر ہوں گے' مثلاً: کوئی صاع مدینے کے صاع سے بڑا تھا لیکن صدقۃ الفطر وغیرہ میں مدینے کا صاع ہی چلے گا۔

(المعجم ٥٥) - بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى (التحفة ٥٣)

باب:۵۵- غلہ قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا (منع ہے)

٤٥٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۴۵۹۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی غلہ (غذائی جنس) خریدے' وہ کسی کو فروخت نہ کرے حتی کہ اسے (پورا پورا) اپنے قبضے میں لے لے۔''

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص غذائی اجناس خریدے تو اسے اس وقت تک آگے نہیں بیچ سکتا جب تک وہ اسے مکمل طور پر اپنے قبضے میں نہ لے لے۔ اگر وہ مکیل چیز ہے تو اس کا ماپ پورا کرے اور اگر وہ موزون ہے تو اس کا وزن پورا کر لے۔ اگر ماپے تولے اور قبضے میں لیے بغیر ہی بیچے گا تو شرعاً یہ کام ناجائز اور حرام ہوگا۔ باب کے تحت درج تمام احادیث اس مسئلے کی پوری پوری وضاحت کر رہی ہیں جبکہ ہمارے ہاں آج کل یہ وبا

٤٥٩٩- أخرجه البخاري، البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ح: ٢١٢٦، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٤٠، والكبرٰى، ح: ٦١٨٧.

عام ہے کہ تاجر لوگ عموماً سودے پر سودا کیے جاتے ہیں جبکہ اصل چیز (مبیع) ایک ہی جگہ کسی سٹور وغیرہ میں پڑی رہتی ہے' کوئی خریدار اسے دیکھتا ہے نہ اس کا وزن یا کیل (ماپ تول) ہی معلوم کرتا ہے بلکہ اسے آگے سے آگے فروخت کیا جاتا ہے' اس طرح وہ اپنے پیسوں ہی پر نفع پہ نفع لیے جاتے ہیں' چیز کو دیکھنے تک کی زحمت گوارا نہیں کرتے اور نہ انھیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مبیع چیز درست حالت میں ہے یا خراب ہو چکی ہے؟ غرض کسی کو کچھ علم نہیں ہوتا لیکن چیز آگے بک رہی ہوتی ہے بالآخر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخری خریدار کو نقصان ہوتا ہے اور یہی چیز باہمی جھگڑے فساد کا باعث بنتی ہے۔ شریعت مطہرہ کا حکم بالکل واضح اور دوٹوک ہے کہ جب کوئی شخص غذائی جنس' یعنی غلہ وغیرہ خریدے تو اسے چاہیے کہ اس چیز کو وہاں سے اٹھا کر اپنے قبضے میں کر لے' اور کسی دوسری جگہ اسے فروخت کر دے۔ ② اس حدیث میں یہ حکم صرف غلے کے بارے میں ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا ذہن بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ فروخت کے لیے قبضے کی شرط صرف غلے میں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ ہر چیز میں فروخت سے پہلے قبضہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہما اللہ زمین و مکان کے علاوہ تمام اشیاء میں اس حکم کو رائج فرماتے ہیں۔ گویا انھوں نے منقولہ وغیر منقولہ اشیاء میں فرق کیا ہے کہ منقولہ میں قبضہ ضروری ہے۔ باقی رہی جائیداد غیر منقولہ تو اس کو کون سا اٹھایا یا منتقل کیا جا سکتا ہے کہ اس پر قبضے کی قید ضروری ہو۔ ③ بیچنے سے پہلے قبضے کی قید لگانے کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ قبضے میں لینے سے مال کی جانچ پڑتال ہو جائے' اس کی اصل کیفیت معلوم ہو جائے' نیز خریدار چیز کے خریدنے کے بعد کچھ محنت بھی کرے' مثلاً: وہ غلہ وہاں سے اٹھا کر اپنی دکان میں لے جائے۔ اگر وہ ڈھیر تولا نہیں گیا تھا تو اس کو تولے تاکہ یہ محنت اس منافع کا جواز بن سکے جو وہ بیچ کر حاصل کرے گا۔ اگر کسی نے کوئی چیز خرید کر اسی جگہ پڑی کی پڑی بیچ دی تو گویا اس نے پیسہ لگانے کے علاوہ کوئی اور کام نہیں کیا اور تھوڑا پیسہ لگا کر زیادہ پیسہ کمایا۔ یہ سود کے مشابہ ہے۔ کسی کو پیسہ دیا' پھر کچھ عرصے کے بعد زیادہ لے لیا۔ اسلام بلا محنت کمائی کو جوا اور سود قرار دیتا ہے۔ حلال کی کمائی وہی ہے جو محنت اور کام کے عوض ہو۔ رقم پر سود لینا' بانڈ خرید کر یا کسی اور طریقے سے (قرعہ اندازی کے ذریعے سے) انعام حاصل کرنا یہ سب حرام ہیں کیونکہ محنت سے خالی ہیں۔

٤٦٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

۴۶۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے غلہ خریدا' وہ اسے نہ بیچے حتی کہ اپنے قبضے میں لے لے۔''

٤٦٠٠ـ [إسناده صحيح] وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٤٠، والكبرى، ح: ٦١٨٨، وهو متفق عليه، وأخرجه البخاري، ح: ٢١٣٣، ومسلم، ح: ١٥٢٦/ ٣٦ من حديث عبدالله بن دينار به.

ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ».

٤٦٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتّٰى يَكْتَالَهُ».

۴۶۰۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غلہ خرید لے' وہ اسے آگے نہ بیچے حتی کہ اسے تول لے۔''

فائدہ: تولنا بھی قبضے میں لینے کی ایک صورت ہے۔

٤٦٠٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَالَّذِي قَبْلَهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

۴۶۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ باقی روایت اسی طرح ہے۔ (اس میں یہ ہے) حتی کہ اسے قبضے میں لے لے۔

٤٦٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَمَّا الَّذِي نَهٰى

۴۶۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس چیز سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا وہ یہ ہے کہ غلہ قبضے میں لینے سے پہلے بیچا جائے۔

٤٦٠١_ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح:١٥٢٥/ ٣٠ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام والحكرة، ح:٢١٣٢ من حديث عبدالله بن طاوس به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٨٩ . * قاسم هو ابن يزيد الجرمي، أبويزيد السوصلي، * وقوله: "محمد بن حرب" خطأ، والصواب "أحمد بن حرب" كما في السنن الكبرٰى وتحفة الأشراف وغيرهما.

٤٦٠٢_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض وبيع ما ليس عندك، ح:٢١٣٥ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح:١٥٢٥ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٩٠.

٤٦٠٣_ [صحيح] تقدم، ح:٤٦٠١، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٩١.

عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُبَاعَ حَتّٰى يُسْتَوْفَى الطَّعَامُ.

٤٦٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ». قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَحْسَبُ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ.

۴۶۰۴-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غلہ خریدے وہ اسے فروخت نہ کرے حتی کہ اسے قبضے میں لے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ ہر چیز کا حکم غلے کی طرح ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ خیال صحیح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت میں عموم کے الفاظ آتے ہیں کہ تو کوئی چیز بھی نہ بیچ حتی کہ اسے قبضے میں لے۔ سنن ابوداود میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے: [إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ تُبَاعَ السِّلَعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتّٰى يَحُوزَهَا التُّجَّارُ إِلٰى رِحَالِهِمْ] ''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خریدنے کی جگہ ہی پر مال کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتی کہ تاجر اسے اپنی منزل (دوکانوں اور سٹوروں وغیرہ) پر لے جائیں۔'' (سنن أبي داود، البيوع، حديث: ۳۴۹۹) یہ حدیث مبارکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے تفقه في الدين کی بڑی واضح اور صریح دلیل ہے۔

٤٦٠٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَبِعْ طَعَامًا حَتّٰى تَشْتَرِيَهُ وَتَسْتَوْفِيَهُ».

۴۶۰۵-حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی غلہ نہ بیچ حتی کہ تو اسے خرید کر قبضے میں کر لے۔''

٤٦٠٤- [صحيح] تقدم، ح: ٤٦٠١، وهو في الكبرى، ح: ٦١٩٣.

٤٦٠٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٣ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٩٦، وللحديث شواهد كثيرة، رواه جماعة عن حكيم بن حزام به.

٤٦٠٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ ذٰلِكَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِصْمَةَ الْجُشَمِيِّ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۴۶۰۶-ایک اور طریق سے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ہی نبیٔ اکرم ﷺ سے ایسی ہی حدیث بیان فرماتے ہیں۔

٤٦٠٧- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ حِزَامِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: قَالَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ: اِبْتَعْتُ طَعَامًا مِنْ طَعَامِ الصَّدَقَةِ فَرَبِحْتُ فِيهِ قَبْلَ أَنْ أَقْبِضَهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «لَا تَبِعْهُ حَتّٰى تَقْبِضَهُ».

۴۶۰۷-حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے صدقے کے غلے میں سے کچھ غلہ خریدا۔ قبضے میں لینے سے پہلے ہی مجھے اس میں منافع ملنے لگا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے یہ بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا: ''قبضے میں لینے سے پہلے نہ بیچ۔''

(المعجم ٥٦) - اَلنَّهْيُ عَنْ بَيْعِ مَا اشْتَرِيَ مِنَ الطَّعَامِ بِكَيْلٍ حَتّٰى يُسْتَوْفٰى (التحفة ٥٤)

باب:۵۶-ماپ کر خریدا ہوا غلہ قبضے میں لینے سے پہلے بیچنے کی ممانعت کا بیان

٤٦٠٨- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو

۴۶۰۸-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص ماپ کر خریدے ہوئے غلے کو قبضے میں لینے سے پہلے بیچے۔

٤٦٠٦ــ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٩٤.

٤٦٠٧ــ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٣/١٩٧، ح: ٣١١٠ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٩٥.

٤٦٠٨ــ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في بيع الطعام قبل أن يستوفى، ح: ٣٤٩٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٩٧. * منذر بن عبيد وثقه ابن حبان وحده، وحديث مسلم: ١٥٢٥ يغني عنه.

ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَبِيعَ أَحَدٌ طَعَامًا اِشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

فائدہ: ''ماپ کر خریدے ہوئے غلے'' کیونکہ پہلی دفعہ تو بیچنے والے نے تولا ہوگا جیسا کہ عرف ہے۔ اب خریدار بھی اسے ماپ لے۔ اس باب کا مقصد یہ ہے کہ بیچنے والے کے ماپنے کو کافی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ خود بھی ماپنا چاہیے تاکہ اعتماد سے آگے بیچ سکے۔ حدیث میں باب کا یہ مقصد نہیں کہ اگر غلہ بغیر ماپے خریدا گیا ہو تو اسے قبضے میں لیے بغیر بیچنا جائز ہے۔ یہ اس لیے کہ دیگر روایات میں قبضے کی شرط عام ہے۔

(المعجم ٥٧) - بَيْعُ مَا يُشْتَرٰى مِنَ الطَّعَامِ جِزَافًا قَبْلَ أَنْ يُنْقَلَ مِنْ مَكَانِهِ (التحفة ٥٥)

باب: ٥٧- اندازاً خریدا ہوا غلہ (پہلی جگہ سے) منتقل کیے بغیر بیچنے کی ممانعت کا بیان

٤٦٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَا فِيهِ إِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ.

۴۶۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں ہم غلہ خریدتے تھے تو آپ ہمارے پاس اس شخص کو بھیجتے تھے جو ہمیں حکم دیتا تھا کہ اسے آگے بیچنے سے پہلے اس جگہ سے کسی اور جگہ منتقل کیا جائے جہاں پر خریدا گیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیع کرنے سے منع فرمایا ہے بلکہ اس مقصد کے لیے آپ نے آدمی بھی متعین کیے تھے جو لوگوں کو خریدی ہوئی چیز پہلی جگہ سے منتقل کیے بغیر فروخت کرنے سے روکتے تھے۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کے ڈھیر کی اندازاً بیع جائز ہے، خواہ اس کے

٤٦٠٩ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٤١، والكبرٰى، ح: ٦١٩٨.

درست وزن یا مقدار کا علم نہ بھی ہو' تاہم یہ ضروری ہے کہ اس میں نہ تو ملاوٹ ہو اور نہ کوئی اور خرابی ہی ہو۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ فساد اور حرام بیوع کرنے والوں کی اصلاح اور اس ضمن میں ان کی تادیب ضروری ہے جیسا کہ حدیث: ۴۶۱۲ میں ہے کہ اس قسم کی خرید وفروخت کرنے والوں کی پٹائی کی جاتی تھی۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کے زریں دور کی بات ہے۔ ④ ''کسی اور جگہ منتقل کیا جائے'' تا کہ قبضہ محقق ہو جائے' نیز کچھ محنت بھی ہو جائے تا کہ منافع حاصل کرنے کا جواز بن سکے۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۴۵۹۹۔ فائدہ ۲)

٤٦١٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْتَاعُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي أَعْلَى السُّوقِ جِزَافًا، فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتّٰى يَنْقُلُوهُ.

۴۶۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں بازار کے آخر میں غلہ بغیر ماپے خریدا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی جگہ بیچنے سے منع فرما دیا حتی کہ اسے منتقل کر لیں۔

٤٦١١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الرُّكْبَانِ فَنَهَاهُمْ أَنْ يَبِيعُوا فِي مَكَانِهِمُ الَّذِي ابْتَاعُوا فِيهِ حَتّٰى يَنْقُلُوهُ إِلَى سُوقِ الطَّعَامِ.

۴۶۱۱- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگ تجارتی قافلوں سے غلہ خریدتے تھے۔ آپ نے انھیں منع فرمایا کہ اسی جگہ اسے فروخت کریں جہاں وہ خریدا گیا تھا حتی کہ وہ اسے غلہ منڈی میں منتقل کر لیں۔

٤٦١٢- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۶۱۲- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ

٤٦١٠- أخرجه البخاري، البيوع، باب منتهى التلقي، ح: ٢١٦٧ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٩٩.

٤٦١١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٠، وتقدم طرفه، ح: ٣٩٦٣. * محمد بن عبدالرحمٰن هو ابن غنج.

٤٦١٢- أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والأدب؟، ح: ٦٨٥٢، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع ◀◀

حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوُا الطَّعَامَ جِزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

بن عمر ؓ) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں دیکھا کہ جو لوگ ماپے بغیر غلہ خرید کر وہیں بیچ دیتے تھے' ان کو (سرکاری عمال کی طرف سے) سزا دی جاتی تھی حتی کہ وہ اسے اپنی دکانوں پر لے جائیں۔

(المعجم ٥٨) - اَلرَّجُلُ يَشْتَرِي الطَّعَامَ إِلَى أَجَلٍ وَيَسْتَرْهِنُ الْبَائِعُ مِنْهُ بِالثَّمَنِ رِهْنًا (التحفة ٥٦)

باب: ۵۸-کوئی شخص ایک مدت تک غلہ ادھار خریدے اور بیچنے والا اس کی قیمت کی جگہ کوئی اور چیز گروی رکھ لے (تو جائز ہے)

٤٦١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْتَرٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

۴۶۱۳-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ ادھار خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: ضمانت کے طور پر جو چیز حق دار کے پاس رکھی جائے کہ جب قیمت ادا کروں گا' مجھے میری چیز واپس مل جائے گی، اسے گروی رکھنا کہا جاتا ہے۔ جائز مقصد کے لیے کوئی چیز گروی رکھنے میں کوئی خرابی یا قباحت نہیں' لہٰذا شرعاً یہ جائز ہے۔ حالتِ اقامت ہو یا سفر۔ قرآن مجید میں سفر کی قید اتفاقی ہے' البتہ گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا ناجائز ہے' ورنہ یہ سود بن جائے گا۔ الا یہ کہ گروی رکھی ہوئی چیز پر خرچ کرنا پڑتا ہو تو خرچ کر کے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے' مثلاً: جانور گروی رکھا گیا ہو تو اسے گھاس اور چارہ وغیرہ ڈال کر اس پر سواری کر سکتا ہے اور بس۔ زیادہ فائدہ اٹھائے تو رقم میں کمی کرے' مثلاً: زمین گروی رکھی ہے تو اس کا کرایہ قرض سے منہا کرنا ضروری ہے' ورنہ یہ سود بن جائے گا۔ بہتر ہے ایسی چیز گروی رکھے جس پر خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہو' جیسے زیور وغیرہ تاکہ وہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔

- المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٧/ ٣٧ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٠١.

٤٦١٣ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء الطعام إلى أجل، ح: ٢٢٠٠، ومسلم، المساقاة، باب الرهن وجوازه في الحضر والسفر، ح: ١٦٠٣/ ١٦٦ من حديث حفص بن غياث به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٠٢.

(المعجم ٥٩) - اَلرَّهْنُ فِي الْحَضَرِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۹- گھر (حالت اقامت) میں ہوتے ہوئے (کوئی چیز) گروی رکھنا

٤٦١٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ مَشَى إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، قَالَ: وَلَقَدْ رَهَنَ دِرْعًا لَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِالْمَدِينَةِ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ.

۴۶۱۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور باسی چربی لے کر گئے۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ آپ نے مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی ہوئی تھی کیونکہ آپ نے اپنے گھر والوں کے لیے اس سے کچھ جو لیے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ حدیث میں مقررہ مدت تک چیز ادھار لینے کے عوض گروی چیز کی مشروعیت کا بیان ہے، یعنی کوئی چیز گروی میں دینا جائز ہے۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اگر گروی رکھی ہوئی چیز پر کسی قسم کا خرچہ نہیں آ رہا تو اس سے فائدہ اٹھانا درست نہیں بلکہ اس کی حیثیت امانت کی سی ہوگی جب ادھار چکا دیا جائے گا، چیز اصل مالک کو اصلی حالت میں واپس ہو جائے گی۔ ② کافروں کے ساتھ معاملات اور خرید وفروخت کرنا (جبکہ وہ حربی نہ ہوں) جائز ہے بشرطیکہ وہ اصل چیز جس کا معاملہ کیا جا رہا ہے، شرعاً ناجائز اور حرام نہ ہو، نیز معاملہ کرنے میں کسی قسم کے شر وفساد کا خطرہ بھی نہ ہو بالخصوص میل جول کے نتیجے میں اسلامی عقیدے پر قطعاً کوئی زد نہ پڑتی ہو، ورنہ ہر قسم کا معاملہ کرنا حرام اور ناجائز ہوگا۔ یہی حکم ذمیوں کے ساتھ معاملات کرنے کا ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذمیوں کے مال ان کے ہاتھ اور قبضے میں ہونے چاہئیں، یعنی اسلامی حکومت میں ان کے حق ملکیت کو تسلیم کیا جائے گا۔ ④ ادھار کا لین دین اور خرید وفروخت جائز ہے۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ دینی تقاضے مجروح نہ کیے جائیں۔ ⑤ جنگی ہتھیار اپنے پاس رکھنا اور ان کی اعلیٰ پیمانے پر تیاری بالکل درست عمل ہے۔ یہ توکل علی اللہ کے منافی نہیں، جیسے جدید ترین میزائل، ایٹم بم اور دیگر آلات حرب کی تیاری۔ ⑥ یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی تواضع، زہد اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے عظمت وعزیمت کی راہ اختیار کی اور ہر قسم کی مشکلات پر صبر وشکر کیا اور آپ علیہ السلام کا ساتھ خوب خوب نبھایا۔ ⑦ یہ زرہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غلے کی قیمت دے کر یہودی سے واپس لی۔ ⑧ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی سادگی اور تنگ حالی بیان کرنا ہے مگر یہ تنگ حالی آپ نے خود اپنے آپ پر طاری کر رکھی تھی تاکہ آپ اپنے

٤٦١٤ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة، ح:٢٠٦٩ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح:٦٢٠٣.

رب کے لیے صبر وشکر کرسکیں۔ آپ اور آپ کے اہل خانہ باوجود سال بھر کا غلہ رکھنے کے اس کو فقراء ومساکین پر سخاوت کر دیتے تھے اور خود تنگی وترشی سے گزارا کیا کرتے تھے۔اَللّٰهُمَّ صلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ. ⑨ ''باسی چربی'' یعنی وہ پرانی چربی تھی۔ اس کا ذائقہ یا بو کچھ حد تک بدل چکی تھی۔ یہ نہیں کہ اس سے بدبو آتی تھی کیونکہ ایسی چیز استعمال کرنا تو شرعاً بھی منع ہے اور طبی طور پر بھی۔ فطرت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ تو انتہائی نفیس اور پاکیزہ شخصیت تھے۔فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي. ⑩ باب کا مقصد ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا ہے کہ شاید گروی کے جواز کے لیے سفر میں ہونا شرط ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ گروی کے لیے سفر شرط نہیں۔

(المعجم ٦٠) - بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَ الْبَائِعِ (التحفة ٥٨)

باب:٦٠- جو چیز بیچنے والے کے پاس نہ ہو اس کی بیع

٤٦١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحُمَيْدُ ابْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ، وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

۴۶۱۵- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ایک دوسرے سے مشروط) قرض اور بیع جائز نہیں۔ اور بیع میں دو شرطیں جائز نہیں اور جو چیز تیرے پاس نہیں، اس کی بیع بھی جائز نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ایسی چیز جو فروخت کرنے والے کے پاس نہ ہو اس کا فروخت کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ہمارے ہاں اکثر دکاندار حضرات 'اپنی'' گاہکی'' پکی کرنے کے لیے اس قسم کی قبیح حرکات کا ارتکاب عام طور پر کرتے رہتے ہیں، حالانکہ شریعتِ مطہرہ نے اس قسم کے ''تعاون'' کو ناجائز قرار دیا ہے۔ بعض دکاندار اس سے بھی ایک قدم آگے چلے جاتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جو چیز ان کے پاس نہیں ہوتی آنے والے سے اس کی قیمت لے لیتے ہیں اور چند دن بعد چیز لا دینے کا وعدہ کر لیتے ہیں۔ یہ پہلی صورت سے بھی زیادہ خطرناک صورت ہے، اس لیے کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ مطلوبہ چیز ملے گی بھی یا نہیں؟ اگر ملے گی تو گاہک کو پسند آئے گی یا نہیں؟ یہ بھی معلوم نہیں۔ پسند آ جانے کی صورت میں قیمت کی کمی بیشی کا معاملہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ بنابریں شریعتِ مطہرہ کی ہدایات کے مطابق ایسی ہر بیع سے بچنا چاہیے جو شر فساد کا ذریعہ بن سکتی ہو۔ ② یہ حدیث مبارکہ ایسی

٤٦١٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، ح: ٣٥٠٣ من حديث أيوب به، وقال الترمذي، ح: ١٢٣٤ "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٤، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٠١، والحاكم: ٢/ ١٧، ووافقه الذهبي.

بیع سے روکتی ہے جو قرض لینے یا دینے کی شرط پر کی جائے' نیز یہ حدیث مبارکہ ایسی بیع کو بھی حرام ٹھہراتی ہے جسے دو شرطوں کے ساتھ معلق کر دیا جائے۔ ③ ''قرض اور بیع'' اس کا مطلب یہ ہے کہ قرض بیع کی شرط پر ہو۔ اور وہ اس طرح کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں تجھے تب قرض دوں گا کہ تو مجھ سے فلاں چیز اتنے کی خریدے۔ یا بیع قرض کی شرط پر ہو' اور وہ اس طرح کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں تجھ سے فلاں چیز خریدتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھے قرض دے۔ ان صورتوں میں چونکہ قرض سے مفاد حاصل کیا جا رہا ہے اور یہ سود ہے' اس لیے ان صورتوں سے منع فرما دیا گیا۔ ④ ''بیع میں دو شرطیں'' اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: میں تجھے فلاں چیز نقد دس روپے میں اور ادھار بارہ روپے میں دیتا ہوں اور معاملہ کسی ایک شرط پر طے نہ ہو تو یہ سود ہے' البتہ کسی ایک شرط پر معاملہ طے ہو جائے' مثلاً: گاہک ادھار بارہ روپے میں لے جائے یا نقد دس روپے میں لے جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اب ایک شرط رہ گئی' دو نہ رہیں۔ نقد اور ادھار بھاؤ میں فرق فطری ہے جیسے تھوک اور پرچون بھاؤ میں فرق' لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں' نیز یکمشت ادائیگی اور قسطوں والی ادائیگی میں فرق بھی اسی طرح ہے۔ ⑤ ''جو چیز تیرے پاس نہیں'' مثلاً: غلام بھاگ گیا ہے تو اس کو پکڑنے سے پہلے اسے بیچا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح کسی کی چیز بھی نہیں بیچی جا سکتی۔ اسی طرح غلہ وغیرہ قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا منع ہے' البتہ اگر کوئی چیز بذات خود معین نہ ہو بلکہ اس کی صفات معین کر لی جائیں تو چیز موجود نہ ہونے کے باوجود اس کی بیع ہو سکتی ہے' مثلاً: کسی سے کہا جائے کہ میں گندم کی کٹائی کے موقع پر تجھ سے فلاں قسم کی بیس من گندم اتنے بھاؤ سے لوں گا اور رقم بھی اسے ادا کر دے' خواہ اس کے پاس گندم یا گندم کا کھیت موجود نہ ہو بلکہ خواہ اس کے پاس سرے سے زمین ہی نہ ہو کیونکہ وہ بازار سے گندم خرید کر مہیا کر سکتا ہے' البتہ اگر کہا جائے کہ فلاں کھیت کی گندم خریدتا ہوں جبکہ اس کھیت میں گندم ابھی پکی نہ ہو یا اس کھیت میں گندم بیجی ہی نہ گئی ہو تو یہ بیع درست نہیں کیونکہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کھیت سے گندم پیدا ہوگی۔ اگر پیدا ہوگی تو کیسی پیدا ہوگی؟ ابہام والی بیع درست نہیں' جیسے اڑتے معین پرندے کی بیع یا پانی میں تیرتی معین مچھلی کی بیع درست نہیں۔ ابہام کے علاوہ ان میں ''پاس نہ ہونے والی'' خرابی بھی ہے۔

٤٦١٦- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ

۴۶۱۶- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جس چیز کا مالک نہیں'

٤٦١٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الطلاق قبل النكاح، ح: ٢١٩٠ من حديث مطر الوراق به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٠٥، وللحديث طرق كثيرة عند الترمذي، وأحمد، والحاكم: ٢/ ٢٠٤، ٢٠٥.

أَبِي رَجَاءٍ قَالَ عُثْمَانُ: هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَيْفٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ بَيْعٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ».

اس کی بیع نہیں کر سکتا۔"

فائدہ: کسی کی چیز کوئی اور شخص نہیں بیچ سکتا۔ اگر بیچے تو ایسی بیع نہیں ہوگی' چیز اصل مالک کی رہے گی' لہٰذا خریدار کو چاہیے کہ خریدنے سے پہلے یقین حاصل کر لے کہ بیچنے والا شخص واقعتاً مالک ہے' ورنہ خریدار کی رقم ضائع ہو سکتی ہے کیونکہ وہ چیز تو اصل مالک ہی کو ملے گی۔ خریدار کو بیچنے والے سے رقم واپس مل گئی تو مل گئی ورنہ ضائع ہے کیونکہ اصل مالک سے رقم کا مطالبہ نہیں کیا جا سکے گا۔

٤٦١٧- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي أَبِيعُهُ مِنْهُ ثُمَّ أَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ؟ قَالَ: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

۴۶۱۷- حضرت حکیم بن حزام ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک آدمی آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز بیچنے کا مطالبہ کرتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی۔ میں اس سے اس کا سودا کر لیتا ہوں' پھر میں اسے بازار سے خرید کر لا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "جو چیز تیرے پاس نہیں' اس کا سودا نہ کر۔"

فائدہ: "سودا نہ کر" کیونکہ ممکن ہے وہ چیز تجھے بازار سے نہ ملے یا تیرے طے شدہ بھاؤ سے مہنگی ملے' پھر تنازع پیدا ہو سکتا ہے۔ ویسے اگر کسی معین چیز کا سودا نہ ہو بلکہ عام چیز جو بازار سے ملتی ہے اور خریدار کو علم ہو کہ یہ چیز اس کے پاس نہیں' بازار سے لا کر دے گا تو ان شاء اللہ اس کا سودا کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ سابقہ حدیث (۴۶۱۵) میں وضاحت ہو چکی ہے۔ مزید وضاحت بیع سلم یا سلف کی بحث میں آئے گی۔

(المعجم ٦١) - اَلسَّلَمُ فِي الطَّعَامِ (التحفة ٥٩)

باب:۶۱- غلے میں بیع سلم کرنا

٤٦١٧- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ما ليس عنده، ح: ١٢٣٢ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٦، وصححه ابن حزم، وله طرق كثيرة عند ابن الجارود، ح: ٦٠٢ وغيره. * أبوبشر هو جعفر بن أبي وحشية.

٤٦١٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى عَنِ السَّلَفِ قَالَ: كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ إِلٰى قَوْمٍ لَا أَدْرِي أَعِنْدَهُمْ أَمْ لَا؟ وَابْنُ أَبْزٰى قَالَ - يَعْنِي - مِثْلَ ذٰلِكَ.

۴۶۱۸- حضرت عبداللہ بن ابو مجالد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفی ؓ سے بیع سلف (یا سلم) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے زمانے میں گندم، جو اور کھجور میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیع سلف کیا کرتے تھے جن کے متعلق مجھے علم نہیں ہوتا تھا کہ ان کے پاس (غلہ یا زمین) ہے یا نہیں۔ حضرت ابن ابزی ؓ نے بھی ایسے ہی فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① بیع سلم جائز ہے۔ رسول ﷺ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق ؓ کے زریں دور میں بیع سَلَم ہوا کرتی تھی۔ دیگر صحابۂ کرام ؓ بھی یہ بیع کیا کرتے تھے۔ ② بیع کرتے وقت جو چیز موجود ہی نہ ہو اس میں بیع سَلَم ہو سکتی ہے، تاہم یہ ضروری ہے کہ ادائیگی کے وقت وہ چیز بہر صورت موجود ہو۔ ③ ذمی اور دیگر غیر مسلم لوگوں کے ساتھ جس طرح عام تجارت اور خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اسی طرح ان کے ساتھ بیع سَلَم کرنا بھی درست ہے۔ ④ بیع سلم یا سلف ایک ہی چیز ہے کہ خریدار بائع کو رقم پہلے دے دے اور اس سے غلہ وغیرہ (جو کچھ خریدنا مقصود ہو) کی مقدار، جنس ونوع اور بھاؤ طے کر لے اور غلے کی ادائیگی کا وقت بھی متعین کر لے خواہ ابھی تک وہ غلہ منڈی میں نہ آیا ہو یا بیچا بھی نہ گیا ہو۔ سال دو سال پہلے بھی رقم دی جا سکتی ہے۔ اس قسم کی بیع لوگوں کی مجبوری ہے کیونکہ زمیندار کاشتکاروں کو فصل کے اخراجات کے لیے رقم کی پیشگی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا اس بیع کو جائز رکھا گیا۔ وہ شخص جس سے سودا ہوا ہے، کاشتکار بھی ہو سکتا ہے غیر کاشتکار بھی کیونکہ وہ خرید کر بھی مہیا کر سکتا ہے۔ اس مسئلے کی کچھ تفصیل حدیث نمبر ۴۶۱۵، فائدہ نمبر ۵ اور حدیث نمبر ۴۶۱۷ میں بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ٦٢) - اَلسَّلَمُ فِي الزَّبِيبِ (التحفة ٦٠)

باب: ۶۲- منقی میں بیع سلم کرنا

٤٦١٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

۴۶۱۹- حضرت ابن ابی مجالد سے روایت ہے کہ حضرت ابو بردہ اور حضرت عبداللہ بن شداد کا بیع سلم کی

٤٦١٨ـ أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ٢٢٤٢، ٢٢٤٣ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٧.

٤٦١٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَقَالَ مَرَّةً: عَبْدُ اللّٰهِ، وَقَالَ مَرَّةً: مُحَمَّدٌ، قَالَ: تَمَارٰى أَبُو بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ فِي السَّلَمِ فَأَرْسَلُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كُنَّا نُسْلِمُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، وَعَلٰى عَهْدِ عُمَرَ، فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ إِلٰى قَوْمٍ مَا نَرَاهُ عِنْدَهُمْ، وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزٰى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

بابت اختلاف ہو گیا۔ انھوں نے مجھے حضرت ابن ابی اوفی ؓ کے پاس بھیجا۔ میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے زمانے میں گندم، جو، منقّی اور کھجوروں میں ایسے لوگوں سے بیع سلم کیا کرتے تھے جن کے پاس ہمارے خیال کے مطابق یہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں، پھر میں نے حضرت ابن ابزیٰ ؓ سے پوچھا تو انھوں نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

(المعجم ٦٣) - بَابُ السَّلَمِ فِي الثِّمَارِ (التحفة ٦١)

باب:٦٣- پھلوں میں بیع سلم کرنا

٤٦٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَنَهَاهُمْ وَقَالَ: «مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

۴۶۲۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور وہ (لوگ) دو دو، تین تین سال کے لیے کھجوروں میں بیع سلف کیا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو روک دیا اور فرمایا: ”جو شخص بیع سلف کرے تو وہ معین ماپ یا معین وزن میں معین مدت تک کے لیے کرے۔“

فائدہ: معین ماپ سے مراد غلے یا پھل کی مقدار ہے جس کی بیع کی جا رہی ہے۔ اور معین وزن سے مراد سونے چاندی کی مقدار ہے جو بطور قیمت دیا جا رہا ہے، یعنی بھاؤ کر کے مقرر کر لیا جائے۔ معین مدت سے مراد وہ وقت ہے جب غلے یا پھل کی ادائیگی طے ہوئی ہے۔ گویا ہر چیز واضح کر لی جائے۔ کسی چیز میں ابہام نہ رہے

٤٦٢٠ـ أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح:٢٢٤١ عن قتيبة، ومسلم، المساقاة، باب السلم، ح:١٦٠٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٠٩.

تاکہ تنازع کا امکان ختم ہو جائے۔ اس صورت میں بیع سلم یا سلف جائز ہے' خواہ ایک سال سے زائد مدت کے لیے کی جائے۔

(المعجم ٦٤) - اِسْتِسْلَافُ الْحَيَوَانِ وَاسْتِقْرَاضُهُ (التحفة ٦٢)

باب:۶۴-کسی سے حیوان قرض لینا

٤٦٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا، فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ بَكْرَهُ فَقَالَ لِرَجُلٍ: «اِنْطَلِقْ فَابْتَعْ لَهُ بَكْرًا» فَأَتَاهُ فَقَالَ: مَا أَصَبْتُ إِلَّا بَكْرًا رَبَاعِيًّا خِيَارًا، فَقَالَ: «أَعْطِهِ فَإِنَّ خَيْرَ الْمُسْلِمِينَ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً».

۴۶۲۱- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے ایک جوان اونٹ قرض لیا۔ وہ شخص آپ سے اپنے اونٹ کی واپسی کا مطالبہ کرنے آیا۔ آپ نے ایک آدمی سے کہا: ''جاؤ' اس کو ایک جوان اونٹ خرید دو۔'' وہ واپس آ کر کہنے لگا: مجھے تو رباعی اونٹ مل رہا ہے جو اس کے اونٹ سے بہت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہی دے دو۔ بہترین مسلمان وہ ہے جو (قرض وغیرہ کی) ادائیگی میں اچھا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اکثر اہل علم کے نزدیک جانور اور حیوان بطور قرض لیا جا سکتا ہے۔ ② اس حدیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی کے وقت بہتر اور اعلیٰ چیز دینا افضل اور احسن عمل ہے بشرطیکہ قرض حاصل کرنے کے موقع پر اس قسم کی کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو۔ اگر قرض دینے والا اس قسم کی کوئی شرط لگائے گا تو یہ بالاتفاق حرام ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی قول ہے۔ ③ یہ حدیثِ مبارکہ اس بات پر بھی صریح دلالت کرتی ہے کہ جب قرض کی ادائیگی کا وقت آ جائے تو قرض خواہ واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے' نیز یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مقروض کو کسی قسم کے لیت ولعل اور ٹال مٹول سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ قرض کی بروقت ادائیگی کو یقینی بنانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ ④ رسول اللہ ﷺ عام طور پر ضرورت مند محتاجوں اور سائلوں کی خاطر قرض لیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی اور اطاعت کے امور میں تعاون کی خاطر قرض اٹھانا جائز ہے' نیز تمام مباح امور کے لیے قرض لینا دینا درست ہے۔ ⑤ یہ حدیثِ مبارکہ اس مسئلے کے اثبات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ امام وقت' یعنی مسلمانوں کا خلیفہ اور حکمران' محتاج رعایا اور ضرورت مند عوام کی خاطر قرض اٹھا سکتا ہے اور

٤٦٢١- أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز اقتراض الحيوان واستحباب توفيته خيرًا مما عليه، ح: ١٦٠٠ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢١٠، والموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٠.

اس کی ادائیگی بیت المال میں جمع ہونے والی زکاۃ وصدقات کی رقم سے ہوگی۔ اس سلسلے میں ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ اس قسم کے قرض کی رقم صرف ضرورت مندلوگوں اور جائز امور پر خرچ ہونی چاہیے۔ ایسی رقم سے آج کے حکمران جو اللے تللے اور عیاشیاں کرتے ہیں یہ سراسر ناجائز اور حرام ہے۔ اس قسم کے قرض کی ادائیگی نہ تو بیت المال کے ذمے ہوگی اور نہ قومی خزانے کے ذمے' بلکہ عیاشی کرنے والے حکمرانوں ہی کی ذاتی رقم سے قرض ادا کرنا ضروری ہوگا۔ ⑥ قرض کی ادائیگی میں وکالت' یعنی کسی کو وکیل بنانا جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا تھا کہ تو جا کر اس کا قرض ادا کر دے۔ ⑦ جانور قرض پر لیا جا سکتا ہے۔ وقت مقررہ پر اس جیسا جانور واپس کر دیا جائے جیسے کسی سے رقم ادھار یا قرض لے کر مقررہ وقت پر واپس کر دی جاتی ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جائز نہیں کیونکہ یہ قرض نہیں' بیع ہے۔ اور حیوان کی حیوان کے بدلے ادھار بیع درست نہیں جیسا کہ ایک صریح حدیث (۴۶۲۴) میں ہے۔ وہ اس حدیث کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ ایک حدیث نہیں' اس قسم کی کئی احادیث ہیں جن میں جانور قرض لینے اور بعد میں ادا کرنے کا ذکر ہے۔ دراصل شریعت لوگوں کی مجبوریوں کا بھی لحاظ رکھتی ہے۔ اگر کوئی اصول لوگوں کے لیے مشکل کا باعث بنے تو وہ اصول قابل لحاظ نہیں رہتا۔ بلی کے جوٹھے کو احناف بھی پاک کہتے ہیں' حالانکہ وہ حرام جانور ہے۔ پلید چوہے کھاتی ہے۔ اسی طرح اگر ضرورت پڑ جائے تو جانور قرض پر لیا جا سکتا ہے اور وقت مقررہ پر اس جیسا جانور واپس کر دیا جائے' نیز یہ نہی والی روایت کا مفہوم بھی قطعی نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا مطلب یہ بتایا کہ حیوان کی حیوان کے بدلے بیع اس وقت منع ہے جب ادھار دونوں طرف سے ہو۔ اگر ادھار ایک طرف سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ مذکورہ بالا صورت میں بھی ادھار ایک طرف سے ہی ہے۔ واللہ أعلم.

٤٦٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ، فَجَاءَ يَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: «أَعْطُوهُ» فَلَمْ يَجِدُوا إِلَّا سِنًّا فَوْقَ سِنِّهِ، قَالَ:

۴۶۲۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے ایک خاص عمر کا اونٹ واپس لینا تھا۔ وہ لینے آیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کو دے دو۔'' لوگوں نے تلاش کیا تو اس کے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ ملا۔ آپ نے فرمایا: ''یہی دے دو۔'' اس نے (بطور تشکر) کہا: آپ نے مجھے زیادہ دے دیا

٤٦٢٢ـ أخرجه البخاري، الوكالة، باب: وكالة الشاهد والغائب جائزة، ح: ٢٣٠٥ عن أبي نعيم الفضل بن أعين، ومسلم، المساقاة، باب من استسلف شيئًا فقضى خيرًا منه . . . الخ، ح: ١٦٠١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢١١.

«أَعْطُوهُ» فَقَالَ: أَوْفَيْتَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً».

ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو (دوسروں کے حقوق کی) ادائیگی میں اچھے ہوں۔''

فائدہ: ''خاص عمر کا اونٹ'' اس نے آپ سے دو دانتا اونٹ لینا تھا۔ آپ نے اسے رباعی اونٹ دیا جسے ہماری زبان میں ''چوگا'' کہتے ہیں جس کا رباعی دانت نیا نکلنے لگے۔ رباعی چھ سال کے اونٹ کو کہتے ہیں اور دو دانتا (جسے ہماری زبان میں ''دوندا'' کہتے ہیں) چار سال کے اونٹ کو۔ گویا آپ نے کافی بہتر اور قیمتی اونٹ دیا۔ معلوم ہوا اگر مقروض اپنی خوشی سے قرض خواہ کو اس کے مال سے اچھا یا زیادہ مال دے دے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کوئی ایسی شرط نہ لگائی گئی ہو۔ جانوروں میں عین برابری ممکن بھی نہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ جیسا جانور لیا گیا تھا' بالکل ویسا ہی جس میں بال برابر بھی فرق نہ ہو' دیا جائے' لہٰذا دینے والا بہتر دینے کی کوشش کرے۔ خوشی سے زائد یا بہتر دینے کو سود نہیں کہیں گے بلکہ یہ حسن خلق ہے۔

٤٦٢٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ هَانِيءٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عِرْبَاضَ ابْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: بِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَكْرًا، فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: «أَجَلْ! لَا أَقْضِيكَهَا إِلَّا بُخْتِيَّةً» فَقَضَانِي فَأَحْسَنَ قَضَائِي، وَجَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ يَتَقَاضَاهُ سِنَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْطُوهُ سِنًّا» فَأَعْطَوْهُ يَوْمَئِذٍ جَمَلًا، فَقَالَ: هٰذَا خَيْرٌ مِنْ سِنِّي، فَقَالَ: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ قَضَاءً».

۴۶۲۳- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جوان اونٹ دیا تھا۔ میں اس کی ادائیگی کے سلسلے میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ ضرور میں تجھے اس کی جگہ ایک (بہترین) بختی اونٹنی دوں گا۔'' پھر آپ نے مجھے وہ دی اور بہت اچھی دی۔ اسی طرح آپ کے پاس ایک اعرابی اپنا ایک خاص عمر کا اونٹ لینے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کوئی اونٹ دے دو۔'' لوگوں نے اس کو پوری عمر کا اونٹ دے دیا۔ وہ اعرابی کہنے لگا: یہ تو میرے اونٹ سے بہت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو ادائیگی میں بہترین ہے۔''

٤٦٢٣ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب السلم في الحيوان، ح: ٢٢٨٦ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢١٢، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٠، والذهبي، وإسناده حسن، وله شواهد عند البخاري، ح: ٢٣٠٥ وغيره.

فائدہ: ''بختی'' یہ ایک اچھی قسم کے اونٹ ہوتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ تجھے تیرے اونٹ سے بہتر اور عمدہ اونٹنی دوں گا۔ اونٹنی عمر کے لحاظ سے مذکر اونٹ کے برابر ہو تب بھی قیمتی شمار ہوتی ہے۔

(المعجم ٦٥) - بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً (التحفة ٦٣)

باب:٦٥-حیوان کی حیوان کے بدلے ادھار بیع (ناجائز ہے)

٤٦٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَأَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

۴۶۲۴- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حیوان کے بدلے حیوان کی ادھار بیع سے منع فرمایا۔

فائدہ: پچھلے باب کی روایات حیوان قرض لینے کے بارے میں تھیں اور وہ جائز ہے۔ یہ باب اور یہ حدیث حیوان کی بیع کے بارے میں ہے۔ قرض تو ہوتا ہی ادھار ہے' البتہ بیع نقد بھی ہو سکتی ہے ادھار بھی۔ حیوان کی بیع حیوان کے ساتھ نقد تو درست ہے' خواہ کمی بیشی ہی ہو' مثلاً: ایک طرف ایک جانور ہے اور دوسری طرف دو یا تین تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ آئندہ باب میں صراحت ہے لیکن حیوان کی بیع حیوان کے بدلے میں ہو تو ادھار درست نہیں۔ جن لوگوں نے پچھلے باب کی حدیثوں میں بیان کردہ قرض کی صورت کو بیع قرار دیا ہے انھیں اس روایت کی تاویل کرنا پڑے گی جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حیوان کی بیع حیوان کے بدلے اس وقت منع ہے جب دونوں طرف ادھار ہو جیسا کہ بَيْعُ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ میں ہوتا ہے۔ اگر ادھار ایک طرف ہو تو بیع جائز ہے۔ اس تاویل سے پچھلے باب کی روایات اس حدیث کے خلاف نہیں رہیں گی لیکن صحیح یہ ہے کہ ادھار بیع تو ہر صورت میں منع ہے۔ ادھار ایک طرف ہو یا دونوں طرف' البتہ حیوان کا قرض جائز ہے۔ گویا بیع اور قرض

٤٦٢٤_[صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الحيوان بالحيوان نسيئة، ح: ٢٢٧٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢١٣، ٦٢١٤، وقال الترمذي، ح: ١٢٣٧ "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦١١، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١١١٣ وغيره.

کے حکم میں فرق ہے۔اس طریقے سے نہ تو حدیث کی تاویل کرنی پڑے گی اور نہ سابقہ احادیث کا انکار۔ اور یہی طریقہ صحیح ہے۔ بیع اور قرض میں فرق صرف حیوان کے مسئلے ہی میں نہیں دیگر اشیاء میں بھی جاری وساری ہے۔

(المعجم ٦٦) - **بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ يَدًا بِيَدٍ مُتَفَاضِلًا** (التحفة ٦٤)

باب:٦٦-حیوان کے بدلے حیوان کی نقد' کم وبیش بیع کرنا

٤٦٢٥- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ عَبْدٌ، فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِعْنِيهِ» فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ، ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدُ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ؟.

۴۶۲۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت پر بیعت کی۔ نبیٔ اکرم ﷺ کو یہ علم نہیں تھا کہ وہ غلام ہے۔ اتنے میں اس کا مالک اسے لینے آ گیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ مجھے بیچ دے۔“ آپ نے دو کالے غلام دے کر اسے خرید لیا۔ اس کے بعد آپ نے کسی سے بیعت نہیں لی حتی کہ پوچھ لیتے کہ وہ غلام تو نہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیثِ مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے مکارم اخلاق اور آپ کے احسان عظیم پر واضح دلالت کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے غلام واپس نہ کیا' حالانکہ اس کا مالک پہنچ گیا۔ آپ نے غلام کا مقصد' یعنی ارادۂ ہجرت پورا فرما دیا۔ اسے اپنی رفاقت میں رہنے سے محروم نہ کیا اور دو غلاموں کے بدلے اسے خرید لیا۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ ایک غلام کی دو غلاموں کے عوض بیع (خرید وفروخت) جائز ہے' خواہ ان کی قیمت ایک جیسی ہو یا مختلف۔ اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بیع نقد ہو۔ دونوں طرف سے ادھار نہ ہو۔ تمام حیوانات کا یہی حکم ہے' چاہے ایک غلام دو غلاموں کے عوض ہو یا ایک اونٹ دو کے بدلے۔ ③ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں میں اصل حُرّیّت اور آزادی ہی ہے' یہی وجہ ہے کہ آنے والے غلام سے رسول اللہ ﷺ نے اس کے آزاد یا غلام ہونے کی بابت نہیں پوچھا بلکہ مذکورہ اصول کے مطابق بیعت فرمالی۔ ④ یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کی بھی صریح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس علمِ غیب ہرگز نہیں تھا۔ اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا تو فوراً معلوم ہو جاتا کہ آنے والا شخص غلام ہے' نیز یہ بھی ضرور معلوم ہو جاتا کہ اس کا مالک بھی اس کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ آپ آئندہ بھی بیعت کے لیے آنے والے کسی شخص سے نہ پوچھتے کہ تو آزاد ہے یا غلام؟ رسول اللہ ﷺ کو صرف اس بات کا علم ہوتا جو آپ کو اللہ تعالیٰ بتا دیتا تھا۔ ⑤ معلوم ہوا حیوانات کی باہمی خریداری اور تبادلے میں کمی بیشی جائز ہے کیونکہ

٤٦٢٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤١٨٩، وهو في الكبرى، ح: ٦٢١٥.

حیوانات کی حیثیت میں بسا اوقات فرق ہوتا ہے' گویا وہ الگ الگ جنس ہیں اور جب جنسیں مختلف ہوں تو کمی بیشی جائز ہوتی ہے۔ ایک اونٹ پندرہ ہزار کا مل سکتا ہے تو ایک اونٹ کئی لاکھ کا بھی ملتا ہے' لہٰذا جانوروں کو یوں سمجھا گیا جیسے وہ الگ الگ جنس کے ہوں۔ شریعت اپنے احکام میں لوگوں کی مجبوریوں کا بھی لحاظ رکھتی ہے' خواہ کوئی فرعی اصول بدلنا پڑے' عدم حرج بنیادی اصول ہے۔

(المعجم ٦٧) - بَيْعُ حَبَلِ الْحَبَلَةِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٧-حمل کے حمل کی بیع (ناجائز ہے)

٤٦٢٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلسَّلَفُ فِي حَبَلِ الْحَبَلَةِ رِبًا».

۴۶۲۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حمل کے حمل کی بیع سلف سود ہے۔''

فائدہ: اس قسم کی بیوع جاہلیت میں عام تھیں۔ ایک آدمی کے پاس حاملہ اونٹنی ہوتی۔ کوئی شخص اس سے سودا کرتا کہ اس اونٹنی کے پیٹ میں جو حمل ہے' وہ پیدا ہونے کے بعد' پھر جوان ہونے کے بعد وہ حاملہ ہو کر بچہ جنے گی' اس بچے کی اتنی قیمت میں تجھے ابھی دیتا ہوں۔ وہ بچہ میرا ہوگا۔ یہ ہے ''حمل کے حمل کی بیع سلف'' یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں موجودہ حمل مؤنث ہی ہے؟ وہ صحیح پیدا ہوگا یا عیب دار؟ وہ اپنے حمل تک زندہ رہے گی؟ پھر حاملہ ہوگی؟ اور پھر بچہ جن سکے گی؟ جب ان میں سے کوئی بات بھی معلوم نہیں تو سودا کس چیز کا؟ اسے دھوکے اور غرر کی بیع بھی کہتے ہیں' نیز وہ بیچنے والے کے پاس موجود بھی نہیں۔ گویا یہ کئی لحاظ سے منع ہے۔ اس بیع کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز فروخت کی جائے اور قیمت کی ادائیگی کے لیے حمل کے حمل کی پیدائش کو وقت مقرر کرلیا جائے یا رقم پہلے دے دی جائے اور چیز کی ادائیگی کا وقت حمل کے حمل کی پیدائش کو قرار دیا جائے۔ یہ سب صورتیں منع ہیں کیونکہ یہ مجہول مدت ہے۔ پتا نہیں آئے گی بھی یا نہیں؟ اور آئے گی تو کب؟ ادائیگی کی مدت واضح اور معلوم ہونی چاہیے' مثلاً: تاریخ' مہینہ یا سال یا گندم کی کٹائی یا سردیوں کا آغاز وغیرہ۔

٤٦٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۶۲۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

٤٦٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٠ عن محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢١٦.

٤٦٢٧ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن شراء ما في بطون الأنعام . . . الخ، ح: ٢١٩٧◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

نبی اکرم ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

۴۶۲۸- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: حدیث:۴۶۲۶ کے فائدے میں اس کے مفہوم کی بابت تفصیلی کلام ہو چکا ہے' تاہم اس جگہ ایک اہم مسئلے کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے' وہ یہ کہ کسی مجہول یا مبہم مدت کو ادھار کی ادائیگی کی مدت ہرگز نہ ٹھہرایا جائے بلکہ ادھار کی ادائیگی کی مدت کا بالکل واضح تعین ہونا چاہیے۔ اس کے باوجود بھی اگر مقروض شخص وقت مقررہ پر ادائیگی نہ کر سکے تو مزید مہلت مانگ لے۔ اور قرض خواہ کو بھی چاہیے کہ آسانی تک مہلت دے دے کیونکہ یہ بہت افضل عمل ہے۔ اس کی افضلیت کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے لگائیں جس میں آپ نے فرمایا ہے: ''جو شخص کسی کو قرض دے اسے روزانہ اپنے قرض کے برابر صدقہ کرنے کا اجر وثواب ملتا ہے۔ اور پھر جو شخص مقررہ وقت پر بھی قرض کی ادائیگی نہ کر سکے اور قرض خواہ' مقروض کو مزید مہلت دے دے تو اسے روزانہ اپنے دیے ہوئے قرض کی نسبت دگنا مال صدقہ کرنے کا اجر وثواب ملتا ہے۔'' دیکھیے: (صحیح الترغیب والترھیب' الصدقات' باب الترغيب في التيسير على المعسر وإنظاره ......' حدیث:۹۰۷) لیکن اس صورت میں مقروض کو سہولت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ادائیگی قرض سے بے فکر اور بے نیاز نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے جلد از جلد قرض ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے محسن' یعنی قرض خواہ کے لیے پرخلوص دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ٦٨) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٦٦)

باب:۶۸- اس بیع کی تفسیر

٤٦٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۴۶۲۹- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ

من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٦٢١٧، وله شواهد عند البخاري وغيره.

٤٦٢٨ـ أخرجه مسلم، البيوع باب تحريم بيع حبل الحبلة، ح: ٥/١٥١٤ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٦٢٢٠، وانظر الحديث الآتي.

٤٦٢٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الغرر وحبل الحبلة، ح: ٢١٤٣ من حديث نافع به، وهو في الموطأ

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ. كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ جَزُورًا إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ، ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا.

رسول اللہ ﷺ نے حَبَلُ الْحَبَلَه (حمل کے حمل) کی بیع سے منع فرمایا اور یہ ایک قسم کی بیع تھی جو جاہلیت والے آپس میں کرتے تھے۔ کوئی آدمی اونٹنی خریدتا کہ اس کی قیمت اس وقت دوں گا جب یہ اونٹنی (مادہ) بچہ جنے اور پھر اس کے پیٹ والی اونٹنی (بڑی ہو کر) بچہ جنے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تفسیر سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ ادائیگی کی مدت مجہول ہے۔ مزید برآں یہ معلوم ہی نہیں کہ اونٹنی مؤنث جنے گی یا مذکر؟ مادہ بچہ جننے کی صورت میں پھر یہ معلوم نہیں کہ وہ مؤنث بڑی بھی ہوگی یا نہیں؟ اگر بڑی ہوگئی تو آگے حاملہ ہوگی یا نہیں؟ پھر نہ معلوم بچہ پیدا ہوگا یا نہ ہوگا؟ (تفصیل حدیث نمبر ۴۶۲۶ میں گزر چکی ہے) لہٰذا یہ بیع منع ہے۔

(المعجم ٦٩) - بَيْعُ السِّنِينَ (التحفة ٦٧)

باب:٦٩- (پھل وغیرہ کی) کئی سال کے لیے بیع کرنا

٤٦٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ.

۴۶۳۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی سال کے سودے سے منع فرمایا۔

فائدہ: کئی سال کا سودا اس لیے منع ہے کہ وہ چیز جس کا سودا کیا جا رہا ہے موجود ہی نہیں۔ جب کسی معین چیز کا سودا کیا جا رہا ہو مثلاً: اس درخت یا اس باغ کا پھل تو پھل کا موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ ہوسکتا ہے یہ درخت یا یہ باغ تباہ ہو جائے پھر اس کا پھل کہاں سے آئے گا؟ البتہ اگر سودا غیر معین چیز کا ہو مثلاً: ۲۰ من کھجور یا گندم وغیرہ تو سودا جائز ہے خواہ ابھی گندم کاشت بھی نہ کی گئی ہو کیونکہ مجموعی طور پر دنیا یا منڈی سے کوئی چیز ناپید نہیں ہوسکتی لہٰذا ایک کھیت سے نہ ہوئی تو دوسرے سے ہو جائے گی۔

◀◀ (يحيى): ٢/ ٦٥٣، ٦٥٤، والكبرى، ح: ٦٢٢١.

٤٦٣٠- [صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ١٢٩١ (بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٢٢، وانظر الحديث الآتي، فإنه شاهد له.

٤٦٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ ابْنُ عَتِيقٍ - عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ.

۴۶۳۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی سال تک کے لیے سودے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٧٠) - اَلْبَيْعُ إِلَى الْأَجَلِ الْمَعْلُومِ (التحفة ٦٨)

باب:۷۰-معین مدت تک ادھار سودا (جائز ہے)

٤٦٣٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ بُرْدَيْنِ قِطْرِيَّيْنِ، فَكَانَ إِذَا جَلَسَ فَعَرِقَ فِيهِمَا ثَقُلَا عَلَيْهِ، وَقَدِمَ لِفُلَانِ الْيَهُودِيِّ بَزٌّ مِنَ الشَّامِ فَقُلْتُ: لَوْ أَرْسَلْتَ إِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسَرَةِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ مَا يُرِيدُ مُحَمَّدٌ، إِنَّهُ إِنَّمَا يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِمَالِي أَوْ يَذْهَبَ بِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَذَبَ قَدْ عَلِمَ أَنِّي مِنْ أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَآدَاهُمْ لِلْأَمَانَةِ».

۴۶۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک پر قطر بستی کی بنی ہوئی دو موٹی چادریں تھیں۔ جب آپ بیٹھتے تو ان میں پسینہ آ جاتا جس سے وہ بوجھل ہو جاتیں۔ فلاں یہودی کے ہاں شام سے کپڑے آئے تو میں نے کہا: اگر آپ اس کو پیغام بھیج کر دو کپڑے ادھار خرید لیں کہ جب سہولت ہوگی تو رقم دے دوں گا (تو اچھی بات ہے)۔ آپ نے اسے پیغام بھیجا تو وہ کہنے لگا: میں جانتا ہوں (حضرت محمد (ﷺ) کا کیا ارادہ ہے؟ وہ میری رقم دبانا چاہتے ہیں یا یہ چادریں مفت میں لینا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس کو دل میں یقین ہے کہ میں سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور سب سے بڑھ کر امانت ادا کرنے والا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا معین مدت تک ادھار سودا لینا دینا جائز ہے۔ اگر ایسا کرنا جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ہرگز یہ کام نہ کرتے اور وہ بھی خبیث الفطرت یہودی سے۔ ② یہ حدیثِ مبارکہ نبیٔ اکرم ﷺ کی سادگی اور

٤٦٣١_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٣.

٤٦٣٢_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في الشراء إلى أجل، ح: ١٢١٣ عن عمرو بن علي الفلاس به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٤.

آپ کی کسمپرسانہ زندگی گزارنے پر بھی دلالت کرتی ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ اختیار دیا تھا کہ آپ چاہیں تو آپ کو بادشاہ نبی بنا دیا جائے اور اگر چاہیں تو ''عبد'' نبی بنایا جائے۔ اس پیش کش کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے عبد' یعنی اللہ کے در کا فقیر نبی بننے ہی کو ترجیح دی۔ یہ اس لیے کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں' آخرت میں جو کچھ ہے وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ اسی باعث رسول اللہ ﷺ نے دنیوی مال ومتاع اور بادشاہت کو ذرہ برابر حیثیت نہیں دی۔ ③ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ تمام مخلوق کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرتے تھے' اس لیے آپ کے طریقے سے ہٹ کر خوف الٰہی کے خود ساختہ طریقے مردود ہیں اور ایسا دعویٰ کرنے والا انسان جھوٹا ہے' نیز آپ تمام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ باوفا اور ایفائے عہد کرنے والے اور سب سے بڑھ کر امانتیں ادا کرنے والے تھے۔ ④ آپ کا یہودیوں کے ساتھ معاملات اور لین دین کرنا' جبکہ وہ واضح طور پر رشوت اور حرام خور لوگ تھے' اس بات کی دلیل ہے کہ جس کے پاس حرام مال ہو اس کے ساتھ معاملہ کرنا درست ہے بشرطیکہ جس مال کا معاملہ ہو رہا ہے وہ حرام نہ ہو۔ واللہ أعلم. ⑤ ''جب سہولت ہوگی'' گویا آپ نے کوئی مدت مقرر نہ فرمائی تھی جبکہ باب میں معین مدت کا ذکر ہے' لہٰذا باب یوں ہونا چاہیے ''غیر معینہ مدت تک بیع'' اور سنن کبریٰ میں یہ باب اسی طرح ہے تاکہ حدیث باب کے مطابق بن سکے۔ ⑥ ''قطر بستی'' یہ بحرین کے علاقے کی ایک بستی تھی جہاں بہترین کپڑے تیار ہوتے تھے۔ ⑦ اگر باب کا عنوان یہی رہے جو ہے تو حدیث سے مناسبت اس طرح ہوگی کہ سہولت کا وقت ان کے ہاں متعین تھا' مثلاً: جب کٹائی کا وقت ہو اور کھجوریں گھروں میں آئیں وغیرہ۔ یہ بھی تعین ہی ہے۔ ⑧ ''میں جانتا ہوں'' یعنی اس نے صرف ادھار سے بچنے کے لیے یہ جھوٹ گھڑا ہے ورنہ اس کے دل میں بھی یہ بات نہیں تھی۔

(المعجم ٧١) - سَلَفٌ وَبَيْعٌ . وَهُوَ أَنْ يَبِيعَ السِّلْعَةَ عَلٰى أَنْ يُسْلِفَهُ سَلَفًا (التحفة ٦٩)

باب:۷۱-قرض اور بیع' اس سے مراد یہ ہے کہ قرض کی شرط پر سامان بیچے

٤٦٣٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ

۴۶۳۳- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض کی شرط پر بیع' ایک سودے میں

٤٦٣٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ٢٥٦٣ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٥، وانظر الحديث الآتي.

رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ، وَشَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ، وَرِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

دو سودوں اور غیر مقبوضہ چیز کے منافع سے منع فرمایا۔

فائدہ: ''غیر مقبوضہ چیز کے منافع'' یعنی غیر مقبوضہ چیز کو بیچ کر اس سے نفع حاصل کرنا۔ اصل منع تو بیچنا ہے۔ دراصل نفع کمانے کے لیے ہی بیچا جاتا ہے' اس لیے منافع کا ذکر کیا۔ یہ مطلب نہیں کہ نقصان اٹھا کر بیچنا جائز ہے۔ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۶۱۵)

(المعجم ٧٢) - شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ إِلَى شَهْرٍ بِكَذَا وَإِلَى شَهْرَيْنِ بِكَذَا (التحفة ٧٠)

باب: ۷۲- ایک بیع میں دو شرطیں لگانا اور اس سے مراد یہ ہے کہ بیچنے والا کہے کہ ایک ماہ کے ادھار پر یہ بھاؤ ہوگا اور دو ماہ کے ادھار پر بھاؤ دوسرا ہوگا۔

٤٦٣٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ حَتّٰى ذَكَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ، وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ».

۴۶۳۴- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرض کی شرط پر بیع' ایک بیع میں دو شرطیں اور غیر مقبوضہ چیز کا منافع حلال نہیں۔''

٤٦٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ، وَعَنْ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ وَاحِدٍ، وَعَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

۴۶۳۵- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قرض کی شرط پر بیع' ایک بیع میں دو شرطوں اور غیر موجود چیز کی بیع اور غیر مقبوضہ چیز کے منافع سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٣٤_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٦١٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٦.

٤٦٣٥_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٧.

فائدہ: تمام تفصیلات کے لیے دیکھیے' حدیث:۴۶۱۶، ۴۶۳۳۔

(المعجم ٧٣) - بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ. وَهُوَ أَنْ يَّقُولَ أَبِيعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ نَقْدًا وَبِمَائَتَيْ دِرْهَمٍ نَسِيئَةً (التحفة ٧١)

باب:۷۳-ایک سودے میں دوسودے کرنا اور اس سے مراد یہ ہے کہ بیچنے والا کہے کہ میں تجھے یہ سامان نقد سو درہم میں اور ادھار دوسو درہم میں بیچتا ہوں

٤٦٣٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ.

۴۶۳۶-حضرت ابو ہریرہ ڈٹائڈ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سودے میں دوسودوں سے منع فرمایا۔

فائدہ: ایک سودے میں دوسودوں کی ایک تفسیر تو مصنف رطلشہ نے خود فرمائی ہے۔اس کی کچھ بحث حدیث ۴۶۱۵ میں بیان ہو چکی ہے کہ اگر ادھار یا نقد ایک سودے پر بات طے ہو جائے تو نقد وادھار قیمت کے فرق میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ فرق فطری ہے' البتہ اگر کوئی ایک سودا طے نہ ہو' ابہام رہے تو یہ بیع درست نہیں۔ایک سودے میں دوسودوں کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کہے: میں تجھے فلاں چیز بیچتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے فلاں چیز بیچے۔یہ جائز نہیں کیونکہ دوسری چیز کی فروخت کی شرط لگا کر ناجائز فائدہ اٹھایا جار ہا ہے۔علامہ ابن قیم رطلشہ نے ''ایک بیع میں دو بیع'' کی تفسیر یہ کی ہے کہ (بائع مشتری کو کہے:) میں تجھے فلاں چیز ادھار سو روپے کی دیتا ہوں اور تجھ سے ابھی نقد اسی روپے کی لیتا ہوں۔اور پھر اسے چیز کی بجائے ۸۰ روپے دے دے اور سال کے بعد سو روپے وصول کر لے۔ظاہر ہے یہ ایک بیع میں دوسودے ہو رہے ہیں۔اور یہ صریح سود ہے۔ایسی بیع فاسد ہوگی کیونکہ یہ درحقیقت بیع ہے ہی نہیں۔نہ کوئی چیز بیچی یا خریدی جارہی ہے بلکہ اسی روپے دے کر سال کے بعد سو روپے لیے جار ہے ہیں جو صریح سود ہے۔عصر حاضر میں بھی بعض لوگ اس طرح کرتے ہیں۔بیع کا لفظ تو صرف دھوکا دینے کے لیے بولا جار ہا ہے۔ایسی صورت میں وہ اسی روپے ہی واپس کرے گا۔اگر یہ سو

٤٦٣٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ح: ١٢٣١ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٨، وأبوداود، ح: ٣٤٦١ من حديث محمد بن عمرو بلفظ: "من باع بيعتين في بيعة فله أوكسهما أو الربا"، وسنده حسن.

روپے واپس لے گا تو یہ سود ہوگا۔[فَلَهُ أَوْ كَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا] یہ آخری دوصورتیں اس حدیث (ایک سودے میں دوسودے) کی بہترین تفسیر ہیں اور یہ دونوں منع ہیں' البتہ پہلی صورت نقد وادھار والی صحیح ہے۔ اگر سودا ایک صورت میں طے ہو جائے تو ادھار اور نقد قیمت میں فرق ہوسکتا ہے کیونکہ یہ ایک بیع ہے' دونہیں' لہٰذا یہ صورت اس حدیث کی صحیح تفسیر نہیں۔ ابہام باقی رہے' کوئی اور صورت طے نہ ہوتو اسے اس حدیث کے تحت لایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٧٤) - اَلنَّهْيُ عَنْ بَيْعِ الثُّنْيَا حَتّٰى تُعْلَمَ (التحفة ٧٢)

باب:٧٤- بیع میں استثنا کرنا منع ہے الا یہ کہ وہ معلوم ہو

٤٦٣٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ، وَالْمُخَابَرَةِ، وَعَنِ الثُّنْيَا إِلَّا أَنْ تُعْلَمَ.

۴۶۳۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ اور سودے میں استثنا سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ استثنا معلوم ہو۔

فائدہ: محاقلہ' مزابنہ اور مخابرہ کی تشریح پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۳۹۱۰) بیع میں استثنا کا مطلب یہ ہے کہ بیچنے والا کہے: میں تجھے اس باغ کا پھل اتنے میں بیچتا ہوں مگر دس درختوں کا پھل میرا ہوگا۔ لیکن وہ یہ نہیں بتاتا کہ کون سے دس درختوں کا پھل اس کا ہوگا؟ اس صورت میں استثنا مجہول ہوگا جو تنازع اور اختلاف کا سبب بن سکتا ہے' لہٰذا یہ منع ہے۔ ہاں' اگر وہ دس درخت متعین کر لیے جائیں تو یہ معلوم استثنا ہے۔ اس میں کسی تنازع کا کوئی خطرہ نہیں' اس لیے یہ استثنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر بیچنے والا کہے کہ میں اتنے من پھل باغ میں سے لوں گا یا اتنے مالٹے تو یہ بھی معلوم استثنا ہے اور جائز ہے۔

٤٦٣٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ. وَأَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ

۴۶۳۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ' معاومہ اور بیع میں استثنا سے منع فرمایا' البتہ عطیے کے درختوں میں

٤٦٣٧- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣٩١١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٩.

٤٦٣٨- أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة . . . الخ، ح: ١٥٣٦/ ٨٥ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٣٠.

عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ، وَالْمُخَابَرَةِ، وَالْمُعَاوَمَةِ، وَالثُّنْيَا، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

مزابنہ (موجود پھل کی بیع خشک پھل کے ساتھ) کی رخصت دی ہے۔

فائدہ: معاومہ سے مراد کئی سال کا سودا کرنا ہے۔ (تفصیل دیکھیے' حدیث: ۴۶۳۰) باقی بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیں حدیث: ۴۵۴۲،۳۹۱۰۔

(المعجم ٧٥) - اَلنَّخْلُ يُبَاعُ أَصْلُهَا وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي ثَمَرَهَا (التحفة ٧٣)

باب:۷۵- کھجور کے درخت بیچے جائیں اور خریدنے والا ان کا پھل مستثنیٰ کرے تو؟

٤٦٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرِىءٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا، فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۴۶۳۹- حضرت ابن عمر ﷜ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کھجور کے درختوں کو پیوند لگائے' پھر وہ درخت بیچ دے تو ان کا پھل پیوند لگانے والے کو ملے گا' الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگائے۔''

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اگر کھجوروں کے درخت ایسی حالت میں بیچے جائیں کہ ان پر پھل لگ چکا ہو اور موجود بھی ہو تو وہ پھل بائع کا ہوگا' تاہم اگر خریدار یہ شرط کر لے کہ درختوں پر لگا ہوا پھل بھی میرا ہوگا اور بیچنے والا یہ شرط مان لے تو اس صورت میں پھل مُشتَرِی کا ہوگا۔ اور یہ بیع بالکل درست ہوگی۔ اگر خریدار پھلوں کی شرط نہیں لگائے گا تو وہ پھل بیچنے والے کے ہوں گے۔ ② اس حدیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کھجوروں اور دیگر درختوں کی پیوند کاری کی جا سکتی ہے۔ یہ درست عمل ہے۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت اور خرابی نہیں ہے۔ ③ ایسی شرط جو معاہدے کے منافی نہ ہو' اس کے متعین کر لینے سے بیع فاسد نہیں ہوگی اور نہ یہ چیز اس حدیثِ مبارکہ کے حکم میں داخل ہوگی جس میں بیع اور شرط سے منع کیا گیا ہے' نیز معلوم ہوا کہ درختوں کی بیع پھل کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔

٤٦٣٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع النخل بأصله، ح: ٢٢٠٦، ومسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح: ١٥٤٣/ ٧٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٣١.

(المعجم ٧٦) - اَلْعَبْدُ يُبَاعُ وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي مَالَهُ (التحفة ٧٤)

باب:٧٦-غلام بیچا جائے اور خریدار اس کے مال کی شرط لگا لے (تو مال خریدار کا ہوگا)

٤٦٤٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۴۶۴۰- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پیوند لگانے کے بعد درخت بیچے تو اس کا پھل بیچنے والے کو ملے گا الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگا لے۔ اسی طرح جو شخص ایسا غلام فروخت کرے جس کے پاس مال ہو تو اس کا مال بیچنے والے کو ملے گا مگر یہ کہ خریدنے والا شرط لگا لے۔''

فائدہ: ''اس کا مال بیچنے والے کو ملے گا'' کیونکہ مالک نے غلام بیچا ہے نہ کہ مال۔ غلام کا مال دراصل مالک کا ہوتا ہے۔ غلام خود مالک نہیں ہوتا' خواہ مالک نے غلام کو کاروبار کی اجازت بھی دے رکھی ہو۔ باب میں لفظ استثنا استعمال کیا گیا ہے' مراد شرط لگانا ہے۔

(المعجم ٧٧) - اَلْبَيْعُ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَالشَّرْطُ (التحفة ٧٥)

باب:٧٧-بیع میں کوئی شرط لگائی جائے تو بیع اور شرط دونوں درست ہوں گے

٤٦٤١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَعْيَا جَمَلِي. فَأَرَدْتُ

۴۶۴۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میرا اونٹ چلنے سے عاجز آ گیا۔ میں نے سوچا' اسے (وہیں) چھوڑ دوں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ مجھے پیچھے سے

٤٦٤٠_ أخرجه مسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح:١٥٤٣/ ٨٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٦٢٣٢.

٤٦٤١_ أخرجه البخاري، الشروط، باب: إذا اشترط البائع ظهر الدابة إلى مكان مسمى جاز، ح:٢٧١٨، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح:٧١٥/ ١٠٩ بعد، ح:١٥٩٩ من حديث زكريا بن أبي زائدة به، وهو في الكبرى، ح:٦٢٣٣. * عامر هو الشعبي.

أَنْ أُسَيِّبَهُ، فَلَحِقَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدَعَا لَهُ فَضَرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ، فَقَالَ: «بِعْنِيهِ بِوُقِيَّةٍ» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «بِعْنِيهِ». فَبِعْتُهُ بِوُقِيَّةٍ وَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَابْتَغَيْتُ ثَمَنَهُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: «أَتُرَانِي إِنَّمَا مَاكَسْتُكَ لِآخُذَ جَمَلَكَ؟ خُذْ جَمَلَكَ وَدَرَاهِمَكَ».

آ ملے۔ آپ نے اس کے لیے دعا بھی فرمائی اور اسے مارا بھی۔ پھر تو وہ ایسے چلنے لگا کہ (ساری زندگی) کبھی ایسا نہیں چلا تھا' پھر آپ نے فرمایا: ''یہ اونٹ ایک اوقیہ (چالیس درہم) میں مجھے بیچ دے۔'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بیچ دے'' تو میں نے وہ اونٹ آپ کو ایک اوقیے میں بیچ دیا اور میں نے مدینہ منورہ تک سوار ہو کر جانے کی شرط لگا لی۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے میں آپ کے پاس اونٹ لے کر حاضر ہوا اور آپ سے قیمت طلب کی۔ میں قیمت لے کر واپس جانے لگا تو آپ نے مجھے واپس بلا بھیجا اور فرمایا: ''کیا تو سمجھتا ہے کہ میں نے تیرا اونٹ لینے کے لیے تجھے کم قیمت دی ہے؟ اپنا اونٹ بھی لے جا اور قیمت بھی۔''

وضاحت: مندرجہ ذیل فوائد ومسائل کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ اہم بات ضرور یاد رہنی چاہیے کہ اس باب کے تحت مذکور حدیث حدیثِ جابر کے نام سے معروف ہے۔ اس کے بہت سے طرق ہیں' لہٰذا ان طرق کے لحاظ سے الفاظ کی کمی بیشی اور تفصیل واجمال سب کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ فوائد ومسائل تحریر کیے گئے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① سودا کرتے ہوئے اگر ایسی شرط لگائی جائے جو مقصودِ عقد کے منافی نہ ہو تو اس صورت میں بیع اور شرط جائز ہوگی' خواہ اس شرط سے خریدنے یا بیچنے والے کو اضافی فائدہ حاصل ہوتا ہو۔ ② جس شخص کے پاس کوئی چیز ہو اس سے اس چیز کا سودا کرنا جائز ہے' نیز یہ حدیث سفر میں سودا کرنے کے جواز پر بھی دلالت کرتی ہے اور یہ کہ خرید وفروخت کے وقت' خریدار چیز کی قیمت بتا سکتا ہے کہ میں تمھاری چیز اتنی رقم میں خریدوں گا' یا تم مجھے اپنی فلاں چیز اتنی رقم کے عوض دے دو' اسی طرح سودا پکا ہونے سے پہلے' بیع (سودے) کی قیمت کم وبیش کرنے' کرانے کی بابت بحث کرنا درست ہے' البتہ یہ ناجائز ہے کہ کسی چیز کی قیمت' جائز حدود سے کم کرانے کے لیے اپنا اثر ورسوخ اور منصب واختیار استعمال کیا جائے اور مالک کو نقصان پہنچایا جائے۔ ③ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحتِ بیع (سودا درست ہونے) کے لیے مبیع قبضے میں لینا شرط نہیں جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے سودا کر کے مبیع' یعنی اونٹ اپنے قبضے میں نہیں لیا بلکہ وہ مدینے تک سواری کے لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس ہی رہا' البتہ یہ ضروری ہے کہ اس خریدی ہوئی چیز کو قبضے میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہ کیا جائے ایسا کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ④ عمر اور مرتبے میں بڑی شخصیت کو جائز معاملے میں

''نہیں'' کہا جا سکتا ہے جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعنیه بوقية کے جواب میں پہلے کہا: لاَ یہ بے ادبی یا گستاخی نہیں۔ ⑤ یہ حدیث اس مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ نیک اور صالح عمل کا اظہار کرنا جبکہ وہ افراط وتفریط اور فخر وریا' نیز اپنی بڑائی بیان کرنے کی غرض سے نہ ہو' شرعاً مباح اور جائز ہے۔ اگر ایسا کرنے کا مقصد اپنی نیکی اور پارسائی کا اظہار ہو یا بطور فخر وتکبر ایسا کیا جائے تو یہ ناجائز اور انتہائی قبیح عمل ہے۔ اس سے احتراز کرنا ضروری اور واجب ہے۔ ⑥ اس حدیثِ مبارکہ سے' بوقتِ ضرورت جانوروں کو مارنے کا جواز نکلتا ہے۔ اگرچہ جانور غیر مکلف ہیں' تاہم ان کی ''اصلاح'' کے لیے انھیں ''سزا'' دی جا سکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود' اپنے دستِ مبارک سے اونٹ کو مارا تھا۔ یہ یاد رہے کہ یہ طریقہ اس وقت استعمال کیا جائے جب جانور تھکاوٹ کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی ضد کی وجہ سے تنگ کر رہا ہو۔ ⑦ حاکمِ وقت' یا دیگر ذمہ داران کو اپنے ماتحت اشخاص کے حالات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ ان کی مالی معاونت کرنی چاہیے' نیز ہر وقت احسان کے جذبے سے معمور رہنا چاہیے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت جابر کے ساتھ۔ ⑧ قرض کی ادائیگی میں کسی دوسرے شخص کو وکیل بنانا درست ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ جابر کو ادائیگی کر دو۔ ثمن کا وزن کرنا مشتری کے ذمے ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ادھار چیز خریدنا شرعاً درست اور جائز ہے۔ ⑨ ضرورت کے وقت چوپائے مسجد کے صحن میں داخل کیے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر ساز وسامان بھی مسجد کے صحن میں رکھا جا سکتا ہے۔ ⑩ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا عطیہ قبول کرنے سے پہلے' اس پر رد کیا جا سکتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ کی بابت کہا: هُوَ لَكَ. اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا ہے لیکن آپ نے فرمایا: ''لَا، بَلِ بِعْنِيهِ نہیں (میں بلا قیمت قبول نہیں کرتا) بلکہ یہ اونٹ مجھے بیچ دو۔'' ⑪ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کی حفاظت کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [لَمْ يُفَارِقْنِي فَجَعَلْتُه فِي كِيسٍ] ''رسول اللہ ﷺ کی جانب سے زیادہ دیا ہوا قیراط مجھ سے کبھی جدا نہیں ہوا' میں نے اسے ایک تھیلی میں ڈال دیا۔'' لیکن اس سلسلے میں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ تبرکات مستند ذریعے سے ثابت ہوں' خود ساختہ نہ ہوں' نیز تبرکات کے ناقلین بھی ثقہ ہوں' غیر معتبر لوگوں کے قصے کہانیوں پر بلا تحقیق اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ ⑫ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی اس حدیث سے واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری کرتے ہوئے' ذاتی ضرورت کے باوجود اونٹ آپ کو بیچ دیا۔ ⑬ اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ یاد رہے معجزے میں قدرت الٰہی کارفرما ہوتی ہے۔ اس میں انسانی اختیار نہیں ہوتا۔ ⑭ اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق کا اثبات بھی ہوتا ہے۔ آپ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو نہ صرف یہ کہ طے شدہ قیمت سے قیراط زیادہ دیا بلکہ وہ اونٹ بھی واپس کر دیا۔ ⑮ ''شرط لگالی'' گویا ایسی شرط بیع کے پکا ہونے کے منافی نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ احناف

اس شرط کو مقتضائے عقد کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ شرط نہیں تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کے لیے رعایت تھی۔ کسی راوی نے غلطی سے شرط کہہ دیا لیکن احناف کی یہ توجیہ محدثین کے فیصلے کے خلاف ہے۔ اکثر راوی شرط بیان کرتے ہیں۔

٤٦٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى نَاضِحٍ لَنَا، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلَامًا مَعْنَاهُ: فَأُزْحِفَ الْجَمَلُ فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَانْتَشَطَ حَتَّى كَانَ أَمَامَ الْجَيْشِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا جَابِرُ! مَا أَرٰى جَمَلَكَ إِلَّا قَدِ انْتَشَطَ» قُلْتُ: بِبَرَكَتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِعْنِيهِ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتّٰى تَقْدَمَ». فَبِعْتُهُ، وَكَانَتْ لِي إِلَيْهِ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، وَلٰكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ، فَلَمَّا قَضَيْنَا غَزَاتَنَا وَدَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُهُ بِالتَّعْجِيلِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، قَالَ: «أَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا؟» قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو أُصِيبَ وَتَرَكَ جَوَارِيَ أَبْكَارًا، فَكَرِهْتُ أَنْ آتِيَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ، فَأَذِنَ لِي وَقَالَ لِي: «ائْتِ أَهْلَكَ عِشَاءً» فَلَمَّا قَدِمْتُ

۴۶۴۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے پانی والے اونٹ پر ایک جنگ میں گیا' پھر انھوں نے لمبی حدیث بیان کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ (واپسی کے دوران میں) اونٹ تھک کر رک گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو ڈانٹا تو وہ اتنا تیز ہو گیا کہ سب لشکر سے آگے نکل گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جابر! میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا اونٹ بہت تیز ہو گیا ہے۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ آپ کی برکت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ مجھے بیچ دے۔ تجھے (مدینہ منورہ تک) سوار ہو کر جانے کی اجازت ہو گی۔'' میں نے آپ کو بیچ دیا جبکہ مجھے اس کی سخت ضرورت تھی۔ لیکن مجھے شرم محسوس ہوئی (کہ آپ کو انکار کروں)۔ غزوے کی تکمیل کے بعد جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں نے آپ سے جلدی جانے کی اجازت طلب کی۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کنواری سے یا شوہر دیدہ سے؟'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! شوہر دیدہ سے۔ وجہ یہ ہے کہ (میرے والد) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ چھوٹی چھوٹی کنواری بیٹیاں چھوڑ گئے۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں ان جیسی (نوجوان

٤٦٤٢_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٣٤.

أَخْبَرْتُ خَالِي بِبَيْعِي الْجَمَلَ فَلَامَنِي ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَدَوْتُ بِالْجَمَلِ ، فَأَعْطَانِي ثَمَنَ الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمًا مَعَ النَّاسِ .

لڑکی) لے آؤں' اس لیے میں نے ایک شوہر دیدہ (بیوہ یا مطلقہ) سے شادی کی جوان کو علم وادب سکھائے۔ خیر! آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ آپ نے فرمایا: ''شام کے وقت گھر پہنچ جانا۔'' جب میں آیا تو میں نے اپنے ماموں کو اونٹ کے فروخت کرنے کا بتایا۔ انھوں نے مجھے ملامت کی۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو میں آپ کے پاس صبح کے وقت اونٹ لے کر گیا۔ آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت بھی دی' اونٹ بھی دیا اور لوگوں کے برابر حصہ بھی دیا۔

فوائد ومسائل: ① ''شام کے وقت گھر پہنچ جانا'' یعنی رات کو گھر نہ جانا کیونکہ لمبے سفر کے بعد رات کے وقت گھر واپسی منع ہے کیونکہ غالب گمان یہ ہے کہ بیوی سادہ حالت میں ہوگی' صفائی وغیرہ نہ کی ہوگی' غسل بھی نہ کیا ہوگا۔ دیر کے بعد واپسی ہو تو جماع کی خواہش قدرتی بات ہے اور یہ حالت جماع کے لیے مناسب نہیں' لہٰذا شام سے پہلے گھر جائے تاکہ رات تک بیوی کو غسل' صفائی اور زینت کا موقع مل جائے۔ مرد زیادہ خوش ہوگا۔ ② اس حدیث کے تفصیلی فوائد سابقہ حدیث: ۴۶۴۱ کے تحت ذکر ہو چکے ہیں' وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

٤٦٤٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ : كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ ، وَكُنْتُ عَلَى جَمَلٍ ، فَقَالَ : «مَا لَكَ فِي آخِرِ النَّاسِ؟» قُلْتُ : أَعْيَا بَعِيرِي ، فَأَخَذَ بِذَنَبِهِ ثُمَّ زَجَرَهُ ، فَإِنْ كُنْتُ إِنَّمَا أَنَا فِي أَوَّلِ النَّاسِ يُهِمُّنِي رَأْسُهُ ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ : «مَا فَعَلَ

۴۶۴۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے فرمایا: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں ایک اونٹ پر سوار تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے تو سب سے آخر میں ہے؟'' میں نے کہا: میرا اونٹ چلنے سے عاجز آ چکا ہے۔ آپ نے اس کی دم پکڑ کر اسے ڈانٹا۔ پھر تو وہ اتنا آگے چلا گیا کہ مجھے اس کا سر سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''تیرے اونٹ کا کیا حال ہے؟ یہ مجھے بیچ

٤٦٤٣ـ أخرجه البخاري، الشروط، باب: إذا اشترط البائع ظهر الدابة . . . الخ، ح:٢٧١٨ تعليقًا، ومسلم، ح:٧١٥/١١١ بعد، ح:١٥٩٩ (انظر الحديث المتقدم:٤٦٤١) من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح:٦٢٣٥.

الْجَمَلُ؟ بِعْنِيهِ» قُلْتُ: لَا بَلْ هُوَ لَكَ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «لَا، بَلْ بِعْنِيهِ» قُلْتُ: لَا بَلْ هُوَ لَكَ، قَالَ: «لَا، بَلْ بِعْنِيهِ، قَدْ أَخَذْتُهُ بِوُقِيَّةٍ اِرْكَبْهُ، فَإِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ فَائْتِنَا بِهِ» فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ جِئْتُهُ بِهِ، فَقَالَ لِبِلَالٍ: «يَا بِلَالُ! زِنْ لَهُ أُوْقِيَّةً وَزِدْهُ قِيرَاطًا» قُلْتُ: هٰذَا شَيْءٌ زَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يُفَارِقْنِي، فَجَعَلْتُهُ فِي كِيسٍ، فَلَمْ يَزَلْ عِنْدِي حَتّٰى جَاءَ أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَأَخَذُوا مِنَّا مَا أَخَذُوا.

دے۔‘‘ میں نے کہا: یہ ویسے ہی آپ کا ہے۔ (بیچنے کی کیا ضرورت ہے؟) آپ نے فرمایا: ’’نہیں مجھے بیچ دے۔‘‘ میں نے کہا: نہیں بلکہ یہ ویسے ہی آپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا: ’’نہیں بلکہ مجھے بیچ دے۔ میں نے یہ ایک اوقیے میں لے لیا۔ ہاں تو سوار رہ پھر جب تو مدینے پہنچ جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔‘‘ پھر جب میں مدینہ منورہ میں آیا تو میں اونٹ لے کر آپ کے پاس گیا۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’بلال! اس کو تو ایک اوقیہ (چالیس درہم) تول دے اور ایک قیراط اس کو زائد دے دے۔‘‘ میں نے کہا: یہ قیراط رسول اللہ ﷺ نے مجھے زائد دیا ہے، یہ کبھی بھی مجھ سے جدا نہیں ہوگا۔ میں نے اسے ایک تھیلی میں ڈال لیا۔ وہ ہمیشہ میرے پاس رہا حتی کہ حرہ والے دن شام والے آئے تو انھوں نے ہم سے جو چاہا لوٹ لیا۔

فوائد ومسائل: ① ’’قیراط‘‘ دینار کا بیسواں حصہ یا جدید اعشاری نظام کے مطابق ۲۵۵.۱ ملی گرام کا ہوتا ہے۔ ② ’’جدا نہیں ہوگا‘‘ رسول اللہ ﷺ کا تبرک تھا۔ ③ ’’حرہ والے دن‘‘ یہ یزید کے دور کی بات ہے۔ مدینے والوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید کی بیعت توڑ دی تھی۔ یزید نے سزا دینے کے لیے شام سے لشکر بھیجا۔ اہل مدینہ سے حرہ کے پتھریلے میدان میں لڑائی ہوئی۔ مدینے والوں کو شکست ہوئی۔ شامی لشکر نے خوب خون ریزی کی۔ اور مدینہ منورہ میں لوٹ مار کی۔ صحابہ تک کی توہین کی۔ اسی غدر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ان وحشیوں نے وہ ’’تبرک‘‘ لوٹ لیا۔

٤٦٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ

۴۶۴۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مجھے ملے تو میں اپنے ایک پانی بھرنے والے

٤٦٤٤- [صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ١٢٩٤ عن سفيان بن عيينة به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٣٦، وأخرجه مسلم، المساقاة، ح: ٧١٥/١١٣ بعد، ح: ١٥٩٩ من حديث أيوب عن أبي الزبير به، نحو المعنى، وله شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

جَابِرٍ قَالَ: أَدْرَكَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكُنْتُ عَلَى نَاضِحٍ لَنَا سَوْءٍ، فَقُلْتُ: لَا يَزَالُ لَنَا نَاضِحُ سَوْءٍ يَا لَهْفَاهُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَ تَبِيعُنِيهِ يَا جَابِرُ؟» قُلْتُ: بَلْ هُوَ لَكَ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ، قَدْ أَخَذْتُهُ بِكَذَا وَكَذَا، وَقَدْ أَعَرْتُكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ» فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ هَيَّأْتُهُ فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ، فَقَالَ: «يَابِلَالُ! أَعْطِهِ ثَمَنَهُ» فَلَمَّا أَدْبَرْتُ دَعَانِي فَخِفْتُ أَنْ يَرُدَّهُ فَقَالَ: «هُوَ لَكَ».

بدمزاج اونٹ پر سوار تھا۔ میں نے (افسوس کرتے ہوئے) کہا: افسوس! پانی کا نکما اونٹ ہمیشہ ہمارے پاس رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے جابر! کیا تو مجھے یہ اونٹ فروخت کرے گا؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ویسے ہی آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ آپ نے دعا دی: ”اے اللہ! اس کو معاف فرما۔ اس پر رحم فرما۔“ پھر فرمایا: ”میں نے یہ اتنے اتنے میں خرید لیا۔ ویسے میں مدینہ منورہ تک اس کی سواری کی تجھے اجازت دیتا ہوں۔“ جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو میں نے اس اونٹ کو تیار کیا اور آپ کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا: ”بلال! اس کو اس اونٹ کی قیمت دے دو۔“ جب میں واپس مڑا تو مجھے بلایا۔ مجھے خطرہ ہوا کہ آپ اونٹ واپس فرما دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ اونٹ تیرا ہی ہے۔“

٤٦٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا؟ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ» قُلْتُ: نَعَمْ، هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللهِ! قَالَ: «أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا؟ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ» قُلْتُ: نَعَمْ، هُوَ

۴۶۴۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے۔ میں اپنے پانی ڈھونے والے اونٹ پر سوار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اپنا یہ اونٹ مجھے اتنے اتنے میں فروخت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔“ میں نے کہا: اللہ کے نبی! وہ آپ کا ہی ہے۔ پھر فرمایا: ”مجھے اتنے اتنے میں فروخت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔“ میں نے کہا: اللہ کے نبی! یقیناً یہ آپ کا ہی ہے۔ آپ

٤٦٤٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٣، ٣٧٤ من حديث سليمان التيمي به مطولاً، وهو في صحيح البخاري، ح: ٢٧١٨ معلقًا، وصحيح مسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ٧١٥/ ١١٢ بعد، ح: ١٥٩٩ من حديث أبي نضرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٣٧.

لَكَ يَا نَبِيَّ اللهِ! قَالَ: «أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا؟ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ» قُلْتُ: نَعَمْ، هُوَ لَكَ. قَالَ أَبُو نَضْرَةَ: وَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُولُهَا الْمُسْلِمُونَ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ.

نے پھر فرمایا: ”تو یہ اونٹ مجھے اتنے میں فروخت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔“ میں نے کہا: جی ہاں۔ وہ آپ کا ہی ہے۔ راوی ابونضرہ نے کہا کہ (اللہ تجھے معاف کرے) ایک کلمہ ہے جو مسلمان عموماً کہتے تھے۔ تو یہ کام کرلے اللہ تجھے معاف کرے۔

فوائد ومسائل: ① وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ آپ کا بار بار فرمانا دراصل اس کو زیادہ دعا دینے کے لیے تھا اور شفقت کے طور پر بھی۔ یہ جملہ دعائیہ ہے۔ مسلمانوں کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی شخص دوسرے کو کسی بات کا حکم دیتا یا اس سے کوئی معاملہ کرتا تو اس وقت یہ دعائیہ جملے بولا کرتا تھا۔ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے لیے فضیلت کی بات ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ② ایک ہی واقعہ مختلف اسانید کے ساتھ بیان کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تمام تفصیلات وجزئیات واضح ہو جاتی ہیں اور لفظی فرق کا پتا بھی چل جاتا ہے۔ جب روایات میں لفظی فرق ہو تو کسی ایک فریق کا لفظ سے استدلال کرنا کمزور ہو جاتا ہے جیسے اس حدیث میں اختلاف ہے کہ مدینہ منورہ تک سواری کی شرط حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیع میں لگائی تھی یا رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ رعایت فرمائی تھی لہٰذا شرط پر استدلال کمزور ہو جائے گا البتہ امام بخاری جیسے عظیم محدث نے فیصلہ فرمایا ہے کہ شرط لگانے کے الفاظ زیادہ اور قوی ہیں اس لیے ترجیح اسی کو ہوگی۔

(المعجم ٧٨) - اَلْبَيْعُ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ الْفَاسِدُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَيَبْطُلُ الشَّرْطُ (التحفة ٧٦)

باب: ۷۸- اگر بیع میں کوئی فاسد شرط لگا لی جائے تو بیع صحیح ہوگی البتہ وہ شرط غیر معتبر ہوگی

٤٦٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ» قَالَتْ: فَأَعْتَقْتُهَا قَالَتْ:

۴۶۴۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بریرہ کو (اس کے مالکان سے) خریدا تو اس کے مالکان نے اس کے ولا کی اپنے لیے شرط لگا لی۔ میں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دے۔ ولا اسی کی ہوتی ہے جو پیسے دیتا (غلام کو خریدتا) ہے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے

٤٦٤٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٧٩، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٣٨.

فَدَعَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا ، فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا ، وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

اسے آزاد کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور اسے اپنے خاوند کے (پاس رہنے یا نہ رہنے کے) بارے میں اختیار دیا۔ اس نے خاوند سے اپنی جدائی کو پسند کیا۔ اس کا خاوند آزاد تھا۔

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی شخص بیع کرتے وقت ایسی شرط لگاتا ہے جو شرعاً درست نہ ہو تو اس صورت میں بیع کرنا درست ہوگا جبکہ وہ شرط جو خلافِ شریعت ہو، باطل ہوگی، لہٰذا اس شرط کو کالعدم سمجھا جائے گا اور اس کا کوئی لحاظ نہیں ہوگا جیسا کہ سیدہ بریرہ ؓ کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ نے پوری وضاحت کے ساتھ یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ ② اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں اور مختلف روایات میں مختلف الفاظ مذکور ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث بیان کرنے والے راویوں نے کہیں تفصیلی روایت بیان کی ہے اور کہیں اختصار سے کام لیا ہے اور یہ سب کچھ ضرورت کے مطابق کیا گیا ہے۔ رواۃِ حدیث کے اس قسم کے تصرف کو تمام محدثین عظام نے من وعن قبول کیا ہے اور حق بھی یہی ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ احادیث سے مختلف احکام ومسائل اخذ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ (لہٰذا یہاں بھی مذکورہ حدیث سے علماء نے متعدد مسائل استنباط کیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔) ③ مکاتبت جائز ہے۔ مکاتبت اس عہد و پیمان کو کہا جاتا ہے جو مالک اور اس کے غلام یا لونڈی کے درمیان، متعین رقم کے عوض طے ہوتا ہے، یعنی وہ لونڈی یا غلام جب طے شدہ رقم ادا کر دے تو وہ آزاد ہے۔ مکاتبت کی ساری رقم یک مشت دینا اور اس کی قسطیں کرنا، دونوں طرح جائز ہے۔ لونڈی یا غلام کی مکاتبت کی رقم دوسرا شخص دے سکتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص مکاتبت کی طے شدہ رقم ادا کر دے اور لونڈی وغلام کو آزاد کر دے تو وہ آزاد ہو جائیں گے، البتہ اس صورت میں اس لونڈی یا غلام کے وَلَاء کا حق دار آزاد کرنے والا ہوگا نہ کہ پہلا مالک۔ ④ وَلَاء اس ربط وتعلق کو کہتے ہیں جو آزاد کرنے والے اور آزاد کردہ کے مابین، آزاد کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ تعلق نہ تو بیچا جا سکتا ہے اور نہ کسی کو ہبہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ یہ تعلق بالکل اسی طرح کا ہوتا ہے جیسا کہ باپ اور بیٹے کے درمیان اُبُوَّت و بُنُوَّت والا تعلق ہوتا ہے جو نہ بیچا جا سکتا ہے اور نہ کسی کو ہِبَہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس تعلق وَلَاء کا فائدہ یہ ہے کہ اگر آزاد کردہ شخص کے عصبہ اور ذوی الفروض (جن کا حصۂ میراث مقرر ہے) نہ ہوں تو اس کی تمام جائداد کا مالک آزاد کرنے والا ہوتا ہے۔ ⑤ اگر کوئی لونڈی یا غلام اپنی مکاتبت کی رقم کی ادائیگی کے لیے دستِ سوال دراز کرے تو یہ سوال کرنا درست ہے اور اس سلسلے میں اس کی مدد بھی کرنی چاہیے، نیز اس حدیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مستحق آدمی کا اپنی جائز ضرورت یا ضروریات پوری کرنے کی خاطر سوال کرنا درست ہے۔ ⑥ اس حدیثِ مبارکہ سے باہمی مشاورت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے خصوصاً میاں بیوی کی باہمی مشاورت کا اثبات ہوتا ہے، نیز اگر بیوی خاوند سے کسی مسئلے میں مشورہ

طلب کرے تو خاوند کے لیے ضروری ہے کہ اسے درست مشورہ دے۔ ⑦ اگر لونڈی یا غلام اپنی مکاتبت کی طے شدہ رقم ادا نہ کر سکتے ہوں تو انھیں بیچا جا سکتا ہے۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مبارک اِشْتَرِيهَا وَ أَعْتِقِيهَا ہیں' یعنی اسے خریدو اور آزاد کر دو۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' المكاتب' باب المكاتب و نجومه...... الخ' حديث:٢٥٦٠' و صحيح مسلم' العتق' باب ذكر سعاية العبد' حديث:١٥٠٤) ⑧ اگر میاں بیوی دونوں غلام ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں اکٹھے ہی بیچے جائیں۔ ⑨ اس حدیثِ بریرہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس لونڈی یا غلام کے پاس مال وغیرہ نہ ہو' اس سے مکاتبت کرنا' یعنی اسے مکاتَب بنانا درست ہے' خواہ اس کے پاس مال کمانے کے وسائل ہوں یا نہ ہوں۔ ⑩ مکاتَب لونڈی یا غلام اس وقت تک آزاد نہیں ہوں گے جب تک مکاتبت کی بابت طے شدہ ساری رقم ادا نہ کر دیں۔ جب تک ان کے ذمے ایک درہم بھی باقی ہے وہ غلام ہی رہیں گے اور اسی اصل کے مطابق ان پر دیگر احکام جاری ہوں گے' یعنی نکاح' طلاق اور حدود وغیرہ کے احکام غلاموں والے ہی ان پر لاگو ہوں گے۔ ⑪ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شادی شدہ لونڈی کی فروخت اور آزادی نہ طلاق ہوگی اور نہ فسخِ نکاح ہی' اس لیے کہ سیدہ بریرہ ؓ کو بعد ازاں اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے تو وہ اپنے خاوند مُغِیث کے نکاح میں رہے اور چاہے تو اس سے الگ ہو جائے۔ اس اختیار کے بعد انھوں نے اپنے خاوند سے علیحدگی کو اختیار کیا۔ ⑫ لونڈی سے اس کا مالک جماع کر سکتا ہے' تاہم اگر وہ کسی کی بیوی ہو تو پھر جائز نہیں' نیز لونڈی کو محض بیچ دینے سے' اس کے ساتھ جماع کرنا حلال نہ ہوگا۔ سیدہ بریرہ کو خاوند کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دینا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ابھی تک خاوند کے ساتھ ان کا تعلق باقی تھا۔ اگر کوئی تعلق باقی نہ رہتا تو پھر اختیار کس چیز کا تھا؟ ⑬ اگر بوقتِ سوال' سائل مجبور نہیں ہے تو بھی سوال کر سکتا ہے' یعنی مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے وقتِ ضرورت کے آنے سے پہلے بھی اس ضرورت کی بابت سوال ہو سکتا ہے۔ ⑭ شادی شدہ عورت سے مدد اور مالی تعاون مانگا جا سکتا ہے جیسا کہ سیدہ بریرہ ؓ نے سیدہ عائشہ ؓ سے اپنی مکاتبت کی بابت مالی تعاون مانگا تھا اور انھوں نے اس کی درخواست قبول فرمائی تھی اور بریرہ کو خرید کر اسے آزاد کر دیا تھا۔ ⑮ شادی شدہ خاتون' اپنے مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ تصرف کسی جائز ضرورت کی خاطر ہو۔ ⑯ طلبِ اجر کی خاطر مال خرچ کرنا بلکہ زائد از ضرورت خرچ کرنا درست ہے جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ نے حضرت بریرہ ؓ کی مکاتبت کی ساری رقم جو نو قسطوں کی نو سال میں ادائیگی کی صورت میں طے ہوئے تھی' یکمشت ادا کر دی اور انھیں اسی وقت آزاد کر دیا۔ ⑰ غلام اور لونڈی کے لیے اپنی آزادی کی خاطر محنت اور کوشش کرنا جائز ہے' خواہ اس مقصد کے لیے اسے کسی ایسے شخص سے سوال کرنا پڑے جو اسے خرید کر آزاد بھی کر دے۔ ایسا کرنے سے اس کے مالک کا اگرچہ نقصان بھی ہوتا ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ اس لیے کہ شارع ؑ نے غلام کی آزادی کو سراہا اور اس عظیم نیکی کا شوق بھی دلایا ہے' اس لیے اس کی ہر ممکن کوشش

کرنی چاہیے۔ ⑱ اگر کوئی شخص لونڈی یا غلام بیچے لیکن یہ شرط لگا لے کہ یہ میری خدمت کرتا رہے گا تو یہ شرط باطل ہوگی۔ ⑲ اگر مکاتب اپنی قسط کی رقم اس مال سے ادا کرے جو اس پر صدقہ کیا گیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں' مالک کو ایسی رقم قبول کرنے سے تامل نہیں کرنا چاہیے اگرچہ وقت مقررہ سے قبل ہی وہ رقم کی ادائیگی کر رہا ہو۔ مکاتب دراصل غلام ہی ہوتا ہے جب تک کہ وہ تمام رقم ادا نہ کر دے اور غلام پر صدقہ کرنا درست ہے۔ جب صدقہ اصل محل تک پہنچ جائے تو وہ مالدار شخص کے استعمال کے لیے جائز ہو جاتا ہے۔ ⑳ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا کہ سیدہ بریرہ ؓ کے مالک ایسی شرط لگا رہے ہیں جو شرعاً درست نہیں تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کسی کا نام لیے بغیر مسئلے کی وضاحت فرمائی اور ایسی ہر شرط کو باطل قرار دیا جو قرآن وحدیث کے منافی ہو۔ اس سے معلوم ہوا جب کوئی اہم شرعی معاملہ درپیش ہو تو کھڑے ہو کر خطبہ دینا مشروع ہے۔ ㉑ جس شخص سے کوئی غیر شرعی اور منکر کام سرزد ہو تو اس صورت میں غلط کام کرنے والے شخص کا نام لیے بغیر ہی اس کی اصلاح کی جائے۔ اس طرح کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے نہ کہ کسی کو شرمندہ اور رسوا کرنا۔ ㉒ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی عورتیں کسی شخص کے گھر میں آ سکتی ہیں' خواہ گھر کا مالک مرد اپنے گھر میں موجود ہو یا نہ ہو۔ ㉓ رسول اللہ ﷺ کے لیے صدقہ مطلقاً حرام ہے۔ آپ پر نہ صدقہ کیا جا سکتا ہے اور نہ آپ صدقے کا مال کھا ہی سکتے ہیں۔ ہاں' اگر صدقہ کسی مستحق پر کر دیا جائے اور وہ نبی ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کر دے تو یہ درست ہے۔ ㉔ غنی اور مالدار شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ محتاج وفقیر کا دیا ہوا ہدیہ قبول کر لے' نیز معلوم ہوا کہ صدقے اور ہدیے کا حکم الگ الگ ہے۔ ㉕ اگر کسی شخص کو اپنے ہاں کسی شخص کے کھانے سے خوشی ہو تو وہ شخص بلا اجازت بھی اس کے گھر سے کھا پی سکتا ہے۔ ㉖ ایسا سوال کرنا مستحب ہے جس سے علم حاصل ہوتا ہو یا اس سے ادب ملتا ہو یا کسی قسم کا حکم واضح ہوتا ہو یا اس سے کوئی شبہ رفع ہوتا ہو ㉗ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی پر تھوڑی چیز صدقہ کی جائے تو اس کو قبول کر لینا چاہیے۔ اس پر ناراضی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ ㉘ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن کو خوش کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ صحیح احادیث کی روشنی میں ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل ہے۔ ㉙ یہ حدیث مبارکہ حضرت بریرہ ؓ کے حسن ادب پر بھی دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی سفارش واضح انداز میں رد نہیں کی بلکہ یہ کہا ہے کہ مجھے اپنے خاوند مغیث کی حاجت نہیں۔ ㉚ سفارش کرنے والے کو یقیناً اس کی جائز سفارش کرنے کا اجر وثواب مل جاتا ہے' خواہ اس کی سفارش قبول ہو یا رد کر دی جائے۔ ㉛ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرطِ محبت انسان کے لیے بڑی آزمائش کا سبب بنتی ہے۔ بسا اوقات اسے بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ حضرت بریرہ ؓ کے خاوند حضرت مغیث ؓ کی حالت سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مدینے کی گلیوں میں ان کے پیچھے پیچھے ہوتے تھے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ㉜ دو باہم نفرت کرنے والوں کے مابین صلح صفائی کرانا مستحب ہے' خواہ وہ دونوں میاں بیوی ہی ہوں۔ میاں بیوی ہونے کی صورت میں یہ ذمہ داری

اور بڑھ جاتی ہے تا کہ بچے والدین کی باہمی نفرت واختلاف کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ کو حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کی بابت سفارش کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا: إِنَّهُ أَبُو وَلَدِكِ ''وہ تیرے بچے کا باپ ہے۔'' ⑬ بچے کی نسبت اس کی ماں کی طرف کرنا بھی جائز ہے۔ ⑭ شوہر دیدہ خاتون کو مجبور نہیں کرنا چاہیے' خواہ وہ آزاد کردہ ہی کیوں نہ ہو۔ ⑮ نکاح فسخ ہونے کی صورت میں رجوع نہیں ہوسکتا لیکن نیا نکاح ہوسکتا ہے۔ ⑯ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے نفرت کرتی ہو تو اس کے سرپرست کو چاہیے کہ وہ اس عورت کو خاوند کے ساتھ رہنے پر مجبور نہ کرے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو کہ عورت اپنے خاوند سے محبت کرتی ہو تو سرپرست اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان جدائی اور تفریق نہ ڈالے۔ ⑰ شارحینِ حدیث نے اس حدیثِ مبارکہ سے کم وبیش ڈیڑھ سو (۱۵۰) فوائد ومسائل کا استنباط کیا ہے لیکن ہم نے بغرض اختصار مذکورہ بالا فوائد ومسائل ہی پر اکتفا کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (ذخيرة العقبىٰ' شرح سنن النسائي للأتيوبي: ۲۹/۹-۱۹) اس روایت پر مزید بحث کے لیے دیکھیے' احادیث ۳۴۷۷ تا ۳۴۸۴۔

٤٦٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ وَأَنَّهُمُ اشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ» وَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَقِيلَ هٰذَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ» وَخُيِّرَتْ.

۴۶۴۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے اسے خریدنے کا ارادہ کیا لیکن اس کے مالکوں نے اپنے لیے ولا کی شرط لگالی۔ انھوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے خرید کر آزاد کر دے۔ بلاشبہ ولا اسی کی ہوتی ہے جو (غلام کو) آزاد کرتا ہے۔'' (یہ واقعہ بھی ہوا کہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور بتلایا گیا کہ یہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے (اور اس نے ہمیں بھیجا ہے)۔ آپ نے فرمایا: ''صدقہ اس کے لیے ہے۔ ہمارے لیے تحفہ ہی ہے۔'' اور اسے (خاوند کے بارے میں) اختیار دیا گیا۔

٤٦٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

۴۶۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٦٤٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٣٩.

٤٦٤٨ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا اشترط في البيع شروطًا لا تحل، ح: ٢١٦٩، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٧٨١، والكبرٰى.◄◄

مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ الْوَلَاءَ لَنَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ».

ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے ایک لونڈی کو خریدنے کا ارادہ کیا۔ ان کا ارادہ اسے آزاد کرنے کا تھا۔ اس لونڈی کے مالکان نے کہا: ہم لونڈی بیچ دیتے ہیں مگر ولا کا حق ہمیں حاصل ہوگا۔ حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''یہ شرط بیع میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔ ولا اسی کو ملتی ہے جو (غلام کو) آزاد کرتا ہے۔''

(المعجم ٧٩) - بَيْعُ الْمَغَانِمِ قَبْلَ أَنْ تُقْسَمَ (التحفة ٧٧)

باب:۷۹-مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے بیچنا

٤٦٤٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ، وَعَنِ الْحَبَالٰى أَنْ يُوطَأْنَ حَتّٰى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُونِهِنَّ، وَعَنْ لَحْمِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۴۶۴۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس کا سودا کرنے سے منع فرمایا۔ اور (اسی طرح نئی خریدی ہوئی) حاملہ لونڈیوں کے ساتھ جماع کرنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن دیں، نیز آپ نے ہر کچلی والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① ''مالِ غنیمت کی تقسیم'' جاہلیت میں رواج تھا کہ جنگ میں حصہ لینے والا شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا کہ مجھے مالِ غنیمت میں سے جو حصہ ملے گا، میں تجھے اتنے میں فروخت کرتا ہوں، حالانکہ نہ وہ ابھی تک اپنے حصے کا مالک بنا ہوتا تھا اور نہ یہ علم ہی ہوتا تھا کہ اس کے حصے میں کیا آئے گا۔ ظاہر ہے کہ شریعت مجہول اور غیر مملوک چیز کی فروخت کی اجازت قطعاً نہیں دیتی۔ ② ''حاملہ لونڈی'' یعنی جس لونڈی کو

ح: ٦٢٤٠.

٤٦٤٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٤١. ✽ إبراهيم هو ابن طهمان، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

اس کے سابقہ خاوند یا مالک سے حمل ٹھہر چکا ہو۔ وہ جنگ میں کسی کے ہاتھ لگ جائے یا کوئی شخص اسے خرید لے تو جب تک بچہ پیدا نہیں ہو جاتا' نئے مالک کے لیے اس سے جماع کرنا حرام ہے کیونکہ وہ حمل کسی اور شخص کا ہے۔ اس کو اس میں دخل اندازی کا حق نہیں۔ ③ ''کچلی والے'' کچلی نوکیلے دانت کو کہتے ہیں جو درمیان والے چار دانتوں کے دونوں اطراف ایک ایک ہوتا ہے۔ یہاں اس سے مراد شکاری جانور ہے جسے ہم درندہ کہتے ہیں کیونکہ درندے میں یہ دانت لازماً ہوتے ہیں جبکہ غیر شکاری میں یہ دانت نہیں ہوتے۔ شکاری جانور کی حرمت کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے۔

(المعجم ٨٠) - بَيْعُ الْمُشَاعِ (التحفة ٧٨)

باب: ٨٠- مشترکہ چیز کی بیع کا بیان

٤٦٥٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ، لَا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ، فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ».

۴۶۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفعہ ہر مشترکہ چیز میں ہو سکتا ہے۔ وہ گھر ہو یا باغ (اور کھیت)۔ کسی ایک شریک کو جائز نہیں کہ (مشترکہ چیز میں اپنا حصہ) فروخت کرے حتی کہ اپنے شریک (ساتھی یا ساتھیوں) کو مطلع کرے۔ اگر وہ بلا اطلاع فروخت کر دے تو شریک اس کو لینے کا حق دار ہوگا الا یہ کہ اسے اطلاع کرنے کے بعد بیچے۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مقصد مشترکہ چیز کی بیع کا حکم بیان کرنا ہے۔ اگر کوئی شریک اپنا حصہ بیچنا چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دیگر شرکاء سے اس کی اجازت لے۔ اگر کوئی شخص اپنے شریک کی اجازت کے بغیر اپنا حصہ فروخت کر دے تو اس کے شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس رقم کے عوض جو اس حصے کی لگ چکی ہو یہ حصہ لے لے۔ اس کا حق دیگر تمام لوگوں سے زیادہ اور فائق ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ شریک کے لیے شفعے کے ثبوت کی صریح دلیل ہے۔ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے۔ ③ شریعت مطہرہ کے اصول وضوابط لوگوں کی خیر خواہی پر مبنی ہیں۔ ایک چیز میں مختلف شرکاء باہمی مشاورت اور دوسرے کو اعتماد میں لینے کے بعد ہی کوئی اقدام کر سکتے ہیں۔ مشترکہ چیز میں بلا مشاورت تصرف کرنے والے کا تصرف معتبر نہیں ہوگا۔ ④ شفعہ سے مراد وہ حق ہے جو ایک شریک کو دوسرے شریک کے حصے پر ہوتا ہے۔ وہ اس طرح

٤٦٥٠- أخرجه مسلم، المساقاة، باب الشفعة، ح:١٦٠٨/ ١٣٥ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٤٢. ※ إسماعيل هو ابن علية.

کہ اس کی فروخت کی صورت میں وہ اسے خریدنے کا دوسروں سے بڑھ کر حق دار ہوگا۔ لیکن یہ حق مشترکہ چیز ہی میں ہے۔ جب کوئی چیز تقسیم ہو جائے' حد بندی ہو جائے' راستے تک الگ الگ ہو جائیں اور کچھ بھی اشتراک باقی نہ رہے تو یہ حق بھی ختم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اب شریک نہیں رہے' صرف پڑوس کی بنا پر کسی کو یہ حق نہیں مل سکتا۔ یہ مسئلہ تفصیلاً پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ ⑤ ''ہر مشترکہ چیز'' بعض فقہاء نے اشیائے منقولہ کو شفعہ سے خارج کیا ہے مگر اس کی کوئی عقلی توجیہ سمجھ میں نہیں آتی۔ جن وجوہ کی بنا پر شفعہ مشروع کیا گیا ہے وہ منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد میں برابر پائی جاتی ہیں۔ ⑥ اس روایت سے ثابت ہوا کہ مشترکہ چیز ساری کی ساری بھی بیچی جا سکتی ہے اور اس کے کچھ مخصوص حصے بھی' یعنی کوئی شریک صرف اپنا حصہ بھی فروخت کر سکتا ہے' خواہ شریک کو بیچے یا اس کی اجازت سے کسی اور کو۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے۔

(المعجم ٨١) - اَلتَّسْهِيلُ فِي تَرْكِ الْإِشْهَادِ عَلَى الْبَيْعِ (التحفة ٧٩)

باب:٨١- بیع کے وقت گواہ نہ بنائے جائیں تو اس کی گنجائش ہے

٤٦٥١- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - عَنِ الزُّبَيْدِيِّ أَنَّ الزُّهْرِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِبْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ وَاسْتَتْبَعَهُ لِيَقْبِضَ ثَمَنَ فَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ، وَطَفِقَ الرِّجَالُ يَتَعَرَّضُونَ لِلْأَعْرَابِيِّ فَيَسُومُونَهُ بِالْفَرَسِ، وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِبْتَاعَهُ حَتّٰى زَادَ بَعْضُهُمْ فِي السَّوْمِ عَلٰى مَا ابْتَاعَهُ بِهِ مِنْهُ، فَنَادَى

۴۶۵۱- حضرت عمارہ بن خزیمہ کے چچا محترم سے روایت ہے' اور وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے صحابی تھے' کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور آپ اسے اپنے ساتھ لے گئے تاکہ وہ اپنے گھوڑے کی قیمت وصول کرے۔ نبیٔ مکرم ﷺ ذرا تیز چل رہے تھے جبکہ وہ اعرابی آہستہ آہستہ آرہا تھا۔ لوگ اس اعرابی کو روک کر اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ ان کو یہ علم نہیں تھا کہ نبیٔ اکرم ﷺ اس گھوڑے کو خرید چکے ہیں' حتی کہ کسی نے اس بھاؤ سے زیادہ بھاؤ لگا دیا جس پر آپ کا سودا طے ہوا تھا۔ اعرابی نے نبیٔ اکرم ﷺ کو بلند آواز سے پکار کر کہا: اگر آپ نے یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیں ورنہ میں بیچنے لگا ہوں۔ آپ نے اس کی آواز سنی تو

٤٦٥١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، القضاء، باب إذا علم الحاكم صدق شهادة الواحد يجوز له أن يقضي به، ح: ٣٦٠٧ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٥/ ٢١٥، ٢١٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٤٣، وصححه الحاكم: ٢/ ١٧، ١٨، ووافقه الذهبي.

الْأَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هٰذَا الْفَرَسَ وإِلَّا بِعْتُهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَهُ فَقَالَ: «أَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟» قَالَ: لَا وَاللّٰهِ! مَا بِعْتُكَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ» فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوذُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَبِالْأَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ، وَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَاهِدًا يَشْهَدُ أَنِّي قَدْ بِعْتُكَهُ، قَالَ خُزَيْمَةُ ابْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بِعْتَهُ، قَالَ: فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: «لِمَ تَشْهَدُ؟» قَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ.

رک گئے اور فرمایا: ”میں تجھ سے خرید نہیں چکا؟“ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نے تو آپ کو یہ نہیں بیچا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں تو اسے تجھ سے خرید چکا ہوں۔“ لوگ نبیٔ اکرم ﷺ اور اعرابی کے اردگرد جمع ہونے لگے۔ وہ دونوں آپس میں تکرار کر رہے تھے۔ اعرابی کہنے لگا: کوئی گواہ پیش کریں جو گواہی دے کہ میں نے آپ کو یہ گھوڑا بیچا ہے۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا آپ کو بیچا ہے۔ (خیر! وہ معاملہ طے ہو گیا، بعد میں) آپ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنا پر۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو آدمیوں کے برابر قرار دے دی۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ سودے پر یا سودا کرتے وقت گواہ نہ بھی بنائے جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔ اس استدلال پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَ اَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ﴾ (البقرة ۲:۲۸۲) ”اور جب تم باہم خرید وفروخت کرو تو گواہ بنا لو۔“ اس جگہ لفظ ﴿وَ اَشْهِدُوْٓا﴾ فرمایا گیا ہے اور یہ امر کا صیغہ ہے جبکہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ دریں صورت کس طرح یہ گنجائش نکلتی ہے کہ گواہ نہ بنائے جائیں اور سودا کر لیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب قرینۂ صارفہ (امر وجوب سے استحباب وغیرہ کی طرف پھیرنے والی دلیل) آ جائے تو پھر وجوب ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں اعرابی اور نبیٔ اکرم ﷺ کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ گواہ بنانا مستحب ہے، ضروری نہیں، تاہم ادھار سودا ہو یا قرض ہو یا سودے وغیرہ میں نسیان و تنازع کا خدشہ ہو تو گواہ بنانا، تحریر تیار کرنا مؤکد چیز ہے۔ ② سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گواہی کو دو مسلمان مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ. ③ یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی کسر نفسی اور انتہائی تواضع پر واضح دلیل ہے کہ آپ اپنے دنیوی کام کاج بذاتِ خود سرانجام دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی اس تواضع میں امت کے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ اپنے کام خود کرنا ہی عظمت

اور بڑائی ہے نہ کہ دوسروں سے کرانا اور ان پر انحصار کرنا۔

(المعجم ٨٢) - خِلَافُ الْمُتَبَايِعَيْنِ فِي الثَّمَنِ (التحفة ٨٠)

باب:٨٢- بیچنے اور خریدنے والے میں قیمت کا اختلاف ہو جائے تو؟

٤٦٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السِّلْعَةِ أَوْ يَتْرُكَا».

۴۶۵۲- حضرت عبداللہ (بن مسعود ؓ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب خریدنے اور بیچنے والے کا (قیمت وغیرہ میں) اختلاف ہو جائے اور ان میں سے کسی کے پاس ثبوت نہ ہو تو معتبر بات وہ ہوگی جو سامان کا مالک کہے یا وہ سودا ختم کر دیں۔“

فائدہ: بھاؤ بتانا بیچنے والے کا حق ہے۔ خریدنے والے کو منظور ہو تو ٹھیک ہے ورنہ بیع نہیں ہوگی۔ اگر اختلاف ہو جائے کہ خریدنے والے کے نزدیک کم قیمت پر سودا طے ہوا ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ زیادہ قیمت پر سودا طے ہوا تھا‘ اگر کوئی گواہ موجود ہو تو اس کی گواہی پر فیصلہ ہوگا ورنہ دریں صورت بائع ہی کی بات معتبر ہوگی۔ اب خریدار کی مرضی ہے کہ اس کے مطابق سودا لے لے یا پھر بیع فسخ ہو جائے گی۔ یہی قول حدیث کے مطابق ہے۔ اختلاف کے وقت طرفین کی طرف سے حدیث میں جو قسمیں اٹھانے والی بات ہے تو وہ سنداً ضعیف ہے‘ لہٰذا اس پر عمل کی ضرورت نہیں۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٣٥/١٩٨) ویسے بھی جب تک خریدنے بیچنے والے اپنی مجلس میں موجود ہیں‘ کوئی فریق بھی سودے کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے جسے ماننا دوسرے فریق کے لیے لازم ہوگا جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ (دیکھیے‘ حدیث:۴۴۶۲)

٤٦٥٣- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ

۴۶۵۳- حضرت عبدالملک بن عبید سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کی مجلس

٤٦٥٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب: إذا اختلف البيعان والمبيع قائم، ح: ٣٥١١ من حديث عمر بن حفص به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٦٢٤٤، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٢٥، والحاكم: ٢/ ٤٥، والذهبي، وقال البيهقي: ٥/ ٣٣٢ "هذا إسناد حسن موصول"، وللحديث شواهد.

٤٦٥٣ـ [حسن] وهو في الكبرىٰ، ح: ٦٢٤٥، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

- وَاللَّفْظُ لِإِبْرَاهِيمَ - قَالُوا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ ابْنُ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: حَضَرْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَتَاهُ رَجُلَانِ تَبَايَعَا سِلْعَةً، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَخَذْتُهَا بِكَذَا وَبِكَذَا، وَقَالَ هٰذَا: بِعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: أُتِيَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِي مِثْلِ هٰذَا فَقَالَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِمِثْلِ هٰذَا، فَأَمَرَ الْبَائِعَ أَنْ يَسْتَحْلِفَ، ثُمَّ يَخْتَارَ الْمُبْتَاعُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ.

میں حاضر تھے کہ ان کے پاس دو آدمی آئے۔ انھوں نے آپس میں کسی سامان کا سودا کیا تھا۔ ایک کہہ رہا تھا: میں نے اتنے میں لیا۔ دوسرا کہہ رہا تھا: میں نے اتنے کا بیچا۔ حضرت ابو عبیدہ فرمانے لگے: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایسا مسئلہ پیش ہوا تھا تو انھوں نے فرمایا تھا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ آپ کے پاس اسی قسم کا مقدمہ لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ بیچنے والے سے قسم لی جائے' پھر خریدنے والے کو اختیار ہوگا' چاہے اس بھاؤ میں لے لے یا پھر سودا چھوڑ دے۔

(المعجم ٨٣) - مُبَايَعَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ٨١)

باب:۸۳-اہل کتاب سے لین دین اور سودے کرنا

٤٦٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِشْتَرٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيئَةٍ، وَأَعْطَاهُ دِرْعًا لَهُ رَهْنًا.

۴۶۵۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا تھا اور بطور ضمانت اپنی زرہ اس کو گروی میں دی تھی۔

٤٦٥٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تُوُفِّيَ

۴۶۵۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو پیارے ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی کیونکہ آپ

٤٦٥٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٦١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٤٦.

٤٦٥٥ـ [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في الشراء إلى أجل، ح: ١٢١٤ من حديث هشام بن حسان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٤٧، وللحديث شواهد.

رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ لِأَهْلِهِ.

نے اس سے اپنے اہل وعیال کے لیے تیس صاع غلہ (جو) ادھار لیے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی تفصیلی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۴۶۱۴) امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ غیر مسلم لوگوں سے تجارتی روابط رکھے جا سکتے ہیں۔ ان سے لین دین اور سودے کیے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ باب میں صرف اہل کتاب کا ذکر ہے مگر مراد سب مسلم وغیر مسلم ہیں۔ اہل کتاب، یہودیوں اور عیسائیوں کو کہا جاتا ہے کیونکہ ان پر آسمانی کتابیں تورات اور انجیل اتاری گئی تھیں۔

(المعجم ٨٤) - بَيْعُ الْمُدَبَّرِ (التحفة ٨٢)

باب: ۸۴- مدبر غلام کی بیع

٤٦٥٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ؟» قَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي» فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ، فَإِنْ فَضَلَ مِنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضَلَ مِنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُولُ: بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ».

۴۶۵۶- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ بنوعذرہ کے ایک آدمی نے اپنا ایک غلام مدبر کیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”کیا تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون شخص مجھ سے یہ (غلام) خریدتا ہے؟“ حضرت نعیم بن عبداللہ عدوی ؓ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ وہ یہ رقم رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے۔ آپ نے وہ اس کے سپرد کر دی اور فرمایا: ”پہلے اپنے آپ پر خرچ کر، پھر اگر کچھ بچ جائے تو وہ تیرے اہل وعیال کے لیے ہے، پھر اگر تیرے اہل وعیال سے کچھ بچ جائے تو تیرے رشتہ داروں کا حق ہے، البتہ اگر تیرے رشتہ داروں سے بھی کچھ بچ جائے تو ایسے ایسے اور ایسے، یعنی اپنے آگے، اپنے دائیں اور اپنے بائیں (اللہ کے راستے میں خرچ کر)۔“

٤٦٥٦- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٤٨.

فوائد ومسائل: ① اس مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ مدبر کو بیچا جا سکتا ہے یا نہیں؟ امام شافعی ؒ اور اہل الحدیث (محدثین کرام کی جماعت) اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مذکورہ احادیث اس کی واضح دلیل ہیں۔ ② یہ حدیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نفلی صدقے میں افضل یہ ہے کہ اسے خیر و بھلائی کی مختلف انواع میں تقسیم کیا جائے، یعنی جو مصلحت کا تقاضا ہو، ادھر ہی خرچ کرنا چاہیے۔ کوئی خاص جہت معین نہیں کرنی چاہیے کہ صدقہ کرنے والا یہ کہے کہ میں صرف فلاں مد ہی میں خرچ کروں گا اس کے علاوہ کہیں بھی خرچ نہیں کروں گا، خواہ اس کی ضرورت ہی ہو۔ ⑤ امیر و حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ لوگوں کے ذمے سے قرض چکانے کے لیے ان کے مال فروخت کر کے ان کے قرض ادا کر دے اور باقی رقم ان کی دیگر ضروریات پوری کرنے کے لیے ان کے سپرد کر دے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ ⑥ شرعی حکمران کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کم عقل اور نادان شخص پر یہ پابندی لگا دے کہ وہ اپنا مال فروخت نہیں کر سکتا، نیز اسے یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ ایسے شخص کے اپنے مال میں کیے ہوئے تصرف کو کالعدم کر دے۔

٤٦٥٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو [مَذْكُورٍ] أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ، لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ يَشْتَرِيهِ؟» فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَقَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ، فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلَى عِيَالِهِ، فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلَى قَرَابَتِهِ أَوْ عَلَى ذِي رَحِمِهِ، فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَهٰهُنَا وَهٰهُنَا».

۴۶۵۷- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے جسے ابو مذکور کہا جاتا تھا، اپنا ایک غلام مدبر کیا۔ اس غلام کا نام یعقوب تھا۔ اس آدمی کے پاس کوئی اور مال نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: ”اس غلام کو کون خریدے گا؟“ حضرت نعیم بن عبداللہ ؓ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ آپ نے وہ درہم اس کے سپرد کیے اور فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی فقیر ہو تو وہ پہلے اپنے آپ پر خرچ کرے۔ اگر کچھ بچے تو اپنے بال بچوں پر خرچ کرے۔ مزید اگر کچھ بچے تو اپنے قریبی اور رشتہ داروں پر خرچ کرے، پھر اگر بچ جائے تو پھر ادھر ادھر (فی سبیل اللہ صدقہ کرے)۔“

٤٦٥٧_أخرجه مسلم، الزكاة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة، ح: ٩٩٧ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٤٩.

٤٦٥٨- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَاعَ الْمُدَبَّرَ.

۴۶۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مدبر بیچ دیا تھا۔

(المعجم ٨٥) - بَيْعُ الْمُكَاتَبِ (التحفة ٨٣)

باب:۸۵- مکاتب غلام کو فروخت کرنا

٤٦٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ، فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونُ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِبْتَاعِي وَأَعْتِقِي فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ، فَمَنِ اشْتَرَطَ شَيْئًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ

۴۶۵۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ عائشہ کے پاس آئی۔ وہ اپنی کتابت کے بارے میں ان سے کچھ مدد کی طلب گار تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے فرمایا: اپنے مالکوں کے پاس جا، اگر وہ راضی ہوں کہ میں تیری طرف سے کتابت کی پوری رقم یکمشت ادا کر دوں اور تو میری طرف سے آزاد ہو جائے تو میں تیار ہوں۔ بریرہ نے یہ بات اپنے مالکان سے ذکر کی تو انھوں نے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگے: اگر وہ تجھے آزاد کر کے ثواب حاصل کرنا چاہتی ہیں تو بڑی خوشی سے کریں لیکن ولا کا حق ہمارا ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو خرید کر آزاد کر دے۔ ولا کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے (خطبے میں) فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں

٤٦٥٨ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المدبر، ح: ٢٢٣٠ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥٠.

٤٦٥٩ـ أخرجه البخاري، المكاتب، باب ما يجوز من شروط المكاتب . . . الخ، ح: ٢٥٦١، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤/٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥١.

لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ، [وَ]شَرْطُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ».

جو کتاب اللہ کی رو سے جائز نہیں۔ جو شخص بھی ایسی شرط لگاتا ہے' جو کتاب اللہ کی رو سے جائز نہیں' وہ شرط اس کے حق میں نہیں مانی جائے گی' خواہ سو دفعہ شرط لگا لے۔ اللہ تعالیٰ کی نافذ کردہ شرط (حکم) زیادہ معتبر اور مضبوط ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اور اس پر بحث تفصیلاً گزر چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۳۴۸۱) یہاں بحث طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مکاتب غلام بیچا جا سکتا ہے؟ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کا مالک طے کر لے کہ تو اتنی رقم اتنی قسطوں میں (یا یکمشت) اتنے عرصے تک ادا کر دے تو تجھے آزادی مل جائے گی۔ ظاہر ہے یہ ایک معاہدہ ہے جسے توڑا نہیں جا سکتا الا یہ کہ وہ غلام راضی ہو جسے اس معاہدے کا مفاد ہے۔ اور واضح بات ہے کہ وہ تبھی راضی ہوگا اگر اسے فوری آزادی کا یقین دلا دیا جائے۔ ایسی صورت میں جب معاہدے سے بڑھ کر غلام کو مفاد حاصل ہو رہا ہو اور دونوں فریق راضی ہوں تو اسے فوری آزادی کے لیے بیچنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ مندرجہ بالا روایات میں ذکر ہے۔ ہاں' مالکان اپنے مفاد کی خاطر اس کی مرضی کے بغیر اسے کسی دوسرے کو نہیں بیچ سکتے کیونکہ یہ غدر اور وعدہ خلافی ہے جس میں حکومت مداخلت کر سکتی ہے۔ ② اس روایت کے مفصل فوائد ومسائل کے لیے ملاحظہ فرمائیں فوائد ومسائل' حدیث: ۴۶۴۶۔

(المعجم ٨٦) - اَلْمُكَاتَبُ يُبَاعُ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْئًا (التحفة ٨٤)

باب: ۸۶- مکاتب نے اپنی کتابت سے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو تو اسے بیچا جا سکتا ہے

٤٦٦٠- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ يُونُسُ وَاللَّيْثُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ! أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ إِلَيَّ فَقَالَتْ: يَا عَائِشَةُ، إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي،

۴۶۶۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ بریرہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی: اے عائشہ! میں نے اپنے مالکان سے نو اوقیے پر آزادی کا معاہدہ کیا ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ دینا ہوگا' لہٰذا میری مدد فرمایئے۔ ابھی تک اس نے اپنی کتابت کی رقم سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ نے چاہا کہ وہ اسے آزاد کر دیں' اس لیے انھوں نے اس سے کہا: اپنے مالکوں کے پاس جاؤ

٤٦٦٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٢.

وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيهَا: اِرْجِعِي إِلٰى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أُعْطِيَهُمْ ذٰلِكَ جَمِيعًا وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ ذٰلِكَ لَنَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ مِنْهَا، اِبْتَاعِي وَأَعْتِقِي فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ» فَفَعَلَتْ وَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ النَّاسِ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ».

اگر وہ پسند کریں کہ میں ان کو یہ (ان کی رقم) یکمشت ادا کردوں اور تیری ولا میں لوں گی تو میں ایسا کرنے کو تیار ہوں۔ حضرت بریرہ ؓ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور یہ بات انھیں پیش کی۔ انھوں نے انکار کیا اور کہنے لگے: اگر وہ ثواب حاصل کرنے کے لیے تجھے آزاد کرنا چاہیں تو کر دیں لیکن ولا ہماری ہوگی۔ حضرت بریرہ نے یہ بات حضرت عائشہ ؓ سے ذکر کی اور حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ”ان کی اس بات کی وجہ سے انکار نہ کرنا بلکہ خرید کر آزاد کردو۔ ولا اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔“ انھوں نے ایسے ہی کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا: ”اما بعد! کیا وجہ ہے کہ لوگ سودے کرتے وقت ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ کی رو سے جائز نہیں؟ جو شخص بھی ایسی شرط لگائے گا جو کتاب اللہ کی رو سے جائز نہ ہو تو وہ باطل اور مردود ہوگی اگرچہ سو دفعہ لگائی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی جائز کردہ شرطیں ہی معتبر ہیں۔ یاد رکھو! ولا اسی کی ہوگی جو آزاد کرے گا۔“

فائدہ: اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے، فوائد ومسائل، حدیث: ۴۶۴۶۔

(المعجم ٨٧) - بَيْعُ الْوَلَاءِ (التحفة ٨٥)

باب: ۸۷-ولا کی بیع (منع ہے)

٤٦٦١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۴۶۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے

٤٦٦١_ أخرجه مسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح: ١٥٠٦ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٥٣.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ولا کے بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ''ولا'' وہ تعلق اور رشتہ ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد شدہ غلام کے درمیان آزادی سے قائم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے رشتے اور تعلقات نہ بیچے جا سکتے ہیں نہ کسی کو عطیتاً دیے جا سکتے ہیں۔ بسا اوقات اس تعلق کی وجہ سے آزاد کرنے والے کو آزاد شدہ غلام کی وراثت بھی حاصل ہو جاتی ہے' اس لیے جاہل لوگ یہ رشتہ بیچ دیا کرتے تھے کہ وراثت تو سنبھال لینا' مجھے اتنی رقم فوراً دے دے۔ شریعت نے اس زر پرستی سے منع فرمایا کہ رشتے بیچنے یا تحفتاً دینے کی چیز نہیں۔

٤٦٦٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

۴۶۶۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولا کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٦٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

۴۶۶۳- حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ولا کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٨٨) - بَيْعُ الْمَاءِ (التحفة ٨٦)

باب: ۸۸- پانی کی بیع

٤٦٦٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

۴۶۶۴- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ

٤٦٦٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٨٢، والكبرٰى، ح: ٦٢٥٤، وهو متفق عليه من حديث عبدالله بن دينار به، وانظر الحديث السابق والآتي.

٤٦٦٣ـ أخرجه مسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح: ١٥٠٦ عن علي بن حجر، والبخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح: ٢٥٣٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥٥.

٤٦٦٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥٦. ※ عطاء هو ابن أبي رباح.

قَالَ : حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ.

رسول اللہ ﷺ نے پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① پانی، انسانوں اور جانوروں کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر بقا ممکن نہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے وافر پانی مفت مہیا فرمایا ہے۔ اگر پانی اپنی پیاس سے زائد ہو تو پیاسے کو مفت دینا فرض ہے اور اگر اپنے وضو اور غسل وغیرہ کی ضروریات سے زائد ہو تو غسل اور وضو وغیرہ کے لیے مفت دینا ضروری ہے۔ ہاں، کاروباری مقاصد کے لیے پانی مطلوب ہے تو بیچا جا سکتا ہے، مثلاً: زرعی ضروریات یا برف وغیرہ بنانے کے لیے۔ اسی طرح اگر پانی کے حصول میں اخراجات کرنے پڑتے ہوں یا محنت کرنا پڑتی ہو، مثلاً: دور سے اٹھا کر یا لاد کر لایا گیا ہو وغیرہ تو بھی اپنے اخراجات اور محنت کے مطابق معاوضہ وصول کیا جا سکتا ہے۔ یہ پانی کی قیمت نہیں ہوتی بلکہ اخراجات اور محنت کا معاوضہ ہوتا ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں، البتہ کسی پیاسے انسان یا حیوان کو پانی پینے سے نہیں روکا جا سکتا۔

٤٦٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ : سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ عُمَرَ وَقَالَ مَرَّةً : اِبْنَ عَبْدٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ،

۴۶۶۵- حضرت ایاس بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانی کی فروخت سے منع فرماتے سنا۔

قَالَ قُتَيْبَةُ : لَمْ أَفْقَهْ عَنْهُ بَعْضَ حُرُوفِ أَبِي الْمِنْهَالِ كَمَا أَرَدْتُ.

استاد قتیبہ نے کہا کہ میں اس (استاد سفیان بن عیینہ) سے ابومنہال کے بعض حروف اس طرح نہیں سمجھ سکا جس طرح میں چاہتا تھا۔

٤٦٦٥ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب النهي عن بيع الماء، ح: ٢٤٧٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥٧، وقال الترمذي، ح: ١٢٧١ "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٩٤، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٤، ٦١، ووافقه الذهبي.

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ قتیبہ کو جب سفیان نے حدیث بیان کی تو اسے ابومنہال کی حدیث کے بعض الفاظ کی اس طرح سمجھ نہ آسکی جس طرح وہ چاہتے تھے شاید وہاں بھیڑ وغیرہ ہو اور یہ استاد سے کچھ فاصلے پر ہوں یا کوئی اور وجہ بھی ہوسکتی ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٨٩) - بَيْعُ فَضْلِ الْمَاءِ (التحفة ٨٧)

باب:٨٩- زائد اور فالتو پانی بیچنا

٤٦٦٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنْ إِيَاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ، وَبَاعَ قَيِّمُ الْوَهَطِ فَضْلَ مَاءِ الْوَهَطِ فَكَرِهَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو.

۴۶۶۶- حضرت ایاس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی زمین) وہط کے ناظم نے وہط کا زائد پانی بیچا تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اسے ناپسند فرمایا۔

فائدہ: مفت ملنے والے پانی' مثلاً: بارش' چشمے اور نہر کا پانی اگر کسی زرعی زمین سے زائد ہو تو اس کو بیچنا منع ہے۔ ہاں' جو پانی خریدا گیا ہو' مثلاً: ٹیوب ویل کا پانی یا جانوروں پر لاد کر لایا گیا پانی' ایسے پانی کو اسی حساب سے بیچ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ اس پانی کی بیع نہیں ہوتی بلکہ یہ دراصل ٹیوب ویل یا جانوروں کے اخراجات ہوتے ہیں یا انسانی محنت کا معاوضہ ہوتا ہے مگر عرفاً اسے پانی کی قیمت کہہ دیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ وھط' یہ ایک بستی یا ایک زمین کا نام ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو کو وراثتاً ملی تھی۔

٤٦٦٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ أَخْبَرَهُ أَنَّ إِيَاسَ بْنَ عَبْدٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَبِيعُوا فَضْلَ الْمَاءِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.

۴۶۶۷- صحابیٔ رسول حضرت ایاس بن عبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زائد پانی نہ بیچو کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فالتو پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٦٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٥٨، وأخرجه الترمذي، ح:١٢٧١ عن قتيبة به. ※ داود هو ابن عبدالرحمٰن العطار، وعمرو هو ابن دينار.

٤٦٦٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٥٩.

فائدہ: جس طرح اللہ تعالیٰ نے پانی مفت اور وافر مہیا فرمایا ہے‘ اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ اپنی ضرورت سے زائد پانی لوگوں کو مفت لے جانے دیں‘ خصوصاً کسی پیاسے انسان یا حیوان کو کسی صورت بھی پانی استعمال کرنے سے روکنا جائز نہیں۔

(المعجم ٩٠) - بَيْعُ الْخَمْرِ (التحفة ٨٨)

باب:٩٠- شراب بیچنا

٤٦٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَهَا؟» فَسَارَّ وَلَمْ أَفْهَمْ [مَا] سَارَّ كَمَا أَرَدْتُ، فَسَأَلْتُ إِنْسَانًا إِلٰى جَنْبِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بِمَ سَارَرْتَهُ؟» قَالَ: أَمَرْتُهُ أَنْ يَبِيعَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا» فَفَتَحَ الْمَزَادَتَيْنِ حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِيهِمَا.

٤٦٦٨- حضرت ابن وعلہ مصری سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عباس ﷠ سے انگور کے نچوڑے ہوئے جوس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس ﷠ نے فرمایا: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اونٹ پر لدی ہوئی شراب کے دو مشکیزے بطور تحفہ پیش کیے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ”تجھے علم نہیں کہ اللہ عزوجل نے شراب حرام فرما دی ہے؟“ اس نے اپنے پہلو میں (بیٹھے یا کھڑے ہوئے) ایک شخص سے آہستہ سے کچھ کہا اور جو کچھ اس نے کہا‘ اسے میں اس طرح نہیں سمجھ سکا جس طرح میں چاہتا تھا‘ لہٰذا میں نے (اس کی بابت حاضرین میں سے کسی سے) پوچھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تو نے آہستہ سے اس کو کیا کہا ہے؟“ اس نے کہا: میں نے اسے یہ شراب فروخت کرنے کو کہا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس ذات نے شراب کو حرام قرار دیا ہے‘ اس نے اس کو بیچنا بھی حرام کیا ہے۔“ اس شخص نے دونوں مشکیزوں کے منہ کھول دیے حتی کہ جو کچھ شراب اس میں تھی بہہ گئی۔

٤٦٦٨ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح:١٥٧٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٤٦، والكبرٰى، ح: ٦٢٦٠.

فوائد و مسائل: ① شراب کی خرید وفروخت شرعی طور پر ناجائز اور حرام ہے۔ اس بات پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ ② معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جو اس نے تحفتاً شراب پیش کی تھی، وہ سابقہ اباحت کی بنا پر ہی تھی۔ اسے اس کی حرمت کا علم نہیں تھا اسی لیے آپ علیہ السلام نے اس کا مؤاخذہ نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا جو انسان کسی حرام کا ارتکاب کرے یا حرام چیز کو حلال سمجھتا ہو اور اس حوالے سے اسے واقعی شرعی حکم معلوم نہ ہو تو اسے باخبر کرنا ضروری ہوگا۔ ایسی معصیت اور گناہ کے ارتکاب پر وہ قابل عتاب وعقاب بھی نہیں ہوگا۔ واللہ أعلم. ③ یہ حدیث مبارکہ دلیل ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے اس کے بعض رازوں کی بابت پوچھ سکتا ہے۔ بعدازاں اگر ان رازوں کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہو تو پوشیدہ رکھے ورنہ انھیں ذکر اور ظاہر بھی کیا جا سکتا ہے۔ ④ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ انگور کا جوس شراب بنانے کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا کوئی اور مصرف نہیں، لہٰذا انگور کا جوس نکالنا اور شراب بنانے والوں کو بیچنا منع ہے، البتہ اگر وہ جوس کسی اور حلال مصرف میں استعمال ہو سکے تو اسے بنانا اور بیچنا جائز ہے بشرطیکہ یقین ہو کہ اس سے شراب نہیں بنائی جائے گی۔ شریعت کا یہ اصول ہے کہ جو چیز حرام ہے، اس کا کاروبار، خرید وفروخت، لین دین ہر چیز منع ہے، مثلاً: شراب، مردار، بت، خنزیر وغیرہ، البتہ جو چیز کسی پر حرام ہے، کسی کے لیے حلال تو اس کا کاروبار، خرید و فروخت، لین دین سب جائز ہے حتی کہ جس شخص پر حرام ہے، وہ بھی اس کا لین دین کر سکتا ہے، جیسے سونا، ریشم وغیرہ۔ یہ مردوں کے لیے پہننا حرام ہے، رکھنا حرام نہیں، لہٰذا ان کا کاروبار اور لین دین مرد بھی کر سکتے ہیں۔ اس کا تحفہ بھی دیا جا سکتا ہے۔

٤٦٦٩- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ الرِّبَا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَلَاهُنَّ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۶۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سود کی (حرمت کی) آیات اتریں تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور یہ آیات لوگوں کو پڑھ کر سنائیں، پھر آپ نے شراب کی تجارت کو بھی حرام قرار دیا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے شراب کی حرمت کے ساتھ ساتھ اس کی تجارت کی حرمت بھی

٤٦٦٩ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وإن كان ذوعسرة فنظرة إلى ميسرة"، ح: ٤٥٤٣ من حديث سفيان الثوري تعليقًا، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح: ١٥٨٠ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦١.

واضح ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سود کے ساتھ ملا کر بیان کیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ﴾ (البقرة۲:۲۷۹) ''اگر تم لوگ سودی لین دین سے باز نہ آؤ گے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک (بڑی خوفناک) جنگ کا اعلان سن لو۔'' ③ سود کی حرمت کا شراب کی تجارت کی حرمت سے تعلق یہ ہے کہ یہ دونوں حرام کا ذریعہ بنتے ہیں۔ سود ظلم کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اسی طرح شراب کی تجارت شراب پینے کا سبب بن سکتی ہے کیونکہ جب تک شراب کی تیاری، خرید وفروخت، لین دین مکمل طور پر ممنوع قرار نہیں دیا جاتا، اس وقت تک معاشرہ شراب پینے کی لعنت سے نہیں بچ سکتا۔ آپ نے سود کی حرمت سے یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ حرام کا ذریعہ بھی حرام ہوتا ہے، لہٰذا آپ نے شراب کی تجارت حرام فرما دی۔

(المعجم ۹۱) - بَابُ بَيْعِ الْكَلْبِ (التحفة ۸۹)

باب:۹۱- کتے کی بیع

٤٦٧٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۴۶۷۰- حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور (غیب کی خبریں بتانے والے) کاہن کی شیرینی اور کمائی (نذر و نیاز) سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیں، فوائد حدیث:۴۲۹۷.

٤٦٧١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنِ ابْنِ

۴۶۷۱- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی چیزوں کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''اور کتے کی قیمت (بھی حرام ہے)۔''

٤٦٧٠ـ تقدم، ح:٤٢٩٧، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٦٢.

٤٦٧١ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٦٣. * ابن جريج عن عطاء قوي، وباقي السند صحيح، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، راجع مسند الإمام أحمد:١/ ٢٧٨ وغيره.

جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي أَشْيَاءَ حَرَّمَهَا: «وَثَمَنُ الْكَلْبِ».

(المعجم ٩٢) - مَا اسْتُثْنِيَ (التحفة ٩٠)

باب:٩٢-کیا کوئی کتا مستثنیٰ ہے؟

٤٦٧٢- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ، إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا مُنْكَرٌ.

۴۶۷۲-حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا' البتہ شکاری کتے کو مستثنیٰ فرمایا۔

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے' یعنی صحیح احادیث کے خلاف ہے' نیز اس کے راوی بھی ضعیف ہیں۔ سنن ترمذی میں بھی حضرت ابوہریرہ ؓ سے اسی مفہوم کی حدیث آتی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے۔ محدثین نے اس استثنا کو صحیح قرار نہیں دیا۔ ویسے بھی اگر یہ استثنا رکھ لیا جائے تو کتے کی قیمت کی حرمت ختم ہو جائے گی کیونکہ ہر کتا شکاری بن سکتا ہے۔ گویا اس استثنا کو تسلیم کرنے سے اصل حکم بالکلیہ ختم ہو جائے گا' لہٰذا یہ استثنا عقلاً بھی صحیح نہیں۔ تفصیلی بحث پیچھے حدیث نمبر ۴۲۹۷ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٩٣) - بَيْعُ الْخِنْزِيرِ (التحفة ٩١)

باب:٩٣-خنزیر کی بیع

٤٦٧٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ

۴۶۷۳-حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت

٤٦٧٢ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٣٠٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦٤.

٤٦٧٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦٥.

بِمَكَّةَ: «إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ». فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ! فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدَّهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا، هُوَ حَرَامٌ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا، جَمَّلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».

حرام قرار دی ہے۔'' آپ سے پوچھا گیا: اللہ کے رسول! ذرا مردار کی چربی کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟ اس کے ساتھ کشتیاں لیپ کی جاتی ہیں۔ اور یہ چمڑے کو ملی جاتی ہے اور لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ حرام ہے۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت فرمائے کہ اللہ عزوجل نے جب ان پر چربی حرام فرمادی تو انھوں نے اسے پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔''

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ جیسے خنزیر حرام ہے ایسے ہی اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہے' نیز اگر کوئی فرد یا قوم کسی ممنوع اور حرام چیز کو حلال کرنے کی خاطر کسی قسم کا حیلہ بہانہ تراشے اور پھر اس پر عمل پیرا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ لعنتی ہے کیونکہ اس طرح وہ ان یہودیوں کی راہ پر چلا ہے جنھوں نے اللہ عزوجل کی حرمتوں کو پامال کرنے کے لیے حیلے بہانے گھڑ لیے تھے اور اللہ کے ہاں مغضوب علیہ اور لعنتی قرار پائے تھے۔ ② خنزیر مطلقاً حرام ہے۔ اس کی کوئی چیز بھی استعمال نہیں ہوسکتی' لہٰذا اس کی بیع ہر حال میں حرام ہے۔ اس کی کوئی چیز بھی فروخت نہیں ہوسکتی حتی کہ اس کی کھال بھی دباغت سے پاک نہیں ہوسکتی۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۴۲۶۱)

(المعجم ٩٤) - بَيْعُ ضِرَابِ الْجَمَلِ (التحفة ٩٢)

باب: ۹۴- اونٹ کی جفتی کی بیع

٤٦٧٤- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ،

۴۶۷۴- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کی جفتی' (زائد) پانی اور کاشت کاری کے لیے زمین کی فروخت سے منع فرمایا کہ ایک آدمی اپنی زمین اور اس کا پانی کسی کو بیچ دے۔

٤٦٧٤_ أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم بيع فضل الماء الذي يكون بالفلاة . . . الخ، ح: ١٥٦٥/ ٣٥ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٦٦.

وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ، وَبَيْعِ الْأَرْضِ لِلْحَرْثِ، يَبِيعُ الرَّجُلُ أَرْضَهُ وَمَاءَهُ، فَعَنْ ذٰلِكَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ.

نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''اونٹ کی جفتی کی بیع'' سے مراد جفتی کا معاوضہ ہے کیونکہ یہ اس کا فطری تقاضا ہے لہٰذا نہ اجرت جائز ہے اور نہ نر کو روکنا جائز ہے۔ ہاں، جفتی کے بعد کوئی شخص خوشی سے نر کے مالک کو کچھ دے دے تو اس کی گنجائش ہے۔ ایسی چیز بھی خود کھانے کی بجائے نر کے مصرف ہی میں لے آئے۔ بعض فقہاء کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے۔ ② ''زمین کی فروخت'' سے مراد بٹائی یا ٹھیکہ ہے۔ اس کی تفصیلی بحث پیچھے حدیث نمبر ۳۸۹۳ میں گزر چکی ہے۔ بٹائی اور ٹھیکے میں اگر کوئی ظالمانہ شرط نہ ہو تو ان میں کوئی حرج نہیں۔

٤٦٧٥- **أَخْبَرَنِي** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الْحَكَمِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۴۶۷۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نر کی جفتی کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٧٦- **أَخْبَرَنَا** عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الصَّعْقِ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ

۴۶۷۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنو کلاب کے ایک (چھوٹے) قبیلے بنو صعق کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے نر کی جفتی کی اجرت کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے اسے اس سے منع فرمایا۔ اس نے کہا: بسا اوقات اس (جفتی)

٤٦٧٥ـ أخرجه البخاري، الإجارة، باب عسب الفحل، ح: ٢٢٨٤ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦٧.

٤٦٧٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية عسب الفحل، ح: ١٢٧٤ من حديث يحيى بن آدم به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦٨، وللحديث شواهد.

ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ، فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّا نُكْرِمُ عَلٰى ذٰلِكَ.

پر ہم خوشی سے کچھ دے دیتے ہیں (تو آپ نے اس کی رخصت فرما دی)۔

٤٦٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ، وَعَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۴۶۷۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سنگی لگانے والے کی کمائی، کتے کی فروخت اور نر کی جفتی کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٧٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۴۶۷۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نر کی جفتی کی اجرت سے منع فرمایا۔

٤٦٧٩- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ] قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ.

۴۶۷۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت اور نر کی جفتی کی اجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٩ عن محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦٩. * المغيرة هو ابن مقسم الضبي، وابن أبي نعم هو عبدالرحمٰن، وللحديث شواهد كثيرة.

٤٦٧٨ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧٠، وانظر الحديث السابق والآتي.

٤٦٧٩ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن ثمن الكلب ومهر البغي . . . الخ، ح: ٢١٦٠ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧١، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

(المعجم ٩٥) - اَلرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْبَيْعَ فَيُفْلِسُ وَيُوجَدُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ (التحفة ٩٣)

باب: ۹۵-ایک آدمی کوئی چیز خریدتا ہے پھر مفلس ہو جاتا ہے اور وہ چیز بعینہ اس کے پاس پائی جاتی ہے تو؟

٤٦٨٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرِیءٍ أَفْلَسَ ثُمَّ وَجَدَ رَجُلٌ عِنْدَهُ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا، فَهُوَ أَوْلٰى بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

۴۶۸۰-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مفلس قرار دیا جائے‘ پھر کوئی شخص اپنا سامان اس کے پاس بعینہٖ پالے تو وہ اس سامان کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔“

فائدہ: مفلس وہ شخص ہوتا ہے جس پر اتنا قرض چڑھ جائے کہ وہ ادائیگی کے قابل نہ ہو۔ ہماری زبان میں اسے دیوالیہ کہتے ہیں۔ اس شخص پر یہ پابندی لگا دی جاتی ہے کہ تو اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا بلکہ اس کا مال فروخت کر کے جو کچھ میسر ہوتا ہے‘ وہ قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور باقی قرض اسے معاف ہو جاتا ہے‘ مثلاً: اگر اس پر دس ہزار روپے قرض ہیں مگر اس کا مال کل پانچ ہزار روپے میں فروخت ہو تو اس کے قرض خواہوں میں ان کے قرض کا نصف نصف دیا جائے گا اور باقی معاف ہوگا۔ اس حدیث میں ایک استثنا کیا گیا ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز بعینہٖ اس کے پاس ہو‘ خواہ وہ اسے عاریتاً دی گئی ہو یا بیچی گئی ہو اور اس نے ابھی تک اس کی قیمت میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو تو وہ چیز پوری کی پوری اس کے مالک کو دے دی جائے گی۔ وہ چیز فروخت کر کے تمام قرض خواہوں میں تقسیم نہیں ہوگی‘ البتہ اگر اس نے اس کی قیمت میں سے کچھ ادا کر دیا ہو تو پھر وہ باقی سامان کے ساتھ فروخت ہوگی۔ اور اس کے مالک کو بھی دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ ملا کر ان کے تناسب سے ادائیگی کی جائے گی‘ مثلاً: اگر ان کو ان کے قرض کا نصف دیا جا رہا ہو تو اسے بھی اس کے قرض کا نصف ہی دیا جائے گا۔ جمہور اہل علم اس استثنا کو مانتے ہیں مگر احناف نے اس استثنا کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ اس سے دوسرے قرض خواہوں کی حق تلفی ہوگی کہ ان کو تو ان کے قرض کا مثلاً نصف ملا لیکن یہ شخص اپنی چیز پوری کی پوری لے

٤٦٨٠ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب من أدرك ما باعه عند المشتري وقد أفلس، فله الرجوع فيه، ح: ١٥٥٩ عن قتيبة، والبخاري، الاستقراض، باب: إذا وجد ماله عند مفلس في البيع . . . الخ، ح: ٢٤٠٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧٢ . * الليث هو ابن سعد.

گیا۔ ان کے نزدیک یہ چیز بھی باقی سامان کے ساتھ فروخت ہوگی اور اس شخص کو بھی دوسرے قرض خواہوں کے تناسب سے ادائیگی کی جائے گی۔ احناف کی یہ بات درست نہیں کیونکہ اس شخص کو دوسرے قرض خواہوں پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس کی چیز بعینہٖ مفلس کے پاس موجود ہے جبکہ دیگر لوگوں کا مال تلف ہو چکا ہے۔ اب یہ قطعاً درست نہیں کہ مالک کے ہوتے ہوئے اس کی چیز بیچ دی جائے اور اسے نہ دی جائے۔ یوں سمجھیے کہ وہ بیع کالعدم ہوگئی کیونکہ ابھی کوئی ادائیگی نہیں ہوئی' لہٰذا چیز اصل مالک کو واپس مل گئی۔

٤٦٨١- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ ابْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: عَنِ الرَّجُلِ يُعْدِمُ إِذَا وُجِدَ عِنْدَهُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ وَعَرَفَهُ أَنَّهُ لِصَاحِبِهِ الَّذِي بَاعَهُ.

۴۶۸۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے مفلس آدمی کے بارے میں فرمایا: ''جب اس کے پاس کسی کا سامان بعینہٖ پایا جائے اور اس میں کوئی شک نہ رہے تو وہ اس کے اصل مالک کو دے دیا جائے گا جس نے اسے بیچا تھا (بشرطیکہ قیمت سے کچھ ادائیگی نہ ہوئی ہو)۔''

٤٦٨٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا، وَكَثُرَ دَيْنُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ» فَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِ وَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ

۴۶۸۲- حضرت ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک آدمی کے ان پھلوں کا نقصان ہو گیا جو اس نے خریدے تھے۔ اس طرح اس پر بہت قرض چڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر صدقہ کرو۔'' لوگوں نے اس پر صدقہ کیا مگر اس سے اس کا پورا قرض ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کے قرض خواہوں سے) فرمایا: ''جو ملتا ہے لے لو' تمھیں اور کچھ نہیں ملے گا۔''

٤٦٨١_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٧٣.

٤٦٨٢_ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٧٤.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ».

فائدہ: کسی کے مفلس ہونے کا فیصلہ حکومت کرتی ہے۔ افلاس کے احکام اس وقت لاگو ہوں گے جب حکومت اس کے افلاس کا باقاعدہ اعلان کردے۔ کوئی شخص بذات خود اپنے آپ کو مفلس قرار نہیں دے سکتا۔

(المعجم ٩٦) - اَلرَّجُلُ يَبِيعُ السِّلْعَةَ فَيَسْتَحِقُّهَا مُسْتَحِقٌّ (التحفة ٩٤)

باب:٩٦-ایک شخص کوئی سامان بیچتا ہے' بعد میں اس سامان کا مالک کوئی اور نکل آتا ہے تو؟

٤٦٨٣- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرِ بْنِ سِمَاكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى أَنَّهُ إِذَا وَجَدَهَا فِي يَدِ الرَّجُلِ غَيْرِ الْمُتَّهَمِ، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَهَا بِمَا اشْتَرَاهَا، وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ. وَقَضَى بِذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

٤٦٨٣-حضرت اسید بن حضیر بن سماک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنی چیز ایسے شخص کے ہاتھ میں پائے جو مشکوک اور متہم نہ ہو' اگر وہ چاہے تو اس سے وہ چیز اتنی رقم دے کر جتنی کی اس نے خریدی ہے لے لے۔ اور اگر چاہے تو (اصل) چور کا پیچھا کرے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی فیصلہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① ''اپنی چیز'' جو چوری ہو چکی تھی یا کسی نے چھین لی تھی۔ ② ''مشکوک اور متہم نہ ہو'' گویا وہ خود چور نہیں بلکہ اس نے چور سے خریدی ہے۔ ضروری نہیں کہ اسے اس کے چور ہونے کا علم ہو' البتہ اگر کسی کے چور ہونے کا علم ہو تو پھر اس سے کوئی چیز خریدنا ناجائز ہے کیونکہ غالب گمان یہی ہے کہ وہ چیز چوری کی ہو گی۔ ③ ''اتنی رقم دے کر جتنی کی اس نے خریدی ہے لے لے'' یہ نیکی کی تلقین ہے ورنہ وہ اس چیز کا اصل مالک ہے لیکن چونکہ دوسرے شخص کا بھی کوئی قصور نہیں' لہٰذا اس کی رقم بھی ضائع نہیں ہونی چاہیے۔ اگر اس کا قصور ثابت ہو' مثلاً: اس نے جاننے کے باوجود کہ یہ چیز چوری کی ہے' اس چیز کو خریدا ہو تو اسے تاوان ڈالا جا سکتا ہے۔ آئندہ حدیث میں اس حدیث کے خلاف حکم ہے کہ اصل مالک اپنی چیز لے جائے گا۔ خریدار بیچنے والے

٤٦٨٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٦ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧٥ .
* أسيد بن حضير صحا ، وانظر الحديث الآتي.

سے اپنی رقم وصول کرے گا۔ یہ روایت اصول کے مطابق ہے مگر خلفائے راشدین کا فیصلہ پہلی حدیث پر ہے۔ گویا حالات کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر دوسرا شخص بالکل بے گناہ ہو تو پہلی حدیث کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، مثلاً: بیچنے والے کا علم نہیں ہو سکتا یا وہ بھاگ گیا ہو یا وہ مر چکا ہو وغیرہ۔ اور اگر اس کا بھی قصور ہو، مثلاً: اسے علم تھا کہ یہ چیز چوری کی ہے یا بیچنے والے سے رقم مل سکتی ہے تو پھر دوسری حدیث کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ گویا دونوں احادیث کا محل ومقام الگ الگ ہے۔ واللہ أعلم. ④ یہ اہم بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس حدیث کی سند میں امام نسائی رحمہ اللہ سے سہو ہوا ہے کہ انھوں نے صحابی کا نام ''اسید بن حضیر بن سماک'' بیان کیا ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔ درست نام ہے: ''اسید بن ظہیر۔'' اس غلطی پر امام مزی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تالیف ''تہذیب الکمال'' میں تنبیہ فرمائی ہے۔ دیکھیے: (تهذيب الكمال ٢:٢٦٤، ٢٦٥) یہ صحابی اسید بن ظہیر ہی ہیں کیونکہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے ہیں اور ان کی نماز جنازہ بھی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ہے۔ ذرا سوچیے کہ جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ مبارک میں فوت ہو جائے، بھلا وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ کس طرح پا سکتا ہے؟

٤٦٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ ذُوَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: وَلَقَدْ أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ [ظُهَيْرٍ] الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِي حَارِثَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ كَانَ عَامِلًا عَلَى الْيَمَامَةِ، وَأَنَّ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْهِ: أَنَّ أَيُّمَا رَجُلٍ سُرِقَ مِنْهُ سَرِقَةٌ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا حَيْثُ وَجَدَهَا، ثُمَّ كَتَبَ بِذَلِكَ مَرْوَانُ إِلَيَّ، فَكَتَبْتُ إِلَى مَرْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِأَنَّهُ إِذَا كَانَ الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنَ الَّذِي سَرَقَهَا غَيْرُ مُتَّهَمٍ يُخَيَّرُ سَيِّدُهَا، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الَّذِي سُرِقَ مِنْهُ بِثَمَنِهَا، وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ

۴۶۸۴- حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ یمامہ کے گورنر تھے، نے بتایا کہ مجھے حضرت مروان نے لکھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے لکھا ہے کہ جس آدمی کی کوئی چیز چوری ہو جائے، وہ جہاں بھی اسے پا لے اس کا زیادہ حق دار ہے۔ میں نے ان کو لکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ جب چور سے خریدنے والا شخص مشکوک اور متہم نہ ہو تو اس چیز کے مالک کو اختیار ہے، چاہے تو قیمت دے کر وہ چیز لے لے اور چاہے تو چور کا پیچھا کرے۔ پھر حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے بھی یہی فیصلہ دیا۔ حضرت مروان نے میرا خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ تم یا اسید مجھ پر فیصلہ نافذ نہیں کر سکتے بلکہ میں اپنی حدود خلافت میں

٤٦٨٤- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٢٦

ثُمَّ قَضٰى بِذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِي إِلٰى مُعَاوِيَةَ، وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلٰى مَرْوَانَ: إِنَّكَ لَسْتَ أَنْتَ وَلَا أُسَيْدٌ تَقْضِيَانِ عَلَيَّ، وَلٰكِنِّي أَقْضِي فِيمَا وُلِّيتُ عَلَيْكُمَا - فَأَنْفِذْ لِمَا أَمَرْتُكَ بِهِ، فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِ مُعَاوِيَةَ فَقُلْتُ: لَا أَقْضِي بِهِ مَا وُلِّيتُ بِمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ.

فیصلہ نافذ کرنے کا مجاز ہوں‘ اس لیے تم میرے حکم کے مطابق فیصلہ کرو۔ حضرت مروان نے حضرت معاویہ ؓ کا خط مجھے بھیج دیا۔ میں نے کہا: جب تک میں گورنر ہوں میں تو حضرت معاویہ ؓ کے اس قول کے مطابق فیصلہ نہیں کروں گا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت اسید اور حضرت معاویہ ؓ دونوں صحابی ہیں۔ حضرت مروان نبی ﷺ کے دور میں موجود تھے‘ مسلمان تھے مگر اپنے والد کے ساتھ طائف میں رہتے تھے۔ حضرت عثمان ؓ کے دور میں مدینہ منورہ آئے‘ لہٰذا وہ تابعی ہیں۔ علم سے خاص شغف تھا۔ راویان حدیث میں شمار ہے۔ معتبر اور ثقہ راوی ہیں۔ تمام حدیث کی کتابوں میں ان کی روایات موجود ہیں۔ رحمہ اللہ۔ ② حضرت معاویہ ؓ اس حدیث سے واقف نہیں تھے جو حضرت اسید ؓ نے بیان فرمائی‘ اس لیے ان کو یقین نہ آیا‘ البتہ انھیں تحقیق کرنا چاہیے تھی۔ اسی لیے حضرت اسید ؓ ان سے ناراض ہوئے اور ان کے قول کے مطابق فیصلہ کرنے سے انکار فرمایا۔ اگرچہ وہ خلیفہ تھے اور حضرت اسید اور حضرت مروان گورنر تھے مگر شریعت کی ہدایات کے ہوتے ہوئے کسی کی ہدایت واجب الاتباع نہیں۔ مومن اسی کردار کا حامل ہوتا ہے۔

٤٦٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ السَّائِبِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرَّجُلُ أَحَقُّ بِعَيْنِ مَالِهِ إِذَا وَجَدَهُ، وَيَتْبَعُ الْبَائِعُ مَنْ بَاعَهُ».

۴۶۸۵- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنے عین (اصل) مال کا زیادہ حق دار ہے جب (اور جہاں) بھی اسے پا لے۔ خریدنے والا خود بیچنے والے کا پیچھا کرے۔“

٤٦٨٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ح: ٣٥٣١ عن عمرو ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧٧. * قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤، وللحديث شاهد ضعيف عند الدارقطني: ٣/ ٢٨، وانظر الحديث الآتي.

فائدہ: عین' یعنی اصل مال سے مراد وہ مال ہے جو چوری ہو گیا یا کسی نے چھین لیا' پھر وہ کسی اور آدمی کے پاس مل گیا۔ اس حدیث کی رو سے اصل مالک اپنا مال دوسرے شخص سے بلا معاوضہ لے لے گا۔ دوسرا شخص اپنی رقم کا مطالبہ بیچنے والے سے کرے گا نہ کہ اصل مالک سے کیونکہ وہ تو اس کا ذاتی مال ہے۔ (تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۶۸۳)

٤٦٨٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَمَنْ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا».

۴۶۸۶- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کا نکاح دو ولی (الگ الگ) جگہ کر دیں' وہ اس خاوند کی ہوگی جس سے پہلے نکاح ہوا۔ اور اگر کسی شخص نے ایک چیز دو آدمیوں کو (الگ الگ) بیچ دی تو وہ چیز اس کو ملے گی جس کو پہلے بیچی گئی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ایک دفعہ بیچنے کے بعد پہلا مالک' مالک نہیں رہتا بلکہ خریدنے والا مالک بن جاتا ہے۔ اگر پہلا مالک دوسری جگہ بیچے گا تو کسی کی چیز بیچے گا' لہٰذا دوسری بیع معتبر نہیں ہوگی۔ اسی طرح چور یا ڈاکو کسی کی چیز بیچے تو وہ بیع معتبر نہیں ہوگی بلکہ وہ چیز اصل مالک کی رہے گی۔ اگر اصل مالک چیز تک پہنچ جائے تو وہ اسے بلا معاوضہ لے سکتا ہے۔ (دیکھیے فوائد ومسائل، حدیث: ۴۶۸۳) نکاح والے مسئلے میں بھی جب ایک ولی نے نکاح کر دیا تو دوسرے ولی کا تصرف غیر معتبر ہے۔ ② اس حدیث کی عنوان کے ساتھ مناسبت نہیں ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ کو اس حدیث کے لیے مستقل طور پر الگ ترجمۃ الباب قائم کرنا چاہیے تھا جس کے ساتھ حدیث کی مطابقت واضح ہوتی ہے۔

(المعجم ٩٧) - اَلْاِسْتِقْرَاضُ (التحفة ٩٥)

باب: ۹۷-قرض لینے کا بیان

٤٦٨٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ

۴۶۸۷- حضرت عبداللہ بن ابوربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار (درہم)

٤٦٨٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب: إذا أنكح الوليان، ح:٢٠٨٨ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٧٨، وصححه ابن الجارود، وللحديث شواهد، وفي السنن الكبرٰى وتحفة الأشراف: "سعيد" بدل "شعبة".

٤٦٨٧ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب حسن القضاء، ح:٢٤٢٤ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٨٠، وحسنه العراقي (اتحاف السادة المتقين: ٥/ ١١٤).

ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: اِسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِينَ أَلْفًا، فَجَاءَهُ مَالٌ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ: «بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْأَدَاءُ».

قرض لیے' پھر آپ کے پاس کہیں سے مال آیا۔ آپ نے میرا قرض میرے سپرد کیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے اہل و مال میں برکت فرمائے۔ قرض کا بدلہ تعریف اور ادائیگی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ضرورت کے تحت قرض لینا جائز ہے لیکن اس کی ادائیگی کی فکر بھی رہنی چاہیے' وسعت ہونے یا وقت مقررہ آنے پر فوراً ادائیگی کرنی چاہیے۔ اس بارے میں ہمیشہ احسان ہی سے کام لیا جائے' یعنی بروقت اور مکمل ادائیگی' اچھے انداز میں کی جائے۔ اگر کوئی شخص اپنے ذمے قرض سے' قرض خواہ کے مطالبے کے بغیر زیادہ ادائیگی کر دے تو یہ بہترین ادائیگی کے ساتھ ساتھ احسان بھی ہے۔ صاحب ثروت لوگوں کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ② مقروض کو چاہیے کہ ادائیگی کے وقت بالخصوص اور عام اوقات میں بالعموم قرض خواہ کے لیے دعائیں کرتا رہے۔ قرض خواہ کو دعائیں دینا اور اس کا شکریہ ادا کرنا بھی احسن انداز سے ادائیگی میں شامل ہے' خصوصاً اس کے اہل وعیال اور مال و متاع اور کاروبار میں برکت کی دعا دینا مسنون عمل ہے۔ ③ ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے' خصوصاً قومی ضروریات کے لیے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ قرض بھی قومی ضرورت کے لیے تھا نہ کہ ذاتی ضرورت کے لیے۔ مذمت بلاضرورت قرض لینے کی ہے یا جب قرض لیتے وقت ادائیگی کی نیت نہ ہو۔

(المعجم ٩٨) - اَلتَّغْلِيظُ فِي الدَّيْنِ (التحفة ٩٦)

باب: ٩٨- قرض کی بابت شدید وعید

٤٦٨٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ مَوْلَى مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ وَضَعَ رَاحَتَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ

۴۶۸۸- حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ پھر اپنی ہتھیلی اپنی پیشانی پر رکھی' پھر فرمایا: ''سبحان اللہ! کس قدر سخت حکم اترا ہے؟'' ہم خاموش رہے لیکن گھبرا گئے۔ اگلے دن میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا سخت حکم تھا؟ آپ نے

٤٦٨٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٠ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٨١.

مَاذَا نُزِّلَ مِنَ التَّشْدِيدِ؟» فَسَكَتْنَا وَفَزِعْنَا، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ سَأَلْتُهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا هٰذَا التَّشْدِيدُ الَّذِي نُزِّلَ؟ فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ دَيْنُهُ».

فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کیا جائے' پھر اسے زندہ کیا جائے' پھر شہید کیا جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید کیا جائے جبکہ اس کے ذمے قرض واجب الادا ہوتو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا حتی کہ اس کے ذمے واجب الادا قرض اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد قرض کی بابت شریعت کی سخت ترین وعید بیان کرنا ہے' یعنی جو آدمی قرض لے اور پھر اسے ادا کیے بغیر مر جائے تو اس کے لیے آخرت کے مراحل انتہائی مشکل ہوں گے بلکہ اس کے لیے جنت کا داخلہ بھی بند کر دیا جاتا ہے' لہٰذا قرض لینے سے ممکن حد تک بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر قرض لینا ناگزیر ہو تو پھر اس کی جلد از جلد واپسی اور ادائیگی یقینی بنائی جائے۔ ② شہید فوت ہوتے ہی جنت میں پہنچ جاتا ہے اور جنت میں اڑتا پھرتا ہے' تاہم قرض رکاوٹ بن جاتا ہے حتی کہ قرض ادا کر دیا جائے۔ یا قرض خواہ راضی ہو جائے۔ اپنے آپ راضی ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اسے راضی فرما دے۔

٤٦٨٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سَمْعَانَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةٍ، فَقَالَ: «أَهٰهُنَا مِنْ بَنِي فُلَانٍ أَحَدٌ». ثَلَاثًا، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا مَنَعَكَ فِي الْمَرَّتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ أَنْ لَا تَكُونَ أَجَبْتَنِي؟ أَمَا إِنِّي لَمْ أُنَوِّهْ بِكَ إِلَّا بِخَيْرٍ، إِنَّ فُلَانًا لِرَجُلٍ مِنْهُمْ مَاتَ مَأْسُورٌ بِدَيْنِهِ».

۴۶۸۹- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا: ''کیا یہاں فلاں خاندان کا کوئی فرد ہے؟'' آخر ایک آدمی کھڑا ہوا۔ آپ نے اسے فرمایا: ''پہلی دو دفعہ تجھے کون سی چیز جواب دینے سے مانع تھی؟ میں نے تجھے ایک اچھے مقصد کے لیے بلایا تھا۔ اس قبیلے کا فلاں شخص جو فوت ہو گیا تھا' وہ اپنے قرض کی وجہ سے گرفتار ہے۔''

٤٦٨٩- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في الدين، ح: ٣٣٤١ من حديث سعيد بن مسروق عن الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٨٢. * سمعان ثقة، وقال البخاري: لا نعرف لسمعان سماعًا من سمرة ولا للشعبي سماعًا منه، وإذ ثبت سماعهما فالحديث صحيح.

فائدہ: ''گرفتار ہے'' یا جنت میں جانے سے رکا ہوا ہے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس کی طرف سے اس کا قرض جلدی ادا کیا جائے تاکہ وہ رہا ہو سکے یا جنت میں داخل ہو سکے۔

(المعجم ٩٩) - اَلتَّسْهِيلُ فِيهِ (التحفة ٩٧)

باب:۹۹-قرض لینے کی گنجائش بھی ہے

٤٦٩٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ زِيَادِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَتْ مَيْمُونَةُ تَدَّانُ وَتُكْثِرُ، فَقَالَ لَهَا أَهْلُهَا فِي ذٰلِكَ وَلَامُوهَا وَوَجَدُوا عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: لَا أَتْرُكُ الدَّيْنَ وَقَدْ سَمِعْتُ خَلِيلِي وَصَفِيِّي ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَدَّانُ دَيْنًا فَعَلِمَ اللهُ أَنَّهُ يُرِيدُ قَضَاءَهُ إِلَّا أَدَّاهُ اللهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا».

۴۶۹۰-حضرت عمران بن حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ ؓ قرض لیا کرتی تھیں اور زیادہ لیا کرتی تھیں۔ ان کے رشتہ داروں نے اس بارے میں ان پر اعتراض کیا' ملامت کی اور ناراض ہوئے۔ وہ فرمانے لگیں: میں قرض لینا نہیں چھوڑوں گی کیونکہ میں نے اپنے پیارے محبوب خاوند ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص بھی قرض لیتا ہے' جس کے بارے اللہ تعالیٰ کو علم ہو کہ وہ ادائیگی کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس کا قرض اس کی طرف سے ادا کرا دے گا۔''

فائدہ: ''ادا کرا دے گا'' یعنی اسے ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے گا یا اپنے کسی نیک بندے کے دل میں القا فرما دے گا کہ اس کی طرف سے قرض ادا کر دے۔

٤٦٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اِسْتَدَانَتْ، فَقِيلَ لَهَا: يَا أُمَّ

۴۶۹۱-حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ ؓ' نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ نے ایک دفعہ قرض لیا۔ ان سے کہا گیا: اے ام المومنین! آپ قرض لیتی ہیں جبکہ آپ کے پاس واپسی کے لیے کچھ بھی نہیں؟ وہ فرمانے لگیں: میں

٤٦٩٠ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب من ادان دينًا وهو ينوي قضاءه، ح:٢٤٠٨ من حديث منصور ابن المعتمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٨٥، وصححه ابن حبان، ح:١١٥٧. * عمران لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد.

٤٦٩١ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٨٦، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

الْمُؤْمِنِينَ! تَسْتَدِينِينَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاءٌ؟ قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَخَذَ دَيْنًا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَهُ أَعَانَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص قرض لے جبکہ وہ ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو' اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔''

(المعجم ١٠٠) - مَطْلُ الْغَنِيِّ (التحفة ٩٨)

باب:١٠٠-مال دار شخص کا ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا

٤٦٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ، وَالظُّلْمُ مَطْلُ الْغَنِيِّ».

۴۶۹۲-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی (قرض خواہ) کو کسی مال دار شخص کے پیچھے لگایا جائے تو اسے پیچھے لگ جانا چاہیے۔ (اگر اسے کسی مال دار شخص سے اپنا قرض وصول کرنے کی پیش کش کی جائے تو وہ یہ پیش کش قبول کر لے۔) ظلم یہ ہے کہ مالدار شخص ٹال مٹول (ادائیگی میں تاخیر) کرے۔''

فوائد و مسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اگر مال دار شخص ادائیگیٔ قرض میں تاخیر کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔ اگر مقروض شخص' مال دار نہیں تو اس کا قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم نہیں ہوگا' لہٰذا ایسے مقروض کو بے عزت کرنا یا اُسے سزا دینا درست نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ نرمی اور مہلت دینے والا سلوک کرنا مطلوب ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اگر مقروض شخص' ہے تو مال دار لیکن اس کا مال اس کی دسترس میں نہیں تو اس صورت میں اس کا لیت و لعل ظلم نہیں سمجھا جائے گا اور نہ اس کے ساتھ مال دار مقروض والا معاملہ ہی کیا جائے گا۔ ② کبھی مقروض اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ خود ادائیگی کرے' لہٰذا اگر وہ قرض خواہ سے گزارش کرے کہ آپ اپنا قرض فلاں شخص سے وصول کرلیں۔ وہ میری طرف سے ادائیگی کرے گا۔ اور وہ شخص بھی اقرار کرے کہ میں ادائیگی کر دوں گا تو اخلاق کریمانہ کا تقاضا ہے کہ اس غریب آدمی کی جان چھوڑ دی جائے۔ اور دوسرے شخص سے' جو مالدار بھی ہے اور ادائیگی کا اقرار بھی کرتا ہے' قرض وصول کرلیا جائے۔ اس عمل کو عربی زبان میں حوالہ کہتے

٤٦٩٢ـ أخرجه البخاري، الحوالات، باب: إن أحال دين الميت على رجل . . . الخ، ح:٢٢٨٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٨٧.

ہے۔ جمہور اہل علم کی رائے یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٣٠٠/٣٥، ٣٠١) ⑨ ''ظلم یہ ہے'' یعنی غریب آدمی میں ادائیگی کی طاقت نہ ہو اور وہ ٹال مٹول کرے تو یہ ممکن ہے مگر ایک مالدار شخص قرض کی واپسی میں بلاوجہ تاخیر کرے اور آج کل کرتا رہے تو یہ ظلم ہے جس کی سزا اسے دی جا سکتی ہے، تاہم استطاعت نہ رکھنے والا شخص تاخیر کرے یا منت سماجت کرے تو اس پر زیادتی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ مجبور ہے اور شریعت ہر معقول عذر اور حقیقی مجبوری کا لحاظ کرتی ہے اور بہرحال مجبور شخص کے ساتھ تعاون اور اس کی حمایت کرتی ہے۔

٤٦٩٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ وَبْرِ بْنِ أَبِي دُلَيْلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ».

۴۶۹۳- حضرت شرید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ادائیگی کی گنجائش رکھنے والا شخص ادائیگی میں ٹال مٹول کرے تو اس کی بے عزتی کی جا سکتی ہے اور اسے سزا بھی دی جا سکتی ہے۔''

فائدہ: بے عزتی تو قرض خواہ کرے گا کہ اسے لوگوں کے سامنے ذلیل کرے اور سزا حکومت دے گی کہ اسے قید کر دے۔

٤٦٩٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَبْرُ بْنُ أَبِي دُلَيْلَةَ الطَّائِفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مُسَيْكَةَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ».

۴۶۹۴- حضرت شرید ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مالدار شخص (ادائیگی میں) حیلے بہانے کرے تو اس کی بے عزتی کرنا اور اسے سزا دینا جائز اور حلال ہے۔''

(المعجم ١٠١) - اَلْحَوَالَةُ (التحفة ٩٩)

باب: ۱۰۱- حوالہ (مقروض کا قرض خواہ کو کسی مالدار شخص کے حوالے کرنا جائز ہے)

٤٦٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في الدين هل يحبس به، ح: ٣٦٢٨ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٨٨، وعلقه البخاري في صحيحه، وصححه ابن حبان، ح: ١١٦٤، والحاكم: ٤/ ١٠٢، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح.

٤٦٩٤ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٨٩.

٤٦٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ».

۴۶۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صاحب استطاعت شخص کا ادائیگی سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور جب کسی (قرض خواہ) کو کسی مالدار شخص کے سپرد کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ادائیگی کے لیے اس سے رجوع کرے۔''

فائدہ: حوالہ کی تفصیل حدیث نمبر ۴۶۹۲ میں بیان ہو چکی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ قرض ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہو سکتا ہے۔ اسی لیے جمہور اہل علم محدثین کرام وفقہائے عظام اصل مقروض کو حوالہ کے بعد بری الذمہ سمجھتے ہیں' خواہ دوسرا شخص بھی ادائیگی نہ کر سکے کیونکہ قرض دوسرے کی طرف منتقل ہو گیا' دلائل کے اعتبار سے یہی بات راجح ہے۔

(المعجم ١٠٢) - اَلْكَفَالَةُ بِالدَّيْنِ (التحفة ١٠٠)

باب: ۱۰۲- قرض کی کفالت (کوئی شخص مقروض کی طرف سے ادائیگی کا ذمہ دار بن سکتا ہے)

٤٦٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «إِنَّ عَلَى صَاحِبِكُمْ دَيْنًا» فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: أَنَا أَتَكَفَّلُ بِهِ، قَالَ: «بِالْوَفَاءِ؟».

۴۶۹۶- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری شخص کا جنازہ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا کہ آپ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا: ''تمھارے اس ساتھی کے ذمے تو قرض ہے۔'' ابو قتادہ نے کہا: اس کی ادائیگی کا میں ذمہ دار بنتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پورا ادا کرو گے؟'' میں نے کہا: پورا (ادا کروں گا)۔

٤٦٩٥- أخرجه البخاري، الحوالات، باب الحوالة وهل يرجع في الحوالة؟، ح: ٢٢٨٧، ومسلم، المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة ... الخ، ح: ١٥٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٦٧٤، والكبرى، ح: ٦٢٩٠.

٤٦٩٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٩٦٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٩١.

قَالَ: بِالْوَفَاءِ.

فوائد ومسائل: ① ابتدا میں آپ کا طرز عمل یہی تھا کہ اگر میت کے ذمے قرض ہوتا اور اس کے ترکے میں اس کے مطابق مال نہ ہوتا تو آپ بذات خود جنازہ نہ پڑھتے' صحابۂ کرام ؓ سے فرما دیتے کہ تم پڑھ لو۔ پھر جب بیت المال میں وسعت ہوگئی تو آپ نے اعلان فرما دیا کہ جو شخص مقروض فوت ہو جائے تو اس کا قرض حکومت ادا کرے گی۔ گویا حکومت کی ذمہ داری میں یہ چیز بھی شامل ہے۔ ② میت کے قرض کی کفالت جمہور اہل علم کے نزدیک صحیح ہے۔ وہ کفیل نہ تو بعد میں انکار کر سکتا ہے نہ میت کے مال سے وصول کر سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ میت کی طرف سے کفالت کو جائز نہیں سمجھتے اگر اس نے مال نہ چھوڑا ہو، حالانکہ اگر کوئی شخص ثواب کی نیت سے میت کا قرض ادا کرنے کی ذمہ داری اٹھائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

(المعجم ١٠٣) - اَلتَّرْغِيبُ فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ (التحفة ١٠١)

باب:١٠٣- ادائیگی اچھے طریقے سے کرنی چاہیے

٤٦٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «خِيَارُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً».

۴۶۹۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو ادائیگی کرنے میں اچھے ہوں۔''

(المعجم ١٠٤) - حُسْنُ الْمُعَامَلَةِ وَالرِّفْقِ فِي الْمُطَالَبَةِ (التحفة ١٠٢)

باب:١٠٤- لین دین اور قرض کی واپسی کا مطالبہ اچھے طریقے اور نرمی سے کرنا چاہیے

٤٦٩٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ

۴۶۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے کبھی نیکی نہیں

٤٦٩٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٦٢٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٩٢.

٤٦٩٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦١ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٩٣، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٢٨، ووافقه الذهبي. * ابن عجلان عنعن، وتابعه هشام بن سعد عند أبي نعيم في حلية الأولياء: ٨/ ٣٢٦ مختصرًا، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، وَكَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَيَقُولُ لِرَسُولِهِ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللهَ تَعَالَى أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لِي غُلَامٌ وَكُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا بَعَثْتُهُ لِيَتَقَاضٰى قُلْتُ لَهُ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ».

کی تھی۔ وہ لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا۔ وہ اپنے کارندے سے کہتا تھا کہ جو آسانی سے مہیا ہو سکے' لے لینا اور جس میں مقروض کو تنگی ہو' وہ چھوڑ دینا بلکہ معاف کر دینا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ بھی ہمیں معاف کرے گا' پھر جب وہ فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا: کیا تو نے کبھی کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں' مگر میرا ایک غلام تھا اور میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا۔ جب میں اسے وصولی کے لیے بھیجتا تھا تو میں اسے کہتا تھا: جو آسانی سے مل جائے' لے لینا اور جس میں دینے والے کو تنگی ہو' چھوڑ دینا اور معاف کر دینا۔ شاید اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔''

فوائد ومسائل: ① جو شخص اللہ عزوجل کے بندوں کے ساتھ حسن معاملہ اور شفقت ونرمی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل بھی اس کے ساتھ یہی معاملہ فرمائے گا' اور اس کا بدلہ جنت کی صورت میں دے گا۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ سابقہ شریعت بھی ہمارے لیے' ہماری اپنی شریعت ہی کی طرح واجب العمل اور واجب الطاعۃ ہے الا یہ کہ قرآن وحدیث اس کی تردید کر دیں۔ اس مسئلے کی بابت اگرچہ اہل علم کا اختلاف ہے' تاہم اہل علم کا صحیح قول یہی ہے۔ امام بخاری' امام مسلم اور امام نسائی ﷭ وغیرہ کا مسلک یہی ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے جہاں تنگ دست شخص کو مہلت دینے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہاں مفلس و قلاش شخص کے ذمہ تمام یا کچھ قرض معاف کر دینے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ ﴿وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ (المطففين ٢٦:٨٣) ④ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کی جانے والی معمولی سی نیکی بھی بہت سے گناہوں کے مٹا دینے کا سبب بن سکتی ہے۔ ⑤ غلام کو وکیل بنانے اور معاملات میں تصرف کرنے کا اختیار دینا جائز ہے۔ ⑥ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان خود نیکی کا کام نہ کرے بلکہ کسی اور سے کرائے تو اس کام کرنے والے کے ساتھ ساتھ کرانے والے کو بھی پورا اجر ملے گا۔ ⑦ شریعت مطہرہ نے یہ ہدایات اس لیے دی ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہونے والے شخص کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ خوش اخلاقی بہت بڑی نیکی ہے' نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ خوش اخلاق تاجر کے کاروبار میں بہت برکت ہوتی ہے۔

٤٦٩٩- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، وَكَانَ إِذَا رَأَى الْمُعْسِرَ قَالَ لِفَتَاهُ: تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللهَ تَعَالٰى يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ».

۴۶۹۹-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا۔ جب وہ کسی تنگ دست کی تنگ دستی دیکھتا تو اپنے نوکر سے کہتا تھا کہ اسے معاف کر دو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے۔ پھر (وفات کے بعد) وہ شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا۔''

٤٧٠٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُّوخَ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَدْخَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا، وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا الْجَنَّةَ».

۴۷۰۰-حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو اس بنا پر جنت میں داخل کر دیا کہ وہ خریدتے بیچتے' ادا کرتے اور طلب کرتے وقت نرم رویہ رکھتا تھا۔''

فائدہ: یہ حدیث مبارکہ بھی بلند اور کریمانہ اخلاق اپنانے اور لین دین میں اختلافات ختم کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ انسانوں کے ساتھ تنگی ترشی والا معاملہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ ان کے لیے مصیبت اور عذاب ہی بننا چاہیے بلکہ مہربانی اور درگزر سے کام لینا چاہیے۔

(المعجم ١٠٥) - اَلشِّرْكَةُ بِغَيْرِ مَالٍ (التحفة ١٠٣)

باب:۱۰۵-مال کے بغیر شراکت کا بیان

٤٧٠١- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۷۰۱-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٤٦٩٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب من أنظر معسرًا، ح: ٢٠٧٨ عن هشام بن عمار، ومسلم، المساقاة، باب فضل انظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر والمعسر، ح: ١٥٦٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٩٤. * يحيى هو ابن حمزة.

٤٧٠٠ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب السماحة في البيع، ح: ٢٢٠٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٩٥. * عطاء لم يلق عثمان رضي الله عنه، وله شواهد عند البخاري، ح: ٢٠٦٧ وغيره.

٤٧٠١ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٣٩٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٩٦.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اِشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ يَوْمَ بَدْرٍ، فَجَاءَ سَعْدٌ بِأَسِيرَيْنِ وَلَمْ أَجِيءْ أَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ.

ہیں کہ میں' عمار اور سعد بدر کے دن شریک بنے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دو قیدی لائے۔ میں اور عمار کچھ نہ لائے۔

فائدہ: "شریک بنے" اس شراکت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں جو کچھ ملے گا' وہ برابر تقسیم کرلیں گے۔ اس شراکت میں کوئی حرج نہیں کہ دو تین آدمی مل کر کام کریں اور پھر حاصل ہونے والی آمدنی میں برابر کے شریک بن جائیں' اگرچہ سب لوگ ایک جیسا کام نہیں کرتے مگر شراکت میں مسامحت ہوتی ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں ایسی شراکت کو شركة الأبدان کہتے ہیں۔

٤٧٠٢- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ أُتِمَّ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ، إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ».

۴۷۰۲- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کردے تو باقی حصے کی آزادی بھی اس کے مال سے ہوگی بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس غلام کی قیمت کے برابر ہو۔"

فائدہ: اس روایت کی مناسبت اگلے باب سے ہے' الا یہ کہ اس باب کے معنی یہ ہوں کہ شراکت مال' یعنی روپے پیسے کے علاوہ اور چیزوں میں بھی ہو سکتی ہے' مثلاً: غلام۔ پھر یہ حدیث اگلے باب سے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ١٠٦) - اَلشِّرْكَةُ فِي الرَّقِيقِ (التحفة ١٠٤)

باب:۱۰۶- غلام میں شرکت

٤٧٠٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ

۴۷۰۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کردے اور اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس

٤٧٠٢- أخرجه مسلم، الأيمان، باب: من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٥٠١/ ٥١ بعد، ح: ١٦٦٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٩٧.

٤٧٠٣- أخرجه البخاري، الشركة، باب تقويم الأشياء بين الشركاء بقيمة عدل، ح: ٢٤٩١، ومسلم، ح: ١٥٠١ (انظر الحديث السابق) من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٩٨.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنُهُ بِقِيمَةِ الْعَبْدِ، فَهُوَ عَتِيقٌ مِنْ مَالِهِ».

غلام کے باقی حصے کی قیمت بن سکے تو وہ غلام (پورے کا پورا) اس کے مال سے آزاد ہوگا۔"

(المعجم ١٠٧) - اَلشِّرْكَةُ فِي النَّخْلِ (التحفة ١٠٥)

باب:١٠٧- کھجور کے درختوں میں شرکت کا بیان

٤٧٠٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِعْهَا حَتَّى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ».

۴۷۰۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جس شخص کے پاس زمین یا کھجوروں کے درخت ہوں تو وہ انھیں نہ بیچے حتی کہ اپنے شریک پر پیش کرے (اپنے شریک کو خریدنے کی پیش کش کرے)۔"

فائدہ: "اپنے شریک پر" یہیں پر باب سے تعلق ہے کہ شریک تبھی بنے گا اگر دونوں اس کے مشترکہ مالک ہوں گے۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل اور وضاحت جاننے کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۶۵۰ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٠٨) - اَلشِّرْكَةُ فِي الرِّبَاعِ (التحفة ١٠٦)

باب:١٠٨- احاطے میں شرکت کا بیان

٤٧٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ وَحَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيعَهُ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ، وَإِنْ

۴۷۰۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مشترک چیز میں حق شفعہ قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ تقسیم نہ ہوئی ہو۔ گھر ہو یا کھیت ہو یا باغ۔ کسی ایک شریک کو اپنا حصہ بیچنے کی اجازت نہیں حتی کہ اپنے شریک کو مطلع کرے۔ چاہے وہ لے لے چاہے نہ لے۔ لیکن اگر اسے اطلاع کیے بغیر بیچ ڈالا تو شریک اس

٤٧٠٤_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الشفعة، باب من باع رباعًا فليؤذن شريكه، ح: ٢٤٩٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح هو وأبوالزبير بالسماع عند الحميدي، ح: ١٢٨١ (بتحقيقي)، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٩٩، وأخرجه مسلم من طريق آخر عن أبي الزبير به، وانظر الحديث الآتي.

٤٧٠٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٦٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٠٠، وأخرجه مسلم من حديث ابن جريج به.

بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ .

کا زیادہ حق دار ہوگا۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۶۵۰ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ١٠٩) - ذِكْرُ الشُّفْعَةِ وَأَحْكَامِهَا (التحفة ١٠٧)

باب: ۱۰۹- شفعہ اور اس کے احکام

٤٧٠٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

۴۷۰۶- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔"

فائدہ: سنن اور مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی روایت ہے۔ اس میں یہ شرط بھی ہے "بشرطیکہ ان کا راستہ ایک ہو"۔ (مسند أحمد: ۳/۳۰۳' و سنن أبي داود' الإجارة' حديث: ۳۵۱۸) گویا پڑوسی کو بھی شفعہ کا حق ہے اگر وہ راستے وغیرہ میں شریک ہو۔ اس طرح تمام روایات پر عمل ہو جائے گا۔ بعض حضرات نے صرف پڑوسی کو بھی شفعہ کا حق دیا ہے' خواہ وہ کسی لحاظ سے بھی شریک نہ ہو لیکن اس سے صحیحین کی متفقہ روایات کی خلاف ورزی ہوگی جن میں تقسیم اور راستے الگ الگ ہونے کے بعد شفعہ کی صراحتاً نفی کی گئی ہے۔ (مثلاً: دیکھیے' حدیث: ۴۷۰۸) شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے شفعہ کی دو قسمیں قرار دی ہیں: شفعہ واجب اور شفعہ مستحب۔ شفعہ واجب تو شریک کے لیے ہی ہے' خواہ اصل چیز میں شریک ہو یا راستے وغیرہ میں۔ صرف پڑوسی جو کسی بھی لحاظ سے شریک نہ ہو' وہ شفعہ' مستحب کا حق دار ہے' یعنی اچھی بات ہے کہ فروخت کرنے سے پہلے پڑوسی سے بھی پوچھ لیا جائے' ضروری نہیں۔ وہ عدالت میں دعوٰی بھی نہیں کر سکتا اور اس کے کہنے سے بیع فسخ بھی نہیں ہو سکتی جبکہ شریک سے پوچھ لینا ضروری ہے ورنہ عدالت میں یہ دعوٰی کر کے بیع فسخ کروا سکتا ہے۔ یہ تطبیق بھی مناسب ہے۔ واللہ أعلم. (باقی تفصیل دیکھیے' حدیث: ۴۶۵۰)

٤٧٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۷۰۷- حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

٤٧٠٦_ أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح: ٦٩٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٠١.

٤٧٠٧_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الشفعة، باب: الشفعة بالجوار، ح: ٢٤٩٦ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٠٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرْضِي لَيْسَ لِأَحَدٍ فِيهَا شَرِكَةٌ وَلَا قِسْمَةٌ إِلَّا الْجُوَارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری زمین میں کوئی شخص شریک نہیں نہ کسی کا حصہ ہے البتہ پڑوس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پڑوسی بھی قرب کی وجہ سے حق دار ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہمسائے کو بوجہ ہمسائیگی دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ حق حاصل ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زمین یا مکان ودکان وغیرہ بیچنا چاہے تو فروخت کرنے سے پہلے اپنے ہمسائے سے پوچھ لے کہ اگر وہ خریدنا چاہے تو خرید لے۔ مالک جائیداد اگر ہمسائے سے پوچھے بغیر ہی کسی دوسرے شخص کے ہاتھ اپنی جائیداد فروخت کر دے تو قانونی اور شرعی طور پر ہمسائے کو محض حق ہمسائیگی کی بنا پر شفعہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ صحیح بخاری میں اس مسئلے کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، البيوع، باب بيع الشريك من شريكه، حديث: ٢٢١٣) ② یہ اہم مسئلہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ حق شفعہ صرف غیر منقولہ جائیداد مثلاً: زمین، مکان، باغ اور دکان وغیرہ میں ہے۔ منقولہ جائیداد میں کسی کو شفعے کا کوئی حق نہیں۔ مزید برآں یہ بھی کہ جو مال تقسیم نہ کیا جا سکے اس میں بھی کوئی شفعہ نہیں۔ والله أعلم. ③ ''حق دار ہے'' بشرطیکہ راستہ ایک ہو۔ یا استحباب مراد ہے جیسے شاہ ولی اللہ ؒ نے فرمایا۔

٤٧٠٨- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشُّفْعَةُ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَعُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ».

۴۷۰۸- حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفعہ ہر اس مال میں ہے جو تقسیم نہ ہوا ہو۔ جب الگ الگ حد بندی ہو جائے اور راستے بھی الگ الگ ہو جائیں تو شفعہ باقی نہیں رہتا۔''

فائدہ: امام مالک، امام شافعی اور محدثین اسی کے قائل ہیں، البتہ احناف صرف پڑوسی کے لیے بھی شفعہ کے قائل ہیں۔ اس حدیث میں وہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں شفعہ کی شرکت کی نفی ہے نہ کہ شفعہ جوار کی، حالانکہ صراحت کے ساتھ ہر شفعہ کی نفی کی گئی ہے۔

٤٧٠٨- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٠٣، وأخرجه البخاري، ح: ٢٢١٣، ٢٢١٤ وغيره عن معمر عن الزهري عن أبي سلمة عن جابر به متصلاً، وبه صح الحديث، وله شواهد كثيرة.

٤٧٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حُسَيْنٍ - وَهُوَ ابْنُ وَاقِدٍ - عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ وَالْجِوَارِ.

۴۷۰۹-حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے شفعہ اور پڑوس کے حق کو برقرار رکھا ہے۔

فائدہ: گویا پڑوس کا حق شفعہ کے علاوہ ہے جیسے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تحقیق نفیس میں بیان ہوا ہے۔ بہت سی احادیث میں پڑوس کے حق کا خیال رکھنے کی تاکید وارد ہے لہٰذا اس روایت سے پڑوسی کے لیے شفعہ کا حق ثابت نہیں ہوسکتا۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ شریک کے لیے شفعہ اور پڑوسی کے لیے جوار۔
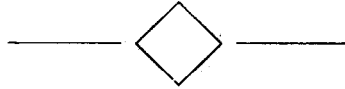
٤٧٠٩_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٦٣٠٤، وأخرجه مسلم، ح:١٦٠٨/ ١٣٥ من حديث أبي الزبير به مطولاً، لغير ذكر "الجوار"، وللحديث شواهد.

قسامت کا مفہوم اور طریقۂ کار

* تعریف: ''قسامہ'' اسم مصدر ہے جس کے معنی قسم اٹھانے کے ہیں۔ اصطلاحی طور پر قسامت ان مکرر (پچاس) قسموں کو کہا جاتا ہے جو کسی بے گناہ شخص کے قتل کے اثبات کے لیے دی جائیں۔ اور یہ قسمیں ایک شخص نہیں بلکہ متعدد افراد اٹھائیں گے۔

* مشروعیت: جب کوئی شخص کسی علاقے میں مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ چلے لیکن کوئی شخص یا قبیلہ متہم ہو تو ایسی صورت میں قسامت مشروع ہے۔ یہ شریعت کا ایک مستقل اصول ہے اور اس کے باقاعدہ احکام ہیں۔ قسم و قضا کے دیگر احکام سے اس کا حکم خاص ہے۔ اس کی مشروعیت کی دلیل اس باب میں مذکور روایات اور اجماع ہے۔

* شرائط: اہل علم کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں، تاہم تین شرائط کا پایا جانا متفقہ طور پر ضروری ہے: ① جن کے خلاف قتل کا دعویٰ کیا گیا ہو غالب گمان یہ ہو کہ انھوں نے قتل کیا ہے۔ اور یہ چار طرح سے ممکن ہے۔ کوئی شخص قتل کی گواہی دے جس کی گواہی کا اعتبار نہ کیا جاتا ہو، واضح سبب موجود ہو، دشمنی ہو یا پھر جس علاقے میں مقتول پایا جائے اس علاقے والے قتل کرنے میں معروف ہوں۔ ② جس کے خلاف دعویٰ دائر کیا گیا ہو وہ مکلّف ہو، کسی دیوانے یا بچے کے بارے میں دعوے کا اعتبار نہیں ہوگا۔ ③ جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس کے قتل کرنے کا امکان بھی ہو، اگر یہ امکان نہ ہو، مثلاً: جن کے

خلاف دعویٰ کیا گیا' وہ بہت زیادہ دور ہیں' تو پھر قسامت کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔

* **قسامت کا طریق کار:** عمومی قضا میں طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مدعی دلیل پیش کرتا ہے۔ اگر وہ دلیل پیش نہ کر سکے تو مدعیٰ علیہ قسم اٹھا کر اپنے بریُ الذمہ ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن قسامت میں حاکم وقت مدعِی سے پچاس قسموں کا مطالبہ کرتا ہے۔ اگر وہ قسمیں اٹھا لیں تو قصاص یا دیت کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔ اور اگر نہ اٹھائیں تو پھر مدعیٰ علیہ سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس کے پچاس قریبی یا متہم قبیلے کے پچاس افراد قسمیں اٹھا کر اپنی براءت کا اظہار کریں کہ انھوں نے قتل کیا ہے نہ انہیں اس کا علم ہی ہے۔ اگر وہ قسمیں اٹھا دیں تو ان سے قصاص یا دیت ساقط ہو جائے گی۔

حنابلہ' مالکیہ اور شوافع کا یہی موقف ہے' البتہ احناف کا موقف یہ ہے کہ قسامت میں بھی قسمیں لینے کا آغاز مدعیٰ علیہ فریق سے کیا جائے۔ اس اختلاف کی وجہ روایات کا بظاہر تعارض ہے' تاہم دلائل کے اعتبار سے ائمۂ ثلاثہ کا موقف ہی اقرب الی الصواب ہے۔

* **ملاحظہ:** مدعی فریق اگر قسمیں اٹھا لے تو پھر مدعی علیہ فریق سے قسموں کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے قصاص یا دیت لی جائے گی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مدعی فریق قسم نہ اٹھائے اور مدعیٰ علیہ فریق قسم اٹھا لے کہ انھوں نے قتل نہیں کیا۔ اس صورت میں مدعی فریق کو کچھ نہیں ملے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ فریق قسمیں کھانے کے لیے تیار ہے لیکن مدعی فریق ان کی قسموں کا (ان کے کافر یا فاسق ہونے کی وجہ سے) اعتبار نہیں کرتا۔ اس صورت میں بھی مدعی علیہ فریق پر قصاص اور دیت نہیں ہو گی' تاہم اس صورت میں بہتر ہے کہ حکومت بیت المال سے مقتول کی دیت ادا کر دے تاکہ مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٥) - كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْقَوَدِ وَالدِّيَاتِ (التحفة ٢٨)

قسامت، قصاص اور دیت سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [ذِكْرُ الْقَسَامَةِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ] (التحفة ١)

٤٧١٠- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذِ أَحَدِهِمْ، قَالَ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي إِبِلِهِ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ، فَقَالَ: أَغِثْنِي بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِي لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ، فَأَعْطَاهُ عِقَالًا يَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ، فَلَمَّا نَزَلُوا وَعُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيرًا وَاحِدًا، فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ: مَا شَأْنُ هٰذَا الْبَعِيرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ

باب:١- زمانۂ جاہلیت، یعنی قبل از اسلام کی قسامت کا بیان

٤٧١٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جاہلیت میں سب سے پہلی قسامت اس طرح ہوئی کہ بنو ہاشم میں سے ایک آدمی کو کسی دوسرے قبیلے کے ایک قریشی نے اجرت پر اپنے پاس رکھا۔ وہ نوکر اس قریشی کے ساتھ اس کے اونٹوں میں گیا۔ اتفاقاً بنو ہاشم کا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا۔ اس کے بورے کے منہ کی رسی ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے ہاشمی نوکر سے کہا: مجھے ایک رسی دو جس سے میں اپنے بورے کا منہ باندھ لوں تاکہ اونٹ نہ گھبرائیں۔ اس نوکر نے اسے ایک اونٹ کی گھٹنا باندھنے والی رسی دے دی تاکہ وہ اپنے بورے کا منہ باندھ لے۔ جب وہ آگے جا کر کسی منزل میں اترے اور اونٹوں کے گھٹنے باندھے گئے تو ایک اونٹ کھلا رہ گیا۔ مالک نے کہا: کیا وجہ ہے کہ اس ایک اونٹ کا گھٹنا نہیں باندھا گیا؟ اس

٤٧١٠- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب القسامة في الجاهلية، ح: ٣٨٤٥ عن أبي معمر عبدالله بن عمرو المقعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٠٩.

بَيْنِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ، قَالَ: فَأَيْنَ عِقَالُهُ؟ قَالَ: مَرَّ بِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَاسْتَغَاثَنِي فَقَالَ: أَغِثْنِي بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِي لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَيْتُهُ عِقَالًا، فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ فِيهَا أَجَلُهُ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ؟ قَالَ: مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُ، قَالَ: هَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: إِذَا شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا آلَ قُرَيْشٍ! فَإِذَا أَجَابُوكَ فَنَادِ يَا آلَ هَاشِمٍ! فَإِذَا أَجَابُوكَ فَسَلْ عَنْ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ وَمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ، فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا؟ قَالَ: مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ ثُمَّ مَاتَ فَنَزَلْتُ فَدَفَنْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ ذَا أَهْلِ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكَثَ حِينًا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الْيَمَانِيَّ الَّذِي كَانَ أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبَلِّغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ قَالَ: يَا آلَ قُرَيْشٍ! قَالُوا: هٰذِهِ قُرَيْشٌ، قَالَ: يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ! قَالُوا: هٰذِهِ بَنُو هَاشِمٍ، قَالَ أَيْنَ أَبُو طَالِبٍ؟ قَالَ: هٰذَا أَبُو طَالِبٍ، قَالَ: أَمَرَنِي فُلَانٌ أَنْ أُبَلِّغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِي عِقَالٍ، فَأَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: اِخْتَرْ مِنَّا إِحْدٰى ثَلَاثٍ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ

نے کہا: اس کی رسی نہیں۔ اس نے کہا: اس کی رسی کدھر گئی؟ اس نے بتایا کہ میرے پاس سے بنو ہاشم کا ایک آدمی گزرا تھا۔ اس کے بورے کے منہ والی رسی ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے مجھ سے مدد طلب کی اور کہا کہ مجھے ایک رسی دے جس کے ساتھ میں اپنے بورے کا منہ باندھ لوں تاکہ اونٹ نہ گھبرائیں۔ میں نے اس کو دے دی۔ مالک نے (غصے میں) اس کی طرف زور سے لاٹھی پھینکی جو اس کی موت کا باعث بن گئی۔ (وہ قریب المرگ تھا کہ) اتنے میں ادھر سے ایک یمنی آدمی گزرا۔ اس (ہاشمی نوکر) نے یمنی سے کہا: کیا تو موسم حج میں (مکہ مکرمہ) جاتا ہے؟ اس نے کہا: عام تو نہیں جاتا' کبھی کبھار جاتا ہوں۔ اس نے کہا: کیا تو اپنی ساری عمر میں کسی بھی وقت میرا یہ پیغام پہنچائے گا؟ اس نے کہا: ضرور۔ اس نے کہا: جب تو موسم حج میں جائے تو اعلان کرنا: اے قریشیو! جب وہ آ جائیں تو بنو ہاشم کے بارے میں پوچھنا' پھر جب وہ آ جائیں تو ابوطالب کے بارے میں پوچھنا اور اسے بتانا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رسی کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ (اتنی بات کہہ کر) وہ نوکر مر گیا۔ جب وہ شخص واپس (مکے) آیا جس نے اسے نوکر رکھا تھا تو ابوطالب اس کے پاس گئے اور پوچھا: ہمارے آدمی کا کیا بنا؟ اس نے کہا: وہ (راستے میں) بیمار ہو گیا تھا۔ میں نے اس کی خوب تیمارداری کی مگر وہ فوت ہو گیا۔ میں نے پڑاؤ کیا اور اس کا کفن دفن کیا۔ وہ کہنے لگے: واقعی وہ تجھ سے اسی سلوک کا اہل تھا۔ پھر کچھ عرصہ گزرا تو وہ یمنی شخص جسے اس نوکر نے

صَاحِبَنَا خَطَأً، وَإِنْ شِئْتَ يَحْلِفُ خَمْسُونَ مِنْ قَوْمِكَ أَنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ، فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهِ، فَأَتَى قَوْمَهُ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَقَالُوا: نَحْلِفُ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ: يَاأَبَاطَالِبٍ! أُحِبُّ أَنْ تُجِيزَ ابْنِي هٰذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِينَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِينَهُ فَفَعَلَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا طَالِبٍ! أَرَدْتَ خَمْسِينَ رَجُلًا أَنْ يَحْلِفُوا مَكَانَ مِائَةٍ مِنَ الْإِبِلِ يُصِيبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيرَانِ، فَهٰذَانِ بَعِيرَانِ، فَاقْبَلْهُمَا عَنِّي وَلَا تُصْبِرْ يَمِينِي حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا، وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَأَرْبَعُونَ رَجُلًا حَلَفُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَالْأَرْبَعِينَ عَيْنٌ تَطْرِفُ.

وصیت کی تھی کہ یہ پیغام پہنچائے' موسم حج میں آ گیا۔ اس نے اعلان کیا: اے قریشیو! لوگوں نے کہا: یہ قریشی ہیں۔ پھر اس نے کہا: اے ہاشمیو! لوگوں نے کہا: یہ ہاشمی ہیں۔ اس نے کہا: ابوطالب کہاں ہیں؟ کسی نے کہا: یہ ابوطالب ہیں۔ اس نے کہا: مجھے فلاں شخص نے کہا تھا کہ میں تجھے یہ پیغام پہنچا دوں کہ فلاں شخص نے اسے ایک رسی کی بنا پر قتل کیا ہے۔ تب ابوطالب اس (قاتل) کے پاس آئے اور کہا: ہماری طرف سے تین باتوں میں سے کوئی ایک قبول کر لے: اگر تو چاہے تو سو اونٹ بطور دیت ادا کر کیونکہ تو نے ہمارا آدمی خطأً (غلطی سے) قتل کیا ہے۔ اگر تو چاہے تو تیری قوم کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ تو نے اسے قتل نہیں کیا۔ اگر تو ان دونوں باتوں کو تسلیم نہیں کرے گا تو ہم تجھے اس کے بدلے قتل کر دیں گے۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور ان سے یہ ساری بات ذکر کی۔ انھوں نے کہا: ہم قسمیں کھائیں گے۔ بنو ہاشم کی ایک عورت جو اس قبیلے کے ایک آدمی کے نکاح میں تھی اور اس سے اس کی اولاد بھی تھی' ابوطالب کے پاس آئی اور کہنے لگی: ابوطالب! میں چاہتی ہوں کہ تو میرے بیٹے کو پچاس آدمیوں پر پڑنے والی قسم معاف کر دے اور اس سے قسم نہ لے۔ ابوطالب مان گئے۔ اس قبیلے میں سے ایک اور آدمی آیا اور کہنے لگا: ابوطالب! تو سو اونٹوں کے عوض پچاس آدمیوں سے قسمیں لینا چاہتا ہے۔ اس لحاظ سے ہر آدمی کو دو اونٹ پڑتے ہیں۔ یہ دو اونٹ میری طرف سے قبول کر لے اور جب قسمیں لی جائیں تو میری قسم نہ لی جائے۔ ابو

طالب نے دو اونٹ لے لیے۔ باقی اڑتالیس آدمی آئے اور انھوں نے قسمیں کھائیں۔ حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی پورا سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ان اڑتالیس آدمیوں میں سے کوئی ایک آنکھ حرکت کرتی ہو۔ (سارے کے سارے مر گئے۔)

فوائد و مسائل: ① اسلام سے پہلے کے تمام اصول وضوابط اور شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں، تاہم جو اصول وضوابط اور احکام رسول اللہ ﷺ نے باقی رکھے ہیں، وہ اب بھی باقی ہیں، ایسے احکام کی حیثیت اسلامی احکام ہی کی ہے۔ یہ اسی طرح واجب اطاعت ہیں جس طرح قرآن وحدیث کے دیگر احکام ہیں۔ ② جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ اس کا وبال، قسم کھانے والے پر بہر صورت پڑتا ہے (جیسا کہ اس حدیث میں مذکور لوگوں پر پڑا) خواہ یہ وبال دنیا میں پڑ جائے یا آخرت میں، الا یہ کہ ایسا شخص سچی توبہ کر لے۔ ③ کسی شخص کو ناحق قتل کرنا ہلاک کر دینے والا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ جرم اس قدر سنگین ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ اس کی شناعت کے قائل تھے۔ اور اس کی روک تھام کے لیے ہر طرح کوششیں کی جاتی تھیں، تاہم کمزور، طاقتور سے بدلہ نہیں لے سکتا تھا۔ دین اسلام نے نہ صرف اس جرم کی قباحت کو بیان کیا بلکہ اسے روکنے کے لیے ترغیب وترہیب کے ساتھ ساتھ قانون بھی مقرر فرمایا۔ اس کی شناعت کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (المآئدة ٥: ٣٢) ''جس شخص نے کسی ایک جان کو، کسی جان کے بدلے کے بغیر یا زمین میں فساد مچانے کے بغیر قتل کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں (ساری نسل انسانی) کو قتل کیا اور جس نے اسے (ایک جان کو) زندہ کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا۔'' نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَاَعَدَّلَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النسآء ٤: ٩٣) ''اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اللہ اس پر غضب ناک ہوا اور اس پر لعنت کی۔ اور اس نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

ایک شخص کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دینے والا دین، شر وفساد کے پھیلانے کی کس طرح حوصلہ افزائی کر سکتا ہے؟ مسلمانوں کے خلاف میڈیا میں جو زہر اگلا جاتا ہے وہ یہود و ہنود کی سازش ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے کچھ نام نہاد مسلمان بھی اس باطل پروپیگنڈے کا شکار ہو چکے ہیں اور کافروں کے آلۂ کار بن کر اسلام کے روشن چہرے کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ ④ قسامت قسم کی ایک خاص صورت

ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی شخص کسی علاقے میں مقتول پایا جائے لیکن اس کے قاتل کا پتا نہ چلے یا کچھ لوگوں پر شک ہو کہ وہ قتل میں ملوث ہیں مگر کوئی ثبوت نہ ہو تو مدعین سے پچاس قسمیں لی جائیں گی۔ اگر وہ نہ دیں تو مدعیٰ علیہم کے پچاس معتبر آدمیوں سے قسم لی جائے کہ نہ ہم نے اسے قتل کیا ہے نہ ہی قاتل کو جانتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس علاقے کے لوگ قتل کے الزام سے بری ہو جائیں گے۔ مذکورہ واقعے میں بھی قاتل تسلیم نہیں کر رہا تھا اور موقع کی گواہی نہیں تھی' صرف زبانی پیغام تھا' لہٰذا وہ مشکوک ہو گیا اور اس سے قسمیں لی گئیں۔ مدعین قسمیں اس لیے نہیں اٹھا سکتے تھے کہ انھوں نے دیکھا نہیں تھا۔ ⑤ قسامت اگرچہ جاہلیت کا رواج تھا مگر چونکہ صحیح تھا' اس لیے شریعت اسلامیہ نے اسے برقرار رکھا۔ یہ اب بھی مشروع ہے۔ ⑥ ''اونٹوں میں گیا'' یعنی اس کے ساتھ سفر پر گیا۔ ساتھ اونٹ بھی تھے۔ ⑦ ''اونٹ نہ گھبرائیں'' بورے کی چیزوں کے گرنے کی وجہ سے اونٹ ڈرتے تھے۔ ⑧ ''اسی سلوک کا اہل تھا'' کیونکہ وہ ایک معزز قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ ⑨ ''خطأً قتل کیا ہے'' کیونکہ اس کا مقصد قتل کرنا نہیں تھا بلکہ ویسے لاٹھی مارنا تھا' تاہم وہ کسی نازک جگہ پر لگی جو اس کی موت کا سبب بن گئی۔ قتل خطأ میں قصاص نہیں لیا جا سکتا بلکہ دیت وصول کی جائے گی۔ ⑩ ''قسمیں کھائیں'' یعنی جھوٹی' کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہمارے آدمی سے قتل ہوا ہے لیکن دیت سے بچنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھائیں۔ یاد رہے قتل خطا میں دیت قاتل کے قبیلے کو بھرنا پڑتی ہے۔ ⑪ ''کوئی ایک آنکھ حرکت کرتی ہو'' یعنی ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ زندہ آدمی کی آنکھ ہی حرکت کرتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ واقعہ شاید رسول اللہ ﷺ نے خود بتایا ہو' تبھی تو وہ قسم کھا کر اس زوردار طریقے سے بیان فرما رہے ہیں۔ ⑫ ضروری نہیں کہ ہر جھوٹی قسم کا انجام یہی ہو۔ کبھی کبھار ایسا ہو جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کوئی نشانی دکھانا چاہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل بہت سے ایسے خلاف عادت واقعات ہوئے تھے۔ ⑬ یہ حدیث حرم کی عظمت وحرمت پر بھی واضح دلالت کرتی ہے اور یہ کہ جس کسی نے بھی حرم یا حدودِ حرم میں معاصی وغیرہ کا ارتکاب کیا' اس پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا برسا اور وہ نشانِ عبرت بن گیا۔

(المعجم ٢) - اَلْقَسَامَةُ (التحفة ٢)

باب:٢-قسامت کا بیان

٤٧١١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ

۴۷۱۱- رسول اللہ ﷺ کے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قسامت کو برقرار رکھا ہے جیسے کہ وہ جاہلیت میں رائج تھی۔

٤٧١١- أخرجه مسلم، القسامة، باب القسامة، ح: ١٦٧٠ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١٠، وقال: "واللفظ لأحمد".

ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقَرَّ الْقَسَامَةَ عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

فائدہ: اسلام نے جاہلیت کی صرف بری رسموں کو ختم کیا ہے، ہر رسم کو نہیں۔ آپ ﷺ کے برقرار رکھنے سے اب یہ رسم کے طور پر قابل عمل نہیں بلکہ اسے شرعی حکم کا درجہ حاصل ہے۔

٤٧١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّ الْقَسَامَةَ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَقَرَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَضَى بِهَا بَيْنَ أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي قَتِيلٍ ادَّعَوْهُ عَلَى يَهُودِ خَيْبَرَ.

۴۷۱۲- رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ سے روایت ہے کہ قسامت جاہلیت میں رائج تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی طرح برقرار رکھا جس طرح یہ جاہلیت میں تھی اور آپ نے ایک مقتول کے بارے میں قسامت کا فیصلہ بھی کیا تھا جس کے قتل کا الزام انصار نے خیبر کے یہودیوں پر لگایا تھا۔

خَالَفَهُمَا مَعْمَرٌ.

معمر نے ان دونوں کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: قسامت والی اس روایت کو امام زہری سے بیان کرنے والے تین راوی: یونس، اوزاعی اور معمر ہیں۔ مخالفت یہ ہے کہ یونس بن یزید اور امام اوزاعی نے جب یہ روایت امام زہری سے بیان کی تو انھوں نے اسے موصول بیان کیا ہے، یعنی ان کی سند میں صحابیٔ رسول ہی رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں جبکہ امام معمر بن راشد نے اپنی سند میں سعید بن مسیب تابعی کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کی بابت روایت ذکر کی ہے۔ اس طرح یہ حدیث مرسل بنتی ہے، یعنی ایک تابعی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا تھا۔ اس مخالفت کے باوجود حدیث مذکور کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ وہ دونوں ثقہ اور حافظ ہیں، لہٰذا وہ مقدم ہیں۔

٤٧١٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١١. * الوليد هو ابن مسلم.

٤٧١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: كَانَتِ الْقَسَامَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، ثُمَّ أَقَرَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي وُجِدَ مَقْتُولًا فِي جُبِّ الْيَهُودِ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: الْيَهُودُ قَتَلُوا صَاحِبَنَا.

۴۷۱۳-حضرت ابن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ قسامت جاہلیت میں تھی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک انصاری کے بارے میں برقرار رکھا جو یہودیوں کے ایک کنویں میں مقتول پائے گئے تھے۔ انصار نے دعویٰ کر دیا تھا کہ یہودیوں نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے۔

(المعجم ٣) - تَبْدِئَةُ أَهْلِ الدَّمِ فِي الْقَسَامَةِ (التحفة ٣)

باب:۳-قسامت میں پہلے مقتول کے ورثاء سے قسمیں لینے کا بیان

٤٧١٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمَا، فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ، فَأَتٰى يَهُودَ فَقَالَ: أَنْتُمْ وَاللهِ! قَتَلْتُمُوهُ، فَقَالُوا: وَاللهِ! مَا قَتَلْنَاهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، ثُمَّ

۴۷۱۴-حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بھوک اور مشقت کے ستائے ہوئے خیبر کی طرف گئے۔ محیصہ کسی کام سے واپس آئے تو انھیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے کنویں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے۔ وہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہا: اللہ کی قسم! تم نے اسے قتل کیا ہے۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پھر وہ مدینہ منورہ واپس آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر پوری بات آپ سے ذکر کی۔ پھر وہ خود، ان کے بڑے بھائی حویصہ اور (مقتول کے بھائی) عبدالرحمٰن بن سہل تینوں آئے۔ محیصہ بات کرنے لگے

٤٧١٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١٢.

٤٧١٤ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب كتاب الحاكم إلى عماله والقاضي إلى أمنائه، ح: ٧١٩٢، ومسلم، القسامة، باب القسامة، ح: ١٦٦٩/ ٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٧٧، ٨٧٨، والكبرٰى، ح: ٦٩١٣.

أَقْبَلَ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ - وَهُوَ أَخُوهُ أَكْبَرُ مِنْهُ - وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ ، فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَبِّرْ كَبِّرْ» وَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ: «إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوا بِحَرْبٍ» فَكَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذٰلِكَ، فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللّٰهِ! مَا قَتَلْنَاهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «تَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ». قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ»؟ قَالُوا: لَيْسُوا مُسْلِمِينَ، فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ. قَالَ سَهْلٌ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

کیونکہ وہ خیبر میں (مقتول کے ساتھ) تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' تب حویصہ نے بات کی۔ پھر محیصہ نے بھی بات چیت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بابت فرمایا: ''یا تو یہودی تمھارے مقتول کی دیت دیں گے یا انھیں جنگ لڑنا ہوگی۔'' نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کی بابت یہودیوں کو خط لکھا۔ انھوں نے (جواباً) لکھا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا: ''کیا تم (پچاس) قسمیں کھا کر اپنے مقتول کے بدلے کے حق دار بنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر یہودی تمھارے سامنے (پچاس) قسمیں کھا لیں؟'' انھوں نے کہا: وہ تو مسلمان نہیں (جھوٹی قسمیں کھا جائیں گے)۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس مقتول کی دیت اپنی طرف (بیت المال) سے ادا کر دی اور ان کو سو اونٹنیاں بھیج دیں۔ حتیٰ کہ ان کے گھر میں داخل کی گئیں۔ حضرت سہل نے فرمایا: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات بھی ماری تھی۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ قسامت کی مشروعیت کی صریح دلیل ہے۔ مسئلہ اب بھی اسی طرح ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہم معاملے میں بڑی عمر والے ہی کو مقدم کیا جائے۔ پہلے اسے بات کرنے کا موقع دیا جائے بشرطیکہ اس میں اس کی اہلیت ہو۔ ہاں اگر بڑی عمر والا ایسی صلاحیت سے عاری ہو تو پھر چھوٹے کی بات کا اعتبار ہوگا۔ ③ قسامت میں قتل ثابت کرنے کے لیے بالجزم اور پختہ قسمیں کھانا ضروری ہے، مقتول شخص کو قتل ہوتے دیکھا ہو یا پھر کسی پختہ ذریعے سے قاتل کی اطلاع ملی ہو۔ اس کے علاوہ، محض گمان کی بنیاد پر قتل ثابت نہیں ہوگا۔ ④ عبداللہ بن سہل اور محیصہ آپس میں چچا زاد بھائی تھے۔ خیبر میں ان کی زمین تھی جو خیبر کی غنیمت سے ملی تھی۔ ⑤ ''حق دار بنتے ہو'' بعض روایات میں پہلے یہودیوں سے قسم لینے کا ذکر ہے کیونکہ وہ مدعیٰ علیہ تھے اور قسم مدعیٰ علیہ کا حق ہے۔ اس حدیث میں مدعیان سے

پہلے قسم لینے کا ذکر ہے۔قسامت میں دوسری صورت کے مطابق ہی عمل ہوگا‘ اسی قسم کی روایات کو ترجیح حاصل ہے‘ اگرچہ عام معاملات میں مدعی کے ذمے دلیل اور مدعی علیہ پر قسم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

٤٧١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ مِنْ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ، فَأَتٰى مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ، فَأَتٰى يَهُودَ فَقَالَ: أَنْتُمْ وَاللّٰهِ! قَتَلْتُمُوهُ، قَالُوا: وَاللّٰهِ! مَا قَتَلْنَاهُ، فَأَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ، فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمُحَيِّصَةَ: «كَبِّرْ كَبِّرْ» يُرِيدُ السِّنَّ، فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوا بِحَرْبٍ» فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ، فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللّٰهِ! مَا قَتَلْنَاهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ»؟

۴۷۱۵-حضرت ابولیلیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ مجھے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ اور میری قوم کے بزرگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ رضی اللہ عنہما فاقوں کے مارے ہوئے خیبر کو گئے۔محیصہ کام سے واپس آئے تو انھیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے کنویں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے۔وہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہا: اللہ کی قسم! تم نے اسے قتل کیا ہے۔انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔وہ مدینہ منورہ اپنی قوم کے پاس آئے تو سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔پھر وہ خود‘ ان کے بڑے بھائی حویّصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔محیّصہ بات کرنے لگے کیونکہ خیبر میں وہی تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بڑے کو پہلے بات کرنے دو۔“ آپ کا مقصد تھا جو عمر میں بڑا ہے۔حویصہ نے پہلے بات کی۔پھر محیصہ نے بھی بات کی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یا تو وہ تمھارے مقتول کی دیت دیں گے ورنہ ان سے اعلان جنگ کر دیا جائے گا۔“ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بابت ان (یہودیوں) کو خط لکھا۔انھوں نے جواب میں لکھا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔تب رسول اللہ ﷺ نے حویصہ‘ محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا: ”تم (پچاس) قسمیں کھا کر اپنے مقتول کے خون کے حق دار

٤٧١٥-[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١٤.

قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ» قَالُوا: لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ، فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ. قَالَ سَهْلٌ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

بنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر یہودی تمھارے سامنے قسمیں اٹھائیں گے۔'' انھوں نے کہا: وہ تو مسلمان نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے مقتول کی دیت ادا فرما دی اور ان کے پاس سو اونٹنیاں بھیج دیں حتیٰ کہ وہ ان کے گھر میں داخل کی گئیں۔ حضرت سہل نے کہا: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

(المعجم ٤) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ سَهْلٍ فِيهِ (التحفة ٣) - أ

باب:۴-سہل کی اس حدیث کی روایت میں راویوں کے اختلاف الفاظ کا ذکر

٤٧١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: وَحَسِبْتُ قَالَ: وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُمَا قَالَا: خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ حَتّٰى إِذَا كَانَا بِخَيْبَرَ تَفَرَّقَا فِي بَعْضِ مَا هُنَالِكَ، ثُمَّ إِذَا بِمُحَيِّصَةَ يَجِدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلًا فَدَفَنَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَهْلٍ، وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ قَبْلَ صَاحِبَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَبِّرِ الْكُبْرَ فِي السِّنِّ» فَصَمَتَ وَتَكَلَّمَ صَاحِبَاهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مَعَهُمَا، فَذَكَرُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مَقْتَلَ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۷۱۶-حضرت سہل بن ابی حثمہ اور حضرت رافع بن خدیج ؓ نے فرمایا: حضرات عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود ؓ سفر کو نکلے حتیٰ کہ جب وہ خیبر پہنچے تو وہاں اپنے اپنے کام میں الگ الگ ہو گئے۔ پھر اچانک محیصہ نے عبداللہ بن سہل کو مقتول پایا۔ ان کو دفن کرنے کے بعد وہ خود، حویصہ بن مسعود اور عبدالرحمن بن سہل، جو کہ سب سے چھوٹے تھے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمن (مقتول کا بھائی ہونے کے ناتے) اپنے دونوں ساتھیوں سے پہلے بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''عمر کے لحاظ سے بڑے کو پہلے بات کرنے دو۔'' وہ چپ ہو گئے اور دیگر دو ساتھیوں نے باتیں کیں۔ پھر اس نے بھی ان کے ساتھ ساتھ باتیں کیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عبداللہ بن سہل کے قتل کا معاملہ پیش

٤٧١٦_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١٥.

سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ: «أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ صَاحِبَكُمْ أَوْ قَاتِلَكُمْ»؟ قَالُوا: كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ؟ قَالَ: «فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا»؟ قَالُوا: وَكَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ؟ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَعْطَاهُ عَقْلَهُ.

کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے مقتول کے خون کے (بدلے) یا قاتل کے مستحق بنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: ہم کیسے قسم کھائیں جب کہ ہم تو موقع پر حاضر نہیں تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں اٹھا کر بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: ہم کافروں کی قسمیں کس طرح قبول کر لیں؟ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ صورت حال دیکھی تو آپ نے (اپنی طرف سے) مقتول کی دیت دے دی۔

فائدہ: ''دیت دے دی'' بے گناہ مسلمان مقتول کا خون رائیگاں نہیں ہوتا' اس لیے آپ نے بیت المال سے دیت ادا فرما دی۔ اس طرح جھگڑا ختم ہو گیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی کامل بصیرت اور معاملہ فہمی تھی ورنہ وہ دیت کے حق دار نہیں تھے کیونکہ وہ خود قسمیں کھانے کے لیے تیار نہیں تھے اور مدعیٰ علیہم کی قسموں کو مانتے نہ تھے۔

٤٧١٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ: أَنَّ مُحَيِّصَةَ ابْنَ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا، فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ، فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَهْلٍ، فَجَاءَ أَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا عَمِّهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَتَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي أَمْرِ أَخِيهِ وَهُوَ أَصْغَرُ مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكُبْرَ لِيَبْدَءِ الْأَكْبَرُ» فَتَكَلَّمَا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَذَكَرَ

۴۷۱۷- حضرت سہل بن ابی حثمہ اور حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ محیصہ بن مسعود اور عبداللہ بن سہل ؓ اپنے کسی کام سے خیبر گئے اور کھجوروں کے درختوں میں الگ الگ ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن سہل قتل کر دیے گئے۔ ان کا بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور اس کے چچا زاد بھائی حویصہ اور محیصہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی کے بارے میں بات شروع کی جبکہ وہ ان تینوں میں سے چھوٹے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنی چاہیے۔'' پھر ان دو بھائیوں نے اپنے مقتول کے بارے میں بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے پچاس آدمی قسمیں اٹھائیں۔''

٤٧١٧_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١٦.

كَلِمَةً مَعْنَاهَا «يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْكُمْ» فَقَالُوا : يَارَسُولَ اللهِ! أَمْرٌ لَمْ نَشْهَدْهُ كَيْفَ نَحْلِفُ؟ قَالَ : «فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ» قَالُوا : يَارَسُولَ اللهِ! قَوْمٌ كُفَّارٌ، فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ . قَالَ سَهْلٌ : فَدَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي نَاقَةٌ مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ .

انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو موقع پر موجود نہیں تھے۔ ہم کیسے قسمیں اٹھائیں؟ آپ نے فرمایا: ”پھر یہودی پچاس قسمیں دے کر تم سے بری ہو جائیں گے۔“ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! وہ کافر لوگ ہیں۔ (ان کی قسموں کا کیا اعتبار؟) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے مقتول کی دیت ادا کر دی۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کے اونٹوں کے باڑے میں داخل ہوا تو ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری۔

٤٧١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا خَيْبَرَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا لِحَوَائِجِهِمَا، فَأَتَى مُحَيِّصَةُ عَلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيلًا فَدَفَنَهُ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ سِنًّا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «كَبِّرِ الْكُبْرَ» فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَحْلِفُونَ بِخَمْسِينَ يَمِينًا مِنْكُمْ

۴۷۱۸- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر گئے۔ ان دنوں (یہود خیبر سے) صلح تھی۔ وہ اپنے اپنے کام میں ادھر ادھر ہو گئے۔ پھر محیصہ، عبداللہ بن سہل کی طرف آئے تو وہ اپنے خون میں لتھڑے ہوئے مقتول پڑے تھے۔ انھوں نے انھیں دفن کیا۔ پھر وہ مدینہ منورہ آئے اور عبدالرحمٰن بن سہل، حویصہ اور محیصہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن جو عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے، بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بڑے کو بات کرنے دو۔“ وہ خاموش ہو گئے اور دوسرے دو بھائیوں نے بات چیت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم پچاس قسمیں اٹھا کر اپنے مقتول کے خون کے حق دار بنتے ہو؟“ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے قسمیں کھائیں جبکہ ہم تو موقع پر موجود ہی

٤٧١٨_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١٧.

فَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ؟ قَالَ: «تُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ؟ فَعَقَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

نہ تھے اور نہ ہم نے کسی کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر تم سے بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کافر لوگوں سے کیسے قسمیں اٹھوائیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے مقتول کی دیت اپنی طرف سے ادا فرما دی۔

٤٧١٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا فِي حَوَائِجِهِمَا، فَأَتَى مُحَيِّصَةُ عَلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيلًا فَدَفَنَهُ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَبِّرِ الْكُبْرَ». وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ، فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَحْلِفُونَ بِخَمْسِينَ يَمِينًا مِنْكُمْ وَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ»؟ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ؟ فَقَالَ: «أَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ

۴۷۱۹- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید خیبر گئے۔ اور ان دنوں (یہود خیبر سے) صلح تھی۔ وہ اپنے اپنے کام میں الگ ہو گئے۔ پھر محیصہ، عبداللہ بن سہل کی طرف آئے تو انھیں خون میں لت پت پایا۔ خیر! انھوں نے انھیں دفن کیا۔ پھر وہ مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت عبدالرحمٰن بن سہل اور اپنے بھائی حویصہ بن مسعود کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (مقتول کے بھائی) عبدالرحمٰن، جو سب سے چھوٹے تھے بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' وہ چپ ہو گئے۔ دوسرے دو حضرات نے بات چیت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے ساتھی یا قاتل کے حق دار بنتے ہو؟'' وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے قسمیں کھائیں جب کہ ہم موقع پر موجود نہیں تھے اور نہ ہم نے کسی (قاتل) کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کافر لوگوں کی

٤٧١٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١٨.

بِخَمْسِينَ»؟ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

قسمیں کیسے قبول کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت اپنی طرف سے ادا فرما دی۔

فائدہ: ''اپنی طرف سے'' یعنی بیت المال سے، کیونکہ بیت المال آپ کے ماتحت تھا۔

٤٧٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ عَبْدَاللهِ ابْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ، فَتَفَرَّقَا فِي حَاجَتِهِمَا، فَقُتِلَ عَبْدُاللهِ بْنُ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيُّ، فَجَاءَ مُحَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَخُو الْمَقْتُولِ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ حَتّٰى أَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اَلْكُبْرَ الْكُبْرَ» فَتَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ فَذَكَرُوا شَأْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا فَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ» قَالُوا: كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَحْضُرْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ قَالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۴۷۲۰- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود دونوں خیبر گئے۔ وہاں وہ اپنے اپنے کام میں ادھر ادھر ہو گئے تو عبداللہ بن سہل انصاری قتل کر دیے گئے۔ پھر محیصہ، مقتول کا بھائی عبدالرحمٰن اور حویصہ بن مسعود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن بات شروع کرنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے انھیں فرمایا: ''بڑے کو پہلے بات کرنے دو۔'' تو محیصہ اور حویصہ نے بات شروع کی اور عبداللہ بن سہل کے قتل کا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے قاتل کا مواخذہ کر سکتے ہو؟'' وہ کہنے لگے: ہم کیسے قسمیں کھائیں ہم تو وہاں موجود نہیں تھے اور نہ ہم نے واقعہ دیکھا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کافر لوگوں کی قسمیں کیسے قبول کریں! پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت خود ادا فرما دی۔ حضرت سہل نے فرمایا: ہمارے باڑے میں ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات بھی ماری تھی۔

٤٧٢٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١٩.

قَالَ بُشَيْرٌ: قَالَ لِي سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي فَرِيضَةٌ مِنْ تِلْكَ الْفَرَائِضِ فِي مِرْبَدٍ لَنَا.

٤٧٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: وُجِدَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ قَتِيلًا، فَجَاءَ أَخُوهُ وَعَمَّاهُ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ وَهُمَا عَمَّا عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكُبْرَ الْكُبْرَ» قَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا وَجَدْنَا عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلًا فِي قَلِيبٍ مِنْ بَعْضِ قُلُبِ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ تَتَّهِمُونَ؟» قَالُوا: نَتَّهِمُ الْيَهُودَ، قَالَ: «أَفَتُقْسِمُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا أَنَّ الْيَهُودَ قَتَلَتْهُ؟» قَالُوا: وَكَيْفَ نُقْسِمُ عَلَى مَا لَمْ نَرَ؟ قَالَ: «فَتُبَرِّئُكُمُ الْيَهُودُ بِخَمْسِينَ أَنَّهُمْ لَمْ يَقْتُلُوهُ» قَالُوا: وَكَيْفَ نَرْضَى بِأَيْمَانِهِمْ وَهُمْ مُشْرِكُونَ؟ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

أَرْسَلَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

۴۷۲۱- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن سہل مقتول پائے گئے۔ ان کا بھائی اور اس کے دو چچے حویصہ اور محیصہ‘ اور وہ دونوں عبداللہ بن سہل کے بھی چچے تھے‘ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ (ان کا بھائی) عبدالرحمٰن بات کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بڑے کو بات کرنے دو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے عبداللہ بن سہل کو خیبر کے ایک کنویں میں مقتول پایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم کن پر الزام لگاتے ہو؟“ انھوں نے کہا: ہم یہودیوں پر الزام لگاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم پچاس قسمیں کھاتے ہو کہ یہودیوں نے اسے قتل کیا ہے؟“ وہ کہنے لگے: ہم ایسی چیز کی قسم کیسے کھا سکتے ہیں جو ہم نے نہیں دیکھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا‘ بری ہو جائیں گے۔“ وہ کہنے لگے: ہم ان مشرکوں کی قسمیں کیسے تسلیم کر لیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت اپنی طرف سے ادا فرما دی۔

مالک بن انس نے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

فائدہ: ”مالک بن انس نے یہ روایت مرسل بیان کی“ امام مالک رحمہ اللہ یہ روایت دو اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔ ابولیلیٰ اور یحییٰ بن سعید سے۔ جب وہ یحییٰ بن سعید سے بیان کرتے ہیں تو مرسل بیان کرتے ہیں‘ یعنی سہل

٤٧٢١- [صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١٩.

بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔ جب ابولیلیٰ سے بیان کرتے ہیں تو موصول بیان کرتے ہیں' اس لیے امام مالک کی یہ روایت شواہد ومتابعات کی بنا پر صحیح ہے۔ یحییٰ بن سعید کی روایت (۴۷۲۲) آئندہ آرہی ہے جبکہ ابولیلیٰ سے مروی روایت اس سے قبل (حدیث: ۴۷۱۴) گزر چکی ہے۔

٤٧٢٢- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ، فَتَفَرَّقَا فِي حَوَائِجِهِمَا، فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ، فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ فَأَتَى هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهِ مِنْ أَخِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَبِّرْ كَبِّرْ» فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرُوا شَأْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ»

۴۷۲۲- حضرت بشیر بن یسار نے بتایا کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر گئے اور اپنے اپنے کاموں میں ادھر ادھر ہو گئے تو عبداللہ بن سہل قتل کر دیے گئے۔ محیصہ مدینہ منورہ آئے اور اپنے بھائی حویصہ اور (مقتول کے بھائی) عبدالرحمٰن بن سہل سمیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (مقتول عبداللہ کے) بھائی ہونے کی وجہ سے عبدالرحمٰن بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو پہلے بات کرنے دو۔'' پھر حویصہ اور محیصہ نے آپ سے بات چیت کی اور عبداللہ بن سہل کا مسئلہ پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے مقتول کے خون یا اپنے قاتل کے مستحق بنتے ہو؟''

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ يَحْيَى: فَزَعَمَ بُشَيْرٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ.

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے کہا: بشیر بن یسار نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے پاس (بیت المال) سے دیت ادا فرمادی۔

خَالَفَهُمْ سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ.

سعید بن عبید الطائی نے ان (بشیر بن یسار سے روایت کرنے والوں) کی مخالفت کی ہے۔

٤٧٢٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٠، والموطأ (يحيى): ٢/ ٨٧٨.

فائدہ: اس کی وضاحت یہ ہے کہ بشیر بن یسار سے بیان کرنے والے دیگر رواۃ حدیث نے صرف قسمیں لینے کا ذکر کیا ہے گواہوں کا نہیں جبکہ سعید بن عبید طائی نے (حدیث: ۴۷۲۳ میں) جب بشیر بن یسار سے بیان کیا تو دیگر راویوں کے برعکس یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدعیوں، یعنی حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن کے دعویٰ کرنے پر ان سے فرمایا تھا: ''تم اپنے اس دعویٰ پر کہ ہمارے آدمی کو یہودیوں نے قتل کیا ہے، گواہ پیش کرو۔'' انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس گواہ نہیں ہیں۔ بعدازاں آپ نے ان سے قسموں کی بات کی۔ اس کی تفصیل آئندہ روایت میں ملاحظہ کریں۔

٤٧٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا، فَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا، فَقَالُوا لِلَّذِينَ وَجَدُوهُ عِنْدَهُمْ: قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا، قَالُوا: مَا قَتَلْنَاهُ وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا، فَانْطَلَقُوا إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! اِنْطَلَقْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكُبْرَ الْكُبْرَ» فَقَالَ لَهُمْ: «تَأْتُونَ بِالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَ؟» قَالُوا: مَا لَنَا بَيِّنَةٌ، قَالَ: «فَيَحْلِفُونَ لَكُمْ». قَالُوا: لَا نَرْضٰى بِأَيْمَانِ الْيَهُودِ، وَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبْطُلَ دَمُهُ، فَوَدَاهُ مِائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

۴۷۲۳- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میری قوم کے کچھ آدمی خیبر گئے۔ وہاں وہ الگ الگ ہو گئے۔ انھوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو مقتول پایا تو ان لوگوں سے، جن کے پاس اس کی لاش پائی گئی تھی، کہا: تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہم نے اسے قتل نہیں کیا اور نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں۔ پھر وہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! ہم خیبر گئے تھے۔ وہاں ہم نے اپنے ایک آدمی کو مقتول پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' آپ نے ان سے فرمایا: ''تم اپنے مقتول کے قاتل کے بارے میں کوئی گواہ پیش کرو۔'' وہ کہنے لگے: ہمارے پاس تو کوئی گواہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر وہ تمھارے سامنے قسمیں کھائیں گے (اور بری ہو جائیں گے)۔'' وہ کہنے لگے: ہم تو یہودیوں کی قسم کا اعتبار نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے پسند نہ فرمایا کہ اس کا خون بلا معاوضہ رہے، لہٰذا آپ نے صدقے کے اونٹوں میں سے سو اونٹ دیت کے طور پر دے دیے۔

٤٧٢٣_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٢١.

خَالَفَهُمْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ.

عمرو بن شعیب نے ان (حدیث بیان کرنے والے باقی تمام رواۃ) کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس مخالفت کی وضاحت یہ ہے کہ یہ حدیث بیان کرنے والے باقی تمام راوی یہ بیان کرتے ہیں کہ مقتول عبداللہ بن سہل ہیں جو کہ محیصہ کے چچازاد بھائی ہیں جبکہ عمرو بن شعیب کہتے ہیں (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے) کہ مقتول محیصہ کا چھوٹا بیٹا ہے، یعنی عبداللہ بن سہل مقتول نہیں۔ دوسری مخالفت یہ ہے کہ دیگر تمام راویوں کے برعکس انھوں نے یہ روایت اپنے پردادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے جبکہ تمام رواۃ نے حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ تیسری مخالفت یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دیت یہودیوں پر تقسیم کر دی تھی اور ان کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے نصف دیت، یعنی پچاس اونٹ اپنے ذمے لیے تھے جبکہ تمام راوی کہتے ہیں کہ پوری کی پوری دیت، یعنی سو اونٹ اور اونٹنیاں رسول اللہ نے اپنی طرف سے (بیت المال سے) ادا فرمائی تھی۔ اس حدیث میں بیان کی گئی تفصیل درست نہیں بلکہ جو تفصیل دیگر راویوں نے بیان کی ہے وہی درست اور صحیح ہے۔ اس روایت میں صحیح روایات اور بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کی گئی ہے، اس لیے یہ روایت شاذ، یعنی ضعیف ہے جبکہ اس کے مقابلے میں دوسری روایات محفوظ، یعنی صحیح ہیں۔ واللہ أعلم. ② گواہی کا ذکر صرف سعید بن عبید طائی کی روایت میں ہے۔ دیگر رواۃ نے گواہی کا ذکر نہیں کیا۔ تفصیلی روایات، جو کہ بخاری ومسلم کی ہیں، میں یہی ذکر ہے کہ آپ نے پہلے مدعین سے قسمیں اٹھانے کا مطالبہ کیا۔ ان کے انکار پر مدعیٰ علیہم سے قسموں کا مطالبہ کیا۔ اس لحاظ سے گواہی کا ذکر سعید بن عبید طائی کا شذوذ معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے [خَالَفَهُمْ سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ] سے امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد اسی طرف اشارہ کرنا ہو۔

٤٧٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ الْأَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ ابْنَ مُحَيِّصَةَ الْأَصْغَرَ أَصْبَحَ قَتِيلًا عَلَى أَبْوَابِ خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقِمْ شَاهِدَيْنِ عَلَى مَنْ

۴۷۲۴- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ محیصہ کا چھوٹا بیٹا خیبر کے دروازوں پر مقتول پایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے قاتل کے دو عینی گواہ لاؤ، میں اسے اس کی رسی سمیت (گرفتار کر کے) تیرے سپرد کر دوں گا۔“ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں دو گواہ

٤٧٢٤- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب القسامة، ح: ٢٦٧٨ من حديث عمرو بن شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٢٢. * ابن محيصة الأصغر هو عبدالله بن سهل، وراجع شرح السندي.

قَتَلَهُ أَدْفَعُهُ إِلَيْكَ بِرُمَّتِهِ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مِنْ أَيْنَ أُصِيبُ شَاهِدَيْنِ؟ وَإِنَّمَا أَصْبَحَ قَتِيلًا عَلَى أَبْوَابِهِمْ قَالَ: «فَتَحْلِفُ خَمْسِينَ قَسَامَةً» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ أَحْلِفُ عَلَى مَا لَا أَعْلَمُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَتَسْتَحْلِفُ مِنْهُمْ خَمْسِينَ قَسَامَةً» فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَسْتَحْلِفُهُمْ وَهُمُ الْيَهُودُ؟ فَقَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِيَتَهُ عَلَيْهِمْ، وَأَعَانَهُمْ بِنِصْفِهَا.

کہاں سے لاؤں؟ وہ تو ان یہودیوں کے دروازوں کے سامنے مارا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا تو قسامت کی پچاس (قسمیں) کھا لے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس بات پر کس طرح قسمیں کھاؤں جو میں جانتا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم ان سے قسامت کی پچاس قسمیں لے لو۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! ہم ان سے کیسے قسمیں لیں وہ تو یہودی ہیں (جھوٹے مشہور ہیں)؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت یہودیوں پر تقسیم کر دی اور نصف دیت میں آپ نے ان سے تعاون فرمایا۔

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے لیکن راجح بات یہ ہے کہ یہ روایت شاذ (ضعیف کی ایک قسم) ہے۔ مزید سابقہ حدیث کی وضاحت ملاحظہ فرمائیے۔

(المعجم ٥، ٦) - بَابُ الْقَوَدِ (التحفة ٤)

باب: ۵، ۶- قصاص کا بیان

٤٧٢٥- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ، اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالتَّارِكُ دِينَهُ الْمُفَارِقُ».

۴۷۲۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان آدمی کا خون بہانا جائز نہیں' البتہ تین جرموں میں اسے قتل کیا جا سکتا ہے: اس نے کسی کو مار دیا ہو تو اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا یا شادی شدہ شخص زنا کرے یا جو شخص دین اسلام چھوڑ کر مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام نے قصاص مشروع قرار دیا ہے' البتہ ورثائے مقتول معافی پر راضی ہو جائیں تو دیت ادا کرنی ہوگی' لیکن صرف یہ قتل عمد میں ہوتا ہے' قتل خطا میں نہیں۔ قتل خطأ یہ ہے کہ گولی تو چلائی گئی کسی جانور پر مگر اچانک کوئی شخص آگے آ گیا اور گولی اسے لگ گئی یا یہ سمجھ کر گولی چلائی گئی کہ یہ کوئی جانور ہے' گولی

٤٧٢٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٢١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٣. * سليمان هو الأعمش.

معلوم ہوا کہ یہ تو انسان ہے۔ ایسی صورت میں قصاص نہیں ہوگا' البتہ دیت دینا ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں کا خون رائیگاں نہیں ہوسکتا۔ ② قصاص کا ڈر قاتل کو قتل سے روکتا ہے' نیز قصاص لینے سے ناحق خون ریزی سے بچت ہوتی ہے۔ لڑائی نہیں پھیلتی۔ ③ قصاص کا عام قانون یہی ہے جو حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے' تاہم اگر کوئی شخص کسی پر ناجائز طور پر قاتلانہ حملے کرے اور پھر دفاع میں حملہ آور مارا جائے تو ایسے شخص سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔

٤٧٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ - وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُتِلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَرُفِعَ الْقَاتِلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ، فَقَالَ الْقَاتِلُ: يَارَسُولَ اللهِ، لَا وَاللهِ! مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِوَلِيِّ الْمَقْتُولِ: «أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ» فَخَلَّى سَبِيلَهُ قَالَ: وَكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ، فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ، فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ.

۴۷۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک آدمی قتل ہوگیا۔ قاتل کو پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے مقتول کے وارث کے سپرد کر دیا۔ قاتل کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میرا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے وارث سے فرمایا: ''اگر یہ سچا ہوا اور تو نے اسے قتل کر دیا تو تو آگ میں جائے گا۔'' اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ قاتل چمڑے کی رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ اسی طرح اپنی رسی کو گھسیٹتا ہوا نکلا تو اس کا نام ہی ذوالنسعہ (تندی یا رسی والا) پڑ گیا۔

فوائد ومسائل: ① مقتول کے وارث کو چاہیے کہ وہ قصاص لینے میں جلدی نہ کرے بلکہ معاف کر دے۔ اگرچہ قصاص لینا جائز ہے' تاہم معاف کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ممکن ہے قاتل بے گناہ ہو یا اس نے جان بوجھ کر قتل نہ کیا ہو وغیرہ۔ ② اس حدیث سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کے کسی پیشے یا کسی اور خصوصیت کی وجہ سے کوئی لقب دیا جائے اور وہ اسے برا نہ سمجھے تو اس کا جواز ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور شخص کو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ذوالنسعہ (رسی یا تندی والا) کہا کرتے تھے' یعنی اس کے گلے وغیرہ میں پڑی رسی کی

٤٧٢٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح:٤٤٩٨ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال الترمذي، ح:١٤٠٧ "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٢٤ . ﷺ الأعمش عنعن، وللحديث شواهد عند مسلم، ح:١٦٨٠ وغيره.

وجہ سے اس کا لقب ہی ذوالنسعہ پڑ گیا۔ ③ ''سپرد کر دیا'' شریعت کی رو سے قصاص کا حق مقتول کے ورثاء کو ہے۔ وہ چاہیں تو قتل کریں' چاہیں معاف کر دیں۔ اس لیے آپ نے قاتل کو مقتول کے ولی کے سپرد کر دیا۔ یہ ضروری نہیں کہ حکومت خود قتل کرے' تاہم جج کے فیصلے سے پہلے از خود ہی قاتل کو قتل کرنا درست نہیں کیونکہ یہ قانون کو ہاتھ میں لینے والی بات ہے' البتہ جب قاضی قاتل حوالے کرے تو پھر اسے قتل کرنا جائز ہے۔ ④ ''آگ میں جائے گا'' کیونکہ جان بوجھ کر قتل کرنے والے ہی کو قصاصاً قتل کیا جا سکتا ہے۔ قاتل کے بیان کے مطابق اس سے یہ قتل عمداً سرزد نہیں ہوا تھا' لہٰذا وہ قتل کا مستحق نہیں تھا لیکن آپ کا قاتل کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دینا یہ بتاتا ہے کہ اس قتل کی ظاہری صورت عمد (جان بوجھ کر قتل کرنے) ہی کی تھی۔ قاتل کی نیت کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ گویا ایسی صورت میں بھی مقتول کے ورثاء کو چاہیے کہ وہ قاتل کی جان بخشی کر دیں تاکہ کوئی شخص ناحق قتل نہ ہو۔ اگرچہ قاضی ظاہر حالات کے مطابق ہی فیصلہ کرے گا' تاہم مقتول کے ورثاء یہ رعایت دے سکتے ہیں۔

٤٧٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ عَنْ عَوْفٍ الْأَعْرَابِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جِيءَ بِالْقَاتِلِ الَّذِي قَتَلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، جَاءَ بِهِ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَقْتُلُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبْ» فَلَمَّا ذَهَبَ دَعَاهُ قَالَ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتَقْتُلُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبْ» فَلَمَّا ذَهَبَ قَالَ: «أَمَا إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَبُوءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ» فَعَفَا عَنْهُ فَأَرْسَلَهُ قَالَ:

٤٧٢٧- حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قاتل کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کیا گیا۔ اسے مقتول کا وارث لے کر آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو اسے معاف کرتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کرے گا؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ۔'' جب وہ چل پڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''کیا تو معاف کرتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو دیت لے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو قتل کرے گا؟'' اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ''جاؤ۔'' جب وہ چل پڑا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تو اسے معاف کر دے تو وہ تیرے اور تیرے مقتول کے گناہ کا ذمہ دار ہوگا۔'' اس نے اسے معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ میں نے قاتل کو

٤٧٢٧- أخرجه مسلم، القسامة، باب صحة الإقرار بالقتل وتمكين ولي القتيل من القصاص . . . الخ، ح: ١٦٨٠ من حديث علقمة بن وائل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٥ . * إسحاق هو ابن يوسف الأزرق.

فَرَأَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ. دیکھا' وہ اپنی تندی (پارسی) کو گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

فوائد ومسائل: ① جج اور حاکم کے لیے مشروع اور جائز ہے کہ وہ مقتول کے ورثاء کو معاف کرنے کی ترغیب دیں' لیکن انھیں بذاتِ خود کسی مجرم اور قاتل کو معاف کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر حاکم وقت یا فیصلہ کرنے والا جج از خود کسی قاتل کو' جرم ثابت ہونے کے باوجود معاف کرے گا تو یہ صریح ظلم اور عدل وانصاف کا خون کرنے کے مترادف ہوگا۔ ہمارے ہاں' جو یہ رائج ہے کہ تمام قانونی تقاضے پورے ہونے کے بعد اعلیٰ عدالتوں سے سزائے موت پانے والے مجرموں کو معاف کرنے کا اختیار ''جناب صدر'' کے پاس ہے' یہ قطعاً غلط اور ناجائز ہے۔ ② مجرم کو باندھنا جائز ہے بالخصوص جب اس کے فرار ہونے اور بھاگ جانے کا اندیشہ ہو۔ ③ ''تیرے اور مقتول کے گناہ'' یعنی اس معافی کے بدلے میں تیرے اور مقتول کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور تم دونوں جنتی بن جاؤ گے۔ مقتول اس لیے کہ وہ ظلماً مارا گیا اور مقتول کا ولی اس لیے کہ اس نے قاتل کی جان بخش دی۔ گویا ایک شخص کو زندگی دی۔ اور یہ بہت بڑی نیکی ہے۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قاتل کو دو گناہ ہوں گے۔ مقتول کو قتل کرنے کا اور تجھے (مقتول کے اولیاء کو) صدمہ اور نقصان پہنچانے کا' لیکن پہلے معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ أعلم. ④ مقتول کے ورثاء کو تین باتوں میں سے صرف ایک کا اختیار ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ قاتل کو معاف کر دیں' یہ سب سے بہتر' افضل اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اگر معاف نہیں کرتے تو پھر دیت' یعنی خون بہا لے لیں اور اسے چھوڑ دیں۔ یہ بھی بہتر ہے لیکن پہلے سے کم درجے کی نیکی ہے۔ اور تیسری اور آخری صورت قصاص میں قتل کرنا ہے۔ اس سے جس قدر بچ جائیں اتنا ہی بہتر ہے۔ اگر پہلی دونوں باتوں پر وہ آمادہ نہ ہوں تو پھر قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور بس۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا مقتول کے وارث کو بار بار معاف کرنے کی تلقین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معافی پسندیدہ اور محبوب عمل ہے' نیز رسول اللہ ﷺ کے بار بار معافی کا شوق دلانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں معاف کر دینا قصاص لینے سے بہتر ہے اور مقتول کے اولیاء کو معافی کی رغبت دلانی چاہیے۔

(المعجم ٦، ٧) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ فِيهِ (التحفة ٤) - أ

باب: ٦، ٧: علقمہ بن وائل کی روایت میں راویوں کے اختلاف کا بیان

٤٧٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْزَةُ أَبُو عُمَرَ الْعَائِذِيُّ

۴۷۲۸- حضرت وائل ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں موقع پر موجود تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک قاتل لایا گیا جسے مقتول کا ولی ایک تندی

٤٧٢٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٢٦. * يحيى هو القطان.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ وَائِلٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ جِيءَ بِالْقَاتِلِ يَقُودُهُ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ فِي نِسْعَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِوَلِيِّ الْمَقْتُولِ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتَقْتُلُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبْ بِهِ» فَلَمَّا ذَهَبَ بِهِ فَوَلَّى مِنْ عِنْدِهِ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتَقْتُلُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبْ بِهِ» فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «أَمَا إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوءُ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ». فَعَفَا عَنْهُ وَتَرَكَهُ فَأَنَا رَأَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ.

(چمڑے کی رسی) کے ساتھ کھینچے لا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: ''کیا تو معاف کرے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو دیت لے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''قتل کرے گا؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جالے جا۔'' جب وہ اس کو لے جانے کے لیے آپ کے پاس سے مڑا تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا: ''کیا تو معاف کرے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا دیت لے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر قتل کرے گا؟'' اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: ''اسے لے جا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو! اگر تو اسے معاف کر دے تو یہ اپنے اور تیرے مقتول کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے گا۔'' اس نے اسے معاف کر کے چھوڑ دیا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ (قاتل) اپنی تسمہ کو گھسیٹتے ہوئے جا رہا تھا۔

فائدہ: ''اپنے اور مقتول کے گناہوں'' یعنی معافی کی صورت میں مقتول کے گناہ بھی اس کے گلے میں ڈال دیے جائیں گے اور وہ جنتی ہو جائے گا' بخلاف اس سے قصاص لینے کے کہ اس طرح قاتل کا گناہِ قتل معاف ہو جائے گا جب کہ مقتول کے گناہ معاف ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔

٤٧٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ الْحَبَطِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۴۷۲۹- ایک اور سند سے حضرت وائل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس جیسی روایت بیان کرتے ہیں۔

قَالَ يَحْيٰى: وَهُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ.

یحییٰ نے کہا: یہ روایت اس (سابقہ روایت) سے

٤٧٢٩ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٧. * يحيى هو القطان.

(سنداً) اچھی ہے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتیں یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں۔ پہلی روایت وہ عوف بن ابوجمیلہ سے بیان کرتے ہیں جبکہ دوسری روایت میں ان کے استاد جامع بن مطر حبطی ہیں۔ اس دوسری روایت کے پہلی روایت سے اچھا اور بہتر ہونے کا سبب واللہ أعلم ' یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید کا استاد جامع بن مطر حبطی ان کے استاد عوف بن ابی جمیلہ سے حدیث بیان کرنے میں اچھا ہے۔ عوف بن ابی جمیلہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قَالَ بُنْدَارٌ: ...... لَقَدْ كَانَ قَدَرِيًّا، رَافِضِيًّا، شَيْطَانًا] ''بندار (محمد بن بشار) نے کہا: ...... بلاشبہ وہ (عوف بن ابوجمیلہ) تقدیر کا منکر' شیعہ رافضی اور شیطان تھا۔'' دیکھیے: (تهذيب التهذيب: ۸/ ۱۴۹) امام ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عوف ایک بدعت پر راضی نہیں ہوا بلکہ اس میں دو بدعتیں پائی جاتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ قدری یعنی تقدیر کا منکر تھا اور دوسری بدعت یہ تھی کہ وہ شیعہ اور رافضی تھا۔ (حوالۂ مذکور)

٤٧٣٠ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ - وَهُوَ الْحَوْضِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، جَاءَ رَجُلٌ فِي عُنُقِهِ نِسْعَةٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا وَأَخِي كَانَا فِي جُبٍّ يَحْفِرَانِهَا، فَرَفَعَ الْمِنْقَارَ فَضَرَبَ بِهِ رَأْسَ صَاحِبِهِ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ: «أُعْفُ عَنْهُ» فَأَبٰى وَقَالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! إِنَّ هٰذَا وَأَخِي كَانَا فِي جُبٍّ يَحْفِرَانِهَا، فَرَفَعَ الْمِنْقَارَ فَضَرَبَ بِهِ رَأْسَ صَاحِبِهِ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ: «أُعْفُ عَنْهُ» فَأَبٰى، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا وَأَخِي كَانَا فِي جُبٍّ يَحْفِرَانِهَا، فَرَفَعَ الْمِنْقَارَ أُرَاهُ قَالَ: فَضَرَبَ رَأْسَ

۴۷۳۰- حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا جس کی گردن میں رسی تھی (مطلب یہ کہ ایک شخص دوسرے آدمی کو گلے میں تندی ڈال کر لایا۔) اور (وہی لانے والا شخص) کہنے لگا: یہ اور میرا بھائی ایک کنواں کھودرہے تھے کہ اس نے کدال اٹھائی اور میرے بھائی کے سر پر دے ماری اور اسے ماردیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے معاف کردے۔'' اس نے انکار کر دیا۔ اور پھر کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! یہ اور میرا بھائی ایک کنویں میں کھدائی کررہے تھے تو اس نے کدال اٹھا کر اپنے ساتھی کے سر پر دے ماری اور اسے قتل کردیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے معاف کردے۔'' اس نے پھر انکار کیا۔ کچھ دیر بعد پھر اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ اور میرا بھائی دونوں ایک کنویں کی کھدائی کر

٤٧٣٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٧، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٢٨.

صَاحِبِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ: «أُعْفُ عَنهُ» فَأَبٰى قَالَ: «اِذْهَبْ إِنْ قَتَلْتَهُ كُنْتَ مِثْلَهُ» فَخَرَجَ بِهِ حَتّٰى جَاوَزَ، فَنَادَيْنَاهُ أَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَرَجَعَ فَقَالَ: إِنْ قَتَلْتُهُ كُنْتُ مِثْلَهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، أُعْفُ عَنْهُ»، فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا.

رہے تھے۔ اس نے کدال اٹھائی اور اپنے ساتھی کے سر پر مار دی اور اس کی جان نکال دی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے معاف کر دے۔'' اس نے پھر انکار کیا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر جا (لیکن یاد رکھ کہ) اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو تو بھی اس جیسا ہی ہوگا۔'' وہ اسے لے کر چلا گیا حتیٰ کہ کافی دور نکل گیا۔ تو ہم نے اسے آواز دی کہ تو رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں سنتا؟ وہ واپس آیا اور کہنے لگا: اگر میں نے اسے قتل کر دیا تو اس جیسا ہو جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اسے معاف کر دے۔'' پھر (اس نے قاتل کو چھوڑ دیا تو) قاتل اپنی تندی سمیت نکل بھاگا حتیٰ کہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

فوائد و مسائل: ① ''تو اس جیسا ہی ہوگا'' ظاہر مفہوم تو یہ ہے کہ اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو تو بھی ناجائز قاتل ہوگا لیکن یہ مفہوم یہاں مراد نہیں کیونکہ قاتل کو قصاص میں قتل کرنا جرم نہیں۔ باقی رہا قاتل کا یہ کہنا کہ میری نیت قتل کرنے کی نہیں تھی۔ اس سے قاتل کو معاف کرنا لازم نہیں آتا کیونکہ نیت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ظاہراً صورت قتل کی ہی تھی۔ آپ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ تجھے اس پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ اس نے بھی غصے میں قتل کیا' تو نے بھی۔ اگرچہ اس نے ناجائز قتل کیا اور تو جائز کرے گا مگر فضیلت تبھی حاصل ہوگی جب تو معاف کر دے۔ دنیا میں بھی تعریف ہوگی' آخرت میں بھی اجر عظیم حاصل ہوگا۔ آپ نے اس جیسا ذومعنی جملہ بول کر اس کے معافی کے جذبات کو ابھارا اور اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔ ﷺ۔ ② معلوم ہوا قصاص کی بجائے معافی بہتر ہے خصوصاً جب کہ قاتل یہ عذر بھی پیش کرتا ہو کہ میری نیت قتل کی نہیں تھی' اگرچہ ایسی صورت میں معافی ضروری نہیں تبھی تو آپ نے قاتل مقتول کے ولی کے سپرد کر دیا تھا کہ وہ اسے قتل کر سکتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد و مسائل حدیث: ۴۷۲۶)

٤٧٣١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ

۴۷۳۱- حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ایک

٤٧٣١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٩. * حاتم هو ابن أبي مغيرة، وخالد هو ابن الحارث.

سِمَاكٍ ذَكَرَ: أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ يَقُودُ آخَرَ بِنِسْعَةٍ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! قَتَلَ هٰذَا أَخِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقَتَلْتَهُ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! لَوْ لَمْ يَعْتَرِفْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَتَلْتُهُ، قَالَ: «كَيْفَ قَتَلْتَهُ؟» قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَهُوَ نَحْتَطِبُ مِنْ شَجَرَةٍ، فَسَبَّنِي فَأَغْضَبَنِي فَضَرَبْتُ بِالْفَأْسِ عَلَى قَرْنِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ تُؤَدِّيهِ عَنْ نَفْسِكَ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا لِي إِلَّا فَأْسِي، وَكِسَائِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتُرٰى قَوْمَكَ يَشْتَرُونَكَ؟» قَالَ: أَنَا أَهْوَنُ عَلٰى قَوْمِي مِنْ ذٰلِكَ، فَرَمٰى بِالنِّسْعَةِ إِلَى الرَّجُلِ فَقَالَ: «دُونَكَ صَاحِبَكَ» فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ» فَأَدْرَكُوا الرَّجُلَ فَقَالُوا: وَيْلَكَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ» فَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! حُدِّثْتُ أَنَّكَ قُلْتَ: «إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ» وَهَلْ أَخَذْتُهُ إِلَّا بِأَمْرِكَ فَقَالَ: «مَا تُرِيدُ أَنْ يَبُوءَ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ؟» قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَإِنْ ذَاكَ، قَالَ: «ذٰلِكَ كَذٰلِكَ».

دوسرے آدمی کو تندی (چمڑے کی رسی) کے ساتھ کھینچتا ہوا آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! اس نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس (دوسرے آدمی) سے پوچھا: ''کیا تو نے اسے قتل کیا ہے؟'' پہلا آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر یہ نہ مانے تو میں گواہ پیش کروں گا۔ دوسرے آدمی نے کہا: ہاں، میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیسے قتل کیا؟'' اس نے کہا: میں اور وہ ایک درخت سے ایندھن کے لیے لکڑیاں کاٹ رہے تھے۔ اس نے مجھے گالی دے کر غصہ دلا دیا تو میں نے کلہاڑا اس کے سر کی چوٹی پر دے مارا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اتنا مال ہے جو تو اپنی جان بچانے کے لیے ادا کرے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس تو میرے کلہاڑے اور میری چادر کے سوا کچھ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا خیال ہے تیری قوم تجھے خرید لے گی؟ (تیری دیت دے کر تجھے بچا لے گی؟)'' اس نے کہا: میں اپنی قوم کے نزدیک اس سے کم مرتبہ ہوں۔ آپ نے اس کی رسی پہلے آدمی کی طرف پھینک دی اور فرمایا: ''لو اپنے قاتل کو سنبھا لو۔'' جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اس جیسا ہی ہوگا۔'' لوگ جا کر اس آدمی کو ملے اور کہا: تجھ پر افسوس! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو وہ اس جیسا ہی ہوگا۔'' وہ آدمی واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''اگر اس

(میں) نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اس جیسا ہی ہوگا۔" حالانکہ میں نے تو اسے آپ کے فرمان سے پکڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: "کیا تو نہیں چاہتا کہ یہ شخص تیرا اور تیرے مقتول کا گناہ سمیٹ لے۔ (تمھارے گناہوں کی معافی کا سبب بن جائے؟)" اس نے کہا: کیوں نہیں، پھر کہا: اگر یہ بات ہے تو میں معاف کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "یہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے کہا، یعنی وہ تیرے اور تیرے مقتول کے گناہ اٹھائے گا۔"

فائدہ: حدیث:۴۷۳۰ میں ہے کہ وہ کنواں کھود رہے تھے جبکہ اس حدیث میں ہے کہ وہ لکڑیاں کاٹ رہے تھے جب اس نے قتل کیا۔ اس میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ان کا اصل کام تو کنواں کھودنا ہو اور اس دوران میں انھیں لکڑیاں حاصل کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہو اور لکڑیاں اکٹھی کرتے ہوئے ان کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہو اور اس نے کنواں کھودنے والی کدال کے ساتھ اسے قتل کر دیا ہو۔ جب مقتول کے بھائی نے بتایا تو اس نے ان کے اصل کام کا حوالہ دیا اور جب قاتل نے خود بتایا تو جائے وقوعہ کی خبر دی۔ واللہ أعلم.

٤٧٣٢- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ: إِنِّي لَقَاعِدٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَقُودُ آخَرَ، نَحْوَهُ.

۴۷۳۲- حضرت وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی ایک دوسرے شخص کو کھینچتا ہوا لایا۔ باقی روایت مذکورہ روایت کے ہم معنی ہے۔

٤٧٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ

۴۷۳۳- حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ آپ نے اسے مقتول کے ولی کے

٤٧٣٢_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٠.

٤٧٣٣_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣١.

أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا فَدَفَعَهُ إِلٰى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ يَقْتُلُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِجُلَسَائِهِ: «اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالَ: فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ، فَلَمَّا أَخْبَرَ بِهِ تَرَكَهُ قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ حِينَ تَرَكَهُ يَذْهَبُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَبِيبٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَشْوَعَ قَالَ: وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ الرَّجُلَ بِالْعَفْوِ.

سپرد فرما دیا کہ (چاہے تو) قتل کر دے۔ پھر نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: ”قاتل مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔“ ایک آدمی اس کے پیچھے گیا اور اسے آپ کے فرمان کی خبر دی۔ جب اس نے اس کو یہ بتایا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ جب اس نے چھوڑا تو میں نے دیکھا کہ وہ رسی گھسیٹتے ہوئے بھاگا جا رہا تھا۔ [فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَبِيبٍ فَقَالَ......الخ] میں نے یہ روایت حبیب سے بیان کی تو اس نے کہا: مجھ سے سعید بن اشوع نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس آدمی کو معاف کرنے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① [فَذَكَرْتُ......] کے قائل اسماعیل بن سالم ہیں۔ صحیح مسلم میں اس کی تصریح ہے۔ اسی طرح حبیب سے مراد حبیب بن ابی ثابت ہیں۔ اس کی تصریح اور وضاحت بھی صحیح مسلم میں موجود ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، القسامة والمحاربين، باب صحة الإقرار بالقتل و تمكين ولي القتيل من القصاص ...... الخ، حديث:١٦٨٠) ② ”دونوں آگ میں“ یہ مطلب نہیں کہ اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو دونوں آگ میں جائیں گے۔ یہ معنی مسلمات کے خلاف ہیں کیونکہ قتل کیے جانے کی صورت میں قاتل کا گناہ معاف ہو جائے گا کیونکہ قصاص لینے والا تو اپنا حق وصول کر لے گا۔ وہ آگ میں کیوں؟ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر قاتل اور مقتول دونوں ایک دوسرے کے قتل کے درپے رہے ہوں تو وہ دونوں آگ میں جائیں گے۔ ضروری نہیں کہ صرف قاتل ہی قصوروار ہو لہٰذا معاف کر دینا چاہیے۔ اس قسم کے الفاظ سے مقصود معافی کے جذبات کو ابھارنا تھا اور وہ مقصود حاصل ہو گیا۔ واللہ أعلم.

٤٧٣٤- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا أُتِيَ بِقَاتِلِ وَلِيِّهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ

۴۷۳۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے رشتہ دار کے قاتل کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ”اسے معاف کر دے۔“ اس نے انکار کیا۔ آپ نے

٤٧٣٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب العفو عن القاتل، ح: ٢٦٩١ عن عيسى بن يونس بن أبان الفاخوري أبي موسى الرملي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٢ . * ضمرة هو ابن ربيعة الرملي.

ﷺ: «اُعْفُ عَنْهُ» فَأَبٰى، فَقَالَ: «خُذِ الدِّيَةَ» فَأَبٰى، قَالَ: «اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلَهُ» فَذَهَبَ فَلَحِقَ الرَّجُلُ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اُقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلَهُ» فَخَلّٰى سَبِيلَهُ فَمَرَّ بِي الرَّجُلُ وَهُوَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ.

فرمایا: ''دیت لے لو۔'' اس نے پھر انکار کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جا پھر اسے قتل کر دے۔ تو بھی اس جیسا ہی ہے۔'' وہ اسے لے گیا۔ پیچھے سے کوئی آدمی اسے جا کر ملا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اسے قتل کر دے تو تو بھی اس جیسا ہی ہوگا۔'' تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ آدمی (قاتل) میرے پاس سے گزرا اس حال میں کہ وہ رسی گھسیٹتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔

فائدہ: ''رسی گھسیٹتا ہوا'' گویا اس نے رسی کھولنے کا تکلف بھی نہ کیا۔ اسی طرح بھاگ اٹھا۔

٤٧٣٥- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَتَلَ أَخِي، قَالَ: «اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ كَمَا قَتَلَ أَخَاكَ» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: اِتَّقِ اللهَ وَاعْفُ عَنِّي فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأَجْرِكَ وَخَيْرٌ لَكَ وَلِأَخِيكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَخَلّٰى عَنْهُ، قَالَ: فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ لَهُ قَالَ: فَأَعْنَفَهُ «أَمَا إِنَّهُ كَانَ خَيْرًا مِمَّا هُوَ صَانِعٌ بِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: يَا رَبِّ! سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِي»؟.

۴۷۳۵- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اس آدمی نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جا اسے قتل کر دے جیسے اس نے تیرے بھائی کو قتل کیا ہے۔'' وہ آدمی (قاتل) کہنے لگا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے معاف کر دو۔ اس سے تجھے بہت ثواب ملے گا۔ اور یہ (معافی) تیرے اور تیرے بھائی کے لیے قیامت کے دن بہت اچھی ثابت ہوگی۔ اس نے اسے چھوڑ دیا۔ نبی ﷺ کو بتایا گیا۔ آپ نے قاتل سے پوچھا تو اس نے مقتول کے وارث سے جو کہا تھا آپ کو اس کی خبر دی۔ تو آپ نے اسے ڈانٹا (اور فرمایا:) ''تیرا قتل ہو جانا اس سلوک سے بہتر تھا جو مقتول قیامت کے دن تجھ سے کرے گا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب اس سے پوچھیے کہ اس نے کس بنا پر مجھے قتل کیا تھا؟''

٤٧٣٥ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٣. * بشير وثقه الجمهور كما في تسهيل الحاجة، ح: ٣٧٨١، ولحديثه شواهد، منها الحديث السابق.

فوائد ومسائل: ① ”تیراقتل ہوجانا بہتر تھا“ گویا معافی مقتول اور اس کے ولی کے لیے تو بہتر اور افضل ہے مگر قاتل کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ مقتول اور اس کا ولی تو معافی کی وجہ سے جنت میں چلے جائیں گے مگر قاتل کو حساب دینا ہوگا اور عذاب سہنا ہوگا' بخلاف اس کے کہ اگر معاف نہ کیا جاتا اور قاتل کو قتل کر دیا جاتا تو قاتل کا گناہ تو معاف ہوجاتا' البتہ مقتول اور اس کے ولی کی معافی کی کوئی ضمانت نہ ہوتی۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت سے سزا ہونے کے بعد بھی قاتل' مقتول کے وارث سے معافی کی درخواست کرسکتا ہے اور وہ چاہے تو معاف کرسکتا ہے کیونکہ یہ خالصتاً اسی کا حق ہے۔ اور یہ صرف قتل کے مسئلے میں ہے۔ چوری وغیرہ کے مسئلے میں عدالت میں کیس آنے سے پہلے تو معاف کرسکتا ہے بعد میں نہیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨،٧) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ﴾ [المآئدة ٥: ٤٢] (التحفة . . .)

باب: ٨،٧-اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ کی تفسیر

وضاحت: اس باب کی تفصیل آئندہ باب کے تحت آنے والی احادیث میں بیان ہوگی۔

(المعجم ٨، ٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عِكْرِمَةَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٥)

باب: ٨،٩-اس روایت میں عکرمہ پر اختلاف کا بیان

٤٧٣٦- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ، وَكَانَ النَّضِيرُ أَشْرَفَ مِنْ قُرَيْظَةَ، وَكَانَ إِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْظَةَ رَجُلًا مِنَ النَّضِيرِ قُتِلَ بِهِ، وَإِذَا قَتَلَ رَجُلٌ

٤٧٣٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: بنوقریظہ اور بنونضیر (دو یہودی قبیلے تھے)۔ بنونضیر' بنوقریظہ سے افضل شمار ہوتے تھے۔ اگر بنوقریظہ میں سے کوئی آدمی بنونضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جاتا تھا لیکن جب بنو نضیر کا کوئی شخص بنوقریظہ کے کسی آدمی کو قتل کرتا تو وہ سو وسق کھجور دے دیتا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ مبعوث

٤٧٣٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب النفس بالنفس، ح: ٤٤٩٤ من حديث عبيدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٣٨، وابن الجارود، ح: ٧٧٢، والحاكم: ٤/ ٣٦٦، ٣٦٧، ووافقه الذهبي، وانظر، ح: ٣٢٦، ٢١١٤ لعلته، وله شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ أَدّٰى مِائَةَ وَسْقٍ مِنْ تَمْرٍ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ، فَقَالُوا: اِدْفَعُوهُ إِلَيْنَا نَقْتُلْهُ، فَقَالُوا: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَوْهُ فَنَزَلَتْ: ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ﴾ وَالْقِسْطُ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، ثُمَّ نَزَلَتْ: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾.

ہوئے (مدینہ منورہ تشریف لائے) تو بنونضیر کے ایک آدمی نے بنوقریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ بنوقریظہ نے مطالبہ کیا کہ قاتل ہمارے سپرد کرو تا کہ ہم اسے قتل کر دیں۔ (ان کے انکار پر) بنوقریظہ نے کہا: ہمارے اور تمھارے درمیان نبیٔ کریم ﷺ فیصلہ فرمائیں گے۔ وہ آپ کے پاس آئے تو یہ آیت اتری: ﴿وَ إِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ ''اگر آپ فیصلہ فرمائیں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائیں۔'' اور انصاف یہی ہے کہ جان کے بدلے جان (مقتول کے بدلے قاتل قتل کیا جائے۔) پھر یہ آیت اتری: ﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ﴾ ''کیا یہ اب بھی جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں؟''

فائدہ: ''ہمارے اور تمھارے درمیان'' ترجمے میں اسے بنوقریظہ کا قول بتلایا گیا ہے مگر یہ بنونضیر کا قول بھی بن سکتا ہے کہ وہ قاتل سپرد کرنے کے بجائے فیصلہ آپ کے پاس لے آئے۔ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ہماری روایات کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے۔ یہ ترجمہ مابعد الفاظ ''کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟'' سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٧٣٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْآيَاتِ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ الَّتِي قَالَهَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ إِلٰى: ﴿الْمُقْسِطِينَ﴾. إِنَّمَا نَزَلَتْ فِي الدِّيَةِ بَيْنَ

۴۷۳۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیات جن میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ...... الْمُقْسِطِيْنَ﴾ ''آپ ان میں فیصلہ کریں یا نہ (آپ کی مرضی ہے)...... انصاف کرنے والوں کو (ہی پسند کرتا ہے۔'') یہ آیات بنونضیر اور بنوقریظہ کے درمیان دیت کے جھگڑے کے بارے میں نازل ہوئیں اور وہ

٤٧٣٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب الحكم بين أهل الذمة، ح: ٣٥٩١ من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٥. * داود عن عكرمة منكر كما في التهذيب وغيره.

النَّضِيرِ وَبَيْنَ قُرَيْظَةَ، وَذٰلِكَ أَنَّ قَتْلَى النَّضِيرِ كَانَ لَهُمْ شَرَفٌ يُودَوْنَ الدِّيَةَ كَامِلَةً، وَأَنَّ بَنِي قُرَيْظَةَ كَانُوا يُودَوْنَ نِصْفَ الدِّيَةِ، فَتَحَاكَمُوا فِي ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ذٰلِكَ فِيهِمْ، فَحَمَلَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْحَقِّ فِي ذٰلِكَ فَجَعَلَ الدِّيَةَ سَوَاءً.

اس طرح کہ بنونضیر کے مقتولین کو افضل خیال کیا جاتا تھا' اس لیے ان کی مکمل دیت (سو اونٹ) ادا کی جاتی تھی جب کہ بنوقریظہ کے مقتولین کی نصف دیت ادا کی جاتی تھی۔ وہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس فیصلہ لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس بارے میں حق اختیار کرنے پر مجبور کیا اور آپ نے سب کی دیت برابر قرار دی۔

فوائد ومسائل: ① اسلامی حکومت کے تحت بسنے والے غیرمسلم ذمی کہلاتے ہیں۔ اپنے ذاتی معاملات تو وہ اپنی روایات کے مطابق خود طے کریں گے مگر جن معاملات کا تعلق عدالت سے ہے' وہ فیصلہ ملکی قانون کے مطابق ہوگا۔ ملکی قانون سے مراد اسلامی شریعت ہے۔ مذہب اور دین ذاتی معاملات میں شمار ہوتے ہیں۔ لوگوں سے لین دین اور جرم وسزا وغیرہ ملکی معاملات کے تحت آتے ہیں۔ ② مذکورہ بالا دونوں روایتوں کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین مذکورہ دونوں روایتوں کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں مل کر درجۂ صحت تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور دلائل کے اعتبار سے یہی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد: ۵/۲۰۱' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۳۶/۶-۱۲)

(المعجم ٩، ١٠) - بَابُ الْقَوَدِ بَيْنَ الْأَحْرَارِ وَالْمَمَالِيكِ فِي النَّفْسِ (التحفة ٦)

باب: ۱۰،۹- آزاد اور غلام کے درمیان قصاص کا بیان؟

٤٧٣٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۷۳۸- حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں اور اشتر نخعی حضرت علی ؓ کے پاس گئے۔ ہم نے

٤٧٣٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب أيقاد المسلم من الكافر؟، ح: ٤٥٣٠ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٦. * سعيد هو ابن أبي عروبة، وفي الحديث علتان كما مر في، ح: ٣٤، ٣٦، وله شواهد عند البخاري، ح: ٣٠٤٧، ٦٩١٥، وابن حبان، ح: ١٦٩٩ وغيرهما. * حسنه الحافظ في الفتح: ١٢/ ٢٣١، وصححه صاحب التنقيح.

سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَيْسِ ابْنِ عُبَادٍ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَالْأَشْتَرُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْنَا: هَلْ عَهِدَ إِلَيْكَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً؟ قَالَ: لَا، إِلَّا مَا كَانَ فِي كِتَابِي هٰذَا، فَأَخْرَجَ كِتَابًا مِنْ قِرَابِ سَيْفِهِ، فَإِذَا فِيهِ: «اَلْمُؤْمِنُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ، وَيَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، أَلَا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُوعَهْدٍ بِعَهْدِهِ، مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلٰى نَفْسِهِ، أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

کہا: کیا نبی ٔ کریم ﷺ نے آپ کو کوئی خصوصی وصیت فرمائی ہے جو دوسرے لوگوں کو نہ فرمائی ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں' البتہ میری اس تحریر میں کچھ لکھا ہے۔ پھر انھوں نے اپنی تلوار کی میان سے وہ تحریر نکالی تو اس میں لکھا تھا: ''تمام ایمان والوں کے خون برابر ہیں۔ اور وہ سب اپنے دشمن کے خلاف یکمشت ہیں۔ ان میں سے کم مرتبے والا عام شخص بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔ آگاہ رہو! کسی مومن کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ کسی ذمی کو جب تک وہ ہماری پناہ میں ہے۔ جو دشمن بغاوت کرے گا' اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جو شخص کسی باغی کو پناہ مہیا کرے' اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے''۔

فوائد ومسائل: ① مومن کو کافر کے بدلے کسی صورت میں قتل نہیں کیا جا سکتا' خواہ مقتول ذمی ہی ہو کیونکہ مسلمان اور کافر کے خون برابر نہیں۔ البتہ ذمی کا قتل چونکہ عہد اور پناہ کی خلاف ورزی ہے' لہٰذا اس کی دیت دی جائے گی ورنہ آخرت میں منجانب اللہ سزا ہوگی۔ حکومت بھی تقریباً قید وغیرہ کی سزا دے سکتی ہے۔ واللہ أعلم. احناف ذمی کے بدلے مسلمان کے قتل کے قائل ہیں۔ وہ اس روایت کو حربی کافر' یعنی دشمن ملک کے کافر کے بارے میں قرار دیتے ہیں' حالانکہ دشمن ملک کے کافر کے بدلے تو قتل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ② اس حدیث سے رافضیوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت علی ؓ کو کچھ خصوصی وصیتیں کی تھیں' نیز معلوم ہوا کہ جرم کی سزا صرف اور صرف مجرم کو ملے گی کسی دوسرے شخص کو نہیں۔ ہمارے معاشرے میں جو اندھا قانون ہے کہ کرے کوئی بھرے کوئی' تو یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (فاطر ۳۵:۱۸) ''کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا (قطعاً) کوئی بوجھ نہیں اٹھائے گا (خواہ وہ اس کا کتنا ہی قرابت دار کیوں نہ ہو)۔'' اللہ کے قانون میں اس کی ذرہ بھر گنجائش نہیں بلکہ ایسا کرنے والا' مجرم اور لائق سزا قرار پاتا ہے۔ ③ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ ایک دوسرے کو قوت باہم پہنچائیں' نیز وہ اپنے دشمنوں کے خلاف متحد ہوں۔ ④ جس طرح جرم کرنا گناہ ہے اسی طرح کسی مجرم کی پشت پناہی کرنا یا اسے قرار واقعی سزا سے بچانا اور اس کی سفارش وغیرہ کرنا بھی گناہ ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ اگر کوئی شخص باغی اور ایسے خطرناک مجرم کو پناہ اور تحفظ دے تو یہ پناہ اور تحفظ

دینے والا شخص ملعون اور لعنتی ہے۔ اس شخص پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی' اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی۔ اس میں ان حضرات کے لیے لمحۂ فکریہ ہے جو مجرموں کو تحفظ دیتے ہیں کہ وہ جھوٹی ناموری کے لیے لعنت اور پھٹکار کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ ⑤ ''خصوصی وصیت'' بعض بے دین لوگوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اصل وحی کی تعلیم دی ہے۔ باقی لوگوں کے پاس ناقص وحی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی نفی فرمائی کہ میرے پاس صرف ایک تحریر ہے۔ وہ بھی دیکھ لو تا کہ کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ اس تحریر میں ایسے مسائل تھے جو سب لوگوں سے تعلق رکھتے تھے اور لوگوں کو الگ طور سے بھی معلوم تھے۔ ⑥ ''خون برابر ہیں'' اس سے مصنف رحمہ اللہ نے استدلال فرمایا ہے کہ آزاد اور غلام مومن کا خون برابر ہے' لہٰذا انھیں ایک دوسرے کے بدلے قتل کیا جا سکتا ہے۔ یہی موقف سعید بن مسیّب' ابراہیم نخعی' قتادہ' سفیان ثوری اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ کا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کو راجح قرار دیا ہے کیونکہ مذکورہ حدیث کے مطابق مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔ اس کے برعکس اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس میں سر فہرست سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا نام آتا ہے لیکن ان سے صحیح سند سے ثابت نہیں ہے' نیز اس بارے میں وارد تمام احادیث بھی ضعیف ہیں۔ اس لیے راجح بات یہی ہے کہ آزاد آدمی اگر غلام کو قتل کر دے تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا الا یہ کہ اس کے ورثاء دیت پر راضی ہو جائیں یا معاف کر دیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى' شرح سنن النسائي' للإتيوبي: ١٩/٣٦) ⑦ ''یکمشت ہیں'' یعنی مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں یکمشت رہنا چاہیے۔ آپس میں انتشار یا دشمن کی سازش کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ کفار کو دوست بنانا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کیسی بہترین مثال ارشاد فرمائی ہے کہ مومن ایک ہاتھ کی انگلیوں کی طرح ہیں جو ضرورت ہو تو یکجان ہو کر زبردست مکا بن جاتی ہیں۔ ⑧ ''پناہ دے سکتا ہے'' جو دوسرے مسلمانوں کو تسلیم کرنا ہوگی' خواہ پناہ دینے والا عام فوجی یا عام مسلمان ہو۔

٤٧٣٩- أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ

۴۷۳۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمام مومنوں کے خون برابر ہیں اور وہ اپنے دشمن کافروں کے خلاف ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔ ان میں سے عام شخص بھی پناہ دے سکتا ہے۔ کسی

٤٧٣٩- [صحيح] أخرجه أبويعلى في مسنده: ١/ ٤٢٤، ح: ٣٠٢، وعبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٢٢ كلاهما عن عبيدالله بن عمر القواريري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٧، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق. * أبوحسان هو مسلم بن عبدالله الأعرج، وفي السنن الصغرى والكبرٰى: عمرو بن عامر، والصواب "عمر ابن عامر" كما في تحفة الأشراف وتهذيب التهذيب وغيرهما، وانظر الحديث الآتي برقم: ٤٧٤٩.

عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُؤْمِنُونَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، يَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ».

مومن کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جا سکتا۔ نہ کسی ذمی کو قتل کیا جا سکتا ہے، جب تک اس سے معاہدہ قائم ہے۔"

(المعجم ١٠، ١١) - اَلْقَوَدُ مِنَ السَّيِّدِ لِلْمَوْلٰى (التحفة ٧)

باب:۱۰، ۱۱- مالک سے غلام کا قصاص لینے کا بیان

٤٧٤٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، هُوَ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ، وَمَنْ جَدَعَهُ جَدَعْنَاهُ، وَمَنْ أَخْصَاهُ أَخْصَيْنَاهُ».

۴۷۴۰- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا، ہم اسے قتل کر دیں گے۔ جو شخص اپنے غلام کی ناک کان کاٹے گا، ہم اس کی ناک کان کاٹ دیں گے اور جو اپنے غلام کو خصی کرے گا، ہم اسے خصی کر دیں گے۔"

٤٧٤١- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

۴۷۴۱- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا، ہم اسے قتل کر دیں گے اور جو اپنے غلام کے ناک کان کاٹے گا، ہم اس کے ناک کان کاٹ دیں گے۔"

٤٧٤٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو

۴۷۴۲- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم

٤٧٤٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب من قتل عبده أو مثل به أيقاد منه؟، ح:٤٥١٦ من حديث هشام الدستوائي به، وعلته من حديث الطيالسي، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٣٨، وقال الترمذي، ح:١٤١٤ "حسن غريب"، ورواه شعبة عن قتادة به، أبوداود، ح:٤٥١٥، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٤/ ٣٦٧، ووافقه الذهبي، انظر تسهيل الحاجة، ح:٢١٨٣، ونيل المقصود وغيرهما لحال الحسن البصري عن سمرة بن جندب رضي الله عنه.

٤٧٤١ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٣٩.

٤٧٤٢ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٤٠.

عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا' ہم اسے قتل کریں گے اور جو شخص اپنے غلام کی ناک کان کاٹے گا' ہم اس کی ناک کان کاٹ دیں گے۔''

فائدہ: مذکورہ بالا تینوں روایات ضعیف ہیں۔ محقق کا انھیں حسن کہنا محل نظر ہے کیونکہ راجح بات یہ ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے سوائے عقیقہ والی روایت کے کوئی روایت نہیں سنی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد: ٣٣/٢٩٦، ٢٩٧) تاہم مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح مؤلف رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے کہ آقا اگر اپنے غلام کو قتل کر دے تو اسے قتل کیا جائے گا جیسا کہ حدیث: ٤٧٣٨ کے فوائد میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(المعجم ١١، ١٢) - قَتْلُ الْمَرْأَةِ بِالْمَرْأَةِ (التحفة ٨)

باب: ١١، ١٢-عورت کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا

٤٧٤٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ نَشَدَ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكٍ فَقَالَ: كُنْتُ بَيْنَ حُجْرَتَي امْرَأَتَيْنِ، فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَجَنِينَهَا، فَقَضَى النَّبِيُّ ﷺ فِي جَنِينِهَا بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا.

٤٧٤٣- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اس (عورت کو عورت کے بدلے قتل کرنے) کی بابت لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ پوچھا تو حضرت حمل بن مالک رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا: میں دو عورتوں کے دو کمروں کے درمیان رہتا تھا کہ ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی مار کر قتل کر دیا' نیز اس کے پیٹ کا بچہ بھی مر گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے پیٹ کے بچے کی دیت میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا حکم دیا اور اس عورت کے بدلے قاتل عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شاید اسی قسم کا مسئلہ پیش آیا ہوگا کہ عورت بھی ماری گئی اور پیٹ کا بچہ بھی۔ اس لیے پوچھنے کی ضرورت پیش آئی۔ واللہ أعلم۔ ② ''دو عورتیں'' یہ دونوں عورتیں آپس میں

٤٧٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٢ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤١.

سوکنیں تھیں۔ سوکناپے میں ایسا ممکن ہے۔ ③ ''پیٹ کے بچے کی دیت'' جبکہ بچے میں روح پھونکی جا چکی ہو' یعنی حمل چار ماہ کا ہو جائے تو اس کے بعد پیدائش تک کسی بھی وقت کسی کی ضرب سے بچہ ضائع ہو جائے تو اس کی دیت غلام یا لونڈی یا قیمت کی صورت میں لاگو ہوگی۔ پیدائش کے بعد کوئی مار دے' خواہ اس نے ایک ہی سانس لیا ہو تو پھر قصاص یا پوری دیت' یعنی سو اونٹ ادا کرنے پڑیں گے۔ ④ ''قتل کرنے کا حکم دیا'' گویا قاتل کو قتل کیا جائے گا' خواہ اس نے ڈنڈے سوٹے وغیرہ ہی سے مارا ہو الا یہ کہ مقتول کے اولیاء معاف کر دیں تو پھر دیت ہوگی۔

(المعجم ١٢، ١٣) - اَلْقَوَدُ مِنَ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ (التحفة ٩)

باب:١٢، ١٣-عورت کے بدلے مرد کو قصاصاً قتل کرنے کا بیان

٤٧٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا، فَأَقَادَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِهَا.

۴۷۴۴-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو اس کی بالیاں اتارنے کی خاطر قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کو اس لڑکی کے عوض قتل کر دیا۔

فائدہ: جمہور اہل علم کے نزدیک مرد عورت کو قتل کرے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے الا یہ کہ معاف ہو جائے۔ مذکورہ واقعہ چونکہ ''ڈاکے'' کی تعریف میں آتا ہے' اس لیے آپ نے مقتولہ کے اولیاء سے معافی کا عندیہ معلوم نہیں فرمایا بلکہ اسے خود قتل کرا دیا کیونکہ ڈاکا مع قتل محاربہ کی ذیل میں آتا ہے جس میں معافی نہیں۔

٤٧٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ يَهُودِيًّا أَخَذَ أَوْضَاحًا مِنْ جَارِيَةٍ، ثُمَّ رَضَخَ رَأْسَهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ،

۴۷۴۵-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کی بالیاں اتار لیں۔ پھر اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔ لوگوں نے لڑکی کو دیکھا تو اس میں کچھ جان باقی تھی۔ وہ لوگ اس کے سامنے مختلف اشخاص کا نام لے کر پوچھنے لگے: وہ فلاں

٤٧٤٤ـ أخرجه البخاري، الديات، باب قتل الرجل بالمرأة، ح: ٦٨٨٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤٢ . * عبدة هو ابن سليمان.

٤٧٤٥ـ[صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٦٢ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤٣، وهو متفق عليه من حديث قتادة به، انظر الحديث السابق والآتي . * أبو هشام هو المخزومي.

فَأَدْرَكُوهَا وَبِهَا رَمَقٌ، فَجَعَلُوا يَتَّبِعُونَ بِهَا النَّاسَ هُوَ هٰذَا؟ هُوَ هٰذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

تھا؟ وہ فلاں تھا؟ آخر (اس یہودی کے نام) پر لڑکی نے ہاں کا اشارہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو اس یہودی کا سر بھی اسی طرح دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۰۴۹، ۴۰۵۰۔

٤٧٤٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ، فَأَخَذَهَا يَهُودِيٌّ فَرَضَخَ رَأْسَهَا وَأَخَذَ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْحُلِيِّ، فَأُدْرِكَتْ وَبِهَا رَمَقٌ، فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَكِ؟ فُلَانٌ؟» قَالَتْ بِرَأْسِهَا: لَا، قَالَ: «فُلَانٌ؟» [قَالَ]: حَتّٰى سَمَّى الْيَهُودِيَّ، قَالَتْ بِرَأْسِهَا: نَعَمْ، فَأُخِذَ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

۴۷۴۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک لڑکی گھر سے نکلی۔ اس کے کانوں میں بالیاں تھیں۔ ایک یہودی نے اسے پکڑ لیا۔ اس کا سر کچلا اور زیورات اتار کر لے گیا۔ جب اس لڑکی کو دیکھا گیا تو اس میں کچھ جان باقی تھی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس سے پوچھا: ''تجھے کس نے مارا ہے؟ کیا فلاں نے؟'' اس نے سر سے اشارہ کیا' نہیں۔ فرمایا: ''فلاں نے؟'' حتیٰ کہ آپ نے اس یہودی کا نام لیا تو اس نے سر کے اشارے سے ہاں کہا۔ اس یہودی کو پکڑ لایا گیا۔ آخر اس نے تسلیم کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اس کا سر بھی اسی طرح دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

(المعجم ١٣، ١٤) - سُقُوطُ الْقَوَدِ مِنَ الْمُسْلِمِ لِلْكَافِرِ (التحفة ١٠)

باب: ۱۳، ۱۴- مسلمان سے کافر کا قصاص نہ لینے کا بیان

٤٧٤٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي

۴۷۴۷- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو قتل کرنا

٤٧٤٦ـ أخرجه البخاري، الخصومات، باب ما يذكر في الإشخاص والخصومة بين المسلم واليهود، ح: ٢٤١٣ وغيره، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره ... الخ، ح: ١٦٧٢/ ١٧ من حديث حمام ابن يحيى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤٤.

٤٧٤٧ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٠٥٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤٥.

إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَحِلُّ قَتْلُ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي إِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: زَانٍ مُحْصَنٍ فَيُرْجَمُ، وَرَجُلٌ يَقْتُلُ مُسْلِمًا مُتَعَمِّدًا، وَرَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ فَيُحَارِبُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُولَهُ فَيُقْتَلُ أَوْ يُصَلَّبُ أَوْ يُنْفٰى مِنَ الْأَرْضِ».

جائز نہیں الا یہ کہ وہ ان تین جرائم میں سے کوئی جرم کرے: شادی شدہ ہو کر زنا کرے تو اسے رجم کیا جائے گا۔ کسی مسلمان شخص کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔ یا اسلام سے خارج ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ شروع کر دے تو اسے قتل کیا جائے گا یا سولی پر لٹکایا جائے گا یا اپنے علاقے سے جلاوطن کر دیا جائے گا۔‘‘

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ کا استدلال ظاہر الفاظ سے ہے کہ ان تین جرائم کے علاوہ کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ اور ان میں دوسرا جرم کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ہے نہ کہ کافر کو۔ اس استدلال کی تائید آئندہ احادیث سے بھی ہو رہی ہے جن میں صراحتاً فرمایا گیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ باقی رہا النفس بالنفس تو یہ عام نہیں کیونکہ حربی کافر کے بدلے کوئی شخص بھی مسلمان کو قتل کرنے کا قائل نہیں۔ جس طرح حربی کافر مستثنیٰ ہے اسی طرح ان احادیث کی بنا پر ذمی کافر بھی مستثنیٰ ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، فوائد و مسائل حدیث: ۴۷۴۸)

٤٧٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ: سَأَلْنَا عَلِيًّا فَقُلْنَا: هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْءٌ سِوَى الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ: لَا، وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ! إِلَّا أَنْ يُعْطِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدًا فَهْمًا فِي كِتَابِهِ أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ، قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ فِيهَا: «اَلْعَقْلُ، وَفِكَاكُ

۴۷۴۸- حضرت ابوجحیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی جانب سے قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور چیز بھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑ کر انگوری نکالی اور روح کو پیدا فرمایا! نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو اپنی کتاب کی سمجھ عطا فرمائے۔ (اس میں فرق ہو سکتا ہے) یا پھر اس تحریر میں کچھ باتیں ہیں۔ میں نے کہا: اس تحریر میں کیا لکھا ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس میں دیت کے مسائل ہیں۔ قیدی

٤٧٤٨ـ أخرجه البخاري، الديات، باب العاقلة، ح:٦٩٠٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٤٦.

الْأَسِيرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ».

کو چھڑانے کی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے فوائد ومسائل حدیث: ۴۷۴۸۔ ② ''اس تحریر میں'' اور یہ باتیں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت سے خاص نہیں تھیں بلکہ عام لوگ بھی جانتے تھے۔ ③ ''قیدی کو چھڑانا'' مراد وہ قیدی ہے جو کافروں کی قید میں پھنس جائے یا حکومت کی قید میں بے گناہ ہو۔ گناہ گار قیدی جو کسی جرم میں ماخوذ ہو کر قید میں ہو اُسے چھڑانا جائز نہیں' البتہ اس سے طعام ولباس یا اس کے اہل خانہ کے طعام وغیرہ کے سلسلے میں تعاون ہو سکتا ہے۔ بسا اوقات بعض لوگ قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں قید ہو جاتے ہیں۔ ان کی طرف سے قرض ادا کر کے ان کو چھڑانا بھی فضیلت کی بات ہے۔

٤٧٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ إِلَّا فِي صَحِيفَةٍ فِي قِرَابِ سَيْفِي، فَلَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتَّى أَخْرَجَ الصَّحِيفَةَ، فَإِذَا فِيهَا: «اَلْمُؤْمِنُونَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، يَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ».

۴۷۴۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عام لوگوں کے علاوہ مجھے کوئی خصوصی وصیت نہیں فرمائی مگر میری تلوار کی میان میں ایک تحریر ہے۔ لوگ آپ سے اصرار کرتے رہے (کہ آپ وہ تحریر دکھائیں) حتیٰ کہ آپ نے وہ تحریر نکالی۔ اس میں لکھا تھا: ''تمام اہل ایمان کے خون برابر حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک عام مومن بھی کسی شخص کو تمام مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے۔ سب مسلمان کفار کے مقابلے میں ایک ہاتھ کی طرح یکجان ہیں۔ کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جا سکتا اور کسی ذمی کو اس کے ذمی ہوتے ہوئے قتل نہیں کیا جا سکتا۔''

٤٧٥٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ

۴۷۵۰- اشتر نخعی سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں میں ایسی باتیں بہت

٤٧٤٩- [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٣٩، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٠٣٥، وأحمد: ١/ ١١٩ من حديث همام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤٧.

٤٧٥٠- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤٨، وجزء إبراهيم بن طهمان مشيخة، ح: ٥١ بطرله، وانظر الحديث السابق، وقوله: عن الأشتر، لعله: أن الأشتر قال لعلي ... الخ، والله أعلم.

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانٍ الْأَعْرَجِ، عَنِ الْأَشْتَرِ: أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَفَشَّغَ بِهِمْ مَا يَسْمَعُونَ فَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيْكَ عَهْدًا فَحَدِّثْنَا بِهِ، قَالَ: مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَهْدًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ، غَيْرَ أَنَّ فِي قِرَابِ سَيْفِي صَحِيفَةً، فَإِذَا فِيهَا: «اَلْمُؤْمِنُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ». مُخْتَصَرٌ.

پھیلی ہوئی ہیں جو وہ (ادھر ادھر سے) سنتے ہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کوئی خصوصی علم یا وصیت عطا فرمائی ہے تو ہمیں بیان فرمائیں۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کوئی خصوصی علم یا وصیت نہیں فرمائی جو دوسرے لوگوں کو عطا نہ فرمائی ہو۔ البتہ میری تلوار کی میان میں ایک تحریر موجود ہے۔ دیکھا تو اس میں یہ لکھا تھا: ”تمام اہل ایمان کے خون برابر ہیں۔ ایک عام مسلمان بھی سب مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے۔ کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی ذمی کو اس کے ذمی ہوتے ہوئے قتل کیا جا سکتا ہے۔“ یہ روایت مختصر ہے۔

(المعجم ١٤، ١٥) - تَعْظِيمُ قَتْلِ الْمُعَاهِدِ (التحفة ١١)

باب:۱۴، ۱۵- ذمی کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے

٤٧٥١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عُيَيْنَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ».

۴۷۵۱- حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی ذمی کو ناحق قتل کرے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام فرما دی ہے۔“

فائدہ: ”جنت حرام“ یعنی اس شخص پر جنت میں پہلے پہل داخلہ حرام ہے کیونکہ یہ ایسا جرم ہے جس کی سزا ضرور ملے گی' لہٰذا وہ اولیں طور پر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کبھی جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ یہ بات تو کسی مومن کو قتل کرنے کی صورت میں بھی نہیں کہی جا سکتی۔ شریعت کی واضح نصوص صراحتاً دلالت کرتی ہیں کہ کسی بھی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہمیشہ کے لیے جہنمی نہیں ہوگا' آخر کار وہ جنت میں ضرور جائے گا بشرطیکہ وہ کلمہ گو اور موحد ہو۔ قتل بھی گناہ کبیرہ ہی ہے۔ تفصیلی بحث حدیث نمبر ۴۰۰۴ میں گزر چکی ہے۔ (ذمی کے قتل کی بحث کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل حدیث: ۴۷۳۸)

٤٧٥١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته، ح: ٢٧٦٠ من حديث عيينة بن عبدالرحمٰن بن جوشن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤٩، وصححه ابن حبان، وابن الجارود وغيرهما.

٤٧٥٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ ثُرْمُلَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَشُمَّ رِيحَهَا».

۴۷۵۲- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی ذمی کو ناحق قتل کیا' اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت تو ایک طرف اس کی خوشبو سونگھنا تک حرام کر دیا ہے۔''

٤٧٥٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَامًا».

۴۷۵۳- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ذمی کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کے فاصلے سے آتی ہے۔''

فائدہ: ''اس کی خوشبو ستر سال کے فاصلے سے آتی ہے'' جنت کی خوشبو محسوس ہونے کی مسافت اور فاصلے کی بابت شدید اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مفہوم کی احادیث کئی ایک ہیں۔ کسی حدیث میں ستر سال کا ذکر ہے تو کسی میں چالیس سال کا۔ مزید برآں یہ کہ کچھ احادیث میں سو سال کا ذکر ہے' کچھ میں پانچ سو سال کا اور بعض میں ہزار سال کا بھی ذکر ہے۔ اس اختلافِ مسافت کی بابت اہل علم محدثین کرام رحمہم اللہ نے مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ان احادیث کے مابین جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ مَوقِف (جس جگہ روز قیامت لوگ کھڑے ہوں گے) سے کم از کم فاصلہ جہاں جنت کی خوشبو آ سکتی ہے وہ چالیس سال کی مدت کا ہے۔ اس سے زیادہ ستر سال کا فاصلہ ہے۔ یا پھر یہ عدد مبالغے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ اسی طرح پانچ سو برس' پھر ان میں سب سے زیادہ فاصلہ جہاں سے جنت کی خوشبو آ سکتی ہے' ہزار سال کا ہے۔ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان مختلف روایات میں تطبیق اس طرح ہو گی کہ یہ مختلف

٤٧٥٢_[صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥٠. * يونس هو ابن عبيد، وللحديث طرق كثيرة.

٤٧٥٣_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥١.

لوگوں کے باہمی تفاوت درجات کے اعتبار سے ہے۔جن کے درجات بلند ہوں گے انھیں زیادہ مسافت سے بھی جنت کی خوشبو آئے گی اور جو درجات ومنازل کے لحاظ سے کم ہوں گے انھیں کم اور تھوڑے فاصلے سے جنت کی خوشبو آئے گی۔ابن العربی کا کہنا ہے کہ جنت کی خوشبو اپنی طبیعت وعادت کی بنیاد پر نہیں پائی جاسکتی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے بندے کے اندر اس کے ادراک کی صلاحیت پیدا فرمادے گا' جس کی بنا پر مسافت سے جنت کی خوشبو آئے گی' کبھی ستر سال کی مسافت سے خوشبو آئے گی تو کبھی پانچ سو سال کی مسافت سے۔ والله أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے :(ذخیرة العقبٰی' شرح سنن النسائي للإتيوبي:٣٦/٥٠، ٥١)

٤٧٥٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا [مَرْوَانُ] قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا».

۴۷۵۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی ذمی کو قتل کیا' وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پاسکے گا جبکہ اس کی خوشبو تو چالیس سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔''

فائدہ: ''چالیس سال'' چالیس سال میں ستر کی نفی نہیں' لہٰذا یہ روایت سابقہ روایت کے خلاف نہیں۔اور اگر کثرت کے معنی مراد ہوں تو پھر تو سرے سے کوئی اشکال نہیں۔مقصد یہ ہے کہ وہ جنت سے بہت دور رہے گا۔ لیکن اس سے مراد ابتدا ہے ورنہ آخر کار ہر مومن جنت میں جائے گا جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔

(المعجم ١٥، ١٦) - سُقُوطُ الْقَوَدِ بَيْنَ الْمَمَالِيكِ فِيمَا دُونَ النَّفْسِ (التحفة ١٢)

باب:۱۵، ۱۶-غلاموں میں جان سے کم میں قصاص نہ ہونے کا بیان

٤٧٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۷۵۵-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٧٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٦، وأطراف المسند: ٤/ ١٠، ح: ٥١١٣ من حديث مروان (بن معاوية الفزاري) به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٥٢، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٢٦، ١٢٧، ووافقه الذهبي.

٤٧٥٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب في جناية العبد يكون للفقراء، ح: ٤٥٩٠ من حديث معاذ ابن هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٥٣، علته عنعنة قتادة، تقدم، ح: ٣٤.

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ غُلَامًا لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لِأُنَاسٍ أَغْنِيَاءَ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ شَيْئًا.

ہے کہ فقیر لوگوں کے ایک غلام نے مالدار لوگوں کے ایک غلام کا کان کاٹ دیا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو کوئی معاوضہ نہ دلایا۔

فوائد ومسائل: ① مصنف رحمہ اللہ نے یہاں غلام مملوک کے معنی میں لیا ہے جب کہ بعض محققین نے یہاں غلام کے معنی بچہ کیے ہیں۔ عربی میں لفظ غلام دونوں معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ظاہر ہے بچے پر قصاص نہیں۔ البتہ اگر غلام ہی مراد ہو تو یہ خطا کا مقدمہ ہوگا، یعنی اس سے خطأ کان کاٹا گیا اور خطا کی صورت میں بھی قصاص نہیں ہوتا۔ دونوں صورتوں میں اس کے اولیاء پر دیت آتی تھی لیکن وہ خود کنگال تھے۔ ان سے کیا وصول ہونا تھا؟ لہٰذا آپ نے صلح کروا دی۔ ② محقق کتاب نے اس روایت کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیتے ہیں اور دلائل کی رو سے ان کی رائے ہی صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للإتيوبي: ٣٦/ ٥٤-٥٧)

(المعجم ١٦، ١٧) - اَلْقِصَاصُ فِي السِّنِّ (التحفة ١٣)

باب: ۱۶، ۱۷- دانت ٹوٹ جانے کی صورت میں قصاص

٤٧٥٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالْقِصَاصِ فِي السِّنِّ. وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ».

۴۷۵۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دانت میں قصاص کا حکم جاری فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا حکم قصاص ہے۔''

فائدہ: دانت مکمل اکھڑ جائے تو توڑنے والے کا دانت قصاصاً توڑا جا سکتا ہے، البتہ ایسے طریقے سے کہ دوسرے دانتوں کو ضعف نہ پہنچے۔ اور جو دانت اکھڑا ہو فریق ثانی کا بھی وہی دانت اکھاڑا جائے گا۔ اور اگر مکمل نہ اکھڑے بلکہ اوپر سے ٹوٹ جائے تو فریق ثانی مناسب معاوضہ دے گا۔ اس میں قصاص نہیں ہوگا کیونکہ اتنا

٤٧٥٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥٤، وأخرجه البخاري كما سيأتي، ح: ٤٧٦١، وللحديث طرق كثيرة.

ہی دانت توڑنا ممکن نہیں ہوگا اور زیادہ توڑنا جائز نہیں' لہٰذا معاوضہ دیا جائے گا۔ واللہ أعلم.

٤٧٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ، وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

۴۷۵۷- حضرت سمرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا' ہم اسے قتل کر دیں گے اور جو کوئی اپنے غلام کی ناک یا کان کاٹ دے' ہم اس کی ناک کان کاٹ دیں گے۔''

فائدہ: جب ناک کان میں قصاص ہو سکتا ہے تو دانت میں بھی ہو سکتا ہے۔ باب سے مناسبت اسی طرح ہے' تاہم یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ دیکھیے فوائد و مسائل' حدیث: ۴۷۴۰۔

٤٧٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ خَصَى عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

وَاللَّفْظُ لِابْنِ بَشَّارٍ.

۴۷۵۸- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غلام کو خصی کرے' ہم اسے خصی کر دیں گے اور جو اپنے غلام کی ناک کان کاٹے گا' ہم اس کی ناک کان کاٹیں گے۔''

یہ الفاظ ابن بشار کے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت امام نسائی ؒ نے دو استادوں: محمد بن مثنیٰ اور محمد بن بشار سے سنی ہے۔ مذکورہ الفاظ استاد محمد بن بشار کے ہیں' نیز یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

٤٧٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

۴۷۵۹- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ربیع کی بہن ام حارثہ نے ایک انسان کو زخمی کر دیا۔ وہ یہ

٤٧٥٧- [حسن] تقدم، ح: ٤٧٤٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٥٥.

٤٧٥٨- [حسن] تقدم، ح: ٤٧٤٠؛ وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٥٦.

٤٧٥٩- أخرجه مسلم، القسامة، باب إثبات القصاص في الأسنان وما في معناها، ح: ١٦٧٥/ ٢٤ من حديث عفان بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٥٧.

سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُخْتَ الرُّبَيِّعِ أُمَّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ إِنْسَانًا، فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْقِصَاصَ الْقِصَاصَ» فَقَالَتْ: أُمُّ الرَّبِيعِ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ؟ لَا وَاللّٰهِ! لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سُبْحَانَ اللهِ يَا أُمَّ الرَّبِيعِ! اَلْقِصَاصُ كِتَابُ اللّٰهِ» قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا، فَمَا زَالَتْ حَتّٰى قَبِلُوا الدِّيَةَ قَالَ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

مقدمہ نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قصاص دینا ہوگا۔'' ربیع کی والدہ کہنے لگیں: رسول اللہ ﷺ! کیا ام حارثہ سے قصاص لیا جائے گا؟ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! ام ربیع! قصاص تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔'' وہ کہنے لگیں' اللہ کی قسم! نہیں۔ اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ وہ اسی طرح کہتی رہیں حتیٰ کہ فریق ثانی نے دیت قبول کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ انھیں سچا کر دیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی کسی کا دانت توڑ دے تو اس میں قصاص واجب ہے' یعنی دانت کے بدلے توڑنے والے کا بھی وہی دانت توڑ دیا جائے گا الا یہ کہ ان کی باہمی رضامندی ہو جائے' معافی مل جائے یا قصاص نہ لیا جائے اور دیت قبول کر لی جائے۔ ② اس حدیث کی رو سے قصاص میں معافی کی سفارش کرنا مستحب ہے' البتہ یہ مسئلہ اپنی جگہ اٹل ہے کہ قصاص یا دیت لینے کا اختیار مستحق اور مظلوم ہی کو ہے' چاہے وہ قصاص پر راضی ہو یا دیت لینے پر۔ اسے نہ تو دیت لینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے اور نہ اس پر کسی قسم کا دباؤ ہی ڈالا جا سکتا ہے۔ ③ قصاص وحدود کے احکام عورتوں پر بھی لاگو ہوں گے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے اولیاء اللہ کی کرامات کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ ⑤ ''قصاص نہیں لیا جائے گا'' یہ انکار نہیں کیونکہ ان مخلص مومنین کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور کتاب اللہ کے حکم کا انکار کریں گے بلکہ یہ ان کے یقین کا اظہار ہے کہ ان شاء اللہ مصالحت کے حالات پیدا ہو جائیں گے اور قصاص کی نوبت نہیں آئے گی۔ اور فی الواقع ایسا ہی ہوا۔ ⑥ ''سچا کر دیتا ہے'' کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ومکرم ہوتے ہیں اور ان کی قسم بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسا اور توکل کا نتیجہ ہوتی ہے' نہ کہ تکبر وانکار کا۔

(المعجم ١٧، ١٨) - اَلْقِصَاصُ مِنَ الثَّنِيَّةِ (التحفة ١٤)

باب: ١٧، ١٨- ثنیہ (دانت) میں قصاص

٤٧٦٠- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: ذَكَرَ أَنَسٌ أَنَّ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَقَضَى نَبِيُّ اللهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَخُوهَا أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ فُلَانَةَ؟ لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّةُ فُلَانَةَ، قَالَ: وَكَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ سَأَلُوا أَهْلَهَا الْعَفْوَ وَالْأَرْشَ، فَلَمَّا حَلَفَ أَخُوهَا - وَهُوَ عَمُّ أَنَسٍ وَهُوَ الشَّهِيدُ يَوْمَ أُحُدٍ - رَضِيَ الْقَوْمُ بِالْعَفْوِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

۴۷۶۰-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری پھوپھی نے ایک لڑکی کا سامنے والا دانت توڑ دیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ ان کے بھائی انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس کا دانت توڑ دیا جائے گا؟ نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنایا ہے! اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ اس سے پہلے انھوں نے اس لڑکی کے گھر والوں سے معافی اور دیت کی گزارش کی تھی (مگر وہ نہ مانے تھے)۔ پھر جب ان کے بھائی، جو حضرت انس کے چچا تھے اور جنگ احد میں شہید ہوئے، نے قسم کھالی تو وہ لوگ معافی پر راضی ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے (بلند مرتبہ) ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان (کی قسم) کو سچا کر دیتا ہے۔''

فائدہ: یہ روایت سابقہ روایت سے مختلف ہے۔ اس میں ہے کہ دانت توڑنے والی عورت، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی اور حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی بہن، حضرت ربیع رضی اللہ عنہا خود ہیں جبکہ سابقہ روایت میں ان (ربیع) کی بہن ام حارثہ کو زخمی کرنے والی کہا گیا ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ اس روایت کے مطابق قسم کھانے والے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ تھے جو ربیع کے بھائی تھے اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے جبکہ سابقہ روایت میں قسم کھانے والی ام ربیع کو کہا گیا ہے۔ ظاہراً ان دونوں حدیثوں میں تضاد ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے پورے وثوق سے کہا ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں، تاہم ایک ہی عورت سے سرزد ہوئے ہیں، یعنی ایک دفعہ انھوں نے کسی کو زخمی کیا تو قسم ان کی والدہ نے اٹھائی اور جب دانت توڑے تو قسم کھانے والے ان کے بھائی تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔ ایک ربیع کا اور دوسرا ان کی بہن کا۔ ربیع نے کسی کا دانت توڑا تو قسم ان کے بھائی نے کھائی اور ان کی بہن ام حارثہ نے کسی انسان کو زخمی کیا تو اس وقت قسم کھانے والی ان کی والدہ تھیں۔ امام نووی رحمہ اللہ کی تطبیق ہی راجح معلوم ہوتی ہے کیونکہ احادیث کے ظاہر الفاظ کے قریب

٤٧٦٠-[إسناده صحيح] وتقدم طرفه، ح: ٤٧٥٦، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥٨. * بشر هو ابن المفضل.

تر ہے۔ واللّٰہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ ' شرح سنن النسائي للإتيوبي: ٣٦/٦٠)

٤٧٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا إِلَيْهِمُ الْعَفْوَ فَأَبَوْا، فَعُرِضَ عَلَيْهِمُ الْأَرْشُ فَأَبَوْا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ، قَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَارَسُولَ اللهِ! تُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ؟ لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا تُكْسَرُ قَالَ: «يَاأَنَسُ! كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ» فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

۴۷۶۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: (میری پھوپھی) حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی کا سامنے والا دانت توڑ دیا۔ ان کے رشتہ داروں نے لڑکی کے رشتہ داروں سے معافی مانگی۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ انھیں دیت کی پیش کش کی گئی تو انھوں نے پھر انکار کر دیا۔ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آ گئے۔ آپ نے قصاص کا حکم جاری فرما دیا۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ نہیں' قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! ہرگز نہیں توڑا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ''انس! اللہ تعالیٰ کی کتاب تو قصاص کا حکم دیتی ہے۔'' اتنے میں فریق ثانی راضی ہو گیا اور انھوں نے معافی دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی لاج رکھ لیتا ہے۔''

(المعجم ١٨، ١٩) - اَلْقَوَدُ مِنَ الْعَضَّةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٥)

باب: ۱۸، ۱۹- دانت کاٹنے کے قصاص اور عمران بن حصین کی روایت میں ناقلین حدیث کے اختلافِ الفاظ کا بیان

٤٧٦٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ

۴۷۶۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٧٦١ـ أخرجه البخاري، الصلح، باب الصلح في الدية، ح: ٢٧٠٣، ٤٤٩٩، ٤٥٠٠، ٤٦١١، ٦٨٩٤ من طرق عن حميد به، وصرح بالسماع عنده، وتابعه ثابت عند مسلم، ح: ١٦٧٥، والحديث في الكبرىٰ، ح: ٦٩٥٩. * خالد هو ابن الحارث.

٤٧٦٢ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب الصائل على نفس الإنسان وعضوه إذا دفعه المصول عليه ... الخ، ح: ١٦٧٣/ ٢١ عن أحمد بن عثمان النوفلي به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٦٩٦٠.

أَبُو الْجَوْزَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ، أَوْ قَالَ: ثَنَايَاهُ فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَأْمُرُنِي تَأْمُرُنِي أَنْ آمُرَهُ أَنْ يَدَعَ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟ إِنْ شِئْتَ فَادْفَعْ إِلَيْهِ يَدَكَ حَتَّى يَقْضَمَهَا، ثُمَّ انْتَزِعْهَا إِنْ شِئْتَ».

ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے ہاتھ پر کاٹ لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے والا ایک دانت اکھڑ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں اس کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”تو کیا چاہتا ہے؟ کیا تو چاہتا ہے کہ میں اسے کہوں کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دیے رکھے اور تو اسے چباتا رہے‘ جیسے اونٹ چباتا ہے؟ اگر تو چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے تاکہ وہ اسے چبائے۔ پھر تو چاہے تو اپنا ہاتھ کھینچ لینا۔“

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو دانت کاٹے اور دوسرا شخص‘ کاٹنے والے کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچ لے جس کی وجہ سے دانت کاٹنے والے کا دانت ٹوٹ جائے تو اس کا کوئی قصاص نہیں ہوگا۔ اگر اس میں قصاص واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ قصاص لے کر دیتے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ فیصلہ کرانے کے لیے حاکم وقت کے پاس مقدمہ پیش کرنا درست ہے‘ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان خود بخود ہی قصاص لینا شروع نہ کر دے۔ ایسا کرنے سے ظلم وزیادتی اور شر وفساد پھیلنے کا اندیشہ ہے جس سے معاشرے کا امن وامان تباہ ہوگا۔ ③ بوقت ضرورت آدمی کو جانور کے ساتھ تشبیہ دینا جائز ہے۔ اس کا اصل مقصد ایسے برے فعل سے نفرت دلانا ہوتا ہے جو اس کے شایانِ شان نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے اس غلط کام کو جانور کے کام کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حملہ آور سے اپنا دفاع کرنا‘ شرعاً درست اور جائز ہے۔ بالخصوص جب اس کے بغیر خلاصی ناممکن ہو۔ اس دوران حملہ آور کا اگر کوئی عضو ضائع بھی ہو جائے تو دفاع کرنے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہاتھ چبانے والے شخص کا دانت اکھڑ گیا اور آپ نے اس کی کوئی قیمت نہ لگائی۔

٤٧٦٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ

۴۷۶۳- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کے بازو پر کاٹ کھایا۔ اس نے اپنا بازو کھینچا تو اس (کاٹنے والے) کا سامنے

٤٧٦٣- أخرجه البخاري، الديات، باب: إذا عض رجلا فوقعت ثناياه، ح: ٦٨٩٢، ومسلم، ح: ١٦٧٣ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦١.

ابْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ آخَرَ عَلٰى ذِرَاعِهِ، فَاجْتَذَبَهَا فَانْتَزَعَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَبْطَلَهَا، وَقَالَ: «أَرَدْتَ أَنْ تَقْضَمَ لَحْمَ أَخِيكَ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟».

والا دانت گر گیا۔ یہ مقدمہ نبیٔ اکرم ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے دانت کا کوئی معاوضہ نہیں دلوایا بلکہ فرمایا: ''تیرا مقصد یہ ہے کہ تو اونٹ کی طرح اپنے بھائی کا گوشت چباتا رہتا؟ (اور وہ کچھ بھی نہ کرتا)۔''

٤٧٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَاتَلَ يَعْلٰى رَجُلًا، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَاخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ؟ لَا دِيَةَ لَهُ».

۴۷۶۴-حضرت عمران بن حصین ؓ سے منقول ہے کہ حضرت یعلیٰ ؓ کا ایک آدمی سے جھگڑا ہو گیا تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو دانت کاٹا۔ اس نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا تو کاٹنے والے کا سامنے والا دانت گر گیا۔ وہ دونوں یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تو آپ نے (غصے سے) فرمایا: ''کیا تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو اونٹ کی طرح چباتا ہے؟ جاؤ اس دانت کی کوئی دیت نہیں۔''

٤٧٦٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ يَعْلٰى قَالَ فِي الَّذِي عَضَّ فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا دِيَةَ لَكَ».

۴۷۶۵-حضرت عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے کہ حضرت یعلیٰ ؓ نے اس آدمی کے بارے میں جس نے دوسرے کو کاٹا تھا جس سے اس کا دانت گر گیا تھا' فرمایا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے (اس جیسے مقدمے میں) فرمایا تھا: ''جاؤ تجھے کوئی دیت نہیں ملے گی۔''

٤٧٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ:

۴۷۶۶-حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے بازو پر دانت

٤٧٦٤_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٦٢.

٤٧٦٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٦٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٦٣. * عبدالله هو ابن المبارك.

٤٧٦٦_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٦٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٦٤. * أبان هو ابن يزيد العطار.

حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ ذِرَاعَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «أَرَدْتَ أَنْ تَقْضَمَ ذِرَاعَ أَخِيكَ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟» فَأَبْطَلَهَا.

کاٹا جس کے نتیجے میں اس کا سامنے والا دانت اکھڑ گیا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس گیا اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا مقصد یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا بازو اونٹ کی طرح چباتا رہتا۔'' پھر آپ نے اس کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔

(المعجم ١٩، ٢٠) - بَابُ الرَّجُلِ يَدْفَعُ عَنْ نَفْسِهِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۹، ۲۰- آدمی اپنا دفاع کرے (اور اس سے فریق ثانی کا نقصان ہو جائے تو کوئی قصاص اور تاوان نہیں)

٤٧٦٧- أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ الْخَلِيلِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ: أَنَّهُ قَاتَلَ رَجُلًا، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَقَلَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْبَكْرُ؟» فَأَبْطَلَهَا.

۴۷۶۷- حضرت یعلیٰ ابن منیہ ؓ سے روایت ہے کہ میں ایک آدمی سے لڑ پڑا۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے کو دانت کاٹا تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا اور اس کا دانت اکھیڑ دیا۔ یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو اس طرح کاٹتا ہے جیسے اونٹ؟'' پھر آپ نے اسے باطل اور لغو قرار دیا۔ (اس کے دانت کا کوئی معاوضہ نہیں دلوایا۔)

فائدہ: کسی شخص پر حملہ ہو تو اسے دفاع کا حق ہے۔ دفاعی کارروائی کے دوران میں حملہ آور کا کوئی نقصان ہو جائے حتیٰ کہ وہ مر بھی جائے تو کوئی قصاص، دیت یا معاوضہ یا تاوان نہیں ادا کرنا پڑے گا۔ البتہ اگر وہ دفاع سے بڑھ کر جارحانہ کارروائی کرے تو پھر وہ ذمہ دار ہوگا۔ اور اس بات کا تعین عدالت کرے گی کہ اس نے دفاع کیا یا جارحانہ کارروائی بھی کی۔

٤٧٦٧ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/٢٥٨، ح: ٦٦٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٦٥.

٤٧٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ قَاتَلَ رَجُلًا، فَعَضَّ يَدَهُ فَانْتَزَعَهَا فَأَلْقَى ثَنِيَّتَهُ، فَاخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْبَكْرُ؟» فَأَطَلَّهَا أَيْ أَبْطَلَهَا.

۴۷۶۸۔ حضرت یعلیٰ ابن منیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنوتمیم کے ایک آدمی نے ایک دوسرے شخص سے لڑائی کی اور اس کے ہاتھ پر دانت گاڑ دیے۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو ساتھ ہی اس کا دانت بھی باہر آ گیا۔ وہ یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنے بھائی کو اس طرح کاٹتے ہو جس طرح اونٹ کاٹتا ہے؟'' پھر آپ نے اسے باطل قرار دیا، یعنی اس کے دانت کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔

(المعجم ٢٠، ٢١) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ١٦) - أ

باب: ۲۰، ۲۱- اس روایت میں (راویوں کا) عطاء پر اختلاف

٤٧٦٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمَّيْهِ سَلَمَةَ وَيَعْلَى ابْنَيْ أُمَيَّةَ قَالَا: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَمَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا، فَقَاتَلَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَعَضَّ الرَّجُلُ ذِرَاعَهُ، فَجَذَبَهَا مِنْ فِيهِ فَطَرَحَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ يَلْتَمِسُ الْعَقْلَ، فَقَالَ: «يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ فَيَعَضُّهُ كَعَضِيضِ الْفَحْلِ، ثُمَّ يَأْتِي يَطْلُبُ

۴۷۶۹- امیہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں حضرت سلمہ اور یعلیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی بھی تھا۔ وہ کسی دوسرے مسلمان سے لڑ پڑا۔ اس آدمی نے اس کے بازو پر دانت گاڑ دیے۔ اس نے بازو اس کے منہ سے کھینچا تو ساتھ دانت بھی نکل آیا۔ وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور دیت دلوانے کا مطالبہ کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو جا کر اس طرح کاٹتا ہے جیسے اونٹ چباتا ہے۔ پھر آ کر دیت مانگنا شروع کر دیتا ہے؟ اس

٤٧٦٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٦.

٤٧٦٩ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب من عض رجلاً فنزع يده فندر ثناياه، ح: ٢٦٥٦ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٧، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٢٢٢، ٢٢٣ وغيره، وله شواهد انظر الحديث الآتي، فالحديث صحيح.

الْعَقْلَ؟ لَا عَقْلَ لَهَا» . فَأَبْطَلَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ .

(طرح کے دانتوں) کی کوئی دیت نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے دانت کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔

٤٧٧٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَهَا .

۴۷۷۰- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے بازو پر کاٹ کھایا جس سے اس کا سامنے والا دانت اکھڑ گیا۔ وہ آپ کے پاس (دیت لینے کے لیے) آیا تو آپ نے اسے رائیگاں قرار دیا۔ (اس کا کوئی معاوضہ نہیں دلوایا۔)

٤٧٧١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ - مَرَّةً أُخْرَى -عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ يَعْلَى، وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ يَعْلَى: أَنَّهُ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا، فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ يَدَهُ، فَانْتُزِعَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَخَاصَمَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَيَدَعُهَا يَقْضِمُهَا كَقَضْمِ الْفَحْلِ؟» .

۴۷۷۱- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو نوکر رکھا۔ وہ کسی آدمی سے لڑ پڑا اور اس کا ہاتھ کاٹ کھایا۔ ساتھ ہی دانت بھی اکھڑ گیا۔ وہ یہ مقدمہ نبی ﷺ کی عدالت میں لے گیا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وہ اپنا ہاتھ (تیرے منہ میں) چھوڑ دیتا کہ تو اسے اونٹ کی طرح چباتا رہتا؟''

٤٧٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ

۴۷۷۲- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کو گیا تو میں نے ایک شخص نوکر رکھ لیا۔ پھر میرا نوکر کسی آدمی سے لڑ پڑا۔ اس آدمی نے اسے

٤٧٧٠ـ أخرجه البخاري، الإجارة، باب الأجير في الغزو، ح: ٢٢٦٥، ومسلم، القسامة، باب الصائل على نفس الإنسان وعضوه، إذا دفعه المصول عليه . . . الخ، ح: ١٦٧٤/ ٢٣ من حديث ابن جريج عن عطاء بن أبي رباح به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٨ . * سفيان هو ابن عيينة، وفي حديثه علة، وعمرو هو ابن دينار .

٤٧٧١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٩ .

٤٧٧٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧٠ .

تَبُوكَ، فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا، فَقَاتَلَ أَجِيرِي رَجُلًا، فَعَضَّ الْآخَرُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَهْدَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

کاٹ کھایا حتیٰ کہ اس کا سامنے والا دانت گر گیا۔ وہ شخص نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے یہ بات ذکر کی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اسے رائیگاں قرار دیا۔ (اس کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔)

٤٧٧٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، وَكَانَ أَوْثَقَ عَمَلٍ لِي فِي نَفْسِي، وَكَانَ لِي أَجِيرٌ، فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا إِصْبَعَ صَاحِبِهِ فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهُ، فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَسَقَطَتْ، فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، وَقَالَ: «أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا»؟.

۴۷۷۳- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تنگی والے لشکر میں گیا اور میرے نزدیک میرا یہ عمل سب سے افضل عمل ہے۔ وہاں میرا ایک نوکر کسی آدمی سے لڑ پڑا۔ ان میں سے کسی ایک نے دوسرے کی انگلی پر دانت گاڑ دیا۔ اس نے جو انگلی کھینچی تو ساتھ ہی دانت بھی اکھڑ آیا۔ دوسرا شخص نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے کوئی معاوضہ نہ دلوایا بلکہ فرمایا: ''کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دیے رکھتا کہ تو اسے چباڑالتا؟''

فائدہ: ''تنگی والا لشکر'' اس سے مراد غزوۂ تبوک کا لشکر ہے کیونکہ یہ وقت تنگی کا تھا۔ موسم سخت گرم تھا۔ پھل اور فصلیں پک چکی تھیں۔ پچھلے پھل اور غلے ختم ہو چکے تھے۔ سفر بھی بہت لمبا تھا۔ دشمن بہت طاقت ور اور کثیر تھا۔ ایسے میں نکلنا بہت دشوار تھا۔ تبھی تو انھوں نے اس سفر کو اپنا سب سے افضل عمل قرار دیا ہے کیونکہ اجر مشقت کے حساب سے ملتا ہے۔

٤٧٧٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ بِمِثْلِ الَّذِي عَضَّ فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ

۴۷۷۴- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں جس نے ساتھی کو کاٹ کھایا تھا اور اس کا دانت اکھڑ گیا تھا' سابقہ روایت کی طرح بیان ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: ''تجھے کوئی دیت نہیں

٤٧٧٣_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرىٰ، ح: ٦٩٧١.

٤٧٧٤_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرىٰ، ح: ٦٩٧٢.

ﷺ قَالَ: «لَا دِيَةَ لَكَ».

ملے گی۔“

٤٧٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ: أَنَّ أَجِيرًا لِيَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ عَضَّ آخَرُ ذِرَاعَهُ فَانْتَزَعَهَا مِنْ فِيهِ، فَرَفَعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ سَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَأَبْطَلَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «لَا، أَيَدَعُهَا فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَقَضْمِ الْفَحْلِ؟».

۴۷۷۵-حضرت صفوان بن یعلیٰ ابن منیہ سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت یعلیٰ ابن منیہ ﷺ کے ایک نوکر کے بازو پر ایک دوسرے شخص نے دانت گاڑ دیے۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کا دانت گر گیا۔ یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے پاس پیش ہوا تو آپ نے اس دانت کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا بلکہ فرمایا: ”کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رکھ چھوڑتا کہ تو اسے اونٹ کی طرح چباتا رہتا۔“

٤٧٧٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوالْجَوَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى: أَنَّ أَبَاهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَاسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا، فَعَضَّ الرَّجُلُ ذِرَاعَهُ، فَلَمَّا أَوْجَعَهُ نَتَرَهَا فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَعَضُّ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ؟». فَأَبْطَلَ ثَنِيَّتَهُ.

۴۷۷۶-حضرت صفوان بن یعلیٰ سے روایت ہے کہ میرے والد غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ ساتھ ایک نوکر بھی لے گئے۔ وہ کسی آدمی سے لڑ پڑا۔ اس آدمی نے اس کی کلائی پر کاٹ لیا۔ جب اس کو تکلیف ہوئی تو اس نے زور سے ہاتھ کھینچا۔ ساتھ ہی دانت بھی اکھڑ آیا۔ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف بڑھتا ہے اور اس کو اس طرح کاٹ کھاتا ہے جیسے اونٹ چباتا ہے۔“ آپ نے اس کے دانت کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت مختلف سندوں سے مروی ہے۔ بعض طرق میں لڑنے والے دونوں افراد

٤٧٧٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٧٣.

٤٧٧٦_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٧٤.

کے نام مخفی رکھے گئے ہیں۔ بعض میں دانت کاٹنے والے کی صراحت ہے اور بعض میں جسے کاٹا گیا اس کا ذکر ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دو واقعات ہوں' ایک لڑائی کرنے والے حضرت یعلیٰ اور دوسرا کوئی شخص ہو اور دوسرے میں حضرت یعلیٰ کا نوکر اور دوسرا کوئی شخص ہو۔ لیکن راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور تمام روایات میں تطبیق کی صورت یوں ہے کہ یہ لڑائی حضرت یعلیٰ اور ان کے نوکر کے درمیان ہوئی۔ دانت کاٹنے والے حضرت یعلیٰ خود تھے اور دانت بھی انھی کا ٹوٹا تھا۔ شاید اسی وجہ سے انھوں نے اپنا نام مخفی رکھا۔ حضرت عمران بن حصین نے حضرت یعلیٰ کے نام کی صراحت کی ہے۔ (حدیث: ۴۷۶۴) اور جنھیں کاٹا گیا وہ ان کے نوکر تھے۔ اس طرح رجل من المسلمین، رجلاً من بني تمیم، عض الآخرُ اور عض الرجل سے مراد حضرت یعلیٰ ہوں گے۔ ② بعض روایات میں یعلیٰ بن امیہ ہے اور بعض میں یعلیٰ ابن منیہ۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ امیہ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ کے باپ کا نام ہے اور منیہ ماں کا اس لیے کبھی ان کی نسبت باپ کی طرف کی گئی اور کبھی ماں کی طرف' لہٰذا اس میں کوئی اشکال نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري شرح صحيح البخاري: ۱۲/ ۲۷۴، ۲۷۵)

(المعجم ٢١، ٢٢) - اَلْقَوَدُ فِي الطَّعْنَةِ (التحفة ١٧)

باب: ۲۱، ۲۲- چھڑی چبھونے میں قصاص

٤٧٧٧- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبِيدَةَ ابْنِ مُسَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ شَيْئًا، أَقْبَلَ رَجُلٌ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ، فَطَعَنَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعُرْجُونٍ كَانَ مَعَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَالَ فَاسْتَقِدْ» فَقَالَ: بَلْ قَدْ عَفَوْتُ يَا رَسُولَ اللهِ.

۴۷۷۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کوئی چیز تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اور (بے صبری میں) آپ پر اوندھا ہی ہو گیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی کی نوک اس کو مار دی۔ وہ آدمی (حلقے سے) نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھائی! ادھر آ اور بدلہ لے لے۔'' اس نے کہا: (نہیں) بلکہ میں نے معاف کر دیا۔

٤٧٧٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب القود من الضربة وقص الأمير من نفسه، ح: ٤٥٣٦ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٧٥ . * عبيدة لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم، وقال ابن المديني: "مجهول، ولا أدري سمع من أبي سعيد أم لا؟".

٤٧٧٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيٰى يُحَدِّثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ مُسَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ شَيْئًا إِذْ أَكَبَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ، فَطَعَنَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعُرْجُونٍ كَانَ مَعَهُ، فَصَاحَ الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَالَ فَاسْتَقِدْ» قَالَ: بَلْ عَفَوْتُ يَا رَسُولَ اللهِ.

۴۷۷۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کوئی چیز تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی (لینے کے لیے) آپ پر اوندھا ہی ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک چھڑی سے اسے کچوکا لگایا تو وہ ہائے وائے کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ادھر آ اور بدلہ لے لے۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! (نہیں) بلکہ میں نے معاف کر دیا۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتیں سنداً ضعیف ہیں، تاہم دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے اور اگر کبھی آپ کسی پر سختی کرتے تو اپنے آپ کو بدلہ دینے کے لیے پیش کر دیتے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی کوکھ میں لکڑی چبھوئی تو انھوں نے کہا: مجھے بدلہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لے لو۔'' انھوں نے کہا: آپ کے جسم پر تو قمیص ہے جبکہ مجھ پر قمیص نہیں تھی۔ (یہ بات سن کر) نبی ﷺ نے اپنی قمیص اوپر کر دی۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے بازوؤں میں لے لیا اور آپ کے پہلو مبارک پر بوسہ دینے لگے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا یہی ارادہ تھا۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الأدب، باب في قبلة الجسد، حديث: ۵۲۲۴)

(المعجم ٢٢، ٢٣) - اَلْقَوَدُ مِنَ اللَّطْمَةِ (التحفة ١٨)

باب: ۲۲، ۲۳- تھپڑ میں قصاص

٤٧٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ

۴۷۷۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عباس کے جاہلی دور کے ایک

٤٧٧٨ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٧٦.

٤٧٧٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٤/ ٢٤ عن عبيدالله بن موسٰى به مطولاً، واختصره الترمذي، ح: ٣٧٥٩، وقال: "حسن صحيح غريب، لا نعرفه إلا من حديث إسرائيل"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٧٧، وصححه الحاكم: ٣/ ٣٢٥، ٣٢٦، ووافقه الذهبي، وخالفه في السير: ٢/ ٩٩، وهو الصواب. * عبدالأعلى الثعلبي تقدم حاله، ح: ٢٠١١.

عَبْدِ الْأَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِي أَبٍ كَانَ لَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَطَمَهُ الْعَبَّاسُ، فَجَاءَ قَوْمُهُ فَقَالُوا: لَيَلْطِمَنَّهُ كَمَا لَطَمَهُ، فَلَبِسُوا السِّلَاحَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ تَعْلَمُونَ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ؟» فَقَالُوا: أَنْتَ، فَقَالَ: «إِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ لَا تَسُبُّوا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوا أَحْيَاءَنَا» فَجَاءَ الْقَوْمُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِكَ اسْتَغْفِرْ لَنَا.

جد امجد کو برا بھلا کہا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے تھپڑ رسید کر دیا۔ اس آدمی کے قبیلے والے آئے اور کہنے لگے: یہ بھی انھیں تھپڑ مارے گا جس طرح انھوں نے اسے تھپڑ مارا ہے حتیٰ کہ انھوں نے اسلحہ پہن لیا۔ یہ بات نبیٔ اکرم ﷺ تک پہنچی۔ آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ''اے لوگو! تم روئے زمین پر بسنے والے لوگوں میں سے کس شخص کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز ومحترم سمجھتے ہو؟'' انھوں نے کہا: آپ کو۔ آپ نے فرمایا: ''پھر سن لو! عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ ہمارے فوت شدہ آباؤ اجداد کو برا نہ کہو۔ اس طرح تم ہم میں سے زندہ افراد کو تکلیف پہنچاؤ گے۔'' وہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: ہم آپ کی ناراضی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ (معاف فرما دیجیے اور اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بخشش کی دعا فرمائیے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے، تاہم ایسے معاملات میں قصاص صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ٢٣، ٢٤) - اَلْقَوَدُ مِنَ الْجَبْذَةِ (التحفة ١٩)

باب: ۲۳، ۲۴- کھینچنے (اور گھسیٹنے) میں قصاص

٤٧٨٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا نَقْعُدُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي

۴۷۸۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب آپ کھڑے ہوتے، ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ ایک دن آپ کھڑے

٤٧٨٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الحلم وأخلاق النبي ﷺ، ح: ٤٧٧٥ من حديث محمد بن هلال به، ولم يوثقه من المتقدمين غير ابن حبان فيما أعلم، وقال الذهبي: "لا يعرف"، وحسن له النووي في رياض الصالحين، ح: ١٥٩٩، والحديث في الكبرى، ح: ٦٩٧٨، والله أعلم به.

الْمَسْجِدِ، فَإِذَا قَامَ قُمْنَا، فَقَامَ يَوْمًا وَقُمْنَا مَعَهُ، حَتّٰى لَمَّا بَلَغَ وَسَطَ الْمَسْجِدِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ، فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ مِنْ وَرَائِهِ، وَكَانَ رِدَاؤُهُ خَشِنًا فَحَمَّرَ رَقَبَتَهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِحْمِلْ لِي عَلٰى بَعِيرَيَّ هٰذَيْنِ، فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، لَا أَحْمِلُ لَكَ حَتّٰى تُقِيدَنِي مِمَّا جَبَذْتَ بِرَقَبَتِي». فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا وَاللّٰهِ! لَا أُقِيدُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ: لَا وَاللّٰهِ! لَا أُقِيدُكَ، فَلَمَّا سَمِعْنَا قَوْلَ الْأَعْرَابِيِّ أَقْبَلْنَا إِلَيْهِ سِرَاعًا، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «عَزَمْتُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ كَلَامِي أَنْ لَا يَبْرَحَ مَقَامَهُ حَتّٰى آذَنَ لَهُ». فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ: «يَا فُلَانُ! احْمِلْ لَهُ عَلٰى بَعِيرٍ شَعِيرًا، وَعَلٰى بَعِيرٍ تَمْرًا». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِنْصَرِفُوا».

ہوئے' ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے' حتیٰ کہ جب آپ مسجد کے درمیان پہنچے تو ایک آدمی آپ کو ملا۔ اس نے پیچھے سے آپ کی چادر پکڑ کر کھینچی۔ آپ کی چادر کھردری سی تھی' اس لیے آپ کی گردن سرخ ہوگئی۔ وہ شخص کہنے لگا: اے محمد! مجھے یہ دو اونٹ (غلہ) لاد دیجیے۔ آپ کون سا اپنے یا اپنے باپ کے مال سے دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں واقعتاً اپنے مال سے نہیں دیتا اور میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں (کہ ایسا غلط اعتقاد رکھوں) لیکن میں تجھے کچھ بھی نہیں دوں گا حتیٰ کہ تو مجھے گردن سے چادر کھینچنے کا قصاص دے۔'' اس اعرابی نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو قصاص نہیں دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ایسے ہی فرمایا۔ وہ (اعرابی) ہر دفعہ یہی کہتا تھا: اللہ کی قسم! میں آپ کو قصاص نہیں دوں گا۔ ہم نے اعرابی کی باتیں سنیں تو ہم تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آتے دیکھا تو فرمایا: ''جو بھی شخص میری آواز سنتا ہے' میں اسے قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے حتیٰ کہ میں اسے اجازت دوں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: ''ارے! اس کو ایک اونٹ پر جو اور دوسرے اونٹ پر خشک کھجوریں لاد دے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے (دوسرے لوگوں سے) فرمایا: ''جاؤ۔ چلے جاؤ۔''

فائدہ: یہ روایت اس سیاق سے سنداً ضعیف ہے' تاہم اعرابی کے سوال کرنے اور چادر گلے میں ڈالنے کا واقعہ حضرت انس ؓ سے صحیح بخاری میں مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأدب' حديث:٦٠٨٨)

(المعجم ٢٤، ٢٥) - اَلْقِصَاصُ مِنَ السَّلَاطِينِ (التحفة ٢٠)

باب:۲۴، ۲۵-بادشاہوں سے قصاص لینے کا بیان

٤٧٨١- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي فِرَاسٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقِصُّ مِنْ نَفْسِهِ.

۴۷۸۱-حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات اقدس سے قصاص دلاتے تھے۔

(المعجم ٢٥، ٢٦) - اَلسُّلْطَانُ يُصَابُ عَلٰى يَدِهِ (التحفة ٢١)

باب:۲۵، ۲۶-حاکم وقت کے ہاتھوں کسی پر زیادتی ہو جائے تو؟

٤٧٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَبَا جَهْمِ بْنَ حُذَيْفَةَ مُصَدِّقًا فَلَاجَّهُ رَجُلٌ فِي صَدَقَتِهِ فَضَرَبَهُ أَبُو جَهْمٍ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اَلْقَوَدُ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «لَكُمْ كَذَا وَكَذَا» فَلَمْ يَرْضَوْا بِهِ، فَقَالَ: «لَكُمْ كَذَا وَكَذَا» فَرَضُوا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ» قَالُوا: نَعَمْ، فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ هٰؤُلَاءِ أَتَوْنِي يُرِيدُونَ الْقَوَدَ، فَعَرَضْتُ

۴۷۸۲-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو صدقہ لینے کے لیے بھیجا۔ ایک آدمی نے صدقہ دینے کے بارے میں جھگڑا کیا تو حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ نے اس کو مارا۔ وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں قصاص چاہیے۔ آپ نے فرمایا: ''تمھیں اتنا معاوضہ دیتا ہوں۔'' وہ راضی نہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا تم اتنا (اور) لے لو۔'' آخر وہ راضی ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں لوگوں کے سامنے خطبہ دے کر انھیں تمھارے راضی ہونے کی خبر دیتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد

٤٧٨١_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب القود من الضربة وقص الأمير من نفسه، ح: ٤٥٣٧ من حديث الجريري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٧٩. * أبوفراس النهدي مستور، ولم يعرفه أبوزرعة.

٤٧٨٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب العامل يصاب على يديه خطأ، ح: ٤٥٣٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٨٠٣٢، والكبرٰى، ح: ٦٩٨٠. * الزهري عنعن، تقدم، ح: ١٢٠٧.

عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوا» قَالُوا : لَا ، فَهَمَّ الْمُهَاجِرُونَ بِهِمْ ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَكُفُّوا ، فَكَفُّوا ، ثُمَّ دَعَاهُمْ قَالَ : «أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا : نَعَمْ ، قَالَ : «فَإِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ» قَالُوا : نَعَمْ ، فَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ : «أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا : نَعَمْ .

فرمایا: ''یہ لوگ میرے پاس قصاص لینے آئے تھے۔ میں نے انھیں اتنے مال کی پیش کش کی تو یہ راضی ہو گئے ہیں۔'' لیکن وہ لوگ کہنے لگے: ہم راضی نہیں۔ مہاجرین نے ان کو سزا دینے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے ان کو روک دیا۔ وہ رک گئے۔ آپ نے پھر ان کو بلایا اور فرمایا: ''کیا تم اب راضی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''میں پھر لوگوں سے خطاب کروں گا اور انھیں بتاؤں گا کہ تم راضی ہو گئے ہو۔'' انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور ان سے پوچھا: ''تم راضی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔

فوائد ومسائل: ① اگر بادشاہ اور کوئی صاحب اختیار واقتدار حکمران کسی کے ساتھ اس قسم کی زیادتی اور مار کٹائی والا معاملہ کرے جیسا کہ حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو اس سے قصاص لیا جا سکتا ہے، تاہم فریق ثانی کو کچھ دے دلا کر بھی معاملہ رفع دفع کیا جا سکتا ہے۔ ② دیہاتی طبعاً سخت مزاج ہوتے ہیں اور لاعلم بھی، اس لیے انھوں نے اس طرح کا رویہ اختیار کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی جہالت کی وجہ سے ان کے رویے سے درگزر فرمایا جو آپ کی وسعت ظرفی اور حسن اخلاق کی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم کو عوام الناس کی بے ادبیوں کو صبر اور اخلاق سے برداشت کرنا چاہیے اور اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ ③ اس روایت کو دیگر محققین نے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه (مترجم)، طبع دارالسلام، حدیث:٢٦٣٨)

(المعجم ٢٦، ٢٧) - اَلْقَوَدُ بِغَيْرِ حَدِيدَةٍ (التحفة ٢٢)

باب:٢٦، ٢٧- تیز دھار آلے کی بجائے کسی اور چیز سے قصاص لینا

٤٧٨٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

٤٧٨٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کے کانوں میں بالیاں دیکھیں تو

٤٧٨٣- أخرجه البخاري، الديات، باب: إذا قتل بحجر أو بعصًا، ح:٦٨٧٧، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره . . . الخ، ح:١٦٧٢ من حديث شعبة بن الحجاج به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٨١ . ※ هشام بن زيد هو ابن أنس بن مالك .

زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ يَهُودِيًّا رَأَى عَلَى جَارِيَةٍ أَوْضَاحًا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ، فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ، فَقَالَ: «أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟» فَأَشَارَ شُعْبَةُ بِرَأْسِهِ يَحْكِيهَا أَنْ: لَا، فَقَالَ: «أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟» فَأَشَارَ شُعْبَةُ بِرَأْسِهِ يَحْكِيهَا أَنْ: لَا، قَالَ: «أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟» فَأَشَارَ شُعْبَةُ بِرَأْسِهِ يَحْكِيهَا أَنْ: نَعَمْ، فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَتَلَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

(ان کو حاصل کرنے کے لیے) اس نے لڑکی کو ایک پتھر سے مار ڈالا۔ اس بچی کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس میں کچھ جان باقی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے سر کے اشارے سے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے سر کے اشارے سے کہا: نہیں۔ آپ نے پھر (تیسری بار) اس سے پوچھا: ”کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے سر کے اشارے سے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا بھیجا اور اسے دو پتھروں کے درمیان قتل کر دیا۔

فائدہ: معلوم ہوا یہ ضروری نہیں کہ قصاص تلوار سے ہی لیا جائے' قصاص تو بذات خود بھی مماثلت کا تقاضا کرتا ہے' اس لیے اگر قاتل نے مقتول کو دردناک طریقے سے قتل کیا ہو تو اسے بھی دردناک طریقے ہی سے قتل کیا جائے گا۔ رہی حدیث [لَاقَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ] ”قصاص تلوار کے بغیر نہیں لیا جائے گا۔“ تو یہ ضعیف ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قتل کسی بھی چیز سے ہو' اگر نیت قتل کی ہو تو قصاص لیا جا سکتا ہے کیونکہ اعتبار نیت کا ہے نہ کہ آلۂ قتل کا بلکہ تلوار کے علاوہ تو قتل مزید دردناک ہو جاتا ہے اور ظالمانہ بھی۔ مزید تفصیل احادیث: ۴۰۲۹، ۴۰۵۰، ۴۷۴۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

٤٧٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً إِلَى قَوْمٍ مِنْ خَثْعَمٍ، فَاسْتَعْصَمُوا بِالسُّجُودِ فَقُتِلُوا، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ:

۴۷۸۴- حضرت قیس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خثعم قبیلے کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ وہ سجدے میں پڑ گئے تا کہ جان بچا سکیں لیکن وہ بھی مارے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نصف دیت ادا فرمائی اور فرمایا: ”میں ہر اس مسلمان سے لاتعلق ہوں جو

٤٧٨٤- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح:٦٩٨٢، وهذا مرسل، ورواه أبوداود، ح:٢٦٤٥ متصلاً، وسنده ضعيف، والمرسل أرجح وأصح كما قال الترمذي، ح:١٦٠٥. * إسماعيل هو ابن أبي خالد، وقيس هو ابن أبي حازم، وللحديث شواهد ضعيفة.

«إِنِّي بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ مَعَ مُشْرِكٍ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا لَا تَرَاءَى نَارَاهُمَا».

کافروں میں رہتا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! مسلمان اور کافر اتنے دور رہیں کہ انھیں ایک دوسرے کی آگ نظر نہ آئے۔''

فوائد ومسائل: ① ''وہ سجدے میں گر پڑے'' یعنی ان میں سے کچھ لوگ جو مسلمان تھے لیکن کسی کو ان کے اسلام کا علم نہیں تھا' انھوں نے سجدے کو اپنے اسلام کے اظہار کا ذریعہ بنایا مگر جنگ کی بھیڑ بھاڑ میں اس کا پتا نہ چلا اور وہ بھی مارے گئے۔ اس میں مقتولین کا بھی قصور تھا کہ وہ مشرکین میں رہ رہے تھے' اس لیے آپ نے ان کی دیت نصف ادا فرمائی۔ اور پھر تنبیہ فرما دی کہ مسلمانوں اور مشرکین کو اکٹھا نہیں رہنا چاہیے' خصوصاً اس حالت میں کہ جب ان میں امتیاز بھی نہ ہو بلکہ مسلمانوں کو مشرکین سے اتنا دور رہنا چاہیے کہ ایک دوسرے کی آگ بھی نظر نہ آئے۔ گویا الگ بستی میں رہنا چاہیے۔ مسلمانوں کی آبادی الگ ہونی چاہیے اور کفار کی الگ تاکہ حملے کی صورت میں امتیاز ہو سکے۔ ② اس روایت کا باب سے کوئی تعلق نہیں' البتہ کتاب سے تعلق ہے کہ اگر لاعلمی یا خطا میں کوئی مسلمان مارا جائے تو اس کی دیت ادا کرنی ہوگی۔ واللہ أعلم. ③ جب کوئی شخص اپنے اسلام کا اظہار کر دے تو پھر اسے قتل کرنا حرام ہے' خواہ وہ کافروں ہی میں رہتا ہو۔ ④ بلا ضرورت دارالحرب میں رہنا درست نہیں۔ بالخصوص وہاں مستقل رہائش اختیار کرنا بالکل جائز نہیں۔ ⑤ محقق کتاب نے اگرچہ اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر محققین نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی رو سے انھی کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ٥/٢٩-٣٣' و ذخيرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ٣٦/١١٤-١١٨) ⑥ مزید فوائد ومسائل کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔ (سنن ابوداود (مترجم) طبع دارالسلام، حدیث: ٢٦٤٥)

(المعجم ٢٧، ٢٨) - تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ [البقرة ٢:١٧٨] (التحفة ٢٣)

باب: ٢٧، ٢٨- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ﴾ کی تفسیر

٤٧٨٥- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ

٤٧٨٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں صرف قصاص تھا۔

٤٧٨٥ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "يأيها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص"، ح:٤٤٩٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٨٣. * عمرو هو ابن دينار.

عَمْرٍو، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ، وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى ٱلْحُرُّ بِٱلْحُرِّ وَٱلْعَبْدُ بِٱلْعَبْدِ وَٱلْأُنثَىٰ بِٱلْأُنثَىٰ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَمَنْ عُفِىَ لَهُۥ مِنْ أَخِيهِ شَىْءٌ فَٱتِّبَاعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَٰنٍ﴾. فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ، وَاتِّبَاعٌ بِمَعْرُوفٍ يَقُولُ يَتَّبِعُ هٰذَا بِالْمَعْرُوفِ، وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ وَيُؤَدِّي هٰذَا بِإِحْسَانٍ، ﴿ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ مِمَّا كُتِبَ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ إِنَّمَا هُوَ الْقِصَاصُ لَيْسَ الدِّيَةَ.

دیت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت اتاری: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى﴾ ”تم پر مقتولوں کے بارے میں برابر کا بدلہ لینا فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے وہی آزاد (قاتل) اور غلام کے بدلے وہی غلام (قاتل) اور عورت کے بدلے وہی (قاتل) عورت (قتل کی جائے گی۔)...... پھر جس شخص کو اس کے بھائی (مقتول کے ولی) کی طرف سے کچھ معافی مل جائے تو (معاف کرنے والے کے لیے) اچھے طریقے سے دیت طلب کرنا اور (قاتل کے لیے) اچھے طریقے سے ادائیگی کرنا ہے۔“ معافی سے مراد یہ ہے کہ قتل عمد کی صورت میں مقتول کا ولی دیت لینا قبول کرے۔ اتباع بالمعروف سے یہ مراد ہے کہ مقتول کا ولی مناسب انداز میں دیت وصول کر لے اور دوسرا فریق اچھے طریقے سے ادائیگی کرے۔ ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ ”یہ تمھارے رب کی طرف سے آسانی اور رحمت ہے۔“ یعنی اہل کتاب پر نازل کردہ حکم کے مقابلے میں جو کہ صرف قصاص تھا اور دیت (کی گنجائش) نہیں تھی۔

فوائد و مسائل: ① ”برابر کا بدلہ لینا فرض کیا گیا ہے“ یعنی قصاص لینا جائز ہے۔ مشروع ہے، واجب اور ضروری نہیں بلکہ عام حالات میں معافی بہتر ہے۔ ② ”آزاد کے بدلے وہی آزاد (قاتل)“ دور جاہلیت میں بعض قوی قبائل اپنے غلام کو دوسروں کے آزاد اور اپنی عورت کو دوسروں کے مردوں کے برابر سمجھتے تھے۔ اپنے ایک آزاد کے بدلے میں وہ دوسروں کے دس دس آزاد مار دیتے تھے۔ شریعت نے فرمایا: قاتل ہی قتل کیا جائے گا آزاد ہو یا غلام، عورت ہو یا مرد، ایک ہو یا زائد۔ بعض حضرات نے معنی کیے ہیں: ”آزاد کے بدلے آزاد قتل کیا جائے گا، غلام کے بدلے غلام“ حالانکہ یہ معنی غلط ہیں۔ مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کیا جائے گا نہ کہ کوئی آزاد یا غلام۔ ③ ”کچھ معافی“ یعنی قصاص معاف ہو جائے، خواہ سب اولیاء معاف کر دیں یا ایک ولی

معاف کر دے۔ ایسی صورت میں قصاص نہیں، دیت ہوگی۔ ④ "اچھے طریقے سے" جب ولی نے قصاص معاف کیا ہے تو وہ دیت لینے میں بھی احسان کرے کہ قسطوں میں لے۔ یکمشت ادائیگی کی ضد نہ کرے الا یہ کہ قاتل آسانی سے یکمشت ادا کر سکتا ہو۔ اسی طرح قاتل کو بھی احسان کی قدر کرتے ہوئے تندہی سے ادائیگی کرنی چاہیے اور مقتول کے اولیاء کو پریشان نہیں کرنا چاہیے۔

٤٧٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ﴾ قَالَ: كَانَ بَنُو إِسْرَائِيلَ عَلَيْهِمُ الْقِصَاصُ وَلَيْسَ عَلَيْهِمُ الدِّيَةُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمُ الدِّيَةَ، فَجَعَلَهَا عَلَى هٰذِهِ الْأُمَّةِ تَخْفِيفًا عَلَى مَا كَانَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ.

۴۷۸۶- حضرت مجاہد نے آیت کریمہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى......﴾ "تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص (برابر کا بدلہ) لینا فرض کیا گیا ہے' آزاد کے بدلے وہی آزاد۔" کے متعلق میں فرمایا: بنو اسرائیل کے لیے صرف قصاص کا حکم تھا' دیت نہیں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دیت کا حکم اتار کر اس امت کے لیے بنی اسرائیل کے مقابلے میں تخفیف فرما دی۔

(المعجم ٢٨، ٢٩) - اَلْأَمْرُ بِالْعَفْوِ عَنِ الْقِصَاصِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۸، ۲۹- قصاص معاف کرنے کا مشورہ دینے کا بیان

٤٧٨٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قِصَاصٍ، فَأَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ.

۴۷۸۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس قصاص کا ایک مقدمہ آیا تو آپ نے معاف کرنے کا مشورہ دیا۔

فائدہ: حدیث میں لفظ "امر" ہے۔ عربی میں اس کے مختلف مفہوم ہیں۔ ان میں سے ایک مشورہ بھی ہے۔ قصاص اولیائے مقتول کا شرعی حق ہے' لہٰذا انھیں قصاص چھوڑنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا' اگرچہ معاف کرنا ہی

٤٧٨٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٨٤.

٤٧٨٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٤٩٧ من حديث عبدالله ابن بكر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٨٥. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

افضل ہے۔البتہ مشورہ دیا جا سکتا ہے' اس لیے یہاں اس معنی کو ترجیح دی گئی ہے۔

٤٧٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحمنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَبَهْزُ بْنُ أَسَدٍ وَعَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ الْمُزَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ، وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ فِي شَيْءٍ فِيهِ قِصَاصٌ إِلَّا أَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ.

۴۷۸۸-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب بھی نبی ٔ اکرم ﷺ کے پاس قصاص کا کوئی مقدمہ آیا آپ نے معافی کا مشورہ دیا۔

فائدہ: معلوم ہوا معاف کرنا افضل ہے بشرطیکہ فریق ثانی عاجزی کے ساتھ معافی کا طلب گار ہو۔ اگر وہ فخر و غرور میں ہو یا زبردستی کی معافی چاہتا ہو تو قصاص اور انتقام افضل ہے۔ پھر معافی کے بعد دیت ضرور ہونی چاہیے تاکہ خون کی اہمیت رہے۔

(المعجم ٢٩، ٣٠) - هَلْ يُؤْخَذُ مِنْ قَاتِلِ الْعَمْدِ الدِّيَةُ إِذَا عَفَا وَلِيُّ الْمَقْتُولِ عَنِ الْقَوَدِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۹، ۳۰- جب مقتول کا وارث قصاص معاف کر دے تو کیا قاتل عمد سے دیت لی جائے گی؟

٤٧٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَشْعَثَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَمَاعَةَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۴۷۸۹-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا رشتہ دار قتل کر دیا جائے' اسے دو چیزوں میں سے بہتر کا اختیار ہے: قصاص لے لے یا دیت۔''

٤٧٨٨ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٨٦.

٤٧٨٩ـ أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟، ح: ٢٤٣٤، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وصيدها وخلاها وشجرها ولقطتها . . . الخ، ح: ١٣٥٥ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٨٧ . * يحيى هو ابن أبي كثير.

«مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُقَادَ وَإِمَّا أَنْ يُفْدٰى».

فائدہ: عموماً مقتول کے ورثاء قصاص کا مطالبہ کرتے ہیں یا پھر دیت پر راضی ہو جاتے ہیں' اس لیے دو چیزوں کا ذکر فرمایا' تاہم اگر مقتول کے ورثاء درگزر کرتے ہوئے بالکل معاف کر دیں تو بھی قرآن کے عموم کے پیش نظر جائز ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قصاص' دیت یا معافی کا اختیار مقتول کے ورثاء کو ہے نہ کہ قاتل کو۔

٤٧٩٠- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، إِمَّا أَنْ يُقَادَ وَإِمَّا أَنْ يُفْدٰى».

۴۷۹۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا رشتہ دار مارا جائے' اسے دو میں سے بہتر چیز کا اختیار ہے: قصاص لے یا دیت۔''

٤٧٩١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ». مُرْسَلٌ.

۴۷۹۱- حضرت ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا رشتہ دار مارا جائے۔'' یہ روایت مرسل ہے۔

فائدہ: مرسل کا مطلب یہ ہے کہ اس روایت میں اصل راوی' یعنی صحابی کا نام نہیں لیا گیا بلکہ شاگرد نے خود ہی فرمان بیان کر دیا۔ ''رشتہ دار'' ہر رشتہ دار مقتول کا وارث نہیں بن سکتا بلکہ اولیں حق دار بیٹے' پوتے ہیں۔ پھر باپ دادا' پھر بھائی بھتیجے' پھر چچا وغیرہ۔

(المعجم ٣٠، ٣١) - عَفْوُ النِّسَاءِ عَنِ الدَّمِ (التحفة ٢٦)

باب: ۳۰، ۳۱- کیا عورت قصاص معاف کر سکتی ہے؟

٤٧٩٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٨٨.

٤٧٩١ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٨٩.

٤٧٩٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي [حِصْنٌ] قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، ح: وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي [حِصْنٌ] أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَعَلَى الْمُقْتَتِلِينَ أَنْ يَنْحَجِزُوا الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَإِنْ كَانَتِ امْرَأَةً».

۴۷۹۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’(قصاص کے لیے) لڑنے والوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ قصاص سے رک جائیں۔ (جلدی نہ کریں۔) وارثوں میں معاف کرنے کا حق اسے ہے جو ان میں سے زیادہ قریبی ہو' خواہ وہ عورت ہو۔‘‘

(المعجم ٣١، ٣٢) - بَابُ مَنْ قُتِلَ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ (التحفة ٢٧)

باب:۳۱،۳۲- جو شخص پتھر یا کوڑے سے قتل کر دیا جائے تو؟

٤٧٩٣- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَا أَوْ رِمِّيَا تَكُونُ بَيْنَهُمْ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ بِعَصًا فَعَقْلُهُ عَقْلُ خَطَإٍ، وَمَنْ قَتَلَ عَمْدًا فَقَوَدُ يَدِهِ، فَمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ

۴۷۹۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اندھا دھند لڑائی جھگڑے (بلوے اور ہنگامے) میں مارا جائے جس میں پتھر' کوڑے یا لاٹھی کا عام استعمال ہوا ہو تو اس کی دیت قتل خطا کی دیت ہوگی۔ اور جس شخص کو جان بوجھ کر قتل کیا جائے' اس کا قصاص لیا جائے گا۔ جو شخص قصاص میں رکاوٹ بنے' اس پر اللہ تعالیٰ کی' فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کا فرض قبول نہ نفل۔‘‘

٤٧٩٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب عفو النساء عن الدم، ح: ٤٥٣٨ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٩٠، ٦٩٩١. * حصين [وفي سند أبي داود: حصن (ابن عبدالرحمٰن] الدمشقي) مستور.

٤٧٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب من قتل في عميا بين قوم، ح: ٤٥٤٠ من حديث سعيد بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٩٢.

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ».

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ قتل عمد (کسی کا کسی کو جان بوجھ کر قتل کرنا) کا بالکل صریح حکم بیان کرتی ہے کہ اس میں قصاص واجب ہے۔ ہاں اگر مقتول کے ورثاء دیت پر راضی ہو جائیں تو یہ درست ہوگا۔ اس صورت میں قاتل سے قصاص ساقط ہو جائے گا جیسا کہ دیگر احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ ② جو شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود قائم کرنے میں حائل ہو اور کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرے تو وہ شخص' خواہ صدرِ مملکت ہی ہو' لعنتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی بھی لعنت ہے' نیز ایسے شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے کھلی جنگ ہے۔ مطلب یہ کہ ایسا کرنا حرام اور شرعاً ناجائز ہے۔ ③ اس حدیث میں ہنگامے اور بلوے کی صورت بیان کی گئی ہے کہ دونوں طرف ازدحام ہے۔ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ کوئی پتھر چلا رہا ہے کوئی لکڑی۔ کوئی کوڑا مار رہا ہے' کوئی خالی ہاتھ۔ ایسے بلوے میں قاتل کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے بھی ایسی لڑائی کا مقصود کسی کو قتل کرنا نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر کوئی مارا جائے تو اسے قتل خطا قرار دیا جائے گا اور فریق ثانی دیت بھرے گا۔ البتہ اگر ایسی لڑائی میں اسلحہ استعمال ہو لیکن قاتلین کا تعین نہ ہو تو فریق ثانی سے قتل عمد کی دیت وصول کی جائے گی کیونکہ اسلحہ چلانے سے مقصود قتل کرنا ہی ہوتا ہے اور اگر قاتل کا تعین ہو جائے تو قصاص لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک آدمی کا مقصد دوسرے کو قتل کرنا ہی ہے' پھر خواہ وہ تلوار استعمال کرے یا آتشیں اسلحہ یا پتھر یا لکڑی یا ہتھوڑا' ہر حال میں اس سے قصاص لیا جائے گا جیسا کہ اس حدیث میں الگ طور پر ذکر ہے۔ ④ ''فرض ونفل'' بعض نے صَرفٌ کے معنی توبہ اور عَدلٌ کے معنی فدیہ ومعاوضہ کیے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ واللہ أعلم.

٤٧٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعُهُ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّةٍ أَوْ رِمِّيَّةٍ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ عَصًا فَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَإِ، وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ، وَمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ

۴۷۹۴- حضرت ابن عباس ﷠ نے مرفوعاً بیان فرمایا کہ جو شخص پتھروں' کوڑوں یا ڈنڈوں کی اندھا دھند لڑائی میں مارا جائے تو اس کی دیت قتل خطا والی ہوگی لیکن جسے جان بوجھ کر مارا گیا' اس کا قصاص لیا جائے گا۔ اور جو شخص قصاص میں رکاوٹ بنے' اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور سب لوگوں کی طرف سے لعنت۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔''

٤٧٩٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٣.

اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا».

فائدہ: مرفوعاً سے مراد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ کبھی اختصار کی خاطر ایسے کہہ دیا جاتا ہے۔

(المعجم ٣٢، ٣٣) - كَمْ دِيَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ وَذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى أَيُّوبَ فِي حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ فِيهِ (التحفة ٢٨)

باب: ۳۲، ۳۳- قتل شبہ عمد کی دیت کا بیان اور قاسم بن ربیعہ کی حدیث میں ایوب پر راویوں کا اختلاف

وضاحت: اس اختلاف کی وضاحت یہ ہے کہ شعبہ نے ایوب سے روایت بیان کی تو اسے عبداللہ بن عمرو کی مسند بناتے ہوئے موصولاً بیان کیا جبکہ حماد اسے قاسم بن ربیعہ کی مرسل قرار دیتے ہیں' تاہم یہ اختلاف صحت حدیث پر اثر انداز نہیں ہوگا کیونکہ ایسی صورت میں موصول بیان کرنے والے کی روایت راجح ہوگی' بالخصوص جب کہ موصول بیان کرنے والے بھی شعبہ ہیں جو حماد کے مقابلے میں زیادہ ثقہ ہیں۔

٤٧٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَتِيلُ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ أَوِ الْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، أَرْبَعُونَ مِنْهَا فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۷۹۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو غلطی سے مارا جائے شبہ عمد کی صورت میں' یعنی کوڑے اور ڈنڈے وغیرہ سے اس کی دیت ایک سو اونٹ ہیں جن میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔''

فوائد و مسائل: ① قتل کی تین صورتیں ہیں: (ا) قتل خطا: کسی نے تیر وغیرہ چلایا شکار کرنے کے لیے اچانک کوئی شخص آگے آ گیا اور مر گیا یا کسی کو جانور یا بے جان چیز سمجھ کر تیر یا کوئی اور اسلحہ چلایا' بعد میں پتا چلا کہ وہ تو انسان تھا۔ (ب) شبہ عمد: لڑائی وغیرہ میں کسی کو قتل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ اسلحہ استعمال کیا گیا ہو۔ ڈنڈے سوٹے وغیرہ چلائے گئے لیکن اس سے کوئی شخص مر گیا۔ (ج) قتل عمد: نیت قتل کی ہو یا اسلحہ استعمال کیا گیا ہو کیونکہ اسلحے کا مقصد ہی قتل کرنا ہوتا ہے' لہٰذا دونوں صورتوں کو قتل عمد ہی کہا جائے گا۔ اگر نیت قتل کی ہو تو خواہ کسی

٤٧٩٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية شبه العمد مغلظة، ح: ٢٦٢٧ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٩٤. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

بھی چیز سے قتل کیا گیا ہو اسے قتل عمد ہی کہا جائے گا۔ احناف نے قتل عمد اور شبہ عمد میں صرف آلے کا فرق کیا ہے' یعنی آلۂ قتل استعمال کیا گیا ہو یعنی اسلحہ وغیرہ تو قتل عمد اور اگر ڈنڈے' سونٹے' پتھر' لوہے (جو نوکدار اور تیز نہ ہو) سے قتل کیا گیا ہو تو شبہ عمد۔ دونوں میں نیت قتل کی ہوتی ہے۔ لیکن ان کی یہ تعریف رسول اللہ ﷺ کے دور کے بہت سے واقعات کے خلاف پڑتی ہے' لہٰذا معتبر نہیں۔ خیر' قتل خطا کی صورت میں صرف دیت ہوگی اور وہ بھی ہلکی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ شبہ عمد میں بھی صرف دیت ہوگی لیکن بھاری جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ سو میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں۔ قتل عمد میں قصاص ہے اور اگر معافی مل جائے تو دیت شبہ عمد والی۔ یاد رہے ہر قسم کی دیت میں تعداد سو اونٹ ہی ہے۔ ② اس حدیث میں شبہ عمد کو خطا کہا گیا ہے کیونکہ اس میں بھی مقصد قتل کرنا نہیں ہوتا' صرف لڑائی مقصود ہوتی ہے۔

٤٧٩٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ. مُرْسَلٌ.

۴۷۹۶- حضرت قاسم بن ربیعہ نے مرسل طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔

فائدہ: مرسل حدیث سے مراد ہے کہ تابعی براہ راست رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کر دے۔

(المعجم ٣٣، ٣٤) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى خَالِدِ الْحَذَّاءِ (التحفة ٢٨) - أ

باب: ۳۳، ۳۴- خالد الحذاء پر راویوں کا اختلاف

وضاحت: اس اختلاف کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے کہ خالد الحذاء سے مذکورہ روایت بیان کرنے والے: حماد بن زید، ہشیم، ابن ابی عدی، بشر بن مفضل اور یزید ہیں۔ حماد بن زید' خالد حذاء سے بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں: عن خالد عن القاسم بن ربيعة عن عقبة بن أوس عن عبدالله أن رسول الله ﷺ' ہشیم' خالد حذاء سے بیان کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں: عن خالد، عن القاسم بن ربيعة، عن عقبة بن أوس عن رجل من أصحاب النبي ﷺ قال: خطب النبي ﷺ- مطلب یہ کہ ہشیم نے حماد بن زید کی مخالفت کی۔ حماد کی روایت میں تھا: عن عقبة بن أوس، عن عبدالله' جبکہ ہشیم کی روایت میں ہے: عن عقبة بن أوس عن رجل من أصحاب النبي ﷺ" یعنی صحابی کا نام مبہم ہے۔ ابن ابی عدی نے حماد

٤٧٩٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٩٥.

اور ہشیم دونوں کی مخالفت کی اور یوں کہا: عن القاسم، عن عقبة بن أوس أن رسول الله ﷺ......، یعنی انھوں نے روایت مرسل بیان کی جبکہ پہلے دونوں بزرگوں نے متصل بیان کی تھی۔ البتہ حماد نے صحابی کا نام عبداللہ بیان کیا تھا اور ہشیم نے نام مبہم رکھا۔ بشر بن مفضل اور یزید بن زریع نے خالد حذاء سے بیان کیا تو مذکورہ تینوں بزرگوں: حماد، ہشیم اور ابن ابی عدی کی مخالفت کی اور کہا: عن القاسم بن ربيعة، عن يعقوب بن أوس عن رجل من أصحاب النبي ﷺ......، یعنی ان دونوں نے قاسم کے شیخ کا نام یعقوب لیا اور صحابی کو مبہم ہی رکھا۔ دراصل یعقوب بن اوس' عقبہ بن اوس ہی ہیں' اس لیے اس اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں' نیز اس تمام تر اختلاف کے باوجود روایت صحیح ہے اور اس میں تطبیق ممکن ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للإتيوبي: ٣٦/١٥٩، ١٦٠) والله أعلم.

٤٧٩٧- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدٍ - يَعْنِي الْحَذَّاءَ - عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمْدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۷۹۷- حضرت عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! جو شخص شبہ عمد والی صورت میں غلطی سے مارا جائے' مثلاً: کوڑے اور ڈنڈے وغیرہ سے' اس کی دیت سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔''

٤٧٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ: «أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ مِائَةٌ

۴۷۹۸- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔ (اس میں) آپ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! شبہ عمد کی صورت میں کوڑے' ڈنڈے یا پتھر کے ساتھ غلطی سے مارے جانے والے شخص کی دیت سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس ثنیہ سے بازل عام تک ہوں اور ان

٤٧٩٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية الخطأ شبه العمد، ح: ٤٥٤٧ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٩٦، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٦، وابن الجارود، ح: ٧٧٣ وغيرهما.

٤٧٩٨- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٩٧.

مِنَ الْإِبِلِ، فِيهَا أَرْبَعُونَ ثَنِيَّةً إِلَى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهُنَّ خَلِفَةٌ».

میں سے ہر ایک حاملہ ہو۔“

فائدہ: ”ثنیہ“ پانچ سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں جو چھٹے سال میں داخل ہو اور ”بازل“ جو آٹھ سال کی ہو اور نویں میں داخل ہو۔ گویا چالیس اونٹنیاں پانچ سال سے آٹھ سال کی عمر تک ہوں' نیز وہ حاملہ ہوں۔ ظاہر ہے یہ بہت مہنگی ہوں گی۔

٤٧٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا إِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا فِيهِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مُغَلَّظَةٌ، أَرْبَعُونَ مِنْهَا فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۷۹۹- حضرت عقبہ بن اوس سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کوڑے یا ڈنڈے سوٹنے کے ساتھ غلطی سے مارا جائے' اس کی دیت مغلظہ، یعنی سخت ہوگی' سو اونٹ جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں۔“

٤٨٠٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ كُلَّ قَتِيلِ خَطَإِ الْعَمْدِ أَوْ شِبْهِ الْعَمْدِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۸۰۰- نبیٔ اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”آگاہ رہو! جو شخص غلطی سے شبہ عمد کی صورت میں مارا جائے کوڑے اور ڈنڈے سوٹنے کے ساتھ تو اس کی دیت کے اونٹوں میں چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔“

٤٨٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ

۴۸۰۱- نبیٔ اکرم ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ

٤٧٩٩_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٨.
٤٨٠٠_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٩.
٤٨٠١_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠٠.

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ الْعَمْدِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا»

تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! جو مقتول شبہ عمد کی صورت میں غلطی سے کوڑے یا ڈنڈے سونٹے سے مارا جائے' اس کی دیت کے اونٹوں میں سے چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔''

٤٨٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ الْعَمْدِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۸۰۲- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو فرمایا: ''خبردار! جو شخص شبہ عمد کی صورت میں کوڑے یا سونٹے کے ساتھ غلطی سے قتل ہو جائے' اس کی دیت میں سے چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔''

٤٨٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُدْعَانَ سَمِعَهُ مِنَ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى دَرَجَةِ الْكَعْبَةِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، أَلَا إِنَّ قَتِيلَ الْعَمْدِ الْخَطَإِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا شِبْهِ الْعَمْدِ فِيهِ مِائَةٌ

۴۸۰۳- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن کعبہ کی سیڑھی پر کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے (حضرت محمد مصطفی ﷺ) کی مدد فرمائی' نیز اس اکیلے نے کفار کی تمام جماعتوں کو شکست سے دوچار کیا۔ سنو! جو شخص شبہ عمد کی صورت میں کوڑے یا سونٹے کے ساتھ

٤٨٠٢ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٠١.

٤٨٠٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية الخطأ شبه العمد، ح: ٤٥٤٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٠٢. * علي بن زيد بن جدعان ضعيف من جهة حفظه.

مِنَ الْإِبِلِ مُغَلَّظَةٌ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ خَلِفَةً فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

خطأً مارا جائے' اس کی دیت سخت ہوگی۔ (یعنی ایسے) سو اونٹ جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔''

٤٨٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْخَطَأُ شِبْهُ الْعَمْدِ يَعْنِي بِالْعَصَا وَالسَّوْطِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۸۰۴- حضرت قاسم بن ربیعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قتل خطا شبہ عمد کی صورت میں' یعنی جو کوڑے یا سونٹے کے ساتھ ہو' اس میں دیت سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا بعض روایات میں قتل خطا کے ساتھ عمد کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد بھی شبہ عمد ہی ہے کیونکہ قتل عمد تو قتل خطا نہیں ہو سکتا۔ یہ تو آپس میں مقابل ہیں' لہٰذا مراد شبہ عمد ہی ہوگا' یعنی جو دیکھنے میں عمد جیسا ہو مگر حقیقتاً خطا ہو کیونکہ قاتل کی نیت قتل کی نہیں تھی بلکہ ویسے مارنے پیٹنے کی تھی۔ خَطَأً (غلطی سے) قتل ہو گیا۔ ② قتل شبہ عمد کی دیت میں سے چالیس اونٹنیوں کا بیان تو کر دیا گیا ہے کہ وہ حاملہ ہوں' باقی ساٹھ کا بیان نہیں کیا گیا مگر دیگر احادیث میں ذکر ہے کہ تیس حقے ہوں (تین سالہ اونٹنیاں جو چوتھے میں داخل ہوں) اور تیس جزعے (چار سالہ اونٹنیاں جو پانچویں میں داخل ہوں)۔ قتل عمد میں بھی معافی کی صورت میں دیت ہوگی۔ تیس حقے' تیس جذعے اور چالیس حاملہ (پانچ سے آٹھ سالہ)۔

٤٨٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ خَطَأً فَدِيَتُهُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، ثَلَاثُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَثَلَاثُونَ بِنْتَ لَبُونٍ، وَثَلَاثُونَ

۴۸۰۵- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص خَطَأً (غلطی سے) مارا جائے' اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ تیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی)' تیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنی)' تیس حقے (تین سالہ اونٹنی) اور دس ابن لبون (ایک سالہ مذکر)۔'' انھوں (عبداللہ بن عمرو) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

٤٨٠٤ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٠٣.

٤٨٠٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب الدية كم هي؟، ح: ٤٥٤١، ٤٥٦٤ من حديث محمد بن راشد به، وابن ماجه، ح: ٢٦٣٠ من حديث يزيد بن هارون، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٠٤.

حِقَّةً، وَعَشْرَةُ بَنِي لَبُونٍ ذُكُورٍ». قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَوِّمُهَا عَلٰى أَهْلِ الْقُرٰى أَرْبَعَمِائَةَ دِينَارٍ أَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ، وَيُقَوِّمُهَا عَلٰى أَهْلِ الْإِبِلِ إِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِي قِيمَتِهَا، وَإِذَا هَانَتْ نَقَصَ مِنْ قِيمَتِهَا عَلٰى نَحْوِ الزَّمَانِ مَا كَانَ، فَبَلَغَ قِيمَتُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ إِلٰى ثَمَانِمِائَةِ دِينَارٍ أَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ، قَالَ: وَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ مَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الْبَقَرِ عَلٰى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ، وَمَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الشَّاةِ أَلْفَيْ شَاةٍ، وَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْعَقْلَ مِيرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيلِ عَلٰى فَرَائِضِهِمْ فَمَا فَضَلَ فَلِلْعَصَبَةِ، وَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَعْقِلَ عَلَى الْمَرْأَةِ عَصَبَتُهَا مَنْ كَانُوا، وَلَا يَرِثُونَ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا، وَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا وَهُمْ يَقْتُلُونَ قَاتِلَهَا.

بستیوں (گاؤں) میں رہنے والے لوگوں پر اس دیت کی قیمت چار سو دینار یا اس کے برابر چاندی مقرر فرماتے تھے اور اونٹوں والوں پر ان کی قیمت وقت کے لحاظ سے عائد فرماتے تھے۔ جب اونٹ مہنگے ہوتے تو قیمت بڑھا دیتے اور اگر سستے ہو جاتے تو قیمت کم لگاتے' جو بھی ہوتی۔ آپ کے دور مبارک میں یہ قیمت چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک رہی یا اس کے برابر چاندی تھی۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ بھی فرمایا کہ جو شخص گائیوں سے دیت دینا چاہے تو گائیوں والوں پر دیت دو سو گائے ہوگی اور جو شخص بکریوں سے دینا چاہے تو دیت دو ہزار بکری ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ دیت بھی وراثت کی طرح مقتول کے ورثاء میں تقسیم ہوگی۔ ان کو ان کے مقررہ حصوں کے مطابق دی جائے گی۔ اگر کوئی مال بچ جائے تو وہ مقتول کے عصبہ کو ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ عورت کی طرف سے دیت تو اس کے عصبہ بھریں گے' جو بھی ہوں لیکن وہ اس کی وراثت سے کچھ حاصل نہیں کریں گے الا یہ کہ ورثاء کو ان کے مقررہ حصوں کی ادائیگی کے بعد کچھ بچ جائے۔ (تو وہ بطور عصبہ ان کو ملے گا۔) اور اگر کوئی عورت قتل کر دی جائے تو اس کی دیت ورثاء میں تقسیم ہوگی اور وہی قاتل کو قتل کریں گے (اگر وہ معاف نہ کریں)۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ میں قتل خطا کی دیت کی مقدار کا بیان ہے اور وہ چار قسم کے سو اونٹ ہے' اس کی تفصیل حدیث مذکورہ میں بیان کر دی گئی ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اصل دیت اونٹ ہی ہیں' تاہم اونٹ میسر نہ ہونے کی صورت میں سو اونٹوں کی قیمت دیت ہوگی۔ اگر اونٹ مہنگے ہوں گے تو دیت کی رقم زیادہ ہوگی اور اگر اونٹ سستے ہوں گے تو پھر دیت کی رقم بھی کم ہوگی۔ اگر کوئی شخص

دیت میں گائے بیل دینا چاہے تو دیت دوسو گائے بیل ہوگی۔ اور اگر دیت بکریوں کی صورت میں ادا کرنا چاہے تو دو ہزار بکریاں دیت ہوگی۔ ③ قاتل سے قصاص لینا ورثاء کا حق ہے۔ وہ چاہیں تو قصاص لیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں۔ مقتول کے ورثاء یعنی ورثائے مال کے علاوہ دیگر عصبات (عزیز و اقارب) وغیرہ کو قصاص لینے یا معافی دینے کا کوئی حق نہیں۔ ہاں' اگر مقتول کے ورثاء میں سے کوئی مرد یا عورت نہ ہو تو پھر دیگر عزیز و اقارب کو یہ حق مل جائے گا۔ واللہ أعلم. ④ مقتول کی دیت' اس کے دوسرے مال کی طرح اس کے ورثاء کا حق ہے' یعنی دیت بھی' انھی میں تقسیم ہوگی۔ پہلے اصحاب الفروض (جن کا حصہ شریعت نے مقرر کر دیا ہے) لیں گے' ان سے جو بچ جائے وہ عصبہ لیں گے۔ البتہ اگر کسی شخص سے خطأً (غلطی سے) قتل ہو جائے تو اس کے ذمہ عائد ہونے والی دیت اس کے عصبہ ہی ادا کریں گے' عصبہ قریب ترین مذکر کو کہتے ہیں' مثلاً: بیٹے' پوتے' باپ' دادا' بھائی' بھتیجے' چچا' تایا' ان کی اولاد۔ اور ورثاء سے مراد وہ رشتے دار ہیں جن کا حصہ وراثت میں مقرر کیا گیا ہے۔ ⑤ یہ حدیث متعلقہ باب سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ البتہ آئندہ باب سے اس کا تعلق ہے۔ اور سنن نسائی میں بہت جگہ ایسا ہوا ہے' خصوصاً جب کہ سابقہ باب کے تحت روایات زیادہ ہوں۔

(المعجم ٣٤، ٣٥) - ذِكْرُ أَسْنَانِ دِيَةِ الْخَطَأِ (التحفة ٢٩)

باب: ۳۴، ۳۵- قتل خطا کی دیت کے اونٹوں کی عمروں کی تفصیل

٤٨٠٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ دِيَةَ الْخَطَأِ عِشْرِينَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَعِشْرِينَ ابْنَ مَخَاضٍ ذُكُورًا، وَعِشْرِينَ بِنْتَ لَبُونٍ، وَعِشْرِينَ جَذَعَةً، وَعِشْرِينَ حِقَّةً.

۴۸۰۶- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا کی دیت کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ ان میں بیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی)' بیس ابن مخاض (ایک سالہ مذکر)' بیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنی)' بیس جذعے (چار سالہ اونٹنی) اور بیس حقے (تین سالہ اونٹنی) ہوں گے۔

(المعجم ٣٥، ٣٦) - ذِكْرُ الدِّيَةِ مِنَ الْوَرِقِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۵، ۳۶- چاندی سے دیت کا بیان

٤٨٠٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الدية كم هي من الإبل؟، ح: ١٣٨٦ عن علي ابن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠٥. * علته عنعنة حجاج بن أرطاة وضعفه.

٤٨٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِيءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَتَلَ رَجُلٌ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ دِيَتَهُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا، وَذَكَرَ قَوْلَهُ: ﴿وَمَا نَقَمُوٓا إِلَّآ أَنْ أَغْنَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ مِن فَضْلِهِۦ﴾ [التوبة: ٧٤] فِي أَخْذِهِمُ الدِّيَةَ.

وَاللَّفْظُ لِأَبِي دَاوُدَ.

۴۸۰۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو قتل کر دیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ......﴾ ''اور نہیں انتقام لیا انھوں نے مگر اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کو اپنے فضل سے غنی فرمایا۔'' دیت لینے کے بارے میں ہے۔

اور (مذکورہ) الفاظ ابوداود حرانی کے ہیں۔

وضاحت: جبکہ محمد بن مثنیٰ کی حدیث کے الفاظ اس کے ہم معنی ہیں۔

٤٨٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، سَمِعْنَاهُ مَرَّةً يَقُولُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا يَعْنِي فِي الدِّيَةِ.

۴۸۰۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا دونوں روایات کی صحت مرفوعاً محل نظر ہے۔ راجح بات یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے تاہم بارہ ہزار درہم کے بارے میں یہ بات صحیح سند سے مروی ہے کہ حضرت عمر ؓ نے اونٹوں کی

٤٨٠٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ١٣٨٨ (انظر الحديث السابق) من حديث معاذ بن هانيء به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠٦، ٧٠٠٧، وقال: "محمد بن مسلم ليس بالقوي والصواب مرسل" * ابن ميمون ليس بالقوي، ومحمد بن مسلم صدوق حسن الحديث، من رجال مسلم وغيره.

٤٨٠٨ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠٧.

قیمت کا حساب لگا کر بارہ ہزار درہم مقرر کیے تھے۔ (سنن أبي داود' حديث: ۴۵۴۲) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ۷/۳۰۴ و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۶/۱۸۶) ② اصل دیت تو اونٹ ہیں جن کی تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ اگر سونے چاندی یا سکوں میں دیت دینا ہو تو مذکورہ صفات کے اونٹوں کی قیمت دینا ہوگی جو علاقے اور زمانے کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے۔

(المعجم ٣٦، ٣٧) - عَقْلُ الْمَرْأَةِ (التحفة ٣١)

باب: ۳۶، ۳۷-عورت کی دیت

٤٨٠٩- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَقْلُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتَّى يَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا».

۴۸۰۹-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کی دیت مرد کے برابر ہے حتیٰ کہ تہائی کو پہنچ جائے۔''

(المعجم ٣٧، ٣٨) - كَمْ دِيَةُ الْكَافِرِ (التحفة ٣٢)

باب: ۳۷، ۳۸-کافر کی دیت کتنی ہے؟

٤٨١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَقْلُ أَهْلِ الذِّمَّةِ

۴۸۱۰-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذمی کی دیت مسلمان سے نصف ہے۔ ذمی سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔''

٤٨٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٩٠، ح: ٣١٠٥ من حديث عيسى بن يونس به. * عبدالملك بن عبدالعزيز بن جريج مكي حجازي، عنعن، وتقدم، ح: ٤٠٠٨، وإسماعيل بن عياش الشامي ضعيف عن غير أهل بلدة، والحديث في الكبرٰى، ح: ٧٠٠٨، وفيه علة أخرى.

٤٨١٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٣ من حديث محمد بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٠٩، والحديث الآتي شاهد له، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٥٨٣، والترمذي، ح: ١٤١٣، وابن ماجه، ح: ٢٦٤٤ من حديث عمرو بن شعيب به.

نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِينَ، وَهُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى».

فائدہ: ”نصف ہے“ کیونکہ مسلمان اور کافر کی شان برابر نہیں ہو سکتی۔ ﴿اَفَنَجعَلُ الْمُسلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ﴾ (القلم ٦٨:٣٥) البتہ ذمی کا قتل معاہدے کی خلاف ورزی ہے‘ لہٰذا نصف دیت دینی ہوگی۔ احناف مسلم اور ذمی کی دیت برابر سمجھتے ہیں اور اس مفہوم کی ایک مرسل حدیث بیان کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تہائی دیت کے قائل ہیں لیکن دونوں قول صحیح حدیث کے خلاف ہیں۔

٤٨١١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَقْلُ الْكَافِرِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُؤْمِنِ».

۴۸۱۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کافر کی دیت مومن کی دیت سے نصف ہے۔“

(المعجم ٣٨، ٣٩) - دِيَةُ الْمُكَاتَبِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۸، ۳۹- مکاتب غلام کی دیت

٤٨١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمُكَاتَبِ يُقْتَلُ بِدِيَةِ الْحُرِّ عَلٰى قَدْرِ مَا أَدّٰى.

۴۸۱۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مکاتب کے بارے میں‘ جسے قتل کر دیا جائے‘ فیصلہ فرمایا کہ جس قدر وہ مکاتبت ادا کر چکا ہے‘ اتنی آزاد کی دیت دی جائے گی۔“

فوائد و مسائل: ① محقق کتاب نے اس روایت کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ روایت اور بعد والی روایات: ۴۸۱۳ اور ۴۸۱۴ بھی شواہد و متابعات کی بنا پر صحیح ہیں۔ اس روایت کی متابعت اور شواہد کے لیے

٤٨١١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الكفار، ح: ١٤١٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وقال: "حديث حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٠.

٤٨١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية المكاتب، ح: ٤٥٨١ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١١، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٨٢ * يحيى بن أبي كثير عنعن.

حدیث: ۴۸۱۵، ۴۸۱۶ ملاحظہ کیجیے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب جس قدر مکاتبت کی رقم ادا کر دے اتنا آزاد تصور ہوگا، باقی غلام، مثلاً: جو غلام نصف رقم ادا کر چکا ہو وہ نصف آزاد ہوگا، نصف غلام۔ اس حالت میں اگر وہ قتل کر دیا جائے تو آزاد حصے کی دیت پچاس اونٹ ہوگی اور باقی نصف غلام کی دیت دی جائے گی، یعنی پچیس اونٹ۔

٤٨١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَضَى فِي الْمُكَاتَبِ أَنْ يُودٰى بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ دِيَةَ الْحُرِّ.

۴۸۱۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مکاتب کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ (اگر وہ قتل کر دیا جائے تو) جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہے، اتنی دیت آزاد کی دی جائے گی۔

٤٨١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمُكَاتَبِ يُودٰى بِقَدْرِ مَا أَدّٰى مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ الْعَبْدِ.

۴۸۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مکاتب کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ مکاتب غلام جس قدر مال مکاتبت ادا کر چکا ہے، اس کی اتنی دیت آزاد کے حساب سے دی جائے گی اور باقی غلام کے لحاظ سے۔

٤٨١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ النَّقَّاشِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۴۸۱۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مکاتب اتنا آزاد ہے جس قدر وہ مکاتبت ادا کر چکا ہے اور وہ جس قدر آزاد ہے، اتنی اس پر حد لگائی جائے گی اور جس قدر وہ آزاد ہے، اتنا وہ وارث بنے گا۔''

٤٨١٣- [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٢. * معاوية هو ابن سلام.

٤٨١٤- [ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٣. * يعلى هو ابن عبيد.

٤٨١٥- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٤. * حماد هو ابن سلمة، والحديث الآتي شاهد لهذا الحديث، وهو حديث أيوب عن عكرمة عن ابن عباس، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٥٨٢، وحسنه الترمذي، ح: ١٢٥٩.

قَالَ: «اَلْمُكَاتَبُ يَعْتِقُ بِقَدْرِ مَا أَدَّى، وَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ، وَيَرِثُ بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ».

فائدہ: حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ مکاتب جس تناسب سے مکاتبت کی رقم آزاد کر چکا ہے' اتنا وہ آزاد ہے۔ اگر نصف رقم ادا کر چکا ہے تو نصف آزاد ہے۔ اس کے ساتھ نصف آزاد والا سلوک کیا جائے گا۔ حد میں بھی اور وراثت میں بھی۔ اور باقی نصف غلام والا سلوک کیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے۔ واللہ أعلم.

٤٨١٦- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ مُكَاتَبًا قُتِلَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ أَنْ يُودَى مَا أَدَّى دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا لَا دِيَةَ الْمَمْلُوكِ.

۴۸۱۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک مکاتب کو قتل کر دیا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ جس قدر وہ مال مکاتبت ادا کر چکا ہے' اتنے حصے کی دیت آزاد کے حساب سے دی جائے اور باقی کی غلام کے لحاظ سے۔

فائدہ: مکاتب سے مراد وہ غلام ہے جس نے اپنے مالک سے کچھ رقم کی ادائیگی کے عوض اپنی آزادی کا معاہدہ کر رکھا ہو۔ اس معاہدے کو مکاتبت یا کتابت کہتے ہیں اور مقررہ رقم کو مال مکاتبت کہا جاتا ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

(المعجم ٣٩، ٤٠) - بَابُ دِيَةِ جَنِينِ الْمَرْأَةِ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۹، ۴۰- عورت کے پیٹ کے بچے کی دیت

٤٨١٧- أَخْبَرَنَا [إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ] وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا

۴۸۱۷- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے دوسری عورت کو پتھر دے مارا جس سے اس

٤٨١٦_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٠١٥.

٤٨١٧_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٨ من حديث عبيدالله بن موسى به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠١٦.

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ امْرَأَةً حَذَفَتِ امْرَأَةً فَأَسْقَطَتْ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي وَلَدِهَا خَمْسِينَ شَاةً، وَنَهٰى يَوْمَئِذٍ عَنِ الْخَذْفِ.

کا حمل ضائع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں بچے کی دیت پچاس بکریاں مقرر کیں اور اس دن آپ نے خذف سے بھی منع فرمایا۔

أَرْسَلَهُ أَبُو نُعَيْمٍ.

ابونعیم نے اس روایت کو مرسل بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنین یعنی پیٹ کے بچے کی دیت پچاس بکریاں مقرر فرمائی جبکہ دیگر صحیح احادیث میں ”جنین“ (پیٹ کے بچے) کی دیت ”غُرَّة“ (غلام یا لونڈی) مذکور ہے۔ دونوں روایات میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ لونڈی کی درمیانی قیمت پچاس بکریوں کے برابر ہو۔ اس طرح ان میں تضاد ختم ہو جاتا ہے۔ دوسرے بعض علماء نے کہا کہ اس روایت کا متن اصح روایت کے مخالف ہونے کی وجہ سے معلول ہے، لہٰذا اس طرح دونوں روایات کا تضاد ہی نہ رہا۔ ② خذف سے مراد کنکریاں پھینکنا ہے۔ شغل کے طور پر چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے نشانے لگانا اگرچہ ظاہراً بے ضرر سا کام محسوس ہوتا ہے مگر اس سے کوئی آنکھ ضائع ہو سکتی ہے، دانت ٹوٹ سکتا ہے، کوئی نازک عضو متاثر ہو سکتا ہے، اس لیے اس سے منع فرمایا۔ ویسے بھی یہ بے فائدہ کام ہے۔ اس عورت نے بھی تو دوسری عورت کو پتھر مارا تھا اور خیمے کی چوب، یعنی لکڑی ماری تھی جو دوسری عورت کے پیٹ وغیرہ پر لگی جس سے یہ نقصان ہو گیا۔ آپ نے اسی مناسبت سے خذف کو بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ ③ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابونعیم (فضل بن دکین) نے مذکورہ روایت مرسل بیان کی ہے۔ انھوں نے اپنی روایت میں کہا ہے: [حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ أَنَّ امْرَأَةً...... الخ] مطلب یہ کہ ابونعیم نے عبداللہ کے باپ حضرت بریدہ کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ آئندہ آنے والی روایت ابونعیم ہی کی ہے جو انھوں نے مرسل بیان کی ہے۔

٤٨١٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً خَذَفَتِ امْرَأَةً فَأَسْقَطَتِ الْمَرْأَةُ

۴۸۱۸- حضرت عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے دوسری عورت کو پتھر دے مارا جس سے اس کا حمل ضائع ہو گیا۔ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس بچے کی دیت پانچ

٤٨١٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٧.

الْمَخْذُوفَةُ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلَ عَقْلَ وَلَدِهَا خَمْسَمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ، وَنَهٰى يَوْمَئِذٍ عَنِ الْخَذْفِ.

سو بکریاں مقرر فرمائی‘ نیز اس دن آپ نے خذف سے روک دیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا وَهْمٌ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ أَرَادَ مِائَةً مِنَ الْغَنَمِ، وَقَدْ رُوِيَ النَّهْيُ عَنِ الْخَذْفِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ وہم ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا ارادہ ایک سو بکریاں کہنے کا ہو (لیکن غلطی سے پانچ سو بکریاں کہہ دیں)۔ اور خذف‘ یعنی کنکری پھینکنے کی ممانعت تو عبداللہ بن بریدة، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ سے مروی ہے۔ (اور وہ اگلی حدیث: ۴۸۱۹ ہی ہے۔)

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کی طرح یہی بات امام ابوداود رحمہ اللہ نے بھی اپنی سنن میں مذکورہ (پانچ سو بکریوں والی) روایت بیان کرنے کے بعد فرمائی ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود‘ الديات‘ باب دية الجنين‘ حديث: ۴۵۷۸) احادیث صحیحہ کے معارض ہونے کے علاوہ مذکورہ حدیث ہے بھی مرسل جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے‘ اس لیے یہ قابل حجت نہیں۔ اصل مسئلہ وہی ہے جس کی وضاحت حدیث: ۴۸۱۷ کے فوائد ومسائل کے تحت ہو چکی ہے۔ واللہ أعلم.

٤٨١٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا كَهْمَسُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: أَنَّهُ رَأٰى رَجُلًا يَخْذِفُ، فَقَالَ: لَا تَخْذِفْ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْخَذْفِ، أَوْ يَكْرَهُ الْخَذْفَ. شَكَّ كَهْمَسُ.

۴۸۱۹- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو خذف کرتے دیکھا تو فرمایا: خذف نہ کر کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خذف سے منع فرمایا ہے یا آپ اسے ناپسند فرماتے تھے۔ کَہْمَس کو شک ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ کَہْمَس راوی کو شک ہے کہ "نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ" کے الفاظ ہیں یا "يَكْرَهُ الْخَذْفَ" کے‘ تاہم یہ شک صحت روایت پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

٤٨١٩ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الخذف والبندقة، ح: ٥٤٧٩ من حديث يزيد بن هارون، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو، وكراهة الخذف، ح: ١٩٥٤ من حديث كهمس بن الحسن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٩.

٤٨٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ: أَنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ النَّاسَ فِي الْجَنِينِ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ مَالِكٍ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ غُرَّةً. قَالَ طَاوُسٌ: إِنَّ الْفَرَسَ غُرَّةٌ.

۴۸۲۰-حضرت طاوس سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیٹ کے بچے کی دیت کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا تو حضرت حمل بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ مقرر فرمائی ہے۔حضرت طاوس نے کہا کہ گھوڑا بھی غرہ ہے۔

فائدہ: احادیث میں غرہ کی تفسیر غلام یا لونڈی سے کی گئی ہے۔حضرت طاوس نے گھوڑے کو اور بعض لوگوں نے گھوڑے کے ساتھ ساتھ خچر کو بھی شامل کر دیا ہے۔بعض مرفوع روایات میں گھوڑے اور خچر کا ذکر مدرج اور کسی راوی کا وہم ہے کیونکہ غرہ کی تفسیر جب خود رسول اللہ ﷺ نے غلام یا لونڈی سے فرما دی ہے تو پھر ادھر ادھر التفات کی ضرورت ہی نہیں رہی۔رسول اللہ ﷺ کی بات قول فیصل ہے۔

٤٨٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ، فَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا، وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا.

۴۸۲۱-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی ایک عورت کے پیٹ کے بچے کے بارے میں جو (چوٹ کی وجہ سے) ساقط ہو کر مر گیا تھا' فیصلہ فرمایا کہ اس کی دیت غرہ ہوگی' یعنی غلام یا لونڈی۔پھر جس عورت کے لیے (جس کے بچے کی دیت کی بابت) غرہ کا فیصلہ کیا تھا' وہ مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی وراثت اس کے بیٹوں اور خاوند کو ملے گی۔اور اس (قاتلہ) کے ذمے واجب الادا دیت اس (قاتلہ) کے عصبہ کے ذمے ہوگی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں بھی جنین کی دیت غلام یا لونڈی بیان ہوئی ہے' تاہم اگر جنین زندہ پیٹ سے باہر آیا' پھر اسی لگائی گئی چوٹ کے اثر کی وجہ سے فوت ہو گیا تو اس صورت میں بڑے شخص والی مکمل

٤٨٢٠ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٤٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٠.

٤٨٢١ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث المرأة والزوج مع الولد وغيره، ح: ٦٧٤٠، ومسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ . . . الخ، ح: ١٦٨١ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢١.

دیت ادا کرنی پڑے گی۔ چوٹ جان بوجھ کر لگائی گئی ہو یا غلطی سے لگی ہو دونوں صورتوں میں مسئلہ اسی طرح ہے جیسے بیان کیا گیا ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للإتيوبي: ٣٦/٢١٩، ٢٢٠) ② اس حدیث مبارکہ کے الفاظ [إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ] سے بعض اہل علم کو یہ وہم ہوا ہے کہ اس سے مراد قاتلہ ہے' اس لیے انھوں نے ان الفاظ کے معنی کیے ہیں: ''پھر جس عورت کے ذمے غرہ (دینے) کا فیصلہ کیا گیا تھا' وہ مرگئی۔'' یہ بات درست نہیں بلکہ حقیقت واقعہ کے خلاف ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مرنے والی قاتلہ نہیں بلکہ وہ تھی جس کا جنین گرایا گیا تھا کیونکہ احادیث صحیحہ میں یہ صراحت موجود کہ مرنے والی قاتلہ نہیں بلکہ دوسری تھی جسے پتھر مار کر اس کا جنین گرا دیا گیا تھا اور اسے قتل کر دیا گیا تھا۔ حدیث کے الفاظ ہیں: [اِقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا] ''ہذیل قبیلے کی دو عورتیں لڑ پڑیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا اور اسے قتل کر دیا اور اس بچے کو بھی جو اس کے پیٹ میں تھا۔'' (صحيح البخاري' الديات' باب جنين المرأة...... ' حديث: ٦٩١٠' و صحيح مسلم' القسامة و المحاربين' باب دية الجنين...... ' حديث: ١٦٨١ (٣٦)) الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ کا مفہوم ہے: اَلَّتِي قَضٰى لَهَا بِالْغُرَّةِ - مطلب یہ کہ عَلَيْهَا بمعنی لَهَا ہے۔ صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں: [ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضٰى لَهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ] دیکھیے: (صحيح البخاري' الفرائض' باب ميراث المرأة و الزوج مع الولد وغيره' حديث: ٦٧٤٠) بعض اہل علم کو حدیث مبارکہ کے آخری جملے [قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَ زَوْجِهَا' وَ أَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا] سے یہ وہم لگا ہے کہ مرنے والی قاتلہ ہی ہے۔ اسی کی وراثت کے حق دار اس کے بیٹے اور اس کا خاوند ہیں اور اس کی دیت اس کے عصبہ کے ذمے ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث سے اس شبہ اور وہم کا کلیتاً ازالہ ہو جاتا ہے۔ اس کے الفاظ اس قدر واضح اور صریح ہیں کہ وہم کا تصور ہی نہیں ہوتا۔ الفاظ یہ ہیں: [فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَ غُرَّةً لِمَا فِي بَطْنِهَا] ''پھر رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کی دیت' قاتلہ کے عصبہ کے ذمے لگائی اور اس (مقتولہ) کے پیٹ کے بچے کی دیت ایک غرہ مقرر فرمائی۔'' (صحيح مسلم' القسامة و المحاربين' باب دية الجنين...... ' حديث: ١٦٨٢) مذکورہ بالا تصریحات سے تمام شبہات ختم ہو جاتے ہیں۔ ③ قتل خطا شبہ عمد میں دیت قاتل کے ذمے ہوتی ہے لیکن اس کی ادائیگی میں اس کے تمام نسبی رشتہ دار شریک ہوں گے۔ قانونی طور پر ان سب کے ذمے قسط وار رقم مقرر کی جائے گی اور وہ ادا کرنے کے پابند ہوں گے کیونکہ قتل خطا میں قاتل قصور وار نہیں ہوتا یا زیادہ قصور وار نہیں ہوتا۔ البتہ عمد کی صورت میں دیت قاتل کے ذمے ہوگی اور وہی ادائیگی کا ذمہ دار ہے کیونکہ وہ مکمل قصور وار ہوتا ہے' لہٰذا اسے ہی سزا بھگتنا ہوگی۔ واللہ أعلم.

٤٨٢٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: اِقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ، وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا، فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ، وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا، وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ، فَقَالَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أُغَرَّمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ»، مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ.

۴۸۲۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قبیلۂ ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا۔ نتیجتاً اسے بھی قتل کر دیا اور اس کے پیٹ کے بچے کو بھی۔ وہ (ورثاء) یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ پیٹ کے بچے کی دیت غرہ ہے یعنی ایک غلام یا لونڈی' نیز آپ نے فیصلہ فرمایا کہ (قاتلہ) عورت کے ذمے واجب الادا دیت اس کے عصبہ بھریں گے۔ اور آپ نے اس (مقتولہ) کی اولاد اور دیگر ورثاء کو اس کا وارث بنایا۔ حضرت حمل بن مالک بن نابغہ ہذلی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے اس (بچے) کی دیت بھروں جس نے نہ پیا نہ کھایا' نہ بولا نہ چلایا؟ اس جیسا (بچہ) تو ضائع اور لغو (بلا دیت) ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو کاہنوں میں سے ایک کاہن محسوس ہوتا ہے۔'' (آپ نے یہ بات فرمائی) اس لیے کہ اس نے مسجع کلام کیا تھا۔

فائدہ: ''کاہن'' دور جاہلیت میں ہر بت کے ساتھ ایک کاہن بھی ہوتا تھا۔ لوگ علاج وغیرہ کے لیے بھی انھی سے رابطہ کرتے تھے۔ یہ بڑے چالاک وعیار لوگ ہوتے تھے۔ جنوں سے روابط رکھتے تھے۔ ذو معنی کلام کیا کرتے تھے۔ پیش گوئیاں بھی کرتے تھے مگر بڑے محتاط انداز میں تاکہ پیش آمدہ حالات میں مشکل پیش نہ آئے۔ بڑی دلآویز کلام کرتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے مسجع فقرے بولتے تھے جن کو سن کر لوگ مرعوب ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت حمل بن مالک کو کاہن کہا۔

٤٨٢٢ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ . . . الخ، ح: ١٦٨١/ ٣٦ عن أحمد بن عمرو بن السرح، والبخاري، الديات، باب جنين المرأة وأن العقل على الوالد وعصبة الوالد لا على الولد، ح: ٦٩١٠ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٢.

٤٨٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا، فَقَضٰى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ.

۴۸۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں قبیلۂ ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا اور اس کا حمل گرا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت غرہ مقرر کی، یعنی ایک غلام یا لونڈی۔

٤٨٢٤- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِي الْجَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ، فَقَالَ الَّذِي قَضٰى عَلَيْهِ: كَيْفَ أُغَرَّمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَلَا نَطَقَ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا هٰذَا مِنَ الْكُهَّانِ».

۴۸۲۴- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے اس بچے کی دیت جسے والدہ کے پیٹ میں قتل کر دیا جائے، ایک غرہ مقرر فرمائی ہے، یعنی غلام یا لونڈی۔ جس شخص کے خلاف آپ نے فیصلہ فرمایا تھا، وہ کہنے لگا: میں اس بچے کی دیت کیسے بھروں جس نے نہ پیا نہ کھایا، نہ چیخا نہ بولا؟ ایسا بچہ تو ضائع اور لغو ہوتا ہے (معاوضے کا حق دار نہیں ہونا چاہیے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو کاہن لگتا ہے۔“

٤٨٢٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ - وَهُوَ ابْنُ تَمِيمٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ

۴۸۲۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمے کی لکڑی دے ماری اور اسے قتل کر دیا جبکہ وہ حاملہ تھی (لہٰذا حمل بھی ضائع

٤٨٢٣ـ أخرجه مسلم، (السابق) عن ابن السرح، والبخاري، الطب، باب الكهانة، ح: ٥٧٥٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٥٥، والكبرٰى، ح: ٧٠٢٣.

٤٨٢٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٥٥، والكبرٰى، ح: ٧٠٢٤.

٤٨٢٥ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ . . . الخ، ح: ١٦٨٢ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٥.

إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ امْرَأَةً ضَرَبَتْ ضَرَّتَهَا بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ فَقَتَلَتْهَا وَهِيَ حُبْلَى، فَأُتِيَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ بِالدِّيَةِ، وَفِي الْجَنِينِ غُرَّةً، فَقَالَ عَصَبَتُهَا: أَدِي مَنْ لَا طَعِمَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ هٰذَا يُطَلُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ».

ہو گیا)۔ یہ مقدمہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ قاتل عورت کے عصبہ (مقتولہ کی) دیت بھریں' نیز پیٹ کے بچے کے بدلے غرہ دیں۔ اس عورت کا عصبہ کہنے لگا: کیا میں ایسے بچے کی دیت دوں جس نے پیا نہ کھایا' چیخا نہ چلایا؟ ایسا بچہ تو کسی شمار وقطار میں نہیں ہونا چاہیے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اعرابیوں جیسی تک بندی کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''ایسا بچہ'' یعنی جو زندہ پیدا نہیں ہوا بلکہ پیدا ہونے سے پہلے فوت ہو گیا۔ ② ''اعرابیوں جیسی'' اعرابی لوگ فصیح و بلیغ زبان بولتے تھے اور اعلیٰ درجے کے شاعر ہوتے تھے' نیز وہ مسجع کلام کیا کرتے تھے۔ ③ ''تک بندی'' یعنی مسجع کلام جس کے جملے ہم آہنگ ہوں۔ ہر جملے کے آخر میں ایک جیسے الفاظ آئیں جیسے اشعار میں ہوتا ہے مگر وزن ایک نہیں ہوتا۔ ④ اس روایت میں ہے کہ اس عورت نے خیمے کی چوب' یعنی لکڑی ماری تھی جبکہ بعض روایات میں ہے کہ اس نے پتھر مارا تھا۔ ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ ممکن ہے اس نے دونوں چیزیں ماری ہوں' کسی راوی نے ایک چیز بیان کر دی کسی نے دوسری۔ والله أعلم.

(المعجم ٤٠، ٤١) - صِفَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ وَعَلَى مَنْ دِيَةُ الْأَجِنَّةِ وَشِبْهِ الْعَمْدِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ (التحفة ٣٥)

باب: ۴۰، ۴۱- قتل شبہ عمد کا بیان اور اس کا کہ پیٹ کے بچے اور قتل شبہ عمد کی دیت کس کے ذمے ہو گی؟ نیز ابراہیم عن عبید بن نضیلہ کی حضرت مغیرہ سے مروی روایت پر راویوں کے اختلاف الفاظ کا ذکر

٤٨٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ الْخُزَاعِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ ضَرَّتَهَا

۴۸۲۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمے کا ستون کھینچ مارا جب کہ وہ حاملہ تھی۔ وہ مر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے قریبی نسبی

٤٨٢٦-[صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٦.

بِعَمُودِ الْفُسْطَاطِ وَهِيَ حُبْلَى فَقَتَلَتْهَا، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ، وَغُرَّةً لِمَا فِي بَطْنِهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ: أَنَغْرَمُ دِيَةَ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ؟» فَجَعَلَ عَلَيْهِمُ الدِّيَةَ.

رشتہ داروں پر ڈال دی۔ اور مقتولہ کے پیٹ کے بچے کی دیت میں ایک غرہ لازم کیا۔ قاتلہ کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہنے لگا: کیا ہم ایسے بچے کی دیت بھریں جس نے کھایا نہ پیا اور نہ چوں کی؟ ایسا بچہ تو ضائع اور لغو ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اعرابیوں جیسی مسجع ومقفیٰ کلام بولتے ہو؟'' پھر ان پر دیت لاگو کی۔

٤٨٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ ضَرَّتَيْنِ ضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ فَقَتَلَتْهَا، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالدِّيَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ، وَقَضَى لِمَا فِي بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: تُغَرِّمُنِي مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ: «سَجْعٌ كَسَجْعِ الْجَاهِلِيَّةِ» وَقَضَى لِمَا فِي بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ.

۴۸۲۷- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو سوکنوں میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی دے ماری اور اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیت قاتلہ کے نسبی رشتہ داروں پر ڈال دی اور مقتولہ کے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ قرار دی۔ اعرابی کہنے لگا: آپ مجھ پر ایسے بچے کی دیت ڈال رہے ہیں جس نے نہ کھایا نہ پیا' نہ چیخا نہ چلایا؟ ایسا بچہ تو ضائع اور لغو ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''زمانۂ جاہلیت جیسی مسجع ومقفیٰ گفتگو ہے۔'' آپ نے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ مقرر فرمائی۔

٤٨٢٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

۴۸۲۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: بنولحیان کی ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمے کی لکڑی دے ماری اور اسے قتل کر دیا۔ مقتولہ کو حمل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت قاتلہ

٤٨٢٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٢٧.

٤٨٢٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٢٨.

قَالَ: ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي لِحْيَانَ ضَرَّتَهَا بِعَمُودِ الْفُسْطَاطِ فَقَتَلَتْهَا، وَكَانَ بِالْمَقْتُولَةِ حَمْلٌ، فَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ بِالدِّيَةِ، وَلِمَا فِي بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ.

کے نسبی رشتہ داروں پر ڈال دی اور اس (مقتولہ) کے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ مقرر فرمائی۔

٤٨٢٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ فَأَسْقَطَتْ، فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: كَيْفَ نَدِي مَنْ لَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ؟» فَقَضٰى بِالْغُرَّةِ عَلٰى عَاقِلَةِ الْمَرْأَةِ.

۴۸۲۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو ہذیل کے ایک آدمی کے نکاح میں دو عورتیں تھیں۔ ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی دے ماری اور اس کے پیٹ کا بچہ گرا دیا۔ فریقین جھگڑتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قاتل فریق کہنے لگا: ہم اس بچے کی کیسے دیت ادا کریں جس نے پیا نہ کھایا' نہ چیخا نہ چلایا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا اعرابیوں کی طرح تک بندی کر رہے ہو؟'' پھر آپ نے غرہ (غلام یا لونڈی بطور دیت) قاتل عورت کے نسبی رشتہ داروں کے ذمے ڈال دی۔

٤٨٣٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ هُذَيْلٍ كَانَ لَهُ امْرَأَتَانِ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِعَمُودِ الْفُسْطَاطِ فَأَسْقَطَتْ، فَقِيلَ: أَرَأَيْتَ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ؟ فَقَالَ: «أَسَجْعٌ

۴۸۳۰- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو ہذیل کے ایک آدمی کی دو بیویاں تھیں۔ ایک نے دوسری کو خیمے کا ستون دے مارا اور اس کا حمل گرا دیا۔ (جب آپ نے بچے کی دیت بیان فرمائی تو) آپ سے کہا گیا: بتائیں تو بھلا جس بچے نے نہ پیا نہ کھایا' نہ چیخا نہ چلایا (کیا اس کی بھی دیت ہوگی؟) آپ نے فرمایا: ''یہ کیا اعرابیوں جیسی تک بندی ہے۔'' پھر آپ نے اس کی دیت غرہ' یعنی ایک غلام یا لونڈی مقرر فرمائی اور

٤٨٢٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٩.

٤٨٣٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٠.

كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ» فَقَضٰى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، وَجُعِلَتْ عَلٰى عَاقِلَةِ الْمَرْأَةِ.

اسے عورت کے نسبی رشتہ داروں کے ذمے ڈال دیا۔

أَرْسَلَهُ الْأَعْمَشُ.

اعمش نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث کو بہت سے محدثین نے مرفوع متصل بیان کیا ہے لیکن امام اعمش نے یہ روایت ابراہیم سے مرسل بیان کی ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے: الأعمش عن إبراهيم' قَالَ ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ......"

٤٨٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ ضَرَّتَهَا بِحَجَرٍ وَهِيَ حُبْلٰى فَقَتَلَتْهَا، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةً، وَجَعَلَ عَقْلَهَا عَلٰى عَصَبَتِهَا، فَقَالُوا: نُغَرَّمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ؟ هُوَ مَا أَقُولُ لَكُمْ».

۴۸۳۱- حضرت ابراہیم سے منقول ہے کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو پتھر مارا جبکہ وہ حاملہ تھی جس سے وہ مرگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ (غلام یا لونڈی) مقرر فرمائی اور مقتولہ کی دیت قاتلہ کے نسبی رشتہ داروں کے ذمے ڈال دی۔ انھوں نے کہا: ہم ایسے بچے کی دیت بھریں جس نے پیا نہ کھایا' نہ چوں چاں کی؟ ایسے بچے کا تو کوئی معاوضہ نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا: "اعرابیوں کی طرح تک بندی کرتے ہو؟ اصل حکم وہی ہے جو میں کہتا ہوں۔"

فائدہ: یہ روایت مرسل ہے' تاہم شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

٤٨٣٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَسْبَاطَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

۴۸۳۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: دو سوکنیں تھیں۔ ان میں جھگڑا ہو گیا۔ ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا اور اس کے پیٹ کا بچہ

٤٨٣١_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣١.

٤٨٣٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٤، والطبراني في الكبير: ١١/ ٢٨٩، ٢٩٠، ح: ١١٧٦٧ من حديث عمرو بن حماد بن طلحة القناد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٢. وللحديث شواهد. ※ أسباط هو ابن نصر، وسماك هو ابن حرب، وسلسلته عن عكرمة ضعيفة.

كَانَتِ امْرَأَتَانِ جَارَتَانِ كَانَ بَيْنَهُمَا صَخَبٌ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ، فَأَسْقَطَتْ غُلَامًا - قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ - مَيِّتًا وَمَاتَتِ الْمَرْأَةُ، فَقَضٰى عَلَى الْعَاقِلَةِ الدِّيَةَ فَقَالَ عَمُّهَا : إِنَّهَا قَدْ أَسْقَطَتْ يَا رَسُولَ اللهِ! غُلَامًا قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ، فَقَالَ أَبُو الْقَاتِلَةِ : إِنَّهُ كَاذِبٌ، إِنَّهُ وَاللّٰهِ! مَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ فَمِثْلُهُ يُطَلُّ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْجَاهِلِيَّةِ وَكِهَانَتِهَا؟ إِنَّ فِي الصَّبِيِّ غُرَّةً».

گرا دیا جو مردہ تھا۔ اس کے بال اُگ چکے تھے۔ اور عورت بھی مرگئی۔ آپ نے قاتلہ کے نسبی رشتہ داروں پر دیت ڈال دی۔ مقتولہ کے چچا نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے بچہ بھی ضائع کیا ہے جس کے بال اُگ چکے تھے۔ قاتلہ کے والد نے کہا: یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ بچہ نہ چیخا چلایا‘ نہ اس نے پیا نہ کھایا۔ ایسا تو ضائع اور باطل ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کیا جاہلوں اور کاہنوں جیسی سجع (تک بندی) کر رہا ہے؟ اس بچے میں بھی غرہ آئے گا۔“

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : كَانَتْ إِحْدَاهُمَا مُلَيْكَةَ وَالْأُخْرٰى أُمَّ غَطِيفٍ .

حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: ایک عورت کا نام ملیکہ اور دوسری کا ام غطیف تھا۔

فائدہ: بعض روایات میں اس دوسری عورت کا نام ام عفیف آیا ہے۔

٤٨٣٣ - أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ : كَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى كُلِّ بَطْنٍ عُقُولَهُ، وَلَا يَحِلُّ لِمَوْلًى أَنْ يَتَوَلّٰى مُسْلِمًا بِغَيْرِ إِذْنِهِ .

۴۸۳۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ تحریر لکھوائی کہ ہر قبیلے کو اپنے لوگوں پر عائد شدہ دیتیں دینی ہوں گی‘ نیز کسی آزاد شدہ غلام کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مولیٰ کی اجازت کے بغیر کسی اور مسلمان کو مولیٰ بنا لے۔

فوائد ومسائل: ① عاقلہ (یعنی نسبی رشتہ دار) پر دیت ادا کرنا لازم ہے۔ ② ”عائد شدہ دیتیں“ یعنی قتل خطا اور شبہ عمد کی دیتیں قاتل کے خاندان کو بھرنا پڑیں گی۔ اور باب کا مقصد بھی یہی ہے کہ قتل خطا یا شبہ عمد کی دیت

٤٨٣٣ـ أخرجه مسلم، العتق، باب تحريم تولي العتيق غير مواليه، ح: ١٥٠٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٣.

صرف قاتل کے ذمے نہیں بلکہ پورے خاندان کی ذمے داری ہے۔③ ''اجازت کے بغیر'' یہ قید ڈانٹ کے طور پر ہے ورنہ اجازت لے کر بھی کسی دوسرے کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا جیسے کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو باپ نہیں بنا سکتا' خواہ باپ اجازت دے بھی دے۔ ویسے بھی کوئی سلیم الطبع شخص نہ تو رشتہ بیچتا ہے نہ ہبہ کرتا ہے کیونکہ رشتہ بیچنے اور ہبہ کرنے کی چیز نہیں۔ مولیٰ آزاد کردہ غلام کو بھی کہتے ہیں اور آزاد کرنے والے مالک کو بھی اور ان کے مابین تعلق کو ولا کہتے ہیں جو نسبی رشتے کے بعد مضبوط رشتہ ہے جو موت سے بھی ختم نہیں ہوتا حتیٰ کہ نسبی رشتہ دار نہ ہونے کی صورت میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کوئی شخص بھی ایسے معظم رشتے کو بدلنے کی اجازت نہیں دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بابت فرمایا: [اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ] ''ولا بھی نسبی رشتہ داری کی طرح ہے' یہ نہ بیچی جاسکتی ہے اور نہ کسی کو ہبہ ہی کی جاسکتی ہے۔'' (المستدرك للحاكم: ۳۴۱/۴) مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی اپنے آزاد کردہ غلام کو اجازت دے بھی دے تو بھی یہ تعلق ولا کسی دوسرے مسلمان کی طرف منتقل نہیں ہوسکتا۔ نہ کسی مسلمان کو لائق ہی ہے کہ وہ اسے قبول کرے۔ والله أعلم.

٤٨٣٤- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ قَبْلَ ذٰلِكَ فَهُوَ ضَامِنٌ».

۴۸۳۴- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایسے ہی (تکلفاً) طبیب بن کر علاج کرے' حالانکہ (اس سے قبل) وہ مستند طبیب نہیں تھا تو (اگر کوئی نقصان ہو جائے) وہ ضامن (ذمہ دار) ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر اسے حسن قرار دیا ہے۔ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [لكن الحديث حسن بمجموع الطريقين] یعنی دونوں طریق کی وجہ سے مجموعی طور پر مذکورہ حدیث حسن بن جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث: ۶۳۵) ② موجودہ دور میں عطائی قسم کے ڈاکٹر اور طبیب عام ہیں۔ ان طبیبوں اور ڈاکٹروں کی حوصلہ شکنی ضروری ہے۔ حکومت وقت کی یہ شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی قانون سازی کرے کہ کوئی اناڑی ڈاکٹر اور طبیب لوگوں کی زندگی اور ان کی

٤٨٣٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من تطبب ولم يعلم منه طب، ح: ٣٤٦٦ من حديث الوليد ابن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٤، وصححه الحاكم: ٤/ ٢١٢، ووافقه الذهبي. * ابن جريج عنعن، تقدم، ح: ٤٠٠٨، وللحديث شاهد ضعيف.

صحت سے نہ کھیل سکے۔عوام کو ایسے لوگوں کی دست برد سے بچنے کی خود بھی کوشش کرنی چاہیے۔ایسے ڈاکٹروں اور طبیبوں کے ہاتھوں اگر کوئی مر جائے تو ان کے ذمے دیت ہوگی' تاہم مستند معالجین سے دوالینا شرعاً جائز بلکہ مستحب ہے۔اس حدیث مبارکہ سے علاج معالجے اور دوا کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ ڈاکٹر وطبیب مستند اور معروف ہو۔③ اگر کوئی آدمی کسی ڈاکٹر یا طبیب کی بے پروائی یا عدم مہارت کی وجہ سے مر جائے تو اس پر دیت ہوگی جو اس کے نسبی رشتہ دار ادا کریں گے۔قصاص نہیں ہوگا کیونکہ وہ مکمل طور پر قصوروار نہیں۔آخر علاج کروانے والے کی رضامندی ہی سے اس کا علاج ہوا' لہٰذا اناڑی شخص سے علاج کروانے میں متعلقہ شخص بھی مجرم ہے۔طبیب اکیلا مجرم نہیں۔④ مستند طبیب سے کوئی نقصان ہو جائے تو جب تک اس کی صریح غلطی ثابت نہ ہو جائے' وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔صریح غلطی کی صورت میں اسے دیت بھرنی ہوگی کیونکہ یہ بھی خطا کی ذیل میں آتا ہے۔اگر ثابت ہو جائے کہ طبیب نے عمداً نقصان پہنچایا ہے تو قصاص جاری ہوگا۔والله أعلم.

٤٨٣٥- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ مِثْلَهُ سَوَاءً.

۴۸۳۵-عمرو بن شعیب کے پردادا سے بالکل ایسی ہی روایت آتی ہے۔

فائدہ: یہ روایت بھی مجموعی طرق کی بنا پر قابل استدلال ہے۔

(المعجم ٤١، ٤٢) - هَلْ يُؤْخَذُ أَحَدٌ بِجَرِيرَةِ غَيْرِهِ (التحفة ٣٦)

باب:۴۱، ۴۲-کیا کسی شخص کو دوسرے کے جرم میں پکڑا جا سکتا ہے؟

٤٨٣٦- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبْجَرَ عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَعَ أَبِي فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟» قَالَ: اِبْنِي أَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: «أَمَا إِنَّكَ لَا تَجْنِي عَلَيْهِ وَلَا يَجْنِي عَلَيْكَ».

۴۸۳۶-حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا۔آپ نے (میرے والد سے) فرمایا:''یہ تیرے ساتھ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں' یہ میرا بیٹا ہے۔آپ نے فرمایا: ''خبردار! تیرے جرم کا یہ ذمہ دار نہیں اور تو اس کے جرم

٤٨٣٥- [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٥.

٤٨٣٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الخضاب، ح: ٤٢٠٨ من حديث إياد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٦. * سفيان هو ابن عيينة، وتابعه سفيان الثوري عند أبي داود

کا ذمہ دار نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ اس بات کا ہمیشہ التزام فرماتے کہ موقع محل کی مناسبت سے مسئلہ بیان فرمائیں اور کتاب وسنت کے احکام وضاحت سے بیان کر دیں، نیز نبی ﷺ مسئلہ اس انداز سے واضح فرماتے کہ اس میں کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہتا بلکہ ہر شخص بآسانی سمجھ لیتا تھا۔ ② یہ حدیث مبارکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر کرتی ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (فاطر ۳۵:۱۸) ''کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا (قطعاً) کوئی بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' ③ جاہلیت میں باپ بیٹا تو ایک طرف پورے قبیلے کے افراد کو ایک دوسرے کے جرائم کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔ قبیلے کے کسی شخص نے قتل کیا ہوتا تو قبیلے کے کسی بھی شخص کو پکڑ کر قتل کر دیا جاتا اور دعویٰ کیا جاتا کہ ہم نے قصاص لے لیا ہے۔ اسلام نے اس بدرسم کو نہ صرف ختم کیا بلکہ یہ اعلان کیا کہ گناہ گار وہی ہے جس نے جرم کیا۔ سزا بھی اسے ہی دی جاسکتی ہے، کسی اور کو نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ پھر قتل خطا وشبہ عمد کی دیت رشتہ داروں پر کیوں پڑتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ اس کے ساتھ تعاون ہے کیونکہ قتل خطا کی صورت میں تو قاتل بالکل ہی بے گناہ ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بے احتیاطی کا مجرم کہا جاسکتا ہے اور شبہ عمد میں مجرم تو ہوتا ہے کہ اس نے لڑائی کی مگر چونکہ قتل کا تو اسے تصور بھی نہیں تھا، لہٰذا وہ اتنا مجرم نہیں ہوتا کہ اس پر سو قیمتی اونٹنیوں کا بوجھ ڈال دیا جائے لیکن چونکہ کسی مسلمان کا خون رائیگاں نہیں جاسکتا، اس لیے دیت اس پر ڈال دی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے رشتہ داروں کو اس سے تعاون کرنے کا قانونی طور پر پابند بنا دیا گیا تاکہ وہ پاؤں نہ کھینچ سکیں۔ البتہ جب قاتل مکمل قصوروار ہو، مثلاً: قتل عمد میں تو اسے خود ہی قصاص دینا ہوگا۔ اس کے کسی بھائی یا باپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ دیت ہو تو وہ بھی خود ہی بھرے گا۔

٤٨٣٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ الْيَرْبُوعِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعَ قَتَلُوا فُلَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ

۴۸۳۷- حضرت ثعلبہ بن زہدم یربوعی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک گروہ میں خطاب فرما رہے تھے۔ انصار کہنے لگے: ان بنو ثعلبہ بن یربوع نے جاہلیت میں فلاں شخص کو قتل کر دیا تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے آواز بلند کرتے ہوئے فرمایا: ''آگاہ رہو! کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم کا ذمہ دار نہیں۔''

٤٨٣٧ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٨٥، ح: ١٣٨٤ من حديث سفيان الثوري به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٧. وللحديث شواهد كثيرة. ✽ أشعث هو ابن سليم.

ﷺ: وَهَتَفَ بِصَوْتِهِ: «أَلَا لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى الْأُخْرٰى».

فائدہ: جاہلیت میں ایک فرد کے جرم کرنے پر پورے قبیلے کو مجرم سمجھ لیا جاتا تھا۔ اور جو بھی ہتھے چڑھ جاتا' اس سے انتقام لے لیا جاتا تھا۔ آپ نے انصار کی اس بات سے اسی ذہن کی بو سونگھی کہ انھوں نے اس قبیلے کے ایک شخص کو دیکھ کر قبیلے کے کسی ایک شخص کا جرم ذکر کیا' اس لیے آپ نے واشگاف الفاظ میں تردید فرمائی۔

٤٨٣٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ: اِنْتَهٰى قَوْمٌ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ قَتَلُوا فُلَانًا رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى الْأُخْرٰى».

۴۸۳۸- حضرت ثعلبہ بن زہدم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: بنوثعلبہ کے کچھ لوگ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس پہنچے جبکہ آپ خطاب فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان بنوثعلبہ بن یربوع نے نبی ﷺ کے فلاں صحابی کو قتل کیا تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کے جرم کا کوئی دوسرا شخص ذمہ دار نہیں ہوتا۔''

فائدہ: آپ کا مقصد یہ تھا کہ قاتل کوئی اور ہیں اور یہ آنے والے لوگ اور ہیں۔ صرف قبیلہ ایک ہونے کی وجہ سے یہ لوگ مجرم نہیں بن سکتے۔

٤٨٣٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ: أَنَّ نَاسًا مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ!

۴۸۳۹- بنوثعلبہ بن یربوع (قبیلے) میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ بنوثعلبہ کے کچھ لوگ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آئے تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان بنوثعلبہ بن یربوع نے نبی ﷺ کے فلاں صحابی کو قتل کیا تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم کا ذمہ دار نہیں۔''

٤٨٣٨_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٨.

٤٨٣٩_[صحيح] تقدم، ح: ٤٨٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٩.

هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعَ قَتَلُوا فُلَانًا رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰى أُخْرٰى».

٤٨٤٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ ابْنِ سُلَيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ - وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ - عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعَ: أَنَّ نَاسًا مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ أَصَابُوا رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ قَتَلَتْ فُلَانًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰى أُخْرٰى». قَالَ شُعْبَةُ: أَيْ لَا يُؤْخَذُ أَحَدٌ بِأَحَدٍ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۴۸۴۰- بنوثعلبہ بن یربوع کے ایک شخص سے روایت ہے کہ بنوثعلبہ کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنوثعلبہ ہیں۔ انھوں نے فلاں (صحابی) کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کا جرم کسی دوسرے کے نام نہیں لگ سکتا۔'' (راویٔ حدیث) شعبہ نے کہا: یعنی کسی کو کسی اور شخص کے جرم میں گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ أعلم.

٤٨٤١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنُ يَرْبُوعَ الَّذِينَ أَصَابُوا فُلَانًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا» يَعْنِي لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰى نَفْسٍ.

۴۸۴۱- بنوثعلبہ بن یربوع کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا جبکہ آپ خطاب فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان بنوثعلبہ بن یربوع نے فلاں شخص (صحابیٔ رسول) کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' یعنی کسی شخص کا جرم کسی دوسرے پر نہیں ڈالا جا سکتا۔

٤٨٤٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي

۴۸۴۲- بنی یربوع کے ایک آدمی نے کہا: ہم

٤٨٤٠_[صحيح] تقدم، ح: ٤٨٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٠.
٤٨٤١_[صحيح] تقدم، ح: ٤٨٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤١.
٤٨٤٢_[صحيح] تقدم، ح: ٤٨٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٢.

حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي يَرْبُوعَ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَامَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو فُلَانٍ الَّذِينَ قَتَلُوا فُلَانًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰى أُخْرٰى».

رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ (ہمیں دیکھ کر) کچھ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہ فلاں قبیلے کے لوگ ہیں۔ انھوں نے فلاں صحابی کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی ایک شخص کا جرم دوسرے کے ذمے نہیں لگایا جا سکتا۔''

٤٨٤٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ الَّذِينَ قَتَلُوا فُلَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَخُذْ لَنَا بِثَأْرِنَا، فَرَفَعَ - يَعْنِي - يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: «لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلٰى وَلَدٍ» مَرَّتَيْنِ.

۴۸۴۳- حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو ثعلبہ ہیں جنھوں نے اپنے دور جاہلیت میں فلاں کو قتل کیا تھا۔ ان سے ہمیں قصاص دلوا دیجیے۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے دو دفعہ فرمایا: ''کسی ماں کا جرم اس کے بیٹے کے گلے نہیں پڑتا۔''

فائدہ: آپ کا مقصد یہ تھا کہ قاتلین اور تھے اور یہ حاضرین اور ہیں' لہٰذا ان سے قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ اگرچہ ان کا قبیلہ ایک ہے۔ شریعت میں ہر مجرم اپنے جرم کا خود جواب دہ ہے نہ کہ اس کے رشتہ دار۔

(المعجم ٤٢، ٤٣) - اَلْعَيْنُ الْعَوْرَاءُ السَّادَّةُ لِمَكَانِهَا إِذَا طُمِسَتْ (التحفة ٣٧)

باب: ۴۲، ۴۳- اپنی جگہ قائم کانی آنکھ اگر پھوڑ دی جائے تو؟

٤٨٤٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

۴۸۴۴- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت

٤٨٤٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٤٤ من حديث يزيد بن زياد به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٣، تقدم طرفه، ح: ٢٥٣٣.

٤٨٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٦٧ من حديث الهيثم بن حميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٤. * ابن عائذ اسمه محمد.

مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِي الْعَيْنِ الْعَوْرَاءِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا إِذَا طُمِسَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا، وَفِي الْيَدِ الشَّلَّاءِ إِذَا قُطِعَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا، وَفِي السِّنِّ السَّوْدَاءِ، إِذَا نُزِعَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا.

عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جو کانی (بے نور) آنکھ اپنی جگہ قائم ہو' اگر پھوڑ دی جائے تو آنکھ کی ایک تہائی دیت دی جائے گی۔ اور بے جان ہاتھ اگر کاٹ دیا جائے تو ہاتھ کی تہائی دیت دے دی جائے گی۔ اور وہ دانت جو سیاہ ہو چکا ہو' اکھاڑ دیا جائے تو دانت کی تہائی دیت ہوگی۔

فائدہ: واللہ اعلم' شاید ایک تہائی دیت اس لیے دی جا رہی ہے کہ ان اعضاء کے پھوڑنے' کاٹنے اور اکھیڑنے سے ظاہری حسن و جمال جاتا رہا ہے۔ یہ اعضاء اگرچہ اپنے اصل مقصد سے خالی ہیں لیکن اپنی جگہ قائم ہونے کی وجہ سے ظاہری زیب و زینت اور حسن و جمال کا فائدہ بہر حال دے رہے ہیں۔ دور سے دیکھنے میں تو وہ شخص بے عیب ہے' لہٰذا ایسے عضو کو ضائع کر دینے سے' شریعت میں اسی عضو کی جتنی دیت مقرر ہے اس کی ایک تہائی دیت دینا ہوگی۔ صحیح آنکھ کی دیت پچاس اونٹ' صحیح ہاتھ کی دیت پچاس اونٹ اور صحیح دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے' ان کا تہائی کسر میں آتا ہے۔ لہٰذا کسر کی جگہ قیمت لگائی جائے گی' مثلاً: آنکھ اور بے جان ہاتھ کی دیت سولہ سولہ اونٹ اور باقی دو دو اونٹوں کی کل قیمت کا ایک ایک تہائی حصہ ہوگی۔ دو اونٹوں کی قیمت اگر تین لاکھ روپے ہو تو اس میں سے ایک لاکھ اسے دیا جائے گا۔ و اللّٰه أعلم.

(المعجم ٤٣، ٤٤) - عَقْلُ الْأَسْنَانِ (التحفة ٣٨)

باب: ۴۳، ۴۴- دانتوں کی دیت

٤٨٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي الْأَسْنَانِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ».

۴۸۴۵- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دانتوں میں پانچ اونٹ ہیں۔'' یعنی ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔

٤٨٤٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الباب السابق، ح: ٤٥٦٣ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٥.

٤٨٤٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْأَسْنَانُ سَوَاءٌ خَمْسًا خَمْسًا».

۴۸۴۶- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب دانت (دیت میں) برابر ہیں۔'' یعنی ہر ایک میں پانچ پانچ اونٹ۔

فوائد ومسائل: ① کسی بھی عضو کے فائدے کا صحیح تعین بہت مشکل کام ہے کیونکہ ایک عضو کئی کام دیتا ہے' مثلاً: سامنے کے دانت کاٹنے کے کام بھی آتے ہیں اور مشکل وقت میں پکڑنے کے بھی۔ اسی طرح وہ چہرے کی زینت بھی ہیں' لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کھانا کھانے میں ڈاڑھوں کا زیادہ حصہ ہے اور دانتوں کا کم' اس لیے ڈاڑھوں کی دیت زیادہ ہونی چاہیے۔ گویا اعضاء کے پورے فائدے کا تعین اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' لہٰذا شریعت نے جو دیت مقرر کر دی ہے' وہی صحیح ہے۔ اس میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔ ② اگر کوئی شخص کسی کے تمام دانت توڑ دے تو اس کی دیت کتنی ہوگی؟ جمہور اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہوگی۔ اس طرح کہ اگر کوئی شخص بتیس دانت توڑتا ہے تو اسے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) اونٹ دیت دینا ہوگی۔ ڈاڑھیں اور دانت اس میں برابر ہیں۔ ان کی دلیل مذکورہ حدیث ہے۔ جبکہ اہل علم کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ بارہ دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ ہوں گے اور باقی بیس ڈاڑھوں میں ایک ایک اونٹ ہوگا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ باقی ڈاڑھوں میں دو دو اونٹ ہوں گے۔ ان کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ ہے کہ انھوں نے ڈاڑھوں میں ایک ایک اونٹ دیت مقرر کی۔ پھر یہ بھی کہ پہلے قول پر عمل کی صورت میں دیت جان کی دیت سے بھی بڑھ جائے گی۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کا تعلق ہے تو ان سے یہ بھی مروی ہے کہ دانت اور ڈاڑھیں برابر ہیں' اس لیے ان کا وہ فتویٰ قابل عمل ہوگا جو مرفوع حدیث کے مطابق ہے اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مرفوع حدیث کا علم ہوتا تو وہ بھی ڈاڑھوں میں پانچ پانچ اونٹوں کا فیصلہ فرماتے۔ رہی دوسری بات کہ اس طرح دیت جان کی دیت سے بڑھ جائے گی تو یہ نہ قیاس کے خلاف ہے نہ اصول کے بلکہ اصول کے عین مطابق ہے کہ ڈاڑھوں کو دانتوں پر قیاس کیا جائے' پھر اہل علم کے نزدیک ''اسنان'' کا اطلاق' اضراس پر بھی ہوتا ہے۔ پھر کئی صورتیں اور بھی ممکن ہیں جن میں دیت جان کی دیت سے بڑھ جاتی ہے' مثلاً: کسی شخص کی آنکھ نکال دی جائے اور دونوں ہاتھ کاٹ دیے

٤٨٤٦ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٨٩ من حديث ابن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٦. * مطر هو الوراق، وانظر الحديث السابق.

جائیں تو دیت جان کی دیت سے بڑھ جائے گی۔ مزید دیکھیے: (الاستذکار' لابن عبدالبر: ۲۵/۱۴۶-۱۴۸)
ہمارے نزدیک جمہور اہل علم کا موقف ہی راجح ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤٤، ٤٥) - بَابُ عَقْلِ الْأَصَابِعِ (التحفة ٣٩)

باب: ۴۴، ۴۵- انگلیوں کی دیت

٤٨٤٧- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «فِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ».

۴۸۴۷- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انگلیوں میں (ہر انگلی کے) دس دس اونٹ ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① انگلیاں اگرچہ فائدے کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ جو حیثیت انگوٹھے کی ہے' وہ چھنگلی کی نہیں لیکن سب ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں۔ پھر بعض انگلیاں زینت کا سبب ہیں۔ بعض انگلیوں کے خصوصی فائدے ہیں۔ بعض مواقع پر چھنگلی ہی کام دیتی ہے' انگوٹھا وہاں کچھ نہیں کر سکتا۔ گویا ہر انگلی کے صحیح مفاد کا حقیقی تعین ہمارے لیے بہت مشکل ہے' اس لیے اللہ علیم وخبیر اور اس کے رسول ﷺ نے سب انگلیوں کو برابر قرار دیا ہے۔ داہنا ہاتھ ہو یا بایاں' ہاتھ کی انگلیاں ہوں یا پاؤں کی اور چھنگلی ہو یا انگوٹھا۔ واللہ أعلم. ② ''دس دس اونٹ'' اگر کسی آدمی کے دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں کاٹ دیے جائیں تو وہ میت کے برابر ہے۔ لوگوں کا محتاج بن جائے گا اور اس کی زندگی موت سے بدتر ہو جائے گی' اس لیے دونوں ہاتھوں یا دونوں پاؤں کی دیت سو سو اونٹ رکھی گئی ہے۔ ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کی دیت پچاس اونٹ ہوگی' خواہ بایاں ہی ہو کیونکہ بائیں کے بغیر دائیں کی زینت بھی کالعدم ہو جاتی ہے۔ پھر ہاتھ پاؤں میں اصل انگلیاں ہیں۔ انگلیاں نہ ہوں تو ہاتھ پاؤں اپنے اصلی مقصد سے خالی ہو جاتے ہیں' لہٰذا انگلیوں کو پورے عضو کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اگر پانچوں انگلیاں کاٹ دے' تب بھی دیت پچاس اونٹ' کلائی سے کاٹے تب بھی اور کہنی سے کاٹ دے تب بھی اور کندھے سے کاٹ دے' تب بھی یہی دیت ہوگی۔ واللہ أعلم.

٤٨٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۸۴۸- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے منقول

٤٨٤٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٥٦، ٤٥٥٧ من حديث مسروق بن أوس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٧، وله شواهد صحيحة.

٤٨٤٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٨. * سعيد بن أبي عروبة صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٩٢.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَصَابِعُ سَوَاءٌ عَشْرًا».

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انگلیاں سب برابر ہیں۔''

٤٨٤٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَلْخِيُّ - عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْأَصَابِعَ سَوَاءٌ عَشْرًا عَشْرًا مِنَ الْإِبِلِ.

۴۸۴۹- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ انگلیاں سب برابر ہیں۔ (ہر ایک کی دیت) دس دس اونٹ ہے۔

٤٨٥٠- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سعيد عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ لَمَّا وُجِدَ الْكِتَابُ الَّذِي عِنْدَ آلِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، الَّذِي ذَكَرُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ لَهُمْ، وَجَدُوا فِيهِ وَفِيمَا هُنَالِكَ مِنَ الْأَصَابِعِ عَشْرًا عَشْرًا.

۴۸۵۰- حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ جب میں نے وہ دستاویز دیکھی جو عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی اولاد کے پاس تھی اور جس کے بارے میں ان کا دعویٰ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ تحریر خود لکھوا کر ان کو دی' اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے۔

٤٨٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۴۸۵۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ اور یہ برابر ہیں۔'' یعنی انگوٹھا اور چھنگلی۔

٤٨٤٩ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥٠.

٤٨٥٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥١، وله شواهد، منها الحديث السابق.

٤٨٥١ـ أخرجه البخاري، الديات، باب دية الأصابع، ح: ٦٨٩٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥٢.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ» يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ.

٤٨٥٢- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَهٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ الْإِبْهَامُ وَالْخِنْصَرُ.

۴۸۵۲-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ اور یہ (یعنی) انگوٹھا اور چھنگلی (دیت کے لحاظ سے) برابر ہیں۔

٤٨٥٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَلْأَصَابِعُ عَشْرٌ عَشْرٌ.

۴۸۵۳-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سب انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے۔

٤٨٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «وَفِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ».

۴۸۵۴-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے۔''

٤٨٥٥- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

۴۸۵۵-حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ (شعیب) اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں فرمایا جب کہ آپ نے کعبہ کے

٤٨٥٢_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥٣.

٤٨٥٣_[صحيح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥٤. * سعيد هو ابن أبي عروبة.

٤٨٥٤_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٦٢ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥٥، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨١.

٤٨٥٥_[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥٦، وانظر الحديث السابق.

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ: «اَلْأَصَابِعُ سَوَاءٌ».

ساتھ اپنی پشت کی ٹیک لگا رکھی تھی: ''تمام انگلیاں (دیت کے لحاظ سے) برابر ہیں۔''

(المعجم ٤٥، ٤٦) - اَلْمَوَاضِحُ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۵، ۴۶- ہڈی کو ننگا کر دینے والے زخموں کی دیت

٤٨٥٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «وَفِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ».

۴۸۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''ہڈی کو ننگا کر دینے والے زخموں میں دیت پانچ پانچ اونٹ ہے۔''

فائدہ: اگر چمڑا اور گوشت کٹ کر ہڈی نظر آنے لگے لیکن ہڈی کا نقصان نہ ہوا ہو تو اس زخم کو عربی زبان میں موضحہ کہا جاتا ہے۔ یہ زخم معمولی ہوتا ہے اور جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے' اس لیے اس کی دیت بھی معمولی' یعنی صرف پانچ اونٹ رکھی گئی ہے۔ اگر اس سے کم زخم ہو تو عدالت کوئی سی دیت جو پانچ اونٹ سے کم ہو' مقرر کر سکتی ہے۔ دیت انسانی عظمت کے پیش نظر رکھی گئی ہے کہ انسان خصوصا مسلمان کو معمولی نہ سمجھا جائے۔ اگر اس کو خراش بھی آ گئی تب بھی جرمانہ اور تاوان لاگو ہوگا۔ بعض فقہاء نے اس موضحہ میں پانچ اونٹ دیت رکھی ہے جو سر یا چہرے میں ہو۔ باقی جسم میں موضحہ کی دیت عدالت کی صوابدید پر موقوف کی ہے اور کہا ہے کہ وہ پانچ اونٹ سے کم ہوگی کیونکہ چہرہ افضل عضو ہے' اس لیے اس پر مارنا زیادہ جرم ہے۔ لیکن یہ تخصیص کسی حدیث میں نہیں۔

(المعجم ٤٦، ٤٧) - ذِكْرُ حَدِيثِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُولِ وَاخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لَهُ (التحفة ٤١)

باب: ۴۶، ۴۷- دیت کے مسائل کے بارے میں حضرت عمرو بن حزم کی حدیث اور راویوں کا اختلاف

٤٨٥٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٦٦ من حديث خالد بن الحارث به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥٧، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨٥، وقال الترمذي، ح: ١٣٩٠ "حسن صحيح".

٤٨٥٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ كِتَابًا فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ، وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، فَقُرِئَتْ عَلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ هٰذِهِ نُسْخَتُهَا: مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى شُرَحْبِيلَ ابْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَنُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَالْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، قَيْلِ ذِي رُعَيْنٍ وَمُعَافِرَ وَهَمْدَانَ، أَمَّا بَعْدُ، وَكَانَ فِي كِتَابِهِ أَنَّ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ فَإِنَّهُ قَوَدٌ إِلَّا أَنْ يَرْضٰى أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ، وَأَنَّ فِي النَّفْسِ الدِّيَةَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ، وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَةُ، وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ، وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ، وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ، وَفِي الصُّلْبِ الدِّيَةُ، وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ، وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ

۴۸۵۷-حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن والوں کی طرف ایک تحریر لکھوا کر بھیجی جس میں فرائض وسنن اور دیت کے مسائل تھے۔ آپ نے وہ تحریر عمرو بن حزم کے ہاتھ بھیجی تھی۔ وہ اہل یمن کو پڑھ کر سنائی گئی۔ اس کی عبارت یوں تھی: ''یہ تحریر نبی اکرم محمد ﷺ کی طرف سے شرحبیل بن عبد کلال نعیم بن عبد کلال اور حارث بن عبد کلال کی طرف ہے جو ذورعین معافر اور ہمدان کے سردار ہیں۔ اما بعد! (اس تحریر میں بہت سی باتیں تھیں) اس تحریر میں یہ بات بھی تھی کہ جو شخص کسی مومن کو بے گناہ قتل کر دے اور گواہ موجود ہوں تو اس کو قصاصاً قتل کر دیا جائے گا الا یہ کہ مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں۔ اور ہر انسانی جان کی دیت سو اونٹ ہے۔ اگر پوری ناک کاٹ دی جائے تو اس میں مکمل دیت (سو اونٹ) ہوگی۔ زبان پوری کاٹ دی جائے تو اس میں بھی پوری دیت ہو گی۔ دونوں ہونٹ کاٹے جانے کی صورت میں بھی پوری دیت ہو گی۔ خصیتین مکمل کاٹ دیے جائیں تو پوری دیت ہو گی۔ ذکر پورا کاٹ دیا جائے تو پوری دیت ہوگی۔ کمر (ریڑھ) کی ہڈی توڑ دی جائے تو پوری دیت ہو گی۔ دونوں آنکھیں پھوڑ یا نکال دی جائیں تو پوری دیت ہو

٤٨٥٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٨٩، ٩٠ من حديث الحكم بن موسٰى به، وتفرد به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٠٥٨، وصححه ابن حبان، ح:٧٩٣، والحاكم: ١/ ٣٩٥ـ٣٩٧، ووافقه الذهبي، وصححه أحمد، وأبوزرعة، وأبوحاتم، وعثمان بن سعيد الدارمي، وجماعة من الحفاظ، وضعفه ابن معين، والدارقطني، وأبوداود وغيرهم. ※ سليمان بن داود هو الخولاني، ووهم الحكم في قوله هذا، والصواب: "سليمان بن أرقم كما في الرواية الآتية، وكذا في أصل يحيى بن حمزة، انظر المراسيل لأبي داود، ح:٢٥٨، وفيه علة أخرى، ولبعض الحديث شواهد، انظر الحديث، ح: ٤٨٥٠، ٤٨٥٩".

الدِّيَةِ، وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي كُلِّ أُصْبُعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَأَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ، وَعَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفُ دِينَارٍ.

گی۔ایک پاؤں کی نصف دیت ہوگی۔ دماغ تک پہنچ جانے والے زخم میں تہائی دیت ہوگی۔ پیٹ کے اندر تک پہنچ جانے والے زخم میں تہائی دیت ہوگی۔ ہڈی کو توڑ دینے والے زخم کی دیت پندرہ اونٹ ہوں گے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہوگی۔ ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہوگی۔ ہڈی کو ننگا کرنے والے زخم کی دیت پانچ اونٹ ہوگی۔ آدمی عورت کو قتل کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص سونے کی صورت میں دیت دینا چاہے تو دیت ایک ہزار دینار ہوگی۔

خَالَفَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ.

محمد بن بکار بن بلال نے اس کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① محمد بن بکار بن بلال نے حکم بن موسیٰ کی مخالفت کی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ حکم بن موسیٰ نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا ہے: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ۔ جب محمد بن بکار بن بلال نے یہ روایت بیان کی تو کہا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مطلب یہ ہے کہ حکم بن موسیٰ نے یحییٰ بن حمزہ کے استاد سلیمان بن داود سے روایت بیان کی ہے جبکہ محمد بن بکار بن بلال نے یہی روایت یحییٰ کے استاد سلیمان بن ارقم سے بیان کی ہے جیسا کہ درج ذیل روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ واللہ أعلم. ② یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس کے اکثر مندرجات دیگر صحیح احادیث میں مذکور ہیں جن میں سے بعض پہلے گزر چکے ہیں' نیز ان سے متعلقہ احکام ومسائل کی تفصیل بھی بیان ہو چکی ہے۔

٤٨٥٨- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ الْعَنْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي

۴۸۵۸- حضرت عمرو بن حزم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن والوں کی طرف ایک تحریر لکھ کر بھیجی جس میں فرائض وسنن اور دیت کے مسائل تھے۔ آپ نے یہ تحریر حضرت عمرو بن حزم کے ہاتھ بھیجی

٤٨٥٨- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥٩.

الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ بِكِتَابٍ فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ، وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، فَقُرِئَ عَلَى أَهْلِ الْيَمَنِ هٰذِهِ نُسْخَتُهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَفِي الْعَيْنِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ، وَفِي الْيَدِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ، وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ.

تھی اور یہ یمن والوں کو پڑھ کر سنائی گئی۔ یہ اس کا مضمون ہے۔ پھر راوی نے سابقہ روایت کی طرح بیان کیا مگر اس نے کہا: ایک آنکھ میں نصف دیت (پچاس اونٹ) ہے۔ ایک ہاتھ میں نصف دیت ہے اور ایک پاؤں میں نصف دیت ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. وَسُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ مُرْسَلًا.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت درست ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ أعلم. اور سلیمان بن ارقم متروک الحدیث ہے۔ اور یہی روایت یونس (بن یزید) نے امام زہری رحمہ اللہ سے مرسلاً بیان کی ہے جیسا کہ درج ذیل روایت ہے۔

٤٨٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَرَأْتُ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: الَّذِي كَتَبَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حِينَ بَعَثَهُ عَلَى نَجْرَانَ، وَكَانَ الْكِتَابُ عِنْدَ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذَا بَيَانٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَوْفُواْ بِٱلْعُقُودِ﴾ وَكَتَبَ الْآيَاتِ مِنْهَا

۴۸۵۹- حضرت ابن شہاب (زہری) سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی وہ تحریر پڑھی ہے جو آپ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو نجران کا حاکم بناتے وقت لکھ کر دی تھی۔ یہ تحریر حضرت ابوبکر بن حزم کے پاس تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے لکھا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے (احکام کا) بیان ہے: ''اے ایمان والو! عہد پورے کرو۔'' پھر آپ نے چند آیات لکھیں۔ حتی کہ یہاں تک پہنچے:

٤٨٥٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود في المراسيل، ح: ٢٥٧ عن أحمد بن عمرو بن السرح وغيره به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٠، وهو رواية كتاب، والكتاب مروي بسند آخر، انظر، ح: ٤٨٦١ وغيره، وللحديث شواهد.

حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ سَرِيعُ ٱلْحِسَابِ﴾ [المآئدة: ١٠٤] ثُمَّ كَتَبَ هٰذَا كِتَابُ الْجِرَاحِ، فِي النَّفْسِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ. نَحْوَهُ.

﴿إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ ''بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔'' پھر آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ یہ زخموں وغیرہ (کی دیت) کے بارے میں ایک تحریر ہے۔ جان (ختم کر دینے کی صورت) میں دیت سو اونٹ ہوگی۔ باقی روایت حسب سابق ہے۔

فوائد و مسائل: ① نجران یمن کا ایک علاقہ تھا۔ سابقہ احادیث میں بھی یمن والوں سے مراد اہل نجران ہی ہیں۔ وہاں تین قبیلوں کے تین سردار تھے جس کی تفصیل حدیث نمبر ۴۸۵۷ میں گزر چکی ہے۔ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو آپ نے نگران اعلیٰ بنا کر بھیجا تھا۔ ② ''چند آیات'' یہ سورۂ مائدہ کی ابتدائی چار آیات ہیں۔ ان میں بھی کچھ شرعی احکام بیان ہوئے ہیں۔ ③ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ یہ قطعی بات ہے' لہٰذا اگر کہیں لکھنے کا ذکر ہے تو مراد لکھوانا ہے۔ آپ ہمیشہ دوسروں سے لکھواتے تھے۔ ④ یہ روایت مرسل ہے اور مرسل کے بارے میں محدثین کا صحیح موقف یہی ہے کہ یہ ضعیف ہے' تاہم عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی کتاب قرون اولیٰ میں معروف تھی۔ اور ان کی آل کے پاس بھی رہی۔ پھر اس روایت کے متن کے شواہد بھی صحیح احادیث میں موجود ہیں' اس لیے نفس سند حدیث پر حسن یا صحیح کا حکم تو محل نظر ہے' تاہم اس میں مذکور احکام دیگر احادیث کی تائید کی بنا پر قابل استدلال ہیں۔

٤٨٦٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ - عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: جَاءَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَزْمٍ بِكِتَابٍ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدَمٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ هٰذَا بَيَانٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَوْفُوا۟ بِٱلْعُقُودِ﴾ فَتَلَا مِنْهَا آيَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: فِي النَّفْسِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُونَ، وَفِي الْيَدِ خَمْسُونَ، وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُونَ، وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ

۴۸۶۰- حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے پاس حضرت ابوبکر بن حزم رسول اللہ ﷺ کی تحریر لے کر آئے جو چمڑے کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے (احکام کا) بیان ہے: ''اے ایمان والو! عہد پورے کرو۔'' پھر اس کے بعد کئی آیتیں پڑھیں۔ پھر کہا: (پھر لکھا تھا) کسی جان کو ختم کر دینے کی صورت میں دیت سو اونٹ ہوگی۔ ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں۔ ایک آنکھ میں (آنکھ کی دیت) پچاس اونٹ ہیں اور ایک پاؤں کی دیت بھی پچاس اونٹ ہیں۔ دماغ تک پہنچ

٤٨٦٠ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٨٥٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦١.

الدِّيَةِ، وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرِيضَةً، وَفِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ، وَفِي الْأَسْنَانِ خَمْسٌ خَمْسٌ، وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ.

جانے والے زخم میں تہائی دیت ہے۔ اور پیٹ کے اندر تک پہنچ جانے والے زخم کی دیت بھی ایک تہائی ہے۔ ہڈی کو توڑ دینے والے زخم میں پندرہ اونٹ دیت ہے۔ انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے۔ دانتوں کی دیت پانچ پانچ اونٹ ہے اور ہڈی کو ننگا کرنے والے زخم میں پانچ اونٹ دیت ہے۔

٤٨٦١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اَلْكِتَابُ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُولِ إِنَّ فِي النَّفْسِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِيَ جَدْعًا مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ النَّفْسِ، وَفِي الْجَائِفَةِ مِثْلُهَا، وَفِي الْيَدِ خَمْسُونَ، وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُونَ، وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُونَ، وَفِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ، وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ».

۴۸۶۱-حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ وہ تحریر جو رسول اللہ ﷺ نے دیت کے مسائل کے بارے میں حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھ کر دی تھی (یوں ہے کہ) جان (ختم کر دینے کی صورت) میں سو اونٹ دیت ہے۔ اور ناک میں، جب وہ جڑ سے کاٹ دی جائے، بھی سو اونٹ دیت ہے۔ اور دماغ تک پہنچ جانے والے زخم میں کل دیت کا ایک تہائی ہے۔ اور پیٹ کے اندر پہنچ جانے والے زخم میں بھی تہائی دیت ہی ہے۔ ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ دیت ہے۔ اور ایک آنکھ میں بھی پچاس اونٹ ہیں اور ایک پاؤں میں بھی پچاس اونٹ ہیں۔ اور (ہاتھ پاؤں کی) ہر انگلی میں دس اونٹ دیت ہے۔ ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور ہڈی کو ننگا کر دینے والے زخم میں بھی پانچ اونٹ دیت ہے۔

فائدہ: یہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وہی ہیں جن کو اوپر والی احادیث میں مختصراً ابوبکر بن حزم کہا گیا ہے، یعنی صحابیٔ رسول حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے پوتے جن کا اس تحریر سے اولیں واسطہ پڑا تھا۔

٤٨٦١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٠٦٢، والموطأ (يحيى): ٢/ ٨٤٩، وللحديث شواهد.

٤٨٦٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى بَابَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَلْقَمَ عَيْنَهُ خُصَاصَةَ الْبَابِ، فَبَصُرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَخَّاهُ بِحَدِيدَةٍ أَوْ عُودٍ لِيَفْقَأَ عَيْنَهُ، فَلَمَّا أَنْ بَصُرَ انْقَمَعَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَا إِنَّكَ لَوْ ثَبَتَّ لَفَقَأْتُ عَيْنَكَ».

۴۸۶۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے دروازے کے پاس آیا اور اس نے اپنی آنکھ دروازے کے سوراخ پر لگا دی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو دیکھ لیا اور آپ ایک تیز دھار والی چیز یا ایک (نوک دار) لکڑی لے کر اس کی طرف چلے تا کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ جب اس نے آپ کو (آتے) دیکھا تو آنکھ پیچھے ہٹا لی۔ (پیچھے ہٹ گیا۔) نبی اکرم ﷺ نے اسے (غصے کے ساتھ) فرمایا: ”اگر تو اسی طرح کھڑا رہتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔“

فوائد ومسائل: ① ”پھوڑ دیتا“ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ اگر کوئی اس طرح چھپ کر کسی کے گھر دیکھے تو حاکم وقت کو اطلاع کیے بغیر ہی اس کی آنکھ پھوڑی جا سکتی ہے۔ کوئی دیت یا تاوان واجب الادا نہیں ہو گا۔ امام شافعی اور امام احمد ؒ کا یہی خیال ہے مگر امام مالک اور امام ابوحنیفہ ؒ اس کے قائل نہیں۔ ان کا خیال ہے کہ آپ نے یہ کلمات زجراً فرمائے تھے۔ آپ کی نیت اس کی آنکھ پھوڑنے کی نہیں تھی۔ راجح یہی ہے کہ ایسے شخص کی آنکھ پھوڑنا جائز ہے اور پھوڑنے والے پر کوئی تاوان بھی نہیں ہو گا کیونکہ حدیث سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔ بے جا تاویلات سے گریز کرنا چاہیے۔ ② یہ حدیث اور آئندہ حدیث سابقہ باب سے اس طرح متعلق ہیں کہ ایسی حالت میں اگر آنکھ پھوڑ دی جائے تو کوئی دیت نہیں دینا پڑے گی۔ یا پھر امام صاحب نیا باب قائم کرنا بھول گئے ہیں یا یہ دونوں احادیث آئندہ باب سے متعلق ہیں جیسا کہ سنن نسائی میں کئی مقامات پر ہوا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٨٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ

۴۸۶۳- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ نے خبر دی کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے دروازے کے

٤٨٦٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٩١ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٣. * يحيى هو ابن أبي كثير، وصرح بالسماع، وللحديث طرق في الصحيح للبخاري، ح: ٦٨٨٩ وغيره.

٤٨٦٣ـ أخرجه البخاري، الديات، باب من اطلع في بيت قوم ففقؤوا عينه فلا دية له، ح: ٦٩٠١، ومسلم، الأداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ح: ٢١٥٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٤.

أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي بَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهَا رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ».

سوراخ سے جھانکنے لگا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نوکدار لکڑی تھی جس سے آپ اپنے سر کو کھجلی فرما رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: ''اگر مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں یہ لکڑی تیری آنکھ میں مار دیتا۔ اجازت لینے کا حکم تو اسی لیے دیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑ سکے۔''

(المعجم ٤٧، ٤٨) - بَابُ مَنِ اقْتَصَّ وَأَخَذَ حَقَّهُ دُونَ السُّلْطَانِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۷، ۴۸- جو شخص حاکم تک مقدمہ لے جائے بغیر خود ہی بدلہ لے لے یا اپنا حق لے لے

٤٨٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَأُوا عَيْنَهُ، فَلَا دِيَةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ».

۴۸۶۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کے گھر میں بغیر اجازت لیے جھانکنے لگے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو اس کو دیت ملے گی نہ قصاص۔''

فوائد و مسائل: ① امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی قسم کا باب قائم کیا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جان سے کم کا قصاص لینے کی گنجائش تو ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مالی معاملات میں اپنا حق وصول کیا جا سکتا ہے مگر حدود و قصاص حکومت ہی کی ذمہ داری ہے ورنہ خانہ جنگی چھڑ سکتی ہے۔ اگر لوگ خود ہی قتل کرنے لگیں اور ہاتھ پاؤں کاٹنے لگیں تو امن و امان کیسے قائم رہے گا؟ باقی رہی یہ حدیث تو یہ صرف مذکورہ صورت کے ساتھ خاص ہوگی، یعنی اگر کوئی کسی کے گھر جھانکتا ہو تو اس کی آنکھ موقع پر پھوڑی جا سکتی ہے، تاہم اگر وہ موقع پر بچ جاتا ہے تو بعد میں اس کی آنکھ نہیں پھوڑی جائے گی۔ ② جب دوسرے کے گھر جھانکنا حرام ہے تو ایسے مکانات بنانا کہ ہمسایوں کے گھر کا پردہ ہی ختم ہو جائے، بالاولیٰ حرام ہوگا۔ دور حاضر میں یہ طریقہ وبا اختیار کر چکا ہے کہ ایک شخص لاکھوں

٤٨٦٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٥ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٥، وله شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

روپے خرچ کر کے مکان بناتا ہے تو دوسرا اس سے بھی اونچا کر کے بناتا ہے کہ پہلا شخص پھر نئی تعمیر پر مجبور ہو جاتا ہے۔ حکومت کو اس کے لیے ضرور قانون سازی کر کے اس پر عمل درآمد کرانا چاہیے۔

٤٨٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ امْرَءًا اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ حَرَجٌ»، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: «جُنَاحٌ».

۴۸۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص تجھے بغیر اجازت جھانکنے لگے اور تو کنکری وغیرہ مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی تاوان و گناہ عائد نہیں ہوگا۔''

فائدہ: جھانکنے والا تب مجرم ہے اگر وہ بند دروازے سے دیکھنے کی کوشش کرے یا پردہ اٹھا کر دیکھے لیکن اگر دروازہ کھلا ہوا اور اس کے سامنے کوئی پردہ نہ ہو تو پھر جھانکنے والا مجرم نہیں بلکہ گھر والے مجرم ہیں۔

٤٨٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَإِذَا بِابْنٍ لِمَرْوَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَدَرَأَهُ فَلَمْ يَرْجِعْ فَضَرَبَهُ، فَخَرَجَ الْغُلَامُ يَبْكِي حَتّٰى أَتٰى مَرْوَانَ، فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ مَرْوَانُ لِأَبِي سَعِيدٍ: لِمَ ضَرَبْتَ ابْنَ أَخِيكَ؟ قَالَ: مَا ضَرَبْتُهُ إِنَّمَا ضَرَبْتُ الشَّيْطَانَ، سَمِعْتُ

۴۸۶۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں حضرت مروان کا ایک بیٹا ان کے آگے سے گزرنے لگا۔ انھوں نے اس کو پیچھے دھکیلا لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا تو انھوں نے اسے مارا۔ وہ روتا ہوا چلا گیا حتیٰ کہ حضرت مروان کے پاس پہنچ گیا اور جا کر انھیں بتایا۔ حضرت مروان نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے اپنے بھتیجے (میرے بیٹے) کو کیوں مارا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے اس کو نہیں مارا۔ میں نے تو شیطان کو مارا ہے۔ میں نے رسول اللہ

٤٨٦٥ـ أخرجه البخاري، الديات، باب من اطلع في بيت قوم ففقؤوا عينه فلا دية له، ح: ٦٩٠٢، ومسلم، الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ح: ٢١٥٨/ ٤٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٦.

٤٨٦٦ـ **[إسناده صحيح]** وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٧، وللحديث طرق عند البخاري، ومسلم، وابن خزيمة: ٢/ ١٥ـ١٧ وغيرهم.

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ، فَأَرَادَ إِنْسَانٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَدْرَؤُهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی دوسرا شخص اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو وہ اپنی طاقت کی حد تک اسے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ (رکنے سے) انکار کر دے (اور روکنے کے باوجود پھر بھی گزرنے پر مصر رہے) تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''اس سے لڑے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ممکن حد تک سامنے سے گزرنے والے شخص کو روکے' لیکن اس حد تک نہ جائے کہ اس کی اپنی نماز ہی باطل ہو جائے کیونکہ نماز کی حفاظت کے لیے تو گزرنے والے کو روک رہا ہے۔ اگر خود ہی نماز خراب کر لی تو اس کو روکنے کا فائدہ؟ اس کی صورت یہ ہوگی کہ سامنے سے گزرنے والے شخص کو ہاتھ سے روکے' اگر گزرنے والا شخص نہ رکے بلکہ سامنے سے گزرنے پر ہی مصر رہے تو اس کے سینے میں دھکا دے' یہ نہیں کہ آستینیں چڑھا کر اس سے کشتی شروع کر دے اور نماز چھوڑ کر مار کٹائی پر اتر آئے کیونکہ اس سے اس کی اپنی نماز باطل ہو جائے گی۔ ② امام صاحب نے اس سے استدلال فرمایا ہے کہ وہ خود بھی سزا دے سکتا ہے۔ حاکم کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں' حالانکہ کسی کو دھکا دینا یا معمولی چپت رسید کرنا نہ تو سزا کے زمرے میں آتا ہے نہ قصاص کے۔ اس سے باب پر استدلال قوی نہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ معمولی سی کارروائی از خود بھی کر سکتا ہے جو عدالت کے اختیار میں نہیں آتی لیکن جو امور عدالتی اختیار کے تحت ہیں اور جن پر فوج داری جرم کا اطلاق ہوتا ہے' ان کا اختیار افراد کو نہیں' مثلاً: کسی کو اس طرح مارنا کہ وہ زخمی ہو جائے یا اس کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے یا کوئی عضو ضائع ہو جائے یا۔ اللہ نہ کرے۔ وہ مر ہی جائے۔ ایسی صورت میں وہ خود مجرم ہوگا اور سزا پائے گا۔

(المعجم ٤٨، ٤٩) - مَا جَاءَ فِي كِتَابِ الْقِصَاصِ مِنَ الْمُجْتَبَى مِمَّا لَيْسَ فِي السُّنَنِ. تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَٰلِدًا فِيهَا﴾ [النسآء ٤: ٩٣] (التحفة ٤٣)

باب: ۴۸، ۴۹- قصاص سے متعلقہ روایات جو صرف مجتبیٰ نسائی میں ہیں' سنن کبریٰ میں نہیں' نیز اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے' اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا'' کا بیان

٤٨٦٧- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَفْظًا، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبْزٰى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ، وَعَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ [الفرقان:٦٨] قَالَ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ.

۴۸۶۷- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی ﷜ نے حکم دیا کہ میں حضرت ابن عباس ﷠ سے ان دو آیات کے بارے میں پوچھوں: ﴿وَ مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ ”جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے۔“ حضرت ابن عباس ﷠ نے فرمایا: اس آیت کو کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا۔ دوسری آیت یہ تھی: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ﴾ ”اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہیں بناتے اور کسی قابل احترام جان کو ناحق قتل نہیں کرتے۔“ انھوں نے فرمایا: یہ مشرکین کے بارے میں اتری ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے احادیث: ۳۹۸۹، ۴۰۰۴، ۴۰۱۳۔

٤٨٦٨- أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ فَرَحَلْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا أُنْزِلَتْ، وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

۴۸۶۸- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: کوفے والوں کا اس آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا: ﴿وَ مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ ”جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔“ میں نے حضرت ابن عباس ﷠ کی طرف کوچ کیا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ آیت آخری نازل ہونے والی آیات میں شامل ہے۔ اس کو کسی اور آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① ”اختلاف ہو گیا“ کہ قاتل عمد کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ② ”کوچ کیا“ کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ ③ ”منسوخ نہیں کیا“ کیونکہ یہ آیت مدنی ہے اور توبہ والی آیت مکی ہے، نیز اس میں

٤٨٦٧_[صحيح] تقدم، ح: ٤٠٠٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٩.

٤٨٦٨_[صحيح] تقدم، ح: ٤٠٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧٠.

مشرکین کا ذکر ہے' مسلمانوں کا نہیں۔

٤٨٦٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لَا، وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ قَالَ: هٰذِهِ آيَةٌ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾.

۴۸۶۹- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے' کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے سورۂ فرقان والی آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ......﴾ ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود نہیں بناتے اور نہ کسی قابل احترام جان کو ناحق قتل کرتے ہیں مگر حق کے ساتھ۔'' انھوں نے فرمایا: یہ آیت مکی دور میں اتری۔ اس کو مدینہ منورہ میں اترنے والی ایک آیت نے منسوخ کر دیا: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا......﴾ ''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے' اس کی سزا جہنم ہے۔''

فائدہ: ''سورۂ فرقان والی آیت'' اصل استدلال اگلی آیت سے ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص توبہ کرے' ایمان لائے اور نیک کام شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی برائیاں نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ مگر حضرت ابن عباس اسے صرف مشرکین سے خاص سمجھتے ہیں۔

٤٨٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَمَّنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ، سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ: «يَجِيءُ مُتَعَلِّقًا

۴۸۷۰- حضرت سالم بن ابوالجعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی مومن شخص کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔ پھر توبہ کرے' ایمان لے آئے اور نیک عمل شروع کر دے۔ پھر راہ راست پر آ جائے۔ (کیا اس کی توبہ قبول ہے؟) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

٤٨٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٠٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧١.

٤٨٧٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٠٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧٢، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٢٦٢١ من حديث سفيان بن عيينة به.

بِالْقَاتِلِ تَشْخَبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا، يَقُولُ: سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِي؟» ثُمَّ قَالَ: «وَاللّٰهِ! لَقَدْ أَنْزَلَهَا وَمَا نَسَخَهَا».

اس کے لیے توبہ کی گنجائش کیسے ہوسکتی ہے؟ میں نے تمھارے نبیٔ اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''مقتول قاتل کو پکڑ کر لائے گا جب کہ مقتول کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ کہہ رہا ہوگا: یا اللہ! اس سے پوچھ' اس نے مجھے کس بنا پر قتل کیا؟'' پھر فرمایا: اللہ کی قسم! یہ (پچھلی حدیث میں مذکور) آیت اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے اور اسے منسوخ نہیں فرمایا۔

فائدہ: ''یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے'' یعنی سورۂ نساء والی آیت جس میں قاتل کی سزا ابدی جہنم بیان کی گئی ہے۔

٤٨٧١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْكَبَائِرُ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّورِ».

۴۸۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی (بے گناہ) کو قتل کرنا اور جھوٹی بات کرنا۔''

٤٨٧٢- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ

۴۸۷۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' ماں باپ کی

٤٨٧١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠١٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٧٣، ٧٠٧٤.

٤٨٧٢ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب اليمين الغموس، ح: ٦٦٧٥ من حديث النضر بن شميل به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٧٥.

عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ».

نافرمانی کرنا' کسی بے گناہ جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔''

فائدہ: ''جھوٹی قسم'' عربی میں یَمِین غَمُوس کا لفظ استعمال کیا گیا ہے' یعنی ایسی قسم جو قسم کھانے والے کو گناہ میں ڈبو دے۔ ظاہر ہے وہ جھوٹی ہی ہوگی جس کے ساتھ کسی کا مال ناحق حاصل کیا گیا ہو۔ قیامت کے دن ایسی قسم آگ ہی میں ڈبوئے گی۔

٤٨٧٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

۴۸۷۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ جب کوئی شراب پیتا ہے تو شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا۔ جب کوئی چوری کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا اور قتل کرتا ہے تو بھی مومن نہیں رہتا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ زنا اور بدکاری کی حرمت پر صریح دلالت کرتی ہے' نیز ان امور کی حرمت پر بھی دلالت کرتی ہے جو ایمان کے منافی ہیں اور یہ اس لیے کہ زنا فواحش میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً﴾ (بني إسرآئيل ۳۲:۱۷) ② اس حدیث مبارکہ سے شراب کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ شراب خبائث کی جڑ ہے۔ یہ رذیل اور گھٹیا حرکات پر ابھارتی ہے' نیز چوری اور قابل احترام جان کو قتل کرنے کی حرمت بھی واضح ہوتی ہے۔ ③ ''مومن نہیں رہتا'' مقصد یہ ہے کہ یہ کام ایمان کے منافی ہیں۔ ایمان ان سے روکتا ہے۔ تو جو شخص یہ کام کرتا ہے' وہ ایمان کے تقاضے پر عمل نہیں کرتا۔ گویا مومن نہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کافر بن جاتا ہے کیونکہ اہل سنت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی بھی گناہ' خواہ وہ کبیرہ ہی ہو' کے ارتکاب سے مسلمان کافر نہیں بنتا۔ اور یہ اصول بہت سی آیات واحادیث سے قطعاً ثابت ہے' مثلاً: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ] ''جو شخص اس حالت میں مرا کہ اسے لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا علم (اس پر یقین) ہے تو وہ جنت میں داخل ہو چکا۔'' (صحيح

٤٨٧٣_ أخرجه البخاري، الحدود، باب السارق حين يسرق، ح: ٦٧٨٢ من حديث الفضيل بن غزوان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧٦

مسلم' الإيمان' باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا' حديث:٢٦) اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: [مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ] ''جو بندہ کہہ دے: لا إله إلا الله، پھر اسی (عقیدے) پر مرجائے تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔'' (صحيح البخاري' اللباس' باب الثياب البيض' حديث:٥٨٢٧) یہ اور اس جیسی دوسری بہت سی احادیث میں صراحت کے ساتھ یہ مذکور ہے کہ جو شخص لا إله إلا الله، یعنی کلمۂ اخلاص وتوحید کی شہادت پر فوت ہو جائے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اللہ چاہے تو اپنی مشیت کے تحت اسے معاف فرما کر ابتداءً جنت میں داخل فرما دے اور اگر چاہے تو کچھ مؤاخذے اور سزا کے بعد جنت میں داخل فرمائے۔ ایسا شخص ابدی جہنمی قطعاً نہیں جیسا کہ کافر ومشرک ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. یا اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ یہ کام کر رہا ہوتا ہے' اس وقت مومن نہیں رہتا۔ جب وہ باز آتا ہے' پھر ایمان لوٹ آتا ہے۔ یہ مطلب حضرت ابن عباس ؓ راویٔ حدیث سے منقول ہے۔ گویا وقتی طور پر مومن نہیں رہتا۔ یا وہ عذاب سے امن میں نہیں رہتا یا مقصود یہ ہے کہ مومن کو یہ کام نہیں کرنے چاہییں۔ گویا مقصد نہی ہے۔ ⑤ ان تین روایات ۴۸۷۱ تا ۴۸۷۳ میں چونکہ قتل کو کبیرہ گناہوں میں ذکر کیا گیا ہے اور قصاص بھی قتل میں ہی ہوتا ہے' لہٰذا یہ احادیث کتاب القصاص میں آ سکتی ہیں۔ ⑥ قتل کا گناہ قصاص ہی سے معاف ہو سکتا ہے۔ ورثائے مقتول کی معافی سے قتل کا گناہ معاف نہیں ہوتا۔ صرف یہ ہے کہ دنیا میں قتل سے بچ جائے گا۔ آخرت میں قتل کی سزا بھگتنا ہوگی۔ الا یہ کہ مقتول کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے راضی فرما دے اور وہ آخرت میں معاف کر دے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی ایف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

مترجم

سُنن نَسائی

جلد ششم

سنن نسائی مترجم

جلد ہفتم

كتاب قطع السارق — كتاب الأشربة أحاديث:4874 — 5761

﴿تالیف﴾

إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله

﴿ترجمہ وفوائد﴾

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

﴿تحقیق وتخریج﴾

حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

﴿نظر ثانی تصحیح وتنقیح اور اضافات﴾

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
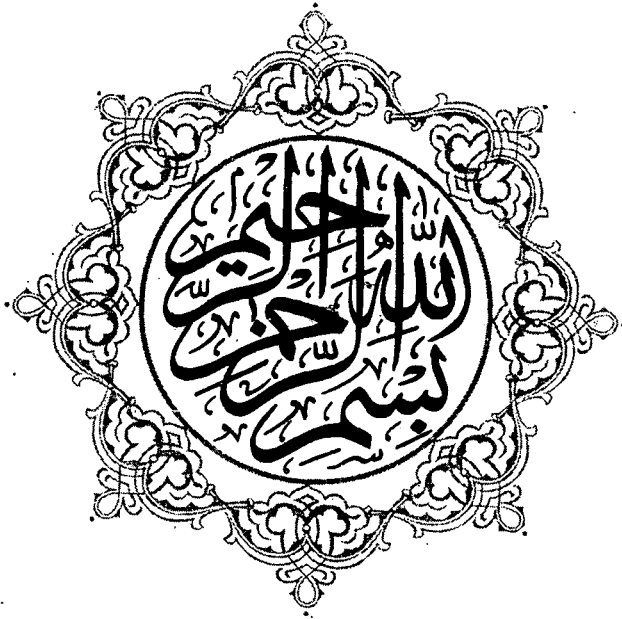
فہرست مضامین (جلد ہفتم)

٤٦- كِتَابُ قَطْعِ السَّارِقِ	چور کا ہاتھ کاٹنے کا بیان	23
١- تَعْظِيمُ السَّرِقَةِ	باب: چوری بہت بڑا گناہ ہے	25
٢- بَابُ امْتِحَانِ السَّارِقِ بِالضَّرْبِ وَالْحَبْسِ	باب: مار پیٹ کر اور قید کر کے چوری کی تفتیش کرنا	27
٣- تَلْقِينُ السَّارِقِ	باب: چور کو رجوع کا مشورہ یا موقع دینا	29
٤- اَلرَّجُلُ يَتَجَاوَزُ لِلسَّارِقِ عَنْ سَرِقَتِهِ بَعْدَ أَنْ يَأْتِيَ بِهِ الْإِمَامَ، وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ فِي حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ فِيهِ	باب: حاکم کے سامنے مقدمہ پیش کرنے کے بعد متعلقہ شخص کا چور کو چوری معاف کرنا اور صفوان بن امیہ کی حدیث میں عطاء پر اختلاف کا بیان	30
٥- مَا يَكُونُ حِرْزًا، وَمَا لَا يَكُونُ	باب: کون سی چیز محفوظ ہوتی ہے اور کون سی غیر محفوظ؟	31
٦- ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ الزُّهْرِيِّ فِي الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ	باب: مخزومی چور عورت والی زہری کی روایت میں لفظی اختلاف	39
٧- اَلتَّرْغِيبُ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ	باب: حد قائم کرنے کی ترغیب	46
٨- اَلْقَدْرُ الَّذِي إِذَا سَرَقَهُ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهُ	باب: وہ مقدار جس کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا	48
٩- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ	باب: زہری پر راویوں کے اختلاف کا بیان	51
١٠- ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَلٰى عَمْرَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ	باب: ابوبکر بن محمد اور عبداللہ بن ابوبکر کا اس حدیث میں عمرہ پر اختلاف	56
١١- اَلثَّمَرُ الْمُعَلَّقُ يُسْرَقُ	باب: درخت پر لگا ہوا پھل چرا لیا جائے تو؟	67
١٢- اَلثَّمَرُ يُسْرَقُ بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ	باب: کھلیان میں رکھنے کے بعد اگر پھل چرا لیا جائے تو؟	68
١٣- بَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ	باب: کن چیزوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا؟	70
١٤- بَابُ قَطْعِ الرِّجْلِ مِنَ السَّارِقِ بَعْدَ الْيَدِ	باب: ہاتھ کاٹنے کے بعد (مزید چوری کی صورت میں) چور کا پاؤں کاٹنا	77

١٥- بَابُ قَطْعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ مِنَ السَّارِقِ	باب: چور کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹنا	79
١٦- اَلْقَطْعُ فِي السَّفَرِ	باب: سفر کے دوران (چور کا) ہاتھ کاٹنا	80
١٧- حَدُّ الْبُلُوغِ، وَذِكْرُ السِّنِّ الَّذِي إِذَا بَلَغَهَا الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ أُقِيمَ عَلَيْهِمَا الْحَدُّ	باب: بلوغت کی حد' نیز اس کا بیان کہ کس عمر تک پہنچنے کی صورت میں مرد اور عورت پر حد لگائی جائے گی؟	82
١٨- تَعْلِيقُ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ	باب: چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کی گردن میں لٹکانا	83
٤٧- كِتَابُ الْإِيمَانِ وَشَرَائِعِهِ	ایمان اور اس کے فرائض واحکام کا بیان	87
١- ذِكْرُ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ	باب: افضل عمل کا بیان	89
٢- طَعْمُ الْإِيمَانِ	باب: ایمان کا مزہ (کب محسوس ہوتا ہے؟)	90
٣- حَلَاوَةُ الْإِيمَانِ	باب: ایمان کی مٹھاس	91
٤- حَلَاوَةُ الْإِسْلَامِ	باب: اسلام کی مٹھاس	92
٥- بَابُ نَعْتِ الْإِسْلَامِ	باب: اسلام کا بیان	92
٦- صِفَةُ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ	باب: ایمان واسلام کا بیان	95
٧- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قَالَتِ ٱلْأَعْرَابُ ءَامَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا۟ وَلَٰكِن قُولُوٓا۟ أَسْلَمْنَا﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: "بدوی کہتے ہیں ہم ایمان لائے' کہہ دیجیے: (ابھی) تم میں ایمان نہیں آیا بلکہ تم کہو' ہم مسلمان ہو گئے۔" کی تفسیر	98
٨- صِفَةُ الْمُؤْمِنِ	باب: مومن کی صفت کا بیان	101
٩- صِفَةُ الْمُسْلِمِ	باب: مسلمان کی صفت کا بیان	101
١٠- حُسْنُ إِسْلَامِ الْمَرْءِ	باب: آدمی کے اسلام کی خوبی اور حسن	103
١١- أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ	باب: کون سا اسلام افضل ہے؟	104
١٢- أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ	باب: کون سا اسلام بہتر ہے؟	104
١٣- عَلَى كَمْ بُنِيَ الْإِسْلَامُ	باب: اسلام کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے؟	105
١٤- بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الْإِسْلَامِ	باب: اسلام (کے کاموں) پر بیعت کرنا	106
١٥- بَابُ عَلَى مَا يُقَاتَلُ النَّاسُ	باب: لوگوں کے ساتھ کب تک جنگ ہو سکتی ہے؟	107

عنوان	باب	صفحہ
١٦- بَابُ ذِكْرِ شُعَبِ الْإِيمَانِ	باب: ایمان کی شاخوں کا ذکر	108
١٧- تَفَاضُلُ أَهْلِ الْإِيمَانِ	باب: اہل ایمان (درجات کے لحاظ سے) ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں	110
١٨- زِيَادَةُ الْإِيمَانِ	باب: ایمان بڑھنے کا بیان	112
١٩- عَلَامَةُ الْإِيمَانِ	باب: ایمان کی نشانی	116
٢٠- عَلَامَةُ الْمُنَافِقِ	باب: منافق کی علامت	119
٢١- قِيَامُ رَمَضَانَ	باب: رمضان المبارک کا قیام (ایمان کا جز ہے)	122
٢٢- قِيَامُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ	باب: لیلۃ القدر میں عبادت	123
٢٣- اَلزَّكَاةُ	باب: زکاۃ (بھی ایمان کے کاموں میں داخل ہے)	123
٢٤- اَلْجِهَادُ	باب: جہاد (بھی ایمان کا جز ہے)	125
٢٥- أَدَاءُ الْخُمُسِ	باب: خمس کی ادائیگی (بھی ایمان میں داخل ہے)	126
٢٦- شُهُودُ الْجَنَائِزِ	باب: جنازے میں حاضر ہونا (بھی ایمان میں داخل ہے)	127
٢٧- اَلْحَيَاءُ	باب: حیا (بھی ایمان کا جز ہے)	127
٢٨- اَلدِّينُ يُسْرٌ	باب: دین (پر عمل کرنا) آسان ہے	128
٢٩- أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پیارا دین (طریقۂ عبادت)	129
٣٠- اَلْفِرَارُ بِالدِّينِ مِنَ الْفِتَنِ	باب: دین کو بچانے کے لیے فتنوں سے بھاگنا (بھی ایمان کا جز ہے)	130
٣١- مَثَلُ الْمُنَافِقِ	باب: منافق کی مثال	131
٣٢- مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِنْ مُؤْمِنٍ وَّمُنَافِقٍ	باب: مومن اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتے ہیں	131
٣٣- عَلَامَةُ الْمُؤْمِنِ	باب: مومن کی نشانی	132
٤٨- كِتَابُ الزِّينَةِ مِنَ السُّنَنِ	**سنن کبریٰ سے زینت کے متعلق احکام و مسائل**	135
١- اَلْفِطْرَةُ	باب: فطری چیزیں (جن سے زینت حاصل ہوتی ہے)	135
٢- إِحْفَاءُ الشَّارِبِ	باب: مونچھوں کو ختم کرنا	137

٣- اَلرُّخْصَةُ فِي حَلْقِ الرَّأْسِ	باب: سر منڈانے کی رخصت	139
٤- اَلنَّهْيُ عَنْ حَلْقِ الْمَرْأَةِ رَأْسَهَا	باب: عورت کے لیے سر منڈوانے کی ممانعت	139
٥- اَلنَّهْيُ عَنِ الْقَزَعِ	باب: قزع (کچھ سر مونڈنے' کچھ چھوڑ دینے) کی ممانعت	140
٦- اَلْأَخْذُ مِنَ الشَّارِبِ	باب: مونچھیں کاٹنا	141
٧- اَلتَّرَجُّلُ غِبًّا	باب: کنگھی ناغے سے کرنی چاہیے	143
٨- اَلتَّيَامُنُ فِي التَّرَجُّلِ	باب: کنگھی کرتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنا	144
٩- إِتِّخَاذُ الشَّعْرِ	باب: سر کے بال (لمبے) رکھنا	145
١٠- اَلذُّؤَابَةُ	باب: زلفیں اور مینڈھیاں	146
١١- تَطْوِيلُ الْجُمَّةِ	باب: لمبے لمبے بال رکھنا	148
١٢- عَقْدُ اللِّحْيَةِ	باب: ڈاڑھی کو گرہیں دینا	149
١٣- اَلنَّهْيُ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ	باب: سفید بال اکھیڑنے کی ممانعت	150
١٤- اَلْإِذْنُ بِالْخِضَابِ	باب: بالوں کو رنگنا جائز ہے	151
١٥- اَلنَّهْيُ عَنِ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ	باب: کالا خضاب کرنے کی ممانعت	154
١٦- اَلْخِضَابُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ	باب: مہندی اور وسمہ ملا کر لگانا جائز ہے	155
١٧- اَلْخِضَابُ بِالصُّفْرَةِ	باب: زرد رنگ سے خضاب کرنا	158
١٨- اَلْخِضَابُ لِلنِّسَاءِ	باب: عورتوں کے لیے مہندی لگانا	160
١٩- كَرَاهِيَةُ رِيحِ الْحِنَّاءِ	باب: مہندی کی بو ناپسند ہونے کا بیان	161
٢٠- اَلنَّتْفُ	باب: بال اکھیڑنا	161
٢١- وَصْلُ الشَّعْرِ بِالْخِرَقِ	باب: جعلی بال ملانا	163
٢٢- اَلْوَاصِلَةُ	باب: جعلی بال لگانے والی عورت	164
٢٣- اَلْمُسْتَوْصِلَةُ	باب: جعلی بال لگوانے والی عورت	165
٢٤- اَلْمُتَنَمِّصَاتُ	باب: بال اکھیڑنے والیاں	167
٢٥- اَلْمُوتَشِمَاتُ، وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ وَالشَّعْبِيِّ فِي هٰذَا	باب: رنگ بھروانے والی عورتوں کا بیان اور اس حدیث میں عبداللہ بن مرہ اور شعبی پر اختلاف کا ذکر	168
٢٦- اَلْمُتَفَلِّجَاتُ	باب: دانتوں کو بہ تکلف کشادہ کرنے والیاں	172

٢٧- تَحْرِيمُ الْوَشْرِ	باب: دانتوں کو رگڑ رگڑ کر باریک کرنا حرام ہے	173
٢٨- اَلْكُحْلُ	باب: سرمہ لگانے کا بیان	174
٢٩- اَلدُّهْنُ	باب: تیل لگانے کا بیان	175
٣٠- اَلزَّعْفَرَانُ	باب: زعفران کا بیان	176
٣١- اَلْعَنْبَرُ	باب: عنبر خوشبو لگانے کا بیان	176
٣٢- اَلْفَصْلُ بَيْنَ طِيبِ الرِّجَالِ وَطِيبِ النِّسَاءِ	باب: مردوں اور عورتوں کی خوشبو میں فرق	177
٣٣- أَطْيَبُ الطِّيبِ	باب: بہترین خوشبو کا بیان	178
٣٤- اَلتَّزَعْفُرُ وَالْخَلُوقُ	باب: زعفران اور خلوق لگانا	178
٣٥- مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ مِنَ الطِّيبِ	باب: کون سی خوشبو عورتوں کے لیے نامناسب (ممنوع) ہے؟	181
٣٦- إِغْتِسَالُ الْمَرْأَةِ مِنَ الطِّيبِ	باب: اگر عورت خوشبو لگا لے تو اسے اچھی طرح نہانا چاہیے	182
٣٧- اَلنَّهْيُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَشْهَدَ الصَّلَاةَ إِذَا أَصَابَتْ مِنَ الْبَخُورِ	باب: عورت نے خوشبو لگائی ہو تو وہ مسجد میں نماز کے لیے نہیں آ سکتی	183
٣٨- اَلْبَخُورُ	باب: بخور کا بیان	187
٣٩- اَلْكَرَاهِيَةُ لِلنِّسَاءِ فِي إِظْهَارِ الْحُلِيِّ وَالذَّهَبِ	باب: عورتوں کے لیے زیورات اور سونے کی نمائش کی کراہت کا بیان	187
٤٠- تَحْرِيمُ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ	باب: مردوں پر سونا حرام ہے	192
٤١- مَنْ أُصِيبَ أَنْفُهُ، هَلْ يَتَّخِذُ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ؟	باب: کسی شخص کی ناک کٹ جائے تو کیا وہ سونے کی ناک لگوا سکتا ہے؟	202
٤٢- اَلرُّخْصَةُ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ لِلرِّجَالِ	باب: مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کی رخصت کا بیان	203
٤٣- خَاتَمُ الذَّهَبِ	باب: سونے کی انگوٹھی کا بیان	203
٤٣(م) -اَلْاِخْتِلَافُ عَلَى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِيهِ	باب: اس حدیث میں یحیٰی بن ابی کثیر پر اختلاف کا بیان	212
٤٤- حَدِيثُ عَبِيدَةَ	باب: عبیدہ کی حدیث	213

٤٥- حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَالْاِخْتِلَافُ عَلَى قَتَادَةَ باب: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور قتادہ پر اختلاف کا بیان 214

٤٦- مِقْدَارُ مَا يُجْعَلُ فِي الْخَاتَمِ مِنَ الْفِضَّةِ باب: چاندی کی انگوٹھی کس مقدار کی ہونی چاہیے؟ 218

٤٧- صِفَةُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ باب: نبیٔ اکرم ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی؟ 219

٤٨- مَوْضِعُ الْخَاتَمِ مِنَ الْيَدِ. ذِكْرُ حَدِيثِ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ باب: انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہیے؟ حضرت علی اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ذکر 223

٤٩- لُبْسُ خَاتَمِ حَدِيدٍ مَلْوِيٍّ عَلَيْهِ بِفِضَّةٍ باب: لوہے کی انگوٹھی، جس پر چاندی کا خول چڑھا ہو، پہننا 224

٥٠- لُبْسُ خَاتَمِ صُفْرٍ باب: پیتل کی انگوٹھی پہننا 224

٥١- قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَا تَنْقُشُوا عَلَى خَوَاتِيمِكُمْ عَرَبِيًّا باب: نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان: ''اپنی انگوٹھیوں پر عربی عبارت نقش نہ کرواؤ'' 226

٥٢- اَلنَّهْيُ عَنِ الْخَاتَمِ فِي السَّبَّابَةِ باب: انگشت شہادت میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت 227

٥٣- نَزْعُ الْخَاتَمِ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ باب: بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت انگوٹھی اتار لینے کا بیان 228

٥٤- اَلْجَلَاجِلُ باب: گھنگرو اور چھوٹی گھنٹیوں کا بیان 232

---- كِتَابُ الزِّينَةِ مِنَ الْمُجْتَبَى زینت سے متعلق احکام و مسائل (مجتبیٰ میں سے) 237

٥٥- ذِكْرُ الْفِطْرَةِ باب: فطرت کا بیان (فطری چیزوں کا ذکر) 237

٥٦- إِحْفَاءُ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ باب: مونچھیں ختم کرنا اور داڑھی پوری رکھنا 237

٥٧- حَلْقُ رُءُوسِ الصِّبْيَانِ باب: بچوں کے سر منڈوانا (جائز ہے) 238

٥٨- ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَحْلِقَ بَعْضَ شَعْرِ الصَّبِيِّ وَيَتْرُكَ بَعْضَهُ باب: بچے کے کچھ بال مونڈنے اور کچھ چھوڑ دینے کی ممانعت 239

٥٩- اِتِّخَاذُ الْجُمَّةِ باب: کانوں سے نیچے (کندھوں) تک زلفیں چھوڑنا 240

٦٠- تَسْكِينُ الشَّعْرِ باب: بالوں کو (تیل اور کنگھی وغیرہ سے) سنوارنا 241

٦١- فَرْقُ الشَّعْرِ باب: بالوں میں مانگ نکالنا 243

٦٢- اَلتَّرَجُّلُ باب: کنگھی کرنا 243

٦٣- اَلتَّيَامُنُ فِي التَّرَجُّلِ	باب: دائیں طرف سے کنگھی شروع کرنا	244
٦٤- اَلْأَمْرُ بِالْخِضَابِ	باب: خضاب کرنے (بالوں کو رنگنے) کا حکم	244
٦٥- تَصْفِيرُ اللِّحْيَةِ	باب: ڈاڑھی کو زرد کرنا	245
٦٦- تَصْفِيرُ اللِّحْيَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ	باب: ڈاڑھی کو ورس اور زعفران سے زرد کرنا	246
٦٧- اَلْوَصْلُ فِي الشَّعْرِ	باب: بالوں میں دوسرے بال ملانا (ناجائز ہے)	246
٦٨- وَصْلُ الشَّعْرِ بِالْخِرَقِ	باب: دھجی سے بال جوڑنا	247
٦٩- لَعْنُ الْوَاصِلَةِ	باب: جعلی بال لگانے والی عورت پر لعنت کا بیان	249
٧٠- لَعْنُ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ	باب: جعلی بال لگانے اور لگوانے والی دونوں پر لعنت کا بیان	249
٧١- لَعْنُ الْوَاشِمَةِ وَالْمُوتَشِمَةِ	باب: گودنے والی اور گدوانے والی (رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی) عورتوں پر لعنت کا بیان	249
٧٢- لَعْنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ	باب: بال اکھیڑنے والی اور دانت کھلے کرنے والی عورتیں بھی ملعون ہیں	250
٧٣- اَلتَّزَعْفُرُ	باب: زعفران لگانا	251
٧٤- اَلطِّيبُ	باب: خوشبو کا بیان	252
٧٥- ذِكْرُ أَطْيَبِ الطِّيبِ	باب: بہترین خوشبو کا ذکر	255
٧٦- تَحْرِيمُ لُبْسِ الذَّهَبِ	باب: سونا پہننے کی حرمت کا بیان	255
٧٧- اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ خَاتَمِ الذَّهَبِ	باب: (مرد کے لیے) سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت	256
٧٨- صِفَةُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَقْشِهِ	باب: نبیٔ اکرم ﷺ کی انگوٹھی اور اس کے نقش کا بیان	259
٧٩- مَوْضِعُ الْخَاتَمِ	باب: انگوٹھی کی جگہ (کس انگلی میں ہے؟)	261
٨٠- مَوْضِعُ الْفَصِّ	باب: نگینے کی جگہ	264
٨١- طَرْحُ الْخَاتَمِ وَتَرْكُ لُبْسِهِ	باب: انگوٹھی اتار پھینکنا اور اسے دوبارہ نہ پہننا	264
٨٢- ذِكْرُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنْهَا	باب: کون سے کپڑے پہننے مستحب اور کون سے مکروہ ہیں؟	267
٨٣- ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ السِّيَرَاءِ	باب: ریشمی دھاریوں والا حلہ پہننے کی ممانعت	267

٨٤- ذِكْرُ الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِي لُبْسِ السِّيَرَاءِ	باب: عورتوں کے لیے ریشمی دھاری دار حلہ پہننے کی رخصت	269
٨٥- ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْإِسْتَبْرَقِ	باب: استبرق ریشم پہننے کی ممانعت	270
٨٦- صِفَةُ الْإِسْتَبْرَقِ	باب: استبرق کیسا ہوتا ہے؟	271
٨٧- ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الدِّيبَاجِ	باب: (مردوں کے لیے) دیباج پہننے کی ممانعت	272
٨٨- لُبْسُ الدِّيبَاجِ الْمَنْسُوجِ بِالذَّهَبِ	باب: سونے کے تاروں سے بنا ہوا ریشم پہننا	272
٨٩- ذِكْرُ نَسْخِ ذٰلِكَ	باب: اس کے منسوخ ہونے کا بیان	274
٩٠- التَّشْدِيدُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ وَأَنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ	باب: حریر (ریشم) پہننے پر سخت وعید اور اس کا بیان کہ جو شخص اسے دنیا میں پہنے گا' آخرت میں نہیں پہن سکے گا	275
٩١- ذِكْرُ النَّهْيِ عَنِ الثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ	باب: قسی کپڑے پہننے کی ممانعت کا بیان	277
٩٢- اَلرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ	باب: (مخصوص حالات میں) ریشم پہننے کی اجازت	278
٩٣- لُبْسُ الْحُلَلِ	باب: حلے (عمدہ پوشاک یا سوٹ) پہننا	280
٩٤- لُبْسُ الْحِبَرَةِ	باب: دھاری دار چادر پہننا جائز ہے	281
٩٥- ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ	باب: معصفر (کسم سے رنگے ہوئے) کپڑے پہننے کی ممانعت	281
٩٦- لُبْسُ الْخُضْرِ مِنَ الثِّيَابِ	باب: سبز کپڑے پہننا	283
٩٧- بَابُ لُبْسُ الْبُرُودِ	باب: سیاہ دھاری دار چادریں پہننا	283
٩٨- اَلْأَمْرُ بِلُبْسِ الْبِيضِ مِنَ الثِّيَابِ	باب: سفید کپڑے پہننے کا حکم	284
٩٩- لُبْسُ الْأَقْبِيَةِ	باب: قبائیں پہننا	285
١٠٠- لُبْسُ السَّرَاوِيلِ	باب: شلوار پہننا بھی جائز ہے	286
١٠١- اَلتَّغْلِيظُ فِي جَرِّ الْإِزَارِ	باب: تہبند کو گھسیٹنے پر سخت وعید	287
١٠٢- مَوْضِعُ الْإِزَارِ	باب: تہبند کہاں تک ہونا چاہیے؟	289
١٠٣- مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ	باب: تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو تو؟	289
١٠٤- إِسْبَالُ الْإِزَارِ	باب: تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا	290

١٠٥- ذُيُولُ النِّسَاءِ | باب: عورتوں کو دامن لٹکانے کی اجازت ہے 292

١٠٦- اَلنَّهْيُ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ | باب: اشتمال صماء کی ممانعت 294

١٠٧- اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ | باب: ایک کپڑے میں گوٹھ مارنے کی ممانعت 295

١٠٨- لُبْسُ الْعَمَائِمِ الْحَرَقَانِيَّةِ | باب: سیاہی مائل پگڑی پہننا 295

١٠٩- لُبْسُ الْعَمَائِمِ السُّودِ | باب: خالص سیاہ رنگ کی پگڑی پہننا 296

١١٠- إِرْخَاءُ طَرَفِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ | باب: پگڑی کا شملہ کندھوں کے درمیان لٹکانا 297

١١١- اَلتَّصَاوِيرُ | باب: تصویروں کا بیان 297

١١٢- ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا | باب: ان لوگوں کا ذکر جنھیں سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا 303

١١٣- ذِكْرُ مَا يُكَلَّفُ أَصْحَابُ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ | باب: اس چیز کا تذکرہ جس کا قیامت کے دن تصویر سازوں کو حکم دیا جائے گا 304

١١٤- ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا | باب: اس شخص کا ذکر جسے سب سے زیادہ عذاب ہوگا 307

١١٥- اَللُّحُفُ | باب: لحاف کا بیان 308

١١٦- صِفَةُ نَعْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ | باب: رسول اللہ ﷺ کا جوتا مبارک کیسا ہوتا تھا؟ 309

١١٧- ذِكْرُ النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ | باب: ایک جوتے میں چلنے کی ممانعت کا بیان 310

١١٨- مَا جَاءَ فِي الْأَنْطَاعِ | باب: چمڑے کے بچھونے کا بیان 311

١١٩- اِتِّخَاذُ الْخَادِمِ وَالْمَرْكَبِ | باب: نوکر اور سواری رکھنا 312

١٢٠- حِلْيَةُ السَّيْفِ | باب: تلوار کو مزین کرنا 313

١٢١- اَلنَّهْيُ عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ مِنَ الْأُرْجُوَانِ | باب: ارجوانی رنگ کے ریشمی گدیلوں پر بیٹھنے کی ممانعت 314

١٢٢- اَلْجُلُوسُ عَلَى الْكَرَاسِيِّ | باب: کرسی پر بیٹھنے کا بیان 315

١٢٣- اِتِّخَاذُ الْقِبَابِ الْحُمْرِ | باب: سرخ قبے (خیمے) بنانا 316

٤٩- كِتَابُ آدَابِ الْقُضَاةِ | (قضا اور) قاضیوں کے آداب و مسائل کا بیان 317

١- فَضْلُ الْحَاكِمِ الْعَادِلِ فِي حُكْمِهِ | باب: فیصلے میں انصاف کرنے والے حاکم کی فضیلت 317

٢- اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ | باب: عادل حکمران 318

٣- اَلْإِصَابَةُ فِي الْحُكْمِ — باب: صحیح فیصلہ کرنے (کے اجر و ثواب) کا بیان 319

٤- بَابُ تَرْكِ اسْتِعْمَالِ مَنْ يَحْرِصُ عَلَى الْقَضَاءِ — باب: جو شخص عہدۂ قضا کا طالب اور حریص ہو اسے قاضی مقرر نہ کیا جائے 320

٥- اَلنَّهْيُ عَنْ مَسْأَلَةِ الْإِمَارَةِ — باب: حکومت اور امارت مانگنے کی ممانعت کا بیان 322

٦- اِسْتِعْمَالُ الشُّعَرَاءِ — باب: شاعروں کو عامل (حاکم) مقرر کرنا 323

٧- إِذَا حَكَّمُوا رَجُلًا فَقَضٰى بَيْنَهُمْ — باب: جب لوگ کسی شخص کو اپنا فیصل مقرر کریں اور وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے (تو یہ اچھی بات ہے) 325

٨- اَلنَّهْيُ عَنِ اسْتِعْمَالِ النِّسَاءِ فِي الْحُكْمِ — باب: (فیصلہ کرنے کے لیے) عورتوں کو قاضی (یا حاکم) مقرر کرنے کی ممانعت 326

٩- اَلْحُكْمُ بِالتَّشْبِيهِ وَالتَّمْثِيلِ، وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ — باب: مشابہت اور قیاس کے ساتھ فیصلہ کرنا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں (راویوں کا) ولید بن مسلم پر اختلاف 327

١٠- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ فِيهِ — باب: (راویوں کا) اس حدیث میں ابو اسحاق پر اختلاف کا ذکر 330

١١- اَلْحُكْمُ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ — باب: اہل علم کے اتفاق و اجماع کے مطابق فیصلہ کرنا 333

١٢- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْكَٰفِرُونَ﴾ — باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے“ کی تفسیر 336

١٣- اَلْحُكْمُ بِالظَّاهِرِ — باب: فیصلہ ظاہر دلائل کی بنا پر کیا جائے گا 339

١٤- حُكْمُ الْحَاكِمِ بِعِلْمِهِ — باب: قاضی کا اپنے علم (اور ذہانت) سے فیصلہ کرنا 340

١٥- اَلسَّعَةُ لِلْحَاكِمِ فِي أَنْ يَقُولَ لِلشَّيْءِ الَّذِي لَا يَفْعَلُهُ: أَفْعَلُ لِيَسْتَبِينَ الْحَقَّ — باب: حق واضح کرنے کے لیے حاکم کا یہ کہنا کہ میں ایسے کروں گا جب کہ اس کا ارادہ وہ کام کرنے کا نہ ہو 342

١٦- نَقْضُ الْحَاكِمِ مَا يَحْكُمُ بِهِ غَيْرُهُ مِمَّنْ هُوَ مِثْلُهُ أَوْ أَجَلُّ مِنْهُ — باب: ایک حاکم اپنے جیسے یا اپنے سے بڑے حاکم کے فیصلے کو توڑ سکتا ہے 343

١٧- بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْحَاكِمِ إِذَا قَضَى بِغَيْرِ الْحَقِّ	باب: حاکم کا ناحق کیا ہوا فیصلہ رد کرنے کا بیان	344
١٨- ذِكْرُ مَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَجْتَنِبَهُ	باب: کس چیز سے حاکم کو اجتناب کرنا چاہیے؟	345
١٩- اَلرُّخْصَةُ لِلْحَاكِمِ الْأَمِينِ أَنْ يَحْكُمَ وَهُوَ غَضْبَانٌ	باب: جس حاکم کے بارے میں غلطی کا خطرہ نہ ہو وہ غصے کی حالت میں فیصلہ کر سکتا ہے	346
٢٠- حُكْمُ الْحَاكِمِ فِي دَارِهِ	باب: حاکم یا قاضی کا اپنے گھر میں فیصلہ کرنا	348
٢١- اَلْاِسْتِعْدَاءُ	باب: کسی کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کرنا	349
٢٢- صَوْنُ النِّسَاءِ عَنْ مَجْلِسِ الْحُكْمِ	باب: عورتوں کو عدالتوں میں بلانے سے احتراز کرنا	350
٢٣- تَوجِيهُ الْحَاكِمِ إِلَى مَنْ أُخْبِرَ أَنَّهُ زَنَى	باب: حاکم کا اس شخص کو بلا بھیجنا جس کے بارے میں بتایا گیا ہو کہ اس نے زنا کیا ہے	353
٢٤- مَصِيرُ الْحَاكِمِ إِلَى رَعِيَّتِهِ لِلصُّلْحِ بَيْنَهُمْ	باب: حاکم کا اپنی رعایا کے درمیان صلح کروانے کے لیے جانا	354
٢٥- إِشَارَةُ الْحَاكِمِ عَلَى الْخَصْمِ بِالصُّلْحِ	باب: حاکم کسی فریق (مدعی یا مدعیٰ علیہ) کو مصالحت کا مشورہ دے سکتا ہے	356
٢٦- إِشَارَةُ الْحَاكِمِ عَلَى الْخَصْمِ بِالْعَفْوِ	باب: حاکم فریق ثانی کو معافی کا مشورہ بھی دے سکتا ہے	356
٢٧- إِشَارَةُ الْحَاكِمِ بِالرِّفْقِ	باب: حاکم نرمی کرنے کا مشورہ بھی دے سکتا ہے	357
٢٨- شِفَاعَةُ الْحَاكِمِ لِلْخُصُومِ قَبْلَ فَصْلِ الْحُكْمِ	باب: حاکم (مقدمے کا) فیصلہ کرنے سے پہلے کسی فریق سے سفارش کر سکتا ہے	358
٢٩- مَنْعُ الْحَاكِمِ رَعِيَّتَهُ مِنْ إِتْلَافِ أَمْوَالِهِمْ وَبِهِمْ حَاجَةٌ إِلَيْهِ	باب: حاکم کا اپنی رعایا کو مال ضائع کرنے سے روک دینا جب کہ ان کو مال کی ضرورت بھی ہو	360
٣٠- اَلْقَضَاءُ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ	باب: فیصلہ تھوڑے مال کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ میں بھی	361
٣١- قَضَاءُ الْحَاكِمِ عَلَى الْغَائِبِ إِذَا عَرَفَهُ	باب: حاکم غیر موجود شخص کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہے جب وہ اسے پہچانتا ہو	361
٣٢- اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يَقْضِيَ فِي قَضَاءٍ بِقَضَاءَيْنِ	باب: ایک مقدمے میں دو مختلف فیصلے کرنے کی ممانعت	363
٣٣- مَا يَقْطَعُ الْقَضَاءُ	باب: فیصلے کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہو اس کا بیان	363

٣٤- بَابُ الْأَلَدِّ الْخَصِمِ	باب: ضدی اور جھگڑالو شخص (اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے)	364
٣٥- اَلْقَضَاءُ فِيمَنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ	باب: جب کسی کے پاس دلیل (گواہ وغیرہ) نہ ہو تو (فیصلہ کیا ہوگا)؟	365
٣٦- عِظَةُ الْحَاكِمِ عَلَى الْيَمِينِ	باب: قسم اٹھواتے وقت حاکم کا نصیحت کرنا	365
٣٧- كَيْفَ يَسْتَحْلِفُ الْحَاكِمُ	باب: حاکم قسم کس طرح لے؟	366
٥٠- كِتَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ	اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا بیان	369
١- [بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَتَيِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ]	باب: ان سورتوں کا بیان جن کے ذریعے سے پناہ پکڑی جاتی ہے	371
٢- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ	باب: اس دل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے	379
٣- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ	باب: سینے (دل) کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا	380
٤- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ	باب: کان اور آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا	381
٥- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُبْنِ	باب: بزدلی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا	382
٦- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْبُخْلِ	باب: بخل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا	382
٧- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْهَمِّ	باب: فکر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا	384
٨- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْحُزْنِ	باب: رنج وغم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا	386
٩- بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ	باب: قرض اور گناہ سے پناہ مانگنا	387
١٠- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ	باب: کان اور آنکھ کے شر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا	388
١١- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ الْبَصَرِ	باب: آنکھ کے شر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا	388
١٢- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْكَسَلِ	باب: کاہلی اور سستی سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا	389
١٣- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْعَجْزِ	باب: نکمے پن سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا	389
١٤- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الذِّلَّةِ	باب: ذلت سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ حاصل کرنا	390

١٥- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْقِلَّةِ	باب: قلت سے پناہ مانگنا	393
١٦- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْفَقْرِ	باب: فقر سے پناہ مانگنا	393
١٧- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْقَبْرِ	باب: فتنۂ قبر کے شر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا	394
١٨- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ	باب: ایسے نفس سے پناہ مانگنا جو سیر نہ ہو	395
١٩- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُوعِ	باب: شدید بھوک سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا	396
٢٠- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْخِيَانَةِ	باب: خیانت سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا	396
٢١- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ	باب: مخالفت ودشمنی، نفاق اور بد خلقی سے پناہ مانگنا	397
٢٢- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْمَغْرَمِ	باب: شدید قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا	398
٢٣- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الدَّيْنِ	باب: (واجب الادا) قرض یا حق سے پناہ طلب کرنا	398
٢٤- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ	باب: قرض اور واجب الادا حق کے غلبے سے پناہ مانگنا	399
٢٥- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ ضَلَعِ الدَّيْنِ	باب: قرض کے بوجھ سے پناہ مانگنا	400
٢٦- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى	باب: مال داری کے فتنے کے شر سے پناہ مانگنا	400
٢٧- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا	باب: دنیا کے فتنے سے پناہ طلب کرنا	401
٢٨- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ الذَّكَرِ	باب: شرم گاہ کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا	403
٢٩- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ الْكُفْرِ	باب: کفر کے شر سے پناہ حاصل کرنا	404
٣٠- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الضَّلَالِ	باب: گمراہی سے پناہ حاصل کرنا	404
٣١- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ	باب: دشمن کے غلبے سے بچاؤ کی دعا	405
٣٢- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ	باب: دشمنوں کی ناروا خوشی سے بچاؤ کی دعا	405
٣٣- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْهَرَمِ	باب: شدید بڑھاپے سے بچاؤ کی دعا	406
٣٤- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ	باب: بری تقدیر سے بچنے کی دعا	407
٣٥- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ	باب: بدبختی کی گرفت سے بچاؤ کی دعا	407
٣٦- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُنُونِ	باب: جنون سے بچاؤ کی دعا	408
٣٧- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ	باب: جنوں کی نظر بد سے بچنے کی دعا	409
٣٨- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ سُوءِ الْكِبَرِ	باب: شدید بڑھاپے سے بچاؤ کی دعا کرنا	409
٣٩- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ	باب: ذلیل ترین عمر سے بچاؤ کی دعا	410

٤٠- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ سُوءِ الْعُمُرِ — باب: بری عمر سے بچاؤ کی دعا 410

٤١- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ — باب: نفع کے بعد نقصان سے بچاؤ کی دعا 411

٤٢- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ — باب: مظلوم کی بددعا سے پناہ مانگنا 412

٤٣- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ — باب: (سفر کے بعد) غمناک واپسی سے پناہ کی دعا 413

٤٤- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ جَارِ السُّوءِ — باب: برے پڑوسی سے پناہ مانگنا 413

٤٥- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ — باب: لوگوں کے غلبے سے بچنے کی دعا 414

٤٦- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ — باب: دجال کے فتنے سے بچاؤ کی دعا 415

٤٧- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَشَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ — باب: جہنم کے عذاب اور مسیح دجال کے شر سے بچنے کی دعا 415

٤٨- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ — باب: شیطان انسانوں کے شر سے پناہ مانگنا 416

٤٩- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا — باب: زندگی کے فتنے سے پناہ مانگنا 417

٥٠- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ — باب: موت کے فتنے سے بچاؤ کی دعا کرنا 418

٥١- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ — باب: عذاب قبر سے پناہ کی دعا 419

٥٢- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ — باب: قبر کی آزمائش سے پناہ مانگنا 420

٥٣- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ اللهِ — باب: اللہ کے عذاب سے پناہ کی دعا 420

٥٤- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ — باب: جہنم کے عذاب سے پناہ مانگنا 421

٥٥- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ — باب: آگ کے عذاب سے پناہ مانگنا 421

٥٦- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ حَرِّ النَّارِ — باب: آگ کی تپش سے بچاؤ کی دعا 422

٥٧- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعَ، وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ فِيهِ — باب: اپنے کیے ہوئے گناہوں کے شر سے پناہ مانگنا اور اس حدیث میں عبداللہ بن بریدہ پر اختلاف 424

٥٨- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلَ، وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى هِلَالٍ — باب: اپنے برے اعمال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور (راوی حدیث) ہلال پر اختلاف کا بیان 425

٥٩- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ مَا لَمْ يَعْمَلْ — باب: ناکردہ گناہوں کے شر سے پناہ مانگنا 427

٦٠- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْخَسْفِ — باب: دھنسائے جانے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا 428

٦١- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ التَّرَدِّي وَالْهَدَمِ — باب: نیچے گر جانے اور دب کر مر جانے سے پناہ کی دعا 429

٦٢- اَلْاِسْتِعَاذَةُ بِرِضَاءِ اللهِ مِنْ سَخَطِ اللهِ تَعَالٰى — باب: اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کے لیے اللہ کی رضا مندی کی پناہ حاصل کرنا — 430

٦٣- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ — باب: قیامت کے دن تنگیٔ مقام سے بچاؤ کی دعا — 431

٦٤- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ — باب: ایسی دعا سے پناہ مانگنا جو سنی نہ جائے — 432

٦٥- اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْتَجَابُ — باب: اس دعا سے پناہ جو قبول نہ ہو — 433

٥١- كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ — مشروبات سے متعلق احکام و مسائل — 435

١- بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ — باب: خمر (شراب) کی حرمت کا بیان — 435

٢- ذِكْرُ الشَّرَابِ الَّذِي أُهْرِيقَ بِتَحْرِيمِ الْخَمْرِ — باب: وہ شراب جو حرمت کے حکم کے وقت بہائی گئی — 438

٣- إِسْتِحْقَاقُ الْخَمْرِ لِشَرَابِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ — باب: گدر (ادھ پکی) اور خشک کھجوروں کو ملا کر تیار کردہ نشہ آور مشروب کو خمر کہا جا سکتا ہے — 440

٤- نَهْيُ الْبَيَانِ عَنْ شُرْبِ نَبِيذِ الْخَلِيطَيْنِ الرَّاجِعَةِ إِلٰى بَيَانِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ — باب: دو چیزوں، گدر اور خشک کھجور کو ملا کر بنائے گئے نبیذ کی ممانعت کا بیان — 441

٥- خَلِيطُ الْبَلَحِ وَالزَّهْوِ — باب: بلح (کچی) اور زہو (پکنے کے قریب) کھجور کی مشترکہ نبیذ — 442

٦- خَلِيطُ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ — باب: پکنے کے قریب اور تازہ پکی ہوئی کھجور کی مشترکہ نبیذ — 443

٧- خَلِيطُ الزَّهْوِ وَالْبُسْرِ — باب: پکنے کے قریب اور گدر کھجور کی مشترکہ نبیذ — 444

٨- خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالرُّطَبِ — باب: گدر اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ — 445

٩- خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ — باب: گدر اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ — 445

١٠- خَلِيطُ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ — باب: منقیٰ اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ — 447

١١- خَلِيطُ الرُّطَبِ وَالزَّبِيبِ — باب: تازہ کھجور اور منقیٰ کی مشترکہ نبیذ — 447

١٢- خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالزَّبِيبِ — باب: گدر کھجور اور منقیٰ کی مشترکہ نبیذ — 448

١٣- ذِكْرُ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا نُهِيَ عَنِ الْخَلِيطَيْنِ وَهِيَ لِيَقْوٰى أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ — باب: وہ علت جس کی وجہ سے دو پھلوں کی مشترکہ نبیذ منع ہے کہ ایک دوسری سے مل کر قوی ہو جائے گی — 448

١٤- اَلتَّرْخِيصُ فِي انْتِبَاذِ الْبُسْرِ وَحْدَهُ وَشُرْبِهِ قَبْلَ تَغَيُّرِهِ فِي فَضِيخِهِ	باب: اکیلی گدر کھجور کی نبیذ بنانے اور پینے کی رخصت بشرطیکہ اس میں تبدیلی (نشہ پیدا) نہ ہو	449
١٥- اَلرُّخْصَةُ فِي الْإِنْتِبَاذِ فِي الْأَسْقِيَةِ الَّتِي يُلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا	باب: ان مشکیزوں میں نبیذ بنا نا جن کے منہ کو (تاگے وغیرہ سے) باندھا جاتا ہے	450
١٦- اَلتَّرْخِيصُ فِي انْتِبَاذِ التَّمْرِ وَحْدَهُ	باب: اکیلی خشک کھجوروں کی نبیذ بنانا	450
١٧- اِنْتِبَاذُ الزَّبِيبِ وَحْدَهُ	باب: صرف منقّٰی کی نبیذ بنانا	451
١٨- اَلرُّخْصَةُ فِي انْتِبَاذِ الْبُسْرِ وَحْدَهُ	باب: صرف گدر کھجور کی نبیذ کی رخصت	452
١٩- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَمِن ثَمَرَٰتِ ٱلنَّخِيلِ وَٱلْأَعْنَٰبِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا﴾	باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور کھجوروں اور انگوروں کے کچھ پھلوں سے تم نشہ آور مشروب اور اچھا (حلال وعمدہ) رزق تیار کرتے ہو'' کی تفسیر	452
٢٠- ذِكْرُ أَنْوَاعِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي كَانَتْ مِنهَا الْخَمْرُ حِيْنَ نَزَلَ تَحْرِيمُهَا	باب: جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو کن چیزوں سے شراب تیار ہوتی تھی؟	455
٢١- تَحْرِيمُ الْأَشْرِبَةِ الْمُسْكِرَةِ مِنَ الْأَثْمَارِ وَالْحُبُوبِ كَانَتْ عَلَى اخْتِلَافِ أَجْنَاسِهَا لِشَارِبِيهَا	باب: پینے والوں کے لیے ہر نشہ آور مشروب حرام ہے، خواہ وہ کسی قسم کے پھل یا غلے سے تیار ہو	456
٢٢- إِثْبَاتُ اسْمِ الْخَمْرِ لِكُلِّ مُسْكِرٍ مِّنَ الْأَشْرِبَةِ	باب: ہر نشہ آور مشروب کو شراب (خمر) کہا جائے گا	457
٢٣- تَحْرِيمُ كُلِّ شَرَابٍ أَسْكَرَ	باب: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے	458
٢٤- تَفْسِيرُ الْبِتْعِ وَالْمِزْرِ	باب: بِتْع اور مِزْر کی تفسیر	463
٢٥- تَحْرِيمُ كُلِّ شَرَابٍ أَسْكَرَ كَثِيرُهُ	باب: جو مشروب زیادہ پینے سے نشہ آتا ہو، اسے پینا مطلقاً حرام ہے	466
٢٦- اَلنَّهْيُ عَن نَبِيذِ الْجِعَةِ وَهُوَ شَرَابٌ يُتَّخَذُ مِنَ الشَّعِيرِ	باب: جعہ نبیذ حرام ہے اور یہ مشروب جو سے تیار کیا جاتا ہے	469
٢٧- ذِكْرُ مَا كَانَ يُنْبَذُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيهِ	باب: نبیٔ اکرم ﷺ کے لیے کس چیز میں نبیذ بنائی جاتی تھی؟	469
ذِكْرُ الْأَوْعِيَةِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الْانْتِبَاذِ فِيهَا دُوْنَ مَا سِوَاهَا مِمَّنْ لَا تُشْتَدُّ أَشْرِبَتُهَا كَاشْتِدَادِهِ فِيهَا	**ان برتنوں کا تفصیلی ذکر جن میں نبیذ بنانی منع ہے**	470

۲۸- بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ مُفْرَدًا — باب: خالص مٹی کے مٹکے میں نبیذ بنانے کی ممانعت 470

۲۹- اَلْجَرُّ الْأَخْضَرُ — باب: سبز مٹکے کا بیان 473

۳۰- اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ — باب: کدو کے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت 474

۳۱- اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ — باب: کدو کے برتن اور تارکول لگے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت 475

۳۲- ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ — باب: کدو کے برتن، روغنی مٹکے اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت 477

۳۳- اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ — باب: کدو کے برتن، روغنی مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن کی نبیذ کی ممانعت 478

۳٤- ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمِ — باب: کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن، تارکول لگے برتن اور روغنی مٹکے کی نبیذ پینے کی ممانعت 479

۳۵- اَلْمُزَفَّتَةُ — باب: تارکول لگے برتنوں کا بیان 481

۳٦- ذِكْرُ الدَّلَالَةِ عَلَى النَّهْيِ لِلْمَوْصُوفِ مِنَ الْأَوْعِيَةِ الَّتِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا كَانَ حَتْمًا لَازِمًا لَا عَلَى تَأْدِيبٍ — باب: اس بات کی دلیل کہ مذکورہ برتنوں سے نہی قطعاً حرمت پر محمول تھی نہ کہ کراہت پر 482

۳۷- تَفْسِيرُ الْأَوْعِيَةِ — باب: مذکورہ برتنوں کی تفسیر 483

اَلْإِذْنُ فِي الْانْتِبَاذِ الَّذِي خَصَّهَا بَعْضُ الرِّوَايَاتِ الَّتِي أَتَيْنَا عَلَى ذِكْرِهَا — بعض مخصوص برتنوں کا بیان جن میں نبیذ بنانے کی اجازت احادیث میں آئی ہے 484

۳۸- اَلْإِذْنُ فِيمَا كَانَ فِي الْأَسْقِيَةِ مِنهَا — باب: چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنانے کی اجازت کا بیان 484

۳۹- اَلْإِذْنُ فِي الْجَرِّ خَاصَّةً — باب: مٹکے میں خصوصی اجازت کا بیان 486

٤۰- اَلْإِذْنُ فِي شَيْءٍ مِّنْهَا — باب: (مذکورہ برتنوں میں سے) ہر ایک میں اجازت کا بیان 486

٤۱- مَنْزِلَةُ الْخَمْرِ — باب: شراب کی قباحت 490

٤۲- ذِكْرُ الرِّوَايَاتِ الْمُغَلِّظَاتِ فِي شُرْبِ الْخَمْرِ — باب: وہ روایات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب پینا گناہ کبیرہ ہے 492

كتاب	باب	صفحہ
٤٣- ذِكْرُ الرِّوَايَةِ الْمُبَيِّنَةِ عَنْ صَلَوَاتِ شَارِبِ الْخَمْرِ	باب: شرابی کی نمازوں کی حالت بیان کرنے والی روایت	495
٤٤- ذِكْرُ الْآثَامِ الْمُتَوَلِّدَةِ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ مِنْ تَرْكِ الصَّلَوَاتِ وَمِنْ قَتْلِ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ وَمِنْ وُقُوعٍ عَلَى الْمَحَارِمِ	باب: ان گناہوں کا ذکر جو شراب پینے کے نتیجے میں صادر ہو سکتے ہیں، مثلاً: نماز کا ترک، کسی بے گناہ جان کا قتل اور حرام کاریوں کا ارتکاب وغیرہ	496
٤٥- تَوْبَةُ شَارِبِ الْخَمْرِ	باب: شرابی کی توبہ کیسے ہوگی؟	499
٤٦- اَلرِّوَايَةُ فِي الْمُدْمِنِينَ فِي الْخَمْرِ	باب: عادی شراب نوشوں کے متعلق حدیث کا بیان	501
٤٧- تَغْرِيبُ شَارِبِ الْخَمْرِ	باب: شرابی کو جلا وطن کرنا	502
٤٨- ذِكْرُ الْأَخْبَارِ الَّتِي اعْتَلَّ بِهَا مَنْ أَبَاحَ شَرَابَ الْمُسْكِرِ	باب: وہ احادیث جن سے بعض لوگوں نے نشہ آور مشروب پینے کا جواز نکالا ہے	503
٤٩- ذِكْرُ مَا أَعَدَّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِشَارِبِ الْمُسْكِرِ مِنَ الذُّلِّ وَالْهَوَانِ وَأَلِيمِ الْعَذَابِ	باب: اس ذلت و رسوائی اور دردناک عذاب کا بیان جو اللہ عزوجل نے نشہ آور مشروب پینے والے کے لیے تیار کر رکھا ہے؟	521
٥٠- اَلْحَثُّ عَلَى تَرْكِ الشُّبُهَاتِ	باب: مشتبہ چیز کو چھوڑ دینے کی ترغیب کا بیان	522
٥١- اَلْكَرَاهِيَةُ فِي بَيْعِ الزَّبِيبِ لِمَنْ يَتَّخِذُهُ نَبِيذًا	باب: نشہ آور نبیذ بنانے والے کو منقیٰ بیچنے کی کراہت (ممانعت) کا بیان	523
٥٢- اَلْكَرَاهِيَةُ فِي بَيْعِ الْعَصِيرِ	باب: انگوروں کا جوس بیچنا منع ہے	523
٥٣- ذِكْرُ مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الطِّلَاءِ وَمَا لَا يَجُوزُ	باب: کون سا طلاء پینا جائز اور کون سا ناجائز ہے؟	524
٥٤- مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الْعَصِيرِ وَمَا لَا يَجُوزُ	باب: انگوروں کا جوس کس حال میں پینا جائز ہے اور کس میں ناجائز؟	529
٥٦- ذِكْرُ مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الْأَنْبِذَةِ وَمَا لَا يَجُوزُ	باب: کون سی نبیذ پینیں جائز ہیں اور کون سی ناجائز؟	531
٥٧- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي النَّبِيذِ	باب: نبیذ کی بابت ابراہیم نخعی پر اختلاف کا بیان	537
٥٨- ذِكْرُ الْأَشْرِبَةِ الْمُبَاحَةِ	باب: مباح اور جائز مشروبات کا بیان	540
فهرس أطراف الحديث	فہرست اطراف الحدیث	545

چوری کی سزا اور اس کی حکمت

چوری انتہائی قبیح عمل ہے جس کی کوئی مذہب بھی اجازت نہیں دیتا بلکہ دنیا کے ہر مذہب میں یہ قابل سزا عمل ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج کل کے یورپی قوانین (جو یورپ کے علاوہ ان ممالک میں رائج ہیں جہاں ان کی حکومت رہی ہے) میں اس کی سزا قید اور جرمانہ ہے۔ اور شریعت اسلامیہ میں اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ آج کل کے ''روشن خیال'' حضرات ہاتھ کاٹنے کی سزا کو وحشیانہ اور ظالمانہ کہتے ہیں کہ اس طرح معاشرے میں معذور افراد زیادہ ہوں گے اور وہ معاشرے اور حکومت کے لیے بوجھ بن جائیں گے' حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ یہ ایسی سزا ہے جو چوری کو معاشرے سے تقریباً کالعدم کر دے گی۔ صرف چند ہاتھ کاٹنے سے اگر معاشرہ چوری سے پاک ہو جائے تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں۔ ان چند افراد کا بوجھ حکومت یا معاشرے کے لیے اٹھانا ان کروڑوں اربوں کے اخراجات سے بہت ہلکا ہے جو پولیس اور جیلوں پر خرچ کرنے پڑتے ہیں جب کہ جیلوں میں چھوٹے چور بڑے چور بنتے ہیں۔ وہاں جرائم پیشہ افراد اکٹھے ہو جاتے ہیں جس سے جرائم کے منصوبے بنتے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ اسلامی سزا کے نفاذ سے ''ہتھ کٹے'' افراد کی کثرت ہوتی ہے' جہالت ہے۔ چند ہاتھ کٹنے سے چوری ختم ہو جائے گی۔ پولیس اور عدالتوں کی توسیع کی ضرورت نہیں رہے گی۔ شہر میں ایک آدھ ''ہتھ کٹا'' فرد سارے شہر کے لیے عبرت بنا رہے گا۔ اس سے کہیں زیادہ افراد کے ہاتھ حادثات میں کٹ جاتے ہیں' لٰہذا یہ صرف پروپیگنڈا ہے

کہ اس سزا سے ''ہتھ کٹوں'' کا سیلاب آ جائے گا۔ سعودی عرب جہاں اسلامی سزائیں سختی سے نافذ ہیں' اس حقیقت کی زندہ مثال ہے۔ وہاں کوئی فرد ہتھ کٹا نظر نہیں آتا مگر چوری کا تصور تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ کروڑوں کی مالیت کا سامان بغیر کسی محافظ کے پڑا رہتا ہے اور لوگ دکانیں کھلی چھوڑ کر نماز پڑھنے چلے جاتے ہیں۔ زیورات سے لدی پھندی عورتیں صحراؤں میں ہزاروں میلوں کا سفر کرتی ہیں مگر کسی کو نظر بد کی بھی جرأت نہیں ہوتی' حالانکہ اسلامی سزا کے نفاذ سے قبل دن دہاڑے قافلے لوٹ لیے جاتے تھے۔ اور لوگ حاجیوں کی موجودگی میں ان کا سامان اٹھا کر بھاگ جایا کرتے تھے جیسا کہ آج کل امریکہ وغیرہ میں حال ہے' باوجود اس کے کہ وہاں جیلیں بھری پڑی ہیں مگر چوری' ڈاکے روز روز بڑھ رہے ہیں۔ اسلام نے چوری کی یہ سزا اس لیے رکھی ہے کہ چوری بڑھتے بڑھتے ڈاکا ڈالنے کی عادت ڈالتی ہے۔ ڈاکے میں بے دریغ قتل کیے جاتے ہیں اور جبراً عصمتیں لوٹی جاتی ہیں۔ گویا چور آہستہ آہستہ ڈاکو' قاتل اور زنا بالجبر کا مرتکب بن جاتا ہے' لہٰذا ابتدا ہی میں اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے تاکہ وہ خود بھی پہلے قدم پر ہی رک جائے بلکہ واپس پلٹ جائے اور معاشرہ بھی ڈاکوؤں' بے گناہ قتل اور زنا بالجبر جیسے خوف ناک اور قبیح جرائم سے محفوظ رہ سکے۔ بتائیے! اس سزا سے چور اور معاشرے کو فائدہ حاصل ہوا یا نقصان؟ جب کہ قید اور جرمانے کی سزا ان جرائم میں مزید اضافے کا ذریعہ بنتی ہے۔ پہلی چوری کا جرمانہ اس سے بڑی چوری کے ذریعے سے ادا کیا جاتا ہے اور جیل جرائم کی تربیت گاہ ثابت ہوتی ہے۔ جرائم تبھی ختم ہوں گے جب ان پر کڑی اور بے لاگ اسلامی سزائیں نافذ کی جائیں گی کیونکہ وہ فطرت کے عین مطابق ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٤٦) - كِتَابُ قَطْعِ السَّارِقِ (التحفة ٢٩)

چور کا ہاتھ کاٹنے کا بیان

(المعجم ١) - تَعْظِيمُ السَّرِقَةِ (التحفة ١)

باب۱- چوری بہت بڑا گناہ ہے

٤٨٧٤- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

۴۸۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ جب کوئی شخص چوری کرتا ہے تو وہ صاحب ایمان نہیں ہوتا۔ جب کوئی شخص شراب پیتا ہے تو وہ ایمان سے لاتعلق ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص طاقت وقوت کے زور پر زبردست ڈاکا ڈالتا ہے کہ لوگ بے چارے دیکھتے رہ جاتے ہیں تو وہ بھی ایمان سے خالی ہوتا ہے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' سابقہ حدیث: ۴۸۷۳۔

٤٨٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ:

۴۸۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٨٧٤ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٧٣٥٤، وله شواهد عند البخاري، المظالم، باب النُّهْبٰى بغير إذن صاحبه، ح:٢٤٧٥، ومسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي . . . الخ:٧٥٧ وغيرهما، انظر الحديث الآتي. ※ القعقاع بن حكيم تابعه الأعمش.

٤٨٧٥ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي . . . الخ، ح:١٠٤/٥٧ عن محمد بن المثنّٰى، والبخاري، الحدود، باب إثم الزناة وقول الله تعالى: "ولا يزنون . . . الخ"، ح: ٦٨١٠ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٥٥، ٧٣٥٦.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ ؛ ح : وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَ أَحْمَدُ فِي حَدِيثِهِ : قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، ثُمَّ التَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”زانی جب زنا کرتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔ چور جب چوری کرتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔ اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔ البتہ توبہ پھر بھی ہو سکتی ہے۔“

فائدہ: ”توبہ“ یہ اشارہ ہے کہ یہاں مطلقاً ایمان کی نفی مقصود نہیں بلکہ وقتی طور پر یا ایمانِ کامل کی نفی مقصود ہے کیونکہ یہ گناہ ہیں، کفر نہیں بشرطیکہ فاعل توبہ کرے اور واپس آ جائے۔

٤٨٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ أَبُو عَلِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي زِيَادٍ - عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَذَكَرَ رَابِعَةً فَنَسِيتُهَا فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ.

۴۸۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ اور (جب کوئی شخص) چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور (جب) شراب پیتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔ انھوں نے ایک چوتھی چیز کا بھی ذکر فرمایا لیکن میں بھول گیا۔ جو آدمی یہ کام کرتا ہے، وہ اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیتا ہے لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

٤٨٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۸۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٨٧٦ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٥٧ . * يزيد (هو ابن أبي زياد) ضعيف مدلس مختلط، ولبعض الحديث شواهد دون قوله : "فإذا فعل ذلك خلع . . . الخ" .

٤٨٧٧ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٧ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٥٨ .

الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے وہ انڈا چرالیتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ رسی چرالیتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''لعنت کرے'' کہ وہ معمولی چیزوں کے بدلے اپنا قیمتی ہاتھ جس کا کوئی بدل نہیں' کٹوا بیٹھتا ہے۔ دنیا میں اس سے بڑا نقصان کیا ہوگا؟ ہاتھ سے محرومی' زندگی بھر کی معذوری' بدنامی اور رسوائی جو مرتے دم تک جدا نہ ہوگی اور ان سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور ایمان سے محرومی۔ اور لعنت کیا ہوتی ہے؟ کسی شخص کا نام لے کر اس پر لعنت ڈالنا جائز نہیں' خواہ وہ کافر ہی ہو' الا یہ کہ وہ کفر پر مرے یا اس کا کفر قطعی ہو۔ البتہ کسی کبیرہ گناہ کا ذکر کر کے اس کے فاعل پر (بغیر کسی کا نام لیے یا کسی کو معین کیے) لعنت ڈالی جاسکتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ لعنت سب سے بڑی بددعا ہے۔ مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی ہے' اسی لیے یہ کسی مومن کے بارے میں تو ہو ہی نہیں سکتی۔ کافر بھی ممکن ہے' کسی وقت مسلمان ہو جائے' لہٰذا اس کے لیے بھی مناسب نہیں۔ ② ''انڈا' رسی'' کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے فرمایا۔ مراد معمولی چیز ہے۔ ظاہر ہے دنیا کا مال کتنا بھی قیمتی ہو' انسانی ہاتھ اور انسانی شرف کے مقابلے میں معمولی ہی ہے ورنہ انڈا' رسی پر ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا بلکہ ہاتھ کاٹنے کے لیے چوری کی ایک حد مقرر کی گئی ہے جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ إن شاء الله. بعض حضرات نے بیضہ کے معنی خود کیے ہیں جو لڑائی کے وقت سر پر پہنا جاتا ہے۔ وہ قیمتی ہوتا ہے۔ اس پر ہاتھ کاٹا جاسکتا ہے۔ اور رسی سے مراد کشتی کے رسے لیے ہیں جو بہت موٹے ہوتے ہیں۔ قیمت بھی بہت ہوتی ہے۔ معنی تو یہ بھی بن سکتے ہیں مگر اس سے کلام کی بلاغت ختم ہو جاتی ہے۔ کلام کا مقصد تو چوری کی مذمت ہے نہ کہ ہاتھ کاٹنے کی تفصیل بیان کرنا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢) - بَابُ امْتِحَانِ السَّارِقِ بِالضَّرْبِ وَالْحَبْسِ (التحفة ٢)

باب: ۱۲- مار پیٹ کر اور قید کر کے چور کی تفتیش کرنا

٤٨٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۸۷۸- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے مروی ہے

٤٨٧٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الامتحان بالضرب، ح: ٤٣٨٢ من حديث بقية به.

قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَرَازِيُّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّهُ رَفَعَ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنَ الْكَلَاعِيِّينَ أَنَّ حَاكَةً سَرَقُوا مَتَاعًا، فَحَبَسَهُمْ أَيَّامًا ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُمْ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: خَلَّيْتَ سَبِيلَ هٰؤُلَاءِ بِلَا امْتِحَانٍ وَّلَا ضَرْبٍ؟ فَقَالَ النُّعْمَانُ: مَا شِئْتُمْ؟ إِنْ شِئْتُمْ أَضْرِبُهُمْ، فَإِنْ أَخْرَجَ اللهُ مَتَاعَكُمْ فَذَاكَ، وَإِلَّا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِكُمْ مِثْلَهُ قَالُوا: هٰذَا حُكْمُكَ؟ قَالَ: هٰذَا حُكْمُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ ﷺ.

کہ بنو کلاع کے کچھ لوگوں نے ان کے پاس مقدمہ پیش کیا کہ کپڑا بنانے والے کچھ لوگوں نے ہمارا سامان چرا لیا ہے۔ انھوں نے ان کو چند دن قید میں رکھا' پھر چھوڑ دیا۔ مقدمہ پیش کرنے والے آئے اور کہا: آپ نے ان کو بغیر کسی مار پیٹ اور تحقیق وتفتیش (چھان بین) کے چھوڑ دیا ہے؟ حضرت نعمان نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو میں ان کو مار پیٹ کرتا ہوں۔ اگر تمھارا سامان ان سے برآمد ہو گیا تو بہتر ورنہ میں تمھاری پیٹھوں پر بھی اتنی ہی مار پیٹ کروں گا۔ انھوں نے کہا: یہ آپ کا فیصلہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے' اس کے رسول مکرم ﷺ کا فیصلہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب کا اس روایت کی سند کو ضعیف کہنا درست نہیں۔ ان کے نزدیک وجہ ضعف یہ ہے کہ ازہر بن عبداللہ کے حضرت نعمان بن بشیر سے سماع میں نظر ہے لیکن انھوں نے اس نظر کی کوئی دلیل ذکر نہیں کی اور اصولی بات یہ ہے کہ جب ثقہ یا صدوق راوی "عن" سے بیان کرے اور وہ متہم بالتدلیس بھی نہ ہو تو اس کی روایت سماع پر محمول ہوگی۔ اور ازہر کو کسی نے مدلس نہیں کہا۔ شاید اسی لیے شیخ البانی اور دیگر محققین نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ ② اس باب میں چور سے مراد وہ شخص ہے جس پر چوری کا الزام ہو مگر کوئی گواہ نہ ہو اور نہ مال مسروقہ اس سے برآمد ہوا ہو۔ ایسے شخص کو جس پر چور ہونے کے قرائن ہوں' تحقیق کی غرض سے قید کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ تسلیم کر لے یا اس سے مال مسروقہ برآمد ہو جائے تو اس کو چوری کی سزا لازم ہے۔ اگر کچھ بھی ثابت نہ ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے گا جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے' نیز اسے مارنے کی اجازت نہیں ہوگی کیونکہ مار پیٹ سے تو کسی بھی بے گناہ سے اعتراف کروایا جا سکتا ہے۔ کسی بے گناہ یا مشکوک شخص کو مارنا ظلم ہے۔ ہاں' البتہ یہ درست ہے کہ دانائی اور حکمت سے سچ اگلوایا جائے یا دھمکیوں وغیرہ سے مرعوب کر کے حقیقت معلوم کی جائے۔

٤٨٧٩ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ

۴۸۷۹- حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے' وہ

◀◀ وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦١. * أزهر بن عبدالله في سماعه من نعمان بن بشير، نظر وإن ثبت سماعه فحديثه حسن.

٤٨٧٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في الدين هل يحبس به، ح: ٣٦٣٠ من حديث معمر به.▶▶

ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَبَسَ نَاسًا فِي تُهْمَةٍ.

(بہز) ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو ایک الزام میں قید کر دیا تھا۔

فائدہ: تفتیش کے لیے نہ کہ بطور سزا کیونکہ جب تک ملزم کے خلاف الزام ثابت نہ ہو وہ مجرم نہیں بنتا۔ اور تفتیش کے لیے قید کے دوران میں اس پر تشدد نہیں کیا جا سکتا ورنہ تشدد کرنے والے کے خلاف قصاص کی کارروائی کی جائے گی۔

٤٨٨٠ - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَبَسَ رَجُلًا فِي تُهْمَةٍ ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُ.

۴۸۸۰- حضرت بہز بن حکیم کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کسی الزام میں قید کر دیا تھا، پھر (الزام ثابت نہ ہونے پر) اسے چھوڑ دیا۔

(المعجم ٣) - تَلْقِينُ السَّارِقِ (التحفة ٣)

باب: ۳- چور کو رجوع کا مشورہ یا موقع دینا

٤٨٨١ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ

۴۸۸۱- حضرت ابو امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے خود بخود چوری کا اعتراف کیا تھا لیکن اس کے پاس (چوری کا) سامان نہیں ملا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”میں نہیں سمجھتا کہ تو نے چوری کی ہو گی۔“

وهو في الكبرى، ح:٧٣٦٢، وصححه ابن الجارود، ح:١٠٠٣، والحاكم: ٤/ ١٠٢، والذهبي، وحسنه الترمذي، انظر الحديث الآتي.

٤٨٨٠- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الحبس في التهمة، ح:١٤١٧ عن علي بن سعيد به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح:٧٣٦٢.

٤٨٨١- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في التلقين في الحد، ح:٤٣٨٠ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح:٧٣٦٣. * أبوالمنذر لا يعرف كما قال الذهبي.

اِعْتَرَفَ اِعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ؟» قَالَ : بَلٰى ، قَالَ : «اِذْهَبُوا بِهِ فَاقْطَعُوهُ ثُمَّ جِيئُوا بِهِ» فَقَطَعُوهُ ثُمَّ جَاؤُوا بِهِ فَقَالَ لَهُ : «قُلْ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ» فَقَالَ : أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ، قَالَ : «اَللّٰهُمَّ! تُبْ عَلَيْهِ» .

اس نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ کی ہے۔) آپ نے فرمایا: ”اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ کر پھر میرے پاس لے آؤ۔“ وہ اس کا ہاتھ کاٹ کر اسے واپس لائے تو آپ نے اسے فرمایا: ”کہہ میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔“ اس نے یہی الفاظ دہرا دیے۔ آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔“

(المعجم ٤) - اَلرَّجُلُ يَتَجَاوَزُ لِلسَّارِقِ عَنْ سَرِقَتِهِ بَعْدَ أَنْ يَأْتِيَ بِهِ الْإِمَامَ وَذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ فِي حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ فِيهِ (التحفة ٤)

باب: ۴- حاکم کے سامنے مقدمہ پیش کرنے کے بعد متعلقہ شخص کا چور کو چوری معاف کرنا اور صفوان بن امیہ کی حدیث میں عطاء پر اختلاف کا بیان

٤٨٨٢ - أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ أُمَيَّةَ : أَنَّ رَجُلًا سَرَقَ بُرْدَةً لَهُ فَرَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْهُ ، فَقَالَ :«أَبَا وَهْبٍ ! أَفَلَا كَانَ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنَا بِهِ؟» فَقَطَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ .

۴۸۸۲- حضرت صفوان بن امیہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان کی چادر چرالی۔ وہ اسے (چور کو) نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو معاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ”ابووہب! (معاف ہی کرنا تھا تو) ہمارے پاس لانے سے پہلے کیوں معاف نہ کر دیا؟“ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

فوائد ومسائل: ① قابل حد مسئلہ جب حاکم کے سامنے پیش کر دیا جائے تو پھر اس کی معافی نہیں ہو سکتی۔ ہاں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ حاکم کے پاس لانے سے پہلے معاف کر دیا جائے تاہم شریعت نے جس چیز کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اس میں حاکم کے پاس لانے کے بعد بھی معافی ہو سکتی ہے جیسے مقتول کے ورثاء قاتل کو بعد میں بھی معاف کر سکتے ہیں۔ ② اسلامی اور شرعی سزائیں وحشیانہ قطعاً نہیں بلکہ یہ تو قابل رشک معاشرے کی تشکیل

٤٨٨٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في من سرق من حرز، ح : ٤٣٩٤ من حديث صفوان بن أمية به، وهو في الكبرٰى، ح : ٧٣٦٤ .

کے لیے ناگزیر اور حیات بخش ہیں۔ شرعی سزاؤں کے نفاذ سے نہ صرف برائیوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے بلکہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ ③ ''کاٹ دیا'' یعنی کاٹنے کا حکم دے دیا۔

٤٨٨٣ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ مُرَقَّعٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ: أَنَّ رَجُلًا سَرَقَ بُرْدَةً فَرَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْهُ، قَالَ: «فَلَوْلَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ يَا أَبَا وَهْبٍ!» فَقَطَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۴۸۸۳- حضرت صفوان بن امیہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے (میری) چادر چرالی۔ وہ اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے معاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ''ابووہب! تو نے یہ کام میرے پاس پیش کرنے سے پہلے کیوں نہ کیا؟'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

٤٨٨٤ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ: أَنَّ رَجُلًا سَرَقَ ثَوْبًا، فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُولَ اللهِ! هُوَ لَهُ، قَالَ: «فَهَلَّا قَبْلَ الْآنَ؟».

۴۸۸۴- حضرت عطاء بن ابورباح سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کپڑا چرالیا۔ اسے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ (کپڑے والے) آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کپڑا اس کو معاف ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس وقت سے پہلے کیوں نہ (معاف) کیا۔''

(المعجم ٥) - مَا يَكُونُ حِرْزًا وَمَا لَا يَكُونُ (التحفة ٥)

باب:۵- کون سی چیز محفوظ ہوتی ہے اور کون سی غیر محفوظ؟

٤٨٨٥ - أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

۴۸۸۵- حضرت صفوان بن امیہ ؓ سے روایت

٤٨٨٣ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٥، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٨.

٤٨٨٤ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٨٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٦.

٤٨٨٥ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٨٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٧.

حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ - هُوَ ابْنُ أَبِي بَشِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ: أَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى، ثُمَّ لَفَّ رِدَاءً لَهُ مِنْ بُرْدٍ فَوَضَعَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَنَامَ، فَأَتَاهُ لِصٌّ فَاسْتَلَّهُ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ فَأَخَذَهُ، فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا سَرَقَ رِدَائِي، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَسَرَقْتَ رِدَاءَ هٰذَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبَا بِهِ فَاقْطَعَا يَدَهُ» قَالَ صَفْوَانُ: مَا كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ فِي رِدَائِي، فَقَالَ لَهُ: «فَلَوْ مَا قَبْلَ هٰذَا». خَالَفَهُ أَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ.

ہے کہ انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا' پھر نماز پڑھی' پھر اپنی چادر تہہ کر کے اپنے سر کے نیچے رکھ لی اور سو گئے۔ ایک چور آیا اور اس نے وہ چادر ان کے سر کے نیچے سے کھسکا لی۔ انھوں نے اسے پکڑ لیا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے اور کہا: اس نے میری چادر چرائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تو نے اس کی چادر چرائی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے (دو آدمیوں کو) حکم دیا: ''اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔'' صفوان نے کہا: میرا یہ مقصد نہیں تھا کہ آپ میری چادر کی بنا پر اس کا ہاتھ کاٹ دیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس سے پہلے کیوں (معاف) نہ کیا؟'' اشعث بن سوار نے اس کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① عکرمہ سے یہ روایت بیان کرنے والے دو راوی ہیں: ایک عبدالملک بن ابو بشیر اور دوسرے اشعث بن سوار۔ عبدالملک نے جب یہ روایت بیان کی تو کہا: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ. جب یہی روایت اشعث نے بیان کی تو کہا: عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، یعنی اشعث نے اسے صفوان بن امیہ کے بجائے ابن عباس کی مسند بنایا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اشعث کی مخالفت' عبدالملک کی روایت کے لیے مضر نہیں کیونکہ وہ ثقہ راوی ہے جبکہ اشعث ضعیف ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بذات خود اس کی صراحت اگلی یعنی اشعث کی بیان کردہ روایت میں کر دی ہے۔ واللہ أعلم. ② باب کا مقصد یہ ہے کہ چور محفوظ چیز اٹھائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، غیر محفوظ چیز اٹھانے سے وہ چور تو بنے گا لیکن اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ بطور تعزیر کوئی اور سزا دی جا سکتی ہے۔ محفوظ سے مراد' مثلاً: یا تو مالک پاس ہو اور اس نے وہ چیز اپنے پاس سنبھال کر رکھی ہو' خواہ وہ سویا ہو یا جاگتا ہو یا وہ چیز بند جگہ میں ہو' مثلاً: کمرے میں ہو اور کمرے کا دروازہ بند ہو۔ لیکن اگر کوئی چیز گھر سے باہر پڑی ہو اور مالک بھی پاس نہ ہو تو اسے غیر محفوظ تصور کیا جائے گا۔ یا ایسے مقام پر ہو جو سب کے لیے کھلا ہے' مثلاً: مسجد' دفتر' سکول وغیرہ اور دروازہ بھی کھلا ہو' مالک بھی پاس نہ ہو تو اسے بھی غیر محفوظ تصور کیا جائے گا۔ مذکورہ واقعے میں حضرت صفوان نے چادر تہہ کر کے سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے یہ محفوظ تھی۔ اس نے چرا کر اپنے آپ کو ہاتھ کاٹنے کا سزاوار قرار دے لیا۔

٤٨٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي خِيَرَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ - يَعْنِي ابْنَ الْعَلَاءِ الْكُوفِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ صَفْوَانُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ وَرِدَاؤُهُ تَحْتَهُ فَسُرِقَ، فَقَامَ وَقَدْ ذَهَبَ الرَّجُلُ فَأَدْرَكَهُ فَأَخَذَهُ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، قَالَ صَفْوَانُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا بَلَغَ رِدَائِي أَنْ يُقْطَعَ فِيهِ رَجُلٌ، قَالَ: «هَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنَا بِهِ؟».

۴۸۸۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت صفوان مسجد میں سوئے ہوئے تھے جبکہ ان کی چادر ان کے (سر کے) نیچے تھی۔ وہ چرا لی گئی۔ ان کو جاگ آئی تو چور جا چکا تھا۔ انھوں نے بھاگ کر اسے پکڑ لیا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ صفوان نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری چادر اتنی قیمتی تو نہیں کہ اس کی بنا پر کسی آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ بات اس کو میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہ سوچی۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَشْعَثُ ضَعِيفٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے فرمایا: (اس روایت کا راوی) اشعث ضعیف ہے۔ (مقصد یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کا ذکر اس روایت میں صحیح نہیں۔)

فائدہ: ”اتنی قیمتی“ قیمتی تو تھی، یعنی چوری کے نصاب کو پہنچ جاتی تھی اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا مگر ان کا خیال تھا کہ ہاتھ تو بہت قیمتی ہے۔ اس کی دیت پچاس اونٹ ہے۔ اسے تیس درہم کی چوری کے عوض نہیں کاٹنا چاہیے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ ہاتھ اس وقت قیمتی ہے جب بے گناہ ہو۔ جب اس سے چوری جیسا گناہ کر لیا گیا تو اب یہ قیمتی نہ رہا۔ اب یہ چند درہم کے بدلے کاٹ دیا جائے گا۔ چوری کس قدر ذلیل کام ہے کہ پچاس اونٹ کی قیمت رکھنے والی چیز کو تین یا زیادہ سے زیادہ دس درہم کی بنا دیا۔

٤٨٨٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَسْبَاطٍ، عَنْ

۴۸۸۷- حضرت صفوان بن امیہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں مسجد میں اپنی منقش (دھاری دار)

٤٨٨٦ـ [صحيح] أخرجه الدارمي، ح: ٢٣٠٤ من حديث أشعث بن سوار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٨، والحديث السابق شاهد له.

٤٨٨٧ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٨٨٢، أخرجه أبوداود، الحدود، باب فيمن سرق من حرز، ح: ٤٣٩٤ من حديث عمرو بن حماد بن طلحة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٦٩. * أسباط هو ابن نصر، وسماك هو ابن حرب.

سِمَاكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ اِبْنِ أُخْتِ صَفْوَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ: قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى خَمِيصَةٍ لِي ثَمَنُهَا ثَلَاثُونَ دِرْهَمًا، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَهَا مِنِّي، فَأُخِذَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَتَقْطَعُهُ مِنْ أَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا؟ أَنَا أَبِيعُهُ وَأُنْسِئُهُ ثَمَنَهَا، قَالَ: «فَهَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ؟».

چادر پر سویا ہوا تھا جس کی قیمت تیس درہم تھی۔ ایک آدمی آیا اور اسے کھسکا لے گیا۔ وہ آدمی پکڑا گیا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ میں آپ کے پاس آیا اور عرض کی: آپ صرف تیس درہم کے بدلے اس کا ہاتھ کاٹ رہے ہیں؟ میں یہ چادر اس کو بیچ دیتا ہوں۔ قیمت اس سے بعد میں لے لوں گا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ سب کچھ میرے پاس مقدمہ لانے سے پہلے کیوں نہ کیا؟“

٤٨٨٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا وَذَكَرَ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ: أَنَّهُ سُرِقَتْ خَمِيصَةٌ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخَذَ اللِّصَّ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَقَالَ صَفْوَانُ: أَتَقْطَعُهُ؟ قَالَ: «فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ تَرَكْتَهُ؟».

۴۸۸۸- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے سر کے نیچے سے ایک دھاری دار چادر چرا لی گئی جبکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں سوئے ہوئے تھے۔ وہ چور کو پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ صفوان نے کہا: آپ (اتنی چیز میں) اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے؟ (میں اسے معاف کرتا ہوں)۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہ چھوڑ دیا؟“

٤٨٨٩ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَعَافَوا الْحُدُودَ قَبْلَ أَنْ

۴۸۸۹- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”(ملزموں کو) میرے پاس پیش کرنے سے پہلے حدود معاف کر دیا کرو۔ میرے پاس کوئی حد والا

٤٨٨٨ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٨٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٠.

٤٨٨٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب: يعفى عن الحدود ما لم تبلغ السلطان، ح: ٤٣٧٦ من حديث ابن جريج به، وعنعن، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٢، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٨٣، والذهبي، والحافظ في الفتح: ١٢/ ٨٧ . ※ عمرو بن شعيب وعنعنة ابن جريج علة قادحة.

تَأْتُونِي بِهِ، فَمَا أَتَانِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ». مقدمہ آیا تو حد لازماً لگے گی۔‘‘

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صریح اور واضح دلیل ہے کہ حاکم وقت اور عدالت کے سامنے پیش ہونے اور ملزم کو پیش کرنے سے پہلے باہم حدود میں معاف کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ بالخصوص اگر جرم کرنے والا کوئی ایسا عزت دار اور معاشرے کا معزز فرد ہو جو نہ تو عادی مجرم ہو اور نہ اپنے کیے پر فخر کا اظہار کرے بلکہ اپنی غلطی پر نادم اور شرمندہ ہو تو اسے معاف کر دینا ہی بہتر اور افضل ہے۔ ② عینی شاہدوں یعنی موقع کے گواہوں کے لیے یہ قطعاً ضروری نہیں کہ وہ ضرور عدالت میں جا کر جو کچھ انھوں نے دیکھا ہے اس کی بابت گواہی دیں بلکہ ایک مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی مستحب اور شرعاً پسندیدہ عمل ہے۔ اس کے متعلق بہت سی احادیث موجود ہیں۔ ہاں اگر معاملہ عدالت میں یا حاکم کے پاس چلا جائے تو پھر حق سچ کی گواہی دینا ضروری ہوتا ہے۔ اس صورت میں حق کی گواہی چھپانا کبیرہ گناہ ہے۔ ③ ’’حدود معاف کرو‘‘ مثلاً: چور کو عدالت میں پیش کیے بغیر چھوڑ دو، یا زانی کے خلاف گواہ عدالت میں نہ جائیں یا شرابی کا کیس عدالت میں نہ لے جایا جائے۔ ان صورتوں میں عدالت زبردستی کیس اپنے ہاتھ میں نہیں لے گی۔ لیکن جو کیس عدالت میں آ گیا، ملزم نے اعتراف کر لیا یا گواہوں نے گواہی دے دی، یعنی جرم ثابت ہو گیا تو پھر عدالت کے لیے حد قائم کرنا لازم ہو گا۔ وہ معاف نہیں کر سکتی۔ عدالت میں جرم کے ثبوت کے بعد متعلقہ اشخاص بھی معافی نہیں دے سکتے۔ البتہ قصاص کا مسئلہ اس ضابطے سے مستثنیٰ ہے۔ قتل کا مقدمہ عدالت میں چلا جائے، گواہ بھگت جائیں یا ملزم اعتراف کر لے حتیٰ کہ عدالت سزائے موت بھی سنا دے، تب بھی مقتول کے ورثاء معاف کر سکتے ہیں حتیٰ کہ پھانسی کا پھندہ قاتل کے گلے میں پڑا ہو، تب بھی اسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن عدالت کسی بھی مرحلے پر یا حاکم وقت کسی بھی اپیل پر قاتل کو معاف نہیں کر سکتا۔

٤٨٩٠- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَعَافُوا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ».

۴۸۹۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تک بات تم میں ہے، تم حدود معاف کر سکتے ہو لیکن اگر کوئی حد والا مقدمہ مجھ تک پہنچ گیا تو (میرے لیے) حد لگانا واجب اور لازم ہو جائے گا۔‘‘

٤٨٩٠- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٣.

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں روایات کو محقق کتاب نے ابن جریج کی تدلیس کی وجہ سے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے کہا ہے کہ یہ روایات شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔ سلسلہ صحیحہ میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے جو اسی مفہوم کی ہے۔ دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث: ١٦٣٨) اس لیے راجح بات یہی ہے کہ یہ روایات قابل استدلال ہیں۔ والله أعلم.

٤٨٩١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً مَخْزُومِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا.

۴۸۹۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت لوگوں سے گھریلو سامان استعمال کے لیے لیا کرتی تھی، پھر بعد میں مکر جاتی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص عاریتاً کوئی چیز لے کر انکار کر دے جب کہ گواہ موجود ہوں تو اسے چور سمجھ کر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ یہ امام احمد اور اسحاق وغیرہ کا موقف ہے کیونکہ یہ بھی چوری کی ایک قسم ہے بلکہ اس کا نقصان معاشرے کے لیے زیادہ ہے کیونکہ اگر اس پر سزا نہ دی جائے تو لوگ عاریتاً چیزیں دینے سے انکار کر دیں گے جس سے غریب لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر اس کی چوری کے ساتھ مشابہت ہے کہ یہ بھی حیلے کے ساتھ لوگوں کے مالِ محفوظ کو اڑانا ہے اور چوری میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے، لہٰذا اس جرم پر بھی چوری والی سزا دی جائے گی۔ اور رسول اللہ ﷺ شرعاً اس بات کے مجاز ہیں کہ شرعی اطلاقات کی وضاحت فرمائیں، اس لیے بعض محدثین اس جرم پر بھی ہاتھ کاٹنے کے قائل ہیں جب کہ جمہور اہل علم اس کے قائل نہیں بلکہ صرف چوری پر قطع ید نافذ کرتے ہیں۔ اس حدیث کی تاویل وہ اس طرح کرتے ہیں کہ آپ نے اس جرم پر اس کا ہاتھ نہیں کاٹا تھا بلکہ چوری پر کاٹا تھا جیسا کہ بعض روایات میں وضاحت ہے کہ اس نے چوری کی تھی۔ یہ جرم تو اس کی مزید مذمت کرنے کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ دیگر روایات وطرق میں بصراحت چوری پر قطع کا ذکر موجود ہے، پھر واقعہ بھی ایک دفعہ ہی پیش آیا ہے، اس لیے راجح موقف جمہور ہی کا ہے کہ قطع ید صرف چوری پر ہوگا۔ والله أعلم.

٤٨٩٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۸۹۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں

٤٨٩١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في القطع في العارية إذا جحدت، ح: ٤٣٩٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٤.

٤٨٩٢ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٥.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ مَتَاعًا عَلَى أَلْسِنَةِ جَارَاتِهَا وَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا.

نے فرمایا: ایک مخزومی عورت اپنی پڑوسنوں کی معرفت چیزیں ادھار لے لیا کرتی تھی' پھر بعد میں مکر جایا کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم فرمایا۔

٤٨٩٣- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ الْجَنْبِيُّ أَبُو مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْحُلِيَّ لِلنَّاسِ ثُمَّ تُمْسِكُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِتَتُبْ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَتَرُدَّ مَا تَأْخُذُ عَلَى الْقَوْمِ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُمْ يَا بِلَالُ! فَخُذْ بِيَدِهَا فَاقْطَعْهَا».

۴۸۹۳- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت لوگوں کے زیورات مانگ کر لے جایا کرتی تھی اور پھر واپس کرنے سے انکار کر دیتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عورت اللہ اور اس کے رسول کے سامنے علانیہ توبہ کرے اور جو کچھ اس نے لوگوں سے لیا ہے' ان کو واپس کرے۔'' (لیکن وہ عورت نہ مانی تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! اٹھو اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔''

فائدہ: ''واپس کر دے'' اس جرم میں یہ گنجائش ہے کہ اگر وہ مجرم بعد میں چیز واپس کر دے تو اسے معافی مل جائے گی' البتہ چوری میں یہ گنجائش نہیں بلکہ جرم ثابت ہونے کے بعد کسی بھی صورت میں معافی نہیں ہو سکتی اور ہاتھ کاٹا جائے گا۔

٤٨٩٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْخَلِيلِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْحُلِيَّ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَاسْتَعَارَتْ مِنْ ذٰلِكَ حُلِيًّا

۴۸۹۴- حضرت نافع ؒ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں استعمال کے لیے زیورات مانگ لیا کرتی تھی۔ اس طرح اس نے کافی زیورات اکٹھے کر لیے۔ پھر وہ اپنے پاس رکھ لیے (اور

٤٨٩٣ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣٦٦، ح: ١٣٣٦٠ من حديث الحسن بن حماد سجادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٦، وسنده حسن. * عمرو بن هاشم حسن الحديث.

٤٨٩٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٧٧.

فَجَمَعَتْهُ ثُمَّ أَمْسَكَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِتَتُبْ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ وَتُؤَدِّي مَا عِنْدَهَا». مِرَارًا، فَلَمْ تَفْعَلْ، فَأَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ.

واپس کرنے سے مکر گئی۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کو چاہیے کہ وہ توبہ کرے اور جو کچھ اس نے لیا ہے' واپس کرے۔'' آپ نے کئی دفعہ فرمایا مگر وہ نہ مانی۔ آخر اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

٤٨٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ، فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَعَاذَتْ بِأُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا». فَقُطِعَتْ يَدُهَا.

۴۸۹۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی۔ اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پناہ حاصل کر لی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر (چوری کرنے والی) فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① ''فاطمہ بنت محمد'' یہ آپ نے کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے فرمایا ورنہ کہاں خانوادۂ رسول اور کہاں چوری؟ معاذ اللہ۔ اتفاقاً اس چور عورت کا نام بھی فاطمہ تھا۔ فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد۔ ② ظاہراً تو یہ اور سابقہ روایات ایک ہی واقعہ بیان کرتی ہیں۔ اس صورت میں چوری سے مراد عاریہ کی واپسی سے انکار ہی ہے کیونکہ عاریہ کی واپسی سے انکار کو مجازاً چوری کہا جا سکتا ہے مگر چوری کو کسی بھی لحاظ سے عاریہ کی واپسی سے انکار نہیں کہا جا سکتا۔ یا پھر الگ واقعہ ماننا ہوگا مگر یہ مشکل ہے۔ محدثین نے اسے ایک ہی واقعہ قرار دیا ہے۔

٤٨٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ

۴۸۹۶- حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے دوسرے لوگوں کے واسطے سے زیور استعمال کے لیے لیا، بعد میں مکر گئی تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

٤٨٩٥ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح:١٦٨٩ من حديث الحسن بن أعين به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٣٧٨.

٤٨٩٦ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٧٣٧٩، وهو مرسل، وله شواهد، منها الحديث السابق.

إِسْتَعَارَتْ حُلِيًّا عَلٰى لِسَانِ أُنَاسٍ فَجَحَدَتْهَا ، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُطِعَتْ .

٤٨٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي عَاصِمٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ حَدَّثَهُ نَحْوَهُ .

۴۸۹۷- حضرت سعید بن مسیّب سے اس جیسی روایت اور سند سے بھی آتی ہے۔

(المعجم ٦) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ الزُّهْرِيِّ فِي الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ (التحفة ٥) - أ

باب:٦-مخزومی چور عورت والی زہری کی روایت میں لفظی اختلاف

٤٨٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ : كَانَتْ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ مَتَاعًا وَتَجْحَدُهُ ، فَرُفِعَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكُلِّمَ فِيهَا ، فَقَالَ : «لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا» . قِيلَ لِسُفْيَانَ مَنْ ذَكَرَهُ؟ قَالَ : أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ إِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ .

۴۸۹۸- حضرت سفیان سے مروی ہے کہ ایک مخزومی عورت لوگوں سے سامان مانگ کر لے جاتی' پھر (واپس کرنے سے) مکر جایا کرتی تھی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا' نیز اس کے بارے میں (معافی کی) سفارش بھی کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر (میری بیٹی) فاطمہ ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ سفیان سے پوچھا گیا: (یہ روایت) کس نے بیان کی ہے؟ انھوں نے کہا: ایوب بن موسیٰ نے زہری سے' انھوں نے عروہ سے' انھوں نے عائشہ سے۔ إن شاء اللہ عزوجل.

٤٨٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۸۹۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک

٤٨٩٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح : ٧٣٨٠.

٤٨٩٨ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذكر أسامة بن زيد، ح : ٣٧٣٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح : ٧٣٨١.

٤٨٩٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح : ٧٣٨٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أُسَامَةَ فَكَلَّمُوا أُسَامَةَ فَكَلَّمَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأُسَامَةُ! إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ كَانُوا إِذَا أَصَابَ الشَّرِيفُ فِيهِمُ الْحَدَّ تَرَكُوهُ وَلَمْ يُقِيمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا أَصَابَ الْوَضِيعُ أَقَامُوا عَلَيْهِ، لَوْكَانَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُهَا».

عورت نے چوری کر لی۔ اسے نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ لوگوں (عورت کے رشتے داروں) نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے سفارش کی کون جرأت کر سکتا ہے؟ اسامہ شاید کرے۔ انھوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اسامہ نے رسول اللہ ﷺ سے (اس عورت کی معافی کی) سفارش کر دی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسامہ! بنو اسرائیل اسی لیے ہلاک ہوئے تھے کہ جب ان میں کوئی بلند مرتبہ شخص کوئی حد پھلانگ لیتا تو اسے چھوڑ دیتے اور حد نہ لگاتے۔ اور جب کوئی کم مرتبہ شخص غلطی کر بیٹھتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اگر اس کی بجائے محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

فائدہ: ''اسامہ شاید کرے'' انھوں نے یہ بات اس وجہ سے کہی کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے متبنّٰی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے' اس لیے آپ کو ان سے شدید محبت تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ تھی۔ تبھی تو آپ نے ان کی سفارش نہ مانی۔

٤٩٠٠ - أَخْبَرَنَا رِزْقُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِسَارِقٍ فَقَطَعَهُ، قَالُوا: مَا كُنَّا نَرَاكَ تَبْلُغُ مِنْهُ هٰذَا، قَالَ: «لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ لَقَطَعْتُهَا».

۴۹۰۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ لوگ کہنے لگے: ہمیں یہ خیال نہ تھا کہ آپ اس کو اس حد تک سزا دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر (اس کے بجائے) فاطمہ ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر محققین نے اس روایت کی سند کو رزق اللہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے کیونکہ اس کا متن منکر ہے۔ باقی تمام روایات میں مرد کی بجائے عورت کا ذکر ہے اور یہی راجح ہے۔ چور عورت تھی نہ کہ مرد' مرد کا ذکر راویٔ حدیث رزق اللہ کا وہم ہے۔

٤٩٠٠ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٣.

٤٩٠١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا: مَا نُكَلِّمُهُ فِيهَا، مَا مِنْ أَحَدٍ يُكَلِّمُهُ إِلَّا حِبُّهُ أُسَامَةُ، فَكَلَّمَهُ فَقَالَ: «يَا أُسَامَةُ! مَهْ! إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلَكُوا بِمِثْلِ هٰذَا، كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِنْ سَرَقَ فِيهِمُ الدُّونُ قَطَعُوهُ، وَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُهَا».

۴۹۰۱-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں چوری کر لی۔ لوگ کہنے لگے: ہم تو اس کے بارے میں آپ سے بات نہیں کر سکتے اور بھی کوئی نہیں کر سکتا مگر اسامہ جو آپ کو بہت پیارے ہیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے سفارش کی تو آپ نے فرمایا: ''اے اسامہ! بنی اسرائیل اس جیسے کاموں کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جب ان میں سے کوئی بلند مرتبہ شخص چوری کر لیتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کم مرتبہ شخص ان میں چوری کر بیٹھتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ اگر (چوری کرنے والی) محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

فائدہ: ''ہلاک ہوئے'' ہلاکت سے مراد اخروی ہلاکت بھی ہو سکتی ہے اور دنیوی بھی کیونکہ حدود کا نفاذ نہ کرنے سے جرائم بڑھتے ہیں اور جرائم کی کثرت قوموں کی تباہی کا باعث بنتی ہے، نیز نافرمانی سے عذاب بھی آتا ہے۔

٤٩٠٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ عَلَى أَلْسِنَةِ أُنَاسٍ - يُعْرَفُونَ وَهِيَ لَا تُعْرَفُ - حُلِيًّا فَبَاعَتْهُ وَأَخَذَتْ ثَمَنَهُ، فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَسَعٰى أَهْلُهَا إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيهَا

۴۹۰۲-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک عورت نے دوسرے لوگوں کی معرفت کچھ زیورات عارضی طور پر استعمال کے لیے لیے۔ وہ لوگ تو معروف تھے مگر وہ عورت معروف نہیں تھی۔ اس نے وہ زیورات بیچ دیے اور قیمت ہضم کر لی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس کے گھر والے (سفارش کے لیے) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی

٤٩٠١ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٣٨٤، انظر الحديث الآتي برقم: ٤٩٠٣. * ابن عيينة من أيوب بن موسى كما في صحيح البخاري وغيره، انظر الحديث السابق، ح: ٤٨٩٨.

٤٩٠٢ـ [صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٨٥. * بشر بن شعيب هو ابن أبي حمزة.

فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُكَلِّمُهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ إِلَيَّ فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ؟» فَقَالَ أُسَامَةُ: اِسْتَغْفِرْ لِي يَارَسُولَ اللهِ! ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشِيَّتَئِذٍ، فَأَثْنٰى عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ فِيهِمْ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا». ثُمَّ قَطَعَ تِلْكَ الْمَرْأَةَ.

طرف بھاگے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی سفارش کر دی۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ (غصے سے) سرخ ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تو میرے پاس اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد نہ لگانے کی سفارش کر رہا ہے؟'' اسامہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیے۔ پھر اسی دن ظہر کے بعد رسول اللہ ﷺ (خطاب کے لیے) اٹھے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمائی جو اس کی شان کے لائق ہے۔ پھر فرمایا: ''سن لو! تم سے پہلے لوگ اس بنا پر ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی بلند مرتبہ شخص چوری کر لیتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کر لیتا تو اسے حد لگا دیتے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔'' پھر آپ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا۔

٤٩٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُّكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ؟» ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ فَقَالَ: «إِنَّمَا هَلَكَ

۴۹۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت جس نے چوری کی تھی، کی وجہ سے قریش بڑے فکرمند ہوئے۔ وہ کہنے لگے: اس کی سفارش رسول اللہ ﷺ سے کون کرے گا؟ پھر (خود ہی) کہنے لگے: اس کی جرأت رسول اللہ ﷺ کے محبوب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا کون کر سکتا ہے! حضرت اسامہ نے آپ سے اس کی سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد (کو نافذ نہ

٤٩٠٣_ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٧٥، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح: ١٦٨٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٦.

الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا».

کرنے) کی بابت سفارش کر رہا ہے؟'' پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''تم لوگوں سے پہلے لوگ اسی بنا پر ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی بلند مرتبہ شخص چوری کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کر لیتا تو اس کو حد لگا دیتے۔ اللہ کی قسم! اگر (بالفرض) محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

٤٩٠٤- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ ابْنُ رُزَيْقٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَرَقَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ، فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُهُ فِيهَا؟ قَالُوا: أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَأَتَاهُ فَكَلَّمَهُ، فَزَبَرَهُ وَقَالَ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ الْوَضِيعُ قَطَعُوهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُهَا».

۴۹۰۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قریش کے ایک قبیلے بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی۔ اسے پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اس کے رشتے دار کہنے لگے کہ کون اس کی سفارش کر سکتا ہے؟ کچھ لوگ کہنے لگے: حضرت اسامہ ؓ یہ کام کر سکتے ہیں۔ اسامہ آپ کے پاس آئے اور اس عورت کی سفارش کی۔ آپ نے انھیں ڈانٹا اور فرمایا: ''بنی اسرائیل کا حال یہ تھا کہ جب ان کا کوئی بلند مرتبہ شخص چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے۔ (کچھ نہیں کہتے تھے۔) اور جب کوئی کم مرتبہ شخص چوری کر لیتا تھا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

٤٩٠٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۹۰۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مخزومی عورت کے معاملے نے پریشان کر

٤٩٠٤ـ[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٧ . * محمد بن مسلم هو الزهري.

٤٩٠٥ـ[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٨٨، وانظر، ح: ٤٩٠٣ .

أَبِي عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا؟ قَالُوا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ! لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا».

دیا جس نے چوری کر لی تھی۔ وہ کہنے لگے: اس کے بارے میں کون سفارش کرے گا؟ پھر خود ہی کہنے لگے: اس کی جرأت رسول اللہ ﷺ کے محبوب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا کون کرسکتا ہے! حضرت اسامہ نے آپ سے سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگ اسی بنا پر ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی بڑا (چودھری) چوری کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کم مرتبہ شخص چوری کر لیتا تھا تو اس پر حد لگا دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔“

٤٩٠٦- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ، فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ فِيهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَلَمَّا كَلَّمَهُ تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ؟» فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ: اِسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ! فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ،

۴۹۰۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں غزوۂ فتح مکہ کے موقع پر ایک عورت نے چوری کر لی تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اس کے بارے میں آپ سے بات کی۔ (معافی کی سفارش کی۔) جب انھوں نے آپ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور متغیر (غصے سے سرخ) ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد (کو ساقط کرنے) کی بابت سفارش کر رہا ہے؟“ حضرت اسامہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے معافی کی دعا فرمایئے۔ پھر جب ظہر (کی نماز) ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ عزوجل کی تعریف

٤٩٠٦ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب شهادة القاذف والسارق والزاني . . . الخ، ح: ٢٦٤٨، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح: ١٦٨٨/ ٩ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٨٩.

إِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ قَطَعْتُ يَدَهَا».

کی جو اللہ عزوجل کی شان جلیلہ کے مطابق تھی۔ پھر فرمایا: ''سن لو! تم سے پہلے لوگ اسی بنا پر ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی اونچا (بڑا) آدمی چوری کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ (کچھ نہ کہتے تھے۔) اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کر بیٹھتا تھا تو اس پر حد لاگو کر دیتے (اسے سزا دیتے) تھے۔'' پھر فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔''

٤٩٠٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ - مُرْسَلٌ - فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُونَهُ، قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيهَا، تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ؟» قَالَ أُسَامَةُ: اِسْتَغْفِرْ لِي يَارَسُولَ اللهِ! فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطِيبًا، فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ

۴۹۰۷- حضرت عروہ بن زبیر سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں فتح مکہ کی جنگ کے وقت ایک عورت نے چوری کر لی۔ اس کی قوم کے لوگ گھبرا کر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہ وہ اس کی سفارش فرما دیں۔ جب حضرت اسامہ نے آپ سے اس کی بابت بات چیت کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟'' اسامہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے استغفار فرمائیں۔ ظہر کے بعد رسول اللہ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمائی جو اس کی شان کے لائق ہے۔ پھر فرمایا: ''أَمَّا بَعْدُ! (اے لوگو!) تم سے پہلے لوگ اس بنا پر تباہ ہوئے کہ جب ان میں کوئی طاقت ور شخص چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔ اور جب کوئی کمزور شخص

٤٩٠٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٩٠.

لَقَطَعْتُ يَدَهَا» ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِ تِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ، فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَكَانَتْ تَأْتِينِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کر دیتے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر (بالفرض) فاطمہ بنت محمد (ﷺ) چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد اس نے بہت اچھی توبہ کر لی۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اس کے بعد وہ میرے پاس آیا کرتی تھی اور میں اس کی گزارشات وضروریات رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں پیش کیا کرتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود میں سفارش کرنا ممنوع ہے بشرطیکہ معاملہ عدالت یا حکام بالا تک پہنچ چکا ہو۔ ② ان احادیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح چوری کرنے والے مرد کا ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے اسی طرح چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ بھی کاٹا جا سکتا ہے۔ قرآنِ کریم نے تو مکمل صراحت کے ساتھ چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھیے: (المائدة ٥:٣٨) ③ حضرت اسامہ بن زید ؓ کی عظیم قدر و منزلت پر بھی یہ احادیث واضح دلالت کرتی ہیں کہ وہ نہ صرف رسول اللہ ﷺ کے محبوب تھے بلکہ لوگوں میں بھی محبوب سمجھے جاتے تھے۔ ④ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بہت زیادہ قدر و منزلت کی حامل تھیں' تاہم یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حدود اللہ کے قائم کرنے میں نہ تو کسی کی محبت کو خاطر میں لایا جا سکتا ہے اور نہ کسی کی سفارش ہی قبول کی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ ''آیا کرتی تھی'' گویا وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئی تھی۔ توبہ اور سزا کے بعد گناہ ختم ہو جاتا ہے۔ ⑥ کسی حدیث کی تمام اسانید کو تفصیلاً بیان کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ واقعے کی تمام تفصیلات سامنے آ جاتی ہیں، کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔

(المعجم ٧) - اَلتَّرْغِيبُ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ (التحفة ٦)

باب: ٧- حد قائم کرنے کی ترغیب

٤٩٠٨ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۴۹۰۸- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٤٩٠٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب إقامة الحدود، ح: ٢٥٣٨ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩١. * جرير بن يزيد ضعيف كما في التقريب وغيره، وله شواهد ضعيفة عند ابن حبان، ح: ١٥٠٧ وغيره، وحسنه المنذري، والعراقي.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَرِيرُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَدٌّ يُعْمَلُ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا ثَلَاثِينَ صَبَاحًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین میں ایک حد کا لگایا جانا زمین پر رہنے والوں کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ ان پر تیس دن بارش برسے۔''

فوائد و مسائل: ① کچھ سزائیں ''حد'' کہلاتی ہیں اور کچھ ''تعزیر''۔ حد تو وہ سزا ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہو جبکہ تعزیر اس سزا کو کہتے ہیں جو قاضی اور جج یا کوئی بھی ذمہ دار شخص، جرم کی نوعیت دیکھ کر اس کی مناسبت سے اس جرم کی روک تھام کے لیے اپنی صواب دید کے مطابق دے سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تعزیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ البتہ حد اور تعزیر دونوں کے نفاذ کا مقصد لوگوں کو جرائم سے روکنا ہوتا ہے۔ یہ سزائیں اس لیے دی جاتی ہیں کہ مجرم کا حشر دیکھ کر دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور جرم سے اجتناب کریں۔ ② عام طور پر بارش ہر جگہ اور ہر علاقے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن صحرائی علاقوں میں اس کی ضرورت کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ عرب جو بہت بڑے صحرائی علاقے پر مشتمل ہے وہاں اس کی ضرورت مسلمہ ہے اس لیے اس سے تشبیہ دی۔ ③ ''بہتر ہے'' کیونکہ حدود کا نفاذ معاشرے میں امن و امان اور سکون و اطمینان پیدا کرتا ہے، نیز لڑائی جھگڑے اور خون ریزی کو ختم کرتا ہے۔ بارش کا فائدہ وقتی ہے مگر حدود کا فائدہ دائمی اور مستقل ہے نیز بارش صرف دنیا میں مفید ہے جب کہ حدود کا نفاذ آخرت میں بھی مفید ہوگا۔ رزق کا کیا فائدہ اگر جان اور مال وعزت ہی محفوظ نہ ہو؟ بلکہ رزق کی کثرت بسا اوقات جان وعزت کے لیے خطرہ بن جاتی ہے جب معاشرے میں امن و امان نہ ہو۔ حدود انسان کے جان و مال اور عزت کو محفوظ کرنے کے لیے نسخۂ کیمیا ہیں۔ تجربہ شرط ہے۔ ④ ''تیس دن'' کثرت مراد ہے جیسا کہ آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے نیز یہ ایک فرضی بات ہے ورنہ مسلسل تیس دن بارش برستی رہے تو نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔ البتہ پہاڑی علاقوں میں مسلسل بارش بھی مفید رہتی ہے یا وقفے وقفے سے مراد ہوگی یعنی ضرورت کے مطابق پڑتی رہے۔ بارش کا خصوصی ذکر اس لیے فرمایا کہ بارش کے ساتھ ہی زمینی زندگی کی بقا ہے۔

٤٩٠٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ

۴۹۰۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: زمین میں ایک حد نافذ کر دینا زمین پر بسنے والوں کے لیے چالیس

٤٩٠٩ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٩٢.

عُبَيْدٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «إِقَامَةُ حَدٍّ بِأَرْضٍ خَيْرٌ لِأَهْلِهَا مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً».

دن کی بارش سے بھی زیادہ مفید ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہی ہے کیونکہ یہ بات کوئی صحابی اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتا۔ والله أعلم. ② محقق کتاب نے مذکورہ دونوں روایتوں کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر ان کو حسن کہا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة' حديث:٢٣١' و ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي ٣٧/٣٠-٣٢)

(المعجم ٨) - اَلْقَدْرُ الَّذِي إِذَا سَرَقَهُ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهُ (التحفة ٧)

باب: ٨- وہ مقدار جس کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا

٤٩١٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ. كَذَا قَالَ.

۴۹۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا تھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ (امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:) راوی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ (اسے غلطی لگی ہے۔)

٤٩١١- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۱۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت درست ہے۔

٤٩١٠- [ضعيف لشذوذه] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩٣، وانظر الحديث الآتي فهو المحفوظ.

٤٩١١- أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٦/٦ من حديث ابن وهب عن حنظلة بن أبي سفيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٣٩٤.

فوائد و مسائل: ① کتنی مالیت کی چیز چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟ مذکورہ باب کے تحت بیان کی گئی پہلی روایت (۴۹۱۰) میں ڈھال کی قیمت پانچ درہم بیان کی گئی ہے' یہ قطعاً درست نہیں' یہ راوی کا وہم اور اس کی غلطی ہے۔ دیگر صحیح روایات میں ڈھال کی قیمت تین درہم بیان کی گئی ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ پانچ درہم والی روایت شاذ (ضعیف) ہے کیونکہ اس کے راوی مخلد نے اپنے سے اوثق واحفظ راویوں کی مخالفت کی ہے۔ انھوں نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی تو قیمت تین درہم بیان کی ہے، جبکہ یہ پانچ درہم بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ ڈھال کی قیمت مختلف ہو سکتی ہے مگر چونکہ یہ ایک ہی روایت کی دو سندیں ہیں' لہٰذا ایک کو راوی کی غلطی کہا جائے گا۔ ویسے اگر دونوں روایات صحیح ہوں تب بھی کوئی فرق نہ پڑتا کیونکہ تین درہم یا اس سے زائد میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اگر کوئی چیز سو درہم کی ہو تو اس میں بھی کاٹا جائے گا' اگر لاکھ درہم کی ہو تب بھی' لہٰذا پانچ درہم میں ہاتھ کاٹنے سے تین درہم میں ہاتھ کاٹنے کی نفی نہیں ہوتی۔ البتہ تین درہم سے کم میں ہاتھ کاٹنے کا کہیں ذکر نہیں' لہٰذا تین درہم اور ربع دینار میں کوئی فرق نہیں۔ نبی ﷺ کے دور میں دینار دس' بارہ درہم کا ہوتا تھا۔ بارہ کا چوتھائی تو تین ہی ہے۔ دس کا ربع بھی تین دینار ہی کو کہا جائے گا کیونکہ شریعت کسر پر حکم نہیں لگاتی بلکہ اسے پورا کر دیتی ہے' یعنی ڈھائی درہم کی بجائے تین درہم پر قطع ید کا حکم لگے گا۔ تین درہم اور ربع دینار کی روایات قطعاً صحیح اور بخاری و مسلم کی ہیں' اس لیے انھی پر عمل ہوگا۔ احناف نے بعض ضعیف روایات کی بنا پر نصاب مسروقہ دس درہم مقرر کیا ہے۔ یہ بات سراسر اصول کے خلاف ہے کہ صحیح احادیث کے مقابلے میں ضعیف روایت کو ترجیح دی جائے۔ اگرچہ احناف نے اسے احتیاط قرار دیا ہے مگر یہ عجیب احتیاط ہے جس سے شریعت کا صحیح اور صریح حکم کالعدم ہو جائے۔

٤٩١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۱۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٤٩١٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۴۹۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ کاٹ دیا تھا جس

٤٩١٢ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح:١٦٨٦ عن قتيبة، والبخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما ... الخ"، ح:٦٧٩٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣١، والكبرى، ح: ٧٣٩٥.

٤٩١٣ـ أخرجه مسلم من حديث ابن جريج به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٧٣٩٦.

إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ يَدَ سَارِقٍ سَرَقَ تُرْسًا مِّنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

نے عورتوں والے چھپر سے ایک ڈھال چرائی تھی جس کی قیمت تین درہم تھی۔

فائدہ: "عورتوں والے چھپر سے" مسجد نبوی میں عورتوں کے لیے ایک سایہ دار جگہ بنا دی گئی تھی، اسے صفۃ النساء (عورتوں کا چھپر) کہا جاتا تھا۔

٤٩١٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللهِ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۱۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٤٩١٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ.

۴۹۱۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک ڈھال چرانے پر ہاتھ کاٹ دیا تھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: یہ غلط ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ ہشام دستوائی نے قتادہ سے، انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو مرفوعاً بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال چرانے پر ہاتھ کاٹا تھا، یہ روایت مرفوعاً بیان کرنا درست نہیں بلکہ درست یہ ہے کہ یہ روایت موقوف، یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فعل ہے۔ امام حدیث شعبہ رحمہ اللہ نے قتادہ رحمہ اللہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ہی بیان کیا ہے جیسا کہ اگلی روایت (۴۹۱۶) میں صراحت ہے اور اس موقوف روایت کو امام نسائی رحمہ اللہ نے صحیح اور درست قرار دیا ہے۔

٤٩١٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٩٧، وأخرجه مسلم من حديث أبي نعيم الفضل ابن دكين به.

٤٩١٥ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٣٩٨، والحديث السابق شاهد له. * هشام هو الدستوائي.

٤٩١٦ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَطَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ. هٰذَا الصَّوَابُ.

۴۹۱۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا تھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ یہ درست ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ یہ روایت درست ہے' یعنی موقوفاً درست ہے' مرفوعاً نہیں۔

٤٩١٧ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: «سَرَقَ رَجُلٌ مِجَنًّا عَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقُوِّمَ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ، فَقُطِعَ».

۴۹۱۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں ایک ڈھال چرا لی۔ اس کی قیمت پانچ درہم تھی تو انھوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

فائدہ: پانچ درہم پر ہاتھ کاٹنے سے تین درہم پر ہاتھ کاٹنے کی نفی نہیں ہوتی۔ (دیکھیے' روایت: ۴۹۱۱)

(المعجم ٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ (التحفة ٧) - ألف

باب: ۹- زہری پر راویوں کے اختلاف کا بیان

٤٩١٨ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَفْصِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي رُبْعِ دِينَارٍ.

۴۹۱۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چوتھائی دینار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا ہے۔

٤٩١٦ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٩ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٧٣٩٩.

٤٩١٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٤٠٠، وانظر الحديث السابق، وشك شعبة عند البيهقي: ٨/ ٢٥٩، ٢٦٠.

٤٩١٨ـ [صحيح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٥/ ٣٣ من حديث جعفر بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٠١، وللحديث شواهد.

فائدہ: تفصیل دیکھیے، حدیث: ۴۹۱۱۔

٤٩١٩ - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ ابْنُ مَبْرُورٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، ثُلُثِ دِينَارٍ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۱۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(چور کا) ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر ایک ڈھال کی قیمت میں (یعنی) تہائی دینار یا نصف دینار یا اس سے زائد میں۔“

فائدہ: ”اس روایت میں ”تہائی دینار یا نصف دینار“ کے الفاظ ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت درست نہیں‘ اس لیے کہ اولاً تہائی دینار یا نصف دینار میں راوی کو تردد ہے، جبکہ صحیح ترین روایات میں بلاتردد ڈھال کی قیمت چوتھائی دینار ہی بیان کی گئی ہے۔ ثانیاً: مذکورہ روایت منکر (ضعیف) ہے کیونکہ یہ الفاظ یونس بن یزید سے قاسم بن مبرور بیان کرتا ہے‘ جو کہ ضعیف ہے۔ اس کے مقابلے میں یونس بن یزید سے عبداللہ بن مبارک اور ابن وہب‘ جو کہ پائے کے ثقہ ہیں‘ جو بیان کرتے ہیں تو چوتھائی دینار ہی ڈھال کی قیمت بتاتے ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الحدود، حديث:٦٧٩٠، و صحيح مسلم، الحدود، باب حدّ السرقة و نصابها، حديث:١٦٨٤) ”چوتھائی دینار“ والے الفاظ ہی درست ہیں جبکہ ”تہائی دینار یا نصف دینار“ والے الفاظ منکر ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للأتيوبي:٣٧/٣٨) پھر محقق کتاب کا اس روایت کے بارے میں علی الاطلاق کہنا کہ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے‘ غلط ہے بلکہ اس روایت میں تو بخاری و مسلم کی روایت کی مخالفت ہے‘ اس لیے ایک منکر روایت کو بخاری و مسلم کی طرف منسوب کرنا کسی صورت درست نہیں۔

٤٩٢٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَتْ عَمْرَةُ

۴۹۲۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چور کا ہاتھ چوتھائی دینار کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا۔“

٤٩١٩ـ أخرجه البخاري، ح: ٦٧٩٠، ومسلم، ح: ١٦٨٤ من حديث يونس بن يزيد به، بلفظ "تقطع يد السارق في ربع دينار".

٤٩٢٠ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما"، ح: ٦٧٨٩، ومسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٣.

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ».

٤٩٢١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۲۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار پر یا اس سے زائد کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا۔''

٤٩٢٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ [عَمْرَةَ]، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۲۲-حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا۔''

٤٩٢٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۲۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا۔''

٤٩٢٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۴۹۲۴-حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں کاٹا جائے گا۔

٤٩٢١ـ[إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٩١٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٤.

٤٩٢٢ـ[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٥.

٤٩٢٣ـ[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٦.

٤٩٢٤ـ[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٠٧.

تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا .

٤٩٢٥ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَمْرَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ . قَالَ قُتَيْبَةُ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْطَعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا .

۴۹۲۵- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں (چور کا ہاتھ) کاٹ دیا کرتے تھے۔

٤٩٢٦ - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عَمْرَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا» .

۴۹۲۶- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں کاٹا جائے گا۔“ (کم میں نہیں۔)

٤٩٢٧ - أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا» .

۴۹۲۷- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں کاٹا جائے گا۔“

٤٩٢٨ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ : تُقْطَعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا .

۴۹۲۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی تھیں: چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

٤٩٢٥ـ [صحيح] تقدم، ح : ٤٩٢٠، وهو في الكبرى، ح : ٧٤٠٨.

٤٩٢٦ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح : ٧٤٠٩ . * سعيد هو ابن أبي عروبة، وللحديث شواهد كثيرة جدًا .

٤٩٢٧ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح : ٧٤١٠ .

٤٩٢٨ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح : ٤٩٢٦، وهو في الكبرى، ح : ٧٤١١ . * عبدالله هو ابن المبارك .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيٰى .

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: یحییٰ کی حدیث سے یہ درست ہے۔

فائدہ: امام نسائی کا مطلب یہ ہے کہ یحییٰ کی بیان کردہ مرفوع حدیث کے مقابلے میں ان کی بیان کردہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف روایت صحیح ہے۔ اور موقوف حدیث کے صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر رواۃ جو یحییٰ سے بیان کرتے ہیں انھوں نے اسے موقوف بیان کیا ہے۔ عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن ادریس، سفیان بن عیینہ اور امام مالک رحمہ اللہ اس کے موقوف ہونے پر متفق ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي' للأتيوبي: ٣٧/٥٨) تاہم یہ اصحیت صرف یحییٰ کی روایت کے بارے میں ہے، دیگر طرق کے اعتبار سے نہیں کیونکہ دیگر طرق سے یہ روایت مرفوعاً ثابت ہے۔

٤٩٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا .

۴۹۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں کاٹ دیا جائے گا۔

٤٩٣٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ رَبِّهِ وَرُزَيْقٍ صَاحِبِ أَيْلَةَ، أَنَّهُمْ سَمِعُوا عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَلْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا .

۴۹۳۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہاتھ کاٹنے کا حکم چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں لاگو ہوتا ہے۔

٤٩٣١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا طَالَ عَلَيَّ وَلَا نَسِيتُ، اَلْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا .

۴۹۳۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور نہ میں بھولی ہوں کہ ہاتھ کاٹنے کا حکم چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری پر لاگو ہوتا تھا۔

٤٩٢٩_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٢.

٤٩٣٠_[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٢٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٣.

٤٩٣١_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٤، والموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣٢.

(المعجم ١٠) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَلَى عَمْرَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧) - ب

باب:١٠-ابوبکر بن محمد اور عبداللہ بن ابوبکر کا اس حدیث میں عمرہ پر اختلاف

وضاحت: ابوبکر بن محمد اور ان کے بیٹے عبداللہ بن ابوبکر کا اختلاف یہ ہے کہ ابوبکر نے یہ روایت بیان کی ہے تو عَمْرَة عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ...... کہا ہے یعنی روایت مرفوعاً بیان کی ہے جبکہ ان کے بیٹے عبداللہ نے یہی روایت بیان کی ہے تو عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ...... کہا ہے یعنی روایت موقوفاً بیان کی ہے۔ اس اختلاف سے نفس روایت کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا' تاہم یہ روایت مرفوع ہی راجح ہے کیونکہ اکثر حفاظ حدیث مرفوع ہی بیان کرتے ہیں۔ واللّٰه أعلم.

٤٩٣٢- أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُقْطَعُ السَّارِقُ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۳۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری کے بغیر نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٣٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلْمَانَ [عَنِ ابْنِ الْهَادِ]، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِثْلَ الْأَوَّلِ.

۴۹۳۳- حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

٤٩٣٤- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً

۴۹۳۴- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ہاتھ کاٹنے کا

٤٩٣٢ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ٤/١٦٨٤ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٥. * ابن أبي حازم هو عبدالعزيز.

٤٩٣٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٦.

٤٩٣٤ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣٢، ٨٣٣ بطوله، والكبرٰى،◄

عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ [قَالَ:] حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ: اَلْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

حکم چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں نافذ ہوگا۔

٤٩٣٥- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَثَمَنُ الْمِجَنِّ رُبْعُ دِينَارٍ».

۴۹۳۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت کے برابر چوری پر کاٹ دیا جا[illegible]) ڈھال کی قیمت چوتھائی دینار تھی۔''

فائدہ: ''وَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ رُبْعُ دِينَارٍ'' بظاہر لگتا ہے کہ یہ وضاحت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے حالانکہ درحقیقت یہ وضاحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جیسا کہ حدیث: (۴۹۳۹) میں اس کی صراحت ہے۔

٤٩٣٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْطَعُ الْيَدَ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

۴۹۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری میں (چور کا) ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

◄◄ ح: ٧٤١٧.

٤٩٣٥ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما ... الخ"، ح: ٦٧٩١ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٨. * عمرة هي بنت عبدالرحمٰن.

٤٩٣٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤١٩، وأخرجه البخاري، ح: ٦٧٩١ من حديث يحيى بن أبي كثير به. * أبوإسماعيل هو القناد.

٤٩٣٧- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ».

۴۹۳۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چوتھائی دینار سے کم کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٣٨- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّبَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ بَحْرٍ أَبُو عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ أَنَّ امْرَأَةً أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ الْيَدُ فِي الْمِجَنِّ».

۴۹۳۸- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔''

٤٩٣٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَمْرَةَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْطَعُ

۴۹۳۹- حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ڈھال سے کم کی چوری میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔'' حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا گیا: ڈھال کی قیمت کتنی تھی؟ انھوں نے فرمایا: چوتھائی دینار۔

٤٩٣٧_ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٠.

٤٩٣٨_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢١. * المرأة مجهولة، وللحديث شواهد، تقدمت بعضها.

٤٩٣٩_ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٤/ ٣ من حديث سليمان بن يسار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٢. * عمه يعقوب، وابن إسحاق هو محمد.

يَدُ السَّارِقُ فِيمَا دُونَ الْمِجَنِّ». قِيلَ لِعَائِشَةَ: مَا ثَمَنُ الْمِجَنِّ؟ قَالَتْ: رُبْعُ دِينَارٍ.

٤٩٤٠- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۹۴۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری کے علاوہ (کم میں) نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٤١- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْوَلِيدِ مَوْلَى الْأَخْنَسِيِّينَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: كَانَتْ عَائِشَةُ تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي الْمِجَنِّ أَوْ ثَمَنِهِ».

۴۹۴۱- حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی تھیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ڈھال یا اس کی قیمت سے کم کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٤٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي قُدَامَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْوَلِيدِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ

۴۹۴۲- حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی تھیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''(چور کا) ہاتھ ڈھال یا اس کی قیمت سے کم کی چوری میں نہیں کاٹا جائے گا۔'' (راوی حدیث عثمان بن ابوالولید کا خیال ہے کہ) حضرت عروہ

٤٩٤٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٢٣، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٨٤/ ٣ عن أحمد ابن عمرو بن السرح به.

٤٩٤١- [صحيح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٢/ ٤٨٩ من حديث قدامة بن محمد بن خشرم بن يسار به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٢٤، وللحديث شواهد. * عثمان مستور.

٤٩٤٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٢٥.

ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: كَانَتْ عَائِشَةُ تُحَدِّثُ عَنْ نَبِيِّ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي الْمِجَنِّ أَوْ ثَمَنِهِ». وَزَعَمَ أَنَّ عُرْوَةَ قَالَ: اَلْمِجَنُّ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ.

نے کہا کہ ڈھال چار درہم کی ہوتی ہے۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَزْعُمُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَمَا فَوْقَهُ».

حضرت عائشہ ؓ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد (کی چوری) کے علاوہ نہیں کاٹا جا سکتا۔“

فائدہ: ”چار درہم“ حضرت عروہ تابعی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کے دور میں ڈھال کی قیمت چار درہم ہو گئی ہو لیکن جس ڈھال میں رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کاٹا تھا' وہ تین درہم کی تھی۔ قطع ید کے نصاب میں کافی اختلاف ہے۔ راجح بات یہ ہے کہ ربع دینار $\frac{1}{4}$ اصل نصاب ہے۔ جہاں تک دراہم یا ڈھال کا تعلق ہے تو اس کی قیمت حالات وظروف کے بدلنے سے بدلتی رہتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے دور میں ڈھال' تین درہم اور ربع $\frac{1}{4}$ دینار کی قیمت تقریباً برابر ہوتی تھی۔ دور حاضر میں ان کی قیمتوں میں کافی تفاوت ہے' اس لیے اصل نصاب ربع دینار ہی ہے' لہٰذا عصر حاضر میں اس کے مطابق قیمت لگائی جائے گی۔ ڈھال' تین درہم کی ویلیو (Value) سے کم ہو یا زیادہ۔ واللہ أعلم۔

٤٩٤٣ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الدَّانَاجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْخَمْسُ إِلَّا فِي الْخَمْسِ. قَالَ هَمَّامٌ: فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ الدَّانَاجَ فَحَدَّثَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْخَمْسُ إِلَّا فِي الْخَمْسِ.

۴۹۴۳- حضرت سلیمان بن یسار ؒ نے فرمایا: پانچ (انگلیاں) نہیں کاٹی جائیں گی مگر پانچ (درہم کی چوری) میں۔ ہمام نے کہا کہ میں عبداللہ داناج کو ملا تو انھوں نے مجھے سلیمان بن یسار سے حدیث بیان کی کہ انھوں نے کہا: پانچ نہیں کاٹی جائیں گی مگر پانچ میں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت سلیمان بن یسار جلیل القدر تابعی اور سات فقہائے مدینہ میں سے ایک ہیں۔

٤٩٤٣_[إسناده صحيح مقطوع] وهو في الكبرى، ح: ٧٤٢٦.

حضرت سلیمان یسار رحمہ اللہ کے کلام کا مطلب یہ ہے' واللہ اعلم' کہ پانچ انگلیاں' یعنی چور کا ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا جب اس نے پانچ درہم مالیت کی چوری کی ہوگی۔ اگر چوری کی مالیت پانچ درہم سے کم ہوگی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' لیکن یہ بات درست نہیں جس طرح کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ ایک تو اس لیے کہ یہ ان صحیح ترین احادیث کے خلاف ہے جن میں دوٹوک اور واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین درہم مالیت کی ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کٹوا دیا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الحدود' حديث:٦٧٩٥' و صحيح مسلم' الحدود' باب حد السرقة و نصابها' حديث: ١٦٨٦) دوسرا اس لیے بھی یہ بات درست نہیں کہ یہ روایت اگرچہ سنداً صحیح ہے' لیکن یہ مقطوع' یعنی تابعی کا اپنا قول ہے جو صحیح مرفوع حدیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ ② قَالَ هَمَّامٌ' ہمام بن یحییٰ یہ بات بتلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح یہ روایت میں نے قتادہ کے واسطے سے عبداللہ داناج سے بیان کی ہے اسی طرح براہِ راست عبداللہ داناج سے ملاقات کر کے یہ روایت ان سے بھی بیان کی ہے' یعنی اس طرح ان کی سند عالی (اونچے درجے کی) بن جاتی ہے۔ والله أعلم.

٤٩٤٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ فِي أَدْنَى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ، وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُو ثَمَنٍ.

۴۹۴۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ڈھال سے کم قیمت کی چیز میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور (ہر قسم کی) ڈھال کافی قیمت کی ہوتی تھی۔

فائدہ: ظاہر ہے اس دور کے لحاظ سے تین درہم کافی قیمت تھی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ معمولی چیز کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا۔

٤٩٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عِيسٰى، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۴۹۴۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے پانچ درہم قیمت رکھنے والی چیز (کی چوری) میں ہاتھ کاٹا ہے۔

٤٩٤٤ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما ... الخ"، ح: ٦٧٩٣ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٧.

٤٩٤٥ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٨، فيه علتان: الانقطاع وعنعنة سفيان الثوري، وعلله ابن التركماني الحنفي بثلاث علل، منها عنعنة الثوري، قال: "الثوري مدلس وقد عنعن" (الجوهر النقي: ٢٦١/٨، ٢٦٢). ✽ عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو ابن الثوري، وعيسٰى هو ابن أبي عزة.

قَطَعَ فِي قِيمَةِ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ .

٤٩٤٦ - وَأَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَمْ يَقْطَعِ النَّبِيُّ ﷺ السَّارِقَ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَثَمَنُ الْمِجَنِّ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ .

۴۹۴۶-حضرت ایمن سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا۔ اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار (دس درہم) ہوتی تھی۔

فائدہ: یہ روایت مرسل ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح روایات کے معارض ہونے کی وجہ سے منکر بھی ہے۔

٤٩٤٧ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ الْيَدُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَقِيمَتُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ .

۴۹۴۷-حضرت ایمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ڈھال کی قیمت سے کم چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی۔

٤٩٤٨ - أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَمْ تُقْطَعِ الْيَدُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَقِيمَةُ الْمِجَنِّ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ .

۴۹۴۸-حضرت ایمن سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ڈھال کی قیمت سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔ اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی۔

٤٩٤٦ـ [إسناده ضعيف لإرساله] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٢٩ . * أيمن الحبشي من أهل مكة (البيهقي: ٢٥٧/٨، وانظر الطحاوي: ٣/ ٦٣)، وقال ابن حبان في الثقات: ٤/ ٤٧ "أيمن بن عبيد الحبشي . . . ومن زعم أن له صحبة فقد وهم، حديثه في القطع مرسل"

٤٩٤٧ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٠، وأخرجه الحاكم: ٤/ ٣٧٩ من حديث سفيان الثوري .

٤٩٤٨ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣١ .

٤٩٤٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَمْ يُقْطَعِ الْيَدُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَثَمَنُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ.

۴۹۴۹- حضرت ایمن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں ڈھال کی قیمت سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔ اور اس کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی۔

٤٩٥٠- **أَخْبَرَنَا** هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ ابْنُ حَيٍّ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: يُقْطَعُ السَّارِقُ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَكَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ دِينَارًا أَوْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ.

۴۹۵۰- حضرت ایمن نے فرمایا: چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت کے برابر چوری میں کاٹا جائے گا۔ اور ڈھال کی قیمت رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک دینار یا دس درہم تھی۔

٤٩٥١- **أَخْبَرَنَا** عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ يَرْفَعُهُ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَثَمَنُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ.

۴۹۵۱- حضرت عطاء اور مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ایمن بن ام ایمن نے مرفوعاً (رسول اللہ ﷺ کا فرمان) بیان فرمایا کہ چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا۔ اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے راوی حضرت ایمن صحابی ہیں۔ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ

٤٩٤٩ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٣٢.

٤٩٥٠ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٣٣، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٧ من حديث منصور به.

٤٩٥١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٣٤، وله لون آخر عند الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ١٦٣.

کے ماں کی طرف سے بھائی ہیں۔ لیکن یہ راوی کی غلطی ہے۔ درست بات یہ ہے کہ یہ ایمن حبشی مکی ہیں جو تابعی تھے۔ کہا گیا ہے کہ انھیں حضرت زبیر یا ابن زبیر نے آزاد کیا تھا، اس لیے یہ روایت تابعی کی مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہوگی، نیز یہ صحیح روایات کے معارض ہونے کی وجہ سے بھی نا قابل حجت ہے' اس لیے محقق کتاب کا اسے صحیح کہنا درست نہیں۔ بالفرض اگر یہ ایمن واقعتاً صحابی ایمن ہی مراد ہوں تو پھر بھی یہ روایت منقطع ہے کیونکہ حضرت عطاء اور مجاہد کی حضرت ایمن جو کہ صحابی ہیں' سے ملاقات ہی نہیں۔ یہ دونوں بعد کے دور کے ہیں اور اس روایت (دینار یا دس درہم) کو بیان کرنے والے یہی دو بزرگ ہیں' لہٰذا اگر ایمن تابعی ہیں تب بھی اور اگر صحابی ہیں تب بھی، دونوں صورتوں میں سند منقطع ہے اور غیر معتبر' خصوصاً جب کہ اس سے کم قیمت تین درہم یا چوتھائی دینار پر ہاتھ کاٹنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بلا شبہ ثابت ہے۔

٤٩٥٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ أَيْمَنَ قَالَ: لَا يُقْطَعُ السَّارِقُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ.

۴۹۵۲- حضرت ایمن نے فرمایا: چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا۔

٤٩٥٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ: ثَمَنُهُ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۵۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ڈھال کی قیمت ان دنوں دس درہم تھی۔

٤٩٥٤- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۹۵۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں دس

٤٩٥٢ـ [ضعيف موقوف] تقدم، ح: ٤٩٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٥، وأخرجه الحاكم: ٤/ ٣٧٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وفيه "وكان أيمن رجلاً يذكر منه خير".

٤٩٥٣ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٦. * عمه يعقوب.

٤٩٥٤ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٧ من حديث ابن إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٧، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٧٨، ٣٧٩ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، والحديث السابق شاهد له.

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ. كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُقَوَّمُ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ.

درہم لگائی جاتی تھی۔

فائدہ: ابن عباس ﷠ سے مروی مذکورہ دونوں روایات احادیث صحیحہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے شاذ ہیں کیونکہ صحیح ترین روایات میں ڈھال کی قیمت تین درہم یا ربع دینار ہے۔

٤٩٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَطَاءٍ، مُرْسَلٌ.

۴۹۵۵- یہ روایت حضرت عطاء سے مرسل بھی آتی ہے۔(صحابی کے ذکر کے بغیر۔)

فائدہ: حضرت عطاء کا یہ اثر مرسل اور مرفوع حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے ناقابل استدلال ہے۔

٤٩٥٦- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ الْعَرْزَمِيِّ - وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ - عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَدْنٰى مَا يُقْطَعُ فِيهِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ. قَالَ: وَثَمَنُ الْمِجَنِّ يَوْمَئِذٍ عَشْرَةُ دَرَاهِمَ.

۴۹۵۶- حضرت عطاء نے فرمایا: کم از کم مقدار جس کی چوری میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے' ڈھال کی قیمت ہے۔اور ڈھال کی قیمت ان دنوں دس درہم تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَأَيْمَنُ الَّذِي تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لِحَدِيثِهِ مَا أَحْسَبُ أَنَّ لَهُ صُحْبَةً، وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ حَدِيثٌ آخَرُ يَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْنَاهُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ﷫) نے فرمایا: وہ حضرت ایمن جن کی حدیث ہم اس سے پہلے (اس باب میں) ذکر کر چکے ہیں' میرے خیال کے مطابق وہ صحابی نہیں۔ ان سے ایک اور حدیث مروی ہے جو ہماری بات کی دلیل ہے۔(اور وہ حدیث یہ ہے' یعنی ۴۹۵۷)

فائدہ: حضرت عطاء کا اثر مقطوعاً (عطاء کے قول کے طور پر) صحیح ہے لیکن صحیح حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے قابل التفات نہیں۔

٤٩٥٥ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٨.

٤٩٥٦ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٩٥٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٣٩.

٤٩٥٧- حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ، - هُوَ الْأَزْرَقُ - قَالَ: حَدَّثَنَا بِهِ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَيْمَنَ مَوْلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَقَالَ خَالِدٌ فِي حَدِيثِهِ: مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنْ تُبَيْعٍ، عَنْ كَعْبٍ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى - وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَأَتَمَّ - وَقَالَ سَوَّارٌ: يُتِمُّ رُكُوعَهُنَّ وَسُجُودَهُنَّ وَيَعْلَمُ مَا يَقْتَرِىءُ - وَقَالَ سَوَّارٌ: يَقْرَأُ فِيهِنَّ، كُنَّ لَهُ بِمَنْزِلَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

۴۹۵۷- حضرت عطاء نے حضرت ایمن مولیٰ ابن زبیر یا مولیٰ زبیر سے بیان کیا‘ وہ روایت کرتے ہیں‘ حضرت تبیع سے اور وہ بیان کرتے ہیں حضرت کعب سے‘ انھوں نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے‘ پھر عشاء کی نماز (باجماعت) پڑھے‘ پھر اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے ان میں رکوع سجدہ پورا پورا کرے اور جو کچھ پڑھے‘ سوچ سمجھ کر پڑھے تو یہ چار رکعات اس کے لیے (ثواب کے لحاظ سے) لیلۃ القدر کی طرح بن جائیں گی۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کا مقصد بالکل واضح ہے کہ حضرت عطاء کے استاد حضرت ایمن تابعی ہیں جو کبار تابعین سے بیان فرماتے ہیں‘ جیسے وہ اس روایت میں حضرت تبیع تابعی سے بیان کر رہے ہیں۔ اگر وہ صحابی ہوتے تو کسی صحابی سے یا رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے۔ باقی رہے صحابیٔ رسول حضرت ایمن بن ام ایمن ؓ تو ان سے حضرت عطاء کی ملاقات ہی نہیں۔ آئندہ حدیث بھی اسی بات کی تائید کے لیے ذکر فرما رہے ہیں۔

٤٩٥٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَيْمَنَ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، عَنْ تُبَيْعٍ، عَنْ كَعْبٍ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ شَهِدَ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فِي

۴۹۵۸- حضرت ایمن مولیٰ ابن عمر حضرت تبیع سے اور وہ حضرت کعب سے روایت کرتے ہیں‘ انھوں نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے‘ پھر عشاء کی نماز باجماعت پڑھے‘ پھر بعد میں اس جیسی چار رکعتیں اور پڑھے‘ ان میں (توجہ کے ساتھ) قراءت

٤٩٥٧_[إسناده حسن مقطوع] وهو في الكبرى، ح: ٧٤٤١، ٧٤٤٢.

٤٩٥٨_[حسن مقطوع] وهو في الكبرى، ح: ٧٤٤٣، وانظر الحديث السابق.

جَمَاعَةٍ، ثُمَّ صَلَّى إِلَيْهَا أَرْبَعًا مِثْلَهَا، يَقْرَأُ فِيهَا وَيُتِمُّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

کرے اور رکوع سجدے مکمل کرے اسے لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: حضرت ایمن کے بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت زبیر کے مولیٰ تھے یا ابن زبیر کے یا ابن عمر کے بہر حال یہ تابعی تھے حبشی تھے مکی تھے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ۴۹۵۱، ۴۹۵۷) نیز مذکورہ بالا دونوں روایات کی سند اگرچہ حسن ہے لیکن یہ مقطوع ہیں یعنی تابعی کا قول ہے جو قطعاً حدیث رسول کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتا۔

٤٩٥٩- أَخْبَرَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ.

۴۹۵۹- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) بیان کرتے ہیں کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں دس درہم تھی۔

فائدہ: محقق کتاب کا اس روایت کو علی الاطلاق حسن کہنا درست نہیں کیونکہ صحیح احادیث کی مخالفت کی وجہ سے یہ روایت شاذ ہے۔ صحیح روایات میں ڈھال کی قیمت تین درہم مذکور ہے۔

(المعجم ١١) - اَلثَّمَرُ الْمُعَلَّقُ يُسْرَقُ (التحفة ٨)

باب: ۱۱- درخت پر لگا ہوا پھل چرا لیا جائے تو؟

٤٩٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ [عُبَيْدِ اللهِ] ابْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي كَمْ تُقْطَعُ الْيَدُ؟ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِي ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ،

۴۹۶۰- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہاتھ کتنے (مال) میں کاٹا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''درخت پر لگے ہوئے پھل توڑنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' البتہ جب پھل توڑ کر ڈھیر لگا دیا گیا

٤٩٥٩ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٩ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤٤، وللحديث شاهد تقدم، ح: ٤٩٥٣، ٤٩٥٤.

٤٩٦٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ١٧١٢ من حديث أبي عوانة الوضاح ابن عبدالله به مختصرًا جدًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤٥.

فَإِذَا ضَمَّهُ الْجَرِينُ قُطِعَتْ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَلَاتُقْطَعُ فِي حَرِيسَةِ الْجَبَلِ، فَإِذَا آوَى الْمُرَاحُ قُطِعَتْ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ.

ہوتو ڈھال کی قیمت کے برابر چوری کرنے سے ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (اسی طرح) پہاڑ پر چرتی بکری چرانے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' البتہ بکری باڑے میں آ جائے تو پھر اسے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے گا بشرطیکہ اس کی قیمت ڈھال سے کم نہ ہو۔

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ غیر محفوظ چیز چرانے پر قطع ید کی سزا نافذ نہیں ہوگی' البتہ کوئی اور سزا دی جا سکتی ہے جو حاکم وقت کی صوابدید پر موقوف ہے۔ درخت پر لگا ہوا پھل محفوظ تصور نہیں کیا جاتا' اسی طرح چرتا ہوا جانور' خواہ مملوکہ زمین میں ہی چر رہا ہو۔ ہاں' پھل توڑنے کے بعد کھلیان میں لگا دیا جائے تو وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جانور کو کھونٹے سے باندھ دیا جائے یا وہ باڑے میں بند ہو تو پھر وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ اب اس کو چرانے پر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ یہ ضابطہ ہے قطع ید کا کہ کسی غیر محفوظ چیز کو چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا' البتہ مالک پاس ہو تو چیز کو محفوظ تصور کیا جائے گا' خواہ وہ کھلے میدان یا کھیتوں میں پڑی ہو۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۴۸۸۵)

(المعجم ١٢) - اَلثَّمَرُ يُسْرَقُ بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ (التحفة ٩)

باب:۱۲- کھلیان میں رکھنے کے بعد اگر پھل چرا لیا جائے تو؟

٤٩٦١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ [الثَّمَرِ] الْمُعَلَّقِ فَقَالَ: «مَا أَصَابَ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرِ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ شَيْئًا مِنْهُ بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ، فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ

۴۹۶۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے درخت پر لگے ہوئے پھل کو توڑنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تو کوئی حاجت مند پھل توڑ کر کھا لے' ساتھ نہ لے جائے تو اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اور اگر وہ پھل ساتھ بھی لے جائے تو اس سے دگنی قیمت وصول کی جائے گی اور سزا بھی دی جائے گی۔ اور اگر کھلیان میں رکھنے کے بعد کسی شخص نے کوئی پھل اٹھا لیا اور اس کی قیمت ڈھال

٤٩٦١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ١٧١٠، ٤٣٩٠، والترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح:١٢٨٩ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن الجارود، وانظر الحديث الآتي، وتقدم طرفه، ح: ٢٤٩٦.

فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ، وَمَنْ سَرَقَ دُونَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ».

کی قیمت کے برابر یا زائد ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر ڈھال کی قیمت سے کم چرایا تو اس سے دگنی قیمت لے لی جائے گی اور اسے سزا بھی ملے گی۔"

فوائد و مسائل: ① "حاجت مند" اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ ہو۔ اتنی رقم بھی نہ ہو کہ کچھ خرید سکے۔ بھوک بھی شدید ہو۔ اس کے لیے پھل توڑ کر کھانا جائز ہے کیونکہ جان بچانا ضروری ہے۔ البتہ اگر مالک پاس ہو تو اس سے اجازت حاصل کرے۔ وہ اجازت نہ دے تو ایسا لاچار شخص بلا اجازت بھی پھل توڑ کر کھا سکتا ہے۔ لیکن وہ صرف بھوک دور کرنے پر اکتفا کرے۔ ساتھ نہ لے کر جائے، نہ کپڑے میں ڈال کر نہ ہاتھ میں پکڑ کر۔ خبنه میں یہ دونوں صورتیں داخل ہیں۔ ② "دگنی قیمت" اصل قیمت تو خریدنے والے کو بھی دینا پڑتی ہے۔ اگر اس کو بھی اصل قیمت ہی ڈالیں تو پھر دونوں میں فرق کیا ہوا؟ ③ "سزا بھی" یعنی جسمانی سزا اور جرمانہ دونوں عائد کیے جائیں گے' اس لیے کہ بعض لوگ جسمانی سزا سے بہت بچتے ہیں' جرمانے کی پروا نہیں کرتے اور بعض لوگ کنجوس۔ "دمڑی نہ جائے' چاہے چمڑی جائے" کا مصداق ہوتے ہیں، اس لیے دونوں قسم کی سزا جاری فرمائی گئی تاکہ ہر قسم کے لوگ عبرت حاصل کریں۔ کھلیان سے پھل اٹھانا ضرورت کے لیے بھی جائز نہیں کیونکہ وہ حقیقتاً چوری ہے۔ اگر وہ مقررہ حد تک پہنچ گیا تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ کم ہوگا تو دگنی قیمت اور سزا دونوں بھگتنی پڑیں گی۔

٤٩٦٢- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَهِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا مِّنْ مُزَيْنَةَ أَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَرٰى فِي حَرِيسَةِ الْجَبَلِ؟ فَقَالَ: «هِيَ وَمِثْلُهَا وَالنَّكَالُ، وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْمَاشِيَةِ قَطْعٌ إِلَّا فِيمَا آوَاهُ الْمُرَاحُ فَبَلَغَ

۴۹۶۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مزینہ قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! پہاڑ پر چرنے والی بکری (یا کسی اور جانور) کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: "دگنی قیمت اور جسمانی سزا۔ جانور کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' الا یہ کہ وہ جانور باڑے میں ہو اور اس کی قیمت ڈھال کے برابر یا اس سے زائد ہو تو پھر اس کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر اس کی قیمت اس سے کم ہو تو دگنی قیمت لی

٤٩٦٢_ [إسناده حسن] أخرجه ابن الجارود في المنتقٰى، ح: ٨٢٧ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤٧، وانظر الحديث السابق.

ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ قَطْعُ الْيَدِ، وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ». قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَرٰى فِي الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ؟ قَالَ: «هُوَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ، وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ قَطْعٌ إِلَّا فِيمَا آوَاهُ الْجَرِينُ، فَمَا أُخِذَ مِنَ الْجَرِينِ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ الْقَطْعُ، وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ».

جائے گی اور بطور سزا کوڑے لگائے جائیں گے۔'' اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! درخت پر لگے ہوئے پھل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس میں بھی دگنی قیمت اور جسمانی سزا۔ درخت پر لگے ہوئے پھل کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ البتہ اگر پھل کھلیان میں لگا دیا جائے' اس کے بعد چوری ہو اور اس کی قیمت ڈھال کے برابر یا زائد ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر پھل ڈھال کی قیمت سے کم کا ہو تو چور سے دگنی قیمت لی جائے گی اور جسمانی سزا کے طور پر کوڑے بھی لگائے جائیں گے۔''

فائدہ: معلوم ہوا' چوری بہرصورت جرم ہے۔ اتنی بات ہے کہ اگر معمولی ہو تو ہاتھ نہ کٹے گا مگر مالی اور جسمانی سزا نافذ ہوگی۔ اور اگر نصاب کو پہنچ جائے تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا بشرطیکہ چیز محفوظ ہو۔ غیر محفوظ چیز کی صورت میں بھی مالی اور جسمانی سزا ہوگی' البتہ محتاج آدمی مستثنیٰ ہے جیسا کہ سابقہ حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ (التحفة ١٠)

باب: ١٣- کن چیزوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا؟

٤٩٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَوْصِيَّ - عَنِ الْحَسَنِ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۳- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''پھل اور گری (کھجور کے مغز) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٦٣ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٤٨.

فوائد و مسائل: ① پھل سے مراد وہ پھل ہے جو درخت پر لگا ہو جیسا کہ پہلے وضاحت گزر چکی ہے۔ ② اس قسم کے پھلوں میں ہاتھ نہ کٹنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے کوئی اور سزا بھی نہیں دی جائے گی، بلکہ دگنی قیمت اور جسمانی سزا عائد کی جائے گی۔ ③ ”کَثَر“ سے مراد کھجور کی وہ نرم گری اور مغز ہے جو اس کے تنے کے اوپر کنارے میں ہوتا ہے۔

٤٩٦٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۴- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”پھل اور گابھے (گودے) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔“

٤٩٦٥- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۵- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔“

٤٩٦٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۶- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔“

٤٩٦٤_[صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب ما لا قطع فيه، ح: ٤٣٨٨ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٤٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٠٥، وابن الجارود، ح: ٨٢٦، وزاد ابن الجارود وغيره في السند: واسع بن حبان، وهو من المزيد في متصل الأسانيد.

٤٩٦٥_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٥٠.

٤٩٦٦_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٥٣.

٤٩٦٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پھل اور گابھے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۸- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل اور گابھے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٦٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ - هُوَ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۶۹- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ:

۴۹۷۰- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔'' اور

٤٩٦٧_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٤.

٤٩٦٨_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٥.

٤٩٦٩_ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب: لا يقطع في ثمر ولا كثر، ح: ٢٥٩٣ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٦.

٤٩٧٠_ [صحيح] تقدم قبله، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٧، وأخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء: لا قطع في ثمر ولا كثر، ح ١٤٤٩ عن قتيبة به.

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ». وَالْكَثَرُ: اَلْجُمَّارُ.

گابھا کھجور کے مغز کو کہتے ہیں۔

٤٩٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي مَيْمُونٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۷۱- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل اور گابھے (گودے) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، أَبُو مَيْمُونٍ لَا أَعْرِفُهُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ ابومیمون کو میں نہیں پہچانتا۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ ''ابومیمون'' مجہول ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے' لہٰذا یہ خطا ہے کیونکہ معروف روایت کی سند' جو کہ حفاظ محدثین' مثلاً: لیث اور سفیان ثوری کی ہے' اس طرح ہے: عن محمد بن يحي بن حبان، عن عمه واسع، عن رافع بن خديج اور: عن يحي بن سعيد، عن محمد بن يحي بن حبان، عن عمه أن رافع بن خديج......' جیسا کہ مذکورہ روایت سے پہلے والی دو روایتیں ہیں۔ ابومیمون والی سند میں خطا اور غلطی ہے۔ واللہ أعلم. تاہم متن حدیث صحیح ہے کیونکہ دوسری صحیح اسناد سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

٤٩٧٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۷۲- حضرت رافع بن خدیج ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''پھل اور گابھے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٧١_[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٨.

٤٩٧٢_[صحيح] تقدم، ح: ٤٩٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٥٩.

٤٩٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِهِ حَدَّثَهُ عَنْ عَمَّةٍ لَهُ أَنَّ رَافِعَ ابْنَ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۴۹۷۳- حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''پھل اور گابھے (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٧٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ مَخْلَدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى خَائِنٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ».

۴۹۷۴- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے، لوٹنے والے اور جھپٹ کر چھین لینے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

لَمْ يَسْمَعْهُ سُفْيَانُ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.

سفیان (ثوری) نے ابوالزبیر سے نہیں سنا۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ سند منقطع ہے کیونکہ سفیان ثوری نے ابوالزبیر سے براہِ راست نہیں سنا بلکہ سفیان ثوری اور ابوالزبیر کے درمیان ابن جریج کا واسطہ ہے جیسا کہ اگلی روایت میں ہے۔ ② امام نسائی ؒ نے اس روایت اور اس کے بعد والی روایت کی سند کو اگرچہ منقطع کہا ہے لیکن یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔ شیخ البانی ؒ نے ابن جریج کے ابوالزبیر سے مذکورہ حدیث کے سماع کی بابت بہت عمدہ اور نفیس محققانہ بحث کی ہے۔ اس تحقیق سے ضعف والی وجہ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٣٧/٩٩-١٠١) ③ کسی کے پاس امانت رکھی ہوا اور وہ اسے دبا جائے تو اسے خائن کہتے ہیں۔ زبردستی جاگتی آنکھوں کے سامنے مال اٹھانے والے کو مُنْتَهِب (ڈاکو) کہتے ہیں اور چالاکی کے ساتھ ہاتھوں سے جھپٹ کر بھاگ جانے والے کو مُخْتَلِس کہتے ہیں۔ ایسا کام کرنے والے پر چور کی تعریف صادق نہیں آتی، اس لیے ان پر چوری والی حد نہیں لگے گی۔ والله أعلم. ④ ان صورتوں میں کسی کا مال حاصل کیا جاتا ہے مگر اس میں چوری کا وصف نہیں پایا جاتا۔ چوری یہ ہے کہ کسی کا محفوظ مال چپکے سے اٹھا لیا جائے اور اسے پتا نہ چلے۔ چونکہ اس صورت میں چور کا پتا نہیں چلتا، لہٰذا اس کا نقصان

٤٩٧٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٩٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦٠.

٤٩٧٤ـ [صحيح] أخرجه الخطيب: ٩/ ١٣٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٤٦١، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٠٣، وللحديث شواهد كثيرة.

معاشرے میں زیادہ ہے' لہٰذا اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا شروع کی گئی بخلاف پہلی صورتوں کے کہ ان میں فریق ثانی کا علم ہوتا ہے اور کسی حکومتی ادارے کی مدد سے مال واپس لیا جا سکتا ہے' لہٰذا ان کا حکم مختلف ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں کوئی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ کوئی اور سزا جو حاکم مناسب سمجھے' نافذ کرے گا' چاہے وہ ہاتھ کاٹنے سے سخت ہی ہو' مثلاً: ڈاکو چونکہ مسلح ہو کر ڈاکا ڈالتا ہے' اس میں بے گناہ لوگوں کی جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے' اس لیے اسے سزائے موت بھی دی جا سکتی ہے جیسا کہ آیت محاربہ میں بیان ہوا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۰۲۸ اور ۴۰۲۹ کے فوائد)

٤٩٧٥ - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى خَائِنٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ». وَلَمْ يَسْمَعْهُ أَيْضًا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.

۴۹۷۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے' لوٹ ڈالنے والے اور جھپٹنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''
ابن جریج نے بھی ابوالزبیر سے نہیں سنا۔

٤٩٧٦ - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ».

۴۹۷۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھپٹ مار کر چھین لے جانے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٧٧ - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ

۴۹۷۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خیانت کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

٤٩٧٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب القطع في الخلسة والخيانة، ح: ٤٣٩١ـ٤٣٩٣، والترمذي، الحدود، باب ماجاء في الخائن والمختلس والمنتهب، ح: ١٤٤٨ وغيرهما من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند الدارمي: ٢/ ١٧٥ وغيره وتابعه المغيرة بن مسلم وغيره، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٦٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٠٢ـ١٥٠٤ وغيره، وله علة غير قادحة. ※ أبوالزبير تابعه عمرو بن دينار عند ابن حبان، ح: ١٥٠٢ وغيره.

٤٩٧٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٦٥.

٤٩٧٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٦٥، ٧٤٦٦.

أَبُو الزُّبَيْرِ: قَالَ جَابِرٌ: لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى وَابْنُ وَهْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ وَمَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ وَسَلَمَةُ بْنُ سَعِيدٍ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ، - قَالَ ابْنُ أَبِي صَفْوَانَ: وَكَانَ خَيْرَ أَهْلِ زَمَانِهِ - فَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، وَلَا أَحْسَبُهُ سَمِعَهُ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: عیسیٰ بن یونس، فضل بن موسیٰ، ابن وہب، محمد بن ربیعہ، مخلد بن یزید اور سلمہ بن سعید جو کہ بصری اور ثقہ ہیں (اور جن کے بارے میں محمد بن عثمان) ابن ابوصفوان نے کہا ہے کہ وہ (سلمہ بن سعید) اپنے زمانے کے بہترین شخص تھے، ان سب نے ابن جریج سے یہ (مذکورہ) روایت بیان کی ہے لیکن ان (چھ جلیل القدر اور ثقہ اہل علم) میں سے کسی ایک نے بھی "حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ" نہیں کہا۔ اور میرا نہیں خیال کہ اس (ابن جریج) نے ابوالزبیر سے سنا ہو۔ واللہ أعلم.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے کلام کا ماحاصل یہ ہے کہ یہ روایت سنداً منقطع ہے۔ انھوں نے ابوالزبیر سے ابن جریج کے یہ روایت سننے کی نفی کی ہے۔ امام نسائی کا کہنا ہے کہ مذکورہ چھ جید اہل علم نے ابن جریج سے یہ روایت تو بیان کی ہے لیکن ان میں سے کسی نے بھی ابوالزبیر سے ان کے سماع (سننے) کی تصریح نہیں کی، اس لیے یہ روایت منقطع، یعنی ضعیف ہے۔ یہ ہے امام نسائی رحمہ اللہ کا رجحان لیکن مذکورہ چھ اہل علم کا ابن جریج کے ابوالزبیر سے مذکورہ حدیث کے سماع کی تصریح نہ کرنا، اس دعوے کے اثبات کے لیے کافی نہیں کہ یہ سند منقطع ہے کیونکہ ان کے عدم سماع کی تصریح سے اُن محدثین کے اثباتِ تصریح کی نفی نہیں ہو سکتی جنھوں نے ابن جریج کے ابوالزبیر سے مذکورہ حدیث سننے کی تصریح کی ہے۔ ویسے بھی اثبات کرنے والا نفی کرنے والے سے مقدم ہوتا ہے کیونکہ جس شخص کو بات یاد ہوتی ہے وہ اس شخص کے مقابلے میں حجت ہوتا ہے جسے بات یاد نہیں ہوتی۔ یہ مسلمہ اصول ہے۔ محقق العصر شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے صحیح سند سے ابن جریج کے ابوالزبیر سے سماع کی تصریح کی ہے جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٣٧/٩٩-١٠١، والمصنف لعبد الرزاق: ١٠/٢٠٦) مصنف عبدالرزاق کے الفاظ تو سماع میں بالکل واضح اور دوٹوک ہیں جو یہ ہیں: عن ابن جريج، قال: قال لي أبو الزبير، یعنی ابن جریج نے کہا ہے کہ مجھے ابوالزبیر نے کہا، پھر مذکورہ روایت بیان کی، لہٰذا جب صحیح طور پر تحدیث وسماع کی صراحت موجود ہے تو یقیناً اسے ہی ترجیح حاصل ہوگی۔

٤٩٧٨- أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ رَوْحٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى مُخْتَلِسٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا خَائِنٍ قَطْعٌ».

۴۹۷۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھپٹ مار کر چھیننے والے لوٹ ڈالنے والے (ڈاکو) اور خیانت کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٤٩٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى خَائِنٍ قَطْعٌ».

۴۹۷۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیانت کرنے والے کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جا سکتی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ ضَعِيفٌ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: اشعث بن سوار ضعیف ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اشعث بن سوار کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ موقوف روایت ضعیف ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اشعث بن سوار خود ضعیف راوی ہے۔ محدثین عظام اس کی روایت کو قابل حجت نہیں سمجھتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اشعث نے اس روایت کو ثقات کی مخالفت کرتے ہوئے موقوف بیان کیا ہے جبکہ دیگر ثقہ راوی اسے مرفوع بیان کرتے ہیں' لہٰذا مخالفتِ ثقات کی وجہ سے یہ روایت منکر (ضعیف) ٹھہری۔ واللہ أعلم. یہ مسئلہ سند کی حد تک ہے' تاہم اس سند کے ضعیف ہونے کے باوجود مسئلہ بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح دیگر صحیح احادیث میں بیان ہوا کہ خائن' لٹیرے اور جھپٹا مار کر چیز چھیننے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(المعجم ١٤) - بَابُ قَطْعِ الرِّجْلِ مِنَ السَّارِقِ بَعْدَ الْيَدِ (التحفة ١١)

باب:۱۴- ہاتھ کاٹنے کے بعد (مزید چوری کی صورت میں) چور کا پاؤں کاٹنا

٤٩٨٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ

۴۹۸۰- حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٩٧٨- [صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٧٩ من حديث شبابة بن سوار به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٦٨.

٤٩٧٩- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٤٦٩. * أبوخالد هو الأحمر.

٤٩٨٠- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٧٢، ٢٧٣ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: تابعه إسحاق◄◄

الْمَصَاحِفِيُّ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوسُفُ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَاطِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ: «اُقْتُلُوهُ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ: «اِقْطَعُوا يَدَهُ» قَالَ: ثُمَّ سَرَقَ فَقُطِعَتْ رِجْلُهُ، ثُمَّ سَرَقَ عَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَتّٰى قُطِعَتْ قَوَائِمُهُ كُلُّهَا، ثُمَّ سَرَقَ أَيْضًا اَلْخَامِسَةَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَعْلَمَ بِهٰذَا حِينَ قَالَ: «اُقْتُلُوهُ» ثُمَّ دَفَعَهُ إِلٰى فِتْيَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ لِيَقْتُلُوهُ، مِنْهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَكَانَ يُحِبُّ الْإِمَارَةَ فَقَالَ: أَمِّرُونِي عَلَيْكُمْ، فَأَمَّرُوهُ عَلَيْهِمْ، فَكَانَ إِذَا ضَرَبَ ضَرَبُوهُ حَتّٰى قَتَلُوهُ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”اسے قتل کر دو۔“ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! اس نے تو چوری کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسے قتل کر دو۔“ لوگوں نے پھر کہا: اللہ کے رسول! اس نے تو صرف چوری کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کا ہاتھ کاٹ دو۔“ اس نے پھر چوری کر لی۔ پھر اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے حضرت ابوبکر ؓ کے دور میں چوری کر لی حتیٰ کہ ایک ایک کر کے اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے۔ پھر اس نے پانچویں دفعہ چوری کر لی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو اس (کی حیثیت) کا خوب علم تھا۔ تبھی تو آپ نے (پہلی دفعہ ہی) فرمایا تھا: ”اسے قتل کر دو۔“ پھر حضرت ابوبکر ؓ نے اسے چند قریشی نوجوانوں کے سپرد کر دیا کہ اسے قتل کر دیں۔ ان نوجوانوں میں حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ بھی شامل تھے۔ وہ حکومت کے بڑے شائق تھے۔ وہ کہنے لگے: تم مجھے اپنا (وقتی) امیر بنا لو۔ انھوں نے ان کو امیر بنا لیا۔ جب وہ اسے مارتے تھے تب دوسرے مارتے تھے حتیٰ کہ اس طرح انھوں نے اس چور کو قتل کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① ”اسے قتل کر دو“ آپ کا مقصود قتل کا حکم نہ تھا بلکہ یہ آپ کی پیش گوئی تھی کہ اس کا انجام کار قتل ہوگا‘ جو اس کے حق میں پوری ہوئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو بذریعۂ وحی بتا دیا گیا ہو کہ یہ شخص باز نہیں آئے گا اور بالآخر اسے قتل کرنا پڑے گا‘ اس لیے آپ نے پہلی بار ہی قتل کا حکم دیا۔ صحابۂ کرام ؓ نے آپ کے حکم کی تعمیل میں تردد اس لیے کیا کہ آپ ﷺ نے خود چور کی سزا ہاتھ کاٹنا بتائی تھی۔ وہ سمجھے کہ آپ کو اس کے

◄◄ الحنظلي عن النضر بن شميل، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٠. * يوسف هو ابن سعد، أبو يعقوب البصري الجمحي، والحارث صحابي صغير.

جرم کا صحیح اندازہ نہیں ہوا' اس لیے صحابہ نے جب اس کے جرم کی دوبارہ وضاحت کی تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ ② "پاؤں کاٹ دیا گیا" قرآن مجید میں چوری کی سزا میں صرف ہاتھ کاٹنے کا ذکر ہے' اس لیے بعض لوگ چوری کی سزا میں پاؤں کاٹنے کے قائل نہیں لیکن جمہور اہل علم پاؤں کاٹنے کے قائل ہیں کہ دوسری چوری پر بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔ پھر چوری کرے تو بایاں ہاتھ اور پھر چوری کرے تو دایاں پاؤں۔ اگر پانچویں دفعہ چوری کرے تو اسے جیل میں ڈال دیا جائے۔ بعض پانچویں دفعہ چوری پر قتل کے قائل ہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ بعض اہل علم ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کے بعد قطع کے قائل نہیں کیونکہ اس طرح وہ بالکل اپاہج ہو جائے گا اور اپنے کام کاج کے قابل بھی نہیں رہے گا۔ نہ کھا پی سکے گا' نہ استنجا کر سکے گا اور نہ دوسرے کام ہی کر سکے گا۔ آخر یہ کام کون کرے گا؟ جمہور اہل علم کی دلیل آیت محاربہ بھی ہے۔ اس میں فسادی لوگوں کے لیے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا صریح ذکر ہے۔ ﴿أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَ أَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ﴾ (المائدة٥:٣٣) عقلاً بھی ہاتھ پاؤں کا حکم ایک ہے' لہٰذا جمہور کا مسلک ہی صحیح ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ قَطْعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ مِنَ السَّارِقِ (التحفة ١٢)

باب:١٥-چور کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹنا

٤٩٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جِيءَ بِسَارِقٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ: «اِقْطَعُوهُ» فَقُطِعَ، ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ. فَقَالَ: «اِقْطَعُوهُ» فَقُطِعَ، فَأُتِيَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ!

۴۹۸۱-حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو۔" لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے صرف چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: "(اس کا دایاں ہاتھ) کاٹ دو۔" اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اسے دوبارہ (چوری کرنے پر) لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو۔" لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے صرف چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: "اس کا بایاں پاؤں کاٹ دو۔" اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسے لایا گیا۔

٤٩٨١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب السارق يسرق مرارًا، ح: ٤٤١٠ عن محمد بن عبدالله بن عقيل الهلالي به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧١ . * مصعب لين الحديث، وكان عابدًا (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

إنَّما سَرَقَ فقَالَ : «اِقْطَعُوهُ» ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ : «اُقْتُلُوهُ» قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ فقَالَ : «اِقْطَعُوهُ» فَأُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ قَالَ : «اُقْتُلُوهُ» قَالَ جَابِرٌ : فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلٰى مِرْبَدِ النَّعَمِ، وَحَمَلْنَاهُ، فَاسْتَلْقٰى عَلٰى ظَهْرِهِ ثُمَّ كَشَّرَ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَانْصَدَعَتِ الْإِبِلُ، ثُمَّ حَمَلُوا عَلَيْهِ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ حَمَلُوا عَلَيْهِ الثَّالِثَةَ فَرَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ فَقَتَلْنَاهُ، ثُمَّ أَلْقَيْنَاهُ فِي بِئْرٍ ثُمَّ رَمَيْنَا عَلَيْهِ بِالْحِجَارَةِ.

آپ نے فرمایا: ”اسے قتل کر دو۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ رسول! اس نے تو صرف چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا (بایاں ہاتھ) کاٹ دو۔“ پھر اسے چوتھی مرتبہ (پکڑ کر) لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو قتل کر دو۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے صرف چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا (دایاں پاؤں) کاٹ دو۔ پانچویں بار پھر اسے لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اسے قتل کر دو۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اسے اٹھا کر اونٹوں کے ایک باڑے میں لے گئے تو وہ چت لیٹ گیا۔ پھر اچانک اپنے (کٹے ہوئے) ہاتھوں اور پاؤں پر بھاگ اٹھا۔ اونٹ (ڈر کر) بدکنے لگے۔ لوگوں نے بھاگ کر دوبارہ اس کو پکڑ لیا۔ اس نے پھر اسی طرح کیا۔ پھر تیسری دفعہ اس کو پکڑا تو ہم نے اس کو پتھر مار مار کر قتل کر دیا۔ پھر ہم نے اسے ایک کنویں میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر پھینک دیے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : وَهٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَمُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اور مصعب بن ثابت حدیث میں قوی (اور مضبوط) نہیں۔

فوائد ومسائل: ① ”یہ حدیث منکر ہے“ یعنی اس کا راوی ضعیف ہونے کے باوجود ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہے۔ ② ”ہاتھوں اور پاؤں پر“ یعنی جانوروں کی طرح۔ ③ محقق کتاب اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ١٦) - اَلْقَطْعُ فِي السَّفَرِ (التحفة ١٣)

باب: ١٦- سفر کے دوران (چور کا) ہاتھ کاٹنا

٤٩٨٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ أَبِي أَرْطَاةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ الْأَيْدِي فِي السَّفَرِ».

۴۹۸۲-حضرت بسر بن ابی ارطاۃ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سفر میں چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں سفر سے مراد جنگ کا سفر ہے۔ جب دشمن کا علاقہ قریب ہو اور خطرہ ہو کہ ہاتھ کاٹنے سے مشتعل ہو کر وہ کفار کے علاقے میں بھاگ جائے گا اور ان کے ساتھ مل کر مرتد ہو جائے گا۔ مطلق سفر مراد نہیں کیونکہ حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ ''سفر وحضر میں حدود قائم کرو۔'' (مسند أحمد:٥/٣١٦، الصحيحة للألباني، حديث:١٩٧٢) نیز سفر میں حد نہ لگانے کی کوئی وجہ نہیں۔ شریعت جس طرح حضر کے لیے ہے، اسی طرح سفر کے لیے بھی ہے، لہٰذا خاص سفر مراد ہے۔ ② اس حکم کا یہ مطلب نہیں کہ حد بالکل ساقط کر دی جائے بلکہ جب سفر سے واپسی ہوگی تو حد لگائی جائے گی کیونکہ شریعت کی مقررہ حدود ساقط نہیں ہو سکتیں۔ ③ حدیث سے معلوم ہوا کہ حدود کے نفاذ میں انتہائی دور اندیشی اور احتیاط لازم ہے۔ اگر حد کے نفاذ سے نقصان عظیم کا خطرہ ہو تو وقتی طور پر اسے مؤخر کیا جا سکتا ہے۔

٤٩٨٣- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ - هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ».

۴۹۸۳-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی غلام چوری کر لے تو اسے بیچ دو اگرچہ نصف قیمت پر بکے۔''

٤٩٨٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الرجل يسرق في الغزو أيقطع؟، ح:٤٤٠٨ من حديث حيوة بن شريح به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٤٧٢، وقال الترمذي، ح:١٤٥٠ "(حسن) غريب"، وقال ابن معين "هذا إسناد شامي".

٤٩٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب بيع المملوك إذا سرق، ح:٤٤١٢ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٤٧٣. * عمر بن أبي سلمة وثقه أكثر أهل العلم، فحديثه حسن.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی ﷫) بیان کرتے ہیں کہ (حدیث کا راوی) عمر بن ابوسلمہ حدیث میں قوی نہیں۔

فوائد و مسائل: ① ''چوری کرلے'' یعنی مالک کی چوری کرے کیونکہ کسی دوسرے کی چوری کرے گا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مالک کی چوری میں ہاتھ کاٹنا جائز نہیں کیونکہ وہ بھی گھر میں رہتا ہے۔ گویا کہ وہ گھر کا ایک فرد ہے اور گھر کے افراد پر گھر سے چوری کی بنا پر حد نہیں لگائی جاتی۔ اس حدیث کی باب سے مناسبت بھی یہی ہے کہ جس طرح گھر کے فرد یا غلام پر چوری کی حد نافذ نہیں ہوتی' اسی طرح سرحدی علاقے کے سفر کے دوران میں بھی چوری کی حد نہیں لگائی جائے گی' یعنی یہ بھی اس کی ایک نظیر ہے اگرچہ فرق بھی ہے کہ سفر سے واپسی پر تو حد لگائی جائے گی مگر غلام پر گھر کی چوری میں بالکل حد نہیں لگائی جائے گی۔ البتہ اسے کوئی اور سزا دی جائے گی' مثلاً: کوڑے لگائے جائیں یا قید وغیرہ کیا جائے۔ ② ''بیچ دو'' کیونکہ اس کو چوری کی عادت پڑ گئی ہے' لہٰذا اس کا گھر میں رہنا اب ٹھیک نہیں۔ یہ مسئلہ بار بار پیدا ہوگا۔ بیچ دینا ہی بہتر ہے۔ ممکن ہے دوسرے گھر کے حالات اس کی یہ عادت چھڑا دیں لیکن بیچتے وقت اس کا یہ عیب خریدنے والے کو صاف بتایا جائے تاکہ وہ دھوکے میں نہ رہے ورنہ گناہ ہوگا' نیز سودا واپس بھی ہو سکتا ہے۔ ③ ''نصف قیمت'' عربی میں لفظ ''نش'' استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی نصف اوقیہ ہوتے ہیں اور مطلق نصف بھی۔ نصف اوقیہ تو بیس درہم کا ہوتا ہے۔ مطلق نصف سے مراد نصف درہم بھی ہو سکتا ہے اور نصف قیمت بھی۔ تینوں معانی ممکن ہیں۔ واللہ أعلم. ④ بیچنے کا حکم ضروری نہیں بلکہ بہتر ہے کیونکہ کسی کو اس کا غلام بیچنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اس کی اپنی مرضی پر موقوف ہے۔

(المعجم ١٧) - حَدُّ الْبُلُوغِ وَذِكْرُ السِّنِّ الَّذِي إِذَا بَلَغَهَا الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ أُقِيمَ عَلَيْهِمَا الْحَدُّ (التحفة ١٤)

باب: ١٧- بلوغت کی حد' نیز اس کا بیان کہ کس عمر تک پہنچنے کی صورت میں مرد اور عورت پر حد لگائی جائے گی؟

٤٩٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَطِيَّةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: كُنْتُ فِي سَبْيِ قُرَيْظَةَ، وَكَانَ يُنْظَرُ فَمَنْ خَرَجَ شِعْرَتُهُ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ تَخْرُجِ اسْتُحْيِيَ وَلَمْ يُقْتَلْ.

۴۹۸۴- حضرت عطیہ ﷛ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں بنوقریظہ کے قیدیوں میں شامل تھا۔ (فیصلے کے مطابق) دیکھا جاتا تھا کہ جس قیدی کے زیر ناف بال اگے ہوتے تھے' اسے قتل کر دیا جاتا تھا اور جس کے زیر ناف بال نہیں اگے ہوتے تھے' اسے زندہ چھوڑ دیا جاتا تھا اور قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

٤٩٨٤_[صحيح] تقدم، ح: ٣٤٦٠، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٤.

فوائد و مسائل: ① مقصد یہ ہے کہ لڑکا یا لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتے ہیں؟ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ شرعی حدیں اور سزائیں کسی مجرم پر اس وقت نافذ ہوتی ہیں جب انسان بالغ ہو جائے۔ جب تک کوئی شخص بالغ نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس پر حد نہیں لگ سکتی۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ اگر کوئی نابالغ بچہ ایسا جرم کر بیٹھے جس پر شرعی حد لاگو ہوتی ہو تو اس وقت کیا جائے؟ مسئلہ بالکل یہی ہے کہ نابالغ بچے پر شرعی حد نہیں لگ سکتی، تاہم قابل حد جرم سرزد ہونے کی صورت میں قاضی اور جج یا حاکم وقت، ادب سکھانے کی خاطر اسے کوئی مناسب سزا دے سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ② شریعت مطہرہ نے کچھ علامات بتائی ہیں جب ان میں سے کوئی ایک علامت کسی لڑکے یا لڑکی میں پائی جائے تو وہ بالغ ہوتا ہے۔ مردوں کے لیے تین علامتیں ہیں، وہ تینوں ہوں یا ان میں سے کوئی ایک ہو تو مرد بالغ سمجھا جائے گا: احتلام ہونا، زیر ناف سخت بال اگنا یا عمر پندرہ سال ہونا۔ البتہ عورت کے لیے مذکورہ تین علامتوں کے علاوہ، جو کہ مرد اور عورت دونوں میں مشترک ہیں، دو اور بھی ہیں جو صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہیں اور وہ ہیں: حیض آنا یا کسی عورت کا حاملہ ہونا۔ ③ ''بنو قریظہ کے قیدی'' بنو قریظہ مدینہ میں رہنے والے یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جنھوں نے جنگ خندق میں مسلمانوں سے بغاوت کر کے حملہ کرنے والے دشمن کا ساتھ دیا، لہٰذا جنگ خندق ختم ہونے کے بعد انھوں نے اپنا فیصلہ اپنے حلیف قبیلے کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے فیصلہ دیا کہ ان کے بالغ مرد قتل کر دیے جائیں اور عورتیں بچے قید کر لیے جائیں، لہٰذا ان کے فیصلے کے مطابق عمل ہوا۔ ④ میاں بیوی کے سوا کسی کے لیے یہ جائز اور حلال نہیں کہ وہ کسی کی شرم گاہ دیکھے، تاہم حقیقی شرعی عذر اس اصول سے مستثنیٰ ہے، مثلاً: کسی کی جان بچانے کا مسئلہ درپیش ہو اور آپریشن ناگزیر ہو تو معالج مریض کو ضرورت کے مطابق، بے لباس کر سکتا ہے۔ اور پھر ضرورت ختم ہوتے ہی شرم گاہ کو ڈھانپنا ضروری ہے۔ ⑤ ''جس قیدی'' یعنی نوعمر قیدی جس کی بلوغت میں شک ہوتا تھا ورنہ بڑی عمر کے آدمی کے بال دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ⑥ ''زندہ چھوڑ دیا جاتا'' یعنی اسے قیدی (غلام) بنا لیا جاتا تھا۔ یہ عطیہ بھی ان میں شامل تھے اور بعد میں مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

(المعجم ١٨) - تَعْلِيقُ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ (التحفة ١٥)

باب: ١٨- چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کی گردن میں لٹکانا

٤٩٨٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ

۴۹۸۵- حضرت ابن محیریز سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے چور کا

٤٩٨٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في السارق تعلق يده في عنقه، ح: ٤٤١١ من حديث حجاج بن أرطاة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٥، وقال الترمذي، ح: ١٤٤٧: "حسن غريب"، وانظر الحديث الآتي.

الْحَجَّاجِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ: سَأَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ؟ قَالَ: سُنَّةٌ، قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَ سَارِقٍ وَعَلَّقَ يَدَهُ فِي عُنُقِهِ.

ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: (یہ) سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکا دیا تھا۔

٤٩٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ: قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ: أَرَأَيْتَ تَعْلِيقَ الْيَدِ فِي عُنُقِ السَّارِقِ مِنَ السُّنَّةِ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقَطَعَ يَدَهُ وَعَلَّقَهُ فِي عُنُقِهِ.

۴۹۸۶- حضرت عبدالرحمٰن بن محیریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فرمائیں کیا چور کا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکانا سنت ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ کر اس کے گلے میں لٹکا دیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ ضَعِيفٌ وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: (اس حدیث (اور سابقہ حدیث کا راوی) حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔ اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہوتی۔

٤٩٨٧- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمِسْوَرِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُغَرَّمُ صَاحِبُ سَرِقَةٍ

۴۹۸۷- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب چور پر حد نافذ کر دی جائے تو اس پر چوری کا تاوان نہ ڈالا جائے گا۔''

٤٩٨٦ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٦.

٤٩٨٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٧٧ من حديث المفضل القتباني قاضي مصر به، وقال: "منقطع"، وهو في الكبرى، ح: ٧٤٧٧. ❊ المسور هو أخو سعد بن إبراهيم، ولم أجد من وثقه، وقال الذهبي: "لا يعرف حاله، وحديثه منكر" (ميزان: ٤/ ١١٣)، يونس هو الأيلي، وله لون آخر عند الطبري كما في الجوهر النقي: ٨/ ٢٧٧.

إِذَا أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ» .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : وَهٰذَا مُرْسَلٌ وَلَيْسَ بِثَابِتٍ .

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: یہ (حدیث) مرسل ہے اور ثابت نہیں ہے۔

ایمان کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لغۃً ایمان امن سے ہے۔ امن کے معنی ہیں بے خوف ہونا۔ اور ایمان کے معنی ہیں بے خوف کرنا لیکن عموماً اس لفظ کا استعمال مان لینے، تسلیم کر لینے اور تصدیق کرنے کے معانی میں ہوتا ہے اور وہ بھی غیبی امور میں۔ قرآن و حدیث میں عموماً ایمان و اسلام ایک معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ البتہ کبھی کبھی لغوی معنی کی رعایت سے ان میں فرق بھی کیا گیا ہے۔ ﴿قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾ (الحجرات ۴۹:۱۴) یہاں اسلام، ظاہری اطاعت اور ایمان قلبی تصدیق کے معنی میں ہے۔ جمہور اہل سنت (صحابہ و تابعین) کے نزدیک ایمان إِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيقٌ بِالْقَلْبِ وَ عَمَلٌ بِالْجَوارِحِ کو کہتے ہیں۔ مختصراً قول و عمل کو ایمان کہتے ہیں کیونکہ تصدیق عمل میں آ جاتی ہے۔ اور وہ دل کا عمل ہے۔ اسی طرح اہل سنت کے نزدیک ایمان میں مختلف وجوہ سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے: قلبی کیفیت کے لحاظ سے، مُؤْمَنٌ بِہٖ کی قلت و کثرت کے لحاظ سے اور اعمال کی کمی بیشی کے لحاظ سے۔ سلف کے بعد ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ، اہل مدینہ اور تمام محدثین اسی بات کے قائل ہیں۔ بدعتی فرقے، مثلاً: جہمیہ، مرجئہ، معتزلہ اور خوارج وغیرہ اہل سنت سے اس مسئلے میں اختلاف رکھتے ہیں جن کی تفصیل کا موقع نہیں۔ اہل سنت میں سے اشعری اور احناف بھی محدثین سے کچھ اختلاف رکھتے ہیں، مثلاً: احناف عمل کو ایمان کا جز نہیں سمجھتے بلکہ اسے ایمان کا لازم قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ ایمان میں کمی بیشی

کے بھی قائل نہیں، ہاں اہل ایمان میں تفاضل کے قائل ہیں۔ اہل سنت کسی کلمہ گو مسلمان کو کسی واجب و فرض کے ترک یا کسی کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی بنا پر ایمان سے خارج نہیں کرتے جب کہ معتزلہ اور خوارج اس کو ایمان سے خارج کر دیتے ہیں بلکہ خوارج تو صراحتاً کافر کہہ دیتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ جہمیہ اور مرجئہ ویسے ہی عمل کو ضروری نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک صرف تصدیق قلب کافی ہے۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٤٧) - كِتَابُ الْإِيمَانِ وَشَرَائِعِهِ (التحفة ٣٠)

ایمان اور اس کے فرائض واحکام کا بیان

(المعجم ١) - ذِكْرُ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ (التحفة ١)

باب:۱- افضل عمل کا بیان

٤٩٨٨ - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَحْمَدُ ابْنُ شُعَيْبٍ مِنْ لَفْظِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «اَلْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ».

۴۹۸۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“

فوائد ومسائل: ① ”ایمان لانا“ یہ عمل ایمان کی جڑ ہے جس کے بغیر ایمان واسلام کے درخت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کے بغیر کوئی نیک عمل فائدہ نہیں دیتا۔ جب یہ ایمان موجود ہو تو دخول جنت قطعی ہے خواہ اولاً یا سزا بھگتنے کے بعد۔ اس حدیث میں ایمان کو ایک عمل قرار دیا گیا ہے۔ اس سے محدثین کی تائید ہوتی ہے جو اعمال کو ایمان کا جز قرار دیتے ہیں۔ ② قرآنی آیات میں ایمان اور عمل صالح کو الگ الگ ذکر کرنا عمل کی اہمیت کی وجہ سے ہے جیسے نماز عصر کی اہمیت کے پیش نظر الگ سے بھی اس کی محافظت کا حکم ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ (البقرة ٢:٢٣٨)

٤٩٨٨ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب من قال: إن الإيمان هو العمل . . . الخ، ح:٢٦، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح:٨٣ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٤٩٨٩ - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: «إِيمَانٌ لَا شَكَّ فِيهِ، وَجِهَادٌ لَا غُلُولَ فِيهِ، وَحَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ».

۴۹۸۹- حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ایسا ایمان جس میں ذرہ بھر شک نہ ہو وہ جہاد جس میں کسی قسم کی خیانت نہ ہو اور نیک و پاک حج۔“

فوائد و مسائل: ① گویا اصل فضیلت خلوص کو حاصل ہے جس چیز میں بھی ہو۔ ایمان میں ہو یا جہاد میں یا حج میں۔ ② افضل عمل کے سوال کے جواب میں مختلف احادیث آئی ہیں۔ تطبیق یہ ہے کہ آپ نے حالات اور سائل کے لحاظ سے جوابات دیے ہیں۔ کسی حالت میں کوئی عمل افضل ہے کسی میں کوئی۔ زمان و مکان کا اختلاف ایک قطعی چیز ہے۔ اسی طرح کسی شخص کے لیے کوئی عمل افضل ہے کسی کے لیے کوئی۔ کسی کے لیے جہاد افضل ہے، کسی کے لیے ذکر اور کسی کے لیے حج۔ اور کسی کے لیے کوئی اور عمل افضل ہے۔ یہ بڑی واضح بات ہے۔ ③ ”نیک و پاک حج“ اور وہ یہ ہے جس میں کوئی شہوانی قول و فعل نہ کیا گیا ہو۔ کسی فرض کا ترک اور کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔ اور ساتھیوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہ کیا گیا ہو۔ ﴿لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ بعض نے اس کے معنی ”حج مقبول“ بھی کیے ہیں۔ ظاہر ہے حج مقبول بھی تو ایسا ہی ہوگا، لہٰذا کوئی فرق نہیں۔

(المعجم ٢) - طَعْمُ الْإِيمَانِ (التحفة ٢)

باب:٢- ایمان کا مزہ (کب محسوس ہوتا ہے؟)

٤٩٩٠ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْقِ ابْنِ حَبِيبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ

۴۹۹۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی پائی جائیں، ایمان اس کو لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ (اسے ایمان میں مزہ آنے لگتا ہے۔)

٤٩٨٩ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٥٢٧.

٤٩٩٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠٧، ٢٧٨ من حديث منصور به، وسنده حسن، وللحديث طرق كثيرة جدًا، انظر الحديث الآتي.

بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ وَطَعْمَهُ أَنْ يَكُونَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ فِي اللهِ وَأَنْ يُبْغِضَ فِي اللهِ، وَأَنْ تُوقَدَ نَارٌ عَظِيمَةٌ فَيَقَعَ فِيهَا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا».

اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ اسے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوں۔ اس کی محبت اور ناراضی خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ عظیم بھڑکتی آگ میں گر پڑنا اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے زیادہ پسند ہو۔"

فوائد ومسائل: ① "ایمان کا مزہ" یہ تجرباتی چیز ہے کہ جب انسان ایمان میں کھب جائے تو اسے ایمان کے کاموں میں اسی طرح لذت محسوس ہوتی ہے جیسے عوام الناس کو کھانے' پینے اور ناز ونعمت کی دیگر چیزوں میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ ایمان کی وجہ سے اپنے آپ کو اس طرح خوش نصیب تصور کرتا ہے جس طرح مال دار شخص اپنے مال کی وجہ سے اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہے۔ لیکن یہ اس سے کہیں زیادہ اونچا مرتبہ ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک! ② "پیارے ہوں" یعنی ان کو ہر چیز پر ترجیح دے' مال اور حتی کہ اپنی جان اور خواہش پر بھی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے مقابلے میں ہر چیز کو رد کر دے گا حتی کہ اپنی خواہش سے بھی دستبردار ہو جائے گا۔ ③ "اللہ تعالیٰ کے لیے ہو" یعنی اس کے پیش نظر اپنا مفاد ونقصان نہ ہو بلکہ محبت اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اسے پسند کرتے ہیں اور ناراضی اس لیے کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ ④ "بھڑکتی آگ" یعنی شرک سے اسے شدید نفرت ہو جائے حتی کہ جان جانے کا خطرہ ہو تب بھی شرک نہ کرے۔ ⑤ یہ تینوں کام بڑے مشکل ہیں۔ کوئی صاحب ایمان ہی ان پر کاربند رہ سکتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ.

(المعجم ٣) - حَلَاوَةُ الْإِيمَانِ (التحفة ٣)

باب:٣-ایمان کی مٹھاس

٤٩٩١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ، مَنْ أَحَبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ

۴۹۹۱- حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص میں یہ تین چیزیں پائی جائیں' وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرتا ہے: جو شخص کسی آدمی سے محبت کرتا ہے کسی مفاد کے لیے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔ جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا

٤٩٩١ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب من كره أن يعود في الكفر كما يكره . . . الخ، ح:٢١، ومسلم، الإيمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان، ح:٤٣/ ٦٨ من حديث شعبة به.

عَزَّوَجَلَّ، وَمَنْ كَانَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ كَانَ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ».

رسول ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوں۔ جس شخص کو آگ میں کود جانا کفر کی طرف لوٹ جانے سے زیادہ پسند ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کفر سے نکال لیا ہے۔''

فائدہ: ''ایمان کی مٹھاس'' مطلب یہ ہے کہ ایمان میٹھی چیز کی طرح لذیذ ہے۔ میٹھے میں لذت محسوس کرنا انسان کی فطرت ہے۔ اسی طرح جو شخص صحیح فطرت انسانی پر قائم ہو وہ ایمان میں بھی لذت محسوس کرے گا۔ تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ٤) - حَلَاوَةُ الْإِسْلَامِ (التحفة ٤)

باب:۴-اسلام کی مٹھاس

٤٩٩٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِسْلَامِ، مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَمَنْ يُكْرَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ».

۴۹۹۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تین اوصاف جس شخص میں پائے جائیں' وہ (ان کی برکت سے) اسلام کی مٹھاس محسوس کرے گا۔ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوں: جو کسی شخص سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرے۔ جس شخص کو کفر کی طرف لوٹنا اتنا ناپسند ہو جتنا آگ میں پھینک دیا جانا۔''

فائدہ: ایمان کی تشریح میں بیان ہو چکا ہے کہ شرعاً اسلام و ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ سابقہ حدیث میں جن اوصاف کو ایمان کی مٹھاس کا دارومدار قرار دیا گیا ہے' اس روایت میں انھی اوصاف کو اسلام کی مٹھاس کا سبب بتلایا گیا ہے' گویا ایمان و اسلام ایک ہی چیز ہیں۔

(المعجم ٥) - بَابُ نَعْتِ الْإِسْلَامِ (التحفة ٥)

باب:۵-اسلام کا بیان

٤٩٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۹۹۳-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک

٤٩٩٢_[صحيح] * إسماعيل هو ابن جعفر، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

٤٩٩٣_أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان ووجوب الإيمان . . . الخ، ح: ٨/ ١ من

قَالَ : حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: «أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا» قَالَ: صَدَقْتَ، فَعَجِبْنَا إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ» قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ بِهَا مِنَ السَّائِلِ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ

دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک آدمی ہمیں اچانک نظر پڑا۔ اس کے کپڑے انتہائی سفید تھے اور سر کے بال انتہائی سیاہ۔ نہ تو اس پر سفر کے نشانات نظر آتے تھے اور نہ اسے کوئی پہچانتا تھا حتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ لگا دیے۔ اور اپنی ہتھیلیاں آپ کی رانوں پر رکھ لیں پھر کہا: اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز کی پابندی کرے' زکاۃ ادا کرے' رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اگر تو طاقت رکھے تو بیت اللہ کا حج کرے۔'' اس نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔ ہمیں اس پر حیرانی ہوئی کہ یہ آپ سے پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ پر' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں' یوم آخرت اور ہر اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھے۔'' اس نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔ مجھے احسان کے بارے میں بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا اسے تو دیکھ رہا ہے' پھر اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجیے؟ آپ نے فرمایا: ''جس سے پوچھا گیا ہے' وہ

◀◀ حديث كهمس به.

[أَمَارَاتِهَا]؟ قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ» قَالَ عُمَرُ: فَلَبِثْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عُمَرُ! هَلْ تَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَاكُمْ لِيُعَلِّمَكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ».

پوچھنے والے سے قیامت کا زیادہ علم نہیں رکھتا۔'' اس نے کہا: پھر مجھے اس کی نشانیاں بتلا دیجیے؟ آپ نے فرمایا: ''(ایک نشانی یہ ہے) کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور (دوسری) یہ کہ تو ننگے پاؤں پھرنے والے ننگے جسم رہنے والے بکریوں کے کنگال چرواہوں کو دیکھے گا کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں فخریہ انداز میں اونچی اونچی عمارتیں بنانے لگے ہیں۔'' (پھر وہ چلا گیا) حضرت عمر ؓ نے فرمایا: تین دن میں اسی طرح (ششدر) ٹھہرا رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''عمر! جانتے ہو وہ سائل کون تھا؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ جبریل ؑ تھے۔ تمھیں تمھارے دینی معاملات سکھانے آئے تھے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ فرشتہ انبیاء ؑ کے علاوہ دوسرے لوگوں کے سامنے بھی انسانی شکل وصورت میں آ سکتا ہے' لوگ اسے دیکھ سکتے ہیں' وہ ان کی موجودگی میں باتیں کر سکتا ہے اور وہ اس کی باتیں سن بھی سکتے ہیں۔ ② یہ شرعاً پسندیدہ عمل ہے کہ بن سنور کر' نہا دھو کر اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس ہو کر علماء و فضلاء اور ملوک و سلاطین کی مجالس میں جایا جائے۔ جبریل امین ؑ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں لوگوں کو ان کا دین سکھلانے اور تعلیم دینے کے لیے ہی آئے تھے اور وہ تعلیم انھوں نے اپنے حال و مقال کے ساتھ دی ہے۔ وہ بہترین اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس تھے۔ ان پر تھکاوٹ اور میل کچیل کے کوئی نشان نہیں تھے۔ ③ اہل علم کی مجلس میں حاضر ہونے والے شخص کے لیے یہ بھی مناسب ہے کہ لوگوں کو کسی مسئلے کی ضرورت ہے اور وہ پوچھ نہیں رہے تو وہ خود پوچھے تاکہ سب لوگوں کو مسئلے کا علم ہو جائے اور اس طرح ان کی دینی ضرورت پوری ہو۔ ④ ''اچانک نظر پڑا'' یعنی دور سے آتا نظر نہیں آیا۔ قریب ہی دیکھا۔ پھر بالوں اور کپڑوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ ابھی گھر سے نہا دھو کر نکلا ہے مگر اسے پہچانتا کوئی بھی نہیں تھا۔ گویا وہ مسافر تھا۔ ⑤ ''اپنے گھٹنے'' بے تکلفی کے انداز میں یا شاگردوں کی طرح دوزانو ہو کر بیٹھا۔ ⑥ ''آپ کی رانوں پر'' یعنی رسول اللہ ﷺ کی رانوں پر جیسا کہ اگلی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ اس صورت میں گویا اس نے اپنے آپ کو اجڈ بدوی ظاہر کیا کیونکہ یہ انداز ادب کے خلاف ہے۔ ⑦ اس حدیث میں اسلام اور ایمان کی تعریف مختلف کی گئی ہے۔ گویا لغوی مناسبت کا لحاظ فرمایا۔ اسلام ظاہری اطاعت کو کہا گیا

ہے اور ایمان قلبی تصدیق کو۔ ظاہر ہے لغۃً تو ان میں کچھ فرق ہے' البتہ شرعاً کوئی فرق نہیں۔ ⑧ ''حیرانی ہوئی'' کیونکہ پوچھنا دلیل ہے کہ وہ ناواقف ہے مگر تصدیق کرنا اسے عالم ظاہر کرتا ہے۔ دراصل اس نے اپنے ہر کام میں ابہام رکھا جس سے حیرانی رہی۔ ⑨ ''وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے'' یعنی تیرے اس کو دیکھنے کا بھی یہی مقصود ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے کیونکہ جب انسان کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ انتہائی خشوع خضوع سے عبادت کرے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ بندے کو نہ دیکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے تصور سے اتنا خشوع پیدا نہیں ہوگا۔ بعض لوگوں نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ احسان کے دو مطلب ہیں: پہلا اور اعلیٰ تو یہ ہے کہ تو عبادت میں یوں سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو سکے تو دوسرا اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ واللہ أعلم. ⑩ ان الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا ورنہ ''گویا کہ'' کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ⑪ ''زیادہ علم نہیں رکھتا'' یعنی میں تجھ سے قیامت کا زیادہ علم نہیں رکھتا یا کوئی مسئول کسی سائل سے قیامت کا علم زیادہ نہیں رکھتا۔ مطلب یہ ہے کہ نزول قیامت کے وقت کو کوئی نہیں جانتا۔ ⑫ ''لونڈی مالک کو جنے'' بہت سے مطلب بیان کیے گئے ہیں۔ زیادہ مناسب مطلب یہ ہے کہ اولاد نافرمان ہو جائے گی اور ماؤں سے لونڈیوں جیسا سلوک کیا جائے گا۔ گویا وہ اولاد نہیں' مالک ہیں۔ واللہ أعلم. ⑬ ''اونچی اونچی عمارتیں'' یعنی غریب لوگ بہت امیر ہو جائیں گے۔ مال عام ہو جائے گا۔ تنگ ظرفی کی وجہ سے مال سنبھال نہ سکیں گے۔ عمارتیں بنانے میں ضائع کر دیں گے۔ ⑭ ''ششدر رہا'' کیونکہ جس طرح وہ اچانک آیا تھا' اسی طرح اچانک غائب ہو گیا۔ لوگوں نے بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔ ⑮ اس حدیث کو ''حدیث جبریل'' کہتے ہیں۔

(المعجم ٦) - صِفَةُ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ (التحفة ٦)

باب:٦-ایمان واسلام کا بیان

٤٩٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَصْحَابِهِ، فَيَجِيءُ الْغَرِيبُ فَلَا يَدْرِي أَيُّهُمْ هُوَ حَتَّى يَسْأَلَ،

۴۹۹۴-حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں اس طرح تشریف فرما ہوتے تھے کہ کوئی اجنبی آدمی آتا تو وہ نہیں پہچان سکتا تھا کہ آپ کون سے ہیں حتی کہ وہ (آپ کی بابت) پوچھتا، اس لیے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے

٤٩٩٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في القدر، ح:٤٦٩٨ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وأصله في صحيح مسلم، الإيمان، باب الإيمان ماهو؟ وبيان خصاله، وغيره. * أبوفروة هو الهمداني، عروة بن الحارث.

فَطَلَبْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَ لَهُ مَجْلِسًا يَعْرِفُهُ الْغَرِيبُ إِذَا أَتَاهُ، فَبَنَيْنَا لَهُ دُكَّانًا مِّنْ طِينٍ كَانَ يَجْلِسُ عَلَيْهِ، وَإِنَّا لَجُلُوسٌ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَجْلِسِهِ، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ أَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَطْيَبُ النَّاسِ رِيحًا، كَأَنَّ ثِيَابَهُ لَمْ يَمَسَّهَا دَنَسٌ، حَتَّى سَلَّمَ فِي طَرَفِ الْبِسَاطِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ قَالَ: أَدْنُو يَامُحَمَّدُ! قَالَ: اُدْنُهْ، فَمَا زَالَ يَقُولُ: أَدْنُو مِرَارًا، وَيَقُولُ لَهُ: اُدْنُ حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: «اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ». قَالَ: إِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقَدْ أَسْلَمْتُ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: صَدَقْتَ. فَلَمَّا سَمِعْنَا قَوْلَ الرَّجُلِ صَدَقْتَ أَنْكَرْنَاهُ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: «اَلْإِيمَانُ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَالْكِتَابِ، وَالنَّبِيِّينَ، وَتُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ» قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقَدْ آمَنْتُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ» قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي مَتَى

اجازت طلب کی کہ ہم آپ کے بیٹھنے کے لیے مخصوص جگہ بنا دیں تاکہ اجنبی آدمی آئے تو وہ بھی آپ کو پہچان سکے۔ اجازت ملنے پر ہم نے آپ کے لیے مٹی کا ایک تھڑا بنا دیا۔ آپ اس پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہم بیٹھے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اپنے مخصوص مقام پر تشریف فرما تھے کہ ایک انتہائی خوب صورت اور خوشبو میں بسا ہوا ایک آدمی آیا۔ اس کے کپڑوں کو ہلکا سا میل کچیل بھی نہیں لگا تھا حتی کہ اس نے نیچے بچھی ہوئی چٹائی کے کنارے کے پاس آ کر سلام کہا اور کہا: اے محمد! السلام علیکم! آپ علیہ السلام نے اسے جواب دیا۔ اس نے کہا: اے محمد! میں قریب آ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''قریب آ جاؤ۔'' وہ بار بار اسی طرح کہتا رہا: اور قریب آ جاؤں؟ اور آپ فرماتے رہے: ''قریب آ جاؤ۔'' حتی کہ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے مبارک گھٹنوں پر رکھ دیا اور کہا: اے محمد! مجھے بتائیے: اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ سمجھے، نماز قائم کرے، زکاۃ ادا کرے، بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔'' اس نے کہا: جب میں یہ کام کرلوں تو کیا میں مسلمان ہوگیا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ جب ہم نے اس شخص کی یہ بات سنی تو ہم نے اس پر تعجب کیا (کہ پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔) پھر اس نے کہا: اے محمد! فرمائیے ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے

السَّاعَةُ؟ قَالَ: فَنَكَسَ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا، ثُمَّ أَعَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا، ثُمَّ أَعَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا، وَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ لَهَا عَلَامَاتٌ تُعْرَفُ بِهَا، إِذَا رَأَيْتَ الرِّعَاءَ الْبُهُمَ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، وَرَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ مُلُوكَ الْأَرْضِ، وَرَأَيْتَ الْمَرْأَةَ تَلِدُ رَبَّهَا، خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌۢ﴾ [لقمان٣١: ٣٤]» ثُمَّ قَالَ: «لَا وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ! هُدًى وَّبَشِيرًا، مَا كُنْتُ بِأَعْلَمَ بِهِ مِنْ رَجُلٍ مِّنْكُمْ، وَإِنَّهُ لَجِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فِي صُورَةِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ».

کہ تو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں کتابوں نبیوں اور تقدیر کو دل و جان سے تسلیم کر لے۔'' اس نے کہا: جب میں یہ کام کر لوں گا تو کیا میں مومن ہو گیا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر کہنے لگا: اے محمد! بتلائیے: احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔'' وہ کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر وہ کہنے لگا: اے محمد! مجھے بتائیے: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے سر جھکا لیا اور اسے کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے دوبارہ پھر وہی سوال کیا۔ آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے تیسری دفعہ پھر وہی سوال کیا۔ آپ نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ''جس شخص سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن قیامت کی کچھ علامات ہیں جن کے ساتھ اس کا پتا چل جائے گا مثلاً: جب تو دیکھے کہ بکریوں بھیڑوں کے چرواہے عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا فخریہ انداز میں مقابلہ کر رہے ہیں اور تو ننگے پاؤں چلنے والے اور ننگے جسم رہنے والے کو زمین کا بادشاہ بنے دیکھے اور دیکھے کہ عورتیں اپنے مالک جننے لگی ہیں (تو پھر قیامت کا انتظار کر)۔ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ......﴾ ''اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے......'' پھر فرمایا: ''قسم اس ذات کی

جس نے محمد (ﷺ) کو سچا نبی بنایا جو رہنمائی کرنے والا اور خوش خبری دینے والا ہے! تمھاری طرح میں بھی اس آدمی کو پہچان نہیں سکا تھا۔ (پھر معلوم ہوا کہ) وہ جبریل علیہ السلام تھے جو دحیہ کلبی کی صورت میں آئے تھے۔''

فوائد و مسائل: ① ''گھٹنوں پر رکھ دیا'' بطور احترام آپ کے گھٹنے چھوئے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ ② ''بھیڑ بکریوں کے چرواہے'' عرب ماحول میں بھیڑ بکریوں کے چرواہوں کو فقیر اور ذلیل خیال کیا جاتا ہے' البتہ اونٹوں والوں کو معزز سمجھتے تھے۔ یا اس لیے کہ چرواہے عام طور پر غلام اور نوکر ہوتے تھے۔ عربی میں لفظ الرِّعَاءَ الْبُهْمَ استعمال فرمایا گیا ہے۔ اس کے کئی اور معنی بھی کیے گئے ہیں' مثلاً: کالے رنگ کے چرواہے یا غیر معروف چرواہے یا قلاش چرواہے وغیرہ۔ ③ ''پہچان نہیں سکا تھا'' آنے والے کا انداز ہی ایسا حیران کن تھا کہ آخر وقت تک رسول اللہ ﷺ کو بھی اندازہ نہ ہو سکا۔ وہ تو اس کے غائب ہو جانے سے معلوم ہوا کہ یہ تو فرشتہ تھا۔ ④ ''دحیہ کلبی کی صورت میں'' یہ الفاظ شاذ ہیں اور سیاق حدیث کے خلاف ہیں۔ اصل الفاظ وہی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہیں لَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ کہ اسے ہم میں سے کوئی بھی پہچانتا نہیں تھا۔ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ یہ الفاظ ''جو دحیہ کلبی کی صورت میں آئے تھے'' درست نہیں کیونکہ اگر وہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں آئے ہوتے' پھر تو پہچانے جاتے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٣٧/٢٢٩)

(المعجم ٧) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قَالَتِ ٱلْأَعْرَابُ ءَامَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا۟ وَلَٰكِن قُولُوٓا۟ أَسْلَمْنَا﴾ [الحجرات٤٩: ١٤] (التحفة ٧)

باب: ۷- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''بدوی کہتے ہیں ہم ایمان لائے' کہہ دیجیے: (ابھی) تم میں ایمان نہیں آیا بلکہ تم کہو' ہم مسلمان ہو گئے۔'' کی تفسیر

٤٩٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - قَالَ مَعْمَرٌ: وَأَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ رِجَالًا وَلَمْ يُعْطِ رَجُلًا

۴۹۹۵- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال دیا لیکن ان میں سے ایک آدمی کو کچھ نہ دیا۔ سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں اور فلاں کو تو مال دیا ہے لیکن فلاں کو کچھ نہیں دیا' حالانکہ وہ بھی صاحب ایمان ہے۔ نبی اکرم

٤٩٩٥- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: إذا لم يكن الإسلام على الحقيقة . . . الخ، ح: ٢٧ من حديث معمر، ومسلم، الإيمان، باب تألف قلب من يخاف على إيمانه لضعفه . . . الخ، ح: ١٥٠ من حديث الزهري به .

مِّنْهُمْ شَيْئًا، قَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَعْطَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَلَمْ تُعْطِ فُلَانًا شَيْئًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْ مُسْلِمٌ» حَتّٰى أَعَادَهَا سَعْدٌ ثَلَاثًا وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «أَوْ مُسْلِمٌ» ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي لَأُعْطِي رِجَالًا وَّأَدَعُ مَنْ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُمْ لَا أُعْطِيهِ شَيْئًا، مَخَافَةَ أَنْ يُكَبُّوا فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ».

ﷺ نے فرمایا: ''(بلکہ وہ) مسلمان ہے۔'' سعد نے اپنی بات تین دفعہ دہرائی۔ نبیٔ اکرم ﷺ ہر دفعہ یہی فرماتے تھے: ''(بلکہ وہ) مسلمان ہے۔'' پھر نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بسا اوقات میں کچھ لوگوں کو مال دیتا ہوں جب کہ ان لوگوں کو چھوڑ دیتا ہوں جو مجھے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔ میں انھیں کچھ نہیں دیتا۔ (دیتا ہوں) اس خوف سے کہ کہیں وہ جہنم میں اوندھے منہ نہ گرائے جائیں۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام کی حقیقت الگ الگ ہے، یعنی اسلام ظاہری انقیاد و اعمال کا نام ہے جبکہ ایمان یقینِ قلب اور تصدیق لسان کے ساتھ ساتھ کما حقہ ان کے تقاضے پورے کرنے کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان، اسلام سے اعلیٰ و ارفع درجہ ہوتا ہے اور اس کا تعلق ظاہری انقیاد کے مقابلے میں ایقانِ قلب سے زیادہ ہوتا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کی طرف بھی رہنمائی کرتی ہے کہ حتمی طور پر کسی شخص کے کامل مومن ہونے کی تصدیق اس وقت تک نہیں کرنی چاہیے جب تک اس پر شارع علیہ السلام کی طرف سے واضح نص نہ ہو۔ ③ اس حدیث سے مرجئہ گمراہ فرقے کا بھی صریح طور پر رد ہوتا ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف زبان سے ایمان کا اقرار کرنے سے انسان جنت میں چلا جائے گا، عمل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ④ شرعی حاکم کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ سرکاری مال میں اپنی صوابدید کے مطابق تصرف کرے، کسی کو دے کسی کو نہ دے اور کسی کو کم دے کسی کو زیادہ دے، نیز ظاہراً اہم آدمی کو چھوڑ دے اس کی نسبت غیر اہم کو دے دے۔ شرعی مصلحت کی بنیاد پر یہ سب کچھ کیا جا سکتا ہے، خواہ رعایا اور عوام الناس پر یہ معاملہ مخفی ہی ہو۔ ⑤ حاکم کے ہاں سفارش کرنا درست ہے بشرطیکہ وہ سفارش جائز ہو۔ اسی طرح مقام و مرتبے کے لحاظ سے کم تر شخص، اپنے سے برتر شخص کو مشورہ دے سکتا ہے، تاہم نصیحت اور خیر خواہی کا جذبہ ہو، نیز کسی کے روبرو کہنے کے بجائے تنہائی میں ہو، یہ زیادہ مؤثر ہوتی ہے الا یہ کہ حالات کا تقاضا علانیہ بات کرنے کا ہو۔ ⑥ ''(بلکہ وہ) مسلمان ہے''، یعنی تم کسی شخص کی ظاہری حالت ہی کو دیکھتے ہو، لہٰذا تم ظاہر کی گواہی دو۔ باطن کی اللہ جانے۔ بعض نے معنی کیے ہیں ''بلکہ مسلمان کہو''۔ یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ تم صرف مومن نہ کہو بلکہ یوں کہو ''وہ مومن یا مسلمان ہے۔'' اس صورت میں أَوْ عاطفہ ہوگا اور اسے عطف تلقینی کہتے ہیں کہ تم یہ بھی کہو۔ تینوں معانی ٹھیک ہیں۔ ⑦ ''خوف سے'' اس کا تعلق شروع جملہ کے ساتھ ہے، یعنی میں کچھ لوگوں کو اس لیے دیتا ہوں کہ ان کا ایمان ابھی کمزور ہے۔ خطرہ ہے کہ وہ مرتد نہ ہو جائیں اور مرتد ہونا اوندھے منہ آگ میں

کرنے کے مترادف ہے جبکہ پختہ ایمان والے شخص کے بارے میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا' لہٰذا کبھی اس کو نہیں بھی دیتا تو وہ محسوس نہیں کرتا ہے۔ مومن کو مال کی طمع نہیں ہوتی۔ مل گیا خیر، نہ ملا تب بھی خیر۔

٤٩٩٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَسَمَ قَسْمًا فَأَعْطَى نَاسًا وَمَنَعَ آخَرِينَ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَعْطَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنَعْتَ فُلَانًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ: «لَا تَقُلْ مُؤْمِنٌ، وَقُلْ مُسْلِمٌ».

۴۹۹۶- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال تقسیم فرمایا' کچھ لوگوں کو دیا' کچھ کو نہ دیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں کو دیا' اور فلاں کو نہیں دیا' حالانکہ وہ بھی مومن ہے۔ آپ نے فرمایا: مومن نہ کہو' مسلمان کہو۔''

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ﴿قَالَتِ ٱلْأَعْرَابُ ءَامَنَّا﴾.

ابن شہاب (زہری) نے پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا﴾ ''دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔''

٤٩٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ.

۴۹۹۷- حضرت بشر بن سحیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایام تشریق میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا' نیز یہ دن کھانے پینے کے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① ''ایام تشریق'' ذوالحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ کو کہتے ہیں۔ گویا یہ اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر کیا گیا۔ ② ''صرف مومن ہی'' جس کا ایمان زبان سے آگے گزر کر دل تک پہنچ گیا۔ وہی جنت کا مستحق

٤٩٩٦- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٩٩٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٣٥ من حديث حماد بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٦٠، والبوصيري. * عمرو هو ابن دينار.

ہے اور گناہ گار مومن کسی نہ کسی وقت جنت میں ضرور جائے گا' البتہ کافر جنت میں نہیں جا سکے گا۔ ③ ''کھانے پینے کے دن ہیں'' لہٰذا ان دنوں میں روزہ نہ رکھا جائے۔

(المعجم ٨) - صِفَةُ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٨)

باب:٨-مومن کی صفت کا بیان

٤٩٩٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ».

۴۹۹۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اصل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ اور اصل مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کے بارے میں کوئی خطرہ نہ ہو۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مختلف درجے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو درجۂ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں اور کچھ اس کمال تک نہیں پہنچ پائے بلکہ اس سے کسی قدر نیچے ہیں۔ ② جانی اور مالی حقوق میں اصل حرمت ہے' یعنی انھیں بغیر کسی شرعی وجہ کے پامال نہیں کیا جا سکتا' تاہم جب جان و مال کے ذریعے سے شرعی تقاضے مجروح کیے جائیں یا انسان اس کا سبب بن رہا ہو تو پھر اس کی حرمت بھی جاتی رہتی ہے' مثلاً: اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ کاٹ دے تو قصاص میں ہاتھ کاٹنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا یا پھر اس سے پچاس اونٹ دیت لی جائے گی۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص ایک ڈھال چرا لے یا تین درہم چرائے تو چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور وہ بھی دایاں ہاتھ۔ اب ایک ہاتھ کی قیمت تو پچاس اونٹ لگی ہے جبکہ دوسرا صرف تین درہم میں کٹ گیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ پہلا ہاتھ جس کی قیمت پچاس اونٹ لگی ہے وہ معصوم تھا جبکہ دوسرا گناہ گار تھا۔ اس نے شرعی تقاضے مجروح کیے' اس لیے اس کی حرمت خود بخود پامال ہو گئی۔ وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسُ. ③ یہاں مسلمان اور مومن سے کامل مسلمان اور کامل مومن مراد ہے ورنہ جس شخص میں یہ اوصاف نہ پائے جائیں' اسے بھی مسلمان اور مومن کہا جائے گا۔ دراصل آپ نے لفظی معانی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسلام سلامتی سے اور ایمان امن سے ہے' لہٰذا ہر مسلمان اور مومن کو سلامتی اور امن کا پیکر ہونا چاہیے۔

(المعجم ٩) - صِفَةُ الْمُسْلِمِ (التحفة ٩)

باب:٩-مسلمان کی صفت کا بیان

٤٩٩٨_ [صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في أن "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده"، ح: ٢٦٢٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد كثيرة.

٤٩٩٩ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ».

۴۹۹۹- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اصل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور اصل مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث اس بات کا شوق دلاتی ہے کہ ایک مسلمان شخص کو ہر حال میں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ دوسرے مسلمان کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے بلکہ اسے دوسرے مسلمان کے لیے مفید ثابت ہونا چاہیے' مضر اور موذی نہیں۔ ② امام حسن بصری ؒ سے ''اَبرار'' نیک و پارسا شخص کی تعریف پوچھی گئی تو انھوں نے فرمایا: هُمُ الَّذِينَ لَا يُؤْذُونَ الذَّرَّ وَلَا يَرْضَوْنَ الشَّرَّ، یعنی ابرار وہ لوگ ہوتے ہیں جو چیونٹی تک کو ایذا نہیں پہنچاتے اور معمولی شر اور برائی کو پسند نہیں کرتے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے مرجئہ گمراہ فرقے کا بھی رد ہوتا ہے جن کا عقیدہ ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد سب کا اسلام کامل ہی ہوتا ہے، کسی کا ناقص نہیں ہوتا۔ ④ ''مہاجر'' ہجرت سے مقصود دین کی حفاظت ہوتی ہے۔ اگر کوئی اپنا گھر بار چھوڑ دے لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ چھوڑے' اس کی ہجرت بے مقصد ہے۔ البتہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دیتا ہے' خواہ وہ اپنے گھر میں ہی رہے، اس نے ہجرت کا مقصد پورا کر لیا۔ اور اصل مہاجر وہ ہوا نہ کہ صرف گھر چھوڑنے والا۔

٥٠٠٠ - أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا، فَذٰلِكُمُ الْمُسْلِمُ».

۵۰۰۰- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائے' وہ مسلمان ہے۔''

٤٩٩٩ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ح: ١٠ من حديث إسماعيل ابن أبي خالد به. ☆ عامر هو لشعبي، وعبدالله هو ابن عمرو بن العاص.

٥٠٠٠ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، ح: ٣٩١ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به.

فائدہ: یہ مسلمان کے ظاہری اوصاف ہیں۔ شہادتین کی ادائیگی کے بعد عبادات میں سے نماز ہی ایسی عبادت ہے جو اسلام کی علامت بن سکتی ہے کیونکہ روزہ مخفی چیز ہے جبکہ زکاۃ ہر کسی پر فرض نہیں۔ ویسے بھی وہ سال میں ایک دفعہ لاگو ہوتی ہے۔ حج تو ہے ہی زندگی بھر میں ایک بار اور وہ بھی ہر ایک پر فرض نہیں۔ پھر نماز چونکہ تمام ادیان میں موجود ہے' اس لیے مسلمانوں کی نماز کا امتیاز قبلے سے ہوگا کیونکہ ہر دین کا الگ قبلہ ہوتا ہے۔ عبادات کے بعد معاملات اور معاشرت کا درجہ ہے۔ کفار کے نزدیک حلال وحرام کا کوئی تصور نہیں تھا' نیز ان کے نزدیک ذبیحہ اور میتہ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا مسلمانوں کی خصوصیت ہے' لہٰذا وہ مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح شدہ جانور کھائے' خود ذبح کرے یا کوئی اور کرے۔ یہ مسلمانوں کی معاشرتی علامت ہے اور ظاہر ہے۔ باقی علامات مخفی ہیں' اس لیے ان کا ذکر نہیں فرمایا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠) - حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- آدمی کے اسلام کی خوبی اور حسن

٥٠٠١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلَّى بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ، كَتَبَ اللهُ لَهُ كُلَّ حَسَنَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا وَمُحِيَتْ عَنْهُ كُلُّ سَيِّئَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا، ثُمَّ كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ، اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرَةِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا».

٥٠٠١- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص مسلمان ہو جائے اور اچھا مسلمان بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر وہ نیکی (اس کے نامۂ اعمال میں) لکھ دیتا ہے جو اس نے اپنے دور جاہلیت میں کی ہوتی ہے۔ اور اس کا ہر وہ گناہ معاف کر دیا جاتا ہے جو اس نے اس سے پہلے کیا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد (اس کو اس کے اعمال کا) بدلہ ملے گا۔ نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہوگا اور برائی کا بدلہ برائی کے برابر ہی ہوگا۔ ہاں! اللہ عزوجل چاہے تو اسے بھی معاف فرما دے۔''

فوائد ومسائل: ① ''اچھا مسلمان بن جائے'' یعنی اس کا دل بھی اس کی زبان کے موافق ہو جائے اور اس کا اسلام زبان سے گزر کر دل اور تمام جسمانی اعضاء تک پہنچ جائے۔ وہ کھرا' سچا اور سُچا مسلمان بن جائے' ظاہراً بھی اور باطناً بھی' یعنی نہ وہ منافق رہے اور نہ فاسق۔ ② ''لکھ دیتا ہے'' گویا کافر کی نیکیاں تب ضائع ہوتی ہیں

٥٠٠١ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب حسن إسلام المرء، ح: ٤١ من حديث مالك به تعليقًا.

جب وہ کفر پر مرتا ہے۔ اگر اسے ہدایت مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی گزشتہ نیکیاں باقی رکھتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل وکرم ہے ورنہ نیکی کی قبولیت کے لیے شرط ہے کہ وہ ایمان کی حالت میں ہو، مگر تفضل اور احسان کے لیے کوئی شرط نہیں ہوتی۔ جس طرح نیکی کا بدلہ سات سو گنا تک ملنا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہی ہے ورنہ عقل تو اس بات کا تقاضا نہیں کرتی۔ ③ ''جزا و سزا'' یعنی اسلام لانے سے پہلے کے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں لیکن اسلام لانے کے بعد والے گناہوں کا بدلہ ملے گا، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے تو یہ اس کا فضل ہوگا۔ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ (الانبیآء ۲۱:۲۳) اور اللہ تعالیٰ کے فضل ہی کی امید رکھنی چاہیے۔

(المعجم ١١) - أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ (التحفة ١١)

باب: ۱۱- کون سا اسلام افضل ہے؟

٥٠٠٢- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ - وَهُوَ بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ - عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ».

۵۰۰۲- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

فائدہ: اس باب سے مصنف رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ سب مسلمان اسلام و ایمان میں برابر نہیں ہوتے بلکہ کسی کا اسلام و ایمان زیادہ ہوتا ہے، کسی کا کم۔ اور یہ کمی بیشی اعمال کے لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور قلبی کیفیت کے لحاظ سے بھی۔ ''کون سا اسلام افضل ہے'' مطلب یہ ہے کہ اہل اسلام میں سے کون افضل ہے۔

(المعجم ١٢) - أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ (التحفة ١٢)

باب: ۱۲- کون سا اسلام بہتر ہے؟

٥٠٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ،

۵۰۰۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا

٥٠٠٢ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: أي الإسلام أفضل؟، ح: ١١، ومسلم، الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل؟، ح: ٤٢ عن سعيد بن يحيى به.

٥٠٠٣ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب إفشاء السلام من الإسلام، ح: ٢٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل؟، ح: ٣٩ عن قتيبة به.

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ».

اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو کھانا کھلائے اور ہر ایک کو سلام کہے خواہ پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ''کون سا اسلام بہتر ہے'' یعنی امور اسلام میں سے کون سا کام زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ ② اس میں جہاں بھوکوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی گئی ہے وہاں محتاج اور ضرورت مند لوگوں کی دلجوئی کی طرف بھی رہنمائی کی گئی ہے۔ کھانا کھلانا اور دل جوئی کرنا لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کا ایک تیر بہدف نسخہ ہے۔ دین دار لوگوں' بالخصوص علماء کو اس اہم نکتے کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے سلام کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ لوگوں کے دل موہنے اور انھیں اپنے قریب کرنے کے لیے یہ بہت ہی مفید اور مجرب چیز ہے۔ سلام کرنے کے لیے چند لوگوں کو خاص نہ کیا جائے جیسا کہ متکبر اور جابر قسم کے لوگوں کا طریقہ ہے بلکہ ہر خاص و عام کو سلام کیا جائے کیونکہ تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں' تاہم کسی کافر و مشرک اور یہودی و عیسائی کو سلام کرنے میں پہل نہ کی جائے اور نہ کسی فاسق و فاجر کو پہلے سلام کیا جائے' البتہ جس شخص کی اصل حقیقت حال معلوم نہ ہو تو اسے مسلمان سمجھتے ہوئے سلام کہنے میں پہل کی جا سکتی ہے۔ واللّٰه أعلم. ④ افضل عمل کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں۔ یہ اختلاف اشخاص و احوال کے لحاظ سے ہے' لہٰذا اسے تضاد نہیں کہا جائے گا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۴۹۸۹)

(المعجم ١٣) - عَلَى كَمْ بُنِيَ الْإِسْلَامُ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- اسلام کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے؟

٥٠٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى - يَعْنِي ابْنَ عِمْرَانَ - عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ: أَلَا تَغْزُو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ

۵۰۰۴- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: آپ جہاد کے لیے کیوں نہیں جاتے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں: گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں (اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔)

٥٠٠٤ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: دعاءكم إيمانكم لقوله تعالى: "قل ما يعبؤا بكم ربي لولا دعاؤكم"، ح: ٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان أركان الإسلام ودعائمه العظام، ح: ١٦/ ٢٢ من حديث حنظلة به.

شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ».

نماز پابندی کے ساتھ پڑھنا' زکاۃ ادا کرنا' حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔''

فوائد ومسائل: ① باب کا مقصد اسلام کے وہ ستون اور ارکان بیان کرنا ہے جن پر اسلام کی ساری عمارت قائم ہے۔ اور وہ صرف پانچ ہیں: ان میں سے پہلا اور سب سے افضل ستون کلمۂ توحید کی شہادت دینا ہے۔ یہ سب سے افضل اس لیے ہے کہ جب تک کافر اس کی شہادت نہ دے تو وہ کافر ہی رہتا ہے' مسلمان نہیں بن سکتا۔ مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ زبان سے کلمۂ شہادت کا اقرار کرے۔ پھر دوسرے نمبر پر نماز ہے۔ یہ ہر امیر وغریب مرد وعورت پر فرض ہے۔ ② جواب کا مفاد یہ ہے کہ جہاد فرائض عینیہ میں شامل نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے جس کی ادائیگی حکومت وقت کا کام ہے۔ وہ جتنے افراد کو مناسب سمجھے' اس کام پر لگائے۔ جب ضرورت کے مطابق افراد اس کام پر مامور ہوں اور وہ ملکی دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے ہوں تو عوام الناس کے لیے جہاد میں جانا ضروری نہیں۔ وہ اپنے دوسرے کام کریں۔ ہاں! یہ ایک فضیلت ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے فرائض کی ادائیگی کے بعد حکومت وقت اور متعلقہ افراد خانہ کی اجازت ورضامندی سے جہاد میں شرکت کرے تو اسے فضیلت ہوگی۔ ③ یہ پانچ ارکان اسلام ہیں' یعنی فرض عین ہیں۔ شہادتین کی ادائیگی کے بغیر تو کوئی شخص اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ نماز بھی ہر بالغ وعاقل پر تاحیات فرض ہے، اس سے کسی کو مفر نہیں۔ زکاۃ ہر مال دار شخص پر فرض ہے جس کے پاس اس کی ضرورت سے زائد مال ہو۔ (تفصیل پیچھے گزر چکی ہے)

حج ہر اس شخص پر فرض ہے جو آسانی کے ساتھ بیت اللہ پہنچ سکتا ہو اور اس کے پاس حج سے واپسی تک کے اخراجات موجود ہوں۔ رمضان المبارک کے روزے ہر عاقل وبالغ پر فرض ہیں۔ کوئی عذر ہو تو قضا واجب ہوگی اور اگر رکھنے کی طاقت نہ ہو تو فدیہ واجب ہوگا۔ ④ رمضان کے روزے کا ذکر آخر میں اس لیے ہے کہ یہ ترکی عبادت ہے (اس میں کچھ کرنا نہیں پڑتا) ورنہ اہمیت کے لحاظ سے اس کا درجہ نماز کے بعد ہے۔ ویسے بھی یہ نماز کی طرح بدنی عبادت ہے۔ ⑤ ترجمہ میں قوسین والی عبارت اسی حدیث کی دیگر اسانید سے صراحتاً مذکور ہے۔ اس کے بغیر کلمۂ شہادت معتبر نہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الْإِسْلَامِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- اسلام (کے کاموں) پر بیعت کرنا

٥٠٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ،

۵۰۰۵- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک

٥٠٠٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤١٦٦.

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ : «تُبَايِعُونِي عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا ، وَلَا تَسْرِقُوا ، وَلَا تَزْنُوا» ، قَرَأَ عَلَيْهِمُ الْآيَةَ «فَمَنْ وَفّٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ، فَهُوَ إِلَى اللهِ ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ» .

مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے‘ چوری نہیں کرو گے‘ زنا نہیں کرو گے۔“ آپ نے پوری آیت تلاوت فرمائی۔ (پھر فرمایا): ”جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا‘ اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اور جس شخص نے ان (مذکورہ کاموں) میں سے کسی کام کا ارتکاب کیا‘ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہوگا۔ چاہے اسے عذاب دے‘ چاہے معاف کرے۔“

فوائد ومسائل: ① یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے اور ضروری تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ بیعت سے مراد عہد ہے۔ نیکی کے کاموں پر بیعت رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ وتابعین نے کسی ہاتھ پر بھی نہیں کی حتی کہ خلفائے راشدین کے ہاتھ پر بھی نہیں کی‘ لہٰذا اس بیعت کی اب ضرورت نہیں۔ اگرچہ عقلی وشرعی طور پر اس میں کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی مگر صحابہ وتابعین کا اسے مطلقاً چھوڑ دینا بھی تو مضبوط دلیل ہے۔ ② ”پوری آیت پڑھی“ اس آیت سے سورۂ ممتحنہ کی آیت مراد ہے جو عورتوں کی بیعت کے بارے میں اتری تھی۔ شاید آپ نے مؤنث کے صیغے مذکر سے بدل لیے ہوں گے کیونکہ آپ قرآن تو نہیں پڑھ رہے تھے‘ عہد لے رہے تھے‘ لہٰذا الفاظ میں تبدیلی پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ عَلٰى مَا يُقَاتَلُ النَّاسُ (التحفة ١٥)

باب:١٥- لوگوں کے ساتھ کب تک جنگ ہو سکتی ہے؟

٥٠٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ، فَإِذَا شَهِدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ

٥٠٠٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کفار سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

٥٠٠٦_[صحيح] تقدم ، ح : ٣٩٧٢ .

مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ».

اور ہمارے قبلے کی طرف منہ (کر کے نماز قائم) کریں' ہمارا ذبح شدہ جانور کھائیں' ہماری طرح نماز پڑھیں تو ان کے جان و مال ہم پر حرام ہیں' الا یہ کہ ان پر کوئی حق بنتا ہو۔ ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہ فرائض عائد ہوں گے جو مسلمانوں پر عائد ہوتے ہیں۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۵۰۰۰۔

(المعجم ١٦) - بَابُ ذِكْرِ شُعَبِ الْإِيمَانِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- ایمان کی شاخوں کا ذکر

٥٠٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُونَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ».

۵۰۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اعمال بھی مسمی ''ایمان'' میں داخل ہیں۔ یہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے۔ اور یہی حق ہے جبکہ بعض لوگ اس کے قائل نہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے کیونکہ حیا سے انسان کے اندر نیکی کا جذبہ اور اعمال صالحہ کا داعیہ پیدا ہوتا ہے' ایمان کے منافی امور سے انسان بچتا ہے اور اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل بنتا ہے۔ ③ ایمان کو درخت سے تشبیہ دی گئی ہے جو کہ جڑ، تنے، ٹہنیوں، شاخوں، پتوں، پھلوں اور پھولوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اسی طرح ایمان بھی بہت سے عقائد و اعمال اور اخلاق کے مجموعے کا نام ہے۔ عقیدے کی حیثیت جڑ کی ہے۔ ارکان کی حیثیت تنے اور ٹہنیوں کی ہے۔ دیگر اعمال شاخوں اور پتوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور اخلاق کی حیثیت پھولوں اور پھلوں کی ہے۔ عقیدے کی خرابی کا اثر اعمال و اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے جس طرح بیج اور جڑ کی خرابی

٥٠٠٧ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب أمور الإيمان . . . الخ، ح: ٩، ومسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان وأفضلها وأدناها . . . الخ، ح: ٣٥ من حديث أبي عامر العقدي به .

پودے کی ہر چیز پر اثر انداز ہوتی ہے اور اعمال کی کمی بیشی درخت کو ناقص بنا دیتی ہے اور اخلاق کی خرابی درخت کی زینت پر اثر ڈالتی ہے۔ ④ ''ستر سے زائد'' گویا ایمان بہت سے اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ ستر کا لفظ کثرت کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ زائد کہہ کر مزید کثرت کی طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے معین عدد مراد ہو۔ زائد ترجمہ ہے بِضْعٌ کا جو تین سے نو تک کے عدد پر بولا جاتا ہے۔

٥٠٠٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُونَ شُعْبَةً، أَفْضَلُهَا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَوْضَعُهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ».

٥٠٠٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔ ان میں سے افضل کلمۂ توحید (ورسالت) کی ادائیگی ہے۔ اور ان میں سے کم مرتبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے۔ اور حیا بھی ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''شاخوں'' سے مراد عقائد و اعمال اور اخلاق ہیں۔ ② ''افضل'' کیونکہ اس کے بغیر ایمان معتبر ہی نہیں ہوتا۔ ③ ''کم مرتبہ'' یعنی درجے اور ثواب کے لحاظ سے یا محنت اور مشقت کے لحاظ سے یا حصول و وجود کے لحاظ سے۔ ④ ''تکلیف دہ'' جسمانی طور پر، جیسے روڑے اور کانٹے وغیرہ یا روحانی طور پر، جیسے نجاست اور بدبو وغیرہ۔ والله أعلم.

٥٠٠٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ».

٥٠٠٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان کا اہم حصہ ہے۔''

فائدہ: حیا وہ خصلت ہے جو انسان کو قبیح باتوں اور کاموں سے روکتی ہے تاکہ رسوائی نہ ہو۔ لیکن حیا شریعت

٥٠٠٨- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٠٠٩- [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

کے مطابق ہونی چاہیے' مثلاً: طلب علم' حق گوئی اور نیک کام میں حیا نہیں ہونی چاہیے۔ اس حدیث میں حیا کا خصوصی ذکر اس لیے ہے کہ حیا ہر نیکی کرنے اور برائی سے اجتناب کا سبب بنتی ہے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حیا جس چیز میں بھی ہو' اسے مزین اور خوب صورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکل جائے' وہ قبیح بن جاتی ہے۔ (مسند أحمد: ٣/١٦٥' و سنن ابن ماجه' الزهد' حديث: ٤١٨٥)

(المعجم ١٧) - تَفَاضُلُ أَهْلِ الْإِيمَانِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- اہل ایمان (درجات کے لحاظ سے) ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں

٥٠١٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُلِيءَ عَمَّارٌ إِيمَانًا إِلٰى مُشَاشِهِ».

۵۰۱۰- نبیٔ اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار (ؓ) کناروں تک ایمان سے لبالب بھرا ہوا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ اٹل حقیقت ہے کہ ایمان میں سب مومن ایک جیسے نہیں ہوتے' اس لیے ان کا درجہ اور مرتبہ بھی ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے کہ ایمان کم وبیش ہو سکتا ہے' نیز جو لوگ إِيمَانِي كَإِيمَانِ جِبْرِيلَ ''میرا ایمان حضرت جبریل علیہ السلام کے ایمان جیسا ہے'' کے قائل ہیں' وہ درست نہیں کہتے۔ ایمان میں کمی بیشی قطعی امر ہے۔ (ایمان کی تفسیر کے لیے دیکھیے' کتاب الایمان) ② ''کناروں تک'' عربی میں لفظ مُشَاش استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہڈیوں کے آخری کنارے ہیں' مثلاً: کہنیاں' گھٹنے' ٹخنے' کندھے وغیرہ۔ اس میں حضرت عمار ؓ کی عظیم فضیلت ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کے ایمان کی تعریف فرما رہے ہیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

٥٠١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۵۰۱۱- حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں

٥٠١٠ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٣/ ٣٩٢، ٣٩٣ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به. * أبوعمار هو عريب بن حميد الهمداني، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ١٤٧، والبزار (كشف الأستار: ٣/ ٢٥١، ٢٥٢) وغيرهما.

٥٠١١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان ... الخ، ح: ٤٩ من حديث سفيان الثوري به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ’’جو شخص برا کام ہوتا دیکھے‘ وہ اسے اپنے ہاتھ سے ختم کر دے اور اگر طاقت نہ ہو تو زبان کے ساتھ روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے برا جانے۔ اور یہ (آخری درجہ) کمزور ترین ایمان ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان فَلْيُغَيِّرْهُ ’’اسے مٹا ڈال‘‘ اس کا بین ثبوت ہے۔ لیکن یہ فرضیت فرض کفایہ کے طور پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران ٣:١٠٤) ’’تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو خیر و بھلائی کی طرف بلائے اور وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔‘‘ ② امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والے کے لیے دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ اسے علم ہو کہ جس بات کا وہ حکم دے رہا ہے وہ شرعاً ’’معروف‘‘ یعنی نیکی ہی ہے اور جس بات سے وہ روک رہا ہے‘ شریعت میں وہ واقعی ’’منکر‘‘ یعنی ناروا اور ناجائز کام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جاہل یہ فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔ ③ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کچھ مراتب و درجات ہیں: پہلا درجہ یہ ہے کہ برائی کو ہاتھ سے روکا جائے۔ زبان سے روکنا دوسرا درجہ ہے۔ کم زور ترین اور آخری درجہ یہ ہے کہ صرف دل میں برا سمجھے۔ اگر یہ بھی نہیں ہے تو پھر اس کے پلے میں کچھ بھی نہیں۔ ایسا شخص ایمان سے خالی ہے‘ تاہم اس کے لیے حکمت عملی سے کام لینا ضروری ہے۔ لڑائی جھگڑے سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس کے نقصانات، فوائد سے زیادہ ہیں۔ ④ ’’اپنے ہاتھ سے ختم کرے‘‘ کا مطلب ہے کہ اگر وہ صاحب اقتدار ہو کیونکہ عام آدمی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ورنہ اس سے انارکی اور بدامنی پیدا ہوگی۔ حدود کا نفاذ بھی حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ افراد انھیں نافذ نہیں کر سکتے اور نہ وہ اس کے مکلّف ہیں۔ تبھی نبیٔ اکرم ﷺ نے استطاعت اور طاقت کی شرط لگائی ہے۔ ⑤ ’’زبان کے ساتھ‘‘ یہ ہر شخص کی ذمے داری ہے کیونکہ زبان کا استعمال تو ہر شخص کے اختیار میں ہے‘ الا یہ کہ مرتبہ کم ہو‘ مثلاً: اولاد ماں باپ کے سامنے‘ شاگرد استاد کے سامنے‘ محکوم حاکم کے سامنے اور غلام آقا کے سامنے بولنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یا جب جان جانے کا خطرہ ہو جیسا کہ آگے حدیث میں آ رہا ہے۔ ⑥ ’’کم زور ترین ایمان‘‘ معلوم ہوا ایمان قوی اور کمزور ہو سکتا ہے۔ یہی باب کا مقصد ہے۔ آخری درجے کو کمزور ترین کہنا برائی کے خاتمے کے لحاظ سے ہے‘ یعنی اس سے برائی ختم ہونے کا امکان بہت کم ہے۔ باقی رہا ثواب کے لحاظ سے تو

وہ دوسروں کے برابر بھی ہوسکتا ہے کیونکہ ہر شخص اپنے مرتبے اور فرائض کے حساب ہی سے جواب دہ ہے۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة ٢:٢٨٦)

٥٠١٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُوسَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَغَيَّرَهُ بِيَدِهِ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَغَيَّرَهُ بِلِسَانِهِ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِلِسَانِهِ فَغَيَّرَهُ بِقَلْبِهِ فَقَدْ بَرِئَ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

۵۰۱۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص برائی ہوتی دیکھے اور اپنے ہاتھ سے روک دے، وہ (گناہ سے) بری ہو گیا۔ جو ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھے اور زبان سے روک دے' وہ بھی (گناہ سے) بری ہو گیا۔ اور جو شخص زبان سے روکنے کی طاقت نہ رکھے لیکن دل سے برا سمجھے' وہ بھی (گناہ سے) بری ہے۔ اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔''

فائدہ: ''گناہ سے بری ہے'' معلوم ہوا گناہ ہوتا دیکھنا بھی گناہ ہے' اِلاّ یہ کہ اپنا شرعی فریضہ ادا کر دے۔

(المعجم ١٨) - زِيَادَةُ الْإِيمَانِ (التحفة ١٨)

باب:۱۸- ایمان بڑھنے کا بیان

٥٠١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مُجَادَلَةُ أَحَدِكُمْ فِي الْحَقِّ يَكُونُ لَهُ فِي الدُّنْيَا بِأَشَدَّ مُجَادَلَةً مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لِرَبِّهِمْ فِي إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ أُدْخِلُوا النَّارَ، قَالَ: يَقُولُونَ رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَيَصُومُونَ مَعَنَا وَيَحُجُّونَ مَعَنَا

۵۰۱۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم دنیا میں اپنے حق کی خاطر اتنا نہیں جھگڑتے جتنا جھگڑا مومن اپنے رب تعالیٰ سے اپنے ان مسلمان بھائیوں کے بارے میں کریں گے جو آگ میں داخل کیے جائیں گے۔ وہ (مومن) کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ ہمارے وہ مسلمان بھائی ہیں جو ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے' روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے۔ تو نے ان کو آگ میں ڈال دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جنھیں تم

٥٠١٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٠١٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب في الإيمان، ح: ٦٠ من حديث عبدالرزاق به.

فَأَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ؟ قَالَ: فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَأَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ، قَالَ: فَيَأْتُونَهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِصُوَرِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ النَّارُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ إِلَى كَعْبَيْهِ، فَيُخْرِجُونَهُمْ فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا قَدْ أَخْرَجْنَا مَنْ أَمَرْتَنَا، قَالَ: وَيَقُولُ أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزْنُ دِينَارٍ مِنَ الْإِيمَانِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزْنُ نِصْفِ دِينَارٍ حَتَّى يَقُولَ: مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ». قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمَنْ لَّمْ يُصَدِّقْ فَلْيَقْرَأْ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾ إِلَى ﴿عَظِيمًا﴾ [النسآء ٤ : ٤٨].

پہچانتے ہو‘ان کو نکال لاؤ۔ وہ جائیں گے اور ان کو ان کی صورتوں سے پہچانیں گے۔ ان میں سے کسی کو نصف پنڈلیوں تک آگ لگی ہوگی اور کسی کو ٹخنوں تک۔ وہ ان کو نکال لائیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں تو نے فرمایا تھا‘ وہ تو ہم نے نکال لیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان کو بھی نکالو جن کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہے۔ پھر فرمائے گا: (ان کو بھی نکالو) جن کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے حتی کہ فرمائے گا: (ان کو بھی نکالو) جن کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے۔‘‘ حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا: جو شخص اس حدیث کی تصدیق میں متذبذب ہو‘ وہ یہ آیت پڑھ لے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ......﴾ ’’یقیناً اللہ تعالیٰ یہ تو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے‘ البتہ اس سے کم دوسرے گناہ جس کو چاہے گا‘ معاف فرمائے گا ......‘‘ آخر آیت تک۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اہل ایمان، یعنی مومن سفارش کریں گے۔ ان کی شفاعت برحق ہے‘ نیز ان کی سفارش قبول ہوگی۔ ② اس حدیث سے باہم محبت کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ مومن‘ اس دن جس دن مال واولاد کوئی فائدہ نہیں دیں گے‘ اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بارگاہ الٰہی میں جھگڑیں گے۔ اس پر انھیں آمادہ کرنے والی چیز باہمی محبت ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے کیا کرتے تھے۔ ③ گناہوں اور بداعمالیوں کے تفاوت اور فرق کی بنا پر جہنمیوں کے مابین بھی فرق ہوگا۔ کوئی جہنم کے سخت ترین طبقے میں اور کوئی اس سے کم تر درجے میں‘ کچھ لوگوں کو نصف پنڈلیوں تک آگ لگی ہوگی اور کچھ کو ٹخنوں تک۔ ④ اس میں اللہ تعالیٰ کی بے انتہا وسیع رحمت کا بھی ذکر ہے کہ وہ کسی کا معمولی سے معمولی عمل بھی ضائع نہیں کرتا۔ ⑤ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرک تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شرک کسی صورت معاف نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ جتنے کبیرہ گناہ ہیں ان کی معافی ممکن ہے۔ مرنے کے بعد شرک کی معافی ہی نہیں‘ اس لیے مشرک وکافر ہمیشہ جہنم

میں رہیں گے۔ جمہور اہل علم نے اسی آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ قاتل کی معافی بھی ممکن ہے۔ دیگر کبیرہ گناہوں کی طرح وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، اگر وہ چاہے تو ناحق قتل کرنے والے قاتل کو بھی معاف فرما دے۔ یہی حق ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایسے قاتل کی معافی کے قائل نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا لیکن تحقیق کی روشنی میں ان کے رجوع کا اثبات مشکل ہے۔ واللہ أعلم. ⑥ ''پہچانیں گے'' گویا آگ ان کے چہروں کو نہیں لگے گی جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے کیونکہ چہرہ تو سجدے کا مقام ہے۔ وہ نمازی ہوں گے۔ آگ نماز کے مقامات کو نہیں چھوئے گی یا ان میں بگاڑ پیدا نہیں کر سکے گی۔ ⑦ ''ہم نے نکال لیے'' مقصد یہ ہے کہ ابھی بہت سے اور مومن بھی آگ میں جل رہے ہیں۔ ان کو بھی نکالنے کا حکم صادر فرمایا جائے۔ ⑧ امام صاحب کا مقصد ایمان میں کمی بیشی ثابت کرنا ہے جو حدیث سے واضح ہے۔ (دینار کے برابر، نصف دینار کے برابر، ذرہ برابر۔) جو لوگ ایمان میں کمی بیشی کے قائل نہیں، وہ یہ کمی بیشی اعمال کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ وہ خود ایمان کو دل ہی سے خاص سمجھتے ہیں۔ اعمال کا اثر تو اعضاء پر ہوگا۔ ⑨ ''دینار'' سونے کا ایک سکہ تھا جس کا وزن موجودہ دور کے مطابق چار ماشے چار رتی اور گرام کے حساب سے 4.374 گرام بنتا ہے۔ ⑩ ذرہ سے مراد غبار کا ذرہ ہے۔ بعض نے چیونٹی کا معنی بھی کیا ہے۔ واللہ أعلم.

٥٠١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ» قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: «اَلدِّينَ».

۵۰۱۴- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا کہ (خواب میں) دیکھا لوگ مجھ پر پیش کیے جا رہے ہیں۔ انھوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں۔ بعض (تو اتنی چھوٹی ہیں کہ) پستانوں تک ہی پہنچتی ہیں اور کچھ ان سے نیچی ہیں۔ عمر بن خطاب مجھ پر پیش کیے گئے تو ان پر اتنی لمبی قمیص تھی کہ زمین پر گھسٹ رہی تھی۔'' صحابۂ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دین۔''

٥٠١٤- أخرجه البخاري، الإيمان، باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال، ح: ٢٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، ح: ٢٣٩٠ من حديث إبراهيم بن سعد به.

فوائد و مسائل: ① ایک کام عالم بیداری میں مذموم ہو تو خواب میں وہی کام محمود اور پسندیدہ ہو سکتا ہے' مثلاً: قمیص نیچے تک گھسیٹنا۔ جاگتے ہوئے یہ کام شرعاً مذموم اور ناجائز ہے جبکہ نیند میں اسے محمود و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعبیر کمالِ دین فرمائی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے خواب کی تعبیر کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے' نیز صحیح معبر سے خواب کی تعبیر پوچھی جا سکتی ہے۔ ③ کسی فاضل اور دین دار شخص کی تعریف سامعین کے سامنے کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس فاضل شخصیت کے عُجب و تکبر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق سامعین کو بتلا دیا' نیز اس سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ ④ قمیص انسانی بدن کے عیوب و نقائص اور قبائح کی پردہ پوشی کرتی ہے اور انسان کو زینت بخشتی ہے۔ دین بھی انسان کے اخلاقی عیوب کو ختم کرتا ہے اور انسان کو مہذب بناتا ہے' اس لیے آپ نے قمیص سے دین مراد لیا۔ ⑤ محدثین کے نزدیک دین' ایمان اور اسلام ایک ہی چیز کا نام ہے' لہٰذا ایمان کی کمی بیشی کے باب میں دین کا ذکر درست ہے۔ اور اس حدیث میں دین کی کمی بیشی صاف ثابت ہو رہی ہے۔

٥٠١٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا﴾ [المآئدة ٥: ٣] فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ، وَالْيَوْمَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ، نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي عَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ.

٥٠١٥- حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین! تمھاری کتاب (قرآن مجید) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس (کے نزول) کے دن کو تہوار بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون سی آیت؟ اس نے کہا: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ......﴾ ''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور اپنا احسان تم پر پورا کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند فرمایا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس جگہ کو بھی جانتا ہوں جس میں یہ آیت اتری ہے اور اس دن کو بھی۔ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر بہ مقام عرفات جمعۃ المبارک کے دن اتری۔

٥٠١٥_[صحيح] تقدم، ح: ٣٠٠٥.

فوائد ومسائل: ① ''تہوار بنا لیتے'' کیونکہ کسی امت کے لیے تکمیل دین ایک بہت بڑا اعزاز وانعام ہے جو امت محمدیہ کو نصیب ہوا۔ ② ''جانتا ہوں'' یعنی ہمارے ہاں وہ دن ہی تہوار نہیں بلکہ مقام نزول بھی قیامت تک کے لیے عیدگاہ بن چکا ہے۔ یقیناً ہر سال اس مقام پر اس دن اتنا بڑا اجتماع کسی اور قوم کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ والحمد لله على ذلك. ③ ''مکمل فرمایا'' گویا پہلے ناقص تھا۔ اور دین کی کمی بیشی ایمان کی کمی بیشی کو مستلزم ہے کیونکہ دین کے ہر حصے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(المعجم ١٩) - عَلَامَةُ الْإِيمَانِ (التحفة ١٩)

باب: ١٩- ایمان کی نشانی

٥٠١٦- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

٥٠١٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا حتی کہ میں اسے اس کی اولاد، ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت کرنا آدمی کے کمالِ ایمان کی علامت اور دلیل ہے۔ ② ''زیادہ پیارا'' یہاں محبت سے عقلی محبت مراد ہے جس کا دوسرا نام اطاعت ہے۔ ویسے بھی محبت کا علم اطاعت کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ محبت تو مخفی چیز ہے جس کا جھوٹا دعویٰ بھی کیا جا سکتا ہے۔ محبت کی تصدیق اطاعت ہی سے ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾ (آل عمران ٣:٣١) مطلب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور اپنی اولاد یا والدین یا اپنی دلی خواہش کے مابین تصادم پیدا ہو تو بہر صورت رسول اللہ ﷺ کے فرمان ہی کو ترجیح دی جائے۔ فِدَاهُ أَبِي وَ نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ.

٥٠١٧- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

٥٠١٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٠١٦- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: حب الرسول ﷺ من الإيمان، ح: ١٥، ومسلم، الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ أكثر من الأهل والولد . . . الخ، ح: ٤٤/ ٧٠ من حديث شعبة به.

٥٠١٧- أخرجه مسلم، (السابق) من حديث إسماعيل ابن علية، والبخاري، الإيمان، باب: حب الرسول ﷺ من الإيمان، ح: ١٥ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به. * عبدالوارث هو ابن سعيد.

قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا حتی کہ میں اسے اس کے اہل وعیال اور مال ومنال اور سب لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔“

٥٠١٨- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ هُرْمُزَ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ».

۵۰۱۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد اور والدین سے بڑھ کر محبوب نہ بن جاؤں۔“

٥٠١٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَقَالَ حُمَيْدُ ابْنُ مَسْعَدَةَ فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

۵۰۱۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان مبارک ہے: ”تم میں سے کوئی شخص سچا مومن نہیں بن سکتا حتی کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرے جو وہ اپنے لیے کرتا ہے۔“

٥٠١٨ـ أخرجه البخاري، انظر الحديث السابق، ح: ١٤ من حديث شعيب بن أبي حمزة به.

٥٠١٩ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ح: ١٣، ومسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من خصال الإيمان أن يحب لأخيه المسلم ما يحب لنفسه من الخير، ح: ٤٥ من حديث شعبة به.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ ایسا کرنے والا شخص متواضع ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی نیکی اور اچھائی کے وہی جذبات واحساسات رکھتا ہو جو وہ اپنے لیے رکھتا ہے اور اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند کرتا ہو جو وہ اپنے لیے کرتا ہے تو یہ عمل اور جذبہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا کرنے والا شخص نہ متکبر ہے اور نہ کینہ پرور ہی۔ ایسے شخص کے دل میں کسی کے لیے نہ حسد اور بغض کی بیماریاں پل رہی ہوتی ہیں اور نہ اس کے دل میں کسی قسم کا کوئی کھوٹ اور منفی جذبہ ہی ہوتا ہے۔ یہ شخص تمام مذموم اور گھٹیا خصائل سے کوسوں دور اور خصائل حمیدہ کا پیکر ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے اخلاق انتہائی کریمانہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی صفات جلیلہ کا حامل دل عطا فرمائے۔ آمین. ② ''وہی چیز'' یعنی اس جیسی کیونکہ وہی چیز تو ہر وقت نہیں دی جا سکتی اور نہ یہ ممکن ہے۔ ③ سابقہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کو ایمان کی نشانی بتلایا گیا تھا اور یہاں خلوص اور خیر خواہی کو۔ گویا یہ دونوں نشانیاں ہیں۔ آگے مزید بھی آ رہی ہیں۔ ان میں کوئی تناقض نہیں۔ یہ سب ایمان کے ثمرات ہیں، نیز یاد رہے کہ یہ نشانیاں کمال ایمان کے لیے ہیں۔

٥٠٢٠- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حُسَيْنٍ - وَهُوَ الْمُعَلِّمُ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ».

٥٠٢٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم میں سے کوئی شخص (اس وقت تک) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے (ہر مسلمان) بھائی کے لیے اسی طرح خیر و بھلائی پسند نہ کرے جس طرح اپنے لیے کرتا ہے۔''

فائدہ: خیر و بھلائی سے دنیا و عقبیٰ کی ہر خیر و بھلائی مراد ہے، طاعات سے لے کر جنت تک۔

٥٠٢١- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ زِرٍّ قَالَ: قَالَ

٥٠٢١- حضرت زر (بن حبیش) سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی امی ﷺ مجھے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور

٥٠٢٠ـ ب أخرجه البخاري ومسلم، انظر الحديث السابق من حديث حسين المعلم به.

٥٠٢١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن حب الأنصار وعلي رضي الله عنهم من الإيمان وعلاماته ... الخ، ح: ٧٨ من حديث الأعمش به.

عَلِيٌّ: إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ.

تجھ سے منافق ہی بغض رکھے گا۔

فوائد و مسائل: ① ''نبی امی'' امی آپ کا وہ عظیم وصف ہے جو پہلی کتابوں میں بھی مرقوم تھا۔ امی نسبت ہے ام القریٰ (مکہ) کی طرف جو آپ کا مولد و مسکن تھا اور جہاں آپ کو نبوت و رسالت کے عہدۂ جلیلہ پر فائز کیا گیا تھا۔ یا یہ نسبت ہے ام (ماں) کی طرف کہ آپ کسی سکول و مکتب سے نہیں پڑھے اور نہ کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا بلکہ آپ کا تربیت کنندہ، فیض رساں اور علم بخشنے والا صرف آپ کا رب جلیل و عظیم ہی ہے اور یہ بہت عظمت والی بات ہے اور عظیم معجزہ بھی کہ آپ نے کسی سے پڑھے بغیر ساری دنیا کو علم سے منور فرمایا۔ اور آپ کے شاگرد جہان کے معلم بنے۔ ﷺ۔ ② ''مومن ہوگا'' بشرطیکہ اس کی محبت کی بنا یہ ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن عم رسول تھے۔ آپ پر ابتدائی اسلام لانے والے تھے۔ ساری زندگی آپ کے جاں نثار رہے۔ سب جنگوں میں شرکت کی۔ پھر آپ کے داماد بننے کا شرف حاصل کیا۔ چوتھے خلیفہ بنے۔ اگر کوئی شخص کسی ذاتی تعلق کی بنا پر ان سے محبت کرتا ہے تو وہ اس خوش خبری کے تحت نہیں آئے گا۔ ③ ''منافق ہوگا'' بشرطیکہ اس کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض آپ کی ان خصوصیات کی بنا پر ہی ہو جن کا ذکر اوپر ہوا۔ اگر کسی ذاتی جھگڑے کی بنا پر ناراضی ہو تو وہ اس وعید کے تحت نہیں آئے گا۔

٥٠٢٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُ الْأَنْصَارِ آيَةُ النِّفَاقِ».

۵۰۲۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انصار سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔''

فائدہ: ''نشانی ہے'' لیکن یہ تب ہے جب انصار سے محبت یا بغض ان کے انصار (مددگار نبی) ہونے کی وجہ سے ہو۔ اگر کسی نسبی تعلق کی وجہ سے محبت ہو یا کسی جھگڑے کی بنا پر ان سے ناراضی ہو تو وہ اس حدیث کے تحت داخل نہیں کیونکہ ان کا نام انصار رسول اکرم ﷺ کی مدد و نصرت کی بنا پر رکھا گیا ورنہ تو وہ اوس اور خزرج تھے۔

(المعجم ٢٠) - عَلَامَةُ الْمُنَافِقِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- منافق کی علامت

٥٠٢٢- أخرجه مسلم، ح: ٧٤، انظر الحديث السابق من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الإيمان، باب: علامة الإيمان حب الأنصار، ح: ١٧ من حديث شعبة به.

٥٠٢٣- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعَةٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا، أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ الْأَرْبَعِ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ».

۵۰۲۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں (سب کی سب) پائی جائیں، وہ (خالص) منافق ہوگا اور جس شخص میں ان چاروں میں سے کوئی ایک پائی جائے، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی حتی کہ وہ اسے چھوڑ دے: ① جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ② جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ ③ جب عہد کرے تو بے وفائی کرے۔ ④ جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالی بکے۔“

فوائد ومسائل: ① حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مسلمان شخص کو اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرنا چاہیے بالخصوص وہ برے اعمال جن کا حدیث میں ذکر ہوا ہے، یہ چیزیں عملی نفاق کو مستلزم ہیں جو تقاضائے ایمان کے بالکل منافی ہیں۔ قرآن وحدیث میں کچھ اور علاماتِ نفاق بھی مذکور ہیں، مثلاً: نماز میں سستی کرنا، دکھلاوے کی عبادت کرنا، دینی معاملات میں تذبذب کا شکار ہونا، نیز ذاتی مفادات ہی کو پیش نظر رکھنا وغیرہ، تاہم اس حدیث مبارکہ میں بطور خاص جن چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق لوگوں کے عام باہمی معاملات سے ہے اور عموماً انھی معاملات میں اتار چڑھاؤ، باہمی اختلاف وفساد کا سبب بنتا ہے، اس لیے شریعت مطہرہ نے ان علامات کو نمایاں طور پر ذکر کیا ہے۔ واللہ أعلم۔ ② یہاں منافق سے اعتقادی منافق مراد نہیں کہ اسے دائرہ اسلام ہی سے خارج قرار دے دیا جائے کیونکہ اس (اعتقادی منافق) کا علم وحی کے بغیر نہیں ہوسکتا، بلکہ اس سے عملی منافق مراد ہے، یعنی جس کے کام منافقوں جیسے ہوں۔ اور یہ کام واقعی منافقوں کے ہیں۔ مطلب یہ کہ ایسا شخص عملی منافق ہوتا ہے، نیز یہ اس وقت ہے جب یہ خصلتیں اس میں پختہ ہوں اور وہ ان کا عادی بن جائے، یعنی جب بھی بات کرے، جھوٹ ہی بولے۔ جب بھی وعدہ کرے، خلاف ورزی ہی کرے۔ جب بھی عہد کرے، توڑ دے وغیرہ کیونکہ کبھی کبھار جھوٹ یا وعدہ خلافی یا گالی گلوچ تو ہر ایک سے ہوسکتے ہیں۔ اتنے سے کسی کو منافق نہیں کہا جائے گا۔

٥٠٢٣- أخرجه البخاري، المظالم، باب: إذا خاصم فجر، ح: ٢٤٥٩ عن بشر بن خالد، ومسلم، الإيمان، باب بيان خصال المنافق، ح: ٥٨ من حديث سليمان الأعمش به.

٥٠٢٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «آيَةُ النِّفَاقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ».

۵۰۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی نشانیاں تین ہیں: جب بات کرے' جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔''

٥٠٢٥ - أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ لَّا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

۵۰۲۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ تجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور تجھ سے منافق ہی بغض رکھے گا۔

٥٠٢٦ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، فَمَنْ كَانَتْ فِيهِ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ لَمْ تَزَلْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَتْرُكَهَا».

۵۰۲۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین عادتیں جس میں پائی جائیں' وہ منافق ہوگا: جب بات کرے' جھوٹ بولے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے' خلاف ورزی کرے۔ جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک عادت پائی جائے' اس میں نفاق کی خصلت رہے گی حتی کہ اسے چھوڑ دے۔

٥٠٢٤_ أخرجه البخاري، الإيمان، باب علامات المنافق، ح: ٣٣، ومسلم، الإيمان، باب خصال المنافق، ح: ٥٩ من حديث إسماعيل بن جعفر به.

٥٠٢٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٢١.

٥٠٢٦_ [إسناده صحيح موقوف] انفرد به النسائي.

(المعجم ٢١) - قِيَامُ رَمَضَانَ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-رمضان المبارک کا قیام

(ایمان کا جزہے)

٥٠٢٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۵۰۲۷-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جو شخص ماہ رمضان المبارک کا قیام ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے کرے اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

٥٠٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۵۰۲۸-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں کا قیام کرے'اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فائدہ: دیکھیے حدیث:۲۱۹۴۔

٥٠٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۵۰۲۹-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''جو شخص رمضان المبارک کی راتوں میں ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے عبادت کرے'اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

٥٠٢٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٠٤.

٥٠٢٨- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٠٣.

٥٠٢٩- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٠٣.

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

فائدہ: ''اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں'' اس سے مراد حقوق اللہ ہیں۔ گناہوں کی اس معافی میں حقوق العباد قطعاً شامل نہیں۔ اس بات پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ حقوق العباد صرف بندوں کے معاف کرنے سے معاف ہو سکتے ہیں۔ اگر دنیا میں صاحب حق سے معاف نہ کرایا گیا تو روزِ قیامت حق داروں کے گناہ اور ان کی برائیاں لے کر اور اپنی نیکیاں دے کر ان کی تلافی ہو سکے گی' اس کے علاوہ نہیں' الا یہ کہ اللہ تعالیٰ صاحب حق کو اپنی طرف سے اجر و ثواب دے کر راضی کر دے اور اس وجہ سے صاحب حق اپنا حق معاف کر دے۔

(المعجم ٢٢) - قِيَامُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-لیلۃ القدر میں عبادت

٥٠٣٠- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٥٠٣٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کا قیام کرے' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور جو شخص جذبۂ ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ لیلۃ القدر میں عبادت کرے' اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فائدہ: یہ روایات اور ان کا مفہوم کتاب الصیام میں بیان ہو چکا ہے۔ یہاں یہ روایات ذکر کرنے سے امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ اعمال (روزہ اور قیام وغیرہ) ایمان کا حصہ ہیں جیسا کہ محدثین کا مسلک ہے۔

(المعجم ٢٣) - اَلزَّكَاةُ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣-زکاۃ (بھی ایمان کے کاموں میں داخل ہے)

٥٠٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

٥٠٣١- حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے فرمایا: ایک

٥٠٣٠_[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٠٨

٥٠٣١_[صحيح] تقدم، ح: ٤٥٩.

حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرَ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْهَمُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ». قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ» قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الزَّكَاةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: «لَا. إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ»، فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: لَا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ».

آدمی نجد کے علاقے سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آواز کی بھنبھناہٹ تو سنائی دیتی تھی مگر اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی حتی کہ وہ قریب آ گیا تو پتہ چلا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ہر دن رات میں پانچ نمازیں۔'' اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ کوئی اور نماز بھی مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، مگر یہ کہ تو خوشی سے پڑھے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اور ماہ رمضان المبارک کے روزے۔'' اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی روزے فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو خوشی سے کرے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے زکاۃ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس نے کہا: اس کے علاوہ بھی کوئی مالی چیز (صدقہ) مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں الا یہ کہ تو نفل صدقہ کرے۔'' وہ آدمی واپس جانے لگا تو کہہ رہا تھا: میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ آدمی اپنی بات پر پکا رہا تو کامیاب ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① ''سنائی دیتی تھی'' گویا وہ اپنے سوالات دور سے ہی بڑبڑاتا ہوا آ رہا تھا۔ ② ''کوئی اور نماز'' مثلاً تہجد، اشراق وضحیٰ وغیرہ کی نمازیں۔ یہاں فرضوں سے آگے پیچھے پڑھی جانے والی سنتیں مراد نہیں (جنھیں رواتب کہتے ہیں) کیونکہ یہ تب ہوتا اگر آپ نمازوں کی رکعات کی تعداد بتا رہے ہوتے۔ ③ ''کوئی مالی صدقہ'' بعض لوگوں نے یہاں سے صدقۃ الفطر اور قربانی کے وجوب کی نفی پر استدلال کیا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ صدقۃ الفطر مالی صدقہ نہیں بلکہ صدقۃ النفس ہے۔ اسی طرح قربانی بھی مالی صدقہ نہیں ورنہ اس سے خود کھانا اور امراء کو کھلانا جائز نہ ہوتا بلکہ یہ الگ عبادت ہے، جیسے حج اگرچہ اس میں مال صرف ہوتا ہے۔ ④ ''زیادہ کروں گا نہ کم'' یعنی نفل نمازیں، روزے اور صدقات کی ادائیگی کا عہد نہیں کرتا اور فرائض میں کمی نہیں کروں گا۔ ان الفاظ سے نوافل کی ادائیگی کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ ظاہر بین شخص سمجھتا ہے۔ تفصیلی بحث پیچھے

گزر چکی ہے۔ دیکھیے: (حدیث:۴۵۹) ⑤ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود شعبِ ایمان بیان کرنا ہے جن میں زکاۃ ایک اہم حیثیت رکھتی ہے۔

(المعجم ٢٤) - اَلْجِهَادُ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- جہاد (بھی ایمان کا جز ہے)

٥٠٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اِنْتَدَبَ اللهُ لِمَنْ يَخْرُجُ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْإِيمَانُ بِي وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِي أَنَّهُ ضَامِنٌ حَتَّى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِأَيِّهِمَا كَانَ إِمَّا بِقَتْلٍ وَإِمَّا وَفَاةٍ، أَوْ أَنْ يَرُدَّهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ يَنَالُ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

۵۰۳۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لیے) نکلتا ہے' اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ضمانت دے رکھی ہے کہ اگر وہ صرف مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور خالص میرے راستے میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے تو میں اسے ضرور جنت میں داخل کروں گا' چاہے وہ (میدان جنگ میں) قتل ہو جائے یا اسی راستے میں فوت ہو جائے۔ یا پھر وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو اس کے گھر میں واپس لائے گا جس سے وہ نکلا تھا جب کہ اس کو ثواب بھی حاصل ہوگا اور غنیمت بھی جو اس کے مقدر میں ہے۔''

٥٠٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَضَمَّنَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِي وَإِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي، فَهُوَ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ

۵۰۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لیے) نکلتا ہے جب کہ اس کی نیت صرف اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ہی کی ہو اور مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق ہی اس کو جہاد پر مجبور کر رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دے رکھی ہے کہ میں اسے ضرور جنت میں داخل کروں گا یا اسے اس کے گھر

٥٠٣٢_ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣١٢٥.

٥٠٣٣_ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، ح: ١٨٧٦ من حديث جرير بن عبدالحميد، والبخاري، الإيمان، باب: الجهاد من الإيمان، ح: ٣٦ من حديث عمارة به.

أُرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

میں واپس لاؤں گا جہاں سے وہ جہاد کے لیے نکلا تھا‘ علاوہ ثواب اور غنیمت کے جو اس کو ملے۔‘‘

فائدہ: ’’مجھ پر ایمان‘‘ یہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ کی حکایت و نقل ہے کیونکہ ’’میرے رسولوں کی تصدیق‘‘ والے الفاظ اللہ تعالیٰ ہی کے ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ٢٥) - أَدَاءُ الْخُمُسِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵-خمس کی ادائیگی (بھی ایمان میں داخل ہے)

٥٠٣٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبَّادٍ - عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، وَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا، فَقَالَ: «آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، اَلْإِيمَانُ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَ لَهُمْ، شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَيَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُقَيَّرِ، وَالْمُزَفَّتِ».

۵۰۳۴-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: قبیلۂ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: ہم قبیلۂ عبدالقیس والے ربیعہ کی نسل سے ہیں۔ ہم حرمت والے مہینے کے علاوہ آپ کے پاس نہیں آسکتے۔ ہمیں کسی اہم چیز کا حکم دیجیے جو ہم آپ سے سیکھیں اور واپس جا کر اپنے علاقے کے لوگوں کو اس کی دعوت دیں۔ تب آپ نے فرمایا: ’’میں تمھیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں: (پہلی چار چیزیں یہ ہیں) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا‘ پھر آپ نے ان کے لیے ایمان کی تفصیل بیان فرمائی۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ نماز پابندی سے ادا کرنا‘ زکاۃ ادا کرنا اور اپنی غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ مجھے (بیت المال میں) بھیجنا اور میں تمھیں خشک کدو کے برتنوں‘ سبز مٹکے اور تارکول والے مٹکے سے روکتا ہوں۔

٥٠٣٤ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب قول الله تعالى: "منيبين إليه واتقوه وأقيموا الصلاة ولا تكونوا من المشركين"، ح: ٥٢٣ عن قتيبة، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله تعالى ورسوله ﷺ وشرائع الدين . . . الخ، ح: ١٧ من حديث عباد بن عباد به.

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ شہادتین کے اقرار کے ساتھ ساتھ اقامت نماز' ادائیگی زکاۃ' رمضان المبارک کے روزے رکھنے اور مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنے کی اہمیت واضح کرتی ہے' نیز یہ بھی رہنمائی کرتی ہے کہ مال غنیمت سے خمس نکالنا ضروری ہے' خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔ ② ''ربیعہ کی نسل سے ہیں'' مضر اور ربیعہ دو بھائی تھے۔ قریش مکہ مضر کی اولاد سے تھے اور یمنی لوگ ربیعہ کی۔ بنو عبدالقیس بھی یمنی تھے۔ ان کو یمن سے مدینہ منورہ آنے کے لیے مکہ مکرمہ کے قرب و جوار سے گزر کر آنا پڑتا تھا اور کفار قریش ہر اس قافلے کو روکتے تھے جس کے بارے میں شبہ ہوتا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہا ہے۔ ویسے بھی مضری قبائل ربیعہ کے قبیلوں کو اپنا دشمن خیال کرتے تھے اور ان کے قتل اور لوٹ مار کو جائز سمجھتے تھے' اس لیے وہ حرمت والے مہینے کے علاوہ امن وامان سے نہیں گزر سکتے تھے۔ (باقی بحث پیچھے گزر چکی ہیں۔)

(المعجم ٢٦) - شُهُودُ الْجَنَائِزِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- جنازے میں حاضر ہونا (بھی ایمان میں داخل ہے)

٥٠٣٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ الْأَزْرَقَ - عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى يُوضَعَ فِي قَبْرِهِ، كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ أَحَدُهُمَا مِثْلُ جَبَلِ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهُ قِيرَاطٌ».

٥٠٣٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جذبۂ ایمان اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھے' پھر انتظار کرے حتی کہ اسے قبر میں دفن کر دیا جائے تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا جن میں سے ہر ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہو گا۔ اور جو صرف جنازہ پڑھ کر واپس آ جائے' اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا۔''

(المعجم ٢٧) - اَلْحَيَاءُ (التحفة ٢٧)

باب:٢٧- حیا (بھی ایمان کا جز ہے)

٥٠٣٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ؛ ح:

٥٠٣٦- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی

٥٠٣٥_ [صحيح] تقدم، ح: ١٩٩٨.

٥٠٣٦_ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الحياء من الإيمان، ح: ٢٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٥.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ : أَخْبَرَنِي مَالِكٌ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ: «دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ».

کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو زیادہ حیا کرنے کی وجہ سے ڈانٹ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''رہنے دے! حیا ایمان کا حصہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حیا عظیم الشان اور اعلیٰ صفاتِ حمیدہ میں سے ایک عظیم صفت ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ہر وقت زیورِ حیا سے آراستہ رکھے۔ حیا کی بابت بہت سی احادیث میں ترغیب منقول ہے۔ ② ''ڈانٹ رہا تھا'' کہ تو اس قدر حیا کرتا ہے کہ اپنا حق بھی نہیں مانگ سکتا۔ ③ ''رہنے دے'' کیونکہ حیا نہ رہا تو دین ودنیا دونوں جاتے رہیں گے۔ دین تو نام ہی حیا کا ہے۔ دنیا میں بھی بے حیا ذلیل ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٨) - اَلدِّينُ يُسْرٌ (التحفة ٢٨)

باب:٢٨- دین (پر عمل کرنا) آسان ہے

٥٠٣٧- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَيَسِّرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدَّلْجَةِ».

٥٠٣٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین آسان ہے۔ جو شخص دین کو سخت بنائے گا' دین اس پر غالب آ جائے گا' لہٰذا تم اپنے اعمال درست رکھو، میانہ روی اختیار کرو، خوش رہو۔ لوگوں پر آسانی کرو، کچھ سفر پہلے پہر کر لیا کر، کچھ پچھلے پہر اور کچھ آخر رات کو۔''

فوائد ومسائل: ① ''دین آسان ہے'' یعنی جو احکام اللہ تعالیٰ نے مشروع فرمائے ہیں' وہ انسانی طاقت سے باہر نہیں۔ ان پر بہ آسانی عمل ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ یہ مطلب نہیں کہ جو کام مشکل نظر آئے' وہ دین نہیں ہو سکتا کیونکہ بدنیت آدمی کے لیے تو دین کا ہر کام ہی مشکل ہے۔ ② ''سخت بنائے گا'' یعنی دین میں اپنی طرف سے سخت احکام داخل کرے گا یا غلو کرے گا تو ایک وقت آئے گا کہ وہ خود اپنی پیدا کردہ سختی پر پورا نہیں اتر سکے گا۔ اور اس کا غلو اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ ③ ''میانہ روی'' نوافل کے بارے میں ورنہ فرائض کی ادائیگی تو ہمیشہ ضروری ہے۔ نوافل اتنے ہی اختیار کرنے چاہییں جن پر

٥٠٣٧- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الدين يسر . . . الخ، ح:٣٩ من حديث عمر بن علي المقدمي به .

آسانی سے اور ہمیشہ عمل ہو سکے۔ ④ ''خوش رہو'' یعنی اللہ تعالیٰ کے ثواب ورحمت پر یقین رکھو اور پرامید رہو۔ ⑤ ''کچھ سفر'' عمل کو سفر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سفر مناسب طریق سے کیا جائے تو مسافر اور سواری دونوں سہولت میں رہتے ہیں اور سفر بھی اچھا کٹتا ہے لیکن اگر سفر کو مسلسل جاری رکھا جائے اور سواری کو تھکا دیا جائے تو سفر منقطع ہو جاتا ہے۔ مسافر بھی بیمار پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح عمل بھی اتنا اختیار کیا جائے جس پر سہولت سے عمل ہو سکے، دیگر فرائض بھی ادا ہو سکیں اور جسم بھی کمزور نہ پڑے۔ عرب معاشرے میں یہ تین اوقات سفر کے لیے بہترین تھے۔ باقی اوقات آرام اور کھانے پینے کے لیے ہوتے تھے۔

(المعجم ٢٩) - أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩-اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پیارا دین (طریقۂ عبادت)

٥٠٣٨- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ»؟ قَالَتْ: فُلَانَةُ، لَا تَنَامُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ: «مَهْ! عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَوَاللهِ! لَا يَمَلُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى تَمَلُّوا، وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ».

٥٠٣٨-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ان (حضرت عائشہ) کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: فلاں عورت ہے۔ یہ (رات کو) بالکل نہیں سوتی اور اس کی (نفل) نماز کا ذکر کرنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ''بس کرو۔ اتنا کام کیا کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں اکتائے گا حتی کہ تم اکتا جاؤ گے۔ دین کے کاموں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندوہ ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشگی کر سکے۔''

فوائد ومسائل: ① ''بس کرو'' یا تو یہ خطاب حضرت عائشہ کو ہے کہ زیادہ تعریف نہ کرو' اس لیے کہ اس عورت کا یہ انداز قابل تعریف نہیں۔ یا خطاب اس عورت سے ہے کہ یہ طریقۂ عبادت چھوڑ دو' یہ درست نہیں بلکہ اس طریقے سے نفل عبادت کیا کرو جس پر تم کاربند رہ سکو۔ ② ''نہیں اکتائے گا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب کی کوئی کمی نہیں کہ ثواب دیتے دیتے ختم ہو جائے بلکہ تم ہی کام کرتے کرتے تھک جاؤ گے اور چھوڑ بیٹھو گے۔ پھر ثواب بھی رک جائے گا۔ ③ ''ہمیشگی کرے'' ظاہر ہے یہ وہی ہو گا جس میں عبادت کے ساتھ ساتھ جسمانی

٥٠٣٨-[صحيح] تقدم، ح: ١٦٤٣.

آرام اور سہولت کا بھی لحاظ رکھا جائے گا۔

(المعجم ٣٠) - اَلْفِرَارُ بِالدِّينِ مِنَ الْفِتَنِ (التحفة ٣٠)

باب:٣٠-دین کو بچانے کے لیے فتنوں سے بھاگنا (بھی ایمان کا جز ہے)

٥٠٣٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ مُسْلِمٍ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ».

٥٠٣٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ وقت قریب ہے جب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑی چوٹیوں یا بارشی علاقوں میں چلا جائے گا تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچائے۔''

فوائد ومسائل: ① اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لیے فتنوں سے بھاگ جانا بھی شعبہ ہائے ایمان میں سے ایک عظیم شعبہ ہے' اس لیے بوقت ضرورت ایک ایمان دار شخص کو فتنوں کی آماجگاہ اور فتنہ پرور لوگوں سے اپنا دین وایمان بچانے کے لیے راہ فرار اختیار کر لینی چاہیے' شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ ② یہ حدیث مبارکہ بکریاں پالنے اور چرانے وغیرہ کی فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے' نیز اپنا دین محفوظ کرنے کے لیے الگ تھلگ حتی کہ پہاڑ کی چوٹی کو اپنا مسکن بنا لینے کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ دلائل نبوت میں سے آپ کی نبوت پر ایک عظیم دلیل ہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ نے آخری زمانے میں فتنوں کی خبر دی تھی بعینہٖ اسی طرح فتنے گاہے گاہے سر اٹھاتے رہتے ہیں حتی کہ بسا اوقات ایک ذہین وفہیم مومن بھی حیران وششدر ہوتا ہے کہ ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہیے اور اپنا دین ان فتنوں سے کس طرح بچانا چاہیے۔ ④ اسلام میں رہبانیت اور گوشہ نشینی نہیں' خواہ وہ عبادت کے لیے ہی ہو' بلکہ لوگوں میں رہ کر عبادات بجالانا اسلامی طریقہ ہے تاکہ اپنے ساتھ ساتھ لوگوں کو بھی دین پر قائم کرنے کی کوشش کر سکے۔ البتہ جب حالات

٥٠٣٩_ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: من الدين الفرار من الفتن، ح: ١٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٠.

اتنے سنگین ہو جائیں کہ لوگوں میں رہ کر دین پر قائم رہنا ممکن نہ ہو اور اس کے رہنے سے لوگوں کو بھی کوئی شرعی فائدہ نہ ہو تو پھر گوشہ نشینی جائز ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہے۔ ⑤ بارشی علاقوں سے مراد وادیاں ہیں جہاں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے۔ یا وہ جگہیں ہیں جہاں بارشیں زیادہ برستی ہیں' پھر اس سے مراد بھی پہاڑی علاقے ہی ہوں گے۔

(المعجم ٣١) - مَثَلُ الْمُنَافِقِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- منافق کی مثال

٥٠٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ، تَعِيرُ فِي هٰذِهِ مَرَّةً وَفِي هٰذِهِ مَرَّةً لَا تَدْرِي أَيَّهَا تَتْبَعُ».

۵۰۴۰- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو بکرے کی طلب میں دو ریوڑوں کے درمیان رہتی ہے۔ کبھی اس ریوڑ میں جاتی ہے' کبھی اس ریوڑ میں۔ اس کو تسلی نہیں ہوتی کہ کس ریوڑ کے ساتھ رہے۔

فائدہ: منافقین کے لیے اس سے زیادہ مناسب مثال ممکن نہیں اور اس میں ان کی انتہائی توہین ہے کہ ان کو مؤنث سے مشابہت دی گئی ہے۔ گویا وہ مردانہ صفات سے عاری ہیں اور کمینوں کی طرح مال کی طلب میں کبھی مسلمانوں کی خوشامد کرتے ہیں کبھی کافروں کی، لیکن تسلی پھر بھی نہیں ہوتی' حیران و پریشان ہی رہتے ہیں۔

(المعجم ٣٢) - مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِنْ مُؤْمِنٍ وَمُنَافِقٍ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲- مومن اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتے ہیں

٥٠٤١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ

۵۰۴۱- حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے' نارنگی کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہے اور خوشبو بھی عمدہ۔ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا' اس کی مثال کھجور جیسی ہے جس کا ذائقہ تو عمدہ ہے مگر اس میں خوشبو نہیں۔ جو منافق قرآن پڑھتا ہے' اس کی مثال

٥٠٤٠ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، ح: ١٧/٢٧٨٤ عن قتيبة به.

٥٠٤١ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل القرآن على سائر الكلام، ح: ٥٠٢٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن، ح: ٧٩٧ من حديث قتادة به. ✽ سعيد هو ابن أبي عروبة.

الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا».

ناز بو کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہے مگر ذائقہ کڑوا ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا' اس کی مثال ایلوے کی طرح ہے۔ اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے' خوشبو بھی نہیں۔

فائدہ: ان مثالوں میں ایمان کو اچھے ذائقے سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایمان کی طرح نظر آنے والی چیز نہیں اور قراءت قرآن و نماز کو خوشبو کے ساتھ کیونکہ یہ دونوں ظاہر چیزیں ہیں۔ محسوس ہو سکتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس روایت کو ذکر کرنے سے مقصود ایمان کی کمی بیشی بیان کرنا ہے کیونکہ سب کھجوروں یا نارنگیوں کی مٹھاس ایک سی نہیں ہوتی بلکہ فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح سب مومن ایمان میں برابر نہیں ہوتے۔ ان میں بھی فرق ہوتا ہے۔

(المعجم ٣٣) - عَلَامَةُ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- مومن کی نشانی

٥٠٤٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

۵۰۴۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں بن سکتا حتی کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔''

آخِرُ كِتَابِ الْإِيمَانِ.

کتاب الایمان اختتام پذیر ہوئی۔

قَالَ الْقَاضِي - يَعْنِي ابْنَ الْكَسَّارِ - سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ: حَفْصُ ابْنُ عُمَرَ الَّذِي يَرْوِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ لَا أَعْرِفُهُ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ سَقَطَ الْوَاوُ مِنْ حَفْصِ بْنِ عَمْرٍو الرَّبَالِيِّ، اَلْمَشْهُورُ بِالرِّوَايَةِ عَنِ الْبَصْرِيِّينَ وَهُوَ ثِقَةٌ، ذَكَرَهُ فِي هٰذَا الْخَبَرِ فِي حَدِيثِ مَنْصُورِ بْنِ سَعْدٍ فِي

قاضی ابن کسار کہتے ہیں کہ میں نے عبدالصمد بخاری سے سنا' وہ فرماتے تھے کہ حفص بن عمر جو (حدیث: ۵۰۰۰ میں) عبدالرحمٰن بن مہدی سے بیان کرتے ہیں' میں انھیں نہیں جانتا۔ ہاں اگر وہ حفص بن عمرو ربالی ہوں جو عموماً بصریوں سے روایت کرتے ہیں تو وہ ثقہ راوی ہیں۔ قاضی کہتے ہیں کہ میں نے انھیں یہ کہتے ہوئے بھی سنا: میں نہیں جانتا کہ انس بن مالک سے

٥٠٤٢- [صحيح] تقدم، ح: ٥٠١٩.

بَابِ صِفَةِ الْمُسْلِمِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا أَعْلَمُ رَوٰى حَدِيثَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْمَرْفُوعَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ» بِزِيَادَةِ قَوْلِهِ، «وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا، وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا، وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا». عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ إِلَّا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ الْمِصْرِيُّ، وَهُوَ فِي هٰذَا الْجُزْءِ فِي بَابِ عَلٰى مَا يُقَاتَلُ النَّاسُ.

مرفوع روایت:[أمرت أن أقاتل......][واستقبلوا قبلتنا......] کے اضافے کے ساتھ سوائے عبداللہ بن مبارک اور یحییٰ بن ایوب مصری کے کسی نے حمید الطّویل سے بیان کی ہو۔ اور وہ اسی جز میں بَابُ عَلٰى مَا يُقَاتَلُ النَّاسُ کے تحت گزر چکی ہے۔

وضاحت: یہ عبارت یہاں بے محل ہے۔ حفص بن عمر کی بحث کا تعلق حدیث: ۵۰۰۰ سے ہے اور اس میں بھی راجح یہی ہے کہ یہ حفص بن عمر ہی ہے اور عبدالصمد کا دعوائے تصحیف درست نہیں۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۷/۲۴۹) دوسری بات حدیث: ۵۰۰٦ سے متعلق ہے۔ اس میں جو دعویٰ کیا گیا ہے کہ [واستقبلوا قبلتنا......] کا اضافہ حمید الطّویل سے صرف عبداللہ بن مبارک اور یحییٰ بن ایوب مصری بیان کرتے ہیں تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ محمد بن عیسیٰ بھی حمید الطّویل سے یہ اضافہ نقل کرتے ہیں جیسا کہ باب تحریم الدم' حدیث: ۳۹۷۱ میں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۷/۳۹۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٨) - كِتَابُ الزِّينَةِ مِنَ السُّنَنِ (التحفة ٣١)

سنن کبریٰ سے زینت کے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - اَلْفِطْرَةُ (التحفة ١)

٥٠٤٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ ابْنِ حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَشَرَةٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَالْاِسْتِنْشَاقُ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ» قَالَ مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ.

باب:۱- فطری چیزیں (جن سے زینت حاصل ہوتی ہے)

۵۰۴۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس چیزیں فطرت انسانیہ کا تقاضا ہیں: مونچھیں کاٹنا' ناخن تراشنا' انگلیوں کے جوڑوں اور پوروں کو اچھی طرح دھونا' ڈاڑھی پوری رکھنا' مسواک کرنا' ناک میں پانی چڑھانا (اور ناک کی صفائی کرنا)' بغلوں کے بال اکھیڑنا' شرم گاہ کے بال مونڈنا' پانی کے ساتھ استنجا کرنا۔'' مصعب بن شیبہ (راویٔ حدیث) نے کہا: دسویں چیز میں بھول گیا۔ امید ہے کہ وہ کلی کرنا ہوگا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ امور فطرت صرف دس چیزیں نہیں بلکہ یہ دس تو ''کچھ'' امور فطرت ہیں۔ یہ اس لیے کہ حدیث کے الفاظ ہیں: عَشَرَةٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ، اور لفظ مِنْ تبعیض کے لیے ہے' یعنی کچھ امور فطرت یہ ہیں نہ کہ سارے امور فطرت کا یہاں احاطہ ہے۔ بعض احادیث میں دس

٥٠٤٣- أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:٢٦١/٥٦ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح:٩٢٢٦، ٩٢٨٦.

کے بجائے پانچ اشیاء کو امور فطرت کہا گیا ہے' وہاں بھی احاطہ اور حصر مقصود نہیں۔ واللہ أعلم. ② ان دس چیزوں کے فطرت ہونے سے مراد یہ ہے کہ فطرت انسانیہ ان امور کا تقاضا کرتی ہے۔ فطرت کے معنی سنت بھی کیے گئے ہیں کیونکہ دین اسلام بھی تو فطرت انسانیہ کے عین مطابق ہے۔ تمام انبیاء ﷺ ان چیزوں پر عمل پیرا رہے۔ ان میں سے اکثر امور کی تفصیل کتاب الطہارۃ میں بیان ہو چکی ہے۔ (دیکھیے' احادیث: ۳ تا ۱۵) ③ براجم' برجمۃ کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ تمام جگہیں ہیں جہاں میل کچیل جمع ہوتا ہے اور توجہ نہ کی جائے تو پانی وہاں نہیں پہنچتا' مثلاً: انگلیوں کی گرہیں اور پور' جسم کے دیگر جوڑ اور ہتھیلی کی لکیریں وغیرہ۔

٥٠٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْقًا يَذْكُرُ عَشْرَةً مِّنَ الْفِطْرَةِ: اَلسِّوَاكَ، وَقَصَّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلَ الْبَرَاجِمِ، وَحَلْقَ الْعَانَةِ، وَالْاِسْتِنْشَاقَ، وَأَنَا شَكَكْتُ فِي الْمَضْمَضَةِ.

۵۰۴۴- حضرت سلیمان تیمی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت طلق بن حبیب کو فرماتے سنا' دس چیزیں فطری ہیں: مسواک کرنا' مونچھیں کاٹنا' ناخن تراشنا' انگلیوں کے پوروں اور جوڑوں کو اچھی طرح دھونا' زیرناف بال مونڈنا' ناک کی صفائی کرنا' کلی کے بارے میں مجھے شک ہے۔

٥٠٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ: عَشَرَةٌ مِّنَ السُّنَّةِ: اَلسِّوَاكُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَالْمَضْمَضَةُ، وَالْاِسْتِنْشَاقُ، وَتَوْفِيرُ اللِّحْيَةِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَالْخِتَانُ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَغَسْلُ الدُّبُرِ.

۵۰۴۵- حضرت طلق بن حبیب نے فرمایا: دس چیزیں (انبیاء ﷺ کی) سنت ہیں: مسواک کرنا' مونچھیں کاٹنا' کلی کرنا' ناک کی صفائی کرنا' ڈاڑھی پوری رکھنا' ناخن تراشنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ختنہ کروانا' زیرناف (شرم گاہ) کے بال مونڈنا اور (قضائے حاجت کے بعد) پشت دھونا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدِيثُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَجَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، وَمُصْعَبٌ مُنْكَرُ

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے فرمایا: سلیمان تیمی کی حدیث (جو اس حدیث سے پہلے بیان ہوئی ہے) اور جعفر بن ایاس کی مذکورہ (یہی) حدیث

٥٠٤٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٢٧.

٥٠٤٥- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٢٨.

الْحَدِيثِ.

مصعب بن شیبہ کی حدیث (باب کی پہلی حدیث) سے زیادہ درست ہے۔ مصعب (ابن شیبہ) منکر الحدیث (ضعیف راوی) ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''پشت دھونا'' ڈھیلے استعمال کرنے سے بھی گزارا تو ہو جاتا ہے مگر پوری صفائی نہیں ہوتی۔ مکمل صفائی پانی ہی سے ممکن ہے لہٰذا کم از کم تین ڈھیلوں سے استنجا فرض ہے۔ اور پانی کے ساتھ افضل ہے۔ حدیث نمبر ۵۰۴۳ میں انتقاص الماء سے بھی یہی مراد ہے۔ ② ان کاموں سے انسان کو زینت حاصل ہوتی ہے۔ صفائی مکمل ہوتی ہے۔ وہ مہذب دکھائی دیتا ہے لہٰذا ان کو کتاب الزینہ میں ذکر فرمایا۔

٥٠٤٦- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: اَلْخِتَانُ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَنَتْفُ الضَّبْعِ، وَتَقْلِيمُ الظُّفْرِ، وَتَقْصِيرُ الشَّارِبِ». وَقَفَهُ مَالِكٌ.

۵۰۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطری ہیں: ختنہ کرنا' شرم گاہ کے بال مونڈنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ناخن تراشنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا۔''

امام مالک رحمہ اللہ نے اس (روایت) کو موقوف بیان کیا ہے (جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔)

٥٠٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَالْخِتَانُ.

۵۰۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت اور سنت ہیں: ناخن تراشنا' مونچھیں کاٹنا' بغل کے بال اکھیڑنا' شرم گاہ کے بال مونڈنا اور ختنہ کروانا۔

فائدہ: ''فطرت ہیں'' جو شخص یہ کام نہیں کرتا' وہ انسانی فطرت کا باغی اور انبیاء علیہم السلام کے طریقے کا مخالف ہے۔

(المعجم ٢) - إِحْفَاءُ الشَّارِبِ (التحفة ٢)

باب:۲- مونچھوں کو ختم کرنا

٥٠٤٦_ [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٢٩٣ من حديث عبدالرحمٰن بن إسحاق المدني به، وهو في الكبرى، ح: ٩٢٨٩ . * سعيد هو ابن أبي سعيد المقبري، وللحديث طرق أخرى.

٥٠٤٧_ [صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٩٢٩٠، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٢١ عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبيه عن أبي هريرة، موقوف مثله، ورفعه بشر بن عمرو (التمهيد: ٢١/ ٥٦)، وهو ثقة، فالحديث صحيح موقوفًا ومرفوعًا.

٥٠٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰى».

۵۰۴۸- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مونچھوں کو ختم کرو اور ڈاڑھی کو بڑھنے دو۔''

فائدہ: اس حدیث کی تشریح کے لیے ملاحظہ فرمائیں' حدیث: ۱۵۔

٥٠٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْفُوا اللِّحٰى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ».

۵۰۴۹- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ڈاڑھیاں رکھو اور مونچھیں صاف کرو۔''

٥٠٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ يُوسُفَ ابْنَ صُهَيْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَّمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا».

۵۰۵۰- حضرت زید بن ارقم ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اپنی مونچھیں نہ کاٹے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''مونچھیں نہ کاٹے'' یعنی جب کاٹنے کی ضرورت ہو' مثلاً: وہ منہ میں پڑنے لگیں۔ مشروب سے آلودہ ہوں وغیرہ' ورنہ ہر روز کاٹنا ضروری نہیں اور نہ ساری زندگی میں ایک آدھ دفعہ کاٹ لینا ہی کافی ہے۔ ② ''ہم میں سے نہیں'' یعنی ہمارے طریقۂ کار پر عمل پیرا نہیں' یا دیکھنے میں مسلمان نہیں لگتا' یا تشبیہ مراد ہے کہ وہ غیر مسلموں جیسا ہے۔ واللہ أعلم.

٥٠٤٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩١. * سفيان هو الثوري.

٥٠٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٢

٥٠٥٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٣.

(المعجم ٣) - اَلرُّخْصَةُ فِي حَلْقِ الرَّأْسِ (التحفة ٣)

باب:۳- سر منڈانے کی رخصت

٥٠٥١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى صَبِيًّا حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضٌ، فَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: «اِحْلِقُوهُ كُلَّهُ أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ».

۵۰۵۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بچہ دیکھا جس کا کچھ سر مونڈا ہوا تھا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا: ''سارا سر منڈاؤ یا سارا رہنے دو۔''

فائدہ: کافر لوگ سر مونڈتے وقت کچھ بال کسی بت وغیرہ کے نام پر رکھ چھوڑتے تھے جس طرح آج کل بھی بعض جاہل لوگ کسی پیر کے نام کی بودی رکھتے ہیں، حالانکہ غیر اللہ کی ایسی تعظیم حرام ہے، لہٰذا آپ نے منع فرمایا۔ ویسے بھی یہ چیز نامناسب لگتی ہے۔ آدمی بھدا لگتا ہے اور یہ فطرت انسانیہ کے خلاف ہے۔ البتہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سر کے ہر حصے سے ایک جیسے یا ایک جتنے بال کٹوائے جائیں، بلکہ اگر کانوں کے قریب سے زیادہ ترشوا لیے جائیں تاکہ کانوں میں نہ پڑیں اور سر کے اوپر سے کم کٹوا لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ دیکھنے میں متناسب ہوں۔

(المعجم ٤) - اَلنَّهْيُ عَنْ حَلْقِ الْمَرْأَةِ رَأْسَهَا (التحفة ٤)

باب:۴- عورت کے لیے سر منڈوانے کی ممانعت

٥٠٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْحَرَشِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا.

۵۰۵۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت اپنا سر منڈوائے۔

٥٠٥١ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٦.

٥٠٥٢ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في كراهية الحلق للنساء، ح: ٩١٤ عن محمد بن موسى البصري به، وقال: "فيه اضطراب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٧، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ١٩٨٥ وغيره، وحديث أبي داود حسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ٢/ ٢٦١.

فائدہ: اسلام اور انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ مرد اور عورت ظاہری امور میں مشابہت نہ رکھیں بلکہ دور سے ہی اندازہ ہونا چاہیے کہ یہ مرد ہے اور یہ عورت۔ مرد کے لیے شریعت نے سر مونڈنا اور بال کٹوانا جائز قرار دیا ہے' جبکہ عورت کے لیے نہ سر منڈوانا جائز ہے نہ بال کٹوانا ہی تاکہ مرد کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔ اس کے علاوہ لمبے بال مرد کے کام کاج میں بھی رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ سر ڈھانپنے کی وجہ سے عورت کے لیے لمبے بال کوئی مسئلہ نہیں' اس لیے بال کٹوانا یا منڈوانا مردوں کے ساتھ خاص کر دیا گیا اور سر کے بال رکھنا عورتوں کے ساتھ۔

(المعجم ٥) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْقَزَعِ (التحفة ٥)

باب:٥- قزع (کچھ سر مونڈنے' کچھ چھوڑ دینے) کی ممانعت

٥٠٥٣- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نَهَانِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْقَزَعِ».

۵۰۵۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے مجھے قزع سے منع فرمایا ہے۔''

فائدہ: یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منکر ہے۔ محقق کتاب کا اسے بخاری و مسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں کیونکہ بخاری و مسلم کا سیاق آئندہ روایت کے مطابق ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۳/۳۸)

٥٠٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ.

۵۰۵۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یحییٰ بن سعید (القطان) اور محمد بن بشر کی روایت (اس مذکورہ

٥٠٥٣ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب القزع، ح: ٥٩٢٠، ومسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠ من حديث عمر بن نافع به بغير هذا اللفظ، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٢٩٨.

٥٠٥٤ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٠٣، وانظر، ح: ٥٢٣٠ وغيره.

روایت سے) زیادہ درست اور صحیح ہے۔

فائدہ: قزع سے مراد یہ ہے کہ سر کہیں سے مونڈ دیا جائے، کہیں سے چھوڑ دیا جائے۔ منع کی وجہ حدیث نمبر ۵۰۵۱ میں دیکھیے۔

(المعجم ٦) - اَلْأَخْذُ مِنَ الشَّارِبِ (التحفة ٦)

باب:٦- مونچھیں کاٹنا

٥٠٥٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخُو قَبِيصَةَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَلِيَ شَعْرٌ، فَقَالَ: «ذُبَابٌ» فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِينِي، فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ لِي: «لَمْ أَعْنِكَ، وَهٰذَا أَحْسَنُ».

۵۰۵۵- حضرت وائل بن حجر ؓ نے کہا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میرے لمبے لمبے بال تھے۔ آپ نے فرمایا: ’’نحوست ہے (یہ بری چیز ہے۔‘‘) میں نے سمجھا، آپ کا اشارہ میری طرف ہے۔ میں نے اپنے بال کاٹ دیے۔ پھر میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ’’میرا اشارہ تیری طرف نہیں تھا۔ ویسے یہ تیری زیادہ اچھی حالت ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مذکورہ حدیث اور عنوان کی باہم مطابقت نہیں ہے۔ ہاں! یہ مطابقت اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ یہ باب اس طرح ہو ’’اَلْأَخْذُ مِنَ الشَّعْرِ‘‘ جیسا کہ بعض نسخوں میں انھی الفاظ سے عنوان قائم کیا گیا ہے۔ دیکھیے (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۱۸/۳۸) ② یہ حدیث مبارکہ صحابۂ کرام ؓ کی عظمت پر بھی صریح دلالت کرتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی کس طرح تعمیل کرتے تھے کہ حضرت وائل بن حجر ؓ نے جب نبی ﷺ کی زبان مبارک سے لفظ ذُبَابٌ ’’نحوست ہے‘‘ سنا تو فوراً جا کر اپنے لمبے بال کٹوا دیے۔ انھوں نے یہ کام اس لیے کیا کہ وہ سمجھے تھے کہ آپ میرے بالوں کی مذمت کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اگرچہ بال کٹوانے کا حکم نہیں دیا تھا، تاہم آپ نے حضرت وائل ؓ کے فعل کی تحسین فرمائی۔ ③ بہت زیادہ لمبے بال رکھنا مناسب نہیں کہ حد اعتدال ہی سے نکل جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت وائل ؓ کے لمبے بال کٹوا دینے کے عمل کو سراہا اور خود رسول اللہ ﷺ کے اپنے بال مبارک آپ کے مبارک شانوں (کندھوں) سے زیادہ نیچے نہیں جایا کرتے تھے۔ ہر شخص کو بالخصوص ہر مسلمان کو نبی ﷺ کی اقتدا کرنی چاہیے۔

٥٠٥٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في تطويل الجمة، ح: ٤١٩٠ من حديث سفيان بن عقبة السوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٠٧ . * تلميذ عاصم بن كليب هو الثوري.

④ معلوم ہوا بال کٹوانا اچھی بات ہے۔ بہت لمبے بال رکھنا عورتوں سے مشابہت ہے۔

٥٠٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ ﷺ شَعْرًا رَجِلًا، لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ.

۵۰۵۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے سر کے بال لہردار تھے۔ نہ گھنگریالے نہ بالکل سیدھے۔ (اور عموماً) کانوں اور کندھے کے درمیان رہتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ''لہردار'' ممکن ہے پیدائشی طور پر لہردار ہوں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لمبے ہونے کی وجہ سے ان میں بل پڑ گئے ہوں۔ لمبے بالوں میں عموماً ایسے ہوتا ہے۔ ② ''کانوں اور کندھوں کے درمیان'' معلوم ہوتا ہے کہ آپ کانوں کے نچلے حصے کے برابر بال کاٹ لیتے ہوں گے۔ جب وہ بڑھتے بڑھتے کندھوں کو لگنے لگتے تو پھر کاٹ دیتے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ سر جھکاتے تو آپ کے بال مبارک کانوں کے برابر محسوس ہوتے اور جب سر مبارک اٹھاتے تو کندھوں کو لگتے تھے۔ عام حالات میں کانوں اور کندھوں کے درمیان رہتے۔ واللہ أعلم. ③ دونوں صورتوں میں بال کٹوانے پر دلالت ہوتی ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی اور سر کے بالوں کا حکم الگ الگ ہے۔ سر کے بال کٹوانا اور منڈوانا دونوں جائز ہیں جبکہ ڈاڑھی کے بال کٹوانا اور منڈوانا دونوں ناجائز اور حرام کام ہیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ حسن تخلیق کا شاہکار تھے اس لیے نیم گھنگریالے بال ہی حسن و جمال کی علامت ہوں گے جیسا کہ نبی ﷺ کے بال تھے۔

٥٠٥٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَرْبَعَ سِنِينَ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ.

۵۰۵۷- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن حمیری سے روایت ہے کہ میں ایک بزرگ کو ملا جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں اسی طرح رہے تھے جس طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چار سال آپ کی خدمت اقدس میں رہے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہر روز کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٠٥٦ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب الجعد، ح: ٥٩٠٥، ٥٩٠٦ من حديث وهب بن جرير، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٨ من حديث جرير بن حازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٠٨.

٥٠٥٧ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٠٩.

فوائد و مسائل: ① ’’جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ‘‘ یہ تشبیہ مدت میں بھی ہو سکتی ہے کہ وہ بھی چار سال آپ ﷺ کے پاس رہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری کے آغاز میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ ۱۱ ہجری کے تیسرے مہینے میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ یا یہ تشبیہ کیفیت میں بھی ہو سکتی ہے کہ جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے‘ اسی طرح وہ بزرگ بھی تقریباً ہر وقت آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ ② ’’ہر روز کنگھی‘‘ کیونکہ ہر روز کنگھی کرنا دلیل ہے کہ اس شخص کی زیب و زینت کی طرف ضرورت سے زیادہ توجہ ہے اور یہ وصف عورتوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ شخص یا تو عورتوں کی طرح بن سنور کر رہتا ہے۔ اس میں وہ مردوں کے لیے فتنہ بنے گا یا عورتوں کو مائل کرنے کی غرض سے ایسے کرتا ہے تو عورتوں کے لیے فتنہ بنے گا۔ مردوں کی توجہ زیب و زینت کی طرف نہیں ہونی چاہیے ورنہ مفاسد پیدا ہوں گے۔ ③ ہر روز کنگھی نہ کرنے کا لازمی نتیجہ ہے کہ بال کٹوا کے رکھے جائیں تاکہ روزانہ کنگھی کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔ یہی باب سے مناسبت ہے۔

(المعجم ٧) - اَلتَّرَجُّلُ غِبًّا (التحفة ٧)

باب: ۷- کنگھی ناغے سے کرنی چاہیے

٥٠٥٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا.

۵۰۵۸- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلا ناغہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٠٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا.

۵۰۵۹- حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے بلا ناغہ کنگھی کرنے سے روکا ہے۔

٥٠٥٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في النهي عن الترجل إلا غبًا، ح: ١٧٥٦ من حديث عيسى بن يونس به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣١٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٨٠، وضعفه أحد المغربيين، ولبعضه شاهد، انظر، ح: ٥٠٦٠ * هشام بن حسان عنعن، والحديث الآتي: ٥٠٦١ يغني عنه.

٥٠٥٩_ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣١٦.

٥٠٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ قَالَا: اَلتَّرَجُّلُ غِبٌّ.

۵۰۶۰- حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین نے فرمایا: کنگھی ناغے سے ہونی چاہیے۔

فائدہ: اس فرمان میں ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو ہر وقت جیب میں کنگھی لیے پھرتے ہیں۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے، حدیث:۵۰۵۷۔ صحیح بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا تینوں روایات شواہد ومتابعات کی وجہ سے صحیح ہیں۔

٥٠٦١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَهْمَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَامِلًا بِمِصْرَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَإِذَا هُوَ شَعِثُ الرَّأْسِ مُشْعَانٌّ، قَالَ مَا لِي أَرَاكَ مُشْعَانًّا وَأَنْتَ أَمِيرٌ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنِ الْإِرْفَاهِ قُلْنَا وَمَا الْإِرْفَاهُ؟ قَالَ: اَلتَّرَجُّلُ كُلَّ يَوْمٍ.

۵۰۶۱- حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی مصر کے حاکم تھے۔ ان کا ایک ساتھی ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ ان کے بال پراگندہ اور بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ کہنے لگا: کیا وجہ ہے کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے ہیں، حالانکہ آپ حاکم ہیں؟ انھوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ ہمیں زیادہ ٹیپ ٹاپ سے روکا کرتے تھے۔ اس نے کہا: ٹیپ ٹاپ کا کیا مطلب؟ انھوں نے فرمایا: ہر روز کنگھی کرنا۔

فائدہ: ٹیپ ٹاپ تو وسیع مفہوم رکھتا ہے اور ہر روز کنگھی کرنا اس میں داخل ہے نہ کہ یہ اس کے معنی ہیں۔

(المعجم ٨) - اَلتَّيَامُنُ فِي التَّرَجُّلِ (التحفة ٨)

باب:۸- کنگھی کرتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنا

٥٠٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ:

۵۰۶۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں

٥٠٦٠ـ [ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٩٣١٧. * يونس هو ابن عبيد، وبشر هو ابن المفضل.

٥٠٦١ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٩٣١٨.

٥٠٦٢ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٩٣٢١، وقال المزي: "هو وهم والمحفوظ حديث أشعث بن أبي الشعثاء عن أبيه عن مسروق عن عائشة"، وانظر، ح:١١٢، ٥٢٤٢.

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَامُنَ، يَأْخُذُ بِيَمِينِهِ وَيُعْطِي بِيَمِينِهِ، وَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اختیار کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ اپنے دائیں ہاتھ سے لیتے، دائیں ہاتھ سے دیتے بلکہ تمام معاملات میں دائیں طرف کو ترجیح دیتے تھے۔

فائدہ: ''تمام معاملات'' مراد وہ معاملات ہیں جو دائیں سے مناسبت رکھتے ہوں ورنہ استنجا کرنا، ناک جھاڑنا وغیرہ بائیں ہی سے مستحب ہیں، نیز وہ معاملات ایک ہاتھ سے سرانجام دیے جا سکتے ہوں ورنہ جو کام دونوں ہاتھوں سے ہوتے ہیں، وہاں دونوں ہاتھ استعمال ہوں گے، مثلاً: روٹی پکانا بلکہ بعض چیزوں کو کھانا، جیسے ہڈی سے گوشت نوچنا۔ البتہ ایسے کاموں میں بھی دائیں سے ابتدا کی جائے، نیز یہ صرف مستحب ہے۔ اسے فرض نہیں سمجھ لینا چاہیے۔ ہاں کھانے پینے میں دائیں ہاتھ کا استعمال ضروری ہے، نیز عبادات میں کہ عبادات عادات سے مختلف ہوتی ہیں۔ (مزید دیکھیے، حدیث:۱۱۲)

(المعجم ٩) - اِتِّخَاذُ الشَّعْرِ (التحفة ٩)

باب:۹- سر کے بال (لمبے) رکھنا

٥٠٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَجُمَّتُهُ تَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ.

۵۰۶۳- حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو سرخ حلہ پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا جب کہ آپ کے سر مبارک کے لمبے لمبے بال کندھوں سے ٹکراتے تھے۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ سرخ لباس آپ پر بہت جچتا تھا کیونکہ وہ آپ کے جسمانی رنگ و روپ سے بہت زیادہ مناسبت رکھتا تھا۔ رنگ بھی سرخ و سپید اور حلہ بھی سرخ و سفید۔ ② ''کندھوں سے'' مراد مرد کے لیے بالوں کو کاٹنا ضروری ہے۔ کندھوں کے برابر کاٹے یا کانوں کے پاس سے اوپر۔ (تفصیل دیکھیے، حدیث:۵۰۵۶)

٥٠٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۰۶۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

٥٠٦٣_ أخرجه البخاري، اللباس، باب الجعد، ح: ٥٩٠١ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٢٦.

٥٠٦٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب ماجاء في الشعر، ح: ٤١٨٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٢٣.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک نصف کانوں تک ہوتے تھے۔

فائدہ: "نصف کانوں تک" یہ سابقہ روایات کے خلاف نہیں۔ کاٹتے وقت نصف کانوں کے برابر ہوں گے، پھر بڑھ جاتے ہوں گے۔

٥٠٦٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: وَرَأَيْتُ لَهُ لِمَّةً تَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ.

٥٠٦٥- حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو سرخ حلہ پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر خوب صورت نہیں دیکھا، نیز میں نے دیکھا کہ آپ کی زلفیں کندھوں کے قریب لہرایا کرتی تھیں۔

فائدہ: عربی میں سر کے لمبے بالوں کے لیے تین لفظ استعمال کیے جاتے ہیں: وَفْرہ، وہ بال جو کانوں کے برابر تک ہوں، لِمّہ، جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں اور جُمّہ، وہ بال جو کندھوں سے ٹکراتے ہوں۔ پیارے رسول مکرم ﷺ کے مبارک بالوں کے بارے میں تینوں الفاظ عام استعمال کیے گئے ہیں۔ توجیہ سابقہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ١٠) - اَلذُّؤَابَةُ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- زلفیں اور مینڈھیاں

٥٠٦٦- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: عَلَى قِرَاءَةِ مَنْ تَأْمُرُونِّي أَقْرَأُ؟ لَقَدْ

٥٠٦٦- حضرت ہبیرہ بن یریم سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مجھے کس کی قراءت کے مطابق پڑھنے پر مجبور کرتے ہو؟ (زید کی؟) جب کہ حقیقت یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ستر سے زائد سورتیں سنا چکا تھا جب کہ زید کے سر پر دو مینڈھیاں

٥٠٦٥ـ أخرجه البخاري، ح:٥٩٠١ من حديث أبي إسحاق السبيعي به كما تقدم، ح:٥٠٦٣، وهو في الكبرى: ٩٣٢٧.

٥٠٦٦ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح:٩٣٢٩.

قَرَأْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِضْعًا وَّسَبْعِينَ سُورَةً، وَإِنَّ زَيْدًا لَصَاحِبُ ذُؤَابَتَيْنِ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ .

ہوتی تھیں۔ وہ بچوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ میں قدیم الاسلام ہوں۔ قرآن کا بڑا قاری ہوں جب کہ حضرت زید بن ثابت تو کل کا بچہ ہے۔ یہ مجھ سے بڑا قاری کیسے ہوسکتا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن جمع کرنے اور ترتیب دینے پر مامور فرمایا۔ انھوں نے بڑی جانفشانی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید جمع کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید قریش کے لہجے میں مرتب فرمایا۔ ان کو اس اہم کام پر مامور کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ نوجوان اور تیز فہم تھے۔ قرآن مجید کے کاتب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کتابت قرآن پر مقرر فرمایا تھا۔ پھر وہ اس آخری عرصے (قرآن مجید کے دور) میں موجود تھے جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت جبریل امین علیہ السلام کے درمیان ہوا تھا۔ گویا کہ وہ ناسخ منسوخ' قرآنی لہجہ اور ترتیب سُوَر کے سب سے بڑے عالم اور واقف تھے۔ پھر ان کا حافظہ بھی قوی تھا' بخلاف اس کے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابتدائی دور میں قرآن مجید پڑھا تھا۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بوڑھے ہو چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ بوڑھے آدمی کی یادداشت جوان آدمی کے برابر نہیں ہو سکتی مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بات پر اڑے رہے اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متفقہ نسخۂ قرآن کی مخالفت کرتے رہے۔ یہ ان کی فروگزاشت تھی مگر ان کی جلالت' قدر اور بزرگی کی وجہ سے انھیں معذور قرار دیا گیا اور ان پر سختی نہ کی گئی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

٥٠٦٧ - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: كَيْفَ تَأْمُرُونِّي أَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ مَا قَرَأْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ بِضْعًا وَّسَبْعِينَ سُورَةً، وَإِنَّ زَيْدًا مَعَ الْغِلْمَانِ لَهُ ذُؤَابَتَانِ .

٥٠٦٧- حضرت ابووائل سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطاب فرمایا اور کہا: تم مجھے کس طرح مجبور کرتے ہو کہ میں زید بن ثابت کی قراءت کے مطابق پڑھوں جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ستر سے زیادہ سورتیں پڑھ لی تھیں اور زید ابھی بچوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ اس کی دو مینڈھیاں ہوتی تھیں۔

٥٠٦٧ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب رسول الله ﷺ، ح: ٥٠٠٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن مسعود وأمه رضي الله تعالى عنهما، ح: ٢٤٦٢ من حديث الأعمش به، وصرح بالسماع عند البخاري. * أبوشهاب هو الحناط.

فائدہ: بچوں کے بال قابو رکھنے کے لیے ان کی مینڈھیاں بنادی جاتی تھیں تا کہ کھیل کود میں بال خراب نہ ہوں۔ جب بچہ سمجھ دار ہو جاتا تھا تو مینڈھیوں کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ مقصد یہ ہے کہ وہ بچے تھے۔ حدیث سے مینڈھیوں کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے۔

٥٠٦٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِ الْعُرُوقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ الْأَغَرِّ بْنِ حُصَيْنٍ النَّهْشَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي زِيَادُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُدْنُ مِنِّي» فَدَنَا مِنْهُ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى ذُؤَابَتِهِ، ثُمَّ أَجْرٰى يَدَهُ وَسَمَّتَ عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ.

٥٠٦٨- زیاد بن حصین اپنے والد محترم (حصین بن اوس رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ جب وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے ان سے فرمایا: ”آگے آ جاؤ۔“ جب وہ آپ کے قریب آ گئے تو آپ نے اپنا ہاتھ ان کے لمبے لمبے بالوں پر رکھا اور سارے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کو دعا دی اور خوب دعا دی۔

فائدہ: ”ذؤابہ“ مینڈھی کو بھی کہتے ہیں، یعنی گندھے ہوئے بال۔ اور لٹکتے ہوئے بالوں کو بھی کہہ دیا جاتا ہے جنھیں زلفیں بھی کہا جاتا ہے۔ ویسے زلفیں ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو چہرے پر لٹکتے ہوں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١) - تَطْوِيلُ الْجُمَّةِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- لمبے لمبے بال رکھنا

٥٠٦٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَلِي جُمَّةٌ، قَالَ: «ذُبَابٌ» وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِينِي فَانْطَلَقْتُ فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِي فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ وَهٰذَا أَحْسَنُ».

٥٠٦٩- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میرے لمبے لمبے بال تھے۔ آپ نے فرمایا: ”(یہ) منحوس چیز ہے۔“ میں نے سمجھا کہ آپ مجھے کہہ رہے ہیں۔ میں اٹھا اور اپنے بال کاٹ کر پھر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”میں نے تجھے نہیں کہا تھا۔ ویسے یہ زیادہ اچھی حالت ہے۔“

٥٠٦٨ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٣٠، ح: ٣٥٥٨، ٣٥٥٩ من حديث غسان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٣١، وللحديث شواهد معنوية.

٥٠٦٩ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٥٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٣٢.

فائدہ: زیادہ لمبے بالوں کی حفاظت مشکل ہوتی ہے‘ نیز اس میں عورتوں سے مشابہت ہے‘ لہٰذا کٹوا لینے چاہییں۔

(المعجم ١٢) - عَقْدُ اللِّحْيَةِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- ڈاڑھی کو گرہیں دینا

٥٠٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، وَذَكَرَ آخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، أَنَّ شُيَيْمَ بْنَ بَيْتَانَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رُوَيْفِعَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَارُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي، فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا بَرِيءٌ مِّنْهُ».

٥٠٧٠- حضرت رویفع بن ثابت ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے رویفع! شاید تو میرے بعد عرصۂ دراز تک زندہ رہے‘ لہٰذا لوگوں کو بتا دینا کہ جس شخص نے اپنی ڈاڑھی کو گرہیں دیں یا گلے میں تندی ڈالی یا جانور کے گوبر اور ہڈی سے استنجا کیا تو محمد ﷺ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔“

فوائد و مسائل: ① جانور کی ہڈی اور اس کے گوبر سے استنجا کرنا ممنوع ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ② ان کاموں سے خاص طور پر دور رہنا چاہیے جن کے ارتکاب پر رسول اللہ ﷺ نے اظہارِ براءت فرمایا ہے۔ اس سے بڑھ کر ناکامی اور خسارہ کیا ہوسکتا ہے کہ رسولِ اللہ ﷺ یہ فرما دیں کہ فلاں شخص سے میں بری ہوں۔ اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ ”شاید“ یہ دراصل پیش گوئی تھی کہ تو میرے بعد عرصۂ دراز تک زندہ رہے گا۔ اور واقعتاً ایسے ہی ہوا۔ حضرت رویفع ؓ ۵۳ھ میں فوت ہوئے اور افریقہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی یہی ہیں۔ ”شاید“ کا لفظ اظہارِ عبدیت کے لیے ہے‘ جیسے اِنْ شَاءَ اللّٰہ کہا جاتا ہے۔ ④ ”ڈاڑھی کو گرہیں دیں“ جیسے عموماً سکھوں میں دیکھا جاتا ہے یا بالوں کو بل دے کر ویسے ہی گرہیں دی جائیں‘ دونوں صورتیں ہی مذموم ہیں۔ بعض لوگ بالوں کو اس طرح بل دیتے اور لپیٹتے ہیں کہ بڑی سے بڑی ڈاڑھی بھی چھوٹی محسوس ہوتی ہے اور بآسانی کھل کر لٹکتی بھی نہیں۔ اگرچہ بظاہر ڈاڑھی میں گانٹھ محسوس تو نہیں ہوتی لیکن نتیجے میں اس سے کم بھی نہیں ہوتی‘ اس لیے اس صورتِ تلفیف سے بھی اجتناب بہتر ہے۔ ڈاڑھی میں سنت طریقہ تسریح ہے‘ یعنی اسے کھلا چھوڑا جائے۔ ڈاڑھی کو بل دے کر اوپر چڑھا لینا ایک غیر ضروری تکلف سا لگتا ہے‘ لہٰذا اس سے احتراز بہتر ہے۔ بعض نے اس سے مراد یہ لیا ہے کہ نماز کے دوران میں

٥٠٧٠_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب ما ينهى عنه أن يستنجى به، ح: ٣٦ من حديث عياش بن عباس به، وزاد قبل رويفع: "شيبان القتباني"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٣٦.

ڈاڑھی سے کھیلتے نہیں رہنا چاہیے۔ یا نماز شروع کرنے سے پہلے ڈاڑھی کو مٹی سے بچانے کے لیے گرہ نہیں دینی چاہیے' جیسے آپ نے سر کے بال باندھنے اور کپڑے سمیٹنے سے روکا ہے۔ گویا نماز میں اپنے جسم وغیرہ کو مٹی سے بچانے ہی کی فکر نہیں کرتے رہنا چاہیے بلکہ توجہ نماز کی طرف ہی رہنی چاہیے۔ ⑤ ''تندی ڈالی'' ذبح شدہ جانور کے پٹھے کی رگ کو تندی کہتے ہیں۔ یہ بہت مضبوط ہوتی ہے۔ قوس کے کناروں کو باندھی جاتی ہے تاکہ لچک کی وجہ سے تیر دور پھینکنے میں مدد ملے۔ جاہلیت میں لوگ کاہنوں سے تندی پڑھوا کر اپنے گلے میں ڈالتے تھے تاکہ نظر بد سے محفوظ رہیں۔ چونکہ کاہن شرکیہ الفاظ پڑھتے تھے' لہٰذا اس سے منع فرمایا۔ ⑥ ''گوبر اور ہڈی سے استنجا'' کیونکہ ان سے صفائی نہیں ہوتی' اس لیے ان سے استنجا کرنا منع ہے' نیز یہ جنوں کی خوراک ہیں۔ گوبر ویسے بھی گندگی کی طرح ہے۔

(المعجم ١٣) - اَلنَّهْيُ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳-سفید بال اکھیڑنے کی ممانعت

٥٠٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ.

۵۰۷۱- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفید بال اکھیڑنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ ڈاڑھی اور سر کے سفید بال باقی رکھنے اور ان کو زائل نہ کرنے پر دلالت کرتی ہے' اس لیے کہ مومن کے سفید بالوں کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [هُوَ نُورُ الْمُؤْمِنِ] ''وہ مومن کا نور ہے۔'' (سنن ابن ماجه، أبواب الأدب، باب نتف الشيب، حديث:۳۷۲۱) سنن ابوداود کی روایت میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے بال حالتِ اسلام میں سفید ہو جائیں قیامت کے دن یہ اس کے لیے نور ہوں گے۔'' مزید برآں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک بال کے عوض اس کی نیکی لکھتا ہے اور اس کے عوض اس سے ایک گناہ دور کرتا ہے۔'' (سنن أبي داود، الترجل، باب في نتف الشيب، حديث:۴۲۰۲) ② یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے سفید بال رنگنے کا حکم بھی دیا ہے۔ دونوں قسم کی ان احادیث میں تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ سفید بالوں کو رنگنے کا حکم صرف یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کے لیے دیا گیا ہے کیونکہ یہ اپنے سفید بالوں کو نہیں رنگتے۔ یہ

٥٠٧١- **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الترجل، باب في نتف الشيب، ح: ٤٢٠٢، والترمذي، ح: ٢٨٢١، وابن ماجه، ح: ٣٧٢١ من حديث عمرو بن شعيب به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٣٧ . * عبدالعزيز هو الدراوردي، وعمارة هو الأنصاري، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره.

بھی ہو سکتا ہے کہ جب بال حالتِ اسلام میں سفید ہو جائیں تو پھر رنگنے کے باوجود بھی مومن مذکورہ فضیلت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٤) - اَلْإِذْنُ بِالْخِضَابِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- بالوں کو رنگنا جائز ہے

٥٠٧٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا عَمِّي [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوهُمْ».

۵۰۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی سفید بالوں کو نہیں رنگتے' لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو۔''

فوائد ومسائل: ① مخالفت کرنے سے مراد بال رنگنا ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں: ○ ان کو سیاہ رنگ سے رنگ لیا جائے۔ لیکن حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔ ○ حنا' یعنی مہندی سے رنگا جائے اور حنا کا رنگ معروف ہے' یعنی سرخ۔ ○ حنا اور کتم سے رنگا جائے اور یہ رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔ ② ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو رنگنا واجب ہے یا مستحب؟ اس مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے' تاہم حق یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں بالوں کو رنگنے ہی کا حکم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبَغُونَ فَخَالِفُوهُمْ] ''یہودی اور عیسائی اپنے بال نہیں رنگتے' تم ان کی مخالفت کرو' یعنی بالوں کو رنگو۔'' (صحيح البخاري' اللباس' باب الخضاب' حديث:٥٨٩٩' و صحيح مسلم' اللباس' باب في مخالفة اليهود في الصبغ' حديث: ٢١٠٣) اس حدیث میں مطلقاً مخالفت کا حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بالوں کو سفید نہ رہنے دو بلکہ ان کو رنگ لو' خواہ کسی رنگ سے ہو' بالوں کو کالا کرنے کے قائل اسی مطلق حکم سے استدلال کرتے ہیں لیکن

٥٠٧٢ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ح: ٣٤٦٢ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٣٨، ٩٣٣٩. * عمه يعقوب بن إبراهيم بن سعد.

یہ استدلال درست نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے بالکل سیاہ رنگ کے خضاب سے منع فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ فتح مکہ والے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے۔ نبی ﷺ نے انھیں دیکھ کر فرمایا: [غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ] ''اسے کسی رنگ سے بدل دو لیکن سیاہ رنگ سے بچنا۔'' (صحيح مسلم، اللباس، باب استحباب خضاب الشيب......، حدیث:٢١٠٢) اس حدیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ سر اور داڑھی کے بالوں کو رنگنے کا حکم تو ہے لیکن کالے رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ سے انھیں رنگا جائے گا۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ بالوں کو رنگنا فرض ہے یا مستحب؟ تو اس کے متعلق علماء کی دونوں رائے ہیں۔ بعض اہل علم وجوب کے قائل ہیں اور بعض اسے مستحب ہی سمجھتے ہیں۔ ہمارے خیال میں استحباب والا موقف اقرب الی الصواب ہے۔ حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ ایک استفتا کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں: احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو رنگنے کا بھی ذکر ہے اور نہ رنگنے کا بھی جس سے پتا چلتا ہے کہ آپ کا رنگنے سے متعلق امر ندب (استحباب) پر محمول ہے، البتہ کل کے کل بال سفید ہو جائیں کوئی ایک بال بھی سیاہ نہ رہے تو پھر رنگنے کی مزید تاکید ہے جیسا کہ ابوقحافہ، والد ابی بکر رضی اللہ عنہما والی حدیث سے عیاں ہے۔ دیکھیے: (احکام ومسائل: ١/٥٣١) مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں ''خضاب کا حکم استحباب کے لیے ہونا چاہیے نہ کہ وجوب کے لیے، اس لیے کہ حضرت علی، ابی بن کعب، سلمہ بن اکوع اور حضرت انس اور صحابہ کی ایک جماعت نے خضاب کے حکم پر عمل نہیں کیا۔ رضی اللہ عنہم۔ مزید برآں یہ کہ ان کے علاوہ دوسرے بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل بھی اس پر شاہد ہے۔ گویا انھوں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان میں ممتاز ہیں۔

٥٠٧٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۵۰۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سابقہ روایت کی مثل حدیث بیان کرتے ہیں۔

٥٠٧٤- أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۵۰۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی بال نہیں رنگتے۔ تم ان کی مخالفت کرو اور بال رنگو۔''

٥٠٧٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٠.

٥٠٧٤- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤١.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوا عَلَيْهِمْ فَاصْبُغُوا».

٥٠٧٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوهُمْ».

۵۰۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی بال نہیں رنگتے۔ تم ان کی مخالفت کرو۔''

٥٠٧٦- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى ابْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ».

۵۰۷۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید بالوں کو رنگ سے بدل لیا کرو اور یہودیوں سے مشابہت نہ کرو۔''

٥٠٧٧- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَخْلَدِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كُنَاسَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ» وَكِلَاهُمَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

۵۰۷۷- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید بالوں کو رنگ لیا کرو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔'' یہ دونوں روایتیں غیر محفوظ ہیں۔

٥٠٧٥ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب الخضاب، ح: ٥٨٩٩، ومسلم، اللباس، باب في مخالفة اليهود في الصبغ، ح: ٢١٠٣ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٣.

٥٠٧٦ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٤، وسنده حسن، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٥٠٧٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٥ عن محمد بن كناسة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٥.

فائدہ: بالوں سے مراد سر، ڈاڑھی اور مونچھوں کے سب بال ہیں، اس لیے تمام بالوں کی بابت حکم یہی ہے، نیز یہ بھی یاد رہے کہ دیگر احکام کی طرح اس حکم میں بھی عورتیں مردوں کے تابع ہیں، یعنی انھوں نے اپنے سفید بال رنگنے ہوں تو وہ بھی انھیں کالے رنگ سے نہ رنگیں بلکہ کسی اور رنگ ہی سے رنگیں۔

(المعجم ١٥) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- کالا خضاب کرنے کی ممانعت

٥٠٧٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَلَبِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ: قَوْمٌ يَخْضِبُونَ بِهٰذَا السَّوَادِ آخِرَ الزَّمَانِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.

۵۰۷۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ سے اپنے بال رنگیں گے جیسے کبوتروں کے سینے ہوتے ہیں۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔

فوائد و مسائل: ① بالوں کو رنگنے کے حوالے سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں فی زمانہ مختلف بے اعتدالیوں کا شکار ہیں، مثلاً: بالوں وغیرہ کو ڈائی کرانا، یعنی جیسا لباس ویسے ہی بالوں کی رنگت اور اسی طرح آنکھوں میں، ڈائی شدہ بالوں اور لباس کی مناسبت سے لینز وغیرہ لگوانا۔ یہ کام نہ صرف ناجائز ہیں بلکہ اس میں کفار کی عورتوں کے ساتھ مشابہت بھی یقینی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ تغییر لخلق اللہ بھی ہے، یعنی اللہ کی تخلیق کو بدلنا اور اس میں تبدیلی کرنا بھی ہے، لہٰذا اہل اسلام کی یہ شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بہو، بیٹیوں، اور دیگر متعلقہ خواتین کو اس قبیح کام سے روکیں، انھیں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور قرآن و حدیث کی صریح مخالفت کرنے سے باز رکھیں اور آخرت کی -معاذ اللہ- ناکامی و نامرادی کا خوف دلائیں۔ اغیار، یعنی غیر مسلموں، یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں وغیرہ کی دیکھا دیکھی، نیز ''روشن خیالی'' کے نام پر ہم روز بروز دین سے دور سے دور تر ہوتے جا رہے ہیں اور اپنی اولاد کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہیں اور یہ سب کچھ ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دنیوی و اخروی خسارے سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ ② سیاہ خضاب کا استعمال حرام ہے، جس کی سزا یہ ہے کہ ایسا انسان جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ ③ مرفوعاً، یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان

٥٠٧٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب ماجاء في خضاب السواد، ح: ٤٢١٢ من حديث عبيدالله ابن عمرو الرقي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٦، وحسنه المنذري، وصححه ابن حبان، والحاكم وغيرهما، * عبدالكريم هو الجزري كما في سنن أبي داود، كذا قال البغوي وغيره.

ہے۔ ④ ”جیسے کبوتروں کے سینے“ کبوتر کا سینہ عموماً سیاہ ہوتا ہے۔ اور مثال عموم کے لحاظ سے ہوتی ہے نہ کہ چند افراد کے لحاظ سے۔ ⑤ ”خوشبو نہیں پائیں گے“ یعنی جنت میں داخل ہونے کے باوجود یا اولین طور پر جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ انھیں سزا بھگتنا ہوگی۔

٥٠٧٩- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ».

۵۰۷۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن لایا گیا تو ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ پودے (کے پھل اور پھول) کی طرح بالکل سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان کو کسی رنگ سے بدل دو مگر سیاہ رنگ سے پرہیز کرنا۔“

فوائد و مسائل: ① ثغامہ ایک پودا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر اُگتا ہے۔ اس کو سفید پھل اور پھول لگتے ہیں۔ جب وہ خشک ہو جاتا ہے تو اس کی سفیدی بڑھ جاتی ہے۔ اور پھولوں کی کثرت کی بنا پر دور سے درخت بھی سفید ہی نظر آتا ہے۔ ② ”پرہیز کرنا“ جب بوڑھے شخص کو جس سے دھوکے کا خطرہ نہیں سیاہ رنگ منع ہے تو جس شخص میں دھوکے کا امکان ہے اسے کیسے اس کی اجازت ہو سکتی ہے۔ ③ ”ابو قحافہ“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد گرامی تھے۔

(المعجم ١٦) - اَلْخِضَابُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- مہندی اور وسمہ ملا کر لگانا جائز ہے

٥٠٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا بِهِ أَبِي عَنْ غَيْلَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَفْضَلُ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّمَطَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۵۰۸۰- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بہترین وہ چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کو رنگو مہندی اور وسمہ ہے۔“

٥٠٧٩- أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد، ح: ٧٩/٢١٠٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٧.

٥٠٨٠- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٤٩، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي. ٭ محمد بن مسلم هو ابن وارة، وغيلان هو ابن جامع، وابن أبي ليلٰى هو عبدالرحمن أبوإسحاق عنعن.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہندی اور وسمے کا خضاب بہترین اور افضل ہے نیز خضاب صرف یہی دو چیزیں (مہندی اور وسمہ) ہی نہیں بلکہ دیگر بھی کئی ایک خضاب ہیں۔ احتیاط صرف کالے سیاہ خضاب کرنے سے ہے اور یہ ممانعت مرد اور عورت کے لیے یکساں ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ مخلوط اشیاء سے بنائے گئے خضاب کے استعمال پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ③ مہندی اور وسمہ دونوں کو ملانے سے رنگ خالص سیاہ نہیں رہتا بلکہ سرخی مائل ہو جاتا ہے۔

٥٠٨١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۵۰۸۱- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین وہ چیز جس سے تم سفید بالوں کا رنگ بدلو‘ مہندی اور وسمے کا آمیزہ ہے۔“

٥٠٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَشْعَثَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْأَجْلَحِ، فَلَقِيتُ الْأَجْلَحَ فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۵۰۸۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ”سب سے اچھی چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کو رنگ دار کرو‘ مہندی اور وسمے کا مرکب ہے۔“

٥٠٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ

۵۰۸۳- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین وہ چیز جس سے تم

٥٠٨١- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الخضاب، ح: ١٧٥٣ من حديث الأجلح به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٧٥.

٥٠٨٢- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥١.

٥٠٨٣- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٢.

أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ». خَالَفَهُ الْجُرَيْرِيُّ وَكَهْمَسٌ.

سفید بالوں کو رنگین کرو مہندی اور وسمے کا مجموعہ ہے۔'' جریری اور کہمس نے (اس روایت کے بیان کرنے میں اجلح کی) مخالفت کی ہے۔

فائدہ: مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ اجلح اپنی سند سے اسے متصل بیان کرتے ہیں، جبکہ سعید الجریری اور کہمس بن حسن نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔ لیکن اس سے صحت حدیث پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ متصل روایت کی دیگر روایات سے تائید ہوتی ہے، بالخصوص عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی مذکورہ موصول روایت بھی اس کی مؤید ہے۔ واللہ أعلم.

٥٠٨٤ - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۵۰۸۴- حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے اچھی چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کا رنگ بدلو، مہندی اور وسمے کا آمیزہ ہے۔''

٥٠٨٥ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ كَهْمَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: [«إِنَّ] أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۵۰۸۵- حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین وہ چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کا رنگ تبدیل کرو، مہندی اور وسمے کا مرکب ہے۔''

٥٠٨٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۵۰۸۶- حضرت ابورمثہ ؓ نے فرمایا: میں اپنے

٥٠٨٤ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٣.

٥٠٨٥ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٥.

٥٠٨٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الخضاب، ح: ٤٢٠٦، ٤٢٠٧ من حديث إياد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٦، وقال الترمذي، ح: ٢٨١٢ "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، ح: ١٥٢٢، والحاكم: ٢/ ٤٢٦، ٦٠٧، والذهبي وغيرهم.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: أَتَيْتُ أَنَا وَأَبِي النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ.

والدِ محترم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنی ڈاڑھی کو مہندی لگا رکھی تھی۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ عموماً ڈاڑھی کو نہیں رنگتے تھے کیونکہ صرف چند بال سفید تھے جن کو انگلیوں پر گنا جا سکتا تھا' رنگنے کی ضرورت ہی نہیں تھی مگر کبھی کبھار آپ نے مہندی لگائی ہوگی۔

٥٠٨٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِيَادِ ابْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَرَأَيْتُهُ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ.

۵۰۸۷-حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے ڈاڑھی زرد کر رکھی تھی۔

فائدہ: ڈاڑھی زرد کرنے سے مراد مہندی لگانا ہی ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔ مہندی کا رنگ بھی تقریباً زرد ہی ہوتا ہے۔

(المعجم ١٧) - اَلْخِضَابُ بِالصُّفْرَةِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷-زرد رنگ سے خضاب کرنا

٥٠٨٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْخَلُوقِ فَقُلْتُ: يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنَّكَ تُصَفِّرُ لِحْيَتَكَ بِالْخَلُوقِ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَفِّرُ بِهَا لِحْيَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِّنَ الصِّبْغِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهَا وَلَقَدْ كَانَ يَصْبُغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتّٰى عِمَامَتَهُ.

۵۰۸۸-حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' انھوں نے اپنی ڈاڑھی کو خلوق سے زرد کر رکھا تھا۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ اپنی ڈاڑھی کو خلوق سے رنگتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خلوق سے ڈاڑھی رنگتے دیکھا ہے۔ اور آپ کو اس سے بڑھ کر کوئی رنگ پیارا نہیں تھا۔ آپ اس سے اپنے سب کپڑے حتیٰ کہ پگڑی بھی رنگ لیا کرتے تھے۔

٥٠٨٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٧.

٥٠٨٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في المصبوغ بالصفرة، ح: ٤٠٦٤ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٥٨.

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي قُتَيْبَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے کہا: یہ حدیث ابو قتیبہ کی حدیث کی نسبت زیادہ صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ کا مذکورہ قول، سنن نسائی کے مختلف نسخوں میں مختلف انداز میں درج ہے۔ ایک نسخے میں الفاظ ہیں: وَهٰذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي قُتَيْبَةَ – ہندی نسخے میں الفاظ ہیں: وَهٰذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ – ایک نسخے میں یہ الفاظ ہیں: وَهٰذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ شارح سنن النسائی علامہ محمد بن علی اتیوبی ؒ نے آخری الفاظ کو درست قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي:٣٨/٨٧) والله أعلم. ② ''خلوق'' ایک زنانہ خوشبو ہے جو زعفران وغیرہ کو ملا کر بنائی جاتی ہے۔ رنگ زرد سرخ ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ عورتوں کے استعمال میں آتی ہے، اس لیے مردوں کو اس سے روکا بھی گیا ہے۔ شاید بیانِ جواز کے لیے آپ نے کبھی کبھار ایک آدھ بار اسے استعمال فرمایا ہو۔ مردوں کے لیے اس کا استعمال مناسب نہیں ہے۔ ہاں کوئی اور خوشبو نہ ملے تو مجبوری کی حالت میں کبھی کبھار استعمال ہو جائے تو گنجائش ہے۔ والله أعلم.

٥٠٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ سَأَلَهُ هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ، إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغَيْهِ.

٥٠٨٩- حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بالوں کو رنگا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ صرف آپ کی کنپٹیوں میں کچھ ہی بال سفید تھے۔

فائدہ: صحیح بات یہ ہے کہ آپ کے بال مبارک اتنے سفید نہیں ہوئے تھے کہ ان کو رنگنے کی ضرورت پڑتی۔ بعض احادیث میں رنگنے کا جو ذکر آیا ہے، وہ کبھی کبھار پر محمول ہوگا۔

٥٠٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى -يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ- قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ

٥٠٩٠- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بالوں کو نہیں رنگتے تھے۔ آپ کے سفید بال تھوڑے سے ڈاڑھی بچہ میں تھے، کچھ کنپٹیوں

٥٠٨٩ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٥٠ من حديث همام بن يحيى به، وهو في الكبرىٰ، ح:٩٣٦١.

٥٠٩٠ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، ح:٢٣٤١/ ١٠٤ من حديث المثنى بن سعيد به.

أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَخْضِبُ، إِنَّمَا كَانَ الشَّمَطُ عِنْدَ الْعَنْفَقَةِ يَسِيرًا وَفِي الصُّدْغَيْنِ يَسِيرًا، وَفِي الرَّأْسِ يَسِيرًا.

میں تھے اور معمولی سے سر مبارک میں تھے۔

فائدہ: ''ڈاڑھی بچہ'' نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کی درمیانی جگہ کے بالوں کو کہتے ہیں۔ سفیدی عموماً یہیں سے شروع ہوتی ہے یا کنپٹیوں سے۔

٥٠٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِصَالٍ، اَلصُّفْرَةَ يَعْنِي الْخَلُوقَ، وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ، وَجَرَّ الْإِزَارِ، وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ، وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ، وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّينَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا، وَالرُّقٰى إِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَتَعْلِيقَ التَّمَائِمِ، وَعَزْلَ الْمَاءِ بِغَيْرِ مَحَلِّهِ، وَإِفْسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهِ.

٥٠٩١- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ دس کاموں کو ناپسند فرماتے تھے: (مردوں کا) خلوق لگانا' سفید بالوں کو سیاہ کرنا' تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانا' (مردوں کے لیے) سونے کی انگوٹھی پہننا' شطرنج کھیلنا' نامناسب مقام پر عورت کا اظہار زینت کرنا' معوذات وغیرہ کے علاوہ دم کرنا' تمیمے لٹکانا' منی غلط مقام پر ضائع کرنا اور چھوٹے بچے میں خرابی ڈالنا لیکن آپ اس (آخری کام) کو حرام نہیں فرماتے تھے۔

فائدہ: محقق کتاب کا روایت کی سند کو حسن قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن حرملہ راجح قول کے مطابق ضعیف راوی ہے' اس لیے یہ روایت منکر اور ضعیف ہے' تاہم دیگر دلائل کی رو سے مذکورہ دس کاموں میں سے بعض قطعاً حرام ہیں اور بعض مکروہ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تمام المنة' ص:٧٥' والموسوعة الحديثية' مسند أحمد:٦/٩٢)

(المعجم ١٨) - اَلْخِضَابُ لِلنِّسَاءِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- عورتوں کے لیے مہندی لگانا

٥٠٩١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في خاتم الذهب، ح: ٤٢٢٢ من حديث المعتمر بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٦٣. * عبدالرحمٰن بن حرملة قال البخاري: "لم يصح حديثه"، ووثقه ابن حبان، وأبوحاتم الرازي.

٥٠٩٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا مُطِيعُ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عِصْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً مَدَّتْ يَدَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِكِتَابٍ، فَقَبَضَ يَدَهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَدَدْتُ يَدِي إِلَيْكَ بِكِتَابٍ فَلَمْ تَأْخُذْهُ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَدْرِ أَيَدُ امْرَأَةٍ هِيَ أَوْ رَجُلٍ؟ قُلْتُ: بَلْ يَدُ امْرَأَةٍ، قَالَ: «لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ بِالْحِنَّاءِ».

۵۰۹۲-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنے ہاتھ میں ایک تحریر پکڑ کر آپ کی طرف بڑھائی۔ آپ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے ہاتھ میں ایک تحریر پکڑ کر آپ کی طرف بڑھائی تھی لیکن آپ نے نہیں پکڑی۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟'' میں نے کہا: یہ عورت کا ہاتھ تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخن مہندی کے ساتھ رنگ لیتی۔''

(المعجم ١٩) - كَرَاهِيَةُ رِيحِ الْحِنَّاءِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹-مہندی کی بو ناپسند ہونے کا بیان

٥٠٩٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: سَمِعْتُ كَرِيمَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ سَأَلَتْهَا امْرَأَةٌ عَنِ الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ قَالَتْ: لَا بَأْسَ بِهِ، وَلٰكِنْ أَكْرَهُ هٰذَا لِأَنَّ حِبِّي ﷺ كَانَ يَكْرَهُ رِيحَهُ، تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ.

۵۰۹۳-حضرت کریمہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت کو مہندی لگانے کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے محبوب ﷺ اس کی بو کو ناپسند فرماتے تھے۔

(المعجم ٢٠) - اَلنَّتْفُ (التحفة ٢٠)

باب:۲۰-بال اکھیڑنا

٥٠٩٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الخضاب للنساء، ح:٤١٦٦ من حديث مطيع به، وهو لين الحديث (تقريب)، والحديث في الكبرى، ح:٩٣٦٤، وقال أحمد في العلل: "هذا حديث منكر" * صفية لا تعرف (تقريب).

٥٠٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح:٤١٦٤ (انظر الحديث السابق) من حديث علي بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح:٩٣٦٥. * كريمة لم أجد من وثقها.

٥٠٩٤ - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو الْأَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ ابْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ شَفِيٍّ، وَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: شُفَيٍّ إِنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي يُسَمَّى أَبَا عَامِرٍ رَجُلٌ مِّنَ الْمَعَافِرِ لِنُصَلِّيَ، بِإِيلِيَاءَ، وَكَانَ قَاصُّهُمْ رَجُلًا مِّنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ أَبُو رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ، قَالَ أَبُو الْحُصَيْنِ: فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى الْمَسْجِدِ، ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ: هَلْ أَدْرَكْتَ قَصَصَ أَبِي رَيْحَانَةَ؟ فَقُلْتُ: لَا، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَشْرٍ: عَنِ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّتْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ أَسْفَلَ ثِيَابِهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، وَعَنِ النُّهْبٰى، وَعَنْ رُكُوبِ النُّمُورِ، وَلُبُوسِ الْخَوَاتِيمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ.

۵۰۹۴- حضرت ابوالحصین' ہیثم بن شفی نے کہا کہ میں اور میرا ایک ساتھی' جو (یمن کے علاقے) معافر سے تھا اور اس کا نام ابو عامر تھا' بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے ارادے سے چلے۔ وہاں ایک صحابی جن کا نام ابو ریحانہ ازدی رضی اللہ عنہ تھا' وعظ فرما رہے تھے۔ میرا ساتھی مجھ سے پہلے مسجد میں چلا گیا (اور وعظ سننے لگا)۔ پھر میں بھی اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا: کیا تو نے حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کا وعظ سنا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ وہ کہنے لگا: میں نے ان کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے دس کاموں سے منع فرمایا ہے: دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنا' جسم کو گدوانا (جسم کھود کر رنگ بھرنا)' بال اکھیڑنا' آدمی کا آدمی کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا' عورت کا عورت کے ساتھ ننگے جسم لیٹنا' عجمیوں کی طرح مرد کا اپنے کپڑوں کے نیچے ریشم پہننا' عجمیوں کی طرح کندھوں پر ریشمی کپڑا ڈالنا' ڈاکا ڈالنا' چیتے کی کھال پر سوار ہونا اور انگوٹھی پہننا علاوہ حاکم کے (اور وہ انگوٹھی پہن سکتا ہے)۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم سفید بال یا چہرے سے بال اکھیڑنا دیگر صحیح احادیث کی رو سے حرام

٥٠٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب من كرهه، ح: ٤٠٤٩ من حديث المفضل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٦٦. * أبوعامر لم أجد من وثقه.

ہے' البتہ چاندی کی انگوٹھی کا جواز ہے' اسی لیے بعض علماء نے اس روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح لغیرہ کہا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد: ۴۴۲/۲۸)

(المعجم ٢١) - وَصْلُ الشَّعْرِ بِالْخِرَقِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- جعلی بال ملانا

٥٠٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الزُّورِ.

۵۰۹۵- حضرت معاویہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال لگانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: عورت کے لیے تزئین و آرائش اور بننا سنورنا جائز ہے مگر جس میں غیر ضروری تکلف نہ ہو' مثلاً: وہ نہائے دھوئے' سرمہ ڈالے' تیل و خوشبو لگائے' (خاوند کے لیے) سرخی و مہندی لگائے' زیورات پہنے مگر غیر ضروری تکلف منع ہے جس کی چند صورتیں پچھلی حدیث میں گزری ہیں۔ اسی طرح بالوں کی کثرت اور طوالت ظاہر کرنے کے لیے اصل بالوں کے علاوہ اور بال جوڑنا جب کہ اتنے زیادہ اور اتنے لمبے بالوں کی ضرورت بھی نہیں۔ پھر اس میں دھوکا بھی پایا جاتا ہے کیونکہ بال اس طرح جوڑے جاتے ہیں کہ نظر یہی آئے کہ اصل بال ہی اتنے لمبے ہیں۔ البتہ بالوں کو قابو میں رکھنے کے لیے پراندہ لگانا جائز ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا کیونکہ وہ دھاگے وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی جعل سازی یا دھوکا دہی نہیں۔ غیر ضروری تکلف مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے جس سے زنا پھیلتا ہے جو قوموں کی تباہی و ہلاکت کا سبب ہے۔

٥٠٩٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى

۵۰۹۶- حضرت سعید مقبری ؒ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا' حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ منبر (مدینہ) پر بیٹھے تھے اور ان کے ہاتھ میں جعلی بالوں کا ایک گچھا تھا۔ انھوں نے فرمایا: کیا بات ہے کہ مسلمان

٥٠٩٥- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٨٨، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة . . . الخ، ح: ٢١٢٧/ ١٢٣ من حديث سعيد بن المسيب به.

٥٠٩٦- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٤٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٧٢. * سعيد هو ابن أبي سعيد المقبري، ورواه فليح بن سليمان عن سعيد المقبري عن أبيه . . . الخ، والطريقان محفوظان.

الْمِنبَرِ وَمَعَهُ فِي يَدِهِ كُبَّةٌ مِّنْ كُبَبِ النِّسَاءِ مِنْ شَعْرٍ، فَقَالَ: مَا بَالُ الْمُسْلِمَاتِ يَصْنَعْنَ مِثْلَ هٰذَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَادَتْ فِي رَأْسِهَا شَعْرًا لَيْسَ مِنْهُ، فَإِنَّهُ زُورٌ تَزِيدُ فِيهِ».

عورتیں یہ کام کرتی ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو عورت اپنے سر کے بالوں میں اور بالوں کا اضافہ کرے تو یہ جعل سازی ہے جس سے وہ اضافہ کررہی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت اپنے سر کے قدرتی اور اصلی بالوں کے ساتھ نقلی یا کسی دوسری عورت کے بال جڑوائے تاکہ اس کے بال لمبے نظر آئیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے زریں دور میں بھی عورتیں یہ کام کرتی تھیں' تو ایسا کرنا شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے بال جب تک اس کے سر پر موجود ہوں ان کا پردہ ہے اور غیر محرم لوگوں سے ان کو چھپانا ضروری ہے' تاہم جب وہ الگ ہو جائیں تو نہ تو انھیں ضائع کرنا اور دفن کرنا ضروری ہے اور نہ غیر محرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں عورت کے بالوں کا گچھا پکڑا ہوا تھا اور انھوں نے وہ گچھا لوگوں کے سامنے بھی کیا۔ ③ بدعملی اور معصیت کے مرتکب لوگوں کو ہلاکت وتباہی کے گڑھے میں گرنے سے پہلے متنبہ کرنا' نیز انھیں اس کے خطرناک نتائج سے ڈرانا ضروری ہے تاکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہونے سے بچ جائیں اور صراطِ مستقیم کے راہی بن جائیں۔ ④ دورانِ خطبہ لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی چیز ہاتھ میں پکڑی جاسکتی ہے' نیز بنی اسرائیل یا دیگر اقوام کی ہلاکت اور تباہی و بربادی کے واقعات عبرت کے لیے بیان کیے جاسکتے ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا نتیجہ کس قدر خطرناک اور تباہ کن ہوتا ہے۔ ⑤ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور ان کے آخری حج کی بات ہے۔ وہ مدینہ منورہ بھی حاضر ہوئے تھے۔

(المعجم ٢٢) - اَلْوَاصِلَةُ (التحفة ٢٢)

باب: ٢٢- جعلی بال لگانے والی عورت

٥٠٩٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوالنَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ

٥٠٩٧- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

٥٠٩٧- أخرجه البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، ح: ٥٩٣٦، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح: ٢١٢٢/ ١١٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٧٤.

رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

فوائد و مسائل: ① ''لگانے والی'' خواہ اجرت پر لگائے یا خوشی سے کیونکہ حرام کام میں تعاون بھی حرام ہے۔ ② ''لعنت فرمائی'' کسی کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز نہیں مگر کسی وصف کا ذکر کر کے لعنت کی جا سکتی ہے' جیسے چور پر لعنت۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٣) - اَلْمُسْتَوْصِلَةُ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- جعلی بال لگوانے والی عورت

٥٠٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

٥٠٩٨- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال لگانے والی' لگوانے والی' رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

أَرْسَلَهُ الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي هِشَامٍ.

ولید بن ابو ہشام نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔

فائدہ: ولید بن ابو ہشام نے عبیداللہ بن عمر کی مخالفت کی ہے کیونکہ اس (عبیداللہ) نے یہ روایت حضرت نافع ؒ سے موصول بیان کی ہے اور وہ اس طرح کہ عبیداللہ نے نافع سے اور انھوں نے عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال ملانے والی' ملوانے والی جسم گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت کی ہے۔ یہی مذکورہ حدیث عبیداللہ کی سند والی ہے جبکہ اگلی روایت: ٥٠٩٩ جو کہ مرسل بیان کی گئی ہے اس میں ولید بن ابو ہشام نے نافع سے بیان کیا ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے...... الخ. اصل بات یہ ہے کہ عبیداللہ' نافع سے بیان کرنے میں دیگر رواۃ سے مقدم ہے۔ چونکہ عبیداللہ نے نافع سے موصول بیان کی ہے' لٰہذا یہ روایت محفوظ ہے۔ واللہ أعلم.

٥٠٩٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ

٥٠٩٩- حضرت نافع سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال ملانے والی'

٥٠٩٨- أخرجه البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، ح: ٥٩٣٧، ٥٩٤٠، ٥٩٤٧، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح: ٢١٢٤/ ١١٩ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٧٦.

٥٠٩٩- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٧٧. وهذه الرواية لا تعلل الأولٰى.

قَالَ : حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّهُ بَلَغَهُ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

ملوانے والی، گودنے والی (جسم کے مختلف حصوں میں چھید کر رنگ بھرنے والی یا جسم پر نقش و نگار بنانے والی) اور گدوانے والی (جسم کے مختلف حصوں کو چھدوا کر ان میں رنگ بھروانے والی یا جسم کے مختلف حصوں پر چھدوا کر نقش و نگار کرانے والی) عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

٥١٠٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ : حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ».

۵۱۰۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جعلی بال لگانے والی اور لگوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔“

فائدہ: گویا ایسا کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کی لعنت ہے۔

٥١٠١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ : حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ : حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ مَسْرُوقٍ : أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَتْ : إِنِّي امْرَأَةٌ زَعْرَاءُ، أَيَصْلُحُ أَنْ أَصِلَ فِي شَعْرِي؟ فَقَالَ : لَا، قَالَتْ : أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَوْ تَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللهِ؟

۵۱۰۱- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرے سر کے بال نہ ہونے کے برابر ہیں تو کیا میں جعلی بال لگا سکتی ہوں؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ وہ کہنے لگی: کیا یہ بات آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا کتاب اللہ میں پائی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بھی سنی ہے اور میں اسے کتاب اللہ میں بھی پاتا ہوں۔ پھر راوی نے پوری

٥١٠٠ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، ح : ٥٩٣٤، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح : ٢١٢٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح : ٩٣٧٨.

٥١٠١ـ [صحيح]وهو في الكبرى، ح : ٩٣٧٩، وله شواهد عند البخاري، ح : ٤٨٨٦، ٤٨٨٧ . . .، ومسلم، ح : ٢١٢٥ وغيرهما . * الحسن هو ابن عبدالله العرني.

قَالَ: لَا، بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللهِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

حدیث بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① ''کتاب اللہ میں بھی پاتا ہوں'' یعنی انھوں نے قرآن کی اس عمومی دلیل ﴿مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ کے پیش نظر جعلی بال نہ لگانے کو قرآن کا حکم قرار دیا کیونکہ آپ کی بات کو ماننا قرآن کا حکم ہے۔ لیکن اپنے اجتہاد سے مستنبط کیے گئے مسائل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف یا رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا درست نہیں ہے' مثلاً: قیاسی مسائل کی بابت کہنا کہ یہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے' یہ درست نہیں' اس لیے اس سے محتاط رہنا بہت ضروری ہے۔ واللہ أعلم. ② یہ حدیث مفصلاً صحیح مسلم میں آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے بالوں والی عورت بھی جعلی بال نہیں لگا سکتی کیونکہ اس میں بھی جعل سازی اور دھوکا دہی پائی جاتی ہے' نیز تھوڑے زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔ اس طرح تو ہر عورت کہہ سکتی ہے کہ میرے بال تھوڑے ہیں۔ جو چیز شریعت نے ناجائز اور حرام قرار دی ہے وہ ناجائز اور حرام ہی ہے اس میں قطعاً دوسری کوئی رائے نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - اَلْمُتَنَمِّصَاتُ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- بال اکھیڑنے والیاں

٥١٠٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاشِمَاتِ، وَالْمُوتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ.

۵۱۰۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رنگ بھرنے والی' بھروانے والی' بال اکھیڑنے والی اور دانتوں کو رگڑ رگڑ کر باریک کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو حسن کی خاطر (اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت میں) بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے جسم کو گودنے' گدوانے اور چہرے یا ابرو وغیرہ سے بال اکھیڑنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے' نیز خوبصورتی کے لیے دانت رگڑنا اور رگڑوانا بھی حرام ہے اور ان سب کی وجۂ حرمت اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے۔ ② حسن کی خاطر اس قسم کا بناؤ سنگھار حرام ہے' ہاں اگر یہ کام

٥١٠٢ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وما أتاكم الرسول فخذوه"، ح: ٤٨٨٦، ٤٨٨٧، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة ... الخ، ح: ٢١٢٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٨٠.

بغرض علاج یا کسی نقص وعیب کے ازالے کی خاطر کیے جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں' مثلاً: اگر عورت کے چہرے پر ڈاڑھی اگ آئے تو یہ اس کے لیے عیب ہے' اس لیے اس کا ازالہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ و الله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووي:١٤/١٥٠-١٥٢) ③ ''بال اکھیڑنا'' اس کی وضاحت حدیث نمبر:٥٠٩٤ میں گزر چکی ہے۔ یاد رہے کہ جن بالوں کو شریعت نے ختم کرنے کا حکم دیا ہے' وہ اس سے مستثنیٰ ہیں' مثلاً: بغلوں کے بال' نیز جس طرح عورتوں کے لیے مذکورہ بالوں کے علاوہ بال اکھیڑنے منع ہیں' اسی طرح حسن کی خاطر مرد بھی بال نہیں اکھیڑ سکتے' مثلاً: ڈاڑھی یا ابرو کے بال اکھیڑنا مردوں کے لیے بھی ممنوع ہے۔

٥١٠٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: اَلْمُتَفَلِّجَاتِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۵۱۰۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے والی عورتیں' پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

٥١٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ صَمْعَةَ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ، وَالْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ، وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ.

۵۱۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رنگ بھرنے والی' بھروانے والی' بال ملانے والی' بال ملوانے والی' بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی عورتوں کو ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٢٥) - اَلْمُوتَشِمَاتُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ وَالشَّعْبِيِّ فِي هٰذَا (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- رنگ بھروانے والی عورتوں کا بیان اور اس حدیث میں عبداللہ بن مرہ اور شعبی پر اختلاف کا ذکر

وضاحت: عبداللہ بن مرہ اور شعبی پر اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ یہ دونوں حارث اعور سے بیان کرتے ہیں۔ اب عبداللہ بن مرہ سے اعمش بیان کرتے ہیں تو اسے عبداللہ بن مسعود کی مسند بناتے ہیں۔ جب یہی

٥١٠٣ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٨٢، وأخرجه مسلم، ح: ٢١٢٥ من حديث الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن عبدالله بن مسعود به.

٥١٠٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٥٧ من حديث أبان بن صمعة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٨٣، وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

روایت امام شعبی کے شاگرد (حصین، مغیرہ اور ابن عون) امام شعبی سے بیان کرتے ہیں تو اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مسند قرار دیتے ہیں۔ مزید برآں امام شعبی کے شاگردوں کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ ابن عون کبھی تو اپنے دونوں ساتھیوں (حصین اور مغیرہ) کی طرح اسے مسند علی قرار دیتے ہیں اور کبھی حارث اعور کی مرسل۔ امام شعبی سے ان کے ایک اور شاگرد عطاء بن سائب بھی یہ روایت بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے تینوں ساتھیوں کی مخالفت کرتے ہوئے اسے شعبی کی مرسل قرار دیتے ہیں۔

٥١٠٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُرَّةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: آكِلُ الرِّبَا وَمُوكِلُهُ وَكَاتِبُهُ إِذَا عَلِمُوا ذٰلِكَ، وَالْوَاشِمَةُ وَالْمَوْشُومَةُ لِلْحُسْنِ، وَلَاوِي الصَّدَقَةِ، وَالْمُرْتَدُّ أَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ، مَلْعُونُونَ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٥١٠٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سود لینے والا، دینے والا، سود لکھنے والا بشرطیکہ وہ جانتے بوجھتے ہوں اور حسن کی خاطر رنگ بھرنے والی، بھروانے والی، زکاۃ سے انکار کرنے والا اور مہاجر بن جانے کے بعد دوبارہ بادیہ کو لوٹ جانے والا، یہ سب اشخاص حضرت محمد ﷺ کی زبانی قیامت کے دن ملعون ہوں گے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سود کھانا اور کھلانا حرام ہے، نیز سود لینے اور دینے والے اور سود لکھنے والے ان سب پر لعنت کی گئی ہے، یعنی یہ سارے لعنتی ہیں بشرطیکہ انھیں سود کی حرمت کا علم ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ حدیث مبارکہ زکاۃ و صدقات اپنے پاس روک رکھنے اور مستحق لوگوں کو نہ دینے کی حرمت بھی بتاتی ہے جبکہ زکاۃ کی ادائیگی فرض اور دین کی اساس و بنیاد ہے۔ ② ”سود لینے والا“ عربی میں سود کھانے والا کہا گیا ہے مگر مراد لینے والا ہے۔ کھائے یا کسی اور استعمال میں لائے کیونکہ سود کا اپنی ذات کے لیے استعمال حرام ہے چاہے کسی بھی صورت میں ہو۔ البتہ اگر کسی کے پاس اس کی رضامندی کے بغیر سود کا مال آجائے تو وہ اسے فقراء میں تقسیم اور رفاہِ عام کے کاموں میں خرچ کر سکتا ہے کیونکہ مال ضائع کرنا جائز نہیں، البتہ اسے ثواب نہیں ملے گا کیونکہ یہ مال حقیقتاً اس کا نہیں تھا، البتہ اس سے فقراء کو فائدہ ہو جائے گا۔ ③ ”لکھنے والا“ کیونکہ یہ شخص بھی کبیرہ گناہ میں معاون بن رہا ہے۔ ④ ”جانتے بوجھتے“ یعنی متعلقہ افراد کو علم ہو کہ یہ سود کا معاملہ ہے۔ جہالت معاف ہے۔ ⑤ ”بادیہ کو لوٹ جانے والا“ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے دور کے ساتھ خاص

٥١٠٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٩ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٨٩. * الحارث هو الأعور، وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

ہے کہ جس شخص نے ایک بار آپ کے دست مبارک پر ہجرت کی بیعت کر لی ہو وہ دوبارہ اپنے اصلی علاقے میں اقامت اختیار نہیں کر سکتا ورنہ یہ ارتداد کے برابر گناہ ہوگا، الا یہ کہ خود رسول اللہ ﷺ اس کو اجازت فرما دیں جس طرح حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو اجازت دی تھی۔ آپ کے بعد کوئی ہجرت اس طرح لازم نہیں جس طرح نبی ﷺ کے زمانے مبارک میں تھی۔ البتہ اب بھی اگر کوئی شخص دین کی خاطر ہجرت کرے گا تو وہ بھی اپنے وطن (ہجرت گاہ) واپس نہیں جا سکتا۔ واللہ أعلم. ⑥ ''حضرت محمد ﷺ کی زبانی'' یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ قیامت کے دن لعنت میں ہوگا۔

٥١٠٦- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ.

٥١٠٦- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور صدقہ (زکاۃ) سے انکار کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے، نیز آپ نوحہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔

أَرْسَلَهُ ابْنُ عَوْنٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ.

اس روایت کو ابن عون (نے حارث سے) اور عطاء بن سائب نے (شعبی سے) مرسل بیان کیا ہے۔

٥١٠٧- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُرْتَشِمَةَ، قَالَ: إِلَّا مِنْ دَاءٍ، فَقَالَ: نَعَمْ، وَالْحَالُّ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ، وَمَانِعُ الصَّدَقَةِ، وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ لَعَنَ.

٥١٠٧- حضرت حارث سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس پر گواہ بننے والے، اس کو لکھنے والے، رنگ بھرنے والی، بھروانے والی الا یہ کہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو، حلالہ کرنے والے، حلالہ کروانے والے، زکاۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے والے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور آپ نوحہ سے منع فرماتے تھے، البتہ اس میں لعنت کا ذکر نہیں۔

٥١٠٦- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٩٣٩٠، وانظر الحديث السابق.

٥١٠٧- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٩١.

فوائد و مسائل: ① ''حلالہ'' جس عورت کو تیسری طلاق ہو جائے' وہ ہمیشہ کے لیے طلاق دینے والے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے الا یہ کہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے اور وہاں بھی نباہ نہ ہو سکے بلکہ طلاق ہو جائے یا یہ خاوند فوت ہو جائے تو پھر عدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند کے لیے حلال ہو سکتی ہے۔ مگر دوسرا خاوند پہلے خاوند کے لیے حلال کرنے کے نقطۂ نظر سے اس سے نکاح کرے تو حرام ہے اور یہ شریعت کی حرام کردہ چیز کو حیلے سے حلال کرنا ہے۔ اور حرام کو حلال کرنے کے لیے حیلہ حرام ہے۔ حلالہ کرنے والا دوسرا خاوند ہے اور کروانے والا پہلا خاوند ہے۔ ② ''لعنت کا ذکر نہیں'' یعنی نوحہ حرام تو ہے مگر اس فعل پر لعنت کا لفظ ذکر نہیں کیا گیا۔

٥١٠٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ، وَنَهٰى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ لَعَنَ صَاحِبَ.

٥١٠٨- حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے' کھلانے والے' سود پر گواہ بننے والے' اس کی کتابت کرنے والے' رنگ بھرنے والی' بھروانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ اور نوحہ سے منع فرمایا ہے۔ اور (راوی نے) یہ نہیں کہا کہ نوحہ کرنے والا ملعون ہے۔

فائدہ: ''رنگ بھرنے والی'' یہ فعل حرام ہے عورت کرے یا مرد۔ چونکہ عموماً عورتیں یہ کام کرتی تھیں' اس لیے مؤنث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

٥١٠٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ! هَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَنَا سَمِعْتُهُ، قَالَ: فَمَا سَمِعْتَهُ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ.

٥١٠٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ حضرت عمر ؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو رنگ بھرنے کا کاروبار کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں! کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے (اس کی بابت) کچھ سنا ہے؟ میں نے کھڑے ہو کر کہا: اے امیر المومنین! میں نے سنا ہے۔ انھوں نے فرمایا: کیا سنا ہے؟ میں نے کہا: میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے: ''نہ رنگ بھرو نہ بھرواؤ۔''

٥١٠٨ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٩٢.

٥١٠٩ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب المستوشمة، ح: ٥٩٤٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٣٩٣.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ امیر المومنین خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اگرچہ خصائص نبوت کے حامل اور خلیفۂ راشد ہیں لیکن دینی مسائل میں وہ بھی اپنے اجتہاد سے کچھ کہنے کی بجائے پیش آمدہ مسئلے کی بابت نصوص (قرآن و سنت کے دلائل) تلاش کرتے تھے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے واضح ہے۔ ② حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو قصہ بیان فرمایا ہے اس کا ایک مقصد یہ بات بتلانا بھی ہے کہ انھیں نصوص، یعنی فرامین رسول ضبط تھے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے موقع پر خاموش نہیں ہو جاتے تھے بلکہ دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی تصدیق کرتے اور پوچھتے۔ لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث رسول سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دوسری کوئی بات نہیں کہی اور نہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات کا انکار ہی کیا ہے۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کا انکار کرتے تو اس کا یقیناً ذکر ہوتا۔ بلاشبہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث اور فقیہ صحابیٔ رسول ہیں۔ ③ یہ حدیث ''خبر واحد'' کے حجت ہونے کی بھی دلیل ہے۔

(المعجم ٢٦) - اَلْمُتَفَلِّجَاتُ (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- دانتوں کو بہ تکلف کشادہ کرنے والیاں

٥١١٠- أَخْبَرَنَا أَبُوعَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ قَبِيصَةَ ابْنِ جَابِرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

٥١١٠- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ بال اکھیڑنے والی، بہ تکلف دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور رنگ بھروانے والی عورتوں پر لعنت کرتے تھے جو اللہ عزوجل کی پیدا کردہ صورت میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔

فائدہ: حدیث نمبر ٥٠٩٤ میں گزرا کہ جاہلیت میں عورتیں اپنے دانتوں کو ریتی سے رگڑ رگڑ کر باریک کرتی تھیں۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ دانت الگ الگ نظر آئیں۔ اسی بات کو اس حدیث میں بہ تکلف دانتوں کو کشادہ کرنا کہا گیا ہے۔ یہ حرام ہے۔ ایک تو اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ خوب صورتی کے لیے اتنا زیادہ تکلف کرنا مفت کی دردسری ہے۔

٥١١٠- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٣٩٨. * أبوحمزة هو السكري.

٥١١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۵۱۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بال اکھیڑنے والی، دانتوں کو بہ تکلف کشادہ کرنے والی اور رنگ بھروانے والی عورتوں پر لعنت کرتے سنا ہے جو اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی صورت میں تبدیلی پیدا کرتی ہیں۔

٥١١٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَعَنَ اللهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۵۱۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے بال اکھیڑنے والی، رنگ بھروانے والی اور دانتوں کو بہ تکلف کھلا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی صورت کو تبدیل کرتی ہیں۔''

فائدہ: ''تبدیل کرتی ہیں'' گویا ایسے کام جنھیں عورتیں خوب صورتی کے لیے اختیار کرتی ہیں، حقیقتاً وہ انسانی فطری صورت کو بگاڑنے کے مترادف ہیں۔ اگرچہ مزاج خراب ہونے کی وجہ سے وہ اسے خوب صورتی تصور کرتی ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اصل حسن و جمال وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر مرد و عورت کو خود عطا فرمایا ہے۔ اصل تخلیق الٰہی سے اعراض اور عدول بدصورتی تو ہو سکتی ہے، خوبصورتی قطعاً نہیں ہو سکتی۔

(المعجم ٢٧) - تَحْرِيمُ الْوَشْرِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- دانتوں کو رگڑ رگڑ کر باریک کرنا حرام ہے

٥١١١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٣٩٩.

٥١١٢ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٠٠.

٥١١٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ هُوَ وَصَاحِبٌ لَهُ يَلْزَمَانِ أَبَا رَيْحَانَةَ يَتَعَلَّمَانِ مِنْهُ خَيْرًا، قَالَ: فَحَضَرَ صَاحِبِي يَوْمًا فَأَخْبَرَنِي صَاحِبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا رَيْحَانَةَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّمَ الْوَشْرَ وَالْوَشْمَ وَالنَّتْفَ.

۵۱۱۳- حضرت ابوالحصین حمیری سے روایت ہے کہ میں اور میرا ایک ساتھی حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور ان سے اچھی باتیں سیکھتے (علم حاصل کرتے) تھے۔ ایک دن میرا ساتھی ان کے پاس گیا اور پھر اس نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں کو باریک کرنا' رنگ بھرنا اور بال اکھیڑنا حرام قرار دیا ہے۔

٥١١٤ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ.

۵۱۱۴- حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں کو باریک کرنے اور گودنے (جسم کو چھید کر نقش و نگار بنانے اور رنگ بھرنے) سے منع فرمایا ہے۔

٥١١٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ.

۵۱۱۵- حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں کو باریک کرنے اور رنگ بھرنے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٢٨) - اَلْكُحْلُ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- سرمہ لگانے کا بیان

٥١١٦ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ

۵۱۱۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٥١١٣ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٠٩٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠١.

٥١١٤ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٠٩٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٢.

٥١١٥ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٤، وهو في الكبرٰى: ٩٤٠٣.

٥١١٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في البياض، ح: ٤٠٦١، وابن ماجه، ح: ٣٤٩٧ من ◄◄

- وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارِ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «إِنَّ مِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدَ، إِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے لیے بہترین سرمہ اثمد ہے۔ یہ نظر کو تیز کرتا ہے اور (پلکوں کے) بال بڑھاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ خُثَيْمٍ لَيِّنُ الْحَدِيثِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے فرمایا: عبداللہ بن عثمان بن خثیم لین الحدیث ہے۔ (مطلب یہ کہ اس کی حدیث ضعیف ہے۔)

فوائد و مسائل: ① اثمد سرمہ لگانا مستحب ہے۔ اور یہ استحباب مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے کیونکہ احادیث مبارکہ کے الفاظ عام ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: [اِكْتَحِلُوا بِالْإِثْمِدِ......] ”تم اثمد سرمہ لگایا کرو۔ اس سے نظر روشن اور تیز ہوتی ہے اور (پلکوں کے) بال اگتے ہیں۔“ ② سرمہ جہاں نظر تیز کرنے کے لیے لگانا جائز ہے وہاں زینت کے لیے بھی اس کا استعمال جائز ہے۔ عورتوں کے لیے تو کوئی اختلاف نہیں' البتہ مردوں کے لیے بعض فقہاء نے بطور زینت منع فرمایا ہے کیونکہ یہ رنگ والی زینت ہے اور رنگ والی زینت مردوں کے لیے قطعاً منع ہے۔ لیکن یہ صریح نص کے مقابلے میں رائے ہے' اس لیے قبول نہیں' پھر رسول اللہ ﷺ نے تو خود مردوں کو سرمہ لگانے کی ترغیب بھی دی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٩) - اَلدُّهْنُ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- تیل لگانے کا بیان

٥١١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ إِذَا ادَّهَنَ رَأْسَهُ لَمْ يُرَ مِنْهُ، وَإِذَا لَمْ يُدَّهَنْ رُؤِيَ مِنْهُ.

٥١١٧- حضرت سماک سے روایت ہے کہ میرے سامنے حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے نبیٔ اکرم ﷺ کے سفید بالوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ انھوں نے فرمایا: جب آپ سر کو تیل لگا لیتے تھے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو نظر آتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو تیل لگانا مستحب ہے کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک

◀◀ حديث ابن خثيم به، وهو حسن الحديث على الراجح، والحديث في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٤.

٥١١٧_أخرجه مسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، ح: ٢٣٤٤ عن ابن المثنى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٥.

اور ڈاڑھی مبارک کو تیل لگایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی۔ مزید برآں یہ کہ آپ کے سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک کے اگلے حصے میں چند سفید بال تھے جو تیل لگانے کی صورت میں سفید نظر نہ آتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الفضائل، باب إثبات خاتم النبوة و صفته، و محله من جسده ﷺ، حدیث: ۲۳۴۴)

(المعجم ٣٠) - اَلزَّعْفَرَانُ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- زعفران کا بیان

٥١١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْبُغُ ثِيَابَهُ بِالزَّعْفَرَانِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْبُغُ.

۵۱۱۸- حضرت ابن عمر ؓ اپنے کپڑے زعفران سے رنگا کرتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی (اپنے کپڑوں کو) اس سے رنگتے تھے۔

فائدہ: پیچھے گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ یہاں جواز کا ذکر ہے۔ شاید یہ اجازت کبھی کبھار ایسا کرنے کے لیے ہو۔ البتہ مردوں کے لیے جسم پر زعفران لگانا قطعاً جائز نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۰۸۹۔

(المعجم ٣١) - اَلْعَنْبَرُ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- عنبر خوشبو لگانے کا بیان

٥١١٩- أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ الْمُزَلِّقُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَطَاءٍ الْهَاشِمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَطَيَّبُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، بِذِكَارَةِ الطِّيبِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ.

۵۱۱۹- حضرت محمد بن علی ؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ خوشبو لگایا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، مردوں والی خوشبوئیں لگایا کرتے تھے، کستوری اور عنبر۔

فائدہ: ''محمد بن علی'' ان سے مراد حضرت علی ؓ کے بیٹے محمد ہیں جن کو محمد ابن الحنفیہ کہا جاتا ہے۔

٥١١٨ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٨٨، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٠٦ . * عبدالله بن زيد هو ابن أسلم .

٥١١٩ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٩٤٠٧ . * عبدالله بن عطاء حسن الحديث مدلس وعنعن، وبكر بن نحكم حسن الحديث .

(المعجم ٣٢) - اَلْفَصْلُ بَيْنَ طِيبِ الرِّجَالِ وَطِيبِ النِّسَاءِ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢-مردوں اور عورتوں کی خوشبو میں فرق

٥١٢٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ - يَعْنِي الْحَفَرِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ».

۵۱۲۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو اور رنگ مخفی ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو لیکن خوشبو مخفی ہو۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ دلائل کی رو سے یہی بات درست ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۸/۱۵۸-۱۶۱) ② ''رنگ مخفی ہو'' معلوم ہوا مردوں کی خوشبو میں ہلکا سا رنگ ہو سکتا ہے جو دور سے نمایاں نہ ہو' مثلاً: کستوری کا رنگ۔ اسی طرح عورتوں کی خوشبو میں معمولی سی مہک ہو جو راستہ چلنے والوں کو محسوس نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ نے نفی نہیں فرمائی بلکہ فرمایا' مخفی ہو۔ گویا معمولی میں کوئی حرج نہیں۔ ③ عورتوں کے لیے رنگ والی خوشبو اس لیے مخصوص فرمائی کہ ان کے لیے پردہ فرض ہے' لہٰذا وہ لوگوں کو نظر نہیں آئے گی۔ خوشبو محسوس نہیں ہوگی' اس لیے لوگوں کی توجہ ان کی طرف مبذول نہیں ہوگی جبکہ مرد کے لیے پردہ نہیں ہے' اس لیے اسے رنگ والی چیز سے روک دیا گیا۔ ④ اگر عورت اپنے خاوند کے گھر میں ہو' باہر نہ جائے اور گھر میں غیر محرم مردوں کی آمد کا سلسلہ بھی نہ ہو تو پھر اسے کچھ نہ کچھ اجازت دی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ پُرفتن دور ہے' سد ذریعہ کے طور پر اس سے محفوظ رہنا ہی بہتر ہے۔ واللہ أعلم.

٥١٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ

۵۱۲۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٥١٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في طيب الرجال والنساء، ح: ٢٧٨٧ من حديث أبي داود عمر بن سعد الحفري به. وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٨. ❊ رجل هو الطفاوي، ولا يعرف كما في التقريب وغيره.

٥١٢١ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٠٩.

مَيْمُونِ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ الطُّفَاوِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ».

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی زینت (یا خوشبو) وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو' رنگ مخفی ہو اور عورتوں کی زینت (یا خوشبو) وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو' خوشبو مخفی ہو۔

(المعجم ٣٣) - أَطْيَبُ الطِّيبِ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- بہترین خوشبو کا بیان

٥١٢٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ اتَّخَذَتْ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَحَشَتْهُ مِسْكًا» قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ أَطْيَبُ الطِّيبِ».

٥١٢٢- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک بنی اسرائیل کی ایک عورت نے سونے کی انگوٹھی بنائی اور اس میں کستوری بھری۔'' (پھر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بہترین خوشبو ہے۔''

(المعجم ٣٤) - اَلتَّزَعْفُرُ وَالْخَلُوقُ (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- زعفران اور خلوق لگانا

٥١٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ ظَبْيَانَ، عَنْ حُكَيْمِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهِ رَدْعٌ مِنْ خَلُوقٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اِذْهَبْ

٥١٢٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آیا تو اس پر خلوق کا نشان تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''جاؤ، اسے اچھی طرح دھو کر آؤ۔'' وہ پھر آیا تو آپ نے فرمایا: ''پھر جاؤ' اچھی طرح دھو کر آؤ۔'' وہ پھر

٥١٢٢- [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٩٠٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٢.

٥١٢٣- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٥. * عمران ضعيف، ضعفه الجمهور، وسفيان بن عيينة عنعن وحكيم هو أبويحيى التيمي.

فَانْهَكْهُ» ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: «اِذْهَبْ فَانْهَكْهُ» ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: «اِذْهَبْ فَانْهَكْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ».

آیا تو آپ نے فرمایا: ''پھر جاؤ' اسے اچھی طرح دھو ڈالو اور دوبارہ نہ لگانا۔''

فائدہ: ''خلوق' یہ رنگ دار خوشبو ہوتی ہے جسے زعفران وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔

٥١٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَفْصِ بْنَ عَمْرٍو، وَقَالَ عَلٰى إِثْرِهِ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُرَّةَ: أَنَّهُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ لَهُ: «هَلْ لَكَ امْرَأَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ».

۵۱۲۴- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے جبکہ انھوں نے خلوق لگائی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تیری بیوی ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو دھو دے۔ اچھی طرح دھو دے۔ اور پھر دوبارہ نہ لگانا۔''

٥١٢٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَفْصِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَبْصَرَ رَجُلًا مُتَخَلِّقًا قَالَ: «اِذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ وَلَا تَعُدْ».

۵۱۲۵- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے خلوق لگا رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''جا' اس کو دھو' پھر دھو (اچھی طرح دھو) اور دوبارہ نہ لگانا۔''

٥١٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ يَعْلٰى

۵۱۲۶- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی روایت منقول ہے۔

٥١٢٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية التزعفر والخلوق للرجال، ح: ٢٨١٦ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٦. * أبوحفص مجهول الحال، لم يرو عنه غير عطاء بن السائب.

٥١٢٥ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٧.

٥١٢٦ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤١٨.

نَحْوَهُ .

خَالَفَهُ سُفْيَانُ رَوَاهُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ يَعْلَى .

”خَالَفَهُ سُفْيَانُ“ اس روایت میں سفیان بن عیینہ نے شعبہ کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: سفیان بن عیینہ اور شعبہ دونوں نے یہ روایت عطاء بن سائب سے بیان کی ہے لیکن سفیان بن عیینہ نے شعبہ کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ جب سفیان نے عطاء بن سائب سے بیان کیا تو کہا: ”عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ“ یعنی سفیان نے عطاء کا استاد عبداللہ بن حفص کہا ہے جبکہ امام شعبہ کو عطاء بن سائب کے استاد کے نام میں تردد ہے، کبھی ابوحفص بن عمرو، کبھی حفص بن عمرو اور بسا اوقات وہ ابن عمرو کہتے ہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ۳۸/۱۶۷، ۱۶۸)

٥١٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ: أَبْصَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبِي رَدْعٌ مِّنْ خَلُوقٍ، قَالَ: «يَا يَعْلَى! لَكَ امْرَأَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «اِغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ، ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ، ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ» قَالَ: فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ، ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ، ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ.

۵۱۲۷- حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا جبکہ میرے جسم پر خلوق کے نشان تھے۔ آپ نے فرمایا: یعلیٰ! تیری بیوی ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جا اسے دھو دے پھر استعمال نہ کرنا۔ پھر دھو دے پھر استعمال نہ کرنا۔ پھر دھو دے پھر استعمال نہ کرنا۔“ انھوں نے کہا: میں نے اسے دھو دیا۔ پھر دوبارہ استعمال نہیں کی۔ پھر دھو دیا، پھر استعمال نہیں کی۔ پھر دھو دیا، پھر دوبارہ استعمال نہیں کی۔

٥١٢٨- أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّبِيحِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مُوسٰى - يَعْنِي مُحَمَّدًا - قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ

۵۱۲۸- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ میں نے خلوق لگا رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”یعلیٰ! تیری بیوی ہے؟“ میں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: ”اسے دھو دے، اچھی طرح دھو

٥١٢٧- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٢٤، وهو في الكبرٰى: ٩٤١٩.

٥١٢٨- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٠.

يَعْلٰى قَالَ: مَرَرْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ: «أَيْ يَعْلٰى! هَلْ لَكَ امْرَأَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «اِذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ» قَالَ: فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ.

دے۔ بار بار دھودے۔ پھر دوبارہ نہ لگانا۔'' میں گیا اور اس کو دھو دیا' اچھی طرح دھو دیا۔ بار بار دھویا' پھر دوبارہ کبھی نہیں لگائی۔

(المعجم ٣٥) - مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ مِنَ الطِّيبِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵-کون سی خوشبو عورتوں کے لیے نامناسب (ممنوع) ہے؟

٥١٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ - وَهُوَ ابْنُ عُمَارَةَ - عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ».

۵۱۲۹- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں (اور اس کی طرف متوجہ ہوں) تو وہ بدکارہ (زانیہ) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو سے معطر عورت کا گھر سے باہر نکلنا شرعاً حرام ہے' جبکہ آج کی عورت خوشبو میں لت پت ہو کر دفتروں میں جاتی اور مختلف مخلوط پارٹیوں اور تقریبات میں شامل ہوتی ہے اور اسی حالت میں مختلف شاپنگ سنٹروں میں بھی اس کا آنا جانا رہتا ہے۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ. دین وشریعت سے کوسوں دور' ایمان کی لذت سے نا آشنا اور تہذیب مغرب کی دل دادہ' نیز مسنون زندگی کی برکتوں سے محروم' شمع محفل بننے کے جنوں میں مبتلا آج کی بزعم خویش ''روشن خیال'' درحقیقت ظلمتوں اور اندھیروں کی باسی عورت مخلوط محفلوں میں نہ صرف شمولیت اختیار کرتی ہے بلکہ ان محفلوں کی زینت بنتی ہے' ان کی روح رواں بننے کی کوشش کرتی اور پھر اس بے راہ روی پر نہ صرف وہ بلکہ اس کے دیوث اور بے حمیت عزیز و اقارب' نیز باپ' خاوند اور بھائی وغیرہ سر عام فخر بھی کرتے ہیں۔ کیا ان حضرات وخواتین نے کبھی یہ سوچا ہے کہ روز قیامت اپنے رب کے سامنے کون سا منہ لے کر جائیں گے؟ اور کیا ایسی پیغمبر مخالفانہ زندگی گزار کر اس دنیا

٥١٢٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في طيب المرأة للخروج، ح: ٤١٧٣ من حديث ثابت بن عمارة به، وتعديله راجح، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٢٢، وقال الترمذي، ح: ٢٧٨٦: "حسن صحيح".

سے رخصت ہونے پر نبیٔ اکرم ﷺ کی شفاعت کے حق دار بن سکیں گے؟ اللہ کریم ہم سب کو اپنے دین متین کی سمجھ اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو چیز کسی دوسری چیز کا سبب بنتی ہے اس سبب بننے والی چیز کا حکم بھی وہی ہوتا ہے جو اصل چیز کا ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت کو زانیہ اور بدکارہ قرار دیا ہے جو خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلتی اور مردوں کو فتنے میں مبتلا کرتی ہے اور یہ اس لیے کہ عورت کے وجود سے پھوٹنے والی مہک مردوں کو ابھارتی ہے کہ وہ اسے دیکھیں، لہٰذا جب وہ اجنبی عورت کو دیکھیں گے تو یہ نظر اور آنکھ کا زنا ہوگا۔ عورت کو اس لیے زانیہ کہا گیا ہے کہ وہ اس کا سبب بنتی ہے، لہٰذا اس کا سبب بننے والی عورت پر بھی وہی حکم لگایا گیا ہے جو اصل چیز کا حکم ہے۔ ③ ''بدکار عورت ہے'' یعنی یہ بدکارہ اور زانیہ عورت کی علامت ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر کرتی ہے تاکہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں۔ یا اشارہ ہے کہ اس کام کا انجام بدکاری ہے۔ آخرکار وہ زانیہ بن جائے گی۔

(المعجم ٣٦) - اِغْتِسَالُ الْمَرْأَةِ مِنَ الطِّيبِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-اگر عورت خوشبو لگالے تو اسے اچھی طرح نہانا چاہیے

٥١٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْهَاشِمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ وَلَمْ أَسْمَعْ مِنْ صَفْوَانَ غَيْرَهُ، يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ ثِقَةٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْتَغْتَسِلْ مِنَ الطِّيبِ كَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ». مُخْتَصَرٌ.

۵۱۳۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت مسجد کو جانے لگے (اور اس نے پہلے خوشبو لگا رکھی ہو) تو وہ اچھی طرح غسل کرے جیسے وہ غسل جنابت کرتی ہے۔''

یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''مسجد کو'' مراد گھر سے باہر جانا ہے۔ مسجد کو جائے یا کسی دوسرے کے گھر میں یا کھیت میں۔ مسجد کا ذکر خصوصاً اس لیے کیا کہ مسجد پاکیزگی کی جگہ ہے۔ وہاں خوشبو افضل ہے مگر عورت مسجد کو جاتے

٥١٣٠- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٤٢٣، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٤١٧٤، وابن خزيمة، ح: ١٦٨٢ وغيرهما.

وقت بھی خوشبو استعمال نہیں کر سکتی چہ جائیکہ کسی اور جگہ خوشبو لگا کر جائے۔ ② ''اچھی طرح غسل کرے'' کیونکہ خوشبو تو ایک عضو سے دوسرے عضو کو لگ جاتی ہے، لہٰذا نہائے بغیر خوشبو کا اثر ختم نہ ہوگا۔ مقصد تو خوشبو کو ختم کرنا ہے۔ ③ ''جیسے غسل جنابت کرتی ہے'' یعنی خوب اچھی طرح، یہ مطلب نہیں کہ خوشبو لگانے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٣٧) - اَلنَّهْيُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَشْهَدَ الصَّلَاةَ إِذَا أَصَابَتْ مِنَ الْبُخُورِ (التحفة ٣٧)

باب:٣٧-عورت نے خوشبو لگائی ہو تو وہ مسجد میں نماز کے لیے نہیں آ سکتی

٥١٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ عِيسَى الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ ابْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ».

۵۱۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے خوشبو لگائی ہو، وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں نہ آئے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ يَزِيدَ بْنَ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَلٰى قَوْلِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ خَالَفَهُ يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ رَوَاهُ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یزید بن خصیفہ کی بسر بن سعید سے مروی روایت میں اس (یزید بن خصیفہ) کے قول : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ کی کسی نے متابعت نہیں کی بلکہ یعقوب بن عبداللہ بن اشج نے اس کے برعکس ابوہریرہ کی بجائے اسے زینب ثقفیہ کی مسند قرار دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ مذکورہ روایت یزید بن خصیفہ نے بسر بن سعید سے بیان کی ہے اور اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند بنایا ہے جب کہ ان کے علاوہ کسی نے بھی اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند نہیں بنایا بلکہ یعقوب بن عبداللہ بن اشج نے یزید کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو بسر بن سعید سے بیان کرتے ہوئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا (حضرت عبداللہ

٥١٣١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة . . . الخ، ح: ٤٤٤/ ١٤٣ من حديث أبي علقمة الفروي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٤.

بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ) کی مسند بنایا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے نزدیک یعقوب بن عبداللہ بن اشج کی روایت راجح ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یزید بن عبداللہ بن حصیفہ ثقہ راوی ہے اور ثقہ راوی کی حدیث میں زیادتی، جبکہ وہ اوثق کی روایت کے منافی یا اس کے مخالف نہ ہو تو قابل قبول ہوتی ہے، لہٰذا یعقوب بن عبداللہ بن اشج کی مخالفت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ واللہ أعلم. ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں نماز پڑھنے کی خاطر مسجد میں جا سکتی ہیں۔ ③ ''بخور'' ایک قسم کی خوشبو ہے۔ جب اسے آگ سے سلگایا جاتا ہے تو خوشبو محسوس ہوتی ہے، جیسے آج کل اگربتی وغیرہ۔ لیکن یہاں عام خوشبو مراد ہے کیونکہ کسی قسم کی خوشبو لگا کر بھی گھر سے باہر جانا عورت کے لیے جائز نہیں، خواہ مسجد کو جائے یا کہیں اور۔ عشاء کی نماز کا خصوصی ذکر اس لیے کہ اندھیرے میں عورتوں کے لیے خطرہ زیادہ ہوتا ہے یا اس لیے کہ عورتیں اپنے خاوندوں کے لیے عموماً رات کو خوشبو لگاتی ہیں۔

٥١٣٢- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا».

٥١٣٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی عورت کا ارادہ عشاء کی نماز مسجد میں پڑھنے کا ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر گھر سے باہر نہ جانا ہو تو عورت اپنے خاوند کے لیے خوشبو لگا سکتی ہے۔

٥١٣٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ:

٥١٣٣- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت عشاء کی نماز مسجد میں پڑھنے کا ارادہ رکھتی ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔''

٥١٣٢ـ أخرجه مسلم، ح: ٤٤٤/ ١٤٢ من حديث محمد بن عجلان به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٥.

٥١٣٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٧.

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا».

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ يَحْيٰى وَجَرِيرٍ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ وُهَيْبِ ابْنِ خَالِدٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یحییٰ اور جریر کی حدیث وہیب بن خالد کی حدیث کی نسبت زیادہ درست ہے۔ واللہ أعلم.

فائدہ: ہمارے سامنے جو نسخہ ہے اس میں یہی ہے کہ یحییٰ اور جریر کی حدیث وہیب بن خالد کی حدیث کی نسبت زیادہ درست ہے۔ اس میں جریر کی حدیث تو موجود ہے (حدیث ۵۱۳۳) جبکہ یحییٰ کی حدیث اس نسخے میں نہیں۔ شاید کاتب اور ناسخ سے یحییٰ کی روایت رہ گئی ہے اور وہ لکھ نہیں سکا۔ واللہ أعلم.

٥١٣٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيَّتُكُنَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَقْرَبَنَّ طِيبًا».

۵۱۳۴- حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت مسجد کو جائے وہ خوشبو نہ لگائے۔“

٥١٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْقُرَشِيِّ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ لَا تَمَسَّ الطِّيبَ إِذَا خَرَجَتْ إِلَى الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ.

۵۱۳۵- حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا، جو حضرت عبداللہ (بن مسعود) کی زوجہ محترمہ تھیں، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے (زینب کو) حکم دیا تھا کہ جب وہ عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے۔

فائدہ: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ باقی نمازوں میں وہ خوشبو لگا کر آ سکتی ہے بلکہ عشاء کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ وقت عورتوں کے خوشبو لگانے کا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۵۱۳۱ میں بیان ہوا، نیز حدیث نمبر ۵۱۳۷ میں

٥١٣٤ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٢٩.

٥١٣٥ـ [صحيح] تقدم. ح: ٥١٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٠.

عام نماز کا ذکر ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے عورتیں اس وقت زیادہ حاضر ہوتی ہوں جیسا کہ فجر میں آتی تھیں۔

٥١٣٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا».

۵۱۳۶- حضرت زینب ثقفیہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی عورت عشاء کی نماز کے لیے (مسجد میں) آئے تو خوشبو نہ لگائے۔“

٥١٣٧- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الصَّلَاةَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا».

۵۱۳۷- حضرت زینب ثقفیہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی عورت نماز پڑھنے (مسجد میں) آئے تو کسی بھی قسم کی خوشبو نہ لگائے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے کہا کہ یہ مذکورہ حدیث زہری کی حدیث (کے طور پر) غیر محفوظ (اور شاذ) ہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ روایت بسند عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ درست نہیں بلکہ صحیح روایت بایں سند ہے: عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ کیونکہ حفاظ محدثین ؒ نے یہ روایت اسی طرح (بکیر کی سند سے) بیان کی ہے۔ زہری کی سند سے بیان کرنے والا سُنَید ہے اور وہ ضعیف راوی ہے۔

٥١٣٦_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٣.

٥١٣٧_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٤.

(المعجم ٣٨) - اَلْبُخُورُ (التحفة ٣٨)

باب:٣٨- بخور کا بیان

٥١٣٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ أَبُو طَاهِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأُلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ، وَبِكَافُورٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْأُلُوَّةِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٥١٣٨- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ جب خوشبو سلگاتے تو ''اگر'' کی لکڑی سلگاتے اور اس میں کوئی دوسری خوشبو نہ ڈالتے۔ البتہ کبھی ''اگر'' کے ساتھ کافور ڈال لیتے' پھر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح خوشبو سلگایا کرتے تھے۔

فائدہ: ''بخور'' بخار سے ہے۔ چونکہ خوشبو دار لکڑی کو سلگانے سے بخارات اٹھتے ہیں جن سے خوشبو پھیلتی ہے' لہٰذا اس قسم کی خوشبو کو بخور کہہ دیتے ہیں ورنہ بخور کسی ایک چیز کا نام نہیں۔

(المعجم ٣٩) - اَلْكَرَاهِيَةُ لِلنِّسَاءِ فِي إِظْهَارِ الْحُلِيِّ وَالذَّهَبِ (التحفة ٣٩)

باب:٣٩- عورتوں کے لیے زیورات اور سونے کی نمائش کی کراہت کا بیان

٥١٣٩- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عُشَّانَةَ هُوَ الْمُعَافِرِيُّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يُخْبِرُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمْنَعُ أَهْلَهُ الْحِلْيَةَ وَالْحَرِيرَ وَيَقُولُ: «إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيرَهَا فَلَا تَلْبَسُوهَا فِي الدُّنْيَا».

٥١٣٩- حضرت عقبہ بن عامر ؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کو زیورات اور ریشم سے روکتے تھے اور فرماتے تھے: ''اگر تم جنت کے زیورات اور ریشم پہننا چاہتے ہو تو ان کو دنیا میں نہ پہنو۔''

٥١٣٨ـ أخرجه مسلم، الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك، وأنه أطيب الطيب، وكراهة رد الريحان والطيب، ح: ٢٢٥٤ عن أبي طاهر ابن السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٥.

٥١٣٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ٣٠٢، ح: ٨٣٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٦، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٩١، وتعقبه الذهبي بقوله: "لم يخرجا لأبي عشانة".

فوائد و مسائل: ① اہل بیت کا مقام و مرتبہ بہت بلند و بالا ہے۔ ان کے لیے بعض ایسی چیزیں بھی نامناسب قرار دی گئیں جو عام مسلمانوں کے لیے جائز تھیں۔ ہر بیوی اپنے خاوند سے نفقے وغیرہ کا مطالبہ کر سکتی ہے مگر ازواج مطہرات کو ہر قسم کے مطالبے سے روک دیا گیا۔ ان کو غلطی پر دگنی سزا کی وعید سنائی گئی جب کہ نیکی پر ان کا اجر بھی دوہرا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا○ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا﴾ (الأحزاب ٣٣: ٣٠، ٣١) ''اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے، اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا اور اللہ کے لیے یہ نہایت آسان ہے۔ اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے اور نیک عمل کرے تو ہم اسے اس کا اجر دوگنا دیں گے اور اس کے لیے ہم نے عزت کا رزق تیار کر رکھا ہے۔'' مذکورہ حدیث بھی اہل بیت کے ساتھ خاص ہے کہ ان کو زیورات اور ریشم سے روک دیا گیا جب کہ دوسری عورتوں کے لیے آپ ﷺ نے صراحتاً فرمایا: [أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِي وَ حُرِّمَ عَلَى ذُكُورِهَا] ''ریشم اور سونا میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے، مردوں کے لیے حرام ہے۔'' (جامع الترمذي، اللباس، حديث: ١٧٢٠، و سنن النسائي، الزينة، باب تحريم الذهب على الرجال، حديث: ٥١٥١) اس کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ پہننا جائز ہے، نمائش مکروہ ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ کی بابت قوی احتمال یہی ہے کہ یہ امہات المومنین ازواج رسول کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے، تاہم مسلمان خواتین کے شایانِ شان اور ان کے لائق بھی یہی ہے کہ وہ جنت کے زیورات سے آراستہ ہونے اور جنت کے ریشم سے شاد کام ہونے کی خاطر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی اقتدا کرتے ہوئے دنیا میں سونے اور ریشم سے مزین ہونے سے حتی الامکان پرہیز کریں۔ ریشم اور سونا اگرچہ مسلمان خواتین کے لیے مباح اور حلال ہے، تاہم عزیمت اور استحباب اس میں ہے کہ ممکن حد تک دنیوی بناؤ سنگھار اور زیب و زینت سے محتاط رہا جائے۔

٥١٤٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ أُخْتِ حُذَيْفَةَ قَالَتْ: خَطَبَنَا

۵۱۴۰- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ محترمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! کیا تمھارے لیے یہ کافی نہیں کہ تم چاندی کے زیورات پہن لو؟ خبردار! جو بھی عورت سونے کے زیورات نمائش کے لیے پہنے گی، اسے

٥١٤٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في الذهب للنساء، ح: ٤٢٣٧ من حديث منصور، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٧. * وامرأته مجهولة، واسم أخت حذيفة بن اليمان فاطمة رضي الله عنهما.

رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّتْ ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ».

اس کی بنا پر عذاب ہوگا۔"

٥١٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا يُحَدِّثُ عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ أُخْتِ حُذَيْفَةَ قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ».

۵۱۴۱- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا: "اے عورتوں کی جماعت! کیا تمھارے لیے چاندی کے زیورات کافی نہیں؟ خبردار! جو عورت سونا نمائش کے لیے پہنے گی' اسے اسی سونے سے عذاب دیا جائے گا۔"

٥١٤٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَحَلَّتْ يَعْنِي بِقِلَادَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ، جَعَلَ اللهُ فِي عُنُقِهَا مِثْلَهَا مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْصًا مِّنْ ذَهَبٍ، جَعَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي أُذُنِهَا مِثْلَهُ خُرْصًا مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۱۴۲- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو عورت (نمائش کے لیے) سونے کا ہار پہنے گی' اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی گردن میں آگ کا ہار ڈالے گا۔ اور جو عورت (نمائش کے لیے) اپنے کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالے گی' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کان میں آگ کی بالیاں ڈالے گا۔"

٥١٤١ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٨.

٥١٤٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في الذهب للنساء، ح: ٤٢٣٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٣٩. * محمود وثقه ابن حبان وحده، وجهله الذهبي، وابن القطان. وضعفه ابن حزم.

٥١٤٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ هُبَيْرَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِهَا فَتَخٌ، فَقَالَ: كَذَا فِي كِتَابِ أَبِي، أَيْ خَوَاتِيمَ ضِخَامٍ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْرِبُ يَدَهَا فَدَخَلَتْ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَشْكُو إِلَيْهَا الَّذِي صَنَعَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَانْتَزَعَتْ فَاطِمَةُ سِلْسِلَةً فِي عُنُقِهَا مِنْ ذَهَبٍ قَالَتْ: هٰذِهِ أَهْدَاهَا إِلَيَّ أَبُو حَسَنٍ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالسِّلْسِلَةُ فِي يَدِهَا فَقَالَ: «يَا فَاطِمَةُ! أَيَغُرُّكِ أَنْ يَقُولَ النَّاسُ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ وَفِي يَدِهَا سِلْسِلَةٌ مِّنْ نَارٍ» ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يَقْعُدْ، فَأَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ بِالسِّلْسِلَةِ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَتْهَا وَاشْتَرَتْ بِثَمَنِهَا غُلَامًا وَقَالَ مَرَّةً: عَبْدًا وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا فَأَعْتَقَتْهُ، فَحُدِّثَ بِذٰلِكَ فَقَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْجَى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ».

۵۱۴۳- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت ہبیرہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی انگوٹھیاں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاتھ پر (کوئی چیز) مارنے لگے۔ وہ حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کے پاس گئیں اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے اس سلوک کا شکوہ کیا۔ (یہ سن کر) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گلے میں ڈالی ہوئی سونے کی زنجیر کھینچ ڈالی اور کہنے لگیں: یہ زنجیر مجھے ابوحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے تحفہ میں دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو زنجیر ان کے ہاتھ ہی میں تھی۔ آپ نے فرمایا: ”فاطمہ! کیا یہ بات تیرے لیے عزت افزا ہے کہ (قیامت کے دن) لوگ کہیں' رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے ہاتھ میں آگ کی زنجیر ہے؟“ پھر آپ واپس چلے گئے' بیٹھے نہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ زنجیر بازار بھیج کر بیچ دی اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا اور اسے آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ساری بات بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اس نے فاطمہ کو آگ سے بچا لیا۔“

فوائد ومسائل: ① ”مارنے لگے“ کیونکہ اتنی بڑی بڑی اور کئی انگوٹھیاں نمائش اور فخر کے لیے ہی ہو سکتی تھیں۔ ② ”کوئی چیز“ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک کبھی کسی نامحرم عورت کو نہیں لگا۔ ③ ”آگ کی

٥١٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٨، ٢٧٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٠. * زيد هو ابن سلام، وأبوسلام هو ممطور، وأبوأسماء هو عمرو بن مرثد.

زنجیر"، تفصیل دیکھیے حدیث نمبر: ۵۱۳۹۔

٥١٤٤ - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: جَاءَتْ بِنْتُ هُبَيْرَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِهَا فَتَخٌ مِّنْ ذَهَبٍ - أَيْ خَوَاتِيمَ ضِخَامٍ - نَحْوَهُ.

۵۱۴۴- حضرت ثوبان ؓ نے فرمایا: حضرت (فاطمہ) بنت ہبیرہ ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ان کے ہاتھ میں سونے کی بڑی بڑی انگوٹھیاں تھیں۔ باقی روایت حسب سابق ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ثوبان رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عربی میں آزاد کردہ غلام کو مولیٰ کہتے ہیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ② "سونے کی" تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے ناراضی کا اظہار فرمایا۔

٥١٤٥ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ مُطَرِّفٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: «سِوَارَانِ مِنْ نَارٍ». قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! طَوْقٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ: «طَوْقٌ مِّنْ نَارٍ» قَالَتْ: قُرْطَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: «قُرْطَيْنِ مِنْ نَارٍ». قَالَ: «وَكَانَ عَلَيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ» فَرَمَتْ بِهِمَا قَالَتْ:

۵۱۴۵- حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: میں نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں سونے کے دو کنگن استعمال کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: "یہ آگ کے دو کنگن ہیں۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! سونے کا ہار؟ آپ نے فرمایا: "تیرے گلے میں ہار ہوگا آگ کا۔" وہ کہنے لگی: سونے کی بالیاں؟ آپ نے فرمایا: "بالیاں بھی آگ کی ہیں۔" راوی نے کہا: اس عورت نے سونے کے دو کڑے پہن رکھے تھے اس نے اتار کر وہ پھینک دیے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر عورت اپنے خاوند کے لیے زیب و زینت نہ لگائے تو وہ

٥١٤٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤١، وأخرجه الطيالسي، ح: ٩٩٠ عن هشام الدستوائي به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ١٥٢، ١٥٣، ووافقه الذهبي.

٥١٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٠ عن أسباط بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٢، ٩٤٤٣.
* أبوزيد مستور، لم يوثقه أحد فيما أعلم، وروى عنه شعبة فيما قيل، وجهله الحافظ في التقريب.

يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا لَمْ تَتَزَيَّنْ لِزَوْجِهَا صَلِفَتْ عِنْدَهُ، قَالَ: «مَا يَمْنَعُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَصْنَعَ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تُصَفِّرُهُ بِزَعْفَرَانٍ أَوْ بِعَبِيرٍ». اَللَّفْظُ لِابْنِ حَرْبٍ.

اس کے نزدیک کم مرتبہ ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کون سی چیز مانع ہے کہ وہ چاندی کی دو بالیاں بنا لے۔ پھر اسے زعفران یا عبیر سے رنگ لے۔''

یہ الفاظ (استاد احمد) ابن حرب کے ہیں۔

٥١٤٦- أَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَيْهَا مَسَكَتَيْ ذَهَبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا لَوْ نَزَعْتِ هٰذَا وَجَعَلْتِ مَسَكَتَيْنِ مِنْ وَرِقٍ ثُمَّ صَفَّرْتِهِمَا بِزَعْفَرَانٍ كَانَتَا حَسَنَتَيْنِ».

۵۱۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان (حضرت عائشہ) کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے اس سے اچھی چیز نہ بتاؤں کہ تو انھیں اتار دے اور چاندی کے دو کنگن بنا لے' پھر ان کو زعفران کے ساتھ سنہری بنا لے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے کہا: یہ (حدیث اس سیاق سے) غیر محفوظ ہے۔ واللہ أعلم.

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ کا اس سیاق کو غیر محفوظ کہنا محل نظر ہے۔ یہ حدیث سنداً صحیح ہے' اس لیے اس کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ نہیں بنتی۔ واللہ أعلم. ② سونا بہت قیمتی چیز ہے۔ اتنی مالیت والی چیز کو صرف زیب و زینت کے لیے رکھ چھوڑنا کوئی اچھی بات نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تجارت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ باقی رہی زینت! تو وہ اس کے رنگ سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے' نیز سونے کے زیورات میں نمائش اور فخر کا غالب امکان ہے' لہٰذا باوجود جواز کے پرہیز بہتر ہے' خصوصاً اہل علم و فضل کے لیے۔

(المعجم ٤٠) - تَحْرِيمُ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- مردوں پر سونا حرام ہے

٥١٤٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البزار (كشف الأستار: ٣/ ٣٨٢، ٣٨٣؛ ح: ٣٠٠٧) من حديث الزهري به، باختلاف يسير نحو المعنى، ولم أجد تصريح سماع الزهري، والحديث في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٤. ※ الربيع بن سليمان هو الربيع بن سليمان بن داود، وإسحاق بن بكر هو إسحاق بن بكر بن مضر.

٥١٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي أَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي».

۵۱۴۷-حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ریشم اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونا اپنے بائیں ہاتھ میں، پھر فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں (پہننا) میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔''

فائدہ: گویا عورتوں کے لیے جائز ہیں جیسا کہ آئندہ روایات میں صراحتاً ذکر ہے اور مردوں کے لیے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔ زیب و زینت عورتوں کا خاصہ ہے اور یہ مردانگی کے خلاف ہے۔

٥١٤٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الصَّعْبَةِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ هَمْدَانَ يُقَالُ لَهُ أَبُو صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلَىٰ ذُكُورِ أُمَّتِي».

۵۱۴۸-حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ریشم اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور سونا بائیں میں، پھر فرمایا: ''یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔''

٥١٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ لَيْثِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ

۵۱۴۹-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اللہ ﷺ نے ریشم لیا اور دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونا لیا اور اسے بائیں ہاتھ میں پکڑا، پھر فرمایا: ''یہ دونوں میری امت کے

٥١٤٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الحرير للنساء، ح: ٤٠٥٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٥، وله شواهد.

٥١٤٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٦.

٥١٤٩ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥١٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٧. * عبدالله هو ابن المبارك.

عَنِ ابْنِ أَبِي الصَّعْبَةِ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ هَمْدَانَ يُقَالُ لَهُ أَفْلَحُ، عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي».

مردوں پر حرام ہیں۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: وَحَدِيثُ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ إِلَّا قَوْلَهُ أَفْلَحُ، فَإِنَّ أَبَا أَفْلَحَ أَشْبَهُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ ابن المبارک کی حدیث درست ہے لیکن اس کا قول افلح (درست نہیں بلکہ) ابوافلح صحیح ہے۔

٥١٥٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي الصَّعْبَةِ، عَنْ أَبِي أَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَيْرٍ الْغَافِقِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَهَبًا بِيَمِينِهِ وَحَرِيرًا بِشِمَالِهِ فَقَالَ: «هٰذَا حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي».

۵۱۵۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور ریشم بائیں ہاتھ میں اور فرمایا: "بے شک یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔"

فائدہ: اس حدیث میں دائیں بائیں کا فرق کسی راوی کی غلطی ہے کیونکہ حدیث بنیادی طور پر ایک ہی ہے۔

٥١٥١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۵۱۵۱- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سونا اور ریشم (پہننا) میری امت کی عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے جبکہ مردوں پر حرام ہے۔"

٥١٥٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٤٨.

٥١٥١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الحرير والذهب للرجال، ح: ١٧٢٠ من حديث نافع به؛ وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٠، وللحديث شواهد.

قَالَ: «أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِي وَحُرِّمَ عَلَى ذُكُورِهَا».

٥١٥٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ - يَعْنِي - وَالذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا.

۵۱۵۲- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم اور سونا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر تھوڑا تھوڑا۔

خَالَفَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ، رَوَاهُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ.

عبدالوہاب نے اس (سفیان بن حبیب) کی مخالفت کی ہے۔ اس نے یہ روایت خَالِد، عَنْ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ کی سند سے روایت کی ہے۔ (اس نے ابو قلابہ اور خالد حذاء کے درمیان میمون کا واسطہ بڑھا دیا ہے۔) واللہ أعلم.

فائدہ: ''تھوڑا تھوڑا'' عربی میں لفظ ''مُقَطَّع'' استعمال کیا گیا ہے یعنی قلیل ہو اور مختلف جگہوں پر ہو، مثلاً: تلوار کے دستے پر نقش و نگار کی صورت میں ہو یا نقاط کی صورت میں۔ پورے دستے پر سونا نہ چڑھایا جائے۔ اسی طرح چاندی کی انگوٹھی پر سونے کے نشانات ہوں۔ اسی طرح ریشم بھی کسی اور کپڑے پر ٹکڑوں کی صورت میں قلیل مقدار میں ہو یا ریشم کی لائنیں ہوں یا چھوٹی پٹیاں ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ گویا قلیل مقدار میں ہو اور مختلف جگہوں پر ہو۔ یاد رہے کہ یہ مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے سونے اور ریشم کا استعمال مطلقاً جائز ہے جیسے سابقہ حدیث میں صراحت ہو چکی ہے۔

٥١٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۵۱۵۳- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ مختلف جگہوں پر قلیل مقدار میں ہو اور ریشمی گدیلوں پر

٥١٥٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في الذهب للنساء، ح: ٤٢٣٩ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٥١، وللحديث شواهد، وانظر الحديث الآتي.

٥١٥٣ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٤٥٢. * ميمون القناد لم يوثقه غير ابن حبان، ولم يعرفه أحمد، وطعن البخاري فيه. وللحديث شواهد.

نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا وَعَنْ رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ .

بیٹھنے سے بھی منع فرمایا۔

فائدہ: ''ریشمی گدیلے'' جو چیزیں مشترکہ استعمال کی ہیں انھیں عورتیں بھی استعمال کرتی ہیں اور مرد بھی اور ان میں امتیاز رکھنا مشکل ہے' وہ ریشم یا سونے سے نہیں ہونی چاہئیں۔ گدیلے پر کوئی بھی بیٹھ سکتا ہے۔

٥١٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي شَيْخٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ جَمْعٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا، قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ.

۵۱۵۴- حضرت ابوالشیخ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ ؓ کو فرماتے سنا جب کہ ان کے پاس بہت سے اصحاب محمد ﷺ بیٹھے تھے: کیا تم جانتے ہو کہ نبی اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ مختلف جگہوں پر تھوڑا تھوڑا ہو؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔

٥١٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ أَبِي شَيْخٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ مُعَاوِيَةَ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ إِذْ جَمَعَ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ!

۵۱۵۵- حضرت ابوالشیخ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ ؓ کے کسی حج کے دوران میں ہم ان کے ساتھ تھے کہ انھوں نے حضرت محمد ﷺ کے صحابہ میں سے کئی صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کو) سونا پہننے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ مختلف جگہوں پر تھوڑا تھوڑا ہو؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں۔

خَالَفَهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَلَى اخْتِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِهِ عَلَيْهِ.

یحییٰ بن ابی کثیر نے مطر (الوراق) کی مخالفت کی ہے' نیز اس (یحییٰ بن ابی کثیر) پر اس کے شاگردوں نے بھی اختلاف کیا ہے۔

٥١٥٤ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٥٣، ح: ٨٢٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه حماد بن سلمة عند أبي داود، ح: ١٧٩٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٣، ٩٥٩٩، وللحديث شواهد.

٥١٥٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٤. وانظر، ح: ٥١٦٢، ٥١٦٣.

فائدہ: مطر نے بایں سند حدیث بیان کی ہے: عَنْ أَبِي شَيْخٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ مُعَاوِيَةَ جبکہ یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا ہے تو کہا ہے: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ الْهُنَائِيُّ عَنْ أَبِي حِمَّانَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ...... تو یحییٰ نے ابوشیخ اور حضرت معاویہ کے درمیان ابو حِمّان کا واسطہ بڑھا دیا ہے' نیز یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگردوں میں بھی اختلاف ہے۔ علی بن مبارک نے یحییٰ سے بیان کیا ہے تو کہا ہے: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ الْهُنَائِيُّ، عَنْ أَبِي حِمَّانَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لیکن جب یحییٰ کے شاگرد حرب بن شداد نے اس سے بیان کیا ہے تو کہا ہے: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ...... اس کی تفصیل اگلی روایات میں آ رہی ہے۔

٥١٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ الْهُنَائِيُّ عَنْ أَبِي حِمَّانَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ عَامَ حَجَّ جَمَعَ نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ، أَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

٥١٥٦- حضرت ابوحمان سے مروی ہے کہ جس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ کو کعبہ میں جمع کیا اور فرمایا کہ میں تم سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ ان سب نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

خَالَفَهُ حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ رَوَاهُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي شَيْخٍ، عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ.

حرب بن شداد نے اس (علی بن مبارک) کی مخالفت کی ہے۔ اس (حرب) نے یہ حدیث (اس طرح) بیان کی ہے: عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي شَيْخٍ، عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ۔

فائدہ: سابقہ حدیث کے تحت اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

٥١٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ:

٥١٥٧- حضرت حمان سے روایت ہے کہ جس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو گئے انھوں نے بہت

٥١٥٦_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٥. * يحيى هو ابن أبي كثير، وانظر الأحاديث الآتية.

٥١٥٧_[صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٦، وأخرجه أحمد: ٤/ ٩٦ عن عبدالصمد بن عبدالوارث به.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى : حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ : أَنَّ مُعَاوِيَةَ عَامَ حَجَّ جَمَعَ نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ : أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ ، هَلْ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبُوسِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا : نَعَمْ ، قَالَ : وَأَنَا أَشْهَدُ .

سے اصحاب رسول ﷺ کو کعبہ میں اکٹھے کر کے فرمایا: میں تم سے اللہ تعالیٰ کے نام پر پوچھتا ہوں: کیا رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

خَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَلَى اخْتِلَافِ أَصْحَابِهِ عَلَيْهِ فِيهِ .

اوزاعی نے اس (حرب بن شداد) کی مخالفت کی ہے نیز اوزاعی کے شاگردوں نے اس پر اختلاف کیا ہے۔

فائدہ: اوزاعی رحمہ اللہ نے حرب بن شداد کی مخالفت اس طرح کی ہے کہ وہ یحییٰ بن ابی کثیر سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ، قال: حَدَّثَنِي حِمَّانُ جبکہ حرب بن شداد نے "حِمَّان" کی بجائے عَنْ أَخِيهِ حِمَّانَ کہا ہے جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ اوزاعی کے شاگردوں کا اس پر اختلاف یوں ہے (جس کی تفصیل اگلی روایات میں آ رہی ہے) کہ شعیب نے اوزاعی سے بیان کیا تو کہا: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي حِمَّانُ، قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ...... عمارہ بن بشر نے اس سے بیان کیا تو کہا: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي حِمَّانُ، قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ اوزاعی کے ایک شاگرد عقبہ (ابن علقمہ معافری بیروتی) نے اوزاعی سے بیان کیا تو کہا: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ حِمَّانَ، قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ...... اوزاعی کے چوتھے شاگرد یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا تو اوزاعی کے دیگر بیان کرنے والے تینوں شاگردوں سے اختلاف کرتے ہوئے کہا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى : حَدَّثَنَا حِمَّانُ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ...... خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شعیب نے اپنے استاد اوزاعی سے یحییٰ بن ابی کثیر والی روایت بیان کی تو یحییٰ بن ابی کثیر کا استاد ابو شیخ کو بیان کیا ہے۔ عمارہ بن بشر نے اوزاعی سے یحییٰ کی روایت بیان کی تو یحییٰ بن ابی کثیر کا استاد أبو إسحاق السَّبِيعي کو قرار دیا ہے۔ اوزاعی کے ایک اور شاگرد یحییٰ بن حمزہ نے یہی روایت بیان کی تو یحییٰ بن ابی کثیر کا استاد حِمَّان بیان کیا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٣٨/ ٢٢٧-٢٢٩)

٥١٥٨- أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ

٥١٥٨- حضرت حمان نے بیان فرمایا کہ حضرت

٥١٥٨- [صحيح] تقدم، ح: ٥١٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٧، وأخرجه الطبراني: ١٩/ ٣٥٤، ٣٥٥، ح: ٨٣٠ من حديث شعيب بن إسحاق به .

إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شَيْخٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حِمَّانُ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو آپ نے انصار کی ایک جماعت کو کعبہ میں بلایا اور فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو سونے کے استعمال سے منع فرماتے نہیں سنا؟ ان سب نے کہا: ہاں! (ہم نے ضرور سنا ہے۔) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات پر گواہ ہوں (میں نے بھی سنا ہے۔)

٥١٥٩- أَخْبَرَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي حِمَّانُ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

۵۱۵۹- حضرت حمان نے بیان فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو انھوں نے انصار کی ایک جماعت کو کعبہ میں بلایا اور فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو سونے کے استعمال سے منع فرماتے نہیں سنا؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں! (ہم نے سنا ہے۔) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں (کہ میں نے بھی آپ سے سنا ہے۔)

٥١٦٠- وَأَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ عَنْ عُقْبَةَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ حِمَّانَ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الذَّهَبِ؟

۵۱۶۰- حضرت ابن حمان سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو وہاں انھوں نے کعبہ میں انصار کی ایک جماعت کو بلایا اور فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو سونے کے استعمال سے منع فرماتے نہیں سنا؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (سنا ہے۔) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

٥١٥٩_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٨.

٥١٦٠_[صحيح] تقدم، ح: ٥١٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٥٩.

قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

٥١٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا حِمَّانُ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ، أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ الذَّهَبِ؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ.

۵۱۶۱- حضرت حمان نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کرنے گئے تو انھوں نے انصار کے کچھ لوگوں کو کعبہ میں بلایا اور فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو سونے کے استعمال سے منع فرماتے نہیں سنا؟ ان سب نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں (سنا ہے۔) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عُمَارَةُ أَحْفَظُ مِنْ يَحْيٰى وَحَدِيثُهُ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ عمارہ، یحییٰ کی نسبت زیادہ حافظ ہے اور اس کی حدیث درست اور صحیح ہونے کی زیادہ حق دار ہے۔

فائدہ: شارح سنن النسائی محمد بن علی الاتیوبی کہتے ہیں کہ ''المجتبیٰ'' والے نسخے میں ''عمارہ'' ہے لیکن درست ''قتادہ'' ہے جیسا کہ سنن نسائی ''الکبریٰ'' (۴۳۹/۵) اور تحفۃ الاشراف (۴۳۶/۸) میں ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے عمارہ (درحقیقت قتادہ) کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ''قتادہ'' یحییٰ کی نسبت احفظ ہے' اس لیے اس کی بیان کردہ روایت راجح ہے کیونکہ اس طرح وہ محفوظ صحیح روایت بنتی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قتادة عن أبي شيخ عن معاوية رضی اللہ عنہ والی بلاواسطہ روایت ہی صحیح ہے جبکہ دیگر رواۃ نے ابوشیخ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان حمان یا ابوحمان یا ابن حمان کا واسطہ بیان کیا ہے۔ واللہ أعلم.

٥١٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَيْهَسُ بْنُ فَهْدَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوشَيْخٍ الْهُنَائِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ وَحَوْلَهُ نَاسٌ

۵۱۶۲- حضرت ابو شیخ ہنائی نے کہا: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جب کہ ان کے اردگرد مہاجرین و انصار کے بہت سے لوگ تھے، انھوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے

٥١٦١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٥٦، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٦٠.
٥١٦٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٤٦١، ٩٦٠٠.

مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُمْ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ، قَالَ: وَنَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا؟ قَالُوا: نَعَمْ.

سے منع فرمایا ہے؟ ان سب نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور آپ نے سونا استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ مختلف جگہوں میں تھوڑا تھوڑا لگا ہوا ہو؟ ان سب نے فرمایا: جی ہاں۔

خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ رَوَاهُ عَنْ بَيْهَسٍ، عَنْ أَبِي شَيْخٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

علی بن غراب نے اس (نضر بن شمیل) کی مخالفت کی ہے اور (اس حدیث کو) ابن عمر کی مسند قرار دیا ہے۔

٥١٦٣- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَيْهَسُ ابْنُ فَهْدَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو شَيْخٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا.

۵۱۶۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کے استعمال سے منع فرمایا الا یہ کہ وہ بکھرا ہوا ہو۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ النَّضْرِ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ نضر (ابن شمیل) کی حدیث زیادہ درست ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ مذکورہ روایت سے پہلی روایت (حدیث: ۵۱۶۲) زیادہ درست ہے جو کہ نضر بن شمیل بیہس بن فہدان سے وہ ابوشیخ ہنائی سے اور وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں جبکہ مذکورہ روایت: ۵۱۶۳ جو کہ علی بن غراب نے بیہس بن فہدان سے اس نے ابوشیخ سے اور اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے یہ روایت ابن عمر کی مسند کے طور پر تو ضعیف ہے تاہم اس کا متن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مسند کی وجہ سے صحیح ہے۔ نضر بن شمیل علی بن غراب سے کہیں زیادہ حافظ اور اثبت ہے جبکہ علی بن غراب تو ضعیف و مدلس اور شیعہ تھا۔ واللہ أعلم. ② ترجمے میں چونکہ سند ذکر نہیں ہوتی، لہٰذا قارئین کے لیے ایک روایت کا اس قدر زیادہ تکرار ملال و اکتاہٹ کا باعث بنتا ہے اور انھیں یہ بے فائدہ معلوم ہوتا ہے لیکن امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود سند کے بیان میں اختلاف ظاہر کرنا ہے جو حدیث کی حیثیت جانچنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور محدثین کے نزدیک یہ انتہائی قیمتی مفید اور دلچسپ چیز ہوتی ہے۔

٥١٦٣_[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٩٤٦٢، ٩٥٩٨.

(المعجم ٤١) - مَنْ أُصِيبَ أَنْفُهُ هَلْ يَتَّخِذُ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ (التحفة ٤١)

باب:۴۱-کسی شخص کی ناک کٹ جائے تو کیا وہ سونے کی ناک لگوا سکتا ہے؟

٥١٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ طَرَفَةَ عَنْ جَدِّهِ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ: أَنَّهُ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ.

۵۱۶۴- حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دور جاہلیت میں جنگ کُلاب کے دن ان کی ناک کٹ گئی تھی تو انھوں نے چاندی کی ناک لگوا لی لیکن (وہ خراب ہوگئی اور) اس سے بدبو آنے لگی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ سونے کی ناک لگوا لے۔

فوائد و مسائل: ① چاندی کو زنگ لگ جاتا ہے۔ ناک میں عموماً رطوبت رہتی ہے' اس لیے چاندی کو زنگ لگ گیا اور اس میں رطوبت اٹکنے لگی اور اس سے بدبو آنے لگی' بخلاف اس کے سونا بہت مضبوط اور نفیس دھات ہے۔ اسے اتنی جلدی زنگ نہیں لگتا اور یہ خراب بھی نہیں ہوتا' اس لیے آپ ﷺ نے انھیں سونے کی ناک لگوانے کا مشورہ دیا۔ ② معلوم ہوا کہ مرد کے لیے سونے کا استعمال بطور زینت منع ہے' بطور ضرورت جائز ہے' مثلاً: دانت ہلنے لگیں تو انھیں سونے کے تار سے بندھوایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی اور ضرورت پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ③ ''جنگ کُلاب'' کُلاب ایک کنویں یا چشمے کا نام تھا۔ وہاں دور جاہلیت میں زبردست جنگ ہوئی تھی جو بہت مشہور ہوئی۔

٥١٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ بْنِ كَرِبٍ قَالَ: وَكَانَ جَدُّهُ قَالَ:

۵۱۶۵- حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ نے اپنے دادا محترم حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور انھوں نے اپنے دادا محترم کو دیکھا تھا کہ جنگ کلاب کے دن ان کی ناک کٹ گئی تھی۔ انھوں نے چاندی کی ناک لگوا

٥١٦٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، انظر الحديث الآتي، والترمذي، ح:١٧٧٠ وغيرهما من حديث عبدالرحمٰن بن طرفة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح:٩٤٦٣، وصححه ابن حبان، ح:١٤٦٦.

٥١٦٥ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٩٤٦٤، وأخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في ربط الأسنان بالذهب، ح: ٤٢٣٢ـ٤٢٣٤ من حديث أبي الأشهب جعفر بن حيان العطاردي به.

حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَأَى جَدَّهُ قَالَ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ: فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ فِضَّةٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَّخِذَهُ مِنْ ذَهَبٍ.

لی لیکن اس سے بدبو آنے لگی تو نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں فرمایا کہ سونے کی ناک لگوالو۔

(المعجم ٤٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲-مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کی رخصت کا بیان

٥١٦٦- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ يَعْنِي لِصُهَيْبٍ: مَا لِي أَرٰى عَلَيْكَ خَاتَمَ الذَّهَبِ؟ قَالَ: قَدْ رَآهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فَلَمْ يَعِبْهُ، قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۱۶۶-حضرت سعید بن میبّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم پر سونے کی انگوٹھی دیکھتا ہوں؟ وہ فرمانے لگے: یہ آپ سے بہتر شخصیت نے دیکھی تھی۔ انھوں نے تو اس پر عیب نہیں لگایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کون تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ۔

(المعجم ٤٣) - خَاتَمُ الذَّهَبِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-سونے کی انگوٹھی کا بیان

٥١٦٧- **أَخْبَرَنَا** عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَبِسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَإِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَهُ،

۵۱۶۷-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (پہلے) سونے کی انگوٹھی بنوائی اور پہنی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں یہ (سونے کی) انگوٹھی پہنا کرتا تھا لیکن آئندہ اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔'' یہ فرمانے کے بعد آپ نے سونے کی انگوٹھی اتار پھینکی تو

٥١٦٦ـ[**إسناده ضعيف**] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٥، فيه علل، منها عنعنة عطاء الخراساني.

٥١٦٧ـ[**إسناده صحيح**] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٦. * إسماعيل هو ابن جعفر بن أبي كثير المدني.

فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ».

لوگوں نے بھی اپنی (سونے کی) انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابتداءً مردوں کے لیے بھی سونے کی انگوٹھی پہننی جائز تھی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے ساتھ ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں اور پہنیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت بھی آشکارا ہوتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تمام اعمال میں، متابعت کے از حد حریص تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی ہے تو انھوں نے سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں اور جب نبیٔ اکرم ﷺ نے اتار پھینکی تو ان سب نے بھی اتار دیں۔ رسول کریم ﷺ کے تمام اقوال و افعال میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فرماں برداری کا یہی معمول تھا الا یہ کہ کوئی عمل آپ کی خصوصیت ہو۔ ③ مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی یقیناً حرام اور ناجائز ہے جبکہ ان کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا قطعی طور پر جائز ہے۔ مردوں کے چاندی کی انگوٹھی پہننے کی بابت، اہل شام کے بعض علماء کے علاوہ تمام اہل اسلام کا اس کے جواز پر اتفاق ہے۔ دیگر صحیح روایات میں صراحت ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی تا کہ خطوط و فرامین پر مہر لگا سکیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ کے بعد وہی انگوٹھی خلیفۂ رسول، خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہنی، پھر ان کے بعد خلیفۂ ثانی، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہنی، پھر ان کے بعد تیسرے خلیفۂ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے پہنی حتی کہ وہ انگوٹھی بئر اریس میں گر گئی اور تلاش بسیار کے باوجود نہ ملی۔ (صحیح البخاري، اللباس، باب خاتم الفضة، حدیث:٥٨٦٦، و صحیح مسلم، اللباس والزینة، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق......، حدیث:٢٠٩١-(٥٤)) ④ ”کبھی نہیں پہنوں گا“ گویا اجازت منسوخ ہو گئی۔ آئندہ احادیث میں حرمت کی صراحت ہے۔ ⑤ ”اتار پھینکی“ پھر پکڑ لی یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اٹھا کر پکڑا دی ہو گی۔ بعض کا خیال ہے یہ مطلب نہیں کہ اتار کر زمین پر پھینک دی بلکہ جیب وغیرہ میں ڈال لی کیونکہ مال ضائع کرنا حرام ہے۔ واللہ أعلم.

٥١٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ ابْنِ يَرِيمَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ، وَعَنِ الْجِعَةِ.

٥١٦٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، ریشمی کپڑوں اور سرخ ریشمی گدیلوں اور جعہ (کے استعمال) سے منع فرمایا۔

٥١٦٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية لبس المعصفر للرجال [والقسي]، ح:٢٨٠٨ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٩٤٦٧. ✽ أبوإسحاق صرح بالسماع.

فوائد ومسائل: ① ''ریشمی کپڑوں'' عربی میں لفظ قَسِّي استعمال کیا گیا ہے۔ قس مصر کے علاقے میں ایک بستی کا نام تھا' جہاں ریشمی کپڑے بنائے جاتے تھے۔ ان کو قسی کہا جاتا تھا۔ مراد ریشمی کپڑے ہیں' قس میں بنیں یا کہیں اور کیونکہ حرمت کی وجہ ریشم ہونا ہے نہ کہ قس بستی میں تیار ہونا۔ دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ قس اصل میں قز تھا اور اس کے معنی ہیں کچا ریشم۔ گویا قسی سے مراد کچے ریشم سے بنائے گئے کپڑے ہیں' یعنی ریشم کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے چاہے کچا ہو یا پکا۔ ② ''سرخ ریشمی گدیلوں'' ریشمی گدیلے عموماً سرخ ہوتے تھے ورنہ ریشمی گدیلے حرام ہیں' سرخ ہوں یا سبز' سفید ہوں یا سیاہ۔ ③ ''جعه'' جو کا نبیذ جس میں نشہ ہوتا تھا۔

٥١٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ.

۵۱۶۹- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی' قسی کپڑوں اور سرخ گدیلوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ''سرخ گدیلوں'' ان میں روئی بھری ہوتی تھی اور انھیں اونٹ کے پالان کے اوپر رکھا جاتا تھا تاکہ پالان کی لکڑی سے جسم کو تکلیف محسوس نہ ہو۔ یہ ریشمی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بعض نے سرخ رنگ بھی منع کیا ہے کیونکہ اس میں شوخی زیادہ ہوتی ہے اور یہ آرام سے زیادہ زیب وزینت کے لیے ہوتا ہے اور مردوں کو زینت زیب نہیں دیتی۔

٥١٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ سَمِعَهُ مِنْ عَلِيٍّ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ، وَعَنِ الثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ، وَعَنِ الْجِعَةِ: شَرَابٌ يُصْنَعُ مِنَ الشَّعِيرِ وَالْحِنْطَةِ،

۵۱۷۰- حضرت علی ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی (اور چھلے)' سرخ ریشمی گدیلے' قسی کپڑوں اور جعه (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔ جعه ایک مشروب تھا جو جو اور گندم سے بنایا جاتا تھا اور نشہ آور ہوتا تھا۔

٥١٦٩ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٨.

٥١٧٠ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٦٩.

وَذَكَرَ مِنْ شِدَّتِهِ،

خَالَفَهُ عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ ، رَوَاهُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ صَعْصَعَةَ ، عَنْ عَلِيٍّ .

عمار بن رزیق نے اس (زُہیر) کی مخالفت کی ہے اور اس نے یہ روایت ''عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَعْصَعَةَ عَنْ عَلِيٍّ'' کی سند سے بیان کی ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث: ۵۱۷۰، زہیر (بن معاویہ) نے عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ سَمِعَهُ مِنْ عَلِيٍّ کی سند سے بیان کی ہے جبکہ عمار بن رزیق نے عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ کی بجائے عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَعْصَعَةَ بیان کیا ہے۔ دیکھیے، اگلی حدیث: ۵۱۷۱.

٥١٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ، وَالْجِعَةِ.

۵۱۷۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، قسی کپڑوں، ریشمی گدیلے اور جعہ کے استعمال سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلَّذِي قَبْلَهُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: اس (حدیث: ۵۱۷۱) سے پہلی روایت (۵۱۷۰) زیادہ درست ہے۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی نے عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ، عَنْ عَلِيٍّ والی سابقہ روایت کو ترجیح دیتے ہوئے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابواسحاق کے دیگر شاگرد، مثلاً: ابوالاحوص، زکریا بن ابوزائدہ اور زہیر بن معاویہ تینوں نے بایں سند بیان کیا ہے: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ دیکھیے: (سنن النسائي، الزينة، باب خاتم الذهب، حديث: ۵۱۶۸، ۵۱۶۹، ۵۱۷۰) مزید برآں یہ کہ ابوداود کی روایت میں امام شعبہ رحمہ اللہ نے بھی ان تینوں کی متابعت کی ہے۔ انھوں نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ...... عمار بن رزیق نے ابواسحاق کے تمام شاگردوں کی مخالفت کی ہے اور یہ روایت عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَعْصَعَةَ عَنْ عَلِيٍّ کی سند سے بیان کی، اس لیے عمار بن رزیق کی بیان کردہ روایت شاذ اور ابواسحاق کے دیگر شاگردوں کی روایت محفوظ بنتی ہے، لہٰذا یہی روایت ارجح ہے۔ یاد

٥١٧١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٤٧٠، وانظر الحديث الآتي.

رہے کہ یہ شذوذ صرف اس سند میں ہے۔ جہاں تک متن کا تعلق ہے تو وہ صحیح ہے کیونکہ صعصعہ کی روایت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے صحیح ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ واللّٰہ أعلم. ② ہر نشہ آور مشروب حرام ہے خواہ کسی چیز سے بنا ہو، قلیل ہو یا کثیر۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

٥١٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: اِنْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: نَهَانِي عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَحَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَلُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ.

۵۱۷۲- حضرت صعصعہ بن صوحان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں اس چیز سے منع فرمائیے جس سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو منع فرمایا ہے۔ انھوں نے فرمایا: آپ نے مجھے کدو کے برتن اور سبز مٹکے (کے نبیذ)، سونے کی انگوٹھی، ریشم کے لباس، قسی کپڑوں اور سرخ ریشمی گدیلے سے منع فرمایا تھا۔

فائدہ: کدو کا برتن اور تارکول لگا ہوا مٹکا بے مسام ہوتے ہیں، لہٰذا ان میں نبیذ بنایا جائے تو اس میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا تھا، اسی لیے لوگوں نے جاہلیت میں یہ برتن شراب بنانے کے لیے مخصوص کر رکھے تھے، لہٰذا آپ نے ابتدا میں ان برتنوں کے نبیذ سے بھی روک دیا تھا، بعد میں اجازت دے دی بشرطیکہ نشہ پیدا نہ ہو۔ (تفصیل اپنے مقام پر گزر چکی ہے۔)

٥١٧٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ الْحَنَفِيُّ - عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: جَاءَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ: اِنْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ،

۵۱۷۳- حضرت مالک بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت صعصعہ بن صوحان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ہمیں اس چیز سے منع فرمائیے جس سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو منع فرمایا ہو۔ انھوں نے فرمایا: آپ نے مجھے کدو کے برتن، سبز مٹکے، کھجور کی جڑ کے بنائے ہوئے برتن، جعہ (جو کے نشیلے نبیذ) سے منع فرمایا ہے، نیز ہمیں سونے کی انگوٹھی، ریشم کے لباس

٥١٧٢ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧١، وسنده حسن.

٥١٧٣ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧٢، والحديث السابق يغني عنه.

وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْجِعَةِ، وَنَهَانَا عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَلُبْسِ الْحَرِيرِ، وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ.

پہننے، قسی کپڑوں کے پہننے اور سرخ ریشمی گدیلے سے بھی روکا تھا۔

فائدہ: کھجور کی جڑ کو اندر سے کرید کرید کر بڑا سا برتن بنا لیا جاتا تھا۔ یہ بھی مساموں سے خالی ہوتا تھا' اس لیے اس برتن کو بھی انھوں نے شراب کے لیے مخصوص کر رکھا تھا تاکہ جلدی نشہ پیدا ہو' نیز یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی لکھا ہے کہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔

٥١٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ لِعَلِيٍّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْجِعَةِ، وَعَنْ حِلَقِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَعَنِ الْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ.

۵۱۷۴- حضرت مالک بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت صعصعہ بن صوحان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: امیرالمومنین! ہمیں اس چیز سے منع فرمایئے جس چیز سے آپ کو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہو۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کدو کے برتن' مٹکے' جو کے نشیلے نبیذ' سونے کی انگوٹھی' ریشم کے لباس پہننے اور سرخ ریشمی گدیلے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ مَرْوَانَ وَعَبْدِ الْوَاحِدِ أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ.

ابوعبدالرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ مروان اور عبدالواحد کی حدیث' اسرائیل کی حدیث سے زیادہ درست اور صحیح ہے۔

فائدہ: یعنی مروان بن معاویہ کی بیان کردہ حدیث (۵۱۷۳) اور عبدالواحد کی بیان کردہ حدیث (۵۱۷۴)' اسرائیل کی بیان کردہ حدیث (۵۱۷۲) سے ارجح ہے۔ واللہ أعلم.

٥١٧٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا. وَقَالَ عُثْمَانُ: أَخْبَرَنَا

۵۱۷۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے میرے پیارے رسول ﷺ نے تین چیزوں سے منع فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے سب

٥١٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧٣.

٥١٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٧٧.

دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي حِبِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ: لَا أَقُولُ نَهَى النَّاسَ: نَهَانِي عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ الْمُفَدَّمِ، وَلَا أَقْرَأُ سَاجِدًا وَلَا رَاكِعًا.

لوگوں کو منع فرمایا ہے۔ آپ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' قسی کپڑے پہننے اور سرخ کسم رنگ کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا' نیز یہ کہ میں رکوع یا سجدے میں قرآن مجید نہ پڑھوں۔

تَابَعَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ.

ضحاک بن عثمان نے اس (داود بن قیس) کی متابعت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ضحاک بن عثمان نے داود بن قیس کی متابعت اس طرح کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن حنین کے درمیان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطہ ذکر کیا ہے جیسا کہ آگے آنے والی حدیث: ٥١٧٦ کی سند میں ہے۔ واللہ أعلم. ② ''میں نہیں کہتا'' مقصود یہ ہے کہ آپ نے مجھ سے خطاب فرماتے ہوئے مفرد کے صیغے استعمال فرمائے تھے' لہٰذا میں بھی مفرد کے صیغے ہی استعمال کرتا ہوں' جمع کے نہیں ورنہ بیان شدہ چیزیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح سب مسلمانوں کے لیے حرام ہیں' مگر سونے اور ریشمی کپڑے کی حرمت صرف مردوں کے لیے ہے۔ ③ ''کسم (کسمبھ)'' یہ سرخ رنگ کی ان اقسام میں شامل ہے جو مردوں کے لیے حرام ہیں۔ ہر رنگ کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔

٥١٧٦- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ - وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ - عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْمُفَدَّمِ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ رَاكِعًا.

٥١٧٦- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے اور قسی کپڑے کے لباس' سرخ اور کسم رنگ کے لباس اور رکوع کی حالت میں قراءتِ قرآن سے منع فرمایا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم کو منع فرمایا۔ (تفصیل سابقہ روایت میں ہے۔)

٥١٧٦- [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٢، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٧٨.

٥١٧٧ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقِرَاءَةِ وَأَنَا رَاكِعٌ، وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ.

٥١٧٧-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنے' سونا پہننے اور کسم (کسمبھ) سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔

٥١٧٨ - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ - وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ - عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَأَنْ لَّا أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

٥١٧٨-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی' قسی کپڑے اور کسم سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ تم کو منع فرمایا۔

٥١٧٩ - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ وَاقِدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ مَوْلَى عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ.

٥١٧٩-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی' کسم سے رنگے ہوئے کپڑے اور قسی کپڑے پہننے سے' نیز رکوع کی حالت میں قرآن کریم پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

٥١٧٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٨٠.

٥١٧٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٨٢.

٥١٧٩ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٩٤٨٤. * إبراهيم بن عبدالله بن حنين سمعه من أبيه، انظر الحديث السابق.

٥١٨٠- أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ - مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ - أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ.

۵۱۸۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے قسی کپڑے، کسم سے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

٥١٨١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ، وَعَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ.

۵۱۸۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے چار چیزوں سے منع فرمایا: سونے کی انگوٹھی پہننا، قسی کپڑا پہننا، قرآن مجید رکوع کی حالت میں پڑھنا اور معصفر (کسم سے رنگا ہوا) کپڑا پہننا۔

وَوَافَقَهُ أَيُّوبُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُسَمِّ الْمَوْلَى.

ایوب نے اس (عبیداللہ بن عمر) کی موافقت کی ہے لیکن اس نے (سند میں مذکور) مولیٰ کا نام نہیں لیا۔

٥١٨٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ مَوْلًى لِلْعَبَّاسِ

۵۱۸۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے معصفر اور قسی کپڑا پہننے، سونے کی انگوٹھی ڈالنے اور رکوع کی حالت میں قراءت قرآن سے منع فرمایا ہے۔

٥١٨٠_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٨٥.

٥١٨١_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٨٦.

٥١٨٢_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٨٧.

أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

(المعجم ٤٣م) - اَلْاِخْتِلَافُ عَلَى يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِيهِ (التحفة ٤٣) - أ

باب:۴۳-اس حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر پر اختلاف کا بیان

٥١٨٣- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ - وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ - عَنْ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ الْفَدَكِيُّ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ حُنَيْنٍ أَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَأَنَا أَقْرَأُ وَأَنَا رَاكِعٌ.

۵۱۸۳- حضرت علی ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے معصفر کپڑوں، سونے کی انگوٹھی اور قَسّی کپڑوں کے پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

خَالَفَهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ.

لیث بن سعد نے اس (عمرو بن سعید) کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: امام صاحب ؒ کا مقصود یہ ہے کہ لیث بن سعد نے عمرو بن سعید کی مخالفت کی ہے اور اس طرح بیان کیا ہے: عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَلِيٍّ...... جب کہ عمرو بن سعید نے یوں بیان کیا ہے: أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ حُنَيْنٍ أَنَّ عَلِيًّا...... اس کا مطلب یہ ہے کہ لیث بن سعد نے نافع کا استاد ابراہیم بن عبداللہ کو بنایا ہے جبکہ عمرو بن سعید نے نافع کا استاد ابن حنین، یعنی ابراہیم کے باپ عبداللہ کو قرار دیا ہے۔ اس میں دوسری بات یہ بھی ہے کہ عمرو بن سعید کی حدیث میں نافع نے عبداللہ بن حنین سے سماع کی تصریح کی ہے جبکہ لیث نے نافع سے بصیغۂ عَنْ بیان کیا ہے اور عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ کہا ہے مگر عمرو بن سعید نے عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ ذکر نہیں کیا۔ واللہ أعلم.

٥١٨٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرى، ح: ٩٤٨٨.

٥١٨٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُعَصْفَرِ، وَالثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ، وَعَنْ أَنْ يَقْرَأَ وَهُوَ رَاكِعٌ.

۵۱۸۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسم سے رنگے ہوئے اور قسی کپڑوں اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

٥١٨٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۵۱۸۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا۔ پھر (راوی نے) پوری حدیث بیان کی۔

(المعجم ٤٤) - حَدِيثُ عَبِيدَةَ (التحفة ٤٣) - ب

باب:۴۴-عبیدہ کی حدیث

٥١٨٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقَسِّيِّ، وَالْحَرِيرِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا.

۵۱۸۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے مجھے قسی کپڑوں، ریشم، سونے کی انگوٹھی اور دوران رکوع میں قراءت قرآن سے منع فرمایا ہے۔

خَالَفَهُ هِشَامٌ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ہشام نے اس (اشعث بن عبدالملک) کی مخالفت کی ہے اور اس نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ اشعث نے محمد بن سیرین سے یہ روایت بیان کی تو کہا ہے: عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ یعنی حدیث مرفوعاً بیان کی ہے اور جب ہشام نے محمد بن سیرین سے بیان کی تو کہا ہے: عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: نَهٰى...... یعنی انھوں نے موقوف روایت بیان کی ہے تاہم یہ حکماً مرفوع ہے۔

٥١٨٤_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرىٰ، ح: ٩٤٨٩، بعض، يعني أباه.

٥١٨٥_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤، وهو في الكبرىٰ، ح: ٩٤٩٤.

٥١٨٦_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٠٤١، وهو في الكبرىٰ، ح: ٩٤٩٥.

٥١٨٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى عَنْ مَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ، وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ.

۵۱۸۷- حضرت علی ؓ نے فرمایا: آپ نے سرخ رنگ کے ریشمی گدیلوں، قسی کپڑوں اور سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

فائدہ: "سرخ رنگ" عربی میں لفظ أُرْجُوَان استعمال کیا گیا ہے جو ارغوان کا معرب ہے۔ یہ سرخ رنگ کا پھول ہوتا ہے۔ گدیلوں کو ارغوان کہنے کا مطلب رنگ میں تشبیہ دینا ہے، یعنی ارغوان جیسے سرخ گدیلے۔ البتہ حرمت کی وجہ ان کی سرخی کی بجائے ان کا ریشمی ہونا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۶۹-۵۱۶۸)

٥١٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ قَالَ: نُهِيَ عَنْ مَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ، وَخَوَاتِيمِ الذَّهَبِ.

۵۱۸۸- حضرت عبیدہ سے روایت ہے کہ ارجوانی سرخ گدیلے اور سونے کی انگوٹھیاں ممنوع ہیں۔

(المعجم ٤٥) - حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْاِخْتِلَافُ عَلٰى قَتَادَةَ (التحفة ٤٣) - ج

باب: ۴۵- ابوہریرہ ؓ کی حدیث اور قتادہ پر اختلاف کا بیان

٥١٨٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْحَجَّاجِ - هُوَ ابْنُ الْحَجَّاجِ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ.

۵۱۸۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

٥١٨٧_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٠٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٩٦، وأخرجه البزار (البحر الزخار: ٢/١٧٥، ح: ٥٥٠) من حديث هشام بن حسان به. ※ محمد هو ابن سيرين.

٥١٨٨_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٩٧.

٥١٨٩_ أخرجه البخاري، اللباس، باب خواتيم الذهب، ح: ٥٨٦٤، ومسلم، اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال . . . الخ، ح: ٢٠٨٩ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٤٩٨.

٥١٩٠- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ اللَّيْثِيُّ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى عِمْرَانَ أَنَّهُ حَدَّثَنَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنَاتِمِ.

۵۱۹۰- حضرت حفص لیثی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمران (بن حصین) رضی اللہ عنہ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے ہمیں بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے' سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے اور سبز مٹکوں کا نبیذ پینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① ان دو روایات سے صراحتاً معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا چیزوں سے نہی صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خاص نہیں۔ ② اگر آپ اس قدر تکرار سے ملول ہوں تو دیکھیے فائدہ حدیث نمبر ۵۱۶۳۔

٥١٩١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ أَنَّ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّكَ جِئْتَنِي وَفِي يَدِكَ جَمْرَةٌ مِنْ نَارٍ».

۵۱۹۱- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نجران کے علاقے سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ موڑ لیا اور فرمایا: ''تو میرے پاس اس حالت میں آیا ہے کہ تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہے۔''

فائدہ: راجح قول کے مطابق اس روایت کی سند ابو نجیب کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۵۲۰۹)

٥١٩٠_ [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في كراهية خاتم الذهب، ح: ١٧٣٨ عن يوسف بن حماد به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٠٠، وسنده حسن. * أبوالتياح اسمه يزيد بن حميد، وحفص هو ابن عبدالله.

٥١٩١_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٤ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٠١ قوله: أبوالبختري خطاء، والصواب أبوالنجيب كما في السنن الكبرى وتحفة الأشراف وغيرهما، وهو حسن الحديث كما في نيل المقصود، ح: ٣٨٢٣، وانظر، ح: ٥٢٠٩.

٥١٩٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِخْصَرَةٌ أَوْ جَرِيدَةٌ، فَضَرَبَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ إِصْبَعَهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَلَا تَطْرَحُ هٰذَا الَّذِي فِي إِصْبَعِكَ؟» فَأَخَذَهُ الرَّجُلُ فَرَمٰى بِهِ فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ: «مَا فَعَلَ الْخَاتَمُ؟» قَالَ: رَمَيْتُ بِهِ، قَالَ: «مَا بِهٰذَا أَمَرْتُكَ، إِنَّمَا أَمَرْتُكَ أَنْ تَبِيعَهُ فَتَسْتَعِينَ بِثَمَنِهِ».

وَهٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

۵۱۹۲- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا جبکہ اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی یا شاخ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چھڑی اس کی انگلی پر ماری تو اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تو یہ انگوٹھی پھینک نہیں دیتا جو تیری انگلی میں ہے؟'' اس آدمی نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔ پھر نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کے بعد اسے دیکھا تو پوچھا: ''انگوٹھی کدھر ہے؟'' اس نے کہا: وہ تو میں نے پھینک دی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے یہ نہیں کہا تھا بلکہ میرا مقصد تو یہ تھا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ اٹھالے۔''

اور یہ حدیث منکر ہے۔

فائدہ: امام صاحب نے فرمایا: یہ حدیث منکر یعنی ضعیف ہے۔ اور اس کے منکر (ضعیف) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ایک راوی مجہول ہے۔ یہ روایت صرف اسی کتاب میں ہے۔

٥١٩٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْصَرَ فِي يَدِهِ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَقْرَعُهُ

۵۱۹۳- حضرت ابو ثعلبہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ اسے اپنی چھڑی سے مارنے لگے۔ جب نبیٔ اکرم ﷺ کی توجہ کسی اور طرف ہوئی تو اس (ابوثعلبہ) نے اسے اتار پھینکا۔ آپ نے فرمایا: ''ہمارا

٥١٩٢ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٢. * سالم هو ابن أبي الجعد، ورجل مجهول. وله طريق آخر عند أحمد: ٥/ ٢٧٢ عن سالم بن أبي الجعد عن رجل من قومه . . . الخ، وسنده ضعيف.

٥١٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٥ عن عفان بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٣. * نعمان ابن راشد تكلموا في روايته عن الزهري، فحديثه شاذ لمخالفة الثقات له.

بِقَضِيبٍ مَّعَهُ، فَلَمَّا غَفَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَلْقَاهُ، قَالَ: مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ أَوْجَعْنَاكَ وَأَغْرَمْنَاكَ.

خیال ہے کہ ہم نے تجھے (چھڑی مار کر) تکلیف دی اور تیرا نقصان بھی کیا۔"

خَالَفَهُ يُونُسُ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ مُرْسَلًا.

یونس نے اس (نعمان بن راشد) کی مخالفت کی ہے۔ اس نے یہ روایت عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ (کی سند) سے مرسل بیان کی ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نعمان بن راشد نے روایت موصول بیان کی ہے' جبکہ یونس نے یہ روایت موصول کے بجائے مرسل بیان کی ہے جیسا کہ آئندہ حدیث: [illegible] لیکن نعمان بن راشد کی بیان کردہ موصول روایت غیر محفوظ ہے جبکہ یونس کی مرسل روایت محفوظ ہے کیونکہ زہری سے بیان کرنے میں یونس' نعمان کے مقابلے میں اوثق اور اثبت ہے۔ مزید برآں یہ کہ جلیل القدر آئمہ حدیث' مثلاً: امام بخاری' امام احمد' ابن معین' ابو حاتم' عقیلی' امام ابوداود اور امام نسائی رحمہم اللہ وغیرہم جیسے معروف محدثین نے بھی نعمان بن راشد پر کلام کیا ہے۔

٥١٩٤- **أَخْبَرَنَا** أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ: أَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ لَبِسَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ. نَحْوَهُ.

۵۱۹۴- حضرت ابو ادریس خولانی نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی جس نے نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی ہے نے سونے کی انگوٹھی پہنی۔ (پھر راوی نے) سابقہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدِيثُ يُونُسَ أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ النُّعْمَانِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: یونس کی حدیث نعمان کی حدیث سے زیادہ درست ہے۔

٥١٩٥- **أَخْبَرَنَا** أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو عَبْدِ الْمَلِكِ قِرَاءَةً: حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۵۱۹۵- حضرت ابو ادریس خولانی سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ (پھر راوی نے) حسب سابق پوری حدیث

٥١٩٤- **[إسناده ضعيف]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٤.

٥١٩٥- **[إسناده ضعيف]** تقدم، ح: ٥١٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٥.

ابْنُ حَمْزَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَى رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ. نَحْوَهُ.

بیان کی۔

٥١٩٦- أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْعُمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي يَدِ رَجُلٍ خَاتَمَ ذَهَبٍ فَضَرَبَ إِصْبَعَهُ بِقَضِيبٍ كَانَ مَعَهُ حَتَّى رَمَى بِهِ.

۵۱۹۶- حضرت ابو ادریس سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اپنی چھڑی اس کی انگلی پر ماری حتیٰ کہ اس نے انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔

٥١٩٧- أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَرَكَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ. مُرْسَلٌ.

۵۱۹۷- حضرت ابن شہاب نے یہ روایت مرسلاً بیان کی ہے۔ (صحابی کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَالْمَرَاسِيلُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: مرسل روایتیں زیادہ ٹھیک اور درست ہیں۔

فائدہ: ۵۱۹۳ کی سند نعمان کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کے بعد والی روایات مرسل ہیں اور راجح قول کے مطابق مرسل از قسم ضعیف ہے' تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر کئی محققین نے اس روایت کے مجموعی طرق اور شواہد کی بنا پر اس روایت کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد: ۲۸۳/۲۹)

(المعجم ٤٦) - مِقْدَارُ مَا يُجْعَلُ فِي الْخَاتَمِ مِنَ الْفِضَّةِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۶- چاندی کی انگوٹھی کس مقدار کی ہونی چاہیے؟

٥١٩٦ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٦.

٥١٩٧ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥١٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٧.

٥١٩٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمٍ مِنْ أَهْلِ مَرْوَ أَبُو طَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: «مَا لِي أَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ؟» فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ شَبَهٍ فَقَالَ: «مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ؟» فَطَرَحَهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ؟ قَالَ: «مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا».

۵۱۹۸- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟'' اس نے اسے اتار پھینکا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اس نے پیتل کی انگوٹھی ڈالی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا ہوں؟'' اس نے اسے بھی اتار پھینکا (اور) کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس چیز سے انگوٹھی بنواؤں؟ آپ نے فرمایا: ''چاندی سے اور اسے بھی ایک مثقال سے کم رکھنا۔''

فائدہ: محقق کتاب کا اس روایت کی سند کو حسن کہنا محل نظر ہے کیونکہ اس کی سند میں عبداللہ بن مسلم راجح قول کے مطابق ضعیف ہے اور کسی نے اس کی متابعت بھی نہیں کی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۲۸۳/۳۸) تاہم اس میں لوہے کی انگوٹھی کو جہنمیوں کا زیور قرار دینے والا جملہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۲۰۸ کے فوائد۔

(المعجم ٤٧) - صِفَةُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۷- نبیٔ اکرم ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی؟

٥١٩٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ

۵۱۹۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نگینہ حبشی تھا اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ تھے۔

٥١٩٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في خاتم الحديد، ح: ٤٢٢٣، والترمذي، ح: ١٧٨٥ من حديث زيد بن الحباب به، وقال الترمذي: "غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٠٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٧، وناقشه الحافظ في فتح الباري. * عبدالله بن مسلم حسن الحديث كما في نيل المقصود.

٥١٩٩- أخرجه البخاري، اللباس، باب: (٤٧)، ح: ٥٨٦٨، ومسلم، اللباس، باب في خاتم الورق فصه حبشي، ح: ٢٠٩٤ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥١٣.

وَنُقِشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ .

فوائد و مسائل: ① وہ سونے کی تھی یا چاندی کی یا کسی اور چیز کی، نیز اس کا نگینہ تھا یا نہیں تھا اور اگر تھا تو کس طرح کا تھا۔ وغیرہ۔ اور یہ تمام تر تفصیل مذکورہ باب کے تحت مروی روایات میں مکمل طور پر بیان کر دی گئی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت ہر دو کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز اور مشروع ہے۔ بعض روایات میں سلطان اور حاکم کے علاوہ دوسرے لوگوں کو انگوٹھی پہننے سے منع کیا گیا ہے تو ان دونوں قسم کی روایات میں تطبیق اس طرح سے دی گئی ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے، یعنی حاکم وغیرہ کے علاوہ دیگر لوگوں کے لیے انگوٹھی نہ پہننا بہتر ہے۔ واللہ أعلم. ③ انگوٹھی یا اس کے نگینے پر کوئی نقش وغیرہ بنوانا جائز ہے، نیز اپنا نام یا کوئی کلمہ حکمت وغیرہ بھی کندہ کرایا جا سکتا ہے۔ اہل علم کے صحیح قول کے مطابق اس پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ''اللہ'' بھی کندہ کرایا اور لکھوایا جا سکتا ہے۔ بعض علماء نے اس سے منع کیا ہے لیکن ممانعت والا قول ضعیف اور مرجوح قرار دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ سونے کی انگوٹھی کی طرح سونے کا نگینہ بھی ناجائز ہوگا۔ ④ ''حبشی'' یعنی حبشی انداز کا بنا ہوا تھا۔ یا حبشہ کا بنا ہوا تھا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس عقیق، ماربل یا قیمتی پتھر کا تھا وہ حبشہ سے لائے گئے تھے کیونکہ ایسے پتھروں وغیرہ کی کانیں ادھر، یمن اور حبشہ میں تھیں۔ بعض نے معنی کیے ہیں کہ اس کا نگینہ سیاہ تھا۔ اس وجہ سے اسے حبشی کہا گیا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ اس کی بابت یہ بھی کہا گیا ہے کہ مختلف انگوٹھیاں تھیں، اس لیے کسی کا نگینہ چاندی کا تھا اور کسی کا حبشی تھا۔ بعض محققین نے یہ تطبیق دی ہے کہ حبشی نگینہ سونے کی انگوٹھی کا تھا اور چاندی کی انگوٹھی میں نگینہ چاندی ہی کا تھا۔ یہاں راوی کو غلطی لگی جو اس نے حبشی نگینہ چاندی کی انگوٹھی سے منسوب کر دیا۔ یہ امام بیہقی ؒ کا قول ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ ''کندہ تھے'' رسول اللہ ﷺ کے جو خطوط سامنے آئے ہیں ان میں محمد رسول اللہ کے الفاظ کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ یہ تینوں الفاظ ایک سطر میں نہیں لکھے گئے بلکہ تین سطروں میں ہیں۔ سب سے اوپر لفظ ''اللہ'' درمیان میں لفظ ''رسول'' اور نیچے لفظ ''محمد'' (ﷺ) ہے۔ اس ترتیب سے آپ کا حسن ادب واضح ہوتا ہے کہ آپ نے اپنا نام باوجود ترتیب میں مقدم ہونے کے نیچے رکھا اور لفظ ''اللہ'' اوپر۔ فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي وَ نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ.

٥٢٠٠- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ [أَحْمَدُ] بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ

۵۲۰۰- حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس چاندی کی انگوٹھی تھی جسے آپ اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ اس کا نگینہ حبشہ کا بنا ہوا

٥٢٠٠۔ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٥١٤.

ابْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاتَمُ فِضَّةٍ يَتَخَتَّمُ بِهِ فِي يَمِينِهِ، فَصُّهُ حَبَشِيٌّ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ.

تھا اور آپ نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ''دائیں ہاتھ میں'' کیونکہ زینت کے لیے دایاں ہاتھ مناسب ہے۔ بایاں ہاتھ تو استنجا وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بعض روایات میں بائیں کا بھی ذکر ہے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی روایات بھی صحیح ہیں' لہٰذا دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا جائز ہے مگر ترجیح دائیں کو ہے کیونکہ یہ اکثر روایات میں ہے۔ ② ''ہتھیلی کی جانب'' کیونکہ آپ نے اسے زینت کے لیے نہیں پہنا تھا بلکہ مہر لگانے کے لیے پہنا تھا۔ ویسے کوئی حرج نہیں اگر نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف بھی کر لیا جائے کیونکہ منع کی کوئی دلیل نہیں۔ ③ مذکورہ احادیث صحیحہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مردوں کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور پہنی۔ آپ کے صحابہ نے بھی نبی ﷺ کے اس طریقے کو اپنایا اور ائمہ دین نے بھی اس پر عمل کیا۔

٥٢٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ الْحِمْصِيُّ وَكَانَ أَبُوهُ خَالِدٌ عَلٰى قَضَاءِ حِمْصَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَوْصِيُّ - عَنِ الْحَسَنِ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ - عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ.

۵۲۰۱- حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ بھی اسی (چاندی) کا تھا۔

٥٢٠٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ [أَحْمَدُ] بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ:

۵۲۰۲- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

٥٢٠١ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى: ٩٥١٦، وللحديث شواهد كثيرة، وانظر الحديث الآتي.

٥٢٠٢ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب فص الخاتم، ح: ٥٨٧٠ من حديث معتمر بن سليمان به، وهو في الكبرٰى: ٩٥١٧.

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدًا عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ وَرِقٍ فَصُّهُ مِنْهُ.

٥٢٠٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهُ مِنْهُ.

۵۲۰۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی۔ اس کا نگینہ بھی اسی (چاندی) کا تھا۔

٥٢٠٤- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ فَقَالُوا: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَأُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ وَنُقِشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۵۲۰۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روم (اور فارس کے بادشاہوں) کی طرف خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے کہا: وہ لوگ مہر کے بغیر خط نہیں پڑھتے تو آپ نے چاندی کی مہر (انگوٹھی) بنوالی۔ مجھے اب بھی ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں آپ کے ہاتھ مبارک میں اس کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ اور آپ نے اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کروایا ہے۔

٥٢٠٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَوْزَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَخَّرَ

۵۲۰۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک بار عشاء کی نماز میں تاخیر فرمادی حتیٰ کہ تقریباً نصف رات گزر گئی۔ پھر

٥٢٠٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في اتخاذ الخاتم، ح: ٤٢١٧، والترمذي، اللباس، باب ماجاء ما يستحب في فص الخاتم، ح: ١٧٤٠ من حديث زهير بن معاوية به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى: ٩٥١٨، وانظر الحديث السابق.

٥٢٠٤ـ أخرجه البخاري، العلم، باب ما يذكر في المناولة وكتاب أهل العلم بالعلم إلى البلدان، ح: ٦٥، ومسلم، اللباس، باب في اتخاذ النبي ﷺ خاتما لما أراد أن يكتب إلى العجم، ح: ٢٠٩٢/ ٥٦ من حديث شعبة به. وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٢١.

٥٢٠٥ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٤٠ من حديث قرة بن خالد به، وهو في الكبرٰى: ٩٥٢٢.

رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حَتّٰى مَضٰى شَطْرُ اللَّيْلِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى بِنَا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ خَاتَمِهِ فِي يَدِهِ مِنْ فِضَّةٍ.

آپ تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ مجھے اب بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں (عالمِ تصور میں) آپ کے دست مبارک میں آپ کی چاندی کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

(المعجم ٤٨) - مَوْضِعُ الْخَاتَمِ مِنَ الْيَدِ.
ذِكْرُ حَدِيثِ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۸- انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہیے؟
حضرت علی اور عبداللہ بن جعفر ؓ کی حدیث کا ذکر

٥٢٠٦- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ - عَنْ شَرِيكٍ - هُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ - عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ شَرِيكٌ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَمِينِهِ.

۵۲۰۶- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ اپنی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۲۰۰.

٥٢٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ بِيَمِينِهِ.

۵۲۰۷- حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

٥٢٠٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في التختم في اليمين أو اليسار، ح: ٤٢٢٦ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى: ٩٥٢٦.

٥٢٠٧_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في لبس الخاتم في اليمين، ح: ١٧٤٤ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى: ٩٥٢٧، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

(المعجم ٤٩) - لُبْسُ خَاتَمِ حَدِيدٍ مَلْوِيٍّ عَلَيْهِ بِفِضَّةٍ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۹- لوہے کی انگوٹھی جس پر چاندی کا خول چڑھا ہو پہننا

٥٢٠٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عَتَّابٍ سَهْلِ بْنِ حَمَّادٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَيْقِيبِ عَنْ جَدِّهِ مُعَيْقِيبٍ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيدًا [مَلْوِيًّا] عَلَيْهِ فِضَّةٌ قَالَ: وَرُبَّمَا كَانَ فِي يَدِي، فَكَانَ مُعَيْقِيبٌ عَلَى خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۵۲۰۸- حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا خول چڑھایا گیا تھا۔ اور بسا اوقات وہ میرے ہاتھ میں رہتی تھی۔ (اور حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کی حفاظت پر مامور تھے۔)

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ اہم مسئلہ بیان کرنا ہے کہ چاندی کا خول چڑھی لوہے کی انگوٹھی پہننا شرعاً جائز ہے۔ مطلقاً لوہے کی انگوٹھی پہننے سے گریز ضروری ہے کیونکہ اسے جہنمیوں کا زیور کہا گیا ہے۔ (الموسوعة الحديثية، مسند أحمد: ۲۹/۱۱) ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم و فضل کی خدمت کرنا مستحب ہے، نیز آزاد آدمی سے بھی خدمت کرائی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ برضا و رغبت خدمت کرنے پر راضی ہو۔ ③ سرکاری اور اسی طرح دیگر اہم اداروں کی ایسی مہریں جن کے ساتھ خطوط و دستاویزات پر مہر لگائی جاتی ہے، ان کی حفاظت کرنا ضروری ہے تاکہ انھیں کوئی غلط استعمال نہ کرے کیونکہ اس طرح تمام دستاویزات اور خطوط وغیرہ غیر معتبر اور ناقابل اعتماد قرار پائیں گے۔ والله أعلم.

(المعجم ٥٠) - لُبْسُ خَاتَمِ صُفْرٍ (التحفة ٤٨)

باب: ۵۰- پیتل کی انگوٹھی پہننا

٥٢٠٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ

۵۲۰۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

٥٢٠٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في خاتم الحديد، ح: ٤٢٢٤ من حديث سهل بن حماد به، وهو في الكبرى: ٩٥٣١.

٥٢٠٩- [حسن] تقدم طرفه، ح: ٥١٩١، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٣٢. * أبوالبختري، صوابه "أبوالنجيب"، أخرجه البخاري في الأدب المفرد: ١٠٢٢ من حديث ليث بن سعد به، وقال: "أبوالنجيب".

الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مَنْصُورٍ مِنْ أَهْلِ الثَّغْرِ ثِقَةٌ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي يَدِهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ وَجُبَّةُ حَرِيرٍ، فَأَلْقَاهُمَا ثُمَّ سَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتَيْتُكَ آنِفًا فَأَعْرَضْتَ عَنِّي فَقَالَ: «إِنَّهُ كَانَ فِي يَدِكَ جَمْرَةٌ مِنْ نَارٍ». قَالَ: لَقَدْ جِئْتُ إِذًا بِجَمْرٍ كَثِيرٍ، قَالَ: «إِنَّ مَا جِئْتَ بِهِ لَيْسَ بِأَجْزَأَ عَنَّا مِنْ حِجَارَةِ الْحَرَّةِ وَلٰكِنَّهُ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا». قَالَ: فَمَاذَا أَتَخَتَّمُ؟ قَالَ: «حَلْقَةً مِنْ حَدِيدٍ أَوْ وَرِقٍ أَوْ صُفْرٍ».

بحرین سے ایک آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کہا۔ آپ نے اسے جواب نہ دیا۔ اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ اور اس نے ریشمی قمیص پہن رکھی تھی۔ اس نے وہ دونوں چیزیں اتارنے کے بعد پھر سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ابھی آپ کے پاس حاضر ہوا تھا تو آپ نے مجھ سے اعراض فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارہ تھا۔'' اس نے کہا: پھر تو میں بہت سے انگارے لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جو تو لے کر آیا تھا' ہمارے نزدیک اس کی حیثیت حرہ کے پتھروں سے زیادہ نہیں۔ البتہ دنیوی زندگی میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔'' اس نے عرض کی: میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ آپ نے فرمایا: ''لوہے' چاندی یا پیتل کی انگوٹھی۔''

فائدہ: یہ روایت ابونجیب کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کی کسی نے متابعت بھی نہیں کی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد: ١٧/٨٠ و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٣٨/٣٠٨)

٥٢١٠- **أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدِ اتَّخَذَ حَلْقَةً مِنْ فِضَّةٍ، فَقَالَ: «مَنْ أَرَادَ أَنْ يَصُوغَ عَلَيْهِ فَلْيَفْعَلْ وَلَا تَنْقُشُوا عَلَى نَقْشِهِ».

٥٢١٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے جبکہ آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اس کے مطابق انگوٹھی بنانا چاہے' بنا لے لیکن اس کے نقش جیسا نقش نہ کروانا۔''

٥٢١٠_أخرجه البخاري، اللباس، باب قول النبي ﷺ: لا ينقش على نقش خاتمه، ح: ٥٨٧٧، ومسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . ، ح: ٢٠٩٢ من حديث عبدالعزيز به، وهو في الكبرٰى: ٩٥٣٣.

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی مبارک پر "محمد رسول اللہ" نقش تھا جو دراصل آپ کی مہر تھی۔ اگر دوسرے لوگوں کو بھی اس نقش کی اجازت ہوتی تو اس مہر میں امتیاز نہ رہتا اور جعل سازی ہو جاتی۔ مہر بنوانے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ ② اس حدیث مبارکہ اور اس کے بعد والی حدیث کی مناسبت مذکورہ باب کے ساتھ نہیں بنتی۔ بہتر اور افضل یہ تھا کہ ان احادیث پر اسی طرح باب باندھا جاتا جیسا کہ سنن الکبریٰ میں قائم کیا گیا ہے، یعنی اس بات کی ممانعت کہ کوئی شخص انگوٹھی پر یہ الفاظ نقش کرائے "محمد رسول اللہ"۔

٥٢١١- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: اِتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمًا، وَنَقَشَ عَلَيْهِ نَقْشًا قَالَ: «إِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ أَحَدُكُمْ عَلٰى نَقْشِهِ» ثُمَّ قَالَ أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِهِ فِي يَدِهِ.

۵۲۱۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر (محمد رسول اللہ) نقش کروایا۔ پھر آپ نے فرمایا: "ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور اس پر نقش کروایا ہے۔ کوئی شخص اس نقش کی طرح نقش نہ کروائے۔" حضرت انس نے فرمایا: مجھے (عالم تصور میں) یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی آپ کے دست مبارک میں انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

(المعجم ٥١) - قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَا تَنْقُشُوا عَلٰى خَوَاتِيمِكُمْ عَرَبِيًّا (التحفة ٤٩)

باب: ۵۱- نبی اکرم ﷺ کا فرمان: "اپنی انگوٹھیوں پر عربی عبارت نقش نہ کرواؤ"

٥٢١٢- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى الْخُوَارَزْمِيُّ بِبَغْدَادَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ أَزْهَرَ ابْنِ رَاشِدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ

۵۲۱۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو۔ اور اپنی انگوٹھیوں پر عربی عبارت نقش نہ کرواؤ۔"

٥٢١١ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٣٤، وانظر الحديث السابق.

٥٢١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٩٩ عن هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٣٥، وفسره البيهقي في روايته عن الحسن: "لا تستشيروا المشركين في شيء من أموركم ولا تنقشوا في خواتيكم محمدًا" (ﷺ). ﷺ أزهر ضعفه ابن حبان وغيره، وقال أبو حاتم وصاحب التقريب: "مجهول".

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسْتَضِيئُوا بِنَارِ الْمُشْرِكِينَ وَلَا تَنْقُشُوا عَلَى خَوَاتِيمِكُمْ عَرَبِيًّا».

(المعجم ٥٢) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْخَاتَمِ فِي السَّبَّابَةِ (التحفة ٥٠)

باب:٥٢- انگشت شہادت میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت

٥٢١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! سَلِ اللهَ الْهُدٰى وَالسَّدَادَ» وَنَهَانِي أَنْ أَجْعَلَ الْخَاتَمَ فِي هٰذِهِ وَهٰذِهِ وَأَشَارَ يَعْنِي بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

۵۲۱۳- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”علی! اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور میانہ روی مانگا کر۔“ نیز آپ نے مجھے اس اور اس‘ یعنی شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی ڈالنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ (مردوں کے لیے) انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی میں انگوٹھی پہننا ممنوع ہے‘ نیز ان دونوں انگلیوں کے علاوہ باقی دو‘ یعنی چھنگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننا درست ہے۔ امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ (مردوں کے لیے) چھنگلی (چیچی) میں انگوٹھی پہننا مسنون ہے جبکہ عورت اپنی تمام انگلیوں میں انگوٹھی پہن سکتی ہے‘ نیز انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ شہادت والی اور درمیان والی انگلیوں میں مردوں کے لیے انگوٹھی پہننے کی جو ممانعت ہے تو یہ نہی تنزیہی ہے‘ وجوب کی نہیں۔ لیکن امام نووی ؒ کی یہ (نہی تنزیہہ والی) بات محل نظر ہے کیونکہ نہی تو تحریم کے لیے ہوتی ہے الا یہ کہ کوئی قرینۂ صارفہ موجود ہو اور اس جگہ کوئی بھی قرینہ نہیں ہے‘ لہٰذا یہ نہی تحریم کے لیے ہے۔ واللہ أعلم. ② ہدایت وسداد (میانہ روی) کی دعا کرنا مستحب ہے۔

٥٢١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

۵۲۱۴- حضرت علی ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس اور اس‘ یعنی انگشت شہادت اور درمیانی

٥٢١٣ـ [صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ٥٢ عن سفيان بن عيينة به مطولاً، وفيه: سمعه من ابن أبي موسى، قال: سمعت عليًا ... الخ، والبخاري (تعليقًا)، ومسلم، ح: ٢٠٧٨/ ٦٥ من حديث عاصم بن كليب به، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٣٦.

٥٢١٤ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن التختم في الوسطى والتي تليها، ح: ٢٠٧٨/ ٦٤ عن ابن المثنى به، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٣٨، ٩٥٣٩.

عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَاتَمِ فِي هٰذِهِ وَهٰذِهِ، يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى.

انگلی میں انگوٹھی ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔

وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى.

یہ (استاد محمد) ابن المثنی کے لفظ ہیں۔

٥٢١٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي» وَنَهَانِي أَنْ أَضَعَ الْخَاتَمَ فِي هٰذِهِ أَوْ هٰذِهِ وَأَشَارَ بِشْرٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. قَالَ: وَقَالَ عَاصِمٌ: أَحَدُهُمَا.

۵۲۱۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کہو: اے اللہ! مجھے ہدایت اور میانہ روی پر قائم رکھ۔'' اور آپ نے مجھے اس اور اس یعنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی ڈالنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: ''میانہ روی'' عربی میں لفظ سداد استعمال فرمایا گیا ہے۔ اس کے لفظی معنی درست بات اور درست کام کے ہیں۔ اور درست وہی ہوتا ہے جس میں میانہ روی ہو، لہٰذا اس معنی کو ترجیح دی گئی ہے۔

(المعجم ٥٣) - نَزْعُ الْخَاتَمِ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ (التحفة ٥١)

باب:۵۳- بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت انگوٹھی اتار لینے کا بیان

٥٢١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ

۵۲۱۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو انگوٹھی اتار دیتے۔

٥٢١٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٤١.

٥٢١٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في لبس الخاتم في اليمين، ح: ١٧٤٦ من حديث سعيد بن عامر به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٤٢. * علته عنعنة ابن جريج، تقدم، ح: ٤٠٠٨.

نَزَعَ خَاتَمَهُ.

٥٢١٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِنْ قِبَلِ كَفِّهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ، فَأَلْقَى رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمَهُ وَقَالَ: «لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا». وَأَلْقَى النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

۵۲۱۷- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا: ''اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔'' تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

فائدہ: ظاہراً اس روایت کا متعلقہ باب سے کوئی تعلق نہیں' لہٰذا یا تو مصنف ﷫ یہاں نیا باب قائم کرنا بھول گئے ہیں یا اشارہ ہے کہ سابقہ روایت (۵۲۱۶) وہم ہے۔ اصل روایت میں سونے کی انگوٹھی اتارنے کا ذکر ہے' وہ بھی بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت نہیں بلکہ دوبارہ نہ پہننے کے ارادے سے۔ واللہ أعلم. آئندہ احادیث کے بارے میں یہی کہا جائے گا۔

٥٢١٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ، فَطَرَحَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: «لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا».

۵۲۱۸- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا۔ لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا لیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی اور فرمایا: ''میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔''

٥٢١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۵۲۱۹- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے

٥٢١٧- أخرجه البخاري، اللباس، باب خاتم الفضة، ح: ٥٨٦٦، ومسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . الخ، ح: ٢٠٩١/ ٥٤ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٤٦.

٥٢١٨- أخرجه مسلم، ح: ٢٠٩١/ ٥٣ من حديث خالد بن الحارث به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٤٧.

٥٢١٩- أخرجه مسلم، ح: ٢٠٩١/ ٥٥ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٤٩.

يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَخَتَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ ثُمَّ طَرَحَهُ وَلَبِسَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَقَالَ: «لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَّنْقُشَ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا» ثُمَّ جَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ.

انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی' پھر آپ نے اسے پہننا چھوڑ دیا اور چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' نقش کروایا اور فرمایا: ''کسی کو لائق نہیں کہ وہ میری انگوٹھی کے نقش کے مطابق نقش بنوائے۔'' پھر آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا۔

٥٢٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا رَآهُ أَصْحَابُهُ فَشَتْ خَوَاتِيمُ الذَّهَبِ فَرَمٰى بِهِ، فَلَا نَدْرِي مَا فَعَلَ، ثُمَّ أَمَرَ بِخَاتَمٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَأَمَرَ أَنْ يُّنْقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَكَانَ فِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتّٰى مَاتَ، وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَ، وَفِي يَدِ عُمَرَ حَتّٰى مَاتَ، وَفِي يَدِ عُثْمَانَ سِتَّ سِنِينَ مِنْ عَمَلِهِ، فَلَمَّا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْكُتُبُ دَفَعَهُ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ، فَخَرَجَ الْأَنْصَارِيُّ إِلٰى قَلِيبٍ لِّعُثْمَانَ فَسَقَطَ فَالْتُمِسَ فَلَمْ يُوجَدْ، فَأَمَرَ بِخَاتَمٍ مِّثْلِهِ وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ.

٥٢٢٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سونے کی انگوٹھی پہنی۔ جب آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ دیکھا تو سونے کی انگوٹھیاں عام ہو گئیں۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اتار دی۔ نہ معلوم آپ نے اسے کیا کیا؟ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کیے جائیں۔ یہ انگوٹھی رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں رہی حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی حتیٰ کہ وہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی حتیٰ کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ سال تک ان کے ہاتھ میں رہی۔ پھر جب خطوط کی کثرت ہوئی تو آپ نے وہ انگوٹھی ایک انصاری کے سپرد کر دی (تاکہ وہ مہر لگا دیا کرے)۔ وہ مہر لگایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ انصاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک

٥٢٢٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ماجاء في اتخاذ الخاتم، ح: ٤٢٢٠ من حديث أبي عاصم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٠.

کنویں کی طرف گیا تو اس سے وہ انگوٹھی (اس کنویں میں) گر پڑی۔ بہت تلاش کی گئی مگر نہ ملی۔ پھر انھوں نے اس جیسی ایک اور انگوٹھی بنانے کا حکم دیا اور اس میں بھی ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کروائے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی مبارک انگوٹھی آپ کی وفات کے بعد خلفاء کے ہاتھ میں بطور ضرورت وتبرک رہی نہ کہ بطور ملکیت۔ جب وہ انگوٹھی گم ہوگئی تو فتنہ وفساد کا دور شروع ہوگیا۔ گویا ایک بہت بڑی برکت اٹھ گئی۔ آخر خاتم النبیین ﷺ کی انگوٹھی تھی۔ فِدَاهُ أَبِي وَ أُمِّي، نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ. ② ''خطوط کی کثرت'' تو ان کو بار بار مہر لگانے میں دقت ہوتی تھی۔ انھوں نے مہر لگانے کے لیے ایک انصاری کو مقرر فرما لیا۔ ③ ''ایک کنویں'' اس کنویں کا نام بئر اریس تھا۔ انگوٹھی تلاش کرنے کے لیے کنویں کو پانی سے خالی کیا گیا اور پھر انچ انچ جگہ چھانی گئی مگر انگوٹھی کو نہ ملنا تھا نہ ملی۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون. ④ ''الفاظ کندہ کروائے'' احادیث صحیحہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھیوں پر یہ الفاظ کندہ کرانے سے لوگوں کو روک دیا تھا لیکن یہ انگوٹھی تو اصل انگوٹھی کے قائم مقام تھی' اس لیے اس پر یہ الفاظ کندہ کرائے گئے' نیز آپ کا مقصد اشتباہ اور جعل سازی کی بندش تھا۔ اصل کے گم ہونے پر نقل کی تیاری سے یہ خدشہ نہیں ہوتا۔ اشتباہ اور جعل سازی تو تب ہوتی اگر بیک وقت کئی انگوٹھیاں ایک نقش والی ہوتیں۔ گویا احکام کا مدار مقاصد ہوتے ہیں نہ کہ ظاہر الفاظ۔ اور یہ بات یاد رکھنے کی ہے۔ اس جیسے نقش والی انگوٹھی بنوانے سے ممانعت کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ اس نقش کی حیثیت سرکاری تھی' اس لیے آپ کے بعد خلفائے راشدین وہ انگوٹھی استعمال کرتے رہے اور اس کے گم ہونے پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی نقش والی انگوٹھی بنوائی۔ و اللّٰه أعلم.

٥٢٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَطَرَحَهُ

۵۲۲۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اتار پھینکا۔ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔ پھر

٥٢٢١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي في الشمائل، باب ماجاء في ذكر خاتم رسول الله ﷺ، ح: ٨٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٥١، وقوله: لا يلبسه، أي لا يلبسه دائمًا بل يلبسه غالبًا. * أبوبشر هو جعفر بن أبي وحشية.

رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ، وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ.

آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ اس سے مہر لگاتے تھے۔ اسے پہنتے نہیں تھے۔

فوائد و مسائل: ① ''اتار پھینکیں'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرح کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے افعال کی اقتدا بھی اسی طرح ضروری تھی اور ہے جس طرح آپ کے اقوال و احکام اور فرامین کی' الا یہ کہ خصوص کی کوئی دلیل ہو۔ ② ان احادیث کی باب سے مناسبت کے بارے میں دیکھیے فائدہ حدیث: ۵۲۱۷۔ ③ ''اسے پہنتے نہیں تھے'' یعنی ہمیشہ نہیں پہنتے تھے' تاہم اکثر اسے پہنا کرتے تھے۔

(المعجم ٥٤) - اَلْجَلَاجِلُ (التحفة ٥٢)

باب: ۵۴- گھنگرو اور چھوٹی گھنٹیوں کا بیان

٥٢٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ مِنْ وَلَدِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي شَيْخٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ سَالِمٍ، فَمَرَّ بِنَا رَكْبٌ لِأُمِّ الْبَنِينَ مَعَهُمْ أَجْرَاسٌ، فَحَدَّثَ نَافِعًا سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رَكْبًا مَّعَهُمْ جُلْجُلٌ، كَمْ تَرَى مَعَ هٰؤُلَاءِ مِنَ الْجُلْجُلِ».

۵۲۲۲- حضرت ابوبکر بن ابو شیخ سے روایت ہے کہ میں حضرت سالم کے پاس بیٹھا تھا کہ ہمارے پاس سے ام البنین کا ایک تجارتی قافلہ گزرا۔ ان کے ساتھ (بہت سی) گھنٹیاں تھیں تو حضرت سالم نے حضرت نافع کو اپنے والد محترم (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کیا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں جاتے جن میں ایک گھنٹی بھی ہو۔ کیا خیال ہے' ان کے ساتھ کتنی گھنٹیاں ہوں گی؟''

فائدہ: گھنٹیوں وغیرہ سے روکنے کی وجہ میں اختلاف ہے۔ یا تو شیطانی آواز ہونے کی وجہ سے کیونکہ یہ جانوروں اور لوگوں کو مست کرتی ہے۔ گویا موسیقی کے حکم میں ہے۔ یا اس لیے کہ گھنٹی وغیرہ کی آواز سے لشکر کی آمد کا پتا چل جاتا تھا جب کہ بسا اوقات اچانک حملہ مقصود ہوتا تھا۔ یہ وجہ ہو تو مخصوص حالات میں منع ہو گی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ مطلقاً منع ہے کیونکہ حدیث نمبر ۵۲۲۴ میں گھر کا بھی ذکر ہے۔

٥٢٢٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٣.

٥٢٢٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامِ الطَّرَسُوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُوسٰى قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَحَدَّثَ سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جُلْجُلٌ».

۵۲۲۳- حضرت سالم نے اپنے والد محترم سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں جاتے جس میں گھنٹی ہو۔“

٥٢٢٣(ب)- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوهِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مُوسٰى، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جُلْجُلٌ».

۵۲۲۳-(ب) حضرت سالم اپنے باپ (حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما) سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں رہتے جس میں گھنگرو (یا گھنٹیاں) ہوں۔“

٥٢٢٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بَابَيْهِ مَوْلٰى آلِ نَوْفَلٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جُلْجُلٌ وَلَا جَرَسٌ، وَلَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ».

۵۲۲۴- نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنگرو یا گھنٹی ہو۔ اور فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں جاتے جس میں گھنٹی ہو۔“

٥٢٢٣_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٤.

٥٢٢٣ب_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٥.

٥٢٢٤_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٥٦. * سليمان ذكره ابن حبان في الثقات، وللحديث شواهد، سبقت بعضها.

فوائد و مسائل: ① گھنگرو جانوروں، پرندوں حتیٰ کہ بچوں کے گلے میں ڈالے جاتے ہیں۔ اسی طرح جانوروں، پرندوں اور بچوں کے پاؤں میں بھی باندھے جاتے ہیں جب کہ بڑے جانوروں کی گردنوں میں بھی گھنٹی ڈالی جاتی ہے۔ ویسے بھی سکولوں اور گرجوں میں گھنٹیاں بجائی جاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے گھنٹی کو شیطانی آواز فرمایا ہے، لہٰذا کہیں ضرورت اور مجبوری ہو تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ بلاوجہ جائز نہیں۔ ② فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں ورنہ محافظ فرشتے اور کاتبین فرشتے تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ گویا گھنٹی والی جگہ فرشتوں کی بجائے شیطان ہوتا ہے، اس لیے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہوتی۔

٥٢٢٥- أَخْبَرَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَعْنِي فَرَآنِي رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ: «أَلَكَ مَالٌ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ! مِنْ كُلِّ الْمَالِ، قَالَ: «فَإِذَا آتَاكَ اللهُ مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُهُ عَلَيْكَ».

۵۲۲۵- حضرت ابوالاحوص اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے میرے بوسیدہ سے کپڑے دیکھے تو فرمایا: ”کیا تیرے پاس مال ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! ہر قسم کا مال ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا ہے تو تجھ پر اس کے اثرات نظر آنے چاہئیں۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث اور آئندہ حدیث کا قریبی باب سے کوئی تعلق نہیں، البتہ كتاب الزينة سے تعلق ہے۔ ② ”اثرات نظر آنے چاہئیں“ یعنی اپنی حیثیت کے مطابق رہنا چاہیے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ایک صورت ہے، نیز امیر آدمی اپنی حیثیت کے مطابق رہے تو سائلین کو سہولت رہے گی ورنہ لوگ اسے مستحق سمجھ کر اس کو زکاۃ پیش کریں گے جو اس کے لیے خجالت کا سبب ہوگی، البتہ اچھے کپڑے پہن کر کسی کو حقیر نہ سمجھے۔

٥٢٢٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ:

۵۲۲۶- حضرت ابوالاحوص کے والد سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بہت کم مرتبہ لباس میں آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں فرمایا: ”کیا تیرے

٥٢٢٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الخلقان وفي غسل الثوب، ح: ٤٠٦٣ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٥٧. ✽ أبوالأحوص هو عوف بن مالك بن نضلة.

٥٢٢٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٥٨.

أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي ثَوْبٍ دُونٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَكَ مَالٌ؟» قَالَ: نَعَمْ، مِنْ كُلِّ الْمَالِ، قَالَ: «مِنْ أَيِّ الْمَالِ» قَالَ: قَدْ آتَانِي اللهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، قَالَ: «فَإِذَا آتَاكَ اللهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللهِ وَكَرَامَتِهِ».

پاس کوئی مال ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! ہر قسم کا مال ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کس قسم کا؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ' گائے' بکریاں' گھوڑے اور غلام سب کچھ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا ہے تو پھر تجھ پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے آثار نظر آنے چاہئیں۔''

فائدہ: لباس کسی کی شخصیت کا عکاس ہوتا ہے' نیز عموماً لباس سے انسان کی مالی' ذہنی اور سماجی حیثیت کا پتا بھی چلتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ لباس سے کسی کے مہذب اور غیر مہذب ہونے کا پتا بھی چلتا ہے' اس لیے لباس صاف ستھرا' باپردہ اور مالی لحاظ سے حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے۔ البتہ فخر وتکبر نہیں ہونا چاہیے۔ ﴿وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ صحیح لباس وہی ہے جس میں کنجوسی' فضول خرچی' عریانی' ریاکاری اور فخر سے پرہیز کیا گیا ہو۔ لباس کے معاملے میں زیادہ تکلف بھی معیوب ہے جس سے انسان خود تنگی میں پڑ جائے۔ ریشم پہننا اور لباس ٹخنوں سے نیچے لٹکانا شرعاً حرام ہے' خواہ کسی بھی نیت سے ہو' البتہ شرعی عذر اور مجبوری قابل قبول ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

.....كِتَابُ الزِّينَةِ مِنَ الْمُجْتَبىٰ
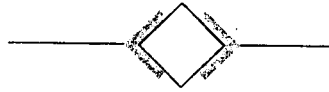
زینت سے متعلق احکام ومسائل (مجتبیٰ میں سے)

مجتبیٰ، سنن کبریٰ ہی سے مختصر ہے' اس لیے مجتبیٰ کی اکثر روایات سنن کبریٰ میں آتی ہیں۔ کتاب الزینة (سنن کبریٰ) میں آئندہ روایات میں سے اکثر گزر چکی ہیں۔ بہت سی روایات نئی بھی ہیں۔

(المعجم ٥٥) - ذِكْرُ الْفِطْرَةِ (التحفة ٥٣)

باب: ۵۵- فطرت کا بیان (فطری چیزوں کا ذکر)

٥٢٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَالْخِتَانُ».

۵۲۲۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ مونچھیں تراشنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ناخن تراشنا' زیر ناف بال مونڈنا اور ختنہ کروانا۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۰۴۳۔

(المعجم ٥٦) - إِحْفَاءُ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ (التحفة ٥٤)

باب: ۵۶- مونچھیں ختم کرنا اور ڈاڑھی پوری رکھنا

٥٢٢٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۵۲۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٥٢٢٧_[صحيح] تقدم، ح: ١٠.

٥٢٢٨_[صحيح] تقدم، ح: ١٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰى».

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مونچھوں کو ختم کرو اور داڑھی پوری رکھو۔''

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۱۵۔

(المعجم ٥٧) - حَلْقُ رُءُوسِ الصِّبْيَانِ (التحفة ٥٥)

باب: ۵۷- بچوں کے سر منڈوانا (جائز ہے)

٥٢٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي يَعْقُوبَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَمْهَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثَةً أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: «لَا تَبْكُوا عَلٰى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ» ثُمَّ قَالَ: «أُدْعُوا لِي بَنِي أَخِي» فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ فَقَالَ: «أُدْعُوا لِي الْحَلَّاقَ» فَأَمَرَ بِحَلْقِ رُؤُوسِنَا. مُخْتَصَرٌ.

۵۲۲۹- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت جعفر طیار ؓ کی شہادت کے موقع پر) تین دن تک تو حضرت جعفر کی اولاد کو کچھ نہ کہا بلکہ تشریف بھی نہ لائے۔ پھر ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ''تم آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔'' پھر فرمایا: ''میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ۔'' ہمیں آپ کے پاس لایا گیا تو ہم چوزوں کی طرح (چھوٹے چھوٹے) تھے۔ فرمایا: ''حجام کو میرے پاس بلاؤ۔'' پھر آپ نے اسے ہمارے سر مونڈنے کا حکم دیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ نوحہ اور بین کرنے کے بغیر' میت پر رونا' اور آنسو بہانا' جبکہ وہ اونچی آواز میں نہ ہو' جائز ہے' نیز میت پر غمزدہ اور غمگین ہونا بھی شرعاً جائز ہے۔ ہاں! البتہ اس ''برائے سوگ'' رونے کی اجازت صرف تین دن تک دی گئی ہے۔ تین دن کے بعد اس کی اجازت بھی نہیں۔ واللّٰه أعلم. ② حضرت جعفر ؓ حضرت علی ؓ کے بڑے بھائی تھے اور رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو اور حضرت جعفر طیار ؓ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ ابتدائی دور میں مسلمان ہوئے۔ حبشہ کو ہجرت فرمائی۔ پھر مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ③ ''نہ رونا'' مطلقاً رونے سے نہیں روکا بلکہ سوگ کے طور پر' جیسے

٥٢٢٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في حلق الرأس، ح: ٤١٩٢ من حديث وهب بن جرير

عام وفات سے تین دن تک سوگ کیا جاتا ہے۔ تعزیت کے لیے آنے والے ملتے رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً رونے کی آوازیں اٹھتی رہتی ہیں ورنہ آنسو تو کسی وقت بھی آ سکتے ہیں۔ آنسوؤں پر کسی کو اختیار نہیں ہوتا۔ ④ سر مونڈنے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں' بچہ ہو یا بڑا بشرطیکہ سارا سر مونڈا جائے۔ بودیاں نہ چھوڑی جائیں۔

(المعجم ٥٨) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَحْلِقَ بَعْضَ شَعْرِ الصَّبِيِّ وَيَتْرُكَ بَعْضَهُ (التحفة ٥٦)

باب:٥٨- بچے کے کچھ بال مونڈنے اور کچھ چھوڑ دینے کی ممانعت

٥٢٣٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ.

٥٢٣٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: قزع سے مراد یہی ہے کہ کچھ بال مونڈ دیے جائیں' کچھ چھوڑ دیے جائیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:٥٠٥١.)

٥٢٣١- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ.

٥٢٣١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو قزع سے منع فرماتے سنا ہے۔

٥٢٣٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ.

٥٢٣٢- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٣٠ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٥٤. * حماد هو ابن زيد.

٥٢٣١ـ [إسناده صحيح] وانظر الحديث السابق.

٥٢٣٢ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب القزع، ح: ٥٩٢٠ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٥٢٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ.

۵۲۳۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٥٩) - **اِتِّخَاذُ الْجُمَّةِ** (التحفة ٥٧)

باب:۵۹- کانوں سے نیچے (کندھوں) تک زلفیں چھوڑنا

٥٢٣٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا مَرْبُوعًا عَرِيضَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، كَثَّ اللِّحْيَةِ، تَعْلُوهُ حُمْرَةٌ، جُمَّتُهُ إِلَى شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ أَحْسَنَ مِنْهُ.

۵۲۳۴- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ درمیانے قد کے آدمی تھے۔ کندھوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ تھا۔ ڈاڑھی گھنی تھی۔ آپ کے سفید رنگ میں سرخی جھلکتی تھی۔ آپ کے سر کے لمبے لمبے بال کانوں کی کونپلوں تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ سے بڑھ کر خوب صورت نہیں دیکھا۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ مرد کے لیے زلفیں چھوڑنا اور لمبے بال رکھنا جائز ہے' خواہ وہ کندھوں تک چلی جائیں' تاہم کندھوں سے نیچے بال لٹکانا مردوں کے لیے درست نہیں کیونکہ یہ عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے' نیز کندھوں سے نیچے بال لٹکانا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں' حالانکہ آپ کے بال مبارک اکثر اوقات لمبے ہوتے تھے' یعنی کبھی کانوں کی نرم لو تک' کبھی کندھوں تک اور کبھی اس کے درمیان تک ہوا کرتے تھے۔ ② پیارے رسول مکرم ﷺ کے مبارک بالوں کے بارے میں تفصیل حدیث: ۵۰۵۶، ۵۰۶۵ میں ملاحظہ فرمائیے۔ ③ ''سرخ جوڑے میں'' عربی میں جوڑے کے لیے حلہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ یہ دو چادریں ہوتی تھیں۔ ایک تہبند کے طور پر باندھی جاتی تھی اور دوسری اوپر اوڑھ لی جاتی تھی۔ فِدَاهُ أَبِي وَ نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ.

٥٢٣٣- أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠/ ١١٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وانظر الحديث السابق.

٥٢٣٤- أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٥١، ومسلم، الفضائل، باب في صفة النبي ﷺ وأنه كان أحسن الناس وجهًا، ح: ٢٣٣٧ من حديث شعبة به.

٥٢٣٥- أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ.

۵۲۳۵-حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کوئی لمبے لمبے بالوں والا سرخ حلہ پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرح خوب صورت نہیں دیکھا۔ آپ کے بال کندھوں سے ٹکراتے تھے۔ (آپ کی زلفیں کندھوں پر لہراتی تھیں۔)

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث:۵۰۶۵.

٥٢٣٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ كَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى نِصْفِ أُذُنَيْهِ.

۵۲۳۶-حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک نصف کانوں تک ہوتے تھے۔

فائدہ: نبی ﷺ کے بالوں کی بابت احادیث میں تین الفاظ آئے ہیں: الجمّة، اللّمّة اور الْوَفرة. اَلْجُمَّة: کندھوں اور شانوں تک لٹکی ہوئی زلفیں اَللِّمَّة: کان کی لو سے بڑھی ہوئی زلفیں اور اَلْوَفْرَة: کانوں تک پہنچنے والے یعنی کانوں سے ملے ہوئے بال وفرہ کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک، مختلف اوقات میں مختلف صورتوں میں ہوا کرتے تھے۔ مذکورہ حدیث میں ایک صورت کا ذکر ہے۔

٥٢٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهُ إِلَى مَنْكِبَيْهِ.

۵۲۳۷-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے مبارک بال کندھوں کو لگتے تھے۔

(المعجم ٦٠) - تَسْكِينُ الشَّعْرِ (التحفة ٥٨)

باب:۶۰-بالوں کو (تیل اور کنگھی وغیرہ سے) سنوارنا

٥٢٣٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ:

۵۲۳۸-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

٥٢٣٥_ أخرجه مسلم: ٢٣٣٧/ ٩٢ من حديث وكيع به، انظر الحديث السابق.

٥٢٣٦_ أخرجه مسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٧/ ٩٦ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٥٢٣٧_ أخرجه البخاري، اللباس، باب الجعد، ح: ٥٩٠٣، ٥٩٠٤، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٨/ ٩٥ من حديث حبان بن هلال به.

٥٢٣٨_ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، اللباس، باب في الخلقان وفي غسل الثوب، ح: ٤٠٦٢ من حديث◀◀

أَخْبَرَنَا عِيسٰى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ ابْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَرَأٰى رَجُلًا ثَائِرَ الرَّأْسِ، فَقَالَ: «أَمَا يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ».

نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ نے (ناپسند کرتے ہوئے) فرمایا: ''کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بالوں کو سنوار سکے۔''

فوائد و مسائل: ① مقصد یہ ہے کہ جب کوئی شخص لمبے بال اور زلفیں رکھے تو اسے چاہیے کہ ان کی عزت کرے، یعنی انھیں سنوار کر رکھے، تیل لگائے اور کنگھی کرے، نیز انھیں پراگندہ ہونے سے محفوظ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: [مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ] ''جس شخص نے بال رکھے ہوں تو اسے چاہیے کہ ان کی عزت کرے، یعنی انھیں بنا سنوار کر رکھے۔'' (سنن أبي داود، الترجّل، باب في إصلاح الشعر، حديث: ٤١٦٣، وقال الألباني حسن صحيح) بالوں کی عزت، یعنی انھیں سنوارنے کا یہ مفہوم قطعاً نہیں کہ ایک شیشہ اور کنگھی ہمیشہ جیب کی زینت بنی رہے۔ اس حوالے سے کچھ روایات بھی منقول ہیں لیکن وہ درجۂ صحت کو نہیں پہنچتیں۔ ہاں بوقت ضرورت ان کا خیال کیا جائے، اور اس کی حد ایک دن چھوڑ کر کنگھی کرنا ہے، بلاناغہ ٹیپ ٹاپ کی ممانعت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا] (سنن أبي داود، الترجل، باب النهي عن كثير من الإرفاه، حديث: ٤١٥٩) ''رسول اکرم ﷺ نے ہمیں روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا۔'' ② میلا کچیلا رہنا اور بالوں کو نہ سنوارنا زہد ہے نہ سادگی بلکہ یہ حماقت اور جہالت ہے، جو کسی بھی طرح ایک باوقار اور قابل احترام مسلمان کے لائق نہیں۔ اسلام انتہائی صاف ستھرا اور پاکیزہ دین ہے اور اپنے پیروکاروں سے بھی پاکیزگی اور صفائی ستھرائی کا تقاضا کرتا ہے۔ مزید برآں رسولِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: [إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ] ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ حسین و جمیل ہے اور حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے۔'' (مسند أحمد: ٤/١٣٣، ١٣٤)

٥٢٣٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كَانَتْ لَهُ جُمَّةٌ ضَخْمَةٌ،

٥٢٣٩- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے لمبے لمبے بال تھے۔ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے انھیں حکم دیا کہ ان (بالوں) سے اچھا سلوک کرو اور ہر روز کنگھی کیا کرو۔

الأوزاعي به، وهو في التمهيد: ٥/ ٥٢ بالسماع المسلسل منه إلى ابن المنكدر.

٥٢٣٩_ **[إسناده ضعيف]** انفرد به النسائي. * محمد بن المنكدر لم يسمع من أبي قتادة كما في التهذيب وغيره.

فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُحْسِنَ إِلَيْهَا وَأَنْ يَتَرَجَّلَ فِي كُلِّ يَوْمٍ.

(المعجم ٦١) - فَرْقُ الشَّعْرِ (التحفة ٥٩)

باب:٦١-بالوں میں مانگ نکالنا

٥٢٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ شُعُورَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ.

۵۲۴۰-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے (بالوں میں مانگ نہیں نکالا کرتے تھے)۔ جب کہ مشرکین اپنے سر کے بالوں کی مانگ نکالتے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو جب تک کسی بات کے متعلق (بذریعۂ وحی) کوئی حکم نہ آتا تو آپ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بھی (سر میں) مانگ نکالنے لگے تھے۔

فوائد ومسائل: ① عادات میں جب تک نہی نہ آئے' جواز قائم رہتا ہے۔ چونکہ مانگ نکالنے سے نہی وارد نہیں ہوئی' لہٰذا مانگ نکالنا جائز ہے اور نہ نکالنا بھی جائز ہے کیونکہ نکالنے کا حکم بھی وارد نہیں۔ آپ سے مانگ نکالنا بھی ثابت ہے اور نہ نکالنا بھی۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کی بابت شریعت نے کوئی مخصوص حکم نہیں دیا۔ حالات کے تحت دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ایسے مسائل میں آپ کا اہل کتاب کی موافقت کرنا ان کی تالیف قلب کے لیے تھا کہ شاید وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائیں مگر جب محسوس فرمایا کہ ان کے لیے موافقت بھی مفید نہیں تو آپ نے ان کی موافقت چھوڑ دی۔ رسول اللہ ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت اس لیے بھی پسند تھی کہ وہ کم از کم' دعوے کی حد تک ہی سہی' سماوی دین پر عمل پیرا ہونے کے دعویدار تھے۔ اس کے برعکس مشرکین تو پکے بت پرست تھے۔ ② مانگ سر کے درمیان میں نکالنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ درمیان میں مانگ نکالنا ہی تھی۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٦٢) - اَلتَّرَجُّلُ (التحفة ٦٠)

باب:٦٢-کنگھی کرنا

٥٢٤١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۲۴۱-حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے

٥٢٤٠ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٥٨ من حديث ابن وهب، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعره ﷺ وصفاته وحليته، ح: ٢٣٣٦ من حديث الزهري به.

٥٢٤١ـ [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٥٠٦١.

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ عُبَيْدٌ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰى عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْإِرْفَاهِ. سُئِلَ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنِ الْإِرْفَاهِ قَالَ: مِنْهُ التَّرَجُّلُ.

کہ اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک صحابی جن کو عبید کہا جاتا تھا' نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زیادہ ناز نخرے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن بریدہ سے پوچھا گیا: ناز نخرے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: اسی میں سے (ہر روز) کنگھی کرنا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے: ۵۰۶۱، ۵۰۵۷، ۵۲۳۹۔

(المعجم ٦٣) - اَلتَّيَامُنُ فِي التَّرَجُّلِ (التحفة ٦١)

باب: ٦٣- دائیں طرف سے کنگھی شروع کرنا

٥٢٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْأَشْعَثُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَذَكَرَتْ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ.

۵۲۴۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر ممکن حد تک دائیں طرف سے ابتدا فرماتے تھے۔ وضو میں' جوتا پہنتے وقت اور کنگھی فرماتے وقت۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۵۰۶۲۔

(المعجم ٦٤) - اَلْأَمْرُ بِالْخِضَابِ (التحفة ٦٢)

باب: ٦٤- خضاب کرنے (بالوں کو رنگنے) کا حکم

٥٢٤٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ

۵۲۴۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو نہیں رنگتے۔ تم ان کی مخالفت کرو۔''

٥٢٤٢_[صحيح] تقدم، ح: ١١٢.
٥٢٤٣_[صحيح] تقدم، ح: ٥٠٧٥.

الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ».

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۵۰۷۲ اور ۵۰۷۷۔

٥٢٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ - وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ - عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَبِي قُحَافَةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَأَنَّهُ ثَغَامَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «غَيِّرُوا أَوِ اخْضِبُوا».

۵۲۴۴-حضرت جابر ؓ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے پاس حضرت ابوقحافہ ؓ کو لایا گیا۔ ان کا سر اور ڈاڑھی ثغامہ کی طرح تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان کا رنگ بدلو (یا فرمایا:) ان کو خضاب کرو۔''

فائدہ: ثغامة پہاڑ کی چوٹی پر اگنے والی گھاس جس کے پھل اور پھول بالکل سفید ہوتے ہیں' نیز خشک ہونے پر اس کی سفیدی اور بڑھ جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۰۷۹۔

(المعجم ٦٥) - تَصْفِيرُ اللِّحْيَةِ (التحفة ٦٣)

باب: ٦۵- ڈاڑھی کو زرد کرنا

٥٢٤٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عُبَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ فَقُلْتُ لَهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ.

۵۲۴۵-حضرت عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو دیکھا' وہ ڈاڑھی کو زرد کرتے تھے۔ میں نے ان سے اس کے متعلق بات کی تو انھوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ اپنی ڈاڑھی مبارک کو زرد کرتے تھے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۵۰۸۶ تا ۵۰۸۹۔

٥٢٤٤_ أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد، ح: ٢١٠٢/ ٧٨، ٧٩ من حديث أبي الزبير به نحو المعنى.

٥٢٤٥_ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين، ح: ١٦٦، ومسلم، الحج، باب الإهلال من حيث تنبعث الراحلة، ح: ١١٨٧ من حديث عبيد بن جريج به.

(المعجم ٦٦) - تَصْفِيرُ اللِّحْيَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ (التحفة ٦٤)

باب:٦٦-ڈاڑھی کو ورس اور زعفران سے زرد کرنا

٥٢٤٦- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

۵۲۴۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ سبتی جوتے پہنا کرتے تھے اور اپنی ڈاڑھی کو ورس اور زعفران سے رنگتے تھے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ”سبتی جوتے“ دباغت شدہ چمڑے سے بنائے گئے جوتوں کو کہتے ہیں۔ ان پر بال نہیں ہوتے۔ عرب میں بالوں سمیت چمڑے کے جوتوں کا بھی رواج تھا۔ ان کے مقابلے میں سبتی جوتوں کو قیمتی سمجھا جاتا تھا۔ ان کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ ② ورس اور زعفران رنگ دار خوشبوئیں ہیں۔ ان کا استعمال مرد کے لیے جسم میں تو درست نہیں' البتہ بالوں کو رنگا جا سکتا ہے' باقی رہا رسول اللہ ﷺ کا ڈاڑھی کو رنگنا تو اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۰۸۶، ۵۰۸۹ اور ۵۱۱۸.

(المعجم ٦٧) - اَلْوَصْلُ فِي الشَّعْرِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٧-بالوں میں دوسرے بال ملانا (ناجائز ہے)

٥٢٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِالْمَدِينَةِ وَأَخْرَجَ مِنْ كُمِّهِ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ: يَاأَهْلَ الْمَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟

۵۲۴۷- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن نے فرمایا: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں منبر پر فرماتے سنا جب کہ انھوں نے اپنی آستین سے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور فرمایا: اے مدینہ والو! تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو اس جیسے جعلی بالوں سے منع

٥٢٤٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في خضاب الصفرة، ح: ٤٢١٠ من حديث عمرو بن محمد به.

٥٢٤٧_ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٦٨، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح: ٢١٢٧ من حديث الزهري به.

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَقَالَ: «إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ نِسَاؤُهُمْ مِثْلَ هٰذَا».

فرماتے سنا' نیز آپ نے فرمایا: ''جب بنی اسرائیل کی عورتوں نے اس قسم کے کام اختیار کیے تو وہ ہلاک ہو گئے۔''

فائدہ: ''کہاں ہیں؟'' یعنی وہ تمھیں ان کاموں سے روکتے کیوں نہیں؟ باقی کے لیے تفصیل ملاحظہ فرمائیے' حدیث: ۵۰۹۵۔

٥٢٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَنَا وَأَخَذَ كُبَّةً مِنْ شَعْرٍ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرٰى أَحَدًا يَفْعَلُهُ إِلَّا الْيَهُودَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَلَغَهُ فَسَمَّاهُ الزُّورَ.

۵۲۴۸- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو ہم سے خطاب فرمایا۔ انھوں نے بالوں کا ایک گچھا پکڑا اور فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے علاوہ اور کوئی شخص یہ کام کرتا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے اسے ''زُور'' (جعل سازی) قرار دیا۔

فائدہ: اَلزُّور کے معنی ہیں: ''باطل' جھوٹ' جعل سازی'' وغیرہ۔ مذکورہ فعل کو زور کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ ایک فریب ہے کہ کسی دوسرے کے بال کوئی اپنے سر میں لگا لے اور لوگوں کو دکھائے کہ یہ میرے سر کے بال ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔

(المعجم ٦٨) - وَصْلُ الشَّعْرِ بِالْخِرَقِ (التحفة ٦٦)

باب: ۶۸- دھجی سے بال جوڑنا

٥٢٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۵۲۴۹- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! نبی اکرم ﷺ نے تمھیں جعلی بال لگانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر آپ ایک سیاہ رنگ کا کپڑا لائے اور لوگوں کے سامنے پھینکا اور فرمایا: یہ ہے وہ جعل سازی۔ عورت اسے اپنے بالوں میں لگاتی ہے۔ پھر اوپر سے اوڑھنی

٥٢٤٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٥.

٥٢٤٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٥.

نَهَاكُمْ عَنِ الزُّورِ، قَالَ: وَجَاءَ بِخِرْقَةٍ سَوْدَاءَ فَأَلْقَاهَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَقَالَ: هُوَ هٰذَا تَجْعَلُهُ الْمَرْأَةُ فِي رَأْسِهَا ثُمَّ تَخْتَمِرُ عَلَيْهِ.

اوڑھ لیتی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''خِرَق'' اس کا مفرد خرقة ہے' یعنی دھجی (کپڑے کی لمبی پٹی)۔ ② ''اوڑھ لیتی ہے'' تا کہ جعل سازی کا پتا نہ چلے اور بال زیادہ محسوس ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالوں میں کسی چیز کا اضافہ درست نہیں' خواہ دوسری چیز بال ہوں یا کپڑے کے ٹکڑے جن سے کسی کو بالوں کی کثرت کا دھوکا دیا جا سکے۔ البتہ بالوں کو قابو کرنے کے لیے دھاگے وغیرہ کا پراندہ استعمال کیا جا سکتا ہے' خواہ وہ سیاہ ہی ہو کیونکہ اس سے دھوکا دہی نہیں ہوتی۔ وہ سر پر نہیں ہوتا کہ کثرت کا گمان ہو بلکہ وہ پشت پر لٹکتا ہے' نیز اسے دیکھنے سے صاف پتا چلتا ہے کہ یہ بال نہیں' دھاگا ہے۔ ③ اس حدیث کا ترجمہ ایک اور انداز سے بھی ممکن ہے کہ ''آپ سیاہ رنگ کا کپڑا لائے اور لوگوں کے سامنے پھینکا اور فرمایا: اسے عورت اپنے بالوں میں لگا سکتی ہے۔ اوپر سے اوڑھنی اوڑھ لے۔'' اس صورت میں سیاہ رنگ کے کپڑے سے مراد پراندہ ہی ہے کہ اس کا استعمال جائز ہے۔ حدیث کا مقصد یہ ہوگا کہ جعلی بال ملانے درست نہیں کیونکہ ان سے دھوکا دہی ہوتی ہے۔ البتہ کپڑا یا پراندہ وغیرہ لگا لیا جائے تا کہ بال منتشر نہ ہوں اور انھیں اس کے ساتھ باندھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ کپڑے کے ساتھ جعل سازی ممکن نہیں۔ وہ دور ہی سے بالوں سے مختلف نظر آتا ہے اور اس کا مقصد بھی سمجھ میں آتا ہے۔ پہلا ترجمہ الفاظ کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ أعلم.

٥٢٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الزُّورِ، وَالزُّورُ الْمَرْأَةُ تَلِفُّ عَلٰى رَأْسِهَا.

۵۲۵۰- حضرت معاویہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعل سازی سے منع فرمایا۔ اور جعل سازی یہ ہے کہ عورت اپنے سر پر (جعلی بال وغیرہ) لپیٹ لے۔

فائدہ: ''لپیٹ لے'' تا کہ زیادہ معلوم ہوں۔ مقصد دوسروں کو دھوکا دینا ہوتا ہے یا اپنے حسن میں اضافہ اور یہ دونوں چیزیں منع ہیں۔ دھوکا دہی بھی اور تکلف کے ساتھ حسن میں اضافہ بھی۔

٥٢٥٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٥.

(المعجم ٦٩) - لَعْنُ الْوَاصِلَةِ (التحفة ٦٧)

باب:٦٩-جعلی بال لگانے والی عورت پرلعنت کا بیان

٥٢٥١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ.

۵۲۵۱- حضرت ابن عمر ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعلی بال لگانے والی عورت پرلعنت فرمائی۔

فائدہ: کسی برے کام یا وصف پرلعنت کرنا جائز ہے' البتہ کسی معین شخص پرلعنت کرنا جائز نہیں الا یہ کہ وہ صریح کفر پر ہو یا اللہ اوراس کے رسول نے اس پرلعنت کی ہو جیسے ﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾

(المعجم ٧٠) - لَعْنُ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ (التحفة ٦٨)

باب:٧٠-جعلی بال لگانے اور لگوانے والی دونوں پرلعنت کا بیان

٥٢٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ بِنْتًا لِي عَرُوسٌ وَإِنَّهَا اشْتَكَتْ فَتَمَزَّقَ شَعْرُهَا، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ وَصَلْتُ لَهَا فِيهِ؟ فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ».

۵۲۵۲- حضرت اسماء ﷞ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیٹی کی شادی تازہ تازہ ہوئی ہے۔ وہ بیمار ہوگئی اوراس کے بال جھڑ گئے۔ اگر میں ان میں مصنوعی بالوں سے اضافہ کرلوں تو کیا میں گناہ گار ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی دونوں پرلعنت فرمائی ہے۔''

فائدہ: معلوم ہوا گنجی عورت بھی مصنوعی بال نہیں لگا سکتی کیونکہ اس میں بھی دھوکا دہی پائی جاتی ہے' نیز غیرضروری تکلف پایا جاتا ہے کیونکہ کم بالوں کے ساتھ بھی گزارا ہوسکتا ہے' لیکن مصنوعی دانت' اعضاء اور لینز وغیرہ لگوائے جاسکتے ہیں کیونکہ ان کے بغیر گزارا نہیں ہوتا۔

(المعجم ٧١) - لَعْنُ الْوَاشِمَةِ وَالْمُوتَشِمَةِ (التحفة ٦٩)

باب:٧١-گودنے والی اور گدوانے والی (رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی) عورتوں پرلعنت کا بیان

٥٢٥١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٨.

٥٢٥٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٧.

٥٢٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ.

۵۲۵۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی، لگوانے والی، رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: حسن کی خاطر جسم کے بعض حصوں کو سوئی سے چھید کر سرمہ یا کوئی اور رنگ بھرا جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنا، نیز غیر ضروری تکلف ہے، لہٰذا منع ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۵۰۹۴.)

(المعجم ٧٢) - لَعْنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ (التحفة ٧٠)

باب: ۷۲- بال اکھیڑنے والی اور دانت کھلے کرنے والی عورتیں بھی ملعون ہیں

٥٢٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، أَلَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۲۵۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بال اکھیڑنے والی اور دانت کھلے کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث: ۵۱۰۲ اور ۵۱۱۰.

٥٢٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ يُحَدِّثُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ

۵۲۵۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رنگ بھرنے والی، دانت کھلے کرنے والی اور بال اکھیڑنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اللہ عزوجل کی پیدا کردہ

٥٢٥٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٠٩٨.
٥٢٥٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٠٢.
٥٢٥٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٠٣.

ﷺ اَلْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

شکل وصورت کو بدلتی ہیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۱۱۲۔

٥٢٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، وَالْمُتَوَشِّمَاتِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ. فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: وَمَا لِي لَا أَقُولُ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۲۵۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بال اکھیڑنے والی' دانتوں کو کھلا کرنے والی اور رنگ بھروانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلتی ہیں۔ ایک عورت ان کے پاس آئی اور کہا: آپ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا میں وہ بات کیوں نہ کہوں جو رسول ﷺ نے فرمائی ہو؟

٥٢٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ يَقُولُ: لَعَنَ اللهُ الْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، أَلَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۲۵۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ نے رنگ بھروانے والی اور بہ تکلف بال اکھیڑنے والی' دانت کھلے کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

(المعجم ٧٣) - اَلتَّزَعْفُرُ (التحفة ٧١)

باب: ۷۳- زعفران لگانا

٥٢٥٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ

۵۲۵۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٥٦- [صحيح] وله شواهد، انظر، ح: ٥٠٩٩.

٥٢٥٧- [صحيح] تقدم، ح: ٥١٠٣.

٥٢٥٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٠٧.

قَالَ : نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ .

فائدہ: مرد کے لیے اپنے جسم کو زعفران لگانا متفقہ حرام ہے۔ ڈاڑھی کو لگانا متفقہ حلال ہے اور کپڑوں کو لگانا مختلف فیہ ہے۔ عورتوں کے لیے جسم میں بھی جائز ہے اور کپڑوں میں بھی۔

٥٢٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ جِلْدَهُ .

۵۲۵۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ مرد اپنے جسم کو زعفران لگائے۔

فائدہ: زعفران رنگ والی خوشبو ہے اور مرد کے لیے رنگ والی خوشبو حرام ہے۔ عورت کے لیے جائز ہے۔

(المعجم ٧٤) - اَلطِّيبُ (التحفة ٧٢)

باب: ۷۴- خوشبو کا بیان

٥٢٦٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطِيبٍ لَمْ يَرُدَّهُ .

۵۲۶۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس جب خوشبو کا تحفہ لایا جاتا تو آپ اسے رد نہیں فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو استعمال کرنا پسندیدہ عمل ہے، نیز کوئی شخص خوشبو کا ہدیہ دے تو اسے قبول کر لینا چاہیے، رد نہیں کرنا چاہیے۔ ایک دوسری حدیث میں خوشبو کے ساتھ دو اور چیزوں کا بھی ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ: اَلْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ] اَلدُّهْنُ: يُعْنَى بِهِ الطِّيبُ] (جامع الترمذي' الأدب' حديث:۲۷۹۰) "تین چیزیں ایسی ہیں کہ (کسی کو ہدیتاً دی جائیں تو) وہ رد نہ کی جائیں: سرہانہ وتکیہ (گدا و غالیچہ) تیل اور دودھ۔" امام ترمذی فرماتے ہیں کہ تیل سے مراد خوشبو ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کو خوشبو سے خصوصی لگاؤ تھا کیونکہ آپ کے پاس فرشتوں کا آنا جانا رہتا تھا اور فرشتے بدبو

٥٢٥٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، ح: ٤١٧٩، والترمذي، ح: ٢٨٥١.

٥٢٦٠ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب ما لا يرد من الهدية، ح: ٢٥٨٢ من حديث عزرة به.

سے شدید نفرت کرتے ہیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ ہر وقت بہترین خوشبو سے معطر رہتے تھے۔ خود آپ کا جسم مبارک بھی ذاتی طور پر خوشبودار تھا۔ فِدَاهُ أَبِي وَ نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ.

٥٢٦١- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ.

۵۲۶۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے رد نہ کرے' اس لیے کہ یہ اٹھانے میں ہلکی اور مہک میں پاکیزہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① کوئی بھی تحفہ رد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری اور تحفہ پیش کرنے والے کی دل شکنی ہوگی الا یہ کہ تحفہ دینے والا عوض لینے کی نیت سے تحفہ دے اور تحفہ لینے والا عوض دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ خوشبو معمولی چیز ہے۔ اس کا عوض دینا بھی آسان ہے۔ اٹھانے میں ہلکی کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اس کا معاوضہ دینا آسان ہے' نیز یہ کوئی بہت بڑا احسان نہیں کہ دوسرا آدمی زیر بار ہو جائے' لہٰذا خوشبو کا تحفہ لے لینا چاہیے۔ ② حدیث سے ضمناً معلوم ہوا کہ تحفہ قلیل بھی ہو تو دینے یا لینے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے' نیز کسی بھی تحفے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ رد کرنا چاہیے۔

٥٢٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ:

۵۲۶۲- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت زینب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز پڑھنے مسجد کو جائے تو کسی قسم کی خوشبو نہ لگائے۔''

٥٢٦١ـ أخرجه مسلم، الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك، وأنه أطيب الطيب وكراهة رد الريحان والطيب، ح: ٢٢٥٣ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به.

٥٢٦٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢.

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَمَسِّي طِيبًا».

فائدہ: گویا گھر کے اندر اپنے خاوند کے سامنے خوشبو لگا سکتی ہے۔ طیب سے مراد زینت بھی ہو سکتی ہے کہ مسجد کو جاتے وقت زینت بھی نہ لگائے بلکہ سادہ حالت اور سادہ کپڑوں میں جائے تاکہ کسی کے لیے فتنے کا باعث نہ ہو۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث: ۵۱۳۰ سے ۵۱۳۵.)

٥٢٦٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ: أَخْبَرَتْنِي زَيْنَبُ الثَّقَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهَا: «إِذَا خَرَجْتِ إِلَى الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسِّ طِيبًا».

۵۲۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تو عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں جائے تو خوشبو وغیرہ نہ لگایا کر۔''

٥٢٦٤- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيَّتُكُنَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَقْرَبَنَّ طِيبًا».

۵۲۶۴- حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو عورت بھی مسجد کو جائے، وہ خوشبو کے قریب بھی نہ جائے۔''

فائدہ: جب مسجد جاتے وقت خوشبو کی اجازت نہیں، حالانکہ وہ مقدس جگہ ہے تو بازار یا لوگوں کے گھروں یا کھیتوں میں جاتے وقت خوشبو کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟

٥٢٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ عَبْدُ اللهِ

۵۲۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت بھی خوشبو لگائے، وہ

٥٢٦٣- [صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢.
٥٢٦٤- [صحيح] تقدم، ح: ٥١٣٢.
٥٢٦٥- [صحيح] تقدم، ح: ٥١٣١.

ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ».

ہمارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے نہ آئے۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۱۳۱.

(المعجم ٧٥) - ذِكْرُ أَطْيَبِ الطِّيبِ (التحفة ٧٣)

باب: ۷۵- بہترین خوشبو کا ذکر

٥٢٦٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَزْوَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَالْمُسْتَمِرِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِمْرَأَةً حَشَتْ خَاتَمَهَا بِالْمِسْكِ فَقَالَ: «وَهُوَ أَطْيَبُ الطِّيبِ».

۵۲۶۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت کا ذکر فرمایا جس نے اپنی انگوٹھی کو کستوری سے بھر رکھا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: "یہ سب سے اچھی اور پاکیزہ خوشبو ہے۔"

فوائد و مسائل: ① انگوٹھی کے نگ میں کستوری بھری ہوگی۔ ممکن ہے ساری انگوٹھی کھوکھلی ہو۔ یہ عورت بنی اسرائیل میں سے تھی۔ ② اگر عورت نے گھر سے باہر جانا ہو تو ایسی (خوشبو والی) انگوٹھی پہن کر نہیں جا سکتی۔ گھر کے اندر پہن سکتی ہے۔ ③ اس عورت کا ذکر بطور تعریف بھی ہو سکتا ہے اور بطور مذمت بھی۔ تعریف اور مذمت استعمال کے لحاظ سے ہے۔

(المعجم ٧٦) - تَحْرِيمُ لُبْسِ الذَّهَبِ (التحفة ٧٤)

باب: ۷۶- سونا پہننے کی حرمت کا بیان

٥٢٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَيَزِيدُ وَمُعْتَمِرٌ وَبِشْرُ بْنُ

۵۲۶۷- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے ریشم اور سونا

٥٢٦٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٦.

٥٢٦٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٥١.

الْمُفَضَّلِ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ أَحَلَّ لِإِنَاثِ أُمَّتِي الْحَرِيرَ وَالذَّهَبَ، وَحَرَّمَهُ عَلٰى ذُكُورِهَا».

میری امت کی عورتوں کے لیے حلال قرار فرمایا ہے اور مردوں کے لیے حرام۔“

فائدہ: عورتوں کے لیے سونا پہننا حلال ہے مگر سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے منع ہے کیونکہ یہ قطعاً غیر ضروری ہے اور سوائے فخر و نمائش کے اس کا کوئی مقصد نہیں۔ زیورات بھی صرف زینت کی حد تک عورت استعمال کر سکتی ہے، فخر و مباہات کے لیے نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث: ۵۱۳۹ سے ۵۱۴۶ تک۔)

(المعجم ۷۷) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ خَاتَمِ الذَّهَبِ (التحفة ۷۵)

باب: ۷۷-(مرد کے لیے) سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

۵۲٦۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ حَفْصٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نُهِيتُ عَنِ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

۵۲۶۸- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: مجھے سرخ کپڑے، سونے کی انگوٹھی اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا گیا۔

فائدہ: ”سرخ کپڑا“ بعض محققین کا قول ہے کہ مرد کے لیے خالص سرخ کپڑا پہننا منع ہے۔ صرف سرخ دھاریاں ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ یا مطلق سرخ مراد نہیں بلکہ معصفر اور مزعفر مراد ہیں جن کی حرمت کا ذکر دوسری احادیث میں ہے۔ سرخ کی باقی اقسام جائز ہیں۔ واللہ أعلم۔ (باقی تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۱۷۵۔)

۵۲٦۹- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ:

۵۲۶۹- حضرت علی ؓ نے فرمایا: مجھے نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے، رکوع کی حالت میں

۵۲٦۸ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٨١ من حديث محمد بن جعفر غندر به.

۵۲٦۹ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٢.

أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ وَأَنَا رَاكِعٌ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ.

قرآن پڑھنے، قسی اور معصفر کپڑے پہننے سے منع فرمایا۔

فائدہ: دیکھیے، احادیث: ۵۱۶۸، ۵۱۷۵۔

٥٢٧٠- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبُوسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ.

۵۲۷۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، قسی اور معصفر کے لباس پہننے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے روکا ہے۔

٥٢٧١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ.

۵۲۷۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رکوع کے دوران میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

٥٢٧٢- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى: حَدَّثَنِي

۵۲۷۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسم سے رنگے ہوئے کپڑے، سونے کی انگوٹھی، قسی کپڑے کے لباس پہننے اور رکوع کی

٥٢٧٠_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤.

٥٢٧١_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤.

٥٢٧٢_[صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤.

عَمْرُو بْنُ سَعْدٍ الْفَدَكِيُّ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ: حَدَّثَنِي ابْنُ حُنَيْنٍ أَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

حالت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٧٣- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَرْبَعٍ عَنْ لُبْسِ ثَوْبٍ مُعَصْفَرٍ، وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيَّةِ، وَأَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ وَأَنَا رَاكِعٌ.

۵۲۷۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے چار چیزوں سے منع فرمایا ہے: معصفر کپڑا پہننے' سونے کی انگوٹھی پہننے' قس بستی کے بنے ہوئے کپڑے پہننے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے۔

٥٢٧٤- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى: أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ أَنَّ ابْنَ حُنَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنِ الْحَرِيرِ، وَأَنْ يَقْرَأَ وَهُوَ رَاكِعٌ، وَعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

۵۲۷۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے معصفر کپڑے اور ریشم پہننے' دوران رکوع میں قرآن پڑھنے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

٥٢٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

۵۲۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٢٧٣_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤.

٥٢٧٤_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤.

٥٢٧٥_ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال... الخ، ح: ٢٠٨٩ عن محمد بن المثنى، والبخاري، اللباس، باب خواتيم الذهب، ح: ٥٨٦٤ من حديث محمد بن جعفر غندر به.

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ ابْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

٥٢٧٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ - وَهُوَ ابْنُ الْحَجَّاجِ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ.

٥٢٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

فائدہ: مندرجہ بالا چیزوں سے نہی صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خاص نہیں، امت کے تمام مردوں کے لیے ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٥١٧٥۔

(المعجم ٧٨) - صِفَةُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَقْشِهِ (التحفة ٧٦)

باب: ٧٨- نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی اور اس کے نقش کا بیان

٥٢٧٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَبِسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَإِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا». فَنَبَذَهُ، فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

٥٢٧٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے اپنے دست مبارک میں پہنا۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں یہ انگوٹھی پہنا کرتا تھا لیکن اب اسے ہرگز نہیں پہنوں گا۔“ پھر آپ نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی۔ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔

٥٢٧٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٢٧٧ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥١٦٧.

فائدہ: اتار پھینکنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انھیں باندازِ نفرت اتار لیا اور آئندہ کبھی نہ پہننے کا عزم کر لیا تو یوں سمجھو پھینک دیا۔ یہ لفظ اظہار نفرت پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ أعلم۔

٥٢٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۵۲۷۸- حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی (کے نگینے) میں ''محمد رسول اللہ'' منقش تھا۔

٥٢٧٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَفَصُّهُ حَبَشِيٌّ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۵۲۷۹- حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نگینہ حبشی انداز کا تھا اور اس پر ''محمد رسول اللہ'' نقش کیا گیا تھا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۱۹۹۔

٥٢٨٠- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ فَقَالُوا: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَأُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ وَنُقِشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۵۲۸۰- حضرت انس ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رومیوں کو خط لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ لوگوں نے کہا: حضور! وہ لوگ مہر کے بغیر خط نہیں پڑھتے۔ آپ نے چاندی کی مہر بنوالی۔ مجھے یوں محسوس ہورہا ہے کہ میں اب بھی اس کی چمک آپ کے دست مبارک میں دیکھ رہا ہوں۔ اور آپ نے اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کروائے۔

٥٢٧٨_ أخرجه مسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . الخ، ح: ٢٠٩١/ ٥٤ من حديث عبيدالله ابن عمر به مطولاً.

٥٢٧٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٩٩.

٥٢٨٠_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢٠٤.

٥٢٨١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَفَصُّهُ حَبْشِيٌّ.

۵۲۸۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نگینہ حبشہ کا بنا ہوا تھا۔

٥٢٨٢- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ -وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ- عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ وَفَصُّهُ مِنْهُ.

۵۲۸۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی مبارک انگوٹھی چاندی کی تھی۔ اور اس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کے نگینے کی تفصیل حدیث: ۵۱۹۹ میں گزر چکی ہے۔

٥٢٨٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدِ اصْطَنَعْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا عَلَيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ أَحَدٌ».

۵۲۸۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور اس پر ایک خاص نقش (محمد رسول اللہ) کندہ کروایا ہے لہٰذا کوئی شخص اس جیسا نقش نہ بنوائے۔“

فائدہ: ”ہم نے“ ممکن ہے یہ الفاظ کسی راوی کے ہوں، یعنی اس نے احتراماً جمع کے الفاظ ذکر کر دیے ہیں۔ اگرچہ غالب امکان یہ ہے کہ آپ نے اسی طرح کے صیغے استعمال فرمائے ہوں گے۔ یہ بات کرنے کا شاہی انداز ہے۔ اور انبیائے کرام خصوصاً خاتم النبیین ﷺ سے بڑا ”شاہ“ کون ہو سکتا ہے؟ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے، احادیث: ۵۲۱۰، ۵۲۲۰)

(المعجم ٧٩) - مَوْضِعُ الْخَاتَمِ (التحفة ٧٧)

باب: ۷۹- انگوٹھی کی جگہ (کس انگلی میں ہے؟)

٥٢٨١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٩٩.

٥٢٨٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢٠١.

٥٢٨٣ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق ... الخ، ح: ٢٠٩٢ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٥٢٨٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِصْطَنَعَ خَاتَمًا فَقَالَ: «إِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا عَلَيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشُ عَلَيْهِ أَحَدٌ» وَإِنِّي لَأَرٰى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۵۲۸۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا: ''ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور ہم نے اس پر ایک عبارت کندہ کروائی ہے۔ کوئی شخص اس کے مطابق عبارت کندہ نہ کروائے۔'' اللہ کی قسم! میں (عالم تصور میں اب بھی) اس انگوٹھی کی چمک رسول اللہ ﷺ کی چھنگلی میں دیکھ رہا ہوں۔

٥٢٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ ابْنُ الْعَوَّامِ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

۵۲۸۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

٥٢٨٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى الْبِسْطَامِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ فِي إِصْبَعِهِ الْيُسْرٰى.

۵۲۸۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کی چمک آپ کی بائیں (چھوٹی) انگلی میں دیکھ رہا ہوں۔

فائدہ: دائیں بائیں کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۵۲۰۰۔

٥٢٨٧- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

۵۲۸۷- حضرت ثابت بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کے

٥٢٨٤- أخرجه البخاري، اللباس، باب الخاتم في الخنصر، ح: ٥٨٧٤ من حديث عبدالوارث به.

٥٢٨٥- [صحيح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٩٧ من حديث محمد بن عيسى بن الطباع به.

٥٢٨٦- أخرجه البخاري، العلم، باب ما يذكر في المناولة وكتاب أهل العلم بالعلم إلى البلدان، ح: ٦٥، ومسلم، اللباس، باب في اتخاذ النبي ﷺ خاتمًا لما أراد أن يكتب إلى العجم، ح: ٢٠٩٢/٥٦ من حديث شعبة به.

٥٢٨٧- أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٤٠ عن أبي بكر بن نافع به. * حماد هو ابن سلمة، وبهز هو العمي.

قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ أَنَّهُمْ سَأَلُوا أَنَسًا عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ مِنْ فِضَّةٍ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُسْرَى الْخِنْصِرَ.

بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں آپ کی چاندی والی انگوٹھی کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ (یہ کہتے ہوئے) انھوں نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو اٹھایا۔

فائدہ: ''اٹھایا'' ان کا مقصد یہ بتانا تھا کہ آپ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے لیکن دیگر کثیر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے کیونکہ یہ زینت ہے اور آپ اچھے امور میں دائیں ہاتھ کو ترجیح دیتے تھے' خصوصاً جب کہ آپ کی انگوٹھی میں اللہ تعالیٰ اور خود آپ کا نام نامی تھا اور بایاں ہاتھ تو استنجا وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ کیا ایسے متبرک اور مقدس نام استنجا والے ہاتھ کے لائق ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ کبھی کبھار بائیں ہاتھ میں ڈالی گئی ہو۔ ویسے بھی عموماً کام دائیں ہاتھ سے کیے جاتے ہیں۔ آپ مہر لگانے کے لیے انگوٹھی پہنتے تھے اور مہر لگانا بھی ایک کام ہے' لہٰذا یہ بھی دائیں ہاتھ ہی سے ہونا چاہیے اور یہ تبھی ہوگا' اگر انگوٹھی دائیں ہاتھ میں ہو۔

٥٢٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي نَبِيُّ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَاتَمِ فِي السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى.

۵۲۸۸- حضرت ابو بردہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ نبی اللہ ﷺ نے مجھے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی ڈالنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: ''انگشت شہادت'' عربی میں لفظ سَبَّابَة استعمال فرمایا گیا ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں گالی دینے والی انگلی۔ جاہلیت میں لوگ گالی دیتے وقت اس انگلی سے اشارہ کرتے تھے' اس لیے وہ اس کو سَبَّابَة کہتے ہیں۔ مسلمان نماز میں تشہد کے وقت اس انگلی سے اشارہ کرتے ہیں' اس لیے ہم اسے شہادت والی انگلی کہتے ہیں۔ گالی دینا شریعت میں ویسے بھی منع ہے چہ جائیکہ کوئی انگلی سَبَّابَة ہو۔ حدیث میں یہ لفظ عرف عام کے طور پر آ گیا ہے۔ مختصر بھی ہے۔

٥٢٨٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

۵۲۸۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

٥٢٨٨_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢١٤.

٥٢٨٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢١٤.

أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَلْبَسَ فِي إِصْبَعِي هٰذِهِ وَفِي الْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِيهَا.

نے مجھے منع فرمایا کہ میں اپنی اس انگلی، درمیان والی اور ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی ڈالوں۔

(المعجم ٨٠) - مَوْضِعُ الْفَصِّ (التحفة ٧٨)

باب:۸۰- نگینے کی جگہ

٥٢٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَتَّمُ بِخَاتَمٍ مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ طَرَحَهُ وَلَبِسَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشَ عَلَيْهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَنْقُشَ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا». وَجَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ.

۵۲۹۰- حضرت ابن عمر ﷠ نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ (پہلے) سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ پھر آپ نے اسے اتار پھینکا اور چاندی کی انگوٹھی پہننے لگے۔ اور آپ نے اس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ کروایا' پھر آپ نے فرمایا: ''کسی کے لیے مناسب نہیں کہ میری اس انگوٹھی کے نقش کے مطابق (اپنی انگوٹھی پر) نقش بنوائے۔'' آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

فائدہ: ''ہتھیلی کی جانب'' کیونکہ آپ کا مقصد انگوٹھی پہننے سے زینت نہیں تھا' مہر لگانا تھا۔ نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھنا زینت کے لیے ہوتا ہے اور ایسی زینت مرد کو مناسب نہیں اگرچہ اس سے منع بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم ٨١) - طَرْحُ الْخَاتَمِ وَتَرْكُ لُبْسِهِ (التحفة ٧٩)

باب:۸۱- انگوٹھی اتار پھینکنا اور اسے دوبارہ نہ پہننا

٥٢٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ،

۵۲۹۱- حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اور پہنی' پھر فرمایا: ''اس انگوٹھی نے مجھے تم سے مصروف کیے رکھا۔ میں کبھی اس کو

٥٢٩٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢١٩.

٥٢٩١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٢٢ عن عثمان بن عمر به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٨.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا فَلَبِسَهُ قَالَ: «شَغَلَنِي هٰذَا عَنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمِ، إِلَيْهِ نَظْرَةٌ وَإِلَيْكُمْ نَظْرَةٌ ثُمَّ أَلْقَاهُ».

دیکھتا تھا، کبھی تم کو۔'' پھر آپ نے اسے اتار پھینکا۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے یہ سونے کی انگوٹھی تھی جس کا ذکر اوپر بھی گزرا۔ اس کی خوب صورتی کی وجہ سے آپ کی توجہ بار بار اس کی جانب مبذول ہوئی تو آپ نے اسے پہنے رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف زینت کے لیے انگوٹھی نہیں پہننی چاہیے۔

٥٢٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ فَجَعَلَ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ فَصَنَعَ النَّاسُ، ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ وَقَالَ: «إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ». فَرَمٰى بِهِ ثُمَّ قَالَ: «وَاللهِ! لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا» فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

۵۲۹۲- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔ لوگوں نے بھی (سونے کی) انگوٹھیاں بنوالیں، پھر ایک دن آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اسے اتار پھینکا اور فرمایا: ''میں یہ انگوٹھی پہنتا تھا اور اس کا نگینہ اندرونی جانب رکھتا تھا۔'' پھر آپ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: ''اللہ کی قسم! اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔'' لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۵۲۲۱۔

٥٢٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قِرَاءَةً عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

۵۲۹۳- حضرت انس ﷜ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں ایک دن چاندی

٥٢٩٢_ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب من حلف على الشيء وإن لم يحلف، ح: ٦٦٥١، ومسلم، اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال . . . الخ، ح: ٢٠٩١ عن قتيبة به.

٥٢٩٣_ أخرجه مسلم، اللباس، باب في طرح الخواتم، ح: ٢٠٩٣، والبخاري، اللباس، باب: (٤٧)، ح: ٥٨٦٨ تعليقًا من حديث إبراهيم بن سعد به.

أَنَسٍ: أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا فَصَنَعُوهُ فَلَبِسُوهُ، فَطَرَحَ النَّبِيُّ ﷺ وَطَرَحَ النَّاسُ.

کی انگوٹھی دیکھی۔ لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں اور پہن لیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگوٹھی اتار پھینکی اور لوگوں نے بھی اتار پھینکیں۔

فائدہ: روایت کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو انگوٹھی اتار پھینکی تھی وہ چاندی کی تھی لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ باقی تمام روایات میں صراحت ہے کہ پھینکی جانے والی انگوٹھی سونے کی تھی چاندی کی نہیں' چاندی کی بعد میں بنوائی گئی۔ اس روایت میں یہ امام زہری رحمہ اللہ کا وہم ہے۔ غلطی کرنا اور وہم لگ جانا انسانی طبیعت کا خاصا ہے۔ یہ کوئی ان ہونی بات نہیں ہے' لہٰذا درست بات یہی ہے کہ پھینکی جانے والی انگوٹھی سونے کی تھی' نہ کہ چاندی کی۔ راوی حدیث کے ساتھ کبھی ایسے ہو جاتا ہے۔ اس میں گھبرانے یا تعجب کی کوئی بات نہیں۔

٥٢٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ جَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَطَرَحَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ، وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ.

۵۲۹۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا کرتے تھے۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اتار پھینکا۔ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی۔ آپ اس سے مہر لگاتے تھے۔ اور اسے (عموماً) نہیں پہنتے تھے۔

فائدہ: ''پہنتے نہیں تھے'' یعنی آپ اسے ہر وقت پہنے نہیں رکھتے تھے بلکہ ضرورت کے وقت پہنتے تھے کیونکہ اس سے آپ کا مقصد زینت نہیں تھا۔

٥٢٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ

۵۲۹۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔

٥٢٩٤ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٢٢١.

٥٢٩٥ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال ... الخ، ح: ٢٠٩١ من حديث محمد بن بشر به.

ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ الْخَوَاتِيمَ، فَأَلْقَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا» ثُمَّ اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَأَدْخَلَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى هَلَكَ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ.

پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: ''میں آئندہ اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی اور اسے اپنے دست مبارک میں پہنا۔ پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں حتیٰ کہ وہ اریس کے کنویں میں گم ہوگئی۔

فائدہ: اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل' حدیث: ۵۲۲۰۔

(المعجم ٨٢) - ذِكْرُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهَا (التحفة ٨٠)

باب: ۸۲- کون سے کپڑے پہننے مستحب اور کون سے مکروہ ہیں؟

٥٢٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَآنِي سَيِّئَ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ»؟ قَالَ: نَعَمْ، مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ آتَانِيَ اللهُ، فَقَالَ: «إِذَا كَانَ لَكَ مَالٌ فَلْيُرَ عَلَيْكَ».

۵۲۹۶- حضرت ابوالاحوص کے والد محترم سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے خراب سی حالت میں دیکھا۔ نبی اکرم ﷺ فرمانے لگے: ''کیا تیرے پاس کچھ مال ہے؟'' میں نے عرض کیا: ہر قسم کا مال اللہ تعالیٰ نے مجھے دے رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس مال ہے تو تجھ پر نظر بھی آنا چاہیے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل' حدیث: ۵۲۲۵' ۵۲۲۶۔

(المعجم ٨٣) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ السِّيَرَاءِ (التحفة ٨١)

باب: ۸۳- ریشمی دھاریوں والا حلہ پہننے کی ممانعت

٥٢٩٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢٢٥.

٥٢٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّهُ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ» قَالَ: فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدُ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَكَسَانِي مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا، إِنَّمَا كَسَوْتُكَهَا لِتَكْسُوَهَا أَوْ لِتَبِيعَهَا»، فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مِنْ أُمِّهِ مُشْرِكًا.

۵۲۹۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسجد (نبوی) کے دروازے پر ریشمی دھاریوں والا حلہ فروخت ہوتے دیکھا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ یہ حلہ جمعۃ المبارک کے دن اور وفود کی آمد کے موقع پر استعمال کے لیے خرید لیں تو مناسب رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے حلے تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' پھر بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی قسم کے کچھ حلے آئے تو آپ نے مجھے بھی ان میں سے ایک حلہ دے دیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ حلہ مجھے دیا ہے جب کہ آپ نے تو اس بارے میں بڑے سخت الفاظ فرمائے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تجھے یہ پہننے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس لیے دیا ہے کہ تو کسی اور کو پہنائے یا بیچ لے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ اپنے ایک مشرک اخیافی بھائی کو دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تجمل اور خوبصورتی اختیار کرنا بالخصوص خاص موقعوں پر پسندیدہ ہے۔ ② مسجد کے دروازے پر خرید وفروخت کرنا جائز ہے' نیز فضلاء اور عظماء اہل علم اور نیک لوگوں کا منڈی میں جانا شرعاً درست ہے' خواہ وہ خرید وفروخت کے لیے ہو یا ویسے ہی جائزہ لینے کے لیے ہو۔ ③ ریشمی کپڑے کا کاروبار جائز ہے۔ ④ کافر قرابت دار کے ساتھ صلہ رحمی کرنا' نیز اسے ہدیہ وغیرہ دینا بھی شرعاً جائز ہے۔ اس کا مقصد اگر تالیف قلب اور اسے اسلام کے قریب کرنا ہو تو یہ سونے پر سہاگا ہے۔ ⑤ ایسا حلہ دھاریوں کی وجہ سے ممنوع نہیں بلکہ ریشمی دھاریوں کی وجہ سے ممنوع ہے۔ ⑥ ''کوئی حصہ نہیں'' مراد کفار ہیں' یعنی اس قسم کے کپڑے تو کافر پہنتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص ایسے کپڑے پہنے گا' وہ کافر بن جائے گا کیونکہ ریشم پہننا کبیرہ گناہ ضرور ہے' کفر نہیں اور اگر ریشم پہننے سے مقصود دوسرے لوگوں کی تحقیر کرنا ہو یا

٥٢٩٧_ أخرجه مسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨ من حديث ابن نمير به.

ازراہِ تکبر ریشم پہنا جائے تو گناہ کی قباحت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ ⑦ "بھائی کو دے دیا" جو چیز کچھ افراد کے لیے حلال ہو کچھ کے لیے حرام اس کا کاروبار لین دین خرید وفروخت تحفہ وعطیہ وغیرہ سب کچھ جائز ہے مثلاً: ریشم اور سونا وغیرہ البتہ جو چیز سب کے لیے حرام ہے اس کا کاروبار لین دین خرید وفروخت تحفہ عطیہ وغیرہ سب کچھ حرام ہے مثلاً: شراب اور بت وغیرہ۔ ⑧ یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ ریشم صرف مردوں کے لیے ناجائز اور حرام ہے عورتوں کو ہر قسم کا ریشم پہننے کی مطلقاً اجازت ہے۔

(المعجم ٨٤) - ذِكْرُ الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِي لُبْسِ السِّيَرَاءِ (التحفة ٨٢)

باب:۸۴-عورتوں کے لیے ریشمی دھاری دار حلہ پہننے کی رخصت

٥٢٩٨- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ قَمِيصَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ.

۵۲۹۸-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب کو دھاری دار ریشمی قمیص پہنے ہوئے دیکھا۔

٥٢٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَنِي: أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بُرْدًا سِيَرَاءَ، وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ.

۵۲۹۹-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ریشمی دھاری دار چادر اوڑھے دیکھا۔

٥٣٠٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ وَأَبُو عَامِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا

۵۳۰۰-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک ریشمی دھاری دار حلہ بطور تحفہ بھیجا گیا۔ آپ نے وہ مجھے بھیج دیا۔ میں نے اسے پہن

٥٢٩٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب لبس الحرير والذهب للنساء، ح: ٣٥٩٨ من حديث عيسى بن يونس به. ※ والزهري عنعن، والمحفوظ "أم كلثوم" بدل "زينب".

٥٢٩٩_ [صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الحرير للنساء، ح: ٤٠٥٨ عن عمرو بن عثمان به، وقال ابن حجر في تغليق التعليق: ٥/ ٦٣: "صحيح مشهور عن الزبيدي"، وعلقه البخاري، قبل، ح: ٥٨٣٦.

٥٣٠٠_ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٧١ من حديث شعبة به.

صَالِحِ الْحَنَفِيِّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حُلَّةٌ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: «أَمَا إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا» فَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي.

لیا۔(آپ نے مجھے دیکھا تو) میں نے آپ کے چہرۂ انور پر غصے کے آثار دیکھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے اس لیے نہیں دیا تھا کہ تو اسے پہنے۔'' پھر میں نے آپ کے حکم سے اپنے گھر کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

فائدہ: ''گھر کی عورتوں'' بعض روایات میں فَوَاطِم کا لفظ ہے یعنی فاطمہ نامی عورتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ مراد ان کی والدۂ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا جنھیں فاطمہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے اور ان کی بیوی حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ اور ان کی چچازاد بہن فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی بیوی فاطمہ بنت شیبہ ہیں۔

(المعجم ٨٥) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْإِسْتَبْرَقِ (التحفة ٨٣)

باب: ٨٥- استبرق ریشم پہننے کی ممانعت

٥٣٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ فَرَأَى حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوقِ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ!، إِشْتَرِهَا فَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَحِينَ يَقْدَمُ عَلَيْكَ الْوَفْدُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ»، ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَلَاثِ حُلَلٍ مِنْهَا فَكَسَا عُمَرَ حُلَّةً وَكَسَا عَلِيًّا حُلَّةً وَكَسَا أُسَامَةَ حُلَّةً، فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ

٥٣٠١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (گھر سے) نکلے تو دیکھا کہ استبرق کا ایک جوڑا بازار میں فروخت ہو رہا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ حلہ خرید لیجیے اور جمعۃ المبارک کے دن اور وفود کی آمد کے موقع پر زیب تن فرمایا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے کپڑے تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اس قسم کے تین حلے لائے گئے۔ آپ نے ایک حلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوسرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور تیسرا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! ان

٥٣٠١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩ عن المخزومي وغيره به، وانظر الحديث الآتي.

ثُمَّ بَعَثْتَ إِلَيَّ! فَقَالَ: «بِعْهَا وَاقْضِ بِهَا حَاجَتَكَ أَوْ شَقِّقْهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ».

حلوں کے بارے میں تو آپ نے بڑے سخت الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ اب آپ نے وہ حلہ مجھے بھیج دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے بیچ کر اپنی ضروریات پوری کر لے یا دوپٹے بنا کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دے۔''

فوائد ومسائل: ① ''اپنی عورتوں'' مراد صرف بیویاں نہیں بلکہ بیویاں، بیٹیاں، بہنیں، مائیں سب مراد ہیں۔
② ''استبرق'' ریشم کی ایک قسم ہے۔ یہ موٹا اور کھردرا سا ریشم ہوتا ہے۔ اس کو فارسی میں استر کہتے ہیں۔ اسی لفظ کو عربوں نے استبرق بنا دیا۔ ریشم میں سونے کی تاریں بنی جائیں، تب بھی اسے استبرق کہہ دیتے ہیں۔
③ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما باوجود انتہائی ذہین اور مجتہد ہونے کے نبی اکرم ﷺ کے مقصود کو نہ سمجھ سکے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے عبرت ہے جو بعض ائمہ کے استنباطات اور اجتہادات کو بلا چون و چرا قبول کر لیتے اور انھیں حدیث پر ترجیح دیتے ہیں کہ وہ تو بڑے فقیہ تھے اور حدیث کا راوی صحابی فقیہ نہیں۔ مَعَاذَ اللهِ.

(المعجم ٨٦) - صِفَةُ الْإِسْتَبْرَقِ (التحفة ٨٤)

باب:٨٦-استبرق کیسا ہوتا ہے؟

٥٣٠٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - قَالَ: قَالَ سَالِمٌ: مَا الْإِسْتَبْرَقُ؟ قُلْتُ: مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيبَاجِ، وَخَشُنَ مِنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ [بْنَ عُمَرَ] يَقُولُ: رَأٰى عُمَرُ مَعَ رَجُلٍ حُلَّةَ سُنْدُسٍ فَأَتٰى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «اِشْتَرِ هٰذِهِ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٥٣٠٢- حضرت یحییٰ بن ابی اسحاق نے کہا کہ حضرت سالم نے مجھ سے پوچھا، استبرق کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: موٹا اور کھردرا ریشم۔ وہ کہنے لگے: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے پاس سندس کا حلہ دیکھا۔ وہ یہ حلہ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یہ خرید لیجیے۔ پھر راوی نے حسب سابق حدیث بیان کی۔

فائدہ: ''سندس'' باریک ریشم کو کہتے ہیں۔

٥٣٠٢- أخرجه البخاري، الأدب، باب من تجمل للوفود، ح: ٦٠٨١، ومسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨/٩ من حديث عبدالوارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٥٧٣.

(المعجم ٨٧) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الدِّيبَاجِ (التحفة ٨٥)

باب:٨٧-(مردوں کے لیے) دیباج پہننے کی ممانعت

٥٣٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى - وَأَبُو فَرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَا: اِسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَحَذَفَهُ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِمْ مِمَّا صَنَعَ بِهِ وَقَالَ: إِنِّي نَهَيْتُهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَشْرَبُوا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَلَا الْحَرِيرَ، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ».

٥٣٠٣-حضرت عبداللہ بن عکیم سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ ؓ نے پانی مانگا تو ایک دیہاتی نمبردار چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ انھوں نے وہ برتن اسی کو دے مارا۔ پھر حاضرین سے اس سلوک پر معذرت کی اور فرمایا: میں نے اسے کئی بار (چاندی کے برتن میں پانی لانے سے) روکا ہے جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”سونے چاندی کے برتن میں پانی نہ پیو اور دیباج وحریر (کسی قسم کا ریشم) نہ پہنو کیونکہ یہ چیزیں ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① دیباج بھی ریشم کی ایک قسم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہر قسم کا ریشم مردوں کے لیے حرام ہے۔ باریک ہو یا موٹا‘ نرم ہو یا سخت۔ ② ”سونے چاندی کے برتن“ یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کے لیے برابر ہے‘ البتہ عورت کے لیے سونا پہننا جائز ہے۔ ③ ”استعمال کرتے ہیں“ کیونکہ ان کے نزدیک آخرت اور جزا وسزا کا کوئی تصور نہیں‘ لہٰذا وہ ہر قسم کی آسائش دنیا ہی میں حاصل کرنا چاہتے ہیں جب کہ مومن دنیا میں صرف ضروریات استعمال کرتے ہیں۔ آسائشیں آخرت میں طلب کرتے ہیں۔

(المعجم ٨٨) - لُبْسُ الدِّيبَاجِ الْمَنْسُوجِ بِالذَّهَبِ (التحفة ٨٦)

باب:٨٨-سونے کے تاروں سے بنا ہوا ریشم پہننا

٥٣٠٤- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ

٥٣٠٤-حضرت واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ

٥٣٠٣ـ أخرجه مسلم، ح: ٢٠٦٧ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة.

٥٣٠٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب مس الحرير من غير لبس، ح: ١٧٢٣ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح".

خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، قَالَ: إِنَّ سَعْدًا كَانَ أَعْظَمَ النَّاسِ وَأَطْوَلَهُ ثُمَّ بَكَى فَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ إِلَى أُكَيْدِرَ صَاحِبِ دُومَةَ بَعْثًا فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا الذَّهَبُ فَلَبِسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَعَدَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ وَنَزَلَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْمَسُونَهَا بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ: «أَتَعْجَبُونَ مِنْ هٰذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِمَّا تَرَوْنَ».

سے روایت ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں ان کے پاس حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ انھوں نے کہا: تو کن میں سے ہے؟ میں نے کہا: میں واقد بن عمرو ہوں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا پوتا۔ انھوں نے کہا: حضرت سعد رضی اللہ عنہ بڑے سردار اور لمبے قد کے آدمی تھے۔ پھر (ان کو یاد کر کے) روئے اور بہت روئے، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل کے حکمران اکیدر کی طرف ایک لشکر بھیجا تو اس نے (اطاعت قبول کی اور) آپ کی خدمت میں ریشم کا ایک حلہ بھیجا جو سونے کے تاروں سے بنا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے زیب تن کیا پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ صرف بیٹھے رہے۔ کوئی تقریر نہیں فرمائی۔ کچھ دیر بعد اتر آئے۔ لوگ ہاتھ لگا لگا کر حلے کو دیکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم اس (کی عمدگی اور نرمی) پر تعجب کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! (حضرت) سعد بن معاذ کے (ہاتھ منہ کی صفائی والے) رومال جنت میں اس سے کہیں بڑھ کر خوب صورت ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا ترجمۃ الباب سے مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کا ایسا جوڑا زیب تن کیا تھا جس کی بنائی سونے کے تاروں سے کی گئی تھی۔ امام صاحب کا مقصد یہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث میں مذکور الفاظ فَلَبِسَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شاذ ہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں بھی مذکور ہے لیکن اس میں یہ الفاظ (جنھیں شاذ کہا گیا ہے) نہیں ہیں، بہر حال یہ امام نسائی رحمہ اللہ کا اپنا رجحان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اگلا باب اس کے نسخ کے متعلق قائم کیا ہے۔ واللہ أعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۹/ ۲۸، ۲۹) ② اس حدیث مبارکہ سے قبیلۂ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور جنت میں ان کا اعلیٰ مقام، نیز اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی قدر ومنزلت معلوم ہوتی ہے کہ ان کے ”ادنیٰ کپڑے“ دنیا کے قیمتی اور بہترین ریشم سے بہتر ہیں کیونکہ تولیہ یا ہاتھ صاف کرنے والا رومال دیگر کپڑوں اور لباس کے مقابلے میں انتہائی کم قیمت اور گھٹیا ہی ہوتا ہے۔ جب وہ اس قدر قیمتی ہے تو ان کے

استعمال کے دوسرے کپڑے اور لباس کس قدر بہتر اور قیمتی ہوں گے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ مشرک کا ہدیہ قبول کیا جا سکتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں مذکورہ حدیث پر ان الفاظ سے عنوان قائم کیا ہے: "قبول الهدية من المشركين" (صحيح البخاري، الهبة و فضلها والتحريض عليها، باب: (۲۸)) ④ ''تشریف لائے'' حضرت انس رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے انصاری تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ بصرہ چلے گئے تھے۔ کبھی کبھی اپنی جنم بھومی ''مدینہ منورہ'' میں تشریف لاتے تھے۔ ⑤ ''لمبے قد کے'' ان کے پوتے واقد بھی لمبے قد کاٹھ کے تھے اس لیے ان کو دیکھ کر یہ ذکر فرمایا۔ ⑥ ''رومال'' عربی میں لفظ مندیل استعمال ہوا ہے۔ مندیل چھوٹے رومال کو کہتے ہیں جو گرد وغبار صاف کرنے کے لیے ہاتھ میں رکھا جاتا ہے۔ عموماً یہ باقی لباس سے کم تر ہوتا ہے۔

(المعجم ٨٩) - ذِكْرُ نَسْخِ ذٰلِكَ (التحفة ٨٧)

باب: ۸۹- اس کے منسوخ ہونے کا بیان

٥٣٠٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: لَبِسَ النَّبِيُّ ﷺ قَبَاءً مِنْ دِيبَاجٍ أُهْدِيَ لَهُ، ثُمَّ أَوْشَكَ أَنْ نَزَعَهُ فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى عُمَرَ، فَقِيلَ لَهُ: قَدْ أَوْشَكَ مَا نَزَعْتَهُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: «نَهَانِي عَنْهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ» فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِي فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! كَرِهْتَ أَمْرًا وَأَعْطَيْتَنِيهِ، قَالَ: «إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهُ لِتَلْبَسَهُ إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهُ لِتَبِيعَهُ» فَبَاعَهُ عُمَرُ بِأَلْفَيْ دِرْهَمٍ.

۵۳۰۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ریشم کی قبا پہنی جو آپ کو بطور تحفہ ملی تھی، پھر جلد ہی اتار دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اتنی جلدی اتار دی؟ آپ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھے اس سے روک دیا۔'' پھر حضرت عمر روتے ہوئے آئے اور عرض پرداز ہوئے۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے ایک چیز ناپسند فرمائی، پھر وہ مجھے دے دی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے پہننے کے لیے نہیں دی بلکہ اس لیے دی کہ تو اسے بیچ (کر اپنی ضروریات پوری کر) لے۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دو ہزار درہم میں بیچ دیا۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے نزدیک کیونکہ پچھلی حدیث کے الفاظ ''زیب تن کیا'' ثابت ہیں اس لیے انھوں نے یہ حدیث لاکر نسخ ثابت کیا ہے جبکہ دوسرے علماء کے نزدیک وہ الفاظ ''زیب تن کیا'' راوی کا وہم ہے۔

٥٣٠٥- أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٧٠ من حديث حجاج بن الشاعر عن ابن جريج به. ✽ حجاج في سند النسائي، هو ابن محمد الأعور.

(المعجم ٩٠) - اَلتَّشْدِيدُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ وَأَنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ (التحفة ٨٨)

باب:٩٠-حریر (ریشم) پہننے پر سخت وعید اور اس کا بیان کہ جو شخص اسے دنیا میں پہنے گا' آخرت میں نہیں پہن سکے گا

٥٣٠٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ وَيَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: «مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ».

٥٣٠٦-حضرت ثابت نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو منبر پر دوران خطبہ فرماتے سنا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے دنیا میں ریشم پہنا' وہ آخرت میں ہرگز نہیں پہن سکے گا۔''

فائدہ: ''ہرگز نہیں پہن سکے گا'' خواہ جنت میں چلا بھی جائے۔ گویا جنت میں اس نعمت سے محروم رہے گا۔ یا مراد ہے کہ جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ جنت میں تو لباس ہی ریشم کا ہوگا۔ پھر اولیں دخول مراد ہوگا۔ گویا جنت میں دخول سے پہلے کا عرصہ وہ ریشم سے محروم رہے گا۔ واللہ أعلم.

٥٣٠٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَا تُلْبِسُوا نِسَاءَكُمُ الْحَرِيرَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ».

٥٣٠٧-حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو ریشم نہ پہنایا کرو۔ میں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا' آخرت میں نہیں پہنے گا۔''

فائدہ: ''اپنی عورتوں کو'' حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ اس حکم کو عام سمجھتے تھے جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ ریشم کی حرمت کا حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے۔ صحیح اور صریح احادیث اس تخصیص پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ صرف حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کا موقف ہے۔

٥٣٠٦_ أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح:٥٨٣٣ من حديث حماد بن زيد به.

٥٣٠٧_ أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح:٥٨٣٤، ومسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح:٢٠٦٩/ ١١ من حديث شعبة به. * خليفة هو ابن كعب.

٥٣٠٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ فَقَالَ: سَلْ عَائِشَةَ، فَسَأَلْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَلْ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ، فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَفْصٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ».

٥٣٠٨- حضرت عمران بن حطان سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ریشم پہننے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھو۔ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت ابوحفص (عمر بن خطاب) رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا‘ اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“

فوائد ومسائل: ① ”عمران بن حطان“ معتبر راوی ہیں۔ خارجی مذہب رکھتے تھے۔ بقول بعض بعد میں تائب ہوگئے۔ بالفرض تائب نہ بھی ہوئے ہوں تو بھی سچے آدمی کی بات معتبر ہوتی ہے چاہے کسی عقیدے پر ہو بشرطیکہ اپنے مخصوص عقیدے کی حمایت میں بیان نہ کرے۔ ② صحابہ کا سائل کو ایک دوسرے کے پاس بھیجنا اس حسن ظن کی بنا پر ہے کہ دوسرا صحابی مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور یہ حسن ظن علم کی دلیل ہے ورنہ علم کا پندار (غرور) بسا اوقات عالم کو لے ڈوبتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ ”ابوحفص“ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے جو ان کی بڑی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کی نسبت سے مشہور ہوئی۔ عرب میں کنیت سے ذکر کرنا احترام کی علامت ہوتا تھا۔ ④ ”کوئی حصہ نہیں“ یہ الفاظ بطور زجر و توبیخ اور ڈانٹ کے ہیں۔ ظاہر الفاظ مقصود نہیں ہوتے۔ دیگر احادیث اس تاویل کی تائید کرتی ہیں۔ کسی ایک حدیث کو باقی احادیث سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک مسئلے کے بارے میں آنے والی تمام روایات کو ملا کر نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ (مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے‘ احادیث: ۵۲۹۷‘۵۳۰۶.)

٥٣٠٩- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ،

٥٣٠٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ریشم تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن

٥٣٠٨ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح: ٥٨٣٥ من حديث يحيى به. ※ حرب هو ابن شداد.

٥٣٠٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٩٥٩٢. ※ قتادة صرح بالسماع في الكبرى، النضر هو ابن شميل.

عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَبِشْرِ بْنِ الْمُحْتَفِزِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ».

کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

فائدہ: دیکھیے' حدیث:۵۲۹۷.

۵۳۱۰- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ سَنَةَ سَبْعٍ وَمِائَتَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّعْقُ بْنُ حَزْنٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَلِيٍّ الْبَارِقِيِّ قَالَ: أَتَتْنِي امْرَأَةٌ تَسْتَفْتِينِي، فَقُلْتُ لَهَا: هَذَا ابْنُ عُمَرَ فَاتَّبَعَتْهُ تَسْأَلُهُ وَاتَّبَعْتُهَا أَسْمَعُ مَا يَقُولُ قَالَتْ: أَفْتِنِي فِي الْحَرِيرِ قَالَ: نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۳۱۰- حضرت علی بارقی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی۔ میں نے اسے کہا: یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں (ان سے پوچھ)۔ وہ ان کی طرف مسئلہ پوچھنے چلی اور میں بھی اس کے ساتھ چلا تاکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب سن سکوں۔ وہ ان سے کہنے لگی: مجھے ریشم کے بارے میں فتویٰ دیجیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: "منع فرمایا ہے" یعنی مردوں کو نہ کہ عورتوں کو جیسے کہ صحیح اور صریح احادیث گزر چکی ہیں۔

(المعجم ٩١) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنِ الثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ (التحفة ٨٩)

باب:۹۱- قسی کپڑے پہننے کی ممانعت کا بیان

۵۳۱۱- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ قال: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: نَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ

۵۳۱۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا۔ آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھیوں' چاندی کے برتنوں' ریشمی گدیلوں' قسی کپڑوں' موٹے' باریک اور عام ریشم پہننے

۵۳۱۰- [صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ٩٥٩٣، أخرجه النسائي في الكبرىٰ، ح: ٩٥٩٤ بإسناد صحيح عن علي البارقي به، موقوفًا نحو المعنىٰ، وهذا النهي للرجال فقط دون النساء.

۵۳۱۱- [صحيح] تقدم، ح: ١٩٤١.

الذَّهَبِ، وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَالْقَسِّيَّةِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، والدِّيبَاجِ، وَالْحَرِيرِ.

سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① قسی کپڑوں اور ریشمی گدیلوں کی تفصیل کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں' احادیث: ۵۱۶۸، ۵۱۶۹. ② ''موٹے' باریک اور عام ریشم'' عربی میں استبرق' دیباج اور حریر کے لفظ آئے ہیں۔ یہ تینوں ریشم کی اقسام ہیں۔ تفصیل احادیث ۵۳۰۱، ۵۳۰۲ میں گزر چکی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہر قسم کے ریشم کے استعمال سے منع فرمایا گیا مگر یہ نہی مردوں کے لیے ہے' البتہ چاندی کے برتنوں اور ریشمی گدیلوں سے نہی مرد وعورت سب کے لیے ہے کیونکہ یہ مشترکہ استعمال کی اشیاء ہیں۔

(المعجم ٩٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ (التحفة ٩٠)

باب: ۹۲-(مخصوص حالات میں) ریشم پہننے کی اجازت

٥٣١٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ حَرِيرٍ مِنْ حَكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا.

۵۳۱۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو خارش کی بنا پر ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دے دی تھی۔

فوائد ومسائل: ① مردوں کے لیے بھی بعض حالتوں میں ریشم کا استعمال جائز ہے' مثلاً: اگر کسی کو خارش ہو تو بطور علاج ریشم کا لباس پہن سکتا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ شریعت مطہرہ انتہائی آسان ہے' نیز اس کے ساتھ ساتھ اس میں ضرورت مند اور مکلّف لوگوں کی سہولت کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ③ یہ دوران سفر کا واقعہ ہے' اس لیے بعض فقہاء نے خارش کے ساتھ ساتھ سفر کی شرط بھی لگائی ہے کیونکہ گھر میں تو خارش کا اور علاج بھی ممکن ہے۔ لیکن راجح بات یہی ہے کہ بطور علاج بہ حالت اقامت بھی اس کا استعمال جائز ہے۔ واللہ أعلم.

٥٣١٢- أخرجه البخاري، الجهاد، باب الحرير في الحرب، ح: ٢٩١٩، ومسلم، اللباس، باب إباحة لبس الحرير للرجل إذا كان به حكة أو نحوها، ح: ٢٠٧٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٥٣١٣- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيصِ حَرِيرٍ كَانَتْ بِهِمَا يَعْنِي لِحِكَّةٍ.

۵۳۱۳-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن اور زبیر رضی اللہ عنہما کو خارش کی وجہ سے ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دی۔

فائدہ: ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت ہے اگر ضرورت محسوس ہو تو ریشم کی شلوار وغیرہ بھی پہن سکتا ہے۔

٥٣١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ ابْنِ فَرْقَدٍ فَجَاءَ كِتَابُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ إِلَّا مَنْ لَيْسَ لَهُ مِنْهُ شَيْءٌ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا هٰكَذَا». وَقَالَ أَبُو عُثْمَانَ: بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامَ فَرَأَيْتُهُمَا أَزْرَارَ الطَّيَالِسَةِ حَتّٰى رَأَيْتُ الطَّيَالِسَةَ.

۵۳۱۴-حضرت ابوعثمان نہدی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس (امیر المومنین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ریشم تو وہی شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں اس (ریشم) سے کوئی حصہ نہیں' البتہ اتنا پہن سکتا ہے۔'' حضرت ابوعثمان نے انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔ میں نے سمجھا کہ اس سے مراد چادروں کے کناروں والی پٹیاں ہیں حتیٰ کہ جب میں نے طیلسان کی چادریں دیکھیں تو مجھے یقین آ گیا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے جہاں بعض ضرورتوں کے تحت مردوں کے لیے ریشم کا لباس استعمال کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بلاضرورت دو یا چار انگلیوں کے برابر ریشم کا حاشیہ اور پٹی لگائی جا سکتی ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو لباس میں ریشمی پٹی اور کنارے وغیرہ کے قائل ہیں۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ احادیث میں مذکورہ ریشم کی مقدار (دو یا چار انگلیوں کے برابر) ایک ہی جگہ یا الگ الگ جگہوں پر استعمال کی جا سکتی ہے۔ اس میں

٥٣١٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٣١٤ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٩/ ١٣ عن إسحاق بن إبراهيم (وهو ابن راهويه)، والبخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح: ٥٨٣٠ من حديث سليمان التيمي به. * جرير هو ابن عبدالحميد.

شرط صرف یہ ہے کہ احادیث میں بیان کردہ مقدار سے زیادہ ریشم استعمال نہ کیا جائے۔ ④ "اتنا پہن سکتا ہے" چادروں اور قمیص کے کنارے ریشم کی پٹی سے بند کر دیے جاتے ہیں، مثلاً: دامن، گریبان اور بازو وغیرہ۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ کبھی کبھار ریشمی پٹیاں کندھوں پر بھی لگا دی جاتی ہیں۔ ان میں بھی کوئی حرج نہیں، البتہ وہ زیادہ چوڑی نہ ہوں۔ ⑤ "تو مجھے یقین آیا" گویا طیلسان ایک قسم کی چادر ہوتی تھی جسے کندھوں پر ڈالا جاتا تھا۔ کناروں پر ریشم کی پٹی لگی ہوتی تھی۔ یہ جملہ کہنے والے حضرت ابوعثمان نہدی کے شاگرد حضرت سلیمان تیمی ہیں۔

٥٣١٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبَرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ لَمْ يُرَخِّصْ فِي الدِّيبَاجِ إِلَّا مَوْضِعَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ.

۵۳۱۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (مردوں کو) ریشم پہننے کی اجازت نہیں مگر چار انگلیوں کے برابر پٹی۔

فائدہ: سابقہ روایت میں دو انگلی کا ذکر تھا، اس میں چار کا ہے۔ جمہور اہل علم چار انگلی کی پٹی کو جائز سمجھتے ہیں، زیادہ کو نہیں کیونکہ اس سے زائد کی اجازت مروی نہیں۔

(المعجم ٩٣) - لُبْسُ الْحُلَلِ (التحفة ٩١)

باب: ۹۳- حلے (عمدہ پوشاک یا سوٹ) پہننا

٥٣١٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ مُتَرَجِّلًا لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحَدًا هُوَ أَجْمَلُ مِنْهُ.

۵۳۱۶- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سرخ حلہ پہنے ہوئے دیکھا۔ آپ نے بالوں کو کنگھی کر رکھی تھی۔ میں نے کوئی شخص آپ سے بڑھ کر خوب صورت نہیں دیکھا، نہ آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد۔

٥٣١٥ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٩/ ١٥ من حديث الشعبي به.

٥٣١٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٢٣٤.

فائدہ: حلہ دو چادروں کے جوڑے کو کہتے ہیں۔ ایک تہبند، دوسری اوپر والی چادر۔ عرب میں یہ بہترین لباس سمجھا جاتا تھا۔ اگر حلہ ریشمی نہ ہو تو پہننا جائز ہے۔

(المعجم ٩٤) - لُبْسُ الْحِبَرَةِ (التحفة ٩٢)

باب:۹۴- دھاری دار چادر پہننا جائز ہے

٥٣١٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ اَلْحِبَرَةُ.

۵۳۱۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم کو سب سے پسندیدہ کپڑا دھاری دار چادر تھی۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دھاری دار کپڑے پہنے جا سکتے ہیں۔ دھاری دار کپڑا جلدی میلا محسوس نہیں ہوتا۔ اسی لیے آپ کو وہ زیادہ پسند تھا، نیز ایسا کپڑا دیکھنے میں بھلا محسوس ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٩٥) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ (التحفة ٩٣)

باب:۹۵- معصفر (کسم سے رنگے ہوئے) کپڑے پہننے کی ممانعت

٥٣١٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ خَالِدَ بْنَ مَعْدَانَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ فَقَالَ: «هٰذِهِ ثِيَابُ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا».

۵۳۱۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں معصفر کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''یہ تو کافروں کا لباس ہے۔ تو نہ پہن۔''

٥٣١٧ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب البرود والحبر والشملة، ح: ٥٨١٣، ومسلم، اللباس، باب فضل لباس الثياب الحبرة، ح: ٢٠٧٩/ ٣٣ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به.

٥٣١٨ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر، ح: ٢٠٧٧ من حديث هشام الدستوائي به.

فائدہ: معصفر سے مرادوہ کپڑا ہے جسے عُصفُر، یعنی کسنبے سے رنگا گیا ہو۔ یہ زرد سرخ سا رنگ ہوتا ہے۔ دیکھنے میں عجیب سا لگتا ہے۔ مردوں کی مردانگی کے خلاف ہے۔ باوقار نہیں، اس لیے آپ نے اس سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس رنگ کے کپڑے پہننا مذکور ہے۔ ممکن ہے ان کو نہی کا علم نہ ہو۔

٥٣١٩- أَخْبَرَنِي حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ، فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: «اِذْهَبْ فَاطْرَحْهُمَا عَنْكَ» قَالَ: أَيْنَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «فِي النَّارِ».

٥٣١٩- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ انھوں نے معصفر کپڑے پہن رکھے تھے۔ نبی اکرم ﷺ (دیکھ کر) ناراض ہوئے اور فرمایا: ”جا ان کو اتار پھینک۔“ انھوں نے عرض کی: کہاں پھینکوں؟ فرمایا: ”آگ میں۔“

فائدہ: ”آگ میں“ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے واقعتاً ان کو تنور میں جلا ڈالا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. اگرچہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غصے میں فرمایا ہو اور آپ کا مقصد یہ نہ ہو کیونکہ ایسا کپڑا عورت استعمال کر سکتی ہے، لہٰذا وہ گھر کی عورتوں کو دیا جا سکتا ہے۔ شاید اس کی وضع ایسی ہو کہ وہ عورتوں کے استعمال میں نہ آ سکتا ہو۔ ورنہ مال ضائع کرنا درست نہیں، جیسے آپ نے سونے کی انگوٹھی کے بارے میں فرمایا کہ میرا مقصد اسے ضائع کرنے کا نہیں تھا۔ دیکھیے: (حدیث ٥١٩٢) لیکن دونوں واقعات میں صحابی کی نیت نیک تھی اور آپ کے ظاہر الفاظ ضائع کرنے کا تأثر دیتے تھے، اس لیے ان کا یہ کام موجب اجر و ثواب اور باعث فضیلت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کی ناراضی کے مدنظر اپنے مالی نقصان کی پروا نہ کی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

٥٣٢٠- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ

٥٣٢٠- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، قسی اور معصفر کپڑے پہننے اور دوران رکوع (اور سجود) قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

٥٣١٩- أخرجه مسلم، ح: ٢٠٧٧ من حديث طاوس به، انظر الحديث السابق.

٥٣٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ١٠٤٤.

لُبُوسِ الْقَسِّيِّ، والْمُعَصْفَرِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ.

(المعجم ٩٦) - لُبْسُ الْخُضْرِ مِنَ الثِّيَابِ (التحفة ٩٤)

باب:٩٦-سبز کپڑے پہننا

٥٣٢١- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُوحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ إِيَادِ ابْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ.

۵۳۲۱- حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (ایک دفعہ گھر سے) باہر تشریف لائے جبکہ آپ نے دو سبز چادریں پہن رکھی تھیں۔

(المعجم ٩٧) - بَابُ لُبْسُ الْبُرُودِ (التحفة ٩٥)

باب:٩٧-سیاہ دھاری دار چادریں پہننا

٥٣٢٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيٰى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ: شَكَوْنَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلَا تَدْعُو اللهَ لَنَا؟.

۵۳۲۲- حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے (کفار کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کی) شکایت کی۔ آپ اس وقت کعبے کے سائے میں ایک سیاہ دھاری دار چادر کو تکیہ بنا کر لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا: آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد ونصرت طلب نہیں فرماتے؟ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے؟

فوائد ومسائل: ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ آپ نے ایسی دھاری داری چادر کو بطور تکیہ استعمال کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے جو چادر بطور تکیہ استعمال ہو سکتی ہے وہ پہنی بھی جا سکتی ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس چیز پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ دعوت الی اللہ اور تبلیغ دین میں بے پناہ

٥٣٢١ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٥٧٣.

٥٣٢٢ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦١٢ عن محمد بن المثنى به. * يحيى هو القطان، وإسماعيل هو ابن أبي خالد، وقيس هو ابن أبي حازم.

مشکلات اور آزمائشیں آ سکتی ہیں' لہٰذا ایسی صورت حال درپیش ہو تو صبر کا دامن کسی بھی صورت میں ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اللہ کی راہ میں مقدر بننے والی مشکلات پر صبر کرنے والوں کو عزت و نصرت اور محبت الٰہی کی بشارت مبارک ہو۔ ③ روایت طویل ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے متعلقہ حصے کا ذکر فرما دیا۔ ④ ''سیاہ دھاری دار چادر'' یہ ترجمہ ہے عربی لفظ بردة کا۔ یہ چادریں ایسی ہوتی تھیں۔

٥٣٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ - قَالَ سَهْلٌ: هَلْ تَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، هٰذِهِ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا - فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهُ لَإِزَارُهُ.

۵۳۲۳- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک عورت ایک ''بردہ'' لے کر آئی ..... پھر حضرت سہل نے شاگردوں سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو' بردہ کیا ہوتی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! یہی سیاہ دھاری دار چادر جس کا کنارہ بھی ساتھ ہی بنا گیا ہو.....اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے۔ میں آپ کو پہننے کے لیے پیش کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے لے لیا جبکہ آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ پھر آپ (گھر سے ہو کر) ہماری طرف تشریف لائے تو آپ نے اسے بطور ازار (تہبند) باندھ رکھا تھا۔

فائدہ: حاکم وقت رعایا کی طرف سے تحفہ قبول کر سکتا ہے' نیز اس سے سیاہ دھاری دار چادر کے استعمال کا جواز بھی معلوم ہوا۔

(المعجم ٩٨) - اَلْأَمْرُ بِلُبْسِ الْبِيضِ مِنَ الثِّيَابِ (التحفة ٩٦)

باب: ۹۸- سفید کپڑے پہننے کا حکم

٥٣٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ أَبِي عَرُوبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ سَمُرَةَ

۵۳۲۴- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو۔ وہ زیادہ پاکیزہ اور صاف ستھرے رہتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کو بھی انھی میں کفناؤ۔''

٥٣٢٣_أخرجه البخاري، البيوع، باب النساج، ح: ٢٠٩٣ من حديث يعقوب بن عبدالرحمٰن به.

٥٣٢٤_[صحيح] تقدم، ح: ١٨٩٧، حديث ميمون عند الترمذي، ح: ٢٨١٠، وقال: "حسن صحيح".

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ. قَالَ يَحْيٰى: لَمْ أَكْتُبْهُ، قُلْتُ: لِمَ؟ قَالَ: اِسْتَغْنَيْتُ بِحَدِيثِ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي [شَبِيبٍ] عَنْ سَمُرَةَ.

فوائد ومسائل: ① امر یہاں استحباب کے معنی میں ہے، یعنی سفید کپڑے ہی پہننا ضروری نہیں بلکہ دوسرے مباح رنگوں کے کپڑے بھی جائز ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے رنگوں کے کپڑے بھی استعمال کیے اور صحابہ بھی کرتے تھے، یہی حکم کفن کا ہے۔ ② ''پاکیزہ اور صاف ستھرے'' کیونکہ سفید رنگ میں داغ دھبہ بہت جلد نظر آ جاتا ہے۔ اسے جتنا زیادہ دھویا جائے گا، اتنا ہی پاکیزہ اور صاف ستھرا رہے گا جب کہ بعض رنگوں میں میل کچیل نظر نہیں آتا خواہ عرصۂ دراز تک ایسے کپڑے نہ دھوئے جائیں۔ حقیقتاً وہ گندے اور بسا اوقات پلید بھی رہتے ہیں۔ ③ ''فوت شدگان'' کیونکہ ان کے لیے سادگی اور صفائی دونوں مناسب ہیں۔ اور سفید کپڑے میں یہ دونوں وصف بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں۔

٥٣٢٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ فَلْيَلْبَسْهَا أَحْيَاؤُكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ».

۵۳۲۵- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو۔ زندہ لوگ بھی اسے پہنیں اور فوت شدگان کو بھی انھی میں کفن دو۔ یہ بہترین کپڑے ہیں۔''

(المعجم ٩٩) - لُبْسُ الْأَقْبِيَةِ (التحفة ٩٧)

باب: ۹۹- قبائیں پہننا

٥٣٢٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ مِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ:

۵۳۲۶- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبائیں تقسیم کیں لیکن (میرے والد) حضرت مخرمہ کو کچھ نہ دیا تو حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بیٹا! آؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں۔ میں ان

٥٣٢٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١ من حديث حماد بن زيد به، والحديث السابق شاهد له.

٥٣٢٦- أخرجه البخاري، الهبة، باب: كيف يقبض العبد والمتاع؟، ح: ٢٥٩٩، ومسلم، الزكاة، باب إعطاء المؤلفة ومن يخاف على إيمانه إن لم يعط . . . الخ، ح: ١٠٥٨ عن قتيبة به.

يابُنَيَّ! اِنْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ: أُدْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قَالَ: فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ: «خَبَّأْتُ هٰذَا لَكَ». فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَلَبِسَهُ مَخْرَمَةُ.

کے ساتھ چل پڑا (وہاں پہنچ کر) انھوں نے کہا: جاؤ آپ ﷺ کو باہر لاؤ۔ میں نے آپ کو بلایا تو آپ تشریف لے آئے تو آپ پر ان میں سے ایک قبا تھی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے یہ تمھارے لیے چھپا رکھی تھی۔'' والد محترم حضرت مخرمہ ؓ نے اسے دیکھا اور پہن لیا۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ چوغہ' لمبی اور کھلی قمیص اور اوورکوٹ وغیرہ پہننا جائز اور درست ہے' البتہ اس میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مرد جب ایسا لباس پہنیں تو ان کے ٹخنے ہر صورت میں ننگے ہونے چاہییں کیونکہ مَردوں کے لیے ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام اور ناجائز ہے۔ ② حضرت مخرمہ ؓ نابینے تھے' اس لیے وہ اپنے بیٹے کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے غریب اور نابینے صحابی کی دلجوئی فرمائی اور انھیں قبا پیش فرمائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ ہم نے تمھارے لیے چھپا رکھی تھی تا کہ اس کی تالیف قلب ہو۔ صلى الله عليه وسلم كثيرًا كثيرًا. ③ بعض لوگوں نے حضرت مسور کے صحابی ہونے کا انکار کیا ہے لیکن اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے۔ یہ حدیث حضرت مسور ؓ کے صحابی ہونے کی صریح دلیل ہے۔ والله أعلم. ④ قبا قمیص کی طرح ہوتی ہے مگر قمیص سے لمبی اور کھلی ہوتی ہے' اوورکوٹ کی طرح۔ اس کے بٹن نہیں ہوتے۔

(المعجم ١٠٠) - لُبْسُ السَّرَاوِيلِ (التحفة ٩٨)

باب: ١٠٠-شلوار پہننا بھی جائز ہے

٥٣٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ: «مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ».

٥٣٢٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو عرفات میں فرماتے سنا: ''جو شخص (احرام کی حالت میں) تہبند نہ پائے' وہ شلوار پہن سکتا ہے اور جو شخص جوتے نہ پائے' وہ موزے پہن سکتا ہے۔''

٥٣٢٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٧٢.

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اگر احرام کے لیے اَن سلی چادریں میسر نہ ہوں تو مردوں کے لیے شلوار پہننا جائز ہے۔ یاد رہے کہ یہ صرف مجبوری کی حالت میں ہے' عام حالات میں ایسا کرنا درست نہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ ان کی جگہ موزے پہن سکتا ہے' خواہ وہ کٹے ہوئے ہوں یا کٹے ہوئے نہ ہوں کیونکہ یہ حدیث بعد کی ہے' یعنی یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ تو جب اس میں کاٹنے کا ذکر نہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سابقہ کاٹنے کا حکم منسوخ ہے' یہ رائے حنابلہ کی ہے۔ جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اگر محرم موزے پہنے تو انھیں کاٹ لے کیونکہ دیگر احادیث میں کاٹنے کا ذکر ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠١) - اَلتَّغْلِيظُ فِي جَرِّ الْإِزَارِ (التحفة ٩٩)

باب:١٠١- تہبند کو گھسیٹنے پر سخت وعید

٥٣٢٨- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

٥٣٢٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک شخص تکبر سے اپنا تہبند زمین پر گھسیٹتا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

فوائد ومسائل: ① تہ بند' شلوار اور پینٹ وغیرہ زمین پر گھسیٹ کر چلنا کبیرہ گناہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے: جو شخص اپنا کپڑا (تہبند' شلوار اور پینٹ وغیرہ) زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے تو اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں: ایک تو یہ کہ ایسا کرنے والا شخص از راہِ تکبر ہی اس طرح کرتا ہے۔ یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے اور قیامت والے دن ایسے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا' نہ ایسے شخص سے کلام فرمائے گا اور نہ اسے پاک ہی کرے گا بلکہ اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الإيمان' باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار......' حديث: ٢٩٣' ٢٩٤.) دوسری وجہ غفلت وسستی اور مداہنت ہے۔ احکام شریعت کی بجا آوری میں سستی وغفلت اور مداہنت بھی جرم ہے' اس لیے ایسے شخص کی بابت رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے: ''ٹخنوں سے نیچے جہاں تک تہبند ہوگا تو وہ (حصۂ جسم) جہنم کی آگ میں جلے گا۔'' (صحيح البخاري' اللباس' باب ما أسفل الكعبين فهو في النار' حديث: ٥٧٨٧.) یہ بات یاد رہے کہ چار قسم کے لوگ اس

٥٣٢٨- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٨٥ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

وعید شدید سے مستثنیٰ ہیں: ○ عورتیں کہ ان کو حکم ہے کہ وہ اپنا کپڑا اتنا نیچے کریں کہ چلتے وقت پاؤں ننگے نہ ہوں۔ ○ اٹھتے وقت بے خیالی میں کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ ○ کسی کا پیٹ اور توند بڑی ہو یا کمر پتلی ہو اور کوشش کے باوجود کبھی کبھار کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ ○ پاؤں پر یا ٹخنے سے نیچے کوئی زخم ہوں تو گرد وغبار اور مکھیوں سے حفاظت کے پیش نظر کپڑا نیچے کرنا۔ دیکھیے: (مختصر صحیح بخاری (اُردو) فوائد حدیث: ۱۹۸۴) ② ''ایک شخص'' یہ شخص امت مسلمہ سے نہیں بلکہ بنی اسرائیل سے تھا۔ ظاہر تو یہی ہے کہ قارون کے علاوہ کوئی اور شخص ہوگا۔ واللہ أعلم.

۵۳۲۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ أَوْ قَالَ إِنَّ الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۳۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹتا ہے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

فائدہ: ''اپنا کپڑا'' گویا ازار کے علاوہ قمیص یا چادر کو بھی زمین پر گھسیٹنا جائز نہیں جب کہ بعض فقہاء نے یہاں کپڑے سے مراد تہبند ہی لیا ہے۔ گویا قمیص لٹکا سکتا ہے مگر یہ اس صریح اور واضح حکم شریعت کے خلاف ہے۔ واللہ أعلم.

۵۳۳۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنْ مَخِيلَةٍ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَنْظُرْ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۳۳۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹے گا' اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کو (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

۵۳۲۹_ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء . . . الخ، ح: ۲۰۸۵/ ۴۲ عن قتيبة، والبخاري، اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، ح: ۵۷۹۱ تعليقًا من حديث الليث بن سعد به.

۵۳۳۰_ أخرجه البخاري، اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، ح: ۵۷۹۱، ومسلم، اللباس، باب تحريم جر ثوب خيلاء . . . الخ، ح: ۲۰۸۵/ ۴۳ من حديث شعبة به. * محارب هو ابن دثار.

فائدہ: مذکورہ احادیث میں تکبر کی قید اتفاقی ہے کیونکہ دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ لٹکانا ازخود تکبر ہے۔

(المعجم ١٠٢) - مَوْضِعُ الْإِزَارِ (التحفة ١٠٠)

باب:١٠٢-تہبند کہاں تک ہونا چاہیے؟

٥٣٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَوْضِعُ الْإِزَارِ إِلَى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ وَالْعَضَلَةِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَمِنْ وَرَاءِ السَّاقِ، وَلَاحَقَّ لِلْكَعْبَيْنِ فِي الْإِزَارِ»

وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

٥٣٣١- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تہبند کی جگہ نصف پنڈلی ہے۔ جہاں موٹا پٹھ ہوتا ہے۔ اگر تو وہاں تک نہیں چاہتا تو کچھ نیچا کر لے اور اگر تو وہاں بھی نہیں رکھنا چاہتا تو پنڈلی سے نیچے کر لے۔ لیکن تہبند کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں۔“

یہ الفاظ استاد محمد (ابن قدامہ) کے ہیں۔

فائدہ: ازار سے گھٹنے ڈھانکنا ضروری ہے۔ کسی بھی حالت میں رکوع، سجدے، کام کاج وغیرہ کے دوران میں گھٹنے نظر نہیں آنے چاہئیں اور ٹخنے ہر حال میں ننگے رہنے چاہئیں۔ نصف پنڈلی سے اوپر رکھنا بھی درست نہیں اور ٹخنوں سے نیچے رکھنا بھی۔ موسم اور رسم ورواج کی بنا پر ان کے درمیان جہاں مناسب سمجھے، رکھ لے۔ شلوار بھی ازار کے حکم میں داخل ہے، لہٰذا اسے بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے۔ خوب صورتی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی میں ہے۔

(المعجم ١٠٣) - مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ (التحفة ١٠١)

باب:١٠٣-تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو تو؟

٥٣٣٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ -

٥٣٣٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ازار ٹخنوں سے نیچا ہو تو اتنی

٥٣٣١- [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب في مبلغ الإزار، ح:١٧٨٣ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "هذا حديث حسن صحيح، رواه الثوري وشعبة عن أبي إسحاق".

٥٣٣٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٥ من حديث هشام الدستوائي به، وتابعه الأوزاعي عنده: ٢/ ٢٨٧. * يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع، محمد بن إبراهيم هو ابن الحارث، أبويعقوب صوابه: ابن يعقوب، وهو عبدالرحمٰن بن يعقوب مولى الحرقة والد العلاء (مسند أحمد: ٢/ ٢٥٥)، والحديث في الكبرٰى، ح: ٩٧١١.

قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ».

جگہ آگ میں جلے گی۔"

فائدہ: یہ سزا تہبند ٹخنوں سے نیچا رکھنے کی ہے' خواہ تکبر کے بغیر ہو۔ الا یہ کہ سستی سے کبھی کبھار تہبند نیچا ہو جائے اور توجہ ہونے پر فوراً اونچا کر لیا جائے تو پھر یہ وعید اور سزا نہیں ہوگی۔ واللہ أعلم.

٥٣٣٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ وَقَدْ كَانَ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ».

۵۳۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تہبند ٹخنوں سے نیچا ہو تو وہ جگہ آگ میں جائے گی۔"

فائدہ: "آگ میں جائے گی" گویا وہ شخص آگ میں جائے گا' البتہ آگ متعلقہ حصے تک ہی ہوگی۔ جب تک سزا پوری نہیں ہوگی' وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔

(المعجم ١٠٤) - إِسْبَالُ الْإِزَارِ (التحفة ١٠٢)

باب: ۱۰۴- تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا

٥٣٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ إِلَى مُسْبِلِ الْإِزَارِ».

۵۳۳۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تہبند لٹکانے والے کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔"

٥٣٣٣_ أخرجه البخاري، اللباس، باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار، ح: ٥٧٨٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٧٠٥.

٥٣٣٤_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٢١ من حديث أشعث بن أبي الشعثاء به.

٥٣٣٥- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابْنَ مِهْرَانَ الْأَعْمَشَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: اَلْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَاهُ، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، والْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ».

۵۳۳۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں فرمائے گا' نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ اپنے عطیے کا احسان جتلانے والا' تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کھا کر بیچنے والا۔''

٥٣٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ والْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۳۳۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسبال (لٹکانا) تہبند' قمیص اور پگڑی سب میں ہوتا ہے۔ جو شخص ان میں سے کسی بھی چیز کو تکبر کے ساتھ زمین پر گھسیٹے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

٥٣٣٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ

۵۳۳۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا (زمین پر) گھسیٹے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول میرے تہبند کا ایک پلو لٹک جاتا ہے

٥٣٣٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٦٥.

٥٣٣٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر موضع الإزار، ح: ٤٠٩٤ من حديث حسين بن علي الجعفي به.

٥٣٣٧_ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب قول النبي ﷺ لو كنت متخذًا خليلاً، ح: ٣٦٦٥ من حديث موسى بن عقبة به.

أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ».

الا یہ کہ میں (ہر وقت) اس کا خیال رکھوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تو ان لوگوں میں شامل نہیں جو یہ کام تکبر سے کرتے ہیں۔“

فائدہ: معلوم ہوا کہ تہبند لٹکانے کی مندرجہ بالا سزا متکبر شخص کے لیے ہے یا جس نے اسے عادت بنا رکھا ہو۔ اگر کبھی کبھار بے اختیاری یا سستی سے کسی کا تہبند لٹک جائے اور توجہ ہونے پر وہ اسے اونچا بھی کر لے تو معاف ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠٥) - ذُيُولُ النِّسَاءِ (التحفة ١٠٣)

باب: ١٠٥- عورتوں کو دامن لٹکانے کی اجازت ہے

٥٣٣٨- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ» قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَكَيْفَ يَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ؟ قَالَ: «تُرْخِينَهُ شِبْرًا» قَالَ: قَالَتْ: إِذًا تَنْكَشِفَ أَقْدَامُهُنَّ؟ قَالَ: «تُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ».

٥٣٣٨- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تکبر سے اپنا کپڑا لٹکائے‘ اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔“ حضرت ام سلمہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! عورتیں اپنے دامنوں سے کیا سلوک کریں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ (مردوں سے) ایک بالشت نیچا رکھ لیں۔“ انھوں نے کہا: پھر تو ان کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر وہ ایک ہاتھ لٹکا لیں لیکن اس سے زیادہ نہیں۔“

فوائد و مسائل: ① ”ایک بالشت“ یعنی نصف پنڈلی سے ایک بالشت نیچے‘ تبھی پاؤں ننگے ہوں گے۔ اگر ٹخنوں سے بالشت نیچے ہو تو پاؤں ڈھانکے جائیں گے۔ ”ایک ہاتھ“ سے مراد بھی نصف پنڈلی سے نیچے ایک ہاتھ ہے۔ اس صورت میں دامن زمین پر گھسٹنے لگے گا اور پاؤں بھی ننگے نہیں ہوں گے‘ خواہ عورت چل ہی رہی ہو۔ ② ”ننگے ہوں گے“ گویا عورتوں کے لیے مناسب ہے کہ ان کے قدم بھی ننگے نہ ہوں‘ البتہ قدم ڈھانکنا

٥٣٣٨- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في جر ذيول النساء، ح:١٧٣١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه: ١١/ ٨٢، ٨٣، ح:١٩٨٤، وأصله في صحيح مسلم، ح:٢٠٨٥، والبخاري، ح:٥٧٨٣ وغيرهما.

ضروری نہیں کیونکہ آپ نے ایک بالشت نیچے رکھنے ہی کو ضروری قرار دیا ہے۔ ③ ''ایک ہاتھ'' عربی میں لفظ ذِرَاع استعمال کیا گیا ہے' یعنی کہنی کی ہڈی کے کنارے سے درمیانی انگلی کے بالائی کنارے تک۔ عربی میں اس فاصلے کو ذِرَاع کہتے ہیں۔ اردو میں اسے ہاتھ کہہ لیتے ہیں۔

٥٣٣٩- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ذُيُولَ النِّسَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُرْخِينَ شِبْرًا» قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا؟ قَالَ: «تُرْخِي ذِرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ».

۵۳۳۹- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عورتوں کے دامن کا مسئلہ ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایک بالشت لٹکا لیں۔'' حضرت ام سلمہ نے کہا: پھر تو ان کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ایک ہاتھ لٹکا لیں۔ اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔''

٥٣٤٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ بِالنِّسَاءِ؟ قَالَ: «يُرْخِينَ شِبْرًا» قَالَتْ: إِذًا تَبْدُوَ أَقْدَامُهُنَّ؟ قَالَ: «فَذِرَاعٌ لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ».

۵۳۴۰- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے ازار کے بارے میں مسئلہ ذکر فرمایا تو حضرت ام سلمہ نے کہا: عورتیں کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''ایک بالشت نیچا رکھ لیں۔'' وہ کہنے لگیں: پھر تو ان کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ایک ہاتھ نیچا کر لیں۔ اس سے زائد نہ کریں۔''

٥٣٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ -

۵۳۴۱- حضرت ام سلمہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا' عورت اپنا دامن کس قدر نیچا کر سکتی

٥٣٣٩ـ [صحيح] انظر، ح: ٥٣٤١ يأتي بعد حديث واحد.

٥٣٤٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر الذيل، ح: ٤١١٧ من حديث نافع به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٥١، وله طرق أخرى عند مسلم والترمذي، ح: ١٧٣١ وغيرهما.

٥٣٤١ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب ذيل المرأة كم يكون؟، ح: ٣٥٨٠ من حديث المعتمر به. * عبيدالله هو ابن عمر.

وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - قَالَ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَمْ تَجُرُّ الْمَرْأَةُ مِنْ ذَيْلِهَا؟ قَالَ : «شِبْرًا» قَالَتْ : إِذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا؟ قَالَ : «ذِرَاعٌ لَا تَزِيدُ عَلَيْهَا» .

ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک بالشت۔'' انھوں نے کہا: پھر تو اس کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''ایک ہاتھ نیچا کرلے اس سے زائد نہ کرے۔''

(المعجم ١٠٦) - اَلنَّهْيُ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ (التحفة ١٠٤)

باب:١٠٦-اشتمال صماء کی ممانعت

٥٣٤٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ .

۵۳۴۲- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں اس طرح گوٹھ مارنے سے منع فرمایا ہے کہ اس کی شرم گاہ پر کچھ نہ رہے۔

فوائد ومسائل: ① اشتمال صَمَّاء لغت میں تو اس سے مراد اس طرح بکل مارنا ہے کہ ہاتھ وغیرہ بند ہو جائیں اور ضرورت پڑنے پر آسانی سے ہاتھ باہر نہ نکل سکیں جبکہ پنجابی میں اسے ''بولی بکل'' کہتے ہیں۔ اللہ نہ کرے آدمی گرنے لگے تو ہاتھوں سے بچت نہ ہو سکے۔ کوئی مار کر بھاگے تو پکڑ نہ سکے۔ مگر فقہاء نے اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ جسم پر ایک ہی کپڑا لپیٹا ہو کوئی اور کپڑا نہ ہو۔ پھر اسے بھی ایک جانب سے اٹھا کر کندھے پر ڈال لے اور دوسری طرف سے ننگا ہو جائے اور فرض پردہ قائم نہ رہے۔ یہ صورت تو بالاتفاق حرام ہے کیونکہ ننگا ہونا جائز نہیں۔ پہلی صورت بھی مناسب نہیں۔ اگرچہ شرعاً کوئی حرج نہیں البتہ نماز میں یہ صورت صحیح نہیں کیونکہ بار بار بکل کو ٹھیک کرنا پڑے گا اور کپڑا اترتا رہے گا۔ نماز کی بجائے توجہ کپڑے کو درست کرنے کی طرف رہے گی۔ ② ''گوٹھ مارنا'' اوپر والی چادر کو کمر اور دونوں گھٹنوں کے اردگرد باندھ لینا جب کہ گھٹنے کھڑے ہوں اور مقعد اور پاؤں زمین پر ہوں۔ اس میں بھی بکل والی خرابی ہے کہ آدمی مقید سا ہو جاتا ہے۔ جلدی اٹھنا پڑے تو مشکل پیش آتی ہے نیز چادر وغیرہ کی صورت میں ستر کھلنے کا بھی اندیشہ ہے۔

٥٣٤٢ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما يستر من العورة، ح:٣٦٧ عن قتيبة به .

٥٣٤٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

۵۳۴۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں گوٹھ مارنے سے منع فرمایا ہے کہ اس کی شرم گاہ پر کوئی پردہ نہ رہے۔

(المعجم ١٠٧) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ (التحفة ١٠٥)

باب:۱۰۷- ایک کپڑے میں گوٹھ مارنے کی ممانعت

٥٣٤٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

۵۳۴۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں گوٹھ مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا اگر پورے کپڑے پہنے ہوں اور کسی زائد کپڑے سے گوٹھ مارے جس سے پردے پر کوئی اثر نہ پڑے تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ١٠٨) - لُبْسُ الْعَمَائِمِ الْحَرَقَانِيَّةِ (التحفة ١٠٦)

باب:۱۰۸- سیاہی مائل پگڑی پہننا

٥٣٤٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى

۵۳۴۵- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سیاہی مائل پگڑی پہنے دیکھا۔

٥٣٤٣ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر، ح: ٦٢٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

٥٣٤٤ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن اشتمال الصماء، والاحتباء في ثوب واحد . . . الخ، ح: ٢٠٩٩/٧٢ عن قتيبة به.

٥٣٤٥ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ١٣٥٩ من حديث مساور به. ✽ سفيان هو ◀◀

النَّبِيِّ ﷺ عِمَامَةً حَرْقَانِيَّةً .

فائدہ: ''سیاہی مائل'' عربی میں لفظ حَرْقَانِيَّة استعمال فرمایا گیا ہے جو حرق سے ہے۔ اس کے معنی آگ میں جلنا ہے۔ گویا ایسا رنگ جو آگ میں جلی ہوئی چیز کے رنگ جیسا ہو۔ اسے سیاہی مائل کہا گیا کیونکہ ضروری نہیں' وہ خالص سیاہ ہو۔

(المعجم ١٠٩) - لُبْسُ الْعَمَائِمِ السُّودِ (التحفة ١٠٧)

باب: ١٠٩- خالص سیاہ رنگ کی پگڑی پہننا

٥٣٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، بِغَيْرِ إِحْرَامٍ .

۵۳۴۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن احرام کے بغیر (مکہ مکرمہ میں) داخل ہوئے جبکہ آپ (کے سر مبارک) پر سیاہ پگڑی تھی۔

فائدہ: ''احرام کے بغیر'' کیونکہ احرام میں سر ڈھانپنا منع ہے۔ معلوم ہوا اگر کوئی شخص حج یا عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو' کسی اور کام سے مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہو اور وہ میقات سے باہر رہتا ہو تو اسے میقات سے گزرتے وقت احرام باندھنا ضروری نہیں۔ احناف نے یہاں سختی برتی ہے کہ جو بھی شخص مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہو اور وہ میقات سے باہر رہتا ہو تو میقات سے گزرتے وقت اس کے لیے احرام باندھنا ضروری ہے۔ حج یا عمرے کا ارادہ ہو یا نہ۔ اس حدیث کو وہ آپ کا خاصہ بناتے ہیں مگر یہ بات کمزور ہے۔ اور صریح احادیث کے خلاف ہے کیونکہ صحیح احادیث میں یہ صراحت ہے کہ میقات اس شخص کے لیے ہیں جو حج یا عمرے کا ارادہ رکھتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مختلف اطراف سے مکہ معظمہ آنے والے مختلف لوگوں کے لیے میقات (احرام باندھنے کی جگہیں) مقرر فرمائیں تو ارشاد فرمایا: [فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ] ''یہ میقات ان علاقوں کے باسیوں کے لیے ہیں' نیز ان لوگوں کے لیے بھی جو کسی دوسری جگہ سے آتے ہیں' ان علاقوں کے باسی نہیں۔ (یہ میقات) ہر اس شخص کے لیے جو حج وعمرے کا ارادہ کرتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الحج' باب مهل أهل الشام' حديث:١٥٢٦' و صحيح مسلم' الحج' باب مواقيت الحج' حديث:١١٨١.) معلوم ہوا اگر کوئی شخص حج وعمرہ نہ کرنا چاہے تو اس کے

◂◂ الثوري، وعبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

٥٣٤٦_[صحيح] تقدم، ح: ٢٨٧٢ .

لیے یہ میقات بھی نہیں اور نہ اس کے لیے یہاں سے گزرتے ہوئے احرام باندھنا ہی ضروری ہے۔

٥٣٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۵۳۴۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ نے سیاہ پگڑی زیب تن کر رکھی تھی۔

(المعجم ١١٠) - إِرْخَاءُ طَرَفِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ (التحفة ١٠٨)

باب:۱۱۰- پگڑی کا شملہ کندھوں کے درمیان لٹکانا

٥٣٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ السَّاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

۵۳۴۸- حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کو منبر پر رونق افروز دیکھ رہا ہوں جبکہ آپ پر سیاہ پگڑی ہے اور آپ نے اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا ہے۔

فائدہ: پگڑی باندھنے کا انداز رواجی مسئلہ ہے۔ کسی علاقے میں جس طرح پگڑی باندھی جاتی ہو، جائز ہوگی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پگڑی باندھنے کا کوئی خصوصی طریقہ بیان نہیں فرمایا۔ لیکن بہتر طریقہ وہی ہے جو آپ علیہ السلام نے اختیار فرمایا۔ اگر اتباع کی نیت ہے تو اس میں بھی ان شاء اللہ ثواب ہوگا، ہاں غلو اور علامتی پگڑی سے پرہیز ضروری ہے، اگر کسی علاقے میں مسلمان اور کافر اکٹھے رہتے ہوں تو مسلمانوں کا انداز کفار سے مختلف ہونا چاہیے تاکہ امتیاز قائم رہے۔

(المعجم ١١١) - اَلتَّصَاوِيرُ (التحفة ١٠٩)

باب:۱۱۱- تصویروں کا بیان

٥٣٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۵۳۴۹- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٣٤٧_ أخرجه مسلم، ح: ١٣٥٨ (انظر الحديث المتقدم: ٥٣٤٥) من حديث شريك القاضي به. * عمار هو ابن معاوية الدهني.

٥٣٤٨_ أخرجه مسلم، ح: ١٣٥٩/ ٤٥٣ (انظر الحديث المتقدم: ٥٣٤٥) من حديث أبي أسامة حماد بن أسامة به.

٥٣٤٩_[صحيح] تقدم، ح: ٤٢٨٧.

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا صورت (تصویر) ہو۔''

فوائد ومسائل: ① کتا گھر میں رکھنے کی اجازت نہیں۔ اگر ضرورت کی بنا پر رکھا جائے تو کھیتوں اور باڑوں میں رکھا جا سکتا ہے۔ گھر میں نہیں کیونکہ گھر میں اس کا کوئی کام نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث ۴۲۸۱ تا ۴۲۹۶.) ② تصویر سے مراد کسی ذی روح کی مصنوعی تصویر ہے جو عزت واحترام کے ساتھ رکھی گئی ہو' خواہ وہ مجسمے کی صورت میں ہو یا کسی کاغذ' دیوار یا کپڑے پر بنائی گئی ہو۔ پھر ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا کسی آلے اور مشین کے ذریعے سے کیونکہ عموماً تصاویر بے فائدہ بنائی جاتی ہیں یا تعظیم کی خاطر۔ پہلی صورت میں اسراف ہے جو کہ حرام ہے اور دوسری صورت میں شرک کا پیش خیمہ ہے۔ جو چیز گناہ ہو' اس کا سبب اور ذریعہ بھی گناہ ہی ہوتا ہے۔ البتہ اگر تصویر کسی فائدے کی خاطر ہو' مثلاً: شناخت کے لیے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ شریعت ضرورت کے مخالف نہیں ہوتی۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اسے شناخت کی حد تک ہی رکھا جائے' زینت اور فخر نہ بنایا جائے اور نہ اسے احتراماً لٹکایا جائے۔ اسی طرح علاج وغیرہ میں بھی تصویر سے مدد لی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص مجبور ہو تو غیر ضروری تصویر اس کے لیے گناہ کا موجب نہ ہو گی' البتہ تصویر بنانے والے یا اس کا حکم دینے والے مجرم ہوں گے' مثلاً: کرنسی نوٹوں اور اخبارات کی تصاویر۔ ان چیزوں پر تصویر کی ضرورت تو نہیں مگر عام انسان اس مسئلے میں بے بس ہیں کیونکہ ان چیزوں کے بغیر گزارہ نہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں تصویر ضروری ہو وہاں ضرورت کی حد تک ہی محدود رہنا چاہیے' مثلاً: شناختی تصویر میں صرف چہرے کی حد تک ہونی چاہیے' قد آدم نہ ہو۔ اسی طرح غیر ضروری تصاویر جن میں عام انسان مجبور ہے' احترام والی جگہ نہ رکھی جائیں بلکہ نیچے رکھی جائیں جہاں پاؤں لگتے ہوں' نیز اخبارات کو تہہ کر کے رکھا جائے تاکہ احترام کا تأثر نہ ہو۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۴۲۵۱.) ③ فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں ورنہ محافظ اور کاتب فرشتے تو ہر جگہ ہی ہوتے ہیں۔ اس کلام سے مقصود رحمت کی نفی ہے جو فرشتوں کی خصوصیت ہے۔

٥٣٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ:

۵۳۵۰- حضرت ابوطلحہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''فرشتے اس گھر میں

٥٣٥٠ـ[صحيح] تقدم، ح: ٤٢٨٧.

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ».

داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا ذی روح کی تصویر ہو۔''

فائدہ: ''ذی روح کی'' اگر کسی جگہ تصویر کا جواز ذکر ہو تو مراد غیر ذی روح کی تصویر ہوگی' مثلاً: حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور کی تصاویر جن کا قرآن میں ذکر ہے۔اسی طرح آئندہ حدیث میں ذکر شدہ تصاویر۔

۵۳۵۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُودُهُ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَأَمَرَ أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا يَنْزِعُ نَمَطًا تَحْتَهُ، فَقَالَ لَهُ سَهْلٌ: لِمَ تَنْزِعُ؟ قَالَ: لِأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ وَقَدْ قَالَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا قَدْ عَلِمْتَ قَالَ: أَلَمْ يَقُلْ إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ قَالَ: بَلَى وَلٰكِنَّهُ أَطْيَبُ لِنَفْسِي.

۵۳۵۱- حضرت عبید اللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوئے تو وہاں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ میرے نیچے سے بستر کی چادر نکال دے۔حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ چادر کیوں نکلوا رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: اس لیے کہ اس میں تصویریں ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے' وہ آپ بھی جانتے ہیں۔وہ فرمانے لگے: کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ جو تصویر کپڑے میں نقش ہو' اس میں کوئی حرج نہیں۔انھوں نے کہا: ہاں' مگر مجھے یہ زیادہ اچھا لگتا ہے (کہ کپڑے میں بھی نہ ہو بلکہ سادگی ہو)۔

فائدہ: غیر ذی روح اشیاء کی تصویر اگرچہ جائز ہے مگر وسیع پیمانے پر نہیں کہ اس کو کاروبار بنا لیا جائے یا زینت کے لیے جگہ جگہ غیر ذی روح اشیاء کی تصویریں بنائی یا لٹکائی جائیں کیونکہ اسلام سادہ مذہب ہے۔ اسراف کو پسند نہیں کرتا' اسی لیے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بستر کی چادر پر غیر ذی روح تصویروں کو بھی

۵۳۵۱_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الصورة، ح: ۱۷۵۰ من حديث معن به، وهو في الموطأ(يحيى): ۲/ ۹۶۶ . * عبيدالله هو ابن عبدالله بن عتبة بن مسعود، وأبوالنضر هو سالم.

مناسب نہ سمجھا اگرچہ وہ جائز ہیں' لہٰذا کپڑے یا کاغذ پر منقش تصویریں بھی وہی جائز ہیں جو غیر ذی روح اشیاء کی ہوں۔ یہ اس روایت کی ایک توجیہ ہے۔ بعض محققین کے نزدیک کپڑے پر منقش تصویر ذی روح چیز کی بھی جائز ہے مگر وہ ثابت نہ ہو بلکہ کٹی ہوئی ہو' یعنی کسی کا سر نہیں' کسی کا دھڑ نہیں' کسی کے بازو نہیں' کسی کی ٹانگیں نہیں۔ گویا تصویر کو ٹکڑوں میں بانٹ کر کپڑا استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ یا وہ کپڑا اور کاغذ توہین کی جگہ ہو' مثلاً: پاؤں کے نیچے آتا ہو۔ بعض حضرات نے رَقْمًا فِي ثَوْب (کپڑے میں منقش تصویر) کے الفاظ سے اس وسیع کاروبار کو جائز قرار دینے کی کوشش کی ہے جو آج کل فن اور آرٹ بلکہ فیشن کی صورت اختیار کر چکا ہے اور عمومی طور پر عریانی اور فحاشی کا ذریعہ بن رہا ہے۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُون.

٥٣٥٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرٌ عَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ». قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّورَةِ يَوْمَ الْأَوَّلِ؟ قَالَ: قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ يَقُولُ: إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ.

٥٣٥٢- حضرت زید بن خالد کا بیان ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔'' (راویٔ حدیث) بسر نے کہا: پھر حضرت زید بیمار پڑ گئے۔ ہم ان کی بیمار پرسی کو گئے تو ان کے دروازے پر ایک باتصویر پردہ لٹک رہا تھا۔ میں نے (اپنے ساتھی) عبید اللہ خولانی سے کہا: کیا ہمیں حضرت زید نے اس سے پہلے تصویر کے بارے میں حدیث نہیں بتائی تھی؟ عبید اللہ نے کہا: آپ نے ان کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا: مگر کپڑے میں منقش تصویر جائز ہے؟

فائدہ: کپڑے میں منقش تصویر کے جواز کی صورتیں سابقہ حدیث کی تشریح میں گزر چکی ہیں۔ تمام موافق و مخالف احادیث کو ملانے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یا تو اس سے غیر ذی روح چیز کی تصویر مراد ہے یا مقطع تصویر یا جو توہین کی جگہ پر ہو۔

٥٣٥٣- حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ قَالَ:

٥٣٥٣- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

٥٣٥٢ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب من كره القعود على الصور، ح:٥٩٥٨، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح:٢١٠٦/ ٨٥ من حديث الليث بن سعد به.

٥٣٥٣ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب إذا رأى الضيف منكرًا رجع، ح:٣٣٥٩ من حديث وكيع به، وللحديث شواهد.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: صَنَعْتُ طَعَامًا فَدَعَوْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ فَدَخَلَ فَرَأَى سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَخَرَجَ وَقَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ».

نے فرمایا: میں نے کھانا تیار کیا اور نبیٔ اکرم ﷺ کو کھانے پر بلایا۔ آپ تشریف لائے تو آپ نے ایک پردہ دیکھا جس پر تصویریں تھیں۔ آپ واپس چلے گئے اور فرمایا: ''جس گھر میں تصویریں ہوں' وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بھی تصویر کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ② اہل علم وفضل کے لیے کھانا تیار کرنا اور انھیں کھانے پر بلانا' مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ نبیٔ اکرم ﷺ کے حسن خلق اور تواضع پر صریح دلالت کرتی ہے کہ آپ اپنے صحابۂ کرام کی دعوت پر ان کے ہاں کھانا کھانے کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ④ جس گھر میں تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے قطعاً داخل نہیں ہوتے' لہٰذا اس سے بڑی محرومی کیا ہوسکتی ہے کہ انسان کے گھر یا اس کی دکان اور کاروباری مرکز میں رحمت کا نزول نہ ہو۔ جب رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے تو رحمت کس طرح آئے گی۔ ⑤ فرشتوں کی جبلت اور فطرت میں اطاعتِ الٰہی رکھ دی گئی ہے' اس لیے وہ کسی ایسی جگہ جاتے ہی نہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی ہوتی ہو۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں سے کھانا کھائے بغیر ہی واپس چلے گئے کیونکہ وہاں منقش اور تصویروں والا پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اولاد یا عزیز واقارب کو سمجھانے کا یہ انداز نہایت مؤثر ہے' اس لیے جس مجلس و محفل یا گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کسی صریح حکم کی مخالفت اور نافرمانی ہو رہی ہو اہل علم' خصوصاً وارثانِ منبر ومحراب کو وہاں نہیں جانا چاہیے۔ واللہ أعلم.

٥٣٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَرْجَةً ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ عَلَّقْتُ قِرَامًا فِيهِ الْخَيْلُ أُولَاتُ الْأَجْنِحَةِ، قَالَتْ: فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: «اِنْزِعِيهِ».

۵۳۵۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کچھ دیر کے لیے گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ پھر آپ تشریف لائے تو میں نے ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں پروں والے گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا: ''اسے اتار دے۔''

٥٣٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٢٩ عن أبي معاوية الضرير به، وهو متفق عليه، أخرجه البخاري، ح: ٥٩٥٥، ومسلم، ح: ٢١٠٧/ ٩٠ من حديث هشام بن عروة به.

٥٣٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيهِ تِمْثَالُ طَيْرٍ مُسْتَقْبَلَ الْبَيْتِ إِذَا دَخَلَ الدَّاخِلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ! حَوِّلِيهِ، فَإِنِّي كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا» قَالَتْ: وَكَانَ لَنَا قَطِيفَةٌ لَهَا عَلَمٌ كُنَّا نَلْبَسُهَا فَلَمْ نَقْطَعْهُ

٥٣٥٥- نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس پر پرندوں کی تصاویر تھیں۔ جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتا تھا تو اسے سب سے پہلے وہ نظر آتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اسے ہٹا دو۔ میں جب بھی گھر میں داخل ہوتا ہوں' اس پر نظر پڑتی ہے تو توجہ دنیا کی طرف ہو جاتی ہے۔'' اور ہمارے پاس ایک چادر تھی جس میں دھاریاں تھیں۔ ہم اسے اوڑھا کرتے تھے۔ اس کے ہم نے ٹکڑے نہیں کیے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ دنیا کی رنگینیوں سے کنارہ کشی اور اس سے بے رغبتی پر دلالت کرتی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ بوقت ضرورت پردہ وغیرہ لٹکانا درست ہے۔ لیکن یاد رہے کہ پردے میں تصویر وغیرہ نہ بنی ہو۔ ③ ''توجہ دنیا کی طرف ہو جاتی ہے'' کیونکہ وہ زینت کے لیے لٹکایا گیا تھا اور وہ دنیوی زینت تھی۔ ظاہر ہے توجہ اس طرف ہونا تو لازمی امر تھا وہاں سے آپ گزرتے تھے۔ اگرچہ آپ کے دل میں کراہت ہوتی تھی' توجہ کراہت کے منافی نہیں۔ دنیا سے محبت مذموم ہے نہ کہ توجہ بہ کراہت۔

٥٣٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِي بَيْتِي ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ فَجَعَلْتُهُ إِلَى سَهْوَةٍ فِي الْبَيْتِ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَخِّرِيهِ عَنِّي». فَنَزَعْتُهُ فَجَعَلْتُهُ

٥٣٥٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں ایک کپڑا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ میں نے اسے گھر میں ایک طاق کے آگے لگا دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس طاق کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا: ''عائشہ! اس کو مجھ سے دور ہٹا دے۔'' میں نے اسے اتار کر اس کے تکیے بنا لیے۔

٥٣٥٥- أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٧/ ٨٨ من حديث داود به.

٥٣٥٦- [صحيح] تقدم، ح: ٧٦٢.

وَسَائِدَ.

فائدہ: ''تصویریں'' ممکن ہے غیر ذی روح کی تصویریں ہوں مگر نماز میں قبلہ کی جانب نقش ونگار توجہ بٹنے کا سبب بن جاتے ہیں' اس لیے ہٹانے کا حکم دیا۔ اور اگر ذی روح کی تصویریں تھیں تو پھر ایسا کپڑا احترام والی جگہ لٹکانا ناجائز تھا' اس لیے اتار کر تصویریں کاٹنے کا حکم دیا۔

٥٣٥٧- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: حَدَّثَنَا بُكَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا نَصَبَتْ سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَزَعَهُ فَقَطَعَتْهُ وِسَادَتَيْنِ. قَالَ رَجُلٌ فِي الْمَجْلِسِ حِينَئِذٍ يُقَالُ لَهُ رَبِيعَةُ بْنُ عَطَاءٍ: أَنَا سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ - يَعْنِي الْقَاسِمَ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا.

٥٣٥٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک پردہ لگا دیا جس میں تصویریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے اسے اتار پھینکا۔ میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے جن سے رسول اللہ ﷺ ٹیک لگایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے تصاویر والا پردہ ہٹا دیا اور اس طرح آپ نے اپنے ہاتھ سے ازالۂ منکر فرمایا۔ جہاں ہاتھ سے برائی ختم کی جا سکتی ہو' وہاں اسے ہاتھ سے ختم کرنا ضروری ہے۔ اور آپ نے ایسے ہی کیا۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر تصویر والے کپڑے کو اس طرح کاٹ دیا جائے کہ تصویریں کٹ جائیں اور ثابت نہ رہیں تو وہ کپڑا فرشی استعمال میں لایا جا سکتا ہے' یعنی اس سے تکیے' سرہانے اور گدے وغیرہ بنائے جا سکتے ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١٢) - ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا (التحفة ١١٠)

باب:١١٢- ان لوگوں کا ذکر جنھیں سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا

٥٣٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٥٣٥٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

٥٣٥٧_ أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ... الخ، ح: ٢١٠٧/ ٩٥ من حديث ابن وهب به. ٭ عمرو هو ابن الحارث.

٥٣٥٨_ أخرجه البخاري، اللباس، باب ما وطىء من التصاوير، ح: ٥٩٥٤، ومسلم، ح: ٢١٠٧/ ٩٢ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة به.

سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَّرْتُ بِقِرَامٍ عَلٰى سَهْوَةٍ لِي فِيهِ تَصَاوِيرُ فَنَزَعَهُ وَقَالَ: «أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے جبکہ میں نے اپنے ایک طاق کو تصویروں والے پردے کے ساتھ چھپا رکھا تھا۔ آپ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: ''قیامت کے دن سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورتوں جیسی صورتیں بناتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تصویر سازی حرام ہے' ہاتھ سے ہو یا کیمرے وغیرہ سے بسا اوقات تصویر شرک کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ ② ''سخت ترین عذاب'' اگرچہ خلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورتیں) عام لفظ ہے' غیر ذی روح اشیاء پر بھی بولا جا سکتا ہے مگر یہاں ذی روح کی صورت مراد ہے کیونکہ متعلقہ پردہ پر ذی روح کی تصاویر تھیں جیسا کہ احادیث ۵۳۵۴ اور ۵۳۵۵ میں بیان ہے۔ ویسے بھی ''صورۃ'' چہرے کو کہا جاتا ہے اور چہرہ ذی روح کا ہی ہوتا ہے۔ سخت ترین عذاب کی تفسیر آئندہ احادیث میں مذکور ہے۔

٥٣٥٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ سَتَّرْتُ بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَلَمَّا رَآهُ تَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ هَتَكَهُ بِيَدِهِ وَقَالَ: «إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ».

۵۳۵۹- نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میں نے تصویروں والا ایک پردہ لٹکا رکھا تھا۔ جب آپ نے دیکھا تو (غصے سے) آپ کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے اسے اپنے دست مبارک سے پھاڑ دیا اور فرمایا: ''قیامت کے دن سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورتوں جیسی صورتیں بنانے کا تکلف کرتے ہیں۔''

(المعجم ١١٣) - ذِكْرُ مَا يُكَلَّفُ أَصْحَابُ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (التحفة ١١١)

باب:۱۱۳- اس چیز کا تذکرہ جس کا قیامت کے دن تصویر سازوں کو حکم دیا جائے گا

٥٣٥٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٢١٠٧/ ٩١، انظر الحديثين السابقين عن إسحاق بن إبراهيم، والبخاري، الأدب، باب ما يجوز من الغضب والشدة لأمر الله تعالى . . . الخ، ح: ٦١٠٩ من حديث الزهري به.

٥٣٦٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابنِ عَبَّاسٍ أَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ: إِنِّي أُصَوِّرُ هٰذِهِ التَّصَاوِيرَ فَمَا تَقُولُ فِيهَا؟ فَقَالَ: اُدْنُهْ اُدْنُهْ، سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخِهِ».

۵۳۶۰- حضرت نضر بن انس ؒ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس ؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عراقی آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: میں تصویر سازی کا کام کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نزدیک آ، نزدیک آ۔ میں نے حضرت محمد ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص دنیا میں (ذی روح اشیاء کی) تصویر بنائے گا' اسے قیامت کے دن اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے لیکن وہ پھونک نہیں سکے گا۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ جاندار اور ذی روح اشیاء کی تصویر بنانا اور فروخت کرنا حرام ہے' اس لیے فن تصویر سازی سے وابستہ حضرات وخواتین' نیز شوقیہ تصویر کشی کرنے والے لوگوں کو سنجیدگی سے اپنے اس خطرناک پیشے کا جائزہ لینا چاہیے۔ تصویر ہاتھ سے بنائی جائے یا کیمرے وغیرہ سے' اس کا اپنا وجود ہو یا کسی چیز پر نقش کی جائے' سب کا ایک ہی حکم ہے' نیز شادی بیاہ اور دیگر مختلف تقریبات کے موقع پر جو تصویر کشی کی جاتی ہے اور ویڈیو فلم بنائی جاتی ہے' یہ سب ناجائز ہے۔ ② حضرت ابو ہریرہ ؓ نے ایک مصور کو مکان کی دیوار بناتے دیکھا تو درج ذیل حدیث بیان کی' فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو پیدا کرنے میں میری نقالی کرتا ہے۔ ایک دانہ یا ایک چیونٹی تو پیدا کر دیں۔'' ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: ''ایک جو ہی پیدا کر کے دکھائیں۔'' دیکھیے: (صحيح البخاري' اللباس' حديث:٥٩٥٣' و كتاب التوحيد' حديث:٧٥٥٩) ③ اللہ تعالیٰ نے مفید تصویریں بنائیں جو بولتی' دیکھتی' سنتی' سمجھتی اور چلتی پھرتی ہیں مگر مصورین بے فائدہ صورتیں بناتے ہیں جو نہ دیکھ سکتی ہیں' نہ بول سکتی ہیں' نہ سن سکتی ہیں اور نہ سمجھ سکتی ہیں۔ اپنی صلاحیتیں ایسے بے مصرف کاموں میں ضائع کرنے کا کیا فائدہ؟ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور اس کے مقابلے میں ایک ناکام کوشش ہے۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ کو غصہ آئے گا اور ان کو روح پھونکنے کا حکم دیا جائے گا جو ان کے بس کی بات نہیں۔

٥٣٦٠ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب من صور صورة كلف يوم القيامة . . . الخ، ح:٥٩٦٣، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح:٢١١٠/ ١٠٠ من حديث ابن أبي عروبة به.

٥٣٦١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا».

۵۳۶۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی (ذی روح) چیز کی صورت بنائے گا' اسے عذاب دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ اس میں روح پھونکے جبکہ وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔''

فائدہ: گویا اسے صرف روح پھونکنے کا ہی حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ اس کو مسلسل عذاب بھی دیا جائے گا۔ جب تک وہ روح نہیں پھونکے گا' اسے عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا اور روح تو وہ پھونک ہی نہیں سکے گا' لہٰذا قیامت کا مکمل دن وہ عذاب و رسوائی اور ڈانٹ ڈپٹ میں گزارے گا۔ اور یہ واقعی شدید ترین عذاب ہوگا۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ.

٥٣٦٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ».

۵۳۶۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے (کسی ذی روح کی) تصویر بنائی' اسے قیامت کے دن مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے جو وہ پھونک نہیں سکے گا۔''

٥٣٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ الَّذِينَ يَصْنَعُونَهَا يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ».

۵۳۶۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ انھیں کہا جائے گا: جو تم نے تصویریں بنائی ہیں' ان میں زندگی بھی پیدا کرو۔''

فائدہ: ''پیدا کرو'' اور یہ محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ کام کوئی اور نہیں کر سکتا۔ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ. کسی کو سزا دینے کے لیے محال حکم دیا جاتا ہے کیونکہ وہاں مقصود صرف ڈانٹنا اور سزا دینا ہوتا ہے نہ کہ عمل یا اطاعت۔ اور

٥٣٦١_ [صحيح] أخرجه البخاري، التعبير، باب من كذب في حلمه، ح: ٧٠٤٢ من حديث أيوب السختياني به.

٥٣٦٢_ [صحيح] وعلقه البخاري من حديث قتادة به، انظر الحديث السابق.

٥٣٦٣_ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿والله خلقكم وما تعملون﴾ . . .، ح: ٧٥٥٨، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٨/ ٩٧ من حديث حماد بن زيد به.

اسے ’’تعلیق بالمحال‘‘ کہا جاتا ہے۔

٥٣٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ».

۵۳۶۴- نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یقیناً ان صورتیں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور انھیں کہا جائے گا: جو بنایا ہے اس میں زندگی ڈالو۔‘‘

فائدہ: ’’اور کہا جائے گا‘‘ گویا عذاب اس کے علاوہ بھی ہوگا۔ اور یہ کہنا الگ عذاب ہوگا۔

٥٣٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: «إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ اللهَ فِي خَلْقِهِ».

۵۳۶۵- نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: بلاشبہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو (تصویریں بنا کر) پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نقل کرتے ہیں۔

فائدہ: یعنی ان کا یہ فعل نقل کی طرح ہی ہے اگرچہ ان کی نیت ایسی نہ ہو۔ واضح کام میں نیت نہیں دیکھی جاتی کیونکہ وہ تو مخفی ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں کچھ بھی دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١١٤) - ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا (التحفة ١١٢)

باب:۱۱۴- اس شخص کا ذکر جسے سب سے زیادہ عذاب ہوگا

٥٣٦٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ

۵۳۶۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بلاشبہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو (جاندار

٥٣٦٤_ أخرجه البخاري، ح: ٧٥٥٧، انظر الحديث السابق عن قتيبة به.

٥٣٦٥_ [إسناده صحيح] وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ٦/ ٨٣، ٢١٩ وغيره. * سماك هو ابن حرب.

٥٣٦٦_ أخرجه مسلم، ح: ٢١٠٩/ ٩٨ من حديث أبي معاوية الضرير، انظر الحديث المتقدم: ٥٣٦٣، والبخاري، اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ح: ٥٩٥٠ من حديث الأعمش به.

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ». وَقَالَ أَحْمَدُ: الْمُصَوِّرِينَ.

چیزوں کی) تصویریں بناتے ہیں۔‘‘

٥٣٦٧- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اِسْتَأْذَنَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أُدْخُلْ، فَقَالَ: كَيْفَ أَدْخُلُ وَفِي بَيْتِكَ سِتْرٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ؟ فَإِمَّا أَنْ تُقْطَعَ رُؤُوسُهَا أَوْ تُجْعَلَ بِسَاطًا يُوطَأُ، فَإِنَّا مَعْشَرَ الْمَلَائِكَةِ لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ.

۵۳۶۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ’’آ جائیں۔‘‘ انھوں نے کہا: میں کیسے داخل ہو سکتا ہوں جب کہ آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں بنی ہوئی ہیں؟ یا تو آپ ان کے سر کاٹ دیں یا اسے چٹائی بنا کر بچھا لیں۔ ہم فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔

فائدہ: معلوم ہوا تصویر والا کپڑا اگر نیچے بچھایا جائے جہاں پاؤں لگتے ہوں تو کوئی حرج نہیں، یا تصویر کو اس طرح کاٹ دیا جائے کہ چہرہ مکمل نہ رہے۔ تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ١١٥) - اَللُّحُفُ (التحفة ١١٣)

باب: ۱۱۵- لحاف کا بیان

٥٣٦٨- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ وَمُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

۵۳۶۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے لحافوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔

٥٣٦٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الصور، ح: ٤١٥٨ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وقال الترمذي، ح: ٢٨٠٦ "حسن صحيح" وصححه ابن حبان، ح: ١٤٨٧. * أبوبكر بن عياش لم ينفرد به.

٥٣٦٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الصلاة في شعر النساء، ح: ٣٦٧ من حديث أشعث بن عبدالملك به، وقال الترمذي، ح: ٦٠٠ "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/٢٥٢، ووافقه الذهبي.

ابْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُصَلِّي فِي لُحُفِنَا.

قَالَ سُفْيَانُ: مَلَاحِفِنَا.

سفیان نے (لُحف کے بجائے ملاحِف) کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① امہات المومنین اور خود رسول اللہ ﷺ لحاف استعمال کیا کرتے تھے' نیز مذکورہ حدیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ خواتین وبچوں کے استعمال کے کپڑے اور دیگر ایسے کپڑے بھی جن کی بابت یہ گمان ہو کہ ان میں نجاست اور پلیدی ہو سکتی ہے' ان میں نماز پڑھنے سے احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ مشکوک چیز سے پرہیز کرنا اور یقین پر بنیاد رکھنا مطلوب شریعت ہے۔ ② لحافوں وغیرہ میں نماز نہ پڑھنے کی ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عموماً لحاف بھاری ہوتے ہیں جنھیں جلدی نہیں دھویا جا سکتا' اس لیے ان میں اگر کوئی نجاست لگ جائے تو وہ عرصۂ دراز تک باقی رہتی ہے' جب کہ ان کا استعمال روزانہ ہوتا ہے۔ گندگی لگنے کا احتمال تو جماع کے وقت بھی ہوتا ہے' اس لیے عموماً اوپر اوڑھے جانے والے لحافوں سے نماز کے وقت پرہیز کیا جائے۔ واللہ أعلم. ③ اگر لحاف کے پاک ہونے کا یقین ہو تو پھر نماز جائز ہے۔ مذکورہ حدیث میں عمومی بات کا ذکر ہے کہ اکثر ان کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ مجامعت والے کپڑوں میں جبکہ وہ صاف ہوتے' نماز پڑھ لیتے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ ؓ کے لحاف میں وحی بھی نازل ہو جاتی تھی۔

(المعجم ١١٦) - صِفَةُ نَعْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ١١٤)

باب: ۱۱۶- رسول اللہ ﷺ کا جوتا مبارک کیسا ہوتا تھا؟

٥٣٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّ نَعْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ.

۵۳۶۹- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے مبارک پر دو پٹیاں تھیں۔

فائدہ: جوتے کے تسمے پاؤں کو جوتے کے ساتھ قائم رکھنے کے لیے ہوتے ہیں۔ ایک ہو یا دو یا زائد' کوئی حرج نہیں۔ نہ یہ شرعی مسئلہ ہے اور نہ شریعت نے اس بارے میں کوئی ہدایت ہی دی ہے' لہٰذا وقتی رواج کے

٥٣٦٩ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب: قبالان في نعل، ومن رأى قبالاً واحدًا واسعًا، ح: ٥٨٥٧ من حديث همام بن يحيى به.

مطابق کسی بھی قسم کے جوتے استعمال کیے جاسکتے ہیں جو وقتی ضرورت کو پورا کرتے ہوں۔

٥٣٧٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ قَالَ: كَانَتْ لِنَعْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَالَانِ.

۵۳۷۰- حضرت عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے جوتے مبارک میں دو تسمے تھے۔

(المعجم ١١٧) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ (التحفة ١١٥)

باب: ۱۱۷- ایک جوتے میں چلنے کی ممانعت کا بیان

٥٣٧١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتّٰى يُصْلِحَهَا».

۵۳۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتے میں نہ چلے حتیٰ کہ اسے ٹھیک کر لے۔''

فائدہ: ایک جوتے میں چلنا انسانی وقار کے خلاف ہے۔ لوگوں کے لیے عجوبہ بننے والی بات ہے۔ لوگ دیکھ کر ہنسیں گے۔ دور سے وہ لنگڑا محسوس ہوگا۔ توازن خراب ہونے کی وجہ سے وہ گر بھی سکتا ہے لہٰذا بجائے ایک جوتا پہننے کے ٹوٹے ہوئے تسمے کو ٹھیک کروائے ورنہ ننگے پاؤں چلے۔ البتہ اگر کسی بیماری یا تکلیف کی وجہ سے ایک پاؤں میں جوتا نہ پہنا جا سکے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تکلیف من جانب اللہ ہے، نیز بیماری اور تکلیف زیادہ عرصے تک بھی جاری رہ سکتی ہے۔ اتنے عرصے تک ننگے پاؤں چلنا مزید تکلیف کا سبب ہوگا۔

٥٣٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۳۷۲- حضرت ابورزین بیان کرتے ہیں کہ میں

٥٣٧٠ـ [صحيح] انفرد به النسائي. * هشام هو ابن حسان، ومحمد هو ابن سيرين، وعمرو بن أوس الثقفي الطائفي تابعي كبير، ووهم من ذكره في الصحابة.

٥٣٧١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٨ عن محمد بن عبيد به، وتابعه شعبة عند أحمد: ٢/ ٤٨٠، وانظر الحديث الآتي.

٥٣٧٢ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعل في اليمنى أولاً، والخلع من اليسرى أولاً، وكراهة

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلٰى جَبْهَتِهِ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ! تَزْعُمُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرٰى حَتّٰى يُصْلِحَهَا».

نے حضرت ابوہریرہ ؓ کو دیکھا' وہ اپنا ہاتھ اپنے ماتھے پر (بطور تعجب وتاسف) مار رہے تھے اور فرما رہے تھے: اوعراقیو! تم سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر جھوٹ بول رہا ہوں؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تم میں سے کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ دوسرا (ایک) جوتا پہن کر نہ چلے حتی کہ اسے ٹھیک کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① ''سمجھتے ہو'' شاید کسی نے ان کے بکثرت روایت کرنے پر کچھ زبان درازی کی ہو۔ عراقی کچھ ایسے ہی تھے۔ ② ''ٹھیک کرلے'' معلوم ہوا مومن کو اپنے وقار کا لحاظ رکھنا چاہیے' لباس میں بھی اور چال ڈھال میں بھی۔ ایسا بھی سادہ نہ ہو کہ وقار کی پرواہی نہ کرے اور لوگوں کے لیے اضحوکہ اور طنز کا سامان بنا رہے۔

(المعجم ١١٨) - مَا جَاءَ فِي الْأَنْطَاعِ (التحفة ١١٦)

باب: ۱۱۸- چمڑے کے بچھونے کا بیان

٥٣٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْوَزِيرِ أَبُومُطَرِّفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِضْطَجَعَ عَلٰى نِطْعٍ فَعَرِقَ، فَقَامَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلٰى عَرَقِهِ فَنَشَّفَتْهُ فَجَعَلَتْهُ فِي قَارُورَةٍ فَرَآهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَا هٰذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟» قَالَتْ: أَجْعَلُ عَرَقَكَ فِي طِيبِي، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ.

۵۳۷۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ (ایک دفعہ ہمارے گھر میں) چمڑے کے بچھونے پر استراحت فرما ہوئے۔ آپ کو پسینہ آ گیا۔ (میری والدہ) حضرت ام سلیم ؓ اٹھیں اور آپ کے بابرکت پسینے کو اکٹھا کر کے ایک شیشی میں ڈال لیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان کو (ایسے کرتے ہوئے) دیکھا تو فرمایا: ''ام سلیم! کیا کرتی ہے؟'' انھوں نے کہا: میں آپ کا پسینہ اپنی خوشبو میں ڈالوں گی۔ آپ مسکرانے لگے۔

المشي في نعل واحدة، ح: ٢٠٩٨ من حديث الأعمش به.

٥٣٧٣ـ [إسناده صحيح] عبدالله هو ابن عبدالله بن أبي طلحة، وللحديث شواهد عند البخاري، ومسلم، ح: ٢٣٣١، ٢٣٣٢ وغيرهما.

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس مسئلے کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پسینۂ مبارک متبرک تھا۔ صحابۂ کرام ؓ نے اس سے تبرک حاصل کیا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کو اس بات کا علم تھا اور آپ نے انھیں ایسا کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ مزید برآں یہ کہ صحابۂ کرام ؓ آپ کے مبارک بالوں اور ناخنوں کو بھی بابرکت سمجھتے تھے صحابۂ کرام ؓ کو آپ ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے پسینے مبارک کو بھی محبوب متاع سمجھتے تھے اور آپ کے آثارِ کریمہ سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ انسان کا چمڑا' اس کا پسینہ اور اسی طرح انسانی بال بھی پاک اور طاہر ہیں' نیز اس سے قیلولے کی مشروعیت بھی ثابت ہوئی۔ ③ ''چمڑے کا بچھونا'' کپڑے کی چادر سے بہرصورت بہتر ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اچھی چیز کا استعمال معیوب نہیں۔ ④ ''استراحت فرما ہوئے'' پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت ام سلیم اور حضرت ام حرام سے جو کہ بہنیں تھیں' آپ کا کوئی ایسا رشتہ تھا جس کی بنا پر وہ آپ کی محرم تھیں' اس لیے آپ کبھی کبھی ان کے گھروں میں جاتے تھے اور کبھی استراحت بھی فرماتے تھے۔ ⑤ ''اکٹھا کر کے'' عربی میں لفظ نَشَّفَتْهُ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی خشک کرنے کے ہیں۔ گویا انھوں نے کسی کپڑے میں پسینہ جذب کر لیا اور وہ کپڑا اپنی خوشبو میں نچوڑ لیا یا خالی شیشی میں۔ واللہ أعلم. ⑥ ''مسکرانے لگے'' ان کے حسن عقیدت پر اور حسن ادب کو دیکھ کر۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے کہ ایسا تبرک صرف رسول اللہ ﷺ سے خاص تھا۔

(المعجم ١١٩) - اِتِّخَاذُ الْخَادِمِ وَالْمَرْكَبِ (التحفة ١١٧)

باب:۱۱۹-نوکر اور سواری رکھنا

٥٣٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ - رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ - قَالَ: نَزَلْتُ عَلَى أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ طَعِينٌ، فَأَتَاهُ مُعَاوِيَةُ يَعُودُهُ فَبَكَى أَبُو هَاشِمٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: مَا يُبْكِيكَ؟ أَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ أَمْ عَلَى الدُّنْيَا فَقَدْ ذَهَبَ صَفْوُهَا؟ قَالَ: كُلٌّ لَا،

۵۳۷۴-حضرت سمرہ بن سہم سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو ہاشم بن عتبہ ؓ کا مہمان بنا۔ ان کو طاعون کا عارضہ لاحق ہو چکا تھا۔ حضرت معاویہ ؓ ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے تو حضرت ابو ہاشم رونے لگے۔ حضرت معاویہ ؓ نے فرمایا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا کوئی تکلیف آپ کو بے چین کر رہی ہے؟ یا دنیا (سے جانے) کا غم ہے جب کہ آپ کی دنیا کا بہترین

٥٣٧٤ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الزهد في الدنيا، ح:٤١٠٣ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وصححه ابن حبان (الإحسان: ٢/ ٣١، ح:٦٦٧)، وله شاهد عند النسائي في الكبرٰى، ح:٥/ ٥٠٧، ح:٩٨١١، وأحمد: ٥/ ٣٦٠ وغيرهما، وسنده حسن، راجع سنن الترمذي (بتحقيقي)، ح:٢٣٢٧.

وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَبِعْتُهُ قَالَ: «إِنَّهُ لَعَلَّكَ تُدْرِكُ أَمْوَالًا تُقْسَمُ بَيْنَ أَقْوَامٍ وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ مِنْ ذٰلِكَ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ». فَأَدْرَكْتُ فَجَمَعْتُ.

حصہ تو گزر چکا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی تھی۔ کاش میں اس پر قائم رہتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''شاید تجھ پر وہ دور آئے جب لوگوں میں بے تحاشا مال تقسیم کیے جائیں گے۔ تجھے صرف ایک نوکر اور ایک سواری جہاد کے لیے کافی ہے۔'' (واقعتاً وہ دور یا مال) میں نے پایا لیکن میں نے زیادہ مال جمع کر لیا۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ آدمی نوکر اور سواری رکھ سکتا ہے۔ یہ عیش و عشرت یا عیاشی کے قبیل سے نہیں بلکہ ایک ضرورت ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ دنیا' اس کی رنگینیوں' نیز دنیا کی نعمتوں اور اس کا زیادہ مال و متاع جمع کرنے سے بے رغبتی پر دلالت کرتی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ ایک بندۂ مومن کی کوشش دنیا کمانے کی بجائے آخرت کمانے کی ہوتی ہے اور اس کی اصل ترجیح اس فانی دنیا کی نعمتوں کا حصول نہیں بلکہ ابدی و دائمی اور لازوال اخروی نعمتوں کا حصول ہی ہوتی ہے۔ حرام اور ناجائز کمائی کے ڈھیر جمع کرنے کی بجائے تھوڑی لیکن حلال اور پاکیزہ کمائی پر توجہ دینا ہی فرض ہے۔ اس کی واضح دلیل حضراتِ صحابۂ کرام ؓ کا اندازِ حیات ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَ فِّقْنَا لِمَا تُحِبُّهُ وَ تَرْضَاهُ. ③ ''بہترین حصہ'' یعنی رسول اللہ ﷺ کی رفاقت یا جوانی والا۔ ④ ''مال'' یعنی غنیمتیں زیادہ ہوں گی۔ ⑤ ''جمع کر لیا'' یہ ان کی کسر نفسی تھی ورنہ انھوں نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

(المعجم ١٢٠) - حِلْيَةُ السَّيْفِ (التحفة ١١٨)

باب: ۱۲۰- تلوار کو مزین کرنا

٥٣٧٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ.

۵۳۷۵- حضرت ابو امامہ بن سہل ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے دستے کے کنارے پر چاندی لگی تھی۔

٥٣٧٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨١٥، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ١٤٧، ح: ١٩.

فائدہ: چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا منع ہے' نیز مرد کے لیے سونے کے زیورات بھی منع ہیں کیونکہ ان میں تکبر اور تعیش ہے مگر تلوار تو جاں کوشی بلکہ جاں فشانی کی علامت ہے۔ اس پر تھوڑا بہت سونا چاندی لگا ہو تو کوئی خرابی نہیں۔ جہاد تعیش سے کوسوں دور ہے' اس لیے تلوار کو چاندی سونے سے مزین کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ سونا مقطع' یعنی چھوٹے چھوٹے نشانات کی صورت میں ہو' نیز زیادہ مقدار میں نہ ہو۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۵۱۵۲.)

٥٣٧٦- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَجَرِيرٌ قَالَا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ نَعْلُ سَيْفِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ، وَقَبِيعَةُ سَيْفِهِ فِضَّةٌ، وَما بَيْنَ ذٰلِكَ حِلَقُ فِضَّةٍ».

۵۳۷۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا نعل چاندی کا تھا۔ اس کے دستے کے کنارے پر بھی چاندی لگی تھی اور درمیان میں بھی چاندی کے حلقے بنے تھے۔

فائدہ: نعل سے مراد وہ چاندی یا لوہا ہے جو تلوار کی میان کے نیچے لگا ہوتا ہے۔ گویا آپ کی میان میں لوہے کی بجائے چاندی لگی تھی۔ اور قبیعہ سے مراد وہ چاندی یا لوہا ہے جسے تلوار کے دستے کے ایک کنارے میں لگایا جاتا ہے۔

٥٣٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ.

۵۳۷۷- حضرت سعید بن ابی الحسن نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے دستے کے کنارے پر چاندی لگی ہوئی تھی۔

(المعجم ١٢١) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ مِنَ الْأُرْجُوَانِ (التحفة ١١٩)

باب: ۱۲۱- ارجوانی رنگ کے ریشمی گدیلوں پر بیٹھنے کی ممانعت

٥٣٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

۵۳۷۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

٥٣٧٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في السيف يحلى، ح: ٢٥٨٣ من حديث جرير بن حازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨١٣، وقال الترمذي، ح: ١٦٩١ "حسن غريب"، والحديث السابق شاهد له.

٥٣٧٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ٢٥٨٤ من حديث هشام به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٩٨١٤.

٥٣٧٨ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن التختم في الوسطى والتي تليها، ح: ٢٠٧٨/ ٦٤ من حديث عبدالله◄◄

حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ! سَدِّدْنِي وَاهْدِنِي» وَنَهَانِي عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ. وَالْمَيَاثِرُ: قَسِّيٌّ كَانَتْ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ عَلَى الرَّحْلِ كَالْقَطَائِفِ مِنَ الْأُرْجُوَانِ.

اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تو یہ دعا کیا کر [اَللّٰهُمَّ! سَدِّدْنِي وَاهْدِنِي] ''اے اللہ! مجھے سیدھا رکھنا اور ہدایت پر قائم رکھنا۔'' نیز آپ نے مجھے ریشمی گدیلوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ اور یہ گدیلے قسی (ریشمی) کپڑے سے بنے ہوتے تھے جنھیں عورتیں اپنے خاوندوں کے لیے پالان پر رکھنے کی غرض سے بناتی تھیں اور یہ رنگ میں ارجوانی رنگ کی چادروں جیسے ہوتے تھے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' احادیث: ۵۱۶۸، ۶۹، ۵۱۸۷۔

(المعجم ۱۲۲) - اَلْجُلُوسُ عَلَى الْكَرَاسِيِّ (التحفة ۱۲۰)

باب: ۱۲۲- کرسی پر بیٹھنے کا بیان

۵۳۷۹- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: قَالَ أَبُو رِفَاعَةَ: إِنْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِينِهِ لَا يَدْرِي مَا دِينُهُ؟ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتّٰى إِنْتَهَى إِلَيَّ، فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ خِلْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيدًا، فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ، ثُمَّ أَتٰى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّهَا.

۵۳۷۹- حضرت ابو رفاعہ ؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ خطاب فرما رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک اجنبی آدمی آیا ہے' اپنے دین کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ دین کیا ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے' اپنا خطبہ چھوڑا اور میرے پاس پہنچ گئے۔ آپ کے پاس ایک کرسی لائی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس پر تشریف فرما ہو گئے۔ اور مجھے وہ علم سکھانے لگے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا تھا' پھر خطبے کی جگہ تشریف لے گئے اور اپنا خطبہ مکمل فرمایا۔

◄◄ ابن إدريس به، وهو في الكبرٰى، ح: ۹۸۲۵.

۵۳۷۹_ أخرجه مسلم، الجمعة، باب حديث التعليم في الخطبة، ح: ۸۷۶/ ۶۰ من حديث سليمان بن المغيرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۹۸۲۶ . * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی تواضع‘ عالی ظرفی اور اہل اسلام کے ساتھ آپ کی بے پناہ محبت وشفقت کی دلیل ہے‘ نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ اہل علم کو سائلین اور طلبہ علم کے ساتھ انتہائی نرمی اور شفقت کا رویہ اپنانا چاہیے۔ علم کے پیاسوں کی علمی پیاس بجھانی چاہیے اور فتویٰ طلب کرنے والوں کو کتاب و سنت کے مطابق صحیح اور درست فتویٰ دے کر ان کی کماحقہ دینی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خطبہ مبارک ادھورا چھوڑ کر سائل کی علمی پیاس اور تشنگی بجھائی‘ اسے قرآن وحدیث کا علم سکھلایا اور بعد ازاں اپنا خطبہ مکمل فرمایا۔ فِدَاهُ أَبِي وَ نَفْسِي وَ رُوحِي ﷺ. ② باب کا مقصود یہ ہے کہ کرسی پر بیٹھنا جب کہ دیگر لوگ نیچے بیٹھے ہوں‘ منع نہیں‘ اگر اس کی ضرورت ہو‘ مثلاً: خطاب کرنا تاکہ سب لوگ سننے کے ساتھ ساتھ آسانی سے دیکھ بھی سکیں۔ ویسے بھی کرسی پر بیٹھنا تکبر کو مستلزم نہیں۔

(المعجم ١٢٣) - اِتِّخَاذُ الْقِبَابِ الْحُمْرِ (التحفة ١٢١)

باب:۱۲۳- سرخ قبے (خیمے) بنانا

٥٣٨٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ وَعِنْدَهُ أُنَاسٌ يَسِيرٌ، فَجَاءَهُ بِلَالٌ فَأَذَّنَ فَجَعَلَ يُتْبِعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا.

۵۳۸۰- حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بطحاء مکہ میں تھے جبکہ آپ سرخ رنگ کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس کچھ لوگ تھے۔ آپ سفر شروع کرنا چاہتے تھے۔ حضرت بلال آپ کے پاس آئے اور اذان دی۔ وہ اپنا منہ ادھر ادھر کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سرخ رنگ کا بلکہ کسی بھی رنگ کا خیمہ لگانا جائز ہے۔ ② ”ادھر ادھر“ یعنی حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت دائیں بائیں کرتے تھے نہ کہ ساری اذان میں۔ ③ جس طرح خیمہ سرخ ہوسکتا ہے‘ اسی طرح عمارت بھی سرخ ہوسکتی ہے۔

٥٣٨٠- أخرجه مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة . . . الخ، ح: ٢٤٩/٥٠٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٩٨٢٧.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٩) - كِتَابُ آدَابِ الْقُضَاةِ (التحفة ٣٢)

(قضا اور) قاضیوں کے آداب و مسائل کا بیان

(المعجم ١) - فَضْلُ الْحَاكِمِ الْعَادِلِ فِي حُكْمِهِ (التحفة ١)

باب:١- فیصلے میں انصاف کرنے والے حاکم کی فضیلت

٥٣٨١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَلٰى يَمِينِ الرَّحْمٰنِ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا».

٥٣٨١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں نور کے منبروں پر رحمٰن کی دائیں جانب ہوں گے۔ جو عدل کرتے ہیں اپنے فیصلوں میں اور اپنے گھر والوں کے ساتھ اور اپنی رعایا کے ساتھ۔''

قَالَ مُحَمَّدٌ فِي حَدِيثِهِ: وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ.

استاد محمد بن آدم نے اپنی روایت میں کہا: اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① عدل و انصاف سے مراد ہر حق والے کو اس کا حق دینا ہے۔ اور لوگوں سے ان کے مقام و مرتبے کے مطابق سلوک کرنا ہے' خواہ عدالت کی کرسی ہو یا حاکم کا تخت' گھر ہو یا باہر' مسجد ہو یا مدرسہ۔

٥٣٨١ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر . . . الخ، ح: ١٨/١٨٢٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩١٦.

③ ''دائیں جانب'' مراد عزت و احترام ہے کیونکہ دایاں ہاتھ یا دائیں جانب عزت و احترام کی علامت خیال کیے جاتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہی داہنے ہیں جیسا کہ خود حدیث کے آخری الفاظ صریح ہیں۔
③ ''نور کے منبر'' لکڑی اور پتھر کا منبر ہوسکتا ہے تو نور کا کیوں نہیں؟ جب کہ فرشتے قطعاً نوری مخلوق ہیں۔ بعض محققین نے اس سے بلند درجات مراد لیے ہیں مگر منبر کی نفی کی ضرورت نہیں۔ منبر بھی تو درجات ہی ہوں گے۔
④ ''دونوں ہاتھ داہنے ہیں'' یعنی ان میں کوئی نقص یا کمی نہیں جب کہ انسان کا بایاں دائیں سے ناقص ہوتا ہے۔
⑤ اس روایت میں اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ یَـدٌ یعنی ''ہاتھ'' استعمال فرمایا گیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ لفظ استعمال ہوسکتا ہے۔ اس سے تشبیہ یا تجسیم لازم نہیں آئے گی۔ اسی طرح آنکھ کان' پاؤں وغیرہ۔ اگر ان الفاظ سے کوئی خرابی لازم آتی ہوتی یا یہ باری تعالیٰ کے شایان شان نہ ہوتے تو قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے یہ الفاظ استعمال نہ ہوتے۔ ان پیچیدہ مسائل کو اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں خواہ مخواہ اس میں ٹانگ نہیں اڑانی چاہیے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مشورے نہیں دینے چاہییں۔ رموزِ مصلحتِ ملک خسرواں دانند۔ البتہ ہم ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی ذات میں وہ مفہوم مراد نہیں لے سکتے جو انسانوں وغیرہ میں لیے جاتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے اس کی شان کے لائق ہیں کیونکہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ ۴۲:۱۱) اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات ہماری عقل میں آنے والی چیزیں نہیں اور نہ ہماری عقل ان مسائل کو حل کرنے یا سمجھنے کے لیے بنائی گئی ہے اور نہ اس میں یہ استعداد ہی ہے۔ بھلا ایک محدود سے لامحدود کا احاطہ کس طرح ممکن ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم انھیں تسلیم کریں' استعمال کریں اور حقیقت کی بحث نہ کریں کیونکہ ہم سے ایسی باتیں نہیں پوچھی جائیں گی۔ درحقیقت یہی عقل مندی ہے۔

(المعجم ٢) - اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ (التحفة ٢)

باب:۲-عادل حکمران

٥٣٨٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللهِ

۵۳۸۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سایہ مہیا فرمائے گا۔ جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ① عادل حکمران۔ ② وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پلے پھولے۔ ③ جو شخص اللہ تعالیٰ کو تنہائی

٥٣٨٢_ أخرجه البخاري، الحدود، باب فضل من ترك الفواحش، ح:٦٨٠٦ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الزكاة، باب فضل إخفاء الصدقة، ح:١٠٣١ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٩٢١.

عَزَّوَجَلَّ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ فِي خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا فِي الْمَسْجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ إِلَى نَفْسِهَا فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ».

میں یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہ نکلیں۔ ④ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔ ⑤ وہ دو شخص جو ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کریں۔ ⑥ وہ شخص جسے کوئی خوب رو اور معزز عورت (برائی کی) دعوت دے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ ⑦ وہ شخص جو اس قدر چھپا کر صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتا نہ چلے کہ دائیں نے کیا کیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① صدقہ خیرات کرنا افضل عمل ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے پوشیدہ طور پر صدقہ خیرات کرنے کی بابت معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی افضل عمل ہے کہ ایسے عامل کو عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا۔ زہے نصیب! اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ آمین۔ ② یہ حدیث مبارکہ خشیت الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے کی فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے بالخصوص مخلوق سے چھپ چھپا کر رونے کی تو بات ہی اور ہے۔ جس خوش بخت کو یہ عظیم دولت مل جائے واقعی وہ شخص خوش قسمت ترین انسان ہوتا ہے۔ ایسا صرف وہ شخص کرے گا جسے کمال اخلاص کی دولت حاصل ہو۔ ایسا کرنے والا شخص بھی روزِ قیامت عرشِ الٰہی کے سائے کا حق دار ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. ③ یہ حدیث مبارکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر باہم محبت کرنے کا شوق دلاتی ہے، نیز ایسا کرنے والوں کی عظیم فضیلت اور ان کے لیے خوبصورت اجر وثواب بھی بیان کرتی ہے۔ ④ ''سات قسم کے لوگ'' دیگر احادیث میں ان سات قسموں کے علاوہ بھی مذکور ہیں۔ ان سے ان کی نفی نہیں ہوتی۔ ⑤ ''اللہ تعالیٰ کا سایہ'' جیسا اس کی شان کے لائق ہے یا پھر اس سے مراد عرش کا سایہ ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ دیکھیے: (المعجم الكبير للطبراني' ج:۲۰' حديث:۱۴۶' ۱۴۷' و صحيح الجامع الصغير' حديث:۴۳۷۷) ⑥ ''جوان'' کیونکہ بوڑھا آدمی عبادت نہیں کرے گا تو کیا کرے گا؟ وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار۔ اصل فضیلت جوانی کی عبادت کی ہے۔ ⑦ ''اٹکا رہتا ہے'' اس کو مسجد میں سکون حاصل ہوتا ہے۔ مسجد سے باہر بے چین رہتا ہے اور اگلی نماز کے لیے منتظر رہتا ہے۔

(المعجم ٣) - اَلْإِصَابَةُ فِي الْحُكْمِ (التحفة ٣)

باب:۳- صحیح فیصلہ کرنے (کے اجر وثواب) کا بیان

٥٣٨٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ».

۵۳۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی حاکم فیصلہ کرتے وقت صحیح نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کرے اور صحیح فیصلہ کر دے تو اس کو دگنا ثواب ملے گا اور اگر وہ کوشش کرے لیکن صحیح فیصلے تک نہ پہنچ سکے تو اس کے لیے اکہرا ثواب ہے۔''

فائدہ: انسان کے بس میں کوشش ہی ہے۔ اگر وہ کوشش کرے تو اسے کوشش کا ثواب ضرور ملتا ہے، نتیجہ حاصل ہو یا نہ کیونکہ نتیجہ انسان کے اختیار میں نہیں۔ حسن نیت اور کوشش ہی اصل ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ تَرْكِ اسْتِعْمَالِ مَنْ يَحْرِصُ عَلَى الْقَضَاءِ (التحفة ٤)

باب:۴- جو شخص عہدۂ قضا کا طالب اور حریص ہو اُسے قاضی مقرر نہ کیا جائے

٥٣٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: أَتَانِي نَاسٌ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَقَالُوا: اِذْهَبْ مَعَنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَإِنَّ لَنَا حَاجَةً فَذَهَبْتُ مَعَهُمْ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! اِسْتَعِنْ بِنَا فِي عَمَلِكَ، قَالَ أَبُو مُوسَى: فَاعْتَذَرْتُهُ مِمَّا قَالُوا وَأَخْبَرْتُ

۵۳۸۴- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ اشعری لوگ آئے اور کہا: ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں کیونکہ ہمیں (آپ سے) ایک کام ہے۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ آپ سے کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہمیں کسی کام پر مقرر فرمایئے۔ حضرت ابو موسیٰ نے کہا: میں نے ان کی اس بات پر (آپ سے) معذرت کی اور آپ کو بتلایا کہ مجھے علم نہیں تھا کہ انھیں

٥٣٨٣- أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح: ٧٣٥٢ تعليقًا، ومسلم، الأقضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح: ١٧١٦ من حديث أبي بكر بن عمرو بن حزم به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٢٠.

٥٣٨٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٧ عن سليمان بن حرب به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٣٥، وانظر، ح: ٤ من هذا الكتاب. * عمر بن علي بن مقدم المقدمي صرح بالسماع، أبوعميس هو عتبة بن عبدالله الهذلي المسعودي.

أَنِّي لَا أَدْرِي مَا حَاجَتُهُمْ فَصَدَّقَنِي وَعَذَرَنِي فَقَالَ: «إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ فِي عَمَلِنَا بِمَنْ سَأَلَنَاهُ».

کیا کام ہے؟ (ورنہ میں ان کے ساتھ نہ آتا)۔ آپ نے مجھے سچا جانتے ہوئے میری معذرت کو تسلیم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''ہم کسی ایسے شخص کو اپنے کسی کام پر مقرر نہیں کرتے جو خود طلب کرے۔''

فائدہ: جو شخص عہدے کا حریص ہو' وہ دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض ادا نہیں کر سکے گا۔ وہ اپنے عہدے کو شان و شوکت یا دولت کے حصول کا ذریعہ بنائے گا' نیز اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور توفیق بھی حاصل نہیں ہوگی' لہٰذا اسے عہدے پر مقرر نہ کیا جائے۔ البتہ اگر حکومت خود درخواستیں طلب کرے تو درخواست دی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور ایسے شخص کو عہدہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۴۔)

٥٣٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ أُسَيْدِ ابْنِ حُضَيْرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا، قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ».

۵۳۸۵- حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ مجھے عامل مقرر نہیں فرمائیں گے جس طرح فلاں کو مقرر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میرے بعد تم محسوس کرو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جا رہی ہے' تو تم صبر کرنا حتیٰ کہ مجھے حوض پر ملو۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث مبارکہ انصار کی منقبت و عظمت پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی مدح فرمائی ہے' نیز آپ نے انھیں صبر کی تلقین بھی فرمائی۔ ② یہ حدیث مبارکہ اعلام نبوت میں سے ایک بہت بڑی نشانی بھی ہے کہ جس طرح آپ نے پیش گوئی فرمائی تھی بعد از اں اسی طرح ہوا۔ ③ ہر شخص کو عہدے پر مقرر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسامیاں اتنی نہیں ہوتیں' لہٰذا دوسرے لوگوں کو حسد اور بغاوت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے بلکہ صبر کرنا چاہیے ورنہ افراتفری پھیل سکتی ہے۔ ④ ''تم محسوس کرو گے'' تم سے مراد عام لوگ بھی ہو سکتے ہیں اور خصوصاً انصار بھی کیونکہ بعد میں حکومت قریش کے پاس ہی رہی اور سرکاری عہدوں پر عموماً قریشی ہی فائز

٥٣٨٥ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب الأمر بالصبر عند ظلم الولاة واستئثارهم، ح: ١٨٤٥ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "سترون بعدي أمورًا تنكرونها"، ح: ٧٠٥٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٣٣.

رہے۔ ⑤ ''حتیٰ کہ مجھے حوض پر ملو'' یعنی صبر کے نتیجے میں تمھیں حوض کوثر نصیب ہوگا۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ''صبر کرنا تا کہ تمھیں حوض کوثر نصیب ہو'' اور میرا دیدار حاصل ہو جب کہ لڑائی جھگڑے کی صورت میں ان دونوں چیزوں سے محرومی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ مَسْأَلَةِ الْإِمَارَةِ (التحفة ٥)

باب:٥-حکومت اور امارت مانگنے کی ممانعت کا بیان

٥٣٨٦- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا».

٥٣٨٦-حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حکومت نہ مانگ کیونکہ اگر تجھے مانگنے کے نتیجے میں حکومت مل بھی گئی تو تجھے حکومت کے لیے اکیلا چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر تجھے مانگے بغیر حکومت ملی تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) تیری مدد کی جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① حکومت اور امارت ایک ذمے داری ہے جس کی جواب دہی بھی کرنا ہوگی۔ کمی کوتاہی کی صورت میں سزا بھی بھگتنا ہوگی۔ اور کمی کوتاہی ہو جانا لازمی امر ہے' اس لیے خواہ مخواہ اس مصیبت کو گلے نہ ڈالا جائے' البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ذمہ داری آن پڑے' لوگ زبردستی گلے میں ڈال دیں تو اللہ کا نام لے کر سنبھال لے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی توفیق بھی شامل حال ہوگی اور لوگ بھی تعاون کریں گے۔ ② ''اکیلا چھوڑ دیا جائے گا'' یعنی نہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا نہ لوگوں کا تعاون حاصل ہوگا۔ ظاہر ہے' پھر صرف بدنامی ہی ہوگی اور ناکامی کا سامنا ہوگا۔ لفظی معنی ہیں: ''تجھے امارت کے سپرد کر دیا جائے گا۔'' (نیز دیکھیے حدیث: ٥٣٨٤)

٥٣٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ

٥٣٨٧-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٣٨٦_ أخرجه البخاري، الأحكام، باب: من سأل الإمارة وكل إليها، ح:٧١٤٧، ومسلم، الإمارة، باب النهي عن طلب الإمارة والحرص عليها، ح:١٦٥٢/١٣ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٩٢٩، ٥٩٣٠.

٥٣٨٧_[صحيح] تقدم، ح:٤٢١٦، وهو في الكبرٰى، ح:٥٩٢٧.

عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَإِنَّهَا سَتَكُونُ نَدَامَةً وَحَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ».

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم امارت کی خواہش کرو گے جبکہ یہ قیامت کے دن ندامت اور افسوس و حسرت (کا سبب) بن جائے گی۔ یہ دودھ پلاتی رہے تو اچھی لگتی ہے۔ دودھ چھڑا دے تو بری لگتی ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں حکومت کو عورت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ دودھ پلانے والی (عورت) بچے کو اچھی لگتی ہے۔ وہ اس سے محبت کرتا ہے لیکن جب وہی عورت دودھ چھڑا دے تو پھر وہ اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ لاتیں مارتا ہے اور چیختا چلاتا ہے۔ یہی حالت حکومت اور حاکم کی ہے کہ جب تک وہ برسر اقتدار ہے' وہ حکومت کے نشے میں مست رہتا ہے اور اپنے آپ کو خوش قسمت ترین آدمی سمجھتا ہے۔ بلکہ خوب عیاشیاں کرتا ہے لیکن جب حکومت چھن جاتی ہے تو آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اقتدار رہ رہ کر یاد آتا ہے۔ پھر وہ آہ و بکا کرتا ہے اور جب اسے اپنے دور اقتدار کا حساب دینا پڑتا ہے تو پھر وہ حکومت سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اپنے آپ کو بدقسمت ترین انسان سمجھتا ہے۔ اور اگر کوئی صاحب اقتدار اپنی موت تک حکمران رہے تو پھر آخرت میں اس سے بھی برا حال ہوتا ہے إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي. حدیث میں بھی اس طرف اشارہ موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بے مثال عادل حکمران کا قول ہے: ''کاش میں اپنے دور اقتدار کے حساب سے بغیر کچھ لیے دیے (ثواب و عذاب) چھوڑ دیا جاؤں۔'' یہ اسی حقیقت کا اظہار ہے ورنہ ان کی خلافت کی تعریف تو خود رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی کی صورت میں فرمائی ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

(المعجم ٦) - إِسْتِعْمَالُ الشُّعَرَاءِ (التحفة ٦)

باب: ٦- شاعروں کو عامل (حاکم) مقرر کرنا

٥٣٨٨- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ، وَقَالَ

٥٣٨٨- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ بنو تمیم کا ایک قافلہ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قعقاع بن معبد کو ان کا امیر مقرر فرما دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی بجائے اقرع بن حابس کو امیر مقرر فرمائیں۔ اس بات پر

٥٣٨٨- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿إن الذين ينادونك من وراء الحجرات . . .﴾، ح: ٤٨٤٧ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٣٦.

عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَنَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُقَدِّمُوا۟ بَيْنَ يَدَىِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ﴾ حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا۟ حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ [الحجرات ٤٩: ١-٥]

دونوں آپس میں بحث و تکرار کرنے لگے حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اس کی بابت یہ آیت اتری: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھو..... اگر یہ لوگ صبر کرتے (اور آپ کو باہر سے آوازیں نہ دیتے) حتیٰ کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لاتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھار بڑے بڑے عظماء اور جلیل القدر لوگوں سے بھی غلطی ہو جاتی ہے جیسا کہ امت محمدیہ کے افضل ترین انسان صدیق و فاروق ؓ سے خطا صادر ہوئی' تاہم انھوں نے ایسی سچی توبہ کی کہ مذکورہ واقعے کے بعد کبھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بات نہیں کی۔ ② اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی عظیم قدر و منزلت بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ کے سامنے کسی کو اونچی آواز سے بات کرنے کا حق بھی نہیں چہ جائیکہ آپ کے مقابلے میں کسی امتی کو درجۂ امامت پر فائز کر دیا جائے اور اس کی ہر بات کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیا جائے اور ساری زندگی نہ صرف اس کی اندھا دھند تقلید میں گزار دی جائے بلکہ بلا دلیل اس کی بات تسلیم نہ کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔ ③ اس حدیث میں مسئلۃ الباب کا صراحتاً ذکر نہیں اگر کہیں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ اقرع بن حابس بھی شاعری کرتے تھے تو پھر بات واضح ہے۔ واللہ أعلم. ④ قرآن مجید اور احادیث میں عموماً شعراء کی مذمت کی گئی ہے کیونکہ شعراء مبالغہ آرائی بلکہ جھوٹ' خوشامد اور تعلّی کے عادی ہوتے ہیں اور شریعت ان اوصاف کو برا سمجھتی ہے۔ ویسے بھی حاکم کے لیے سنجیدہ طبع ہونا ضروری ہے اور یہ چیز پیشہ ور شعراء میں مفقود ہوتی ہے' اس لیے ظاہری طور پر سمجھ میں یہی آتا ہے کہ شعراء کو حاکم نہیں بنانا چاہیے مگر چونکہ ضروری نہیں کہ ہر شاعر ایسا ہی ہو خصوصاً جو پیشہ ور شاعر نہ ہو' لہٰذا اگر امارت کا اہل ہو تو اسے امیر بنایا جا سکتا ہے۔ ⑤ ''آگے نہ بڑھو'' یعنی اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے قبل جلد بازی نہ کرو بلکہ ان کے فیصلے کا انتظار کرو جب تک رسول اللہ ﷺ خود مشورہ طلب نہ فرمائیں' تم خود بخود مشورہ نہ دو۔ امیر منتخب کرنا رسول اللہ ﷺ کا کام ہے نہ کہ تمھارا۔ ⑥ ''صبر کرتے'' اشارہ بنو تمیم کے وفد کی طرف ہے کہ جب وہ آئے تھے تو انھوں نے باہر کھڑے ہو کر زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دی تھیں: یَا مُحَمَّدُ! أُخْرُجْ ظاہر ہے یہ معقول انداز نہیں تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ جیسی عظیم شخصیت کو اس طرح نہیں بلایا جا سکتا بلکہ ان کا انتظار کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٧) - إِذَا حَكَّمُوا رَجُلًا فَقَضَى بَيْنَهُمْ (التحفة ٧)

باب:۷- جب لوگ کسی شخص کو اپنا فیصل مقرر کریں اور وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے (تو یہ اچھی بات ہے)

٥٣٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ - عَنْ شُرَيْحِ ابْنِ هَانِيءٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يَكْنُونَ هَانِئًا أَبَا الْحَكَمِ، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: «إِنَّ اللهَ هُوَ الْحَكَمُ وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكَنَّى أَبَا الْحَكَمِ؟» قَالَ: إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، قَالَ: «مَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا فَمَا لَكَ مِنَ الْوُلْدِ؟» قَالَ لِي شُرَيْحٌ وَعَبْدُ اللهِ وَمُسْلِمٌ قَالَ: «فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟» قَالَ: شُرَيْحٌ، قَالَ: «فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ»، فَدَعَا لَهُ وَلِوَلَدِهِ».

۵۳۸۹- حضرت ہانی ؓ سے منقول ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے لوگوں کو اسے ابوالحکم کی کنیت سے پکارتے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''اصل حکم تو اللہ تعالیٰ ہے اور اسی کا فیصلہ چلتا ہے۔ پھر تجھے ابوالحکم کیوں کہا جاتا ہے؟'' اس نے کہا: میری قوم میں جب کوئی اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں۔ میں ان میں فیصلہ کر دیتا ہوں جسے دونوں فریق پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ تیرے کتنے لڑکے ہیں؟'' میں نے کہا: شریح' عبداللہ اور مسلم۔ آپ نے فرمایا: ''ان میں سے بڑا کون ہے؟'' اس نے کہا: شریح۔ آپ نے فرمایا: ''تیری کنیت آج سے ابوشریح ہے۔'' پھر آپ نے اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے دعا فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ثالث کا کیا ہوا صحیح اور درست فیصلہ نافذ ہونا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ہانی ؓ کے فعل کی تحسین فرمائی ہے۔ ② بڑے بیٹے کے نام پر کنیت رکھنا مستحب ہے کیونکہ بڑا ہونے کی وجہ سے یہ اس کا حق بنتا ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبیح اور برے نام کو بدل دینا مستحب اور پسندیدہ شرعی عمل ہے' نیز یہ حدیث مبارکہ اس مسئلے کی طرف راہ نمائی بھی کرتی ہے کہ ''ابوالحکم'' کنیت رکھنے سے احتراز کرنا چاہیے' اس لیے کہ عربی میں حَکَم فیصلہ کرنے

٥٣٨٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في تغيير الاسم القبيح، ح: ٤٩٥٥ من حديث يزيد بن المقدام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٤٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٥٧، وقواه الحاكم: ١/ ٢٣، والذهبي، وحسنه العراقي في أماليه.

والے کو کہتے ہیں۔ ابوالحکم سے مراد ہے سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا۔ ظاہر ہے اس میں فخر اور تعلّی کا اظہار ہے جسے شریعت مناسب نہیں سمجھتی، اس لیے آپ نے اس کنیت کو حقیقی کنیت سے تبدیل فرما دیا۔ ④ "یہ بہت اچھی بات ہے" عربی جملے کے لفظی معنی ہیں: "اس سے اچھی کوئی بات نہیں۔" مفہوم وہی ہے۔

(المعجم ٨) - اَلنَّهْيُ عَنِ اسْتِعْمَالِ النِّسَاءِ فِي الْحُكْمِ (التحفة ٨)

باب:٨-(فیصلہ کرنے کے لیے) عورتوں کو قاضی (یا حاکم) مقرر کرنے کی ممانعت

٥٣٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: عَصَمَنِي اللهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَمَّا هَلَكَ كِسْرٰى قَالَ: «مَنِ اسْتَخْلَفُوا؟» قَالُوا: بِنْتَهُ، قَالَ: «لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً».

٥٣٩٠-حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک فرمان کی بدولت بچا لیا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ جب (شاہ ایران) کسریٰ مر گیا تو آپ نے پوچھا: "ان لوگوں (ایرانیوں) نے کسے جانشین بنایا ہے؟" لوگوں نے کہا: اس کی بیٹی کو۔ آپ نے فرمایا: "وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوگی جنھوں نے اپنی حکومت ایک عورت کے سپرد کر دی۔"

فوائد و مسائل: ① عورت کو قاضی اور جج بنانا اور اس سے فیصلے کرانا درست نہیں، شرعاً یہ ممنوع ہے۔ ② عورت کا دائرۂ کار مرد کے دائرۂ کار سے مختلف ہے۔ عورت کے ذمے گھریلو امور کی نگرانی ہے جب کہ بیرونی امور، مثلاً: کاروبار، ملازمت، حکومت و قضاء وغیرہ مرد کی ذمہ داری ہے۔ پھر جن معاملات میں مرد و عورت کا اختلاط ہوتا ہے، ان میں عورت ذمہ داری نہیں سنبھال سکتی۔ اسی لیے عورت کو امام نہیں بنایا جا سکتا، خواہ وہ صاحب علم و فضل ہی ہو۔ قضاء اور امارت میں تو عموماً واسطہ ہی مردوں سے پڑتا ہے۔ ویسے بھی یہ گھریلو معاملہ نہیں، لہٰذا عورت کے لیے قضاء و امارت جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین کے دور میں کسی عورت کو کسی ملکی منصب پر مقرر نہیں کیا گیا اگرچہ اس دور میں بلند مرتبہ خواتین کی کمی نہیں تھی کیونکہ وہ پردے میں رہنے کی پابند ہیں۔ بعد والے ادوار میں بھی اس بات پر ہی عمل جاری رہا۔ اور اہل علم کا بھی اس بات پر اجماع ہے۔ ③ "بچا لیا" حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہے۔ جب وہ قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں مکہ سے بصرہ تشریف لائی تھیں۔ ان کے ساتھ بڑے بڑے صحابہ تھے۔ راستے میں لوگ ملتے گئے

٥٣٩٠ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب كتاب النبي ﷺ إلى كسرى وقيصر، ح:٤٤٢٥ من حديث الحسن البصري به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٩٣٧.

حتیٰ کہ لشکر عظیم بن گیا کیونکہ ان کا مطالبہ صحیح تھا' اس لیے حضرت ابوبکرہ نے بھی ان کا ساتھ دینے کا ارادہ فرمایا مگر جب دیکھا کہ لشکر کی قیادت عورت کے ہاتھ میں ہے تو مندرجہ بالا فرمان رسول کے پیش نظر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ ④ اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ تو حکومت کی خواہاں تھیں' نہ کوئی عہدہ طلب کر رہی تھیں صرف قصاص کا مطالبہ کر رہی تھیں اور یہ مطالبہ ہر مسلمان کر سکتا تھا مگر لشکر کی قیادت کی صورت میں یہ بات مناسب نہیں تھی۔ اس پر وہ خود بھی بعد میں اظہار تاسف کرتی رہیں کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا' لہٰذا کوئی اعتراض نہ رہا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا. ⑤ ''اس کی بیٹی کو'' درمیان میں کسریٰ پرویز کا بیٹا بھی بادشاہ رہا مگر وہ صرف چھ مہینے کے لیے' اس لیے اس کو شمار نہیں کیا گیا۔ ⑥ ''کامیاب نہیں ہوگی'' آخرت میں یا دنیا میں بھی کیونکہ حکومت عورت کا میدان نہیں۔ وہ اس میں مردوں سے مات کھا جاتی ہے۔ تاریخ ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ٩) - اَلْحُكْمُ بِالتَّشْبِيهِ وَالتَّمْثِيلِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ (التحفة ٩)

باب:٩- مشابہت اور قیاس کے ساتھ فیصلہ کرنا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں (راویوں کا) ولید بن مسلم پر اختلاف

٥٣٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَايَسْتَطِيعُ أَنْ يَرْكَبَ إِلَّا مُعْتَرِضًا، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، حُجِّي عَنْهُ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَضَيْتِيهِ».

٥٣٩١- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نحر کے دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت آپ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر فریضۂ حج' میرے والد پر اس وقت (فرض) ہوا جبکہ وہ بہت بوڑھے ہیں۔ (سواری پر) سوار نہیں ہو سکتے الا یہ کہ انھیں لٹا دیا جائے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ تو اس کی طرف سے حج کر کیونکہ اگر اس کے ذمے قرض ہوتا تو تو اسے ادا کرتی۔''

٥٣٩١ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة، ح: ١٨٥٣، ومسلم، الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما أو للموت، ح: ١٣٣٥ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٥٠.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ حج بدل کرنے والا شخص اس سے پہلے اپنا حج کر چکا ہو جیسا کہ شبرمہ والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔ ② یاد رہے جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور اسے کوئی شرعی عذر آڑے آ رہا ہو جس کی وجہ سے وہ خود حج نہ کر سکتا ہو' مثلاً: وہ دائمی مریض ہو یا انتہائی بوڑھا ہو یا سواری پر بیٹھنے کے قابل نہ ہو' وغیرہ تو ایسے زندہ شخص کی طرف سے حج کرنا درست ہے۔ ③ یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ اگر سواری کا جانور برداشت کر سکتا ہو تو اس پر بیک وقت ایک سے زیادہ آدمی سوار ہو سکتے ہیں، نیز یہ رسول اللہ ﷺ کی عظیم تواضع اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے عظیم المرتبت ہونے کی صریح دلیل بھی ہے کہ آپ نے اپنے سے کہیں کم مرتبہ شخص کو نہ صرف اپنے ساتھ بلکہ اپنے پیچھے ایک ہی سواری پر سوار کر لیا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ غیر محرم شخص کے لیے عورت کی آواز سننا شرعاً جائز ہے۔ جو لوگ عورت کی آواز کو بھی عورت' یعنی چھپانے کے قابل قرار دیتے ہیں' اس حدیث مبارکہ سے ان کے موقف کا رد ہوتا ہے۔ ⑤ عالم اور استاد اگر مناسب سمجھے تو سائل اور شاگرد کو مثال بیان کر کے مسئلہ سمجھا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ ⑥ یہ حدیث مبارکہ والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ ان کا خیال رکھنا' ان کے ذمے قرض ہو تو ادا کرنا' ان کے نان ونفقہ اور اخراجات وغیرہ کا دھیان کرنا' نیز ان کی دیگر دینی اور دنیاوی ضرورتیں پوری کرنا اولاد کی ذمہ داری ہے۔ ⑦ یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ یوم نحر سے مراد ١٠ ذی الحجہ ہے جس دن حاجی منیٰ میں واپس آتے ہیں اور رمی کرتے ہیں۔ ⑧ ''اگر اس کے ذمے قرض ہوتا'' یہ ایک مثال ہے جو آپ نے اس کو مسئلہ سمجھانے کے لیے بیان فرمائی ورنہ یہ ضروری نہیں کہ آپ نے حج کا مسئلہ قرض کے مسئلہ سے معلوم فرمایا ہو بلکہ یہ دونوں احکام شرع میں معلوم تھے۔ اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کا عنوان یوں باندھا ہے: ''جو شخص ایک معلوم حکم سمجھانے کے لیے ایک زیادہ واضح حکم کو بطور مثال بیان کرے...... الخ'' ورنہ بہت سے مسائل میں یہ قیاس نہیں چلتا' مثلاً: کسی شخص کے ذمے نماز یا روزہ ہو اور وہ خود ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا اور یہ اتفاقی مسئلہ ہے۔ ⑨ یاد رکھنا چاہیے کہ قیاس وہاں چلتا ہے جہاں شریعت کا صریح حکم موجود نہ ہو' اس لیے قرآن وحدیث کے حکم کے مقابلے میں قیاس جائز نہیں۔

٥٣٩٢- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي

٥٣٩٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ

٥٣٩٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٤ * الوليد هو ابن مسلم، وعمر هو ابن عبدالواحد.

ابْنُ شِهَابٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَالْفَضْلُ رَدِيفُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَايَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يُجْزِيءُ؟ وَقَالَ مَحْمُودٌ: فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ فَقَالَ لَهَا: «نَعَمْ».

پوچھا جب کہ فضل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی سواری کے پیچھے بیٹھے تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر فریضۂ حج، میرے والد پر اس وقت (فرض) ہوا جبکہ وہ بہت بوڑھے ہیں۔ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے تو کیا یہ درست ہے کہ میں ان کی طرف سے حج ادا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اور (راویٔ حدیث استاد) محمود نے کہا: یَقْضِي (جبکہ استاد عمرو بن عثمان کے لفظ تھے: يُجْزِئُ)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مَا ذَكَرَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ سے کئی لوگوں نے یہ روایت بیان کی ہے مگر جو ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے، وہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

٥٣٩٣- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا

٥٣٩٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیچھے سواری پر بیٹھے تھے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت آپ کے پاس مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل اس کو دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیرنا شروع کر دیا۔ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر فریضۂ حج، میرے والد پر اس وقت فرض ہوا جبکہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے۔ وہ سواری پر ٹھہر (بیٹھ) نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“

٥٣٩٣_[صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٥، والموطأ (يحيى): ١/ ٣٥٩.

لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

اور یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔

فائدہ: ''ہاں'' یعنی اگلے سال اس کی طرف سے حج کر لینا کیونکہ فی الوقت تو وہ اپنا حج کر رہی تھی۔

٥٣٩٤- أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَايَسْتَوِي عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ» فَأَخَذَ الْفَضْلُ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً حَسْنَاءَ، وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْفَضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ.

۵۳۹۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر فریضۂ حج میرے والد پر اس وقت فرض ہوا جبکہ وہ بہت بوڑھے ہیں۔ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اگر میں ان کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کی طرف سے ادائیگی ہو جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ہاں۔'' فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے کیونکہ وہ خوب صورت عورت تھی (اور فضل بھی ایسے ہی تھے) رسول اللہ ﷺ نے فضل کا چہرہ پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا۔

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ بدنی استطاعت نہ ہو لیکن مالی لحاظ سے حج فرض ہوتا ہو تو اپنی جگہ کسی دوسرے کو حج کروائے جو اس کی طرف سے حج کرے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم اور امام و حاکم کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ منکر اور غیر شرعی کام کو روکے۔ ممکن ہو تو ہاتھ سے روکے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا تھا۔

(المعجم ١٠) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ فِيهِ (التحفة ٩) - (أ)

باب: ۱۰- (راویوں کا) اس حدیث میں ابواسحاق پر اختلاف کا ذکر

٥٣٩٥- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى أَنَّ

۵۳۹۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٥٣٩٤_[صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٥١.

٥٣٩٥_[صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٦، وهو في الكبرى: ٥٩٤٧.

رَجُلًا أَخْبَرَنَا عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّ أَبِي أَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَثْبُتُ عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَإِنْ شَدَدْتُهُ خَشِيتُ أَنْ يَمُوتَ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَفَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ أَكَانَ مُجْزِئًا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أَبِيكَ».

ہے کہ ایک آدمی نے نبیٔ اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ میرے باپ پر حج اس حال میں فرض ہوا ہے کہ وہ انتہائی بوڑھے ہیں۔ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اگر میں انھیں پالان پر باندھ دوں تو مجھے خطرہ ہے' وہ مر جائیں گے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تو بتا اگر اس کے ذمے قرض ہوتا اور تو ادا کر دیتا تو کیا اسے کفایت ہو جاتا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔''

٥٣٩٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ إِنْ حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمْسِكْ وَإِنْ رَبَطْتُهَا خَشِيتُ أَنْ أَقْتُلَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أُمِّكَ».

۵۳۹۶- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ بہت بوڑھی ہیں۔ اگر میں انھیں سواری پر سوار کر دوں تو بھی وہ نہیں بیٹھ سکیں گی اور اگر میں انھیں (پالان پر) باندھ دوں تو مجھے خطرہ ہے کہ وہ مر جائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو بتا اگر تیری والدہ کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اپنی ماں کی طرف سے حج بھی کر۔''

٥٣٩٧- أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ:

۵۳۹۷- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نے نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا: اللہ کے نبی! میرے والد بہت بوڑھے ہیں۔ حج کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر میں انھیں

٥٣٩٦- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٤٤، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٤٩.

٥٣٩٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٤٤.

جَاءَ رَجلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَإِنْ حَمَلْتُهُ لَمْ يَسْتَمْسِكْ، أَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ».

اٹھا کر سواری پر لا دبھی دوں، تب بھی وہ بیٹھ نہیں سکیں گے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''تو اپنے والد کی طرف سے حج کر۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سُلَيْمَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: سلیمان (ابن یسار) نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں سنا۔

٥٣٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ أَكَانَ يُجْزِيءُ عَنْهُ».

٥٣٩٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبئ اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا: میرا باپ بہت بوڑھا ہے۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ تو بتا اگر اس کے ذمے قرض ہوتا اور تو ادا کر دیتا تو اسے کفایت نہ کرتا؟''

فائدہ: اس باب کی پہلی چار روایات میں سائل عورت ہے اور آخری چار روایات میں سائل مرد ہے جب کہ واقعہ ایک ہی ہے۔ اسی طرح عام روایات میں سوال والد کے بارے میں کیا گیا ہے جبکہ روایت ٥٣٩٦ میں سوال والدہ کے بارے میں کیا گیا ہے۔ تطبیق یوں ہے کہ سائل آدمی تھا۔ اس کے ساتھ اس کی نوجوان بیٹی بھی تھی۔ پہلے بیٹی نے سوال کیا' پھر اس شخص نے بھی کیا۔ سوال اس آدمی کے والد اور والدہ کے بارہ میں تھا۔ لڑکی چونکہ اپنے باپ کی طرف سے سوال پوچھ رہی تھی' لہٰذا اس نے الفاظ اپنے والد والے ہی استعمال کیے۔ جبکہ جس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا تھا' وہ اس لڑکی کا دادا تھا۔ ویسے بھی دادا کو باپ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور یہ استعمال میں عام ہے۔ اس آدمی کے والدین دونوں بوڑھے تھے' لہٰذا سوال دونوں کے بارے میں کیا گیا۔ مسند ابویعلیٰ (حدیث: ٦٧٣١، بہ تحقیق حسین سلیم اسد) کی ایک روایت سے مذکورہ تطبیق کا اشارہ ملتا ہے کہ سائل مرد اور اس کی نوجوان بیٹی دونوں تھے۔ واللّٰہ أعلم. بعض علماء محققین ترجیح کی طرف مائل ہیں' وہ کہتے ہیں کہ جو روایات امام زہری کے واسطے سے مروی ہیں ان سب میں عورت ہی کا ذکر ہے۔ اور یہ بخاری ومسلم کی روایات ہیں' اس

٥٣٩٨ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٩٥٣، وللحديث شواهد.

لیے انھیں ترجیح حاصل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سائلہ عورت ہی تھی، مرد نہ تھا، مرد کے ذکر والی روایات مرجوح ہیں۔
مزید دیکھیے: (تعليقات سلفيه، طبع جديد: ٥/٤٥٨)

(المعجم ١١) - اَلْحُكْمُ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ (التحفة ١٠)

باب: ۱۱- اہل علم کے اتفاق و اجماع کے مطابق فیصلہ کرنا

٥٣٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ - هُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: أَكْثَرُوا عَلَى عَبْدِ اللهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّهُ قَدْ أَتَى عَلَيْنَا زَمَانٌ وَلَسْنَا نَقْضِي وَلَسْنَا هُنَالِكَ، ثُمَّ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدَّرَ عَلَيْنَا أَنْ بَلَغْنَا مَا تَرَوْنَ فَمَنْ عَرَضَ لَهُ مِنْكُمْ قَضَاءٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلْيَقْضِ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ وَلَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ فَلْيَجْتَهِدْ رَأْيَهُ، وَلَا يَقُولُ إِنِّي أَخَافُ وَإِنِّي أَخَافُ، فَإِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ، فَدَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ.

۵۳۹۹- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید نے فرمایا: ایک دن لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر کسی مسئلے کے فیصلے کے بارے میں بہت زور دیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک وقت تھا کہ ہم فیصلے نہیں کیا کرتے تھے اور نہ ہمارا یہ مقام تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر فرمایا کہ ہم اس مرتبے کو پہنچ گئے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔ آج کے بعد جس کے پاس کوئی فیصلہ آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی حکم ذکر نہیں تو پھر وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا مسئلہ سامنے آئے جس کے بارے میں نہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی حکم ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی فیصلہ ہے تو پھر وہ نیک لوگوں کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا معاملہ سامنے آئے جس کے بارے میں نہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی حکم ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی فیصلہ فرمایا ہو اور نہ سلف صالحین نے کوئی فیصلہ کیا ہو تو وہ اپنی رائے کے

٥٣٩٩_ [حسن] أخرجه الدارمي: ١/ ٦١، ح: ١٧٢، والبيهقي: ١٠/ ١١٥ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٤٥، وللحديث شواهد عند الطبراني: ٩/ ٢١٠، ح: ٨٩٢١ وغيره.

ساتھ حق بات تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ یہ نہ کہے کہ مجھے (فتویٰ دیتے ہوئے) ڈر لگتا ہے۔ اور میں خطرہ محسوس کرتا ہوں' اس لیے کہ حلال کا حکم واضح ہے اور حرام کا بھی۔ درمیان میں کچھ چیزیں مشتبہ ہیں تو (ان کے بارے میں اصول یہ ہے کہ) شک و شبہ والی چیز کو چھوڑ دے اور غیر مشتبہ چیز کو اختیار کر۔

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ جَيِّدٌ جَيِّدٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے کہا: یہ حدیث جید (قابل حجت) ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس باب سے امام صاحب ؒ کا مقصود اجماع کی حجیت ثابت کرنا ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیات اور دیگر احادیث سے اس کی حجیت ثابت ہوتی ہے' جیسے ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَ تْ مَصِيْرًا﴾ (النسآء ۴:۱۱۵) اور ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ (البقرة ۲:۱۴۳) اسی طرح [إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَجَارَ أُمَّتِي مِنْ أَنْ تَجْتَمِعَ عَلٰى ضَلَالَةٍ] (سلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث:۱۳۳۱) اس قسم کی آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اہل علم ایک بات پر اتفاق کر لیں تو کسی شخص کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے' خواہ اس بات پر قرآن و حدیث سے کوئی صریح دلیل نہ ملتی ہو۔ خلفائے راشدین کا طرز عمل یہی تھا کہ جب کسی مسئلے کی بابت صریح حکم نہ ہوتا تو اہل علم سے مشورہ فرماتے، پھر جس پر اتفاق ہو جاتا اسے اختیار کر لیتے' لہٰذا اجماع کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جو اجتہاد شرعی تقاضوں کے عین مطابق ہو اس سے روگردانی اور اعراض کرنا نہ صرف گمراہی و بے دینی بلکہ شیطان کا آلۂ کار بننا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اجتہاد، نصوصِ کتاب و سنت کے مطابق ہونا چاہیے مخالف نہیں۔ ② ''ایک وقت تھا'' اس سے رسول اللہ ﷺ اور شیخین ؓ کا دور مراد ہے۔ ③ ''نیک لوگوں'' مراد اہل علم اور متقی حضرات ہیں۔

٥٤٠٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا.

۵۴۰۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا: ہم پر ایک ایسا وقت گزرا کہ ہم فیصلے نہیں کیا کرتے تھے اور

٥٤٠٠ـ [حسن] أخرجه الدارمي: ١/ ٥٩، ح: ١٦٧ عن محمد بن يوسف الفريابي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٤٦. * سفيان هو الثوري، وتابعه شعبة عند الدارمي: ١/ ٦٠، ٦١، ح: ١٧١، والبيهقي إلا أنه قال: أحسبه، أن عبدالله قال: الخ، حريث مجهول الحال، وتابعه عبدالرحمٰن بن يزيد، انظر الحديث السابق.

سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ ظُهَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَتَى عَلَيْنَا حِينٌ وَلَسْنَا نَقْضِي وَلَسْنَا هُنَالِكَ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدَّرَ أَنْ بَلَغْنَا مَا تَرَوْنَ فَمَنْ عَرَضَ لَهُ قَضَاءٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلْيَقْضِ فِيهِ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ نَبِيُّهُ، فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ، وَلَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ إِنِّي أَخَافُ وَإِنِّي أَخَافُ، فَإِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ فَدَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ.

نہ ہمارا یہ مرتبہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ہم اس درجے کو پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو۔ اب جس شخص کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہو تو وہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ کرے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جو کتاب اللہ میں مذکور نہ ہو تو وہ نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جو نہ کتاب اللہ میں مذکور ہو اور نہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی بابت فیصلہ فرمایا ہو تو وہ سلف صالحین کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرے۔ یہ نہ کہے کہ مجھے ڈر لگتا ہے اور میں خطرہ محسوس کرتا ہوں اس لیے کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے البتہ ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ تو شک وشبہ والی چیز کو چھوڑ کر غیر مشتبہ چیز کو اختیار کر۔

فائدہ: ”حلال واضح ہے“ یعنی بعض چیزوں کی حلت واضح اور غیر متنازعہ ہے۔ اور بعض چیزیں قطعاً حرام ہیں۔ ان کے بارے میں تو فیصلہ آسان ہے۔ البتہ کچھ معاملات مشتبہ ہوتے ہیں کیونکہ اس میں حلت کی وجہ بھی موجود ہوتی ہے اور حرمت کی بھی۔ یا دونوں قسم کی احادیث ہیں یا اس میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ ان میں احتیاط پر عمل کرنا چاہیے۔ واللہ أعلم.

٥٤٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ شُرَيْحٍ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ يَسْأَلُهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ اقْضِ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ فَبِسُنَّةِ

۵۴۰۱- حضرت شریح سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ انھوں نے جواب میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر وہ مسئلہ

٥٤٠١ـ [صحيح] أخرجه الدارمي: ١/ ٥٩، ٦٠، ح: ١٦٩، والبيهقي: ١٠/ ١١٥ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٤٤. * سفيان هو الثوري.

رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُونَ فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ، وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَكَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں مذکور نہ ہو تو پھر سلف صالحین کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر وہ مسئلہ نہ کتاب اللہ میں ہو نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں ہو اور نہ اس کے بارے میں سلف صالحین سے کوئی فیصلہ منقول ہو تو پھر تیری مرضی ہے' چاہے تو آگے بڑھ (کر جواب دے) اور چاہے تو پیچھے ہٹ جا (خاموشی اختیار کر)۔ اور میرے خیال میں خاموشی ہی تیرے لیے بہتر ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

فائدہ: ''خاموشی بہتر ہے'' کیونکہ اجتہاد میں غلطی کا امکان بہرصورت موجود رہتا ہے۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث اور اجماع کے بعد اجتہاد یا قیاس کا درجہ ہے' یعنی اگر کوئی مسئلہ قرآن وحدیث میں مذکور نہ ہو اور اس بارے میں اجماع بھی موجود نہ ہو تو اسے اجتہاد و قیاس سے حل کیا جائے گا بشرطیکہ اجتہاد کرنے والا صاحب علم ہو' اجتہاد کے قابل ہو لیکن اگر کوئی مسئلہ قرآن یا حدیث میں موجود ہو یا اس کے بارے میں صحابہ یا تابعین کا اجماع پایا جاتا ہو تو اس کے بارے میں اجتہاد جائز نہیں کیونکہ اجتہاد سے مراد منصوص مسائل میں تبدیلی کرنا نہیں بلکہ غیر منصوص مسائل کا حل معلوم کرنا ہے۔ آج کل بعض علم سے بے بہرہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اجتہاد کا مطلب قرآن وسنت کے احکام میں تبدیلی کرنا ہے اور ان کے بقول قرآن وسنت کے مسائل کو موجودہ حالات کے مطابق کرنا ہے' حالانکہ حق یہ ہے حالات کو قرآن وسنت کے مطابق بدلنا چاہیے نہ کہ قرآن وسنت میں حالات کے مطابق تبدیلی کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٢) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ [المآئدة: ٤٤] (التحفة ١١)

باب:١٢- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے' وہ کافر ہے''. کی تفسیر

٥٤٠٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

٥٤٠٢- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: حضرت

٥٤٠٢- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره: ٢٧/١٣٨ عن الحسين بن حريث أبي عمار المروزي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٤١ * سفيان هو الثوري، عنعن تقدم، ح: ١٠٢٧.

قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ مُلُوكٌ بَعْدَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﷺ بَدَّلُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ، وَكَانَ فِيهِمْ مُؤْمِنُونَ يَقْرَأُونَ التَّوْرَاةَ، قِيلَ لِمُلُوكِهِمْ: مَانَجِدُ شَتْمًا أَشَدَّ مِنْ شَتْمٍ يَشْتُمُونَّا هٰؤُلَاءِ، أَنَّهُمْ يَقْرَأُونَ ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَهٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ مَعَ مَا يَعِيبُونَّا بِهِ فِي أَعْمَالِنَا فِي قِرَاءَتِهِمْ، فَادْعُهُمْ فَلْيَقْرَؤُا كَمَا نَقْرَأُ وَلْيُؤْمِنُوا كَمَا آمَنَّا، فَدَعَاهُمْ فَجَمَعَهُمْ وَعَرَضَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ أَوْ يَتْرُكُوا قِرَاءَةَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ إِلَّا مَابَدَّلُوا مِنْهَا، فَقَالُوا: مَا تُرِيدُونَ إِلٰى ذٰلِكَ دَعُونَا، فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: اِبْنُوا لَنَا أُسْطُوَانَةً ثُمَّ ارْفَعُونَا إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْطُونَا شَيْئًا نَرْفَعُ بِهِ طَعَامَنَا وَشَرَابَنَا فَلَا نَرِدُ عَلَيْكُمْ، وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: دَعُونَا نَسِيحُ فِي الْأَرْضِ وَنَهِيمُ وَنَشْرَبُ كَمَا يَشْرَبُ الْوَحْشُ فَإِنْ قَدَرْتُمْ عَلَيْنَا فِي أَرْضِكُمْ فَاقْتُلُونَا، وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: اِبْنُوا لَنَا دُورًا فِي الْفَيَافِي وَنَحْتَفِرُ الْآبَارَ وَنَحْتَرِثُ الْبُقُولَ فَلَا نَرِدُ عَلَيْكُمْ وَلَا نَمُرُّ بِكُمْ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْقَبَائِلِ إِلَّا وَلَهُ حَمِيمٌ فِيهِمْ، قَالَ فَفَعَلُوا. ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَهْبَانِيَّةً ٱبْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَـٰهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ٱبْتِغَـآءَ رِضْوَٰنِ ٱللَّهِ فَمَا

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد کچھ ایسے بادشاہ ہوئے جنھوں نے تورات و انجیل کو بدل دیا اور ان میں کچھ ایمان پر قائم رہے۔ وہ (اصل) تورات پڑھتے تھے۔ ان بادشاہوں سے کہا گیا: ہم کوئی گالی اس گالی سے سخت نہیں پاتے جو یہ ہمیں دیتے ہیں کیونکہ یہ پڑھتے ہیں: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے' وہ کافر ہے۔'' اور اس قسم کی دوسری آیات' نیز وہ اپنی قراءت میں ہم پر عملی عیب بھی لگاتے ہیں۔ ان کو بلائیں اور انھیں کہیں کہ جس طرح ہم پڑھتے ہیں' وہ بھی اسی طرح پڑھیں اور وہ بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح ہمارا ایمان ہے۔ بادشاہ نے ان کو بلایا اور ان کو قتل کی دھمکی دی الا یہ کہ وہ تورات و انجیل کی صحیح قراءت چھوڑ کر اُن کی طرح تبدیل شدہ قراءت کریں۔ ان (مومن) لوگوں نے کہا: تمھیں اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ تم ہمیں چھوڑ دو۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا: تم ہمارے لیے کوئی بلند عمارت بنا دو۔ پھر ہمیں اس پر چڑھا دو۔ ہمیں کوئی ایسی چیز دو کہ ہم اپنا کھانا پینا اوپر لے جا سکیں۔ ہم تمھارے پاس نہیں آئیں گے۔ ایک گروہ نے کہا: ہمیں چھوڑو۔ ہم زمین میں گھومتے پھریں گے اور بلاوجہ چکر لگاتے رہیں گے اور جانوروں کی طرح کھاتے پیتے رہیں گے۔ اگر تم ہمیں اپنے علاقے میں پکڑ لو تو بے شک ہمیں قتل کر دینا۔ ایک اور گروہ نے کہا: ہمارے لیے صحراؤں میں گھر بنا دو۔ ہم کنویں کھود لیں گے اور سبزیاں کاشت کریں گے۔ نہ ہم تمھارے پاس آئیں گے' نہ تمھارے قریب سے

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ [الحديد ٥٧ : ٢٧] «وَالْآخَرُونَ قَالُوا : نَتَعَبَّدُ كَمَا تَعَبَّدَ فُلَانٌ وَنَسِيحُ كَمَا سَاحَ فُلَانٌ وَنَتَّخِذُ دُورًا كَمَا اتَّخَذَ فُلَانٌ وَهُمْ عَلٰى شِرْكِهِمْ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِإِيمَانِ الَّذِينَ اقْتَدَوْا بِهِ، فَلَمَّا بَعَثَ اللهُ النَّبِيَّ ﷺ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ انْحَطَّ رَجُلٌ مِنْ صَوْمَعَتِهِ وَجَاءَ سَائِحٌ مِنْ سِيَاحَتِهِ وَصَاحِبُ الدَّيْرِ مِنْ دَيْرِهِ فَآمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، فَقَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَءَامِنُوا۟ بِرَسُولِهِۦ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِۦ﴾. أَجْرَيْنِ بِإِيمَانِهِمْ بِعِيسٰى وَبِالتَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَبِإِيمَانِهِمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَتَصْدِيقِهِمْ، قَالَ : ﴿وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِۦ﴾. اَلْقُرْآنَ وَاتِّبَاعَهُمُ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ : ﴿لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ ٱلْكِتَٰبِ﴾ يَتَشَبَّهُونَ بِكُمْ ﴿أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَىْءٍ مِّن فَضْلِ ٱللَّهِ﴾ . . . . اَلْآيَةَ [الحديد ٥٧ : ٢٩].

گزریں گے۔ ان قبائل میں سے کوئی قبیلہ بھی ایسا نہ تھا جس کا کوئی دوست اور رشتے داران (مومن) لوگوں میں نہ ہو اس لیے انھوں نے یہ باتیں مان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''اور رہبانیت انھوں نے خود ایجاد کر لی، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا، مگر اللہ کی خوشنودی کی طلب میں انھوں نے آپ ہی یہ بدعت نکالی اور پھر اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہ کیا۔'' اور کچھ دوسرے لوگ بھی کہنے لگے کہ ہم تو اس طرح عبادت کریں گے جیسے کہ فلاں (یہ اونچی عمارتوں والے) کرتے ہیں اور ہم بھی اسی طرح گھومتے پھریں گے جیسے یہ گھومتے پھرتے ہیں۔ اور ہم بھی آبادیوں سے دور جھونپڑیاں بنالیں گے جس طرح انھوں نے بنائی ہیں، حالانکہ یہ لوگ مشرک تھے اور ان کو ان لوگوں کے ایمان کا کوئی علم نہ تھا جن کی اقتدا کا وہ دم بھرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان میں سے بھی چند لوگ ہی رہ گئے تو مناروں والے (راہب لوگ) اپنے مناروں سے اتر آئے اور گھومنے پھرنے والے بھی واپس آ گئے اور جھونپڑیوں والے اپنی جھونپڑیوں سے لوٹ آئے۔ اور یہ سب لوگ آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی رحمت سے دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔'' ایک اجر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تورات و انجیل پر ایمان لانے کا اور دوسرا اجر حضرت محمد ﷺ پر ایمان و تصدیق کا۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ تمھیں نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم (راہ حق پر) چلو گے۔'' اس نور سے مراد قرآن مجید اور نبیٔ اکرم ﷺ کی پیروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: ''تاکہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) جان لیں، یعنی تمھاری مشابہت اختیار کریں (تمھاری طرح ایمان لے آئیں) کہ وہ بذات خود اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی فضل حاصل نہیں کر سکتے......الخ۔''

فوائد و مسائل: ① محقق کتاب کے علاوہ دیگر محققین نے اس روایت کو موقوفاً صحیح کہا ہے اور یہی بات درست ہے۔ ② اس حدیث میں مذکور آیت کی تشریح تو نہیں البتہ اس کی مثال ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بدلنا کفر ہے۔ ظاہر ہے کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا جائے تو وہ حکم بدل جاتا ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ باقی حدیث کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ ③ ''سخت نہیں پاتے'' کیونکہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ ④ ''عملی عیب'' یعنی ہماری عملی خرابیاں بیان کرتے ہیں۔ ⑤ ''ہمیں چھوڑ دو'' گویا کچھ لوگ مناروں پر چڑھ گئے اور وہاں رہ کر عبادت کرنے لگ گئے۔ کچھ ملنگ بن گئے جو بے مقصد ادھر ادھر آبادیوں سے دور گھومتے رہتے تھے اور کچھ آبادیوں سے دور عبادت خانے بنا کر رہنے لگے۔ غرض ان کا لوگوں سے کوئی تعلق نہ رہا اور بدعمل لوگ یہی چاہتے تھے کہ کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ رہے۔ ⑥ ''رہبانیت'' ترک کر دینا، یعنی لوگوں سے الگ تھلگ رہنا حتیٰ کہ معاشرتی معاملات، مثلاً: نکاح، کاروبار، لین دین اور تعلقات سے بھی منہ موڑ لینا۔ ظاہر ہے شریعت میں اس خلاف فطرت طریقے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟ شریعت کا مقصود تو لوگوں میں رہ کر اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم رکھنا ہے۔ ⑦ ''کچھ دوسرے لوگ'' یعنی پہلے لوگ تو واقعتاً دین حق پر تھے اور اپنے دین کو بچانے کے لیے مذکورہ طریقے اختیار کر بیٹھے تھے۔ بعد میں کچھ بے دین لوگوں نے بھی ان کی نقالی شروع کر دی جو راہب ہونے کے ساتھ ساتھ مشرک اور بے دین بھی تھے۔

(المعجم ١٣) - اَلْحُكْمُ بِالظَّاهِرِ (التحفة ١٢)

باب:۱۳- فیصلہ ظاہر دلائل کی بنا پر کیا جائے گا

٥٤٠٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۵۴۰۳- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ

٥٤٠٣- أخرجه البخاري، الشهادات، باب من أقام البينة بعد اليمين، ح: ٢٦٨٠، ومسلم، الأقضية، باب بيان أن حكم الحاكم لا يغير الباطن، ح: ١٧١٣ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٦. * يحيى هو القطان.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُهُ بِهِ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے پاس مقدمات لاتے ہو۔ میں بھی ایک انسان ہوں۔ ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی دلیل کو فریق ثانی سے زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کر سکتا ہو لہٰذا اگر میں (ظاہر دلائل کی بنا پر) کسی شخص کے لیے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اسے نہ لے۔ یوں سمجھے میں اسے آگ کا ٹکڑا دے رہا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ اہم مسئلہ بیان کرنا ہے کہ قاضی اور جج ظاہری دلائل کے مطابق فیصلہ کرے گا' اس لیے اگر کسی قاضی یا حاکم وغیرہ نے غلط فیصلہ کر دیا تو غلط ہی ہو گا اور ناجائز بھی۔ کسی بھی شخص کے ناجائز فیصلہ کرنے سے وہ فیصلہ شرعی طور پر جائز قرار نہیں پاتا۔ قاضی' ثالث یا حاکم اور جج وغیرہ کے سامنے جس قسم کے دلائل ہوں گے' وہ انھی کے مطابق فیصلہ صادر کریں گے' اس لیے ان کے فیصلہ کرنے سے نہ کوئی حرام کام حلال قرار پائے گا اور نہ حلال کام حرام ہی ہوگا بلکہ اس کا وبال غلط دلائل مہیا کرنے والے کے سر ہوگا۔ ② باطل پر ڈٹ جانا' نیز باطل کی حمایت اور وکالت کرنا شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ جو وکیل ناجائز اور باطل کیس لڑتا ہے اور ان کا معاوضہ لیتا ہے' وہ خود بھی حرام کھاتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو بھی حرام ہی کھلاتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا مجتہد بھی غلطی کر سکتا ہے اور اس کی غلطی شرعاً غلطی ہی ہوگی' ظاہر دلائل کی وجہ سے وہ چیز حقیقت میں حلال یا حرام نہیں ہوگی' تاہم مجتہد کو اپنے اجتہاد اور کوشش کرنے کا ایک اجر وثواب ضرور ملے گا بشرطیکہ اس نے جان بوجھ کر غلطی نہ کی ہو۔ جانتے بوجھتے غلطی کرنے والا تو گناہ گار ہوگا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس مسئلے کی بابت وحی نازل نہ ہوئی ہوتی رسول اللہ ﷺ اس کی بابت اپنے اجتہاد سے فیصلہ فرماتے۔ واللّٰه أعلم. ⑤ ''انسان ہوں'' دلائل سمجھنے میں غلطی لگ سکتی ہے۔ غیب دان نہیں کہ عین حقیقت پر پہنچ جاؤں۔ میں ظاہری دلائل کی بنا پر ہی فیصلہ کر سکتا ہوں۔

(المعجم ١٤) - حُكْمُ الْحَاكِمِ بِعِلْمِهِ (التحفة ١٣)

باب:۱۴- قاضی کا اپنے علم (اور ذہانت) سے فیصلہ کرنا

٥٤٠٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ

۵۴۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٥٤٠٤ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿ووهبنا لداود سليمان ...﴾، ح:٣٤٢٧ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٩٦٠.

رَاشِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: وَقَالَ: «بَيْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ هٰذِهِ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرٰى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا إِلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ: اِئْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرٰى: لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللهُ هُوَ ابْنُهَا، فَقَضٰى بِهِ لِلصُّغْرٰى».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو عورتیں تھیں۔ ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے بھی تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ یہ (جس کا بچہ بھیڑیا اٹھا کر لے گیا) دوسری کو کہنے لگی: وہ تیرے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا: تیرے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دونوں حضرت داود علیہ السلام کے پاس فیصلہ لے گئیں۔ آپ نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ وہ باہر نکلیں تو حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام ملے۔ انھوں نے ان سے پورا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس چھری لاؤ۔ میں اسے کاٹ کر دونوں میں تقسیم کر دوں۔ چھوٹی بولی: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! ایسے نہ کریں۔ یہ اسی کا بیٹا ہے۔ آپ نے وہ چھوٹی کو دے دیا۔''

قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ! مَا سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ مَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سِکّین کا لفظ اسی دن سنا ورنہ ہم چھری کو مُدْیَہ کہتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ''بڑی کے حق میں'' کیونکہ بچہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ دلیل کسی کے پاس بھی نہیں تھی۔ انھوں نے ظاہری قبضے کی رعایت سے فیصلہ کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکمت سے کام لیا اور حقیقت تک پہنچ گئے۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے کہ قاضی اپنی ذہانت سے بھی معاملے کی تہہ تک پہنچ کر حقیقت کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے، خواہ گواہ اور دلائل نہ ہوں مگر یہ تب ہے جب حاکم یا قاضی کے خلاف بدگمانی پیدا نہ ہوتی ہو، نیز فریق ثانی بھی چپ ہو جائے اور مان لے۔ ② ''یہ اسی کا ہے'' کیونکہ کاٹ دینے اور ٹکڑے کرنے سے کسی کا بھی نہیں رہے گا۔ اس کو دینے کی صورت میں بچہ نظر تو آئے گا اور ممتا کو کچھ نہ کچھ سکون تو ملتا رہے گا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ بیٹا اسی کا ہے۔ تبھی تو اسے زیادہ تکلیف ہوئی۔ ③ ''سکین'' عربی میں چھری کو سکین کہتے ہیں اور مدیہ بھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاقے میں صرف مدیہ کہتے ہوں گے۔

(المعجم ١٥) - اَلسَّعَةُ لِلْحَاكِمِ فِي أَنْ يَقُولَ لِلشَّيْءِ الَّذِي لَا يَفْعَلُهُ: أَفْعَلُ لِيَسْتَبِينَ الْحَقَّ (التحفة ١٤)

باب:۱۵-حق واضح کرنے کے لیے حاکم کا یہ کہنا کہ میں ایسے کروں گا جب کہ اس کا ارادہ وہ کام کرنے کا نہ ہو

٥٤٠٥- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «خَرَجَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا صَبِيَّانِ لَهُمَا فَعَدَا الذِّئْبُ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَأَخَذَ وَلَدَهَا، فَأَصْبَحَتَا تَخْتَصِمَانِ فِي الصَّبِيِّ الْبَاقِي إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى مِنْهُمَا فَمَرَّتَا عَلَى سُلَيْمَانَ فَقَالَ: كَيْفَ أَمْرُكُمَا فَقَصَّتَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: اِئْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّ الْغُلَامَ بَيْنَهُمَا قَالَتِ الصُّغْرَى: أَتَشُقُّهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَتْ: لَا تَفْعَلْ حَظِّي مِنْهُ لَهَا، قَالَ: هُوَ ابْنُكِ فَقَضَى بِهِ لَهَا».

۵۴۰۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو عورتیں (کسی کام سے) نکلیں۔ ان کے ساتھ ان کے دو بچے بھی تھے۔ بھیڑیے نے ان میں سے ایک پر حملہ کیا اور اس کے بچے کو چھین کر لے گیا۔ وہ دونوں بچ رہنے والے بچے کے بارے میں باہم جھگڑنے لگیں اور مقدمہ حضرت داود علیہ السلام کے پاس لے گئیں۔ انھوں نے فیصلہ بڑی کے حق میں دے دیا' پھر وہ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزریں تو انھوں نے فرمایا: تمھارا کیا معاملہ ہے؟ ان عورتوں نے پوری بات بیان کر دی۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس چھری لاؤ۔ میں بچہ دو ٹکڑے کر کے ان میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ چھوٹی کہنے لگی: کیا آپ بچہ چیر دیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: ایسا نہ کریں۔ میں اپنا حق اس کو دیتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ تیرا بیٹا ہے' پھر اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔''

فائدہ: معلوم ہوا حق کو ثابت کرنے یا حق کو جاننے کے لیے حیلہ جائز ہے۔ حیلہ وہ ناجائز ہے جو باطل کو ثابت کرنے یا کسی کا حق باطل کرنے کے لیے کیا جائے۔ گویا حیلے کا جواز و عدم جواز مقصد پر موقوف ہے۔ مقصد حق ہو تو حیلہ بھی حق' مقصد ناجائز ہو تو حیلہ بھی ناجائز' مثلاً: بعض صاحبانِ جبہ و دستار نے زکاۃ سے بچنے یا شفعہ ساقط کرنے کے جو حیلے بتلائے ہیں وہ نہ صرف شرعاً حرام و ناجائز ہیں بلکہ اخلاق و شرافت کے ادنیٰ درجے سے بھی گرے ہوئے ہیں۔

٥٤٠٥ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب اختلاف المجتهدين، ح: ١٧٢٠ من حديث محمد بن عجلان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٨.

(المعجم ١٦) - نَقْضُ الْحَاكِمِ مَا يَحْكُمُ بِهِ غَيْرُهُ مِمَّنْ هُوَ مِثْلُهُ أَوْ أَجَلُّ مِنْهُ (التحفة ١٥)

باب:١٦-ایک حاکم اپنے جیسے یا اپنے سے بڑے حاکم کے فیصلے کو توڑ سکتا ہے

٥٤٠٦- أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَرَجَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا وَلَدَاهُمَا فَأَخَذَ الذِّئْبُ مِنْهُمَا أَحَدَهُمَا فَاخْتَصَمَتَا فِي الْوَلَدِ إِلٰى دَاوُدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى مِنْهُمَا، فَمَرَّتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: كَيْفَ قَضٰى بَيْنَكُمَا؟ قَالَتْ: قَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى، قَالَ سُلَيْمَانُ: أَقْطَعُهُ بِنِصْفَيْنِ لِهٰذِهِ نِصْفٌ وَلِهٰذِهِ نِصْفٌ، قَالَتِ الْكُبْرٰى: نَعَمِ اقْطَعُوهُ، فَقَالَتِ الصُّغْرٰى: لَا تَقْطَعْهُ، هُوَ وَلَدُهَا، فَقَضٰى بِهِ لِلَّتِي أَبَتْ أَنْ يَقْطَعَهُ».

۵۴۰۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دو عورتیں (گھر سے) نکلیں۔ ان کے ساتھ ان کے دو بچے (بیٹے) بھی تھے۔ بھیڑیا ان میں سے ایک بچے کو پکڑ کر لے گیا۔ وہ دوسرے بچے کے بارے میں جھگڑا کرتی ہوئی حضرت داود علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں۔ انھوں نے بچے کا فیصلہ ان میں سے بڑی کے حق میں دے دیا‘ پھر وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزریں تو انھوں نے پوچھا: تمھارے درمیان کیا فیصلہ ہوا؟ چھوٹی نے کہا: بڑی کے حق میں فیصلہ ہوا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرمانے لگے: میں اس کو دو ٹکڑے کر دیتا ہوں۔ نصف اس کا نصف اس کا۔ بڑی کہنے لگی: ہاں ہاں‘ دو ٹکڑے کر دو۔ چھوٹی نے کہا: نہ نہ! اسے دو ٹکڑے نہ کریں۔ یہ بچہ اسی کا ہے۔ پھر انھوں نے بچے کا فیصلہ اس کے حق میں کیا جس نے اس کو کاٹنے کی تجویز نہیں مانی تھی۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ مفہوم کی ان احادیث اور ان میں بیان کردہ واقع سے معلوم ہوتا ہے کہ عقل ودانش اور فہم وفراست قطعی طور پر وہبی چیز ہے‘ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا فرما دے۔ چھوٹی اور بڑی عمر یا امیری وفقیری اور اقتدار واختیار وغیرہ کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ② یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحیح اور درست بات معلوم کرنے اور معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے حیلہ کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس حیلے کا مقصد احقاق حق یا ابطال باطل ہی ہو۔ باطل اور ناجائز کو درست اور جائز قرار دینے کے لیے حیلہ کرنا شرعاً مذموم اور حرام ہے۔ ③ اگر فریقین اپنے حق کے بارے میں دوبارہ کسی اور سے فیصلہ کرانے کے حق میں ہوں تو بڑی خوشی سے کروا سکتے ہیں‘ خواہ

٥٤٠٦_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٠٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٥٩.

دوسرا قاضی پہلے کے برابر ہو یا اس سے کم مرتبہ ہو جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہے' خصوصاً جب کہ دوسرے کے فیصلے سے پہلے کی غلطی بھی ثابت ہو رہی ہو' تاہم کسی معاملے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے بعد کسی اور کی طرف رجوع کرنا بے ایمانی کی دلیل ہے۔ ④ ''بچہ اسی کا ہے'' چونکہ اس قول کا مقصد صرف بچے کی جان بچانا تھا نہ کہ اقرار' اسی لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے اقراری کلام پر عمل نہیں فرمایا بلکہ بچہ اسی کو دے دیا کیونکہ ان کو حق معلوم ہو چکا تھا بلکہ ہر ایک کے لیے واضح ہو چکا تھا۔

(المعجم ١٧) - بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْحَاكِمِ إِذَا قَضَى بِغَيْرِ الْحَقِّ (التحفة ١٦)

باب:١٧- حاکم کا ناحق کیا ہوا فیصلہ رد کرنے کا بیان

٥٤٠٧- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ ابْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: صَبَأْنَا وَجَعَلَ خَالِدٌ قَتْلًا وَأَسْرًا قَالَ: فَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ أَسِيرَهُ حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ يَوْمًا أَمَرَ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيدِ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَقُلْتُ: وَاللهِ! لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ أَحَدٌ وَقَالَ بِشْرٌ: مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ

٥٤٠٧- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجا۔ حضرت خالد نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ (مسلمان ہو گئے لیکن) اچھی طرح یہ نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے: ہم نے اپنا دین چھوڑا۔ (أَسْلَمْنَا کہنے کی بجائے صَبَأْنَا، صَبَأْنَا کہنے لگے)۔ حضرت خالد ان کو قتل اور قید کرنے لگ گئے۔ انھوں نے (ہم میں سے) ہر شخص کو اس کا قیدی سپرد کر دیا۔ اگلے دن صبح کے وقت حضرت خالد بن ولید نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنا قیدی قتل کر دے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنا قیدی قتل نہیں کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے کوئی دوسرا بھی اپنا قیدی قتل نہیں کرے گا۔ پھر ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے حضرت خالد کی یہ کارگزاری ذکر کی گئی۔ نبی

٥٤٠٧_ أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث النبي ﷺ خالد بن الوليد إلى بني جذيمة، ح: ٤٣٣٩ من حديث ابن المبارك، ح: ٧١٨٩ من حديث عبدالرزاق من حديث معمر بن راشد به.

قَالَ: فَقَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذُكِرَ لَهُ صَنِيعُ خَالِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَفَعَ يَدَيْهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ» قَالَ زَكَرِيَّا فِي حَدِيثِهِ فَذُكِرَ، وَفِي حَدِيثِ بِشْرٍ: فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ» مَرَّتَيْنِ.

اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! میں اس کام سے بری ہوں جو خالد نے کیا۔'' آپ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی حاکم وامیر وغیرہ غلط فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ مردود قرار پائے گا' اس لیے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شرعی امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا فیصلہ اور حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تائید فرمائی۔ ② اس حدیث مبارکہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عظمت کردار اور استقامت دین کے ساتھ ساتھ ان کا دین پر سختی سے عمل پیرا ہونے کا حقیقی جذبہ بھی معلوم ہوا' نیز یہ بھی واضح ہوا کہ دینی معاملات میں آپ نہایت جرأت مند تھے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کے لیے بھی نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے کہ خالق کی معصیت کرتے ہوئے' مخلوق میں سے کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کی اطاعت کرنا اور اس کی بات ماننا حرام اور ناجائز ہے۔ ④ کافر مسلمان کو صابی کہتے تھے۔ اس کے معنی ہیں: اپنے دین سے نکل جانے والا۔ وہ اس سے بے دین مراد لیتے تھے۔ صَبَأْنَا اسی سے ہے۔ بنو جذیمہ کا مقصود تو یہ تھا کہ ہم اپنے آبائی دین سے نکل کر مسلمان ہو چکے ہیں مگر انھوں نے وہ لفظ استعمال کیا جو کفار طنزاً مسلمانوں کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اسی سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو غلط فہمی ہوئی کہ شاید یہ اپنے کفر پر قائم ہیں اور ہمیں طنز کر رہے ہیں حالانکہ یہ بات نہیں تھی۔ حضرت خالد نے تادیبی کارروائی شروع کر دی۔ چونکہ یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے صرف براءت کے اظہار پر اکتفا کیا اور انھیں کوئی سزا نہیں دی۔

(المعجم ١٨) - ذِكْرُ مَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَجْتَنِبَهُ (التحفة ١٧)

باب: ۱۸- کس چیز سے حاکم کو اجتناب کرنا چاہیے؟

٥٤٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كَتَبَ أَبِي

۵۴۰۸- حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ سے منقول ہے کہ میرے والد نے مجھ سے (میرے بھائی) عبیداللہ بن ابوبکرہ کو جو سجستان (سیستان) کے قاضی تھے' یہ

٥٤٠٨ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح: ١٧١٧ عن قتيبة، والبخاري، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟، ح: ٧١٥٨ من حديث عبدالملك بن عمير به.

وَكَتَبْتُ لَهُ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ - وَهُوَ قَاضِي سِجِسْتَانَ - أَنْ لَّا تَحْكُمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحْكُمُ أَحَدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ»

لکھوایا کہ غصے کی حالت میں دو آدمیوں (فریقین) کے درمیان فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''کوئی شخص غصے کی حالت میں دو آدمیوں (فریقین) کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دوسرے کسی بھی شخص کو غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ جس غصے کی حالت میں حاکم اور قاضی و جج وغیرہ کو فیصلہ کرنے سے روکا گیا ہے' اس غصے سے مراد زیادہ غصہ ہے جو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو وقتی طور پر ختم کر دیتا ہے اور غلط فیصلے کا خطرہ ہوتا ہے' البتہ معمولی غصہ جو کسی مجرم کا جرم سننے سے فطرتاً آ جاتا ہے' فیصلے سے مانع نہیں۔ غصے کے علاوہ بھی جو چیز سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پر اثر ڈالے' مثلاً: زیادہ بھوک' پیاس' پریشانی' بیماری اور نیند کا غلبہ وغیرہ ان کا حکم بھی غصے والا ہی ہے۔ بہتر ہے کہ فیصلہ مقدمے کی سماعت سے الگ مجلس میں لکھا جائے تا کہ وقتی جذبات اثر انداز نہ ہو سکیں۔

(المعجم ١٩) - اَلرُّخْصَةُ لِلْحَاكِمِ الْأَمِينِ أَنْ يَحْكُمَ وَهُوَ غَضْبَانُ (التحفة ١٨)

باب: ۱۹- جس حاکم کے بارے میں غلطی کا خطرہ نہ ہو وہ غصے کی حالت میں فیصلہ کر سکتا ہے

٥٤٠٩- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ: أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلَاهُمَا النَّخْلَ،

۵۴۰۹- حضرت زبیر بن عوام ؓ سے روایت ہے کہ ان کا ایک انصاری آدمی سے جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے' حرہ کے برساتی نالوں (کے پانی) کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ وہ دونوں اس برساتی نالے سے کھجور کے درختوں کو پانی لگاتے تھے۔ اس انصاری نے کہا: پانی گزرنے دو تا کہ میرے کھیت کو لگے۔ میں نے انکار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زبیر! ہلکا سا پانی لگا لو پھر اپنے پڑوسی کی

٥٤٠٩ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ٢٣٥٩، ٢٣٦٠، ومسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ٢٣٥٧/ ١٢٩ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٦٣.

فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ عَلَيْهِ فَأَبٰى عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسْقِ يَازُبَيْرُ! ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلٰى جَارِكَ» فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا زُبَيْرُ! أَسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ» فَاسْتَوْفٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ ذٰلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ فِيهِ السَّعَةُ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ، فَلَمَّا أَحْفَظَ رَسُولَ اللهِ ﷺ الْأَنْصَارِيُّ اسْتَوْفٰى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ: لَا أَحْسَبُ هٰذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ إِلَّا فِي ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ [النسآء ٤: ٦٥]

طرف چھوڑ دو۔‘‘ انصاری کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا: اللہ کے رسول! (آپ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ) یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور غصے سے بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ’’زبیر! پانی لگا اور پھر لگنے دے حتیٰ کہ پانی منڈیروں تک پہنچ جائے۔‘‘ اب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو ان کا پورا حق دلوایا جب کہ اس سے پہلے آپ نے حضرت زبیر کو ایسا مشورہ دیا تھا جس میں زبیر اور انصاری دونوں کے لیے بہتری تھی لیکن جب انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کر دیا تو آپ نے واضح فیصلہ کی صورت میں زبیر کو ان کا پورا حق دلایا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی (یا اس جیسے) واقعہ کے بارے میں اتری: ’’آپ کے رب تعالیٰ کی قسم! یہ لوگ صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی مسائل میں حکم نہ مان لیں۔‘‘

وَأَحَدُهُمَا يَزِيدُ عَلٰى صَاحِبِهِ فِي الْقِصَّةِ.

(یونس بن عبدالاعلیٰ اور حارث بن مسکین) دونوں میں سے ہر ایک مذکورہ قصہ اپنے دوسرے ساتھی کے مقابلے میں کمی بیشی کے ساتھ روایت کرتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① جو پانی قدرتی طریقے سے بہتا ہو اس کا اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ ایسے پانی کے استعمال پر سب سے پہلا حق اس کا ہے جو اس کی طرف سبقت لے جائے اور اسی کی زمین وغیرہ ابتدا میں ہو۔ ایسے شخص کو اپنی زمین، کھیتی اور باغات وغیرہ مکمل طور پر سیراب کرنے کا پورا پورا حق ہے، تاہم اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ جب اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو پھر اس پانی کو آگے والے لوگوں کے لیے چھوڑ دے۔ اس پانی کو روک رکھنے کا حق پہلے شخص کو قطعاً نہیں۔ ② حاکم کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو باہم جھگڑنے والے فریقوں میں درمیانی راہ نکال کر صلح کرا دے۔ فریقین اس پر راضی نہ ہوں تو حقیقی فیصلہ کر دے اور ہر فریق کو اس کا پورا پورا حق دلا دے۔ ③ یہ صحابی انصاری اور بدری تھے اور بدری صحابہ کے بارے میں قرآن و

حدیث کی نصوص سے ثابت ہے کہ وہ قطعاً مومن اور جنتی ہیں' لہٰذا انصاری سے الفاظ نفاق کی بنا پر نہیں بلکہ وقتی جذبات کے تحت صادر ہوئے' تبھی تو آپ کے حتمی فیصلے پر اس نے سر تسلیم خم کر دیا اور کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہی اس کے ایمان کی دلیل ہے۔ ویسے بھی آپ نے پہلے فیصلہ نہیں فرمایا تھا بلکہ مصالحت کا مشورہ دیا تھا۔ جب مصالحت کارگر نہ ہوئی تو آپ نے حتمی فیصلہ دے دیا۔ ④ باب کا مقصود یہ ہے کہ غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرنے کی پابندی عام قاضی کے لیے ہے' رسول اللہ ﷺ کے لیے نہیں کیونکہ آپ سے غصے کی حالت میں بھی غلطی کا امکان نہیں ...... ﷺ۔ اس بارے میں سابقہ حدیث کا فائدہ بھی ملحوظ رکھا جائے۔

(المعجم ٢٠) - حُكْمُ الْحَاكِمِ فِي دَارِهِ (التحفة ١٩)

باب: ۲۰- حاکم یا قاضی کا اپنے گھر میں فیصلہ کرنا

٥٤١٠- أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا فَكَشَفَ سِتْرَ حُجْرَتِهِ فَنَادٰى: «يَا كَعْبُ»! قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا، وَأَوْمَأَ إِلَى الشَّطْرِ» قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ، قَالَ: «قُمْ فَاقْضِهِ».

۵۴۱۰- حضرت کعب ؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابن حدرد سے اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا جو اس کے ذمے تھا۔ ہماری آوازیں اونچی ہو گئیں حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی سن لیں۔ آپ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ باہر تشریف لائے۔ اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ ہٹایا اور بلند آواز سے فرمایا: ''اے کعب!'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اتنا معاف کر دے۔'' اور ہاتھ سے نصف کا اشارہ فرمایا۔ میں نے کہا: مان لیا۔ آپ نے (ابن ابی حدرد سے) فرمایا: ''اٹھ اور باقی ادا کر۔''

فوائد ومسائل: ① کسی ضرورت کی بنا پر حاکم یا قاضی وغیرہ اپنے گھر میں یا ''کمرۂ عدالت'' سے باہر کوئی فیصلہ کرے تو یہ جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کی وجہ سے لوگوں کے لیے کوئی مشکل یا تکلیف وغیرہ نہ ہو۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر بوقت ضرورت کبھی مسجد میں آواز اونچی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں' البتہ اس کو معمول بنانا اور خواہ مخواہ اپنی آواز مسجد میں بلند اور اونچی کرنا درست نہیں۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ایسا اشارہ جس سے مفہوم سمجھ میں آ جائے وہ بمنزلہ کلام کے ہوتا ہے کیونکہ اس اشارے کی

٥٤١٠ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ح: ٤٥٧ وغيره، ومسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، ح: ١٥٥٨/ ٢١ من حديث عثمان بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٦٥.

دلالت کلام پر ہوتی ہے۔ بنا بریں گونگے کی گواہی، اس کی قسم، اس کی خرید و فروخت اور دیگر معاملات درست قرار پائیں گے۔ ④ یہ حدیث اس مسئلے کی بھی وضاحت کرتی ہے کہ اگر صاحب حق سے سفارش کر کے اس کے حق میں سے سارا یا کچھ معاف کرا لیا جائے تو ایسا کرنا شرعاً درست ہے، نیز صاحب حق یا کسی دوسرے شخص کو اگر جائز سفارش کی جائے تو اسے سفارش قبول کر لینی چاہیے۔ ⑤ مسجد میں ادائیگی قرض کا مطالبہ اور تقاضا کرنا درست ہے، نیز قرض کے علاوہ اپنے دیگر حقوق کا مطالبہ بھی مسجد میں کیا جا سکتا ہے۔ ⑥ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کی بنا پر کھڑکیوں اور دروازوں پر پردے لٹکانا شرعاً جائز اور درست ہے۔

(المعجم ٢١) - اَلْاِسْتِعْدَاءُ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۱- کسی کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کرنا

٥٤١١- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَزِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: قَدِمْتُ مَعَ عُمُومَتِي الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيطَانِهَا فَفَرَكْتُ مِنْ سُنْبُلِهِ، فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَأَخَذَ كِسَائِي وَضَرَبَنِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَسْتَعْدِي عَلَيْهِ، فَأَرْسَلَ إِلَى الرَّجُلِ فَجَاؤُوا بِهِ فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى هٰذَا؟» فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ دَخَلَ حَائِطِي فَأَخَذَ مِنْ سُنْبُلِهِ فَفَرَكَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا عَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلًا وَلَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ جَائِعًا، اُرْدُدْ عَلَيْهِ كِسَاءَهُ» وَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَسْقٍ أَوْ نِصْفِ وَسْقٍ.

۵۴۱۱- حضرت عباد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں اپنے چچاؤں کے ساتھ مدینہ منورہ آیا۔ میں ایک باغ میں داخل ہوا اور میں نے کچھ سٹے توڑ کر ان کے دانے نکال لیے۔ باغ کا مالک آیا، اس نے میری چادر چھین لی اور مجھے مارا بھی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور دعویٰ دائر کر دیا۔ آپ نے اس شخص کو بلا بھیجا۔ لوگ اس کو لے کر آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے ایسے کیوں کیا؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرے باغ میں داخل ہوا۔ اس نے کچھ سٹے توڑے اور ان کے دانے نکال لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جاہل تھا، تو نے اسے تعلیم نہ دی۔ یہ بھوکا تھا، تو نے اسے کھانے کو نہ دیا۔ اس کی چادر واپس کر۔“ اور مجھے ایک یا نصف وسق دینے کا حکم جاری فرمایا۔

٥٤١١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، وابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصيب منه؟، ح:٢٢٩٨ من حديث أبي بشر به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٣، ووافقه الذهبي.

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ دعویٰ دائر کرنا شرعاً جائز ہے۔ یہ فریق ثانی پر زیادتی نہیں بلکہ اپنا حق لینے کے لیے درست ہے۔ ② "جاہل تھا" مقصود یہ ہے کہ غلطی کرنے والے کو صحیح اور درست عمل بتانا چاہیے اور اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ باغ والے شخص سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جاہل تھا، اجنبی تھا پھر بھوکا بھی تھا' اس لیے تجھے چاہیے تھا کہ اسے پیار کے ساتھ بتاتا کہ اس طرح اپنی مرضی سے توڑنے کی بجائے مالک سے مانگ لینا چاہیے۔ پھر تو اسے کھانے کو مزید دیتا تا کہ اس کی ضرورت پوری ہوتی جب کہ تو نے اس غریب کی چادر بھی چھین لی اور مارا بھی۔ ③ معلوم ہوا جرائم کی سزا دینے سے پہلے لوگوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے' نیز ان کی بنیادی ضروریات بھی پوری کی جائیں تا کہ وہ جان بچانے کے لیے جرم نہ کریں۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ضرورت مند' بقدر ضرورت کسی کے باغ یا کھیت سے لے اور کھا سکتا ہے' البتہ اتنا زیادہ لے لینا درست نہیں جو ضرورت پوری ہونے کے بعد ساتھ بھی لے جائے۔ یاد رہے کہ بغیر اجازت کسی کے باغ سے کھا پی لینا ایسا جرم نہیں کہ اس پر چوری کی حد نافذ ہو بلکہ اگر وہ بھوکا ہو تو اسے کچھ نہیں کہا جائے گا اور اگر وہ بھوک کے بغیر ہو تو اسے جرمانہ وغیرہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو جسمانی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ ⑤ "حکم جاری فرمایا" یعنی بیت المال سے نہ کہ اس آدمی کے مال سے۔ ابوداود کی روایت میں صراحت ہے کہ آپ نے غلے کا ایک یا نصف وسق مجھے عطا فرمایا۔ (سنن أبي داود، الجهاد، حديث:٢٦٢٠) ⑥ ایک اونٹ پر جتنا غلہ لادا جاتا ہے' اسے بھی وسق کہتے ہیں۔ ⑦ کسی کی تھوڑی بہت چیز بلا اجازت لے لینا اس چوری میں شامل نہیں جس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ اس پر مناسب تعزیر ہی کافی ہے' البتہ بلا اجازت کسی کا مال لینے والے سے پہلے اس کا سبب معلوم کرنا چاہیے اور اگر اس کا کوئی معقول عذر ہو تو پھر اسے معاف کر دینا چاہیے کیونکہ بعض حالات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں معافی ہی درست ہوتی ہے۔ ⑧ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے مستحق شخص کی مدد بیت المال اور حکومتی خزانے سے کرنی چاہیے۔ یہ اس کا حق ہے۔

(المعجم ٢٢) - صَوْنُ النِّسَاءِ عَنْ مَجْلِسِ الْحُكْمِ (التحفة ٢١)

باب: ٢٢- عورتوں کو عدالتوں میں بلانے سے احتراز کرنا

٥٤١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ،

۵۴۱۲- حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی ؓ سے مروی ہے' انھوں نے بیان فرمایا کہ دو آدمی رسول اللہ

٥٤١٢- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟، ح:٦٦٣٣، ٦٦٣٤ من حديث مالك، ومسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح:١٦٩٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في **الموطأ(يحيى)**: ٢/ ٨٢٢.

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلْ يَارَسُولَ اللهِ! وَائْذَنْ لِي فِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي، ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ إِلَيْكَ» وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ: فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

ﷺ کے پاس ایک مقدمہ لائے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیے۔ دوسرے شخص نے کہا' جو ان میں سے زیادہ سمجھ دار تھا: اے اللہ کے رسول! ضرور۔ اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں بات چیت کروں۔ (پھر اجازت ملنے کے بعد) اس نے کہا: میرا بیٹا اس کا نوکر تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو رجم کی سزا ملے گی تو میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی کے عوض (اپنے بیٹے کو) چھڑا لیا۔ پھر میں نے اہل علم سے مسئلہ پوچھا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن ہوگا۔ رجم تو اس کی بیوی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں تمھارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ باقی رہی تیری بکریاں اور لونڈی' تو وہ تجھے واپس مل جائیں گی۔'' پھر آپ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور اسے ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا۔ اور آپ نے حضرت انیس کو حکم دیا کہ اس (دوسرے شخص) کی بیوی کے پاس جاؤ۔ اگر وہ (زنا کے جرم کو) تسلیم کرے تو اسے رجم کر دو۔ عورت نے گناہ تسلیم کر لیا تو انھوں نے اسے رجم کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر عورت کو عدالت اور پنچائت وغیرہ میں لائے بغیر مسئلہ حل ہو سکتا ہو تو انھیں عدالتوں اور پنچائتوں وغیرہ میں نہیں گھسیٹنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس متعلقہ خاتون کو اپنے ہاں بلانے کی بجائے' اپنی طرف سے آدمی بھیج کر اس عورت سے حقیقت حال معلوم کی اور پھر اس کے اقرار کرنے پر اس پر زنا کی مذکورہ حد نافذ کی' یعنی اسے رجم کر دیا گیا۔ ② اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اپنے تمام مسائل بالخصوص حدود سے متعلق معاملات میں قرآن کے فیصلے

کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور جب کوئی مجرم و ملزم اقرار جرم کر لے تو حاکم پر واجب ہے کہ وہ اس پر حد قائم کرے۔ ہمارے ہاں ملک کے صدر کو سزائے موت ختم کرنے کا جو اختیار ہے، شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ معاملے کی پختگی ظاہر کرنے کے لیے قسم کھانا درست ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم کھانے کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو تو بھی قسم کھائی جا سکتی ہے۔ ④ یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن خلق اور عظیم حوصلے کی صریح دلیل ہے، نیز اس بات کی بھی دلیل ہے کہ مدعی، مستفتی (فتوی طلب کرنے والے) اور طالب کے لیے مستحب بات یہ ہے کہ وہ قاضی، عالم دین اور حاکم کے پاس اپنا مسئلہ پیش کرنے سے پہلے اجازت طلب کرے، نیز معلوم ہوا کہ ظن وتخمین پر مبنی حکم اور فیصلہ قطعی اور یقینی دلائل و براہین کے آنے پر ختم ہو جائے گا، اس طرح خلافِ شریعت کی گئی صلح مردود ہوگی اور اس سلسلے میں دیا گیا مال و متاع بھی واپس ہو جائے گا۔ ⑤ حد کے مقابلے میں فدیہ (مالی معاوضہ) شرعاً قابل قبول نہیں ہوگا اور نہ مالی معاوضہ لے کر کوئی شرعی حد ساقط کی جا سکتی ہے۔ اس پر اہل علم کا اجماع ہے بالخصوص زنا، چوری اور شراب نوشی وغیرہ جرم کے مرتکب پر حد قائم کی جائے گی۔ واللہ أعلم. ⑥ ''چھڑا لیا'' اس نے سمجھا کہ کسی کی بیوی سے زنا خاوند کی حق تلفی ہے، اس لیے اسے راضی کر لینا کافی ہے، حالانکہ یہ شرعی امر کی خلاف ورزی ہے جس کا تعلق معاشرے کے ساتھ ہے، لہٰذا یہ جرم خاوند کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوگا بلکہ مقدمہ عدالت میں آنے کے بعد لازماً سزا نافذ ہوگی۔ ⑦ ''کوڑے لگائے'' کیونکہ وہ خود معترف تھا۔ جرم ثابت ہو چکا تھا۔ امام مالک ؒ کے نزدیک جلاوطن کرنے کی بجائے جیل میں بھی ڈالا جا سکتا ہے۔ اور یہ صحیح ہے کیونکہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے گھر سے باہر رہے اور متعلقہ جگہ کے قریب نہ جائے۔ احناف کے نزدیک جلاوطنی سزا کا حصہ نہیں، لہٰذا ضروری نہیں۔ لیکن صریح حدیث کی روشنی میں یہ موقف محل نظر ہے۔

٥٤١٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللهِ إِلَّا مَا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ قَالَ: «قُلْ». قَالَ: إِنَّ ابْنِي

۵۴۱۳- حضرت ابوہریرہ، خالد بن زید اور شبل ؓ سے منقول ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ پھر فریق ثانی بھی اٹھا جو کہ پہلے شخص سے زیادہ سمجھ دار تھا اور کہا: یہ صحیح کہتا ہے۔ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔

٥٤١٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٦٨ـ٥٩٧٠.

كَانَ عَسِيفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ وَكَأَنَّهُ أُخْبِرَ أَنَّهُ عَلٰى ابْنِهِ الرَّجْمُ فَافْتَدٰى مِنْهُ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلٰى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: أَمَّا الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، اُغْدُ يَاأُنَيْسُ! عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا». فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

آپ نے فرمایا: ''بات کر۔'' اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں نوکر تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کرلیا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک نوکر دے کر اپنے بیٹے کی جان بخشی کروائی۔ گویا کہ اس شخص کو بتلایا گیا تھا کہ اس کے بیٹے کو رجم کر دیا جائے گا' اس لیے اس نے اس طریقے سے اس کی جان بخشی کروائی۔ پھر میں نے بہت سے اہل علم سے پوچھا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمھارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ تیری سو بکریاں اور نوکر تجھے واپس مل جائیں گے۔ تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے۔ اور اے انیس! تو اس کی بیوی کے پاس جا۔ اگر وہ جرم تسلیم کر لے تو اسے رجم کر دے۔'' وہ اس کے پاس گئے' اور اس (عورت) نے مان لیا تو انھوں نے اسے رجم کر دیا۔

فائدہ: کتاب اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی شریعت ہے' خواہ وہ قرآن مجید میں بیان ہو یا سنت رسول میں۔

(المعجم ٢٣) - تَوْجِيهُ الْحَاكِمِ إِلٰى مَنْ أُخْبِرَ أَنَّهُ زَنٰى (التحفة ٢٢)

باب:۲۳- حاکم کا اس شخص کو بلا بھیجنا جس کے بارے میں بتایا گیا ہو کہ اس نے زنا کیا ہے

٥٤١٤- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ

۵۴۱۴- حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف ﷛

٥٤١٤ـ [إسناده صحيح] يحيى بن سعيد الأنصاري سمعه من أبي أمامة (تحفة الأشراف: ١/ ٦٨)، وتابعه أبوحازم وأبوالزناد وغيرهما، وأبوأمامة سمعه من رجل من أصحاب النبي ﷺ (أبوداود، ح: ٤٤٧٢)، وهو سعيد بن سعد بن عبادة (ابن ماجه، ح: ٢٥٧٤).

الْكَرْمَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ زَنَتْ فَقَالَ: «مِمَّنْ؟» قَالَ: مِنَ الْمُقْعَدِ الَّذِي فِي حَائِطِ سَعْدٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ مَحْمُولًا فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاعْتَرَفَ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِإِثْكَالٍ فَضَرَبَهُ وَرَحِمَهُ لِزَمَانَتِهِ وَخَفَّفَ عَنْهُ.

سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کس کے ساتھ؟'' کسی نے کہا: اس اپاہج کے ساتھ جو حضرت سعد کے گھر میں رہتا ہے۔ آپ نے اسے بلا بھیجا۔ اس کو اٹھا کر لایا گیا۔ اور آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ اس نے جرم کا اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی شاخ منگوائی اور اس کو پیٹا۔ آپ نے اس پر اس کے اپاہج ہونے کی وجہ سے ترس کیا اور اس کو ہلکی سزا دی۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ اگر کسی شخص کے بارے میں جج کو اطلاع ملے کہ اس نے زنا کیا ہے تو وہ اسے بلا کر اس سے منسوب جرم کی تحقیق کر سکتا ہے' نیز جرم ثابت ہونے پر اسے حد بھی لگائی جائے گی۔ موجودہ دور میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا ''سوموٗ'' نوٹس لینا اسی قبیل سے ہے اور یہ مشروع عمل ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایک بار اقرار زنا کرنے سے زنا ثابت ہو جاتا ہے۔ تین یا چار بار اقرار کرانا ضروری نہیں۔ ③ ''ترس کیا'' وہ شادی شدہ تو نہیں تھا۔ اس کو کوڑے تو لگنا ہی تھے لیکن اس کی بیماری کی وجہ سے خطرہ تھا کہ وہ مر جائے گا' لہٰذا بجائے کوڑوں کے کھجور کی شاخ سے پیٹا گیا کیونکہ کوڑے لگا کر مجرم کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم ٢٤) - مَصِيرُ الْحَاكِمِ إِلَى رَعِيَّتِهِ لِلصُّلْحِ بَيْنَهُمْ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۴- حاکم کا اپنی رعایا کے درمیان صلح کروانے کے لیے جانا

٥٤١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ: وَقَعَ بَيْنَ حَيَّيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ كَلَامٌ حَتَّى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ

۵۴۱۵- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کے دو قبیلوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا حتیٰ کہ انھوں نے ایک دوسرے پر پتھر وغیرہ بھی پھینکے۔ نبیٔ اکرم ﷺ ان کے درمیان صلح کروانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ

٥٤١٥_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٠، والحميدي، ح: ٩٣٣ عن سفيان بن عيينة به، وهو متفق عليه من حديث أبي حازم كما تقدم، ح: ٧٨٥ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٦٧.

فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَانْتُظِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاحْتُبِسَ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ صَفَّحُوا وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا سَمِعَ تَصْفِيحَهُمُ الْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنِ اثْبُتْ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - يَعْنِي يَدَيْهِ - ثُمَّ نَكَصَ الْقَهْقَرٰى وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى، فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلصَّلَاةَ قَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ»؟ قَالَ: مَا كَانَ اللهُ لِيَرَى ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ بَيْنَ يَدَيْ نَبِيِّهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «مَا لَكُمْ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ صَفَّحْتُمْ! إِنَّ ذٰلِكَ لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ».

نے اذان کہی، پھر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا گیا لیکن آپ کو زیادہ دیر ہو گئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے (اور جماعت شروع کرا دی)۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر توجہ نہیں کرتے تھے لیکن جب انھوں نے بہت زیادہ تالیوں کی آواز سنی تو متوجہ ہوئے۔ اچانک ان کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی۔ انھوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (نبی اکرم ﷺ کی اس عظیم ترین عزت افزائی پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہوئے) اپنے ہاتھ اٹھائے، پھر الٹے پاؤں پیچھے آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ”تم اپنی جگہ کیوں نہ کھڑے رہے؟“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مناسب نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ ابوقحافہ کے بیٹے کو اپنے نبی اکرم ﷺ کے آگے کھڑا دیکھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا وجہ ہے جب تمھیں نماز میں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجانے لگ جاتے ہو! یہ تو عورتوں کے لیے ہے۔ جس مرد کو نماز میں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے۔“

فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ حاکم اس انتظار میں نہ رہے کہ لوگ لڑنے کے بعد میرے پاس آئیں گے تو

فیصلہ کروں گا بلکہ کوشش کرے کہ لڑائی ہو ہی نہ۔ صلح سے کام چل جائے۔ حدیث کے باقی مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔

(المعجم ٢٥) - إِشَارَةُ الْحَاكِمِ عَلَى الْخَصْمِ بِالصُّلْحِ (التحفة ٢٤)

٥٤١٦- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ - يَعْنِي دَيْنًا - فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ، فَمَرَّ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا كَعْبُ! فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ: اَلنِّصْفَ، فَأَخَذَ نِصْفًا مِمَّا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا».

باب:۲۵- حاکم کسی فریق (مدعی یا مدعیٰ علیہ) کو مصالحت کا مشورہ دے سکتا ہے

۵۴۱۶- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کے ذمے قرض تھا۔ وہ اسے ملے تو انھوں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر وہ دونوں جھگڑنے لگے حتیٰ کہ (ان کی) آوازیں بلند ہوئیں، پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''کعب!'' نیز آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ مقصد یہ تھا کہ نصف معاف کر دے۔ انھوں نے نصف لے لیا اور نصف معاف کر دیا۔

(المعجم ٢٦) - إِشَارَةُ الْحَاكِمِ عَلَى الْخَصْمِ بِالْعَفْوِ (التحفة ٢٥)

٥٤١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْزَةُ أَبُو عُمَرَ الْعَائِذِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ وَائِلٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ جَاءَ بِالْقَاتِلِ يَقُودُهُ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ فِي نِسْعَةٍ، فَقَالَ

باب:۲۶- حاکم فریق ثانی کو معافی کا مشورہ بھی دے سکتا ہے

۵۴۱۷- حضرت وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا جب ایک مقتول کا ولی قاتل کو چمڑے کی تندی کے ساتھ جکڑ کر لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: ''کیا تو معاف کرتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دیت لے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر قتل

٥٤١٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤١٠، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٧٤.

٥٤١٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٨.

رَسُولُ اللهِ ﷺ لِوَلِيِّ الْمَقْتُولِ : «أَتَعْفُو؟» قَالَ : لَا ، قَالَ : «فَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» فَقَالَ : لَا ، قَالَ : «فَتَقْتُلُهُ»؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : «اِذْهَبْ بِهِ» فَلَمَّا ذَهَبَ فَوَلَّى مِنْ عِنْدِهِ فَدَعَاهُ فَقَالَ : - «أَتَعْفُو»؟ قَالَ : لَا ، قَالَ : «فَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ : لَا ، قَالَ : «فَتَقْتُلُهُ»؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : «اِذْهَبْ بِهِ» فلمَّا ذَهبَ فَوَلَّى مِنْ عِنْدِهِ دَعَاهُ فَقَالَ : «أَتَعْفُو؟» قَالَ : لَا ، قَالَ : «فَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ : لَا ، قَالَ : «فَتَقْتُلُهُ؟» قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : «اِذْهَبْ بِهِ». فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ : «أَمَا إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوءُ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ» فَعَفَا عَنْهُ وَتَرَكَهُ فَأَنَا رَأَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ.

کرے گا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو اس کو لے جا۔'' جب وہ اس کو لے کر چل پڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''معاف کرے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دیت لے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر قتل ہی کرے گا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسے لے جا۔'' جب وہ لے چلا تو آپ نے پھر اسے بلایا اور فرمایا: ''معاف کرے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دیت لے گا۔'' اس نے کہا' نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ضرور قتل ہی کرے گا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اسے معاف کر دے تو وہ اپنے گناہ اور تیرے مقتول کے گناہ کا ذمہ دار ہوگا۔'' یہ سن کر اس نے اسے معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ میں نے دیکھا' وہ اپنی تندی (رسی) کو اسی طرح گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

فائدہ: جو معاملات قابل معافی ہوں' ایسے معاملات میں معافی اور صلح کی ترغیب اچھی بات ہے کیونکہ معافی یا صلح کی صورت میں آپس میں دشمنی ختم ہو جاتی ہے۔ محبت بڑھتی ہے۔ معاشرہ پرسکون ہو جاتا ہے۔ بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے مگر بسا اوقات بدلہ لینے کی صورت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ ناراضی اور دشمنی پیدا ہوتی ہے' اس لیے شریعت نے معافی کو بدلہ لینے سے افضل قرار دیا ہے بشرطیکہ فریق ثانی عجز کے ساتھ اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور خلوص دل سے معافی طلب کرے۔ البتہ اگر وہ تکبر اور غرور کا مظاہرہ کرے تو بدلہ لینا افضل ہے تاکہ اس متکبر کا غرور ٹوٹے۔ حاکم کے لیے مناسب ہے کہ مذکورہ بالا قسم کے مقدمات میں مصالحت کی کوشش کرے۔ اگر نہ ہو سکے تو حق کا فیصلہ کرے۔ البتہ بعض معاشرتی جرائم قابل معافی نہیں ہوتے' مثلاً: چوری' زنا وغیرہ۔ ایسے مقدمات عدالت تک پہنچیں تو فیصلہ لازم ہے۔ قتل پہلی قسم میں داخل ہے۔ (روایت سے متعلقہ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے' احادیث: ۴۷۲۶ تا ۴۷۳۵)

(المعجم ٢٧) - إِشَارَةُ الْحَاكِمِ بِالرِّفْقِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۷- حاکم نرمی کرنے کا مشورہ بھی دے سکتا ہے

٥٤١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ، فَاخْتَصَمُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْقِ يَا زُبَيْرُ! ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ» فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ! فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا زُبَيْرُ! اِسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ» فَقَالَ الزُّبَيْرُ: إِنِّي أَحْسَبُ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ [النسآء ٤: ٦٥] اَلْآيَةَ.

۵۴۱۸- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ایک انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ کے ہاں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کے نالے (کے پانی) کے بارے میں جھگڑ پڑے جو وہ کھجور کے درختوں کو لگاتے تھے۔ اس انصاری نے کہا کہ پانی آگے گزرنے دو۔ حضرت زبیر نے انکار کیا۔ فریقین یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زبیر! تھوڑا تھوڑا پانی لگا لو۔ پھر اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے غصے میں آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اس لیے کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: زبیر! پانی لگاؤ اور لگاتا رہنے دو حتیٰ کہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔'' حضرت زبیر نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی: ''آپ کے رب تعالیٰ کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں بن سکتے ...... الخ"

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۵۴۰۹۔

(المعجم ٢٨) - شَفَاعَةُ الْحَاكِمِ لِلْخُصُومِ قَبْلَ فَصْلِ الْحُكْمِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۸- حاکم (مقدمے کا) فیصلہ کرنے سے پہلے کسی فریق سے سفارش کر سکتا ہے

٥٤١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ

۵۴۱۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند حضرت مغیث رضی اللہ عنہ غلام تھا۔

٥٤١٨ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ٢٣٥٧ عن قتيبة، والبخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ٢٣٥٩، ٢٣٦٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٧٧.

٥٤١٩ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج بريرة، ح: ٥٢٨٣ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٧٨، وقال: "هذا حديث صالح".

عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «يَا عَبَّاسُ! أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا»؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ رَاجَعْتِيهِ فَإِنَّهُ أَبُو وَلَدِكِ» قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا شَفِيعٌ» قَالَتْ: فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ.

مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اسے بریرہ کے پیچھے گھومتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ وہ رو رہا ہے اور اس کے آنسو اس کی ڈاڑھی پر گر رہے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''عباس! آپ کو تعجب نہیں کہ مغیث کو بریرہ سے کس قدر محبت ہے اور بریرہ کو مغیث سے کس قدر نفرت ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے بریرہ سے فرمایا: ''اگر تو اپنے خاوند کو قبول کر لے (تو بہتر ہے)۔ آخر وہ تیرے بچوں کا باپ ہے۔'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' میں تو صرف سفارش کرتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: پھر مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

فوائد و مسائل: ① اگر کوئی فریق یا شخص کسی اہم راہنما یا حاکم وغیرہ کی سفارش قبول نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ سفارش کرنا مشروع ہے جبکہ سفارش قبول کرنا ضروری نہیں' لہٰذا سفارش کرنے والے شخص کو سفارش قبول نہ کرنے پر غصہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ اسے کسی قسم کا کوئی اور نقصان ہی پہنچانا چاہیے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کی درخواست کے بغیر از خود بھی سفارش کرنا درست اور جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کے مطالبۂ سفارش کے بغیر ہی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے سفارش فرمائی تھی۔ اور پھر ان کے سفارش قبول نہ کرنے پر اظہار ناراضی قطعاً نہیں فرمایا' البتہ اصلاح کی کوشش ضرور فرمائی ہے اور یہ مستحب ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے اس حسن ادب کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جو ان سے رسول اللہ ﷺ کی بابت صادر ہوا کہ انھوں نے پوچھا: آپ حکم فرما رہے ہیں یا سفارش؟ نیز انھوں نے صراحتاً آپ کی سفارش کو رد نہیں کیا بلکہ یہ کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ ④ کسی چیز کی حد سے زیادہ محبت حیا ختم کر دیتی ہے اور آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے۔ ⑤ جھگڑا کرنے والے' خواہ میاں بیوی ہوں یا کوئی اور' ان کے مابین صلح کرانا اور جھگڑا ختم کرنے کی سفارش کرنا مستحب اور پسندیدہ شرعی عمل ہے' نیز مومن کے دل کو مسرور کرنا اور اسے قلبی مسرت و خوشی بہم پہنچانا بھی مستحب ہے۔ ⑥ یہ مسئلہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند ابھی غلام ہو تو اسے اختیار ہے' نکاح قائم رکھے یا توڑ دے۔ یہاں یہی مسئلہ تھا۔ گویا ضروری نہیں حاکم فیصلہ ہی کرے بلکہ وہ کسی ایک فریق سے دوسرے کے حق میں سفارش کر کے مصالحت بھی کروا سکتا ہے بلکہ یہ افضل ہے' خصوصاً جہاں ٹوٹ پھوٹ کا معاملہ ہو۔

(المعجم ٢٩) - مَنْعُ الْحَاكِمِ رَعِيَّتَهُ مِنْ إِتْلَافِ أَمْوَالِهِمْ وَبِهِمْ حَاجَةٌ إِلَيْهِ (التحفة ٢٨)

باب:۲۹- حاکم کا اپنی رعایا کو مال ضائع کرنے سے روک دینا جب کہ ان کو مال کی ضرورت بھی ہو

٥٤٢٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَاضِرُ بْنُ الْمُوَرِّعِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ وَكَانَ مُحْتَاجًا وَكَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَبَاعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَأَعْطَاهُ، فَقَالَ: «اِقْضِ دَيْنَكَ وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ».

۵۴۲۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے فرمایا کہ ایک انصاری آدمی نے اپنا غلام مدبر کر دیا جب کہ وہ خود محتاج تھا۔ اس کے ذمے قرض بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ غلام آٹھ سو درہم میں بیچ کر وہ رقم اس کو دے دی اور فرمایا: ”اپنا قرض ادا کر اور اپنے بال بچوں پر خرچ کر۔“

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ نے اس مقام پر جو عنوان قائم کیا ہے اس سے ان کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ حاکم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ محتاجوں اور ضرورت مندوں کو ان کے مال بیچنے یا اس طرح خیرات کرنے سے جیسا کہ مذکورہ صحابی نے کیا تھا' روک دے' نیز اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ مالکان کے تصرف کو کالعدم قرار دے کر خود ان کے مالوں میں تصرف کرے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ عام صدقہ خیرات کرنے سے ادائیگی قرض مقدم ہے کیونکہ عام صدقہ خیرات کرنا نفلی عبادت ہے جبکہ قرض کی ادائیگی فرض ہے۔ اگر نفلی عبادت نہیں کی جائے گی تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ اجر و ثواب نہیں ملے گا' باز پرس تو نہیں ہوگی جبکہ قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں تو جواب دہی کے ساتھ ساتھ باز پرس بھی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرما دیا تھا جس کے ذمے قرض تھا اور ادائیگی کے لیے کچھ نہیں تھا۔ ③ مدبر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس سے کہہ دیا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہو گا۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلام کو نہ بیچتے تو وہ اس انصاری کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتا' اس لیے آپ نے اسے بیچ دیا۔ معلوم ہوا' صدقہ وہی صحیح ہے جو اپنی حاجت پوری کرنے اور قرض وغیرہ کی ادائیگی کے بعد ہو ورنہ صدقہ رد کر دیا جائے گا۔

٥٤٢٠_[صحيح] تقدم، ح: ٤٦٥٧، ٤٦٥٨.

(المعجم ٣٠) - اَلْقَضَاءُ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ (التحفة ٢٩)

باب:۳۰-فیصلہ تھوڑے مال کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ میں بھی

٥٤٢١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَخِيهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ» فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ».

۵۴۲۱- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان شخص کا مال ناجائز حاصل کر لے اللہ تعالیٰ اس پر آگ واجب اور جنت حرام کر دیتا ہے۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ معمولی چیز ہو۔ آپ نے فرمایا: ”اگرچہ پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔“

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد یہ ہے کہ مال تھوڑا ہو زیادہ اس کی بابت فیصلہ کیا جا سکتا ہے، خواہ حاکم فیصلہ کرے یا عدالت۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ خواہ وہ پیلو کی ٹہنی ہی ہو، اگر جھوٹی قسم سے ہڑپ کیا گیا تو اس پر جہنم واجب اور جنت حرام ہو جاتی ہے کیونکہ یہ ظلم ہے۔ ② جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ ③ ”آگ واجب کر دیتا ہے“ یعنی ایک دفعہ تو وہ لازماً آگ میں جائے گا، اگرچہ بعد میں نکل آئے۔ جنت کے حرام ہونے سے مراد بھی جنت میں اولیں دخول کا حرام ہونا ہے ورنہ ہر مومن کا جنت میں جانا قطعی ہے، نیز یہ بھی تب ہے اگر اسے معافی نہ ملے۔ اگر معافی مل جائے تو پھر یہ سزا نہیں ہو گی۔

(المعجم ٣١) - قَضَاءُ الْحَاكِمِ عَلَى الْغَائِبِ إِذَا عَرَفَهُ (التحفة ٣٠)

باب:۳۱-حاکم غیر موجود شخص کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہے جب وہ اسے پہچانتا ہو

٥٤٢٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ

۵۴۲۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ہند رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان کنجوس آدمی ہے۔ وہ نہ

٥٤٢١_ أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٧ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٨٠. ※ إسماعيل هو ابن جعفر، والعلاء هو ابن عبدالرحمٰن بن يعقوب.

٥٤٢٢_ أخرجه مسلم، الأقضية، باب قضية هند، ح: ١٧١٤ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٨٢.

إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَا يُنْفِقُ عَلَيَّ [وَ]وَلَدِي مَا يَكْفِينِي أَفَآخُذُ مِنْ مَالِهِ وَلَا يَشْعُرُ؟ قَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ».

تو مجھے کافی اخراجات دیتا ہے اور نہ میرے بچوں کے لیے۔ تو کیا میں اس کے مال میں سے اس کے علم کے بغیر لے سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''تو اتنا لے سکتی ہے جو تجھے اور تیرے بچوں کو مناسب انداز میں کفایت کرے۔''

فوائد ومسائل: ① عنوان کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص کی بابت حاکم جانتا ہو کہ یہ ایسا ہے اور اس کے متعلق کوئی مسئلہ پیش ہو جائے تو اس کی عدم موجودگی میں بھی اس کے خلاف فیصلہ دیا جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کہ نہ تو حضرت ابوسفیان ؓ کو بلایا اور نہ ان سے کچھ پوچھا کیونکہ آپ ان کی بابت جانتے تھے۔ ② کسی کی غیبت کرنا کبیرہ گناہ ہے' تاہم بعض مواقع ایسے ہیں جہاں یہ شرعاً جائز ہے۔ امام نووی ؒ نے ان کی تعداد چھ بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: شرعی ضرورت کی بنا پر کسی زندہ یا مردہ شخص کی غیبت کرنا مباح ہے جبکہ اس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو: ○ کسی پر ظلم ہو رہا ہو اور مظلوم اس ظالم کی شکایت حاکم وغیرہ کے ہاں کرے کہ فلاں نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے۔ ○ کسی منکر کو تبدیل کرنے یا کرانے کے لیے کسی کی مدد واستعانت کی ضرورت ہو یا کسی خطا کار کو درستی کی طرف لانا مقصود ہو تو اس شخص کے سامنے جو ازالۂ منکر کی قدرت واختیار رکھتا ہو معاملے کی توضیح کرنا جائز ہے' اس وقت بھی غیبت مباح ہے۔ ○ کسی مفتی اور عالم سے فتویٰ لینے کے لیے اسے حقیقت حال سے باخبر کرنا' مثلاً: یہ کہنا کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے' اس نے مجھے میرے حق سے محروم کر دیا ہے' وغیرہ۔ یہ بھی حرام غیبت کی قسم سے نہیں بلکہ جائز ہے۔ ○ کسی ظالم کے ظلم اور اس کے شر سے دیگر مسلمانوں کو بچانے کے لیے اس کے سیاہ کرتوتوں سے باخبر کرنا یا اہل اسلام کو ان کی خیر خواہی کے پیش نظر یہ بتانا کہ فلاں شخص میں یہ کمینہ پن ہے اور وہ اس اس طرح کی گھٹیا حرکتیں کر سکتا ہے' لہٰذا تمھیں اس سے محتاط اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ رواۃ حدیث پر جرح' نیز کہیں رشتے ناتے کرنے والوں کو اگلے اہل خانہ کی بابت مشورہ دینا اور ان کی کمزوریاں اور کوتاہیاں وغیرہ بیان کرنا اسی قبیل سے ہے۔ اور یہ بالاتفاق جائز اور مباح بلکہ بوقت ضرورت واجب ہے۔ ○ پانچواں مقام جہاں غیبت کرنا شرعاً مباح ہے یہ ہے کہ کوئی شخص سرعام فسق وفجور کا ارتکاب کرتا ہو یا پکا بدعتی ہو' یا برسرعام شراب پینے والا اور جوا وغیرہ کھیلنے والا ہو تو دیگر لوگوں کو اس کے ان مذکورہ سیاہ کارناموں کی اطلاع دینا جائز ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھ سکیں۔ ○ چھٹا مقام یہ ہے کہ کوئی شخص کسی ایسے لقب یا نام سے معروف ہو جو ظاہراً غیبت بنتا ہو' مثلاً: أعرج (لنگڑا)' أعمش (کمزور نگاہ والا' یعنی چوندھا)' أعمى (اندھا)' أحول (بھینگا) وغیرہ' تو اسے بلانا بشرطیکہ تنقیص کی نیت نہ ہو تو جائز ہے ورنہ حرام ہے۔ واللہ أعلم. ③ قاضی اور حاکم کے لیے باہم جھگڑنے والوں کا درست فیصلہ کرنے کے لیے فریق

مخالف سے دوسرے کی غیبت سننا مباح ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مرد کے لیے کسی اجنبی اور غیر محرم عورت کی آواز بوقت ضرورت سننا جائز ہے۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی اور بچوں کا خرچہ خاوند اور باپ کے ذمے ہے۔ اکثر اہل علم کا قول ہے کہ وہ اسی قدر واجب ہے جس قدر بیوی بچوں کی جائز ضرورت ہو نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت نے جن امور کی تحدید نہیں کی ان میں عرف کا لحاظ کیا جائے۔ ⑥ ''مناسب انداز میں'' یعنی تمھاری سماجی حیثیت کے لحاظ سے اور یہ حیثیت بدلتی رہتی ہے۔ امیر گھرانے میں اخراجات کی حیثیت اور ہوتی ہے اور غریب گھرانے میں اور۔

(المعجم ٣٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يَقْضِيَ فِي قَضَاءٍ بِقَضَاءَيْنِ (التحفة ٣١)

باب: ۳۲- ایک مقدمے میں دو مختلف فیصلے کرنے کی ممانعت

٥٤٢٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ - وَكَانَ عَامِلًا عَلَى سِجِسْتَانَ - قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَقْضِيَنَّ أَحَدٌ فِي قَضَاءٍ بِقَضَاءَيْنِ، وَلَا يَقْضِي أَحَدٌ بَيْنَ خَصْمَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ».

۵۴۲۳- حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ جو کہ سجستان کے حاکم تھے نے بیان کیا کہ (میرے والد محترم) حضرت ابوبکرہ ؓ نے مجھے لکھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کوئی شخص ایک مقدمے میں دو مختلف فیصلے نہ کرے۔ اور کوئی شخص فریقین کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔''

فائدہ: ایک ہی مقدمے یا ایک جیسے دو مقدمات میں مختلف فیصلے کرنا قاضی کی ساکھ کو ختم کر دیتا ہے نیز اس سے لوگوں میں جھگڑے اور اختلاف بڑھیں گے جب کہ فیصلہ تو انھیں ختم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٣٣) - مَا يَقْطَعُ الْقَضَاءَ (التحفة ٣٢)

باب: ۳۳- فیصلے کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہو اس کا بیان

٥٤٢٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۴۲۴- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے وہ

٥٤٢٣ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟ ح: ٧١٥٨، ومسلم، الأقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح: ١٧١٧ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي بكرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٨٣.

٥٤٢٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٠٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٨٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَإِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمَا عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو۔ میں تو بس ایک انسان ہی ہوں۔ ممکن ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی دلیل کو دوسرے شخص سے زیادہ واضح طور پر بیان کرنے والا ہو۔ میں تو تمھارے درمیان دلائل سن کر (ان کے مطابق) فیصلہ کر دوں گا۔ (لیکن یاد رکھو!) میں جس شخص کے لیے اس کے (اسلامی) بھائی کے حق میں سے کسی چیز کا فیصلہ کر دوں تو درحقیقت میں اسے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔''

فائدہ: قاضی کا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔ احناف اس روایت کو اموال کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں گویا عقود، مثلاً: بیع، نکاح، طلاق وغیرہ قاضی کے فیصلے سے مفقود ہو جائیں گے لیکن یہ بات بلا دلیل ہے۔ عقود کے لیے فریقین کی رضامندی ضروری ہے نہ کہ قاضی کا فیصلہ۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ۵۴۰۳.)

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْأَلَدِّ الْخَصِمِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۴- ضدی اور جھگڑالو شخص (اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے)

٥٤٢٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ».

۵۴۲۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ اور قابل نفرت شخص وہ ہے جو سخت ضدی اور جھگڑالو ہے۔''

٥٤٢٥- أخرجه مسلم، العلم، باب في الألد الخصم، ح: ٢٦٦٨ من حديث وكيع، والبخاري، التفسير، باب "وهو ألد الخصام"، ح: ٤٥٢٣ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٨٦، ٥٩٨٧.

فائدہ: اس سے وہ شخص مراد ہے جو ہر وقت جھگڑتا رہتا ہے' باطل اور جھوٹ پر ہونے کے باوجود ضد اور جھگڑا نہیں چھوڑتا' نیز مخالفت حق میں ہر شخص سے اور ہر بات پر جھگڑتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٥) - اَلْقَضَاءُ فِيمَنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ (التحفة ٣٤)

باب:۳۵- جب کسی کے پاس دلیل (گواہ وغیرہ) نہ ہو تو (فیصلہ کیا ہوگا)؟

٥٤٢٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: [حَدَّثَنَا] سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي دَابَّةٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَقَضَى بِهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

۵۴۲۶- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس ایک جانور کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے۔ دلیل کسی کے پاس بھی نہیں تھی۔ آپ نے دونوں کو نصف نصف دے دیا۔

فائدہ: ''دلیل'' مثلاً: گواہ یا دستاویز وغیرہ۔ اسی طرح قبضہ بھی کسی کا نہیں تھا یا دونوں کا قبضہ تھا۔ قرائن بھی کسی ایک جانب کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ ایسی صورت میں یہی فیصلہ ہوگا یا پھر قرعہ اندازی کی جائے گی جس پر بھی فریقین راضی ہو جائیں یا جسے قاضی مناسب خیال کرے۔

(المعجم ٣٦) - عِظَةُ الْحَاكِمِ عَلَى الْيَمِينِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۶- قسم اٹھواتے وقت حاکم کا نصیحت کرنا

٥٤٢٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَانَتْ جَارِيَتَانِ تَخْرُزَانِ بِالطَّائِفِ فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَيَدُهَا تَدْمَى فَزَعَمَتْ أَنَّ صَاحِبَتَهَا

۵۴۲۷- حضرت ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ دو لڑکیاں طائف کے علاقے میں کچھ سلائی کر رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نکلی تو اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میرے ساتھ والی لڑکی نے اسے زخم لگایا ہے جبکہ دوسری نے انکار کر دیا۔ میں نے

٥٤٢٦_ [حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب الرجلين يدعيان شيئًا وليس بينهما بينة، ح: ٣٦١٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند البيهقي: ١٠/ ٢٥٧ وغيره، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١٢٠١ وغيره.

٥٤٢٧_ أخرجه البخاري، الرهن، باب: إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه . . . الخ، ح: ٢٥١٤ وغيره، ومسلم، الأقضية، باب اليمين على المدّعٰى عليه، ح: ١٧١١/ ٢ من حديث نافع بن عمر به.

أَصَابَتْهَا وَأَنْكَرَتِ الْأُخْرٰى ، فَكَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِي ذٰلِكَ ، فَكَتَبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ ، وَلَوْ أَنَّ النَّاسَ أُعْطُوا بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ أَمْوَالَ نَاسٍ وَدِمَاءَهُمْ ، فَادْعُهَا وَاتْلُ عَلَيْهَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَـٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُوْلَـٰٓئِكَ لَا خَلَـٰقَ لَهُمْ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ﴾ [آل عمران ٣: ٧٧] حَتّٰى خَتَمَ الْآيَةَ . فَدَعَوْتُهَا فَتَلَوْتُ عَلَيْهَا ، فَاعْتَرَفَتْ بِذٰلِكَ وَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَسَرَّهُ.

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لکھا تو انھوں نے (جواباً) تحریر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے کہ قسم مدعی علیہ کے ذمے ہوگی۔ اگر لوگوں کو صرف ان کے دعوے کی بنا پر ان کی مطلوبہ چیز دے دی جاتی تو لوگ دوسرے لوگوں کے جان و مال کی بابت دعوے کر دیتے۔ اس لڑکی کو بلاؤ اور اس کو یہ آیت پڑھ کر سناؤ: ”بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا عہد اور اپنی قسمیں تھوڑی قیمت کے بدلے بیچ ڈالتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا...... الخ. میں نے اس لڑکی کو بلایا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ اس نے اعتراف کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بات پہنچی تو بہت خوش ہوئے۔

فائدہ: یہ قطعی بات ہے کہ مدعی سے اس کے دعوے کا ثبوت طلب کیا جائے گا۔ اگر ثبوت، یعنی کوئی دستاویز یا گواہ مل جائے تو وہ چیز مدعی کو دے دی جائے گی۔ اور اگر مدعی ثبوت پیش نہ کر سکے تو پھر مدعی علیہ سے پوچھا جائے گا۔ اگر وہ (مدعی علیہ) مدعی کے دعوے کا منکر ہو تو اس سے قسم لی جائے گی۔ قسم کھا لے تو مدعی کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر قسم نہ کھائے تو پھر مدعی سے قسم لے کر چیز اسے دے دی جائے گی۔ اسے یمین نکول کہتے ہیں۔ والله أعلم.

(المعجم ٣٧) - كَيْفَ يَسْتَحْلِفُ الْحَاكِمُ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٧- حاکم قسم کس طرح لے؟

٥٤٢٨- أَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ - يَعْنِي

۵۴۲۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے پر تشریف لائے اور فرمایا: ”کیسے بیٹھے ہو؟“ انھوں نے کہا کہ ہم بیٹھے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے ہیں اور اس کی تعریف کر رہے ہیں

٥٤٢٨ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٧٠١ من حديث مرحوم به.

مِنْ أَصْحَابِهِ - فَقَالَ: «مَا أَجْلَسَكُمْ»؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَدْعُو اللهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِدِينِهِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ. قَالَ: «آللهِ! مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ» قَالُوا: آللهِ! مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذٰلِكَ، قَالَ: «أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَإِنَّمَا أَتَانِي جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ».

کہ اس نے ہمیں اپنے دین کی طرف رہنمائی فرمائی اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان عظیم فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تم سے کسی شک و الزام وغیرہ کی بنا پر قسم نہیں لی بلکہ **بات** یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تمھاری وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے (کہ یہ میری مخلوق ہے)۔“

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مقصد قسم اٹھوانے کی کیفیت بیان کرنا ہے کہ قسم کن الفاظ سے اٹھوائی جائے گی۔ ② اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور عظمت و بزرگی بیان کرنے کے لیے مسجد انتہائی موزوں ومناسب جگہ ہوتی ہے۔ وہاں نہ تو خرید وفروخت جائز ہے اور نہ دیگر عام دنیاوی گپ شپ لگانا ہی درست ہے بلکہ وہاں اللہ کا ذکر اور اس کی تسبیح وتحمید ہی کی جانی مشروع ہے۔ انسان کو وہاں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات یاد کر کے اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ③ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بن کر رہے ایک تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور دوسرا اس لیے کہ اسے محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی بنایا۔ اہل ایمان کے لیے اس سے بڑی عظمت اور اس سے بڑھ کر فخر کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ وہ ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (آل عمران۳:۱۱۰) اور ﴿جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ (البقرۃ۲:۱۴۳) کا مصداق قرار پائے۔ ④ درس وتدریس اور وعظ وذکر کی مجالس یقیناً نہایت پسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر فخر فرماتا ہے۔ بدعی اور شرکیہ مجالس اس کے برعکس اللہ کی ناراضی کا باعث ہوں گی۔ ⑤ آپ کا مقصود یہ ہے کہ میں نے تمھارے فعل کی اہمیت کے پیش نظر تم سے قسم لی ہے نہ کہ شک وشبہ کی بنا پر۔ ⑥ حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم لینی چاہیے اور صرف اتنا کافی ہے۔ بعض لوگ قسم کے الفاظ میں تغلیظ کے قائل ہیں یعنی ساتھ اللہ تعالیٰ کے اوصاف بھی ملائے جائیں تاکہ قسم کی عظمت جاگزین ہو جائے اور قسم کھانے والا جھوٹی قسم نہ کھائے۔ ظاہر ہے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بھی وعظ کے قائم مقام ہے۔

٥٤٢٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ:

۵۴۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

٥٤٢٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٠٠٣، وعلقه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ◄◄

حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَى عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ: أَسَرَقْتَ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! قَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: آمَنْتُ بِاللهِ وَكَذَّبْتُ بَصَرِي».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: اوئے! تو چوری کرتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ قسم اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ (کی قسم) پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ (کی دیکھی ہوئی چیز) کو جھٹلاتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① ''جھٹلاتا ہوں'' مقصد یہ ہے جب کسی سے قسم لی جائے تو اس کی قسم مان لینی چاہیے۔ اپنی بات پر نہیں اڑنا چاہیے۔ کوئی جھوٹی قسم کھائے گا تو خود بھگتے گا۔ مذکورہ واقعہ میں ممکن ہے وہ اپنی ہی چیز اٹھا رہا ہو یا دوسرے کی چیز اس کی اجازت سے اٹھا رہا ہو۔ یا صرف چیز پکڑ کر دیکھنا مقصد ہو نہ کہ اٹھا کر لے جانا وغیرہ۔ ایسے کئی احتمالات ہو سکتے ہیں۔ گویا ظاہر دیکھنے میں چوری کی صورت تھی۔ قسم سے حقیقت واضح ہو گئی۔ (یہ سب کچھ تب ہے اگر وہ اپنی قسم میں سچا تھا۔) چور نے اللہ کے نام کی قسم کھا کر اپنی براءت کا اظہار کیا' اس لیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے نام کی لاج رکھتے ہوئے اسے سچا سمجھا اور اپنی آنکھ کو جھوٹا قرار دیا۔ واللہ أعلم. ② ہر جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسیٰ ابن مریم کہنا دلیل ہے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے تاکہ لوگوں کے لیے اپنے صدق پر معجزہ بنیں۔ ③ حدیث میں قسم مؤکد و مغلظ ہے۔ گویا ایسی قسم بھی لی جا سکتی ہے۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ . . . ﴾، ح: ٣٤٤٣/ ٣٤٤٤ من حديث إبراهيم بن طهمان به.

کتاب الاستعاذة

اس سے پہلی کتاب ''آداب القضاۃ'' تھی' یہ ''کتاب الاستعاذہ'' ہے۔ شاید ان دونوں کتابوں کے درمیان مناسبت یہ بنتی ہو کہ قاضی اور حاکم بن کر لوگوں کے مابین اختلافات کے فیصلے کرنا انتہائی حساس اور خطرناک معاملہ ہے۔ قاضی کی معمولی سی غلطی یا غفلت سے معاملہ کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے۔ اس کو ٹھوکر لگنے سے ایک کا حق دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے اور اسی طرح ایک حلال چیز قاضی اور جج کے فیصلے سے اس کے اصل مالک کے لیے حرام ٹھہرتی ہے' اس لیے ایسے موقع پر انسان مجبور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے' اسی کا سہارا لے اور اپنے معاملے کی آسانی کے لیے اسی کے حضور اپیل کرے اور اسی سے مدد چاہے تاکہ حتی الامکان غلطی سے بچ سکے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ' اس کا سہارا اور اس کی بارگاہِ بے نیاز میں اپیل دعا والتجا کے ذریعے سے کی جا سکتی ہے' لہٰذا ''کتاب آداب القضاۃ'' کے بعد ''کتاب الاستعاذہ'' کا لانا ہی مناسب تھا' اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ اس جگہ یہ کتاب لائے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ انسان ایک کمزور مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ایک لمحہ بھی اس جہاں میں نہیں گزار سکتا۔ کوئی انسان کافر ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ بے شمار مواقع ایسے آتے ہیں کہ انسان اپنے آپ کو بے بس تسلیم کر لیتا ہے اور ہر قسم کی صلاحیتوں اور وسائل کے باوجود عاجز آ جاتا ہے۔ اس وقت وہ ضرورت محسوس کرتا ہے کہ کسی بالا قوت کی مدد حاصل ہو اور وہ بالا قوت اللہ تعالیٰ

ہے۔مصائب وآفات سے بچنے کے لیے انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرتا ہے۔مصائب دنیوی ہوں یا اخروی' جسمانی ہوں یا روحانی' مادی ہوں یا معنوی' سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت ہی سے آسانیوں میں بدلتے ہیں۔ واللہ أعلم.
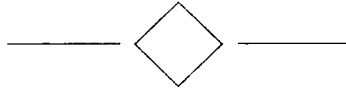
بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٥٠) - كِتَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ (التحفة ٣٣)

اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا بیان

(المعجم ١) - [بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَتَيِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ] (التحفة ١)

باب:۱-ان سورتوں کا بیان جن کے ذریعے سے پناہ پکڑی جاتی ہے

٥٤٣٠- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَحْمَدُ ابْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَصَابَنَا طَشٌّ وَظُلْمَةٌ فَانْتَظَرْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ بِنَا، ثُمَّ ذَكَرَ كَلَامًا مَعْنَاهُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ: «قُلْ» فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ ثَلَاثًا يَكْفِيكَ كُلَّ شَيْءٍ».

۵۴۳۰- حضرت عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک رات ہلکی سی بارش ہوئی۔ سخت اندھیرا تھا۔ ہم انتظار میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے اور (مجھے) فرمایا: ''پڑھ۔'' میں نے کہا: کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین صبح و شام تین تین دفعہ پڑھا کر۔ تجھے ہر مصیبت میں کفایت کریں گی۔''

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد استعاذے کی مشروعیت بیان کرنا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ ان مذکورہ تینوں سورتوں، یعنی سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت کی واضح دلیل ہے، نیز یہ حدیث اس بات کی دلیل بھی ہے کہ معوذتین، یعنی ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ قرآن کریم کی سورتیں اور اس کا حصہ ہیں۔ یہ محض استعاذے کی دعائیں نہیں۔ مزید برآں

٥٤٣٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٨٢ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٦٠، وقال الترمذي، ح: ٣٥٧٥: "حسن صحيح غريب".

امت کا اس پر اجماع ہے کہ ان سورتوں کے ابتدا میں جو لفظ ﴿قُلْ﴾ وارد ہے' یہ قرآن ہی کا لفظ ہے اور متواتر ثابت ہے اور اس کا مقام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد ہے۔ ③ ''ہر مصیبت سے'' یعنی جن سے پناہ ممکن ہے ورنہ موت وغیرہ سے بچاؤ تو ممکن نہیں' البتہ ہر چیز کے شر سے بچاؤ حاصل ہوگا' مثلاً: بری موت سے۔ واللہ أعلم.

٥٤٣١- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَأَصَبْتُ خَلْوَةً مِّنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ: «قُلْ» فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «قُلْ» قُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ حَتّٰى خَتَمَهَا ثُمَّ قَالَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ حَتّٰى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ: «مَا تَعَوَّذَ النَّاسُ بِأَفْضَلَ مِنْهُمَا».

۵۴۳۱- حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ خلوت نصیب ہوئی تو میں آپ کے قریب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ''پڑھ۔'' میں نے عرض کی: کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: تو ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ آخر سورت تک پڑھا کر۔ پھر سورہ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ آخر سورت تک پڑھا کر۔ پھر فرمایا: ''کسی انسان نے ان دو سورتوں سے افضل کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل نہیں کی۔''

فائدہ: ''پناہ حاصل نہیں کی'' مطلب یہ ہے کہ پناہ حاصل کرنے کے سلسلے میں یہ دو سورتیں سب سے افضل ہیں کیونکہ ان کو اتارا ہی اس مقصد کے لیے گیا ہے۔ دوسرے مقاصد کے لیے کوئی اور سورتیں بھی افضل ہوسکتی ہیں۔

٥٤٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَعْنَبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ

۵۴۳۲- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دفعہ میں ایک جنگی سفر میں آپ کی سواری کی مہار پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''اے عقبہ! پڑھ۔'' میں نے آپ کی

٥٤٣١ــ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٥٨.

٥٤٣٢ــ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ١٧/ ٣٤٦، ح: ٩٥٢ من حديث القعنبي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤٦

* عبدالعزيز هو ابن محمد الدراوردي.

قَالَ : بَيْنَا أَنَا أَقُودُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَاحِلَتَهُ فِي غَزْوَةٍ إِذْ قَالَ : «يَا عُقْبَةُ! قُلْ» فَاسْتَمَعْتُ ثُمَّ قَالَ : «يَا عُقْبَةُ! قُلْ» فَاسْتَمَعْتُ فَقَالَهَا الثَّالِثَةَ، فَقُلْتُ : مَا أَقُولُ؟ فَقَالَ : ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَقَرَأَ السُّورَةَ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَرَأَ : ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ وَقَرَأْتُ مَعَهُ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَرَأَ : ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ وَقَرَأْتُ مَعَهُ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ : «مَا تَعَوَّذَ بِمِثْلِهِنَّ أَحَدٌ».

طرف کان لگایا (تاکہ آپ جو فرمائیں وہ میں سن کر پڑھوں۔) پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا: ''اے عقبہ! پڑھ۔'' میں پھر متوجہ ہوا۔ آپ نے تیسری مرتبہ پھر یہی فرمایا۔ میں نے عرض کی: کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''سورۂ ﴿قُلْ هو اللّٰه اَحد﴾'' پھر آپ نے آخر تک سورت پڑھی۔ پھر آپ نے سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ آخر تک پڑھی۔ میں بھی آپ کے ساتھ پڑھتا رہا۔ پھر آپ نے سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ آخر تک پڑھی۔ میں بھی آپ کے ساتھ پڑھتا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کسی شخص نے ان جیسی سورتوں یا کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل نہیں کی۔''

فائدہ: یعنی کوئی اور سورت یا کلام پناہ حاصل کرنے کے سلسلے میں ان کے برابر نہیں چہ جائیکہ افضل ہو۔

٥٤٣٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَسْلَمِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ : «قُلْ» قُلْتُ : وَمَا أَقُولُ؟ قَالَ : ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ فَقَرَأَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : «لَمْ يَتَعَوَّذِ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ أَوْ لَا يَتَعَوَّذُ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ».

٥٤٣٣- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''پڑھ۔'' میں نے عرض کی: کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحد﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾'' پھر آپ نے یہ سورتیں پڑھیں اور فرمایا: ''لوگوں نے ان جیسی سورتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل نہیں کی یا لوگ ان جیسی سورتوں کے ساتھ پناہ حاصل نہیں کریں گے۔''

٥٤٣٣_[إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٥٢.

٥٤٣٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَمْرٍو عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَابِسٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «يَا ابْنَ عَابِسٍ! أَلَا أَدُلُّكَ» أَوْ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ مَا يَتَعَوَّذُ بِهِ الْمُتَعَوِّذُونَ؟» قَالَ: بَلَى يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾، هَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ».

۵۴۳۴- حضرت ابن عابس جہنی رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے ابن عابس! کیا میں تجھے وہ افضل کلام نہ بتلاؤں جس کے ساتھ پناہ حاصل کرنے والے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کر سکتے ہیں؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟ ضرور۔ آپ نے فرمایا: ''﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ یہ دو سورتیں۔''

٥٤٣٥- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةٌ شَهْبَاءُ فَرَكِبَهَا وَأَخَذَ عُقْبَةُ يَقُودُهَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعُقْبَةَ: «اِقْرَأْ» قَالَ: وَمَا أَقْرَأُ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «اِقْرَأْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ» فَأَعَادَهَا عَلَيَّ حَتَّى قَرَأْتُهَا، فَعَرَفَ أَنِّي لَمْ أَفْرَحْ بِهَا جِدًّا، قَالَ: «لَعَلَّكَ تَهَاوَنْتَ بِهَا فَمَا قُمْتُ يَعْنِي بِمِثْلِهَا».

۵۴۳۵- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک سفید خچر بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے اور عقبہ اس کی لگام پکڑ کر آگے آگے چلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ سے فرمایا: ''پڑھ۔'' اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''پڑھ: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ - مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾'' آپ نے مجھ پر پوری سورت پڑھی حتیٰ کہ میں نے بھی پڑھی۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ میں اس کے ساتھ زیادہ خوش نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تو نے اس کو معمولی سمجھا ہے۔ میں نے کبھی نماز میں اس جیسی سورت نہیں پڑھی۔''

٥٤٣٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٣ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤١. وللحديث شواهد. * أبوعمرو هو الأوزاعي، وأبوعبدالله وثقه ابن حبان ولم يعرفه الذهبي.

٥٤٣٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٤٩ من حديث بقية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤٢، وللحديث شواهد.

فائدہ: یعنی استعاذے کے سلسلے میں یہ سب سے افضل سورت ہے کیونکہ یہ انتہائی جامع ہے اور اس میں ہر قسم کا شر ذکر کر کے اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کی گئی ہے۔

٥٤٣٦- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ التِّرْمِذِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ، قَالَ عُقْبَةُ: فَأَمَّنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِهِمَا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ.

۵۴۳۶- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے معوذتین کے بارے میں پوچھا۔ عقبہ نے کہا کہ (آپ نے اس وقت تو کوئی جواب نہ دیا لیکن) پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز کی امامت کراتے ہوئے یہ دونوں سورتیں تلاوت فرمائیں۔

فائدہ: صبح کی نماز میں لمبی قراءت مسنون ہے۔ آپ کا طرز عمل یہی تھا مگر اس دن ان دو چھوٹی سورتوں کو صبح کی نماز میں پڑھنا ان کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے تھا کہ یہ باوجود مختصر ہونے کے بہت جامع اور افضل ہیں حتیٰ کہ صبح کی نماز میں طویل قراءت کی جگہ کفایت کر سکتی ہیں۔

٥٤٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عُقْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ بِهِمَا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ.

۵۴۳۷- حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دو سورتیں صبح کی نماز میں پڑھیں۔

٥٤٣٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ الْحَارِثِ - وَهُوَ الْعَلَاءُ -

۵۴۳۸- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٥٤٣٦- [صحيح] تقدم، ح: ٩٥٣، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٥١. ❊ سفيان هو الثوري.

٥٤٣٧- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٨٤٩، وانظر الحديث السابق. ❊ عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

٥٤٣٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في المعوذتين، ح: ١٤٦٢ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٤٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٣٥. ❊ القاسم صرح بالسماع من عقبة (عمل اليوم والليلة للنسائي، ح: ٨٨٩)، وله شاهد تقدم، ح: ٩٥٣.

عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عُقْبَةُ! أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا»؟ فَعَلَّمَنِي: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾، فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا، فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «يَا عُقْبَةُ! كَيْفَ رَأَيْتَ؟».

''عقبہ! میں تجھے دو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں جو کبھی پڑھی گئی ہوں؟'' پھر آپ نے مجھے سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سکھائیں۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ میں یہ سورتیں سیکھ کر زیادہ خوش نہیں ہوا' لہٰذا جب آپ صبح کی نماز کے لیے اترے تو یہ دونوں سورتیں صبح کی نماز میں لوگوں کی امامت کرواتے ہوئے پڑھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے عقبہ! تیرا کیا خیال ہے؟''

فائدہ: ''کیا خیال ہے؟'' یعنی اب تجھے ان سورتوں کی اہمیت محسوس ہوئی؟

٥٤٣٩- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ: بَيْنَا أَقُودُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي نَقْبٍ مِنْ تِلْكَ النِّقَابِ إِذْ قَالَ: «أَلَا تَرْكَبُ يَا عُقْبَةُ؟» فَأَجْلَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ أَرْكَبَ مَرْكَبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا تَرْكَبُ يَا عُقْبَةُ؟» فَأَشْفَقْتُ أَنْ يَكُونَ مَعْصِيَةً فَنَزَلَ وَرَكِبْتُ هُنَيْهَةً وَنَزَلْتُ وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُعَلِّمُكَ سُورَتَيْنِ مِنْ خَيْرِ سُورَتَيْنِ قَرَأَ بِهِمَا النَّاسُ»،

۵۴۳۹- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ کر ان گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''عقبہ! تو (میرے ساتھ) سوار کیوں نہیں ہو جاتا؟'' میں نے اس بات کو بہت بڑا محسوس کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہو جاؤں۔ کچھ دیر بعد آپ نے پھر فرمایا: ''عقبہ! تو سوار کیوں نہیں ہو جاتا؟'' مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں آپ کی نافرمانی نہ ہو۔ آخر آپ اترے تو میں تھوڑی دیر کے لیے سوار ہو گیا۔ پھر میں اتر آیا اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے دو بہترین

٥٤٣٩ـ [صحيح] أخرجه أبويعلى: ٣/ ٢٧٨، ح: ١٧٣٦ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٤٣. * ابن جابر هو عبدالرحمٰن بن يزيد، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

فَأَقْرَأَنِي: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَتَقَدَّمَ فَقَرَأَ بِهِمَا ثُمَّ مَرَّ بِي فَقَالَ: «كَيْفَ رَأَيْتَ يَا عُقْبَةَ [ابْنَ عَامِرٍ]؟ اِقْرَأْ بِهِمَا كُلَّمَا نِمْتَ وَقُمْتَ».

سورتیں نہ سکھاؤں جو لوگوں نے پڑھی ہیں۔" پھر آپ نے مجھے سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھائیں۔ پھر جماعت کے لیے اقامت کہی گئی تو آپ آگے بڑھے اور یہی دو سورتیں پڑھیں۔ پھر (نماز سے فراغت کے بعد) میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: "عقبہ بن عامر! تیری کیا رائے ہے؟ ان سورتوں کو پڑھا کر جب بھی سوئے یا جاگے۔"

فائدہ: "تیری کیا رائے ہے؟" یعنی ان دو سورتوں کی شان و عظمت کے بارے میں کہ ان کو صبح کی نماز میں پڑھا گیا۔

٥٤٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا عُقْبَةُ! قُلْ» فَقُلْتُ: مَاذَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قَالَ: «يَا عُقْبَةُ! قُلْ» قُلْتُ: مَاذَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَسَكَتَ عَنِّي فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! ارْدُدْهُ عَلَيَّ، فَقَالَ: «يَا عُقْبَةُ! قُلْ». فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ فَقَرَأْتُهَا حَتّٰى أَتَيْتُ عَلٰى آخِرِهَا، ثُمَّ قَالَ: «قُلْ» قُلْتُ: مَاذَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ فَقَرَأْتُهَا حَتّٰى أَتَيْتُ عَلٰى آخِرِهَا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «مَا سَأَلَ سَائِلٌ

۵۴۴۰- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: "اے عقبہ! پڑھ۔" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا پڑھوں؟ آپ خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا: "اے عقبہ! کہہ۔" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا کہوں؟ آپ پھر خاموش ہو گئے۔ میں نے (دل میں) کہا: یا اللہ! آپ کو میری طرف متوجہ فرما۔ آپ نے فرمایا: "اے عقبہ! پڑھ۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: "سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾۔" میں نے سورت پڑھنا شروع کی حتیٰ کہ مکمل کر دی۔ پھر آپ نے فرمایا: "پڑھ۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: "سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔" اس وقت میں نے آخر تک پوری

٥٤٤٠- [حسن] أخرجه الدارمي: ٢/ ٤٦٢، ح: ٣٤٤٣ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٣٨، وللحديث شواهد.

بِمِثْلِهِمَا وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيذٌ بِمِثْلِهِمَا».

پڑھ دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی سوال کرنے والے نے ان جیسی سورتوں کے ساتھ سوال نہیں کیا اور نہ کسی پناہ طلب کرنے والے نے ان جیسی سورتوں کے ساتھ پناہ طلب کی ہے۔''

فائدہ: ''خاموش ہو گئے'' آپ کا ایک ہی بات فرمانا اور پھر خاموش ہو جانا مخاطب کے دل میں شوق اور توجہ پیدا کرنے کے لیے تھا تاکہ اس کے نزدیک آئندہ بات کی اہمیت واضح ہو جائے۔

٥٤٤١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، أَسْلَمَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ رَاكِبٌ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى قَدَمِهِ فَقُلْتُ: أَقْرِئْنِي سُورَةَ هُودٍ، أَقْرِئْنِي سُورَةَ يُوسُفَ، فَقَالَ: «لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾».

۵۴۴۱- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جبکہ آپ سوار تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور عرض کی: مجھے سورۂ ہود پڑھائیے۔ مجھے سورۂ یوسف پڑھائیے۔ آپ نے فرمایا: ''تو کوئی ایسی سورت نہیں پڑھے گا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (اور سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾) سے زیادہ عظمت والی ہو۔''

فائدہ: ''زیادہ عظمت والی ہو'' یعنی پناہ طلب کرنے کے بارے میں ورنہ کسی اور لحاظ سے کوئی اور سورت افضل ہو سکتی ہے۔

٥٤٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُنْزِلَ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ، وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ».

۵۴۴۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ایسی آیات اتاری گئی ہیں کہ (استعاذے کے سلسلے میں) کوئی اور آیات ان جیسی نہیں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ آخر سورت تک اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ آخر سورت تک۔''

٥٤٤١_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٩٥٤، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٣٩.

٥٤٤٢_ [صحيح] تقدم، ح: ٩٥٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٥٥.

٥٤٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي بَدَلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَأْ يَا جَابِرُ»! قُلْتُ: وَمَاذَا أَقْرَأُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «اِقْرَأْ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾» فَقَرَأْتُهُمَا، فَقَالَ: «اِقْرَأْ بِهِمَا وَلَنْ تَقْرَأَ بِمِثْلِهِمَا».

۵۴۴۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جابر! پڑھو۔“ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اے اللہ کے رسول! میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ۔“ میں نے دونوں سورتیں پڑھیں تو آپ نے فرمایا: ”ان کو پڑھا کر اور (یاد رکھ کہ) تو (استعاذے کے بارے میں) ان جیسی کوئی اور سورت نہیں پڑھے گا۔“

(المعجم ٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ (التحفة ٢)

باب: ۲- اس دل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے

٥٤٤٤- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ.

۵۴۴۴- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے: ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے، ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ① حدیث میں مذکوران چاروں چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ ② ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ یا اللہ! میرے علم کو مفید بنا۔ دل کو عاجزی اور خشوع والا بنا۔ میری دعائیں قبول فرما اور میرے نفس کو قناعت پسند بنا۔ ③ آپ کا استعاذہ امت کی تعلیم اور اظہار عبودیت

٥٤٤٣- [إسناده حسن] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ١٧٧٨ من حديث عمرو بن علي بن بحر الفلاس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٥٤. * بدل هو ابن المحبر.

٥٤٤٤- [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٧ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وله علة في مصنف ابن أبي شيبة: ١٩٤/١٠، ١٩٥، وله شاهد حسن، انظر، ح: ٥٤٦٩. * سفيان هو الثوري وأبوسنان هو ضرار بن مرة الشيباني الكوفي.

کے لیے تھا ورنہ آپ کو یہ پناہ تو پہلے سے حاصل تھی۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ بندے کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے محتاج بن کر رہنا چاہیے۔ ④ علم نافع سے مراد علم کے مطابق عمل ہے کیونکہ علم کا سب سے پہلا فائدہ خود عالم کو ہونا چاہیے' پھر دوسروں کو' مثلاً: تبلیغ و تعلیم وغیرہ۔ ⑤ دعا کی قبولیت سے مراد اس پر ثواب حاصل کرنا ہے نہ کہ بعینہٖ بات کا پورا ہو جانا کیونکہ یہ بہت سے امور میں ممکن نہیں۔ ⑥ ''نفس کے سیر نہ ہونے'' سے مراد نفس کا حریص اور لالچی ہونا ہے' البتہ علم اور ثواب کی حرص اچھی چیز ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ (التحفة ٣)

باب:٣- سینے (دل) کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۴۴۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ بزدلی' بخل' سینے کے فتنے اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد بالکل واضح ہے کہ مذکورہ تمام بیماریوں سے چھٹکارے کے لیے اللہ تعالیٰ کا سہارا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سہارے کے بغیر ان ''موذی اور مہلک'' بیماریوں سے بچنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ پھر جسے یہ روحانی بیماریاں لگ جائیں تو اس کے لیے جہنم اور آگ کا عذاب ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ② رسول اللہ ﷺ کا مذکورہ دعا پڑھنا اور امت کو اس کی تعلیم دینا صرف اس بنا پر تھا کہ امت کو عملاً یہ بتایا جائے کہ ان کی تمام بیماریوں کا علاج صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا' اس کا سہارا لینا اور اس سے امان طلب کرنے ہی میں ہے۔ لوگ مصائب سے بچنے کے لیے تعویذوں اور خودساختہ وظائف کا سہارا لیتے ہیں، حالانکہ تمام مشکلات کا حل رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اذکار میں ہے۔ انھی کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ جسمانی اور روحانی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل ہو سکے۔ ③ بزدلی سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان قربان کرنے سے بھاگنا ہے اور بخل سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے کنی کترانا ہے۔ ④ سینے کے فتنے سے مراد

٥٤٤٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح:١٥٣٩ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٧٩، وصححه ابن حبان، ح:٢٤٤٥، والحاكم علٰى شرط الشيخين: ١/ ٥٣٠، ووافقه الذهبي، وله شاهد صحيح عند ابن خزيمة، ح:٧٤٦ وغيره.

شیطانی وساوس' باطل عقائد اور دل کی خرابیاں' مثلاً: حسد' کینہ' بغض اور عناد وغیرہ ہیں۔ پیچھے یہ بیان ہو چکا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا استعاذہ دراصل امت کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ آپ تو ان رذائل سے قطعاً پاک وصاف تھے۔ آپ کے بارے میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم ٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ (التحفة ٤)

باب:۴- کان اور آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا

٥٤٤٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيَى أَنَّ شُتَيْرَ ابْنَ شَكَلٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ: «قُلْ: أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَشَرِّ بَصَرِي، وَشَرِّ لِسَانِي، وَشَرِّ قَلْبِي، وَشَرِّ مَنِيِّي» قَالَ: حَتّٰى حَفِظْتُهَا. قَالَ سَعْدٌ: وَالْمَنِيُّ مَاؤُهُ.

۵۴۴۶- حضرت شکل بن حمید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! مجھے ایسے کلمات سکھا دیجیے جن کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کروں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''تو یہ کلمات کہہ: اے اللہ! میں اپنے کانوں' آنکھوں' زبان' دل اور منی کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔'' میں نے یہ کلمات یاد کر لیے۔ سعد (ابن اوس راویٔ حدیث) نے کہا کہ منی سے مراد نطفہ ہے (اس کی برائی یہ ہے کہ اسے حرام میں بہائے)۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حدیث میں مذکور تمام اشیاء سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنا مشروع اور پسندیدہ عمل ہے' لہٰذا ہر مسلمان مرد وعورت کو اس مسنون دعا کا التزام کرنا چاہیے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے صحابۂ کرام ؓ کا نبیٔ اکرم ﷺ سے ایسے سوال پوچھنے کا اہتمام بھی واضح ہوتا ہے جن سے انھیں اپنے دینی اور دنیاوی معاملات میں فائدہ ہوتا اور ان سے ان کی دنیا وآخرت سنورتی۔ ③ قرآن وحدیث میں مذکور دعاؤں سے اصل مطلوب ومقصود یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ اور ہر حال میں اپنے رب کریم کی طرف متوجہ رہے' اس سے جڑا رہے' اس کا در نہ چھوڑے اور اسی کی بارگاہ میں اپنی ساری عاجزیاں پیش

٥٤٤٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٥١ من حديث سعد بن أوس به، وقال الترمذي، ح: ٣٤٩٢ "حسن غريب" وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٧٧، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣٢، ٥٣٣، ووافقه الذهبي.

کرے، نیز تمام ظاہری و باطنی (اندرونی و بیرونی) تکالیف و پریشانیوں سے بچنے کے لیے اس کی حفاظت میں رہنے کی کوشش کرتا رہے۔ ان سے بچنے کے لیے اللہ کی مدد ہی سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ ہے۔ ④ مذکورہ چیزوں کے شر سے مراد ان کا ناجائز اور بے محل استعمال ہے اور اللہ سے پناہ طلب کرنے کا مقصد ان کی حفاظت ہے کہ یہ غلط استعمال نہ ہوں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (سنن ابوداود (مترجم) فائدہ حدیث: ۱۵۵۱- مطبوعہ دارالسلام)

(المعجم ٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُبْنِ (التحفة ٥)

باب:٥- بزدلی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٤٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ ابْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ يُعَلِّمُنَا خَمْسًا، كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِنَّ وَيَقُولُهُنَّ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۴۷- حضرت مصعب بن سعد سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہمارے والد محترم (حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ) ہمیں پانچ کلمات سکھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں بخل سے بچنے کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں بزدلی سے بچنے کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں ذلیل ترین عمر پاؤں۔ میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے بچاؤ کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① پناہ میں آنے کا مقصود بچاؤ ہے یعنی اے اللہ! مجھے ان چیزوں سے بچا کر رکھنا۔ ② ”ذلیل ترین عمر“ جس میں انسان کی قوتیں جواب دے جائیں۔ انسان کلی طور پر محتاج بن جائے۔ نہ اپنے کام کا رہے نہ کسی کے کام کا یعنی شدید ترین بڑھاپا۔ ③ دنیا کے فتنے سے مراد گمراہی ہے جس پر عذاب قبر مرتب ہوتا ہے۔

(المعجم ٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْبُخْلِ (التحفة ٦)

باب:٦- بخل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٤٧- أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، ح:٦٣٦٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٨٠.

٥٤٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۴۴۸-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے: بخل، بزدلی، بری عمر، سینے کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: ظاہر تو یہی ہے کہ بری عمر سے مراد ذلیل ترین عمر ہی ہے جس کا ذکر سابقہ حدیث میں گزرا ہے، مگر بری عمر سے مراد گمراہی والی عمر بھی ہو سکتی ہے، خواہ وہ جوانی کی عمر ہو یا بڑھاپے کی۔

٥٤٤٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» فَحَدَّثْتُ بِهَا مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ.

۵۴۴۹- حضرت عمرو بن میمون اودی سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھلاتے تھے جس طرح استاد بچوں کو سبق رٹاتا ہے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ (فرض) نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ بزدلی سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اس بات سے بھی پناہ طلب کرتا ہوں کہ مجھے ذلیل ترین عمر میں پہنچایا جائے۔ میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور قبر کے عذاب سے (بچنے کے لیے) میں تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔'' (راوی نے کہا) میں نے یہ کلمات (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بیٹے) مصعب کو بیان کیے تو انھوں نے تصدیق کی۔

٥٤٤٨ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٢، وانظر الحديث المتقدم: ٥٤٤٥.

٥٤٤٩ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن، ح: ٢٨٢٢ من حديث أبي عوانة به نحو المعنى، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٣.

٥٤٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

۵۴۵۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں عجز، سستی، بخل، شدید بڑھاپے، قبر کے عذاب اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

فائدہ: ''عجز'' سے مراد یہ ہے کہ انسان کوئی کام نہ کر سکے۔ کرنا نہ آتا ہو یا کرنے کی طاقت نہ ہو یا اتنا مجبور و مقہور ہو کہ طاقت ہونے کے باوجود کر نہ سکتا ہو۔ اور ''سستی'' سے مراد یہ ہے کہ کام کر سکتا ہے مگر ہمت نہیں کرتا۔ موت کے فتنے سے مراد مرتے وقت گمراہ ہو جانا ہے یا کوئی ایسا کام کر بیٹھنا ہے جو قابل معافی نہ ہو۔ عذاب قبر بھی مراد ہو سکتا ہے۔

(المعجم ٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْهَمِّ (التحفة ٧)

باب: ۷- فکر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٥١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ دَعَوَاتٌ لَا يَدَعُهُنَّ، كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ، وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

۵۴۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کچھ دعائیں ایسی ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں فکر، غم، عجز، سستی، بخل، بزدلی اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① فکر کسی آئندہ چیز کے بارے میں ہوتی ہے جب کہ غم کسی گزشتہ چیز پر۔ فکر اور غم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں ان چیزوں کے بارے میں فکر مند ہو کر اور سوچ سوچ

٥٤٥٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠٨، ٢١٤، ٢٣١ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨١، والبخاري، ح: ٦٣٦٧، ٢٨٢٣ من حديث سليمان التيمي عن أنس به، وللحديث طرق أخرى.

٥٤٥١- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٥. * ابن إسحاق عنعن، وللحديث شواهد كثيرة، ابن فضيل اسمه

کر نہ گھلتا رہوں جن میں مجھے کچھ دخل نہیں، نہ کوئی اختیار ہے یا آئندہ کے بارے میں موہوم تصورات میں کھویا رہوں اور اپنے ضروری کام بھی نہ کر سکوں۔ اسی طرح میں بیت جانے والے واقعات کے غم میں نہ پڑا رہوں کہ میں اپنی موجودہ زندگی کو بھی اجیرن بنالوں جب کہ گزشتہ واقعات نہ بدل سکتے ہیں نہ غم ان کے اثرات کو ختم کر سکتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونا اور اسی پر بھروسا رکھنا ہی گزشتہ اور آئندہ کے بارے میں انسان کو پرسکون بناتا ہے۔ ② لوگوں کے غلبے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کے لیے اضحوکہ اور کھلونا بن جائے یا لوگوں کے ستم کے لیے تختۂ مشق بن جائے کہ جو شخص چاہے، اسے ذلیل کرنے لگ جائے۔

٥٤٥٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ دَعَوَاتٌ لَا يَدَعُهُنَّ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ، وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَالدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

۵۴۵۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ دعائیں رسول اللہ ﷺ کی عادت بن چکی تھیں۔ آپ انھیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ''اے اللہ! میں فکر و غم، عجز و سستی، بخل و بزدلی اور قرض، نیز لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ وَحَدِيثُ ابْنِ فُضَيْلٍ خَطَأٌ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: یہ حدیث درست اور صحیح ہے جبکہ ابن فضیل کی (اس سے پہلی) حدیث غلط ہے۔

فائدہ: قرض سے مراد وہ قرض ہے جو ادا نہ ہو سکے بلکہ بڑھتا جائے۔ مقروض کے لیے ذلت اور بے عزتی کا سبب ہو ورنہ مطلق قرض تو رسول اللہ ﷺ نے بھی لیا ہے اور اس سے مفر بھی نہیں۔

٥٤٥٣- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: كَانَ

۵۴۵۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبیٔ اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بے جا سستی،

٥٤٥٢- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والكسل، ح: ٦٣٦٩ من حديث عمرو بن أبي عمرو به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٦.

٥٤٥٣- [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [دعاء: "اللهم إني أعوذبك من الهم والحزن . . . الخ"]، ح: ٣٤٨٥ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٧، وللحديث شواهد كثيرة. * بشر هو ابن المفضل.

النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

شدید بڑھاپے' بزدلی' بخل' دجال کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔"

فائدہ: دجال کسی مخصوص شخص کا نام نہیں بلکہ یہ صفت کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں: فراڈی' جعل ساز' جھوٹا اور دغا باز۔ ہر جھوٹا نبی' فراڈی لیڈر اور قائد دجال ہے' البتہ سب سے بڑا دجال قرب قیامت پیدا ہوگا جو رب ہونے کا دعویٰ بھی کرے گا۔ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اس کا فتنہ فرو کریں گے' عموماً اس کو دجال کہا جاتا ہے۔

٥٤٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

۵۴۵۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں نکمے پن' بے جا سستی' شدید بڑھاپے' کنجوسی اور بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں' نیز قبر کے عذاب اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(المعجم ٨) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْحُزْنِ (التحفة ٨)

باب:۸- رنج وغم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا

٥٤٥٥- أَخْبَرَنَا أَبُو حَاتِمٍ السِّجِسْتَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ

۵۴۵۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کرتے تو یوں فرماتے: "اے اللہ! میں فکر وغم' عجز وکاہلی' کنجوسی و بزدلی' قرض کے شدید بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

٥٤٥٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن، ح: ٢٨٢٣، ومسلم، الذكر والدعاء، باب التعوذ من العجز والكسل، ح: ٢٧٠٦/ ٥٠ من حديث المعتمر بن سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٨.

٥٤٥٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٨٤. * سعيد هو ابن سلمة بن أبي الحسام العدوي المدني، وهو حسن الحديث، قوله: عن عبدالله بن المطلب وهم في رواية ابن حيوية، والصواب، مولى المطلب بن عبدالله بن الحنطب كما في رواية ابن السني (تهذيب التهذيب: ٦/ ٣٢).

ﷺ كَانَ إِذَا دَعَا قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ، وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ شَيْخٌ ضَعِيفٌ وَإِنَّمَا أَخْرَجْنَاهُ لِلزِّيَادَةِ فِي الْحَدِيثِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: (اس حدیث کی سند کا راوی) سعید بن سلمہ ضعیف ہے۔ (ضعیف روایت ہونے کے باوجود) ہم نے یہ روایت اس لیے بیان کی ہے کہ اس میں (کچھ عبارت) زیادہ ہے۔

فائدہ: فکر وغم سے پناہ مانگنے کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مجھے کوئی غم ناک چیز نہ پہنچے اور نہ نقصان دہ چیز کا خطرہ رہے۔

(المعجم ۹) - بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ (التحفة ۹)

باب:۹-قرض اور گناہ سے پناہ مانگنا

٥٤٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ سَعِيدِ ابْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ خَيْرَ أَهْلِ زَمَانِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْثَرَ مَا يَتَعَوَّذُ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا أَكْثَرَ مَا تَتَعَوَّذُ مِنَ الْمَغْرَمِ. قَالَ: «إِنَّهُ مَنْ غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ».

۵۴۵۶-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (جان لیوا) قرض اور گناہ سے بہت زیادہ پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ قرض سے اس قدر پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس لیے کہ جو شخص مقروض ہوجائے (قرض تلے دب جائے) وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔“

٥٤٥٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ٨٣٢، ٢٣٩٧، ومسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٩/ ١٢٩ من حديث الزهري به.

فائدہ: ''خلاف ورزی کرتا ہے'' کیونکہ یہ اس کی مجبوری ہوتی ہے۔ اس کے پاس ادائیگی کے لیے کچھ نہیں ہوتا مگر جان چھڑانے کے لیے اسے جان بوجھ کر جھوٹ بولنا پڑتا ہے اور ناممکن وعدہ کرنا پڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں قرض سے مطلق یا معمولی قرض مراد نہیں بلکہ وہ بھاری قرض ہے جس کی ادائیگی اس کے لیے ناممکن بن جائے۔ اس روایت میں گناہ سے مراد بھی وہ گناہ ہے جو انسان جان بوجھ کر دھڑلے سے کرے' یا اس سے مراد وہ گناہ ہے جو قرض کے نتیجے میں مقروض کو کرنا پڑتا ہے جیسا کہ ابھی گزرا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- کان اور آنکھ کے شر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٥٧- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيٰى أَنَّ شُتَيْرَ ابْنَ شَكَلٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللهِ! عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ: «قُلْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَشَرِّ بَصَرِي، وَشَرِّ لِسَانِي، وَشَرِّ قَلْبِي، وَشَرِّ مَنِيِّي» قَالَ: حَتّٰى حَفِظْتُهَا.

٥٤٥٧- حضرت شکل بن حمید ؓ نے فرمایا کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے ایسے کلمات سکھایئے جن کے ساتھ میں پناہ حاصل کیا کروں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''(یوں) کہہ (اے اللہ!) میں اپنے کان' آنکھ' زبان' دل اور منی کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' حتیٰ کہ میں نے ان کلمات کو یاد کر لیا۔

قَالَ سَعْدٌ: وَالْمَنِيُّ مَاؤُهُ. خَالَفَهُ وَكِيعٌ فِي لَفْظِهِ.

(راویٔ حدیث) سعد بن اوس نے کہا: منی سے مراد اس (شخص) کا پانی' یعنی نطفہ ہے۔ وکیع (ابن الجراح) نے اس حدیث کے لفظوں میں اس (ابونعیم) کی مخالفت کی ہے۔ (اگلی روایت کے الفاظ دیکھنے سے اختلاف صریح طور پر کھل جاتا ہے۔)

(المعجم ١١) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ الْبَصَرِ (التحفة ١١)

باب:١١- آنکھ کے شر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٥٧- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٤٦.

٥٤٥٨- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ وَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي الدُّعَاءَ أَنْتَفِعُ بِهِ، قَالَ: «قُلِ: اللّٰهُمَّ! عَافِنِي مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَلِسَانِي، وَقَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي». يَعْنِي ذَكَرَهُ.

۵۴۵۸- حضرت شُکل بن حمید سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھائیے جس سے میں فائدہ اٹھا سکوں۔ آپ نے فرمایا: ”کہہ: اے اللہ! مجھے میرے کان، آنکھ، زبان، دل اور منی، یعنی شرم گاہ کے شر سے محفوظ رکھ۔“

(المعجم ١٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْكَسَلِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- کاہلی اور سستی سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ - وَهُوَ ابْنُ مَالِكٍ - عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَنِ الدَّجَّالِ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۵۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عذاب قبر اور دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں کاہلی، شدید بڑھاپے، بزدلی، بخل، فتنۂ دجال اور عذاب قبر سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔“

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس جواب کا مطلب یہ ہے کہ واقعتاً دجال آئے گا اور عذاب قبر برحق ہے۔ فتنۂ دجال سے مراد اس کی پیروی کرنا ہے۔ یا مقصود یہ ہے کہ ہماری زندگی میں دجال آئے ہی نہ تاکہ ہم اس آزمائش سے بچ جائیں۔ پہلی صورت میں فتنے کے معنی ہوں گے گمراہی جو آزمائش کا نتیجہ بن سکتی ہے۔

(المعجم ١٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْعَجْزِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- نکمے پن سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٥٨ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٩١.

٥٤٥٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٣.

٥٤٦٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: لَا أُعَلِّمُكُمْ إِلَّا مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ! آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا».

۵۴۶۰- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمھیں وہی دعا سکھاؤں گا جو رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں نکمے پن، کاہلی، کنجوسی، بزدلی، شدید بڑھاپے اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاکیزہ فرما تو ہی بہترین پاکیزہ فرمانے والا ہے۔ تو ہی اس کا مددگار اور مالک ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ کا طلب گار ہوں اس دل سے جو تیرے سامنے عاجز نہ ہو، اس نفس سے جو سیر نہ ہو، اس علم سے جو مفید نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۴۴۴۔

٥٤٦١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

۵۴۶۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے یوں دعا فرمائی: ''اے اللہ! میں نکمے پن، کاہلی، کنجوسی، بزدلی، ذلیل بڑھاپے، عذاب قبر اور زندگی و موت کے فتنے سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث: ۵۴۴۵، ۵۴۴۷، ۵۴۵۰۔

(المعجم ١٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الذِّلَّةِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- ذلت سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ حاصل کرنا

٥٤٦٠ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب في الأدعية، ح: ٢٧٢٢ من حديث عاصم الأحول به.

٥٤٦١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٠.

٥٤٦٢- **أَخْبَرَنَا** أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ».

۵۴۶۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور قلت اور ذلت سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں' نیز اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کسی کے ظلم کا تختۂ مشق بنوں۔''

خَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ.

اوزاعی نے اس (حماد بن سلمہ) کی مخالفت کی۔

وضاحت: اوزاعی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں حماد بن سلمہ کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ سے بیان کرتے ہوئے کہا ہے: عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ جبکہ اوزاعی نے اسحاق بن عبداللہ سے بیان کیا ہے تو کہا ہے: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عِيَاضٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، یعنی اوزاعی نے سعید بن یسار کی بجائے جعفر بن عیاض کہا ہے۔ واللہ أعلم.

فوائد ومسائل: ① سنن ابوداود مترجم، مطبوعہ دارالسلام، حدیث: ۱۵۴۴ کے فائدے میں ابوعمار عمر فاروق سعیدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ فقر دو طرح سے ہوتا ہے: مال کا یا دل کا۔ انسان کے پاس مال نہ ہو مگر دل کا غنی اور سیر چشم ہو تو یہ ممدوح ہے مگر اس کے برعکس انسان ''حرص'' کا مریض ہو تو یہ بہت ہی قبیح خصلت ہے' نیز فقیری اور غریبی کی کیفیت کہ انسان ضروریات زندگی کے حصول سے محروم اور عاجز ہو کہ لازمی واجبات بھی ادا نہ کر سکے' اس سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ قِلّت سے مراد اعمالِ خیر اور ان کے اسباب کی قلت ہے۔ اور ذِلّت یہ کہ انسان عصیان (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی) کا مرتکب ہو کر اللہ کے سامنے رسوا ہو جائے یا لوگوں کی نظروں میں اس کا وقار نہ رہے کہ اس کی دعوت ہی نہ سنی جائے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسی طرح انسان کا اپنے معاشرے میں ظالم بن جانا یا مظلوم بن جانا' کوئی بھی صورت ممدوح نہیں۔ ② فقر سے مراد وہ فقر بھی ہو سکتا ہے جس سے کفر اور گمراہی کا خطرہ ہو کیونکہ عوام الناس کے لیے فقر' گمراہی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے لیے مالی فقر ایک نعمت ہے۔ آپ کی دعائیں دراصل امت کے لیے

٥٤٦٢ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٤٤ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٩٦، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٣، والحاكم: ١/ ٥٤١، ووافقه الذهبي.

تعلیم ہیں۔ یا فقر سے مراد ہے جسے انسان برداشت نہ کر سکے اور دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہو جائے۔ فقر سے فقر قلب بھی مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر ہوا۔ ③ قلت سے مراد قلت افراد بھی ہو سکتی ہے اور قلت مال بھی جسے اوپر فقر کہا گیا ہے ورنہ کثرت مال تو بسا اوقات گمراہی کا سبب بن جاتی ہے۔ ذلت سے مراد لوگوں کا غلبہ ہے کہ آدمی اپنا حق بھی نہ حاصل کر سکے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۵۴۵۱۔ ④ اس حدیث میں ہر بعد والا لفظ پہلے کا نتیجہ ہے۔ فقر سے قلت پیدا ہوتی ہے' قلت ذلت کو جنم دیتی ہے اور ذلت انسان کو مظلوم بنا دیتی ہے۔ یا وہ تنگ آمد بجنگ آمد کے اصول پر ظالم ڈاکو بن جاتا ہے۔ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ.

٥٤٦٣- قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو هُوَ الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَنْ تَظْلِمَ أَوْ تُظْلَمَ».

۵۴۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم فقر' قلت' ذلت اور اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو کہ تم کسی پر ظلم کرو یا کسی کے ظلم و ستم کا نشانہ بنو۔''

فائدہ: یہ روایت امر (حکم) کے صیغے کے ساتھ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں جعفر بن عیاض مجہول راوی ہے' تاہم آپ کے فعل کے طور پر ثابت ہے کہ آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے جیسا کہ سابقہ روایت میں ہے۔

٥٤٦٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالْفَقْرِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ

۵۴۶۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں قلت' فقر اور ذلت سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔''

٥٤٦٣- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ، ح: ٣٨٤٢ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٩٧، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣١، والذهبي، والحديث السابق شاهد له.

٥٤٦٤- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٤٦٢، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٩٩.

أَوْ أُظْلَمَ» .

(المعجم ١٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْقِلَّةِ (التحفة ١٥)

باب:١٥-قلت سے پناہ مانگنا

٥٤٦٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ، وَمِنَ الْقِلَّةِ، وَمِنَ الذِّلَّةِ، وَأَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ» .

۵۴۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم فقر، قلت، ذلت اور ظالم یا مظلوم بننے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، فائدہ حدیث: ۵۴۶۳۔

(المعجم ١٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْفَقْرِ (التحفة ١٦)

باب:١٦-فقر سے پناہ مانگنا

٥٤٦٦- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى ابْنُ شَيْبَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ ابْنُ عِيَاضٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَنْ تَظْلِمَ أَوْ تُظْلَمَ» .

۵۴۶۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم فقر، قلت، ذلت اور ظالم یا مظلوم بننے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کیا کرو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، فائدہ حدیث: ۵۴۶۳۔

٥٤٦٥_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٦٣ .

٥٤٦٦_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٦٣، وهو في الكبرىٰ، ح: ٧٩٠٠ .

٥٤٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ - يَعْنِي الشَّحَّامَ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي بَكْرَةَ - أَنَّهُ كَانَ سَمِعَ وَالِدَهُ يَقُولُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، فَجَعَلْتُ أَدْعُو بِهِنَّ فَقَالَ يَا بُنَيَّ! أَنّٰى عُلِّمْتَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ؟ قُلْتُ: يَاأَبَتِ! سَمِعْتُكَ تَدْعُو بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ فَأَخَذْتُهُنَّ عَنْكَ، قَالَ: فَالْزَمْهُنَّ يَابُنَيَّ! فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

۵۴۶۷-حضرت مسلم بن ابی بکرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے والد (حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) کو نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے سنا: ”اے اللہ! میں کفر وفقر اور عذاب قبر سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ میں آتا ہوں۔“ میں بھی یہ دعا پڑھنے لگ گیا۔ (ایک دفعہ) انھوں نے مجھ سے کہا بیٹا! یہ کلمات تو نے کہاں سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: ابا جان! میں نے آپ کو نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے سنا تو میں نے آپ سے سن کر یاد کر لیے۔ انھوں نے فرمایا: پیارے بیٹے! ان پر پابندی کرنا کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: ”نماز کے بعد“ عربی لفظ دُبُر استعمال ہوا ہے جس کے معنی بعد بھی ہے اور آخر بھی‘ لہٰذا دوسرا ترجمہ یہ ہوسکتا ہے ”نماز کے آخر میں“ یعنی درود پڑھنے کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں میں‘ سلام سے پہلے۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ١٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْقَبْرِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷-فتنۂ قبر کے شر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَثِيرًا مَّا يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ،

۵۴۶۸-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں آگ تک پہنچانے والے فتنے‘ آگ کے عذاب‘ قبر کی آزمائش‘ عذاب قبر‘ مسیح دجال کے فتنے کی خرابی‘ آزمائش فقر کی خرابی اور آزمائش دولت کی خرابی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میری غلطیوں کو برف کے پانی اور اولوں سے دھو ڈال۔

٥٤٦٧ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٣٤٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠١.

٥٤٦٨ـ [إسناده صحيح] وهو متفق عليه، انظر، ح: ٥٤٧٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٢.

وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَأَنْقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ ، وَالْهَرَمِ ، وَالْمَأْثَمِ ، وَالْمَغْرَمِ» .

اور میرے دل کو غلطیوں کے اثرات سے یوں صاف فرما دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف رکھا ہے' نیز میرے اور میری غلطیوں کے درمیان اتنا فاصلہ فرما دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھا ہے۔ اے اللہ! میں کاہلی' شدید بڑھاپے' گناہ اور جان لیوا قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① فتنہ دراصل کسی چیز کی آزمائش کو کہا جاتا ہے' مثلاً: سونے کو آگ میں ڈال کر کھرے کھوٹے کو جاننا۔ انسان کو بھی مختلف چیزوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے' مثلاً: فقر اور دولت وغیرہ تاکہ اس کا ایمان یا کفر ظاہر ہو سکے۔ اسی طرح دجال کے ذریعے سے بھی لوگوں کے ایمان کی آزمائش ہوگی۔ قبر کے سوال و جواب سے بھی ایمان و کفر کا پتا چلے گا' اس لیے ان چیزوں کو فتنہ کہا گیا ہے۔ ② فتنۂ قبر سے مراد سوال و جواب ہیں جو فرشتوں اور مدفون انسان کے درمیان ہوتے ہیں۔ اور ان فتنوں کی خرابی سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے ساتھ آزمائش کے دوران انسان ناکام ہو جائے اور ایمان کی بجائے کفر ظاہر ہو۔ ③ غلطیوں کو دھو ڈالنے کا مفہوم ملاحظہ فرمائیے' حدیث: ٦١ اور ٨٩٦.

(المعجم ١٨) اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ (التحفة ١٨)

باب:١٨- ایسے نفس سے پناہ مانگنا جو سیر نہ ہو

٥٤٦٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ أَخِيهِ عَبَّادِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ : مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ» .

٥٤٦٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں: اس علم سے جو نفع نہ دے' اس دل سے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع و خضوع نہ کرے' اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

٥٤٦٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح:١٥٤٨ عن قتيبة به، وصححه الحاكم: ١/ ١٠٤، ٥٣٤، ووافقه الذهبي.

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۴۴۴۔

(المعجم ١٩) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُوعِ (التحفة ١٩)

باب: ۱۹- شدید بھوک سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُوعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهُ بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ».

فوائد و مسائل: ① بھوک لازمۂ انسان ہے۔ اس سے مفر نہیں، لہٰذا اس حدیث میں بھوک سے مراد مطلق بھوک نہیں بلکہ مسلسل بھوک ہے جسے حدیث: ۵۴۶۲ میں فقر کے لفظ سے بیان فرمایا گیا ہے، یعنی انسان کھانے پینے کے لیے اتنا کچھ نہ بھی پا سکے جس سے اپنی بھوک مٹا تا رہے۔ استعارةً بھوک سے ''حرص'' مراد لی جا سکتی ہے۔ پھر دنیا کی بھوک مراد ہوگی کیونکہ نیکی کی حرص تو اچھی چیز ہے۔ دنیا کی حرص اس لیے مذموم ہے کہ یہ کبھی ختم نہیں ہوتی جب کہ دنیا تھوڑی ہی کافی ہے۔ بادشاہوں کی جُوعُ الْأَرض (مملکت وسیع کرنے کی خواہش) بھی دنیا کی حرص کی ایک صورت ہے جو آخر کاران کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے۔ ② خیانت حقوق اللہ میں ہو یا حقوق العباد میں، قابل مذمت ہے کیونکہ یہ ایمان کے منافی ہے۔ نفاق کی دلیل ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُمَا- آمین۔

(المعجم ٢٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْخِيَانَةِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- خیانت سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرنا

٥٤٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

۵۴۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین ساتھی ہے۔

٥٤٧٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ١٥٤٧ (انظر الحديث السابق) عن محمد بن العلاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٣ . * ابن عجلان عنعن.

٥٤٧١ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٤ .

أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَمِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ».

اور خیانت سے بھی پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین خصلت ہے۔"

(المعجم ٢١) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ (التحفة ٢١)

باب:٢١-مخالفت و دشمنی' نفاق اور بدخلقی سے پناہ مانگنا

٥٤٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ عَنْ حَفْصٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَايَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَايَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَايُسْمَعُ، وَنَفْسٍ لَاتَشْبَعُ» ثُمَّ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ».

۵۴۷۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعائیں فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے' ایسے دل سے جس میں (اللہ تعالیٰ کا) ڈر نہ ہو' ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے (قبول نہ کی جائے۔) اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔" پھر فرماتے: "اے اللہ! میں ان چاروں چیزوں سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔"

فائدہ: یہ حدیث صراحتاً باب سے مطابقت نہیں رکھتی بلکہ آئندہ حدیث باب کے مطابق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کسی ناسخ کی غلطی سے یہاں لکھی گئی ہے۔

٥٤٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ عَنْ دُوَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ أَبُو صَالِحٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ، وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ».

۵۴۷۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں مخالفت و دشمنی' نفاق اور بداخلاق سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

٥٤٧٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨٣ من حديث خلف بن خليفة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٠٥، وانظر، ح: ٥٤٦٩ . * حفص هو ابن عبدالله بن أبي طلحة، ويقال: ابن عمر بن عبدالله.

٥٤٧٣_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٤٦ عن عمرو بن عثمان به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٠٦ . * ضبارة مجهول (تقريب).

(المعجم ٢٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْمَغْرَمِ (التحفة ٢٢)

٥٤٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ - هُوَ ابْنُ الزُّبَيْرِ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ التَّعَوُّذَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، فَقِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ تُكْثِرُ التَّعَوُّذَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ؟ فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ».

باب:۲۲-شدید قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا

۵۴۷۴-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ قرض اور گناہ سے بہت زیادہ پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ آپ سے عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! (کیا وجہ ہے کہ) آپ قرض اور گناہ سے بہت زیادہ پناہ طلب فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''آدمی جب مقروض ہو جاتا ہے پھر بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔''

فائدہ: دیکھیے روایت: ۵۴۵۶.

(المعجم ٢٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الدَّيْنِ (التحفة ٢٣)

٥٤٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ التُّجِيبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ دَرَّاجًا أَبَا السَّمْحِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْهَيْثَمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْكُفْرِ

باب:۲۳-(واجب الادا) قرض یا حق سے پناہ طلب کرنا

۵۴۷۵-حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں کفر اور قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ قرض کو کفر کے برابر قرار دے رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

٥٤٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٧.

٥٤٧٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٨ عن عبدالله بن يزيد المقرىء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٠٨، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٣٨، ٢٤٣٩، والحاكم: ١/ ٥٣٢، والذهبي. * دراج صدوق حسن الحديث، لكنه ضعيف خاصةً عن أبي الهيثم، "وآخر"، هو ابن لهيعة كما في المسند.

وَالدَّيْنِ» قَالَ رَجُلٌ : يَارَسُولَ اللهِ ! أَتَعْدِلُ الدَّيْنَ بِالْكُفْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ».

٥٤٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ» فَقَالَ رَجُلٌ تَعْدِلُ الدَّيْنَ بِالْكُفْرِ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

۵۴۷۶- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں کفر اور کسی کے واجب الادا حق (کی حالت میں موت) سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔'' ایک آدمی نے کہا: کیا آپ واجب الادا حق کو کفر کے برابر رکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

(المعجم ٢٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-قرض اور واجب الادا حق کے غلبے سے پناہ مانگنا

٥٤٧٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ».

۵۴۷۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں قرض اور واجب الادا حق کے غلبے (اور بوجھ)، دشمن کے غلبے اور دشمنوں کی دل آزار خوشی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① غلبے سے مراد یہ ہے کہ میں اسے ادا کرنے سے عاجز آ جاؤں اور اپنے سر پر لے کر مر جاؤں۔ ② ''دل آزار خوشی'' سے مراد وہ خوشی ہے جو کسی دوسرے کی مصیبت پر کی جائے جیسا کہ دشمنوں کا دستور ہے۔ مقصود یہ ہے کہ مولا! مجھے ایسے مصائب سے محفوظ رکھنا جس سے دشمن خوش ہوں۔ یہاں ان کی ذاتی خوشی مراد نہیں۔

٥٤٧٦_ **[إسناده ضعيف]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٠٩.

٥٤٧٧_ **[إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٣ من حديث حيي بن عبدالله به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩١٠، صححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٥٣١، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٢٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ ضَلَعِ الدَّيْنِ (التحفة ٢٥)

٥٤٧٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْجَرْمِيُّ - عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ».

باب:٢٥-قرض کے بوجھ سے پناہ مانگنا

٥٤٧٨-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں فکر و غم، کاہلی اور بزدلی، کنجوسی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

(المعجم ٢٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى (التحفة ٢٦)

٥٤٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ مَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ،

باب:٢٦-مال داری کے فتنے کے شر سے پناہ مانگنا

٥٤٧٩-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں قبر کے عذاب، آگ تک پہنچانے والے فتنے، قبر کی آزمائش، قبر کی تکلیف، مسیح دجال کے فتنے کی خرابی، فتنۂ مالداری کی خرابی اور فتنۂ فقر کی خرابی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میری غلطیوں کو برف کے پانی اور اولوں سے دھو دے۔ اور میرے دل کو غلطیوں سے یوں صاف کر دے، جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف رکھا ہے۔ اے اللہ! میں کاہلی، شدید بڑھاپے، قرض اور گناہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

٥٤٧٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١١.

٥٤٧٩ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من المأثم والمغرم، ح: ٦٣٦٨، ٦٣٧٥، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ٥٨٩ بعد، ح: ٢٧٠٥ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١٢، وانظر، ح: ٥٤٦٨. * جرير هو ابن عبدالحميد.

وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ».

فائدہ: دیکھیے، روایت: ٥٤٦٨.

(المعجم ٢٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- دنیا کے فتنے سے پناہ طلب کرنا

٥٤٨٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ ابْنَ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُهُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَرْوِيهِنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

٥٤٨٠- حضرت مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ (والد محترم) حضرت سعد رضی اللہ عنہ اسے یہ کلمات سکھایا کرتے تھے اور انھیں نبی اکرم ﷺ سے بیان فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے ذلیل ترین عمر میں داخل کیا جائے۔ میں دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔''

فائدہ: دنیا کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ میں دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر آخرت سے غافل ہو جاؤں یا وہ تکالیف شاقہ مراد ہیں جو انسانی بس سے باہر ہوں۔

٥٤٨١- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَا: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكْتِبُ الْغِلْمَانَ وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ

٥٤٨١- حضرت مصعب بن سعد اور عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جس طرح استاد بچوں کو سبق رٹاتا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہر (فرض) نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں

٥٤٨٠- [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١٣.

٥٤٨١- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩١٤.

يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

کنجوسی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ مجھے ذلیل ترین عمر میں پہنچایا جائے اور میں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

٥٤٨٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۴۸۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ بزدلی، کنجوسی، بری عمر، سینے اور دل کے فتنے اور عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: دیکھیے روایات: ۵۴۴۵-۵۴۴۷۔

٥٤٨٣- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ - هُوَ أَبُو دَاوُدَ الْمُصَاحِفِيُّ - قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۸۳- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بزدلی، کنجوسی، بری عمر، سینے کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

٥٤٨٢_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٩١٥.

٥٤٨٣_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٩١٧.

٥٤٨٤- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الشُّحِّ، وَالْجُبْنِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۴۸۴-حضرت عمرو بن میمون نے کہا کہ مجھے بہت سے اصحاب رسول ﷺ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حرص، کنجوسی، بزدلی، سینے کے فتنے اور عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

٥٤٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مُرْسَلٌ.

۵۴۸۵-حضرت عمرو بن میمون سے مرسل روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان چیزوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

فائدہ: یہاں مرسل کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے کسی صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

(المعجم ٢٨) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ الذَّكَرِ (التحفة ٢٨)

باب:۲۸-شرم گاہ کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٥٤٨٦- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالِ ابْنِ يَحْيَى، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي دُعَاءً أَنْتَفِعُ بِهِ. قَالَ: «قُلِ: اللّٰهُمَّ! عَافِنِي مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَلِسَانِي، وَقَلْبِي، وَشَرِّ مَنِيِّي». يَعْنِي ذَكَرَهُ.

۵۴۸۶-حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھایئے جس سے میں فائدہ حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا: ''کہہ: اے اللہ! مجھے میرے کانوں، آنکھوں، زبان، دل اور منی، یعنی شرم گاہ کے شر سے محفوظ رکھنا۔''

٥٤٨٤_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٩١٨.

٥٤٨٥_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٩١٩.

٥٤٨٦_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٤٦.

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل روایت: ۵۴۴۶.

(المعجم ٢٩) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ الْكُفْرِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-کفر کے شر سے پناہ حاصل کرنا

٥٤٨٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ» فَقَالَ رَجُلٌ: وَيَعْدِلَانِ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

۵۴۸۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' ایک آدمی نے کہا: یہ دونوں برابر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

(المعجم ٣٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الضَّلَالِ (التحفة ٣٠)

باب:۳۰-گمراہی سے پناہ حاصل کرنا

٥٤٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: «بِسْمِ اللهِ رَبِّ! أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَزِلَّ أَوْ أَضِلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ».

۵۴۸۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب گھر سے باہر نکلتے تو یوں دعا فرماتے: ''اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے۔ اے میرے رب! میں اس بات سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں لغزش کر جاؤں یا گمراہ ہو جاؤں یا کسی پر ظلم کروں یا مظلوم بن جاؤں یا کسی سے نامناسب سلوک کروں یا مجھ سے نامناسب سلوک کیا جائے۔''

٥٤٨٧_ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٤٧٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢٠.

٥٤٨٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [دعاء: بسم الله توكلت على الله . . .]، ح: ٣٤٢٧ من حديث منصور به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢١، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥١٩، ووافقه الذهبي. * الشعبي لم يسمع من أم سلمة، قاله ابن المديني، وخالفه الحاكم، والقول قول ابن المديني.

فائدہ: ''نامناسب سلوک'' یہ ترجمہ ہے جہالت کا۔ جہالت علم کے مقابل ہے۔ جہالت سے جو مفاسد پیدا ہو سکتے ہیں' ان سب کو جہالت ہی کہا جائے گا۔ حقوق العباد میں جہالت نامناسب سلوک کا سبب بنتی ہے کیونکہ جب کسی کے حق کا علم نہ ہوگا تو اس کے ساتھ مناسب سلوک کیسے ہو سکے گا؟

(المعجم ٣١) - اَلْإِسْتِعَاذَةُ مِنْ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ (التحفة ٣١)

٥٤٨٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ».

فائدہ: دیکھیے' روایت: ۵۴۷۷۔

باب: ۳۱- دشمن کے غلبے سے بچاؤ کی دعا

۵۴۸۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں حقوق العباد کے غالب آنے' دشمن کے غالب آ جانے اور دشمنوں کی دل آزار خوشی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(المعجم ٣٢) - اَلْإِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ (التحفة ٣٢)

٥٤٩٠- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ حُيَيٌّ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ».

باب: ۳۲- دشمنوں کی ناروا خوشی سے بچاؤ کی دعا

۵۴۹۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں واجب الادا حقوق (قرض وغیرہ) کے غلبے اور دشمنوں کی ناروا خوشی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

٥٤٨٩_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٧٧، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٢٤.

٥٤٩٠_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٧٧، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٢٥.

(المعجم ٣٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْهَرَمِ (التحفة ٣٣)

باب:٣٣-شدید بڑھاپے سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩١- أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ هَارُونَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْعَجْزِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

۵۴۹۱- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ یہ دعائیں مانگا کرتے تھے: ’’اے اللہ! میں کاہلی‘ شدید بڑھاپے‘ بزدلی‘ نکمے پن اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔‘‘

٥٤٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ، وَالْمَأْثَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ».

۵۴۹۲- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ’’اے اللہ! میں کاہلی‘ شدید بڑھاپے‘ جان نہ چھوڑنے والے قرض اور گناہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں‘ نیز مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔ قبر کے عذاب سے بچاؤ کے لیے تیری پناہ کا طالب ہوں اور آگ کے عذاب سے بچنے کے لیے بھی تجھی سے پناہ مانگتا ہوں۔‘‘

فائدہ: ’’مسیح دجال‘‘ مسیح دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے مگر چونکہ یہ شخص ابتدا میں مسیح ہونے کا دعویٰ کرے گا اور یہودی اسے مسیح مانیں گے‘ اس لیے اسے یوں کہا گیا لیکن اس سے وہ مسیح نہ بن جائے گا جس طرح کسی کو جھوٹا نبی کہنے سے اس کی نبوت کی تصدیق نہیں ہوتی کیونکہ ’’مسیح دجال‘‘ کے معنی ہیں فراڈ کرنے والا اور دھوکا باز مسیح‘ یعنی جھوٹا مسیح۔ دجال اس شخص کا نام نہیں‘ وصف ہے۔ (دیکھیے‘ حدیث:۵۴۵۳) تعجب کی بات ہے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو مسیح نہ مانا‘ اس دغاباز کو مسیح مانیں گے۔ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ.

٥٤٩١_ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٧٩٢٦. * محمد هو ابن سيرين.

٥٤٩٢_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٥، ١٨٦ من حديث الليث بن سعد به.

(المعجم ٣٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- بری تقدیر سے بچنے کی دعا

٥٤٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ إِنْ شَاءَ اللهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ: مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَجَهْدِ الْبَلَاءِ قَالَ سُفْيَانُ: هُوَ ثَلَاثَةٌ فَذَكَرْتُ أَرْبَعَةً لِأَنِّي لَا أَحْفَظُ الْوَاحِدَ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ.

۵۴۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبیٔ اکرم ﷺ ان تین چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے: بدبختی کے آ پکڑنے سے، دشمنوں کی ناروا خوشی سے، بری تقدیر سے اور شدید آزمائش اور مصیبت سے۔ (راویٔ حدیث) سفیان (ابن عیینہ) نے کہا: حدیث میں تو تین چیزیں ذکر تھیں مگر میں نے چار اس لیے ذکر کر دیں کہ مجھے یاد نہ رہا، وہ تین کون سی ہیں؟ اور چوتھی کون سی جو ان میں شامل نہیں۔ (ویسے یہ چاروں آئندہ صحیح حدیث میں مذکور ہیں۔)

فوائد ومسائل: ① باقی تین چیزیں بھی سُوءُ الْقَضَاء کے تحت ہی آتی ہیں کیونکہ دنیا میں بری تقدیر شدید آزمائش اور مصیبت کی صورت میں ہوتی ہے جس سے دشمن ناروا طور پر خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر اس کا تعلق آخرت سے ہو تو یہ انتہا درجے کی بدبختی ہے۔ ② تقدیر کا برا ہونا متعلقہ شخص کے لحاظ سے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ اور ہر قضا وقدر درست اور اچھا ہے۔ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ. اگرچہ ہم اس کی حقیقت کو نہ جان سکیں۔ ③ بری تقدیر سے بچاؤ کی دعا کی جا سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مختار کل ہے۔ جب چاہے تقدیر بدل دے ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ﴾ نیز دعا بھی اسباب میں سے ہے اور اسباب تقدیر کا حصہ ہیں۔ گویا تقدیر یوں تھی کہ یہ شخص دعا کرے گا اور اس سے سختی ٹال دی جائے گی، نیز دعا بھی عبادت ہے۔ ثواب تو ملے گا ہی۔ بندہ ہونے کے ناطے دعا کرنا ضروری ہے۔ دعا سے انکار تکبر ہے۔ ④ شدید مصیبت اور آزمائش سے مراد وہ حالت ہے جس سے موت آسان معلوم ہو، جسمانی مصیبت ہو یا مالی۔

(المعجم ٣٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۵- بدبختی کی گرفت سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩٣- أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء، ح:٦٣٤٧، ومسلم، الذكر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، ح:٢٧٠٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٩٢٧.

٥٤٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيذُ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَجَهْدِ الْبَلَاءِ.

۵۴۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ بری تقدیر، دشمنوں کی ناروا خوشی، بدبختی کی گرفت اور شدید مصیبت و آزمائش سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

فائدہ: بدبختی دنیا میں بھی ہو سکتی ہے کہ انسان حالات کے ہاتھوں پریشان رہے۔ اور اصل بدبختی یہ ہے کہ زندگی گمراہی میں گزرے حتیٰ کہ موت بھی گمراہی پر آئے۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوءِ الْخَاتِمَةِ.

(المعجم ٣٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُنُونِ (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- جنون سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَالْبَرَصِ، وَسَيِّءِ الْأَسْقَامِ».

۵۴۹۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ یوں بھی دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں پاگل پن، کوڑھ، پھلبہری اور دوسری بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① بعض بیماریاں دیرپا ہوتی ہیں اور ان کے اثرات ختم نہیں ہوتے۔ موت تک کے لیے لازمہ بن جاتی ہیں۔ لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں۔ جسم عیب دار بن جاتا ہے یا وہ انسانی عقل کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں حتیٰ کہ انسان جانوروں جیسے کام کرنے لگ جاتا ہے۔ ایسی بیماریوں کو بری بیماریوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ بیماریوں کے علاوہ دور حاضر کی بیماریاں فالج، کینسر، ایڈز، پولیو وغیرہ ایسی ہی بیماریاں ہیں۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. جبکہ بعض بیماریاں عارضی ہوتی ہیں، برے اثرات نہیں چھوڑتیں بلکہ بسا اوقات جسم کی اصلاح کرتی ہیں، مثلاً: معمولی بخار، زکام اور سر درد وغیرہ۔ ایسی بیماریاں انسان کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں اور بڑی بیماریوں سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہوتی ہیں۔ ② یہ روایت دیگر محققین کے نزدیک صحیح ہے اور انھی کی بات

٥٤٩٤- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢٨.

٥٤٩٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٥٤ من حديث قتادة به، ولم أجد تصريح سماعه، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٢٩، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٦، ٢٤٤٧، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٣٠، ووافقه الذهبي.

راجح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ۲۰/۳۰۹)

(المعجم ٣٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۷- جنوں کی نظر بد سے بچنے کی دعا

٥٤٩٦- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسِ، فَلَمَّا نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَى ذٰلِكَ.

۵۴۹۶- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جن وانس کی نظر بد سے بچاؤ کی دعا کیا کرتے تھے۔ جب معوذتین (سورۂ فلق وناس) نازل ہوئیں تو آپ نے انھیں پڑھنا شروع کر دیا اور دوسری پناہ والی دعائیں چھوڑ دیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جن انسانوں کو ایذا دینے اور تکلیف پہنچانے کے لیے ان پر غلبہ وتسلط حاصل کر سکتے ہیں، لہٰذا انسانوں کو چاہیے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجائیں کرتے رہا کریں تاکہ وہ خبیث وشریر جنوں کی شرارتوں سے محفوظ رہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نظر بد برحق ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی انسان ہی کی نظر لگے بلکہ جنات کی نظر بھی لگ سکتی ہے۔ ③ معوذتین میں ہر قسم کے شر سے پناہ موجود ہے، لہٰذا یہ جامع ہیں۔ ان کی موجودگی میں دوسری معوذات کی ضرورت نہیں اگرچہ ان کے پڑھنے کی ممانعت بھی نہیں۔ ④ نظر بد کا اثر صرف انسان پر نہیں بلکہ بسا اوقات جمادات پر بھی اس کا ایسا شدید اثر ہوتا ہے جو دواؤں وغیرہ سے ختم نہیں ہوتا بلکہ معوذات کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس اثر کی عقلی توجیہ نہ بھی کی جا سکے تو بھی اس کا انکار ممکن نہیں۔ اس دنیا میں سب کچھ عقل کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ بہت سے مسائل میں انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے، علوم جواب دے جاتے ہیں۔ مقناطیس کے ایک سرے کا شمال کی جانب ہی رہنا بھی اس کی ایک مثال ہے۔ مگر اس کا انکار ممکن نہیں۔ ⑤ راجح قول کے مطابق یہ روایت صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه مترجم (دارالسلام)، حدیث: ۳۵۱۱)

(المعجم ٣٨) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ سُوءِ الْكِبَرِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- شدید بڑھاپے سے بچاؤ کی دعا کرنا

٥٤٩٦- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من استرقى من العين، ح: ٣٥١١ من حديث سعيد بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٣٠، وقال الترمذي، ح: ٢٠٥٨ "حسن غريب".

٥٤٩٧- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْكِبَرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں کاہلی' شدید بڑھاپے' بزدلی' کنجوسی' ذلیل عمر' دجال کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

(المعجم ٣٩) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ (التحفة ٣٩)

باب:۳۹- ذلیل ترین عمر سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ يُعَلِّمُنَا خَمْسًا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِنَّ وَيَقُولُهُنَّ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۴۹۸- حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں وہ پانچ کلمات سکھایا کرتے تھے جنھیں پڑھ کر رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں بزدلی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے ذلیل ترین عمر میں لے جایا جائے' نیز میں عذاب قبر سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔''

(المعجم ٤٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ سُوءِ الْعُمُرِ (التحفة ٤٠)

باب:۴۰- بری عمر سے بچاؤ کی دعا

٥٤٩٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ

۵۴۹۹- حضرت عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گیا۔ میں نے ان کو مزدلفہ

٥٤٩٧- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣١، تقدم أطرافه، ح: ٥٤٥٣، ٥٤٥٩، وللحديث شواهد.

٥٤٩٨- [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٣.

٥٤٩٩- [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٤.

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ - يَعْنِي أَبَاهُ - عَنْ عَمْرِو ابْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَجَجْتُ مَعَ عُمَرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ بِجَمْعٍ: أَلَا إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ سُوءِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

میں فرماتے سنا: خبردار! نبی اکرم ﷺ پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں کنجوسی اور بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں بری عمر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ سینے کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے احادیث: ۵۴۴۵، ۵۴۴۷، ۵۴۴۸۔

(المعجم ٤١) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱-نفع کے بعد نقصان سے بچاؤ کی دعا

٥٥٠٠- أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِالْمَنْظَرِفِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ».

۵۵۰۰-حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے تو یوں دعا فرماتے: ''اے اللہ! میں سفر کی مشکلات، واپسی کی غمگینی و پریشانی، نفع کے بعد نقصان، مظلوم کی بددعا اور اہل و مال میں برا منظر دیکھنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① ہر انسان کو اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کی ہلاکت و بربادی اور اس کی تباہی و آزمائش سے بچنے کے لیے اللہ عزوجل کے حضور ہر وقت دست بدعا رہنا چاہیے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مظلوم کی دعا اور بددعا قبول ہوتی ہے، اس لیے ہر عقیل و فہیم اور باشعور مسلمان مرد و عورت کو مظلوم کی دعا حاصل کرنے اور اس کی بددعا سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیے، نیز ظالم اور مظلوم بن جانے سے بچنے کی دعا کرنی چاہیے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مذکورہ ذکر و دعا کا کرنا اور آغازِ سفر

٥٥٠٠ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره، ح: ١٣٤٣ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٣٥.

میں التزام کرنا مستحب ہے۔ اس کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں۔ بعض اہل علم نے ان اذکار کو کتابی صورت میں جمع کیا ہے جیسا کہ امام نووی ؒ کی ''کتاب الاذکار۔''④ ''واپسی کی غمگینی'' یعنی میں اپنے مقصد میں ناکام ہو کر مغموم واپس لوٹوں۔⑤ ''نفع کے بعد نقصان'' یہ جامع الفاظ ہیں جن میں ہر نفع نقصان اور خیر و شر آ جاتا ہے' مثلاً: ایمان کے بعد کفر' صحت کے بعد بیماری اور غنیٰ کے بعد فقر وغیرہ۔⑥ ''مظلوم کی بددعا'' مقصود یہ ہے کہ میں کسی پر ظلم نہ کروں تاکہ کوئی مجھے بددعا نہ دے۔⑦ ''اہل و مال میں برا منظر'' یعنی میری عدم موجودگی میں ان کا نقصان نہ ہو۔

٥٥٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَرْجِسَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ».

٥٥٠١- حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے تھے تو یوں دعا فرماتے: ''اے اللہ! میں سفر کی مشکلات' واپسی کی غمگینی' نفع کے بعد نقصان' مظلوم کی بددعا اور اہل و عیال اور مال میں برا منظر دیکھنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

(المعجم ٤٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ (التحفة ٤٢)

باب:٤٢-مظلوم کی بددعا سے پناہ مانگنا

٥٥٠٢- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ.

٥٥٠٢- حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ جب سفر کرتے تو سفر کی مشکلات' واپسی کی پریشانی' نفع کے بعد نقصان' مظلوم کی بددعا اور برے منظر سے پناہ طلب فرماتے تھے۔

٥٥٠١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٣٦.

٥٥٠٢- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٣٧.

(المعجم ٤٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-(سفر کے بعد) غمناک واپسی سے پناہ کی دعا

٥٥٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ قَالَ بِإِصْبَعِهِ، وَمَدَّ شُعْبَةُ بِإِصْبَعِهِ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ».

۵۵۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سفر شروع کرتے اور اونٹ پر سوار ہوتے تو اپنی انگشت شہادت سے (آسمان کی طرف) اشارہ فرماتے' (راویٔ حدیث) شعبہ نے اپنی انگلی کو لمبا کیا (اور اشارہ کر کے دکھایا) اور یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! تو ہی سفر میں اصلی ساتھی ہے۔ اور اہل و مال میں تو ہی نگران ہے۔ اے اللہ! میں سفر کے مصائب اور غمناک واپسی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

فائدہ: ''اصلی ساتھی'' کیونکہ دوسرے ساتھی کسی بھی وقت ساتھ چھوڑ سکتے ہیں۔ خوشی سے ناخوشی سے۔ ''نگران'' عربی میں لفظ ''خلیفہ'' استعمال ہوا ہے جس کے معنی نائب اور جانشین ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میری عدم موجودگی میں تو ہی میری جگہ کفایت فرمائے گا۔ اس مفہوم کو نگران کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔

(المعجم ٤٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ جَارِ السُّوءِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- برے پڑوسی سے پناہ مانگنا

٥٥٠٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جَارِ السَّوْءِ فِي دَارِ الْمُقَامِ،

۵۵۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مستقل رہائش میں برے پڑوسی سے پناہ مانگنی چاہیے۔ عارضی پڑوسی تو جلد یا بدیر تجھ سے دور ہو جائے گا۔''

٥٥٠٣_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا خرج مسافرًا، ح: ٣٤٣٨ عن محمد بن عمر المقدمي به، وقال: "حسن غريب" وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٨.

٥٥٠٤_ [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٧ من حديث محمد بن عجلان به، وتابعه عبدالرحمٰن ابن إسحاق المدني عند أحمد: ٢/٣٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٣٩.

فَإِنَّ جَارَ الْبَادِي يَتَحَوَّلُ عَنْكَ» .

فائدہ: مستقل رہائش گاہ سے مراد شہر اور بستیاں ہیں جہاں مکانات بنائے جاتے ہیں جو صدیوں تک قائم رہتے ہیں اور عارضی پڑوسی سے مراد سفر اور صحرا کا پڑوسی ہے جہاں عارضی خیمے لگائے جاتے ہیں اور کچھ دیر بعد اکھیڑ لیے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے بستی کا پڑوسی تو ساری زندگی کا پڑوسی رہے گا' لہٰذا وہ اچھا ہونا چاہیے ورنہ زندگی اجیرن بنی رہے گی۔

(المعجم ٤٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵-لوگوں کے غلبے سے بچنے کی دعا

٥٥٠٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ: «اِلْتَمِسْ لِي غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي» فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ، فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ، وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ» .

۵۵۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اپنے نوجوان لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کرو جو میری خدمت کیا کرے۔'' حضرت ابوطلحہ مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر لے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ پڑاؤ فرماتے تو میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ میں آپ کو اکثر یہ دعا پڑھتے سنتا تھا: ''اے اللہ! میں شدید بڑھاپے' غم' نکمے پن' کاہلی' کنجوسی' بزدلی' قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: یہ جنگ خیبر کا واقعہ ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدۂ محترمہ کے خاوند تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ پہلے بھی آپ کی خدمت کیا کرتے تھے مگر چونکہ عمر میں چھوٹے تھے' اس لیے آپ نے محسوس فرمایا کہ شاید گھر والے اتنے چھوٹے بچے کو جنگی سفر میں ساتھ بھیجنے پر راضی نہ ہوں۔ آپ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہی سے خادم کی خواہش فرمائی۔ انھوں نے حضرت انس کو ہی ساتھ لے لیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

٥٥٠٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٤٥٢، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٤٠.

(المعجم ٤٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (التحفة ٤٦)

٥٥٠٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، قَالَ: وَقَالَ: إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ.

باب:۴۶- دجال کے فتنے سے بچاؤ کی دعا

۵۵۰۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ قبر کے عذاب اور دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے' نیز آپ نے فرمایا: ''قبروں میں بھی تمھاری آزمائش ہوگی۔''

فائدہ: عذاب قبر اور فتنۂ دجال میں مناسبت یہ ہے کہ دونوں میں ایمان کا امتحان ہے۔ منافق یہ دونوں امتحان پاس نہیں کر سکیں گے۔ مخلص لوگ ہی کامیاب ہوں گے۔ یہاں دجال کا اقتدار ہوگا' وہاں فرشتوں کے سوالات۔

(المعجم ٤٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَشَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ (التحفة ٤٧)

٥٥٠٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

باب:۴۷- جہنم کے عذاب اور مسیح دجال کے شر سے بچنے کی دعا

۵۵۰۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ میں مسیح دجال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور زندگی وموت کی آزمائش کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

٥٥٠٦_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٦٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤١.

٥٥٠٧_ أخرجه مسلم، ح: ٥٨٨/ ١٣٢ من حديث أبي الزناد به، انظر الحديث الآتي برقم: ٥٥١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٤٢.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عذابِ قبر، نیز زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنا مشروع ہے۔ عذابِ قبر کا برحق ہونا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا اور برزخی) زندگی کی طرف اشارہ بھی ہوتا ہے اگر چہ وہ ہمارے شعور اور فہم سے بالاتر ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے یہ خبر دی ہے کہ آخری زمانے میں مسیح دجال آئے گا۔ اور امت کو اس کے فتنے سے خبردار کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے شر اور فتنے سے بچنے کی دعائیں بھی سکھلائی ہیں۔

٥٥٠٨- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۵۵۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں آگ کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔''

(المعجم ٤٨) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- شیطان انسانوں کے شر سے پناہ مانگنا

٥٥٠٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَشْخَاشٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهِ فَجِئْتُ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: «يَاأَبَا ذَرٍّ! تَعَوَّذْ

۵۵۰۹- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ میں آ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: ''ابوذر! تو شیطان جنوں اور انسانوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کر۔'' میں نے عرض کی: انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟ آپ نے

٥٥٠٨- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٠٦٢، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٤٣.

٥٥٠٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٨ عن وكيع عن عبدالرحمٰن بن عبدالله المسعودي به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٤٤. ※ أبوعمر الدمشقي ضعيف (تقريب)، وعبيد لين (أيضًا)، وله شاهد ضعيف عند أحمد: ٥/ ٢٦٥.

بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ».
قُلْتُ: أَوَلِلْإِنْسِ شَيَاطِينُ قَالَ: «نَعَمْ».

فرمایا: ''ہاں۔''

(المعجم ٤٩) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا (التحفة ٤٩)

باب:۴۹- زندگی کے فتنے سے پناہ مانگنا

٥٥١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَمَالِكٌ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۵۵۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کیا کرو۔ زندگی اور موت کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔ مسیح دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو۔''

فائدہ: زندگی کے فتنے سے مراد گمراہی ہے یا مصائب وآزمائشیں جنھیں انسان برداشت نہ کر سکے۔

٥٥١١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَلْقَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ يَقُولُ: «عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۵۵۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ فرماتے: ''تم قبر کے عذاب، جہنم کے عذاب، زندگی وموت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔''

٥٥١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

۵۵۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے

٥٥١٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٨/ ١٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٤٥.

٥٥١١ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٤٦.

٥٥١٢ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ٣٣/١٨٣٥ ◄◄

مُحَمَّدٍ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ» وَكَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ جَهَنَّمَ، وَفِتْنَةِ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس شخص نے میری اطاعت کی' اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی' اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔'' آپ قبر کے عذاب' جہنم کے عذاب' زندوں اور مردوں کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

فائدہ: زندوں اور مردوں کے فتنے سے مراد بھی زندگی اور موت کا فتنہ ہی ہے' یعنی وہ فتنہ جو زندوں یا مردوں کو لاحق ہوتا ہے۔ زندوں کا فتنہ گمراہی اور مردوں کا فتنہ برا انجام' یعنی بری موت ہے۔

۵۵۱۳- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ: وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ: «اِسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ خَمْسٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۵۵۱۳- حضرت ابوعلقمہ نے کہا کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بالمشافہ بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو: جہنم کے عذاب' قبر کے عذاب' زندگی و موت کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔''

فائدہ: زندگی اور موت کا فتنہ گنتی میں دو ہیں۔ تبھی پانچ چیزیں بنیں گی' یعنی زندگی کا فتنہ اور موت کا فتنہ۔

(المعجم ٥٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ (التحفة ٥٠)

باب:۵۰-موت کے فتنے سے بچاؤ کی دعا کرنا

٥٥١٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۵۵۱۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

◄◄ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٤٧.

٥٥١٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٤٨.

٥٥١٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٦٥، وهو في الموطأ: ١/ ٢١٥، والكبرى، ح: ٧٩٥٠.

أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو یہ دعا یوں سکھاتے جیسے قرآن مجید کی سورت یاد کرواتے تھے۔ (فرماتے:) ''کہو: اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور میں زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

٥٥١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُوذُوا بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عَذَابِ اللهِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

۵۵۱۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے عذاب سے (بچنے کے لیے) اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرو۔ زندگی اور موت کے فتنے سے (بچنے کے لیے) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، نیز عذاب قبر اور مسیح دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔''

(المعجم ٥١) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (التحفة ٥١)

باب:۵۱- عذاب قبر سے پناہ کی دعا

٥٥١٦- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ

۵۵۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں یوں فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔ میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور

٥٥١٥_ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٨/ ١٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥١، ٧٩٥٢.

٥٥١٦_[صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٨ من حديث مالك به. وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥٣.

بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

زندگی وموت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

(المعجم ٥٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۲-قبر کی آزمائش سے پناہ مانگنا

٥٥١٧- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرٍ الْمُقْرِىءُ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

۵۵۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی دعا میں فرماتے سنا: "اے اللہ! میں قبر کی آزمائش، دجال کے فتنے اور زندگی وموت کی آزمائشوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ سُلَيْمَانُ بْنُ سِنَانٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ (سند میں مذکور سلیمان بن یسار) غلط ہے جبکہ سلیمان بن سنان درست ہے۔

فائدہ: عذاب قبر اور قبر کی آزمائش الگ الگ ہوں تو قبر کی آزمائش سے مراد فرشتوں کے سوالات ہوں گے اور عذاب قبر سے مراد وہ سزا ہے جو کافر، منافق اور نافرمان کو سوالات کے بعد قبر میں دی جاتی ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. فرشتوں کے سوالات سے پناہ کا مطلب ہے کہ میں ان کے صحیح جواب دے سکوں اور اس آزمائش میں کامیاب ہو جاؤں۔

(المعجم ٥٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ اللهِ (التحفة ٥٣)

باب:۵۳-اللہ کے عذاب سے پناہ کی دعا

٥٥١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۵۵۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٥١٧_[صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٩٥٤، وانظر الحديث الآتي: ٥٥٢٢.

٥٥١٨_[صحيح] تقدم، ح: ٥٥١٠، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٥٧.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ زندگی وموت کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور مسیح دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔''

(المعجم ٥٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ (التحفة ٥٤)

باب:۵۴-جہنم کے عذاب سے پناہ مانگنا

٥٥١٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

۵۵۱۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عذاب جہنم، عذاب قبر اور مسیح دجال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

فائدہ: مسیح دجال کے شر سے مراد اس کی پیروی سے انکار پر ملنے والی سزا ہے، یا اس کی پیروی کرنے پر ملنے والی سزا۔ پہلی سزا دجال کی طرف سے ہوگی، دوسری اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

(المعجم ٥٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۵-آگ کے عذاب سے پناہ مانگنا

٥٥٢٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عَنْ

۵۵۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کے عذاب، قبر کے

٥٥١٩- أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٨/ ١٣٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥٨.

٥٥٢٠- أخرجه مسلم (انظر الحديث السابق) من حديث الأوزاعي، والبخاري (كما تقدم، ح: ٢٠٦٢) من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٥٩.

يَحْيٰى أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

عذاب، زندگی اور موت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے اللہ کی پناہ حاصل کیا کرو۔"

فائدہ: اصل تو یہی ہے کہ آگ کے عذاب سے مراد جہنم کا عذاب ہے کیونکہ جہنم میں سب سے بڑا ذریعۂ عذاب آگ ہے لیکن ظاہر الفاظ کے لحاظ سے دنیا میں آگ سے جل مرنے کو بھی آگ کا عذاب کہا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. آئندہ باب اور حدیث میں بھی یہ احتمال ہو سکتا ہے۔

(المعجم ٥٦) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ حَرِّ النَّارِ (التحفة ٥٦)

باب:٥٦- آگ کی تپش سے بچاؤ کی دعا

٥٥٢١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي حَسَّانٍ، عَنْ جَسْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَرَبَّ إِسْرَافِيلَ، أَعُوذُبِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَ[مِنْ] عَذَابِ الْقَبْرِ».

۵۵۲۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دعا کرتے ہوئے) فرمایا: "اے اللہ! جبریل و میکائیل کے رب! اسرافیل کے رب! میں آگ کی تپش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

٥٥٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سِنَانٍ الْمُزَنِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ

۵۵۲۲- حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: میں نے ابوالقاسم ﷺ کو دوران نماز فرماتے سنا: "اے اللہ! میں قبر کی آزمائش اور عذاب، دجال کے فتنے، زندگی اور موت کے فتنے اور جہنم کی تپش سے تیری پناہ میں

٥٥٢١_[حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٦١ بإسناد حسن عن جسرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٠. * إبراهيم هو ابن طهمان، أبوحسان تابعه قدامة بن عبدالله العامري عند أحمد.

٥٥٢٢_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦١.

يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ».

آتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ.

ابوعبدالرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا: یہ درست ہے۔

فوائد و مسائل: ① حدیث: ۵۵۱۷ کے آخر میں امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ یہ خطا ہے، یعنی سلیمان کے والد کا نام یسار درست نہیں۔ یہاں سند میں سلیمان کے والد کا نام سنان ذکر ہوا، امام صاحب رحمہ اللہ اسے درست قرار دیتے ہیں۔ ② ابوالقاسم، رسول اللہ ﷺ کی کنیت مبارکہ تھی۔ یا تو آپ کے بڑے بیٹے کی نسبت سے یا آپ کے قاسم ہونے کی وجہ سے کہ آپ علم و حکمت تقسیم فرماتے تھے اور اللہ کے حکم سے غنیمت کا مال بھی۔ ③ جبریل و میکائیل اور اسرافیل اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت فرشتے ہیں۔ جو اعلیٰ مرتبے کے ساتھ ساتھ عظیم قوتوں کے مالک ہیں۔ فرشتوں کے سردار ہیں۔ دعا میں ان فرشتوں کے نام ذکر کرنے سے ان کی عظمت کا بیان مقصود ہے، مگر یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ اور اس کے بندے ہیں...... علیہم السلام

٥٥٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ: اَللّٰهُمَّ! أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ: اَللّٰهُمَّ! أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ».

۵۵۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت کہتی ہے: اے اللہ! اسے جنت میں داخل فرما: اور جو شخص تین دفعہ آگ سے پناہ مانگے تو آگ خود کہتی ہے: یا اللہ! اس کو آگ سے بچا۔"

فائدہ: جنت، جہنم اور آگ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے باتیں فرماتا ہے۔ اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور نہ کوئی تکلیف۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ﴾ (بني إسرآئيل ۱۷:۴۴) یہاں حال و

٥٥٢٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء في صفة أنهار الجنة، ح: ٢٥٧٢ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٦٢، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٣٣، والحاكم: ١/ ٥٣٥، ووافقه الذهبي. وله شواهد عند ابن حبان (الإحسان: ١/ ١٧٨، ح: ١٠١٠) وغيره.

قائل کی بحث کی ضرورت نہیں۔ یہ خالق و مخلوق کا معاملہ ہے۔

(المعجم ٥٧) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ فِيهِ (التحفة ٥٧)

باب:٥٧-اپنے کیے ہوئے گناہوں کے شر سے پناہ مانگنا اور اس حدیث میں عبداللہ بن بریدہ پر اختلاف

٥٥٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ سَيِّدَ الْاِسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُلَكَ بِذَنْبِي وَأَبُوءُلَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُصْبِحُ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي مُوقِنًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ».

٥٥٢٤-حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے اہم اور افضل استغفار یہ ہے کہ بندہ کہے: اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو میرا خالق ہے۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد و وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپنے ہر قسم کے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے آپ پر تیری نوازشات کا اقرار کرتا ہوں' لہٰذا مجھے معاف فرما کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔'' اگر کوئی شخص یقین و ایمان کے ساتھ صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے' پھر مر جائے تو (لازماً) جنت میں داخل ہوگا اور اگر شام کے وقت یہی کلمات یقین و ایمان رکھتے ہوئے کہے (اور مر جائے) تو (لازماً) جنت میں داخل ہوگا۔''

خَالَفَهُ الْوَلِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ.

ولید بن ثعلبہ نے اس (حسین المعلم) کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اس سے ان کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے

٥٥٢٤_ أخرجه البخاري، الدعوات، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٦٣٢٣ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٣.

کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے کیے ہوئے کاموں کے شر اوران کے نقصان سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے۔ شرعاً یہ مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مذکورہ دعا' افضل استغفار ہے۔ ③ ''اہم وافضل'' یعنی اپنے الفاظ کی مناسبت سے اور جامع ہونے کی وجہ سے۔ عربی میں لفظ سید استعمال فرمایا گیا ہے جس کے لفظی معنی ''سردار'' کے ہیں۔ ترجمہ میں لازم معنی اختیار کیا گیا ہے تا کہ مقصود ظاہر ہو جائے۔ ④ ''استطاعت کے مطابق'' یہ دراصل اپنی کوتاہی اور عجز کا اعتراف ہے نہ کہ دعویٰ۔ ⑤ ''عہد ووعدے'' سے مراد فطری عہد بھی ہوسکتا ہے جسے عَهْدِ أَلَسْتُ کہا جاتا ہے اور زبانی عہد بھی' مثلاً: کلمۂ توحید و رسالت کی ادائیگی وغیرہ۔ ⑥ ''داخل ہوگا'' یعنی مرتے ہی اولیں طور پر۔ گویا اللہ تعالیٰ اس عمل کی توفیق ہی اس شخص کو دے گا جس کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہو ورنہ ممکن ہے ایک شخص ساری زندگی یہ دعا پڑھتا رہے مگر موت والے دن یا رات نصیب نہ ہو۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ. یا پڑھے تو سہی مگر ایمان و یقین نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسی قبیح حالت سے بچائے۔ آمین۔

(المعجم ٥٨) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى هِلَالٍ (التحفة ٥٨)

باب:۵۸- اپنے برے اعمال کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور (راویٔ حدیث) ہلال پر اختلاف کا بیان

٥٥٢٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ شَيْبَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ ابْنَ يَسَافٍ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ أَكْثَرُ مَا يَدْعُو بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَدْعُو بِهِ «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ بَعْدُ».

۵۵۲۵- حضرت ہلال بن یساف سے منقول ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا' رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے قبل کون سی دعا زیادہ پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: یہ دعا زیادہ پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میں ان گناہوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں کر چکا ہوں اور ان گناہوں کے شر سے بھی جو ابھی نہیں کیے۔''

فوائد و مسائل: ① اس قسم کی دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں یا اپنی عبودیت کے اظہار کے لیے ورنہ

٥٥٢٥_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٤. * ابن يساف هو هلال، أخرجه مسلم، ح: ٦٦/٢٧١٦ وغيره من حديث الأوزاعي عن عبدة عن هلال بن يساف عن فروة بن نوفل عن عائشة به، وهو الصواب، انظر الحديث: ٥٥٢٧.

آپ سے گناہوں کا صدور ممکن نہیں تھا۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں گناہ سے بچا کر رکھتا ہے۔
② گناہوں کے شر سے مراد وہ سزا ہے جو گناہوں کے لیے مقرر کی گئی ہے، یعنی میرے گناہ معاف فرما۔ آئندہ گناہوں کے شر سے مراد ان کا صدور بھی ہو سکتا ہے کہ مجھ سے وہ گناہ ہی صادر نہ ہوں کیونکہ تقدیر سے تو کوئی واقف نہیں۔ واللہ أعلم. ③ ''گناہ'' خواہ وہ فعل ہو یا ترک۔

٥٥٢٦- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدَةُ: حَدَّثَنِي ابْنُ يَسَافٍ قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ أَكْثَرُ مَا كَانَ يَدْعُو بِهِ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ أَنْ يَقُولَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ بَعْدُ».

٥٥٢٦- حضرت ہلال بن یساف نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: نبیٔ اکرم ﷺ اکثر کون سی دعا کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے ان کاموں کے شر سے جو میں کر چکا ہوں اور ان کاموں کے شر سے جو میں نے ابھی نہیں کیے۔''

٥٥٢٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

٥٥٢٧- حضرت فروہ بن نوفل نے کہا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کیا دعا فرمایا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: ''(اے اللہ!) میں تیری پناہ میں آتا ہوں ان کاموں کے شر سے جو میں کر چکا ہوں اور ان کاموں کے شر سے جو میں نے نہیں کیے۔''

٥٥٢٨- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ،

٥٥٢٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ!

٥٥٢٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٥.

٥٥٢٧ـ أخرجه مسلم، الدعوات، باب في الأدعية، ح: ٢٧١٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٦.

٥٥٢٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٧، أخرجه مسلم، ح: ٢٧١٦ من حديث حصين به.

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

میں اپنے کردہ و ناکردہ گناہوں کے شر سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔''

فائدہ: ''کردہ وناکردہ'' یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ میں حساب و کتاب کے بکھیڑے میں نہیں پڑتا۔ تو سب گناہ معاف فرما۔ اس کے الفاظ کا یہ ایک بلیغ مفہوم ہے جو عرف عام میں استعمال ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٩) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ شَرِّ مَا لَمْ يَعْمَلْ (التحفة ٥٩)

باب:٥٩- ناکردہ گناہوں کے شر سے پناہ مانگنا

٥٥٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ ابْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ حَدِّثِينِي بِشَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

٥٥٢٩- حضرت فروہ بن نوفل نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے عرض کی: مجھے وہ الفاظ بیان فرمایئے جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ (یوں دعا) فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں اپنے کردہ وناکردہ گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

٥٥٣٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ: سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ عَنْ فَرْوَةَ ابْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَخْبِرِينِي بِدُعَاءٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ. قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

٥٥٣٠- حضرت فروہ بن نوفل سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی دعا بتلایئے جو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: آپ فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں ان کاموں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں کر چکا ہوں اور ان کاموں کے شر سے بھی جو میں نے (ابھی تک) نہیں کیے۔''

٥٥٢٩- [صحيح] تقدم، ح: ١٣٠٨ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٨.

٥٥٣٠- [صحيح] تقدم، ح: ١٣٠٨ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٦٩.

فائدہ: آئندہ گناہوں کے شر سے بھی پناہ طلب کی جا سکتی ہے کیونکہ آخر ان کا صدور تو مقدر ہے۔ اور قیامت کے دن سب گناہ ہی نامۂ اعمال میں موجود ہوں گے۔

(المعجم ٦٠) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ الْخَسْفِ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- دھنسائے جانے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا

٥٥٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جُبَيْرُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي». مُخْتَصَرٌ. قَالَ جُبَيْرٌ: وَهُوَ الْخَسْفُ، قَالَ عُبَادَةُ: فَلَا أَدْرِي قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ قَوْلُ جُبَيْرٍ.

٥٥٣١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اے اللہ! میں اس بات سے تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں کہ میں نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔'' یہ حدیث مختصر ہے۔ جبیر نے کہا کہ نیچے سے اچانک ہلاک کر دیے جانے سے مراد ہے زمین میں دھنس جانا۔ عبادہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے یا جبیر کا (اپنا) قول ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''تیری عظمت'' جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات سے پناہ لی جا سکتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کی پناہ بھی لی جا سکتی ہے کیونکہ صفات ذات سے الگ نہیں ہوتیں۔ مقصود ایک ہی ہے۔ ② ''نیچے سے'' یعنی ایسے عذاب سے جو زمین سے آئے۔ اور دھنسایا جانا (خسف) بھی زمینی عذاب ہی سے ہوتا ہے۔ زلزلہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

٥٥٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْخَلِيلِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ مُسْلِمٍ الْفَزَارِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ»

٥٥٣٢- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ!'' پھر راوی نے دعا ذکر کی جس کے آخر میں یہ لفظ ہیں۔ ''میں اس بات سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ مجھے نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جائے۔'' ان الفاظ سے آپ کا مقصد دھنسائے

٥٥٣١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٩٧١، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٦، والحاكم: ٥١٧/١، ٥١٨، ووافقه الذهبي.

٥٥٣٢- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٩٧٠.

فَذَكَرَ الدُّعَاءَ وَقَالَ فِي آخِرِهِ: «أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي» يَعْنِي بِذٰلِكَ الْخَسْفَ.

جانے سے پناہ طلب کرتا تھا۔

(المعجم ٦١) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ التَّرَدِّي وَالْهَدْمِ (التحفة ٦١)

باب:٦١- نیچے گر جانے اور دب کر مر جانے سے پناہ کی دعا

٥٥٣٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلٰى أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَالْهَدْمِ، وَالْغَرَقِ، وَالْحَرِيقِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا».

۵۵۳۳-حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ کسی اونچی جگہ سے گر جاؤں یا کوئی عمارت مجھ پر گر جائے یا غرق ہو جاؤں یا آگ میں جل مروں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ مجھے مرتے وقت شیطان بدحواس کر دے۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ تیرے راستے میں (دوران جہاد میں) میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مارا جاؤں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ کسی زہریلی چیز کے ڈسنے سے مر جاؤں۔''

فوائد ومسائل: ① ان میں سے اکثر حادثاتی موتیں ہیں جن میں انسان اچانک مر جاتا ہے۔ کلمہ اور توبہ کا موقع نہیں ملتا' لہٰذا یہ موتیں اچھی نہیں۔ ویسے بھی ان سے انسان کی شکل بگڑ جاتی ہے جو ظاہر ہے اچھی بات نہیں' اس لیے ان سے پناہ مانگنا حق ہے۔ ② میدان جنگ سے بھاگنا جرم عظیم ہے۔ اس حال میں موت گناہ والی موت ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔ ③ ''بدحواس کر دے'' یعنی گمراہ کر دے یا توبہ وکلمہ کی طرف توجہ نہ کرنے دے یا اللہ تعالیٰ سے بدگمان کر دے وغیرہ۔ ④ ''گر جانے'' فضا سے یا پہاڑ سے یا مکان کی چھت وغیرہ سے کہ بچنے کا امکان نہ ہو۔

٥٥٣٤- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى

۵۵۳۴-حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٥٣٣_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٥٢، ١٥٥٣ من حديث عبدالله بن سعيد بن أبي هند به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٢.

٥٥٣٤_[إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٣.

قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو وَيَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ، وَالتَّرَدِّي، وَالْهَدْمِ، وَالْغَمِّ، وَالْحَرِيقِ، وَالْغَرَقِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا».

رسول اللہ ﷺ دعا میں یوں فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں سخت بڑھاپے، اونچی جگہ سے گر جانے، دب جانے، غم و اندوہ، آگ سے جل مرنے اور غرق ہو جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میری موت کے وقت شیطان مجھے بدحواس کر دے اور یہ کہ میں دوران جہاد میں میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مارا جاؤں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی زہریلی چیز کے ڈنک سے مر جاؤں۔''

٥٥٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَيْفِيٌّ مَوْلٰى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ السُّلَمِيِّ هٰكَذَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرِيقِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا».

٥٥٣٥- حضرت ابوالاسود سلمی رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں دب کر مرنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں نیچے گر کر مرنے سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔ میں ڈوب کر مرنے اور آگ میں جل مرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ موت کے وقت شیطان مجھے بدحواس کر دے۔ اور اس بات سے بھی کہ میں تیرے راستے میں (میدان جنگ سے) پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مر جاؤں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ کسی زہریلے جانور کے ڈسنے سے مارا جاؤں۔''

(المعجم ٦٢) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ بِرِضَاءِ اللهِ مِنْ سَخَطِ اللهِ تَعَالٰى (التحفة ٦٢)

باب:٦٢- اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کے لیے اللہ کی رضامندی کی پناہ حاصل کرنا

٥٥٣٥- [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٤.

٥٥٣٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ الْأَجْدَعِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَلَبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي فِرَاشِي فَلَمْ أُصِبْهُ، فَضَرَبْتُ بِيَدِي عَلٰى رَأْسِ الْفِرَاشِ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلٰى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ، فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ».

٥٥٣٦-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے بستر پر تلاش کیا لیکن آپ مجھے نہ ملے۔ میں نے اپنا ہاتھ بستر کے سرہانے کی جانب مارا تو میرا ہاتھ آپ کے مبارک پاؤں کے تلووں پر لگا۔ آپ سجدے کی حالت میں تھے اور فرما رہے تھے: ”(اے اللہ!) میں تیری سزا سے بچنے کے لیے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیری ناراضی سے بچنے کے لیے تیری رضامندی کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اور تجھ سے (تیرے عذاب سے بچنے کے لیے) تیری پناہ لیتا ہوں۔“

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ اچانک جاگیں تو آپ کو بستر پر نہ پا کر پریشان ہوگئیں۔ ”فرما رہے تھے“ گویا حضرت عائشہ ؓ کا ہاتھ لگنے کے بعد آپ نے اونچا پڑھنا شروع کر دیا تاکہ ان کو پتا چل جائے کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی پناہ حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! تو مجھ پر راضی ہو جا۔ ناراض نہ رہنا وغیرہ۔

(المعجم ٦٣) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- قیامت کے دن تنگیٔ مقام سے بچاؤ کی دعا

٥٥٣٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ حَدَّثَهُ: وَحَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ يُقَالُ لَهُ الْحَرَازِيُّ شَامِيٌّ عَزِيزُ الْحَدِيثِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ

٥٥٣٧-حضرت عاصم بن حمید سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ رات کی نماز کس دعا سے شروع فرماتے تھے؟ انھوں نے کہا: تو نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے کہ کسی اور نے وہ چیز نہیں پوچھی۔ آپ

٥٥٣٦ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٥، وله شواهد عند المؤلف: (١٦٩، ١١٠١) وغيره. ※ عبيدالله هو ابن عمرو الرقي، وزيد هو ابن أبي أنيسة، والقاسم هو ابن عبدالرحمٰن بن عبدالله بن مسعود.

٥٥٣٧ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٦١٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٩٧٦.

بِمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْتَتِحُ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَّا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ، كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا، وَيُسَبِّحُ عَشْرًا، وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي، وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

دس دفعہ اللہ اکبر کہتے' دس دفعہ سبحان اللہ کہتے' دس دفعہ استغفر اللہ کہتے۔ پھر فرماتے: ''اے اللہ! مجھے معاف فرما۔ مجھے ہدایت دے۔ مجھے رزق عطا فرما۔ مجھے عافیت عطا فرما۔'' پھر آپ قیامت کے دن مقام کی تنگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر چند سوالات کے جوابات دینے ہوں گے۔ تنگیٔ مقام یہ ہے کہ ان سوالات کا جواب نہ سوجھے۔ اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ② یہ ذکر اور دعا ممکن ہے نماز شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہوں۔ اگر دعائے استفتاح کی جگہ ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٦٤) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ (التحفة ٦٤)

باب:٦٤- ایسی دعا سے پناہ مانگنا جو سنی نہ جائے

٥٥٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ».

٥٥٣٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ دے' اس دل سے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی نہ کرے' اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سَعِيدٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بَلْ سَمِعَهُ مِنْ أَخِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: سعید (مقبری) نے یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی بلکہ اس نے اپنے بھائی (عباد بن ابوسعید) سے سنی ہے اور اس (عباد) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (جیسا

٥٥٣٨ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ح: ٢٥٠ من حديث أبي خالد الأحمر به، وله شاهد حسن، انظر الحديث الآتي.

کہ اگلی روایت میں اس کی صراحت ہے)۔

فوائد ومسائل: ① امام رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ سند منقطع ہے، تاہم روایت صحیح ہے کیونکہ اگلی روایت کی سند میں انقطاع نہیں ہے۔ والله أعلم. ② ''جو قبول نہ ہو'' مقصد یہ ہے کہ یا اللہ! مجھے ان خرابیوں سے بچا جن کی بنا پر دعا قبول نہیں ہوتی، مثلاً: رزق حرام، عدم خلوص، ناجائز دعا وغیرہ۔ (باقی تفصیلات دیکھیے، حدیث: ٥٤٤٤.)

٥٥٣٩- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ يَحْيَى - قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَخِيهِ عَبَّادِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ».

٥٥٣٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع مند نہ ہو، اس دل سے جس میں خشوع وخضوع نہ ہو، اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔''

(المعجم ٦٥) - اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْتَجَابُ (التحفة ٦٥)

باب: ٦٥- اس دعا سے پناہ جو قبول نہ ہو

٥٥٤٠- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كَانَ إِذَا قِيلَ لِزَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: لَا أُحَدِّثُكُمْ إِلَّا مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدَّثَنَا بِهِ وَيَأْمُرُنَا أَنْ نَقُولَ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي

٥٥٤٠- حضرت عبداللہ بن حارث سے منقول ہے کہ جب حضرت زید بن ارقم سے کہا جاتا کہ ہمیں کوئی ایسی چیز بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہو تو وہ فرماتے: میں تمھیں وہی چیز بیان کروں گا جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی۔ آپ ہمیں یہ کلمات پڑھنے کا حکم دیتے تھے: ''اے اللہ! میں

٥٥٣٩_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٤٦٩.

٥٥٤٠_[صحيح] تقدم، ح: ٥٤٦٠.

أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ! آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْتَجَابُ».

نکمے پن' کاہلی' کنجوسی' بزدلی' شدید بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاکیزہ فرما کیونکہ تو بہترین پاکیزہ فرمانے والا ہے۔ تو اس کا دوست اور مالک ہے۔اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس نفس سے جو سیر نہ ہو'اس دل سے جو خشوع وخضوع والا نہ ہو' اس علم سے جو مفید نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

٥٥٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: «بِسْمِ اللهِ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَزِلَّ أَوْ أَضِلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ».

۵۵۴۱-حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو فرماتے: ''اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے' اے میرے رب! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں پھسل جاؤں (کوئی لغزش اور غلطی کروں) یا گمراہ ہو جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں کسی کے ساتھ نامناسب سلوک کروں یا مجھ سے نامناسب سلوک کیا جائے۔''

فائدہ: دیکھیے' روایت:۵۴۸۸۔

٥٥٤١ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٤٨٨.
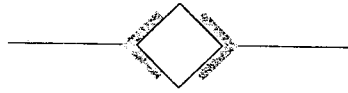
بِسۡــــــمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٥١) - كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ (التحفة ٣٤)

مشروبات سے متعلق احکام ومسائل

أَشْرِبَةٌ شراب کی جمع ہے جو مشروب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی پی جانے والی چیز خواہ پانی ہو یا دودھ لسی ہو یا سرکہ نبیذ ہو یا خمر۔ اردو میں یہ لفظ نشہ آور مشروب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس لیے بسا اوقات اس کا عربی استعمال غلط فہمی کا موجب ہوتا ہے لہٰذا اردو میں اس کا ترجمہ مشروب کیا جائے گا۔ اور خمر کے معنی شراب کیے جائیں گے جس سے مراد نشہ آور مشروب ہوگا۔

(المعجم ١) - بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ (التحفة ١)

باب:١-خمر (شراب) کی حرمت کا بیان

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلۡخَمۡرُ وَٱلۡمَيۡسِرُ وَٱلۡأَنصَابُ وَٱلۡأَزۡلَٰمُ رِجۡسٞ مِّنۡ عَمَلِ ٱلشَّيۡطَٰنِ فَٱجۡتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ○ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱلشَّيۡطَٰنُ أَن يُوقِعَ بَيۡنَكُمُ ٱلۡعَدَٰوَةَ وَٱلۡبَغۡضَآءَ فِي ٱلۡخَمۡرِ وَٱلۡمَيۡسِرِ وَيَصُدَّكُمۡ عَن ذِكۡرِ ٱللَّهِ وَعَنِ ٱلصَّلَوٰةِۖ فَهَلۡ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾ [المآئدة ٥: ٩٠، ٩١].

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! بلاشبہ شراب' جوا' بت اور فال نکالنے کے تیر پلید شیطانی کام ہیں۔ اس (گندگی) سے دور رہو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔ شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض پھیلا دے اور تمھیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم باز آؤ گے؟''

فوائد ومسائل: ① شراب پینا' بیچنا اور کشیدہ کرانا' سب حرام کام ہیں۔ بعثت نبوی کے وقت اہل عرب شراب کے خوب رسیا تھے' اس لیے اسے تدریجاً حرام ٹھہرایا گیا۔ پہلے پہل سورۂ بقرہ کی وہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں ہے کہ ''وہ (لوگ) آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے جبکہ لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں۔ اور ان دونوں کا گناہ' ان دونوں کے فائدے سے بہت بڑا ہے۔'' (البقرة ٢:٢١٩) جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے مے نوشی ترک کر دی اور انھوں نے کہا کہ جس چیز میں گناہ ہے' ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن بعض لوگوں نے اسے نہ چھوڑا اور

کہا کہ ہم اس کے فائدے سے مستفید ہوتے رہیں گے جبکہ اس کے گناہ کو چھوڑ دیں گے۔ بعدازاں وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ نساء میں ہے۔ اس میں اہل ایمان سے فرمایا گیا: ''جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔'' (النسآء۴:۴۳) اس آیت کریمہ کے نازل ہونے پر بھی کئی لوگ شراب نوشی سے یہ کہہ کر رُک گئے کہ جو چیز ہمیں نماز سے غافل کرنے والی ہے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں' تاہم پھر بھی کچھ لوگ اوقاتِ نماز کے علاوہ شراب نوشی کرتے رہے۔ بالآخر جب سورۂ مائدہ والی آیت نازل ہوئی تو پھر اس وقت سارے لوگ مے نوشی سے باز آ گئے کیونکہ اس آیت میں اسے کئی وجوہ سے حرام قرار دیا گیا۔ فرمانِ باری ہے:

''اے اہل ایمان! یقیناً شراب' جوا' بت اور فال نکالنے کے تیر ناپاک ہیں' شیطان کے عمل سے ہیں' لہٰذا تم اس سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ پس شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمھارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمھیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم (ان شیطانی کاموں سے) باز آتے ہو؟'' (المآئدۃ۵:۹۰، ۹۱)

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (سورۂ مائدہ کی) مذکورہ دو آیتوں میں حرمتِ شراب وجوئے کے سات دلائل موجود ہیں: ○ ایک دلیل ہے اللہ کا فرمان: ﴿رِجۡسٌ﴾۔ رجس کہتے ہیں ناپاک اور گندی چیز کو۔ اور ناپاک چیز حرام ہوتی ہے، لہٰذا شراب حرام ہے۔ ○ دوسری دلیل ہے: ﴿مِنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ﴾ اور شیطانی عمل حرام ہوتا ہے۔ ○ تیسری دلیل ہے: ﴿فَاجۡتَنِبُوۡهُ﴾ ''اس سے اجتناب کرو'' جس چیز یا کام سے بچنے کا حکم اللہ نے دیا ہو اس کا کرنا حرام ہوتا ہے۔ ○ چوتھی دلیل ہے: ﴿لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ﴾ ''تا کہ تم فلاح پا جاؤ'' اس میں فلاح ونجات کی امید دلائی گئی ہے' اس لیے اسے کرنا غلط ہوا۔ ○ پانچویں دلیل ہے: ﴿اِنَّمَا يُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّوۡقِعَ بَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةَ وَ الۡبَغۡضَآءَ فِي الۡخَمۡرِ وَالۡمَيۡسِرِ﴾ ''شراب اور جوئے کے ذریعے سے شیطان تمھارے درمیان عداوت اور بغض ڈالنا چاہتا ہے'' اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو چیز مسلمانوں کے درمیان عداوت ودشمنی پیدا کرے اور ان کے باہمی بغض کا سبب بنے' وہ حرام ہوگی۔ شراب نوشی اور جوئے بازی اس کا بہت بڑا سبب ہیں' لہٰذا یہ حرام ہیں۔ ○ چھٹی دلیل ہے: ﴿وَيَصُدَّكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ﴾ ''اور یہ کہ وہ (شیطان) تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے'' یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جس کام کے ذریعے سے شیطان' انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہو' وہ کام حرام ہی ہوتا ہے۔ ○ ساتویں دلیل ہے: ﴿فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ﴾ ''تو کیا تم باز آنے والے ہو؟'' مطلب یہ ہے کہ اِنۡتَهُوۡا، یعنی تم اس سے رک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس چیز یا جس کام سے رک جانے کا حکم دے' اس سے رکنا واجب اور اسے کرنا حرام ہوتا ہے۔ یہ نفیس بحث عون المعبود' (شرح سنن ابوداود: ۱۰/۷۷ طبع دارالکتب العلمیہ) میں ہے۔ ② عربی لغت اور عرف عام میں ہر نشہ آور مشروب کو خمر ہی کہتے ہیں۔ احادیث صحیحہ میں بھی ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہا گیا ہے مگر اہل رائے' یعنی احناف نے اس مسئلے میں ساری امت سے اختلاف کیا ہے اور

شراب' یعنی خمر کو انگور سے بنائی گئی شراب سے خاص کیا ہے بلکہ مزید قیود بھی لگائی ہیں کہ انگور کا نچوڑا ہوا پانی آگ پر گرم کیے بغیر دو ثلث سے کم خشک ہو جائے' اس میں جھاگ پیدا ہو جائے اور وہ نشہ دے تو اسے خمر کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نشہ آور مشروب خمر نہیں کہلاتا' مثلاً: انگور کے علاوہ کسی اور پھل کا نچوڑ ہو یا نچوڑ تو انگور کا ہو مگر اسے آگ پر گرم کر کے خشک کیا گیا ہو یا دو ثلث سے زائد خشک ہو جائے' خواہ آگ کے بغیر ہی ہو۔ ان تمام صورتوں میں ان کے نزدیک اسے خمر نہیں کہا جائے گا' خواہ وہ نشہ دیتا ہو' البتہ اسے مُسکِر کہا جائے گا۔ احناف کے نزدیک خمر کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے مگر عام مسکرات نشے کی حد سے کم پینا جائز ہیں۔ احناف کی اس توجیہ کا ثبوت شریعت سے تو کجا عقل سلیم بھی اس کا انکار کرتی ہے کیونکہ شراب کی حرمت کی وجہ تو نشہ ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کے حکم میں فرق کیا جائے؟ جب کہ احادیث صراحتاً دلالت کرتی ہیں کہ جو چیز بھی نشہ دے خواہ وہ ایک گھونٹ ہی ہو حرام ہے۔ آخر شریعت' اصول اور عقل سلیم کو چھوڑنے کی کون سی معقول وجہ ہے؟ اسی لیے عام مشہور ہے کہ اہل رائے شراب کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور یہ حقیقت بھی ہے۔ کیا احناف کسی اسلامی ملک میں شراب کی بندش کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کیونکہ ان کی تعریف کے مطابق شاید ہی کوئی شراب (خمر) کہلا سکے' لہٰذا ہر شخص موجودہ شرابیں یہ کہہ کر پی سکتا ہے کہ میں نشے کی حد سے کم استعمال کرتا ہوں کیونکہ یہ خمر نہیں' نشہ آور مشروب ہے۔ اس جعلی تفریق کے ساتھ شراب کو اس طرح حلال کر دیا گیا جس طرح شیعہ حضرات نے متعے کو جائز کر کے زنا کو حلال کر دیا۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ. ③ ''انصاب'' وہ پتھر اور استھان جہاں بتوں کے نام پر جانور ذبح کیے جاتے تھے۔ ④ ''تیر'' مراد قسمت آزمانے کے تیر ہیں جن کو بتوں کے کاہن بت کا نام لے کر استعمال کرتے تھے۔ یہ بھی شرک ہے کیونکہ اس سے بتوں کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ ⑤ ''پلید'' معنوی طور پر گندے کام۔ شیطانی کام اسی کی تفسیر ہے۔ ظاہری پلیدی مراد نہیں۔

٥٥٤٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ السُّنِّيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَحْمَدُ ابْنُ شُعَيْبٍ النَّسَائِيُّ رَحِمَهُ اللهُ [تَعَالٰى] قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ

۵۵۴۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی حرمت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عمر نے کہا: اے اللہ! ہمارے لیے! شراب کے بارے میں واضح حکم بیان فرما تو وہ آیت اتری جو سورۂ بقرہ میں ہے' پھر عمر بلائے گئے اور انھیں وہ آیت سنائی گئی تو عمر نے کہا: اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں (مزید) واضح بیان

٥٥٤٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في تحريم الخمر، ح: ٣٦٧٠ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٤٩. وصححه الترمذي، ح: ٣٠٤٩، وابن المديني. * أبوإسحاق عنعن، وعمرو بن شرحبيل لم يسمع من عمرو. وحديث أبي داود، ح: ٣٦٦٩ يغني عنه.

أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي النِّسَاءِ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَٰرَىٰ﴾ [النساء ٤: ٤٢] فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا أَقَامَ الصَّلَاةَ نَادٰى: ﴿لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَٰرَىٰ﴾، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا بَلَغَ ﴿فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾. فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا.

فرما۔ پھر وہ آیت اتری جو سورۂ نساء میں ہے: ''اے ایمان والو! تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔'' رسول اللہ ﷺ کا مؤذن نماز کے قیام کے وقت اعلان کرتا تھا کہ ''نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔'' پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو بلا کر ان پر یہ آیت پڑھی گئی تو انھوں نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں مزید واضح حکم فرما۔ پھر وہ مائدہ والی آیت اتری (جو باب میں درج ہے) تو عمر (رضی اللہ عنہ) کو بلا کر ان پر پڑھی گئی۔ جب ان الفاظ تک پہنچے ''تو کیا تم باز آ ؤ گے؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رک گئے۔ ہم رک گئے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں شراب کی حرمت کا جذبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام تھا جو قطعی حکم اترنے سے پہلے القا کیا گیا تھا تاکہ لوگوں کے دلوں میں شراب سے نفرت پیدا ہو جائے۔

(المعجم ٢) - ذِكْرُ الشَّرَابِ الَّذِي أُهْرِيقَ بِتَحْرِيمِ الْخَمْرِ (التحفة ٢)

باب:٢- وہ شراب جو حرمت کے حکم کے وقت بہائی گئی

٥٥٤٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُمْ

۵۵۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں اپنے قبیلے کے لوگوں کو جو میرے چچا لگتے تھے' کھرا گدر کھجور کی شراب پلا رہا تھا۔ میں ان

٥٥٤٣ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب: نزل تحريم الخمر وهي من البسر والتمر، ح: ٥٥٨٣، ومسلم، الأشربة، باب تحريم الخمر وبيان أنها تكون من عصير العنب ... الخ، ح: ١٩٨٠/ ٥ من حديث سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٠.

قَالَ: بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ عَلَى الْحَيِّ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ سِنًّا عَلَى عُمُومَتِي، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ - وَأَنَا قَائِمٌ عَلَيْهِمْ أَسْقِيهِمْ مِنْ فَضِيخٍ لَهُمْ - فَقَالُوا: اِكْفَأْهَا فَكَفَأْتُهَا فَقُلْتُ لِأَنَسٍ: مَا هُوَ؟ قَالَ: اَلْبُسْرُ وَالتَّمْرُ. قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ: كَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ.

سب میں سے چھوٹا تھا۔ اتنے میں ایک آدمی نے آ کر کہا: شراب حرام کر دی گئی ہے۔ انھوں نے کہا: اسے بہا دے۔ میں نے وہ سب کی سب بہا دی۔ میں (سلیمان تیمی) نے حضرت انس سے پوچھا: وہ شراب کس چیز کی تھی؟ انھوں نے فرمایا: وہ کچی کھجوروں (گدر) اور خشک کھجوروں کو ملا کر بنائی گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت ابوبکر نے کہا کہ ان دنوں لوگ کھجوروں کی شراب ہی پیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کی تردید نہیں فرمائی۔

فائدہ: یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ خمر صرف انگور سے کشید شدہ شراب کو نہیں کہتے بلکہ ہر نشہ آور مشروب کو خمر ہی کہا جاتا ہے، خواہ وہ انگوروں سے کشید کیا گیا ہو یا کھجوروں سے۔ اسی طرح اسے کشمش سے بنایا گیا ہو یا شہد سے تیار کردہ ہو۔ خمر اسم جنس ہے اور ہر نشہ آور مشروب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ تھوڑی مقدار ہی میں پیا جائے تب بھی حرام ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ] ''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ چڑھا دے اس کی تھوڑی سی مقدار (لینا) بھی حرام ہے۔'' (سنن أبي داود، الأشربة، باب ما جاء في السكر، حديث:٣٦٨١، و سنن ابن ماجه، الأشربة، باب ما أسكر كثيره فقليله حرام، حديث:٣٣٩٣) رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود خمر کی وضاحت فرما دی ہے۔ آپ نے فرمایا: [كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ] ''ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' (صحيح مسلم، الأشربة، بيان أن كل مسكر خمر و أن كل خمر حرام، حديث:٢٠٠٣) ان صحیح احادیث کے باوجود بعض الناس کا صرف انگوروں سے کشید کردہ شراب کو خمر کہہ کر حرام قرار دینا اور دیگر شرابوں کو جائز ٹھہرانا سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں۔ گویا جس شراب کو احناف خمر کہتے ہیں وہ تو تحریم کے وقت تھی ہی نہیں یا بہت کم تھی۔ پھر آخر حرام کس کو کیا گیا؟ نیز اگر وہ خمر تھی ہی نہیں تو اسے بہایا کیوں گیا؟ جب کہ احناف کے بقول اسے نشے سے کم کم پیا جا سکتا تھا؟ وہ خالص عربی لوگ تھے۔ اگر وہ بھی خمر کا مفہوم نہ سمجھ سکے تو عجمیوں کو اس کی سمجھ آ گئی؟ ایں چہ بوالعجبی ست؟

٥٥٤٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۵۵۴۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

٥٥٤٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٨٠/ ٧، انظر الحديث السابق من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥١.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَأَبَا دُجَانَةَ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فَقَالَ: حَدَثَ خَبَرٌ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، فَكَفَأْنَا قَالَ: وَمَا هِيَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الْفَضِيخُ خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ، قَالَ: وَقَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَإِنَّ عَامَّةَ خُمُورِهِمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخُ.

ابوطلحہ' ابی بن کعب' ابو دجانہ اور کچھ دوسرے انصاری لوگوں کو گدر کھجور کی شراب پلا رہا تھا کہ ہمارے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: ایک نیا حکم جاری ہوا ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم اتر آیا ہے۔ ہم نے شراب انڈیل دی' حالانکہ وہ اس دن کچی کھجوروں اور خشک کھجوروں کو ملا کر تیار کی گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شراب حرام کی گئی تو لوگوں کی عام شراب کھجوروں سے تیار کردہ تھی۔

٥٥٤٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ حِينَ حُرِّمَتْ وَإِنَّهُ لَشَرَابُهُمُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

۵۵۴۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب شراب حرام قرار دی گئی تو ان لوگوں کی شراب کچی کھجوروں اور خشک کھجوروں کو ملا کر تیار ہوتی تھی۔

(المعجم ٣) - إِسْتِحْقَاقُ الْخَمْرِ لِشَرَابِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ (التحفة ٣)

باب:۳- گدر (ادھ پکی) اور خشک کھجوروں کو ملا کر تیار کردہ نشہ آور مشروب کو خمر کہا جا سکتا ہے

٥٥٤٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ - قَالَ: اَلْبُسْرُ وَالتَّمْرُ خَمْرٌ.

۵۵۴۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گدر (ادھ پکی) اور خشک کھجوروں سے تیار کردہ نشہ آور مشروب خمر ہے۔

٥٥٤٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٨١ من حديث حميد به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٥٢، وله طرق أخرى عند البخاري، ح: ٥٥٨٠، ٥٥٨٤ وغيره. * عبدالله هو ابن المبارك.

٥٥٤٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٠٥٣. * عبدالله هو ابن المبارك.

٥٥٤٧ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبِ ابْنِ دِثَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اَلْبُسْرُ وَالتَّمْرُ خَمْرٌ.

۵۵۴۷-حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ نے فرمایا: گدر اور خشک کھجوروں سے خمر تیار ہوتی ہے۔

رَفَعَهُ الْأَعْمَشُ.

اعمش نے اس (حدیث) کو مرفوع بیان کیا ہے۔

فائدہ: امام نسائی ﷫ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شعبہ سفیان اور اعمش تینوں نے یہ روایت محارب بن دثار سے بیان کی ہے۔ شعبہ اور سفیان نے تو اسے موقوف، یعنی حضرت جابر ﷜ کا قول بیان کیا ہے جبکہ اعمش نے ان دونوں کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو مرفوع، یعنی رسول اللہ کا فرمان کہا ہے جیسا کہ اس سے اگلی روایت: ۵۵۴۸ کی سند دیکھنے سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ یہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح درست اور صحیح ہے۔ واللہ أعلم.

٥٥٤٨ - أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ هُوَ الْخَمْرُ».

۵۵۴۸-حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''منقیٰ اور کھجوروں سے تیار کردہ نشہ آور مشروب خمر (شراب) ہے۔''

فائدہ: اس باب اور متعلقہ احادیث کا مقصد احناف کے موقف کی تردید ہے۔

(المعجم ٤) - نَهْيُ الْبَيَانِ عَنْ شُرْبِ نَبِيذِ الْخَلِيطَيْنِ الرَّاجِعَةِ إِلَى بَيَانِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ (التحفة ٤)

باب:۴- دو چیزوں، گدر اور خشک کھجور کو ملا کر بنائے گئے نبیذ کی ممانعت کا بیان

٥٥٤٩ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۵۵۴۹-نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت

٥٥٤٧_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٤.

٥٥٤٨_[حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٤١ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٥، وله شواهد كثيرة، وصححه الحافظ في الفتح.

٥٥٤٩_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في الخليطين، ح: ٣٧٠٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٦. * الحكم بن عتيبة صرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٣١٤.

قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ .

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے گدر اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ اور منقی اور کھجور کی مشترکہ نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① کسی پھل کو پانی میں ڈال دیا جاتا ہے، پھر جب وہ نرم ہو جاتا ہے تو پھل کو ہاتھوں سے پانی میں مسل دیا جاتا ہے اور پھر کسی کپڑے سے وہ پانی نچوڑ لیا جاتا ہے تاکہ پھل کا پھوک الگ ہو جائے اور پھر وہ پھل کے اثر والا پانی پی لیا جاتا ہے۔ اسے نبیذ کہتے ہیں۔ یہ ذائقہ دار اور مقوی ہوتی ہے۔ اسے پینے میں کوئی حرج نہیں مگر اسے زیادہ دیر نہ رکھا جائے ورنہ اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ نشہ آور ہو جائے تو پھر شراب کی طرح حرام ہے۔ اگر نبیذ دو قسم کے پھلوں سے بنائی جائے، یعنی دونوں پھلوں کو پانی میں ڈالا جائے تو اس میں جلدی نشہ پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے کیونکہ اس میں کیمیائی عمل زیادہ تیزی سے شروع ہو جاتا ہے، اس لیے دو چیزوں کی نبیذ سے مطلقاً روک دیا گیا ہے۔ اگرچہ نشہ پیدا نہ ہونے کی صورت میں اس کا استعمال درست ہے مگر عام لوگ نشے کے معاملے میں زیادہ حساس نہیں ہوتے۔ ممکن ہے انھیں نشے کا پتا نہ چلے، اس لیے مطلقاً روک دیا گیا۔ بعض علماء کے نزدیک دو پھلوں کی نبیذ سے نہی کی وجہ تعیش ہے، جیسے دو سالن پکانے سے منع کیا گیا ہے۔ ② گدر اور خشک کھجور آپس میں بہت مختلف ہوتی ہے، اس لیے ان کو دو پھلوں کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔

(المعجم ٥) - خَلِيطُ الْبَلَحِ وَالزَّهْوِ (التحفة ٥)

باب: ٥- بلح (کچی) اور زہو (پکنے کے قریب) کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٥٠- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ، وَأَنْ يُخْلَطَ الْبَلَحُ وَالزَّهْوُ .

٥٥٥٠- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، مٹکے، تارکول لگے ہوئے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح بلح اور زہو کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

٥٥٥٠ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٥/ ٤١ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٥٧ .

فوائد ومسائل: ① مذکورہ برتنوں میں مسام نہ ہونے یا مسام بند ہونے کی وجہ سے جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے' اس لیے ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ یا یہ برتن شراب بنانے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ شراب کی حرمت کے وقت عارضی طور پر ان برتنوں کے جائز استعمال سے بھی روک دیا گیا تاکہ شراب کا خیال بھی نہ آئے۔ بعد میں یہ برتن استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی' البتہ احتیاط کی جائے کہ نشہ پیدا نہ ہو ورنہ مشروب حرام ہو جائے گا۔ نشہ پیدا نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ② بلح، زہو، بسر، رطب اور تمر کھجور ہی کی مختلف حالتیں ہیں۔ بلح کچی کھجور کو کہتے ہیں جب تک اس کا رنگ سبز ہو۔ بسر گدر' یعنی نیم پختہ کھجور کو جب وہ کچھ نرم ہو جائے۔ زہو جب وہ پکنے لگے اور رنگ بدل جائے۔ رطب جب وہ مکمل پک جائے اور تازہ ہو۔ اور تمر جب وہ خشک ہو جائے اور تری جاتی رہے۔ یہ تمام حالتیں ایک دوسری سے بہت مختلف ہیں' لہٰذا ان کو الگ الگ پھل کا حکم دیا جائے گا۔ اور ان میں کوئی سی بھی دو قسموں کی مشترکہ نبیذ پینا منع ہے۔

٥٥٥١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ - وَزَادَ مَرَّةً أُخْرٰى - وَالنَّقِيرِ وَأَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ بِالزَّبِيبِ، وَالزَّهْوُ بِالتَّمْرِ.

٥٥٥١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن' تارکول لگے ہوئے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن سے منع فرمایا' نیز کھجور کو منقیٰ سے ملا کر اور پکنے کے قریب کھجور کو خشک کھجور سے ملا کر نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا۔

٥٥٥٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي أَرْطَاةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ.

٥٥٥٢- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پکنے کے قریب اور خشک کھجور' نیز منقیٰ اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ کے استعمال سے منع فرمایا۔

(المعجم ٦) - خَلِيطُ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ (التحفة ٦)

باب:٦- پکنے کے قریب اور تازہ پکی ہوئی کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٥١_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح:٥٠٥٨.

٥٥٥٢_[صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٥٨ عن عبدالله بن نمير به، وهو في الكبرىٰ، ح:٥٠٥٩، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم وغيره، وانظر الحديث الآتي.

٥٥٥٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَلَا بَيْنَ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ.

۵۵۵۳- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کھجور اور منقی اسی طرح پکنے کے قریب اور تازہ کھجور کو (نبیذ بنانے کے لیے) اکٹھا نہ کرو۔''

٥٥٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا، وَلَا تَنْبِذُوا الزَّبِيبَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا».

۵۵۵۴- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچی اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ نہ بناؤ۔ اسی طرح منقی اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ نہ بناؤ۔''

(المعجم ٧) - خَلِيطُ الزَّهْوِ وَالْبُسْرِ (التحفة ٧)

باب:۷- پکنے کے قریب اور گدر کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ - عَنْ عُمَرَ بْنِ

۵۵۵۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور اور منقی یا پکنے کے قریب اور خشک کھجور یا کچی اور گدر کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع

٥٥٥٣ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر . . . الخ، ح: ٥٦٠٢، ومسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٦٠.

٥٥٥٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٨٨/ ٢٥ عن محمد بن المثنى به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٦١.

٥٥٥٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٢ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٦٢، وللحديث شواهد.

سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ، وَأَنْ يُخْلَطَ الزَّهْوُ وَالتَّمْرُ، وَالزَّهْوُ وَالْبُسْرُ.

فرمایا ہے۔

(المعجم ٨) - خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالرُّطَبِ (التحفة ٨)

باب:۸-گدر اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٥٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ.

۵۵۵۶-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کھجور اور منقی، نیز گدر اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

٥٥٥٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِسْطَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَخْلِطُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ، وَلَا الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ».

۵۵۵۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منقی اور کھجور اسی طرح گدر اور خشک کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔''

(المعجم ٩) - خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ (التحفة ٩)

باب:۹-گدر اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۵۵۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٥٥٥٦ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح:١٨/١٩٨٦ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر . . . الخ، ح:٥٦٠١ من حديث ابن جريج، وهو في الكبرٰى، ح:٥٠٦٣.

٥٥٥٧ـ [إسناده صحيح] وهو متفق عليه من حديث عطاء به، انظر الحديث السابق والآتي، والحديث في الكبرٰى، ح:٥٠٦٤. * بسطام هو ابن مسلم.

٥٥٥٨ـ أخرجه مسلم: ١٧/١٩٨٦، انظر الحديث المتقدم: ٥٥٥٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٠٦٥.

عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يُنْبَذَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا، وَنَهٰى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا.

رسول اللہ ﷺ نے منقیٰ اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اسی طرح گدر اور خشک کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا۔

٥٥٥٩- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ، وَعَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَا، وَعَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَا، وَكَتَبَ إِلٰى أَهْلِ هَجَرَ: أَنْ لَّا تَخْلِطُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ جَمِيعًا.

٥٥٥٩-حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، مٹکے، تارکول ملے ہوئے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔ اسی طرح گدر اور خشک کھجور کو ملا کر یا منقیٰ اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ آپ نے علاقۂ ہجر کے لوگوں کو لکھ بھیجا تھا کہ منقیٰ اور کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٥٥٥٠.

٥٥٦٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الْبُسْرُ وَحْدَهُ حَرَامٌ وَمَعَ التَّمْرِ حَرَامٌ.

٥٥٦٠-حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: بسر یعنی گدر کھجور اکیلی کی نبیذ بھی حرام ہے اور خشک کھجور کے ساتھ ملا کر بھی حرام ہے۔

فائدہ: ممکن ہے بسر کی نبیذ میں جلدی نشہ پیدا ہوتا ہو اس لیے حضرت ابن عباس ؓ اسے حرام سمجھتے ہوں۔ بہرصورت یہ حرام تبھی ہے جب اس میں نشہ پیدا ہو جائے ورنہ نہیں مگر بسر و تمر کی مشترکہ نبیذ ہر حال میں حرام ہے نشہ پیدا ہو یا نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔ اگرچہ احناف کے نزدیک مشترکہ نبیذ اگر نشہ آور نہ ہو تو جائز ہے مگر یہ صریح احادیث کے خلاف ہے۔ رائے اور قیاس نص کے مقابلے میں مذموم ہے۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ٥٥٤٩)

٥٥٥٩ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٠ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٦٦.

٥٥٦٠ـ [صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٥٠٦٧، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٣٧٠٩، وأحمد: ٣١٠/١، ٣٣٤ وغيره. * يزيد هو ابن هارون.

(المعجم ١٠) - خَلِيطُ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- منقیٰ اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ

٥٥٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ وَعَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، وَعَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ.

٥٥٦١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور و منقیٰ اور خشک و گدر کھجور کی مشترکہ نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

٥٥٦٢- أَخْبَرَنَا قُرَيْشُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَاوَرْدِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، وَنَهٰى عَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ أَنْ يُنْبَذَا جَمِيعًا.

٥٥٦٢- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور و منقیٰ کو ملا کر اور خشک اور گدر کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ١١) - خَلِيطُ الرُّطَبِ وَالزَّبِيبِ (التحفة ١١)

باب:١١- تازہ کھجور اور منقیٰ کی مشترکہ نبیذ

٥٥٦٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ،

٥٥٦٣- حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پکنے کے قریب اور تازہ کھجور کی مشترکہ نبیذ نہ بناؤ۔ اور تازہ کھجور اور منقیٰ کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔''

٥٥٦١ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٥/ ٤١ من حديث حبيب به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٦٨ . ✽ عبدالرحيم هو ابن سليمان.

٥٥٦٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٦٩، وله شواهد، انظر، ح: ٥٥٦٤ . ✽ علي بن الحسن هو ابن شقيق.

٥٥٦٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٥٥٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٠ .

وَلَا تَنْبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا».

(المعجم ١٢) - خَلِيطُ الْبُسْرِ وَالزَّبِيبِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲-گدر کھجور اور منقیٰ کی مشترکہ نبیذ

٥٥٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يُنْبَذَ الزَّبِيبُ وَالْبُسْرُ جَمِيعًا، وَنَهٰى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

۵۵۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منقیٰ اور گدر کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اسی طرح گدر کھجور اور تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

(المعجم ١٣) - ذِكْرُ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا نُهِيَ عَنِ الْخَلِيطَيْنِ وَهِيَ لِيَقْوٰى أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳-وہ علت جس کی وجہ سے دو پھلوں کی مشترکہ نبیذ منع ہے کہ ایک دوسری سے مل کر قوی ہو جائے گی

٥٥٦٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ وِقَاءِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَجْمَعَ شَيْئَيْنِ نَبِيذًا يَبْغِي أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفَضِيخِ، فَنَهَانِي عَنْهُ قَالَ: كَانَ يَكْرَهُ الْمُذَنِّبَ مِنَ الْبُسْرِ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَا شَيْئَيْنِ فَكُنَّا نَقْطَعُهُ.

۵۵۶۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نبیذ میں دو چیزیں اکٹھی کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ایک دوسری کو تیز کرے گی۔ میں نے ان سے فضیخ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے اس سے منع کر دیا۔ وہ اس گدر کھجور کی نبیذ کو ناپسند کرتے تھے جو ایک طرف سے پک چکی ہو‘ اس خطرے سے کہ وہ دو قسم کا پھل ہے۔ تو ہم اس کی ایک جانب کاٹ دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ”تیز کرے گی“ یعنی دو قسم کے پھل ملنے سے تیزی پیدا ہو گی اور نشہ جلدی پیدا ہو گا‘ لہٰذا دو قسم کے پھلوں کو ملا کر نبیذ بنانا منع ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ② فضیخ‘ یہ ایک قسم کی شراب تھی جو گدر

٥٥٦٤- أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩/١٩٨٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧١.

٥٥٦٥- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٢، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي. ※ عبدالله هو ابن المبارك.

کھجور سے بغیر آگ پر پکائے تیار کی جاتی تھی۔ یہ نشہ آور ہوتی تھی لہٰذا ممنوع ہے۔ ③ ''ایک طرف سے پک چکی ہو'' ایک طرف پکی اور ایک طرف سے کچی۔ گویا ایسی ایک کھجور بھی بظاہر دو قسم کا پھل ہے۔ گدر بھی اور رطب (تازہ پکی ہوئی کھجور) بھی، اس لیے ایسی کھجور کی نبیذ سے بھی پرہیز بہتر ہے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اگر دونوں حصوں کو الگ الگ کر کے ایک حصے سے نبیذ بنائی جائے تو سرے سے کراہت والی بات ہی نہیں رہتی جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔

٥٥٦٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ قَالَ: شَهِدْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أُتِيَ بِبُسْرٍ مُذَنِّبٍ فَجَعَلَ يَقْطَعُهُ مِنْهُ.

۵۵۶۶- حضرت ابوادریس سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گدر کھجور لائی گئی جو ایک طرف سے پک چکی تھی۔ آپ اس کے پکے ہوئے سرے کو کاٹنے لگے (تاکہ ایک حصے سے نبیذ بنائی جائے نہ کہ دونوں سے)۔

٥٥٦٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ: قَالَ قَتَادَةُ: كَانَ أَنَسٌ يَأْمُرُنَا بِالتَّذْنُوبِ فَيُقْرَضُ.

۵۵۶۷- حضرت قتادہ نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمیں ایک طرف سے پکی ہوئی گدر کھجور لانے کا حکم دیتے، پھر اس کا وہ سرا کاٹ دیا جاتا۔

٥٥٦٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُ شَيْئًا قَدْ أَرْطَبَ إِلَّا عَزَلَهُ عَنْ فَضِيخِهِ.

۵۵۶۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ کھجور کے پکے ہوئے حصے کو نہیں رہنے دیتے تھے بلکہ (نبیذ بنانے کے لیے) گدر حصے سے الگ کر دیتے تھے۔

(المعجم ١٤) - اَلتَّرْخِيصُ فِي انْتِبَاذِ الْبُسْرِ وَحْدَهُ وَشُرْبِهِ قَبْلَ تَغَيُّرِهِ فِي فَضِيخِهِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- اکیلی گدر کھجور کی نبیذ بنانے اور پینے کی رخصت بشرطیکہ اس میں تبدیلی (نشہ پیدا) نہ ہو

٥٥٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۵۵۶۹- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٥٦٦ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٣ . * أبوإدريس هو البصري، هشام بن حسان عنعن، وله شواهد.

٥٥٦٧ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٥ .

٥٥٦٨ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٤ .

٥٥٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٥٥٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٦ .

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَاتَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا، وَلَا الْبُسْرَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا، وَانْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَتِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پکنے کے قریب اور پکی کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔ (اسی طرح) گدر کھجور اور منقیٰ کو بھی نہ ملاؤ بلکہ ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ نبیذ بناؤ۔

(المعجم ١٥) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْانْتِبَاذِ فِي الْأَسْقِيَةِ الَّتِي يُلَاثُ عَلٰى أَفْوَاهِهَا (التحفة ١٥)

باب:١٥-ان مشکیزوں میں نبیذ بنانا جن کے منہ کو (تاگے وغیرہ سے) باندھا جاتا ہے

٥٥٧٠- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالتَّمْرِ، وَخَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ، وَقَالَ: «لِتَنْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى حِدَتِهِ فِي الْأَسْقِيَةِ الَّتِي يُلَاثُ عَلٰى أَفْوَاهِهَا».

٥٥٧٠- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے پکنے کے قریب اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ اور (اسی طرح) گدر اور خشک کھجور کی مشترکہ نبیذ سے منع کیا۔ اور آپ نے فرمایا: ''ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ نبیذ ان مشکیزوں میں بناؤ جن کا منہ باندھا جاتا ہے۔''

فائدہ: باب کا مقصود یہ ہے کہ نبیذ مٹکوں وغیرہ کی بجائے چمڑے کے مشکیزوں میں بنائی جائے (چمڑے کے مشکیزے کا ہی منہ باندھا جا سکتا ہے) مٹکوں خصوصاً تارکول لگے ہوئے مٹکوں میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چمڑے کے مشکیزے میں جلدی نشہ پیدا نہیں ہوتا اور اگر نشہ پیدا ہو جائے تو فوراً پتا چل جاتا ہے۔

(المعجم ١٦) - اَلتَّرْخِيصُ فِي انْتِبَاذِ التَّمْرِ وَحْدَهُ (التحفة ١٦)

باب:١٦- اکیلی خشک کھجوروں کی نبیذ بنانا

٥٥٧١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

٥٥٧١- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٥٥٧٠_[إسناده صحيح] وهو متفق عليه من حديث يحيى بن أبي كثير به. انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٧.

٥٥٧١_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٧/٢٣ من حديث إسماعيل◀◀

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُخْلَطَ بُسْرٌ بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبٌ بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبٌ بِبُسْرٍ وَقَالَ: «مَنْ شَرِبَهُ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُ فَرْدًا: تَمْرًا فَرْدًا، أَوْ بُسْرًا فَرْدًا، أَوْ زَبِيبًا فَرْدًا».

کہ رسول اللہ ﷺ نے گدر (نیم پختہ) کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ ملا کر یا منقیٰ کو خشک کھجور کے ساتھ ملا کر یا منقیٰ کو گدر کھجور سے ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''جو تم میں سے نبیذ پینا چاہے وہ ان میں سے ایک چیز کی نبیذ پیے: صرف خشک کھجور کی یا صرف گدر کھجور کی یا صرف منقیٰ کی۔''

٥٥٧٢- **أَخْبَرَنَا** أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِي قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُخْلَطَ بُسْرًا بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبًا بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبًا بِبُسْرٍ، وَقَالَ: «مَنْ شَرِبَ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُ فَرْدًا».

۵۵۷۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے گدر کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ یا منقیٰ کو خشک کھجور کے ساتھ یا منقیٰ کو گدر کھجور کے ساتھ ملانے سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص نبیذ پینا چاہے تو ان میں سے کسی ایک چیز کی نبیذ پیے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ راویٔ حدیث ابوالمتوکل کا نام علی بن داود ہے۔

(المعجم ١٧) - اِنْتِبَاذُ الزَّبِيبِ وَحْدَهُ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷-صرف منقیٰ کی نبیذ بنانا

٥٥٧٣- **أَخْبَرَنَا** سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو كَثِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُخْلَطَ الْبُسْرُ

۵۵۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ (نبیذ بنانے کے لیے) گدر کھجور اور منقیٰ کو یا گدر اور خشک کھجور کو ملایا جائے۔ آپ نے فرمایا: ''ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ

◀◀ العبدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٨.

٥٥٧٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٧٩.

٥٥٧٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٨٩/ ٢٦م من حديث عكرمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٠.

وَالزَّبِيبُ وَالْبُسْرُ وَالتَّمْرُ وَقَالَ: «اِنْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ».

نبیذ بناؤ۔"

(المعجم ١٨) - اَلرُّخْصَةُ فِي انْتِبَاذِ الْبُسْرِ وَحْدَهُ (التحفة ١٨)

باب:۱۸-صرف گدر کھجور کی نبیذ کی رخصت

٥٥٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى - يَعْنِي ابْنَ عِمْرَانَ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُّنْبَذَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ وَالْبُسْرُ وَقَالَ: «اِنْتَبِذُوا الزَّبِيبَ فَرْدًا وَالتَّمْرَ فَرْدًا وَالْبُسْرَ فَرْدًا».

۵۵۷۴-حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کھجوروں اور منقی کو ملا کر یا کھجوروں اور گدر کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنائی جائے۔ آپ نے فرمایا: "منقی کی الگ نبیذ بناؤ' کھجور کی الگ اور گدر کھجور کی الگ۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو كَثِيرٍ اسْمُهُ يَزِيدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ (راوی حدیث) ابوکثیر کا نام یزید بن عبدالرحمٰن ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ جس ابوکثیر کے نام کی وضاحت فرما رہے ہیں وہ حدیث سابق: ۵۵۷۳ کا راوی ہے' اس لیے اس وضاحت اور تصریح کا اصل مقام سابقہ حدیث کے تحت ہی تھا۔ بہتر یہی تھا کہ یہ وضاحت اس حدیث سے اوپر والی حدیث کے تحت کی جاتی۔ شاید یہ کاتب وغیرہ کا سہو ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٩) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَمِن ثَمَرَٰتِ ٱلنَّخِيلِ وَٱلْأَعْنَٰبِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا﴾ [النحل ١٦:٦٧] (التحفة ١٩)

باب:۱۹-اللہ تعالیٰ کے فرمان: "اور کھجوروں اور انگوروں کے کچھ پھلوں سے تم نشہ آور مشروب اور اچھا (حلال و عمدہ) رزق تیار کرتے ہو" کی تفسیر

٥٥٧٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۵۵۷۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

٥٥٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٥٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨١.

٥٥٧٥ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ مما يتخذ من النخل والعنب يسمى خمرًا، ح: ١٤/١٩٨٥ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٨٢.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو كَثِيرٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ» وَقَالَ سُوَيْدٌ: فِي هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: اَلنَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب ان دو درختوں (کے پھلوں) سے تیار ہوتی ہے: کھجور اور انگور۔“

فوائد ومسائل: ① کتاب الاشربہ کے شروع میں بیان ہو چکا ہے کہ ائمہ مالک‘ شافعی‘ احمد اور جمہور اہل علم کے نزدیک شراب کسی بھی پھل یا غلے سے تیار کی جا سکتی ہے جب اس میں نشہ پایا جائے‘ جبکہ اہل رائے‘ یعنی احناف کے نزدیک شراب صرف انگور سے تیار ہو سکتی ہے اور وہ بھی مخصوص طریقے پر جس کی تفصیل شروع میں بیان ہو چکی ہے‘ لیکن یہ بات غلط ہے۔ لغت‘ عقل سلیم اور شرع کے خلاف ہے۔ خمر کے معنی ہیں ”عقل کو ڈھانپنے والی“‘ یعنی نشہ آور مشروب‘ خواہ وہ کسی چیز سے تیار کی گئی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: [اَلْخَمْرُ مَاخَامَرَ الْعَقْلَ] یعنی خمر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل کو پردے میں کر دے کہ پینے سے عقل جاتی رہے‘ نیز یہ مسلک اس باب میں مذکورہ آیت اور احادیث کے بھی خلاف ہے۔ آیتِ مذکورہ میں کھجور وانگور دونوں سے نشہ آور مشروب بنانے کا ذکر ہے اور دونوں کو اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا حکم بھی ایک ہے۔ احادیث میں تو انتہائی حد تک صراحت ہے کہ شراب کھجور سے بھی بن سکتی ہے۔ ② حدیث میں دو چیزوں (کھجور وانگور) کے ذکر کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ کسی اور پھل سے شراب نہیں بن سکتی بلکہ مقصد یہ ہے کہ عموماً عرب یا اہل مدینہ ان دو چیزوں سے شراب تیار کرتے تھے ورنہ جس پھل یا غلے سے بھی نشہ آور مشروب تیار کیا جائے اسے شراب‘ یعنی خمر کا حکم حاصل ہوگا اور اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہوگا۔

٥٥٧٦- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو كَثِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

٥٥٧٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب (عموماً) ان دو درختوں (یعنی) کھجور و انگور (کے پھلوں) سے تیار ہوتی ہے۔“

٥٥٧٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٨٣.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: اَلنَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ».

٥٥٧٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيِّ قَالَا: اَلسَّكَرُ خَمْرٌ.

۵۵۷۷- حضرت ابراہیم اور شعبی نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب (کا حکم رکھتی) ہے۔ (یا آیت میں ''سکر'' سے مراد شراب ہے۔ (جو حرام ہے جبکہ رزق حسن یعنی نبیذ وغیرہ جو نشہ آور نہ ہو حلال ہے۔)

٥٥٧٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اَلسَّكَرُ خَمْرٌ.

۵۵۷۸- حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے (آیت مذکورہ میں) ''سکر'' سے مراد شراب ہے۔

٥٥٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اَلسَّكَرُ خَمْرٌ.

۵۵۷۹- حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ ''سکر'' سے مراد شراب ہے۔

٥٥٨٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اَلسَّكَرُ حَرَامٌ وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ [حَلَالٌ].

۵۵۸۰- حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا: سکر (نشہ آور مشروب) حرام ہے۔ اور رزق حسن (نبیذ وغیرہ) حلال ہے۔

فائدہ: مختلف تابعین کے اقوال نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ کوفی، بصری اور مکی تابعین کے نزدیک انگور کی طرح کھجور سے بھی شراب تیار ہو سکتی ہے۔ اور یہی مسلک جمہور اہل علم اور محدثین وفقہاء کا ہے۔

٥٥٧٧- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥٠٨٤. * شريك ومغيرة مدلسان وعنعنا.

٥٥٧٨- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٠٨٥، وانظر الحديث الآتي.

٥٥٧٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٠٨٦.

٥٥٨٠- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٠٨٧.

(المعجم ٢٠) - ذِكْرُ أَنْوَاعِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي كَانَتْ مِنْهَا الْخَمْرُ حِينَ نَزَلَ تَحْرِيمُهَا (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو کن چیزوں سے شراب تیار ہوتی تھی؟

٥٥٨١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَخْطُبُ عَلَى مِنْبَرِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ، وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

٥٥٨١- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر ﷜ کو مدینہ منورہ کے منبر پر فرماتے سنا: اے لوگو! آگاہ رہو! جس دن شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا‘ ان دنوں شراب پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی: انگور سے‘ کھجور سے‘ شہد سے‘ گندم سے اور جو سے اور (یاد رکھو) ہر وہ چیز شراب ہے جو عقل کو ڈھانپے۔

فوائد ومسائل: ① ”عقل کو ڈھانپے“ یعنی پینے والے کی عقل کام نہ کرے۔ اسے اپنا اور اپنے قول وفعل کا شعور نہ رہے۔ بکواس بکے‘ الٹے سیدھے کام کرے۔ درحقیقت عقل ہی انسان کا امتیاز ہے‘ عقل کو ختم کرنے والی چیز کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ ② حضرت عمر ﷜ کا تمام صحابۂ کرام ﷡ کے سامنے یہ علانیہ فتویٰ اہل رائے کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے کہ شراب انگور کے علاوہ اور چیزوں سے بھی تیار ہوسکتی ہے اور ان سب کو شراب (خمر) کا حکم حاصل ہوگا‘ یعنی ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ حضرت عمر ﷜ سے بڑا فقیہ اور مجتہد صحابی کون ہو سکتا ہے؟ اور اہل الرائے تو فقیہ صحابی کے قول کے سامنے حدیث بھی ترک کر دیتے ہیں۔ کیا اپنی رائے کو ترک نہیں کریں گے؟ بلکہ یہ مسئلہ تو اجماعی بن جاتا ہے کیونکہ کسی صحابی نے حضرت عمر ﷜ کی بات کی تردید نہیں کی اور کیا چاہیے؟

٥٥٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ زَكَرِيَّا وَأَبِي حَيَّانَ،

٥٥٨٢- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب ﷜ کو رسول اللہ ﷺ

٥٥٨١_ أخرجه مسلم، التفسير، باب في نزول تحريم الخمر، ح:٣٠٣٢/ ٣٣ من حديث إسماعيل ابن علية، والبخاري، الأشربة، باب الخمر من العنب وغيره، ح:٥٥٨١ من حديث أبي حيان به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٠٨٨.

٥٥٨٢_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٥٠٨٩.

عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْخَمْرَ نَزَلَ تَحْرِيمُهَا وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الْعِنَبِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ.

کے منبر مبارک پر فرماتے سنا: حمد وصلاۃ کے بعد (یاد رکھو کہ) شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی: انگور سے، گندم سے، جو سے، کھجور سے اور شہد سے۔

فائدہ: ان پانچ چیزوں کے ذکر سے مقصود باقی چیزوں کی نفی نہیں بلکہ اپنا رواج بتانا ہے ورنہ شراب جس چیز سے بھی تیار کی جائے، حرام ہے۔ ایک قطرہ بھی حرام ہے۔

٥٥٨٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اَلْخَمْرُ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ التَّمْرِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْعِنَبِ.

۵۵۸۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شراب پانچ چیزوں سے تیار ہوتی ہے: کھجور سے، گندم سے، جو سے، شہد سے اور انگور سے۔

(المعجم ٢١) - **تَحْرِيمُ الْأَشْرِبَةِ الْمُسْكِرَةِ مِنَ الْأَثْمَارِ وَالْحُبُوبِ كَانَتْ عَلَى اخْتِلَافِ أَجْنَاسِهَا لِشَارِبِيهَا** (التحفة ٢١)

باب:۲۱- پینے والوں کے لیے ہر نشہ آور مشروب حرام ہے، خواہ وہ کسی قسم کے پھل یا غلے سے تیار ہو

٥٥٨٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّ أَهْلَنَا يَنْبِذُونَ لَنَا شَرَابًا عَشِيًّا فَإِذَا أَصْبَحْنَا شَرِبْنَا، قَالَ: أَنْهَاكَ عَنِ الْمُسْكِرِ قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، وَأُشْهِدُ اللهَ عَلَيْكَ أَنْهَاكَ عَنِ الْمُسْكِرِ قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، وَأُشْهِدُ اللهَ عَلَيْكَ إِنَّ أَهْلَ خَيْبَرَ

۵۵۸۴- حضرت ابن سیرین سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہا: ہمارے گھر والے شام کے وقت نبیذ بناتے ہیں۔ ہم صبح کے وقت وہ پی لیتے ہیں۔ (کیا یہ جائز ہے؟) آپ نے فرمایا: میں تجھے نشہ آور سے روکتا ہوں۔ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اور میں اللہ تعالیٰ کو تجھ پر گواہ بنا کر تجھے نشہ آور چیز سے روکتا ہوں قلیل ہو یا کثیر۔ اور

٥٥٨٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٠.

٥٥٨٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩١. ※ عبدالله هو ابن المبارك.

يَنْبِذُونَ شَرَابًا مِنْ كَذَا وَكَذَا [وَ]يُسَمُّونَهُ كَذَا وَكَذَا وَهِيَ الْخَمْرُ، وَإِنَّ أَهْلَ فَدَكٍ يَنْبِذُونَ شَرَابًا مِنْ كَذَا وَكَذَا يُسَمُّونَهُ كَذَا وَكَذَا وَهِيَ الْخَمْرُ حَتّٰى عَدَّ أَشْرِبَةً أَرْبَعَةً أَحَدُهَا الْعَسَلُ.

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر تجھے بتاتا ہوں کہ خیبر والے فلاں فلاں چیز سے مشروب تیار کرتے ہیں اور اس کا نام یہ یہ رکھتے ہیں مگر وہ درحقیقت شراب (خمر) ہے۔ اور فدک والے بھی فلاں فلاں چیز سے مشروب تیار کرتے ہیں اور اس کا نام یہ اور یہ رکھتے ہیں' حالانکہ وہ بھی شراب ہی ہے حتیٰ کہ انھوں نے چار (قسم کے) مشروب شمار کیے۔ ان میں سے ایک شہد (سے تیار ہوتا) تھا۔

فائدہ: یہ وہی بات ہے جو احناف کے علاوہ جمیع اہل علم کا مسلک ہے کہ نشہ آور چیز کسی بھی پھل' غلے یا مشروب سے تیار ہو وہ شراب' یعنی خمر کا حکم رکھتی ہے۔ وہ قلیل بھی حرام ہے' خواہ ظاہراً اس کا نام کوئی رکھ لیا جائے۔

(المعجم ٢٢) - إِثْبَاتُ اسْمِ الْخَمْرِ لِكُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْأَشْرِبَةِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢- ہر نشہ آور مشروب کو شراب (خمر) کہا جائے گا

٥٥٨٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ».

٥٥٨٥- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔''

فائدہ: دیکھیے! اس صریح فرمان رسول کے سامنے اہل رائے کیا حجت کرتے ہیں؟ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ.

٥٥٨٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ

٥٥٨٦- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔'' حسین بن منصور نے کہا: امام احمد ؒ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

٥٥٨٥_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠٣ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٢.

٥٥٨٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٣.

ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ» قَالَ الْحُسَيْنُ: قَالَ أَحْمَدُ: وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کا قول اس لیے نقل فرمایا ہے کہ احناف کہتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے' حالانکہ ابن معین سے یہ قول کہیں بھی ثابت نہیں۔ بے پر کی اڑانے سے کیا فائدہ؟ پھر کوئی ایک حدیث ہے جسے ضعیف کہنے سے جان چھوٹ جائے گی؟ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

٥٥٨٧- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ».

٥٥٨٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) ہے۔''

٥٥٨٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

٥٥٨٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

٥٥٨٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ».

٥٥٨٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔''

(المعجم ٢٣) - تَحْرِيمُ كُلِّ شَرَابٍ أَسْكَرَ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- ہر نشہ آور مشروب حرام ہے

٥٥٨٧- [صحيح] تقدم، ح: ٥٥٨٥، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٩٤.

٥٥٨٨- [صحيح] تقدم، ح: ٥٥٨٥، وهو في الكبرى، ح: ٥٠٩٥.

٥٥٨٩- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٠٩٦، وانظر، ح: ٥٥٨٥.

٥٥٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۵۹۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

٥٥٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۵۹۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

٥٥٩٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

۵۵۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، تارکول لگے ہوئے برتن، کھجور کی جڑ سے بنائے ہوئے برتن اور مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۵۵۵۰۔

٥٥٩٣- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ زَبْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۵۵۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کدو کے برتن، تارکول لگے ہوئے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن میں نبیذ

٥٥٩٠_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب: كل مسكر حرام، ح: ٣٣٩٠ من حديث محمد بن عمرو به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٧، وقال الترمذي، ح: ١٨٦٤ "حسن صحيح".

٥٥٩١_ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٨.

٥٥٩٢_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠١ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٠٩٩.

٥٥٩٣_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣٢، ٣٣٣ من حديث القاسم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٠٠. * محمد بن سليمان هو ابن أبي داود الحراني، وابن زبر هو عبدالله بن العلاء بن زبر.

قَالَ: «لَا تَنْبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَلَا الْمُزَفَّتِ، وَلَا النَّقِيرِ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

نہ بناؤ۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

٥٥٩٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ» قَالَ قُتَيْبَةُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۵۵۹۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔" قتیبہ نے کہا: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: امام نسائی ؒ نے یہ حدیث دو استادوں: اسحاق بن ابراہیم اور قتیبہ سے بیان کی ہے۔ استاد اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جبکہ استاد قتیبہ کے الفاظ ہیں: عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. سبحان اللہ! محدثین کرام ؒ نقل روایت میں کس درجہ محتاط تھے۔

٥٥٩٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ حَرَامٌ» وَاللَّفْظُ لِسُوَيْدٍ.

۵۵۹۵- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "جس مشروب میں نشہ پیدا ہو جائے وہ حرام ہے۔"

یہ الفاظ سوید کے ہیں۔

٥٥٩٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ

۵۵۹۶- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بِتع (شہد کی شراب) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "جس مشروب میں بھی

٥٥٩٤ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يجوز الوضوء بالنبيذ ولا المسكر، ح: ٢٤٢، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ٦٩/٢٠٠١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٠١.

٥٥٩٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥١٠٢.

٥٥٩٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٥٩٤، وهو في الكبرى، ح: ٥١٠٣، "والبتع من العسل" مدرج.

رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ : «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ»، وَالْبِتْعُ مِنَ الْعَسَلِ .

نشہ پیدا ہو جائے‘ وہ حرام ہو جاتا ہے۔‘‘ بِتع (نبیذ ہے جو) شہد سے تیار کی جاتی تھی۔

٥٥٩٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ : حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ : «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ» وَالْبِتْعُ هُوَ نَبِيذُ الْعَسَلِ .

۵۵۹۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ سے بِتع کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ’’ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔‘‘ بِتع شہد کی نبیذ کو کہتے ہیں۔

فائدہ: آپ کے جواب کا مقصود یہ ہے کہ اگر بِتع نشہ آور ہے تو حرام ہے ورنہ نہیں۔

٥٥٩٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ» .

۵۵۹۸- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔‘‘

٥٥٩٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا وَمُعَاذًا

۵۵۹۹- حضرت ابوبردہ کے والد محترم (حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور حضرت معاذ ؓ کو یمن کی طرف (مبلغ اور امیر بنا کر) بھیجا۔ حضرت معاذ نے کہا: آپ ہمیں ایسے

٥٥٩٧ـ [صحيح] تقدم، ح : ٥٥٩٤، وهو في الكبرٰى، ح : ٥١٠٤ .

٥٥٩٨ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث أبي موسٰى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، ح : ٤٣٤٤، ٤٣٤٥، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر ... الخ، ح : ١٧٣٣/ ٧٠ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح : ٥١٠٥ .

٥٥٩٩ـ [صحيح] أخرجه الدارمي، ح : ٢١٠٤ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح : ٥١٠٦، وانظر الحديث السابق .

إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنَّكَ تَبْعَثُنَا إِلَى أَرْضٍ كَثِيرٌ شَرَابُ أَهْلِهَا، فَمَا أَشْرَبُ؟ قَالَ: «اِشْرَبْ وَلَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا».

علاقے کی طرف بھیج رہے ہیں جہاں کے لوگ بہت قسم کے مشروب پیتے ہیں۔ میں کون سا مشروب پیوں؟ آپ نے فرمایا: ''جو چاہے پی لو مگر نشہ آور مشروب نہ پینا۔''

٥٦٠٠- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيشُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ الْأَيَامِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

٥٦٠٠- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشے والی چیز حرام ہے۔''

٥٦٠١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ السَّدُوسِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّا نَرْكَبُ أَسْفَارًا فَتَبْرُزُ لَنَا الْأَشْرِبَةُ فِي الْأَسْوَاقِ لَا نَدْرِي مَا أَوْعِيَتُهَا، فَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، فَذَهَبَ يُعِيدُ فَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، فَذَهَبَ يُعِيدُ فَقَالَ: هُوَ مَا أَقُولُ لَكَ.

٥٦٠١- حضرت اسود بن شیبان سدوسی نے کہا کہ حضرت عطا سے ایک آدمی نے پوچھا: ہم لمبے لمبے سفر کرتے ہیں تو بازاروں میں ہمارے سامنے بہت سے مشروب آتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں ہوتا کہ وہ کس برتن میں بنایا گیا؟ حضرت عطا نے فرمایا: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ وہ دوبارہ وہی سوال کرنے لگا تو انھوں نے پھر فرمایا: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ وہ پھر سوال دہرانے لگا تو انھوں نے کہا: جواب وہی ہے جو میں تجھے دے چکا۔

فائدہ: حضرت عطا کا مقصود یہ تھا کہ برتن کسی چیز کو حرام یا حلال نہیں کرتا۔ اگر مشروب نشہ آور ہو تو وہ جس برتن میں بھی بنایا گیا ہو' حرام ہے اور اگر اس میں نشہ نہیں تو حلال ہے' خواہ کسی برتن میں تیار کیا گیا ہو۔

٥٦٠٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

٥٦٠٢- حضرت ابن سیرین نے فرمایا: ہر نشہ آور

٥٦٠٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٥، ٤١٦ عن أبي داود سليمان بن داود الطيالسي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٠٧، وانظر الحديثين السابقين.

٥٦٠١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٠٨ * عبدالله هو ابن المبارك.

٥٦٠٢- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٠٩.

عَبْدُ اللهِ عَنْ هَارُونَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ : كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ .

چیز حرام ہے (مشروب ہو یا مطعوم)۔

٥٦٠٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ الْجَزَرِيِّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: لَا تَشْرَبُوا مِنَ الطِّلَاءِ حَتَّى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقَى ثُلُثُهُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

۵۶۰۳- حضرت عبدالملک بن طفیل جزری سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (خلیفۂ راشد) نے ہمیں لکھا کہ طلاء نہ پیو حتیٰ کہ دو تہائی خشک ہو کر ایک تہائی رہ جائے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٥٦٠٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الصَّعْقِ بْنِ حَزْنٍ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

۵۶۰۴- حضرت صعق بن حزن سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٥٦٠٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيشُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۶۰۵- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشے والی چیز حرام ہے۔“

(المعجم ٢٤) - تَفْسِيرُ الْبِتْعِ وَالْمِزْرِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-بِتْع اور مِزْر کی تفسیر

٥٦٠٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۶۰۶- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ

٥٦٠٣ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١١٠ . ※ عبدالملك الجزري مجهول الحال، وانظر الحديث الآتي.

٥٦٠٤ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١١١ .

٥٦٠٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٦٠٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١١٢ .

٥٦٠٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٠٣ من حديث الأجلح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١١٣، وللحديث شواهد.

عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَجْلَحِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ بِهَا أَشْرِبَةً فَمَا أَشْرَبُ وَمَا أَدَعُ؟ قَالَ: «وَمَا هِيَ؟» قُلْتُ: اَلْبِتْعُ وَالْمِزْرُ. قَالَ: «وَمَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ؟» قُلْتُ: أَمَّا الْبِتْعُ فَنَبِيذُ الْعَسَلِ وَأَمَّا الْمِزْرُ فَنَبِيذُ الذُّرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا فَإِنِّي حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ».

ﷺ نے مجھے یمن کی طرف (مبلغ اور امیر بنا کر) بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں کئی قسم کے مشروب استعمال ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے کون سا پیوں' کون سا ترک کروں؟ آپ نے فرمایا: مثلاً: ''وہ کون کون سے ہیں؟'' میں نے کہا: بتع اور مزر۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہوتے ہیں؟ میں نے کہا: بتع تو شہد کی نبیذ ہوتی ہے اور مزر مکئی کی نبیذ ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نشہ آور مشروب نہ پینا کیونکہ میں ہر نشہ آور مشروب کو حرام قرار دے چکا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خود یمنی تھے' لہٰذا اس علاقے کے مشروبات کو خوب جانتے تھے۔ ② ہر علاقے کے کھانے اور مشروب الگ الگ ہوتے ہیں۔ دوسرے علاقے کے لوگ ان سے واقف نہیں ہوتے' اس لیے رسول اللہ ﷺ کو ان سے بتع اور مزر کے بارے میں پوچھنا پڑا کیونکہ ہر علاقے کی اصطلاحات اپنی ہوتی ہیں۔ یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ③ ''مِزْر'' کے معنی مکئی اور جو کی شراب کے کیے گئے ہیں۔ شرح مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گندم سے بھی یہ شراب بنائی جاتی ہے۔ ④ ''حرام قرار دے چکا ہوں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیونکہ حلت وحرمت کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ وحی جلی کے ذریعے سے بتائے یا وحی خفی کے ذریعے سے۔

٥٦٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ بِهَا أَشْرِبَةً يُقَالُ لَهَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ، قَالَ: «وَمَا الْبِتْعُ [وَالْمِزْرُ؟]» قُلْتُ: شَرَابٌ يَكُونُ مِنَ الْعَسَلِ، وَالْمِزْرُ يَكُونُ مِنَ الشَّعِيرِ قَالَ:

۵۶۰۷- حضرت ابوبردہ کے والد محترم (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یمن میں کئی قسم کے مشروب ہیں جنھیں بتع اور مزر کہا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بتع اور مزر کیا ہیں؟'' میں نے عرض کیا: بتع تو ایسا مشروب ہے جو شہد سے تیار کیا جاتا ہے اور مزر جو سے۔ آپ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور

٥٦٠٧- أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث أبي موسى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، ح: ٤٣٤٣ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وهو في الكبرى، ح: ٥١١٤.

«كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

چیز حرام ہے۔“

فائدہ: ”مزر“ جوار کے علاوہ جو حتیٰ کہ گندم سے بھی تیار کیا جاتا تھا‘ لہٰذا یہ تناقض نہیں۔ یہ ایک قسم کی نبیذ ہوتی تھی۔

٥٦٠٨- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ آيَةَ الْخَمْرِ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ الْمِزْرَ؟ قَالَ: «وَمَا الْمِزْرُ؟» قَالَ حَبَّةٌ تُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، فَقَالَ: «تُسْكِرُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

٥٦٠٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو شراب (کی حرمت) والی آیت پڑھی۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مزر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”مزر کیا ہوتا ہے؟“ اس نے کہا: یمن میں غلے کی کسی قسم سے تیار کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس میں نشہ ہوتا ہے؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

٥٦٠٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَسُئِلَ فَقِيلَ لَهُ أَفْتِنَا فِي الْبَاذَقِ، فَقَالَ: سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذَقَ وَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

٥٦٠٩- حضرت ابوالجویریہ نے کہا: میں نے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: باذق کے بارے میں فتویٰ دیجیے۔ انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ باذق سے پہلے تشریف لے گئے اور (یاد رکھو) جو چیز نشہ آور ہے‘ حرام ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صریح دلیل ہے کہ وہ شراب جسے باذق کا نام دیا جاتا ہے اس کا پینا حرام ہے۔ باذق کہتے ہیں انگوروں کا نچوڑ اور شیرہ جسے معمولی سا جوش دے کر ہلکا سا پکا لیا جائے۔ اس طرح اس کا نشہ شدید ہو جاتا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عظیم فقاہت کی دلیل ہے کہ انھوں نے سائل کو انتہائی مختصر مگر نہایت بلیغ و جامع جواب دیا۔ بعد ازاں انھوں نے اس کے سامنے یہ اصول بیان فرما دیا کہ مَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ یعنی جو چیز نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔ یہ بعینہٖ اسی طرح کی بات ہے جیسی مختصر بات رسول اللہ

٥٦٠٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١١٥.

٥٦٠٩- أخرجه البخاري، الأشربة، باب الباذق ومن نهى عن كل مسكر من الأشربة . . . الخ، ح: ٥٥٩٨ من حديث أبي الجويرية به، وهو في الكبرى، ح: ٥١١٦.

ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ ③ ''تشریف لے گئے'' یعنی نبی اکرم ﷺ کے دور میں تو نہیں تھی' نہ آپ اسے جانتے تھے مگر آپ نے ضابطہ بیان فرما دیا ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ ④ یہ تقریباً پینتیس روایات ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور مصنف کا مقصود بھی یہی ہے کہ شراب کی حرمت کی وجہ نشہ ہے' لہٰذا جس چیز میں نشہ پایا جائے گا وہ شراب کی طرح قطعاً حرام ہے۔ قلیل بھی اور کثیر بھی۔ اور یہ بات عرفاً' عقلاً اور شرعاً بالکل واضح ہے۔ اور یہی مسلک ہے جمہور اہل علم اور صحابہ وتابعین کا۔ مگر احناف کو یہ سیدھی سادی بات سمجھ میں نہیں آتی اور وہ بھول بھلیوں میں پڑ گئے' حالانکہ احناف قیاس کے سب سے بڑے داعی ہیں اور وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ شراب کی حرمت کی قطعی وجہ نشہ ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ کسی اور چیز میں نشہ پایا جائے تو وہ شراب کی طرح حرام نہ ہو؟ شراب تو قلیل بھی حرام اور کثیر بھی لیکن دوسری نشہ آور اشیاء نشے سے کم کم حلال؟ کیا اس کی کوئی عقلی یا شرعی توجیہ کی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں' خصوصاً قیاس کے داعی تو ایسا نہیں کر سکتے جب کہ بے شمار احادیث بھی صراحتاً اس تفریق کے خلاف ہیں۔ یہی بات سمجھانے کے لیے مصنف رحمہ اللہ نے آئندہ باب بھی قائم فرمایا جس میں یہ مسئلہ صراحتاً ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین۔

(المعجم ٢٥) - تَحْرِيمُ كُلِّ شَرَابٍ أَسْكَرَ كَثِيرُهُ (التحفة ٢٥)

باب:٢٥- جو مشروب زیادہ پینے سے نشہ آتا ہو' اسے پینا مطلقاً حرام ہے

٥٦١٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

۵۶۱۰- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس مشروب کا زیادہ پینا نشہ آور ہو' اس کو تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔''

فائدہ: احناف کا خیال ہے کہ خمر تو قلیل بھی حرام ہے اور کثیر بھی' مگر دوسرے نشہ آور مشروب نشے کی حد سے کم کم پیے جا سکتے ہیں۔ یہ حدیث ان کی تردید کرتی ہے۔ احناف کے نزدیک خمر کسے کہتے ہیں؟ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔

٥٦١١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ:

۵۶۱۱- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم

٥٦١٠ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح:٣٣٩٤ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٥١١٧.

٥٦١١ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن الجارود في المنتقى، ح:٨٦٢ من حديث سعيد بن الحكم به، وهو في ◄◄

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَنْهَاكُمْ عَنْ قَلِيلِ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ».

ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں وہ چیز معمولی سی پینے سے بھی روکتا ہوں جسے زیادہ پینے سے نشہ آتا ہے (اور کم پینے سے نشہ نہیں ہوتا)۔''

٥٦١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ قَلِيلِ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ.

۵۶۱۲- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس چیز کو تھوڑا پینے سے منع کیا ہے جسے زیادہ پینا نشہ آور ہو۔

٥٦١٣- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ: أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيذٍ صَنَعْتُهُ لَهُ فِي دُبَّاءٍ فَجِئْتُهُ بِهِ، فَقَالَ: «أَدْنِهِ» فَأَدْنَيْتُهُ مِنْهُ فَإِذَا هُوَ يَنِشُّ فَقَالَ: «اِضْرِبْ بِهٰذَا الْحَائِطَ، فَإِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ».

۵۶۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا ہے تو میں نے آپ کی افطاری کے لیے کدو کے برتن میں نبیذ تیار کر کے ایک طرف رکھ چھوڑی۔ پھر افطاری کے وقت میں وہ نبیذ لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''(میرے) قریب کرو۔'' میں نے وہ آپ کے قریب کی تو وہ جوش مار رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اس دیوار پر دے مارو۔ اس قسم کی نبیذ تو وہ لوگ پیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کو نہیں مانتے۔''

◀◀ الكبرى، ح: ٥١١٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٨٦، وابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٦٠٣.

٥٦١٢ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، أخرجه أحمد في الأشربة: ٩ من حديث الوليد بن كثير بن سنان به، وهو في الكبرى، ح: ٥١١٩.

٥٦١٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في النبيذ إذا غلا، ح: ٣٧١٦ عن هشام بن عمار به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٢٠. * خالد مستور، وتابعه قزعة بن يحيى عند الدارقطني: ٤/ ٢٥٢، وبه صح الحديث.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى تَحْرِيمِ الْمُسْكِرِ قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ وَلَيْسَ كَمَا يَقُولُ الْمُخَادِعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ بِتَحْرِيمِهِمْ آخِرَ الشَّرْبَةِ وَتَحْلِيلِهِمْ مَا تَقَدَّمَهَا الَّذِي يُشْرَبُ فِي الْفَرَقِ قَبْلَهَا، وَلَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ السُّكْرَ بِكُلِّيَّتِهِ لَا يَحْدُثُ عَلَى الشَّرْبَةِ الْآخِرَةِ دُونَ الْأُولٰى وَالثَّانِيَةِ بَعْدَهَا وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی) ؒ نے فرمایا: اس حدیث میں دلیل ہے کہ نشہ آور چیز قلیل بھی حرام ہے کثیر بھی' نہ کہ جیسے اپنے آپ کو دھوکا دینے والے لوگ کہتے ہیں کہ آخری گھونٹ جس سے نشہ آیا' حرام ہے۔ پہلے گھونٹ حلال ہیں' خواہ وہ ایک فرق پی لے' حالانکہ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ نشہ صرف آخری گھونٹ سے ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ پہلے گھونٹ بھی نشے والے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نشہ آور طعام وشراب کو ضائع کرنا ضروری ہے حتی کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی ملکیت نشہ آور چیز کو اس طرح ضائع کر دے تو اس پر کوئی تاوان وغیرہ نہیں۔ کسی بھی مسلمان شخص کے ہاں منشیات کی کوئی وقعت اور ان کا کوئی احترام نہیں ہونا چاہیے۔ ساری کی ساری نشہ آور اشیاء اور ہر قسم کی منشیات حرام ہیں۔ ② بعض اعمال ایمان کامل کے منافی ہیں' اس لیے ان سے بچنا چاہیے۔ ③ امام صاحب ؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر نشہ آور نبیذ تھوڑی مقدار میں پینی جائز ہوتی تو آپ ایک گھونٹ سے روزہ افطار کر لیتے اور باقی واپس کر دیتے تاکہ کوئی دوسرا شخص بھی تھوڑی سی پی سکے' جبکہ آپ نے تو ساری ضائع کرنے کا حکم دیا۔ ثابت ہوا نشہ آور مشروب کا ایک گھونٹ بھی جائز نہیں' خواہ وہ کوئی سا بھی مشروب ہو۔ اور یہ بالکل صحیح استدلال ہے۔ ④ ''جوش مار رہی تھی'' یعنی اس میں نشے کی علامات تھیں۔ ⑤ ''نہیں مانتے'' یعنی یہ کافروں کا مشروب ہے مسلمانوں کا نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ جو پیے گا' کافر ہو جائے گا' جیسے ریشم کے بارے میں گزرا۔ ⑥ ''دھوکا دینے والے'' مراد احناف ہیں۔ اور دھوکا یہ ہے کہ شراب کو دوسرے ناموں سے پی لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے شراب نہیں پی۔ ⑦ ''فرق'' تین صاع کو کہتے ہیں۔ یہ بطور مبالغہ فرمایا ورنہ بیک وقت اتنی پینی ممکن نہیں۔ ⑧ ''آخری گھونٹ سے'' امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو دھوکا دینے والی بات ہے کہ ''صرف وہ گھونٹ حرام ہے جس سے نشہ پیدا ہوا۔ پہلے گھونٹ نشہ آور نہیں تھے'' جب کہ مشروب ایک ہی ہے۔ جب اس کا آخری گھونٹ نشہ آور ہے تو پہلے کیوں نہیں؟ نیز اگر وہ پہلے گھونٹ نہ پیتا تو کیا صرف اس گھونٹ سے نشہ آتا؟ ظاہر ہے کہ وہ سارا مشروب نشہ آور ہے۔ اتنی بات ہے کہ نشے کا اظہار آخری گھونٹ پر ہوا' یعنی زیادہ پینے سے ہوا اور شراب (جسے حنفی بھی خمر کہتے ہیں) بھی ایسے ہی ہے۔ اس کا ایک گھونٹ پینے سے نشہ محسوس نہیں ہوتا۔ نشہ زیادہ پینے سے ہی ہوگا۔ تو آخر کس عقلی وشرعی علت کی بنا پر شراب اور دوسرے نشہ آور مشروب میں فرق کیا گیا؟

(المعجم ٢٦) - اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الْجِعَةِ وَهُوَ شَرَابٌ يُتَّخَذُ مِنَ الشَّعِيرِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦-جعه نبیذ حرام ہے اور یہ مشروب جو سے تیار کیا جاتا ہے

٥٦١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ، عَنْ عَلِيٍّ - كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ - قَالَ نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ، وَالْجِعَةِ.

۵۶۱۴-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، قسی (ریشمی) کپڑے سرخ ریشمی گدیلے اور جو کی نبیذ سے منع فرمایا۔

فائدہ: ''منع فرمایا'' قلیل وکثیر کا فرق نہیں فرمایا جبکہ یہ مشروب جو سے تیار ہوتا ہے۔ اور احناف کے نزدیک اس مشروب کو نشے سے کم کم پینا جائز ہے۔ کیا یہ صریح حدیث کی صریح مخالفت نہیں؟

٥٦١٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ صَعْصَعَةُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ - كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ - . اِنْهَنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ.

۵۶۱۵-حضرت صعصعہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! ہمیں اس چیز سے منع فرمائیے جس سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو روکا ہو۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کدو کے برتن اور مٹکے (میں نبیذ وغیرہ بنانے) سے منع فرمایا۔

فائدہ: یہ نہی پہلے تھی بعد میں آپ نے اجازت فرمادی کہ برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا، البتہ نشے سے بچو۔ اس حدیث کی متعلقہ باب سے کوئی مناسبت نہیں الا یہ کہ سابقہ حدیث کا ٹکڑا ہو۔

(المعجم ٢٧) - ذِكْرُ مَا كَانَ يُنْبَذُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيهِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٧- نبی اکرم ﷺ کے لیے کس چیز میں نبیذ بنائی جاتی تھی؟

٥٦١٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢١.

٥٦١٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥١٧٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٢.

٥٦١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ.

۵۶۱۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے پتھر کے کونڈے میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔

فائدہ: نبیذ کسی بھی برتن میں بنائی جاسکتی ہے بشرطیکہ نشہ پیدا نہ ہو۔ ویسے ان برتنوں سے پرہیز کرنا چاہیے جن میں جلدی نشہ پیدا ہوتا ہو۔

ذِكْرُ الْأَوْعِيَةِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الْانْتِبَاذِ فِيهَا دُونَ مَا سِوَاهَا مِمَّنْ لَّا يَشْتَدُّ أَشْرِبَتُهَا كَاشْتِدَادِهِ فِيهَا

ان برتنوں کا تفصیلی ذکر جن نبیذ بنانا منع ہے

(المعجم ٢٨) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ مُفْرَدًا (التحفة ٢٨)

باب:۲۸- خالص مٹی کے مٹکے میں نبیذ بنانے کی ممانعت

٥٦١٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ: أَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ طَاوُسٌ: وَاللهِ! إِنِّي سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

۵۶۱۷- حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ حضرت طاؤس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ (الفاظ) ان (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے سنے ہیں۔

فائدہ: یہاں اگرچہ مطلق مٹکے کا ذکر کیا گیا ہے مگر دیگر روایات میں یہ قید بھی ہے کہ جس مٹکے پر تارکول یا روغن لگا کر اس کے مسام بند کر دیے گئے ہوں۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیے: (احادیث: ۵۵۵۰، ۵۶۱۵، ۵۶۱۶)

٥٦١٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ يَزِيدَ

۵۶۱۸- حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے

٥٦١٦- أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير ... الخ، ح: ١٩٩٩/ ٦١ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٣.

٥٦١٧- أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٧/ ٥٠، انظر الحديث السابق من حديث سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٤.

٥٦١٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١١٥ من حديث شعبة به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى.

ابْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ قَالَا: سَمِعْنَا طَاوُسًا يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ؟ قَالَ: نَعَمْ، زَادَ إِبْرَاهِيمُ فِي حَدِيثِهِ: وَالدُّبَّاءِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ (ایک راوی) ابراہیم بن میسرہ نے اپنی حدیث میں کدو کے برتن کا بھی ذکر کیا ہے۔

٥٦١٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ.

۵۶۱۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مٹکے میں بنائی گئی نبیذ کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٢٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَنْتَمِ قُلْتُ: مَا الْحَنْتَمُ قَالَ: اَلْجَرُّ.

۵۶۲۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حَنتَم (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔ (جبلہ بن سحیم نے کہا:) میں نے پوچھا کہ حَنتَم کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: مٹی کا مٹکا۔

فائدہ: اس روایت کی سند میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرنے والے راوی کا نام ''خالد بن سحیم'' ذکر کیا گیا ہے جو کہ غلط ہے۔ صحیح ''جبلہ بن سحیم'' ہے۔ (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۴۰/ ۲۰۷)

٥٦٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى

۵۶۲۱- حضرت عبدالعزیز بن اسید طاحی بصری نے

◀◀ ح: ٥١٢٥.

٥٦١٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢٨ من حديث عيينة بن عبدالرحمٰن بن جرشن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٦.

٥٦٢٠ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٧/ ٥٦ من حديث شعبة به، انظر الحديث المتقدم: ٥٦١٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٧.

٥٦٢١ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣، ٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٢٨. ※ أبومسلمة هو سعيد ابن يزيد، وعبدالعزيز وثقه ابن حبان وحده، وللحديث شواهد.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيزِ - يَعْنِي ابْنَ أَسِيدٍ الطَّاحِيَّ بَصْرِيٌّ - يَقُولُ: سُئِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ قَالَ: نَهَانَا عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

فرمایا: حضرت (عبداللہ) ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے روکا تھا۔

٥٦٢٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ: حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ سَمِعْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا عَجِبْتُ مِنْهُ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ: حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ، قُلْتُ: مَا الْجَرُّ؟ قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ مِنْ مَدَرٍ.

٥٦٢٢- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے آج ایک ایسی بات سنی ہے جس پر مجھے بہت تعجب ہوا ہے۔ انھوں نے کہا: وہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سچ فرمایا۔ میں نے کہا: جی! مٹکے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: مٹی سے بنا ہوا ہر برتن۔

٥٦٢٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ

٥٦٢٣- حضرت سعید بن جبیر نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ان سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

٥٦٢٢- أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٧/ ٤٧ من حديث سعيد بن جبير به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٢٩.

٥٦٢٣- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٣٠، وانظر الحديث السابق.

عُمَرَ فَسُئِلَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ: حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَشَقَّ عَلَيَّ لَمَّا سَمِعْتُهُ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ فَجَعَلْتُ أُعَظِّمُهُ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: سُئِلَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ، فَقَالَ: صَدَقَ، حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: وَمَا الْجَرُّ؟ قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ صُنِعَ مِنْ مَدَرٍ.

نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ میں نے یہ بات سنی تو یہ مجھے بہت شاق گزری۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو میں ان کے جواب پر بہت حیران ہوا ہوں۔ فرمانے لگے: وہ کیا مسئلہ تھا؟ میں نے کہا: ان سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انھوں نے سچ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ میں نے کہا: مٹکے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: مٹی سے بنا ہوا ہر برتن۔

(المعجم ٢٩) - اَلْجَرُّ الْأَخْضَرُ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩-سبز مٹکے کا بیان

٥٦٢٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ قُلْتُ: فَالْأَبْيَضُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي.

٥٦٢٤-حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: سفید مٹکا (جائز ہے؟) انھوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔

فائدہ: سبز مٹکے سے مراد وہ مٹکا ہے جسے روغن لگا کر مسام بند کر دیے گئے ہوں۔ ایسے مٹکے میں نبیذ بنائی جائے تو جلدی نشہ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے' اس لیے اس سے منع فرمایا گیا۔ صحیح بخاری میں (حدیث:٥٥٩٦) میں لفظ "لا" کے ساتھ روایت منقول ہے' یعنی جواباً انھوں نے فرمایا کہ سفید مٹکے میں بھی جائز نہیں' جبکہ مذکورہ روایت میں "لا" کے ساتھ "أدري" کا بھی اضافہ ہے جو شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک شاذ ہے۔

٥٦٢٥- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ:

٥٦٢٥-حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٥٦٢٤ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح:٥٥٩٦ من حديث أبي إسحاق سليمان الشيباني به إلى "الأخضر"، وهو في الكبرى، ح:٥١٣١، قوله: "لا أدري" وقبله مدرج. والله أعلم.

٥٦٢٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٥١٣٢ . * "والأبيض" مدرج، انظر الحديث السابق.

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ وَالْأَبْيَضِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز اور سفید مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ''سفید مٹکے'' کے الفاظ مدرج ہیں۔

٥٦٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: حَرَامٌ، قَدْ حَدَّثَنَا مَنْ لَمْ يَكْذِبْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ نَبِيذِ الْحَنْتَمِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ.

٥٦٢٦- حضرت ابو رجاء سے منقول ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری سے مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا: کیا وہ حرام ہے؟ انھوں نے کہا کہ حرام ہے۔ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے جھوٹ نہیں بولا کہ رسول اللہ ﷺ نے (روغنی) مٹکے' کدو کے برتن' تارکول لگے ہوئے مٹکے اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٠) - اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- کدو کے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت

٥٦٢٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ.

٥٦٢٧- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: بڑا کدو سوکھ جائے تو اس کو اندر سے صاف کر لیا جاتا ہے۔ اس کا چھلکا بڑا سخت ہو جاتا ہے اور وہ برتن جیسا بن جاتا ہے۔ اہل جاہلیت اس میں شراب بناتے تھے کیونکہ مسام نہ ہونے کی وجہ سے اس میں خوب

٥٦٢٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٣٣.

٥٦٢٧- أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء ... الخ، ح: ١٩٩٧/ ٥٣ من حديث إبراهيم بن ميسرة به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٣٤.

نشہ پیدا ہوتا تھا۔ شراب حرام ہوئی تو آپ نے شراب کے برتنوں سے بھی منع فرما دیا مگر بعد میں برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی' البتہ نشہ پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ احتیاط یہی ہے کہ ایسے برتن نبیذ کے لیے استعمال نہ کیے جائیں۔

٥٦٢٨- أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ.

۵۶۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٣١) - اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- کدو کے برتن اور تارکول لگے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت

٥٦٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحَمَّادٍ وَسُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.

۵۶۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ - كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ - عَنِ

۵۶۳۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن (کے نبیذ) سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٢٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق. أخرجه مسلم، الأشربة، الباب السابق، ح: ١٩٩٧/ ٥٢ من حديث وهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٣٥.

٥٦٢٩ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٥/ ٣٦ من حديث يحيى القطان. والبخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح: ٥٥٩٥ من حديث جرير بن عبدالحميد عن منصور عن إبراهيم النخعي من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٣٦.

٥٦٣٠ـ أخرجه البخاري، ح: ٥٥٩٤ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ١٩٩٤/ ٣٤ من حديث سليمان الأعمش به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥١٣٧.

النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.

٥٦٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.

۵۶۳۱- حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ أَنْ يُنْبَذَ فِيهِمَا.

۵۶۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ أَنْ يُنْبَذَ فِيهِمَا.

۵۶۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٣٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

۵۶۳۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکول لگے ہوئے برتن اور کدو کے

٥٦٣١ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب النهي عن نبيذ الأوعية، ح: ٣٤٠٤ من حديث شبابة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٨.

٥٦٣٢ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٣٩.

٥٦٣٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٣ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٠.

٥٦٣٤ـ أخرجه مسلم، ح: ٤٩/١٩٩٧ من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤١.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَالْقَرْعِ.

برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

(المعجم ٣٢) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-کدو کے برتن، روغنی مٹکے اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت

٥٦٣٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ فَرْوَةَ، يُقَالُ لَهُ ابْنُ كُرْدِيٍّ بَصْرِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْخَالِقِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ.

۵۶۳۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، روغنی مٹکے اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: کھجور کی جڑ کو اندر سے کرید کرید کر برتن کی صورت دی جاتی ہے۔ اسے نقیر کہا جاتا تھا۔ یہ برتن بھی شراب بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس میں مسام نہیں ہوتے تھے، لہٰذا نشہ جلدی پیدا ہوتا تھا۔ شراب کی حرمت کے ساتھ ان برتنوں سے بھی روک دیا گیا مگر بعد میں اس برتن کی اجازت دے دی گئی۔ (دیکھیے، روایت: ۵۵۵۰.)

٥٦٣٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنْتَمِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ.

۵۶۳۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روغنی مٹکے، کدو کے برتن اور کھجور کی جڑ سے بنائے گئے برتن میں بنائی گئی نبیذ پینے سے منع فرمایا۔

٥٦٣٥_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٧/ ٥٨ من حديث عبدالخالق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٢.

٥٦٣٦_ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٦/ ٤٥ من حديث المثنى بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٣.

فائدہ: مبادا اس میں نشہ ہو مگر ہلکا ہونے کی وجہ سے محسوس نہ ہو۔ یہ حکم ابتدا میں تھا جب لوگ شراب کے رسیا تھے اور انھیں شراب سے روک دیا گیا تھا۔ معمولی نشہ ان کو محسوس نہیں ہوتا تھا۔ بعد میں جب نشے والی بات پرانی ہوگئی تو ان برتنوں میں نبیذ کی اجازت دے دی گئی' بشرطیکہ اس میں نشہ نہ ہو۔ یہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔

(المعجم ٣٣) - اَلنَّهْيُ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ (التحفة ٣٣)

باب:٣٣-کدو کے برتن' روغنی مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن کی نبیذ کی ممانعت

٥٦٣٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ.

۵۶۳۷- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن' روغنی مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

٥٦٣٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْجِرَارِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالظُّرُوفِ الْمُزَفَّتَةِ.

۵۶۳۸- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مٹکوں' کدو کے برتن اور تارکول ملے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

٥٦٣٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَوْنِ بْنِ صَالِحٍ الْبَارِقِيِّ، عَنْ

۵۶۳۹- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا مشروب پینے سے منع فرماتے سنا

٥٦٣٧ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٧/ ٥٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٤، وقع في الأصل: "سعيد عن محارب" والصواب: "شعبة عن محارب" كما في تحفة الأشراف، وجاء في الكبرٰى، ح: "سعيد بن محارب" كما في أصول المجتبٰى.

٥٦٣٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب نبيذ الجر، ح: ٣٤٠٨ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٥. * يحيى هو ابن أبي كثير، وله شاهد صحيح عند أبي نعيم في الحلية: ٣/ ٣٦.

٥٦٣٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٦، وللحديث شواهد.

زَيْنَبَ بِنْتِ نَصْرٍ وَجُمَيْلَةَ بِنْتِ عَبَّادٍ أَنَّهُمَا سَمِعَتَا عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ شَرَابٍ صُنِعَ فِي دُبَّاءٍ، أَوْ حَنْتَمٍ، أَوْ مُزَفَّتٍ لَا يَكُونُ زَيْتًا أَوْ خَلًّا.

جو کدو کے برتن یا روغنی مٹکے یا تارکول لگے ہوئے برتن میں تیار کیا گیا ہو، علاوہ زیتون کے تیل اور سرکے کے۔

فائدہ: ''علاوہ زیتون کے تیل کے'' یہ بات یاد رہے کہ تیل، خواہ زیتون کا ہو یا کسی اور چیز کا کسی بھی برتن میں ہو، استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ تیل میں نشہ پیدا ہونے کا امکان نہیں۔ اسی طرح سرکہ وغیرہ کیونکہ نہی کی وجہ تو نشہ ہے جو اس میں پیدا نہیں ہوتا۔

(المعجم ٣٤) - ذِكْرُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمِ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن، تارکول لگے برتن اور روغنی مٹکے کی نبیذ پینے کی ممانعت

٥٦٤٠- أَخْبَرَنَا قُرَيْشُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ.

۵۶۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، روغنی مٹکے، کھجور کی جڑ کے برتن اور تارکول لگے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

فائدہ: تفصیل دیکھیے، حدیث: ۵۵۵۰۔

٥٦٤١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ: لَقِيتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ فَقَالَتْ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلُوهُ فِيمَا يَنْبِذُونَ،

۵۶۴۱- حضرت ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملا تو میں نے ان سے نبیذ کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: قبیلۂ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے آپ سے پوچھا کہ وہ کس برتن میں نبیذ

٥٦٤٠- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٤٨. * علي بن الحسن هو ابن شقيق، والحسين هو ابن واقد.

٥٦٤١- أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء... الخ، ح: ١٩٩٥/ ٣٧ من حديث القاسم بن الفضل به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٤٧.

فَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُقَيَّرِ، وَالْحَنْتَمِ.

بنائیں؟ نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن، تارکول لگے ہوئے برتن اور روغنی مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: وفد عبدالقیس کی یہ پہلی آمد ہے جو ۳ ہجری کے آخر یا ۴ ہجری کے شروع میں ہوئی کیونکہ اس میں قریش کی رکاوٹ کا ذکر ہے۔ دوسری آمد تو ۹ ہجری میں ہوئی تھی۔ اس وقت تک مکہ فتح ہو چکا تھا اور قریش کی رکاوٹ ختم ہو چکی تھی۔ پہلی آمد جنگ احد کے بعد قریبی دور میں ہوئی اور یہ دور شراب کی حرمت کا تازہ دور تھا۔ اس دور میں شراب کے ساتھ ساتھ شراب والے برتن بھی ممنوع فرما دیے گئے تھے تاکہ شراب کی طرف ذہن نہ جائے۔ بعد میں جب شراب اسلامی معاشرے میں بھولی بسری ہو گئی تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت بھی دے دی گئی، البتہ چونکہ یہ برتن مسام بند ہونے کی وجہ سے نشہ پیدا ہونے میں مد ہیں، لہٰذا نبیذ بنانے کے لیے ان سے احتراز بہتر ہے۔ تاہم جب تک نشہ پیدا نہ ہو، ان برتنوں کی نبیذ حرام نہیں ہوگی، کیونکہ برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کر سکتا۔

٥٦٤٢- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِيَ عَنِ الدُّبَّاءِ بِذَاتِهِ.

۵۶۴۲- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: کدو کے برتن میں ذاتی طور پر نبیذ بنانے سے روکا گیا ہے۔

فائدہ: ''ذاتی طور پر'' یعنی خصوصاً اس میں نشے کا امکان زیادہ ہے۔ یا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کدو کے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت نشے کی بنا پر نہیں بلکہ کدو کا برتن ہونے کی وجہ سے ہے، یعنی ہر حال میں منع ہے۔ لیکن یہ معنی دیگر احادیث کی بنا پر مرجوح ہیں۔ واللہ أعلم.

٥٦٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ إِسْحَاقَ - وَهُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ - يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ

۵۶۴۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی جڑ کے برتن، تارکول لگے برتن، کدو کے برتن اور روغنی مٹکے میں نبیذ بنانے سے

٥٦٤٢ـ أخرجه مسلم، ح: ٣٨/١٩٩٥ من حديث إسماعيل ابن علية به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٤٩.

٥٦٤٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٠.

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ نَبِيذِ النَّقِيرِ، وَالْمُقَيَّرِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ. فِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ.

منع فرمایا۔ یہ ابن علیہ کی روایت میں ہے۔

قَالَ إِسْحَاقُ: وَذَكَرَتْ هُنَيْدَةُ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ حَدِيثِ مُعَاذَةَ وَسَمَّتِ الْجِرَارَ، قُلْتُ لِهُنَيْدَةَ: أَنْتِ سَمِعْتِيهَا سَمَّتِ الْجِرَارَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ.

اسحاق نے کہا کہ ھنیدہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معاذہ کی حدیث کے مثل بیان کیا ہے اور (مطلقاً) مٹکوں کا ذکر کیا۔ میں نے ھنیدہ سے کہا: تو نے ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے سنا، انھوں نے مٹکوں (مٹی کے گھڑوں) کا نام لیا تھا؟ اس (ھنیدہ) نے کہا: ہاں۔

٥٦٤٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ طَوْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقَيْسِيِّ، بَصْرِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هُنَيْدَةَ بِنْتِ شَرِيكِ بْنِ أَبَانَ قَالَتْ: لَقِيتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِالْخُرَيْبَةِ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْعَكَرِ، فَنَهَتْنِي عَنْهُ - تَعْنِي - وَقَالَتْ: اِنْبِذِي عَشِيَّةً وَاشْرَبِيهِ غُدْوَةً، وَأَوْكِي عَلَيْهِ، وَنَهَتْنِي عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالْحَنْتَمِ.

۵۶۴۴- حضرت ھنیدہ بنت شریک بن ابان سے منقول ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خریبہ میں ملی۔ میں نے ان سے شراب کی باقی ماندہ میل کچیل (تل چھٹ) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے اس سے بھی منع کیا، نیز فرمایا: شام کو نبیذ بناؤ تو صبح کو پی لیا کرو۔ اور رات کو اس کا منہ باندھ کر رکھا کرو۔ اور انھوں نے مجھے کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن، تارکول لگے برتن اور روغنی مٹکے سے بھی منع فرمایا۔

فائدہ: خریبہ بصرہ شہر کا ایک محلّہ ہے جسے بصرہ صغریٰ (چھوٹا بصریٰ) بھی کہا جاتا تھا۔

(المعجم ٣٥) - اَلْمُزَفَّتَةُ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- تارکول لگے برتنوں کا بیان

٥٦٤٥- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُخْتَارَ ابْنَ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ

۵۶۴۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکول لگے ہوئے برتنوں (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٤٤- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥١. * طود مجهول الحال. وهنيدة مستورة الحال.

٥٦٤٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٢، ١١٩ عن عبدالله بن إدريس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٢.

ﷺ عَنِ الظُّرُوفِ الْمُزَفَّتَةِ .

(المعجم ٣٦) - ذِكْرُ الدَّلَالَةِ عَلَى النَّهْيِ لِلْمَوْصُوفِ مِنَ الْأَوْعِيَةِ الَّتِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا كَانَ حَتْمًا لَازِمًا لَا عَلَى تَأْدِيبٍ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-اس بات کی دلیل کہ مذکورہ برتنوں سے نہی قطعاً حرمت پر محمول تھی نہ کہ کراہت پر

٥٦٤٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ حَيَّانَ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ، ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾ [الحشر ٥٩: ٧]

٥٦٤٦-حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس ؓ سے سنا' ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ پر گواہی دی کہ آپ نے کدو کے برتن، روغنی مٹکے' کھجور کی جڑ کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن سے منع فرمایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''رسول اللہ جو کچھ تمھیں دیں' وہ لے لو اور جس چیز سے تمھیں روکیں' اس سے رک جاؤ۔''

فائدہ: امام نسائی ؒ کا مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ ان برتنوں سے نہی حرمت پر محمول ہے' کراہت پر نہیں۔ اور یہ بات مذکورہ آیت سے صاف ثابت ہو رہی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ خود آپ ﷺ بھی بعد میں ان برتنوں کے استعمال کی اجازت نہیں دے سکتے جو کہ صحیح ثابت ہے' لہٰذا محقق بات یہ ہے کہ آپ نے شراب کی تحریم کے ساتھ ان برتنوں کا استعمال حکماً روک دیا تھا۔ بعد میں جب شراب ختم ہوگئی تو آپ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی' البتہ چونکہ ایسے برتنوں میں نشہ جلدی پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے' لہٰذا ان میں نبیذ بنانا بہتر نہیں۔ مجبوری ہو تو بنائی جا سکتی ہے مگر نشے سے بچانا ضروری ہے۔ نبیذ کے علاوہ ان برتنوں کا دیگر استعمال قطعاً صحیح ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں۔ اس طریقے سے تمام متعلقہ روایات میں تطبیق ہو جائے گی اور ہر روایت پر عمل ہو جائے گا۔ والله أعلم.

٥٦٤٦- أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء ... الخ، ح: ١٩٩٧/ ٤٦ من حديث منصور به، دون تلاوة الآية، ولعلها مدرجة، والله أعلم، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٣.

٥٦٤٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَمٍّ لَهَا يُقَالُ لَهُ أَنَسٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَمْ يَقُلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾. قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللهُ: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ [الأحزاب ٣٣:٣٦] قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّقِيرِ، وَالْمُقَيَّرِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ.

٥٦٤٧- حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ ان کے چچازاد بھائی حضرت انس سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) یہ نہیں فرمایا: ''اور جو کچھ تمھیں اللہ کا رسول دے‘ وہ لے لو اور جس چیز سے روک دے‘ اس سے رک جاؤ۔'' میں نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ فرمایا ہے۔) پھر انھوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ''کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو لائق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو وہ اپنا اختیار استعمال کرے؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ فرمایا ہے۔) کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کھجور کی جڑ کے برتن‘ تارکول لگے برتن‘ کدو کے برتن اور روغنی مٹکے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٧) - تَفْسِيرُ الْأَوْعِيَةِ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- مذکورہ برتنوں کی تفسیر

٥٦٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ زَاذَانَ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قُلْتُ: حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْأَوْعِيَةِ وَفَسِّرْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَنْتَمِ

٥٦٤٨- حضرت زاذان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے گزارش کی کہ مجھے کوئی ایسی چیز بیان فرمایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ان برتنوں کے بارے میں سنی ہو۔ اس کی وضاحت بھی فرمایئے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حَنْتَم سے منع فرمایا اور اسے تم مٹکا کہتے ہو۔ اور دباء سے منع

٥٦٤٧_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٥٤، فيه مجهول ومجهولة، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٥٦٤٨_ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٧/ ٥٧ من حديث شعبة به، انظر الحديث المتقدم برقم: ٥٦٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٥١٥٥.

وَهُوَ الَّذِي تُسَمُّونَهُ أَنْتُمُ الْجَرَّةَ، وَنَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَهُوَ الَّذِي تُسَمُّونَهُ أَنْتُمُ الْقَرْعَ، وَنَهٰى عَنِ النَّقِيرِ وَهِيَ النَّخْلَةُ يَنْقُرُونَهَا، وَنَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهُوَ الْمُقَيَّرُ.

فرمایا' جسے تم کدو کا برتن کہتے ہو۔ اور نقیر سے منع فرمایا۔ یہ کھجور کی جڑ ہوتی ہے جسے لوگ اندر سے کرید کرید کر برتن بنا لیتے ہیں' نیز آپ نے مزفت سے منع فرمایا اور یہ وہ برتن ہوتا ہے جسے تارکول یالا کھ مل دی گئی ہو۔

فائدہ: مذکورہ برتنوں کی حیثیت کے متعلق محقق بات تو حدیث: ٥٦٤٦ کے تحت ذکر ہو چکی ہے مگر بعض ائمۂ مجتہدین' مثلاً: امام مالک' امام احمد اور امام اسحاق ﷭ اس بات کے قائل ہیں جو حضرت ابن عمر اور ابن عباس ﷠ کے مذکورہ بالا فرامین سے ظاہر معلوم ہوتی ہے کہ ان برتنوں میں اب بھی نبیذ بنانا حرام ہے اور ان برتنوں میں بنائی ہوئی نبیذ پینی منع ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر ﷠ کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے مگر اس سے بعض دوسری روایات متروک ہو جائیں گی جو نسخ پر دلالت کرتی ہیں۔ والله أعلم.

اَلْإِذْنُ فِي الْاِنْتِبَاذِ الَّذِي خَصَّهَا بَعْضُ الرِّوَايَاتِ الَّتِي أَتَيْنَا عَلٰى ذِكْرِهَا

بعض مخصوص برتنوں کا بیان جن میں نبیذ بنانے کی اجازت احادیث میں آئی ہے

(المعجم ٣٨) - اَلْإِذْنُ فِيمَا كَانَ فِي الْأَسْقِيَةِ مِنْهَا (التحفة ٣٨)

باب:٣٨- چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنانے کی اجازت کا بیان

٥٦٤٩- أَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ حِينَ قَدِمُوا عَلَيْهِ، عَنِ الدُّبَّاءِ، وَ[عَنِ] النَّقِيرِ، وَعَنِ الْمُزَفَّتِ، وَالْمَزَادَةِ الْمَجْبُوبَةِ، وَقَالَ: «اِنْتَبِذْ فِي سِقَائِكَ، وَأَوْكِهِ وَاشْرَبْهُ حُلْوًا» قَالَ بَعْضُهُمْ: اِئْذَنْ لِي

٥٦٤٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان کو کدو کے برتن' کھجور کی جڑ کے برتن' تارکول لگے برتن اور کٹے ہوئے منہ والے مشکیزے میں نبیذ بنانے سے روک دیا اور فرمایا: ''اپنے (معروف) مشکیزے میں نبیذ بناؤ اور اس کا منہ باندھ کر رکھو اور اسے میٹھی میٹھی پیو۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس جیسی (متغیر) نبیذ پینے کی بھی

٥٦٤٩_[صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٩١ من حديث هشام بن حسان، ومسلم، ح: ١٩٩٣/ ٣٣ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٦.

يَارَسُولَ اللهِ! فِي مِثْلِ هٰذَا. قَالَ: «إِذًا تَجْعَلَهَا مِثْلَ هٰذِهِ» وَأَشَارَ بِيَدِهِ يَصِفُ ذٰلِكَ.

اجازت دے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو تو اسے ایسی (نشے والی) بنا لے گا۔'' آپ نے اسے بیان کرنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① قبیلۂ عبدالقیس' بحرین کے رہنے والے تھے جو اس دور میں یمن میں شمار ہوتا تھا۔ یمن کے علاقے میں اس وقت نشہ آور مشروب بہت زیادہ استعمال ہوتے تھے' اس لیے آپ نے ان کو خصوصی ہدایات ارشاد فرمائیں۔ ② ''کٹے ہوئے منہ والے'' کیونکہ منہ کٹا ہونے کی صورت میں وہ مٹکے جیسا بن جائے گا اور اس کا منہ باندھا نہیں جا سکے گا' لہٰذا اس میں نشے کا پتا نہیں چل سکے گا۔ منہ والے مشکیزے کا منہ باندھا جائے تو نبیذ میں نشہ پیدا ہونے کی صورت میں وہ مشکیزہ پھٹ جاتا ہے' لہٰذا نشے کا پتا چل جاتا ہے' اس لیے آپ نے نبیذ والے مشکیزے کا منہ باندھنے کا حکم دیا۔ ③ ''میٹھا میٹھا پیو'' یعنی اس کے ذائقے میں تبدیلی نہ آئی ہو کیونکہ تبدیلی کی صورت میں نشے کا امکان ہے۔ ④ ''اجازت دیجیے'' اس شخص نے بھی اشارے میں بات کی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اشارے سے جواب دیا۔ اس اشارے کا صحیح تعین تو ناممکن ہے مگر مفہوم وہی ہے جو ترجمے میں بیان کیا گیا کہ اس نے ممنوع یا کم از کم مشکوک نبیذ پینے کی اجازت مانگی مگر آپ نے نشہ یا نشے کے خطرے کی وجہ سے اجازت نہ دی۔ واللہ أعلم.

٥٦٥٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً قَالَ: وَقَالَ أَبُوالزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَرِّ الْمُزَفَّتِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَمْ يَجِدْ سِقَاءً يُنْبَذُ لَهُ فِيهِ نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ.

٥٦٥٠- حضرت جابر ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکول لگے ہوئے مٹکے' کدو کے برتن اور کھجور کی جڑ کے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کو نبیذ بنانے کے لیے مشکیزہ نہ ملتا تو پتھر کے کونڈے میں آپ کے لیے نبیذ بنائی جاتی تھی۔

٥٦٥١- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ -يَعْنِي الْأَزْرَقَ- قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ،

٥٦٥١- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے چمڑے کے مشکیزے میں نبیذ بنائی جاتی تھی اور جب مشکیزہ میسر نہ

٥٦٥٠_ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٨/ ٦٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٧.

٥٦٥١_ أخرجه مسلم، ح: ١٩٩٩/ ٦٢ من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٥٨.

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنْبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ سِقَاءٌ نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرِ بِرَامٍ قَالَ: وَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ.

ہوتا تو پتھر کے کونڈے میں آپ کے لیے نبیذ بنائی جاتی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن اور تارکول لگے ہوئے مٹکے سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٥٢- أَخْبَرَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْجَرِّ، وَالْمُزَفَّتِ.

٥٦٥٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، کھجور کی جڑ کے برتن، (روغنی) مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

(المعجم ٣٩) - اَلْإِذْنُ فِي الْجَرِّ خَاصَّةً (التحفة ٣٩)

باب:٣٩- مٹکے میں خصوصی اجازت کا بیان

٥٦٥٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي الْجَرِّ غَيْرِ مُزَفَّتٍ.

٥٦٥٣- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبئ اکرم ﷺ نے ایسے مٹکے میں نبیذ بنانے کی اجازت دی ہے جس کو تارکول (یا روغن) نہ لگایا گیا ہو۔

(المعجم ٤٠) - اَلْإِذْنُ فِي شَيْءٍ مِّنْهَا (التحفة ٤٠)

باب:٤٠- (مذکورہ برتنوں میں سے) ہر ایک میں اجازت کا بیان

٥٦٥٤- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ عَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ جَوَّابٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ

٥٦٥٤- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں (تین دن

٥٦٥٢_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٥٩.

٥٦٥٣_ أخرجه البخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح:٥٥٩٣، ومسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح:٢٠٠٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٦٠.

٥٦٥٤_ [صحيح] تقدم، ح:٤٤٣٥، وهو في الكبرٰى، ح:٥١٦١.

زُرَيْقٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا، وَمَنْ أَرَادَ زِيَارَةَ الْقُبُورِ، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ، وَاشْرَبُوا وَاتَّقُوا كُلَّ مُسْكِرٍ».

سے زائد) قربانیوں کے گوشت (کھانے) سے منع فرمایا تھا۔ اب (تمھیں اجازت ہے) سفر میں ساتھ لے کر جاؤ یا محفوظ کر کے رکھو۔ اسی طرح جو شخص قبروں کی زیارت کو جانا چاہے وہ جا سکتا ہے کیونکہ وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ اسی طرح (جس برتن کی نبیذ چاہو) پیو لیکن ہر نشہ آور مشروب سے بچو۔"

٥٦٥٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا».

٥٦٥٥- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ اب تم زیارت کو جا سکتے ہو۔ میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانی کے گوشت (کھانے) سے روکا تھا' اب تم جب تک چاہو' رکھ سکتے ہو۔ اور میں نے تمھیں مشکیزے کے علاوہ دوسرے برتنوں میں نبیذ بنانے سے روکا تھا' اب تم سب برتنوں میں (نبیذ بنا کر) پی سکتے ہو لیکن نشہ آور مشروب نہ پینا۔"

فائدہ: یہ حدیث سابقہ حدیث سے زیادہ واضح ہے اور یہ حدیث اس بات میں صریح ہے کہ مذکورہ برتنوں میں نبیذ بنانے سے روکنے کا حکم ابتدا میں دیا گیا تھا' بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ جس طرح زیارت قبور اور قربانی کے گوشت کی پابندی منسوخ ہو چکی ہے اور اس پر سب اہل علم کا اتفاق ہے' اسی طرح برتنوں کی پابندی بھی منسوخ ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے اور یہی درست ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ٥٦٤٦' نیز یہ نسخ کی سب سے بہترین صورت ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنا سابقہ حکم منسوخ ہونے کی صراحت فرما دی اور نیا حکم جاری کر دیا۔ ایسے نسخ میں کوئی شک نہیں رہتا۔ یہ حدیث سنداً بھی اعلیٰ درجے کی صحیح ہے کیونکہ صحیح مسلم میں مذکور ہے۔

٥٦٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ

٥٦٥٦- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٥٦٥٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٥١٦٢.

٥٦٥٦- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٥١٦٣.

عِيسَى بْنِ مَعْدَانَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ: زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَلْتَزِدْكُمْ زِيَارَتُهَا خَيْرًا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوا مِنْهَا مَا شِئْتُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ [عَنِ] الْأَشْرِبَةِ فِي الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِي أَيِّ وِعَاءٍ شِئْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں تین چیزوں سے روکا تھا: قبروں کی زیارت سے۔ اب تم زیارت کیا کرو کیونکہ امید ہے قبروں کی زیارت تمھاری نیکی میں اضافے کا باعث ہوگی۔ (یا لیکن قبروں کی زیارت سے تمھاری نیکی میں اضافہ ہونا چاہیے۔) میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانی کے گوشت (کھانے) سے روکا تھا۔ اب جب تک چاہو کھاؤ۔ اور میں نے تمھیں چند برتنوں میں نبیذ وغیرہ بنانے سے روکا تھا' اب تم جس برتن میں چاہو بناؤ اور پیو لیکن نشہ آور مشروب نہ پیو۔''

فائدہ: ''لیکن قبروں کی زیارت' یعنی قبروں کی زیارت کا مقصد صرف تبرک نہیں جیسا کہ عموماً ہوتا ہے کہ صالحین کی قبور کی زیارت صرف تبرک کے لیے کی جاتی ہے بلکہ قبروں کی زیارت آخرت کو یاد کرنے' موت اور قبر کی طرف متوجہ ہونے اور اصلاح اعمال کے لیے ہونی چاہیے۔

٥٦٥٧- أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَانْتَبِذُوا فِيمَا بَدَا لَكُمْ، وَإِيَّاكُمْ وَكُلَّ مُسْكِرٍ».

۵۶۵۷- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں بعض برتنوں (میں نبیذ بنانے) سے روکا تھا۔ اب جس برتن میں چاہو نبیذ بناؤ لیکن ہر نشہ آور چیز سے بچو۔''

٥٦٥٨- أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ مَرْوَزِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عُبَيْدٍ الْكِنْدِيُّ

۵۶۵۸- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سفر فرما رہے تھے کہ ایک قوم کے ہاں ٹھہرے۔ آپ نے ان میں شور و غل سنا تو فرمایا:

٥٦٥٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٤، وتقدمت طرفه، ح: ٢٠٣٤، ٢٠٣٥ وغيرهما، وانظر الحديث الآتي.

٥٦٥٨ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٥، وانظر الحديث السابق.

الْخُرَاسَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَا هُوَ يَسِيرُ إِذْ حَلَّ بِقَوْمٍ فَسَمِعَ لَهُمْ لَغَطًا، فَقَالَ: «مَا هٰذَا الصَّوْتُ؟» قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! لَهُمْ شَرَابٌ يَّشْرَبُونَهُ فَبَعَثَ إِلَى الْقَوْمِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ: «فِي أَيِّ شَيْءٍ تَنْتَبِذُونَ؟» قَالُوا: نَنْتَبِذُ فِي النَّقِيرِ وَالدُّبَّاءِ وَلَيْسَ لَنَا ظُرُوفٌ فَقَالَ: «لَا تَشْرَبُوا إِلَّا فِيمَا أَوْكَيْتُمْ عَلَيْهِ» قَالَ: فَلَبِثَ بِذٰلِكَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّلْبَثَ ثُمَّ رَجَعَ عَلَيْهِمْ فَإِذَا هُمْ قَدْ أَصَابَهُمْ وَبَاءٌ وَصُفْرَةٌ، قَالَ: «مَا لِي أَرَاكُمْ قَدْ هَلَكْتُمْ»؟ قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَرْضُنَا وَبِيئَةٌ وَحَرَّمْتَ عَلَيْنَا إِلَّا مَا أَوْكَيْنَا عَلَيْهِ، قَالَ: «اِشْرَبُوا، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

''یہ کیسی آواز ہے؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ ایک قسم کا مشروب پی رہے ہیں۔ آپ نے ان کو پیغام بھیج کر بلایا اور فرمایا: ''تم کس چیز میں نبیذ بناتے ہو؟'' انھوں نے کہا: ہم کھجور کی جڑ کے برتن اور کدو کے برتن میں نبیذ بناتے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اور برتن نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''صرف ایسے برتن سے پیو (ایسے برتن میں نبیذ بناؤ) جس کا منہ تسمے سے باندھ سکو۔'' اس بات کو کچھ عرصہ گزرا جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر آپ دوبارہ اس قوم کے پاس گئے تو دیکھا کہ ان کو بیماری لاحق ہو چکی ہے اور وہ زرد ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تمھیں کیا ہوا ہے، تم تو قریب المرگ نظر آتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہمارا علاقہ وباوالا ہے جبکہ آپ نے ہم پر مشکیزے کی نبیذ کے علاوہ ہر نبیذ حرام فرما دی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''(جس برتن میں چاہو بنا کر) پیو لیکن ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں سابقہ نہی وممانعت کے نسخ کا بیان ہے۔ پہلے آپ نے انھیں یہ حکم ارشاد فرمایا تھا کہ ایسے برتنوں میں نبیذ بنایا کرو جن کے منہ تسمے یا دھاگے وغیرہ سے بند کر کے باندھے جا سکتے ہوں۔ پھر بعد ازاں آپ نے یہ پابندی نرم کر دی اور صرف یہ پابندی برقرار رکھی کہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ ② شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کے نقصانات میں سے چند یہ ہیں: غل غپاڑہ مچانا' ہذیان بکنا' اونچی اونچی بولنا' حرمتوں کو پامال کرنا' بے ہودگی اور آوارگی کا مظاہرہ کرنا' دیوانگی اور عشق وفریفتگی کا مظہر بن جانا' خواہشات کی پیروی کرنا اور بے حیا بن جانا۔ ③ نشہ آور مشروبات ومطعومات اس لیے بھی ناجائز ہیں کہ ان کے استعمال سے انسانی عقل وشعور ماؤف ہو جاتے ہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو صاحب شعور بنایا ہے۔ انسانی شرف وکمال میں عقل وخرد کا بہت زیادہ عمل دخل ہے بلکہ دیگر جانداروں سے اُسے امتیاز عقل وشعور ہی کی وجہ سے ہے۔ اور نشہ عقل کا دشمن ہے' لہٰذا یہ حرام ہے۔

٥٦٥٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ وَأَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا نَهٰى عَنِ الظُّرُوفِ شَكَتِ الْأَنْصَارُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَيْسَ لَنَا وِعَاءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَلَا إِذًا».

٥٦٥٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بعض برتنوں کے استعمال سے روک دیا تو انصار نے دست بستہ عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس اور برتن (زیادہ تعداد میں) نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر کوئی حرج نہیں۔''

فائدہ: گویا یہ پابندی کچھ عرصے تک رہی۔ لوگوں کی تکلیف کو محسوس فرماتے ہوئے بعد میں آپ نے پابندی اٹھالی۔

(المعجم ٤١) - مَنْزِلَةُ الْخَمْرِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱-شراب کی قباحت

٥٦٦٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ، لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

٥٦٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا تو آپ کو دو پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ آپ نے ان دونوں کو دیکھا۔ پھر دودھ (والا پیالہ) پکڑ لیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو فطری چیز اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر آپ شراب قبول کر لیتے تو آپ کی امت (مجموعی طور پر) گمراہ ہو جاتی۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب بہت بری اور گندی چیز ہے کیونکہ یہ گمراہی کا بہت بڑا سبب ہے تو جو چیز دین سے دور کرنے والی اور گمراہی کا سبب ہو اس کے گندا ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا

٥٦٥٩- أخرجه البخاري، ح: ٥٥٩٢ (انظر الحديث المتقدم: ٥٦٥٣) من حديث الزبيري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٦.

٥٦٦٠- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "أسرى بعبده ليلاً من المسجد الحرام"، ح: ٤٧٠٩ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الأشربة، باب جواز شرب اللبن، ح: ١٦٨ قبل، ح: ٢٠١٠ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٧.

ہے۔ ② ''جس رات'' یہ مکی زندگی کے آخری دور کی بات ہے۔ گویا معراج کے وقت ہی آپ کو اشارہ فرما دیا گیا کہ شراب حرام ہوگی اگرچہ حرمت کا حکم اپنے مقررہ وقت پر اترا' یعنی ۳ ہجری میں۔ ③ ''دودھ پکڑ لیا'' گویا آپ پہلے سے شراب جیسی قبیح چیز سے نفرت فرماتے تھے اور کوئی بھی عاقل اور سنجیدہ شخص عقل کو مغلوب کرنے والی چیز کو بخوبی پسند نہیں کر سکتا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام سے بھی آنکھوں آنکھوں میں مشورہ فرمایا۔ انھوں نے بھی دودھ ہی کی طرف اشارہ کیا۔ ④ ''اللہ کا شکر ہے'' کیونکہ شراب قبول کرنے کی صورت میں شراب حلال رہتی اور حرمت کا حکم نہ آتا۔ گویا یہ پیشکش اور آپ کی قبولیت دراصل اظہار تھا اس بات کا کہ اسلام دین فطرت ہے اور اس میں کوئی حکم خلاف فطرت نہیں آ سکتا۔ جو شخص اصل فطرت انسانیہ پر قائم ہے' وہ مسلمان ہے۔ دین اسلام' فطرت انسانیہ ہی کی تفصیل ہے۔ ⑤ ''فطری چیز'' کیونکہ دودھ انسان کی بہترین خوراک ہے۔ ابتدا میں تو بچے کو سوائے دودھ کے کوئی خوراک مفید ہی نہیں اور بعد میں دودھ واحد مشروب ہے جو کھانے اور پینے دونوں کی جگہ کفایت کر سکتا ہے اور بہت سی بیماریوں سے بچاؤ کرتا ہے۔ ⑥ ''گمراہ ہو جاتی'' اور یہ کوئی بعید بات نہیں۔ شراب پینے والی سب قومیں گمراہ ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ مغلوب العقل شخص کیسے صحیح فیصلہ کر سکتا ہے؟ ایسے لوگوں سے حکومتیں چھن جاتی ہیں اور وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ اگر پوری قوم ہی شرابی ہو تو نتائج اس سے بھی زیادہ ہولناک ہوتے ہیں اور قوم من حیث المجموع گمراہ و تباہ ہو جاتی ہے۔

٥٦٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ حَفْصٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ مُحَيْرِيزٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَشْرَبُ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

۵۶۶۱- نبیٔ اکرم ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ اعلام نبوت میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح خبر دی' بعدازاں بعینہٖ اسی طرح ہوا۔ آج بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مختلف ناموں سے شراب پیتے ہیں۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ② یہ حدیث مبارکہ ہر قسم کی شراب کی حرمت کی صریح دلیل ہے۔ اس کی حرمت پر امت مسلمہ کا

٥٦٦١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٦٨.

اجماع ہے۔ والحمد للّٰه علی ذلك. ہاں! البتہ ایک فرقہ ایسا ہے جو صرف انگور سے کشید کردہ شراب کو شراب مانتا اور کہتا ہے' اس کے علاوہ دیگر مسکرات کو شراب نہیں کہتا۔ اس فرقے نے صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ اس فرقے کا کہنا یہ بھی ہے کہ ''تھوڑی سی'' پی لینے سے کچھ نہیں ہوتا' اتنی سی مقدار حلال ہے۔ حرام صرف وہ مقدار ہے جو نشہ چڑھا دے۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. ③ یہ حدیث اس اہم مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو شخص یا گروہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حیلوں بہانوں سے حلال کرے اس کے لیے شدید وعید ہے' خواہ وہ اس کا نام بدل دے یا کوئی اور حیلہ تراشے۔ حرمتِ شراب کی اصل علت اور سبب خمار اور نشہ ہے' لہٰذا جس چیز سے خمار اور نشہ چڑھ جائے وہ حرام قرار پائے گی' چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

(المعجم ٤٢) - ذِكْرُ الرِّوَايَاتِ الْمُغَلِّظَاتِ فِي شُرْبِ الْخَمْرِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- وہ روایات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب پینا گناہ کبیرہ ہے

٥٦٦٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ شَارِبُهَا حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

۵۶۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ جب شراب پینے والا شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ اور جب کوئی شخص ڈاکا ڈالتا ہے کہ لوگ دہشت سے دیکھتے رہ جاتے ہیں تو وہ مومن نہیں رہتا۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث کا مقصود یہ ہے کہ یہ کام ایمان کے منافی ہیں۔ ایمان ان کاموں کو گوارا نہیں کرتا' بلکہ وہ ان سے روکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ کوئی بھی کبیرہ گناہ مسلمان کو کافر نہیں بناتا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۸۷۳۔ ② اس روایت سے شراب نوشی کبیرہ گناہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ اسے ایمان کے منافی بتلایا گیا ہے۔ ویسے بھی شراب پینا حد کو واجب کرتا ہے اور حد والا فعل قطعاً گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔

٥٦٦٢ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب النهبٰى بغير إذن صاحبه، ح: ٢٤٧٥، ومسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي ونفيه عن المتلبس بالمعصية . . . الخ، ح: ٥٧ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٦٩.

جس طرح زنا، چوری اور ڈاکا کبائر میں شامل ہیں اسی طرح شراب نوشی بھی کبیرہ گناہ ہے۔ ③ ''دیکھتے رہ جاتے ہیں'' یعنی بے بسی کی بنا پر مقابلہ نہیں کر سکتے۔

٥٦٦٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُلُّهُمْ حَدَّثُونِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ الْمُسْلِمُونَ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

۵۶۶۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا۔ اور ڈاکو عظیم الشان ڈاکا مارتے وقت کہ مسلمان اس کی طرف دیکھتے ہی رہ جائیں' مومن نہیں رہتا۔''

فائدہ: ''مومن نہیں رہتا'' البتہ جب وہ ان کاموں سے نکل جاتا ہے تو ایمان لوٹ آتا ہے' یعنی وہ کافر نہیں ہو جاتا بلکہ مسلمان ہی رہتا ہے' البتہ ان کاموں کے دوران میں اس سے نور ایمان چھن جاتا ہے اور جب ان کاموں سے باز آ جاتا ہے تو پھر نور ایمان واپس آ جاتا ہے۔ اس حدیث کا یہ مفہوم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے۔

٥٦٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَنَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالُوا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ

۵۶۶۴- حضرت ابن عمر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شراب پیے' اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر شراب پیے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر پی لے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ اور اگر (چوتھی دفعہ) پھر پی بیٹھے تو اسے قتل کر دو۔''

٥٦٦٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٠.

٥٦٦٤- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٧١، أخرجه أبوداود، الحدود، باب: إذا تتابع في شرب الخمر، ح: ٤٤٨٣ من طريق آخر عن نافع عن ابن عمر به، وانظر الحديث الآتي.

فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ شَرِبَ فَاقْتُلُوهُ».

٥٦٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ» ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: «فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ».

٥٦٦٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نشہ کرے تو اسے کوڑے لگاؤ' پھر نشہ کرے تو پھر کوڑے لگاؤ' پھر نشہ کرے تو پھر بھی کوڑے لگاؤ۔ اگر چوتھی دفعہ نشہ کرے تو اس کی گردن اتار دو۔''

٥٦٦٦- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ بَكْرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَا أُبَالِي شَرِبْتُ الْخَمْرَ أَوْ عَبَدْتُ هٰذِهِ السَّارِيَةَ مِنْ دُونِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

٥٦٦٦- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: مجھے کوئی پروا نہیں کہ میں شراب پیوں یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس ستون کی عبادت کروں۔

فوائد و مسائل: ① ''پروا نہیں'' یعنی میرے نزدیک یہ دونوں کام ایک برابر ہیں کیونکہ شراب پی کر عقل ماؤف ہو جاتی ہے۔ انسان اس حالت میں بھی گناہ کر سکتا ہے حتیٰ کہ شرک بھی' اسی لیے تو شراب کو ام الخبائث کہا گیا ہے۔ جس طرح شرک انسان کی تمام نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے' اسی طرح شرابی شخص بھی آہستہ آہستہ تمام نیکیاں چھوڑ بیٹھتا ہے اور تمام گناہوں کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ شراب پینا شرک و کفر ہے بلکہ صرف تشبیہ مقصود ہے' جیسے ماں اپنے بیٹے کو کہتی ہے کہ یہ تو میرا چاند ہے۔ ② ''اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر'' یا اللہ تعالیٰ کے سوا' یعنی اس کی پوجا کے ساتھ ساتھ ستون کی بھی پوجا کروں اور یہ دونوں صورتیں شرک اور کفر ہیں۔

٥٦٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من شرب الخمر مرارًا، ح: ٢٥٧٢ من حديث شبابة بن سوار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٧٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٣١، وابن حبان، ح: ١٥١٧، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٧١، ووافقه الذهبي.

٥٦٦٦ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٧٣. * في جميع النسخ: "وائل بن بكر" والصواب: "وائل أبي بكر" وهو ابن داود كما في تحفة الأشراف، وجامع المسانيد، والسنن لابن كثير: ٦٦٠/١٤.

(المعجم ٤٣) - ذِكْرُ الرِّوَايَةِ الْمُبَيِّنَةِ عَنْ صَلَوَاتِ شَارِبِ الْخَمْرِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-شرابی کی نمازوں کی حالت بیان کرنے والی روایت

٥٦٦٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ حِصْنِ بْنِ عَلَّاقٍ دِمَشْقِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ رُوَيْمٍ: أَنَّ ابْنَ الدَّيْلَمِيِّ رَكِبَ يَطْلُبُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. قَالَ ابْنُ الدَّيْلَمِيِّ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو! رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ شَأْنَ الْخَمْرِ بِشَيْءٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي فَيَقْبَلَ اللهُ مِنْهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ يَوْمًا».

۵۶۶۷- حضرت ابن دیلمی (گھوڑے پر) سوار حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو تلاش کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے کہا: اے عبداللہ بن عمرو! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو شراب کی بابت کچھ بیان فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت میں سے جو شخص شراب پیے گا' اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔''

فائدہ: نماز کی قبولیت سے مراد نماز کا ثواب ملنا ہے۔ گویا شراب پینے والے کو چالیس دن تک اس کی نماز کا ثواب نہیں ملے گا اگرچہ وہ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی اور اس پر قضا واجب نہیں ہوگی۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے چالیس دن کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ شراب کا اثر جسم میں چالیس دن تک رہتا ہے۔ واللہ أعلم۔

٥٦٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: الْقَاضِي إِذَا أَكَلَ الْهَدِيَّةَ فَقَدْ أَكَلَ السُّحْتَ، وَإِذَا قَبِلَ الرِّشْوَةَ بَلَغَتْ بِهِ الْكُفْرَ. وَقَالَ مَسْرُوقٌ: مَنْ

۵۶۶۸- حضرت مسروق نے کہا کہ جب قاضی تحفہ وصول کرے تو اس نے حرام کھایا اور جب رشوت قبول کرلے تو یہ اس کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ اور مسروق نے (یہ بھی) کہا کہ جس شخص نے شراب پی' اس نے کفر کیا۔ اور اس کا کفر یہ ہے کہ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

٥٦٦٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٣٩، أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٣٧٧ من طريق آخر عن ابن الديلمي به، انظر الحديث الآتي: ٥٦٧٣.

٥٦٦٨- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٥. * الحكم بن عتيبة عنعن، تقدم، ح: ١٧١٥.

شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَدْ كَفَرَ، وَكُفْرُهُ أَنْ لَّيْسَ لَهُ صَلَاةٌ.

(المعجم ٤٤) - ذِكْرُ الْآثَامِ الْمُتَوَلِّدَةِ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ مِنْ تَرْكِ الصَّلَوَاتِ وَمِنْ قَتْلِ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ وَمِنْ وُقُوعٍ عَلَى الْمَحَارِمِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- ان گناہوں کا ذکر جو شراب پینے کے نتیجے میں صادر ہو سکتے ہیں مثلاً: نماز کا ترک کسی بے گناہ جان کا قتل اور حرام کاریوں کا ارتکاب وغیرہ

٥٦٦٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ، إِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلَا قَبْلَكُمْ تَعَبَّدَ فَعَلِقَتْهُ امْرَأَةٌ غَوِيَّةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ جَارِيَتَهَا فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّا نَدْعُوكَ لِلشَّهَادَةِ فَانْطَلَقَ مَعَ جَارِيَتِهَا وَطَفِقَتْ كُلَّمَا دَخَلَ بَابًا أَغْلَقَتْهُ دُونَهُ حَتّٰى أَفْضٰى إِلَى امْرَأَةٍ وَضِيئَةٍ عِنْدَهَا غُلَامٌ وَبَاطِيَةُ خَمْرٍ، فَقَالَتْ: إِنِّي وَاللهِ! مَا دَعَوْتُكَ لِلشَّهَادَةِ وَلٰكِنْ دَعَوْتُكَ لِتَقَعَ عَلَيَّ أَوْ تَشْرَبَ مِنْ هٰذِهِ الْخَمْرَةِ كَأْسًا أَوْ تَقْتُلَ هٰذَا الْغُلَامَ، قَالَ: فَاسْقِينِي مِنْ هٰذَا الْخَمْرِ كَأْسًا فَسَقَتْهُ كَأْسًا، قَالَ: زِيدُونِي فَلَمْ يَرِمْ حَتّٰى وَقَعَ عَلَيْهَا، وَقَتَلَ النَّفْسَ، فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا وَاللهِ! لَا يَجْتَمِعُ الْإِيمَانُ وَإِدْمَانُ الْخَمْرِ إِلَّا

٥٦٦٩- حضرت عبدالرحمٰن بن حارث سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: شراب سے بچو۔ یہ تمام خرابیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک بہت بڑا عابد شخص تھا۔ ایک بدکار عورت اس کے پیچھے پڑ گئی (اور اسے پھانسنا چاہا)۔ اس نے اپنی لونڈی کو عابد کی طرف بھیجا اور کہا کہ ہم آپ کو ایک گواہی کے سلسلے میں بلانا چاہتے ہیں۔ وہ عابد لونڈی کے ساتھ چل پڑا۔ جب وہ کسی دروازے میں داخل ہو جاتا تو وہ پیچھے سے بند کر دیتی (اور تالا لگا دیتی) حتیٰ کہ وہ ایک خوب صورت عورت کے پاس پہنچ گیا جس کے پاس ایک لڑکا تھا اور ایک شراب کا مٹکا۔ وہ عورت کہنے لگی: اللہ کی قسم! میں نے آپ کو کسی گواہی کے لیے نہیں بلایا بلکہ میں نے تو اس لیے بلایا ہے کہ آپ مجھ سے بدکاری کریں یا یہ شراب پی لیں یا پھر اس لڑکے کو قتل کر دیں۔ اس عابد نے (سوچ کر) کہا: مجھے اس شراب کا ایک گلاس پلا دے۔ اس نے اسے شراب کا ایک گلاس پلا دیا۔ وہ

٥٦٦٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٧٦، وانظر الحديث الآتي.

لَيُوشِكُ أَنْ يُخْرِجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ.

(نشے میں آ کر) کہنے لگا: مجھے اور پلاؤ۔ وہ پیتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس عورت کے ساتھ بدکاری بھی کر لی اور اس لڑکے کو بھی مار دیا' لہٰذا شراب سے بچو۔ اللہ کی قسم! شراب پر ہمیشگی و دوام اور ایمان اکٹھے نہیں ہوں گے مگر ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دے گا۔

فوائد و مسائل: ① ''پیچھے پڑ گئی'' یعنی اس پر عاشق ہو گئی۔ یا اس کو گمراہ کرنے کے در پے ہو گئی۔ ② ''گلاس پلا دے'' یہ سوچ کر کہ یہ ان تینوں میں سے چھوٹا گناہ ہے اور جان بچانے کے لیے اس کا ارتکاب جائز ہو گا، یا بڑے گناہ سے بچنے کے لیے چھوٹا گناہ کرنے کی گنجائش ہے۔ ③ ''مجھے اور پلاؤ'' کیونکہ شراب کا ایک گھونٹ دوسرے کی طرف کھینچتا ہے حتیٰ کہ ایک دفعہ پی لینے والا اس کا عادی بن جاتا ہے۔ ④ ''مار ڈالا'' نشے میں عقل پر قابو نہ رہا۔ زنا کر بیٹھا اور پھر راز افشا ہونے کے ڈر سے لڑکے کو بھی مار ڈالا۔ ⑤ ''نکال دے گا'' اگر ایمان قوی ہوا تو ایک دفعہ پی لینے والے کو دوبارہ نہیں پینے دے گا اور اگر ایمان کمزور ہوا تو شراب آہستہ آہستہ اس سے ایمان کو نکال دے گی' یعنی وہ شخص ایمان کے تمام کام چھوڑ دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ شراب کو ام الخبائث' یعنی تمام خرابیوں' قباحتوں اور شرعی و اخلاقی رذائل اور گناہوں کی ماں اور جڑ قرار دیا گیا ہے۔ اسے ہمیشہ پینے والا نہ صرف تمام شرعی و اخلاقی کمالات سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے بلکہ دائرۂ انسانیت سے نکل کر دائرۂ حیوانیت میں جا پہنچتا ہے۔ ⑥ شراب نوشی کی نحوست یہ ہے کہ اس سے انسان کے قلب و ذہن سے ایمان زائل ہو جاتا ہے اور یہ خوفناک آفت ہے۔ اگر انسان کے پاس دولتِ ایمان ہی نہ ہو تو اس سے بڑی شقاوت اور بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے؟

٥٦٧٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ: اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ، فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلَا

٥٦٧٠-حضرت عبدالرحمٰن بن حارث سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: شراب سے دور رہو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک بڑا عابد شخص تھا۔ وہ لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ (پھر راوی نے حسب سابق روایت بیان کی۔) پھر فرمایا: شراب سے دور

٥٦٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٧، ٢٨٨ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٧.

قَبْلَكُمْ يَتَعَبَّدُ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ. قَالَ: فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! لَا يَجْتَمِعُ وَالْإِيمَانُ أَبَدًا إِلَّا يُوشِكُ أَحَدُهُمَا أَنْ يُخْرِجَ صَاحِبَهُ.

رہو۔ اللہ کی قسم! شراب اور ایمان کسی شخص میں اکٹھے نہیں ہوں گے مگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو نکال باہر کرے گا۔

٥٦٧١- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْعَلَاءِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ - عَنْ فُضَيْلٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَلَمْ يَنْتَشِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ مَا دَامَ فِي جَوْفِهِ أَوْ عُرُوقِهِ مِنْهَا شَيْءٌ، وَإِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا، وَإِنِ انْتَشَى لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَإِنْ مَاتَ فِيهَا مَاتَ كَافِرًا.

۵۶۷۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جس شخص نے شراب پی لیکن وہ نشے میں مدہوش نہ ہوا تو جب تک وہ شراب ذرہ بھر بھی اس کے پیٹ یا رگوں میں رہے گی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ اس حال میں مر گیا تو کافر کی موت مرے گا۔ اور اگر وہ نشے میں بدمست ہو گیا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اور اگر وہ اس دوران میں مر گیا تو کافر کی موت مرے گا۔

خَالَفَهُ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ.

یزید بن ابوزیاد نے اس (فضیل) کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ کا مقصود یہ ہے کہ فضیل بن عمرو نے یہ روایت بیان کی تو عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ کہا، یعنی اسے عبداللہ بن عمر ؓ کی مسند قرار دیا جب کہ یزید بن ابوزیاد نے مجاہد سے یہ روایت بیان کی تو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو کہا، یعنی اس کو عبداللہ بن عمرو ؓ کی مسند کے طور پر بیان کیا۔ واللہ أعلم۔ ② ''کافر کی موت'' کیونکہ نماز قبول نہ ہونے کی وجہ سے وہ کافر جیسا ہو گیا اور یہ انتہائی قبیح صورت ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.

٥٦٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ يَزِيدَ؛ ح:

۵۶۷۲- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شراب پیے اور

٥٦٧١ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٨. * فضيل هو ابن عمرو الفقيمي.

٥٦٧٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٢/ ٤٠٤، ح: ١٣٤٩٢ من حديث واصل بن عبدالأعلى به، وهو في الكبرى، ح: ٥١٧٩، واللفظ لواصل * يزيد بن أبي زياد ضعيف مختلط مدلس.

وَأَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَعَلَهَا فِي بَطْنِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَلَاةً سَبْعًا، إِنْ مَاتَ فِيهَا» وَقَالَ ابْنُ آدَمَ: «فِيهِنَّ مَاتَ كَافِرًا فَإِنْ أَذْهَبَتْ عَقْلَهُ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْفَرَائِضِ». وَقَالَ ابْنُ آدَمَ: «اَلْقُرْآنِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِنْ مَاتَ فِيهَا». وَقَالَ ابْنُ آدَمَ: «فِيهِنَّ مَاتَ كَافِرًا».

اسے اپنے پیٹ میں ڈالے اللہ تعالیٰ سات دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ اگر وہ ان سات دنوں میں مر گیا تو کافر کی موت مرے گا۔ اور اگر شراب نے اس کی عقل ماردی اور وہ کسی قرآنی فریضے کے ترک کا مرتکب ہوگیا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ اس دوران میں مر گیا تو کافر کی موت مرے گا۔

(المعجم ٤٥) - تَوْبَةُ شَارِبِ الْخَمْرِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵-شرابی کی توبہ کیسے ہوگی؟

٥٦٧٣- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بَقِيَّةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ - عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ فِي حَائِطٍ لَهُ بِالطَّائِفِ يُقَالُ لَهُ الْوَهْطُ وَهُوَ مُخَاصِرٌ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ يُزَنُّ ذٰلِكَ الْفَتَى بِشُرْبِ الْخَمْرِ

۵۶۷۳- حضرت عبداللہ بن دیلمی سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کے پاس حاضر ہوا تو وہ طائف میں اپنے ایک باغ میں تھے جسے وہط کہا جاتا تھا۔ وہ اس وقت ایک قریشی نوجوان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے جارہے تھے۔ اس نوجوان کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ شرابی ہے۔ وہ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس شخص نے ایک دفعہ شراب پی' چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ پھر اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ اگر دوبارہ پیے تو

٥٦٧٣_[إسناده صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ٥١٨٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٧٨، وله طرق أخرىٰ، انظر، ح: ٥٦٦٧ وغيره.

فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ شَرْبَةً لَمْ تُقْبَلْ لَهُ تَوْبَةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ تَوْبَتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». اَللَّفْظُ لِعَمْرٍو.

پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اگر پھر بھی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ لیکن اگر پھر پی لے تو اللہ تعالیٰ نے قسم کھا رکھی ہے کہ قیامت کے دن ضرور اسے جہنمیوں کی پیپ پلائے گا۔“

(حدیث کے) یہ لفظ عمرو کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ روایت دو استادوں: قاسم بن زکریا بن دینار اور عمرو بن عثمان سے بیان کی ہے۔ حدیث کے مذکورہ الفاظ استاد عمرو بن عثمان کے ہیں جبکہ استاد قاسم بن زکریا بن دینار نے روایت بالمعنی بیان کی ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ سے ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کفر وشرک اور نفاق سے بڑھ کر اور کون سا گناہ ہو سکتا ہے؟ اور یہ سارے کے سارے گناہ بھی سچی' کھری اور خالص توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں' نیز گناہ سرزد ہونے کے فوراً بعد توبہ کرنا' قبولیت توبہ کی شرط نہیں' تاہم افضل ضرور ہے۔ ③ حدیث میں مذکور سزا' محض شراب نوشی کی ہے' خواہ نشہ چڑھے یا نہ چڑھے اور خواہ شراب تھوڑی پی ہو یا زیادہ۔ ④ "وَهْطَ" یہ ان کا وسیع وعریض باغ تھا جو ان کو اپنے والد محترم سے ورثے میں ملا تھا۔ اس کی مسافت بہت زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ اکثر انگور کی بیلیں تھیں۔ ⑤ توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے آخرت میں (شراب پینے کی) سزا نہیں دے گا۔ ممکن ہے اگر وہ چالیس دن کے اندر توبہ کر لے تو اس کی نمازیں بھی قبول ہونا شروع ہو جائیں کیونکہ توبہ' گناہ اور اس کے اثرات کو مٹا دیتی ہے۔ ⑥ ”قسم کھا رکھی ہے“ یعنی تیسری دفعہ توبہ قبول نہیں ہوگی بلکہ اسے آخرت میں شراب پینے کی سزا ملے گی لیکن یہ بھی تب ہے جب اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ فرمائے۔ ⑦ تیسری دفعہ توبہ قبول نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے جنت سے مستقلاً محروم کر دیا جائے گا کیونکہ یہ تو صرف کافر کے ساتھ خاص ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شراب پینے کی سزا ضرور دی جائے گی۔ اس کے بعد جنت یا جہنم کوئی بھی اس کا ٹھکانا ہو سکتا ہے۔ ⑧ ”جہنمیوں کی پیپ“ عربی میں لفظ طينة الخبال استعمال فرمایا گیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں اس کی تفسیر جہنمیوں کے زخموں کی پیپ اور لہو سے کی گئی ہے' اس لیے یہ ترجمہ کیا گیا ورنہ یہ لفظی ترجمہ نہیں۔

٥٦٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ

۵۶۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٥٦٧٤ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب قول الله تعالى: "إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس"، ح: ٥٥٧٥، ومسلم، الأشربة، باب عقوبة من شرب الخمر إذا لم يتب منها ... الخ، ح: ٢٠٠٣/ ٧٦، ٧٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ٢/ ٨٤٦، والكبرٰى، ح: ٥١٨١.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شراب پیے گا اور اس سے توبہ نہیں کرے گا' وہ آخرت میں جنتی شراب سے محروم رہے گا۔''

(المعجم ٤٦) - اَلرِّوَايَةُ فِي الْمُدْمِنِينَ فِي الْخَمْرِ (التحفة ٤٦)

باب:٤٦-عادی شراب نوشوں کے متعلق حدیث کا بیان

٥٦٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ نُبَيْطٍ، عَنْ جَابَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ، وَلَا عَاقٌّ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ».

٥٦٧٥- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''احسان جتلانے والا' ماں باپ کا نافرمان اور عادی شراب نوش جنت میں نہیں جائیں گے۔''

فائدہ: ''نہیں جائیں گے'' یعنی اولیں طور پر جنت میں نہیں جائیں گے ورنہ سزا بھگتنے کے بعد تو کوئی چیز دخول جنت سے رکاوٹ نہیں۔ گویا یہ جرم ناقابل معافی ہیں۔ ان کی سزا ضرور ملے گی۔ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ. نیز ان تینوں سے مراد وہ اشخاص ہیں جو ان گناہوں کے عادی ہوں اور موت تک ان پر کاربند رہے ہوں ورنہ کبھی کبھار صدور تو قابل معافی ہے جیسا کہ پیچھے گزرا، نیز توبہ گناہ کو ختم کر دیتی ہے۔

٥٦٧٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ

٥٦٧٦- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شراب پیتا اور مرتے دم تک اس کا عادی رہا' اس سے توبہ نہیں کی' وہ

٥٦٧٥_ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/٢٠١ عن محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٨٢، ١٣٨٣، وللحديث شواهد.

٥٦٧٦_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠٣ من حديث حماد بن زيد به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٣.

ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ مِنْهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

آخرت میں جنتی شراب نہیں پی سکے گا۔"

٥٦٧٧ - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

٥٦٧٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دنیا میں شراب پیے اور موت تک پیتا رہے (توبہ نہ کرے) وہ آخرت میں جنتی شراب نہیں پیے گا۔"

٥٦٧٨ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ يَحْيَى، عَنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: مَنْ مَاتَ مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ نُضِحَ فِي وَجْهِهِ بِالْحَمِيمِ حِينَ يُفَارِقُ الدُّنْيَا.

٥٦٧٨- حضرت ضحاک نے فرمایا: جو شخص شراب کا عادی رہا اور اسی حال میں مر گیا' جب وہ دنیا سے رخصت ہوگا تو اس کے چہرے پر گرم پانی ڈالا جائے گا۔

(المعجم ٤٧) - تَغْرِيبُ شَارِبِ الْخَمْرِ (التحفة ٤٧)

باب:٤٧-شرابی کو جلاوطن کرنا

٥٦٧٩ - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: غَرَّبَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

٥٦٧٩- حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ کو شراب پینے کی بنا پر خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا تھا مگر وہ (رومی بادشاہ) ہرقل کے ہاں چلا گیا اور عیسائی بن گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج کے بعد میں کسی مسلمان کو

٥٦٧٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥١٨٤.

٥٦٧٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٨٥. * عبدالله هو ابن المبارك، والحسن بن يحيى هو البصري، سكن خراسان.

٥٦٧٩- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥١٨٦، ومصنف عبدالرزاق: ٩/ ٢٣٠، ٢٣١، ح: ١٧٠٤٠. * الزهري عنعن، وله شاهد عند عبدالرزاق: ٧/ ٣١٤، ح: ١٣٣٢٠، وسنده ضعيف منقطع.

رَبِيعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ فِي الْخَمْرِ إِلَى خَيْبَرَ فَلَحِقَ بِهِرَقْلَ فَتَنَصَّرَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا أُغَرِّبُ بَعْدَهُ مُسْلِمًا.

جلاوطن نہیں کروں گا۔

(المعجم ٤٨) - ذِكْرُ الْأَخْبَارِ الَّتِي اعْتَلَّ بِهَا مَنْ أَبَاحَ شَرَابَ الْمُسْكِرِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸-وہ احادیث جن سے بعض لوگوں نے نشہ آور مشروب پینے کا جواز نکالا ہے

٥٦٨٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ابْنِ نِيَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِشْرَبُوا فِي الظُّرُوفِ وَلَا تَسْكَرُوا».

۵۶۸۰- حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام برتنوں میں بنا ہوا مشروب تم پی سکتے ہو لیکن تم نشے میں نہ آنا۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ غَلِطَ فِيهِ أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ، لَا نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا تَابَعَهُ عَلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ، وَسِمَاكٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَكَانَ يَقْبَلُ التَّلْقِينَ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: كَانَ أَبُو الْأَحْوَصِ يُخْطِئُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ. خَالَفَهُ شَرِيكٌ فِي إِسْنَادِهِ وَفِي لَفْظِهِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ ابوالاحوص سلام بن سلیم نے اس میں غلطی کی ہے۔ سماک بن حرب کے اصحاب (شاگردوں) میں سے کسی نے بھی اس کی متابعت نہیں کی، جبکہ (خود) سماک قوی نہیں۔ اور وہ تلقین قبول کرتا تھا (جس طرح کوئی کہتا اسے مان لیتا اور اپنی روایت اسی طرح بدل لیتا تھا)۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابوالاحوص اس حدیث میں غلطی کیا کرتا تھا۔ اس حدیث کی سند اور اس کے الفاظ میں شریک نے اس کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''یہ حدیث منکر ہے'' یعنی ضعیف اور صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ دوسرے ثقہ راوی اس طرح بیان نہیں کرتے۔ صرف ابوالاحوص بیان کرتا ہے اور وہ بقول امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ضعیف ہے۔ اور

٥٦٨٠ـ **[إسناده ضعيف]** وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٧. ٭ سماك هو ابن حرب، وأبوالأحوص هو سلام بن سليم (انظر نصب الراية: ٤/ ٣٠٨، ٣٠٩)، سماك اختلط.

اس کا استاد سماک بھی قوی نہیں بلکہ وہ لوگوں کی تلقین قبول کر لیا کرتا تھا۔ ② بعض لوگوں سے احناف مراد ہیں۔ ان کا استدلال ''تم نشے میں نہ آنا'' سے ہے۔ گویا پینا منع نہیں، نشے میں آنا منع ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے جبکہ دیگر روایات میں یہ لفظ ہیں ''لیکن تم نشہ آور مشروب نہ پینا'' یعنی ہر برتن میں نبیذ بنائی جا سکتی ہے مگر اس میں نشہ پیدا نہ ہو، نیز ان الفاظ کے معنی بھی دوسری روایات کے مطابق ہو سکتے ہیں کہ تم نشہ آور چیز نہ پینا کیونکہ پیے بغیر تو نشے میں نہیں آ سکتے۔ کسی ایک روایت کے معنی دوسری صحیح روایات کے خلاف نہیں کیے جا سکتے اور نہ کسی ایک ضعیف روایت کی وجہ سے دیگر کثیر صحیح روایات کو چھوڑا جا سکتا ہے۔

٥٦٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ.

خَالَفَهُ أَبُو عَوَانَةَ.

٥٦٨١- حضرت بریدہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن، روغنی مٹکے، کھجور کی جڑ کے برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

ابو عوانہ نے اس (شریک، راویٔ حدیث) کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت میں ابو عوانہ نے شریک کی مخالفت کی ہے۔ یہ مخالفت سند میں بھی ہے اور متن میں بھی جیسا کہ آئندہ روایت سے یہ مخالفت واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔ ② گویا اصل روایت اس طرح ہے۔ اس ضعیف راوی نے سند بھی بدل دی اور روایت کے الفاظ بھی، لہٰذا وہ ضعیف روایت کسی بھی لحاظ سے قابل استدلال نہیں۔ محقق کتاب کا اسے صحیح کہنا درست نہیں۔

٥٦٨٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَجَّاجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ قِرْصَافَةَ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْرَبُوا وَلَا تَسْكَرُوا.

٥٦٨٢- قرصافہ نامی ایک عورت سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ہر مشروب پی سکتے ہو مگر نشے میں نہ آؤ۔

٥٦٨١- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٨، وللحديث شواهد، وأصله في صحيح مسلم.

٥٦٨٢- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٨٩. * قرصافة لا يعرف حالها (تقريب).

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَيْضًا غَيْرُ ثَابِتٍ، وَقِرْصَافَةُ هٰذِهِ لَا نَدْرِي مَنْ هِيَ، وَالْمَشْهُورُ عَنْ عَائِشَةَ خِلَافُ مَا رَوَتْ عَنْهَا قِرْصَافَةُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے فرمایا کہ یہ روایت بھی صحیح نہیں کیونکہ ہم (محدثین) نہیں جانتے یہ قرصافہ کون اور کیسی عورت ہے؟ جب کہ حضرت عائشہ ؓ سے مشہور روایات اس کے خلاف ہیں جو ان سے قرصافہ نے بیان کیا ہے۔

٥٦٨٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ قُدَامَةَ الْعَامِرِيِّ: أَنَّ جَسْرَةَ بِنْتَ دِجَاجَةَ الْعَامِرِيَّةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ سَأَلَهَا أُنَاسٌ كُلُّهُمْ يَسْأَلُ عَنِ النَّبِيذِ يَقُولُ: نَنْبُذُ التَّمْرَ غُدْوَةً وَنَشْرَبُهُ عَشِيًّا وَنَنْبُذُهُ عَشِيًّا وَنَشْرَبُهُ غُدْوَةً قَالَتْ: لَا أُحِلُّ مُسْكِرًا وَإِنْ كَانَ خُبْزًا وَإِنْ كَانَتْ مَاءً، قَالَتْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۵۶۸۳-حضرت جسرہ بنت دجاجہ عامریہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ سے کچھ لوگوں نے مسائل پوچھے۔تقریباً سب لوگ ان سے نبیذ کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ ہم صبح کے وقت کھجوروں کو بھگوتے (نبیذ بناتے) ہیں' شام کو پی لیتے ہیں اور شام کو بھگوتے (نبیذ بناتے) ہیں تو صبح کو پی لیتے ہیں۔تو میں نے ان کو فرماتے سنا: میں کسی نشہ آور چیز کو حلال نہیں کہہ سکتی' خواہ وہ روٹی ہو' خواہ وہ پانی ہو۔ انھوں نے تین دفعہ فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ ؓ معمولی سی نشے والی چیز کو بھی جائز نہیں سمجھتی تھیں۔صبح کی نبیذ میں شام تک اور شام کی نبیذ میں صبح تک نشہ پیدا نہیں ہوتا مگر انھوں نے پھر بھی احتیاطاً تنبیہ فرما دی کہ نشہ نہیں ہونا چاہیے' اس لیے ان سے مروی سابقہ مجہول روایت کسی صورت درست نہیں۔ ② ''خواہ روٹی ہو' '' یہ فرضی بات ہے ورنہ روٹی' پانی میں نشہ ممکن ہی نہیں۔مبالغہ مقصود ہے۔مبالغے میں یہ انداز مستعمل ہے۔

٥٦٨٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ:

۵۶۸۴-حضرت کریمہ بنت ہمام سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ کو فرماتے سنا: تمھیں

٥٦٨٣ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٥١٩٠ . * عبدالله هو ابن المبارك، وقدامة هو ابن عبدالله، حسن الحديث، وجسرة حديثها حسن: نيل المقصود، ح: ٣٥٦٨.

٥٦٨٤ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥١٩١ . * كريمة، لم أجد من وثقها(نيل، ح: ٤١٦٤)، ولبعض الحديث شواهد.

حَدَّثَتْنَا كَرِيمَةُ بِنْتُ هَمَّامٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ: نُهِيتُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، نُهِيتُمْ عَنِ الْحَنْتَمِ، نُهِيتُمْ عَنِ الْمُزَفَّتِ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَتْ: إِيَّاكُنَّ وَالْجَرَّ الْأَخْضَرَ، وَإِنْ أَسْكَرَكُنَّ مَاءُ حُبِّكُنَّ فَلَا تَشْرَبْنَهُ.

کدو کے برتن سے روکا گیا ہے، تمھیں روغنی مٹکے (کی نبیذ) سے منع کیا گیا ہے، تمھیں تارکول والے برتن (میں نبیذ بنانے) سے منع کیا گیا ہے۔ پھر آپ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا: سبز روغنی مٹکے (کی نبیذ) سے بچو۔ اگر تمھارے مٹکے کا پانی بھی نشہ دے تو اسے نہ پیو (نہ پلاؤ)۔

فائدہ: جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسے برتنوں سے جن میں نشے کا صرف امکان ہے، منع فرما رہی ہیں تو کیا وہ یہ کہہ سکتی ہیں کہ نشہ آور مشروب پیو لیکن نشہ نہ آئے؟ ہرگز نہیں۔ برتنوں کے مسئلے کی تحقیق عنقریب گزر چکی ہے، نیز راجح قول کے مطابق یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ (ذخيرة العقبى' شرح سنن النسائي: ٤٠/٣٠٥)

٥٦٨٥- **أَخْبَرَنَا** إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ صَمْعَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي وَالِدَتِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ.

٥٦٨٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ مشروبات کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نشہ آور چیز سے منع فرماتے تھے۔

وَاعْتَلُّوا بِحَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

(امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا کہ) ان لوگوں نے عبداللہ بن شداد کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کردہ روایت سے دلیل پکڑی ہے۔

٥٦٨٦- **أَخْبَرَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ شُبْرُمَةَ يَذْكُرُهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

٥٦٨٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خمر (شراب) تو قلیل بھی حرام ہے اور کثیر بھی جبکہ دوسرے مشروبات سے نشہ آور (حرام ہیں)۔

٥٦٨٥ـ **[صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٥١٩٢، وللحديث شواهد، وانظر، ح: ٥١٠٤.

٥٦٨٦ـ **[صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٥١٩٣، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي: ٥٦٨٨.

حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

اِبْنُ شُبْرُمَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ.

ابن شبرمہ نے یہ حدیث عبداللہ بن شداد سے نہیں سنی۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت کا مذکورہ ترجمہ ان لوگوں کی رعایت سے کیا گیا ہے جو اس سے مندرجہ بالا استدلال کرتے ہیں ورنہ اس کا یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے ''شراب قلیل اور کثیر حرام ہے' نیز ہر نشہ آور مشروب (بھی حرام ہے'') بلکہ یہ ترجمہ ترکیبی بندش کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے' خصوصاً جب کہ یہ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی دیگر روایات کے مطابق ہے کیونکہ وہ' نشہ آور مشروب تو ایک طرف رہا' نشے کے امکان والے برتنوں تک کے قائل نہیں جیسا کہ پیچھے وہ روایات گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی مذکور ہیں۔ ② ''نہیں سنی'' یعنی یہ روایت منقطع ہے اور منقطع روایت ضعیف ہوتی ہے۔

٥٦٨٧- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الثِّقَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

٥٦٨٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شراب بعینہٖ حرام ہے' تھوڑی ہو یا زیادہ۔ اور ہر دوسرے مشروب سے نشہ (حرام ہے۔)

خَالَفَهُ أَبُو عَوْنٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ.

ابو عون محمد بن عبیداللہ ثقفی نے اس (ابن شبرمہ) کی مخالفت کی ہے (جیسا کہ آئندہ روایت سے ظاہر ہو رہا ہے)۔

فائدہ: اس روایت کو یہ ثابت کرنے کے لیے ذکر فرمایا کہ سابقہ روایت کی سند منقطع ہے جیسا کہ اس روایت کی سند میں صاف نظر آ رہا ہے' ورنہ یہ سابقہ روایت ہی ہے' کوئی الگ نہیں۔

٥٦٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٥٦٨٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شراب

٥٦٨٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥١٩٤.

٥٦٨٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٩٥.

الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

بعینہ حرام ہے، قلیل ہو یا کثیر، نیز ہر نشہ آور مشروب بھی حرام ہے۔

لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْحَكَمِ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا.

ابن حکم نے قَلِيلُهَا وَ كَثِيرُهَا کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت دو استادوں سے بیان کی ہے: ایک محمد بن عبداللہ بن حکم اور دوسرے حسین بن منصور۔ محمد بن عبداللہ بن حکم نے مذکورہ الفاظ بیان نہیں کیے جبکہ حسین بن منصور نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں۔ ② اس روایت کے لانے سے مقصود یہ ہے کہ صحیح روایت ان الفاظ کے ساتھ آتی ہے، یعنی شراب بھی حرام ہے اور ہر نشہ آور مشروب بھی۔ قلیل ہو یا کثیر۔ نیز یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دیگر روایات کے موافق ہے اور ثقہ راوی یہ روایت انھی الفاظ سے بیان کرتے ہیں اور یہی قابل استدلال ہے نہ کہ پہلی ضعیف اور منقطع روایت۔ پہلی روایت کو صحیح ماننے کی صورت میں اس کا ترجمہ مذکورہ روایت والا ہوگا تا کہ تمام روایات میں تطبیق ہو جائے۔

٥٦٨٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا وَمَا أَسْكَرَ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

٥٦٨٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شراب قلیل ہو یا کثیر حرام ہے۔ اسی طرح ہر نشہ آور مشروب بھی۔

٥٦٨٩_[صحيح] تقدم، ح: ٥٦٨٦، وهو في الكبرى، ح: ٥١٩٦.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، وَهُشَيْمُ ابْنُ بَشِيرٍ كَانَ يُدَلِّسُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، وَرِوَايَةُ أَبِي عَوْنٍ أَشْبَهُ بِمَا رَوَاهُ الثِّقَاتُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ روایت ابن شبرمہ کی (بیان کردہ) روایت سے زیادہ درست ہے۔ ہشیم بن بشیر تدلیس کرتا تھا اور اس کی حدیث میں اس (ہشیم) کے ابن شبرمہ سے سننے کا ذکر بھی نہیں۔ اور ابوعون کی روایت' ثقات کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کردہ روایت کے بہت مشابہ ہے۔

٥٦٩٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ عَنِ الْبَاذَقِ فَقَالَ: سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذَقَ وَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ، قَالَ: أَنَا أَوَّلُ الْعَرَبِ سَأَلَهُ.

٥٦٩٠- حضرت ابوالجویریہ جرمی سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کعبہ مشرفہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ میں نے ان سے باذق کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ باذق (شراب) سے پہلے تشریف لے گئے (لیکن آپ کا فرمان موجود ہے کہ) ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ ابوالجویریہ نے کہا کہ میں پہلا عربی تھا جس نے ان سے باذق کے بارے میں پوچھا۔

فائدہ: یہ اور آئندہ روایات یہ بتانے کے لیے لائی گئی ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہر نشہ آور مشروب کو حرام سمجھتے تھے' خواہ وہ خمر ہو یا کچھ اور۔

٥٦٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ وَالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَكَمِ يُحَدِّثُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ

٥٦٩١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو شخص پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کردہ اشیاء کو حرام کہے تو وہ (نشہ آور) نبیذ کو حرام قرار دے۔

٥٦٩٠ـ **[صحيح]** تقدم، ح: ٥٦٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٧. * سفيان هو ابن عيينة.

٥٦٩١ـ **[إسناده صحيح موقوف]** أخرجه أحمد: ١/ ٢٧، ٢٢٩، ٢٤٠ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥١٩٨. * أبوالحكم هو عمر بن الحارث.

يُحَرِّمَ إِنْ كَانَ مُحَرِّمًا مَا حَرَّمَ اللهُ وَرَسُولُهُ فَلْيُحَرِّمِ النَّبِيذَ.

فائدہ: اس سے زیادہ وضاحت کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نشہ آور نبیذ کو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ قرار دے رہے ہیں؟ وہ کیسے تھوڑی مقدار میں نشہ آور مشروب کی اجازت دے سکتے ہیں؟ کَلَّا وَاللّٰهِ.

٥٦٩٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي امْرُؤٌ مِّنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ، وَإِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ، وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا نَشْرَبُهُ مِنَ الزَّبِيبِ وَالْعِنَبِ وَغَيْرِهِ وَقَدْ أُشْكِلَ عَلَيَّ، فَذَكَرَ لَهُ ضُرُوبًا مِّنَ الْأَشْرِبَةِ فَأَكْثَرَ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَمْ يَفْهَمْهُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ، اِجْتَنِبْ مَا أَسْكَرَ مِنْ تَمْرٍ أَوْ زَبِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ.

٥٦٩٢- حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں علاقہ خراسان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارا علاقہ سخت ٹھنڈا ہے۔ (سردی کا توڑ کرنے کے لیے) ہم منقیٰ اور انگور وغیرہ سے مشروب تیار کرتے ہیں جسے ہم پیتے ہیں۔ مجھے اس (کی حلت وحرمت) کے بارے میں اشکال ہے۔ پھر اس نے اور کئی قسم کے مشروب بھی ذکر کیے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں نہیں سمجھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو نے بڑی لمبی چوڑی باتیں کی ہیں۔ (ضابطے کی بات یاد رکھ کہ) ہر نشہ آور چیز سے اجتناب کر، خواہ وہ کھجور سے تیار ہو یا منقیٰ سے یا کسی اور پھل سے۔

فائدہ: اس جواب میں بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہر نشہ آور چیز سے اجتناب کا حکم دیا ہے چاہے وہ کسی بھی چیز سے تیار کی گئی ہو۔ اور یہی ان کا صحیح فتویٰ ہے جو صحیح سند سے منقول ہے۔

٥٦٩٣- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ

٥٦٩٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گدر کھجور کی نبیذ حرام ہے، قطعاً حلال نہیں۔

٥٦٩٢_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥١٩٩.

٥٦٩٣_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٠٠. ❊ حماد هو ابن زيد.

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَبِيذُ الْبُسْرِ سُحْتٌ لَا يَحِلُّ.

فائدہ: اس سے مراد نشہ آور نبیذ ہے۔ چونکہ گدر کھجور کی نبیذ جلدی نشہ آور ہو جاتی ہے اس لیے قید لگانے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اس فتوے سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مسلک معلوم ہو گیا۔

٥٦٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ، فَنَهٰى عَنْهُ قُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! إِنِّي أَنْتَبِذُ فِي جَرَّةٍ خَضْرَاءَ نَبِيذًا حُلْوًا فَأَشْرَبُهُ مِنْهُ فَيُقَرْقِرُ بَطْنِي، قَالَ: لَا تَشْرَبْ مِنْهُ وَإِنْ كَانَ أَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ.

٥٦٩٤- حضرت ابو جمرہ نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں (سائلین) کے درمیان ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا کرتا تھا۔ ایک عورت ان کے پاس آئی اور مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھنے لگی۔ انھوں نے اس سے منع فرمایا۔ میں نے کہا: اے ابو عباس! میں سبز روغنی مٹکے میں میٹھی نبیذ بناتا ہوں پھر اس میں سے پیتا ہوں تو میرے پیٹ میں گڑگڑ ہوتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ایسی نبیذ مت پی اگرچہ وہ شہد سے زیادہ میٹھی ہو۔

فوائد و مسائل: ① سوال کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذائقے میں تو کوئی تلخی نہیں ہوتی بلکہ خالص میٹھا ہوتا ہے اور یہ نشانی ہے اس میں نشہ نہ پیدا ہونے کی مگر پیٹ میں گڑگڑ سے شک پڑتا ہے کہ اس میں نشہ ہے کیونکہ یہ تلخی اس کی دلیل ہے۔ جواب کا مفاد یہ ہے کہ ایسی مشکوک نبیذ مت پیو خواہ اس کا ذائقہ صحیح ہو اور ظاہراً نشہ معلوم نہ ہوتا ہو۔ غور فرمائیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو مشکوک نبیذ کی بھی اجازت نہیں دے رہے وہ نشہ آور کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں؟ ② "ابو عباس" یہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے اگرچہ وہ اس کنیت سے زیادہ مشہور نہیں ہوئے۔

٥٦٩٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ - وَهُوَ سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ نَصْرٌ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ جَدَّةً لِي تَنْبِذُ

٥٦٩٥- حضرت ابو جمرہ نصر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میری دادی میرے لیے ایک مٹکے میں نبیذ بناتی ہیں۔ میں اسے پیتا ہوں تو وہ بالکل میٹھی ہوتی ہے لیکن اگر میں اسے زیادہ

٥٦٩٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠١.

٥٦٩٥ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٠٣٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٢.

نَبِيذًا فِي جَرٍّ أَشْرَبُهُ حُلْوًا إِنْ أَكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ خَشِيتُ أَنْ أَفْتَضِحَ فَقَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ لَيْسَ بِالْخَزَايَا وَلَا النَّادِمِينَ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ فَحَدِّثْنَا بِأَمْرٍ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، قَالَ: «آمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: آمُرُكُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ، وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ؟» قَالُوا: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ».

مقدار میں پی لوں' پھر لوگوں میں جا بیٹھوں تو مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ میں (کوئی نامناسب بات کر کے) کہیں رسوا نہ ہو جاؤں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: قبیلۂ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''خوش آمدید اس وفد کو جو نہ رسوا ہوئے نہ نادم۔'' وہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! ہمارے اور آپ کے درمیان مشرکین حائل ہیں۔ ہم حرمت کے مہینوں کے علاوہ آپ تک نہیں پہنچ سکتے' لہٰذا ہمیں کوئی ایسی جامع بات بیان فرمائیں جس پر عمل کر کے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور ہم اس کی طرف لوگوں کو بھی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمھیں تین چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں: میں تمھیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' نماز قائم کرنا' زکاۃ ادا کرنا اور یہ کہ تم غنیمت سے خمس (پانچواں حصہ) حکومت کو دو۔ اور میں تمھیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں: اس نبیذ سے جو کدو کے برتن' کھجور کی جڑ کے برتن' روغنی مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن میں بنائی جائے۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت سے متعلقہ چند باتیں حدیث: ۵۶۴۱ میں گزر چکی ہیں۔ ② ''رسوا نہ ہو جاؤں'' یعنی دماغ صحیح کام نہیں کرتا۔ گویا کچھ نہ کچھ نشہ ہوتا ہے۔ ③ ''نہ رسوا ہوئے نہ نادم'' اگر لڑائی میں شکست کے بعد مسلمان ہوتے تو شکست کی رسوائی اٹھانا پڑتی اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ لڑائی کی ندامت بھی ہوتی۔ اب اپنے آپ مسلمان ہوئے تو دونوں چیزوں سے محفوظ رہے۔ ④ اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ

نے ان کو کن چیزوں کا حکم دیا اور کن سے منع فرمایا کیونکہ ظاہراً تو ایک چیز کے حکم کا ذکر ہے یعنی ایمان باللہ۔ اور ایک چیز سے منع کا ذکر ہے یعنی مندرجہ بالا برتنوں کی نبیذ سے۔ گویا باقی چیزوں کا ذکر نہیں بلکہ کسی اور روایت میں بھی ان کا ذکر نہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک وہ چیزیں وہی ہیں جو ایمان باللہ کی تفسیر ہیں مگر وہ تو چار ہیں جب کہ اوپر تین چیزوں کے حکم کا ذکر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شہادتین کو شمار نہیں کیا گیا کیونکہ وہ شہادتین تو ادا کر چکے تھے۔ اسی طرح چار ممنوع چیزوں سے مراد چار برتن ہی ہیں۔ واللہ أعلم. ⑤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب سے مقصود یہ ہے کہ ایسی نبیذ جس میں نشے کا شک یا امکان ہو نہیں پینی چاہیے چہ جائیکہ ایسی نبیذ پی جائے جو حقیقتاً نشہ آور ہو۔

٥٦٩٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبَانَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ: إِنَّ لِي جُرَيْرَةً أَنْتَبِذُ فِيهَا حَتَّى إِذَا غَلَى وَسَكَنَ شَرِبْتُهُ قَالَ: مُذْكَمْ هٰذَا شَرَابُكَ؟ قُلْتُ: مُذْ عِشْرُونَ سَنَةً، أَوْ قَالَ: مُذْ أَرْبَعُونَ سَنَةً، قَالَ: طَالَمَا تَرَوَّتْ عُرُوقُكَ مِنَ الْخَبَثِ.

وَمِمَّا اعْتَلُّوا بِهِ حَدِيثُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

(تھوڑی شراب کو جائز کہنے والے) ان لوگوں نے عبدالملک بن نافع کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت (۵۶۹۷) سے بھی استدلال کیا ہے۔

فائدہ: نبیذ کا جوش میں آنا نشے کی علامت ہے۔ تبھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے پلید اور حرام قرار دیا۔ گویا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک نشہ آور نبیذ پلید اور حرام ہے، خواہ قلیل ہو یا کثیر، لٰہذا نشہ آور مشروب کو نشے سے کم کم پینے کی اجازت والی روایت ان سے صحیح نہیں۔

٥٦٩٦ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٠٣. * قيس وثقه ابن حبان وحده، وفي اسم أبيه اختلاف.

٥٦٩٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَأَيْتُ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ وَهُوَ عِنْدَ الرُّكْنِ، وَدَفَعَ إِلَيْهِ الْقَدَحَ فَرَفَعَهُ إِلَى فِيهِ فَوَجَدَهُ شَدِيدًا فَرَدَّهُ عَلَى صَاحِبِهِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَارَسُولَ اللهِ! أَحَرَامٌ هُوَ؟ فَقَالَ: «عَلَيَّ بِالرَّجُلِ» فَأُتِيَ بِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ الْقَدَحَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ فِيهِ فَرَفَعَهُ إِلَى فِيهِ فَقَطَّبَ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ أَيْضًا فَصَبَّهُ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: «إِذَا اغْتَلَمَتْ عَلَيْكُمْ هٰذِهِ الْأَوْعِيَةُ فَاكْسِرُوا مُتُونَهَا بِالْمَاءِ».

٥٦٩٧-حضرت ابن عمر ؓ نے کہا: میں نے دیکھا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پیالہ لے کر آیا۔ اس میں نبیذ تھی جب کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت رکن کے پاس تھے۔ اس نے پیالہ آپ کو پکڑا دیا۔ آپ نے اسے اپنے منہ مبارک کی طرف بڑھایا تو آپ نے اسے تلخ محسوس کیا اور اسے واپس کر دیا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس (پیالے والے) آدمی کو واپس میرے پاس لاؤ۔'' اسے لایا گیا تو آپ نے اس سے پیالہ پکڑا۔ پھر کچھ پانی منگوا کر اس میں ڈالا۔ پھر اسے اپنے دہن مبارک کی طرف بڑھایا لیکن پھر تیوری سی چڑھائی۔ پھر اور پانی منگوایا اور اس میں ڈالا۔ پھر فرمایا: ''جب ان برتنوں کی نبیذ میں نشہ اور تلخی پیدا ہونے لگے تو اس کی تیزی کو پانی سے توڑ لیا کرو۔''

٥٦٩٨- وَأَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

٥٦٩٨- (ایک دوسری سند سے) حضرت ابن عمر ؓ نے نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی روایت نقل فرمائی ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ نَافِعٍ لَيْسَ بِالْمَشْهُورِ وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ، وَالْمَشْهُورُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ خِلَافُ حِكَايَتِهِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے کہا کہ اس روایت کا راوی عبدالمالک بن نافع مشہور نہیں اور نہ اس کی حدیث قابل احتجاج ہے جب کہ حضرت ابن عمر ؓ سے منقول مشہور روایات اس روایت کے خلاف ہیں۔

٥٦٩٧ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٤. ※ عبدالملك مجهول (تقريب).

٥٦٩٨ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٥.

فائدہ: یہ چوتھی روایت ہے جس سے احناف نے خمر کے علاوہ دیگر نشہ آور مشروب کو تھوڑی مقدار میں پینے کے جواز پر استدلال کیا ہے' حالانکہ یہ روایت بھی سابقہ تین روایات کی طرح غیر معروف اور ضعیف راوی سے منقول ہے جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول مشہور اور صحیح روایات اس روایت کے خلاف ہیں۔ ظاہر ہے مشہور اور صحیح روایات پر ہی عمل ہوتا ہے نہ کہ ضعیف اور غیر معروف روایت پر۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

٥٦٩٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَنِ الْأَشْرِبَةِ؟ فَقَالَ: اِجْتَنِبْ كُلَّ شَيْءٍ يَنِشُّ.

۵۶۹۹- حضرت زید بن جبیر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے چند مشروبات کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ہر جوش والے مشروب سے پرہیز کرو۔

٥٧٠٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْأَشْرِبَةِ، فَقَالَ: اِجْتَنِبْ كُلَّ شَيْءٍ يَنِشُّ.

۵۷۰۰- حضرت زید بن جبیر سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے چند مشروبات کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: ہر نشہ آور مشروب سے دور رہو۔

٥٧٠١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اَلْمُسْكِرُ قَلِيلُهُ حَرَامٌ وَكَثِيرُهُ حَرَامٌ.

۵۷۰۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نشہ آور چیز تھوڑی بھی حرام ہے اور زیادہ بھی۔

٥٧٠٢- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

۵۷۰۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٥٦٩٩_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٦.

٥٧٠٠_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٧، وانظر الحديث السابق.

٥٧٠١_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٧.

٥٧٠٢_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٠٨.

٥٧٠٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ شَبِيبًا - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - يَقُولُ: حَدَّثَنِي مُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «حَرَّمَ اللهُ الْخَمْرَ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۷۰۳-حضرت عبداللہ (ابن عمر) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اور (یاد رکھو) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

٥٧٠٤ - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ».

۵۷۰۴-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور مشروب شراب ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰؤُلَاءِ أَهْلُ الثَّبْتِ وَالْعَدَالَةِ مَشْهُورُونَ بِصِحَّةِ النَّقْلِ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ لَا يَقُومُ مَقَامَ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ وَلَوْ عَاضَدَهُ مِنْ أَشْكَالِهِ جَمَاعَةٌ، وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ لوگ (ان چھ روایات کے راوی) انتہائی قابل اعتبار اور ثقہ و عادل ہیں اور وہ صحیح روایات بیان کرنے میں مشہور ہیں جب کہ عبدالملک بن نافع (جواز والی روایت کا راوی) کسی بھی لحاظ سے ان میں سے کسی ایک کا بھی ہم پلہ نہیں' خواہ اس جیسے کئی راوی اس کے ساتھ مل جائیں۔وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

٥٧٠٥ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۷۰۵-حضرت رقیہ بنت عمرو بن سعید نے بیان

٥٧٠٣_ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٠٩، أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٣٨٧ من طريق آخر عن سالم بن عبدالله بن عمر به.

٥٧٠٤_ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٥٥٩٠، وهو في الكبرى، ح: ٥٢١٠.

٥٧٠٥_ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥٢١١. ※ رقية مستورة، وعبيدالله البصري مجهول الحال، ◄◄

عَبْدُ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ السَّعِيدِيِّ: حَدَّثَتْنِي رُقَيَّةُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ: كُنْتُ فِي حَجْرِ ابْنِ عُمَرَ، فَكَانَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ مِنَ الْغَدِ، ثُمَّ يُجَفَّفُ الزَّبِيبُ وَيُلْقَى عَلَيْهِ زَبِيبٌ آخَرُ وَيُجْعَلُ فِيهِ مَاءٌ فَيَشْرَبُهُ مِنَ الْغَدِ، حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ الْغَدِ طَرَحَهُ.

کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر پرورش پائی ہے۔ آپ کے لیے منقیٰ پانی میں ڈالا جاتا۔ آپ اگلی صبح اس پانی کو پی لیتے اور منقیٰ کو خشک کر لیا جاتا۔ پھر ان میں اور منقیٰ ملا کر مزید پانی ڈال دیا جاتا۔ اسے آپ اگلے دن پی لیتے۔ اس کے بعد اس منقیٰ کو پھینک دیتے۔

وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو.

اسی طرح ان لوگوں نے حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی آئندہ روایات سے بھی استدلال کیا ہے۔

٥٧٠٦- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: عَطِشَ النَّبِيُّ ﷺ حَوْلَ الْكَعْبَةِ فَاسْتَسْقَى، فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ مِّنَ السِّقَايَةِ فَشَمَّهُ فَقَطَّبَ فَقَالَ: «عَلَيَّ بِذَنُوبٍ مِّنْ زَمْزَمَ» فَصَبَّ عَلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَحَرَامٌ هُوَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «لَا».

٥٧٠٦- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کو کعبہ مشرفہ کا طواف کرتے ہوئے پیاس لگ گئی۔ آپ نے پانی مانگا تو آپ کے پاس مشکیزے میں سے نبیذ لائی گئی۔ آپ نے اسے سونگھا تو تیوری چڑھائی اور فرمایا: ''میرے پاس زمزم کے پانی کا ایک ڈول لاؤ۔'' پھر آپ نے وہ پانی اس میں ڈالا اور نوش فرما لیا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔''

وَقَالَ: وَهٰذَا خَبَرٌ ضَعِيفٌ لِأَنَّ يَحْيَى ابْنَ يَمَانٍ اِنْفَرَدَ بِهِ دُونَ أَصْحَابِ سُفْيَانَ، وَيَحْيَى بْنُ يَمَانٍ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ لِسُوءِ حِفْظِهِ وَكَثْرَةِ خَطَئِهِ.

اور (امام نسائی رحمہ اللہ نے) فرمایا: یہ حدیث بھی ضعیف ہے کیونکہ حضرت سفیان ثوری کے شاگردوں میں سے صرف یحییٰ بن یمان ہی اس کو بیان کرتا ہے۔ لیکن اس کا حافظہ خراب تھا اور وہ بہت غلطیاں کرتا تھا' اس لیے اس کی بیان کردہ روایت قابل حجت نہیں۔

◀◀ وعبدالله هو ابن المبارك.

٥٧٠٦- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥٢١٢. * سفيان الثوري عنعن.

فائدہ: یہ پانچویں روایت ہے جس سے احناف نے استدلال کیا ہے۔ دراصل یہ اور چوتھی روایت ایک ہی ہیں اور ہیں بھی دونوں ضعیف۔ استدلال یوں ہے کہ وہ نبیذ نشہ آور تھی۔ آپ نے تیوری چڑھائی اور پانی ملایا' حالانکہ ممکن ہے کہ وہ زیادہ گاڑھی ہو اور آپ زیادہ گاڑھی پسند نہ فرماتے ہوں یا اس کی بو ناگوار ہو۔ پانی ملانے سے وہ پتلی ہوگئی اور اسے پینا آسان ہوگیا۔ ناگوار بو بھی ختم ہوگئی۔ کیا ضروری ہے کہ اس میں نشہ ہی مانا جائے؟ اور پھر اس سے صحیح روایات کے خلاف استدلال کیا جائے؟ خصوصاً جب کہ یہ روایت ضعیف بھی ہے۔ اس قسم کی روایات سے وہ مفہوم مراد لینا چاہیے جو صحیح ترین روایات کے مطابق ہو یا پھر انھیں چھوڑ دیا جائے جیسا کہ محدثین کا طریقہ ہے۔

٥٧٠٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حِصْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا [زَيْدُ] ابْنُ وَاقِدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ الَّتِي كَانَ يَصُومُهَا، فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيذٍ صَنَعْتُهُ فِي دُبَّاءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْمَسَاءُ جِئْتُهُ أَحْمِلُهَا إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَصُومُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ، فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَكَ بِهٰذَا النَّبِيذِ، فَقَالَ: «أَدْنِهِ مِنِّي يَا أَبَا هُرَيْرَةَ»! فَرَفَعْتُهُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ يَنِشُّ، فَقَالَ: «خُذْ هٰذِهِ فَاضْرِبْ بِهَا الْحَائِطَ، فَإِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ»

٥٧٠٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان دنوں روزے رکھا کرتے ہیں' اس لیے میں نے کدو کے برتن میں نبیذ بنا کر آپ کی افطاری کے لیے الگ رکھ چھوڑی۔ جب شام ہوئی تو میں اسے اٹھائے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے علم تھا کہ آج آپ روزے سے ہیں تو میں نے یہ نبیذ آپ کی افطاری کے لیے رکھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! یہ میرے پاس لاؤ۔'' میں نے وہ آپ کو پیش کی تو وہ ابل رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے پکڑ اور دیوار پر دے مار۔ یہ تو ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔''

وَمِمَّا احْتَجُّوا بِهِ فِعْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ان لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے (آئندہ مذکور) فعل سے بھی استدلال کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کی وضاحت کے لیے دیکھیے' حدیث: ٥٦١٣۔ ② ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو

٥٧٠٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٦١٣، وهو في الكبرى، ح: ٥٢١٣.

نشہ آور نبیذ کو دیوار پر دے مارتے تھے۔ آپ سے یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اس میں پانی ملا کر اسے پی لیں بلکہ آپ تو اسے کافروں کا مشروب قرار دے رہے ہیں' لہٰذا حدیث: ٥٧٠٦ درست نہیں کیونکہ یہ صحیح روایات کے خلاف ہے۔

٥٧٠٨ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ السَّرِيِّ بْنِ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ إِمَامٌ لَنَا وَكَانَ مِنْ أَسْنَانِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا خَشِيتُمْ مِنْ نَبِيذٍ شِدَّتَهُ فَاكْسِرُوهُ بِالْمَاءِ.

٥٧٠٨-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تمھیں نبیذ میں تیزی اور جوش کا خطرہ ہو تو اس کی تیزی کو پانی سے توڑ لیا کرو۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ: مِنْ قَبْلِ أَنْ يَشْتَدَّ.

(راویٔ حدیث) عبداللہ نے کہا: (یعنی) اس کی تیزی سے پہلے (پانی ملاؤ۔ تیزی کے بعد نہیں کیونکہ پھر تو نشہ پیدا ہو چکا)۔

٥٧٠٩ - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: تَلَقَّتْ ثَقِيفٌ عُمَرَ بِشَرَابٍ، فَدَعَا بِهِ، فَلَمَّا قَرَّبَهُ إِلَى فِيهِ كَرِهَهُ، فَدَعَا بِهِ فَكَسَرَهُ بِالْمَاءِ فَقَالَ: هٰكَذَا فَافْعَلُوا.

٥٧٠٩-حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ بنو ثقیف نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مشروب پیش کیا۔ آپ نے منگوا کر جب اسے اپنے منہ کے قریب کیا تو اسے ناپسند فرمایا۔ پھر پانی ملا کر اس کی تیزی توڑی اور فرمایا: اس قسم کے مشروب کو ایسے کر لیا کرو۔

٥٧١٠ - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ

٥٧١٠-حضرت عقبہ بن فرقد سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ جو نبیذ حضرت عمر بن خطاب نوش فرمایا کرتے

٥٧٠٨ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢١٤، وحسنه ابن كثير في مسند الفاروق: ٢/ ٥١٥-٥١٦. * وفيه أبوحفص وهو مجهول (تقريب).

٥٧٠٩ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢١٥. * سفيان الثوري عنعن.

٥٧١٠ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢١٦. * إسماعيل بن أبي خالد عنعن.

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيذُ الَّذِي يَشْرَبُهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَدْ خُلِّلَ،

تھے وہ سرکہ کی طرح ترش ہوتا تھا۔

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ هٰذَا حَدِيثُ السَّائِبِ.

اس روایت کی صحت پر حضرت سائب کی آئندہ روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

فائدہ: اس میں پانی ترشی کی وجہ سے ملایا جاتا تھا نہ کہ نشے کی وجہ سے جس طرح سرکہ ترش ہوتا ہے۔ ترشی اور نشے میں بہت فرق ہے ورنہ تو سرکہ بھی حرام ہوتا۔ ایسی ترش نبیذ سرکے کی طرح ہضم کے لیے پی جاتی تھی نیز راجح قول کے مطابق یہ اثر صحیح ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اشارہ کیا ہے۔

٥٧١١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ فُلَانٍ رِيحَ شَرَابٍ، فَزَعَمَ أَنَّهُ شَرَابُ الطِّلَاءِ، وَأَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ، فَإِنْ كَانَ مُسْكِرًا جَلَدْتُهُ، فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْحَدَّ تَامًّا.

۵۷۱۱- حضرت سائب بن یزید نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے فلاں شخص سے شراب کی بومحسوس کی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ یہ طلاء کی شراب ہے۔ میں اس کے بارے میں پوچھ گچھ کروں گا۔ اگر وہ طلاء نشہ آور ثابت ہوا تو میں اس پر حد لگاؤں گا۔ پھر (تحقیق کے بعد) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس پر پوری حد لگائی۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ہر نشہ آور مشروب کو حرام اور قابل حد سمجھتے تھے حالانکہ یہ مشروب احناف کی تعریف کے مطابق خمر نہیں، پھر بھی آپ نے اس کے پینے پر حد نافذ فرما دی، حالانکہ پینے والے کو نشہ نہیں آتا تھا، کیونکہ اگر اسے نشہ آیا ہوتا تو تحقیق کی ضرورت ہی نہ تھی کہ وہ مشروب نشے والا تھا یا نہیں۔ معلوم ہوا ان کے نزدیک نشہ آور مشروب حرام اور قابل حد ہے، قلیل ہو یا کثیر۔ نشہ آئے یا نہ آئے، لہٰذا ان کی طرف ایسے مشروب کے پینے کی نسبت صحیح نہیں ہو سکتی۔ ② "فلاں شخص" یہ ان کے بیٹے

٥٧١١_[إسناده صحيح] وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٤٢، والكبرى، ح: ٥٢١٧.

عبیداللہ بن عمر تھے، یہ صحابی نہیں تھے۔ صحیح بخاری میں صراحت موجود ہے۔ ③ ''پوری حد لگائی'' کوئی رعایت نہیں فرمائی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ④ ''طلاء'' انگور کے جوس کو آگ پر خشک کیا جاتا ہے۔ جب وہ دو تہائی خشک ہو جاتا ہے اور لئی جیسا بن جاتا ہے تو اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ عموماً اس میں نشہ نہیں ہوتا، لہٰذا جائز ہے، تاہم اگر نشہ پیدا ہو جائے تو حرام ہے۔

(المعجم ٤٩) - ذِكْرُ مَا أَعَدَّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِشَارِبِ الْمُسْكِرِ مِنَ الذُّلِّ وَالْهَوَانِ وَأَلِيمِ الْعَذَابِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- اس ذلت و رسوائی اور دردناک عذاب کا بیان جو اللہ عزوجل نے نشہ آور مشروب پینے والے کے لیے تیار کر رکھا ہے؟

٥٧١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِّنْ جَيْشَانَ، وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ، قَدِمَ فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمُسْكِرٌ هُوَ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ عَهِدَ لِمَنْ شَرِبَ الْمُسْكِرَ أَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: «عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ» أَوْ قَالَ: «عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ».

۵۷۱۲- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جیشان سے آیا، اور جیشان یمن میں ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے لگا کہ ہمارے علاقے میں لوگ ایک مشروب پیتے ہیں جو وہ چینے سے تیار کرتے ہیں۔ اسے مزر کہا جاتا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے پوچھا: کیا وہ نشہ آور ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے قسم کھا رکھی ہے کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیے گا، اللہ تعالیٰ اسے طينة الخبال پلائے گا۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! طينة الخبال کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جہنمیوں کا پسینہ'' یا فرمایا: ''جہنمیوں کا خون اور پیپ'' (جو ان کے زخموں سے نکلے گا)۔

فائدہ: ''نشہ آور مشروب پیے گا'' اس میں قلیل اور کثیر کا فرق نہیں کیا گیا بلکہ ہر نشہ آور مشروب پینے والے کو یہ وعید سنائی گئی ہے۔ وہ حنفیوں کی خمر ہو یا کوئی اور نشہ آور مشروب۔ قلیل ہو یا کثیر۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۵۶۷۳۔

٥٧١٢ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠٢/ ٧٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢١٨. ✽ عبدالعزيز هو ابن محمد الدراوردي.

(المعجم ٥٠) - اَلْحَثُّ عَلٰى تَرْكِ الشُّبُهَاتِ (التحفة ٥٠)

باب:٥٠-مشتبہ چیز کو چھوڑ دینے کی ترغیب کا بیان

٥٧١٣- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورًا مُّشْتَبِهَاتٍ» وَرُبَّمَا قَالَ: «وَإِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورًا مُّشْتَبِهَةً، وَسَأَضْرِبُ فِي ذٰلِكَ مَثَلًا، إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَمٰى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَا حَرَّمَ، وَإِنَّهُ مَنْ يَّرْعَ حَوْلَ الْحِمٰى يُوشِكُ أَنْ يُّخَالِطَ الْحِمٰى» وَرُبَّمَا قَالَ: «يُوشِكُ أَنْ يَّرْتَعَ، وَإِنَّ مَنْ خَالَطَ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَّجْسُرَ».

۵۷۱۳- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بے شک حلال واضح ہے' حرام واضح ہے اور کچھ چیزیں بین بین اور مشتبہ ہیں۔ میں اس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک علاقہ ممنوع قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں)۔ جو شخص اس ممنوع علاقے کے اردگرد جانور چرائے گا' خطرہ رہے گا کہ وہ ممنوع چراگاہ میں جا پڑیں گے۔ اسی طرح جو شخص مشتبہ کاموں میں پڑے گا' بہت ممکن ہے کہ حرام پر بھی جرأت کر لے۔''

فائدہ: یہ روایت اور اس سے متعلقہ مسائل پیچھے (حدیث:۴۴۵۸ میں) گزر چکے ہیں۔ اس جگہ اس حدیث کو ذکر کرنے سے امام ؒ کا مقصود یہ ہے کہ خمر تو قطعاً حرام ہے اور اس پر سب متفق ہیں۔ عام نشہ آور مشروب بھی جمہور اہل علم کے نزدیک شراب کی طرح حرام ہے۔ کچھ لوگ اسے تھوڑی مقدار میں جائز سمجھتے ہیں۔ اسی طرح صحیح اور مشہور احادیث تو اس کو حرام قرار دیتی ہیں' البتہ بعض ضعیف اور غیر معروف روایات سے اس کی حلت کشید کی جاتی ہے' لہٰذا یہ اگر حرام نہ بھی ہو تو مشتبہ ضرور ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مشتبہ کے ترک کو بھی ضروری قرار دیا ہے تاکہ حرام سے بچا جا سکے۔ عام نشہ آور مشروب کا استعمال خمر تک لے جائے گا اور قلیل وکثیر کی دعوت دے گا' اس لیے اس لحاظ سے بھی اس کا ترک ضروری ہے اور اس کی حلت کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ مشتبہ چیز حلال نہیں ہوتی بلکہ حلال اور حرام کے بین بین ہوتی ہے۔ اہل فتویٰ اور تقویٰ کا اس پر اتفاق ہے۔

٥٧١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَ:

۵۷۱۴- حضرت ابوالحوراء سعدی سے روایت ہے

٥٧١٣ـ [صحيح] تقدم، ح:٤٤٥٨، وهو في الكبرى، ح:٥٢١٩.

٥٧١٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث اعقلها وتوكل . . . الخ، ح:٢٥١٨ من حديث عبدالله بن إدريس به، وهو في الكبرى، ح:٥٢٢٠، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْهُ «دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ».

انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی فرمان یاد رکھا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کا یہ فرمان یاد رکھا ہے: ''مشکوک اور مشتبہ چیز کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو مشتبہ نہ ہو۔''

فائدہ: اور نشہ آور نبیذ وغیرہ سے بڑھ کر کون سی چیز مشتبہ ہو سکتی ہے؟

(المعجم ٥١) - اَلْكَرَاهِيَةُ فِي بَيْعِ الزَّبِيبِ لِمَنْ يَتَّخِذُهُ نَبِيذًا (التحفة ٥١)

باب:۵۱-نشہ آور نبیذ بنانے والے کو منقیٰ بیچنے کی کراہت (ممانعت) کا بیان

٥٧١٥- أَخْبَرَنَا الْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ - وَهُوَ بَاوَرْدِيٌّ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَبِيعَ الزَّبِيبَ لِمَنْ يَتَّخِذُهُ نَبِيذًا.

۵۷۱۵-حضرت طاؤس ناپسند فرماتے تھے کہ اس شخص کو منقیٰ بیچا جائے جو اس سے نشہ آور مشروب تیار کرتا ہے۔

فائدہ: کیونکہ اس میں تعاون علی الاثم، یعنی گناہ پر تعاون ہے اور یہ حرام ہے کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ خصوصاً نشہ آور مشروب کے سلسلے میں تو دس آدمیوں پر لعنت کی گئی ہے جو کسی نہ کسی لحاظ سے اس کاروبار میں ملوث ہوں، خواہ وہ مزدوری ہی کر رہے ہوں۔

(المعجم ٥٢) - اَلْكَرَاهِيَةُ فِي بَيْعِ الْعَصِيرِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۲-انگوروں کا جوس بیچنا منع ہے

٥٧١٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ لِسَعْدٍ كُرُومٌ وَأَعْنَابٌ كَثِيرَةٌ، وَكَانَ لَهُ فِيهَا أَمِينٌ، فَحَمَلَتْ عِنَبًا كَثِيرًا

۵۷۱۶-حضرت مصعب بن سعد سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ (والد محترم) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں انگور کی بہت سی بیلیں اور درخت تھے۔ وہاں انھوں نے ایک شخص کو بطور ذمہ دار ناظم رکھا ہوا تھا۔ ایک سال

٥٧١٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٢١.

٥٧١٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٢٢.

فَكَتَبَ إِلَيْهِ : إِنِّي أَخَافُ عَلَى الْأَعْنَابِ الضَّيْعَةَ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ أَعْصِرَهُ عَصَرْتُهُ؟ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَعْدٌ إِذَا جَاءَكَ كِتَابِي هٰذَا فَاعْتَزِلْ ضَيْعَتِي ، فَوَاللّٰهِ ! لَا أَئْتَمِنُكَ عَلَى شَيْءٍ بَعْدَهُ أَبَدًا ، فَعَزَلَهُ عَنْ ضَيْعَتِهِ .

بہت پھل لگا۔ ناظم نے ان کو لکھا: مجھے خطرہ ہے انگور ضائع ہو جائیں گے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان کا جوس نکال لیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے جواب میں لکھا: جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو میری زمین سے نکل جانا۔ اللہ کی قسم! آج کے بعد میں تجھے کسی معمولی سی چیز کا ذمہ دار بھی نہیں بناؤں گا۔ اور واقعتاً انھوں نے اسے اپنی زمین سے معزول کر دیا۔

فائدہ: انگور کا جوس عموماً شراب اور دیگر نشہ آور مشروب بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جوس نکال کر بیچنا شراب کے بنانے میں تعاون ہے' اس لیے حضرت سعد نے صرف اس تجویز پر اپنے ناظم کو معزول فرما دیا۔ آخر صحابیٔ رسول تھے۔ عشرۂ مبشرہ میں سے تھے۔ حضرت عمر کے منتخب کردہ گورنر تھے۔ وہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ان کے باغ کا پھل شراب بنانے میں استعمال ہو؟ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. البتہ جوس سے کوئی حلال چیز تیار کرنی ہو تو جوس نکالا جا سکتا ہے اور قابل اعتماد لوگوں کو بیچا بھی جا سکتا ہے' مثلاً: طلاء جو نشہ نہ دے۔

٥٧١٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هَارُونَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: بِعْهُ عَصِيرًا مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ طِلَاءً وَلَا يَتَّخِذُهُ خَمْرًا .

۵۷۱۷- حضرت ابن سیرین سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ تو انگوروں کا جوس اس شخص کو بیچ سکتا ہے جو اس سے طلاء بنائے' شراب نہ بنائے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۵۷۱۱، فائدہ: ۴۔

(المعجم ٥٣) - ذِكْرُ مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الطِّلَاءِ وَمَا لَا يَجُوزُ (التحفة ٥٣)

باب: ۵۳- کون سا طلاء پینا جائز اور کون سا ناجائز ہے؟

٥٧١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نُبَاتَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ

۵۷۱۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک گورنر کو لکھا کہ مسلمانوں کو وہ طلاء پینے دو جس میں دو تہائی جوس خشک ہو چکا ہو اور ایک تہائی باقی رہ گیا ہو۔

٥٧١٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٢٣.

٥٧١٨- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٢٤. * نباتة مستور، وفيه علة أخرى.

غَفَلَةَ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلٰى بَعْضِ عُمَّالِهِ أَنِ ارْزُقِ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهُ.

فائدہ: جب انگوروں کا جوس اتنا خشک ہو جائے تو اس میں عموماً نشے کا امکان نہیں رہتا، صرف مٹھاس رہ جاتی ہے لیکن اگر بالفرض اس میں بھی نشہ پیدا ہو جائے تو وہ بھی حرام ہوگا۔

٥٧١٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: قَرَأْتُ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلٰى أَبِي مُوسٰى. أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّهَا قَدِمَتْ عَلَيَّ عِيرٌ مِّنَ الشَّامِ تَحْمِلُ شَرَابًا غَلِيظًا أَسْوَدَ كَطِلَاءِ الْإِبِلِ، وَإِنِّي سَأَلْتُهُمْ عَلٰى كَمْ يَطْبُخُونَهُ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّهُمْ يَطْبُخُونَهُ عَلَى الثُّلُثَيْنِ، ذَهَبَ ثُلُثَاهُ الْأَخْبَثَانِ، ثُلُثٌ بِبَغْيِهِ وَثُلُثٌ بِرِيحِهِ، فَمُرْ مَنْ قِبَلَكَ يَشْرَبُونَهُ.

۵۷۱۹- حضرت عامر بن عبداللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا ہوا خط پڑھا: ”حمد و صلاۃ کے بعد! میرے پاس شام سے ایک تجارتی قافلہ آیا ہے جن کے پاس سیاہ رنگ کا ایک گاڑھا سا مشروب ہے جیسے اونٹوں کو ملنے والی گندھک ہوتی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم اسے کس طرح پکاتے ہو؟ تو انھوں نے مجھے بتایا کہ ہم اسے دو تہائی خشک ہونے تک پکاتے ہیں۔ اس طرح اس کے دو خبیث اجزاء ختم ہو جاتے ہیں، یعنی اس کا نشہ اور اس کی بو۔ (اور باقی خالص اور پاک مٹھاس رہ جاتی ہے۔) لہٰذا تم اپنے علاقے کے لوگوں کو ایسا مشروب پینے دو۔“

فائدہ: یہ وہی طلاء ہے جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جب انگوروں کا جوس آگ پر پکانے سے اتنا خشک ہو جائے تو اس میں نشہ اور بو کا امکان نہیں رہتا۔ اس کو ان لفظوں سے بیان کیا گیا کہ ”ایک تہائی نے اس کا نشہ ختم کر دیا اور دوسری تہائی نے اس کی بو ختم کر دی“ مگر ظاہر الفاظ مراد نہیں۔ واللہ أعلم.

٥٧٢٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۷۲۰- حضرت عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت

٥٧١٩ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٢٦. ※ عامر بن عبدالله مجهول، رأى كتاب عمر، وفيه علة أخرى.

٥٧٢٠ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٢٧. ※ هشام بن حسان عنعن، تقدم، ح: ١٢٨٧.

عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ الْخَطْمِيَّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَمَّا بَعْدُ فَاطْبُخُوا شَرَابَكُمْ حَتَّى يَذْهَبَ مِنْهُ نَصِيبُ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّ لَهُ اثْنَيْنِ وَلَكُمْ وَاحِدٌ.

ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہم کو لکھا: حمد وصلاۃ کے بعد! تم انگور کے جوس کو اتنا پکاؤ کہ اس میں سے شیطان کا حصہ ختم ہو جائے۔ دو حصے اس کے ہیں ایک حصہ تمھارا ہے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط میں استعاراتی زبان استعمال فرمائی ہے۔ شیطان کے حصے سے مقصود نشہ ہے یعنی دو حصے خشک کرو کیونکہ اس سے نشے کا امکان نہیں رہے گا۔

٥٧٢١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْزُقُ النَّاسَ الطِّلَاءَ يَقَعُ فِيهِ الذُّبَابُ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ.

۵۷۲۱- حضرت شعبی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو وہ طلاء پینے دیتے تھے جس میں اگر مکھی گر جاتی تو نکل نہیں سکتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① مقصود یہ ہے کہ وہ خوب گاڑھا ہوتا تھا۔ جتنا زیادہ گاڑھا ہوگا اتنا ہی نشے سے محفوظ ہو گا۔ گویا حرمت کی وجہ تو نشہ ہے۔ نشہ جس چیز میں ہو خواہ وہ طلاء ہی ہو حرام ہے۔ ② مذکورہ بالا چار آثار کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ ایک دوسرے کے مؤید ہونے اور دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہیں۔ اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر محققین نے انھیں صحیح قرار دیا ہے۔

٥٧٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدًا، مَا الشَّرَابُ الَّذِي أَحَلَّهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ؟ قَالَ: اَلَّذِي يُطْبَخُ حَتَّى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقَى ثُلُثُهُ.

۵۷۲۲- حضرت داود سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن مسیّب سے پوچھا وہ کون سا مشروب تھا جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حلال قرار دیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: جسے اتنا پکایا جائے کہ وہ دو تہائی خشک ہو جائے اور ایک تہائی رہ جائے۔

٥٧٢١_[إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٢٨ . ※ مغيرة عنعن.

٥٧٢٢_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٢٥ .

٥٧٢٣- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَشْرَبُ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهُ.

۵۷۲۳-حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا' حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ وہ طلاء پیتے تھے جس میں سے دو تہائی خشک ہو چکا ہوتا اور ایک تہائی باقی رہ گیا ہوتا۔

٥٧٢٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهُ.

۵۷۲۴- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایسا طلاء پیا کرتے تھے جس میں سے دو تہائی خشک ہو چکا ہوتا اور ایک تہائی باقی رہ گیا ہوتا۔

٥٧٢٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسَأَلَهُ أَعْرَابِيٌّ عَنْ شَرَابٍ يُطْبَخُ عَلَى النِّصْفِ؟ فَقَالَ: لَا، حَتَّى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقَى الثُّلُثُ.

۵۷۲۵- حضرت یعلیٰ بن عطاء سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت سعید بن مسیّب سے اس مشروب کے بارے میں پوچھا جو نصف خشک ہو چکا ہو؟ تو میں نے ان کو فرماتے سنا: نہیں حتیٰ کہ دو تہائی خشک ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔

٥٧٢٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَعْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: إِذَا طُبِخَ الطِّلَاءُ عَلَى الثُّلُثِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

۵۷۲۶- حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا: جب طلاء اس طرح پکایا گیا ہو کہ ایک تہائی رہ جائے تو اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

٥٧٢٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۷۲۷- حضرت ابورجاء نے فرمایا کہ میں نے

٥٧٢٣_[إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

٥٧٢٤_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى: ٥٢٣٧، وله شواهد.

٥٧٢٥_[صحيح] والحديث الآتي شاهد له.

٥٧٢٦_[إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

٥٧٢٧_[إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

عَبْدُ اللهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَنِ الطِّلَاءِ الْمُنَصَّفِ؟ فَقَالَ: لَا تَشْرَبْهُ.

حضرت حسن بصری سے اس طلاء کے بارے میں پوچھا جس میں سے نصف خشک ہو چکا ہو؟ تو انھوں نے فرمایا: اسے مت پی۔

٥٧٢٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَمَّا يُطْبَخُ مِنَ الْعَصِيرِ؟ قَالَ: مَا تَطْبُخُهُ حَتّٰى يَذْهَبَ الثُّلُثَانِ وَيَبْقَى الثُّلُثُ.

۵۷۲۸- حضرت بشیر بن مہاجر نے فرمایا کہ میں نے حضرت حسن بصری سے انگوروں کے پکے ہوئے جوس کے بارے میں پوچھا کہ کون سا جائز ہے؟ انھوں نے فرمایا: جسے اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی خشک ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔

٥٧٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ نُوحًا ﷺ نَازَعَهُ الشَّيْطَانُ فِي عُودِ الْكَرْمِ فَقَالَ: هٰذَا لِي، وَقَالَ: هٰذَا لِي، فَاصْطَلَحَا عَلَى أَنَّ لِنُوحٍ ثُلُثَهَا وَلِلشَّيْطَانِ ثُلُثَيْهَا.

۵۷۲۹- حضرت انس بن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے شیطان نے انگور کی بیل کے بارے میں جھگڑا کیا۔ انھوں نے فرمایا: یہ میری ہے۔ شیطان نے کہا: یہ میری ہے۔ آخر دونوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ ایک تہائی حضرت نوح علیہ السلام کی ہوگی اور دو تہائی شیطان کی۔

فائدہ: ممکن ہے یہ جھگڑا اور صلح حقیقتاً ہوئے ہوں اور اس میں کوئی عقلی یا شرعی اشکال نہیں۔ شیطان انبیائے کرام علیہم السلام کی مخالفت کے لیے سامنے آتا رہتا تھا۔ یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ تمثیل ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ انگوروں میں نشہ بھی ہے اور قوت و خوراک بھی۔ نشہ شیطانی چیز ہے اور خوراک وقوت انسانی۔ اگر اسے یعنی اس کے جوس کو پکا کر دو تہائی خشک کر لیا جائے تو باقی ماندہ ایک تہائی خالص قوت اور خوراک رہ جاتی ہے اور نشے سے محفوظ ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کا استعمال جائز ہے۔

٥٧٣٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۵۷۳۰- حضرت عبدالملک بن طفیل جزری سے

٥٧٢٨ـ [إسناده حسن] انفرد به النسائي.

٥٧٢٩ـ [إسناده حسن] انفرد به النسائي.

٥٧٣٠ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٦٠٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٣٤.

عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ طُفَيْلٍ الْجَزَرِيِّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنْ لَّا تَشْرَبُوا مِنَ الطِّلَاءِ حَتَّى يَذْهَبَ ثُلُثَاهُ وَيَبْقَى ثُلُثُهُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ہمیں لکھا کہ طلاء نہ پیو حتیٰ کہ اس میں سے دو تہائی خشک ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔ اور (یاد رکھو!) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (خواہ وہ طلاء ہی ہو۔)

٥٧٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ بُرْدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۵۷۳۱- حضرت مکحول نے کہا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(المعجم ٥٤) - مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الْعَصِيرِ وَمَا لَا يَجُوزُ (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- انگوروں کا جوس کس حال میں پینا جائز ہے اور کس میں ناجائز؟

٥٧٣٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ السَّلَمِيِّ، عَنْ أَبِي ثَابِتٍ الثَّعْلَبِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنِ الْعَصِيرِ؟ فَقَالَ: اِشْرَبْهُ مَا كَانَ طَرِيًّا، قَالَ: إِنِّي طَبَخْتُ شَرَابًا وَفِي نَفْسِي مِنْهُ، قَالَ: أَكُنْتَ شَارِبَهُ قَبْلَ أَنْ تَطْبُخَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَإِنَّ النَّارَ لَا تُحِلُّ شَيْئًا قَدْ حَرُمَ.

۵۷۳۲- حضرت ابو ثابت ثعلبی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا کہ ایک آدمی آیا اور ان سے انگوروں کے جوس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: جب تک وہ تازہ ہو تم پی سکتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک مشروب کو آگ پر پکایا ہے لیکن مجھے اس کے بارے میں اطمینان نہیں۔ انھوں نے فرمایا: کیا اس کو پکانے سے پہلے تو اسے پی سکتا تھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ انھوں نے فرمایا: پھر آگ تو کسی حرام چیز کو حلال نہیں کر سکتی۔

فائدہ: انگوروں کا جوس تازہ ہو تو نشے سے پاک ہوتا ہے، لہٰذا اسے پیا جا سکتا ہے لیکن اگر وہ پرانا ہو جائے تو نشے کا امکان ہوتا ہے، اس لیے وہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر تازہ جوس کو آگ پر پکا کر اتنا خشک کر لیا جائے کہ اس میں نشے کا امکان نہ رہے، مثلاً: طلاء بن جائے تو استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اگر وہ گرم کرنے

٥٧٣١_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٣٥.

٥٧٣٢_[صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٣٨، والحديث الآتي شاهد له. * أبوثابت هو أيمن بن ثابت، وأبو يعفور هذا هو الأصغر، وإسمه عبد الرحمن بن عبيد بن نسطاس الكوفي.

سے قبل پڑا رہے حتیٰ کہ اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو پھر خواہ اسے گرم کر کے طلاء بنا لیا جائے' اس کا استعمال جائز نہیں کیونکہ ایک مرتبہ نشہ پیدا ہونے سے وہ حرام ہو گیا۔ اب آگ اسے حلال نہیں کر سکتی' خواہ آگ پر پکانے سے اس میں سے نشہ ختم بھی ہو جائے کیونکہ حرام چیز کو حلال بنانا بھی ناجائز ہے۔ سائل کا دوسرا سوال اسی کے بارے میں تھا۔

٥٧٣٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: وَاللّٰهِ! مَا تُحِلُّ النَّارُ شَيْئًا وَلَا تُحَرِّمُهُ، قَالَ: ثُمَّ فَسَّرَ لِي قَوْلَهُ لَا تُحِلُّ شَيْئًا لِقَوْلِهِمْ فِي الطِّلَاءِ وَلَا تُحَرِّمُهُ: اَلْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

۵۷۳۳-حضرت عطاء نے بتایا کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ کو فرماتے سنا: اللہ کی قسم! آگ نہ کسی چیز کو حلال کر سکتی ہے نہ حرام۔ پھر حضرت عطاء نے اس قول کی تفسیر بیان کی کہ لوگ کہتے ہیں' نشہ آور مشروب کو آگ پر پکا کر طلاء بنا لیا جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے (حالانکہ یہ ممکن نہیں)۔ آگ کسی چیز کو حلال نہیں کر سکتی۔ اسی طرح حرام بھی نہیں کر سکتی۔ جس طرح آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو کرنے کا مسئلہ ہے۔

فائدہ: ''حرام بھی نہیں کر سکتی'' یعنی صرف آگ پر پکنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہو جائے گی الا یہ کہ اس میں نشہ ہو یا وہ پہلے سے حرام ہو جیسے کوئی حلال چیز آگ پر پکائی جائے تو اس کو کھانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا بلکہ حلال چیز حلال ہی رہے گی اور وضو بھی قائم رہے گا۔

٥٧٣٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: اِشْرَبِ الْعَصِيرَ مَا لَمْ يُزْبِدْ.

۵۷۳۴- حضرت سعید بن میبّب نے فرمایا کہ انگوروں کا جوس اس وقت تک پی سکتے ہو جب تک اس میں جھاگ پیدا نہ ہو۔

فائدہ: جھاگ پیدا ہونا تغیر پر دلالت کرتا ہے اور یہ نشے کی علامت ہے' لہٰذا انگوروں کا جوس اتنا پرانا ہو جائے کہ اس میں جوش یا جھاگ پیدا ہو جائے تو اس کا استعمال حرام ہو جاتا ہے' البتہ آگ پر گرم کرنے سے جوش یا جھاگ پیدا ہو تو کوئی حرج نہیں کہ وہ نشے کی بنا پر نہیں بلکہ آگ کی وجہ سے ہے۔

٥٧٣٣ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٣٩.

٥٧٣٤ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٠.

٥٧٣٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَائِذٍ الْأَسَدِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْعَصِيرِ؟ قَالَ: إِشْرَبْهُ حَتَّى يَغْلِيَ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ.

۵۷۳۵-حضرت ہشام بن عائذ اسدی سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم (نخعی) سے انگوروں کے جوس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: جب تک اس میں جوش اور تغیر رونما نہ ہو تو اسے پی سکتا ہے۔

فائدہ: یہ حکم صرف انگوروں کے جوس سے خاص نہیں بلکہ ہر جوس کا یہی حکم ہے۔ یا اس میں حفاظتی اجزاء شامل کیے جائیں مثلاً: سکوائش جو سرکے کی طرح تلخ ہو جاتا ہے لیکن مخصوص دوائی کی وجہ سے اس میں جوش اور تغیر رونما نہیں ہوتا اور نشہ پیدا نہیں ہوتا لہٰذا سکوائش کسی بھی پھل کا ہو اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

٥٧٣٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، فِي الْعَصِيرِ قَالَ: إِشْرَبْهُ حَتَّى يَغْلِيَ.

۵۷۳۶-حضرت عطاء نے انگوروں کے جوس کے بارے میں فرمایا: جوش اور جھاگ پیدا ہونے سے پہلے اسے پی سکتے ہو۔

٥٧٣٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: إِشْرَبْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا أَنْ يَغْلِيَ.

۵۷۳۷-حضرت شعبی نے فرمایا: جوس کو تین دن تک بھی پیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں جوش اور جھاگ پیدا نہ ہو۔

(المعجم ٥٦) - ذِكْرُ مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الْأَنْبِذَةِ وَمَا لَا يَجُوزُ (التحفة ٥٥)

باب:۵۶-کون سی نبیذ پینیں جائز ہیں اور کون سی ناجائز؟

٥٧٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۵۷۳۸-حضرت فیروز دیلمی ﷺ سے روایت ہے

٥٧٣٥_[إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤١.

٥٧٣٦_[إسناده حسن] أخرجه أحمد في الأشربة: (٨٣) من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٢.

٥٧٣٧_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٣.

٥٧٣٨_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في صفة النبيذ، ح: ٣٧١٠ من حديث يحيى بن أبي عمر السيباني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٤.

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ فَيْرُوزَ قَالَ : قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ : يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا أَصْحَابُ كَرْمٍ وَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَحْرِيمَ الْخَمْرِ فَمَاذَا نَصْنَعُ؟ قَالَ : «تَتَّخِذُونَهُ زَبِيبًا» قُلْتُ : فَنَصْنَعُ بِالزَّبِيبِ مَاذَا؟ قَالَ : «تَنْقَعُونَهُ عَلَى غَدَائِكُمْ وَتَشْرَبُونَهُ عَلَى عَشَائِكُمْ، وَتَنْقَعُونَهُ عَلَى عَشَائِكُمْ وَتَشْرَبُونَهُ عَلَى غَدَائِكُمْ» قُلْتُ : أَفَلَا نُؤَخِّرُهُ حَتَّى يَشْتَدَّ؟ قَالَ : «لَا تَجْعَلُوهُ فِي الْقُلَلِ، وَاجْعَلُوهُ فِي الشِّنَانِ. فَإِنَّهُ إِنْ تَأَخَّرَ صَارَ خَلًّا».

انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارے علاقے میں انگور بہت ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرما دیا ہے۔ ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”تم اسے منقیٰ بنالو۔“ میں نے عرض کی: منقیٰ کو ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”تم صبح کے وقت اسے پانی میں بھگو دیا کرو اور شام کے وقت پی لیا کرو۔ اسی طرح شام کے وقت اسے بھگو دیا کرو اور صبح کے وقت پی لیا کرو۔“ میں نے کہا: ہم اس کو زیادہ دیر تک نہ پڑا رہنے دیں کہ وہ گاڑھا ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ”مٹکوں میں ڈال کر نہ رکھو بلکہ چمڑے کے مشکیزوں میں رکھو کیونکہ ان میں زیادہ دیر بھی پڑا رہا تو سرکہ بن جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① حدیث سے چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صبح اور شام کے کھانے کے ساتھ نبیذ وغیرہ پینا یا کوئی دوسری ”ڈش“ استعمال کرنا شرعاً جائز ہے۔ یہ اسراف میں شامل نہیں۔ ③ ”ہم کیا کریں؟“ مقصد یہ تھا کہ انگور زیادہ دیر تک رکھے نہیں جا سکتے، خراب ہو جاتے ہیں۔ فوراً اتنے انگور کھائے بھی نہیں جا سکتے۔ شراب بنانے سے روک دیا گیا ورنہ ہم ان سے شراب تیار کر کے رکھ لیتے اور بیچتے رہتے۔ گویا معاشی مشکل کی طرف اشارہ کیا کہ اس طرح ہماری فصل ضائع ہو جائے گی تو آپ نے یہ حل تجویز فرمایا کہ انگوروں کو خشک کر کے منقیٰ بنالو۔ پھر جب تک چاہو، کھاؤ۔ جب چاہو، بیچو۔ ④ ”منقیٰ کو ہم کیا کریں؟“ اس سوال کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے لیے کھانے کے علاوہ اس کا اور کون سا استعمال جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: اس سے نبیذ تیار کر کے پی سکتے ہو لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ اس میں نشہ پیدا نہ ہو۔ ⑤ ”سرکہ بن جائے گا“ یہ علت ہے مٹکے میں نبیذ نہ بنانے کی کہ مٹکے میں نبیذ زیادہ دیر تک پڑا رہا تو اس میں نشہ پیدا ہو جائے گا اور وہ حرام ہو جائے گا جبکہ مشکیزے میں دیر تک پڑا بھی رہا تو زیادہ سے زیادہ ترش ہو جائے گا اور سرکہ بن جائے گا، یعنی سرکے کی طرح استعمال ہو سکے گا۔ نشہ پیدا نہ ہوگا، لہٰذا وہ ضائع نہیں ہوگا۔

٥٧٣٩- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوعُمَيْرِ بْنُ النَّحَّاسِ عَنْ ضَمْرَةَ، عَنِ [السَّيْبَانِيِّ] عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لَنَا أَعْنَابًا فَمَاذَا نَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: «زَبِّبُوهَا» قُلْنَا: فَمَا نَصْنَعُ بِالزَّبِيبِ؟ قَالَ: يَعْنِي «اِنْبِذُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ فِي الشِّنَانِ وَلَا تَنْبِذُوهُ فِي الْقِلَالِ، فَإِنَّهُ إِنْ تَأَخَّرَ صَارَ خَلًّا».

٥٧٣٩- حضرت دیلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں انگور بہت ہوتے ہیں، ہم ان کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''ان کو منقیٰ بنا لو۔'' ہم نے کہا: پھر منقیٰ کو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''صبح کے وقت نبیذ بنا لیا کرو اور شام کے کھانے کے ساتھ پی لیا کرو۔ اسی طرح شام کے وقت نبیذ بنا کر صبح کے کھانے کے ساتھ پی لیا کرو۔ لیکن نبیذ چمڑے کے مشکیزوں میں بناؤ۔ مٹکوں میں نہ بناؤ کیونکہ مشکیزوں میں اگر وہ دیر تک بھی پڑا رہا تو وہ سرکہ بن جائے گا۔''

٥٧٤٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُطِيعٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَشْرَبُهُ مِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ، فَإِذَا كَانَ مَسَاءُ الثَّالِثَةِ فَإِنْ بَقِيَ فِي الْإِنَاءِ شَيْءٌ لَمْ يَشْرَبُوهُ أُهْرِيقَ.

٥٧٤٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نبیذ بنایا جاتا تھا۔ آپ اسے اگلے دن یا اس سے اگلے دن پی لیتے تھے۔ جب تیسری رات کی شام ہو جاتی تو اگر برتن میں کچھ بچ رہتا جو ابھی تک پیا نہ جا سکا ہوتا تو اسے بہا دیا جاتا۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ایک دن رات کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ گرمی کے موسم میں جب اس کے نشہ آور ہو جانے کا خطرہ ہوتا تھا تو صرف ایک دن رات پر اکتفا فرماتے ہوں گے اور سردیوں وغیرہ میں دو دن یا تین دن تک پی لیتے ہوں گے، نیز یہ نبیذ چمڑے کے مشکیزے میں بنایا جاتا تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

٥٧٣٩ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٥.

٥٧٤٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٦، صوابه: أخبرنا أبوداود الحراني قال: حدثنا يعلى بن عبيد قال: حدثنا مطيع (الغزالي) عن أبي عثمان به . . . الخ، والصواب عن أبي عمر بدل عن أبي عثمان، وهو يحيى بن عبيد البهراني، والحديث في صحيح مسلم كما سيأتي، ح: ٥٧٤٢.

کی روایت میں صراحت ہے' اس لیے زیادہ دیر رہنے سے بھی نشے کا خطرہ نہیں ہوتا تھا بلکہ زیادہ سے زیادہ وہ ترش ہوسکتا تھا' لہٰذا دونوں روایات درست ہیں۔ مقصود نشے سے بچاؤ ہے۔

٥٧٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ الْبَهْرَانِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ.

۵۷۴۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے منقیٰ پانی میں بھگویا جاتا تو آپ اسے اس دن' اگلے دن اور اس سے اگلے دن پی لیا کرتے تھے۔

فائدہ: ''پی لیا کرتے تھے'' بشرطیکہ نشے کا خطرہ پیدا نہ ہو۔ جب نشے کا خطرہ ہوتا تو اسے بہا دیتے۔

٥٧٤٢- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ [يَحْيَى ابْنِ أَبِي عَمْرٍو]، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنْبَذُ لَهُ نَبِيذُ الزَّبِيبِ مِنَ اللَّيْلِ فَيَجْعَلُهُ فِي سِقَاءٍ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ، فَإِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ الثَّالِثَةِ سَقَاهُ أَوْ شَرِبَهُ، فَإِنْ أَصْبَحَ مِنْهُ شَيْئًا أَهْرَاقَهُ.

۵۷۴۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے منقیٰ کی نبیذ رات کو بنائی جاتی۔ آپ اسے مشکیزے میں بناتے۔ پھر اس دن' اگلے دن اور اس سے اگلے دن تک اسے پیتے رہتے۔ جب تیسری رات ہوتی تو اسے پی لیتے یا کسی کو پلا دیتے اور اگر صبح تک کچھ بچ رہتی تو اسے بہا دیتے۔

فائدہ: رات کے وقت اگر منقیٰ پانی میں بھگویا جائے تو دن کے وقت وہ نبیذ بنتی ہے۔ اس سے پہلے تو پھل الگ ہوتا ہے اور پانی الگ۔ دن کے وقت منقیٰ کو پانی میں مل کر پھر کپڑے سے نچوڑ کر نبیذ تیار ہوتی ہے' لہٰذا پہلی رات کو شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس کے بعد مزید دو دن اور دو رات تک اس کو رکھ کر پیا جاتا تھا۔ تیسری رات شروع ہونے پر یا تو اسے پی لیتے تھے یا اگر بچ رہتی تو بہا دیتے۔ گویا مجموعی طور پر نبیذ تین دن اور دو رات تک پی جاسکتی ہے۔

٥٧٤١_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٧.

٥٧٤٢_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٤/ ٨٢ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٤٨.

٥٧٤٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ فِي سِقَاءِ الزَّبِيبِ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَيُنْبَذُ لَهُ عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً، وَكَانَ يَغْسِلُ الْأَسْقِيَةَ وَلَا يَجْعَلُ فِيهَا دُرْدِيًّا وَلَا شَيْئًا قَالَ نَافِعٌ: فَكُنَّا نَشْرَبُهُ مِثْلَ الْعَسَلِ.

۵۷۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق روایت ہے کہ ان کے لیے صبح کے وقت مشکیزے میں منقیٰ بھگویا جاتا تو وہ اسے رات کو پی لیتے اور شام کے وقت بھگویا جاتا تو دن کو پی لیتے۔ آپ مشکیزوں کو اچھی طرح دھویا کرتے تھے اور تلچھٹ وغیرہ کوئی چیز اس میں نہیں ڈالتے تھے۔ حضرت نافع (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ اور شاگرد) نے فرمایا کہ ہم اس نبیذ کو پیتے تھے تو وہ شہد جیسی ہوتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① ''تلچھٹ وغیرہ'' یعنی سابقہ نبیذ کے میل کچیل کو دھو ڈالتے تھے اور نئی نبیذ میں اسے شامل نہیں کرتے تھے کیونکہ اس میں زیادہ دیر پڑے رہنے کی وجہ سے نشے کا امکان ہو سکتا تھا جبکہ نشہ پسند حضرات تو اسے خصوصاً شامل رکھتے ہیں تاکہ اچھی طرح تیزی آئے۔ ② ''شہد جیسی'' یعنی خالص میٹھی ہوتی تھی۔ اس میں کوئی ترشی نہیں ہوتی تھی۔ ظاہر ہے ایک رات یا ایک دن میں ترشی پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں ہوتا اگرچہ مطلق ترشی نبیذ کو حرام نہیں کرتی جب نشہ نہ ہو' آخر سرکہ بھی تو ترش ہی ہوتا ہے۔ اور وہ بالاتفاق حلال و جائز ہے۔

٥٧٤٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ بَسَّامٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيذِ؟ قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُنْبَذُ لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً، وَيُنْبَذُ لَهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ مِنَ اللَّيْلِ.

۵۷۴۴- حضرت بسام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر (باقر) رحمہ اللہ سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: والد (محترم) حضرت علی بن حسین (زین العابدین) رحمہ اللہ کے لیے رات کے وقت نبیذ بنائی جاتی تو اسے دن کو پی لیتے اور دن کے وقت بنائی جاتی تو رات کو پی لیتے۔

٥٧٤٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ سُئِلَ عَنِ

۵۷۴۵- حضرت عبداللہ (بن مبارک) نے فرمایا کہ حضرت سفیان (ثوری) سے نبیذ کے بارے میں

٥٧٤٣_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٢٥٠.

٥٧٤٤_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٢٥١.

٥٧٤٥_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٢٥٢.

النَّبِيذِ؟ قَالَ : إِنْتَبِذْ عَشِيًّا وَّاشْرَبْهُ غُدْوَةً .

پوچھا گیا تو میں نے انھیں فرماتے سنا کہ رات کو نبیذ بنا اور صبح پی لے۔

فائدہ: یعنی ایک دن رات سے زائد نہ رکھے۔ رات کی بنی ہوئی نبیذ دن کو کسی وقت بھی پی جا سکتی ہے۔ اور اگر موسم ساتھ دے، یعنی نشے کا امکان نہ ہو تو اس سے زائد بھی رکھی جا سکتی ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔

٥٧٤٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ : أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ أَرْسَلَتْ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ ، فَحَدَّثَهَا عَنِ النَّضْرِ ابْنِهِ أَنَّهُ كَانَ يَنْبِذُ فِي جَرٍّ يَنْبِذُ غُدْوَةً وَيَشْرَبُهُ عَشِيَّةً .

۵۷۴۶- حضرت ام الفضل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور مٹکے کی نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اسے اپنے بیٹے نضر کے بارے میں بیان فرمایا کہ وہ مٹکے میں نبیذ بناتا ہے۔ صبح نبیذ بناتا ہے تو شام کو پی لیتا ہے۔

٥٧٤٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ : أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ نَطْلَ النَّبِيذِ فِي النَّبِيذِ لِيَشْتَدَّ بِالنَّطْلِ .

۵۷۴۷- حضرت سعید بن مسیّب کے بارے میں روایت ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ سابقہ نبیذ کی تلچھٹ کو نئی نبیذ میں شامل کیا جائے تاکہ اس میں تیزی پیدا ہو۔

فائدہ: اس بات کی تفصیل حدیث: ۵۷۴۳ میں بیان ہو چکی ہے کہ بعض لوگ اوپر سے نبیذ کو نتھار لیتے تھے اور پیندے میں بچ رہنے والی تلچھٹ کو اسی طرح رہنے دیتے۔ اوپر سے نئی نبیذ ڈال دیتے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ نبیذ میں تیزی پیدا ہو جائے۔ ظاہر ہے پرانی تلچھٹ میں نشے کا امکان ہوتا ہے، اس لیے یہ طریقہ غلط ہے۔ شرعی مقاصد کے خلاف ہے، خصوصاً جب کہ یہ عمل بار بار دہرایا جائے۔

٥٧٤٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ فِي النَّبِيذِ :

۵۷۴۸- حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا: نبیذ میں تلچھٹ شامل کی جائے تو وہ شراب بن جاتی ہے۔

٥٧٤٦ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٣ . ※ أبوعثمان مجهول الحال .

٥٧٤٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى . ح: ٥٢٥٤ . وله شواهد .

٥٧٤٨ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٥ ؛ وله شواهد .

خَمْرُهُ دُرْدِيُّهُ .

فائدہ: ”شراب بن جاتی ہے“ یعنی اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا حکم شراب کا سا ہو جاتا ہے یعنی اسے پینا حرام ہو جاتا ہے کیونکہ شرعی طور پر نشہ آور مشروب اور شراب کا حکم ایک ہے۔

٥٧٤٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَتِ الْخَمْرُ لِأَنَّهَا تُرِكَتْ حَتَّى مَضٰى صَفْوُهَا وَبَقِيَ كَدَرُهَا، وَكَانَ يَكْرَهُ كُلَّ شَيْءٍ يُنْبَذُ عَلٰى عَكَرٍ .

۵۷۴۹- حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا: شراب کو شراب اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسے رکھا جاتا ہے حتیٰ کہ جب صاف صاف (جوس) ختم ہو جاتا ہے اور نیچے میل کچیل اور تلچھٹ باقی رہ جاتی ہے (تو اسے استعمال کیا جاتا ہے (اس لیے) وہ ہر اس نبیذ کو ناپسند فرماتے تھے جس میں تلچھٹ شامل کی جائے۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ شراب میں بھی نشہ اس تلچھٹ کی بنا پر ہوتا ہے جو نیچے رہ جاتی ہے۔ اور صاف مشروب خشک ہو جاتا ہے۔ اگر نبیذ کی تلچھٹ کو دوسری نبیذ میں شامل کر دیا جائے تو اس میں اور شراب میں کیا فرق رہے گا؟ اس میں بھی نشہ پیدا ہو جائے گا۔ گویا حضرت سعید بن مسیّب شراب کی وجہ تسمیہ بیان نہیں فرما رہے بلکہ شراب کی حقیقت بیان فرما رہے ہیں کہ اسے نشے کی بنا پر شراب کہا جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٧) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ فِي النَّبِيذِ (التحفة ٥٥)- ألف

باب: ۵۷- نبیذ کی بابت ابراہیم نخعی پر اختلاف کا بیان

٥٧٥٠- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ مَنْ شَرِبَ شَرَابًا فَسَكِرَ مِنْهُ، لَمْ يَصْلُحْ لَهُ أَنْ يَعُودَ فِيهِ .

۵۷۵۰- حضرت ابراہیم (نخعی) نے فرمایا: سلف کا مسلک یہ تھا کہ جو شخص کوئی مشروب پیے اور اسے نشہ محسوس ہو تو اس کے لیے اسے دوبارہ پینا جائز نہیں۔

٥٧٤٩_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٦ .

٥٧٥٠_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٥٧ .

فائدہ: گویا حضرت ابراہیم نخعی کسی بھی نشہ آور مشروب کو پینا جائز نہیں سمجھتے تھے، نہ قلیل نہ کثیر۔ اور انھوں نے یہ مسلک سلف سے نقل فرمایا ہے۔ سلف سے مراد صحابہ اور کبار تابعین ہیں۔

٥٧٥١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: لَابَأْسَ بِنَبِيذِ الْبُخْتُجِ.

۵۷۵۱- حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ پختہ نبیذ (شیرے) میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: ''پختہ'' عربی میں لفظ بختج استعمال ہوا ہے جو کہ دراصل پختہ کا ہی عربی تلفظ ہے۔ اس سے مراد وہ نبیذ ہے جسے آگ پر پکا کر تیار کیا جائے' مثلاً: طلاء جس کی تفسیر پیچھے گزر چکی ہے۔ لیکن اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس میں نشہ نہ پایا جائے۔ (دیکھیے' احادیث: ۵۷۱۸ - ۵۷۳۰)

٥٧٥٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي مِسْكِينٍ قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ قُلْتُ: إِنَّا نَأْخُذُ دُرْدِيَّ الْخَمْرِ أَوِ الطِّلَاءَ فَنُنَظِّفُهُ، ثُمَّ نَنْقَعُ فِيهِ الزَّبِيبَ ثَلَاثًا، ثُمَّ نُصَفِّيهِ، ثُمَّ نَدَعُهُ حَتَّى يَبْلُغَ فَنَشْرَبُهُ قَالَ: يُكْرَهُ.

۵۷۵۲- حضرت ابو مسکین سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے پوچھا کہ ہم شراب یا طلاء کی باقی ماندہ تلچھٹ کو لے کر اسے صاف کرتے ہیں' پھر اس میں منقیٰ بھگو کر تین دن تک پڑا رہنے دیتے ہیں' پھر اسے صاف کر کے رکھ چھوڑتے ہیں حتیٰ کہ وہ تیار ہو جاتی ہے' پھر ہم اسے پی لیتے ہیں۔ (کیا یہ درست ہے؟) انھوں نے کہا کہ مکروہ اور ناجائز ہے۔

فائدہ: مکروہ دو قسم کا ہوتا ہے: مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی۔ مکروہ تحریمی حرام کی طرح ہی ہوتا ہے۔ اگر یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہو تو یہ صحیح ہے اور حضرت ابراہیم کے سابقہ اقوال کے مطابق ہے۔ اسی معنی کو ترجیح ہونی چاہیے کیونکہ شراب کی تلچھٹ بھی شراب کی طرح حرام ہے۔ اس میں بھی شراب کے اثرات ہوتے ہیں' لہٰذا جس نبیذ میں وہ شامل ہوگی' وہ بھی حرام ہوگی کیونکہ شراب کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔ اور اگر اس سے مکروہ

٥٧٥١- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٥٨. * سفيان الثوري وشيخه عنعنا، وأبومعشر لعله زياد بن كليب.

٥٧٥٢- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٥٩. * أبومسكين مستور الحال.

تنزیہی مراد ہو کہ اس سے پرہیز بہتر ہے تو پھر یہ احناف کے مشہور قول کے مطابق ہوگا کہ شراب کے علاوہ دیگر نشہ آور مشروب نشے سے کم استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

٥٧٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ: رَحِمَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ، شَدَّدَ النَّاسُ فِي النَّبِيذِ وَرَخَّصَ فِيهِ.

۵۷۵۳- حضرت ابن شبرمہ نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم (نخعی) پر رحم فرمائے کہ لوگوں نے (نشہ آور) نبیذ کے بارے میں سختی کی ہے مگر حضرت ابراہیم نے اس کے پینے کی رخصت دی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت سے (سابقہ روایات کے برعکس) یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی کا مسلک عام نشہ آور شراب کے بارے میں عام احناف والا تھا کہ اسے نشے سے کم کم پینا جائز ہے مگر یاد رہے کہ اس روایت کے ناقل وہی ابن شبرمہ ہیں جنھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی مفہوم کی روایت بیان کی ہے۔ (دیکھیے، روایت: ۵۶۸۹) جسے امام نسائی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے، لہٰذا اس روایت کو بھی معتبر نہیں قرار دیا جا سکتا، خصوصاً جب کہ سختی کرنے والے لوگ صحابہ اور تابعین ہیں۔ اور صحیح احادیث بھی ان کے ساتھ ہیں۔ اور اگر حضرت ابراہیم نشہ آور نبیذ کو تھوڑی مقدار میں پینا جائز سمجھتے تھے (جیسا کہ آئندہ روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے) تو ان کی بات صحابہ اور جمہور تابعین کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی خصوصاً جب کہ صحیح احادیث بھی اس قول کے خلاف ہیں۔ تفصیلات گزشتہ صفحات میں ذکر ہو چکی ہیں۔ ② ''رحم فرمائے'' یہ الفاظ بطور افسوس ہیں نہ کہ بطور تحسین کیونکہ حضرت ابن شبرمہ خود ایسے مشروب کو جائز نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۵۷۶۱)

٥٧٥٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ: مَا وَجَدْتُ الرُّخْصَةَ فِي الْمُسْكِرِ عَنْ أَحَدٍ صَحِيحًا إِلَّا عَنْ إِبْرَاهِيمَ.

۵۷۵۴- حضرت ابو اسامہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ میں نے ابراہیم نخعی کے علاوہ کسی (صحابی یا تابعی) سے نشہ آور نبیذ کے پینے کی رخصت صحیح سند کے ساتھ نہیں پائی۔

فائدہ: گویا اس مسئلے میں حضرت ابراہیم نخعی منفرد ہیں۔ تمام صحابہ و تابعین ہر نشہ آور مشروب کو مطلقاً ممنوع قرار دیتے ہیں جب کہ ابراہیم نخعی نے قلیل کی اجازت دی ہے۔ اسی سے ان کے قول کی وقعت اور حیثیت

٥٧٥٣- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦٠. * جرير هو ابن عبدالحميد.

٥٧٥٤- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦١.

معلوم ہو جاتی ہے۔ صحابہ کے اجماع کی مخالفت کوئی معمولی بات نہیں۔ اگر کوئی جان بوجھ کر کرے تو قرآن مجید میں اس کے لیے بڑے سخت الفاظ آئے ہیں۔ اللہ بچائے!

٥٧٥٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُسَامَةَ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَطْلَبَ لِلْعِلْمِ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، الشَّامَاتِ وَمِصْرَ وَالْيَمَنَ وَالْحِجَازَ.

۵۷۵۵-حضرت ابو اسامہ نے فرمایا کہ میں نے شام کے تمام علاقوں: مصر' یمن اور حجاز میں کوئی شخص حضرت عبداللہ بن مبارک سے بڑھ کر علم کا طالب نہیں پایا۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی جلالت قدر اور علمی وجاہت کو بیان کرنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی مندرجہ بالا بات کو غیر محقق نہ سمجھا جائے۔ وہ بہت بڑے محقق عالم تھے۔ اور ان کی یہ بات سو فیصد صحیح ہے کہ سوائے حضرت ابراہیم نخعی کے کسی صحابی' تابعی سے نشہ آور نبیذ کی رخصت صحیح سند کے ساتھ نہیں آتی' لہٰذا یہ ان کی ''بہت بڑی'' غلطی ہے...... رحمہ اللہ...... ② ''شام کے علاقے میں'' عربی میں اس کے لیے لفظ شامات استعمال کیا گیا ہے' یعنی شام کی جمع جبکہ باقی علاقے مفرد ہیں کیونکہ شام بہت وسیع صوبہ تھا جس میں بہت سے علاقے پائے جاتے تھے۔

(المعجم ٥٨) - ذِكْرُ الْأَشْرِبَةِ الْمُبَاحَةِ (التحفة ٥٦)

باب: ۵۸- مباح اور جائز مشروبات کا بیان

٥٧٥٦- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ قَدَحٌ مِنْ عَيْدَانٍ فَقَالَتْ: سَقَيْتُ فِيهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُلَّ الشَّرَابِ: اَلْمَاءَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَالنَّبِيذَ.

۵۷۵۶-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: (میری والدہ محترمہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس کے بارے میں وہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے اس پیالے میں رسول اللہ ﷺ کو ہر قسم کا مشروب پلایا ہے: پانی بھی' شہد بھی' دودھ بھی اور نبیذ بھی۔

فوائد ومسائل: ① پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رشتہ داری کی وجہ سے اکثر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور

٥٧٥٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦٢.

٥٧٥٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦٣.

ان کی ہمشیرہ حضرت ام حرام ؓ کے گھروں میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس طرح انھیں رسول اللہ ﷺ فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي وَ نَفْسِي وَرُوحِي کی خدمت اور خاطر تواضع کے مواقع حاصل ہوتے رہتے تھے۔ کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ! ② یاد رہے کہ یہاں نبیذ سے مراد تازہ نبیذ ہے جو نشے سے کوسوں دور ہوتی تھی۔

٥٧٥٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ ذَرِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيذِ؟ فَقَالَ: اِشْرَبِ الْمَاءَ وَاشْرَبِ الْعَسَلَ وَاشْرَبِ السَّوِيقَ وَاشْرَبِ اللَّبَنَ الَّذِي نُجِعْتَ بِهِ، فَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ: اَلْخَمْرَ تُرِيدُ؟ اَلْخَمْرَ تُرِيدُ؟.

٥٧٥٧- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: پانی پی، شہد پی، ستو پی اور دودھ پی جس کے ساتھ تیری پرورش ہوئی تھی۔ میں نے دوبارہ سوال کیا تو (غصے سے) فرمانے لگے: تو شراب پینا چاہتا ہے؟ تو شراب پینا چاہتا ہے؟

فوائد و مسائل: ① حضرت ابی بن کعب ؓ کا مقصود یہ تھا کہ نبیذ ہر قسم کی ہوتی ہے: نشہ آور بھی اور سادہ بھی۔ اگر میں تجھے کہہ دوں کہ نبیذ پیا کر تو خطرہ ہے کہ تو نشہ آور نہ پینے لگے کیونکہ بسا اوقات معمولی نشہ محسوس نہیں ہوتا۔ لوگ بھی تَسَاهُل برت لیتے ہیں، لہٰذا عام آدمی کے لیے اس سے پرہیز ہی بہتر ہے۔ حضرت ابی بن کعب ؓ نشہ آور نبیذ کو شراب ہی سمجھتے تھے اور یہی صحیح ہے۔ ② محقق کتاب سفیان ثوری ؒ کے عنعنہ کی وجہ سے حدیث کو مطلق ضعیف قرار دیتے ہیں جبکہ دیگر محققین کے نزدیک ان کی عنعنہ والی روایت بھی صحیح ہوتی ہے کیونکہ وہ قلیل التدلیس تھے، نیز جبکہ ان سے مروی اس قسم کی احادیث سے دیگر احادیث کی مخالفت بھی نہ ہوتی ہو، اس لیے جن روایات کو انھوں نے سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے ہمارے نزدیک وہ روایات صحیح ہیں۔

٥٧٥٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ،

٥٧٥٨- حضرت (عبداللہ) ابن مسعود ؓ نے فرمایا: اب لوگوں نے کئی قسم کے مشروب ایجاد کر لیے ہیں۔ میں نہیں جانتا، وہ کیا اور کیسے ہیں؟ بیس یا چالیس

٥٧٥٧- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٦٤. * سفيان الثوري عنعن.

٥٧٥٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٦٥. * محمد هو ابن سيرين.

عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَحْدَثَ النَّاسُ أَشْرِبَةً مَا أَدْرِي مَا هِيَ؟ فَمَا لِي شَرَابٌ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً، أَوْ قَالَ: أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلَّا الْمَاءُ وَالسَّوِيقُ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيذَ.

سال ہو گئے ہیں کہ میں نے پانی یا ستو کے علاوہ کوئی اور مشروب نہیں پیا۔ انھوں نے نبیذ کا ذکر نہیں فرمایا۔

٥٧٥٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبِيدَةَ قَالَ: أَحْدَثَ النَّاسُ أَشْرِبَةً مَا أَدْرِي مَا هِيَ؟ وَمَا لِي شَرَابٌ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً إِلَّا الْمَاءُ وَاللَّبَنُ وَالْعَسَلُ.

٥٧٥٩- حضرت عبیدہ (سلمانی) نے فرمایا کہ لوگوں نے بے شمار مشروب بنا لیے ہیں۔ میں نہیں جانتا' وہ کون کون سے اور کیسے ہیں؟ میری حالت تو یہ ہے کہ بیس سال گزر چکے ہیں کہ میرے پاس پانی' دودھ اور شہد کے علاوہ کوئی اور مشروب نہیں ہوتا۔

فائدہ: کوئی بعید نہیں کہ دونوں بزرگوں نے اپنا اپنا معمول بتلایا ہو کہ ہم نے کبھی کوئی مشکوک مشروب پیا ہی نہیں اور ممکن ہے کہ امام صاحب کا مقصود دو روایات ذکر کرنے سے یہ ہو کہ بعض راویوں نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بتلایا ہے اور بعض نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ کا۔ واللہ أعلم.

٥٧٦٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ: قَالَ طَلْحَةُ لِأَهْلِ الْكُوفَةِ فِي النَّبِيذِ: فِتْنَةٌ يَرْبُو فِيهَا الصَّغِيرُ وَيَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا كَانَ فِيهِمْ عُرْسٌ كَانَ طَلْحَةُ وَزُبَيْدٌ يَسْقِيَانِ اللَّبَنَ وَالْعَسَلَ، فَقِيلَ لِطَلْحَةَ: أَلَا تَسْقِيهِمُ النَّبِيذَ؟ قَالَ: إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْكَرَ مُسْلِمٌ فِي سَبَبِي.

٥٧٦٠- حضرت ابن شبرمہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبیذ کے بارے میں کوفے والوں سے فرمایا کہ یہ ایسا فتنہ ہے جس میں تمھارے چھوٹے پرورش پاتے ہیں اور تمھارے بڑے اسے پیتے پیتے کھوسٹ بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ اور جب کوئی شادی ہوتی تو حضرات طلحہ و زبید رضی اللہ عنہما لوگوں کو دودھ اور شہد پلایا کرتے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کو نبیذ کیوں نہیں پلاتے؟ انھوں نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے کوئی مسلمان نشے

٥٧٥٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٦٦.

٥٧٦٠- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٢٦٧.

میں آئے۔

فوائد و مسائل: ① ''فتنہ ہے'' مقصود یہ ہے کہ اہل کوفہ نبیذ پر بہت فریفتہ ہیں۔ کیا بچے' کیا بوڑھے سب اسے پیتے ہیں۔ اور بے تحاشا پیتے ہیں حتیٰ کہ مسکر اور غیر مسکر کا فرق بھی روا نہیں رکھتے۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نبیذ میں فائدہ بھی ہے' نقصان بھی۔ نوجوان اور بچوں کے لیے تو مفید ہے کہ اس سے ان کی نشوونما ہوتی ہے اور قوت میں اضافہ ہوتا ہے مگر بڑی عمر کے آدمی کے لیے یہ مضر ہے کیونکہ اس سے وہ جلدی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بڑھاپے میں اضافہ ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ کھوسٹ بوڑھا بن جاتا ہے۔ چونکہ اس میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی' لہٰذا اسے فتنہ کہا گیا۔ ② ''نشے میں آئے'' کیونکہ نبیذ میں نشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے پینے سے پہلے نشے کا پتہ نہ چلے۔ پینے کے بعد معلوم ہو کہ اس میں نشہ پیدا ہو چکا تھا۔ اس طرح انجانے میں نشے کا استعمال ہو جائے گا۔ اس کی بجائے وہ مشروب پیے جائیں جن میں نشے کا امکان ہی نہ ہو۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

٥٧٦١- أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ قَالَ: كَانَ ابْنُ شُبْرُمَةَ لَا يَشْرَبُ إِلَّا الْمَاءَ وَاللَّبَنَ.

٥٧٦١- حضرت جریر نے فرمایا: حضرت ابن شبرمہ پانی اور دودھ کے علاوہ کوئی مشروب نہیں پیتے تھے۔

آخِرُ كِتَابِ الْأَشْرِبَةِ، وَهُوَ آخِرُ كِتَابِ الْمُجْتَبٰى مِنَ النَّسَائِيِّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ أَجْمَعِينَ، وَعَنِ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ. (تَمَّتْ).

فوائد و مسائل: ① مقصود نبیذ کی نفی ہے کیونکہ اس میں نشے کا امکان ہوتا ہے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مشکوک مشروب پئیں۔ یہ ان کا کمال تقویٰ ہے' نیز اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن شبرمہ نبیذ کو جب اس میں نشہ نہ ہو' جائز نہیں سمجھتے' لہٰذا روایت: ۵۷۵۳ میں حضرت ابراہیم نخعی کے بارے میں ان کے الفاظ ''اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم پر رحم فرمائے!'' تحسین کے طور پر نہیں بلکہ افسوس کے طور پر ہیں کیونکہ ان سے ایسے نبیذ کا جواز منقول ہے۔ ② حضرت ابن شبرمہ رحمہ اللہ کوفہ کے قاضی اور عادل و ثقہ شخص تھے مگر ان کے حافظے میں کچھ کمی تھی جس کی بنا پر ان کو کمزور بھی کہا گیا۔ قاضی ہونے کے ساتھ ساتھ کوفہ کے معتبر فقیہ بھی تھے اور انتہائی پرہیزگار' عابد

٥٧٦١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٢٦٨.

وزاہد بھی۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّ اسِعَةً. ③ حضرت امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کو تقویٰ اور ورع کے مضمون پر ختم فرمایا کہ علم سے مقصود تقویٰ ہے۔ ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ﴾ (فاطر ۳۵:۲۸) تقویٰ نہ ہو تو مسلم بے کار ہے۔ یہ ختم کتاب کا بہترین انداز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بھی ایمان وتقویٰ پر فرمائے۔ آمین.

مولائے رحیم وکریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ علمی کام جو ربیع الاول کے مہینے میں شروع ہوا تھا۔ ڈیڑھ سال کے عرصے میں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں جو کہ نزول قرآن کا مہینہ ہے، میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل واحسان پر میں جس قدر بھی شکر ادا کروں، کم ہے اور مجھ جیسا عاجز اور بے پایہ شخص تو شکر ادا کرنے کے بھی اہل نہیں۔

ہزار بار بشویم دہانم زِ عرقِ گلاب
نامِ تو گفتن ہنوز بے ادبی ست

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

فہرست اطراف الحدیث

أ

- اثتوني بالكتف واللوح فكتب ﴿لا يستوي﴾ - البراء بن عازب ٣١٠٣
- ائذني له - عائشة ٣٣١٦-٣٣٢٠
- أأتوضأ من طعام أجده في كتاب الله حلالا لأن النار مسته؟ - ابن عباس ١٧٤
- أأشهد على جور؟! - عبدالله بن عتبة بن مسعود ٣٧١٤
- أبايعك على أن تعبد الله، وتقيم الصلاة - جرير بن عبدالله ٤١٨٢
- أبايعكم على أن لا تشركوا بالله شيئاً، ولا تسرقوا، ولا تزنوا - عبادة بن الصامت ٤١٨٣
- أبايعه على الجهاد وقد انقطعت الهجرة - يعلى بن أمية ٤١٦٥
- أبايعه على الجهاد، وقد انقطعت الهجرة - يعلى بن أمية ٤١٧٣
- ابتاعي وأعتقي فإن الولاء لمن أعتق - عائشة ٤٦٥٩
- ابتاعيها واشترطي لهم الولاء - عائشة ٣٤٨١
- ابدئي بالغلام قبل الجارية - عائشة ٣٤٧٦
- ابدأن بميامنها ومواضع الوضوء منها - أم عطية ١٨٨٥
- أبردوا بالظهر، فإن الذي تجدون من الحر من فيح جهنم - أبو موسى ٥٠٢
- ابصروه فإن جاءت به أبيض سبطا قضيء العينين - أنس بن مالك ٣٤٩٨
- ابغوني الضعيف فإنكم إنما ترزقون وتنصرون بضعفائكم - أبو الدرداء الأنصاري ٣١٨١
- ابن أخت القوم من أنفسهم - أنس بن مالك ٢٦١١
- ابن أخت القوم منهم - أنس بن مالك ٢٦١٢
- أبى سائر أزواج النبي ﷺ أن يدخل عليهن بتلك الرضاعة - أم سلمة زوج النبي ﷺ ٣٣٢٧
- أبى سائر أزواج النبي ﷺ أن يدخل عليهن بتلك الرضعة أحد من الناس - عروة بن الزبير ٣٣٢٦
- أتؤاجرون محاقلكم - رافع بن خديج ٣٩٥٤
- أتأخذ الدية - وائل الحضرمي ٤٧٢٨
- أتاكم رمضان شهر مبارك - أبو هريرة ٢١٠٨
- أتانا رسول الله ﷺ في بيتنا فصليت أنا ويتيم لنا خلفه - إسحاق بن عبدالله ٨٧٠
- أتاني جبريل عليه السلام فقال الشهر تسع وعشرون يوما - ابن عباس ٢١٣٥
- أتاه رجل فقال: إني جعلت امرأتي عليَّ حراما - ابن عباس ٣٤٤٩
- أتبرئكم يهود بخمسين - عبدالرحمن بن بجيد ٤٧١٩
- أتبيعنيه بكذا وكذا والله يغفر لك - جابر بن عبدالله ٤٦٤٥
- أتتني امرأة تستفتيني فقلت لها: هذا ابن عمر - علي البارقي ٥٣١٠
- أتتوضأ من بئر بضاعة وهي بئر يطرح فيها لحوم الكلاب - أبو سعيد الخدري ٣٢٧
- أتجعلون عليها التغليظ ولا تجعلون لها الرخصة - مالك بن عامر عن عبدالله بن مسعود ٣٥٥١
- أتحلفون خمسين يمينا وتستحقون صاحبكم أو قاتلكم - سهل بن أبي حثمة .... ٤٧١٦، ٤٧٢٢
- اتخذ رسول الله ﷺ خاتما من ذهب - ابن عمر ٥٢٩٥
- اتخذ رسول الله ﷺ خاتما من ذهب وجعل فصه - ابن عمر ٥٢١٧
- أتدرون بما دعا؟ - أنس بن مالك ١٣٠١
- أتدري ماوضع الله عن المسافر؟ - عبد الله ابن الشخير ٢٢٨٣
- أتذكر حيث كنا في سرية فأجنبت فتمعكت في التراب - ابن أبزى عن عمار بن ياسر ٣١٨
- أتردين عليه حديقته؟ - ابن عباس ٣٤٩٣
- أتريد أن تكون فتانا يامعاذ؟ - معاذ بن جبل ٩٩٩

- أتزوجت يا جابر؟ – جابر بن عبدالله ٣٢٢٨
- أتسمع النداء بالصلاة؟ – أبو هريرة ٨٥١
- أتشفع إليّ في حد من حدود الله؟ – عائشة ... ٤٩٠٢
- أتشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله – ابن عباس .... ٢١١٤، ٢١١٥
- أتصلي الصبح أربعا – ابن بحينة ٨٦٨
- أتعجبون من هذه لمناديل سعد في الجنة أحسن مما ترون – أنس بن مالك ٥٣٠٤
- أتعفو – وائل الحضرمي ٤٧٢٧
- أتعلمون أن رسول الله ﷺ نهى عن لبس الحرير؟ – معاوية بن أبي سفيان ٥١٦٢
- أتعلمون أن نبي الله نهى عن لبس الذهب إلا مقطعا – معاوية بن أبي سفيان ٥١٥٤
- إتقوا النار ولو بشق تمرة. فإن لم تجدوا فبكلمة طيبة – عدي بن حاتم .... ٢٥٥٣، ٢٥٥٤
- أتكلمني في حد من حدود الله – عروة بن الزبير ٤٩٠٧
- أتموا الركوع والسجود إذا ركعتم وسجدتم – أنس بن مالك ١٠٥٥
- أتموا الركوع والسجود فوالله إني لأراكم من خلف ظهري في ركوعكم – أنس بن مالك .. ١١١٨
- أتموا الصف الأول ثم الذي يليه – أنس بن مالك ٨١٩
- أتى رسول الله ﷺ بسارق فقطع يده وعلقه في عنقه – فضالة بن عبيد ٤٩٨٦
- أتى عليا ثلاثة نفر يختصمون في ولد وقعوا على امرأة في طهر – زيد بن أرقم ٣٥١٩
- أتى علينا رافع بن خديج فقال: ولم أفهم فقال: إن رسول الله ﷺ نهاكم عن أمر – أسيد بن ظهير ٣٨٩٦
- أتى النبي ﷺ الغائط، وأمرني أن آتيه بثلاثة أحجار – عبدالله بن مسعود ٤٢
- أتى النبي ﷺ سائل يسأله عن مواقيت الصلاة فلم يرد عليه شيئا فأمر بلالا – أبو موسى ٥٢٤
- أتى النبي ﷺ عبدالله بن أبي بعد ماأدخل في قبره فأمر به فأخرج – جابر بن عبدالله ٢٠٢١
- أتى النبي ﷺ قبر عبدالله بن أبي وقد وضع في حفرته فوقف عليه – جابر بن عبدالله ١٩٠٢
- أتى النبي ﷺ نفر من عكل أو عرينة فأمر لهم – أنس بن مالك ٤٠٣٢
- أُتي رسول الله ﷺ بصبي فبال عليه فدعا بماء فأتبعه إياه – عائشة ٣٠٤
- أُتي رسول الله ﷺ بصبي من صبيان الأنصار فصلى عليه – أم المؤمنين عائشة ١٩٤٩
- أتي رسول الله ﷺ في قصاص، فأمر فيه بالعفو – أنس بن مالك ٤٧٨٧
- أتي رسول الله ﷺ ليلة أسري به بقدحين – أبو هريرة ٥٦٦٠
- أُتي عبدالله في رجل تزوج امرأة ولم يفرض لها فتوفي – علقمة والأسود ٣٣٥٦
- أتي علي رضي الله عنه بثلاثة وهو باليمن وقعوا على امرأة في طهر واحد – زيد بن أرقم ٣٥١٨
- أُتي النبي ﷺ بجنازة فقالوا: يانبي الله! صلِّ عليها – سلمة بن الأكوع ١٩٦٣
- أتيت أنا وأبي النبي ﷺ وكان قد لطخ لحيته بالحناء – أبو رمثة البلوي ٥٠٨٦
- أتيت بدابة فوق الحمار ودون البغل خطوها عند منتهى طرفها – أنس بن مالك ٤٥١
- أتيت رسول الله ﷺ فرأيته يرفع يديه إذا افتتح الصلاة – وائل بن حجر ١١٦٠
- أتيت على أبي بكر وقد أغلظ لرجل فرد عليه – أبو برزة الأسلمي ٤٠٨١
- أتيت على موسى عليه السلام عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلي – أنس بن مالك ١٦٣٣
- أتيت ليلة أسري بي على موسى عليه السلام عند الكثيب الأحمر – أنس بن مالك ١٦٣٢

- أتيت النبي ﷺ فخرج بلال فأذن فجعل يقول في أذانه - أبو جحيفة ٦٤٤
- أتيت النبي ﷺ ورأيته قد لطخ لحيته بالصفرة - أبو رمثة البلوي ٥٠٨٧
- أتيت النبي ﷺ ولي جمة قال: ذباب - وائل ابن حجر ٥٠٦٩
- أتيت النبي ﷺ ولي شعر، فقال: ذباب - وائل بن حجر ٥٠٥٥
- أتيت النبي ﷺ وهو يصلي ولجوفه أزيز كأزيز الموجل - عبدالله بن الشخير ١٢١٥
- أتينا أبا مسعود فقلنا له: حدثنا عن صلاة رسول الله ﷺ - سالم ١٠٣٧
- أتينا علي بن أبي طالب رضي الله عنه وقد صلى، فدعا بطهور - عبد خير ٩٢
- اجتمع عيدان على عهد ابن الزبير فأخر الخروج حتى تعالى النهار - وهب بن كيسان ١٥٩٣
- اجتمعن أزواج النبي ﷺ فأرسلن فاطمة إلى النبي ﷺ فقلن لها - عائشة ٣٣٩٨
- اجتنب كل شيء ينش - ابن عمر ..... ٥٦٩٩، ٥٧٠٠
- اجتنبوا الخمر فإنها أم الخبائث - عثمان بن عفان .... ٥٦٦٩، ٥٦٧٠
- اجتنبوا السبع الموبقات - أبو هريرة ٣٧٠١
- اجعلها في قرابتك في حسان بن ثابت وأبي ابن كعب - أنس بن مالك ٣٦٣٢
- اجعلوها كذلك - زيد بن ثابت ١٣٥١
- أجل! إنها صلاة رغبة ورهبة، سألت ربي عز وجل فيها - خباب بن الأرت ١٦٣٩
- اجلسي في بيتك حتى يبلغ الكتاب أجله - الفارعة بنت مالك ٣٥٥٨
- أجنب رجل فأتى عمر رضي الله عنه فقال: - ابن عبدالرحمن بن أبزى ٣١٩
- أجنبت وأنا في الإبل فلم تجد ماء فتمعكت في التراب - عمار بن ياسر ٣١٤
- أحب الصيام إلى الله عز وجل صيام داود عليه السلام - عبدالله بن عمرو بن العاص .. ١٦٣١
- أحب الصيام إلى الله عز وجل صيام داود عليه السلام - عبدالله بن عمرو بن العاص .. ٢٣٤٦
- احبس أصلها وسبل ثمرتها - عمر بن الخطاب .... ٣٦٣٣ - ٣٦٣٥
- احتجم النبي ﷺ وهو محرم - ابن عباس ٢٨٥٠
- أحد أحد - أبو هريرة ١٢٧٣
- أحدث الناس أشربة ما أدري ماهي - ابن مسعود .... ٥٧٥٨، ٥٧٥٩
- أحسن الكلام كلام الله، وأحسن الهدي هدي محمد ﷺ - جابر بن عبدالله ١٣١٢
- أحسنت ياعائشة! - عائشة ١٤٥٧
- احفروا وأحسنوا وادفنوا - هشام بن عامر ... ٢٠١٩
- احفروا وأعمقوا وأحسنوا وادفنوا - هشام ابن عامر ٢٠١٢
- احفروا وأوسعوا وأحسنوا وادفنوا- هشام بن عامر ٢٠٢٠
- احفروا وأوسعوا وادفنوا الاثنين والثلاثة في القبر - هشام بن عامر ٢٠١٣
- أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى - ابن عمر .. ١٥
- أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى - ابن عمر .. ٥٠٤٨
- أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى - ابن عمر .. ٥٢٢٨
- أحل الذهب والحرير لإناث أمتي - أبوموسى الأشعري ٥١٥١
- احلقوه كله أو اتركوه كله - ابن عمر ٥٠٥١
- أحلوا واجعلوها عمرة - جابر بن عبدالله ٢٩٩٧
- أحلوا واجعلوها عمرة فبلغه عنا - جابر بن عبدالله ٢٨٠٧
- أحيٌّ والداك؟ قال: نعم قال: ففيهما فجاهد - عبدالله بن عمرو ٣١٠٥
- أحياناً يأتيني في مثل صلصلة الجرس وهو أشده عليَّ فيفصم عني - عائشة ٩٣٥
- أخبرنا عن صلاة رسول الله ﷺ وذاك زمن

- الحجاج بن يوسف - جابر بن عبدالله الأنصاري ٥٢٥
- أخبرني من رأى النبي ﷺ مر بقبر منتبذ فصلى عليه - الشعبي ٢٠٢٦
- أخبرني من مر مع رسول الله ﷺ على قبر منتبذ - الشعبي ٢٠٢٥
- أخبرني بدعاء كان رسول الله ﷺ يدعو به - فروة بن نوفل عن عائشة ٥٥٣٠
- اختاروا من أموالكم أو من نسائكم وأبنائكم - عبدالله بن عمرو ٣٧١٨
- اختلاس يختلسه الشيطان من الصلاة - عائشة ١١٩٧
- اختلف أبو هريرة وابن عباس في المتوفى عنها زوجها - أبو سلمة ٣٥٣٩
- اختلف أهل الكوفة في هذه الآية ﴿ومن يقتل - سعيد بن جبير ٤٠٠٥
- أخذ علينا رسول الله ﷺ البيعة على أن لا ننوح - أم عطية ٤١٨٥
- أخذت من أطراف شعر رسول الله ﷺ بمشقص كان معي - معاوية بن أبي سفيان .. ٢٩٩٢
- آخر الأذان: الله أكبر الله أكبر، لا إله إلا الله - بلال بن رباح ٦٥٠
- أخر رسول الله ﷺ صلاة العشاء الآخرة حتى - أنس بن مالك ٥٢٠٥
- آخر صلاة صلاها رسول الله ﷺ مع القوم صلى في ثوب واحد - أنس بن مالك ٧٨٦
- أخر النبي ﷺ العشاء ذات ليلة حتى ذهب من الليل فقام عمر - ابن عباس ٥٣٣
- آخر نظرة نظرتها إلى رسول الله ﷺ كشف الستارة والناس صفوف - أنس بن مالك ١٨٣٢
- أخرجوا زكاة صومكم فنظر الناس بعضهم إلى بعض - ابن عباس ٢٥١٠
- أخرجوا العواتق وذوات الخدور فيشهدن الخير - أم عطية ١٥٦٠
- اخرجوا، فإذا أتيتم أرضكم فاكسروا بيعتكم وانضحوا - طلق بن علي ٧٠٢
- اخرجي فجدي نخلك، لعلك أن تصدقي وتفعلي معروفا - جابر بن عبدالله ٣٥٨٠
- آخى رسول الله ﷺ بين قريش والأنصار - أنس بن مالك ٣٣٩٠
- أدخل الله عز وجل رجلا كان سهلا مشتريا وبائعا - عثمان بن عفان ٤٧٠٠
- ادخلي الحجر فإنه من البيت - عائشة ٢٩١٤
- ادع الله أن يجعلني منهم قال: فإنك منهم - أم حرام بنت ملحان ٣١٧٤
- ادفنوا القتلى في مصارعهم - جابر بن عبدالله ٢٠٠٧
- أدلج رسول الله ﷺ ثم عرس فلم يستيقظ حتى طلعت الشمس - ابن عباس ٦٢٦
- ادن فاطعم - أبو قلابة ٢٢٨٤
- أدنى ما يقطع فيه ثمن المجن - عطاء بن أبي رباح ٤٩٥٦
- أدنيت لرسول الله ﷺ غسله من الجنابة، فغسل كفيه مرتين أو ثلاثاً - ابن عباس عن ميمونة ٢٥٤
- إذا أبق العبد إلى أرض الشرك فقد حل دمه - جرير بن عبدالله .... ٤٠٥٧، ٤٠٥٨
- إذا أبق العبد إلى أرض الشرك فلا ذمة له - جرير بن عبدالله ٤٠٥٦
- إذا أبق العبد لم تقبل له صلاة حتى يرجع إلى مواليه - جرير بن عبدالله ٤٠٥٤
- إذا أبق العبد لم تقبل له صلاة وإن مات مات كافرا - جرير بن عبدالله ٤٠٥٥
- إذا أتاكم المصدق فليصدر وهو عنكم راض - جرير بن عبدالله ٢٤٦٣
- إذا أتبع أحدكم على مليء فليتبع - أبو هريرة ٤٦٩٢
- إذا أتى أحدكم الغائط، فلا يستقبل القبلة ولكن - أبو أيوب الأنصاري ٢٢

- إذا أتيتم الصلاة فلا تأتوها وأنتم تسعون وأتوها تمشون – أبو هريرة ٨٦٢
- إذا اختلف البيعان وليس بينهما بينة – عبدالله ابن مسعود ٤٦٥٢
- إذا أدرك أحدكم أول سجدة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس – أبو هريرة ٥١٧
- إذا أذن ابن أم مكتوم فكلوا واشربوا – أنيسة ٦٤١
- إذا أذن بلال فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم – عائشة ٦٤٠
- إذا أراد أحدكم أن يعود توضأ – أبو سعيد الخدري ٢٦٣
- إذا أردت أن تصلي فتوضأ فأحسن وضوءك – يحيى بن خلاد عن عمه ١٣١٥
- إذا أردت دخول البيت فصلي ههنا فإنما هو قطعة من البيت – عائشة ٢٩١٥
- إذا أرسلت كلابك المعلمة فأمسكن عليك فكل – عدي بن حاتم ٤٢٧٢
- إذا أرسلت كلبك فأخذ ولم يأكل – عدي بن حاتم ٤٢٦٩
- إذا أرسلت كلبك فاذكر اسم الله عليه – عدي ابن حاتم ٤٢٦٨
- إذا أرسلت كلبك فخالطه أكلب لم تسم عليها – عدي بن حاتم ٤٢٧٣
- إذا أرسلت كلبك فذكرت اسم الله عليه فقتل ولم يأكل – عدي بن حاتم الطائي ٤٢٨٠
- إذا أرسلت كلبك فسميت فكل – عدي بن حاتم .... ٤٢٧٤، ٤٢٧٧
- إذا استأجرت أجيرا فأعلمه أجره – أبو سعيد الخدري ٣٨٨٨
- إذا استأذنت امرأة أحدكم إلى المسجد فلا يمنعها – عبدالله بن عمر ٧٠٧
- إذا استجمرت فأوتر – سلمة بن قيس ٤٣
- إذا استيقظ أحدكم من منامه فتوضأ، فليستنثر ثلاث مرات – أبو هريرة ٩٠
- إذا استيقظ أحدكم من منامه فلا يدخل يده في الإناء – أبو هريرة ١٦١
- إذا استيقظ أحدكم من نومه فلا يغمس يده في وضوئه – أبو هريرة ١
- إذا أسلم العبد فحسن إسلامه – أبو سعيد الخدري ٥٠٠١
- إذا أشار المسلم على أخيه المسلم بالسلاح – أبو بكرة الثقفي ٤١٢١
- إذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم – أبو هريرة ٥٠١
- إذا أصاب بحده فكل – عدي بن حاتم. ٤٣١١، ٤٣١٢
- إذا أصاب بحده فكل وإذا أصاب بعرضه فلا تأكل – عدي بن حاتم ٤٢٧٠
- إذا أعطيت شيئا من غير أن تسأل فكل وتصدق – عمر بن الخطاب ٢٦٠٥
- إذا اغتلمت عليكم هذه الأوعية فاكسروا متونها بالماء – ابن عمر ٥٦٩٧
- إذا أفضى أحدكم بيده إلى فرجه فليتوضأ – بسرة بنت صفوان ٤٤٦
- إذا أقبلت الحيضة فاتركي الصلاة – عائشة .. ٢٠٢
- إذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغتسلي – عائشة ٣٥١
- إذا أقيمت الصلاة فطوفي على بعيرك من وراء الناس – أم سلمة ٢٩٢٩
- إذا أقيمت الصلاة، فلا تقوموا حتى تروني خرجت – أبو قتادة ٦٨٨
- إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة – أبو هريرة .... ٨٦٦، ٨٦٧
- إذا آليت على يمين فرأيت غيرها خيرا منها – عبدالرحمن بن سمرة ٣٨٢٠
- إذا أمّن الإمام فأمنوا فمن وافق تأمينه تأمين الملائكة – أبو هريرة ٩٢٩
- إذا أمّن القارىء فأمنوا فإن الملائكة تؤمن – أبو هريرة .... ٩٢٦، ٩٢٧

- إذا أنزلت الماء فلتغتسل - أنس بن مالك ١٩٥
- إذا أنفق الرجل على أهله وهو يحتسبها كانت له صدقة - أبو مسعود ٢٥٤٦
- إذا انقطع شسع نعل أحدكم فلا يمش - أبوهريرة .... ٥٣٧١، ٥٣٧٢
- إذا باع أحدكم الشاة أو اللقحة فلا يحفلها - أبو هريرة ٤٤٩١
- إذا بال أحدكم فلا يأخذ ذكره بيمينه - أبوقتادة ٢٤
- إذا بايعت صاحبك فلا تفارقه وبينك وبينه لبس - ابن عمر ٤٥٨٧
- إذا بعت فقل: لا خلابة - ابن عمر ٤٤٨٩
- إذا بلغت هذه الآية فآذني - عائشة ٤٧٣
- إذا بنى الرجل بأهله فأمذى ولم يجامع - علي بن أبي طالب ١٥٣
- إذا تبايع البيعان فكل واحد منهما بالخيار من بيعه - ابن عمر ٤٤٧٣
- إذا تشهد أحدكم فليتعوذ بالله من أربع - أبو هريرة ١٣١١
- إذا تصدقت المرأة من بيت زوجها كان لها أجر - عائشة ٢٥٤٠
- إذا التقى المسلمان بسيفيهما فقتل أحدهما صاحبه - أبو بكرة الثقفي .... ٤١٢٦، ٤١٢٨
- إذا تواجه المسلمان بسيفيهما فقتل أحدهما صاحبه - أبو موسى الأشعري .... ٤١٢٣، ٤١٢٤، ٤١٢٩
- إذا توضأ أحدكم فليجعل في أنفه ماء ثم ليستنثر - أبو هريرة ٨٦
- إذا توضأ العبد المؤمن فتمضمض خرجت الخطايا من فيه - عبدالله الصنابحي ١٠٣
- إذا توضأت فأسبغ الوضوء وخلل بين الأصابع - لقيط بن صبرة ١١٤
- إذا توضأت فاستنثر وإذا استجمرت فأوتر - سلمة بن قيس ٨٩
- إذا جاء أحدكم الجمعة فليغتسل - ابن عمر . ١٣٧٧
- إذا جاء أحدكم وقد خرج الإمام فليصل ركعتين - جابر بن عبدالله ١٣٩٦
- إذا جاء رمضان فتحت أبواب الرحمة - أبو هريرة ٢١٠٢
- إذا جدته فوضعته في المربد فآذني - جابر ابن عبدالله ٣٦٧٠
- إذا جلس بين شعبها الأربع ثم اجتهد فقد وجب الغسل - أبو هريرة ١٩١
- إذا حضر أحدكم الأمر الذي يخاف فوته فليصل هذه الصلاة - عبدالله بن عمر ٥٨٩
- إذا حضر أحدكم أمر يخشى فوته فليصل هذه الصلاة - عبدالله بن عمر ٥٩٨
- إذا حضر العشاء وأقيمت الصلاة فابدأوا بالعشاء - أنس بن مالك ٨٥٤
- إذا حضر المؤمن أتته ملائكة الرحمة بحريرة بيضاء فيقولون - أبو هريرة ١٨٣٤
- إذا حضرت الصلاة، فأذنا ثم أقيما ثم ليؤمكما أكبركما - مالك بن الحويرث ٦٧٠
- إذا حضرتم الميت فقولوا: خيراً - أم سلمة . ١٨٢٦
- إذا حكم الحاكم فاجتهد فأصاب فله أجران - أبو هريرة ٥٣٨٣
- إذا حلف أحدكم على يمين فرأى غيرها خيرا منها - عبدالرحمن بن سمرة ٣٨١٣
- إذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرا - عبدالرحمن بن سمرة .... ٣٨١٥، ٣٨٢١، ٣٨٢٢
- إذا حلفت على يمين فكفر عن يمينك - عبدالرحمن بن سمرة ٣٨١٤
- إذا حمل الرجلان المسلمان السلاح أحدهما على الآخر - أبو بكرة الثقفي ٤١٢٢
- إذا خرجت إلى العشاء فلا تمس طيباً - زينب الثقفية امرأة عبدالله ٥٢٦٣
- إذا خرجت المرأة إلى العشاء الآخرة فلا تمس طيبا - زينب الثقفية ٥١٣٦

- إذا خرجت المرأة إلى المسجد فلتغتسل من الطيب - أبو هريرة ٥١٣٠
- إذا خرصتم فخذوا ودعوا الثلث، فإن لم تأخذوا أو تدعوا الثلث - سهل بن أبي حثمة ٢٤٩٣
- إذا خسفت الشمس والقمر فصلوا كأحدث صلاة صليتموها - النعمان بن بشير ١٤٨٩
- إذا خشيتم من نبيذ شدته فاكسروه بالماء - عمر بن الخطاب ٥٧٠٨
- إذا دخل أحدكم الخلاء فلا يمس ذكره بيمينه - أبو قتادة ٢٥
- إذا دخل أحدكم المسجد، فليركع - أبو قتادة الأنصاري ٧٣١
- إذا دخل أحدكم المسجد فليقل: اللهم! افتح - أبو حميد وأبو أسيد ٧٣٠
- إذا دخل رمضان فتحت أبواب الجنة - أبوهريرة .... ٢١٠١، ٢١٠٠، ٢١٠٦
- إذ دخل رمضان فتحت أبواب الرحمة - أبوهريرة ٢١٠٧
- إذا دخل شهر رمضان فتحت أبواب الجنة - أبو هريرة .... ٢٠٩٩، ٢١٠٤
- إذا دخلت العشر فأراد أحدكم أن يضحي - أم سلمة ٤٣٦٩
- إذا ذهب أحدكم إلى الغائط أو البول، فلا يستقبل القبلة - أبو أيوب الأنصاري ٢٠
- إذا ذهب أحدكم إلى الغائط، فليذهب معه بثلاثة أحجار - عائشة ٤٤
- إذا رأت الماء فلتغتسل - خولة بنت حكيم .. ١٩٨
- إذا راح أحدكم إلى الجمعة فليغتسل - ابن عمر ١٤٠٦
- إذا رأى أحدكم الجنازة فلم يكن ماشيا معها - عامر بن ربيعة ١٩١٦
- إذا رأيت سهمك فيه ولم تر فيه أثرا غيره - عدي بن حاتم ٤٣٠٦
- إذا رأيت المذي فاغسل ذكرك وتوضأ وضوءك للصلاة - علي بن أبي طالب ١٩٣
- إذا رأيتم الجنازة فقوموا - أبو سعيد الخدري ١٩١٨
- إذا رأيتم الجنازة فقوموا - أبو سعيد الخدري ٢٠٠٠
- إذا رأيتم الجنازة فقوموا - عامر بن ربيعة العدوي ١٩١٧
- إذا رأيتم الهلال فصوموا - ابن عباس ٢١٢٧
- إذا رأيتم الهلال فصوموا - أبو هريرة ٢١٢١
- إذا رأيتم الهلال فصوموا - ربعي بن حراش . ٢١٣٠
- إذا رأيتم الهلال فصوموا - عبدالله بن عمر .. ٢١٢٢
- إذا رأيتموه فصوموا - أبو هريرة ٢١٢٥
- إذا رسول من النبي ﷺ قد أتاني فقال: اعتزل امرأتك - كعب بن مالك ٣٤٥٦
- إذا رمى الجمرة فقد حل له كل شيء إلا النساء - ابن عباس ٣٠٨٦
- إذا رميت بالمعراض وسميت فخزق فكل - عدي بن حاتم ٤٣١٠
- إذا رميت سهمك فاذكر اسم الله عز وجل - عدي بن حاتم ٤٣٠٣
- إذا زار أحدكم قوما، فلا يصلين بهم - مالك ابن الحويرث ٧٨٨
- إذا سافرتما فأذنا وأقيما وليؤمكما أكبركما - مالك بن الحويرث ٦٣٥
- إذا سافرتما فأذنا وأقيما وليؤمكما أكبركما - مالك بن الحويرث ٧٨٢
- إذا سجد أحدكم فليضع يديه قبل ركبتيه - أبوهريرة ١٠٩٢
- إذا سجد العبد سجد معه سبعة آراب: وجهه وكفاه وركبتاه وقدماه - عباس بن عبدالمطلب ١١٠٠
- إذا سجد العبد سجد منه سبعة آراب: وجهه وكفاه - العباس بن عبدالمطلب ١٠٩٥
- إذا سرق العبد فبعه ولو بنش - أبو هريرة ٤٩٨٣

- إذا سكر فاجلدوه ثم إن سكر فاجلدوه - أبوهريرة ٥٦٦٥
- إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مايقول وصلوا علي - عبدالله بن عمرو ٦٧٩
- إذا سمعتم النداء فقولوا مثل مايقول المؤذن - أبو سعيد الخدري ٦٧٤
- إذا شرب أحدكم فلا يتنفس في إنائه - أبوقتادة ٤٧
- إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرات - أبو هريرة ٦٣
- إذا شك أحدكم في صلاته فليتحر الذي يرى أنه الصواب فيه - عبدالله بن مسعود ١٢٤١
- إذا شك أحدكم في صلاته فليتحر ويسجد سجدتين - عبدالله بن مسعود ١٢٤٢
- إذا شك أحدكم في صلاته فليلغ الشك وليبن على اليقين - أبو سعيد الخدري ١٢٣٩
- إذا شهدت إحداكن صلاة العشاء فلا تمس طيبا - زينب امرأة عبدالله ٥١٣٢
- إذا شهدت إحداكن الصلاة - زينب الثقفية .. ٥١٣٧
- إذا شهدت إحداكن العشاء فلا تمس طيبا - زينب امرأة عبدالله .... ٥١٣٣، ٥٢٦٢
- إذا صلى أحدكم إلى سترة فليدن منها لا يقطع الشيطان - سهل بن أبي حثمة ٧٤٩
- إذا صلى أحدكم بالناس فليخفف - أبوهريرة ٨٢٤
- إذا صلى أحدكم الجمعة فليصل بعدها أربعا - أبو هريرة ١٤٢٧
- إذا صلى أحدكم فلا يبزق بين يديه ولا عن يمينه - أبو هريرة ٣١٠
- إذا صليتم فأقيموا صفوفكم ثم ليؤمكم أحدكم - أبو موسى الأشعري ١٠٦٥
- إذا صليتم فقولوا: سبحان الله ثلاثا وثلاثين - ابن عباس ١٣٥٤
- إذا صمت شيئا من الشهر، فصم ثلاث عشرة - أبو ذر الغفاري ٢٤٢٦
- إذا طبخ الطلاء على الثلث فلا بأس به - سعيد بن المسيب ٥٧٢٦
- إذا طلع حاجب الشمس فأخروا الصلاة حتى تشرق - ابن عمر ٥٧٢
- إذا فرغتم فآذنوني أُصلي عليه - عبدالله بن عمر ١٩٠١
- إذا قال أحدكم: آمين وقالت الملائكة في السماء - أبو هريرة ٩٣١
- إذا قال الإمام ﴿غير المغضوب عليهم ولا الضالين﴾ فقولوا آمين - أبو هريرة ٩٢٨
- إذا قال الإمام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا ولك الحمد - أبو هريرة ١٠٦٤
- إذا قام أحدكم في الصلاة فلا يمسح الحصى - أبو ذر الغفاري ١١٩٢
- إذا قام أحدكم من الليل فلا يدخل يده في الإناء حتى - أبو هريرة ٤٤٢
- إذا قعد بين شعبها الأربع ثم اجتهد - أبوهريرة ١٩٢
- إذا قعدتم في كل ركعتين فقولوا التحيات لله - عبدالله بن مسعود ١١٦٤
- إذا قلت لصاحبك أنصت والإمام يخطب فقد لغوت - أبو هريرة ١٥٧٨
- إذا قلت لصاحبك أنصت يوم الجمعة والإمام يخطب - أبو هريرة ١٤٠٣
- إذا قمت تريد الصلاة فتوضأ فأحسن وضوءك - يحيى بن خلاد عن عمه ١٣١٤
- إذا قمتم إلى الصلاة فأقيموا صفوفكم ثم ليؤمكم أحدكم - حطان بن عبدالله ١٢٨١
- إذا كان أحدكم فقيراً فليبدأ بنفسه - جابر بن عبدالله ٤٦٥٧
- إذا كان أحدكم في صلاة - أبو سعيد الخدري ٤٨٦٦
- إذا كان أحدكم في الصلاة فلا يرفع بصره إلى السماء أن يلتمع بصره - عبيدالله بن

عبدالله ١١٩٥
- إذا كان أحدكم قائمًا يصلي فإنه يستره إذا كان بين يديه مثل آخرة الرحل - أبو ذر الغفاري ٧٥١
- إذا كان أحدكم يصلي، فلا يبصقن قبل وجهه، فإن الله عز وجل - ابن عمر ٧٢٥
- إذا كان أحدكم يصلي، فلا يدع أحداً - أبو سعيد الخدري ٧٥٨
- إذا كان دم الحيض فإنه دم أسود يعرف - فاطمة بنت أبي حبيش .... ٢١٦،٣٦٢
- إذا كان رمضان فاعتمري فيه - ابن عباس ... ٢١١٢
- إذا كان رمضان فتحت أبواب الجنة - أبوهريرة ٢١٠٣
- إذا كان عند القعدة فليكن من أول قول أحدكم: التحيات لله - حطان بن عبدالله ... ١١٧٤
- إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث - ابن عمر .... ٣٢٩،٥٢
- إذا كان يوم الجمعة كان على كل باب من أبواب المسجد - أبو هريرة ١٣٨٧
- إذا كانوا ثلاثة فليؤمهم أحدهم - أبو سعيد الخدري ٧٨٣
- إذا كانوا ثلاثة، فليؤمهم أحدهم وأحقهم بالإمامة أقرؤهم - أبو سعيد الخدري ٨٤١
- إذا كنت بين الأخشبين من منى ونفخ بيده - عمران الأنصاري ٢٩٩٨
- إذا كنت تصلي فلا تبزقن بين يديك ولا عن يمينك - طارق بن عبدالله المحاربي ٧٢٧
- إذا لم يجد إزاراً فليلبس السراويل، وإذا لم يجد - ابن عباس ٢٦٨٠
- إذا لم يجد المحرم النعلين فليلبس الخفين - ابن عمر ٢٦٨١
- إذا لم يجمع الرجل الصوم من الليل فلا يصم - ابن عمر ٢٣٤٤
- إذا لم يدر أحدكم صلى ثلاثاً أم أربعا فليصل

ركعة - أبو سعيد الخدري ١٢٤٠
- إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاثة - أبو هريرة ٣٦٨١
- إذا ماتت فآذنوني - أبو أمامة بن سهل بن حنيف ١٩٠٨
- إذا مرت بكم جنازة فقوموا - أبو سعيد الخدري ١٩١٥
- إذا مس أحدكم ذكره فليتوضأ - عروة بن الزبير ١٦٣
- إذا نام أحدكم عقد الشيطان على رأسه ثلاث عقد - أبو هريرة ١٦٠٨
- إذا نسيت الصلاة فصل إذا ذكرت فإن الله - أبو هريرة ٦١٩
- إذا نعس أحدكم في صلاته فلينصرف وليرقد - أنس بن مالك ٤٤٤
- إذا نعس الرجل وهو يصلي فلينصرف - عائشة ١٦٢
- إذا نودي للصلاة أدبر الشيطان له ضراط - أبو هريرة ١٢٥٤
- إذا نودي للصلاة أدبر الشيطان وله ضراط حتى - أبو هريرة ٦٧١
- إذا نودي للصلاة فلا تقوموا حتى تروني - أبو قتادة الأنصاري ٧٩١
- إذا هم أحدكم بالأمر فليركع ركعتين من غير الفريضة - جابر بن عبدالله ٣٢٥٥
- إذا وجد أحدكم ذلك فلينضح فرجه وليتوضأ وضوءه للصلاة - المقداد بن الأسود ٤٤١
- إذا وجد أحدكم الغائط فليبدأ به قبل الصلاة - عبدالله بن أرقم ٨٥٣
- إذا وجدت السهم فيه ولم تجد فيه أثر سبع - عدي بن حاتم ٤٣٠٥
- إذا وجدت فيه سهمك ولم يأكل منه سبع فكل - عدي بن حاتم ٤٣٠٧
- إذا وضع الرجل الصالح على سريره قال:

قدموني قدموني - أبو هريرة ١٩٠٩
- إذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على أعناقهم فإن كانت صالحة - أبو سعيد الخدري ١٩١٠
- إذا وضعت المرأة بعد وفاة زوجها فإن عدتها آخر الأجلين - أبو سلمة عن ابن عباس ٣٥٤٥
- إذا وقع الذباب في إناء أحدكم فليمقله - أبو سعيد الخدري ٤٢٦٧
- إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليرقه ثم ليغسله - أبو هريرة ٣٣٦
- إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرات - أبو هريرة .... ٣٣٩، ٣٤٠، ٦٤
- إذا ولغ الكلب في الإناء فاغسلوه سبع مرات - عبدالله بن مغفل .... ٣٣٧، ٦٧
- إذا ولي أحدكم أخاه فليحسن كفنه - جابر ابن عبد الله ١٨٩٦
- اذبحها - أبو بردة بن نيار ٤٤٠٢
- اذبحوا في أي شهر ما كان، وبروا الله عزوجل وأطعموا - نبيشة ٤٢٣٤
- اذبحوا لله عز وجل في أي شهر ماكان - نبيشة الهذلي ٤٢٣٧
- اذبحوا لله عز وجل في أي شهر ماكان - نبيشة ٤٢٣٣
- اذبحوها في أي شهر كان. وبروا الله عز وجل وأطعموا - نبيشة ٤٢٣٦
- اذكروا اسم الله عز وجل وكلوا - عائشة ٤٤٤١
- أذن رسول الله ﷺ بالمتعة - سبرة الجهني ... ٣٣٧٠
- أذن - يوم عاشوراء - من كان أكل فليتم بقية يومه - سلمة بن الأكوع ٢٣٢٣
- اذهب فاطرحهما عنك - عبدالله بن عمرو ... ٥٣١٩
- اذهب فاطلب ولو خاتما من حديد - سهل ابن سعد ٣٢٠٢
- اذهب فاغسله ثم اغسله ولا تعد - يعلى بن مرة ٥١٢٥
- اذهب فاقتله كما قتل أخاك - بريدة بن الحصيب الأسلمي ٤٧٣٥
- اذهب فخذ جارية - أنس بن مالك ٣٣٨٢
- اذهب فصنف تمرك أصنافا: العجوة على حدة - جابر بن عبدالله ٣٦٦٨
- اذهب فوارِ أباك - علي بن أبي طالب ٢٠٠٨
- اذهب فواره - علي بن أبي طالب ١٩٠
- اذهبي فأسعديها - أم عطية ٤١٨٤
- أراد رسول الله ﷺ أن يكتب إلى الروم فقالوا: إنهم لا يقرأون - أنس بن مالك ٥٢٠٤
- أراد رسول الله ﷺ أن يكتب إلى الروم فقالوا: إنهم لا يقرأون - أنس بن مالك ٥٢٨٠
- أرأيت إن قاتلت في سبيل الله صابراً محتسباً مقبلاً غير مدبر - أبو هريرة ٣١٥٧
- أرأيت إن قتلت في سبيل الله فأين أنا؟ قال: في الجنة - جابر بن عبدالله ٣١٥٦
- أرأيت إن منع الله الثمرة فبم يأخذ أحدكم مال أخيه - أنس بن مالك ٤٥٣٠
- أرأيت عمرتنا هذه لعامنا أم للأبد؟ - سراقة ابن مالك بن جعشم ٢٨٠٨
- أرأيت لو كان على أبيك دين أكنت تقضيه؟ - ابن عباس ٢٦٤٠
- أرأيت لو كان على أختك دين أكنت قاضيه؟ - ابن عباس ٢٦٣٣
- أرأيت لو كان على أمك دين؟ أكنت قاضيه؟ - الفضل بن عباس ٢٦٤٤
- أرأيت لو كان على أمك دين أكنت قاضيه - الفضل بن عباس ٥٣٩٦
- أرأيتم لو أن نهرا بباب أحدكم يغتسل منه كل يوم - أبو هريرة ٤٦٣
- أربع لا يجزين: العوراء البين عورها - البراء بن عازب ٤٣٧٤
- أربع لم يكن يدعهن النبي ﷺ: صيام عاشوراء - حفصة ٢٤١٨

- أربعة شهداء وإلا فحد في ظهرك - أنس بن مالك ٣٤٩٩
- أربعة لا يجزين في الأضاحي: العوراء البين عورها - البراء بن عازب ٤٣٧٥
- أربعة من كن فيه كان منافقا أو كانت فيه خصلة - عبدالله بن عمرو ٥٠٢٣
- أربعة يبغضهم الله عز وجل: البياع الحلاف، والفقير المختال - أبو هريرة ٢٥٧٧
- ارجع إليها فقل لها: أما قولك إني امرأة - أم سلمة ٣٢٥٦
- ارجع إليهما فأضحكهما كما أبكيتهما - عبدالله بن عمرو ٤١٦٨
- ارجع فصل فإنك لم تصل - أبو هريرة ٨٨٥
- ارجع فصل فإنك لم تصل - رفاعة بن رافع .. ١٠٥٤
- ارجع فقد بايعتك - الشريد الثقفي ٤١٨٧
- ارجعوا إلى أهليكم فأقيموا عندهم وعلموهم ومروهم - مالك بن الحويرث ... ٦٣٦
- ارحلوا لصاحبيكم اعملوا لصاحبيكم - أبو هريرة ٢٢٦٦
- أردت أن تقضم ذراع أخيك كما يقضم الفحل - عمران بن حصين ٤٧٦٦
- أردت أن تقضم لحم أخيك - عمران بن حصين ٤٧٦٣
- أرسل إلي رسول الله ﷺ وإلى صاحبي أن رسول الله ﷺ يأمركم - كعب بن مالك ٣٤٥٣
- أرسلت المقداد إلى رسول الله ﷺ يسأله عن المذي - علي بن أبي طالب ٤٣٩
- أرسلني رسول الله ﷺ في ضعفة أهله فصلينا الصبح - ابن عباس ٣٠٥١
- أرسِلْهُ يا عمر! اقرأ يا هشام! - عمر بن الخطاب ٩٣٩
- ارضخي ما استطعت ولا توكي فيوكي الله عز وجل عليك - أسماء بنت أبي بكر ٢٥٥٢
- أرضعيه تحرمي عليه بذلك - عائشة ٣٣٢٤
- أرضعيه يذهب ما في وجه أبي حذيفة - عائشة ٣٣٢١
- أرضوا مصدقيكم قالوا: وإن ظلم؟ قال - جرير بن عبدالله ٢٤٦٢
- اركبها بالمعروف إذا ألجئت إليها حتى تجد ظهرا - جابر بن عبدالله ٢٨٠٤
- أركعت ركعتين - جابر بن عبدالله ١٤٠١
- أسأل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لا تطيق ذلك - أُبي بن كعب ٩٤٠
- إسباغ الوضوء شطر الإيمان، والحمد لله تملأ الميزان - أبو مالك الأشعري ٢٤٣٩
- الإسبال في الإزار والقميص والعمامة، من جر منها شيئا خيلاء - ابن عمر ٥٣٣٦
- أسبغ الوضوء وبالغ في الاستنشاق إلا - لقيط بن صبرة ٨٧
- أسبغوا الوضوء - عبدالله بن عمرو ١٤٢
- استأذن جبريل عليه السلام على النبي ﷺ فقال: ادخل - أبو هريرة ٥٣٦٧
- استأذنت ربي عز وجل في أن أستغفر لها فلم يؤذن لي - أبو هريرة ٢٠٣٦
- استأمروا النساء في أبضاعهن - عائشة ٣٢٦٨
- استحيضت أمُّ حبيبة بنت جحش سبع سنين - عائشة ٢٠٣
- استحيضت فاطمة بنت أبي حبيش فسألت النبي ﷺ - عائشة ٣٦٤
- استحييت أن أسأل رسول الله ﷺ عن المذي من أجل فاطمة - علي بن أبي طالب ١٥٧
- استحييت أن أسأل رسول الله ﷺ عن المذي من أجل فاطمة - علي بن أبي طالب ٤٣٨
- استعيذوا بالله من خمس: من عذاب جهنم - أبو هريرة ٥٥١٣
- استغفروا لأخيكم - أبو هريرة ١٨٨٠
- استغفروا له - أبو هريرة ٢٠٤٣
- استفتت أم حبيبة بنت جحش رسول الله ﷺ

فقالت: يارسول الله! إني أستحاض - عائشة ٣٥٢
- استفتحت الباب ورسول الله ﷺ يصلي تطوعا والباب على القبلة - عائشة ١٢٠٧
- استفتى سعد بن عبادة رسول الله ﷺ في نذر - ابن عباس ٣٨٤٩
- استووا استووا، استووا، فوالذي نفسي بيده - أنس بن مالك ٨١٤
- استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم - أبو مسعود ٨١٣
- استيقظ رسول الله ﷺ فاستن - ابن عباس ... ١٧٠٧
- أسجع كسجع الأعراب - .. المغيرة بن شعبة .... ٤٨٢٥، ٤٨٢٦، ٤٨٢٩
- أسرعوا بالجنازة فإن تك صالحة فخير تقدمونها إليه - أبو هريرة .... ١٩١١، ١٩١٢
- أسرف عبد على نفسه حتى حضرته الوفاة - أبو هريرة ٢٠٨١
- أسرقت رداء هذا؟ - صفوان بن أمية ٤٨٨٥
- أسفروا بالفجر - رافع بن خديج ٥٤٩
- أسق يا زبير! ثم أرسل الماء إلى جارك فغضب الأنصاري - الزبير بن العوام ٥٤٠٩
- اسق يازبير! ثم أرسل الماء إلى جارك - عبدالله بن الزبير ٥٤١٨
- اسكن فإنه ليس عليك إلا نبي أو صديق أو شهيدان - أبو سلمة بن عبدالرحمن ٣٦٣٩
- الإسلام أن تعبد الله ولا تشرك به شيئا - أبو هريرة وأبو ذر الغفاري ٤٩٩٤
- أسلم أناس من عرينة، فاجتووا المدينة - أنس بن مالك ٤٠٣٦
- الأسنان سواء خمسا خمسا - عبدالله بن عمرو ٤٨٤٦
- اشتد الجراح يوم أحد فشكي ذلك إلى رسول الله ﷺ فقال - هشام بن عامر ٢٠١٨
- اشتر هذه - عبدالله بن عمر ٥٣٠٢
- اشتركت أنا وعمار وسعد يوم بدر - عبدالله ابن مسعود ٤٧٠١
- اشتركت أنا وعمار وسعد يوم بدر فجاء سعد بأسيرين - عبدالله بن مسعود ٣٩٦٩
- اشترى رسول الله ﷺ من يهودي طعاما إلى أجل ورهنه درعه - عائشة ٤٦١٣
- اشترى رسول الله ﷺ من يهودي طعاما بنسيئة - عائشة ٤٦٥٤
- اشتريها فاعتقيها فإن الولاء لمن أعتق - عائشة ٢٦١٥
- اشتريها فأعتقيها فإن الولاء لمن أعتق - عائشة ٤٦٤٧
- اشتريها وأعتقيها فإنما الولاء لمن أعتق - عائشة ٣٤٧٨
- أشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله - عائشة ٥٣٥٨
- اشرب العصير مالم يزبد - سعيد بن المسيب ٥٧٣٤
- اشرب الماء واشرب العسل واشرب السويق - أبي بن كعب ٥٧٥٧
- اشرب ولا تشرب مسكراً - أبو موسى الأشعري ٥٥٩٩
- اشربه ثلاثة أيام إلا أن يغلي - الشعبي ٥٧٣٧
- اشربه حتى يغلي - عطاء بن أبي رباح ٥٧٣٦
- اشربه حتى يغلي مالم يتغير - إبراهيم ٥٧٣٥
- اشربه ماكان طريا - ابن عباس ٥٧٣٢
- اشربوا في الظروف ولا تسكروا - أبو بردة ابن نيار ٥٦٨٠
- اشفعوا تشفعوا ويقضي الله عز وجل على لسان نبيه ماشاء - أبو موسى الأشعري ٢٥٥٧
- أشهد أني شهدت العيد مع رسول الله ﷺ فبدأ بالصلاة قبل الخطبة - ابن عباس ١٥٧٠
- أشهد فلان الصلاة؟ - أبو بصير ٨٤٤
- أشهد لسمعت ابن عمر وهو يسأل عن الخبر - عمرو بن دينار ٣٩٤٩

- أشهدت مع رسول الله ﷺ عيدين؟ قال: نعم، صلى العيد - زيد بن أرقم ١٥٩٢
- أصاب الناس سنة على عهد رسول الله ﷺ - أنس بن مالك ١٥٢٩
- الأصابع سواء - عبدالله بن عمرو ٤٨٥٥
- الأصابع سواء عشرا - أبو موسى الأشعري ٤٨٤٨
- الأصابع عشر عشر - ابن عباس ٤٨٥٣
- أصبت أرضا من أرض خيبر - عمر بن الخطاب ٣٦٢٧
- أصبت أرنبين فلم أجد ما أذكيهما به فذكيتهما بمروة - ابن صفوان ٤٣١٨
- أصبت عمي ومعه راية فقلت: أين تريد - البراء بن عازب ٣٣٣٤
- أصبح عندكم شيء تطعمينيه؟ فتقول: لا - عائشة أم المؤمنين ٢٣٢٨
- أصبنا يوم خيبر حمرا خارجا من القرية فطبخناها - عبدالله بن أبي أوفى ٤٣٤٤
- أصدق ذو اليدين - أبو هريرة ١٢٢٦
- أصلى الناس؟ - عائشة ٨٣٥
- أصلى هؤلاء؟ قلنا: لا، قال: قوموا فصلوا، فذهبنا - عبدالله بن مسعود ٧٢٠
- أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية قال - عرفجة بن أسعد ٥١٦٥
- أصيب رجل في عهد رسول الله ﷺ في ثمار ابتاعها فكثر دينه - أبو سعيد الخدري ٤٥٣٤
- أصيب رجلان من المسلمين يوم الطائف، فحملا إلى رسول الله ﷺ - عبيد الله بن معية ٢٠٠٥
- أصيب سعد يوم الخندق رماه رجل من قريش رماه في الأكحل - عائشة ٧١١
- اضرب بهذا الحائط فإن هذا شراب من لا يؤمن بالله - أبو هريرة ٥٦١٣
- أضل الله عز وجل عن الجمعة من كان قبلنا - حذيفة بن اليمان ١٣٦٩
- أضللت بعيرا لي فذهبت أطلبه بعرفة يوم عرفة فرأيت النبي ﷺ واقفاً - جبير بن مطعم ٣٠١٦
- أطعمنا رسول الله ﷺ لحوم الخيل ونهانا عن لحوم الحمر - جابر بن عبدالله .... ٤٣٣٣، ٤٣٣٤
- أطيب الطيب المسك - أبو سعيد الخدري .. ١٩٠٦
- أظننت أن يحيف الله عليك ورسوله - عائشة ٣٤١٥
- أعبد هو؟ - جابر بن عبدالله ٤١٨٩
- اعتدلوا في الركوع والسجود - أنس بن مالك ١٠٢٩
- اعتدلوا في السجود ولا يبسط أحدكم ذراعيه انبساط الكلب - أنس بن مالك ١١١١
- اعتدي حيث بلغك الخبر - الفريعة بنت مالك ٣٥٥٩
- أعتق رجل من الأنصار غلاما له عن دبر وكان محتاجا وكان عليه - جابر بن عبدالله .. ٥٤٢٠
- أعتق رسول الله ﷺ صفية وجعل عتقها مهرها - أنس بن مالك ٣٣٤٥
- أعتقيها فإن الولاء لمن أعطى الورق - عائشة ٤٦٤٦
- أعتقيها فإنما الولاء لمن أعطى الورق - عائشة ٣٤٧٩
- أعتم رسول الله ﷺ ذات ليلة بالعتمة حتى رقد الناس - ابن عباس ٥٣٢
- أعتم رسول الله ﷺ ليلة بالعتمة - عائشة ٥٣٦
- أعتم النبي ﷺ ذات ليلة حتى ذهب عامة الليل - عائشة أم المؤمنين ٥٣٧
- اعدلوا بين أبنائكم اعدلوا بين أبنائكم - النعمان بن بشير ٣٧١٧
- أعطها شيئاً - علي بن أبي طالب ٣٣٧٧
- أعطيت خمسا لم يعطهن أحد قبلي - جابر ابن عبدالله ٤٣٢
- أعطيت لإخوته؟ قال: لا، قال: فاردده - عروة بن الزبير ٣٧٠٨
- اعف عنه - وائل الحضرمي ٤٧٣٠
- أعفوا اللحى وأحفوا الشوارب - ابن عمر .. ٥٠٤٩

- أعلى أم سلمة؟ لو أني لم أنكح أم سلمة ما حلت لي - أم حبيبة ٣٢٨٨
- أعندك شيء؟ قالت: ليس عندي شيء - عائشة ٢٣٢٥
- أعوذ بالله من عذاب جهنم - أبو هريرة ٥٥٠٧
- أعوذ بالله من الكفر والدَّين - أبو سعيد الخدري .... ٥٤٧٥، ٥٤٧٦
- أعوذ برضاك من سخطك، وأعوذ بمعافاتك من عقوبتك - عائشة ١١٣١
- أعوذ برضاك من سخطك، وبمعافاتك من عقوبتك - عائشة ١٦٩
- أعوذ بعفوك من عقابك وأعوذ برضاك من سخطك - عائشة ٥٥٣٦
- أعوذ بك من شر ماعملت ومن شر مالم أعمل - عائشة ٥٥٢٧
- أغار قوم على لقاح رسول الله ﷺ فأخذهم فقطع أيديهم وأرجلهم - عائشة ٤٠٤٢
- أغار ناس من عرينة على لقاح رسول الله ﷺ واستاقوها - عروة بن الزبير ٤٠٤٥
- اغتسل النبي ﷺ من الجنابة فغسل فرجه ودلك يده بالأرض - ميمونة زوج النبي ﷺ ٤٢٨
- اغتسلي ثم استثفري ثم أهلي - جابر بن عبدالله ٤٢٩
- اغتسلي واستثفري ثم أهلي - جابر بن عبدالله ٢٩٢
- اغد يا أنيس على امرأة هذا فإن اعترفت فارجمها - أبو هريرة وزيد بن خالد وشبل ٥٤١٣
- اغسلنها بماء وسدر واغسلنها وترا - أم عطية ١٨٨٦
- اغسلنها ثلاثا أو خمسا أو أكثر من ذلك - أم عطية الأنصارية ١٨٨٢
- اغسلنها ثلاثا أو خمسا أو أكثر من ذلك إن رأيتن - أم عطية .... ١٨٨٧، ١٨٩١، ١٨٩٤، ١٨٩٥
- اغسلوا المحرم في ثوبيه اللذين أحرم فيهما - ابن عباس ١٩٠٥
- اغسلوه بماء وسدر وألبسوه ثوبيه ولا تخمروا رأسه - ابن عباس ٢٨٦١
- اغسلوه بماء وسدر وكفنوه في ثوبين - ابن عباس .... ٢٨٥٧، ٢٨٥٨
- اغسلوه بماء وسدر وكفنوه في ثوبيه - ابن عباس ٢٨٥٦
- اغسلوه بماء وسدر وكفنوه في ثيابه - ابن عباس ٢٧١٥
- اغسلوه بماء وسدر، ويكفن في ثوبين - ابن عباس ٢٧١٤
- اغسلوه وكفنوه ولا تغطوا رأسه - ابن عباس ٢٨٥٩
- أغلظ رجل لأبي بكر الصديق فقلت: أقتله فانتهرني - أبو برزة الأسلمي ٤٠٧٦
- أُف لك أف لك - أبو رافع ٨٦٣
- أفاض رسول الله ﷺ من عرفات وردفه أسامة بن زيد فجالت به الناقة - الفضل بن عباس ٣٠٢٠
- أفاض رسول الله ﷺ من عرفة وأنا رديفه فجعل يكبح راحلته - أسامة بن زيد ٣٠٢١
- أفاض رسول الله ﷺ وعليه السكينة وأمرهم بالسكينة - جابر بن عبدالله ٣٠٢٤
- أفتان يا معاذ؟ - جابر بن عبدالله ٩٩٨
- أفتانٌ يامعاذ! أفتانٌ يامعاذ! ألا قرأت - جابر بن عبدالله ٩٨٥
- افترض الله على عباده صلوات [خمسا] - أنس بن مالك ٤٦٠
- افتقدت رسول الله ﷺ ذات ليلة فظننت أنه ذهب إلى بعض نسائه - عائشة ٣٤١٤
- أفتقسمون خمسين يمينا أن اليهود قتله - عبدالرحمن بن سهل ٤٧٢١
- أفسخ الحج لنا خاصة أم للناس عامة - بلال ابن الحارث المزني ٢٨١٠
- افصل بعضها من بعض ثم بعها - فضالة بن

عبيد ٤٥٧٨
- أفضل الصدقة ماكان عن ظهر غنى - حكيم ابن حزام ٢٥٤٤
- أفضل الصلاة بعد الفريضة قيام الليل - حميد بن عبدالرحمن ١٦١٥
- أفضل الصيام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم - أبو هريرة ١٦١٤
- أفضل الصيام صيام داود عليه السلام كان يصوم يوما - عبدالله بن عمرو ٢٣٩٠
- أفضل ماغيرتم به الشمط الحناء والكتم - أبو ذر الغفاري ٥٠٨٠
- افعلوا كما قال الأنصاري - ابن عمر ١٣٥٢
- أفلا كان قبل أن تأتينا به - صفوان بن أمية ... ٤٨٨٢
- أفيدع يده في فيك تقضمها - يعلى بن أمية ... ٤٧٧٣
- أقام رسول الله ﷺ تسع سنين لم يحج، ثم أذّن في الناس بالحج - جابر بن عبدالله ٢٧٦٢
- إقام الصلاة لوقتها وبر الوالدين والجهاد - عبدالله بن مسعود ٦١٢
- أقام النبي ﷺ بين خيبر والمدينة ثلاثا يبني بصفية بنت حيي - أنس بن مالك ٣٣٨٤
- إقامة حد بأرض خير لأهلها من مطر أربعين ليلة - أبو هريرة ٤٩٠٩
- أقبل رجل من البحرين إلى النبي ﷺ فسلم فلم يرد عليه - أبو سعيد الخدري ٥٢٠٩
- أقبل رسول الله ﷺ من نحو بئر الجمل ولقيه رجل فسلم عليه - أبو جهيم ٣١٢
- أقبلنا مهلين مع رسول الله ﷺ بحج مفرد وأقبلت - جابر بن عبدالله ٢٧٦٤
- أقبلنا نسير حتى بلغنا المزدلفة فأناخ فصلى المغرب - أسامة بن زيد ٣٠٣٤
- اقتتلت امرأتان من هذيل - أبو هريرة ٤٨٢٢
- أقتلته - وائل الحضرمي ٤٧٣١
- أقتلك فلان - أنس بن مالك ٤٧٨٣
- اقتله فإنك مثله - أنس بن مالك ٤٧٣٤
- اقتلوه - الحارث بن حاطب ٤٩٨٠
- اقتلوها فابتدرناها فدخلت في جحرها - عبدالله بن مسعود ٢٨٨٦
- اقتلوهم وإن وجدتموهم متعلقين بأستار الكعبة - سعد بن أبي وقاص ٤٠٧٢
- اقرأ القرآن في شهر - عبدالله بن عمرو ٢٤٠٢
- اقرأ يا جابر - جابر بن عبدالله ٥٤٤٣
- اقرأ ياهشام! - عمر بن الخطاب ٩٣٧
- أقرب مايكون العبد من ربه عز وجل وهو ساجدٌ فأكثروا الدعاء - أبو هريرة ١١٣٨
- اقضه عنها - ابن عباس ....
٣٦٨٩، ٣٦٩٠، ٣٦٩٢، ٣٦٩٣، ٣٨٤٨
- اقطعوه - جابر بن عبدالله ٤٩٨١
- أقلوا الكلام في الطواف وإنما أنتم في الصلاة - عبدالله بن عمر ٢٩٢٦
- أقم شاهدين على من قتله أدفعه إليك برمته - عبدالله بن عمرو ٤٧٢٤
- أقم معنا هذين اليومين - بريدة بن الحصيب . ٥٢٠
- أقم يا قبيصة! حتى تأتينا الصدقة فنأمر لك - قبيصة بن مخارق ٢٥٨١
- أقول: اللهم باعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب - أبو هريرة .. ٦٠
- أقول: اللهم! باعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب - أبو هريرة .. ٨٩٦
- أُقيمت الصلاة، فقمنا فعدلت الصفوف - أبو هريرة ٨١٠
- أقيمت الصلاة ورسول الله ﷺ نجي لرجل - أنس بن مالك ٧٩٢
- أقيموا صفوفكم ثم ليؤمكم أحدكم - أبوموسى الأشعري ١١٧٣
- أقيموا صفوفكم وتراصوا فإني أراكم من وراء ظهري - أنس بن مالك ٨١٥
- أقيموا صفوفكم وتراصوا فإني أراكم من وراء ظهري - أنس بن مالك ٨٤٦

- أكان رسول الله ﷺ يغتسل من أول الليل أو من آخره؟ - غضيف بن الحارث ٢٢٤
- أكان رسول الله ﷺ يغتسل من أول الليل أو من آخره - غضيف بن الحارث عن عائشة .. ٤٠٥
- أكان النبي ﷺ يتوضأ لكل صلاة؟ - أنس بن مالك ١٣١
- أكثروا ذكر هاذم اللذات - أبو هريرة ١٨٢٥
- أكروا بالذهب والفضة - سعد بن أبي وقاص ٣٩٢٥
- أكل تمر خيبر هكذا - أبو سعيد الخدري، وأبو هريرة ٤٥٥٧
- آكل الربا وموكله وكاتبه إذا علموا ذلك - عبدالله بن مسعود ٥١٠٥
- أكل ولدك نحلته؟ قال: لا - النعمان بن بشير ٣٧٠٣
- أكل ولدك نحلته مثل ذا؟ - بشير بن سعد ٣٧٠٧
- اكلفوا من العمل ماتطيقون فإن الله عز وجل لا يمل حتى تملوا - عائشة ٧٦٣
- أكلنا يوم خيبر لحوم الخيل والوحش - جابر ابن عبد الله ٤٣٤٨
- ألا أبعثك على مابعثني عليه رسول الله ﷺ - علي بن أبي طالب ٢٠٣٣
- ألا أحدثكم عن صلاة رسول الله ﷺ فيصلي في غير وقت الصلاة - مالك بن الحويرث... ١١٥٤
- ألا أحدثكم عن النبي ﷺ وعني؟ - عائشة .. ٣٤١٥
- ألا أخبرك بأفضل مايتعوذ به المتعوذون؟ - ابن عابس الجهني ٥٤٣٤
- ألا أخبرك بما هو أحسن من هذا؟ لو نزعت هذا - عائشة ٥١٤٦
- ألا أخبركم بخير الناس وشر الناس - أبوسعيد الخدري ٣١٠٨
- ألا أخبركم بصلاة رسول الله ﷺ؟ قال: فقام فرفع - عبدالله بن مسعود ١٠٢٧
- ألا أخبركم بما يذهب وحر الصدر؟ صوم ثلاثة - رجل من أصحاب النبي ﷺ ٢٣٨٧
- ألا أخبركم بما يمحو الله به الخطايا ويرفع به الدرجات - أبو هريرة ١٤٣
- ألا أخبركم بوضوء رسول الله ﷺ فتوضأ مرة مرة - ابن عباس ٨٠
- ألا أخذتم إهابها فدبغتم فانتفعتم به - ابن عباس ٤٢٤٣
- ألا أدلك بأعلم أهل الأرض بوتر رسول الله ﷺ ؟ - ابن عباس ١٧٢٢
- ألا اشهدوا أن دمها هدر - ابن عباس ٤٠٧٥
- ألا أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ؟ فصلى - عبدالله بن مسعود ١٠٥٩
- ألا أصلي لكم كما رأيت رسول الله ﷺ يصلي؟ - عقبة بن عمرو ١٠٣٨
- ألا أعلمك سورتين من خير سورتين قرأ بهما الناس - عقبة بن عامر ٥٤٣٩
- ألا أُعلمك كلمات تقولينهن: سبحان الله عدد خلقه - جويرية بنت الحارث ١٣٥٣
- ألا إن أحدكم إذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشي - ابن عمر ٢٠٧٢
- ألا إن النبي ﷺ كان يتعوذ من خمس - عمر ابن الخطاب ٥٤٩٩
- ألا أنبئك بأعلم أهل الأرض بوتر رسول الله ﷺ - ابن عباس ١٦٠٢
- ألا انتفعتم بإهابها - ابن عباس ٤٢٤٤
- ألا إن قتيل الخطأ قتيل السوط - عقبة بن أوس ٤٧٩٩
- ألا تبايعون رسول الله ﷺ؟ - عوف بن مالك الأشجعي ٤٦١
- ألا تبايعوني على مابايع عليه النساء - عبادة ابن الصامت ٤١٦٧
- ألا تخرجون مع راعينا في إبله فتصيبوا من ألبانها وأبوالها - أنس بن مالك ٤٠٢٩
- ألا تصفون كما تصف الملائكة عند ربهم - جابر بن سمرة ٨١٧

- ألا تطرح هذا الذي في إصبعك - البراء بن عازب ٥١٩٢
- ألا تنتظر الغداء يا أبا أمية - عمرو بن أمية الضمري ٢٢٧٠
- ألا دبغتم إهابها فاستمتعتم به - ميمونة ٤٢٤٢
- ألا سويت بينهم - النعمان بن بشير ٣٧١٥
- ألا صلوا في الرحال فإن النبي ﷺ كان يأمر المؤذن إذا كانت - ابن عمر ٦٥٥
- ألا، لا تجني نفس على الأخرى - ثعلبة بن زهدم اليربوعي ٤٨٣٧
- ألا لا تغلوا صدق النساء - عمر بن الخطاب ٣٣٥١
- ألا لا تقدموا الشهر بيوم أو اثنين - أبو هريره ٢١٩٢
- ألا لا يتمنى أحدكم الموت لضر نزل به - أنس بن مالك ١٨٢٢
- ألا لا يحج بعد هذا العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان - أبو هريرة ٢٩٦٠
- ألا نظرت إليها؟ فإن في أعين الأنصار شيئاً - أبو هريرة ٣٢٤٨
- ألا وإن قتيل الخطأ شبه العمد بالسوط - عقبة بن أوس عن رجل من أصحاب النبي ﷺ ٤٧٩٨
- ألا وإن قتيل الخطأ شبه العمد - عبدالله بن عمرو ٤٧٩٧
- ألا وإن قتيل الخطأ العمد قتيل السوط - يعقرب بن أوس عن رجل من الصحابة ...... ٤٨٠١، ٤٨٠٢
- ألا وإن كل قتيل خطأ العمد أو شبه العمد - يعقوب بن أوس عن رجل من أصحاب النبي ﷺ ٤٨٠٠
- ألا يخشى الذي يرفع رأسه قبل الإمام أن يحول الله رأسه - أبو هريرة ٨٢٩
- ألست أعلم أنه رجل كبير؟ - عائشة ٣٣٢٢
- ألستم تعلمون أن رسول الله ﷺ نهى عن لبس الذهب إلا مقطعا؟ - معاوية بن أبي سفيان . ٥١٥٥
- ألقوها وما حولها وكلوه - ميمونة ٤٢٦٣
- ألك مال غيره - جابر بن عبدالله ٤٦٥٦
- ألك مال غيره فقال: لا، فقال رسول الله ﷺ: من يشتريه مني - جابر بن عبدالله ٢٥٤٧
- ألك مال؟ قال: نعم، من كل المال - مالك ابن نضلة ٥٢٢٦
- ألك ولد غيره؟ - النعمان بن بشير ٣٧١٥
- الله أعلم بما كانوا عاملين - أبو هريرة .... ١٩٥١، ١٩٥٢، ١٩٥٤
- الله أكبر، الله أكبر، خربت خيبر، إنا إذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين - أنس بن مالك ٤٣٤٥
- الله أكبر خربت خيبر - أنس بن مالك ٥٤٨
- الله أكبر خربت خيبر - أنس بن مالك ٣٣٨٢
- الله أكبر ذا الجبروت والملكوت والكبرياء والعظمة - حذيفة بن اليمان ١٠٧٠
- الله أكبر ذو الملكوت والجبروت والكبرياء والعظمة - حذيفة بن اليمان ١١٤٦
- الله أكبر وجهت وجهي للذي فطر السموات والأرض حنيفا مسلما - محمد بن مسلمة ... ٨٩٩
- الله يعلم أن أحدكما كاذب - ابن عمر ٣٥٠٥
- اللهم اغسل خطاياي بماء الثلج والبرد - عائشة .... ٦١، ٣٣٤
- اللهم اغسلني من خطاياي - أبو هريرة ٣٣٥
- اللهم إني أعوذ بك من عذاب القبر - عائشة . ١٣١٠
- اللهم إني أعوذ بك من غلبة الدين - عبد الله ابن عمرو .... ٥٤٨٩، ٥٤٩٠
- اللهم إني أعوذ بك من فتنة القبر - أبو هريرة ٥٥١٧
- اللهم إني أعوذ بك من الكفر والفقر - أبوسعيد الخدري ٥٤٨٧
- اللهم بين لنا في الخمر بيانا شافياً - عمر بن الخطاب ٥٥٤٢
- اللهم رب جبريل وميكائيل - عائشة ١٦٢٦
- اللهم طهرني بالثلج والبرد والماء البارد -

عبدالله بن أبي أوفى ٤٠٣
– اللهم طهرني من الذنوب والخطايا – عبدالله
ابن أبي أوفى ٤٠٢
– اللهم عليك بأبي جهل بن هشام، وشيبة بن
ربيعة – عبدالله بن مسعود ٣٠٨
– اللهم نعم! – أنس بن مالك ٢٠٩٤
– اللهم! اجعل في قلبي نوراً، واجعل في
سمعي نوراً – ابن عباس ١١٢٢
– اللهم! ارحمني ومحمدا ولا ترحم معنا
أحداً – أبو هريرة ١٢١٧
– اللهم! أصلح لي ديني الذي جعلته لي عصمة
– أبو مروان الأسلمي ١٣٤٧
– اللهم! أغثنا ألللهم! أغثنا – أنس بن مالك ... ١٥١٩
– اللهم! اغفر لحينا وميتنا – أبو إبراهيم
الأنصاري عن أبيه ١٩٨٨
– اللهم! اغفر له وارحمه – عوف بن مالك ....
. ... ١٩٨٥، ١٩٨٦
– اللهم! اغفر له وارحمه، وعافه واعف عنه –
عوف بن مالك ٦٢
– اللهم! اغفر لي ما أسررت وما أعلنت –
عائشة ١١٢٥
– اللهم! اغفر لي واهدني وارزقني – عائشة ... ٥٥٣٧
– اللهم! إنا نعوذ بك من عذاب جهنم –
عبدالله بن عباس ٢٠٦٥
– اللهم! أنت السلام ومنك السلام تباركت
ياذا الجلال والإكرام – ثوبان مولى رسول
الله ﷺ ١٣٣٨
– اللهم! أنج الوليد بن الوليد وسلمة بن هشام
وعياش بن أبي ربيعة – أبو هريرة ١٠٧٤
– اللهم! إني أبرأ إليك مما صنع خالد –
عبدالله بن عمر ٥٤٠٧
– اللهم! إني أسألك التثبت في الأمر والعزيمة
على الرشد – شداد بن أوس ١٣٠٥
– **اللهم! إني أعوذ برضاك من سخطك –**
عائشة ١١٠١
– اللهم! إني أعوذ بعظمتك أن أغتال من تحتي
– ابن عمر .... ٥٥٣١، ٥٥٣٢
– اللهم! إني أعوذ بك من الأربع – أبو هريرة ٥٤٦٩
– اللهم! إني أعوذ بك من البخل – سعد بن
أبي وقاص .... ٥٤٩٨، ٥٤٨٠، ٥٤٤٧
– اللهم! إني أعوذ بك من التردي والهدم –
أبو اليسر ٥٥٣٣
– اللهم! إني أعوذ بك من الجوع فإنه بئس
الضجيع – أبو هريرة ٥٤٧٠
– اللهم! إني أعوذ بك من شر ما عملت ومن
شر ما لم أعمل – عائشة .... ٥٥٢٥، ٥٥٢٦، ١٣٠٨
– اللهم! إني أعوذ بك من الشقاق والنفاق –
أبو هريرة ٥٤٧٣
– اللهم! إني أعوذ بك من العجز والكسل –
أنس بن مالك ٥٤٥٠
– اللهم! إني أعوذ بك من العجز والكسل –
زيد بن أرقم ٥٤٦٠
– اللهم! إني أعوذ بك من العجز والكسل،
والبخل – زيد بن أرقم ٥٥٤٠
– اللهم! إني أعوذ بك من عذاب جهنم –
أبوهريرة ٥٥١٦
– اللهم! إني أعوذ بك من عذاب القبر –
أبوهريرة .... ٢٠٦٢، ٥٥٠٨
– اللهم! إني أعوذ بك من عذاب القبر وفتنة
النار – عائشة ٥٤٧٩
– اللهم! إني أعوذ بك من علم لا ينفع –
أبوهريرة .... ٥٥٣٨، ٥٥٣٩
– اللهم! إني أعوذ بك من علم لا ينفع – أنس
ابن مالك ٥٤٧٢
– اللهم! إني أعوذ بك من غلبة الدَّين – عبد الله
ابن عمرو ٥٤٧٧
– اللهم! إني أعوذ بك من فتنة القبر – أبوهريرة ٥٥٢٢
– اللهم! إني أعوذ بك من الفقر وأعوذ بك من

القلة – أبو هريرة ٥٤٦٢
– اللهم! إني أعوذ بك من القلة والفقر والذلة – أبو هريرة ٥٤٦٤
– اللهم! إني أعوذ بك من الكسل – أنس بن مالك .... ٥٤٥٢، ٥٤٩٧
– اللهم! إني أعوذ بك من الكسل والهرم – عبدالله بن عمرو ٥٤٩٢
– اللهم! إني أعوذ بك من الكسل، والهرم – عثمان بن أبي العاص ٥٤٩١
– اللهم! إني أعوذ بك من الهدم وأعوذ بك من التردي – أبو الأسود السلمي ٥٥٣٥
– اللهم! إني أعوذ بك من الهرم والتردي والهدم – أبو اليسر ٥٥٣٤
– اللهم! إني أعوذ بك من الهم، والحزن – أنس بن مالك ٥٤٥٢
– اللهم! إني أعوذ بك من وعثاء السفر – عبدالله بن سرجس ٥٥٠١
– اللهم! بعلمك الغيب وقدرتك على الخلق أحيني ماعلمت الحياة خيراً لي – عمار بن ياسر ١٣٠٦
– اللهم! بين – عبدالله بن عباس ٣٥٠١
– اللهم! حوالينا ولا علينا – أنس بن مالك .... ١٥١٨، ١٥٢٨
– اللهم! رب جبرئيل وميكائيل ورب اسرافيل – عائشة ٥٥٢١
– اللهم! ربنا لك الحمد ملء السموات وملء الأرض – ابن عباس ١٠٦٧
– اللهم! ربنا ولك الحمد – أبو هريرة ١٠٦١
– اللهم! صلِّ على آل فلان – عبدالله ابن أبي أوفى ٢٤٦١
– اللهم! على رؤوس الجبال والآكام وبطون الأودية ومنابت الشجر – أنس بن مالك ١٥٠٥
– اللهم! العن فلانا وفلانا – عبدالله بن عمر ١٠٧٩
– اللهم! قد بلغت – عبدالله بن عباس ١١٢١
– اللهم! لك ركعت وبك آمنت ولك أسلمت – جابر بن عبدالله ١٠٥٢
– اللهم! لك ركعت ولك أسلمت وبك آمنت – علي بن أبي طالب ١٠٥١
– اللهم! لك سجدت وبك آمنت ولك أسلمت – محمد بن مسلمة ١١٢٩
– اللهم! لك سجدت وبك آمنت ولك أسلمت وأنت ربي – جابر بن عبدالله ١١٢٨
– اللهم! لك سجدت ولك أسلمت وبك آمنت – علي بن أبي طالب ١١٢٧
– اللهم! هذا عبدك خرج مهاجراً في سبيلك – شداد بن الهاد ١٩٥٥
– اللهم! هذا فعلي فيما أملك فلا تلمني فيما تملك – عائشة ٣٣٩٥
– ألم أخبر أنك تصوم ولا تفطر وتصلي الليل فلا تفعل – عبدالله بن عمرو ٢٤٠٣
– ألم أخبر أنك تقوم الليل وتصوم النهار؟ – عبدالله بن عمرو ٢٣٩٣
– ألم تري أن مجززا نظر إلى زيد بن حارثة وأسامة فقال – عائشة ٣٥٢٣
– ألم تري أن قومك حين بنوا الكعبة اقتصروا عن قواعد إبراهيم عليه السلام – عائشة ٢٩٠٣
– ألم تسمعوا رسول الله ﷺ ينهى عن الذهب قالوا: نعم – معاوية بن أبو سفيان .. ٥١٥٨ – ٥١٦١
– ألم تسمعوا ماذا قال ربكم الليلة – زيد بن خالد الجهني ١٥٢٦
– ألم يقل إلا ما كان رقما في ثوب قال: بلى – أبو طلحة الأنصاري ٥٣٥١
– ألم يقل الله عز وجل ﴿وما آتاكم الرسول فخذوه – ابن عباس ٥٦٤٧
– ألنا خاصة أم لأبد قال: بل لأبد – سراقة بن مالك ٢٨٠٩
– ﴿ألهاكم التكاثر۝ حتى زرتم المقابر – قال: يقول ابن آدم: مالي مالي – عبدالله بن

الشخير ٣٦٤٣
- أليس حسبكم سنة رسول الله ﷺ إن حبس
أحدكم عن الحج - ابن عمر ٢٧٧٠
- أليس قد دبغتها - سلمة بن المحبق ٤٢٤٨
- أليس يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله
- أوس بن أبي أوس ٣٩٨٧
- أما أبو الجهم فرجل أخاف عليك قسقاسته
للعصا - فاطمة بنت قيس ٣٥٧٥
- أما أبو جهم فلا يضع عصاه عن عاتقه -
فاطمة بنت قيس ٣٢٤٧
- إما أن يدوا صاحبكم وإما أن يؤذنوا بحرب
- سهل بن أبي حثمة ٤٧١٥
- أما أنا إذا لم أجد الماء لم أكن لأصلي حتى
أجد الماء - عبدالرحمن بن أبزى عن عمر .. ٣١٧
- أما أنا فأفرغ على رأسي ثلاثا - جبير بن
مطعم ٤٢٥
- أما أنا فأفيض على رأسي ثلاث أكف - جبير
ابن مطعم ٢٥١
- أما أنا فلا أصلي عليه - جابر بن سمرة ١٩٦٦
- أما أنبئت أن رسول الله ﷺ كان يصلي ههنا؟
- ابن عباس ٢٩٢١
- أما إنك إن عفوت عنه يبوء بإثمه وإثم
صاحبك - وائل بن حجر .... ٤٧٢٨، ٥٤١٧
- أما إنك لو ثبت لفقأت عينك - أنس بن
مالك ٤٨٦٢
- أما إنه إن كان صادقا ثم قتلته دخلت النار -
أبو هريرة ٤٧٢٦
- أما إنه لم نرده عليك إلا أنا حرم - الصعب
ابن جثامة ٢٨٢١
- أما أنها ليست بعتبة أمك ولكن مابين
الدرجتين مائة عام - كعب بن مرة ٣١٤٦
- أما إني لم أستحلفكم تهمة لكم وإنما أتاني
جبرائيل عليه السلام - معاوية ٥٤٢٨
- أما إني لم أعطكها لتلبسها - علي بن أبي
طالب ٥٣٠٠
- أما بعد فاطبخوا شرابكم حتى يذهب منه
نصيب الشيطان - عمر بن الخطاب ٥٧٢٠
- أما بعد فإن الخمر نزل تحريمها وهي من
خمسة - عمر بن الخطاب ٥٥٨٢
- أما بعد فإنها قدمت عليَّ عير من الشام تحمل
شرابا غليظا - عمر بن الخطاب ٥٧١٩
- أما تذكر إذ أنا وأنت في سرية فأجنبنا فلم
نجد الماء - عمار بن ياسر ٣١٣
- أما تريدين أن لا يدخل بيتك شيء ولا يخرج
إلا بعلمك - عائشة ٢٥٥٠
- أما الذي نهى عنه رسول الله ﷺ أن يباع حتى
يستوفى الطعام - ابن عباس ٤٦٠٣
- أما الوضوء فإنك إذا توضأت فغسلت كفيك
فأنقيتهما - عمرو بن عبسة ١٤٧
- أما يكفيك من كل شهر ثلاثة أيام - عبدالله
ابن عمرو ٢٤٠٤
- أما يجد هذا ما يسكن به شعره - جابر بن
عبدالله ٥٢٣٨
- أمر رسول الله ﷺ بصدقة مثله سواء -
أبوهريرة ٢٤٦٧
- أمر رسول الله ﷺ بقتل الأسودين في الصلاة
- أبو هريرة ١٢٠٣
- أمر رسول الله ﷺ بقتل الكلاب قال: ما
بالهم وبال الكلاب؟ - عبدالله بن مغفل ٣٣٨
- أمر النبي ﷺ امرأة أبي حذيفة أن ترضع
سالما مولى أبي حذيفة حتى - عائشة ٣٣٢٣
- أمر النبي ﷺ أن يسجد على سبع ونهي أن
يكفت الشعر والثياب - ابن عباس ١٠٩٩
- أمر النبي ﷺ أن يسجد على سبعة أعضاء -
ابن عباس ١٠٩٤
- أُمر النبي ﷺ أن يسجد على سبعة أعظم -
ابن عباس ١١١٦
- أُمرت أن أسجد على سبعة أعظم على

الجبهة – ابن عباس ١٠٩٨
– أُمرت أن أسجد على سبعة ، لا أكف الشعر
ولا الثياب – ابن عباس ١٠٩٧
– أُمرت أن أسجد على سبعة ولا أكف شعرا
ولا ثوباً – ابن عباس ١١١٤
– أُمرت أن أقاتل المشركين حتى يشهدوا أن
لا إله إلا الله – أنس بن مالك ٣٩٧١
– أُمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا
الله – أنس بن مالك .... ٣٠٩٦ ٥٠٠٦،٣٩٧٢
– أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله
إلا الله – عمرو بن أوس ٣٩٨٨
– أُمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا
الله – أبو هريرة ٢٤٤٥
– أمرت أن أُقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا
الله – أبو هريرة .... ٣٠٩٢، ٣٠٩٤، ٣٠٩٥، ٣٠٩٧
– أُمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا : لا إله إلا
الله – أبو هريرة ... ٣٩٧٥ – ٣٩٧٧، ٣٩٨١، ٣٩٨٢
– أمرت بيوم الأضحى عيدا جعله الله عز وجل
لهذه الأمة – عبدالله بن عمرو بن العاص ٤٣٧٠
– آمركم بأربع وأنهاكم عن أربع : الإيمان بالله
ثم فسر لهم – ابن عباس ٥٠٣٤
– آمركم بثلاث وأنهاكم عن أربع – ابن عباس ٥٦٩٥
– أمرنا الله أن نصلي عليك يارسول الله! فكيف
نصلي عليك؟ – أبو مسعود الأنصاري ١٢٨٦
– أمرنا رسول الله ﷺ أن نستشرف العين
والأذن – علي بن أبي طالب ٤٣٧٧ ، ٤٣٧٨ ، ٤٣٨١
– أمرنا رسول الله ﷺ أن نصوم من الشهر ثلاثة
أيام البيض – أبو ذر الغفاري .... ٢٤٢٤ ، ٢٤٢٥
– أمرنا رسول الله ﷺ بسبع: أمرنا باتباع
الجنائز – البراء بن عازب ٣٨٠٩
– أمرنا رسول الله ﷺ بسبع ونهانا عن سبع –
البراء بن عازب ١٩٤١
– أمرنا رسول الله ﷺ بسبع ونهانا عن سبع –
البراء بن عازب ٥٣١١
– أمرنا رسول الله ﷺ بصدقة الفطر قبل أن
تنزل الزكاة – قيس بن سعد ٢٥٠٩
– أمرني رسول الله ﷺ أن أقرأ المعوذات في
دبر كل صلاة – عقبة بن عامر ١٣٣٧
– أمرني رسول الله ﷺ بثلاث : بنوم على وتر ،
والغسل يوم الجمعة – أبو هريرة ٢٤٠٧
– أمرني رسول الله ﷺ بركعتي الضحى وأن لا
أنام – أبو هريرة ٢٤٠٨
– أمرني رسول الله ﷺ بركعتي الضحى وأن لا
أنام إلا – أبو هريرة ٢٣٧١
– أمرني رسول الله ﷺ بقتل الوزغ – أُم شريك . ٢٨٨٨
– أمرني رسول الله ﷺ بنوم على وتر –
أبوهريرة ٢٤٠٩
– أمرني رسول الله ﷺ حين بعثني إلى اليمن أن
لا آخذ من البقر شيئا حتى تبلغ – معاذ بن
جبل ٢٤٥٥
– أمرني عبدالرحمن بن أبي ليلى أن أسأل ابن
عباس عن هاتين الآيتين – سعيد بن جبير ٤٠٠٧
– أمرني مولاي أن أقدد لحما فجاء مسكين
فأطعمته منه – عمير مولى أبي اللحم ٢٥٣٨
– أمره أن يأخذ من كل ثلاثين من البقر تبيعا أو
تبيعة – معاذ بن جبل ٢٤٥٤
– أمسك عليك بعض مالك فهو خير لك –
كعب بن مالك .... ٣٨٥٤ ، ٣٨٥٧
– أمسك عليك مالك فهو خير لك – كعب بن
مالك ٣٨٥٦
– أمسكوا عليكم أموالكم ولا تعمروها –
جابر بن عبدالله ٣٧٦٨
– أمعك ماءٌ – المغيرة بن شعبة ١٠٨
– امكثي في أهلك حتى يبلغ الكتاب أجله –
فريعة بنت مالك ٣٥٦٠
– امكثي في بيتك أربعة أشهر وعشرا حتى يبلغ
الكتاب أجله – فريعة بنت مالك ٣٥٦٢
– امكثي قدر ماكانت تحبسك حيضتك ثم

اغتسلي - عائشة ٢٠٧
- امكثي قدر ماكانت تحبسك حيضتك ثم
اغتسلي - عائشة ٣٥٣
- أمنكم أحد أكل اليوم فقالوا: منا من صام -
محمد بن صيفي ٢٣٢٢
- أمهل رسول الله ﷺ آل جعفر ثلاثة أن يأتيهم
- عبدالله بن جعفر ٥٢٢٩
- أن أبا بكر أقبل على فرس من مسكنه بالسنح
حتى نزل فدخل المسجد - عائشة ١٨٤٢
- أن أبا بكر صلى للناس ورسول الله ﷺ في
الصف - عائشة ٧٨٧
- أن أبا بكر قَبَّل بين عيني النبي ﷺ وهو ميت
- عائشة ١٨٤٠
- أن أبا حذيفة تبنى سالما وأنكحه ابنة أخيه
هند بنت الوليد بن عتبة - عائشة ...... ٣٢٢٥، ٣٢٢٦
- أن أبا الدرداء كان يشرب ماذهب ثلثاه وبقي
ثلثه - سعيد بن المسيب ٥٧٢٣
- أن أبا سعيد الخدري قدم من سفر فقدم إليه
أهله لحما - عبد الله بن خباب ٤٤٣٢
- أن أبا المتوكل مر بهم في السوق فقام إليه
قوم أنا فيهم قال - سليمان بن علي ٤٥٦٩
- أن أبا موسى أتي بدجاجة فتنحى رجل من
القوم فقال: ما شأنك - زهدم الجرمي ٤٣٥١
- أن أبا موسى كان بين مكة والمدينة فصلى
العشاء ركعتين ثم قام فصلى ركعة - أبو
مجلز لاحق بن حميد ١٧٢٩
- أن أبا هريرة حين استخلفه مروان على
المدينة كان إذا قام إلى الصلاة المكتوبة -
أبو سلمة بن عبدالرحمن ١٠٢٤
- أن أبا هريرة قرأ بهم ﴿إذا السماء انشقت﴾
فسجد فيها فلما انصرف - أبو سلمة بن
عبدالرحمن ٩٦٢
- أن أبا هريرة: كان يحدث أن رسول الله ﷺ
كان يدعو في الصلاة حين يقول - سعيد بن
المسيب وأبو سلمة بن عبدالرحمن ١٠٧٥
- أن أبا هريرة كان يصلي بهم فيكبر كلما
خفض ورفع - أبو سلمة ١١٥٦
- أن أباه استشهد يوم أحد وترك ست بنات
وترك عليه دينا - جابر بن عبدالله ٣٦٦٦
- أن أباه نحله غلاما فأتى النبي ﷺ يشهده -
النعمان بن بشير ٣٧٠٢
- أن أباه نحله نحلا فقالت له أمه - النعمان بن
بشير ٣٧٠٦
- أن أباها زوجها وهي ثيب فكرهت ذلك -
خنساء بنت خذام ٣٢٧٠
- إن أبغض الرجال إلى الله الألد الخصم -
عائشة ٥٤٢٥
- أن ابن عباس خطب بالبصرة فقال: أدوا
زكاة صومكم - الحسن ١٥٨١
- أن ابن عمر كان يكري مزارعه حتى بلغه في
آخر خلافة معاوية - نافع مولى ابن عمر ٣٩٤٢
- أن ابن عمر كان يوتر على بعيره ويذكر أن
النبي ﷺ كان يفعل ذلك - نافع مولى بن
عمر ١٦٨٨
- إن ابنتي توفي عنها زوجها وقد اشتكت عينها
أفأكحلها؟ - أم سلمة ٣٥٦٣
- إن ابنتي توفي عنها زوجها وقد خفت على
عينها - أم سلمة ٣٥٧٠
- إن ابني هذا سيد ولعل الله أن يصلح به بين
فئتين من المسلمين - أبو بكرة الثقفي ١٤١١
- إن أبي زوجني ابن أخيه ليرفع بي خسيسته
وأنا كارهة - عائشة ٣٢٧١
- إن أبي شيخ كبير، أفأحج عنه؟ قال: نعم،
أرأيت لو كان - ابن عباس ٥٣٩٨
- إن أبي شيخ كبير لا يستطيع الحج ولا العمرة
والظعن - أبو رزين العقيلي ٢٦٣٨
- إن أبي شيخ كبير لا يستطيع الوكوب،
وأدركته فريضة الله في الحج - عبدالله بن

الزبير ٢٦٣٩
- إن أبي مات وترك مالا ولم يوص فهل يكفر عنه - أبو هريرة ٣٦٨٢
- إن أحدكم إذا قام يصلي جاءه الشيطان فلبس عليه صلاته - أبو هريرة ١٢٥٣
- إن أحدكم إذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشي - ابن عمر ٢٠٧٤
- أن أحدهم كان إذا نام قبل أن يتعشى لم يحل له أن يأكل شيئاً - البراء بن عازب ٢١٧٠
- إن أحساب أهل الدنيا الذي يذهبون إليه المال - بريدة بن الحصيب ٣٢٢٧
- إن أحسن ما غيرتم به الشيب الحناء والكتم - عبد الله بن بريدة .... ٥٠٨٤، ٥٠٨٥
- إن أحسن ما غيرتم به الشيب الحناء والكتم - أبو ذر الغفاري .... ٥٠٨١، ٥٠٨٣
- إن أحق الشروط أن يوفى به ما استحللتم به الفروج - عقبة بن عامر ٣٢٨٣
- إن أخاكم قد مات فقوموا فصلوا عليه - جابر بن عبدالله ١٩٧٥
- إن أخاكم قد مات فقوموا فصلوا عليه - عمران بن حصين ١٩٤٨
- إن أخاكم النجاشي قد مات - عمران بن حصين ١٩٧٧
- إن أخاكم النجاشي قد مات فقوموا فصلوا عليه - جابر بن عبدالله ١٩٧٢
- أن آخر الأذان: لا إله إلا الله - أبو محذورة . ٦٥٣
- أن الأذان كان أول حين يجلس الإمام على المنبر يوم الجمعة في - السائب بن يزيد ١٣٩٣
- أن أزواج النبي ﷺ اجتمعن عنده فقلن: أيتنا بك - عائشة ٢٥٤٢
- إن أشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يشبهون بخلق الله - عائشة ٥٣٥٩
- إن أشد الناس عذابا يوم القيامة - عائشة ٥٣٦٥
- أن الأصابع سواء عشرا عشرا من الإبل -
أبو موسى الأشعري ٤٨٤٩
- إن أصحاب هذه الصور الذين يصنعونها يعذبون يوم القيامة - ابن عمر ٥٣٦٣
- إن أصحاب هذه الصور يعذبون يوم القيامة - عائشة ٥٣٦٤
- إن أطيب ما أكل الرجل من كسبه - عائشة ... . ٤٤٥٤، ٤٤٥٦، ٤٤٥٧
- أن أعرابيا بال في المسجد فقام إليه بعض القوم - أنس بن مالك ٣٣٠
- أن اقض بما في كتاب الله فإن لم يكن في كتاب الله فبسنة رسول الله ﷺ - عمر بن الخطاب ٥٤٠١
- إن الالتفات في الصلاة اختلاس يختلسه الشيطان من الصلاة - عائشة ١٢٠٠
- إن الله تبارك وتعالى فرض صيام رمضان عليكم - أبو سلمة بن عبدالرحمن بن عوف . ٢٢١٢
- إن الله تبارك وتعالى يقول: الصوم لي وأنا أجزي به - أبو سعيد الخدري ٢٢١٥
- إن الله تبارك وتعالى يقول: الصوم لي وأنا أجزي به - علي بن أبي طالب ٢٢١٣
- إن الله تعالى تجاوز عن أمتي كل شيء حدثت به أنفسها - أبو هريرة ٣٤٦٣
- إن الله تعالى تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها - أبو هريرة ٣٤٦٥
- إن الله عز اسمه قد أعطى كل ذي حق حقه، ولا وصية لوارث - عمرو بن خارجة ٣٦٧٣
- إن الله عز وجل أحل لإناث أمتي الحرير - أبو موسى ٥٢٦٧
- إن الله عز وجل تجاوز لأمتي ما وسوست به - أبو هريرة ٣٤٦٤
- إن الله عز وجل حليم حيي ستير يحب الحياء والستر - يعلى بن أمية ٤٠٦
- إن الله عز وجل ستير فإذا أراد أحدكم - يعلى ابن أمية ٤٠٧

– إن الله عز وجل فرض الصلاة على لسان نبيكم ﷺ في الحضر أربعا – ابن عباس ١٤٤٣
– إن الله عز وجل قد فرض عليكم الحج – أبوهريرة ٢٦٢٠
– إن الله عز وجل كتب الإحسان على كل شيء – شداد بن أوس ٤٤١٦
– إن الله عز وجل لا يقبل صلاة بغير طهور ولا صدقة من غلول – أسامة بن عمير الهذلي ... ٢٥٢٥
– إن الله عز وجل لا ينظر إلى مسبل الإزار – ابن عباس ٥٣٣٤
– إن الله عز وجل هو السلام، فإذا قعد أحدكم فليقل : التحيات لله – عبدالله بن مسعود ١٢٨٠
– إن الله عز وجل ورسوله حرَّم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام – جابر بن عبدالله ٤٢٦١
– إن الله عز وجل يحدث من أمره مايشاء – ابن مسعود ١٢٢٢
– إن الله عز وجل يدخل ثلاثة نفر الجنة بالسهم الواحد – عقبة بن عامر ٣١٤٨
– إن الله عز وجل يزيد الكافر عذاباً ببعض بكاء أهله عليه – عائشة ١٨٥٨
– إن الله عزوجل يعجب من رجلين يقتل أحدهما صاحبه – أبو هريرة ٣١٦٧
– إن الله عز وجل يعني أحدث في الصلاة أن لا تكلموا إلا بذكر الله – عبدالله بن مسعود ١٢٢١
– إن الله غني عن تعذيب هذا نفسه، مره فليركب – أنس بن مالك .... ٣٨٨٣، ٣٨٨٤
– إن الله قد أعطى كل ذي حق حقه، ولا وصية لوارث – عمرو بن خارجة ٣٦٧١
– إن الله قد قسم لكل إنسان قسمة من الميراث فلا تجوز – عمرو بن خارجة ٣٦٧٢
– إن الله كتب الإحسان على كل شيء – شداد ابن أوس .... ٤٤١٠، ٤٤١٧
– إن الله لا يرضى لعبده المؤمن – عبدالله بن عمرو بن العاص ١٨٧٢
– إن الله لا يستحيي من الحق أرأيت المرأة ترى في النوم مايرى الرجل – عائشة ١٩٦
– إن الله لا يصنع بتعذيب هذا نفسه شيئا – أنس ابن مالك ٣٨٨٥
– إن الله لا يقبل من العمل إلا ماكان له خالصا وابتغي به وجهه – أبو أمامة الباهلي ٣١٤٢
– إن الله هو الحكم وإليه الحكم فلم تكنى – هانئ ٥٣٨٩
– إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة – جابر بن عبدالله ٤٦٧٣
– إن الله ورسوله ينهاكم عن لحوم الحمر فإنها رجسٌ – أنس بن مالك ٦٩
– إن الله وضع عن المسافر الصوم – أنس بن مالك ٢٢٧٨
– إن الله وضع عن المسافر نصف الصلاة – أبو قلابة عن رجل ٢٢٧٩
– إن الله وضع عن المسافر نصف الصلاة – أنس بن مالك .... ٢٢٧٦، ٢٢٧٧
– إن الله وملائكته يصلون على الصف المقدم – البراء بن عازب ٦٤٧
– إن الله يدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة : صانعه يحتسب – عقبة بن عامر ٣٦٠٨
– إن الله ينهاكم أن تحلفوا بآبائكم – ابن عمر .. .. ٣٧٩٦، ٣٧٩٨، ٣٧٩٩
– أن أُمّ حبيبة ختنة رسول الله ﷺ وتحت عبدالرحمن بن عوف استحيضت – عائشة .. ٢٠٥
– أن أم سلمة سئلت أتغتسل المرأة مع الرجل؟ – ناعم مولى أم سلمة ٢٣٨
– أن أم سليم سألت رسول الله ﷺ أن يأتيها فيصلي في بيتها – أنس بن مالك ٧٣٨
– أن أمُّ سليم سألت رسول الله ﷺ عن المرأة ترى في منامها – أنس بن مالك ١٩٥
– أن أم الفضل أرسلت إلى أنس بن مالك

تسأله عن نبيذ الجر - أبو عثمان ٥٧٤٦
- إن أم هذا ابنة رواحة طلبت مني بعض الموهبة وقد أعجبها أن أشهدك - النعمان ابن بشير الأنصاري ٣٧١٢
- إن أمة مسخت لا يدرى مافعلت وإني لا أدري لعل هذا منها - ثابت بن وديعة ٤٣٢٦
- إن أمّة مسخت والله أعلم - ثابت بن وديعة .. ٤٣٢٧
- إن أمة من بني إسرائيل مسخت دوابا في الأرض - ثابت بن يزيد ٤٣٢٥
- أن امرأة استفتت النبي ﷺ عن دم الحيض يصيب الثوب؟ - أسماء بنت أبي بكر ٣٩٤
- أن امرأة حذفت امرأة فأسقطت - بريدة بن الحصيب الأسلمي .... ٤٨١٧، ٤٨١٨
- أن امرأة دخلت على عائشة وبيدها عكاز فقالت: ماهذا؟ - سعيد بن المسيب ٢٨٣٤
- أن امرأة رفعت صبيا لها إلى رسول الله ﷺ فقالت: يارسول الله! ألهذا حج؟ - ابن عباس ٢٦٤٦
- أن امرأة سألت أم سلمة وأم حبيبة [أ] تكتحل في عدتها من وفاة زوجها؟ - زينب بنت أبي سلمة ٣٥٧١
- أن امرأة سرقت على عهد رسول الله ﷺ فقالوا: - عائشة ٤٩٠١
- أن امرأة عرضت نفسها على النبي ﷺ - أنس بن مالك ٣٢٥٢
- أن امرأة كانت تستعير الحلي في زمان رسول الله ﷺ - نافع مولى ابن عمر ٤٨٩٤
- أن امرأة كانت تهراق الدم على عهد رسول الله ﷺ - أمّ سلمة ٢٠٩
- أن امرأة مخزومية كانت تستعير المتاع فتجحده - ابن عمر ٤٨٩١
- أن امرأة مستحاضة على عهد رسول الله ﷺ قيل لها: إنه عرق عاند - عائشة ٢١٤
- أن امرأة مستحاضة على عهد رسول الله ﷺ قيل لها: إنه عرق عائد - عائشة ٣٦٠
- أن امرأة من أسلم يقال لها سبيعة كانت تحت زوجها، فتوفي عنها وهي حبلى - أم سلمة . ٣٥٤٦
- إن امرأة من بني إسرائيل اتخذت خاتما من ذهب وحشته مسكا - أبو سعيد الخدري ٥١٢٢
- أن امرأة من بني مخزوم استعارت حليا على لسان أناس فجحدتها - سعيد بن المسيب .. ٤٨٩٦
- أن امرأة من جهينة أتت رسول الله ﷺ فقالت: إني زنيت - عمران بن حصين ١٩٥٩
- أن امرأة من خثعم استفتت رسول الله ﷺ في حجة الوداع - ابن عباس ٢٦٤٣
- أن امرأة من خثعم استفتت رسول الله ﷺ والفضل رديف رسول الله ﷺ - ابن عباس .. ٥٣٩٢
- أن امرأة من خثعم سألت النبي ﷺ غداة جمع - ابن عباس ٢٦٣٦
- إن امرأتي ولدت غلاما أسود - أبو هريرة ... ٣٥٠٨
- أن امرأتين من هذيل في زمان رسول الله ﷺ رمت إحداهما الأخرى - أبو هريرة ٤٨٢٣
- إن أمش فقد رأيت رسول الله ﷺ يمشي - ابن عمر ٢٩٧٩
- إن أمي افتلتت نفسها، وإنها لو تكلمت تصدقت - عائشة ٣٦٧٩
- إن أمي أوصت أن تعتق عنها رقبة - الشريد ابن سويد الثقفي ٣٦٨٣
- إن أمي ماتت وعليها نذر أفيجزىء عنها أن أعتق عنها؟ - سعد بن عبادة ٣٦٨٦
- أن أناسا ورجالا من عكل قدموا على رسول الله ﷺ فتكلموا بالإسلام - أنس بن مالك ... ٣٠٦
- إن أناسا يصعدون الجبل فقال: ههنا والذي لا إله غيره - عبدالرحمن بن يزيد ٣٠٧٥
- إن أهل الجاهلية كانوا لا يفيضون حتى تطلع الشمس - عمر بن الخطاب ٣٠٥٠
- إن أهل الجاهلية كانوا يقولون: إن الشمس والقمر لاينخسفان إلا لموت عظيم -

النعمان بن بشير ١٤٩١

– إن أهلنا ينبذون لنا شرابا عشيا فإذا أصبحنا شربنا – ابن عمر ٥٥٨٤

– إن أول جمعة جمعت بعد جمعة جمعت مع رسول الله ﷺ – أبو هريرة ١٣٦٩ب

– إن أول ما نبدأ به في يومنا هذا أن نصلي ثم نذبح – البراء بن عازب ١٥٦٤

– إن أول مايحاسب به العبد بصلاته فإن صلحت فقد – أبو هريرة ٤٦٦

– إن أول مايحاسب به العبد يوم القيامة صلاته – أبو هريرة ٤٦٧

– إن أولئك إذا كان فيهم الرجل الصالح فمات – أمُ حبيبة وأم سلمة ٧٠٥

– إن أولادكم من أطيب كسبكم فكلوا من كسب أولادكم – عائشة ٤٤٥٥

– أن الآيات التي في المائدة التي قالها الله عز وجل – ابن عباس ٤٧٣٧

– أن أيما رجل سرق منه سرقة فهو أحق بها حيث وجدها – أسيد بن ظهير الأنصاري ... ٤٦٨٤

– أن بشر بن مروان رفع يديه يوم الجمعة على المنبر فسبه عمارة – سفيان عن حصين ١٤١٣

– إن بعت من أخيك ثمرا فأصابته جائحة فلا يحل لك – جابر بن عبدالله ٤٥٣١

– إن بلالا يؤذن بالليل لينبه نائمكم ويرجع قائمكم – ابن مسعود ٢١٧٢

– إن بلالا يؤذن بليل. فكلوا واشربوا حتى تسمعوا – عبدالله بن عمر ٦٣٩

– إن بلالا يؤذن بليل، فكلوا واشربوا حتى ينادي ابن أم مكتوم – ابن عمر ٦٣٨

– إن بلالا يؤذن بليل ليوقظ نائمكم وليرجع قائمكم – ابن مسعود ٦٤٢

– أن بنت أبي حبيش قالت: يارسول الله! إني لا أطهر أفأترك الصلاة؟ – عائشة ٣٦٧

– إن بني إسرائيل كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه – عائشة ٤٩٠٤

– أن تجعل لله نداً وهو خلقك – عبدالله بن مسعود ٤٠١٨

– أن تصدق وأنت صحيح شحيح تأمل العيش وتخشى الفقر – أبو هريرة ٢٥٤٣

– أن تصدق وأنت صحيح شحيح تخشى الفقر – أبو هريرة ٣٦٤١

– أن تقتل ولدك من أجل أن يطعم معك – عبدالله بن مسعود ٤٠١٩

– أن تقول أسلمت وجهي إلى الله وتخليت وتقيم الصلاة وتؤتي الزكاة – معاوية بن حيدة ٢٤٣٨

– أن تقول أسلمت وجهي لله عز وجل وتخليت، وتقيم الصلاة – معاوية بن حيدة ٢٥٦٩

– إن تكلم بخير كان طابعا عليهن إلى يوم القيامة – عائشة ١٣٤٥

– أن تهجر ما كره ربك عز وجل – عبد الله بن عمرو ٤١٧٠

– أن ثابت بن قيس بن شماس ضرب امرأته فكسر يدها – الربيع بنت معوذ ابن عفراء ٣٥٢٧

– أن ثلاثة نفر اشتركوا في طهر – عبد الله بن أبو الخليل ٣٥٢٢

– إن ثمامة بن أثال الحنفي انطلق إلى نجل قريب من المسجد فاغتسل – أبو هريرة ١٨٩

– أن جبريل أتى النبي ﷺ يعلمه مواقيت الصلاة فتقدم – جابر بن عبدالله ٥١٤

– إن جبريل عليه السلام كان وعدني أن يلقاني الليلة فلم يلقني – ميمونة زوج النبي ﷺ ٤٢٨٨

– إن جبريل يقرئك السلام – عائشة ٣٤٠٥

– إن الجذع يوفي مما يوفي منه الثني – كليب ابن شهاب الجرمي ٤٣٨٨

– إن الجذعة تجزىء ما تجزىء منه الثنية – كليب بن شهاب الجرمي ٤٣٨٩

– أن جنازة مرت بالحسن بن علي وابن عباس

فقام الحسن – محمد ١٩٢٥
– أن جنازة مرت برسول الله ﷺ فقام فقيل – أنس بن مالك ١٩٣١
– أن الجهاد في سبيل الله والإيمان بالله أفضل الأعمال – أبو قتادة الأنصاري ٣١٥٩
– أن الحسن بن علي كان جالسا فمر عليه بجنازة فقام الناس – محمد بن علي بن الحسين ١٩٢٨
– إن حقا على الله أن لا يرتفع شيء من الدنيا إلا وضعه – أنس بن مالك ٣٦١٨
– إن الحلال بين وإن الحرام بين – النعمان بن بشير ٥٧١٣
– إن الحلال بين وإن الحرام بين وإن بين ذلك أمورا مشتبهات – النعمان بن بشير ٤٤٥٨
– إن الحمد لله نحمده ونستعينه – ابن عباس .. ٣٢٨٠
– أن الخراج بالضمان – عائشة ٤٤٩٥
– إن خياركم أحسنكم قضاء – أبو هريرة ٤٦٢٢
– إن خير ما أنتم صانعون أن يؤاجر أحدكم أرضه – ابن عباس ٣٩٦٥
– إن دم الحيض دم أسود يعرف – عائشة ٣٦٣
– إن الدنيا كلها متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة – عبدالله بن عمرو بن العاص ٣٢٣٤
– إن الدين النصيحة إن الدين النصيحة إن الدين النصيحة – أبو هريرة ٤٢٠٤
– أن ذئبا نيب في شاة فذبحوها بالمروة – زيد ابن ثابت .... ٤٤٠٥، ٤٤١٢
– إن الذي لا يؤدي زكاة ماله يخيل إليه ماله يوم القيامة – ابن عمر ٢٤٨٣
– إن الذي يجهر بالقرآن كالذي يجهر بالصدقة – عقبة بن عامر ١٦٦٤
– إن الرجل إذا صلى مع الإمام حتى ينصرف حسب له قيام ليلة – أبو ذر الغفاري ١٣٦٥
– إن الرجل ليسألني الشيء فأمنعه حتى تشفعوا فيه فتؤجروا – معاوية بن أبي سفيان ٢٥٥٨
– أن رجلا أتى نبي الله ﷺ فقال: كيف نصلي عليك يا نبي الله؟ – طلحة بن عبيدالله التيمي ١٢٩٢
– أن رجلا أتى النبي ﷺ بأرنب وكان النبي ﷺ مد يده إليها – موسى بن طلحة ٢٤٣٠
– أن رجلا أجنب فلم يصل فأتى النبي ﷺ – طارق بن شهاب الأحمصي ٣٢٥
– أن رجلا أجنب فلم يصل فأتى النبي ﷺ – طارق بن شهاب ٤٣٥
– أن رجلا أخبر ابن عمر أن رافع بن خديج يأثر في كراء الأرض حديثا – نافع مولى ابن عمر ٣٩٤٤
– أن رجلا جاء إلى عمر رضي الله عنه فقال: إني أجنبت – عبدالرحمن بن أبزى ٣٢٠
– أن رجلا دخل المسجد ورسول الله ﷺ قائم يخطب – أنس بن مالك ١٥١٩
– أن رجلا سأل النبي ﷺ أن أبي أدركه الحج – عبد الله بن عباس ٢٦٤١
– أن رجلا سأل النبي ﷺ إن أبي أدركه الحج وهو شيخ كبير – عبد الله بن عباس ٥٣٩٥
– أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت زوجا فطلقها قبل أن يمسها – عائشة ٣٤٤١
– أن رجلا عض يد رجل فانتزعت ثنيته – يعلى ابن أمية ٤٧٧٠
– أن رجلا قال: يارسول الله! إن أمه توفيت أفينفعها – ابن عباس ٣٦٨٥
– أن رجلا قتل جارية من الأنصار على حلي لها – أنس بن مالك ٤٠٥٠
– أن رجلا كان في عقدته ضعف كان يبايع – أنس بن مالك ٤٤٩٠
– إن رجلا لم يعمل خيرا قط وكان يداين الناس – أبو هريرة ٤٦٩٨
– أن رجلا ممن أدرك النبي ﷺ لبس خاتما – أبو إدريس الخولاني ٥١٩٤
– أن رجلا من أسلم جاء إلى النبي ﷺ فاعترف

بالزنا – جابر بن عبدالله ١٩٥٨
- أن رجلا من الأعراب جاء إلى النبي ﷺ فآمن به واتبعه – شداد بن الهاد ١٩٥٥
- أن رجلا من هذيل كان له امرأتان – المغيرة ابن شعبة ٤٨٣٠
- أن رجلا من اليهود قتل جارية من الأنصار على حلي لها – أنس بن مالك ٤٠٤٩
- إن رجلا منا تزوج امرأة ولم يفرض لها صداقا – عبد الله بن مسعود ٣٣٦٠
- أن رجلا يقال له عبد الرحمن بن حنين وينبز قرقورا أنه وقع بجارية امرأته – النعمان بن بشير ٣٣٦٣
- أن رجلين اختصما إلى النبي ﷺ في دابة ليس لواحد منهما بينة – أبو موسى الأشعري ٥٤٢٦
- أن رجلين تيمما وصليا ثم وجدا ماء في الوقت – أبو سعيد الخدري ٤٣٣
- أن رسول الله ﷺ اتخذ خاتما فلبسه – ابن عباس ٥٢٩١
- أن رسول الله ﷺ اتخذ خاتما من ذهب وجعل فصه – ابن عمر ٥٢١٨
- أن رسول الله ﷺ اتخذ خاتما من ذهب وكان جعل فصه – ابن عمر ٥٢٩٤
- أن رسول الله ﷺ اتخذ خاتما من ذهب وكان يجعل فصه في باطن كفه – ابن عمر ٥٢٢١
- أن رسول الله ﷺ اتخذ خاتما من ورق وفصه حبشي – أنس بن مالك ٥٢٨١
- أن رسول الله ﷺ أتى سباطة قوم فبال قائما – حذيفة بن اليمان ٢٦
- إن رسول الله ﷺ أتى سباطة قوم فبال قائما – حذيفة بن اليمان ٢٧
- أن رسول الله ﷺ أتى المروة فصعد فيها ثم بدا له البيت – جابر بن عبدالله ٢٩٨٧
- أن رسول الله ﷺ أتي بلحم فقال: ما هذا؟ فقيل: تصدق به – أنس بن مالك ٣٧٩١
- أن رسول الله ﷺ احتجم وسط رأسه وهو محرم – عبدالله ابن بحينة ٢٨٥٣
- أن رسول الله ﷺ احتجم وهو محرم – ابن عباس ٢٨٤٨
- أن رسول الله ﷺ احتجم وهو محرم على ظهر القدم من وثء كان به – أنس بن مالك ٢٨٥٢
- أن رسول الله ﷺ أخذ على النساء حين بايعهن أن لا ينحن – أنس بن مالك ١٨٥٣
- أن رسول الله ﷺ آخى بين رجلين فقتل أحدهما ومات الآخر بعده – عبيد بن خالد السُّلمي ١٩٨٧
- أن رسول الله ﷺ أذن في قتل خمس من الدواب للمحرم – ابن عمر ٢٨٣٣
- أن رسول الله ﷺ استسقى وعليه خميصة سوداء – عبدالله بن زيد ١٥٠٨
- أن رسول الله ﷺ أشعر بدنه – عائشة ٢٧٧٤
- أن رسول الله ﷺ اصطنع خاتما من ذهب وكان يلبسه – ابن عمر ٥٢٩٢
- أن رسول الله ﷺ أعتق صفية وجعله صداقها – أنس بن مالك ٣٣٤٤
- أن رسول الله ﷺ اغتسل هو وميمونة من إناء واحد – أُمّ هانئ ٢٤١
- أن رسول الله ﷺ أفرد الحج – عائشة ٢٧١٦
- أن رسول الله ﷺ أقام بمكة خمسة عشر يصلي ركعتين ركعتين – ابن عباس ١٤٥٤
- إن رسول الله ﷺ أقام على صفية بنت حيي ابن أخطب بطريق خيبر ثلاثة أيام حين – أنس بن مالك ٣٣٨٣
- أن رسول الله ﷺ أقر القسامة على ما كانت عليه في الجاهلية – أبو سلمة وسليمان بن يسار عن رجل من الصحابة ٤٧١١
- أن رسول الله ﷺ أكل كتفا [فجاءه بلال] فخرج إلى الصلاة – أم سلمة ١٨٢
- أن رسول الله ﷺ أمر أبا بكر أن يصلي

بالناس - عائشة ٧٩٨
- أن رسول الله ﷺ أمر إحدى نسائه أن تنفر من
جمع ليلة جمع - عائشة ٣٠٦٨
- أن رسول الله ﷺ أمر أن يستمتع بجلود الميتة
إذا دبغت - عائشة ٤٢٥٧
- أن رسول الله ﷺ أمر بصدقة الفطر أن تؤدى
قبل خروج الناس - ابن عمر ٢٥٢٢
- أن رسول الله ﷺ أمر بقتل الأسودين في
الصلاة - أبو هريرة ١٢٠٤
- أن رسول الله ﷺ أمر بقتل الكلاب إلا كلب
صيد - ابن عمر ٤٢٨٤
- أن رسول الله ﷺ أمر بقتل الكلاب غير ما
استثنى منها - ابن عمر ٤٢٨٢
- إن رسول الله ﷺ أمر بلالا أن يشفع الأذان
وأن يوتر الإقامة - أنس بن مالك ٦٢٨
- أن رسول الله ﷺ أمر عتاب بن أسيد أن
يخرص العنب - سعيد بن المسيب ٢٦١٩
- أن رسول الله ﷺ أمرها أن لا تمس الطيب -
زينب الثقفية ٥١٣٥
- أنّ رسول الله ﷺ أناخ بالبطحاء الذي بذي
الحليفة وصلى بها - ابن عمر ٢٦٦٢
- أن رسول الله ﷺ أنزل عليه ﴿لا يستوي
القاعدون من المؤمنين﴾ - زيد بن ثابت ٣١٠١
- أن رسول الله ﷺ أهدى مرة غنما وقلدها -
عائشة ٢٧٨٩
- أن رسول الله ﷺ أهل في دبر الصلاة - ابن
عباس ٢٧٥٥
- أن رسول الله ﷺ باع قدحا وحلسا فيمن يزيد
- أنس بن مالك ٤٥١٢
- أن رسول الله ﷺ بعثه إلى اليمن، وأمره أن
يأخذ - معاذ بن جبل ٢٤٥٢
- أن رسول الله ﷺ بينا هو جالس في صف
الصلاة - رفاعة بن رافع ٦٦٨
أن رسول الله ﷺ تزوج ميمونة وهما محرمان
- ابن عباس ٢٨٤٢
- أن رسول الله ﷺ تزوج ميمونة وهو محرم -
ابن عباس ٢٨٤٣
- أن رسول الله ﷺ تزوجها وهي بأرض
الحبشة - أم حبيبة أم المؤمنين ٣٣٥٢
- أن رسول الله ﷺ تزوجها وهي بنت ست -
عائشة ٣٢٥٧
- أن رسول الله ﷺ تكلم بها على المنبر -
عبدالله بن عمر ١٤٠٧
- أن رسول الله ﷺ جمع بين حج وعمرة -
عمران بن حصين ٢٧٢٨
- أن رسول الله ﷺ جمع بين المغرب والعشاء
بجمع - أبو أيوب الأنصاري ٣٠٢٩
- أن رسول الله ﷺ جمع بين المغرب والعشاء
بجمع - عبدالله بن عمر ٣٠٣١
- أن رسول الله ﷺ حبس رجلا في تهمة -
معاوية بن حيدة القشيري ٤٨٨٠
- أن رسول الله ﷺ حبس ناسا في تهمة -
معاوية بن حيدة القشيري ٤٨٧٩
- إن رسول الله ﷺ حرم الوشر والوشم والنتف
- أبو ريحانة ٥١١٣
- إن رسول الله ﷺ خرج إلى المصلى يستسقي
- عبدالله بن زيد ١٥٠٦
- أن رسول الله ﷺ خرج حين زاغت الشمس
فصلى بهم صلاة الظهر - أنس بن مالك ٤٩٧
- إن رسول الله ﷺ خرج على حلقة - فقال: ما
أجلسكم - معاوية ٥٤٢٨
- أن رسول الله ﷺ خرج في حلة حمراء، فركز
عنزة فصلى إليها يمر - أبو جحيفة ٧٧٣
- أن رسول الله ﷺ خرج لخمس بقين من ذي
القعدة - جابر بن عبدالله ٤٢٩
- أن رسول الله ﷺ خرج من مكة إلى المدينة
لا يخاف إلا رب العالمين - ابن عباس ١٤٣٦
- أن رسول الله ﷺ خطب يوم الفتح - القاسم

ابن ربيعة ٤٧٩٦
– أن رسول الله ﷺ خطبهم يوما فقال: العمرى جائزة – جابر بن عبدالله ٣٧٥٨
– أن رسول الله ﷺ دخل على عائشة فقال: هل عندكم طعام – مجاهد وأم كلثوم ٢٣٣١
– أن رسول الله ﷺ دخل الكعبة هو وأسامة بن زيد وبلال وعثمان بن طلحة الحجبي – عبدالله بن عمر ٧٥٠
– أن رسول الله ﷺ دخل مكة من الثنية العليا التي بالبطحاء – ابن عمر ٢٨٦٨
– أن رسول الله ﷺ دخل يوم فتح مكة وعليه عمامة – جابر بن عبدالله ٥٣٤٦
– إن رسول الله ﷺ دفع من المزدلفة قبل أن تطلع الشمس – جابر بن عبدالله ٣٠٥٦
– أن رسول الله ﷺ رأى رجلا يسوق بدنة فقال: اركبها – أنس بن مالك ٢٨٠٢
– أن رسول الله ﷺ رأى رجلا يسوق بدنة قال: اركبها – أبو هريرة ٢٨٠١
– أن رسول الله ﷺ رأى على رجل خاتما من ذهب – أبو إدريس الخولاني ٥١٩٥
– أن رسول الله ﷺ رأى ناسا مجتمعين على رجل فسأل – جابر بن عبدالله ٢٢٥٩
– أن رسول الله ﷺ رخص في بيع العرايا بالرطب وبالتمر – زيد بن ثابت ٤٥٤٤
– أن رسول الله ﷺ رخص في بيع العرايا تباع بخرصها – زيد بن ثابت ٤٥٤٢
– أن رسول الله ﷺ رخص في بيع العرية بخرصها تمرا – زيد بن ثابت ٤٥٤٣
– أن رسول الله ﷺ رخص في العرايا بالتمر والرطب – زيد بن ثابت ٤٥٤١
– أن رسول الله ﷺ رخص لعبد الرحمن بن عوف والزبير بن العوام – أنس بن مالك ٥٣١٢
– أن رسول الله ﷺ رقي على الصفا حتى إذا نظر إلى البيت كبّر – جابر بن عبدالله ٢٩٧٤
– أن رسول الله ﷺ رمى الجمرة بمثل حصى الخذف – جابر بن عبدالله ٣٠٧٦
– إن رسول الله ﷺ رمى الجمرة التي عند الشجرة بسبع حصيات – جابر بن عبدالله ٣٠٧٨
– أن رسول الله ﷺ سابق بين الخيل التي قد أضمرت من الحفياء – ابن عمر ٣٦١٤
– أن رسول الله ﷺ سابق بين الخيل يرسلها من الحفياء وكان أمدها – ابن عمر ٣٦١٣
– أن رسول الله ﷺ سجد يوم ذي اليدين سجدتين بعد السلام – أبو هريرة ١٢٣٤
– أن رسول الله ﷺ سلم ثم سجد سجدتي السهو – أبو هريرة ١٣٣١
– أن رسول الله ﷺ شرب من ماء زمزم وهو قائم – ابن عباس ٢٩٦٧
– أن رسول الله ﷺ صام في السفر حتى أتى قديدا – ابن عباس ٢٢٩١
– أن رسول الله ﷺ صام في شهر رمضان وأفطر في السفر – مجاهد بن جبر ٢٢٩٥
– أن رسول الله ﷺ صلى إحدى صلاتي العشي خمسا – عبد الله بن مسعود ١٢٦٠
– أن رسول الله ﷺ صلى بإحدى الطائفتين ركعة – عبدالله بن عمر ١٥٣٩
– أن رسول الله ﷺ صلى بأصحابه صلاة الخوف – جابر بن عبد الله ١٥٥٥
– أن رسول الله ﷺ صلى بالقوم في الخوف ركعتين – أبو بكرة الثقفي ١٥٥٢
– أن رسول الله ﷺ صلى بذي قرد – ابن عباس ١٥٣٤
– أن رسول الله ﷺ صلى بهم صلاة الخوف – سهل بن أبي حثمة ١٥٣٧
– أن رسول الله ﷺ صلى بهم صلاة الخوف فقام صف – جابر بن عبدالله ١٥٤٦
– أن رسول الله ﷺ صلى حين انكسفت الشمس مثل صلاتنا – النعمان بن بشير ١٤٩٠
– أن رسول الله ﷺ صلى ركعتين فقال له ذو

الشماليين - أبو بكر بن سليمان بن أبي حثمة ١٢٣٢
- أن رسول الله ﷺ صلى ركعتين مثل صلاتكم هذه وذكر كسوف الشمس - أبو بكرة الثقفي ١٤٩٣
- أن رسول الله ﷺ صلى صلاة الظهر ركعتين ثم سلم، فقالوا - أبو هريرة ١٢٢٨
- أن رسول الله ﷺ صلى صلاة العصر والشمس في - عائشة ٥٠٦
- أن رسول الله ﷺ صلى الظهر بالبيداء، ثم ركب وصعد - أنس بن مالك ٢٦٦٣
- أن رسول الله ﷺ صلى الظهر بالبيداء ثم ركب وصعد جبل البيداء - أنس بن مالك ... ٢٧٥٦
- أن رسول الله ﷺ صلى على أم فلان ماتت في نفاسها - سمرة بن جندب ١٩٨١
- أن رسول الله ﷺ صلى في كسوف في صفة زمزم أربع ركعات - عائشة ١٤٧٨
- أن رسول الله ﷺ صلى لكسوف الشمس ثماني ركعات - ابن عباس ١٤٦٨
- أن رسول الله ﷺ صلى يوم الفتح فوضع نعليه - عبدالله بن السائب ٧٧٧
- أن رسول الله ﷺ صلى يوم كسفت الشمس أربع ركعات في ركعتين - عبدالله بن عباس . ١٤٧٠
- أن رسول الله ﷺ صلى يوما فسلم وقد بقيت من الصلاة ركعة - معاوية بن حديج ٦٦٥
- أن رسول الله ﷺ صنع مثل ذلك في ذلك المكان - ابن عمر ٤٨٢
- أن رسول الله ﷺ طاف سبعا رمل ثلاثا - جابر بن عبدالله ٢٩٦٥
- أن رسول الله ﷺ طاف على نسائه في ليلة بغسل واحد - أنس بن مالك ٢٦٤
- أن رسول الله ﷺ طاف في حجة الوداع على بعير - عبدالله بن عباس ٧١٤
- أن رسول الله ﷺ طاف في حجة الوداع على بعير يستلم الركن بمحجن - عبدالله بن عباس ٢٩٥٧
- أن رسول الله ﷺ عرضه يوم أحد وهو ابن أربع عشرة سنة فلم يجزه - ابن عمر ٣٤٦١
- أن رسول الله ﷺ عق عن الحسن والحسين - بريدة بن الحصيب ٤٢١٨
- أن رسول الله ﷺ علمه الأذان تسع عشرة كلمة - أبو محذورة ٦٣١
- أن رسول الله ﷺ فرض زكاة الفطر من رمضان على الناس - ابن عمر ٢٥٠٥
- أن رسول الله ﷺ قال له جبريل عليه السلام لكنا لا ندخل بيتا فيه كلب ولا صورة - ميمونة ٤٢٨١
- أن رسول الله ﷺ قام في الثنتين من الظهر فلم يجلس - عبدالله بن بحينة ١٢٦٢
- إن رسول الله ﷺ قد أنزل عليه الليلة قرآن، وقد أمر - ابن عمر ٧٤٦
- إن رسول الله ﷺ قد تمتع وتمتعنا معه - عمران بن حصين ٢٧٤٠
- إن رسول الله ﷺ قد نهاكم أن تأكلوا لحوم نسككم فوق ثلاث - علي بن أبي طالب ٤٤٣٠
- أن رسول الله ﷺ قرأ في ركعتي الفجر ﴿قل ياأيها الكافرون - أبو هريرة ٩٤٦
- أن رسول الله ﷺ قرأ في صلاة المغرب بـ ﴿حم﴾ الدخان - عبدالله بن عتبة بن مسعود ... ٩٨٩
- أن رسول الله ﷺ قرأ في صلاة المغرب بسورة الأعراف - عائشة ٩٩٢
- أن رسول الله ﷺ قرأ النجم فسجد فيها - عبدالله بن مسعود ٩٦٠
- أن رسول الله ﷺ قسم بين أصحابه ضحايا فصارت لي جذعة - عقبة بن عامر ٤٣٨٥
- أن رسول الله ﷺ قضى أنه إذا وجدها في يد الرجل غير المتهم - أسيد بن حضير بن سماك ٤٦٨٣
- أن رسول الله ﷺ قضى بالعمرى أن يهب الرجل للرجل ولعقبه الهبة - جابر بن عبدالله ٣٧٨٠

- أن رسول الله ﷺ قضى في العين العوراء السادة لمكانها إذا طمست بثلث ديتها - عبدالله بن عمرو ٤٨٤٤
- أن رسول الله ﷺ قطع في مجن - أنس بن مالك ٤٩١٥
- أن رسول الله ﷺ قطع في مجن ثمنه ثلاثة دراهم - ابن عمر ٤٩١٢
- أن رسول الله ﷺ قنت شهرا يدعو على حي من أحياء العرب - أنس بن مالك ١٠٨٠
- أن رسول الله ﷺ كان إذا أراد أن ينام وهو جنب توضأ - عائشة .... ٢٥٧، ٢٥٩
- أن رسول الله ﷺ كان إذا أضاء له الفجر صلى ركعتين - حفصة ١٧٨٠
- أن رسول الله ﷺ كان إذا اغتسل من الجنابة وضع له الإناء - عائشة ٢٤٤
- أن رسول الله ﷺ كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه - ابن عمر ١٠٦٠
- أن رسول الله ﷺ كان إذا أمطر قال: أللهم! اجعله صيبا نافعا - عائشة ١٥٢٤
- أن رسول الله ﷺ كان إذا توضأ أخذ حفنة من ماء - الحكم عن أبيه ١٣٤
- أن رسول الله ﷺ كان إذا توفي المؤمن وعليه دَيْنٌ فيسأل - أبو هريرة ١٩٦٥
- أن رسول الله ﷺ كان إذا جد به السير جمع بين المغرب والعشاء - ابن عمر ٥٩٩
- أن رسول الله ﷺ كان إذا جلس في الصلاة وضع يديه على ركبتيه - ابن عمر ١٢٧٠
- أن رسول الله ﷺ كان إذا دخل الخلاء نزع خاتمه - أنس بن مالك ٥٢١٦
- أن رسول الله ﷺ كان إذا دعا قال: أللهم! إني أعوذ بك من الهم - أنس بن مالك ٥٤٥٥
- أن رسول الله ﷺ كان إذا سافر قال - عبدالله ابن سرجس ٥٥٠٠
- أن رسول الله ﷺ كان إذا سكت المؤذن صلى ركعتين خفيفتين - حفصة أم المؤمنين ١٧٧٣
- أن رسول الله ﷺ كان إذا سكت المؤذن من الأذان لصلاة الصبح وبدا الصبح - حفصة أم المؤمنين ١٧٧٤
- أن رسول الله ﷺ كان إذا سلم قال: اللهم! أنت السلام - عائشة ١٣٣٩
- أن رسول الله ﷺ كان إذا صلى جخى - البراء بن عازب ١١٠٦
- أن رسول الله ﷺ كان إذا صلى رفع يديه حين يكبر حيال أذنيه - مالك بن الحويرث ٨٨١
- أن رسول الله ﷺ كان إذا صلى فرج بين يديه حتى يبدو بياض إبطيه - عبدالله بن مالك ابن بحينة ١١٠٧
- أن رسول الله ﷺ كان إذا طاف في الحج والعمرة أول مايقدم - ابن عمر ٢٩٤٤
- أن رسول الله ﷺ كان إذا قام يصلي تطوعا يقول إذا ركع - محمد بن مسلمة ١٠٥٣
- أن رسول الله ﷺ كان إذا قعد في التشهد وضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى - عبدالله بن الزبير ١٢٧٦
- أن رسول الله ﷺ كان إذا لم يصل من الليل منعه من ذلك نوم - عائشة ١٧٩٠
- أن رسول الله ﷺ كان إذا نزل من الصفا مشى حتى إذا انصبت - جابر بن عبد الله ٢٩٨٤
- أن رسول الله ﷺ كان إذا نودي لصلاة الصبح سجد سجدتين قبل صلاة الصبح - حفصة ١٧٧٢
- أن رسول الله ﷺ كان إذا وقف على الصفا يكبِّر ثلاثا ويقول: لا إله إلا الله وحده - جابر بن عبدالله ٢٩٧٥
- أن رسول الله ﷺ كان ركوعه وإذا رفع رأسه من الركوع - البراء بن عازب ١٠٦٦
- أن رسول الله ﷺ كان طلق حفصة ثم راجعها - عمر ٣٥٩٠

- أن رسول الله ﷺ كان لا يسلم في ركعتي الوتر – عائشة ١٦٩٩
- أن رسول الله ﷺ كان لا يصلي بعد الجمعة – ابن عمر ١٤٢٨
أن رسول الله ﷺ كان لا يصوم شهرين متتابعين – أم سلمة ٢٣٥٤
- إن رسول الله ﷺ كان وكان – عائشة ١٦٥٢
- أن رسول الله ﷺ كان يأمر بهذه الأيام الثلاث البيض – قتادة بن ملحان ٢٤٣٢
- إن رسول الله ﷺ كان يتحرى صيام الإثنين والخميس – عائشة ٢٣٦٢
- إن رسول الله ﷺ كان يتعوذ بهن دبر الصلاة اللهم! إني أعوذ بك – سعد بن أبي وقاص .. ٥٤٤٩
- إن رسول الله ﷺ كان يتعوذ بهن في دبر كل صلاة – سعد بن أبي وقاص ٥٤٨١
- أن رسول الله ﷺ كان يتعوذ من خمس يقول – أبو هريرة ٥٥١١
- أن رسول الله ﷺ كان يتعوذ من الشح – عمرو بن ميمون ٥٤٨٤
- أن رسول الله ﷺ كان يتوضأ بمد – عائشة ... ٣٤٧
- أن رسول الله ﷺ كان يحب التيامن ما استطاع – عائشة ٥٢٤٢
- أن رسول الله ﷺ كان يحب التيامن مااستطاع في طهوره ونعله وترجله – عائشة ١١٢
- أن رسول الله ﷺ كان يخرج رأسه من المسجد وهو معتكف – عائشة ٣٨٨
- أن رسول الله ﷺ كان يخرج العنزة يوم الفطر – ابن عمر ١٥٦٦
- أن رسول الله ﷺ كان يخرج يوم العيد فيصلي ركعتين – أبو سعيد الخدري ١٥٨٠
- أن رسول الله ﷺ كان يخرج يوم الفطر ويوم الأضحى إلى المصلى – أبو سعيد الخدري ١٥٧٧
- أن رسول الله ﷺ كان يخطب الخطبتين وهو قائم – عبدالله بن مسعود ١٤١٧
- أن رسول الله ﷺ كان يذبح أو ينحر بالمصلى – عبدالله بن عمر ١٥٩٠
- أن رسول الله ﷺ كان يذبح أو ينحر بالمصلى – عبدالله بن عمر ٤٣٧١
- أن رسول الله ﷺ كان يركع ركعتين خفيفتين بين النداء والإقامة – حفصة ١٧٦٧
- أن رسول الله ﷺ كان يركع ركعتين قبل الفجر – حفصة ١٧٧٩
- أن رسول الله ﷺ كان يسدل شعره وكان المشركون يفرقون شعورهم – ابن عباس ... ٥٢٤٠
- أن رسول الله ﷺ كان يسرد الصوم فيقال: لا يفطر – أسامة بن زيد ٢٣٦١
- أن رسول الله ﷺ كان يسلم عن يمينه: السلام عليكم – عبدالله بن مسعود ١٣٢٦
- أن رسول الله ﷺ كان يسلم عن يمينه وعن يساره – سعد بن أبي وقاص ١٣١٧
- أن رسول الله ﷺ كان يشرب رأسه ثم يحثي عليه ثلاثا – عائشة ٢٥٠
- أن رسول الله ﷺ كان يصبح جنبا من غير احتلام ثم يصوم – أم سلمة ١٨٣
- أن رسول الله ﷺ كان يصلي ركعتين إذا طلع الفجر – حفصة ١٧٧٦
- أن رسول الله ﷺ كان يصلي ركعتين خفيفتين بين الأذان والإقامة – عائشة ١٧٨١
- أن رسول الله ﷺ كان يصلي ركعتين خفيفتين بين النداء والإقامة – حفصة ١٧٧٠
- إن رسول الله ﷺ كان يصلي ركعتين قبل العصر فشغل عنهما فركعهما – أم سلمة...... ٥٨٢
- أن رسول الله ﷺ كان يصلي العصر ثم يذهب الذاهب إلى قباء – أنس بن مالك ٥٠٧
- أن رسول الله ﷺ كان يصلي العصر والشمس مرتفعة – أنس بن مالك ٥٠٨
- أن رسول الله ﷺ كان يصلي على الخمرة – ميمونة ٧٣٩

- أن رسول الله ﷺ كان يصلي قبل الصبح ركعتين - حفصة ١٧٧١
- أن رسول الله ﷺ كان يصلي قبل الظهر ركعتين وبعدها ركعتين - ابن عمر ٨٧٤
- أن رسول الله ﷺ كان يصلي وهو حامل أمامة - أبو قتادة ١٢٠٥
- أن رسول الله ﷺ كان يصوم تسعة من ذي الحجة - بعض أزواج النبي ﷺ ٢٤١٩
- أن رسول الله ﷺ كان يصوم ثلاثة أيام من كل شهر - ابن عمر ٢٤١٦
- إن رسول الله ﷺ كان يصوم شعبان كله - عائشة ٢١٨٨
- إن رسول الله ﷺ كان يصوم شعبان كله - عائشة ٢٣٥٨
- أن رسول الله ﷺ كان يضحي بكبشين - أنس ابن مالك ٤٣٩٠
- أن رسول الله ﷺ كان يطوف بالبيت على راحلته - عبدالله بن عباس ٢٩٥٨
- أن رسول الله ﷺ كان يغتسل بمثل هذا - عائشة ٢٢٧
- أن رسول الله ﷺ كان يغتسل وأنا من إناء واحد - عائشة .... ٢٣٣، ٤١١
- أن رسول الله ﷺ كان يقرأ بأم القرآن وسورتين في الركعتين الأوليين من صلاة الظهر - أبو قتادة ٩٧٦
- أن رسول الله ﷺ كان يقرأ في ركعتي الفجر في الأولى - ابن عباس ٩٤٥
- أن رسول الله ﷺ كان يقرأ في صلاة الصبح يوم الجمعة - أبو هريرة ٩٥٦
- أن رسول الله ﷺ كان يقرأ في صلاة العشاء الآخرة - بريدة بن الحصيب ١٠٠٠
- أن رسول الله ﷺ كان يقرأ في صلاة الغداة - أبو برزة الأسلمي ٩٤٩
- أن رسول الله ﷺ كان يقرأ في العيدين ويوم الجمعة - النعمان بن بشير ١٥٦٩
- أن رسول الله ﷺ كان يقرأ في الوتر بـ ﴿سبح اسم ربك﴾ - عبدالرحمن بن أبزى .... ١٧٣٢، ١٧٣٤، ١٧٤٠
- أن رسول الله ﷺ كان يقرأ يوم الجمعة في صلاة الصبح - ابن عباس ١٤٢٢
- أن رسول الله ﷺ كان يقول حين يقول: سمع الله لمن حمده - أبو سعيد الخدري ١٠٦٩
- أن رسول الله ﷺ كان يقول دبر الصلاة إذا سلم: لا إله إلا الله وحده - وراد كاتب المغيرة بن شعبة ١٣٤٣
- أن رسول الله ﷺ كان ينزل بذي طوى يبيت به حتى يصلي - عبد الله بن عمر ٢٨٦٥
- أن رسول الله ﷺ كان ينقع له الزبيب - ابن عباس ٥٧٤١
- إن رسول الله ﷺ كان ينهى عن كثير من الإرفاه - عبيد ٥٢٤١
- أن رسول الله ﷺ كان يهدي الغنم - عائشة .. ٢٧٨٨
- إن رسول الله ﷺ كان يهل إذا استوت به ناقته وانبعثت - ابن عمر ٢٧٦١
- أن رسول الله ﷺ كان يوتر بـ ﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾ - عبدالرحمن بن أبزى .... ١٧٤١، ١٧٤٣، ١٧٥٥
- إن رسول الله ﷺ كان يوتر بتسع ركعات ثم يصلي ركعتين - عائشة ١٧٢٣
- أن رسول الله ﷺ كان يوتر بتسع ويركع ركعتين - عائشة ١٧٢٤
- أن رسول الله ﷺ كان يوتر بثلاث ركعات - أبي بن كعب ١٧٠٠
- إن رسول الله ﷺ كان يوتر على البعير - ابن عمر ١٦٨٩
- أن رسول الله ﷺ كان يوتر على الراحلة - ابن عمر ١٦٨٧
- أن رسول الله ﷺ كانت له أمة يطؤها - أنس

ابن مالك ٣٤١١

- أن رسول الله ﷺ كانت له سكتة إذا افتتح الصلاة - أبو هريرة ٨٩٥

- أن رسول الله ﷺ كتب إلى أهل اليمن كتابا فيه الفرائض والسنن والديات - عمرو بن حزم .... ٤٨٥٧، ٤٨٥٨

- أن رسول الله ﷺ كتب لهم - سعيد بن المسيب ٤٨٥٠

- أن رسول الله ﷺ كفن في ثلاثة أثواب بيض سحولية - عائشة ١٨٩٩

- أن رسول الله ﷺ لبس خاتما من ذهب ثلاثة أيام - ابن عمر ٥٢٢٠

- أن رسول الله ﷺ لبى حتى رمى الجمرة - ابن عباس ٣٠٥٨

- أن رسول الله ﷺ لعن آكل الربا وموكله وكاتبه ومانع الصدقة - علي بن أبي طالب .. ٥١٠٦

- إن رسول الله ﷺ لعن من حلق أو سلق - أبوموسى الأشعري ١٨٦٨

- أن رسول الله ﷺ لعن الواصلة - ابن عمر ... ٥٢٥١

- أن رسول الله ﷺ لعن الواصلة والمستوصلة - أسماء بنت أبي بكر ٥٠٩٧

- أن رسول الله ﷺ لعن الواصلة والمستوصلة - نافع مولى ابن عمر ٥٠٩٩

- أن رسول الله ﷺ لما أتى ذا الحليفة أشعر الهدي - ابن عباس ٢٧٩٣

- أن رسول الله ﷺ لما انتهى إلى مقام إبراهيم قرأ - جابر بن عبدالله ٢٩٦٦

- أن رسول الله ﷺ لما قطع الذين سرقوا لقاحه وسمل أعينهم بالنار - أبو الزناد ٤٠٤٧

- أن رسول الله ﷺ لما نهى عن الظروف شكت الأنصار - جابر بن عبدالله ٥٦٥٩

- أن رسول الله ﷺ لم يكن يخضب - أنس بن مالك ٥٠٩٠

- أن رسول الله ﷺ مر بامرأة وهي في خدرها - ابن عباس ٢٦٥٠

- أن رسول الله ﷺ مروا عليه بجنازة فقام - أبوسعيد الخدري ١٩٢٠

- أن رسول الله ﷺ مكث بالمدينة تسع حجج، ثم أذن في الناس - جابر بن عبدالله ٢٧٤١

- أن رسول الله ﷺ نحر بعض بدنه بيده - جابر ابن عبدالله ٤٤٢٤

- أن رسول الله ﷺ نحر يوم الأضحى بالمدينة - عبدالله بن عمر ٤٣٧٢

- أن رسول الله ﷺ نزل الشعب الذي ينزله الأمراء - أسامة بن زيد ٣٠٢٨

- أن رسول الله ﷺ نزل عن الصفا حتى إذا انصبت قدماه - جابر بن عبدالله ٢٩٨٦

- أن رسول الله ﷺ نعى زيدا وجعفرا قبل أن يجيء خبرهم - أنس بن مالك ١٨٧٩

- إن رسول الله ﷺ نعى للناس النجاشي وخرج بهم - أبو هريرة ١٩٨٢

- أن رسول الله ﷺ نعى لهم النجاشي صاحب الحبشة في اليوم الذي مات - أبو هريرة ٢٠٤٤

- أن رسول الله ﷺ نكح حراما - ابن عباس ... ٢٨٤١

- أن رسول الله ﷺ نهى أن تؤكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث - ابن عمر ٤٤٢٨

- أن رسول الله ﷺ نهى أن يبال في الماء الدائم - أبو هريرة ٣٩٨

- أن رسول الله ﷺ نهى أن يتوضأ الرجل بفضل وضوء المرأة - الحكم بن عمرو ٣٤٤

- أن رسول الله ﷺ نهى أن يستطيب أحدكم بعظم أو روث - عبدالله بن مسعود ٣٩

- أن رسول الله ﷺ نهى أن يصلى مع طلوع الشمس - ابن عمر ٥٦٥

- أن رسول الله ﷺ نهى أن ينبذ في الدباء - أبو هريرة ٥٥٩٢

- أن رسول الله ﷺ نهى عن أربع نسوة يجمع بينهن - أبو هريرة ٣٢٩٣

- أن رسول الله ﷺ نهى عن اشتمال الصماء - جابر بن عبدالله ٥٣٤٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن أكل كل ذي ناب من السباع - أبو ثعلبة الخشني ٤٣٤٧
- أن رسول الله ﷺ نهى عن أكل لحوم الخيل والبغال والحمير - خالد بن الوليد ٤٣٣٧
- أن رسول الله ﷺ نهى عن أكل لحوم الضحايا بعد ثلاث - جابر بن عبدالله ٤٤٣١
- أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع الثمر حتى يبدو صلاحه - عبدالله بن عمر ٤٥٢٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع حبل الحبلة - ابن عمر ٤٦٢٩
- أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة - سمرة بن جندب ٤٦٢٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع السنين - جابر ابن عبدالله ٤٦٣١
- أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع فضل الماء - إياس بن عمر ٤٦٦٦
- أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع الماء - جابر ابن عبدالله ٤٦٦٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع النخلة حتى تزهو - ابن عمر ٤٥٥٥
- أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع الولاء وعن هبته - ابن عمر ٤٦٦٢
- أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع الولاء وعن هبته - عبدالله بن عمرو ٤٦٦١
- أن رسول الله ﷺ نهى عن التبتل - عائشة ٣٢١٥
- أن رسول الله ﷺ نهى عن التزعفر - أنس بن مالك ٢٧٠٩
- أن رسول الله ﷺ نهى عن التلقي - ابن عمر ٤٥٠٣
- أن رسول الله ﷺ نهى عن ثلاث: عن نقرة الغراب - عبدالرحمن بن شبل ١١١٣
- أن رسول الله ﷺ نهى عن ثمن الكلب والسنور - جابر بن عبدالله ٤٦٧٢
- إن رسول الله ﷺ نهى عن ثياب المعصفر - علي بن أبي طالب ٥٢٧٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الحمر الأهلية يوم خيبر - ابن عمر ٤٣٤١
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الدباء - ابن عمر .. - .... ٥٦٢٧، ٥٦٢٨
- إن رسول الله ﷺ نهى عن الدباء والحنتم والنقير والمزفت - أبو هريرة ٥٦٤٠
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الدباء - بريدة بن الحصيب ٥٦٨١
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الدباء والحنتم والنقير - ابن عمر ٥٦٣٥
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الدباء والمزفت أن ينبذ فيهما - أنس بن مالك ٥٦٣٢
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الدباء والنقير والجر والمزفت - جابر بن عبدالله ٥٦٥٢
- إن رسول الله ﷺ نهى عن الزور - معاوية ٥٠٩٥
- أن رسول الله ﷺ نهى عن سلف وبيع - عبدالله بن عمرو ٤٦٣٣
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الشغار - ابن عمر ٣٣٣٦
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الشغار - ابن عمر ٣٣٣٩
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الصلاة بعد الفجر حتى - عمر بن الخطاب ٥٦٣
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الصلاة في أعطان الإبل - عبدالله بن مغفل ٧٣٦
- أن رسول الله ﷺ نهى عن كراء الأرض - رافع بن خديج ٣٩١٩
- أن رسول الله ﷺ نهى عن كراء الأرض - رافع بن خديج .... ٣٩٣٦، ٣٩٤٧
- أن رسول الله ﷺ نهى عن كراء المزارع - رافع بن خديج ٣٩٤٥
- أن رسول الله ﷺ نهى عن لبس الحرير - معاوية بن أبي سفيان ٥١٥٢
- أن رسول الله ﷺ نهى عن لبس الذهب إلا

مقطعا - معاوية بن أبي سفيان ٥١٥٣
- أن رسول الله ﷺ نهى عن لحوم الأضاحي فوق ثلاثة أيام - أبو سعيد الخدري ٤٤٣٣
- أن رسول الله ﷺ نهى عن متعة النساء يوم خيبر - علي بن أبي طالب ٣٣٦٨
- أن رسول الله ﷺ نهى عن المحاقلة والمزابنة - رافع بن خديج .... ٣٩١٧، ٣٩١٨
- أن رسول الله ﷺ نهى عن المحاقلة والمزابنة - سعيد بن المسيب ٣٩٢٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن المخابرة والمزابنة والمحاقلة - جابر بن عبدالله ٤٥٥٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن المزابنة - ابن عمر ٤٥٣٧
- أن رسول الله ﷺ نهى عن المزابنة: بيع الثمر بالتمر - رافع بن خديج وسهل بن أبي حثمة ٤٥٤٧
- أن رسول الله ﷺ نهى عن المزابنة والمزابنة بيع الثمر بالتمر - ابن عمر ٤٥٣٨
- أن رسول الله ﷺ نهى عن المزفت والقرع - ابن عمر ٥٦٣٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن المعصفر - علي ابن أبي طالب ٥١٨٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الملامسة لمس الثوب لا ينظر إليه - أبو سعيد الخدري ٤٥١٤
- أن رسول الله ﷺ نهى عن الملامسة والمنابذة - أبو هريرة ٤٥١٣
- أن رسول الله ﷺ نهى عن نبيذ الحنتم والدباء - الحسن ٥٦٢٦
- أن رسول الله ﷺ نهى عن نبيذ النقير - عائشة ٥٦٤٣
- أن رسول الله ﷺ نهى عن نتف الشيب - عبدالله بن عمرو ٥٠٧١
- أن رسول الله ﷺ نهى يوم خيبر عن لحوم الحمر الأهلية - محمد بن عبدالله بن عمرو ٤٤٥٢
- أن رسول الله ﷺ وأبا بكر وعمر رضي الله عنهما كانوا يصلون العيدين - ابن عمر ١٥٦٥
- إن رسول الله ﷺ وأبا بكر وعمر كانوا من المهاجرين - ابن عباس ٤١٧١
- أن رسول الله ﷺ وقت لأهل المدينة ذا الحليفة، ولأهل الشام الجحفة - ابن عباس ٢٦٥٥
- أن رسول الله ﷺ وقت لأهل المدينة ذا الحليفة ولأهل الشام - عائشة ٢٦٥٤
- إن رسول الله ﷺ يأمرك أن تعتزل امرأتك - كعب بن مالك .... ٣٤٥١، ٣٤٥٢
- إن الرضاعة تحرّم مايحرّم من الولادة - عائشة ٣٣١٥
- أن زوج بريرة كان عبدا يقال له مغيث كأني أنظر إليه يطوف خلفها يبكي - ابن عباس ... ٥٤١٩
- أن زوجها تكارى علوجا ليعملوا له فقتلوه - الفريعة بنت مالك ٣٥٥٩
- أن زيد بن أرقم صلى على جنازة فكبَّر عليها خمساً - ابن أبي ليلى ١٩٨٤
- أن سائلا سأل رسول الله ﷺ عن وقت الصبح - أنس بن مالك ٦٤٣
- إن سالما قد بلغ مايبلغ الرجال وعقل ماعقلوه - عائشة ٣٣٢٥
- أن سبيعة الأسلمية نفست بعد وفاة زوجها بليال - المسور بن مخرمة ٣٥٣٦
- أن سعد بن عبادة استفتى النبي ﷺ في نذر كان على أمه - ابن عباس ٣٦٩٠
- أن سعدا سأل النبي ﷺ إن أمي ماتت ولم توص - ابن عباس ٣٦٨٤
- أن سليمان بن داود ﷺ لما بنى بيت المقدس - عبدالله بن عمرو ٦٩٤
- أن سورة النساء القصرى نزلت بعد البقرة - ابن مسعود ٣٥٥٣
- إن سيد الاستغفار أن يقول العبد: اللهم! أنت ربي - شداد بن أوس ٥٥٢٤
- إن شئت أن تصوم فصم - حمزة بن عمرو الأسلمي .... ٢٢٩٨، ٢٢٩٩، ٢٣٠١
- إن شئت تصدقت بها - عمر بن الخطاب ٣٦٢٧

- إن شئت حبست أصلها وتصدقت بها - عمر ابن الخطاب .... ٣٦٢٩، ٣٦٣٠
- إن شئت فصم وإن شئت فأفطر - حمزة بن عمرو الأسلمي .... ٢٢٩٦، ٢٣٠٠، ٢٣٠٢ - ٢٣٠٤، ٢٣٠٦، ٢٣٠٧
- إن شئت فصم وإن شئت فأفطر - عائشة .... ٢٣٠٨ - ٢٣١٠
- إن شئتما ولا حظ فيها لغني ولا لقوي مكتسب - عبيد الله بن عدي بن الخيار ٢٥٩٩
- إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالى - أبو بكرة الثقفي ١٤٦٠
- إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالى - عائشة ١٤٧٣
- إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله عز وجل - أبو بكرة الثقفي ١٤٦٤
- إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله يخوف بهما عباده - أبو بكرة الثقفي ١٥٠٣
- إن الشمس والقمر لا يخسفان لموت أحد ولا لحياته - عبدالله بن عمر ١٤٦٢
- إن الشمس والقمر لا ينخسفان لموت أحد - عائشة ١٤٩٨
- إن الشمس والقمر لا ينخسفان لموت أحد - قبيصة الهلالي ١٤٨٨
- إن الشمس والقمر لا ينكسفان لموت أحد ولا لحياته - عائشة .... ١٤٧١، ١٥٠١
- إن الشمس والقمر لا ينكسفان لموت أحد ولكنهما آيتان من آيات الله - أبو مسعود ١٤٦٣
- إن الشيطان قعد لابن آدم بأطرقه - سبرة بن أبي فاكه ٣١٣٦
- إن صاحبكم ليعلمكم حتى الخراءة - سلمان الفارسي ٤١
- إن صددت صنعت كما صنع رسول الله ﷺ - عبدالله بن عمر ٢٩٣٦
- إن الصدقة على المسكين صدقة، وعلى ذي الرحم - سلمان بن عامر ٢٥٨٣
- إن الصدقة لا تحل لنا، وإن مولى القوم منهم - أبو رافع مولى رسول الله ﷺ ٢٦١٣
- أن الصعب بن جثامة أهدى للنبي ﷺ حمارا - ابن عباس ٢٨٢٦
- إن الصفا والمروة من شعائر الله فابدؤا بما بدأ الله به - جابر بن عبدالله ٢٩٦٥
- إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين - جابر بن عبدالله ٨٩٧
- أن الصلوات فرضت بمكة، وأن ملكين أتيا - أنس بن مالك ٤٥٣
- أن ضباعة أرادت الحج فأمرها النبي ﷺ أن تشترط - ابن عباس ٢٧٦٦
- أن الضحاك بن قيس سأل النعمان بن بشير ماذا كان رسول الله ﷺ يقرأ - عبيدالله بن عبدالله ١٤٢٤
- أن طائفة صفت معه وطائفة وجاه العدو - صالح بن الخوات ١٥٣٨
- أن طبيبا ذكر ضفدعا في دواء عند رسول الله ﷺ - عبد الرحمن بن عثمان ٤٣٦٠
- إن العبد إذا وضع في قبره وتولى عنه أصحابه - أنس بن مالك .... ٢٠٥١ - ٢٠٥٣
- أن عبد الله بن عمر توضأ ثلاثا ثلاثا - المطلب بن عبدالله بن حنطب ٨١
- أن عبدالله بن عمر جاء إلى الحجاج بن يوسف يوم عرفة حين زالت الشمس - سالم ابن عبدالله ٣٠١٢
- إن عبدالله بن عمر طلق امرأته وهي حائض - عبدالله بن عمر ٣٤٢١
- أن عبدالله بن عمر كان يخب في طوافه حين يقدم في حج أو عمرة - نافع مولى عبدالله بن عمر ٢٩٤٦
- أن عبدالله بن عمر كان يرمل الثلاث ويمشي الأربع - نافع مولى عبد الله بن عمر ٢٩٤٣

- أن عبدالله بن عمر كان يكري أرضه حتى بلغه - سالم بن عبدالله ٣٩٣٥
- أن عبدالله بن عمر كان يكري المزارع - نافع مولى ابن عمر ٣٩٤٣
- أن عبدالله بن عمرو بن عثمان طلق ابنة سعيد ابن زيد البتة - عبيد الله بن عبدالله بن عتبة ... ٣٥٨٢
- أن عبدالله رأى رجلاً يصلي قد صف بين قدميه فقال - أبو عبيدة ٨٩٣
- أن عثمان دعا بوضوء فتوضأ - حمران مولى عثمان ١١٦
- إن عدو الله إبليس جاء بشهاب من نار ليجعله في وجهي - أبو الدرداء ١٢١٦
- أن علقمة صلى خمسا فلما سلم قال إبراهيم ابن سويد - إبراهيم ١٢٥٩
- إن على صاحبكم دينا - أبو قتادة ٤٦٩٦
- أن عليا أمر عمارا أن يسأل رسول الله ﷺ عن المذي - رافع بن خديج ١٥٥
- أن عليا بلغه أن رجلا لا يرى بالمتعة بأسا - محمد بن علي بن حسين ٣٣٦٧
- أن عليا قدم من اليمن بهدي وساق رسول الله ﷺ من المدينة هديا - جابر بن عبدالله ٢٧٤٤
- أن عمر أصاب أرضا بخيبر - ابن عمر ٣٦٣١
- أن عمر بن الخطاب خرج عليهم فقال: إني وجدت - السائب بن يزيد ٥٧١١
- أن عمر سأل رسول الله ﷺ عن الغسل من الجنابة - ابن عمر ٤٢٢
- أن عمر قال: يارسول الله! أينام أحدنا وهو جنب؟ - عبدالله بن عمر ٢٦٠
- أن عمر كان جعل عليه يوما يعتكف - ابن عمر ٣٨٥٣
- إن العمرى جائزة - ابن عباس ٣٧٥٦
- أن عمرمته جاؤوا إلى رسول الله ﷺ ثم رجعوا فأخبروا - عبدالله بن عمر ٣٩٣٩
- إن عندي امرأة هي من أحب الناس إليّ - ابن عباس ٣٢٣١
- إن العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر - بريدة بن الحصيب ٤٦٤٠
- إن الغسل يوم الجمعة على كل محتلم - أبو سعيد الخدري ١٣٨٤
- أن غلاما لأناس فقراء قطع أذن غلام لأناس أغنياء - عمران بن حصين ٤٧٥٥
- أن الغميصاء أو الرميصاء أتت النبي ﷺ تشتكي زوجها أنه لا يصل إليها - عبدالله بن عباس ٣٤٤٢
- أن فاطمة بكت على رسول الله ﷺ حين مات فقالت - أنس بن مالك ١٨٤٥
- أن فاطمة بنت أبي حبيش كانت تستحاض - عائشة ٢١٧
- إن فريضة الله عز وجل في الحج على عباده أدركت أبي شيخا كبيراً - ابن عباس ٥٣٩٤
- إن فصل مابين الحلال والحرام الصوت - محمد بن حاطب ٣٣٧٢
- إن فصل مابين صيامنا وصيام أهل الكتاب - عمرو بن العاص ٢١٦٨
- أن الفضل أخبره أنه كان رديف رسول الله ﷺ - ابن عباس ٣٠٨٣
- إن في الجمعة ساعة لا يوافقها عبد مسلم - أبو هريرة .... ١٤٣٢، ١٤٣٣
- أن في الجنة بابا يقال له: الريان - سهل بن سعد ٢٢٣٩
- إن في عهدي أن لا نأخذ راضع لبن - سويد ابن غفلة ٢٤٥٩
- إن قوائم منبري هذا رواتب في الجنة - أمّ سلمة ٦٩٧
- أن قوما أغاروا على إبل رسول الله ﷺ - عروة بن الزبير ٤٠٤٤
- أن قوما أغاروا على لقاح رسول الله ﷺ فأتي بهم النبي ﷺ - عائشة ٤٠٤٣

- أن قوما رأوا الهلال فأتوا النبي ﷺ فأمرهم أن يفطروا - أبو عمير بن أنس عن عمومة له ١٥٥٨
- أن قوما كانوا قتلوا فأكثروا وزنوا فأكثروا وانتهكوا - ابن عباس ٤٠٠٨
- إن كان استكرهها فهي حرة - سلمة بن المحبق .... ٣٣٦٥، ٣٣٦٦
- إن كان بقي معكم شيء فابعثوا به إلينا - جابر ابن عبدالله ٤٣٥٨
- إن كان جامدا فألقوها وماحولها وإن كان مائعا فلا تقربوه - ميمونة ٤٢٦٥
- إن كان رسول الله ﷺ ليصلي الصبح فينصرف النساء - عائشة ٥٤٦
- إن كان رسول الله ﷺ ليصلي وإني لمعترضة بين يديه اعتراض الجنازة - عائشة ١٦٦
- إن كان ليكون عليَّ الصيام من رمضان - عائشة ٢٣٢١
- إن كان هذا شأنكم فلا تكروا المزارع - زيد ابن ثابت ٣٩٥٩
- إن كان يدا بيد فلا بأس، وإن كانت نسيئة فلا يصلح - براء بن عازب وزيد بن أرقم ٤٥٨٠
- إن كانت أحلتها له جلدته مائة - النعمان بن بشير ٣٣٦٢
- إن كانت أحلتها له فأجلده مائة - النعمان بن بشير ٣٣٦٤
- إن كنت صائما فصم الغر - أبو هريرة ٢٤٢٣
- إن كنت صائما فعليك بالغر البيض - الحوتكية ٢٤٢٩
- إن كنت لابد فاعلا فمرة - معيقيب ١١٩٣
- إن كنت لأرى رسول الله ﷺ يصلي ركعتي الفجر فيخففهما حتى أقول - عائشة ٩٤٧
- إن كنت لأفتل قلائد هدي رسول الله ﷺ ثم يقيم ولا يحرم - عائشة ٢٧٧٩
- إن كنتم آنفا تفعلون فعل فارس والروم يقومون على ملوكهم وهم قعود - جابر بن عبدالله ١٢٠١
- إن كنتم تحبون حلية الجنة وحريرها فلا - عقبة بن عامر ٥١٣٩
- أن لا تستمتعوا من الميتة بإهاب - عبدالله بن عكيم ٤٢٥٥
- أن لا تنتفعوا من الميتة بإهاب ولا عصب - عبدالله بن عكيم ٤٢٥٤
- أن لا تنتفعوا من الميتة بإهاب ولا عصب - عبدالله بن عكيم ٤٢٥٦
- إن لله ما أخذ وله ما أعطى - أسامة بن زيد .. ١٨٦٩
- إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام - عبدالله بن مسعود ١٢٨٣
- إن لم تجدي شيئا تعطينه إياه إلا ظلفا محرقا فادفعيه إليه - أم بجيد ٢٥٧٥
- إن لهذه الإبل أوابد كأوابد الوحش فإذا غلبكم منها شيء - رافع بن خديج ٤٤١٥
- إن لهذه البهائم أوابد كأوابد الوحش - رافع ابن خديج ٤٣٠٢
- إن لهذه النعم أو قال: الإبل أوابد كأوابد الوحش - رافع بن خديج ٤٤١٤
- إن ما جئت به ليس بأجزأ عنا من حجارة الحرة - أبو سعيد الخدري ٥٢٠٩
- إن ما قد قدر في الرحم سيكون - أبو سعيد الزرقي ٣٣٣٠
- إن الماء لا ينجسه شيء - ابن عباس ٣٢٦
- إن المائة سهم التي لي بخيبر لم أصب مالا قط أعجب إلي منها - ابن عمر ٣٦٣٣
- إن ماتت فلا تدفنوها حتى أُصلي عليها - أبوأمامة بن سهل بن حنيف ١٩٧١
- إن المتبايعين بالخيار في بيعهما مالم يفترقا إلا أن يكون البيع خيارا - ابن عمر ٤٤٧٨
- إن مثل المنفق المتصدق والبخيل كمثل رجلين عليهما جبتان - أبو هريرة ٢٥٤٨
- إن المسائل كدوح يكدح بها الرجل وجهه

فمن شاء كدح - سمرة بن جندب ٢٦٠٠
- إن المسألة لا تحل إلا لثلاثة: رجل تحمل حمالة بين قوم - قبيصة بن مخارق ٢٥٨٠
- إن مسحهما يحطان الخطيئة - أبوعبدالرحمن ٢٩٢٢
- إن المشركين شغلوا النبي ﷺ عن أربع صلوات يوم الخندق - عبدالله بن مسعود ... ٦٦٣
- أن معاوية باع سقاية من ذهب أو ورق بأكثر من وزنها - عطاء بن يسار ٤٥٧٦
- أن معاوية كتب إلى المغيرة أن اكتب إلي بحديث سمعته من رسول الله ﷺ - وراد كاتب المغيرة بن شعبة ١٣٤٤
- إن المقسطين عند الله تعالى على منابر من نور - عبدالله بن عمرو بن العاص ٥٣٨١
- أن مكاتبا قتل على عهد رسول الله ﷺ فأمر - عباس ٤٨١٦
إن مكة حرَّمها الله ولم يحرِّمها الناس ولا يحل لامرىء - أبو شريح ٢٨٧٩
- إن الملائكة تصلي على أحدكم مادام في مصلاه الذي صلى فيه - أبو هريرة ٧٣٤
- إن الملائكة تضع أجنحتها لطالب العلم رضا بما يطلب - صفوان بن عسال ١٥٨
- إن الملائكة لا تدخل بيتا فيه تصاوير - علي ابن أبي طالب ٥٣٥٣
- إن من أحسن ما غيرتم به الشيب الحناء والكتم - أبو ذر الغفاري ٥٠٨٢
- إن من أشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون - عبدالله بن مسعود ٥٣٦٦
- إن من أشراط الساعة أن يفشو المال ويكثر - عمرو بن تغلب ٤٤٦١
- إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم عليه السلام - أوس بن أوس ١٣٧٥
- إن من خير أكحالكم الإثمد - ابن عباس ... ٥١١٦
- إن من سنة الصلاة أن تضجع رجلك اليسرى وتنصب اليمنى - عبدالله بن عمر ١١٥٨
- إن من عباد الله من لو أقسم على الله لأبره - أنس بن مالك .... ٤٧٥٩، ٤٧٦٠
- إن من الغيرة مايحب الله عز وجل ومنها مايبغض الله عز وجل - جابر بن عبدالله ٢٥٥٩
- إن الميت ليعذب ببعض بكاء أهله عليه - ابن عمر ١٨٥٩
- إن الميت ليعذب ببكاء أهله عليه - ابن عمر ١٨٥٦
- إن الميت ليعذب ببكاء الحي عليه - عبد الله ابن عمر ١٨٥٧
- إن الناس قد صلوا وناموا وأنتم لم تزالوا في صلاة - أبو سعيد الخدري ٥٣٩
- أن الناس يحشرون ثلاثة أفواج - أبو ذر الغفاري ٢٠٨٨
- إن الناس يفتنون في قبورهم كفتنة الدجال - عائشة ١٤٧٦
- إن الناس يفتنون في قبورهم كفتنة الدجال - عائشة ١٥٠٠
- أن ناسا أو رجالا من عكل أو عرينة قدموا على رسول الله ﷺ - أنس بن مالك ٤٠٣٧
- أن ناسا من أهل الشرك أتوا محمدا فقالوا - ابن عباس ٤٠٠٩
- أن ناسا من عرينة قدموا على رسول الله ﷺ فاجتووا المدينة - أنس بن مالك ٤٠٣٣
- إن ناسا يزعمون أن الشمس والقمر لا ينكسفان إلا لموت عظيم من العظماء - النعمان بن بشير ١٤٨٦
- أن النبي ﷺ ابتاع فرسا من أعرابي واستتبعه ليقبض ثمن فرسه - عمارة بن ثابت عن عمه ٤٦٥١
- أن النبي ﷺ أبصر في يده خاتما من ذهب فجعل يقرعه - أبو ثعلبة الخشني ٥١٩٣
- أن النبي ﷺ اتخذ خاتماً من ورق فصه - أنس بن مالك ٥١٩٩
- أن النبي ﷺ اتخذ خاتما من ورق وفصه -

أنس بن مالك ٥٢٧٩
– أن النبي ﷺ أتي بامرأة قد زنت فقال: ممن؟
– أبو أمامة بن سهل بن حنيف ٥٤١٤
– أن النبي ﷺ احتجم وهو محرم – ابن عباس ٢٨٤٩
– أن النبي ﷺ احتجم وهو محرم من وثء كان
به – جابر بن عبدالله ٢٨٥١
– أن النبي ﷺ أخذ طرف ردائه فبصق فيه –
أنس بن مالك ٣٠٩
– أن النبي ﷺ استسقى وصلى ركعتين وقلب
رداءه – عبدالله بن زيد ١٥١١
– أن النبي ﷺ أشعر بدنه من الجانب الأيمن –
ابن عباس ٢٧٧٥
– أن النبي ﷺ اضطجع على نطع فعرق فقامت
أم سليم إلى عرقه – أنس بن مالك ٥٣٧٣
– أن النبي ﷺ اغتسل فأتي بمنديل فلم يمسه –
ابن عباس ٢٥٥
– أن النبي ﷺ أفاض من عرفة [و] جعل
يقول: السكينة عباد الله – جابر بن عبدالله ... ٣٠٢٥
– أن النبي ﷺ أقعده وألقى عليه الأذان حرفا
حرفا – أبو محذورة ٦٣٠
– إن نبي الله أخذ حريرا فجعله في يمينه – علي
ابن أبي طالب ٥١٤٩
– أن نبي الله ﷺ بعث جيشا إلى أوطاس فلقوا
عدوا فقاتلوهم – أبو سعيد الخدري ٣٣٣٥
– أن نبي الله ﷺ قال: أللهم! إني أعوذ بك من
العجز – أنس بن مالك ٥٤٦١
– أن نبي الله ﷺ قضى في المكاتب أن يؤدى
بقدر ما عتق منه – ابن عباس ٤٨١٣
– أن نبي الله ﷺ كان إذا دخل في الصلاة رفع
يديه – مالك بن الحويرث ١١٤٤
– أن نبي الله ﷺ كان يكره عشر خصال:
الصفرة – عبدالله بن مسعود ٥٠٩١
– أن نبي الله ﷺ لما أتى ذا الحليفة أشعر
الهدي في جانب – ابن عباس ٢٧٨٤
– أن نبي الله ﷺ نهى يوم خيبر عن كل ذي
مخلب من الطير – ابن عباس ٤٣٥٣
– إن النبي ﷺ أمر بعبدالله بن أبي فأخرجه من
قبره – جابر بن عبدالله ٢٠٢٢
– أن النبي ﷺ أمر بقتلى أحد أن يردوا إلى
مصارعهم – جابر بن عبدالله ٢٠٠٦
– أن النبي ﷺ أمر رجلا بصيام ثلاث عشرة
وأربع عشرة وخمس عشرة – أبو ذر الغفاري ٢٤٢٨
– أن النبي ﷺ أمر رجلا حين أمر المتلاعنين
أن يتلاعنا – ابن عباس ٣٥٠٢
– أن النبي ﷺ أمر سبيعة أن تنكح إذا تعلت من
نفاسها – المسور بن مخرمة ٣٥٣٧
– أن النبي ﷺ أمر ضعفة بني هاشم أن ينفروا
من جمع بليل – الفضل بن عباس ٣٠٣٧
– أن النبي ﷺ أمره أن ينادي أيام التشريق أنه
لا يدخل الجنة إلا مؤمن – بشر بن سحيم ... ٤٩٩٧
– أن النبي ﷺ أمرها أن تغلس من جمع إلى
منى – أم حبيبة ٣٠٣٨
– أن النبي ﷺ أمرهم بصيام ثلاثة أيام البيض
– قتادة بن ملحان ٢٤٣٣
– أن النبي ﷺ أوتر بـ ﴿سبح اسم ربك الأعلى
– عمران بن حصين ١٧٤٤
– أن النبي ﷺ أوضع في وادي محسر – جابر
ابن عبدالله ٣٠٥٥
– أن النبي ﷺ باع المدبر – جابر بن عبدالله ٤٦٥٨
– أن النبي ﷺ بعثه إلى اليمن ثم أرسل معاذ بن
جبل بعد ذلك – أبو موسى الأشعري ٤٠٧١
– أن النبي ﷺ تزوج ميمونة وهو محرم – ابن
عباس ٢٨٤٤
– أن النبي ﷺ تزوج ميمونة وهو محرم – ابن
عباس ٣٢٧٤
– أن النبي ﷺ توضأ فأتي بماء في إناء قدر ثلثي
المد – أم عمارة بنت كعب ٧٤
– أن النبي ﷺ توضأ فلما استنجى دلك يده

بالأرض - أبو هريرة ٥٠
- أن النبي ﷺ توضأ، فمسح ناصيته وعمامته وعلى الخفين - المغيرة بن شعبة ١٠٧
- أن النبي ﷺ جاءه وهو مريض - سعد بن مالك ٣٦٦٥
- أن النبي ﷺ جعل الرقبى للذي أرقبها - زيد ابن ثابت ٣٧٣٧
- أن النبي ﷺ جمع بين المغرب والعشاء بجمع - ابن مسعود ٣٠٣٠
- أن النبي ﷺ جمع بينهما بالمزدلفة صلى كل واحدة منهما بإقامة - عبدالله بن عمر ٦٦١
- أن النبي ﷺ حين رجع من عمرة الجعرانة بعث أبا بكر على الحج - جابر بن عبدالله ... ٢٩٩٦
- أن النبي ﷺ خرج فاستسقى فصلى ركعتين جهر فيهما بالقراءة - عبدالله بن زيد ١٥٢٣
- أن النبي ﷺ خرج في رمضان فصام حتى أتى قديدا - ابن عباس ٢٢٨٩
- أن النبي ﷺ خرج ليلا من الجعرانة حين مشى معتمرا - محرش الكعبي ٢٨٦٦
- إن النبي ﷺ خرج مخرجا فخسف بالشمس - عائشة ١٥٠٠
- أن النبي ﷺ خرج من الجعرانة ليلا كأنه سبيكة فضة - محرش الكعبي ٢٨٦٧
- أن النبي ﷺ خرج يستسقي فصلى ركعتين واستقبل القبلة - عبدالله بن زيد ١٥٢١
- أن النبي ﷺ خرج يوم العيد فصلى ركعتين لم يصل قبلها ولا بعدها - ابن عباس ١٥٨٨
- أن النبي ﷺ خطب حين انكسفت الشمس - سمرة بن جندب ١٥٠٢
- أن النبي ﷺ دخل البيت فدعا في نواحيه كلها - أسامة بن زيد ٢٩٢٠
- أن النبي ﷺ دخل مكة عام الفتح وعلى رأسه المغفر - أنس بن مالك ٢٨٧١
- أن النبي ﷺ دخل مكة في عمرة القضاء - أنس بن مالك ٢٨٧٦
- أن النبي ﷺ دخل مكة وعليه المغفر - أنس ابن مالك ٢٨٧٠
- أن النبي ﷺ دخل مكة ولواؤه أبيض - جابر ابن عبدالله ٢٨٦٩
- أن النبي ﷺ دخل يوم فتح مكة وعليه عمامة سوداء - جابر بن عبدالله ٢٨٧٢
- أن النبي ﷺ دفع إلى يهود خيبر نخل خيبر وأرضها على أن يعملوها من أموالهم - ابن عمر .... ٣٩٦١، ٣٩٦٢
- أن النبي ﷺ رأى رجلا يسوق بدنة وقد جهده المشي - أنس بن مالك ٢٨٠٣
- أن النبي ﷺ رأى في يد رجل خاتم ذهب فضرب - أبو إدريس الخولاني ٥١٩٦
- أن النبي ﷺ رخص في الجر غير مزفت - عبدالله بن مسعود ٥٦٥٣
- أن النبي ﷺ رخص في العرايا أن تباع بخرصها في خمسة أوسق - أبو هريرة ٤٥٤٥
- أن النبي ﷺ رخص لعبد الرحمن والزبير في قميص حرير - أنس بن مالك ٥٣١٣
- أن النبي ﷺ رخص للرعاء أن يرموا يوما ويدعوا يوما - عاصم بن عدي ٣٠٧٠
- أن النبي ﷺ رخص للرعاء في البيتوتة يرمون يوم النحر - عاصم بن عدي ٣٠٧١
- إن النبي ﷺ سئل عن امرأة توفي عنها زوجها فخافوا على عينها - أم سلمة ٣٥٣١
- أن النبي ﷺ سئل مايقتل المحرم قال: يقتل العقرب، والفويسقة - ابن عمر ٢٨٣٧
- أن النبي ﷺ ساق هديا في حجه - جابر بن عبدالله ٢٨٠٠
- أن النبي ﷺ سجد في وهمه بعد السلام - أبو هريرة ١٢٣٦
- أن النبي ﷺ سلم ثم تكلم ثم سجد سجدتي السهو - عبدالله بن مسعود ١٣٣٠

- أن النبي ﷺ شرب لبنا ثم دعا بماء فتمضمض
- ابن عباس ١٨٧
- أن النبي ﷺ صلى بطائفة من أصحابه ركعتين
ثم سلم ثم صلى بآخرين - جابر بن عبدالله .. ١٥٥٣
- أن النبي ﷺ صلى بهم فسها فسجد سجدتين
ثم سلم - عمران بن حصين ١٢٣٧
- أن النبي ﷺ صلى بهم في كسوف الشمس لا
نسمع له صوتاً - سمرة بن جندب ١٤٩٦
- أن النبي ﷺ صلى ثلاثاً ثم سلم، فقال
الخرباق: إنك صليت ثلاثا - عمران بن
حصين ١٣٣٢
- أن النبي ﷺ صلى ست ركعات في أربع
سجدات - عائشة ١٤٧٢
- أن النبي ﷺ صلى الظهر بالمدينة أربعا
وصلى العصر - أنس بن مالك ٤٧٨
- أن النبي ﷺ صلى على قبر امرأة بعد ما دفنت
- جابر بن عبدالله ٢٠٢٧
- أن النبي ﷺ صلى العيد قال: من أحب أن
ينصرف فلينصرف - عبدالله بن السائب ١٥٧٢
- أن النبي ﷺ صلى فقام في الركعتين فسبحوا
فمضى - ابن بحينة ١١٧٩
- أن النبي ﷺ صلى فقام في الشفع الذي كان
يُريد أن يجلس فيه - ابن بحينة ١١٧٨
- أن النبي ﷺ صلى المغرب والعشاء
بالمزدلفة - ابن عمر ٦٠٨
- أن النبي ﷺ ضحى بكبشين أقرنين أملحين
يطؤ على صفاحهما - أنس بن مالك ٤٤٢٣
- أن النبي ﷺ طاف طوافا واحداً - جابر بن
عبد الله ٢٩٣٧
- أن النبي ﷺ طرقه وفاطمة فقال: ألا
تصلون؟ - علي بن أبي طالب ١٦١٢
- أن النبي ﷺ عاده في مرضه، فقال يارسول
الله! أوصي بمالي كله؟ - سعد بن أبي وقاص ٣٦٦٢
- أن النبي ﷺ قال: أللهم! اسقنا - أنس بن
مالك ١٥١٧
- أن النبي ﷺ قدم أهله وأمرهم أن لا يرموا
الجمرة حتى - ابن عباس ٣٠٦٧
- أن النبي ﷺ قرأ سورة البقرة وآل عمران
والنساء في ركعة - حذيفة بن اليمان ١٠١٠
- أن النبي ﷺ قضى باثني عشر ألفا - ابن
عباس ٤٨٠٨
- أن النبي ﷺ قضى بالعمرى للوارث - زيد
ابن ثابت .... ٣٧٥٢، ٣٧٥٣
- أن النبي ﷺ قطع في قيمة خمسة دراهم -
عبدالله بن مسعود ٤٩٤٥
- أن النبي ﷺ قطع في مجن قيمته ثلاثة دراهم
- ابن عمر ٤٩١٤
- أن النبي ﷺ قطع يد سارق سرق ترسا -
عبدالله بن عمر ٤٩١٣
- أن النبي ﷺ قنت شهراً يلعن رعلا وذكوان
ولحيان - أنس بن مالك ١٠٧٨
- أن النبي ﷺ كان أخف الناس صلاة في تمام
- أنس بن مالك ٨٢٥
- أن النبي ﷺ كان إذا أراد السجود بعد الركعة
يقول: أللهم ربنا - ابن عباس ١٠٦٨
- أن النبي ﷺ كان إذا أضاء له الفجر صلى
ركعتين - حفصة ١٧٦٢
- أن النبي ﷺ كان إذا اغتسل من الجنابة بدأ
فغسل يديه ثم توضأ - عائشة ٢٤٨
- أن النبي ﷺ كان إذا جاء مكانا في دار يعلى
استقبل القبلة - عبدالرحمن بن طارق بن
علقمة عن أمه ٢٨٩٩
- أن النبي ﷺ كان إذا ذهب المذهب أبعد -
المغيرة بن شعبة ١٧
- أن النبي ﷺ كان إذا سجد جافى يديه -
ميمونة ١١١٠
- أن النبي ﷺ كان إذا قام من الليل يشوص فاه
بالسواك - حذيفة بن اليمان ١٦٢٢

- أن النبي ﷺ كان خاتمه من ورق - أنس بن مالك ٥٢٠٢
- أن النبي ﷺ كان لا يدع أربع ركعات قبل الظهر - عائشة ١٧٥٨
- أن النبي ﷺ كان لا يستلم إلا الحجر - ابن عمر ٢٩٥١
- أن النبي ﷺ كان مصاف العدو بعسفان - أبو عياش الزرقي ١٥٥٠
- أن النبي ﷺ كان يتختم بيمينه - عبدالله بن جعفر ٥٢٠٧
- أن النبي ﷺ كان يتختم في يمينه - أنس بن مالك ٥٢٨٥
- أن النبي ﷺ كان يتعوذ من أربع: من علم لا ينفع - عبدالله بن عمرو ٥٤٤٤
- أن النبي ﷺ كان يتعوذ من الجبن - عمر بن الخطاب ٥٤٤٥
- أن النبي ﷺ كان يتعوذ من الجبن والبخل - عمر بن الخطاب ٥٤٨٢
- أن النبي ﷺ كان يستعيذ بالله من عذاب القبر - عائشة ٥٥٠٦
- أن النبي ﷺ كان يستعيذ من سوء القضاء - أبو هريرة ٥٤٩٤
- أن النبي ﷺ كان يستلم الركن اليماني والحجر في كل طواف - ابن عمر ٢٩٥٠
- أن النبي ﷺ كان يشير بأصبعه إذا دعا ولا يحركها - عبدالله بن الزبير ١٢٧١
- أن النبي ﷺ كان يصلي بالمدينة يجمع بين الصلاتين بين الظهر والعصر - ابن عباس ... ٦٠٣
- أن النبي ﷺ كان يصلي بين النداء والإقامة ركعتين - حفصة ١٧٦٩
- أن النبي ﷺ كان يصلي من الليل إحدى عشرة ركعة - عائشة ١٦٩٧
- أن النبي ﷺ كان يصلي من الليل إحدى عشرة ركعة ويوتر منها بواحدة - عائشة ١٧٢٧
- أن النبي ﷺ كان يصلي وهو جالس فيقرأ وهو جالس - عائشة ١٦٤٩
- أن النبي ﷺ كان يصوم يوم عاشوراء وتسعا من ذي الحجة - بعض نساء النبي ﷺ ٢٣٧٤
- أن النبي ﷺ كان يضرب شعره إلى منكبيه - أنس بن مالك ٥٢٣٧
- أن النبي ﷺ كان يطوف على نسائه في الليلة الواحدة - أنس بن مالك ٣٢٠٠
- أن النبي ﷺ كان يُقبّل بعض أزواجه ثم يُصلي - عائشة ١٧٠
- أن النبي ﷺ كان يقرأ في صلاة الصبح يوم الجمعة - ابن عباس ٩٥٧
- أن النبي ﷺ كان يقرأ في الظهر والعصر، بالسماء ذات البروج - جابر بن سمرة ٩٨٠
- أن النبي ﷺ كان يقنت في الصبح والمغرب - البراء بن عازب ١٠٧٧
- أن النبي ﷺ كان يقول: أللهم إني أعوذ بك من الجنون - أنس بن مالك ٥٤٩٥
- أن النبي ﷺ كان يقول في آخر وتره: أللهم! - علي بن أبي طالب ١٧٤٨
- أن النبي ﷺ كان يلبس خاتمه في يمينه - علي بن أبي طالب ٥٢٠٦
- أن النبي ﷺ كان يمكث عند زينب ويشرب عندها عسلا - عائشة زوج النبي ﷺ ٣٤٥٠
- أن النبي ﷺ كان ينبذ له في تور من حجارة - جابر بن عبدالله ٥٦١٦
- أن النبي ﷺ كان يوتر بخمس ولا يجلس إلا في آخرهن - عائشة ١٧١٨
- أن النبي ﷺ كان يوتر - سعيد بن عبد الرحمن ابن أبزى ١٧٥٦
- أن النبي ﷺ لقيه وهو جنب فأهوى إليّ فقلت: إني جنب - حذيفة بن اليمان ٢٦٩
- أن النبي ﷺ لم يمت حتى كان يصلي كثيراً من صلاته وهو جالس - عائشة ١٦٥٧

- أن النبي ﷺ لما قدم مكة استقبله أغيلمة بني هاشم – ابن عباس ٢٨٩٧
- أن النبي ﷺ لما كان بذي الحليفة أمر ببدنته فأشعر – ابن عباس ٢٧٧٦
- أن النبي ﷺ ليلة أسري به مر على موسى عليه السلام وهو يصلي في قبره – أنس بن مالك .... ١٦٣٦، ١٦٣٧
- أن النبي ﷺ مرَّ وهو يطوف بالكعبة بإنسان يقوده – ابن عباس ٢٩٢٣
- أن النبي ﷺ مشى إلى سباطة قوم فبال قائما – حذيفة بن اليمان ٢٨
- أن النبي ﷺ نعى للناس النجاشي اليوم الذي مات فيه – أبو هريرة ١٩٧٣
- أن النبي ﷺ نكح ميمونة وهو محرم – ابن عباس ٣٢٧٥
- أن النبي ﷺ نهى أن يبال في الماء الراكد – أبو هريرة ٣٩٩
- أن النبي ﷺ نهى أن يبيع أحد طعاما إشتراه بكيل حتى يستوفيه – ابن عمر ٤٦٠٨
- أن النبي ﷺ نهى أن يبيع حاضر لباد وإن كان أباه أو أخاه – أنس بن مالك ٤٤٩٧
- أن النبي ﷺ نهى أن يتنفس في الإناء وأن يمس ذكره بيمينه – أبو قتادة ٤٨
- أن النبي ﷺ نهى أن يصلي الرجل مختصراً – أبو هريرة ٨٩١
- أن النبي ﷺ نهى عن أكل كل ذي ناب من السباع – أبو ثعلبة الخشني ٤٣٣٠
- أن النبي ﷺ نهى عن البلح والتمر – رجل من أصحاب النبي ﷺ ٥٥٤٩
- أن النبي ﷺ نهى عن بيع الثمر حتى يبدو صلاحه – سهل بن أبي حثمة ٤٥٤٦
- أن النبي ﷺ نهى عن بيع حبل الحبلة – ابن عمر .... ٤٦٢٧، ٤٦٢٨
- أن النبي ﷺ نهى عن التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة – عبدالله بن عمرو ٧١٥
- أن النبي ﷺ نهى عن الترجل إلا غبا – الحسن البصري ٠٥٩
- أن النبي ﷺ نهى عن تناشد الأشعار في المسجد – عبدالله بن عمرو ٧١٦
- أن النبي ﷺ نهى عن ثمن السنور والكلب إلا كلب صيد – جابر بن عبدالله ٤٣٠٠
- أن النبي ﷺ نهى عن جلود السباع – أسامة ابن عمير ٤٢٥٨
- أن النبي ﷺ نهى عن الحقل وهي المزابنة – جابر بن عبدالله ٣٩١٣
- أن النبي ﷺ نهى عن خليط التمر والزبيب – جابر بن عبدالله ٥٥٥٦
- أن النبي ﷺ نهى عن الصلاة بعد العصر – ابن عباس ٥٧٠
- أن النبي ﷺ نهى عن الصلاة بعد العصر حتى تغرب الشمس – أبو هريرة ٥٦٢
- أن النبي ﷺ نهى عن القزع – ابن عمر .... – .... ٥٢٣٠، ٥٢٣٣
- أن النبي ﷺ نهى عن قليل ما أسكر كثيره – سعد بن أبي وقاص ٥٦١٢
- أن النبي ﷺ نهى عن كراء الأرض – جابر بن عبدالله ٣٩٥١
- أن النبي ﷺ نهى عن المحاقلة – جابر بن عبدالله ٤٦٣٧
- أن النبي ﷺ نهى عن المحاقلة، والمزابنة، والمخابرة – جابر بن عبدالله ٣٩١١
- أن النبي ﷺ نهى عن المخابرة والمزابنة والمحاقلة – جابر بن عبدالله ٣٩١٠
- أن النبي ﷺ نهى عن المخابرة والمزابنة والمحاقلة – جابر بن عبدالله ٤٥٢٨
- أن النبي ﷺ نهى عن المزابنة والمخاضرة وقال – جابر بن عبدالله ٣٩١٤
- إن النبي ﷺ نهى عن نكاح المتعة وعن لحوم

الحمر الأهلية - علي بن أبي طالب ٤٣٣٩
- أن النبي ﷺ وضع الجوائح - جابر بن عبدالله ٤٥٣٣
- أن النبي ﷺ وقت لأهل المدينة ذا الحليفة - ابن عباس ٢٦٥٩
- أن نجدة الحروري حين خرج في فتنة ابن الزبير - يزيد بن هرمز ٤١٣٨
- أن النساء في عهد رسول الله ﷺ كن إذا سلمن من الصلاة - أم سلمة ١٣٣٤
- أن نعل رسول الله ﷺ كان لها قبالان - أنس ابن مالك ٥٣٦٩
- أن نفرا من عرينة نزلوا بالحرة، فأتوا النبي ﷺ فاجتووا المدينة - أنس بن مالك ٤٠٣٩
- أن نفرا من عكل قدموا على النبي ﷺ فاجتووا المدينة - أنس بن مالك ٤٠٣٠
- أن نملة قرصت نبيا من الأنبياء فأمر بقرية النمل فأحرقت - أبو هريرة ٤٣٦٣
- إن نوحا ﷺ نازعه الشيطان في عود الكرم - أنس بن مالك ٥٧٢٩
- إن هذا أمر كتبه الله على بنات آدم فاغتسلي - جابر بن عبدالله ٢٧٦٤
- إن هذا البلد حرام حرمه الله عز وجل لم يحل فيه القتال - ابن عباس ٢٨٧٨
- إن هذا البيع يحضره الحلف والكذب فشوبوه بالصدقة - قيس بن أبي غرزة ٣٨٢٩
- إن هذا الدين يسر ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه - أبو هريرة ٥٠٣٧
- إن هذا شيء كتبه الله عز وجل على بنات آدم - عائشة ٢٧٤٢
- إن هذا لراعي غنم أو رجل عازب عن أهله - عبدالله بن ربيعة ٦٦٦
- إن هذا المال خضرة حلوة، فمن أخذه بطيب نفس - حكيم بن حزام ٢٥٣٢
- إن هذه الآيات التي يرسل الله لا تكون لموت أحد ولا لحياته - أبو موسى الأشعري ١٥٠٤
- إن هذه السوق يخالطها اللغو والكذب فشوبوها بالصدقة - قيس بن أبي غرزة ٣٨٣٠
- إن هذه الصدقة إنما هي أوساخ الناس وإنها لا تحل لمحمد - أبو ربيعة بن الحارث ٢٦١٠
- إن هذه الصلاة عرضت على من كان قبلكم فضيعوها - أبو بصرة الغفاري ٥٢٢
- إن هذه فرائض الصدقة التي فرض رسول الله ﷺ على المسلمين - أنس بن مالك ٢٤٤٩
- إن هذه فرائض الصدقة التي فرض رسول الله ﷺ على المسلمين التي أمر الله - أنس بن مالك ٢٤٥٧
- إن هذه ليست بالحيضة ولكن هذا عرق - عائشة ٢٠٤
- إن هذين حرام على ذكور أمتي - علي بن أبي طالب .... ٥١٤٧، ٥١٤٨
- إن وجدت سهمك ولم تجد فيه أثر شيء غيره فكل - عدي بن حاتم ٤٣٠٤
- إن اليدين تسجدان كما يسجد الوجه - ابن عمر ١٠٩٣
- أن يضمدهما بصبر - عثمان بن عفان ٢٧١٢
- إن يك في شيء ففي الربعة والمرأة والفرس - جابر بن عبدالله ٣٦٠٠
- إن اليهود والنصارى لا تصبغ فخالفوا - أبو هريرة .... ٥٠٧٤، ٥٠٧٥
- إن اليهود والنصارى لا يصبغون فخالفوهم - أبو هريرة ٥٢٤٣
- أن يهوديا أتى النبي ﷺ فقال: إنكم تنددون وإنكم تشركون - قتيلة امرأة من جهينة ٣٨٠٤
- أن يهوديا أخذ أوضاحا من جارية - أنس بن مالك ٤٧٤٥
- أن يهوديا قتل جارية على أوضاح لها - أنس ابن مالك ٤٧٤٤
- إن يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق عيدنا

أهل الإسلام – عقبة بن عامر ٣٠٠٧
– أنا أعلم الناس بميقات هذه الصلاة عشاء الآخرة – النعمان بن بشير ٥٢٩
– إنا أمة أمية لا نحسب ولا نكتب – ابن عمر ٢١٤٣
– إنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب – ابن عمر .. ٢١٤٢
– أنا بريء ممن حلق وخرق وسلق – أبوموسى الأشعري ١٨٦٤
– إنا حرم لا نأكل الصيد – الصعب بن جثامة . ٢٨٢٢
– إنا رسولا رسول الله ﷺ إليك لتؤدي صدقة غنمك – مسلم بن ثفنة ٢٤٦٤
– أنا زعيم – والزعيم الحميل – لمن آمن بي وأسلم وهاجر ببيت – فضالة بن عبيد ٣١٣٥
– أنا شهيد على هؤلاء – جابر بن عبدالله ١٩٥٧
– أنا فتلت تلك القلائد من عهن كان عندنا – أم المؤمنين عائشة ٢٧٨٢
– إنا قد اتخذنا خاتما ونقشنا عليه نقشا فلا ينقش عليه أحد – أنس بن مالك ٥٢٨٤
– إنا قد اتخذنا خاتما ونقشنا فيه نقشا فلا ينقش أحدكم – أنس بن مالك ٥٢١١
– إنا لا أو، لن نستعين على العمل من أراده – أبو موسى الأشعري ٤
– إنا لا نأكل إنا حرم – زيد بن أرقم ٢٨٢٤
– إنا لا نستعين في عملنا بمن سألناه – أبو موسى الأشعري ٥٣٨٤
– أنا ممن قدم النبي ﷺ ليلة المزدلفة في ضعفة أهله – ابن عباس ٣٠٣٥
– إنا نأخذ دردي الخمر أو الطلاء فننظفه – إبراهيم ٥٧٥٢
– إنا نجد صلاة الحضر وصلاة الخوف في القرآن – عبدالله بن عمر ١٤٣٥
– إنا نركب أسفاراً فتبرز لنا الأشربة في الأسواق – عطاء بن أبي رباح ٥٦٠١
– إنا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء

فإن توضأنا به عطشنا – أبو هريرة ٥٩
– إنا نغزو هذا المغرب وإنهم أهل وثن ولهم قرب – ابن عباس ٤٢٤٧
– إناء كإناء وطعام كطعام – عائشة ٣٤٠٩
– انبذوا كل واحد منهما على حدة – أبو هريرة ٥٥٧٣
– انبذوه على غدائكم واشربوه على عشائكم – فيروز الديلمي ٥٧٣٩
– انبذي عشية واشربيه غدوة وأوكي عليه – عائشة ٥٦٤٤
– أنت أكبر ولد أبيك فحج عنه – عبدالله بن الزبير ٢٦٤٥
– أنت إمامهم واقتد بأضعفهم – عثمان بن أبي العاص ٦٧٣
– أنت الذي تقول ذلك؟ فقلت له: قد قلته يارسول الله – عبدالله بن عمرو بن العاص ... ٢٣٩٤
– انتبذ عشيا واشربه غدوة – سفيان ٥٧٤٥
– انتبذوا الزبيب فردا والتمر فردا والبسر فردا – أبو سعيد الخدري ٥٥٧٤
– انتدب الله لمن يخرج في سبيل الله – أبوهريرة ٣١٢٥
– انتدب الله لمن يخرج في سبيله لا يخرجه إلا الإيمان بي – أبو هريرة ٥٠٣٢
– انتظر الغداء يا أبا أمية – أبو أمية الضمري ... ٢٢٧٣
– انتقلي إلى بيت ابن عمك عمرو بن أم مكتوم فاعتدي فيه – فاطمة بنت قيس ٣٥٧٩
– انتقلي عند ابن أم مكتوم – فاطمة بنت قيس . ٣٢٢٤
– أنتم شركاء متشاكسون وسأقرع بينكم – زيد ابن أرقم ٣٥٢٠
– انتهيت إلى رسول الله ﷺ وهو يخطب فقلت: يارسول الله – أبو رفاعة العدوي ٥٣٧٩
– انزع عنك الجبة واغسل عنك الصفرة وما كنت صانعا – يعلى بن أمية ٢٧١١
– أنزل علي آيات لم ير مثلهن: قل أعوذ برب الفلق – عقبة بن عامر ٥٤٤٢

- أنشدكم الله، أنهى رسول الله ﷺ عن لبس الذهب؟ - معاوية بن أبي سفيان ٥١٥٦
- انطلق بي أبي إلى رسول الله ﷺ يشهده على عطية أعطانيها - النعمان بن بشير ٣٧١٦
- انطلق فابتع له بكرا - أبو رافع ٤٦٢١
- انطلق فاحلقه وتصدق على ستة مساكين - كعب بن عجرة ٢٨٥٥
- انظر إليها، فإن في أعين الأنصار شيئاً - أبو هريرة ٣٢٤٩
- انظرن من إخوانكن - عائشة ٣٣١٤
- انظروا كيف يصرف الله عني شتم قريش ولعنهم - أبو هريرة ٣٤٦٨
- أنفجنا أرنبا بمر الظهران فأخذتها فجئت بها إلى أبي طلحة فذبحها - أنس بن مالك ٤٣١٧
- انقضي رأسك وامتشطي وأهلي بالحج ودعي العُمرة - عائشة ٢٤٣
- إنك تأتي قوما أهل كتاب فادعهم إلى شهادة أن لا إله إلا الله - ابن عباس ٢٥٢٣
- إنك تأتي قوماً أهل كتاب فإذا جئتهم فادعهم إلى أن يشهدوا - ابن عباس ٢٤٣٧
- إنك جئتني وفي يدك جمرة من نار - أبو سعيد الخدري ٥١٩١
- إنك سلمت عليَّ آنفا وأنا أصلي - جابر بن عبدالله ١١٩٠
- إنك قد أكثرت عليَّ اجتنب ما أسكر - ابن عباس ٥٦٩٢
- انكحي أسامة بن زيد فنكحته - فاطمة بنت قيس ٣٢٤٧
- انكسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ فقام رسول الله ﷺ إلى الصلاة - عبدالله بن عمرو ١٤٨٣
- إنكم أيها الناس! تأكلون من شجرتين ما أراهما إلا خبيثتين - عمر بن الخطاب ٧٠٩
- إنكم تحشرون حفاة عراة - عائشة ٢٠٨٦
- إنكم تختصمون إليَّ وإنما أنا بشر ولعل - أم سلمة ٥٤٠٣
- إنكم تختصمون إليَّ وإنما أنا بشر ولعل بعضكم ألحن - أم سلمة ٥٤٢٤
- إنكم تفتنون في القبور كفتنة الدجال - عائشة ١٤٧٧
- إنكم تفتنون في قبوركم - عائشة ٢٠٦٧
- إنكم تنتظرون صلاة ما ينتظرها أهل دين غيركم - ابن عمر ٥٣٨
- إنكم ستحرصون على الإمارة وإنها ستكون - أبو هريرة ٥٣٨٧
- إنكم ستحرصون على الإمارة وإنها ستكون ندامة وحسرة - أبو هريرة ٤٢١٦
- إنكم ستلقون بعدي أثرة فاصبروا حتى تلقوني - أسيد بن حضير ٥٣٨٥
- إنكم لن تزالوا في صلاة ما انتظرتموها - أنس بن مالك ٥٤٠
- إنكم ملاقو الله عز وجل حفاة عراة غرلا - ابن عباس ٢٠٨٣
- إنما أخاف عليكم من بعدي مايفتح لكم من زهرة - أبو سعيد الخدري ٢٥٨٢
- إنما أذن النبي ﷺ لسودة في الإفاضة قبل الصبح - عائشة ٣٠٤٠
- إنما أرى هاشما والمطلب شيئا واحداً - جبير بن مطعم ٤١٤١
- إنما أصلي كما رأيت أصحابي يصلون - أنس بن مالك ٥١١
- إنما الأعمال بالنيات وإنما لامريء ما نوى - عمر بن الخطاب ٣٨٢٥
- إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامريء مانوى - عمر بن الخطاب ٧٥
- إنما الأعمال بالنية، وإنما لامريء مانوى - عمر بن الخطاب ٣٤٦٧
- إنما الإمام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به - أبو هريرة ٤٢٠١

- إنما الإمام ليؤتم به، فإذا ركع فاركعوا - أنس بن مالك ١٠٦٢
- إنما الإمام ليؤتم به، فإذا كبر فكبروا - أبوهريرة ٩٢٣
- إنما الإمام ليؤتم به، فإذا كبر فكبروا - حطان بن عبدالله ٨٣١
- إنما أمر بالتأذين الثالث عثمان حين كثر أهل المدينة - السائب بن يزيد ١٣٩٤
- إنما أمرت بالوضوء إذا قمت إلى الصلاة - ابن عباس ١٣٢
- إنما أنا بشر أنسى كما تنسون، فإذا نسيت فذكروني - عبدالله بن مسعود ١٢٤٥
- إنما أنا لكم مثل الوالد أعلمكم إذا ذهب أحدكم إلى الخلاء - أبو هريرة ٤٠
- إنما جعل الإمام ليؤتم به - أنس بن مالك ... ٧٩٥
- إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا صلى قائما فصلوا قياماً - أنس بن مالك ٨٣٣
- إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا كبَّر فكبروا - أبو هريرة ٩٢٢
- إنما حُرِّمَ أكلها - ابن عباس ٤٢٤٠
- إنما الدين النصيحة - تميم الداري ٤٢٠٢
- إنما ذلك عرق فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة - فاطمة بنت قيس ٢٠١
- إنما ذلك عرق فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة - فاطمة بنت قيس ٣٥٠
- إنما ذلك عرق فاغتسلي وصلي - عائشة ٢٠٦
- إنما ذلك عرق، فانظري إذا أتاك قرؤك فلا تصلي - فاطمة بنت أبي حبيش ٢١٢
- إنما ذلك عرق فانظري إذا أتاك قرؤك فلا تصلي - فاطمة بنت أبي حبيش ٣٥٨
- إنما ذلك عرق فانظري إذا أتاك قرؤك فلا تصلي - فاطمة بنت أبي حبيش ٣٥٨٣
- إنما ذلك عرق وليست بالحيضة، فإذا أقبلت الحيضة فأمسكي - عائشة ٣٦٥
- إنما ذلك عرق وليست بالحيضة فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة - عائشة ٢١٨
- إنما الربا في النسيئة - أسامة بن زيد ٤٥٨٥
- إنما سعى النبي ﷺ بين الصفا والمروة - ابن عباس ٢٩٨٢
- إنما سمل النبي ﷺ أعين أولئك - أنس بن مالك ٤٠٤٨
- إنما سميت الخمر لأنها تركت - سعيد بن المسيب ٥٧٤٩
- إنما السُّنة الأخذ بالركب - عمر بن الخطاب ١٠٣٦
- إنما فعلت ذلك لأتألفهم - أبو سعيد الخدري ٢٥٧٩
- إنما كان الشمط عند العنفقة يسيرا - أنس بن مالك ٥٠٩٠
- إنما كان شيء في صدغيه - أنس بن مالك ... ٥٠٨٩
- إنما كان يجزيك من ذلك التيمم - عمار بن ياسر ٣١٤
- إنما كانت المتعة لنا خاصة - أبو ذر الغفاري ٢٨١٤
- إنما كنت أعلم انقضاء صلاة رسول الله ﷺ بالتكبير - ابن عباس ١٣٣٦
- إنما مثل صوم التطوع مثل الرجل يخرج - عائشة ٢٣٢٤
- إنما مثل المهجر إلى الصلاة كمثل الذي يهدي البدنة - أبو هريرة ٨٦٥
- إنما مثل هذا مثل الذي يصلي وهو مكتوف - عبدالله بن عباس ١١١٥
- إنما المدينة كالكير تنفي خبثها وتنصع طيبها - جابر بن عبدالله ٤١٩٠
- إنما نسمة المؤمن طائر في شجر الجنة - كعب بن مالك ٢٠٧٥
- إنما النفقة والسكنى للمرأة إذا كان لزوجها عليها الرجعة - فاطمة بنت قيس ٣٤٣٢
- إنما هذا من الكهان - سعيد بن المسيب ٤٨٢٤
- إنما هذه لباس من لا خلاق له - عبدالله بن

عمر ١٥٦١

- إنما هلك الذين من قبلكم أنهم كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه - عائشة ٤٩٠٥

- إنما هلكت بنو إسرائيل حين اتخذ نساؤهم مثل هذا - معاوية بن أبي سفيان ٥٢٤٧

- إنما هي أربعة أشهر وعشرا، وقد كانت إحداكن - أم سلمة ٣٥٦٣

- إنما هي طعمة أطعمكموها الله عز وجل - أبو قتادة ٢٨١٨

- إنما يزرع ثلاثة: رجل له أرض فهو يزرعها - رافع بن خديج ٣٩٢١

- إنما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث حثيات من ماء - أم سلمة زوج النبي ﷺ ٢٤٢

- إنما يلبس الحرير من لا خلاق له - ابن عمر ٥٣٠٩

- إنما يلبس هذه من لا خلاق له في الآخرة - عمر بن الخطاب ١٣٨٣

- إنما يلبس هذه من لا خلاق له في الآخرة - عمر بن الخطاب ٥٢٩٧

- إنما ينصر الله هذه الأمة بضعيفها بدعوتهم وصلاتهم وإخلاصهم - سعد بن أبي وقاص ٣١٨٠،

- إنه أتاني الملك فقال: يامحمد! إن ربك يقول - أبو طلحة الأنصاري ١٢٨٤

- أنه أتي في امرأة تزوجها رجل فمات عنها - عبدالله بن مسعود ٣٣٥٧

- أنه أخبره أنه سأل زيد بن ثابت عن القراءة مع الإمام - عطاء بن يسار ٩٦١

- إنه أراد قتل صاحبه - أبي بكرة الثقفي ٤١٢٧

- أنه استفتى النبي ﷺ في نذر كان على أمه - سعد بن عبادة .... ٣٦٨٧، ٣٦٨٨

- أنه أسلم فأمره النبي ﷺ أن يغتسل بماء وسدر - قيس بن عاصم ١٨٨

- أنه أسلم وأبت امرأته أن تسلم فجاء ابن لهما صغير لم يبلغ - رافع بن سنان الأوسي ٣٥٢٥

- أنه اشتكى بمكة فجاءه رسول الله ﷺ فلما رآه سعد بكى - سعدبن أبي وقاص ٣٦٦٠

- أنه أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق - عرفجة بن أسعد ٥١٦٤

- إنه أوحي إليّ أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله - النعمان بن سالم عن رجل ٣٩٨٥

- إنه أوحي إلي أنكم تفتنون في القبور - عائشة ٢٠٦٦

- أنه بات عند ميمونة أم المؤمنين - عبد الله بن عباس ١٦٢١

- إنه بلغني أنك تقوم الليل وتصوم النهار - عبدالله بن عمرو ٢٣٩٩

- أنه توضأ ومسح على خفيه فقيل له: أتمسح؟ - جرير بن عبدالله ١١٨

- إنه جاءني جبريل ﷺ فقال: أما يرضيك يامحمد! - أبو طلحة ١٢٩٦

- أنه خرج لحاجته فاتبعه المغيرة بإداوة فيها ماء - المغيرة بن شعبة ١٢٤

- أنه خرج مع رسول الله ﷺ عام خيبر حتى إذا كانوا بالصهباء - سويد بن النعمان ١٨٦

- أنه خرج مع رسول الله ﷺ يستسقي فحول رداءه وحول للناس ظهره - عبدالله بن زيد .. ١٥١٠

- أنه دخل على الحجاج فقال: يا ابن الأكوع ارتددت على عقبيك - سلمة بن الأكوع ٤١٩١

- أنه راقب رسول الله ﷺ في ليلة صلاها رسول الله ﷺ كلها - خباب بن الأرت ١٦٣٩

- أنه رآه رسول الله ﷺ وعليه ثوبان معصفران - عبدالله بن عمرو ٥٣١٨

- أنه رأى رجلا يحرك الحصى بيده وهو في الصلاة - عبدالله بن عمر ١١٦١

- أنه رأى رجلا يخذف - عبدالله بن مغفل ٤٨١٩

- أنه رأى رجلا يصلي فطفف فقال له حذيفة: منذ كم تصلي هذه الصلاة؟ - حذيفة بن اليمان ١٣١٣

- أنه رأى رجلا يصلي قد صف بين قدميه فقال - عبدالله بن مسعود ٨٩٤

- أنه رأى رسول الله ﷺ توضأ ومسح على الخفين - عمرو بن أمية الضمري ١١٩
- أنه رأى رسول الله ﷺ عند أحجار الزيت يستقي وهو مقنع بكفيه - آبي اللحم ١٥١٥
- أنه رأى رسول الله ﷺ في الاستسقاء استقبل القبلة وقلب الرداء ورفع يديه - عبدالله بن زيد ١٥١٣
- أنه رأى رسول الله ﷺ قاعدا في الصلاة واضعا ذراعه اليمنى على - مالك بن نمير الخزاعي ١٢٧٥
- أنه رأى رسول الله ﷺ مستلقيا في المسجد، واضعا - عبدالله بن زيد ٧٢٢
- أنه رأى رسول الله ﷺ وأبا بكر وعمر رضي الله عنهما يمشون أمام الجنازة - عبدالله بن عمر ١٩٤٦
- أنه رأى رسول الله ﷺ يصلي على حمار وهو راكب - أنس بن مالك ٧٤٢
- أنه رأى رسول الله ﷺ يصلي في ثوب واحد في بيت أم سلمة - عمر بن أبي سلمة ٧٦٥
- أنه رأى عثمان دعا بوضوء فأفرغ على يديه من إنائه - حمران مولى عثمان ٨٥
- أنه رأى على أم كلثوم بنت رسول الله ﷺ بردا سيراء - أنس بن مالك ٥٢٩٩
- أنه رأى في يد رسول الله ﷺ خاتما من ورق يوما واحدا - أنس بن مالك ٥٢٩٣
- أنه رأى النبي ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه - وائل بن حجر ٨٨٣
- أنه رأى نبي الله ﷺ كان إذا دخل في الصلاة - مالك بن الحويرث ١٠٨٨
- أنه رأى النبي ﷺ جلس في الصلاة فافترش رجله اليسرى - وائل بن حجر ١٢٦٥
- أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه في صلاته إذا ركع - مالك بن الحويرث .... ١٠٨٦، ١٠٨٧
- أنه رأى النبي ﷺ وأبا بكر وعمر وعثمان يمشون بين يدي الجنازة - عبدالله بن عمر ... ١٩٤٧
- أنه رأى النبي ﷺ يرفع يديه إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع - مالك بن الحويرث ١٠٥٧
- أنه رخص للمتوفى عنها عند طهرها في القسط والأظفار - أم عطية ٣٥٧٢
- أنه رفع إليه نفر من الكلاعيين أن حاكة سرقوا متاعا - النعمان بن بشير ٤٨٧٨
- أنه سئل عن رجل استأجر أجيرا على طعامه - حماد بن أبي سليمان ٣٨٩٠
- أنه سُئل عن رجل تزوج امرأة ولم يفرض لها صداقا ولم يدخل بها - ابن مسعود ٣٥٥٤
- أنه سأل ابن عباس، قلت: تفوتني الصلاة في جماعة - موسى بن سلمة ١٤٤٥
- أنه سأل أم حبيبة زوج النبي ﷺ هل كان رسول الله ﷺ يصلي في الثوب الذي كان يجامع فيه؟ - معاوية بن أبي سفيان ٢٩٥
- أنه سأل أم سلمة عن قراءة رسول الله ﷺ وصلاته؟ - يعلى بن مملك ١٠٢٣
- أنه سأل رسول الله ﷺ عن المعوذتين - عقبة ابن عامر ٥٤٣٦
- أنه سأل عائشة أي الليل كان يغتسل رسول الله ﷺ؟ - غضيف بن الحارث ٢٢٣
- أنه سأل عائشة عن قول الله عز وجل ﴿وإن خفتم - عروة بن الزبير ٣٣٤٨
- أنه سأل عبدالله بن عمر عن صلاة رسول الله ﷺ فقال - واسع بن حبان ١٣٢١
- أنه سأل النبي ﷺ عن المعوذتين - عقبة بن عامر ٩٥٣
- إنه ستكون بعدي أمراء من صدقهم بكذبهم وأعانهم على ظلمهم - كعب بن عجرة ٤٢١٢
- أنه سرقت خميصة من تحت رأسه وهو نائم - صفوان بن أمية ٤٨٨٨
- أنه سلم على رسول الله ﷺ وهو يصلي فرد عليه - عمار بن ياسر ١١٨٩

- أنه سلم على النبي ﷺ وهو يبول فلم يرد عليه السلام - المهاجر بن قنفذ ٣٨
- أنه سمع عبدالله بن عمر يسأل عن رجل طلق امرأته حائضا - طاوس بن كيسان ٣٥٨٩
- أنه سمع النبي ﷺ عمر مرة وهو يقول: وأبي! وأبي! - ابن عمر ٣٧٩٧
- إنه سيكون بعدي هنات وهنات - عرفجة بن شريح الأشجعي ٤٠٢٥
- أنه صلى أربع ركعات في أربع سجدات وجهر فيها بالقراءة - عائشة ١٤٩٥
- أنه صلى إلى جنب النبي ﷺ ليلة فقرأ، فكان إذا مر بآية عذاب - حذيفة بن اليمان ١٠٠٩
- أنه صلى بهم الظهر خمساً فقالوا: إنك صليت خمسا! - عبدالله بن مسعود ١٢٥٦
- أنه صلى صلاة الخوف بالذين خلفه ركعتين - أبو بكرة الثقفي ١٥٥٦
- أنه صلى صلاة الخوف فصلى بالذين خلفه ركعتين - أبو بكرة الثقفي ٨٣٧
- أنه صلى صلاة الخوف مع رسول الله ﷺ - عبدالله بن عمر ١٥٤١
- أنه صلى في كسوف فقرأ ثم ركع ثم قرأ ثم ركع ثم قرأ - ابن عباس ١٤٦٩
- أنه صلى مع رسول الله ﷺ بالمدينة الأولى والعصر ثمان - ابن عباس ٥٩١
- أنه صلى مع رسول الله ﷺ بجمع بإقامة واحدة - ابن عمر ٦٦٠
- أنه صلى مع رسول الله ﷺ صلاة الصبح فلما صلى انحرف - يزيد بن الأسود ١٣٣٥
- أنه صلى مع رسول الله ﷺ في حجة الوداع المغرب والعشاء بالمزدلفة - أبو أيوب الأنصاري ٦٠٦
- أنه صلى مع رسول الله ﷺ في رمضان - حذيفة بن اليمان ١٦٦٦
- أنه صلى المغرب والعشاء بجمع بإقامة واحدة - ابن عمر ٦٥٩
- أنه طلق امرأته وهي حائض - عبدالله بن عمر
- .... ٣٤٢٥ - ٣٤٢٧
- إنه عمك فليلج عليك - عائشة ٣٣١٧
- أنه غزا مع رسول الله ﷺ غزوة الحديبية قال: فأهلوا بعمرة - أبو قتادة ٢٨٢٨
- أنه قال لمروان: يا أبا عبدالملك! أتقرأ في المغرب - زيد بن ثابت ٩٩٠
- أنه قام في الصلاة وعليه جلوس فسجد سجدتين - عبدالله ابن بحينة ١٢٢٤
- أنه قام من الليل فاستن، ثم صلى ركعتين - عبدالله بن عباس ١٧٠٥
- إنه قد أتى علينا زمان ولسنا نقضي ولسنا هنالك - عبدالله بن مسعود ٥٣٩٩
- أنه قصر عن النبي ﷺ بمشقص في عمرته على المروة - ابن عباس ٢٩٩٠
- أنه كان إذا عجل به السير يؤخر الظهر إلى وقت العصر فيجمع بينهما - أنس بن مالك ٥٩٥
- أنه كان إذا نودي لصلاة الصبح ركع ركعتين خفيفتين - حفصة .... ١٧٦١، ١٧٧٨
- إنه كان حريصا على قتل صاحبه - أبو بكرة الثقفي ٤١٢٥
- أنه كان رديف النبي ﷺ فلم يزل يلبي حتى رمى - فضل بن عباس .... ٣٠٥٧، ٣٠٨٤
- أنه كان سمع والده يقول في دبر الصلاة اللهم! إني أعوذ بك - مسلم بن أبي بكرة ٥٤٦٧
- أنه كان عليه ليلة، نذر في الجاهلية يعتكفها - عمر بن الخطاب ٣٨٥١
- أنه كان لا يدع شيئا قد أرطب إلا عزله - أنس بن مالك ٥٥٦٨
- أنه كان لا يرى بأسا وإن كان من قرض - سعيد بن جبير ٤٥٩١
- أنه كان لا يرى بأسا - يعني - في قبض الدراهم من الدنانير - ابن عمر ٤٥٨٩

- أنه كان مع رسول الله ﷺ في سفر، فأتى بماء - القيسي ١١٣
- أنه كان هو ورسول الله ﷺ وأمه وخالته فصلى رسول الله ﷺ - أنس بن مالك ٨٠٤
- أنه كان يأخذ كراء الأرض - ابن عمر ٣٩٤١
- أنه كان يخبر أن النبي ﷺ أهل حين استوت به راحلته - ابن عمر ٢٧٦٠
- أنه كان يرفع يديه إذا دخل في الصلاة - ابن عمر ١١٨٣
- أنه كان يسلم عن يمينه وعن يساره: السلام عليكم ورحمة الله السلام عليكم ورحمة الله - عبدالله بن مسعود ١٣٢٥
- أنه كان يشرب من الطلاء ماذهب ثلثاه وبقي ثلثه - أبو موسى الأشعري ٥٧٢٤
- أنه كان يصلي بعد الجمعة ركعتين يطيل فيهما ويقول - ابن عمر ١٤٣٠
- أنه كان يصلي ركعتي الفجر ركعتين خفيفتين - حفصة ١٧٦٦
- أنه كان يصلي قبل الفجر ركعتين خفيفتين - حفصة ١٧٧٥
- إنه كان يصليهما قبل العصر ثم إنه شغل عنهما - عائشة ٥٧٩
- أنه كان يغسل يديه ويتوضأ ويخلل رأسه - عائشة ٢٤٩
- أنه كان يقول: من سره أن يلقى الله عز وجل غدا مسلما - عبدالله بن مسعود ٨٥٠
- أنه كان يكره أن يأخذ الدنانير من الدراهم والدراهم من الدنانير - سعيد بن جبير ٤٥٨٨
- أنه كان يكره أن يبيع الزبيب لمن يتخذه نبيذا - ابن طاوس عن أبيه ٥٧١٥
- أنه كان يكره أن يجعل نطل النبيذ - سعيد بن المسيب ٥٧٤٧
- أنه كان يكرهها إذا كان من قرض - إبراهيم ٤٥٩٠
- أنه كان ينام وهو شاب عزب لا أهل له على عهد رسول الله ﷺ - ابن عمر ٧٢٣
- أنه كان ينبذ له في سقاء الزبيب - ابن عمر ٥٧٤٣
- أنه كان يوتر بـ ﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾ - عبدالرحمن بن أبزى ١٧٥١
- أنه كان يوتر بثلاث: بـ ﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾ - ابن عباس ١٧٠٤
- أنه كره أن يستأجر الرجل حتى يعلمه أجره - الحسن ٣٨٨٩
- أنه لا بأس به - سعد بن أبي وقاص ١٢٢
- إنه لا يأتي بخير، إنما يستخرج به من البخيل - عبدالله بن عمر ٣٨٣٢
- إنه لا يرد شيئا إنما يستخرج به من الشحيح - عبدالله بن عمر ٣٨٣٣
- إنه لعلك تدرك أموالا تقسم بين أقوام وإنما يكفيك - أبو هاشم بن عتبة ٥٣٧٤
- إنه لعهد النبي الأمي ﷺ إلي أنه لا يحبك إلا مؤمن - علي بن أبي طالب ٥٠٢١
- أنه لم يرخص في الديباج إلا موضع أربع أصابع - عمر بن الخطاب ٥٣١٥
- إنه لم يكن نبي قبلي إلا كان حقا عليه أن يدل أمته على مايعلمه خيراً لهم - عبدالرحمن بن عبد رب الكعبة ٤١٩٦
- أنه لم يكن يصوم من السنة شهرا تاما إلا شعبان - أم سلمة ٢٣٥٥
- أنه لما كسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ توضأ وأمر فنودي - عائشة ١٤٨٢
- إنه ليس أحد أغير من الله عز وجل أن يزني عبده أو أمته - عائشة ١٥٠١
- إنه ليس أحد يصلي هذه الصلاة غيركم - عائشة ٤٨٣
- إنه ليس في النوم تفريط، إنما التفريط في اليقظة - أبو قتادة الأنصاري ٦١٦
- إنه ليس لي من الفيء شيء ولا هذه إلا الخمس - عبدالله بن عمرو ٤١٤٤

- إنه ليس من البر أن تصوموا في السفر - جابر ابن عبدالله ٢٢٦٠
- أنه مر بين يدي رسول الله ﷺ هو وغلام من بني هاشم على حمار - ابن عباس ٧٥٥
- أنه مسح على الخفين - سعد بن أبي وقاص . ١٢١
- أنه مشى إلى رسول الله ﷺ بخبز شعير وإهالة سنخة - أنس بن مالك ٤٦١٤
- أنه من أعمر رجلا عمرى له ولعقبه فإنها - جابر بن عبدالله ٣٧٧٧
- أنه من صلى في يوم ثنتي عشرة ركعة بني له بيت في الجنة - أم حبيبة ١٨٠٨
- إنه من غرم حدث فكذب ووعد فأخلف - عائشة ٥٤٥٦
- إنه من قام مع الإمام حتى ينصرف كتب الله له قيام ليلة - أبو ذر الغفاري ١٦٠٦
- أنه نام عن الصلاة حتى طلعت الشمس ثم صلى - عبدالله بن مسعود ٦١٣
- أنه نشد قضاء رسول الله ﷺ في ذلك فقام حمل بن مالك - عمر بن الخطاب ٤٧٤٣
- أنه نهى أن تنكح المرأة على عمتها أو خالتها - أبو هريرة ٣٢٩٢
- أنه نهى أن ينبذ الزبيب والبسر جميعا - جابر ابن عبدالله ٥٥٦٤
- أنه نهى أن ينبذ الزبيب والتمر جميعا - جابر ابن عبدالله ٥٥٥٨
- أنه نهى أن ينكح المحرم أو ينكح أو يخطب - عثمان بن عفان ٢٨٤٦
- أنه نهى عن البول في الماء الراكد - جابر بن عبدالله ٣٥
- أنه نهى عن بيع الثمر سنين - جابر بن عبد الله ٤٥٣٥
- أنه نهى عن بيعتين، أما البيعتان: فالمنابذة والملامسة - أبو هريرة ٤٥٢١
- أنه نهى عن التبتل - سمرة بن جندب ٣٢١٦
- أنه نهى عن خاتم الذهب - أبو هريرة ٥٢٧٥
- أنه نهى عن الدباء والحنتم والمزفت - ابن عمر وابن عباس ٥٦٤٦
- أنه نهى عن الدباء والمزفت - علي بن أبي طالب ٥٦٣٠
- أنه نهى عن كراء الأرض فأبى طاوس فقال - رافع بن خديج ٣٨٩٨
- أنه نهى عن المخابرة والمزابنة والمحاقلة - جابر بن عبدالله ٤٥٢٧
- أنه نهى عن النجش والتلقي - عبدالله بن عمر ٤٥٠٢
- إنه الوقت لولا أن أشق على أمتي - ابن عباس ٥٣٣
- أنه وهو في المعرس بذي الحليفة أتي فقيل له: إنك ببطحاء مباركة - عبدالله بن عمر ٢٦٦١
- إنها ابنة أبي بكر - عائشة ٣٣٩٨
- إنها ابنة أخي من الرضاعة - ابن عباس ......
- . ... ٣٣٠٧، ٣٣٠٨
- أنها أتت بابن لها صغير لم يأكل الطعام إلى رسول الله ﷺ - أُمّ قيس بنت محصن ٣٠٣
- إنها بركة أعطاكم الله إياها فلا تدعوه - عبدالله بن الحارث عن رجل من الصحابة ... ٢١٦٤
- أنها دخلت على النبي ﷺ يوم فتح مكة وهو يغتسل قد سترته بثوب - أمُّ هانىء ٤١٥
- أنها ذهبت إلى النبي ﷺ يوم الفتح فوجدته يغتسل وفاطمة تستره - أمُّ هانىء ٢٢٦
- أنها سألت رسول الله ﷺ عن دم الحيض يصيب الثوب - أمُّ قيس بنت محصن ٢٩٣
- إنها ستكون بعدي هنات وهنات - عرفجة بن شريح ٤٠٢٦
- أنها سمعت رسول الله ﷺ ذكر ما يتوضأ منه - عروة بن الزبير ١٦٤
- أنها سمعت النبي ﷺ يقرأ في المغرب بالمرسلات - لبابة بنت الحارث ٩٨٧
- أنها قالت: يارسول الله! هل لك في أختي؟ - أم حبيبة ٣٢٨٩

- إنها قد حرمت الخمر اكفأها فكفأتها – أنس ابن مالك ٥٥٤٣
- أنها قربت إلى النبي ﷺ جنبا مشويا فأكل منه – أمُّ سلمة ١٨٣
- أنها كانت تحت أبي عمرو بن حفص بن المغيرة فطلقها آخر ثلاث تطليقات – فاطمة بنت قيس ٣٥٧٦
- أنها كانت تحت سعد بن خولة فتوفي عنها زوجها – سبيعة بنت الحارث الأسلمية ٣٥٤٨
- أنها كانت ترجل رأس رسول الله ﷺ وهي حائض – عائشة ٣٨٦
- أنها كانت تغتسل مع رسول الله ﷺ في الإناء الواحد – عائشة ٧٢
- أنها كانت تغتسل مع رسول الله ﷺ في الإناء الواحد – عائشة ٣٤٥
- أنها كانت تغتسل ورسول الله ﷺ من إناء واحد – ابن عباس ٢٣٧
- إنها لا تحل لي إنها ابنة أخي من الرضاعة – علي بن أبي طالب ٣٣٠٦
- إنها ليست بالحيضة ولكنها ركضة من الرحم – عائشة ٢١٠
- إنها ليست بنجس إنما هي من الطوافين عليكم والطوافات – أبو قتادة ٦٨
- إنها ليست بنجس إنما هي من الطوافين عليكم والطوافات – أبو قتادة الأنصاري ... ٣٤١
- أنها نصبت سترا فيه تصاوير.فدخل رسول الله ﷺ فنزعه – عائشة ٥٣٥٧
- أنهاكم عن قليل ما أسكر كثيره – سعد بن أبي وقاص ٥٦١١
- أنهر الدم بما شئت واذكر اسم الله عز وجل – عدي بن حاتم ٤٤٠٦
- أنهم غزوا مع رسول الله ﷺ إلى خيبر والناس جياع فوجدوا فيها حمرا من حمر الإنس – أبو ثعلبة الخشني ٤٣٤٦
- أنهم قالوا: رخص رسول الله ﷺ في بيع العرايا بخرصها – بشير بن يسار ٤٥٤٨
- أنهم كانوا إذا كانوا حاضرين مع رسول الله ﷺ بالمدينة – جابر بن عبدالله ٢٧٩٤
- أنهم كانوا جلوسا مع رسول الله ﷺ فطلعت جنازة فقام – يزيد بن ثابت ١٩٢١
- أنهم كانوا يبتاعون الطعام على عهد رسول الله ﷺ من الركبان – ابن عمر ٤٦١١
- أنهم كانوا يبتاعون على عهد رسول الله ﷺ في أعلى السوق جزافا – ابن عمر ٤٦١٠
- أنهم كانوا يصلون مع النبي ﷺ المغرب، ثم يرجعون – رجل من أسلم ٥٢١
- أنهم كانوا يكرون الأرض على عهد رسول الله ﷺ بما ينبت على الأربعاء – رافع بن خديج عن عمه ٣٩٢٩
- إنهم لم يفارقوني في جاهلية ولا إسلام – جبير بن مطعم ٤١٤٢
- إنهم ليعذبون في قبورهم عذابا تسمعه البهائم – عائشة ٢٠٦٨
- أنهما سافرا مع رسول الله ﷺ فيصوم الصائم ويفطر المفطر – أبو سعيد الخدري وجابر ابن عبدالله ٢٣١٤
- أنهما صليا خلف أبي هريرة رضي الله عنه فلما ركع كبر – أبو بكر بن عبد الرحمن و أبوسلمة بن عبدالرحمن ١١٥٧
- أنهما كانا لا يريان بأسا باستئجار الأرض البيضاء – إبراهيم وسعيد بن جبير ٣٩٦٦
- إنهما ليعذبان\ وما يعذبان في كبير – ابن عباس ٢٠٧١
- إنهما يعذبان ومايعذبان في كبير – ابن عباس ٣١
- أنهن جعلن رأس ابنة النبي ﷺ ثلاثة قرون – أم عطية ١٨٨٤
- انهنا عما نهاك عنه رسول الله ﷺ قال: نهاني عن الدباء – علي بن أبي طالب ٥١٧٢

- أنهى رسول الله ﷺ عن نبيذ الجر؟ قال: نعم - ابن عمر .... ٥٦١٧، ٥٦١٨
- أنى لكم هذا؟ - أبو سعيد الخدري ٤٥٥٨
- إني أخاف أن تناموا عن الصلاة - أبو قتادة ٨٤٧
- إني أراك تحب الغنم والبادية فإذا كنت في غنمك - أبو سعيد الخدري ٦٤٥
- إني أريد أن أسألك عن التبتل فما ترين فيه؟ - سعد بن هشام ٣٢١٨
- إني أشهدكم أني قد أوجبت عمرة، ثم خرج حتى إذا كان - ابن عمر ٢٧٤٧
- إني أقول ما لي أنازع القرآن - أبو هريرة ٩٢٠
- إني إمامكم فلا تبادروني بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام - أنس بن مالك ١٣٦٤
- إني امرؤ مذاء وإني استحيي أن أسأل رسول الله ﷺ - ابن عباس ٤٣٦
- إني امرأة أستحاض فلا أطهر أفادع الصلاة؟ - عائشة ٢١٣
- إني امرأة أستحاض فلا أطهر أفأدع الصلاة؟ - عائشة ٣٥٩
- إني امرأة زعراء أيصلح أن أصل في شعري؟ - عبدالله بن مسعود ٥١٠١
- إني أمرت بالعفو فلا تقاتلوا - ابن عباس ٣٠٨٨
- إني بريء من كل مسلم مع مشرك - قيس بن أبي حازم البجلي ٤٧٨٤
- إني بعثت إلى أهل البقيع لأصلي عليهم - عائشة ٢٠٤٠
- إني تصدقت على ابني بصدقة فاشهد - عبدالله بن عتبة بن مسعود ٣٧١٤
- إني ذاكر لك أمراً فلا عليك أن لا تعجلي حتى تستأمري أبويك - عائشة ٣٢٠٣
- إني ذاكر لك أمرا فلا عليك أن لا تعجلي حتى تستأمري أبويك - عائشة ٣٤٦٩
- إني ذكرت وأنا في العصر شيئاً من تبر كان عندنا - عقبة بن الحارث ١٣٦٦
- إني رأيت رسول الله ﷺ يصفر بها لحيته - ابن عمر ٥٠٨٨
- إني صائم - عائشة أم المؤمنين ٢٣٢٧
- إني صائم فمن شاء أن يصوم فليصم - معاوية بن أبي سفيان ٢٣٧٣
- إني عند معاوية إذ أذن مؤذنه، فقال معاوية: كما قال المؤذن - معاوية بن أبي سفيان ٦٧٨
- إني فرطٌ لكم وأنا شهيد عليكم - عقبة بن عامر الجهني ١٩٥٦
- إني قرأت الليلة المفصل في ركعة فقال: هذًّا كهذ الشعر - عبدالله بن مسعود ١٠٠٧
- إني كنت أجاور هذه العشر ثم بدا لي أن أجاور هذه العشر الأواخر - أبو سعيد الخدري ١٣٥٧
- إني كنت ألبس هذا الخاتم وإني لن ألبسه أبداً - ابن عمر ٥٢٧٧
- إني كنت ألبس هذا الخاتم وإني لن ألبسه أبداً - ابن عمر ٥١٦٧
- إني كنت نهيتكم أن تأكلوا لحوم الأضاحي إلا ثلاثا - بريدة بن الحصيب الأسلمي ٢٠٣٥
- إني كنت نهيتكم عن ثلاث - بريدة بن الحصيب ٥٦٥٦
- إني كنت نهيتكم عن ثلاث: عن زيارة القبور فزوروها - بريدة بن الحصيب ٤٤٣٤
- إني كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها - بريدة بن الحصيب ٥٦٥٥
- إني كنت نهيتكم عن لحوم الأضاحي بعد ثلاث - بريدة بن الحصيب ٤٤٣٥
- إني كنت نهيتكم عن لحوم الأضاحي فتزودوا وادخروا - بريدة بن الحصيب ٥٦٥٤
- إني كنت نهيتكم عن لحوم الأضاحي فوق ثلاث كيما تسعكم - نبيشة رجل من هذيل ٤٢٣٥
- إني لا أصافح النساء، إنما قولي لمائة امرأة كقولي لامرأة واحدة - أميمة بنت رقيقة ٤١٨٦
- إني لأحبك يامعاذ! - معاذ بن جبل ١٣٠٤

- إني لأعرف النظائر التي كان يقرأ بهن رسول الله ﷺ عشرين سورة - عبدالله بن مسعود .. ١٠٠٥
- إني لأعلم أنك حجر ولولا أني رأيت رسول الله ﷺ يقبلك ما قبلتك - عمر بن الخطاب . ٢٩٤٠
- إني لأقوم في الصلاة فأسمع بكاء الصبي - أبو قتادة الأنصاري ٨٢٦
- إني لبدت رأسي وقلدت هديي - حفصة ٢٦٨٣
- إني لبدت رأسي وقلدت هديي فلا أحل حتى أنحر - حفصة زوج النبي ﷺ ٢٧٨٣
- إني لقاعد مع رسول الله ﷺ إذ جاء رجل يقود آخر - وائل الحضرمي ٤٧٣٢
- إني لم أدر أيد امرأة هي أو رجل قلت: بل يد امرأة - عائشة ٥٠٩٢
- إني ليتيم في حجر جدي رافع بن خديج وبلغت رجلا وحججت معه - عيسى بن سهل بن رافع بن خديج ٣٩٥٨
- إني نحلت ابني هذا غلاما فإن رأيت أن تنفذه أنفذته - بشير بن سعد ٣٧٠٥
- إني نحلت ابني هذا غلاما كان لي - النعمان ابن بشير ٣٧٠٤
- أهدت أم حفيد إلى رسول الله ﷺ سمنا وأقطا وأضبا - ابن عباس ٤٣٢٤
- أهدت خالتي إلى رسول الله ﷺ أقطا وسمنا وأضبا - ابن عباس ٤٣٢٣
- أهدى الصعب بن جثامة إلى رسول الله ﷺ رجل حمار - ابن عباس ٢٨٢٥
- أهرق الدم بما شئت واذكر اسم الله عز وجل - عدي بن حاتم ٤٣٠٩
- أهل رسول الله ﷺ بالحج - عائشة ٢٧١٧
- أهل رسول الله ﷺ بالعمرة وأهل أصحابه بالحج - ابن عباس ٢٨١٦
- أهلي واشترطي أن محلي حيث حبستني - ابن عباس ٢٧٦٨
- أههنا من بني فلان أحد؟ - سمرة بن جندب ٤٦٨٩
- أو تستطيع ذلك ياجرير أو تطيق ذلك؟ - جرير بن عبدالله ٤١٧٩
- أو غير ذلك يا عائشة؟ - أم المؤمنين عائشة ١٩٤٩
- أو لا تغتسلون؟ - عائشة ١٣٨٠
- أو لم تر عمر لم يقنع بقول عمار - شقيق عن ابن مسعود ٣٢١
- أو ماكنت طفت ليالي قدمنا مكة - عائشة ٢٨٠٥
- أو مسلم - سعد بن أبي وقاص ٤٩٩٥
- أو يقول أحدهما للآخر اختر - ابن عمر ٤٤٧٦
- أوتر رسول الله ﷺ من أوله وآخره وأوسطه وانتهى وتره إلى السحر - عائشة ١٦٨٢
- أوتروا قبل الصبح - أبو سعيد الخدري ١٦٨٤
- أوتروا قبل الفجر - أبو سعيد الخدري ١٦٨٥
- أوتي النبي ﷺ سبعا من المثاني السبع الطول - ابن عباس ٩١٦
- أوصاني حبيبي ﷺ بثلاثة لا أدعهن إن شاء الله تعالى أبداً - أبو ذر الغفاري ٢٤٠٦
- أوصاني خليلي ﷺ بثلاث، الوتر أول الليل وركعتي الفجر - أبو هريرة ١٦٧٩
- أوصاني خليلي ﷺ بثلاث، النوم على وتر - أبو هريرة ١٦٧٨
- أوصى بكتاب الله - ابن أبي أوفى ٣٦٥٠
- أول قسامة كانت في الجاهلية - ابن عباس .. ٤٧١٠
- أول ما يحاسب به العبد صلاته فإن كان - أبو هريرة ٤٦٨
- أول مافرضت الصلاة ركعتين فأقرت صلاة السفر - عائشة ٤٥٤
- أول مايحاسب به العبد الصلاة - عبدالله بن مسعود ٣٩٩٦
- أول مايحكم بين الناس في الدماء - عبدالله ابن مسعود ٣٩٩٧
- أول مايقضى بين الناس يوم القيامة في الدماء - عبدالله بن مسعود .... ٣٩٩٨، ٣٩٩٩
- أول مايقضى فيه بين الناس يوم القيامة في

الدماء - عمرو بن شرحبيل ٤٠٠٠
- أول الناس يقضى لهم يوم القيامة ثلاثة - أبوهريرة ٣١٣٩
- أولئك العصاة - جابر بن عبدالله ٢٢٦٥
- أولكلكم ثوبان - أبو هريرة ٧٦٤
- أولم ولو بشاة - أنس بن مالك ٣٣٥٣
- أولم ولو بشاة - أنس بن مالك ٣٣٧٦
- أوه عين الربا لا تقربه - أبو سعيد الخدري .. ٤٥٦١
- أي الأعمال أحب إلى رسول الله ﷺ؟ قالت: الدائم - عائشة ١٦١٧
- أي بنية! ألست تحبين من أحب؟ - عائشة .. ٣٣٩٦
- أي عم قل: لا إله إلا الله كلمة أحاج لك بها عند الله - المسيب ٢٠٣٧
- أي يعلى! هل لك امرأة؟ - يعلى بن مرة ٥١٢٨
- آيات أُنزلت علي الليلة لم ير مثلهن قط - عقبة بن عامر ٩٥٥
- إياكم وكثرة الحلف في البيع فإنه ينفق ثم يمحق - أبو قتادة الأنصاري ٤٤٦٥
- آية النفاق ثلاث: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف - أبو هريرة ٥٠٢٤
- أيتكن خرجت إلى المسجد فلا تقربن طيبا - زينب الثقفية .... ٥١٣٤، ٥٢٦٤
- أيدعها يقضمها كقضم الفحل؟ - يعلى بن منية ٤٧٧١
- أيسرك أن يسورك الله عز وجل بهما يوم القيامة سوارين من نار؟ - عبدالله بن عمرو . ٢٤٨١
- أيشهد أن لا إله إلا الله؟ - النعمان بن بشير .. ٣٩٨٤
- أيكم الذي تكلم بكلمات؟ - أنس بن مالك . ٩٠٢
- أيكم الذي سمعت صوته قد ارتفع؟ - أبومحذورة ٦٣٣
- أيكم صلى مع رسول الله ﷺ صلاة الخوف فقال حذيفة: أنا - سعيد بن العاصي ١٥٣١
- أيكم كانت له أرض أو نخل فلا يبعها حتى يعرضها - جابر بن عبدالله ٤٧٠٤
- أيكم مال وارثه أحب إليه من ماله؟ - عبد الله ابن مسعود ٣٦٤٢
- أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم؟ - محمود بن لبيد ٣٤٣٠
- الأيم أحق بنفسها من وليها والبكر تستأذن في نفسها - ابن عباس ٣٢٦٢
- الأيم أحق بنفسها من وليها، واليتيمة تستأمر وإذنها صماتها - ابن عباس ٣٢٦٣
- الأيم أولى بأمرها واليتيمة تستأمر في نفسها، وإذنها صماتها - ابن عباس ٣٢٦٤
- أيما امرأة أدخلت على قوم رجلا ليس منهم فليست من الله في شيء - أبو هريرة ٣٥١١
- أيما امرأة استعطرت فمرت على قوم ليجدوا - أبو موسى الأشعري ٥١٢٩
- أيما امرأة أصابت بخوراً فلا تشهد - أبو هريرة ٥١٣١
- أيما امرأة أصابت بخورا فلا تشهد معنا العشاء الآخرة - أبو هريرة ٥٢٦٥
- أيما امرأة تحلت يعني بقلادة من ذهب، جعل الله - أسماء بنت يزيد ٥١٤٢
- أيما امرأة زادت في رأسها شعرا ليس منه - معاوية بن أبي سفيان ٥٠٩٦
- أيما امرأة زوجها وليان فهي للأول منهما - سمرة بن جندب ٤٦٨٦
- أيما امرأة نكحت على صداق أو حباء - عبدالله بن عمرو ٣٣٥٥
- أيما امرىء أبر نخلا ثم باع أصلها - ابن عمر ٤٦٣٩
- أيما امرىء أفلس ثم وجد رجل عنده سلعته بعينها - أبو هريرة ٤٦٨٠
- أيما إهاب دبغ فقد طهر - ابن عباس ٤٢٤٦
- أيما رجل أعمر رجلا عمرى له ولعقبه فهي له - عبدالله بن الزبير ٣٧٧٤
- أيما رجل أعمر رجلا عمرى له ولعقبه،

فإنها لمن أعطيها - جابر بن عبدالله ٣٧٧٩
- أيما رجل أعمر عمرى له ولعقبه فإنها للذي يعطاها - جابر بن عبدالله ٣٧٧٦
- أيما رجل خرج يفرق بين أمتي فاضربوا عنقه - أسامة بن شريك ٤٠٢٨
- أيما رجل كانت له إبل لا يعطي حقها في نجدتها ورسلها - أبو هريرة ٢٤٤٤
- أيما عبد أبق إلى أرض الشرك فقد حل دمه - جرير بن عبدالله .... ٤٠٥٩، ٤٠٦٠
- أيما عبد أبق من مواليه ولحق بالعدو - جرير ابن عبدالله ٤٠٦١
- أيما عبد من عبادي خرج مجاهداً في سبيل الله - ابن عمر ٣١٢٨
- أيما مسلم شهد له أربعة قالوا خيرا أدخله الله الجنة - عمر بن الخطاب ١٩٣٦
- إيمان بالله وجهاد في سبيل الله عز وجل - أبو ذر الغفاري ٣١٣١
- الإيمان بالله ورسوله - أبو هريرة ٤٩٨٨
- الإيمان بالله وملائكته والكتاب - أبو هريرة وأبو ذر الغفاري ٤٩٩٤
- الإيمان بضع وسبعون شعبة - أبو هريرة ٥٠٠٧
- الإيمان بضع وسبعون شعبة أفضلها لا إله إلا الله - أبو هريرة ٥٠٠٨
- إيمان لا شك فيه - عبدالله بن حبشي الخثعمي ٤٩٨٩
- إيمان لا شك فيه، وجهاد لا غلول فيه، وحجة مبرورة - عبدالله بن حبشي الخثعمي ٢٥٢٧
- أين تحب أن أصلي لك؟ - عتبان بن مالك .. ٧٨٩
- أين تحب أن أُصلي من بيتك؟ - عتبان بن مالك ١٣٢٨
- أين تريد؟ - عتبان بن مالك ٨٤٥
- أين الرجل الذي سألني آنفا؟ - يعلى بن أمية ٢٦٦٩
- أين السائل عن وقت الصلاة؟ مابين هذين وقت - أنس بن مالك ٥٤٥
- أين السائل عن وقت الصلاة؟ وقت صلاتكم مابين - بريدة بن الحصيب ٥٢٠
- أين صلى الظهر يوم التروية؟ قال: بمنى - أنس بن مالك ٣٠٠٠
- أين صلى النبي ﷺ؟ قالوا: ههنا ونسيت - عبدالله بن عمر ٢٩٠٨
- أينقص الرطب إذا يبس؟ - سعد بن مالك ... ٤٥٤٩
- أيها الناس! أي أهل الأرض تعلمون أكرم على الله عز وجل؟ - ابن عباس ٤٧٧٩
- أيها الناس! إنكم قد أحدثتم بيوعا لا أدري ماهي - عبادة بن الصامت ٤٥٦٧
- أيها الناس! إنه لم يبق من مبشرات النبوة إلا الرؤيا الصالحة - ابن عباس ١٠٤٦

ب

- البئر جبار، والعجماء جبار - أبو هريرة ٢٥٠٠
- بئس الخطيب أنت - عدي بن حاتم ٣٢٨١
- بئسما قلت يا ابن أختي! إن هذه الآية لو كانت كما أولتها كانت: فلا جناح - عائشة ٢٩٧١
- بئسما قلت يا ابن أخي! قال الضحاك: فإن عمر بن الخطاب - سعد بن أبي وقاص ٢٧٣٥
- بئسما قلت! إنما كان ناس من أهل الجاهلية لا يطوفون - عائشة ٢٩٧٠
- بئسما لأحدهم أن يقول نسيت آية كيت وكيت بل هو نسي - عبدالله بن مسعود ٩٤٤
- بات رسول الله ﷺ بذي الحليفة مبدأه وصلى في مسجدها - عبد الله بن عمر ٢٦٦٠
- بارك الله فيكم وبارك لكم - عقيل بن أبي طالب ٣٣٧٣
- بارك الله لك، أولم ولو بشاة - أنس بن مالك ٣٣٧٤
- بارك الله لك في أهلك ومالك - عبد الله بن أبي ربيعة ٤٦٨٧
- بأطيب الطيب عند حرمه وحله - عائشة ٢٦٩٠
- بال أعرابي في المسجد فأمر النبي ﷺ بدلو من ماء فصب عليه - أنس بن مالك ٥٤

- بأي شيء كان النبي ﷺ يقرأ في هذا اليوم؟ فقال – أبو واقد الليثي ١٥٦٨
- بايعت رسول الله ﷺ أن لا أخر إلا قائما – يوسف بن ماهك ١٠٨٥
- بايعت رسول الله ﷺ على إقام الصلاة وإيتاء الزكاة – جرير بن عبدالله ٤١٨٠
- بايعت رسول الله ﷺ على النصح لكل مسلم – جرير بن عبدالله ٤١٦١
- بايعت النبي ﷺ على السمع والطاعة وأن أنصح لكل مسلم – جرير بن عبدالله ٤١٦٢
- بايعنا رسول الله ﷺ على السمع والطاعة في عسرنا ويسرنا ومنشطنا – عبادة بن الصامت
- . ... ٤١٥٨، ٤١٥٩
- بايعنا رسول الله ﷺ على السمع والطاعة في اليسر والعسر – عبادة بن الصامت ....٤١٥٤ – ٤١٥٧
- بايعوني على أن لا تشركوا بالله شيئا، ولا تسرقوا، ولا تزنوا – عبادة بن الصامت ٤٢١٥
- بت عند خالتي ميمونة فقام رسول الله ﷺ يصلي من الليل – ابن عباس ٨٠٧
- بتل رسول الله ﷺ العمرى والرقبى – طاوس ٣٧٥٧
- البركة في نواصي الخيل – أنس بن مالك ٣٦٠١
- البسر والتمر خمر – جابر بن عبدالله.. ٥٥٤٦، ٥٥٤٧
- البسر وحده حرام ومع التمر حرام – ابن عباس ٥٥٦٠
- بسم الله رب أعوذ بك من أن أزل – أم سلمة ٥٤٨٨
- بسم الله، رب أعوذ بك من أن أزل – أم سلمة ٥٥٤١
- بسم الله وبالله التحيات لله والصلوات والطيبات – جابر بن عبدالله ١١٧٦
- بسم الله وبالله التحيات لله والصلوات والطيبات – جابر بن عبدالله ١٢٨٢
- البسوا من ثيابكم البياض فإنها أطهر وأطيب – سمرة بن جندب ١٨٩٧
- البسوا من ثيابكم البياض فإنها أطهر وأطيب وكفنوا فيها موتاكم – سمرة بن جندب ٥٣٢٤
- البصاق في المسجد خطيئة وكفارتها دفنها – أنس بن مالك ٧٢٤
- بعث من رسول الله ﷺ سراويل قبل الهجرة فأرجح لي – أبو صفوان ٤٥٩٧
- بعث رسول الله ﷺ أسيد بن حضير وناسا يطلبون قلادة كانت لعائشة – عائشة ٣٢٤
- بعث رسول الله ﷺ خيلا قبل نجد، فجاءت برجل من بني حنيفة – أبو هريرة ٧١٣
- بعث رسول الله ﷺ عليا على اليمن فأتي بغلام تنازع فيه ثلاثة – زيد بن أرقم ٣٥٢١
- بعثت أنا والساعة كهاتين – جابر بن عبدالله . ١٥٧٩
- بعثت بجوامع الكلم ونصرت بالرعب وبينا أنا نائم – أبو هريرة ....٣٠٨٩، ٣٠٩١
- بعثنا رسول الله ﷺ أغيلمة بني عبدالمطلب على حمرات – ابن عباس ٣٠٦٦
- بعثنا رسول الله ﷺ ثلاثمائة راكب أميرنا أبو عبيدة بن الجراح – جابر بن عبدالله ٤٣٥٧
- بعثنا مصدق الله ورسوله، وإن فلانا أعطاه فصيلا مخلولاً – وائل بن حجر ٢٤٦٠
- بعثنا النبي ﷺ ونحن ثلاثمائة نحمل زادنا على رقابنا – جابر بن عبدالله ٤٣٥٦
- بعثني رسول الله ﷺ إلى اليمن: فأمرني أن آخذ مما سقت السماء العشر – معاذ بن جبل ٢٤٩٢
- بعثني رسول الله ﷺ إلى اليمن فأمرني أن آخذ من – معاذ بن جبل ٢٤٥٣
- بعثني النبي ﷺ فأتيته وهو يسير مشرّقا أو مغربا – جابر بن عبدالله ١١٩١
- بعنيه بوقية – جابر بن عبدالله ٤٦٤١
- بعنيه – جابر بن عبدالله ٤٦٢٥
- بعه بالورق ثم اشتر به – أبو صالح ٤٥٥٦
- بعه عصيرا ممن يتخذه طلاء ولا يتخذه خمرا – ابن سيرين ٥٧١٧
- بعها واقض بها حاجتك أو شققها خمرا بين نسائك – عمر بن الخطاب ٥٣٠١
- بل أمر الأقرع بن حابس فتماريا حتى

ارتفعت - عبدالله بن الزبير ٥٣٨٨
- بلغ النبي ﷺ أني أصوم أسرد الصوم - عبدالله بن عمرو بن العاص ٢٣٨٠
- بلغنا أن رسول الله ﷺ كان إذا رمى الجمرة التي تلي المنحر - محمد بن مسلم الزهري ٣٠٨٥
- بلغنا أن رسول الله ﷺ نهى عن الوشر والوشم - أبو ريحانة ٥١١٤
- بلغنا أن رسول الله ﷺ نهى عن الوشر والوشم - أبو ريحانة ٥١١٥
- بلغني أنك قلت لأصومن الدهر ولأقرأن القرآن - عبدالله بن عمرو ٢٣٩٥
- بما أهللت؟ قلت: أهللت بإهلال النبي ﷺ - أبو موسى الأشعري ٢٧٣٩
- بني الإسلام على خمس شهادة أن لا إله إلا الله - ابن عمر ٥٠٠٤
- بيداؤكم هذه التي تكذبون فيها على رسول الله ﷺ - عبدالله بن عمر ٢٧٥٨
- البيعان بالخيار حتى يتفرقا أو يأخذ كل واحد منهما من البيع - سمرة بن جندب ٤٤٨٦
- البيعان بالخيار حتى يفترقا أو يكون بيع خيار - ابن عمر ٤٤٧٥
- البيعان بالخيار ما لم يفترقا أو يكون خيارا - ابن عمر ٤٤٧١
- البيعان بالخيار مالم يتفرقا أو يكون بيعهما عن خيار - ابن عمر ٤٤٨٥
- البيعان بالخيار مالم يتفرقا ويأخذ أحدهما - سمرة بن جندب ٤٤٨٧
- البيعان بالخيار مالم يفترقا أو يقول أحدهما للآخر اختر - ابن عمر ٤٤٧٤
- البيعان بالخيار مالم يفترقا، فإن بينا وصدقا بورك لهما في بيعهما - حكيم بن حزام ٤٤٦٩
- البيعان بالخيار مالم يفترقا فإن صدقا وبينا بورك في بيعهما - حكيم بن حزام ٤٤٦٢
- بين كل أذانين صلاة، بين كل أذانين صلاة - عبدالله بن مغفل ٦٨٢
- بينا أنا أترامى بأسهم لي بالمدينة إذ انكسفت الشمس - عبدالرحمن بن سمرة ١٤٦١
- بينا أنا عند البيت بين النائم واليقظان إذ أقبل أحد الثلاثة بين الرجلين - مالك بن صعصعة ٤٤٩
- بينا أنا في المسجد في الصف المقدم فجبذني رجل من خلفي جبذة - قيس بن عباد ٨٠٩
- بينا أنا مع مطرف بالمربد إذ دخل رجل معه قطعة أُدم - يزيد بن الشخير ٤١٥١
- بينا أنا نائم رأيت الناس يعرضون عليّ وعليهم قمص - أبو سعيد الخدري ٥٠١٤
- بينا أنا يوما وغلام من الأنصار نرمي غرضين لنا على عهد رسول الله ﷺ - سمرة بن جندب ١٤٨٥
- بينا رجل يجر إزاره من الخيلاء خسف به فهو - عبدالله بن عمر ٥٣٢٨
- بينا رسول الله ﷺ على المنبر يخطب إذ أقبل الحسن والحسين - بريدة بن الحصيب ١٥٨٦
- بينا نحن جلوس في المسجد إذ خرج علينا رسول الله ﷺ يحمل - أبو قتادة ٧١٢
- بينا نحن جلوس في المسجد جاء رجل على جمل فأناخه في المسجد ثم عقله - أنس بن مالك ٢٠٩٤
- بينما امرأتان معهما ابناهما جاء الذئب فذهب بابن إحداهما - أبو هريرة ٥٤٠٤
- بينما أنا مضطجعة مع رسول الله ﷺ إذ حضت - أمُّ سلمة ٣٧١
- بينما أنا مضطجعة مع رسول الله ﷺ في الخميلة إذ حضت - أمُّ سلمة ٢٨٤
- بينما أنا وأبو هريرة عند ابن عباس إذ جاءت امرأة فقالت - أبو سلمة بن عبدالرحمن ٣٥٤٧
- بينما أيوب عليه السلام يغتسل عريانا - أبو هريرة ٤٠٩

- بينما رسول الله ﷺ في المسجد إذ قال: ياعائشة! ناوليني الثوب - أبو هريرة ٢٧١
- بينما رسول الله ﷺ وعنده جبريل إذ سمع نقيضا فوقه - ابن عباس ٩١٣
- بينما رسول الله ﷺ يتغدى بمر الظهران ومعه أبو بكر وعمر - أبو سلمة ٢٢٦٧
- بينما الناس بقباء في صلاة الصبح جاءهم آت - ابن عمر ٤٩٤

ت

- تابعوا بين الحج والعمرة فإنهما ينفيان الفقر والذنوب - ابن عباس ٢٦٣١
- تابعوا بين الحج والعمرة، فإنهما ينفيان الفقر والذنوب - عبدالله بن مسعود ٢٦٣٢
- تأتون بالبينة على من قتل - سهل بن أبي حثمة ٤٧٢٣
- تأتي الإبل على ربها على خير ماكانت إذا هي لم يعط - أبو هريرة ٢٤٥٠
- تأيمت حفصة بنت عمر من خنيس وكان من أصحاب النبي ﷺ ممن شهد بدرًا - عمر بن الخطاب .... ٣٢٥٠، ٣٢٦١
- تبايعوا الذهب بالفضة كيف شئتم والفضة بالذهب كيف شئتم - أبو بكرة الثقفي ٤٥٨٣
- تبايعوني على أن لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا - عبادة بن الصامت ٤١٦٦
- تبايعوني على أن لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا - عبادة بن الصامت ٥٠٠٥
- تبلغ حلية المؤمن حيث يبلغ الوضوء - أبوهريرة ١٤٩
- تحلفون خمسين يمينا فتستحقون قاتلكم - محيصة وحويصة ٤٧٢٠
- التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته - عبدالله بن مسعود ١١٦٣
- التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته - عبدالله بن مسعود ١١٧١
- التحيات المباركات الصلوات الطيبات لله - ابن عباس ١١٧٥
- تخلف، يامغيرة! وامضوا أيها الناس! - المغيرة بن شعبة ١٢٥
- تذاكروا عدة المتوفى عنها زوجها تضع عند وفاة زوجها - عبد الله بن عباس وأبو سلمة .. ٣٥٤٢
- تربت يمينك، فمن أين يكون الشبه - عائشة ١٩٦
- الترجل غب - الحسن البصري ومحمد بن سيرين ٥٠٦٠
- تريدين أن ترجعي إلى رفاعة؟ - عائشة ٣٤٣٨
- تزوج أبو طلحة أم سليم فكان صداق مابينهما الإسلام - أنس بن مالك ٣٣٤٢
- تزوج رسول الله ﷺ فدخل بأهله - أنس بن مالك ٣٣٨٩
- تزوج رسول الله ﷺ ميمونة بنت الحارث وهو محرم - ابن عباس ٣٢٧٣
- تزوج النبي ﷺ ميمونة وهو محرم - ابن عباس ٢٨٤٠
- تزوجني رسول الله ﷺ في شوال - عائشة ... ٣٢٣٨
- تزوجني رسول الله ﷺ في شوال وأدخلت عليه في شوال - عائشة ٣٣٧٩
- تزوجني رسول الله ﷺ لتسع سنين وصحبته تسعا - عائشة ٣٢٥٩
- تزوجني رسول الله ﷺ لسبع سنين ودخل عليَّ لتسع سنين - عائشة ٣٢٥٨
- تزوجني رسول الله ﷺ وهي بنت ست سنين - عائشة ٣٣٨١
- تزوجها رسول الله ﷺ وهي بنت تسع ومات عنها - عائشة ٣٢٦٠
- تزوجوا الولود الودود فإني مكاثر بكم - معقل بن يسار ٣٢٢٩
- التسبيح للرجال والتصفيق للنساء - أبو هريرة - .... ١٢٠٨ - ١٢١١

- تستأمر اليتيمة في نفسها، فإن سكتت فهو إذنها – أبو هريرة ٣٢٧٢
- تسحر رسول الله ﷺ وزيد بن ثابت ثم قاما فدخلا في صلاة الصبح – أنس بن مالك ٢١٥٩
- تسحرت مع حذيفة ثم خرجنا إلى الصلاة – زر بن حبيش ٢١٥٥
- تسحرت مع حذيفة ثم خرجنا إلى المسجد – صلة بن زفر ٢١٥٦
- تسحرنا مع رسول الله ﷺ ثم قمنا إلى الصلاة – زيد بن ثابت .... ٢١٥٧، ٢١٥٨
- تسحروا فإن في السحور بركة – أنس بن مالك ٢١٤٨
- تسحروا فإن في السحور بركة – عبد الله بن مسعود .... ٢١٤٦، ٢١٤٧
- تسحروا فإن في السحور بركة – أبو هريرة ...
- . ... ٢١٤٩ – ٢١٥٣
- تسموا بأسماء الأنبياء وأحب الأسماء إلى الله عز وجل – أبو وهب الجشمي ٣٥٩٥
- تشهد رجلان عند النبي ﷺ فقال أحدهما – عدي بن حاتم ٣٢٨١
- تصدق به على نفسك – أبو هريرة ٢٥٣٦
- تصدقن فإن أكثركن حطب جهنم – جابر بن عبدالله ١٥٧٦
- تصدقن ولو من حليكن – زينب امرأة عبدالله ٢٥٨٤
- تصدقوا فإنه سيأتي عليكم زمان يمشي الرجل بصدقته – حارثة بن وهب الخزاعي . ٢٥٥٦
- تضمن الله عز وجل لمن خرج في سبيله لا يخرجه إلا الجهاد – أبو هريرة ٥٠٣٣
- تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف – عبدالله بن عمرو ٥٠٠٣
- تعافوا الحدود قبل أن تأتوني به – عبدالله بن عمرو ٤٨٨٩
- تعال أخبرك عن الصيام – أبو أمية الضمري . ٢٢٧٤
- تعال أخبرك عن المسافر – أبو أمية الضمري ٢٢٧١
- تعال ادن مني حتى أخبرك عن المسافر – عمرو بن أمية الضمري ٢٢٦٩
- تعال فاستقد – أبو سعيد الخدري ٤٧٧٧
- تعبد الله ولا تشرك به شيئاً وتقيم الصلاة وتؤتي الزكاة – أبو أيوب الأنصاري ٤٦٩
- تعوذوا بالله من جار السوء في دار المقام – أبو هريرة ٥٥٠٤
- تعوذوا بالله من عذاب النار وعذاب القبر – أبو هريرة ٥٥٢٠
- تعوذوا بالله من الفقر والقلة والذلة – أبوهريرة .... ٥٤٦٣، ٥٤٦٦
- تعوذوا بالله من الفقر ومن القلة ومن الذلة – أبو هريرة ٥٤٦٥
- تغيظ أبو بكر على رجل فقال: لو أمرتني لفعلت قال – أبو برزة الأسلمي ٤٠٧٩
- تغيظ أبو بكر على رجل فقلت: من هو يا خليفة رسول الله؟ – أبو برزة الأسلمي ٤٠٧٧
- تفتح فيه أبواب الجنة – عتبة بن فرقد ٢١٠٩
- تفتح فيه أبواب السماء – عتبة بن فرقد ٢١١٠
- تفضل صلاة الجمع على صلاة أحدكم وحده بخمسة – أبو هريرة ٤٨٧
- تقدموا فأتموا بي وليأتم بكم من بعدكم – أبو سعيد الخدري ٧٩٦
- تقطع يد السارق في ثمن المجن – عائشة ٤٩٣٥
- تقطع يد السارق في ربع دينار – عائشة ....
- . ... ٤٩٢٠ – ٤٩٢٤و٤٩٢٦ – ٤٩٢٩
- تقطع اليد في المجن – عائشة أم المؤمنين ... ٤٩٣٨
- تقعد الملائكة يوم الجمعة على أبواب المسجد – أبو هريرة ١٣٨٨
- تكثرن الشكاة وتكفرن العشير – جابر بن عبدالله ١٥٧٦
- تكفل الله عز وجل لمن جاهد في سبيله – أبوهريرة ٣١٢٤
- تلبية رسول الله ﷺ لبيك اللهم! لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك – عبدالله بن عمر ٢٧٥٠
- تلقت ثقيف عمر بشراب – سعيد بن المسيب ٥٧٠٩

- تلك صلاة المنافق جلس يرقب صلاة العصر حتى - أنس بن مالك ٥١٢
- تمارى أبو بردة وعبدالله بن شداد في السلم فأرسلوني إلى ابن أبي أوفى - عبدالله بن أبي المجالد ٤٦١٩
- تمارى رجلان في المسجد الذي أسس على التقوى من أول يوم - أبو سعيد الخدري ٦٩٨
- التمر بالتمر والحنطة بالحنطة والشعير بالشعير - أبو هريرة ٤٥٦٣
- التمس لي غلاما من غلمانكم يخدمني - أنس بن مالك ٥٥٠٥
- التمس ولو خاتما من حديد - سهل بن سعد . ٣٣٦١
- تنقعونه على غدائكم وتشربونه على عشائكم - فيروز الديلمي ٥٧٣٨
- تنكح النساء لأربعة - أبو هريرة ٣٢٣٢
- توضؤوا مما أنضجت النار - أبو طلحة ١٧٨
- توضؤوا مما غيرت النار - أبو أيوب الأنصاري ١٧٦
- توضؤوا مما غيرت النار - أبو طلحة ١٧٧
- توضؤوا مما مست النار - أبو هريرة ....
- .... ١٧١، ١٧٢، ١٧٤، ١٧٥
- توضؤوا مما مست النار - أم حبيبة ١٨٠
- توضؤوا مما مست النار - زيد بن ثابت ١٧٩
- توضئوا بسم الله - أنس بن مالك ٧٨
- توضأ رسول الله ﷺ فغرف غرفة فتمضمض واستنشق - ابن عباس ١٠٢
- توضأ رسول الله ﷺ وضوءه للصلاة غير رجليه وغسل فرجه - ميمونة ٤١٨
- توضأ واغسل ذكرك ثم نم - ابن عمر ٢٦١
- توفي ابني فجزعت عليه، فقلت للذي يغسله - أم قيس ١٨٨٣
- توفي رسول الله ﷺ ودرعه مرهونة عند يهودي - ابن عباس ٤٦٥٥
- توفي رسول الله ﷺ وعنده تسع نسوة يصيبهن إلا سودة - ابن عباس ٣١٩٩
- توفي رسول الله ﷺ وليس عنده أحد غيري - عائشة ٣٦٥٥
- التي تسره إذا نظر، وتطيعه إذا أمر - أبو هريرة ٣٢٣٣
- تيممنا مع رسول الله ﷺ بالتراب - عمار بن ياسر ٣١٦

ث

- ثلاث ساعات كان رسول الله ﷺ ينهانا أن نصلي فيهن - عقبة بن عامر الجهني ...... ٥٦١، ٥٦٦
- ثلاث ساعات كان رسول الله ﷺ ينهانا أن نصلي فيهن - عقبة بن عامر الجهني ٢٠١٥
- ثلاث من كن فيه فهو منافق إذا حدث كذب وإذا ائتمن خان - عبدالله بن مسعود ٥٠٢٦
- ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الإسلام - أنس بن مالك ٤٩٩٢
- ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الإيمان - أنس بن مالك ٤٩٩٠
- ثلاثة حق على الله عز وجل عونهم - أبو هريرة ٣٢٢٠
- ثلاثة كلهم حق على الله عزوجل عونه: المجاهد في سبيل الله - أبو هريرة ٣١٢٢
- ثلاثة لا يكلمهم الله عزوجل ولا ينظر إليهم يوم القيامة - أبو هريرة ٤٤٦٧
- ثلاثة لا يكلمهم الله عز وجل يوم القيامة: الشيخ الزاني - أبو هريرة ٢٥٧٦
- ثلاثة لا يكلمهم الله عز وجل يوم القيامة ولا يزكيهم - أبو ذر الغفاري ٥٣٣٥
- ثلاثة لا يكلمهم الله عز وجل يوم القيامة ولا ينظر إليهم - أبو ذر الغفاري .... ٢٥٦٤، ٢٥٦٥
- ثلاثة لا ينظر الله إليهم يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم - أبو ذر الغفاري ٤٤٦٤
- ثلاثة لا ينظر الله عز وجل إليهم يوم القيامة: العاق لوالديه - عبدالله بن عمر ٢٥٦٣
- ثلاثة من كن فيه وجد حلاوة الإيمان - أنس ابن مالك ٤٩٩١

- ثلاثة يؤتون أجرهم مرتين - أبو موسى الأشعري ٣٣٤٦
- ثلاثة يحبهم الله عز وجل - أبو ذر الغفاري .. ١٦١٦
- ثلاثة يحبهم الله عز وجل وثلاثة يبغضهم الله عزوجل أما الذين يحبهم الله - أبوذر الغفاري ٢٥٧١
- الثلث، والثلث كثير إنك أن تدع ورثتك أغنياء خير - سعد بن أبي وقاص ٣٦٥٧
- ثم انصرف كأنه يعني النبي ﷺ يوم النحر إلى كبشين أملحين - أبو بكرة الثقفي ٤٣٩٤
- ثم وقف النبي ﷺ على الصفا يهلل الله عزوجل ويدعو بين ذلك - جابر بن عبد الله . ٢٩٧٦
- ثمنه يومئذ عشرة دراهم - عبدالله بن عباس . ٤٩٥٣
- ثنتا عشرة ركعة من صلاهن بنى الله له بيتا في الجنة - أم حبيبة ١٨٠٢
- ثنتان حفظتهما من رسول الله ﷺ إن الله عز وجل كتب الإحسان على كل شيء - شداد ابن أوس ٤٤١٩
- الثوم والبصل والكراث فلا يقربنا في مساجدنا - جابر بن عبدالله ٧٠٨
- الثيب أحق بنفسها، والبكر يستأمرها أبوها - ابن عباس ٣٢٦٦

ج

- جئت أنا والفضل على أتان لنا ورسول الله ﷺ يصلي بالناس - ابن عباس ٧٥٣
- جئت مع أسماء بنت أبي بكر منى بغلس فقلت لها: لقد جئنا منى بغلس - عطاء بن أبي رباح ٣٠٥٣
- جاء أبو هريرة إلى مسجد بني زريق فقال - سعيد بن سمعان ٨٨٤
- جاء أعرابي إلى رسول الله ﷺ ومعه أرنب قد شواها - أبي بن كعب ٢٤٢٩
- جاء أعرابي إلى المسجد فبال، فصاح به الناس - أنس بن مالك ٥٥
- جاء جبريل عليه السلام إلى النبي ﷺ حين زالت الشمس - جابر بن عبدالله ٥٢٧
- جاء رجل إلى رسول الله ﷺ من أهل نجد ثائر الرأس يسمع - طلحة بن عبيد الله ٥٠٣١
- جاء رجل إلى النبي ﷺ به ردع من خلوق - أبو هريرة ٥١٢٣
- جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: يانبي الله! إن أبي شيخ كبير - الفضل بن عباس ٥٣٩٧
- جاء رجل من الأنصار وقد أقيمت الصلاة فدخل المسجد - جابر بن عبدالله ٨٣٢
- جاء رجل من بني الصعق أحد بني كلاب إلى رسول الله ﷺ فسأله عن عسب الفحل - أنس بن مالك ٤٦٧٦
- جاء رجل من اليهود إلى عمر بن الخطاب فقال: يا أمير المؤمنين - طارق بن شهاب .. ٥٠١٥
- جاء رسول الله ﷺ يوما فقال: هل عندكم من طعام؟ - عائشة أم المؤمنين ٢٣٣٢
- جاء سعد بن عبادة إلى النبي ﷺ فقال: إن أمي - ابن عباس ٣٦٩٣
- جاء سعد بن عبادة إلى النبي ﷺ فقال: إن أمي ماتت وعليها نذر - ابن عباس ٣٨٥٠
- جاء السودان يلعبون بين يدي النبي ﷺ في يوم عيد - عائشة ١٥٩٥
- جاء هذا يوم الجمعة بهيئة بذة فأمرت الناس بالصدقة - أبو سعيد الخدري ١٤٠٩
- جاء هلال إلى رسول الله ﷺ بعشور نحل له، وسأله أن يحمي له - عبدالله بن عمرو ٢٥٠١
- جاءت امرأة إلى رسول الله ﷺ فعرضت عليه نفسها - أنس بن مالك ٣٢٥١
- جاءت امرأة رفاعة إلى رسول الله ﷺ فقالت: إن زوجي طلقني فأبت طلاقي - عائشة ٣٤٤٠
- جاءت امرأة من قريش فقالت: يارسول الله! إن ابنتي رمدت أفأكحلها؟ - أم سلمة ٣٥٦٨
- جاءت امرأة ومعها بنت لها إلى رسول الله

ﷺ – عمرو بن شعيب ٢٤٨٢
– جاءت بنت هبيرة إلى رسول الله ﷺ وفي يدها – ثوبان مولى رسول الله ﷺ ٥١٤٤
– جاءنا أبو سليمان مالك بن الحويرث إلى مسجدنا فقال – أبو قلابة ١١٥٢
– جاءنا رافع بن خديج فقال: إن رسول الله ﷺ نهاكم عن الحقل – أسيد بن ظهير ٣٨٩٤
– جاءني أبو بكر بن حزم بكتاب في رقعة من أدم عن رسول الله ﷺ – ابن شهاب الزهري ٤٨٦٠
– جاءني جبريل وقال لي: يا محمد! مر أصحابك أن يرفعوا – السائب بن يزيد ٢٧٥٤
– الجار أحق بسقبه – أبو رافع ٤٧٠٦
– الجار أحق بسقبه – الشريد بن سويد الثقفي . ٤٧٠٧
– جالست النبي ﷺ فما رأيته يخطب إلا قائماً – جابر بن سمرة ١٤١٦
– جاهدوا بأيديكم وألسنتكم وأموالكم – أنس ابن مالك ٣١٩٤
– جاهدوا المشركين بأموالكم وأيديكم وألسنتكم – أنس بن مالك ٣٠٩٨
– الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة والمسر – عقبة بن عامر ٢٥٦٢
– جرح العجماء جبار والبئر جبار والمعدن جبار – أبو هريرة ٢٤٩٩
– جعل تحت رسول الله ﷺ حين دُفن قطيفة حمراء – ابن عباس ٢٠١٤
– جعل رسول الله ﷺ للمسافر ثلاثة أيام ولياليهن – علي بن أبي طالب ١٢٨
– جعلت لي الأرض مسجدًا وطهورًا، أينما أدرك رجل – جابر بن عبدالله ٧٣٧
– جمع رسول الله ﷺ بين حج وعمرة ثم توفي قبل أن ينهى عنها – عمران بن حصين ٢٧٢٧
– جمع رسول الله ﷺ بين المغرب والعشاء ليس بينهما سجدة – عبدالله بن عتبة الهذلي . ٣٠٣٢
– جهاد الكبير والصغير والضعيف والمرأة
الحج والعمرة – أبو هريرة ٢٦٢٧
– جهز رسول الله ﷺ فاطمة في خميل وقربة – علي بن أبي طالب ٣٣٨٦

ح

– حاجتك؟ – عبدالله بن السعدي ٤١٧٨
– حب الأنصار آية الإيمان وبغض الأنصار آية النفاق – أنس بن مالك ٥٠٢٢
– حبب إليَّ من الدنيا النساء والطيب – أنس بن مالك ٣٣٩١
– حبب إليَّ النساء والطيب – أنس بن مالك ... ٣٣٩٢
– حتيه ثم اقرصيه بالماء ثم انضحيه وصلي فيه – أسماء بنت أبي بكر ٢٩٤
– الحج عرفة فمن أدرك ليلة عرفة قبل طلوع الفجر – عبدالرحمن بن يعمر ٣٠١٩
– الحج عرفة من جاء ليلة جمع قبل صلاة الصبح فقد أدرك حجه – عبدالرحمن بن يعمر الديلي ٣٠٤٧
– حج علي وعثمان، فلما كنا ببعض الطريق – سعيد بن المسيب ٢٧٣٤
– الحجة المبرورة ليس لها ثواب إلا الجنة – أبو هريرة ٢٦٢٤
– الحجة المبرورة ليس لها جزاء إلا الجنة – أبو هريرة ٢٦٢٣
– حججت في حجة النبي ﷺ فرأيت بلالا يقود بخطام راحلته – أم حصين ٣٠٦٢
– الحجر الأسود من الجنة – ابن عباس ٢٩٣٨
– حجي عن أبيك – ابن عباس ٢٦٣٥
– حجي واشترطي إن محلي حيث تحبسني – عائشة ٢٧٦٩
– حد يعمل في الأرض خير لأهل الأرض – أبو هريرة ٤٩٠٨
– حدثني أبناء قريظة: أنهم عرضوا على رسول الله ﷺ يوم قريظة – كثير بن السائب ٣٤٥٩
– حدثني بعض من صلى مع رسول الله ﷺ

صلاة الصبح – ابن سيرين ١٠٧٣
– حدثني زيد بن ثابت أن رسول الله ﷺ رخص في العرايا – عبدالله بن عمر ٤٥٤٠
– الحدوا لي لحدا وانصبوا عليَّ نصبا – سعد ابن أبي وقاص .... ٢٠٠٩، ٢٠١٠
– حر وعبد – عمرو بن عبسة ٥٨٥
– حرم الله الخمر، وكل مسكر حرام – عبدالله ابن عمر ٥٧٠٣
– حرمة نساء المجاهدين على القاعدين كحرمة أمهاتهم – بريدة بن الحصيب ....
– . ... ٣١٩١ – ٣١٩٣
– حرمت الخمر بعينها قليلها وكثيرها – ابن عباس .... ٥٦٨٧، ٥٦٨٨
– حُرِّمت الخمر حين حُرمت وإنه لشرابهم البسر – أنس بن مالك ٥٥٤٥
– حرمت الخمر قليلها وكثيرها – ابن عباس ..
– . ... ٥٦٨٦، ٥٦٨٩
– حُرِّمت على النار عين سهرت في سبيل الله – أبو ريحانة ٣١١٩
– حسابكما على الله أحدكما كاذب – ابن عمر ٣٥٠٦
– حضرت جنازة صبي وامرأة فقدم الصبي مما يلي القوم – عمار بن ياسر ١٩٧٩
– حضرت رسول الله ﷺ أتي بمثل هذا فأمر البائع أن يستحلف – ابن مسعود ٤٦٥٣
– حضرت رسول الله ﷺ يوم الفتح، فصلى في قبل الكعبة – عبدالله بن السائب ١٠٠٨
– حفظت ﴿ق والقرآن المجيد﴾ من في رسول الله ﷺ وهو على المنبر – ابنة حارثة بن النعمان ١٤١٢
– حق، فإن تركته حتى يكون بكرا وتحمل عليه في سبيل الله – شعيب بن محمد بن عبدالله ابن عمرو وزيد بن أسلم ٤٢٣٠
– حكيه بضلع واغسليه بماء وسدر – أم قيس بنت محصن ٣٩٥
– الحلف منفقة للسلعة ممحقة للكسب – أبو هريرة ٤٤٦٦
– حلوه ليصل أحدكم نشاطه، فإذا فتر فليقعد – أنس بن مالك ١٦٤٤
– الحمد لله الذي صدق وعده ونصر عبده – ابن عمر ٤٨٠٣
– الحمد لله الذي وسع سمعه الأصوات – عائشة ٣٤٩٠
– حي على الصلاة حي على الفلاح، صلوا في رحالكم – رجل من ثقيف ٦٥٤
– الحياء شعبة من الإيمان – أبو هريرة ٥٠٠٩
– حين يخرج الرجل من بيته إلى مسجده فرجل – أبو هريرة ٧٠٦

خ

– خبأت هذا لك – مسور بن مخرمة ٥٣٢٦
– خذ بنصالها؟ – جابر بن عبدالله ٧١٩
– خذ هذه فاضرب بها الحائط فإن هذا شراب – أبو هريرة ٥٧٠٧
– خذه فتموله أو تصدق به، ماجاءك من هذا المال وأنت غير مشرف – عمر بن الخطاب .
– . ... ٢٦٠٧ – ٢٦٠٩
– خذوا ما وجدتم وليس لكم إلا ذلك – أبوسعيد الخدري .... ٤٥٣٤، ٤٦٨٢
– خذوها وماحولها فألقوه – ميمونة ٤٢٦٤
– خذي فرصة ممسكة فتوضئي بها – عائشة ... ٤٢٧
– خذي فرصة من مسك فتطهري بها – عائشة . ٢٥٢
– خذي مايكفيك وولدك بالمعروف – عائشة . ٥٤٢٢
– خرج إلينا رسول الله ﷺ ونحن تسعة: خمسة وأربعة – كعب بن عجرة ٤٢١٣
– خرج رجل من المسجد بعد ما نودي بالصلاة – أبو هريرة ٦٨٥
– خرج رسول الله ﷺ إلى الصفا وقال: نبدأ بِمَا بدأ الله به – جابر بن عبدالله ٢٩٧٣
– خرج رسول الله ﷺ إلى مكة فصام حتى أتى

عسفان – ابن عباس ٢٢٩٢

– خرج رسول الله ﷺ بالهاجرة – أبو جحيفة .. ٤٧١

– خرج رسول الله ﷺ خرجة ثم دخل وقد علقت قراما فيه الخيل – عائشة ٥٣٥٤

– خرج رسول الله ﷺ زمن الحديبية في بضع عشرة مائة من أصحابه – المسور بن مخرمة ومروان بن الحكم .... ٢٧٧٢، ٢٧٧٣

– خرج رسول الله ﷺ عام الفتح صائما في رمضان حتى – ابن عباس ٢٣١٥

– خرج رسول الله ﷺ على جنازة ابن الدحداح فلما رجع أتي بفرس معروري – جابر بن سمرة ٢٠٢٨

– خرج رسول الله ﷺ فاستسقى وحوّل رداءه حين استقبل القبلة – عبدالله بن زيد ١٥١٢

– خرج رسول الله ﷺ متبذلا متواضعا متضرعا، فجلس على المنبر – ابن عباس .. ١٥٠٩

– خرج رسول الله ﷺ متضرعا متواضعا متبذلا – ابن عباس ١٥٠٧

– خرج رسول الله ﷺ متواضعا متبذلا متخشعا متضرعاً – ابن عباس ١٥٢٢

– خرج رسول الله ﷺ من البيت صلى ركعتين في قبل الكعبة – أسامة بن زيد ٢٩١٩

– خرج رسول الله ﷺ يوما يستسقي فحول إلى الناس ظهره – عبدالله بن زيد ١٥٢٠

– خرج علينا رسول الله ﷺ وعليه ثوبان أخضران – أبو رمثة البلوي ٥٣٢١

– خرج علينا رسول الله ﷺ وفي يده كهيئة الدرقة فوضعها – عبدالرحمن بن حسنة ٣٠

– خرج النبي ﷺ لحاجته فلما رجع تلقيته بإداوة فصببت عليه – المغيرة بن شعبة ١٢٣

– خرجت امرأتان معهما صبيان لهما فعدا الذئب – أبو هريرة ٥٤٠٥

– خرجت امرأتان معهما ولداهما فأخذ الذئب منهما أحدهما – أبو هريرة ٥٤٠٦

– خرجت جارية عليها أوضاح – أنس بن مالك ٤٧٤٦

– خرجت مع رسول الله ﷺ إلى الخلاء وكان إذا أراد الحاجة أبعد – عبدالرحمن بن أبي قراد ١٦

– خرجت مع رسول الله ﷺ من المدينة إلى مكة – أنس بن مالك ١٤٣٩

– خرجنا مع رسول الله ﷺ فحال كفار قريش دون البيت فنحر رسول الله ﷺ – عبدالله بن عمر ٢٨٦٢

– خرجنا مع رسول الله ﷺ في بعض أسفاره حتى إذا كنا بالبيداء – عائشة ٣١١

– خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة – البراء ابن عازب ٢٠٠٣

– خرجنا مع رسول الله ﷺ لا نرى إلا أنه الحج – عائشة ٢٧١٩

– خرجنا مع رسول الله ﷺ لا نرى إلا الحج فلما كنا بسرف حضت – عائشة ٣٤٩

– خرجنا مع رسول الله ﷺ لخمس بقين من ذي القعدة – عائشة ٢٦٥١

– خرجنا مع رسول الله ﷺ من المدينة إلى مكة – أنس بن مالك ١٤٥٣

– خسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ فأمر فنودي: الصلاة جامعة – عبدالله بن عمرو ١٤٨٠

– خسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ فأمر النبي ﷺ مناديا – عائشة ١٤٦٦

– خسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ فنودي: الصلاة جامعة – عائشة ١٤٧٤

– خسفت الشمس فصلى رسول الله ﷺ والناس معه، فقام قياما طويلا – عبدالله بن عباس ١٤٩٤

– خصلتان لا أسأل عنهما أحداً بعد ماشهدت رسول الله ﷺ – المغيرة بن شعبة ١٠٩

- الخطأ شبه العمد يعني بالعصا والسوط - القاسم بن ربيعة ٤٨٠٤
- خطب أبو بكر وعمر رضي الله عنهما فاطمة - بريدة بن الحصيب ٣٢٢٣
- خطب أبو طلحة أم سليم فقالت: والله! ما مثلك يا أبا طلحة - أنس بن مالك ٣٣٤٣
- خطب رسول الله ﷺ فذكر آية الخمر - ابن عمر ٥٦٠٨
- خطب رسول الله ﷺ فذكر رجلا من أصحابه مات فقبر ليلا - جابر بن عبدالله ٢٠١٦
- خطبنا رسول الله ﷺ بمنى فتحج الله أسماعنا حتى إن كنا لنسمع - عبدالرحمن بن معاذ ... ٢٩٩٩
- خطبنا رسول الله ﷺ يوم أضحى وانكفأ إلى كبشين أملحين - أنس بن مالك ٤٣٩٣
- خطبنا رسول الله ﷺ يوم أضحى وانكفأ إلى كبشين أملحين فذبحهما - أنس بن مالك ... ١٥٨٩
- خطبنا رسول الله ﷺ يوم النحر بعد الصلاة - البراء بن عازب ١٥٧١
- خل عنه، فلهو أسرع فيهم من نضح النبل - أنس بن مالك ٢٨٧٦
- خلقهم الله حين خلقهم وهو يعلم بما كانوا عاملين - ابن عباس ١٩٥٣
- الخمر من خمسة: من التمر - ابن عمر ٥٥٨٣
- الخمر من هاتين الشجرتين: النخلة والعنبة - أبو هريرة .... ٥٥٧٥، ٥٥٧٦
- خمره درديه - سعيد بن المسيب ٥٧٤٨
- خمس الله وخمس رسوله واحد كان رسول الله ﷺ يحمل منه - عطاء ٤١٤٧
- الخمس الذي لله وللرسول كان للنبي ﷺ وقرابته - مجاهد ٤١٥٢
- خمس صلوات في اليوم والليلة - طلحة بن عبيدالله ٤٥٩
- خمس صلوات كتبهن الله على العباد من جاء بهن - عبادة بن الصامت ٤٦٢
- خمس فواسق يقتلن في الحرم: العقرب - عائشة ٢٨٩٤
- خمس فواسق يقتلن في الحل والحرم: الحدأة - عائشة ٢٨٩٣
- خمس فواسق يقتلن في الحل والحرم - عائشة .... ٢٨٨٤، ٢٨٨٥
- خمس لا جناح على من قتلهن: الحدأة والغراب - ابن عمر ٢٨٣٦
- خمس ليس على المحرم في قتلهن جناح: فالغراب - ابن عمر ٢٨٣١
- خمس من الدواب كلها فاسق يقتلن في الحرم - عائشة ٢٨٩١
- خمس من الدواب كلهن فاسق يقتلن في الحل والحرم - عائشة ٢٨٩٠
- خمس من الدواب لا جناح على من قتلهن - ابن عمر ٢٨٣٥
- خمس من الدواب لا جناح في قتلهن على من قتلهن في الحرم - عبدالله بن عمر ٢٨٣٨
- خمس من الدواب لا حرج على من قتلهن - حفصة زوج النبي ٢٨٩٢
- خمس من الفطرة: تقليم الأظفار وقص الشارب - أبو هريرة ٥٠٤٧
- خمس من الفطرة: الختان وحلق العانة - أبو هريرة ٥٠٤٦
- خمسٌ من الفطرة: الختان، وحلق العانة، ونتف الإبط - أبو هريرة ١١
- خمس من الفطرة: قص الشارب، ونتف الإبط - أبو هريرة ٥٢٢٧
- خمسٌ من الفطرة: قص الشارب، ونتف الإبط، وتقليم الأظفار - أبو هريرة ١٠
- خمس من قبض في شيء منهن فهو شهيد - عقبة بن عامر ٣١٦٥
- خمس يقتلهن المحرم، الحية، والفأرة، والحدأة - عائشة ٢٨٣٢

- خياركم أحسنكم قضاء - أبو هريرة ٤٦٩٧
- خير الصدقة ماكان عن ظهر غنى - أبو هريرة ٢٥٣٥
- خير الصدقة ماكان عن ظهر غنى، وابدأ بمن تعول - أبو هريرة ٢٥٤٥
- خير صفوف الرّجال أولها وشرها آخرها - أبو هريرة ٨٢١
- خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة - أبو هريرة ١٣٧٤
- خيركم خيركم قضاء - عرباض بن سارية ... ٤٦٢٣
- خيركم قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم - عمران بن حصين ٣٨٤٠
- خيرنا رسول الله ﷺ فاخترناه - عائشة .... ٣٤٧١، ٣٤٧٥
- خيرنا رسول الله ﷺ فاخترناه فلم يكن طلاقا - عائشة ٣٢٠٥
- الخيل لرجل أجر، ولرجل ستر وعلى رجل وزر - أبو هريرة ٣٥٩٣
- الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة - أبو هريرة ٣٥٩٢
- الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة - جرير بن عبدالله البجلي ٣٦٠٢
- الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة - عروة البارقي ٣٦٠٤-٣٦٠٧

د

- دباغها ذكاتها - عائشة ٤٢٥٠
- دباغها طهورها - عائشة ٤٢٤٩
- دخل رسول الله ﷺ البيت هو وأسامة بن زيد وبلال وعثمان بن طلحة - عبدالله بن عمر ... ٦٩٣
- دخل رسول الله ﷺ البيت ومعه الفضل بن عباس - ابن عمر ٢٩٠٩
- دخل رسول الله ﷺ الكعبة فسبح في نواحيها وكبر - أسامة بن زيد ٢٩١٢
- دخل رسول الله ﷺ الكعبة ودنا خروجه ووجدت شيئا - ابن عمر ٢٩١٠
- دخل رسول الله ﷺ وبلال الأسواف فذهب لحاجته ثم - أسامة بن زيد ١٢٠
- دخل عليَّ رسول الله ﷺ حين توفي أبو سلمة وقد جعلت على عيني صبرا - أم سلمة ٣٥٦٧
- دخل عليَّ رسول الله ﷺ ذات يوم مسرورا فقال - عائشة ٣٥٢٤
- دخل عليَّ رسول الله ﷺ وعلى فاطمة من الليل فأيقظنا للصلاة - علي بن أبي طالب .. ١٦١٣
- دخل علينا رسول الله ﷺ وماهو إلا أنا وأمي واليتيم وأمُّ حرام خالتي - أنس بن مالك ٨٠٣
- دخل علينا رسول الله ﷺ ونحن في قبة - النعمان بن سالم ٣٩٨٦
- دخل المسجد وعبدالرحمن بن أم الحكم يخطب قاعدا - كعب بن عجرة ١٣٩٨
- دخل النبي ﷺ مسجد قباء ليصلي فيه فدخل عليه رجال يسلمون عليه - ابن عمر ١١٨٨
- دخل النبي ﷺ مكة في عمرة القضاء وابن رواحة بين يديه - أنس بن مالك ٢٨٩٦
- دخل النبي ﷺ يوم الفتح وعليه عمامة سوداء - جابر بن عبدالله ٥٣٤٧
- دخلت على رسول الله ﷺ فرآني سيىء الهيئة - مالك بن نضلة ٥٢٩٦
- دخلت على رسول الله ﷺ وهو يستاك وطرف السواك على لسانه - أبو موسى الأشعري ٣
- دخلت على عائشة فقلت: أكان رسول الله ﷺ ينهى عن لحوم الأضاحي بعد ثلاث؟ - عابس بن ربيعة ٤٤٣٧
- دخلت على عائشة وأخوها من الرضاعة، فسألها عن غسل النبي ﷺ - أبو سلمة ٢٢٨
- دخلت على عكرمة في يوم قد أشكل، من رمضان هو أم من شعبان - سماك بن حرب . ٢١٩١
- دخلت على قرظة بن كعب وأبي مسعود الأنصاري في عرس وإذا جوار يغنين - عامر بن سعد ٣٣٨٥

- دخلت على مروان بن الحكم فذكرنا مايكون منه الوضوء - عروة بن الزبير ١٦٣
- دخلت مع رسول الله ﷺ البيت فجلس وحمد الله وأثنى عليه - أسامة بن زيد ٢٩١٨
- دخلنا على أنس بن مالك فقال: صليتم؟ قلنا: نعم - زيد بن أسلم ٩٨٢
- دخلنا على عبدالله نصف النهار فقال: [إنه] سيكون أمراء - الأسود وعلقمة ٨٠٠
- دع مايريبك إلى ما لا يريبك - الحسن بن علي ٥٧١٤
- دعاني أبي علي بوضوء، فقربته له فبدأ - الحسين بن علي ٩٥
- دعهم ياعمر فإنما هم، يعني بني أرفدة - أبو هريرة ١٥٩٧
- دعهما يا أبا بكر! إنها أيام عيد - عائشة ١٥٩٨
- دعهن فإن لكل قوم عيدا - عائشة ١٥٩٤
- دعهن ياعمر! فإن العين دامعة والقلب مصاب - أبو هريرة ١٨٦٠
- دعهن يبكين مادام بينهن فإذا وجب فلا تبكين باكية - جبر بن عتيك الأنصاري ٣١٩٧
- دعوا الحبشة ما ودعوكم واتركوا الترك ما تركوكم - رجل من أصحاب النبي ﷺ ٣١٧٨
- دعوه فإنه يوشك أن يأتي صاحبه - زيد بن كعب البهزي ٢٨٢٠
- دعوه فيوشك صاحبه أن يأتيه - عمير بن سلمة الضمري ٤٣٤٩
- دعوه، لا تزرموه - أنس بن مالك ٥٣
- دعوه وأهريقوا على بوله دلوًا من ماء - أبو هريرة ٣٣١
- دعوه، وأهريقوا على بوله دلوا من ماء فإنما بعثتم ميسرين - أبو هريرة ٥٦
- دفع رسول الله ﷺ حتى انتهى إلى المزدلفة، فصلى بها المغرب - جابر بن عبدالله ٦٥٧
- دُفن مع أبي رجل في القبر فلم يطب قلبي - جابر بن عبدالله ٢٠٢٣
- دُلَّني على عمل يعدل الجهاد قال: لا أجده - أبو هريرة ٣١٣٠
- دلي جراب من شحم يوم خيبر فالتزمته - عبدالله بن مغفل ٤٤٤٠
- الدين النصيحة - أبو هريرة ٤٢٠٥
- الدينار بالدينار والدرهم بالدرهم - عمر بن الخطاب ٤٥٧٢
- الدينار بالدينار والدرهم بالدرهم لا فضل بينهما - أبو هريرة ٤٥٧١

ذ

- ذاك رجل بال الشيطان في أذنيه - عبدالله بن مسعود ١٦٠٩
- ذاك رزق رزقكموه الله عز وجل أمعكم منه شيء؟ - جابر بن عبدالله ٤٣٥٩
- ذاك شيء يجدونه في صدورهم فلا يصدنهم - معاوية بن الحكم السلمي ١٢١٩
- ذاك المذي إذا وجد أحدكم فليغسل ذلك منه وليتوضأ - ابن عباس ٤٣٦
- ذانك يومان تعرض فيهما الأعمال على رب العالمين - أسامة بن زيد ٢٣٦٠
- ذبحنا على عهد رسول الله ﷺ فرسا ونحن بالمدينة فأكلناه - أسماء بنت عميس ٤٤٢٦
- ذكاة الميتة دباغها - عائشة .... ٤٢٥١، ٤٢٥٢
- ذكر التلاعن عند رسول الله ﷺ فقال عاصم بن عدي في ذلك قولا ثم انصرف - ابن عباس ٣٥٠٠
- ذكر مروان في إمارته على المدينة أنه يتوضأ من مس الذكر - عروة بن الزبير ١٦٤
- ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان - أسامة بن زيد ٢٣٥٩
- الذهب بالذهب تبره وعينه وزنا بوزن - عبادة بن الصامت ٤٥٦٨
- الذهب بالذهب وزنا بوزن مثلا بمثل - أبو هريرة ٤٥٧٣

- الذهب الكفة بالكفة - عبادة بن الصامت ٤٥٧٠
- ذهب المفطرون اليوم بالأجر - أنس بن مالك ٢٢٨٥
- الذهب - يعني - بالورق ربا إلا هاء وهاء - عمر بن الخطاب ٤٥٦٢
- الذي تفوته صلاة العصر فكأنما وتر أهله وماله - عبدالله بن عمر ٥١٣
- الذي يطبخ حتى يذهب ثلثاه ويبقى ثلثه - سعيد بن المسيب ٥٧٢٢

ر

- راصوا صفوفكم وقاربوا بينها وحاذوا بالأعناق - أنس بن مالك ٨١٦
- الراكب خلف الجنازة والماشي حيث شاء منها - المغيرة بن شعبة ١٩٤٤، ١٩٤٥، ١٩٥٠
- رآني ابن عمر وأنا أعبث بالحصى في الصلاة - علي بن عبدالرحمن ١٢٦٨
- رآني النبي ﷺ وقد وضعت شمالي على يميني في الصلاة - ابن مسعود ٨٨٩
- رأى رسول الله ﷺ قوما يتوضئون فرأى أعقابهم تلوح - عبدالله بن عمرو ٩١١
- رأى رسول الله ﷺ نخامة في قبلة المسجد، فغضب - أنس بن مالك ٧٢٩
- رأى عيسى ابن مريم عليه السلام رجلا يسرق فقال له: أسرقت؟ - أبو هريرة ٥٤٢٩
- رأيت أبا القاسم ﷺ بك حفيا - عمر بن الخطاب ٢٩٣٩
- رأيت أبا هريرة ومر رجل في المسجد بعد النداء حتى قطعه فقال - أبو هريرة ٦٨٤
- رأيت أبا هريرة يتوضأ على ظهر المسجد فقال: أكلت أثوار أقط - أبو هريرة ١٧٣
- رأيت ابن عمر جالسًا على البلاط والناس يصلون - سليمان مولى ميمونة ٨٦١
- رأيت جريرا بال ثم دعا بماء فتوضأ ومسح على خفيه ثم قام فصلى - همام بن الحارث النخعي ٧٧٥
- رأيت رسول الله ﷺ إذا أعجله السير في السفر يؤخر صلاة المغرب - عبدالله بن عمر ٥٩٣
- رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح التكبير في الصلاة رفع يديه - ابن عمر ٨٧٧
- رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة يرفع يديه - عبدالله بن عمر ١٠٢٦
- رأيت رسول الله ﷺ إذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه - وائل بن حجر ١٠٩٠
- رأيت رسول الله ﷺ إذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه - وائل بن حجر ١١٥٥
- رأيت رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه - ابن عمر ٨٧٨
- رأيت رسول الله ﷺ إذا كان قائما في الصلاة - وائل بن حجر ٨٨٨
- رأيت رسول الله ﷺ استوكف ثلاثاً - حذيفة الثقفي ٨٣
- رأيت رسول الله ﷺ تنخع فدلكه برجله اليسرى - عبدالله بن الشخير ٧٢٨
- رأيت رسول الله ﷺ توضأ، فغسل وجهه ثلاثاً - عبدالله بن زيد ٩٩
- رأيت رسول الله ﷺ توضأ، فغسل يديه، ثم تمضمض - ابن عباس ١٠١
- رأيت رسول الله ﷺ توضأ ونضح فرجه - الحكم بن سفيان ١٣٥
- رأيت رسول الله ﷺ حين دخل في الصلاة رفع يديه - مالك بن الحويرث ٨٨٢
- رأيت رسول الله ﷺ رمل من الحجر إلى الحجر - جابر بن عبدالله ٢٩٤٧
- رأيت رسول الله ﷺ طاف بالبيت سبعا، ثم صلى - المطلب بن أبي وداعة ٧٥٩
- رأيت رسول الله ﷺ قام فقمنا - علي بن أبي طالب ٢٠٠٢
- رأيت رسول الله ﷺ واضعا يده اليمنى على

فخذه اليمنى – نمير الخزاعي ١٢٧٢

– رأيت رسول الله ﷺ وحانت صلاة العصر، فالتمس الناس – أنس بن مالك ٧٦

– رأيت رسول الله ﷺ وما ترك إلا بغلته الشهباء – عمرو بن الحارث ٣٦٢٦

– رأيت رسول الله ﷺ يؤم الناس وهو حامل أمامة بنت أبي العاص – أبو قتادة الأنصاري ٨٢٨

– رأيت رسول الله ﷺ يخطب على جمل أحمر – نبيط بن شريك الأشجعي ....٣٠١٠، ٣٠١١

– رأيت رسول الله ﷺ يخطب قائما ثم يقعد قعدة لا يتكلم فيها – جابر بن سمرة ١٥٨٤

– رأيت رسول الله ﷺ يخطب يوم الجمعة قائما – جابر بن سمرة ١٤١٨

– رأيت رسول الله ﷺ يرفع يديه إذا افتتح الصلاة وإذا ركع – وائل بن حجر ١٢٦٤

– رأيت رسول الله ﷺ يرفع يديه إذا كبَّر، وإذا ركع – مالك بن الحويرث ١٠٢٥

– رأيت رسول الله ﷺ يركب راحلته بذي الحليفة ثم يهل حين تستوي به – عبدالله بن عمر ٢٧٥٩

– رأيت رسول الله ﷺ يرمي الجمار بمثل حصى الخذف – جابر بن عبدالله ٣٠٧٧

– رأيت رسول الله ﷺ يرمي جمرة العقبة يوم النحر على ناقة له صهباء – قدامة بن عبدالله . ٣٠٦٣

– رأيت رسول الله ﷺ يسترني بردائه وأنا أنظر إلى الحبشة يلعبون – عائشة ١٥٩٦

– رأيت رسول الله ﷺ يستلمه ويقبله – ابن عمر ٢٩٤٩

– رأيت رسول الله ﷺ يشرب قائما وقاعدا ويصلي حافياً – عائشة ١٣٦٢

– رأيت رسول الله ﷺ يصلي على حمار – ابن عمر ٧٤١

– رأيت رسول الله ﷺ يعقد التسبيح – عبدالله ابن عمرو ١٣٥٦

– رأيت رسول الله ﷺ يقص من نفسه – عمر بن الخطاب ٤٧٨١

– رأيت رسول الله ﷺ يكبر في كل خفض ورفع وقيام وقعود – عبدالله بن مسعود ١١٤٣

– رأيت رسول الله ﷺ يهل ملبدا – عبدالله بن عمر ٢٦٨٤

– رأيت عبدالله بن عمر صلى بجمع فأقام فصلى المغرب ثلاثا – سعيد بن جبير ٤٨٥

– رأيت عثمان بن عفان رضي الله عنه توضأ – حمران بن أبان ٨٤

– رأيت على زينب بنت النبي ﷺ قميص حرير سيراء – أنس بن مالك ٥٢٩٨

– رأيت على النبي ﷺ عمامة حرقانية – عمرو ابن حريث ٥٣٤٥

– رأيت عليا [رضي الله عنه] صلى الظهر، ثم قعد لحوائج الناس – النزال بن سبرة ١٣٠

– رأيت عليًّا توضأ ثلاثا ثلاثاً، ثم قام فشرب فضل وضوئه – أبو حية الوادعي ١٣٦

– رأيت عليا توضأ فغسل كفيه ثلاثاً – أبو حية الوادعي ١١٥

– رأيت عليا توضأ، فغسل كفيه حتى أنقاهما – أبو حية بن قيس ٩٦

– رأيت عمر بن الخطاب فعل مثل ذلك، ثم قال: إنك – ابن عباس ٢٩٤١

– رأيت عمر بن الخطاب يصلي بذي الحليفة ركعتين – ابن السمط ١٤٣٨

– رأيت الناس يضربون على عهد رسول الله ﷺ إذا اشتروا الطعام جزافا – عبدالله بن عمر ٤٦١٢

– رأيت النبي ﷺ إذا جد به السير جمع بين المغرب والعشاء – عبدالله بن عمر ٦٠١

– رأيت النبي ﷺ حين فرغ من سبعه جاء حاشية المطاف – المطلب بن أبي وداعة ٢٩٦٢

– رأيت النبي ﷺ وعليه حلة حمراء مترجلا –

البراء بن عازب ٥٣١٦
- رأيت النبي ﷺ يؤم الناس وهو حامل أمامة بنت أبي العاص على عاتقه - أبو قتادة ١٢٠٦
رأيت النبي ﷺ يخطب على ناقة - أبو كاهل الأحمسي ١٥٧٤
- رأيت النبي ﷺ يخطب وعليه بردان أخضران - أبو رمثة البلوي ١٥٧٣
- رأيت النبي ﷺ يصفر لحيته - ابن عمر ٥٢٤٥
- رأيت النبي ﷺ يصلي جالساً فقلت: - عبدالله بن عمرو ١٦٦٠
- رأيت النبي ﷺ يصلي متربعاً - عائشة ١٦٦٢
- رأيت النبي ﷺ يمسح على الخفين والحمار - بلال بن رباح ١٠٤
- رأيتك تلبس هذه النعال السبتية وتتوضأ فيها - عبيد بن جريج عن ابن عمر ١١٧
- رأينا رسول الله ﷺ أحرم بالحج فطاف بالبيت - عبدالله بن عمر ٢٩٣٢
- رب اغفر لي، ما أسررت وما أعلنت - عائشة ١١٢٦
- رب جبريل وميكائيل وإسرافيل أعذني من حر النار وعذاب القبر - عائشة ١٣٤٦
- رب! لم تعدني هذا وأنا استغفرك لم تعدني هذا وأنا فيهم - عبدالله بن عمرو ١٤٩٧
- رباط يوم في سبيل الله خير من ألف يوم - عثمان بن عفان ٣١٧١
- رجعنا في الحجة مع النبي ﷺ وبعضنا يقول رميت بسبع حصيات - سعد بن أبي وقاص . ٣٠٧٩
- الرجل أحق بعين ماله إذا وجده - سمرة بن جندب ٤٦٨٥
- رجل آخذ برأس فرسه في سبيل الله عز وجل حتى يموت - ابن عباسؓ ٢٥٧٠
- رجلان من أصحاب رسول الله ﷺ كلاهما لا يألو عن الخير - مسروق بن الأجدع ٢١٦٢
- رحم الله إبراهيم شدد الناس في النبيذ ورخص فيه - عبدالله بن شبرمة ٥٧٥٣
- رحم الله رجلا قام من الليل فصلى ثم أيقظ امرأته فصلت - أبو هريرة ١٦١١
- رحم الله سعد بن عفراء أو يرحم الله سعد بن عفراء - سعد بن أبي وقاص ٣٦٥٨
- رخص لنا النبي ﷺ إذا كنا مسافرين أن لا ننزع خفافنا - صفوان بن عسال ١٢٦
- ردوا السائل ولو بظلف - ابن بجيد الأنصاري عن جدته ٢٥٦٦
- رضينا بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد رسولاً - عمر بن الخطاب ٢٣٨٥
- رفع القلم عن ثلاث - عائشة ٣٤٦٢
- الرقبى جائزة - زيد بن ثابت ٣٧٣٦
- الرقبى لمن أرقبها - جابر بن عبدالله ٣٧٦٩
- ركبت امرأة البحر فنذرت أن تصوم شهرا - ابن عباس ٣٨٤٧
- ركعت فطبقت، فقال أبي: إن هذا شيء كنا نفعله - مصعب بن سعد ١٠٣٤
- ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها - عائشة ١٧٦٠
- رمقت رسول الله ﷺ عشرين مرة يقرأ في الركعتين بعد المغرب - ابن عمر ٩٩٣
- رمقت رسول الله ﷺ في صلاته فوجدت قيامه وركعته - البراء بن عازب ١٣٣٣
- رمى رسول الله ﷺ الجمرة يوم النحر ضحى - جابر بن عبدالله ٣٠٦٥
- رمى عبدالله الجمرة بسبع حصيات جعل البيت عن يساره - عبدالرحمن بن يزيد ٣٠٧٣
- رواح الجمعة واجب على كل محتلم - حفصة زوج النبي ﷺ ١٣٧٢

ز

- زادك الله حرصا ولا تعد - أبو بكرة الثقفي .. ٨٧٢
- زار رسول الله ﷺ عباسا في بادية لنا، ولنا كلبية وحمارة - الفضل بن عباس ٧٥٤
- الزبيب والتمر هو الخمر - جابر بن عبدالله .. ٥٥٤٨

- زملوهم بدمائهم - عبدالله بن ثعلبة ٢٠٠٤
- زملوهم بدمائهم، فإنه ليس كلم يكلم في الله إلا أتى يوم القيامة - عبدالله بن ثعلبة ٣١٥٠
- زن وأرجح - سويد بن قيس ٤٥٩٦
- زوجي طلقني ثلاثا وأخاف أن يقتحم عليَّ فأمرها فتحولت - فاطمة بنت قيس ٣٥٧٧
- زيِّنوا القرآن بأصواتكم - البراء بن عازب ... - .... ١٠١٦، ١٠١٧

س

- سئل ابن الزبير عن نبيذ الجر - عبدالعزيز بن أسيد الطاحي ٥٦٢١
- سُئل ابن عباس عن عبد طلق امرأته تطليقتين - أبو الحسن مولى بني نوفل ٣٤٥٨
- سُئل ابن عباس وأبو هريرة عن المتوفى عنها زوجها وهي حامل؟ - أبو سلمة ٣٥٤٠
- سئل أنس بن مالك عن التكبير في الصلاة فقال: يكبر إذا ركع - عبدالرحمن بن الأصم ١١٨٠
- سُئل رسول الله ﷺ أفي كل صلاة قراءة؟ - أبو الدرداء ٩٢٤
- سُئل رسول الله ﷺ عن الرطب بالتمر فقال: أينقص إذا يبس؟ - سعد بن مالك ٤٥٥٠
- سئل رسول الله ﷺ في غزوة تبوك عن سترة المصلي فقال: مثل مؤخرة الرحل - عائشة . ٧٤٧
- سئل رسول الله ﷺ كم تجر المرأة من ذيلها؟ قال: شبرا - أم سلمة ٥٣٤١
- سئل الشعبي عن سهم النبي ﷺ وصفيه فقال - مطرف بن عبدالله بن الشخير ٤١٥٠
- سُئل النبي ﷺ عن الرجل يطلق امرأته ثلاثا فيتزوجها الرجل - ابن عمر ٣٤٤٤
- سئلت عن المتلاعنين في إمارة ابن الزبير أيفرق بينهما؟ - سعيد بن جبير ٣٥٠٣
- سابق رسول الله ﷺ أعرابي فسبقه - أنس بن مالك ٣٦٢٢
- سار رسول الله ﷺ حتى أتى عرفة فوجد القبة - جابر بن عبدالله ٦٥٦
- سار رسول الله ﷺ حتى أتى عرفة فوجد القبة قد ضربت له بنمرة - جابر بن عبدالله ٦٠٥
- الساعي على الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله عز وجل - أبو هريرة ٢٥٧٨
- سافر رسول الله ﷺ فصام حتى بلغ عسفان - ابن عباس ٢٣١٦
- سافر رسول الله ﷺ في رمضان فصام حتى بلغ عسفان - ابن عباس ٢٢٩٣
- سافرنا مع رسول الله ﷺ فصام بعضنا وأفطر بعضنا - جابر بن عبدالله ٢٣١٣
- سأل رجل رسول الله ﷺ أي الأعمال أفضل؟ قال: إيمان بالله - أبو هريرة ٣١٣٢
- سألت ابن أبي أوفى: أوصى رسول الله؟ - طلحة عن ابن أبي أوفى ٣٦٥٠
- سألت ابن أبي أوفى عن السلف قال: كنا نسلف على عهد رسول الله ﷺ - عبدالله بن أبي المجالد ٤٦١٨
- سألت ابن عمر عن رجل طلق امرأته وهي حائض - يونس بن جبير ٣٤٢٨
- سألت امرأة عائشة أتقضي الحائض الصلاة؟ - معاذة العدوية ٣٨٢
- سألت امرأة النبي ﷺ قالت: إني استحاض فلا أطهر - أمُّ سلمة ٣٥٤
- سألت أنس بن مالك أكان رسول الله ﷺ يصلي في النعلين؟ - أبو مسلمة سعيد بن يزيد ٧٧٦
- سألت أنس بن مالك كيف أنصرف إذا صليت عن يميني أو عن يساري؟ - السُّدي . ١٣٦٠
- سألت أنسا: كيف كانت قراءة رسول الله ﷺ؟ قال: كان يمد صوته مدا - قتادة ١٠١٥
- سألت جابر بن عبدالله عن الضبع فأمرني بأكلها، فقلت: أصيد هي؟ - ابن أبي عمار ٤٣٢٨
- سألت جابر بن عبدالله عن الضبع فأمرني

بأكلها قلت : أصيد هي؟ - ابن أبي عمار ... ٢٨٣٩
- سألت الحسن بن محمد عن قوله عز وجل
﴿واعلموا أنما - قيس بن مسلم ٤١٤٨
- سألت الحسن عن الطلاء المنصف فقال : لا
تشربه - أبو رجاء ٥٧٢٧
- سألت رافع بن خديج عن كراء الأرض -
حنظلة بن قيس الأنصاري .... ٣٩٣٠، ٣٩٣١
- سألت رافع بن خديج عن كراء الأرض
البيضاء بالذهب والفضة - حنظلة بن قيس .. ٣٩٣٢
- سألت رسول الله ﷺ أي مسجد وضع أولا؟
قال : المسجد الحرام - أبو ذر الغفاري ٦٩١
- سألت رسول الله ﷺ عن أرض لي بثمغ
قال : احبس أصلها - عمر بن الخطاب ٣٦٣٥
- سألت عائشة عن لحوم الأضاحي قالت :
كنا نخبأ الكراع لرسول الله ﷺ شهراً -
عابس بن ربيعة ٤٤٣٨
- سألت عائشة كيف كان نوم رسول الله ﷺ في
الجنابة؟ - عبدالله بن أبي قيس ٤٠٤
- سألت علي بن أبي طالب عن صلاة رسول
الله ﷺ في النهار قبل المكتوبة - عاصم بن
ضمرة ٨٧٦
- سألت يحيى بن الجزار عن هذه الآية
﴿واعلموا أنما - موسى بن أبي عائشة ٤١٤٩
- سألنا ابن عمر عن نبيذ الجر - سعيد بن جبير ٥٦٢٢
- سألنا عليا عن صلاة رسول الله ﷺ قال :
أيكم يطيق ذلك؟ - عاصم بن ضمرة ٨٧٥
- سباب المسلم فسق وقتاله كفر - عبدالله بن
مسعود ٤١١١
- سباب المسلم فسوق وقتاله كفر - عبدالله بن
مسعود .... ٤١١٠، ٤١١٢ - ٤١١٧
- سبحان الله ماذا نزل من التشديد - محمد بن
جحش ٤٦٨٨
- سبحان الله! إن المؤمن لا ينجس - أبوهريرة ٢٧٠
- سبحان ذي الجبروت والملكوت والكبرياء
والعظمة - عوف بن مالك ١٠٥٠
- سبحان ذي الجبروت والملكوت والكبرياء
والعظمة - عوف بن مالك ١١٣٣
- سبحان ربي العظيم - حذيفة بن اليمان ١٠٤٧
- سبحان ربي العظيم، سبحان ربي العظيم،
سبحان ربي العظيم - حذيفة بن اليمان ١١٣٤
- سبحان الملك القدوس - عبدالرحمن بن
أبزى ١٧٣٣
- سبحانك اللهم! ربنا وبحمدك اللهم اغفر لي
- عائشة ١١٢٣
- سبحانك اللهم! وبحمدك تبارك اسمك
وتعالى جدك ولا إله غيرك - أبو سعيد
الخدري ٩٠٠
- سبحانك اللهم! وبحمدك، لا إله إلا أنت -
عائشة ١١٣٢
- سبحانك ربنا وبحمدك اللهم اغفر لي -
عائشة ١٠٤٨
- سبحي الله عشراً واحمديه عشراً - أنس بن
مالك ١٣٠٠
- سبعة يظلهم الله عز وجل يوم القيامة يوم لا
ظل إلا ظله - أبو هريرة ٥٣٨٢
- سبق درهم مائة ألف درهم - أبو هريرة ٢٥٢٨
- سبق محمد الباذق وما أسكر فهو حرام - ابن
عباس ٥٦٠٩
- سبق محمد الباذق وما أسكر فهو حرام - ابن
عباس ٥٦٩٠
- سبوحٌ قدوسٌ ربُّ الملائكة والروح - عائشة ١٠٤٩
- سبوحٌ قدوسٌ رب الملائكة والروح - عائشة ١١٣٥
- ستكون بعدي هنات وهنات - عرفجة بن
شريح ٤٠٢٧
- سجد أبو بكر وعمر رضي الله عنهما في إذا
السماء - أبو هريرة .... ٩٦٦، ٩٦٧
- سجد رسول الله ﷺ في ﴿إذا السماء
انشقت﴾ - أبو هريرة ٩٦٣

- سجد وجهي للذي خلقه وشق سمعه وبصره بحوله وقوته - عائشة ١١٣٠
- سجدت مع رسول الله ﷺ في إذا السماء - أبو هريرة ٩٦٨
- سجدنا مع النبي ﷺ في إذا السماء - أبوهريرة ٩٦٤
- سجدها داود توبة ونسجدها شكرا - ابن عباس ٩٥٨
- سجع كسجع الجاهلية - المغيرة بن شعبة ... ٤٨٢٧
- سحر النبي ﷺ رجل من اليهود فاشتكى لذلك أياما - زيد بن أرقم ٤٠٨٥
- السراويل لمن لا يجد الإزار - ابن عباس ... ٢٦٧٢
- سرت هذا المسير مع رسول الله ﷺ وأصحابه وكان منهم المهل - أنس بن مالك ٣٠٠٤
- سرق رجل مجنا على عهد أبي بكر - أنس بن مالك ٤٩١٧
- سقيت رسول الله ﷺ من زمزم فشربه وهو قائم - ابن عباس ٢٩٦٨
- سقيت فيه رسول الله ﷺ كل الشراب الماء والعسل - أنس بن مالك ٥٧٥٦
- سكبت على رسول الله ﷺ حين توضأ في غزوة تبوك - المغيرة بن شعبة ٧٩
- السكر حرام والرزق الحسن حلال - سعيد ابن جبير ٥٥٨٠
- السكر خمر - إبراهيم والشعبي ٥٥٧٧
- السكر خمر - سعيد بن جبير .... ٥٥٧٨، ٥٥٧٩
- سل عما بدا لك - أبو هريرة ٢٠٩٦
- السلام عليكم أهل الديار من المؤمنين - بريدة بن الحصيب الأسلمي ٢٠٤٢
- السلام عليكم دار قوم مؤمنين - عائشة ٢٠٤١
- السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون - أبو هريرة ١٥٠
- السلام عليكم ورحمة الله السلام عليكم ورحمة الله - عبدالله بن مسعود ١٣٢٠
- السلف في حبل الحبلة ربا - ابن عباس ٤٦٢٦
- سلم رسول الله ﷺ في ثلاث ركعات من العصر فدخل منزله - عمران بن حصين ١٢٣٨
- سلوه لأي شيء فعل ذلك - عائشة ٩٩٤
- سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد - عبدالله بن عمر ٨٧٩
- سمع الله لمن حمده - عبدالله بن عمر ١٠٥٨
- سمعت أبا بكر بن النضر قال: كنا بالطف عند أنس فصلى بهم الظهر - عبدالله بن عُبيد ٩٧٣
- سمعت أبا ذر يقول: قام النبي ﷺ حتى إذا أصبح بآية - جسرة بنت دجاجة ١٠١١
- سمعت أبا وائل يقول: قال رجل عند عبدالله قرأت المفصل في ركعة قال - عمرو بن مرة ١٠٠٦
- سمعت إبراهيم يحدث عن علقمة والأسود أنهما كانا مع عبدالله في بيته - سليمان الأعمش ١٠٣٠
- سمعت ابن عمر يقول: كنا لا نرى بالخبر بأسا - عمرو بن دينار ٣٩٥٠
- سمعت أبي كعبا يحدث قال: أرسل إلي رسول الله ﷺ وإلى صاحبي - عبيدالله بن كعب ٣٤٥٥
- سمعت أسيد بن رافع بن خديج الأنصاري يذكر أنهم منعوا المحاقلة - عبدالرحمن بن هرمز ٣٩٥٧
- سمعت جابر بن سمرة يقول: قال عمر لسعد: قد شكاك الناس في كل شيء - أبوعون ١٠٠٣
- سمعت الذي أنزلت عليه سورة البقرة يقول في هذا المكان: لبيك اللهم! - ابن مسعود . ٣٠٤٩
- سمعت رجلا يستغفر لأبويه وهما مشركان - علي بن أبي طالب ٢٠٣٨
- سمعت رسول الله ﷺ بعد ذلك يستعيذ من عذاب القبر - أبو هريرة ٢٠٦٣
- سمعت رسول الله ﷺ رافعا صوته يأمر بقتل الكلاب - عبدالله بن عمر ٤٢٨٣

- سمعت رسول الله ﷺ يلبي بهما - أنس بن مالك ٢٧٣١
- سمعت رسول الله ﷺ يلعن المتنمصات والمتفلجات - ابن مسعود .... ٥١١٠، ٥١١١
- سمعت رسول الله ﷺ ينهى أن يمسك أحد من نسكه شيئا - علي بن أبي طالب ٤٤٢٩
- سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن بيع الماء - إياس بن عمر ٤٦٦٥
- سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن شراب صنع في دباء - عائشة ٥٦٣٩
- سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن القزع - ابن عمر ٥٢٣١
- سمعت سعيد بن المسيب وسأله أعرابي عن شراب - يعلى بن عطاء ٥٧٢٥
- سمعت سعيد بن المسيب يقول: لا يصلح الزرع غير ثلاث - طارق ٣٩٢٣
- سمعت سفيان يتشهد بهذا في المكتوبة والتطوع ويقول - يحيى بن آدم ١١٦٦
- سمعت الشعبي يقول: سها علقمة بن قيس في صلاته - مالك بن مغول ١٢٥٨
- سمعت عبد الله بن يزيد يخطب قال - أبو إسحاق ٨٣٠
- سمعت عبدالله يقول علمنا رسول الله ﷺ التشهد كما يعلمنا السورة - أبو معمر ١١٧٢
- سمعت عمر بن الخطاب يقول: لا هجرة بعد وفاة رسول الله ﷺ - نعيم بن دجاجة ٤١٧٦
- سمعت عمر يخطب على منبر المدينة فقال - ابن عمر ٥٥٨١
- سمعت عمي يقول صليت مع رسول الله ﷺ الصبح - زياد بن علاقة ٩٥١
- سمعت كعبا يحدث حديثه حين تخلف عن رسول الله ﷺ في غزوة تبوك - عبدالله بن كعب ٣٤٥٤
- سمعت من رسول الله ﷺ وسمع المؤذن فقال: مثل ماقال - معاوية بن أبي سفيان ٦٧٧
- سمعت من النبي ﷺ اثنتين فقال: إن الله عز وجل كتب الإحسان - شداد بن أوس ٤٤١٨
- سمعت نافعا يزعم أن ابن عمر صلى على تسع جنائز جميعا - ابن جريج ١٩٨٠
- سمعت النبي ﷺ بمثله والذي قبله حتى يقبضه - ابن عباس ٤٦٠٢
- سمعت النبي ﷺ يقرأ في الفجر - عمرو بن حريث ٩٥٢
- سمعت النبي ﷺ يقرأ في المغرب بالطور - جبير بن مطعم ٩٨٨
- السُّنة في الصلاة على الجنازة أن يقرأ في التكبيرة الأولى بأم القرآن - أبو أمامة ١٩٩١
- سنت لكم الركب فأمسكوا بالركب - عمر ابن الخطاب ١٠٣٥
- سواران من نار. قالت: يارسول الله طوق من ذهب - أبو هريرة ٥١٤٥
- السواك مطهرة للفم مرضاة للرب - عائشة .. ٥
- السواك وقص الشارب وتقليم الأظفار وغسل البراجم - طلق بن حبيب .... ٥٠٤٤، ٥٠٤٥

ش

- الشؤم في ثلاثة: المرأة والفرس والدار - عبدالله بن عمر ٣٥٩٨
- الشؤم في الدار والمرأة والفرس - عبدالله بن عمر ٣٥٩٩
- شر الكسب مهر البغي وثمن الكلب وكسب الحجام - رافع بن خديج ٤٢٩٩
- الشرك أن تجعل لله ندا، وأن تزاني بحليلة جارك - عبدالله بن مسعود ٤٠٢٠
- شغل رسول الله ﷺ عن الركعتين قبل العصر فصلاهما - أم سلمة ٥٨١
- شغلتني أعلام هذه، اذهبوا [بها] إلى أبي جهم وائتوني بأنبجانيه - عائشة ٧٧٢
- شغلنا المشركون يوم الخندق عن صلاة

الظهر حتى غربت الشمس - أبو سعيد الخدري ٦٦٢
- شغلونا عن الصلاة الوسطى حتى غربت الشمس - علي بن أبي طالب ٤٧٤
- الشفعة في كل شرك ربعة أو حائط - جابر بن عبدالله ٤٦٥٠
- الشفعة في كل مال لم يقسم - أبو سلمة ٤٧٠٨
- شكونا إلى رسول الله ﷺ حر الرمضاء فلم يشكنا - خباب بن الأرت ٤٩٨
- شكونا إلى رسول الله ﷺ وهو متوسد بردة له في ظل الكعبة - خباب بن الأرت ٥٣٢٢
- الشمس تطلع ومعها قرن الشيطان فإذا ارتفعت فارقها - عبدالله الصنابحي ٥٦٠
- الشهادة سبع سوى القتل في سبيل الله - جابر بن عتيك ١٨٤٧
- شهدت أنس بن مالك أتي ببسر مذنب - أبو إدريس ٥٥٦٦
- شهدت جنازة عبد الرحمن بن سمرة وخرج زياد يمشي بين يدي السرير - عبد الرحمن ابن جوشن ١٩١٣
- شهدت الخروج مع رسول الله ﷺ؟ قال: نعم - ابن عباس ١٥٨٧
- شهدت رسول الله ﷺ أكل خبزا ولحما ثم قام إلى الصلاة - ابن عباس ١٨٤
- شهدت رسول الله ﷺ حين جاء بالقاتل يقوده ولي المقتول - وائل بن حجر ٥٤١٧
- شهدت عليا أتي في ثلاثة نفر ادعوا ولد امرأة - زيد بن أرقم ٣٥٢٠
- شهدت النبي ﷺ بالبطحاء فأخرج بلال فضل وضوئه فابتدره الناس فنلت - أبو جحيفة السوائي ١٣٧
- شهدنا مع رسول الله ﷺ صلاة الخوف فقمنا خلفه - جابر بن عبدالله ١٥٤٨
- الشهر تسع وعشرون - ابن عمر .... ٢١٤١، ٢١٤٥
- الشهر تسع وعشرون - أنس بن مالك ٣٤٨٦
- الشهر تسع وعشرون - عائشة ٢١٣٣
- الشهر تسع وعشرون يوما - ابن عباس ٢١٣٦
- شهر الصبر وثلاثة أيام من كل شهر صوم الدهر - أبو هريرة ٢٤١٠
- الشهر هكذا وهكذا وهكذا - سعد بن أبي وقاص .... ٢١٣٧ - ٢١٣٩و٢١٤٤
- الشهر يكون تسعة وعشرين - أبو هريرة ٢١٤٠
- الشهيد لا يجد مس القتل إلا كما يجد أحدكم القرصة يقرصها - أبو هريرة ٣١٦٣

ص

- الصائم في السفر كالإفطار في الحضر - عبدالرحمن بن عوف ٢٢٨٧
- الصائم في السفر كالمفطر في الحضر - عبدالرحمن بن عوف ٢٢٨٨
- صاعا من بر أو صاعا من تمر أو صاعا - ابن عباس ٢٥١١
- صام رسول الله ﷺ من المدينة حتى أتى قديدا ثم أفطر - ابن عباس ٢٢٩٠
- الصبر عند الصدمة الأولى - أنس بن مالك ١٨٧٠
- صدر رسول الله ﷺ فلما كان بالروحاء لقي قوما - ابن عباس ٢٦٤٩
- صدق ابن عمر - سعيد بن جبير ٥٦٢٢
- صدق، حرمه رسول الله ﷺ - سعيد بن جبير ٥٦٢٣
- صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته - يعلى بن أمية ١٤٣٤
- صدقة الفطر صاع من طعام - ابن عباس ٢٥١٢
- صدقتا إنهم يعذبون عذابا تسمعه البهائم كلها - عائشة ٢٠٦٩
- الصعيد الطيب وضوء المسلم وإن لم يجد الماء عشر سنين - أبو ذر الغفاري ٣٢٣
- صل ركعتين. ثم جاء الجمعة الثانية والنبي ﷺ يخطب - أبو سعيد الخدري ٢٥٣٧
- صل الصلاة لوقتها فإن أدركت معهم فصل -

أبو ذر الغفاري ٧٧٩
- صل معي . فصلى الظهر حين زاغت الشمس
- جابر بن عبدالله ٥٠٥
- صلاة الأضحى ركعتان وصلاة الفطر
ركعتان - عمر بن الخطاب ١٥٦٧
- الصلاة أمامك - أسامة بن زيد ٦١٠
- صلاة الجماعة أفضل من صلاة أحدكم
وحده خمسا وعشرين جزءاً - أبو هريرة ٨٣٩
- صلاة الجماعة تزيد على صلاة الفذ خمسا
وعشرين درجة - عائشة ٨٤٠
- صلاة الجماعة تفضل على صلاة الفذ بسبع
وعشرين درجة - ابن عمر ٨٣٨
- صلاة الجمعة ركعتان والفطر ركعتان والنحر
ركعتان - عمر بن الخطاب ١٤٤١
- صلاة الجمعة ركعتان وصلاة الفطر ركعتان
وصلاة الأضحى ركعتان - عمر بن الخطاب ١٤٢١
- الصلاة على وقتها ، وبر الوالدين والجهاد
في سبيل الله - عبدالله بن مسعود ٦١١
- صلاة في مسجد رسول الله ﷺ أفضل من ألف
صلاة فيما سواه من المساجد - أبو هريرة ٦٩٥
- صلاة في مسجدي أفضل من ألف صلاة فيما
سواه - عبدالله بن عمر ٢٩٠٠
- صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة
فيما سواه - أبو هريرة ٢٩٠٢
- صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة
فيما سواه - ميمونة ٢٩٠١
- الصلاة فيه أفضل من ألف صلاة فيما سواه
إلا مسجد الكعبة - ميمونة زوج النبي ﷺ ... ٦٩٢
- صلاة الليل ركعتين ركعتين فإذا خفتم الصبح
فأوتروا بواحدة - ابن عمر ١٦٩٦
- صلاة الليل مثنى مثنى فإذا أردت أن تنصرف
فاركع بواحدة - عبدالله بن عمر ١٦٩٣
- صلاة الليل مثنى مثنى فإذا خشي أحدكم
صلى ركعة واحدة - عبدالله بن عمر ١٦٩٥
- صلاة الليل مثنى مثنى فإذا خشيت الصبح
فأوتر بواحدة - عبدالله بن عمر ١٦٧٤
- صلاة الليل مثنى مثنى فإذا خفت الصبح
فأوتر بواحدة - عبدالله بن عمر ....
- . ... ١٦٦٩، ١٦٧٣، ١٦٧٥
- صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة واحدة -
ابن عمر ١٦٩٤
- صلاة الليل والنهار مثنى مثنى - ابن عمر ١٦٦٧
- الصلاة يرحمك الله فالتفت إلي ومضى حتى
إذا كان في آخر الشفق - أنس بن مالك ٥٩٦
- صلاتان ما تركهما رسول الله ﷺ في بيتي
سرا ولا علانية - عائشة ٥٧٨
- صلوا صلاة كذا في حين كذا وصلاة كذا في
حين كذا فإذا حضرت - عمرو بن سلمة ٦٣٧
- صلوا على صاحبكم إنه غل في سبيل الله -
زيد بن خالد ١٩٦١
- صلوا على صاحبكم فإن عليه دينا - أبو قتادة ١٩٦٢
- صلوا عليَّ واجتهدوا في الدعاء وقولوا -
زيد بن خارجة ١٢٩٣
- صلوا في بيوتكم ولا تتخذوها قبوراً -
عبدالله بن عمر ١٥٩٩
- الصلوات الخمس إلا أن تطوع شيئا - طلحة
ابن عبيدالله ٢٠٩٢
- الصلوات الخمس يسبح الله أحدكم في دبر
كل صلاة عشراً - عبدالله بن عمرو ١٣٤٩
- صلى إلى جنبي عبدالله بن طاوس بمنى في
مسجد الخيف - النضر بن كثير أبو سهل
الأزدي ١١٤٧
- صلى بنا أبو المليح على جنازة فظننا أنه قد
كبَّر فأقبل علينا بوجهه فقال - أبو بكار
الحكم بن فروخ ١٩٩٥
- صلى بنا رسول الله ﷺ الظهر وأبوبكر خلفه
- جابر بن عبدالله ٧٩٩
- صلى بنا رسول الله ﷺ بمنى أكثر ما كان

الناس وآمنه – حارثة بن وهب ١٤٤٧
– صلى بنا رسول الله ﷺ فلم يسمعنا قراءة بسم الله – أنس بن مالك ٩٠٧
– صلى بنا رسول الله ﷺ في بيته المغرب – أم الفضل بنت الحارث ٩٨٦
– صلى بنا رسول الله ﷺ في عيد قبل الخطبة بغير أذان ولا إقامة – جابر بن عبدالله ١٥٦٣
– صلى بنا سعيد بن جبير بجمع المغرب ثلاثا بإقامة – الحكم ٤٨٤
– صلى رسول الله ﷺ الصبح حين تبين له الصبح – جابر بن عبدالله ٥٤٤
– صلى رسول الله ﷺ الظهر فقرأ رجل – عمران بن حصين ١٧٤٥
– صلى رسول الله ﷺ الظهر والعصر جميعا والمغرب والعشاء – ابن عباس ٦٠٢
– صلى رسول الله ﷺ المغرب والعشاء بجمع بإقامة واحدة – ابن عمر ٣٠٣٣
– صلى رسول الله ﷺ بمنى ركعتين – عبد الله ابن عمر ١٤٥٢
– صلى رسول الله ﷺ صلاة الخوف بطائفة ركعة صف خلفه – حذيفة بن اليمان ١٥٣٠
– صلى رسول الله ﷺ صلاة الخوف في بعض أيامه – ابن عمر ١٥٤٣
– صلى رسول الله ﷺ صلاة الخوف قام فكبر فصلى خلفه – عبدالله بن عمر ١٥٤٢
– صلى رسول الله ﷺ في الكسوف – أسماء بنت أبي بكر ١٤٩٩
– صلى علقمة خمسا فقيل له، فقال: مافعلت؟ قلت برأسي – إبراهيم بن سويد ... ١٢٥٧
– صلى علي بن أبي طالب فكان يكبر في كل خفض ورفع – مطرف بن عبدالله ١١٨١
– صلى عمار بن ياسر بالقوم صلاة فأخفها، فكأنهم أنكروها – قيس بن عباد ١٣٠٧
– صلى لنا رسول الله ﷺ ركعتين ثم قام فلم يجلس فقام الناس معه – عبدالله ابن بحينة .. ١٢٢٣
– صليت إلى جنب ابن عمر فوضعت يدي على خصري فقال لي – زياد بن صبيح ٨٩٢
– صليت إلى جنب أبي وجعلت يدي بين ركبتي – مصعب بن سعد ١٠٣٣
– صليت إلى جنب النبي ﷺ وعائشة خلفنا تصلي معنا – ابن عباس ٨٠٥
– صليت إلى جنب النبي ﷺ وعائشة خلفنا تصلي معنا – ابن عباس ٨٤٢
– صليت أنا وعمران بن حصين خلف علي بن أبي طالب – مطرف بن عبدالله بن الشخير ... ١٠٨٣
– صليت بمنى مع رسول الله ﷺ ركعتين – عبدالله بن مسعود ١٤٤٩
– صليت خلف ابن عباس على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب وسورة – طلحة بن عبد الله بن عوف .... ١٩٨٩، ١٩٩٠
– صليت خلف أبي هريرة صلاة العشاء – أبو رافع ٩٦٩
– صليت خلف رسول الله ﷺ فرأيته يرفع يديه إذا افتتح الصلاة – وائل بن حجر ١٠٥٦
– صليت خلف رسول الله ﷺ فلم يقنت – طارق بن أشيم الأشجعي ١٠٨١
– صليت خلف رسول الله ﷺ فلما افتتح الصلاة كبر ورفع يديه – وائل بن حجر ٨٨٠
– صليت خلف رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم – أنس بن مالك ٩٠٨
– صليت خلف رسول الله ﷺ وخلف أبي بكر وخلف عمر رضي الله عنهما – عبدالله بن مغفل ٩٠٩
– صليت مع رسول الله ﷺ العتمة، فقرأ فيها: بـ﴿والتين والزيتون﴾ – البراء بن عازب ١٠٠١
– صليت مع رسول الله ﷺ بمنى ومع أبي بكر وعمر ركعتين – أنس بن مالك ١٤٤٨
– صليت مع رسول الله ﷺ على أم كعب ماتت

في نفاسها – سمرة بن جندب ٣٩٣
– صليت مع رسول الله ﷺ على أم كعب ماتت في نفاسها – سمرة بن جندب ١٩٧٨
– صليت مع رسول الله ﷺ فقمت عن يساره – ابن عباس ٨٤٣
– صليت مع رسول الله ﷺ فكنت أرى عفرة إبطيه إذا سجد – عبدالله بن أقرم ١١٠٩
– صليت مع رسول الله ﷺ في السفر ركعتين – عبدالله بن مسعود ١٤٤٠
– صليت مع النبي ﷺ الظهر بالمدينة أربعا – أنس بن مالك ٤٧٠
– صليت مع النبي ﷺ بالمدينة ثمانيا جميعا وسبعا – ابن عباس ٥٩٠
– صليت مع النبي ﷺ بمنى آمن ما كان الناس – حارثة بن وهب الخزاعي ١٤٤٦
– صليت مع النبي ﷺ بمنى ركعتين ومع أبي بكر رضي الله عنه ركعتين – ابن عمر ١٤٥١
– صليت مع النبي ﷺ ذات ليلة فقمت عن يساره فجعلني – ابن عباس ٤٤٣
– صليت مع النبي ﷺ ليلة فافتتح البقرة فقلت: يركع عند المائة فمضى – حذيفة بن اليمان .. ١٦٦٥
– صليت مع النبي ﷺ ومع أبي بكر وعمر رضي الله عنهما فافتتحوا بالحمد – أنس بن مالك ٩٠٤
– صليت وراء أبي هريرة فقرأ بسم الله الرحمن الرحيم – نعيم المجمر ٩٠٦
– صليت وراء رسول الله ﷺ ثمانيا جميعا وسبعا جميعا – ابن عباس ٦٠٤
– صلينا مع رسول الله ﷺ نحو بيت المقدس ستة عشر شهرا – البراء بن عازب ٤٨٩
– صلينا مع عبدالله بن مسعود في بيته، فقام بيننا فوضعنا – الأسود وعلقمة ١٠٣١
– صم أفضل الصيام صيام داود عليه السلام صوم يوم – عبدالله بن عمرو ٢٣٩١
– صم إن شئت، أو أفطر إن شئت – حمزة بن عمرو الأسلمي ٢٣٨٦
– صم ثلاثة أيام، أو أطعم ستة مساكين مدين – كعب بن عجرة ٢٨٥٤
– صم ثلاثة أيام من كل شهر – أبو عقرب الكناني ٢٤٣٦
– صم من الشهر يوما ولك أجر مابقي – عبدالله بن عمرو ٢٤٠٥
– صم من كل عشرة أيام يوما ولك أجر تلك التسعة – عبدالله بن عمرو ٢٣٩٧
– صم يوماً من الشهر – أبو عقرب الكناني ٢٤٣٥
– صم يوما ولك أجر عشرة – عبدالله بن عمرو ٢٣٩٨
– صم يوما ولك أجر مابقي – عبدالله بن عمرو ٢٣٩٦
– الصوم جنة مالم يخرقها – أبو عبيدة ٢٢٣٥
– الصوم جنة – معاذ بن جبل .... ٢٢٢٦ – ٢٢٢٨
– الصوم جنة من النار – عثمان بن أبي العاص ٢٢٣٣
– صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته – ابن عباس .. .. ٢١٢٦، ٢١٣١
– صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته – أبو هريرة ... . ٢١١٩، ٢١٢٠
– صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته – عبدالرحمن ابن زيد بن الخطاب عن أصحاب رسول الله ﷺ ٢١١٨
– صيام ثلاثة أيام من كل شهر صيام الدهر – جرير بن عبدالله ٢٤٢٢
– الصيام جنة – أبو هريرة .... ٢٢٣٠، ٢٢٣١
– الصيام جنة كجنة أحدكم من القتال – عثمان ابن أبي العاص ٢٢٣٢
– الصيام جنة مالم يخرقها – أبو عبيدة ٢٢٣٧
– الصيام جنة من النار – عائشة ٢٢٣٦
– صيام حسن ثلاثة أيام من الشهر – عثمان بن أبي العاص ٢٤١٣
– الصيام في السفر كالإفطار في الحضر – عبدالرحمن بن عوف ٢٢٨٦

- الصيام لي وأنا أجزي به - أبو هريرة ٢٢١٦
- صيد البر لكم حلال مالم تصيدوه أو يصاد لكم - جابر بن عبدالله ٢٨٣٠

ض

- ضح به أنت - عقبة بن عامر ٤٣٨٤
- ضحى رسول الله ﷺ بكبش أقرن فحيل يمشي في سواد - أبو سعيد الخدري ٤٣٩٥
- ضحى رسول الله ﷺ بكبشين أملحين أقرنين يُكبّر ويسمي - أنس بن مالك ٤٤٢٠
- ضحى رسول الله ﷺ بكبشين أملحين - أنس ابن مالك ٤٣٩١
- ضحى النبي ﷺ بكبشين أملحين أقرنين ذبحهما بيده - أنس بن مالك ٤٣٩٢
- ضحينا مع رسول الله ﷺ بجذع من الضأن - عقبة بن عامر ٤٣٨٧
- ضرب رسول الله ﷺ عام خيبر للزبير بن العوام أربعة أسهم - عبدالله بن الزبير ٣٦٢٣
- ضربت امرأة ضرتها بحجر وهي حبلى - إبراهيم ٤٨٣١
- ضربت امرأة من بني لحيان ضرتها بعمود - المغيرة بن شعبة ٤٨٢٨
- ضع من دينك هذا وأومأ إلى الشطر - كعب ابن مالك ٥٤١٠
- ضعوا لي ماء في المخضب - عائشة ٨٣٥

ط

- الطاعون والبطن والغرق والنفساء شهادة - صفوان بن أمية ٢٠٥٦
- طاف رسول الله ﷺ بالبيت سبعا رمل فيها ثلاثا ومشى أربعا - جابر بن عبدالله ٢٩٧٧
- طاف رسول الله ﷺ بالبيت سبعا، رمل منها ثلاثا ومشى أربعا - جابر بن عبدالله ٢٩٦٤
- طاف رسول الله ﷺ في حجة الوداع حول الكعبة على بعير - عائشة ٢٩٣١
- طاف النبي ﷺ في حجة الوداع على راحلته بالبيت وبين الصفا والمروة - جابر بن عبدالله ٢٩٧٨
- طالما تروت عروقك من الخبث - ابن عباس ٥٦٩٦
- طلاق السنة أن يطلقها طاهرًا في غير جماع - ابن مسعود ٣٤٢٤
- طلاق السُّنة تطليقة وهي طاهر في غير جماع - عبدالله بن مسعود ٣٤٢٣
- طلقت امرأتي في حياة رسول الله ﷺ وهي حائض - عبدالله بن عمر ٣٤٢٠
- طلقني زوجي فأردت النقلة - فاطمة بنت قيس ٣٥٧٩
- طلقني زوجي فلم يجعل لي سكنى ولا نفقة - فاطمة بنت قيس ٣٥٨١
- طلقها - ابن عباس ٣٤٩٥
- طلقها زوجها البتة فخاصمته إلى رسول الله ﷺ في السكنى والنفقة - فاطمة بنت قيس .. ٣٥٧٨
- الطواف بالبيت صلاة فأقلوا من الكلام - طاوس عن رجل من الصحابة ٢٩٢٥
- طوفي من وراء المصلين وأنت راكبة - أم سلمة ٢٩٣٠
- طوفي من وراء الناس وأنت راكبة - أم سلمة ٢٩٢٨
- طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه - أبوهريرة .... ٥١٢٠، ٥١٢١
- طيبت رسول الله ﷺ عند إحرامه حين أراد أن يحرم - عائشة ٢٦٨٥
- طيبت رسول الله ﷺ فطاف في نسائه - عائشة ٢٧٠٦
- طيبت رسول الله ﷺ قبل أن يحرم ويوم النحر - عائشة ٢٦٩٣
- طيبت رسول الله ﷺ لإحرامه قبل أن يحرم - عائشة .... ٢٦٨٦، ٢٦٨٧
- طيبت رسول الله ﷺ لإحلاله، وطيبته لإحرامه - عائشة ٢٦٨٩
- طيبت رسول الله ﷺ لحرمه حين أحرم، ولحله - عائشة ٢٦٨٨

ع

- العائد في هبته كالعائد في قيئه - ابن عباس .
- . ... ٣٧٢٦، ٣٧٢٧، ٣٧٣٢
- العائد في هبته كالكلب يقيء ثم يعود في قيئه - ابن عباس .... ٣٧٢١، ٣٧٣١
- عادني رسول الله ﷺ في مرضي، فقال: أوصيت؟ - سعد بن أبي وقاص ٣٦٦١
- عام غزوة نجد قام رسول الله ﷺ لصلاة العصر وقامت معه طائفة - أبو هريرة ١٥٤٤
- عجلت أيها المصلي - فضالة بن عبيد ١٢٨٥
- العجماء جرحها جبار، والبئر جبار، والمعدن جبار - أبو هريرة ٢٤٩٧
- عرس رسول الله ﷺ بأولات الجيش ومعه عائشة زوجته - عمار بن ياسر ٣١٥
- عرفة كلها موقف - جابر بن عبدالله ٣٠١٨
- عشرة من الفطرة قص الشارب وقص الأظفار - عائشة ٥٠٤٣
- عصابتان من أمتي حررهما الله من النار - ثوبان مولى رسول الله ﷺ ٣١٧٧
- العصر، وهذه صلاة رسول الله ﷺ التي كنا نصلي - أبو أمامة بن سهل ٥١٠
- عطش النبي ﷺ حول الكعبة فاستسقى فأتي بنبيذ - أبو مسعود ٥٧٠٦
- عق رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين رضي الله عنهما - ابن عباس ٤٢٢٤
- عقل أهل الذمة نصف عقل المسلمين - عبدالله بن عمرو ٤٨١٠
- عقل الكافر نصف عقل المؤمن - عبدالله بن عمرو ٤٨١١
- عقل المرأة مثل عقل الرجل - عبدالله بن عمرو ٤٨٠٩
- العقل، وفكاك الأسير - علي بن أبي طالب . ٤٧٤٨
- علمنا خطبة الحاجة الحمد لله نستعينه ونستغفره - عبدالله بن مسعود ١٤٠٥
- علمنا رسول الله ﷺ التشهد في الصلاة والتشهد في الحاجة - عبدالله بن مسعود ١١٦٥
- علّمنا رسول الله ﷺ التشهد في الصلاة والتشهد في الحاجة - عبدالله بن مسعود ٣٢٧٩
- علمنا رسول الله ﷺ الصلاة فقام فكبَّر فلما أراد أن يركع - عبدالله بن مسعود ١٠٣٢
- علمني دعاء أنتفع به قال: قل: اللّٰهم عافني من شر - شكل بن حميد ٥٤٨٦
- علمني رسول الله ﷺ الأذان فقال: الله أكبر الله أكبر الله أكبر - أبو محذورة ٦٣٢
- علمني رسول الله ﷺ كلمات أقولهن في الوتر في القنوت - الحسن بن علي بن أبي طالب ... ١٧٤٦
- على أن تعبدوا الله ولا تشركوا به شيئاً والصلوات الخمس - عوف بن مالك الأشجعي ٤٦١
- على الغلام شاتان وعلى الجارية شاة - أم كرز ٤٢٢٢
- على كل رجل مسلم في كل سبعة أيام غسل يوم - جابر بن عبد الله ١٣٧٩
- على كل مسلم صدقة - أبو موسى الأشعري ٢٥٣٩
- على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا أن يؤمر بمعصية - ابن عمر .. ٤٢١١
- عليك بالصوم فإنه لا عدل له - أبو أمامة الباهلي .... ٢٢٢٤، ٢٢٢٥
- عليك بالصوم فإنه لا مثل له - أبو أمامة الباهلي .... ٢٢٢٢، ٢٢٢٣
- عليك بالطاعة في منشطك ومكرهك وعسرك ويسرك - أبو هريرة ٤١٦٠
- عليك بالهجرة فإنه لا مثل لها - كثير بن مرة . ٤١٧٢
- عليك بصيام ثلاث عشرة وأربع عشرة وخمس عشرة - أبو ذر الغفاري ٢٤٢٧
- عليكم بالبياض من الثياب فليلبسها أحياؤكم - سمرة بن جندب ٥٣٢٥
- عليكم بالسكينة وهو كاف ناقته حتى إذا دخل منى - الفضل بن عباس ٣٠٦٠

- عليكم بغداء السحور - المقداد بن معديكرب ٢١٦٦
- عليكم بهذه الصلاة في البيوت - كعب بن عجرة ١٦٠١
- عليكم السكينة! وهو كاف ناقته حتى إذا دخل محسرا - الفضل بن عباس ٣٠٢٣
- العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما، والحج المبرور - أبو هريرة ٢٦٣٠
- العمرى جائزة - أبو هريرة ٣٧٨٥
- العمرى جائزة - جابر بن عبدالله ٣٧٦٠
- العمرى جائزة - زيد بن ثابت ٣٧٤٧
- العمرى جائزة لأهلها والرقبى جائزة لأهلها - جابر بن عبدالله ٣٧٧٠
- العمرى جائزة - ابن عباس ٣٧٥٥
- العمرى جائزة لمن أعمرها - ابن عباس ....
- ٣٧٤٠
- العمرى للوارث - زيد بن ثابت ....
- . ... ٣٧٤٦، ٣٧٤٨، ٣٧٤٩، ٣٧٥١
- العمرى لمن أعمرها هي له ولعقبه، يرثها من يرثه من عقبه - جابر بن عبدالله ....
- . ... ٣٧٧٢، ٣٧٧٣
- العمرى لمن وهبت له - جابر بن عبدالله .....
- . ... ٣٧٨١، ٣٧٨٢
- العمرى ميراث - زيد بن ثابت ٣٧٤٥
- العمرى هي للوارث - زيد بن ثابت ٣٧٥٠
- العمرى والرقبى سواء - ابن عباس ٣٧٤١
- عن الرجل يعدم إذا وجد عنده المتاع بعينه - أبو هريرة ٤٦٨١
- عن الغلام شاتان مكافأتان وعن الجارية شاة - أم كرز ٤٢٢١
- عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة - أم كرز ٤٢٢٣
- عهد إليّ رسول الله ﷺ أن لا يحبني إلا مؤمن - علي بن أبي طالب ٥٠٢٥
- عوذوا بالله عز وجل من عذاب الله - أبو هريرة
- . ... ٥٥١٥، ٥٥١٨
- عوذوا بالله من عذاب القبر - أبو هريرة ......
- . ... ٥٥١٠، ٥٥١١

غ

- غابت الشمس ورسول الله ﷺ بمكة - جابر ابن عبدالله ٥٩٤
- غارت أمكم كلوا - أنس بن مالك ٣٤٠٧
- غدوة في سبيل الله أو روحة خير مما طلعت عليه الشمس وغربت - أبو أيوب الأنصاري ٣١٢١
- الغدوة والروحة في سبيل الله عز وجل أفضل من الدنيا وما فيها - سهل بن سعد ٣١٢٠
- غدونا مع رسول الله ﷺ إلى عرفات فمنا الملبي ومنا المكبر - ابن عمر ٣٠٠٢
- غدونا مع رسول الله ﷺ من منى إلى عرفة فمنا الملبي ومنا المكبر - ابن عمر ٣٠٠١
- غرب عمر رضي الله عنه ربيعة بن أمية في الخمر - سعيد بن المسيب ٥٦٧٩
- غربها إن شئت - ابن عباس ٣٤٩٤
- غرة عبد أو أمة - حجاج بن مالك الأسلمي . ٣٣٣١
- الغزو غزوان فأما من ابتغى وجه الله وأطاع الإمام وأنفق الكريمة - معاذ بن جبل ٤٢٠٠
- الغزو غزوان - معاذ بن جبل ٣١٩٠
- غزوت مع رسول الله ﷺ ست غزوات نأكل الجراد - عبدالله بن أبي أوفى ٤٣٦٢
- غزوت مع رسول الله ﷺ في غزوة تبوك فاستأجرت أجيرا - يعلى بن أمية ٤٧٧٢
- غزوت مع رسول الله ﷺ قبل نجد فوازينا العدو وصاففناهم - عبدالله بن عمر ١٥٤٠
- غزونا مع رسول الله ﷺ سبع غزوات فكنا نأكل الجراد - عبدالله بن أبي أوفى ٤٣٦١
- الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم - أبو سعيد الخدري ١٣٧٦
- غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم - أبو سعيد الخدري ١٣٧٨

- غضب أبو بكر على رجل غضبا شديدا حتى تغير لونه - أبو برزة الأسلمي ٤٠٨٠
- غفر الله لكم - الحارث بن عمرو ٤٢٣٢
- غيروا أو اخضبوا - جابر بن عبدالله ٥٢٤٤
- غيروا الشيب ولا تشبهوا باليهود - ابن عمر . ٥٠٧٦
- غيروا الشيب ولا تشبهوا باليهود - الزبير بن العوام ٥٠٧٧
- غيروا هذا بشيء واجتنبوا السواد - جابر بن عبدالله ٥٠٧٩

ف

- فإذا أتاك الله مالا فلير أثره عليك - مالك بن نضلة ٥٢٢٥
- فارجعه - النعمان بن بشير ٣٧٠٣
- فاستعن عليه من حولك من المسلمين - سفيان الثوري ٤٠٨٦
- فاعتزلها حتى تفعل ما أمرك الله عز وجل - عكرمة مولى ابن عباس ٣٤٨٨
- فاعتزلها حتى تقضي ماعليك - عكرمة مولى ابن عباس ٣٤٨٩
- فأعني على نفسك بكثرة السجود - ربيعة بن كعب الأسلمي ١١٣٩
- فأكون أول من يجيز فإذا فرغ الله عز وجل من القسط بين خلقه - عطاء بن يزيد ١١٤١
- فإن جبريل أتاني حين رأيت ولم يدخل عليَّ وقد وضعت ثيابك - عائشة ٢٠٣٩
- فإن الحياء من الإيمان - عبدالله بن عمر ٥٠٣٦
- فإن عندي جذعة، خير من شاتي لحم فهل تجزىء عني؟ قال: نعم - البراء بن عازب .. ١٥٨٢
- فإن النار لا تحل شيئا قد حرم - ابن عباس .. ٥٧٣٢
- فانتقلي إلى أم كلثوم فاعتدي عندها - فاطمة بنت قيس ٣٥٧٥
- فانشد بالله - أبو هريرة ٤٠٨٧
- فانظر إليها فإنه أجدر أن يؤدم بينكما - المغيرة بن شعبة ٣٢٣٧
- فإني آخر الأنبياء وإنه آخر المساجد - أبو هريرة ٦٩٥
- فإني سقت الهدي وقرنت قال: وقال ﷺ لأصحابه - البراء بن عازب ٢٧٢٦
- فاهد وامكث حراما كما أنت - جابر بن عبدالله ٢٧٤٥
- فأي الصدقة أفضل؟ قال: سقي الماء فتلك سقاية سعد بالمدينة - سعد بن عبادة ٣٦٩٦
- فأين أنت عن البيض الغر ثلاث عشرة وأربع عشرة وخمس عشرة - أبو ذر الغفاري ٤٣١٦
- فأين درعك الحطمية؟ - ابن عباس ٣٣٧٨
- فبصرت عيناي رسول الله ﷺ على جبينه وأنفه أثر الماء والطين - أبو سعيد الخدري . ١٠٩٦
- فتلت قلائد بدن رسول الله ﷺ بيدي - عائشة ٢٧٨٥
- فتلت قلائد بدن رسول الله ﷺ ثم لم يحرم - عائشة ٢٧٨٦
- فحج عن أبيك واعتمر - أبو رزين العقيلي .. ٢٦٢٢
- فذاك إذًا إن المرأة تنكح على دينها ومالها وجمالها - جابر بن عبدالله ٣٢٢٨
- فذكر النهي عن الذهب بالذهب - أبو سعيد الخدري ٤٥٧٥
- فراش للرجل وفراش لأهله - جابر بن عبدالله ٣٣٨٧
- فرض الله الصلاة على رسوله ﷺ - عائشة .. ٤٥٥
- فرض الله الصلاة على لسان نبيكم ﷺ في الحضر أربعا - ابن عباس ١٥٣٣
- فرض الله عز وجل على أمتي خمسين صلاة - أنس بن مالك وابن حزم ٤٥٠
- فرض رسول الله ﷺ زكاة رمضان على الحر والعبد والذكر والأنثى - ابن عمر ٢٥٠٢
- فرض رسول الله ﷺ زكاة رمضان على كل صغير وكبير - ابن عمر ٢٥٠٤
- فرض رسول الله ﷺ زكاة الفطر صاعا من تمر أو صاعا - ابن عمر ٢٥٠٦
- فرض رسول الله ﷺ صدقة الفطر صاعا من

شعير - أبو سعيد الخدري ٢٥١٣
- فرض رسول الله ﷺ صدقة الفطر على الذَّكر والأنثى - ابن عمر ٢٥٠٣
- فرض رسول الله ﷺ صدقة الفطر على الصغير والكبير - ابن عمر ٢٥٠٧
- فرضت صلاة الحضر على لسان نبيكم ﷺ أربعاً - ابن عباس ١٤٤٢
- فرضت الصلاة على لسان النبي ﷺ في الحضر أربعا - ابن عباس ٤٥٧
- فرفع رسول الله ﷺ يديه حذاء وجهه فقال: أللهمّ! اسقنا - أنس بن مالك ١٥١٦
- فرق رسول الله ﷺ بين أخوي بني العجلان - ابن عمر ٣٥٠٥
- فسكت وسار حتى كاد الشفق أن يغيب ثم نزل فصلى وغاب الشفق - ابن عمر ٥٩٧
- فصل مابين الحلال والحرام الدف - محمد ابن حاطب ٣٣٧١
- فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام - أبو موسى الأشعري ٣٣٩٩
- فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام - عائشة ٣٤٠٠
- الفطرة خمسٌ: الاختتان، والاستحداد، وقص الشارب - أبو هريرة ٩
- الفطرة قص الأظفار، وأخذ الشارب وحلق العانة - ابن عمر ١٢
- فطف بالبيت وبالصفا والمروة وأحل - أبو موسى الأشعري ٢٧٤٣
- فعل رسول الله ﷺ على اثنتي عشرة أوقية ونش - عائشة ٣٣٤٩
- فعل رسول الله ﷺ في هذا المكان مثل هذا - ابن عمر ٦٠٧
- فقاتل: فإن قتلت ففي الجنة، وإن قتلت ففي النار - أبو هريرة ٤٠٨٨
- فقدت رسول الله ﷺ ذات ليلة فظننت أنه ذهب إلى بعض نسائه - عائشة ٣٤١٣
- فقدت النبي ﷺ ذات ليلة فجعلت أطلبه بيدي فوقعت يدي - عائشة ١٦٩
- فقدمت الشام فقضيت حاجتها - كريب مولى ابن عباس ٢١١٣
- فكان رسول الله يجمع بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء - معاذ بن جبل ٥٨٨
- فكان لرسول الله ﷺ ركعتان ولكل رجل من الطائفتين ركعتان ركعتان - أبو هريرة ١٥٤٤
- فلا أشهد على شيء، أليس يسرك أن يكونوا إليك في البر سواء؟ - النعمان بن بشير ٣٧١٠
- فلا تشهدني إذا، فإني لا أشهد على جور - النعمان بن بشير الأنصاري ٣٧١١
- فلا تشهدني على جور - بشير بن سعد ٣٧١٣
- فلا تعرضن علي بناتكن ولا اخواتكن - أم حبيبة ٣٢٨٧
- فلا تفعلوا ازرعوها أو أزرعوها أو أمسكوها - ظهير بن رافع ٣٩٥٥
- فلم تبكي مازالت الملائكة تظله بأجنحتها حتى رفع - جابر بن عبدالله ١٨٤٣
- فلما جلست بين يديه قلت: يارسول الله! إن من توبتي أن أنخلع من مالي - كعب بن مالك ٣٨٥٥
- فلو كنت ثم لأريتكم قبره إلى جانب الطريق تحت الكثيب الأحمر - أبو هريرة ٢٠٩١
- فلولا كان هذا قبل أن تأتيني به يا أبا وهب - صفوان بن أمية ٤٨٨٣
- فليصلها أحدكم من الغد لوقتها - أبو قتادة الأنصاري ٦١٨
- فما برح حتى نزلت ﴿غير أولي الضرر - البراء بن عازب ٣١٠٤
- فنهى رسول الله ﷺ أن تؤخذ في الصدقة الرذالة - أبو أمامة بن سهل بن حنيف ٢٤٩٤
- فهذه وهذه سواء الإبهام والخنصر - ابن

عباس ٤٨٥٢
- فهل لك من إبل؟ - أبو هريرة ٣٥١٠
- فهلا بكرا تلاعبها وتلاعبك؟ - جابر بن عبدالله ٣٢٢١
- فهلا قبل الآن؟ - عطاء بن أبي رباح ٤٨٨٤
- فهي له بتلة لا يجوز للمعطي منها شرط ولا ثنيا - جابر بن عبدالله ٣٧٧٨
- فوالله! ماصليتها - عمر بن الخطاب ١٣٦٧
- في الأسنان خمس من الإبل - عبدالله بن عمرو ٤٨٤٥
- في الأصابع عشر عشر - أبو موسى الأشعري ٤٨٤٧
- في حجة النبي ﷺ فلما أتى ذا الحليفة - جابر بن عبدالله ٢٧٥٧
- في الذي يدرك صيده بعد ثلاث فليأكله إلا أن ينتن - أبو ثعلبة ٤٣٠٨
- في رجل تزوج امرأة فمات ولم يدخل بها - عبدالله بن مسعود ٣٣٥٨
- في رجل قال لرجل: أستكري منك إلى مكة بكذا - حماد وقتادة ٣٨٩١
- في الرجل يأتي امرأته وهي حائض - ابن عباس .... ٢٩٠، ٣٧٠
- في الرجل يكون له المرأة يطلقها ثم يتزوجها رجل آخر فيطلقها قبل أن يدخل بها - ابن عمر ٣٤٤٣
- في سورة النحل ﴿من كفر بالله من بعد إيمانه - ابن عباس ٤٠٧٤
- في عبدين متفاوضين كاتب أحدهما قال - ابن شهاب الزهري ٣٩٧٠
- في الغلام شاتان مكافأتان وفي الجارية شاة - أم كرز ٤٢٢٠
- في الغلام عقيقة، فأهريقوا عنه دما وأميطوا عنه الأذى - سلمان بن عامر الضبي ٤٢١٩
- في قوله ﴿إن الذين يأكلون - ابن عباس ٣٧٠٠
- في قوله: ﴿ما ننسخ من آية - ابن عباس ..... - .... ٣٥٢٩، ٣٥٨٤
- في قوله ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون - ابن عباس ٣٥٧٣
- في قوله عز وجل ﴿سبعا من المثاني﴾ قال: السبع الطول - ابن عباس ٩١٧
- في قوله عز وجل ﴿وعلى الذين يطيقونه - ابن عباس ٢٣١٩
- في كل إبل سائمة في كل أربعين ابنة لبون - معاوية بن حيدة ٢٤٤٦
- في كل إبل سائمة من كل أربعين ابنة لبون، لا يفرق - معاوية بن حيدة ٢٤٥١
- في كل صلاة قراءة، فما أسمعنا رسول الله ﷺ أسمعناكم - أبو هريرة ٩٧١
- في مثل صلصلة الجرس فيفصم عني وقد وعيت عنه وهو أشده عليَّ - عائشة ٩٣٤
- فيما استطعت والنصح لكل مسلم - جرير بن عبدالله ٤١٩٤
- فيما استطعتن وأطقتن - أميمة بنت رقيقة ٤١٩٥
- فيما سقت السماء والأنهار والعيون أو كان بعلا العشر - عبدالله بن عمر ٢٤٩٠
- فيما سقت السماء والأنهار والعيون العشر - جابر بن عبدالله ٢٤٩١

ق

- قاتل الله اليهود حُرِّمت عليهم الشحوم فجملوها - ابن عباس ٤٢٦٢
- القاتل والمقتول في النار - وائل الحضرمي . ٤٧٣٣
- القاضي إذا أكل الهدية فقد أكل السحت - مسروق ٥٦٦٨
- قال الله تعالى إذا أحب عبدي لقائي أحببت لقاءه - أبو هريرة ١٨٣٦
- قال الله عز وجل الصوم لي وأنا أجزي به - عبدالله بن مسعود ٢٢١٤
- قال الله عز وجل: كذبني ابن آدم ولم يكن ينبغي له أن يكذبني - أبو هريرة ٢٠٨٠
- قال الله عزوجل: كل عمل ابن آدم له إلا

الصيام هو لي وأنا أجزي به – أبو هريرة .....
– . ... ٢٢١٩، ٢٢٢٠
– قال رجل لأتصدقن بصدقة فخرج بصدقته فوضعها في يد سارق – أبو هريرة ٢٥٢٤
– قال سليمان بن داود لأطوفن الليلة على تسعين امرأة – أبو هريرة ٣٨٦٢
– قال طلحة لأهل الكوفة في النبذ: فتنة يربو فيها الصغير ويهرم فيها الكبير – ابن شبرمة .. ٥٧٦٠
– قال لي رسول الله ﷺ قل: قلت: وما أقول؟ قال – عقبة بن عامر الجهني ٥٤٣٣
– قال لي عمران بن حصين تمتعنا مع رسول الله ﷺ – مطرف بن عبدالله ٢٧٢٩
– قال لي كعب بن عجرة ألا أهدي لك هدية: قلنا – ابن أبي ليلى ١٢٩٠
– قال لي محمد بن سيرين: سل الحسن ممن سمع حديثه في العقيقة؟ – حبيب بن الشهيد ٤٢٢٦
– قال المشركون: إنا لنرى صاحبكم يعلمكم الخواءة – سلمان الفارسي ٤٩
– قالت فاطمة بنت أبي حبيش لرسول الله ﷺ: لا أطهر أفأدع الصلاة؟ – عائشة ٣٦٦
– قام رسول الله ﷺ ثم قعد – علي بن أبي طالب ٢٠٠١
– قام رسول الله ﷺ حين أنزل عليه ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾ – أبو هريرة ٣٦٧٧
– قام رسول الله ﷺ وقام الناس معه فكبَّر وكَبَّروا – عبدالله بن عباس ١٠٣٥
– قام النبي ﷺ حتى تورمت قدماه – المغيرة ابن شعبة ١٦٤٥
– قام النبي ﷺ وأصحابه لجنازة يهودي – جابر بن عبد الله .... ١٩٢٩، ١٩٣٠
– قبل عدتهن – ابن عباس ٣٤٢٢
– قتال المؤمن كفر وسبابه فسوق – عبدالله بن مسعود ٤١١٨
– قتال المسلم كفر، وسبابه فسوق – سعد بن أبي وقاص ٤١٠٩
– قتل رجل رجلا على عهد رسول الله ﷺ – ابن عباس ٤٨٠٧
– قتل المؤمن أعظم عند الله من زوال الدنيا – بريدة بن الحصيب ٣٩٩٥
– قتل المؤمن أعظم عند الله من زوال الدنيا – عبدالله بن عمرو .... ٣٩٩٣، ٣٩٩٤
– قتيل الخطأ شبه العمد بالسوط أو العصا مائة من الإبل – عبدالله بن عمرو ٤٧٩٥
– قحط المطر عاما فقام بعض المسلمين إلى النبي ﷺ في يوم جمعة – أنس بن مالك ١٥٢٨
– قد أجبتك – أنس بن مالك ٢٠٩٥
– قد اصطنعنا خاتما ونقشنا عليه نقشا فلا ينقش عليه – أنس بن مالك ٥٢٨٣
– قد أكثرت عليكم في السواك – أنس بن مالك . ٦
– قد أنزل الله عز وجل فيك وفي صاحبتك فائت بها – عاصم بن عدي ٣٤٩٦
– قد أنكحتكها على مامعك من القرآن – سهل ابن سعد ٣٢٨٢
– قد أوحي إلي أنكم تفتنون في القبور قريبا من فتنة الدجال – أسماء بنت أبي بكر ٢٠٦٤
– قد جاءك شيطانك – عائشة ٣٤١٢
– قد حللت حين وضعت حملك – سبيعة بنت الحارث الأسلمية ٣٥٥٠
– قد خير رسول الله ﷺ نساءه أو كان طلاقا – عائشة ٣٢٠٤
– قد خير رسول الله ﷺ نساءه فلم يكن طلاقا – عائشة .... ٣٤٧٢ – ٣٤٧٤
– قد رأيت الذي صنعتم فلم يمنعني من الخروج إليكم إلا أني خشيت – عائشة ١٦٠٥
– قد سمعت في هؤلاء تأذين إنسان حسن الصوت فأرسل إلينا – أبو محذورة ٦٣٤
– قد عرفت أن بعضكم قد خالجنيها – عمران ابن حصين ٩١٩

- قد عفوت عن الخيل والرقيق، - علي بن أبي طالب .... ٢٤٧٩، ٢٤٨٠
- قد علمت أن بعضكم قد خالجنيها - عمران ابن حصين ٩١٨
- قد علمت أن النبي ﷺ قد فعله، ولكن كرهت أن يظلوا - عمر بن الخطاب ٢٧٣٦
- قد غفر له - محجن بن الأدرع ١٣٠٢
- قد غلبنا عليك أبا الربيع - جابر بن عتيك ١٨٤٧
- قد كانت إحداكن تجلس حولا، وإنما هي أربعة أشهر وعشرا - أم سلمة وأم حبيبة ٣٥٣٢
- قد كانت إحداكن تحد السنة ثم ترمي بالبعرة على رأس الحرل - أم سلمة ٣٥٦٩
- قد نزل فيك وفي صاحبتك فاذهب فائت بها - سهل بن سعد الساعدي ٣٤٣١
- قد نهى رسول الله ﷺ اليوم عن شيء كان لكم رافقا - أسيد بن رافع بن خديج ٣٩٥٦
- قدم أعراب من عرينة إلى نبي الله ﷺ فأسلموا - أنس بن مالك ٤٠٤٠
- قدم أعراب من عرينة إلى النبي ﷺ فأسلموا فاجتووا المدينة - أنس بن مالك ٣٠٧
- قدم رسول الله ﷺ المدينة فصلى نحو بيت المقدس - البراء بن عازب ٤٩٠
- قدم رسول الله ﷺ المدينة فصلى نحو بيت المقدس ستة عشر شهراً - البراء بن عازب .. ٧٤٣
- قدم رسول الله ﷺ فطاف بالبيت سبعا وصلى خلف المقام - ابن عمر ٢٩٦٣
- قدم رسول الله ﷺ وأصحابه لصبح رابعة - ابن عباس ٢٨٧٣
- قدم على رسول الله ﷺ ثمانية نفر من عكل - أنس بن مالك ٤٠٣١
- قدم ناس من العرب على رسول الله ﷺ فأسلموا - سعيد بن المسيب ٤٠٤١
- قدم النبي ﷺ مكة صبيحة رابعة مضت من ذي الحجة - جابر بن عبدالله ٢٨٧٥
- قدم وفد ثقيف على رسول الله ﷺ ومعهم هديه فقال: أهدية أم صدقة؟ - عبدالرحمن ابن علقمة الثقفي ٣٧٨٩
- قدم وفد عبد القيس على رسول الله ﷺ فسألوه فيما ينبذون - عائشة ٥٦٤١
- قدمت المدينة فقلت: لأنظرن إلى صلاة رسول الله ﷺ - وائل بن حجر ١١٠٣
- قده بيدك - ابن عباس ٣٨٤٢
- قرأ رسول الله ﷺ بمكة سورة النجم فسجد وسجد من عنده - المطلب بن أبي وداعة ٩٥٩
- قرأت كتاب رسول الله ﷺ الذي كتب لعمرو ابن حزم - ابن شهاب الزهري ٤٨٥٩
- قرن الحج والعمرة فطاف طوافا واحداً وقال: هكذا - ابن عمر ٢٩٣٥
- قسم رسول الله ﷺ بين أصحابه أضاحي - عقبة بن عامر ٤٣٨٦
- قصرت عن رسول الله ﷺ على المروة بمشقص أعرابي - معاوية ٢٩٩١
- قضاني رسول الله ﷺ وزادني - جابر بن عبدالله ٤٥٩٥
- قضى رسول الله ﷺ بالشفعة في كل شركة لم تقسم ربعة وحائط - جابر بن عبدالله ٤٧٠٥
- قضى رسول الله ﷺ بالشفعة والجوار - جابر ابن عبدالله ٤٧٠٩
- قضى رسول الله ﷺ دية الخطأ عشرين بنت مخاض - ابن مسعود ٤٨٠٦
- قضى رسول الله ﷺ في جنين امرأة من بني لحيان - أبو هريرة ٤٨٢١
- قضى رسول الله ﷺ في الجنين غرة - حمل ابن مالك ٤٨٢٠
- قضى رسول الله ﷺ في المكاتب يقتل بدية الحر - ابن عباس ٤٨١٢
- قضى رسول الله ﷺ في المكاتب يودى بقدر ما أدى - ابن عباس ٤٨١٤

- قضى نبي الله ﷺ أن العمرى جائزة - شريح . ٣٧٨٦
- قطع أبو بكر رضي الله عنه في مجن - أنس ابن مالك ٤٩١٦
- قطع رسول الله ﷺ في ربع دينار - عائشة ٤٩١٨
- قطع رسول الله ﷺ في مجن ثمنه ثلاثة دراهم - عبدالله بن عمر ٤٩١١
- قطع رسول الله ﷺ في مجن قيمته خمسة دراهم - عبدالله بن عمر ٤٩١٠
- قطع رسول الله ﷺ يد سارق وعلق يده في عنقه - فضالة بن عبيد ٤٩٨٥
- القطع في ربع دينار فصاعدا - عائشة ....
- . ... ٤٩٣٠، ٤٩٣٤
- قل أعوذ بك من شر سمعي وشر بصري - شكل بن حميد ٥٤٤٦
- قل أعوذ بك من شر سمعي وشر بصري - شكل بن حميد ٥٤٥٧
- قل: اللهم اهدني فيمن هديت، وعافني فيمن عافيت - الحسن بن علي ١٧٤٧
- قل: اللهم! إني ظلمت نفسي ظلماً كثيراً - أبو بكر الصديق ١٣٠٣
- قل: اللهم! اهدني وسددني - علي بن أبي طالب ٥٢١٥
- قل: اللهم! سددني واهدني ونهاني عن الجلوس - علي بن أبي طالب ٥٣٧٨
- قل: اللهم! عافني من شر سمعي وبصري - شكل بن حميد ٥٤٥٨
- قل: سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر - ابن أبي أوفى ٩٢٥
- قل: لا إله إلا الله وحده لا شريك له ثلاث مرات - سعد بن أبي وقاص ٣٨٠٧
- قل لا إله إلا الله وحده لا شريك له الملك - سعد بن أبي وقاص ٣٨٠٨
- قل هو الله أحد والمعوذتين حين تمسي وحين تصبح - عبدالله بن خبيب ٥٤٣٠
- ﴿قل هو الله أحد﴾ ثلث القرآن - أبو أيوب الأنصاري ٩٩٧
- قلت لابن عباس كيف أصلي بمكة إذا لم أصل في جماعة؟ - موسى بن سلمة ١٤٤٤
- قلت لابن عباس: هل لمن قتل مؤمنا متعمدا من توبة؟ - سعيد بن جبير ٤٠٠٦
- قلت لابن عمر: أخبرني عن صلاة رسول الله ﷺ كيف كانت؟ - واسع بن حبان ١٣٢٢
- قلت لابن عمر: رجل طلق امرأته وهي حائض - يونس بن جبير ٣٤٢٩
- قلت لأنظرن إلى صلاة رسول الله ﷺ كيف يصلي؟ - وائل بن حجر ٨٩٠
- قلت لأنظرن إلى صلاة رسول الله ﷺ كيف يصلي - وائل بن حجر .... ١٢٦٦، ١٢٦٩
- قلت لأيوب: هل علمت أحدا قال في - أمرك بيدك - أنها ثلاث غير الحسن؟ - حماد بن زيد ٣٤٣٩
- قلت لجابر بن زيد: مايقطع الصلاة؟ - قتادة ٧٥٢
- قلت لجابر بن سمرة: كنت تجالس رسول الله ﷺ؟ - سماك بن حرب ١٣٥٩
- قلت لسلمة بن الأكوع على أي شيء بايعتم النبي ﷺ يوم الحديبية؟ - يزيد بن أبي عبيد . ٤١٦٤
- قلت لعائشة: أكان رسول الله ﷺ يصلي صلاة الضحى؟ - عبدالله بن شقيق ... ٢١٨٦، ٢١٨٧
- قلت لعائشة: فينا رجلان من أصحاب النبي ﷺ أحدهما يعجل الإفطار - أبو عطية ......
- . ... ٢١٦٠، ٢١٦١
- قلت لعطاء: عبد أؤاجره سنة بطعامه وسنة أخرى بكذا وكذا؟ - ابن جريج ٣٨٩٢
- قلت يا أم المؤمنين! أنبئيني عن وتر رسول الله ﷺ قالت - سعد بن هشام ١٣١٦
- قلت: يارسول الله! أرأيت ابن عم لي: أتيته أسأله فلا يعطيني - مالك بن نضلة ٣٨١٩
- قلنا: يارسول الله! السلام عليك قد عرفناه

فكيف الصلاة؟ - كعب بن عجرة .... ١٢٨٨، ١٢٨٩
- قلنا: يارسول الله! كيف الصلاة عليك؟
قال: قولوا - طلحة بن عبيد الله التيمي ١٢٩١
- قم فاركع - جابر بن عبد الله ١٤١٠
- قمنا مع رسول الله ﷺ في شهر رمضان ليلة
ثلاث وعشرين - النعمان بن بشير ١٦٠٧
- قنت رسول الله ﷺ شهرا بعد الركوع يدعو
على رعل وذكوان وعصية - أنس بن مالك .. ١٠٧١
- قولوا: اللهم! إنا نعوذ بك من عذاب جهنم
- عبدالله بن عباس ٥٥١٤
- قولوا: اللهم! صلِّ على محمد عبدك ورسولك
كما صليت على إبراهيم - أبو سعيد الخدري ... ١٢٩٤
- قولي السلام على أهل الديار من المؤمنين
والمسلمين - عائشة ٢٠٣٩
- قولي: لبيك اللهم! لبيك ومحلي من الأرض
- ضباعة بنت الزبير بن عبدالمطلب ٢٧٦٧
- قوم يخضبون بهذا السواد آخر الزمان - ابن
عباس ٥٠٧٨
- قوموا فأصلي لكم - أنس بن مالك ٨٠٢
- قيل لابن عباس في امرأة وضعت بعد وفاة
زوجها - أبو سلمة بن عبدالرحمن ٣٥٤١
- قيل للنبي ﷺ أمرنا أن نصلي عليك ونسلم -
أبو مسعود الأنصاري ١٢٨٧

ك

- كان ابن شبرمة لا يشرب إلا الماء واللبن -
جرير بن عبدالحميد ٥٧٦١
- كان ابن عمر إذا استجمر استجمر بالألوة
غير مطراة - نافع ٥١٣٨
- كان ابن عمر إذا سئل عن الرجل طلق امرأته
وهي حائض - نافع ٣٥٨٧
- كان ابن عمر لا يزيد في السفر على ركعتين لا
يصلي قبلها ولا بعدها - وبرة بن عبدالرحمن ١٤٥٨
- كان ابن عمر يأخذ كراء الأرض فبلغه عن
رافع بن خديج شيء - نافع مولى ابن عمر .. ٣٩٤٠
- كان ابن المسيب يقول: ليس باستكراء
الأرض بالذهب والورق بأس - الزهري ٣٩٣٧
- كان أبي يقول في دبر كل صلاة: اللهم! إني
أعوذ بك من الكفر والفقر - مسلم بن أبي بكرة . ١٣٤٨
- كان أحب الثياب إلى نبي الله ﷺ الحبرة -
أنس بن مالك ٥٣١٧
- كان أحب الشهور إلى رسول الله ﷺ أن
يصومه شعبان - عائشة ٢٣٥٢
- كان آخر أذان بلال: الله أكبر الله أكبر لا إله
إلا الله - الأسود بن يزيد النخعي ٦٥١
- كان آخر الأمرين من رسول الله ﷺ ترك
الوضوء مما مست النار - جابر بن عبدالله ... ١٨٥
- كان إذا ادهن رأسه لم ير منه - جابر بن سمرة ٥١١٧
- كان إذا دخلت العشر أحيا رسول الله ﷺ
الليل - عائشة ١٦٤٠
- كان الأذان على عهد رسول الله ﷺ مثنى
مثنى - ابن عمر ٦٢٩
- كان الأذان على عهد رسول الله ﷺ مثنى
مثنى - ابن عمر ٦٦٩
- كان أنس يأمرنا بالتذنوب فيقرض - قتادة بن
دعامة ٥٥٦٧
- كان بلال يؤذن إذا جلس رسول الله ﷺ على
المنبر يوم الجمعة - السائب بن يزيد ١٣٩٥
- كان بنو إسرائيل عليهم القصاص وليس
عليهم الدية - مجاهد ٤٧٨٦
- كان ثمن المجن على عهد رسول الله ﷺ
عشرة دراهم - عبدالله بن عمرو ٤٩٥٩
- كان ثمن المجن على عهد رسول الله ﷺ
يقوم - ابن عباس ٤٩٥٤
- كان خاتم رسول الله ﷺ من فضة وكان فصه
منه - أنس بن مالك ٥٢٠١
- كان خاتم النبي ﷺ حديدا ملويا عليه فضة -
معيقيب الدوسي ٥٢٠٨
- كان خاتم النبي ﷺ من فضة فصه منه - أنس

ابن مالك ٥٢٠٣
- كان خاتم النبي ﷺ من فضة وفصه منه - أنس بن مالك ٥٢٨٢
- كان رأس رسول الله ﷺ في حجر إحدانا وهي حائض - عائشة .... ٢٧٥، ٣٨١
- كان الرجال والنساء يتوضؤون في زمان رسول الله ﷺ جميعا - ابن عمر ٣٤٣
- كان الرجال والنساء يتوضئون في زمان رسول الله ﷺ جميعا - ابن عمر ٧١
- كان رجل ممن كان قبلكم يسيء الظن بعمله - حذيفة بن اليمان ٢٠٨٢
- كان رجل من الأنصار أسلم ثم ارتد ولحق بالشرك ثم تندم - ابن عباس ٤٠٧٣
- كان رجل يداين الناس - أبو هريرة ٤٦٩٩
- كان الرجل يكلم صاحبه في الصلاة بالحاجة على عهد رسول الله ﷺ - زيد بن أرقم ١٢٢٠
- كان رسول الله ﷺ أجود الناس - عبدالله بن عباس ٢٠٩٧
- كان رسول الله ﷺ إذا أخذ مضجعه جعل كفه اليمنى تحت خده الأيمن - حفصة ٢٣٦٩
- كان رسول الله ﷺ إذا أراد أن يأكل أو ينام وهو جنب توضأ - عائشة ٢٥٦
- كان رسول الله إذا أراد أن يحرم، ادهن بأطيب مايجده - عائشة ٢٧٠١
- كان رسول الله ﷺ إذا أراد أن يعتكف صلى الصبح ثم دخل في المكان - عائشة ٧١٠
- كان رسول الله ﷺ إذا أراد أن ينام وهو جنب توضأ - عائشة ٢٥٨
- كان رسول الله ﷺ إذا ارتحل قبل أن تزيغ الشمس - أنس بن مالك ٥٨٧
- كان رسول الله ﷺ إذا اغتسل أفرغ على رأسه ثلاثا - جابر بن عبدالله ٤٢٦
- كان رسول الله ﷺ إذا اغتسل من الجنابة دعا بشيء نحو الحلاب - عائشة ٤٢٤
- كان رسول الله ﷺ إذا اغتسل من الجنابة غسل يديه - عائشة ٤٢٠
- كان رسول الله ﷺ إذا اغتسل من الجنابة غسل يديه - عائشة ٤٢٣
- كان رسول الله ﷺ إذا اغتسل من الجنابة يبدأ فيغسل يديه - ميمونة بنت الحارث ٤١٩
- كان رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة قال: سبحانك اللهم - أبو سعيد الخدري ٩٠١
- كان رسول الله ﷺ إذا أوتر بتسع ركعات لم يقعد إلا في الثامنة - عائشة ١٧٢٠
- كان رسول الله ﷺ إذا جد به السير أو حزبه أمر - ابن عمر ٦٠٠
- كان رسول الله ﷺ إذا جلس في الثنتين أو في الأربع - عبدالله بن الزبير ١١٦٢
- كان رسول الله ﷺ إذا خطب يستند إلى جذع نخلة من سواري المسجد - جابر بن عبدالله ١٣٩٧
- كان رسول الله ﷺ إذا دخل الخلاء أحمل أنا وغلام معي نحوي إداوة - أنس بن مالك ٤٥
- كان رسول الله ﷺ إذا دخل الخلاء قال: اللهم إني أعوذ بك - أنس بن مالك ١٩
- كان رسول الله ﷺ إذا سافر فركب راحلته قال بإصبعه - أبو هريرة ٥٥٠٣
- كان رسول الله ﷺ إذا سجد خوى بيديه حتى يرى وضح إبطيه - ميمونة ١١٤٨
- كان رسول الله ﷺ إذا سكت المؤذن بالأولى من صلاة الفجر قام - عائشة ١٧٦٣
- كان رسول الله ﷺ إذا صلى الفجر قعد في مصلاه حتى تطلع الشمس - جابر بن سمرة . ١٣٥٨
- كان رسول الله ﷺ إذا طلع الفجر لا يصلي إلا ركعتين خفيفتين - حفصة ٥٨٤
- كان رسول الله ﷺ إذا طلع الفجر لا يصلي إلا ركعتين خفيفتين - حفصة ١٧٧٧
- كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة يكبر حين يقوم - أبو هريرة ١١٥١

- كان رسول الله ﷺ إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك - حذيفة بن اليمان ٢
- كان رسول الله ﷺ إذا قام يتهجد من الليل يشوص فاه بالسواك - حذيفة بن اليمان ١٦٢٣
- كان رسول الله ﷺ إذا كان الحر أبرد بالصلاة - أنس بن مالك ٥٠٠
- كان رسول الله ﷺ إذا كان عندي بعد العصر صلاهما - عائشة ٥٧٧
- كان رسول الله ﷺ إذا لقي الرجل من أصحابه ماسحه ودعا له - حذيفة بن اليمان . ٢٦٨
- كان رسول الله ﷺ حين يقدم مكة يستلم الركن الأسود - عبدالله بن عمر ٢٩٤٥
- كان رسول الله ﷺ رجلا مربوعا عريض مابين المنكبين - البراء بن عازب ٥٢٣٤
- كان رسول الله ﷺ في سفر فقرأ في العشاء في الركعة الأولى - البراء بن عازب ١٠٠٢
- كان رسول الله ﷺ كثيرا ما يدعو بهؤلاء الكلمات - عائشة ٥٤٦٨
- كان رسول الله ﷺ لا يتوضأ بعد الغسل - عائشة ٢٥٣
- كان رسول الله ﷺ لا يتوضأ بعد الغسل - عائشة ٤٣٠
- كان رسول الله ﷺ لا يدع أربعًا قبل الظهر - عائشة ١٧٥٩
- كان رسول الله ﷺ لا يرفع يديه في شيء من الدعاء إلا في الاستسقاء - أنس بن مالك ... ١٥١٤
- كان رسول الله ﷺ لا يصلي في لحفنا - عائشة ٥٣٦٨
- كان رسول الله ﷺ لا يفطر أيام البيض في حضر ولا سفر - ابن عباس ٢٣٤٧
- كان رسول الله ﷺ نازلا بين ضجنان وعسفان محاصر المشركين - أبو هريرة ١٥٤٥
- كان رسول الله ﷺ يؤخر العشاء الآخرة - جابر بن سمرة ٥٣٤
- كان رسول الله ﷺ يأتي قباء راكبا وماشيا - ابن عمر ٦٩٩
- كان رسول الله ﷺ يأمر إحدانا إذا كانت حائضا أن تشد إزارها - عائشة .... ٢٨٦، ٣٧٣
- كان رسول الله ﷺ يأمر بالتخفيف ويؤمنا بالصافات - عبد الله بن عمر ٨٢٧
- كان رسول الله ﷺ يأمر بصيام ثلاثة أيام: أول خميس - أم سلمة ٢٤٢١
- كان رسول الله ﷺ يأمرنا إذا كنا مسافرين أن نمسح على خفافنا - صفوان بن عسال ١٢٧
- كان رسول الله ﷺ يأمرنا أن يمسح المقيم يوما وليلة - علي بن أبي طالب ١٢٩
- كان رسول الله ﷺ يأمرنا بالصدقة، فما يجد أحدنا شيئا يتصدق - أبو مسعود ٢٥٣٠
- كان رسول الله ﷺ يأمرنا بصيام أيام الليالي الغر البيض - قدامة بن ملحان ٢٤٣٤
- كان رسول الله ﷺ يباشر المرأة من نسائه وهي حائض - ميمونة .... ٢٨٨، ٣٧٦
- كان رسول الله ﷺ يتحرى يوم الاثنين والخميس - عائشة .... ٢٣٦٣ - ٢٣٦٥
- كان رسول الله ﷺ يتعوذ من خمس - عمر بن الخطاب ٥٤٨٣
- كان رسول الله ﷺ يتعوذ من عذاب جهنم - أبو هريرة ٥٥١٩
- كان رسول الله ﷺ يتعوذ من عين الجان وعين الإنس - أبو سعيد الخدري ٥٤٩٦
- كان رسول الله ﷺ يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع - عائشة ٣٤٨
- كان رسول الله ﷺ يتوضأ بمكوك ويغتسل - أنس بن مالك ٣٤٦
- كان رسول الله ﷺ يتوضأ بمكوك ويغتسل بخمسة مكاكي - أنس بن مالك ٧٣
- كان رسول الله ﷺ يتوضأ بمكوك ويغتسل بخمسة مكاكي - أنس بن مالك ٢٣٠

- كان رسول الله ﷺ يتوضأ لكل صلاة - سفيان الثقفي ١٣٣
- كان رسول الله ﷺ يجعل في قسم الغنائم عشرا من الشاء ببعير - رافع بن خديج ٤٣٩٦
- كان رسول الله ﷺ يحب التيامن يأخذ بيمينه ويعطي بيمينه - عائشة ٥٠٦٢
- كان رسول الله ﷺ يحث في خطبته على الصدقة - أنس بن مالك ٤٠٥٢
- كان رسول الله ﷺ يخرج إلي رأسه من المسجد وهو مجاور - عائشة ٢٧٧
- كان رسول الله ﷺ يخرج من الخلاء فيقرأ القرآن ويأكل معنا اللحم - علي بن أبي طالب ٢٦٦
- كان رسول الله ﷺ يخطب قائما ثم يقعد قعدة ثم يقوم - جابر بن عبدالله ١٥٧٥
- كان رسول الله ﷺ يدعوني فآكل معه وأنا عارك - عائشة ٢٨٠
- كان رسول الله ﷺ يدني إلي رأسه - عائشة ٣٨٧
- كان رسول الله ﷺ يرفع يديه إذا افتتح الصلاة - ابن عمر ١٠٨٩
- كان رسول الله ﷺ يركع بين النداء والصلاة ركعتين خفيفتين - حفصة ١٧٦٨
- كان رسول الله ﷺ يسئل أيام منى فيقول: لا حرج - ابن عباس ٣٠٦٩
- كان رسول الله ﷺ يسلم عن يمينه حتى يبدو بياض خده - عبدالله بن مسعود ١٣٢٤
- كان رسول الله ﷺ يسبح على الراحلة قبل أي وجه - عبدالله بن عمر ٤٩١
- كان رسول الله ﷺ يصبغ - ابن عمر ٥١١٨
- كان رسول الله ﷺ يصل شعبان برمضان - أم سلمة ٢١٧٨
- كان رسول الله ﷺ يصلي إحدى عشرة ركعة - عائشة ١٧٥٠
- كان رسول الله ﷺ يصلي بالليل وأنا إلى جنبه وأنا حائض وعلي - عائشة ٧٦٩
- كان رسول الله ﷺ يصلي بعد الجمعة ركعتين في بيته - عبدالله بن عمر ١٤٢٩
- كان رسول الله ﷺ يصلي بنا العصر والشمس بيضاء محلقة - أنس بن مالك ٥٠٩
- كان رسول الله ﷺ يصلي حتى تزلع - يعني تشقق - قدماه - أبو هريرة ١٦٤٦
- كان رسول الله ﷺ يصلي الصلاة لوقتها إلا بجمع وعرفات - عبدالله بن مسعود ٣٠١٣
- كان رسول الله ﷺ يصلي الظهر إذا زالت الشمس - أنس بن مالك ٥٥٣
- كان رسول الله ﷺ يصلي الظهر بالهاجرة والعصر - جابر بن عبدالله ٥٢٨
- كان رسول الله ﷺ يصلي على دابته وهو مقبل من مكة - ابن عمر ٤٩٢
- كان رسول الله ﷺ يصلي على الراحلة قبل أي وجه توجه به - عبدالله بن عمر ٧٤٥
- كان رسول الله ﷺ يصلي على راحلته في السفر - ابن عمر ٤٩٣
- كان رسول الله ﷺ يصلي على راحلته في السفر - ابن عمر ٧٤٤
- كان رسول الله ﷺ يصلي عند البيت وملأ من قريش جلوس - عبدالله بن مسعود ٣٠٨
- كان رسول الله ﷺ يصلي فيما بين أن يفرغ من صلاة العشاء إلى الفجر - عائشة ١٣٢٩
- كان رسول الله ﷺ يصلي قائماً وقاعداً - عائشة ١٦٤٨
- كان رسول الله ﷺ يصلي ليلا طويلا فإذا صلى قائما - عائشة ١٦٤٧
- كان رسول الله ﷺ يصلي من الليل تسع ركعات - عائشة ١٧٢٦
- كان رسول الله ﷺ يصلي من الليل تسعا فلما أسن وثقل صلى سبعا - عائشة ١٧١٠
- كان رسول الله ﷺ يصلي من الليل ثمان

ركعات يوتر بثلاث - ابن عباس ١٧٠٨
- كان رسول الله ﷺ يصلي من الليل وأنا راقدة معترضة بينه - عائشة ٧٦٠
- كان رسول الله ﷺ يصوم ثلاثة أيام من غرة كل شهر - عبدالله بن مسعود ٢٣٧٠
- كان رسول الله ﷺ يصوم حتى نقول قد صام - عائشة ٢١٨٥
- كان رسول الله ﷺ يصوم حتى نقول: لا يفطر - عائشة ٢١٧٩
- كان رسول الله ﷺ يصوم حتى نقول: لا يفطر، ويفطر حتى - ابن عباس ٢٣٤٨
- كان رسول الله ﷺ يصوم حتى نقول ما يريد أن يفطر - عائشة ٢٣٤٩
- كان رسول الله ﷺ يصوم حتى نقول: مايفطر - عائشة ٢٣٥٣
- كان رسول الله ﷺ يصوم شعبان إلا قليلاً - عائشة ٢٣٥٧
- كان رسول الله ﷺ يصوم شعبان ورمضان - عائشة ٢١٨٩
- كان رسول الله ﷺ يصوم من كل شهر ثلاثة أيام: الاثنين - أم سلمة ٢٣٦٧
- كان رسول الله ﷺ يصوم من كل شهر ثلاثة أيام: أول اثنين - عائشة زوج النبي ﷺ ٢٤١٧
- كان رسول الله ﷺ يصوم من كل شهر يوم الخميس - حفصة ٢٣٦٨
- كان رسول الله ﷺ يصوم ويفطر - مجاهد بن جبر ٢٢٩٤
- كان رسول الله ﷺ يضحي بكبشين أملحين أقرنين وكان يسمي ويكبر - أنس بن مالك .. ٤٤٢١
- كان رسول الله ﷺ يضع رأسه في حجر إحدانا فيتلو القرآن وهي حائض - ميمونة ...
- .... ٢٧٤، ٣٨٥
- كان رسول الله ﷺ يضع فاه على الموضع الذي أشرب منه - عائشة ٣٧٨
- كان رسول الله ﷺ يعلمنا الاستخارة في الأمور كلها كما يعلمنا السورة من القرآن - جابر بن عبدالله ٣٢٥٥
- كان رسول الله ﷺ يعلمنا التشهد - ابن عباس ١٢٧٩
- كان رسول الله ﷺ يغتسل في الإناء وهو الفرق - عائشة ٤١٠
- كان رسول الله ﷺ يفرغ على يديه ثلاثا ثم يغسل فرجه - عائشة ٢٤٥
- كان رسول الله ﷺ يقرأ بنا في الركعتين الأوليين من صلاة الظهر - أبو قتادة ٩٧٧
- كان رسول الله ﷺ يقرأ في الجمعة بـ ﴿سبح اسم - النعمان بن بشير ١٤٢٥
- كان رسول الله ﷺ يقرأ في الجمعة والعيد بـ ﴿سبح اسم - النعمان بن بشير ١٥٩١
- كان رسول الله ﷺ يقرأ في الركعة الأولى من الوتر - أُبي بن كعب ١٧٠١
- كان رسول الله ﷺ يقرأ في صلاة الجمعة - سمرة بن جندب ١٤٢٣
- كان رسول الله ﷺ يقرأ في الظهر والعصر في الركعتين الأوليين - أبو قتادة .... ٩٧٨، ٩٧٩
- كان رسول الله ﷺ يقرأ في الوتر - أُبي بن كعب ١٧٠٢
- كان رسول الله ﷺ يقرأ في الوتر بـ ﴿سبح اسم ربك - أُبي بن كعب ١٧٣٠
- كان رسول الله ﷺ يقرأ في الوتر بـ ﴿سبح اسم ربك الأعلى - عبدالرحمن بن أبزى ... ١٧٣٨
- كان رسول الله ﷺ يقرأ القرآن على كل حال إلا الجنابة - علي بن أبي طالب ٢٦٧
- كان رسول الله ﷺ يقرأ وهو قاعد فإذا أراد أن يركع قام - عائشة ١٦٥١
- كان رسول الله ﷺ يقطع اليد في ربع دينار - عائشة ٤٩٣٦
- كان رسول الله ﷺ يقول: اللهم إني أعوذ -

عائشة .... ٥٥٢٨، ٥٥٢٩
- كان رسول الله ﷺ يقول: اللهم! إني أعوذ بك من الجوع - أبو هريرة ٥٤٧١
- كان رسول الله ﷺ يقول في ركوعه وسجوده: سبحانك اللهم ربنا - عائشة ١١٢٤
- كان رسول الله ﷺ يقوم الصفوف كما تقوم القداح - النعمان بن بشير ٨١١
- كان رسول الله ﷺ يقوم في الظهر فيقرأ قدر ثلاثين آية في كل ركعة - أبو سعيد الخدري . ٤٧٧
- كان رسول الله ﷺ يكبِّر عشرا ويحمد عشراً ويسبح عشرا ويهلل عشرا - عائشة ١٦١٨
- كان رسول الله ﷺ يكبر في كل خفض ورفع - عبدالله بن مسعود ١٠٨٤
- كان رسول الله ﷺ يكبر في كل رفع ووضع وقيام وقعود - عبدالله بن مسعود ١١٥٠
- كان رسول الله ﷺ يكثر التعوذ من المغرم والمأثم - عائشة ٥٤٧٤
- كان رسول الله ﷺ يكثر الذكر ويقل اللغو ويطيل الصلاة - عبدالله بن أبي أوفى ١٤١٥
- كان رسول الله ﷺ يلتفت في صلاته يمينا وشمالاً - ابن عباس ١٢٠٢
- كان رسول الله ﷺ يناولني الإناء فأشرب منه وأنا حائض - عائشة .... ٢٨٢، ٣٧٩
- كان رسول الله ﷺ ينبذ له في سقاء - جابر بن عبدالله ٥٦٥١
- كان رسول الله ﷺ ينبذ له نبيذ الزبيب - ابن عباس ٥٧٤٢
- كان رسول الله ﷺ ينزل عن المنبر، فيعرض له الرجل فيكلمه - أنس بن مالك ١٤٢٠
- كان رسول الله ﷺ ينهى عن كل مسكر - عائشة ٥٦٨٥
- كان رسول الله ﷺ يهدي من المدينة فأفتل قلائد هديه - عائشة ٢٧٧٧
- كان رسول الله ﷺ يوتر بـ ﴿سبح اسم ربك - أُبي بن كعب ١٧٣١
- كان رسول الله ﷺ يوتر بـ ﴿سبح اسم ربك الأعلى - عبدالرحمن بن أبزى ....
- . ... ١٧٣٥ - ١٧٣٧و١٧٥٢ - ١٧٥٤
- كان رسول الله ﷺ يوتر بثلاث عشرة ركعة - أم سلمة ١٧٠٩
- كان رسول الله ﷺ يوتر بثلاث عشرة ركعة - أم سلمة ١٧٢٨
- كان رسول الله ﷺ يوتر بثلاث: يقرأ في الأولى - ابن عباس ١٧٠٣
- كان رسول الله ﷺ يوتر بخمس وبسبع لا يفصل بينها بسلام ولا بكلام - أم سلمة ... ١٧١٥
- كان رسول الله ﷺ يوتر بسبع أو بخمس لا يفصل بينهن بتسليم - أم سلمة ١٧١٦
- كان زوج بريرة عبدا - عائشة ٣٤٨٢
- كان شعر رسول الله ﷺ إلى أنصاف أذنيه - أنس بن مالك ٥٠٦٤
- كان شعر النبي ﷺ إلى نصف أذنيه - أنس بن مالك ٥٢٣٦
- كان شعر النبي ﷺ شعرا رجلا ليس بالجعد - أنس بن مالك ٥٠٥٦
- كان الصاع على عهد رسول الله ﷺ مدا وثلثا - السائب بن يزيد ٢٥٢١
- كان الصداق إذ كان فينا رسول الله ﷺ عشرة أواق - أبو هريرة ٣٣٥٠
- كان صلاة رسول الله ﷺ ركوعه وسجوده وقيامه - البراء بن عازب ١١٤٩
- كان عبدالله بن الزبير يهلل في دبر الصلاة يقول: لا إله إلا الله وحده لا شريك له - أبو الزبير ١٣٤١
- كان على عمر نذر في اعتكاف ليلة في المسجد الحرام - ابن عمر ٣٨٥٢
- كان علي بن حسين ينبذ له من الليل فيشربه غدوة - أبو جعفر ٥٧٤٤

- كان علي رضي الله عنه يرزق الناس الطلاء - عامر الشعبي ٥٧٢١
- كان عماي، يزرعان بالثلث والربع وأبي شريكهما - عبدالرحمن بن الأسود ٣٩٦٤
- كان الفضل بن عباس رديف رسول الله ﷺ فجاءته امرأة من خثعم - عبدالله بن عباس .. ٢٦٤٢
- كان الفضل بن عباس رديف رسول الله ﷺ فجاءته امرأة من خثعم تستفتيه - عبدالله بن عباس ٥٣٩٣
- كان في بني إسرائيل القصاص ولم تكن فيهم الدية - ابن عباس ٤٧٨٥
- كان في بيتي ثوب فيه تصاوير فجعلته إلى سهوة في البيت - عائشة ٥٣٥٦
- كان في جماعة من الناس فرملوا فلا أراهم رملوا إلا برمله - ابن عمر ٢٩٨١
- كان فيما أنزل الله عز وجل عشر رضعات معلومات يحرمن - عائشة ٣٣٠٩
- كان قدر صلاة رسول الله ﷺ الظهر في الصيف ثلاثة أقدام - عبدالله بن مسعود ٥٠٤
- كان قريظة والنضير وكان النضير أشرف من قريظة - ابن عباس ٤٧٣٦
- كان لا يبالي بعض تأخيرها إلى نصف الليل ولا يحب النوم قبلها - أبو برزة الأسلمي ... ٤٩٦
- كان لرسول الله ﷺ جار فارسي طيب المرقة - أنس بن مالك ٣٤٦٦
- كان لرسول الله ﷺ خاتم فضة يتختم به في يمينه - أنس بن مالك ٥٢٠٠
- كان لرسول الله ﷺ دعوات لا يدعهن - أنس ابن مالك ٥٤٥١
- كان لسعد كروم وأعناب كثيرة - مصعب بن سعد ٥٧١٦
- كان لكم يومان تلعبون فيهما وقد أبدلكم الله بهما - أنس بن مالك ١٥٥٧
- كان للنبي ﷺ قدح من عيدان يبول فيه - أميمة بنت رقيقة ٣٢
- كان لي من رسول الله ﷺ ساعة آتيه فيها - علي بن أبي طالب ١٢١٢
- كان لي من رسول الله ﷺ مدخلان: مدخل بالليل ومدخل بالنهار - علي بن أبي طالب . ١٢١٣
- كان ليهودي على أبي تمر فقتل يوم أحد وترك حديقتين - جابر بن عبدالله ٣٦٦٩
- كان المؤذن إذا أذن، قام ناس من أصحاب النبي ﷺ فيبتدرون السواري - أنس بن مالك ٦٨٣
- كان محمد يقول: الأرض عندي مثل مال المضاربة - ابن عون ٣٩٦٠
- كان من تلبية النبي ﷺ لبيك إله الحق - أبي هريرة ٢٧٥٣
- كان الناس يتحرون بهداياهم يوم عائشة - عائشة ٣٤٠٣
- كان الناس يخرجون عن صدقة الفطر في عهد النبي ﷺ - ابن عمر ٢٥١٨
- كان النبي ﷺ إذا أتي بشيء سأل عنه أهدية أم صدقة؟ - معاوية بن حيدة ٢٦١٤
- كان النبي ﷺ إذا أتي بطيب لم يرده - أنس ابن مالك ٥٢٦٠
- كان النبي ﷺ إذا افتتح الصلاة كبر ورفع يديه - عبدالله بن عمر ١١٤٥
- كان النبي ﷺ إذا أهوى إلى الأرض ساجداً - أبو حميد الساعدي ١١٠٢
- كان النبي ﷺ إذا ركع اعتدل فلم ينصب رأسه ولم يقنعه - أبو حميد الساعدي ١٠٤٠
- كان النبي ﷺ إذا سافر يتعوذ من وعثاء السفر - عبدالله بن سرجس ٥٥٠٢
- كان النبي ﷺ إذا قام من السجدتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه - أبو حميد الساعدي ١١٨٢
- كان النبي ﷺ إذا قام من الليل يتهجد قال:

اللهم! لك الحمد - ابن عباس ١٦٢٠

- كان النبي ﷺ إذا كان في الركعتين اللتين تنقضي فيهما الصلاة - أبو حميد الساعدي . ١٢٦٣

- كان النبي ﷺ إذا نزل منزلا لم يرتحل منه حتى يصلي الظهر - أنس بن مالك ٤٩٩

- كان نبي الله ﷺ يقول: اللهم! إني أعوذ بك من الكسل - أنس بن مالك ٥٤٥٩

- كان نبي الله ﷺ ينهانا عن الإرفاه - رجل من أصحاب النبي ﷺ ٥٠٦١

- كان النبي ﷺ في الركعتين كأنه على الرضف قلت: حتى يقوم قال ذلك يريد - عبدالله بن مسعود ١١٧٧

- كان النبي ﷺ لا يرفع يديه في شيء من دعائه إلا في الاستسقاء - أنس بن مالك ١٧٤٩

- كان النبي ﷺ لا يصلي على رجل عليه دينٌ - جابر بن عبدالله ١٩٦٤

- كان النبي ﷺ وأبو بكر وعمر رضي الله عنهما يستفتحون القراءة بالحمد - أنس بن مالك ٩٠٣

- كان النبي ﷺ يؤتى بالإناء فيصب على يديه ثلاثاً فيغسلهما - أبو سلمة عن عائشة ٢٤٦

- كان النبي ﷺ يتختم بخاتم من ذهب ثم طرحه - ابن عمر ٥٢٩٠

- كان النبي ﷺ يتعوذ من خمس - ابن مسعود ٥٤٤٨

- كان النبي ﷺ يتعوذ من هذه الثلاثة - أبو هريرة ٥٤٩٣

- كان النبي ﷺ يحب التيمن ما استطاع في طهوره - عائشة ٤٢١

- كان النبي ﷺ يخطب فجاء الحسن والحسين وعليهما قميصان أحمران - بريدة بن الحصيب ١٤١٤

- كان النبي ﷺ يخطب قائما ثم يجلس ثم يقوم ويقرأ آيات - جابر بن سمرة ١٤١٩

- كان النبي ﷺ يخطب قائما ثم يجلس ثم يقوم ويقرأ آيات - جابر بن سمرة ١٥٨٥

- كان النبي ﷺ يخطب يوم الجمعة فقام إليه الناس فصاحوا - أنس بن مالك ١٥١٨

- كان النبي ﷺ يرفع صوته بالقرآن، وكان المشركون إذا سمعوا صوته - ابن عباس ١٠١٣

- كان النبي ﷺ يصلي ركعتي الفجر إذا سمع الأذان - ابن عباس ١٧٨٣

- كان النبي ﷺ يصلي فيما بين أن يفرغ من صلاة العشاء - عائشة ٦٨٦

- كان النبي ﷺ يصوم الاثنين والخميس - عائشة ٢٣٦٦

- كان النبي ﷺ يصوم ثلاثة أيام من كل شهر - ابن عمر ٢٤١٥

- كان النبي ﷺ يصوم شعبان - عائشة ٢١٨٣

- كان النبي ﷺ يصوم العشر وثلاثة أيام من كل شهر: الاثنين - بعض أزواج النبي ﷺ .. ٢٤٢٠

- كان النبي ﷺ يعالج من التنزيل شدة وكان يحرك شفتيه - ابن عباس ٩٣٦

- كان النبي ﷺ يقرأ في الظهر ﴿والليل إذا يغشى﴾ وفي العصر نحو ذلك - جابر بن سمرة ٩٨١

- كان النبي ﷺ يقطع في ربع دينار - عائشة ... ٤٩٢٥

- كان النبي ﷺ يقول: اللهم! إني أعوذ بك من الهم - أنس بن مالك ٥٤٧٨

- كان النبي ﷺ يكره الشكال من الخيل - أبو هريرة ٣٥٩٦

- كان النبي ﷺ يلبس النعال السبتية ويصفر لحيته - ابن عمر ٥٢٤٦

- كان النبي ﷺ يومىء إلي رأسه وهو معتكف - عائشة ٢٧٦

- كان النبيذ الذي يشربه عمر بن الخطاب قد خلل - عتبة بن فرقد ٥٧١٠

- كان النساء يصلين مع رسول الله ﷺ الفجر - عائشة ١٣٦٣

- كان نعل سيف رسول الله ﷺ من فضة - أنس

ابن مالك ٥٣٧٦
- كان نقش خاتم رسول الله ﷺ: محمد رسول الله - ابن عمر ٥٢٧٨
- كان يأمرنا إذا حاضت إحدانا أن تتزر بإزار واسع ثم يلتزم - عائشة ٣٧٥
- كان يركز الحربة ثم يصلي إليها - ابن عمر .. ٧٤٨
- كان يسير العنق فإذا وجد فجوة نص - أسامة ابن زيد ٣٠٢٦
- كان يصلي بنا الظهر فيقرأ في الركعتين الأوليين يسمعنا الآية - أبو قتادة ٩٧٥
- كان يصلي ثلاث عشرة ركعة - عائشة ....
- . ... ١٧٥٧، ١٧٨٢
- كان يصلي العتمة ثم يسبح ثم يصلي بعدها ماشاء الله من الليل - أم سلمة ١٦٢٩
- كان يصلي على الصف الأول ثلاثاً وعلى الثاني واحدة - عرباض بن سارية ٨١٨
- كان يصلي من الليل ثمان ركعات ويوتر بالتاسعة - عائشة ١٧٢٥
- كان يصلي الهجير التي تدعونها الأولى حين تدحض الشمس - أبو برزة الأسلمي .... ٥٢٦، ٥٣١
- كان يصوم حتى نقول: قد صام، ويفطر حتى نقول - عائشة ٢٣٥١
- كان يصوم حتى نقول قد صام، ويفطر حتى نقول قد أفطر - عائشة ٢١٨١
- كان ينام أول الليل ثم يقوم فإذا كان من السحر أوتر - عائشة ١٦٨١
- كان ينام أول الليل ويحيي آخره - عائشة ١٦٤١
- كان ينبذ لرسول الله ﷺ فيشربه من الغد - ابن عباس ٥٧٤٠
كان يوتر بـ ﴿سبح اسم ربك﴾ - عبد الرحمن ابن أبزى ١٧٤٢
- كانت إحدانا إذا حاضت أمرها رسول الله ﷺ أن تتزر ثم يباشرها - عائشة .... ٢٨٧، ٣٧٤
- كانت امرأة تصلي خلف رسول الله ﷺ حسناء من أحسن الناس - ابن عباس ٨٧١
- كانت امرأة مخزومية تستعير متاعا على ألسنة جاراتها وتجحده - ابن عمر ٤٨٩٢
- كانت امرأتان جارتان كان بينهما صخب - ابن عباس ٤٨٣٢
- كانت أموال بني النضير مما أفاء الله على رسوله - عمر بن الخطاب ٤١٤٥
- كانت تلبية رسول الله ﷺ: لبيك اللهم! لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك - عبد الله بن عمر ٢٧٥١
- كانت جاريتان تخرزان بالطائف فخرجت إحداهما ويدها تدمى - ابن أبي مليكة ٥٤٢٧
- كانت زينب بنت جحش تفخر على نساء النبي ﷺ - أنس بن مالك ٣٢٥٤
- كانت قبيعة سيف رسول الله ﷺ من فضة - أبو أمامة بن سهل ٥٣٧٥
- كانت قبيعة سيف رسول الله ﷺ من فضة - سعيد بن أبي الحسن ٥٣٧٧
- كانت قريش تقف بالمزدلفة ويسمون الحمس وسائر العرب تقف بعرفة - عائشة .. ٣٠١٥
- كانت لرجل من الأنصار ناقة ترعى في قبل أحد - أبو سعيد الخدري ٤٤٠٧
- كانت لرسول الله ﷺ ناقة تسمى العضباء لا تسبق - أنس بن مالك ٣٦١٨
- كانت لزمعة جارية يطؤها هو، وكان يظن بآخر يقع عليها - عبدالله بن الزبير ٣٥١٥
- كانت لنا رخصة - أبو ذر الغفاري ٢٨١١
- كانت لنعل رسول الله ﷺ قبالان - عمرو بن أوس ٥٣٧٠
- كانت له جمة ضخمة فسأل النبي ﷺ فأمره أن يحسن إليها - أبو قتادة الأنصاري ٥٢٣٩
- كانت لي منزلة من رسول الله ﷺ لم تكن لأحد من الخلائق - علي بن أبي طالب ١٢١٤
- كانت المتعة رخصة لنا - أبو ذر الغفاري ٢٨١٣
- كانت المرأة تطوف بالبيت وهي عريانة تقول

- ابن عباس ٢٩٥٩
- كانت المزارع تكرى على عهد رسول الله ﷺ على أن لرب الأرض - عبدالله بن عمر ٣٩٦٣
- كانت ملوك بعد عيسى ابن مريم ﷺ بدلوا التوراة والإنجيل - ابن عباس ٥٤٠٢
- كانت يمين رسول الله ﷺ التي يحلف بها : لا ، ومصرف القلوب - عبدالله بن عمر ٣٧٩٣
- كانت اليهود إذا حاضت المرأة منهم لم يؤاكلوهن - أنس بن مالك ٢٨٩
- كانت اليهود إذا حاضت المرأة منهم لم يؤاكلوهن - أنس بن مالك ٣٦٩
- كانوا يرون أن العمرة في أشهر الحج من أفجر الفجور في الأرض - ابن عباس ٢٨١٥
- كانوا يرون أن من شرب شرابا فسكر منه - إبراهيم ٥٧٥٠
- كانوا يقولون إذا أوهم يتحرى الصواب ثم يسجد سجدتين - إبراهيم ١٢٤٨
- كأني أنظر إلى بياض خاتم النبي ﷺ في إصبعه اليسرى - أنس بن مالك ٥٢٨٦
- كأني أنظر إلى بياض خده عن يمينه السلام عليكم ورحمة الله - عبدالله بن مسعود ١٣٢٣
- كأني أنظر إلى وبيص خاتمه من فضة - أنس ابن مالك ٥٢٨٧
- كأني أنظر إلى وبيص الطيب في رأس رسول الله ﷺ وهو محرم - عائشة .... ٢٦٩٤، ٢٦٩٦
- كأني أنظر إلى وبيص الطيب في مفرق رأس رسول الله - عائشة .... ٢٦٩٨، ٢٧٠٠
- كأني أنظر الساعة إلى رسول الله ﷺ على المنبر - عمرو بن أمية ٥٣٤٨
- الكبائر الإشراك بالله - عبدالله بن عمرو ٤٨٧٢
- الكبائر الإشراك بالله، وعقوق الوالدين وقتل النفس - عبدالله بن عمرو ٤٠١٦
- الكبائر الشرك بالله - أنس بن مالك ٤٨٧١
- الكبائر الشرك بالله وعقوق الوالدين - أنس ابن مالك ٤٠١٥
- كبِّر كبِّر - سهل بن أبي حثمة ٤٧١٤
- كبر الكبر - عبد الرحمن بن سهل ٤٧١٨
- الكبر ليبدأ الأكبر - سهل بن أبي حثمة ورافع ابن خديج ٤٧١٧
- كتاب الله القصاص - أنس بن مالك ٤٧٥٦
- الكتاب الذي كتبه رسول الله ﷺ لعمرو بن حزم في العقول - أبو بكر بن محمد بن عمرو بن حزم ٤٨٦١
- كتب إلينا عمر بن عبدالعزيز أن لا تشربوا من الطلاء - عبدالملك بن طفيل الجزري ٥٧٣٠
- كتب رسول الله ﷺ على كل بطن عقولة - جابر بن عبدالله ٤٨٣٣
- كتب عبد الملك بن مروان إلى الحجاج بن يوسف يأمره أن لا يخالف - سالم بن عبدالله ٣٠٠٨
- كتب عمر بن الخطاب إلى بعض عماله إن ارزق - سويد بن غفلة ٥٧١٨
- كتب عمر بن عبدالعزيز إلى عمر بن الوليد كتابا فيه : وقسم أبيك لك - الأوزاعي ٤١٤٠
- كتب معاوية إلى المغيرة بن شعبة : أخبرني بشيء سمعته من رسول الله ﷺ - وراد كاتب المغيرة بن شعبة ١٣٤٢
- كتب نجدة إلى ابن عباس يسأله عن سهم ذي القربى لمن هو؟ - يزيد بن هرمز ٤١٣٩
- كذب قد علم أني من أتقاهم لله وآداهم للأمانة - عائشة ٤٦٣٢
- كذبوا الآن الآن جاء القتال، ولا يزال من أمتي - سلمة بن نفيل الكندي ٣٥٩١
- كذبوا مات جاهدا مجاهدا فله أجره مرتين وأشار بإصبعيه - سلمة بن الأكوع ٣١٥٢
- كسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ فقام فصلى للناس فأطال القيام - أبو هريرة ١٤٨٤
- كسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ في

يوم شديد الحر - جابر بن عبدالله ١٤٧٩
- كسفت الشمس فأمر رسول الله ﷺ رجلا فنادى: أن الصلاة جامعة - عائشة ١٤٩٨
- كسفت الشمس فركع رسول الله ﷺ ركعتين وسجدتين - عبدالله بن عمرو ١٤٨١
- كسفت الشمس في حياة رسول الله ﷺ - عائشة ١٤٦٧
- كسفت الشمس ونحن إذ ذاك مع رسول الله ﷺ بالمدينة - قبيصة بن مخارق الهلالي ١٤٨٧
- كفارة النذر كفارة اليمين - عقبة بن عامر ٣٨٦٣
- كفارتها أن يصليها إذا ذكرها - أنس بن مالك ٦١٥
- كفن رسول الله ﷺ في ثلاثة أثواب بيض يمانية - عائشة ١٩٠٠
- كُفِّن النبي ﷺ في ثلاثة أثواب بيض سحولية - عائشة ١٨٩٨
- كفى ببارقة السيوف على رأسه فتنة - رجل من أصحاب النبي ﷺ ٢٠٥٥
- كل ابن آدم يأكله التراب إلا عجب الذنب - أبو هريرة ٢٠٧٩
- كل بنيك نحلت مثل الذي نحلت - النعمان ابن بشير ٣٧٠٩
- كل بيعين لا بيع بينهما حتى يتفرقا إلا بيع الخيار - عبدالله بن عمر .... ٤٤٨٠ - ٤٤٨٤
- كل حسنة يعملها ابن آدم فله عشر أمثالها إلا الصيام - أبو هريرة ٢٢٢١
- كل ذلك لم يكن - أبو هريرة ١٢٢٧
- كل ذلك لم يكن ولكن ابني ارتحلني فكرهت أن أعجله - شداد بن الهاد الليثي ١١٤٢
- كل ذنب عسى الله أن يغفره إلا الرجل يقتل المؤمن متعمداً - أبو إدريس ٣٩٨٩
- كل ذي ناب من السباع فأكله حرام - أبو هريرة ٤٣٢٩
- كل شراب أسكر فهو حرام والبتع من العسل - عائشة .... ٥٥٩٤ - ٥٥٩٧
- كل صلاة يقرأ فيها، فما أسمعنا رسول الله ﷺ أسمعناكم - أبو هريرة ٩٧٠
- كل عمل ابن آدم له إلا الصيام هو لي وأنا أجزي به - أبو هريرة ٢٢١٨
- كل غلام رهين بعقيقته تذبح عنه يوم سابعه - سمرة بن جندب ٤٢٢٥
- كل، فنعم الإدام الخل - جابر بن عبدالله ٣٨٢٧
- كل - محمد بن صفوان ٤٤٠٤
- كل مسكر حرام - ابن سيرين ٥٦٠٢
- كل مسكر حرام - أبو موسى الأشعري ......
- . ... ٥٥٩٨، ٥٦٠٠، ٥٦٠٥، ٥٦٠٧
- كل مسكر حرام - ابن عمر ٥٥٩١
- كل مسكر حرام - أبو هريرة ٥٥٩٠
- كل مسكر حرام إن الله عز وجل عهد لمن شرب المسكر - جابر بن عبدالله ٥٧١٢
- كل مسكر حرام - عمر بن عبدالعزيز ٥٦٠٤
- كل مسكر حرام - مكحول ٥٧٣١
- كل مسكر حرام وكل مسكر خمر - ابن عمر .
- . ... ٥٥٨٥، ٥٥٨٦
- كل مسكر حرام وكل مسكر خمر - ابن عمر . ٥٧٠٤
- كل مسكر خمر - ابن عمر ٥٥٨٧
- كل مسكر خمر وكل مسكر حرام - ابن عمر .
- . ... ٥٥٨٨، ٥٥٨٩
- كل مسكر حرام وكل مسكر خمر - ابن عمر . ٥٧٠٢
- كل من مال يتيمك غير مسرف ولا مباذر ولا متأثل - عبدالله بن عمرو ٣٦٩٨
- كلا والذي نفسي بيده! إن الشملة التي أخذها يوم خيبر من المغانم - أبو هريرة ٣٨٥٨
- كلمة حق عند سلطان جائر - طارق بن شهاب ٤٢١٤
- كلوا غارت أمكم - أم سلمة ٣٤٠٨
- كلوا فإني لو اشتهيتها أكلتها - موسى بن طلحة ٢٤٣١
- كلوا وادخروا ثلاثا - عائشة ٤٤٣٦

- كلوا وأطعموا - أبو سعيد الخدري ٤٤٣٩
- كلوا وتصدقوا والبسوا في غير إسراف ولا مخيلة - عبدالله بن عمرو ٢٥٦٠
- كلوا وهم محرمون - عبدالله بن أبي قتادة ... ٢٨٢٧
- كم أصدقتها؟ - عبدالرحمن بن عوف ٣٣٥٤
- كن النساء يصلين مع رسول الله ﷺ الصبح - عائشة ٥٤٧
- كنا إذا جلسنا مع رسول الله ﷺ في الصلاة قلنا - عبدالله بن مسعود ١٢٩٩
- كنا إذا صلينا خلف رسول الله ﷺ - البراء بن عازب ٨٢٣
- كنا إذا صلينا خلف رسول الله ﷺ بالظهائر سجدنا على ثيابنا اتقاء الحر - أنس بن مالك ١١١٧
- كنا إذا كنا مع رسول الله ﷺ في سفر أمرنا أن لا ننزعه ثلاثاً - صفوان بن عسال ١٥٩
- كنا جلوسا عند النبي ﷺ فكسفت الشمس فوثب يجر ثوبه - أبو بكرة الثقفي ١٤٦٥
- كنا حين نبايع رسول الله ﷺ على السمع والطاعة - ابن عمر ٤١٩٣
- كنا عند أبي موسى فقدم طعامه وقدم في طعامه لحم دجاج - زهدم الجرمي ٤٣٥٢
- كنا عند أبي بكر الصديق فغضب على رجل من المسلمين فاشتد غضبه عليه جدا - أبو برزة الأسلمي ٤٠٨٢
- كنا عند رسول الله ﷺ فانكسفت الشمس فخرج رسول الله ﷺ يجر رداءه - أبو بكرة الثقفي ١٤٩٢
- كنا عند علي فمرت به جنازة فقاموا لها فقال علي - أبو معمر ١٩٢٤
- كنا عند عمار فأتي بشاة مصلية - صلة بن زفر أبو العلاء ٢١٩٠
- كنا في زمان رسول الله ﷺ نبتاع الطعام - عبدالله بن عمر ٤٦٠٩
- كنا لا ندري مانقول إذا صلينا فعلمنا رسول الله ﷺ جوامع الكلم - عبدالله بن مسعود ... ١١٦٨
- كنا لا نعد الصفرة والكدرة شيئاً - أمُّ عطية .. ٣٦٨
- كنا مع أنس فصلينا مع أمير من الأمراء - عبدالحميد بن محمود ٨٢٢
- كنا مع رسول الله ﷺ بحنين فأصابنا مطر - أسامة بن عمير ٨٥٥
- كنا مع رسول الله ﷺ بعسفان فصلى بنا رسول الله ﷺ صلاة الظهر - أبو عياش الزرقي ١٥٥١
- كنا مع رسول الله ﷺ فأقيمت الصلاة فقام رسول الله ﷺ - جابر بن عبدالله ١٥٤٧
- كنا مع رسول الله ﷺ في سفر فأسرينا ليلة فلما كان - أبو مريم الأسدي ٦٢٢
- كنا مع رسول الله ﷺ في سفر فحضر النحر - ابن عباس ٤٣٩٧
- كنا مع رسول الله ﷺ لا نعلم شيئا فقال لنا رسول الله ﷺ - عبدالله بن مسعود ١١٦٧
- كنا مع رسول الله ﷺ ليلة عرفة التي قبل يوم عرفة - عبدالله بن مسعود ٢٨٨٧
- كنا مع طلحة بن عبيد الله ونحن محرمون فأهدي له طير - عبدالرحمن التيمي ٢٨١٩
- كنا مع فضالة بن عبيد بأرض الروم فتوفي صاحب لنا - ثمامة بن شفي ٢٠٣٢
- كنا مع النبي ﷺ بالبطحاء وهو في قبة حمراء - وهب بن عبدالله السوائي ٥٣٨٠
- كنا مع النبي ﷺ بنخل والعدو بيننا وبين القبلة فكبَّر رسول الله ﷺ - جابر بن عبدالله ١٥٤٩
- كنا مع النبي ﷺ فلم يجدوا ماء فأُتي بتور فأدخل يده - عبدالله بن مسعود ٧٧
- كنا مع النبي ﷺ في سفر فقرع ظهري بعصا كانت معه - المغيرة بن شعبة ٨٢
- كنا نؤمر إذا قمنا من الليل أن نشوص أفواهنا بالسواك - شقيق بن سلمة ١٦٢٥

- كنا نؤمر بالسواك إذا قمنا من الليل - حذيفة ابن اليمان ١٦٢٤
- كنا نأكل لحوم الخيل على عهد رسول الله ﷺ - جابر بن عبدالله ٤٣٣٥
- كنا نأكل لحوم الخيل، قلت: البغال قال: لا - جابر بن عبدالله ٤٣٣٨
- كنا نبايع رسول الله ﷺ على السمع والطاعة - ابن عمر ٤١٩٢
- كنا نتمتع مع النبي ﷺ فنذبح البقرة عن سبعة ونشترك فيها - جابر بن عبدالله ٤٣٩٨
- كنا نحاقل الأرض نكريها بالثلث والربع والطعام المسمى - رافع بن خديج ٣٩٢٧
- كنا نحاقل بالأرض على عهد رسول الله ﷺ فنكريها بالثلث والربع - رافع بن خديج ٣٩٢٦
- كنا نحزر قيام رسول الله ﷺ في الظهر والعصر - أبو سعيد الخدري ٤٧٦
- كنا نحيض على عهد رسول الله ﷺ ثم نطهر فيأمرنا بقضاء الصوم - عائشة ٢٣٢٠
- كنا نخابر ولا نرى بذلك بأسا - ابن عمر ٣٩٤٨
- كنا نخرج زكاة الفطر إذ كان فينا رسول الله ﷺ صاعاً من طعام - أبو سعيد الخدري ٢٥١٤
- كنا نخرج صدقة الفطر إذ كان فينا رسول الله ﷺ صاعاً - أبو سعيد الخدري ٢٥١٥
- كنا نخرج في عهد رسول الله ﷺ صاعا من تمر أو صاعا من شعير - أبو سعيد الخدري ٢٥٢٠
- كنا نخرج في عهد رسول الله ﷺ صاعاً من شعير - أبو سعيد الخدري ٢٥١٩
- كنا نسافر في رمضان فمنا الصائم ومنا المفطر - أبو سعيد الخدري ٢٣١١
- كنا نسافر ماشاء الله فأتينا رسول الله ﷺ وهو يطعم - رجل من بلحريش عن أبيه ٢٢٨٢
- كنا نسافر مع النبي ﷺ فمنا الصائم - أبوسعيد الخدري ٢٣١٢
- كنا نسير مع رسول الله ﷺ بين مكة والمدينة لا نخاف إلا الله - ابن عباس ١٤٣٧
- كنا نصلي خلف النبي ﷺ الظهر - البراء بن عازب ٩٧٢
- كنا نصلي الصلوات مالم نحدث - أنس بن مالك ١٣١
- كنا نصلي مع رسول الله ﷺ الجمعة ثم نرجع - جابر بن عبدالله ١٣٩١
- كنا نصلي مع رسول الله ﷺ الجمعة ثم نرجع - سلمة بن الأكوع ١٣٩٢
- كنا نصلي مع رسول الله ﷺ الظهر فآخذ قبضة من حصى - جابر بن عبدالله ١٠٨٢
- كنا نصلي مع رسول الله ﷺ فنقول: السلام على الله، السلام على جبريل - ابن مسعود ١١٧٠
- كنا نصوم عاشوراء ونؤدي زكاة الفطر، فلما نزل رمضان - سعد بن عبادة ٢٥٠٨
- كنا نعد لرسول الله ﷺ سواكه وطهوره - عائشة ١٧٢١
- كنا نغدو إلى السوق على عهد رسول الله ﷺ فنمر على المسجد - أبو سعيد بن المعلى ٧٣٣
- كنا نغلس على عهد رسول الله ﷺ من المزدلفة إلى منى - أم حبيبة ٣٠٣٩
- كنا نقلد الشاة فيرسل بها رسول الله ﷺ حلالا - عائشة ٢٧٩٢
- كنا ننادي إنه لا يدخل الجنة إلا نفس مؤمنة، ولا يطوف بالبيت عريان - أبو هريرة ٢٩٦١
- كنا يوما نصلي وراء رسول الله ﷺ فلما رفع رأسه من الركعة قال - رفاعة بن رافع ١٠٦٣
- كنت أؤذن لرسول الله ﷺ وكنت أقول في أذان الفجر الأول - أبو محذورة ٦٤٨
- كنت أبيت عند حجرة النبي ﷺ فكنت أسمعه إذا قام من الليل يقول - ربيعة بن كعب الأسلمي ١٦١٩
- كنت أتعرق العرق فيضع رسول الله ﷺ فاه حيث وضعت وأنا حائض - عائشة ٧٠

- كنت أتعرق العرق فيضع رسول الله ﷺ فاه حيث وضعته - عائشة ٣٤٢
- كنت أخدم رسول الله ﷺ فكان إذا أراد أن يغتسل قال: ولني قفاك - أبو السمح ٢٢٥
- كنت أراه في ثوب رسول الله ﷺ فأحكه - عائشة ٣٠٠
- كنت أرجل رأس رسول الله ﷺ وأنا حائض - عائشة ٢٧٨
- كنت أرى رسول الله ﷺ يسلم عن يمينه وعن يساره حتى يرى بياض خده - سعد بن أبي وقاص ١٣١٨
- كنت أرى وبيص الطيب في مفرق رسول الله ﷺ بعد ثلاث - عائشة ٢٧٠٤
- كنت أسمع الصبيان يقولون ياعائدا في قيئه! - طاوس ٣٧٣٤
- كنت أسمع قراءة النبي ﷺ وأنا على عريشي - أم هانيء ١٠١٤
- كنت أشرب من القدح وأنا حائض فأناوله النبي ﷺ - عائشة ٣٨٠
- كنت أشرب وأنا حائض وأناوله النبي ﷺ فيضع فاه - عائشة ٢٨٣
- كنت أصلي مع النبي ﷺ فكانت صلاته قصدا وخطبته قصدا - جابر بن سمرة ١٥٨٣
- كنت أطيب رسول الله ﷺ بأطيب ماكنت أجد من الطيب - عائشة ٢٧٠٢
- كنت أطيب رسول الله ﷺ عند إحرامه - عائشة .... ٢٦٩١، ٢٦٩٢
- كنت أطيب رسول الله ﷺ فيطوف على نسائه - عائشة ٤٣١
- كنت أغار على اللاتي وهبن أنفسهن للنبي ﷺ - عائشة ٣٢٠١
- كنت أغتسل أنا ورسول الله ﷺ من إناء واحد أبادره ويبادرني - عائشة ٤١٤
- كنت أغتسل أنا ورسول الله ﷺ من إناء واحد - عائشة .... ٢٣٢، ٢٣٦
- كنت أغتسل أنا ورسول الله ﷺ من إناء واحد - عائشة ٤١٢
- كنت أغتسل أنا ورسول الله ﷺ من إناء واحد يبادرني وأبادره - عائشة ٢٤٠
- كنت أغسل الجنابة من ثوب رسول الله ﷺ فيخرج إلى الصلاة - عائشة ٢٩٦
- كنت أفتل القلائد لهدي رسول الله ﷺ فيقلد هديه - عائشة ٢٧٨٠
- كنت أفتل قلائد هدي رسول الله ﷺ بيدي - عائشة .... ٢٧٩٥، ٢٧٩٦
- كنت أفتل قلائد هدي رسول الله ﷺ عمما ثم لا يحرم - عائشة .... ٢٧٩٠، ٢٧٩١
- كنت أفتل قلائد هدي رسول الله ﷺ غنما - عائشة ٢٧٨٧
- كنت أفتل قلائد هدي رسول الله ﷺ فلا يجتنب شيئا - عائشة ٢٧٩٧
- كنت أفتل قلائد هدي رسول الله ﷺ فيبعث بها - عائشة ٢٧٧٨
- كنت أفرك الجنابة من ثوب رسول الله ﷺ - عائشة ٢٩٧
- كنت أمشي مع رسول الله ﷺ فانتهى إلى سباطة قوم فبال قائماً - حذيفة بن اليمان ١٨
- كنت أنا وامرأتي مملوكين فطلقتها تطليقتين - أبو حسن مولى بني نوفل ٣٤٥٧
- كنت أنا ورسول الله ﷺ أبو القاسم في الشعار الواحد وأنا حائض طامثٌ - عائشة ٧٧٤
- كنت أنا ورسول الله ﷺ نبيت في الشعار الواحد وأنا طامث أو حائض - عائشة .... ٢٨٥، ٣٧٢
- كنت أنام بين يدي رسول الله ﷺ ورجلاي في قبلته - عائشة ١٦٨
- كنت أنظر إلى وبيص الطيب في أصول شعر رسول الله ﷺ - عائشة ٢٦٩٧
- كنت بين يدي رسول الله ﷺ وهو يصلي فإذا

- أردت - عائشة ٧٥٦
- كنت جالسا إلى جانبه يوم الجمعة فقال : - عبدالله بن بسر ١٤٠٠
- كنت جالسا عند أبي أمامة بن سهل بن حنيف فأذن المؤذن - معاوية بن أبي سفيان ٦٧٦
- كنت رجلا مذاء فأمرت رجلا فسأل النبي ﷺ - علي بن أبي طالب ٤٣٧
- كنت رجلا مذاء فأمرت عمار بن ياسر يسأل رسول الله ﷺ - علي بن أبي طالب ١٥٤
- كنت رجلا مذاء فسألت النبي ﷺ - علي بن أبي طالب ١٩٤
- كنت رجلا مذاء وكانت ابنة النبي ﷺ تحتي فاستحييت أن أسأله - علي بن أبي طالب ... ١٥٢
- كنت ردف رسول الله ﷺ فما زلت أسمعه يلبي حتى - الفضل بن عباس ٣٠٨٢
- كنت ردف النبي ﷺ فلم يزل يلبي حتى رمى جمرة العقبة فرماها بسبع حصيات - الفضل ابن عباس ٣٠٨١
- كنت رديف النبي ﷺ بعرفات فرفع يديه يدعو فمالت به ناقته - أسامة بن زيد ٣٠١٤
- كنت عند ابن عمر فسئل عن نبيذ الجر فقال - سعيد بن جبير ٥٦٢٣
- كنت عند النبي ﷺ فقام فتوضأ وأستاك - عبدالله بن عباس ١٧٠٦
- كنت في حجر ابن عمر، فكان ينقع له الزبيب - رقية بنت عمرو ٥٧٠٥
- كنت في سبي قريظة وكان ينظر فمن خرج شعرته قتل - عطية القرظي ٤٩٨٤
- كنت في الصف الثاني يوم صلى رسول الله ﷺ على النجاشي - جابر بن عبد الله ١٩٧٦
- كنت فيمن قدم النبي ﷺ ليلة المزدلفة في ضعفة أهله - ابن عباس ٣٠٣٦
- كنت لأفتل قلائد هدي رسول الله ﷺ ويخرج بالهدي مقلدا - عائشة ٢٧٩٨
- كنت مسافراً فأتيت النبي ﷺ وأنا صائم - رجل من بلحريش عن أبيه ٢٢٨١
- كنت مع ابن عمر في سفر فصلى الظهر والعصر ركعتين - حفص بن عاصم ١٤٥٩
- كنت نائما في المسجد على خميصة لي ثمنها ثلاثون درهما - صفوان بن أمية ٤٨٨٧
- كنت نهيتكم عن الأوعية فانتبذوا فيما بدا لكم - بريدة بن الحصيب ٥٦٥٧
- كنت يوم حكم سعد في بني قريظة غلاما - عطية القرظي ٣٤٦٠
- كونوا على مشاعركم فإنكم على إرث من إرث أبيكم إبراهيم - ابن مربع الأنصاري ... ٣٠١٧
- كيف أنت إذا بقيت في قوم يؤخرون الصلاة عن وقتها؟ - أبو ذر الغفاري ٨٦٠
- كيف تأمروني أقرأ على قراءة زيد بن ثابت بعد ماقرأت - ابن مسعود ٥٠٦٧
- كيف صنعت؟ قلت : إني أهللت بما أهللت، قال : فإني قد سقت الهدي وقرنت - البراء بن عازب ٢٧٤٦
- كيف قلت؟ فأعاد عليه قوله، فقال رسول الله ﷺ : نعم إلا الدين - أبو قتادة الأنصاري .. ٣١٥٨
- كيف كان رسول الله ﷺ يسير في حجة الوداع حين دفع؟ - أسامة بن زيد ٣٠٥٤
- كيف كانت صلاة رسول الله ﷺ بالليل؟ فوصف - ابن عباس ٦٨٧
- كيف كانت قراءة رسول الله ﷺ بالليل أيجهر أم يسر؟ - عائشة ١٦٦٣

ل

- لا أجد ما أعطيك - عطاء بن يسار عن رجل من بني أسد ٢٥٩٧
- لا أحل مسكرا وإن كان خبزا وإن كانت ماء - عائشة ٥٦٨٣
- لا ازرعها أو امنحها أخاك - أسيد بن ظهير ٣٨٩٣
- لا أعلم رسول الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة

- عائشة ٢١٨٤
- لا أعلم رسول الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة ولا قام ليلة حتى الصباح - عائشة ١٦٤٢
- لا أعلم نبي الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة - عائشة ٢٣٥٠
- لا أغرب بعده مسلما - عمر بن الخطاب ٥٦٧٩
- لا آكله ولا أُحرِّمه - ابن عمر ٤٣١٩
- لا ألفينكم بعد ماأرى ترجعون بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض - جرير بن عبدالله ٤١٣٧
- لا ألفينكم ترجعون بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض - مسروق ٤١٣٣
- لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك - جابر بن عبدالله ٢٩٨٨
- لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد - عبدالله بن الزبير ١٣٤٠
- لا، إنما هو عرق - عائشة ٢٢٠
- لا، أيدعها في فيك تقضمها كقضم الفحل؟ - صفوان بن يعلى ابن منية ٤٧٧٥
- لا بأس أن تأخذ بسعر يومها مالم تفترقا - ابن عمر ٤٥٩٣
- لا بأس أن تأخذها بسعر يومها مالم تفترقا وبينكما شيء - ابن عمر ٤٥٨٦
- لا بأس بإجارة الأرض البيضاء بالذهب والفضة - سعيد بن المسيب ٣٩٦٨
- لا بأس بنبيذ البختج - إبراهيم ٥٧٥١
- لا بأس به - أبو رزين لقيط بن عامر العقيلي . ٤٢٣٨
- لا بأس به ولكن أكره هذا لأن حبي ﷺ - عائشة ٥٠٩٣
- لا، بل شربت عسلا عند زينب بنت جحش ولن أعود له - عائشة ٣٤١٠
- لا، بل شربت عسلا عند زينب بنت جحش ولن أعود له - عائشة ٣٨٢٦
- لا تؤذيني في عائشة - أم سلمة ٣٤٠٢
- لا تأكل فإنما سميت على كلبك ولم تسم على غيره - عدي بن حاتم ٤٢٧٥
- لا تأكل فإنما سميت على كلبك ولم تسم على غيره - عدي بن حاتم ٤٢٧٨
- لا تباع حتى تفصَّل - فضالة بن عبيد ٤٥٧٧
- لا تباع الصبرة من الطعام بالصبرة من الطعام - جابر بن عبدالله ٤٥٥٢
- لا تبع طعاما حتى تشتريه وتستوفيه - حكيم ابن حزام ٤٦٠٥
- لا تبع ماليس عندك - حكيم بن حزام ٤٦١٧
- لا تبعه حتى تقبضه - حكيم بن حزام ٤٦٠٧
- لا تبكيه مازالت الملائكة تظله بأجنحتها - جابر بن عبدالله ١٨٤٦
- لا تبيعوا الثمر حتى يبدو صلاحه - ابن عمر ٤٥٢٣
- لا تبيعوا الثمر حتى يبدو صلاحه - عبدالله ابن عمر ٤٥٢٦
- لا تبيعوا الثمر حتى يبدو صلاحه ولا تبتاعوا الثمر بالتمر - أبو هريرة ٤٥٢٥
- لا تبيعوا الذهب بالذهب إلا مثلا بمثل - أبو سعيد الخدري ٤٥٧٤
- لا تبيعوا فضل الماء - إياس بن عبد ٤٦٦٧
- لا تحروا بصلاتكم طلوع الشمس ولا غروبها - طاوس بن كيسان ٥٧١
- لا تتخذوا شيئا فيه الروح غرضا - ابن عباس ٤٤٤٨
- لا تقدموا الشهر بصيام يوم ولا يومين - ابن عباس ٢١٧٦
- لا تجزيء صلاة لا يُقيم الرجل فيها صلبه في الركوع والسجود - أبو مسعود ١٠٢٨
- لا تجزيء صلاة لا يقيم الرجل فيها صلبه في الركوع والسجود - أبو مسعود ١١١٢
- لا تجمعوا بين التمر والزبيب ولا بين الزهو والرطب - أبو قتادة ٥٥٥٣
- لا تجني أم على ولد - طارق المحاربي ٤٨٤٣
- لا تجني نفس على الأخرى - ثعلبة بن زهدم

- .... ٤٨٣٨ – ٤٨٤٢
- لا تحتجبي منه، فإنه يحرم من الرضاع مايحرم من النسب – عائشة ٣٣٠٣
- لا تحد امرأة على ميت فوق ثلاث إلا على زوج – أم عطية ٣٥٦٤
- لا تُحرِّم الإملاجة ولا الإملاجتان – أم الفضل ٣٣١٠
- لا تُحرِّم الخطفة والخطفتان – عائشة ٣٣١٣
- لا تُحرِّم المصة والمصتان – عائشة ٣٣١٢
- لا تُحرِّم المصة والمصتان – عبدالله بن الزبير ٣٣١١
- لا تحصي فيحصي الله عز وجل عليك – أسماء بنت أبي بكر ٢٥٥١
- لا تحل الرقبى، فمن أرقب رقبى فهو سبيل الميراث – طاوس ٣٧٤٤
- لا تحل الرقبى ولا العمرى – ابن عباس ٣٧٤٢
- لا تحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي – أبو هريرة ٢٥٩٨
- لا تحل المجثمة – أبو ثعلبة ٤٤٤٣
- لا تحل النهبى ولا يحل من السباع كل ذي ناب – أبو ثعلبة الخشني ٤٣٣١
- لا تحلفوا بآبائكم ولا بالطواغيت – عبدالرحمن بن سمرة ٣٨٠٥
- لا تحلفوا بآبائكم ولا بأمهاتكم ولا بالأنداد – أبو هريرة ٣٨٠٠
- لا تحلين حتى تمر عليك أربعة أشهر وعشرا أقصى الأجلين – زفر بن أوس بن الحدثان النصري ٣٥٤٩
- لا تختلفوا فتختلف قلوبكم – أبو مسعود ٨٠٨
- لا تختلفوا فتختلف قلوبكم – البراء بن عازب ٨١٢
- لا تخلطوا الزبيب والتمر – جابر بن عبدالله . ٥٥٥٧
- لا تدخل الملائكة بيتا فيه جلجل ولا جرس – أم سلمة ٥٢٢٤
- لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة – أبو طلحة الأنصاري ٥٣٥٢
- لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة – أبو طلحة الأنصاري .... ٥٣٤٩، ٥٣٥٠
- لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة – أبو طلحة ٤٢٨٧
- لا تدخل الملائكة بيتا فيها صورة ولا كلب ولا جنب – علي بن أبي طالب ٢٦٢
- لا تدعوا بالموت ولا تتمنوه – أنس بن مالك ١٨٢٣
- لا تذبحوا إلا مسنة إلا أن يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضأن – جابر بن عبدالله ٤٣٨٣
- لا تذكروا هلكاكم إلا بخير – عائشة ١٩٣٧
- لا ترجعوا بعدي ضلالا يضرب بعضكم رقاب بعض – أبو بكرة الثقفي ٤١٣٥
- لا ترجعوا بعدي كفاراً – مسروق ٤١٣٤
- لا ترجعوا بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض – ابن عمر .... ٤١٣٠، ٤١٣١
- لا ترجعوا بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض – جرير بن عبدالله ٤١٣٦
- لا ترجعوا بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض – عبدالله بن مسعود ٤١٣٢
- لا ترفعن رءوسكن حتى يستوي الرجال جلوسا – سهل بن سعد الساعدي ٧٦٧
- لا ترقبوا أموالكم فمن أرقب شيئا فهو لمن أرقبه – ابن عباس ٣٧٣٩
- لا ترقبوا ولا تعمروا، فمن أرقب أو أعمر شيئا فهو لورثته – جابر بن عبدالله ٣٧٦٢
- لا تسأل الإمارة فإنك إن أعطيتها عن مسألة – عبدالرحمن بن سمرة ٥٣٨٦
- لا تسبوا الأموات فإنهم قد أفضوا إلى ماقدموا – عائشة ١٩٣٨
- لا تستضيئوا بنار المشركين ولا تنقشوا على – أنس بن مالك ٥٢١٢
- لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها لغائط أو بول – أبو أيوب الأنصاري ٢١

- لا تشتره وإن أعطاكه بدرهم فإن العائد - عمر بن الخطاب ٢٦١٦
- لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد - أبو هريرة ٧٠١
- لا تشرب مسكرا فإني حرمت كل مسكر - أبو موسى الأشعري ٥٦٠٦
- لا تشرب منه وإن كان أحلى من العسل - ابن عباس ٥٦٩٤
- لا تشربوا إلا فيما أوكيتم عليه - بريدة بن الحصيب ٥٦٥٨
- لا تشربوا في إناء الذهب والفضة ولا تلبسوا الديباج - حذيفة بن اليمان ٥٣٠٣
- لا تشربوا من الطلاء حتى يذهب ثلثاه - عمر ابن عبدالعزيز ٥٦٠٣
- لا تشركوا بالله شيئا، ولا تسرقوا، ولا تزنوا - صفوان بن عسال ٤٠٨٣
- لا تشمن ولا تستوشمن - أبو هريرة ٥١٠٩
- لا تصحب الملائكة رفقة فيها جلجل - عبدالله بن عمر ٥٢٢٣ب
- لا تصحب الملائكة ركبا معهم جلجل - عبدالله بن عمر .... ٥٢٢٢، ٥٢٢٣
- لا تصلح العمرى ولا الرقبى - ابن عباس ... ٣٧٤٣
- لا تصلح المسألة إلا لثلاثة: رجل أصابت ماله جائحة - قبيصة بن مخارق ٢٥٩٢
- لا تصلوا إلى القبور ولا تجلسوا عليها - أبو مرثد الغنوي ٧٦١
- لا تصوموا حتى تروا الهلال - ابن عمر ٢١٢٣
- لا تصوموا قبل رمضان - ابن عباس ٢١٣٢
- لا تعد في صدقتك - عمر بن الخطاب ٢٦١٨
- لا تعذبوا بعذاب الله أحداً - ابن عباس ٤٠٦٥
- لا تعرض في صدقتك - عمر بن الخطاب ... ٢٦١٧
- لا تعمل المطيُّ إلا إلى ثلاثة مساجد: المسجد الحرام - أبو هريرة ١٤٣١
- لا تغلبنكم الأعراب على اسم صلاتكم ألا إنها العشاء - ابن عمر ٥٤٣
- لا تغلبنكم الأعراب على اسم صلاتكم هذه - ابن عمر ٥٤٢
- لا تقتل نفس ظلما إلا كان على ابن آدم الأول كفل - عبدالله بن مسعود ٣٩٩٠
- لا تقدموا الشهر حتى تروا الهلال قبله - حذيفة بن اليمان ٢١٢٨
- لا تقدموا الشهر حتى تكملوا العدة - ربعي ابن حراش عن بعض الصحابة ٢١٢٩
- لا تقدموا قبل الشهر بصيام - أبو هريرة ٢١٧٤
- لا تقطع الأيدي في السفر - بسر بن أبي أرطاة ٤٩٨٢
- لا تقطع الخمس إلا في الخمس - سليمان ابن يسار ٤٩٤٣
- لا تقطع اليد إلا في ثمن المجن - أيمن بن أم أيمن ٤٩٥١
- لا تقطع اليد إلا في ثمن المجن - عائشة ٤٩١٩
- لا تقطع اليد إلا في ربع دينار - عائشة ٤٩٣٧
- لا تقطع اليد إلا في المجن أو ثمنه - عائشة . - .... ٤٩٤١، ٤٩٤٢
- لا تقطع يد السارق إلا في ربع دينار - عائشة ٤٩٤٠
- لا تقطع يد السارق فيما دون المجن - عائشة ٤٩٣٩
- لا تقطع اليد في ثمر معلق - عبدالله بن عمرو ٤٩٦٠
- لا تقعدوا على القبور - عمرو بن حزم ٢٠٤٧
- لاتقل مؤمن وقل مسلم - سعد بن أبي وقاص ٤٩٩٦
- لا تقلب الحصى، فإن تقليب الحصى من الشيطان وافعل - ابن عمر ١٢٦٧
- لا تقولوا: السلام على الله فإن الله هو السلام - ابن مسعود ١١٦٩
- لا تقولوا هكذا، فإن الله عز وجل هو السلام، ولكن قولوا - ابن مسعود ١٢٧٨
- لا تقوم الساعة حتى يقاتل المسلمون الترك - أبو هريرة ٣١٧٩
- لا تكروا الأرض بشيء - ابن عمر ٣٩٤٦

- لا تكن مثل فلان كان يقوم الليل فترك قيام الليل - عبدالله بن عمرو ١٧٦٤
- لا تكن ياعبد الله! مثل فلان - عبدالله بن عمرو ١٧٦٥
- لا تلبس القميص ولا العمائم ولا البرانس ولا السراويلات - ابن عمر ٢٦٧٨
- لا تلبسوا في الإحرام القميص - ابن عمر ... ٢٦٧٩
- لا تلبسوا القمص ولا السراويلات ولا الخفاف إلا أن يكون رجل - ابن عمر ٢٦٨٢
- لا تلبسوا القمص ولا العمائم ولا السراويلات ولا البرانس - عبدالله بن عمر . ٢٦٧٠
- لا تلبسوا القميص ولا العمائم ولا السراويلات ولا الخفين - ابن عمر ٢٦٧١
- لا تلبسوا القميص ولا السراويلات ولا العمائم ولا البرانس - ابن عمر ٢٦٧٤
- لا تلحفوا في المسألة، ولا يسألني أحد منكم شيئا - معاوية بن أبي سفيان ٢٥٩٤
- لا تلقوا الجلب، فمن تلقاه فاشترى منه - أبو هريرة ٤٥٠٥
- لا تلقوا الركبان للبيع ولا تصروا الإبل والغنم - أبو هريرة ٤٤٩٢
- لا تلقوا الركبان للبيع، ولا يبيع بعضكم على بيع بعض - أبو هريرة ٤٥٠١
- لا تمثلوا بالبهائم - عبدالله بن جعفر ٤٤٤٥
- لا تناجشوا ولا يبيع حاضر لباد - أبو هريرة . ٣٢٤١
- لا تنبذوا الزهو والرطب جميعا - أبو قتادة ..
- .... ٥٥٥٤، ٥٥٦٣، ٥٥٦٩
- لا تنبذوا في الدباء، ولا المزفت - عائشة .. ٥٥٩٣
- لا تنتهي البعوث عن غزو هذا البيت - أبوهريرة ٢٨٨١
- لا تنذروا فإن النذر لا يغني من القدر شيئا - أبو هريرة ٣٨٣٦
- لا تنقطع الهجرة ماقوتل الكفار - عبدالله بن وقدان السعدي ٤١٧٧
- لا تنكح الأيم حتى تستأمر ولا تنكح البكر حتى تستأذن - أبو هريرة ٣٢٦٩
- لا تنكح الثيب حتى تستأذن، ولا تنكح البكر حتى تستأمر - أبو هريرة ٣٢٦٧
- لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها - أبو هريرة .... ٣٢٩٤، ٣٢٩٦، ٣٢٩٩
- لا تنوحوا عليَّ فإن رسول الله ﷺ لم ينح عليه - قيس بن عاصم ١٨٥٢
- لا جلب ولا جنب - عمران بن حصين ٣٣٣٧
- لا جلب ولا جنب ولا شغار - أنس بن مالك ٣٣٣٨
- لا جلب ولا جنب ولا شغار في الإملاء - عمران بن حصين .... ٣٦٢٠، ٣٦٢١
- لا، حتى يذوق الآخر عسيلتها وتذوق عسيلته - عائشة ٣٤٣٦
- لا دية لك - عمران بن حصين ٤٧٦٥
- لا دية لك - يعلى بن منية ٤٧٧٤
- لا ربا إلا في النسيئة - أسامة بن زيد ٤٥٨٤
- لا رقبى، فمن أرقب شيئا فهو سبيل الميراث - ابن عباس ٣٧٣٨
- لا زكاة على الرجل المسلم في عبده ولا فرسه - أبو هريرة ٢٤٧٠
- لا سبق إلا في نصل أو حافر أو خف - أبوهريرة .... ٣٦١٥، ٣٦١٦
- لا صاعي تمر بصاع ولا صاعي حنطة بصاع ولا درهما بدرهمين - أبو سعيد الخدري ...
- .... ٤٥٥٩، ٤٥٦٠
- لا صام ولا أفطر - عبدالله بن الشخير ٢٣٨٢، ٢٣٨٣
- لا صام ولا أفطر - عمر بن الخطاب ٢٣٨٤، ٢٣٨٩
- لا صام ولا أفطر - عمران بن الحصين ٢٣٨١
- لا صدقة فيما دون خمس أوساق من التمر - أبو سعيد الخدري ٢٤٧٧
- لا صلاة بعد العصر حتى تغيب الشمس - معاذ ابن عفراء ٥١٩

- لا صلاة بعد الفجر حتى تبزغ الشمس ولا صلاة - أبو سعيد الخدري ٥٦٨
- لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب - عبادة ابن الصامت ٩١١
- لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعداً - عبادة بن الصامت ٩١٢
- لا صيام لمن لم يجمع الصيام قبل الفجر - حفصة .... ٢٣٤٠ - ٢٣٤٢
- لا صيام لمن لم يجمع قبل الفجر - حفصة زوج النبي ﷺ .... ٢٣٣٨، ٢٣٣٩
- لا عدة عليك إلا أن تكوني حديثة عهد به - عثمان بن عفان ٣٥٢٨
- لا عليكم أن لا تفعلوا فإنما هو القدر - أبوسعيد الخدري ٣٣٢٩
- لا عمرى، فمن أعمر شيئا فهو له - أبوهريرة ٣٧٨٣
- لا عمرى ولا رقبى، فمن أعمر شيئا - ابن عمر .... ٣٧٦٣، ٣٧٦٤
- لا فرع ولا عتيرة - أبو هريرة ٤٢٢٧
- لا قطع في ثمر ولا كثر - رافع بن خديج ....
- .... ٤٩٦٣ - ٤٩٧٣
- لا مال لك، إن كنت صدقت عليها فهو بما استحللت من فرجها - ابن عمر ٣٥٠٦
- لا نذر في غضب وكفارته كفارة اليمين - عمران بن حصين .... ٣٨٧٣ - ٣٨٧٥، ٣٨٧٧
- لا نذر في معصية الله، ولا فيما لا يملك ابن آدم - عمران بن حصين ٣٨٤٣
- لا نذر في معصية - عائشة ٣٨٦٤
- لا نذر في معصية وكفارته كفارة اليمين - عائشة .... ٣٨٦٥ - ٣٨٦٨
- لا نذر في معصية وكفارته كفارة اليمين - عمران بن حصين ٣٨٧٩
- لا نذر في معصية وكفارتها كفارة اليمين - عائشة .... ٣٨٦٩، ٣٨٧٠
- لا نذر في معصية وكفارتها كفارة يمين - عمران بن حصين .... ٣٨٧١، ٣٨٧٢
- لا نذر في معصية ولا غضب - عمران بن حصين ٣٨٧٨
- لا نذر في معصية ولا فيما لا يملك ابن آدم - عبدالرحمن بن سمرة ٣٨٨١
- لا نذر في معصية ولا فيما لا يملك ابن آدم - عمران بن حصين ٣٨٨٢
- لا نذر لابن آدم فيما لا يملك - عمران بن حصين ٣٨٨٠
- لا نذر ولا يمين فيما لا يملك - عبدالله بن عمرو ٣٨٢٣
- لا نورث - أبو بكر ٤١٤٦
- لا نورث ماتركنا صدقة - عمر بن الخطاب .. ٤١٥٣
- لا هجرة بعد فتح مكة ولكن جهاد ونية - صفوان بن أمية ٤١٧٤
- لا هجرة، ولكن جهاد ونية، فإذا استنفرتم فانفروا - ابن عباس ٤١٧٥
- لا، وأستغفر الله، لا أحمل لك حتى تقيدني - أبو هريرة ٤٧٨٠
- لا، وإن كنت سائلا لا بد فاسأل الصالحين - الفراسي ٢٥٨٨
- لا وتران في ليلة - طلق بن علي ١٦٨٠
- لا، وجدت - جابر بن عبدالله ٧١٨
- لا، ولكن أفضل الجهاد وأجمله حج البيت حج مبرور - عائشة ٢٦٢٩
- لا، ولكن لم يكن بأرض قومي فأجدني أعافه - خالد بن الوليد ٤٣٢١
- لا، ولكنه طعام ليس في أرض قومي فأجدني أعافه - خالد بن الوليد ٤٣٢٢
- لا، ولكني آليت منهن شهرا - ابن عباس ٣٤٨٥
- لا، ومقلب القلوب - ابن عمر ٣٧٩٢
- لا يؤم الرجل في سلطانه ولا يجلس على تكرمته إلا بإذنه - أبو مسعود الأنصاري ٧٨٤
- لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من

أهله - أنس بن مالك ٥٠١٧
- لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من ولده ووالده والناس - أنس بن مالك ٥٠١٦
- لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه مايحب لنفسه - أنس بن مالك ٥٠١٩
- لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه مايحب لنفسه - أنس بن مالك ٥٠٤٢
- لا يأتي رجل مولاه يسأله من فضل عنده فيمنعه إياه، - معاوية بن حيدة ٢٥٦٧
- لا يأتي النذر على ابن آدم شيئا لم أقدره عليه - أبو هريرة ٣٨٣٥
- لا يبكي أحد من خشية الله فتطعمه النار حتى يرد اللبن في الضرع - أبو هريرة ٣١٠٩
- لا يبولن أحدكم في جحر - عبد الله بن سرجس ٣٤
- لا يبولن أحدكم في الماء الدائم ثم - أبوهريرة .... ٥٧، ٥٨
- لا يبولن أحدكم في الماء الدائم الذي لا يجري - أبو هريرة ٤٠٠
- لا يبولن أحدكم في الماء الراكد ثم يغتسل منه - أبو هريرة ٢٢٢
- لا يبولن أحدكم في مستحمه، فإن عامة الوسواس منه - عبدالله بن مغفل ٣٦
- لا يبولن الرجل في الماء الدائم - أبو هريرة . ٣٩٧
- لا يبيع أحدكم على بيع أخيه - ابن عمر ٤٥٠٧
- لا يبيع حاضر لباد دعوا الناس يرزق الله - جابر بن عبدالله ٤٥٠٠
- لا يبيع حاضر لباد ولا تناجشوا - أبو هريرة . ٤٥١١
- لا يبيع الرجل على بيع أخيه حتى يبتاع أو يذر - ابن عمر ٤٥٠٨
- لا يبيع الرجل على بيع أخيه ولا يبيع حاضر لباد - أبو هريرة ٤٥١٠
- لا يبيعن حاضر لباد ولا تناجشوا - أبو هريرة ٤٥٠٦
- لا يتحرى أحدكم فيصلي عند طلوع الشمس
- ابن عمر ٥٦٤
- لا يتقدمن أحد الشهر بيوم ولا يومين - أبوهريرة ٢١٧٥
- لا يتمنين أحد منكم الموت - أبو هريرة .....
- . ... ١٨١٩، ١٨٢٠
- لا يتمنين أحدكم الموت لضر نزل به في الدنيا - أنس بن مالك ١٨٢١
- لا يتوسد القرآن - السائب بن يزيد ١٧٨٤
- لا يجتمع غبار في سبيل الله ودخان جهنم في - أبو هريرة ٣١١٢-٣١١٦
- لا يجتمعان في النار: مسلم قتل كافراً ثم سدد وقارب - أبو هريرة ٣١١١
- لا يجعلن أحدكم للشيطان من نفسه جزءًا - عبد الله بن مسعود ١٣٦١
- لا يجمع الله عز وجل غبارا في سبيل الله ودخان جهنم - أبو هريرة ٣١١٧
- لا يجمع بين المرأة وعمتها ولا بين المرأة وخالتها - أبو هريرة ٣٢٩٠
- لا يجوز لامرأة عطية إلا بإذن زوجها - عبد الله بن عمرو ٣٧٨٨
- لا يجوز لامرأة هبة في مالها إذا ملك زوجها عصمتها - عبدالله بن عمرو ٣٧٨٧
- لا يجوز لرجل أن ينتفي من ولد ولد على فراشه - أبو هريرة ٣٥١٠
- لا يجوز من الضحايا العوراء البين عورها - البراء بن عازب ٤٣٧٦
- لا يحب الله عز وجل العقوق - عبدالله بن عمرو ٤٢١٧
- لا يحكم أحد بين اثنين وهو غضبان - أبو بكرة الثقفي ٥٤٠٨
- لا يحل أكل لحوم الخيل والبغال والحمير - خالد بن الوليد ٤٣٣٦
- لا يحل ثمن الكلب ولا حلوان الكاهن - أبوهريرة ٤٢٩٨

- لا يحل دم امرىء مسلم إلا بإحدى ثلاث - ابن عمر ٤٠٦٢
- لا يحل دم امرىء مسلم إلا بإحدى ثلاث - عثمان بن عفان ٤٠٢٤
- لا يحل دم امرىء مسلم إلا بإحدى ثلاث خصال - عائشة ٤٠٥٣
- لا يحل دم امرىء مسلم إلا بإحدى ثلاث - عبدالله بن مسعود ٤٧٢٥
- لا يحل دم امرىء مسلم إلا بثلاث - عثمان ابن عفان ٤٠٦٣
- لا يحل دم امرىء مسلم إلا رجل زنى بعد إحصانه - عائشة ٤٠٢٢
- لا يحل سبق إلا على خف أو حافر - أبوهريرة ٣٦١٧
- لا يحل سلف وبيع - عبدالله بن عمرو ٤٦٣٤
- لا يحل سلف وبيع ولا شرطان في بيع - عبدالله بن عمرو ٤٦١٥
- لا يحل في البر والتمر زكاة حتى يبلغ خمسة أوسق - أبو سعيد الخدري ٢٤٨٦
- لا يحل قتل مسلم إلا في إحدى ثلاث خصال - عائشة ٤٧٤٧
- لا يحل لأحد أن يعطي العطية فيرجع فيها إلا - ابن عمر وابن عباس ٣٧٣٣
- لا يحل لأحد أن يهب هبة ثم يرجع فيها إلا من ولده - طاوس ٣٧٢٢
- لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت - أم عطية ٣٥٦٦
- لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد فوق ثلاثة أيام - عائشة ٣٥٥٦
- لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تحد - أم حبيبة ٣٥٣٠
- لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تحد على ميت أكثر - بعض أزواج النبي ﷺ وعن أم سلمة ٣٥٣٤
- لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تحد على ميت - حفصة بنت عمر ٣٥٣٣
- لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تحد على ميت - زينب بنت جحش ٣٥٦٣
- لا يحل لامرأة تؤمن بالله ورسوله أن تحد على ميت فوق ثلاث ليال - أم حبيبة ٣٥٥٧
- لا يحل لامرأة تحد على ميت أكثر من ثلاث - عائشة ٣٥٥٥
- لا يحل لرجل يعطي عطية ثم يرجع فيها - ابن عمر وابن عباس ٣٧٢٠
- لا يخطب أحدكم على خطبة أخيه - أبوهريرة ٣٢٤٢
- لا يخطب أحدكم على خطبة أخيه حتى ينكح أو يترك - أبو هريرة ٣٢٤٣
- لا يخطب أحدكم على خطبة بعض - ابن عمر ٣٢٤٠
- لا يدخل الجنة منان، ولا عاق - عبد الله بن عمرو ٥٦٧٥
- لا يرجع أحد في هبته إلا والد من ولده - عبدالله بن عمرو ٣٧١٩
- لا يزال الله مقبلا على العبد في صلاته مالم يلتفت - أبو ذر الغفاري ١١٩٦
- لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن - أبوهريرة .... ٤٨٧٤ - ٤٨٧٦
- لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن - أبوهريرة .... ٥٦٦٢، ٥٦٦٣
- لا يزني العبد حين يزني وهو مؤمن - ابن عباس ٤٨٧٣
- لا يستنجي أحدكم بدون ثلاثة أحجار - سلمان الفارسي ٤٩
- لا يشرب الخمر رجل من أمتي - عبدالله بن عمرو ٥٦٦٧
- لا يصلين أحدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقه - أبو هريرة ٧٧٠

- لا يصوم إلا من أجمع الصيام قبل الفجر - عائشة وحفصة .... ٢٣٤٣، ٢٣٤٥
- لا يصوم عبد يوما في سبيل الله إلا باعد الله تعالى بذلك نيوم النار - أبو سعيد الخدري ٢٢٥٣
- لا يضحى بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء ولا عوراء - علي بن أبي طالب ٤٣٨٠
- لا يغتسل أحدكم في الماء الدائم وهو جنبٌ - أبو هريرة ٢٢١
- لا يغتسل أحدكم في الماء الدائم وهو جنب - أبو هريرة ٣٣٢
- لا يغتسل أحدكم في الماء الدائم وهو جنب - أبو هريرة ٣٩٦
- لا يغرم صاحب سرقة إذا أقيم عليه الحد - عبدالرحمن بن عوف ٤٩٨٧
- لا يغرنكم أذان بلال ولا هذا البياض - سمرة بن جندب ٢١٧٣
- لا يفترش أحدكم ذراعيه في السجود افتراش الكلب - أنس بن مالك ١١٠٤
- لا يقبل الله صلاة بغير طهور ولا صدقة من غلول - أسامة الهذلي ١٣٩
- لا يقتل مؤمن بكافر - علي بن أبي طالب ٤٧٤٩
- لا يقرأن أحد منكم إذا جهرت بالقراءة إلا بأم القرآن - عبادة بن الصامت ٩٢١
- لا يقضين أحد في قضاء بقضاءين - أبو بكرة الثقفي ٥٤٢٣
- لا يقطع السارق إلا في ربع دينار - عائشة ... ٤٩٣٢
- لا يقطع السارق في أقل من ثمن المجن - أيمن ٤٩٥٢
- لا يقطع الوادي إلا شدا - صفية بنت شيبة، عن امرأة ٢٩٨٣
- لا يقولن أحدكم صمت رمضان ولا قمته كله - أبو بكرة الثقفي ٢١١١
- لا يكلم أحد في سبيل الله - أبو هريرة ٣١٤٩
- لا يلبس الحرير إلا من ليس له منه شيء في الآخرة - عمر بن الخطاب ٥٣١٤
- لا يلبس القميص ولا البرنس ولا السراويل ولا العمامة - عبدالله بن عمر ٢٦٦٨
- لا يلج النار أحد صلى قبل طلوع الشمس - عمارة بن روية ٤٨٨
- لا يلج النار رجل بكى من خشية الله تعالى - أبو هريرة ٣١١٠
- لا يمنعك ذلك فإن الولاء لمن أعتق - عائشة ٤٦٤٨
- لا يموت أحد من المسلمين فيصلي عليه أمة من الناس فيبلغوا أن يكونوا مائة - عائشة ... ١٩٩٤
- لا يموت فيكم ميت مادمت بين أظهركم إلا آذنتموني به - يزيد بن ثابت ٢٠٢٤
- لا يموت لأحد من المسلمين ثلاثة من الولد - أبو هريرة ١٨٧٦
- لا ينبغي لأحد أن ينقش على نقش خاتمي هذا - ابن عمر ٥٢١٩
- لا ينبغي هذا للمتقين - عقبة بن عامر ٧٧١
- لا ينصرف حتى يجد ريحا أو يسمع صوتا - عبدالله بن زيد ١٦٠
- لا ينكح المحرم ولا يخطب - عثمان بن عفان ٢٨٤٧
- لا ينكح المحرم ولا يخطب ولا ينكح - عثمان بن عفان ٢٨٤٥
- لا يَنْكِحُ المحرم ولا يُنْكِحُ ولا يخطب - عثمان بن عفان .... ٣٢٧٧، ٣٢٧٨
- لاعن رسول الله ﷺ بين رجل وامرأته، وفرق بينهما - ابن عمر ٣٥٠٧
- لاعن رسول الله ﷺ بين العجلاني وامرأته - ابن عباس ٣٤٩٧
- لأقاتلن من فرّق بين الصلاة والزكاة - أبوهريرة ٣٠٩٥
- لأقربن لكم صلاة رسول الله ﷺ قال: فكان أبو هريرة يقنت في الركعة الآخرة - أبوهريرة ١٠٧٦

- لأن أصبح مطليا بقطران أحب إلي من أن أصبح محرما - ابن عمر ٤١٧
- لأن يجلس أحدكم على جمرة - أبو هريرة .. ٢٠٤٦
- لأن يحتزم أحدكم حزمة حطب على ظهره فيبيعها - أبو هريرة ٢٥٨٥
- لأن يمنح أحدكم أخاه أرضه خير من أن يأخذ عليها - عمرو بن دينار ٣٩٠٤
- لبس النبي ﷺ قباء من ديباج أُهدي له، ثم أوشك أن نزعه - جابر بن عبدالله ٥٣٠٥
- لبيك اللهم! لبيك، لبيك فإنهم قد تركوا السنة من بغض علي - ابن عباس ٣٠٠٩
- لبيك اللهم! لبيك، لبيك لاشريك لك لبيك، إن الحمد - عبد الله بن عمر ٢٧٤٨، ٢٧٤٩
- لبيك اللهم! لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، إن الحمد - عبد الله بن مسعود ٢٧٥٢
- لبيك عمرة وحجا لبيك عمرة وحجا - أنس ابن مالك ٢٧٣٠
- لبيك عمرة وحجا معا - أنس بن مالك ٢٧٣٢
- لتتب هذه المرأة إلى الله ورسوله - ابن عمر . ٤٨٩٣
- لتخبرني أو ليخبرني الله اللطيف الخبير - عائشة ٣٤١٦
- لتخرج العواتق وذوات الخدور والحيض - أُمُّ عطية ٣٩٠
- لتمش ولتركب - عقبة بن عامر ٣٨٤٥
- لتنبذوا كل واحد منهما على حدته - أبو قتادة ٥٥٧٠
- لتنظر عدد الليالي والأيام التي كانت تحيض من الشهر - أم سلمة ٢٠٩
- لتنظر عدد الليالي والأيام التي كانت تحيض من الشهر - أُمُّ سلمة ٣٥٥
- اللحد لنا والشق لغيرنا - ابن عباس ٢٠١١
- لزوال الدنيا أهون عند الله من قتل رجل مسلم - عبدالله بن عمرو ٣٩٩٢
- لست بآكله ولا محرمه - ابن عمر ٤٣٢٠
- لعلك تريدين أن ترجعي إلى رفاعة؟ - عائشة ٣٤٣٧
- لعلك تريدين أن ترجعي إلى رفاعة؟ لا، حتى يذوق عسيلتك - عائشة ٣٢٨٥
- لعلك تهاونت بها فما قمت - عقبة بن عامر . ٥٤٣٥
- لعلكم ستدركون أقواماً يصلون الصلاة لغير وقتها - عبدالله بن مسعود ٧٨٠
- لعلها تحبسنا، ألم تكن طافت معكن بالبيت؟ - عائشة ٣٩١
- لعن الله السارق يسرق البيضة - أبو هريرة ... ٤٨٧٧
- لعن الله قوما اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد - عائشة ٢٠٤٨
- لعن الله المتنمصات والمتفلجات ألا - عبدالله بن مسعود .... ٥٢٥٤، ٥٢٥٦
- لعن الله المتنمصات والمتوشمات والمتفلجات اللاتي يغيرن - عبدالله بن مسعود . ٥١١٢
- لعن الله المترشمات والمتنمصات - عبد الله ابن مسعود ٥٢٥٧
- لعن الله من لعن والده ولعن الله من ذبح لغير الله - علي بن أبي طالب ٤٤٢٧
- لعن الله من مثل بالحيوان - ابن عمر ٤٤٤٧
- لعن الله الواصلة والمستوصلة - أسماء ٥٢٥٢
- لعن الله الواصلة والمستوصلة - عائشة ٥١٠٠
- لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد - أبو هريرة ٢٠٤٩
- لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وشاهده وكاتبه - الحارث الأعور ٥١٠٧
- لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وشاهده وكاتبه - عامر بن شرحبيل ٥١٠٨
- لعن رسول الله ﷺ الواشمات والمتفلجات - عبدالله بن مسعود ٥٢٥٥
- لعن رسول الله ﷺ الواشمات والموتشمات - عبدالله بن مسعود ٥١٠٢
- لعن رسول الله ﷺ الواشمة والموتشمة - عبدالله بن مسعود ٣٤٤٥
- لعن رسول الله ﷺ الواصلة والمستوصلة -

- ابن عمر ٥٢٥٣
- لعن رسول الله ﷺ الواصلة والمستوصلة والواشمة - ابن عمر ٥٠٩٨
- لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور - ابن عباس ٢٠٤٥
- لعن رسول الله ﷺ من اتخذ شيئا فيه الروح غرضا - ابن عمر ٤٤٤٦
- لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد - عائشة وابن عباس ٧٠٤
- لقد احتظرت بحظار شديد من النار - أبوهريرة ١٨٧٨
- لقد ارتقيت على ظهر بيتنا فرأيت رسول الله ﷺ على لبنتين - عبدالله بن عمر ٢٣
- لقد أوتي مزماراً من مزامير آل داود عليه السلام - أبو هريرة ١٠٢٠
- لقد أوتي هذا مزماراً من مزامير آل داود عليه السلام - عائشة ١٠٢٢
- لقد أُوتي هذا من مزامير آل داوٗد عليه السلام - عائشة ١٠٢١
- لقد تابت توبة لو قسمت على سبعين من أهل المدينة لوسعتهم - عمران بن حصين ١٩٥٩
- لقد تحجرت واسعا - أبو هريرة ١٢١٨
- لقد حُرِّمت الخمر وإن عامة خمورهم يومئذ الفضيخ - أنس بن مالك ٥٥٤٤
- لقد رأيت وبيص الطيب في رأس رسول الله ﷺ - عائشة .... ٢٦٩٩، ٢٧٠٣
- لقد رأيتموني معترضة بين يدي رسول الله ﷺ ورسول الله ﷺ يُصلي - عائشة ١٦٧
- لقد رأيتنا مع رسول الله ﷺ وإنا لنكاد نرمل بها رملا - أبو بكرة الثقفي ١٩١٤
- لقد رأيتني أجده في ثوب رسول الله ﷺ فأحته عنه - عائشة ٣٠٢
- لقد رأيتني أغتسل أنا ورسول الله ﷺ من هذا - عائشة ٤١٦
- لقد رأيتني أفتل قلائد الغنم لهدي رسول الله ﷺ - عائشة ٢٧٨١
- لقد رأيتني أفتل قلائد هدي رسول الله ﷺ - عائشة ٢٧٩٩
- لقد رأيتني أفرك الجنابة من ثوب رسول الله ﷺ - عائشة ٣٠١
- لقد رأيتني أُنازع رسول الله ﷺ الإناء أغتسل أنا وهو منه - عائشة ٢٣٥
- لقد رأيتني أنازع رسول الله ﷺ الإناء أغتسل أنا وهو منه - عائشة ٤١٣
- لقد رأيتني وما أزيد على أن أفركه من ثوب رسول الله ﷺ - عائشة ٢٩٨
- لقد رأيته - يعني النبي ﷺ - يذبحهما بيده واضعا على صفاحهما - أنس بن مالك ٤٤٢٢
- لقد رد رسول الله ﷺ على عثمان التبتل - سعد بن أبي وقاص ٣٢١٤
- لقدسبق هؤلاء شراً كثيراً - بشير بن الخصاصية ٢٠٥٠
- لقد صليت مع رسول الله ﷺ ركعتين - عبدالله بن مسعود ١٤٥٠
- لقد عذت بعظيم الحقي بأهلك - عائشة ٣٤٤٦
- لقد قرأت على رسول الله ﷺ بضعا وسبعين سورة - عبدالله بن مسعود ٥٠٦٦
- لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة - ابن عمر ٢٧٤٧
- لقد كان يرى وبيص الطيب في مفارق رسول الله ﷺ وهو محرم - عائشة ٢٦٩٥
- لقد كانت إحدانا تفطر في رمضان فما تقدر على أن تقضي حتى - عائشة ٢١٨٠
- لقد كانت صلاة الظهر تقام فيذهب الذاهب إلى البقيع - أبو سعيد الخدري ٩٧٤
- لقد هممت أن أنهى عن الغيلة - جدامة بنت وهب ٣٣٢٨
- لقد هممت أن لا أصلي عليه - عمران بن حصين ١٩٦٠

- لقد هممت أن لا أقبل هدية إلا من قرشي أو أنصاري - أبو هريرة ٣٧٩٠
- لقنوا موتاكم لا إله إلا الله - أبو سعيد الخدري ١٨٢٧
- لقنوا موتاكم لا إله إلا الله - عائشة ١٨٢٨
- لقيت ثوبان مولى رسول الله ﷺ فقلت: دلني على عمل ينفعني أو يدخلني الجنة - معدان ابن طلحة اليعمري ١١٤٠
- لقيت خالي ومعه الراية فقلت: أين تريد؟ - البراء بن عازب ٣٣٣٣
- لكم كذا وكذا - عائشة ٤٧٨٢
- لكني أنا أقوم وأنام وأصوم وأفطر فقم ونم وصم وأفطر - عبدالله بن عمرو ٢٣٩٢
- للصائمين باب في الجنة - سهل بن سعد ٢٢٣٨
- للمؤمن على المؤمن ست خصال - أبوهريرة ١٩٤٠
- لِلّه ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم - تميم الداري ٤٢٠٣
- لم أر رسول الله ﷺ يستلم إلا هذين الركنين - ابن عمر ٢٩٥٣
- لم أر رسول الله ﷺ يمسح من البيت إلا الركنين - عبدالله بن عمر ٢٩٥٢
- لم أعلم شريحا كان يقضي في المضارب إلا بقضاءين - أيوب عن محمد ٣٩٦٧
- لم أكن لأدع سنة رسول الله ﷺ لأحد من الناس - علي بن أبي طالب ٢٧٢٤
- لم أنس ولم تقصر الصلاة - أبو هريرة ١٢٢٥
- لم تقطع اليد في زمن رسول الله ﷺ إلا في ثمن المجن - أيمن بن عبيد ٤٩٤٨
- لم يقطع اليد في عهد رسول الله ﷺ إلا في ثمن المجن - أيمن بن عبيد ٤٩٤٩
- لم تقطع يد سارق في أدنى من حجفة أو ترس - عائشة ٤٩٤٤
- لم تكن تقطع اليد على عهد رسول الله ﷺ إلا في ثمن المجن - أيمن بن عبيد ٤٩٤٧
- لم تنقص الصلاة ولم أنس - أبو هريرة ١٢٢٩
- لم نبايع رسول الله ﷺ على الموت، إنما بايعناه على أن لا نفر - جابر بن عبدالله ٤١٦٣
- لم نخرج على عهد رسول الله ﷺ إلا صاعا من تمر - أبو سعيد الخدري ٢٥١٦
- لم يسجد رسول الله ﷺ يومئذ قبل السلام ولا بعده - أبو هريرة ١٢٣٣
- لم يصل النبي ﷺ في الكعبة ولكنه كبَّر في نواحيه - ابن عباس ٢٩١٦
- لم يطف النبي ﷺ وأصحابه بين الصفا والمروة إلا - جابر بن عبدالله ٢٩٨٩
- لم يقطع النبي ﷺ السارق إلا في ثمن المجن - أيمن بن عبيد ٤٩٤٦
- لم يكن رسول الله ﷺ صام لشهر أكثر صياما منه - عائشة ٢٣٥٦
- لم يكن رسول الله ﷺ في شهر من السنة أكثر صياما منه في شعبان - عائشة ٢١٨٢
- لم يكن رسول الله ﷺ يستلم من أركان البيت إلا الركن الأسود - عبدالله بن عمر ٢٩٥٤
- لم يكن شيء أحب إلى رسول الله ﷺ بعد النساء من الخيل - أنس بن مالك ٣٣٩٣
- لم يكن شيء أحب إلى رسول الله ﷺ بعد النساء من الخيل - أنس بن مالك ٣٥٩٤
- لم ينسخها شيء، وعن هذه الآية - ابن عباس ٤٨٦٧
- لما أتى نعي زيد بن حارثة وجعفر بن أبي طالب وعبدالله بن رواحة - عائشة ١٨٤٨
- لما أخرج النبي ﷺ من مكة قال أبوبكر: أخرجوا نبيهم - ابن عباس ٣٠٨٧
- لما أُسري برسول الله ﷺ انتهي به إلى سدرة المنتهى - عبدالله بن مسعود ٤٥٢
- لما أسن رسول الله ﷺ وأخذ اللحم صلى سبع ركعات - عائشة ١٧١٩

- لما أمر النبي ﷺ بحفر الخندق عرضت لهم صخرة - رجل من أصحاب النبي ﷺ ٣١٧٨
- لما أمرنا رسول الله ﷺ بالصدقة، فتصدق أبو عقيل بنصف صاع - أبو مسعود ٢٥٣١
- لما انقضت عدة زينب قال رسول الله ﷺ لزيد: اذكرها عليَّ - أنس بن مالك ٣٢٥٣
- لما انقضت عدتها بعث إليها أبو بكر يخطبها عليه - أم سلمة ٣٢٥٦
- لما تصوبت قدما رسول الله ﷺ في بطن الوادي رمل حتى خرج منه - جابر بن عبدالله ٢٩٨٥
- لما توفي رسول الله ﷺ ارتدت العرب، فقال عمر - أنس بن مالك ٣٩٧٤
- لما توفي رسول الله ﷺ وكان أبو بكر بعده، وكفر من كفر من العرب - أبو هريرة ٣٩٧٨
- لما حصر عثمان في داره اجتمع الناس حول داره - أبو عبدالرحمن السلمي ٣٦٤٠
- لما خلق الله الجنة والنار أرسل جبريل عليه السلام إلى الجنة - أبو هريرة ٣٧٩٤
- لما دفع رسول الله ﷺ شنق ناقته حتى أن رأسها ليمس واسطة رحله - ابن عباس ٣٠٢٢
- لما فتح رسول الله ﷺ مكة قام خطيبا فقال في خطبته - عبدالله بن عمرو ٢٥٤١
- لما قبض رسول الله ﷺ قالت الأنصار منا أمير ومنكم أمير - عبدالله بن مسعود ٧٧٨
- لما قدم رسول الله ﷺ فطاف سبعا وصلى خلف المقام ركعتين - ابن عمر ٢٩٣٣
- لما قدم رسول الله ﷺ مكة دخل المسجد فاستلم الحجر - جابر بن عبدالله ٢٩٤٢
- لما قدم رسول الله ﷺ مكة طاف بالبيت سبعا، ثم صلى - ابن عمر ٢٩٦٩
- لما قدم على النبي ﷺ بالمدينة فقال له رسول الله ﷺ ادن مني - حصين بن أوس ... ٥٠٦٨
- لما قدم النبي ﷺ المدينة دعا بميزان فوزن لي وزادني - جابر بن عبد الله ٤٥٩٤
- لما قدم النبي ﷺ وأصحابه مكة قال المشركون: وهنتهم حمى يثرب - ابن عباس ٢٩٤٨
- لما كان يوم خيبر قاتل أخي قتالا شديداً مع رسول الله ﷺ فارتد عليه سيفه فقتله - سلمة ابن الأكوع ٣١٥٢
- لما مات عبدالله بن أُبي ابن سلول دُعي له رسول الله ﷺ ليصلي عليه - عمر بن الخطاب ١٩٦٨
- لما نزلت ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾ - أبوهريرة ٣٦٧٤
- لما نزلت آيات الربا قام رسول الله ﷺ على المنبر فتلاهن على الناس - عائشة ٤٦٦٩
- لما نزلت هذه الآية ﴿ولا تقربوا مال اليتيم﴾ - ابن عباس ٣٦٩٩
- لما نزلت هذه الآية ﴿وعلى الذين يطيقونه﴾ - سلمة بن الأكوع ٢٣١٨
- لمن هذه الأرض - رافع بن خديج ٣٩٠٠
- لن تقرأ شيئا أبلغ عند الله عزوجل من ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ - عقبة بن عامر ٥٤٤١
- لن تقرأ شيئاً أبلغ عند الله من ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ - عقبة بن عامر ٩٥٤
- لن يفلح قوم ولوا أمرهم امرأة - أبو بكرة الثقفي ٥٣٩٠
- لن يلج النار من صلى قبل طلوع الشمس - عمارة بن رويبة الثقفي ٤٧٢
- لو أخذتم إهابها - ميمونة زوج النبي ﷺ ٤٢٥٣
- لو أستطيع الجهاد لجاهدت وكان رجلا أعمى فأنزل الله - زيد بن ثابت ٣١٠٢
- لو استقبلت من أمري ما استدبرت لم أسق الهدي - جابر بن عبدالله ٢٧١٣
- لو أمسك الله عز وجل المطر عن عباده خمس سنين - أبو سعيد الخدري ١٥٢٧
- لو أن امرءا اطلع عليك بغير إذن - أبو هريرة ٤٨٦٥
- لو بلغتها معهم ما رأيت الجنة حتى يراها جد أبيك - عبدالله بن عمرو ١٨٨١

- لو تعلمون ما في المسألة ما مشى أحد إلى أحد يسأله شيئاً - عائذ بن عمرو ٢٥٨٧
- لو حدث في الصلاة شيء أنبأتكموه - عبدالله بن مسعود ١٢٤٣
- لو حدث في الصلاة شيء لأنبأتكم به - عبدالله بن مسعود ١٢٤٤
- لو حملنا الحمير على الخيل لكانت لنا مثل هذه - علي بن أبي طالب ٣٦١٠
- لو خرجتم إلى ذودنا فسكنتم فيها فشربتم من ألبانها وأبوالها - أنس بن مالك ٤٠٣٤
- لو خرجتم إلى ذودنا فشربتم من ألبانها - أنس بن مالك ٤٠٣٥
- لو دخلتموها لم تزالوا فيها إلى يوم القيامة - علي بن أبي طالب ٤٢١٠
- لو شاء رب هذه الصدقة تصدق بأطيب من هذا - عوف بن مالك ٢٤٩٥
- لو طعنت في فخذها لأجزأك - أبو العشراء عن أبيه ٤٤١٣
- لو علمت أنك تنظرني لطعنت به في عينك - سهل بن سعد الساعدي ٤٨٦٣
- لو علينا نزلت هذه الآية لاتخذناه عيدا - طارق بن شهاب ٣٠٠٥
- لو غض الناس إلى الربع، لأن رسول الله ﷺ قال: الثلث - ابن عباس ٣٦٦٤
- لو قال: إن شاء الله، لم يحنث وكان دركا لحاجته - أبو هريرة ٣٨٨٧
- لو قلت بسم الله لرفعتك الملائكة والناس ينظرون - جابر بن عبدالله ٣١٥١
- لو قلت: نعم، لوجبت، ثم إذا لا تسمعون - ابن عباس ٢٦٢١
- لو كانت فاطمة لقطعتها - عائشة ٤٩٠٠
- لو كانت فاطمة بنت محمد لقطعت يدها - جابر بن عبدالله ٤٨٩٥
- لو كانت فاطمة لقطعت يدها - سفيان ٤٨٩٨
- لو كنت بين يدي رسول الله ﷺ لأبصرت إبطيه - أبو هريرة ١١٠٨
- لو نزعوا جلدها فانتفعوا به - ابن عباس ٤٢٤١
- لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه، لكان أن يقف - أبو جهيم الأنصاري ٧٥٧
- لو يعلم الناس ما في النداء والصف الأول ثم - أبو هريرة ٦٧٢
- لو يعلم الناس مافي النداء والصف الأول ثم لم يجدوا إلا أن - أبو هريرة ٥٤١
- لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة - أبو هريرة ٧
- لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بتأخير العشاء والسواك عند كل صلاة - أبو هريرة . ٥٣٥
- لولا أن أشق على أُمتي لم أتخلف عن سرية - أبو هريرة ٣١٥٣
- لولا أن رسول الله ﷺ نهانا أن ندعو بالموت دعوت به - خباب بن الأرت ١٨٢٤
- لولا أن قومي حديث عهد بجاهلية لهدمت الكعبة وجعلت - عائشة ٢٩٠٥
- لولا أن الكلاب أمة من الأمم لأمرت بقتلها - عبدالله بن مغفل ٤٢٨٥
- لولا أن لا تدافنوا لدعوت الله أن يسمعكم عذاب القبر - أنس بن مالك ٢٠٦٠
- لولا أن معي الهدي لأحللت - أنس بن مالك ٢٩٣٤
- لولا أن الناس حديث عهدهم بكفر وليس عندي - عائشة ٢٩١٣
- لولا أنها تعطى فقراء المهاجرين ما أخذتها - عبدالله بن هلال الثقفي ٢٤٦٨
- لولا حداثة عهد قومك بالكفر لنقضت البيت فبنيته - عائشة ٢٩٠٤
- لي الواجد يحل عرضه وعقوبته - شريد بن سويد الثقفي .... ٤٦٩٣، ٤٦٩٤
- ليؤمكم أكثركم قراءة للقرآن - عمرو بن

سلمة ٧٦٨
- ليؤمكم أكثركم قرآناً - عمرو بن سلمة الجرمي ٧٩٠
- ليؤمن هذا البيت جيش يغزونه حتى إذا كانوا ببيداء من الأرض - حفصة بنت عمر ٢٨٨٣
- ليأتين يوم القيامة بسبعمائة ناقة مخطومة - أبو مسعود ٣١٨٩
- ليأخذ كل رجل برأس راحلته فإن هذا منزل حضرنا فيه الشيطان - أبو هريرة ٦٢٤
- ليخرج العواتق وذوات الخدور والحيض ويشهدن العيد - حفصة ١٥٥٩
- ليس بين العبد وبين الكفر إلا ترك الصلاة - جابر بن عبدالله ٤٦٥
- ليس على الخائن قطع - جابر بن عبدالله .....
- . ... ٤٩٧٧، ٤٩٧٩
- ليس على خائن ولا منتهب ولا مختلس قطع - جابر بن عبدالله .... ٤٩٧٤، ٤٩٧٥، ٤٩٧٨
- ليس على رجل بيع فيما لا يملك - عبدالله ابن عمرو ٤٦١٦
- ليس على المختلس قطع - جابر بن عبدالله .. ٤٩٧٦
- ليس على المرء في فرسه ولا في مملوكه صدقة - أبو هريرة ٢٤٧٢
- ليس على المسلم في عبده ولا فرسه صدقة - أبو هريرة .... ٢٤٦٩، ٢٤٧٣، ٢٤٧٤
- ليس في حب ولا تمر صدقة حتى يبلغ خمسة أوسق - أبو سعيد الخدري ٢٤٨٧
- ليس في النوم تفريط، إنما التفريط فيمن لم يصل - أبو قتادة الأنصاري ٦١٧
- ليس فيما دون خمس أواق صدقة - أبو سعيد الخدري .... ٢٤٨٨، ٢٤٨٩
- ليس فيما دون خمس أواق من الورق صدقة - أبو سعيد الخدري ٢٤٧٨
- ليس فيما دون خمس أوسق من التمر صدقة - أبو سعيد الخدري ٢٤٧٦
- ليس فيما دون خمسة أواق صدقة، ولا فيما دون - أبو سعيد الخدري ٢٤٧٥
- ليس فيما دون خمسة أوساق من حب - أبو سعيد الخدري ٢٤٨٥
- ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة، ولا فيما دون - أبو سعيد الخدري ٢٤٤٧
- ليس فيما دون خمسة ذود صدقة، وليس فيما دون - أبو سعيد الخدري ٢٤٤٨
- ليس لك سكنى ولا نفقة فاعتدي عند فلانة - فاطمة بنت قيس ٣٢٤٦
- ليس لك نفقة واعتدي في بيت ابن عمك ابن أم مكتوم - فاطمة بنت قيس ٣٤٤٧
- ليس للولي مع الثيب أمر، واليتيمة تستأمر فصمتها إقرارها - ابن عباس ٣٢٦٥
- ليس لنا مثل السوء الراجع في هبته - ابن عباس ٣٧٣٠
- ليس لنا مثل السوء العائد في هبته - ابن عباس
- . ... ٣٧٢٨، ٣٧٢٩
- ليس لها نفقة ولا سكنى - فاطمة بنت قيس .. ٣٤٣٤
- ليس المسكين بهذا الطواف الذي يطوف على الناس - أبو هريرة ٢٥٧٣
- ليس المسكين الذي ترده الأكلة والأكلتان والتمرة والتمرتان - أبو هريرة ٢٥٧٤
- ليس المسكين الذي ترده التمرة والتمرتان واللقمة واللقمتان - أبو هريرة ٢٥٧٢
- ليس من البر الصيام في السفر - جابر بن عبدالله .... ٢٢٦٢ - ٢٢٦٤
- ليس من البر الصيام في السفر - سعيد بن المسيب ٢٢٥٨
- ليس من البر الصيام في السفر - كعب بن عاصم ٢٢٥٧
- ليس منا من حلق وسلق وخرق - أبو موسى الأشعري ١٨٦٧
- ليس منا من حلق ولا خرق - أبو موسى الأشعري ١٨٦٢

- ليس منا من سلق وحلق وخرق - أبو موسى الأشعري ١٨٦٦
- ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب - عبد الله بن مسعود .... ١٨٦١، ١٨٦٣، ١٨٦٥
- ليست بالحيضة إنما هو عرق - عائشة ٣٥٧
- ليست بالحيضة إنما هو عرق فأمرها أن تترك الصلاة قدر أقرائها - عائشة ٢١١
- ليست بالحيضة ولكنها ركضة من الرحم - عائشة ٣٥٦
- ليست حيضتك في يدك - عائشة .... ٢٧٢، ٣٨٤
- ليست لكم ولستم منها في شيء إنما كانت - أبو ذر الغفاري ٢٨١٢
- ليلة أسري بي مررت على موسى وهو يصلي في قبره - بعض أصحاب النبي ﷺ ١٦٣٨
- لينتهن عن ذلك أو لتخطفن أبصارهم - أنس ابن مالك ١١٩٤
- لينتهين أقوامٌ عن رفعهم أبصارهم عند الدعاء في الصلاة - أبو هريرة ١٢٧٧
- لينتهين أقوام عن ودعهم الجمعات أو ليختمن الله على قلوبهم - ابن عباس وابن عمر ١٣٧١

م

- المؤذن يغفر له بمدى صوته، ويشهد له كل رطب ويابس - أبو هريرة ٦٤٦
- المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا - أبو موسى الأشعري ٢٥٦١
- المؤمن يموت بعرق الجبين - بريدة بن الحصيب الأسلمي ١٨٣٠
- المؤمنون تتكافأ دماؤهم - علي بن أبي طالب .... ٤٧٣٨، ٤٧٣٩، ٤٧٥٠
- ما أبالي شربت الخمر أو عبدت هذه السارية - أبو موسى الأشعري ٥٦٦٦
- ما آتاك الله عز وجل من هذا المال من غير مسألة ولا إشراف فخذه - عمر بن الخطاب ٢٦٠٦
- ما أتي النبي ﷺ في شيء فيه قصاص إلا - أنس بن مالك ٤٧٨٨
- ما أحسن زرع ظهير - رافع بن خديج ٣٩٢٠
- ما إخالك سرقت؟ - أبو أمية المخزومي ٤٨٨١
- ما أخذت ﴿ق والقرآن المجيد﴾ إلا من وراء رسول الله ﷺ - أُمُّ هشام بنت حارثة بن النعمان ٩٥٠
- ما أخرجك من بيتك يافاطمة؟ - عبدالله بن عمرو ١٨٨١
- ما أدري رماها رسول الله ﷺ بست أو بسبع - ابن عباس ٣٠٨٠
- ما أذن الله عز وجل لشيء يعني أذنه لنبي يتغنى بالقرآن - أبو هريرة ١٠١٩
- ما أذن الله لشيء ما أذن لنبي حسن الصوت - أبو هريرة ١٠١٨
- ما أسفرتم بالفجر فإنه أعظم بالأجر - محمود بن لبيد عن رجال من قومه ٥٥٠
- ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار - أبو هريرة ٥٣٣٣
- ما أسكر كثيره فقليله حرام - عبدالله بن عمرو ٥٦١٠
- ما أصاب بحده فكل وما أصاب بعرضه فهو وقيذ - عدي بن حاتم ٤٢٧٩
- ما أصاب من ذي حاجة غير متخذ خبنة فلا شيء عليه - عبدالله بن عمرو ٤٩٦١
- ما أصبت بحده فكل، وما أصاب بعرضه فهو وقيذ - عدي بن حاتم ٤٣١٣
- ما أصبت بقوسك فاذكر اسم الله عليه وكل - أبو ثعلبة الخشني ٤٢٧١
- ما أمسك عليك كلابك فكل - عبدالله بن عمرو ٤٣٠١
- ما أنا بداخل عليهن شهراً - ابن عباس ٢١٣٤
- ما أنتم بأسمع لما أقول منهم ولكنهم لا يستطيعون أن يجيبوا - أنس بن مالك ٢٠٧٧

- ما أنزل الله عز وجل في التوراة ولا في الإنجيل مثل أم القرآن - أُبي بن كعب ٩١٥
- ما أنهر الدم وذكر اسم الله فكل إلا بسن أو ظفر - رافع بن خديج .... ٤٤٠٨، ٤٤٠٩
- ما بال أقوام يصلون معنا لا يحسنون الطهور - شبيب أبي روح، عن رجل من أصحاب النبي ﷺ ٩٤٨
- ما بال هؤلاء الذين يرمون بأيديهم كأنها أذناب الخيل الشمس - جابر بن سمرة ١٣١٩
- ما بال هؤلاء يسلمون بأيديهم كأنها أذناب خيل شمس - جابر بن سمرة ١١٨٦
- ما بالكم تشيرون بأيديكم كأنها أذناب خيل شمس! - جابر بن سمرة ١٣٢٧
- ما بالهم رافعين أيديهم في الصلاة كأنها أذناب الخيل الشمس - جابر بن سمرة ١١٨٥
- ما بعث الله من نبي ولا استخلف من خليفة إلا كانت له بطانتان - أبو سعيد الخدري ٤٢٠٧
- ما بعث من نبي ولا كان بعده من خليفة إلا وله بطانتان - أبو أيوب الأنصاري ٤٢٠٨
- ما تأمرني تأمرني أن آمره أن يدع يده في فيك تقضمها - عمران بن حصين ٤٧٦٢
- ما تحت الكعبين من الإزار ففي النار - أبوهريرة ٥٣٣٢
- ما ترك رسول الله ﷺ إلا بغلته البيضاء وسلاحه - عمرو بن الحارث ٣٦٢٥
- ما ترك رسول الله ﷺ ديناراً ولا درهماً - عمرو بن الحارث ٣٦٢٤
- ما ترك رسول الله ﷺ ديناراً ولا درهماً ولا شاة - عائشة .... ٣٦٥١ - ٣٦٥٣
- ما تصدق أحد بصدقة من طيب، ولا يقبل الله عز وجل إلا الطيب - أبو هريرة ٢٥٢٦
- ما تطبخه حتى يذهب الثلثان ويبقى الثلث - الحسن البصري ٥٧٢٨
- ما تعوذ الناس بأفضل منهما - عبدالله بن خبيب ٥٤٣١
- ما توفي رسول الله ﷺ حتى أحل الله له أن يتزوج من النساء ماشاء - عائشة ٣٢٠٧
- ما حرمته الولادة حرمه الرضاع - عائشة ٣٣٠٢
- ما حسبكم سنة نبيكم ﷺ؟ إنه لم يشترط فإن حبس أحدكم حابس - عبدالله بن عمر ٢٧٧١
- ما حق امريء مسلم تمر عليه ثلاث ليال إلا - عبدالله بن عمر ٣٦٤٨
- ما حق امريء مسلم له شيء يوصى فيه - ابن عمر .... ٣٦٤٥، ٣٦٤٦، ٣٦٤٩
- ما خلفك ألم تكن ابتعت ظهرك؟ - كعب بن مالك ٧٣٢
- ما دخل علي رسول الله ﷺ بعد العصر إلا صلاهما - عائشة ٥٧٦
- ما ذبح الله فلا تأكلوه وما ذبحتم أنتم أكلتموه - ابن عباس ٤٤٤٢
- ما رأيت رجلا أطلب للعلم من عبدالله بن المبارك - أبو أسامة ٥٧٥٥
- ما رأيت رسول الله ﷺ صلى صلاة قط إلا لميقاتها إلا - عبدالله بن مسعود ٣٠٤١
- ما سأل سائل بمثلهما ولا استعاذ مستعيذ بمثلهما - عقبة بن عامر ٥٤٤٠
- ما صلى رسول الله ﷺ على سهيل ابن بيضاء إلا في المسجد - عائشة .... ١٩٦٩، ١٩٧٠
- ما صليت وراء أحد أشبه صلاة برسول الله ﷺ من فلان - أبو هريرة ٩٨٣
- ما علمت أن النبي ﷺ أهدي له عضو صيد - زيد بن أرقم ٢٨٢٣
- ما علمت النبي ﷺ صام يوما يتحرى فضله على الأيام - ابن عباس ٢٣٧٢
- ما على الأرض عصابة يذكرون الله عز وجل غيركم - عبدالله بن مسعود ٦٢٣
- ما على الأرض عصابة يذكرون الله عز وجل غيركم - عبدالله بن مسعود ٦٦٤

- ما على الأرض من نفس تموت ولها عند الله خير - عبادة بن الصامت ٣١٦١
- ما على الأرض يمين، أحلف عليها - أبو موسى الأشعري ٣٨١٠
- ما عليها لو انتفعت بإهابها؟ - ميمونة ٤٢٣٩
- ما لعن رسول الله ﷺ من لعنة تذكر - عائشة . ٢٠٩٨
- ما لك في آخر الناس؟ - جابر بن عبدالله ٤٦٤٣
- ما لك يا عائش! رابية؟ - عائشة ٣٤١٥
- ما لك يا عائشة حشيا رابية؟ - عائشة ٢٠٣٩
- ما لكم إذا نابكم شيء في صلاتكم صفحتم! إن ذلك للنساء - سهل بن سعد الساعدي ... ٥٤١٥
- ما لي أراك تقرأ في المغرب بقصار السور؟ - زيد بن ثابت ٩٩١
- ما لي أرى عليك حلية أهل النار؟ - بريدة بن الحصيب ٥١٩٨
- ما لي أرى عليك خاتم الذهب؟ قال: قد رآه من هو - عمر بن الخطاب ٥١٦٦
- ما مات رسول الله ﷺ حتى أحل له النساء - عائشة ٣٢٠٦
- ما مات رسول الله ﷺ حتى كان من أكثر صلاته قاعدا إلا الفريضة - أم سلمة ١٦٥٥
- ما مجادلة أحدكم في الحق يكون له في الدنيا بأشد مجادلة - أبو سعيد الخدري ٥٠١٣
- ما المسئول عنها بأعلم بها من السائل - عمر ابن الخطاب ٤٩٩٣
- ما من أحد يدان دينا فعلم الله أنه يريد قضاءه إلا أداه الله عنه في الدنيا - ميمونة زوج النبي ﷺ ٤٦٩٠
- ما من امرىء تكون له صلاة بليل فغلبه عليها نوم إلا - عائشة ١٧٨٥
- ما من امرىء يتوضأ فيحسن وضوءه - حمران مولى عثمان ١٤٦
- ما من إنسان قتل عصفورا فما فوقها بغير حقها إلا سأله الله عز وجل عنها - عبدالله بن عمرو ٤٣٥٤
- ما من ثلاثة في قرية ولا بدو لا تقام فيهم الصلاة - أبو الدرداء ٨٤٨
- ما من حسنة عملها ابن آدم إلا كتب له عشر حسنات - أبو هريرة ٢٢١٧
- ما من رجل له مال لا يؤدي حق ماله إلا جعل له - عبدالله بن مسعود ٢٤٤٣
- ما من رجل يتطهر يوم الجمعة كما أمر ثم يخرج من بيته - سلمان الفارسي ١٤٠٤
- ما من صاحب إبل ولا بقر ولا غنم لا يؤدي حقها إلا وقف لها - جابر بن عبدالله ٢٤٥٦
- ما من صاحب إبل ولا بقر ولا غنم لا يؤدي زكاتها - أبو ذر الغفاري ٢٤٥٨
- ما من عبد مؤمن يصلي أربع ركعات بعد الظهر - أم حبيبة زوج النبي ﷺ ١٨١٤
- ما من عبد مسلم ينفق من كل مال له زوجين في سبيل الله - أبو ذر الغفاري ٣١٨٧
- ما من عبد يصلي الصلوات الخمس، ويصوم رمضان - أبو هريرة وأبو سعيد الخدري ٢٤٤٠
- ما من عبد يصوم يوما في سبيل الله عز وجل إلا - أبو سعيد الخدري ٢٢٥٠
- ما من غازية تغزو في سبيل الله - عبدالله بن عمرو ٣١٢٧
- ما من فرس عربي إلا يؤذن له عند كل سحر بدعوتين - أبو ذر الغفاري ٣٦٠٩
- ما من مسلم يتوفى له ثلاثة من الولد لم يبلغوا الحنث إلا - أنس بن مالك ١٨٧٤
- ما من مسلمين يموت بينهما ثلاثة أولاد لم يبلغوا الحنث إلا - أبو ذر الغفاري ١٨٧٥
- ما من مسلمين يموت بينهما ثلاثة أولاد لم يبلغوا الحنث إلا - أبو هريرة ١٨٧٧
- ما من ميت يصلي عليه أمة من المسلمين يبلغون أن يكونوا مائة - عائشة ١٩٩٣

- ما من الناس من نفس مسلمة يقبضها ربها تحب أن ترجع إليكم – ابن أبي عميرة ٣١٥٥
- ما من وال إلا وله بطانتان: بطانة تأمره بالمعروف وتنهاه عن المنكر – أبو هريرة ٤٢٠٦
- ما من يوم أكثر من أن يعتق الله عز وجل فيه عبدا أو أمة من النار – عائشة ٣٠٠٦
- ما منعك إذ أومأت إليك أن تصلي؟ – سهل ابن سعد ١١٨٤
- ما منعك أن تجيبني؟ – أبو سعيد بن المعلى . ٩١٤
- ما منعك أن تصلي؟ ألست برجل مسلم؟ – محجن بن أبي محجن الديلي ٨٥٨
- ما منعكما أن تصليا معنا؟ – يزيد بن الأسود العامري ٨٥٩
- ما هذا بأفقه من بعيره فقال عمر: هديت لسنة نبيك ﷺ – الصبي بن معبد ٢٧٢٠
- ما يسرك أن لا تأتي بابا من أبواب الجنة إلا وجدته عنده – قرة بن إياس المزني ١٨٧١
- ما يمنعك أن تأكل؟ – أبو هريرة ٢٤٢٣
- ما يمنعك أن تأكل؟ – أبو هريرة ٤٣١٥
- ما ينقم ابن جميل إلا أنه كان فقيراً فأغناه الله – عمر بن الخطاب ٢٤٦٦
- ماء الرجل غليظ أبيض وماء المرأة رقيق أصفر – أنس بن مالك ٢٠٠
- الماء من الماء – أبو أيوب الأنصاري ١٩٩
- ماأنعمت على عبادي من نعمة إلا أصبح فريق منهم بها كافرين – أبو هريرة ١٥٢٥
- مابال أقوام يقولون كذا وكذا؟ لكني أصلي وأنام، وأصوم وأفطر – أنس بن مالك ٣٢١٩
- مابين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة – عبدالله بن زيد ٦٩٦
- مابين هاتين الأسطوانتين ركعتين، ثم خرج – ابن عمر ٢٩١١
- مابين هذين وقت كله – جابر بن عبدالله ٥٢٧
- مات رسول الله ﷺ وإنه لبين حاقنتي وذاقنتي
- عائشة ١٨٣١
- ماتت أمي وعليها نذر، فسألت النبي ﷺ فأمرني أن أقضيه عنها – سعد بن عبادة ٣٦٩١
- ماتت شاة لنا فدبغنا مسكها فما زلنا ننبذ فيها – سودة زوج النبي ﷺ ٤٢٤٥
- ماترك رسول الله ﷺ السجدتين بعد العصر عندي قط – عائشة ٥٧٥
- ماتركت استلام الحجر في رخاء ولا شدة – عبدالله بن عمر ٢٩٥٦
- ماتركت استلام هذين الركنين منذ رأيت رسول الله ﷺ – عبدالله بن عمر ٢٩٥٥
- ماترى في رجل مس ذكره في الصلاة؟ – طلق بن علي ١٦٥
- ماتعوذ بمثلهن أحد – عقبة بن عامر الجهني . ٥٤٣٢
- مارأيت أحداً أحسن في حلة حمراء من رسول الله ﷺ – البراء بن عازب ٥٠٦٣
- مارأيت أحدا أشبه صلاة بصلاة رسول الله ﷺ من هذا الفتى – أنس بن مالك ١١٣٦
- مارأيت رجلا أحسن في حلة حمراء من رسول الله ﷺ – البراء بن عازب ٥٠٦٥
- مارأيت رسول الله ﷺ جمع بين الصلاتين إلا بجمع – عبدالله بن مسعود ٦٠٩
- مارأيت رسول الله ﷺ صلى جالسا حتى دخل في السن – عائشة ١٦٥٠
- مارأيت رسول الله ﷺ صلى في سبحته قاعداً قط حتى كان قبل وفاته – حفصة ١٦٥٩
- مارأيت رسول الله ﷺ يصوم شهرين متتابعين – أم سلمة ٢١٧٧
- مارأيت من ذي لمة أحسن في حلة من رسول الله ﷺ – البراء بن عازب ٥٢٣٥
- مارأينا رسول الله ﷺ شهد جنازة قط – أبوهريرة وأبو سعيد الخدري ١٩١٩
- مازال بكم الذي رأيت من صنعكم حتى خشيت – زيد بن ثابت ١٦٠٠

- ماطال عليّ ولا نسيت، القطع في ربع دينار – عائشة ٤٩٣١
- ماعلمته إذ كانْ جاهلا ولا أطعمته إذ كان جائعا، اردد عليه كساءه – عباد بن شرحبيل ٥٤١١
- ماقبض رسول الله ﷺ حتى كان أكثر صلاته جالسا إلا المكتوبة – أم سلمة ١٦٥٤
- ماكان رسول الله ﷺ يزيد في رمضان ولا غيره على إحدى عشرة – عائشة ١٦٩٨
- ماكان رسول الله ﷺ يمتنع من وجهي وهو صائم – عائشة ١٦٥٣
- ماكان على أهل هذه الشاة لو انتفعوا بإهابها – ابن عباس ٤٢٦٦
- ماكانْ في طريق مأتي أو في قرية عامرة فعرفها سنة – عبدالله بن عمرو ٢٤٩٦
- ماكان يدا بيد فلا بأس، وماكان نسيئة فهو ربا – البراء بن عازب ٤٥٧٩
- ماكانت صلاة الخوف إلا سجدتين – ابن عباس ١٥٣٦
- ماكنا نشاء أن نرى رسول الله ﷺ في الليل مصليا إلا رأيناه – أنس بن مالك ١٦٢٨
- ماكنت أرى أحداً يفعله إلا اليهود وإن رسول الله ﷺ بلغه – معاوية بن أبي سفيان ٥٢٤٨
- ماكنت أظن أحداً يفعل هذا إلا اليهود، حججنا – جابر بن عبدالله ٢٨٩٨
- ماكنت صانعا في حجك؟ – يعلى بن أمية ... ٢٧١٠
- ماكنتم تصنعون في التلبية مع رسول الله ﷺ في هذا اليوم؟ – أنس بن مالك ٣٠٠٣
- مالكم وصلاته، كان يصلي ثم ينام قدر ماصلى – أم سلمة ١٦٣٠
- مالم يتفرقا وكانا جميعا أو يخير أحدهما الآخر – ابن عمر ٤٤٧٧
- ماوجدت الرخصة في المسكر عن أحد صحيحا إلا – ابن المبارك ٥٧٥٤
- مايدع رسول الله ﷺ شيئا من أمرنا إلا خالفنا – أنس بن مالك ٢٨٩
- مايزال الرجل يسأل حتى يأتي يوم القيامة ليس في وجهه – عبدالله بن عمر ٢٥٨٦
- مايقول ذو اليدين – أبو هريرة ١٢٣١
- مايكون عندي من خير فلن أدخره عنكم – أبو سعيد الخدري ٢٥٨٩
- المتبايعان بالخيار مالم يتفرقا إلا أن يكون البيع كان عن خيار – ابن عمر ٤٤٧٢
- المتبايعان بالخيار مالم يتفرقا إلا أن يكون صفقة خيار – عبدالله بن عمرو ٤٤٨٨
- المتبايعان كل واحد منهما بالخيار على صاحبه مالم يتفرقا – عبدالله بن عمر ٤٤٧٠
- المتبايعان لا بيع بينهما حتى يتفرقا إلا بيع الخيار – ابن عمر ٤٤٧٩
- المتوفى عنها زوجها لا تلبس المعصفر من الثياب – أم سلمة زوج النبي ﷺ ٣٥٦٥
- مثل البخيل والمتصدق مثل رجلين عليهما جنتان – أبو هريرة ٢٥٤٩
- مثل الذي يتصدق بالصدقة ثم يرجع فيها – ابن عباس ٣٧٢٤
- مثل الذي يرجع في صدقته كمثل الكلب – عبدالله بن عباس .... ٣٧٢٣، ٣٧٢٥
- مثل الذي يعتق أو يتصدق عند موته – أبو الدرداء ٣٦٤٤
- مثل الذي يهب فيرجع في هبته كمثل الكلب – حنظلة ٣٧٣٥
- مثل صاحب القرآن كمثل صاحب الإبل المعقلة – ابن عمر ٩٤٣
- مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن مثل الأترجة طعمها طيب – أبو موسى الأشعري ٥٠٤١
- مثل المجاهد في سبيل الله والله أعلم بمن يجاهد – أبو هريرة .... ٣١٢٦، ٣١٢٩
- مثل المنافق كمثل الشاة العائرة بين الغنمين – ابن عمر ٥٠٤٠

- مثنى مثنى فإذا خشيت الصبح فواحدة - ابن عمر ١٦٦٨
- مثنى مثنى فإذا خفت الصبح فأوتر بركعة - ابن عمر ١٦٧٠
- مثنى مثنى فإن خشي أحدكم الصبح فليرتر بواحدة - ابن عمر ١٦٧١
- مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل - ابن عمر ١٦٩٢
- مددت يدي إلى النبي ﷺ وأنا غلام ليبايعني فلم يبايعني - الهرماس بن زياد ٤١٨٨
- مر بجنازة على الحسن بن علي وابن عباس فقام الحسن - ابن سيرين ١٩٢٦
- مر بجنازة فأُثني عليها خيراً فقال النبي ﷺ: وجبت - أنس بن مالك ١٩٣٤
- مر بي رسول الله ﷺ وأبو بكر فقال لي أبو بكر: يامسعود! ائت أبا تميم - مسعود ٨٠١
- مر رجل على النبي ﷺ وهو يبول فسلم عليه - ابن عمر ٣٧
- مر رسول الله ﷺ برجل يقود رجلا في قرن - ابن عباس ٣٨٤١
- مر رسول الله ﷺ برجل يقوده رجل بشيء ذكره في نذر - ابن عباس ٢٩٢٤
- مر عبدالله فليراجعها ثم يدعها حتى تطهر من حيضتها - عبدالله بن عمر ٣٤١٨
- مر على رسول الله ﷺ بجنازة فقام فقيل له - سهل بن حنيف وقيس بن سعد بن عبادة ١٩٢٢
- مر عليّ رسول الله ﷺ وأنا أدعو بأصابعي فقال - سعد بن مالك ١٢٧٤
- مر عمر بحسان بن ثابت وهو ينشد في المسجد - سعيد بن المسيب ٧١٧
- مرت بنا جنازة فقام رسول الله ﷺ وقمنا معه - جابر بن عبدالله ١٩٢٣
- مرت بهما جنازة فقام أحدهما وقعد الآخر - ابن عباس والحسن بن علي ١٩٢٧
- مررت بالنبي ﷺ وهو يتوضأ من بئر بضاعة - أبو سعيد الخدري ٣٢٨
- مررت على أبي بكر وهو يتغيظ على رجل من أصحابه فقلت - أبو برزة الأسلمي ٤٠٧٨
- مررت على رسول الله ﷺ وهو يصلي، فسلمت عليه فرد علي إشارة - صهيب صاحب رسول الله ﷺ ١١٨٧
- مررت على قبر موسى عليه السلام وهو يصلي في قبره - أنس بن مالك ١٦٣٤
- مررت ليلة أُسري بي على موسى عليه السلام وهو يصلي في قبره - أنس بن مالك ١٦٣٥
- مرض سعد فدخل رسول الله ﷺ فقال: يارسول الله - بعض آل سعد ٣٦٥٩
- مرضت امرأة من أهل العوالي، وكان النبي ﷺ أحسن شيء عيادة للمريض - أبو أمامة ابن سهل ١٩٨٣
- مرضت، فأتاني رسول الله ﷺ وأبو بكر يعوداني فوجداني - جابر بن عبدالله ١٣٨
- مرضت مرضا أشفيت منه فأتاني رسول الله ﷺ يعودني - سعد بن أبي وقاص ٣٦٥٦
- مرن أزواجكن أن يستطيبوا بالماء فإني أستحييهم منه - عائشة ٤٦
- مره أن يراجعها فإذا طهرت - ابن عمر ٣٥٨٥
- مره فليراجعها - ابن عمر ٣٤٢٦
- مره فليراجعها ثم ليمسكها حتى تطهر - ابن عمر ٣٤١٩
- مره فليراجعها حتى تحيض حيضة أخرى، فإذا طهرت - ابن عمر ٣٥٨٦
- مرها أن تغتسل وتهل - جابر بن عبدالله ٢١٥
- مرها أن تغتسل وتهل - جابر بن عبدالله ٣٩٢٠
- مرها فلتختمر ولتركب ولتصم ثلاثة أيام - عقبة بن عامر ٣٨٤٦
- مرها فلتغتسل ثم لتهل - أسماء بنت عميس ٢٦٦٤
- مروا أبا بكر فليصل بالناس - عائشة ٨٣٤

- مروا بجنازة على النبي ﷺ فأثنوا عليها خيرا - أبو هريرة ١٩٣٥
- مري غلامك النجار أن يعمل لي أعوادا أجلس عليهن - سهل بن سعد الساعدي ٧٤٠
- المزدلفة كلها موقف - جابر بن عبدالله ٣٠٤٨
- المسألة كد يكد بها الرجل وجهه إلا أن يسأل الرجل سلطاناً - سمرة بن جندب ٢٦٠١
- المسبل إزاره والمنفق سلعته بالحلف الكاذب - أبو ذر الغفاري ٤٤٦٣
- مستريح ومستراح منه - قتادة بن ربعي ١٩٣٢، ١٩٣٣
- المسكر قليله حرام وكثيره حرام - ابن عمر . ٥٧٠١
- المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده - عبدالله بن عمرو ٤٩٩٩
- المسلم من سلم الناس من لسانه ويده - أبوهريرة ٤٩٩٨
- المصلى أمامك - أسامة بن زيد ٣٠٢٧
- مطل الغني ظلم - أبو هريرة ٤٦٩٥
- المطلقة ثلاثا ليس لها سكنى ولا نفقة - فاطمة بنت قيس ٣٤٣٣
- معقبات لا يخيب قائلهن: يسبح الله في دبر كل صلاة ثلاثا وثلاثين - كعب بن عجرة ... ١٣٥٠
- المكاتب يعتق بقدر ما أدى - ابن عباس ٤٨١٥
- مكانكم - أبو هريرة ٧٩٣
- المكيال على مكيال أهل المدينة والوزن على وزن أهل مكة - ابن عمر ٤٥٩٨
- المكيال مكيال أهل المدينة، والوزن وزن أهل مكة - ابن عمر ٢٥٢١
- الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة ولا كلب ولا جنب - علي بن أبي طالب ٤٢٨٦
- ملىء عمار إيمانا إلى مشاشه - رجل من أصحاب النبي ﷺ ٥٠١٠
- من ابتاع بئر رومة غفر الله له - الأحنف بن قيس ٣١٨٤
- من ابتاع بئر رومة غفر الله له - الأحنف بن قيس ٣٦٣٧
- من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه - ابن عمر ٤٥٩٩
- من ابتاع طعاما فلا يبيعه حتى يقبضه - ابن عباس ٤٦٠٤
- من ابتاع طعاما فلا يبيعه حتى يقبضه - عبدالله بن عمر ٤٦٠٠
- من ابتاع طعاما فلا يبيعه حتى يكتاله - ابن عباس ٤٦٠١
- من ابتاع محفلة أو مصراة فهو بالخيار ثلاثة أيام - أبو هريرة ٤٤٩٤
- من ابتاع نخلا بعد أن تؤبر فثمرتها للبائع - عبدالله بن عمر ٤٦٤٠
- من آتاه الله عز وجل مالا فلم يؤد زكاته مثل له ماله - أبو هريرة ٢٤٨٤
- من اتبع جنازة مسلم إيمانا واحتسابا فصلى عليه - أبو هريرة ٥٠٣٥
- من اتخذ كلبا إلا كلب صيد أو زرع أو ماشية - أبو هريرة ٤٢٩٤
- من اتخذ كلبا إلا كلب صيد أو ماشية أو زرع - عبدالله بن مغفل ٤٢٩٣
- من أتم الوضوء كما أمره الله عز وجل - عثمان بن عفان ١٤٥
- من أتى فراشه وهو ينوي أن يقوم - أبو الدرداء ١٧٨٨
- من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه - أبو هريرة ١٨٣٥
- من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه - عائشة ١٨٣٩
- من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه - عبادة بن الصامت .... ١٨٣٧، ١٨٣٨
- من أحبني فليحب أسامة - فاطمة بنت قيس . ٣٢٣٩
- من احتبس فرسا في سبيل الله إيمانا بالله وتصديقا - أبو هريرة ٣٦١٢
- من احتسب ثلاثة من صلبه دخل الجنة - أنس بن مالك ١٨٧٣

- من أخذ دينا وهو يريد أن يؤديه أعانه الله عز وجل - ميمونة زوج النبي ﷺ ٤٦٩١
- من أدرك جمعا مع الإمام والناس حتى يفيض منها فقد أدرك الحج - عروة بن مضرس ٣٠٤٣
- من أدرك ركعة من الجمعة أو غيرها فقد تمت صلاته - ابن عمر ٥٥٨
- من أدرك ركعة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح - أبو هريرة ٥١٨
- من أدرك ركعة من صلاة العصر قبل أن تغيب الشمس - أبو هريرة ٥١٦
- من أدرك ركعة من صلاة من الصلوات فقد أدركها إلا أنه يقضي مافاته - سالم بن عبدالله بن عمر ٥٥٩
- من أدرك ركعة من الفجر قبل أن تطلع الشمس فقد - عائشة ٥٥٢
- من أدرك ركعتين من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس - أبو هريرة ٥١٥
- من أدرك سجدة من الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدركها - أبو هريرة ٥٥١
- من أدرك من صلاة الجمعة ركعة فقد أدرك - أبو هريرة ١٤٢٦
- من أدرك من الصلاة ركعة فقد أدرك الصلاة - أبو هريرة .... ٥٥٤، ٥٥٦
- من أدرك من الصلاة ركعة فقد أدركها - أبو هريرة .... ٥٥٥، ٥٥٧
- من أراد أن يصوغ عليه فليفعل ولا تنقشوا على نقشه - أنس بن مالك ٥٢١٠
- من أراد أن يضحي فدخلت أيام العشر فلا يأخذ من شعره ولا أظفاره - سعيد بن المسيب ٤٣٦٨
- من أراد أن يضحي فلا يقلم من أظفاره ولا يحلق شيئا من شعره - أم سلمة زوج النبي ﷺ ٤٣٦٧
- من أريد ماله بغير حق فقاتل فقتل فهو شهيد - عبدالله بن عمرو ٤٠٩٣
- من استطاع الباءة فليتزوج فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج - عبدالله بن مسعود ٣٢٠٩
- من استطاع منكم الباءة فليتزوج - عبدالله بن مسعود .... ٢٢٤٢، ٢٢٤٣، ٣٢١٠
- من استعاذ بالله فأعيذوه، ومن سألكم بالله فأعطوه - ابن عمر ٢٥٦٨
- من استغنى أغناه الله عز وجل ومن استعف أعفه الله عز وجل - أبو سعيد الخدري ٢٥٩٦
- من أسلف سلفا فليسلف في كيل معلوم - ابن عباس ٤٦٢٠
- من اشترط شرطا ليس في كتاب الله فهو باطل - عائشة ٤٦٦٠
- من اشترى مصراة فإن رضيها إذا حلبها فليمسكها - أبو هريرة ٤٤٩٣
- من أشراط الساعة، أن يتباهى الناس في المساجد - أنس بن مالك ٦٩٠
- من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني - أبوهريرة ٥٥١٢
- من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله - أبو هريرة ٤١٩٨
- من اطلع في بيت قوم بغير إذنهم - أبو هريرة ٤٨٦٤
- من أعتق جاريته ثم تزوجها فله أجران - أبوموسى الأشعري ٣٣٤٧
- من أعتق شركا له في عبد أتم مابقي في ماله - عبدالله بن مسعود ٤٧٠٢
- من أعتق شركا له في مملوك وكان له من المال - ابن عمر ٤٧٠٣
- من أعطي شيئا حياته فهو له حياته وموته - عطاء بن أبي رباح ٣٧٦١
- من أعمر رجلا عمرى له ولعقبه فقد قطع قوله حقه - جابر بن عبدالله ٣٧٧٥
- من أعمر شيئا فهو لمعمره محياه ومماته - زيد بن ثابت ٣٧٥٤

- من أعمر شيئا فهو له - أبو هريرة ٣٧٨٤
- من أعمر شيئا فهو له حياته ومماته - جابر بن عبدالله ٣٧٦٦
- من أعمر عمرى فهي له ولعقبه - جابر بن عبدالله ٣٧٧١
- من اغبرت قدماه في سبيل الله فهو حرام على النار - أبو عبس ٣١١٨
- من اغتسل يوم الجمعة غسل الجنابة ثم راح - أبو هريرة ١٣٨٩
- من اغتسل يوم الجمعة وغسل وغدا وابتكر - أوس بن أوس ١٣٨٥
- من أقام الصلاة وآتى الزكاة ومات لا يشرك بالله شيئاً - أبو الدرداء الأنصاري ٣١٣٤
- من اقتطع حق امريء مسلم بيمينه فقد أوجب الله له النار - أبو أمامة ٥٤٢١
- من اقتنى كلبا إلا كلب صيد أو ماشية - عبدالله بن عمر ٤٢٩٢
- من اقتنى كلبا إلا كلب ماشية أو كلب صيد - عبدالله بن عمر ٤٢٩٦
- من اقتنى كلبا لا يغني عنه زرعا ولا ضرعا - سفيان بن أبي زهير الشنائي ٤٢٩٠
- من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد ولا ماشية - أبو هريرة ٤٢٩٥
- من اقتنى كلبا نقص من أجره كل يوم قيراطان إلا ضاريا - ابن عمر ٤٢٨٩
- من أمسك كلبا إلا كلب ضاري أو كلب ماشية - ابن عمر ٤٢٩١
- من أنفق زوجين في سبيل الله دعته خزنة الجنة من أبواب الجنة - أبو هريرة ٣١٨٦
- من أنفق زوجين في سبيل الله عز وجل نودي في الجنة - أبو هريرة ٢٢٤٠
- من أنفق زوجين في سبيل الله عز وجل نودي في الجنة - أبو هريرة ٣١٨٥
- من أنفق زوجين في سبيل الله نودي في الجنة يا عبدالله! هذا خيرٌ - أبو هريرة ٣١٣٧
- من أنفق زوجين من شيء من الأشياء في سبيل الله دعي من أبواب الجنة - أبو هريرة ٢٤٤١
- من أنفق نفقة في سبيل الله كتبت له بسبعمائة ضعف - خريم بن فاتك ٣١٨٨
- من أهل بعمرة ولم يهد فليحلل ومن أهل بعمرة - عائشة ٢٩٩٤
- من أوهم في صلاته فليتحر الصواب ثم يسجد سجدتين - عبدالله بن مسعود ١٢٤٦
- من باع ثمرا فأصابته جائحة فلا يأخذ من أخيه - جابر بن عبدالله ٤٥٣٢
- من بدل دينه فاقتلوه - ابن عباس .... - .... ٤٠٦٤، ٤٠٦٦، ٤٠٦٧، ٤٠٦٩، ٤٠٧٠
- من بدل دينه فاقتلوه - الحسن ٤٠٦٨
- من بلغ بسهم في سبيل الله فهو له درجة في الجنة - أبو نجيح السلمي ٣١٤٥
- من بنى مسجداً يذكر الله فيه، بنى الله عز وجل له بيتا في الجنة - عمرو بن عبسة ٦٨٩
- من تبع جنازة حتى يصلى عليها كان له من الأجر قيراط - البراء بن عازب ١٩٤٢
- من تبع جنازة حتى يفرغ منها فله قيراطان - عبدالله بن مغفل ١٩٤٣
- من تبع جنازة رجل مسلم احتساباً فصلى عليها ودفنها فله قيراطان - أبو هريرة ١٩٩٨
- من تبع جنازة فصلى عليها ثم انصرف فله قيراط من الأجر - أبو هريرة ١٩٩٩
- من تردى من جبل فقتل نفسه فهو في نار جهنم - أبو هريرة ١٩٦٧
- من ترك ثلاث جمع تهاونا بها طبع الله على قلبه - أبو الجعد الضمري ١٣٧٠
- من ترك الجمعة ثلاثا من غير ضرورة - جابر ابن عبدالله ١٣٧٠ب
- من ترك الجمعة متعمدا فعليه دينار - سمرة ابن جندب ١٣٧٣ب

- من ترك الجمعة من غير عذر فليتصدق بدينار – سمرة بن جندب ١٣٧٣
- من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله – بريدة ابن الحصيب ٤٧٥
- من تطبب ولم يعلم منه طب – عبدالله بن عمرو ٤٨٣٤
- من توضأ فأحسن الوضوء ثم خرج عامدا إلى المسجد – أبو هريرة ٨٥٦
- من توضأ فأحسن الوضوء ثم صلى ركعتين يقبل عليهما بقلبه ووجهه – عقبة بن عامر الجهني ١٥١
- من توضأ فأحسن الوضوء ثم صلى – كعب الأحبار ٤٩٥٧
- من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال: أشهد أن لا إله إلا الله – عمر بن الخطاب ١٤٨
- من توضأ فأحسن وضوءه، ثم شهد صلاة العتمة – كعب الأحبار ٤٩٥٨
- من توضأ فليستنثر ومن استجمر فليوتر – أبوهريرة ٨٨
- من توضأ كما أمر وصلى كما أمر – أبو أيوب وعقبة ١٤٤
- من توضأ للصلاة فأسبغ الوضوء – عثمان بن عفان ٨٥٧
- من توضأ نحو وضوئي هذا ثم صلى ركعتين – عثمان بن عفان ٨٤
- من توضأ نحو وضوئي هذا ثم قام فركع ركعتين – حمران مولى عثمان ١١٦
- من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت، ومن اغتسل فالغسل أفضل – سمرة بن جندب ... ١٣٨١
- من ثابر على اثنتي عشرة ركعة في اليوم والليلة دخل الجنة – عائشة ..... ١٧٩٥، ١٧٩٦
- من جاء منكم يوم الجمعة فليغتسل – عبدالله ابن عمر ١٤٠٨
- من جاء يعبد الله ولا يشرك به شيئاً – أبو أيوب الأنصاري ٤٠١٤
- من جر ثوبه أو قال إن الذي يجر ثوبه من الخيلاء – عبد الله بن عمر ٥٣٢٩
- من جر ثوبه من الخيلاء لا ينظر الله إليه يوم القيامة – عبد الله بن عمر ..... ٥٣٣٧، ٥٣٣٨
- من جر ثوبه من مخيلة فإن الله عز وجل لم ينظر إليه – ابن عمر ٥٣٣٠
- من جهز غازيا فقد غزا ومن خلف غازيا في أهله بخير فقد غزا – زيد بن خالد الجهني ... ٣١٨٣
- من جهز غازيا في سبيل الله فقد غزا – زيد بن خالد ٣١٨٢
- من حافظ على أربع ركعات قبل الظهر – أم حبيبة بنت أبي سفيان ١٨١٧
- من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كما ولدته أمه – أبو هريرة ٢٦٢٨
- من حدثكم أن رسول الله ﷺ بال قائما فلا تصدقوه – عائشة ٢٩
- من حلف بملة سوى الإسلام كاذبا فهو كما قال – ثابت بن الضحاك ..... ٣٨٠١، ٣٨٠٢
- من حلف بملة سوى ملة الإسلام كاذبا فهو كما قال – ثابت بن الضحاك ٣٨٤٤
- من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها – عبدالله بن عمرو ٣٨١٢
- من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها، فليأت الذي هو خير – عدي بن حاتم ٣٨١٦ – ٣٨١٨
- من حلف على يمين فقال: إن شاء الله فقد استثنى – أبو هريرة ٣٨٨٦
- من حلف على يمين فقال: إن شاء الله فهو بالخيار – ابن عمر ٣٨٦١
- من حلف فاستثنى فإن شاء مضى وإن شاء ترك غير حنث – ابن عمر ٣٨٢٤
- من حلف فقال: إن شاء الله فقد استثنى – عبدالله بن عمر ..... ٣٨٥٩، ٣٨٦٠
- من حلف منكم فقال: باللات فليقل – أبو

هريرة ٣٨٠٦
- من حمل علينا السلاح فليس منا - عبدالله بن عمر ٤١٠٥
- من خاف ثأرهن فليس منا - عبد الله بن مسعود ٣١٩٥
- من خرج حتى يأتي هذا المسجد - مسجد قباء - فصلى فية - سهل بن حنيف ٧٠٠
- من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات ميتة جاهلية - أبو هريرة ٤١١٩
- من خصى عبده خصيناه - سمرة بن جندب .. ٤٧٥٨
- من خير طيبكم المسك - أبو سعيد الخدري ١٩٠٧
- من ذبح قبل الصلاة فليذبح شاة مكانها - جندب بن سفيان ٤٣٧٣
- من ذبح قبل الصلاة فليذبح مكانها أخرى - جندب بن سفيان ٤٤٠٣
- من رابط يوما وليلة في سبيل الله - سلمان الخير .... ٣١٦٩، ٣١٧٠
- من رأى منكرا فغيره بيده فقد برىء - أبوسعيد الخدري ٥٠١٢
- من رأى منكراً فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه - أبو سعيد الخدري ٥٠١١
- من رأى هلال ذي الحجة فأراد أن يضحي فلا يأخذ من شعره - أم سلمة ٤٣٦٦
- من رضي بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد نبيًّا وجبت له الجنة - أبو سعيد الخدري ٣١٣٣
- من رفع السلاح ثم وضعه فدمه هدر - ابن الزبير ٤١٠٤
- من ركع اثنتي عشرة ركعة في اليوم والليلة - أم حبيبة بنت أبي سفيان ١٧٩٨
- من ركع أربع ركعات قبل الظهر وأربعا بعدها - أم حبيبة زوج النبي ﷺ ...... ١٨١٣، ١٨١٦
- من ركع ثنتي عشرة ركعة في يومه وليلته سوى المكتوبة - أم حبيبة بنت أبي سفيان ... ١٧٩٧
- من رمى بسهم في سبيل الله فبلغ العدو أخطأ

أو أصاب - عمرو بن عبسة ٣١٤٧
- من سأل الله الجنة ثلاث مرات قالت الجنة - أنس بن مالك ٥٥٢٣
- من سأل الله عز وجل الشهادة بصدق بلغه الله منازل الشهداء - سهل بن حنيف ٣١٦٤
- من سأل وله أربعون درهما فهو الملحف - عبدالله بن عمرو ٢٥٩٥
- من سأل وله ما يغنيه جاءت خموشا أو كدوحا في وجهه - عبدالله بن مسعود ٢٥٩٣
- من سبح في دبر صلاة الغداة مائة تسبيحة - أبو هريرة ١٣٥٥
- من سره أن يحرم إن كان محرما - ابن عباس ٥٦٩١
- من سره أن ينظر إلى طهور رسول الله ﷺ فهذا طهوره - علي بن أبي طالب ٩٣
- من سره أن ينظر إلى وضوء رسول الله ﷺ فهذا وضوؤه - علي بن أبي طالب ٩٤
- من سكن البادية جفا، ومن اتبع الصيد غفل - ابن عباس ٤٣١٤
- من سلم المسلمون من لسانه ويده - أبوموسى ٥٠٠٢
- من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من غير - جرير بن عبدالله ٢٥٥٥
- من سنة الصلاة أن تنصب القدم اليمنى - عبدالله بن عمر ١١٥٩
- من شاء أن يجعلها عمرة فليفعل - ابن عباس ٢٨٧٤
- من شاء أن يهل بحج فليهل ومن شاء أن يهل - عائشة ٢٧١٨
- من شاء أوتر بسبع ومن شاء أوتر بخمس - أبو أيوب الأنصاري ١٧١٤
- من شاء عتر ومن شاء لم يعتر - الحارث بن عمرو ٤٢٣١
- من شاء لاعنته ما أنزلت ﴿وأولات الأحمال - ابن مسعود ٣٥٥٢
- من شاب شيبة في سبيل الله تعالى كانت له

نورا يوم القيامة - عمرو بن عبسة ٣١٤٤
- من شرب الخمر شربة لم تقبل له توبة - عبدالله بن عمرو بن العاص ٥٦٧٣
- من شرب الخمر فاجلدوه ثم إن شرب فاجلدوه - ابن عمر ونفر من الصحابة ٥٦٦٤
- من شرب الخمر فجعلها في بطنه لم يقبل الله منه صلاة - عبدالله بن عمرو ٥٦٧٢
- من شرب الخمر فقد كفر - مسروق ٥٦٦٨
- من شرب الخمر فلم ينتش لم تقبل له صلاة - ابن عمر ٥٦٧١
- من شرب الخمر في الدنيا ثم لم يتب منها - ابن عمر ٥٦٧٤
- من شرب الخمر في الدنيا فمات - ابن عمر . ٥٦٧٦
- من شربه منكم فليشرب كل واحد منه فردا: تمرا فردا - أبو سعيد الخدري ....٥٥٧١، ٥٥٧٢
- من شك أو أوهم فليتحر الصواب ثم نيسجد سجدتين - عبدالله بن مسعود ١٢٤٧
- من شك في صلاته، فليسجد سجدتين بعد مايسلم - عبدالله بن جعفر ....١٢٤٩ - ١٢٥٢
- من شهد جنازة حتى يصلى عليها فله قيراط - أبو هريرة ١٩٩٧
- من شهر سيفه ثم وضعه فدمه هدر - ابن الزبير ٤١٠٢
- من صاحب الكلمة؟ - عبدالله بن عمر ٨٨٦
- من صاحب الكلمة في الصلاة؟ - وائل بن حجر ٩٣٣
- من صام الأبد فلا صام ولا أفطر - عبدالله ابن عمر ....٢٣٧٥ - ٢٣٧٨
- من صام الأبد فلا صام ولا أفطر - عبدالله ابن عمرو بن العاص ٢٣٧٩
- من صام ثلاثة أيام من الشهر فقد صام الدهر كله - أبو ذر الغفاري ٢٤١١
- من صام ثلاثة أيام من كل شهر فقد تم صوم الشهر - أبو ذر الغفاري ٢٤١٢
- من صام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه - أبو هريرة ....٢٢٠٤ - ٢٢٠٧
- من صام يوما في سبيل الله باعد الله بذلك اليوم حر جهنم - أبو سعيد الخدري ٢٢٥٤
- من صام يوما في سبيل الله باعد الله بذلك اليوم النار - أبو سعيد الخدري ٢٢٥٥
- من صام يوما في سبيل الله باعد الله بينه وبين النار - أبو سعيد الخدري ....٢٢٤٧، ٢٢٤٩
- من صام يوما في سبيل الله باعد الله عز وجل وجهه عن النار - أبو هريرة ٢٢٤٨
- من صام يوما في سبيل الله عز وجل باعد الله منه جهنم مسيرة مائة عام - عقبة بن عامر ٢٢٥٦
- من صام يوما في سبيل الله عز وجل باعده الله عن النار - أبو سعيد الخدري ....٢٢٥١، ٢٢٥٢
- من صام يوما في سبيل الله عز وجل زحزح الله وجهه عن النار - أبو هريرة ٢٢٤٦
- من صامه وقامه إيماناً واحتساباً - أبو سلمة ابن عبدالرحمن ٢٢١١
- من الصلاة صلاة من فاتته فكأنما وتر - نوفل ابن معاوية ٤٨٠
- من صلى أربع ركعات قبل الظهر وأربعا بعدها - أم حبيبة ١٨١٥
- من صلى أربعا قبل الظهر وأربعا بعدها لم تمسه النار - أم حبيبة ١٨١٨
- من صلى ثنتي عشرة ركعة في يوم وليلة بنى الله له بيتًا في الجنة - أم حبيبة ١٨١٠
- من صلى صلاة الغداة ههنا معنا وقد أتى عرفة قبل ذلك - عروة بن مضرس الطائي ... ٣٠٤٦
- من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج هي خداج هي خداج غير تمام - أبو هريرة ٩١٠
- من صلى صلاتنا واستقبل قبلتنا - أنس بن مالك ٥٠٠٠
- من صلى صلاتنا ونسك نسكنا فقد أصاب

النسك - البراء بن عازب ١٥٨٢
- من صلى صلاتنا ونسك نسكنا فقد أصاب
النسك - البراء بن عازب ٤٤٠٠
- من صلى على جنازة فله قيراط - أبو هريرة .. ١٩٩٦
- من صلى عليَّ صلاة واحدة صلى الله عيه
عشر صلوات - أنس بن مالك ١٢٩٨
- من صلى عليَّ واحدة صلى الله عليه عشراً -
أبو هريرة ١٢٩٧
- من صلى في الليل والنهار ثنتي عشرة ركعة
سوى المكتوبة - أم حبيبة ١٨٠٦
- من صلى في يوم ثنتي عشرة ركعة - أم حبيبة .
- . ... ١٧٩٩ - ١٨٠١، ١٨٠٣، ١٨٠٩، ١٨١١
- من صلى في يوم ثنتي عشرة ركعة سوى
الفريضة - أبو هريرة ١٨١٢
- من صلى في اليوم والليلة ثنتي عشرة ركعة
سوى المكتوبة - أم حبيبة ١٨٠٤، ١٨٠٥، ١٨٠٧
- من صلى قائماً فهو أفضل ومن صلى قاعداً
فله نصف أجر القائم - عمران بن حصين ... ١٦٦١
- من صلى معنا صلاتنا هذه ههنا ثم أقام معنا
وقد وقف قبل ذلك - عروة بن مضرس ٣٠٤٢
- من صلى من الليل فليجعل آخر صلاته بالليل
وترا - ابن عمر ١٦٨٣
- من صلى هذه الصلاة معنا وقد وقف قبل
ذلك بعرفة ليلا أو نهارا - عروة بن مضرس . ٣٠٤٤
- من صلى هذه الصلاة معنا ووقف هذا الموقف
حتى يفيض وأفاض - عروة بن مضرس ٣٠٤٥
- من صور صورة عذب حتى ينفخ فيها الروح
وليس بنافخ فيها - ابن عباس ٥٣٦١
- من صور صورة في الدنيا كلف يوم القيامة أن
ينفخ فيها - ابن عباس ٥٣٦٠
- من صور صورة كلف يوم القيامة أن ينفخ
فيها - أبو هريرة ٥٣٦٢
- من عرج أو كسر فقد حل وعليه حجة أخرى
- الحجاج بن عمرو الأنصاري ٢٨٦٣
- من عرض عليه طيب فلا يرده فإنه خفيف
المحمل طيب الرائحة - أبو هريرة ٥٢٦١
- من عقد عقدة ثم نفث فيها فقد سحر -
أبوهريرة ٤٠٨٤
- من غزا في سبيل الله ولم ينو إلا عقالا فله ما
نوى - عبادة بن الصامت ٣١٤٠
- من غزا وهو لا يريد إلا عقالا فله مانوى -
عبادة بن الصامت ٣١٤١
- من غسل واغتسل وغدا وابتكر ودنا من
الإمام - أوس بن أوس الثقفي .... ١٣٨٢، ١٣٨٣، ١٣٩٩
- من فاتته صلاة العصر فكأنما وتر أهله وماله
- عبدالله بن عمر ٤٧٩
- من فاتته صلاة العصر فكأنما وتر أهله وماله
- نوفل بن معاوية ٤٧٩
- من فاته حزبه من الليل فقرأه حين تزول
الشمس - عمر بن الخطاب ١٧٩٣
- من فاته ورده من الليل فليقرأه في صلاة قبل
الظهر - حميد بن عبدالرحمن ١٧٩٤
- من القائل كلمة كذا وكذا؟ - ابن عمر ٨٨٧
- من قاتل تحت راية عمية يقاتل عصبية -
جندب بن عبدالله ٤١٢٠
- من قاتل دون ماله فقتل فهو شهيد - سعيد بن
زيد ٤٠٩٩
- من قاتل دون ماله فقتل فهو شهيد - عبدالله
ابن عمرو .... ٤٠٨٩، ٤٠٩٠
- من قاتل دون ماله فهو شهيد - سعيد بن زيد . ٤٠٩٦
- من قاتل في سبيل الله عز وجل من رجل
مسلم فواق ناقة وجبت له - معاذ بن جبل ... ٣١٤٣
- من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في
سبيل الله عز وجل - أبو موسى الأشعري ... ٣١٣٨
- من قال: إني بريء من الإسلام فإن كان
كاذبا - بريدة بن الحصيب ٣٨٠٣
- من قال حين يسمع المؤذن أشهد أن لا إله إلا
الله وحده - سعد بن أبي وقاص ٦٨٠

- من قال حين يسمع النداء: اللهم رب هذه الدعوة التامة – جابر بن عبدالله ٦٨١
- من قال لصاحبه يوم الجمعة والإمام يخطب – أبو هريرة ١٤٠٢
- من قال مثل هذا يقينا دخل الجنة – أبو هريرة ٦٧٥
- من قام رمضان إيماناً واحتساباً – سعيد بن المسيب ٢١٩٣
- من قام رمضان إيماناً واحتسابا – عبدالرحمن بن عوف ٢٢١٠
- من قام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه – أبو هريرة ....
- ١٦٠٣، ٢١٩٩ – ٢٢٠٣، ٢٢٠٨، ٥٠٢٨ – ٥٠٣٠
- من قام رمضان إيماناً واحتساباً غفر له ماتقدم من ذنبه – عائشة .... ٢١٩٤، ٢١٩٧
- من قام شهر رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه – أبو هريرة .... ٢٢٠٩، ٥٠٢٧
- من قام ليلة القدر إيماناً واحتسابا غفر له – عائشة .... ٢١٩٥، ٥٠٣٠
- من قامه إيماناً واحتسابا غفر له – أبو هريرة .
- . ... ٢١٩٦، ٢١٩٨
- من قتل خطأ فديته مائة من الإبل – عبدالله بن عمرو ٤٨٠٥
- من قتل دون ماله فهو شهيد – بريدة بن الحصيب ٤٠٩٧
- من قتل دون ماله فهو شهيد – سعيد بن زيد ..
- . ... ٤٠٩٥، ٤١٠٠
- من قتل دون ماله فهو شهيد – عبدالله بن عمرو .... ٤٠٩٢، ٤٠٩٤
- من قُتل دون ماله مظلوما فله الجنة – عبدالله ابن عمرو بن العاص ٤٠٩١
- من قتل دون مظلمته فهو شهيد – أبو جعفر ..
- . ... ٤٠٩٨، ٤١٠١
- من قتل رجلا من أهل الذمة لم يجد ريح الجنة – القاسم بن مخيمرة عن رجل من الصحابة ٤٧٥٣
- من قتل عبده قتلناه – سمرة بن جندب ....
- . ... ٤٧٤٠ – ٤٧٤٢، ٤٧٥٧
- من قتل عصفوراً عبثا عج إلى الله عز وجل يوم القيامة – الشريد الثقفي ٤٤٥١
- من قتل عصفورا فما فوقها بغير حقها سأل الله عز وجل عنها يوم القيامة – عبدالله بن عمرو ٤٤٥٠
- من قُتل في سبيل الله أو مات فهو في الجنة – عمر بن الخطاب ٣٣٥١
- من قتل في عميا أو رميا – ابن عباس ٤٧٩٣
- من قتل في عمية أو رمية – ابن عباس ٤٧٩٤
- من قتل قتيلا من أهل الذمة لم يجد ريح الجنة – عبدالله بن عمرو ٤٧٥٤
- من قتل له قتيل فهو بخير النظرين – أبو هريرة
- . ... ٤٧٨٩ – ٤٧٩١
- من قتل معاهدا في غير كنهه حرَّم الله عليه الجنة – أبو بكرة الثقفي ٤٧٥١
- من قتل نفسا معاهدة بغير حلها حرم الله عليه الجنة – أبو بكرة الثقفي ٤٧٥٢
- من كان حالفا فلا يحلف إلا بالله – ابن عمر . ٣٧٩٥
- من كان ذبح قبل الصلاة فليعد – أنس بن مالك ٤٤٠١
- من كان عنده من هذه النساء اللاتي يتمتع فليخل سبيلها – سبرة الجهني ٣٣٧٠
- من كان في المسجد ينتظر الصلاة فهو في الصلاة – سهل بن سعد الساعدي ٧٣٥
- من كان له أرض فليزرعها أو يمنحها أو يذرها – رافع بن خديج .... ٣٩٠٢، ٣٩٠٣
- من كان له أرض فليزرعها – جابر بن عبدالله ٣٩١١
- من كان له أرض فليزرعها، فإن عجز أن يزرعها فليمنحها أخاه – جابر بن عبدالله ٣٩٠٥
- من كان له امرأتان يميل لإحداهما على الأخرى – أبو هريرة ٣٣٩٤

- من كان معه هدي أن يقيم على إحرامه ومن لم يكن - عائشة ٢٨٠٦
- من كان معه هدي فليقم على إحرامه ومن لم يكن معه هدي فليحلل - عائشة ٢٩٩٣
- من كان معه هدي فليهلل بالحج مع العمرة - عائشة ٢٧٦٥
- من كان منكم أهدى فإنه لا يحل من شيء حرم منه - عبدالله بن عمر ٢٧٣٣
- من كان منكم ذا طول فليتزوج - عثمان بن عفان ٢٢٤٥
- من كان منكم ذا طول فليتزوج - عثمان بن عفان ٣٢٠٨
- من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل الحمام - جابر بن عبدالله ٤٠١
- من كانت له أرض فليزرعها أو ليزرعها أخاه - جابر بن عبدالله ٣٩١٢
- من كانت له أرض فليزرعها أو ليزرعها أخاه - رافع بن خديج ٣٩٢٨
- من كانت له أرض فليزرعها أو ليمنحها أخاه ولا يكريها - جابر بن عبدالله ....
- . ... ٣٩٠٦ - ٣٩٠٨، ٣٩١٢
- من كانت له أرض فليزرعها، فإن عجز عنها فليزرعها أخاه - رافع بن خديج ٣٨٩٧
- من كانت له أرض فليمنحها أو ليدعها - رافع بن خديج ٣٨٩٥
- من كانت له صلاة صلاها من الليل فنام عنها كان ذلك صدقة - عائشة ١٧٨٦
- من كسر أو عرج فقد حل وعليه حجة أخرى - الحجاج بن عمرو ٢٨٦٤
- من لبس الحرير في الدنيا فلا خلاق له في الآخرة - عمر بن الخطاب ٥٣٠٨
- من لبس الحرير في الدنيا فلن يلبسه في الآخرة - عبد الله بن الزبير ٥٣٠٦
- من لبسه في الدنيا لم يلبسه في الآخرة - عمر ابن الخطاب ٥٣٠٧
- من لم يأخذ شاربه فليس منا - زيد بن أرقم .. ١٣
- من لم يأخذ شاربه فليس منا - زيد بن أرقم .. ٥٠٥٠
- من لم يبيت الصيام قبل الفجر فلا صيام له - حفصة .... ٢٣٣٣، ٢٣٣٤
- من لم يبيت الصيام من الليل فلا صيام له - حفصة ٢٣٣٦
- من لم يجد إزاراً فليلبس سراويل - ابن عباس ٢٦٧٣
- من لم يجد إزارا فليلبس السراويل ومن لم يجد - ابن عباس ٥٣٢٧
- من لم يجمع الصيام قبل طلوع الفجر فلا يصوم - حفصة ٢٣٣٥
- من لم يجمع الصيام من الليل فلا يصوم - حفصة ٢٣٣٧
- من لم يكن معه هدي فليحلل، ومن كان معه هدي - أسماء بنت أبي بكر ٢٩٩٥
- من مات مدمنا للخمر نضح في وجهه - الضحاك ٥٦٧٨
- من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه بغزو مات على شعبة نفاق - أبو هريرة ٣٠٩٩
- من المتكلم في الصلاة؟ - رفاعة بن رافع ٩٣٢
- من مس ذكره فلا يصلي حتى يتوضأ - بسرة بنت صفوان ٤٤٨
- من نام عن حزبه أو عن شيء منه - عمر بن الخطاب .... ١٧٩١، ١٧٩٢
- من نذر أن يطيع الله فليطعه - عائشة ٣٨٣٧ - ٣٨٣٩
- من نسي شيئا من صلاته فليسجد مثل هاتين السجدتين - معاوية ١٢٦١
- من نسي صلاة فليصلها إذا ذكرها - أبوهريرة
- . ... ٦٢٠، ٦٢١
- من نسي صلاة فليصلها إذا ذكرها - أنس بن مالك ٦١٤
- من هذا معك؟ - أبو رمثة البلوي ٤٨٣٦

- من هذه؟ قالت: فلانة، لا تنام تذكر من صلاتها - عائشة ٥٠٣٨
- من هذه؟ قالت: فلانة لا تنام فذكرت من صلاتها - عائشة ١٦٤٣
- من ههنا من أهل المدينة قوموا إلى إخوانكم فعلموهم - ابن عباس ٢٥١٧
- من ههنا والذي لا إله غيره! رمى الذي أنزلت عليه سورة البقرة - عبدالله بن مسعود ٣٠٧٢
- من وجه قبلتنا وصلى صلاتنا ونسك نسكنا فلا يذبح حتى يصلي - البراء بن عازب ٤٣٩٩
- من وصل صفًا وصله الله - عبدالله بن عمر ... ٨٢٠
- من ولي منكم عملا فأراد الله به خيرا جعل له وزيرا صالحا - القاسم بن محمد ٤٢٠٩
- من يبتاع مربد بني فلان غفر الله له - الأحنف ابن قيس ٣١٨٤
- من يبتاع مربد بني فلان غفر الله له - الأحنف ابن قيس ٣٦٣٦
- من يجهز هؤلاء غفر الله له يعني جيش العسرة - الأحنف بن قيس ٣١٨٤
- من يشتري بئر رومة فيجعل فيها دلوه مع دلاء المسلمين - ثمامة بن حزن القشيري ٣٦٣٨
- من يضمن لي واحدة وله الجنة - ثوبان مولى رسول الله ﷺ ٢٥٩١
- من يطع الله إذا عصيته؟ أيأمنني على أهل الأرض ولا تأمنوني - أبو سعيد الخدري ... ٤١٠٦
- من يقتله بطنه لم يعذب في قبره - سليمان بن صرد وخالد بن عرفطة ٢٠٥٤
- من يكلؤنا الليلة لا نرقد عن الصلاة عن صلاة الصبح - جبير بن مطعم ٦٢٥
- من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلاهادي له - جابر بن عبدالله ١٥٧٩
- المنتزعات والمختلعات هن المنافقات - أبو هريرة ٣٤٩١
- مه عليكم بما تطيقون فوالله! لا يمل الله عز وجل حتى تملوا - عائشة ١٦٤٣
- المهجر إلى الجمعة كالمهدي بدنة - أبوهريرة ١٣٨٦
- موت المؤمن بعرق الجبين - بريدة بن الحصيب الأسلمي ١٨٢٩
- موضع الإزار إلى أنصاف الساقين والعضلة فإن أبيت - حذيفة بن اليمان ٥٣٣١
- الميت يعذب ببكاء أهله عليه - عمر بن الخطاب .... ١٨٤٩، ١٨٥٠
- الميت يعذب بنياحة أهله عليه - عمران بن حصين ١٨٥٥
- الميت يعذب في قبره بالنياحة عليه - عمر بن الخطاب ١٨٥٤

ن

- ناس من أمتي عرضوا عليّ غزاة في سبيل الله يركبون ثبج هذا البحر - أنس بن مالك ٣١٧٣
- نبدأ بما بدأ الله به - جابر بن عبدالله ٢٩٧٢
- نبيذ البسر سحت لا يحل - ابن عباس ٥٦٩٣
- نحرنا فرسا على عهد رسول الله ﷺ فأكلناه - أسماء بنت أبي بكر ٤٤١١
- نحرنا فرسا على عهد رسول الله ﷺ فأكلناه - أسماء بنت عميس ٤٤٢٥
- نحن الآخرون السابقون بيد أنهم أوتوا الكتاب من قبلنا - أبو هريرة ١٣٦٨
- النذر لا يقدم شيئا ولا يؤخره إنما هو شيء يستخرج به - ابن عمر ٣٨٣٤
- النذر نذران: فما كان من نذر في طاعة الله فذلك لله - عمران بن حصين ٣٨٧٦
- نزل جبريل فأمني فصليت معه، ثم صليت معه، ثم صليت معه - أبو مسعود البدري ... ٤٩٥
- نزل نبي من الأنبياء تحت شجرة فلدغته نملة - الحسن ٤٣٦٤
- نزلت ﴿ومن يقتل مؤمنا﴾ - أشفقنا منها - زيد ابن ثابت ٤٠١٣

- نزلت في آخر ما أنزلت ومانسخها شيء - ابن عباس ٤٨٦٨
- نزلت في عبدالله بن حذافة بن قيس بن عدي بعثه رسول الله ﷺ في سرية - ابن عباس ٤١٩٩
- نزلت في عذاب القبر - البراء بن عازب - .... ٢٠٥٨، ٢٠٥٩
- نزلت هذه الآية ﴿ومن يقتل مؤمنا - زيد بن ثابت ٤٠١١
- نزلت هذه الآية بعد التي في تبارك الفرقان بثمانية أشهر - زيد بن ثابت ٤٠١٢
- نزلت هذه الآية في المشركين فمن تاب منهم قبل أن يقدر عليه - ابن عباس ٤٠٥١
- نزلت ورسول الله ﷺ مختف بمكة، فكان إذا صلى بأصحابه رفع صوته - ابن عباس .. ١٠١٢
- نسخت هذه الآية عدتها في أهلها فتعتد حيث شاءت - ابن عباس ٣٥٦١
- نسي رسول الله ﷺ فسلم في سجدتين - أبوهريرة ١٢٣٠
- نعم، إذا رأت الماء - أمُّ سلمة ١٩٧
- نعم، إن أقرب مايكون الرب عز وجل من العبد جوف الليل الآخر - عمرو بن عبسة ... ٥٧٣
- نعم، إن جبريل وميكائيل عليهما السلام أتياني فقعد جبريل عن يميني - أُبي بن كعب ٩٤٢
- نعم، بذكارة الطيب المسك والعنبر - عائشة ٥١١٩
- نعم الثلث، والثلث كثير أو كبير، إنك أن تدع - عائشة ٣٦٦٣
- نعم جوف الليل الآخر فصل مابدا لك - عمرو بن عبسة ٥٨٥
- نعم حجي عنه، فإنه لو كان عليه دين قضيتيه - الفضل بن عباس ٥٣٩١
- نعم الرجل من رجل لم يطأ لنا فراشا ولم يفتش لنا كنفا - عبد الله بن عمرو ٢٣٩١
- نعم، عذاب القبر حق - عائشة ١٣٠٩
- نعم، ولك أجر - ابن عباس .... ٢٦٤٧، ٢٦٤٨
- نعم! لو كان على أمها دين فقضته عنها، ألم يكن - ابن عباس ٢٦٣٤
- نعى رسول الله ﷺ النجاشي لأصحابه بالمدينة - أبو هريرة ١٩٧٤
- نفست أسماء بنت عميس محمد بن أبي بكر فأرسلت - جابر بن عبدالله ٢٧٦٣
- نقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله - أبو هريرة ٣٩٨٣
- نهانا رسول الله ﷺ أن يمتشط أحدنا كل يوم - رجل من الصحابة ٥٠٥٧
- نهانا رسول الله ﷺ عن أمر كان لنا نافعا - رافع بن خديج ٣٨٩٩
- نهانا رسول الله ﷺ عن بيع الذهب بالذهب والورق بالورق - عبادة بن الصامت ٤٥٦٤، ٤٥٦٥
- نهانا رسول الله ﷺ عن الدباء والحنتم - علي بن أبي طالب .... ٥١٧٣، ٥١٧٤
- نهانا رسول الله ﷺ عن كراء أرضنا، ولم يكن يومئذ ذهب ولا فضة - رافع بن خديج ٣٩٣٣
- نهاني الله عز وجل عن القزع - عبدالله بن عمر ٥٠٥٣
- نهاني حبي ﷺ عن ثلاث لا أقول نهى الناس - علي بن أبي طالب ١١١٩
- نهاني رسول الله ﷺ أن أقرأ راكعا أو ساجداً - علي بن أبي طالب ١١٢٠
- نهاني رسول الله ﷺ أن ألبس في إصبعي هذه - علي بن أبي طالب ٥٢٨٩
- نهاني رسول الله ﷺ عن أربع: عن تختم الذهب - علي بن أبي طالب ٥١٨١
- نهاني رسول الله ﷺ عن أربع عن لبس ثوب معصفر - علي بن أبي طالب ٥٢٧٣
- نهاني رسول الله ﷺ عن تختم الذهب - أبوهريرة ٥١٨٩
- نهاني رسول الله ﷺ عن تختم الذهب - علي ابن أبي طالب .... ٥١٧٦، ٥١٧٩

- نهاني رسول الله ﷺ عن ثياب المعصفر - علي بن أبي طالب ٥١٨٣
- نهاني رسول الله ﷺ عن ثياب المعصفر وعن خاتم الذهب - علي بن أبي طالب ٥٢٧٢
- نهاني رسول الله ﷺ عن حلقة الذهب - علي ابن أبي طالب ٥١٧١
- نهاني رسول الله ﷺ عن خاتم الذهب - علي ابن أبي طالب ١٠٤٤
- نهاني رسول الله ﷺ عن خاتم الذهب - علي ابن أبي طالب ٥١٧٨
- نهاني رسول الله ﷺ عن خاتم الذهب، وعن لبوس القسي - علي بن أبي طالب ٥٢٧٠
- نهاني رسول الله ﷺ عن خاتم الذهب، وعن لبوس القسي - علي بن أبي طالب ٥٣٢٠
- نهاني رسول الله ﷺ عن الخاتم في هذه وهذه - علي بن أبي طالب ٥٢١٤
- نهاني رسول الله ﷺ عن الدباء والحنتم - علي بن أبي طالب ٥٦١٥
- نهاني رسول الله ﷺ عن القراءة في الركوع - علي بن أبي طالب ٥٢٧١
- نهاني رسول الله ﷺ عن القراءة وأنا راكع وعن لبس الذهب - علي بن أبي طالب ٥١٧٧
- نهاني رسول الله ﷺ عن لبس القسي والمعصفر - علي بن أبي طالب .... ١٠٤٥، ٥١٨٠
- نهاني رسول الله ﷺ عن لبس المعصفر - علي بن أبي طالب ٥١٨٢
- نهاني رسول الله ﷺ عن المخابرة، والمحاقلة، والمزابنة - جابر بن عبد الله ٣٩٥٢
- نهاني رسول الله ﷺ، ولا أقول نهاكم، عن تختم الذهب - علي بن أبي طالب ١٠٤٣
- نهاني عن تختم الذهب وعن لبس القسي - علي بن أبي طالب ٥١٧٥
- نهاني نبي الله ﷺ عن الخاتم في السبابة والوسطى - علي بن أبي طالب ٥٢٨٨
- نهاني النبي ﷺ عن حلقة الذهب - علي بن أبي طالب ٥٦١٤
- نهاني النبي ﷺ عن خاتم الذهب - علي بن أبي طالب ٥١٦٨
- نهاني النبي ﷺ عن خاتم الذهب - علي بن أبي طالب ٥٢٦٩
- نهاني النبي ﷺ عن خاتم الذهب، وعن القراءة راكعا - علي بن أبي طالب ١٠٤٢
- نهاني النبي ﷺ عن القسي والحرير - علي ابن أبي طالب ٥١٨٦
- نهاني النبي ﷺ عن القسي، والحرير، وخاتم الذهب - علي بن أبي طالب ١٠٤١
- نهى رسول الله ﷺ أن تتخذوا شيئا فيه الروح غرضا - ابن عباس ٤٤٤٩
- نهى رسول الله ﷺ أن تحلق المرأة رأسها - علي بن أبي طالب ٥٠٥٢
- نهى رسول الله ﷺ أن تصبر البهائم - هشام ابن زيد ٤٤٤٤
- نهى رسول الله ﷺ أن تنكح المرأة على عمتها أو على خالتها - أبو هريرة ٣٢٩٥
- نهى رسول الله ﷺ أن تنكح المرأة على عمتها وخالتها - جابر بن عبد الله .... ٣٣٠٠، ٣٣٠١
- نهى رسول الله ﷺ أن تنكح المرأة على عمتها والعمة على بنت أخيها - أبو هريرة ... ٣٢٩٨
- نهى رسول الله ﷺ أن نبيع الذهب بالذهب والورق بالورق - عبادة بن الصامت ٤٥٦٦
- نهى رسول الله ﷺ أن نجمع شيئين نبيذا - أنس بن مالك ٥٥٦٥
- نهى رسول الله ﷺ أن نضحي بمقابلة أو مدابرة - علي بن أبي طالب ٤٣٧٩
- نهى رسول الله ﷺ أن يبنى على القبر أو يزاد عليه - جابر بن عبدالله ٢٠٢٩
- نهى رسول الله ﷺ أن يبيع بعضكم على بيع بعض - عبدالله بن عمر ٣٢٤٥

- نهى رسول الله ﷺ أن يتزعفر الرجل - أنس ابن مالك .... ٥٢٥٨، ٥٢٥٩
- نهى رسول الله ﷺ أن يتلقى الركبان وأن يبيع حاضر لباد - ابن عباس ٤٥٠٤
- نهى رسول الله ﷺ أن يجمع بين المرأة وعمتها والمرأة وخالتها - أبو هريرة ٣٢٩١
- نهى رسول الله ﷺ أن يخلط بسر بتمر - أبوسعيد الخدري ٥٥٧١
- نهى رسول الله ﷺ أن يخلط التمر والزبيب - أبو سعيد الخدري ٥٥٥٥
- نهى رسول الله ﷺ أن يضحى بأعضب القرن - علي بن أبي طالب ٤٣٨٢
- نهى رسول الله ﷺ أن يلبس المحرم ثوبا مصبوغا بزعفران - ابن عمر ٢٦٦٧
- نهى رسول الله ﷺ أن يمتشط أحدنا كل يوم - حميد بن عبدالرحمن عن رجل من الصحابة ٢٣٩
- نهى رسول الله ﷺ عن اشتمال الصماء - أبوسعيد الخدري .... ٥٣٤٢، ٥٣٤٣
- نهى رسول الله ﷺ عن بيع الثمر حتى يبدو صلاحه - ابن عمر و جابر ٣٩٥٣
- نهى رسول الله ﷺ عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر - أبو هريرة ٤٥٢٢
- نهى رسول الله ﷺ عن بيع الثنين - جابر بن عبدالله ٤٦٣٠
- نهى رسول الله ﷺ عن بيع الصبرة من التمر لا يعلم مكيلها - جابر بن عبدالله ٤٥٥١
- نهى رسول الله ﷺ عن بيع ضراب الجمل - جابر بن عبدالله ٤٦٧٤
- نهى رسول الله ﷺ عن بيع الفضة بالفضة - أبو بكرة الثقفي ٤٥٨٢
- نهى رسول الله ﷺ عن بيع المغانم حتى تقسم - ابن عباس ٤٦٤٩
- نهى رسول الله ﷺ عن بيع النخل حتى يطعم - جابر بن عبدالله ٤٥٢٩
- نهى رسول الله ﷺ عن بيع الولاء وعن هبته - ابن عمر ٤٦٦٣
- نهى رسول الله ﷺ عن بيعتين: عن الملامسة والمنابذة - أبو سعيد الخدري ٤٥١٦
- نهى رسول الله ﷺ عن بيعتين في بيعة - أبوهريرة ٤٦٣٦
- نهى رسول الله ﷺ عن تجصيص القبور - جابر بن عبدالله ٢٠٣١
- نهى رسول الله ﷺ عن تختم الذهب - أبوهريرة ٥٢٧٦
- نهى رسول الله ﷺ عن الترجل إلا غبا - عبدالله بن مغفل ٥٠٥٨
- نهى رسول الله ﷺ عن التزعفر - أنس بن مالك ٢٧٠٨
- نهى رسول الله ﷺ عن تقصيص القبور - جابر بن عبدالله ٢٠٣٠
- نهى رسول الله ﷺ عن تلقي الجلب حتى يدخل بها السوق؟ - ابن عمر ٤٥٠٣ب
- نهى رسول الله ﷺ عن التلقي وأن يبيع مهاجر للأعرابي - أبو هريرة ٤٤٩٦
- نهى رسول الله ﷺ عن التمر والزبيب - جابر ابن عبدالله ٥٥٦٢
- نهى رسول الله ﷺ عن ثمن الكلب - أبومسعود عقبة بن عمرو ٤٦٧٠
- نهى رسول الله ﷺ عن ثمن الكلب - أبوهريرة ٤٦٧٩
- نهى رسول الله ﷺ عن ثمن الكلب، ومهر البغي - أبو مسعود ٤٢٩٧
- نهى رسول الله ﷺ عن الجر المزفت - جابر ابن عبدالله ٥٦٥٠
- نهى رسول الله ﷺ عن الجرار والدباء والظروف المزفتة - أبو هريرة ٥٦٣٨
- نهى رسول الله ﷺ عن الحرير والذهب

ومياثر النمور - المقدام بن معدي كرب ٤٢٥٩
- نهي رسول الله ﷺ عن الحقل - رافع بن خديج ٣٩٠١
- نهي رسول الله ﷺ عن حلقة الذهب، وعن الميثرة - علي بن أبي طالب ٥١٧٠
- نهي رسول الله ﷺ عن الحنتم - ابن عمر ٥٦٢٠
- نهي رسول الله ﷺ عن الحنتم وهو الذي تسمونه - عبدالله بن عمر ٥٦٤٨
- نهي رسول الله ﷺ عن خاتم الذهب - علي ابن أبي طالب ٥١٦٩
- نهي رسول الله ﷺ عن خليط التمر والزبيب - ابن عباس ٥٥٦١
- نهي رسول الله ﷺ عن الدباء، والحنتم - ابن عمر ٥٦٣٧
- نهي رسول الله ﷺ عن الدباء والحنتم والمزفت - ابن عباس .... ٥٥٥٠، ٥٥٥٩
- نهي رسول الله ﷺ عن الدباء والمزفت أن ينبذ فيهما - أبو هريرة ٥٦٣٣
- نهي رسول الله ﷺ عن الدباء والمزفت - عائشة ٥٦٢٩
- نهي رسول الله ﷺ عن الدباء والمزفت والنقير - ابن عباس ٥٥٥١
- نهي رسول الله ﷺ عن الرقبى - ابن عمر ٣٧٦٥
- نهي رسول الله ﷺ عن الزهو والتمر والزبيب - أبو سعيد الخدري ٥٥٥٢
- نهي رسول الله ﷺ عن سلف وبيع - عبدالله ابن عمرو ٤٦٣٥
- نهي رسول الله ﷺ عن الشرب في الحنتم - أبو سعيد الخدري ٥٦٣٦
- نهي رسول الله ﷺ عن الشغار - أبو هريرة .. ٣٣٤٠
- نهي رسول الله ﷺ عن الصلاة بعد الصبح حتى الطلوع - أبو سعيد الخدري ٥٦٧
- نهي رسول الله ﷺ عن صلاة بعد العصر إلا أن تكون الشمس - علي بن أبي طالب ٥٧٤
- نهي رسول الله ﷺ عن الظروف المزفتة - أنس بن مالك ٥٦٤٥
- نهي رسول الله ﷺ عن عسب الفحل - ابن عمر ٤٦٧٥
- نهي رسول الله ﷺ عن عسب الفحل - أبوسعيد الخدري ٤٦٧٨
- نهي رسول الله ﷺ عن عشر: عن الوشر والوشم - أبو ريحانة ٥٠٩٤
- نهي رسول الله ﷺ عن العمرى والرقبى، قلت: وما الرقبى؟ - عطاء بن أبي رباح ٣٧٥٩
- نهي رسول الله ﷺ عن الفرع والعتيرة وقال الآخر - أبو هريرة ٤٢٢٨
- نهي رسول الله ﷺ عن القزع - ابن عمر ...... ٥٠٥٤، ٥٢٣٢
- نهي رسول الله ﷺ عن كراء الأرض - رافع ابن خديج ٣٩٣٨
- نهي رسول الله ﷺ عن كسب الحجام - أبوهريرة ٤٦٧٧
- نهي رسول الله ﷺ عن لبس الحرير - عمران ابن الحصين ٥١٩٠
- نهي رسول الله ﷺ عن لبس الذهب إلا مقطعا - ابن عمر ٥١٦٣
- نهي رسول الله ﷺ عن لبستين وعن بيعتين - أبو سعيد الخدري ٤٥١٩
- نهي رسول الله ﷺ عن لبستين ونهانا رسول الله ﷺ عن بيعتين - عبدالله بن عمر ٤٥٢٠
- نهي رسول الله ﷺ عن متعة النساء يوم خيبر - علي بن أبي طالب ٤٣٤٠
- نهي رسول الله ﷺ عن المجثمة ولبن الجلالة والشرب من في السقاء - ابن عباس ٤٤٥٣
- نهي رسول الله ﷺ عن المحاقلة - جابر بن عبدالله ٤٦٣٨
- نهي رسول الله ﷺ عن المحاقلة - سعيد بن المسيب ٣٩٢٢

– نهى رسول الله ﷺ عن المحاقلة والمزابنة – أبو سعيد الخدري ٣٩١٦
– نهى رسول الله ﷺ عن المحاقلة والمزابنة – أبو هريرة ٣٩١٥
– نهى رسول الله ﷺ عن المحاقلة والمزابنة – رافع بن خديج ٤٥٣٩
– نهى رسول الله ﷺ عن المزابنة : أن يبيع ثمر حائطه – ابن عمر ٤٥٥٣
– نهى رسول الله ﷺ عن الملامسة، والملامسة لمس الثوب لا ينظر إليه – أبو سعيد الخدري ٤٥١٨
– نهى رسول الله ﷺ عن الملامسة والمنابذة في البيع – أبو سعيد الخدري ٤٥١٥
– نهى رسول الله ﷺ عن المنابذة والملامسة – أبو هريرة ٤٥١٧
– نهى رسول الله ﷺ عن نبيذ الجر – ابن عباس ٥٦١٩
– نهى رسول الله ﷺ عن نبيذ الجر الأخضر – عبدالله بن أبي أوفى .... ٥٦٢٤، ٥٦٢٥
– نهى رسول الله ﷺ عن الواشمة والمستوشمة – عائشة ٥١٠٤
– نهى رسول الله ﷺ عن الورق بالذهب دينا – زيد بن أرقم والبراء بن عازب ٤٥٨١
– نهى رسول الله ﷺ وفد عبد القيس حين قدموا – أبو هريرة ٥٦٤٩
– نهى رسول الله ﷺ يوم خيبر عن لحوم الحمر الإنسية نضيجا ونيئا – البراء بن عازب ٤٣٤٣
– نهى رسول الله ﷺ يوم خيبر عن لحوم الحمر وأذن في الخيل – جابر بن عبدالله ٤٣٣٢
– نهى رسول الله ﷺ يوم خيبر عن متعة النساء – علي بن أبي طالب ٣٣٦٩
– نهى عن بيع الثمر بالتمر – عبدالله بن عمر ... ٤٥٣٦
– نهى عن الدباء بذاته – عائشة ٥٦٤٢
– نهى عن الدباء والمزفت – عبدالرحمن بن يعمر ٥٦٣١
– نهى عن الزور – معاوية بن أبي سفيان ٥٢٥٠
– نهى عن كراء الأرض – جابر بن عبدالله ٣٩٠٩
– نهى عن ميائر الأرجوان وخواتيم الذهب – عبيدة السلماني ٥١٨٨
– نهى عن ميائر الأرجوان ولبس القسي – علي ابن أبي طالب ٥١٨٧
– نهى النبي ﷺ أن يتزعفر الرجل – أنس بن مالك ٢٧٠٧
– نهيت عن الثوب الأحمر وخاتم الذهب – ابن عباس ٥٢٦٨
– نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها – بريدة بن الحصيب الأسلمي ٢٠٣٤
– نهيتم عن الدباء، نهيتم عن الحنتم – عائشة أم المؤمنين ٥٦٨٤
– نهينا أن يبيع حاضر لباد – أنس بن مالك ٤٤٩٩
– نهينا أن يبيع حاضر لباد وإن كان أخاه أو أباه – أنس بن مالك ٤٤٩٨

هـ

– هات القط لي فلقطت له حصيات هن حصى الخذف فلما وضعتهن – ابن عباس ٣٠٥٩، ٣٠٦١
– هاجرنا مع رسول الله ﷺ نبتغي وجه الله تعالى – خباب بن الأرت ١٩٠٤
– هديت لسنة نبيك ﷺ – الصبي بن معبد ٢٧٢٢
– هذا أمر كتبه الله عز وجل على بنات آدم فاقضي مايقضي الحاج غير – عائشة ٢٩١
– هذا البلد حرّمه الله يوم خلق السموات والأرض – ابن عباس ٢٨٧٧
– هذا جبريل عليه السلام جاءكم يعلمكم دينكم فصلى الصبح – أبو هريرة ٥٠٣
– هذا الذي تحرك له العرش – ابن عمر ٢٠٥٧
– هذا رمضان قد جاءكم تفتح فيه أبواب الجنة – أنس بن مالك ٢١٠٥
– هذا طهور نبي الله ﷺ – علي بن أبي طالب .. ٩١
– هذا مصرع فلان إن شاء الله غدا – أنس بن

مالك ٢٠٧٦
- هذا معاوية ينهى الناس عن المتعة وقد تمتع النبي ﷺ - ابن عباس ٢٧٣٨
- هذا وقت الصلاة - أنس بن مالك ٦٤٣
- هذه آية مكية نسختها آية مدنية - ابن عباس .. ٤٨٦٩
- هذه ثياب الكفار فلا تلبسها - عبدالله بن عمرو ٥٣١٨
- هذه حبيبة بنت سهل قد ذكرت ماشاء الله أن تذكر - حبيبة بنت سهل ٣٤٩٢
- هذه حرام على ذكور أمتي - علي بن أبي طالب ٥١٥٠
- هذه صلاة كنا نصليها على عهد رسول الله ﷺ - عقبة بن عامر ٥٨٣
- هذه عمرة استمتعناها فمن لم يكن عنده هدي - ابن عباس ٢٨١٧
- هذه القبلة، هذه القبلة - أسامة بن زيد ٢٩١٧
- هذه مكة حرمها الله عز وجل يوم خلق السموات - ابن عباس ٢٨٩٥
- هذه ميمونة إذا رفعتم جنازتها فلا تزعزعوها ولا تزلزلوها - ابن عباس ٣١٩٨
- هذه وهذه سواء - ابن عباس ٤٨٥١
- هكذا أُنزلت إن هذا القرآن أُنزل على سبعة أحرف - عمر بن الخطاب ٩٣٨
- هكذا رأيت رسول الله ﷺ يصلي - أبو مسعود ١٠٣٩
- هكذا رأيت رسول الله ﷺ يفعل - ابن عمر .. ٥٩٢
- هكذا صليت مع رسول الله ﷺ في هذا المكان - ابن عمر ٦٥٨
- هكذا الوضوء فمن زاد على هذا فقد أساء وتعدى وظلم - عبدالله بن عمرو ١٤٠
- هل أشرتم أو أعنتم؟ قالوا: لا، قال: فكلوا - أبو قتادة ٢٨٢٩
- هل تأكل المرأة مع زوجها وهي طامث؟ - شريح بن هانيء عن عائشة ٣٧٧
- هل تدرون ما الكوثر؟ - أنس بن مالك ٩٠٥
- هل تزوجت؟ - جابر بن عبدالله ٣٣٨٨
- هل تستطيع أن تريني كيف كان رسول الله ﷺ يتوضأ؟ - يحيى بن عمارة الأنصاري........ ٩٧، ٩٨
- هل تسمع حي على الصلاة حي على الفلاح؟ - ابن أم مكتوم ٨٥٢
- هل علمت أن الله عزوجل حرمها؟ - ابن عباس ٤٦٦٨
- هل عندك من شيء؟ - سهل بن سعد ٣٣٤١
- هل عندكم شيء؟ قلنا: لا، قال: فإني صائم - عائشة أم المؤمنين ٢٣٢٩
- هل عندكم طعام؟ فقلنا: لا، قال: إني صائم - عائشة ٢٣٣٠
- هل عندكم غداء؟ فنقول: لا، فيقول: إني صائم - عائشة ٢٣٢٦
- هل عندكم من شيء؟ فقلت: لا - عائشة ٢٣٢٤
- هل قرأ معي أحد منكم آنفاً؟ - أبو هريرة ٩٢٠
- هل قنت رسول الله ﷺ في صلاة الصبح؟ - أنس بن مالك ١٠٧٢
- هل كان رسول الله ﷺ يصلي وهو قاعد؟ قالت: نعم - عائشة ١٦٥٨
- هل لك امرأة؟ قلت: لا - يعلى بن مرة ٥١٢٤
- هل لك بنون سواء؟ - عامر بن شراحيل ٣٧١٣
- هل لك من إبل؟ قال: نعم، قال: ما ألوانها؟ قال: حمر - أبو هريرة ٣٥٠٩
- هل لك من أم؟ قال: نعم قال: فالزمها فإن الجنة تحت رجليها - معاوية بن جاهمة السلمي ٣١٠٦
- هل مع أحد منكم ماء؟ - أنس بن مالك ٧٨
- هل معكم منه شيء؟ - أبو قتادة ٤٣٥٠
- هل نظرت إليها؟ قال: لا، فأمره أن ينظر إليها - أبو هريرة ٣٢٣٦
- هل نهى رسول الله ﷺ عن لبوس الذهب؟ قالوا: نعم - معاوية بن أبي سفيان ٥١٥٧

- هل وجدتم ماوعد ربكم حقا؟ - ابن عمر ... ٢٠٧٨
- هلا كان هذا قبل أن تأتينا به؟ - ابن عباس .. ٤٨٨٦
- هلم إلى الغداء فقال: إني صائم - أنس بن مالك ٢٣١٧
- هلم إلى الغداء المبارك - خالد بن معدان ... ٢١٦٧
- هلموا إلى الغداء المبارك - العرباض بن سارية ٢١٦٥
- هم الأخسرون ورب الكعبة - أبو ذر الغفاري ٢٤٤٢
- هما ركعتان كنت أصليهما بعد الظهر - أمّ سلمة ٥٨٠
- هن سبع أعظمهن إشراك بالله، وقتل النفس بغير حق - عبيد بن عمير ٤٠١٧
- هن لهم ولمن أتى عليهن ممن سواهن لمن أراد - ابن عباس ٢٦٥٨
- ههنا والذي لا إله غيره مقام الذي أنزلت عليه سورة البقرة - ابن مسعود ٣٠٧٤
- هو سواد الليل وبياض النهار - عدي بن حاتم ٢١٧١
- هو الطهور ماؤه الحل ميتته - أبو هريرة ٣٣٣
- هو الطهور ماؤه الحلال ميتته - أبو هريرة ... ٤٣٥٥
- هو لك ياعبد! الولد للفراش وللعاهر الحجر - عائشة ٣٥١٤
- هو لها صدقة ولنا هدية - عائشة ٣٤٨٠
- هو النهار إلا أن الشمس لم تطلع - حذيفة ابن اليمان ٢١٥٤
- هو هذا تجعله المرأة في رأسها ثم تختمر عليه - معاوية بن أبي سفيان ٥٢٤٩
- هي رخصة من الله عز وجل فمن أخذ بها فحسن ومن أحب - حمزة بن عمرو ٢٣٠٥
- هي صلاة العصر - نوفل بن معاوية ٤٨١
- هي ومثلها والنكال - عبدالله بن عمرو ٤٩٦٢

و

- والذي لا إله غيره! لا يحل دم امرىء مسلم - عبدالله بن مسعود ٤٠٢١
- والذي نفس محمد بيده لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه - أنس بن مالك ٥٠٢٠
- والذي نفسي بيده لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه - أبو هريرة ٥٠١٨
- والذي نفسي بيده لأقضين بينكما بكتاب الله - أبو هريرة وزيد بن خالد الجهني ٥٤١٢
- والذي نفسي بيده لو أن فاطمة بنت محمد سرقت قطعت يدها - عائشة ٤٩٠٦
- والذي نفسي بيده! إنها لتعدل ثلث القرآن - أبو سعيد الخدري ٩٩٦
- والذي نفسي بيده! لأن يأخذ أحدكم حبله فيحتطب على ظهره - أبو هريرة ٢٥٩٠
- والذي نفسي بيده! لقتل مؤمن أعظم عند الله - عبدالله بن عمرو بن العاص ٣٩٩١
- والذي نفسي بيده! لقد هممت أن آمر بحطب فيحطب - أبو هريرة ٨٤٩
- والذي نفسي بيده! لوددت أني أقتل في سبيل الله ثم أحيا - أبو هريرة ٣١٠٠
- والذي نفسي بيده! لولا أن رجالا من المؤمنين - أبو هريرة ٣١٥٤
- والله لأرقبن رسول الله ﷺ لصلاة حتى أرى فعله - حميد بن عبدالرحمن بن عوف ١٦٢٧
- والله! لولا أنها ربيبتي في حجري ما حلت لي - أم حبيبة بنت أبي سفيان ٣٢٨٦
- والله! ما اختصنا رسول الله ﷺ بشيء دون الناس إلا بثلاثة - ابن عباس ٣٦١١
- والله! إني لأعلم الناس بوقت هذه الصلاة صلاة العشاء الآخرة - النعمان بن بشير ٥٣٠
- والله! إني لأنهاكم عن المتعة، وإنها لفي كتاب الله - عمر بن الخطاب ٢٧٣٧
- والله! لا أحملكم وما عندي ماأحملكم - أبو موسى الأشعري ٣٨١١
- والله! لا تجدون بعدي رجلا هو أعدل مني

- شريك بن شهاب ٤١٠٨
- والله! ما تحل النار شيئا ولا تحرمه - ابن عباس ٥٧٣٣
- والله! ما لي بالطيب من حاجة غير أني شمعت رسول الله ﷺ - أم حبيبة ٣٥٦٣
- والله! ماخصنا رسول الله ﷺ بشيء دون الناس إلا بثلاثة أشياء - عبدالله بن عباس ... ١٤١
- وإن الله عز وجل قدر أن بلغنا ماترون فمن عرض له قضاء - عبدالله بن مسعود ٥٤٠٠
- وإن تغيب عليك، مالم تجد فيه أثر سهم غير سهمك - عبدالله بن عمرو ٤٣٠١
- الوتر حق فمن أحب أن يوتر بخمس ركعات فليفعل - أبو أيوب الأنصاري ١٧١٣
- الوتر حق فمن شاء أوتر بخمس - أبو أيوب الأنصاري ١٧١٢
- الوتر حق فمن شاء أوتر بسبع - أبو أيوب الأنصاري ١٧١١
- الوتر ركعة من آخر الليل - ابن عمر .. ١٦٩٠، ١٦٩١
- الوتر سبع فلا أقل من خمس فذكرت ذلك لإبراهيم - مقسم ١٧١٧
- الوتر ليس بحتم كهيئة المكتوبة ولكنه سنة سنها رسول الله ﷺ - علي بن أبي طالب ١٦٧٧
- وثمن الكلب - ابن عباس ٤٦٧١
- وجبت - أبو هريرة ٩٩٥
- وجبت - أبو هريرة ١٩٣٥
- وجعلنا رأسها ثلاثة قرون - أم عطية .. ١٨٩٢، ١٨٩٣
- وجهت وجهي للذي فطر السموات والأرض حنيفاً - علي بن أبي طالب ٨٩٨
- وخيرت وكان زوجها عبدا - عائشة ٣٤٨٤
- وددت أنه لم يطعم الدهر شيئا - عمرو بن شرحبيل ٢٣٨٨
- وددت أني استأذنت رسول الله ﷺ كما استأذنته سودة فصليت الفجر - عائشة ٣٠٥٢
- وزره عليك ولو بشوكة - سلمة بن الأكوع ... ٧٦٦
- الوزغ الفويسق - عائشة ٢٨٨٩
- وسئل عبدالله هل بعد الأذان وتر؟ قال: نعم - عمرو بن شرحبيل ١٦٨٦
- وصف لنا البراء السجود فوضع يديه بالأرض ورفع عجيزته وقال - أبو إسحاق .. ١١٠٥
- وصفت عائشة غسل النبي ﷺ من الجنابة - أبو سلمة بن عبدالرحمن ٢٤٧
- وضعت سبيعة بعد وفاة زوجها بأيام فأمرها رسول الله ﷺ أن تزوج - أم سلمة ٣٥٤٣
- وضعت سبيعة حملها بعد وفاة زوجها بثلاثة وعشرين - أبو السنابل ٣٥٣٨
- وضعت لرسول الله ﷺ ماء قالت: فسترته - ميمونة ٤٠٨
- وعدنا رسول الله ﷺ غزوة الهند فإن أدركتها - أبو هريرة .... ٣١٧٥، ٣١٧٦
- وعلى المقتتلين أن ينحجزوا الأول فالأول - عائشة ٤٧٩٢
- وعليك اذهب فصل فإنك لم تصل - رفاعة ابن رافع ١١٣٧
- وفد الله ثلاثة: الغازي والحاج والمعتمر - أبو هريرة ٢٦٢٦
- وفد الله عزوجل ثلاثة: الغازي والحاج، والمعتمر - أبو هريرة ٣١٢٣
- وفد المقدام بن معدي كرب على معاوية فقال له: أنشدك بالله - خالد بن معدان ٤٢٦٠
- وفي الأصابع عشر عشر - عبدالله بن عمرو ٤٨٥٤
- وفي المواضح خمس خمس - عبد الله بن عمرو ٤٨٥٦
- وقت رسول الله ﷺ لأهل المدينة ذا الحليفة - عائشة ٢٦٥٧
- وقت صلاة الظهر مالم يحضر العصر، ووقت صلاة العصر - عبدالله بن عمرو ٥٢٣
- الوقت فيما بين هذين - أبو موسى ٥٢٤
- وقّت لنا رسول الله ﷺ في قص الشارب

وتقليم الأظفار - أنس بن مالك ١٤
- وقع بين حيين من الأنصار كلام حتى تراموا بالحجارة - سهل بن سعد الساعدي ٥٤١٥
- وقع ناس من أهل الكوفة في سعد عند عمر فقالوا - جابر بن سمرة ١٠٠٤
- وكان العباس بالمدينة فطلبت الأنصار ثوبا يكسونه - جابر بن عبدالله ١٩٠٣
- وكانت عائشة تستعجب بأمانته وتستأجره، فأرتني كيف كان رسول الله ﷺ يتوضأ - أبوعبدالله سالم سبلان ١٠٠
- وكيف بها وقد زعمت أنها قد أرضعتكما؟ - عقبة بن الحارث ٣٣٣٢
- الولاء لمن أعتق - عائشة زوج النبي ﷺ ٣٤٧٧
- الولاء لمن ولي النعمة - عائشة ٣٤٨٣
- الولد للفراش واحتجبي منه ياسودة - عائشة ٣٥١٧
- الولد للفراش وللعاهر الحجر - أبو هريرة ..
- : .... ٣٥١٢، ٣٥١٣
- الولد للفراش وللعاهر الحجر - عبدالله بن مسعود ٣٥١٦
- ولدت أسماء محمد بن أبي بكر، فأتى أبو بكر النبي ﷺ فأخبره - أبو بكر الصديق ٢٦٦٥
- ولدت سبيعة بعد وفاة زوجها بليال فذكرت ذلك لرسول الله ﷺ - أم سلمة ٣٥٤٤
- ولكني سمعت رسول الله ﷺ يلبي بهما جميعا - عثمان بن عفان ٢٧٢٣
- ولو استعمل عليكم عبد حبشي يقودكم بكتاب الله - يحيى بن حصين عن جدته ٤١٩٧
- وما أصدقت؟ - أنس بن مالك ٣٣٧٥
- وما تعدون الشهادة إلا من قتل في سبيل الله - عبدالله بن جبر ٣١٩٦
- وما حملك على ذلك يرحمك الله؟ - ابن عباس ٣٤٨٧
- وما ذاك؟ - عبدالله بن مسعود ١٢٥٥
- ونزلت فيهم آية المحاربة - عبدالله بن عمر .. ٤٠٤٦
- وهل هو إلا مضغة منك أو بضعة منك - طلق ابن علي ١٦٥
- وهو أطيب الطيب - أبو سعيد الخدري ٥٢٦٦
- ويحك، إن شأن الهجرة شديد، فهل لك من إبل؟ - أبو سعيد الخدري ٤١٦٩
- ويحمد الله ويمجده ويكبره - رفاعة بن رافع . ١١٣٧
- ويل للأعقاب من النار أسبغوا الوضوء - عبدالله بن عمرو ١١١
- ويلٌ للعقب من النار - أبو هريرة ١١٠

ي

- يؤتى بالرجل من أهل الجنة - أنس بن مالك ٣١٦٢
- يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله - أبو مسعود الأنصاري ٧٨١
- يا أبا أيوب! فاتنا الغزو العام وقد أخبرنا أنه من صلى في - عاصم بن سفيان ١٤٤
- يا أبا بكر! كيف تقاتل الناس؟ وقد قال رسول الله ﷺ: أمرت أن أقاتل الناس - أبوهريرة ٣٩٨٠
- يا أبا حمزة! مايحرم دم المسلم وماله - أنس ابن مالك ٣٩٧٣
- يا أبا ذر إني أراك ضعيفا وإني أحب لك ما أحب لنفسي - أبو ذر الغفاري ٣٦٩٧
- يا أبا ذر! تعوذ بالله من شر شياطين الجن والإنس - أبو ذر الغفاري ٥٥٠٩
- يا أبا هريرة! جف القلم بما أنت لاق فاختص على ذلك أو دع - أبو هريرة ٣٢١٧
- يا ابن أخي إن رسول الله ﷺ أتانا ونحن ضلال فعلمنا - أمية بن عبدالله عن ابن عمر . ٤٥٨
- يا ابن عباس! ألم تعلم أن الثلاث كانت على عهد رسول الله ﷺ - ابن عباس ٣٤٣٥
- يا أُبي! إنه أنزل القرآن على سبعة أحرف كلهن شاف كاف - أُبي بن كعب ٩٤١
- يا أسامة! إنما هلكت بنو إسرائيل حين كانوا إذا أصاب الشريف فيهم الحد تركوه -

عائشة ٤٨٩٩
- يا أمَّ أيمن! أتبكين ورسول الله ﷺ عندك؟ - ابن عباس ١٨٤٤
- يا أم سلمة! لا تؤذيني في عائشة - عائشة ٣٤٠١
- يا أم المؤمنين! أنبئيني عن قيام نبي الله ﷺ - ابن عباس ١٦٠٢
- يا أمة محمد! إنه ليس أحد أغير من الله عزوجل أن يزني عبده - عائشة ١٥٠١
- يا أُمَّة محمد! ما من أحد أغير من الله عز وجل أن يزني عبده - عائشة ١٤٧٥
- يا أنس! كتاب الله القصاص - أنس بن مالك ٤٧٦١
- يا أيها الناس! خذوا مناسككم فإني لا أدري لعلي - جابر بن عبدالله ٣٠٦٤
- يا بشير! ألك ولد سوى هذا؟ - النعمان بن بشير الأنصاري ٣٧١١
- يا بلال! إذا حضر العصر ولم آت فمر أبا بكر فليصل بالناس - سهل بن سعد ٧٩٤
- يا بلال! أعطه ثمنه - جابر بن عبدالله ٤٦٤٤
- يا بني عبد مناف! اشتروا أنفسكم من ربكم - موسى بن طلحة ٣٦٧٥
- يا بني عبد مناف! لا تمنعن أحداً طاف بهذا البيت - جبير بن مطعم ٢٩٢٧
- يا بني عبد مناف! لا تمنعوا أحداً طاف - جبير بن مطعم ٥٨٦
- يا بني كعب بن لؤي! يابني مرة بن كعب! يا بني - أبو هريرة ٣٦٧٤
- يا بني النجار! ثامنوني بحائطكم هذا - أنس ابن مالك ٧٠٣
- يا جابر! ما أرى جملك إلا قد انتشط - جابر ابن عبد الله ٤٦٤٢
- يا جابر! هل أصبت امرأة بعدي؟ - جابر بن عبد الله ٣٢٢٢
- يا حكيم! إن هذا المال خضرة حلوةٌ - حكيم بن حزام .... ٢٦٠٢ - ٢٦٠٤
- يا رسول الله! أرأيت إن ضربت بسيفي هذا في سبيل الله - أبو قتادة الأنصاري ٣١٦٠
- يا عائشة هذا جبريل وهو يقرأ عليك السلام - عائشة ٣٤٠٦
- يا عائشة! أخريه عني - عائشة ٧٦٢
- يا عائشة! إن جبريل يقرئك السلام - عائشة . ٣٤٠٤
- يا عبدالله بن عمرو! إنك تصوم الدهر وتقوم الليل - عبدالله بن عمرو ٢٤٠١
- يا علي! سل الله الهدى والسداد - علي بن أبي طالب ٥٢١٣
- يا فلان! ألا تحسن صلاتك؟ - أبو هريرة ... ٨٧٣
- يا فلان! أيهما صلاتك التي صليت معنا أو التي صليت لنفسك؟ - عبدالله بن سرجس .. ٨٦٩
- ياليته مات بغير مولده - عبدالله بن عمرو ١٨٣٣
- يا محمد أخبرني عن الإسلام؟ - عمر بن الخطاب ٤٩٩٣
- يا محمد! أتانا رسولك فأخبرنا أنك تزعم أن الله عز وجل أرسلك - أنس بن مالك ٢٠٩٣
- يا معاذ! أفتانٌ أنت، اقرأ بسورة كذا وسورة كذا - جابر بن عبدالله ٨٣٦
- يا معشر التجار! إن هذا البيع يحضره الحلف والكذب - قيس بن أبي غرزة ٣٨٢٨
- يا معشر التجار! إنه يشهد بيعكم الحلف والكذب - قيس بن أبي غرزة ٣٨٣١
- يا معشر الشباب! من استطاع منكم الباءة فليتزوج - عبد الله بن مسعود ٢٢٤٤
- يا معشر الشباب! من استطاع منكم الباءة فلينكح - عبدالله بن مسعود ....٣٢١١ - ٣٢١٣
- يا معشر قريش! اشتروا أنفسكم من الله لا أغني عنكم من الله شيئاً - أبو هريرة ٣٦٧٦
- يا يعلى! لك امرأة؟ قلت: لا - يعلى بن مرة الثقفي ٥١٢٧
- ياأم المؤمنين! رجلان من أصحاب محمد ﷺ أحدهما يعجل الإفطار - أبو عطية

ومسروق ٢١٦٣
- ياأنس! إني أريد الصيام أطعمني شيئاً - أنس ابن مالك ٢١٦٩
- ياأهل القرآن! أوتروا، فإن الله عز وجل وتر يحب الوتر - علي بن أبي طالب ١٦٧٦
- ياأيها الناس! أدوا الخياط والمخيط فإن الغلول - عبدالله بن عمرو ٣٧١٨
- ياأيها الناس! إن على أهل بيت في كل عام أضحاة وعتيرة - مخنف بن سليم ٤٢٢٩
- ياأيها الناس! إنكم محشورون إلى الله عز وجل عراة - ابن عباس ٢٠٨٩
- ياأيها الناس! إنه لا يحل لي مما أفاء الله عليكم قدر هذه إلا الخمس - عبادة بن الصامت ٤١٤٣
- ياأيها الناس! إنه ليس من السنة أن يصلى قبل الإمام - أبو مسعود الأنصاري ١٥٦٢
- ياأيها الناس! ردوا عليَّ ردائي، فوالله! لو أن لكم شجر تهامة نعما - عبدالله بن عمرو . ٣٧١٨
- ياأيها الناس! ردوا عليهم نساءهم وأبناءهم فمن تمسك - عبدالله بن عمرو ٣٧١٨
- ياأيها الناس! مالكم حين نابكم شيء في الصلاة أخذتم في التصفيق - سهل بن سعد . ٧٨٥
- يابلال! قم فناد بالصلاة - عبدالله بن عمر ... ٦٢٧
- يأتي على الناس زمان ما يبالي الرجل من أين أصاب المال - أبو هريرة ٤٤٥٩
- يأتي على الناس زمان يأكلون الربا فمن لم يأكله أصابه من غباره - أبو هريرة ٤٤٦٠
- ياجرير! هات طهوراً - جرير بن عبدالله البجلي ٥١
- يارسول الله! ألا تتزوج من نساء الأنصار؟ قال: إن فيهم لغيرة شديدة - أنس بن مالك . ٣٢٣٥
- يارسول الله! أنكح أختي بنت أبي سفيان - أم حبيبة بنت أبي سفيان ٣٢٨٦
- يارسول الله! أنكح عناق؟ فسكت عني فنزلت - مرثد بن أبي مرثد الغنوي ٣٢٣٠
- يارسول الله إن أبي توفي وعليه دين ولم يترك إلا - جابر بن عبدالله ٣٦٦٧
- يارسول الله! إن فلانا نام عن الصلاة البارحة حتى أصبح قال - عبدالله بن مسعود ١٦١٠
- يا رسول الله! إن أمي ماتت أفأتصدق عنها؟ - سعد بن عبادة ٣٦٩٤
- يا رسول الله! إني نسجت هذه بيدي أكسوكها - سهل بن سعد ٥٣٢٣
- يا رسول الله! أي الأعمال أفضل؟ - أبوهريرة ٢٦٢٥
- يا رسول الله! أي الصدقة أفضل؟ - سعد بن عبادة ٣٦٩٥
- يا رسول الله! أي الناس أفضل؟ - أبو سعيد الخدري ٣١٠٧
- يا رسول الله! زوجي طلقني ثلاثا وأخاف أن يقتحم عليّ - فاطمة بنت قيس ٣٥٧٧
- يارسول الله! كيف نصلي عليك؟ فقال رسول الله ﷺ قولوا - أبو حميد الساعدي .. ١٢٩٥
- يارسول الله! لا أطهر أفأدع الصلاة؟ - فاطمة بنت أبي حبيش ٢١٩
- يارسول الله! هل ينفعها أن أتصدق عنها؟ فقال النبي ﷺ: نعم - سعد بن عبادة ٣٦٨٠
- يارويفع لعل الحياة ستطول بك بعدي - رويفع بن ثابت ٥٠٧٠
- ياصاحب السبتيتين! ألقهما - بشير ابن الخصاصية ٢٠٥٠
- ياعائشة! إني ذاكر لك أمراً فلا عليك أن لا تعجلي حتى - عائشة ٣٤٧٠
- ياعائشة! حوليه، فإني كلما دخلت فرأيته ذكرت الدنيا - عائشة ٥٣٥٥
- ياعائشة! لولا أن قومك حديث عهد بجاهلية لأمرت - عائشة ٢٩٠٦
- ياعائشة! ناوليني الثوب - أبو هريرة ٣٨٣

– ياعقبة! ألا أعلمك خير سورتين قرئتا – عقبة ابن عامر ٥٤٣٨

– ياعمار! أما إنك تعلم أنه لا يحل دم امرىء مسلم – عائشة ٤٠٢٣

– ياغلام! هذا أبوك وهذه أمك فخذ بيد أيهما شئت – أبو هريرة ٣٥٢٦

– يافاطمة ابنة محمد! ياصفية بنت عبدالمطلب – عائشة ٣٦٧٨

– يافاطمة أيغرك أن يقول الناس ابنة رسول الله وفي يدها سلسلة من نار – ثوبان مولى رسول الله ﷺ ٥١٤٣

– يافلان! أيما كان أحب إليك أن تمتع به عمرك – قرة بن إياس المزني ٢٠٩٠

– يافلان! مامنعك أن تصلي مع القوم؟ – عمران بن الحصين ٣٢٢

– ياكعب فأشار بيده كأنه يقول: النصف – كعب بن مالك ٥٤١٦

– يامعشر الأنصار! أمسكوا عليكم – يعني أموالكم – لا تعمروها – جابر بن عبدالله ... ٣٧٦٧

– يامعشر التجار! إنه يشهد بيعكم الحلف واللغو فشوبوه بالصدقة – قيس بن أبي غرزة ٤٤٦٨

– يامعشر الشباب! عليكم بالباءة فإنه أغض للبصر – عبدالله بن مسعود ٢٢٤١

– يامعشر النساء! أما لكن في الفضة ماتحلين – أُخت حذيفة .... ٥١٤٠، ٥١٤١

– يبصق عن يساره أو تحت قدمه اليسرى – أبوسعيد الخدري ٧٢٦

– يبعث جند إلى هذا الحرم فإذا كانوا ببيداء من الأرض – حفصة بنت عمر ٢٨٨٢

– يبعث الناس يوم القيامة حفاة عراة غرلا – عائشة ٢٠٨٥

– يتبع الميت ثلاثة: أهله وماله وعمله – أنس ابن مالك ١٩٣٩

– يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون في صلاة الفجر – أبو هريرة ٤٨٦

– يجيء الرجل آخذا بيد الرجل فيقول: ياربّ! هذا قتلني – عبدالله بن مسعود ٤٠٠٢

– يجيء متعلقا بالقاتل تشخب أوداجه دما فيقول – ابن عباس .... ٤٠٠٤، ٤٨٧٠

– يجيء المقتول بالقاتل يوم القيامة ناصيته ورأسه في يده – ابن عباس ٤٠١٠

– يجيء المقتول بقاتله يوم القيامة فيقول: سل هذا فيم قتلني – أبو عمران الجوني عن جندب ٤٠٠٣

– يحرم منَ الرضاع مايحرم من النسب – عائشة ٣٣٠٤

– يحرم من الرضاع مايحرم من الولادة – عائشة ٣٣٠٥

– يحشر الناس يوم القيامة عراة غرلا – ابن عباس ٢٠٨٤

– يحشر الناس يوم القيامة على ثلاث طرائق – أبو هريرة ٢٠٨٧

– يختصم الشهداء والمتوفون على فرشهم إلى ربنا – العرباض بن سارية ٣١٦٦

– يخرب الكعبة ذو السويقتين من الحبشة – أبو هريرة ٢٩٠٧

– يخرج قوم في آخر الزمان، أحداث الأسنان سفهاء الأحلام – علي بن أبي طالب ٤١٠٧

– اليد العليا خير من اليد السفلى – عبدالله بن عمر ٢٥٣٤

– يد المعطي العليا وابدأ بمن تعول، أمك وأباك – طارق المحاربي ٢٥٣٣

– يرحم الله أبا عبد الرحمن، لقد كنت أطيب رسول الله ﷺ – عائشة ٢٧٠٥

– يرخين شبرا قالت: إذًا تبدو أقدامهن؟ – أم سلمة ٥٣٤٠

– يرخين شبرا قالت أم سلمة: إذًا ينكشف عنها – أم سلمة ٥٣٣٩

- يشرب ناس من أمتي الخمر يسمونها - رجل من أصحاب النبي ﷺ ٥٦٦١
- يضحك الله إلى رجلين يقتل أحدهما الآخر كلاهما يدخل الجنة - أبو هريرة ٣١٦٨
- يعجب ربك من راعي غنم في رأس شظية الجبل يؤذن - عقبة بن عامر ٦٦٧
- يعذب الميت ببكاء أهله عليه - عمر بن الخطاب ١٨٥١
- يعذبان وما يعذبان في كبير - ابن عباس ٢٠٧٠
- يعرض على أحدكم إذا مات مقعده من الغداة والعشي - ابن عمر ٢٠٧٣
- يعض أحدكم أخاه كما يعض البكر؟ - يعلى ابن منية ٤٧٦٧
- يعض أحدكم أخاه كما يعض الفحل؟ - عمران بن حصين ٤٧٦٤
- يعمد أحدكم في صلاته فيبرك كما يبرك الجمل - أبو هريرة ١٠٩١
- يعمد أحدكم فيعض أخاه كما يعض الفحل؟ - يعلى بن منية ٤٧٧٦
- يغزو هذا البيت جيش فيخسف بهم بالبيداء - أبو هريرة ٢٨٨٠
- يغسل ذكره ثم ليتوضأ - علي بن أبي طالب ٤٤٠
- يغسل المحرم رأسه، وقال المسور: لا يغسل رأسه، فأرسلني - عبدالله بن عباس والمسور بن مخرمة ٢٦٦٦
- يغسل من بول الجارية ويرش من بول الغلام - أبو السمح ٣٠٥
- يغسل ويكفن في ثوبين ولا يُغطى رأسه - ابن عباس ٢٨٦٠
- يقطع السارق في ثمن المجن - أيمن بن عبيد ٤٩٥٠
- يقولون: إن رسول الله ﷺ أوصى إلى علي رضي الله عنه - عائشة ٣٦٥٤
- يقولون إن النبي ﷺ أوصى إلى عليٍّ! لقد دعا بالطست ليبول فيها - عائشة ٣٣
- يقوم الإمام مستقبل القبلة وتقوم طائفة منهم معه - سهل بن أبي حثمة ١٥٥٤
- يكفي من الغسل من الجنابة صاعٌ من ماء - جابر بن عبدالله ٢٣١
- يمكث المهاجر بعد قضاء نسكه ثلاثا - العلاء بن الحضرمي ....١٤٥٥، ١٤٥٦
- ينطلق أحدكم إلى أخيه فيعضه كعضيض الفحل - سلمة ويعلى ابني أمية ٤٧٦٩
- يهل أهل المدينة من ذي الحليفة، وأهل الشام من الجحفة - عبدالله بن عمر .. ٢٦٥٢، ٢٦٥٣
- يهل أهل المدينة من ذي الحليفة، وأهل الشام من الجحفة - عبدالله بن عمر ٢٦٥٦
- يهود تعذب في قبورها - أبو أيوب الأنصاري ٢٠٦١
- اليهود والنصارى لا تصبغ فخالفوهم - أبوهريرة ٥٠٧٢
- يوشك أن يكون خير مال مسلم غنم يتبع بها شعف الجبال - أبو سعيد الخدري ٥٠٣٩
- يوم الجمعة اثنتا عشرة ساعة لا يوجد فيها عبد مسلم - جابر بن عبدالله ١٣٩٠
- يوم في سبيل الله خير من ألف يوم فيما سواه - عثمان بن عفان ٣١٧٢